# اُردو انسائیکلوپیڈیا

(URDU ENCYCLOPAEDIA)

## عقاب

فیروز سنز لمیٹڈ

اُردو

# اِنسائیکلوپیڈیا

(URDU ENCYCLOPAEDIA)

اُردو میں اپنی نوعیت کی اوّلین کتابِ حوالہ

ادب ○ تاریخ ○ جغرافیہ ○ سوانح ○ سیاسیات

مذہب ○ معاشیات ○ معلوماتِ عامّہ ○ مطالعۂ قدرت

اور تمام سائنسی و تکنیکی موضوعات کو محیط


اِدارۂ تحریر

ڈاکٹر عبدالوحید بی-اے (آنرز) پی-ایچ-ڈی (لندن) ــــــ چیف ایڈیٹر

سیّد سبط حسن | احمد ندیم قاسمی | پروفیسر فیض احمد

سراج الدین ظفر | سعید لخت | حسن عابدی



فیروز سنز لمیٹڈ

لاہور - راولپنڈی - پشاور - حیدرآباد - کراچی

قیمت ۳۰ روپے

# رنگین تصویریں




بارِ اوّل ——— ۱۹۶۲ء

تعداد ——— ۲۰۰۰

مطبوعہ ——— فیروز سنز لمیٹڈ۔ لاہور

طابع و ناشر ——— عبد الحمید خان

قیمت ——— ۳۰ روپے

بک کیس ——— ۳ روپے

# پیش لفظ

اُردُو اِنسائیکلوپیڈیا کی ترتیب و تدوین اَور اس کی اِشاعت کا کام جُوئے شیر لانے سے کم نہیں۔ اپنی اہمیت اَور نوعیت کی بنا پر یہ کام درحقیقت حکومتوں اَور یُونیورسٹیوں کے کرنے کے ہوتے ہیں لیکن قیامِ پاکستان کے بعد ہماری قومی زندگی ذہنی اِنتشار اَور فکری پراگندگی کا اس بُری طرح شکار رہی کہ تعلیمی اَور ثقافتی مسائل عدم توجہی کی بھینٹ چڑھ گئے۔ اب موجُودہ حکومت کے مُثبت اقدامات کے باعث ایک نئے عہد آفرین دَور کا آغاز ہُوا ہے۔ سیاسی اَور اِقتصادی اِصلاحات کے ساتھ تعلیم و ثقافت کی بھی نئی راہیں مُتعیّن ہونے لگی ہیں جو ہمارے نظریاتی عقائد اَور قومی رُجحانات سے ہم آہنگ ہیں لیکن کسی جامع اَور ہمہ گیر پیمانے پر اُردُو زبان و ادب سے متعلق ٹھوس تحقیقی کام کے منصُوبے ہنُوز معرضِ تعویق میں ہیں۔

یہ ایک مُسلّمہ حقیقت ہے کہ کوئی زبان اُس وقت تک صحیح طور پر علمی زبان کا درجہ حاصل نہیں کرسکتی جب تک کہ اُس کے سرمایۂ ادَب میں مُجملہ اَنواع و اَقسام کے عُلوم پر مُستند اَور جامع کُتُب حوالہ جات موجُود نہ ہوں۔ اُردُو کو اُس کا صحیح مقام دِلانے کا یہی جذبہ اِس اَمر کا مُحرّک ہُوا کہ ہم اِس گراں قدر اَور بُنیادی کام کا بیڑا اُٹھائیں اَور اُردُو کے اوّلین اِنسائیکلوپیڈیا کی تدوین کی ذِمّہ داری تن تنہا اپنے سَر لیں۔ ہماری یہ کاوش اُردُو کی تاریخ میں اپنی نوعیت کی پہلی کوشش ہے اَور اِس اِعتبار سے مُمکن ہے کہ اس میں کہیں کہیں خامیاں اَور کوتاہیاں نظر آئیں۔

اِس اِنسائیکلوپیڈیا کی ترتیب و تالیف کے لیے ۱۹۵۲ء میں فیروزسنز کے شعبۂ تصنیف و تالیف کی زیرِ نگرانی ایک بورڈ قائم کیا گیا تھا جس نے کئی ماہ کی تحقیق و کاوش کے بعد تمام ضرُوری اَلفاظ کی فہرست مُرتّب کی۔ پھر مختلف اہلِ علم حضرات کو موضُوعات دے کر ان سے مضامین لکھوائے گئے۔ یہ اہلِ علم حضرات اساتذہ، پروفیسر، اُدبا، شُعرا

اور صحافی تھے۔ محض مضامین کی فراہمی نے ۵۔۶ سال لیے۔ اس کے بعد ایڈیٹروں کے بورڈ نے ان پر نظر ثانی کی اور اس امر کا خاص خیال رکھا کہ اندازِ بیان میں زیادہ سے زیادہ یک رنگی اور مماثلت پیدا کی جائے۔

ظاہر ہے کہ ایک ناشر کے، خواہ وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو، وسائل محدود ہوتے ہیں اور وہ کسی ایک کتاب کی طباعت و اشاعت پر اتنا ہی سرمایہ اور وقت لگا سکتا ہے جتنا کہ اس کے تجارتی مصالح اجازت دیں۔ کسی کتاب پر آٹھ دس سال کی مدت اور ہزاروں نہیں لاکھوں روپیہ صرف کرنا موجودہ دور میں کسی پاکستانی ناشر کے بس میں نہیں اور پھر ایسی صورت میں جبکہ وہ اس بارے میں متذبذب ہو کہ اس کی یہ سعی مشکور بھی ہوگی یا نہیں۔ یہ محض تائید ایزدی ہی تھی جس کی بنا پر ہم نے ایسے عظیم الشان کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا جس کی آج تک کسی سرکاری یا نجی ادارے کو توفیق نہیں ہوئی اور اگر کسی نے کمر ہمت کسی بھی تو ابتدائی مراحل ہی میں یہ بھاری پتھر چوم کر چھوڑ دیا۔

ظاہر بین نگاہیں شاید اس انسائیکلو پیڈیا کا دنیا کی ترقی یافتہ زبانوں کے انسائیکلو پیڈیاؤں سے موازنہ کریں۔ اس سلسلے میں انھیں یہ حقیقت فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ یہ ایک ایسی زبان کا انسائیکلو پیڈیا ہے جو ابھی گھٹنوں چل رہی ہے۔ ترقی یافتہ زبانوں کے انسائیکلو پیڈیا مدتوں کی اصلاحات و ترامیم کے بعد موجودہ صورت تک پہنچے ہیں اور اس پر بھی انھیں صحیح ترین یا جامع و مانع نہیں کہا جا سکتا۔ فیروز سنز کے اس انسائیکلو پیڈیا کو ہمیشہ یہ فخر حاصل رہے گا کہ اس نے آیندہ وسیع تر اور صحیح تر کام کے لیے دوسروں کو راہ سجھائی ہے۔

ہم نے اس مہتم بالشان کام میں حتی المقدور اعتدال کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا اور اسے محض ادبا اور مفکرین کے مخصوص طبقات کے بجائے عام اردو دان طبقے کی افادیت کے لیے مرتب کیا ہے۔ جن مخصوص نقطہ ہائے نگاہ کے پیش نظر اس کی ترتیب و تدوین عمل میں آئی ہے، ان کا بیان اس لیے ضروری ہے کہ اس انسائیکلو پیڈیا سے وہی توقعات رکھی جائیں جن کے تحت اسے مدون کیا گیا ہے:۔

۱۔ حتی الامکان جملہ علوم و فنون سے متعلق اہم اور ضروری معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

۲۔ مستند مواد کو ایسی سلیس و عام فہم زبان و اسلوب میں مرتب کیا گیا ہے جس سے خاص و عام کما حقہٗ استفادہ کر سکتے ہیں۔

۳۔ یہ انسائیکلو پیڈیا جہاں اہل علم طبقے کے لیے رہبری اور ان کی ضروریات کی تکمیل کا باعث ہوگا، وہاں عام اردو دان، اخبار بین طبقہ اور طلبہ کی معلومات کے لیے بھی سند کا کام دے گا۔

۴۔ دور حاضر کی سائنس سے متاثرہ زندگی میں آسانیاں پیدا کرنے کے لیے سائنسی اور فنی اصطلاحات کی وضاحت نہایت عام فہم اور سہل انداز میں کی گئی ہے تاکہ قارئین کے لیے نامانوس تشریحات گرانی کا موجب نہ بنیں۔

۵۔ ہر موضوع کی تشریح و توضیح ایجاز و جامعیت کے بُنیادی اصُولوں پر عمل پیرا ہوتے ہُوئے اختصار سے کی گئی ہے اور جزئیات اور غیر ضروری طوالت سے پرہیز کیا گیا ہے۔

۶۔ چُونکہ یہ انسائیکلوپیڈیا عام پڑھے لکھے طبقے کے لیے مرتب کیا گیا ہے۔ اس لیے اس کی تیاری میں اس امر کا خاص اہتمام کیا گیا ہے کہ ان معلُومات کی بُنیاد اوسط درجے کے اُس علم و ادب، تاریخ و ثقافت اور سائنسی و تکنیکی علوم پر رکھی جائے جس سے وُہ آشنا ہے۔

۷۔ عنوانات و موضوعات کے انتخاب میں توازن قائم رکھتے ہُوئے کوشش کی گئی ہے کہ ادب، مذہب، تاریخ، جغرافیہ، سیاسیات، معاشیات، سوانح، مطالعۂ قدرت اور تکنیکی علوم اس طرح باہم متوازن ہو جائیں کہ کوئی حصّہ دُوسرے عنوانات کے مقابلے میں تشنہ نہ رہ جائے۔

۸۔ اس امر کی خاص طور پر کوشش کی گئی ہے کہ پاکستان کے تاریخی، مذہبی، ثقافتی اور معاشرتی پہلوؤں سے متعلق ایسے موضوعات کو زیادہ سے زیادہ نمائندگی دی جائے جو قومی و ملّی تصوّر کی تعیین و تشخیص میں ممد و معاون ثابت ہوں۔

عام اور مروّجہ قاعدے کے مطابق یہ انسائیکلوپیڈیا بھی باعتبار حروفِ تہجّی مرتب کیا گیا ہے اور ہر صفحے کی پیشانی پر دائیں جانب پہلے کالم کی افتتاحی سُرخی اور بائیں طرف دُوسرے کالم کی اختتامی سُرخی دی گئی ہے ظاہر ہے کہ اس سے مطلوبہ موضوعات و عنوانات تلاش کرنے میں کسی قسم کی کد و کاوش کا اندیشہ نہیں رہتا لیکن اس کے باوُجود آخر میں ایک جامع اشاریہ (انڈکس) شامل کیا گیا ہے تاکہ قاری کو مختلف صفحات پر بکھرے ہُوئے ایک ہی قسم کے موضوعات سے متعلق مواد تلاش کرنے میں آسانی رہے اور ورق گردانی میں وقت ضائع نہ ہو۔

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے، زیرِ نظر انسائیکلوپیڈیا کی ترتیب و تدوین کا کام ۹ سال پہلے شرُوع کیا گیا تھا۔ جب سے اب تک تاریخِ عالم میں سیکڑوں انقلابات آ چکے ہیں۔ متعدد ممالک کے سیاسی حالات اور جغرافیائی حُدود میں تغیّر و تبدّل ہو چکا ہے۔ حتیٰ کہ علمی، سائنسی اور سیاسی رجحانات بھی ان تبدیلیوں سے محفوظ نہیں رہے۔ مرتبین نے امکان بھر سعی کی ہے کہ کم از کم تاریخِ طباعت تک یہ انسائیکلوپیڈیا حالاتِ حاضرہ سے ہم آہنگ رہے۔ اس مقصد کے حصُول کے لیے پرُوفوں میں ترمیم و تنسیخ کے علاوہ پلیٹوں پر بھی متعدد بار حک و اضافہ کیا گیا۔

برسوں کی یہ محنت و کاوش جہاں ایک خوش آیند خواب کی تعبیر بن کر ہمارے لیے وجہِ افتخار ہے وہاں اس کی ترتیب و تدوین میں سخت دُشواریوں اور مشکلات پر کامیابی سے عبور ہمارے لیے انتہائی طمانیت کا

موجب ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جن بلند عزائم کے تحت ہم نے یہ گراں بہا قومی، ادبی اور ثقافتی کام شروع کیا تھا وہ بکمال خوش اسلوبی انجام پا چکا ہے۔

ہم بہی خواہانِ اُردو سے بجا طور پر اس امر کے متوقع ہیں کہ وہ اُردو کے اس اوّلین انسائیکلوپیڈیا کو تعمیری نقطۂ نظر سے ملاحظہ فرمائیں گے اور اس میں جو فروگزاشتیں اور خامیاں رہ گئی ہوں اُن سے ہمیں مطلع فرمائیں گے تاکہ نقشِ ثانی نقشِ اوّل سے بہتر صورت میں پیش کیا جا سکے۔ تعمیری تنقید جہاں اس انسائیکلوپیڈیا کے آیندہ ایڈیشنوں کو زیادہ جامع و مانع بنانے میں ممد و معاون ہوگی، وہاں ہماری رہنمائی اور حوصلہ افزائی کر کے وسیع تر ادبی خدمات کے مواقع مہیا کرے گی۔ محض تنقیص، جو بعض شکست خوردہ ذہنیت کے مالک حلقوں کا شیوہ بن کر رہ گئی ہے، نہ علم و ادب کی خدمت ہوگی اور نہ اس سے ہماری زبان کی نشو و نما کو فائدہ پہنچے گا۔ اُردو کے اس پہلے انسائیکلوپیڈیا کی محض افادیت ہی ان شاء اللہ اس کی مقبولیت کی ضامن ہوگی اور یہ خاموش ادبی کارکنان کی خدمت کا ایک ناقابلِ فراموش اور ٹھوس کارنامہ ہوگا۔

عبدالوحید

# آ

**آبادان۔** ایران کا ایک جزیرہ جو دریائے شط العرب کے دہانے پر اور خلیج فارس کے شمال میں واقع ہے۔ ۱۹۰۹ء میں اینگلو ایرانین آئل کمپنی نے اس کو ٹھیکے پر حاصل کر کے اس میں تیل صاف کرنے کے کارخانے قائم کئے جس کے بعد یہ آبادی آبادان کے نام سے مشہور ہو کر ایک شہر اور اعلیٰ بندرگاہ کی شکل اختیار کر گئی ہے۔

**آبادکاری** کسی ملک کے باشندوں کا ایک ملک کی جغرافیائی حدود سے باہر یا اپنی جنم بھومی سے نقل مکانی کر کے کسی غیر آباد علاقے میں جا بسنا آبادکاری کہلاتا ہے۔ آسٹریلیا میں زیادہ تر برطانوی آبادکار آباد ہیں جو اٹھارویں اور ۱۹ویں صدی میں وہاں گئے۔ امریکہ میں بیشتر یورپین آبادکار آباد ہیں۔ پنجاب کے نیلی بار، گنجی بار اور دیگر نو آباد علاقے پنجابی آبادکاروں کی محنت و مشقت کا ثمرہ ہیں۔ آج کل تھل کے علاقے میں آبادکاری ہو رہی ہے۔

**آبادکاری معذوروں کی۔** معذوروں اور اپاہجوں کی تربیت اور مدد کے سلسلے میں اقوام متحدہ کی نگرانی میں بین الاقوامی ادارہ محنت نمایاں خدمات انجام دے رہا ہے۔ چنانچہ یہ ادارہ آسٹریا، برازیل، برما، لنکا، گوئٹے مالا، یونان، انڈونیشیا اور یوگوسلاویہ میں اندھوں، اپاہجوں، گونگوں اور معذور سپاہیوں کی امداد کے سلسلے میں مقامی حکومتوں کے تعاون سے مفید خدمات انجام دے رہا ہے۔ بعض مقامات پر یہ ادارہ عالمی ادارہ صحت کے ساتھ مل کر معذوروں کی مدد کر رہا ہے۔

**آبادی۔** تمام مہذب ممالک میں مقررہ میعاد کے بعد سرکاری طور پر آبادی کے اعداد و شمار جمع کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ پاکستان، ہندوستان اور برطانیہ وغیرہ میں ہر دس سال کے بعد جنس، پیشہ، مذہب، عمر، زبان اور تعلیم کے لحاظ سے اعداد و شمار فراہم کئے جاتے ہیں۔

۱۹۶۱ء کی مردم شماری کے مطابق پاکستان کی آبادی ۹ کروڑ ۳۸ لاکھ بارہ ہزار ہے۔

کل دنیا کی آبادی اقوام متحدہ کے ۱۹۵۹ء کے تخمینے کے مطابق ۲ ارب ۸۵ کروڑ بیس لاکھ ہے۔ براعظموں کے اعتبار سے اس کی تقسیم یہ ہے۔

| | رقبہ (مربع میل) | آبادی |
|---|---|---|
| ایشیا | ایک کروڑ ۷۸ لاکھ ۵۸ ہزار | ۱ ارب ۵۹ کروڑ ۲۰ لاکھ |
| یورپ | بیس لاکھ ۵۸ ہزار | ۴۱ کروڑ ۱۰ لاکھ |
| افریقہ | ایک کروڑ ۱۱ لاکھ ۹۹ ہزار | ۲۳ کروڑ |
| امریکہ شمالی | ۹۰ لاکھ ۲۷ ہزار | ۲۰ کروڑ ۳۴ لاکھ ۲۸ ہزار |
| امریکہ جنوبی و وسطی | ایک کروڑ ۵ لاکھ ۲۹ ہزار | ۱۰ کروڑ ۷۰ لاکھ |
| آسٹریلیا، نیوزی لینڈ وغیرہ | ۳۲ لاکھ | ایک کروڑ ۵۰ لاکھ |

**آبادی کا دباؤ۔** اقوام متحدہ نے اعداد و شمار کی بناء پر بتایا ہے کہ ۱۹۵۰ء اور ۱۹۵۵ء کے اندر دنیا کی آبادی میں ۹ کروڑ انسانوں کا اضافہ ہوا ہے اور اگر اضافے کی یہی رفتار قائم رہی تو یہ آبادی ۱۹۶۰ء سے ۱۹۷۰ء تک دس کروڑ اور بڑھ جائے گی۔

۱۹۳۰ء میں کل آبادی دو ارب تھی۔ ۱۹۶۲ء میں تین ارب کے لگ بھگ ۱۹۷۵ء میں چار ارب ۱۹۹۰ء میں پانچ ارب اور اس صدی کے آخر تک چھ ارب ہو جائے گی۔ اس اضافے کا تناسب غریب ملکوں میں دو فیصدی اور بعض میں تین فیصدی ہے اور خوشحال ملکوں میں ایک فیصدی سے بھی کم ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ غریب ملکوں میں اولاد زیادہ پیدا ہوتی ہے اور خوشحال ملکوں میں کم اور اگر غریب ملکوں کا معیار زندگی کسی طرح بلند کر دیا جائے تو وہاں بھی اولاد کم پیدا ہونے لگے۔ اور اس طرح خود بخود آبادی کے اس اضافے کے لئے روک پیدا ہو جائے۔

**آبادی کا علم** (DEMOGRAPHY) انسانوں کی پیدائش اور موت کے اعداد کی روشنی میں مسئلہ آبادی کا مطالعہ کرنا اب باقاعدہ علم بن گیا ہے۔ اس علم کے ماہرین آبادی کے مختلف

قدیم وجدید نظریوں کا تجزیہ کرتے ہیں جو آبادی کی کثرت و قلت کے اسباب کی تحقیق کرتے ہیں۔ کسی ملک کی آبادی، معیار زندگی، ذرائع معاش اور سامان غذا میں جو رشتہ پایا جاتا ہے اس کی چھان بین کرتے ہیں اور پھر دنیا کی بڑھتی ہوئی آبادی کو کنٹرول کرنے کے طریقے تجویز کرتے ہیں۔

**آبادی کے نظریے۔** ابتدائی پتھر کے زمانے میں (پچاس ہزار تا ۱۵ ہزار قبل مسیح) انسان کی زندگی کا دارومدار جنگلی جانوروں کے شکار پر تھا وہ غاروں میں رہتا تھا۔ بیماریوں سے بچنے اور دوا علاج کے طریقوں سے ناواقف تھا۔ آبادی بہت تھوڑی تھی، چھوٹے چھوٹے قبیلوں میں بٹی ہوئی تھی اور شرح اموات بہت زیادہ تھی۔ بالخصوص بچوں میں۔ اس وقت انسان کا سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ آبادی کو کس طرح بڑھایا جائے۔ اس لئے انسان نے عورت کے بت بنا کر اس کی پوجا شروع کر دی۔ کیونکہ مادہ ہی اس کی نگاہ میں تخلیق اور افزائش نسل کا سرچشمہ تھی۔ چنانچہ ماتا دیوی کے مٹی کے بت بنے جن میں جنسی اعضاء پیٹ، پستان وغیرہ۔

———

— مبالغہ آمیز طور پر نمایاں تھے دنیا کے ہر حصے میں پائے گئے ہیں۔

اب سے ڈھائی ہزار برس پیشتر جب یونان کی آبادی بڑھنے لگی اور خوراک کی قلت ہونے لگی تو آبادی کو گھٹانے کا سوال پیدا ہوا۔ اہل ایتھنز کے نزدیک بڑھتی ہوئی آبادی کا ایک علاج ترک وطن تھا۔ دوسرا نوزائیدہ بچوں اور اپاہج بوڑھوں کا قتل۔ اپاہج بوڑھوں کو جادوگر کہہ کر قتل کر دینے کا رواج دوسرے ملکوں میں بھی تھا۔ کیونکہ انہیں معاشرے کے لئے بیکار خیال کیا جاتا ہے۔ نوزائیدہ بچوں کو قتل کر دینے کا رواج زمانہ جاہلیت کے عربوں میں بھی تھا۔

اہل روما کہ جہاں بانی اور ملک گیری کے دلدادہ تھے، آبادی بڑھانے پر زور دیتے تھے کیونکہ انہیں فوج کے لئے سپاہیوں کی ضرورت رہتی تھی۔ وہاں مجرد لوگوں اور مردوں پر پابندیاں لگائی جاتی تھیں اور زیادہ اولاد والوں کو انعام ملتا تھا۔ جوان بیوہ عورتوں کی شادی لازمی تھی۔ مرد کو ۲۴ برس اور عورت کو ۲۰ برس کی عمر تک شادی کر کے بچے پیدا کرنا ضروری تھا۔ جو لوگ اس قانون کی پابندی نہیں کرتے تھے ان کو ورثے سے محروم کر دیا جاتا تھا۔ اس کے برعکس بازنطینی سلطنت میں کہ مسیحی تعلیم سے متاثر تھی، رہبانیت کو اچھی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔

یورپ میں صنعتی انقلاب کے ابتدائی دور میں صنعتی اور فوجی ضروریات کے تحت آبادی بڑھانے کے نظریئے زیادہ مقبول ہوئے۔ مگر انیسویں صدی اور موجودہ صدی میں اکثر ملکوں میں آبادی کو کنٹرول کرنے پر زیادہ زور دیا جاتا ہے اور خاندانی منصوبہ بندی اور ضبط تولید کی تبلیغ کی جاتی ہے۔

**آبپاشی۔** زرعی زمین کو مصنوعی طریقے سے سیراب کرنے کا عمل آبپاشی کہلاتا ہے۔ اس کے دو طریقے ہیں۔ پہلا ذریعہ بارش اور دوسرا بارش کے پانی کو کسی صورت میں آبپاشی کے قابل بنا لینا۔ بارش کا کچھ پانی زمین میں جذب ہو جاتا ہے اور کچھ ندی نالوں کی صورت میں بہہ جاتا ہے جسے کنوؤں، نہروں، تالابوں اور مشینی کنوؤں کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے۔ یہ طریق آبیاری قدرتی ذرائع کے مقابلے میں زیادہ قابل اعتماد ہوتا ہے۔ مثلاً نہروں سے ایک تو پانی بوقت ضرورت بافراط اور بلا مشقت تھوڑے داموں پر مل جاتا ہے دوسرے اس میں ایسے اجزاء ملے ہوتے ہیں جو زمین کی زرخیزی بڑھانے میں مدد دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے نہری علاقے چاہی اور بارانی علاقوں کی نسبت بہت زیادہ پیداوار دیتے ہیں پاکستان کی تمام بڑی بڑی منڈیاں نہری علاقوں ہی میں ہیں۔

نہری آبیاری کا سب سے بڑا علاقہ پنجاب ہے یہاں ہر دریا سے دو نہریں نکالی گئی ہیں ان بڑی نہروں کے علاوہ بے شمار چھوٹی چھوٹی بارانی نہریں بھی ہیں سندھ میں سکھر بیراج سے سات بڑی بڑی نہریں نکلتی ہیں جو سندھ کے ریگستان کو سیراب کرتی ہیں اب کوٹری بیراج کی تعمیر سے سندھ کے زیریں حصے کو سرسبز اور شاداب کرنا مقصود ہے۔

جن میدانی علاقوں میں نہریں نہیں ہیں وہاں کنوؤں سے آبپاشی کی جاتی ہے لیکن پانی کی بڑھتی ہوئی ضرورت کے پیش نظر اب وہاں ٹیوب ویل لگائے جا رہے ہیں۔

**آب پیما** (HYDROMETER) اگر کسی چیز کو ہوا میں تولا جائے اور پھر پانی میں تو اس کا وزن ہوا میں کئے ہوئے وزن سے کم ہوگا۔ وزن کی یہ کمی اتنے ہی حجم کے پانی کے وزن کے برابر ہوگی اسی اصول کے ماتحت اجسام اور مائعات کا وزن مخصوص یا کثافت اضافی

دریافت کی جاتی ہے۔ آب پیما سے بآسانی مائعات کی کثافت اضافی کا پتہ چل جاتا ہے۔ اس آلہ کی اساس بھی مندرجہ بالا اصول پر ہے۔ چونکہ مختلف مائعات کی کثافت میں فرق ہوتا ہے لہذا آب پیما مختلف قسم کے مائع میں مختلف بلندی پر ٹھہرے گا۔ اسے اگر پارے میں ڈالا جائے تو اس کا بہت کم حصہ ڈوبے گا (کیونکہ پارا کافی بھاری ہوتا ہے) اگر اسے دودھ میں ڈالا جائے گا۔ تو زیادہ ڈوب جائے گا۔ پانی میں اس کی بلندی کچھ اور ہو گی خالص دودھ میں کچھ اور۔ پس اس آلہ کی مدد سے مختلف مائعات کے خالص ہونے یا ان میں ملاوٹ کا فوراً پتہ چل جاتا ہے۔ مثلاً اس کے ذریعے سے فوراً معلوم ہو جائے گا کہ سپرٹ میں الکحل کم ہے یا ٹھیک مقدار میں ہے۔ تیزاب بڑے بڑے برتنوں میں جمع کیا جاتا ہے۔ اسے پرکھنے کے لئے کسی پمپ سے تھوڑا سا تیزاب لے کر اس ڈبہ میں ڈال دیتے ہیں۔ جیسی کہ جب ہوتا ہے۔ آب پیما کی ڈنڈی پر نشانات بنے ہوتے ہیں جن کے ذریعہ معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ اس میں کتنی ملاوٹ ہے۔

## آب ترسی

**آب ترسی** (Hydrophobia) پانی کا ڈر۔ یہ ایک سریع ہلاکت پیدا کرنے والا مرض ہے۔ جو عام طور پر گرم خون والے حیوانات میں پیدا ہو سکتا ہے۔ ایک مریض جانور، انسان یا دوسرے کسی جانور کو کاٹ لے تو اس میں بھی یہ مرض پیدا ہو جاتا ہے۔ ایک سے تین ماہ کے اندر اور شاذ و نادر چھ ماہ کے عرصہ کے بعد بھی اس کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ جس قدر زخم دماغ سے زیادہ قریب ہو گا اسی قدر جلد اثر ہو گا۔

اس مرض کی دو شکلیں ہیں۔ ہیجانی اور سکونی۔ ہیجانی میں سخت جوش و خروش ہوتا ہے۔ لیکن سکونی میں مریض خاموش، اداس اور افسردہ رہتا ہے۔ پالتو کتوں میں اکثر یہ بیماری سکونی ہوتی ہے۔

کتا پانی سے نہیں ڈرتا۔ البتہ جب ایسا کتا کسی انسان کو کاٹ لے تو وہ پانی سے خوف کھانے لگتا ہے۔ یہاں تک کہ پانی کا نام سن کر اسے تشنجی دورے پڑنے لگتے ہیں ایسا مریض کتا دو سے چھ دن کے اندر اندر مر جاتا ہے اگر کسی شخص کے کوئی کتا کاٹ لے تو فوراً اسے پکڑ کر باندھ دینا چاہیے۔ اگر وہ دس دن کے اندر اندر مر جائے تو سمجھ لینا چاہیے کہ کتا مریض ہے۔ اس مرض کے لئے لوئی پاسچر نے ایک خاص ٹیکہ دریافت کیا تھا۔ جو پیٹ میں لگایا جاتا ہے۔ آج کل ہر ہسپتال میں کتوں کے کاٹے کے علاج کے لئے الگ شعبہ موجود ہے۔

**آبتین۔** فریدوں کے باپ، خاندان پیشدادیان فارس کے ساتویں بادشاہ کا نام ہے۔ جو جمشید شاہ ایران کی نسل سے تھا۔

**آب حیات۔** آب حیات ایک خیالی چشمہ ہے جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ اس کا پانی پی کر آدمی ہمیشہ کی زندگی حاصل کر سکتا ہے۔ آب حیات کے متعلق بہت سی روایات مشہور ہیں جن میں سے حضرت خضر اور سکندر کی کہانی بہت مقبول ہے۔ اس کہانی کے مطابق سکندر حضرت خضر کی رہنمائی میں چشمۂ حیوان تک پہنچا حضرت خضر نے چشمے کا پانی پیا مگر سکندر چشمے کا راستہ بھول گیا۔ اسی لئے سکندر کو ہمیشہ کی زندگی نصیب نہ ہوئی۔

**آب حیات۔** شمس العلماء مولانا محمد حسین آزاد کی شہرہ آفاق تصنیف۔ جس میں اردو شاعروں کا تذکرہ اور ان کا منتخب کلام درج ہے۔

**آب دوز** (Submarine) ایک چھوٹی جنگی کشتی جو سطح آب کے نیچے بھی چل سکتی ہے۔ اور اوپر بھی۔ اس میں حوض نصب ہوتے ہیں۔ جن میں حسب ضرورت پانی بھر کر کشتی کو زیر آب رکھا جاتا ہے۔ جب یہ پانی نکال دیا جاتا ہے تو کشتی اوپر آجاتی ہے۔ پانی کی سطح پر ساتھ سے
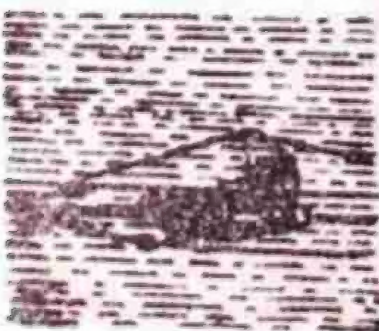
سمندری جہازوں کی طرح ڈیزل انجن سے چلنے والی پتواروں کے ذریعہ چلتی ہے۔ یہ انجن جنریٹروں کو چلا کر بجلی بھی پیدا کرتی ہے۔ اس بجلی کو بیٹریوں میں بھر لیا جاتا ہے جب کشتی پانی کے نیچے چلتی ہے تو ان بیٹریوں سے جنریٹر (Generator) چلانے کا کام لیا جاتا ہے۔ اب یہ جنریٹر موٹر کا کام دیتے ہیں جو پتواروں کو گھماتے ہیں۔ اس طرح آب دوز پانی کے اندر چلتی رہتی ہے۔ سطح آب کی اشیاء دیکھنے کے لئے ایک لمبی نلکی کی شکل کا آلہ ہوتا ہے جسے پیری سکوپ Periscope کہتے ہیں۔ اس میں بلوریں شیشے کے ٹکڑے جڑے ہوتے ہیں۔ جن کی مدد سے آب دوز چلانے والے پانی کے اندر ہوتے ہوئے بھی سطح آب سے اوپر کی اشیاء کو دیکھ سکتے ہیں۔

آب دوز کشتی کی ابتداء ۱۶۲۰ء میں ہوئی لیکن جنگی اغراض کے لئے اسے سب سے پہلے ۱۷۷۶ء میں تیار کیا گیا۔ مگر ۱۸۶۴ء میں امریکی خانہ جنگی کے زمانے میں پہلی آب دوز ایک جنگی جہاز کو غرق کرنے میں کامیاب ہوئی۔

**آب رسانی**۔ دیہات، قصبات اور چھوٹے شہروں میں کنوؤں یا دستی نلوں سے پانی حاصل کیا جاتا ہے لیکن بڑے شہروں میں کثرت آبادی کے باعث آب رسانی کا یہ طریق تسلی بخش نہیں۔ شہر کی ضرورت کے مطابق کسی قریبی دریا، نہر یا تالاب سے پانی حاصل کیا جاتا ہے۔ اگر ایسی صورت نہ ہو تو شہر سے مختلف فاصلے پر کنویں کھودے جاتے ہیں اور ان کا پانی انجنوں کے ذریعہ بلندی پر بنائے ہوئے خزانوں میں جمع کر لیا جاتا ہے۔ اور اسے مختلف نالیوں سے ہر شہر کی آلودگیوں اور جراثیم سے پاک کر کے عوام کے گھروں تک پہنچایا جاتا ہے اس طریق آب رسانی کو واٹر ورکس کہتے ہیں۔



**آبرلینڈر، ڈاکٹر تھیوڈور (Auberlande r, Dr. Theodore)**

مغربی جرمنی کے وزیر مہاجرین ڈاکٹر تھیوڈور آبرلینڈر ۱۹۰۵ء کو میونخ (جرمنی) میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۳ء میں میٹرک کیا۔ پھر میونخ، ہمبرگ اور برلن میں زرعی تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں کوبلنز کے علاقے میں ایک تجرباتی فارم میں کام کرتے رہے۔ انہوں نے برلن یونیورسٹی سے ڈاکٹر آف ایگریکلچر اور کونگس برگ سے ڈاکٹر آف پولیٹکل اکانومی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ ۱۹۳۰ء میں انہوں نے زرعی اراضی کو قومی ملکیت بنانے کے طریقوں کا مطالعہ کرنے کے لئے روس، چین، جاپان، کینیڈا اور امریکہ کا دورہ کیا۔ ۱۹۳۲ء میں وہ ایک مطالعاتی دورے پر روس اور ترکی گئے۔ ۱۹۳۳ء میں وہ ڈانزگ میں ایگریکلچرل پالیٹکس کے پروفیسر اور مشرقی یورپی اقتصادیات کے ادارے کے ڈائرکٹر مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۷ء میں وہ فوج میں شامل ہو گئے۔

لیکن ۱۹۴۰ء میں وہ پراگ میں پروفیسر مقرر ہو گئے۔ دسمبر ۱۹۴۰ء میں دو ماہ بعد پھر فوج میں چلے گئے۔ انہوں نے ایک کپتان کی حیثیت سے روس کے خلاف جنگ میں حصہ لیا۔ ۱۹۴۳ء میں انہیں واپس بلا لیا گیا اور ہٹلر کے حکم سے نظر بند کر دیا گیا۔ ۱۹۴۵ء میں پھر فوج میں شامل ہوئے لیکن قید ہو گئے۔ ۱۹۴۶ء میں آزاد ہوئے۔ دسمبر ۱۹۵۰ء میں نائب وزیر مہاجرین مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۱ء میں فیڈرل جرمن پارلیمنٹ کے رکن بنے اور ۲۰ اکتوبر ۱۹۵۳ء کو انہیں وزیر مہاجرین بنا دیا گیا۔

**آبرو**۔ اصل نام نجم الدین۔ مبارک شاہ کے نام سے مشہور تھے۔ آبرو تخلص۔ گوالیار میں ۱۶۹۲ء میں پیدا ہوئے۔ شاہ محمد غوث گوالیاری کی اولاد میں سے تھے۔ بچپن ہی میں دہلی آ گئے۔ ایک آنکھ سے معذور تھے۔ مرزا مظہر جان جاناں سے اکثر ان کی چشمک رہتی تھی اور وہ ان کی اس معذوری پر خوب پھبتیاں اڑاتے تھے۔

آپ ولی دکنی کے ہم عصر اور خان آرزو کے شاگرد تھے۔ آبرو ان شعرائے متقدمین میں سے ہیں جنہوں نے ولی سے متاثر ہو کر شمالی ہند میں اردو شاعری کا آغاز کیا۔ آپ صاحب دیوان تھے۔ لیکن یہ دیوان ہنگامہ ۱۸۵۷ء میں تلف ہو گیا۔ مثنوی "آرائش معشوق" آپ ہی کی تصنیف ہے

آپ ابہام اور استعارے کے بادشاہ تھے [illegible] میں ۵۵ برس کی عمر میں وفات پائی۔

**آب زمزم** ۔ دیکھو زم زم۔

**آبشار** (جھرنے) دریاؤں کی گزرگاہ میں ایسے مقامات آتے ہیں۔ جہاں کوئی پتھریلی تہ نرم مٹی کی تہ سے آن ملتی ہے۔ نرم مٹی رفتہ رفتہ پانی کے دھارے کے ساتھ بہہ جاتی ہے اور سخت چٹان چھجے کی شکل میں نکل آتی ہے۔ اس چٹان پر سے جو پانی نیچے گرتا ہے۔ اس کو آبشار کہتے ہیں۔

بعض مرتبہ ارضیاتی ساخت میں کسی اچانک تبدیلی آجانے سے بھی آبشار بن جاتی ہے۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور کینیڈا کے درمیان دریائے نیاگرا پر ۱۵۸ فٹ اونچی آبشار ہے۔ جسے آبشار نیاگرا کہتے ہیں۔ شمالی روڈیشیا (افریقہ) میں دریائے زمبزی پر آبشار وکٹوریہ کی بلندی ۴۰۰ فٹ ہے۔ لیکن برطانوی گی آنا (Br. Guiana) کا کیٹور (Kaieteur) آبشار ۸۲۲ فٹ اونچی ہے۔ پاکستان کے پہاڑی علاقوں میں اکثر مقامات پر ندیاں آبشار بناتی ہیں۔ آبشار کی خوبصورتی کا انحصار پانی کی مقدار پر نہیں بلکہ بلندی سے گرنے پر ہوتا ہے۔

**آبشار نیاگرا** (Niagra) دنیا کی سب سے خوبصورت، شاندار اور پرشور آبشار امریکہ میں واقع ہے۔ دریائے نیاگرا کے وسط میں جزیرہ گوٹ واقع ہے جس کی وجہ سے یہ آبشار دو حصوں میں بٹ جاتی ہے۔ مغربی حصے کو کینیڈین (Canadien) مشرقی کو امریکن کہتے ہیں۔ نیاگرا کی بلندی قریباً ایک سو اٹھاون فٹ ہے۔ ایک منٹ کے مختصر سے وقفے میں ایک کروڑ پچاس لاکھ کیوبک فٹ یعنی چار لاکھ ستر ہزار ٹن سے زیادہ پانی اس آبشار کے دہانے سے طرح طرح کی ہولناک آوازیں پیدا کرتا ہوا گرتا ہے۔
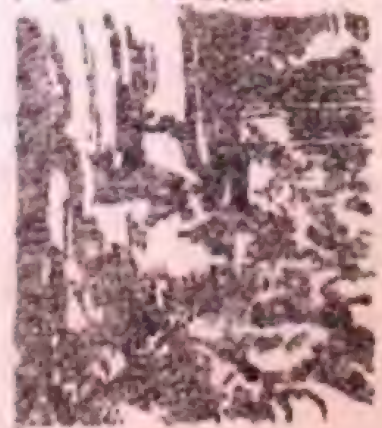
سردیوں میں آبشار کے کچھ حصے جم جاتے ہیں اور دھوپ میں کسی عظیم الشان عمارت کے مرمریں ستون معلوم ہوتے ہیں۔ اس کی عظمت لمبائی چوڑائی کی بجائے ان خوشنما نظاروں کی بدولت ہے جو قدرت نے اسے بخش رکھے ہیں۔

آبشار نیاگرا سے تقریباً چالیس لاکھ کلوواٹ بجلی حاصل کی جاتی ہے۔ لیکن اگر اس سے پورا فائدہ اٹھایا جائے تو یہ طاقت اور بھی بڑھ سکتی ہے۔

**آبشار وکٹوریا** (Victoria) براعظم افریقہ کے علاقہ شمالی روڈیشیا (Rhodesia) میں واقع ہے۔ دنیا کی سب سے بڑی آبشار ہے۔ اس کی اونچائی تقریباً (۴۰۰) چار سو فٹ ہے دریائے زمبزی (Zambezi) جو اس آبشار کا منبع ہے۔ آبشار کے مقام پر ایک میل کے قریب چوڑا ہے۔

۱۸۵۵ء میں برطانیہ کے مشہور سیاح ڈیوڈ لونگ سٹون (David Living Stone) نے اسے دریافت کیا تھا اور اس کا نام آبشار وکٹوریا رکھا۔

افریقہ کے اصلی باشندے اس آبشار کو دیوتا مانتے اس کی پوجا کرتے اور جانوروں کو اس کی بھینٹ چڑھاتے تھے۔

**آب کاری** (Excise) آب کاری میں شراب، سیندھی، تاڑی، افیون، پوست، گانجہ، چرس اور بھنگ شامل ہیں۔

نشلی اشیاء کے کیمیائی تجربے سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے بعض اجزاء صحت انسانی کے لیے مضر ہوتے ہیں۔ اگر ان کے استعمال پر پابندی عائد نہ کی جائے تو نوجوانوں کی صحت تباہ ہو کر رہ جائے۔ نشلی اشیاء کے استعمال سے انسان

کی حالت شعوری قائم نہیں رہتی۔ اس کے افعال پر عقل کا قابو نہیں رہتا اور بدامنی کا اندیشہ لاحق ہو جاتا ہے۔ اس لئے ان کے استعمال پر حکومت پابندیاں عائد کر دیتی ہے۔ محکمۂ آبکاری ان اشیا کی تیاری اور فروخت کی مقدار متعین کرتا ہے کہ اس سے زیادہ کسی ایک شخص کے ہاتھ فروخت نہ کی جائے۔ محکمے کو جو محصول اس سے وصول ہوتا ہے اس کو رفاہ عامہ کی مدوں میں خرچ کیا جاتا ہے۔

آب کوثر۔ دیکھو کوثر۔

آبلہ۔ چھالا۔ چھالا چھوٹے بتاشے کی طرح جلد پر ابھر آتا ہے۔ جس میں پانی جیسا مادہ بھرا ہوتا ہے۔ چوٹ لگنے، جل جانے یا جراثیم کی سمیت کی وجہ سے آبلے پڑ جاتے ہیں۔ چھالے کو کاٹ دینے سے پہلے ضروری ہے کہ قینچی کو گرم کرکے جراثیم سے پاک کر لیا جائے اور روئی کو فلیوین (Flavine) یا ہائیڈروجن پر آکسائڈ (Hydrogen Peroxide) میں تر کرکے آبلے کی پاس کی جگہ کو اچھی طرح نرمی سے پونچھ دیا جائے۔ کاٹنے کے بعد صاف اور جراثیم سے پاک پٹی باندھ دینی چاہئے۔

آبنائے اور رودبار (Channel) آبنائے اس تنگ قطعۂ آب کو کہتے ہیں جو پانی کے دو بڑے قطعوں کو آپس میں ملائے جیسے آبنائے بیرنگ، آبنائے پاک، آبنائے باسفورس، آبنائے جبل الطارق اور آبنائے ملاکا۔
آبنائے بیرنگ بحر منجمد شمالی کو بحر الکاہل سے، آبنائے پاک، بحیرۂ عرب کو بحر ہند سے، آبنائے باسفورس بحیرۂ اسود کو بحیرۂ مارمورا سے اور آبنائے جبل الطارق بحیرۂ روم کو بحر اوقیانوس سے ملاتی ہے۔
زیادہ چوڑی آبنائے کو رودبار کہتے ہیں۔ جیسے رودبار انگلستان (English Channel) جو انگلستان اور فرانس کے درمیان واقع ہے۔ دہانے پر اس کی چوڑائی سو میل ہے۔
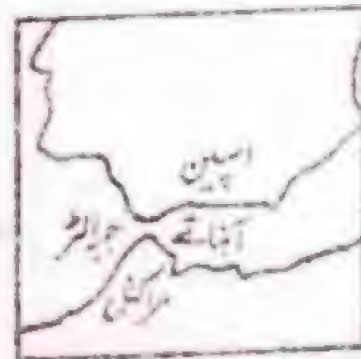
آبنوس۔ ایک قسم کی سیاہ چمکدار لکڑی جو نہایت سخت اور دیرپا ہوتی ہے۔ اس پر بڑی آسانی سے پالش ہو جاتا ہے۔ ان خوبیوں کی وجہ سے فرنیچر سازی اور مرصع کاری میں کام آتی ہے۔
جنوبی ہندوستان، ملایا، سیلون، مغربی افریقہ اور جزائر شرق الہند میں ملتی ہے۔ اس کا پھل گول اور زرد رنگ کا ہوتا ہے۔ اس میں دو سے لے کر آٹھ تک بیج ہوتے ہیں۔ بعض لوگ شوق سے کھاتے ہیں۔ دکن میں آبنوس کا پتہ بیڑی بنانے کے کام آتا ہے۔

آب و ہوا۔ کسی مقام کے اوسط درجہ حرارت اوسط مقدار بارش اور اوسط فضائی حالت کو اس جگہ کی آب و ہوا سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ موسم جو کسی خاص وقفے کی فضائی حالت پر دلالت کرتا ہے آب و ہوا کا ایک جزو ہے۔ اس لئے کسی مقام کی آب و ہوا وہاں کی اوسط موسمی حالت کا دوسرا نام ہے۔ آب و ہوا کا دارومدار اس مقام کے عرض البلد، سمندر سے بلندی اور فاصلہ، پہاڑوں کی موجودگی اور رخ، سمندری رووں اور ہواؤں کے رخ پر ہوتا ہے۔
خط استوا سے دور اور سطح سمندر سے بلند مقامات کی آب و ہوا سرد ہوتی ہے۔ جو علاقے سمندر سے نزدیک ہوں وہ گرمیوں میں معتدل یعنی گرمیوں میں کم گرم اور سردیوں میں کم سرد ہوتے ہیں۔ جیسے کراچی اور بمبئی کے شہر۔
ہواؤں کا رخ اگر سمندر سے خشکی کی طرف ہو تو وہ اپنے ساتھ بارش لائیں گی اور اگر خشکی کی طرف سے ہو تو بارش نہیں برسائیں گی۔ سرد علاقے سے آئیں گی تو

سو ہوں گی۔ گرم علاقے سے آئیں گی تو گرم۔ اسی طرح گرم سمندری رویں آب و ہوا کو گرم اور سرد رویں سرد بنا دیں گی۔

علاوہ ازیں یہ بھی ایک قدرتی امر ہے کہ گرمیوں میں ہوائیں عموماً سمندر سے خشکی کی طرف چلتی ہیں۔ اس لیے وہ بارش برساتی ہیں اور سردیوں میں خشکی سے سمندر کی طرف چلتی ہیں۔ اس لیے اس موسم میں بارش کم ہوتی ہے آب و ہوا کے اعتبار سے دنیا کو حسب ذیل خطوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

ا۔ گرم ممالک۔
 ۱ استوائی آب و ہوا۔
 ۲ گرم گھاس کے میدان۔
 ۳ صحرا۔
 ۴ مون سون۔

ب۔ وہ علاقے جن میں گرمیوں کا موسم گرم خشک اور سردیوں میں بارش ہوتی ہے۔
 ۱ چینی آب و ہوا
 ۲ بحیرۂ روم کی آب و ہوا
 ۳ سٹیپ کے میدان

ج۔ وہ ممالک جن میں گرمی کا موسم قدرے گرم اور موسم سرما سرد ہوتا ہے
 ۱ مغربی معتدل حاشیے۔
 ۲ مشرقی حاشیے۔
 ۳ وسطی علاقے۔

د۔ ٹنڈرا کے سرد علاقے۔

انسانی زندگی کے ہر شعبہ پر اس علاقے کی آب و ہوا کا خاص اثر پڑتا ہے۔ ہر ملک کے لوگوں کا رہنا سہنا لباس اور خوراک کا دار و مدار وہاں کی آب و ہوا پر منحصر ہے۔

**آبو (کوہ)** راجپوتانہ (بھارت) کا گرمائی مقام ہے جو سطح سمندر سے ساڑھے چار ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ بی بی اینڈ سی۔ آئی ریلوے سے احمد آباد پہنچ کر آبو پہنچ جاتے ہیں۔ صحت افزا مقام ہونے کے علاوہ آثار قدیمہ سے بھی مالا مال ہے جن میں جین فرقے کے مندر خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

**آبو۔** فن لینڈ کا شہر اور بندرگاہ۔ بحیرۂ بالٹک کے قریب ایک دریا کے کنارے ہیلسنکی (Helsinki) سے ۱۹۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہاں جہاز سازی کے کارخانے ہیں۔ اس نام کا ایک شہر نائجیریا (افریقہ) میں بھی ہے۔ یہاں سے کھوپرے کا تیل باہر بھیجا جاتا ہے۔

**آبیانہ۔** وہ محصول یا لگان جو حکومت زمینداروں سے آبپاشی کے لیے پانی مہیا کرنے کے عوض وصول کرتی ہے۔ آبیانہ صرف ان زمینوں پر لیا جاتا ہے۔ جن میں نہروں یا ایسے ذرائع سے آبپاشی ہوتی ہو جو حکومت کی ملکیت میں ہوں۔

**آبی پودے۔** کچھ پودے نمدار مقامات اور دلدلوں میں اگتے ہیں۔ ان سے پودوں کا یہ سلسلہ دریائی اور سمندری پودوں تک پہنچتا ہے ساحل سمندر کے آبی پودوں کی اکثریت جڑ دار ہوتی ہے۔ جیسے للی یا کروفٹ انہوں کی جڑیں پانی میں اور برگ و بار سطح آب سے اوپر ہوتے ہیں۔ کچھ پودے اپنی جڑوں سمیت پانی میں بہتے پھرتے ہیں۔ بہت سے ایسے بھی ہیں جو جڑ سے چوٹی تک پانی میں رہتے ہیں۔ آبی پودوں کی بے شمار قسمیں ہیں اور یہ اپنی ضروریات کے مطابق اپنی شکل کو ڈھال لیتے ہیں۔

برصغیر پاک و ہند میں آبی پودے بکثرت سے نہیں ہوتے۔ لیکن پھر بھی چند پودے مثلاً کنول کے پھول۔ سنگھاڑوں کی بیلیں اور آبی دوب قابل ذکر ہیں۔

**آبی علاج** (Tub Bath) پانی کے ذریعے امراض کا علاج کرنا۔ اس طریقہ علاج میں داخلی یا خارجی طور پر پانی استعمال کیا جاتا ہے۔ دراصل گرمی اور سردی کے اثرات سے افادہ کیا جاتا ہے۔ اور پانی ایک واسطہ کا کام دیتا ہے۔ جسم کو گرم اور سرد اثرات سے متاثر کرنے کے
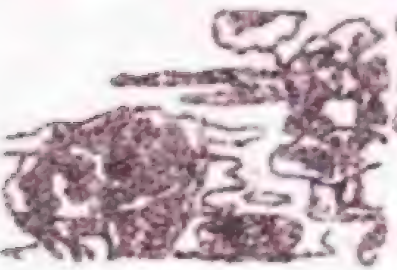
لئے مختلف طریقے استعمال کئے جاتے ہیں مثلاً ٹب میں بٹھانا، ریڑھ کی ہڈی اور سر کا غسل، پاشویہ، گرم ہوا اور بھاپ کے حمام کرانا۔ گرم یا ٹھنڈے پانی میں بھگوئی ہوئی چادر تمام بدن یا اوف حصۂ بدن پر لپیٹنا۔

اس طریقہ علاج کی ابتداء [illegible] میں سلیشیا واقع آسٹریلیا میں ہوئی تھی۔

**آبی قوت۔** (Water Power) ہوا کے بعد پانی انسانی زندگی کی اولین ضرورت ہے۔ یہ انسان کی روزمرہ ضروریات کے کام آتا ہے اس کی اہم خصوصیات سے انسان نے بہت سے کام لئے ہیں۔ پانی کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اچھال دینے کی قوت ہے جس سے فائدہ اٹھا کر انسان نے بڑے بڑے سمندری جہاز بنائے ہیں جو ہزاروں ٹن وزنی بوجھ اٹھا کر سمندر کے سینے پر تیرتے نظر آتے ہیں۔ پانی کی ایک خوبی اس کا دباؤ ہے جس کو آبی قوت کہا جاتا ہے۔ انسان نے ہر دور میں اس سے اپنی ضرورت کے مطابق کام لیا ہے۔ آج سے مدتوں پہلے پن چکیوں کی ایجاد پانی کے اسی دباؤ کے معلوم کرنے پر ہوئی تھی اور اب پانی کی اس طاقت سے کام لے کر بڑی بڑی مشینیں چلائی جاتی ہیں جن سے بجلی پیدا کی جاتی ہے۔ اسے پن بجلی کہا جاتا ہے۔ اس بجلی کی ایجاد سے کوئلے کی احتیاج ختم ہو گئی ہے۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ کسی مستقل دریا یا نہر کا پانی کافی بلندی سے کسی پائپ کے ذریعے نیچے گرایا جاتا ہے۔ پانی کے دباؤ اور زور سے مشین چلنے لگتی ہے اور اس طرح بجلی پیدا کی جاتی ہے۔ پاکستان کے بہت سے مقامات پر اب پن بجلی تیار ہو رہی ہے۔ جس سے کارخانے چلتے اور گھر منور ہیں۔

**آبی گھڑی۔** (Clepsydra) شروع شروع میں دھوپ گھڑی (Sun Dial) سے وقت کا اندازہ لگایا جاتا تھا لیکن اس میں یہ قباحت تھی کہ ابر یا بارش کی صورت میں وقت کا پتہ نہ چل سکتا تھا۔ اس دقت کو رفع کرنے کے لئے سب سے پہلے مصریوں نے آبی گھڑی ایجاد کی۔ بعد ازاں یونانیوں اور اطالویوں نے مختلف قسم کی آبی گھڑیاں بنائیں۔ ایک عام آبی گھڑی کی ساخت یہ ہوتی تھی کہ اوپر نیچے دو لمبے مرتبان نما مٹی یا شیشے کے برتن ہوتے تھے اوپر والے برتن کے پیندے میں ایک چھوٹا سا سوراخ ہوتا تھا جس کے ذریعے قطرہ قطرہ پانی نیچے کے برتن میں ٹپکتا رہتا تھا۔ جوں جوں وہ خالی ہوتا رہتا تھا اس کے نشانات نمودار ہوتے رہتے تھے۔ یہ نشان گھنٹوں کو ظاہر کرتے تھے۔

ایک اور قسم کی آبی گھڑی میں ڈائل (Dial) ہوتا تھا۔ جس کی سوئی پانی کے وزن یا دباؤ سے گھومتی تھی۔ اس ڈائل پر گھنٹوں کے نشان لگے ہوتے تھے۔

**آبی مشین۔** اس مشین کو کہا جاتا ہے جو پانی کی طاقت سے چلے۔ اس کے لئے دریاؤں یا نہروں کے پانی کو ایک تنگ راستے سے کسی بلند مقام پر سے نیچے گرایا جاتا ہے پانی کے اس دباؤ سے مشین چلنے لگتی ہے۔ پن بجلی اسی طرح حاصل کی جاتی ہے ہمارے ملک میں آج سے بہت پہلے سے پانی کی اس طاقت سے کام لے کر آٹا پیسنے کی چکیوں کے چلانے کا کام لیا جاتا ہے۔

**آپ بیتی** (Autobiography) خود نوشت سوانح عمری۔ اس صنف ادب کی اہمیت دور جدید میں زیادہ ہوتی جا رہی ہے۔ یورپ میں روسو کے "اعترافات" اس صنف میں انقلابی کتاب ہے اگرچہ اس سے پہلے سینٹ آگسٹائن کے "اعترافات" سے اس کی ابتدا ہو چکی تھی۔

بعد میں ایک دور ایسا آیا کہ بعض اہم سیاسی شخصیتوں مثلاً ہٹلر (Hitler) اور مسولینی (Mussolini) نے اسے ذاتی پروپیگنڈے (Propaganda) کا ذریعہ بنایا۔

مشرقی ممالک کی ادبیات میں آپ بیتی کا رواج قدیم سے چلا آرہا ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں مغل سلاطین نے اس پر توجہ کی۔ اس سلسلے میں تزک بابری اور تزک جہانگیری خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

دورِ جدید کے ادب میں ڈاکٹر ٹیگور، گاندھی جی اور پنڈت جواہر لال نہرو کی آپ بیتیاں ایک خاص مقام رکھتی ہیں۔

مرزا فرحت اللہ بیگ کا مضمون "میری شاعری" اور دیگر ادبا مثلاً امجد صاحب کی جمال امجد وغیرہ کے مضامین کا شمار اسی صنف میں کیا جا سکتا ہے۔

**آپٹوفون** (Optophone) ایک آلہ ہے جس کی بدولت اندھے آسانی سے کتابیں اور اخبار پڑھ سکتے ہیں۔ اس آلے کا موجد ای۔ ای فورنیر دالب (Faurnier, O'Albe) ہے۔ آپٹوفون کا دارومدار کیمیائی عنصر سلینیم پر ہے۔ جس کی برقی موصلیت نور کی اس مقدار کے لحاظ سے بدلتی ہے جو اس پر ڈالی جاتی ہے۔ ۱۹۲۰ء کے بعد سے اس میں متعدد ترمیمات ہوئیں اور اس کا تعلق آلہ مکبر الصوت سے ملا دیا گیا جس سے پڑھنے والوں کی کافی تعداد بیک وقت مستفید ہو سکتی ہے۔

**آتش**۔ خواجہ حیدر علی نام، آتش تخلص، خواجہ علی بخش کے بیٹے۔ جائے پیدائش فیض آباد۔ کم سنی میں ہی والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا اس لئے تعلیم پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکی۔ عمر کا زیادہ حصہ لکھنؤ میں بسر ہوا۔ آتش کی زبان شستہ اور صاف ہے مضامین میں آزاد خیالی اور رعنائی پائی جاتی ہے۔ زبان اور محاورے پر توجہ کرنے کی بجائے مطالب و معانی کا زیادہ خیال رکھتے ہیں۔ اس لئے ان کے حریف ناسخ سے ان کا دبستان شاعری بالکل جداگانہ ہے۔ آتش کا پہلا دیوان ان کی زندگی میں ہی چھپ گیا تھا۔ دوسرا ان کے شاگرد میر دوست محمد خلیل نے مرتب کیا۔ ۱۸۴۷ء میں فوت ہوئے۔

ان کے شاگردوں میں سے دیا شنکر نسیم اور مرزا شوق خاص طور پر مشہور ہیں۔ یہ دونوں اردو مثنوی کے رکن سمجھے جاتے ہیں۔

**آتش بازی**۔ کے معنی آگ سے کھیلنا ہے۔ شادی، جشن اور مسرت کی تقریبات پر بارود سے مختلف چیزیں بنا کر رات کے وقت جب ان کو آگ لگا دی جاتی ہے تو عجیب نظارہ ہوتا ہے۔ آتش بازی کا رواج پہلے پہل چین میں اور پھر برصغیر ہند و پاک میں ہوا۔ یورپ میں سب سے پہلے اٹلی نے ۱۵۴۰ء میں اس کو رواج دیا۔

آتش بازی کے مختلف اجزا مختلف کام دیتے ہیں۔ بعض زوردار شرارے، بعض رنگین شعلے اور بعض دھماکہ، دھوئیں کی چادر اور سیٹی کی سی آواز پیدا کرتے ہیں۔

آتش بازی کے مختلف اجزا کو مختلف خولوں میں بھرا جاتا ہے۔ ان کو فتیلے کے ذریعے آگ دی جاتی ہے۔ ان فتیلے کو آتش گیر سیال آمیزے میں بھگو کر سکھا لیتے ہیں۔

ہوائیاں دھماکہ دینے والی گیسوں کے اچانک اٹھنے سے آسمان کا رخ کرتی ہیں۔ پھلجھڑی، مہتابی اور تارا منڈل میں مختلف کیمیائی مادے مختلف رنگ پیدا کرتے ہیں۔ لوہے کا برادہ شراروں کی پھوار برساتا ہے۔

آتش بازی سے مقررہ اشاروں کے مطابق جہازراں پیغام رسانی کا کام بھی لیتے ہیں۔ تیرھویں صدی میں بندوق ایجاد ہوئی تو آتش گیر مادہ بارود کے نام سے مشہور ہوا۔

آتش بازی کا سب سے بڑا مظاہرہ ۱۹۱۹ء میں ہائیڈ پارک لندن میں ہوا۔ یہ پہلی عالمگیر جنگ کے خاتمے پر قومی امن کے مظاہرے کے سلسلے میں کیا گیا تھا۔

آتشبازی چینیوں کی ایجاد تصور کی جاتی ہے یورپ میں آتش بازی کا رواج اب عام ہے۔ پاک و ہند میں بھی مسلمان ہندو شب برات، دیوالی اور ہولی پر آتش بازی چھوڑتے ہیں مگر اسلامی نقطہ نگاہ سے یہ چیز کچھ پسند نہیں کی جاتی۔ ایک تو اسراف ہے اور دوسرے ضیاع وقت ہے۔

**آتش پرست** - آتش پرستی آریاؤں کا قدیم مذہب تھا۔ جو آریہ قبیلے ایران پہنچے وہاں جا کر انہوں نے مذہب کی تجدید کی اور زردشت کی پیروی میں جو ۶۶۰ ق م قبل مسیح پیدا ہوا، اپنا نام آتش پرست رکھ لیا۔ سب سے پہلے بادشاہوں میں سے گشتاسپ نے آتش پرستی اختیار کی۔ اوستا اور ژند آتش پرستوں کی مذہبی کتابیں ہیں جن میں زردشت کے اقوال قلم بند ہیں۔

آتش پرستوں کے عقیدے کے مطابق نیکی اور بدی کے لیے الگ الگ دیوتا ہیں۔ نیکی کا دیوتا یزداں اور بدی کا اہرمن کہلاتا ہے یہی عقیدہ ابتدا میں ہندی آریاؤں کا بھی تھا۔ آتش پرستوں کے عقیدے کے مطابق مرنے کے بعد نیک لوگ انصاف کے پل پر سے گزر کر جنت میں چلے جائیں گے اور بد اعمال دوزخ میں گر جائیں گے آٹھویں صدی عیسوی میں کچھ لوگ ایران سے بھاگ کر ہندوستان چلے آئے تھے۔ یہ لوگ پارسی کہلاتے اور اب تک آگ کی پوجا کرتے ہیں۔

**آتش فشاں پہاڑ** (Volcano) زمین کے نیچے گرمی ہوتی ہے اور جتنا نیچے جائیں گرمی بڑھتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ نیچے کی چٹانیں گرمی کی شدت سے پگھل سکتی ہیں۔ لیکن زمین کے بوجھ اور دباؤ کی وجہ سے وہ اگر پگھل بھی جائیں تو ان کا مادہ باہر نہیں آ سکتا۔ لیکن جہاں زمین کی سطح کمزور ہو اور اس کا بوجھ کم ہو وہاں یہ مادے پگھل کر سطح کے اوپر آ کر جم جاتے ہیں۔ اس طرح یہ ملبے تہ بہ تہ جم کر پہاڑ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ یہی آتش فشاں کہلاتے ہیں۔ اوپر سے ان پہاڑوں کا منہ پیالہ نما ہوتا ہے یہ پہاڑ زیادہ تر بحر الکاہل کے مشرقی اور مغربی ساحلوں کے ساتھ ساتھ بکثرت پائے جاتے ہیں۔

جن پہاڑوں سے اکثر لاوا نکل کر نزدیک بہتا رہتا ہے انہیں متحرک، جن سے لاوا مکمل طور پر نکلنا بند ہو چکا ہو انہیں مردہ اور جن سے لمبے عرصہ کے بعد لاوا نکلتا ہو انہیں خفتہ کہتے ہیں۔ ایسے پہاڑوں کا سلسلہ جنوبی امریکہ میں کوہ انڈیز سے شروع ہو کر وسطی امریکہ تک چلا گیا ہے۔ متحرک عموماً جزائر فلپائن، فارموسا جاپان، جزائر الیوشین اور جزائر الاسکا میں واقع ہیں۔ ایک اور سلسلہ کوہ جاوا اور سماٹرا کے جزیروں سے شروع ہو کر جزائر ملاکا تک جاتا ہے، اور مشرق میں نیوگنی، جزائر سلیمان اور نیوزی لینڈ سے بحر منجمد جنوبی تک چلا گیا ہے

یورپ اور ایشیا میں مشرق سے مغرب کی طرف جو سلسلہ کوہ پھیلا ہوا ہے اس میں وسوویس Vesuvius اور ایٹنا (Etna) آتش فشاں (متحرک) پہاڑ ہیں۔

مردہ آتش فشاں پہاڑ زیادہ تر افریقہ میں کیمرون (Cameroon) کینیا (Kenya) مڈغاسکر آئس لینڈ اور جزائر غرب الہند میں ہیں۔

**آتش نمرود** - وہ آگ جس میں نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ڈالا تھا۔ بت پرستی کے خلاف جب ابراہیم علیہ السلام کی سرگرمیوں کی خبر بادشاہ وقت نمرود کو ہوئی۔ تو اس نے آپ کو بلایا۔ چونکہ وہ خدائی کا مدعی تھا۔ اس لئے ہر شخص سے سجدے کا طالب تھا۔ لیکن آپ نے فرمایا میں سوائے خدائے واحد کے کسی اور کو سجدہ نہیں کیا کرتا۔ نمرود نے کہا۔ تیرا خدا کون ہے؟ آپ نے فرمایا جو لوگوں کو زندہ کرتا اور مارتا ہے اور سورج کو مشرق سے طلوع اور مغرب میں غروب کرتا ہے اگر تو خدا ہے تو آج ذرا سورج کو مغرب سے تو نکال دے اس پر نمرود حیران و شرمندہ ہوا۔

اپنی خدائی میں فرق آتا دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دشمن ہو گیا اور ان کے قتل کے درپے ہوا۔ چنانچہ اس نے ایک لمبا چوڑا احاطہ تیار کرایا۔ اسے لکڑیوں سے بھر کر آگ لگا دی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منجنیق کے ذریعے اس بھڑکتی ہوئی آگ میں پھینکوا دیا۔ اسی وقت آگ کو حکم خداوندی ملا "اے آگ تو ٹھنڈی ہو جا اور

ابراہیم کے لئے موجب سلامتی بن جا" آگ فوراً سرد ہو گئی۔

## آتش یونانی

**آتش یونانی** (Greek-Fire) ایک آتش گیر مادہ جو گندھک، شورہ، رال اور مٹی کے تیل کو ملانے سے بنتا ہے۔ اس آمیزے کو مٹی کے کوزوں میں بند کر کے دشمن پر پھینکا جاتا تھا۔ جب یہ ایک دفعہ بھڑک اٹھتا تو پھر اس کا بجھانا قریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کے بجھانے کا ایک مخصوص طریقہ بھی تھا۔ جس کو خاص خاص لوگ ہی جانتے تھے۔ چونکہ اس قسم کے بموں کا استعمال پہلے پہل یونان سے یورپ میں پہنچا۔ اس لئے اس کا نام آتش یونانی پڑ گیا۔ دراصل یہ قدیم اشوریوں کی ایجاد تھی جو بعد میں عربوں کو ملی اور پھر دنیا بھر میں پھیل گئی۔ محمد بن قاسم نے جب دیبل اور سندھ کے دوسرے شہروں پر حملہ کیا تو اس کی فوج میں آتشین دستہ خاص طور پر نمایاں حیثیت رکھتا تھا۔ عرب جن کے ہاتھی نہ تھے دشمن کے ہاتھیوں پر انہیں بموں کی وجہ سے غلبہ پا سکے محمد بن قاسم کے بعد جنید سندھ کے ایک گورنر ہوئے ہیں انہوں نے چیتا پانی کے قلعہ پر اسی قسم کے بم پھینکے تھے۔ لیکن ان کا مطلق اثر نہ ہوا جب فتح پانے کے بعد تحقیقات کی گئی تو معلوم ہوا کہ وہ عرب غداروں کی مدد سے جن کو یہ راز معلوم تھا، آگ بجھا دی جاتی تھی۔

## آتشک

**آتشک** (Syphilis) ایک مرذی مرض جو عموماً زنا کا نتیجہ ہوتا ہے اکثر اوقات موروثی بھی ہوتا ہے شروع میں عضو تناسل پر چھالے پڑ جاتے ہیں۔ چھ سات ہفتے کے بعد مرض کا دوسرا دور شروع ہوتا ہے۔ جس میں ہلکا ہلکا بخار اور طبیعت گری گری رہتی ہے اور سارے جسم پر دانے نکل آتے ہیں۔ گلے میں بھی تکلیف رہتی ہے۔ مرض کے آخری دور میں فالج پڑتا ہے یا پاگل پن کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں۔ مرض کی تشخیص خون کے امتحانات سے کی جاتی ہے۔ اس کا علاج بہت طویل ہوتا ہے۔

## آتش گیر مادے

**آتش گیر مادے** (Explosives) بھک سے اڑنے والے مادے۔ ایسی تمام اشیاء جو جل کر گیسوں کی اتنی مقدار پیدا کرتی ہیں کہ انہیں سمانے کے لئے اپنے بند توڑنے اور دھماکہ پیدا کرنے کی ضرورت ہو۔ آتش گیر کہلاتی ہیں۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے عام بارود وجود میں آیا۔ جس میں گندہ بروزہ، قلمی شورہ اور کوئلہ کے اجزاء شامل کئے گئے ۱۸۴۶ء میں گن کاٹن یعنی توپی روئی (Gun Cotton) ایجاد ہوئی۔ یہ چیز عام روئی کو گندھک اور شورے کے تیزاب میں حل کر کے سکھانے کے عمل سے بنائی جا سکتی ہے۔ لیکن یہ بجائے خود اس قدر تیز ہوتی ہے کہ خود بخود بھک سے اڑ جاتی ہے۔ اور ذخیرہ رکھنے کی صورت میں بھی وبال جان ثابت ہوتی ہے۔ ۱۸۶۳ء میں سر فریڈرک ایبل نامی ایک سائنسدان نے اسے اس قابل بنا دیا کہ یہ بےخطر محفوظ رکھی جانے لگی ۱۸۶۷ء میں الفریڈ نوبل نے نائٹرو گلیسرین کو کیسل گر (Kieselguhr) جو نہایت عمدہ قسم کی ریت ہے، میں جذب کر کے ڈائنامیٹ (Dynamite) ایجاد کیا۔ ۱۸۸۸ء میں اسی سائنسدان نے گن کاٹن کو نائٹرو گلیسرین (Nitroglycerine) اور ایسی ٹون (Acetone) میں حل کیا اور پھر اس محلول کو خشک کر کے کورڈائٹ (Cordite) حاصل کیا جو ایک لئی سی ہوتی ہے اور نلیوں سے گزار کر رسیوں میں تبدیل کر لی جاتی ہے یہ کورڈائٹ عموماً اس حالت میں جہاں دھکیلنے کی قوت درکار ہو۔ نہایت مفید رہتا ہے۔

اعلیٰ قسم کے دھماکے پیدا کرنے والا بارود بموں اور توپ کے گولوں میں بھرا جاتا ہے۔ اس قسم کے بارود میں ٹی این ٹی یعنی ٹرینی ٹرو ٹولوین (Trinitrotoluene) پکرک ایسڈ (Picric Acid) اور سائیکلونائٹ (Cyclonite) ایسی تیز ادویات پڑتی ہیں۔ لیکن اب یہ کیمیاوی بارود، ایٹم بموں سے پیچھے رہ گئے ہیں۔ یہ ایٹمی اشیاء چشم زدن میں شہروں کے شہر صاف کر دیتی ہیں۔ ان میں حرارت کی اس قدر شدت ہوتی ہے کہ عمارتیں بخارات بن کر اڑ جاتی ہیں اس قسم کی دھماکہ آور اشیاء میں یورانیم ۲۳۵ اور پلاٹینم استعمال کئے جاتے ہیں۔ اور ایٹمی قوت کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ یورانیم ۲۳۵ کی ۲ ۱/۲ پونڈ مقدار قوت میں ۲۰۰۰۰ ٹن ٹی این ٹی (T.N.T.) کے برابر ہوتی ہے۔ ایٹمی قوت کو بنی نوع انسان کی بہبودی کے لئے خرچ کرنے کی تجاویز اور تجربات زیر تکمیل ہیں۔

اس ایٹمی قوت سے بھی بڑھ کر ایک اور دھماکہ دار چیز ایجاد ہوئی ہے۔ جس کو ہائیڈروجن بم کہتے

ہیں اس کے متعلق بھی متعدد تجربات ہو چکے ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ یہ دنیا کی تخریب اور بربادی کے لئے استعمال نہیں کئے جائیں گے۔

## آتشی اینٹ

(Fire Brick) ایسی اینٹ جو آگ کی انتہائی تپش سے بھی متاثر نہ ہو۔ یہ اینٹ ایک خاص قسم کی مٹی سے تیار ہوتی ہے۔ جو مغربی پاکستان کی سطح مرتفع پوٹھوہار میں ملتی ہے۔ ان اینٹوں کی بھٹیاں بنا کر ان میں شیشہ اور لوہا پگھلایا جاتا ہے۔ بعض صورتوں میں یہ اینٹیں کیمیائی مرکبات سے بھی بنائی جاتی ہیں۔

## آتشی ڈاٹ

(Fusible Plug) یہ ایک قسم کا سیفٹی پلگ ہوتا ہے جو سٹیم انجنوں کے بائلروں میں لگایا جاتا ہے۔ جب بائلر کی حرارت خطرناک حد تک پہنچ جاتی ہے تو اس ڈاٹ کے جوڑنے کے اندر کے مصالحے خود بخود جل اٹھتے ہیں اور جوڑ پھٹ کر دھاکہ دیتا ہے اس سے پتہ چل جاتا ہے کہ بائلر کے اندر بھاپ کا دباؤ خطرناک حد تک پہنچ گیا ہے۔ چنانچہ حرارت کم کر دی جاتی ہے۔ اب ان انجنوں میں جدید قسم کے سیفٹی والو (Safety Valve) اور دباؤ ناپنے کے آلے بھی لگائے جاتے ہیں جن سے دباؤ کی مقدار معلوم ہوتی رہتی ہے اگر دباؤ زیادہ ہو جائے تو بھاپ خود بخود سیفٹی والو کا ڈھکنا اٹھا کر خارج ہو جاتی ہے۔ فیوز (Fuse) ایک ایسا تار ہوتا ہے جو بجلی کے تاروں کے سلسلوں میں جا بجا لگایا جاتا ہے۔ جب برقی رو خطرناک صورت اختیار کر لیتی ہے تو یہ کمزور تار جل جاتا ہے اور رو چلنا بند ہو جاتی ہے۔ اس طرح آتش زدگی کا خطرہ باقی نہیں رہتا۔ اس قسم کے فیوز ہر مکان میں لگے ہوتے ہیں جن پر فیوز سفید چینی کے خول چڑھے ہوتے ہیں۔ فیوزل (Fusil) ایک قسم کی بندوق ہوا کرتی ہے۔ جس میں چقماق کا ایک ٹکڑا لگا ہوتا ہے۔ جس پر بندوق کے گھوڑے کی ضرب پڑنے سے خود بخود آگ پیدا ہو کر بندوق چل جاتی ہے جو فوج اس قسم کے ہتھیاروں سے مسلح ہوتی ہے اس کو فیوزیلیرز کہتے تھے۔ چنانچہ انگریزی فوج میں رائل فیوزیلیر (Fusilier) ایک رجمنٹ کا نام چلا آتا ہے۔

## آتشی شیشہ

(Magnifying Glass) آتشی شیشہ ایک ایسا محدب شیشہ ہوتا ہے۔ جس کے ذریعے چھوٹی چیزیں بڑی دکھائی دیتی ہیں۔ عام طور پر یہ باریک حروف پڑھنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس کی سطح کی ساخت اس قسم کی ہوتی ہے کہ جب سورج کی روشنی کی کرنیں اس میں سے گزرتی ہیں تو ان کا رخ سیدھا ہونے کی بجائے ٹیڑھا ہو جاتا ہے اور وہ پھیل جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آتشی شیشہ میں سے چھوٹی چیزیں اپنی اصل سے بہت بڑی نظر آنے لگتی ہیں اگر آتشی شیشے کے ذریعے سورج کی کرنیں کسی کالے کپڑے پر ڈالی جائیں تو کپڑے میں آگ لگ جاتی ہے۔ خوردبین اور دوربین میں آتشی شیشے ہی سے کام لیا جاتا ہے۔

## آٹوجیرو

(Autogyro) آٹوجیرو ایک قسم کا ہوائی جہاز ہے جس کے دائیں بائیں پر نہیں ہوتے بلکہ ہیلی کوپٹر (Helicopter) کی طرح اوپر کی جانب ایک پروں والی مشین لگی ہوتی ہے۔ جس کی مدد سے یہ ہوائی جہاز سیدھا اوپر یا نیچے کی جانب جا سکتا ہے اور ہوا میں معلق بھی رہ سکتا ہے۔ آٹوجیرو کے اڑنے یا اترنے کے لئے دوسرے ہوائی جہازوں کی طرح کسی وسیع میدان کی ضرورت نہیں پڑتی۔ بلکہ ایک عام گھر کی کھلی چھت پر اسے اتارا جا سکتا ہے۔
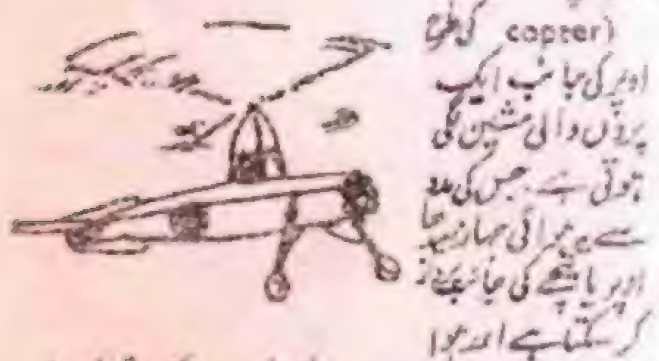
## آٹوگراف

(Autograph) کسی شخص کے ہاتھ کی تحریر، قلمی مسودہ یا اس کے دستخط لینا۔ آٹوگراف جمع کرنے کی ابتدا سولھویں صدی میں جرمنی، بلجیم اور ہالینڈ کی یونیورسٹیوں سے ہوئی۔ آج کل اکثر اشخاص کا شوقیہ مشغلہ ہے۔

آٹوگراف کے ذخیروں کی شخصی اہمیت کے ساتھ ساتھ ادبی اہمیت بھی ہے۔ چنانچہ سر رابرٹ کاٹن کا مجموعہ جو برٹش میوزیم میں ہے، تاریخی اور ادبی اہمیت رکھتا ہے۔

ایشیا کے کتب خانوں میں بھی اکثر مشاہیر کی تحریریں محفوظ ہیں۔

**آٹومیٹک** (Automatic) خود بخود کام کرنے والی مشین آٹومیٹک کہلاتی ہے۔ اس قسم کی مشینیں جو عام طور پر بجلی سے چلتی اور بغیر کسی آدمی کی دیکھ بھال کے اپنا کام کرتی ہیں۔ جیسے آٹومیٹک پستول گھوڑا دبانے سے خود بخود ان تمام گولیوں کو باری باری چلاتا جاتا ہے جو اس کے اندر بھری ہوتی ہیں۔

**آثار قدیمہ**۔ پرانے زمانے کے کتبوں، عمارتوں، مصنوعات مثلاً اوزاروں، ہتھیاروں، ظروف، زیورات اور کھلونوں سے ہمیں ان قوموں کے تہذیب و تمدن کا پتہ چلتا ہے۔ جن کے متعلق تاریخ معلومات مہیا کرنے سے قاصر ہے۔ یہ چیزیں آثار قدیمہ کہلاتی ہیں لیکن ان سے یہ پتہ چلتا کہ یہ کس زمانے کے لوگوں کی ہیں۔ ان لوگوں کے رہن سہن کے طریقے کیا تھے؟ اور علوم و فنون میں انہوں نے کہاں تک ترقی کی۔ علم آثار قدیمہ کہلاتا ہے۔

بعض اوقات تو ان چیزوں کے نمونے ملتے ہیں۔ اور بعض مرتبہ کھدائی سے نہایت شاندار عمارتیں برآمد ہوتی ہیں جو بیش بہا زیورات، فرنیچر اور دیگر اسباب آرائش و زیبائش سے آراستہ ہوتی ہیں۔ جیسے فراعنہ مصر کے مقبرے، ٹیکسلا، ہڑپہ، موہنجو ڈارو کی بستیاں اور پومپی آئی کا شہر ان کے علاوہ زمانہ تاریخ کے آثار جیسے قطب مینار، قلعہ شاہی، شاہی مسجد وغیرہ۔

ہر حکومت میں آثار قدیمہ کی حفاظت اور دیکھ بھال کے لئے محکمہ آثار قدیمہ قائم ہوتا ہے۔

**آجر** (Employer) معاشیات کی اصطلاح میں آجر ان اشخاص کو کہا جاتا ہے۔ جو پیدائش دولت کے وسیع کاروبار کو چلانے کے لئے زمین، محنت اور اصل زر زیادہ سے زیادہ تعداد میں دوسروں سے مستعار لے سکیں۔ آجر ایک ایسا شخص ہے جس کے ذمے دولت کی پیدائش کارخانے کی دیکھ بھال اور اس کی ترقی کا سارا انتظام ہوتا ہے آجر اپنے کاروبار کو چلانے کے لئے جن لوگوں سے زمین لیتا ہے ان کو اس زمین کا معاوضہ لگان یا کرایہ کی صورت میں ادا کرتا ہے۔ جن مزدوروں سے کام لیتا ہے ان کو اجرت دیتا ہے۔ اور مصنوعات کی قیمت فروخت سے جملہ مصارف پیدائش وضع کر کے جو باقی بچ رہتا ہے اسے خود رکھ لیتا ہے۔ علم معاشیات میں آجر کی محنت کو "تنظیم" اور اس کے معاوضے کو منافع کہا جاتا ہے۔

موجودہ دور چونکہ صنعتی دور ہے اس لئے آجر اور اس کی محنت اور تنظیم کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ آجر کے فرائض میں کاروبار جاری کرنے کے لئے موزوں مقام کا انتخاب، کام کرنے والے مزدوروں کی فراہمی، ارزاں شرح سود پر قرض حاصل کرنا، عمدہ مشینری، خام مال منڈیوں کی تلاش، طلب و رسد کا مطالعہ وغیرہ امور داخل ہیں۔

**آخرت**۔ وہ عالم جہاں تمام انسان قیامت کے بعد اپنے اعمال کی جواب دہی کے لئے خدا کے سامنے حاضر ہوں گے، جہاں بہشت، دوزخ اور اعراف ہے۔ جہاں ہر ایک چیز کی حقیقت موجود ہے۔ اگلی دنیا، دوسری دنیا یا موت کے بعد کی دنیا سے بھی آخرت ہی مراد لی جاتی ہے۔

**آخری انتباہ**۔ دیکھو الٹی میٹم

**آخری چہار شنبہ**۔ ماہ صفر کا آخری بدھ۔ اس دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صحت یاب ہونے پر غسل صحت فرمایا اور شہدائے احد کی قبروں پر تشریف لے گئے۔ لیکن وہاں سے آتے ہی ایسے بیمار ہوئے کہ پھر اٹھ نہ سکے۔ اور ۱۲ ربیع الاول سنہ ھ کو آپ کا وصال ہو گیا۔

مسلمان اس دن آج بھی سنت کے طور پر غسل کرتے، اچھے کپڑے پہنتے، سیر کرتے اور قبروں پر جاتے ہیں۔

**آداب**۔ ایسی پسندیدہ حرکات و سکنات جن کا

اظہار کرکے ہم ہر وقت اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کی خوشنودی حاصل کرتے ہیں، آداب کہلاتی ہیں۔ اسلام نے ہمیں پیدائش سے لے کر موت تک کے آداب سکھائے ہیں اور کوئی موقع اور محل ایسا نہیں جس کے حسب حال آداب کی تعلیم نہ دی گئی ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود آداب کا بہت خیال رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ بغیر اجازت یا اطلاع حضرت فاطمہؓ کے گھر بھی نہ داخل ہوتے تھے کیونکہ یہ بات آداب حال کے خلاف تھی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس اعتدال سے بات چیت کرتے تھے کہ جس قدر باتیں ایک مجلس میں کہتے تھے وہ شمار کی جا سکتی تھیں۔

ہر مہذب انسان کے لئے چلنے پھرنے اور بیٹھنے اٹھنے، بات چیت کرنے، کھانے پینے اور دوسرے آدابِ معاشرت کا جاننا بہت ضروری ہے۔

آداب طعام۔ کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا کلی کرنا، شروع کرتے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا، اپنے آگے سے کھانا، ادھر ادھر ہاتھ نہ بڑھانا، اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو سلیقے سے طلب کرنا، کھانا اطمینان سے چبا چبا کر کھانا، چھینک وغیرہ آئے تو منہ پیچھے کی طرف کر لینا۔ خلاف طبع کوئی چیز ہو تو ناک بھوں نہ چڑھانا، پانی ٹھہر ٹھہر کر پینا، کھانے کے ختم ہونے پر خدا کا شکر ادا کرنا، ہاتھ دھو کر اور کلی کر کے تولیہ سے ہاتھ منہ پونچھنا آداب طعام میں شامل ہے۔

کھانا کھاتے وقت غیر ضروری باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ان باتوں سے اجتناب کرنا بھی آداب میں شامل ہے۔ جو شرکاے طعام اصحاب کو ناگوار خاطر ہوں۔ ہر حالت میں محفل کے وقار اور شرکائے مجلس کے احترام کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔

آداب کلام۔ کلام صاف، شائستہ، شستہ اور تہذیب کی حدوں کے اندر ہو۔ بڑوں کا ادب و احترام ملحوظ رہے۔ چھوٹوں سے، شفقت اور انسیت اور برابر والوں سے خلوص، محبت اور دوستی کا اظہار ہو۔

بات چیت نرم، سادہ اور عام فہم ہونی چاہیے آواز میں بلندی، تیزی اور سختی پیدا کرنا آداب کلام کے منافی اور ناپسندیدہ ہے۔

دوسرے کی بات نہ کاٹنا، خاموشی سے بات



سن کر حسب ضرورت معقول جواب دینا، بھی آداب کلام میں شامل ہے۔

اسلام میں آداب کلام پر خاص طور پر زور دیا گیا ہے۔ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس پیارے انداز سے ٹھہر ٹھہر کر کلام فرمایا کرتے تھے کہ ہر لفظ سامعین کے دل نشین ہو جاتا تھا۔

گفتگو میں افہام و تفہیم مد نظر ہونی چاہیے نہ کہ خود ستائی اور کبر۔

کلام میں حد اعتدال کو ہاتھ سے نہ جانے دینا چاہیے دل آزاری، طنز اور چوٹ کرنا آداب کلام کے منافی ہے ارشاد ربانی ہے کہ "قولوا للناس حسنا" یعنی انسانوں سے اچھی بات کہو۔

آداب لباس۔ پوشاک انسانی تمدن کی اہم ضرورت ہے۔ ہر ملک کی آب و ہوا اور تہذیب کے مطابق اس کے استعمال میں اختلاف ناگزیر ہے۔

مردوں کو ایسا لباس زیب تن کرنا چاہیے جو ستر پوش ہو، فرائض کی ادائیگی میں رکاوٹ نہ بنے اور غرور و نخوت پیدا نہ کرے۔

طبقہ نسواں کے لئے ایسا لباس ہونا ضروری ہے جو ان کی زینت کو چھپائے، ان کی عزت و آبرو کا محافظ اور وقار کا حامل ہو۔

مردوں کے لئے بھڑکیلے قسم کے لباس کا استعمال ان کی مردانگی کے منافی اور مضحکہ خیز ہے۔ انسان پر لازم ہے کہ لباس سلیقے سے پہنے اور موقع محل کے مطابق سلیقہ سے استعمال کرے۔ بھونڈے اور بد وضع لباس سے پرہیز لازم ہے۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے کہ "الناس باللباس" یعنی انسان لباس سے پہچانا جاتا ہے۔

یہ ضروری نہیں ہے کہ لباس قیمتی ہو۔ البتہ صاف ستھرا ہونا چاہیے۔

آداب مجلس۔ انسانوں کو جب کسی جگہ مل بیٹھنے کا موقع میسر آئے تو سب سے اہم اور ضروری چیز یہ ہے کہ ایک دوسرے کی بات کو نہایت صبر و سکون سے سنا جائے۔ بات مدلل اور معقول طریقے پر کی جائے

کسی کی بات کو درمیان میں ٹوکا نہ جائے۔ گفتگو بہت شریفانہ اور بامذاق ہو۔ ایسے مذاق سلیم کا مظاہرہ کیا جائے۔ جو شرف انسانیت کے شایان شان ہو۔ کسی کو شکایت پیدا ہونے کا موقع نہ دیا جائے۔ دل آزاری کی کوئی بات نہ کی جائے۔ نشست و برخاست میں تہذیب، اخلاق اور مروت کا ثبوت دینا چاہیے۔

دو یا چار آدمی اگر آپس میں گفتگو کر رہے ہوں، تو بلا اجازت ان کی بات میں دخل دینا نہایت معیوب بات ہے۔ جہاں جگہ ملے بیٹھ جائیے۔ کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ بیٹھنا آداب مجلس کے خلاف ہے۔ تکیہ لگا کر یا پاؤں پھیلا کر بیٹھنا بہت برا اور آداب مجلس کے خلاف ہے۔

مجلس میں کسی کی غیبت کرنا اور جنسی [illegible] ناپسندیدہ فعل ہے۔ اسلام نے خاص طور پر غیبت کو سختی سے روکا ہے۔

**آداب ملاقات**۔ ملاقات آپس میں انس و محبت اور ہمدردی کو پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ اس سے اجنبیت دور ہوتی ہے۔ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔ بوقت ضرورت جان پہچان کا پاس کرتے ہوئے مدد کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ ملاقات میں خلوص اور بے غرضی دل میں انمٹ جگہ پیدا کر لیتی ہے۔

سلام میں ہمیشہ سبقت کی کوشش کرنی چاہیے۔ چھوٹا بڑے کو، راستہ چلنے والا بیٹھے ہوئے کو، سوار پیدل کو اور تھوڑے آدمی بہتوں کو، سلام، مصافحہ، معانقہ حسب روایات کیا جانا چاہیے۔

ملاقات میں اعتدال کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ کثرت ملاقات اور طوالت بار خاطر ہو جاتی ہے۔ ملاقات کے وقت ایک دوسرے کا احترام ملحوظ رہے۔ ناروا غیر ضروری گفتگو سے اجتناب ہو۔ بے تکلف دوستی میں بھی بدکلامی اور بدتمیزی کو قریب نہ آنے دیا جائے۔ ہمیشہ اخلاق حسنہ کا مظاہرہ کیا جائے۔ تاکہ دیکھنے والے بھی اچھا اثر قبول کریں۔

**آدم علیہ السلام**۔ آدم علیہ السلام نسل انسانی کے باپ اور اولین پیغمبر ہیں۔ اسی لئے آپ کو ابوالبشر اور صفی اللہ کے القاب سے یاد کیا گیا ہے جنات اور ملائک آپ سے بہت پہلے پیدا کئے جا چکے تھے



حضرت آدمؑ کا جسد مٹی سے بنایا گیا جو ہر قسم کی تبدیلی قبول کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ جب اس جسد خاکی میں روح پھونکی گئی تو وہی قالب ایک زندہ متحرک عقل و ہوش اور روح و ضمیر والا انسان بن گیا۔

حضرت آدم کی آفرینش سے مقصد زمین پر خلافت کا قیام اور خدائی قانون کا نفاذ ہے۔ تخلیق آدم کا ارادہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے خطاب فرمایا تھا۔
اِنّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَہ

خلیفۃ اللہ کا منصب عطا کرنے کے بعد ملائکہ اور جنات کو حکم ملا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ سب نے تعمیل کی۔ مگر ابلیس نے نافرمانی کی اور ناری مخلوق ہونے کی بنا پر اپنی برتری اور فوقیت کا اظہار کیا۔ اس نافرمانی کی وجہ سے وہ بارگاہ الٰہی سے نکالا گیا۔ آدم اور اولاد آدم کا کھلا دشمن ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے آدم و حوا کو جنت میں رہنے کا حکم دیتے ہوئے کہا کہ تم اس میں جہاں سے جو چیز چاہو کھا سکتے ہو۔ لیکن اس درخت کے قریب نہ جانا۔ ورنہ ظالموں اور نافرمانوں میں سے شمار کئے جاؤ گے۔ کچھ مدت بعد شیطان کے بہکانے پر انہوں نے شجر ممنوعہ کا پھل کھا لیا۔

اس نافرمانی پر اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت سے نکال کر دنیا پر آباد ہونے کا حکم دیا۔ اسلامی نظریہ کے مطابق اسی وقت سے زمین پر آبادی ہوئی۔

حضرت آدم کا کوئی صحیح زمانہ تو متعین نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم اکثر محققین نے اس سلسلے میں بہت سی تحقیقات کی ہیں۔ وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

**آدم بنوریؒ**۔ ابو عبداللہ سعد معزالدین عالی مقام صوفی اور خدا دوست درویش تھے۔ سلسلہ نسب امام موسیٰ کاظمؒ سے ملتا ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے سرگرم مبلغ اور ممتاز مرشد تھے۔ اور جناب احمد مجدد الف ثانی سرہندیؒ کے خلیفہ تھے۔ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندیؒ کے مریدوں میں شامل ہو کر ریاضت و مجاہدات کئے اور تصرفات مرشد سے تصوف و سلوک کی بلند منازل طے کیں۔ بحث و مناظرہ میں ان کا جواب نہ تھا۔ ان کے عقیدت مندوں کا دائرہ اس قدر وسیع تھا کہ تقریباً ۴۰ مریدوں نے خلافت حاصل کی۔

شاہ جہاں کے عہد میں زیارت حرمین کے لئے حجاز تشریف لے گئے اور ۱۳ شوال [illegible]ھ کو مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

**آدم خور** (Cannibal) ایسے لوگ اور درندے جو انسان کا گوشت کھانا پسند کرتے ہیں۔ آدم خور کہلاتے ہیں۔ آدم خور قومیں تقریباً ہر زمانے میں پائی جاتی رہی ہیں۔ لیکن زیادہ تر مغربی اور وسطی افریقہ، جنوبی امریکہ کے بعض حصوں میں آباد ہیں۔ ہندوستان کے صوبہ آسام میں کبھی آدم خور پائے جاتے تھے۔ جنہیں ناگے کہا جاتا ہے۔

آدم خوری کا رواج کئی وجوہ کی بنا پر ہوا۔ ان میں سب سے پہلے تو انسان کی حالت اضطرار کو دخل ہے اس کے بعد حیوانی گوشت کی کمی یا قحط وغیرہ کی صورت میں انسان اس پر اتر آیا کہ وہ ایک دوسرے کو کھا جائے۔

توہم پرستی اور مذہبی دیوانگی بھی آدم خوری کا سبب بن جاتی ہے۔ چنانچہ میکسیکو، فجی اور ہندوستان کے بعض قبیلے انسان کو دیوی دیوتاؤں کی بھینٹ چڑھاتے ہیں۔

بعض کا عقیدہ ہے کہ دشمن کا گوشت کھانے سے اس کی جرأت اور شجاعت کھانے والے میں آ جاتی ہے اور مرنے کے بعد اس کی روح کبھی نہیں ستاتی۔

آسٹریلیا کے بعض قبیلے دفنانے کی بجائے عزیزوں کا گوشت کھا جاتے ہیں۔ افریقہ کا نیام نیام قبیلہ اپنے مردہ رشتہ داروں کی لاشیں منڈی میں فروخت کر دیتا ہے۔ اور لوگ کھانے کے لئے ان کو خرید لیتے ہیں۔ ایسے شیر جو تلاش کر کے آدمی کا شکار کرتے ہیں انہیں بھی آدم خور کہا جاتا ہے۔

**آدم کا پل** - بھارت اور جزیرہ سیلان (لنکا) کے درمیانی سمندر میں ریت اور پتھر کے چھوٹے چھوٹے ٹیلوں کی ایک میل لمبی قطار چلی گئی ہے۔ اس کے متعلق عوام میں یہ خیال رائج ہے کہ حضرت آدم کو جب جنت سے نکال کر زمین پر اتارا گیا تو وہ اسی راستے لنکا گئے تھے۔

ہندوؤں کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ اس پل کے قدیم آثار ہیں۔ جس کی تعمیر ہنومان نے اس وقت کی تھی جب رام سیتا جی کو راون کے پنجے سے رہائی دلانے کے لئے لنکا گئے تھے۔

یہ حصہ جہاز رانی کے قابل نہیں ہے۔ [illegible] میں بحری آمد و رفت کے لئے راستہ صاف کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ در اصل پانی نے لنکا کو برصغیر ہندوستان سے کاٹ کر جدا کر دیا ہے۔ اور ریت اور پتھر کے ٹیلے کو آدم کا پل کہا جاتا ہے یہ اس پانی کی کاٹ کی باقیات ہیں۔

**آدم نما** (Anthropoid) یعنی انسان سے مشابہت رکھنے والا۔ اصطلاح میں ان بندروں کو کہا جاتا ہے۔ جن کی بناوٹ جسم انسانی سے مشابہت رکھتی ہے۔

اس قسم کے بندروں میں افریقی گوریلا، چمپانزی اور بن مانس وغیرہ شامل ہیں۔ انتھروپولوجی (Anthropology) وہ علم ہے جو انسان کے متعلق معلومات مہیا کرتا ہے۔ اس علم کو یورپ میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ چنانچہ لندن میں ایک ادارہ جس کا نام رائل انتھروپولوجیکل انسٹی ٹیوٹ (Royal Anthropological Institute) یعنی ادارہ علم الانسان قائم ہے۔ اس میں بڑے بڑے ماہرین کام کرتے ہیں۔

**آدینہ بیگ خاں** - شرقپور ضلع شیخوپورہ کا رہنے والا تھا۔ یہ قصبہ لاہور سے اٹھارہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ جس زمانے میں لاہور کا صوبیدار ذکریا خاں تھا

آدینہ بیگ نے سپاہی کی حیثیت سے ملازمت اختیار کی۔ اس کی قابلیت اور جرأت سے متاثر ہو کر زکریا خاں نے اسے مال گزاری کی وصولی پر مقرر کر دیا۔ اس کے بعد جلد ہی یہ جالندھر کا فوجدار مقرر ہو گیا۔

۱۷۴۵ء میں زکریا خاں کے انتقال اور احمد شاہ ابدالی کے حملوں سے پنجاب میں ہر طرف افراتفری پھیلی ہوئی تھی۔ معین الملک کی وفات کے بعد پنجاب میں یکے بعد دیگرے کئی صوبیدار مقرر ہوئے۔ مگر حقیقی اقتدار آدینہ بیگ کے ہاتھ میں تھا ۱۷۵۸ء میں یہ پنجاب کا صوبیدار مقرر ہوا لیکن جب احمد شاہ ابدالی نے پنجاب کو فتح کر کے اپنے بیٹے تیمور شاہ کو یہاں کا حاکم مقرر کیا تو آدینہ بیگ نے مرہٹوں کو پنجاب پر حملہ کرنے کی دعوت دی اور مرہٹوں نے اپنی کامیابی کے بعد اس کو پنجاب کا حاکم مقرر کر دیا۔ لیکن وہ زیادہ دیر تک زندہ نہ رہ سکا۔ ۱۷۵۸ء میں اس نے بٹالہ میں وفات پائی۔

مرہٹوں کے ہاتھوں تیمور شاہ کی شکست ہی احمد شاہ ابدالی کے حملے کا باعث ہوئی۔ چنانچہ اس نے ۱۷۶۱ء میں پانی پت کے میدان میں مرہٹہ طاقت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا۔

**آڈیٹر** (محاسب): حسابات کی جانچ پڑتال کرنے والا۔ ہر تجارتی ادارہ چھوٹے پیمانے پر ہو یا بڑے پیمانے پر، ہر سال کم از کم ایک دفعہ اپنے حساب کی جانچ کرواتا ہے آڈیٹر یا جانچ کرنے والا آزاد ہوتا ہے اور اسے فرم کے کاروباری مفاد سے کوئی تعلق نہیں ہوتا سرکاری قانون کی رو سے ہر فرم، ہر دکاندار یا تاجر انکم ٹیکس کے محکمہ میں اپنا حساب پیش کرنے کا پابند ہوتا ہے۔ اگر مصدقہ آڈیٹر حساب کی بخوبی جانچ پڑتال کر کے اپنی رپورٹ ساتھ شامل کر دے تو تجارتی ادارہ یا دوسرے کاروباری لوگ بہت سی زحمتوں سے بچ جاتے ہیں۔ آڈیٹر کو پورا اختیار ہوتا ہے کہ وہ فرم کی جو کتاب بھی دیکھنا چاہے، دیکھ سکے، بلکہ وہ فرم کے معاہدات اور دیگر دستاویزات دیکھنے کا بھی مجاز ہوتا ہے۔

گورنمنٹ کے اپنے محکمہ جات کے لئے سرکاری آڈیٹر ہوتے ہیں جو آمد و خرچ کے سارے حسابات کی پڑتال کرتے ہیں۔ اکثر حالات میں تو ادائیگی رقم سے پیشتر ہی آڈٹ ہو جاتا ہے جسے (Pre-audit) کہتے ہیں۔

محکمہ ڈاک خانہ جات کا علیحدہ آڈٹ ڈیپارٹمنٹ ہے۔ یہاں منی آرڈر، سیونگ بنک اور دیگر شعبوں کا حساب آڈٹ ہوتا ہے۔

ڈسٹرکٹ بورڈوں اور دیگر لوکل بورڈوں کے حسابات کے لئے علیحدہ محکمہ ہے جسے لوکل آڈٹ ڈیپارٹمنٹ کہتے ہیں۔

**آذربائیجان (روسی)**: بحیرہ خضر پر کوہ قاف (Caucasus) کے جنوب مشرق میں واقع علاقہ جس کا رقبہ ۳۳۴۶۵ مربع میل اور آبادی ۳۶۰۰۰۰۰ نفوس کے قریب ہے، باکو دارالحکومت ہے جو بحیرہ خضر پر مٹی کے تیل کے لئے مشہور ہے۔ آذربائیجانی نسل میں ترکی اور تاتاری خون موجزن ہے۔ ان کی زبان ترک بولی کی ایک قسم ہے۔ مئی ۱۹۱۸ء میں تاتاری قومی مجلس نے خود مختاری کا اعلان کیا۔ کچھ عرصہ اہل برطانیہ کے زیر اقتدار خانہ جنگی کا شکار بنے رہے ۲۸ اپریل ۱۹۲۰ء کو روس کی اشتراکی حکومت میں شامل ہو گئے۔ روس کی صنعت تیل کا بیشتر حصہ آذربائیجان میں ہے۔ چنانچہ تقریباً ۴/۵ حصہ پٹرولیم اسی علاقہ سے نکالا جاتا ہے۔

**آرا مچھلی** (Saw-Fish) یہ ایک قسم کی مچھلی ہوتی ہے۔ اس کا سر اور کھوپری سامنے کی جانب لمبی اور چپٹی ہو کر ایک کانٹی تھوتھنی کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ جس کے دونوں جانب کے حاشیوں میں دانت کی طرح ابھار ہوتے ہیں۔ ان کا پورا حصہ آرے کی شکل کا ہوتا ہے۔ اسی لئے اس کو آرا مچھلی کہتے ہیں۔

آرا مچھلی عموماً زیادہ گرم اور معتدل منطقوں کے سمندروں میں پائی جاتی ہے صرف آرے کی لمبائی اکثر ۶ فٹ اور ہوتی ہے۔

یہ اپنے آرے کو دائیں بائیں مار کر اپنے شکار کو زخمی کر لیتی ہے اور پھر جلد ہڑپ کر جاتی

ہے۔

**آرام شاہ۔** قطب الدین ایبک کا بیٹا تھا۔ جو اس کے مرنے کے بعد ۱۲۱۰ء میں تخت سلطنت پر بیٹھا۔ مگر چونکہ نا اہل اور آرام طلب تھا۔ اس لئے سلطنت کا انتظام سنبھال نہ سکا اور ساتھ ہی لاہور والوں کے علاوہ دوسرے ترک سرداروں نے اسے بادشاہ تسلیم نہ کیا۔ دہلی کے ترکوں نے شمس الدین التمش کو بادشاہ بنا لیا۔
التمش نے ایک سال کے اندر اندر آرام شاہ کا خاتمہ کر دیا۔

**آرامی زبانیں۔** عراق وشام، کنعان، فلسطین فونیشیا اور جزیرہ نمائے عرب میں جو عرب اقوام آباد ہیں وہ تمام سامی الاصل ہیں۔ کہا جاتا ہے چونکہ یہ تمام قومیں سام بن نوح کی اولاد ہیں۔ اس لئے سامی کہلاتی ہیں۔ ان ملکوں کی مختلف زبانوں (موجودہ اور قدیم دونوں) کو سامی زبانیں کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ ملک سیریا یا شام کی زرخیزی اور اس کے دارالحکومت دمشق کی دلفریبی کے باعث اس ملک کو ارم یا باغ ارم بھی کہتے ہیں۔ اس لئے سامی یا سریانی کا تیسرا نام آرامی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح کے بیٹے سام کا مسکن شام ہی تھا۔ اس لئے تمام سامی قوموں کی مختلف بولیوں کا اجتماعی نام سامی، سریانی اور آرامی ہے اور تمام عربوں کا اولین ملک شام ہی سے ہے۔ زبانوں کے سامی گروہ میں فونیقی، اسیری، کلدی، عبرانی، بابلی، حبشی و بابلی شامل تھیں۔ اب مصری عربی (مہر عربی بولی) اس میں شامل ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت فلسطین کنعان میں آرامی زبان ہی بولی

جاتی تھی یہ عبرانی زبان کی ایک شاخ تھی۔ موجودہ عربی قدیم آرامی ہی کی ایک ترمیم شدہ صورت ہے۔ البتہ رسم الخط میں تبدیلی ہو گئی ہے لیکن یہ تبدیلی اسلام سے بہت پہلے رونما ہو گئی تھی اور چھٹے ہوتے رسم الخط کی وہ شکل بنی جس میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ مقوقس والیٔ مصر کو خط لکھا تھا۔

**آرائش چہرہ** (Make-up) چہرے کی زیب و زینت میں مصنوعی طریق سے اضافہ کرنا۔ زمانہ قدیم میں دنداسہ اور گلگونہ وغیرہ عورت کے چہرہ کی آرائش کے لئے کافی تھے۔ مگر تہذیب جدید میں یہ ایک مستقل فن بن گیا ہے اور چہرے کی آرائش کے لئے سرخی پوڈر، کریم وغیرہ بے شمار چیزیں ایجاد ہو رہی ہیں۔ یورپ میں تمام طور پر اور فلمی دنیا میں خاص طور پر ایسے فنکار موجود ہیں جو آرائش چہرہ کے ماہر سمجھے جاتے ہیں اور عورتیں اپنے چہرے کی زیبائش بڑھانے کے لئے ان کی خدمات حاصل کرتی ہیں۔ فلمی دنیا میں یہ مستقل فن ہے۔

**آرائش گیسو۔** عورتیں قدیم زمانے سے آرائش گیسو پر توجہ دیتی چلی آئی ہیں اسے حسن میں اضافے کا سبب سمجھتی ہیں۔ ایران، مصری اور یونانی تہذیبوں میں بھی سر کے بال بنانے اور ڈاڑھی کو سنوارنے کا رواج عام تھا۔ یونانی تہذیب کے دور میں عورتیں اور مرد دونوں لمبے بال رکھتے تھے۔ اور انہیں گھنگھریالے بناتے تھے جب لڑکا ۱۸ سال کا ہوتا تو وہ اپنے بال اپالو دیوتا کی نذر کر دیتا۔ عورتیں بیچ میں مانگ نکالتیں اور کچھ بال کنپٹیوں پر لہراتے چھوڑ دیتیں وہ چوٹیاں گوندھتیں یا جوڑا بناتیں نقش ان بالوں پر کوئی خوبصورت کپڑا یا زرتار دھاگوں کا جال اوڑھ لیا جاتا۔ یونان کی کنواریاں شادی سے پہلے اپنے بال چھوٹے کرا دیتیں۔ بعض پرانی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ یونانیوں نے بال رکھنے اور انہیں سنوارنے کے طریقے مشرق سے سیکھے۔ مسیح علیہ السلام سے تین سو سال پہلے ایک شخص ٹکی نیوسو نامی نے سسلی سے بال تراشنے کے طریقے سیکھے اور انہیں روم پہنچایا اس زمانے میں شمالی یورپ میں بال گوندھ کر پیچھے باندھ دیے جاتے تھے۔
عرب عورتیں بالوں کو کئی جگہ تقسیم کرکے ان میں سنہری دھاگے گوندھا کرتیں۔ ایشیا، افریقہ اور امریکہ کے کئی حصوں

میں مرد بھی لمبے بال رکھتے تھے۔ جاپان میں عورتیں بالوں کو سنہری کنگھیوں اور لکڑیوں کے ٹکڑوں سے سجاتی ہیں۔ انگلستان اور فرانس میں بالوں کے فیشن شاہی خاندان کی مرضی سے بنتے۔

چودھویں صدی عیسوی کے وسط میں عورتوں نے بالوں کو گردن پر سجانے کا طریقہ اختیار کر لیا۔ فرانس کے چارلس چہارم نے مردوں کو بھی لمبے بال رکھنے کا حکم دیا۔ انقلاب فرانس کے بعد بالوں کے تمام پرانے فیشن ترک کردیے گئے اور نئے طریقے جاری ہوئے۔

دورِ جدید میں جہاں بالوں کے رنگنے کے نئے نئے طریقے ایجاد ہوئے۔ وہاں بال بنانے کے بھی کئی فیشن ایجاد ہوئے۔

## آرتھر، بادشاہ (King Arthur)

چھٹی صدی عیسوی کا یہ خوبصورت بہادر اور مستقل مزاج شہزادہ انگلستان کے بادشاہ یوتھر (Uther) کا بیٹا تھا اسے دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھنے کے لئے باپ نے خفیہ طور پر اپنے ایک خیر خواہ نواب سر ہیکٹر کے سپرد کردیا تھا۔ آرتھر سر ہیکٹر (Sir Hector) کے ہاں پرورش پاکر جوان ہوا۔

جب بادشاہ یوتھر کا انتقال ہوا تو آرچ بشپ (Arch Bishop) نے انگلستان کے تمام بڑے بڑے لوگوں کو نئے حکمران کے انتخاب کے لئے بلایا۔ سر ہیکٹر نے اس وقت آرتھر کے بادشاہ یوتھر کا اکلوتا بیٹا ہونے کا انکشاف کیا۔ چنانچہ آرتھر متفقہ طور پر بادشاہ تسلیم کر لیا گیا۔

یہ وہ زمانہ تھا جب رومیوں نے تین سو سال حکومت کرنے کے بعد برطانیہ کو لٹیروں کے سپرد کردیا تھا۔ آرتھر عمر بھر ان کے خلاف لڑتا رہا۔ اس نے بارہ جنگوں میں شاندار فتح حاصل کی۔ آخر ایک جنگ میں اپنے باغی بھتیجے کے ہاتھوں مارا گیا۔

آرتھر کے متعلق کچھ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ وہ مرا نہیں اور دوبارہ لوٹ کر عدل و انصاف کی حکومت قائم کرے گا۔

## آربری، آرتھر جان (Arberry Arthur John)

برطانیہ کے یونیورسٹی پروفیسر ہیں۔ ۱۹۰۵ء میں پیدا ہوئے۔ کیمبرج میں تعلیم پائی۔ سنہ ۱۹۳۱ء میں پیمبرک کالج کیمبرج کے فیلو مقرر ہوئے ۳۴-۱۹۳۲ء تک قاہرہ یونیورسٹی میں کلاسکس ڈیپارٹمنٹ کے صدر رہے۔ پھر انڈیا آفس لندن میں لائبریرین بنے ۴۴-۱۹۳۹ء تک دفتر جنگ اور وزارت اطلاعات میں جنگی خدمات انجام دیں۔ سنہ ۱۹۴۴ء تک لندن یونیورسٹی میں فارسی کے پروفیسر مقرر ہوئے۔

آپ نے تصوف، رومی، عمر خیام اور حافظ کی شاعری کے متعلق کئی کتابیں لکھیں۔

## آرٹ (Art) (فن)

وسیع انسانی تخلیقات کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ لباس سازی، باغبانی، تصویر کشی، ڈرائنگ، موسیقی، شاعری، ڈرامہ وغیرہ آرٹ ہی میں شامل ہیں۔ آرٹ وہ ہے جس سے ہم سمعی اور بصری طریق پر لطف اندوز ہو سکیں۔ تمام فنون میں مصوری کو ہر دور میں بڑی اہمیت حاصل رہی ہے۔

قدیم آثار سے پتہ چلتا ہے کہ زمانہ قبل از تاریخ کے نیم برہنہ لوگ بھی اس فن میں دلچسپی رکھتے تھے۔ ان کی تصویروں کا موضوع بالعموم جانور یا درندے ہوتے تھے۔ یعنی ان کے جمالیاتی ذوق نے ہماری طرح عورت کے جسم سے متاثر ہو کر تخلیق شروع نہیں کی تھی اولین مصوری کے یہ نمونے کئی ایک ممالک سے دستیاب ہوئے ہیں۔ پتھر کے زمانے میں مٹی کے برتن بھی بننے لگے۔ جن کی اختراع کا ذمہ دار صنف نازک کو سمجھا جاتا ہے۔

متمدن زمانہ میں مصر، ہندوستان، بابل، شام اور کریٹ میں آرٹ نے اپنے اظہار کے لئے مختلف شکلیں اختیار کیں۔ جن میں موسیقی کے ساز، شاعری اور داستان گوئی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اہل مصر نے فن تعمیر میں بھی کافی نام پیدا کیا۔ سنگ تراشی میں بھی ان کے شاہکار قابل دید ہیں

اہل یونان نے آرٹ کے مختلف شعبوں کی سب سے زیادہ خدمت کی ہے۔ انہوں نے سنگ تراشی، موسیقی، شاعری، مصوری ہر شعبہ میں کمال حاصل کیا۔ نشاۃ ثانیہ (Renaissance) کے بعد یورپ میں آرٹ کا ایک

نیا دور شروع ہوا۔

**آرٹسٹ** (Artist) حسن کار فن کار۔ کسی فن لطیف مثلاً اداکاری موسیقی نقاشی، مصوری بت تراشی کا پیشہ ور ماہر آرٹسٹ کہلاتا ہے۔

**آرٹ گیلری** (Art Gallery) فنون لطیفہ کے ایسے عجائب خانے جن میں کسی ملک یا قوم کے بہترین فن کاروں کے شاہکار محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ آرٹ گیلریز کہلاتی ہیں۔ یہ نام ملکہ الزبتھ (Queen Elizabeth) کے محل کے برآمدوں سے حاصل ہوا ہے جہاں فنون لطیفہ کے نادر نمونے رکھے جاتے تھے اور بلند پایہ مصوروں کی بنائی ہوئی تصویریں آویزاں کی جاتی تھیں۔

دنیا کے اکثر ممالک میں نیشنل آرٹ گیلریز قائم ہیں۔ مگر انگلستان کی نیشنل گیلری اور ٹیٹ (Tate) گیلری، فرانس کی نیشنل گیلری (National Gallery) اور جرمنی کا قیصر فریڈرک میوزیم Caesar Feberick Museum دنیا بھر میں مشہور ہیں۔

**آرڈ واک** (Aard-vark) جنوبی افریقہ کا دودھ پلانے والا جانور جس کی خوراک چیونٹیاں ہیں۔ اس لئے اس کو چیونٹی کا ریچھ بھی کہتے ہیں۔ یہ دن کو اپنے زمین دوز بلوں میں چھپا رہتا ہے۔ رات کی تاریکی میں باہر نکل کر چیونٹیوں کے بلوں میں سے ان کے انڈے بچے چٹ کر جاتا ہے۔ یہ خود افریقہ کے اصلی باشندوں کا من بھاتا کھاجا ہے۔

**آرٹیزین یا فواری کنواں۔** (Artesian Well) وہ کنواں جس سے پانی فوارے کی طرح نکلے غیر جاذب چٹان کی تہوں کے درمیان ایک جاذب چٹان طشتری کی شکل کی آجاتی ہے۔ اس میں بارش کا پانی جمع ہو جاتا ہے۔ غیر جاذب چٹان پانی کو باہر نہیں نکلنے دیتی۔ اگر غیر جاذب چٹان کی اوپر کی تہ میں ایک سوراخ کر دیا جاتے تو پانی فوارے کی طرح پھوٹ نکلتا ہے۔ اسی لئے فواری کنواں کہتے ہیں۔ یہ کنوئیں بلوچستان اور آسٹریلیا میں عام ہیں۔

**آرٹیمس** (Artemis) یونانی علم الاصنام میں دوشیزگی اور عصمت کی دیوی زیئس (Zeus) اور لاتو (Leto) کی بیٹی اور اپولو (Apollo) دیوتا کی بہن اس کی شکل ایک دوشیزہ تیر انداز کی سی دکھائی جاتی ہے

**آرزو لکھنوی۔** سید انور حسین نام، آرزو تخلص ۱۸۷۲ء میں لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ پانچ سال کی عمر میں تعلیم شروع کی۔ شعر گوئی کا شوق بچپن سے تھا۔ بارہ سال کے تھے کہ حضرت جلال لکھنوی کے شاگردوں میں شامل ہو گئے۔ حضرت جلال کے انتقال کے بعد ان کے جانشین مقرر ہوئے۔ معاشی پریشانیوں کے باعث انہیں لکھنؤ چھوڑ کر کلکتہ جانا پڑا اور وہاں سے بمبئی گئے۔ ان دونوں شہروں میں انہوں نے فلم کمپنیوں کے لئے گیت لکھے ان کے یہ گیت بہت سی فلموں کی شہرت کا باعث بنے۔ آرزو نے ۱۹۵۱ء میں وفات پائی۔ ان کے کلام کے تین مجموعے فغان آرزو، جہان آرزو اور سریلی بانسری شائع ہو چکے ہیں۔ علامہ آرزو کو زبان پر

پوری قدرت حاصل تھی۔ خیال کی سادگی اور نرمی ان کے کلام کی خصوصیات ہیں۔ آرزو نے اپنے سارے کلام میں ہندی کے نرم، دھیمے اور رسیلے الفاظ کثرت سے استعمال کئے ہیں "سریلی بانسری" ان کی ہندی پسندی کا نمونہ ہے جسے وہ "خالص اردو" کہا کرتے تھے۔ عربی اور فارسی کے عدم استعمال کے باوجود کوئی شعر فصاحت کے درجے سے گرا ہوا نہیں ہے۔

## آرک رائٹ (Sir Richard Arkwright)

انگلستان کا حجام جس نے ایک گھڑی ساز کی مدد سے مشینی کھڈی ایجاد کرکے صنعتی دنیا میں انقلاب برپا کردیا۔
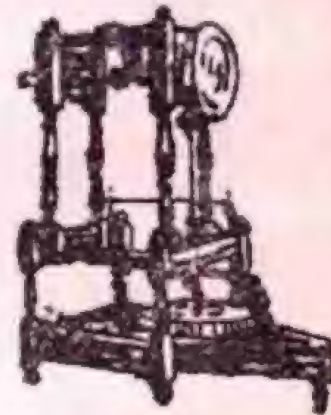
جب اس نے یہ کھڈی تیار کی تو عوام نے اس کو مار دینے کی کوشش کی کہ اس ایجاد سے بے روزگاری اور بے کاری بڑھ جائیگی چنانچہ اسے مستقل عوام سے جان بچانے کے لئے اپنے آبائی شہر کو چھوڑنا پڑا۔

کچھ عرصہ کے بعد اس نے ایک سرمایہ دار کی شرکت میں پارچہ بافی کا کام شروع کیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں ایک غریب حجام لکھ پتی سیٹھ بن گیا۔ سنہ ۱۷۸۶ء میں حکومت نے اسے سر کا خطاب دیا۔ سنہ ۱۷۹۲ء میں فوت ہوا۔

## آرکل، انتھونی جان (Arkell, Anthony John)

برطانیہ کے ماہر آثار قدیمہ ہیں سنہ ۱۹۰۸ء میں پیدا ہوئے۔ پہلے برطانیہ کی فضائی فوج میں تھے۔ سنہ ۱۹۲۰ء میں سوڈان پولیٹکل سروس (Sudan Political Service) میں آگئے۔ سنہ ۱۹۴۰ء میں حکومت سوڈان کے چیف ٹرانسپورٹ آفیسر (Chief Transport Officer) مقرر ہوئے۔ اسی اثناء میں حکومت سوڈان کے ماہر آثار قدیمہ بھی رہے۔ سنہ ۱۹۴۸ء میں یونیورسٹی کالج لندن (University College London) میں مصریات کے لیکچرار مقرر ہوئے آپ "ابتدائی خرطوم" اور "اینگلو مصری سوڈان کا پتھر کا زمانہ" نامی کتابوں کے مصنف ہیں۔

## آرکیوپٹریکس (Archeopteryx)

ایک قدیم پرندے کا پتھر شدہ جسم جو ارتقا کی منزل میں رینگنے والے جانوروں اور پرندوں کی درمیانی کڑی سمجھا جاتا ہے۔ اس کے جبڑوں میں دانت ہوتے تھے۔ گرگٹ جیسی دم اور انگلیوں پر تیز ناخن ہوتے تھے۔ اس کے بدن پر بجائے چھلکوں کے جو گرگٹ جیسے جانوروں میں ہوتے ہیں، بال و پر تھے۔ اس جانور کے جسم کا سب سے پہلا سنگی نمونہ سنہ ۱۸۶۱ء میں ملک بویریا میں سلنوفن کے مقام پر پایا گیا تھا۔

## آرمیڈا (Armada)

ہسپانیہ کا وہ جنگی بحری بیڑا جس نے سنہ ۱۵۸۸ء میں انگلستان پر حملہ کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ شاہ فلپس ثانی والئے ہسپانیہ نے آرمیڈا کے نام سے جنگی جہازوں کا ایک بحری بیڑا تیار کیا جس کا کمانڈر ڈیوک سڈونیا تھا۔ اس بیڑے میں ۱۳۰ جہاز شامل تھے ان کو چلانے والے ۸۰۰۰ ملاح اور غلام تھے ان جہازوں پر ۱۹۰۰۰ سپاہی اور ۲۰۰۰ ضرب توپیں تھیں۔ اس عظیم الشان فوج کے مقابلے میں انگلستان کی ملکہ الزبتھ کے پاس صرف ۸۰ جہاز تھے۔ جن پر ۹۰۰۰ ملاح کام کرتے تھے۔ انگلستان کے بیڑے کا سردار لارڈ ہوورڈ (Howard) تھا۔ جس کے ماتحت ہاکنز (Hawkins) ڈریک (Drake) اور فروبشر (Frobisher) جیسے قابل جہاز ران تھے۔ انگریزی بیڑہ بندرگاہ پلائی موتھ (Plymouth) میں آرمیڈا کا منتظر کھڑا تھا۔ اور ٹل بری (Tilbury) کے مقام پر لارڈ لیسٹر (Leicester) کی کمان میں ایک بھاری بری فوج آمادہ جنگ تھی۔ ۱۰ جولائی کو آرمیڈا ایک قوس کی شکل میں نمودار ہوا۔ انگریزی

توپ خانے والے جہازوں نے شدید گولہ باری کر کے اسپینی جہازوں کو مخالف ہوا کی سمت شمال مغرب کی طرف دھکیل دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اسپینی جہازوں کو لڑنے کی بجائے اپنے بچاؤ کی فکر لاحق ہو گئی اور جو چند جہاز بچ گئے وہ سکاٹ لینڈ کے گرد گھوم کر سپین پہنچے۔ ملکہ الزبتھ نے اس خداداد فتح کی یاد میں ایک تمغہ جاری کیا جس پر یہ الفاظ کندہ تھے "خدا نے پھونک ماری اور وہ تتر بتر ہو گئے۔"

**آرمینیا** (Armenia) ایشیا میں سطح مرتفع کاکیشیا (Caucasia) یا قفقاز کے جنوب میں واقع ہے اس کے جنوب میں عراق اور دریائے فرات ہیں۔ رقبہ تقریباً ایک لاکھ چالیس ہزار مربع میل اور آبادی تیس (۳۰) لاکھ کے قریب ہے۔ آرمینیا کا بہت سا حصہ پہاڑی ہے بعض لوگ آرمینیا کے مشہور سلسلہ کوہ ارارات کو وہ چوٹی سمجھتے ہیں جہاں طوفان کے بعد حضرت نوحؑ کی کشتی جا کر ٹھہری تھی۔ آرمینیا کی آب و ہوا کسی حد تک ہمارے ملک سے ملتی جلتی ہے۔ گرمی اور سردی دونوں شدید ہوتی ہیں آرمینیا کے باشندے ایک قدیم مشرقی قوم کی نسل سے ہیں جو اناطولیہ اور یورپی لوگوں کے ساتھ کچھ مل جل گئی۔ ان کی زبان فارسی سے قدرے ملتی جلتی ہے مگر ایرانی زبانوں میں سے نہیں ہے۔ پہلے وقتوں میں آرمینیا کے تاجر تقریباً تمام مشرقی ممالک میں آتے جاتے تھے۔

سب سے پہلے غالباً سکندر اعظم نے آرمینیا کو فتح کیا۔ اس کے بعد رومنوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ پہلی جنگ عظیم سے قبل آرمینیا کا اکثر حصہ ترک سلطنت میں شامل تھا۔ انیسویں صدی میں روس نے بھی آرمینیا کے کچھ علاقے ہتھیا لئے تھے۔ آج کل آرمینین سوویٹ ری پبلک (Armenian Soviet Republic) روسی سلطنت کی ممبر ریاست ہے جس کا رقبہ تقریباً بارہ ہزار مربع میل اور آبادی تیرہ لاکھ کے لگ بھگ ہے۔

**آریہ**۔ سنسکرت زبان میں آریہ کے معنی بزرگ اور معزز کے ہیں۔ یہ اس قوم کا نام ہے جو وسط ایشیا سے چراگاہوں کی تلاش میں نکلی اور ایران کو پامال کرتی ہوئی مغربی پاکستان میں وارد ہوئی۔ اور یہاں کی قدیم مہذب قوموں کو جنوب کی طرف دھکیل کر خود ملک پر قبضہ کر لیا۔

آریوں کے کچھ قبیلوں نے یورپ کا رخ کیا اور وہاں جا کر آباد ہو گئے۔

آریہ سفید رنگ، دراز قد اور بہادر تھے۔ کردار کی بلندی اور تنظیم کی صفات ان میں موجود تھیں۔ ابتدا میں ان کا پیشہ گلہ بانی تھا جو رفتہ رفتہ کھیتی باڑی میں تبدیل ہو گیا۔

آریہ نہایت سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ دودھ مکھن، سبزیاں اور اناج ان کی عام خوراک تھی۔ شادی اپنی پسند کی کرتے تھے۔ میلوں اور تہواروں میں مرد عورتیں آزادانہ شریک ہوتے تھے۔ عورتیں زیور پہنتی تھیں سورج، آگ، پانی، بادل اور قدرتی نظاروں کی پوجا کی جاتی تھی۔ آریوں میں دیوتا کو خوش کرنے کے لئے جانوروں کی قربانی کا رواج بھی تھا۔

**آریہ بھٹ**۔ قدیم ہندوستان کا ایک حسابدان اور ماہر علوم ہیئت و نجوم پاٹلی پتر (موجودہ پٹنہ) میں ۴۷۶ء میں پیدا ہوا۔ یہ زمین کی محوری گردش کا قائل تھا۔ اور اس نے وہی تصور پیش کیا جو سنہ ۱۶۳۲ء میں گلیلیو Galileo کی زبان سے سننے میں آیا اور جسے کلیسائے مغرب کے ارباب بست و کشاد نے کفر قرار دے کر اس کو جیل میں ڈال دیا تھا۔

اس نے سورج اور چاند گرہن کے اسباب کی توضیح کی ہے۔ علم نجوم میں مشہور تصنیف آریا سدھانت اس کی یادگار ہے۔

**آریہ سماج**۔ ہندو مذہب کا ایک فرقہ ہے جس کی بنیاد سوامی دیانند نے سنہ ۱۸۷۵ء میں رکھی۔ اس کے پیروکار عام ہندوؤں کی طرح بت پرستی کے قائل نہیں ہوتے۔

یہ فرقہ مذہبی اور سوشل اصلاحات میں بڑا سرگرم رہا ہے۔ نکاح بیوگان کو جاری کرنے اور کم سنی کی شادیاں بند کرانے پر اس نے بہت زور دیا۔ شدھی

کی تحریک سے ہندو آبادی میں اضافے کی تدبیر بھی اس فرقے کے بانی نے کی۔

**آریہ ورت۔** شمالی ہند میں جب آریوں کا تسلط قائم ہو گیا اور مقامی باشندے ان کے غلام بن گئے یا جنوب کی طرف بھاگ گئے تو انھوں نے اپنے قومی نام پر قدیم ہندوستان کا نام آریہ ورت یعنی آریوں کا وطن رکھ دیا۔

**آرین۔** دیکھو آریہ

**آڑو۔** ایک قسم کا پھل جسے فارسی میں شفتالو کہتے ہیں۔ دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک گول امرود کی شکل کا لیکن نیچے کو چونچ سی نکلی ہوئی ہوتی ہے۔ دوسرا چپٹا۔ مزاجاً سرد تر ہوتا ہے پشاوری آڑو بڑا شیریں اور لذیذ ہوتا ہے یہ پیوندی ہوتا ہے۔

**آزاد، ابوالکلام۔** مولانا کا نام محی الدین احمد اور کنیت ابوالکلام ہے۔ ۱۸۸۸ء میں مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے ان کے والد دہلی کے اور ان کی والدہ مکہ کی رہنے والی تھیں۔
پندرہ سال کی عمر میں مولانا نے فاضل اساتذہ کے علاوہ جامع ازہر قاہرہ میں بھی تعلیم حاصل کی اور علوم متداولہ میں مہارت حاصل کی تھی۔ ہندوستان آکر کلکتہ سے "الہلال" جاری کیا، جو پہلی جنگ عظیم کے دوران میں بند ہو گیا۔ "الہلال" کے بعد "البلاغ" جاری کیا اور ساتھ ہی قرآن حکیم کا درس دینے کے لئے "دارالارشاد" قائم کر دیا۔ لیکن تھوڑی دیر بعد حکومت بنگال نے آپ کو رانچی میں نظر بند کر دیا۔
پہلی جنگ عظیم کے خاتمہ کے بعد جیل سے رہا ہوئے تو تحریک ترک موالات میں سرگرم حصہ لینے لگے اور آزادی کے جرم میں کئی دفعہ قید و بند کی سختیاں جھیلیں۔ آپ کئی بار کانگرس کے صدر مقرر ہوئے۔ آخر جب برصغیر میں آزادی کا آفتاب طلوع ہوا اور ملک دو حصوں یعنی ہندوستان اور پاکستان میں تقسیم ہوا تو آپ ہندوستان کے وزیر تعلیم مقرر ہوئے۔
مولانا جید عالم، صاحب طرز انشاء پرداز اور قادر الکلام مقرر تھے۔ ان کی تحریر و تقریر دونوں میں انتہا درجے کی روانی اور موزونیت ہوتی تھی۔ بارہ سال کی عمر میں اعلیٰ شعر کہنے لگ گئے تھے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں روزنامہ "وکیل" امرتسر کے اڈیٹر مقرر ہوئے۔ آپ کا تبحر علمی، وسعت مطالعہ اور قوت حافظہ غیر معمولی تھی۔
"ترجمان القرآن" "تذکرہ" اور "غبار خاطر" آپ کی مشہور تصانیف ہیں ۲۲ فروری ۱۹۵۸ء کو انتقال کیا۔

**آزاد انصاری۔** الطاف احمد نام، ابوالاحسن کنیت، آزاد تخلص۔ ۲۶ رجب ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء ناگپور (سی۔ پی) میں پیدا ہوئے۔ جہاں ان کے والد محمد حسن اوورسیئر تھے۔
اٹھارہ انیس برس کی عمر تک مختلف درسگاہوں میں فارسی اور عربی کی تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں طبی تعلیم حاصل کر کے طبابت کا کام شروع کیا۔ ۱۹۴۲ء میں انتقال کیا۔
آزاد نے انیس برس کی عمر میں شاعری شروع کی ابتداً مولانا حبیب الرحمٰن صاحب بیدل سہارنپوری سے اصلاح لیتے رہے اور جب بیدل حیدرآباد دکن چلے گئے تو مولانا حالی سے شرف تلمذ حاصل کیا۔
آزاد انصاری کے کلام کی سب سے بڑی خوبی سادگی ہے۔ تکرار و تقابل الفاظ سے چھوٹے چھوٹے جملوں اور ٹکڑوں میں عجیب حسن پیدا کر دیتے ہیں۔ آزاد کے کلام کا ایک اور نمایاں وصف تسلسل خیال ہے ان کی شاعری مبالغوں

اور صنائع بدائع کی مصنوعی ملمع کاریوں سے پاک ہے۔

**آزاد۔** جگن ناتھ نام، آزاد تخلص۔ اردو زبان کے مشہور شاعر تلوک چند محروم کے صاحبزادے ہیں۔ دسمبر ۱۹۱۸ء کو میانوالی (مغربی پاکستان) میں پیدا ہوئے۔ بچپن اور ابتدائے جوانی کے ایام راولپنڈی میں گزرے۔ وہیں گارڈن کالج راولپنڈی سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔

آزاد کو ذوق شاعری اپنے والد سے ورثہ میں ملا ہے اور کلام اقبال نے ان کے کلام کی آبیاری کی ہے۔ آزاد کو تمام اصناف سخن پر قدرت حاصل ہے۔ تقسیم برصغیر کے بعد ان کی شاعری میں درد، وسعت، اور گداز کا تاثر پیدا ہو گیا ہے۔ اس وقت تک دو مجموعے "بیکراں" اور "ستاروں سے ذروں تک" چھپ کر عوام میں کافی مقبول ہو چکے ہیں۔ بھارت میں اردو کے سب سے بڑے حامی ہیں۔

**آزاد، محمد حسین، شمس العلماء۔** ۱۸۳۰ء میں اردو زبان کے پہلے اخبار نویس مولوی محمد باقر کے ہاں دلی میں پیدا ہوئے۔ شعر و شاعری کا شوق بچپن سے ہی تھا۔ ذوق کی شاگردی نے اس کو اور جلا دی۔

۱۸۵۷ء کے ہنگامہ دلی میں مولوی محمد باقر مارے گئے اور مولانا آزاد کئی مقامات کی خاک چھانتے ہوئے لاہور پہنچے۔ جہاں آپ کو محکمہ تعلیم میں ملازمت مل گئی۔ یہاں مولانا کو علمی اور ادبی تحقیق میسر آئی تو انداز فکر نے نیا رنگ اختیار کیا۔ آپ نے بے شمار درسی کتب لکھی ہیں اور بلاشبہ کہا جا سکتا ہے کہ مولانا اردو ادب اور زبان کے صاحب طرز ادیب تھے۔ آپ ایک بلند پایہ نثر نگار ہی نہیں تھے بلکہ انہوں نے روایتی شاعری کے دھارے کا رخ موڑ کر اسے زندگی سے قریب لانے کی کوشش کی۔ آپ اردو شاعری میں نیچرل شاعری کے بانی تصور کئے جاتے ہیں۔

آزاد کے انداز بیان میں ایک خاص روانی اور مٹھاس ہے۔ ۱۸۸۷ء میں حکومت نے ان کی علمی قدر افزائی کرتے ہوئے شمس العلماء کا خطاب دیا اور گورنمنٹ کالج لاہور میں فارسی کے پروفیسر ہو گئے۔

تذکرہ، آب حیات، نیرنگ خیال، سخندان فارس، نگارش فارسی، دربار اکبری، اور مجموعہ نظم آزاد آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔ ان کے علاوہ آپ نے بچوں کے لئے بھی کئی قابل قدر کتابیں لکھ کر اردو نثر کو مالا مال کیا ایک اور کتاب سہاگ و تپاک نامی بھی لکھی تھی جو ان کے جنون کے زمانہ کی تصنیف ہے۔

آخری عمر میں جنون میں مبتلا ہو گئے۔ ۱۹۱۰ء میں وفات پائی اور لاہور میں سینٹرل ماڈل سکول کے قریب دفن ہوئے۔

**آزاد، میر غلام علی بلگرامی۔** ۱۷۰۴ء میں پیدا ہوئے۔ ان کا شمار شعراء کے اعلیٰ طبقے میں ہوتا ہے عربی اور فارسی میں متعدد تصانیف چھوڑی ہیں۔ قصائد غرا، سبحۃ المرجان، خزانۂ عامرہ اور تذکرہ سرو آزاد مشہور ہیں۔ ۱۷۸۶ء میں وفات پائی۔

**آزادانہ تجارت (Free Trade)** مفکرین اقتصادیات کا خیال ہے کہ اگر اقوام عالم درآمدی محصولات ختم کر دیں۔ اور ممالک کے درمیان بلا روک ٹوک تجارت شروع ہو جائے تو اس سے ہر ملک کو فائدہ پہنچے گا۔

آزاد تجارت کے مخالف سب سے زیادہ پس ماندہ ممالک ہوتے ہیں جو اپنی اقتصادی حیثیت کو برقرار رکھنے کے لئے غیر ملکی درآمدی اشیاء پر محصول عائد کر دیتے اور اس طرح، اپنے غیر ملکی زر مبادلہ کو بھی محفوظ کر لیتے ہیں۔

وہ ممالک جن کے ہاں صنعت و حرفت اور تجارت کی فراوانی ہوتی ہے آزادانہ تجارت کے حامی ہوتے ہیں تاکہ ان کی مصنوعات دوسرے ممالک میں فروغ پا سکیں لیکن اس کے باوجود تجارتی مقابلہ میں محفوظ رہنے کیلئے

اکثر بڑی حکومتیں بھی درآمدی محصول عائد کر دیتی ہیں جیسے برطانیہ نے جاپانی اشیاء پر محصول درآمد عائد کر رکھا تھا تاکہ اس کی مصنوعات پر برا اثر نہ پڑے

اس وقت امریکہ سب سے زیادہ آزاد تجارت کا حامی ہے لیکن اسی امریکہ نے ۱۸۷۰ء میں اپنی تجارت کے تحفظ کے لئے درآمدی اشیاء پر بھاری محصول عائد کر رکھے تھے۔ اگرچہ ملکی سیاسی اور تجارتی اغراض کے پیش نظر آزادانہ تجارت نہیں ہو رہی تاہم عام رجحان اس کی طرف ہی ہے۔

## آزادخیال جماعت (Liberal PARTY)

آزادخیال جماعت عموماً انفرادی، آزادی، جمہوریت اور آزاد تجارت کی حامی جماعت ہوا کرتی ہے۔ ایسی جماعتیں ملک کی پرانی روایات اور قوم کی قدیم رسوم کی پابند نہیں ہوتیں۔ سب سے پہلی آزادخیال جماعت سپین کی لبرل پارٹی تھی۔

انگلستان کی آزادخیال جماعت جس کا پرانا نام وگ (WHIG) پارٹی تھا آج سے تقریباً اڑھائی سو سال پہلے برطانوی ایوان عام اور ایوان خاص میں سب سے بڑی پارٹی تھی اور اس کا اقتدار ایک عرصہ تک قائم رہا۔ انیسویں صدی کے وسط میں پارٹی نے اپنا نام وگ کی بجائے لبرل (LIBERAL) پارٹی رکھ لیا۔

کینیڈا اور آسٹریلیا میں بھی آزادخیال جماعتوں کا کافی اثر ہے۔ کینیڈا کی آزادخیال جماعت گزشتہ پچاس سالوں میں تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد برسر اقتدار آتی رہی اور وہاں کی سب سے طاقتور جماعت سمجھی جاتی ہے۔ آسٹریلیا کی آزادخیال جماعت سوشلسٹ پارٹی (SOCIALIST PARTY) کی مخالف تمام پارٹیوں کا مجموعہ ہے۔ یہ پارٹی آج سے چھ سال پہلے برسر اقتدار آئی پاکستان میں کوئی قابل ذکر آزادخیال جماعت نہیں ہے جس کی عوام تک رسائی ہو۔

## آزادخیالی (LIBERALISM)

آزادخیالی اس سیاسی فلسفہ کا نام ہے جو شخصی آزادی، جمہوری نظام حکومت اور آزادی تجارت کا پرچار کرے۔ آزادخیالی کی تحریک اٹھارویں اور انیسویں صدی کی پیداوار ہے جب کہ درمیانے طبقے کے لوگوں نے جاگیرداری (FEUDAL SYSTEM) اور مطلق العنانی (AUTOCRACY) کے خلاف جدوجہد شروع کی۔ امریکہ اور فرانس کے انقلابات اسی تحریک کا نتیجہ ہیں۔ سب سے پہلے آزادخیالی کا لفظ اہل سپین نے استعمال کیا اور سب سے پہلے آزادخیال جماعت وہیں منظم ہوئی۔

معاشی اعتبار سے آزادخیالی کا مطلب آزاد تجارت ذاتی ملکیت اور بلا روک ٹوک درآمد برآمد ہے آزادخیالی اور اشتراکیت میں ایک عرصہ سے رسہ کشی ہو رہی ہے لیکن دنیا کے اکثر آزاد ممالک میں ابھی تک آزادخیالی کا دور دورہ ہے اور عوام آزادخیالی کے شیدائی ہیں۔

## آزاد فوج

آزاد فوج۔ جو ممالک خودمختار اور آزاد نہیں اور کسی سامراجی طاقت کے خلاف برسرپیکار ہیں وہ اکثر محب وطن لوگوں پر مشتمل ایک فوج منظم کر لیتے ہیں جو بالعموم آزاد فوج کہلاتی ہے۔

دوسری جنگ عظیم کے دوران جب برصغیر ہند و پاکستان میں جنگ آزادی جاری تھی۔ تو ہندوستان کے ایک عظیم رہنما سوبھاش چندر بوس جاپان چلے گئے تھے اور وہاں انہوں نے ہندوستانی اور پاکستانی محب وطن فوجیوں کو جمع کر کے ایک آزاد ہند فوج بنائی تھی۔ الجزائر کے محب الوطن نوجوانوں نے بھی اپنے ہاں ایک آزاد فوج قائم کی تھی۔ جو فرانسیسی استعمار پرستوں کے خلاف جنگ جیت چکی ہے ۱۹۴۸ء میں آزاد کشمیر میں بھی آزاد فوج قائم ہوئی تھی جس نے کشمیر کے ایک بڑے علاقے سے ڈوگرہ فوج کو مار بھگایا۔

## آزادی

آزادی۔ آزادی سے مراد یہ ہے۔ کہ کسی شخص یا اشخاص کے گروہ کی راہ میں ایسے مختلف قسم کے موانع موجود نہ ہوں جن سے ان کے عزائم کی تکمیل اور ان کی ترقی میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہو۔ انسانی آزادی کی تاریخ کا آغاز انسانیت کی تخلیق کے ساتھ ہی شروع ہو گیا تھا۔ بہرحال مختلف ملکوں کے لوگوں میں ان کی عادات و اطوار کے تنوع اور ان کے اظہار خیال کے مختلف النوع طریقوں کی بنا پر مختلف ادوار میں لفظ آزادی کا مفہوم مختلف لیا جاتا رہا ہے۔

موجودہ دور میں شخصی آزادی اور قومی آزادی کی تحاریک دوش بدوش چلتی رہی ہیں۔

قومی آزادی کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ملک اپنے اندرونی و بیرونی معاملات میں بیرونی اثرات اور دباؤ سے مکمل طور پر آزاد ہو اور اس کا اپنا آزادانہ اقتصادی نظام قائم ہو۔

شخصی آزادی سے مراد ہے کہ تمام شہریوں کو پورے شہری حقوق اور مکمل شہری آزادی حاصل ہو۔ اسلام کی اساس ہی آزادی پر مبنی ہے۔ خلفائے راشدین کا زمانہ قومی اور شخصی آزادیوں کا بہترین دور تھا۔ انجمن اقوام متحدہ (United Nations) نے بھی منشور اٹلانٹک ATLANTICATLANTIC CHARTER کے ذریعہ شہریوں کے حقوق اور شخصی آزادی پر زور دیا ہے۔ ان آزادیوں میں مذہبی، سیاسی، اقتصادی، صنعتی، تحریری اور حصول تعلیم کی آزادی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

## آزادی صحافت اور پریس۔ (Freedom OF THE PRESS)

آزادی کے لغوی معنی بیرونی مداخلت کا فقدان ہیں اور آزادی صحافت اور پریس سے مراد اخبارات و رسائل کو اس امر کی آزادی دینا ہے کہ اگر وہ حکومت کے کسی فعل کو ناپسند کریں تو اس پر تنقید کر کے رائے عامہ کو اس کی خرابیوں سے آگاہ کر سکیں۔ اخبارات اور رسائل کو یہ حق حاصل ہو کہ وہ جو چاہیں چھاپیں۔ بشرطیکہ ان کا ایسا کرنا کسی تعزیری قانون کے خلاف نہ ہو۔ ہر مہذب ملک میں اخبارات کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی مسئلہ پر اپنی دیانت دارانہ رائے کا پوری آزادی کے ساتھ اظہار کریں۔ اگر ایسا نہ ہو تو کوئی قوم سیاسی، اخلاقی یا دماغی ترقی نہیں کر سکتی جو حکومت اپنی اور اپنے عمال کی حکمت عملیوں پر جائز نکتہ چینی کی اجازت نہیں دیتی وہ عوام کے روبرو ذمہ دارانہ حکومت ہونے کی مدعی نہیں ہو سکتی۔

## آزادی تحریر و تقریر (FREEDOM OF EXPRESSION)

آزاد اور جمہوری ممالک میں عوام کو تحریر و تقریر کی مکمل آزادی ہوتی ہے عوام کو حق حاصل ہوتا ہے کہ حکومت کے طریق کار پر کڑی نکتہ چینی کر سکیں اور اپنے مطالبات کو جرأت کے ساتھ حکومت کے سامنے پیش کر سکیں۔

آزادی تحریر و تقریر کے ساتھ ساتھ حکومت کی طرف سے کچھ پابندیاں بھی عائد ہوتی ہیں جن کے تحت کسی تحریر یا اخبار نویس کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کوئی ایسی تقریر کرے یا مقالہ لکھے جس سے ملک میں رہنے والی مختلف قوموں کے درمیان منافرت اور بدامنی پھیلنے کا اندیشہ ہو یا اس سے ملک کی سالمیت کو خطرہ لاحق ہو۔ اس کے ساتھ انہیں اس امر کی بھی اجازت نہیں ہوتی کہ وہ کسی کی ذات، مذہب یا عقیدہ کے خلاف کوئی بات کہیں یا لکھیں۔

## آزادی کی جنگ ۱۸۵۷ء (دیکھو جنگ آزادی)

آزادی کی جنگ (امریکہ) یہ جنگ شمالی امریکہ کی تیرہ نوآبادیات کے باشندوں نے (۱۷۷۵ء تا ۱۷۸۳ء) برطانوی حکومت کے خلاف لڑی۔ بنائے مخاصمت یہ تھی کہ برطانوی حکومت نے عوام پر بہت زیادہ ٹیکس لگا دیئے تھے۔ نیز دوسرے ممالک کے ساتھ تجارت کرنے پر بھی پابندیاں عائد کر دی تھیں لوگوں نے ملکی حکومت کے عائد کردہ ٹیکسوں کو ادا کرنے سے انکار کر دیا جس کی پارلیمان میں ان کی نمائندگی نہ تھی خصوصیت سے چائے پر ٹیکس تو لوگوں کو بہت ناگوار گزرا۔

۱۷۷۳ء میں بوسٹن کی بندرگاہ پر پچاس ریڈ انڈین (امریکہ کے قدیم باشندے) بھیس بدل کر چائے کے لدے ہوئے ایک جہاز میں داخل ہو گئے انہوں نے پیٹیاں توڑ کر ساری چائے سمندر میں پھینک دی۔ یہ واقعہ بوسٹن ٹی پارٹی کے نام سے مشہور ہے۔

اس کے فوراً بعد برطانوی فوج اور باشندگان امریکہ میں تصادم ہو گیا۔ جارج واشنگٹن نے آخر الذکر جماعت کا قائد بن کر عظیم الشان خدمات انجام دیں۔

۱۷۸۹ء میں جارج واشنگٹن اس آزاد جمہوری سلطنت کا پہلا صدر منتخب ہوا۔

## آزادی مذہب

آزادی مذہب سے مراد مذہبی رسوم کی آزادانہ بجا آوری کا حق ہے۔ بظاہر تو ایسا

معلوم ہوتا ہے کہ مذہبی عقائد کا تعلق انسان کے دل و دماغ سے ہے اس لئے اسے کسی ضابطے کا پابند نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ مذہب مختلف افراد کے درمیان ایک مضبوط رابطہ قائم کر دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ اکثر حکومتیں ہمیشہ مذہب کو مشتبہ نگاہ سے دیکھتی آئی ہیں اور بعض ممالک میں تو مذہب کے نام پر خون کی ندیاں بہہ گئیں۔ سیاسی جماعتوں کے برعکس جب بھی کوئی مذہبی جماعت برسر اقتدار آئی اس نے تعصب کی بناء پر دوسرے مذاہب پر پابندیاں اور سختیاں شروع کر دیں تمام مذاہب میں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے خدا کے حکم کے ماتحت "لکم دینکم ولی دین" کہہ کر مذہبی آزادی کا اعلان کیا۔ چنانچہ مسلمان حکمرانوں نے ہر جگہ آزادی مذہب کے اصول کا احترام کیا اور غیر مسلموں کی مذہبی آزادی کا برقرار رکھنا اپنا دینی فریضہ خیال کیا۔

**آزر** ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام یہ بت تراش، بت فروش اور بت پرست تھا۔

حضرت ابراہیم نے سب سے پہلے اپنے والد کو ہی دعوتِ حق دی۔ آپ نے کہا۔ "ابا جان، آپ کیوں ان بتوں کی پرستش کرتے ہیں جو نہ تو کچھ سنتے ہیں، نہ دیکھتے ہیں اور نہ ہی آپ کے کسی کام آسکتے ہیں"۔

آزر نے ناراض ہو کر کہا "ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے پھر گیا ہے۔ اگر تو اس حرکت سے باز نہ آیا تو میں تجھے سنگسار کر دوں گا۔ اگر اپنی خیر چاہتا ہے تو میرے گھر سے نکل جا"۔

حضرت نے فرمایا " اچھا میرا سلام لیجئے میں آپ سب کو چھوڑتا ہوں اور آپ کے ساتھ ان سب کو جن کی آپ خدا کے علاوہ پرستش کرتے ہیں۔

**آزر** ۔ حاجی لطف اللہ بیگ ۔ ۲۰ ربیع الثانی ۱۱۳۴ھ مطابق ۱۷۲۲ء اصفہان میں پیدا ہوئے۔ اور جب وہاں فتنہ و فساد برپا ہوا تو اصفہان سے قم چلے گئے نادر شاہ کے عہد میں ان کے والد لار اور ساحل کے حاکم تھے۔

آزر اپنے زمانے کے ایک بلند پایہ شاعر تھے۔ انھوں نے سات ہزار اشعار کہے لیکن ان کا سرمایہ اصفہان کے فتنہ و فساد میں برباد ہو گیا۔ ۱۹ سال کی سرگرم محنت کے بعد انھوں نے "آتش کدہ" کے نام سے ایک کتاب لکھی جو بادشاہوں اور امراء کے علاوہ شعرائے متقدمین سے لے کر مصنف کے زمانے تک کے شعراء اور شاعرات کے حالات اور ان کے منتخب کلام پر مشتمل ہے۔

این بلینڈ نے ۱۸۴۴ء میں اس کتاب کا کچھ حصہ ایک مقدمہ کے ساتھ طبع کرایا۔ "آتش کدہ" کلکتہ اور بمبئی میں بھی طبع ہوا۔ جس کے آخر میں ایک مختصر مثنوی "یوسف و زلیخا" بھی منسلک ہے۔

**آسام** (Assam) آسام یعنی چائے کا دیس بنگال اور برما کے درمیان اور مشرقی پاکستان کے شمال مشرق میں واقع بھارتی صوبہ ہے۔ قبائلی علاقے کو چھوڑ کر اس کا رقبہ چون ہزار چوراسی مربع میل ہے اور ۱۹۵۱ء کی مردم شماری کے مطابق آبادی اکیانوے لاکھ انتیس ہزار چار سو بیالیس نفوس پر مشتمل ہے شیلانگ اس کا پایۂ تخت ہے۔

آسام میں بہترین قسم کی چائے بکثرت پیدا ہوتی ہے۔

چائے کی کاشت کے لئے گرم مرطوب آب و ہوا بارش کی کثرت اور ڈھلوان پہاڑی زمین درکار ہے چائے کے علاوہ چاول اور عمارتی لکڑی بھی یہاں عام ہوتی ہے کوئلہ بھی نکلتا ہے۔ [illegible] سے تیل بھی نکالا جا رہا ہے چراپونجی آسام کا وہ شہر ہے۔ جہاں دنیا کے ہر خطہ سے زیادہ بارش ہوتی ہے۔

**آسٹریا** (Austria) وسطی یورپ کا ایک چھوٹا سا ملک ہے جس کا رقبہ بتیس ہزار مربع میل اور آبادی ستر لاکھ کے لگ بھگ ہے ویانا (Vienna) دارالسلطنت ہے۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد جب سابقہ آسٹریا ہنگری سلطنت کا خاتمہ ہوا تو اس کے جرمن زبان بولنے والے صوبوں نے مل کر ایک نئی سلطنت کی بنیاد ڈالی اور اس کا نام جرمن آسٹریا رکھنا چاہا۔ لیکن عہد نامہ ورسلز کی رو سے جرمنی کے ساتھ آسٹریا کا اس طرح کا

الحاق قابل اعتراض تھا۔ اسی لئے نئی ریاست کا نام محض آسٹریا قرار پایا۔

دوسری جنگ عظیم کے شروع ہونے سے ایک سال پہلے نازیوں نے آسٹریا پر زبردستی قبضہ کر لیا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد جب نازی جرمنی کا خاتمہ ہوا تو آسٹریا کے علاقے کو بھی چار حصوں میں بانٹ دیا گیا اور روس برطانیہ اور فرانس اور امریکہ نے ایک ایک حصہ اپنی اپنی تحویل میں لے لیا۔ ۱۹۵۵ء میں اتحادیوں کے ایما سے آسٹریا میں نئی گورنمنٹ قائم ہوئی اور ویانا میں اتحادی کنٹرول کونسل (Allied Control Council) کے قیام کے بعد آسٹریا کی آزادی کو تسلیم کر لیا گیا۔

ابھی زرعی اعتبار سے آسٹریا نے کچھ زیادہ ترقی نہیں کی۔ ویانا کے میدانوں میں مکئی اور گیہوں کی کاشت ہوتی ہے۔ مگر مجموعی طور پر آسٹریا خوراک میں خود کفیل نہیں ہے کاغذ اور کپڑے کے کارخانے آبی قوت سے چلائے جانے لگے ہیں جس سے توقع پیدا ہو گئی ہے کہ آسٹریا صنعت و حرفت میں ترقی کر سکے گا۔

## آسٹریلیا (Australia)

آسٹریلیا (Australia) دنیا کا سب سے چھوٹا براعظم اور سب سے بڑا جزیرہ جو جنوبی کرۂ ارض کے ۱۰° اور ۳۹° عرض بلد اور ۱۱۳° اور ۱۵۳° طول بلد پر واقع ہے۔ رقبہ ۲۹ لاکھ ۷۴ ہزار ۵ سو اکاسی مربع میل اور آبادی ایک کروڑ تک پہنچ گئی ہے۔ ۱۸۰۹ء میں اس ملک میں صرف ۳۷۲۵ سفید فام لوگ آباد تھے۔ بیسویں صدی کے شروع میں یہ آبادی چالیس لاکھ سے بھی کم تھی۔ مگر ۱۹۴۶ء میں یہ آبادی ۸۰ لاکھ ہو گئی اور اب یہ تعداد بڑھ کر ایک کروڑ تک پہنچ چکی ہے۔ ان کے علاوہ پچاس ہزار کے قریب قدیم باشندے بھی آباد ہیں۔

شمالی علاقہ
مغربی آسٹریلیا
گریٹ آسٹریلین بائٹ
بحر جنوبی

۱۶۰۶ء میں اسے اہل ہالینڈ نے دریافت کیا اور اس کا نام "نیا ہالینڈ" رکھا اس کے نصف سال بعد ایک انگریز سیاح یہاں پہنچا۔ لیکن ۱۷۷۰ء میں کپتان کک Cook نے پہلے دو سیاحوں کے برعکس یہاں کے زرخیز حصے کو دریافت کیا اور اس کا نام نیو ساؤتھ ویلز رکھا شروع میں عبور دریائے شور کے قیدی ہی آبادکاری کے لئے یہاں بھیجے جاتے تھے لیکن ۱۸۵۱ء میں سونے کی دریافت سفید فام لوگوں کے لئے بھی کشش کا باعث بن گئی۔ آسٹریلیا چھ ریاستوں نیو ساؤتھ ویلز، وکٹوریہ، کوینزلینڈ تسمانیہ، مغربی اور جنوبی آسٹریلیا کی وفاقی یونین ہے۔ براعظم کا ایک تہائی شمالی حصہ منطقہ حارہ میں اور باقی منطقہ معتدلہ جنوبی میں واقع ہے۔ اکثر دریا سال کے بیشتر حصے میں خشک ہو جاتے ہیں بارش بھی کافی نہیں ہوتی۔ اس لئے بندوں اور فوارے کنوؤں سے آبیاری ہوتی ہے۔ اون، گوشت، مکھن اور گیہوں اشیائے برآمد ہیں۔

آسٹریلیا معدنی دولت سے مالا مال ہے۔ کالگرلی اور کول گارڈی سے سونا اور مشرقی تسمانیہ، سڈنی اور برسبین سے کوئلہ نکلتا ہے۔ سڈنی، ملبورن، برسبین، ایڈی لیڈ پرتھ مشہور شہر اور بندرگاہ ہیں کینبرا دارالحکومت ہے۔

## آسٹن (موٹر گاڑی) (Austin)

سر ہربرٹ آسٹن (۱۸۶۶ء۔ ۱۹۴۱ء) سب سے زیادہ مقبول موٹر کار بے بی آسٹن کا موجد ہے جس نے مختلف موٹر کار بنانے والی کمپنیوں میں منیجر رہنے کے بعد ۱۹۰۵ء میں نارتھ فیلڈ (برمنگھم) میں خود اپنا کارخانہ جاری کیا اور ۱۹۲۲ء میں اس نے انقلاب انگیز بے بی آسٹن ماڈل بنایا۔ ۱۹۱۹ء سے ۱۹۲۴ء تک پارلیمنٹ کا ممبر رہا ۱۹۱۷ء میں "سر" کا خطاب ملا اور ۱۹۳۶ء میں نواب (Knight) بنا دیا گیا۔

## آسٹن جین (Austin Jane)

آسٹن جین (Austin Jane) (۱۷۷۵ء تا ۱۸۱۷ء) انگریز کار انگریز ناول نگار متعدد ناولوں کی مصنف اوسط طبقے کے افراد

کی کردار نگاری نہایت دلچسپ طنز میں کرتی ہے اس کا ناول SENSE & SENSIBILITY سب سے پہلے شائع ہوا دیگر شائع شدہ ناول PRIDE & PREJUDICE (PERSUASION EMMA) وغیرہ ہیں۔

**آسیہ** رضی اللہ عنہا۔ مصر کے بادشاہ (فرعون) کی بیوی کا نام وہ بڑی پارسا اور ہمدرد بی بی تھیں۔ قتل کے خوف سے حضرت موسٰی علیہ السلام کو پیدا ہوتے ہی اُن کی والدہ نے ایک صندوق میں بند کر کے دریائے نیل میں بہا دیا تھا۔ جب یہ صندوق بہتا بہتا فرعون کے محل کے قریب پہنچا تو آسیہ کی نظر پڑ گیا۔ دریا سے نکلوا کر صندوق کھولا۔ تو اس میں سے ایک بچہ نکلا۔ آپ نے بڑی محبت سے حضرت موسٰی کی پرورش کی۔

**آسی** رحمۃ اللہ علیہ **محمد عالم مولانا**۔ ۱۸۸۱ء میں ضلع گوجرانوالہ کے موضع راکھو کیداں میں پیدا ہوئے اور ۱۲ اگست ۱۹۴۴ء کو ۶۳ برس کی عمر میں امرتسر میں وفات پائی بستر برس کی عمر میں شاہی مسجد لاہور میں مولانا غلام محمد صاحب بگوی کی شاگردی اختیار کی اور مولانا غلام قادر صاحب بھیروی سے استفادہ کرتے رہے۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد مدرسہ نعمانیہ میں صدر مدرس مقرر ہوئے۔ چند سال کے بعد امرتسر تشریف لے گئے۔ اور بقیہ عمر یہیں گزار دی۔ اُردو، فارسی اور عربی میں ادیب فاضل منشی فاضل اور مولوی فاضل کیا۔ عربی اور زبدۃ الحکما کے امتحانوں میں طلائی تمغہ حاصل کیا۔ مختار عدالت (وکیل) بھی بنے۔ انگریزی میں خاصی استعداد پیدا کی۔ ایم۔ اے۔ او ہائی سکول اور ایم اے او کالج میں استاد عربی کے عہدے پر فائز رہے اخلاق اور اوصاف حمیدہ میں آپ اسلاف کا نمونہ تھے۔ وضع دار اور وضع کے بڑے پابند تھے عربی زبان اور علوم عربیہ میں بحر ناپید کنار تھے۔ علمائے عصر آپ کے علم و فضل کے معترف تھے۔ تحریر و تقریر و نظم و نثر عربی پر پوری قدرت رکھتے تھے مشکل سے مشکل مسائل منٹوں میں سمجھا دیتے تھے۔ عربی صرف و نحو کے علاوہ آپ کی بہت سی تصانیف ہیں۔ جیسے کاویہ علی الغاویہ (دو جلد) الارشاد الی مباحث المیلاد، المیلاد فی القرآن، ازالۃ الرین والمین عن مشاہد الحرمین الشریفین، قیام رمضان براہین حنفیہ وغیرہ۔



**آصف**۔ برخیا کا بیٹا حضرت سلیمان علیہ السلام کا وزیر۔ روایت ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا کا تخت منگوانے کی خواہش کا اظہار کیا تو اُس نے کہا کہ میں آنکھ جھپکنے میں اس کو لا سکتا ہوں۔

**آصف الدولہ (نواب)** نواب شجاع الدولہ والئے اودھ کا بڑا بیٹا۔ باپ کی وفات پر ۱۷۷۵ء میں جانشین ہوا۔ فیض آباد کی بجائے لکھنؤ کو پایہ تخت بنایا۔ ۲۱ ستمبر ۱۷۹۷ء کو فوت ہوا۔ اور اپنے امام باڑے میں جو شاہی عمارتوں میں ایک عمدہ عمارت سمجھا جاتا اور امام باڑہ آصف الدولہ کے نام سے مشہور ہے دفن ہوا۔ پختہ کلام شاعر تھا۔ اُردو، فارسی غزلیات کا ایک دیوان اس کی یادگار ہے۔

سخاوت اس حد تک پہنچی ہوئی تھی یہ مثل زبان زد خاص و عام تھی "جسے نہ دے مولا اُسے دے آصف الدولہ"

**آصف جاہ**۔ حیدر آباد دکن کے نظام فرمان رواؤں کا لقب۔ آصف جاہ اول خواجہ عابد خاں بیٹے نظام دکن تھے۔ شاہجہان کے عہد میں سمرقند سے ہندوستان آئے۔ اورنگ زیب کے زمانے میں محکمہ وزارت کے صدر نشین ہوئے اور چین قلیچ خاں کے خطاب اور منصب پنج ہزاری سے سرفراز کئے گئے۔

فرخ سیر کے عہد میں بادشاہ گر سید برادران حسین علی اور عبداللہ کی دشمنی کے باعث دکن کا رُخ کیا اور فوج فراہم کر کے نظامت کی بنیاد ڈالی ۲۲ مئی ۱۷۴۸ء کو انتقال کیا۔ ان کے بڑے بیٹے ناصر جنگ جانشین ہوئے لیکن باغی دہری کی لڑائی میں شہید ہوئے

**آصف جاہ ثانی**۔ ۱۷۳۴ء تا ۱۸۰۲ء۔ اسد جنگ نواب میر نظام علی خاں بن آصف جاہ اول وزیر احمد شاہ بادشاہ دہلی اپنے بھائی صلابت جنگ کو معزول کر کے ۱۷۶۰ء میں تخت نشین ہوئے انہوں نے حیدر آباد کو دارالحکومت بنایا۔

**آصف جاہ ثالث**۔ ۱۷۶۸ء تا ۱۸۲۹ء سکندر جاہ نواب میر اکبر علی خاں ۱۸۰۳ء میں تخت نشین ہوئے اور ایسٹ انڈیا کمپنی سے اتحاد قائم کیا۔

**آصف جاہ رابع۔** (۱۷۹۳ء تا ۱۸۵۷ء) ناصر الدولہ نواب میر فرخندہ علی ۱۸۲۹ء میں تخت نشین ہوئے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی سے جدید عہد نامہ کر کے تعلق استوار کیا۔ صوبہ برار کا ٹھیکہ انہیں کے عہد میں انگریزوں کو دیا گیا۔

**آصف جاہ خامس۔** (۱۸۲۸ء تا ۱۸۶۹ء) افضل الدولہ نواب تہنیت علی خاں ۱۸۵۷ء میں تخت نشین ہوئے غدر میں سلطنت انگلشیہ کی امداد کی۔

**آصف جاہ سادس** (۱۸۶۶ء تا ۱۹۱۱ء) مظفر الملک نظام الدولہ نواب میر محبوب علی خاں باپ کی جگہ تخت نشین ہوئے۔ شاعر تھے اور داغ دہلوی سے اصلاح لیتے تھے۔

**آصف جاہ سابع۔** نواب میر عثمان علی خاں ۱۹۱۲ء میں تخت نشین نظامت ہوئے جنگِ عظیم ۱۹۱۸ء میں انگریزی سلطنت کی بیش بہا خدمات کی بنا پر گورنمنٹ سے ہز اگزالٹڈ ہائی نس کا خطاب ملا۔ ان کی سب سے بڑی یادگار عثمانیہ یونیورسٹی ہے۔ جس میں ایم۔ اے تک ذریعہ تعلیم اردو تھا۔ انجمن ترقی اردو نے آپ کے مراحم خسروانہ سے بے حد ترقی کی۔ اور بے شمار کتب شائع ہوئیں علما مشائخ، مساجد، مقابر، مدارس اور ہر مذہب کے عبادت خانوں کو آپ کے دربار سے معقول امداد ملتی تھی۔ آپ کے عہد میں شہر حیدرآباد کی از سرِ نو تعمیر ہوئی تقسیم ہند کے بعد الحاق پاکستان کے اندیشہ سے بھارت نے ریاست حیدرآباد کے خلاف پولیس ایکشن کر کے اسے ہندوستان میں مدغم کر لیا۔
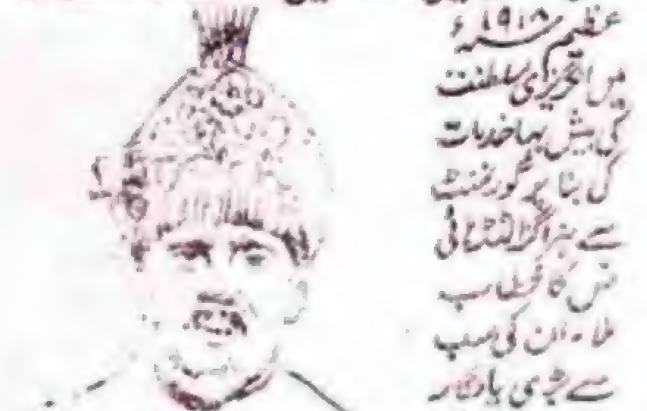
**آصف علی۔** آصف علی ۱۸۸۸ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ وہیں تعلیم پائی۔ اور بعد میں لندن سے بیرسٹری کی سند حاصل کی۔ قومی تحریکوں میں شروع ہی سے دلچسپی رکھتے تھے۔ کئی دفعہ گرفتار اور سزایاب ہوئے۔

اسیران آزاد ہند فوج کی وکالت کر کے بہت شہرت حاصل کی۔ کانگرس کی مرکزی پارلیمانی پارٹی کے سکرٹری اور مرکزی اسمبلی کے رکن رہے۔ تقسیم ہند کے بعد پہلے بھارتی سفیر کی حیثیت سے امریکہ گئے۔ مئی ۱۹۴۸ء میں امریکہ سے واپس آگئے۔ اڑیسہ کے گورنر رہے۔ اور پھر مرکزی حکومت کے وزیر خوراک مقرر ہوئے ۱۹۵۲ء میں انتقال کیا۔

**آغا خاں سوم۔** نام سلطان سر محمد شاہ۔ پیدائش ۱۸۷۷ء، اسمٰعیلیہ فرقہ کے اڑتالیسویں امام تھے جن کا لقب آغا خاں ہوتا ہے۔ ان کو گھوڑوں کی نسل خیزی اور پرورش کا خاص ملکہ اور شوق تھا چنانچہ ڈربی کی گھوڑ دوڑ میں ان کے بیشتر گھوڑے بازی جیت چکے ہیں۔ ان کے مورث ایران کے ایک صوبہ کے گورنر تھے بعد میں یہ بمبئی میں سکونت پذیر ہو گئے۔ انہوں نے پہلی عالم گیر جنگ میں برطانیہ کی بڑی مدد کی۔ جس کے صلہ میں ان کو سرکار برطانیہ نے اول درجے کے امراء کا رتبہ عنایت کیا اور گیارہ توپوں کی سلامی مقرر کی۔ ہز ہائی نس اور سر کے خطاب سے نوازا۔ ملکہ وکٹوریہ سے لے کر ملکہ الزبتھ تک تمام شاہان انگلستان سے ان کے گہرے مراسم رہے۔

سر آغا خاں ایک مدت تک مسلم لیگ کے صدر رہے۔ ۱۹۳۰ء میں گول میز کانفرنس میں مسلمانوں کی نمائندگی کی۔ آپ کو بعض بین الاقوامی اعزاز بھی حاصل ہوئے ۱۹۳۴ء میں برطانیہ کی پریوی کونسل میں لئے گئے۔ ۱۹۳۷ء میں جمعیت الاقوام کے صدر منتخب ہوئے۔

آغا خاں کے مریدوں کی تعداد لاکھوں تک ہے جو تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ کاروبار کرنے کی وجہ سے کافی دولت مند ہیں۔ اس لئے انہوں

نے آغا خاں سوم کو کبھی سونے اور کبھی جواہرات سے تولا آغا خاں یہ تمام دولت خیراتی کاموں کے لئے دے دیا کرتے تھے۔

۱۱ جولائی ۱۹۵۷ء کو آغا خاں سوم نے اپنے محل "برکت" واقع جینوا میں اسی برس کی عمر میں انتقال کیا اور ان کی وصیت کے مطابق ان کو اسوان میں دفن کیا گیا ان کے دو لڑکے ہیں، شہزادہ علی اور شہزادہ صدرالدین مگر ان کی وصیت کے مطابق شہزادہ علی کے بیٹے شہزادہ کریم ان کے جانشین مقرر ہوئے ہیں جو آغا خاں چہارم کہلاتے ہیں۔

**آغا خاں چہارم** - آپ کا نام شہزادہ کریم ہے آپ اسمعیلی فرقے کے سابق پیشوا سلطان محمد شاہ آغا خاں مرحوم کے بڑے بیٹے شہزادہ علی خاں کے صاحبزادے ہیں۔ انہوں نے گزشتہ سال جولائی میں جینوا کے مقام پر اپنے مرحوم دادا کی قیام گاہ برکت کے پائیں باغ میں دنیا کے دو کروڑ اسمعیلیوں کا روحانی پیشوا ہونے کا اعلان کیا۔

مرحوم آغا خاں نے انہیں اپنا جانشین اور اسمعیلی فرقے کا انچاسواں امام مقرر کیا تھا، اس لئے آپ کو آغا خاں چہارم کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ آپ علی خاں کی پہلی بیوی جون کے بطن سے پیدا ہوئے۔ جو لارڈ برٹس کی بڑی صاحبزادی ہیں۔ آپ نے برطانیہ سوئٹزرلینڈ اور ہاورڈ یونیورسٹی (امریکہ) میں تعلیم حاصل کی۔ اسی موخرالذکر یونیورسٹی کے آپ گریجویٹ ہیں۔

**آغا خانی** - اسماعیلیوں کے رہنما شمس الدین کی وفات کے بعد نظاری اسمعیلیوں کے دو فرقے بن گئے ان میں سے ایک فرقہ قاسم شاہی کہلاتا ہے اس فرقہ کے موجودہ امام شہزادہ کریم آغا خاں ہیں۔ اس وجہ سے اسے آغا خانی بھی کہتے ہیں۔

بدخشان، بھارت، پاکستان اور شام میں نظاری اسمٰعیلیوں کی کافی تعداد قاسم شاہی یا آغا خانی ہو چکی ہے

**آغاز تاریخ انسانی** - انسانی تاریخ کا آغاز انسان کی اس ابتدائی جدوجہد سے ہوتا ہے جب اس نے اپنے گرد و پیش کو اپنے لئے سازگار بنانے کے لئے مناسب انتظامات کئے۔ انسانی تاریخ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ تحریری اور ماقبل تحریر۔ تحریری تاریخ کی ابتدا آج سے تقریباً پانچ ہزار سال پہلے ہوئی۔

ماقبل تحریر کی تاریخ کی بنیاد آثار قدیمہ پر ہے یہ زمانہ نہ صرف اپنی طوالت کے سبب اہم ہے۔ بلکہ انہی دنوں میں انسان نے اپنے ماحول کو سمجھا اور ضرورت کے مطابق بہت سی اہم دریافتیں کیں۔ چنانچہ بعض چٹانوں اور زمینوں کی کھدائی پر جو پتھروں کے اوزار، برتن اور عجیب و غریب نقش و نگار ہاتھ لگے ہیں ان سے قدیم انسانوں کے رہنے سہنے اور عبادت کے طریقوں کا کسی حد تک پتہ چلتا ہے۔ مگر ان کی زبان کے متعلق کوئی شہادت نہیں ملتی۔

**آغا ہلالی** - روس میں پاکستان کے سفیر۔ مسٹر آغا ہلالی کی عمر اس وقت ۵۴ سال کے لگ بھگ ہے انہوں نے ۱۹۳۲ء میں مدراس یونیورسٹی سے ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد انہوں نے قانون کی ڈگری لی اور کنگز کالج کیمبرج سے آنرز گریجویٹ کا امتحان پاس کیا ۱۹۳۶ء میں وہ انڈین سول سروس کے امتحان میں کامیاب ہو گئے اور چند برس مجسٹریٹ کی حیثیت سے کام کرنے کے بعد غیر منقسم بنگال کے محکمہ مالیات میں لے گئے ۱۹۴۱ء میں انہیں حکومت ہند کے نئی دہلی کے دفتر میں لے لیا گیا۔ جہاں انہوں نے وزارت زراعت، غذا اور تجارت میں بحیثیت انڈر سیکرٹری اور ڈپٹی سیکرٹری کام کرنا شروع کیا۔ ۱۹۴۶ء تک وہ بنگال کی حکومت میں ڈپٹی کنٹرولر سول سپلائز اور محکمہ مالیات کے ڈپٹی سیکرٹری متعین رہے اسی عرصے میں وہ ایڈیشنل سیکرٹری کی حیثیت میں اس محکمے کے انچارج بھی رہے۔ قیام پاکستان کے بعد آپ پاکستان میں آ گئے اور ۵ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان وزارت خارجہ اور تعلقات دولت مشترکہ میں جائنٹ سیکرٹری کا عہدہ سنبھالا۔ ۱۹۵۲ء میں اسی وزارت کے سیکرٹری کی حیثیت سے کام کیا۔ ۱۹۵۶ء میں موصوف کو سویڈن فن لینڈ ناروے اور ڈنمارک کے لئے پاکستان کا سفیر مقرر کیا گیا تھا۔

## آفتاب ۔ دیکھو سورج

**آفتاب احمد خاں** (صاحبزادہ) نواب کنج پورہ کے خاندان سے تھے آپ کے والد نواب غلام احمد خاں ریاست گوالیار میں ممبر کونسل تھے ۔ سنہ ۱۸۶۷ء میں پیدا ہوئے ۔ سنہ ۱۸۸۱ء میں علی گڑھ کالج (بعد میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) میں داخل ہوئے سنہ ۱۸۹۴ء میں بیرسٹری پاس کر کے انگلستان سے واپس ہوئے اور علی گڑھ میں وکالت شروع کی ۔

طالب علمی کے زمانے میں سنہ ۱۸۸۹ء میں انجمن "الفرض" قائم کی جس کی بدولت مسلمان طلبا کو لاکھوں روپے کے وظائف دیئے جاتے رہے کالج کے مختلف شعبوں کے مختلف اوقات میں نگران رہے ۔ آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے کئی سال تک سیکرٹری اور بعدازاں پریذیڈنٹ رہے ۔ سنہ ۱۹۱۷ء میں انڈیا کونسل کے ممبر مقرر ہوئے سنہ ۱۹۲۳ء میں واپس ہوئے سنہ ۱۹۲۴ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے چانسلر مقرر ہوئے ۔

**آفتابی قوت یا شمسی توانائی** ۔ جوہری توانائی کے بعد اب سائنس دان آفتابی قوت سے کام لینے کی سوچ رہے ہیں ان سائنس دانوں کا خیال ہے کہ دیہات میں جوہری توانائی کے اثرات پہنچانے مشکل ہیں ۔ وہاں ضروریات زندگی کی سہولت کے لئے آفتابی قوت سے کام لیا جائے ۔ اور اس طرح چھوٹی اور کم قیمت مشینوں سے کام لے کر دیہاتی عوام کی ضرورت کو پورا کیا جائے یہ طاقت زراعت میں خاص طور پر معاون ثابت ہوگی ۔

امریکہ کے سٹینفورڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے ڈائرکٹر جے ۔ ای ۔ ہوسیان کا خیال ہے کہ آفتابی قوت سے تین طریقوں سے کام لیا جائے گا ۔

۱ اسے براہ راست حرارت میں تبدیل کر دیا جائے ۔

۲ سورج کی کرنوں کو براہ راست بجلی میں تبدیل کر دیا جائے ۔

۳ روشنی سے کیمیائی رد عمل پیدا کر کے سورج سے حاصل شدہ طاقت کو کیمیائی طاقت میں تبدیل کر دیا جائے ۔

دنیا کے پچیس ملک اس تحقیقات میں مصروف ہیں ماسکو میں ایک عظیم الشان بجلی گھر زیر تعمیر ہے جہاں آئینوں کے ذریعے سورج کی کرنوں کا عکس لے کر ایک گھنٹے میں ۱۲ ٹن بھاپ تیار کی جا سکے گی ۔

**افشین** حیدر ابن کاؤس کا خطاب تھا ۔ یہ بغداد کے خلیفہ معتصم باللہ کا ترکی النسل سپہ سالار تھا ۔ مگر خلیفہ نے اس جرم پر کہ وہ اس کے دشمنوں کے ساتھ خط و کتابت رکھتا ہے سنہ ۸۴۰ء میں قتل کرا دیا ۔

**آفریدی** ۔ پاکستان کی شمال مغربی سرحد پر آباد افغان آزاد قبائل میں سے ایک قبیلے کا نام ہے ۔ یہ لوگ افغانستان اور پاکستان کی سرحد کے درمیان آباد ہیں اور کسی حکومت کے ماتحت نہیں ۔ ان کے آٹھ قبائل ہیں جن میں سب سے مشہور ذکا خیل ہے ۔ ان کا ملک خشک پہاڑی علاقہ ہے جس میں کچھ پیدا نہیں ہوتا اس لئے سابق میں ان کا گزارہ لوٹ مار پر تھا ۔ سلطنت انگلشیہ کو ان کے خلاف دس مرتبہ تادیبی جنگ لڑنی پڑی ۔ حکومت پاکستان نے ان کی اصلاح کی طرف موثر قدم اٹھایا ہے ۔ چنانچہ اب ان کے نوجوان پاکستانی افواج میں بھرتی ہوتے ہیں ۔ اور ان میں تعلیم و دستکاری کو بھی فروغ دیا جا رہا ہے ۔

**آقا محمد خاں قاچار** ۔ شاہ ایران خاندان قاچار سے تھا ۔ باپ محمد حسن خان قاچار مازندران کا حاکم تھا سنہ ۱۷۹۴ء میں ایران کا تخت حاصل کیا اور بیس سال تک حکومت کر کے اپنے دو ملازموں کے ہاتھوں قتل ہوا جن کو اس نے پھانسی کا حکم دیا تھا ۔ خاندان قاچار کا مورث اعلیٰ ہے ۔
(نیز دیکھو قاچار)

**آک** ۔ آک ایک خودرو پودا ہے ۔ جس کے پتے پان کی طرح چوڑے اور پودا تین چار فٹ تک اونچا ہوتا ہے ۔ اس کا پتا یا شاخ توڑنے سے دودھ کی طرح کا ایک سفید سیال مادہ ٹپکنے لگتا ہے ۔ بنجر اور پہاڑی زمینوں میں آک کے پودے کثرت سے اگتے ہیں بکری اس کے پودے شوق سے کھاتی ہے اور اس کی سوکھی شاخیں ایندھن کا کام دیتی ہیں ۔

آک کا بیج بنولے کی طرح سفید رنگ کے چمکیلے ریشوں میں لپٹا ہوتا ہے جنہیں گاؤں والے تکیوں میں بھرنے کے

کام میں لاتے ہیں۔
آک کا دودھ اور پھول کے طور پر بھی استعمال ہوتے ہیں۔

**آکاس بیل** ۔ یہ ایک زرد رنگ کی بیل ہوتی ہے جس کے پتے نہیں ہوتے۔ یہ بیل مٹی میں اگنے کی بجائے بیری یا اسی قسم کے درختوں کی ہری بھری شاخوں سے لپٹ کر اپنی غذا حاصل کرتی ہے کیونکہ اس کی جڑیں نہیں ہوتیں البتہ کونپلوں اور نئی پھوٹنے والی شاخوں کو گرفت میں لینے کے لئے چھوٹی چھوٹی شاخیں سی ہوتی ہیں جنہیں بال کہتے ہیں۔ آکاس بیل کے بڑھنے کی رفتار بڑی تیز ہوتی ہے۔ چند مہینوں میں تناور سے تناور درخت پر پوری طرح چھا جاتی ہے۔ اس کی شاخوں اور پتوں کو اپنے زرد جال میں اس طرح چھپا لیتی ہے کہ دور سے سوائے آکاس بیل کے درخت کے آثار نظر نہیں آتے وہ درخت جس سے ایک دفعہ آکاس بیل لپٹ جائے پھر زندگی بھر اس سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتا۔ موسم خزاں میں آکاس بیل جو بن پر ہوتی ہے اس کے سفید رنگ کے چھوٹے چھوٹے پھول دیکھنے میں بہت خوشنما معلوم ہوتے ہیں۔ آکاس بیل بہت سی بیماریوں میں دوا کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔

**آکس فورڈ یونیورسٹی** (Oxford University)
آکس فورڈ انگلستان کا ایک شہر ہے جو دریائے آکس کے کنارے واقع ہے۔ آکسفورڈ کے معنی "دریائے آکس کا گھاٹ" کے ہیں۔ اس جگہ انگلستان کا مشہور ترین اور قدیم ترین دارالعلوم واقع ہے، جو تمام دنیا میں اعلیٰ درجہ کی درس گاہ شمار ہوتا ہے۔ اس دارالعلوم کی بنیاد بہت قدیم زمانے میں رکھی گئی تھی لیکن منظم تدریس کا آغاز سنہ ۱۱۳۳ء سے ہوا۔ جب پیرس کے رابرٹ پولین نے یہاں تدریس کا سلسلہ شروع کیا لیکن اس نے یونیورسٹی کی صورت سنہ ۱۱۶۳ء میں اختیار کی۔ اسمیں ۲۰ کالج ہیں جن کی اقامت گاہیں بھی ہیں لیکن تدریس تمام کالجوں کے مشترکہ لیکچروں کی صورت میں ہوتی ہے اور کالجوں کے ٹیوٹر اپنی اپنی اقامت گاہوں پر بھی طلبا کی تعلیمی رہنمائی کرتے ہیں۔
آکسفورڈ یونیورسٹی کی شہرہ آفاق بوڈلیین لائبریری (Bodielian Library) دنیا بھر کی سب سے بڑی لائبریری ہے اس کی مزید توسیع سنہ ۱۹۴۶ء میں جدید بوڈلیین لائبریری کی شکل میں ہوئی جس میں پچاس لاکھ کتابوں کی گنجائش رکھی گئی۔

**آکسیجن** (Oxygen) آکسیجن ایک بے رنگ بے بو اور بے ذائقہ گیس ہے۔ انسانی زندگی کا سارا دارومدار اسی پر ہے۔ سانس کے ذریعے آکسیجن ہمارے پھیپھڑوں میں جا کر خون کو صاف کرتی اور پھر رگ رگ میں پھیل جاتی ہے۔ اسی لئے قدرت اسے بمقدار کثیر مہیا کرتی رہتی ہے پانی کا ایک تہائی آکسیجن ہے اور ہمارے کرہ ہوائی میں اکیس فی صد یہی گیس کارفرما ہے۔
ہوا بازوں اور کوہ پیماؤں کو بلندیوں پر آگ بجھانے والوں کو دھوئیں سے اٹے ہوئے آتش زدہ مکانوں اور غوطہ خوروں کو سمندر کی گہرائیوں میں اس کا ذخیرہ بہم نہ پہنچایا جا سکے تو وہ مر جائیں۔
انسانی زندگی کو برقرار رکھنے کے علاوہ اس کے احتراق یعنی جلنے جلانے کے وصف کی وجہ سے اس کا تکنیکی استعمال بے حد زیادہ ہو رہا ہے اس کو گیس "ایسی ٹائی لین" (Acetylene) کے ساتھ ملا کر ایک ایسی مشعل تیار کرتے ہیں جس کی حرارت چار ہزار درجے سنٹی گریڈ ہوتی ہے اس سے لوہے کو ویلڈ (Weld) یعنی پگھلا کر جوڑتے ہیں اور سخت دھاتوں کو اسی سے کاٹتے ہیں۔
سائنسی لیبارٹریوں (معملوں) میں پوٹاشیم کلوریٹ (Potassium Chlorate) مینگنیز ڈائی او کسائڈ (Manganese Dioxide) کو ملا کر جلانے اور صنعتی کاروبار کے لئے سیال ہوا کو کشید کر کے حاصل کرتے ہیں۔

**آگ** ۔ تحقیقات سے پتہ چلتا ہے کہ قدیم الایام سے انسان آگ کو کھانے پکانے، اپنے آپ کو گرم رکھنے اور جنگلی درندوں کو ڈرانے کے لئے استعمال کرتا چلا آیا ہے۔

قیاس یہ کہتا ہے کہ آگ پہلے پہلے انسان کو کسی درخت پر بجلی گرنے یا آتش فشاں پہاڑوں کے لاوا اگلنے سے دستیاب ہوئی۔ اس طرح حاصل کی ہوئی آگ کو وہ اپنے غاروں اور جھونپڑیوں میں محفوظ رکھتا تھا۔

رفتہ رفتہ دو خشک چیزوں کو آپس میں رگڑنے سے آگ حاصل کی جانے لگی۔ جب چقماق کو کاٹ کر اس سے تیشے کا کام لیا گیا تو اتفاقیہ طور پر یہ بھی معلوم ہو گیا کہ چقماق کے دو ٹکڑوں کو رگڑنے سے بھی آگ حاصل کی جا سکتی ہے۔ رگڑ سے آگ کا طریق جدید ترین قسم کی دیاسلائی کی ایجاد کا موجب ہوا۔ جس کا ایک سرا کسی آتش گیر آمیزے میں ڈبو کر سکھا لیا جاتا ہے۔

اسی دوران محدب شیشے میں سورج کی شعاعوں کو ایک مرکز پر جمع کر لینے سے بھی آگ حاصل کی جانے لگی یہ طریق بھی کافی قدیم زمانے میں دریافت ہو گیا تھا چنانچہ ۲۱۲ قبل مسیح میں مشہور یونانی سائنس دان ارشمیدس نے ایک شیشے کی مدد سے رومن جہاز کو آگ لگا دی تھی۔ لیکن صنعتی دنیا میں جدید کیمیائی طریق سے آکسیجن کو آگ کا ذریعہ بنانے کا سہرا فرانسیسی کیمیادان لوائزر (lavoisier) کے سر ہے جس نے ۱۷۷۴ء میں آکسیجن گیس کے خصوصی اوصاف دریافت کیے۔

آگ کی خوفناک طاقت اور فائدہ رسانی کی بنا پر زمانہ قدیم سے انسان آگ کو پوجتا چلا آیا ہے اور زمین پر اس کو سورج دیوتا کا نائب سمجھا جاتا رہا ہے۔ زرتشت کے پیرو پارسی اب تک آتش پرستی کرتے ہیں۔

## آگ بجھانے کا آلہ۔ (Fire Extinguisher)

آہنی بوتلوں کی شکل میں یہ سرخ رنگ کے آلے سرکاری عمارتوں، خصوصاً ڈاک خانوں اور بنگلوں وغیرہ میں رکھے نظر آتے ہیں۔ آلے کے اندر پانی میں سوڈا بائی کاربونیٹ (Bicarbonate of Soda) حل رہتا ہے۔ سرے کے قریب ایک شیشی میں گندھک کا تیزاب ہوتا ہے۔ اس شیشی والے سرے پر باہر کی جانب مار توڑ (Striker) لگا رہتا ہے۔ بوتل کو استعمال کرنا ہو تو اس آلے کو اوندھا کر کے اس کی نوک زمین پر مارتے ہیں ایسا کرنے سے تیزاب کی شیشی پھٹ جاتی ہے اور تیزاب سوڈے سے مل کر بڑے دباؤ کے ساتھ کاربن ڈائی آکسائیڈ پیدا کرتا ہے۔ یہ گیس بوتل کے بالائی حصہ میں جمع ہو کر مائع پر دباؤ ڈالتی ہے جو کافی قوت کے ساتھ ربڑ کی ٹیوب میں چڑھ کر تیز دھار کی شکل میں باہر نکلتا ہے اور آگ کے شعلوں پر گرایا جاتا ہے۔

## آگرہ

آگرہ۔ جمہوریہ بھارت میں اتر پردیش سابق صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ کا مشہور تاریخی شہر۔ دریائے جمنا کے کنارے دہلی کے جنوب مشرق کی طرف سو میل کے فاصلے پر واقع ہے ۱۵۲۶ء میں سلطنت مغلیہ کے بانی شہنشاہ بابر نے اسے اپنا دارالسلطنت بنایا۔ اس کے پوتے اکبر نے سلیم شاہ کے سرخ قلعے کی مرمت و توسیع کی۔ اس کا شاندار مقبرہ سکندرہ کے مقام پر ہے۔ شاہ جہان نے ۱۶۳۲-۵۰ء کے دوران اپنی ملکہ ممتاز محل کی یادگار میں شہرہ آفاق اور لاثانی مقبرہ تاج محل تعمیر کرایا۔ آگرے کی اہمیت ۱۶۵۸ء سے کم ہونی شروع ہوئی، جب شہنشاہ عالمگیر نے پایہ تخت دہلی منتقل کر لیا۔ ۱۸۰۳ء میں لارڈ لیک نے اسے مرہٹوں سے فتح کر کے انگریزی سلطنت میں ملایا۔ مغلیہ فن تعمیر کے نادر نمونے فتح پور سیکری اور دیگر مقامی عمارات کی شکل میں موجود ہیں۔ تجارت اور صنعت کا اہم مرکز ہے۔

**آلات حرب۔** جب سے انسان نے دنیا میں آنکھ کھولی ہے خطرات کے مقابلے، درندوں سے حفاظت شکم پروری کے لئے شکار اور حکومت اور غلبے کی خواہش کی بنا پر ہتھیاروں کا استعمال اس کے لئے ناگزیر رہا ہے۔

ابتدائی ہتھیار لاٹھی، کلہاڑی، برچھے، بھالے خنجر اور تلوار تھے۔ جوں جوں جوع الارض زیادہ خون ریز لڑائیوں کی شکل میں ظاہر ہوتی گئی اسلحہ بھی زیادہ تباہی خیز بنتے چلے گئے۔ قلعہ شکن آلات کی ضرورت پڑی تو منجنیق اور آتشیں گولے پھینکے جانے لگے۔ اب سائنس کا دور آیا تو آہنی رتھوں اور سر تا پا لوہے میں ڈوبے ہوئے ہاتھیوں کی جگہ ٹینک استعمال ہونے لگے تیر و تفنگ کی جگہ بندوقیں، رائفلیں اور توپیں داغی جانے لگیں۔

اسلحہ کے ساتھ ساتھ ٹرانسپورٹ یعنی باربرداری کی گاڑیاں بنانے کی ضرورت بھی محسوس ہوئی۔ پھر جب سائنس نے پٹرول، گیس اور بجلی کا استعمال ممکن بنا دیا تو زرہ پوش موٹریں، بحری اور ہوائی جہاز بھی کام میں آنے لگے۔

حربیات یعنی جنگی علم کی ترقی کے ساتھ ساتھ توپوں مشین گنوں اور بموں کی بے شمار ہلاکت آفرین قسمیں بنتی چلی جا رہی ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ مدافعانہ ہتھیار بھی عالم وجود میں آ رہے ہیں۔

برین گن، اٹریج مارٹر، ٹینک شکن اور طیارہ شکن رائفلیں اور توپیں، آتش بار، آتش افروز، دھواں پھیلانے والے بم، شعلہ بار اور راکٹ پھینکنے والی توپیں۔ پھر سینکڑوں قسم کے ٹینک، زرہ پوش گاڑیاں اور جنگی طیارے ایجاد ہوتے جا رہے ہیں۔

ہلاکت آفرینی کے ان آلات پر بس نہ کرتے ہوئے اشک آور، زہریلی، جراثیمی اور جسم کو جھلس دینے والی گیس، ایٹم اور ہائیڈروجن بم اور موت کی برقی لہریں بھی استعمال کے لئے تیار ہیں۔

## آل انڈیا مسلم لیگ (All India Muslim League)

۱۹۰۶ء میں آل انڈیا نیشنل کانگرس کی بنیاد رکھی گئی۔ جس کا بانی ایک انگریز ہیوم Hume تھا۔ چونکہ جنگ آزادی کے بعد مسلمان انگریز کے معتوب تھے اس لئے دوسری قوموں کو پنپنے کا موقع ملا اور ہندو کانگرس پر چھا گئے۔

بیسویں صدی کے شروع میں جب مسلمانوں کو بھی اپنی تعلیم اور ملی زندگی برقرار رکھنے کا خیال آیا تو انہوں نے محسوس کیا کہ ہندو ان کی راہ میں سنگ گراں بنے ہوئے ہیں۔ چنانچہ مسلمان زعماء نے اپنی سیاسی ہستی کو برقرار رکھنے کے لئے ۱۹۰۶ء میں ڈھاکہ میں مسلم لیگ کی بنیاد رکھی اور مطالبہ کیا کہ ان کو جداگانہ حقوق دے جائیں جسے انگریزی حکومت نے منظور کر لیا۔

حالات کے ساتھ ساتھ ملک میں آزادی کا جذبہ ترقی کرتا گیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہندو اکثریت نے ہندو راج کے منصوبے سوچنے شروع کر دئے۔ آخر مسلمان تنگ آ کر کانگرس سے علیحدہ ہو گئے اور ۱۹۳۶ء میں قائد اعظم محمد علی جناح کی صدارت میں لیگ میں زندگی کی نئی روح پھونکی گئی ۱۹۴۰ء میں لاہور میں مسلم لیگ نے قیام پاکستان کی تجویز منظور کی جس پر برصغیر کے تمام مسلمانوں نے لبیک کہی۔ آخر ان کی سرفروشانہ جدوجہد کا نتیجہ یہ نکلا کہ لیگ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو مسلمانوں کے لئے ایک الگ وطن پاکستان کے نام سے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی۔

قیام پاکستان کے بعد سے آل انڈیا مسلم لیگ کا وجود ختم ہو گیا اور اس نے آل پاکستان مسلم لیگ کا نام اختیار کر لیا۔

## آل انڈیا نیشنل کانگرس۔ (All india National Congress)

یہ جماعت ۱۸۸۵ء میں قائم ہوئی۔ شروع میں کانگرس کا کام انگریزی حکومت اور ہندوستانی رعایا کے درمیان رابطہ پیدا کرنا تھا جو بعد میں مکمل آزادی کے مطالبہ میں تبدیل ہو گیا۔ ہندوستانی مسلمان آزادی کے پروانے ہونے کے سبب کانگرس میں شامل رہے اور قربانیاں بھی دیں مگر اصل میں یہ ہندو جماعت تھی اس لئے زیادہ عرصہ تک مسلمانوں کا نباہ نہ ہو سکا اور چند لوگوں کو چھوڑ کر جمہور مسلمان رفتہ رفتہ کانگرس سے الگ ہو گئے۔

۱۹۳۷ء میں بہت سے صوبوں میں کانگرسی وزارتیں قائم ہو گئیں مگر جب ۱۹۳۹ء میں انگریزوں نے جرمنی کے خلاف اعلان جنگ کیا تو کانگرسی وزراء نے مستعفی ہو کر

ہندوستان چھوڑ دو، کا نعرہ لگایا۔ دوسری جنگ عظیم کے خاتمہ پر کانگریسی لیڈروں نے مرکز میں وزارت بنانا منظور کر لیا۔ اس وزارت کے برسر اقتدار آتے ہی ہندو اکثریت کے علاقوں میں فساد کی آگ بھڑک اٹھی۔ بہار کا سانحہ سب سے زیادہ رقت انگیز ہے۔

۱۹۴۷ء میں برصغیر ہندوستان کو پاکستان اور بھارت میں تقسیم کر دیا گیا۔ ہندوستان میں کانگریسی حکومت برسر اقتدار آئی اور پاکستان میں مسلم لیگ۔

**آل رضا۔** سید آل رضا ۱۸۹۶ء میں ضلع آناؤ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کرنے کے بعد میٹرک پاس کیا پھر کیننگ کالج لکھنؤ سے بی۔ اے پاس کیا الہ آباد لا سکول سے ایل۔ ایل بی پاس کر کے ۱۹۲۱ء میں وکالت شروع کی۔ آپ کے والد سید محمد رضا صاحب مرحوم اودھ چیف کورٹ کے جج تھے۔

زمانہ طالب علمی سے شعر و سخن کا ذوق تھا۔ آپ کو آرزو لکھنوی سے شرف تلمذ حاصل ہے۔

نظم کی بجائے آپ نے زیادہ تر غزل پر طبع آزمائی کی ہے ۱۹۲۹ء میں آپ کا ایک مختصر مجموعہ کلام نوائے رضا، کے نام سے شائع ہوا۔

آپ نے نثر بھی لکھی ہے لیکن کم۔ کلام میں سلاست اور اثر ہے۔

**آل عمران۔** قرآن مجید کی ترتیب کے مطابق یہ تیسری سورت ہے جو مدینہ میں نازل ہوئی۔ اس کی دو سو آیات اور بیس رکوع ہیں۔

اس سورت کا خطاب خصوصیت سے یہود و نصاریٰ اور مسلمانوں سے ہے۔

اول الذکر گروہ کو ان کی اعتقادی گمراہیوں اور اخلاقی خرابیوں پر تنبیہ کے بعد فرمایا گیا ہے کہ یہ قرآن و رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اسی دین کی طرف بلا رہے ہیں جس کی دعوت انبیا علیہم السلام شروع سے دیتے چلے آئے ہیں جو فطرت اللہ کے مطابق ایک ہی دین حق ہے اس دین کے سیدھے رستہ سے ہٹ کر جو راہیں تم نے اختیار کر رکھی ہیں وہ خود ان کتابوں میں موجود نہیں ہیں جن کو تم کتب آسمانی تسلیم کرتے ہو۔

اس صورت میں غزوہ بدر کی کامرانیوں اور غزوہ اُحد کی غلطیوں اور کوتاہیوں کا موازنہ کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو اصلاح حال کی طرف توجہ دلائی ہے اور ان کو یقین دلایا ہے کہ اگر تم دین حق پر ثابت قدم رہے تو تمہارے لئے کامیابی کی راہیں کھلی ہوئی ہیں۔

**آلھا اُودل۔** یہ دونوں بھائی صوبہ ضلع ہمیر پور کے راجہ تھے۔ اہل ہند میں اپنی بہادری کے باعث مشہور ہیں۔ ہندوؤں کا یہ عقیدہ ہے کہ انہوں نے نہ صرف اپنی بہادری کی وجہ سے بلکہ کالکا دیوی کی مدد سے مسلمانوں پر فتح پائی تھی۔ ان کی داستان شجاعت برج بھاشا نظم میں بیان کی گئی ہے جسے ہندو عوام متبرک سمجھ کر گاتے ہیں۔

**آلو۔** ہماری غذا کا ایک اہم جزو جو زمین کے اندر ہوتا ہے اور جسے کھود کر نکالا جاتا ہے۔ اس کا پودا زمین سے کچھ ہی اونچا ہوتا ہے پتے چوڑے ہوتے ہیں اور اس میں سفید رنگ کے پھول لگتے ہیں۔

سب سے پہلے آلو کی کاشت میکسیکو اور پیرو میں ہوئی۔ وہاں سے اہل سپین اسے اپنے ساتھ لائے اور رفتہ رفتہ سارے یورپ میں پھیل گیا۔ یورپ کے لوگوں نے شروع میں آلو کی کاشت کی شدید مخالفت کی اور اسے مختلف بیماریوں کا باعث قرار دیا۔ یہاں تک کہ لوگوں کے اس وہم کو دور کرنے کے لئے فرانس کے بادشاہ لوئی شانزدہم نے آلو کے پھول اپنے کوٹ کے کالر پر لگانے شروع کئے۔

آلو ایک قوت بخش غذا ہے اس میں تین چوتھائی پانی اور ایک چوتھائی نشاستہ، لحمیہ (پروٹین) اور چکنائی ہوتی ہے۔

آلو کی کاشت کے لئے زیادہ نرم زمین موزوں نہیں ہوتی۔ میدانی علاقوں کی بجائے پہاڑی علاقوں میں اگنے والے آلو زیادہ لذیذ اور بہتر ہوتے ہیں۔

**آلوچہ**۔ ایک میوہ بیر جیسا گول، زرد یا قرمزی رنگ کا ہوتا ہے۔ پکنے پر میٹھا ہو جاتا ہے۔
آلوچہ کی قسم کا ایک اور میوہ ہوتا ہے جو اس سے بڑا اور زیادہ شیریں ہوتا ہے رنگ قرمزی مائل بہ سیاہی بخارا میں زیادہ اور نفیس تر ہوتا ہے۔ اسی لئے آلو بخارا کہلاتا ہے۔
اس کو خشک کر کے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

**آلۂ تنفس**۔ (Breathing Apparatus)
اس کی مدد سے انسان زہریلی فضاؤں میں، بلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر یا سمندر کی گہرائیوں میں، جہاں آکسیجن کم یاب ہو، زندہ رہ کر اپنا کام کر سکتا ہے یہ آلہ ایک تھیلے کی شکل کا ہوتا ہے جسے ضرورت مند اپنی پیٹھ سے باندھ لیتا ہے اس میں ایک فولاد کے بیلن نا ٹکے میں خوب دبی ہوئی آکسیجن ہوتی ہے بیلن کا ویلو (Valve) کھولنے پر آکسیجن ایک اور ویلو میں سے گزرتی ہے جہاں اس کا دباؤ کم ہو جاتا ہے اور ایک نالی اسے تھیلے سے ملاتی ہے دوسرے تھیلے سے ایک اور نالی شروع ہو کر تھیلے کے ایک اور حصہ تک پہنچتی ہے اس کے ذریعہ سینہ سے نکلا ہوا سانس (آکسیجن و کاربن ڈائی آکسائڈ) اس حصہ میں پہنچتا ہے یہاں ایسی کیمیاوی اشیا ہوتی ہیں جو کاربن ڈائی آکسائڈ کو جذب کر لیتی ہیں اور آکسیجن تھیلے کے پہلے حصہ میں منتقل ہو جاتی ہے اور از سر نو سانس لینے کے کام آجاتی ہے دباؤ پیما کے ذریعہ معلوم ہو جاتا ہے کہ تھیلے میں کس قدر آکسیجن باقی ہے ضیق النفس اور دق کے مریضوں کے لئے دوسری قسم کا ایک اور آلہ استعمال ہوتا ہے۔

**آم**۔ مشہور، لذیذ، خوش ذائقہ اور رسیلا پھل برصغیر پاک و ہند کا خاص میوہ ہے۔ سنسکرت آمیز پالی زبان میں انبو، پراکرتی زبانوں میں انبم اور سنسکرت میں امبہ کہتے ہیں۔ کچے پھل کو کیری، یا امبیا اور پکے کو خواہ پیڑ کا پکا ہو یا پال کا آم کہتے ہیں۔
آم کے لئے گرم اور مرطوب آب و ہوا درکار ہوتی ہے۔ پاکستان میں مشرقی بنگال کا مالدہ آم مشہور ہے مغربی پاکستان میں پنجاب کے اضلاع ملتان اور مظفر گڑھ میں بکثرت پایا جاتا ہے۔ لیکن بحیثیت مجموعی پاکستان میں آم کی پیداوار اتنی نہیں ہوتی جتنی اس کی مانگ ہے۔ اس لئے بھارت سے درآمد کیا جاتا ہے۔
عام طور پر آم دو طرح کا ہوتا ہے ایک تخمی دوسرا قلمی۔ اول الذکر کو چوستے اور موخر الذکر کو تراش کر کھاتے ہیں۔ قلمی آم کی اقسام کئی سو تک پہنچتی ہیں۔ ان میں ثمر بہشت، دسہری، بنارسی، لنگڑا، ملیح آباد کا سفیدہ، سہارنی، سرا ولی، طوطا پری، انجری، چوسا وغیرہ مشہور ہیں۔

**آمدنی**۔ کسی اقتصادی خدمت کے بدلے میں روپے کا حاصل ہونا۔ آمدنی کا اندازہ روپے کی تعداد سے ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص ۵۰ روپے ہفتہ پر کام کرتا ہے تو اس کی سالانہ آمدنی ۲۶۰۰ روپے ہوگی۔ اگر کسی شخص نے حکومت کو ۲۰ ہزار روپے ڈھائی فی صدی سود پر دیئے ہیں تو اس کی سالانہ آمدنی ۵۰۰ روپے ہوگی۔ اگر کسی اور شخص نے ایک مکان ۲۰ ہزار روپے میں خرید کر ۴۰ روپے فی ہفتہ کے حساب سے دے دیا تو اس کی کل آمدنی ۲۰۸۰ روپیہ سالانہ ہوگی لیکن اس میں سے مرمت اور ٹیکس وغیرہ کا خرچ وضع کرنے کے بعد جو رقم بچے گی۔ وہ اصل آمدنی شمار کی جائے گی۔ دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ۲۰ ہزار روپیہ کی رقم کسی کاروبار میں تین فیصدی پر دی جائے اور ۶۰۰ روپیہ سالانہ بطور منافع حاصل کیا جائے۔
ایک شخص ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لئے محنت کرتا یا سرمایہ لگاتا ہے اس کے بدلے میں وہ جو روپیہ کماتا ہے وہ اس کی آمدنی ہوگی تجارت پیشہ لوگ

آمدنی سے ضروریات پوری کرنے کے بعد باقی ماندہ رقم تجارت میں لگا دیتے ہیں۔ اس طرح زر اصل کے ساتھ انکی آمدنی بھی بڑھتی جاتی ہے۔

**آمنہ رضؓ** ۔ آمنہ بنت وہب۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ محترمہ کا نام ہے آپ خاندان قریش سے تھیں۔ مگر ان کے والد وہب یثرب میں جاکر آباد ہو گئے تھے شجرہ نسب یہ ہے :

عبد مناف

ہاشم — وہب

عبدالمطلب — آمنہ رضؓ

عبداللہ

حضرت آمنہ بڑی ہی نیک سیرت خاتون تھیں چنانچہ عبدالمطلب نے اپنے بیٹے عبداللہ سے ان کی شادی کر دی۔ حضرت عبداللہ شام کے سفر سے واپس آرہے تھے کہ یثرب کے مقام پر ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔

عرب کے دستور کے مطابق چار سال تک آپ حلیمہ رضؓ سعدیہ کے پاس بادیہ نشینوں میں زندگی بسر کی اور پھر اپنی والدہ آمنہ رضؓ کے پاس آگئے۔ آپ چھ سال کے تھے کہ آپ کی والدہ حضور صلعم کو لے کر یثرب گئیں واپسی پر مقام ابوا پر ان کا انتقال ہو گیا اور وہیں دفن ہوئیں۔

**آمیزش یا ملاوٹ** ۔ کھانے پینے کی اشیاء یا دواؤں میں کسی گھٹیا یا وزنی مضر یا بے ضرر چیز کا ملا دینا۔ تاکہ اس کی لاگت کم ہو کر زیادہ قیمت پر بک سکے یا اس کے کسی ضروری یا مفید جزو کو نکال لینا جس کی وجہ سے وہ سستی اور غیر مفید ہو جائے۔ [illegible] کا بنا ہوا قانون غذا و ادویہ کے فروخت کے متعلق موجود ہے جس میں ان کے لئے سزائیں مقرر ہیں۔ اس قانون کے نفاذ کا کام بلدیات اور دیگر لوکل بورڈوں یا حکام مجسٹریٹ اور پولیس کے ذمہ ہوتا ہے۔ اس کی تحقیق کے لئے ایک ماہر ہوتا ہے جو مشتبہ چیزوں کا تجزیہ کر کے بتلا سکتا ہے کہ ان میں کس جزو کا اضافہ اور کس جزو کی کمی ہے

**آمیزہ اور مرکب** (Mixture / Compound) جب دو عناصر یا مرکب کسی خاص نسبت سے آپس میں اس طرح ملائے جائیں کہ ان سے کوئی نئی شے پیدا نہ ہو بلکہ اس ملی جلی شے میں ان عناصر یا مرکبات کی خصوصیات برقرار رہیں تو وہ شے ان عناصر یا مرکبات کا آمیزہ کہلاتی ہے۔

ایسے آمیزہ میں اجزا الگ الگ نظر آتے ہیں اور عموماً آسانی سے الگ کئے جا سکتے ہیں۔ ان کی آمیزش میں گرمی، روشنی، بجلی یا کوئی کیمیاوی عمل نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی ان کی آمیزش سے کوئی کیمیاوی عمل ظہور میں آتا ہے۔

ان خصوصیات کے برعکس اگر دو یا اس سے زائد عناصر کسی مخصوص نسبت میں مل کر کوئی ایسی شے پیدا کریں جو ان عناصر کی خصوصیات سے بالکل جداگانہ خصوصیت رکھتی ہو تو وہ مرکب کہلائے گی۔

**آنت** ۔ آنتیں وہ جھلی دار نالیاں ہیں جو قریباً ہر ذی روح میں پائی جاتی ہیں۔ انسانی جسم میں پیٹ کے اندر آنتیں لچھے کی شکل میں ہوتی ہیں جن کے اندر سے ہر وہ غذا جو ہم کھاتے ہیں گزر کر ایک خاص نظام کے ماتحت ہضم ہوتی ہے۔

انسانی جسم میں آنتیں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ چھوٹی اور بڑی۔ چھوٹی آنت قریباً ۲۰ فٹ لمبی لچھے کی طرح ہوتی ہے یہ لچھا ایک جھلی (Mesentary) میں لپٹا ہوتا ہے اور اس جھلی کے ذریعہ آنت پیٹ کی پچھلی دیوار سے بندھی ہوتی ہے۔ تاکہ نیچے نہ گر سکے۔ اس آنت کی اندرونی سطح پر باریک خار ہوتے ہیں جو ولائی کہلاتے ہیں یہ خار ہضم شدہ چکنائی کو جذب کرتے ہیں۔

بڑی آنت مقعد پر جاکر ختم ہو جاتی ہے اور اس کا آخری ۹ - انچ لمبا ٹکڑا مقعد کہلاتا ہے۔ یہ چھوٹی آنت سے زیادہ چوڑی ہوتی ہے۔ اس کی دیواروں میں چار تہیں ہوتی ہیں۔ اندرونی سطح

پر خار نہیں ہوتے بلکہ جھلی کی تہہ ہوتی ہے۔ اس کی شکل چھوٹی آنت سے مختلف ہوتی ہے۔

**آنت اترنا۔** (Hernia) پیٹ میں ایک جھلی ہوتی ہے جو آنتوں کا بوجھ سہارے ہوئے ہوتی ہے جب یہ جھلی کسی وجہ سے ڈھیلی پڑ جاتی ہے، تو آنتیں نیچے گر پڑتی ہیں جسے آنت اترنا کہتے ہیں اس سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ عام طور پر محنت کا کوئی کام کرتے ہوئے یا کھڑے ہوتے وقت آنت اتر جاتی ہے۔ البتہ لیٹنے سے تکلیف کم ہو جاتی ہے۔

یہ تکلیف کچھ زیادہ خطرناک نہیں ہوتی لیکن اگر اس کے گرنے سے خون کا دورہ بند ہو جائے تو خطرے سے خالی نہیں۔

اس کا اپریشن بھی کیا جاتا ہے آنت کو اوپر بھی چڑھا دیا جاتا ہے۔ عام طور پر ایک خاص قسم کی پٹی استعمال کی جاتی ہے جس سے آنت اوپر کو اٹھی رہتی ہے۔

**آنکھ مچولی۔** بچوں کا کھیل ہے جس میں ایک بچہ دائی بن کر بیٹھ جاتا ہے اور دوسرے لڑکے کی آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ جب باقی لڑکے چھپ جاتے ہیں تو یہ دائی اس کی آنکھیں کھول دیتی ہے اب وہ ہر ایک کو چھوتا پھرتا ہے جس کو پکڑ لیتا ہے وہ چور بن جاتا ہے اور پھر اس کی آنکھیں بند کی جاتی ہیں۔ اگر سب بچے آکر دائی کو چھو لیں۔ اور چور کسی کو نہ پکڑ سکے تو وہی چور رہتا ہے۔ جب یہ چور پکڑنے کو جاتا ہے تو ہر ایک بچہ داؤ گھات لگا کر دائی کو آ چھوتا ہے اور یہ کہتا ہے "دائی ری دائی، تیرے سات تیں بھائی" اگر سات مرتبہ ایک ہی لڑکا چور بنتا رہے اور کوئی اس کے ہاتھ نہ آئے تو اس کی ایک ٹانگ باندھ دی جاتی ہے اور ایک دائرہ کھینچ کر اسے اسمیں بڑھیا بنا کر بٹھا دیا جاتا ہے اور اس کے ہاتھ میں ایک ڈنڈا دے دیا جاتا ہے۔ اگر یہ بڑھیا اپنے دائرے کے اندر کسی بچے کو چھو لے تو وہ چور بن جاتا ہے اور پھر سے کھیل کا آغاز ہوتا ہے۔

یہ کھیل مختلف جگہ مختلف طریقوں سے کھیلا جاتا ہے جو اس سے ملتے جلتے ہی ہوتے ہیں۔

**آنکھیں۔** انسان اور جانوروں کے دیکھنے کا آلہ آنکھ مختلف جانداروں میں مختلف قسم کی ہوتی ہے۔ بعض میں محض ایک سوراخ سا ہوتا ہے اور بڑے بڑے جانوروں میں ایک اعلیٰ مشین ہوتی ہے انسانی آنکھ ایک شفاف گولے کی شکل کی ہوتی ہے، جو اندر سے کھوکھلا لیکن مائع سے پُر ہوتا ہے۔ اس مائع کو وٹریس (Vitreous) کہتے ہیں۔ جوفہ کے اوپر ایک شفاف غلافی پردہ ہوتا ہے جس کو سکلیروٹک (Seleorotic) کہتے ہیں۔ سامنے کی طرف ایک شفاف بالائی جلد کا پردہ ہوتا ہے جس کو کورائڈ (Choroid) کہتے ہیں۔ اس پردے میں خون کی نہایت باریک شریانیں وریدیں اور اعصاب دھاگے کی طرح پھیلے ہوتے ہیں اور اسی کے نیچے پتلی اور آئرس (Iris) نامی پردے ہوتے ہیں۔ آنکھ کے جوفہ کا سب سے اندرونی پردہ ریٹینا (Retina) کہلاتا ہے جو اشیا آنکھ کے سامنے آتی ہیں۔ ان کے عکس اسی پردے پر پڑتے ہیں۔ اس پردے کے ننھے ننھے اعصاب مل کر ایک موٹا عصب بن جاتے ہیں جن کے ذریعے یہ تمام عکس ایک مجموعی اور موثر عکس کی صورت میں دماغ پر پڑتے ہیں اور ان کی شبیہ محسوس ہوتی ہے۔ ریٹینا کی سطح پر اعصاب کا ایک اور مرکز ہوتا ہے جس کو نقطہ زرد کہتے ہیں تمام عکس پہلے اسی نقطہ پر جمع ہو کر عصب عقبی میں داخل ہوتے ہیں اگر عصب عقبی کی جڑ پر پڑیں تو کچھ نظر نہیں آتا۔ اس کو نقطہ کر کہتے ہیں۔

**آوا۔** مٹی کے برتن پکانے کا گڑھا۔ اینٹیں پکانے کا پزاوہ۔ بھٹا۔ شہر آوا برما کا قدیم پایہ تخت بھی ہے

**آواز۔** وہ توانائی جو اشیا کی حرکت سے پیدا ہوتی ہے۔ آواز کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے کی خدمت عام طور پر ہوا انجام دیتی ہے۔ ٹھوس اشیا یا سیال مادوں میں ارتعاش (جس کی تعداد تکرار ۲۰ سے دو ہزار فی ثانیہ تک ہوتی ہے) کی بلند و پست موجیں جب کان کے پردوں سے ٹکراتی ہیں تو آواز محسوس ہوتی ہے۔

ارتعاش کی یہ امواج ہوا میں سات سو میل فی گھنٹہ اور پانی میں تین ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے سفر کرتی ہیں۔

**آواگون۔** اصل آواگمن۔ تناسخ۔ بار بار جنم لینا ہندوؤں کا اعتقاد ہے کہ مرنے کے بعد روح بار بار اپنے کرموں (اعمال) کے مطابق جنم لیتی ہے۔ اگر اچھے کام کئے ہیں تو انسان کے جون میں اور اگر برے کام کئے ہیں تو اپنے سے کم ذات یا جانوروں کے جون میں انسان جنم لیتا رہتا ہے۔

اگر انسان اپنی نفسانی خواہشات کو مارنے میں کامیاب ہو جائے اور اپنی روح کو پاک صاف کرے تو وہ تناسخ یا آواگون کے چکر سے چھوٹ جاتا ہے۔ یعنی روح جونوں سے چھوٹ کر روح خداوندی میں جا ملتی ہے اور اسی کا نام مکتی یا نجات ہے۔

**آہنی پردہ** (Iron Curtain) آہنی پردے سے مراد وہ زبردست رکاوٹ ہے جو روس کے اندرونی حالات معلوم کرنے میں پیش آتی ہے کیونکہ غیر اشتراکی ملکوں کو روس نے اشتراکی ریاستوں سے میل جول کی قطعاً اجازت نہیں۔ نیز اس صورت میں کہ سلطنت اسکو خواہاں ہو۔ غیر ملکیوں کو آمد و رفت کے لئے پاسپورٹ ملنا بے حد مشکل ہے اگر ملتا بھی ہے تو اندرون ملک میں ان کی آمد و رفت اور نشست و برخاست پر کڑی پابندی عائد ہوتی ہے۔ سیاح صرف ان مقامات کی سیر کرسکتا اور وہی کچھ دیکھ سکتا ہے جو حکومت اسے دکھاتی ہے۔ اس اصطلاح کو مسٹر چرچل نے پہلی مرتبہ ۵ جون ۱۹۴۶ء کو دار العوام میں تقریر کرتے ہوئے استعمال کیا تھا۔ اب اس طنز آمیز ترکیب کا استعمال روس کے لئے عام ہو گیا ہے۔

**آہنی دستانے۔** اس قسم کے دستانے اس وقت رائج تھے جب تلوار اور نیزے سے لڑائی ہوتی تھی ابتدا میں یہ آہنی چھلوں سے بنائے جاتے تھے بعد ازاں فولادی ٹکڑے استعمال ہونے لگے۔ اس قسم کے دستانوں کو پہن کر چونکہ تلوار چلانی پڑتی تھی اس لئے گرفت کے لئے انگلیوں کے خانے بھی بنے ہوتے تھے لیکن اکثر یہی ہوتا تھا کہ انگوٹھے کے لئے ایک خانہ ہوتا تھا اور باقی انگلیاں ایک ہی خانے میں ہوتی تھیں۔ ان انگلیوں کے سرے باہر ہی رکھے جاتے تھے اس دستانے کو جو بہت وزنی ہوتا تھا زرہ بکتر سے سہارا دے کر باندھ دیا جاتا تھا اس طرح کہ ہاتھ آسانی سے حرکت کر سکے۔

**آئبیریا، جزیرہ نما۔** (Iberian Peninsula) کوہ پرینیز (Pyrenees) اسے فرانس سے اور خلیج جبرالٹر افریقہ سے علیحدہ کرتی ہے تنگ ترین مقام پر خلیج دس میل چوڑی ہے جزیرہ نما کے وسط میں سطح مرتفع میٹا جاڑوں میں سرد مرطوب اور گرمیوں میں خشک گرم رہتی ہے۔ یہی سطح مرتفع مغرب میں جزیرہ نما کی حد بندی کرتی ہے۔ جہاں بحر اوقیانوس کا ساحل بن گئی ہے۔ سیاسی اعتبار سے آئبیریا میں تین طاقتیں شامل ہیں۔ ہسپانیہ پرتگال اور جنوب میں جبرالٹر جو انگریزوں کے قبضہ میں ہے۔
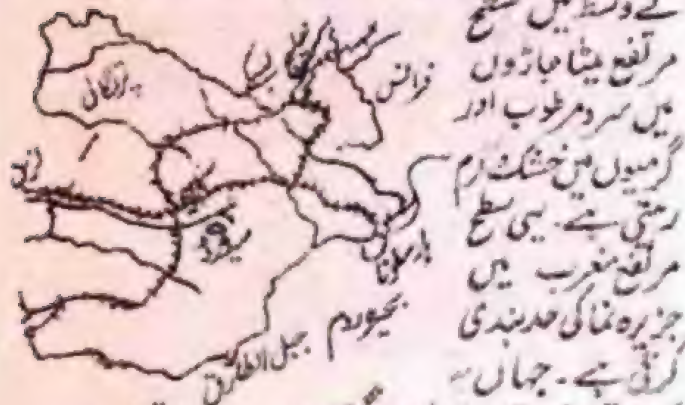
**آئرلینڈ** (Ireland) برطانیہ کے مغرب میں ایک جزیرہ ہے۔ سیاسی اعتبار سے اس کے دو حصے ہیں۔ شمالی کو السٹر کی نو آبادی اور جنوبی حصے کو جمہوریہ آئر کہتے ہیں۔

آب و ہوا معتدل اور مرطوب ہے۔ اس لئے سارا سال گھاس ہری رہتی ہے چراگاہیں بکثرت ہونے کی وجہ سے جزیرۂ زبرجد (Emerald Island) کہلاتا ہے مویشی خصوصاً گھوڑے برآمد ہوتے ہیں۔ دیگر اشیائے برآمد چھلی، مکھن اور مشروبات ہیں۔ شمالی حصے میں پروٹسٹنٹ اور آئرش رومن کیتھولک عیسائیوں کی اکثریت ہے۔

آئر کی آبادی ۲۹ لاکھ ۴۸ ہزار اور رقبہ ۲۶ ہزار ۸ سو ایک مربع میل ہے۔

حصول آزادی کی ایک طویل جدوجہد کے بعد ۱۹۲۲ء میں آئر درجہ نوآبادیات حاصل کرنے میں کامیاب ہوا اور السٹر کو چھوڑ کر آئرش فری سٹیٹ قائم کر دی گئی۔ السٹر اب بھی برطانوی حکومت کا ایک حصہ ہے لیکن اس صورت حالات نے آئرلینڈ کے مدبر ڈی ولیرا کو مطمئن نہ کیا۔ ۱۹۲۶ء میں اس نے ایک انتہا پسند محب وطن جماعت قائم کی جس کا مطمح نظر "خود مختار جمہوریہ" تھا۔ ۱۹۳۲ء کے انتخابات میں یہ جماعت برسر اقتدار آئی اور ڈی ولیرا وزیراعظم بنا۔ ۱۹۳۳ء میں تاج برطانیہ سے وفاداری کا حلف اٹھانا ترک کر دیا گیا۔ ۱۹۳۵ء میں آئر کی شہریت کی تصریح کی گئی اور اسے سلطنت برطانیہ سے جداگانہ مقام دیا گیا۔ ۱۹۳۷ء میں برطانیہ سے محاصلاتی جنگ شروع ہو چکی تھی لیکن اس کے اختتام سے قبل اس کا نام آئرش فری سٹیٹ کی بجائے آئر رکھ لیا گیا تھا۔ ڈبلن دارالحکومت ہے۔

## آئزن ہاور، ڈوائٹ ڈی (Dwight D. Eisenhower)

سابق صدر امریکہ ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۰ء کو ڈینی سن (Denison) کے مقام پر پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۲ء میں جنرل میکارتھر کے ماتحت ایک فوجی مشن کے ساتھ فلپائن آئے۔ ۱۹۴۲ء میں جنگی منصوبہ بندی کے سربراہ رہے۔ بعد میں یورپ کی اتحادی افواج کے کمانڈر مقرر ہوئے۔ ہٹلر کے زوال میں جنرل آئزن ہاور کی فوجی اور سیاسی منصوبہ بندیوں کو بڑا دخل ہے۔ جنگ کے خاتمہ پر آئزن ہاور فوج سے سبکدوش ہو گئے اور کولمبیا یونیورسٹی کے صدر بن گئے۔ ۱۹۵۰ء میں معاہدہ اوقیانوس کے تحت مغربی یورپ کی اتحادی کمانڈ کے سپریم کمانڈر بنا دیئے گئے۔ ۱۹۵۲ء میں اس ذمہ داری سے سبکدوش ہو کر ری پبلکن پارٹی کے امیدوار کی حیثیت سے انتخابات میں شریک ہوئے اور ڈیموکریٹک پارٹی کے امیدوار سٹیونسن (Stevenson) کو شکست دے کر ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے چونتیسویں صدر منتخب ہوئے۔ ۱۹۵۶ء میں دوبارہ منتخب ہوئے اور جنوری ۱۹۶۱ء میں سبکدوش ہو گئے۔

## آئس لینڈ (Iceland)

ایک آتش فشاں جزیرہ جو قطب شمالی کے جنوب میں گرین لینڈ اور ناروے کے درمیان واقع ہے۔ اس کا رقبہ ۳۹ ہزار ۷ سو نو مربع میل ہے اور آبادی ایک لاکھ ۸۴ ہزار ۹ سو اڑتیس ہے جو سکنڈے نیوین لوگوں پر مشتمل ہے۔ آئس لینڈ کی زبان بھی سکنڈے نیوی زبانوں میں سے ہے۔ اس کا دارالحکومت (Reykjavik) ہے۔ آئس لینڈ کی مجلس قانون ساز جسے التھنگ (Althing) کہتے ہیں دنیا کی سب سے پرانی جنرل اسمبلی ہے۔ اس کا پہلا اجلاس سنہ ۹۳۰ء میں ہوا۔ ۱۲۶۴ء میں ناروے کے زیر تسلط آیا۔

مختلف اوقات میں ناروے، سویڈن اور ڈنمارک کے زیر تسلط رہنے کے بعد ۱۹۱۳ء میں اسے خود مختاری حاصل ہوئی۔ یکم دسمبر ۱۹۱۸ء کو یہ جزیرہ آزاد کر دیا گیا۔ گو اسے مشروط طور پر ڈنمارک کے ساتھ ذاتی اتصال رکھنا پڑا لیکن یہ وضاحت کر دی گئی کہ اگر دونوں ممالک میں سے کسی ایک کی پارلیمان علیحدگی کی خواہاں ہو تو ۳۱ دسمبر ۱۹۴۰ء کے بعد یہ اتصال فوراً ختم ہو سکتا ہے۔ ۱۹۴۰ء کو جب ڈنمارک پر جرمنوں کا قبضہ ہو گیا تو آئس لینڈ کی پارلیمان نے ۲۰ مئی ۱۹۴۱ء کو ڈنمارک سے اتصال توڑ دیا۔ ۲۴ مئی ۱۹۴۴ء کو استصواب رائے (ریفرنڈم) نے اس انقطاع پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ ۱۷ جون ۱۹۴۴ء کو جمہوریہ کا اعلان ہو کر نئے دستور کا نفاذ ہوا جو جمہوریت پسند پارلیمانی انداز کا ہے۔ آئس لینڈ کے لوگ پروٹسٹنٹ ہیں۔

## آئل انجن

ایسے انجن جو تیل سے چلتے ہیں آئل انجن کہلاتے ہیں بظاہر آئل انجن کی ایجاد موجودہ زمانے سے متعلق معلوم ہوتی ہے مگر دراصل اس کی ایجاد کا خیال اتنا ہی پرانا ہے جتنا کہ بھاپ کے انجن کا جیمس واٹ سے پہلے ڈینس پاپن نے آئل انجن بنانے کی کوشش کی تھی۔ آخرکار

۱۷۹۴ء میں رابرٹ سٹریٹ آئل انجن بنانے میں کامیاب ہوگیا۔ پہلے پہل تیل انجن مٹی کے تیل سے چلائے جاتے تھے۔ مگر اب ان میں اعلیٰ درجے کا پٹرول اور ڈیزل آئل استعمال ہونے لگا ہے۔

موٹر اور ہوائی جہاز نے جو پٹرول ہی کی مدد سے چلتے ہیں، دنیا میں بہت بڑا انقلاب برپا کیا ہے اب بحری جہازوں کو تیل کی مدد سے چلانے کا رواج عام ہوتا جا رہا ہے۔ ڈیزل آئل سے چلنے والے انجن تیز رفتار ہوتے ہیں اور ان پر نسبتاً کم خرچ آتا ہے۔ پاکستان میں ریلوے انجن بھی اب ڈیزل آئل سے چل رہے ہیں۔

## آئن سٹائن، البرٹ (Einstein Albert)

(۱۸۷۹ء - ۱۹۵۵ء) ایک یہودی النسل جرمن سائنسدان جس نے "نظریہ اضافیت" پیش کیا۔ ۱۹۰۱ء سے ۱۹۰۹ء تک آئن سٹائن سوئٹزرلینڈ کا شہری بنا رہا۔ ۱۹۱۴ء میں وہ قیصر ولیم کی تحقیقاتی درس گاہ کا سربراہ تعینات ہوا۔ لیکن ۱۹۳۳ء میں اس عہدہ سے اس لئے معزول کر دیا گیا کہ وہ یہودی النسل ہے۔ پہلے وہ برطانیہ گیا۔ بعد ازاں بعد امریکہ میں پروفیسر مقرر ہوا اپریل ۱۹۵۵ء میں وفات پائی۔
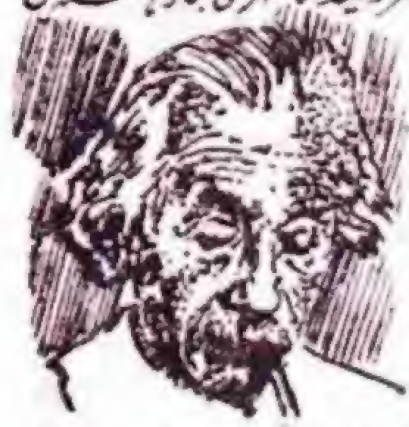
## آؤٹر منگولیا (Outer Mongolia)

آؤٹر منگولیا۔ منگولیا کے شمال میں واقع ہے اس کا رقبہ ۶ لاکھ مربع میل، آبادی چالیس لاکھ ہے۔ اور صدر مقام اولان باتور ہے۔ اس شہر کا قدیم نام ارگا تھا لیکن اب اسے تبدیل کر دیا گیا۔ آؤٹر منگولیا کا علاقہ پہلے چین میں شامل تھا۔ لیکن ۱۹۱۱ء میں یہاں کے باشندوں نے اپنی آزاد حکومت قائم کر لی۔ جس کی عنان تبت کے مذہبی گروہ کے ہاتھ میں تھی۔ ۱۹۲۴ء میں یہاں کی پیپلز پارٹی نے انقلاب برپا کر کے جمہوری حکومت قائم کر لی۔ اب یہ اشتراکی روس کے زیر اثر ہے۔ ۱۹۲۴ء میں چین اور روس کے درمیان جو معاہدہ ہوا اس کی وجہ سے اس علاقے میں چین کی قیادت کو تسلیم کر لیا گیا ہے۔ (نیز دیکھو منگولیا)

## آئی اووا (Iowa)

جمہوریہ امریکہ کی ریاست جس کا رقبہ ۵۶۲۸۰ مربع میل اور آبادی ۲۶ لاکھ ۵۴ ہزار کے لگ بھگ ہے اس کا دارالحکومت (Des Moines) ہے۔ یہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی زرخیز ترین ریاست ہے۔ جس کا نوے فی صدی حصہ زیر کاشت ہے۔

## آئی۔سی۔اے (ICA)

انٹرنیشنل کوآپریشن ایسوسی ایشن (International Cooperation Association) کا مخفف ہے یہ ایک نیم سرکاری امریکی ادارہ ہے جس کے تحت صنعتی طور پر پس ماندہ ممالک کو اقتصادی امداد دی جاتی ہے۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ نے ۱۹۵۲ء سے پاکستان کو امداد دینا شروع کی۔ صنعتی ترقی کے سلسلہ میں آئی۔سی۔اے کی مدد سے داؤد خیل اور نکڑوال میں کیمیاوی کھاد وغیرہ کے کارخانے قائم کئے جا رہے ہیں۔ حکومت پاکستان نے اس ادارے کی مدد سے ایک صنعتی مرکز بھی قائم کیا ہے جس میں کئی امریکی ماہر کام کر رہے ہیں۔ اس مرکز میں کیمیکل سٹیل، فاؤنڈری الیکٹریکل مشینی ٹول اور دیگر صنعتوں سے متعلق مشورے دیے جاتے ہیں۔

## آئینہ سکندری

آئینہ سکندری۔ آئینہ اصل میں آہنہ ہے چونکہ اول اول لوہے سے بنایا گیا تھا۔ اس لئے آہنہ کہلایا۔ ہائے ہوز حسب قاعدہ تحتانی ہمزہ سے بدل گئی۔ مشہور ہے کہ سکندر اعظم یونانی نے درباری حکماء کو جمع کر کے کہا کہ ہم ایک ایسی چیز بنانا چاہتے ہیں جس میں ہر شے کا عکس نظر آسکے اکثر حکماء نے مختلف معدنیات سے

بنانے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ خود سکندر اعظم کی تدبیر سے رسام لوہار نے فولاد کو اتنی جلا دی کہ اس میں ہر چیز کا عکس نظر آنے لگا۔ لیکن اتنی کسر رہ گئی کہ اگر لوہے کا ٹکڑا جو کھردرا ہوتا تھا۔ تو شبیہ جو کھوٹی نظر آتی تھی اور بھونڈا ہوتا۔ لمبی گول آئینہ بنانے میں یہ سب دقتیں رفع ہو گئیں اور ہر شے جوں کی توں نظر آنے لگی۔ جب آئینہ سکندر کی منشا کے مطابق تیار ہو گیا تو اس نے اپنی شبیہ اس میں دیکھی اور ایک بڑا جشن منعقد کیا۔ اسی لئے آئینہ سکندری مشہور ہوا لیکن یہ خیال تاریخی اعتبار سے غلط ہے کہ پہلے پہل سکندر نے ہی آئینہ ایجاد کیا۔ اس لئے کہ فراعنہ مصر کے مقبروں میں سے کئی ہزار برس پہلے کے آئینے نکلے ہیں۔

پچھلی دو تین صدیوں سے کانچ یعنی شیشہ دریافت ہونے سے عمدہ آئینے بنانے میں آسانی ہو گئی ہے

## آئی ور جیننگز، سر (Sir Ivor Jennings)

سر آئی ور ۱۹۰۳ء میں انگلستان میں پیدا ہوا۔ ابتدائی تعلیم برسٹل گرامر سکول میں حاصل کی اور پھر کیتھرینز کالج میں داخل ہوا۔ ۱۹۲۸ء میں قانون کی سند حاصل کی اور دو سال لندن سکول آف اکنامکس (London School of Economics) میں برطانوی آئین کا پروفیسر رہا۔

سر آئی ور جیننگز لندن یونیورسٹی میں بھی اسی مضمون کا پروفیسر رہا۔ ازاں بعد یونیورسٹی آف برٹش کولمبیا میں فلسفہ سیاسیات کا پروفیسر مقرر ہوا۔ ۱۹۴۰ء میں اسے یونیورسٹی کالج سیلون کا پرنسپل مقرر کیا گیا اور ۱۹۴۲ء میں سیلون یونیورسٹی کا وائس چانسلر مقرر ہوا۔ آئی ور جیننگز کا شمار برطانوی آئین کے ممتاز ماہرین میں ہوتا ہے اور آپ کو پاکستان کے دستور پر نظر ثانی کے لئے کراچی بھی بلایا گیا تھا۔

**آیت** ۔ آیت عربی زبان کا اسم مونث ہے جس کا مادہ "ای" ہے۔ جس کے معنی "اس نے نشانی کی" ہیں۔ اصطلاحاً فل سٹاپ (Fullstop) ہے یا اس گول نشان کو کہتے ہیں جو قرآن شریف، تورات، انجیل یا زبور کے اتمام جملہ پر ٹھہرنے کے واسطے بنا ہوتا ہے۔

کلام الٰہی کا ایک فقرہ بھی آیت کہلاتا ہے ایسے جملے جن کے معنی صاف ظاہر نہ ہوں بلکہ تاویل اور تفسیر کے محتاج ہوں اور ان میں بہت سے معنوں کا احتمال ہوتا ہو، آیات متشابہات کہلاتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک آیات متشابہات وہ آیتیں ہیں، جن کا علم خدائے تعالے کے سوا کسی دوسرے کو نہیں ہے۔ جو آیتیں تاویل کی محتاج نہیں ہیں اور ان کے معنی صاف ظاہر ہیں۔ انہیں آیات محکمات کہتے ہیں۔ قرآن شریف کی قرأت کے وقت جس آیت پر قطعی ٹھہرنا پڑے اسے آیت مطلق اور جس پر ٹھہرنا لازم نہ ہو، اسے آیت "ۃ" کہتے ہیں۔

# ا

**ابابیل**۔ عربی لفظ ہے۔ لغوی معنی پرندوں یا اونٹوں وغیرہ کا غول۔ گروہ، جھنڈ۔ اردو میں ابابیل ایک خاص قسم کے چھوٹے سے پرندے کا نام ہے جس کے پر سیاہی مائل نیلگوں، سینہ سفید اور گلا اور پیشانی سرخی مائل سیاہ ہوتا ہے۔ یہ پرندہ مٹی سے گھونسلا بنا کر اس کے اندر نرم نرم پر بچھا لیتا ہے۔ شام سے ذرا پہلے گھونسلے سے باہر نکلتا ہے اور فضاؤں میں اڑتا، چہکتا اور تیرتا نظر آتا ہے۔ شدید سردی میں نقل مکانی کر کے گرم ملکوں میں چلا جاتا ہے قرآن کریم کے آخری پارے کی سورہ فیل میں بھی ابابیل کا ذکر آیا ہے۔ جن کی نسبت مشہور ہے کہ انہوں نے واقعہ فیل کے روز ابرہہ حاکم یمن کے لشکر پر سنگ باری کر کے اسے تباہ کر ڈالا تھا۔ یہ واقعہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے ۵۰ روز پہلے پیش آیا تھا اس سال کو عرب عام الفیل کہتے ہیں۔

**ایاصوفیہ**۔ شہر استانبول یا استنبول (ترکی) میں کبھی ایک عظیم الشان گرجا تھا۔ جسے چھٹی صدی عیسوی میں قسطنطنیہ کے عیسائی بادشاہ جسٹینین نے تعمیر کرایا تھا۔ لیکن جب سلطان محمد فاتح نے قسطنطنیہ کو فتح کر لیا تو یہ گرجا مسجد میں تبدیل کر دیا گیا۔ اس دن سے ایاصوفیہ مسجد ہی ہے۔

**ابالنا**۔ کسی چیز کو کھولتے ہوئے پانی میں پکانا۔ البتہ اس عمل میں یہ احتیاط کرنی پڑتی ہے کہ کھانے کی کوئی چیز حد سے زیادہ نہ ابالی جائے۔ ورنہ وہ اپنا ذائقہ کھو دے گی۔ سبزیاں، ترکاریاں حد سے زیادہ پکائی جائیں تو وہ ملیدہ بن جاتی ہیں۔ پکانے کے بعد جو عرق باقی رہ جاتا ہے وہ بھی اتنا ہی مفید ہوتا ہے۔ جتنی کہ خود سبزی۔ مقوی شوربے (Soup) بھی اسی طرح تیار ہوتے ہیں۔

ہڈی دار گوشت، شانہ یا ران کو ابالنا ہو، تو کم از کم دس منٹ کے لئے اُسے کھولتے ہوئے پانی میں ڈال دینا چاہیئے۔ بعد ازاں ابلتے پانی کو ہلانا جلانا چاہیئے تاآنکہ وہ پک جائے۔ مچھلی یا مرغ ابالنا ہو، تو کھولتے پانی میں آدھے لیموں کا عرق ڈال دینا چاہیئے اس سے مچھلی کی سفیدی قائم رہتی ہے۔ مرغ پکنے کے لئے ۴۵ منٹ درکار ہوں گے۔ اس سے بڑے پرندوں کو ان کی عمر کے مطابق دو تین گھنٹے تک پکانا چاہیئے۔

سبزیاں عموماً ابالی جاتی ہیں۔ پانی اگر گاڑھا ہو تو سوڈا ابائی کارب (Soda Bicarb) کا ایک چمچہ اس میں ملا دینا چاہیئے۔ آلو بیس منٹ تک ابالنے چاہئیں۔ پیاز اس وقت تک ابالنی چاہیئے جب تک اچھی طرح نرم نہ ہو جائے۔ گاجر، شلجم اور دیگر اسی قسم کی سبزیاں آدھ گھنٹے میں ابل جاتی ہیں۔ بند گوبھی بھی اتنا ہی وقت لیتی ہے۔ سیم اور مٹر کے دانے بیس منٹ میں پک جاتے ہیں۔ اس طرح مختلف اشیاء کے پکنے اور ابلنے میں وقت کی مختلف مدت درکار ہوتی ہے۔

**ابانؓ بن سعید بن العاص**۔ نام ابان۔ ماں کا نام ہند بنت مغیرہ۔ پانچویں پشت میں ان کا شجرہ نسب آنحضرت صلعم سے جا ملتا ہے۔ غزوہ بدر میں کفار مکہ کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف بڑی بہادری سے لڑے صلح حدیبیہ کے موقع پر آنحضرتؐ نے کفار سے

گئت وشنید کے لئے حضرت عثمانؓ کو بھیجا تو وہ انہی کے مکان پر ٹھہرے۔ گو وہ ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ مگر چونکہ حضرت عثمانؓ کے رشتہ دار تھے۔ اس لئے آپ کی حفاظت کا انہوں نے ذمہ لے رکھا تھا۔

غزوہ خیبر سے پہلے اسلام لائے اور مکہ سے مدینہ چلے آئے۔ آنحضرت صلعم نے انہیں بحرین کا عامل مقرر کیا۔ آپ کے وصال کے بعد مدینہ چلے آئے اور وہیں اقامت اختیار کی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد خلافت میں یمن کے گورنر مقرر ہوئے اور جنگ اجنادینؓ میں شہادت پائی۔

**ابتدائی۔** (Primary & Elementary)

یا اولین انتخاب یا طبقے یا جماعتیں وغیرہ یہ اصطلاح مختلف شعبوں میں استعمال ہوتی ہے۔ شعبہ تعلیم میں پہلی پانچ جماعتیں ابتدائی جماعتیں کہلاتی ہیں۔ انتخاب کے سلسلے میں جب ایک پارٹی کسی عہدے کے لئے اپنے نمائندے کا انتخاب عمل میں لاتی ہے تو اسے ابتدائی انتخاب کہا جاتا ہے۔ ابتدائی کا استعمال قدیم کے معنوں میں بھی ہوتا ہے۔ مثلاً دنیا کا ابتدائی دور۔

**ابجد (حروف تہجی)** (Alphabet)

لفظ ابتدائی حروف تہجی ا ب ج د کا مرکب ہے جن سے مراد کسی زبان کے حروف تہجی ہوا کرتے ہیں۔ زمانہ قدیم میں فن تحریر کے رواج سے بیشتر اظہار مطلب کا ذریعہ تصویریں ہوا کرتی تھیں۔ رفتہ رفتہ ان تصاویر کو مختصر کر کے حرف بنائے گئے ہیں۔ ابجد کی ایجاد کا سہرا فونیقی (Phoenician) قوم کے سر ہے جس نے سب سے پہلے حروف تہجی مرتب کئے۔ بعد میں ماسوائے چین اور جاپان کے تمام دنیا نے انہیں اپنی منشا کے مطابق اپنا لیا۔ چنانچہ تمام یورپ اور امریکہ اور یورپی ممالک میں جو لاطینی حروف تہجی رائج ہیں وہ اسی قدیم فونیقی تہجی سے اخذ کئے گئے ہیں اور ان کا نام بھی (Alphabet) ہے۔ جو ابجد سے ملتا جلتا ہے۔ الفابیٹ "الفا اور" بیٹ" کا مرکب ہے۔ جو لاطینی زبان کے ابتدائی دو حروف ہیں اور فونیقی الف و ب کے بالکل ہم آواز ہیں۔ موجودہ عربی حروف تہجی بھی فونیقی ہی کی ایک صورت ہیں۔ کیونکہ فونیقی قوم بھی عربوں کی طرح سامی النسل تھی۔ جس رسم الخط میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ حبش کو خط تحریر کیا تھا، اس میں اور فونیقی رسم الخط میں ایک عجیب مشابہت نظر آتی ہے۔ ذیل میں چار قسم کے حروف تہجی دیئے گئے ہیں۔ جن کا مقابلہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

فونیقی ابجد (دائیں سے بائیں) 4 ﻭ T 9 ﺓ Y

X W 4 9 ſ J O ⊕ Y W G Y ﺓ ⊕ N I

یونانی ابجد قدیم (دائیں سے بائیں) A S 7

9 9 T 7 O ⊕ Y M V X N ⊕ B I Y ﺓ A

T ﺓ

جدید (بائیں سے دائیں)

F Q M Γ O ⊕ N M L Λ K S B B I Y

ζ T B A F B A.

عربی ابجد (دائیں سے بائیں) ا ب ت ث

ج ح خ د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ع

غ ف ق ک ل م ن و ہ ء ی

اردو ابجد (دائیں سے بائیں) ا ب پ ت

ٹ ث ج چ ح خ د ڈ ذ ر ڑ ز ژ س ش ص

ض ط ظ ع غ ف ق ک گ ل م ن و ہ

ء ی ے۔

یہ بھی یاد رہے کہ ہندی رسم الخط آرامی سے اخذ کیا گیا ہے اور آرامی رسم الخط بھی فونیقی رسم الخط کی ہی پیداوار ہے۔ پاکستانی خط عربی رسم الخط کی ایک صورت ہے۔ جس کو نستعلیق کہتے ہیں اس میں ۲۷ حروف ہیں۔ اس کے مقابلے پر فارسی کے ۳۲ اور عربی کے ۲۹ حروف ہیں۔ عربی تحریر عموماً نسخ میں ہوتی ہے جو پاکستانی اردو مکاتب میں مستعمل ہے۔ مندرجہ حروف تہجی میں قدیم یونانی یعنی لاطینی کے دو تہجی دیئے گئے ہیں۔ قدیم جو دائیں سے بائیں کو چلتا ہے۔

ابر۔ دیکھو بادل۔

## ابراہام لنکن (Abraham Lincoln)

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کا سولھواں صدر، جو ۱۸۰۹ء میں پیدا ہوا اور جس نے ایک ڈاکیے اور کلرک سے اپنی زندگی کی ابتدا کی اور اپنی ذاتی محنت کوشش سے قانون کا امتحان پاس کر کے وکالت کا پیشہ شروع کیا۔ وہ ریاستی مجلس آئین ساز اور بالآخر امریکن کانگریس کا رکن بنا۔ ۱۸۵۶ء میں جمہوری جماعت میں شریک ہو گیا اور ۱۸۶۰ء میں جمہوریہ امریکہ کا صدر منتخب ہوا۔ یکم جنوری ۱۸۶۳ء کو اس نے حبشیوں کی آزادی کا اعلان کیا اور غلامی کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا۔

۱۸۶۴ء میں لنکن بڑی بھاری اکثریت کے ساتھ دوبارہ جمہوریہ کا صدر منتخب ہوا اور ۱۴ اپریل ۱۸۶۵ء کو ایک اداکار جان ولکس بوتھ John Wilkes Booth نے واشنگٹن کے فورڈس تھیٹر Ford's Theatre میں گولی مار کر ہلاک کر دیا۔

## ابراہیم علیہ السلام Abraham

حضرت مسیح کی پیدائش سے کوئی دو ہزار سال قبل دریائے فرات کے بائیں طرف بابل سے جانب جنوب مشرق مقام اُر میں پیدا ہوئے۔ اس مقام کا موجودہ نام مغیرہ ہے۔ یہ شہر ۱۹۲۲ء کی کھدائی میں برآمد ہوا تھا۔

اس دور کے لوگ بت پرست تھے اور ملک کے بادشاہ نمرود نے خدائی کا دعوٰی کر رکھا تھا۔ خود حضرت ابراہیم کے والد آزر بت پرست ہی نہیں، بت تراش اور بت فروش بھی تھے۔ لیکن حضرت ابراہیمؑ کو شروع ہی سے بتوں سے سخت نفرت تھی۔ آپ جب جوان ہوئے تو آپ کو نبوت عطا ہوئی اور آپ نے لوگوں کو خدائے واحد کی پرستش کی دعوت دی۔ اس پر سب لوگ آپ کے دشمن ہو گئے۔ نمرود نے آپ کو اپنے دربار میں بلایا اور پوچھا کہ آپ کا خدا کون ہے؟ آپ نے فرمایا۔ جو زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ نمرود نے کہا یہ تو میں بھی کر سکتا ہوں۔ ابراہیمؑ نے فرمایا۔ میرا خدا مشرق سے سورج نکالتا ہے۔ تم اسے مغرب سے نکال کے دکھا دو۔ اس پر نمرود لا جواب ہو گیا اور آپ کو آگ کے جلتے ہوئے الاؤ میں پھنکوا دیا خدا کے حکم سے وہ آگ ٹھنڈی ہو گئی اور آپ صحیح سلامت باہر نکل آئے۔

حضرت ابراہیمؑ اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ اور ان کی والدہ ہاجرہ کو ایسی وادی غیر ذی زرع میں چھوڑ آئے جہاں آج کل مکہ آباد ہے۔ حضرت اسماعیل جوان ہوئے تو حضرت ابراہیمؑ نے ان کی مدد سے مکہ معظمہ میں خانہ کعبہ کی بنیاد رکھی جو تمام دنیائے اسلام کا قبلہ ہے اور ہر سال لاکھوں مسلمان حج کی غرض سے وہاں جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے حکم پر آپ نے اپنے پیارے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو بھی ذبح کر دینے سے دریغ نہ کیا اللہ کو آپ کا خلوص پسند آیا اور بیٹے کے بجائے دنبے کی قربانی کا حکم ہوا اور آپ خلیل اللہ کے لقب سے سرفراز ہوئے۔ اسی تقریب کی یاد میں مسلمان ہر سال عیدالاضحیٰ کے موقع پر خدا کی راہ میں قربانی دیتے ہیں۔ نبی آخرالزمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں سے ہیں اور حضرت ابراہیم کی نسبت سے ہی مسلمان ملت ابراہیمی کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔

حضرت ابراہیم کے دوسرے صاحبزادے حضرت اسحاق تھے۔ جو حضرت سارہؓ کے بطن سے تھے۔ ان کے بیٹے حضرت یعقوبؑ تھے۔ جنہیں اسرائیل بھی کہا جاتا ہے۔ بنی اسرائیل انہی کی اولاد ہیں۔

**ابراہیم ادھم** ۔ اصل نام ابراہیم بن ادھم بن منصور بن یزید ہے۔ مشہور بزرگ اور صوفی ہو گزرے ہیں۔ ان کے بارے میں طرح طرح کی حکایات مشہور ہیں۔ لیکن صحیح حالات کا بہت کم علم ہے عام طور پر مشہور ہے کہ وہ بلخ کے بادشاہ تھے اور کسی آسمانی

اشعو پر دنیا ترک کر دی اور بیوی بچوں کو چھوڑ کر خدا کی تلاش میں گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ عمر بھر زہد و عبادت میں مصروف رہے کہتے ہیں کہ آپ نے یونانیوں کے خلاف جہاد میں بھی شرکت کی اور اسی سن بمطابق ۱۶۳ھ/۷۷۹ء میں شہادت کا مرتبہ حاصل کیا۔ حلقۂ فقراء میں داخل ہونے کے بعد شام میں اقامت اختیار کر لی تھی اور محنت مزدوری سے گزر اوقات کیا کرتے تھے۔ فقر پر فخر تھا کہا کرتے تھے کہ یہ خدا کی خاص عنایت ہے جو ہر شخص کو حاصل نہیں ہو سکتی، ریاضت اور عبادت میں صحابہؓ کا نمونہ تھے مدفن کے متعلق اختلاف ہے عام خیال یہ ہے کہ ان کا مزار سوقین واقع روم (ترکی) میں ہے۔

**ابراہیم بن اغلب**۔ عہد عباسی کا ایک حاکم، ۱۸۴ھ تا ۱۹۶ھ خلیفہ ہارون الرشید کے عہد میں شمالی افریقہ میں آئے دن بغاوتیں برپا رہتی تھیں۔ ابراہیم بن اغلب والئی زاب نے باغیوں کو شکست دے کر تمام ملک میں امن و امان بحال کر دیا اور ۱۸۴ھ میں سلطنت بنو اغلب کی بنیاد رکھی۔ اس نے قیروان کے پاس عباسیہ نام کا ایک نیا شہر بسا کر اسے اپنا دار الحکومت بنایا۔ ہارون الرشید ابراہیم کی بہادری اور تدبر سے اتنا متاثر ہوا کہ افریقہ کی امارت مستقل طور پر اس کی تحویل میں دے دی۔ ابراہیم کی حیثیت دوسرے صوبائی گورنروں کی سی نہ تھی۔ وہ تمام امور میں خود مختار تھا اور خلیفہ کو صرف چالیس ہزار درہم سالانہ خراج ادا کرتا تھا۔ وہ بڑے قوی ارادے اور انتظامی قابلیت کا مالک تھا۔ اس نے بارہ برس تک بڑے امن و امان سے حکومت کی اور اس کے بعد اس کے بیٹے ابو العباس عبداللہ نے اور پھر ۲۰۱ھ میں زیادۃ اللہ نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی زیادۃ اللہ کے عہد میں مسلمانوں نے سسلی (صقلیہ) پر بھی قبضہ کر لیا۔

**ابراہیم بن عبداللہ**۔ خاندان عباسی کے خلیفہ ابو جعفر منصور عباسی کو بنو حسن کی مخالفت کا سامنا بھی کرنا پڑا تھا۔ جو صرف حضرت علی کی فاطمی اولاد کو امامت اور خلافت کا حقدار سمجھتے تھے۔ فرقۂ زیدیہ کے امام محمد بن عبداللہ نے رجب ۱۴۵ھ میں مدینہ پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے اپنے بھائی ابراہیم بن عبداللہ کو بصرہ روانہ کر دیا اور تجویز یہ تھی کہ دونوں مقامات پر یک وقت علم بغاوت بلند کر دیا جائے تا کہ منصور کی افواج بٹ جائیں مگر ابراہیم کی اچانک بیماری کے باعث یہ منصوبہ پورا نہ ہو سکا صحت یاب ہونے پر انہوں نے بغاوت کا آغاز کیا اور بصرہ سے اہواز تک کے علاقے پر تسلط جما لیا لیکن اسی اثنا میں بھائی کے قتل کی اطلاع آ گئی جس سے ان کی کمر ہمت ٹوٹ گئی اور وہ بصرہ چھوڑ کر کوفہ روانہ ہو گئے اس وقت ان کے ہمراہ ایک لاکھ سے زیادہ فوج تھی۔ باخمراء کے مقام پر منصور کی فوج کو شکست ہوا چاہتی تھی کہ عین اسی وقت ابراہیم کے حلق میں ایک تیر آ لگا۔ جاں نثار انہیں اٹھا کر میدان جنگ سے باہر لے گئے ان کا ہٹنا تھا کہ فوج نے ہمت ہار میدان چھوڑ دیا ابراہیم قتل ہوئے اور ان کا سر کاٹ کر دار الخلافہ میں بھیج دیا گیا۔

**ابراہیم بن محمد** ۱۲۶ھ میں امام محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے انتقال فرمایا اور اپنے تینوں بیٹوں ابراہیم، ابو العباس اور ابو جعفر منصور کو یکے بعد دیگرے اپنا جانشین بنا گئے۔ امام ابراہیم کے زمانے میں بنی عباس کی تحریک بڑے زور سے شروع ہوئی اور خراسان میں ابو مسلم نے اموی گورنر نصر بن سیار کو شکست دے کر وہاں خاندان امیہ کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ امام ابراہیم اس وقت حمیمہ (جنوبی فلسطین) میں قیام فرما تھے، اور ابو مسلم سے ان کی خفیہ خط و کتابت جاری تھی۔ یہ خط و کتابت پکڑی گئی اور اموی خلیفہ مروان ثانی نے خراسان کی بغاوت کے سلسلے میں امام ابراہیم کو گرفتار کر لیا۔ پہلے تو انہوں نے ابو مسلم کی سازش میں شرکت سے انکار کیا۔ لیکن جب مروان ثانی نے ابو مسلم کے نام اس کا تحریر کردہ خط ان کے آگے رکھا اور قاصد کو گواہی کے لئے بلایا تو امام ابراہیم خاموش ہو گئے۔ مروان نے انہیں قید کر کے مروا ڈالا۔ امام ابراہیم نے اپنی گرفتاری کے وقت اپنے بھائی ابو العباس کو ولی مقرر کیا جو بعد میں خلافت عباسیہ کا بانی بنا۔

**ابراہیم بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم** آپ ذی الحجہ ۸ھ میں ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے ایک برس اور دس ماہ

کی عمر میں وفات پائی۔ کہتے ہیں کہ ان کی وفات کے موقعہ پر سورج کو گہن لگا۔ لوگوں نے اسے حضرت ابراہیمؑ کی وفات سے منسوب کیا۔ تو حضور نے فرمایا۔ سورج اور چاند اللہ تعالےٰ کی نشانیوں میں سے نشانیاں ہیں انہیں نہ کسی کی موت سے تعلق ہے نہ حیات سے" حضرت ابراہیمؑ کی وفات پر حضور کے خاموش آنسو آپ کے غم و الم کے ترجمان تھے۔

**ابراہیم پاشا** (۱۸۴۸-۱۷۸۹ء) مصر کے ڈکٹیٹر محمد علی کا بیٹا تھا۔ اپنے باپ کی وفات کے بعد خدیو مصر مقرر ہوا۔ اس نے مصری فوج کو فرانسیسی انداز میں تربیت دی اور مدت تک یونان کے خلاف برسرپیکار رہا اور ترکوں سے بھی شام کا علاقہ چھین لیا۔ مگر بعض بیرونی طاقتوں کی مداخلت کے باعث اسے یہ مفتوحہ علاقہ سلطان ترکی کو واپس کرنا پڑا۔ ابراہیم پاشا ایک جانباز جرنیل اور منتظم حاکم تھا۔

**ابرق یا ابرک** (Talc) ایک قسم کی چکنی شفاف معدنی شے ہے جو قدرتی صورت میں پائی جاتی ہے ابرق نام کو تو معدنیات میں سے ہے لیکن ہوتا بڑا نرم اور ملائم ہے اور اس کی شفاف تہوں کو بڑی آسانی سے ایک دوسرے سے الگ کیا جا سکتا ہے۔ اس کا رنگ عموماً نقرئی یا نیلگوں سفید ہوتا ہے اور اس میں چمک ہیرے کی سی ہوتی ہے ہوا لگنے سے قدرے سخت ہو جاتا ہے۔ لیکن تیز سے تیز آنچ بھی اسے کوئی نقصان نہیں پہنچاتی۔ ابرق حرارت کو روکنے کے لئے نہایت مفید چیز ہے۔ اسے تیل سے جلنے والے چولہوں کی کھڑکیوں اور لیمپ کی چمنیوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔

شمالی امریکہ، کارنوال (Cornwall) شیٹ لینڈز (Shetlands) اور ہیبرائڈز (Hebrides) میں کثرت ملتا ہے۔ اسے پیس کر ٹالکم پوڈر (Talcum Powder) بنایا جاتا ہے جو تمام دنیا میں کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔

**ابرہہ**۔ حاکم یمن۔ شاہ حبش کے خاندان سے تھا اور یمن میں شاہ حبش کا نائب تھا۔ یہ شخص عیسائی تھا اور عیسائی مذہب کی تبلیغ و اشاعت میں ہمیشہ سرگرم رہا کرتا اس نے یمن کے پایہ تخت صنعا میں ایک عظیم الشان گرجا تعمیر کرایا۔ اہل عرب کو عیسائیت میں لانے کیلئے اس نے یہ ترکیب کی کہ کعبہ جو بت پرست عربوں میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور ان کے سالانہ حج کا مرکز تھا۔ مسمار کر دیا جائے۔ چنانچہ وہ ایک فوج کے ساتھ جس کے جلو میں ہاتھی بھی تھے مکہ پر حملہ آور ہوا۔ قرآن کریم کے آخری پارے کی سورہ فیل میں اس کا ذکر موجود ہے کہ جب وہ مکہ پر حملہ آور ہوا تو خدا کے حکم سے ابابیلوں کا جھنڈ نمودار ہوا۔ جن کے پنجوں میں کنکریاں تھیں۔ چنانچہ انہوں نے کنکریاں پھینکنی شروع کیں جس کے وہ کنکری لگ جاتی وہ تڑپ کر ٹھنڈا ہو جاتا۔ اس تباہی و بربادی کے باعث ابرہہ کو بے نیل مرام لوٹنا پڑا۔

یہ واقعہ سنہ۵۷۰ء میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے صرف پچاس روز پہلے پیش آیا۔ جب کہ آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب کعبہ کے متولی تھے۔

**ابلنا**۔ جوش میں آنے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جب پانی یا دودھ کو کسی برتن میں ڈال کر آگ پر رکھا جاتا ہے تو کچھ دیر بعد اس میں جوش آ جاتا ہے اور پھر وہ ابلنے لگتا ہے۔ پانی کا نقطہ جوش ۱۰۰ سنٹی گریڈ ہے یعنی اس درجہ حرارت پر پانی ابلنے لگتا ہے اور اسی نقطے کو سائنسی امور کیلئے معیاری قرار دیا جاتا ہے۔

**ابلیس**۔ یعنی خدائی رحمت سے ناامید۔ شیطان فتنہ انگیز۔ اصطلاحاً مادہ ناری مخلوق جس نے تکبر کیا اور حکم خداوندی سے سرتابی کرتے ہوئے حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے سے اسلئے انکار کر دیا کہ آدم مٹی سے بنے ہیں اور میں آگ سے۔ اور اسلئے میں انسے اچھا ہوں۔

اس نافرمانی کے جرم میں اسے راندہ درگاہ کیا گیا۔ ابلیس نے خداوند کریم سے مہلت طلب کی تاکہ وہ انسانوں کو ورغلا سکے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے مہلت دیتے ہوئے فرمایا کہ میرے نیک بندوں پر تیرا کوئی زور نہیں چل سکے گا۔

آدم و حوا کی پیدائش کے بعد خدا نے انہیں جنت میں رہنے کی جگہ دی اور فرمایا کہ جو چاہو کھاؤ پیو مگر فلاں درخت کے قریب نہ جانا۔ چونکہ ابلیس آدم کا کھلا دشمن تھا اسلئے اس نے آدم و حوا کو ورغلایا اور انہوں نے اس درخت کا پھل کھایا اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت سے نکال کر حکم دیا کہ اب تم ایک مقررہ مدت تک زمین پر رہو۔

**ابن اثیر**۔ عزالدین ابن الاثیر ۵۵۵ھ مطابق ۱۱۶۰ء میں الجزیرہ میں پیدا ہوئے اور ۶۳۰ھ مطابق ۱۲۳۴ء

میں موصل میں فوت ہوئے۔ موصل اور بغداد میں تعلیم حاصل کی اور شام کی سیاحت کے بعد اپنی بقایا زندگی موصل کے مضافات میں ہی گزار دی۔ آپ کا خوبصورت مکان آپ کے ہمعصر علماء اور فضلاء کے مذاکرات کا ایک اہم مرکز تھا ابن الاثیر کی چار کتابوں نے بہت شہرت پائی ہے۔ (۱) "الکامل فی التاریخ" یہ ۶۲۸ھ تک کے واقعات پر مشتمل ہے اس تاریخ کو یورپ کے موجودہ فضلاء کی تاریخوں کی صف میں رکھا جاتا ہے (۲) اتابکان موصل کے حالات "تاریخ الدولۃ الاتابکیہ" کے نام سے لکھے ہیں (۳) اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ۔ (۴) "اللباب" یہ سمعانی کی کتاب الانساب کی تلخیص ہے۔ یہ چاروں کتابیں مصر اور یورپ میں چھپ چکی ہیں۔

## ابنُ الجوزی (دیکھو محمد ابن الجوزی)

**ابن اُم مکتوم** (رضی اللہ تعالےٰ عنہ)۔ ارباب سیر نے ان کے نام عبداللہ اور عمر لکھے ہیں، زیادہ تر اپنی کنیت ابن ام مکتوم سے متعارف ہیں۔ باپ کا نام قیس تھا آپ مادر زاد نابینا تھے۔

ابتدائے بعثت ہی میں مکہ میں اسلام قبول کیا۔ انہیں بارگاہ نبوی میں خاص قرب حاصل تھا۔

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رؤسائے قریش کو تبلیغ فرما رہے تھے کہ ابن مکتوم آگئے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ عرض کرنا چاہتے تھے۔ لیکن حضور صلے اللہ علیہ وسلم قریش کو سمجھانے میں اس قدر منہمک تھے کہ توجہ نہ دے سکے، اس پر سورۂ عبس کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں "عبس وتولی ان جاءہ الاعمیٰ . . . . ." ان آیات کے نزول کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاص طور پر ابن ام مکتوم کا لحاظ فرماتے، اور کاشانہ نبوی میں ان کی بڑی خاطر و مدارات ہوتی تھی۔ ہجرت کے بعد آپ بھی مدینہ منورہ چلے گئے اور آپ کو موذن کا عہدہ عطا ہوا۔

مدینہ منورہ میں جب غزوات کا سلسلہ شروع ہوا تو ابن ام مکتوم نابینا ہونے کی وجہ سے بہت دل برداشتہ رہنے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اطہر میں حاضر ہو کر اپنی پریشانی عرض کی، اس پر ایک آیت نازل ہوئی اور حضور کو شرکت جہاد سے مستثنیٰ کر دیا گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی باہر تشریف لے جاتے تو اکثر امامت کا شرف ابن ام مکتوم کو عطا فرماتے یہ شرف انہیں ۱۳ مرتبہ حاصل ہوا۔

آپ قرآن مجید کے حافظ اور مدینہ منورہ میں لوگوں کو قرأت سکھاتے تھے آپ سے کئی احادیث منقول ہیں واقدی کے قول کے مطابق مدینہ منورہ میں وفات پائی لیکن زبیر بن بکار کی روایت کے مطابق جنگ قادسیہ میں شہادت پائی۔ مگر قیاساً یہ روایت درست معلوم نہیں ہوتی۔

**ابن بطوطہ**۔ مشہور سیاح اور مورخ ۱۳۰۴ء میں مراکش کے شہر طنجہ میں ایک معمولی گھرانے میں پیدا ہوا ایک مقامی مدرسہ میں دینی تعلیم کے علاوہ۔ ادب، تاریخ اور جغرافیہ کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اکیس برس کی عمر میں پہلا حج کیا۔ اس کے بعد شوق سیاحت نے اس کو افریقہ کے علاوہ روس سے ترکی تک پہنچایا۔ جزائر شرق الہند اور چین کی سیاحت کی۔ عرب، ایران، عراق، شام، فلسطین، افغانستان اور ہندوستان کی سیر کی۔ چار مرتبہ حج بیت اللہ سے مشرف ہوا۔

ابن بطوطہ جب برصغیر ہندوستان آیا۔ تو محمد تغلق سریر آرائے سلطنت تھا۔ اس نے اس کی بڑی آؤ بھگت کی اور قاضی کے معزز عہدہ پر سرافراز کیا۔ یہیں سے ایک سفارتی مشن پر اسے چین جانے کا موقعہ ملا۔ غرضیکہ ۲۸ سال کی مدت میں اس نے پچھتر ہزار میل کا سفر کیا۔

آخر میں فاس کے بادشاہ ابو حنان کے دربار میں آیا اور اسی کے کہنے پر اپنے سفر نامے کو کتابی شکل دی۔ اس کتاب کا نام "عجائب الاسفار فی غرائب الدیار" ہے۔ جس میں ابن بطوطہ کے سفر کے دلچسپ واقعات درج ہیں یہ کتاب ان ممالک کے تاریخی اور جغرافیائی حالات کا ایک نادر مجموعہ ہے۔ ابن بطوطہ نے ۱۳۷۸ء میں ۷۳ سال کی عمر میں انتقال کیا۔

**ابن تیمیہ** (امام)۔ نام تقی الدین ابو العباس احمد بن شیخ شہاب الدین ابو المحاسن عبدالحلیم۔ سات پشت

ہیں ان کی ایک دادی تیمیہ علم و فضل میں صاحب کمال تھیں اس لئے اس خاندان کا ہر شخص ابن تیمیہ کے نام سے مشہور ہوا۔ اور ہر فرد اپنے وقت میں آسمان علم کا درخشاں ستارہ بن کر چمکا۔ امام ابن تیمیہ دوشنبہ کے روز دس ربیع الاول ۶۶۱ھ کو بمقام حران پیدا ہوئے۔ جو موصل اور شام کے درمیان چھوٹا سا شہر ہے۔

قرآن شریف حفظ کرنے کے بعد دوسرے علوم کی طرف متوجہ ہوئے اور بیس سال کی عمر میں تحصیل علوم سے فارغ ہو کر علمائے کبار میں شمار ہونے لگے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب اسلام میں متعدد فرقے پیدا ہو چکے تھے۔ یہود و نصاریٰ اور عجمی اختلاط سے اسلام میں بہت سے اوہام اور فاسد عقائد داخل ہو گئے تھے۔ خدا پرستی چھوڑ کر مسلمان رسوم پرستی۔ قبر پرستی۔ پیر پرستی وغیرہ کے علاوہ دوسرے بہت سے کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہو رہے تھے ادھر ان پر قہر خداوندی تاتاریوں کی صورت میں نازل تھا لیکن وہ ابھی تک خواب غفلت ہی میں تھے۔ امام صاحب نے ان تمام باطل عقائد کے خلاف زبان اور قلم سے جہاد کیا مخالفین نے ان کو ہر طرح پریشان کرنا شروع کر دیا مار پیٹ تک سے کبھی باز نہ آئے۔ لیکن آپ دھن کے پکے اپنے کام میں مصروف رہے۔ ۷۰۵ھ میں سلطان مصر کے حکم سے گرفتار کر لئے گئے۔ مگر تصنیف و تالیف کا سلسلہ یہاں بھی جاری رہا۔ ۷۰۷ھ میں رہا ہوئے لیکن ۷۲۶ھ میں دوبارہ مصر کے قلعہ میں قید کر دیئے گئے اور اب کے قلم دوات سے بھی محروم کرا دیئے گئے۔ اسی قید میں ساتویں صدی کا یہ مجدد ۲۰ ذی قعدہ ۷۲۸ھ کو راہی ملک بقا ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے جنازے کے ساتھ ایک لاکھ سے زائد آدمی تھے۔ تفسیر۔ حدیث۔ فقہ۔ نحو۔ لغت۔ ہیئت۔ جبر و مقابلہ۔ ریاضی۔ علوم عقلی و نقلی اور علوم اہل کتاب کے فاضل تھے۔ آپ کی تصنیفات پانچ سو کے قریب ہیں۔

**ابن جریر** (دیکھو طبری محمد ابن جریر)

**ابن حیان**۔ (دیکھو جابر بن حیان)

**ابن خلدون**۔ (علامہ) ابو زید کنیت، ولی الدین لقب، عبدالرحمٰن ابن خلدون نام۔ یکم رمضان المبارک ۷۳۲ھ (۲۷ مئی ۱۳۳۲ء) کو تیونس میں پیدا ہوئے۔ وہ ایک قدیم یمنی عرب قبیلہ کے چشم و چراغ تھے۔ جس نے ساتویں صدی ہجری کے وسط میں تیونس میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

اٹھارہ برس کی عمر تک قرآن مجید حفظ کرنے کے علاوہ فقہ، حدیث، صرف و نحو، عربی ادب اور فصاحت و بلاغت میں خاصی دسترس پیدا کر لی تھی، فلسفہ اور منطق کا بھی گہرا مطالعہ کیا۔

اقتدار کی امنگ نے ابن خلدون کو میدان سیاست میں لا کھڑا کیا، ۲۰ برس کی عمر میں وہ فیض کے شہر میں پہنچے یہاں انہیں اپنی معلومات بڑھانے کا بہت اچھا موقع ملا مگر یہیں سے ان کی ۲۰ سالہ ناکام سیاسی زندگی کا آغاز ہوتا ہے جس کے دوران عزت و دولت کے ساتھ جان کے لالے بھی پڑے۔ آخر دل برداشتہ ہو کر اندلس کا رخ کیا، لیکن یہاں بھی چین نصیب نہ ہوا، جہاں جا کر بسکرہ میں پناہ گزین ہوئے۔ اور سیاست سے کنارہ کشی کا ارادہ کیا لیکن سلاطین کی بساط سیاست کا مہرہ بنے رہے ایک بار پھر فیض پہنچے۔ لیکن انقلاب حکومت نے وہاں بھی ٹھہرنے کا موقع نہ دیا، اب ارادہ کیا کہ اندلس جا کر باقی عمر علمی تحقیق اور مطالعہ میں گذار دیں۔ چنانچہ ۷۷۶ھ کے موسم بہار میں اندلس پہنچے۔ مگر شاہی عتاب کی بدولت وہاں سے جلاوطن کر کے شمالی افریقہ کے ساحل پر اتار دیئے گئے۔ بنو عارف کے سردار محمد ابن عارف نے پناہ دے کر ایک پرسکون مقام رہنے کو دیا، چار برس تک گمنامی میں یہاں گزارے اور یہیں آپ نے اپنا غیر فانی تاریخی مقدمہ پانچ ماہ کی قلیل مدت میں مرتب کیا۔ اس کے بعد تاریخ لکھنے کی طرف متوجہ ہوئے۔ ابتداً صرف تاریخ بربر لکھنے کا ارادہ تھا۔ لیکن بعد میں یہ خیال بدل گیا۔ تاریخ کی تدوین کیلئے یہ جگہ موزوں نہ تھی۔ اس لئے سلطان تیونس سے اپنی گزشتہ فروگذاشتوں کے لئے معافی کے طلبگار ہوئے۔ رجب ۷۸۰ھ میں اپنے پیدائشی شہر تیونس کی راہ لی جہاں سے ۷۵۳ھ میں وہ عین عالم شباب میں میدان سیاست کی بادہ پیمائی کے لئے نکلے تھے۔ تیونس میں اپنے اہل و عیال کو بھی بلا لیا۔ اور سلطان کی حوصلہ افزائی سے علمی مشغلہ میں مصروف ہو گئے۔ ۷۸۱ھ کے اوائل میں اپنی کتاب کی پہلی قسط مکمل کر کے سلطان کی خدمت میں پیش کی۔

سلطان ابن خلدون کی علمی کاوش سے خاصا متاثر ہوا لیکن

حاسدوں کی سازشوں سے تنگ آکر باجازت سلطان حج کے لیے رختِ سفر باندھا۔ اسکندریہ پہنچ کر قاہرہ کا رخ کیا۔ یہاں ان کی شہرت ان سے پہلے پہنچ چکی تھی اس لیے قاہرہ میں وہ اجنبی نہ تھے۔ ۷۸۹ھ میں حج بیت اللہ کا شرف نصیب ہوا۔ ۷۹۰ ہجری میں قاہرہ لوٹے۔ اگلے سال بیت المقدس اور شام کا سفر کیا ۸۰۲ھ میں سلطان کے ہمرکاب قاہرہ میں داخل ہوئے۔ ۸۰۳ھ میں تیموری حملے کے پیش نظر سلطان کے ہمراہ شام کا سفر کیا۔ طرفین سے مصالحت کی کوششیں شروع ہوئیں۔ لیکن امرائے سلطان ناصر نے ایک فتنہ کھڑا کر دیا۔ سلطان مجبوراً دمشق چھوڑ کر قاہرہ چلا گیا۔ علماء اور ابن خلدون نے شہر تیمور کے حوالے کر دیا۔ شعبان ۸۰۳ھ میں قاہرہ پہنچے۔ ۲۴ برس تک قاہرہ میں قیام رہا اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی اور علامہ تقی الدین احمد مقریزی جیسے بلند پایہ علماء نے ان سے استفادہ کیا۔ کئی بار قاضی بنائے اور ہٹائے گئے بالآخر جب شعبان ۸۰۸ھ میں قاضی القضاۃ (چھٹی بار) بنے تو چند دن بعد ۲۶ رمضان المبارک ۸۰۸ھ میں ۷۶ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ اور قاہرہ ہی میں باب النصر کے باہر خانقاہ صوفیہ میں مدفون ہوئے۔

**ابن خلکان** (قاضی و مورخ)۔ شمس الدین ابن خلکان یحییٰ ابن خالد برمکی (خاندان برامکہ) کی نسل سے تھے۔ ۱۲۱۱ء میں اربیلہ میں پیدا ہوئے۔ ۱۲۲۹ء سے ۱۲۳۸ء تک حلب اور دمشق میں تعلیم حاصل کی۔ تعلیم سے فارغ ہو کر قاہرہ چلے گئے۔ جہاں ۱۲۵۶ء میں انہوں نے اپنی کتاب "وفیات الاعیان" کا پہلا مسودہ مرتب کیا۔ پانچ برس بعد سلطان بیبرس نے انہیں شام کا قاضی مقرر کیا اور اپنی زندگی کے آخری ایام تک وہ اسی عہدہ پر فائز رہے۔ اس دوران میں انہوں نے تاریخ و ادبیات کا بھی گہرا مطالعہ کیا۔ ۱۲۸۲ء میں وفات پائی۔

"وفیات الاعیان" تاریخی، ادبی شخصیتوں کے متعلق مفید معلومات سے لبریز ہے۔ اس کی زبان سادہ اور سلیس ہے اور انداز بیان دلچسپ۔ ابن خلکان کے اپنے بیان کے مطابق یہ کتاب کسی خاص گروہ، جماعت، عالم، فاضل، مشہور عہدے، امیر یا شاہ کے ذکر تک محدود نہیں۔ مگر اس کتاب میں ان تمام افراد کے متعلق معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ جن کے نام تاریخ عالم میں نمایاں اور ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔



"وفیات الاعیان" لغوی اور تاریخی اعتبار سے عربی زبان کا ایک قابلِ ستائش اور بے نظیر مجموعہ تذکار ہے۔

**ابن رشد** (فلسفی اور طبیب)۔ قاضی ابو الولید محمد بن احمد بن محمد ابن رشد ۵۲۰ھ مطابق ۱۱۲۶ء قرطبہ Cordova (اندلس) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم بھی وہیں حاصل کی اور قرطبہ کے قاضی مقرر ہوئے ۱۱۶۹ء میں اشبیلیہ کے قاضی مقرر ہوئے ۱۱۸۲ء میں امیر یوسف نے ابن طفیل کی جگہ شاہی طبیب اول مقرر کیا۔ ابن رشد کے فرائض منصبی اس قسم کے تھے کہ انہیں قلمرو کے مختلف حصوں میں سفر کرنا پڑتا لیکن سفر میں بھی تصنیف و تالیف کا شغل جاری رہتا۔

ابن رشد نے امیر یوسف کے دربار میں ابن طفیل کے کہنے پر ارسطو کے رسائل کی شرحیں لکھیں۔ وہ ارسطو کے فلسفہ کا سب سے بڑا شارح مانا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ابن رشد نے اور بھی کئی کتابیں فلسفہ اور طب پر تصنیف کیں۔ یعقوب المنصور باللہ (موحدین کے تیسرے بادشاہ) نے ابتدا میں ابن رشد کی بڑی قدردانی کی لیکن آخر میں انہیں گردش زمانہ کا شکار ہونا پڑا۔ ان پر کفر اور الحاد کا الزام لگا۔ قرطبہ کی جامع مسجد میں بڑے بڑے علما کی مجلس میں ابن رشد ایک ملزم کی حیثیت سے پیش ہوئے اور انہیں قرطبہ کے قریب یہودیوں کے ایک قصبہ الیسانہ میں جلاوطن کر دیا گیا۔ اور چار سال اسی کس مپرسی کی حالت میں گزرے۔ یہ ابن رشد کی زندگی کا آخری زمانہ تھا۔ چند سال بعد منصور نے انہیں دربار میں بلا لیا اور قدر و منزلت کی۔ ابن رشد چراغ سحری تھا۔ چنانچہ ۱۱۹۸ء میں اپنے دور کے اس سب سے بڑے فلسفی نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

**ابن زبیرؓ**۔ (دیکھو عبداللہ بن زبیرؓ)

**ابن زیاد**۔ پورا نام عبید اللہ ابن زیاد۔ جب مسلم بن عقیل نے کوفہ میں حضرت امام حسینؓ کے حق میں زمین ہموار کرنا شروع کی تو یزید بن معاویہ نے ابن زیاد کو بصرہ سے تبدیل کر کے کوفہ کا گورنر مقرر کر دیا تاکہ وہاں کے حالات پر قابو پانے کی کوشش کرے۔ اس نے پہلے مسلم بن عقیل کو قتل کرایا۔ پھر حرؓ کو ایک ہزار سوار دے کر حضرت امامؓ کا راستہ روکنے کے لیے بھیجا۔ اس کے

بعد حضرت امام میدان کربلا میں خیمہ زن ہوئے۔ تو عمر بن سعد کو چار ہزار فوج دے کر مقابلے کے لئے روانہ کیا۔ لیکن جب دیکھا کہ عمر بن سعد حضرت امامؑ کے مقابلے سے جی چراتا ہے تو اس کی جگہ شمر ذی الجوشن کو سالارِ لشکر مقرر کیا شمر مذکور کے سخت رویہ کے باعث حادثہ کربلا رونما ہوا کیونکہ وہ یزید کی بیعت سے کم کسی شرط پر راضی نہیں ہوتا تھا یہ واقعہ محرم ۶۱ھ میں ہوا۔ محرم ۶۶ھ میں ابنِ زیاد کا مختار بن ابی عبید ثقفی کے جرنیل ابراہیم سے دریائے خازر کے کنارے مقابلہ ہوا۔ جس میں ابن زیاد کو شکست ہوئی اور وہ میدان جنگ میں مارا گیا۔ قتل کے بعد اس کے سر کو کوفہ میں اسی مقام پر لا کر رکھا گیا جہاں چھ سال قبل اس نے امام حسینؑ کے سر کو رکھوایا تھا۔

ابن سعد۔ پورا نام محمد بن سعد واقدی کے خاص تلامذہ میں سے تھے۔ بصرہ میں پیدا ہوئے۔ لیکن سکونت بغداد میں اختیار کر لی ۲۳۰ھ میں ۶۲ برس کی عمر میں وفات پائی۔

انہوں نے جناب رسولِ پاک اور صحابہ کرام کے متعلق ایسی جامع اور مفصل کتاب لکھی کہ آج تک اس کا جواب نہیں ہو سکا۔ اس بے مثل کتاب کا نام "طبقات ابن سعد" ہے اور یہ بارہ جلدوں پر مشتمل ہے

ابن سعود عبد العزیز۔ ۱۸۸۰ء میں پیدا ہوئے ان کے دادا محمد ابن سعود نے ۱۸۰۶ء میں حجاز پر قبضہ کر کے اپنی حکومت قائم کر لی تھی۔ مگر سلطان ترکی کے حکم سے محمد علی پاشا حاکم مصر نے حجاز واپس لے لیا۔ اگلے سال اس کے بیٹے ابراہیم پاشا نے نجد پر بھی قبضہ کر لیا۔ ترک حکومت کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر آل سعود نے پھر نجد لے لیا۔ عبد العزیز ابن سعود ۱۹۰۱ء میں نجد پر قابض ہوئے اور ۱۹۱۸ء میں یعنی پہلی جنگ عظیم کے خاتمہ پر اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ انگریزوں سے انہیں کافی امداد ملتی رہی۔ ۱۹۲۶ء میں ابن سعود نے شریف مکہ سے بزورِ شمشیر حکومت چھین کر حجاز پر بھی قبضہ کر لیا۔ ۹ نومبر ۱۹۵۳ء کو فوت ہوئے۔

ابن سعود بڑے جفاکش اور پابندِ شریعت تھے۔ جب سے حجاز پر آل سعود کی حکومت ہوئی ہے کافی امن امان ہو گیا ہے۔ کیونکہ ہر جرم کے لئے سنگین سزا مقرر ہے اور سزا کا فیصلہ اسی وقت موقع پر ہوتا ہے۔ ابن سعود چونکہ عوام کی مزار پرستی کے خلاف تھے۔ اس لئے حجاز پر قبضہ کرنے کے بعد بہت سے مزارات گرا دیئے گئے۔ عرب میں پٹرول کے نکل آنے سے حکومت کافی دولت مند ہو گئی ہے۔

(ابنِ سینا۔ دیکھو بو علی سینا)

ابن عربی۔ ابو بکر محمد محی الدین ابن العربی ۱۷ رمضان ۵۶۰ھ بمطابق ۲۹ جولائی ۱۱۶۵ء کو مرسیا اندلس میں پیدا ہوئے۔ ۱۱۷۳ء سے ۱۲۰۲ء تک اشبیلیہ میں رہے اور یہیں تعلیم حاصل کی۔ اور پھر بلاد مشرق کی سیاحت کے لئے روانہ ہوئے۔ اور مصر ہوتے ہوئے حجاز پہنچے اور مکہ معظمہ میں کافی عرصہ تک قیام کیا۔ یہاں سے بغداد، موصل اور ایشیائے کوچک کی سیر کرتے ہوئے دمشق پہنچے اور بقیہ عمر یہیں گزار دی۔ ۶۳۸ھ بمطابق ۱۲۴۰ء میں وفات پائی۔

ابن عربی کی زندگی کے حالات زیادہ تفصیل سے نہیں ملتے۔ ان کی زندگی زیادہ تر سیر و سیاحت میں بسر ہوئی مختلف صوفیائے کرام سے ملنے اور اپنی تصانیف مرتب کرنے میں انہوں نے وقت گزارا۔ ان کی تصانیف کی تعداد تین سو کے قریب ہے جن میں دو بہت مشہور ہیں (۱) "الفتوحات المکیہ" اور (۲) فصوص الحکم۔ ان تصانیف کی وجہ سے ابن عربی ایک بلند پایہ مفکر سمجھے جاتے ہیں۔ الفتوحات المکیہ تصوف پر بڑی جامع کتاب ہے اور ۵۶۰ ابواب پر مشتمل ہے اس کتاب کا زیادہ تر حصہ قیام مکہ کے دوران میں لکھا گیا۔ ابن العربی کے فکر کی بنیاد وحدت الوجود کے عقیدے پر ہے۔

ابن عربی نے بھی انسان کامل کا ایک تصور پیش کیا ہے۔ تاریخ تصوف میں ابن عربی کو بہت بلند مقام حاصل ہے۔ صوفیائے کرام انہیں "شیخ الاکبر" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ ابن العربی کی عارفانہ نظموں کا

مجموعہ "ترجمان الاشواق" کے نام سے موسوم ہے جس کا انگریزی ترجمہ ڈاکٹر نکلسن نے کیا ہے۔

**ابن عساکر۔** حافظ ابو القاسم علی بن ابی محمد الحسن بن ہبۃ اللہ المعروف ابن عساکر دمشق کے رہنے والے تھے۔ شام کے محدث اور مستند شافعی فقہا میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ دمشق کے مدرسۂ نوریہ میں استاد رہے۔ تاریخ دمشق اور المستقصیٰ فی فضائل المسجد الاقصیٰ ان کی مشہور تصانیف ہیں۔ ۵۷۱ھ ہجری میں وفات پائی۔

**ابن قوطیہ۔** ابو بکر محمد بن عمر بن عبدالعزیز بن ابراہیم المعروف بہ ابن قوطیہ الاندلسی اس عہد کے ایک مشہور عالم دین جبکہ اندلس میں اسلامی حکومت اپنے شباب پر تھی۔ تاریخ پیدائش معلوم نہیں۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ قرطبہ میں پیدا ہوئے اور ربیع الاول ۳۶۷ھ میں وفات پائی۔ جامعہ قرطبہ میں علم نحو کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ کتاب الافعال، المقصور والممدود رسالۃ التشریح ادب الکتاب، تاریخ افتتاح الاندلس ان کی مشہور تصانیف ہیں۔

**ابن ماجہ۔** ابو عبداللہ محمد بن یزید قزوینی مشہور محدث۔ ان چھ محدثین کو سب سے زیادہ مستند تسلیم کیا جاتا ہے اور جن کی کتابیں صحاح ستہ کے نام سے مشہور ہیں ان میں سے ایک ابن ماجہ بھی ہیں ۲۰۹ھ مطابق ۸۲۴ء میں پیدا ہوئے ان کی زندگی کے حالات کا بہت کم علم ہے۔ انہیں ابتدا ہی سے احادیث جمع کرنے کا شوق تھا اور اس سلسلے میں عراق، عرب، شام اور مصر جاکر احادیث جمع کیں۔ ان کی تصنیف کا نام "سنن ابن ماجہ" ہے ابن خلکان نے لکھا ہے کہ انہوں نے تفسیر قرآن بھی لکھی تھی۔ لیکن اب وہ ناپید ہے۔ ۲۷۳ھ مطابق ۸۸۶ء میں انتقال کیا۔

**ابن مُلجم۔** عبدالرحمٰن ابن ملجم خوارج میں سے تھا نہروان کی شکست کے بعد خارجیوں نے تین آدمیوں کو حضرت علیؓ امیر معاویہؓ اور عمرو بن العاصؓ کو بیک وقت قتل کر دینے پر مامور کیا۔ ابن ملجم نے حضرت علیؓ کو شہید کرنے کا ذمہ لیا تینوں نے تجویز کے مطابق ایک ہی دن فجر کی نماز کے وقت وار کیے۔ امیر معاویہؓ پر وار اوچھا پڑا عمرو بن العاصؓ کی جگہ دوسرا آدمی قتل ہوا۔ لیکن حضرت علی کو زہر آلود خنجر کا کاری زخم لگا اور تیسرے روز ۲۰ رمضان ۴۰ھ کو آپ رحلت فرما گئے۔

**ابن ہشام۔** عبدالملک بن ہشام الحمیری نامور محدث اور مورخ سن پیدائش معلوم نہیں۔ حمیر کے قبیلہ سے تھے غالباً اسی تعلق سے سلاطین حمیر کی تاریخ لکھی جو آج بھی موجود ہے۔ انہوں نے فن سیرت میں یہ اضافہ کیا کہ سیرت میں جو مشکل الفاظ آتے ہیں ان کی توضیح بھی کر دی۔
انہوں نے محمد بن اسحاق کی مشہور کتاب موسوم بہ "المغازی" کو تنقیح اور اضافہ کے ساتھ مرتب کیا جو سیرت ابن ہشام کے نام سے مشہور ہے چونکہ محمد بن اسحاق کی کتاب نایاب ہے اس لیے آج اس کی جو یادگار موجود ہے وہ یہی ابن ہشام کی کتاب ہے۔ ۲۱۳ھ یا ۲۱۸ھ میں انتقال کیا۔

**ابو الحسنات، مولانا۔** جید عالم دین۔ سید محمد احمد قادری نام، ابو الحسنات کنیت۔ آپ کے والد مولانا ابو محمد سید دیدار علی شاہ ریاست الور کے مشہور عالم دین تھے الور سے لاہور آئے اور مسجد وزیر خاں میں خطیب مقرر ہوئے۔ مولانا ابو الحسنات نے ابتدائی تعلیم والد ہی سے حاصل کی پھر مراد آباد جاکر مولانا صدر الافاضل سے کسب فیض کیا۔ بعد ازاں لاہور آکر اپنے والد کی جگہ مسجد وزیر خاں کے خطیب مقرر ہوئے آپ عالم متبحر ہونے کے علاوہ طبیب حاذق بھی تھے۔ پہلے جمعیۃ العلماء الاسلام اور اس کے بعد جمعیۃ العلماء پاکستان کے صدر رہے۔ صبح نور، اوراق غم، التاصیح اور رفیق سفر الٰی بلاد خیر البشر مشہور تصنیفات ہیں۔ ۳۰ جون ۱۹۶۱ء کو انتقال کیا۔

**ابو امامہؓ۔** (باہلی)۔ نام صدی۔ کنیت ابو امامہ۔ ابتدائے اسلام میں مسلمان ہوئے۔ غزوہ حدیبیہ

اور بیعت رضوان میں شریک تھے۔ بڑی کوشش اور جد و جہد کے بعد اپنے قبیلہ کو مسلمان بنانے میں کامیاب ہوئے۔
جنگ صفین میں حضرت علیؓ کا ساتھ دیا پھر شام میں سکونت اختیار کی اور ۸۶ھ میں وہیں ۱۰۰ برس کی عمر میں وفات پائی۔
احادیث کی تبلیغ و اشاعت میں سرگرم حصہ لیا۔ بڑے بڑے صحابہ آپ سے احادیث سننے آیا کرتے تھے۔ ان کی مرویات کی تعداد ۵۰ ہے جو حدیث کی مستند کتابوں میں موجود ہیں۔

**ابو الحسن اشعری۔** پورا نام ابوالحسن علی بن علی بن اسحاق۔ ۲۶۰ھ بمطابق ۸۷۳ء بصرہ میں پیدا ہوئے اور وہیں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ چالیس برس تک معتزلی عقائد کے حامی رہے لیکن پھر اپنے استاد سے مسئلہ قدر کے بارے میں الجھ پڑے۔ بحث اتنی طول پکڑ گئی کہ وہ اس فرقے سے علیحدہ ہو گئے اور ان کے خلاف کئی مدلل کتابیں لکھیں۔ پھر شافعی مذہب اختیار کر لیا۔ آخر عمر میں بغداد میں قیام کیا اور ۳۲۴ھ بمطابق ۹۳۵ء میں وفات پائی۔ انہوں نے تقریباً ۳۰۰ کتابیں لکھیں جن میں رسالہ فی استحسان الخوض فی الکلام اور مقالات مشہور تصانیف ہیں۔ موخر الذکر اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے جس میں اسلام کے تمام فرقوں کا حال اور ان کے عقائد بیان کئے گئے ہیں۔ علم کلام کے موجد ہیں۔ ان کے شاگرد کثرت سے تھے جن میں امام غزالی بہت مشہور ہیں۔ مغرب میں ابن تومرت بھی ان کا معتقد تھا۔

**ابو العاصؓ۔** نام لقیط۔ کنیت ابو العاص۔ ام المومنین حضرت خدیجہؓ کے بھانجے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں ان کا بہت بڑا کاروبار تھا۔ دیانت داری اور نیکیوں میں مشہور تھے۔ حضرت خدیجہؓ کی فرمائش پر آنحضرتؐ نے اپنی بیٹی زینبؓ کا نکاح ان سے کر دیا۔ آنحضرتؐ کی بعثت پر ابو العاص ایمان نہ لائے۔ بلکہ غزوہ بدر میں مشرکین کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف لڑے اور جب قید ہو کر رسول اللہ کی خدمت میں پیش ہوئے تو آنحضرتؐ نے اس شرط پر رہا کیا کہ اپنی زوجہ یعنی رسول اللہ کی بیٹی زینبؓ کو مکہ سے مدینہ بھجوا دیں گے۔ چنانچہ انہوں نے حسب وعدہ زینبؓ کو نبی اکرمؐ کے پاس مدینہ بھیج دیا۔
کچھ عرصہ کے بعد آپ مکہ ہی میں مسلمان ہو گئے اور مدینہ چلے گئے۔ چونکہ ان کا کاروبار مکہ میں تھا اس لئے پھر مکہ لوٹ گئے۔ ۱۰ھ میں حضرت علیؓ کی سرکردگی میں یمن جانے والے سریہ میں شریک ہوئے۔ یمن سے واپسی پر حضرت علیؓ نے انہیں اسی علاقہ کا عامل بنایا۔ ۱۲ھ میں انتقال کیا۔

**ابو العباس سفاح۔** ۱۰۴ھ تا ۱۳۶ھ بمطابق ۷۲۲ء تا ۷۵۴ء۔ ابو العباس عبداللہ۔ خلافت عباسیہ کا پہلا حکمران تھا۔ جب اموی خلیفہ مروان ثانی نے امام ابراہیم کو گرفتار کر کے مروا ڈالا۔ تو ابو العباس ان کا جانشین بنا۔ اموی خطرہ کے پیش نظر ابو العباس نے اپنے آبائی مسکن حمیمہ (جنوبی فلسطین) کی رہائش ترک کر دی اور اہل و عیال سمیت کوفہ میں آ گیا۔ ابو مسلم، ابو سلمہ اور دیگر حامیان تحریک عباسیہ کی مدد سے بالآخر عراق پر ابو العباس کا قبضہ ہو گیا۔ چنانچہ ربیع الاول ۱۳۲ھ میں ابو العباس کی خلافت کا اعلان کر دیا گیا۔ اس کے بعد فرات کے کنارے امویوں اور عباسیوں کی فیصلہ کن جنگ ہوئی اور ابو العباس کے چچا عبداللہ بن علی نے ذوالحجہ ۱۳۲ھ میں بنو امیہ کے آخری خلیفہ مروان ثانی کا خاتمہ کر کے بنی عباس کی مستقل خلافت کی بنا ڈالی۔
ابو العباس نے اپنی خلافت کے استحکام کی خاطر بڑی خونریزی کی۔ بنو امیہ پر تو اس کی سختیاں انتہا کو پہنچ گئیں۔ نہ زندہ تو زندہ مردے بھی اس کے جوش انتقام سے محفوظ نہ رہ سکے۔ اکثر اموی خلفاء کی قبریں کھدوا کر ان کی ہڈیاں پھینکی گئیں۔ اس قتل و غارت گری اور سفاکی کے باعث وہ سفاح کے لقب سے مشہور ہوا جس کے لفظی معنی خونریز کے ہیں۔ سفاح کی سختیاں صرف دشمنوں تک ہی محدود نہ تھیں بلکہ اس کے اکثر معتمد بھی اس کے مظالم کا شکار ہوئے۔ مشہور عباسی داعی ابو سلمہ جو اس کا پہلا وزیر بھی تھا، اسی کے ایما پر موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ لیکن اپنی ستم رانیوں کے باوجود سفاح ایک فیاض حکمران خیال کیا جاتا ہے۔ وہ اپنے فرائض کے ادا کرنے کا بہت زیادہ خیال رکھتا تھا۔ لہو و لعب اور عیش و عشرت کی زندگی سے

اسے کوئی دلچسپی نہ تھی۔

**ابو الفراج بن اسحاق** - ابو الفراج محمد بن اسحاق المعروف الندیم بغداد کا باشندہ تھا اسے سب سے پہلے ایک لغت سوانح لکھنے کا خیال پیدا ہوا اس کی اس تصنیف کا نام "الفہرست" ہے جو علم کی ہر شاخ سے تعلق رکھتی ہے اس کتاب میں بے شمار مصنفوں کی ان کتابوں کا ذکر ملتا ہے، جو اب ناپید ہو چکی ہیں۔ اس کتاب کے مطالعہ سے عربوں کی ادبی تخلیق کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے ابو الفراج نے ۹۸۰ء میں وفات پائی۔

**ابو الفرج بن حسیان** - ابو الفرج علی بن حسین اصفہان میں پیدا ہوا اور ابو الفرج الاصفہانی کے لقب سے مشہور ہے۔ قریش کی نسل سے تھا۔ بغداد میں شعر و شاعری اور موسیقی کا وسیع مطالعہ کیا اور کتاب الاغانی لکھی۔ اس کتاب میں عرب شاعروں کے حالات زندگی اور ان کے اسما درج ہیں۔ کتاب الاغانی میں ضمناً تاریخ اور سائنس کے متعلق بھی کافی معلومات موجود ہیں۔

کتاب الاغانی بڑی ضخیم کتاب ہے اور مصر میں بڑی آب و تاب سے طبع ہوئی ہے۔ ابو الفرج الاصفہانی کی وفات ۹۶۷ء میں ہوئی۔

**ابو الفضل** - شیخ مبارک کا دوسرا بیٹا اور علامہ فیضی کا چھوٹا بھائی تھا ۱۵۵۱ء میں آگرہ میں پیدا ہوا ۱۵۷۴ء میں اپنے بھائی فیضی کے ساتھ دربار اکبری میں باریاب ہوا۔ ۱۶۰۲ء میں منصب چہار ہزاری پر فائز ہوا۔

شہزادہ سلیم (جہانگیر) کا خیال تھا کہ ابو الفضل اس کی ولی عہدی میں رکاوٹ پیدا کر رہا ہے اور اس کے بیٹے خسرو کو ولی عہد بنانا چاہتا ہے۔ چنانچہ شہزادہ سلیم کے اشارہ پر ۱۶۰۲ء میں راجہ نرسنگھ دیو نے اسے قتل کروا دیا۔ جب کہ وہ دکن سے لوٹ رہا تھا۔ اکبر کو اسکے مرنے کا اس قدر رنج ہوا کہ تین دن تک کچھ نہ کھایا۔

اپنے وقت کا علامہ اور بلند پایہ مصنف تھا۔ علامی تخلص رکھتا تھا۔ ایک آزاد خیال فلسفی تھا۔ علما اسے دہریہ سمجھتے تھے اکبر کی مذہبی بے راہ روی اور اس کے دین الٰہی کے اجراء کا سبب اسی کو گردانا جاتا ہے۔

"اکبرنامہ" "آئین اکبری" "عیار دانش" مشہور تصانیف ہیں اس کے خطوط کا مجموعہ "مکتوبات علامی" فارسی ادب کا شاہکار سمجھا جاتا ہے۔

**ابو القاسمؐ** - ابو القاسم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ہے جو ان کے پہلے فرزند حضرت قاسم کے نام پر ہے۔ قاسمؓ حضرت خدیجہؓ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے اور شیر خوارگی ہی میں انتقال فرما گئے تھے۔

**ابو القاسم خان** - ۱۹۰۵ء میں چاٹگام میں پیدا ہوئے گورنمنٹ کالج چاٹگام اور پریزیڈنسی کالج کلکتہ میں تعلیم حاصل کی اس کے بعد یونیورسٹی لاء کالج کلکتہ سے بی۔ ایل کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۳۴ء میں کلکتہ ہائیکورٹ میں وکالت شروع کی ۱۹۳۵ء میں انہیں صوبائی جوڈیشل سول سروس Judicial Civil Service میں منتخب کر لیا گیا۔ ۱۹۳۹ء میں جب دوسری جنگ چھڑی تو وہ اپنے عہدہ سے مستعفی ہو گئے اور چاٹگام میں کاروبار شروع کر دیا وہ مشرقی پاکستان کے مشہور صنعت کار ہیں۔ انہوں نے وہاں ایک ماچس فیکٹری، ایک پلائی ووڈ فیکٹری اور کپڑے کا ایک کارخانہ قائم کیا اور چاٹگام میں جہازران کمپنی کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۴۶ء میں وہ متحدہ ہندوستان کی دستور ساز اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد پہلی دستور ساز اسمبلی کے رکن رہے۔ وہ کئی بین الاقوامی کانفرنسوں میں پاکستان کی نمائندگی کے فرائض انجام دے چکے ہیں۔ اکتوبر ۱۹۵۸ء کے فوجی انقلاب کے بعد ان کو مرکزی کابینہ میں صنعت، تعمیرات، آبپاشی اور بجلی کے محکمے سپرد کیے گئے۔

**ابو اللیث صدیقی (ڈاکٹر)** - ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی علی گڑھ کے تعلیم یافتہ ہیں۔ اور وہاں پروفیسر بھی رہ چکے ہیں۔ جدید و قدیم ادب پر انہوں نے کئی تنقیدی کتابیں اور مضامین لکھے ہیں۔ اردو کے کلاسیکل غزل گو شعراء کے کلام کے نمونے اور انتخاب

کی وجہ سے لیث صاحب نے اردو ادب میں کئی اضافے کئے ہیں۔ اردو ادب کے ڈاکٹر ہیں اور ان دنوں کراچی یونیورسٹی میں ادب اردو کے استاد ہیں۔

**ابوالہول** (Sphinx) مصر کے آثار قدیمہ میں ابوالہول بہت مشہور ہے۔ یہ غزہ کے علاقے میں ہے اس کی لمبائی ۱۸۹ فٹ اور اونچائی ۶۵ فٹ کے قریب ہے دور سے دیکھیں تو پہاڑ سا نظر آتا ہے۔ یہ مجسمہ تقریباً تین ہزار سال قبل مسیح ایک بڑی چٹان کو تراش کر بنایا گیا تھا۔ اس کے پنجے اور دھڑ شیر کے ہیں اور سر انسان کا۔ سورج دیوتا کی حیثیت سے اس کی پوجا بھی کی جاتی ہے اب امتداد زمانہ سے اس کی صورت کافی بگڑ گئی ہے۔ داڑھی اور ناک ٹوٹ چکی ہے اور اس کا وہ "پروقار تبسم" بھی، جس کا ذکر قدیم سیاحوں نے کیا ہے اب ناپید ہو چکا ہے۔ اب یہ ایک ہیبت ناک منظر پیش کرتا ہے۔ اسی وجہ سے عربوں نے اس کا نام ابوالہول یعنی "خوف کا باپ" رکھ دیا ہے۔

**ابوایوب انصاریؓ**۔ مشہور صحابی۔ مدینہ منورہ کے قبیلہ بنو نجار سے تھے۔ اصل نام خالد تھا آنحضرت صلعم جب مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو ہر شخص میزبانی کا شرف حاصل کرنے کا خواہش مند تھا۔ لیکن حضور نے فرمایا کہ جس جگہ ناقہ بیٹھ جائیگا۔ وہیں آپ مقیم ہوں گے چنانچہ ناقہ حضرت ابو ایوب کے دروازہ پر جا بیٹھا۔ ان کا مکان دو منزلہ تھا۔ نبی اکرم صلعم نے نیچے قیام فرمایا اور حضرت ابو ایوب اوپر کی منزل میں رہے۔ سات ماہ تک ان کو شرف میزبانی حاصل رہا۔ اکثر غزوات میں شریک ہوئے۔ امیر معاویہ کے زمانہ خلافت میں جب قسطنطنیہ کی مہم پیش آئی تو آپ نے اس میں نمایاں حصہ لیا اور شہید ہو گئے ۵۲ھ میں مرتے وقت آپ نے وصیت فرمائی کہ ان کو شہر پناہ کے متصل دفن کیا جائے۔ چنانچہ آپ کو وہیں دفن کر دیا گیا۔ عثمانی ترکوں کے عہد میں آپ کے مزار پر شاندار مقبرہ بنا دیا گیا۔

**ابوبرزہ سلمیؓ** نام نضلہ، کنیت ابوبرزہ۔ ابتدائی دنوں میں اسلام لائے اور مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی تمام غزوات نبوی میں شرکت کی۔ اور زندگی بھر رسول اللہ کی صحبت میں رہے۔ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں بصرہ چلے گئے۔ جنگ صفین میں حضرت علیؓ کا ساتھ دیا نہروان میں خارجیوں کا مقابلہ کیا اور خراسان کی مہم میں بھی شریک ہوئے۔ بقول مورخین سنہ ۶۰ ہجری میں وفات پائی۔

رسول اللہ کی صحبت میں رہنے کے باعث علم و فضل میں بھی خاصا ملکہ پیدا ہو گیا تھا ان سے کئی احادیث منقول ہیں۔

**ابوبصیرؓ**۔ ابوبصیر مکہ کے باشندے تھے۔ صلح نامہ حدیبیہ کی شرط کے مطابق یہ مکہ میں رہنے پر مجبور تھے مگر کفار کی سختیوں کی تاب نہ لا کر مکہ سے بھاگ کر مدینہ چلے آئے۔ قریش نے ان کی واپسی کا مطالبہ کیا تو آنحضرتؐ نے معاہدہ کی شرط کے مطابق ان کو قریش کے دو آدمیوں کے ساتھ واپس کر دیا۔ ابوبصیر نے راستہ میں ایک کو تو قتل کر دیا۔ اور دوسرا بھاگ گیا۔ اور مدینہ میں آکر رسول اللہ سے اس واقعہ کی شکایت کی۔ ابوبصیر بھی آ گئے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! مجھے واپس کر کے آپ بری الذمہ ہو گئے۔ اب جو کچھ میں نے کیا ہے اس کا ذمہ دار میں خود ہوں اس کے بعد وہ مدینہ سے نکل کر مقام عیص میں مقیم ہو گئے اور اپنی قوت بازو سے اپنے لئے وہاں ایک جائے پناہ بنا لی۔ ان مسلمانوں کو جو کفار مکہ کی سختیاں جھیل رہے تھے

جب ایک جائے پناہ کا پتہ چلا تو وہ بھی بھاگ کر وہاں جمع ہونے شروع ہوئے اس طرح ان کی ایک خاصی جمعیت بن گئی۔ اب وہ قریش کے کاروانِ تجارت پر حملے کرنے لگے۔ آخر مجبور ہو کر اہل قریش کو معاہدہ کی اس شرط سے ہاتھ اٹھانا پڑا۔ اور ابو بصیر عیص کے پناہ گزینوں سمیت مدینہ میں آ بسے۔

**ابوبکر بن داؤد** (الدمشقی الصالحی) پورا نام عبدالرحمٰن بن ابی بکر بن داؤد ہے [illegible] مطابق [illegible] دمشق میں پیدا ہوئے اور [illegible] مطابق [illegible] میں بہتر ۷۲ سال کی عمر میں دمشق ہی میں وفات پائی۔ آپ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں جن میں سے مندرجہ ذیل زیادہ مشہور ہیں:

(۱) الکنز الاکبر فی الامر بالمعروف والنہی عن المنکر۔ دو جلدوں میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق یہ ایک بیش بہا خزانہ ہے۔
(۲) فتح الاغلاق فی الحث علی مکارم الاخلاق۔ اخلاق ترغیب دینے کے متعلق عمدہ کتاب ہے۔
(۳) مواقع الانعام وما شر المختار۔ سیرت پر اعلیٰ پایہ کی کتاب ہے۔
(۴) تحفۃ العباد فی ادلۃ الاوراد۔ وظائف سے متعلق ہے۔
(۵) نزہۃ النفوس و الافکار فی خواص الحیوانات والنبات والاحجار۔ تین جلدوں میں حیوانات اور نباتات اور معدنیات سے متعلق پر از معلومات کتاب ہے۔

**ابوبکر بن عبدالرحمٰن**۔ نام محمد۔ کنیت ابوبکر آپ کنیت سے ہی مشہور ہوئے۔

آپ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں پیدا ہوئے اور ایسی تربیت پائی کہ بڑے ہو کر آپ کا شمار مدینہ کے سات مشہور فقہاء میں ہونے لگا۔

احادیث پر آپ کو بڑا عبور تھا۔ بیشتر احادیث آپ کو زبانی یاد تھیں۔ اموی خلفا آپ کی بڑی عزت و تکریم کرتے تھے۔ بالخصوص خلیفہ عبدالملک بن مروان آپ کا بڑا مداح اور قدردان تھا سنہ ۹۴ھ میں وفات پائی۔

**ابوبکر صدیقؓ**: حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غار اور صحابہ کرام میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے، نبی اکرم کے وصال کے بعد مسلمانوں کے خلیفہ اول، اپنے ایثار اور سچائی کی وجہ سے صدیق کے لقب سے مشہور ہوئے۔

ابوبکر صدیق کی پیدائش پر ان کے والد ابو قحافہ نے ان کا نام عبدالکعبہ رکھا لیکن اسلام قبول کر لینے کے بعد آپ نے اس غیر اسلامی نام کو چھوڑ کر اپنا نام عبداللہ رکھا آپ سرداران قریش میں سے تھے اور کپڑے کے بہت بڑے تاجر تھے۔

تیرہ سال کی مکی زندگی میں ہمیشہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا اور جب حضور نے ہجرت کی تو آپ ہی ان کے رفیق سفر تھے غار ثور میں تین دن رفاقت کے باعث یار غار کہلائے۔ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کتنے ہی مسلمان غلاموں کو ان کے کافر مالکوں سے خرید کر آزاد کیا۔ ہر موقعہ پر تن من اور دھن سے اپنی خدمات پیش کیں حضور فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ہر ایک کے احسان کا بدلہ چکا دیا ہے مگر ابوبکر صدیقؓ کے احسانات کا بدلہ خدا ہی قیامت کے روز دے گا۔ ایثار اور خلوص کا یہ عالم تھا کہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے دنیا و مافیہا کی کوئی ضرورت نہیں میرے لئے خدا اور اس کا رسول کافی ہے۔

نبی اکرم کے وصال پر آپ خلیفہ منتخب ہوئے۔ اس وقت سارے عرب میں بڑی شورش پھیلی ہوئی تھی کئی مدعیان نبوت پیدا ہو گئے تھے، بعض نو مسلم قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا آپ نے ان شورشوں اور فتنوں کو بڑے حوصلے، قابلیت اور جرأت ایمانی سے فرو کیا آپ صرف سوا دو سال تک منصب خلافت پر فائز رہے اس مختصر مدت میں جہاں آپ نے سارے عرب میں کامل امن و امان قائم کر دیا۔ وہاں اسلامی فوجوں کے فاتحانہ قدم عراق سے ایران اور شام تک پہنچ چکے تھے آپ نے ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ مطابق ۲۲ اگست ۶۳۴ء بروز دوشنبہ ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی اور رسول اللہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ!

**ابوجعفر منصور** (سنہ ۱۳۶ھ تا سنہ ۱۵۸ھ مطابق سنہ ۷۵۳ء تا سنہ ۷۷۵ء)۔ ابو العباس سفاح کی وفات کے بعد اس کا بھائی ابوجعفر منصور تخت نشین ہوا۔ سلطنت عباسیہ کی بنیاد اگرچہ سفاح کے زمانے میں رکھی گئی مگر اسے مستقل اور مستحکم کرنے والا منصور

ہی تھا۔ اسی لئے اسے عباسی حکومت کا حقیقی بانی تصور کیا جاتا ہے۔ ابوالعباس کی وفات کے وقت منصور مکہ میں تھا۔ جہاں سے وہ فوراً کوفہ کو روانہ ہوا۔ شام میں اس کے چچا عبداللہ بن علی نے بغاوت کر کے اپنی حکومت کا اعلان کر دیا۔ منصور نے ابومسلم کی اعانت سے عبداللہ بن علی کو گرفتار کر کے اسے ایک ایسے محل میں قید کر دیا جس کی بنیادیں نمک کی تھیں۔ چنانچہ پہلی ہی بارش میں محل زمین پر آ رہا اور عبداللہ بن علی دب کر مر گیا۔

منصور ابومسلم کے اقتدار سے بھی خائف تھا چنانچہ اسے حیلے بہانوں سے دربار میں بلا کر قتل کروا دیا۔ اس کے عہد میں مختلف جگہوں پر بغاوتیں ہوئیں جنہیں کامیابی سے دبا دیا گیا۔ بنی حسن کا استیصال کرنے کے بعد منصور نے خلفائے بنی عباس کے لئے دنیاوی بادشاہت کے علاوہ روحانی پیشوائی کا منصب بھی حاصل کر لیا اور اسی چیز نے بنو عباس کی حکومت کو صدیوں تک کے لئے مستقل اور مستحکم بنا دیا۔

۱۵۸ھ میں منصور حج کو جا رہا تھا کہ راستے میں بیمار ہو کر مر گیا۔ منصور کے ہاتھ اگرچہ اپنے محسنوں کے خون سے رنگین ہیں لیکن وہ بڑا عالی ہمت، بیدار مغز اور مدبر حکمران تھا۔ اس نے اپنی شب و روز کی مساعی سے عباسی خلافت کو اتنا مضبوط اور مستحکم بنا دیا کہ وہ کم و بیش پانچ سو برس تک قائم رہی۔ وہ انتہا درجے کا مستقل مزاج اور ثابت قدم تھا۔ بڑے بڑے خطرات میں بھی اس کے پائے ثبات میں لغزش نہ آتی تھی۔ اس کی ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ بڑا جز رس اور کفایت شعار تھا۔ بیت المال کے حساب و کتاب پر کڑی نگرانی رکھتا تھا چنانچہ جب وہ مرا تو شاہی خزانہ زر و جواہر سے بھرا ہوا تھا۔ منصور ایک بلند پایہ عالم اور اعلیٰ درجے کا خطیب اور علمائے وقت اور فضلائے زمانہ کا بڑا قدردان اور علم و فضل کا سرپرست تھا۔

**ابوجندلؓ** - ابوجندلؓ سہیل بن عمرو کے بیٹے تھے۔ صلح حدیبیہ میں انہی کے والد سہیل ہی قریش مکہ کی طرف سے آنحضرت کے پاس مصالحت کے لئے آئے تھے۔ جب شرائط صلح طے پا چکی تھیں تو حضرت ابوجندل جو اسلام قبول کر چکے تھے اور کفار مکہ کی قید میں تھے، کسی طرح بھاگ کر بیڑیوں سمیت حضور صلعم کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور اپنے زخم دکھا کر فریاد کی کہ انہیں اپنے ساتھ مدینے لے چلیں۔ حضور صلعم نے سہیل کو کافی سمجھایا کہ وہ ابوجندل کو مدینہ جانے کی اجازت دے دیں مگر وہ راضی نہ ہوا اور کہا کہ شرائط صلح کی رو سے آپ اسے نہیں لے جا سکتے۔ چنانچہ حضور صلعم نے صحابہؓ کی مخالفت کے باوجود ابوجندلؓ کو سہیل کے حوالے کر دیا۔ ابوجندلؓ کفار کی سختیاں سہتے رہے اور جب مکہ کے ستم زدہ مسلمانوں نے مقام عیص میں ایک پناہ گاہ بنا لی تو یہ بھی وہاں چلے گئے اور معاہدے کے ختم ہونے پر مدینہ چلے آئے۔

**ابوجہل** - پورا نام ابوالحکم عمرو بن ہشام المغیرہ تھا۔ قریش کے با اثر آدمیوں میں سے تھا اور حضور کی مخالفت میں پیش پیش۔ اس نے ہجرت سے تھوڑا عرصہ پیشتر قریش کو یہ مشورہ دیا تھا کہ مکہ کے ہر خاندان میں سے ایک ایک آدمی لے لیا جائے اور وہ سب مل کر جناب رسول پاک پر حملہ آور ہوں تاکہ ہاشمی کسی ایک شخص کو ہدف انتقام نہ بنا سکیں۔ جنگ بدر میں مارا گیا۔

**ابوحاتم بن حبان** - محمد تمیمی ابن حبان ابن احمد ابن حبان، چوتھی صدی ہجری کے بہت بڑے عالم و فاضل اور محدث تھے۔ اوائل عمر سے آپ کو تحصیل علوم کا شوق تھا۔ اس غرض کے لئے آپ نے عراق و شام، حجاز، خراسان، ماوراء النہر اور ترکستان کے لمبے سفر اختیار کئے اور وہاں کے چوٹی کے علماء و فضلاء سے استفادہ کیا۔ آپ کا شمار بزرگ علماء، فقہا اور محدثین میں ہوتا ہے۔ فقہ اور حدیث کا علم آپ نے ابوبکر بن محمد بن اسحاق سے حاصل کیا۔ علم طب اور علم نجوم پر بھی آپ کو عبور حاصل تھا۔ سمرقند اور نسا میں آپ منصب قضا پر بھی فائز رہے۔ تحصیل علم کے بعد تالیف و تصنیف کے کام میں مشغول ہو گئے چنانچہ مندرجہ ذیل ضخیم اور مستند کتابیں ان کے علم و فضل اور کمال کی شاہد ہیں۔

(۱) کتاب الصحابہ . . . ۸ جلد
(۲) کتاب التابعین . . . ۱۲ "
(۳) کتاب اتباع التبع . . . ۲۰ "
(۴) الفصل بین المتقد ۱۰ "
(۵) کتاب علل اوہام اصحاب التواریخ - ۱۰ "
(۶) کتاب اتباع التابعین . . ۱۵ "

ان کتابوں کے علاوہ بھی ان کی متعدد تصانیف ہیں جن کا مواد حدیث اور فقہ کی وضاحت سے متعلق ہے۔ ۲۲ شوال ۳۵۴ھ کو آپ کا سیستان میں انتقال ہوا اور بست میں مدفون ہوئے۔

**ابوحذیفہ**۔ ہشیم نام ابوحذیفہ کنیت۔ سردارِ قریش عتبہ کے فرزند تھے۔ جو جنگ بدر میں قریش کا سپہ سالار تھا اور اسی جنگ میں مارا گیا۔

ابوحذیفہ نے ابتدائے اسلام میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔ ان کی بڑی خواہش تھی کہ ان کا باپ بھی حلقہ بگوش اسلام ہو جائے۔ مگر اسے یہ سعادت نصیب نہ ہوئی۔ حبشہ کی دونوں ہجرتوں میں ابوحذیفہ شریک تھے۔ حبشہ سے لوٹے تو مدینہ کو ہجرت کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ چنانچہ یہ بھی مدینہ ہجرت کر گئے۔

عہدِ نبوی کے تمام اہم اور مشہور معرکوں میں شریک رہے۔ مذہبی جوش اور ولولہ کا یہ عالم تھا کہ جنگ بدر میں اپنے باپ عتبہ کو جو قریش کا سپہ سالار تھا مقابلے کے لیے للکارتے رہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہدِ خلافت میں مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ یمامہ میں شریک ہوئے اور اسی جنگ میں بعمر ۵۴ سال شہادت پائی۔

حق پسندی، جفاکشی اور غیرت و حمیت میں اپنا جواب نہ رکھتے تھے۔ اخلاقی لحاظ سے بھی بہت بلند تھے۔

**ابوحسین سرکار**۔ مسٹر ابوحسین سرکار ۱۸۹۱ء میں ضلع رنگ پور (مشرقی پاکستان) کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں پیدا ہوئے۔ ۱۸ سال کی عمر میں انٹرنس کا امتحان پاس کیا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ کم عمری کے زمانہ میں ہی وہ سکول چھوڑ کر غیر ملکی حکومت کے خلاف تحریک آزادی میں حصہ لینے لگے تھے۔ ۱۹۱۱ء میں جب ان کی عمر صرف ۲۰ سال کی تھی۔ انہیں خلافِ حکومت سرگرمیوں کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا۔ مگر یہ الزام ثابت نہ ہو سکا اور انہیں رہا کر دیا گیا۔ ۲۹ سال کی عمر میں قانون کی سند حاصل کر کے کئی برس تک وکالت کرنے کے بعد ازاں رنگ پور آ گئے۔

وکالت کا کام وہ اپنی سیاسی سرگرمیوں کی بنا پر مستقل مزاجی سے نہ کر سکے انہوں نے سرتوڑی تحریک میں حصہ لینا شروع کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کئی مرتبہ گرفتار ہوئے۔ وہ کانگرس کے سرگرم کارکن تھے، مگر بعد میں کانگرس کی پالیسی سے بیزار ہو کر ۱۹۳۵ء میں مسٹر اے کے فضل الحق کی کرشک پرجا پارٹی میں شامل ہو گئے۔ ۱۹۳۶ء میں اسی پارٹی کے ٹکٹ پر بنگال اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۵۵ء میں انہیں پاکستان کی مرکزی حکومت میں بطور وزیر شامل کر لیا گیا۔ آپ مشرقی پاکستان کے وزیراعلیٰ بھی رہ چکے ہیں۔

**ابوحمید ساعدیؓ**۔ نام عبدالرحمن۔ کنیت ابوحمید قبیلہ خزرج کی شاخ ساعدہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ہجرت کے بعد اسلام قبول کیا اور احد کے علاوہ سب غزوات میں شریک ہوئے آپ کا شمار جلیل القدر انصار میں ہوتا ہے۔ اور دورِ کتب احادیث میں کئی حدیثوں کی روایت آپ سے منسوب ہے۔ خدمتِ رسولؐ ان کا خاص شعار تھا اور رسول اللہ کے ہر حکم کی تعمیل کو اپنے لیے باعثِ فخر سمجھتے تھے۔

آپ نے آنحضرتؐ کے طریقہ نماز کو خاص طور پر اپنایا تھا۔ دیگر صحابہ نے یہ طریقہ خاص طور سے آپ سے سیکھا۔ امیر معاویہ کے آخری ایامِ خلافت میں وفات پائی۔

**ابوحنیفہ (امام)**۔ نعمان نام ابوحنیفہ کنیت۔ امام اعظم لقب۔ ۸۰ھ میں کوفہ کے ایک خزاز تاجر ثابت کے گھر پیدا ہوئے۔ قرآن، حدیث کی تعلیم کے لیے مختلف مقامات کا سفر اختیار کیا۔ جب ان کے پہلے استاد حماد کا انتقال ہو گیا تو یہ ان کے جانشین مقرر ہوئے۔ ستر برس کی عمر میں وفات پائی۔

امام اعظم اپنے وقت کے عدیم المثال عالم اور فقیہ تھے مسلمانوں کے چار مکاتب فقہ یعنی حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی میں سے پہلا مکتب فقہ آپ ہی سے منسوب ہے۔

امام ابوحنیفہ تنگ نظروں کے سخت مخالف تھے اور دین کے معاملات میں توازن اور وسعتِ نظر ان کا طرۂ امتیاز تھا۔ تمام عمر علمِ دین کی اشاعت میں صرف کر دی۔ کپڑے کا کاروبار کرتے تھے۔ جس کے باعث کافی خوشحال تھے۔

ان کا عہد سیاسی شورشوں اور بدامنیوں کا زمانہ تھا یزید بن عمر نے گرتی ہوئی اموی سلطنت کو سہارا دینے کے خیال سے حضرت امام سے درخواست کی کہ وہ عہدۂ قضا قبول کر لیں۔ مگر آپ نے انکار کر دیا۔ اس وجہ سے آپ پر بہت سختیاں کی گئیں۔

جب عباسی برسرِ اقتدار آئے تو ان کے مظالم سے دشمن تو دشمن دوست بھی نہ بچے منصور کے زمانے میں محمد نفسِ زکیہ کے بھائی ابراہیم نے علمِ بغاوت بلند کیا تو حضرت امام نے بھی ان کی تائید و حمایت کی۔ منصور نے کامیابی کے بعد امام صاحب کو بلایا۔ اور اتمامِ حجت کے طور پر قضا کا عہدہ پیش کیا جسے آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا

اس پر آپ کو قید کر دیا گیا اسی قید و بندی میں آپ نے وفات پائی۔

**ابوداؤد** سلیمان بن الاشعث السجستانی نام ابوداؤد کنیت ۲۰۲ ہجری میں سجستان میں پیدا ہوئے انہوں نے تحصیل علم کی خاطر مصر و شام، حجاز و عراق اور خراسان وغیرہ کے سفر کئے اور امام احمد بن حنبل سے علم حدیث حاصل کیا۔ چنانچہ بعض متضاد اقوال سے ان کے علو مرتبت کا پتہ چلتا ہے۔ زہد و تقویٰ عبادت و ریاضت روایت و درایت اور علم و عمل میں یگانہ روزگار تھے۔ حاکم کے قول کے مطابق، ابوداؤد کسی شک و شبہ کے بغیر اپنے زمانہ کے امام تھے۔ موسیٰ بن ابراہیم جو ان کے ہم عصر تھے فرمایا کرتے تھے کہ ابوداؤد دنیا میں حدیث کے لئے اور آخرت میں جنت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ ابراہیم بن حربی کا قول ہے کہ علم حدیث ابوداؤد کے لئے اسی طرح نرم کر دیا گیا تھا جیسے داؤد علیہ السلام کے لئے لوہا۔ ترمذی اور نسائی جیسے آئمہ حدیث ان کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی بزرگی اور عظمت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ خود امام احمد بن حنبل اور آپ کے استادوں نے ابوداؤد سے روایت کی ہے۔

سنن ابی داؤد ان کی مشہور تصنیف ہے جس میں پانچ ہزار کے قریب حسن اور صحیح حدیثیں ہیں اس میں کوئی ایسی حدیث درج نہیں جو قابل حجت نہ ہو۔ ۲۷۵ ہجری میں آپ کا انتقال ہوا اور بصرہ میں دفن ہوئے۔

**ابودجانہؓ** نام سماک کنیت ابودجانہ۔ قبیلہ خزرج کے سردار سعد بن عبادہؓ کے چچیرے بھائی تھے۔ ہجرت سے پہلے اسلام لائے رسول اللہ کے ہمراہ تمام لڑائیوں میں حصہ لیا خاص کر غزوہ احد میں رسول اللہ صلعم کی عطا کردہ تلوار لے کر شجاعت کے ایسے جوہر دکھائے کہ رسول اللہ صلعم نے بے حد تعریف فرمائی۔

حضرت صدیق اکبرؓ کے زمانہ میں جب لشکر اسلام خالد بن ولید کی قیادت میں مسیلمہ کذاب سے نبرد آزما ہوا تو ابودجانہ بھی ساتھ تھے مسلمانوں کے بے پناہ جوش اور حملے کی تاب نہ لا کر مسیلمہ کذاب مع فوج کے ایک باغ میں گھس گیا جس کے گرداگرد فصیل کھنچی ہوئی تھی اور دروازہ بند کر لیا باغ میں داخل ہونے کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو ابودجانہ نے کہا مجھے اٹھا کر باغ میں پھینک دو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ گرنے پر گو آپ کا پاؤں ٹوٹ گیا مگر آپ نے دروازہ کھول دیا اور اسلامی فوج باغ میں داخل ہو گئی۔ مسیلمہ کذاب مارا گیا۔ اسلامی لشکر کو فتح ہوئی مگر ابودجانہ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے رضی اللہ عنہ۔

**ابودرداؓ**۔ نام اویمر کنیت ابودرداء۔ درداء ان کی بیٹی کا نام تھا۔ قبیلہ خزرج سے تھے بہت بڑے عالم محدث اور فقیہ تھے۔ سنہ ۹۲ھ میں دمشق میں انتقال فرمایا۔

غزوہ بدر کے بعد اسلام لائے اور پھر رسول اللہ کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک رہے آنحضرتؐ کی وفات کے بعد دمشق میں سکونت اختیار کر کے درس و تدریس کا مشغلہ اختیار کیا۔ حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں دمشق کے قاضی مقرر ہوئے دمشق میں قضاۃ کا یہ پہلا عہدہ تھا۔ حضرت سلمان فارسیؓ جب کبھی دمشق آتے تو آپ ہی کے مکان پر قیام کرتے تھے۔

علم و فضل کے لحاظ سے آپ دور دور تک مشہور تھے بہت سے شاگردوں نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ بے شمار حدیثیں آپ سے مروی ہیں اور انصار مدینہ میں آپ کا بہت بڑا درجہ ہے۔

**ابوذر غفاریؓ**۔ جندب نام ابوذر کنیت شیخ الاسلام لقب۔ قبیلہ بنو غفار سے تھے جو رہزنی میں مشہور تھا جوان ہونے پر انہوں نے بھی آبائی پیشہ اختیار کیا۔ لیکن اس کے باوجود آپ کو شرک اور بت پرستی سے سخت نفرت تھی اور دوسرے لوگوں کو بھی بت پرستی اور شرک سے منع کیا کرتے جب انہیں پتہ چلا کہ مکہ میں ایک ایسا شخص پیدا ہوا ہے جو بت پرستی سے منع کرتا اور خدائے واحد کی پرستش کی دعوت دیتا ہے تو فوراً مکہ پہنچ کر مسلمان ہو گئے۔

قبول اسلام کے بعد رسول اللہ کے ارشاد پر واپس وطن چلے گئے اور خفیہ طور پر اسلامی احکامات بجا لاتے رہے جب مسلمان مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے تو انہوں نے بھی مدینہ میں اقامت اختیار کر لی۔ اور حضور کے وصال تک آپ کی صحبت میں رہے حضور نے ان کو شیخ الاسلام کے لقب سے سرافراز فرمایا۔

رسول اللہ کے وصال کے بعد مدینہ میں جی نہ لگا تو شام چلے گئے۔ امیر معاویہؓ کے عہد میں مسلمانوں میں جاہ و دولت کی ہوس کا آغاز ہوا تو انہوں نے اس کی سخت مخالفت کی نتیجہ یہ ہوا کہ امرائے شام ان کے خلاف ہو گئے۔ چنانچہ امیر معاویہؓ کی سفارش پر حضرت عثمانؓ نے انہیں واپس بلا لیا کچھ مدت بعد انہوں نے ربذہ نام کے ایک گاؤں میں اقامت اختیار کر لی۔ گو حضرت عثمان نے بیت المال سے ان کے لئے وظیفہ مقرر کیا تھا۔ لیکن انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔

ابوذر غفاریؓ سرمایہ داری اور زراندوزی کے سخت خلاف تھے ان کی ساری زندگی فقر و توکل میں بسر ہوئی۔ کل کے لیے کچھ بچا کر رکھنا ان کے نزدیک فقر و توکل کے منافی تھا ۳۱ھ میں ربذہ میں وفات پائی۔

**ابو رافعؓ**۔ اسلم نام ابو رافع کنیت۔ شروع میں حضرت عباس کے غلام تھے۔ بعد میں انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا گیا۔ حضرت عباس کے قبول اسلام پر رسول خدا نے ابو رافع کو آزاد کر دیا تو یہ رونے لگے۔ لوگوں نے کہا۔ یہ تو خوشی کا مقام ہے تم رو رہے ہو کہا آج میں قرب سے محروم ہو گیا۔ چنانچہ آزاد ہونے کے بعد بھی آستانہ نبوت کو نہ چھوڑا اور اسی طرح خدمت کرتے رہے۔ حضور کا خیمہ بھی نصب کیا کرتے تھے۔

جنگ بدر کے بعد ابو رافع مدینہ چلے آئے اور احد اور خندق وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ حضرت علی کے ابتدائی زمانہ خلافت میں فوت ہوئے ان سے ۶۸ حدیثیں مروی ہیں۔

**ابو ریشہ عمر**۔ Abou-Richeh, Omar شام کے ماہر امور خارجہ ہیں ۱۹۱۰ء میں پیدا ہوئے اور بیروت کی امریکن یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی۔

حلب کی نیشنل لائبریری کے ڈائرکٹر Director of National Library اور دمشق کی عرب اکیڈیمی کے ممبر ہیں۔ آپ عرب لیگ میں شام کی طرف سے تعلیمی نمائندہ بھی ہیں۔ ۱۹۴۹ء میں آپ یونسکو UNESCO میں شام کے نمائندہ کی حیثیت سے شامل ہوئے اور ۱۹۵۰ء میں برازیل Brazil میں اپنے ملک کے سفیر مقرر ہوئے آپ عربی کے فاضل انشا پرداز اور بڑے اچھے شاعر ہیں۔

**ابو رہم غفاریؓ**۔ نام کلثوم۔ کنیت ابو رہم۔ آں حضرتؐ کے مدینہ ہجرت کرنے کے بعد مسلمان ہوئے اور جنگ احد اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں حضور نبی اکرمؐ کے پہلو بہ پہلو لڑے۔

جنگ احد میں سینہ پر تیر کھا کر زخمی ہوئے آنحضرتؐ نے خود مرہم پٹی کی اور صحت یاب ہو گئے۔ صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان میں بھی شریک تھے۔

آنحضرت نے فتح مکہ کی روانگی کے وقت آپ کو مدینہ میں اپنا قائم مقام بنایا اور عمرۃ القضا کے موقع پر بھی یہ شرف آپ ہی کو ملا۔

**ابو زیدؓ** نام قیس، کنیت ابو زید۔ قبیلہ خزرج کے رکن تھے اور ان چار حفاظ میں سے تھے۔ جنہوں نے رسول اکرم کی زندگی میں ہی قرآن حفظ کر لیا تھا۔ آپ حضرت انس بن مالک (حضور کے مشہور صحابی) کے چچا ہیں۔ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں جسر ابو عبید کے معرکہ میں ۱۵ھ میں شہادت پائی۔ حافظ قرآن ہونے کی وجہ سے ان کا شمار دین اسلام کے بڑے محسنوں اور ممتاز انصار میں ہوتا ہے۔

**ابوسعید خدریؓ**۔ نام سعد۔ کنیت ابوسعید بہت بڑے فاضل صحابی تھے ۸۴ برس کی عمر میں ۷۴ھ میں وفات پائی۔

غزوہ احد کے وقت ۱۳ برس کے تھے۔ لیکن بعد شریک جنگ ہوئے۔ آپ کے والد مالکؓ نے اس جنگ میں آنحضرت کے چہرہ کا خون صاف کر کے احترام کے طور پر اسے زمین پر نہ پھینکا بلکہ پی گئے اور نہایت جانبازی سے لڑ کر شہید ہوئے۔

والد کی وفات کے بعد بہت تنگ دست ہو گئے۔ والدہ کے کہنے پر حضور نبی اکرمؐ کے پاس گئے اس وقت حضور صبر کے بارے میں لوگوں کو تلقین فرما رہے تھے۔ چنانچہ ابوسعید واپس چلے آئے اور اپنی اونٹنی کو بیچ کر کام شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس قدر دولت مند ہو گئے کہ سب صحابہؓ سے امارت میں بڑھ گئے۔

اپنے زمانہ کے بڑے عالم تھے آپ نے یزید کے خلاف حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔

**ابوسعیدؓ ساعدی**۔ نام مالک، کنیت ابوسعید قبیلہ خزرج کی شاخ ساعدہ سے تھے۔ ہجرت سے قبل مسلمان ہوئے اور تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ فتح مکہ کے روز بنو ساعدہ کا علم سنبھالے ہوئے تھے۔ قد چھوٹا۔ بال گھنے سر اور ڈاڑھی کے بال سفید تھے۔ جنگ بدر میں شمولیت کرنے والے صحابہ میں سب سے آخر میں آپ کا انتقال ہوا۔ اور ۶۰ھ میں مدینہ منورہ میں ۷۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔

**ابوسفیان بن حارث۔** مغیرہ نام، ابوسفیان کنیت رسول اللہ کے حقیقی چچا حارث بن عبد المطلب کے بیٹے اور حضور کے ہم عمر تھے۔ بچپن میں دونوں بھائیوں میں بڑی محبت تھی اور شکل و صورت میں بھی کافی مناسبت اور مماثلت تھی لیکن جب رسول اللہ نے نبوت کا اعلان فرمایا تو حضور کے مخالف ہو گئے۔ چونکہ بہت اچھے شاعر تھے۔ لہٰذا رسول اللہ اور دوسرے مسلمانوں کی ہجو کیا کرتے تھے۔

جب رسول اللہ فتح مکہ کے ارادے سے مدینہ سے روانہ ہو کر مقام ابواء پر پہنچے تو ابوسفیان اپنے بیٹے جعفر کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ اس کے بعد فتح مکہ، یوم حنین اور طائف میں آپ کے ہمرکاب رہے۔ غزوہ حنین میں جب مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے تھے۔ تو دونوں باپ بیٹا رسول اللہ کے ساتھ رہے۔ ابوسفیان نے آپ کے خچر کی لگام پکڑ رکھی تھی۔ سنہ ۲۰ھ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

رسول اللہ کے وصال کے بعد انہوں نے ایک دردناک مرثیہ لکھا جو ابن عبد ربہ کی مشہور تصنیف "عقد الفرید" میں شامل ہے۔

**ابوسفیان بن حرب۔** صخر نام۔ ابوسفیان کنیت خاندان قریش کے رئیس اور بنی ہاشم کے حریف تھے۔ اسی لیے اسلام سے دوہری دشمنی رکھتے تھے اور رسول اللہ کی مخالفت میں تمام سرداران قریش سے پیش پیش تھے۔ جنگ بدر میں بڑے بڑے سرداران قریش مارے گئے تو قریش کی مسند ریاست پر ابوسفیان بیٹھے۔ چونکہ مقتولوں کے انتقام مسلمانوں سے لینے کے لیے بے تاب تھے۔ اس لیے ابوسفیان نے پوری تیاری کر کے احد کے مقام پر مسلمانوں سے جنگ کی جس میں مسلمانوں کو اپنی غلطی کے باعث نقصان اٹھانا پڑا۔

اس کے بعد یہودیوں نے مسلمانوں کے خلاف سازشیں شروع کر دیں۔ ابوسفیان ان میں بھی شریک تھے۔ غزوہ سویق اور غزوہ خندق میں بھی لشکر کفار کے سردار رہے۔

سنہ ۶ھ میں شاہ ہرقل کو آنحضرت نے دعوت اسلام کا خط بھیجا تو ابوسفیان شام میں تجارت کی غرض سے گئے ہوئے تھے۔ ہرقل نے انہیں بلا کر رسول اللہ سے متعلق حالات دریافت کیے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ باوجود مخالفت کے آپ بہت شریف، شفیق، کریم اور راست باز ہیں۔

فتح مکہ کے دن ابھی مسلمان مکہ میں داخل نہیں ہوئے تھے کہ ابوسفیان حضرت عباسؓ کو ساتھ لے کر رسول اللہ کے پاس آگئے اور امان طلب کی۔ آپ نے انہیں امان دے دی اور وہ مسلمان ہو گئے۔ رسول اکرمؐ نے مزید اعلان کیا کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا اسے بھی امان دی جائے گی۔

قبول اسلام کے بعد سب سے پہلے غزوہ حنین میں شریک ہوئے۔ اس کے بعد جنگ طائف میں حصہ لیا جس میں آپ کی ایک آنکھ جاتی رہی۔ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں اپنے پورے خاندان سمیت شام کی مہم میں شریک رہے جس میں ان کی بیوی ہندہ اور بیٹے معاویہ و یزید بھی شامل تھے۔ جنگ یرموک میں انہوں نے بہت بہادری دکھائی اسی معرکے میں دوسری آنکھ بھی جاتی رہی اور بالکل نابینا ہو گئے۔ ۳۱ھ میں بعہد عثمانؓ ۸۸ برس کی عمر میں وفات پائی۔

**ابوسلمہؓ بن عبد الاسد۔** نام عبداللہ کنیت ابوسلمہ۔ ان کی والدہ حضرت برہؓ رسول اللہ کی پھوپھی تھیں۔ ہجرت حبشہ سے پہلے اپنی اہلیہ ام سلمہؓ سمیت مسلمان ہوئے۔ آپ نے مکہ سے حبشہ کو دو بار ہجرت کی۔ پھر حبشہ سے واپس آکر مدینہ میں سکونت اختیار کر لی۔ غزوہ بدر اور احد میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیا۔ جنگ احد میں بازو پر ایک شدید زخم آیا۔ جو اچھا نہ ہو سکا اور ۳ جمادی الاخری سنہ ۴ھ کو وفات پائی۔ صحابہ میں آپ کو بہت بلند درجہ حاصل ہے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کی بیوی ام سلمہؓ رسول اللہ کے نکاح میں آئیں۔

**ابوطالب۔** حضور کے چچا اور حضرت علیؓ کے والد تھے۔ حضرت عبد المطلب وفات کے وقت اپنے یتیم پوتے کو ان کے سپرد کر گئے۔ اور انہوں نے حضور کو کمال شفقت سے پالا۔ اعلان نبوت کے بعد بھی انہوں نے حضور کا ساتھ نہ چھوڑا۔ اور انہی کی تقلید میں تمام ہاشمی سوائے ابولہب کے حضور کے ساتھ رہے یہاں تک کہ قریش کی سختیوں سے تنگ آکر انہیں اس درے میں محصور ہونا پڑا جو بعد میں شعب ابی طالب کے نام سے مشہور ہوا۔ ہجرت سے تین برس پیشتر وفات پائی۔

**ابوطالب، سید عبد الرحمٰن۔** یمن کے ماہر

امور خارجہ ہیں۔ ۱۹۲۶ء میں پیدا ہوئے۔ دار العلوم کالج میں تعلیم پائی۔

پہلے آپ کو مصری مشن کا ممبر بنا کر وزارت امور خارجہ قاہرہ کی طرف بھیجا گیا۔ پھر آپ عرب لیگ کے ممبر بنے۔ یو۔ این۔ او U. N. O. میں مصری ڈیلی گیشن (Dele gation) کے ممبر کی حیثیت سے شریک ہوئے۔ ۱۹۴۶ء میں آپ نے اقوام متحدہ کی جمہوری کمیٹی میں مصر کی نمائندگی کے فرائض سر انجام دیئے۔ ۱۹۴۹ء میں آپ امریکہ میں مصر کے مدار المہام مقرر ہوئے۔

**ابو طلحہؓ۔** زید نام۔ ابو طلحہ کنیت۔ انصاری تھے۔ خاندان نجار کی شاخ عمرو بن مالک سے تعلق رکھتے تھے۔ بیعت عقبہ ثانی میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔

غزوہ احد میں جب ایک بار مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے تو یہ جناب رسول اللہؐ کے آگے ڈھال کی آڑ کئے سینہ تانے کھڑے یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

نفسی لنفسک الفداء
ووجھی لوجھک الوقاء

میری جان آپ کی جان پر قربان ہے اور میرا چہرہ آپ کے چہرے کی سپر ہے!

بین کمانیں ان کے ہاتھ سے ٹوٹیں۔ ایک ہاتھ جس سے حضورؐ کا بچاؤ کرتے تھے شل ہو گیا۔ غزوہ حنین میں دشمن کے بیس اکیس آدمیوں کو قتل کیا۔ حضرت عمرؓ نے اپنی وفات سے پیشتر خلیفہ کے انتخاب کے لیے جو مجلس مقرر کی تھی ابو طلحہ کو ان کا نگران بنایا تھا۔ حضورؐ کے وصال کے بعد شام میں مقیم ہو گئے تھے۔ ستر برس کی عمر میں وفات پائی آپ عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔

**ابو عبسؓ بن جبیر۔** عبد الرحمٰن نام ابو عبس کنیت خاندان حارثہ۔ عبد الرحمٰن نام رسول اللہؐ نے رکھا تھا۔ ہجرت سے قبل اسلام لائے اور کعب کے بتوں کو توڑنے میں حصہ لیا۔ غزوہ بدر کے وقت آپ کی عمر ۴۸ برس تھی۔

تمام غزوات میں حصہ لیا۔ علم کا شوق بہت تھا بہت سی حدیثیں آپ کو زبانی یاد تھیں۔ بڑھاپے میں خضاب استعمال کرتے تھے۔ ان کی ایک آنکھ جاتی رہی تھی اس پر نبی اکرمؐ نے انہیں اپنا عصا مرحمت فرمایا تھا جس کے سہارے وہ چل پھر لیا کرتے تھے۔ ۳۴ھ میں وفات پائی۔ حضرت عثمانؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

ان کا شمار صحابہؓ میں حدیث کے ممتاز راویوں میں ہوتا ہے۔

**ابو عبیدہ بن الجراحؓ۔** اصلی نام عامر بن عبداللہ۔ جلیل القدر صحابی اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ ابتدا ہی میں مشرف بہ اسلام ہو گئے تھے۔ بہادری۔ خلوص اور ایثار میں ممتاز تھے۔ آنحضرت صلعم ان کو امین کہا کرتے تھے تقریباً تمام غزوات میں شرکت فرمائی نیز نجران میں مسلموں کو تعلیم دینے کے واسطے متعین کیے گئے۔

حضرت ابوبکرؓ کے زمانۂ خلافت میں ایران اور شام کے محاذ پر بطور امیر لشکر شریک ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے ان کو خالد بن الولید کی جگہ عساکر اسلامیہ کا سپہ سالار مقرر کیا اور دمشق و حلب وغیرہ انہیں کے ہاتھوں فتح ہوئے۔ ۱۸ھ مطابق ۶۳۹ء میں بمقام امواس وفات پائی اور دمشق میں مدفون ہوئے۔

**ابو علی الحسن** (ابن ہیثم) پورا نام ابن الہیثم ابو علی الحسن ہے۔ عرب سائنس دانوں میں طبیعیات کا بہت بڑا ماہر سمجھا جاتا ہے۔ ۹۶۵ء میں بمقام بصرہ پیدا ہوا۔ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد فاطمی خاندان کے بادشاہ الحکیم کا وہ دربار میں مقرر ہوا۔

ایک دفعہ اس نے بادشاہ کے سامنے دعویٰ کیا کہ میں دریائے نیل کی طغیانی کو روک سکتا ہوں اس پر بادشاہ نے اسے اجازت دے دی۔ لیکن ہزار جتنوں پر بھی اسے اس میں کامیابی نصیب نہ ہوئی چنانچہ اس پر شاہی عتاب سے بچنے کے لئے پاگل ہو گیا اور الحکیم کے جیتے جی اپنے مکان کی چار دیواری سے باہر نہ نکلا۔

ابو علی الحسن کا سب سے بڑا اور اہم کارنامہ انسانی بصارت کے متعلق تحقیقات ہے جو بیسویں صدی میں بھی درست ثابت ہوئی ہے۔

**ابو قتادہؓ۔** اصل نام حارث بن ربعی انصاری خزرجی۔ ابو قتادہ کنیت۔ ہجرت سے دس سال پیشتر مدینہ میں پیدا ہوئے۔ اور عقبہ ثانیہ کے بعد اسلام لائے

غزوہ بدر کے بعد کے تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ اپنے وقت کے بہترین شہسوار اور تیر انداز تھے۔

غزوہ حنین میں تلوار کے وہ جوہر دکھائے کہ دشمن بھی ان کی شجاعت کا لوہا مان گئے یہ پہلے شخص تھے جنہوں نے مال غنیمت بیچکر اپنے لئے ایک باغ خریدا۔ اور اسلامی تاریخ میں جائداد بنانے کی مثال قائم کی۔ تقریباً ۱۵۰ احادیث آپ سے مروی ہیں۔ نہایت ملنسار ہونے کی وجہ سے لوگوں میں بہت مقبول تھے۔ شکار کا بھی بہت شوق رکھتے تھے۔

سنہ ۵۴ھ میں بمقام مدینہ انتقال فرمایا۔ حضرت علیؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ ایک ممتاز انصاری بزرگ تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ۔

**ابوقیس صرمہؓ** ۔ نام صرمہ، کنیت ابوقیس بنو نجار میں سے تھے۔ حضرت صرمہ کو ابتداء ہی سے بت پرستی سے سخت نفرت تھی۔ اسلام قبول کرنے سے قبل ایک عبادت گاہ بھی بنائی تھی۔ جس میں کسی نجس مرد اور عورت کو جانے کی اجازت نہ تھی۔

جب یثرب میں اسلام کا غلغلہ بلند ہوا اور آنحضرت صلعم مدینہ تشریف لائے تو اس وقت ان کا عالم پیری تھا تاہم آپ نے جوش و خروش سے رسول اللہ کا خیر مقدم کیا اور اسلام سے مشرف ہوئے۔ بڑھاپے میں روزے رکھتے اور دن بھر کھیتوں میں کام کرتے۔ اس وقت قاعدہ یہ تھا کہ جو شخص افطار کے وقت سو جاتے وہ تمام رات اور دوسرے دن تک روزہ رکھتے۔ ایک دن حضرت صرمہ تھکے ماندے روزے سے گھر آئے۔ کھانے میں دیر تھی۔ لیٹ گئے تھکے ہوئے تھے نیند آگئی۔ آخر بیوی نے افسوس کرتے ہوئے بیدار کیا۔ صبح اٹھے تو نڈھال ہو چکے تھے۔ حالت خراب ہو رہی تھی، رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ حضورؐ نے ان کی غیر حالت دیکھکر فرمایا۔ صرمہ تم نے کیا حالت بنا رکھی ہے۔ اس پر انہوں نے سارا واقعہ کہہ سنایا۔ اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۔ یعنی تم طلوع فجر تک کھا سکتے ہو۔ اس آسانی کو سن کر تمام لوگ خوش ہو گئے۔

**ابوالیس**۔ مصر میں بندرگاہ اسکندریہ کے قریب ایک چھوٹا سا ساحلی گاؤں جو بعض اہم تاریخی واقعات کے باعث



کافی شہرت رکھتا ہے اس گاؤں کی قریبی خلیج میں مشہور انگریز امیر البحر نیلسن نے ۱۷۹۸ء میں فرانسیسی بحری بیڑے کو تباہ کیا تھا۔ اسی سال نپولین نے اس مقام پر ترکوں کو شکست دی۔ سنہ ۱۸۰۱ء میں مشہور برطانوی سپہ سالار سر رالف ایبر کر Sir Ralph Aberker بھی اسی مقام پر فوت ہوا۔

**ابولبابہؓ** ۔ نام رفاعہ کنیت ابولبابہ۔ مدینہ کے قبیلہ اوس سے تعلق رکھتے تھے۔ عقبہ ثانیہ کے موقعہ پر مسلمان ہوئے اور رسول اللہ نے انہیں اپنا نقیب مقرر فرمایا۔

بہت سی جنگوں میں رسول اللہ کے ہمراہ شریک ہوئے۔ جنگ بدر کے موقعہ پر جبکہ ہر اونٹ پر تین تین آدمی سوار ہوئے۔ آپ رسول اللہ کے ہمراہ سوار ہوئے مدینہ سے دو دن کی مسافت پر روحا ایک مقام تھا وہاں پہنچ کر رسول اللہ نے انہیں اپنی جگہ مدینہ کے امیر کے فرائض سنبھالنے کے لئے واپس بھیج دیا۔ اور بھی کئی موقعوں پر رسول اللہ کی عدم موجودگی میں مدینہ کے امیر مقرر ہوتے رہے۔ آپ بڑے جلیل القدر صحابی تھے۔ حضرت علیؓ کے زمانہ خلافت میں فوت ہوئے۔ بہت سی احادیث بھی آپ سے مروی ہیں۔

**ابولہب** ۔ ابولہب کے لفظی معنی ہیں آگ یا شعلہ کا باپ۔ مشہور کافر سردار، اصل نام عبد العزیٰ بن عبد المطلب رشتہ میں آنحضرت صلعم کا حقیقی چچا مگر حضور کا سخت مخالف تھا۔ اس کی بیوی جمیل بنت حرب بن امیہ، ابوسفیان کی بہن تھی، وہ شوہر سے بھی زیادہ حضور کی دشمن تھی۔ قرآن شریف کے تیسویں پارہ کی سورۃ لہب" میں ان دونوں کا ذکر ہے اور ان کے واسطے عذاب دوزخ کی خبر دی گئی ہے۔ باوجود سخت مخالفت کے بدر کی جنگ میں شریک نہ ہوا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بیماری کی وجہ سے معذور تھا۔ مگر بعض کہتے ہیں کہ عاتکہ نے اس کے بارے میں ایک وحشت ناک خواب دیکھا۔ جس سے خوفزدہ ہو کر وہ شریک جنگ نہ ہوا۔ لیکن سات دن کے اندر ہی سنہ ۲ھ میں چیچک کے مرض میں مبتلا ہو کر مر گیا۔ لاش کی حالت اتنی خراب تھی کہ اس کے بیٹے بھی اس کو ہاتھ تک لگانے کو تیار نہ تھے۔ آخر طوعاً و کرہاً لوگوں نے اسے دفن کیا۔

**ابومحجن ثقفیؓ** ۔ عمرو نام۔ ابومحجن کنیت۔ بڑے بہادر

شجاع اور نامور شہسوار تھے۔ سب سے آخر میں اسلام قبول کیا۔ جس کے باعث زمانہ جاہلیت کی بہت سی خرابیاں ابھی باقی تھیں۔ جنگ قادسیہ کے موقعہ پر کہیں شراب پی لی۔ اس پر سعد بن ابی وقاصؓ سپہ سالار نے گرفتار کر کے اپنے مکان میں قید کر دیا۔

بڑے زور شور سے جنگ ہو رہی تھی۔ سعد علالت کے باعث جنگ میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ البتہ اپنے مکان کی چھت پر سے ہی جنگ کا تماشا دیکھ رہے تھے اور ساتھ ساتھ مناسب ہدایات بھی بھیج رہے تھے۔

ابو محجن قید خانہ کی کھڑکی سے جنگ کا نظارہ دیکھ کر پیچ و تاب کھا رہے تھے۔ کہ کاش میں بھی اس گھمسان کے رن میں شریک ہو کر شجاعت اور مردانگی کی داد دیتا۔ اتنے میں سعد کی بیوی سلمیٰ ابو محجن کے پاس سے گزریں۔ تو انہوں نے منت سے کہا کہ میری بیڑیاں کھول دو۔ جنگ کے بعد میں شام کو خود آ کر بیڑیاں پہن لوں گا۔ لیکن سعد کی بیوی نے ان کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ اس پر ابو محجن نے ایسے دردناک انداز میں چند اشعار پڑھے کہ سلمیٰ کا دل پسیج گیا اور اس نے ان کی بیڑیاں کھلوا دیں۔ وہ فوراً سعد بن ابی وقاص کے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلے اور برق در بن کر دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ جدھر کو رخ کرتے کشتوں کے پشتے لگا دیتے۔ بڑے بڑے بہادروں کے چھکے چھڑا دیئے۔ سعد چھت پر بیٹھے ہوئے اس نوجوان کی جرأت اور مردانگی کو حیرت اور تعجب سے دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے کئی بار بیوی سے بھی پوچھا کہ یہ کون بہادر ہے۔ گھوڑا میرا ہے اور لڑائی کا انداز ابو محجن کا ہے۔ لیکن سعد کی بیوی بات کو ٹالتی رہی۔ شام تک مسلمانوں کو فتح نصیب ہو گئی اور ابو محجن نے واپس آ کر بیڑیاں پہن لیں۔

رات کے کھانے پر سعد اور دوسرے سرداروں میں اسی نوجوان کے متعلق بات ہوتی رہی۔ سعد نے کہا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ وہ جوانمرد کون ہے تو میں اسے انعام دیتا۔ اس پر سعد کی بیوی سلمیٰ نے سارا راز کھول دیا اور سعد نے ان کو فوراً رہا کر دیا۔ ابو محجن نے رہا ہو کر سچے دل سے خدا کے دربار میں توبہ کی۔ اور جہالت کی اس برائی کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا۔

**ابو مسعود بدریؓ۔** نام عقبہ کنیت ابو مسعود مدینہ کے قبیلہ خزرج سے تھے۔ عقبہ ثانیہ میں مشرف باسلام ہوئے اور تمام غزوات میں شرکت فرمائی۔ بدر میں کچھ عرصہ قیام کرنے کے باعث بدری کہلائے۔

حضرت علیؓ کے خاص احباب میں سے تھے۔ جنگ صفین کے موقعہ پر حضرت علیؓ انہیں کوفہ میں اپنا جانشین مقرر کر گئے تھے اس کے بعد آپ پھر مدینہ واپس لوٹ آئے سنہ ۴۲ھ میں وفات پائی۔ ان کی ایک لڑکی کی شادی حضرت امام حسینؓ سے ہوئی تھی۔ جن سے زید پیدا ہوئے۔

**ابو مسلم خراسانی۔** بنو عباس کی تحریک خلافت کو کامیاب بنانے میں ابو مسلم خراسانی کی شجاعت اور سیاست دانی کو بڑا دخل ہے۔ ابو مسلم کے حسب و نسب اور وطن مالوف کے متعلق مختلف روایات ہیں بعض اس کو عرب خیال کرتے ہیں۔ لیکن اکثر اس کو عجمی سمجھتے ہیں۔ تحریک عباسیہ کا رکن بننے کے بعد اپنی ذہانت اور خدمات کے باعث امام محمد بن علی کا رازدار بن گیا۔ ان کے بعد امام ابراہیم نے بھی اسے اپنا معتمد خاص بنائے رکھا اور خراسان میں اپنا نمائندہ خصوصی بنا کر بھیجا۔ ابو مسلم کی بدولت خراسان میں تحریک عباسیہ کو بڑا فروغ حاصل ہوا اور تمام خراسانی جن میں اکثریت ایرانیوں کی تھی اس کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے ۲۵ رمضان ۱۲۹ھ کو اس نے عباسیوں کا سیاہ جھنڈا "ظل" بلند کر کے خراسان کے اموی گورنر نصر بن سیار کی فوجوں کو شکست دی اور خراسان پر قابض ہو گیا۔ ازاں بعد اس نے عراق پر قبضہ کر کے کوفہ میں ابو العباس کی خلافت کا اعلان کر دیا اور فرات کی فیصلہ کن جنگ میں اموی حکومت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا۔

ابو العباس کے دور حکومت میں ابو مسلم بدستور خراسان کا گورنر اور خلیفہ کا مشیر خاص بنا رہا۔ ابو العباس کی وفات پر ابو جعفر منصور تخت حکومت پر بیٹھا۔ ابو مسلم نے شام میں منصور کے چچا عبداللہ بن علی کی بغاوت کو فرو کیا۔ عبداللہ بن علی کو شکست دینے کے بعد ابو مسلم خراسان جانا چاہتا تھا۔ کیونکہ وہاں اسے بے پناہ مقبولیت حاصل تھی وہاں کے عوام کی اکثریت اسے پیغمبر سے کم نہیں مانتی تھی۔ ادھر خلیفہ منصور اس کی بڑھتی ہوئی مقبولیت سے سخت خائف تھا اور اس سے نجات حاصل کرنا چاہتا تھا اس کی یہی ایک صورت تھی کہ اسے خراسان سے دور رکھا جائے چنانچہ منصور نے اسے شام کی حکومت پیش کی۔ لیکن ابو مسلم اس

حال میں نہ آیا اور اپنی افواج سمیت خراسان کیطرف روانہ ہو گیا۔ بعد میں منصور کے صلح آمیز وعدے اسے پھر بغداد کھینچ لائے۔ دربار سلطنت میں اس کا شایان شان استقبال ہوا۔ لیکن ایک دن منصور نے اسے محل میں بلا کر نہایت سفاکی سے اپنے سامنے قتل کروا ڈالا اور اس طرح خلافت عباسیہ کے ایک بڑے محسن کا خاتمہ ہو گیا۔

افواج کو تربیت دینے اور حکومت کے معاملات سلجھانے میں ابومسلم کو خاص مہارت حاصل تھی۔ اس کے کردار کے بارے میں ایک قدیم مورخ لکھتا ہے کہ شدید ترین ناکامی بھی اس کے مزاج میں برہمی پیدا نہیں کر سکتی تھی اور وہ زندگی کی بڑی کامیابی کی خبر پا کر بھی اپنے چہرے پر کسی قسم کی مسرت کے آثار نمایاں نہیں ہونے دیتا تھا۔

**ابوموسیٰ الاشعریؓ** ۔ نام عبداللہ۔ کنیت ابوموسیٰ یمن کے رہنے والے اور اپنے قبیلہ کے ذی اثر رئیس تھے انہوں نے مکہ آ کر اسلام قبول کیا اور واپس وطن چلے گئے یمن میں پچاس افراد کو انہوں نے مسلمان کیا۔ اور ساتھ لے کر بذریعہ سمندری جہاز مکہ روانہ ہوئے۔ لیکن باد مخالف نے مکہ کی بجائے انہیں حبشہ پہنچا دیا۔ جہاں چند مسلمان پہلے ہی سے ہجرت کر کے جا چکے تھے۔ بعد ازاں حضرت جعفرؓ کے ساتھ حبشہ سے مدینہ اس وقت آئے جب رسول اللہ خیبر فتح کر چکے تھے۔

فتح مکہ اور غزوہ حنین میں شریک ہوئے۔ پھر یمن کے ایک حصہ پر عامل مقرر ہوئے۔ آنحضرتؐ کے آخری حج میں یمن سے آ کر شامل ہوئے۔ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں حضرت سعد بن وقاصؓ کے زیر قیادت عراق میں لڑے اسی سال آپ کو مغیرہ بن شعبہ کی جگہ بصرہ کا حاکم مقرر کیا گیا ۱۷ھ میں آپ نے اہواز فتح کیا۔ اس کے بعد ایران کیطرف بڑھے اور پے در پے کئی معرکوں کے بعد مشہور شہر لیے کئے اور آخر کار ۲۱ھ میں نہاوند فتح کر کے ایرانی سلطنت کی جڑیں ہلا دیں۔ ۲۳ھ میں اصفہان بھی فتح کر لیا۔

بصرہ میں پانی کی سخت قلت تھی۔ چنانچہ دربار خلافت کی اجازت سے آپ نے دجلہ سے نہر نکلوائی دجلہ شہر سے تقریباً ۱۰ میل دور تھا۔ یہ نہر اب تک نہر ابی موسیٰؓ کے نام سے مشہور ہے۔

۲۹ھ میں حضرت عثمانؓ نے انہیں معزول کر دیا لیکن ۳۴ھ میں آپ پھر کوفہ کے گورنر بنا دیئے گئے

حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کے درمیان صلح کی گفت و شنید کے وقت آپ حضرت علیؓ کی طرف سے ثالث مقرر ہوئے لیکن جب مصالحت نہ ہو سکی تو آپ گوشہ نشین ہو گئے۔ اور کسی کے خلاف جنگ میں حصہ نہ لیا۔

۴۴ھ میں بمقام مکہ وفات پائی آپ کا شمار ممتاز اہل علم صحابہ میں ہوتا ہے۔

**ابونواس** ۔ عباسی خلیفہ ہارون الرشید کا درباری شاعر تھا۔ آٹھویں صدی عیسوی کے نصف میں اھواز کے ایک متوسط گھرانے میں پیدا ہوا۔ ماں ایرانی تھی۔ ابتدائی تعلیم بصرہ اور کوفہ میں حاصل کی۔ بذلہ سنجی اور نکتہ آفرینی میں تاک۔ عیش و نشاط کا دلدادہ اور شاہد و شراب کا عادی تھا۔ ہارون الرشید نے کئی بار اسے جیل خانے بھجوایا اور موت کی دھمکی بھی دی لیکن ابونواس شرب مدام سے باز نہ آیا۔ خلیفہ امین کے زمانہ تک زندہ رہا اہل یورپ سے اس کا تعارف الف لیلہ (ہزار داستان) کے ذریعہ ہوا وہ ایک مشہور شاعر تھا اور اگرچہ اس کی شاعری کا موضوع محبت اور شراب تھا مگر کہیں کہیں اخلاق اور عبرت کی جھلکیاں بھی دکھائی دیتی ہیں۔

**ابوہریرہؓ** ۔ نام عمیر، کنیت ابوہریرہ، خاندانی نام عبدالشمس تھا جسے رسول اکرم صلعم نے بدل کر عمیر کر دیا۔ آپ نے ایک بلی کا بچہ پال رکھا تھا جو ہر وقت آپ کے ساتھ رہتا تھا۔ یہاں تک کہ نماز میں بھی اسے اپنی آستین میں رکھ لیا کرتے تھے۔ اسی لئے حضور علیہ السلام نے آپ کی کنیت ابوہریرہ رکھ دی۔ ہرۃ بلی کو کہتے ہیں جس کی تصغیر ہریرہ ہے جس کے معنی ننھی منی بلی یا بلی کا بچہ۔ آپ اس نام سے اسقدر مشہور ہوئے کہ اصلی نام کسی کو یاد ہی نہ رہا۔

غزوہ خیبر کے موقع پر ایمان لائے۔ پھر رسول اللہ کی وفات تک اس طرح ساتھ رہنے لگے کہ دم بھر کو جدا نہ ہوتے۔ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے حضور صلعم کے ساتھ رہتے اور یہی وجہ ہے کہ آپ سے بے شمار حدیثیں مروی ہیں۔ آپ متعدد غزوات میں شریک ہوئے۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں بحرین کے عامل مقرر ہوئے۔ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں جب فتنوں نے سر ابھارا تو خانہ نشین ہو گئے۔ البتہ امیر معاویہؓ کے دور حکومت میں مروان کبھی کبھی آپ

کو اپنا قائم مقام بنا جاتا تھا۔ ۵۷ھ میں بعمر ۷۸ سال مدینہ منورہ میں وفات پائی آپ چونکہ بے شمار حدیثوں کے راوی ہیں اس لئے آپ کو سلطان المحدثین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

**ابوالہیثمؓ بن التیہان**۔ مشہور انصاری۔ مالک نام ابوالہیثم کنیت۔ قبیلہ اوس۔ جاہلیت ہی میں توحید کے قائل تھے حضرت اسعد بن زرارہؓ جب مکہ سے مسلمان ہو کر آئے تو حضرت ابوالہیثمؓ کو بھی اسلام قبول کرنے کی ترغیب دی آپ فوراً ہی مسلمان ہوگئے ایک سال بعد جو بارہ اشخاص مکہ گئے اور رسول اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی ان میں ابوالہیثم بھی شامل تھے۔ دوسرے سال ستر آدمیوں کے ساتھ گئے اور بیعت حرب میں شریک ہوئے۔ عہد نبوت کے تمام غزوات میں شرکت کی۔

حضرت ابوالہیثمؓ نے حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت میں وفات پائی۔ بعض کا قول ہے کہ جنگ صفین میں حضرت علیؓ کی طرف سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ لیکن واقدی نے اس کی تردید کی ہے۔

**ابوالیسر کعب بن عمرو**۔ بلند پایہ انصاری۔ کعب نام۔ ابوالیسر کنیت۔ بنو سلمہ سے تھے۔ عقبہ ثانیہ میں بیعت کی اور تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ غزوہ بدر میں بڑے جوش و خروش سے لڑے اور حضرت عباسؓ کو قید کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔ آپ نے ان کے پستہ قد اور حضرت عباسؓ کے ڈیل ڈول کو دیکھ کر بہت تعجب کیا اور فرمایا کہ عباسؓ کو گرفتار کرنے میں ان کی کسی فرشتے نے مدد کی۔ اس وقت ان کی عمر بیس برس کی تھی خیبر کی جنگ میں جبکہ صحابہؓ قلعوں کا محاصرہ کئے ہوئے تھے، ایک رات کسی یہودی کی بکری قلعہ میں جا رہی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے اس کا گوشت کون کھلائیگا؟" یہ سن کر حضرت ابوالیسرؓ دوڑتے ہوئے وہاں پہنچے۔ وہاں بہت سی بکریاں تھیں۔ انہوں نے دو بکریاں پکڑ لیں اور بغل میں دبا کر لے آئے۔ لوگوں نے ان کو ذبح کرکے گوشت پکایا۔ آپ صفین اور دوسری لڑائیوں میں جناب امیر رضی اللہ عنہ کے ہمرکاب تھے ۵۵ھ میں مدینہ میں انتقال کیا اور اصحاب بدر میں سب سے بعد میں فوت ہوئے وفات کے وقت سن ستر سے اوپر تھا۔



حدیث کم اور نہایت احتیاط سے روایت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ عبادہ بن ولید سے دو حدیثیں بیان کیں اور حالت یہ تھی کہ آنکھ اور کان پر انگلی رکھ کر کہتے تھے کہ ان آنکھوں نے یہ واقعہ دیکھا اور ان کانوں نے آنحضرت کو بیان کرتے سنا۔

نہایت حلیم اور رحمدل بزرگ تھے۔ غلاموں کے ساتھ برابری کا برتاؤ کرتے تھے ایک مرتبہ عبادہ بن ولید ان کے پاس آئے تو دیکھا کہ ان کے غلام کے پاس کتابوں کا ایک پشتارہ ہے تو ایک چادر اور ایک معافری کی بنی ہوئی لنگی پہنے ہیں۔ غلام کا بھی یہی لباس ہے۔ تب وہ بولے کہ "عم محترم! بہتر ہو کہ ایک جوڑا پورا کر لیجئے۔ یا تو آپ ان کی معافری لے لیجئے اور اپنی چادر ان کو دے دیجئے یا اپنی معافری دے دیجئے اور ان سے چادر لے لیجئے" حضرت ابوالیسرؓ نے فرمایا "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم یہ ہے کہ جو تم پہنو وہ غلاموں کو پہناؤ اور جو تم کھاؤ ان کو کھلاؤ۔"

**ابو یوسف، امام**۔ یعقوب نام تھا۔ امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد رشید تھے انہوں نے علامہ شیبانی کے ساتھ مل کر حنفی فقہ کو مدون کیا۔ بعض لوگ حنفی فقہ کا بانی انہی کو کہتے ہیں۔ خلیفہ ہارون الرشید نے ان کو بغداد میں قاضی القضاۃ مقرر کر دیا تھا اور ان کا ادب و احترام بہت کیا کرتا تھا۔ انہوں نے بھی اس موقع سے فائدہ اٹھا کر حنفی مذہب کی خوب اشاعت کی اور اسے کمال تک پہنچایا۔ ۱۸۲ھ میں فوت ہوئے۔ ان کی کتاب "کتاب الخراج" آئین جہانبانی اور تدبیر مملکت میں خاص اہمیت رکھتی ہے۔

**ابی بن کعبؓ**۔ ابی بن کعب قبیلہ نجار (خزرج) کے خاندان معاویہ سے تھے۔

رسول اللہ کے صحابی اور کاتب وحی تھے۔ رسول اللہ نے انہیں سید الانصار کا خطاب مرحمت فرمایا تھا۔ قرآن مجید کے حافظ اور قاری تھے۔ وفات مدینہ میں ۲۲ھ میں ہوئی۔

بدر سے طائف تک کے تمام غزوات میں شریک رہے۔ حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں جب قرآن مجید کی ترتیب و تدوین شروع ہوئی تو اس خدمت پر جو لوگ مامور ہوئے۔ حضرت ابی بن کعبؓ ان کے سرگروہ تھے۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں مجلس شوریٰ کے رکن بھی رہے ابتداء میں قرآن کی قرأت میں بعض فرعی اختلافات تھے آخر حضرت عثمانؓ نے قرأت قرآنی کے ممتاز ماہرین کی جانچ کے بعد حضرت ابی بن کعب کے طریقہ قرأت کو پسند

فرمایا اور اسی قرأت کے مطابق کلام مجید کے چار نسخے لکھوا کر مختلف شہروں میں بھجوا دیئے۔ انہی نسخوں کی اب تک پیروی کی جا رہی ہے۔ آپ کسی قدر مزاج کے سخت واقع ہوئے تھے۔ اور چونکہ حضرت عمرؓ بھی گرم مزاج تھے اسلئے دینی مسائل میں کبھی کبھی ان کی آپس میں جھڑپ ہو جاتی تھی۔ انصار میں آپ کی شخصیت کو بہت بلند مرتبہ دیا جاتا ہے۔

**اپریل۔** ( April ) عیسوی سال کا چوتھا مہینہ ہے اور لاطینی لفظ اپریلِس ( Aprilis ) سے بنا ہے جس کے معنے پھوٹنے کے ہیں۔ چونکہ اس موسم میں بہار جوبن پر ہوتی ہے۔ سبزہ لہلہاتا ہے پھول کھلتے اور کلیاں چٹکتی ہیں اس لئے اس مہینے کا نام اپریل رکھ دیا گیا۔ ان ایام میں لوگ خوشیاں مناتے ہیں۔ میلے لگتے ہیں۔ دنگل اور کشتیاں ہوتی ہیں۔ مغربی ممالک میں اس مہینے کی پہلی تاریخ کو اپریل فول یا آل فول All Fool-April Fool Day منایا جاتا ہے اس دن لوگ اپنے احباب کو تفریحاً بیوقوف بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

**اپندر ناتھ اشک** (دیکھو اشک اپندر ناتھ)

**اپولو۔** ( Apollo ) یونانی علم الاصنام میں سورج، شاعری، موسیقی اور مردانہ حسن کا دیوتا۔ یونان کے مشہور بارہ دیوتاؤں میں سب سے زیادہ اس کی پرستش ہوتی ہے۔ ڈلفی Delphi کے مندر میں اس سے مرادیں مانگی جاتی اور غیب کی باتیں پوچھی جاتی تھیں۔

**اتحاد** Alliance آپس میں مل جل کر کام کرنا۔ اشتراکِ عمل نیز دو یا دو سے زیادہ ممالک کے درمیان بدیں شرط معاہدہ ہونا کہ وہ حالتِ جنگ اور زمانہ امن میں ایک دوسرے کے حلیف رہیں گے۔ اس قسم کے معاہدوں میں اکثر اس شرط کا بھی اضافہ کر لیا جاتا ہے کہ معاہدے پر صرف اسی صورت میں عمل درآمد ہوگا جبکہ کسی فریق پر کسی جانب سے حملہ کیا جائے۔ یعنی یہ معاہدہ صرف دفاعی نوعیت کا ہوتا ہے۔

اس قسم کے معاہدے میں شامل ہونے والے ممالک اتحادی کہلاتے ہیں۔

**اتحادی۔** Allied Powers; Allies

اتحادی طاقتوں سے بالعموم برطانیہ اور اس کے حلیف ممالک مراد لیے جاتے ہیں۔

پہلی جنگ عظیم ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۸ء تک میں برطانیہ فرانس اور روس اتحادی ممالک تھے۔ بعدہ ۲۳ اگست ۱۹۱۴ء کو جاپان اور ۲۰ مئی ۱۹۱۵ء کو اطالیہ بھی ان میں شامل ہو گئے۔ دوسری طرف جرمنی، آسٹریا اور ہنگری نبرد آزما تھے ان کے ساتھ ترکی جنگ کے شروع میں اور بلغاریہ اکتوبر ۱۹۱۵ء میں شامل ہو گئے۔ اطالیہ نے اگرچہ سہ طاقتی معاہدہ ( Triple Alliance ) کی رو سے جرمنی اور آسٹریا ہنگری کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ کر رکھا تھا مگر اس نے ان کے حق میں اعلان جنگ کرنے سے انکار کر دیا۔

دوسری جنگ عظیم ۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۵ء میں اتحادی ممالک کی تعداد ۲۶ کے قریب تھی ان میں سب سے اہم برطانیہ، فرانس، امریکہ اور روس تھے۔ روس کچھ مدت کے لئے محوری طاقتوں کا طرف دار بھی بنا رہا۔

**اتحادی کنٹرول کونسل** Allied Control Council

دوسری جنگ عظیم میں جرمنی کی شکست کے بعد کامیاب اتحادی ممالک کی ایک مجلس مشاورت پوٹسڈم میں منعقد ہوئی جس میں منجملہ دیگر امور کے یہ بھی طے پایا کہ روس، امریکہ، برطانیہ اور فرانس جرمنی کو آپس میں بانٹ لینے کے بعد اس کے دارالحکومت برلن کو بھی چار حصوں میں بانٹ لیں اور ہر حصے کو ایک اتحادی ملک کی تحویل میں دے دیا جائے۔

چنانچہ نظم و نسق کو بہتر طریق پر چلانے اور امن و امان بحال رکھنے کے لئے کنٹرول کونسل کو قیام عمل میں لایا گیا جس کے رکن اتحادی ممالک کے سپہ سالار مقرر کئے گئے۔ بعض اہم فرائض کی انجام دہی بھی اس کونسل کے سپرد کی گئی مثلاً بمباری سے تباہ شدہ شہروں سے منہدم شدہ

مکانات کا ملبہ اٹھانا اور وہاں کے شہریوں کی خوراک، لباس اور رہائش کا بندوبست کرنا۔

توقع تھی کہ یہ کونسل مرکزی واحد کی حیثیت سے تمام جرمنی کے نظم و نسق کو اپنے ہاتھ میں لے گی۔ لیکن یہ امید پوری نہ ہو سکی اور جرمنی کا مفتوحہ علاقہ چار علیحدہ ریاستوں میں منقسم کر دیا گیا۔ جس کے باعث ہر علاقے کا طریق حکومت دوسرے سے مختلف ہو گیا اس سے بہت سی دقتیں پیش آنے لگیں۔ آخر دسمبر ۱۹۴۶ء میں برطانیہ اور امریکہ نے اپنے اپنے علاقوں کا الحاق کر لیا۔ تاکہ اس کی صنعتی بحالی بسرعت عمل میں لائی جا سکے۔ ۱۹۴۶ء میں فرانس نے بھی ان سے الحاق کر لیا۔ اس طرح جرمنی چار کی بجائے دو حصوں میں بٹ کر رہ گیا۔ جن میں سے ایک پر روس کا تسلط ہے اور دوسرے پر اتحادیوں کا حکومت روس نے اتحادیوں کے اس اقدام پر شدید احتجاج کیا تھا۔

## اتحادی کونسل برائے جاپان۔

Allied Council for Japan دوسری جنگ عظیم میں ۱۰ اگست ۱۹۴۵ء کو جاپان نے بھی ہتھیار ڈال دیئے اور امریکن جنرل ڈگلس میک آرتھر کو وہاں کا سپریم کمانڈر بنا دیا گیا۔ میک آرتھر کی مدد کے لئے ایک اتحادی کونسل بنائی گئی جس میں اتحادی ممالک کے گیارہ نمائندے شریک ہوئے اتحادی کونسل برائے جاپان کا مرکز واشنگٹن میں رکھا گیا۔

## اٹاوہ کانفرنس۔

Ottawa Conference یہ کانفرنس برطانیہ، اس کی نوآبادیات اور متحدہ ہندوستان کے باہمی اقتصادی سود و بہبود کی خاطر کینیڈا میں اٹاوہ کے مقام پر ۲۱ جولائی تا ۲۰ اگست ۱۹۳۲ء منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں اس امر کا فیصلہ کیا گیا کہ برطانیہ اور اس کی نوآبادیات باہمی تجارت میں ایک دوسرے کو تجارتی محصولات کے سلسلے میں دیگر ممالک کے مقابلے میں زیادہ سے زیادہ مراعات دیں گے۔

## اٹک۔

لاہور سے پشاور جانے والی سڑک پر آباد ہے۔ قریب ہی سے دریائے سندھ گزرتا ہے چونکہ اس دریا کا نام اٹک ہے اسی وجہ سے اس شہر کا نام بھی اٹک پڑ گیا ہے یہاں سے قریب ہی دریائے کابل اس میں آ ملتا ہے۔ سکندر اعظم، محمود غزنوی، غوری اور دوسرے فاتحین جو برصغیر ہندوستان پر حملہ آور ہوئے اسی راستے سے گزر کر آئے۔ یہاں ایک قدیم قلعہ بھی ہے اٹک کا شہر اسی نام کے ضلع کا صدر مقام ہے جو مغربی پاکستان کے پشاور ڈویژن (Division) میں واقع ہے۔

## اٹیلا یا ہن۔

(Attila or Etzel) ہن حملہ آوروں کا سردار۔ جو اپنے آپ کو "خدائی قہر" کہتا اور اس بات پر فخر کیا کرتا تھا کہ جدھر سے اس کا گزر ہو جائے وہاں گھاس بھی نہیں اگتی۔ سلطنت روما کے دور انحطاط میں یورپ پر عفریت کی طرح مسلط رہا۔ اس نے مشرقی و مغربی روم کی حکومتوں کو تاخت و تاراج اور جرمنی اطالیہ وغیرہ کے علاقوں کو تباہ و برباد کیا۔ اٹلا کی تسخیر کا ایک عجیب واقعہ مشہور ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک دفعہ وہ روم پر حملہ کرنے کے لئے دریا کے کنارے پہنچا تو دوسری طرف اسے سفید لبادوں میں ملبوس چند سفید ریش انسان ٹہلتے جاتے اور گھومتے نظر آئے۔ اٹلا انہیں دیکھ کر فوراً دریا کے پار رک گیا اور آواز دے کر پوچھا "تم کون ہو" تھوڑی دیر میں سفید ریش آدمیوں میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور پل کیطرف آیا۔ ادھر اٹلا بھی اپنی فوج سے نکل کر اس کے پاس آیا۔ یہ معلوم نہیں کہ ان میں کیا بات چیت ہوئی مگر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اٹلا اپنی فوج کے ساتھ واپس ہو گیا۔

اٹلا کی موت ء میں ہوئی جب کہ کثرت اندوختہ کا یہ شیدائی شب عروسی منانے کے لئے اپنی خوابگاہ میں گیا اور کثرت شراب نوشی سے اس کے دماغ کی رگ پھٹ گئی اور وہ وہیں مر گیا۔ اس کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ اس کی تدفین کے بعد اس کے جاں نثار جرنیلوں کو بھی ان کے گھوڑوں سمیت ہلاک کر کے اس کی قبر کے چاروں کونوں پر دفنا دیا گیا۔

## اٹکنسن۔

ایرک اٹکنسن (Eric Atkinson) ۱۰ نومبر ء کو بار بیڈوس (Barbrudous) کے مقام پر پیدا ہوا۔ اس کا بڑا بھائی ڈینس اٹکنسن (Denis

(Atkinson) ۱۹۴۰ء میں پاکستان کے دورے پہ آیا تھا۔ آٹکنسن میڈیم پیس بولر Madium Pace ہے اور گیند کو دونوں طرف سے سونگ Bowler Swing کرتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ اچھا بیٹسمین بھی ہے اور وکٹ کے سامنے کھیلنے کا عادی ہے ۱۹۵۸ء ۱۹۵۹ء میں جب کہ ویسٹ انڈیز کی ٹیم پاکستان آئی تو اس نے پاکستان کے خلاف تین ٹسٹ میچوں میں ۱۰ وکٹ لئے تھے۔ وہ ۵۶ رنز پر ۵ اور ۱۰۸ رنز پر ۷ وکٹ لینے کا ریکارڈ قائم کر چکا ہے۔

**اٹلانٹس۔** (Atlantis) سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ بحر اوقیانوس میں جہاں جزائر ازورس ہیں۔ وہاں بر اعظم اٹلانٹس موجود تھا۔ آج سے بارہ ہزار برس پہلے بحر اوقیانوس میں غرق ہوا تھا اس سے پہلے بھی سائنسدان اس بات پر متفق تھے کہ یہاں ایک بر اعظم موجود تھا جو بعد میں پانی میں ڈوب گیا۔ لیکن ان کے خیال کے مطابق وہ شمالی سمندر میں اس جگہ واقع تھا۔ جہاں آجکل آئس لینڈ ہے سوویٹ سائنس دان ایلیچ ۔۔۔ کا کہنا ہے کہ جب بر اعظم اٹلانٹس زیر آب آیا تو گرم پانی کی ایک رو بحر منجمد شمالی میں داخل ہوئی جس سے گلیشیری دور کا خاتمہ ہوا۔ اس بات کا تعین کہ یہ بر اعظم واقعی بارہ ہزار برس قبل غرقاب ہوا تھا ارضی طبعیات کے ایک مشہور روسی ماہر کی تحقیق سے بھی ہوتا ہے۔ انھوں نے بحر منجمد شمالی کے مختلف حصوں میں سمندر کی تہ کی ہیئت ترکیبی کا اور میگنیز (Manganese) کی زیر آب چٹانوں کا تابکاری تجزیہ کرنے کے بعد بتایا کہ بحر اوقیانوس کا پانی پورے بارہ ہزار برس پہلے بحر منجمد شمالی میں پہنچا۔ اس کے علاوہ مختلف اقوام کے کیلنڈروں کے آغاز کا زمانہ بھی آج سے گیارہ ہزار ۵۰۰ برس پہلے سے شروع ہوتا ہے اور اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ اس وقت کوئی بہت بڑا واقعہ بر اعظم اٹلانٹس کے غرقاب ہونے کا موجب بنا۔ اٹلانٹس کے متعلق مزید انکشافات کا انحصار اب اس بات پر ہے کہ بحر منجمد شمالی کی تہوں کا مزید تجزیہ ہو اور بحر اوقیانوس کی تہ میں طبقات الارضی تحقیقات کی جائیں۔

**اٹلس۔** (Atlas) یونانی علم الاصنام Greek Mythology میں اٹلس ایک شخصیت ہے جو تین Titan اور کلائی مینی Clymene کا بیٹا تھا۔ یونانی شاعر ہومر Homar نے اس کا ذکر اپنی مشہور نظم اوڈیسی Odyssey میں کیا ہے۔ ہومر کہتا ہے کہ اٹلس سمندر کی تمام گہرائیوں سے واقف تھا اور وہ ان دیو ہیکل ستونوں کو سنبھالے ہوئے تھا جو آسمان اور زمین کو جدا رکھے ہوئے ہیں کہتے ہیں کہ ایک دفعہ اس نے دیوتاؤں کے خلاف بغاوت کی جس کی سزا کے طور پر اسے کرہ ارض اپنے کندھوں پر اٹھانا پڑا اس پر اس نے پرسیس (Perseus) دیوتا سے درخواست کی کہ اسے پتھر میں تبدیل کر دیا جائے چنانچہ وہ ایک پہاڑ بن گیا جو شمال مغربی افریقہ میں ہے اور اس کا نام بھی اٹلس ہے۔

اٹلس کے لفظ کا استعمال نقشوں اور نقشوں کی کتابوں کے لئے سولھویں صدی عیسوی میں شروع ہوا۔ بعض نقشوں کی کتابوں کے سرورق پر اٹلس کی تصویر ہوتی ہے۔ جس نے کرہ ارض اپنے کندھے پر اٹھایا ہوا ہے فارنیس (Farnese) سنگ تراش کا بنایا ہوا اٹلس کا مجسمہ نیپلز (Naples) کے عجائب گھر میں موجود ہے اور کافی شہرت رکھتا ہے۔

**اٹلی۔** (Italy) بحیرہ روم کا ایک ملک ہے۔ جو ایک جزیرہ نما سسلی (Sicily) اور سارڈینیا (Sardinia) کے جزیروں پر مشتمل ہے۔ جزیرہ نما

کا شمالی درمیانی حصہ زیادہ تر اپی نائن (Apennines) کے پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے۔ پہاڑوں کے تین طرف زرخیز ساحلی میدان ہیں جنہیں چھوٹے چھوٹے دریا سیراب کرتے ہیں۔ شمال میں کوہستان آلپس (Alps) اور اپینائن کے درمیان لمبارڈی (Lombardy) کا وسیع میدان ہے جس میں سے دریائے پو R. PO گزرتا ہے اس میدان میں گندم، مکی اور چاول کی کاشت ہوتی ہے

جنوبی ساحلی میدانوں میں انگور اور زیتون کے باغات ہیں۔ دریائے پو کے طاس میں ریشم کے کیڑے پالے جاتے ہیں۔ ملک کے نصف باشندوں کو کھیتی پیشہ ہے۔ کوہستان آلپس (Alps Mountains) کے آبشاروں سے بجلی پیدا کی جاتی ہے جس سے کارخانے چلتے ہیں۔ بیشتر کارخانے میلان (Milan) اور ٹیورن (Turin) میں ہیں لگوریا (Liguria) کے ساحل پر جینوا (Geneva) اور جنوب میں ٹارنٹو (Toronto) اور برنڈزی (Brindisi) خاص بندرگاہیں ہیں۔ یہاں سے مشرقی ممالک کے ہوائی راستے بھی گزرتے ہیں دریائے ٹائبر (Tiber) کے کنارے روم (Rome) ملک کا دار السلطنت اور فن کاری کا مشہور عالم مرکز ہے۔ دوسرا مشہور شہر نیپلز (Naples) (جو پمپائی کے کھنڈرات کی وجہ سے مشہور ہے) فلورنس (Florence) اور وینس (Venice) ہیں وینس میں نہروں سے سڑکوں کا کام لیا جاتا ہے۔

انیسویں صدی کے دوسرے نصف حصہ تک اٹلی کو کوئی قومی درجہ حاصل نہ تھا۔ چھوٹی چھوٹی ریاستیں تھیں جن کا انتظام حکومت نہایت ناقص تھا۔ وینس اور لمبارڈی پر آسٹریا کی حکومت تھی۔ آخر اٹلی کا ایک محب وطن میزینی نے جسے اس کے سیاسی خیالات کی وجہ سے جلاوطن کر دیا گیا تھا، انقلابی مضامین کے ذریعہ اٹلی کے باشندوں کو بغاوت پر اکسایا اور ایک سیاسی جماعت ینگ اٹلی ایسوسی ایشن (Young Itlay Association) کی تنظیم کی لیکن سارڈینیا پڈمونٹ کا وزیر اعظم کاؤنٹ کیوور ہی ایک ایسا شخص تھا جس نے اٹلی کے باشندوں کو ایک جھنڈے تلے جمع کر کے انہیں آزادی دلائی۔ چنانچہ اس نے آسٹریا (Austria) سے لڑنے کے لئے فرانس کے شہنشاہ نپولین سوم (Napolean III) سے امداد حاصل کی۔ لمبارڈی آزاد ہو گیا۔ لیکن قبل اس کے کہ وینس

اٹلی

(Venice) آزاد کرایا جاسکتا۔ نپولین نے کاؤنٹ کیوور کا ساتھ ۱۸۶۰ء میں چھوڑ دیا۔

پھر بھی کیوور اور اس کے بادشاہ وکٹر عمانوئیل (Victor Emmanuel) نے اپنی کوششوں کو جاری رکھا اور بالآخر سارڈینیا (Sardinia) کا بادشاہ متحدہ اٹلی کا بادشاہ بن گیا۔ اس جدوجہد میں گیری بالڈی (Gari baldi) اٹلی اول کا مشہور لیڈر تھا وہ ینگ اٹلی کے رہنماؤں سے مل گیا اور اپنے مشہور ہزار رضاکاروں کے ساتھ انگریزوں کے بحری بیڑے کی نگرانی میں جینوا (Geneva) سے سسلی (Sicily) پہنچا سسلی پر تسلط جمانے کے بعد جزیرہ نما میں داخل ہو گیا اس نے فرانسس دوم کو نیپلز سے نکال دیا اور وکٹر عمانوئیل کے آنے پر نیپلز (Naples) میں اس کی بادشاہت کا اعلان کر دیا گیا۔ وینس (Venice) روم اور چند باقی ریاستیں ۱۸۷۰ء تک متحدہ اٹلی میں شریک ہو گئیں۔

پہلی جنگ عظیم میں اٹلی اتحادیوں کے ساتھ جرمنی کے خلاف لڑا بعد میں مسولینی نے اٹلی میں فاشی حکومت قائم کر لی لیکن بادشاہ کو تخت چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا ۱۹۳۶ء میں مسولینی نے (Mussolini) حبشہ (ابی سینیا) کیخلاف جنگ کی حالانکہ حبشہ اور اٹلی دونوں لیگ آف نیشنز (League of Nations) کے رکن تھے دوسری جنگ عظیم میں مسولینی نے جرمنی سے مل کر برلن (Berlin) روم (Rome) محور بنا لیا۔ مگر اٹلی نے بہت نقصان اٹھایا ستمبر ۱۹۴۳ء میں اقوام متحدہ نے اٹلی کے ساتھ جنگ کی صلح کر لی لیکن شمال میں جرمن فوجیں برسر پیکار رہیں ۱۹۴۵ء میں جرمنی نے ہتھیار ڈال دیئے اور اس وقت سے اٹلی ایک

جمہوری سلطنت بن گیا ہے۔

**اثر پرستی۔** (Impressionism) نقاشی کا وہ طرز جس میں جزئیات کی تکمیل پر نہیں بلکہ تصویر کے مجموعی اثر پر زور دیا جاتا ہے۔ یہ طرز فرانس میں انیسویں صدی کے آخر میں رائج ہوا۔ اثر پرستوں کا عقیدہ ہے کہ منظر کشی میں اگر جزئیات کو مکمل بنانے کی کوشش کی جائے تو منظر ویسا نہ بنے گا جیسا کہ آنکھ نے اسے دیکھا اس سے منظر کا مجموعی اثر زائل ہو جائے گا۔ ان کے خیال کے مطابق فاصلہ پر اگر ایک گائے سرخ دھبہ معلوم ہو تو تصویر میں بھی سرخ دھبہ ہی دکھانا چاہیے نہ کہ دھبہ کی برابر جگہ میں پوری گائے کی تصویر بنا دی جائے یہ لوگ صرف منظر کے مجموعی اثر کی نقاشی کرتے تھے کسی منظر پر دن کے مختلف اوقات میں روشنی کے گھٹنے بڑھنے سے جو تغیرات پیدا ہوتے ہیں ان لوگوں نے ان کا مطالعہ کمروں سے باہر نکل کر پہلے فنکاروں سے زیادہ کیا۔ مختلف موسموں میں بھی کسی ایک منظر کا مجموعی اثر بدلتا رہتا ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے بڑی جانفشانی سے مختلف اثرات کے تحت ایک ہی منظر کی کئی کئی تصویریں بنائیں۔ ان کے شاہکار دیکھ کر آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں کہ رنگوں کا امتزاج کس درجہ دلکش انداز میں کیا گیا ہے

اس قسم کی تصاویر دیکھتے وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ آپ تصویر سے کافی پیچھے ہٹ کر کھڑے ہوں اور پھر دیکھیں تو اس وقت منظر کے مجموعی اثر کا ٹھیک اندازہ کر سکیں گے۔ اور اگر زیادہ قریب سے دیکھیں گے تو مختلف شکلوں کی رنگین گلکاریوں کے سوا کچھ نظر نہ آئے گا۔

اثر پرست مصوروں میں مانٹ۔ ڈیگاز۔ رینوائر مونیٹ اور سسلی کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ بعد کے دور میں۔ سیورات، وان گوگ، سیزان اور گوگان کو یہ امتیازی شان حاصل ہے کہ ان کے شاہکاروں کا بھی اثر اصل کے مطابق ہے۔

**اثر دہلوی۔** سید محمد میر نام۔ اثر تخلص۔ میر درد کے چھوٹے بھائی تھے ان کا خاندان پیری مریدی کے باعث دلی میں نہایت معزز اور محترم تھا۔ دلی میں پیدا ہوئے والد کی آغوش شفقت میں تربیت اور برادر بزرگ کی نگرانی میں پرورش پائی۔ علوم مروجہ اور مروجہ کی تحصیل خواجہ میر درد دہلوی سے کی۔ آپ تصوف سے واقف اور علم معرفت سے آگاہ تھے۔

اثر صاحب میں شعر گوئی کا شوق ابتدائے سن شعور سے ہی پیدا ہو چکا تھا۔ اپنے بھائی کی شاگردی اختیار کی۔ طبیعت کی موزونی اور آتش بیانی خداداد تھی۔ حضرت درد کی اصلاح نے اور بھی چمکا دیا۔ ۱۲۵۰ھ سے پہلے وفات پائی۔ تاریخ وفات صحیح طور پر معلوم نہیں۔ تصنیفات میں ایک چھوٹا سا دیوان غزل کا ہے اور ایک مثنوی خواب و خیال عشق کے بیان میں ان کی یادگار ہے

**اثر صہبائی۔** عبدالسمیع پال نام اثر تخلص ۱۹۰۱ء میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے ان کے والد خواجہ احمد دین پال جماعت اہل حدیث کے ایک ممتاز اور فاضل بزرگ تھے۔

میٹرک سیالکوٹ میں اور بی اے کا امتحان اسلامیہ کالج لاہور سے پاس کیا۔ ایل۔ ایل بی کرنے کے بعد آپ نے وکالت کا کام شروع کر دیا۔ ۱۹۲۹ء میں فلسفہ میں ایم۔ اے کیا۔ ۱۹۵۶ء میں سرکاری وکیل کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے اور لاہور میں اقامت اختیار کر لی جہاں، وکالت کا پیشہ اختیار کیا آج کل بھی وکالت ہی فرماتے ہیں۔

گیارہ برس کی عمر ہی سے آپ نے شعر کہنے شروع کر دیے تھے۔ زمانہ طالب علمی میں کالج کی شعر آفرین فضا نے ان کے ذوق شعری کو خوب جلا دی۔

آپ کے کلام کے مجموعے جام صہبائی" "خمستان" "جام طہور" "راحت کدہ" "روح صہبائی" اور "جام رحمت" کے نام سے چھپ کر قبولیت عامہ کی سند حاصل کر چکے ہیں۔

اثر کا ذوق سخن بہت سلجھا ہوا ہے۔ کلام میں کیف و سرور ہے زبان شگفتہ اور دلنشیں ہے۔ آپ نے ہر صنف شاعری میں طبع آزمائی کی ہے۔

**اثر لکھنوی۔** جعفر علی خاں نام اثر تخلص جولائی ۱۸۸۵ء کو لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ سلسلہ نسب اس ملنگ خاں سے جا ملتا ہے جو مغلیہ عہد حکومت میں زمرہ امراء میں ممتاز

رہا ہے۔

۱۹۰۶ء میں کیننگ کالج لکھنؤ سے بی۔ اے کے امتحان میں کامیاب ہوئے اور ۱۹۱۰ء میں صوبہ متحدہ میں ڈپٹی کلکٹر مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۶ء میں خان بہادر اور ۱۹۳۹ء میں ایم بی۔ ای کے خطابات ملے۔

۱۹۴۰ء میں ریٹائر ہو گئے مگر دوبارہ الٰہ آباد کے ایڈیشنل کمشنر بنا دیئے گئے اور یہاں سے آپ ریاست جموں و کشمیر کے ہوم منسٹر اور وزیر تعلیم ہو کر چلے گئے۔ قیام پاکستان تک آپ کا تعلق کشمیر سے رہا۔ آج کل اپنے آبائی شہر لکھنؤ میں ادب و شعر کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

اثر صاحب کا پہلا مجموعہ کلام "اثرستان" ۱۹۳۰ء میں شائع ہوا۔ دوسرا "بہاراں" ۱۹۴۶ء میں "رنگ بست" اور "لالہ و گل" اسی زمانے میں شائع ہوئے جب آپ ریاست کشمیر میں وزیر تھے۔

اثر نے بہ لحاظ مشاقی نثر و شعر میں غزل، نظم، قطعہ، رباعی غرض تمام اصناف سخن میں لکھا ہے اور خوب لکھا ہے۔ حضرت عزیز لکھنوی سے شرف تلمذ ہے۔ اساتذہ فن میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ بعض دوسری زبانوں مثلاً انگریزی، عربی، بنگلہ اور سنسکرت کے تراجم بھی نظم کئے ہیں۔

**اثنا عشری۔** اہل تشیع کا وہ فرقہ جو بارہ اماموں حضرت علیؓ، حضرت حسن المجتبیٰؓ، حضرت حسین الشہیدؓ، علی زین العابدین سجادؒ، امام محمد باقرؒ، امام جعفر صادقؒ، امام موسیٰ کاظمؒ، امام علی رضاؒ، امام محمد تقیؒ، امام علی نقیؒ، امام حسن عسکری زکیؒ، امام مہدیؒ کو مانتا ہے۔ ان کے مقابلے میں دوسرا شیعی فرقہ ہے جو صرف پہلے سات اماموں کو مانتا ہے۔ بعض فرقوں میں امامت کے بارے میں اختلاف بھی رہا ہے۔ لیکن جب صفوی خاندان ایران میں برسر اقتدار آیا تو چونکہ یہ بادشاہ حضرت موسیٰ کاظم کی اولاد سے تھا۔ اس واسطے اس نے اثنا عشری عقیدہ کو سلطنت کا عام مذہب قرار دے دیا چنانچہ شاہ اسماعیل صفوی نے احکام جاری کر دیئے کہ اماموں کے نام خطبے میں پڑھے جائیں اور اذان میں علی ولی اللہ کا اضافہ کر دیا جائے جو شخص اس پر اعتراض کرے اسے قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ اس وقت سے ایران میں اثنا عشری فرقہ اور عقیدے کو بہت اقتدار حاصل ہو گیا۔ یہ لوگ بارہ اماموں کو مانتے ہیں ان کا خیال ہے کہ بغیر ان کی رضا، محبت اور شفاعت کے کوئی شخص نجات حاصل نہیں کر سکتا اور نہ جنت کا مستحق ہو سکتا ہے۔

**اجارہ (MONOPOLY)** بلا شرکت غیرے تجارت پر قبضہ یعنی سامان تجارت پر کسی کا اس حد تک یا حقدار ہونا کہ مالک اس کی منہ مانگی قیمت حاصل کر سکے ورنہ اس بات کا خدشہ ہو کہ دوسرے تاجروں کے نرخ کم کر دینے سے اس کے کاروبار کو کسی قسم کا نقصان پہنچے گا۔ جتنی بڑی کمپنیاں جو ایک ہی سامان (PRODUCT) تیار کرتی ہیں فیصلہ کر لیں کہ وہ آپس میں مقابلہ نہ کریں گے بلکہ متفق ہو کر ایسی قیمت فروخت مقرر کریں گے جس میں ان سب کا فائدہ ہو۔ ایسا کرنے سے انہیں اس طرح اجارہ داری حاصل ہو جائے گی جس کی وجہ سے کمپنیوں کے حصہ داروں کو زیادہ سے زیادہ نفع حاصل ہو گا۔ اور اس کا بار بالآخر عوام پر پڑے گا۔ اگر کوئی بعض تجارت مذکورہ بالا صورت اختیار کر لے تو عوام کو یہ کوشش کرنی پڑتی ہے کہ اس تجارت کو حکومت اپنے ہاتھ میں لے لے تاکہ سب کو برابر کا فائدہ پہنچے اور صرف اجارہ دار ہی فائدہ نہ اٹھائیں۔

**اجتماع دستوری، دیکھو دستوری اجتماع**

**اجتماعیت۔** اجتماعیت ایک نظریہ ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ املاک کی ملکیت انفرادی نہیں اجتماعی ہونی چاہئے۔ اجتماعی تجارت، اجتماعی عمل، اجتماعی نگرانی اسی نظریے کی مختلف شاخیں ہیں۔ اجتماعیت کی اصطلاح ان تمام نظریات کے لئے استعمال کی جاتی ہے جو اجتماعی معیشت کا پرچار کرتے ہیں۔ ان میں کمیونزم اور سوشلزم کی مختلف اقسام بھی شامل ہیں۔ بعض تجارات چند افراد کی باہمی ملکیت یا کسی خاص حصے یا گروہ کی جانب سے رضاکارانہ طور پر حکومت کے ساتھ ملکیت میں شامل ہونے پر بھی اس اصطلاح کا اطلاق ہوتا ہے۔

**اجتماعی تحفظ (COLLECTIVE SECURITY)** مشترکہ خطرے سے بچنے کے لئے ہم خیال کے لوگوں کا مل کر کوئی حفاظتی منصوبہ بنانا اجتماعی تحفظ کہلاتا ہے

پہلی جنگ عظیم کے بعد جب فاتح اور مفتوح کو اپنی تباہی کا احساس ہوا تو جمعیت الاقوام میں یہ تجویز پیش کی گئی کہ دنیا کی تمام قومیں مل کر ہر قوم کی انفرادی حفاظت کی ضامن بنیں لیکن مجوزہ تجویز ناکام ثابت ہوئی۔ جب استعمار پسند طاقتوں نے مانچوریا (۱۹۳۱ء) ایبے سینیا (۱۹۳۵ء) آسٹریا (۱۹۳۸ء) اور چیکوسلواکیہ (۱۹۳۹ء) میں اپنی طاقت کا مظاہرہ کیا تو جمعیت کے والی وارث منہ دیکھتے رہ گئے۔ یورپ کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں کی حفاظت کے تعلق سے برطانیہ، فرانس اور روس کا معاہدہ بھی اسی طرح ناکام رہا۔ اور دنیا کو ایک اور عالمگیر جنگ یعنی دوسری جنگ عظیم کی ہولناک تباہی کا سامنا کرنا پڑا۔

## اجتماعی زراعت (COLLECTIVE AGRICULTURE)

اجتماعی زراعت اس وقت روس میں رائج ہے۔ روس میں کسانوں کا ایک گروہ مل کر اپنی زمین میں مشترکہ طور پر کاشت کاری کرتا ہے۔ کھیتی باڑی کے سلسلے میں آلات زراعت اور مویشی بھی مشترک ہوتے ہیں اور صرف رہنے کے مکان اور دودھ والے جانور ان کی ذاتی ملکیت ہو سکتے ہیں۔ زراعت کا منافع سب کسانوں میں ان کے کام محنت کی نوعیت اور تناسب کو ملحوظ رکھتے ہوئے حصہ رسد تقسیم کر دیا جاتا ہے۔

روس میں ۱۹۱۷ء کے انقلاب کے بعد سے بتدریج اس نظام کو رائج کیا گیا ہے۔ یہ طریق زراعت اب دوسرے ملکوں میں بھی رواج پا رہا ہے۔ پاکستان میں بھی اس نظام کو اپنانے کے امکانات پر غور کیا جا رہا ہے اور حکومت نے کوآپریٹو فارمنگ سوسائٹیاں قائم کرنا شروع کر دی ہیں۔

## اجتماعی سودا بازی (COLLECTIVE BARGAINING)

مالکان اور ملازمین کے درمیان گفت و شنید کا ایک طریقہ جس میں مالکان اور مزدور جماعتوں کے نمائندے باہم معاوضوں کے مسائل اور کام کی شرائط کا تصفیہ کرتے ہیں۔ یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ مزدور جماعتوں کے قیام میں اجتماعی سودے بازی کے اصول پر عمل لابدی ہے۔ یہ افہام و تفہیم ایک مالک اور اس کے عملہ یا ملازمین، مالکان کے گروہ اور ان کے ملازمین یا کسی ایک صنعت سے وابستہ تمام اداروں اور ان کے تمام متعلقہ ملازمین کے درمیان عمل میں آ سکتی ہے۔ آج کل ہر ملک میں اس بات کا عام رجحان پایا جاتا ہے کہ اس قسم کی افہام و تفہیم قانونی حیثیت سے عمل میں لائی جانی چاہئے۔

اس قسم کی اجتماعی افہام و تفہیم مالکان یا ملازمین پر کسی قسم کی کوئی قانونی پابندی عائد نہیں کرتی بلکہ یہ محض ان شرائط کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ جن کی بنا پر مالکان کی طرف سے کام پیش کیا جاتا ہے اور مزدوروں کی طرف سے اس کے کرنے کی ذمہ داری لی جاتی ہے۔ اس طریقے کے مخالفین یہ دلیل دیتے ہیں کہ اس طرح مالکان کے درمیان مزدور حاصل کرنے کے لئے اور مزدوروں کے درمیان ملازمت حاصل کرنے کے لئے مقابلہ ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن اس طریقے کے حامیوں کا نظریہ ہے کہ اجتماعی افہام و تفہیم سے فریقین کو مساوی فائدہ پہنچتا ہے۔

امریکہ نے مزدوروں کے اس اجتماعی حق کو محفوظ کرنے کے لئے ۱۹۳۵ء میں ایک قانون بنایا تھا اور اب اکثر آزاد ممالک میں اقتصادی طور پر اس طریقہ کو قبول کر لیا گیا ہے۔ کیونکہ مزدوروں کے تنازعات کو حل کرنے کے لئے یہ بہترین طریقہ ہے۔ دنیا کے دیگر ترقی یافتہ ممالک نے بھی اس طریق کار کی افادیت کو تسلیم کر لیا ہے اور وہ مزدوروں کے مفاد کی نگران انجمنوں کے فروغ میں مانع نہیں ہوتے۔

## اجرام فلکی

اجرام، جرم کی جمع ہے۔ آسمانی اجسام۔ بالفاظ دیگر سورج، چاند، ستارے، سیارے، دمدار تارے۔ اور شہاب ثاقب وغیرہ اجرام فلکی کہلاتے ہیں۔

## اجڑے ہوئے لوگ (DISPLACED PERSONS)

ایسے لوگ ہوتے ہیں جنہیں کسی ناگہانی مصیبت (جنگ، زلزلہ، سیلاب وغیرہ) کے باعث اپنا آبائی گھر بار چھوڑنے پر مجبور ہونا پڑے اور جو دیار غیر میں بے یار و مددگار سر چھپانے کا آسرا ڈھونڈیں۔ یہ اصطلاح دوسری جنگ عظیم میں جرمنی کے ان مفتوحہ علاقوں کے لوگوں کے لئے استعمال کی گئی جو جبری مشقت کے لئے جرمنی لے

جا یا گیا۔ ان کے علاوہ اور لوگ بھی تھے جنھیں جنگ کی وجہ سے اپنا گھر بار چھوڑنا پڑا۔ جنگ کے خاتمے پر تقریباً ...... لاکھ جرمن باشندوں کو پولینڈ اور چیکوسلواکیہ میں ان کے آبائی گھروں سے نکال دیا گیا۔ ان اجڑے ہوئے لوگوں کی دیکھ بھال، امداد، اقوامِ متحدہ کا ہائی کمشنر برائے مہاجرین (REFUGEES) کرتا ہے۔

۱۹۴۷ء میں جب پاکستان اور ہندوستان کی آزاد مملکتیں قائم ہوئیں تو تقریباً ساٹھ لاکھ مسلمانوں کو ہندوستان سے ہجرت کر کے پاکستان آنا پڑا۔ اسی طرح بہ کثرت سکھ اور ہندو پاکستان سے منتقل ہو گئے۔ پاکستان کی حکومت گذشتہ برسوں سے مہاجرین کی آبادکاری میں مصروف ہے اور ان کی غالب اکثریت آباد ہو چکی ہے۔

**اجمل خاں، حکیم۔** دلی کے مشہور آفاق طبیب خاندان کے چشم و چراغ۔ طبیہ کالج کے بانی، بے مثل طبیب، عالم اور ہندوستان کی آزادی کے صفِ اوّل کے قائد۔ قومی اور ملی درد کے معاملے میں حکیم صاحب مرحوم کا مقابلہ بہت کم لوگ کر سکتے ہیں۔ غرض اپنا بیشتر وقت، مال و دولت، طبابت، وجاہت سب کچھ ملت کی نذر کر دیا۔ یہاں تک کہ صحت تک قوم پر قربان کر دی۔

عدم تعاون کی تحریک کے ناکام ہونے پر جب ہندو مسلمان آپس میں لڑنے لگے تو اس موقع پر حکیم صاحب مرحوم ہی کی ذات کام آئی۔ چنانچہ ۱۹۲۰ء میں تین شخصیتیں ایک حکیم صاحب، دلی کے بے تاج بادشاہ کہلائے۔ ۱۹۲۷ء میں جب آپ کا انتقال ہوا تو آپ قومی آزادی کی تحریک کے روحِ رواں تھے۔

**اجماع۔** فقہ کی اصطلاح میں کسی غیر منصوص شرعی معاملے کے متعلق علمائے امت کے متفقہ فیصلے کو اجماعِ امت کہتے ہیں۔ فقہ اسلامی میں کسی معاملے کے متعلق فیصلہ کرنے کے لیے چار اصول مرتب کیے گئے ہیں۔ قرآن، حدیث، اجتہاد اور اجماع۔ اس کی بنیاد حضور کا یہ ارشاد بیان کیا جاتا ہے کہ میری امت کبھی غلطی (ضلالت) پر جمع نہیں ہو سکے گی۔

لیکن اجماع صرف انہی معاملات کے بارے میں ہو سکتا ہے جن کے متعلق نہ تو قرآن کریم میں کوئی نص صریح موجود ہو اور نہ ہی ان کے بارے میں کوئی صحیح حدیث ناطق ہو۔ یہ اصول اجتہاد پر بھی حاوی ہو سکتا ہے۔ یعنی جس اجتہاد پر اجماعِ امت ہو جائے وہ مسئلہ مطابق شریعت سمجھا جائے گا۔

**اجمیر۔** راجپوتانہ (بھارت) میں صوبہ اجمیر اور مارواڑ کا صدر مقام۔ یہ ایک بہت پرانا تاریخی شہر ہے کسی زمانے میں راجہ پرتھوی راج کی راج دھانی تھا۔ اس شہر کی داغ بیل دوبارہ محمد غوری نے ڈالی تھی ہے۔ سیدھے اور کشادہ بازار گلیاں صاف ستھرے اور موجودہ مذاق کے مطابق ہیں۔ شہر سے کچھ فاصلے پر اناساگر یا پشکر نامی ایک چھوٹی سی خوبصورت جھیل ہے جس نے شہر کی دلکشی کو اور بڑھا دیا ہے۔ یہ شہر اندلی پربت کی ایک شاخ تارا گڑھ کے درمیان واقع ہے۔ یہاں کی تاریخی عمارات میں ڈھائی دن کا جھونپڑا یا ڈھائی دن کا جھونپڑا ایک مشہور عمارت ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ کبھی مندر تھا۔ مگر سلطان شمس الدین التمش نے اسے مسجد میں تبدیل کر دیا۔ اس کی باہر کی دیواروں میں ٹوٹے پھوٹے بت نصب ہیں اور یہ عمارت بھورے رنگ کے سخت پتھر سے بنائی گئی ہے۔ اس کے پاس ہی حضور سلطان الہند خواجہ معین الدین کا مزار مقدس ہے (اجمیر) یادگار جناب خواجہ کے مزار پر ہر سال عرس کی تقریب منائی جاتی ہے جس میں دور دراز کے علاقوں کے لاکھوں ہندو اور مسلمان شریک ہوتے ہیں۔ اور یہاں ایک میلہ سا لگ جاتا ہے۔

درگاہ خواجہ کے عقب میں اکبری عہد کا ایک قلعہ ہے جس کی تاریخی خصوصیت یہ ہے کہ شہنشاہ جہانگیر نے شاہ انگلستان جیمز اوّل (JAMES I) کے خاص ایلچی سر ٹامس رو (SIR THOMAS ROE) کو اسی قلعے میں شرف باریابی بخشا تھا۔

**اجنتا۔** یہ تاریخی مقام صوبہ بمبئی (ہندوستان) میں واقع ہے۔ یہاں پہاڑی غاروں میں جن کو تراش کر مندر بنائے گئے ہیں اور ان کی دیواروں پر گوتم بدھ کی زندگی سے متعلق رنگین تصویریں بنی ہیں۔ یہ تصویریں مشرقی فن مصوری کا شاہکار سمجھی جاتی ہیں۔ یہ تصویریں دوسری صدی قبل مسیح اور ساتویں صدی عیسوی کے درمیان وقتاً فوقتاً بنائی گئیں۔ یہ غار مدت سے ملبوں کے نیچے ڈھکے ہوئے تھے۔ ۱۸۱۹ء میں اتفاقاً ان کا انکشاف ہوا۔ اجنتا میں پتھر کے مجسمے بھی ہیں۔

**احرام** ۔ وہ بے سلا لباس یا دو چادریں جو فرائض حج و عمرہ ادا کرنے کے لئے مکہ معظمہ کے چاروں طرف مقررہ مقامات پر پہنی جاتی ہیں۔ احرام کہلاتی ہیں۔ پاکستان سے بذریعہ سمندری جہاز جانے والے حجاج "یلم لم" کے مقام پر احرام باندھ لیتے ہیں۔ احرام کے لئے غسل افضل ہے ورنہ وضو ہی کافی ہے

احرام دو بے سلے کپڑوں پر مشتمل ہوتا ہے ایک تہ بند جو ناف سے گھٹنوں تک ہوتا ہے اور دوسری چادر جو کندھوں، سینہ اور پشت کو ڈھانکتی ہے اس میں سیدھی طرف گانٹھ لگائی جاتی ہے تاکہ گر نہ پڑے۔ اسے رداکہتے ہیں۔ پورا جوتا پہننا اور سر ڈھانکنا منع ہے۔ عورتوں کے لئے صرف سر کے بال چھپانے ضروری ہیں انہ سلا ہوا کپڑا پہننا بھی جائز ہے۔ لیکن اگر چہرہ پر نقاب ڈال لیں اور وہ منہ کے کسی حصے سے چھوئے تو جائز ہے۔ احرام باندھتے وقت نیت کرنا ضروری ہے۔ حج یا عمرہ کی جدا گانہ نیت کی جاتی ہے یا دونوں کی نیت ساتھ ساتھ بھی ہو سکتی ہے جس وقت سے احرام باندھا جاتا ہے۔ لبیک پکارنا ضروری ہو جاتا ہے جو ۱۰ ذی الحجہ تک جاری رہتا ہے حاجی قربانی دینے کے بعد احرام اتار دیتے ہیں۔ احرام کی حالت میں کسی جانور کو مارنے ناخن یا بال کٹوانے حتیٰ کہ درخت اکھاڑنے کی بھی ممانعت ہے۔ اور اگر نادانستہ بھی ایسا ہو جائے تو اس کا کفارہ ادا کرنا پڑتا ہے۔

## احزاب یا خندق (غزوہ ۵ھ/۶۲۷ء) کفار مکہ سے

یہ مسلمانوں کی تیسری لڑائی ہے۔ یہودیوں نے ہر موقع پر بدعہدی کی اور بنو نضیر نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہلاک کرنے کی سازش کی۔ اس پر انہیں مدینہ سے جلا وطن کر دیا گیا اور وہ خیبر میں جا کر آباد ہو گئے۔

بنو نضیر نے قریش مکہ، بنی غطفان اور بنو اسد کو اپنے ساتھ ملا کر مدینہ پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اور ابو سفیان کی قیادت میں ایک لشکر جرار مدینہ پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ ہوا۔

نبی اکرم صلعم نے حضرت سلمان فارسی کی تجویز کے مطابق شام کی جانب خندق بنائی جس پر تین ہزار مسلمانوں نے شب و روز کام کیا۔ خود نبی اکرم بنفس نفیس اس کی کھدائی میں حصہ لے رہے تھے۔ خندق کے باعث دشمنوں کو آگے بڑھنے کی ہمت نہ ہوئی۔ البتہ وہ تیر اور پتھر برساتے رہے یہودیوں کا قبیلہ بنی قریظہ جو ابھی تک مدینہ میں موجود تھا اس نے پھر بدعہدی کر کے دشمنوں کا ساتھ دیا مسلسل ایک ماہ تک محاصرہ جاری رہا۔

محاصرہ کے دوران میں ایک دن سخت آندھی آئی جس سے کفار میں عام ابتری پھیل گئی۔ سب سے پہلے یہود میں بد دلی پیدا ہوئی اور وہ جنگ سے علیحدہ ہو گئے اور کفار کی رسد ختم ہو گئی۔ اس پر سخت طوفانی ہوا نے ان کو پریشان کر دیا اور وہ حوصلہ ہار کر واپس چلے گئے۔ گو مسلمانوں کا جانی نقصان بہت کم ہوا لیکن یہ معرکہ بہت سخت تھا ان کو بہت سخت تکلیفیں اٹھانا پڑیں۔ چونکہ اس میں کئی قبیلے متحد ہو گئے تھے۔ اس واسطے اس کو علاوہ خندق کے غزوہ احزاب بھی کہتے ہیں۔

## احسان الحق (بابائے کرکٹ) احسان الحق مرحوم

جالندھر (مشرقی پنجاب بھارت) کے رہنے والے تھے اور کرکٹ کے مشہور کھلاڑی تھے۔ کرکٹ میں آپ کی شہرت کی ابتدا ایم۔ اے۔ او کالج علی گڑھ سے ہوئی۔ ۱۹۳۰ء میں آپ پہلی مرتبہ علی گڑھ کالج کی طرف سے ٹورنامنٹ کے کسی میچ میں شریک ہوئے۔ اور کالج کی ٹیم کو جو ہار رہی تھی شکست سے بچا لیا۔ کالج کی تعلیم سے فارغ ہو کر آپ بیرسٹری کے لئے انگلستان گئے۔ وہاں آپ نے کرکٹ کوچ سے تربیت حاصل کی۔ جو کھیل کے دوران آپ کے دونوں پاؤں باندھ دیتا تھا تاکہ ادھر ادھر بے جا حرکت نہ کر سکیں۔ اس کوچنگ نے آپ کے کھیل کو بہت باقاعدہ بنا دیا۔ چنانچہ اسی کا نتیجہ تھا کہ آپ نے انگلستان کے کاؤنٹی کرکٹ میں خوب نام پیدا کیا۔ انگلستان میں ان دنوں رنجیت سنگھ جی نامی کرکٹ کا ایک مشہور کھلاڑی نام پیدا کر چکا تھا۔ وہاں کے لوگ اسے رنجی کہا کرتے تھے جب انہوں نے احسان مرحوم کا کھیل دیکھا۔ تو انہیں "رنجی ثانی" کہنے لگے۔ اس زمانہ میں رنجی "کہلانا" بڑے فخر کی بات تھی۔

بیرسٹری کر لینے کے بعد آپ واپس ہندوستان

آگئے اور کچھ عرصہ کے بعد سیشن جج مقرر ہوئے۔ پھر ریاست بیکانیر میں ہائی کورٹ کے چیف جج بن گئے۔ پٹیالہ کا راجہ بھی ان کی بہت قدر کیا کرتا تھا۔ آپ علی گڑھ کالج کے ٹرسٹی بھی ہو گئے تھے۔ جہاں آپ نے، راس مسعود اور سید زین الدین کے ساتھ مل کر کالج کی بہت سی مشکلات حل کیں۔

تقسیم ملک کے بعد آپ پاکستان آگئے اور لائل پور میں مقیم ہو گئے۔ آخر بیمار ہو کر کراچی چلے گئے اور وہیں اپنی لڑکی کے ہاں انتقال فرمایا۔

## احسان دانش

احسان دانش۔ احسان الحق نام۔ احسان تخلص والد کا نام چونکہ قاضی دانش علی تھا اسی نسبت سے احسان دانش مشہور ہوئے آباؤ اجداد باغپت ضلع میرٹھ کے رہنے والے تھے۔ مگر ان کے والد صاحب نے کاندھلہ ضلع مظفر نگر (بھارت) میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ احسان یہیں ۱۹۱۴ء میں پیدا ہوئے۔

احسان والدین کی غریبی کے باعث چوتھی جماعت سے آگے نہ پڑھ سکے۔ تاہم اپنے طور پر عربی فارسی کی چند ایک کتابیں پڑھیں۔ تلاش معاش میں بھٹکتے پھرا کرتے رہے۔ لاہور آئے اور آکر بس یہیں کے ہو رہے۔

مکتبۂ دانش کے قیام سے پہلے انھوں نے مزدوری معماری، باغبانی اور چوکیداری کی۔ لیکن ان مصائب اور پریشانیوں میں بھی مطالعہ کتب جاری رہا۔

شاعری کا شوق بچپن سے ہی تھا ابتدا میں نکی صاحب سے اصلاح لی اور پھر اپنے وجدان شعری کو ہی اپنا استاد بنایا۔ احسان نے نظم اور غزل دونوں ہی میں طبع آزمائی کی ہے۔ نظم ہو یا غزل دونوں میں مزدور کی روحیں بلکتی نظر آتی ہیں۔ چونکہ خود اس دشت کی سیاحی کر چکے ہیں۔ اس لیے مزدوروں کے مسائل کو عمدہ طریق پر پیش کرتے ہیں۔ اس وقت تک احسان صاحب کے متعدد مجموعہ ہائے کلام چھپ کر شرف قبولیت حاصل کر چکے ہیں۔

"حدیث ادب" "درد زندگی" "تفسیر فطرت" "چراغاں" "نوائے کارگر" "آتش خاموش" "جادۂ نو" "زخم و مرہم" "شیرازہ" "مقامات"



اور گورستان وغیرہ۔ چند نثر کی کتابیں بھی لکھی ہیں۔

## احسن اللہ خاں حکیم

احسن اللہ خاں حکیم۔ دور غالب کی ایک درباری شخصیت جن کی وساطت سے خود غالب کو دربار شاہی میں توسط و رسوخ حاصل ہوا۔ نامور ادیب اور سخن سنج۔ غالب کی زندگی ہی میں وفات پائی اور خود غالب نے مرثیہ لکھا۔

## احسن لکھنوی

احسن لکھنوی۔ مہدی حسن نام۔ احسن تخلص لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ نواب مرزا شوق مصنف "زہر عشق" کے نواسے اور مرزا داغ دہلوی کے شاگرد تھے۔ ایک اچھے ڈراما نگار، خوش فکر شاعر اور نہایت اچھے موسیقی دان تھے۔ آپ نے عرصہ تک بمبئی میں قیام کیا۔ ڈرامے اور ناول لکھے جن کے ذریعے خوب شہرت حاصل کی۔ خون ناحق، گلنار فیروز، چندراوتی، دلفروش، بھول بھلیاں، بکاؤلی، چلتا پرزہ، آپ کے مشہور ڈرامے ہیں۔

آپ کے ڈراموں کی زبان سلیس، رواں، بامحاورہ اور مقفیٰ ہے۔ جیسے خون ناحق کے شروع میں اس کا ایک کردار کہہ رہا ہے۔

"شراب باعث سرور ہوتی ہے۔ اس سے طبیعت مسرور ہوتی ہے۔ برخلاف اس کے آج عجب تماشا ہے جی بیزار ہے۔"

کھوتا ہوں لاکھ آنکھیں پر چلی آتی ہے نیند
خفتہ بختی کا تماشا آج دکھلاتی ہے نیند

## احمد آباد

احمد آباد۔ گجرات کے بادشاہ احمد شاہ اول نے اس شہر کو آباد کیا اور انہلواڑہ کی بجائے اسے اپنا صدر مقام بنایا۔ یہ شہر کپڑے کے کارخانوں کے لیے خاص شہرت رکھتا ہے۔ صوبہ بمبئی میں شامل ہے اور آبادی چار لاکھ کے قریب ہے۔

مسٹر گاندھی آنجہانی کی جنم بھومی یہی شہر احمد آباد ہے۔

## احمد البدوی

احمد البدوی (احمد بن علی بن ابراہیم) مصر کے مشہور صوفی درویش اور ولی۔ حضرت علیؓ کی اولاد سے تھے۔ عرب میں شورش کی وجہ سے آپ کے آباؤ اجداد فارس چلے گئے۔ وہیں ۱۱۹۹ء میں آپ

کی پیدائش ہوئی۔ بچپن ہی میں حج کے شوق میں نکل کھڑے ہوئے اور مسلسل چار برس سفر کرنے کے بعد حج و زیارت کعبہ سے مشرف ہوئے۔ وہیں شہسواری سیکھی اور قرآن مجید کی ساتوں قراتوں کے ماہر ہوئے۔ شافعی اصول کا درس لیا۔ لیکن کتابی علم سے دل برداشتہ ہو کر عبادت و ریاضت کی طرف متوجہ ہوئے۔ اب یہ حالت ہو گئی کہ چالیس چالیس دن کھانا نہ کھاتے اور اشاروں سے بات چیت کرتے۔ عرب سے عراق گئے اور پھر مصر واپس آ گئے۔ یہیں کرامات اور خوارق کا ظہور ہوا۔ ۴۱ برس تک جذب کی یہی حالت رہی اور آخر ۱۲ ربیع الاول ۱۲۷۶ء کے مبارک دن انتقال فرمایا۔ علماء نے ان کی بڑی مخالفت کی لیکن عوام کی عقیدت روز بروز بڑھتی گئی۔ چنانچہ آج ان کو مصر کا سب سے بڑا ولی سمجھا جاتا ہے۔ عوام کے علاوہ اکثر سلاطین و ملوک بھی ان کے معتقد رہے ہیں۔

احمداللہ شہید۔ ان کے متعلق عام خیال یہ ہے کہ یہ گولکنڈہ کے حاکم ابوالحسن تانا شاہ کی اولاد سے تھے۔ غالباً ۱۸۰۲ء میں مدراس میں پیدا ہوئے لیکن عام طور پر فیض آبادی کے نام سے مشہور ہیں۔

بعض تذکرہ نگاروں کا خیال ہے کہ یہ ولایت بھی گئے واپسی میں حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ اور اسلامی ممالک کی سیاحت کرتے ہوئے واپس آئے۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مولانا نے قابل تعریف کارنامے انجام دیئے۔ اس لڑائی میں آپ بغیر کسی ذاتی مفاد کے محض اس لیے حصہ لے رہے تھے کہ وطن کو غیر کی غلامی سے نجات دلائی جائے۔

مولانا کی جرأت، بہادری، معاملہ فہمی، جنگی مہارت کا انگریزوں کو بھی اعتراف ہے۔ اسی دور کے اکثر انگریزوں نے باوجود دشمنی کے ان کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

مولانا کے انگریزوں سے کئی معرکے ہوئے لیکن اپنوں کی غداری کی وجہ سے انہیں کوئی خاص کامیابی نہ ہوئی۔ اس کے باوجود وہ انگریزوں کے ہاتھ نہ آئے۔

جون ۱۸۵۸ء میں راجہ پوایں نے انہیں امداد و اعانت کا دم دلاسہ دے کر اپنے قلعہ میں بلایا۔ جب یہ ہاتھی پر سوار ہو کر قلعہ کے قریب پہنچے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ قلعہ کا پھاٹک بند ہے اور راجہ اس کا بھائی اور سپاہ فصیل پر کھڑی ہے۔ مولانا کے پاس کوئی جمعیت نہ تھی۔ بدلے ہوئے حالات دیکھ کر مولانا نے عزت سے جان دینا پسند کیا اور فیلبان کو حکم دیا کہ ہاتھی کو پھاٹک سے ٹکرانے کے لیے آگے بڑھائے۔ جونہی ہاتھی آگے بڑھا تو راجہ کے بھائی نے ان پر باڑھ ماری۔ جس سے مولانا شہید ہو گئے۔

مولانا کو ڈنکا شاہ بھی کہتے ہیں کیونکہ جب یہ چلتے تھے تو آگے آگے نقارہ بجتے جاتے تھے۔

## احمد اعرابی پاشا۔ (دیکھو عربی پاشا)

احمد بن طولون۔ احمد کا باپ طولون ایک ترکی غلام تھا۔ جسے خلیفہ مامون الرشید نے عباسی فوج میں شامل کر لیا۔ احمد سنہ ۲۲۰ھ میں سامرا کی فوجی چھاؤنی میں پیدا ہوا۔ فوجی تربیت پانے اور علم و ادب کی تحصیل کے بعد بیس سال کی عمر میں مصر کے والی امیر بایکباک کی فوج میں شامل ہوا۔ اور ترقی کرتے کرتے ۲۵۵ھ میں عباسی خلیفہ مہدی کے عہد میں مصر کا والی مقرر ہوا اور سنہ ۲۵۸ھ میں وہ مصر کا خود مختار فرمانروا بن گیا۔ سنہ ۲۶۴ھ میں اس نے طرسوس پہنچ کر رومیوں کو شکست دی اور شام پر بھی اس کے بعد قبضہ کر لیا اب برقہ سے فرات تک اس کی مملکت وسیع ہو چکی تھی۔ ابن طولون نے سنہ ۲۷۰ھ میں وفات پائی۔ ۲۹۲ھ تک اس کا خاندان برسر اقتدار رہا۔ احمد بن طولون کے حسن انتظام اور پسندیدہ اخلاق کی وجہ سے مصر کے لوگ اس سے بہت خوش تھے۔ احمد بڑا بہادر، منصف مزاج، مردم شناس، علم دوست اور فیاض حکمران تھا۔

احمد بن محمد بن حنبلؒ (امام) آپ امام حنبل کے نام سے مشہور ہیں اور ائمہ اربعہ میں سے آپ بھی ایک امام ہیں۔ سنہ ۱۶۴ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے۔
آپ نے ابتدائی تعلیم بغداد میں حاصل کی سفر حدیث کی جستجو میں شام، عراق، حجاز اور یمن کا سفر کیا۔ فقہ اور اصول کا علم امام شافعیؒ سے حاصل کیا

معتزلہ عقیدہ کی سخت مخالفت کی اور اس معاملہ میں خلفائے وقت مامون، معتصم اور واثق کی ناراضگی سے بھی خائف نہ ہوئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ قید کر دیئے گئے۔ متوکل نے ان کو رہا کیا۔ بعدہٗ دربار خلافت میں باریابی حاصل ہوئی اور سرکاری پنشن مقرر ہوئی۔ ان کی شہرت بہ حیثیت عالم دین اور متقی کے بہت زیادہ تھی۔ اور اکثر لوگ ان کے معتقد تھے۔ ۸۵۵ء (۲۴۱ھ) میں انتقال ہوا مشہور تصنیف مسند ہے جس کو ان کے صاحبزادے عبد اللہ نے مدوّن کیا اس میں ۲۸/۲۹ ہزار کے قریب حدیثیں ہیں۔ کتاب الصلوٰۃ اور کتاب طاعت الرسول بھی آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔

گو بمقابلہ اور اماموں کے امام حنبلؒ کے ماننے والے کم ہیں۔ لیکن پھر بھی مصر اور ایران وغیرہ میں ان کی کافی تعداد موجود ہے۔

**احمد حسین خان۔** پنجاب کے نامور ناولسٹ ادیب اور شاعر ۲۱۔ جولائی ۱۸۶۶ء کو پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے ۱۸۹۶ء میں بی اے کیا۔ انجمن پنجاب کے مشاعروں سے شعر گوئی کا شوق پیدا ہوا اسی زمانہ میں لاہور سے ایک ادبی رسالہ "شور محشر" نکالا۔ ۱۸۹۹ء میں لٹریری سوسائٹی پنجاب کی بنیاد رکھی ۱۹۰۲ء میں حکومت نے عمدہ تصانیف کے صلہ میں انہیں انعام دیا۔ ۱۹۰۳ء میں ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے ممبر بنے اور ۱۹۰۶ء میں آرٹس سوسائٹی لندن کے فیلو چنے گئے۔ سول جج کی حیثیت سے پنجاب کے مختلف اضلاع میں سرکاری فرائض انجام دیتے رہے ۱۹۲۱ء میں لاہور سے ماہنامہ "شباب اردو" نکالا جو اردو کا ایک معیاری پرچہ تھا۔ خان احمد حسین خان کی چھوٹی بڑی تصانیف بیسیوں ہیں۔ ۱۹۵۵ء میں وفات پائی۔

**احمد رضا خان۔** بریلوی مدرسہ کے بانی ۱۲۷۲ھ میں پیدا ہوئے۔ محمد احمد رضا خان نے علوم دینی و دنیوی کی تکمیل گھر پر اپنے والد مولوی محمد نقی علی خاں سے کی۔ دو مرتبہ حج بیت اللہ کے لئے گئے۔ درس و تدریس کے علاوہ مختلف علوم و فنون پر کئی کتابیں اور رسائل تصنیف و تالیف کئے۔ جن میں بارہ جلدوں میں فتاویٰ رضویہ کا مجموعہ ہے۔ قرآن مجید کا ترجمہ بھی کیا۔ علوم ریاضی و جفر میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ شعر و شاعری سے بھی لگاؤ تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں بہت سی نعتیں اور سلام لکھے ہیں اور خوب لکھے ہیں۔ ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ کو وفات پائی۔ مسلمانوں کا بریلوی فرقہ انہی کے نام سے موسوم ہے۔

**احمد ریاض۔** مشہور شاعر اور صحافی ۱۹۲۲ء میں لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ تقسیم کے بعد لائل پور کے نزدیک چک جھومرہ میں رہائش اختیار کی اور لائلپور کے روزنامہ "غریب" کے عملہ ادارت میں شامل ہو گئے یہیں بعارضہ تپ دق ۱۹۷۲ء میں انتقال ہوا۔

**احمد سعید (مولانا)۔** جمعیت العلماء ہند کے صدر، عالم دین اور شعلہ بیان مقرر۔ مولانا احمد سعید دہلوی ۱۸۸۸ء میں دہلی کے ایک معزز خاندان میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ امینیہ دہلی میں تعلیم پائی۔ ۱۹۲۰ء سے قومی تحریکات میں حصہ لینا شروع کیا اور آٹھ مرتبہ جیل گئے۔ آپ عالم متبحر ہونے کے علاوہ خوش بیان مقرر بھی تھے اور سحبان الہند کہلاتے تھے۔ مولانا حسین احمد مدنی کی وفات کے بعد جمعیت العلماء ہند کے صدر مقرر ہوئے اس سے قبل آپ اس جماعت کے ناظم اعلیٰ تھے۔ آپ نے دینی اور علمی موضوعات پر تقریباً بیس کتابیں اپنی یادگار چھوڑیں ۴ دسمبر ۱۹۵۹ء کو دہلی میں وفات پائی۔

**احمد شاہ ابدالی یا درانی۔** ۱۷۴۷ء میں جب نادر شاہ کو اس کے بعض ملازمین نے قتل کر دیا تو اس کے ایک فوجی افسر احمد خان نے احمد شاہ ابدالی کے لقب سے تخت سلطنت پر قبضہ کر لیا۔ اور پھر ہندوستان کی طرف رخ کیا۔ دراصل ان دنوں ہندوستان کی مغلیہ حکومت چراغ سحری بنی ہوئی تھی۔ اور چاروں طرف مرہٹوں کی یلغاریں جاری تھیں۔ اس پر ہندوستان کے کچھ مسلمان رؤسا اور علماء جنہیں نواب شجاع الدولہ، نواب نجیب الدولہ اور حافظ رحمت خان قابل الذکر ہیں۔ احمد شاہ ابدالی کو ہندوستان پر حملہ آور ہونے کی دعوت دی چنانچہ ۱۷۶۱ء میں ابدالی آیا اور پانی پت کے میدان میں مرہٹوں کی جرار افواج کو اتنی ذلت ناک شکست دی کہ وہ پھر کبھی نہ اٹھ سکے۔ یہ لڑائی ہندوستان کی تاریخ میں پانی پت کی تیسری لڑائی کہلاتی ہے۔

احمد شاہ ابدالی اگر چاہتا تو ہندوستان پر اپنی مستقل حکومت قائم کر سکتا تھا۔ مگر اس نے ایسا نہ کیا اور شاہ عالم ثانی ہی کو بادشاہ بنا کر آپ افغانستان چلا گیا احمد شاہ ابدالی کا مقبرہ قندھار میں ہے۔

## احمد شاہ بخاری (دیکھیے پطرس)

## احمد شجاع حکیم

:- ڈراما نگار، شاعر ۱۸۹۳ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ سنٹرل ماڈل اسکول لاہور سے میٹرک کا امتحان پاس کیا ۱۹۱۱ء میں علی گڑھ سے ایف اے کا امتحان دیا۔ ۱۹۱۵ء میں میرٹھ کالج سے بی اے کیا اور وہیں انگریزی اور تاریخ کے اسسٹنٹ پروفیسر مقرر ہوگئے۔ چند ماہ بعد ملازمت چھوڑ کر حیدرآباد چلے گئے۔ لیکن وہاں بھی زیادہ دیر تک نہ رہ سکے اور واپس لاہور چلے آئے۔

لاہور سے رسالہ "ہزار داستان" نکالا۔ پنجاب لیجسلیٹو کونسل میں مترجم بنے اور تقسیم ہند سے قبل پنجاب اسمبلی میں ڈپٹی سیکریٹری کے عہدہ تک پہنچ گئے تقسیم ملک کے بعد سیکریٹری بنے۔ ڈرامہ نگاری میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔ ڈرامہ نویسی میں انھوں نے آغا حشر کا تتبع کیا۔ اور زیادہ تر معاشرتی ڈرامے لکھے مثلاً "باپ کا گناہ" "بھارت کا لال" "آخری فرعون" "نجات باز" "حسن کی قیمت" وغیرہ "خون بہا" نام کی کتاب ان کی سوانحی تصنیف ہے جس میں اپنے دور کے مختصر حالات کے علاوہ انھوں نے اپنی شعری اور نثری کاوشوں کو جمع کر دیا ہے۔ قرآن مجید کی تفسیر بھی لکھی ہے۔ جو جزوی طور پر طبع ہو چکی ہے۔ متعدد فلمی کہانیوں کے بھی مصنف ہیں۔

## احمد عباس خواجہ

: افسانہ نگار، ادیب جرنلسٹ اور فلم ڈائریکٹر، ۱۴ جون ۱۹۱۴ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم پانی پت میں حاصل کی ۱۹۳۳ء میں علی گڑھ سے بی اے اور ۱۹۳۵ء میں وکالت کا امتحان پاس کیا۔ جرنلزم کا شوق میدان صحافت میں لے آیا۔ بمبئی کرانیکل کے سب اڈیٹر بنے اور نو دس سال تک وہاں کام کیا۔ ۱۹۳۶ء میں قریباً ستر بیرونی ممالک کی سیاحت کی۔

خواجہ احمد عباس اردو کے علاوہ انگریزی کے بھی ادیب ہیں۔ روسی، چیک اور جرمن زبانوں میں بھی ان کی کتابوں کے ترجمے شائع ہو چکے ہیں ۱۹۳۶ء میں ان کی پہلی تصنیف "محمد علی" شائع ہوئی "ایک لڑکی" ان کا پہلا افسانوی مجموعہ تھا۔ اس کے بعد متعدد افسانوی مجموعے "زعفران کے پھول" "پاؤں میں پھول" "اندھیرا اجالا" "کہتے ہیں جس کو عشق" اور ڈرامے "زبیدہ" "یہ امرت ہے" "چودہ گولیاں" "انقلاب" وغیرہ اور سفرنامہ "مسافر کی ڈائری" کے نام سے شائع ہوا۔

## احمد علی مولانا

- جید عالم دین اور مفسر قرآن، ۱۸۸۶ء میں قصبہ جلال آباد ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ مولانا عبدالحق اور مولانا عبیداللہ سندھی سے دینی تعلیم حاصل کی بعد ازاں مولانا سندھی آپ کو اپنے ہمراہ دہلی لے گئے اور اپنی جانشینی کی سند عطا کی۔

۱۹۱۷ء میں مولانا احمد علی نے لاہور آکر بیرون شیرانوالہ سکونت اختیار کی اور مسجد لائن سبحان خاں میں درس قرآن شروع کیا ۱۹۲۱ء میں ہجرت کر کے کابل چلے گئے لیکن کچھ عرصہ بعد واپس آگئے اور دوبارہ درس و تدریس میں مصروف ہوگئے ۱۹۲۲ء میں انجمن خدام الدین اور ۱۹۲۴ء میں مدرسہ قاسم العلوم کی بنیاد رکھی۔

تفسیر قرآن میں مولانا کا پایہ بہت بلند ہے۔ پاکستان و بیرونی ممالک کے تقریباً ۲۰۰۰-۵ ہزار علماء نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ آپ کی تفسیر قرآن ان چند تفاسیر میں سے ہے جنہیں مستند اور جامع قرار سمجھا جاتا ہے درس و تدریس اور اشاعت اسلام کے ساتھ ساتھ مولانا نے جنگ آزادی میں بھی نمایاں حصہ لیا اور اس سلسلے میں سات مرتبہ قید ہوئے۔ ۲۳، فروری ۱۹۶۲ء کو لاہور میں انتقال کیا۔

## احمد ندیم قاسمی

: ادیب، شاعر۔ ۲۰ نومبر ۱۹۱۶ء کو انگہ ضلع شاہ پور میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۵ء میں ایجرٹن کالج بہاول پور سے بی اے کا امتحان پاس کر کے محکمہ آبکاری میں ملازم ہوگئے۔ لیکن اسے

ذوق کے مطابق نہ پاکر مستعفی ہو گئے ۱۹۴۲ء میں دارالاشاعت پنجاب سے وابستہ ہوئے اور پھول اور تہذیب نسواں کے فرائض ادارت انجام دیتے رہے۔ کچھ مدت ادب لطیف اور نقوش کے ایڈیٹر رہے ریڈیو میں بھی ملازمت کی ۱۹۵۳ء سے ۱۹۵۹ء تک روزنامہ امروز لاہور کے ایڈیٹر رہے

ندیم نے اردو ادب کو دیہات کے سادہ پاکیزہ اور بے داغ احساسات سے متعارف کرایا ہے، چوپال، بگولے طلوع و غروب، گرداب، سیلاب، آنچل، آبلے، در و دیوار، سناٹا، بازار حیات، برگ حنا، گھر سے گھر تک (؟)

پت جھڑ اور برگ حنا افسانوں کے مجموعے اور جلال و جمال شعلۂ گل، دشت وفا، رم جھم نظموں اور گیتوں اور غزلوں کے مجموعے ہیں۔

**احمد نگر:** صوبہ بمبئی (بھارت) کا ایک مشہور شہر جو اپنے قلعہ کی مضبوطی کے لیے خاص طور پر مشہور ہے احمد نظام الملک نے سینا ندی کے کنارے اس شہر کی بنیاد رکھی اور ایک قلعہ تعمیر کیا جس کی فصیل مٹی کی تھی۔ اس کے لڑکے برہان نظام شاہ اول نے اس قلعہ کو بہت مضبوط اور مستحکم بنایا۔ اور یہی وہ قلعہ ہے جس کو اکبر اعظم کی فوجیں تسخیر نہ کر سکیں۔ اس قلعہ کے گرد چالیس گز چوڑی اور چودہ گز گہری خندق تھی جو اب پاٹ دی گئی ہے ۱۸۰۳ء میں جنرل ولزلی نے یہ قلعہ مرہٹوں سے چھین کر قلمرو برطانیہ میں شامل کر لیا۔ دوسری جنگ عظیم کے موقعوں پر یعنی ۱۹۴۲ء میں جب کانگریس نے "ہندوستان خالی کرو" کا نعرہ بلند کیا۔ تو تمام کانگریسی لیڈروں کو گرفتار کر کے اس قلعہ میں رکھا گیا تھا۔

**احمدی؛ احمدیت:** وہ فرقہ جو مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود اور نبی مانتا ہے۔ تمام اصولوں میں یہ فرقہ قرآن شریف، خدا کی توحید اور نبی اکرم صلعم کی رسالت پر ایمان رکھتا ہے لیکن اس گروہ کا اعتقاد ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد بھی نبی آ سکتے ہیں چونکہ مرزا صاحب مغل خاندان سے تھے اس لیے لوگ ان کے فرقہ کو مرزائی بھی کہتے ہیں۔ تقسیم برصغیر کے بعد سے یہ لوگ قادیان کا مرکز چھوڑ کر دریائے چناب کے کنارے ربوہ کے مقام پر آباد ہو گئے ہیں۔

مرزا صاحب کی وفات کے بعد حکیم نورالدین ان کے جانشین مقرر ہوئے اور ان کی وفات پر مرزا صاحب کے صاحبزادہ میاں بشیرالدین محمود خلیفہ دوم مقرر ہوئے۔ احمدیوں کی ایک دوسری جماعت لاہوری پارٹی کے نام سے مشہور ہے۔ قادیانی جماعت سے ان کا اختلاف حکیم صاحب کی وفات پر شروع ہوا اور خواجہ کمال دین، مولوی محمد علی، مولوی صدرالدین، ڈاکٹر بشارت احمد، اور مرزا یعقوب بیگ نے ان سے الگ ہو کر اس نئی جماعت کی بنیاد رکھی یہ مرزا صاحب کو صرف مجدد مانتے ہیں ۔ اور دوسرے مسلمانوں کے پیچھے نماز بھی پڑھ لیتے ہیں لاہوری پارٹی نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے نام سے اپنے آپ کو منظم کیا۔ اس جماعت نے دوسرے ممالک خصوصاً انگلستان میں بہت پروپیگنڈا کیا چنانچہ انگلستان میں ووکنگ مسجد ان کی سرگرمیوں کا مرکز ہے اب قادیانیوں نے بھی لندن میں اپنی مسجد تعمیر کر کے اسے اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنا لیا ہے۔

## احنف بن قیسؒ

نام ضحاک۔ کنیت ابو بحر لقب احنف، بنی تمیم کے سردار تھے رسول اللہ کے عہد میں مسلمان ہوئے۔ مگر ان سے ملاقات کبھی نہ ہوئی۔ لہذا تابعین میں شمار ہوتے ہیں حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں ابو موسیٰ اشعری حاکم بصرہ کے مشیروں میں تھے۔ آپ اس قدر ذہین اور سمجھ دار تھے کہ حاکم بصرہ کے علاوہ خود حضرت عمرؓ بھی اہم ملکی امور میں آپ سے مشورہ لیتے تھے۔ ۲۲ھ میں یزدگرد کے خلاف خراسان کی مہم حضرت عمرؓ نے انہی کے سپرد کی۔ چنانچہ انہوں نے سارا خراسان فتح کر لیا اور یزدگرد بھاگ کر چین چلا گیا۔

حضرت عثمانؓ کے زمانے میں ایرانیوں نے بغاوت کی۔ اور خراسان مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گیا۔ چنانچہ احنفؓ نے دوبارہ اسے فتح کیا۔

آپ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی جنگوں میں غیر جانبدار رہے۔ البتہ حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور جنگ صفین میں حضرت علیؓ کی طرف سے لڑے۔ حضرت علیؓ کی شہادت پر معاویہؓ کی خلافت کو تسلیم کر لیا۔ معاویہؓ ان کی بہت قدر و منزلت کرتے تھے اور ان کے کہنے پر بڑے بڑے عمال کو معزول کر دیتے تھے۔

**احیرمؓ**۔ نام عمرو۔ لقب احیرم۔ والدہ کا نام لیلیٰ بنت یمان جو حضرت حذیفہؓ مشہور صحابی کی ہمشیرہ تھیں۔ قبیلہ اوس سے تعلق رکھتے تھے۔

شروع میں اسلام سے متنفر تھے اور سود کی کاروبار کیا کرتے تھے۔ جب ان کے خاندان کے دوسرے لوگ مسلمان ہو گئے تو ان پر بھی اس کا اثر ہوا۔ اور وہ قبول اسلام کے لئے رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو اس وقت جنگ احد کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ احیرمؓ نے رسول اللہؐ سے جنگ میں شمولیت کی اجازت چاہی۔ آپ نے انہیں اسلام قبول کرنے کو کہا۔ چنانچہ وہ فوراً ایمان لے آئے۔ اور ہتھیار لگا کر میدانِ جنگ میں مسلمانوں کے شانہ بشانہ لڑے۔ آخر زخموں سے نڈھال ہو کر گر پڑے۔ جنگ کے خاتمہ پر جب مسلمانوں نے انہیں نیم مردہ حالت میں دیکھا تو حیران رہ گئے۔ کیونکہ کسی کو علم نہ تھا کہ وہ مسلمان ہو گئے ہیں اور میدانِ جنگ میں مسلمانوں کی طرف سے لڑ رہے ہیں۔ چنانچہ انہیں اٹھا کر ان کے گھر پہنچایا گیا۔ مگر آپ کچھ دیر کے بعد زخموں کی وجہ سے وفات پا گئے۔ آنحضرتؐ نے سن کر فرمایا: "احیرم نے عمل تھوڑا کیا۔ مگر اجر بہت پایا۔"

حضرت ابوہریرہؓ اکثر ان کے متعلق کہا کرتے تھے۔ کہ وہ شخص جس نے ایک نماز بھی نہ پڑھی اور سیدھا جنت میں گیا ہو وہ احیرمؓ عبدالاشہل ہے۔

**اخبار**۔ خبر کی جمع لیکن اخبار سے مراد وہ چھپے ہوئے اوراق ہوتے ہیں۔ جن میں خبروں کے علاوہ مختلف مضامین، اداریے، شذرات، تنقیدات، تبصرات، مراسلات، اعلانات اور اشتہارات سبھی قسم کی چیزیں ہوتی ہیں۔ اور جو روزانہ سہ روزہ اور ہفت روزہ چھپتے ہیں۔

روزانہ اخبارات پاکستان میں صبح کے وقت شائع ہو کر عوام کے ہاتھوں میں پہنچ جاتے ہیں۔ یورپ میں جہاں اخبار بینی کا ذوق بہت بڑھ چکا ہے۔ بعض اخباروں کے دن میں کئی کئی ایڈیشن شائع ہوتے ہیں انسان شروع ہی سے خبروں کے سننے کا شائق رہا ہے۔ جب اخبار نہیں تھے۔ تو مسافروں سے ان علاقوں کی خبریں سنی جاتی تھیں جہاں سے وہ گزر کر آتے تھے۔ جن علاقوں میں ابھی تک اخبار نہیں پہنچا وہاں اب تک وہی پرانا طریقہ جاری ہے۔

ڈیڑھ ہزار برس سے زائد عرصہ ہوا۔ جب چین میں پہلا اخبار پیکنگ کی خبریں کے نام سے جاری ہوا۔ اور ۱۹۳۵ء تک زندہ رہا۔ یورپ کا پہلا اخبار وینس سے جاری ہوا۔ جو باقاعدگی سے چھپتا تھا۔ برصغیر ہندوستان میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے دورِ حکومت میں کئی اخبار جاری ہوئے۔ (نیز دیکھو جریدہ)

**اخبار نویسی**۔ JOURNALISM اخبارات و رسائل کو مرتب کرنا فن اخبار نویسی یا صحافت کہلاتا ہے۔ اور اسے مرتب کرنیوالے اخبار نویس یا صحافی کہلاتے ہیں۔ تازہ ترین خبریں مہیا کرنا۔ عوام کی ضروریات احتیاجات اور خواہشات کا اندازہ کرتے ہوئے مقالات یا شذرات کی صورت میں مضامین لکھنا، عوام اور حکومت کے اقدامات پر تنقید و تبصرہ کرنا اخبار نویسی میں شامل ہے۔

اخبار نویسی کا فن بہت قدیم خیال کیا جاتا ہے۔ قدیم روما اور چین میں اخبار نویسی موجود تھی۔ لیکن جدید اخبار نویسی کی بنیاد سترھویں صدی میں رکھی گئی۔ اور بیسویں صدی میں تو فنِ اخبار نویسی نے بہت ترقی کی ہے۔ ریڈیو اور ٹیلی پرنٹر کی ایجاد نے اس فن کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔ تمام ترقی یافتہ ممالک میں اخبار نویسی کو حکومت کا چوتھا رکن تصور کیا جاتا ہے۔

**اختر انصاری**۔ شاعر و ادیب یکم نومبر ۱۹۰۹ء کو بدایوں (بھارت) میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کے والد

پنجاب میڈیکل سروس کے رکن تھے۔ اس لئے انہوں نے ابتدائی چند سال پنجاب کے مختلف شہروں میں گزارے بعد میں دہلی میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ دہلی یونیورسٹی سے بی۔اے پاس کرنے کے بعد انگلستان گئے واپسی پر ٹریننگ کالج علی گڑھ سے بی۔اے (بی۔ٹی) کی ڈگری حاصل کی۔ اور پھر سکول میں مدرس ہو گئے۔

اختر انصاری اُردو کے شاعر اور افسانہ نگار بھی ہیں اُن کے اشعار کے دو مجموعے "نغمۂ روح" اور "آبگینے" اور افسانوں کے کئی مجموعے، اندھی دنیا، نازو، خونی ——— شائع ہو چکے ہیں۔

## اختر، جاں نثار (دیکھو جاں نثار اختر)

## اختر حسین، سابق وزیر امور کشمیر حکومت پاکستان

مسٹر اختر حسین سی ایس۔پی یکم مارچ ۱۹۰۲ء کو بہان پور (سی۔پی) میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۴ء میں آئی سی ایس کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۲۶ء میں گوجرانوالہ میں اسسٹنٹ کمشنر مقرر ہوئے تھے۔ ۱۹۳۰ء سے ۱۹۳۲ء تک حکومت ہند کے مختلف محکموں میں انڈر سکرٹری کے عہدے پر فائز رہے۔ ۱۹۳۲ء میں گوڑگاؤں اور فیروزپور کے ڈپٹی کمشنر مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۱ء سے ۱۹۳۴ء تک سیالکوٹ میں ڈپٹی کمشنر رہے اور او۔بی۔ای کا خطاب ملا ۱۹۴۶ء میں حکومت پنجاب کے چیف سکرٹری کے منصب پر فائز ہوئے تقسیم کے بعد فنانشل کمشنر پنجاب کے عہدے پر فائز ہوا۔ ۱۹۵۵ء میں سکرٹری دفاع مقرر ہوئے اور دو سال بعد مغربی پاکستان کے گورنر مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۱ء میں گورنری کے عہدے سے سبکدوش ہو کر مرکزی حکومت میں پہلے وزیر امور کشمیر اور پھر وزیر تعلیم مقرر ہوئے۔ یکم مارچ ۱۹۶۱ء کو نئے آئین کا اعلان ہوا تو مسٹر اختر حسین کو الیکشن کمشنر متعین کیا گیا۔



## اختر حسین، رائے پوری

۱۹۱۸ء میں سی۔پی کے شہر رائے پور میں پیدا ہوئے۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے بی۔اے کی ڈگری اور پیرس سے ڈی لٹ کی ڈگری لی۔ تعلیم سے فارغ ہو کر ایم۔اے۔او کالج امرتسر میں استاد مقرر ہوئے۔ پھر آل انڈیا ریڈیو میں شامل ہو گئے۔ تقسیم کے وقت محکمہ تعلیم سے وابستہ تھے عرصے تک پاکستان کی مرکزی وزارت تعلیم میں مشیر تعلیم رہے۔ اس کے بعد یونیسکو کے مرکزی دفتر پیرس میں منتقل ہو گئے۔ ان دنوں کراچی میں یونیسکو کے جنوبی ایشیائی دفتر کے ڈائرکٹر ہیں۔

ڈاکٹر اختر حسین مشہور اردو ادیب اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ کہانیوں کا پہلا مجموعہ "محبت و نفرت" تھا۔ انہوں نے کالی داس کی شکنتلا کا ترجمہ سنسکرت سے اور قاضی نذرالاسلام کی نظموں کا ترجمہ بنگالی زبان سے پہلی بار اُردو میں کیا جو "پیام شباب" کے نام سے شائع ہوا گورکی کی آپ بیتی بھی انہیں نے ترجمہ کی۔

## اختر، شبیر محمد (دیکھو شبیر محمد اختر)

## اختر شیرانی

محمد داؤد خاں نام اختر تخلص ۱۹۰۵ء میں ٹونک (راجپوتانہ) میں پیدا ہوئے۔ مگر تمام عمر لاہور میں گزری۔ آخر لاہور ہی میں پیوند خاک ہوئے اُن کے والد پروفیسر محمود شیرانی چوٹی کے فضلاء میں شمار ہوتے تھے اور اورینٹل کالج لاہور میں فارسی کے استاد تھے۔

اختر شیرانی کو بچپن ہی میں شعر گوئی کا شوق پیدا ہو گیا تھا طبع سلیم تھی اس لئے جلدی ہی اچھے شعر کہنے لگے۔ منشی فاضل تو ہو گئے لیکن والد کی خواہش اور کوشش کے باوجود کوئی اور امتحان پاس نہ کر سکے۔ اور شعر و شاعری کو اپنا مستقل مشغلہ بنا لیا۔ ہمایوں اور انتخاب کی ادارت کے بعد اپنا رسالہ خیالستان نکالا۔ پھر "رومان" جاری کیا۔ شاہکار کی ادارت بھی کی۔

اُردو شاعری میں اختر ہی وہ پہلا شاعر ہے جس نے اپنی شاعری میں عورت سے خطاب کیا ہے۔ اختر کی شاعری بڑی رومان انگیز ہے۔ اس

کی شاعری میں اور رومانیت کے علاوہ ایک قسم کی سیلابی کیفیت ہے۔ جو پڑھنے والے کو اپنی رو میں بہا لے جاتی ہے۔ عالم جوانی ہی میں اختر کو شراب خوری کی لت پڑ چکی تھی جو آخر کار جان لیوا ثابت ہوئی۔ ۱۹۴۸ء میں لاہور میں انتقال ہوا اور میانی صاحب میں دفن ہوئے۔

**اختر، علی** - علی اختر مشہور شاعر ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۳ء میں رام پور میں پیدا ہوئے ۱۹۱۱ء میں حیدرآباد دکن میں بسلسلہ ملازمت قیام پذیر ہوئے اور تقسیم ہند کے بعد کراچی آ گئے۔ شعر و سخن کا ذوق بچپن ہی سے تھا - غزل اور نظم دونوں میں طبع آزمائی کی ہے اختر کا کلام ۱۹۱۲ء سے مختلف رسائل میں چھپنا شروع ہو گیا تھا - غزلوں کا مجموعہ انوار کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

ان کی غزلوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسے غزل گو ہیں جنہوں نے اقبال اور اصغر سے فیضان حاصل کیا ہے۔ اقبال کا آفاقی لب و لہجہ اور اصغر کا لطیف تغزل و تصوف ان کے یہاں بھی موجود ہے - بقول بعض نقاد وہ اس تخلص کے دوسرے شاعر اختر شیرانی کے مقابلہ میں زیادہ ہوشمند اور سنجیدہ ہیں۔

**اختصار** - (Abbreviation) طویل بات کو تھوڑے لفظوں میں ادا کرنا، کم کرنا، گھٹانا، چھانٹنا خلاصہ کرنا، اختصار کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں اس سے طوالت ختم ہو جاتی ہے - لیکن مقصد ادا ہو جاتا ہے - اسی طرح مختصر نویسی (Shorthand) نے رواج پایا ہے۔ جس میں پورے الفاظ کی جگہ چند اشارے ہوتے ہیں جو سارے مفہوم کو ادا کرتے ہیں انگریزی شارٹ ہینڈ کی طرح اردو شارٹ ہینڈ نے بھی کافی ترقی کر لی ہے۔

**اختناق الرحم** (Hysteria) ایک اعصابی تکلیف ہے جو بعض عورتوں کو لاحق ہوتی ہے۔ اعصابی نظام میں کسی فتور کے باعث ایسی تکلیف دہ علامات پیدا ہو جاتی ہیں جو دیکھنے والے کے لئے بڑی پریشانی کا باعث ہوتی ہیں۔ مثلاً چیخنا، چلانا، متواتر ہنسنا، دانتی لگ جانا، ہاتھ پاؤں کا ٹیڑھا ہو جانا، تشنج، اور بعض اوقات بیہوشی وغیرہ وغیرہ۔

اختناق الرحم کی مریضہ میں مندرجہ بالا علامات میں سے کوئی ایک علامت بھی ہو سکتی ہے اور کئی علامات بیک وقت بھی ہو سکتی ہیں۔ رحم میں کوئی نقص، طویل تجرد اور بندش حیض وغیرہ اس کے عام اسباب ہیں - عموماً یہ مرض مہلک نہیں ہوتا۔ بلکہ مناسب علاج سے بہت جلد جاتا رہتا ہے۔

طب یونانی میں لفظ اختناق الرحم سے مراد ہسٹیریا لیا جاتا ہے۔ لیکن در اصل ہسٹیریا کا مرض صرف مستورات تک ہی محدود نہیں بلکہ دونوں صنفوں کو لاحق ہو سکتا ہے۔ (نیز دیکھو ہسٹیریا)

**اختیاری مضمون** - نظام تعلیم میں طالب علموں کے لیے بعض مضامین لازمی ہوتے ہیں اور بعض اختیاری جن کا انتخاب طالب علم کی اپنی مرضی پر ہوتا ہے - لازمی مضمون میں طالب علم کا کامیاب ہونا ضروری ہے۔ اختیاری مضمون میں طالب علم کے نمبر کامیابی کے معیار سے کسی قدر کم ہوں۔ تو انہیں میزان میں شامل نہیں کیا جاتا۔ جس کا امیدوار کی کامیابی پر تو کوئی اثر نہیں پڑتا مگر ڈویژن Division بگڑ جاتا ہے۔

اختیاری مضمون سے مراد یہ بھی ہوتی ہے کہ چند مقررہ مضامین میں سے طالب علم یا امیدوار کوئی ایک یا زیادہ مضمون لے سکے۔

**اخروٹ** - (Walnut) اخروٹ ایک ناہموار اور سخت خول کا میوہ ہوتا ہے جو ایک درخت پر لگتا ہے ابتدا میں یہ درخت صرف یونان، آرمینیا اور افغانستان میں پایا جاتا تھا۔ مگر اب اور بہت سے ملکوں میں بھی ہونے لگا ہے۔

اخروٹ کا درخت کم و بیش ۶۰ فٹ اونچا ہوتا ہے اخروٹ کے چھلکے کو توڑنے پر اندر سے لذیذ گری نکلتی ہے۔ جو کھائی جاتی ہے۔ اخروٹ سے تیل بھی نکالا جاتا ہے جو وارنش اور مصوری کے مسالوں میں استعمال ہوتا ہے

اخروٹ کا درخت محض اس کا پھل حاصل کرنے ہی کے لیے نہیں لگایا جاتا۔ بلکہ لکڑی کا سامان بنانے کے لئے بھی اس کی لکڑی بہت کار آمد ہے اور فرنیچر

کے لئے بہترین لکڑی سمجھی جاتی ہے۔ بندوق کے دستے اسی لکڑی سے بنائے جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ بہت مضبوط اور پائدار ہوتی ہے۔ پاکستان میں اخروٹ کا درخت بہت کم دیکھنے میں آتا ہے تاہم ملک کے مختلف حصوں میں اس کے لگانے کا تجربہ کیا رہا ہے

## اخلاق۔ (Behaviour)

اخلاق خلق کی جمع ہے۔ اچھی یا بری عادتیں جو ہماری روزانہ زندگی میں رچ بس جاتی ہیں اچھے یا برے اخلاق کہلاتی ہیں اچھے اخلاق پسند کئے جاتے ہیں اور برے ناپسند۔ اسی لئے دنیا کے اخلاق کے ہر مکتب فکر نے اچھے اخلاق کو پسند کیا ہے اور برے کو ناپسند۔

عمدہ اخلاق مذہب اور عقل دونوں کی نگاہ میں پسندیدہ ہیں۔ اچھے اخلاق حقیقت میں مذہب کے تربیتی پہلو سے متعلق ہیں۔ کیونکہ مذہب ایک طرف تو اچھی باتوں کی تعلیم دیتا ہے اور دوسری طرف ان اچھی باتوں پر عمل کرنا بھی سکھاتا ہے۔ جب ہم اچھی باتوں کو جزو زندگی بنا لیتے ہیں تو ہم اچھے اخلاق کے حامل نظر آتے ہیں اور اگر ہم ایسا نہیں کر سکتے تو ہم بد اخلاق ہو جاتے ہیں۔

یونان میں سوفسطائیوں نے روح اخلاق کو فلسفے کے قالب میں ڈھال کر پیش کیا لیکن سقراط نے اس کے مباحث میں وسعت پیدا کی۔ ارسطو نے علم الاخلاق پر ایک کتاب لکھی۔ اہل مذہب نے روز اول ہی سے اخلاق کی اساس وحی الٰہی کے احکام پر رکھی۔ چنانچہ اسلام کی تمام اخلاقی تعلیمات انہی احکامات سے لی گئی ہیں۔

## اخلاق عامہ (General Behaviour)

جہاں تک گھریلو زندگی کا تعلق ہے ہمیں روزمرہ کے جان پہچان والوں سے اچھے اخلاق سے پیش آنا چاہئے اگرچہ خانگی زندگی میں مجلسی آداب نہیں برتے جاتے لیکن اپنے رشتہ داروں کے ساتھ ویسا ہی سلوک روا نہیں رکھنا چاہئے جیسا کہ اغیار سے کیا جاتا ہے۔ صبح اٹھتے ہی گھر کے بزرگوں اور نوکروں تک کو سلام اور خوش آمدید کہنا چاہئے۔ کھانے کی میز پر اتنی عجلت نہیں کرنی چاہئے کہ آپ ضروری آداب طعام فراموش کر کے قہوہ خانے کے آداب اختیار کر لیں۔ اخبار پڑھتے وقت اخبار کے سامنے اپنا منہ نہیں چھپا لینا چاہئے۔ کوئی خبر کتنی ہی اہم کیوں نہ ہو بداخلاقی کے لئے وجہ جواز نہیں بن سکتی۔ اگر آپ اپنے خطوط کھانے کی میز پر ہی پڑھنا چاہتے ہیں۔ تو دوسروں سے اجازت لے کر ایسا کریں۔ فراغت طعام کے بعد رواروی میں الوداعی سلام کہنا ہی نہ بھول جائیں۔

بیوی کا سارا وقت اکثر گھر کے کام کاج ہی کی نذر ہو جاتا ہے۔ وہ بھی شام کے وقت تھک کر چور ہو چکی ہوتی ہے۔ گھر کی آمدنی محدود ہو، کوئی خادم یا خادمہ نہ ہو تو خاوند کو ایسی پر بیوی کا ہاتھ ضرور بٹانا چاہئے۔ وزنی چیزیں اپنے ٹھکانوں پر رکھنا، کھانے کے کمرہ میں میز کرسیاں قرینے سے لگانا۔ میز پوش بچھانا۔ بیوی بچوں کی نشست کا انتظام کرنا اگرچہ چھوٹے چھوٹے کام ہیں لیکن ان سے گھر والی کو بڑی مدد ملتی ہے۔ اور اس کا بہت سا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔

ملاقاتیوں کی پذیرائی مشرقی طرز پر ہونی چاہئے۔ ملاقاتی خواہ کتنا ہی ناپسندیدہ ہو آپ کے برتاؤ میں فرق نہ آنا چاہئے۔ ساتھ ہی یہ خیال بھی رکھنا چاہئے کہ دوستوں اور ملاقاتیوں کی آؤ بھگت میں آپ اتنے بھی محو نہ ہو جائیں کہ گھر کے لوگوں سے بے اعتنائی برتنا شروع کر دیں۔ بچے کو بلاضرورت ڈانٹنا یا جھڑکنا مناسب نہیں۔ اس کے ساتھ بھی ویسی ہی خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہئے جیسا کہ کسی بڑے آدمی سے۔ گھر پر واپسی کے بعد آپ کتنے ہی زیادہ تھکے ہوئے کیوں نہ ہوں یہ نہ بھولئے کہ بیوی بھی گھر کے کام دھندے میں تھک چکی ہے۔ لہٰذا کبھی کبھی اسے شام کو سیر و تفریح کے لئے ضرور باہر لے جانا چاہئے۔ خواہ اس میں آپ کو تھوڑا بہت ایثار بھی کرنا پڑے۔ بچوں کی سالگرہ اور اپنا یوم عروسی بھولنے کی چیزیں نہیں ہیں۔

گاہے گاہے اپنی خادمہ اور اس کے گھر والوں کی مزاج پرسی بھی کر لینی چاہئے۔ اس سے آپ کے ماتحتوں کے دل میں آپ کی قدر و منزلت بڑھے گی۔ نوکر سے جھگڑتے وقت یہ خیال رکھا جائے کہ بچے اور ملازم کہیں قریب نہ ہوں، وغیرہ وغیرہ۔

**اخلاقیات** (Ethics) تعلیم و تربیت کے اس شعبہ کو اخلاقیات کے نام سے تعبیر کرتے ہیں جس کے ذریعہ اخلاق کی تربیت دی جاتی ہے۔

اخلاقیات میں وہ ساری تالیفات اور تصنیفات شامل ہیں۔ جن کا موضوع اخلاق ہو۔

اخلاقیات کا تعلق نفسیات سے براہ راست ہے اور معلمین اخلاقیات سوسائٹی کے بہت بڑے محسن خیال کئے جاتے ہیں۔

**اخلاقی کہانیاں**۔ کہانی کسے پسند نہیں انسان عمر کے ہر حصے میں اس سے دلچسپی لیتا ہے۔ انسانی زندگی کے ہر دور میں ہر قسم کی کہانیوں کے سننے کا شوق موجود رہا ہے۔

کہانی کا بنیادی مقصد تفریح ہوتا ہے جو تھکے ماندے انسان کو ذہنی سکون عطا کرتی ہے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ کہانی پڑھنے یا سننے والے پر غیر شعوری طور پر اثر ضرور کرتی ہے۔ اسی لئے تمام معلمین اخلاق کا اس پر اتفاق ہے کہ اخلاقی کہانیاں پڑھنے والوں کی زندگی کو آسانی سے سنوار سکتی ہیں اخلاقی کہانیوں کی کتابوں میں شیخ سعدی شیرازی کی کتاب "گلستان" کو بلند مقام حاصل ہے۔ اردو میں بھی اخلاقی کہانیوں کے بہت سے سلسلے شائع ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔

**اخلاقی اسلحہ بندی** (Moralarmament)

۱۹۲۰ء میں انگلستان میں ڈاکٹر فرینک بکمین (Dr. Frank Buchman) کی زیر سرکردگی ایک تحریک رائج ہوئی جسے آکسفورڈ گروپ تحریک (Oxford Group Movement) کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ تحریک اصل عیسائیوں پر مشتمل ہے جو اپنے آپ کو کسی بھی فرقہ سے متعلق ظاہر نہیں کرتے اور بعض ایسی رسومات کو انجام دیتے ہیں۔ جن میں اپنے گناہوں اور خطا کاریوں کا اعتراف و اقبال کرنا ہوتا ہے۔ ۱۹۳۶ء کے بعد بکمین نے دنیا بھر کا دورہ کیا اور اپنی تحریک کو توسیع دینے کی کوشش کی۔ اس تحریک نے ہٹلر کے خلاف ہتھیار بندی کی مخالفت کی اور کہا کہ ہمیں اپنے آپ کو مادی اسلحہ کی بجائے اخلاقی ہتھیاروں سے مسلح کرنا چاہیے اور اسی لئے ڈاکٹر بکمین کی تحریک کو "اخلاقی اسلحہ بندی" کی تحریک کہا جاتا ہے



جنگ کے دوران ڈاکٹر بکمین اور ان کے پیرو کاروں کے منہ سے یہ عجیب و غریب الفاظ بھی سننے میں آئے تھے کہ "ہٹلر کے وجود کے لئے خدا کا شکر ادا کرو" جس کے باعث ان پر نازیوں کی حمایت کا شبہ بھی کیا گیا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد اس تحریک کو پہلے سے زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی اور اس نے کئی نئے ممالک میں اپنے مراکز قائم کئے۔

**اخوان المسلمین**۔ جماعت اخوان المسلمین ۱۹۲۹ء میں مصر میں قائم ہوئی۔ اس کے بانی شیخ حسن البنا تھے جو اسمعیلیہ کے ایک گاؤں کے رہنے والے تھے انہوں نے اس تحریک کا آغاز تو ۱۹۲۲ء میں کیا تھا مگر ۱۹۲۹ء میں اسے باقاعدہ شکل دی گئی۔ اس تحریک کا منشا اسلام کے بنیادی عقاید کا احیاء اور ان کا سخت ترین نفاذ تھا۔ مگر بعد میں جماعت سیاسی شکل اختیار کر گئی۔ مصر میں یہ تحریک کافی مقبول ہوئی اور اس کی شاخیں نہ صرف مصر میں بلکہ دوسرے عرب ممالک مثلاً شام وغیرہ میں بھی قائم ہو گئیں۔ اسی انجمن نے اسرائیل کے خلاف جہاد کا اعلان کیا تھا۔ یہ انجمن دنیا کی نہایت منظم انجمنوں میں شمار ہوتی تھی۔ دوسری جنگ عظیم کے خاتمے پر اس انجمن کے اراکین کی تعداد بیس لاکھ کے لگ بھگ تھی اور مصر کے علاوہ دوسرے عرب ملکوں کی حکومتوں پر بھی اس کا بڑا اثر تھا اخوان المسلمین ۱۹۵۲ء میں مصر کے فوجی انقلاب کی حامی تھی مگر اس جماعت کی طرف سے جنرل نجیب اور جنرل ناصر کی بین الاقوامی خارجہ پالیسی کی بھی مخالفت ہوتی رہی۔ بلکہ ایک وقت تو اس کا مطالبہ یہ بھی ہو گیا تھا کہ حکومت مصر اپنی خارجہ پالیسی کی تصدیق اخوان المسلمین سے کرانا چاہیے۔ کہتے ہیں ۱۹۵۴ء میں اس جماعت کے بعض اراکین نے جنرل ناصر کو قتل کرنے کی ناکام کوشش کی۔ جس کے بعد یہ جماعت خلاف قانون قرار دے دی گئی اور اس کی املاک ضبط کر لی گئیں اس کے بعد اس جماعت کے رہنما شیخ حسن الہدیبی نے اپنا صدر مقام قاہرہ سے دمشق تبدیل کر لیا۔ مگر مصر اور شام کے الحاق کے بعد اس جماعت کی سرگرمیاں سرد پڑ گئیں۔ اور بالآخر اس جماعت کے اراکین نے اس کو ختم کرنے کا فیصلہ کر دیا

**ادارہ عالمی صحت** (World Health Organisation) اقوام متحدہ نے اپریل ۱۹۴۸ء میں اس ادارے کی بنیاد رکھی۔ اس کا مقصد صحت عامہ کے سلسلہ میں تمام ممالک کی ہر ممکن مدد کرنا ہے۔ ادارے کا مرکزی دفتر جنیوا میں ہے۔

**ادارہ محنت** I. L. O بین الاقوامی ادارہ محنت (International labour Organisation) کا سنگ بنیاد ۱۹۱۹ء میں رکھا گیا یہ ادارہ جمعیت الاقوام کی تنسیخ سے پہلے اس سے اشتراک عمل کرتا رہا۔ اب یہ ادارہ اقوام متحدہ U.N.O. کے ماتحت دوبارہ اپنا کام شروع کر چکا ہے۔ اس کے ذمہ مزدوروں کے متعلق اعداد و شمار فراہم کرنا اور مزدور اور سرمایہ دار کے مابین افہام و تفہیم کے ذریعے خوشگوار فضا پیدا کرنا ہے۔

**اداکاری** (Acting) اداکاری یا ایکٹنگ نقل اتارنے کے معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اداکار اس کا فاعل ہے۔

اداکاری فنون لطیفہ کا ایک شعبہ ہے۔ قدیم زمانے سے انسانی تہذیب و تمدن میں اداکاری کو ایک خاص مقام حاصل رہا ہے۔ قدیم یونانی اور آریہ تہذیب میں تمثیل نگاری ذرا [illegible] مذہبی عبادت کا ذریعہ سمجھی جاتی تھی۔ یونان کے حکما افلاطون اور ارسطو نے اس امر پر زور دیا ہے کہ نقالی انسانی فطرت میں داخل ہے۔ اسلام نے اداکاری کو پسند نہیں کیا۔ اسی لئے اسلامی عہد میں اس فن کو زیادہ فروغ حاصل نہیں ہوا۔ سائنس کے جدید دور میں اس فن میں کافی تبدیلیاں ہو چکی ہیں اور ناٹک کی جگہ فلموں کے رواج نے اداکاری کے فن کو کافی بدل دیا ہے۔

**ادائیگیوں کا توازن** (Balance of Payments) کسی ملک کی مجموعی بین الاقوامی تجارتی سودے بازی کا توازن جس میں اس قسم کی مدات شامل ہوتے ہیں جیسے سامان کی فروخت، قرضہ جات، سود، قرضہ جات کی ادائیگی سیاحوں پر اخراجات، نوآبادکاروں کو زرِ ترسیل وغیرہ وغیرہ آخری دونوں میں "غیر مرئی برآمد" کی واضح مثالیں ہیں یعنی اشیاء کی درآمد اور برآمد کی جاری کردہ فہرست میں ان کا ذکر نہیں ہوتا۔

**ادب** ۔ ادب عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کا مفہوم مختلف النوع ہے۔ ظہور اسلام سے قبل عربی زبان میں ضیافت اور مہمانی کے معنوں میں استعمال ہوتا تھا۔ بعد میں ایک اور مفہوم بھی شامل ہوا جسے ہم مجموعی لحاظ سے "شائستگی" کہہ سکتے ہیں۔ عربوں کے نزدیک مہمان نوازی لازمۂ شرافت سمجھی جاتی ہے۔ چنانچہ شائستگی، سلیقہ اور حسن سلوک یہ سب ادب کے معنوں میں داخل ہوئے۔ جو مہمانداری میں شائستہ ہوگا وہ عام زندگی میں بھی شائستہ ہوگا۔ اس سے ادب کے لفظ میں عام شائستگی بھی آگئی۔ اس میں خوش بیانی بھی شامل ہے۔ اسلام سے قبل خوش بیانی کو اعلیٰ ادب کہا جاتا تھا۔ گھلاوٹ، گداز، نرمی اور شائستگی یہ سب چیزیں ادب کا جزو بن گئیں۔ بنو امیہ کے زمانہ میں بصرہ اور کوفہ میں زبان کے سرمایہ تحریر کو مزید فروغ حاصل ہوا۔ اسی زمانہ میں گرامر اور صرف و نحو کی کتابیں لکھی گئیں تاکہ ادب میں صحت انداز بیان قائم رہے۔ ان کو بھی ادب ہی کہا گیا لیکن اب انہیں معاون ادب کہا جاتا ہے جدید دور میں ادب کے معنی مخصوص قرار دیئے گئے ادب کیلئے ضروری ہے کہ اس میں تخیل اور جذبات ہوں۔ ورنہ ادب کیا نہیں؟ ہر تحریری کارنامہ ادب کہلا سکتا ہے۔ فلسفہ، سائنس اور آرٹ تمام انسانی تحریری کارنامے ان تین لفظوں کے اندر سمٹ آتے ہیں۔

خواہش تخلیق انسان کی فطرت ہے۔ اسی جبلّی خواہش سے آرٹ پیدا ہوتا ہے۔ آرٹ اور دوسرے علوم میں یہی فرق ہے کہ اس میں کوئی مادی نفع مقصود نہیں ہوتا یہ بے غرض مسرت ہے۔ ادب، آرٹ کی ایک شاخ ہے۔ جسے "فن لطیف" بھی کہہ سکتے ہیں۔ ادب کے متعلق چند مغربی مفکروں کے آراء یہ ہیں۔

میتھو آرنلڈ "وہ تمام علم جو کتابوں کے ذریعے ہم تک پہنچتا ہے، ادب کہلاتا ہے" کارڈینل نیومین (Idea of University) میں کہتا ہے "انسانی افکار و خیالات اور احساسات کا اظہار زبان اور الفاظ کے ذریعہ ادب کہلاتا ہے" نارمن جورک کہتا ہے "ادب مراد ہے اس تمام سرمایہ خیالات و احساسات سے جو تحریر میں آچکا ہے اور جسے اس طرح ترتیب دیا گیا ہے کہ پڑھنے والے کو مسرت حاصل ہوتی ہے" سر والٹر پیٹر لکھتا ہے "ادب

نفس کاملۂ انسانی کی تصویر اس انداز سے کھینچتا ہے کہ اس کے کمالاتِ معنوی اور فضائل باطنی کا جمال اس میں پوری طرح کھنچ آئے۔"

**ادبیات عالیہ** (Classics) قدیم زمانہ اور صدیوں کا مسلّم ادب۔ یہ لفظ اب ہر زبان کی معیاری ادبیات کے لئے بھی مستعمل ہے۔

**ادرک** (Ginger) ادرک پاک و ہند کی ایک قدیم نباتات کی قسم کی چیز ہے جو پودے کی شکل میں زمین سے اگتی ہے۔ اس کے تنے میں لطیف مہک ہوتی ہے۔ اس کی شکل ناہموار آلو سے ملتی جلتی ہے جو تنے کے ساتھ پتوں میں لپٹی ہوئی ہوتی ہے اس کا رنگ بھورا ہوتا ہے۔ سالن میں ڈالنے کے علاوہ بیشتر دواؤں میں بھی استعمال ہوتی ہے۔ عام طور پر اس کا عرق دواؤں میں ڈالا جاتا ہے۔ بلغم کے مریض کے لئے ادرک بہت مفید چیز ہے۔ جنجر کا سوڈا واٹر ادرک کے عرق سے ہی تیار کیا جاتا ہے۔

برصغیر ہند و پاکستان، چین، مغربی افریقہ، جزائر غرب الہند اور وسطی امریکہ میں اس کی کاشت ہوتی ہے۔ جمیکا کی ادرک دنیا بھر میں بہترین قسم کی ادرک سمجھی جاتی ہے۔

اس کا پورا قد ۲ فٹ اونچا اور پھول زردی مائل سفید ہوتے ہیں۔ جن سے ادرک کی مہک آتی ہے ان دنوں پاکستان میں ادرک کی کاشت ہر جگہ ہو رہی ہے۔
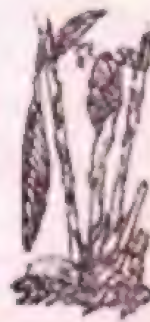
**ادریس علیہ السلام** ۔ اللہ کے نبی جن کو صدیق اور صابر کہا گیا ہے قرآن مجید کی سورہ مریم اور انبیاء میں ان کا ذکر آیا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ دنیا میں سب سے پہلے آپ نے ہی فنِ تحریر ایجاد کیا۔ کپڑے قطع کرنا اور سینا بھی انہوں نے ہی شروع کیا۔ اس کے علاوہ وہ علم الافلاک اور علم الادویہ سے بھی واقف تھے۔

ان کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ وہ فوت نہیں ہوئے بلکہ اٹھا لئے گئے ہیں۔ توریت کا بیان ہے کہ وہ زندہ آسمان پر گئے۔ بعض کا خیال ہے کہ اٹھائے جانے کے بعد ان کی موت واقع ہوئی۔ واللہ اعلم بالصواب

**ادریس اول** (سید محمد ادریس السنوسی) لیبیا (Libya) کے بادشاہ ہیں ۱۸۹۰ء میں پیدا ہوئے۔ سید محمد المہدی کے فرزند ہیں۔ ان سے پہلے ان کے چچا سید احمد ادریس السنوسی فرقہ سنوسیہ کے سربراہ تھے آپ اپنے چچا کے جانشین ہیں پہلے آپ سارینیکا کے امیر بنے اور دسمبر ۱۹۵۱ء میں شاہ لیبیا ہوئے۔

**ادھار پٹے کا قانون** (Lend and Lease Act) ۱۹۴۱ء میں امریکن کانگرس نے صدر امریکہ کو اس امر کا اختیار دے دیا کہ وہ ہر اس ملک کو جس کا تحفظ امریکہ کے نقطہ نظر سے اہم ہو سامان جنگ ادھار پٹے پر دے دے چنانچہ اس قانون کے تحت ۴۳۰ کروڑ کا سامان جنگ مشترکہ دفاع کے لئے دیگر ممالک کو بھیجا گیا۔

**ادیب** (اولیس احمد) اولیس احمد ادیب یکم جنوری ۱۹۱۳ء کو جھانسی (بھارت) میں پیدا ہوئے آبائی وطن روڑ کی ضلع سہارنپور ہے ۱۹۳۲ء میں بی۔ اے آنرز کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۳۵ء میں ایم۔ اے اردو میں پاس کیا۔ کچھ عرصہ سرو نچ قلم ایڈیشن کے مدیر رہے جو لکھنؤ سے نکلتا تھا۔

۱۹۳۷ء میں الہ آباد یونیورسٹی کے شعبہ اردو میں بحیثیت ریسرچ سکالر کام کیا۔ آگرہ سے معاشیات کا ایم۔ اے کیا۔ ۱۹۳۸ء میں مسلم کالج کانپور میں پروفیسر مقرر ہوئے آپ کی مشہور مطبوعات میں "اردو کا پہلا ناول نگار" "اردو کا پہلا شاعر" "ماہ عرب" "بیوی کے فرائض" "ایکسیڈنٹ" "کی آپ بیتیاں" وغیرہ شامل ہیں۔

تنقیدی مضامین و کتب لکھتے وقت آپ کے انداز بیان میں متانت، سنجیدگی، تنوع اور جامعیت ہوتی ہے۔ ڈراما لکھتے وقت انداز بیان پر جذبات زیادہ غالب ہوتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے جملے درد و اثر میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں۔ اصلاحی سماجی مضامین میں شگفتگی کے ساتھ ساتھ متانت کو قائم رکھتے ہوئے اصلاح کی

کوشش کرتے ہیں۔ ان کے افسانوں کی زبان سادہ اور عام فہم ہے۔

**ادیب مالیگانوی۔** پیدائش ۱۹۰۹ء بمقام مالیگاؤں۔ ابتدائی تعلیم ختم کرنے کے بعد آپ نے ملازمت اختیار کر لی۔ شاعری کا شوق بھی رکھتے تھے۔ اول اول حضرت تجمل جلالپوری سے مشورہ سخن کرتے رہے۔ پھر مولانا قدیر مرحوم سے اصلاح لینے لگے۔ آپ کا کلام اخبارات اور رسائل میں شائع ہوتا رہا ہے۔ اور شعر کی تقریباً ہر صنف میں آپ نے بھی طبع آزمائی کی ہے

**ادیب مرزا** (دیکھو مرزا ادیب)

**ادیس بابا۔** (دیکھو عدیس ابابا)

**اذان۔** اذان کے لغوی معنی ہیں آگاہ کرنا سنا دینا۔ لیکن اصطلاحاً اس آواز کو کہتے ہیں جو سارے دن میں پانچ مرتبہ مسلمانوں کو نماز میں شرکت کی دعوت دینے کے لئے بلند کی جاتی ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مکی زندگی تک اسلام میں اذان کا طریقہ رائج نہیں ہوا تھا۔ ہجرت مدینہ کے بعد جب ذرا انہیں چین نصیب ہوا اور اسلام رفعت پھیلنے لگا۔ تو اس بات پر غور کیا جانے لگا کہ مسلمانوں کو اوقات نماز پر جمع کرنے کے لئے کیا طریق اختیار کیا جائے۔ کئی تجاویز پیش ہوئیں ان میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اذان کی تجویز منظور ہوئی۔ اذان میں جو الفاظ کہے جاتے ہیں ان میں اللہ کی بڑائی بیان کی جاتی ہے اور مسلمانوں کو بھلائی اور نیکی کی طرف آنے کی دعوت دی جاتی ہے۔ صبح کی اذان میں دو مرتبہ الصلوٰۃ خیر من النوم (نماز نیند سے بہتر ہے) کے الفاظ پڑھا دیئے جاتے ہیں۔ رسول خدا صلعم کی مبارک زندگی تک حضرت بلالؓ اس خدمت پر مامور رہے۔

**اذکاول، کریم** (Azkoul, Karim) ملک لبنان کے مشہور مفکر ہیں ۱۹۱۵ء میں پیدا ہوئے۔ پیرس (Paris) برلن (Berlin) بون (Bonn) اور میونخ (Munich) کی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کی ۳۶-۱۹۳۱ میں لبنان کے مختلف کالجوں میں تاریخ عربی اور فرانسیسی ادب اور فلسفہ کے پروفیسر رہے۔ ۱۹۴۲ء بیروت کے ایک پبلشنگ ہاؤس اور رسالہ "عرب ورلڈ" (Arab World) کے ڈائرکٹر رہے۔ ۱۹۵۰ء سے انجمن اقوام متحدہ U.N.O. میں بطور مستقل لبنانی نمائندہ کے کام کر رہے ہیں۔

**اڈاہو** Idaho جمہوریہ امریکہ کی ایک ریاست جس کا رقبہ ۸۴ ہزار مربع میل اور آبادی ۴۶۷۶۰۰ افراد کے لگ بھگ ہے دارالحکومت بوائس (Boise) ہے باشندے زیادہ تر مارمن مذہب کے پیرو ہیں یہ ریاست ۱۸۹۰ء سے جمہوریہ امریکہ کا حصہ ہے۔

**اڈونس۔** (Idonis) یونانی علم الاصنام (Mythology) میں ایک خوبصورت نوجوان جس سے زہرہ Venus محبت کرتی تھی ایک دن جبکہ وہ شکار کے لئے باہر گیا ہوا تھا تو ایک جنگلی سور نے اسے ہلاک کر دیا۔ اس پر زہرہ کی آنکھوں سے زار و قطار آنسو جاری ہو گئے۔ اور جس زمین پر وہ آنسو گرے وہاں گل و لالہ اگ آئے۔ زہرہ کے صدمہ کو دیکھ کر پلوٹو (Pluto) نے ایڈونس کو اجازت دے دی کہ وہ سال میں چھ ماہ زمین پر زہرہ کے ساتھ گزار سکتا ہے یونانی اس کی پرستش کرتے تھے۔

**اراراٹ (پہاڑ)** (Ararat Mountain) ارمینیا اور ترکی کی سرحد پر جو سلسلہ کوہ واقع ہے اسے اراراٹ کہتے ہیں۔ اس کے دو حصے اراراٹ کبیر اور اراراٹ صغیر ہیں۔ اراراٹ کی بلند ترین چوٹی جو سطح سمندر سے تقریباً سترہ ہزار فٹ اونچی ہے ترکی میں واقع ہے۔ کوہ جودی جہاں طوفان کے بعد حضرت نوح کی کشتی جا کر ٹھہری، بعض لوگوں کے خیال کے مطابق اسی اراراٹ کی ایک شاخ ہے۔ تورات کے شارحین کا خیال ہے کہ جودی اس سلسلہ کوہ کا نام ہے جو اراراٹ اور جارجیا کے پہاڑی سلسلہ کو باہم ملاتا ہے آٹھویں صدی عیسوی تک یہاں پر ایک معبد اور ہیکل موجود تھا جو کشتی کے معبد کے نام سے موسوم تھا۔

**اراروٹ** - (Arrowroot) میدہ کی قسم کا ایک مادہ ہے جو جزائرِ غرب الہند کے ایک درخت کی جڑ سے نکالا جاتا ہے۔ جنوبی امریکہ کے ہندی لوگ زہر میں بجھے ہوئے تیر کے زخم کا تریاق ایک درخت کی جڑ سے تیار کرتے تھے جس کو غلطی سے مرنیٹا کا درخت تصور کر لیا گیا تھا۔ اسی تعلق سے مرنیٹا کی جڑ سے جو غذائی مادہ حاصل کیا گیا اس کا نام بھی ایروروٹ یعنی "تیر کی جڑ" رکھ دیا گیا۔ یہ مختلف ملکوں میں مختلف پودوں کی جڑوں سے بنایا جاتا ہے۔ انگلستان سے جو اراروٹ آتا ہے وہ آلو سے بنتا ہے۔

**اراکان** - مشرقی پاکستان کے ضلع چاٹگام کا اہم سرحدی علاقہ ہے جو برما کی حکومت میں شامل ہے اور اس کی حیثیت ایک کمشنری یا ڈویژن کی ہے۔ یہ علاقہ چار سو میل لمبا اور پندرہ سے نوے میل تک چوڑا ہے۔ زیادہ تر نشیبی اور دلدلی ہے۔ یہاں چاول، نیشکر، اور پٹ سن کی پیداوار کافی ہوتی ہے یہاں کی آبادی بُدھ مذہب کے پیروؤں اور مسلمانوں پر مشتمل ہے۔

**ارتداد** - عربی لفظ ہے جس کا مادہ رَدّ ہے اسلام سے منحرف ہو جانے کو ارتداد کہتے ہیں۔ مرتد اس کا اسمِ فاعل ہے اسلام نے مرتد کے لئے سزائے موت کا حکم دیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جب عرب میں فتنۂ ارتداد شروع ہوا۔ تو آپ نے اس کو سختی سے دبا دیا۔ ۱۹۲۳ء میں جب برصغیر ہند میں فتنۂ ارتداد کی وبا شروع ہوئی۔ جسے ہندوؤں نے شدھی کا نام دیا تھا تو مسلمانوں نے بڑی سختی سے اس کا مقابلہ کیا اور اسے ختم کر کے چھوڑا۔

**ارتفاع** Altitude, Elevation

لغوی معنی رفعت یا بلندی کے ہیں، خواہ یہ بلندی مکان کی ہو یا پہاڑ کی یا کسی درخت کی۔ اصطلاحی طور پر کئی معنوں میں آتا ہے۔

مثلاً (۱) کسی مثلث کے راسی نقطہ سے اس کے قاعدے پر جو عمود کھینچا جائے وہ اس مثلث کا ارتفاع کہلاتا ہے۔

(۲) سکیل ڈرائنگ میں کسی ٹھوس جسم کے سامنے کا منظر جو بذریعہ پیمانہ ظاہر کیا جائے۔

(۳) توپچی اصطلاح میں وہ زاویہ جس پر کسی توپ کی نالی کو رکھا جائے تاکہ اس کا گولہ مطلوبہ فاصلے پر جا گرے۔

(۴) ارتفاع یا تو سیدھے طریق سے ناپا جاتا ہے یا زاویے کے ذریعے۔ جس زاویہ کے برابر بلندی ہو وہ زاویہ بلندی کہلاتا ہے۔ مثلاً کسی پہاڑ کی چوٹی کی بلندی معلوم کرنی ہو۔ تو اس چوٹی کا زاویہ بلندی معلوم کیجیے۔ پھر اس زاویے سے علم مثلث ٹرگنامیٹری (Trigonometry) مثلث کے ذریعے پہاڑ کی بلندی معلوم کر سکتے ہیں اس میں اس جگہ کی سطح سمندر شامل کر دیجئے جہاں آپ کھڑے ہوں تو اس کا مجموعہ پہاڑ کی چوٹی کی سطح سمندر سے بلندی ہو گی۔ یہ بلندی کا زاویہ ایک آلہ کے ذریعے دریافت کیا جاتا ہے جس کو سیکسٹنٹ (Sextant) کہتے ہیں۔

زمین پر ستارے کا زاویہ ناپنے کا طریق بھی قدیم عربوں کی ایجاد ہے اس مطلب کے لئے انہوں نے ایک آلہ ایجاد کیا تھا جس کا نام اصطرلاب تھا۔ زمانہ حال میں زاویے کی پیمائش سیکسٹنٹ (Sextant) سے کی جاتی ہے جو اصطرلاب ہی کی ایک اصلاح شدہ صورت ہے۔

**ارتفاع پیما** (Altimeter) ایک آلہ ہے جس کے ذریعے ہوا باز اثنائے پرواز میں زمین سے بلندی کا اندازہ کرتے ہیں۔ یہ آلہ دراصل کھڑی کی شکل کا ایک مقیاس الہوا (Barometer) ہوتا ہے اور اس کی بناوٹ بھی دباؤ کی کمی بیشی کے اصول پر ہے۔ جوں جوں ہم اوپر جاتے ہیں ہوا کا دباؤ کم ہوتا جاتا ہے۔ اور اسی کمی کی رفتار یا مقدار سے بڑھائی یا بلندی کا اندازہ کیا جاتا ہے دباؤ کی اکائی ملی بار Millibar کہلاتی ہے ایک ملی بار دباؤ کی کمی ۳۰ فٹ کی بلندی کو ظاہر کرتی ہے۔

اس آلہ سے صحیح اندازہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے صفر کے درجے کو اس مقام کے دباؤ کے مطابق کر لیا جائے جہاں سے اندازہ کرنا مقصود ہے چونکہ بلندی کا اندازہ سطح سمندر سے کیا جاتا ہے اس لئے اصل صفر سطح سمندر ہے اور یہ ظاہر ہے کہ باقی تمام جگہوں کی بلندی کسی حالت میں بھی یکساں نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ہمیں اس جگہ کی بلندی کو صفر متصور کرنا پڑیگا جہاں سے ہم پرواز کر رہے ہوں مثلاً ہم لاہور سے بلندی لینا چاہتے ہیں تو لاہور کی سطح سمندر سے بلندی ہمارا صفر ہوگا۔ بالفاظ دیگر کل بلندی کا اندازہ کرکے لاہور کی سطح سمندر سے بلندی کو اس میں سے منہا کر دینے سے لاہور پر ہوائی جہاز کی بلندی حاصل ہو جائے گی۔

ارتقاء ۔ (دیکھو نظریہ ارتقاء)

ارجنٹائن۔ (Argentina) جنوبی امریکہ کی سب سے زیادہ ترقی یافتہ جمہوری ریاست۔ رقبہ دس لاکھ مربع میل اور آبادی ایک کروڑ بیس لاکھ کے قریب ہے۔ ذریعہ معیشت زراعت ہے گیہوں اور جو کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔ گھاس کے میدان وسیع ہیں جہاں مویشی کثرت سے پالے جاتے ہیں۔ خام مال دساور کو جاتا ہے جس میں گیہوں، جو، خشک گوشت، اون، کھالیں پنیر وغیرہ شامل ہیں۔ اس کے عوض صنعتی مال درآمد کیا جاتا ہے۔ بیونس ایرس (Buenos Aires) جنوبی امریکہ کا بڑا شہر اور ارجنٹائن کا صدر مقام ہے۔
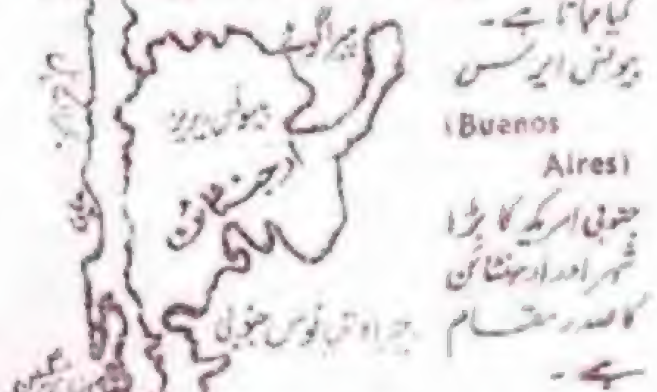
اردشیر (ایرانی) Artaxerxes اس نام کے چار بادشاہ ہوئے۔ جن میں اردشیر اول ۴۶۵ - ۴۲۴ ق م تک حکمران رہا۔ اس کا دایاں ہاتھ بائیں سے قدرے لمبا تھا اس لئے اسے "طویل دست" بھی کہتے ہیں۔ مشہور یونانی جرنیل Themistecles عمر کے آخری ایام میں اس سے آملا اور بقیہ عمر اسی کے دربار میں گزار دی۔ اردشیر دوم جسے Mnemon بھی کہتے ہیں۔ ۴۰۴ - ۳۵۹ ق م تک حکمران رہا۔ سپاہی منش انسان تھا اس نے اپنے بھائی سائرس کو جس نے بغاوت کا اعلان کیا تھا۔ ۴۰۱ ق م میں شکست دی۔ ۳۸۷ ق م میں اپنے وقت کی سب سے بڑی فوجی طاقت سپارٹا کو شکست دے کر اس کو ذلت آمیز شرائط ماننے پر مجبور کر دیا۔ اردشیر سوم جسے Ochus بھی کہتے ہیں۔ اردشیر ثانی کا بیٹا تھا۔ اس نے تخت سلطنت پر بیٹھتے ہی اپنے تمام عزیز و اقربا کو تہ تیغ کر دیا۔

مصر میں اس نے اپیس (Apis) کے متبرک سانڈ کو ہلاک کر کے اس کا گوشت سپاہیوں میں تقسیم کر دیا۔ یہ بات اس کے ایک خواجہ سرا بگوآس (Bagoas) کو ناگوار گزری اور اس نے اردشیر کو زہر دے کر ہلاک کر دیا۔ اس نے ۳۵۹ ق م سے ۳۳۸ ق م تک حکومت کی۔ اس کا عہد حکومت تاریخ عالم میں پر آشوب دور شمار کیا جاتا ہے۔

اردشیر چہارم یا اردشیر بابکان اس کا عہد حکومت ۲۱۱ سے ۲۴۱ عیسوی تک رہا۔

اس کے تخت نشین ہونے سے خاندان ساسان کی حکومت کا آغاز ہوا۔ اس نے قدیم ماگی (Magi) مذہب کو پھر رائج کیا اس نے قوانین ملک کی اصلاح کی اور تعلیم کو فروغ دیا۔ اردشیر چہارم جسے بعض اوقات اردشیر اول بھی کہا جاتا ہے پاپک (Papak) کا بیٹا تھا۔ اور ابتدا میں فارس کے حکمران اردنا جنس (Artabnus) کا باجگزار تھا۔ ۲۲۶ - ۲۲۷ میں اس نے ارسید (Arsacid) خاندان کے آخری فرمانروا کے خلاف علم بغاوت بلند کر کے اسے ہرمز (Hormuz) کے مقام پر شکست دے کر ہلاک کر دیا اور خود فارس کے تخت پر بیٹھ گیا۔ اس نے مرو، بلخ اور خوارزم کو فتح کیا کشان، توران وغیرہ کے بادشاہوں نے اس کی اطاعت قبول کی۔ اسنے ہندوستان پر حملہ کر کے پنجاب سے بھی خراج وصول کیا۔

زمین کے گرد گردش کرنے والا طیارہ

**اُردن (شرق)** (دیکھیے شرق اردن)

**اُردو** - اردو زبان اس ہندی اور بھاشا کی ایک شاخ ہے جو دہلی اور میرٹھ کے آس پاس بولی جاتی تھی اور جس کا تعلق قدیم پراکرت سے تھا یہی بھاشا دراصل اردو کی ماں ہے۔

اردو ترکی لفظ ہے۔ جس کے معنی لشکر کے ہیں جب مسلمان فاتحین دہلی پر قابض ہوئے تو غیر ملکی لشکریوں کو مقامی لوگوں سے بات چیت کرنے کے لئے جو زبان استعمال کرنی پڑی۔ وہی بعد میں اردو کہلائی۔ اس زبان کو ہندستانی بھی کہا جاتا ہے۔ تاہم اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ فارسی زبان کی آمیزش نے اردو زبان کے دامن کو علمی موتیوں سے بھر دیا ہے۔ چنانچہ اردو ادب و شعر میں وہی انداز اختیار کیا گیا ہے جو فارسی زبان کا طرہ امتیاز رہا ہے۔

دکن اور پنجاب نے اردو زبان کی بیش بہا خدمات انجام دی ہیں بد قسمتی سے بھارت کا ایک طبقہ اردو کے نام سے چڑتا ہے۔ اور اسی نے اس کو ہندوستانی کا نام دیا۔ مگر اب اس میں سنسکرت اور ہندی کے ایسے مشکل الفاظ ٹھونسے جا رہے ہیں۔ جو اچھے اچھوں کی سمجھ سے بالا ہیں اردو دشمنی کے باوجود خود ہندوؤں میں بھی اردو کے بڑے اچھے اور قادر الکلام شاعر ہوئے ہیں

**اُردو کالج** - ڈاکٹر مولوی عبد الحق اور سید تقی الدین مرحوم کی کوششوں سے اردو کالج ۱۹۴۹ء میں کراچی میں قائم ہوا اور سید محی الدین اس کے پہلے پرنسپل مقرر ہوئے نو برس کے بعد آج بھی یہ کالج پاکستان بھر میں اپنی نوعیت کا واحد تعلیمی ادارہ ہے۔ جہاں تمام مضامین کی تعلیم اردو کے ذریعے دی جاتی ہے۔ ۱۹۵۰ء میں کالج کے اساتذہ کی تعداد دس اور طلباء کی ۲۶۹ تھی۔ اس وقت سندھ یونیورسٹی نے اس کالج کا الحاق منظور کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ لیکن اخبارات اور عوام کے مسلسل احتجاج کی وجہ سے اس کو اپنا یہ فیصلہ بدلنا پڑا۔ الحاق کے بعد طلباء کی تعداد آٹھ سو اور اساتذہ کی چالیس ہو گئی اس کے علاوہ اردو، فارسی، عربی، تاریخ اور تاریخ اسلام کے مضامین کے لئے ایم۔ اے کی جماعتیں بھی کھول دی گئیں۔ یکم اگست ۱۹۵۰ء سے اردو کالج میں تجارت، (کامرس) کے مضمون کی تعلیم اردو زبان میں شروع کر دی گئی، ریاضیات اور جغرافیہ کے شعبے بھی قائم کر دیئے گئے اب اس کالج میں فنون، تجارت، سائنس اور قانون کی تعلیم بھی اردو کے ذریعے ہی دی جاتی ہے یہ پاکستان کا واحد کالج ہے۔ جہاں یہ چار شعبے بیک وقت قائم ہیں۔ اس وقت اردو کالج میں سولہ سو طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور ۵۷ اساتذہ تدریس علمی اور تصنیف و تالیف کے کام میں معروف ہیں کالج کا کتب خانہ پاکستان کے دوسرے تعلیمی کتب خانوں کے مقابلے میں ممتاز حیثیت رکھتا ہے اس کتب خانے کے لئے جامعہ عثمانیہ اور دار الترجمہ حیدر آباد دکن کی کتابیں بڑی محنت اور تلاش کے بعد مہیا کی گئی ہیں۔ سید تقی الدین مرحوم کے بعد عبد الرحمن صدیقی مرحوم کالج کے سیکرٹری مقرر ہوئے اور ان کے انتقال پر حکیم محمد احسن صاحب کو کالج کا سیکرٹری مقرر کیا گیا۔ [illegible] آفتاب حسن اس کے پرنسپل رہے اس کالج کا شمار پاکستان کے بہترین تعلیمی اداروں میں ہوتا ہے۔

**ارسطو** (Aristotle) یونان کا مشہور فلاسفر جو ۳۸۴ء تا ۳۲۲ء قبل مسیح زندہ رہا۔ یہ اپنے وقت کا جلیل القدر اور قابل شخص تھا۔ اسے فیلسوف اکبر اور معلم اول بھی کہا جاتا ہے۔ ارسطو حکیم افلاطون کا شاگرد تھا۔ اور اپنی ذہانت اور قابلیت کی وجہ سے استاد کو بہت عزیز تھا۔

حصول تعلیم کے بعد ارسطو مقدونیہ گیا۔ جہاں کے بادشاہ فیلقوس نے اسے اپنے بیٹے سکندر کی تعلیم و تربیت پر مامور کیا۔ آٹھ سال میں ارسطو نے سکندر کو تمام علوم و فنون سے بہرہ ور کر دیا۔ ارسطو سکندر کی فتوحات کے سلسلے میں اس کے ساتھ بھی رہا۔

ارسطو نے مختلف علوم پر تقریباً ۱۲۰ کتابیں لکھی ہیں۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے کائنات کی فطرت کا مطالعہ باقاعدگی سے کیا۔ اس کو شاعری اور سیاست

سے بھی گہرا لگاؤ تھا۔ یورپ والوں نے اسی کے فلسفے پر اپنے فلسفے کی بنیاد رکھی۔

**ارسلان۔** (دیکھو الپ ارسلان)

**ارشمیدس۔** (Archimedes) حضرت مسیح علیہ السلام سے تین صدی قبل کا ایک سائنسدان یہ اپنے زمانہ میں حساب کا ماہر تھا۔ اس نے مختلف اقسام کی مشینیں ایجاد کی تھیں۔ لیور (Lever) اور ایک خاص قسم کا پیچ جو "ارشمیدی پیچ" کہلاتا ہے اس کی مشہور ایجادیں ہیں۔

اس کی سب سے قیمتی تحقیقات یہ تھی کہ پانی میں ٹھوس چیزوں کا وزن اسی قدر کم ہو جاتا ہے جس قدر پانی اس ٹھوس چیز کی وجہ سے اپنی جگہ سے ہٹ جاتا ہے۔ اس تحقیقات نے آگے چل کر فن جہاز رانی اور غبارہ وغیرہ کی تعمیر اور ترقی میں کافی مدد دی ہے۔ اس کے تجویز کردہ بہت سے دوسرے نظریات بھی ایسے ہیں کہ جن کے بغیر آج علم طبیعیات Physical Science موجودہ عروج پر نہیں پہنچ سکتا تھا۔

**ارض روم** (Erzerum) ایشیائے کوچک کا ایک مشہور شہر جو اسی نام کی ایک ولایت کا دارالحکومت ہے یہ ایک زرخیز مقام ہے اور سطح سمندر سے ۶۲۰۰ فٹ بلندی پر واقع ہے۔ یورپ اور ایشیا کے درمیان ایک اہم تجارتی منڈی ہے یہاں لوہے اور تانبے کا کام بہت عمدہ ہوتا ہے۔ ارض روم (Erzerum) ۱۵۱۶ء میں ترکوں کے ہاتھ آیا۔ ۱۸۲۸ء میں اسے روسیوں نے فتح کر لیا۔ ۱۸۹۵ء میں یہاں ارمینیوں نے بغاوت کی اور حکومت کے ہاتھوں بہت سے مارے گئے۔ ۱۹۱۶ء میں اسے روسیوں نے دوبارہ فتح کر لیا۔ شہر ارض روم کی آبادی ۳۳ ہزار کے قریب ہے۔ اور اس ولایت کی کل آبادی ۶۰۰۰۰۰ نفوس پر مشتمل ہے۔

**ارض الوقف۔** وہ قطعہ یا قطعات زمین جو کسی قومی یا مذہبی ادارے (مسجد، مدرسہ، خانقاہ وغیرہ) کی مالی امداد کے لئے مخصوص ہوتے ہیں۔ یہ وقف شدہ زمین کسی فرد کی ملکیت نہیں رہتی۔ بلکہ ایک قومی امانت سمجھی جاتی ہے۔ چنانچہ وقف ایکٹ "قانون اوقاف" اس قسم کی قومی امانتوں اور ملکیتوں کا کفیل اور محافظ ہے۔

**ارضیات۔** (دیکھو طبقات الارض)

**ارضیاتی جائزہ** (Geological Survey) سطح زمین کے داخلی اور خارجی قدرتی وسائل کا جائزہ لینا۔ معدنیات، آبی وسائل اور دوسرے جغرافیائی امور کا پتہ چلانا اور زمین کی درجہ بندی کرنا یہ تمام امور ارضیاتی جائزے میں شامل ہیں۔ موجودہ زمانے میں ہر ترقی یافتہ ملک میں اس مقصد کے لئے ایک باقاعدہ محکمہ قائم ہے جو وہاں کے ارضیاتی وسائل کا جائزہ لیتا ہے۔ اور نئے نئے وسائل دریافت کرنے کے لئے مصروف تحقیق رہتا ہے۔

**ارغن یا ارغنون** (Organ) ایک قسم کا باجا ہے جس میں ایک سے زیادہ نلکیاں لگی ہوتی ہیں اور جن میں ہوا دھونکنیوں کے ذریعے پہنچائی جاتی ہے۔ ساتھ ہی آواز کو پست و بلند کرنے کے لئے چابیاں لگی ہوتی ہیں سروں کے لئے وقفے یا مدارج مقرر ہیں۔

کہتے ہیں یہ باجہ افلاطون نے ایجاد کیا تھا۔

**اری ڈانس** (Eridauns) جس طرح نصف کرہ شمالی میں۔ دب اکبر کے ذریعے جسے سات سہیلیوں کا جھرمٹ یا "بنات النعش" بھی کہتے ہیں رات کے وقت قطبی ستارے کا تعین ہو سکتا ہے اور شمال کا صحیح رخ معلوم ہو جانے پر باقی تین اطراف بھی متعین کر سکتے ہیں بعینہ اسی طرح ہیئت دانوں نے جنوبی نصف کرہ ارض پر بھی ستاروں کا ایک جھرمٹ معلوم کیا ہے جن

کا نام انہوں نے اری ڈانس تجویز کیا ہے۔ یہ جبرٹ برطانور کے جنوب میں واقع ہے اور اس کے بڑے ستارے کا نام "ایشار" ہے۔ جس سے جنوبی نصف کرہ میں جنوب کا صحیح رخ متعین کیا جا سکتا ہے۔

اڑنا۔ ہوا میں پرواز کرنا۔ فضاؤں میں تیرنا پروں کی مدد سے ہوا پر تیرنا۔

جب پہلے پہل انسان نے پرندوں کو پروں کی مدد سے فضا میں اڑتے دیکھا۔ تو اس نے خیال کیا کہ کیا وہ بھی اڑ سکتا ہے۔ چنانچہ وہ تخیل کی دنیا میں خیالی پروں کے ذریعے ہزاروں سال اڑتا رہا اس نے اڑن کھٹولے بنائے ہوائی رتھ تیار کئے۔ تخت رواں اڑائے، کبھی کل کے گھوڑے پر سوار ہوا اور لاکھوں میل اڑتا چلا گیا کبھی کوئی جادو کا گلکا تیار کیا، منہ میں رکھا اور یہ جا وہ جا! ہزاروں میل کا چکر ان واحد میں کاٹ آیا۔ جنوں اور پریزادوں کے پروں پر سوار ہو، پرستانوں میں جا پہنچا۔ کوہ قاف کی سیر کی، پریوں سے بیاہ رچایا اور پھر وطن مالوف کو لوٹ آیا۔ غرض ایک اڑنے کے تصور نے انسان کو ہزاروں پروں کے ساتھ اڑایا اور آخر وہ دن بھی آ گیا۔ جب اس نے فولاد کے پروں کے ساتھ فضا میں اڑنا شروع کر دیا۔ اب اس کی اپنی پرواز آواز سے بھی زیادہ تیز ہے۔ اور وہ سفر جو کبھی سالوں میں طے ہوا کرتے تھے آج انہیں پروں کی بدولت گھنٹوں میں طے ہونے لگے ہیں۔

اڑن گلہری (Flying Squirrael) یہ گلہریاں جنوبی ایشیا اور شمالی امریکہ میں پائی جاتی ہیں اور کئی قسم کی ہوتی ہیں۔ ان کی جلد میں اگلے پاؤں سے پچھلے پاؤں تک پیراشوٹ (Parachute) کی طرح کا ایک جھلی دار بڑھاؤ سا ہوتا ہے جس کے ذریعے یہ ہوا میں اڑتی پھرتی ہیں۔ باقی تمام باتوں اور شکل و صورت میں وہ عام گلہری سے ملتی جلتی ہیں۔ پاکستانی گلہری اگرچہ ایک ٹہنی سے دوسری ٹہنی پر چھلانگ تو لگا سکتی ہے۔ لیکن اڑ نہیں سکتی۔
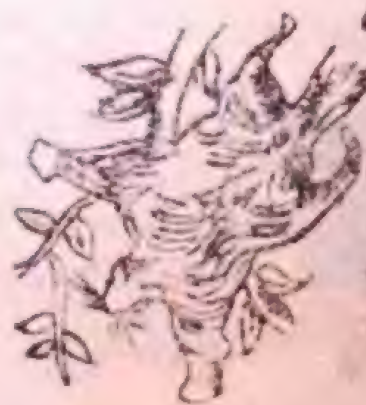
اڑن لیمور (Flying Lemur) لیمور ایک عجیب قسم کے جانور کا نام ہے۔ جس کی ایک قسم جزیرہ نما ملایا میں پائی جاتی ہے اور دوسری جزائر فلپائن (Philippines Islands) میں۔ اس کی گردن سے لے کر دم کے آخری سرے تک ایک پیراشوٹ (Parachute) ایسی جھلی ہوتی ہے جس کی مدد سے یہ ہوا میں اڑتا ہے اس کی خوراک۔ کیڑے، مکوڑے، پھل اور پرندے وغیرہ ہیں۔ یہ بھی چمگادڑ کی طرح دودھ پلانے والا پرندہ ہے۔

اڑن مچھلی (Flying Fish) اڑن مچھلی در اصل اڑ نہیں سکتی بلکہ ایک خاصے فاصلے تک کود سکتی ہے یہ مچھلی منطقہ حارہ کے سمندروں میں پائی جاتی ہے۔ کودنے سے پہلے سطح سمندر پر تیزی سے حرکت کرتی ہے اور اس حرکت کی رفتار ۱۵ سے ۲۰ میل فی گھنٹہ ہوتی ہے اس کے بعد ہوائی جہاز کی طرح بتدریج اٹھتی ہے اس وقت اس کی رفتار ۴۰ میل فی گھنٹے تک جا پہنچتی ہے۔ صرف چند منٹ ہوا میں رہنے کے بعد پھر پانی کی طرف لوٹ آتی ہے۔ ہوا میں اس کے قیام کا باعث اس کے بڑے بڑے جھلی دار پر ہوتے ہیں بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ واپسی کے وقت یہ مچھلیاں چلتے ہوئے جہاز کے عرشہ پر آ گرتی ہیں اور ملاح اور جہازی لوگ ان کو پکڑ لیتے ہیں۔ ان مچھلیوں کے غول کے غول اکٹھے تیرتے پھرتے اکٹھے ہی ہوا میں اٹھتے اور اکٹھے ہی واپس آ گرتے ہیں۔

جو لوگ کسی شکستہ جہاز کے تختے پر بے سروسامان رہ جاتے ہیں وہ اکثر انہیں مچھلیوں پر گزارہ کرتے ہیں

## ازالہ حیثیت عرفی (Defamation)

ایسا بیان، تحریری یا زبانی جو کسی فرد یا افراد کے خلاف نفرت، بدنامی، رسوائی یا تضحیک کا سبب بنے اور جس کے نتیجہ میں اسے تجارتی یا مالی نقصان پہنچے۔ تحریری بیان تو باعث ہتک عزت سمجھا جاتا ہے اور زبانی، صرف بہتان اور تہمت تراشی۔ تحریری بیان کی صورت میں اگر نقص امن کا اندیشہ ہو تو فوجداری

کارروائی عمل میں لائی جاسکتی ہے۔ لیکن یہ بات کہ بیان کسی اصلیت یا حقیقت پر مبنی ہے اس کے لئے وجہ جواز نہیں بن سکتی۔ البتہ دیوانی عدالت میں حقیقت اور سچائی دفاع کا کام دے سکتی ہے۔

دیوانی قانون کی رو سے ازالہ حیثیت عرفی میں حقیقت دفاع کا کام دے سکتی ہے کہ زیر بحث بیان کسی ذاتی عناد کی بجائے صرف عوام کے مفاد کے پیش نظر ایک منصفانہ تنقید پر مبنی تھا یا پھر یہ الفاظ کسی موقع استحقاق (Privileged Occasion) پر استعمال کئے گئے ہیں موقع استحقاق دو طرح کا ہوتا ہے (۱) حتمی (Absolute) یعنی وہ بیانات جو عدالتی کارروائی کے دوران پارلیمان/ پارلیمانی کاغذات اور وہ حاکموں کے درمیان امور سلطنت کے بارے میں لکھے جائیں۔ (۲) ترمیمی (Qualified) وہ بیانات جو عوامی مفاد کے پیش نظر بے لوث رنگ میں دئے جائیں اور ان میں ذاتی عناد کا شائبہ تک نہ ہو۔

**ازالۃ الخفاء۔** کتاب کا پورا نام - ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء ہے۔ اصل کتاب فارسی زبان میں ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی ایک مشہور تصنیف ہے۔ شاہ صاحبؒ کے زمانے میں اہل تشیع دہلی، لکھنؤ کے آس پاس کے علاقوں میں کافی زور پکڑ گئے تھے ان کے جواب میں آپ نے یہ کتاب لکھی۔

تین جلدوں میں ہے۔ پہلی جلد میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت کو قرآنی آیات سے درست ثابت کیا گیا ہے۔ اور خلافت عامہ اور خاصہ کی شاندار بحث فرمائی ہے۔ دوسری جلد میں احادیث نبوی سے استدلال کیا گیا ہے کہ شیخین کی خلافت، خلافت حقہ تھی۔ اور ان کی خلافت سے متعلق جناب رسالت مآبؐ کی پیش گوئیاں نقل کی گئی ہیں تیسری جلد میں حضرت عمرؓ کے فیصلے جو انہوں نے اپنے زمانہ خلافت میں صادر فرمائے لکھے گئے ہیں۔ کتاب کا اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔

**ازبکستان۔** جمہوریہ ازبکستان دسمبر ۱۹۲۴ء میں قائم ہوئی۔ اور مئی ۱۹۲۵ء میں اس کا الحاق سوویٹ یونین سے ہوا۔ ازبکستان روسی وسط ایشیا کے مرکز میں واقع اور افغانستان کی شمالی سرحد سے ملا ہوا ہے۔ اس جمہوریہ کا کافی بڑا حصہ صحراؤں اور ریگستانوں پر مشتمل ہے آبادی نخلستانوں میں ہے سب سے بڑا نخلستان وادی فرغانہ کا ہے۔ جسے دریائے سیر سیراب کرتا ہے تاشقند، سمرقند بخارا اور خیوہ بھی مشہور اور بڑے نخلستان ہی میں۔ دریاؤں اور نہروں کی کثرت کی وجہ سے ازبکستان کے علاقے میں مزروعہ زمین سوویٹ یونین کے دوسرے تمام حصوں سے زیادہ ہے۔ کپاس کی پیداوار میں بھی یہ سب سے آگے ہے۔ کپاس کی مجموعی پیداوار کا ۶۰ فی صد حصہ یہیں ہوتا ہے رقبہ ایک لاکھ، ۵ ہزار ۳۲۶ مربع میل اور آبادی ۹۲ لاکھ کے لگ بھگ ہے۔ دار الحکومت تاشقند کی آبادی ۱۶ لاکھ کے قریب ہے۔ برصغیر کے مسلمانوں کو ازبکستان سے گہرا تعلق ہے۔ بابر ازبکستان کی فرغانہ وادی ہی میں پیدا ہوا۔ تہذیبی طور پر زمانہ قدیم سے برصغیر اور ازبکستان میں گہرے تعلقات قائم رہے ہیں۔ طرز تعمیر میں بھی پاک و ہند کی قدیم تاریخی عمارتوں اور ازبکستان کی تعمیرات میں بڑی مشابہت ہے۔

**ازمنہ وسطیٰ** (Mediaeval Ages)

رومن سلطنت کے زوال سے لے کر احیائے علوم تک کا زمانہ یورپ کی تاریخ میں "ازمنہ وسطیٰ" کہلاتا ہے اس اصطلاح کا استعمال سترھویں صدی عیسوی سے شروع ہوا۔ رومن کیتھولک چرچ کے ماتحت مغربی یورپ کا اتحاد اور جاگیردارانہ سیاسی وسماجی تنظیمیں اس دور کی خصوصیات تھا

**ازہر** (دیکھو جامعہ ازہر)

**اژدر یا اژدہا۔** بہت بڑا سانپ جو بیس تیس فٹ تک لمبا ہوتا ہے اس میں زہر نہیں ہوتا۔ یہ اپنے شکار کو سالم نگل جاتا ہے اور پھر کسی درخت کے تنے سے لپیٹ کر اس کی ہڈیاں پسلیاں توڑ دیتا ہے۔ تاکہ آسانی سے ہضم ہو جائے۔

اژدہے عام طور پر گرم اور مرطوب آب و ہوا کے علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ مشرقی پاکستان کے سندربن برما جزائر شرق الہند، وسطی افریقہ اور جنوبی امریکہ میں اس قسم کے اژدہے عام ہوتے ہیں۔ جنوبی امریکہ کا اژدہا زہریلا بھی ہوتا ہے۔ اس کا کاٹا پانی نہیں مانگتا۔

ان میں سے بعض مادہ اژدہا انڈے دیتی ہیں اور بعض اپنے انڈوں کو اپنے جسم ہی میں محفوظ رکھتی ہیں ان میں سے اکثر مٹیلے رنگ کے ہوتے ہیں اور جب زمین پر پڑے ہوں تو اندازہ کرنا مشکل ہوتا

ہے کہ یہ کسی اژدہے کے انڈے ہیں۔

**اسامہ بن زیدؓ** ۔ نام اسامہ۔ کنیت ابو محمد ہجرت سے ۱۰ سال قبل مکہ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد زیدؓ رسول اللہؐ کے غلام اور منہ بولے بیٹے تھے۔ ابتدائی جنگوں میں کم عمری کی وجہ سے شمولیت نہ کر سکے بعد میں بہت سے غزوات میں حصہ لیا۔ فتح مکہ کے روز رسول اللہ کے ہمراہ ایک ہی اونٹ پر سوار تھے۔

آنحضرتؐ کے ایک سفیر حارثؓ بن عمیر کو موتہ میں شرجیل بن عمرو غسانی نے قتل کر دیا تھا۔ جس کی بنا پر حضرت زیدؓ کی سرکردگی میں ایک مہم بھیجی گئی۔ مگر زیدؓ بھی شہید کر دیے گئے۔ چنانچہ ان کا انتقام لینے کے لئے اُن کے فرزند حضرت اسامہؓ کی سرکردگی میں سنہ ۱۱ھ میں رسول اللہ نے اپنی بیماری کے ایام میں ہی ایک مہم روانہ کی۔ حضرت اسامہ مدینہ سے تھوڑی دور جا کر مقام جرف میں قیام گزین ہوئے۔ لیکن رسول اللہ کے وصال کی اطلاع پا کر فوراً ہی مجاہدین کو لے کر واپس مدینہ لوٹ آئے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنے دور خلافت میں دوبارہ یہ مہم حضرت اسامہؓ ہی کی زیر قیادت روانہ کی۔ جنہوں نے اپنے والد کے قاتل شرجیل بن عمرو کو قتل کیا اور کامیاب واپس آئے حضرت عمرؓ نے آپ کا تین ہزار درہم سالانہ وظیفہ مقرر کیا

حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں سیاسیات سے کنارہ کش ہو گئے اور حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کی لڑائیوں میں بھی غیر جانبدار رہے سنہ ۵۴ھ میں وفات پائی۔

**اسبسٹوس** Asbestos ایک ریشہ دار معدنی شے جس کو آگ نہیں جلا سکتی۔ اس کے ریشے سے کپڑا بھی بنا جا سکتا ہے۔ اور چونکہ یہ آگ میں نہیں جلتی اس لئے وہ لوگ جو آگ بجھانے والے دستوں میں ملازم ہوتے ہیں آگ بجھاتے وقت اسی کے کپڑے اور دستانے پہن لیتے ہیں۔ قدیم کتابوں میں اس سے بنے ہوئے ایک شاہی دسترخوان کا ذکر ملتا ہے۔ جس کو کھانے کے بعد آگ میں ڈال کر صاف کر لیا جاتا تھا اور وہ جلتا نہ تھا۔ البتہ اس پر جو آلائش ہوتی وہ جل جاتی جو لوگ بڑی بڑی بھٹیوں میں کام کرتے ہیں۔ وہ بھی اسی کے کپڑے اور دستانے پہنتے ہیں۔ یہ معدنی ریشہ کینیڈا Canada کارسیکا (Corsica) ہنگری Hungary روس Russia جزیرہ قبرص Cyprus اور نیو ساؤتھ ویلز New South Wales کی کانوں سے نکالا جاتا ہے



**اسپرنٹو** (Esperanto) ایک مصنوعی بین الاقوامی زبان جس کو ایک روسی فاضل زمن ہوف نے سنہ ۱۸۸۷ء میں مرتب کیا۔ اس زبان کی ترویج کا مقصد بین الاقوامی رسل و رسائل میں آسانیاں بہم پہنچانا تھا۔ یہ زبان یورپ کی اہم زبانوں کے مصادر سے بنائی گئی تھی۔ اس کے سبھی صوتی اصولوں پر مبنی ہیں گو یہ ایک مفید کوشش تھی مگر اس کا رواج عام نہ ہو سکا اور اس سے یہ حقیقت زیادہ روشن ہو گئی کہ مصنوعی زبان خواہ کیسی ہی مفید اور اچھی ہو لوگ اس کو قبول کرنے میں وقت محسوس کیا کرتے ہیں۔

**اسفنج۔** Sponge اسپنج یا اسفنج ربڑ کی طرح نرم گدگدا، لچک دار اور مسام دار جسم جو ایک ادنیٰ درجے کے آبی جانور کا ہوتا ہے۔ اسفنج کو پانی میں بھگو کر دبا یا جائے تو سکڑ کر پانی خارج ہو جاتا ہے۔ اور پڑا رہنے دیں تو خشک ہو کر آپ اپنی اصل حالت پر آ جاتا ہے۔

اسفنج اصل میں ریشوں کا ایک مجموعہ ہے جو سمندروں کی تہ میں پائے جاتے ہیں سمندر میں اسفنج جس جگہ جما ہوا ہو وہاں اس کی باقاعدہ نشوونما ہوتی رہتی ہے۔ اور یہ خود بخود بڑھتا رہتا ہے۔ بعض اسفنج تازہ پانی کی جھیلوں میں بھی ملتے ہیں اور مدد جزر کے خطوط کے درمیان چٹانوں پر سبز یا زرد رنگ کے بھی ہوتے ہیں۔
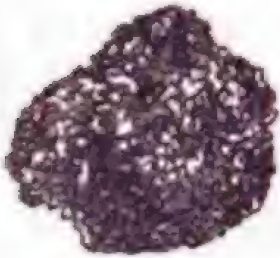
یورپ اور امریکہ میں غسل کے وقت اسفنج کے بڑے بڑے ٹکڑوں سے تولیے کا کام لیا جاتا ہے۔

**اسپی عرض بلد** Horse Latitude کرۂ ارض پر ہر وقت ہوا چلتی رہتی ہے۔ لیکن دنیا میں ایسے پُرسکون خطے بھی ہیں جہاں ہوا بالکل نہیں چلتی ان میں سے ایک تو خط استوا کے ۵° شمال اور ۵° درجے جنوب کے درمیان واقع ہے جسے "ڈولڈرم"

Doldrums کہتے ہیں۔ دوسرے دو خطے خط سرطان اور خط جدی پر ۳۰ شمال اور ۳۰ جنوب میں واقع ہیں۔ ان میں سے ایک کو سرطانی پرسکون خطہ اور دوسرے کو جدی پرسکون خطہ کہتے ہیں۔ ان پرسکون خطوں میں ہوا اوپر کے سرد طبقوں سے نیچے کے گرم طبقوں میں اترتی رہتی ہے اس لیے بارش بالکل نہیں ہوتی۔

چنانچہ تمام دنیا کے صحرا انہیں خطوں کے درمیان واقع ہیں۔ سرطانی خطہ میں راجپوتانے اور فارس کے صحرا، عرب اور افریقہ کے صحرا اور کیلیفورنیا کے صحرا واقع ہیں اور جدی خطے میں آسٹریلیا کالاہاری اور اٹکاما کے صحرا ہیں۔ ان خطوں کا سمندری حصہ بھی پرسکون ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک جہاز اس خطے میں سے گزر رہا تھا کہ ملاحوں نے محسوس کیا۔ کہ جہاز غرق ہو رہا ہے۔ انہوں نے غرقابی سے بچنے کے لئے اپنے گھوڑے سمندر میں پھینک دیئے۔ گھوڑے پھینکنے کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ دباؤ میں قدرے کمی آ گئی اور جہاز غرقابی سے بچ گیا۔ اسی وجہ سے ان عروض بلد کا نام ہی اسپی عرض بلد ہو گیا۔ (نیز دیکھو استوائی پرسکون خطہ)

## استبدادی حکومت (Autocracy Absolute Rule)

ایسی حکومت جس میں عوام کا کوئی دخل نہیں ہوتا اور ایک یا چند شخص فوج کے ذریعے صاحب اقتدار ہوتے ہیں اس خاص ہیئت کی حکومت میں ایک مطلق العنان حاکم ہوتا ہے۔ جسے آمر یا ڈکٹیٹر کہا جا سکتا ہے۔ جس کی خواہش ہوتی ہے کہ عوام آنکھ بند کر کے اس کے احکام کی پیروی کریں اور آئین سازی کے اختیارات بھی اسی کو حاصل ہوں ایسی حکومت میں سیاسی اختلافات کو برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ آزادی تحریر و تقریر ختم کر دی جاتی ہے اور عوام کو حق اجتماع سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ ایسی حکومت کو اپنی سیادت قائم رکھنے کے لئے خفیہ پولیس کا ایک وسیع جال پھیلانا پڑتا ہے اور طلبہ میں ایک خاص قسم کا محدود رجحان پیدا کرنے کے لئے حکومت ذریعہ تعلیم کو بھی اپنے ہاتھ میں لے لیتی ہے تاکہ یہ بچے بڑے ہو کر اسی پست اور مخصوص ذہنیت کے تابع رہیں جو اس تعلیم کے ذریعے ان میں پیدا کر دی گئی ہے۔ معمولی سیاسی اختلاف بھی کسی کی جلاوطنی، سزائے قید یا سزائے موت کا موجب ہو سکتا ہے۔

## استحکام قیمت (Market Stability) (Price Validity)

ایسی شرح مبادلہ جو عرصہ تک ایک ہی سطح پر قائم رہے۔ یوں تو معاشی بحران کی صورت میں چیزوں کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ اکثر ہوتا رہتا ہے۔ لیکن جب کسی چیز کی قیمت ایک خاص سطح پر آ کر ٹھہر جاتی ہے تو اس مقررہ قیمت کو "استحکام قیمت" کہتے ہیں۔

## استخارہ

استخارہ۔ جب مسلمان کو کوئی ایسی دشواری پیش آتی ہے کہ وہ کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کے متعلق فیصلہ نہیں کر سکتا تو وہ خدا سے رجوع کرتا ہے تاکہ اسے صحیح راستہ معلوم ہو جائے۔ اس عمل کو "استخارہ" کہتے ہیں۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ رات کو صحن مسجد یا مکان میں دو رکعت نماز استخارہ پڑھی جاتی ہے۔ جس کی دونوں رکعتوں میں مخصوص سورتیں تلاوت کی جاتی ہیں اس کے بعد خدا سے دعا کی جاتی ہے کہ وہ اس بارہ خاص میں اس کی صحیح رہنمائی فرمائے۔ چنانچہ وہ شخص یا تو کوئی خواب دیکھتا ہے جس میں اس کو ہدایت دی جاتی ہے ورنہ بیدار ہونے پر اس کا دل خود بخود ایک بات پر جم جاتا ہے۔ اکثر خلفاء اپنے جانشینوں اور گورنروں کو مقرر کرتے وقت استخارہ کیا کرتے تھے اور اسلام کے بعض جرنیل حملہ کرنے سے پہلے استخارہ کے ذریعے دعائی ہدایت حاصل کر لیتے تھے۔ بعض محدثین نے حدیث کی صحت کے بارے میں بھی استخارہ کیا ہے بعض بزرگوں نے استخارہ کی اور بھی کئی صورتیں پیدا کر لی ہیں۔ مثلاً قرآن شریف سے فال لینا۔ تسبیح کے دانوں کے ذریعہ بھی استخارہ کیا جاتا ہے۔

**استرخان** ۔ بحیرۂ خزر کے شمال میں دریائے وا لگا کے دہانے پر روس کی مشہور بندرگاہ اور اہم تجارتی شہر ہے اس کے ارد گرد کے سرسبز علاقے میں سیاہ رنگ کی اور خاص قسم کی بھیڑیں پائی جاتی ہیں۔ جن کی پشم بڑی ملائم اور چمکدار ہوتی ہے۔ ان بھیڑوں کی اون باہر بھیجی جاتی ہے اور استرخانی اون کہلاتی ہے جس سے قیمتی کپڑا تیار کیا جاتا ہے۔

**استری** (Iron) لوہے یا پیتل کا وہ اوزار جس سے کپڑوں کو ہموار اور ان کے شکن دور کئے جاتے ہیں۔ یورپ میں تو گیس یا بجلی سے کام کرنے والی استریاں ہوتی ہیں۔ مگر ہمارے ہاں بیشتر استریاں کوئلہ سے گرم کر کے استعمال میں لائی جاتی ہیں۔ بجلی سے گرم ہونے والی استری عام طور پر گھروں میں استعمال ہوتی ہے۔ دھوبی بہت وزنی استری استعمال کرتے ہیں اور یہ پیتل کی ہوتی ہے۔ اکثر دھوبی بیک وقت دو استریاں استعمال کرتے ہیں تاکہ جب تک ایک کو کام میں لائیں دوسری گرم ہوتی رہے۔

بجلی کی استری میں اگر تھرموسٹیٹ نہ لگا ہوا ہو جس سے برقی رو منضبط رہ سکے۔ تو استعمال کے وقفوں میں بجلی کا سوئچ بند کر دینا چاہئے۔ بجلی کی استری کو کھڑے کھڑا کیا جا سکتا ہے کوئلے کی استری کے نیچے لوہے کا ایک حلقہ رکھا جاتا ہے تاکہ استری کی گرمی زمین میں جذب نہ ہونے پائے اور بغیر حلقے کے کسی اور چیز پر رکھی جائے تو اسے نقصان پہنچنے کا احتمال ہوتا ہے۔

**استسقا** ۔ (مرض) عربی لفظ ہے اور مادہ اس کا سقی ہے جس سے ساقی کا لفظ بھی ہے۔ اس میں پیٹ رہ جاتا ہے اور تمام بدن ڈھیلا اور سست ہو کر پھول جاتا ہے۔ پانی سے کسی طرح سیری نہیں ہوتی۔ ہندی میں اس کو جلندر کہتے ہیں۔ یہ مرض تین قسم کا ہوتا ہے لحمی۔ زقی۔ طبلی۔

**استسقاء** (نماز) سبب بارش نہیں ہوتی اور اس کی وجہ سے قحط یا وبا کا اندیشہ ہوتا ہے تو شہر یا آبادی کے مسلمان بستی سے باہر کسی میدان میں جمع ہو کر نماز "استسقاء" پڑھتے ہیں یہ نماز دو رکعت پر مشتمل ہوتی ہے۔ نماز کے بعد خطبہ پڑھا جاتا ہے اور توبہ اور استغفار کے ساتھ بارش کے لئے دعا مانگی جاتی ہے دعا کے وقت ہاتھوں کو سیدھا رکھنے کی بجائے ہتھیلیوں کو نیچے کی طرف رکھا جاتا ہے۔

**استصواب رائے** Referendum - Plebiscite) کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے پہلے پلیبسائٹ سے مراد یہ ہے کہ کسی غیر ملکی ایجنسی کی نگرانی میں عوام کی رائے معلوم کی جائے کہ اس علاقے کے لوگ اپنے مستقبل کے لئے کیا چاہتے ہیں۔ یعنی کسی علاقے کی سالمیت کے لئے رائے عامہ معلوم کرنا۔ جیسا کہ کشمیر کے بارے میں پاکستان کا مطالبہ ہے کہ وہاں استصواب رائے عامہ کر کے معلوم کیا جائے۔ کہ وہاں کے لوگ پاکستان کے ساتھ الحاق چاہتے ہیں یا بھارت کے ساتھ اس صورت میں رائے دہندگی کے لئے ووٹر ہونا ضروری نہیں ہوتا۔

ریفرنڈم استصواب رائے کی دوسری صورت ہے اس کا اطلاق اپنے ملک کے اندر کسی مسئلے کے متعلق صرف رائے دہندگان کی رائے عامہ معلوم کرنا ہے مثلاً قومی حکومت یا مجلس آئین ساز میں اگر کسی ملکی مسئلے کے متعلق اختلاف رائے پیدا ہو جائے اور یہ ضرورت محسوس کی جائے کہ اس مسئلے کے متعلق عوام کا نقطہ نظر بھی معلوم کیا جائے تو اس صورت میں جو رائے شماری ہوگی اسے ریفرنڈم کہا جائے گا۔

**استعارہ** (Metaphor) علم بیان کی اصطلاح میں حقیقی اور مجازی معنوں کے درمیان تشبیہ کا علاقہ ہوتا۔ حقیقی معنی کا لباس اتار دیتا بلکہ مجازی معنوں کو پہناتے ہیں۔ مثلاً شیر کہکر بہادر مراد لیں نرگس کہکر آنکھ مراد لیں وغیرہ۔

استعارہ اور تشبیہ میں فرق ہوتا ہے استعارہ میں حرف تشبیہ کے استعمال کے بغیر ترکیب بنائی جاتی ہے مثلاً کسی کو شجاعت یا بہادری کی وجہ سے شیر

شیر کہا جانے۔ اور تشبیہ میں طرح، مانند سا، جیسا وغیرہ کے الفاظ استعمال کر کے ترکیب چست کی جاتی ہے مثلاً وہ شجاعت میں شیر کی مانند ہے وغیرہ۔

**استنبول** (Istanbul) استنبول

یا استانبول کا قدیم نام قسطنطنیہ ہے اسے بازنطینی Bazentine سلطنت کے شہنشاہ قسطنطین نے بسایا۔ صدیوں تک یونانی تہذیب کا مرکز رہا۔ مسلمانوں نے سب سے پہلے امیر معاویہؓ کے عہد میں اس شہر کا محاصرہ کیا۔ اس کے بعد کئی اور ناکام محاصرے بھی ہوئے بالآخر مئی ۱۴۵۳ء میں سلطان محمد فاتح نے اسے فتح کیا اس وقت سے پہلی جنگ عظیم کے خاتمہ تک یہ شہر عثمانی سلاطین کا دار الخلافہ بنا رہا۔ نقشے پر یہ عظیم شہر دو براعظموں (ایشیا اور یورپ) کے درمیان واقع ہے اور بحیرۂ مارمورا اور بحیرۂ اسود کے درمیان آبنائے باسفورس کے بائیں کنارے یورپی ساحل پر آباد ہے شاخ زریں اسے دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے۔ قدیم شہر بائیں طرف اور جدید شہر دائیں طرف آباد ہے۔ آبادی نو لاکھ کے قریب ہے ایاصوفیہ یہاں کی مشہور مسجد ہے۔

**استنجاء**۔ استنجا عربی لفظ ہے۔ اردو میں نجا ہے جس کے معنی پاک کرنا، صاف کرنا ہیں پیشاب اور پاخانہ کے بعد ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ جسم کے غلیظ حصے کو پانی سے دھوڈالے۔ اگر پانی میسر نہ آئے تو خشک اور صاف مٹی سے اس جگہ کو صاف کر لیا جائے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ جسم کے غلیظ حصے کو پہلے مٹی سے صاف کیا جائے اور پھر پانی سے۔ اور اگر مجبوراً محض مٹی سے ہی استنجا کیا گیا ہے تو پانی ملنے پر پانی سے بھی طہارت کرنا نہایت ضروری ہے۔ مٹی کے علاوہ پتھر یا کنکر سے بھی استنجا جائز ہے۔

**اِستقلال**۔ (Independence)

عربی مصدر ہے۔ لغوی معنی ہیں اٹھانا، بلندی پر چڑھنا، خود اپنے بل بوتے پر کوئی کام کرنا، حقیر سمجھنا، سرفراز ہونا۔ اصطلاح میں آزادی حاصل کرنے یا آزادی برقرار رکھنے کو کہتے ہیں۔ آزاد مسلم ممالک ہر سال یوم استقلال مناتے ہیں۔

**استوار (خط)** (دیکھو خطِ استوار)

**استوائی پُرسکون خطہ**۔ (Doldrums)

خط استوا سے ۵ درجہ شمال اور ۵ درجہ جنوب عرض بلد کے درمیانی خطے کا نام استوائی سکون کا خطہ ہے۔ چوں کہ خط استوا کے نزدیک تمام سال گرمی بہت زیادہ پڑتی ہے اس لئے اس خطے کی ہوا نسبتاً گرم ہو کر اوپر چڑھنے کی کوشش کرتی ہے۔ اس طرح اپنے علاقے میں واقع سمندروں سے رطوبت بھی لے جاتی ہے۔ جب یہ ہوا بالائی سطح حصوں میں پہنچتی ہے تو اس کی نمی کثیف ہو کر بارش کی صورت میں برس پڑتی ہے۔ اسی لئے اس خطے کے تمام ممالک مثلاً جزائر شرق الہند وسطی افریقہ اور جنوبی امریکہ میں گھنے جنگلات بکثرت پائے جاتے ہیں۔ جو مزید بارش کا موجب بنتے ہیں۔

بحری اصطلاح میں استوائی سکون بحر الکاہل اور بحر اوقیانوس کے اس خطے کا نام ہے جس کی طرف تجارتی ہوائیں چلتی ہیں اور جہاں پہنچنے سے قبل ہوا گرم ہو کر اوپر کی طرف چڑھ جاتی ہے جس کے نتیجے کے طور پر اس خاص خطے کی ہوا بالکل ساکن ہوتی ہے۔ پھر یہ سخت گرمی اور ساکن ہوا انسان کے لئے بیحد تکلیف دہ ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں چونکہ سورج کی حدت کبھی ایک جگہ پر یکساں نہیں رہتی اس لئے یہ پرسکون علاقے بھی آگے پیچھے ہوتے رہتے ہیں اور بادبانی جہازوں کے لئے ایسی جگہیں سخت خطرناک ہوتی ہیں۔ کیونکہ ہوا کے بغیر جہاز کا ان خطوں سے گزرنا نہایت مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لئے انگریزی میں ایک کہاوت مشہور ہو گئی تھی۔ کہ فلاں شخص "ڈولڈرم" میں داخل ہو گیا۔ یعنی جہنم واصل ہو گیا۔ (نیز دیکھو اسپی کورس بلد)

**استھونیا**۔ (Estonia) بحیرہ بالٹک پر ایک چھوٹی سی ریاست ہے جو دوسری جنگ عظیم تک ایک الگ جمہوریت رہی مگر اب اس کو روس میں شامل کر لیا گیا ہے اس سے پہلے بھی یہ علاقہ روسی حکومت کے ماتحت تھا۔ جس نے ۱۹۱۸ء میں اپنی آزادی حاصل کی۔ اس کا بیشتر حصہ جنگلات سے ڈھکا

ہوا ہے۔ یہاں کے لوگوں کا عام پیشہ کھیتی باڑی کرنا۔ اور دودھ، مکھن اور پنیر بیچنا ہے۔ یہاں سے لکڑی، دودھ اور مکھن باہر بھیجے جاتے ہیں رقبہ اٹھارہ ہزار مربع میل سے زیادہ ہے اور آبادی سوا گیارہ لاکھ کے قریب ہے

## اسٹی لین گیس (Acetylene Gas)

ایک بے رنگ گیس۔ جب میلی اور غلیظ ہوتی ہے تو اس میں سے بدبو آتی ہے۔ صاف گیس خوشبودار ہوتی ہے اور چمکدار گرم اور روشن دینے والے شعلے کی صورت میں جلتی ہے۔ لیکن خاص قسم کے لیمپوں میں جن میں ہوا کا معقول انتظام ہوتا ہے اس کا شعلہ دھوئیں کے بغیر ہوتا ہے۔ اور بہت خوشنما معلوم ہوتا ہے۔ اسٹی لین گیس پانی کو کیلشیم کاربائیڈ (Calcium Carbide) میں لانے سے بنتی ہے آکسی اسٹی لین (Oxy Acetylene) لیمپ جس میں اسٹی لین گیس آکسیجن (Oxygen) کے ساتھ جلتی ہے انتہائی گرم شعلہ دیتی ہے۔ اس گرم شعلے سے ٹانکہ لگانے یا ویلڈنگ (Welding) کا کام کیا جاتا ہے۔

جو لوگ اس کے ذریعے ویلڈنگ کرتے ہیں وہ اپنی آنکھوں پر نیلے رنگ کی عینک لگا لیتے ہیں۔

## اسٹیونسن ایڈلائی دیکھو ایڈلائی اسٹیونسن

## اسحاق (علیہ السلام) پیغمبر۔ حضرت ابراہیمؑ کے

فرزند جو حضرت سارا کے بطن سے پیدا ہوئے تھے حضرت ابراہیمؑ کی پہلی بیوی سارا بانجھ تھیں۔ لیکن جب ان کی دوسری بیوی ہاجرہ کے بچہ پیدا ہوا تو انہوں نے بھی خدا سے اولاد کی دعا کی اور جو فرشتے حضرت لوطؑ کی قوم کو تباہ کرنے کے واسطے آئے تھے انہوں نے حضرت ابراہیمؑ اور سارا کو حضرت اسحٰق کے پیدا ہونے کی بشارت دی۔ اس وقت حضرت ابراہیم کی عمر ۱۲۰ برس کی اور سارا کی عمر ۹۰ برس کی تھی اور وہ علاوہ بانجھ ہونے کے بوڑھی بھی ہو چکی تھیں۔ چنانچہ اگلے سال حضرت اسحٰق پیدا ہوئے۔ قرآن شریف میں کئی جگہ ان کا نام آیا ہے۔

یہودی بجائے حضرت اسمٰعیل کے حضرت اسحاق کو ذبیح اللہ مانتے ہیں۔ قرآن شریف میں گو ناموں کی تصریح نہیں لیکن بہت سے ایسے قرآئن موجود ہیں۔ جن سے یہودیوں کے اس دعوے کی تکذیب ہوتی ہے۔

## اسد ملتانی۔ محمد اسد خان نام۔ اسد تخلص۔

۱۹۰۲ء میں ملتان میں پیدا ہوئے۔ میٹرک اور انٹرمیڈیٹ پاس کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے پاس کیا۔ تعلیم سے فارغ ہو کر کچھ مدت تک ملتان سے ہفت روزہ "الشمس" نکالا۔ ازاں بعد آپ حکومت ہند کے سیکریٹریٹ میں ملازم ہو گئے۔ اور پھر حکومت پاکستان کی وزارت ریاست و سرحدات میں اسسٹنٹ سیکرٹری کے عہدہ پر فائز ہوئے۔

شعر و سخن کا شوق بچپن ہی سے تھا۔ کالج کے زمانہ میں مشاعروں میں شریک ہوتے اور رسائل کے لئے نظمیں لکھنے لگے۔ آپ نے شعر میں کسی سے اصلاح نہیں لی۔ مشق سخن سے ہی کلام میں پختگی آتی گئی۔

اسد نے نظمیں بھی کہی ہیں اور غزلیں بھی آپ کو چونکہ فلسفہ اور سائنس سے بہت شغف تھا اس لئے آپ کی غزل میں بھی اس کی جھلک پائی جاتی ہے نومبر ۱۹۵۹ء میں راولپنڈی میں وفات پائی۔

## اسرافیل۔ ایک فرشتے کا نام ہے جن کے صور

پھونکنے پر قیامت برپا ہو گی۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اس دنیا کے بننے کے وقت سے صور ہاتھ میں لئے گوش بر آواز کھڑے ہیں تاکہ حکم خدا ملتے ہی صور پھونک دیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کے پہلی بار صور پھونکنے پر اس دنیا کی ہر چیز فنا ہو جائے گی۔ اس کے بعد وہ دوسری بار صور پھونکیں گے تو ہر جاندار دوبارہ زندہ ہو جائیگا۔ اور حساب وکتاب شروع ہو گا۔

## اسرائیل۔ (Israel) فلسطین کے جنوبی

عصہ میں سمندر اور ریگستان کے درمیان ایک زرخیز قطعہ زمین ہے جہاں زمانہ قدیم میں کنعانی لوگ آباد تھے۔ ۱۴۰۰ اور ۱۲۰۰ قبل مسیح کے قریب ان پر عبرانیوں نے حملہ کر دیا اور انہیں نکال کر اس زرخیز علاقہ پر خود قابض ہو گئے۔ یہی لوگ بعد ازاں "یہودی" یا "بنی اسرائیل" کے نام سے مشہور ہوئے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ عبرانیوں کے پیشرو عبیرو (Habiru) قبیلہ سے تھے۔

عبرانیوں کا اصل وطن غالباً صحرائے عرب تھا۔ جہاں وہ خانہ بدوش زندگی بسر کرتے تھے۔ جب یہ لوگ فلسطین میں آکر آباد ہوئے تو انہوں نے علاوہ دیگر قوموں کے حتی نسل کے (Hittites) لوگوں میں شادیاں کیں علم الاقوام کے بعض ماہرین کا خیال ہے کہ یہودیوں کی لمبی ناک جس کے لئے اب وہ دنیا میں مشہور ہیں انہیں حتی نسل کے لوگوں سے ترکہ میں ملی ہے۔ جب یہ لوگ فلسطین میں سکونت پذیر ہو گئے تو کچھ عرصے بعد انہوں نے ایک قبیلہ کے سردار ساؤل کی قیادت میں یہوداہ (Judah) اور اسرائیل کی متحدہ بادشاہت قائم کی۔ حضرت داؤد نے اس بادشاہت کو استحکام بخشا اور حضرت سلیمانؑ (۹۶۶ ق م) کی سربلندی کے لئے راستہ ہموار کیا۔ ۷۲۲ ق م میں اسرائیل کو اشوریوں (Assyrians) نے تسخیر کر لیا اور ۵۸۶ ق م میں اہل بابل (Babylonians) نے یہوداہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد عبرانی اور ان کی اولاد یہودیوں (Jews) کے نام سے موسوم ہوئی۔ تاریخ عالم میں قدیم یہودیوں یعنی بنی اسرائیل کا نام ان خدمات کی بدولت زندہ جاوید ہے جو انہوں نے اخلاقیات و مذہب کو ترقی دینے میں انجام دیں۔ تسخیر کنعان سے پہلے یہودی لوگ صدیوں سے فراعنہ مصر کی غلامی میں چلے آرہے تھے یہاں تک کہ حضرت موسیٰ نے انہیں فرعون سے آزادی دلائی اور ملک کنعان میں لا آباد کیا۔

اسرائیل سے مراد وہ حکومت بھی ہے جو پہلی جنگ عظیم کے بعد دنیا کے منتشر یہودیوں کو فلسطین میں جمع کر کے قائم کی گئی ہے۔ (دیکھیے یہودی صیہونیت نیز اعلان بالفور)

**اسر بانی پال۔** (Assar-Bani-Pal) قدیم نینوا کا بادشاہ جب یہ ملک ترقی اور عروج کی انتہائی بلندیوں پر تھا۔ یہ اپنے باپ اسرحیدون کا جانشین اور اس کے بعد وال سباتی بابل کا حکمران ہوا۔ اس نے مصر کی بغاوت کو نہایت کامیابی کے ساتھ فرو کیا۔ لیکن جلد ہی مصر اس کے قبضہ سے ہمیشہ کے لئے نکل گیا۔ اس کو عرب اور بابل سے بھی جنگ کرنا پڑی۔ اگرچہ یہ ہر لڑائی میں کامیاب رہا لیکن متواتر جنگوں نے اس کے ملکی محاصل کو تباہ کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے مرنے سے پہلے ہی ملک اقتصادی حیثیت سے تباہی کے قریب پہنچ چکا تھا۔ یہ بادشاہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت سے چھ سو چھبیس برس پہلے فوت ہوا۔

**اسعد بن زرارہؓ۔** نام اسعد کنیت ابو امامہ قبیلہ خزرج کے خاندان نجار سے تھے۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے ہی یہ توحید کے قائل تھے۔ عقبہ اولیٰ میں چند دیگر افراد کے ساتھ مسلمان ہوئے۔ رسول اللہ نے انہیں بنو نجار کا نقیب مقرر کیا تھا۔

حرہ بنی بیاضہ میں سب سے پہلے حضرت اسعدؓ نے چالیس اشخاص کو اکٹھا کر کے جمعہ کی نماز پڑھائی۔

مصعب بن عمیر جب مبلغ بن کر مدینہ گئے۔ تو ان ہی کے ہاں ٹھہرے۔

جس جگہ مسجد نبوی تعمیر کی گئی۔ وہ زمین ان ہی کی ملکیت تھی۔ اور عمارت ابھی زیر تعمیر ہی تھی کہ سنہ ۱ ہجری میں آپ کے بدن میں ایک درد اٹھا۔ جو موت کا باعث بن گیا۔ ہجرت کے بعد رسول اللہ نے سب سے پہلی نماز جنازہ انہیں کی پڑھی۔

**اسفار محرفہ۔** (Apocrypha) قدیم اسرائیلی مذہبی لٹریچر یہودی اس کی حقیقت اور اصلیت کو تسلیم نہیں کرتے۔ تحریک اصلاح دین کے زمانہ میں پروٹسٹنٹ بھی ان تحریروں کو الہامی نہیں سمجھتے تھے۔ اس لیے انہوں نے اکثر ان کا ترجمہ کر کے بائیبل سے علیحدہ شائع کیا۔

**اسفند یار۔** ایک تو شاہ ایران گشتاسپ کا سپہ سالار تھا۔ جسے مشہور سپہ سالار رستم نے قتل کیا۔

دوسرا۔ اسفندیار گشتاسپ بن دارا شاہ ایران تھا جو ۴۸۶ ق م میں تخت نشین ہوا۔ مصر فتح کیا پھر یونان پر حملہ آور ہوا۔ لیکن شکست کھائی اور ۴۶۵ ق م میں اپنے وزیر کے ہاتھوں قتل ہوا۔

## استقاطِ حمل

(Abortion) اسقاط مادّہ سقط بمعنی گرانا استقاطِ حمل، حمل کا گرانا۔ چوٹ، حادثہ یا بیماری یا کمزوری کی وجہ سے اگر بچہ قبل از وقت ہو جائے تو اس کو حمل کا گرنا کہتے ہیں۔ استقاط سے پہلے درد ہوتا ہے اور خون جاری ہو جاتا ہے۔ جن عورتوں کے حمل بار بار ساقط ہوں ان کو علاج کرانا چاہیے۔ استقاط کے وقت طبی امداد ضروری ہے ورنہ خطرناک نتائج رونما ہو سکتے ہیں حمل کو کسی بھی معاشرتی نقطہ نگاہ سے گرانا جرم ہے۔ اسے قتل نفس کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔

## استقربوٹ

(Scurvy) ایک مرض جو فساد خون کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس سے جسم کمزور ہو جاتا ہے مسوڑے سوج جاتے ہیں، جسم پر سیاہ داغ پڑ جاتے ہیں اور ہاتھ پاؤں میں درد ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ یہ بیماری حیاتین کی کمی سے ہوتی ہے اور اس کی بیشتر وجہ نمکین خوراک کا ضرورت سے زیادہ استعمال ہے۔

## اسکیمو

(Eskimo) منطقہ باردہ شمالی میں بسنے والے لوگ۔ یہ علاقے براعظم ایشیا اور امریکہ کے شمال میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور سال کا بیشتر حصہ برف سے ڈھکے رہتے ہیں۔ سردی کے ایام میں یہ لوگ برف کے بنے ہوئے گھروں میں رہتے ہیں۔ جنہیں اگلو کہا جاتا ہے یہ مکان برف کی سلیں کاٹ کر بنائے جاتے ہیں اور اسکیمو رینگ کر ان کے اندر جاتے ہیں۔ شدید سردیوں کا زمانہ یہ اسی مکان کے اندر گزارتے ہیں۔ گرمیوں میں جب قدرے برف پگھلتی ہے تو رینڈیر کی کھال کے بنے ہوئے خیموں میں دن گزارتے ہیں۔ یہاں گرمیوں کا موسم مختصر ہوتا ہے گرمیوں میں یہ لوگ اپنی کشتیوں میں جنہیں یہ کیاک کہتے ہیں بیٹھ کر ادھر ادھر کی سیر کرتے ہیں۔

ان لوگوں کا گزارہ گوشت اور مچھلی پر ہے۔



رینڈیر یہاں کا ایسا جانور ہے۔ جو اسکیمو کی تمام ضروریات زندگی کو پورا کرتا ہے اس کا دودھ پیا اور گوشت کھایا جاتا ہے اس کے چمڑے سے لباس اور خیمے تیار کئے جاتے ہیں رینڈیر اور برفانی کتے برف پوش میدان کی بے پہیے کی گاڑیاں کھینچتے ہیں۔ یہاں سفید برفانی ریچھ بھی ملتا ہے یہ لوگ اس کا بھی شکار کرتے ہیں۔

مدت دراز تک یہ لوگ مہذب دنیا سے الگ تھلگ رہے۔ لیکن اب وہاں بھی تہذیب حاضر کے قدم پہنچنے اور جمنے لگے ہیں۔

## اسلام

اسلام۔ بمعنی قبول کرنا، گردن جھکانا، اطاعت اختیار کرنا، خدائی احکامات کو بے چون و چرا تسلیم کرنا اور ان پر کاربند ہونا۔ اس کے ماننے والے مسلم یا مسلمان کہلاتے ہیں۔

اسلام کا دعویٰ ہے کہ وہ آخری اور کامل مذہب ہے اس سے قبل جو نبی اور پیغمبر آئے ان کی تعلیم بھی وہی تھی، جو اسلام نے پیش کی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ پہلے انبیاء صرف کسی خاص قوم یا علاقے کے لئے مبعوث ہوتے رہے۔ لیکن اسلام آخری مذہب اور اس کے لانے والے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری پیغمبر تھے۔ اب نہ کوئی نیا مذہب آئے گا اور نہ کوئی نبی بھیجا جائے گا۔ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ تمام انبیائے کرام پر ایمان لائے۔ اسلامی عقیدہ کے مطابق توحید یعنی خدا کی وحدانیت، ملائکہ، قیامت، کتب سماوی انبیائے کرام اور غیب پر صدق دل سے ایمان لانا لازمی ہے۔ کلمہ، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان ہیں۔

اسلام ایک ایسی ہمہ گیر اور جامع اصطلاح ہے جس کا اطلاق انسانی زندگی اور معاشرت کے ہر حصہ پر ہوتا ہے۔ جس نے مسلمانوں کو تمام اقوام و مذاہب سے [illegible] کر رکھا ہے اور آپس میں ان کے مابین ایک ایسا رشتہ اخوت و مودت پیدا کر دیا ہے جو دوسرے تمام رشتوں اور تعلقات سے افضل ہے۔

**اسلامیت** (Pan Islamism) اسلام اخوت پر مبنی عالمگیر برادری کا ہمیشہ سے داعی رہا ہے۔ اس لئے جغرافیائی حد بندیوں کے باوجود ہر دور کے مسلمانوں میں وحدت فکر کا ایک احساس پایا جاتا رہا ہے۔ یہی خیال اسلامی ممالک کے بعض رہنماؤں کے دل میں اس وقت بھی پیدا ہوا۔ جب انیسویں صدی عیسوی میں اہل یورپ بلاد اسلام پر چھائے جا رہے تھے۔

سید جمال الدین افغانی کی بلند مرتبت شخصیت نے مشرق کی اس بیداری میں بڑا حصہ لیا۔ اور اسلامی ممالک کے عوام میں حرکت و بیداری کی ایک روح پھونک دی یورپ کے سیاست دانوں کے نزدیک یہ بیداری اہل یورپ کے استعماری مفاد کے لئے مضر تھی اس لئے انھوں نے اسے ایک جارحانہ تحریک قرار دیتے ہوئے "پان اسلامزم" کا نام دے دیا۔ حالانکہ اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ پس ماندہ اسلامی ممالک کے مسلمان اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے لئے اسلامی اخوت کے نام پر ایک دوسرے کو مدد دینے کے قابل ہو سکیں اور یہی اسلامیت یا پان اسلامزم ہے۔ (نیز دیکھئے مہم اسلامیان)

**اسلم۔** ایم۔ اسلم، میاں محمد اسلم اردو زبان کے معروف ناول نویس ہیں۔ آپ ۶؍اگست [illegible] کو لاہور کے ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد میاں نظام الدین لاہور کے رؤسا میں سے تھے۔

اسلم صاحب نے ابتدائی تعلیم اسلامیہ ہائی سکول لاہور میں پائی۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے ایف اے پاس کرنے کے بعد [illegible] اسلامیہ کالج لائل پور میں داخل ہو گئے۔ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے کچھ دیر سرکاری ملازمت بھی کی۔ لیکن جلد ہی اس سے سبکدوش ہو گئے اور تصنیف و تالیف کے میدان میں قدم رکھا اور بڑی [illegible] مقبول عام ہو گئے۔

ایم اسلم ایک مخلص مسلمان ہیں اور ان کی تصانیف میں ان کے معتقدات جھلکتے نظر آتے ہیں۔ ان کی ہر کتاب میں اصلاحی رنگ ہوتا ہے۔ اس وقت تک ۹۰ ضخیم کتابیں اور ۴۷ بچوں کی کتابیں تصنیف کر چکے ہیں۔

**اسلم جیراجپوری۔** ۱۰۔ربیع الاول ۱۲۹۹ھ کو قصبہ جیراجپور (ضلع اعظم گڑھ (یو پی) بھارت میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم بھوپال میں پائی۔ ۱۹۰۳ء میں "پیسہ اخبار" لاہور میں عربی کے مترجم ہوئے ۱۹۰۶ء میں علی گڑھ کالج میں عربی فارسی کے [illegible] مقرر ہوئے جامعہ ملیہ کی تاسیس پر مولانا محمد علی جوہر کے اصرار پر علی گڑھ سے چلے آئے اور جامعہ ملیہ میں تاریخ اسلام کے مدرس مقرر ہوئے۔

علامہ حافظ محمد اسلم جیراجپوری دینی، ادبی اور تاریخی تصانیف کے باعث سارے ملک میں مشہور ہیں ان کی تصانیف میں "تاریخ القرآن" "حیات حافظ" "حیات جامی" "الوراثۃ فی الاسلام" (عربی) اور کئی دیگر محققانہ تصانیف شامل ہیں۔ لیکن ان کا زندہ جاوید کارنامہ "تاریخ الامت" آٹھ جلدوں میں ہے جس میں ابتداء اسلام سے مصطفیٰ کمال پاشا کی تنسیخ خلافت تک اسلام کی پوری تاریخ پیش کی گئی ہے۔

**اسم** (Noun) اسم وہ کلمہ ہے جو دوسرے کسی لفظ کو ساتھ ملائے بغیر معنی دے اور اس میں کوئی زمانہ نہ پایا جائے۔ مثلاً اکبر، حامد، محمود، کتاب، شہر گھوڑا، اسکول وغیرہ

اسم کی دو بڑی قسمیں ہیں۔ اسم نکرہ اور اسم معرفہ

اسم نکرہ وہ ہے جو عام چیزوں کا نام ہو یعنی اس جیسی اور چیزیں بھی ہوں۔ جیسے کتاب، قلم، دوات، ٹوپی وغیرہ۔ کیونکہ یہ چیزیں اور بھی ہو سکتی ہیں۔

اسم معرفہ وہ ہے جو کسی مخصوص چیز کا نام ہو اور اس جیسی اور کوئی چیز نہ ہو۔ مثلاً محمود (ہر شخص محمود نہیں

ہو گا۔ فقط ایک شخص کا نام ہو گا، کشمیر (کشمیر ایک ہی خطہ ہے۔ ہر خطے کو کشمیر نہیں کہا جا سکتا۔)

علاوہ ازیں اسم کی اور کئی قسمیں ہیں۔ مثلاً اسم تصغیر اسم صفت، اسم فاعل، اسم مفعول، اسم ضمیر وغیرہ۔ جب کسی نام میں چھوٹائی کے معنے پائے جائیں تو اسے اسم تصغیر کہتے ہیں۔ جیسے کتاب سے کتابچہ، بچہ سے بچونگڑا۔ گھاٹ سے گھٹولا۔ اسم صفت وہ اسم ہے جس سے کسی شخص یا چیز کی اچھائی یا برائی ظاہر ہو۔ مثلاً، گرم سوٹ۔ ٹھنڈا پانی، بدمزاج آدمی۔ اسم فاعل وہ اسم ہے جو کسی کام کا کرنے والا ہو۔ جیسے مارنے والا۔ پڑھنے والا وغیرہ۔ اسم ضمیر وہ مختصر اسم ہے جو کسی نام کی جگہ استعمال کیا جائے۔ مثلاً حامد کہتا تھا کہ وہ بیمار ہے۔ اس جملہ میں وہ حامد کی بجائے استعمال کیا گیا ہے جو اسم ضمیر ہے۔ اسم نام کو بھی کہتے ہیں۔ "الاسماء الحسنیٰ" خدا تعالیٰ کے نام اچھے نام سے مراد ہے اسم با مسمیٰ وہ شخص جس کا نام اور جس کا کام یکساں خوبصورت ہوں۔

## اسماعیل (علیہ السلام)

اللہ کے نبی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ حضرت ہاجرہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ ابھی بچے ہی تھے کہ حضرت ابراہیم ان کو اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ کو اس بنجر اور ویران علاقے میں چھوڑ آئے، جو آج مکہ معظمہ کے نام سے مشہور ہے اور دنیا کے تمام مسلمانوں کا قبلہ ہے اور جہاں ہر سال لاکھوں مسلمان حج کرنے کے لئے جاتے ہیں۔

جب حضرت ابراہیمؑ حضرت اسمٰعیل کو اس بنجر اور ویران علاقے میں چھوڑ آئے تو حضرت ہاجرہ بچے کو ایک پتھر کے سائے میں لٹا کر پانی کی تلاش میں دوڑتی پھریں لیکن پانی نہ ملا۔ واپس آئیں تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئیں کہ حضرت اسماعیلؑ کے ایڑیاں رگڑنے سے ایک چشمہ پیدا ہو گیا ہے یہ چشمہ آج تک جاری ہے اور زمزم کے نام سے مشہور ہے۔

پانی دیکھ کر قبیلہ بنی جرہم کے لوگ یہاں آباد ہو گئے اور اس آبادی کا نام مکہ رکھا گیا۔ اس قبیلہ میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے شادی کی اور آپ کی اولاد سے ہی نبی آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہو۔

حضرت اسماعیلؑ کی عمر بارہ تیرہ برس کی تھی کہ حضرت ابراہیمؑ نے ان سے فرمایا کہ "میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تمہیں ذبح کر رہا ہوں، اب تم بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے۔ حضرت اسمٰعیل نے نہایت جرأت سے فرمایا کہ آپ مجھے ثابت قدم پائیں گے۔ جب حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے اسماعیلؑ کو منہ کے بل ذبح کرنے کے لئے لٹایا تو خدا کی طرف سے آواز آئی ابراہیم تو نے اپنے خواب کو سچ کر دکھایا۔ ہم احسان کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔ اور ہم نے اس کے لئے ذبح عظیم کا فدیہ دیا"۔ مفسرین کا بیان ہے کہ خدا کی طرف سے ایک مینڈھا لا کر رکھ دیا گیا جسے حضرت ابراہیمؑ نے ذبح کیا۔ حضرت اسماعیل کی اسی قربانی کی یاد میں ہر سال مسلمان بکروں، مینڈھوں گائے اور اونٹ وغیرہ کی قربانی دیتے ہیں۔

جب حضرت اسمٰعیلؑ جوان ہوئے تو حضرت ابراہیم نے ان کی مدد سے خانہ کعبہ کی بنیاد رکھی۔ اور اس طرح دنیا میں اللہ کا پہلا گھر تیار ہوا۔

## اسماعیل پاشا۔ (خدیو مصر ۱۸۶۳ء۔ ۱۸۷۹ء)

اسمٰعیل پاشا مصر کا عیاش حکمران تھا اس کے عہد میں نہر سویز بنائی گئی، مصر پر سلطان ترکی کا اقتدار برائے نام تھا۔ مغربی طاقتیں اصل حکمران تھیں اور اسمٰعیل پاشا ان کے ہاتھ میں کٹھ پتلی کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس نے اپنی عیاشیوں اور بد اعمالیوں کے ہاتھوں مصر کو مغربی طاقتوں کا مقروض بنا دیا اور نہر سویز کے حصے برطانیہ کے ہاتھ فروخت کر دیئے جس سے نہر سویز برطانیہ کا اجارہ قائم ہو گیا اور ملک میں بے اطمینانی کی لہر دوڑ گئی۔ بالآخر ۱۸۷۹ء میں اسے معزول کر دیا گیا۔

## اسمٰعیل شاہ شہیدؒ

آپ شاہ ولی اللہؒ کے پوتے اور مشہور مفسر اور محدث شاہ عبدالعزیزؒ کے بھتیجے تھے آپ نے سیف و قلم دونوں سے اسلام کی خدمت کی۔ سید احمد شہیدؒ بریلوی نے سکھوں کے خلاف جو جہاد شروع کیا تھا، شاہ اسمٰعیلؒ اس میں ان کے دست راست رہے اور بالآخر بالاکوٹ ضلع ہزارہ میں بڑی جرأت و مردانگی کے ساتھ سکھوں کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ بالاکوٹ میں ہی آپؒ اور سید احمد شہیدؒ کا مزار ہے۔

تلوار کے علاوہ آپ نے زبان و قلم سے بھی اسلام کی بہت خدمت کی۔ جب تک دہلی میں رہے ہر جمعہ کو جامع مسجد کی سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر وعظ فرمایا کرتے۔ جس سے مسلمانوں میں ذہنی، دینی اور سیاسی شعور پیدا ہوا۔ آپ کی مشہور کتاب "تقویۃ الایمان" ہے اس کے علاوہ رسالہ اصول فقہ "منصب امامت صراط المستقیم۔ طبقات ایضاح الحق الصریح فی الاحکام المیت والضریح۔ مثنوی سلک نور اور تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین وغیرہ کتابیں لکھیں۔

**اسماعیل میرٹھی۔** مولوی محمد اسمٰعیل نام ۱۲ نومبر ۱۸۴۴ء میں میرٹھ میں پیدا ہوئے آپ کی تمام عمر سر رشتہ تعلیم کی ملازمت میں گزری۔ ۱۸۹۹ء میں پنشن لے کر اپنے وطن مالوف میں آ گئے اور یہیں یکم نومبر ۱۹۱۷ء کو فوت ہوئے۔

مولوی صاحب پہلے اردو شاعر ہیں جنہوں نے بچوں کے لئے نہایت آسان اور سلیس نظمیں لکھیں۔ اس کے علاوہ بچوں کے لئے بہت سی ریڈریں بھی لکھیں جو مدت تک داخل نصاب رہیں۔

اگرچہ مولانا کی شاعری کا بیشتر حصہ بچوں کی نظموں پر مشتمل ہے۔ تاہم آپ نے تمام اصناف سخن پر کامیابی سے طبع آزمائی کی ہے آپ کا کلام "کلیات اسمٰعیل" کے نام سے چھپ چکا ہے۔

**اسماعیلی (فرقہ)** امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد اہل تشیع کے تین گروہ ہو گئے (۱) امامیہ (۲) زیدیہ اور (۳) کیسانیہ۔ امامیہ کا عقیدہ ہے کہ خلافت فقط حضرت علیؓ کی فاطمی اولاد ہی کے لئے مخصوص ہے لیکن زیدیہ اور کیسانیہ کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی کی غیر فاطمی اولاد بھی خلافت کی حقدار ہے۔

چھٹے امام حضرت جعفر صادق کے زمانے میں فرقہ امامیہ کے دو گروہ ہو گئے۔ ایک اثنا عشری جو بارہ اماموں کو مانتا ہے اور دوسرا اسماعیلیہ یا سبعیہ یعنی سات اماموں کو ماننے والا۔

اس گروہ بندی کی وجہ یہ ہوئی کہ امام جعفر صادقؒ نے کسی وجہ سے اپنے بیٹے اسمٰعیل کی نامزدگی کو منسوخ کر دیا اور اپنے چھوٹے بیٹے امام موسیٰ کاظم کو اپنا جانشین مقرر کر دیا۔

امام جعفر صادق کے انتقال کے بعد ایک گروہ نے حضرت موسیٰ کاظم کی امامت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور امام اسمٰعیل کو ہی صحیح جانشین سمجھتے ہوئے ان کے بیٹے محمد کو اپنا امام بنا لیا گرچہ اسمٰعیل باپ کی زندگی میں ہی انتقال کر گئے تھے لیکن ان کے ماننے والوں کا عقیدہ ہے کہ وہ زندہ ہیں۔ صرف مستور ہیں۔

اسمٰعیلی فرقہ کا عقیدہ ہے کہ امامت کا منصب خدا کی طرف سے ودیعت ہوتا ہے جو بڑے بیٹے کو خود بخود مل جاتا ہے اس بنا پر ان کا کہنا ہے کہ امام جعفر صادق کو ان کی نامزدگی منسوخ کرنے کا کوئی حق نہ تھا۔ اب ان میں امام تو نہیں آتے البتہ ان کے نائب ہوتے ہیں۔ جن میں امام کی روح حلول کئے ہوتی ہے۔ مصر کی فاطمی حکومت اسی خاندان میں سے تھی۔ اس اسمٰعیلی فرقہ میں سے بعد میں ایک شخص عبداللہ بن میمون نے باطنیہ فرقہ کی بنیاد رکھی اور ان کے عقائد میں کچھ رد و بدل کیا۔ عبداللہ بن میمون کے ایک داعی حمدان نے قرامطہ کی بنیاد رکھی۔

اسماعیلی فرقہ کے نائب امام سلطان محمد شاہ آغا خان تھے۔ جن کا انتقال ماہ جولائی ۱۹۵۷ء کو ہوا۔ اور جنہیں اسوان (مصر) میں سپرد خاک کیا گیا۔ اب اسمٰعیلی فرقہ کے نائب امام آغا خان کے پوتے شہزادہ

کریم خان ہوئے ہیں، جوان کے بڑے بیٹے شہزادہ علی خاں کے بیٹے ہیں اب یہ آغا خاں چہارم کہلاتے ہیں۔
آغا خاں چونکہ ایک خطاب ہے۔ اس لیئے اسماعیلی فرقہ کے لوگوں کو آغا خانی بھی کہا جاتا ہے۔

**اسماعیلیہ** ۔ نہر سویز پر واقع ایک شہر کا نام ہے۔ نہر سویز کی تعمیر کے ایام میں یہی شہر اس علاقے کا صدر مقام تھا۔ آبادی ڈیڑھ لاکھ کے قریب ہے۔

**اسماءُالرجال** ۔ سیرت کے واقعات حضور کے تقریباً سو برس بعد قلم بند ہوئے ماخذ اکثر زبانی روایتیں تھیں۔ ان روایتوں کو پرکھنے کے لئے ہر ایک راوی کے متعلق جانچ پڑتال شروع کی گئی کہ وہ کیسے اخلاق سمجھ و حافظہ یا علم کا انسان تھا تاکہ اس کی روایات کے ثقہ یا غیر ثقہ ہونے کے متعلق رائے قائم کی جا سکے۔
چنانچہ سینکڑوں ہزاروں محدثین نے اس کام کے لئے عمریں وقف کر دیں اور یہ فن "اسماء الرجال" کے نام سے مدون ہوا۔ جس کی بدولت آج کئی لاکھ اشخاص کے حالات زندگی معلوم ہو سکتے ہیں۔
تہذیب الکمال اور تہذیب التہذیب اس فن کی مشہور کتابیں ہیں۔

**اسماء بنت ابی بکر** رضہ ۔ اسماء نام ۔ ذات النطاقین لقب۔ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضہ کی صاحبزادی تھیں ہجرت سے ۲۷ سال قبل مکہ میں پیدا ہوئیں۔ زبیر بن العوام رضہ سے ان کی شادی ہوئی۔ جب آنحضرت صلعم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کو روانہ ہونے لگے تو انہوں نے اپنی کمر کا پٹکا پھاڑ کر ناشتہ دان کا منہ بند کیا۔ عربی میں پٹکے کو نطاق کہتے ہیں۔ لہذا رسول اللہ نے ان کو ذات النطاقین کا لقب دیا۔ رسول اللہ اور ابوبکر صدیق رضہ غار ثور میں تھے تو یہی ان کو کھانا پہنچاتی رہیں۔
عبداللہ بن زبیر رضہ آپ ہی کے صاحبزادے تھے جنہوں نے یزید کی بیعت سے انکار کر کے سات برس تک اپنی خلافت قائم رکھی۔ عبدالملک کے زمانہ میں جب حجاج بن یوسف نے مکہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور تنگ آکر بہت سے لوگ بھی حضرت زبیر کا ساتھ چھوڑ گئے تو آپ نے اپنی والدہ حضرت اسماء رضہ سے مشورہ کیا کہ



اب کیا کرنا چاہئے۔ انہوں نے فرمایا، بیٹا! اگر تجھے یقین ہے کہ تو حق پر ہے تو میں خوش ہوں گی۔ کہ تو راہ حق میں لڑتا ہوا شہید ہو جائے۔ لیکن اگر محض دنیاوی جاہ طلبی کے لیے لڑ رہا ہے تو تجھ سے برا کوئی نہیں۔"
ماں کی یہ بات سن کر زبیر رضہ مردانہ وار لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ حجاج نے تین دن تک ان کی لاش کو سولی پر لٹکائے رکھا۔ تیسرے دن حضرت اسماء اس طرف سے گذریں اور سولی پر بیٹے کی لٹکتی ہوئی لاش کو دیکھ کر فرمایا "ابھی اس شہسوار کے اترنے کا وقت نہیں آیا"۔ بیٹے کی موت کے تھوڑے دنوں بعد تقریباً سو سال کی عمر میں جمادی الاولیٰ ۷۳ھ میں ان کا انتقال ہوا۔
صبر و استقامت اور صاف گوئی میں حضرت اسماء کو خاص شہرت حاصل ہے۔ بڑی فاضلہ اور مقدسہ تھیں۔ ان سے ساٹھ کے قریب حدیثیں مروی ہیں۔

**اسماء بنت زید** رضہ ۔ اسماء نام ۔ ام سلمہ کنیت۔ ہجرت کے بعد مسلمان ہوئیں اور چند عورتوں کے ساتھ آنحضرت کی خدمت میں بیعت کے لئے آئیں۔ آپ صحابہ رضہ کے مجمع میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے عرض کی کہ مسلمان عورتوں کی طرف سے ایک پیغام لے کر آئی ہوں۔ خدا نے آپ کو مرد و عورت سب کی ہدایت کے لیے بھیجا ہے۔ ہم نے آپ کی پیروی کی۔ اور آپ پر ایمان لائے۔ لیکن ہماری حالت مردوں سے بالکل جداگانہ ہے۔ ہم پردہ نشین ہیں۔ اس لئے جمعہ اور جماعت میں شریک نہیں ہو سکتیں۔ مرد جمعہ اور جماعت میں شریک ہوتے ہیں مریضوں کی عیادت کرتے ہیں۔ نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔ حج کو جاتے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جہاد کرتے ہیں لیکن ان تمام صورتوں میں ہم گھر میں بیٹھ کر ان کی اولاد کو پالتی ہیں۔ گھروں کی حفاظت کرتی ہیں۔ چرخہ کاتتی ہیں۔ کیا اس صورت میں ہم کو بھی کچھ ثواب ملے گا۔
لوگوں نے کہا "نہیں" مگر رسول اللہ نے فرمایا کہ عورت کے لیئے شوہر کی رضا جوئی نہایت ضروری ہے۔ اگر وہ فرائض زوجیت ادا کرتی ہے اور شوہر کی مرضی پر چلتی ہے تو جس قدر ثواب مرد کو ملتا ہے عورت کو بھی اسی قدر ملے گا۔

**اسماؓ بنت عمیس** ۔ اسماء نام قبیلہ کنانہ سے تھیں اس بناء پر حضرت میمونہ (ام المومنین) اور اسماء اخیافی بہنیں تھیں۔ ان کا نکاح حضرت علیؓ کے بھائی حضرت جعفر سے ہوا۔ آپ رسولِ خدا کے خانہ ارقم میں مقیم ہونے سے قبل مسلمان ہوئیں حضرت جعفرؓ نے بھی اسی زمانے میں اسلام قبول کیا۔ آپ ہجرت کر کے حبشہ بھی گئیں۔ کئی برس تک وہاں اقامت پذیر رہیں۔ سنہ ۷ھ میں فتح خیبر کے بعد مدینہ آئیں سنہ ۸ھ میں غزوہ موتہ میں حضرت جعفر نے شہادت پائی۔ اس کے تقریباً ۶ مہینہ بعد شوال کے مہینہ میں جو غزوہ حنین کا زمانہ تھا۔ آنحضرت نے آپ کا نکاح حضرت ابو بکرؓ سے پڑھا دیا۔ جس کے دو برس بعد ذو قعدہ سنہ ۱۰ھ میں محمد بن ابو بکر پیدا ہوئے۔ سنہ ۱۳ھ میں جب حضرت ابو بکرؓ نے انتقال کیا تو آپ حضرت علیؓ کے عقد نکاح میں آئیں۔ سنہ ۴۰ھ میں حضرت علیؓ نے شہادت پائی اور ان کے بعد حضرت اسماءؓ کا بھی انتقال ہو گیا۔

**اسوان بند** ۔ اسوان بند کا سرکاری نام اصل میں "ہائی ڈیم" ہے اسوان بند اس سے پہلے مصر میں موجود ہے اور "ہائی ڈیم" کو اسی کے نام پر اسوان بند کہا جانے لگا۔ پرانا اسوان بند دریائے نیل کے کنارے پر مصر کے جنوبی حصے میں ہے جسے ۱۹۰۲ء میں برطانوی انجینیروں نے مکمل کیا تھا۔ ہائی ڈیم یا نئے اسوان بند کا منصوبہ سابق مصری حکومت نے آب پاشی نیز برقی قوت کے حصول کے لئے تیار کیا تھا۔ اس منصوبے سے تقریباً بیس لاکھ ایکڑ اراضی زیر کاشت لائی جائے گی جس کے بعد مصر کے زیر کاشت رقبے میں ایک تہائی کا اضافہ ہو جائیگا یہ بند بھی مصر کے جنوب ہی میں ہے اور پرانے اسوان بند سے تین سو میل کے فاصلے پر بالائی علاقے کی جانب بنایا جائے گا۔ سابق مصری حکومت نے اس منصوبے کی ضرورت اس طرح محسوس کی تھی کہ اگرچہ ۱۹۰۰ء سے ۱۹۵۰ء تک مصر کی آبادی دگنی ہو گئی تھی۔ مگر اس کے زیر کاشت رقبے میں کوئی خاص اضافہ نہ ہوا تھا۔ پہلے اندازے کے مطابق یہ منصوبہ ۱۹۷۰ء تک مکمل ہونا چاہئے تھا۔ اس مقصد کے لئے مصر نے مغربی ملکوں سے قرضے اور امداد کے معاہدے بھی کئے تھے۔ مگر ۱۹۵۶ء میں مغربی ممالک نے مجوزہ اسوان بند کی تعمیر کے لئے امداد بند کرنے کا فیصلہ کر لیا اس کی وجہ سے غالباً یہ منصوبہ مقررہ وقت کے بعد ہی مکمل ہو گا۔ اس کی لاگت کا اندازہ ۴۶۰ کروڑ پونڈ کے لگ بھگ ہے۔ جس میں سے ۱۲ کروڑ پونڈ کی ادائیگی غیر ملکی زرمبادلہ کی صورت میں ہوگی۔ اس منصوبے کی تکمیل کے لئے عالمی بنک اور بعض دوسرے بین الاقوامی ادارے بھی متحدہ عرب جمہوریہ کو امداد دے رہے ہیں۔ روس نے بھی چالیس کروڑ روبل کا قرضہ اسوان بند کی تعمیر کے لئے متحدہ عرب جمہوریہ کو دینا منظور کیا ہے۔

**اسودؒ بن سریع** ۔ نام اسود، کنیت ابو عبداللہ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے اور متعدد غزوات میں رسول اللہ کے ہمرکاب رہے حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد اہل و عیال کے ساتھ بصرہ چلے گئے اور جامع بصرہ میں فرائض قضاء سر انجام دیتے رہے اور وہیں سنہ ۴۲ھ میں وفات پائی۔

شاعری میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ متعدد احادیث نبوی آپ سے مروی ہیں۔

**اسہال** (Diarrhoea) تخمہ۔ پیٹ چلنا بار بار دست یا جلاب آنا۔ زیادہ مقدار میں کوئی مسہل لیا گیا ہو یا غذا میں بد پرہیزی ہو جائے تو اسہال شروع ہو جاتے ہیں۔ پیاز۔ آلوچہ یا ریوند چینی زیادہ کھا لینے سے بھی پیٹ چلنے لگتا ہے۔ بسا اوقات اسہال کا موجب کوئی متعدی مرض مثلاً زکام یا انفلوئنزا بھی ہوتا ہے ہیضے میں دست کثرت سے آتے ہیں۔ میعادی بخار میں بھی کبھی کبھی ایسا ہو جاتا ہے۔

معمولی شکایت ہو تو ارنڈی کے تیل کی ایک خوراک لے لینے سے پیٹ میں سے وہ مادہ خارج ہو جاتا ہے جو اس کا موجب ہوا ہو۔ بعد میں قبض ہو جاتی ہے بسمتھ (Bismuth) نام کی دوا بھی مفید ہے ہر تین گھنٹے کے بعد اس دوا کو بیس بیس گرین کی خوراکیں بنا کر استعمال کرنا چاہئے۔ کسی متعدی مرض کی وجہ سے اسہال ہوں تو ڈاکٹر لوگ عموماً سلفا گوانڈین (Sulphaguansdine) نام کی دوا سے اس کا علاج کرتے ہیں۔

**اسیدؓ بن حضیر**۔ اسید نام، ابو یحییٰ و ابو عتیک کنیت، قبیلہ اوس کے معززین میں سے تھے۔ قبیلہ اوس اور خزرج کے مابین جنگ بعاث کے موقع پر ان کے والد حضیر اپنے قبیلے کے سپہ سالار تھے۔ اسیدؓ عقبۂ ثانیہ سے پہلے اسلام لائے اور جنگ بدر کے سوا دوسری تمام لڑائیوں میں بڑی جانبازی سے لڑے۔

غزوۂ خندق کے موقع پر ۲۰۰ آدمیوں کی معیت میں خندق کی حفاظت کی۔ ابوسفیان کی طرف سے جو دشمن خفیہ طور پر خنجر لے کر محمد الرسول اللہؐ کو قتل کرنے کے ارادہ سے آیا تھا۔ اسیدؓ نے اُسے پہچان لیا۔ اس کی قمیص پکڑ کر کھینچی تو خنجر نیچے گر پڑا۔ اور آپ نے اسے پکڑ لیا۔

نہایت معزز اور بزرگ صحابی سردار قوم ہونے کی وجہ سے تمام قبیلہ اوس ان کی عزت کرتا تھا۔ بنی سقیفہ میں جب رسول اللہ کی جانشینی کا مسئلہ پیش ہوا تو آپ نے اپنی قوم سے کہا کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق کے ہاتھ پر بیعت کر لیں جسے قوم نے بے چون و چرا تسلیم کر لیا۔

سنہ ۲۰ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال کیا۔ حضرت عمرؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کیے گئے۔

**اسیسر**۔ (Assessor) اس کے لفظی معنی ثالث، حکم، جج اور تشخیص کرنے والے کے ہیں۔ اردو زبان میں ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو مقدمات قتل میں سیشن جج کو کاروائی مقدمہ سننے کے بعد اپنی رائے دیتے ہیں۔ لیکن سیشن جج پابند نہیں کہ ان کا مشورہ قبول کرے۔ پاکستان میں حکومت عوام ہی سے اسیسر مقرر کرتی ہے۔ اور یہ ایک اعزازی عہدہ ہے۔

بلدیات میں شہری ٹیکس عائد کرنے کی خاطر لوگوں کی ملکیت اور جائداد کا اندازہ کرنے والے اشخاص بھی اسیسر کہلاتے ہیں۔

بعض دوسری نوعیت کے ٹیکس تشخیص کرنے والے اشخاص کو بھی اسیسر ہی کہتے ہیں۔

**اسینی**۔ یہودیوں کا ایک فرقہ جو دوسری صدی قبل مسیح میں وجود میں آیا۔ اس فرقے کے عقائد کے مطابق ہر فرد کو سادہ اور سخت ریاضت کی زندگی بسر کرنی پڑتی اور اس طرح کی ریاضت ان کے خیال میں روحانی مدارج کے حصول میں ممد ہو سکتی تھی۔ ان کے بنیادی اصول تین تھے۔

(۱) خدا سے محبت (۲) نیکی سے الفت اور بنی نوع انسان سے ہمدردی۔ اس فرقے نے تعداد کے لحاظ سے کافی ترقی کی یہاں تک کہ فلسطین کا ایک کثیر حصہ اسینی ہو گیا۔ لیکن جب چھٹی صدی قبل مسیح میں یروشلم بخت نصر، شاہ بابل کے ہاتھوں تباہ ہو گیا اور بنی اسرائیل اسیر ہو کر بابل لے جائے گئے تو اس فرقہ کا وجود عملاً ختم ہو گیا مگر جب بنی اسرائیل دوبارہ یروشلم گئے تو اس فرقے کی بنیادوں پر ایک اور فرقے کی بنیاد پڑی جسے صدوقی کہتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ جو کچھ حاصل ہوتا ہے دنیا میں اپنے اعمال سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ اور قیامت اور آخرت کا حساب کتاب کچھ نہیں۔

**اشاروں کا ضابطہ** (Codes of Ciphers)
وہ مخصوص اصطلاحات کا ضابطہ ہے جسے خفیہ پیغام رسانی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ عصر حاضر میں سیاسی اور فوجی خبریں ان اشارات کی مدد سے ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچائی جاتی ہیں۔ ملک کے دفاعی معاملات کی پیغام رسانی کے سلسلہ میں ریڈیو کی ایجاد کی وجہ سے اور بھی زیادہ رازداری کی ضرورت پیدا ہو گئی ہے اگر اشارات کا استعمال نہ کیا جائے تو ہو سکتا ہے کہ دشمن ملک اپنے ریڈیو کے ذریعہ ان واقعات سے باخبر ہو جائے۔ تجارت میں اشارات کے استعمال سے کافی بچت ہو جاتی ہے اکثر ایک لفظ ایک پورے جملہ کی بجائے استعمال ہو کر تار برقی کے اخراجات کو بہت کم کر دیتا ہے۔

ترقی یافتہ ملکوں میں اس قسم کے اشارات کے لئے ضابطے مقرر ہیں۔ جن کی مدد سے کام چلتا ہے البتہ مختلف ممالک میں ان کے اپنے ضابطے ہوتے ہیں۔ جو ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔

**اشاریہ**۔ (Index) حروف تہجی کے اعتبار سے کسی کتاب کے مواد کی ایسی تفصیلی فہرست جس کے ذریعے کسی مضمون اور اس کی جزئیات کا بھی حوالہ مل سکے اگر کوئی مضمون، موضوع یا نام ایک سے زیادہ

مقالات پر آئیے تو تمام متعلقہ صفحات کے نمبر ایک ہی عنوان کے تحت دے دیئے جاتے ہیں۔

اس طریق سے کسی ضخیم سے ضخیم کتاب خصوصاً کتب حوالہ جات میں سے کسی حوالہ کا تلاش کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ فہرست میں صرف کتاب کے عنوانات درج کئے جاتے ہیں۔ اسی لئے یہ اشاریہ سے مختلف چیز ہے۔ عام طور پر ضخیم انگریزی کتب کے آخر میں ضرور اشاریہ درج کیا جاتا ہے۔ اردو کتب میں گو ابھی اس کا رواج پورے طور پر نہیں ہوا تاہم اس کی افادیت کے پیش نظر اب اس طرف خاص توجہ دی جا رہی ہے۔

## اشتراکیت

(دیکھو سوشلزم)

## اشتمالِ اراضی

بکھری ہوئی زرعی ملکیت کو ایک جگہ کر دینے کا نام اشتمالِ اراضی ہے۔ سابق پنجاب کے اکثر اضلاع میں چند ایکڑ زمین کے مالکوں کی اکثریت ایسے لوگوں پر مشتمل ہے جن کی زرعی زمین چند ٹکڑوں میں بٹی ہوئی ہے اور کسی ایک جگہ اکٹھی نہیں۔ اس قسم کی بٹی ہوئی اور بکھری ہوئی زمین پر محنت اور خرچ زیادہ آتا ہے اور پیداوار کم ہوتی ہے۔ حکومت کی طرف سے ایک دفعہ یہ اعلان بھی ہوا تھا کہ اشتمال اراضی کے لئے ایک ہنگامی آرڈیننس (Ordinance) جاری کیا جائے گا۔ تاکہ ہر کاشتکار کی بکھری ہوئی زمین اس آرڈیننس کے ذریعے ایک جگہ اکٹھی کر دی جائے۔ ایسا آرڈیننس اب جاری کر دیا گیا ہے۔

ایسا اشتمال ۱۹۵۹ کے نفاذ کے بعد مغربی پاکستان کے اراضی کمیشن نے زرعی اصلاحات سے متاثر ہونے والے افراد کو اپنی منتشر اراضی یکجا کر لینے کا حق دے دیا ہے جس سے انتہائی مفید نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ اس اقدام سے اراضی کی پیداواری صلاحیتوں کو زیادہ بڑھانے کے امکانات یقیناً بڑھ گئے ہیں۔

## اشتمالیت (Communism)

ایک انقلابی اشتراکی (Socialist) تحریک جس کی اساس مشہور فلسفی مارکس (Marx) کی تعلیمات



پر رکھی گئی۔ انیسویں صدی کے اوائل میں ایک باقاعدہ اور منظم اشتمالی جماعت (Communist League) وجود میں آئی جو مارکسی نظریات و عقائد کی مبلغ تھی۔ اس کے لئے مارکس اور اس کے دوست (Engels) نے ایک منشورِ اشتمالی (Communist Manifesto) لکھا جو ۱۸۴۸ء میں لندن میں طبع ہوا۔ اسی منشور پر جدید اشتمالیت کی بنیادیں استوار کی گئیں۔

اشتمالی فلسفۂ حیات نجی ملکیت اور طبقاتی امتیازات کے خلاف ہے اور تمام دولت اور وسائل پیداوار کو ریاست (State) کے قبضہ و تصرف میں دینے کا حامی ہے۔ اس نظریہ کے ماننے والوں کا دعویٰ ہے کہ دنیا میں سرمایہ دارانہ نظام مرض الموت میں مبتلا ہے اور عنقریب ہی محنت کش طبقہ (Working Class) سرمایہ دار طبقہ (Capitalist Class) سے سیادت کی باگ ڈور چھین لے گا۔

انقلاب روس ۱۹۱۷ء سے قبل مارکسی عقائد محض ایک نظریہ تھے۔ لیکن روس میں اشتمالی حکومت قائم ہونے کے بعد تمام ممالک میں اشتمالی جماعتیں (Communist Parties) منظم کی گئیں جو بڑی شد و مد سے مارکسی نظریات کا پرچار کر رہی ہیں۔ روسی کمیونسٹوں کا کہنا ہے کہ روس ابھی عبوری دور سے گزر رہا ہے اور یہاں ابھی اشتمالیت نہیں بلکہ اشتراکیت (Socialism) ہے۔ صحیح معنوں میں دنیا میں اشتمالیت اس وقت قائم ہوگی جب تمام ممالک اشتمالی حلقۂ اثر میں آ جائیں گے۔ (نیز دیکھو بالشویزم اور اشتراکیت)

## اشتمالی تھرڈ انٹرنیشنل (Communist Thing International)

دنیا بھر کی کمیونسٹ پارٹیوں کی بین الاقوامی انجمن تھرڈ انٹرنیشنل یا "کمیونسٹ انٹرنیشنل" کہلاتی ہے۔ اس کی بنیاد ۱۹۱۹ء میں روس کے ڈکٹیٹر لینن نے رکھی۔ اس انٹرنیشنل نے لینن کے نظریات کو کمیونزم یعنی اشتمالیت کی بنیاد قرار دیا اور تمام دنیا میں انقلاب برپا کرنا اپنا نصب العین ٹھہرا دیا۔ اس انٹرنیشنل نے یہ اعلان بھی کیا کہ اس جمہوری دور میں پر امن طریقوں کی بجائے حصولِ انقلاب کے لئے طاقت کا استعمال کیا جائے۔

جمہوریت کو سرمایہ داری کی اساس اور سوشلسٹ پارٹی کو سرمایہ داری کا کارندہ تسلیم کیا گیا اور روسی انقلاب کو عالمی انقلاب کا نمونہ اور سوویٹ روس کو مزدوروں کی ریاست کا ماڈل مانا گیا۔ (نیز دیکھو کامنٹرن)

**اشتمالی منشور** Communist Manifesto
وہ منشور جسے ۱۸۴۷ء میں کارل مارکس (Carl Marx) اور فریڈرک اینگلز (Fredrick Engels) نے بین الاقوامی اشتمالی جماعت انٹرنیشنل آف کمیونسٹس (International of Communists) کے لئے برسلز (Brussels) کے مقام پر سپرد قلم کیا۔

جن اصولوں پر مارکسیت یا اشتمالیت مبنی ہے اس میں ان کی عام فہم وضاحت کی گئی ہے۔ اس منشور کی ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے۔

"یورپ پر اشتمالیت کا خوف کابوس بن کر سوار ہے جو سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے ہمیشہ ڈراتا رہتا ہے۔"

کارل مارکس اور اینگلز کا یہ منشور تاریخ عالم کو طبقاتی کش مکش کا آئینہ دار قرار دیتا ہے۔ جس کے متحارب فریق بورژوا یعنی سرمایہ دار اور پرولتاری یعنی مزدور پیشہ جماعتیں ہیں۔ آخر کار فتح و کامیابی کا سہرا پرولتاری کے سر رہے گا۔ اس منشور کے مطابق بورژوا طبقہ اپنے گورکن پیدا کرنے کا خود ذمہ دار ہے اس طبقہ کی ہلاکت یقینی اور پرولتاری طبقہ کی کامیابی ناگزیر ہے۔

منشور میں کہا گیا ہے کہ کامیابی کے بعد وہ اپنے آپ کو کسی نئے حکمران طبقہ میں منتقل نہیں کریں گے۔ کیونکہ پرولتاری تحریک کا منتہائے مقصود سماج کی اس کثیر آبادی کو جو محکومی اور غربت میں زندگی بسر کر رہی ہے اس عذاب جانکاہ سے نجات دلانا اور آزادی اور اقتصادی آسائش سے ہمکنار کرنا ہے۔ منشور میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ مزدور کا کوئی وطن نہیں ہوتا۔ اور اگر وہ جدوجہد آزادی میں بھرپور کوشش کرے جبھی تو غلامی کی ان زنجیروں سے جن میں وہ جکڑے ہوئے ہیں نجات حاصل کر سکے گا۔ منشور اس نعرے پر ختم ہوتا ہے "دنیا کے مزدورو متحد ہو جاؤ!"

اس منشور کے تقریباً پچاس زبانوں میں ترجمے ہو چکے ہیں اور دنیا کی سیاسیات میں اس اشتمالی منشور کو بھی اہم مقام حاصل ہے۔ اس کی مجموعی اشاعت کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے۔

**اشتہار۔** Advertising تجارتی مال کی شہرت کسی گم شدہ چیز کے حصول یا کسی اہم واقعہ کو شہرت دینے کے لئے پرانے زمانے میں اشتہار کے مختلف طریقے رائج تھے۔ ابتدا میں ڈھول پیٹ کر یا ڈھنڈورے کے ذریعے کسی چیز کو مشتہر کیا جاتا تھا۔ دوکاندار اپنی چیزوں کی فروخت کے لئے اپنی دکانوں پر بیٹھے صدائیں لگاتے رہتے ہیں۔ پھیری والے گلی کوچوں میں گھومتے پھرتے صدا لگاتے اپنے مال کا مجسم اشتہار بنے نظر آتے ہیں۔

موجودہ دور میں اشتہار بازی ایک مکمل فن بن گیا ہے جس کی باقاعدہ تعلیم دی جاتی ہے۔ پوسٹر، اخبارات، سینما سلائیڈز، ٹیلی ویژن، ریڈیو، تصاویر اور اسی قسم کے اور بے شمار ذرائع آج اشتہار کے لئے استعمال میں لائے جاتے ہیں۔ اس فن کو فروغ دینے کے لئے بہت سی ایجنسیاں اور جماعتیں منظم ہو چکی ہیں جو انتہائی دلکش اور جاذب نظر انداز میں لوگوں کی توجہ کھینچنے کے مختلف طریقے استعمال کرتی ہیں۔ برطانیہ اور امریکہ کے اشاعتی ادارے اس وقت تک بے شمار کتابیں فن اشتہار پر شائع کر چکے ہیں۔ جن کے خال خال اردو تراجم بھی ہو رہے ہیں۔ نیز جب کوئی سے دو فرد یا فریق باہم ایک دوسرے کے بارے میں موافق یا مخالف باتیں بصورت اشتہار لکھیں اسے اشتہار بازی کا نام دیا جاتا ہے۔

**اشرافیت** Aristocracy حکومت امراء اس میں چند مخصوص اور بااثر لوگ ہی اقتدار اعلیٰ کے مالک ہوتے ہیں۔

یہ طبقہ مخصوصہ (Oligarchy) کی حکومت کرتا ہے (Oligarchy) یونانی زبان کے دو الفاظ Oligo یعنی چند اور Archa یعنی حکومت سے مشتق ہے۔ اس قسم کی حکومت کو یونانی (Aristocracy) یعنی اشرافیت کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ طرز حکومت ان کے نزدیک بہت پسندیدہ تھا اور وہ اسے چند برگزیدہ لوگوں کی بہترین حکومت خیال کرتے تھے۔ ایسی حکومت میں اکابر، امراء اور مذہبی رہنما، ماہرین فن حرب، بڑے بڑے جرنیل اور اعلیٰ

طبقہ کے لوگوں کو وسیع اختیارات حاصل ہوتے تھے۔ بادشاہ ضرورت کے وقت ان سے مشورہ کر لیا کرتا تھا۔ جب کبھی ان لوگوں نے رعایا کو کسی ظالم بادشاہ کی سختیوں سے بچایا تو اس قسم کا طرزِ حکومت مفید بھی ثابت ہوا۔ عام طور پر یہ لوگ ہمیشہ بادشاہ کی رضاجوئی اور خوشنودی کی تلاش میں رہتے تھے اور اسی میں اپنے اقتدار کی خیر سمجھتے تھے۔

**اشرف صبوحی دہلوی** ۔ ولی اشرف نام صبوحی تخلص۔ ادبی دنیا میں اشرف صبوحی کے نام سے مشہور ہیں سنہ ۱۹۰۵ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار حافظ سید علی اشرف صاحب مرحوم سے حاصل کی۔ ادبی ذوق انہیں کے فیض صحبت کا نتیجہ ہے۔

دلی کے اینگلو عربک ہائی اسکول سے میٹرک پاس کرنے کے بعد علوم مشرقی کے حصول کا شوق ہوا۔ لیکن خانگی مجبوریوں کی وجہ سے تعلیم کا سلسلہ منقطع کر کے ملازمت اختیار کرنا پڑی۔ مگر اس مصروفیت میں بھی علم کی چاٹ لگی رہی۔ فارسی اردو کے اعلیٰ امتحانات پاس کیے اور بی اے تک جا پہونچے۔ سنہ ۱۹۳۰ء میں "ارمغانِ ناجی" ایک ماہانہ ادبی رسالہ نکالا جسے مجبوراً سال کے بعد بند کر دینا پڑا۔

اشرف صبوحی صاحب نے ناول، افسانے، کہانیاں اور خاکے سبھی کچھ لکھے مگر زبان کی پاکیزگی کو کہیں بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ آپ کی تحریر کا نمایاں وصف دلی کے محاورے اور روزمرہ کا بے ساختہ استعمال ہے۔ آپ کے دو ناول "سلمیٰ" اور "بن باسی دیوی" اور افسانوں کے دو مجموعے "جھروکے" اور "دلی کی چند عجیب ہستیاں" نیز ڈیڑھ درجن کے قریب بچوں کی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔

آپ حسب موقع شعر بھی کہہ لیتے ہیں۔ مگر زیادہ تر بچوں کی نظمیں اور منظوم کہانیاں ہی لکھی ہیں۔

**اشک** ۔ نام خلیل خاں۔ اشک تخلص۔ داستان امیر حمزہ کے مصنف کی حیثیت سے کافی شہرت رکھتے ہیں۔



یہ کتاب اشک نے فورٹ ولیم کالج کے زمانے میں ڈاکٹر گل کرسٹ (Dr. Gilchrist) کی ہدایات کے مطابق مرتب کی جو چار جلدوں پر مشتمل ہے اور جس کا رنگ افسانوی ہے۔ اشک کا طرزِ تحریر بہت سادہ اور سلیس ہے فارسی اور ہندی الفاظ کو بڑی خوبصورتی اور موزونیت سے استعمال کیا ہے۔

**اشک** ۔ اوپندر ناتھ اشک ۱۴ دسمبر سنہ ۱۹۱۰ء کو جالندھر شہر (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام پنڈت مادھو رام ہے۔ اشک آل انڈیا ریڈیو میں ہندی ایکسپرٹ اور ڈرامہ نگار ہیں آپ کا شمار اردو کے بلند پایہ افسانہ نویسوں اور ڈرامہ نگاروں میں ہوتا ہے آپ کی مندرجہ ذیل تصنیفات مشہور ہیں:-

ستاروں کے کھیل ناول۔

افسانوں کے مجموعے:
- نورتن
- عورت کی فطرت
- ڈاچی
- کونپل
- قفس
- چٹان
- سپنے

**اشکال پرکار** (Figures Drawn by Pair of Compasses) گول دائرہ کی صورت میں خط کھینچنے والا آلہ پرکار کہلاتا ہے۔ اس کی مدد سے جتنی اشکال بنائی جائیں وہ اشکال پرکار کہلاتی ہیں۔ علم حساب میں کام آنے والی آٹھ شکلیں ہیں۔ جو اشکال پرکار کہلاتی ہیں ان کی تفصیل یہ ہے۔
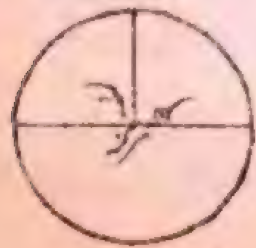
کسی سطح پر ایک محیط خط لگائیں تو سطح کو دائرہ خط محیط کو مستدیر اور

مستدیر

وتر

دائرہ کے وسطی نقطہ کو مرکز، وہ خط مستقیم جو محیط سے مرکز تک جاتا ہے نصف قطر اور جو خط مستقیم دائرہ کو دو ٹکڑے کرے وتر اور جو وتر مرکز پر سے گزرے قطر اور جو خط نصف وتر سے نصف قوس تک آئے وہ سہم کہلاتا ہے۔
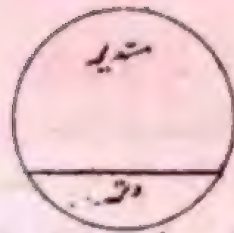
جو شکل دائرہ کی ایک قوس اور دو نصف قطرے محیط ہو۔ اگر وہ قوس نصف دائرہ سے کم ہو تو قطاع اصغر اور اگر زیادہ ہے تو قطاع اکبر کہلائے گی۔

قطاع اکبر

قطاع اصغر

جو شکل دو قوس دائرہ سے اس طرح محیط ہو کہ دونو کی پشت ایک جانب رہے۔ اگر نصف دائرہ سے کم ہیں تو ہلالی اور زیادہ ہے تو نعلی کہلائیگی

نعلی

ہلال

جو دو قوسیں اس طرح محیط ہوں کہ دونوں کی پشت ایک طرف نہ ہو اگر وہ دونوں نصف دائرہ سے کم ہیں۔ تو اہلیلجی اور زیادہ ہو تو عُلجمی کہلا ئیں گی۔ ان دونوں شکلوں میں دو دو قطر ہوتے ہیں الطول اور اقصر۔

قطر الطول

اقصر

قطر الطول

قطر الاقصر

## اشکال کثیر الاضلاع

جن شکلوں کے اضلاع چار سے زیادہ ہوں، وہ اشکال کثیر الاضلاع کہلاتی ہیں۔ ان کی مختلف قسمیں اس طرح پر آتی ہیں۔

مخمس متساوی الاضلاع والزوایہ



مسبع متساوی الاضلاع والزوایہ

مسدس متساوی الاضلاع والزوایہ

مثمن متساوی الاضلاع والزوایہ

معشر متساوی الاضلاع والزوایہ

متسع متساوی الاضلاع والزوایہ

مخمس متساوی الاضلاع مختلف الزوایہ

مسدس متساوی الاضلاع مختلف الزوایہ
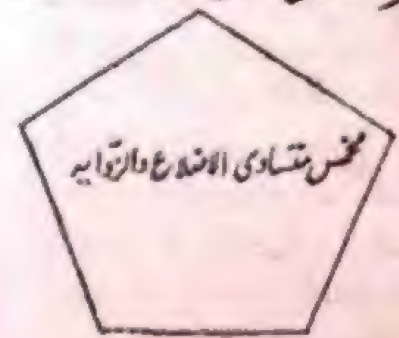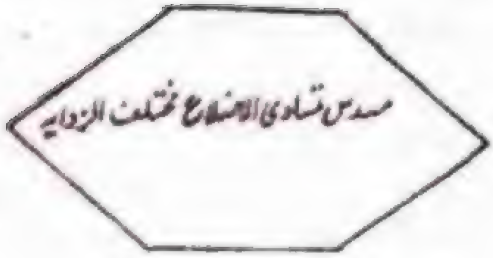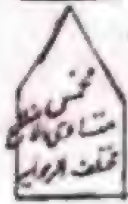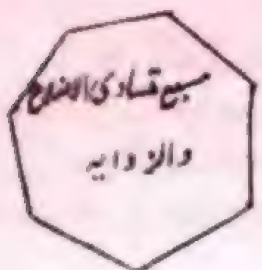
## اشکال متساوی الزوایہ۔ (Equiangular)

بعض کثیر الاضلاع شکلیں ایک خاص نام سے موسوم ہیں۔ جیسے مطبل، مدرج اور ذو الشرف۔ ان تینوں میں سے ہر شکل کتنی شکلوں پر مشتمل ہے اور یہ سب متساوی الزوایہ کہلاتی ہیں۔

ذو الشرف

مدرج

مطبل
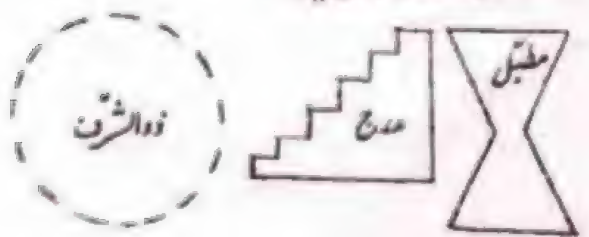
**اشکال مختلف الاضلاع** - اگر چار سے زیادہ ضلعوں والی کسی شکل کے اضلاع اور زاویے برابر نہ ہوں تو اسے مختلف الاضلاع شکل کہیں گے۔ جیسے ذوخمسۃ الاضلاع اور ذوستۃ الاضلاع"
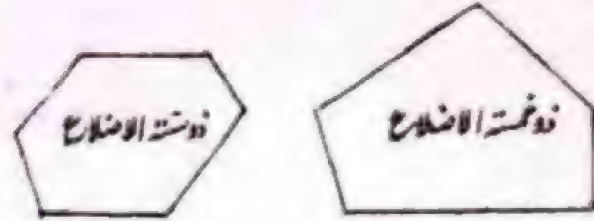
## اشکال مثلث Triangular Figures

جب سطح پر تین خطوط باہم محیط ہوں تو وہ مثلث کہلاتے ہیں۔ ہر خط ضلع کہلاتا ہے۔ ہر ضلع کو بہ نسبت دوسرے ضلعوں کے قاعدہ اور دوسرے ضلعوں کو بہ نسبت قاعدے کے ساقین کہتے ہیں۔

اضلاع کے لحاظ سے مثلث کی تین قسمیں ہیں۔

اول۔ متساوی الاضلاع جس کے تینوں ضلعے برابر ہوں

دوم - متساوی الساقین جس کے دو ضلعے برابر ہوں اور تیسرا کم یا زیادہ۔

سوم - مختلف الاضلاع جس کے تینوں ضلعے برابر نہ ہوں

زاویوں کے لحاظ سے بھی مثلث کی تین اقسام ہیں
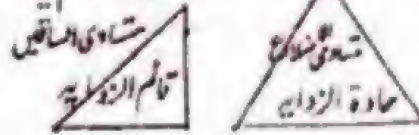
(۱) قائم الزوایہ جس کے تین زاویوں میں سے ایک زاویہ قائمہ ہو اور باقی قائمہ سے چھوٹے ہوں۔

۲۔ منفرجۃ الزوایہ جس کا ایک زاویہ منفرجہ یا قائمہ سے زیادہ ہو۔ اور دو زاویے حادہ قائمہ سے چھوٹے ہوں

۳ حادۃ الزوایہ۔ جس کے تینوں زاویے حادہ (قائمہ سے چھوٹے) ہوں۔

## اشکال مربع۔ Squares
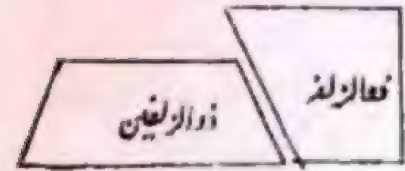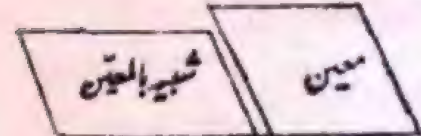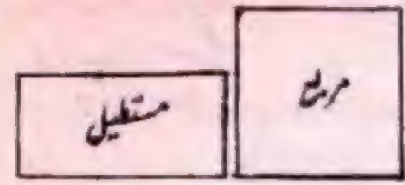
مربع عربی لفظ مادہ ربع سے مشتق ہے لفظ اربعہ بھی اسی مادہ سے ہے جس کے معنی ہیں چار یعنی چار اضلاع والی شکل جسے ذوار بعۃ الاضلاع کہتے ہیں۔ یہ چھ قسم کی ہیں۔ مربع مستطیل، معین شبیہ بالمعین، ذوالزنقہ، ذوالزنقین یہ قسمیں ذیل کی شکلوں کے مطابق ہوتی ہیں۔

**اشوک** - موریا خاندان کا مشہور راجہ جو اپنے باپ بندوسار کی وفات کے بعد ۲۷۳ قبل مسیح میں تخت نشین ہوا۔ اس کی حکومت شمال میں کابل، قندھار، ہرات، کشمیر اور نیپال تک پھیلی ہوئی تھی مشرق میں تمام بنگال اس کے زیر نگین تھا۔ اور جنوب میں دریائے پینار تک اس کی سلطنت پھیلی ہوئی تھی ۲۶۱ سنہ قبل مسیح اسے کالنگا کی جنگ میں شریک ہونا پڑا۔ جس میں وہ اگرچہ فاتح ہوا مگر اس لڑائی میں انسانی جانوں کے اتلاف نے اس کی طبیعت پر گہرا اثر کیا اور اس نے ہمیشہ کے لئے جنگ نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بدھ مت اختیار کر لیا۔

بدھ مت کی تبلیغ و اشاعت کے لئے نہ صرف ہندوستان کے مختلف علاقوں میں بدھ بھکشو بھیجے بلکہ تبت، چین، جاپان، شام، مصر اور مقدونیہ وغیرہ ممالک میں بھی اس مذہب کی اشاعت کی کوشش کی۔

اشوک کو رفاہ عامہ کے کاموں سے خاص دلچسپی تھی۔ اس نے سڑکوں پر سایہ دار درخت لگوائے مسافروں کے آرام کے لئے سرائیں بنوائیں کنوئیں کھدوائے تعلیم کے لئے مدرسے جاری کئے اور انسانوں اور حیوانوں کے لئے شفاخانے قائم کئے۔

عوام کی سہولت کے لئے اخلاقی اور مذہبی

احکام چٹانوں، لوہے اور پتھر کے ستونوں پر کندہ کرائے جو آج تک موجود ہیں۔ اس کی وفات کے ساتھ ہی خاندان موریہ اور بدھ مت کو زوال آگیا۔

**اشیائے ممنوعہ۔ (Contraband)** ایسی اشیا جن کی ایک ملک سے دوسرے ملک یا ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کی ممانعت ہو۔

بین الاقوامی قانون کی رو سے بعض ایسی چیزیں ہوتی ہیں جنہیں زمانہ جنگ کے دوران ایک متحارب فریق دوسرے متحارب فریق کے پاس پہنچنے سے روکنے کا مجاز ہوتا ہے۔ عام طور پر ایسی اشیاء اسلحہ اور بارود وغیرہ پر مشتمل ہوتی ہیں۔ مگر زرمبادلہ کی کمی یا کسی اور دشواری کے تحت کوئی ملک اپنی درآمد اور برآمد کی بعض اشیاء پر کڑی پابندی عاید کر دیتا ہے۔ اور جن چیزوں پر یہ پابندی لگائی جاتی ہے۔ وہ اشیائے ممنوعہ کہلاتی ہیں۔

گزشتہ دونوں عالمی جنگوں میں بین الاقوامی قانون جنگ کے تحت جرمنوں اور انگریزوں نے ایک دوسرے کی ناکہ بندی کر دی تھی۔ کوئی چیز دشمن ملک کی حدود میں داخل نہیں ہونے دیتے تھے اور اس طرح دشمن کی ضرورت کی ہر چیز کو انہوں نے اشیائے ممنوعہ میں داخل کر لیا تھا۔

پاکستان میں ان دنوں بعض اشیاء کی درآمد صرف لائسنس حاصل کرنے کے بعد ہی ہو سکتی ہے اور کسی دوسرے طریق سے ممکن نہیں۔ ایسی چیزیں بھی اشیائے ممنوعہ ہی کے تحت آسکتی ہیں۔

**اصالتی (بلاواسطہ) جمہوریت (Direct or Pure Democracy)** ایسا نظام حکومت جس میں حاکمیت کے اختیارات براہ راست ملک یا شہر کے عام باشندوں کو حاصل ہوتے ہیں۔ جب ضرورت ہوتی ہے۔ تو جملہ اہل ملک یا اہل شہر کسی مقررہ وقت اور مقررہ جگہ پر جمع ہو کر قوانین بنانے اور نظم و نسق حکومت چلانے کے لئے حکام کا تقرر کر لیتے ہیں۔

ایسا نظام حکومت صرف چھوٹے چھوٹے ممالک کے لئے ہی ممکن ہو سکتا ہے۔ بڑے ملکوں کے لئے یہ طریق ناممکن ہے۔ چنانچہ امریکہ میں چند ایک میونسپل کمیٹیوں اور سوئٹزرلینڈ کے کچھ شہروں کے سوا دنیا میں کہیں اس کا وجود نہیں۔ جمہوری طرز حکومت کی ایک قسم یہ بھی ہے۔

**اصحابُ الاخدود۔** اہل خندق، قرآن شریف کے آخری پارہ کی سورہ بروج میں ان کا تذکرہ ہے مورخ بیان کرتے ہیں کہ یمن کا بادشاہ ذونواس یہودی تھا اور عیسائیوں سے اس کا سلوک اچھا نہ تھا۔ جب عیسائی اس کے مجبور کرنے پر بھی اپنا مذہب چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوئے تو اس نے صاف کہہ دیا کہ وہ یا تو یہودیت اختیار کریں۔ یا قتل ہونے کے لئے تیار ہو جائیں۔ چنانچہ یمن کے تمام عیسائی مذہب کے واسطے جان دینے پر آمادہ ہو گئے، بادشاہ نے ایک وسیع خندق کھدوائی جس میں ان سب کو زندہ دفن کر دیا گیا۔ لیکن اس کے بعد خدا کا عذاب نازل ہوا اور بادشاہ کے ساتھ اس کی قوم بھی تباہ ہو گئی۔ اصحابُ الاخدود سے مراد بادشاہ ذونواس اور اس کے پیروکار ہیں۔ چنانچہ خود عیسائیوں میں بھی یہی روایت مشہور ہے۔

**اصحاب صُفّہ۔** صحابہ کرامؓ کا ایک گروہ جو محض عبادت الٰہی اور صحبت رسولؐ کو اپنی زندگی کا ماحصل سمجھتا تھا۔ یہ لوگ جو زیادہ تر مہاجرین مکہ تھے، فقر و غنا کی زندگی بسر کرتے تھے۔ اکثر تین تین روز کے فاقے ہو جاتے تھے۔ حتیٰ کہ کمزوری کی وجہ سے بعض اوقات نماز میں گر گر پڑتے تھے۔ مسجد نبویؐ کے شمالی حصہ میں مٹی کا ایک چبوترہ تھا جس پر کھجور کے پتوں کا سائبان بنا دیا گیا تھا۔ یہ لوگ یہیں رہتے اور جہاں کہیں تبلیغ و دعوت اسلام کی ضرورت ہوتی ان میں سے بعض حضرات کو بھیج دیا جاتا تھا۔ قرآن شریف میں بھی ان لوگوں کی تعریف کی گئی ہے اور احادیث میں بھی ان لوگوں کا ذکر موجود ہے آنحضرت صلعم کو ان کا اتنا خیال تھا کہ اپنے اہل بیت کے مقابلے میں ان کا حق مقدم سمجھتے تھے اور ان کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک فرما لیا کرتے۔ ان میں سے بعض لوگ جنگل سے لکڑیاں کاٹ لاتے

اور بیچ کر اپنی اور اپنے دوسرے ساتھیوں کی ضروریات پوری کرتے۔ جو لوگ شادی کر لیتے تھے وہ اس زمرہ سے نکل جاتے تھے۔

حضرت بلالؓ، سلمانؓ، ابوذر غفاریؓ، زیدؓ ابن خطاب اور ابو شہدہ اسی گروہ میں سے تھے۔

**اصحابُ الفرائض یا اصحابُ الفروض۔** فقہ حنفی میں وارث دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اصحاب الفرائض اور دوسرے اصحابُ المیراث، اصحاب الفرائض وہ ہیں جن کے حصے قرآن شریف نے معین کر دیئے ہیں یہ بارہ حصے ہوتے ہیں چار مردوں کے۔ یعنی باپ دادا، شوہر اور چچا زاد بھائی کے اور آٹھ عورتوں کے جن میں بیوی، دختر، بہو، دادی حقیقی بہن، ماں یا رشتہ کی بہن شامل ہیں۔ اگر مرنے والے کے کوئی لڑکا یا پوتا ہے تو باپ کا حصہ ⅙ ہوتا ہے اور اگر وہ زندہ نہ ہو تو دادا کو بھی اسی قدر ملتا ہے۔ اسی طرح اگر بیوی بغیر اولاد کے مر جائے تو شوہر کو اس کی وراثت میں سے نصف حصہ ملتا ہے اگر شوہر بغیر اولاد کے مر جائے تو اس کی میراث کا چوتھائی حصہ عورت کو ملتا ہے اور اسی طرح تفصیل سے سب کا حصہ مقرر کر دیا گیا ہے۔ چونکہ یہ حصے خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ ہیں اس لئے فرض ہیں اور ان کو فرائض کہا جاتا ہے چنانچہ ان کی تفصیل سورۃ "النساء" میں درج ہے

**اصحابُ الکہف۔** یعنی غار کے لوگ۔ قرآن شریف میں نہ صرف ان کا تذکرہ ہے بلکہ ایک سورۃ کا نام بھی کہف ہے۔ یہ چند نصرانی نوجوان تھے جو دقیانوس بادشاہ کے دعوائے خدائی کو تسلیم نہیں کرتے تھے اور اس کے کفر اور ظلم سے تنگ آ کر شہر سے باہر غار میں جا چھپے تھے ان کا کتا بھی ان کے ساتھ تھا۔ دقیانوس نے غار کے دروازہ پر ایک دیوار کھڑی کرا دی تھی۔ تاکہ وہ سب اس کے اندر مر جائیں۔ لیکن خدائے تعالیٰ نے ان کو محفوظ رکھا۔ ایک کاشتکار نے اس دیوار کو توڑ دیا اور ۳۰۹ برس بعد یہ لوگ بیدار ہو گئے۔ انہوں نے اپنے ایک ساتھی کو شہر کھانا لینے کے واسطے بھیجا۔ لیکن ان کے پاس جو سکے تھے وہ کسی نے نہ پہچانے رفتہ رفتہ بادشاہ وقت کو ان کا حال معلوم ہوا۔ اس وقت ملک میں عیسائیت کا دور دورہ تھا۔ اس نے ان لوگوں کا بہت احترام کیا۔ کھانا کھانے کے بعد یہ لوگ پھر سو گئے اور قیامت تک اسی طرح سوتے رہیں گے کہ دیکھنے والا ان کو زندہ ہی تصور کرتا ہے۔ قرآن شریف نے ان کی صحیح تعداد نہیں بتائی بلکہ صرف روائتیں بیان کی ہیں کہ بعض ۳ بعض ۵ اور کچھ سات کہتے ہیں اور نہ مقام ہی کا پتہ دیا ہے۔ اس واسطے اہل دنیا کے لئے یہ قصہ ابھی تک ایک راز ہی بنا ہوا ہے۔

**اصحابُ الفیل** (ہاتھی والے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے تقریباً دو ماہ پیشتر حاکم یمن ابرہہ نے کعبہ کو منہدم کرنے کے لئے مکہ پر لشکر کشی کی۔ چونکہ اس کے ساتھ ہاتھی بھی تھے اس لئے ان لوگوں کو اصحاب الفیل کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور اسی نسبت سے قرآن کریم کے آخری پارہ میں فیل نام کی ایک سورت بھی ہے جس میں اس واقعہ کا ذکر کر کے منکرین کو عبرت دلائی گئی ہے

ابرہہ حاکم یمن جو عیسائی تھا اس نے یمن کے پایہ تخت صنعا میں ایک عظیم الشان گرجا تعمیر کرا کے اس کا نام کعبہ رکھا۔ عرب اگرچہ خدا کے منکر تھے، مگر پھر بھی کعبہ کی عظمت ان کے دل میں بہت تھی وہ ہر سال وہاں حج کے لئے جاتے تھے۔ ابرہہ کی خواہش اور کوشش تھی کہ لوگ اس نو تعمیر شدہ گرجا میں بھی اس عقیدت سے آئیں، جس طرح کعبہ میں جاتے ہیں لیکن اس کفر و شرک کی حالت میں بھی عربوں کے دلوں سے کعبہ کی عزت و حرمت کا نکالنا ممکن نہ تھا۔

جب ابرہہ اپنے مشن میں ناکام رہا، اور کسی عرب سوداگر نے اس کے تعمیر کردہ گرجا میں نجاست پھینک دی تو وہ غضب ناک ہو گیا اور اس نے فیصلہ کر لیا کہ اب کعبہ کو ہی منہدم کر دیا جائے۔ چنانچہ وہ ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ جس کے ہمراہ ہاتھی بھی تھے کعبہ پر حملہ آور ہونے کے ارادے سے چلا۔ راستے میں مزاحمت ہوئی۔ مگر ابرہہ سب کو پامال کرتا ہوا مکہ معظمہ پہنچ گیا۔ قریش شہر چھوڑ کر پہاڑوں میں چلے گئے۔ حضور علیہ السلام کے دادا حضرت عبدالمطلب متولی کعبہ تھے۔ ان کے کچھ اونٹ ابرہہ کے آدمی پکڑ

گئے۔ وہ چھڑانے کے لیے آئے تو ابرہہ نے پوچھا "تمہیں اپنے اونٹوں کا تو بڑا خیال ہے۔ مگر کعبہ کا کوئی خیال نہیں جس کے تم متولی ہو"! حضرت عبدالمطلب نے جواب دیا۔ "یہ اونٹ میرے ہیں اس لیے مجھے ان کا خیال ہے اور کعبہ خدا کا ہے وہ خود اس کی حفاظت کی طاقت رکھتا ہے"!

کہتے ہیں جب ابرہہ کے ہاتھی اور فوج کعبہ کو ڈھانے کے لئے بڑھی تو خدا کی قدرت سے سمندر کی طرف سے ابابیلوں کا غول اڑتا ہوا آیا۔ جن کے منہ میں کنکریاں تھیں۔ یہ جانور جس پر کنکری پھینکتے اس کے جسم میں خارش شروع ہو جاتی اور خون بہنے لگتا۔ گوشت لٹک پڑتا اور وہ تڑپ تڑپ کر مر جاتا۔ اس طرح ابرہہ کی فوج کا صفایا ہو گیا اور کعبہ کے مالک نے خود اپنے گھر کی حفاظت کی

**اصحابُ المیراث** ۔ حنفی فقہ میں وارث دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اصحاب الفرائض اور اصحاب المیراث اصحاب الفرائض وہ ہیں جن کا حصہ قرآن شریف میں مشخص کر دیا گیا ہے۔ جائیداد یا مال کی تقسیم کے وقت سب سے پہلے میت کا قرضہ ادا کرنا ضروری ہے۔ اس میں اگر بیوی کا مہر ادا نہ کیا گیا ہو تو اس کو بھی شامل کرنا ضروری ہے۔ پھر اگر اس نے کوئی وصیت کی ہے تو تہائی جائیداد تک اس کا دینا بھی ضروری ہے۔ پھر ذی الفرائض کو دینا چاہیے۔ اس کے بعد اصحاب المیراث کا نمبر آتا ہے جنہیں عصابہ کہتے ہیں۔ ان کی بھی دو قسمیں کی جاتی ہیں۔ عصبات نسبی اور عصبات سببی۔ عصبہ نسبی وہ ہے کہ جس کا حق سلسلہ نسب یعنی رشتہ داری کی وجہ سے ہو لیکن اگر ایسا بھی کوئی شخص موجود نہ ہو تو پھر غلام یا لونڈی وغیرہ کو بھی جائیداد کا حصہ پہنچتا ہے مرنے والے کے محسن بھی جائیداد کے مستحق ہو سکتے ہیں اور ان سب کو سببی کہتے ہیں۔ غرضیکہ اسلام میں ترکے کی تقسیم ان تفصیلات کی وجہ سے ایک مستقل علم بن گئی ہے!

**اصحابُ النبیؐ** ۔ وہ مسلمان جن کو اسلامی تعلیم براہ راست رسول اللہؐ کی ذات سے حاصل کرنے کا موقع ملا یا جنہوں نے رسول کریمؐ کو اسلام میں آکر دیکھا صحابہ، اصحاب النبی یا اصحاب رسول کہلاتے ہیں۔

اسلام میں صحابہ کا درجہ بہت بلند ہے۔ احادیث نبوی انہی لوگوں کی وساطت سے ہم تک پہنچی ہیں۔ ان لوگوں کی سیرت کی تعمیر اسلامی نظام کے ماتحت ہوئی تھی اس لئے ان کی زندگی سنت کی جیتی جاگتی تصویر تھی اصحاب میں خلفائے راشدین کا درجہ سب سے بلند ہے۔ ان کے بعد عشرۂ مبشرہ، مہاجرین، انصار اور شرکائے جنگ بدرؓ و احدؓ کے درجے ہیں۔

اصحاب رسولؐ اشاعت اسلام کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے۔ انہوں نے اپنے مال، جان اور اولاد سے بڑھ کر اسلام کو عزیز رکھا اور اپنی حق پسندی اور راست گوئی کی بنا پر مخالفین اسلام سے اسلام کی عظمت اور سچائی کا اقرار کرایا

**اصطرلاب** ۔ ایک آلہ کا نام ہے جس کے ذریعہ ستاروں کا فاصلہ معلوم کیا جاتا ہے۔ پہلے اس کو منجم استعمال کرتے تھے اب یہ علم سیارگان کے ماہرین اور جغرافیائی علم کے باکمالوں کے مصرف میں ہے۔

اس آلہ کی ایک قسم جہاز رانوں کے استعمال میں بھی آئی ہے۔ جس سے وہ عرض البلد کو شمار کرتے ہیں۔ مشہور جہاز ران کولمبس جس نے امریکہ دریافت کیا اس نے بھی ایک آلہ اس طرح کا استعمال کیا تھا۔ عباسی دور حکومت میں سب سے پہلے مشہور ہیئت دان محمد بن علی نے ؁ھ میں بغداد میں اصطرلاب تیار کیا۔

**اصطلاحات** ۔ اصطلاح کی جمع ہے۔ عربی لفظ۔ مادہ صلح بمعنی موافقت، موزونیت۔ کسی لفظ کے لغوی معنوں کی بجائے کوئی دوسرے معنی مقرر کر لینا اصطلاح کہلاتا ہے۔ علمی ضروریات کے لئے بعض الفاظ

کے معنی مختص کر لیئے جاتے ہیں۔ جیسے وضع اصطلاحات کہا جاتا ہے۔ جیسے خبر کی جمع اخبار ہے مگر اصطلاحاً اس کاغذ کو اخبار کہا جاتا ہے جس پر خبریں چھپی ہوتی ہوں۔

زبان کی نشوونما اور ترقی کے لیئے اصطلاحات کا وضع کیا جانا ضروری ہے۔

اردو میں "وضع اصطلاحات" مولانا وحید الدین سلیم کی مشہور کتاب ہے جس میں آئے دن کی اصطلاحات کیا ادبی اور کیا سائنسی فراہم کردی گئی ہیں۔

**اصغر خاں، ایروائس مارشل** - ایروائس مارشل اصغر خاں جولائی ۱۹۵۷ء میں پاکستانی فضائی فوج کے کمانڈر انچیف مقرر ہوئے اور انہیں ایروائس مارشل کا عہدہ ملا۔ وہ پہلے پاکستانی ہیں جنہیں اس عہدے پر مقرر کیا گیا۔ جموں توی ریاست کشمیر کے رہنے والے ہیں والد فوج میں بریگیڈیر تھے۔ انہوں نے پرنس آف ویلز رائل انڈین ملٹری کالج اور رائل انڈین ملٹری اکیڈمی ڈیرہ دون میں تعلیم حاصل کی۔ اور کچھ عرصہ بعد ہوائی فوج میں شامل ہو گئے۔ فضائیہ میں مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ رائل انڈین ایرفورس کے سکواڈرن ۹ کی بھی کمان کر چکے ہیں ۱۹۴۶ء میں انبالہ میں چیف فلائنگ انسٹرکٹر کے عہدے پر مامور تھے۔ ۱۹۴۴ء میں برما کے میدان جنگ میں بھی خدمات انجام دیں۔

قیام پاکستان کے بعد ایروائس مارشل اصغر خاں کو پاکستان ایرفورس کا سکول کھولنے کا کام تفویض ہوا یہ سکول رسالپور میں قائم ہوا۔ جہاں سے بہترین پاکستانی پائلٹ تربیت پاکر نکل چکے ہیں۔ ۱۹۴۹ء میں وہ سٹاف کالج کوئٹہ سے منسلک ہوئے۔ وہ فضائیہ کے کئی غیر ملکی نصاب مکمل کر چکے ہیں۔ جن میں امپیریل ڈیفنس کالج لندن کا نصاب بھی شامل ہے۔

**اصغر گونڈوی** - اصغر حسین نام اور اصغر تخلص آباؤ اجداد گورکھپور (بھارت) کے رہنے والے تھے لیکن ان کے والد منشی تفضل حسین نے گونڈہ بھارت میں اقامت اختیار کر لی تھی۔ یہیں اصغر ۱۸۸۴ء میں پیدا ہوئے اور اسی تعلق سے گونڈوی کہلائے۔

ابتدائی تعلیم بے ضابطہ تھی اور مستقل طور پر نہ ہوئی تھی۔ لیکن ذاتی مطالعہ سے کافی بصیرت حاصل کر لی۔ ابتداء میں گونڈہ میں چشمہ سازی کی دوکان تھی۔ مگر بعد میں ایک مدت تک ہندوستانی اکادمی کے رسالہ "ہندوستانی" کے ایڈیٹر رہے۔ ۳۰ نومبر ۱۹۳۶ء کو الہ آباد بھارت میں فوت ہوئے۔

اصغر بڑے طبّاع منتقی اور صاحب ذوق تھے انہوں نے حکیمانہ ژرف نگاہی میں بادہ تصوف کی سرمستی سمو کر اردو غزل میں ایک منفرد رنگ قائم کیا۔ انہوں نے بہت نہیں کہا لیکن جو کچھ کہا وہ لاجواب ہے۔

اصغر کے کلام کے دو مجموعے "نشاط روح" ۱۹۲۵ء میں اور "سرود زندگی" ۱۹۳۶ء میں شائع ہوئے ان کے کلام میں یاس کی بجائے رجائی نغمے زیادہ ہیں

**اصفہان** - ایران کا مشہور شہر جو وسط ایران میں واقع ہے اور سڑکوں کے ذریعے ملک کے دوسرے حصوں سے ملا ہوا ہے۔ صفوی بادشاہوں کے عہد میں یہ ملک کا دار الحکومت اور بہت بڑا شہر تھا مگر ۱۷۸۸ء میں آغا محمد خاں قاچار نے اصفہان کی بجائے تہران کو دار الحکومت بنایا۔ جب سے اس کی رونق میں کمی آگئی۔ اب بھی اس کی آبادی دو لاکھ سے اوپر ہے۔

یہاں کی شاہی مسجد اور چالیس ستونوں والا ہال قابل دید عمارات ہیں۔ یہاں کے قالین اور تلواریں بھی بہت مشہور ہیں۔

**اصفہانی، ابو الحسن** - ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم کلکتہ میں حاصل کی اور اعلیٰ تعلیم کے لیئے ولایت چلے گئے۔ ۱۹۲۵ء میں اپنے آبائی کاروبار تجارت میں مصروف ہو گئے۔ ۱۹۳۶ء میں بنگال کی مجلس قانون ساز کے ممبر چنے گئے۔ ۱۹۴۶ء میں غیر منقسم ہندوستان کی مجلس دستور ساز کے ممبر منتخب

ہوئے۔ مسٹر اصفہانی اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پاکستان کی نمائندگی کے فرائض بھی انجام دیتے رہے ہیں۔

۱۹۴۸ء میں حفاظتی کونسل میں کشمیر کا مسئلہ زیر بحث آیا تو مسٹر اصفہانی نے ہی پاکستان کی نمائندگی کے فرائض انجام دیئے وہ امریکہ میں پاکستانی سفیر اور برطانیہ میں پاکستانی ہائی کمشنر بھی رہ چکے ہیں۔ ۱۹۵۴ء میں حکومت پاکستان کی مرکزی وزارت میں وزیر صنعت کی حیثیت سے شامل ہوئے تھے

## اصلاحات۔ (Reforms) اصلاحات

اصلاح کی جمع ہے۔ جس کے لغوی معنی ہیں درست کرنا یا صحیح بنانا۔ اصطلاح میں عموماً ملکی امور کے بارے میں قانونی طور پر رائج ہونے والے احکام خصوصاً کسی ملک کے مروجہ قانون میں بعض غلطیوں کو درست کرنے والے قوانین، اصلاحات کہلاتے ہیں۔ سیاسی ترقی کے لئے حکمران قوم کی طرف سے محکوم قوم کو وقتاً فوقتاً جو مراعات ملتی ہیں وہ بھی اصلاحات کہلاتی ہیں جیسے انگریزی دور حکومت میں ہندوستان میں اصلاحات ملتی رہیں۔

## اصحمہ نجاشی۔ (دیکھو نجاشی شاہ حبشہ)

## اصنام پرستی۔ اصنام عربی لفظ ہے اور صنم

کی جمع ہے۔ اصنام پرستی کے معنی ہیں بتوں کی پوجا۔ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی جگہ، شخص یا چیز کو سجدہ کرنا یا اس کی پرستش کرنا اصنام پرستی کے ذیل میں آتا ہے۔ اسلام نے اس کو شرک قرار دیتے ہوئے سخت ناپسند کیا ہے۔

دنیا میں زمانہ قدیم سے بت پرستی کا رواج چلا آرہا ہے اللہ تعالےٰ نے ہر زمانے میں بندوں کی اصلاح و بہتری کے لئے پیغمبر مبعوث فرمائے جنہوں



نے انسان کو اصنام پرستی سے روکا۔ لیکن اس کے باوجود انسان اپنی کوتاہ نظری سے اب تک بتوں کی پوجا کرتا چلا آرہا ہے۔

قبل از اسلام عرب کفر و بت پرستی کا گہوارہ تھا۔ مکہ میں جو اس زمانے میں بھی عربوں کی قومی زندگی کا مرکز تھا، کعبہ کے اندر تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ ہر قصبے، ہر قبیلے بلکہ ہر ہر انسان کا الگ الگ خدا تھا۔

ہندوستان میں ہندو قدرتی مناظر اور خوبصورت نظاروں کی پوجا کیا کرتے تھے۔ اور سورج آگ، پانی، بادل اور دریا ان کے دیوی دیوتا تھے۔ سکندر کے حملہ کے بعد ہندوؤں نے یونانیوں سے بت تراشی کا فن سیکھا اور یہ بھی اپنے بزرگوں کے بت بناکر پوجنے لگے۔ (نیز دیکھو بت پرستی)

## اصول معدلت۔ (Equity) اصول معدلت

سے مراد وہ اصول ہیں جن سے قانون کی کوتاہی کی اصلاح کی جاتی ہے یہ وہ اصول ہیں جو عام مروّج اور رائج الوقت قانون پر فائق سمجھے جاتے ہیں۔

اس قانونی نظام کی بنیاد ایسے پڑی کہ شاہ انگلستان ایسے مقدمات کا انصاف خود کردیا کرتا تھا جن پر رائج الوقت قوانین کا اطلاق نہیں ہوتا تھا رفتار زمانہ کے ساتھ ساتھ اس قسم کے مقدمات کی تعداد بڑھتی گئی۔ اور اس لئے ان کا فیصلہ کرنے کے لئے مخصوص عدالتوں کا ایک جامع نظام قائم کرنا پڑا۔

## اصول منرو۔ (Manroe Doctrine)

صدر امریکہ منرو کا وہ اعلان اور اصول جس کے ذریعے ۱۸۲۳ء میں اس نے امریکہ میں غیر ملکی مداخلت روک دی تھی۔

اس اعلان کی ضرورت اس لئے پیش آئی۔

کہ الاسکا پر روس کا قبضہ تھا اور وہ امریکہ کے شمال مغربی ساحل کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر امریکہ نہیں چاہتا تھا کہ نو آبادی سمندر میں کسی اور ملک کو جہاز رانی کی اجازت دے۔ علاوہ بریں روس، آسٹریا اور پرشیا نے آپس میں متحد ہو کر جنوبی امریکہ میں مداخلت کا منصوبہ بھی تیار کیا اس موقعہ پر برطانیہ نے "اصول منرو" کو موثر بنانے کے لئے اپنا بحری بیڑا شمالی امریکہ کے سمندروں میں بھیج دیا جس کے باعث اس اتحاد ثلاثہ کو جنوبی امریکہ کے معاملات میں مداخلت کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اگرچہ جنوبی امریکہ کے لاطینی ممالک اس اصول کو امریکہ کی ہٹ دھرمی پر محمول کرتے ہیں تاہم اس وقت سے اصول منرو امریکہ کی خارجہ پالیسی کا بنیادی اصول بنا چلا آ رہا ہے۔

**اطریفل** ۔ ترپھلا ایک عام دوائی ہے جس کا معرب اطریفل ہے۔ اطریفل زمانی ایک قسم کی معجون ہے۔ جسے طبیب دیسی دواؤں میں جلاب کے لئے تجویز کرتے ہیں اور یہ اطریفل، بلیلہ اور آملہ کو ملا کر تیار کی جاتی ہے۔

**اطلانٹک چارٹر** (دیکھو منشور اوقیانوس)

**اظہر امرتسری** ۔ خدا بخش نام اظہر تخلص۔ ۱۹۰۰ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ اگرچہ باقاعدگی سے تعلیم حاصل نہ کر سکے تاہم کثرت مطالعہ اور عملی ذوق سے عربی، فارسی اور اردو میں خاصی قابلیت پیدا کر لی اور جلد ہی اہل علم میں شمار ہونے لگے۔

اظہر صاحب کا ابتدائی زمانہ راولپنڈی میں بسر ہوا۔ سیاسی تحریکوں میں حصہ لینے کی پاداش میں قید و بند کی تکلیفیں بھی برداشت کیں۔ بچپن سے ہی انشاء پردازی اور شعر و شاعری کا شوق تھا۔ اسی شوق کی تکمیل کے لئے راولپنڈی سے "ترجمان سرحد" جاری کیا۔

ایک مدت تک روزنامہ "زمیندار" کے مدیر رہے اور ۲۶ نومبر ۱۹۵۸ء کو فوت ہوئے۔

اظہر اردو نثر میں ایک نئے طرز کے موجد تھے جس میں مولانا آزاد کے استعارے اور تشبیہات اور مولانا ظفر علی خاں کا ساطنز پایا جاتا ہے۔ غزل اور نظم میں خوب طبع آزمائی کی ہے۔ نظم سے ان کو خاص مناسبت تھی۔ ان کے کلام کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ بڑے قادر الکلام شاعر تھے۔

**اعتقاد** ۔ عربی لفظ ہے جس کا مادہ "عقد" بمعنی گانٹھنا، جاگزیں ہونا وغیرہ۔ اعتقاد کے عام معنی ہیں ایمان لانا، یقین رکھنا یا گرویدہ ہونا۔ اصطلاحاً وہ یقین جو کوئی شخص بلا دلیل و حجت مذہب کے بارے میں رکھتا ہے۔ اگرچہ مذہب اسلام کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ تمام مذاہب کا سرچشمۂ ہدایت ایک ہی خدا ہے جس کا کوئی شریک نہیں تاہم جب دوسرے مذاہب میں تحریف ہوئی تو ان کے معتقدات بھی بدل گئے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص بتوں کی پوجا کرتا ہے تو اسے کامل یقین ہوتا ہے کہ اس کے لئے یہی راہ نجات ہے۔ مگر اسلام کے بنیادی اعتقادات یہ ہیں کہ خدا ایک ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں۔ دنیا میں ہر قوم کی اصلاح کے لئے نبی آئے۔ قیامت کا دن آئیگا۔ جس میں انسان کے اعمال زندگی کا محاسبہ کیا جائیگا اور انہیں اعمال کی بنا پر جزا و سزا ملے گی۔

**اعتکاف** ۔ یہ عربی لفظ مادہ عکف سے ہے اور اس کا مفہوم یکسوئی یا گوشہ نشینی اختیار کرنا ہے۔ رمضان المبارک کے مہینہ میں اعتکاف عبادت کا ایک جزو ہے۔ اعتکاف اکیسویں روزہ سے شروع ہوتا ہے اور عید کا چاند دیکھ کر ختم ہو جاتا ہے۔ اعتکاف گذار مسجد کے ایک گوشہ میں زاویہ نشین ہو جاتا ہے۔ اور اپنا بیشتر وقت ذکر الٰہی میں گزارتا ہے ضروریات و حوائج کے لئے وہ باہر آ جا سکتا ہے۔ دوستوں اور عزیزوں سے میل ملاقات بھی کر سکتا ہے۔ لیکن ان ایام میں بیوی سے مباشرت ممنوع ہے اس کے ساتھ وہ کسی قسم کا لین دین اور کاروبار بھی نہیں کر سکتا۔

اعتکاف ایک فرض کفایہ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی قصبہ یا شہر کی پوری آبادی میں سے

ایک شخص اعتکاف میں بیٹھ جانے تو سب پر سے فرض اتر جاتا ہے ورنہ ساری کی ساری آبادی گنہگار ہوتی ہے۔ کلام مجید میں بھی اعتکاف کا ذکر موجود ہے۔

## اعتماد کا ووٹ (دیکھو تحریک اعتماد)

**اعداد ابجد۔** حروف تہجی کی ہندسی قیمت یہ مجوزہ ہندسی یا عددی قیمتیں صرف اردو، فارسی اور عربی میں مقرر ہیں۔ حروف تہجی کو ابجد، ہوز، حطی، کلمن، سعفص، قرشت، ثخذ اور ضظغ میں سمو دیا گیا ہے۔ اردو میں باقی متعلقہ الفاظ ان کے تحت سمجھے جاتے ہیں۔ مثلاً ک ہے مگر گ نہیں اب جو قیمت ک کی ہوگی وہی گ کی ہوگی۔

ابجد، ہوز، حطی میں دس حروف ہیں۔ ان میں سے ہر حرف کی قیمت اپنے پہلے حرف سے بقدر ایک کے بڑھتی جاتی ہے۔ کلمن اور سعفص کی قیمت ۲۰ سے ۹۰ تک ہے ان میں ہر حرف کی قیمت پہلے حرف سے بقدر دس زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ قرشت، ثخذ اور ضظغ کی قیمت ایک سو سے ایک ہزار تک ہے۔ ان حروف کی قیمت پہلے حرف سے بقدر سو زیادہ ہوتی ہے چنانچہ ترتیب وار ان کی قیمت یہ ہوگی۔

| ابجد | | | | ہوز | | | حطی | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ا | ب | ج | د | ہ | و | ز | ح | ط | ی |
| ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | ۵ | ۶ | ۷ | ۸ | ۹ | ۱۰ |

| کلمن | | | | سعفص | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ک | ل | م | ن | س | ع | ف | ص |
| ۲۰ | ۳۰ | ۴۰ | ۵۰ | ۶۰ | ۷۰ | ۸۰ | ۹۰ |

| قرشت | | | | ثخذ | | | ضظغ | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ق | ر | ش | ت | ث | خ | ذ | ض | ظ | غ |
| ۱۰۰ | ۲۰۰ | ۳۰۰ | ۴۰۰ | ۵۰۰ | ۶۰۰ | ۷۰۰ | ۸۰۰ | ۹۰۰ | ۱۰۰۰ |

حروف کی ان قیمتوں سے تاریخی مادّے نکالے جاتے ہیں اور بچوں کے تاریخی نام رکھے جاتے ہیں۔ ان ناموں کے حروف کے اعداد جمع کرنے سے سن پیدائش نکل آتا ہے اس طرح بعض مکانوں پر سن تعمیر اور بعض قبروں پر سال وفات کے کتبے لگے ہوتے ہیں۔

حکیم مومن خان مومن شاعر ہونے کے علاوہ نجومی بھی تھے۔ انہوں نے اپنی تاریخ وفات کہی "دست و بازو بشکست" چنانچہ وہ اسی سن میں کوٹھے سے گر کر فوت ہوئے۔

بعض صورتوں میں بعض حروف کے اعداد خارج کئے یا بڑھائے جاتے ہیں تو تاریخ نکلتی ہے اسے "تخریج" کہتے ہیں۔ مومن نے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کی وفات پر یہ قطعہ لکھا۔

انتخاب نسخۂ دیں مولوی عبدالعزیز
بے عدیل و بے نظیر و بے مثال و بے مثل
جانب ملک عدم تشریف فرما کیوں ہوئے
آ گیا تھا کیا کہیں مردوں کے ایماں میں خلل
مجلس دردآفریں تعزیت میں میں بھی تھا
جب پڑھی تاریخ مومن نے یہ آ کر برمحل
دست بیدردِ اجل سے بے سروپا ہوگئے
فقر و دیں، فضل و ہنر، لطف و کرم، علم و عمل

آخری مصرعہ کے الفاظ فقر، دین، فضل، ہنر، لطف و کرم، علم، عمل کو بے سروپا کرنے یعنی ہر ایک کا پہلا اور آخری حرف خارج کر دینے سے جو حروف حاصل ہوں ان کی عددی قیمت شاہ صاحب کی تاریخ وفات ہوگی۔

## اعداد و شمار (STATISTICS)

کسی ملک کی صنعتی، تجارتی، تعلیمی، صحتی اور رفاہی سرگرمیوں اس کے باشندوں کی تعداد، عمر اور پیشوں سے متعلق مکمل جدولی اطلاعات کو اعداد و شماریات کہا جاتا ہے۔ ان اطلاعات کی فراہمی دنیا کے ہر ترقی یافتہ ملک کے اہم فرائض میں داخل ہے ان معلومات کی اشاعت مجموعی طور پر بھی کی جاتی ہے اور انفرادی طور پر بھی۔ مثلاً حکومت کا ہر شعبہ اور ادارہ اپنی سرگرمیوں اور متعلقہ کارکنوں سے متعلق رپورٹیں شائع کرتا رہتا ہے جن سے پتہ چل جاتا ہے کہ فلاں شعبے سے کتنے کارکن وابستہ ہیں اور وہ کس نوعیت کے کام سرانجام دے رہے ہیں۔

اعداد و شمار ایک باقاعدہ علم بھی ہے۔ جو اعلیٰ جماعتوں میں بطور انتخابی مضمون پڑھایا جاتا ہے۔

## اعراب۔ (CASE-MARKS)

عربی میں کسی لفظ کے حروف کی حرکت کو اعراب کہتے ہیں حرکت سے مراد رفع، نصب اور جر ہے جنہیں عام طور پر

ضمہ، فتح اور کسرہ یا پیش، زبر اور زیر کے نام دیئے جاتے ہیں۔ ان ہر سہ حرکات کے علاوہ تنوین رفعی، نصبی اور جری اور سکون (جزم) بھی اعراب میں شامل ہیں۔ جس لفظ کا اعراب بدلتا رہے اسے معرب اور جس کا اعراب نہ بدلے اسے مبنی کہتے ہیں (نیز دیکھو حرکات)

## اعرابی پاشا۔ (دیکھو عربی پاشا)

## اعراف

اعراف۔ اہل اسلام کے عقیدے کے مطابق تمام لوگ جو دنیا میں نیک زندگی بسر کرتے ہیں بہشت میں جائیں گے اور تمام برے لوگ دوزخ میں۔ بہشت اور دوزخ کے درمیان ایک اور طبقہ بھی ہے جس کو اعراف کہتے ہیں۔ اس میں وہ لوگ رکھے جائیں گے جن کے اچھے اور برے اعمال برابر برابر ہوں گے لیکن یہ لوگ کچھ عرصہ یہاں رہ کر بہشت میں چلے جائیں گے۔

## اعشاری نظام زر۔ (DECIMAL SYSTEM CURRENCY)

اعشاری نظام کا مطلب یہ ہے کہ کرنسی کے جدید نظام میں آنے اور پائیوں کا حساب ختم کر دیا جائے اور ان کی جگہ سینٹس رائج کر دیئے جائیں۔ قبل ازیں پاکستانی روپے میں ۱۶ آنے یا ۶۴ پیسے یا ۱۹۲ پائیاں ہوتی تھیں۔ اعشاری نظام زر میں ایک روپے میں سو سینٹس، ایک اٹھنی میں پچاس اور ایک چونی میں ۲۵ سینٹس ہوتے ہیں اور پھر ضروری نہیں کہ اس اکائی کو سینٹ کے نام سے ہی پکارا جائے۔ اسے پیسہ یا نیا پیسا کہا جا سکتا ہے نئے اور پرانے نظام زر میں فرق صرف یہ ہے کہ نئے نظام زر میں آنے پائیوں کی بجائے سیدھے سادے پیسوں کا حساب ہوتا ہے۔

پاکستان میں یکم جنوری ۱۹۶۱ء سے اعشاری نظام زر رائج کیا گیا۔ نئے نظام زر کے تحت پیسہ اور روپیہ دو بنیادی سکے ہیں اور ایک روپیہ سو پیسوں کے برابر ہے۔

## اعشاری نظام پیمائش کا۔ (دیکھو نظام اعشاری پیمائش کا)

## اعصاب

اعصاب۔ (NERVES) اعصاب عربی لفظ ہے جو "عصب" کی جمع ہے باریک سفید ریشے جو دماغ اور حرام مغز سے نکل کر تمام جسم میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ مختلف احساسات کو دماغ تک پہنچانے اور دماغ کے احکامات کو جسم کے ہر حصے تک پہنچانے کا کام کرتے ہیں۔ اعصابی بیماریوں (NERVOUS DISEASES) کی بدولت بسا اوقات احساسات کے دماغ تک پہنچنے یا احکامات کے جسم تک آنے میں دقت پیدا ہو جاتی ہے اور نتیجۃً فالج کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کبھی کبھی بعض اعصاب میں ورم ہو جاتا ہے اور (NEURITIS) کا مرض لاحق ہو جاتا ہے۔ جس کے دفعیہ کے لیے مالش یا برقی علاج کیا جاتا ہے۔ تکلیف کا احساس اعصاب میں نہیں ہوتا صرف دماغ میں ہوتا ہے۔ اعصاب کے اس سلسلہ کو اعصابی نظام کہتے ہیں۔ (نیز دیکھو نظام اعصابی)

## اعصابی امراض (NERVOUS DISEASES)

ہماری ہر حرکت اور سوچ، سانس لینا اور دوران خون وغیرہ اعصابی نظام کے ماتحت ہے۔ اعصابی نظام کی معمولی سی خرابی اور کمزوری ہمارے لئے بیشمار بیماریوں کا باعث بن جاتی ہے۔ بہت سی اعصابی بیماریاں تو صحیح طور پر آرام کرنے اور گہری نیند سونے سے ہی ٹھیک ہو جاتی ہیں۔ تازہ ہوا قوت بخش خوراک اور قوت ارادی کا استعمال اعصابی خلل کے مریضوں کو بہت جلد اچھا کر دیتا ہے۔ مگر مکمل اور گہری نیند اعصابی امراض کے لئے آب حیات کا حکم رکھتی ہے اور ہر قیمت پر اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ الجھا دینے والی باتوں اور جھگڑوں کا اثر اعصاب پر نہایت شدید ہوتا ہے اور اس سے اعصابی امراض

ترقی کرتے ہیں۔

**اعصابی جنگ۔ (Cold War)**
اعصابی جنگ سے مراد ایک دوسرے کو نیچا دکھانے اور دنیا کی رائے عامہ کو اپنے حق میں ڈھالنے کی وہ جدوجہد ہے جو دو مخالف ملکوں کی طرف سے جاری ہو اور جس میں گولہ بارود کی بجائے ذرائع نشر و اشاعت سے کام لیا جائے۔ اعصابی جنگ کی اصطلاح دوسری جنگ عظیم کے بعد پیدا ہوئی اور ان دنوں روس اور امریکہ کے درمیان یہ جنگ بڑے زوروں پر ہے۔
۱۹۴۷ء میں امریکہ نے اس جنگ کے اثرات کو محسوس کیا اور کمیونسٹوں کے خلاف یونان اور ترکی کی امداد کا بیڑا اٹھایا۔ مارشل پلان (Marshall Plan) بھی اعصابی جنگ کا ایک ہتھیار ہے۔ جس کا مقصد روس کے مخالف ملکوں کو مضبوط کرنا ہے۔ (نیز دیکھو سرد جنگ)

**اعظم خان، جنرل۔** (دیکھو محمد اعظم خان)

**اعلان آزادی (امریکہ) (Declaration of Independence)**
۱۷۷۶ء میں امریکہ کی نوآبادیوں کے نمائندے فلاڈلفیا میں جمع ہوئے۔ اور اسی سال ۴ جولائی کو انہوں نے امریکہ کی آزادی کا اعلان کر دیا۔ اس اعلان میں واضح کیا گیا تھا کہ امریکہ آزاد ہے اور اب انگلستان کے بادشاہ سے اس کا کسی قسم کا تعلق نہیں ہے۔ چنانچہ تیرہ نوآبادیوں نے مل کر ریاستہائے متحدہ امریکہ (United States) کے نام سے ایک فیڈرل ری پبلک (Federal Republic) قائم کر لی۔

**اعلان بالفور۔ (Balfour Declaration)**
وہ اعلان جو برطانوی وزیر خارجہ مسٹر اے جے۔ بالفور نے ۲، نومبر ۱۹۱۷ء کو فلسطین کے متعلق برطانوی حکمت عملی پر کیا۔ اعلان کا متن حسب ذیل ہے۔
"ملک معظم کی حکومت فلسطین میں یہودیوں کے قومی وطن کے قیام کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور وہ اصول مقصد کو سہل اور آسان بنانے کے لئے اپنی بہترین کوششیں صرف کرے گی۔ مگر یہ امر واضح رہنا چاہئے کہ کوئی ایسا اقدام نہیں کیا جائے گا جو فلسطین کی موجودہ غیر یہودی اقوام کے معاشرتی اور مذہبی حقوق کا نقیض ہو یا دوسرے ممالک کے رہنے والے یہودیوں کے حقوق اور سیاسی حیثیت کے لئے ضرر رساں ہو۔"
اس اعلان پر اس کے ابہام کی وجہ سے بہت سی نکتہ چینی ہوئی۔ دنیائے اسلام نے اس کو انتہائی ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا اور اس اعلان کو اس سازش کا پیش خیمہ تصور کیا جو آگے چل کر عرب ممالک کے قلب میں "اسرائیل" کے نام سے ایک دشمن قوم کی سلطنت کے قیام پر منتج ہوا اور جس کی وجہ سے لاکھوں عرب بے خانماں اور تباہ ہو گئے اور اس طرح عرب ممالک کی سلامتی دائمی طور پر معرض خطر میں پڑ گئی ہے۔

**اعلان حقوق (برطانیہ) (Declaration of Rights)**
وہ قانون جسے ۱۶۹۶ء میں برطانی پارلیمان نے منظور کیا۔ اس اعلان کے ذریعے جہاں ولیم اور میری کو بادشاہ اور ملکہ کی حیثیت سے جیمز دوم (James II) کا جانشین قرار دیا گیا وہاں اس امر کا بھی اعلان کیا گیا کہ مذہب اور قانون سے متعلق تمام امور میں برطانی پارلیمان کے تفوق کو تسلیم کیا جائیگا اور اسے اس بات کا مجاز سمجھا جائیگا کہ وہ عامۃ الناس کے حقوق اور آزادی کے نگراں کے طور پر جو قوانین وضع کرے گی وہ تمام نافذ العمل ہوں گے۔

**اعلان حقوق انسانی (Declaration of Human Rights)**
یہ نظریہ کہ ہر انسان کو پیدائشی طور پر کچھ بنیادی حقوق حاصل ہیں اب ہر دستور اور آئین میں مسلم ہے۔ سترھویں اور اٹھارویں صدی عیسوی میں مغرب کے بعض سیاسی مفکرین خصوصاً والٹیر (Voltair) اور روسو (Rousseau) نے اس نظریہ کو پیش کیا۔ اس نظریہ کی بناء ارسطو کے خیالات پر رکھی گئی تھی۔
انقلاب فرانس ۱۷۸۹ء کے موقع پر حقوق انسانی کا ایک منشور شائع ہوا جس میں ہر فرد کو جمہوری آزادی، ملکیت اور ظلم کے خلاف حفاظت اور انصاف کا حق دیا گیا۔ بعد میں جمہوریت کے بیشتر اصول اسی منشور سے لئے گئے۔ جدید دور میں سوشل

بنیادوں پر حقوق انسانی کا ایک نیا رجحان پیدا ہوا۔ اشتراکی نظریات میں بہت سے نئے انسانی حقوق داخل ہوئے جن میں ملکیت کا خاتمہ اور جمہوری مساوات کے علاوہ معاشی مساوات بھی بنیادی انسانی حقوق میں شامل کی گئی۔ سوویٹ یونین کے دستور میں سب سے پہلے ان اصولوں کو اپنایا گیا۔ سوویٹ یونین کے دستور سے متاثر ہو کر فرانس نے بھی ۱۹۴۶ء میں اپنے دستور میں بہت سی ترمیمیں کیں اور اسی طرح اکثر دوسرے ملکوں نے بھی بعض اشتراکی اصولوں کو اپنے دستور کا حصہ بنا لیا۔

۱۹۴۸ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے بھی حقوق انسانی کے متعلق ایک اعلان کیا جس کی رو سے ہر انسان کی آزادی اور مساوات کا حق تسلیم کرتے ہوئے فرد کے حق ملکیت کو بھی تسلیم کیا گیا۔ چنانچہ اس کی رو سے کسی شخص کو اس کے حق ملکیت سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ ہر انسان کو آزادی رائے آزادی بیان، آزادی مذہب حاصل ہو گی۔ جماعت بندی اور کسی جماعت میں شمولیت یا عدم شمولیت پر کوئی پابندی نہ ہو گی۔ حکومت کی اساس حق رائے دہندگی عوام پر ہو گی۔ رائے شماری خفیہ ہو گی اور ہر انسان کو ترقی کرنے کا پورا موقع دیا جائے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔

**اغوا۔** (Abduction) بہلانا پھسلانا بہکانا۔ اصطلاح میں یہ لفظ خاص طور پر ان نوجوان عورتوں کے متعلق بولا جاتا ہے جنہیں شادی یا بدفعلی کی نیت سے یا لالچ سے اٹھا لیا جاتا ہے۔ البتہ اگر کوئی بالغ لڑکی اپنی مرضی سے کسی کے ساتھ جائے تو اس کو اغوا نہیں کہا جائے گا البتہ نابالغ بچوں کو اٹھا لے جانا اغوا ہے۔

**افتتاح الاندلس۔** اسلامی اندلس کی تاریخ پر "ابن قوطیہ" کا یہ مختصر رسالہ اس قدر مستند سمجھا جاتا ہے کہ کوئی مورخ ایسا نہیں جس نے اس سے استفادہ نہ کیا ہو۔ سب سے پہلے اس کا فرانسیسی ترجمہ ایک فرانسیسی مستشرق ایم۔ اے شیرجو نے ۱۸۵۶ء میں کیا اس ترجمے نے ابن قوطیہ کو مورخ کی حیثیت سے دنیا میں روشناس کرایا۔ اس کے بعد ایک اور فرانسیسی مستشرق ہوداس نے ۱۸۸۹ء میں اس کا ترجمہ مع متن شائع کیا۔

اردو میں اس کا ترجمہ محمد جمیل الرحمٰن پروفیسر تاریخ عثمانیہ یونیورسٹی (حیدر آباد) نے کیا اور ۱۹۴۰ء میں ادارہ کتابستان الہ آباد نے شائع کیا۔

**افتخار احمد (لفٹیننٹ جنرل حاجی)** لفٹیننٹ جنرل حاجی افتخار احمد پاکستان آرڈیننس فیکٹریز (Pakistan Ordnance Factories) واہ کے ریذیڈنٹ ڈائرکٹر (Resident Director) تھے کچھ عرصہ پہلے وہ پاکستانی فوج کے کوارٹر ماسٹر جنرل تھے۔ کراچی میں ڈپٹی چیف آف سٹاف کے فرائض بھی انجام دے چکے ہیں۔ ۱۹۳۵ء میں انڈین ملٹری اکیڈمی (Indian Military Academy) ڈیرہ دون سے کمیشن حاصل کرنے کے بعد وہ ایک کیولری رجمنٹ (Cavalry Regiment) میں متعین کئے گئے وہ پہلے ہندوستانی افسر تھے جو احمد نگر میں بکتر بند گاڑیوں کے تربیتی سکول میں انسٹرکٹر مقرر ہوئے۔ بعد میں انہوں نے سٹاف کالج میں تربیت حاصل کی آزادی سے تھوڑا ہی عرصہ پہلے انہوں نے انگلستان میں جائنٹ سروسز سٹاف کالج (Joint Services Staff College) کے کورسوں میں شرکت کی۔ پاکستان واپس پہنچنے پر انہیں بریگیڈیر پھر میجر جنرل اور اس کے بعد ترقی دے کر لفٹیننٹ جنرل بنا دیا گیا۔ اس وقت وہ پی آئی ڈی سی کے چیئرمین ہیں۔

**افراطِ زر** (Inflation) ایک اقتصادی مسئلہ ہے۔ کسی ملک میں اگر اشیائے صرف کم ہوں اور سکہ (کرنسی) کی اشاعت زیادہ ہو جائے تو اس سے ان چیزوں کے بھاؤ چڑھ جاتے ہیں۔ اور عوام اپنی ضروریات زندگی آسانی سے نہیں خرید سکتے۔ لہٰذا وہ اپنے آجروں پر (خواہ وہ کارخانہ دار ہوں یا خود حکومت) تنخواہوں اور روزینوں میں اضافہ کرنے کے لئے زور ڈالتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر ان کی آمدنی پہلے سے زیادہ ہو گئی تو وہ بھاری قیمتیں ادا کر سکیں گے اور اپنی ضروریات زندگی خرید کر سکیں گے۔ مگر ہوتا یہ ہے کہ ادھر ان کی تنخواہوں میں

اضافہ ہوا ادھر چیزوں کے بھاؤ اور چڑھ گئے۔ اس طرح سکہ کا پھیلاؤ بڑھتا جاتا ہے اور ساتھ ساتھ چیزوں کی قیمتیں بھی چڑھتی چلی جاتی ہیں۔ اسے "کھلا پھیلاؤ" (Open Inflation) بھی کہتے ہیں۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک دفعہ بھاؤ چڑھ جانے کے بعد حکومت اپنے ملازموں کی تنخواہیں بڑھا دیتی ہے مگر ساتھ ہی اشیائے خرید کی قیمت فروخت مقرر کر دیتی ہے جیسا کہ پاکستان میں کئی بار ہوا ہے۔ اس قسم کے پھیلاؤ کو محدود پھیلاؤ (Controlled Inflation) کہتے ہیں۔ مگر اس سے بھی حالات نہیں سدھرتے۔ کیونکہ چور بازاری شروع ہو جاتی ہے۔ اگر چور بازاری کا امکان نہ بھی ہو تو اشیائے صرف بازار میں لوگوں کی ضرورت سے کم ہونے کی بنا پر جلد ختم ہو جاتی ہیں اور قیمتوں کے چڑھنے کا چکر پھر سے شروع ہو جاتا ہے۔

**افریقہ۔** (Africa) براعظم افریقہ کو نہر سویز براعظم ایشیا سے جدا کرتی ہے رقبہ ایک کروڑ ۱۵ لاکھ مربع میل اور آبادی ۱۶ کروڑ کے قریب ہے خط استوا اس براعظم کے بیچ میں سے گزرتا ہے اور شمال اور جنوب میں خط سرطان اور خط جدی گزرتے ہیں۔ تمام کا تمام براعظم منطقہ حارہ میں واقع ہے وسطی افریقہ میں گھنے جنگلات پائے جاتے ہیں۔ شمال میں صحرائے اعظم اور جنوب میں صحرائے کالاہاری مشہور صحرا ہیں۔ نیل اور کانگو بڑے بڑے دریا ہیں نیل جنوب سے شمال کو بہتا ہوا مصر کو سیراب کرتا ہے۔

چونکہ براعظم کی آب و ہوا مختلف ہے اس لئے اس کی پیداوار بھی مختلف ہے ریگستانوں میں جہاں پانی میسر آگیا ہے وہاں نخلستان ہیں باقی تمام بنجر اور ویران علاقہ ہے۔ مشرقی سطح مرتفع کی آب و ہوا میں گھاس بکثرت ہوتی ہے۔ وسطی حصہ میں بارش کی کثرت سے گھنے جنگلات ہیں۔ آب و ہوا گرم اور مرطوب ہے۔ اب جنگلات کو کاٹ کر میدانوں کو کھیتی باڑی کے قابل بنایا جا رہا ہے۔

افریقہ کے کچھ لوگ حبشی ہیں جو جنگلوں میں جھونپڑیاں بنا کر رہتے ہیں یہ وحشی اور خونخوار تھے۔ مگر اب سدھرتے جا رہے ہیں۔ شیر ببر، ہاتھی، گینڈا، شتر مرغ، زیبرا، زرافہ، بندر وغیرہ یہاں کے مشہور جنگلی جانور ہیں۔ جنوبی افریقہ میں سونا بھی پایا جاتا ہے۔ بہت سے مغربی ملکوں نے افریقہ میں اپنی نوآبادیاں قائم کر لی ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ براعظم کئی حصوں میں بٹا ہوا ہے۔

**افسر میرٹھی۔** حامد اللہ نام۔ افسر تخلص میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ آپ دور جدید کے ایک خوشگو شاعر ہیں۔

عربی فارسی کی تعلیم مدرسہ عالیہ عربیہ میرٹھ میں ہوئی۔ فارسی زبان سے خاص مناسبت رکھتے ہیں۔ انگریزی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد ابتدا میں آپ نے کچھ مدت تک اخبار نویسی کی پھر گورنمنٹ کالج لکھنؤ میں لیکچرار ہو گئے۔

بچپن ہی سے شعر گوئی کا شوق تھا۔ آپ نے شاعری غزل سے شروع کی۔ لیکن غزل کے میدان کو محدود پا کر نظم کی طرف متوجہ ہوئے۔ نظم میں بھی اپنے لئے ایک علیحدہ راہ نکالی اور بچوں کے لئے سہل اور نرم زبان میں چھوٹی چھوٹی نظمیں کہیں جو ملک میں کافی مقبولیت حاصل کر چکی ہیں۔ یہ نظمیں سادگی، شگفتگی، طرزِ ادا اور معلمانہ لب و لہجہ کے لحاظ سے بچوں کے لئے نہایت مفید اور دلچسپ ہیں۔

آپ ایک حقیقی شاعر ہیں اور قلبی تاثرات اور دلی جذبات کے صحیح ترجمان۔ آپ کے کلام کی سب سے بڑی خصوصیت سادگیٔ الفاظ و خیالات ہے۔ آپ کی شاعری میں قنوطیت بالکل نہیں پائی جاتی۔ بلکہ وہ صحیح معنوں میں عمل اور رجائیت کی پیغامبر ہے۔

پیام روح، پرچھائیں، لارس، نقد الادب آپ کی مشہور تصانیف ہیں آپ نے بہت سی درسی کتابیں بھی لکھی ہیں۔ شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ

جدید دور کے نثر نگاروں میں بھی آپ کو امتیازی درجہ حاصل ہے۔

**افضل حسین، میاں۔** میاں افضل حسین سابق وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور ۱۸۹۰ء میں پیدا ہوئے ۱۹۱۲ء میں ایم ایس سی کیا، اور کیمبرج چلے گئے جہاں ایک عرصہ تک سائنسی تحقیقات کرتے رہے۔ ۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۴ء تک پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر رہے بعد ازاں ۱۹۴۷ء میں انہیں پاکستان پبلک سروس کمیشن کا چیئرمین مقرر کیا گیا۔ اس عہدے پر وہ تقریباً چھ برس رہے۔ اس کے بعد انہیں دوبارہ پنجاب یونیورسٹی کا وائس چانسلر مقرر کیا گیا۔ جہاں سے وہ اب ریٹائر ہو چکے ہیں۔ ۱۹۵۸ء میں انہیں پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے ڈاکٹر اور سائنس کی ایک اعزازی ڈگری علمی اور سائنسی خدمات کے صلہ میں ملی تھی۔

**افضل رحمٰن خاں (کموڈور)** کموڈور افضل رحمٰن خاں نے گورنمنٹ کالج لاہور اور مرکنٹائل میرین ٹریننگ شپ ڈوفرن میں تعلیم حاصل کی۔ دوسری جنگ عالمگیر کے ابتدائی ایام میں انہیں بحریہ میں کمشن ملا۔ جنگ کے دوران انہوں نے مشرق بعید، بحر اوقیانوس اور بحیرۂ روم میں جنگی خدمات انجام دیں۔ انہوں نے گنری آفیسر کی حیثیت سے مہارت حاصل کی اور ہندوستانی بحریہ کے گنری سکول ہمالیہ کے تربیتی عملے میں کام کرتے رہے۔ جنگ کے اختتام پر انہوں نے سٹاف کالج کوئٹہ میں آرمی سٹاف کورس میں شرکت کی۔ قیام پاکستان کے فوراً بعد انہیں ایک تباہ کن جہاز کی کمان سپرد کی گئی۔ ۱۹۵۰ء میں انہوں نے جائنٹ سروسز سٹاف کالج انگلستان میں ایک کورس میں شرکت کی۔ پاکستان واپس آنے پر انہیں بحریہ کے ہیڈ کوارٹر میں ڈپٹی چیف آف نیول سٹاف آپریشنز مقرر کیا گیا تھا۔

**افعال الاعضاء۔** (Physiology) علم طبیعیات کی ایک شاخ۔ تندرست جسم اور اس کے مختلف حصوں کے کاموں اور فائدوں کا مطالعہ اس میں شامل ہے۔ انسانی جسم کے بہت سے حصے ہیں اور ہر ایک حصے کا اپنا اپنا کام اور جسم کے اندر ایک خاص مقام ہوتا ہے۔ یہ حصے اعضاء (Organs) کہلاتے ہیں ہر ایک عضو یا حصے کی بناوٹ چند بافتوں (Tissues) سے اور ہر ایک بافتے کی بناوٹ مادۂ حیات (Protoplasm) کے بہت باریک ذروں سے ہوئی ہے۔ جنہیں کسات (Cells) کہتے ہیں۔ کسات اور بافتوں کے نام ان حصوں (اعضاء) کے نام سے رکھے جاتے ہیں۔ جن اعضاء کو یہ بناتے ہیں۔ مثلاً جگر کے کسات (Liver Cells) اور بافتے (Liver Tissues) جسم میں اعضاء کے نظام (Systems) اور ہر ایک نظام کا اپنا اپنا خاص کام ہے وہ نظام یہ ہیں، ہڈیاں (Osteology) جوڑ (Syndesmology) عضلات (Myology) رگیں، (Angiology) اعصاب (Neurology) احشائی (Spenchnology) جس میں ہاضمہ جذب کرنے والے اور فضلات کو جسم سے خارج کرنے والے اعضاء (Excretory Organs) شامل ہیں

**افغان۔** وہ لوگ جو افغانستان اور سرحدی علاقہ میں رہتے ہیں، افغان کہلاتے ہیں۔ افغان اور پٹھان کے اصل کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ لیکن انہیں ایک دوسرے کا بدل سمجھنا چاہیے مورخین کے خیالات مختلف ہیں۔ مگر افغان اپنے آپ کو بنی اسرائیل سے منسوب کرتے ہیں اور ان کا دعوٰی ہے کہ ان کے مورث اعلیٰ قیس عبدالرشید نے حضرت خالد بن ولید کی وساطت سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ افغان اور پٹھان کے لفظ کے متعلق نہیں کہا جا سکتا ہے کہ اس کی اصل کیا ہے، تاہم یہ لوگ بڑے بہادر اور لڑاکا ہیں۔ کینہ ان کی فطرت کا خاصہ ہے۔ ضروریات زندگی مہیا کرنے کے لئے ان کو بڑی جدوجہد کرنا پڑتی ہے ان کا پیشہ وادیوں میں کھیتی باڑی کرنا اور پہاڑوں پر بھیڑ
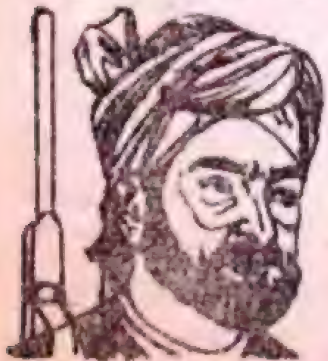
بکریاں چراتا ہے۔ بڑے آزادی پسند ہیں اور اس کے ساتھ ہی بڑے مہمان نواز بھی ہیں۔ اسکوان کا زیور ہے۔ افغان خاندانوں نے ایک مدت تک برصغیر ہندوستان پر حکومت کی۔

**افغانستان۔** (AFGHANISTAN) مغربی پاکستان کی شمال مغربی سرحد سے ملا ہوا ملک ہے جسے ایک پختہ سڑک پشاور سے ملاتی ہے۔ ان دونوں ملکوں کے درمیان اونچے پہاڑ حائل ہیں اور آنا جانا صرف درہ خیبر کے ذریعے ہوتا ہے اگرچہ اس ملک کا رقبہ اڑھائی لاکھ مربع میل ہے۔ مگر پہاڑی ملک ہونے کے باعث آبادی سوا کروڑ سے زیادہ نہیں۔ قابل کاشت زمین کم ہے۔ تاہم سرسبز وادیوں میں کھیتی باڑی ہوتی ہے اور بادام، انار، انگور، خوبانی، آڑو اور شفتالو وغیرہ کے باغات ہیں۔ اکثر مقامات کے لوگ بھیڑ بکریاں پالتے ہیں۔ سردیوں میں برف باری ہوتی ہے۔
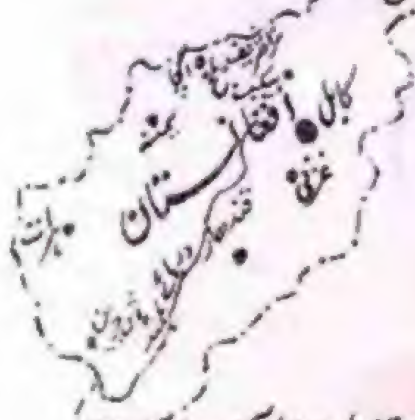
کابل دارالحکومت اور قندھار، جلال آباد، ہرات اور غزنی مشہور شہر ہیں۔ لوگوں کی عام زبان پشتو ہے مگر تعلیم یافتہ طبقے میں ابھی تک فارسی بولنے اور فارسی میں لکھنے پڑھنے کا رواج پایا جاتا ہے۔ افغانستان چونکہ چاروں طرف خشکی سے گھرا ہوا ہے۔ اور اس کی اپنی کوئی بندرگاہ نہیں ہے اس لئے تمام بحری تجارت کراچی کی راہ سے ہوتی ہے۔

افغانستان کا قدیم نام آریانا ہے۔ پانچویں صدی مسیح میں یہ علاقہ ایرانی سلطنت کا ایک حصہ تھا سکندراعظم کے حملے کے بعد یہاں یونانیوں کی حکومت قائم ہوئی جو تقریباً تین سو سال تک رہی۔ اس کے بعد افغانستان بدھ راجہ کنشک کے زیر حکومت آگیا۔ چھٹی صدی عیسوی میں افغانستان دوبارہ ایران کے ماتحت آیا اور ساتویں اور آٹھویں صدی میں اموی سلطنت میں شامل کر لیا گیا۔ خلافت عباسی کے زوال کے بعد افغانستان کئی سو سال تک ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں کا باجگزار رہا البتہ شہنشاہ اورنگ زیب کی وفات کے بعد احمد شاہ درانی نے افغانستان کی آزاد بادشاہت قائم کی۔ انیسویں صدی میں انگریزوں نے متعدد بار افغانستان پر قبضہ کرنے کی کوشش کی (۱۸۳۹ء، ۱۸۷۸ء، ۱۸۸۰ء) مگر انھیں ناکامی ہوئی۔ ۱۸۹۳ء میں ڈیورنڈ لائن ہندوستان اور افغانستان کے درمیان حد فاصل قرار پائی۔ ۱۹۱۵ء میں امیر امان اللہ خاں کی فوجوں کا مقابلہ انگریزی فوجوں سے ہوا لیکن جلد ہی صلح ہو گئی۔ امان اللہ خاں افغانستان کو جدید طرز کا صنعتی ملک بنانا چاہتے تھے مگر انگریزوں کو اُن کی یہ کوشش پسند نہ تھی۔ چنانچہ ۱۹۲۹ء میں انھوں نے ایک شخص بچہ سقہ کی سرکردگی میں ملک میں بغاوت کرا دی۔ امان اللہ خاں تخت سے دست بردار ہو کر یورپ چلے گئے۔ آخر جنرل نادر خاں نے بچہ سقہ کو شکست دے کر کابل کے تخت پر قبضہ کر لیا۔ ۱۹۳۳ء میں نادر خاں قتل ہو گئے اور ان کے بیٹے محمد ظاہر شاہ تخت پر بیٹھے۔

**اُفق۔** (HORIZON) حد نگاہ جہاں آسمان اور زمین ملتے نظر آتے ہیں۔ لیکن دراصل یہ حد نگاہ نہیں بلکہ زمین کی گولائی کی وجہ سے انسانی نظر اس کے پرے نہیں جا سکتی اور جوں جوں ہم اونچے چڑھتے جائیں گے یہ حد نگاہ بھی دور ہوتی چلی جائے گی۔ مثلاً ایک آدمی ۵ فٹ کی بلندی پر سے ۳ میل تک نظر دوڑا سکتا ہے۔ ۲۰ فٹ پر ۶ میل تک دیکھ سکتا ہے۔ ۵۰ فٹ کی بلندی پر ۹½ میل کا نظارہ کر سکتا ہے۔ اور ۱۰۰۰ فٹ پر ۴۲ میل کا۔ یہ اعداد و شمار حتمی نہیں بلکہ قیاسی ہیں۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ یہ حد نگاہ ہر حالت میں گول ہوتی ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ زمین خود گول ہے اور اس لیے آسمان کے ساتھ گول حلقہ بناتی معلوم ہوتی ہے۔ جب ہم کہتے ہیں۔ کہ فلاں خط یا سطح متوازی الافق ہے تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ وہ خط یا سطح لیٹواں ہے۔ عمودی نہیں۔

افق اس روشنی کو بھی کہتے ہیں جو صبح کے وقت سورج کے نکلنے سے پیشتر مشرقی آسمان پر چھا جاتی ہے۔ اس قسم کی دو روشنیاں نمودار ہوتی ہیں ایک بہت پہلے جس کے بعد پھر اندھیرا ہو جاتا ہے۔ اس روشنی کو صبح کاذب یعنی نقلی صبح کہتے ہیں۔ دوسری روشنی اصل صبح یعنی صبح صادق ہوا

کی ہوتی ہے اور یہی افق ہوتی ہے اس کے مقابلے میں سورج کے غروب کے بعد جو روشنی مغرب میں باقی رہ جاتی ہے وہ شفق کہلاتی ہے۔

**افک۔** اس کے لغوی معنی ہیں تہمت اور بہتان۔ اصطلاحاً اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو غزوہ بنی مصطلق سے کامیاب واپسی پر اثنائے راہ میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کو پیش آیا۔ جس پر منافقین نے حضرت عائشہ صدیقہؓ پر الزام لگایا۔ اور بعض مسلمانوں نے بھی اس پر یقین کر لیا۔

واقعہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بنی مصطلق سے مع لشکر واپس آ رہے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ بھی ہمراہ تھیں ایک پڑاؤ پر جب صبح کو لشکر رخت سفر باندھ رہا تھا حضرت عائشہؓ رفع حاجت کے لئے کیمپ سے باہر گئیں۔ واپسی پر انہوں نے محسوس کیا کہ ان کے گلے کا ہار گم ہو گیا ہے آپ اس کو تلاش کرتی رہیں۔ ہار ملنے پر کیمپ میں گئیں تو لشکر جا چکا تھا ناچار آپ چادر لپیٹ کر وہیں بیٹھ گئیں۔ تھوڑی دیر بعد صفوان بن معطل نے جن کے ذمے یہ فرائض تھے۔ کہ کیمپ اور راستے کی گری پڑی چیزیں اٹھا لائیں حضرت عائشہ صدیقہ کو دیکھا تو اپنا اونٹ بٹھا کر خود دور جا کھڑے ہوئے۔ جب حضرت عائشہ سوار ہو گئیں تو اونٹ کی نکیل پکڑ کر آگے آگے چلنے لگے اور دوپہر کے قریب لشکر سے آن ملے۔

منافقین نے اس بات کو بہت ہی ناگوار طریقے پر شہرت دی۔ حضرت عائشہ مدینہ آتے ہی بیمار ہو گئیں اس لئے انہیں معلوم نہ ہو سکا کہ ان کے متعلق منافق کیا کیا باتیں پھیلا رہے ہیں۔ مگر ان کو تعجب ضرور ہوا کہ نبی اکرمؐ بھی ان کی عیادت کو نہیں آتے۔ صحت کے بعد حضرت عائشہ اجازت لے کر اپنے والدین کے گھر گئیں تو وہاں انہیں اس شرارت کا علم پہنچا جسے سن کر انہیں سخت صدمہ ہوا اور اس وقت تک روتی رہیں جب تک کہ خداوند کریم نے وحی کے ذریعے ان کی برأت نہ کر دی۔ چنانچہ قرآن مجید کی سورہ نور کے دوسرے اور تیسرے رکوع میں اس واقعے کا ذکر ہے۔

برأت کی آیات کے نزول کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ اور کئی دوسرے صحابہ نے ان



لوگوں سے قطع تعلق کر لیا۔ جنہوں نے اس بہتان تراشی میں حصہ لیا۔ لیکن اللہ تعالٰے نے وحی کے ذریعے ان کو بھی اس رویے سے منع کیا۔ چنانچہ انہوں نے بھی دل صاف کر لئے اور اس طرح وہ تلخی دور ہو گئی جو اس فتنے کے پھیلاؤ [illegible]

**افلاطون۔** (PLATO) یونان کا ایک مشہور فلاسفر ۴۲۷ ق۔م یونان کے دارالحکومت ایتھنز (ATHENS) میں پیدا ہوا۔ بچپن سے اسے شعر و شاعری سے رغبت تھی۔ لیکن جب اس نے اس دور کے یونانی مفکرین سے شاعری کی برائیاں سنیں تو اپنا سارا کلام ضائع کر دیا اور بیس سال کی عمر میں سقراط (SOCRATES) کی شاگردی اختیار کر لی۔ آٹھ برس تک اس نے سقراط سے فلسفہ اور حکمت کی تعلیم حاصل کی اور اس میں کمال حاصل کیا۔ جب سقراط کو زہر کا پیالہ دے کر خودکشی پر راغب کیا جا رہا تھا تو اس نے آخری وقت میں بقائے نفس پر اپنے شاگردوں کے سامنے تقریر کی جسے افلاطون نے زبانی یاد کر لیا اور بعد میں اسے کتابی صورت میں مرتب کیا۔

استاد کی وفات کے بعد اس کا کچھ وقت سیر و سیاحت میں گزرا واپس آکر اس نے ایک مدرسہ "اکادمی (ACADEMY)" کے نام سے قائم کیا اور اپنی زندگی درس و تدریس میں بسر کر دی۔ یہ دنیا کی پہلی یونیورسٹی تھی جو آٹھ سو سال تک تشنگان علم کی پیاس بجھاتی رہی۔ اس سے بڑے بڑے لوگ فارغ التحصیل ہو کر نکلے جن میں ایک ارسطو (ARTSTOTTLE) بھی تھا۔

افلاطون نے طبیعات، منطق، سیاست، تہذیب الاخلاق اور الٰہیات پر بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ سیاسیات میں اس کی کتاب "جمہوریت" (PLATO'S Re PUBLIC) کافی شہرت رکھتی ہے۔

**افیون۔** (opium) عام نام افیم ایک شئ

کردینے والی نشہ آور چیز جس کی زیادتی مہلک ثابت ہوتی ہے عام طور پر مشرقی ملکوں کے لوگ اس نشے سے شغف رکھتے ہیں اور ایشیا کے علاقوں میں تیار ہوتی ہے

افیون پوست کے پودے سے حاصل کی جاتی ہے جب پودا جوان ہو جاتا ہے تو تنے میں شگاف دے کر رستے ہوئے آبی مواد کو جمع کر لیا جاتا ہے جو منجمد ہو کر افیون کہلاتا ہے۔

ترکی میں اچھی قسم کی افیون پیدا ہوتی ہے جو زیادہ تر طبی ضرورت کے لئے بیرونی ممالک کو بھیجی جاتی ہے۔ شدید درد کی صورت میں افیون اور الکحل کا محلول مریض کو دیا جاتا ہے تاکہ مریض پر غنودگی طاری ہو جائے اور وہ درد کی تکلیف سے چھٹکارا پائے۔ مارفیا کا ٹیکہ بھی افیون سے تیار ہوتا ہے جس سے مریض کو آرام اور سکون مہیا ہو جاتا ہے

چین کے لوگ کبھی افیون کے بڑے رسیا تھے مگر اب وہ اس کو چھوڑ چکے ہیں۔

**اقبال۔** ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم ان معدودے چند شخصیتوں میں سے تھے جنہیں زندگی ہی میں شہرت عام اور بقائے دوام کی سند مل گئی تھی۔ اقبال اپنے دور کے بلند پایہ شاعر تھے انہوں نے اپنی شاعری سے زبان و ادب کو مالا مال کیا۔ حالی۔ شبلی اور اکبر کے اصلاحی کام کی تکمیل کی اور اپنی حیات نو بخشنے والی شاعری سے ملت اسلامیہ میں ایک نئی روح اور نیا ولولہ پیدا کر دیا۔

علامہ ۲۲ فروری ۱۸۷۳ء کو سیالکوٹ کے ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ایف۔ اے تک تعلیم مرے کالج سیالکوٹ میں حاصل کی۔ جہاں انہیں شمس العلماء مولوی سید میر حسن مرحوم ایسے یگانۂ روزگار استاد کے فیض تربیت سے مستفیض ہونے کا موقعہ ملا اور انہوں نے اقبال میں عربی، فارسی اور اردو کا صحیح ذوق پیدا کر دیا۔



بی۔ اے اور ایم اے کا امتحان گورنمنٹ کالج لاہور سے پاس کیا اور کچھ مدت اورنٹیل کالج اور گورنمنٹ کالج لاہور میں پروفیسر بھی رہے۔ ۱۹۰۵ء میں اعلیٰ تعلیم کے لئے یورپ تشریف لے گئے اور بیرسٹری کے علاوہ جرمنی سے ڈاکٹر آف فلاسفی کی ڈگری بھی لی۔ ۱۹۲۲ء میں سرکار برطانیہ سے انہیں سر کا خطاب ملا اور قوم نے انہیں "ترجمان حقیقت" اور "حکیم الامت" کے خطابات سے نوازا۔

قیام پاکستان کا اولین تصور علامہ اقبال نے ہی قوم کو دیا تھا۔ ساری عمر فقر و درویشی میں بسر ہوئی لیکن اس کے باوجود انہوں نے پوری جرأت اور دیانت سے اپنا پیغام پہنچا دیا۔ یہ کوئی نیا پیغام نہ تھا بلکہ وہی تھا جو اسلام نے چودہ سو سال پہلے دنیا کو دیا تھا۔ البتہ اقبال اس کی تجدید چاہتے تھے آپ ۲۱۔ اپریل ۱۹۳۸ء کو فوت ہوئے اور بادشاہی مسجد لاہور کے دروازے کے قریب دفن ہوئے۔ مزار پر سنگ سرخ کا مقبرہ بنا ہوا ہے۔

شعر و شاعری کا شوق بچپن سے تھا پہلے ارشد گورگانی اور بعد میں داغ دہلوی کو استاد بنایا۔ لیکن ان کی شاعری کا انداز ان سے بالکل جداگانہ ہے۔ بانگ درا، بال جبریل اور ضرب کلیم اردو میں اور اسرار خودی، رموز بیخودی، پیام مشرق، زبور عجم اور جاوید نامہ فارسی کلام کے مجموعے ہیں۔ اسرار خودی کا ترجمہ انگریزی زبان میں بھی ہو چکا ہے یہ ترجمہ ڈاکٹر نکلسن نے کیا تھا۔

**اقبال منوچہر۔** ۱۹۰۹ء میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم ختم کرنے کے بعد ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کی اور کچھ عرصہ تک پریکٹس بھی کرتے رہے۔ بعد ازاں تہران یونیورسٹی کے چانسلر مقرر ہوئے اور کافی عرصہ تک اسی یونیورسٹی سے منسلک رہے۔ جون ۱۹۵۶ء میں آپ وزیر دربار مقرر ہوئے ۵۱-۱۹۵۲ء میں صوبۂ آذربائیجان

کے گزر چکے ہیں اس زمانے میں آپ کو اشتراکیت کا زبردست مخالف تصور کیا جاتا تھا اور آذربائیجان میں اشتراکیوں کی حامی تحریکوں کو دبانے میں آپ نے بڑی سرگرمی دکھائی تھی۔

۱۹۵۱ء میں آپ نے ایران کی وزارت عظمیٰ سنبھالی آپ شاہ ایران کے ذاتی دوستوں میں شمار کئے جاتے ہیں اور ایران کے پرانے سیاست دانوں اور مشہور منتظم ہیں۔

## اقتصادیات (علم المعیشت) (Economics)

اقتصادیات سے مراد وہ علم ہے جس میں انسان کی تمام معاشی جدوجہد سے بحث کی جاتی ہے۔ معاشی جدوجہد سے مراد ایسے کام ہیں جن کا تعلق دولت کی پیدائش، اس کی تقسیم یا تبادلہ سے ہو۔ دولت میں وہ سب چیزیں شامل ہیں۔ جن سے فائدہ اٹھایا جا سکے اور جن کے عوض دوسری چیزیں حاصل کی جا سکیں سوائے چند خاص کاموں کے جو انسان مذہبی عقائد کے تحت آخرت اور عاقبت کے فائدے کے لئے کرتا ہے باقی جس قدر کام ہیں وہ براہ راست یا بالواسطہ ہماری کسی نہ کسی ضرورت کو ہی پورا کرنے کے لئے کئے جاتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں اکثر کام کسی نہ کسی طرح دولت سے ہی متعلق ہوتے ہیں۔ معاشی جدوجہد ایسے ہی کاموں کا اصطلاحی نام ہے۔

اقتصادیات کا اصل موضوع انسانی ضرورتیں اور ان کے پورا کرنے کی مختلف کوششیں ہیں۔ دولت انسانی ضرورتوں کو پورا کرنے کا ایک ذریعہ ہے اس لئے دولت کا تعلق اقتصادیات سے انسانی ضرورتوں کی وجہ سے ہی ہے۔

گزشتہ زمانے میں علم اقتصادیات کے متعلق لوگوں میں ایک غلط فہمی پیدا ہو گئی تھی کہ یہ علم دولت پرستی کی تلقین کرتا ہے چنانچہ یہ غلط فہمی اس علم کی ترقی کے راستے میں ایک زبردست رکاوٹ بن گئی تھی جو کئی سال کی لگاتار کوشش کے بعد بمشکل رفع ہوئی۔ اقتصادیات میں دولت کی تقریباً وہی حیثیت ہے جو علم طب میں دواؤں کی ہے۔ جس طرح علم طب دواؤں کے بغیر ایک جسم بے روح ہے اسی طرح علم الاقتصاد دولت اور اس کے حصول کے مختلف ذرائع کے علم کے بغیر ایک جسد بے جان ہے

## اقتصادی استعماریت (Economic Imperialism)

کسی ملک کا دوسرے ملک پر اقتصادی غلبہ اقتصادی استعماریت کہلاتا ہے۔ عام طور پر اس کی وجوہات یہ ہوتی ہیں کہ ایک ملک جس کی اقتصادی حیثیت نہایت مضبوط ہے کسی دوسرے پس ماندہ ملک کی ضرورتوں کے مہیا کرنے کے سلسلے میں کوئی ارزاں ترین مارکیٹ پیش کرتا ہے یا پھر وہ اس سیاسی دباؤ سے کام لیتا ہے جو اس کو کسی پسماندہ ملک پر تسلط اور غلبہ کی وجہ سے حاصل ہے۔

در اصل یہ دونوں چیزیں لازم و ملزوم ہیں مثال کے طور پر برطانیہ نے برصغیر ہند و پاکستان پر اقتصادی غلبے کے ذریعے سیاسی تفوق حاصل کر لیا اور اب جب کہ پاکستان اور بھارت آزاد مملکتیں بن چکی ہیں برطانیہ کا سیاسی دباؤ اب بھی کسی نہ کسی حد تک اقتصادی غلبے کی صورت میں ظاہر ہوتا رہتا ہے۔

## اقتصادی رکاوٹ۔ (Economic Barrier)

بین الاقوامی تجارت میں ایک ملک سے دوسرے ملک میں تجارتی اشیا کی درآمد و برآمد میں مختلف قسم کی رکاوٹیں ڈالنا۔ مثلاً مختلف قسم کے محصولات عائد کر دینا یا مختلف تجارتی اداروں کے کوٹے (Quotas) (محدود متعین حصص) مقرر کر دینا

بعض حالات میں کوئی ملک اپنے ملک کے اقتصادی نظام کے استحکام کی خاطر اس قسم کی پابندیاں عائد کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ خاص طور پر زر مبادلہ کی وافر مقدار محفوظ رکھنے کے لئے اسے وقتاً فوقتاً ایسا کرنا پڑتا ہے جیسا کہ آئے دن پاکستان میں درآمد اور برآمد پر اس قسم کی پابندیاں زر مبادلہ کے تحفظ کی خاطر عائد کی جاتی ہیں۔

## اقتصادی اور سماجی کونسل (Economic & Social Council)

انجمن اقوام متحدہ کا وہ بین الاقوامی ادارہ جس کا کام بین الاقوامی اقتصادی اور سماجی ترقی اور دوسرے متعلقہ معاملات کا جائزہ لیتے رہنا ہے یہ ادارہ جنرل اسمبلی کے ماتحت کام

کرتا ہے اور اقتصادی اور سماجی موضوعات کے بارے میں مسودہ ہائے اصول مرتب کر کے اپنی سفارشات جنرل کونسل یا حفاظتی کونسل کو بھیجتا ہے۔ یہ کونسل ۱۸ ارکان پر مشتمل ہوتی ہے جن کا انتخاب جنرل کونسل کرتی ہے۔ تاہم یہ ادارہ بعض خاص صورتوں میں دوسرے نمایندگان یا ماہرین کو بھی شرکت اجلاس کی دعوت دیتا ہے جو مشورہ تو دیتے ہیں لیکن انہیں ووٹ دینے کا حق نہیں کونسل کے وقتاً فوقتاً اجلاس بھی ہوتے رہتے ہیں اور یہ مختلف امور کی چھان بین اور سفارشات کے لئے کمیشن بھی مقرر کرتی ہے۔

**اقرار**۔ اقرار کا لغوی ترجمہ ہاں کرنا زبان سے کہہ کر اپنے اوپر کوئی چیز لازم کر لینا۔ یہ ایک قانونی اصطلاح بھی ہے۔ اسلامی قانون کے مطابق اگر کوئی ملزم اپنے جرم کو تسلیم کرے تو اسے اقرار کہتے ہیں۔ اس کے بعد کسی گواہ کی ضرورت نہیں ہوتی اور قاضی اسی وقت فیصلہ سنا دیتا ہے۔ لیکن یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب وہ عاقل و بالغ ہو۔ اور وہ کسی اثر یا دباؤ کے تحت بیان نہ دے اگر مقدمہ دیوانی نوعیت کا یا جائیداد کے بارے میں ہے اور ایک فریق نے دوسرے کا حق تسلیم کر لیا ہے۔ تب بھی زبانی اقرار ہی کے تحت فیصلہ کرے گا۔ مگر اس صورت میں بھی اس کا بالغ ہونا ضروری ہے۔ جب کوئی ایک دفعہ اقرار کر لے تو پھر انکار ناجائز ہے۔ اگر ناجائز اولاد کے بارے میں جھگڑا ہو اور مرد بچہ کو اپنی اولاد تسلیم کرنے تو یہ اقرار درست ہوگا۔ اسی طرح اسلامی تمدن میں اقرار کے بہت سے مواقع ہیں۔

عیسائیوں کے کیتھولک فرقے میں ہر شخص کا پادری کے سامنے اپنے گناہوں کا اقرار کرنا لازمی ہے اور ان کے عقیدے میں اقرار (Confession) کر لینے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

**اقرارنامہ**۔ (Contract) طرفین کے درمیان کسی خدمت یا تجارتی کارروائی کی انجام دہی کے سلسلہ میں قول و اقرار جسے ملکی قانون کی تائید حاصل ہو۔ اقرارنامے دو طرح کے ہوتے ہیں (۱) اقرارنامہ بالکنایہ (Implied Contract) (۲) اقرارنامہ جس پر مہر عدالت ثبت ہو (Contract Under Seal) مثلاً اگر آپ سڑک پہ کوئی تانگہ روک کر اس میں سوار ہو جائیں تو یہ اقرارنامہ بالکنایہ ہوا۔ تانگہ والے نے آپ کو لے جانے کے لئے اپنی خدمات پیش کیں۔ آپ نے خدمات کا صلہ دینے کا اقرار کیا۔ اب دونوں پر اقرارنامہ کی پابندی لازم ہے۔

کوئی اقرارنامہ یا رسید جس کے ذریعے ۲۰ یا ۲۰ روپے سے زیادہ کا سامان تجارت یا خدمات فروخت کی جائیں۔ اس کا ضبط تحریر میں آنا، اس پہ گیرندہ اور فروخت کنندہ فریق کے دستخط ہونا اور اس پہ باقاعدہ دو آنے کا رسیدی ٹکٹ کا لگایا جانا ضروری ہے۔ اب یہ ایک معاہدہ ہو گیا۔ جس کی پشت پہ ملک کا قانون ہے۔

اگر دو اشخاص یا فریق زبانی اقرارنامہ کی بنا پر کسی کاروبار میں حصہ لے رہے ہوں اور ان میں سے ایک شخص یا فریق اپنے قول سے پھر جائے تو قانونی چارہ جوئی نہیں کی جا سکتی۔ لیکن اگر کوئی فریق تحریری اقرارنامہ کی خلاف ورزی کرے تو قانون اسے سزا دے گا۔ کچھ اقرارنامے ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جنہیں قانون نہیں سراہتا۔ قانون قماربازی کے کسی جھگڑا کو تسلیم نہیں کرے گا۔ اگر آپ جوئے میں کچھ روپیہ ہار جائیں اور وہ رقم جیتنے والے کو نہ دیں۔ تو وہ قانوناً آپ سے یہ روپیہ وصول نہیں کر سکتا۔ اگر آپ نے کسی غلط بیانی یا غلط فہمی کی بنا پر کسی اقرارنامہ پہ دستخط کر دیے ہیں۔ تو آپ پر اس کی پابندی فرض نہیں ہے۔ قانون آپ کی حمایت کرے گا۔

**اقرع بن حابسؓ**۔ نام فراس، لقب اقرع، بنی تمیم کے شرفا میں سے تھے۔ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے۔ لیکن کسی غزوہ میں شریک نہ ہو سکے۔ البتہ حضرت ابوبکرؓ کے دور خلافت میں جنگ یمامہ میں خالد بن ولیدؓ کے ساتھ ہو کر لڑے۔ اس کے بعد عراق، انبار اور دومۃ الجندل کی مہموں میں شرکت کی۔ حضرت عثمانؓ کے دور حکومت میں جوزجان انہی کی قیادت میں فتح ہوا۔ عبدالعزیز بن عامرؓ نے خراسان کے ایک حصے کا عامل مقرر کیا۔

معرکہ جوز جان میں شہادت پائی۔

## اقلیتیں۔ (Minorities)

مذہب قومیت یا تہذیب و تمدن کے اعتبار سے وہ چھوٹے چھوٹے گروہ یا طبقے جن کی تعداد ملک میں تھوڑی ہو۔ اقلیت کہلاتے ہیں۔ قانون کی نظر میں یوں تو تمام لوگ ایک جیسے ہوتے ہیں۔ لیکن ملازمتوں اور قانون سازی میں اگر اقلیت موثر ہو تو اسے تناسب آبادی سے زیادہ اور اکثر حالات میں زائد از استحقاق حقوق دے دیئے جاتے ہیں۔ تاکہ ان اقلیتوں کا تحفظ ہو سکے۔ نیز اچھی حکومت اقلیتوں کے حقوق کا خاص خیال رکھتی ہے اور ہر ظالم حکومت میں اقلیتوں کو نظر انداز اور پریشان کیا جاتا ہے۔

جرمنی میں یہودی اقلیت میں تھے۔ ہٹلر نے برسر اقتدار آکر انہیں ملک بدر کر دیا۔ برصغیر ہند میں مسلمان ایک موثر اقلیت میں تھے انہیں اندیشہ تھا کہ متحدہ ہندوستان میں ہندو اپنی اکثریت کے بل بوتے پر انہیں پریشان کریں گے اور چونکہ اقلیت کو اکثریت پر اعتماد نہ تھا۔ لہذا اس نے جداگانہ ملک اور حکومت کا مطالبہ کیا۔ اس ضمن میں لیاقت علی خان مرحوم اور پنڈت نہرو کے مابین ایک معاہدہ ہوا تھا۔ کہ اپنے اپنے ملک میں اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کا خاص خیال رکھا جائے گا۔ اب بین الاقوامی حیثیت سے بھی اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کیا جا رہا ہے۔

## اقلیدس۔ (Euclid)

یونان کا مشہور مہندس جو ۳۰۰ ق۔م میں پیدا ہوا جیومیٹری میں اس کی کتاب مقالات تحریر اقلیدس اس علم پر اولین تصنیف مانی جاتی ہے۔

## اقلیم حیوانی یا فائیلم۔ (Phylum)

سائنسدانوں نے حیوانات کو مختلف گروہوں میں تقسیم





کر رکھا ہے۔ بنیادی بناوٹ کے لحاظ سے جانوروں کے الگ الگ گروہ ہیں۔ ہر گروہ اقلیم یا فائیلم کہلاتا ہے اور سب گروہوں کو ملا کر اقلیم حیوانی کہا جاتا ہے۔

جانوروں کی متعدد جنسوں کو ایک فائلہ یعنی خاندان کہتے ہیں۔ بہت سے فائلوں کو ایک نظام اور متعدد نظاموں کو ایک مرتبہ یا کلاس Class اور متعدد مراتب کو ایک اقلیم کہتے ہیں۔

## اقوام متحدہ۔ (United Nations Organization)

امن و آشتی کا وہ بین الاقوامی ادارہ جو دوسری جنگ عظیم کے خاتمے پر جمعیت اقوام (League of Nations) کے بعد قائم کیا گیا ۲۶ جون ۱۹۴۵ء کو سان فرانسسکو کے مقام پر دنیا کے پچاس ممالک کا ایک مشترکہ اجلاس منعقد ہوا جس میں اقوام متحدہ کے قیام کا فیصلہ کرتے ہوئے اس کے منشور پر تفصیل بحث ہوئی اور اس منشور کو متفقہ طور پر تسلیم کر لیا گیا۔ اقوام متحدہ کے ارکان کی تعداد اس وقت تک ۱۲۴ تک پہنچ چکی ہے۔

اقوام متحدہ کے مقاصد حسب ذیل ہیں۔ بین الاقوامی امن و امان کا قیام، انسانی حقوق کی نگہداشت اور تحفظ، اقتصادی و سماجی ترقی اور دیگر انسانی الجھنوں کو سلجھانا اور مساوی حقوق اور خود اعتمادی کے اصول پر ممالک کے مابین دوستانہ تعلقات قائم کرنا۔

اقوام متحدہ کا انتظام حسب ذیل چھ مختلف شعبوں میں منقسم ہے۔

۱۔ جنرل اسمبلی
۲۔ حفاظتی یا سلامتی کونسل
۳۔ اقتصادی اور مجلسی کونسل
۴۔ ٹرسٹی شپ کونسل
۵۔ بین الاقوامی عدالت انصاف
۶۔ سکرٹریٹ۔

ان شعبہ جات کے تحت ادارۂ خوراک و زراعت عالمی بنک، بین الاقوامی ادارہ ہوا بازی، بین الاقوامی ادارۂ محنت، بین الاقوامی ادارۂ مہاجرین و تجارت، بین الاقوامی ادارۂ صحت، بین الاقوامی ادارۂ تعلیم و سائنس اور ثقافت اور انسانی حقوق کا شعبہ سرگرم عمل ہیں۔

اگرچہ روس اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں نظریاتی اختلافات کے باعث اقوام متحدہ اپنی سرگرمیوں کو پوری تندہی سے سرانجام نہیں دے رہی تاہم اس نے بین الاقوامی امن و آشتی اور عوام کی فلاح و بہبود کے لئے جو جدوجہد شروع کر رکھی ہے وہ کافی بار آور ثابت ہو رہی ہے۔

## اقوام متحدہ کا ادارہ تعلیم و سائنس و ثقافت

U. N. E. S. C.O یا اس ادارے کے قیام کا مقصد اقوام عالم کے درمیان تعلیم، سائنس اور ثقافت کے میدان میں اتحاد قائم کر کے امن عالم کو فروغ دینے میں مدد دینا اور انصاف و قانون کی پابندی، انسانی حقوق کا تحفظ اور بنیادی آزادیوں کے لئے باعزت مقام پیدا کرنا ہے۔

## اکادمی یا اکیڈمی

(Academy) یونانی لفظ ہے جو اصل میں اس جگہ کا نام تھا۔ جہاں افلاطون درس دیا کرتا تھا۔ اب ہر قسم کے اعلیٰ تعلیمی ادارے کے لئے مستعمل ہے سائنس، زباندانی، موسیقی وغیرہ کے لئے ہر ملک میں اس قسم کے ادارے پائے جاتے ہیں۔ ہمارے ملک میں اردو اکادمی، اقبال اکادمی، ملیریا اکادمی وغیرہ مراکز موجود ہیں۔ اس قسم کے ادارے کے مخصوص امتیازی لباس کو اکادمی کی پوشاک کہتے ہیں۔ جو عموماً سیاہ چوغہ سفید پگڑی پر مشتمل ہوتا ہے پاکستانی فوجی افسروں کے لئے جو تربیتی ادارہ حال میں ایبٹ آباد کے نزدیک قائم کیا گیا ہے۔ اس کو بھی اکادمی کہتے ہیں۔ یہ اکادمی ضلع ہزارہ میں کاکول کے مقام پر واقع ہے۔

## اکائی

(Unit) کسی بھی رقم کو ناپنے کے لئے ہمیں اس رقم کا ایک پیمانہ بنانا پڑتا ہے۔ جس کے ذریعے اسے ناپا جا سکے۔ اسی کو اکائی کہتے ہیں۔ لمبائی کی اکائی گز ہے اس کے تین برابر حصوں میں ہر حصہ ایک فٹ اور فٹ کے بارہ حصوں میں سے ہر حصہ ایک انچ کہلاتا ہے۔ وزن کی اکائی سیر ہے۔ وقت کی اکائی سیکنڈ ہے جو دن یا چوبیس گھنٹے کے $\frac{1}{86400}$ کے برابر ہے۔ مندرجہ بالا بنیادی اکائیوں سے مزید اکائیاں بنائی جاتی ہیں۔

رقبہ کی پیمائش کے لئے ایک مربع انچ اکائی ہے۔ حجم ناپنے کے لئے ایک مکعب انچ، رفتار کے لئے ایک فٹ فی سیکنڈ یا ایک میل فی گھنٹہ۔ کثافت کے لئے ایک سیر فی مربع فٹ۔ اس کے علاوہ اور بہت سی اکائیاں بھی ہیں مثلاً برطانوی حرارت کی اکائی گرمی کی وہ مقدار ہے۔ جو ایک پونڈ پانی کا درجہ حرارت بقدر ایک درجہ فیرن ہائیٹ Fahrenheit بلند کر دے۔ قوت کی اکائی (پاؤنڈل) وہ قوت ہے جو ایک پونڈ وزنی جسم کو ایک فٹ فی سیکنڈ کے حساب سے حرکت دے سکے۔

## اکبر الٰہ آبادی

اکبر حسین نام، اکبر تخلص ہے۔ ۱۸۴۶ء کو ضلع الٰہ آباد کے قصبہ بارہ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد سید تفضل حسین صدفی منش اور درویش صفت بزرگ تھے۔

آپ عربی فارسی اور ریاضی کی معمولی تعلیم حاصل کرنے کے بعد محکمہ تعمیرات میں ملازم ہو گئے۔ لیکن جلد ہی اس کام سے اکتا گئے۔ اور مختاری کا امتحان پاس کر کے نائب تحصیلدار ہو گئے۔ ۱۸۶۷ء میں وکالت کا امتحان پاس کیا اور کچھ مدت تک وکالت کرتے رہے۔ ۱۸۸۱ء میں جج اور بعد میں سیشن جج ہو گئے۔ ۱۹۰۳ء میں ملازمت سے سبکدوش ہو کر ہمہ تن علمی مشاغل میں مصروف رہے۔ ۱۸۹۸ء میں آپ کو خان بہادر کا خطاب دیا گیا اور ستمبر ۱۹۲۱ء میں ۷۵ سال کی عمر میں الٰہ آباد میں انتقال فرمایا۔

اکبر نے اردو شاعری میں ایک نئے طرز کی بنیاد ڈالی۔ جس کے موجد اور خاتم وہ خود ہی ہیں۔ وہ مشرقیت کے دلدادہ اور مغربی تہذیب و تمدن کے سخت مخالف تھے اور ان کی شاعری بھی اسی موضوع کی حامل ہے۔ وہ ہنستے ہنستے نہایت لطیف چوٹیں کر جاتے تھے انہوں نے گراہوں کے دلوں میں چٹکیاں لیں اور ان کی دکھتی ہوئی رگ کو نصیحت کے نشتر سے چھیڑا لیکن لطف یہ ہے کہ ان کی ظرافت اور بذلہ سنجی کسی کو رد ہنے

کا موقع نہیں دیتی بلکہ قاری ایک خفت آمیز ہنسی ہنسنے پر مجبور ہو جاتا ہے اکبر کے کلام کے چار کلیات چھپ چکے ہیں۔

**اکبر شاہ خان نجیب آبادی** ۔ پیدائش نجیب آباد (بھارت) ابتدائی تعلیم آبائی اور خانگی تھی ۔ عربی ۔ فارسی اور اُردو میں مہارت حاصل کی ۔ ملازمت کا سلسلہ لاہور کے ہائی سکولوں میں رہا ۔ اور مسلم ہائی سکول نمبر ۱ میں متعدد سال دینیات اور اسلامیات اور عربی ۔ فارسی کے مدرس رہے ۔

تعلیم و تدریس سے جو وقت بچتا ۔ وہ تصنیف و تالیف میں صرف کرتے ۔ متعدد کتب کے مصنف ہیں

تاریخ اسلام کا مطالعہ وسیع تھا اور اس موضوع پر ایک ضخیم کتاب تین حصوں میں تصنیف کی جو مستند کتابوں میں خیال کی جاتی ہے ۔ لاہور میں فوت ہوئے اور یہیں دفن ہوئے ۔

**اکبر اعظم** ۔ بابر کا بیٹا ہمایوں جب بھائیوں کی بے رخی کے باعث شیر شاہ سوری سے شکست کھا کر بھاگا تو امر کوٹ (سندھ) کے مقام پر اس کے ہاں اکبر پیدا ہوا ۔ ہمایوں اپنی جان بچا کر ایران چلا گیا اور اکبر اپنے چچا عسکری کے ہاتھ آگیا ۔ جس نے اس کو تعلیم سے بے بہرہ رکھا ۔

۱۵۵۵ء میں ہمایوں سکندر شاہ سوری کو شکست دے کر دوبارہ دہلی پر قابض ہو گیا ۔ ۲۴ جنوری ۱۵۵۶ء کو ہمایوں کا انتقال ہوا اور تیرہ سال کی عمر میں اکبر باپ کا جانشین ہوا ۔ لیکن دہلی پر ہیموں بقال نے قبضہ کر لیا تھا ۔ اکبر نے بیرم خاں کی مدد سے ہیموں کو شکست دی اور دہلی و آگرہ پر اس کا قبضہ ہو گیا ۔

اکبر نے گجرات ، مالوہ ، بنگال ، کشمیر ، سندھ ، احمد نگر بیدر اور برار کو فتح کر کے اپنی سلطنت کو وسیع کیا ۔ راجپوتوں سے ازدواجی تعلقات قائم کر کے ہندوؤں سے دوستانہ تعلقات بڑھائے اور انہیں بڑے بڑے عہدوں پر فائز کیا ۔ مذہبی معاملات میں اس کی رواداری کا یہ عالم تھا کہ اس نے جزیہ موقوف کر دیا ذبیحہ گاؤ کی ممانعت کر دی اور خود بسا اوقات ہندوانہ لباس پہنتا تھا ۔

اگرچہ اکبر خود بے علم تھا ۔ مگر علم دوست ضرور تھا ۔ اس کے دربار میں بڑے بڑے عالم موجود تھے جو اکبری نورتن کے نام سے مشہور ہیں ان میں ابوالفضل فیضی ، ٹوڈرمل بیربل راجہ مان سنگھ اور حکیم ہمام خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔

اکبر کی مذہبی رواداری کا ہی یہ نتیجہ تھا کہ اس نے "دین الٰہی" جاری کیا ۔ لیکن اس میں اس کے صرف ۱۸ درباری شریک ہوئے اور اکبر کی وفات کے ساتھ ہی دین الٰہی بھی ختم ہو گیا ۔

اکبر نے ملک کا انتظام جدید اصولوں پر کیا ۔ زمین کی پیمائش کی اور اراضی کا بندوبست کیا ۔ اس نے ۱۶۰۵ء میں وفات پائی اور فتح پور سیکری میں دفن کیا گیا ۔

**اکبری نورتن** ۔ دربار اکبری میں بڑے بڑے علماء داد اور بلند پایہ مدبرین ، یکتا سپہ سالار اور بے مثال مصاحب جمع تھے ۔ ان میں سب سے مقبول اور مشہور نو درباری تھے ۔ جو دربار اکبری کے نورتن کہلاتے ہیں ۔

۱ ۔ وزیر علامی ابوالفضل ۔ ۲ ۔ علامہ فیضی ۳ ۔ راجہ ٹوڈرمل وزیر مال ۔ ۴ ۔ سپہ سالار عبدالرحیم خاں خاناں جو فارسی اور ہندی کا بلند پایہ شاعر بھی تھا اس کے دوہے جس میں وہ "رحیمن" تخلص کرتا ہے ۔ تاثیر اور تصوف میں ڈوبے ہوئے ہیں ۔ ۵ ۔ خان اعظم مرزا کوکل تاش ۶ ۔ حکیم ہمام ۔ ۷ ۔ راجہ مان سنگھ ۸ ۔ مشہور ظریف راجہ بیربل ۹ ۔ حکیم ابوالفتح گیلانی ۔

**اکثریت کی حکومت** (Government)

(by Majority) اکثریت کی حکومت کا مطلب رائے دہندگان کی اکثریت کا اقتدار ہے۔ کیونکہ کسی ملک کی تمام آبادی کا ایک جگہ مجتمع ہونا ممکن نہیں۔ اس لئے جدید جمہوریت نمائندگی کے اصول پر قائم کی جاتی ہے۔ یعنی ہر شخص کے مجلس قانون ساز میں حاضر ہونے کی بجائے قوم رائے دہی کے ذریعے سے اپنے نمائندے منتخب کرتی ہے اور یہ نمائندے ان لوگوں کو جو حکمرانی کے سب سے بڑھ کر اہل ہوں، ملک کے حکمران مقرر کرتے ہیں۔

دنیا کا سب سے پہلا جمہوری ادارہ ایتھنز کی حکومت تھی۔ جہاں قریباً تمام معاملات مجلس عام کے سامنے پیش ہوتے تھے۔ مجلس عام کا اجلاس ہفتے میں ایک دفعہ ہوتا تھا۔ اس مجلس میں اہل ایتھنز اپنے آپ کو سلطنت کا مالک سمجھتے تھے اور ہر شخص کو تقریر کرنے کا حق حاصل ہوتا تھا۔

موجودہ دنیا کی جمہوریت کی ابتدا انقلاب فرانس سے ہوئی جب کہ سنہ ۱۷۸۹ء میں اہل یورپ نے اسلامی اخوت و مساوات کی بنیادوں پر جمہوری طرز حکومت کو اپنانا شروع کیا۔

اکثریت کی حکومت میں نظام حکومت عوام کے نمائندوں کے ذریعے پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے۔ اس لئے عوام حکومت سے اجنبیت یا غیریت نہیں برتتے بلکہ اسے اپنی چیز سمجھ کر اس کی شکست کو اپنی شکست اور اس کی فتح کو اپنی فتح سمجھتے ہیں۔

## اکثریت محض (Absolute Majority)

اس اصطلاح سے مراد کسی ادارہ میں کل رائے دہندگان کی نصف سے زائد تعداد ہوا کرتی ہے اور اس قسم کی اکثریت خاص قوانین یا ضابطوں کی منظوری کے لئے درکار ہوتی ہے خواہ جملہ اراکین نے اپنی رائے دہی ہو یا نہ دی ہو۔

بعض امور ایسے بھی ہیں جن کی منظوری کے لئے محض اکثریت محض کافی نہیں سمجھی جاتی بلکہ ان کے لئے دو تہائی یا تین چوتھائی اکثریت درکار ہوتی ہے مثلاً مغربی پاکستان کے میونسپل اداروں میں ایگزیکٹو افسر کے تقرر یا علیحدگی کے لئے یا میونسپل پریذیڈنٹ کے خلاف عدم اعتماد وغیرہ کے لئے۔

## اکرم خان مولینا

مولینا اکرم خاں مشرقی پاکستان کے مشہور علم دوست سیاستدان ہیں۔ ان کا خاندان غیر ملکی حکومت کی مخالفت میں ہمیشہ پیش پیش رہا چنانچہ اس سلسلہ میں مولینا اکرم خاں کو بڑی بڑی صعوبتیں اٹھانا پڑیں۔ تحریک خلافت میں انہوں نے بڑا نام پیدا کیا۔ وہ مدتوں کانگرس سے وابستہ رہے۔ مگر نہرو رپورٹ کے بعد جس نے بڑے بڑے مسلمان قوم پرستوں کے دل کھٹے کر دیئے تھے وہ کانگرس سے بدظن ہو کر علیحدہ ہو گئے اور کچھ عرصہ بعد مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ قیام پاکستان کے بعد وہ مجلس دستور ساز کے ممبر منتخب ہوئے۔ ان کا شمار بنگال کے ممتاز اخبار نویسوں، سیاستدانوں اور ادیبوں میں ہوتا ہے۔ بنگالی زبان میں انہوں نے کئی اخبار جاری کئے۔ جن میں سے "محمدی" بہت مقبول ہوا۔

بنگالی زبان میں مولانا نے کئی ایک کتابیں لکھی ہیں۔ اور حال ہی میں انہوں نے قرآن پاک کا نہایت جامع ترجمہ بنگالی زبان میں کیا ہے۔ جس نے اپنی سلاست اور سادگی کی وجہ سے بے حد مقبولیت حاصل کی ہے۔

آپ بڑے دین دار اور پابند صوم و صلوٰۃ بزرگ ہیں۔ ملک و قوم کی خدمت میں تمام زندگی ہمہ تن مصروف رہے اور باوجود دائمی علالت اور کبر سنی کے نوجوانوں کے دوش بدوش قومی سرگرمیوں میں حصہ لیتے رہے ہیں۔ خودغرض سیاست بازوں کی بے ایمانیوں سے دل برداشتہ ہو کر کئی مرتبہ آپ نے سیاست سے کنارہ کش ہونے کا فیصلہ کیا۔ لیکن عوام کے مجبور کرنے پر اس فیصلے کو عملی جامہ نہ پہنا سکے۔

مارشل لاء کے نفاذ کے بعد آپ کی سرگرمیاں صرف تبلیغ و اصلاح تک محدود ہیں۔

## اکیاب (Akyab)

خلیج بنگال کے شمال مشرق میں سنہ ۱۸۲۶ء سے برما کے صوبہ اراکان کا صدر مقام ہے۔ حال کے اعداد و شمار کے مطابق اس ضلع کا رقبہ پانچ ہزار ایک سو چھتیس مربع میل ہے۔ اور آبادی چار لاکھ اسی ہزار ہے۔ خود شہر کی مجموعی آبادی چھتیس ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔

## اکیلز (Achilles)

یونان قدیم کے ایک

مشہور و معروف بہادر مرد کا نام ہے جو یونانی روایات کے مطابق جزیرہ تھسلی کے بادشاہ پیلیس کا لڑکا تھا۔ اس کی ماں تھیتس سمندر کی دیوی سمجھی جاتی ہے۔ اکیلز کو جب کہ وہ ابھی بچہ ہی تھا۔ اس کی ماں نے ایڑیوں سے پکڑ کر دریائے سٹکس (Styx) میں غوطہ دیا اور پیشگوئی کی کہ اس پانی کی تاثیر سے اس کے جسم پر کوئی ہتھیار اثر نہیں کر سکے گا۔

اکیلز نے جوان ہو کر یونان کی مشہور جنگ ٹروجن میں حصہ لیا۔ چنانچہ پچاس جہازوں کا بیڑا لے کر اس نے ۹ سال کی مسلسل جنگ کے بعد ٹرائے کے تقریباً ۲۳ شہروں کو تباہ کر ڈالا اور ٹروجن سپہ سالار ہیکٹر کو قتل کر دیا جس سے یونانی روایت کے مطابق یونانیوں کا خدا اپالو (Apollo) اکیلز سے ناراض ہو گیا۔ چنانچہ اکیلز کے ایک دشمن پیرس (Paris) کا زہر میں بجھا ہوا تیر اس کی ایڑی پر لگا۔ قدیم یونانیوں کا عقیدہ ہے کہ جب اکیلز کی ماں نے اسے پانی میں غوطہ دیا تھا۔ تو اس کی ایڑیاں پانی میں تر نہیں ہوئی تھیں اور اسی لئے ایڑی پر تیر لگنے سے اکیلز پر تیر کے زہر کا اثر ہو گیا۔ اور وہ ہلاک ہو گیا۔ اکیلز کے متعلق ایسے واقعات یونان کے مشہور شاعر ہومر (Homer) نے بھی اپنی مشہور تصنیف (ILiad) میں بیان کئے ہیں۔

**اگزیما۔** (Eczema) داد ایک جلدی مرض ہے اس کا حملہ شروع ہوتے وقت جلد پر باریک باریک دانے پھوٹ آتے ہیں جو جلد ہی بڑھ کر سرخ سے دھبے میں تبدیل ہو جاتے ہیں جن میں سوزش ہونے لگتی ہے بسا اوقات اس میں سے رطوبت بھی خارج ہونے لگتی ہے اگزیما کا سبب غذا میں بے اعتدالی ہاضمے کی شکایت یا کوئی مقامی جلن ہو سکتی ہے۔ اکثر اوقات جھل یا پتی میں کھجلانے پر داد کا مرض پیدا ہو جاتا ہے۔ اس بیماری کا علاج وہی ہے جو جلدی سوزش کا ہوا کرتا ہے یعنی مقامی طور پر مرہم وغیرہ لگانا۔ یہ مرض اگر پھیل جائے تو مریض بہت کمزور ہو جاتا ہے اور اس کے لئے طویل اور کامل آرام ضروری اور لازم ہو جاتا ہے۔

**اگنی دیوتا۔** ویدک علم الاصنام میں آگ کا دیوتا ہے جو دیگر دیوتاؤں کی تخلیق کا باعث ہوا ہے۔ تصویروں اور مجسموں میں اگنی دیوتا کی تین ٹانگیں، سات بازو اور دو منہ دکھائے گئے ہیں اور اس کے ساتھ بھیڑ کا ایک بچہ بھی نظر آتا ہے۔

سوما اور اندرا کے علاوہ ویدک مذہب کا یہ تیسرا اہم دیوتا ہے اور ویدک مت کی دیو مالا کے مطابق اگنی دیوتا سارے عالم کا انتظام کرتا اور کائنات کو زندگی بخشتا ہے۔

**الاباما۔** (Alabama) امریکہ کی ایک ریاست رقبہ ۵۱۶۰۹ مربع میل اور ۱۹۵۰ء کی مردم شماری کی رو سے آبادی ساڑھے آٹھ لاکھ سے زیادہ ہے۔ دار الحکومت منٹگمری ہے۔ الاباما کو کپاس کی ریاست بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہاں کپاس زیادہ پیدا ہوتی ہے۔ اس کے بڑے بڑے شہر یہ ہے۔ برمنگھم (Birmingham) منٹگمری (Montgomery) اور موبائیل (Mobile)

یہ ریاست ۱۴ دسمبر ۱۸۱۹ء کو ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں شامل ہوئی۔ ریاست کی ایک سینیٹ (Senate) ہے جس کے ۳۵ ممبر ہیں۔ جنہیں چار سال کے لئے منتخب کیا جاتا ہے۔ ایوان نمائندگان ۱۰۶ ارکان پر مشتمل ہے۔ ان کا انتخاب بھی چار برس کے لئے ہوتا ہے۔

**الاسکا۔** (Alaska) شمالی امریکہ کے انتہائی شمال مغرب میں واقع ہے اسے امریکہ نے ۱۸۶۷ء میں ۷۲ لاکھ ڈالر کے عوض روس سے خرید لیا تھا۔ رقبہ میں یہ علاقہ امریکہ کے پانچویں حصے کے برابر ہے۔ رقبہ ۵۸۶۴۰۰ مربع میل اور آبادی دو لاکھ پانچ ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ اس علاقے میں سونے کی بہت سی کانیں ہیں۔ چنانچہ اس سودے کے

پچیس سال بعد کے عرصہ میں اس علاقہ سے جتنا سونا حاصل ہوا اس کی مالیت اس علاقے کی اصلی قیمت سے چالیس گنا زیادہ تھی۔ سونے کے علاوہ اور بھی معدنیات اس علاقے سے دستیاب ہوئی ہیں۔ جن میں تیل اور جست خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

یہاں کے اصلی باشندے اسکیمو کہلاتے ہیں اور برف کے مکانوں میں رہتے ہیں۔ رینڈیر یہاں کا مشہور جانور ہے۔ یہ لوگ اس کے ریوڑ پالتے ہیں۔ دودھ پیتے اور گوشت کھاتے ہیں اور کھال سے لباس اور خیمے بناتے ہیں۔ رینڈیر ہی ایک ایسا جانور ہے جو یخ بستہ سطح پر گاڑیاں کھینچنے کا کام دیتا ہے۔ جنوبی حصے میں قدرے کاشت بھی ہوتی ہے۔ لوگوں کا عام پیشہ ماہی گیری ہے۔ مچھلی کو ڈبوں میں بند کرکے باہر بھیجا جاتا ہے۔

اس علاقے کا انتظام ایک منتخب اسمبلی کرتی ہے اور ایک نمائندہ امریکی ایوان نمائندگان کے لئے بھی یہاں سے منتخب کرکے بھیجا جاتا ہے۔

**البانیا۔** (Albania) جزیرہ نما کے بلقان (Balkan) کے مغرب اور بحیرہ ایڈریاٹک (Adriatic Sea) کے مشرق میں ایک چھوٹی سی جمہوری ریاست ہے۔ رقبہ ۱۰۶۲۹ مربع میل اور آبادی سترہ لاکھ کے قریب ہے۔ آبادی کا غالب حصہ مسلمان ہیں۔ جنوب میں یونان اور شمال میں یوگوسلاویہ واقع ہے۔ پندرھویں صدی سے بیسویں صدی تک اس ملک پر ترکوں کا قبضہ رہا۔ ۱۹۱۲ء کی جنگ بلقان میں یہ ملک آزاد ہوگیا۔ پہلی جنگ عظیم میں یہ ملک میدانی کارزار بنا رہا۔ خاتمہ جنگ پر اطالیہ یوگوسلاویہ اور یونان نے اس پر قبضہ کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کئے۔ ۱۹۲۵ء میں احمد زوغو البانیا کا پہلا صدر جمہوریہ منتخب ہوا۔ اور ۱۹۲۸ء میں اس نے اپنی بادشاہت کا اعلان کردیا۔ ۱۹۳۹ء میں مسولینی نے اس پر قبضہ کرلیا۔ اور زوغو بھاگ گیا۔

جنگ کے خاتمہ پر اس ملک کی سیاست پر اشتراکی چھا گئے۔ اور ان دنوں ملک میں اشتراکی حکومت قائم ہے۔

**البرائٹ ولیم الیف۔** (Al ight. William F.) یہ نامور محقق امریکی مستشرق اور ماہر آثار قدیمہ ۱۸۹۱ء میں پیدا ہوا۔ پہلے ہاپکن (Hopkin) یونیورسٹی امریکہ میں کام کیا۔ ۱۹۱۹ء میں مشرقی تحقیق کے امریکی سکول واقع یروشلم میں فیلو آئے۔ ۱۹۲۰ء سے ۱۹۳۶ء تک اس اسکول کے ڈائریکٹر رہے۔ اس کے بعد فلسطین اور عرب میں آثار قدیمہ کی دریافت کے کام میں مصروف رہے۔ مشرقی زبانوں اور آثار قدیمہ سے متعلق کئی ایک کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔

**البم۔** Album مرقع۔ کتابی شکل کی وہ دستاویز جس میں مختلف قسم کی تصاویر، مختلف ملکوں کے ٹکٹ، سکے یا تاریخی یادگاروں کے فوٹو وغیرہ جمع کئے جاتے ہیں۔

البم کئی صفحات پر مشتمل ہوتا ہے جس میں ہر صفحے پر مذکورہ بالا قسم کی چیزیں ترتیب وار لگا دی جاتی ہیں۔

عام طور پر لوگ تصویروں اور ٹکٹوں کا البم بناتے ہیں۔ جو البم کے اوراق کو جگہ جگہ سے کاٹ کر ان میں آویزاں کردیئے جاتے ہیں یا ان صفحوں پر ان کا ایک پہلو چپکا دیا جاتا ہے۔

عام طور پر ہر نوعیت کی شے کا علیحدہ علیحدہ البم ہوتا ہے۔ مثلاً ٹکٹوں کے البم میں صرف مختلف ملکوں کے ٹکٹ ہوتے ہیں۔ فوٹو البم میں صرف تصاویر ہوتی ہیں اور تتلیوں کے البم میں رنگا رنگ کی تتلیاں رکھی جاتی ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

## البوقرق یا البوکرک (Albukrak)

مشہور پرتگالی جو ۱۵۰۳ء میں ہندوستان میں پرتگالی مقبوضات کا وائسرے بن کر آیا۔ یہ اپنی بے رحمی سنگدلی اور خونخواری کے لئے تاریخ میں خاص طور پر مشہور ہے۔

البوقرق مشرق میں پرتگالی حکومت کے قیام کا سب سے بڑا حامی تھا۔ اس نے گوا اور دوسرے اہم تجارتی مقامات پر قبضہ کر لیا۔ مستقل پرتگالی قبضہ کی خاطر اس کی تجویز تھی کہ پرتگالی مردوں کی ہندوستانی عورتوں کے ساتھ شادیاں کی جائیں تاکہ ان سے جو اولاد پیدا ہو۔ وہ پرتگالی حکومت کی خیر خواہ ہو۔ مزید برآں مخصوص اضلاع میں خالص پرتگالی نوآبادیاں قائم کی جائیں۔ لیکن وہ اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہو سکا۔

البوقرق کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی۔ کہ یورپ اور مشرق کے مابین تمام بحری تجارت مسلمانوں سے چھین لی جائے ۱۵۱۱ء میں اس نے ملایا کے مشہور شہر ملاک پر قبضہ کر لیا۔ عدن پر حملہ کر کے اس سے بحیرۂ احمر کی اسلامی تجارت کو برباد کرنا چاہا۔ مگر یہاں اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ البتہ خلیج فارس میں اس کو کامیابی ہوئی۔ اور اس نے ۱۵۱۵ء میں جزیرہ ہرمز پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد پرتگالی حکومت نے اسے واپس بلا لیا۔ اور وہ سمندر میں ابھی تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ فوت ہو گیا۔ چنانچہ اس کی لاش کو واپس لا کر گوا میں دفن کر دیا گیا۔

**البیرونی**۔ نام محمد بن احمد، کنیت ابوریحان البیرونی کے نام سے مشہور ہے۔ ۹۷۳ء میں خوارزم میں پیدا ہوا۔ البیرونی بڑا عالم و فاضل اور زبردست نجومی تھا۔

وہ حصول علم کا بہت شائق تھا اور اس غرض کے لئے وہ کئی مقامات پر گیا۔ دربار خوارزم میں اس کی علمی سرگرمیاں اور بھی بڑھ گئیں۔ جہاں اس کے علاوہ مشہور حکیم بوعلی سینا اور کئی اور صاحب علم لوگ موجود تھے۔

جب محمود غزنوی تخت نشین ہوا تو اس کی علم پروری نے بہت سے صاحب علم لوگوں کو غزنی میں لا جمع کیا۔ جن میں ایک البیرونی بھی تھا۔

البیرونی محمود غزنوی کے ساتھ ہندوستان آیا یہاں آکر اس نے سنسکرت زبان سیکھی اور اس میں ایسی دسترس حاصل کی کہ بڑے بڑے پنڈت اس کے سامنے زبان کھولنے کی جرأت نہ کرتے تھے۔

البیرونی نے کوئی ایک سو کتابیں لکھیں۔ لیکن آج کل ان میں سے بہت کم ملتی ہیں۔ اس کی سب سے بڑی اور مشہور تصنیف "کتاب الہند" ہے جس میں اس نے ہندوستان کا جغرافیہ لکھا، یہاں کے لوگوں کے رہنے سہنے کے حالات لکھے اور اُن کے علوم مثلاً ہیئت، ہندسہ اور فلسفہ کو اہل عالم کی معلومات کے لیے قلمبند کیا۔ اس کتاب کا کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

البیرونی نے محمود کے بیٹے مسعود کے عہد میں ایک عظیم الشان رصدگاہ بنوائی اور اپنی مشہور کتاب "قانون مسعودی" مکمل کر کے بادشاہ کی خدمت میں پیش کی۔ اس پر بادشاہ نے البیرونی کو ہاتھی کے وزن کے برابر چاندی عنایت کی۔

البیرونی نے ۱۰۴۸ء میں وفات پائی۔

## البیومن۔ (Albumen)

ایک ایسا جوہر ہے جو حیوانات اور نباتات میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ خود انڈے کی سفیدی البیومن اور پانی پر مشتمل ہوتی ہے انڈے میں البیومن سیال حالت میں ہوتا ہے مگر آنچ لگنے سے جم کر ٹھوس صورت اختیار کر لیتا ہے۔ البیومن حیوانات کے سارے جسم خصوصاً آنکھوں میں موجود ہوتا ہے۔ اناج اور پودوں میں بھی پایا جاتا ہے۔

البیومن جوہروں میں سے ایک جوہر اور ہماری غذا کا ایک ضروری جزو ہے۔ یہ خلیوں کو بڑھاتا اور ان کی حفاظت کرتا ہے۔ البیومن کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ وہ مائع چیزوں کی کثافت کو دور کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کافی کو نکھارنے کے لئے انڈے کی سفیدی استعمال کی جاتی ہے۔ البیومن کھانڈ صاف کرنے کے کارخانوں میں بھی کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔

**الپ ارسلان**۔ خاندانِ سلاجقہ کا بانی طغرل بیگ جس نے خلیفہ بغداد کو دیلمیوں سے نجات دلائی تھی، ١٠٦٣ء میں فوت ہوا۔ چونکہ اس کے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی اس لئے اس کا بھتیجا اور جغری بیگ داؤد کا بیٹا جو تاریخ میں الپ ارسلان یعنی بہادر شیر کے نام سے مشہور ہے ١٠٦٣ء میں تخت نشین ہوا۔

الپ ارسلان بڑا نیک، متدین، مخیر، عوام کا ہمدرد اور بیدار بادشاہ تھا۔ اس نے ملاذگرد کے مقام پر قیصر روم کو شکست دے کر گرفتار کر لیا۔ اور آرمینیا اور جارجیا پر قبضہ کر کے اسلامی سلطنت کو ایشیائے کوچک تک وسعت دی۔ قیصر روم نے نہ صرف تاوان ادا کیا اور خراج کا وعدہ کیا۔ بلکہ اپنی بیٹی بھی سلطان کے لڑکے سے بیاہ دی۔

نظام الملک جس نے بغداد میں مدرسہ نظامیہ کی بنیاد ڈالی۔ اور تعلیم کو فروغ دینے کے لئے جابجا سکول کھولے۔ اور علم و فضل میں یکتائے روزگار تھا۔ اسی بادشاہ کا وزیر تھا ١٠٧٢ء میں الپ ارسلان نے وفات پائی۔

**الپاکا**۔ (Alpaca) یہ اونٹ اور لاما کی قسم کا ایک پشم دار لیکن قدرے چھوٹے قد کا جانور ہوتا ہے۔ جنوبی امریکہ میں اکثر ١٦ ہزار فٹ کی بلندی پر پایا جاتا ہے۔ یہ جانور خطرناک پہاڑی مقامات سے نہایت سبک روی اور تیز رفتاری کے ساتھ گذر جاتا ہے۔ اس کی باریک اون کی یورپ کے بازاروں میں بڑی مانگ ہے اس کی اون کی لمبائی ٢ فٹ تک ہوتی ہے جس کی وجہ سے الپاکا بآسانی شدید سردی کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ اس کی گردن اونٹ کی طرح لانبی ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ آسانی سے اونچی اونچی جھاڑیوں کو چر لیتا ہے۔ بے حد پھرتیلا جانور ہے۔ پہاڑ کی سیدھی ڈھلانوں پر تیزی سے چڑھ جاتا ہے۔ یہ کافی عرصہ تک بغیر کھائے پیئے رہ سکتا ہے۔ اس کی پشم سے جو کپڑا بنتا ہے وہ بھی الپاکا کہلاتا ہے۔

**التمش**۔ اصل ال تمش ہے۔ مگر التمش کے نام سے مشہور ہے۔ شمس الدین نام۔ وسط ایشیا کے ترک سردار کا بیٹا تھا۔ مگر حوادث زمانہ کے باعث غلام بن گیا۔ اور سلطان قطب الدین ایبک کے پاس پہنچا۔ سلطان نے اس کی خوبیوں سے متاثر ہو کر اسے اپنا داماد بنا لیا اور بدایوں کا حاکم مقرر کیا۔

ایبک کی وفات کے بعد اس کا بیٹا آرام شاہ تخت نشین ہوا۔ مگر وہ بڑا آرام طلب اور نالائق تھا۔ اس لئے امراء نے التمش کو تخت دہلی پیش کیا۔

التمش عالی دماغ، مستقل مزاج اور صاحب تدبیر بادشاہ تھا۔ اس نے اپنی ہمت اور جوانمردی سے کئی بغاوتوں کو فرو کیا۔ گجرات اور مالوہ کے راجپوتوں کی سرکوبی کی۔ اور حاکم بنگالہ کو اپنا مطیع بنایا۔ ١٢٣٦ء میں اس نے وفات پائی۔ اس وقت اس کی سلطنت سندھ سے لے کر ڈھاکہ تک اور کوہ ہمالیہ سے لے کر نربدا تک پھیلی ہوئی تھی۔ ہندوستان کی پہلی شہنشاہ خاتون رضیہ سلطانہ اسی اولوالعزم بادشاہ کی بہادر بیٹی تھی۔

**التوائے غیر معین** (sine die) التوا کے لفظی معنی لپیٹنا، مختصر کرنا، کسی چیز کا ملتوی کرنا۔ غیر معین عرصہ کے لئے التوا سے مراد کسی جلسہ یا مجلس قانون ساز کے اجلاس کو نامعلوم مدت تک کے لئے برخاست کر دینا ہے۔ یہ اصطلاح صوبائی اسمبلیوں اور مرکزی مجلس

دستور ساز کے التواء کے وقت عام طور پر استعمال ہوتی ہے جب کہ برسر اقتدار پارٹی کسی مصلحت وقت کے پیش نظر ایک نامعلوم مدت کے لئے اسمبلی یا ایوان کی کارروائی کو روک دیتی ہے۔

## التہاب زائدہ (Appendicitis)

یعنی زائدہ آنت کا متورم ہو جانا۔ بڑی آنت کے آغاز کے پاس ایک انگلی نما عضو ہوتا ہے جس میں ورم ہو جانے سے درد ہونے لگتا ہے۔ شروع شروع میں درد پسلیوں کے اتصال سے قدرے نیچے شروع ہوتا ہے۔ قے آتی ہے اور حرارت جسمانی بڑھ جاتی ہے لیکن یہ علامات قطعی نہیں ہوتیں۔ پھر ایک دو گھنٹے کے بعد درد کا مقام تبدیل ہونے لگتا ہے اور پھر وہ آنت اپنے مخصوص مقام پر سمٹ آتی ہے۔

اس مرض کے بیمار اکثر اپریشن کے بغیر بھی تندرست ہو جاتے ہیں۔ مگر اس صورت میں خطرہ ہوتا ہے کہ پیٹ کی آب دار جھلی (Peritoneum) میں ورم پیدا نہ ہو جائے۔ لہٰذا مرض کی تشخیص کے فوراً بعد اس کا اوپریشن کرا دینا چاہیئے۔

## الٹرا وائلٹ ریز۔ (Ultra Violet Rays)

(دیکھو بنفشی شعاعیں)

## الٹی میٹم۔ (Ultimatum)

مشروط اعلان جنگ یا آخری انتباہ۔ ایک سیاسی اصطلاح ہے جس کے معنی وہ آخری تجاویز یا شرائط ہیں جو ایک فریق دوسرے مخالف فریق کو پیش کرتا ہے۔ ان شرائط کو نامنظور کر دینے کی صورت میں فریقین یا تو ایک دوسرے سے قطع تعلق کر لیتے ہیں یا ان میں جنگ چھڑ جاتی ہے۔

## الجبرا (Algebra)

الجبرا کا لفظ جبر و مقابلہ سے بنا ہے۔ اسے حرفی حساب بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ حساب کی طرح الجبرا میں بھی تعداد اور مقدار سے واسطہ پڑتا ہے۔ حساب اور الجبرا میں فرق یہ ہے کہ حساب میں مقدار کو ایسے ہندسوں سے واضح کیا جاتا ہے جن کی قیمت مقرر ہوتی ہے مگر الجبرے میں مقدار کو ظاہر کرنے کے لئے ہندسوں کی بجائے حروف استعمال کئے جاتے ہیں۔ مثلاً حساب میں مقدار کو ظاہر کرنے کے لئے پانچ سیر اور دو گنا کہا جائے گا۔ تو الجبرے میں اسیر اور ب گنا کہیں گے۔ رموز یا حروف بھی جو الجبرے میں کسی مقدار کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں، ان کی قیمت معین نہیں ہوتی اور انہیں کوئی قیمت دی جا سکتی ہے۔ لیکن جس عمل میں انہیں استعمال کیا جائے اس میں ان کی قیمت مقرر ہو جاتی ہے۔ الجبرا سب سے پہلے عربوں نے ایجاد کیا۔ جو رفتہ رفتہ تمام دنیا میں رائج ہو گیا۔

## الجیریا (Algeria)

شمالی افریقہ کا فرانسیسی مقبوضہ علاقہ۔ رقبہ ساڑھے آٹھ لاکھ مربع میل اور آبادی ایک کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ اس میں دس لاکھ کے قریب فرانسیسی آبادکار ہیں جو حکومت اور تجارت کے زور سے ملک کی پوری کی پوری زندگی پر چھائے ہوئے ہیں۔

الجیریا کا شمالی حصہ بحیرۂ روم سے ملا ہوا ہے مشرق میں لیبیا اور تیونس اور مغرب میں مراکش واقع ہے۔

الجیریا پر اکثر غیر ملکیوں ہی کا قبضہ رہا ہے۔ سولھویں صدی عیسوی میں اس پر ترکوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ مگر ان کے دور میں الجیریا بحری قزاقوں کا اڈا بن گیا۔ ۱۸۳۰ء سے اس پر فرانس کا قبضہ ہے جو کسی قیمت پر بھی اس کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔

## الحمراء (al-Ham ra)

ہسپانیہ پر مسلمانوں نے کوئی آٹھ سو سال تک حکومت کی اور جہاں انہوں نے علم و فضل کو ترقی دی وہاں شاندار محلات مسجدیں اور مینار بھی تعمیر کرائے۔ جن میں غرناطہ کا قصر الحمراء ایک خاص شہرت کا مالک ہے۔ مسلمانوں کے زوال کے بعد گو ان کے تمام نشانات مٹا دیئے گئے مگر اب بھی ان کے کچھ بچے کھچے آثار ان کی عظمت پارینہ کے شاہد ہیں۔

یہ محل سرخ پتھر سے بنایا گیا ہے۔ اسی لئے اس کا نام الحمراء ہے۔ حمراء سرخ کو کہتے ہیں۔ سنہ ۱۲۱۳ء

میں محمد ثانی نے اس کی بنیاد رکھی اور یوسف اوّل نے ۱۳۴۵ء میں اس کو عربی طرز کے نقش نگار سے مزین کیا۔ اس محل کے کمرے جس صحن کے گرد اگرد بنے ہوئے ہیں۔ اسے البرقہ کہتے ہیں۔ جس کے معنی ہیں بجلی کی سی چمک دمک والا۔ البرقہ کے بالمقابل شیروں کا صحن ہے۔ جس میں شیروں کو لڑایا جاتا تھا۔

**الڈی باران۔** (Aldebaran) ایک نمایاں اور شوخ ستارہ جس کو سانڈ کی آنکھ کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ برج ثور کے حلقے میں واقع ہے۔ برج ثور منطقۃ البروج میں سے ایک برج کا نام ہے۔ جس کی ستاروں سے بنی ہوئی شکل ایک سانڈ سے ملتی جلتی ہے اور اس سانڈ کی آنکھ کی جگہ جو ستارہ واقع ہے۔ اس کو الڈی باران کہتے ہیں۔

**ال ڈوریڈو** (Eldorado) دراصل یہ لفظ عربی لفظ "الطلا" کا بگاڑ ہے۔ عرب جہاز رانوں کا خیال تھا کہ دنیا کے جنوب میں ایک ایسی جگہ ہے جہاں سونا ہی سونا ہوتا ہے۔ لیکن یہ خیال عملی شکل اختیار نہ کر سکا۔ البتہ جب ہسپانوی لوگوں نے عربوں سے جہاز رانی سیکھی تو ان سے اس سرزمین کے حالات سن کر اس کی تلاش اور دریافت کے درپے ہوئے۔ حتیٰ کہ قطب جنوبی کے قریب تک جا پہنچے۔ لیکن وہ سونے سے بھرپور زمین کو دریافت نہ کر سکے۔ مگر جس مقام تک یہ لوگ اپنی تلاش اور جستجو میں جا پہنچے تھے۔ وہاں انہیں اپنے سروں پر ستاروں کا ایک گچھا سا نظر آیا جس کا نام ڈوریڈو رکھ کر وہ واپس گھروں کو لوٹ گئے چنانچہ اس گچھے کو آج تک ڈوریڈو کہتے ہیں۔ ان لوگوں کو معلوم نہ تھا کہ یہ سنہری زمین ان کے جنوب میں نہیں بلکہ جنوب مغرب میں ہے اور یہی وہ سرزمین ہے جسے آج کل میکسیکو کہتے ہیں اور جہاں بے شمار سونے کی کانیں ہیں۔ اس بات سے عرب جہاز رانوں کی امریکی واقفیت کا پتہ چلتا ہے۔ اب یورپی ادب میں ال ڈوریڈو کے معنی منفعت کی جگہ کے ہیں۔

**الرازی۔** نویں صدی عیسوی میں ابوبکر محمد ابن ذکریا ایک بہت بڑا طبیب ہو گذرا ہے۔ جس نے علم طب میں نئی نئی معلومات حاصل کیں۔ ابن ذکریا ۸۶۵ء میں ایران میں رے کے مقام پر پیدا ہوا اور اس شہر کے نام پر الرازی کے نام سے مشہور ہوا۔

کچھ مدت تک اس نے اپنے شہر میں طبابت کا پیشہ جاری رکھا۔ بعد میں جب علم طب میں اس نے اپنے کمالات دکھائے تو اسے بغداد کے سرکاری شفاخانے کا سب سے بڑا طبیب مقرر کر دیا گیا۔ جہاں اس نے بیماریوں کے علاج اور علم جراحی میں بہت سی نئی ایجادات کیں اور اس کی شہرت دنیا کے دور دراز گوشوں میں جا پہنچی۔ علم طب پر اس نے بہت سی کتابیں لکھیں اور پہلی دفعہ دنیا کو بہت سی عجیب و غریب بیماریوں اور ان کے علاج سے آگاہ کیا۔ یہ محض انہی کی تحقیق اور دریافت کا نتیجہ ہے کہ آج جدید علم طب اسقدر ترقی کر گیا ہے۔

**الرجی۔** (Allergy) اس لفظ کی اصل یونانی ہے اور یہ ایک ایسی کیفیت کا نام ہے۔ جو بعض اشخاص کے وجود میں نمایاں ہوتی ہے۔ سوزش ورم اور جسمانی بے چینی اس کی خصوصیات ہیں۔ یہ تکالیف کسی دوائی یا غذا کے کھانے سے پیدا ہوتی ہیں۔ مچھلی انڈا دودھ اور گیہوں عام طور پر الرجی کا باعث بنتے ہیں۔ اگر کوئی غذا یا دوا اپنے تمام استعمال کرنے والوں پر برا اثر ڈالے تو غذا اور دوا کو زہریلا سمجھا جائے گا۔ مگر اس کے برعکس جب صرف ایک آدھ کھانے والے پر برا اثر پڑے اور باقی لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں تو اس آدمی پر الرجی کا اثر سمجھا جائے گا۔ ابھی تک الرجی کے اسباب کا صحیح پتہ نہیں لگایا جا سکا مگر بعض دواؤں کی مدد سے اس پر جزوی طور پر قابو پا لیا گیا ہے۔ عام طور پر اسے ایک نفسیاتی بیماری ہی سمجھا جاتا ہے۔

**الزبتھ اوّل ملکہ** (Queen Elizabeth I)

۱۵۳۳ء سے ۱۶۰۳ء تک، ہندوستان کے اکبر اعظم اور ایران کے عباس اعظم کی ہم عصر انگریز فرماں روا ملکہ این بولین کے بطن سے ہنری ہشتم کے ہاں ۷، ستمبر ۱۵۳۳ء کو گرینچ کے محل میں پیدا ہوئی۔ وہ اپنے مشرقی ہمعصروں جیسے وسیع اختیارات کی مالک نہ ہوتے ہوئے بھی فراست تدبر اور سیاست دانی میں ان سے کسی طرح کم نہ تھی۔ اسی کے عہد میں انگلستان کا سب سے بڑا ڈرامہ نویس شیکسپیئر گذرا ہے۔ اس کے عہد میں برطانوی جہازرانی کو فقید المثال کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ اس کے علاوہ ہندوستان اور دیگر مشرقی ممالک میں تجارتی کمپنیاں قائم کی گئیں۔ ان وجوہات کے باعث اس کے عہد کو برطانیہ کا عہد زریں کہا جاتا ہے۔ بحیثیت ایک فرماں روا کے اس کے پیش نظر ہمیشہ انگلستان کی فلاح و بہبود رہی سو وہ اپنے مقاصد کے حصول میں حسن تدبیر اور تدبر کے ساتھ عیاری، سطحی معاشقہ، عشوہ طرازی کو بھی شامل کر لیا کرتی تھی۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ الزبتھ کی کامیابی کا دار و مدار بہت حد تک اس کے مشیروں کی قابلیت پر تھا تاہم یہ امر قابل ذکر ہے کہ اگر وہ سیسل والٹر ریلے (Cecil Walter Raleigh) اور ڈریک (Drake) کو ان کے عہدوں سے ہٹا کر اپنے کم عمر محبوب لارڈ ایسکس (Essex) یا ایسے ہی کسی اور نااہل کے ہاتھوں میں زمام کار دے دیتی تو انگلستان تباہ و برباد ہو جاتا لہٰذا اس کے ان مشیروں کا موجود رہنا بھی اس کے حسن تدبر اور سیاسی ہوشمندی کی دلیل ہے۔ میری کوئین آف سکاٹس کا مشتاق انجام اس کے نام پر ایک بدنما داغ ہے الزبتھ کا انتقال ۲۴ مارچ ۱۶۰۳ء کو ہوا۔

## الزبتھ دوم ملکہ (Queen Elizabeth II)

انگلستان و برطانیہ کی موجودہ حکمران جو اپنے باپ جارج ششم کی وفات پر ۶، فروری ۱۹۵۲ء کو تخت نشین ہوئیں۔ ان کی شادی ۱۹۴۷ء میں لفٹیننٹ فلپ ماؤنٹ بیٹن المعروف ڈیوک آف اڈنبرا سے ہوئی جو ہندوستان کے آخری انگریز وائسرے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے بھتیجے ہیں۔ ملکہ الزبتھ دوم ۱۹۲۶ء میں پیدا ہوئی تھیں۔

## الزبتھ (میڈم) (Madam Elizabeth)

(۱۷۹۴ء-۱۷۶۴ء) پورا نام الزبتھ فلپین میری ہیلن (Elizabeth Philippine Mary Helene) ایک فرانسیسی شہزادی۔ لوئیس دی ڈافن (Louis the daupline) کی بیٹی تھی۔ جو لوئیس پانزدھم کا اکلوتا لڑکا تھا ورسیلز (Versailles) میں پیدا ہوئی۔ جب فرانس میں انقلاب برپا ہوا تو اپنے بھائی شاہ لوئیس شانزدھم کے پاس پیرس آ گئی انقلابیوں نے بادشاہ کے ساتھ اس کی بھی گردن مار دی۔

## الزبتھ بیرٹ براؤننگ (Elizabeth Barret Browning)

۱۸۰۹ء سے ۱۸۶۱ء تک، اس خاتون نے بہت سی انگریزی نظمیں لکھی ہیں جن سے اس کی ذہنی قابلیت اور قوت تخیل کا اظہار ہوتا ہے۔ Birth اور The cry of the childern in the Lane وغیرہ نظمیں شہرت جاودانی کی حامل ہیں (Aurora Leigh) اس کا ایک منظوم ناول ہے اور اچھے پایہ کی تصنیف شمار ہوتا ہے۔

## الزبتھ پیٹرونا (Elizabeth Petrona)

۱۷۰۹ء تا ۱۷۶۲ء روس کی ملکہ۔ پیٹر اعظم (Peter the Great) اور کیتھرائن اول (Catherine I) کی بیٹی تھی۔ ائی وان ششم (Ivan VI) کی معزولی کے بعد ۱۷۴۱ء میں تخت پر بیٹھی بے حد مغرور، ضدی اور عیاش عورت تھی۔ ملکہ کے منظور نظر درباریوں کو اس کے مزاج میں بہت کچھ دخل حاصل تھا اور دراصل وہی سیاہ و سفید

کے مالک تھے۔

**السی** (FLAX) ایک قسم کی فصل جو موسم سرما میں گیہوں کے ساتھ کاشت کی جاتی ہے۔ اس کا پودا چار فٹ تک بلند ہوتا ہے۔ پودے کے ریشوں سے نہایت خوبصورت کپڑا تیار کیا جاتا ہے۔ یہ پودا قریب قریب بویا جاتا ہے تاکہ اس کی شاخیں نہ پھوٹیں اور ریشہ لمبا رہے۔ لیکن بیج کے لیئے دور دور بوتے ہیں۔ اس کے بیج سے ایک قسم کا روغن سا نکلتا ہے۔ جو رنگ و روغن کے کام آتا ہے۔ پودے کے پتے باریک اور نوکیلے ہوتے ہیں۔ پھول ڈھیلے ڈھالے اور شاخ در شاخ گچھوں میں ہوتے ہیں۔ السی کی ڈنڈی نازک اور لمبی ہوتی ہے۔ اور سرسوں کی طرح کلیاں تنے کے آخری سرے پر نکلتی ہیں پھول کی پتیاں مضبوط اور گول ہوتی ہیں۔ اور ان کے کنارے سفید اور پنکھڑیاں نیلی نیلی ہوتی ہیں جو بعد میں جھڑ جاتی ہیں۔ مگر پتیاں پھول پر قائم رہتی ہیں تاکہ پھل کے پکنے تک اس کی حفاظت کر سکیں۔ ہر پھول میں دس بیج ہوتے ہیں جب پکنے پر آتے تو پھل آہستہ آہستہ بڑا گول، سخت اور چمک دار ہو جاتا ہے اور اس کے سرے پر چھوٹے چھوٹے سوراخ نمایاں ہو جاتے ہیں۔

ہمارے ملک میں کپڑے کے لیئے اس کی کاشت نہیں ہوتی، بلکہ بیج کے لیئے اسے بوتے ہیں۔ اس بیج سے تیل نکال کر رنگ و روغن میں استعمال کرتے ہیں۔ پالش بنانے میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ حلق کی سوجن اور زکام کی بیماریوں میں چھاتی پر السی کا لیپ کیا جاتا ہے۔ پلٹس بھی بنائی جاتی ہے۔ جو پھوڑے پھنسی کو پکا کر مواد خارج کر دیتی ہے۔

**السیس لورین** (ALSACE LORRIAN) یہ خطہ پہلے پاپائے روم کی حکومت میں تھا۔ ۱۶۴۸ء کے صلح نامہ کے تحت شاہ لوئی چہاردہم کے حوالے ہوا۔ اور ۱۸۷۰ء کی جنگ فرانس و جرمنی کے بعد جرمنی کے عمل دخل میں آگیا۔ ۱۹۱۹ء کی صلح وارسیلیز کے بعد پھر فرانس کے قبضے میں آیا۔ اس کا رقبہ پانچ ہزار چھ سو پانچ مربع میل اور آبادی ایک لاکھ نوے ہزار ہے۔ یہاں گندم، مٹر، جو، رائی اور آلو کی پیداوار اچھی خاصی ہوتی ہے۔ دریائے رائین کے تین معاون دریا اسے سیراب کرتے ہیں۔

**السیشن کتا** (ALSATIAN DOG) شمالی اور جنوبی جرمنی کے محافظ کتوں کی مختلف نسلوں سے ایک خاص نسل حاصل کی گئی ہے۔ جسے السیشن کہتے ہیں۔ یہ کتے محکمہ پولیس میں بھی سدھا کر رکھے جاتے ہیں اور جرائم کو سراغ رسانی اور تفتیش میں بہت مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے ان کو پولیس کتے بھی کہتے ہیں۔

**الطاف حسین** (د۔ ت۔ ا) صحافی۔ جنوری ۱۹۰۰ء میں سلہٹ (مشرقی پاکستان) میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۳ء میں ایم۔ اے کیا۔ ۱۹۴۳ء تک مختلف کالجوں میں انگریزی کے استاد رہے۔ پھر سرکاری ملازمت اختیار کی۔ ۱۹۴۵ء میں روزنامہ "ڈان"

دہلی کے ایڈیٹر مقرر ہوئے اور قیام پاکستان کے بعد "ڈان" کراچی منتقل ہوا تو آپ بھی کراچی آ گئے۔

۱۹۵۱ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پاکستانی نمائندہ کی حیثیت سے شرکت کی۔ ۱۹۵۲ء میں بین الاقوامی اقتصادی کانفرنس منعقدہ ماسکو میں شریک ہوئے۔ پاکستان نیشنل کمیٹی اور انٹرنیشنل پریس انسٹیٹیوٹ کے صدر رہ چکے ہیں۔ کامن ویلتھ پریس یونین کی پاکستانی شاخ کے صدر ہیں۔ ۱۹۶۰ء میں آپ کو صدر پاکستان نے ہلال قائداعظم کا اعزاز دیا۔ انگریزی میں تین کتابوں (شکوہ و جواب شکوہ کا ترجمہ، انڈیا گذشتہ دس سال اور ماسکو میں پندرہ دن) کے مصنف ہیں۔

## الفانسو (ثالث) (ALFANSO III)

شمالی ہسپانیہ کے ایک صوبے استوریس (Asturius) کا بادشاہ (اس صوبے کا موجودہ نام اویریڈس (ASTURIUS) ہے) ۸۶۶ء میں تخت پر بیٹھا اور ہسپانوی عربوں کے خلاف متعدد جنگیں لڑیں ۹۱۰ء میں فوت ہوا۔

## الفانسو سیزدہم (ALFONSO)

ہسپانیہ کا ایک بادشاہ ۱۸۸۶ء میں اپنے باپ کی وفات کے چند ماہ بعد پیدا ہوا۔ اس لیے اُسے پیدائشی بادشاہ کہا جاتا ہے۔

الفانسو کی پیدائش کے بعد سولہ برس تک اس کی ماں اس کی طرف سے حکومت کرتی رہی۔ یہ زمانہ ہسپانیہ میں انتہائی بدامنی اور اندر خارجی طاقتوں سے جنگ و جدل کا تھا۔

الفانسو نے ۱۹۰۲ء میں عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور ملک کے حالات کی اصلاح کی۔ اس نے اپنے ملک کی خوشحالی اور مذہبی آزادی کے لیے بڑی جدوجہد کی۔ ہسپانیہ میں الفانسو اور اس کی ملکہ شہزادی وینا جو رشتے میں ملکہ وکٹوریہ کی پوتی تھیں بہت مقبول تھے۔

۱۹۳۱ء میں الفانسو نے ملک میں منتخب آئینی حکومت قائم کرنے کا اعلان کیا۔ میونسپل انتخابات میں ری پبلکن پارٹی کو بہت بڑی کامیابی ہوئی اور پارٹی کے لیڈر نے بادشاہ سے تخت چھوڑ دینے کا مطالبہ کیا۔ لیکن ۱۴ اپریل ۱۹۳۱ء کو تخت و تاج ترک کیے بغیر الفانسو نے ہسپانیہ کو چھوڑ دیا۔ اس پر ملکی اسمبلی نے اس پر ایک خوفناک سازش کا الزام لگایا۔ اس کی واپسی پر پابندی عائد کر دی اور شاہی جاگیر ضبط کر لی۔

## الفریڈ اعظم (ALFRED THE GREAT)

انگلستان میں سیکسونی (SAXON) خاندان کے سلاطین میں سب سے زیادہ مشہور اور بڑا بادشاہ ہو گذرا ہے۔ جس وقت الفریڈ تخت نشین ہوا سارے ملک میں ڈین قوم نے تباہی پھیلا رکھی تھی اور ان کے ساتھ الفریڈ اعظم کو کم و بیش نو لڑائیاں لڑنا پڑیں۔ کچھ دنوں کے امن کے بعد یک بیک ۸۷۸ء میں گوتھرم نے اس پر حملہ کر دیا اور اور مجبوراً اسے اعظنی کے جزیرے میں پناہ لینا پڑی۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد اس پناہ گاہ سے نکل کر وہ اڈنگٹن کے مقام پر گوتھرم کے مقابلے پر نکلا اور اسے شکست دے کر اس کے ساتھ ایک صلحنامہ طے کیا جس کے بعد

الفریڈ ملک کے نظم و نسق، ترتیب قوانین اور ترقی تعلیم کی طرف متوجہ ہوا۔ سب سے پہلے الفریڈ اعظم ہی نے بحری بیڑے کی بنیاد ڈالی جو بالآخر ساری دنیا میں انگلستان کی شہرت اور سیادت کا باعث بنا۔ اس کی تصنیفات اور تراجم اس کے ادبی ذوق کے آئینہ دار ہیں۔ اس کا دورِ حیات ۸۴۹ء سے ۹۰۱ء تک ہے۔

**الفقیہ، شیخ اسد** ۔ سعودی عرب کے ماہر امورِ خارجہ ہیں آج کل امریکہ میں سفیر ہیں۔ ان کی وجہ سے سعودی عرب اور امریکہ کے تعلقات بہت خوشگوار اور گہرے ہو گئے ہیں۔ جس سے دونوں ممالک آپس میں تجارتی اور دیگر فوائد سے بہرہ اندوز ہو رہے ہیں۔

**الف لیلہ** ۔ (Arabian Nights)

کہانیوں کی ایک مشہور کتاب کا نام ہے جو عربوں نے آٹھویں صدی میں تصنیف کی۔ اس کا پورا نام الف لیلہ و لیلہ (یعنی ایک ہزار اور ایک رات ہے) یورپ میں یہ کتاب اس طرح پہنچی کہ گیلارڈ نامی ایک فرانسیسی نے اس کا ترجمہ فرانسیسی میں کیا۔ اس کتاب میں عربوں کی اس وقت کی تہذیب اور تمدن پر کافی روشنی پڑتی ہے
اس کتاب کو رات سے مناسبت دینے کی وجہ یہ ہے کہ اس قسم کی کہانیاں اکثر رات کو بستروں میں لیٹ کر ہی سنی سنائی جاتی ہیں۔ نیز اس خاص نام کے جواز میں ایک کہانی بھی بیان کی جاتی ہے۔

کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ کا دستور تھا کہ ہر روز ایک نئی شادی کرتا اور دلہن کو ایک رات رکھ کر صبح کو اسے قتل کرا دیتا۔ اس ظلم و ستم سے رعایا تنگ آ گئی لیکن کوئی طریق نہ سوجھتا تھا۔ آخر کار ایک عورت نے اس کا علاج سوچا اور بادشاہ سے شادی کر لی۔ رات بادشاہ کو اس نے ایک کہانی سنائی اور کہانی سناتے سناتے صبح کر دی لیکن کہانی ختم نہ ہوئی۔ بادشاہ کو کہانی سننے کا اسقدر چسکا پڑ گیا کہ اس عورت کے قتل سے اس نے احتراز کیا تا آئندہ شب پھر کہانی کا سلسلہ شروع ہوا۔ پھر صبح ہو گئی۔ اور کہانی ختم نہ ہوئی۔ اور بادشاہ نے بقیہ کہانی سننے کے لالچ میں اس کو قتل کرنے سے پرہیز کیا۔ اسی طرح ہزار راتیں گذر گئیں اور ان ہزار راتوں کے بعد اگلی رات کہانی ختم ہوئی۔ اس اڑھائی سال کے عرصہ میں بادشاہ کے ہاں دو بچے بھی پیدا ہوئے۔ اور وہ اپنی بیوی کو قتل کرنے سے باز رہا۔

اس داستان میں کوئی صداقت ہو یا نہ ہو لیکن یہ حقیقت ہے کہ کتاب کو شروع کر کے چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ یہ کسی عالی دماغ ہستی کا شاہکار ہے۔ نہ کہ کسی عورت کا فی البدیہہ بیان۔ یہ کتاب دنیا کی بہترین کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔ چنانچہ چند سال ہوئے دنیا کی بہترین کتب کا فیصلہ ہوا اور اس مقابلہ میں آٹھ کتابوں کو فضیلت کا درجہ دیا گیا ان میں الف لیلہ بھی موجود تھی۔ یہ فیصلہ حکمائے یورپ کا تھا۔ اہلِ یورپ اس کتاب کو عریبین نائٹس (Arabian Nights) کا نام دیتے ہیں۔ اس کتاب کے دنیا کی تمام زبانوں میں ترجمے ہو چکے ہیں۔

**الفہرست** ۔ ابن الندیم محمد بن اسحاق کی مشہور اور ضخیم تصنیف، جس میں بیشتر ان عربی تصانیف کے متعلق معلومات ملتی ہیں جو تاتاری حملہ کے وقت بغداد کی تباہی میں ضائع ہو گئی تھیں۔ الفہرست میں قدیم مصنفین، ان کے حالات اور تاریخہائے وفات وغیرہ کا پتہ چلتا ہے۔ الفہرست ۳۷۷ھ میں لکھی گئی اور لیڈن Leiden اور قاہرہ میں کئی بار چھپ چکی ہے۔

**القالد** ۔ (Alcalde) ۔ اسپین میں کسی کمیٹی کے صدر، عدالت کے جج یا مجسٹریٹ کو کہتے ہیں یہ لفظ اکاکل (Acacal) سے مختلف ہے جو ہسپانوی علاقوں میں قلعہ کے گورنر، بادار و غ جیل کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ لفظ دراصل عربی لفظ "القائد" سے ماخوذ ہے۔ یا اس کی تحریف ہے۔ جس کے معنی سردار کے ہیں۔ چونکہ سپین میں صدیوں تک عربی حکومت رہی اس لئے اس قسم کے بیشمار الفاظ ہسپانوی زبان میں داخل ہو کر اس کا جزو بن گئے ہیں۔

**القانون** ۔ علم طب، جراحی اور علم الابدان وغیرہ پر حکیم بو علی سینا کی ایک مشہور تصنیف ہے اور طبی معلومات کا سرچشمہ ہے۔ اصل کتاب عربی میں ہے جس کے فارسی اور اردو تراجم بھی شائع ہو چکے ہیں۔

**القصر۔** (Alcazar) یہ لفظ یورپ میں ہسپانوی زبان کا لفظ سمجھا جاتا ہے لیکن یہ درحقیقت یہ خالص عربی لفظ، جس کے معنی محل کے ہیں۔ مسلمان عرب جنہیں یورپ کے لوگ مُورز (Moors) کہتے ہیں صدیوں سپین میں حکمران رہے اس عرصہ میں انہوں نے کئی نئے شہر بسائے جن میں سے غرناطہ (Granada) اور قرطبہ (Cardova) بہت مشہور تھے۔ ان شہروں کے علاوہ جو محل تعمیر کئے گئے وہ بھی عجوبۂ روزگار تھے۔ چنانچہ سیوائل (Saville) میں جو عالیشان محل عربوں نے تعمیر کیا وہ "القصر" کہلاتا ہے۔ القصر ہر محل کا نام ہو سکتا ہے مگر اہل ہسپانیہ نے اس لفظ کو اسی محل کا خاص نام سمجھ لیا۔ چنانچہ آج تک اس محل کے بقیہ کا ہسپانوی نام یہی القصر ہے۔

**القلی۔** (Alkalis) پوٹاس، سوڈا، چونا اور اسی طرح کے دوسرے اجزاء جو تیزاب کو نمک میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ اور پانی میں حل ہو جاتے ہیں اور سرخ رنگ کو نیلگوں بنا دیتے ہیں۔ ان کے چند مشہور اجزاء مثلاً کاسٹک سوڈا، کاسٹک پوٹاس، سوڈیم (Sodium) اور امونیا وغیرہ بہت سی صنعتوں کا لازمی جزو ہیں اور اس لئے ان اجزاء کو نمایاں تجارتی اہمیت حاصل ہے۔

**الکحل۔** (Alcohol) شراب کا ست یا جوہر جو شکر اور نشاستہ کے خمیر سے تیار ہوتا ہے۔ الکحل ہر شراب کا جزو ہوتا ہے اور یہی جزو نشہ پیدا کرتا ہے۔ الکحل اکثر چیزوں کی تحلیل کے کام آتا ہے اور وارنش اور ادویات میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

**الکندی۔** ابو یوسف یعقوب نام اور الکندی عرف عام ہے۔ نویں صدی کے وسط میں کوفہ میں پیدا ہوئے اور بغداد میں رہ کر فروغ حاصل کیا۔ انہیں فیلسوف عرب بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ ارسطا طالیس کے فلسفہ کے پہلے اور آخری عرب محقق ہیں۔ الکندی نے افلاطون اور ارسطو کے فلسفے میں مطابقت پیدا کرنے کی بہت کوشش کی ہے۔ وہ نہ صرف فلسفی تھے بلکہ علم ہیئت، کیمیا اور موسیقی میں بھی دسترس رکھتے تھے۔ ان کی تصانیف کی تعداد دو سو پینسٹھ سے بھی زائد ہے۔ لاطینی زبان میں ابھی تک کئی ایسی کتابیں موجود ہیں جو الکندی کی تصنیف ہیں گو ان کی اصل عربی کتابوں کا پتہ نہیں چلتا۔ موسیقی پر الکندی نے جو کچھ لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب اہل یورپ سے صدیوں پہلے موسیقی میں تال اور سم سے واقف تھے۔ اہل یورپ نے الکندی کی تصانیف سے ہر علم میں استفادہ کیا ہے۔

**الکومیٹر۔** (Alcometer) الکومیٹر ایک نو ایجاد آلہ ہے جس سے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ کسی شخص نے کس قدر شراب پی رکھی ہے۔ اس آلے کو سوٹ کیس کی طرح بڑی آسانی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جا سکتا ہے۔ اس میں ایک نلکی لگی ہوتی ہے۔ جس کو منہ سے لگا کر پھونک مارتے ہیں۔ سانس کے دباؤ سے نلکی میں لگی ہوئی سیٹی بجنے لگتی ہے۔ جس کا فائدہ یہ ہے کہ پھونک مارنے اور نہ مارنے کا پتہ چل جاتا ہے اور فریب دہی کا امکان نہیں رہتا یہ سانس ایک والو (Valve) میں بند ہو جاتی ہے جہاں سے ایک دوسرے خانے میں منتقل کیا جاتا ہے۔ جس میں آیوڈین پنٹاکسائڈ (Iodine Neptoxide) کا محلول بھرا ہوتا ہے۔ جب الکحل (Alcohol) آیوڈین پنٹاکسائڈ سے ملتی ہے تو آیوڈین گیس کی صورت میں آزاد ہو جاتی ہے۔ یہ آیوڈین ایک نشاستہ کے محلول میں داخل کی جاتی ہے۔ جس سے نشاستہ کا رنگ بنفشی ہو جاتا ہے۔ رنگ کی اس تبدیلی کا اثر ایک فوٹو الیکٹرک بیٹری (Photo Electric Battery) پر پڑتا ہے۔ جو باہر ڈائل پر ایک سوئی کے ذریعے خون میں الکحل کے مقدار تناسب کو ظاہر کرتی ہے۔ یورپ میں ٹریفک پولیس کے پاس یہ آلہ ہوتا ہے جو حادثہ کے وقوع پذیر ہونے کے بعد بڑی آسانی سے معلوم کر لیتی ہے کہ ڈرائیور شراب پیئے ہوئے ہے یا نہیں۔

**الکیمیا۔** (Alchemy) علم کیمیا کیمسٹری (Chemistry) کا قدیم نام ہے چونکہ پرانے زمانے کے اہل کیمیا کا خیال تھا کہ بعض جڑی بوٹیوں کی مدد سے

پیتل اور تانبے کو سونے میں منتقل کیا جا سکتا ہے اس لئے ان کی تمام کوششیں اسی مقصد کے حصول تک محدود ہو کر رہ گئی ہیں۔ اور یوں سمجھا جانے لگا تھا کہ علم کیمیا حقیقت میں سونا بنانے کا ہی کوئی علم ہے لیکن رفتہ رفتہ اس سونا بنانے کی کوشش نے بہت سی نئی معلومات کے لئے راہیں کھول دیں، اور دانستہ یا نادانستہ طور پر بیشمار قسم کی ادویات تیار ہوتی چلی گئیں اور ان کے ساتھ ساتھ دھاتوں کے صاف کرنے کا طریقہ بھی معلوم ہو گیا۔
اسی ضمن میں دو یا دو سے زیادہ مختلف النوع چیزوں کو ملا کر کسی نئی قسم کی چیز کے اختراع کی داغ بیل بھی پڑ گئی۔ کاغذ، چمڑا، ربڑ، تیل، پالش، سیمنٹ، کھاد، ہر قسم کا فولاد وغیرہ اسی علم کی بدولت تیار کئے جاتے ہیں۔

## الیگزینڈر (Alexander)

(غرب الہند ٹیم کے کپتان)۔ فرینک کوپلینڈ مربلے الیگزینڈر غرب الہند کی کرکٹ ٹیم کے کپتان ہیں۔ وہ ۲ نومبر ۱۹۲۸ء کو کنگسٹن Kingston کے مقام پر پیدا ہوئے۔ اس لحاظ سے ان کی عمر تیس برس سے کچھ زیادہ ہے اور وہ فضل محمود سے چھوٹے ہیں۔ پیشے کے لحاظ سے وٹرنری ڈاکٹر Veterinary Docter ہیں۔ انہیں اچھی فیلڈنگ اور مشکل ترین کیچ لینے میں بڑی شہرت حاصل ہے۔ الیگزینڈر کرکٹ کے علاوہ فٹ بال کے بھی بین الاقوامی کھلاڑی ہیں اور ان دونوں کھیلوں میں کیمبرج یونیورسٹی (Cambridge University) کی طرف سے کھیلنے کا اعزاز حاصل کر چکے ہیں ۱۹۵۷ء کے شروع تک انہوں نے فرسٹ کلاس کرکٹ میں حصہ نہیں لیا تھا۔ اس کے باوجود ان کا اپنے ملک کی کرکٹ ٹیم کا کپتان بن جانا یقیناً بڑا کارنامہ ہے ۱۹۵۷ء میں انہوں نے گراڈرڈ کی کپتانی میں انگلستان کا دورہ کیا۔ لیکن انگلستان کے خلاف پہلے تین ٹسٹ میچوں میں انہیں کھیلنے کا موقع نہ دیا گیا تھا۔ آخری دو میچوں میں البتہ انہوں نے حصہ لیا۔ ۱۹۵۸ء میں وہ غرب الہند کی ٹیم کے کپتان بنے اور اس حیثیت سے انہیں نمایاں کامیابی ہوئی۔ پاکستان کی ٹیم غرب الہند کے دورہ پر گئی تو ان کی ٹیم نے ربر (Rubber) جیت لیا اور پاکستان آنے سے قبل دورۂ ہند کے دوران میں بھی ربر انہیں کے ہاتھ رہا البتہ پاکستان میں وہ ربر نہ جیت سکے۔ الیگزینڈر اچھے وکٹ کیپر اور بیٹس مین بھی ہیں۔

## الماس

الماس۔ ایک قیمتی پتھر جس میں مختلف رنگوں کی دھاریاں ہوتی ہیں۔ انگریزی میں اسے ایگیٹ Agate یا سنگ جزیل بھی کہتے ہیں۔ یہ پتھر نگینہ کے طور پر جڑاؤ زیورات میں بہت کام آتا ہے۔ اور سونے وغیرہ کی شان کو دو بالا کرتا ہے۔

## المونیم (Aluminium)

ایک قسم کی ہلکی دھات۔ اپنی کمیت کثافت مثلاً ۲ء۷ گرام فی مکعب سنٹی میٹر، حرارت اور برق کی اعلیٰ ایصالیت اور اپنی نرمی کے لئے مشہور ہے۔ آخرالذکر صفت کی وجہ سے اسے بآسانی ظروف میں ڈھالا جا سکتا ہے اور وہ متعدد ہلکی چیزوں میں مستعمل ہے۔ جن مقامات پر برقی قوت ارزاں ہو وہاں سیال بکسائیٹ Bauxite اور کریولائیٹ Cryolite کے ایلکٹرولیسس Electrolysis کے ذریعہ بہت پیمانہ پر المونیم تیار کیا جا سکتا ہے۔ المونیم پر زنگ کا اثر نہیں ہوتا ہے۔ امریکہ اور فرانس میں یہ کافی مقدار میں تیار ہوتا ہے۔ اس کا رنگ نیلگوں سفید ہوتا ہے۔ علاوہ خانگی ظروف کے جو بہت ہلکے اور پائیدار ہوتے ہیں۔ موٹر گاڑی کے بہت سے پرزے اس سے بنائے جاتے ہیں۔ ہوائی جہاز کے بعض حصے اسی سے تیار ہوتے ہیں۔ بجلی کے تار اسی سے بنتے ہیں۔ دوسری دھاتوں میں بھی المونیم کی آمیزش ہوتی ہے۔ مثلاً ڈورالیومن اور میگنالم اسی سے تیار ہوتی ہیں۔ یہ دھاتیں طیارہ سازی میں بہت کارآمد ثابت ہوتی ہیں۔

## المیہ (Tragedy)

ایسی تمثیل جس کا انجام حسرتناک اور المناک ہو۔ جیسے امتیاز علی تاج کی انارکلی یا شکسپیر کا ہملٹ۔

## اَلنّسائی

ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نام اور النسائی عرف ہے ان کے بچپن کے صحیح حالات معلوم نہیں ہو سکے۔ احادیث جمع کرنے کے شوق میں انہوں نے اپنی عمر کا کافی حصہ سفر میں کاٹا۔ کچھ عرصہ مصر میں مقیم رہے اس کے بعد دمشق چلے گئے۔ ان کی وفات ۳۰۳ھ میں ہوئی ان کا مزار مکہ معظمہ میں ہے۔
ان کا فراہم کردہ مجموعۂ احادیث سنن کے نام

سے مشہور ہے۔ انہوں نے موضوع کے اعتبار سے حدیثوں کو یکجا کیا ہے اور اس طرح ایک موضوع پر مختلف حدیثوں کے حوالے دیکھنے میں آسانی پیدا کر دی ہے۔ ۱۳۰۸ھ میں مصر میں ایک کتاب طبع ہوئی جس کا نام کتاب خصائص امیر المومنین علی ابن ابی طالب ہے چنانچہ اس کے مصنف بھی امام النسائی بتائے جاتے ہیں

**اُلّو۔** ایک پرندہ ہے جو دن کو چھپا رہتا ہے اور رات کو شکار کے لئے باہر نکلتا ہے یہ کئی طرح کی بولیاں بولتا ہے۔ اکثر ویرانوں، کھنڈروں یا درختوں کی کھوہوں میں رہتا ہے۔ اس کی آنکھوں میں چمک ہوتی ہے اور پرواز میں آواز نہیں ہوتی۔ آنکھوں کی مدھم روشنی کی امداد سے اُلّو رات کو چوہے وغیرہ کا شکار کر لیتا ہے۔ کھاتے وقت شکار کی ہڈیاں اور رُواں وغیرہ گولیوں کی شکل میں چونچ سے گراتا رہتا ہے مشرق کے قدامت پسند لوگ اُلّو کو منحوس سمجھتے ہیں۔ مگر اہلِ مغرب کی نگاہ میں وہ ایک دانا جانور ہے۔

**الونگ پیا۔** (Alaung Paya)

جدید برما کا بانی خیال کیا جاتا ہے۔ اس کا عہد حکومت ۱۷۵۲ء سے ۱۷۶۰ء تک رہا۔ اس کے جانشینوں نے چینی حملوں کو ۱۷۶۶ء اور ۱۷۶۹ء کے درمیان روکا۔ مگر سیام میں وہ اپنے قدم نہ جما سکے اور وہاں سے ۱۷۶۷ء میں نکل آئے

**الٰہ آباد۔** (یعنی خدا کی بستی)۔ ہندوستان کا ایک قدیم اور مشہور شہر جو گنگا اور جمنا کے اتصال پر کلکتہ سے ۵۶۵ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ پہلے ہندوستان کے صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ کا دارالحکومت تھا۔ ضلع اور قسمت الٰہ آباد کا صدر مقام ہے۔ نئی ہندوستانی تنظیم کے مطابق اُتر پردیش کا صدر مقام ہے۔ ایک مشہور پرانا تجارتی مرکز مذہبی مقدس مقام اور ریلوے مرکز ہے جہاں کئی ریلوے ورکشاپ ہیں۔

یہاں کئی اہم تاریخی اور قابل دید مقامات ہیں۔ اکبر کا ایوان جو انگریزی دورِ حکومت کے دوران ایک مرکز استحکام رہا، جامع مسجد، اشوک کی لاٹھ، زمین دوز مندر والا قلعہ وغیرہ مشہور و معروف عمارتیں ہیں۔ قدیم جامعہ کا بھی صدر مقام ہے جس کی بنیاد ۱۸۸۷ء میں پڑی تھی۔ ہندو و مسلمان دونوں اقوام کا متبرک شہر اور مقام زیارت ہے۔ ہر سال تہوار و عرس منعقد ہوتے رہتے ہیں۔ اور باسی دریاؤں کے سنگم پر اشنان یعنی غسل کرنے آتے ہیں۔

اس شہر کا پرانا ہندوی نام پراگ تھا۔ انگریزوں کا قبضہ اس پر ۱۷۶۵ء میں ہوا۔ انگریزوں نے سلطان دہلی اور بعد میں نواب اودھ کی تحویل میں دیا۔ ۱۸۰۱ء میں انگریزوں کی مملکت میں شامل کیا گیا۔ ۱۹۲۳ء میں یہاں شدید قسم کے فسادات ہوئے۔ ۱۹۴۱ء کی مردم شماری کے مطابق اس شہر کی آبادی ۲۶۰۶۳۰ تھی۔

بھارت کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لعل نہرو اسی شہر کے رہنے والے ہیں۔

**الہام۔** (Revelation) اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء یا اولیاء کو جو اطلاع یا ہدایت روحانی طور پر دی جاتی ہے اس کو الہام کہتے ہیں۔ اس میں مرد اور عورت کی تخصیص نہیں۔ حضرت موسیٰ کی والدہ کو موسیٰؑ کی حفاظت اور سلامتی کے متعلق الہام خداوندی ہوا تھا جس کا قرآن شریف میں ذکر ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ کے حواریوں کو بھی الہام ہوتا تھا۔ الہام سوتے اور جاگتے دونوں حالتوں میں ہو سکتا ہے۔ لیکن وہ صرف خدا کے برگزیدہ بندوں کو ہی ہوا کرتا ہے۔ اور اس کے لئے صفائی قلب، اعمال حسنہ اور یقین کی درستی کے ساتھ تائید اور توفیق الٰہی کی بھی ضرورت ہے۔ اسی کی ایک قسم کشف بھی ہے

**الہامی کتابیں۔** (Scriptures) ۔ توریت، زبور، انجیل اور قرآن حکیم چاروں الہامی کتابیں ہیں۔ جو وقتاً فوقتاً مقبولِ خدا کو خداوند تعالیٰ کے احکام پہنچانے کے لئے نازل کی گئیں۔ توریت حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوئی۔ زبور حضرت داؤد پر، انجیل حضرت عیسیٰؑ پر اور قرآن شریف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

قرآن شریف اپنے سے پہلے کی تینوں الہامی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور اس میں وہ تمام ضروری احکام موجود ہیں۔ جو ان تینوں کتابوں میں ہیں لیکن سوائے قرآن شریف کے کوئی سابقہ الہامی کتاب یعنی توریت، زبور اور انجیل زمانے کی دست برد سے نہ بچ سکی اور لوگوں نے اپنی پسند کے مطابق ان الہامی کتابوں میں بھی تحریف کر دی۔ چنانچہ آج سوائے قرآن شریف کے دنیا میں کوئی الہامی کتاب موجود نہیں جو تحریف سے بچی رہی ہو۔

**اللہ**۔ اس کائنات کے خالق کا ذاتی نام اللہ ہے اور دوسرے ننانوے نام صفاتی ہیں۔ جیسے رحمٰن، رحیم ستار، علیم، خبیر، حکیم، قہار، جبار، پھر یہ صفاتی نام یا جمالی ہیں جیسے رحمٰن، رحیم، علیم، ودود، غفور، غفار اور رؤف یا جلالی ہیں جیسے قہار، جبار، مضل، منتقم، عادل وغیرہ۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے بھی اللہ کا یہ نام عربوں میں متعارف تھا۔ چنانچہ اس زمانے کے بعض لوگوں کے ناموں میں اللہ کا لفظ ایک جزو کی حیثیت سے شامل نظر آتا ہے۔ پھر ان کے معتقدات میں بھی یہ نام کسی نہ کسی صورت میں موجود ہے۔ چنانچہ جب ان سے کہا جاتا کہ تم اللہ کو کیوں نہیں پوجتے اور ان بتوں کو کیوں حاجت روا بنائے ہوئے ہو؟ تو وہ کہتے۔ کہ ہم ان کو پوجتے تھوڑا ہی ہیں۔ یہ بت تو ہمارے لئے اللہ کی جناب میں واسطہ اور وسیلہ ہیں اور اس کے سوا کچھ نہیں۔ غرض اللہ کا تصور عرب میں بہت قدیم زمانے سے چلا آتا ہے۔ کلدانی اور سریانی زبانوں میں اَلاہیا اور عبرانی میں اَلوہ کے الفاظ جو استعمال کئے جاتے تھے، ان کے معانی بھی وہی لئے جاتے تھے۔ جو ہمارے ذہنوں میں اس لفظ اللہ کے مفہوم میں موجود ہیں یعنی اللہ ایک ایسی ہستی ہے جو اپنی ذات و صفات کے ساتھ ہر جگہ موجود ہے۔ وہ ذات ازل سے ہے اور ابد تک رہے گی۔ وہ سمیع ہے، بصیر ہے، علیم ہے، خبیر ہے، یکتا ہے اور اس کا مثل کوئی نہیں۔ اول بھی وہی ہے اور آخر بھی وہی، ظاہر بھی وہی ہے اور باطن بھی وہی، وہی کائنات کے دل کا سرور ہے اور وہی زمین و آسمان کا نور۔

**الیاس (علیہ السلام) حضرت**۔ مشہور پیغمبر شام کے شہر بعلبک کا بادشاہ ان کا معتقد تھا۔ مگر اس کی ملکہ اور قوم بعل دیوتا کی معتقد تھی۔ چنانچہ ملکہ نے بادشاہ کو بھی گمراہ کر دیا۔ حضرت الیاس نے مجبور ہو کر اس قوم کے واسطے بد دعا کی۔ چنانچہ تین سال تک بارش نہ ہوئی اور قحط پڑ گیا۔ سینکڑوں آدمی مر گئے۔ تین برس تک پوشیدہ رہنے کے بعد حضرت الیاس واپس آئے۔ اور کہا کہ دیکھو اگر تمہارا خدا بارش نہیں برسا سکتا تو میں دعا کرتا ہوں اور میرا خدا بارش برسا دے گا۔ مگر وہ پھر بھی ایمان نہ لائے۔ اس پر تنگ آ کر انہوں نے پھر بد دعا کی اور ایک سیلابی طوفان نے ان کی زمینوں کو غرق کر دیا۔ اور پوری کی پوری قوم تباہ و برباد ہو گئی۔ صرف حضرت الیاس علیہ السلام محفوظ رہے۔

توریت میں ان کے جو حالات لکھے ہیں اس میں حضرت موسیٰ اور حضرت خضرؑ کے واقعہ کو خلط ملط کر دیا گیا ہے۔ یہودیوں نے ان کے متعلق بہت سے عجیب و غریب قصے گھڑ رکھے ہیں۔ لیکن اس بارے میں وہ بھی اہل اسلام سے متفق ہیں کہ حضرت الیاس ہمیشہ زندہ رہیں گے اور خشکی پر لوگوں کی رہنمائی کرتے رہیں گے۔ کیونکہ تری پر حضرت خضرؑ کی عملداری مانی گئی ہے۔

**البری، توفیق** (Ileri, Teufik) ترکی سیاستدان ہیں۔ ۱۹۱۲ء میں پیدا ہوئے اور استنبول کے انجینئرنگ سکول میں تعلیم پائی۔

پہلے محکمہ تعمیرات عامہ کی ملازمت اختیار کی۔ اور کئی اہم تعمیرات اپنی نگرانی میں پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔ ۱۹۵۰ء میں ڈیموکریٹک پارٹی کے ٹکٹ پر ترکی پارلیمنٹ کے رکن منتخب ہوئے اور وزیر مواصلات مقرر ہوئے۔ اگلے سال انہیں وزارت تعلیم کا قلمدان سونپا گیا۔

**الیسع علیہ السلام**۔ حضرت الیسع علیہ السلام کا ذکر قرآن شریف میں سورہ انعام اور سورہ ص میں آیا ہے۔ ان کا شمار انبیائے بنی اسرائیل میں ہوتا ہے۔ آپ حضرت الیاس کے چچا زاد بھائی اور ان کے نائب اور جانشین تھے۔ حضرت الیاس کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے نبوت عطا کی۔

**الیکٹرک موٹر**۔ (Electric Motor)

الیکٹرک موٹر دو بنیادی حصوں میں تقسیم کی جا سکتی ہے جن میں سے ایک کو روٹر (Rotor) اور دوسرے کو سٹیٹر (Stator) کہتے ہیں۔ بڑی مشینوں میں روٹر متعدد الیکٹرو میگنٹس پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس ساری بناوٹ کو فیلڈ میگنیٹ سسٹم (Field Magnet System) کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ نظام ایک مضبوط خول میں جسے سٹیٹر کہتے ہیں گھومتا ہے۔ اس مشین کو بڑے مقناطیسوں کو متاثر کرنے کے لیے جس کرنٹ کی ضرورت ہوتی ہے وہ ڈائرکٹ کرنٹ کہلاتی ہے۔ روٹر الیکٹرک موٹر کا گھومنے والا حصہ ہے۔ آج کل کی جدید برقی موٹروں میں آرمیچر ہمیشہ ساکن رہتا ہے۔ اور فیلڈ سسٹم گردش کرتا ہے روٹر کے ضروری حصوں کو برقی طور پر متاثر کرنے کے لیے جس برقی رو کی ضرورت ہوتی ہے اسے ان دو سلپ رنگوں (Slip Rings) کے ذریعے روٹر میں پہنچایا جاتا ہے جو روٹر شافٹ (Rotor shaft) پر لگے ہوتے ہیں۔ یہ رنگ شافٹ سے برقی طور پر وابستہ نہیں ہوتے بلکہ انہیں نہایت احتیاط سے انسولیٹ (Insulate) کیا جاتا ہے۔
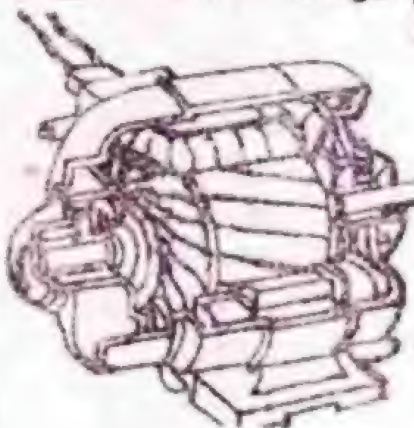
## الیکٹرو پلیٹنگ (Electroplating)

بجلی کی رو کے ذریعے سے تانبے، لوہے وغیرہ پر کسی دوسری دھات چاندی، نکل، کرومیم وغیرہ کی باریک تہ چڑھانا تاکہ اس کی بالائی سطح خوبصورت اور چمکدار نظر آئے۔ اس غرض کے لئے ماہرین ایک بڑے ٹب میں چاندی، نکل وغیرہ کے نمک کا محلول رکھتے ہیں اور ایک برقی مورچے (Terminal) کے ذریعے وہ برتن جس پر ملمع کرنا مقصود ہو، محلول میں لٹکا دیا جاتا ہے۔ دوسرے مورچے کے دونوں طرف خالص چاندی کی چادریں لٹکا دی جاتی ہیں۔ اب برقی رو چاندی کی چادروں اور محلول میں سے گزر کر برتن پر آتی ہے چاندی کی چادریں تحلیل ہونا شروع ہو جاتی ہیں اور رفتہ رفتہ یہ چاندی برقی رو کے ذریعہ برتن پر پھیل جاتی ہے۔ اس طرح برتن پر چاندی کی باریک تہ چڑھ جاتی ہے۔ (نیز دیکھو الیکٹرولیسس)
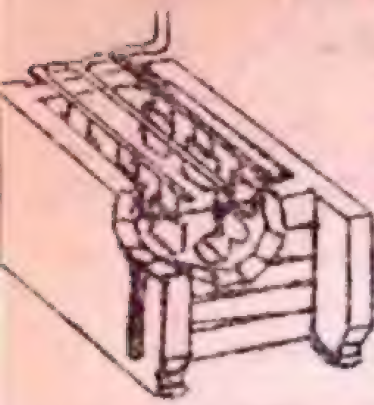
## الیکٹرو ٹائپنگ (Electro Typing)

الیکٹرو پلیٹنگ کے اصول پر وضع کردہ سسٹم جس کے ذریعہ سے ٹائپ کے چھپے ہوئے صفحات یا کندہ کئے ہوئے الفاظ کی نقل تانبے یا نکل پر اتاری جاتی ہے اور چھپائی کے کام آتی ہے۔

نقل اتارنے کے لیے تانبے کی پلیٹ تیار کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ٹائپ یا کھدائی کے لیے موم کو ایک پلیٹ کی شکل میں ڈھال کر اسے برقی رو کا حامل بنانے کے لیے اس پر پنسل کا سُرمہ (Granite) لگا دیا جاتا ہے پھر اسے تانبے کے سلفیٹ (Copper Sulphate) میں تر کر لیا جاتا ہے۔ اس کے بعد الیکٹرو پلیٹنگ کے مطابق عمل ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ موم پر تانبے کی ایک پتلی پلیٹ سی بن جاتی ہے جو کاغذ کے برابر موٹی ہوتی ہے۔ پھر اسے اتار کر اور موم سے الگ کر کے اس کی پشت پر ٹائپ والی دھات لگا کر اسے مضبوط کر دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ ۴/۱ انچ کے قریب موٹی ہو جاتی ہے اور اس طرح پر الیکٹرو ٹائپنگ پلیٹ تیار ہو جاتی ہے۔

کتابیں وغیرہ اسی پلیٹ سے تیار کی جاتی ہیں کیونکہ یہ بہت پائیدار ہوتی ہے اور لاکھوں کی تعداد میں چھپنے کے بعد بھی اس کی طباعت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اور یہ پلیٹ ہمیشہ کے لئے کارآمد رہتی ہے۔

## الیکٹرولیسس (Electrolysis)

کسی نمک کے محلول مثلاً کاپر سلفیٹ (Copper Sulphate) میں جب برقی رو دوڑائی جاتی ہے تو یہ اپنے اجزائے ترکیبی کی طرف ٹوٹ جاتا ہے اور یہ کیمیاوی اجزا برقی مورچوں (Electrodes) پر جمع ہو جاتی ہیں۔ بجلی کے مورچے

وہ مقامات ہوتے ہیں جہاں محلل اشیاء میں برقی رو داخل اور خارج ہوتی ہے۔ چنانچہ اسی عمل کو "الیکٹرولیسس" کہتے ہیں۔ ہائیڈروجن اور دھاتیں اس برقی مورچے پر جمع ہوتی ہیں جہاں سے برقی رو باہر نکلتی ہے۔ یہ عمل بجلی کے ذریعے قلعی کرنے (Electroplating) میں کام آتا ہے۔

**الیکٹرون** (Electron) برقیہ۔ علم طبیعات کا یہ ایک نظریہ ہے کہ ہر مادہ چھوٹے چھوٹے ذرات سے مل کر بنا ہے۔ اور ہر ذرّہ کے وسط میں مثبت برقی ذرات ہوتے ہیں اور اس کے ارد گرد منفی برقی ذرات ہوتے ہیں۔ یہ منفی برقی ذرات "الیکٹرون" یا "برقیے" کہلاتے ہیں اور انہیں کے دوڑنے سے برقی رو پیدا ہوتی ہے۔ بجلی کے معمولی رو کی ایک بلب میں سے یہ الیکٹرون کروڑوں کی تعداد میں ایک سیکنڈ میں گزر جاتے ہیں۔

**اُمِّ ابی ہریرہ رضؓ** - آپ کا نام امیمہ تھا۔ باپ کا نام بسیح یا صفیح بن الحارث تھا۔ آپ کے صاحب زادے حضرت ابوہریرہؓ اسلام لا چکے تھے کہ ایک روز ام ابی ہریرہؓ نے رسول خدا صلعم کی شان میں گستاخی کی جس پر حضرت ابوہریرہ رونے لگے اور رسول خدا صلعم سے اس کا تذکرہ کیا اور اپنی والدہ کے لئے دعا کی درخواست کی۔ اس کے تھوڑی دیر بعد جب حضرت ابوہریرہؓ گھر آئے تو ان کی والدہ اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کر چکی تھیں چنانچہ انہیں جناب رسالتمآب صلعم کی خدمت میں لایا گیا جہاں وہ مشرف باسلام ہوئیں۔

**اُمِّ الدرداؓ رضؓ** - ام الدرداؓ دو تھیں اور دونوں حضرت ابو درداؓ کے عقد نکاح میں آئیں لیکن ان دونوں میں جو بڑی تھیں وہ صحابیہ تھیں۔ امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین کے قول کے مطابق ان کا نام خیرہ تھا اور وہ ابو حدرد اسلمی کی صاحب زادی تھیں۔ آپ حضرت ابو درداؓ سے ۲ سال قبل ملک شام میں حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں فوت ہوئیں۔

**املفی۔** (Amalfi) اٹلی کی ایک بندرگاہ خلیج سیلرنو (Salerno) کے شمال، اور نیپلز (Naples) سے ۲۴ میل کے فاصلے پر جانب جنوب مشرق واقع ہے۔ ازمنہ وسطیٰ میں اسے بڑی اہمیت حاصل تھی۔ موجودہ آبادی ۶۰۰۰ کے لگ بھگ ہے۔

**امام۔** امام کا لفظ مسلمانوں کے ہاں تین معنوں میں مستعمل ہے (۱) نماز میں امامت کرنے والا جو نماز پڑھاتا ہے۔ اس کے واسطے ضروری ہے کہ متشرع ہو، عالم ہو اور بہتر ہے کہ حافظ قرآن بھی ہو۔ لیکن اگر فی الوقت ایسا آدمی موجود نہ ہو تو حاضرین میں سے سب سے متشرع یا عالم ورنہ سن رسیدہ شخص کو امام منتخب کر لیا جاتا ہے۔ اس کو پیش امام یا پیش نماز بھی کہتے ہیں۔ اس کا مذہب میں کوئی درجہ نہیں۔ (۲) سنیوں کی اصطلاح میں فن حدیث اور فقہ کے مسلم ماہروں اور عالموں کو بھی امام کہتے ہیں مثلاً امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام غزالیؒ وغیرہ (۳) اہل تشیع کا خیال ہے کہ مذہب کے بہت سے رموز ایسے ہیں جن کو عوام نہیں سمجھ سکتے۔ وہ سب باتیں آنحضرت صلعم نے حضرت علیؓ کو بتا دی تھیں۔ یہ علم سینہ بسینہ منتقل ہوتا رہا۔ چنانچہ جن لوگوں کو یہ علم منتقل ہوا وہی امام بنے اور وہی قرآن شریف کی صحیح تفسیر کر سکتے ہیں اور وہی در اصل آنحضرت صلعم کے صحیح جانشین اور خلیفہ ہیں۔ امام کے واسطے عاقل بالغ عالم اور معصوم ہونا ضروری ہے۔ اہل تشیع بارہ اماموں کو مانتے ہیں جو تمام کے تمام حضرت علی اور ان کی اولاد سے ہیں۔ جن میں سے آخری امام غائب ہیں جو اہل تشیع کے اعتقاد کے مطابق اصلی کلام مجید کو لے کر غائب ہو گئے تھے اور قرب قیامت میں اس کلام مجید کو لے کر ظہور فرمائیں گے اور وہی امام مہدی ہوں گے۔

اہل سنت والجماعت کسی غیر نبی کو معصوم نہیں مانتے اور نہ ان کے ہاں امامت کا وہ تصور ہے جو شیعہ حضرات کے ہاں مسلم ہے۔

**امامہؓ (بنت ابی العاص)** ابوالعاصؓ بن ربیع کی صاحبزادی تھیں جو زینب بنت رسول اللہ کے بطن سے پیدا ہوئیں۔ آبائی شجرہ نسب یہ ہے۔ امامہ بنت ابوالعاص بن ربیع بن عبدالعزیٰ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ آنحضرت

کو آپ سے بڑی محبت تھی۔ آپ ان کو اوقات نماز میں بھی جدا نہ کرتے تھے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ مسجد میں امامہ کو کندھے پر چڑھائے ہوئے تشریف لائے اور اسی حالت میں نماز پڑھائی۔ جب رکوع میں جاتے تو ان کو اتار دیتے۔ پھر جب کھڑے ہوتے تو انہیں اٹھا لیتے اور اسی طرح پوری نماز ادا کی۔ حضرت امامہؓ رسول پاک کی وفات کے وقت سن شعور کو پہنچ گئی تھیں۔ اس لئے جب حضرت فاطمہؓ نے انتقال فرمایا تو حضرت علیؓ نے امامہؓ سے نکاح کر لیا۔ ۴۰ھ میں جب حضرت علی نے شہادت پائی تو مغیرہ بن نوفل (عبدالمطلب کے پڑپوتے) کو وصیت کر گئے کہ امامہ سے نکاح کر لیں چنانچہ مغیرہ نے اس وصیت کی تعمیل کی۔

**امان** (Amnesty) امان کے معنی پناہ اور حفاظت کے ہیں۔ مگر اصطلاحاً عفو یا مجرم کی سزا معاف کر دینے کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ ملکی قانون کی اصطلاح میں امان عام طور پر صدر ریاست کی طرف سے دی جاتی ہے اور سیاسی نوعیت کی لغزشوں کے لئے مخصوص ہوتی ہے۔ بسا اوقات حکومت کے مخالفین سے درگزر کرتے ہوئے انہیں اعتماد میں لے لیا جاتا ہے اور ان کی خطاؤں سے چشم پوشی کرنے کا نام بھی امان ہے۔ امان دینا یا پناہ دینا بھی محاورے میں مستعمل ہے۔

**امان اللہ جہانبانی جنرل پرنس** ایرانی فوجی افسر ہیں۔ ۱۸۹۵ء میں پیدا ہوئے۔ روسی توپخانہ کے کالج اور روسی اور فرانسیسی فوجی یونیورسٹیوں میں تعلیم پائی۔ تعلیم اور تجربہ کی خاطر یورپ بھیجے گئے۔ جہاں وہ ایرانی وفد کے فوجی مشیر بھی تھے۔ ۱۹۲۱ء میں ایرانی توپخانہ کے کمانڈر مقرر ہوئے۔ بعد میں چیف آف جنرل سٹاف ہوئے۔ آذربائیجان کے جنرل کمانڈر مشرقی ڈویژن کے کمانڈر اور فوج کے جنرل انسپکٹر رہے۔ پھر مختلف وزارتوں پر فائز رہنے کے بعد سینٹ کا بینہ بنے۔ پھر ملٹری اکاڈمی اور ملٹری کالج کے کمانڈر مقرر ہوئے۔ آپ ایرانی سینیٹ کے سابق ممبر ہیں۔

**امان اللہ خان امیر۔** ۱۸۹۲ء میں پیدا ہوئے اور اپنے والد امیر حبیب اللہ خاں کے قتل کے بعد چھبیس ۲۶ سال کی عمر میں کابل کے تخت سلطنت پر متمکن ہوئے۔ یہ ۱۹۱۹ء کا زمانہ تھا اور یورپ کی پہلی عالمگیر جنگ ابھی ختم ہی ہوئی تھی کہ انہوں نے ہندوستان کے اندرونی انتشار سے فائدہ اٹھاتے ہوئے برطانیہ کے خلاف ہندوستان پر حملہ کر دیا جس میں برطانوی فوج نے شکست کھائی۔ مگر بعد میں صلح ہو گئی۔ اور اب امیر کابل شاہ کابل تسلیم کئے جانے لگے۔ ۱۹۲۸ء میں یہ اپنی بیوی ثریا کے ساتھ یورپ کی سیر کو روانہ ہوئے۔ یہاں سے واپسی پر افغانستان کو یورپ بنا دینے کی آرزو ان کے دل میں چٹکیاں لینے لگی۔ چنانچہ انہوں نے بعض سوشل اصلاحات کے احکام فوراً نافذ کر دیئے۔ مثلاً کوئی آدمی ایک سے زیادہ بیوی نہ کرے۔ برقع اور نقاب کے ساتھ کوئی عورت باہر نہ نکلے۔ مزید یہ کہ پردہ کو ناجائز قرار دیدیا اور بہت سی لڑکیوں کو غیر ممالک میں تعلیم کی غرض سے بھجوا دیا۔ اس قسم کی اصلاحات سے افغان سرداروں اور علماء کی جماعت میں سخت برہمی پھیل گئی۔ اور امیر کے خلاف بغاوت برپا ہو گئی جس کے بعد ۱۹۲۹ء میں آپ اٹلی چلے گئے جہاں ۲۶ اپریل ۱۹۶۰ء کو وفات پائی بعد ازاں آپ کی لاش جلال آباد میں دفن کی گئی۔ کابل کا مشہور مقام دارالامان انہی کے نام پر ہے۔ آپ کی نام نہاد اور مختصر حکومت اسی انقلاب کی یادگار ہے۔

**امانت۔** سید آغا حسن نام، تخلص امانتؔ ۱۲۳۱ھ میں پیدا ہوئے۔ بیس برس کی عمر میں، بیماری کی وجہ سے قوت گویائی سلب ہو گئی۔ ۱۲۶۰ھ تک یہی حالت رہی اور پھر اچانک قوت گویائی عود کر آئی۔ لیکن لکنت باقی رہی امانت لکھنؤ اسکول کے رنگ شاعری کو اختیار کرنے والے شاعروں میں بڑے اہم ہیں۔ انہیں معمہ اور چیستان کہنے کا بہت شوق تھا۔ تصانیف دیوان خزائن الفصاحت، گلدستہ امانت، اندر سبھا، چند مرثیے اور ایک واسوخت ہیں۔ جن میں واسوخت اور اندر سبھا کو خاص شہرت حاصل ہوئی۔ اندر سبھا انوکھی اور دلچسپ کتاب ہونے کی وجہ سے اور نیز اس وجہ سے کہ اردو ڈراما کی یہی سب سے پہلی تصنیف ہے۔ اردو ادب میں ایک ممتاز مقام

کی مالک ہے ۔

**اُمّ ایمن رضؓ** ۔ پیغمبر اسلام کے والد بزرگوار حضرت عبداللہ کی نماد مہ تھیں ۔ جب حضورؐ کی والدہ محترمہ آپ کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ تشریف لے گئیں تو اس سفر میں وہ آپ کے ہمراہ تھیں ۔ واپسی پر راستے میں حضورؐ کی والدہ محترمہ کی وفات کے بعد یہی حضور کو لے کر مکہ پہنچیں ۔ بچپن میں آنحضرت صلعم کی پرورش اور پرداخت کا کام انہوں نے ہی خوش اسلوبی سے سرانجام دیا ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں وفات پائی ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ یہ میری ماں ہیں ۔

## امپرومنٹ ٹرسٹ (Improvement Trust)

یہ مقامی حکومت خود اختیاری (Local Self Government) کا ایک شعبہ ہے اور جن شہروں میں میونسپل بورڈ کا کام زیادہ ہو ، وہاں پر اس کے کام کا وہ حصہ جس سے شہر کو خوبصورت بنانا مقصود ہوتا ہے ، اس ٹرسٹ کے سپرد کر دیا جاتا ہے اس میں نصف صوبائی حکومت کے نامزد اور نصف میونسپل بورڈ کے ارکان ہوتے ہیں ۔ ان سب کی تعداد دس سے زیادہ نہیں ہوتی ۔ ان میں ایک ضلع کا کلکٹر اور ایک میونسپل بورڈ کا چیئرمین ہوتا ہے ۔ یہ سب ارکان اپنا ایک صدر چن لیتے ہیں ۔ ٹرسٹ کے ارکان ہر تین سال بعد بدل جاتے ہیں ۔

ٹرسٹ کا کام شہر کو ہر لحاظ سے خوبصورت بنانا ہوتا ہے مثلاً باغات لگوانا ، شہر میں نئی بستی قائم ہونے کی صورت میں لوگوں کے مکانات نقشہ کے مطابق تعمیر کرانا شہر کے تنگ علاقوں کو کشادہ کرنا اور افتادہ زمینوں کو فروخت کرنا اور قصبوں یا شہروں کو خوبصورت نقشوں پر تعمیر کرانا اور جدید تمدن کے لوازم کا مہیا کرانا وغیرہ وغیرہ لاہور کا امپرومنٹ ٹرسٹ ایک کامیاب ادارہ ہے ۔

**اُمّت** ۔ قوم ، گروہ ، لوگ ، قرآن مجید میں یہ لفظ جگہ جگہ آیا ہے اور اس کے معنی مفسرین کے نزدیک مختلف ہیں ۔ بالعموم اس سے وہ لوگ مراد لئے جاتے ہیں جو اپنے آپ کو ایک نبی اور ایک شریعت کا پیرو مانتے ہیں مثلاً عیسائی یہودی اور مسلمان ۔ پہلے سب لوگ ایک ہی امت سمجھے جاتے تھے ۔ لیکن پھر ان میں افتراق اور اختلاف پیدا ہو گیا یہ اختلاف لسانی تھا اور مذہبی بھی ، معاشرتی بھی تھا اور سیاسی بھی ۔ یہی وجہ ہے کہ ہر قوم یا امت کے واسطے ایک علیحدہ پیغمبر یا رسول بھیجا گیا ۔ اور اس کا قرآن پاک میں کئی جگہ ذکر ہے ۔ حضورؐ چونکہ رحمتہ العالمین تھے اس لئے آپ نے ملکی ، لسانی ، معاشرتی اور نسلی امتیاز مٹا کر تمام دنیا کے مسلمانوں کو ایک واحد امت بنا دیا ۔

## امتناع شراب

**امتناع شراب** ۔ (Prohibition) دنیا کے اکثر ممالک میں شراب کی کشید نقل و حمل اور فروخت پر پابندیاں عائد ہیں ۔ مگر چند ایک ایسے ممالک بھی ہیں جہاں ان کے بارے میں مکمل طور پر امتناعی احکام جاری ہیں ۔ جن ممالک میں شراب نوشی کی محدود اجازت ہے یا اجازت عام ہے وہاں کشید و فروخت پر پابندیاں ہیں اور حکومتوں کو شراب کی کشید و فروخت پر ٹیکس کے ذریعے کافی روپیہ وصول ہوتا ہے ۔ اسی لئے وہ مکمل امتناع شراب کے احکام نافذ نہیں کرتیں ایسے احکام صادر نہ کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ تجربہ سے پتہ چلا ہے کہ عادی شرابی نشہ پورا کرنے کی خاطر شراب کے علاوہ دیگر منشیات حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں جن کے اثرات زیادہ تباہ کن ہوتے ہیں ۔ اس ضمن میں امریکہ کا ذکر کیا جا سکتا ہے جس نے ۱۹۲۰ء میں امتناع شراب کا قانون نافذ کر کے پھر ۱۹۳۳ء میں واپس لے لیا تھا ۔

**امتیاز احمد** ۔ کرکٹ کے مشہور کھلاڑی ۵ فروری ۱۹۱۸ء کو لاہور میں پیدا ہوئے ۔ مستعد وکٹ کیپر اور قابل اعتماد بیٹس مین (Batsman) کی حیثیت سے مشہور ہیں ۔ اوول (Oval) کے ٹسٹ میچ میں انہوں نے وکٹ کیپنگ (Wicket-Keeping) کا شاندار مظاہرہ کیا تھا ۔ انہوں نے دس میں سے سات کیچ لئے ۔ ویسے ٹسٹ کرکٹ میں وکٹ کیپنگ کا ریکارڈ آٹھ وکٹیں لے کر دو وکٹ کیپر قائم کر چکے ہیں ۔ اگر وہ اوول کے ٹسٹ میچ میں ذوالفقار کی گیند پر بیرنگٹن کو آؤٹ یا لیکر کو رن آؤٹ کر دیتے تو اس ریکارڈ کو توڑنے یا اس میں حصہ دار بننے کے مستحق ہو جاتے ۔ انہوں نے ۱۹۴۵ء میں آسٹریلیا کی سروسز الیون کے مقابلے میں نام پیدا کیا وہ

رانجی ٹرافی (Ranji Trophy) کے مقابلوں میں شمالی ہند کی طرف سے حصہ لیتے رہے ۱۹۴۰ء میں انہوں نے ویسٹ انڈیز کی ٹیم کے خلاف ۱۵ رنز بنائیں بمبئی کے ایک میچ میں پینٹنگولر کامن ویلتھ الیون کے خلاف انہوں نے تین سو رنز بنائیں اور آؤٹ نہ ہوئے۔ یہ غالباً فرسٹ کلاس کرکٹ میں ان کا سب سے زیادہ سکور تھا

**امجد حیدرآبادی۔** اُردو کے مشہور شاعر سید امجد حسین نام۔ امجد تخلص ۱۸۸۸ء میں حیدرآباد دکن میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد مدرسہ نظامیہ حیدرآباد دکن میں داخل ہوئے۔ اور وہاں سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد خانگی طور پر درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ اس کے بعد سرکاری ملازمت اختیار کر لی اور محکمہ صدر محاسبی میں ۵۰ سال تک مددگار محاسب کی خدمات انجام دینے کے بعد ریٹائر ہو گئے

امجد حیدرآبادی کو شعر و شاعری کا شوق بچپن ہی سے تھا۔ ان کا ذوق شعری فطری جذبات کا پرورش یافتہ ہے اس لئے ان کی شاعری حسن و عشق کے بھونڈے تذکروں اور بے سروپا خیالی باتوں سے یکسر پاک ہے۔ وہ ایک کہنہ مشق شاعر ہیں۔ انہوں نے غزلیں بھی کہی ہیں لیکن اپنی نظموں خصوصاً رباعیات کی بدولت زیادہ مشہور ہوئے۔

ان کی نظموں کے دو مجموعے "ریاض امجد" حصہ اوّل و دوم شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں زیادہ تر اخلاقی اور متصوفانہ نظمیں ہیں۔

ان میں سب سے زیادہ قابل قدر وہ نظمیں ہیں جن میں شاعر کی ذہنیت اپنے مخصوص رنگ میں ظاہر ہوتی ہے مثلاً فریاد مجنوں، آجا، دعائے یتیم اور دنیا اور انسان۔ امجد حیدرآبادی [illegible] اور عزلت گزینی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

**امجد علی سید۔** سید امجد علی نے ۱۹۲۷ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے بی۔ اے پاس کیا۔ آپ لاہور کے ایک معزز تاجر گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابتداء میں تجارتی کاروبار شروع کیا۔ ۱۹۳۱ء کی گول میز کانفرنس منعقدہ لندن میں مسلم کانفرنس کے نمائندہ کی حیثیت سے شرکت کی ۱۹۳۳ء میں ہندوستانی معاملات پر غور کرنے کے لیے جو وفد برطانیہ بھیجا گیا اس کے آپ جائنٹ سیکرٹری تھے ۱۹۳۶ء میں پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور وزیر اعظم پنجاب کے پرائیویٹ پارلیمنٹری سیکرٹری مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۶ء میں ہندوستان کی دستور ساز اسمبلی کے رکن بنائے گئے۔ ۱۹۵۰ء میں پاکستانی سفارتخانہ واشنگٹن میں اقتصادی امور کے وزیر اور بین الاقوامی امدادی فنڈ کے متبادل گورنر مقرر ہوئے۔ فروری ۱۹۵۳ء میں خاص مشن پر امریکہ بھیجے گئے تو ساتھ ہی انہیں سفیر کا اعزاز دیا گیا۔ اسی سال ناظم الدین کابینہ برطرف ہونے پر امریکہ میں انہیں پاکستان کا باقاعدہ سفیر مقرر کیا گیا۔ جہاں ان کے پیشرو محمد علی بوگرا تھے۔ اور اب وہ وزیر اعظم پاکستان کے عہدے پر فائز ہو چکے تھے۔ دوبارہ مسٹر محمد علی بوگرا کے امریکہ میں سفیر متعین کئے جانے کے بعد سید امجد علی پاکستان کی مرکزی وزارت میں لے لئے گئے۔ وہ ۱۹۵۵ء سے ۱۹۵۶ء تک وزیر خزانہ رہے۔ اور ۷ اکتوبر ۱۹۵۸ء کو مارشل لا کے نافذ ہونے پر اس اقتدار سے محروم ہوئے۔

**ام حبیبہؓ۔** اُمّ المومنین، امیر معاویہؓ کی بہن اور ابو سفیان کی بیٹی تھیں۔ ہجرت کرکے حبش چلی گئی تھیں جب ان کے شوہر کا انتقال ہو گیا۔ اور وہ بے یار و مددگار رہ گئیں تو آنحضرت صلعم نے نجاشی کو لکھا کہ وہ ان کو حضور کی طرف سے پیام دے۔ جب انہوں نے منظوری دے دی تو حضور کی طرف سے خالد بن سعید بن العاص نے ایجاب و قبول کیا اور نجاشی نے خود ۴۰۰ اشرفی مہر ادا کر دیا۔ اس طرح سنہ ۶ھ میں آپ حضورؐ کے نکاح میں آگئیں اور پھر مدینہ تشریف لے آئیں۔ آپ اس وقت خیبر میں تشریف

فرماتے۔

یہ نکاح بھی قریش کے ایک بڑے قبیلے سے رشتہ مودت قائم کرنے کے لئے عمل میں آیا تھا۔ کیونکہ بنو ہاشم اور بنو امیہ میں مخالفت چلی آتی تھی۔ اور حضورؐ ان مخالفتوں کو دور کرنا چاہتے تھے۔ ام المومنین ام حبیبہؓ نے امیر معاویہؓ کے زمانہ خلافت میں وفات پائی۔

**اُمّ حرامؓ** ۔ نام معلوم نہیں۔ ام حرام کنیت تھی آپ قبیلۂ خزرج کے خاندان بنو نجار سے تھیں۔ سلسلۂ نسب یہ ہے۔ ام حرام بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار۔ والدہ کا نام ملیکہ تھا۔ جو مالک بن عدی بن زید بن مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار کی دختر تھیں۔ اس بنا پر ام حرام حضرت ام سلیمؓ کی بہن اور حضرت انسؓ کی خالہ ہوتی تھیں۔ آنحضرتؐ سے بھی ان کا یہی رشتہ تھا۔ آپ کا نکاح عمرو بن قیس انصاری سے ہوا۔ لیکن جب انہوں نے احد میں شہادت پائی تو حضرت عبادۃ بن صامتؓ کے عقد نکاح میں آئیں جو بڑے رتبہ کے صحابی تھے آنحضرت صلعم جب کبھی قبا کی طرف تشریف لے جاتے تو حضرت ام حرام کے گھر آتے اور کھانا نوش فرماتے تھے۔ حجۃ الوداع کے بعد ایک روز آپ تشریف لائے اور کھانا کھا کر آرام فرمایا۔ تو آپ کو نیند آگئی لیکن تھوڑی دیر کے بعد حضورؐ مسکراتے ہوئے اٹھے اور فرمایا: "میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میری امت کے کچھ لوگ جہاد کے ارادہ سے کشتیوں میں سوار سمندر میں چلے جا رہے ہیں۔" حضرت ام حرام نے کہا "یا رسول اللہ دعا کیجئے کہ میں بھی ان میں شامل ہوں۔" آپ نے دعا کی۔ اس خواب کی تعبیر ۲۸ھ میں پوری ہو گئی۔ حضرت امیر معاویہؓ حضرت عمرؓ کی طرف سے شام کے حاکم تھے۔ انہوں نے متعدد بار جزائر پر حملہ کرنے کی خواہش ظاہر کی لیکن حضرت عمرؓ نے اجازت نہ دی۔ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں انہیں یہ اجازت مرحمت ہوئی۔ تو انہوں نے قبرص فتح کیا۔ اس حملہ میں بہت سے صحابی شریک تھے۔ ان میں حضرت ام حرام بھی تھیں۔ آپ واپسی پر سواری سے نیچے گر پڑیں اور وہیں جاں بحق ہو گئیں۔

**اُمّ حکیمؓ** ۔ قریش کے خاندان مخزوم سے تھیں۔ باپ کا نام حارث بن ہشام اور ماں کا فاطمہ بنت الولید تھا۔ حضرت خالدؓ بن الولید آپ کے ماموں تھے۔ ابوجہل خسر اور عکرمہ بن ابی جہل شوہر تھے۔ غزوۂ احد میں کفار کے ساتھ شریک تھیں۔ فتح مکہ پر اسلام قبول کیا۔ شوہر جان بچا کر یمن بھاگ گئے تھے۔ ام حکیم نے شوہر کے لئے آنحضرتؐ سے امان چاہی۔ آنحضرت نے امان دیدی تو خود یمن جا کر شوہر کو واپس لائیں۔ عکرمہ نے صدق دل سے اسلام قبول کیا اور اپنی سابقہ خطاؤں کا کفارہ اسلامی غزوات میں شریک ہو کر بڑی پامردگی اور جانبازی سے ادا کیا اور معرکۂ اجنادین میں داد شجاعت دیتے ہوئے شہادت حاصل کی۔ حضرت ام حکیمؓ نے عدت کے بعد خالد بن سعید سے نکاح کیا۔ دمشق کے قریب رسم عروسی ادا کرنے کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ ان دنوں رومیوں کے حملے کا ہر وقت اندیشہ تھا۔ حضرت ام حکیمؓ نے خالد سے کہا کہ ابھی توقف کرو۔ لیکن خالد نے کہا کہ مجھے اس معرکہ میں اپنی شہادت کا یقین ہے۔ غرض پل کے پاس جو اب قنطرہ ام حکیم کہلاتا ہے۔ رسم عروسی ادا ہوئی۔ دعوت ولیمہ سے لوگ فارغ نہیں ہوئے تھے کہ رومی آ پہنچے اور لڑائی شروع ہو گئی۔ خالدؓ میدان میں گئے۔ اور شہادت حاصل کی۔ حضرت ام حکیمؓ اگرچہ نو عروس تھیں تاہم اٹھیں اور کپڑے سمیٹ کر اور خیمہ کی چوب اکھاڑ کر کفار پر حملہ کر دیا اور چوب کے پے در پے وار کر کے سات رومیوں کو ہلاک کر دیا۔



**امداد باہمی** (Co-operative Movement)

کوئی سا کاروبار شرکت میں کیا جائے تو اس میں امداد باہمی کا عنصر موجود ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے مشترکہ سرمایہ کی کمپنیاں بھی امداد باہمی کے اصول پر قائم ہیں۔ کیونکہ ان میں بھی حصہ دار ان کی اجتماعی کوشش سے کمپنی چلتی ہے۔ لیکن ۱۸۴۴ء سے جب کہ لنکا شائر کے چند مزدوروں نے اپنے اپنے پس انداز روپے کو جمع کر کے ایک دکان کھولی اور اس کا منافع گاہکوں میں تقسیم کیا تو اس لفظ امداد باہمی نے مخصوص معنی اختیار کر لیے۔ یہیں سے گاہکوں کی انجمن امداد باہمی (Consumer's Co-operative Society) کا آغاز ہوا۔ یہ تجربات اس حد تک کامیاب ہوئے کہ ہر قسم کا سامان تجارت فروخت کرنے کے لئے ایسی انجمنیں قائم ہو گئیں اور دوسرے

ملکوں نے بھی ان کی تقلید کی۔ انجمن امداد باہمی کے اصول پر چھوٹی دکانوں کی تعداد بڑھ جانے سے اس قسم کی تھوک فروخت کی دکانیں بھی کھل گئیں۔ جہاں سے چھوٹی دکانیں مال خریدتی تھیں اور ان کے منافع میں بھی شریک رہتی تھیں پھر امداد باہمی کے اصول پر کارخانے قائم ہوئے جس کے ممبر مزدور ہوتے تھے۔ اور اجرت کے علاوہ کارخانے کے منافع میں سے بھی انہیں حصہ ملتا تھا۔

مندرجہ بالا اصول ترقی کرتے کرتے اب تجارت کے مختلف شعبوں، زراعت، بینکنگ وغیرہ تک پہنچ گیا ہے اور پاکستان میں اکثر ایسی انجمنیں قائم ہو گئی ہیں جن میں کسان مل کر اپنے بچائے ہوئے روپے سے ایک دوسرے کی امداد کرتے رہتے ہیں۔ حکومت نے بھی ان انجمنوں کی دیکھ بھال کے لئے ایک علیحدہ محکمہ قائم کر دیا ہے (نیز دیکھو انجمن امداد باہمی)

## امراض خبیثہ (Venereal Diseases)

آتشک اور سوزاک دو مشہور متعدی امراض ہیں جنہیں امراض خبیثہ کا نام بھی دیا جاتا ہے آتشک کی میعاد بہت لمبی ہے اور بعض اوقات سالہا سال تک اس کے جراثیم مریض کے خون میں موجود رہتے ہیں۔ مریض کے بستر پر سونے یا اس کے جھوٹے برتنوں میں کھانا کھانے یا اس کا حقہ پینے سے یہ مرض تندرست انسان کو لگ جاتا ہے۔ مگر اس کا اصل مرکز قحبہ خانے ہیں۔ قدرت نے اس مرض کو اوباش اور بد افعال لوگوں کے لئے سزا، عذاب اور قہر کا نشان بنا رکھا ہے۔

سوزاک کا مرض بھی آتشک کی طرح ایک انسان سے دوسرے انسان کو لگ جاتا ہے۔ اس کے جراثیم پیشاب کی اندرونی نالی میں داخل ہو کر اسے متورم کر دیتے ہیں اور رفتہ رفتہ اس کا زہر تمام جسم میں پھیل جاتا ہے۔ سوزاک بھی عموماً پیشہ ور بدچلن انسانوں کو لگتا ہے اور اس کا پہلا حملہ اتنا شدید ہوتا ہے کہ مریض درد اور تکلیف کی وجہ سے بعض اوقات خودکشی پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ سوزاک کا علاج بھی انتہائی تکلیف دہ ہوتا ہے جتنا کہ خود مرض آتشک کا۔ چنانچہ قدرت نے قوانین فطرت کی خلاف ورزی کی سزا سوزاک کی صورت میں بدکردار انسانوں کے لئے مخصوص کر رکھی ہے۔

## اَمراض گردہ

اَمراض گردہ۔ گردے ہمارے جسم کا بہت ہی اہم عضو ہیں اور ان کی خرابی سے بہت سی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ امراض گردہ میں ورم گردہ اور پتھری عام بیماریاں ہیں۔

ورم گردہ کی تکلیف عام طور پر بچوں اور نوجوانوں کو ہو جاتی ہے۔ کسی بخار میں مبتلا رہنے یا کسی زہریلی چیز کے کھا لینے سے گردوں پر ورم آجاتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ تمام بدن سوجنے لگتا ہے اور مریض کی آنکھوں کے گرد حلقے پڑ جاتے ہیں۔ نیند غائب ہو جاتی ہے، ہاضمہ خراب ہو جاتا ہے۔ اور مرض کی شدت کے دوران میں مریض کی کمر میں شدید درد ہونے لگتا ہے۔

پتھری کی موجودگی کا احساس اس وقت ہوتا ہے جب وہ گردے سے مثانے کی طرف اترنے لگتی ہے ایسی حالت میں درد کے شدید دورے پڑتے ہیں۔

پتھری کا کامیاب علاج آپریشن ہے۔ جس کے بغیر اس کا آسانی سے نکلنا مشکل ہے۔ طبیبوں کے قول کے مطابق امراض گردہ میں مریض کو پانی کثرت سے پینا چاہیے۔ گردے تپ دق اور سرطان سے بھی خراب ہو جاتے ہیں۔ موجودہ تحقیقات کی رو سے اگر ایک ہی گردہ خراب ہو تو اسے نکلوا دینا چاہیئے۔

## امراؤالقیس

امراؤالقیس۔ دور جاہلیت کا مشہور نامور عرب شاعر باپ کا نام عابس اور قبیلہ کندہ۔ سنہ ۱۰ھ میں مدینہ آکر اسلام قبول کیا۔ اور وطن واپس چلا گیا۔

حضرت ابو بکرؓ کے عہد میں اس کا سارا قبیلہ مرتد ہو گیا۔ لیکن امراؤالقیس خود اسلام پر ثابت قدم رہا۔ اور چونکہ وہ بڑا قادر الکلام شاعر تھا۔ اس لئے دیگر ذرائع کے علاوہ شاعری سے بھی اپنے قبیلہ کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرتا رہا۔ جس کا خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا۔

مرتدین کے خلاف بڑی جرأت سے برسرپیکار رہا اور اپنے مرتد چچا کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔

یہ عرب کے بہترین شعرا میں سے تھا۔ اور اس کا کلام اب تک محفوظ ہے۔ دیوان امراؤالقیس ایک مشہور کتاب ہے۔

## امرتسر (Amritsar)

امرتسر۔ لاہور سے تیس میل دور مشرق میں بھارت کا ایک بڑا شہر ہے

جس کی آبادی گذشتہ مردم شماری میں دو لاکھ چھیاسٹھ ہزار تھی۔ اسے سکھ اپنا متبرک مقام سمجھتے ہیں۔ اب یہ شہر بھارتی پنجاب میں داخل ہے۔ شمالی بھارت میں دلی کے بعد یہ شہر دوسرے نمبر پر ہے۔ یہاں کا شمیری شالبافی کی صنعت ترقی پر ہے۔

**امرتسر کا قتل عام۔** اسے جلیانوالہ باغ کا قتل عام بھی کہتے ہیں۔ یہ واقعہ ۱۳ اپریل ۱۹۱۹ء کا ہے جب کہ جنرل ڈائر (Dyer) نے نہتے لوگوں پر گولی چلا کر ۳۷۹ اشخاص کو ہلاک اور ۱۲۰۰ افراد کو مجروح کر دیا تھا۔ جس دن اس وحشیانہ قتل کا ارتکاب ہوا اس روز بہت سے لوگ ایک جلسہ میں شمولیت کی خاطر جلیانوالہ باغ میں جمع تھے۔ یہ مقام تین طرف سے عمارتوں سے گھرا ہوا تھا۔ اور صرف ایک راستہ تنگ گلی کی شکل میں تھا جہاں جنرل ڈائر نے مشین گن نصب کر کے عوام کی طرف اس کا گولیاں اگلتا ہوا دہانہ کھول دیا۔ اور آناً فاناً مرنے والوں اور زخمیوں کے ڈھیر پہ ڈھیر لگا دیئے۔

اس واقعہ نے ملک میں انگریزوں کے خلاف نفرت و حقارت کے جذبات کو مزید ہوا دی اور روز آزادی قریب سے قریب تر آ گیا۔

**امرناتھ۔** کشمیر میں ایک تیرتھ ہے جہاں ایک حجرہ نما غار ہے۔ جس کے بارے میں ہنود کا عقیدہ ہے کہ یہ شیو دیوتا کی رہائش گاہ تھی۔

**اُمِّ رومان۔** نام معلوم نہیں۔ ام رومان کنیت ہے۔ آپ قبیلہ کنانہ کے خاندان فراس سے تھیں۔ سلسلہ نسب یہ ہے ام رومان بنت عامر بن عویمر بن عبد شمس بن عتاب بن اذینہ بن سبیع ابن دہمان بن حارث بن غنم بن مالک بن کنانہ۔ آپ کا نکاح عبداللہ بن سنجرہ سے ہوا اور ان ہی کے ہمراہ مکہ میں آ کر اقامت اختیار کی۔ عبداللہ حضرت ابوبکرؓ کے حلیف بن گئے تھے۔ اس بنا پر جب انہوں نے انتقال کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے آپ سے نکاح کر لیا۔ جب رسول اللہ صلعم نے اعلان نبوت کیا تو حضرت ابوبکرؓ کے ہمراہ آپ بھی مشرف بہ اسلام ہوئیں۔ آپ نے ایک روایت کے مطابق ۶ھ میں یا اس کے بعد انتقال فرمایا۔ آنحضرت خود ان کی قبر میں اترے اور ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔ بعض مورخین کا خیال ہے۔ کہ آپ کی وفات ۴ھ میں ہوئی۔ لیکن یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ واقعات سے اس کی تردید ہوتی ہے۔ پہلے شوہر سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام طفیل تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے دو اولادیں ہوئیں۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ۔

**امریکہ۔** (America) ایک براعظم جسے ۱۴۹۲ء میں کولمبس نے دریافت کیا۔ اسی لئے اسے نئی دنیا بھی کہتے ہیں۔ اس کا رقبہ ایک کروڑ ساٹھ لاکھ مربع میل اور آبادی ۴۶ کروڑ ہے۔ اس کے شمال میں بحر منجمد شمالی، مشرق میں بحر اوقیانوس مغرب میں بحرالکاہل اور جنوب میں بحر منجمد جنوبی واقع ہے۔ کینیڈا، گرین لینڈ، نیو فاؤنڈ لینڈ، ریاست ہائے متحدہ امریکہ نیز میکسیکو، پاناما، کوسٹاریکا، وسطی امریکہ اور جنوبی امریکہ اس میں شامل ہیں۔

امریکہ کی چوڑائی کم ہے۔ اور دونوں اطراف میں سمندر قریب ہے۔ اس لئے یہاں زیادہ گرمی نہیں پڑتی۔ مگر سردیوں میں شمالی حصوں میں برف پڑتی ہے اور سخت سردی ہوتی ہے۔ جنوبی امریکہ میں برازیل اور دوسرے جنوبی علاقوں میں گرمی زیادہ ہوتی ہے یہاں لوہے اور کوئلے کے علاوہ دیگر معدنیات بھی بکثرت ہوتی ہیں۔ اس لئے صنعتی لحاظ سے امریکہ دنیا بھر میں ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔

کینیڈا برطانوی سلطنت میں نوآبادیات کا درجہ رکھتا ہے۔ اس کا رقبہ تیس لاکھ ساٹھ ہزار مربع میل اور آبادی ایک کروڑ ہے۔

ریاست ہائے متحدہ امریکہ .U. S. A دنیا کی سب سے بڑی جمہوری سلطنت ہے۔ یہ پہلے برطانوی اقتدار کے زیر اثر تھی۔ ۱۷۷۶ء میں ان نوآبادیات نے انگریزوں کے خلاف جنگ آزادی لڑی اور ۳ نومبر ۱۷۸۳ء کو صلح نامہ پیرس کے مطابق برطانوی اقتدار

سے آزاد ہوکر آزاد جمہوریہ بن گئیں۔ پہلے یہ تیرہ آزاد ریاستوں کی یونین تھی۔ مگر آج کل اس میں ۵۰ ریاستیں شامل ہیں۔ جن کی مجموعی آبادی تیرہ کروڑ اور رقبہ ۳۰ لاکھ مربع میل ہے۔

## امریکہ (ریاستہائے متحدہ) (United States of America)

شمالی امریکہ میں ۵۰ ریاستوں کی ایک وفاقی جمہوری مملکت ہے جس میں کولمبیا (Columbia) ضلع کا وفاقی علاقہ اور اس کا صدر مقام واشنگٹن (Washington) بھی شامل ہے۔ ملک کے مغربی حصہ کا بیشتر علاقہ کوہستان راکی (Rocky Mountain) کی چوٹیوں اور سطح مرتفع سے گھرا ہوا ہے چنانچہ سطح مرتفع پر مویشی پالے جاتے ہیں۔ اور مغربی پہاڑوں کی کانوں سے سونا، چاندی، سیسہ اور تانبہ برآمد ہوتا ہے۔ کیلی فورنیا (California) کی ساحلی پٹی میں انگور، آڑو اور دوسرے میوہ جات پیدا ہوتے ہیں۔ اس علاقے کے سب سے بڑے شہر یہ ہیں۔ لاس اینجلیس (Los Angeles) جو تیل اور صنعت فلم سازی کا مرکز ہے اور بندرگاہ سان فرانسسکو (San Francisco) وسطی میدان جو بڑی جھیلوں کے جنوب میں پھیلے ہوئے ہیں۔ دریائے اوہیو (Ohio) مسوری (Missouri) اور مسیسپی (Mississippi) سے نکلنے والی نہروں کے وسیع نظام سے سیراب ہوتے ہیں۔ گندم اور مکئی شمالی حصہ میں اور کپاس جنوبی حصہ میں پیدا ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ عام مویشی اور سور بھی پالے جاتے ہیں۔ خلیج میکسیکو (Gulf of Mexico) منطقہ حارہ کے میدانوں میں لارنس (St. Lawrence) جو دریائے مسیسپی کے ڈیلٹا (Delta) میں واقع ہے اور میامی (Miami) واقع فلوریڈا (Florida) یہاں کے مشہور شہر ہیں۔ کوہستانی اپالاشیان (Appalachian Mountain) کے مشرقی سلسلوں کی ڈھلانوں پر بالخصوص شمالی، جنوبی کیرولینا (Carolina) سنسناٹی (Cincinnati) اور ورجینیا (Virginia) میں تمباکو کی کاشت ہوتی ہے ان پہاڑوں کے کنارے کنارے تیل اور کوئلہ پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے پنسلوانیا میں بالخصوص بھاری مصنوعات کے کارخانے قائم ہو گئے ہیں۔ کیلی فورنیا اور ٹیکساس (Texas) تیل پیدا کرنے کے مشہور مرکز ہیں۔ شمالی صنعت و حرفت کے علاقے کے مرکز پٹس برگ (Pittsburg) ڈٹرایوٹ (Detroit) اور کلیولینڈ (Cleveland) واقع جھیل ایری (Lake Erie) میں ہیں۔ یہاں فولاد کے بڑے بڑے کارخانے ہیں۔ جنوب میں صنعت و حرفت نسبتاً بہت کم ہے۔ الاباما کے علاوہ جہاں کچھ لوہے کے کارخانے ہیں۔ اس علاقہ میں محض کپڑا تیار کرنے کی ملیں پائی جاتی ہیں۔ نیو انگلینڈ (New England) جو مین (Maine) نیو ہمپ شائر (New Hampshire) ورمونٹ (Vermont) کانکٹی کٹ (Connecticut) اور جزیرہ رھوڈ (Rhode Island) کی ریاستوں سے مل کر بنا ہے۔ سبزیوں اور پھلوں کی پیداوار کے لئے مشہور ہے۔

شمالی مشرقی ساحلوں پر مچھلیاں پکڑی جاتی ہیں۔ نیویارک (New York) جو دریائے ہڈسن (R. Heaven) کے ایک جزیرے پر واقع ہے دنیا کے سب سے بڑے شہروں میں شمار ہوتا ہے۔ یہاں دنیا کے ہوائی راستے اور امریکہ کی ریلیں آکر ختم ہوتی ہیں۔ جھیل مشیگان (Michigan Lake) کے کنارے شکاگو کا مشہور شہر ہے جو ایک اہم ریلوے جنکشن اور تجارتی مرکز ہے۔ اس ملک کی آبادی یورپ کے تارکان وطن سے مخلوط ہے۔ مغرب میں اس ملک کے قدیمی باشندے جو ریڈ انڈین (Red Indians) کہلاتے ہیں اب تک پائے جاتے ہیں۔ اگرچہ حکومت نے کچھ قطعات اراضی ان کے لئے مختص کر دیئے ہیں جہاں وہ اپنے قدیم رسم و رواج اور روایات کے مطابق آزادی سے زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ لیکن پھر بھی خالص باشندوں کی تعداد روز بروز کم ہوتی جا رہی ہے۔ ملک کی آبادی کا دسواں حصہ ان حبشیوں پر مشتمل ہے جنہیں کپاس کے کھیتوں میں کام کرنے کے لئے بحیثیت مزدوروں کے لایا گیا تھا۔ ان کی اکثریت اب بھی جنوبی ریاستوں میں آباد ہے۔

جنوب مغرب میں میکسیکو کے باشندے کثرت سے آباد ہیں اور لوزیانا میں فرانسیسی زبان بولنے والی قومیں سکونت پذیر ہیں۔

ریاستہائے متحدہ امریکہ کو قدرت نے ہر قسم کے وسائل بڑی فیاضی سے عنایت کئے ہیں۔ چنانچہ یہ ملک نہ صرف اپنی ضرورت کی ہر چیز خود پیدا کرتا ہے بلکہ اپنی پیداوار کا بہت سا حصہ برآمد بھی کرتا ہے اس وجہ سے امریکہ بڑا متمول ملک ہے اور یہاں کے عوام کا معیار زندگی بلند ہے۔

تاریخ۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ جو شروع شروع میں انگلستان کی تیرہ نوآبادیات تھیں۔ سنہ ۱۷۸۳ء میں جنگ آزادی کے بعد خود مختار ہو گئیں۔ ایک صدی سے بھی کچھ عرصہ زیادہ تک اس ملک نے اپنے مشہور رہنما جارج واشنگٹن (George Washington) کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے یورپ کی سیاسیات میں کوئی دلچسپی نہ لی۔ رفتہ رفتہ ریاستوں کی تعداد بڑھ گئی اور مغربی مقامات امریکہ میں یکے بعد دیگرے شامل ہوتے گئے۔ اور یہاں صنعت و حرفت کے بڑے بڑے کارخانے قائم ہو گئے۔

سنہ ۱۸۲۳ء میں ہسپانیہ کی امداد کے ساتھ یورپ کے کچھ ممالک نے جنوبی امریکہ کی ہسپانوی نوآبادیات کے معاملات میں مداخلت کا ارادہ کیا۔ یہ نوآبادیات اُس زمانہ میں اپنے مشہور لیڈر بولیوریہ کی سرکردگی میں حصول آزادی کے لئے لڑ رہی تھیں۔ عین اس موقع پر امریکہ کے صدر منرو نے ایک معرکہ آرا اعلان کیا۔ جس میں واضح کر دیا گیا کہ امریکہ کے دونوں براعظموں میں یورپ کی مزید نوآبادیات کے لئے قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔ نیز یہ کہ اگر یورپ کے ممالک شمالی یا جنوبی امریکہ کے معاملات میں دخل اندازی کریں گے تو امریکہ انہیں اپنا دشمن تصور کرے گا۔ اور ان کے خلاف اعلان جنگ کر دے گا۔

سنہ ۱۸۶۱ء اور سنہ ۱۸۶۵ء کے درمیان ریاستہائے متحدہ امریکہ میں سخت خانہ جنگی رہی۔ اس لڑائی کی وجہ یہ بھی کہ غلامی کو قائم رکھنے یا مٹا دینے کے سوال پر امریکہ کی شمالی اور جنوبی ریاستوں میں اختلاف ہو گیا تھا جس نے بڑھتے بڑھتے جنگ کی صورت اختیار کر لی۔ شمالی ریاستیں چاہتی تھیں کہ غلامی ختم کر دی جائے۔ لیکن جنوب میں جہاں کپاس کے کھیتوں میں حبشی غلام کام کرتے تھے لوگ چاہتے تھے کہ غلامی کو برقرار رکھا جائے۔ خواہ انہیں انجمن اتحاد سے خارج ہی کیوں نہ ہو جانا پڑے لڑائی میں بالآخر شمالی ریاستوں کو فتح نصیب ہوئی۔ غلامی کا خاتمہ ہو گیا اور خوش قسمتی سے انجمن بھی برقرار رہی اس آزمائش کے زمانہ میں امریکہ کا صدر ابراہیم لنکن (Abraham Lincoln) تھا سنہ ۱۸۶۹ء تک ریاستوں کا سلسلہ بحر الکاہل تک پہنچ گیا۔

پہلی جنگ عظیم میں امریکہ نے جرمنی کے خلاف اعلان جنگ کیا۔ یہ پہلا موقعہ تھا جب کہ اس ملک نے یورپ کی سیاست میں قدم رکھا

دوسری عالمگیر جنگ چھڑی تو ابتداً امریکہ نے جنگ میں حصہ نہ لیا لیکن پھر بھی متعدد طریقوں سے برطانیہ کو امداد دی گئی۔ جب جاپان نے بحر الکاہل میں امریکہ کے بحری اڈے پرل ہاربر (Pearl Harbour) پر حملہ کیا۔ تو امریکہ نے جاپان جرمنی اور اٹلی کے خلاف اعلان جنگ کر دیا اور اس جنگ میں شریک ہو جانے سے اتحادیوں کو بڑی تقویت پہنچی اور امریکہ نے نہ صرف اپنی بحری، بری اور ہوائی افواج سے اتحادیوں کی طاقت میں اضافہ کیا بلکہ کثیر تعداد میں اسلحہ ہوائی جہاز، مسلح گاڑیاں خوراک اور دوسری ضروری چیزوں کا بھی بندوبست کیا۔ صدر روزویلٹ (Roosevelt) نے انگریزوں اور روسیوں کو سامان جنگ مستعار دے کر اس زمانہ میں روسی و برطانوی سیاست دانوں سے کئی ایک ملاقاتیں بھی کیں۔ اپنے پیغامات میں صدر روزویلٹ نے کانگرس سے مطالبہ کیا کہ اقوام عالم کو چار آزادیاں دلائی جائیں۔ بولنے کی آزادی، مذہب کی آزادی، غربت سے آزادی اور خوف سے آزادی۔

امریکی عود۔ (Agave) ایک قسم کا امریکی درخت جس میں ساٹھ یا ستر سال تک پھول نہیں آتے اور جب آتے ہیں تو یہ خود ختم ہو جاتا ہے پھولوں کے گچھے بیس بیس فٹ تک کی بلندی تک پہنچ جاتے ہیں

اور جب یہ بڑھ رہے ہوں تو درخت سے ایک مخصوص رس بہنا شروع ہو جاتا ہے اور اس کے بہاؤ کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ ایک ہی پودے سے منوں رس حاصل ہوتا ہے۔ میکسیکو کے لوگ اس کو جمع کر کے اس کا خمیر بناتے ہیں جس سے ایک قسم کی شراب تیار کی جاتی ہے۔ اس درخت کی چھال کے ریشوں سے رسّے بھی بٹے جاتے ہیں۔

## امریکیت (Pan-Americanism)

امریکیت کا مطلب شمالی اور جنوبی امریکہ کی تمام قوموں کا باہمی اشتراک اور سیاسی اتحاد ہے۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ اس کی نقیب اور داعی ہیں۔ لاطینی امریکہ کی ریاستیں امریکیت کو شبہ کی نگاہ سے دیکھتی ہیں۔ اور اسے امریکی سامراج کے ہم معنی سمجھتی ہیں۔ امریکیت کا نظریہ شمالی اور لاطینی امریکہ کے قومی اور ثقافتی اختلاف کو دور کرتا ہے۔ حالانکہ یہی اختلاف خود امریکیت کی راہ میں حائل ہے۔ ۱۹۱۰ء میں امریکہ کی اکیس ریاستوں نے مل کر ایک تنظیم قائم کی جس کا مقصد امریکی قوموں میں اقتصادی اور سیاسی میل جول پیدا کرنا تھا۔ اس تنظیم کے تحت امریکہ کے مختلف مقامات پر امریکیت سے متعلق کانفرنسیں ہوئیں۔ ۱۹۴۸ء میں بوگوٹا کانفرنس میں ایک امریکی ریاستی تنظیم قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا جو مشترکہ دفاع اور سماجی اور ثقافتی اتحاد کی بنیادوں پر وجود میں آئی۔ اس نئی تنظیم کو کچھ سیاسی حقوق بھی حاصل ہیں جو اس سے پہلے اسے حاصل نہ تھے۔ (نیز دیکھو امریکیاں)

## امریکی ہندی۔ (دیکھو ریڈ انڈین)

## امسٹرڈم۔ (Amsterdam)

یورپ کے ملک ہالینڈ کا ایک شہر اور بندرگاہ ہے۔ تجارت کا بڑا مرکز ہے۔ ہیرے اور جواہر تراشی یہاں کی خاص صنعت ہے۔ اس کے نواح میں نوّے جزیرے ہیں اور شہر کے ساتھ آمدورفت کے لئے بے شمار پل بنے ہوئے ہیں۔ یہاں لکڑیوں کے کندوں کو دلدلی زمین میں دھنسا کر مکانات تعمیر کئے گئے ہیں۔ آبادی سات لاکھ اسی ہزار کی ہے۔ اسپینوزا ایک بہت بڑا فیلسوف یہیں پیدا ہوا تھا جو خدائے تعالیٰ کو صرف خالق کائنات ہی نہیں سمجھتا تھا بلکہ کائنات کو اس کا ایک جزو کہتا تھا۔

اسی نام کا ایک دوسرا شہر نیویارک کی ریاست میں ہے۔ جس کی آبادی چوبیس ہزار پانچسو کی ہے۔ یہاں بھی قالین رگ، کمبل وغیرہ کی صنعت ترقی پذیر ہے۔

## ام سلمہ رضی اللہ عنہا

ام المومنین، ہند نام، ام سلمہ کنیت، قریش کے خاندان مخزوم سے تھیں۔ سلسلہ نسب یہ ہے۔ ہند بنت ابی امیہ سہیل بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ آپ کی والدہ بنو فراس سے تھیں اور ان کا سلسلہ نسب یہ ہے:۔ عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ بن مالک بن جذیمہ بن علقمہ بن جذل الطعان ابن فراس بن غنم بن مالک بن کنانہ۔ حضرت ام سلمہ کے والد ابو امیہ مکہ کے مشہور مخیر اور فیاض شخص تھے۔ سفر میں جاتے تو تمام قافلہ والوں کی کفالت خود کرتے تھے۔ اس سے زاد الراکب کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ کا نکاح عبداللہ بن عبد الاسد سے ہوا۔ جو ام سلمہ کے چچا زاد اور آنحضرتؐ کے رضاعی بھائی تھے۔ اسلام کے اوائل میں ہی اپنے شوہر کے ہمراہ مشرف بہ اسلام ہوئیں۔ ہجرت کے وقت ان کے خاندان نے انہیں شوہر کے ساتھ مدینہ جانے کی اجازت نہ دی۔ علاوہ ازیں ان سے ان کا گودی کا بچہ بھی چھین لیا۔

حضرت ام سلمہ اس دوگونہ جدائی کو برداشت نہ کر سکیں اور ہر روز آبادی سے دور مدینہ کے رُخ کھڑی ہو جاتیں اور شوہر اور بچے کی یاد میں آنسو بہاتیں ہفتہ عشرہ تک ان کی یہی حالت رہی۔ اس پر خاندان والوں کو ان پر ترس آگیا۔ اور انہوں نے ان کا بیٹا انہیں واپس دے کر مدینہ جانے کی اجازت دے دی جب روانگی کی اجازت ملی تو بچے کو گود میں لے کر اونٹ پر سوار ہو گئیں اور مدینہ کا راستہ لیا۔ چونکہ وہ تن تنہا

تھیں۔ اس لئے ایک مشرک عثمان بن طلحہ (جو کعبہ کا کلید بردار تھا) نے آپ سے پوچھا "کدھر کا قصد ہے؟ کہا مدینے کا"۔ پوچھا کوئی ساتھ بھی ہے؟ جواب میں بولیں خدا اور بچہ"۔ عثمان نے کہا "یہ نہیں ہو سکتا۔ تم تنہا نہیں جا سکتیں۔ میں تمہارے ساتھ چلوں گا"۔ یہ کہہ کر اس نیک دل مشرک نے آپ کے اونٹ کی مہار پکڑلی اور مدینہ کے راستہ پر ہولیا۔ اُمِ سلمہ کے شوہر غزوہ احد میں فوت ہوئے تو ابوبکر صدیقؓ اور عمر بن الخطابؓ نے باری باری آپ سے نکاح کی درخواست کی مگر آپ نے انکار کر دیا۔ اس کے بعد رسولؐ خدا نے پیغام بھیجا تو آپ نے کہا "میری غیرت مانع ہے ورنہ مجھے کیا انکار ہو سکتا ہے"۔ بعد میں آپ جناب رسول اللہؐ صلعم کے نکاح میں آگئیں۔ آپ کو قدرت نے حسین و جمیل بنانے کے علاوہ دانائی بھی خوب بخشی تھی۔ آپ حضرت خدیجہ کی طرح مونس و غمخوار بیوی تھیں۔ چنانچہ صلح نامہ حدیبیہ کے بعد جب وقتی طور پر مسلمان دل شکستہ ہوئے تو اُمِ سلمہ نے رسول خدا کی حوصلہ افزائی کی اور آپ کو اپنے موقف پہ قائم رہنے کا مشورہ دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان جو افسردہ دلی کی وجہ سے مضمحل ہو کر رہ گئے تھے رسول خدا صلعم کو قربانی کا جانور ذبح کرتے دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے اپنے جانور ذبح کرنے لگے۔ رسولؐ اللہ آپ کا بہت احترام فرماتے تھے۔ ایک دفعہ جب ازواج مطہرات نے جن میں حضرت عائشہ شامل نہیں تھیں، رسولؐ خدا کے حضور میں کچھ عرض کرنا چاہا۔ تو انہوں نے اُمِ سلمہ کو اپنی نمائندگی کے لئے چنا تھا۔

اُمِ سلیم رضؓ۔ سہلہ یا رملہ نام۔ اُمِ سلیم کنیت، غمیصار اور رمیصا لقب۔ سلسلہ نسب یہ ہے۔ اُمِ سلیم بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار۔ آپ کی ماں کا نام ملیکہ بنت مالک بن عدی بن زید بن مناۃ تھا۔ آبائی سلسلہ سے حضرت اُمِ سلیم سلمیٰ بنت زید کی پوتی تھیں۔ سلمیٰ عبدالمطلب جدِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ تھیں۔ اسی بناء پر اُمِ سلیم آنحضرت کی خالہ مشہور رہیں۔ آپ کا نکاح مالک بن نضر سے ہوا اور اسلام کے ابتدائی دور میں بمقام مدینہ ایمان لائیں چونکہ مالک اپنے آبائی مذہب پہ قائم رہنا چاہتے تھے اور اُمِ سلیم تبدیل مذہب پر اصرار کرتی تھیں۔ اس لئے



دونوں میں کشیدگی پیدا ہو گئی اور مالک ناراض ہو کر شام چلے گئے۔ اور وہیں انتقال کیا۔ ابوطلحہؓ نے جو اسی قبیلہ سے تھے نکاح کا پیغام دیا۔ لیکن اُمِ سلیم کو اب بھی وہی عذر تھا یعنی ابوطلحہ مشرک تھے۔ اس لئے وہ ان سے نکاح نہیں کر سکتی تھیں۔ کچھ دنوں بعد ابوطلحہؓ نے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا اور اُمِ سلیم کے سامنے آکر کلمہ پڑھا۔ حضرت اُمِ سلیم نے حضرت انس سے کہا: "اب تم ان کے ساتھ میرا نکاح کر دو" ساتھ ہی مہر معاف کر دیا اور کہا "بڑا مہر اسلام ہے"۔ حضرت انس کہا کرتے تھے کہ یہ مہر نہایت ہی عجیب مہر تھا۔

تاریخ اسلام میں آپ کو اس لئے اہمیت حاصل ہے کہ رسول اللہؐ نے مہاجرین اور انصار میں جو مواخات قائم کی تھی اس کا مجمع آپ ہی کے مکان پر ہوا تھا۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ رسولؐ اللہ، ازواج مطہرات کے علاوہ اور کسی عورت کے یہاں نہیں جاتے تھے۔ لیکن اُمِ سلیم اس سے مستثنیٰ تھیں۔ آپ اکثر غزوات میں شامل ہوئیں۔ لڑائی کے دوران آپ مسلمان خواتین کی طرح جانبازوں کو پانی پلاتی تھیں۔ اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ غزوہ حنین میں وہ ایک خنجر ہاتھ میں لئے تھیں۔ آپ کے شوہر نے دیکھا تو محظوظ ہو کر رسول اللہ کی توجہ منعطف کرائی۔ رسول خدا نے پوچھا "اس خنجر سے کیا کرو گی؟"۔ تو آپ نے کہا "اگر کوئی مشرک قریب آئے گا تو اس سے اس کا پیٹ چاک کر دوں گی"۔ آنحضرت یہ سن کر مسکرا دیئے۔ آپ کے پہلے شوہر سے ایک لڑکا تھا۔ جن کا نام حضرت انس تھا۔ حضرت ابوطلحہؓ سے آپ کے ہاں دو لڑکے پیدا ہوئے۔ جن کے نام ابوعمیر اور عبداللہؓ تھے۔ ابوعمیر صغر سنی میں فوت ہو گئے اور عبداللہؓ سے نسل چلی۔ حضرت اُمِ سلیم کی وفات کا سال اور مہینہ معلوم نہیں۔ لیکن اندازہ ہے کہ انہوں نے خلافت راشدہ کے ابتدائی دور میں وفات پائی۔

اُمِ عطیہ رضؓ۔ نسیبہ بنت حارث نام۔ آپ انصار کے قبیلہ بنی مالک بن النجار سے تھیں اور ہجرت سے قبل مسلمان ہوئیں۔ حضرت اُمِ عطیہ عہدِ رسالت کے سات معرکوں میں شریک ہوئیں۔ جن میں وہ مردوں کے لئے کھانا پکاتیں، ان کے سامان کی حفاظت کرتیں

مریضوں کی تیمار داری اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔
آپ کی وفات کی تاریخ اور سنہ معلوم نہیں اور نہ اولاد کی تفصیل معلوم ہے۔ خلافت راشدہ کے زمانہ میں آپ کا ایک لڑکا کسی غزوہ میں شریک ہوا تھا۔ بیمار ہو کر بصرہ آیا۔ حضرت ام عطیہ اس وقت مدینہ میں تھیں۔ خبر ملی تو بڑی عجلت کے ساتھ بصرہ روانہ ہوئیں مگر ان کے پہنچنے سے ایک دو دن قبل ان کا لخت جگر فوت ہو چکا تھا۔ اس کے بعد وہیں مقیم ہو گئیں۔

## اُمِ عمارہ رضؓ

نسیبہ نام۔ ام عمارہ کنیت، قبیلہ خزرج کے خاندان نجار سے تھیں۔ پہلا نکاح زید بن عاصم سے ہوا۔ پھر غزیہ بن عمرو کے عقدِ نکاح میں آئیں اور ان ہی کے ساتھ بیعت عقبہ میں شرکت کی جس میں ۷۳ مرد اور صرف دو عورتیں شامل تھیں۔ غزوۂ احد میں شریک ہو گئیں۔ اور نہایت پامردی سے لڑیں جب تک مسلمان فتحیاب تھے وہ مشک میں پانی بھر کر پانی پلاتی رہیں۔ لیکن جب انہیں ہزیمت ہوئی۔ تو آنحضرتؐ کے پاس پہنچیں اور سینہ سپر ہو گئیں اور کاندھے پر ایک زخم بھی کھایا۔ احد کے بعد بیعت الرضوان خیبر اور فتح مکہ میں شرکت کی۔ حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں یمامہ کی جنگ میں اپنے ایک لڑکے (حبیب) کو لے کر شریک ہوئیں۔ اور جب مسلیمہ کذاب نے ان کے لڑکے کو شہید کر دیا تو انہوں نے منت مانی کہ "یا مسیلمہ قتل ہو گا یا وہ خود جان دے دیں گی" یہ کہہ کر تلوار کھینچ لی اور میدان جنگ میں کود پڑیں۔ ۱۲ زخم کھائے اور ایک ہاتھ کٹ گیا۔ اس جنگ میں مسیلمہ بھی مارا گیا۔

## اُمِّ فضل رضؓ

لبابہ نام، ام الفضل کنیت، الکبریٰ لقب، سلسلہ نسب یہ ہے۔ لبابۃ الکبریٰ بنت الحارث بن حزن بن بجیر بن الہرم بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ۔ آپ کی والدہ کا نام ہند بنت عوف تھا جو قبیلہ کنانہ سے تھیں۔ لبابہ کی حقیقی اور اخیافی کئی بہنیں تھیں۔ جو خاندان ہاشم اور قریش کے دوسرے معزز گھرانوں میں منسوب تھیں۔ چنانچہ حضرت میمونہؓ آنحضرتؐ سے، لبابہ حضرت عباسؓ سے، سلمیٰ حضرت حمزہؓ سے، اور اسماء حضرت جعفرؓ (برادر حضرت علیؓ) سے منسوب تھیں مشہور ہے کہ سسرالی قرابت میں ان کا کوئی نظیر نہیں۔ حضرت ام الفضلؓ کا عقد رسول پاک کے چچا حضرت عباسؓ سے ہوا تھا۔ آپ ہجرت سے قبل مسلمان ہوئیں۔ اور حضرت عثمان کے زمانہ خلافت میں وفات پائی۔ اس وقت حضرت عباس زندہ تھے۔ آپ کے جنازہ کی نماز حضرت عثمانؓ نے ادا کی۔

## اُمّ الکتاب

کتابوں کی ماں یعنی قرآن مجید مسلمانوں کے نزدیک قرآن شریف ہی تمام دینی اور دنیوی علوم کا سرچشمہ ہے اور باقی تمام علوم یا تو اس سے مشتق ہیں یا اس کے ماتحت ہیں۔ اس لئے اس کو ام الکتاب کہتے ہیں۔ محققین کا کہنا ہے کہ قرآن شریف کا اصل نسخہ جو حسب قرآن مجید کی آیت فی لوح محفوظ) لوح محفوظ پر لکھا ہے جسے وہ "اصل کتاب" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اور یہی نسخہ وحی کے ذریعہ بالاقساط آنحضرتؐ پر نازل ہوتا رہا۔

## اُمِ کلثوم رضؓ

رسول اللہ کی تیسری صاحبزادی، جو اپنی کنیت سے زیادہ مشہور ہیں۔ ۳ھ میں جب حضرت رقیہؓ کا انتقال ہوا تو ربیع الاول میں حضرت عثمان نے حضرت ام کلثومؓ سے نکاح کیا۔ آپ حضرت عثمانؓ کی زوجیت میں ۶ برس تک رہیں۔ اور کوئی اولاد چھوڑے بغیر ۹ھ میں فوت ہو گئیں۔ حضرت ام کلثوم النورینؓ میں سے ایک ہیں۔

## اُمِ کلثوم بنت عقبہ

ام کلثوم کنیت، سلسلہ نسب یہ ہے۔ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ والدہ کا نام اروی بنت کریز تھا۔ اس بنا پر حضرت عثمان اور حضرت ام کلثوم اخیافی بہن بھائی تھے۔ ام کلثوم کا باپ عقبہ بن ابی معیط قبیلہ امیہ کا ایک ممتاز شخص تھا۔ اسے اسلام سے سخت عداوت تھی۔ ۶ھ میں صلح حدیبیہ کے بعد حضرت ام کلثومؓ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور خزاعہ نامی ایک شخص کے ہمراہ مکہ سے پاپیادہ روانہ ہوئیں۔ چونکہ گھر سے بھاگ کر نکلی تھیں اس لئے ان کے بھائی پیچھے آئے۔ مدینہ پہنچیں تو دوسرے روز وہ بھی پہنچ گئے۔ اور انہوں نے ام کلثوم

کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ صلح نامہ حدیبیہ کی شرائط میں یہ بھی مرقوم تھا کہ قریش کا کوئی آدمی مدینہ آیا تو واپس کر دیا جائے گا۔ مگر اس وقت یہ آیت اتری۔

"مسلمانو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کر کے آئیں۔ تو ان کو جانچ لو۔ خدا ان کے ایمان کو بھی طرح جانتا ہے۔ اب اگر تم کو معلوم ہو کہ وہ مسلمان ہیں تو ان کو کافروں کے ہاں واپس نہ بھیجو۔"

اس کے مطابق رسول خدا نے حضرت ام کلثوم کو واپس کرنے سے انکار کر دیا اور ان کا نکاح حضرت زید بن حارثہ سے کر دیا۔ جب زیدؓ نے غزوہ موتہ میں شہادت پائی تو حضرت زبیر بن العوام کے عقد نکاح میں آئیں۔ لیکن انہوں نے طلاق دیدی اور پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے نکاح کر دیا۔ ان کی وفات کے بعد حضرت عمرو بن العاص سے نکاح پڑھایا اور یہ ان کا آخری نکاح تھا۔ اس واقعہ کے ایک مہینہ کے بعد وفات پائی۔ آپ عہد فاروقی تک زندہ رہیں۔ حضرت ام کلثوم کے حضرت زیدؓ اور حضرت عمروؓ بن العاص سے کوئی اولاد نہیں پیدا ہوئی۔ لیکن حضرت زبیرؓ سے زینب اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے ابراہیم، حمید، محمد اور اسمٰعیل پیدا ہوئے۔

**املاک** (Assets) کسی شخص یا جماعت (کمپنی) کی منقولہ اور غیر منقولہ جائداد اور کاروبار میں اس لفظ کا استعمال کثرت سے ہوتا ہے۔ بنکوں میں املاک کا تخمینہ تیار کیا جاتا ہے تو اس میں ایک صفحہ پر ان کی ساری املاک مندرج ہوتی ہیں اور اس کے مقابل کے دوسرے صفحہ پر جو مطالبات ان کے ذمہ اوروں کے ہوتے ہیں وہ درج کر کے دونوں کے فرق کو ظاہر کیا جاتا ہے۔

دیوالیہ کی صورت میں ساری املاک کی فہرست مرتب کی جاتی ہے اور پھر اس کے ذمہ دوسروں کے مطالبات کی علیحدہ فہرست تیار کر کے ان املاک کو قرض داروں پر تقسیم کر دیا جاتا ہے۔

مرنے والے کی املاک میں اس کے قرض خواہوں کا حق مقدم ہوتا ہے اور پھر اس کی وصیت اگر کوئی ہو تو اس کی تکمیل کے بعد وراثت کی تقسیم ہوتی ہے۔

**املاگیر آلہ۔** (Dictaphone) املاگیر آلہ گراموفون کے اصول پر ایک مشین ہوتی ہے جو بجلی کی مدد سے کام کرتی ہے اور آدمی کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ کو ریکارڈ کر لیتی ہے۔ چنانچہ موم کی قسم کے سلنڈر پر ایک سوئی سی لگی ہوتی ہے جو اس سلنڈر پر ریکارڈ کی طرح کی لکیریں ڈالتی چلی جاتی ہے۔ اور ان لکیروں میں بولنے والے آدمی کی آواز نقش ہوتی چلی جاتی ہے۔ جب اس محفوظ شدہ آواز کو دوبارہ سننے کی ضرورت ہوتی ہے تو سوئی کی مدد سے ڈکٹافون کی انہیں لکیروں سے اسے پھر سے دہرایا جاتا ہے۔ بعض املاگیر آلوں میں ایک اور آلہ لگا دیا جاتا ہے جس کی مدد سے آواز اصل سے کہیں زیادہ اونچی ہو کر سنائی دینے لگتی ہے۔

املاگیر آلہ کا وجود دفتری انتظام میں بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ عجلت کے وقت دفتری نوٹ تیز رفتاری کے ساتھ املاگیر آلہ میں محفوظ کئے جا سکتے ہیں۔ اور پھر فرصت کے وقت انہیں اطمینان سے لکھا جا سکتا ہے۔

**امن پسندی۔** (Pacifism) انیسویں صدی کے آخر میں، خاص طور پر پہلی جنگ عظیم کے بعد امن پسندانہ خیالات کا چرچا ہونے لگا تھا۔ اور گو یہ خیالات کسی خاص باعمل جماعت نے نہیں اپنائے تھے تاہم ان خیالات کا بین الاقوامی سیاست پر قدرتی طور پر اثر ضرور ہوا۔ چنانچہ انہیں خیالات کی بدولت ہالینڈ میں ہیگ کے مقام پر قصر امن قائم ہوا۔ بعد ازاں انجمن اقوام عالم، بین الاقوامی عدالت، کیلاگ پیکٹ اور اقوام متحدہ کا قیام بھی انہی امن پسندانہ جذبات و خیالات کے باعث عمل میں آیا۔

**امّنؔ میر دہلوی۔** اصل نام میر امان اور تخلص لطف تھا۔ مگر وہ اپنے عرف میر امن کے نام سے

مشہور ہوئے۔ ان کے بزرگ شہنشاہ ہمایوں کے وقت میں ہندوستان آئے۔ اور سلطنت مغلیہ میں اچھے اچھے عہدوں پر فائز رہے۔ چالیس سال کی عمر میں زمانے کی گردش اور دہلی کی بربادی نے انہیں وطن چھوڑنے پر مجبور کیا۔ کچھ مدت عظیم آباد (پٹنہ) میں قیام کیا، پھر کلکتہ چلے گئے۔ اور نواب دلاور جنگ کے بھائی میر محمد کاظم خاں کے اتالیق مقرر ہوئے۔ پھر میر بہادر علی حسینی میر منشی کی وساطت سے ڈاکٹر گل کرائسٹ تک رسائی حاصل ہوئی اور فورٹ ولیم کالج کے شعبۂ تصنیف و تالیف میں ملازمت مل گئی۔ یہاں انہوں نے باغ و بہار نامی کتاب لکھی جو اردو نثر میں ایک ممتاز درجہ رکھتی ہے۔

میر امنؔ زبان کی شستگی، سادگی، محاورے کی نشست، حفظ مراتب اور کلام کی صفائی کا بڑا خیال رکھتے ہیں۔ میر امن کے زندگی کے مفصل حالات پردۂ گمنامی میں ہیں۔ صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ یہ اٹھارہویں صدی کے اخیر میں ہوئے اور دہلی پر آئے دن کے جاٹوں روہیلوں اور احمد شاہ ابدالی کے حملوں سے تنگ آ کر اصلی وطن کو خیرباد کہہ دیا اور عظیم آباد (پٹنہ) چلے گئے۔ بعد میں کلکتہ میں قیام رہا اور وہیں فوت ہوئے۔

## اُمورِ خارجہ (Foreign Affairs)

ایسے معاملات کو جو دوسرے ممالک سے تعلق رکھتے ہوں۔ امور خارجہ کہتے ہیں۔ ان امور میں دوسرے ممالک سے تجارتی اور ثقافتی معاہدے کرنا، دوستانہ تعلقات پیدا کرنا مخالفت کی صورت میں اعلان جنگ کرنا شامل ہیں ہر ملک میں یہ شعبہ بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اس کے نگران اعلیٰ کو وزیر خارجہ کہا جاتا ہے۔ منجملہ دیگر امور کے دوسرے ملکوں سے سفارتی تعلقات قائم کرنا بھی اس شعبہ کا کام ہے۔

## اُمّ ورقہؓ بنت عبداللہ

انصار کے کسی قبیلے سے تھیں۔ سلسلۂ نسب یہ ہے۔ عبداللہ بن حارث بن عویمر بن نوفل۔ آپ ہجرت کے بعد مسلمان ہوئیں۔ غزوۂ بدر پیش آیا تو انہوں نے آنحضرتؐ سے زخمیوں کی تیمارداری کے لئے شرکت کی اجازت مانگی۔ تاکہ اس سلسلہ میں شاید شہادت بھی نصیب ہو جائے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: "تم گھر میں رہو خدا تم کو وہیں شہادت عطا کرے گا"۔ آنحضرت نے آپ کو عورتوں کی امامت پر مامور کر رکھا تھا۔ حضرت ام ورقہ کی وفات رسولِ خدا کی پیشگوئی کے مطابق گھر پر واقع ہوئی۔ واقعات یہ ہیں کہ آپ نے ایک خادمہ اور ایک غلام کو اس شرط پر آزاد کرنا چاہا کہ ان کی آزادی حضرت ام ورقہ کی وفات کے بعد عمل میں آئے گی ان بدبختوں نے اس وعدہ کے پیش نظر ایک رات ان کا کام تمام کر دیا۔ یہ واقعہ خلافت فاروقی کے زمانہ کا ہے۔ صبح حضرت عمرؓ نے ان لوگوں سے کہا: "آج خالہ کی آواز نہیں آئی۔ معلوم نہیں کیسی ہیں!" جب مکان میں داخل ہوئے تو پتہ چلا کہ مرحومہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے قاتلوں کو گرفتار کر کے انہیں سولی پر لٹکائے جانے کا حکم صادر فرمایا۔

## امونیا Ammonia

ناک میں چبھن سی لگا دینے والی ایک گیس جو پانی میں آسانی سے حل ہو جاتی ہے۔ دار التجربوں میں اسے نوشادر اور چونے سے بناتے ہیں۔ لیکن کاروباری پیمانہ پر کول گیس (Coal gas) بناتے وقت بطور مصنوع فاضل اسے حاصل کر لیتے ہیں۔ اس کے مرکبات دھماکے سے اڑنے والی چیزوں اور زمین کو زرخیز بنانے والی کیمیاوی اشیاء میں ڈالے جاتے ہیں۔

## اُمّ ہانیؓ

فاختہ نام، ام ہانی کنیت، ابوطالب عم رسول اللہ کی دختر تھیں۔ آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد تھا۔ اس بنا پر حضرت علیؓ، حضرت جعفر طیار اور ام ہانی حقیقی بھائی بہن تھے۔ آپ کا نکاح ہبیرہ بن عمرو ابن عائذ مخزومی سے ہوا تھا۔ آپ ۸ھ میں فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئیں۔ ترمذی کی روایت ہے کہ آپ حضرت علیؓ کی وفات کے بعد تک زندہ رہیں اور ایک روایت میں ہے کہ آپ امیر معاویہؓ کے عہد میں فوت ہوئیں۔

**امیبا** (Amoeba) ۔ ایک نظر نہ آنے والا پانی کا جانور، سوئی کی نوک کے برابر جیلی نما سیاہی مائل سفید نقطہ جیسا ہوتا ہے۔ نمکین پانی یا مٹی میں رہتا ہے۔ صرف خوردبین سے دیکھا جا سکتا ہے۔ انڈے بچے دینے کے بجائے اپنے جسم کو دو حصوں میں تقسیم کر لیتا ہے اور اس طرح ہر حصہ ایک علیحدہ امیبا بن جاتا ہے

امیبا جوہڑ یا تالاب کی تہ میں سبزی مائل گاد میں قریب قریب غیر مرئی شکل میں پایا جاتا ہے اور خوردبین کے بغیر دکھائی نہیں دے سکتا۔

جدید تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ دنیا میں سب جانداروں کی زندگی کی ابتدا اسی امیبا سے ہوئی ہے۔

**امیتھسٹ** (Amethyst) ارغوانی یا بنفشی رنگ کا ایک قیمتی پتھر ہے، جو ریاستہائے متحدہ امریکہ، روس، جرمنی، ہنگری، برازیل، سکاٹ لینڈ، بھارت اور لنکا میں پایا جاتا ہے، چونکہ اس میں مینگنیز (Manganese) (سیاہ قسم کی ایک دھات جو شیشہ گری کے کام آتی ہے) بھی قلیل مقدار میں شامل ہوتی ہے۔ اس لئے یہ پتھر ہلکے سیاہ رنگ کی جھلک دیتا ہے۔

زمانہ قدیم میں اہل یورپ کا یہ خیال تھا کہ اگر یہ پتھر پاس رکھا جائے تو شراب نوشی کی کثرت کا انسان پر برا اثر نہیں پڑتا ہے۔ اس پتھر کو یاقوت حجری بھی کہتے ہیں۔

آج کل یہ پتھر محض آرائش و زیبائش کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور بہت بڑی قیمت پاتا ہے۔

**امیرُالاُمَراء** (Commander of the Commanders) ترک غلاموں کا عباسی خطاب جس کی ابتدا یوں ہوئی کہ خلفائے عباسیہ کو خراسانیوں کی مدد سے سیاسی اقتدار حاصل ہوا تھا۔ اس لئے انہیں خراسانیوں کو کئی ایک مراعات دینی پڑیں۔ مگر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خراسانی اتنا زور پکڑ گئے کہ عباسی بادشاہ ان سے خوف کھانے لگے۔ آٹھویں عباسی بادشاہ المعتصم باللہ (۸۳۳ء سے ۸۴۲ء تک) نے اس کا حل یہ سوچا کہ خراسانیوں یا عربوں کی بجائے ترک غلاموں پر مشتمل ایک فوج تیار کی جائے۔ جو بادشاہ کا محافظ دستہ کہلائے۔ یہ وہی طریق کار تھا جس پر بزنطینی اور رومی شہنشاہ کاربند رہ کر بالآخر برباد ہوئے تھے۔ ترک غلاموں کو بھرتی کرنے سے خراسانیوں کا خطرہ تو سر سے ٹل گیا۔ مگر جیسے جیسے ترکوں نے زور پکڑا وہ بادشاہ کے لئے خطرہ کا باعث بنتے گئے اور انہوں نے ملک میں طوائف الملوکی برپا کر دی۔ کبھی وہ کسی کو خلافت کی گدی پر بٹھاتے اور کبھی کسی کو۔ کوئی ان سے معترض نہیں ہوتا تھا۔ ان ترک غلاموں میں بھی اٹھارویں خلیفہ عباسی المقتدر کے عہد حکومت میں ایک شخص مونس المظفر برسر اقتدار آیا جس نے وہ مظالم ڈھائے کہ لوگ الاماں الاماں پکار اٹھے۔ یہ شخص ایک ترکی النسل خواجہ سرا تھا۔ چنانچہ بادشاہ نے اسے خوش کرنے کے لئے امیر الامراء کا خطاب دیا۔ اس نے شکر گزاری کا اظہار اس طرح کیا کہ المقتدر کو تخت سے اتار کر اس کے سوتیلے بھائی القاہر کو تخت پر بٹھا دیا پھر المقتدر کو قتل کر دیا اور القاہر کو اندھا کر کے بغداد کی گلیوں میں اسے بھیک مانگنے پر مجبور کر دیا۔ ان کے بعد اس نے الراضی اور المتقی کو بھی موت کے گھاٹ اتارا۔ بالآخر امیر الامراء مونس المظفر اس قدر زور آور ہو گیا تھا کہ اس نے خطبہ جمعہ میں بادشاہ وقت کے ساتھ اپنا نام شامل کرا لیا۔ دسمبر ۹۴۵ء میں احمد بن مواحد کے حملہ آور ہونے پر مونس المظفر بغداد سے بھاگ گیا۔ اور اب احمد بن مواحد امیر الامراء کہلانے لگا۔ موخر الذکر کو معز الدولہ کا بھی خطاب دیا گیا تھا۔

**امیر البحر** Admiral ایڈمرل دراصل عربی لفظ امیر البحر کی بگڑی ہوئی صورت ہے اور یہ اس زمانے کی ایک فراموش شدہ یادگار ہے۔ جب فونیقیوں Phoenicians کویتی Kuwaitians اور عرب مسلمانوں کے جہاز مشرقی سمندروں میں ہر طرف فتح و کامرانی کے پھریرے اڑاتے پھرتے تھے۔ اس دور افتادہ دور میں جب کہ ابھی لنگر لفظ بھی اختراع نہیں ہوا تھا اور جہاز رانی بالکل اپنے ابتدائی دور میں تھی، فونیقیوں نے افریقہ کے گرد چکر کاٹا اور اس سفر میں انہیں تقریباً تین سال لگے۔ عرب کے مسلمانوں نے سب سے پہلا بیڑا حضرت عثمان غنی کے عہد خلافت

میں ۶۴۹ء میں تیار کیا جب کہ والی مصر عبد اللہ ابن سعد قبرص (Cyprus) کو تسخیر کرنے کا منصوبہ تیار کر رہا تھا۔

موجودہ دور میں ایڈمرل بحری فوج کا سب سے بڑا افسر ہوتا ہے۔ برطانیہ میں اس عہدے کے چار درجے ہیں۔ ہر درجے کا افسر اپنے حلقے کے لیے ایک امتیازی نشان اور خاص جھنڈا رکھتا ہے اور اس پر سینٹ جارج کی صلیب احمر کا نشان ہوتا ہے

## امیر خسرو۔ ۱۲۵۳ء سے ۱۳۲۵ء

آپ پٹیالی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ترکوں کے لاچین قبیلے سے تعلق رکھتے تھے، اور چنگیز خاں کے حملے کے وقت بھاگ کر پٹیالی (آگرہ) چلے آئے تھے۔ پھر وہاں سے دہلی اٹھ آئے۔ جناب امیرؒ نے اپنی زندگی میں تین شاہی خاندانوں کا زمانہ دیکھا۔ یعنی غلامان، خلجی اور تغلق۔ ولادت غیاث الدین بلبن کے زمانے میں ہوئی اور وفات محمد تغلق کے عہد میں ہوئی۔ جناب امیر خسروؒ ایک نہایت بلند پایہ شاعر اور عظیم المرتبت صوفی بزرگ تھے۔ نسبت ارادت جناب خواجہ نظام الدین اولیاءؒ دہلوی سے رکھتے تھے۔ آپ ان کے بہت چہیتے خلفاء میں سے تھے۔ آپ نے نظامی گنجوی کے خمسہ کے جواب میں خمسہ لکھا جس کے لئے اہل ایران تک کی یہ رائے ہے کہ نظامی کے خمسہ کا اس سے بہتر اور جواب کوئی نہیں ہو سکتا۔ فارسی غزل میں امیر خسروؒ کا مقام سب سے بلند ہے۔ برصغیر پاک و ہند اپنے جن فارسی غزل گو شعرا پر ناز کر سکتا ہے، ان میں امیر خسروؒ اور خواجہ حسن دہلوی کی مقدس شخصیتیں سب سے بلند مقام رکھتی ہیں۔ خواجہ حسنؒ بھی جناب نظام الدین اولیاءؒ کے مریدان خاص میں سے تھے۔

جناب امیر خسروؒ نے غزل میں پانچ دیوان یادگار چھوڑے ہیں جو ایک سے ایک اعلیٰ ہیں۔ آپ نے ہر صنف شعر میں طبع آزمائی فرمائی۔ مثنوی، قصیدہ، غزل، ہندی دوہے، کہہ مکرنیاں، دو سخنے، پہیلیاں، گیت وغیرہ۔ قصائد میں ان کا ایک قصیدہ بحر الابرار خاقانی کے قصیدہ سے لگا کھاتا ہے۔

ہندوستانی موسیقی کے اسرار و رموز سے بھی خوب واقف تھے۔ ترانہ، قول اور قلبانہ انہی کی ایجادات میں سے ہیں۔ بعض ہندوستانی راگنیوں میں ایرانی مقامات کے پیوند لگا کر ایک نئی کیفیت پیدا کر دی۔ مشہور راگنی 'ایمن کلیان' جو شام کے وقت گائی جاتی ہے آپ ہی کی طبع زاد ہے۔

ستار پر تیسرا تار آپ ہی نے بڑھایا۔ چونکہ سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ سے عقیدت و ارادت تھی اور ان کے ہاں سماع سن لیا جاتا ہے۔ اس لئے موسیقی اور سماع سے کچھ اور بھی دلچسپی بڑھ گئی۔ جناب امیر خسروؒ اپنے پیر و مرشد کے بعد بہت تھوڑے دنوں تک زندہ رہے اور ۱۳۲۵ء میں انتقال پا کر اپنے عالی مقام پیر کے قدموں کی طرف رخصت ہو گئے۔

## امیر اعظم خان سردار

سردار امیر اعظم خان ۱۹۱۴ء میں پنجاب کے ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد سردار محمد اکرم خاں یو۔پی میں سپرنٹنڈنٹ پولیس تھے۔ تحریک خلافت میں ملازمت سے مستعفی ہو کر خان لیاقت علی خان کی ریاست کے منیجر ہو گئے تھے۔

سردار امیر اعظم خان نے ابتدائی تعلیم پنجاب میں حاصل کی۔ انٹرمیڈیٹ کالج کیمبل پور سے میٹرک پاس کیا پھر والد کے پاس مظفر نگر بھارت چلے گئے اور میرٹھ کالج میں داخلہ لیا۔ آگرہ یونیورسٹی سے ایم۔ اے اور قانون کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۳۶ء میں مسلم لیگ میں شرکت کی۔ قیام پاکستان کے بعد راولپنڈی آ گئے۔ ۱۹۵۱ء میں دستوریہ کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۵۴ء میں بحیثیت وزیر مملکت مرکزی کابینہ میں شامل ہوئے۔ اس وقت سے ۱۹۵۸ء تک مرکزی کابینہ میں رہے۔ چودھری محمد علی کی وزارت میں وزیر مالیات پھر وزیر قانون اور اس کے بعد وزیر اطلاعات و نشریات رہے۔ آئین کی تیاری میں ان کا بھی خاصا حصہ تھا۔ گورنر پنجاب میاں گورمانی سے استعفیٰ لئے جانے پر وہ احتجاجاً مستعفی ہو

امیر علی سید

گئے تھے۔ کوئی سات مہینے کے بعد انہیں اور سردار عبدالرشید خاں کو پھر مرکزی کابینہ میں لے لیا گیا۔ لیکن مارشل لا کے نفاذ پر جب ملک کا آئین معطل ہوا تو مرکزی اور صوبائی وزارتیں ختم ہو گئیں۔

**امیر علی سید۔** رائٹ آنریبل۔ آپ ۱۸۴۹ء میں مقام چنسرہ واقع بنگال میں پیدا ہوئے اور تعلیم حاصل کر کے ولایت سے ۱۸۷۳ء میں بیرسٹری پاس کی۔ آپ ایک نہایت قابل وکیل ثابت ہوئے اور ۱۸۹۰ء میں ہائی کورٹ کے جج بن گئے۔ ۱۸۷۷ء میں انہوں نے سنٹرل نیشنل محمڈن ایسوسی ایشن کی بنیاد رکھی۔ جس کے وہ پچیس سال سیکرٹری رہے اور ۱۹۰۴ء میں پنشن لیکر انگلستان میں جا مقیم ہوئے۔ جہاں ان کی بیوی نے جو لارڈ ڈفرن کی سالی تھی انہیں مستقل طور پر وہیں آباد کرا دیا۔

مذہباً آپ شیعہ تھے۔ لیکن آپ نے تنگ نظری سے کبھی کام نہیں لیا۔ بلکہ یہ کہنا صحیح ہو گا کہ ہندوستانی اور پاکستانی میں جو شیعہ سنی شیر و شکر نظر آتے ہیں وہ سر آغا خان، سید امیر علی اور مسٹر محمد علی جناح کے وجود کی بدولت ہیں۔

سید امیر علی قوی دل و دماغ کے مالک تھے۔ قانون میں ان کی متعدد تصنیفات ہیں۔ قانونی کتب کے علاوہ سید امیر علی نے تاریخی مباحث پر بھی کتابیں لکھیں زندگی کے آخری ایام میں آپ ہندوستانی اسلامی تہذیب و تمدن کی تاریخ لکھ رہے تھے۔ جس کا ایک مضمون رسالہ "اسلامک کلچر" حیدر آباد میں دو قسطوں میں شائع ہو چکا ہے

کسقدر حیرت کی بات ہے کہ سید صاحب نے مسئلہ خلافت کی جس میں انہیں بحیثیت ایک شیعہ کے کوئی دلچسپی نہ تھی ——— سنیوں سے بڑھ چڑھ کر ترجمانی کی۔ جب ترکوں نے خلافت کا خاتمہ کر دیا اور سید صاحب نے اور سر آغا خان نے ایک مؤدبانہ مگر مدلل خط میں ہندوستانی مسلمانوں کے خیالات حکومت ترکی تک پہنچائے۔ تو عصمت پاشا نے ان دونوں خادمان اسلام کو یہ کہہ کر نظر انداز کر دیا کہ تم دونوں شیعہ ہو۔ تم سنیوں کی ترجمانی کیا کر سکتے ہو۔ سید صاحب کو بہت رنج ہوا۔ انہوں نے لندن میں بیٹھ کر مدت العمر ترکوں کے برخلاف غلط فہمیاں دور کرنے کی کوشش کی تھی۔ آپ انجمن ہلال احمر کے سرگرم کارکن تھے اور خلافت کے تمام چندے انہیں کی وساطت سے ترکی پہنچے تھے۔

علاوہ اس شاندار کام کے ان کی بہترین یادگار تاریخ اسلام History of the Saracens ہے۔ جو انہوں نے اسلام کے متعلق غلط فہمیاں دور کرنے کی غرض سے انگریزی میں لکھی۔ اس کتاب میں انہوں نے خلافت راشدہ بنو امیہ اور بنی عباس کی خلافت کے حالات بغداد کی تباہی تک اس طرح لکھے ہیں کہ تاریخی واقعات کے ساتھ ساتھ اسلام کی معاشرتی ذہنی اور اقتصادی ترقی بھی نظر آجاتی ہے۔ یہ کتاب انگریزی میں تھی۔ لیکن جلد ہی اس کا ترجمہ اردو میں ہو گیا۔ یہ بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ جب مسلم لیگ شروع ہوئی تو سید صاحب نے اس کی ایک شاخ لندن میں بھی کھول دی۔ گویا لیگ کی آواز براہ راست انگریزوں کے کان میں جا پہنچی اور سید صاحب کا قیام لندن تمام اسلامی دنیا کے لئے باعث رحمت ثابت ہوا۔

لیکن سید صاحب کا سب سے عمدہ شاہکار اُن کی مشہور کتاب سپرٹ آف اسلام (Spirit of Islam) ہے سید صاحب نے اسی موضوع پر ایک کتاب اس وقت بھی لکھی تھی جب آپ حصول تعلیم کے لئے انگلستان میں مقیم تھے۔ لیکن بعد میں اس میں بہت اضافہ کیا۔ اور انتقال سے چند سال پہلے اس کتاب کا پانچسو صفحات پر مشتمل ایک نیا ایڈیشن شائع کیا۔ اس کے علاوہ "اسلام اور اخلاقیات" نامی ایک اور کتاب بھی ہے۔ لیکن سپرٹ آف اسلام ایک ایسی کتاب ہے جو آپ کے نام کو ہمیشہ روشن رکھے گی۔ سید صاحب نے اس کتاب میں سر سید کی طرح اسلام کی آزادانہ ترجمانی کی ہے لیکن سر سید کی طرح کتاب کو ادھورا نہیں چھوڑا۔ دوسرے یہ کتاب ایک ایسے انگریزی دان نے لکھی ہے جس کو انگریزی زبان کے علاوہ دنیا کے تمام مذاہب پر بھی عبور حاصل تھا۔ چنانچہ اسلام کا مذاہب دنیا سے مقابلہ کرتے وقت انہوں نے بہت قابلیت کا اظہار کیا ہے۔ یورپ کے اس الزام کی کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا انہوں نے نہایت شدت سے تردید کی اور ساتھ ہی یہ بھی دکھایا کہ خود عیسائیوں کی تاریخ خونیں داستان سے پر ہے

افسوس ہے کہ اس وقت کے مسلمانوں نے اس شاہکار کی قدر نہ کی۔ سید امیر علی نے انگلستان میں انتقال فرمایا۔ اور وہیں دفن ہوئے۔

بعض لوگوں نے آپ کی نعش ہندوستان منگوانے کے لئے تحریک چلائی۔ مگر عوام کی بے حسی کے باعث وہ اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکے۔

**امیر فیصل، السعود۔** سعودی عرب کے ولیعہد اور وزیر اعظم امیر فیصل سنہ ۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد شاہ عبد العزیز ابن سعود کی زندگی ہی میں وہ سعودی عرب کے وزیر خارجہ مقرر ہوئے تھے اور اس زمانہ میں انہوں نے یورپ، امریکہ اور افریقہ کے کئی ملکوں کا دورہ کیا۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں وہ سعودی عرب کی نمائندگی بھی کرتے رہے۔ اس سے پہلے حجاز کے گورنر اور مشاورتی کمیٹی کے صدر رہ بھی رہ چکے ہیں۔ شاہ عبد العزیز کا انتقال ہوا تو ان کے بڑے بھائی شاہ سعود تخت نشین ہوئے اور امیر فیصل کو ولی عہد اور وزیر اعظم مقرر کیا گیا۔ وزارت خارجہ کا قلمدان بھی بدستور انہیں کے سپرد ہے بین الاقوامی اجتماعات میں ان کی شخصیت ہمیشہ توجہ کا مرکز بنی رہتی ہے کیونکہ وہ ان اجتماعات میں ہمیشہ اپنا قومی لباس پہن کر شریک ہوتے ہیں۔

آپ بہت روشن خیال اور ترقی پسند رجحانات کے مالک ہیں۔

ملک میں آئینی اصلاحات آپ ہی کی مرہون منت ہیں۔

**امیر معاویہ رضؓ۔** ابو سفیان کے چھوٹے لڑکے تھے۔ فتح مکہ کے بعد اپنے باپ کے ساتھ مشرف باسلام ہوئے۔ کچھ عرصہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کاتب وحی بھی رہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے اپنے عہد خلافت میں امیر معاویہؓ کے بڑے بھائی زیاد کو ایک دستہ کا سردار مقرر کر کے شام بھیجا اور دمشق کی فتح کے بعد اسے وہاں کا حاکم مقرر کر دیا۔ جب زیاد کا انتقال ہو گیا تو اس کی جگہ امیر معاویہؓ کو ملی۔





حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد امیر معاویہؓ نے حضرت علیؓ سے قصاص عثمانؓ کا مطالبہ کیا۔ حضرت علیؓ نے انہیں شام کی گورنری سے معزول کر دیا۔ مگر امیر معاویہؓ نے اس حکم کی تعمیل سے انکار کر دیا۔ اس پر حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کے درمیان صفین کی جنگ ہوئی۔ لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ امیر معاویہؓ شام اور مغرب کے علاقوں اور حضرت علیؓ حجاز، عراق اور ایران کے مشرقی علاقوں پر قابض رہے۔

حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسنؓ خلیفہ مقرر ہوئے۔ مگر انہوں نے مسلمانوں میں خونریزی کو ناپسند کرتے ہوئے خلافت سے دستبرداری کا اعلان کر دیا اور امیر معاویہؓ بلا شرکت غیرے تمام عالم اسلام کے خلیفہ تسلیم کر لئے گئے۔

امیر معاویہؓ نے نہایت شان و شوکت کیساتھ انیس سال حکومت کی۔ آپ نے ہی سب سے پہلے بحری بیڑا تیار کیا۔ اور بحیرۂ روم میں نصاریٰ کو شکستیں دیں نیز حدود سلطنت کو دور دراز ملکوں تک وسعت دی ملک میں امن و امان قائم کیا۔ انتظام مملکت بہتر بنانے کے لئے کئی نئے محکموں کو قائم کیا۔ بریدیعنی ڈاک کا سلسلہ سب سے پہلے امیر معاویہؓ نے ہی شروع کیا تھا

امیر معاویہؓ بہت بڑے سیاستدان۔ متحمل مزاج اور انصاف پسند تھے۔ مسجد میں بیٹھ کر عوام کی شکایات سنتے۔ انہوں نے اپنے بیٹے یزید کو اپنا ولی عہد مقرر کر کے خلافت اسلامی کو موروثی بادشاہت میں تبدیل کر دیا۔ ان کا عہد حکومت سنہ ۴۱ھ تا سنہ ۶۵ھ مطابق سنہ ۶۶۱ء تا سنہ ۶۸۰ء ہے۔

**امیر مینائی۔** امیر احمد نام اور امیر تخلص سنہ ۱۸۲۹ء میں پیدا ہوئے۔ حضرت مخدوم شاہ مینا کے خاندان سے تھے جن کا مزار لکھنؤ میں ہے۔ اسی لئے امیر کے ساتھ مینائی لکھا اور بولا جاتا ہے۔ آپ سید مظفر علی خان کے شاگرد رشید تھے۔ بڑے منکسر المزاج، عابد، زاہد اور صوفی مشرب بزرگ تھے۔ طب، جفر اور نجوم وغیرہ سے بھی واقف تھے۔

بچپن ہی سے شعر و شاعری کا شوق تھا۔ اس وقت لکھنؤ کی فضا شعر و شاعری سے معمور تھی۔ نہایت ذکی اور طباع تھے۔ اس لئے جلد ہی شاعری کی تمام

منازل طے کرلیں۔ آپ کی معجز بیانی نے آپ کو نواب یوسف علی خاں والئے رامپور کے دربار میں پہنچا دیا وہاں امیر نے ۴۲ برس بڑی عزت و آبرو سے گذارے سنہ ۱۹۰۰ء میں نواب حیدر آباد کی دعوت پر حیدر آباد چلے گئے۔ اور کچھ دنوں بیمار رہ کر ۷۲ برس کی عمر میں ۱۳ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء کو بمقام حیدر آباد انتقال کیا۔ اور وہیں مدفون ہوئے۔

امیر بہت پرگو شاعر تھے۔ آپ کی تصانیف اکثر شائع ہو چکی ہیں۔ لیکن بعض ابھی تک غیر مطبوعہ ہیں ایک دیوان غدر میں تلف ہو گیا۔ پھر سنہ ۱۸۹۶ء میں آتش زدگی سے اکثر تصانیف جل کر خاک ہو گئیں۔ ان کے دو دیوان مراۃ الغیب اور صنم خانہ عاشقانہ انداز میں ہیں محامد خاتم النبیین ان کے نعتیہ کلام کا مجموعہ ہے۔ امیر اللغات ان کی مشہور اور قابل قدر تصنیف ہے۔ مگر افسوس کہ نا مکمل رہ گئی۔ تذکرہ شعرائے رامپور معروف بہ انتخاب یادگار چھپ چکا ہے۔

پہلے دیوان مراۃ الغیب میں ابتدائی کلام ہے۔ جو بے مزہ اور پھیکا ہے۔ دوسرا دیوان داغ کی طرز میں ہے۔ اس میں اعلیٰ تخیل۔ سلاست روانی اور دلکش عاشقانہ رنگ ہے۔ نعتیہ اشعار فصاحت و بلاغت کے عمدہ نمونے ہیں۔ آپ کو ہر صنف شعر پر عبور حاصل تھا۔ کلام میں بلند پروازی۔ شیرینی اور نزاکت خیال کے ساتھ ساتھ کہیں کہیں تصوف کی چاشنی بھی ہے۔

**امین (ابن ہارون الرشید)**۔ عباسی خلیفہ ہارون الرشید کے بارہ بیٹے۔ مامون، امین، موتمن معتصم، صالح، ابو عیسیٰ، ابو یعقوب، ابو العباس، ابو سلیمان ابو علی، ابو محمد اور ابو احمد تھے۔ ان میں سے امین تو زبیدہ بنت جعفر بن ابی جعفر کے بطن سے تھا۔ اور باقی تمام کے تمام کنیزوں سے پیدا ہوئے تھے۔ مامون رذجل نامی کنیز کے بطن سے تھا۔ مامون اگرچہ سب سے بڑا اور صاحب علم و فضل تھا۔ مگر ملکہ زبیدہ اور فضل بن ربیع وزیر اعظم کے زور دینے پر ہارون نے مامون کی بجائے امین کو اپنا ولی عہد مقرر کیا۔ اور وصیت کی کہ مامون امین کے بعد تخت نشین ہو۔

سنہ ۱۹۳ھ میں ہارون الرشید کا شہر طوس میں انتقال ہوا۔ تو امین بغداد میں تھا۔ اور مامون خراسان کا والی تھا۔ مامون نے امین کی خلافت کو تسلیم کر لیا۔ لیکن امین کاہل اور عیش پرست انسان تھا۔ اور تمام نظم و نسق سلطنت وزیر اعظم فضل بن ربیع کے ہاتھ میں تھا۔ چنانچہ فضل نے امین کو مشورہ دیا کہ وہ مامون کی بجائے اپنے بیٹے موسیٰ کو ولی عہد بنائے۔ امین نے ایسا ہی کیا۔ اور خانہ کعبہ سے ہارون کا وصیت نامہ منگوا کر پھاڑ دیا۔ جب مامون کو اس بات کی خبر ہوئی تو اس نے اپنے غلام طاہر بن حسین کو بغداد پر حملہ کے لئے بھیجا۔ امین نے اپنے مشہور جرنیل علی بن عیسیٰ کو پچاس ہزار فوج دے کر طاہر کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ علی بن عیسیٰ مارا گیا اور طاہر سنہ ۱۹۸ھ میں فاتحانہ بغداد میں داخل ہوا۔ امین نے بچ نکلنے کی کوشش کی۔ مگر گرفتار ہو کر قتل ہوا۔ امین کم و بیش چار سال تک تخت خلافت پر متمکن رہا۔

**امین حزیں** خواجہ محمد مسیح پال نام امین حزیں تخلص ۱۸۹۹ء میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آبائی وطن کشمیر ہے۔ اردو کے مشہور شاعر اثر صہبائی آپ کے چھوٹے بھائی ہیں۔ عربی و فارسی کی تعلیم شمس العلماء مولوی سید میر حسن سے حاصل کی۔ پھر انگریزی کی تحصیل کی طرف متوجہ ہوئے اور سیالکوٹ کے مشن ہائی سکول اور مشن کالج میں تعلیم پائی۔ بعد ازاں گلگت پولیٹیکل محکمہ کے دفتر میں ملازمت کر لی اور ترقی کرتے کرتے خان بہادر خطاب پایا۔

امین حزیں کو ابتدا ہی سے شعر و شاعری کا شوق تھا۔ شروع میں مولانا ظفر علی خاں اور مولانا محمد علی جوہر کے رنگ سے متاثر تھے۔ لیکن پھر اقبال کو پسند کرنے لگے اور یہ رنگ کچھ ایسا جا یا کہ پھر کسی کا نقشہ نہ جم سکا۔ آپ ایک مشاق و قادر الکلام شاعر ہیں اور تقریباً ہر صنف سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ مجموعہ کلام گلبانگ حیات کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

**امین عطا**۔ عراق کے ممتاز اور مشہور سیاست دان و ماہر امور خارجہ ہیں۔ سنہ ۱۰۹۷ء میں پیدا ہوئے بغداد کے لاء کالج (Law College) میں تعلیم پائی۔ سنہ ۱۹۲۱ء سے سنہ ۱۹۲۵ء تک شاہ فیصل اول کے اسسٹنٹ سیکرٹری (Assistant Secretary) رہے۔ سنہ ۱۹۲۵ء سے سنہ ۱۹۳۰ء تک عراقی سفارت خانہ

لندن میں سیکرٹری رہے۔ ۱۹۳۰ء سے ۱۹۳۲ء تک سفارت خانہ انقرہ کے سیکرٹری اوّل تھے۔ ۱۹۳۲ء میں روم (Rome) کے سفارت خانے میں بطور سیکرٹری اوّل مقرر ہوئے۔ اس کے بعد پیرس Paris، برلن (Berlin)، لندن (London) اور روم (Rome) میں بطور مدارالمہام رہے پھر وزارت امورِ خارجہ بغداد میں انڈر سیکرٹری (Under Secretary) مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۳ء سے ۱۹۵۲ء تک ترکی اور فرانس میں وزیر مختار رہے۔ اس کے علاوہ آپ سابقہ جمعیت الاقوام اور موجودہ اقوام متحدہ کی کانفرنسوں میں بطور نمائندہ بھی شریک ہوتے رہے ہیں۔

**امین گیلانی سید** ۔ نام امین الدین المعروف بہ امین گیلانی۔ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو بمقام ترن تارن پیدا ہوئے۔ ان کے بزرگ ڈیڑھ صدی پیشتر کشمیر سے امرتسر میں آکر اقامت گزیں ہوئے تھے۔

چودہ پندرہ برس کی عمر سے شعر کہنے کا شوق ہوا اور یہ جذبہ راسخ ہوتے ہوتے آخر کو لازمۂ زندگی بن گیا بیس سال کی عمر میں جلسوں اور مشاعروں میں شریک ہونے لگے۔ آواز میں قدرتی دلکشی ہے۔

آپ دورِ حاضر کی شاعری کے علمبردار ہیں مضامین میں جدید رجحانات صاف جھلکتے نظر آتے ہیں۔ نئی نئی ترکیبیں اور دل کش بندشیں اس انداز سے لاتے ہیں۔ کہ دل سوزی و دلآویزی ہر ہر لفظ میں جان کی طرح سمائی نظر آتی ہے۔ آپ نے متعدد قومی نظمیں بھی لکھیں ہیں۔ ایک عرصہ دراز تک سیاسیات سے بھی وابستہ رہ چکے ہیں۔

مشہور ادبی رسائل میں اکثر ان کی غزلیں چھپتی رہتی ہیں۔

آپ کے مجموعۂ کلام کا نام "یاس و امید" ہے۔

**امین الدین میاں** ۔ ۱۸۹۷ء میں لاہور کے ایک خوشحال گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۹ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔ ایس۔ سی (زوولوجی) کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۲۱ء میں آئی۔ سی۔ ایس کے امتحان میں کامیاب ہوئے۔ ۱۹۲۲ء تک کیمبرج میں تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں۔ اسی سال واپس وطن آئے اور پنجاب میں متعین ہوئے۔ آپ سابق پنجاب کے مختلف اضلاع میں ڈپٹی کمشنر رہے۔ ضلع سرگودھا کی ڈپٹی کمشنری کے دوران بڑا نام پیدا کیا۔ ۱۹۳۹ء میں محکمہ صنعت و ترقیات کے سیکرٹری مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۴ء میں ان کی خدمات مرکزی حکومت نے حاصل کر لیں۔ اور انہیں وزارت تجارت کا جوائنٹ سیکرٹری اور برآمد کا چیف کنٹرولر مقرر کیا۔ تقسیم ہند تک وہ اسی عہدے پر فائز رہے۔ قیام پاکستان کے بعد کراچی پورٹ ٹرسٹ کے صدر بنائے گئے۔ ۱۹۴۹ء میں وہ گورنر جنرل کے ایجنٹ جنرل مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۲ء کے اواخر میں جب مسٹر دین محمد (سابق گورنر سندھ) نے رخصت لی تو میاں امین الدین ان کی جگہ سندھ کے گورنر مقرر ہوئے۔ اپریل ۱۹۵۳ء میں انہیں مسٹر اسماعیل چندریگر کی جگہ سابق پنجاب کا گورنر مقرر کیا گیا۔ تھوڑے عرصے بعد انہیں ترکی میں پاکستان کا سفیر بنا کر بھیج دیا گیا۔ آپ فیڈرل پبلک سروس کمیشن کے صدر بھی رہ چکے ہیں۔ ملک کے قانونی نظام میں اصلاحات کیلئے جو قانونی کمیشن مقرر کیا گیا تھا آپ اس کے بھی رکن تھے۔

**امیہ بن خلف** ۔ مشہور مشرک اور دشمن اسلام حضور نبی کریمؐ کے سخت مخالفین میں سے تھا۔ حضرت بلالؓ اسی کے غلام تھے اور امیہ بن خلف کے انتہائی تشدد اور سختیوں کے باوجود حضرت بلالؓ نے اسلام کو سینے سے لگائے رکھا اور "احد احد" پکارتے رہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے زر بنا غلام اور ایک گرانقدر رقم معاوضہ دے کر حضرت بلالؓ کو لے لیا اور پھر انہیں آزاد کر دیا۔

۲ھ جنگ بدر میں امیہ بن خلف اور اس کا بیٹا مسلمانوں کے قیدی ہوئے اور بالآخر قتل ہوئے۔ امیہ بن خلف کا بھائی ابی بن خلف جنگ احد میں حضورؐ کی ضرب سے مارا گیا۔ یہ دونوں بھائی اسلام کے بدترین دشمن اور ظالم تھے۔

**اناج** ۔ (Food Grains) غلہ اور کھانے کی اجناس کو کہتے ہیں۔ گندم، چاول، چنے، مکی، باجرہ جو، دالیں وغیرہ عام غلہ ہیں۔ گیہوں میں پروٹین، کاربو ہائیڈریٹ، روغن اور نمک ہوتا ہے اور یہ دوسرے

اناجوں کی نسبت زیادہ قوت بخش خوراک ہے۔ چاول میں پروٹین اور روغن کی مقدار نہایت کم ہوتی ہے مگر کاربوہائیڈریٹ اور غذائی اجزا کافی ہوتے ہیں۔ تقریباً دنیا کی نصف آبادی کی زندگی کا انحصار چاول پر ہے۔ چاول کی ایک سو سے زیادہ قسمیں ہیں۔ دالوں میں دوسرے غلوں کی نسبت پروٹین کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے۔ چاول یا گندم کی روٹی کے ساتھ دال کا کھانا کسی حد تک پروٹین کی کمی کو پورا کر دیتا ہے۔ مگر دالوں کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ ان سے ہاضمہ جلدی بگڑ جاتا ہے۔

گندم اور چنے کی باجرہ کے علاوہ مغربی پاکستان میں لاہور، گوجرانوالہ، سیالکوٹ اور شیخوپورہ کے اضلاع میں اعلیٰ قسم کا چاول بھی پیدا ہوتا ہے۔ مغربی پاکستان میں ہر قسم کی دالیں بھی کثرت سے ہوتی ہیں۔ چاول مشرقی پاکستان کی خاص خوراک ہے اور پورے مشرقی پاکستان میں افراط سے پیدا ہوتا ہے۔

## انار (Pomegranate)

انار ایک قسم کا خوش ذائقہ اور دانے دار ثمر ہے۔ جس کے درخت عام طور پر افغانستان، صوبہ سرحد، پنجاب اور بحیرۂ کیسپین کے جنوب مغربی علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ نیز دنیا کے دوسرے ملکوں خصوصاً استوائی خطوں میں وسیع پیمانہ پر اس کی کاشت ہوتی ہے۔

شام اور مصر کے قدیم باشندے اسے خوبصورتی کا نشان سمجھتے تھے۔ سبز چمکدار پتے ارغوانی رنگ کے خوبصورت پھول اور یاقوتی رنگ کے دانوں کے باعث قدیم لوگوں میں انار بہت مقبول تھا۔ قدیم شاعروں اور ادیبوں کے کلام میں بھی جا بجا اس کا تذکرہ ملتا ہے۔

مشرقی ایشیا کے بیشتر ملکوں میں انار کے باغات لگائے جاتے ہیں۔ اس کے دانے شیریں اور کسی قدر ترشی لئے ہوتے ہیں۔ لوگ انار کا رس نکال کر پیتے ہیں۔ پاکستان اور ایران میں اس کے رس سے شربت بنایا جاتا ہے میکسیکو (جنوبی امریکہ) میں شربت بنانے کے علاوہ اس سے شراب بھی کشید کی جاتی ہے۔

انار کے چھلکے، درخت کی چھال اور اس کی جڑوں کا عرق نکال کر دوائیوں میں برتا جاتا ہے۔ چھال چمڑا رنگنے کے کام بھی آتی ہے۔ انار کے خشک چھلکے بہت سی دیسی دوائیوں میں استعمال ہوتے ہیں اور خشک انار دانہ چٹنیوں وغیرہ کے کام آتا ہے۔

**انار کلی** ۔ لاہور کا ایک مشہور تجارتی اور کاروباری بازار۔ لاٹ صاحب کے دفتر کی جس قدیم عمارت میں ریکارڈ آفس ہے وہاں ایک مقبرہ ہے جو انار کلی کے نام سے مشہور ہے اور اس مقبرہ کی وجہ سے بازار کا نام انار کلی رکھا گیا۔

اس مقبرہ کے متعلق بعض غلط قصے مشہور ہیں کہ یہ ایک خادمہ تھی جس سے شہزادہ سلیم (جہانگیر) کو عشق ہو گیا تھا اور اکبر نے اسے زندہ چنوا دیا تھا۔ مگر موجودہ تحقیقات یہ ہیں کہ طرز تعمیر کے باعث اس مقبرہ کا نام انار کلی پڑ گیا۔ ویسے انار کلی کا مقبرہ بٹالہ (مشرقی پنجاب) میں ہے۔ اردو کے مشہور ادیب سید امتیاز علی تاج کے مشہور ڈرامے کا نام بھی انار کلی ہے۔

**اناطولیہ، (ایشیائے کوچک)** - Anatolia or Asia Minor اناطولیہ ایشیائے کوچک کا یونانی نام ہے اس سے وہ خطۂ ارضی مراد ہے جو جزیرہ نما کی صورت میں آرمینیا اور کردستان کی سطح مرتفع کے مغرب میں بحیرۂ اسود کے جنوب میں اور شام و لبنان کے شمال میں واقع ہے یہ خطہ رقبہ میں فرانس کے برابر ہے اور آبادی کچھ زیادہ گنجان نہیں ہے۔

اس کے ساحل سے پرے بہت سے جزائر ہیں۔ میدانی حصہ زیادہ تر بنجر ہے اور جگہ جگہ نمکین جھیلیں پائی جاتی ہیں۔ لیکن ساحلی علاقہ کی آب و ہوا بحیرۂ روم جیسی ہے۔

**اناکیم** ۔ (Anakim) اناکیم دیو قد انسانوں کی ایک نسل تھی جو کبھی جنوبی فلسطین میں آباد تھے۔ ان کا سب سے اہم شہر حبران Hebron تھا جسے یوشع نبیؑ اور کالیب نے تسخیر کیا تھا۔

**انام** ۔ (Annam) ویٹ نام کا ایک صوبہ جو وسعت کے اعتبار سے ملک سویڈن کے برابر ہے اور ۱۸۸۵ء سے حکومت فرانس کے زیر سیادت تھا۔ یہ علاقہ ہند چینی (انڈو چائنا) کے مشرقی ساحل پر واقع ہے۔ اس کی زمین بہت زرخیز اور پیداوار نہایت وافر ہے۔ معدنیات بھی کافی پائی جاتی ہیں۔ اس کا رقبہ اکتالیس ہزار سات سو اٹھاون مربع میل ہے اور آبادی باون لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ جن میں ۹۰۰۰ یورپین اور ۶۰۰۰ چینی ہیں۔ لوگوں کا عام مذہب بدھی ہے۔ صدر مقام شہر ہیو ہے۔

**اَنبیاء** (Prophets. Apostles) ۔ نبی کی جمع۔ یعنی خبر دینے والا قرآن پاک میں نبی کی جمع حالت جری میں نبیین بھی آئی ہے۔ حضورؐ کو خاتم الانبیاء (نبیوں کی مہر) فرمایا گیا ہے۔ قرآن پاک میں بہت سے انبیاء کے نام اور ان کے قصص بیان کئے گئے ہیں۔ بعض حضرات نبی اور رسول میں یہ فرق بیان کرتے ہیں کہ رسول صاحب شریعت ہوتا ہے اور نبی نہیں ہوتا۔ چنانچہ ان کا کہنا ہے کہ ہر رسول نبی ہوتا ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔ بعض دیگر اصحاب کا خیال ہے کہ حق تعالیٰ سے وحی پانا نبوت ہے۔ اور اسے دوسروں تک پہنچانا رسالت۔ بعض کہتے ہیں کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار کی تعداد میں رسول ۳۱۳ ہیں اور باقی نبی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب





**اَنتالنی اینڈرسے رومانیہ کے مستشرق** پروفیسر انتالنی رومانیہ (Rumania) کے مشہور فاضل مستشرقیات (Orientalist) ہیں۔ اس وقت ان کی عمر اسی سال کے قریب ہے۔ انہیں نوعمری کے زمانہ ہی سے علم حاصل کرنے کا شوق تھا۔ ان کے استاد گایور بالنٹ پرانے محقق تھے۔ جنہوں نے مشرق کے ہر حصے کا سفر کیا تھا۔ انتالنی ان سے بہت متاثر ہوئے اور تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد مشرق کا مطالعہ کرنے اور اس کے متعلق معلومات حاصل کرنے کا پرانا خواب پورا کرنے میں مصروف ہو گئے۔ مصر کی شہرہ آفاق درسگاہ جامعہ الازہر میں داخل ہوئے جہاں دور دراز ملکوں کے مستشرق سیاح اور دوسرے لوگوں کا مجمع تھا۔ یہاں انہیں مفتی محمد عبدہٗ کے دلچسپ لیکچر بھی سننے کا موقعہ ملا۔ انہوں نے بڑی محنت اور شوق سے تعلیم حاصل کی اور دینیات اور دیگر علوم میں بڑی دلچسپی کا اظہار کیا۔ قاہرہ سے رخصت ہو کر یروشلم اور بعد ازاں قسطنطنیہ کی سیاحت کی۔ عربی، ترکی، فارسی اور عبرانی کے علاوہ انہوں نے لاطینی۔ یونانی اور کئی مغربی زبانیں بھی سیکھ لیں۔ ۱۹۳۰ء میں بوڈاپسٹ میں (Budapest) میں عالمی ادب کی جو انسائیکلوپیڈیا (Encyclopaedia) شائع ہوئی۔ اس کے مدیروں میں پروفیسر انتالنی بھی شامل تھے۔ اسلام کا مذہبی نظام (Religious System of Islam) ان کی مشہور تصنیف ہے۔

**اِنتخاب** (Elections) ۔ انتخاب کے لفظی معنی چناؤ کے ہیں۔ اصطلاح میں بلدیہ، ڈسٹرکٹ بورڈ، صوبائی اسمبلی یا مرکزی حکومت کے ارکان کے چناؤ کو کہتے ہیں۔ انتخاب جمہوری حکومت کا لازمی جزو ہے۔ جمہوری ممالک کے شہریوں کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ جس شخص کو بہتر سمجھیں اس کے حق میں اپنی رائے دے کر اسے برسر اقتدار لائیں۔

انتخاب کا طریقہ ہر ملک اور ہر زمانے میں الگ الگ رہا ہے۔ پاکستان کے قیام سے پہلے رائے دہندگی محدود تھی۔ میونسپل کمیٹی، ڈسٹرکٹ بورڈ اور صوبائی اسمبلی کے انتخاب کے قوانین جداگانہ تھے۔ ہر

بالغ مرد اور ہر بالغہ عورت کو رائے دینے کا حق حاصل نہ تھا۔ بلکہ حق رائے دہندگی کا تعین جائداد اور آمدنی کے کسی خاص معیار کے مطابق ہوتا تھا۔ اسی طرح امیدواروں کے لئے بھی معقول جائداد کا مالک ہونا لازمی تھا۔

ان دنوں پاکستان میں انتخاب کا جو طریقہ رائج ہے۔ اس کے مطابق رائے دہندہ کو انتخاب کے نگران افسر کی طرف سے ایک پرچی ملتی ہے رائے دہندہ جس امیدوار کو ووٹ دینا چاہے۔ اس کے نام کے مقابل مقررہ نشان لگا کر پرچی اپنے امیدوار کے صندوق میں ڈال دیتا ہے۔ جسے اس مقصد کے لئے کسی محفوظ کمرے میں سربمہر رکھا جاتا ہے۔ انتخاب کا وقت گزر نے کے بعد یہ صندوق امیدواروں کے رُوبرو کھولے جاتے ہیں اور ان کو شمار کیا جاتا ہے۔
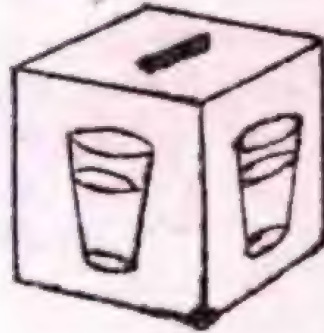
## انتخاب بلاواسطہ اور بالواسطہ۔ (Direct & Indirect Elections)

انتخاب بلاواسطہ کی اصطلاح ایسے انتخاب کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ جس میں عوام کو براہِ راست رائے دینے کا حق ہوتا ہے اور امیدوار عام لوگوں کی کثرت رائے سے چنے جاتے ہیں۔ ہمارے ملک میں میونسپل کمیٹیوں ڈسٹرکٹ بورڈوں اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات بلاواسطہ ہوتے تھے اور عوام کی رائے سے اراکین کا انتخاب ہوتا تھا۔ مگر مجلس دستور ساز کے انتخاب بالواسطہ ہوتے تھے اور ان میں صرف صوبائی اسمبلیوں کے ارکان ہی رائے دینے کے مجاز ہوتے تھے۔

## انتخابی حلقے۔ (Electoral Constituencies and Electoral Colleges)

انتخابی حلقے سے مراد وہ حلقۂ نیابت ہے جس کی تشکیل میونسپل کمیٹی ڈسٹرکٹ بورڈ یا صوبائی اسمبلی کے ارکان کے انتخاب کے لئے کی جاتی ہے۔ میونسپل کمیٹی کے انتخاب میں شہر کو کئی حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ اور ہر حلقہ سے ایک رکن کا انتخاب ہوتا ہے۔ ڈسٹرکٹ بورڈ کے انتخاب میں متعدد دیہات اور قصبات کو ملا کر ایک حلقہ بنایا جاتا ہے۔ اسی طرح صوبائی اسمبلی کے انتخاب میں بھی ایک حلقہ کئی شہروں اور قصبوں پر مشتمل ہوتا ہے، جہاں سے ایک ممبر منتخب ہو کر آتا ہے۔

انتخابی حلقے رائے دہندگان کی سہولت کے پیش نظر محل وقوع کے مطابق بنائے جاتے ہیں۔ ہر انتخابی حلقہ کی نگرانی کے لئے ایک افسر مقرر ہوتا ہے جسے ایکشن آفیسر (Election Officer) کہتے ہیں۔

انتخابی حلقوں کی ایک اور تقسیم انتخابی کالجوں (Electoral Colleges) کی بھی ہوتی ہے۔ جن سے مراد وہ انتخابی حلقے یا علاقے ہوتے ہیں جو چھوٹے حلقوں کو ملانے سے بنتے ہیں اور کسی بڑے ادارے مثلاً قومی اسمبلی کے رکن ان سے منتخب کئے جاتے ہیں۔ اس قسم کا انتخابی نظام انتخاب بالواسطہ کے اصول پر مبنی ہوتا ہے۔

## انتداب (Mandate)

کسی بین الاقوامی جماعت کی طرف سے کسی حکومت کو کسی دوسرے ملک پر عارضی طور پر حکومت کرنے کا اختیار دینا انتداب کہلاتا ہے۔ اسے تولیت بھی کہتے ہیں۔

پہلی جنگ عظیم کے خاتمہ پر جمعیت الاقوام کے احکام کے مطابق ایسے علاقوں کو جو اپنی پسماندگی کی بنا پر آزادانہ حیثیت برقرار رکھنے کے ناقابل سمجھے گئے ان کی تولیت دوسری بڑی حکومتوں کے سپرد کر دی گئی۔ چنانچہ ان علاقوں میں جرمنی اور ترکی کے مقبوضات شامل تھے۔ ان کو مختلف درجوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ تاکہ اسی ترتیب سے آزادی دینے کے مواقع مہیا کئے جائیں۔ مگر دوسری جنگ عظیم کے بعد اب ایسے علاقوں کا کام اقوام متحدہ کی ٹرسٹی شپ کونسل (Trusteeship Council of U. N. O) کے سپرد ہے۔

## انتشار۔ (Confusion)

افراتفری بے چینی اور ہیجانی کیفیت کو انتشار کہتے ہیں۔ انتشار مختلف مواقع پر استعمال کیا جاتا ہے۔ جب کسی شخص کا ذہن

غیر متوازی اور پراگندہ ہو تو اس کیفیت کو ذہنی انتشار کہتے ہیں۔ کسی ملک میں سیاسی بدحالی، طوائف الملوکی اور بدامنی کی کیفیت کو سیاسی انتشار کہیں گے۔ اخلاقی پستی اور بداطمینانی کی کیفیت عمومی انتشار کے تحت آتی ہے۔ طبی اصطلاح میں شہوت اور خیز فرش کو انتشار کہتے ہیں۔

**انتظار حسین**۔ افسانہ نویس، ناول نگار، اور اخبار نویس — ۲۱ دسمبر ۱۹۲۳ء کو ڈبیائی ضلع بلند شہر (بھارت) میں پیدا ہوئے اور گیارہ سال کی عمر میں ہاپڑ منتقل ہو گئے۔ ۱۹۴۳ء میں انہوں نے میرٹھ کالج سے ایم۔ اے اردو کا امتحان پاس کیا اور ۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے پاکستان چلے آئے۔

انتظار حسین کا شمار دورِ جدید کے بلند پایہ نثر نگاروں میں ہوتا ہے۔ اخبار نویسی میں انہوں نے اعلیٰ مقام حاصل کیا ہے۔ ان کے افسانے اور ناول اردو ادب میں ایک بیش قیمت اضافہ سمجھے جاتے ہیں۔ زبان کی سلاست اور روانی کے علاوہ نفاست اور عمدگی، ظرافت اور سادگی ان کی تحریروں کا طرۂ امتیاز ہے۔

ان کے افسانوں کے دو مجموعے "گلی کوچے" اور "کنکری" شائع ہو کر مقبولِ عام ہو چکے ہیں۔ "چاند گہن" ان کا ایک عمدہ ناول ہے۔ "نئی پود" مشہور ناول نگار ترگنیف کے ناول کا ترجمہ ہے۔ مجلسِ ترقیٔ اردو نے ان کے افسانے "بیریم کاربونیٹ" کو ۱۹۵۶ء کا سب سے اچھا افسانہ قرار دیا اور قابل مصنف کو ۵۰۰ روپے انعام دیا۔

**انتظام**۔ (دیکھو نظم و نسق)

**انتظام، نصر اللہ** (Entezam, Nasrollah) ایرانی ماہرِ امورِ خارجہ ہیں ۱۹۰۰ء میں پیدا ہوئے۔ طہران اور پیرس میں تعلیم پائی۔ پہلے پہل ۱۹۲۶ء میں پیرس (Paris) میں ایرانی سفارت خانہ کے سیکرٹری مقرر ہوئے۔ وہاں سے وارسا (Warsaw) اور پھر لندن میں منتقل کئے گئے۔ ۱۹۳۸ء میں ایرانی وزارت امور خارجہ میں پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ کے ڈائرکٹر (Director of Political Department) بنائے گئے وزیر صحتِ عامہ اور وزیرِ امور خارجہ بھی رہ چکے ہیں ۱۹۵۰ء میں امریکہ میں سفیر مقرر ہوئے اور اسی سال اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے صدر منتخب ہوئے اور اپنے تدبر و فراست کے باعث شہرت حاصل کی۔ آپ ہی کے عہدِ صدارت میں وہاں مسئلہ کشمیر پر زور شور سے تقریریں اور بحثیں ہوئیں۔ ایران میں فرقہ اسمٰعیلیہ کی تبلیغی سرگرمیوں میں آپ کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ مرحوم آغا خان کو آپ پر بہت اعتماد تھا۔

**انتظامی ضابطہ**۔ Administrative Order ملکی قانون کے طریقِ عمل کے مفصل انضباط کے لئے کسی انتظامیہ ادارے کی طرف سے جاری کردہ ضابطہ ایسے ضابطے عام طور پر اصل قانون کے عمل درآمد میں توسیع کا موجب ہوتے ہیں اور کم و بیش اصل قانون جتنا اثر رکھتے ہیں۔ مثلاً صوبائی حاکم کسی ملکی قانون کی مطابقت میں کسی مخصوص صورتِ حالات کے تقاضے کو پورا کرنے کے لئے کچھ واضح احکام جاری کرتا ہے اور دراصل وہ احکام اسی غرض کو پورا کرتے ہیں جس کے لئے کہ وہ قانون بنایا گیا تھا۔

**انتظامی قانون**۔ (Administrative Law) سرکاری افسروں اور عوام کے باہمی تعلقات کا قانون۔ جس کی رو سے سرکاری حکام عوام کے ملکی مفاد کی نگرانی کا فرض انجام دیتے ہیں۔ اور ان کو حق تلفی سے بچاتے ہیں۔

**انتظامیہ** (Executive) انتظامیہ حکومت کے بنیادی شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے جو قانونیہ Legislature کے ساختہ قوانین کو ملک

میں نافذ کرنے اور ان پر عمل کرانے کا انتظام کرتا ہے یہ قوانین صدر انتظامیہ Chief Executive or President کی منظوری کے بعد ملک میں نافذ کئے جاتے ہیں۔

انتظامیہ کا کام ملکی قانون کا نفاذ، ملک کے اندر امن وامان کا قیام اور بیرونی خطرات سے ملک کی حفاظت کرنا ہے چنانچہ ان جملہ امور کیلئے عام حالتوں میں ہر صیغہ انتظام علیحدہ علیحدہ وزراء کے سپرد کر دیا جاتا ہے اور وہ سب مل کر پورے ملک کا کاروبار چلاتے ہیں۔ وہ مقننہ یا صدر مملکت کے سامنے اپنی ہر ذمہ داری کے لئے جواب دہ ہوتے ہیں۔ اور ان کے اعتماد کے بغیر اپنے منصب پر بحال نہیں رہ سکتے۔ اگر قانونیہ کسی ایک رکن کے خلاف بھی عدم اعتماد کا اظہار کر دے تو پوری کی پوری انتظامیہ کو مستعفی ہونا پڑتا ہے۔

عدلیہ (Judiciary) کے ججوں کا تقرر بھی انتظامیہ ہی کرتی ہے اور بعض حالتوں میں عدلیہ کی طرف سے عائد کردہ سزاؤں کو منسوخ بھی کر سکتی ہے۔

انتظامیہ کی تین قسمیں ہوتی ہیں۔ پارلیمنٹری انتظامیہ (Pallamentary Executive) صدارتی وزراء اور تکثیری انتظامیہ (Presiding Ministers & Multiple Executive)

تکثیری انتظامیہ صرف سوئٹزرلینڈ میں پائی جاتی ہے۔ اس میں مختلف پارٹیوں کے سات نمائندہ وزراء ملک کی انتظامیہ کو چلاتے ہیں۔ اور انھیں قانونیہ کے ارکان ایک خاص مدت تک کے لئے مقرر کرتے ہیں اور ہر وزیر باری باری سے ایک سال کیلئے اس کا صدر ہوتا ہے۔

صدارتی وزراء کی مثال امریکہ میں ملتی ہے۔ جہاں تمام انتظامی اختیارات صدر امریکہ کو حاصل ہیں اور وہ قانونیہ کی سرزد سے محفوظ ہوتا ہے۔ اور اپنی سہولت کے لئے اس نے صرف مشیر رکھے ہوتے ہیں۔

پارلیمنٹری انتظامیہ جاپان، آسٹریلیا، انگلستان بھارت، کینیڈا اور دیگر کئی ممالک میں پائی جاتی ہے جن میں انتظامیہ کا قانونیہ سے گہرا تعلق ہوتا ہے۔



## انتقال خون - (Blood Transfusion)

ایک زندہ جسم سے دوسرے زندہ جسم میں خون کو منتقل کرنے کا رواج سترھویں صدی عیسوی سے چلا آتا ہے۔ مگر اس طریق کار کا انسانوں پر اطلاق پہلی بار انیسویں صدی میں کیا گیا۔ شروع شروع میں اس سے بعض مہلک اثرات رونما ہوئے۔ جن کی زیادہ تر وجہ (جیساکہ ۱۹۰۷ء میں جینسکی ———— نے معلوم کیا) یہ تھی کہ انسانی خون کی چار اقسام ہونے کے باعث مختلف اور متضاد طبائع کے خونوں کو باہم ملانے سے خطرناک کیفیات پیدا ہو جاتی تھیں اور جب انتقال خون کے وقت طبائع کی موافقت کو ملحوظ رکھا جانے لگا۔ تو یہ فعل ایک معمولی کام بن گیا اور اس سے کمزور و ناتواں مریضوں کو فائدہ پہنچنے لگا۔

## انتہا پسند - (Extremist)

اس اصطلاح کو سب سے پہلے ۱۸۹۶ء میں برطانوی سیاست دان چارلس جیمز فاکس (۱۷۴۹ء تا ۱۸۰۶ء) نے استعمال کیا تھا۔ اس سے وہ افراد اور جماعتیں مراد ہیں جو اشتراکی نظریات کے دور دورہ سے پیشتر وسیع پیمانہ پر اصلاحات کی خواہشمند تھیں۔ موجودہ زمانہ میں اس سے وہ جماعتی گروہ مراد لیا جاتا ہے جو کسی بڑی جماعت کے اندر رہ کر قدرے زیادہ غیل پرست و انتہا پسند ہو۔ چنانچہ بھارتی اشتراکیوں میں ایم۔ این۔ رائے آنجہانی کی ریڈیکل پارٹی اسی نوعیت کی تھی۔

## انتہائی قیمت - (Fixed Price)

حکومت کی طرف سے کسی چیز کے مقرر کردہ انتہائی نرخ اس قیمت سے زیادہ دام وصول نہیں کئے جا سکتے۔

## انٹی کمنٹرن پیکٹ (Anticomintern Pact)

کمیونسٹ انٹرنیشنل کی سرگرمیوں پر نگاہ رکھنے اور ان کو روکنے کے لئے ۲۵ نومبر ۱۹۳۶ء کو جرمنی اور جاپان میں ایک معاہدہ ہوا۔ جو

انٹی کمنٹرن پیکٹ کہلاتا ہے۔ ایک سال بعد اٹلی بھی اس معاہدے میں شریک ہوگیا۔ معاہدہ میں شامل تینوں ملکوں نے روس اور مغربی جمہوری ملکوں کے خلاف سیاسی اتحاد کا مظاہرہ کیا۔ رفتہ رفتہ جرمنی، جاپان اور اٹلی کے زیر اثر ملک بھی اس معاہدے میں شامل ہوگئے۔ ۱۹۳۹ء میں سپین نے بھی اس میں شمولیت اختیار کر لی۔ کیونکہ محوری طاقتوں میں شرکت کے لئے انٹی کمنٹرن پیکٹ میں داخل ہونا لازمی تھا۔

## انجماد، نقطۂ انجماد۔ (Freezing. Freezing Point)

۔ انجماد کے معنی سردی سے جم جانا ہیں۔ زیادہ سردی کے دنوں میں جب درجۂ حرارت ۳۲ درجے فارن ہیٹ یا صفر درجے سنٹی گریڈ یا اس سے بھی کم ہوتا ہے تو پانی جم کر برف بن جاتا ہے۔ چنانچہ فارن ہیٹ اور سنٹی گریڈ کے ان درجوں کو نقطہ ہائے انجماد کہتے ہیں۔ جب اس شدید سردی کا اثر ہوا میں معلق قطرات آبی پر ہوتا ہے تو وہ جم کر برف کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ اور زمین پر روئی کے گالوں کی طرح گر پڑتے ہیں۔ اسی کو برف کہتے ہیں۔ مصنوعی طریقہ سے پانی کو منجمد کر کے بھی برف بنائی جاتی ہے۔

## انجمن۔ (Galaxy) یونانی (Gala)

بمعنی Milk (دودھ سے) یہ لفظ انجم سے بنا ہے۔ اور کل ستاروں کی کائنات کا نام ہے جسے انسان اب تک معلوم کر چکا ہے۔ یہ کائنات ستاروں اور گیسوں کے ایک جسیم قرص کی صورت میں دیکھی گئی ہے جس کا قطر روشنی کے ۱۰۰,۰۰۰ میل کے برابر ہے۔ جس سے مراد یہ ہے کہ یہ فاصلہ روشنی کی مدد سے معلوم کیا گیا ہے یہ جسیم قرص فضا میں ایک پہیئے کی طرح چکر لگاتا رہتا ہے۔ کہکشاں بھی اسی چکر یا قرص کا ایک حصہ ہے۔

اس قرص کا ہر ستارہ قرص کے مرکز کے گرد حرکت کرتا رہتا ہے اور اپنی حرکت کے کئی نظام ہیں۔ جن میں سے ہمارا نظام شمسی ایک ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نظام شمسی کے کل ستارے سورج کے گرد حرکت کرتے ہیں۔ اور سورج ان تمام سمیت قرص کے مرکز کے گرد گھومتا رہتا ہے۔ اور کل نظام باہمی کشش کے باعث ہمہ گی یکسانیت اور توازن قائم رکھتا ہے۔ ہمارا نظام شمسی اس جسیم قرص کے کنارے

کے قریب ہے اور اس لئے اس کو قرص کے مرکز کے گرد چکر لگانے میں زیادہ وقت صرف کرنا پڑتا ہے۔ یہ مدت ۲۵۰ سال کے قریب ہے۔ تمام ستارے جو ہمیں نظر آتے ہیں۔ ہمارے ہی قرص سے وابستہ ہیں۔ زمانہ حال کی طاقتور دوربینوں کی مدد سے ایسے قرص بھی دریافت ہوئے ہیں جو ہمارے قرص سے الگ تھلگ ہیں اور فضا میں یکساں طور پر منقسم ہیں۔ ان کی تعداد دس کروڑ کے قریب بتائی جاتی ہے۔

## انجمن اقوام۔ (League of Nations)

یہ انجمن پہلی جنگ عظیم کے بعد اس ضرورت کے ماتحت قائم کی گئی کہ مستقبل میں لڑائی کو ناممکن بنا دیا جائے۔ چنانچہ تقریباً ۵۰ اقوام نے انجمن میں شرکت کی اور سب اقوام اس بات پر متفق ہوئیں کہ کسی ملک سے تنازع کی صورت میں انجمن کا فیصلہ سب کے لئے قابل قبول ہوگا اور اس کی خلاف ورزی نہ کی جائے گی۔

انجمن کا صدر دفتر جینوا (سوئٹزرلینڈ) میں بنایا گیا اور ہالینڈ میں ہیگ کے مقام پر بین الاقوامی انصاف کی مستقل عدالت (Permanent Court of International Justice) قائم کی گئی۔ انجمن کا بین الاقوامی مزدوروں سے متعلق دفتر مزدوروں کی اجرت تندرستی، رہن سہن وغیرہ امور کے تصفیے کرتا تھا۔ انجمن اقوام نے کافی مفید مطلب خدمات انجام دیں لیکن یہ دوسری عالمگیر جنگ کو روکنے میں ناکام رہی ۱۹۳۳ء میں جاپان سے پوچھا گیا کہ وہ چین سے کیوں برسرپیکار ہے تو اس نے انجمن اقوام سے استعفیٰ دے دیا اور جنگ کو جاری رکھا۔ جرمنی اور اٹلی نے بھی موقع پا کر استعفیٰ دے دیا اور انجمن اقوام سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ بدقسمتی سے امریکہ اس انجمن کا رکن نہیں تھا۔ حالانکہ صدر وڈرو ولسن اس کا بڑا حامی تھا۔ ۱۹۴۶ء میں انجمن اقوام کا خاتمہ ہوگیا اور اس کی جگہ یو۔ این۔ او (انجمن اقوام متحدہ (United Nations Organization) نے لے لی۔

## انجمن اقوام متحدہ۔ United Nations Organization

یو۔ این۔ او۔ متحدہ اقوام کی ایک جماعت جس کی غرض و غایت یہ ہے کہ صلح جویانہ

بحث و تمحیص کے ذریعہ سے اقوام کے درمیان امن و امان اور خوشحالی کو برقرار رکھا جائے۔ جون ۱۹۴۵ء میں ۵۰ اقوام کے نمائندوں نے اس انجمن کے منشور پر سان فرانسسکو میں دستخط کئے تھے۔ یو۔ این۔ او کا پہلا اجلاس جنوری ۱۹۴۶ء میں لندن میں منعقد ہوا۔ اور دوسرا اجلاس اسی سال مارچ میں بمقام نیویارک منعقد ہوا۔ انجمن کا صدر دفتر لیک سکسیس میں واقع ہے۔ اور اسے ایک عالمگیر پارلیمان کی حیثیت حاصل ہے۔ اس کی کامیابی کا دارومدار تین بڑی طاقتوں امریکہ، روس اور برطانیہ کے دوستانہ تعاون اور باہمی رضا و رغبت پر موقوف ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے اقوام متحدہ)

**انجمن امداد باہمی۔** (Co-operative Societies) انجمن ہائے امداد باہمی غریب کاشتکاروں اور دستکاروں میں ایک دوسرے کی عملی امداد کا جذبہ پیدا کرنے کی غرض سے قائم کی گئیں دنیا کے تقریباً ہر ملک میں کاشتکار کو کسی ہنگامی حالات میں اپنی کھیتی باڑی کے واسطے تھوڑا بہت قرض لینے کی ضرورت پڑتی ہے اس طرح دستکار بھی اپنے کاروبار کیلئے مالی امداد کا محتاج ہے۔ چنانچہ ایسے چھوٹے چھوٹے قرض لینے والوں کی سہولت اور فائدے کے لئے لین دین کا ایک ایسا طریقہ رائج کیا گیا ہے جس سے کاشتکاروں اور دستکاروں کو چھوٹی چھوٹی رقمیں معمولی شرح سود پر سہولت سے مل جاتی ہیں۔ اس قسم کے قرض امداد باہمی کے قرض کہلاتے ہیں۔ ان کا انتظام انجمن امداد باہمی کے سپرد ہے۔

حکومت کی طرف سے انجمن ہائے امداد باہمی کے قیام میں مدد دینے اور ان کے کام کی نگرانی کے لئے ایک صوبائی رجسٹرار مقرر ہوتا ہے۔ انجمن کا کاروبار ایک منتخب کمیٹی کے ذمہ ہوتا ہے اور ممبروں کی عام پنچایت سالانہ جلسے کر کے اس کی دیکھ بھال کرتی رہتی ہے۔ انجمن کے سارے معاملات کثرت رائے سے طے ہوتے ہیں۔

**انجمن حمایت اسلام۔** اس انجمن کے قیام کا محرک بھی وہی جذبہ تھا جس نے سرسید کو علی گڈھ کالج قائم کرنے اور اسے ترقی دینے پر اکسایا تھا۔ سابق پنجاب میں قاضی خلیفہ حمید الدین مرحوم کی تحریک اور مساعی سے انجمن کا قیام عمل میں آیا اور اس کا دفتر لاہور کے اندر حویلی اسکندر خاں کے ایک چھوٹے سے مکان میں کھولا گیا۔ جس کا کرایہ صرف ڈھائی روپے ماہوار تھا۔ قاضی صاحب کے رفقائے کار میں مولوی غلام اللہ مرحوم، منشی عبدالرحیم مرحوم، منشی چراغ دین مرحوم، حاجی میر شمس الدین مرحوم، خان نجم الدین مرحوم اور ڈاکٹر محمد دین ناظر بھی شامل تھے۔ انجمن کے پہلے اجلاس منعقدہ ۲۲ ستمبر ۱۸۸۴ء میں سال بھر کی مجموعی آمدنی سات سو چھپن روپے اور کل خرچ تین سو چوالیس روپے تھا۔ مگر ان بزرگوں نے جس انجمن کی بنیاد اس بے سرو سامانی کے عالم میں رکھی تھی۔ وہ آج ایک عظیم الشان تعلیمی اور ثقافتی ادارہ ہے۔ ایک زمانہ میں انجمن کے سالانہ جلسوں کا چرچا پنجاب بھر میں ہوتا تھا اور اس کی تقریب کو قومی تیوہار کی سی حیثیت حاصل ہو گئی تھی۔ لوگ دور دراز سے ان جلسوں میں شریک ہونے کے لئے لاہور آتے تھے اور برصغیر کے نامور مذہبی رہنما، اہل علم و دانش، ادیب شاعر اور سیاست دان اس کی کارروائی میں شامل ہوتے تھے۔ چنانچہ انجمن کے جلسوں کو یہ سعادت حاصل ہے کہ ان میں سرسید، مولانا حالی، مولانا شبلی، محسن الملک، سر محمد شفیع، شیخ سر عبدالقادر، جسٹس شاہ دین اور علامہ اقبال نے نہ صرف شرکت کی بلکہ ان جلسوں کی کارروائیوں میں حصہ لیا اور اپنی نظمیں، مقالے اور مضامین پیش کئے۔ علامہ اقبال نے بھی بعض مشہور نظمیں انجمن کے جلسوں میں پڑھیں۔ اس وقت انجمن کے زیر اہتمام متعدد تعلیمی ادارے کام کر رہے ہیں۔ جن میں دس ہزار سے زیادہ طلباء اور طالبات زیر تعلیم ہیں۔ دو یتیم خانوں کا انتظام بھی انجمن کے ہاتھ میں ہے۔

**انجمن حرفہ** (Labour Union) انجمن حرفہ یا لیبر یونین مزدوروں یا کارکنوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے قائم کی جاتی ہے۔ اس قسم کی انجمن اپنے ممبروں کے لئے مناسب اجرت اور موزوں کام کا انتظام کرتی ہے اور اس میں ممبروں کی بہبودی اور ترقی کی ہر مناسب طریق سے سعی کی جاتی ہے۔

مزدوروں میں باہمی اتحاد و اتفاق پیدا کرنا، مشترکہ اندوختہ سے فنڈ قائم کر کے بیکاری کی حالت میں

مزدوروں کی امداد کرنا۔ تعلیم یافتہ اور باخبر منتظمین کے ذریعے مزدوروں کے حقوق کی حفاظت کرنا، انجمن حرفہ کے بڑے بڑے فرائض ہیں۔
زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ انجمن حرفہ کے قیام سے پہلے مزدور کسی شمار و قطار میں نہ تھے، ملکی قانون سازی میں ان کا برائے نام دخل بھی نہ تھا۔ لیکن آج ان انجمنوں کے قیام کی بدولت مزدور اپنے حقوق و فرائض کے بارے میں حکومت سے براہ راست رابطہ قائم کئے ہوئے ہیں (نیز دیکھو ٹریڈ یونین)

**انجمن فری میسن۔** (دیکھو فری میسن)

**انجمن نوجوانان عیسائیت۔** Young Men's Christian Association
انجمن نوجوانان عیسائیت کا مقصد نوجوان عیسائی مردوں میں مذہبی رکھاؤ پیدا کرنا اور کلبوں، ہوٹلوں، کنٹینوں اور اس طرح کے دوسرے سماجی اداروں کے ذریعے ان کی مذہبی اور روحانی ضرورتوں کو پورا کرنا ہے۔ اس انجمن کی بنیاد سب سے پہلے انگلستان میں رکھی گئی۔ مگر اب دنیا کے بہت سے ممالک میں ایسی انجمنیں موجود ہیں اور جہاں تک عیسائیوں کے مذہبی امور اور ان کے مابین خدمت خلق کا تعلق ہے اس انجمن کو ان امور میں بین الاقوامی حیثیت حاصل ہے۔ انجمن کا بین الاقوامی مرکز جینوا ہے۔ مردوں کی طرح عورتوں کی ایک انجمن بھی ہے جو انجمن خواتین عیسائیت (Young Women's Christian Association) کہلاتی ہے۔

**انجن** (Engine) یہ دو قسم کے ہوتے ہیں۔
۱۔ بھاپ سے چلنے والے انجنوں کی دو بالکل جدا گانہ قسمیں ہیں۔ چرخ بخاب والا انجن (Turbine Engine) اور سیدھی دھر کا انجن (Reciprocating Engine) اول الذکر میں دھر پر چرخے لگے ہوتے ہیں جنہیں بھاپ دھکا دے کر گھماتی ہے۔ ایسے انجن بجلی پیدا کرنے کے کارخانوں میں ڈینمو چلانے کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ پانی کے جہازوں کی پتواریں بھی ان سے چلائی جاتی ہیں۔ نقشہ

میں سیدھی دھر کا انجن دکھلایا گیا ہے۔ بیلن میں بھاپ داخل ہو کر نشارہ (Piston) اور نشار گز (Piston Rod) کو دھکا دیتی ہے۔ پھر ایک والو کو کھولنے بند کرنے سے بھاپ بیلن میں دوسری طرف سے داخل ہوتی ہے۔ اور نشار گز کو واپس لوٹا دیتی ہے۔ چنانچہ اسی عمل کی تکرار ہوتی رہتی ہے اور انجن چلتا رہتا ہے
اس قسم کے انجن ہر لحاظ سے قابل اعتبار ہیں اور انہیں کارخانوں اور ریل کے انجنوں میں استعمال کیا جاتا ہے
۲۔ انٹرنل کمبسچن انجن (Internal Combustion Engine.) یا موٹر انجن۔ اس قسم کے انجن یا تو برقی پتنگوں (Sparks) کے ذریعہ یا پھر دباؤ کی وجہ سے گیس میں آگ لگنے سے چلتے ہیں۔ یہ قسمیں علی الترتیب "سپارک اگنیشن انجن" اور "کمپریسڈ اگنیشن انجن" کہلاتی ہیں۔ اول الذکر قسم میں کوئی جلد سے اڑ جانے والی گیس جس میں پٹرول کے بخارات ہوتے ہیں۔ یا کول گیس جس میں ہوا شامل کی گئی ہو دھات کے بیلن میں پہنچائی جاتی ہے چنانچہ ہوا گرم ہو کر قدرے اوپر اور دھری پیچ (crankshaft) کو متحرک کرتی ہے جلد سے اڑنے والی ہوا جس آلے میں تیار کی جاتی ہے اس کو کاربریٹر کہتے ہیں۔ بیلن کے اندر بجلی کے (Sparks) پتنگے سے اسے آگ لگائی جاتی ہے۔ نقشہ میں ایک بیلن کا چار چوٹ والا سادہ انجن (One Cylinder Engine of the four strokes) دکھلایا گیا ہے۔ دائرۂ عمل حسب ذیل ہے۔ انڈکشن سٹروک (Induction Stroke) کی حالت میں نشارہ (Piston) بیلن میں باہر کی جانب حرکت کرتا ہے جسکی وجہ سے والو کھل کر آتشگیر ہوا بیلن کے اندر داخل ہو آتی ہے۔ جب نشارہ بیلن کے دوسرے سرے تک پہنچ جاتا ہے تو والو (Valve) بند ہو جاتا ہے۔ کمپریشن سٹروک کی حالت میں نشارہ واپس ہو کر آتشگیر ہواؤں کو بھینچ دیتا ہے اور ان کا حجم کم رہ جاتا ہے۔ جب نشارہ اندرترین مقام تک پہنچ جاتا ہے تو برقی چنگاری ہواؤں میں آگ لگا دیتی ہے۔ آگ لگنے سے ہوائیں پھیل کر نشارہ پر دباؤ ڈالتی ہیں اور اسے باہر کی طرف دھکیل دیتی ہیں۔ اس تیسری حالت کو پاور سٹروک (Power Stroke) کہتے ہیں
چوتھی حالت اگزاسٹ سٹروک (Exhaust Stroke)

کہلاتی ہے۔ اس حالت میں ایک دوسرا والو (Value)
کھل کر استعمال شدہ گیس کو سلین سے خارج کر دیتا ہے
اسی ترتیب سے یہی چاروں سٹروک (Strokes) بار بار دہرائے
جاتے ہیں اور اس چکر کی تکرار برابر جاری رہتی ہے
نشار گز کے اوپر نیچے چلنے سے دھرا گھومتا ہے چونکہ
چار چوٹوں میں صرف ایک چوٹ طاقت (Power)
پیدا کرتی ہے۔ اس لئے ایک بھاری دندانوں والا
بڑا پہیہ (Fly Wheel) بھی استعمال کرنا پڑتا ہے
جو مشین کی رفتار کو
باقاعدہ رکھنے اور اس
کی قوت کو محفوظ کرنے
کے لئے لگایا جاتا ہے
کمپریسڈ اگنیشن انجنوں
میں چلنے والی ہواؤں
کے بخارات کو ہوا
سے اس وقت تک نہیں ملایا جاتا جب تک کہ
ہوا سلین میں پہنچ کر خوب گرم نہ ہو جائے
سلین کی ہوا گرم
ہو جانے پر آگ
پکڑنے والی گیسیں
باریک پچکاری
کے ذریعے سے
سلین کے اندر داخل
ہو کر آسانی سے جل
سکتی ہیں۔
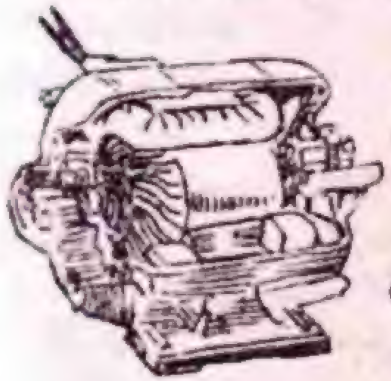
**انجن ریل گاڑی** ـ (Locomotive) یہ
انجن بھاپ، ڈیزل یا بجلی سے چلتا ہے۔ اس کے پیچھے
مال یا سواریوں کے ڈبے لگے ہوتے ہیں۔ اور یہ
مع ڈبوں کے لوہے کی پٹڑیوں پر چلتا ہے۔
تصویر میں بھاپ سے چلنے والے انجن کے
کل پرزے دکھلائے گئے ہیں۔ بھٹی میں کوئلہ جلایا جاتا
ہے جہاں سے شعلے اور گرم گیس بائلر کی نلکیوں میں
سے ہوتی ہوئی دھنواں کش (Funnel) سے انجن
کے باہر نکل جاتی ہے۔ نلکیوں کی تمازت سے بائلر
کا پانی ابلنے لگتا ہے اور بھاپ اوپر کے گنبد میں جمع
ہونے لگتی ہے۔ جب انجن کا ڈرائیور ریگولیٹر والو
کھولتا ہے تو بھاپ بائلر کے تیز گرم نلکوں میں سے
گزر کر اور زیادہ گرم ہو جاتی ہے۔ پھر یہ سلین
(Cylinder) میں جاتی ہے جس میں پسٹن یا ورے لگے ہوتے
ہیں۔ بھاپ کے دباؤ سے پہلے پسٹن ایک سمت میں
چلتا ہے۔ پھر والو کھلنے پر دوسری سمت میں حرکت کرتا
ہے۔ استعمال ہونے کے بعد بھاپ
نکاسی سوراخوں سے گزر کر چمنی میں چڑھ
جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے بھٹی میں تیز ہوا آ کر کوئلہ کو تیزی
سے جلاتی ہے نشار گز کے آگے پیچھے چلنے کی حرکت کلوں
کے ذریعہ پہیوں کو منتقل کر دی جاتی ہے۔ دو دو پہیے
آپس میں جڑے ہوتے ہیں۔ والو گیر کے ذریعہ نشار گز
کی حرکت کو الٹ کر انجن
کو پیچھے کی طرف بھی چلایا جا
سکتا ہے۔ ڈرائیور اور
بھٹی گرم کرنے والا فائرمین
انجن کے پچھلے حصہ میں بیٹھے
ہیں جہاں انجن کے سارے
کل پرزے پیمائش کے
آلے (میٹر وغیرہ) اور
بریک ہوتے ہیں۔
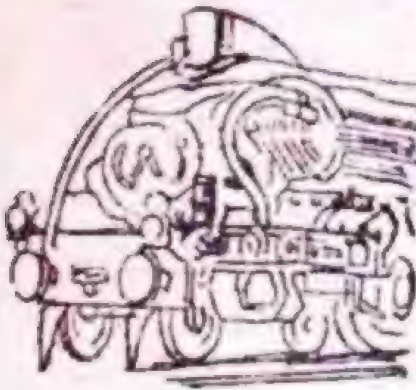
**انجن ہاری** (Stye) پھنسی جو پلک کے
نیچے نکل آتی ہے اور اس کی وجہ سے ایک پپوٹا متورم
ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ٹکٹس لگانے سے درد میں کمی واقع
ہو جاتی ہے۔

**انجیر** ـ (Fig) انجیر مشہور پھل ہے جو گولائی
رنگ میں سیاہی مائل اور بہت میٹھا ہوتا ہے۔ انجیر
کے درخت بحیرہ روم کے خطے آسٹریلیا اور افریقہ
کے علاوہ ریاست ہائے
متحدہ امریکہ کی ریاستوں
میں سے کیلیفورنیا میں
بھی کثرت سے پائے
جاتے ہیں۔ انجیر نہ
صرف کھانے کے
کام آتی ہے۔ بلکہ بہت
سی دواؤں میں بھی
استعمال ہوتی ہے۔

**انجیل۔** (Bible) **صحف سماوی (توریت** زبور۔ انجیل۔ قرآن) میں سے ایک صحیفہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا۔ اس کتاب مقدسہ کے اصلی اور ابتدائی نسخے ناپید ہیں۔ اگر ہوتے بھی تب بھی بعد نزول قرآن پاک اس کو منسوخ تصور کیا جاتا۔

اہل اسلام عیسائیوں کی طرح اسے بھی الہامی کتاب مانتے ہیں جو حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوئی تھی اور جس کا ذکر قرآن شریف میں جگہ جگہ ہے لیکن اس کو عیسائیوں نے تحریف کر کے کچھ کا کچھ کر لیا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کے نزدیک موجودہ انجیل اصلی نہیں ہے۔ چار انجیلیں زیادہ مشہور ہیں متی، مرقس، لوقا اور یوحنا۔ ان چاروں میں بھی جزوی اختلاف پایا جاتا ہے۔ اہل اسلام کو ابتدا ہی میں عرب کے عیسائیوں اور مسیحی نومسلموں کے ذریعہ ان کے عقائد کا علم ہو گیا تھا۔ سب سے پہلے سنہ ۶۳۱ء اور سنہ ۶۴۰ء کے درمیان عمرو بن سعد کے حکم سے انجیل کا عربی میں ترجمہ کیا گیا اور اس کے بعد خود مسلمانوں نے عربی دان عیسائیوں سے اس کا ترجمہ کرایا۔ یہ تراجم جو یونانی، قبطی اور شامی زبانوں سے کئے گئے تھے۔ ان میں بھی اختلاف تھا۔ انجیل میں حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے اور ان کو مصلوب گردانا گیا ہے۔ جو مسلمانوں کے عقیدے نص قرآنی کے سراسر منافی ہے۔

**انجیل (عہد نامے)** (New Testament) (Old Testament) ۔انجیل کے دو حصے ہیں جو عہد نامہ جدید اور عہد نامہ عتیق کے ناموں سے پکارے جاتے ہیں۔ موخرالذکر زیادہ تر دین موسوی کے کوائف سے متعلق ہے۔ انجیل کا انگریزی زبان میں ترجمہ سنہ ۱۶۰۴ء اور سنہ ۱۶۱۱ء کے درمیان یہ عہد جیمز اول ہی کے حکم سے ہوا۔ اس کا ترجمہ ۴۷ آدمیوں کو سپرد کیا گیا تھا۔ جن کا انتخاب بڑی قابلیت اور غیر جانبداری سے ہوا تھا۔ انگریزی ترجمہ حیرت انگیز سادگی وقار اور صوتی اثر کا حامل ہے۔ اس کے اسلوب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے مترجمین اصل مسودہ کی روح برقرار رکھنے میں کامیاب رہے ہیں۔ جرمنی زبان میں انجیل کا ترجمہ مارٹن لوتھر نے کیا تھا۔

**انجیل (قسمیں)** یہ انجیلیں موجودہ صورت میں چار ہیں۔ انجیل متی، انجیل مرقس، انجیل لوقا اور انجیل یوحنا۔ ان میں سے پہلی تین کو اناجیل خلاصہ کہتے ہیں۔ کیونکہ ان میں واقعات کے ایک ہی سلسلہ کے خلاصہ جات دیئے گئے ہیں برخلاف یوحنا کی انجیل کے کہ اس میں دوسری قسم کے واقعات کا بیان ہے یہ تو چار مصدقہ اناجیل کا بیان ہے لیکن عیسائیوں کی چرچ ہسٹری کی رو سے اور بھی کئی انجیلیں تھیں اور ہیں۔ لیکن کلیسا ان کو مقدس نہیں مانتا۔ یہ ظاہر ہے کہ ان صحیفوں میں ایسے بیانات موجود ہیں جو موجودہ پادریوں کے حسب منشا نہیں۔ ان میں سے ایک انجیل برناس کی کہی جاتی ہے۔ جس میں آنے والے نبی آخرالزمان کا نام فارقلیط دیا گیا تھا۔ اور جس کا ترجمہ محمدؐ ہے۔ یہ امر بھی چرچ ہسٹری میں مسلم ہے کہ ان انجیلوں میں بھی وقتاً فوقتاً تحریف ہوتی رہی ہے۔ کیونکہ کئی جگہ سے آیتیں اڑا دی گئی ہیں اور کئی فقرات کو بدل کر ان کے معنی تبدیل کر دیئے گئے ہیں۔ اس قسم کی تحریفات کی وجوہ جواز یہ بیان کی جاتی ہیں کہ نئے اور زیادہ مصدقہ نسخے دستیاب ہونے کے باعث موجودہ نسخوں کی تطبیق اور تصحیح لازمی ہو جاتی ہے

**انجینئرنگ** (Engineering) عام طور پر مشینری یا انجنوں کا بنانا اور ان کا استعمال انجینئرنگ کہلاتا ہے۔ لیکن انجینئرنگ کے تحت علاوہ ان امور کے اور بھی کئی کام آتے ہیں۔ مثلاً ریلوں، سڑکوں، پلوں، بندرگاہوں، نالیوں اور عمارتوں وغیرہ کی تعمیر جسے سول انجینئرنگ کہتے ہیں۔ الیکٹریکل انجینئرنگ کی شاخ بجلی کے کاموں سے تعلق رکھتی ہے۔

خود بخود چلنے والی مشینوں مثلاً بری اور بحری جہازوں، آبدوزوں، تیل، گیس اور سٹیم کے انجنوں ہوائی جہازوں، موٹر کاروں اور بسوں وغیرہ کی تیاری اور مرمت مکینیکل انجینئرنگ کہلاتی ہے۔

زرعی انجینئرنگ کا تعلق زراعتی کاموں سے ہوتا ہے۔ مثلاً ٹریکٹر، جڑوں کو کاٹنے والی مشینیں، دودھ دوہنے اور ڈیری فارم کی ضروریات کی مشینیں اور ان کے کل پرزے وغیرہ

کیمیکل انجینئرنگ جڑی بوٹیوں اور کیمیاوی قسم کی اشیاء سے تعلق رکھتی ہے۔

**اندرا** ۔ آریاؤں کا دیوتائے جنگ جو ہندو دھرم میں مسلم ہے ۔ بالبعد کے ہندوؤں نے اسے شودیوتا کے مترادف قرار دیا ہے ۔

**اندلس** ( Andalus ) ۔ جنوبی ہسپانیہ کا علاقہ ہے ۔ اس کی آبادی چالیس لاکھ کی ہے نہایت زرخیز ہے ۔ انگور اور دوسرے پھل خوب پیدا ہوتے ہیں ۔ غلہ کی پیداوار بھی اچھی خاصی ہوتی ہے ۔ یہاں سے معدنی اشیاء بھی برآمد ہوتی ہیں ۔ کورڈووا ۔ گرینیڈا ، وغیرہ اس کے صوبے ہیں ۔ اسلامی دور حکومت میں ہسپانیہ کو اندلس کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا ( دیکھئے سپین )

**اندور ( ریاست )** ( Indore ) وسطی ہندوستان کی ایک ریاست جس کا رقبہ ۹۱۰۰ مربع میل اور آبادی ۱۳ لاکھ ۲۵ ہزار کے قریب تھی ۔ زمانہ قدیم میں اس ریاست کا متمدن حصہ مرہٹوں پر مشتمل تھا اور پہاڑی علاقوں میں گونڈ اور بھیل نسلوں کے لوگ آباد تھے ۔ حکمران کو مہاراجہ کہتے تھے اور دار الحکومت اندور نام کا شہر تھا ۔ برصغیر ہندوستان کی تقسیم کے بعد بھارت نے منجملہ دوسری ریاستوں کے ساتھ اسے بھی ختم کر دیا ہے اور اس کا الحاق بھارت سے ہو چکا ہے ۔

**انڈورا ( سلطنت )** ( Andorra ) انڈورا دنیا کی سب سے چھوٹی ری پبلک ہے جو فرانس اور سپین کی سرحد پر واقع ہے ۔ اس کا رقبہ تقریباً ۱۷۵ مربع میل ہے اور آبادی ۵۲۳۱ نفوس کے قریب ہے ۔ اس کا صدر مقام بھی انڈورا ہی ہے ۔ اس میں باضابطہ عام انتخابات ہوتے ہیں اور اسمبلی کے باقاعدہ اجلاس بلائے جاتے ہیں ۔ نظم و نسق کا کام وزارت کے سپرد ہے ۔ جس کے تحت فوج ، پولیس وغیرہ کے باقاعدہ محکمے قائم ہیں ۔ یہاں کے لوگ خاصے خوشحال ہیں جس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ یہاں قمار بازی اور شراب نوشی کے اڈے ہیں ۔ یہاں فرانس اور سپین سے ہزاروں لوگ تفریح کے لئے آتے ہیں

**اندھاپن** ۔ ( Blindness ) آنکھ سے نظر نہ آنا ۔ اندھاپن یا نابینا ہونے کی بہت سی وجوہ ہو سکتی ہیں ۔ بسا اوقات آنکھ پر چوٹ لگنے سے یا آنکھ کی کسی بیماری کی وجہ سے بینائی زائل ہو جاتی ہے ۔ بعض حالات میں اندھے پن کا علاج کیا جا سکتا ہے مثلاً پردہ چشم ( Retina ) کو عمل جراحی سے علیحدہ کر کے درست کرنا یا آنکھ کے ڈھیلے کے پردے کو جسے قرنیہ کہتے ہیں ، دوسرے صحت مند قرنیے سے تبدیل کر دینا وغیرہ ۔ اگر اندھاپن لاعلاج ہو تو ایک مخصوص قسم کی تربیت دینے سے نابینا اشخاص ایک حد تک دوسروں کے دست نگر ہوئے بغیر اپنے سب کام خود کر لیتے ہیں اور کسب معاش بھی کر سکتے ہیں ۔ اس قسم کی تربیت سینٹ ڈنسٹن ( St. Dunston ) نامی ادارہ میں دی جاتی ہے ۔ ابھرے ہوئے حروف پر انگلیاں پھیر کر اندھے پڑھ بھی لیتے ہیں ۔ یہ طریقہ بریل ( Braille ) کہلاتا ہے کتابوں کا مضمون گراموفون ( Gramophone ) کے مخصوص ریکارڈوں کے ذریعے سنایا جاتا ہے ۔ یہ ریکارڈ بیس بیس منٹ تک چلتے رہتے ہیں ۔

**اندھرا ( سٹیٹ )** ( Andhra State ) اندھرا کو بھارت کے نئے صوبے کی حیثیت اور الگ انتظامی یونٹ کا درجہ ۱۹۵۳ء میں حاصل ہوا ۔ مگر اس کا نام صدیوں پرانا ہے ۔ اس سے پہلے تقریباً چار سو سال تک یہ علاقہ مدراس میں شامل رہا ۔ یہاں کے باشندے نصف صدی سے اندھرا کو الگ صوبہ بنانے کا مطالبہ کر رہے تھے ۔ مگر اس تحریک کی کامیابی کا سہرا مسٹر رامولو کے سر ہے جس نے اندھرا کو الگ صوبہ قرار دینے کا مطالبہ منوانے کے لئے بھوک ہڑتال کی اور ۵۸ دن بھوکے رہنے کے بعد جان دیدی ۔ اس کے مرنے کے چار روز بعد اندھرا کو الگ صوبہ قرار دیدیا گیا

اندھرا کا موجودہ صدر مقام کرنول ہے ۔ مگر وہاں کے باشندے مدراس کی واپسی کا بھی برابر مطالبہ کر رہے ہیں ۔ اندھرا کی تحریک کو اصل تقویت ادبی حلقوں سے ملی ۔ ۱۹۱۳ء میں ایک ادبی انجمن نے اندھرا کو الگ صوبہ قرار دینے کا مطالبہ کیا اور اس خیال کو لوگوں کے ذہن نشین کرایا کہ یہاں کی تہذیب و ثقافت برصغیر ہندو پاکستان کے دوسرے حصوں سے مختلف ہے ۔ اس لئے اسے الگ صوبہ تسلیم کیا جائے ۔ اندھرا کا

صدر مقام حیدر آباد ہے۔ جو سقوطِ حیدر آباد سے
قبل نظام کا پایۂ تخت تھا۔

**اندھرا (سلطنت)** (Andhra Kingdom)
اندھرا سلطنت دریائے کرشنا اور کاویری
کے درمیان پھیلی ہوئی تھی۔ موریہ سلطنت کے زوال پر اندھرا
سلطنت کو خوب وسعت ملی۔ پہلی صدی قبل مسیح اندھرا
سلطنت پورے ہندوستان کے عرض میں پھیلی ہوئی تھی
ڈیڑھ سو سال قبل مسیح شاہان اندھرا مغرب کے شہنشاہ
کہلانے لگے تھے۔ اسی زمانے میں اندھرا خاندان نے
مگدھ کو فتح کیا۔ پانچ سو سال کے بعد اندھرا سلطنت
زوال پذیر ہوئی اور پلو خاندان اور مگدھ خاندان نے
اس پر قبضہ کر لیا۔ اس سلطنت میں بدھ مت اور ہندو
مت ساتھ ساتھ رہے۔ حکومت جلتشوؤں کی پرورش
اور نگہداشت بھی کرتی تھی۔ اور برہمنوں کے رواج کے
مطابق گھوڑے اور دوسرے جانوروں کی قربانی بھی
ہوتی تھی۔ سرکاری اور علمی و ادبی زبان پراکرت تھی۔
سلطنت میں سنسکرت کے جاننے والے بھی تھے مگر
بادشاہ سنسکرت کے علم سے بے بہرہ تھے۔

**اندھوں کی کتاب۔** (Braille) نظام
تحریر جسے اندھے پڑھ سکیں۔ نابینا اُبھرے ہوئے
نقطوں کے مختلف اجتماعات پر، جن سے مختلف حروف
واعداد تعبیر ہوتے ہیں، اپنی انگلیاں پھیر کر عبارت کا
مفہوم سمجھ لیتا ہے۔

**اندھی آنت** (Appendix)
بڑی آنت کے شروع میں ایک چھوٹا سا زائد ٹکڑا لگا ہوا
ہوتا ہے اس کو اپنڈکس یا اندھی آنت کہتے ہیں۔ اس
کا مقام ناف اور دائیں
کولھے کی ہڈی کے درمیان
ہوتا ہے۔ اس ٹکڑے
کا عمل اب تک دریافت
نہیں ہو سکا
کبھی کبھی اپنڈکس
میں ورم ہو جاتا ہے اور
درد ہوتا ہے۔ یہ بیماری



اپنڈے سائٹس (Appendicites) کی بیماری
کہلاتی ہے۔ جب یہ مرض شروع ہوتا ہے تو ناف کے
اوپر پسلیوں کے جوڑ پر درد ہوتا ہے: متلی بھی ہوتی
ہے۔ حرارت بھی ہوتی ہے۔ کچھ دیر کے بعد درد
اندھی آنت کے مقام پر ہوتا ہے۔
اس بیماری کا علاج یہ ہے کہ اندھی آنت کو کٹوا دیا
جائے۔

**اندھے کی چھڑی۔** بچوں کا ایک دلپسند کھیل
ایک کھلاڑی کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر اُسے درمیان میں
کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک لاٹھی ہوتی
ہے۔ باقی کھلاڑی اندھے کے گرد حلقہ باندھ کر دائرے
کی شکل میں گھومتے رہتے ہیں۔ اندھا اپنی لکڑی سے
کسی ایک کھلاڑی کو چھو دیتا ہے اور وہ لکڑی کے سرے
کو پکڑ لیتا ہے۔ باقی تمام کھلاڑی خاموش کھڑے ہو جاتے
ہیں۔ اندھا کسی ایک جانور کی بولی بولتا ہے۔ جس
کھلاڑی کے ہاتھ میں لاٹھی کا دوسرا سرا ہوتا ہے۔ وہ
ہو بہو اسی آواز کی نقل اتارتا ہے۔ اندھا اپنے قیاس
سے کام لے کر اُسے پہچاننے اور اس کا نام پکارنے
کی کوشش کرتا ہے۔ اگر وہ شناخت میں کامیاب ہو
جاتا ہے تو اندھا کھلاڑی کی جگہ لے لیتا ہے۔ اور پکڑا جانے
والا کھلاڑی اندھا بنا دیا جاتا ہے۔

**انڈا۔** (Egg) انڈا وہ خلیہ ہے جو جانوروں
کی مادہ سے نکلتا ہے اور ان کی آئندہ نسلوں کے لئے
جنین سمجھا جاتا ہے جس سے ان کے بچے پیدا ہوتے
ہیں۔
جانوروں کے علاوہ کیڑے مکوڑے از قسم
مکھی، مچھر، سانپ وغیرہ بھی انڈے دیتے ہیں۔ اور
ان جانداروں کی مختلف اقسام کے لحاظ سے ان کے
انڈوں میں بھی جسامت، رنگ، بیرونی چھلکے اور اندرونی
مواد کے لحاظ سے فرق ہوتا ہے۔
پالتو جانوروں اور پرندوں کے انڈوں کا
بیرونی خول سخت اور رینگنے والے کیڑے مکوڑوں
کے انڈوں کا بیرونی خول چمڑے جیسا نرم ہوتا ہے
رینگنے والے جانوروں کے انڈے پرندوں کے
انڈوں سے چھوٹے ہوتے ہیں۔ مچھلیوں کے انڈے

بھی ان گنت اقسام کے ہوتے ہیں۔ ایک بہت بڑی مچھلی جو شارک جیسی ہوتی ہے لاکھوں کی تعداد میں انڈے دیتی ہے۔ جن میں سے بیشتر ٹوٹ پھوٹ کر ضائع ہو جاتے ہیں۔

بعض پالتو جانوروں مثلاً بطخ اور مرغی کا انڈا کھایا جاتا ہے۔ مرغی کا انڈا سب انڈوں سے زیادہ فرحت بخش اور زود ہضم ہوتا ہے۔ اس میں تیل نمک کاربن اور نائٹروجن کے اجزاء ہوتے ہیں۔

شتر مرغ پرندوں میں سے سب سے بڑا اور اس کا انڈا بھی سارے جانوروں کے انڈوں سے بڑا ہوتا ہے اس کی جسامت مرغی کے قریباً ۲۴ انڈوں کے برابر اور اوسط وزن ۳،۱م پونڈ تک ہوتا ہے اُبلتے ہوئے پانی میں ڈالنے پر ۴۵ منٹ کے بعد ابلتا ہے۔ (نیز دیکھو انڈوں کی غذائی قدر)

انڈا پکانے کی ترکیب باریک کتری ہوئی اور ابلی ہوئی پالک کا جوشاندہ بقدر نصف پیالی تیار کرو۔ اس میں ایک چمچہ مکھن اور قدرے جائفل ڈالو۔ ایسی جگہ رکھ دو جہاں وہ گرم رہے تین یا چار انڈے خوب سخت کر کے ابال لو اور ہر ایک کو لمبائی کی طرف سے کاٹ کر دو حصے کرو۔ زردی الگ کر کے اسے اچھی طرح سے پالک کے جوشاندے میں پھینٹ لو۔ یہاں تک کہ انڈے کی زردی اور پالک یک جان ہو جائیں۔ اس پر نمک مرچ چھڑک دو اور مرکب کو انڈے کی سفیدی کی گہرائیوں میں بھر دو۔ اب پیالی بھر دودھ قدرے مکھن اور ایک چمچہ میدے کی چاٹ تیار کرو۔ جب یہ گاڑھی ہو جائے تو نصف انڈوں کو ایک طشتری میں ترتیب کے ساتھ رکھ دو۔ بعد ازاں ان کے گرداگرد چاٹ انڈیل دو۔ پانچ منٹ تک چولھے کی آگ پر خوب گرم کرو۔ بس کارلی مائیٹ انڈا تیار ہے (Carlemite Egg)

(Egged Mushrooms)

اس کی ترکیب یہ ہے کہ ایک کڑھائی میں دو اونس مکھن ڈالو۔ جب پگھل جائے تو ایک پونڈ چھلی ہوئی صاف کھمبیاں اس میں ڈالو۔ دس منٹ تک انہیں آہستہ آہستہ بگھارو۔ بعد ازاں دو سخت ابلے ہوئے انڈوں کے ٹکڑے اس میں ڈالو اور آدھی پیالی ملائی اضافہ کرو

(Eggs Lyonnaise) ایک فرائنگ پان میں ایک چمچہ مکھن ڈالو۔ پگھل جائے تو اس میں باریک کتری ہوئی پیاز ڈالو۔ دس منٹ تک آہستہ آہستہ بگھارو۔ ایک بڑا چمچہ میدے کا ڈال کر خوب ہلاتے رہو یہاں تک کہ نرم ہو جائے۔ دو بڑے چمچے دودھ کے اس میں اضافہ کرو۔ قدرے نمک اور کالی مرچ بھی ڈال دو۔ اور تین چار منٹ تک پکنے دو۔ بعد ازاں اسے ایک گہری طشتری میں انڈیلو اور اس پر تین انڈے توڑ کر ڈالو۔ روٹی کے ٹکڑے اس پر بکھیر دو اور پانچ منٹ تک تنور میں پکاؤ۔ یہاں تک کہ انڈے جم جائیں اسی طشتری میں مہمانوں کو پیش کرو۔

(Frothed Eggs) چار انڈوں کی سفیدی اور زردی الگ الگ کرو۔ زردی ہر ایک انڈے کے خول میں رکھو یا الگ کسی طشتری میں۔ سفیدی کو اتنا پھینٹو کہ گاڑھی ہو جائے۔ ایک پیالی میں کافی مکھن ڈال کر اس میں سفیدی ڈالو۔ بیچ میں ایک سوراخ کرو۔ نمک کالی مرچ اور لیمن جوس چھڑک کر ہر ایک پیالی میں الگ الگ زردی ڈالو۔ پھر ان کو کھولتے پانی کی کڑھائی میں رکھو اور پیالیاں اوپر سے ڈھک دو۔ جب انڈے جم جائیں تو ان کو مکھن لگے ہوئے توس پر پھیلا دو۔

انڈے کی سفیدی۔ (دیکھو البیومن)

## انڈریو جانسن۔ (Andrew Johnson)

(۱۸۰۸ء سے ۱۸۷۵ء تک) ایک نامور امریکی صدر، جو ابراہام لنکن کے بعد ۱۸۶۵ء میں کرسی صدارت پر متمکن ہوا۔ ایک وزیر کے برطرف کرنے پر اس پر قانون مدت عہدہ کی خلاف ورزی کرنے کی بناء پر مقدمہ چلا۔ جس میں بری ہونے پر اس نے اپنی صدارت کی مدت عہدہ مکمل کی۔

## انڈریو کارنیگی (Andrew Carnegie)

(۱۸۳۵ء سے ۱۹۱۹ء تک) سکاٹ لینڈ کا باشندہ جو ہجرت کر کے امریکہ جا بسا۔ جہاں اس نے اپنے آباؤ اجداد کا بافندگی کا پیشہ ترک کر کے لوہے

اور فولاد کا کام شروع کیا۔ اس میں اسے بڑا منافع ہوا۔ کارنیگی نے اپنی بیشتر دولت کا کثیر حصہ رفاہی اداروں بالخصوص کتب خانوں اور لائبریریوں کو دیا۔ جس کے باعث اسے بنی نوع انسان کے محسنوں میں شمار کیا جاتا ہے

## انڈکشن کوائل (Induction Coil)۔

کم برقی قوت کو بہت زیادہ وولٹیج میں تبدیل کرنے کا آلہ۔ اس کی اساس اس اصول پر ہے کہ اگر تاروں کے کسی لچھے میں برقی رو کی کمی یا زیادتی تیزی سے واقع ہو اور مقناطیسی اثرات بھی اسی مطابقت سے تیزی سے گھٹتے بڑھتے رہیں تو اس کے قریب کے دوسرے لچھے میں برقی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ مندرجہ بالا اصول سے کام لے کر کسی بیٹری یا ایکومولیٹر کی کم قوت والی برقی رو کو بہت زیادہ وولٹیج (Voltage) کے جھٹکوں سے پیدا ہونے والی برقی رو میں تبدیل کر لیا جاتا ہے۔ ہر مرتبہ جب بیٹری سے برقی رو پیدا ہوتی ہے تو پرائمری کوائل مقناطیسی اثرات قبول کر لیتا ہے۔ برقی رو کبھی بریک کے ذریعہ سے جھٹکوں سے پیدا ہوتی اور ٹوٹتی رہتی ہے۔ جیسا کہ برقی گھنٹی میں ہوتا ہے۔ ہر مرتبہ جبکہ برقی رو میں خلل واقع ہوتا ہے۔ سیکنڈری کوائل میں آدھے وولٹ کی برقی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ کوائل باریک تار کو ہزارہا دائروں کی شکل میں لپیٹ کر بنائی جاتی ہے
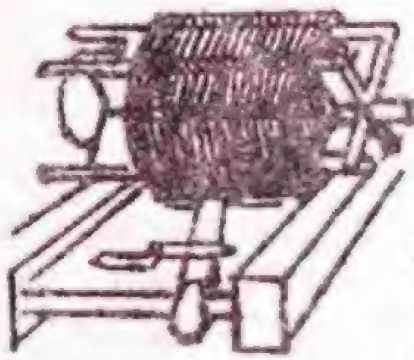
اس اونچے وولٹیج کو ایکس رے ٹیوب (X-Ray Tube) اور سپارکنگ (Sparkling) پلگ (Plug) وغیرہ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

## انڈمان (Andamans)۔

دو سو چار چھوٹے چھوٹے جزیروں کا مجموعہ۔ جو خلیج بنگال میں واقع ہے۔ انگریزوں نے ۱۸۵۸ء سے اس کو طویل المیعاد اور عمر قید والے قیدیوں کی سکونت کے طور پر استعمال کرنا شروع کیا۔ اب یہ جزیرہ بھارت کے قبضہ میں ہے۔

بنگال
جزائر
انڈمان
نکوبار
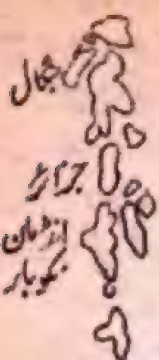
## انڈوں کی غذائی قدر۔

انڈوں کی غذائی قدر و قیمت تمام اشیائے خوردنی میں سب سے زیادہ ہے۔ چھلکا اتارنے کے بعد انڈا اسی فیصدی نشوونما کی طاقت اپنے اندر رکھتا ہے۔ جہاں تک نشوونما کا تعلق ہے۔ دو انڈے پاؤ بھر گوشت کے برابر ہیں۔ ایک مشہور مستند ڈاکٹر نے اندازہ کیا ہے کہ ایک معمولی مرغی انڈے دیکر ان میں نصف بھیڑ کے گوشت کے برابر غذائی قوت پیدا کرتی ہے۔ ایک انڈا اتنی حرارت اور قوت کا باعث ہوتا ہے جتنی کہ ڈیڑھ چھٹانک گوشت یا نصف گلاس دودھ میں پائی جاتی ہے۔

انڈوں کے اندر کاربو ہائیڈریٹ (Carbo Hydrates) کی کمی ہوتی ہے۔ لیکن اس کمی کو معدہ سے پورا کیا جاتا ہے۔ انڈے اور دودھ کی باہمی ترکیب سے متعدد کھانے کی چیزیں تیار کی جا سکتی ہیں۔ مثلاً پڈنگ، شاہی ٹکڑے وغیرہ۔ انڈوں یا انڈے والی غذاؤں سے پورا فائدہ اٹھانے کی صورت یہ ہے کہ کچا انڈا توڑ کر اسے خوب دودھ کے اندر پھینٹا جائے۔

انڈوں کو ہر شخص ہضم نہیں کر سکتا۔ خصوصاً سخت ابلا ہوا انڈا بچوں کے لئے ثقیل ہوتا ہے۔ ان کے لئے نیم برشت یا کم ابلے ہوئے انڈے مفید ہوتے ہیں۔ لیکن سخت ابلا ہوا انڈا اگر ریزہ ریزہ کر لیا جائے تو پھر نازک معدہ بھی ہضم کر سکتا ہے۔

## انڈونیشیا (Indonesia)۔

الجزائر گزشتہ ۱۹۴۵ء تک ولندیزی شرق الہند (Dutch

(East Indies) بھی کہتے تھے۔ ان کا کل رقبہ ۷۳۵۰۰۰ مربع میل اور آبادی ۷۵۰۰۰۰۰۰ کے قریب ہے جس میں سے ۲۵۰۰۰۰ یورپین اور ۲۰۰۰۰۰ چینی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ ملایا بولی تمام علاقہ میں بولی جاتی ہے۔ انڈونیشیا میں سب سے بڑے جزیرے جاوا، سماٹرا اور بورنیو ہیں۔ جن میں سے آخری جزیرہ کا کچھ حصہ برطانیہ کے پاس ہے۔ ماسوا بالی جزیرہ کے اکثریت کا مذہب اسلام ہے۔ یہاں معدنیات بافراط پائی جاتی ہیں اور یہ امر قابل ذکر ہے کہ یہاں دنیا کا ۳۷ فی صدی ربڑ اور ۱۷ فی صدی ٹین نکلتی ہے ان جزائر کو ۱۶۰۲ء میں ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی نے تسخیر کیا تھا۔ ۱۷۹۸ء تک یہ کمپنی حکمران رہی۔ جس کے بعد یہ جزیرے تاج ولندیزی کے زیر سایہ آگئے۔ اور ۱۹۴۱ء تک ولندیزی نو آبادی شمار ہوتے رہے۔

تحریک آزادی کا آغاز ۱۹۲۷ء میں ہوا۔ ۱۹۴۲ء میں ولندیزیوں نے کسی خاص مزاحمت کے بغیر جاپانیوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ جس کے باعث وہ انڈونیشی باشندوں کی نظر میں گر گئے۔ جاپانیوں نے ایک انڈونیشی لیڈر ڈاکٹر احمد سوکارنو کی زیر قیادت یہاں ایک قومی حکومت قائم کر دی۔ اور جب ۱۹۴۵ء میں جاپانی ان جزائر کو خالی کر کے چلے گئے تو چالیس سالہ احمد سوکارنو کی حکومت نے خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ ولندیزیوں کی حمایت میں یہاں برطانی اور ہندوستانی افواج لائی گئیں۔ مگر ہندوستانیوں نے انڈونیشی سپاہیوں کا ساتھ دیا اور مؤخر الذکر نے بذات خود بڑی بہادری کا مظاہرہ کیا۔ جس کے باعث برطانی افسران ملک کا نظم و نسق چلانے میں ناکامیاب رہے۔ اس کے بعد ولندیزی افواج آن آئیں۔ مگر وہ بھی سوکارنو حکومت کو نیچا دکھانے میں ناکام رہیں۔ جس کے باعث ۱۵ نومبر ۱۹۴۶ء کو ولندیزی گورنر جنرل فان موک (Von Mock) اور سوکارنو کے درمیان معاہدہ ہوا اور انڈونیشیا کو آزادی دینے کا وعدہ کیا گیا۔ ۲۰ جولائی ۱۹۴۷ء کو ولندیزیوں نے سوکارنو حکومت کے خلاف وسیع فوجی کارروائی شروع کی۔ یکم اگست ۱۹۴۷ء کو حفاظتی کونسل نے ایک قرارداد کے ذریعے انڈونیشیا میں متارکہ جنگ کرایا۔ ۱۸ دسمبر کو پھر جنگ کا آغاز ہوا جس میں سوکارنو حکومت کے اراکین گرفتار ہو گئے۔ ۲۸ جنوری ۱۹۴۹ء کو حفاظتی کونسل نے فوری طور پر فوجی کارروائیوں کو ختم کرنے سوکارنو وزارت کے اراکین کو رہا کرنے اور یکم جولائی ۱۹۵۰ء تک انڈونیشیا کو سالمیت سے نوازنے کے احکام نافذ کئے۔ ۲ نومبر ۱۹۴۹ء کو ڈچ حکومت اور انڈونیشیا کے سیاسی رہنماؤں کے مابین مکمل سمجھوتہ ہو گیا اور ۲۷ دسمبر ۱۹۴۹ء کو ولندیزی حکومت نے سوکارنو حکومت کو سرکاری طور پر زیادہ حکومت سونپ دی۔ دارالحکومت جکارتا ہے۔ ۲۸ ستمبر ۱۹۵۰ء کو انڈونیشیا اقوام متحدہ کا رکن بن گیا۔ ڈاکٹر احمد سوکارنو جنوری ۱۹۵۰ء میں پاکستان آئے۔

جمہوریہ انڈونیشیا پاکستان کے بعد دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت ہے۔

انڈونیشیا کا جزیرہ جاوا دنیا کا واحد علاقہ ہے جس میں ابتدائی دور کے آدمی کا وجود تسلیم کیا گیا ہے۔ یہ دریافت سب سے پہلے ڈاکٹر یوجین ڈبائے (Dr. Eugene Dubois) نے کی تھی۔ جاوا میں نسل آدم کی مسلسل ارتقا کے شواہد بھی ملے ہیں۔

عیسائی تہذیب کے آغاز سے بھی پہلے جنوبی سماترا میں ایک خاص تہذیب اور ثقافت موجود تھی۔
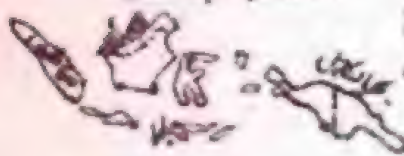


## انڈیا (بھارت) (India)

انڈیا کوہ ہمالیہ کے جنوب میں واقع ہے۔ اس کی مغربی سمت مغربی پاکستان اور بحیرۂ عرب، مشرقی طرف مشرقی پاکستان اور برما۔ اور جنوب کی طرف بحیرۂ ہند ہے رقبہ تقریباً پونے بارہ لاکھ مربع میل اور آبادی پینتیس کروڑ کے قریب ہے۔

بھارت کا قیام ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو عمل میں آیا۔ جون ۱۹۵۰ء میں حکومت بھارت نے اسے ری پبلک کا نام دیا۔ یہ ملک بدستور برٹش کامن ویلتھ (British Commonwealth) کا ممبر چلا آرہا ہے۔ بھارت نے نہ صرف حیدرآباد اور جوناگڑھ کی ریاستوں پر زبردستی قبضہ کر لیا۔ بلکہ کشمیر کے ایک حصے پر بھی قبضہ کر رکھا ہے چنانچہ کشمیر کا جھگڑا اقوام متحدہ میں پیش ہے اور وہاں کی ۹۰

...فی صدی مسلمان آبادی کسی حالت میں بھی بھارت کا اقتدار تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔

بھارت ایک زرعی ملک ہے۔ مگر خوراک کے معاملے میں خود کفیل نہیں ہے۔ چائے اور چاول مشہور پیداوار ہیں۔

بمبئی اور کلکتہ مشہور صنعتی شہر ہیں اور دہلی دارالحکومت ہے۔

ملک کی سرکاری زبان انگریزی ہے۔ اردو سب سے زیادہ مقبول زبان ہے۔ لیکن اس کی بجائے ہندی کے نفاذ کی پرزور کوشش کی جا رہی ہے۔

## انڈیا آفس لائبریری۔ (India Office Library)

انڈیا آفس لائبریری واقع لندن مشرقی علوم کی کتابوں کا گرانبہا ذخیرہ ہے۔ جس میں ہماری تہذیب، رسم و رواج، تاریخ اور علم و ادب کے خزانے محفوظ پڑے ہیں۔ اس لائبریری میں بیس ہزار سے زائد مسودے قلمی نسخے ہیں جو کاغذ کے اوراق، درختوں کے پتوں، کھالوں اور مختلف اقسام کی دھاتوں پر لکھے ہیں۔ ان مسودات کے علاوہ ۲۳ ہزار سے زائد مطبوعہ کتابیں بھی یہاں ہیں اردو، فارسی، عربی، سنسکرت، پالی اور ہندوستان کی مروجہ زبانوں کی کتابیں موجود ہیں۔

اس لائبریری کی ابتدا ۱۷۹۸ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے کی جس کی بنیاد ۱۸۰۱ء میں لندن میں باقاعدہ طور پر رکھدی گئی۔ آغاز میں لائبریری کے ساتھ ایک عجائب گھر بھی بنایا گیا تھا۔ لیکن بعد میں اس کے نوادر مختلف عجائب خانوں میں منتقل کر دیئے گئے اور محض لائبریری پر اکتفا کیا گیا۔ کتابوں کے علاوہ اس لائبریری میں دو قسم کی اسناد بھی موجود ہیں۔ ایک تو وہ جو ہندوستان کے والیان ریاست سے تعلق رکھتی ہیں اور دوسری وہ جو ایسٹ انڈیا کمپنی اور مابعد کے دور کے انتظام ملک کے بارے میں ہیں۔ ان تمام اسناد کی مطبوعہ فہرستیں بھی موجود ہیں۔

اس لائبریری کی تقسیم کے بارے میں پاکستان

اور بھارت کے وزرائے تعلیم کے درمیان اب تک سمجھوتہ نہیں ہو سکا۔

## انڈیا کونسل۔ (India Council)

وفاقی حکومت (Federal Government) کے قیام اور تقسیم سے پہلے برصغیر ہند و پاکستان پر حکومت برطانیہ کا ایک وزیر جسے وزیر ہند (Secretary of State for India) کہتے تھے۔ امور حکومت کو سرانجام دیا کرتا تھا۔ اس کی مدد کے لئے مشیروں کی ایک کونسل ہوتی تھی۔ جسے "انڈیا کونسل" کہتے تھے۔ اور ان ارکان کو برطانوی پارلیمنٹ تنخواہ دیا کرتی تھی۔ قانون ہند ۱۹۳۵ء (Government of India Act, 1935) کی رو سے بعد میں انڈیا کونسل کو توڑ دیا گیا۔

## انڈیانا۔ (Indiana)

جمہوریہ امریکہ کی ایک چھوٹی سی ریاست جو سب سے زیادہ گنجان ہے۔ اس کا رقبہ ۳۶۲۵۰ مربع میل اور آبادی ۴۲۳۰۵۰۰ نفوس پر مشتمل ہے۔ اس کا دارالحکومت انڈیاناپولس ہے۔ اس کی آب و ہوا گرمیوں میں گرم اور سردیوں میں سرد ہوتی ہے۔ شروع شروع میں اس پر فرانسیسیوں نے قبضہ کیا۔ جس کے بعد ۱۷۶۳ء میں اس پر انگریز مسلط ہوئے۔ ۱۷۸۳ء میں یہ ریاست امریکیوں کے قبضہ آئی اور ۱۸۱۶ء میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ سے منسلک ہوئی۔ اس ریاست کی سب سے زیادہ آمدنی زراعت سے ہے اور اناج، تمباکو وغیرہ اہم فصلیں ہیں۔ یہاں معدنیات بافراط پائی جاتی ہیں جس کے باعث موٹر کاریں، شیشے کا سامان اور فولادی سامان تیار ہوتا ہے۔

## انڈین کونسل ایکٹ ۱۸۶۱ء (Indian Council Act, 1861)

۱۸۵۷ء میں پاک و ہند میں پہلی تحریک ایسٹ انڈیا کمپنی کے خلاف اہل ملک نے علم بغاوت بلند کر دیا تھا۔ اور ملک کے طول و عرض میں جنگ آزادی برپا ہوئی۔ برطانوی پارلیمان نے یہ محسوس کر کے کہ یہ انتشار کمپنی کی حکومت کی کمزوری اور اس کی

بدعنوانیوں کا نتیجہ ہے۔ امن کے بحال ہوتے ہی ۱۸۵۸ء میں ایک شاہی اعلان کے ذریعہ کمپنی کی حکومت کو توڑ دیا اور پاک و ہند کو براہ راست برطانوی حکومت کے ماتحت لے کر گذشتہ جاری کردہ اصلاحات میں از سر نو ترامیم کیں اور یہ ایکٹ پاس کیا جس کی رو سے:-

۱۔ گورنر جنرل کی مجلس انتظامیہ (Executive Council) کے ممبروں کی تعداد چار سے پانچ کر دی گئی اور وزیر ہند کو اختیار دیا گیا کہ وہ اگر چاہے تو سپہ سالار افواج ہند کو بھی کونسل کا رکن مقرر کر دے۔

۲۔ گورنر جنرل کو اختیار دیا گیا کہ مجلس قانون ساز (Legislature) میں مجلس انتظامیہ (Executive) کے ارکان کے علاوہ کم سے کم چھ اور زیادہ سے زیادہ بارہ ارکان کا اضافہ کر سکتا ہے ان نئے ارکان میں نصف کا سرکاری اور نصف کا غیر سرکاری ہونا لازمی تھا۔

۳۔ مختلف محکمے مختلف ارکان کے سپرد کئے جانے کا اختیار گورنر جنرل کو دے دیا گیا۔

۴۔ بمبئی اور مدراس کی مجلس قانون ساز کو اپنے اپنے صوبوں کے لئے الگ قانون بنانے کا حق دیا گیا تاکہ وائسرائے کا انتظامی کام آسان ہو جائے۔

۵۔ وائسرائے جب چاہے ہندوستان کے دوسرے صوبوں میں مجلس قانون ساز قائم کر سکتا ہے۔

۶۔ صوبائی مجلس قانون ساز کے ارکان کی تعداد چار سے آٹھ تک مقرر کی گئی۔ جن میں سے کم از کم نصف کا غیر سرکاری ہونا لازمی تھا۔ اور ایسی مجالس میں ہندوستانیوں کو بھی لیا گیا۔ لیکن انہیں صرف اپنی رائے دینے کا حق حاصل تھا۔

## انڈین کونسل ایکٹ ۱۸۹۲ء (Indian Council Act, 1892)

برطانوی پارلیمان نے ہندوپاکستان کے لئے یہ ایکٹ منظور کیا اور اس ایکٹ کی رو سے ایکٹ ۱۸۶۱ء میں حسب ذیل اصلاحات کی گئیں:

۱۔ قانونیہ (Legislature) کو بجٹ پر بحث کرنے اور دوسرے امور کے متعلق حکومت سے سوال کرنے کا حق دیا گیا۔

۲۔ گورنر جنرل کو قانونیہ کے ارکان کی تعداد میں بارہ سے سولہ تک اضافہ کرنے کا اختیار دیا گیا۔ اور ڈسٹرکٹ بورڈوں، میونسپل کمیٹیوں، یونیورسٹیوں اور تجارتی ایوانوں کو قانونیہ کے لئے اپنے اپنے نمائندے نامزد کرنے کا حق دیا گیا تاکہ صوبائی قانونیہ کے ارکان کی تعداد بڑھ سکے۔

یہ ایکٹ برطانوی پارلیمان نے پاک و ہند میں انڈین نیشنل کانگریس کے مطالبات حقوق کے پیش نظر پاس کیا۔

## انرا۔ U. N. R. R. A.

پورا انگریزی نام یونائیٹڈ نیشنز ریلیف اینڈ ری ہیبلی ٹیشن ایڈمنسٹریشن United Nations Relief & Rehabilitation Administration ہے جس کے ابتدائی حروف کو ملا کر اردو میں انرا کہا جاتا ہے یہ اقوام متحدہ کی ایک ایجنسی یا ادارہ تھا۔ جس کی بنیاد ۱۹۴۳ء میں رکھی گئی۔ اس ادارے کا مقصد جنگ سے تباہ شدہ شہروں میں امدادی کام انجام دینا تھا اڑتالیس حکومتیں جو اقوام متحدہ کی رکن تھیں۔ انہوں نے اس ادارے کو اپنے مقاصد کی تکمیل کے سلسلے میں مالی امداد دی۔

اس ادارے نے زر مبادلہ، خوراک، کپڑا اور حفظان صحت کی ضروریات اور سہولتیں فراہم کیں۔ اور بے گھر لوگوں کو دوبارہ ان کے گھروں میں آباد کیا۔ علاوہ ازیں ضرورت مند لوگوں کو رسل و رسائل، زراعت اور آبادکاری کے سلسلے میں دیگر بہت سی ضروریات بہم پہنچائیں اس سلسلہ میں اٹلی کو سب سے زیادہ امداد دی گئی۔ علاوہ ازیں یونان، یوگوسلاویہ، چین، پولینڈ، زیکوسلاویہ اور آسٹریا کو بھی اس ادارے سے بہت کچھ مدد ملی۔ ۱۹۴۹ء میں یہ ادارہ ختم کر دیا گیا۔ اور اس کے بجائے خوراک اور زراعت کے اداروں کی تخلیق ہوئی۔

## انساب (انسانی نسلیں)

انسانی نسلوں کے امتیاز کے لئے جسمانی خصوصیات، جغرافیائی تقسیم، زبان کی تفریق اور رسوم و رواج کے اختلاف کو عموماً کسوٹی کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ مگر جسمانی خصوصیات کی اہمیت دوسرے امور سے زیادہ مسلم ہے۔ کھوپڑی کی شکل و صورت، چہرے کے زاویہ، جلد کی رنگت، بالوں کا رنگ، چہرے کے خط و خال اور ہڈیوں کی بناوٹ اور

لمبائی چوڑائی دو نسلوں کے درمیان تفریق کی مستند وجوہ سمجھی جاتی ہیں۔ جلد کی رنگت سفید کالے، سُرخ، پیلے اور بھورے کا فرق واضح کرتی ہے۔

جدید تحقیقات کے مطابق انسان کو مندرجہ ذیل نسلوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ قفقازی، یورپی یا سفید اقوام، افریقی یا سیاہ اقوام، منگول، ایشائی یا زرد اقوام، سلائی، پلونی میشی یا بھوری اقوام اور امریکی یا سُرخ اقوام۔ لیکن بعض محقق امریکی اور ملائی اقوام کو بھی منگول اقوام کی شاخیں سمجھتے ہیں۔

## انساب الاشراف

انساب الاشراف۔ امام احمد بن یحییٰ بن جابر بن داؤد البلاذری کی اہم تصنیف۔ جو تیسری صدی ہجری کے نامور عرب مؤرخین میں سے تھے۔ البلاذری ایک مستند عالم، جید مؤرخ اور ماہر مترجم اور نساب تھے۔ فارسی سے بعض کتابیں عربی میں ترجمہ کیں اور متعدد اعلیٰ پایہ کی کتابیں خود تصنیف کیں۔ دوسری صدی ہجری کے اواخر میں پیدا ہوئے۔ اور شہر بغداد میں نشو و نما پائی۔

البلاذری کی دو کتابیں فتوح البلدان اور انساب الاشراف بہت مشہور ہیں۔ فتوح البلدان میں فتوح اسلامیہ کے حالات مفصل اور صحیح طور پر مندرج ہیں، اور انساب الاشراف میں عربوں کے انساب بیان کئے گئے ہیں۔ مگر نسلوں کے ساتھ ساتھ مصنف نے تاریخی کوائف بھی بیان کئے ہیں۔ مثلاً جہاں بادشاہوں کا ذکر آیا ہے وہاں ان کے عہد کی تاریخ بھی دی گئی ہے۔ خوارج کے بارے میں انساب الاشراف میں نہایت اہم معلومات موجود ہیں۔ قسطنطنیہ میں اس کتاب کا ایک مکمل نسخہ موجود ہے۔ اس کتاب کا پانچواں جزو ۱۹۳۶ء میں یروشلم سے شائع ہوا۔ لیکن اسی کتاب کا ایک حصہ ۱۸۸۳ء میں اہلورٹ نے شائع کیا تھا۔

## انسانیات (بشریات)۔

(Anthropology) انسانیات یا بشریات اس سائنس کا نام ہے جو انسانی مخلوق سے متعلق ہے۔ اور جس میں اس قسم کے کوائف سے بحث ہوتی ہے کہ مختلف ادوار میں انسان کے جسمانی اور تمدنی حالات کیا اور کس طرح پر رہے ہیں۔ اس علم کی ایک ضروری شاخ (Anthropometry (انسانی قد و قامت اور خد و خال) سے متعلق ہے۔

## انسانی شناخت۔ (Anthropometry)

انسانی شناخت کا ایک مخصوص طریق جس کو ایک فرانسیسی سراغ رساں مسمی برٹیلین نے مرتب کیا۔ اس ایجاد کی علت غائی کسی ملزم مشتبہ یا مجرم کی صحیح شناخت تھی۔ اس کا ایک شعبہ یعنی کسی شخص کے انگوٹھے کے نشان سے اس کی شناخت تمام دنیا میں رائج ہے۔ یہ شناخت جامع اور مانع ہے اور انگوٹھے کے نشان کی صورت میں جعل سازی یا انکار کو دخل نہیں چنانچہ تمام ضروری کاغذات پر جہاں جعل سازی کا شائبہ ہو۔ پڑھے لکھے آدمیوں سے بھی انگوٹھے ہی لگوائے جاتے ہیں۔ مثلاً پنشن کے کاغذات پر۔ جیل میں ہر قیدی کی پانچوں انگلیوں کے نشان لئے جاتے ہیں۔ اور اس قسم کا مجرم بعد میں اگر حلیہ اور نام تبدیل بھی کرے تو فوراً شناخت کیا جا سکتا ہے۔

مغربی ممالک میں ہر مجرم کے انگوٹھے کے نشان کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ جس سے اس کے جرم کے ثبوت میں مدد مل سکتی ہے۔ انگوٹھے کے نشان سے چور اور ملزم کا کھوج بھی لگایا جاتا ہے۔ جب کوئی شخص چوری کرتا ہے۔ تو وہ کسی نہ کسی جگہ پر اپنے انگوٹھے کے نشان چھوڑ جاتا ہے۔ خواہ وہ دروازہ ہو یا موٹر کار یا بکس وغیرہ ان نشانات کو کیمیاوی ادویات سے سُرخ کر کے شناخت کیا جاتا ہے اور مجرموں کے سابقہ نشانات سے جو بطور ریکارڈ محفوظ ہوتے ہیں۔ مقابلہ کر کے اس کے سابقہ جرائم کی تفصیل بھی برآمد ہو جاتی ہے۔

پاکستان میں جنگلی (المعروف جانگلی) لوگ جو پاؤں کے کھوج سے ملزم کا پتہ لگاتے ہیں وہ بھی اسی علم کے ماہر ہوتے ہیں۔ اور ان کی دریافتیں اس قدر حیرت انگیز ہوتی ہیں کہ ان پر غیب دانی کا شبہ ہوتا ہے۔

باوجود اس کے ملزم خود بھی ہوشیار ہوتے جاتے ہیں۔ وہ دستانے پہنے رہتے ہیں اور پاؤں پر بھی موزے چڑھا آتے ہیں۔ (نیز دیکھو پاؤں کے نشانات)

## انسانی نسلیں

(دیکھو انساب)

## انسائیکلوپیڈیا۔ (Encyclopaedia)

انسائیکلوپیڈیا ایک یونانی لفظ ہے

جو انگریزی، اردو اور دوسری زبانوں میں بھی اپنایا گیا ہے، اس سے مراد ایسی کتاب ہے۔ جو ابجدی ترتیب سے دنیا بھر کی مختلف اشیاء اور علوم و فنون کے متعلق مفصل معلومات بہم پہنچاتی ہے۔ اردو میں اسے مخزن علوم و فنون کا نام دیا جا سکتا ہے۔

ایسی کتاب مرتب کرنے کی کوشش سب سے پہلے یونان میں ارسطو کے عہد میں کی گئی اور عربوں نے اسے عملی شکل دی۔ سترھویں صدی کے وسط میں فرانس میں ایک انسائیکلوپیڈیا چھپی اور اس کے چند سال بعد ایک انسائیکلوپیڈیا انگلستان میں بھی چھپائی گئی۔ جو انسائیکلوپیڈیا برٹینکا (Encyclopaedia Britanica) کہلاتی ہے یہ دنیا کے مختلف علوم و فنون اور ہر قسم کی معلومات پر ایک مستند کتاب مانی جاتی ہے۔

## انسائیکلوپیڈیا برٹینکا (Encyclopaedia Britanica)

انگلستان میں سنہ ۱۷۶۸ء میں تجربہ کار ایڈیٹروں کی ایک جماعت بنائی گئی جس نے تین سال کے عرصہ میں انسائیکلوپیڈیا برٹینکا تالیف کیا۔ یہ انسائیکلوپیڈیا انگریزی کے دوسرے تمام انسائیکلوپیڈیا سے زیادہ مستند اور معلومات افزا سمجھا جاتا ہے۔ انسانی معلومات کا تقریباً پورا ذخیرہ اس میں قلمبند ہے۔ آغاز سے لے کر آج تک اس ضخیم کتاب کے پے در پے کئی ایڈیشن شائع ہوئے ہیں۔ اور ہر بار اس کے مواد میں ضروری اضافے کئے جاتے ہیں۔

## انس بن مالک رض

ابو حمزہ، مشہور صحابی اور محدث، ہجرت کے کچھ عرصہ بعد ان کی والدہ نے انہیں بطور خادم آنحضرت صلعم کے سپرد کر دیا تھا۔ اس وقت ان کی عمر صرف دس برس کی تھی۔ جنگ بدر میں شرکت کی تھی لیکن لڑائی میں حصہ نہیں لیا۔ حضور کے زندگی بھر خادم رہے اور خدمت رسول کو ہی اپنی زندگی کا سب سے بڑا مقصد سمجھتے تھے۔

سنہ ۶۸۴ء میں عبداللہ بن زبیر کی طرف سے بصرہ کے امام مقرر ہوئے۔ حجاج بن یوسف نے عبداللہ بن اشعث کی بغاوت میں ان کی شرکت کو ناپسند کیا۔ لیکن (سنہ ۹۱ھ/۷۱۰ء) بعد میں خلیفہ عبدالملک بن مروان نے اس کی تلافی کر دی اور ان سے نہ صرف معذرت کی بلکہ اظہار عقیدت بھی کیا۔ آخر میں بصرہ میں قیام فرمایا اور کافی عمر میں انتقال فرمایا۔ بعض کے نزدیک آپ کی عمر ۹۹ اور بعض کے نزدیک ۱۰۰ برس ہے۔ سنہ وفات ۹۳ھ (۷۱۱ء) ہے۔ آنحضرت صلعم کی خدمت میں رہنے کی وجہ سے آپ سے بہت زیادہ احادیث مروی ہیں۔ امام احمدؒ بن حنبل نے اپنی مسند میں زیادہ تر انہیں سے احادیث روایت کی ہیں۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ ان کی بعض حدیثوں کو مستند قرار نہیں دیتے

## انسؓ بن نضر

انس بن نضر بن ضمضم بن زید بن حرام مشہور صحابی ہیں۔ حضرت انس بن مالک کے چچا اور مدینہ کے خاندان نجار کے رئیس تھے۔

غزوہ بدر کے علاوہ تمام جنگوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔ غزوہ احد میں جب رسول اللہ کے تمام جاں نثاروں کے قدم اکھڑ گئے اور آپ تنہا میدان میں رہ گئے تو حضرت انس بن نضر آپ کو بچانے کے لئے آگے بڑھے اور تقریباً ۸۰ زخم کھائے اور تمام جسم چھلنی چھلنی ہو گیا۔ کفار نے ان کی لاش کو اس بری طرح مسلا کہ شناخت نہ ہو سکتی تھی۔ بالآخر ان کی بہن ربیعہ بنت نضر نے آپ کو انگلی سے پہچانا۔

اس غزوہ کے متعلق جو آیات قرآن میں نازل ہوئیں وہ بقول حضرت انسؓ بن مالک، حضرت انس بن نضر کے اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ آپ ایک بڑے مرتبہ کے صحابی اور انصار ہیں۔

## انسولین (Insulin)

ذیابیطس کی خاص دوائی۔ ذیابیطس کا مرض عنق الطحال میں خرابی پیدا ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ صحت کی حالت میں عنق الطحال سے ایک خاص رطوبت خارج ہوتی ہے جو نظام جسمانی میں شکر کے توازن کو قائم رکھتی ہے۔ خرابی پیدا ہو جانے سے کافی مقدار میں یہ مادہ پیدا نہیں ہوتا اور شکر مناسب طریقے سے ہضم ہونے بغیر پیشاب کے راستے سے خارج ہونے لگتی ہے۔ عنق الطحال سے جو مادہ پیدا ہوتا ہے اسے انسولین کہتے ہیں۔ اسے بچھڑوں کی کلیجی سے بھی بنایا جاتا ہے۔ ذیابیطس کے مریض کو

اس کا ٹیکہ لگانے سے اس کی حالت بہتر ہو جاتی ہے کیونکہ یہ اس رطوبت کا نعم البدل ہوتا ہے۔ جو مریض کے اپنے جسم میں کافی مقدار میں پیدا نہیں ہوتی

**انشاء، انشاء اللہ خان** ۔ سید انشاء اللہ خان نام، انشا تخلص ۱۷۵۶ء میں مرشد آباد (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ حکیم میر ماشاء اللہ خاں کے بیٹے تھے۔ ان کے بزرگ نجف اشرف سے ہندوستان میں آئے تھے۔ ان کے والد مرشد آباد کے دربار شاہی میں طبیب تھے۔ سید انشاء کو تمام ضروری علوم و فنون کی تعلیم دی گئی۔ ان کی طبیعت میں شوخی جدت اور ندرت بے حد تھی۔ ذہن رسا پایا تھا۔ سنجیدگی کم اور ظرافت و مسخرگی زیادہ پائی جاتی تھی۔ ان کی بے چین طبیعت کبھی ایک جگہ نہ ٹھہری۔ اپنے زمانہ کے استاد تھے۔

انشا کچھ دنوں مرشد آباد میں رہے۔ وہاں سے واپس آکر دہلی میں شاہ عالم کی زینت محفل بنے۔ دہلی سے طبیعت گھبرائی تو شاہ عالم کے بیٹے مرزا سلیمان شکوہ کے پاس لکھنؤ چلے گئے۔ جس نے انہیں سر آنکھوں پر بٹھایا۔ کچھ دنوں بعد نواب سعادت علی خاں کے دربار میں رسائی ہو گئی اور ان کے دوست بن گئے۔

ان کا بچپن اور جوانی تو بڑے مزے اور آرام سے گذرے لیکن آخری ایام بڑے پُر درد اور غم انگیز تھے۔ نواب نے ناراض ہو کر انہیں نظر بند کر دیا۔ ان کا نوجوان بیٹا فوت ہو گیا جس کے صدمے نے انہیں دیوانہ بنا دیا۔ اور اسی دیوانگی میں ۱۸۱۷ء میں انشاء دنیا کی ناقدردانی کا رونا روتے ہوئے دنیا سے کوچ کر گئے۔

آپ نے غزل، مثنوی، مخمس، قصیدہ، قطعہ، رباعی، پہیلی۔ غرضیکہ ہر صنف سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ آپ کی تصنیفات بے شمار ہیں۔ جن میں کچھ فارسی زبان میں ہیں اور کچھ اردو اور ہندی میں ہیں۔ آپ کا سنجیدہ کلام بہت کم ہے۔ کیونکہ طبیعت عمر بھر ہزل مزاح اور ہجو کی طرف مائل رہی سید انشاء نے قواعد اُردو مرتب کی تھی اردو زبان میں ان کے مرتبہ قواعد کی پیروی ہونے لگی اور اُسے ہی بنیاد بنایا گیا۔



**انصار** ۔ مدینہ کے وہ مسلمان جنہوں نے مکہ کے مہاجرین کی امداد و اعانت کی، انصار کہلاتے ہیں۔ انصار نے مہاجرین کو اپنے ذاتی مکانات اور جائدادیں تک بانٹ دیں اور خطرہ کے ہر موقع پر ان کی مدد کے لئے دلیرانہ آگے بڑھے۔

غزوہ بدر سے پہلے جب حضورؐ نے صحابہ کو مشورہ کے لئے جمع کیا تو مہاجرین نے جاں نثارانہ تقریریں کیں اس کے بعد حضورؐ نے انصار کی طرف دیکھا کیونکہ ان سے یہ معاہدہ تھا کہ وہ صرف اس وقت تلوار اٹھائیں گے جب دشمن مدینہ پر چڑھ آئیں گے۔ سعدؓ بن عبادہ (سردار خزرج) نے کہا "آپ فرمائیں تو ہم سمندر میں کود پڑیں"۔ مقدادؓ نے کہا "ہم حضرت موسیٰ کی قوم کی طرح یہ نہ کہیں گے کہ آپ اور آپ کا خدا لڑیں اور ہم یہاں بیٹھتے ہیں۔ ہم تو آپ کے داہنے سے، بائیں سے، سامنے سے، پیچھے سے لڑیں گے"۔

**انصاری، ڈاکٹر مختار احمد** ۔ برصغیر ہندو پاکستان کی تحریک آزادی کے مشہور علمبردار اور نامور محب وطن ڈاکٹر مختار احمد انصاری مرحوم ۱۸۸۰ء میں ضلع غازی پور (یو۔ پی) کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد بہت بڑے زمیندار تھے۔ ڈاکٹر انصاری نے بنارس سے ایف۔ اے اور ریاستی کالج حیدر آباد دکن سے بی۔ اے کیا اور اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلستان چلے گئے۔ لندن سے ایم کے سی اور آر سی ایس کی ڈگریاں حاصل کیں۔ اور وہیں ایک بڑے ہسپتال میں ہاؤس سرجن مقرر ہو گئے۔ ۱۹۱۰ء میں انگلستان سے واپس آکر چاندنی چوک دہلی میں اپنا دواخانہ قائم کیا۔ جسے تھوڑے ہی دنوں میں بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ ۱۹۱۲ء میں برصغیر ہندو پاکستان کا جو طبی وفد ترکی گیا۔ ڈاکٹر انصاری اس کے قائد تھے۔ اتنی عزت اور شہرت کے باوجود ڈاکٹر انصاری نے دولت جمع کرنے کو کبھی اپنا منتہائے مقصود نہیں بنایا۔ جذبۂ وطن ان کے دل میں ابتدا ہی سے تھا۔ چنانچہ ۱۹۱۸ء میں ہوم رول لیگ (Home Rule League) کے نائب صدر بنے اور جب ہوم رول لیگ والنٹیئر کور (Home Rule League-Volunteer Corps) بنی تو آپ اس کے کمانڈر انچیف مقرر ہوئے۔ ۱۹۱۹ء میں رولٹ

ایکٹ (Rowlatt Act) کے خلاف جو تحریک چلی، ڈاکٹر انصاری اس میں پیش پیش تھے۔ ان دنوں دہلی میں جو زبردست ہڑتالیں ہوئیں ان کی کامیابی کا سہرا بھی ان ہی کے سر ہے۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی صحت و دولت غرضیکہ ہر ذاتی چیز تحریک آزادی پر قربان کر دی۔

**انصاف (دادرسی)**۔ کھرے کھوٹے کو پرکھ کر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر دینے کو عدل یا انصاف کہتے ہیں۔ انصاف کرنے والے کو منصف یا عادل کہیں گے۔ انصاف کی بنیاد اخلاقی قدروں پر ہوتی ہے۔ جن کے ذریعہ جھوٹ اور سچ بُرے اور بھلے میں تمیز کی جا سکتی ہے۔

حکومت نے جو ان دنوں سول جج مقرر کر رکھے ہیں انہیں کچھ عرصہ پیشتر منصف کہا کرتے تھے۔

**انطاکس** (Antiochus)۔ سلوکس خاندان (Seleucidac) سے ملک شام کے دو یا پانچ حکمران جنہوں نے حسب ذیل زمانوں میں حکومت کی۔ (۱) سوتر (Soter) ۲۸۱۔۲۶۱ ق م (۲) تھیوس (Theos) ۲۶۱۔۲۴۶ ق م (۳) انطاکس اعظم ۲۲۳۔۱۸۷ ق م اس نے اپنی ریاست کو وسعت دی اور اسے مستحکم بنایا۔ ہنی بال (Hannibal) کو اپنی بندرگاہ استعمال کرنے کی اجازت دی اور اسی کی حمایت میں روم کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ مگر تھرموپائیل (Thermopylae) کے درہ پر اور سیپیو (Scipio) سے میگنیشیا کے مقام پر اسے شکست کا سامنا ہوا۔ ایلی مائس (Elymais) کے مندر کو لوٹنے کی کوشش میں مارا گیا۔ (۴) اپی فینس (Epiphanes) کئی بار مصر پر حملہ آور ہوا حتیٰ کہ روم نے اسے مصر کی سرزمین سے نکل جانے کا حکم دیا۔ اس نے یہودیوں پر مظالم ڈھائے اس کے عہد میں مکابیوں (Maccabaean) نے بغاوت کی۔ یہ بادشاہ پاگل ہو کر مرا (۵) ۱۷۵ تا ۱۶۴ ق م ایک اور بادشاہ حکمران رہا۔ یوپیٹر (Eupator) اس نے ۱۶۴۔۱۶۲ ق م بادشاہت کی۔

**انطاکیہ**۔ (Antioch) بحیرۂ روم کے کنارے شام کا پرانا شہر ہے جس کی بنیاد ۳۰۰ ق م میں سکندر اعظم کے ایک جنرل سلوکس نے رکھی اور عرصہ دراز تک شام کے سلجوقی بادشاہوں کا دارالحکومت رہا۔ اس زمانہ میں یہ شہر ہندوستان اور یونان کی تجارت اور یونانی تہذیب کا اہم مرکز تھا۔ چنانچہ اپنی شان و شوکت کے لحاظ سے اسے ملکۂ مشرق کہا جاتا تھا۔

رومن عہدِ حکومت میں یہ شہر عیسائیت کا اہم مرکز بنا رہا اور اس زمانہ میں یہاں عیسائیوں کی تین بڑی مجلسیں منعقد ہوئیں۔

۵۲۶ء میں زلزلوں کے باعث تباہ ہوا۔ دوبارہ آباد ہونے پر اس کی پہلی سی شان و شوکت نہ رہی ۶۳۶ء میں مسلمانوں کے قبضہ میں آیا اور آج کل ترکی میں شامل ہے۔ شہر کی کل آبادی ۳۰ ہزار کے قریب ہے۔

دیکھنے میں شہر کی حالت بہت خستہ نظر آتی ہے کہیں کہیں قدیم کھنڈرات بھی دکھائی دیتے ہیں۔

تمباکو، نمک، روئی اور ریشم کی تجارت کے لئے مشہور ہے۔

**انفرادیت**۔ انفرادیت کا مسلک اس امر کا تیقن ہوتا ہے کہ لوگ اپنے مفادات کو خود ہی بہتر طور پر سمجھتے ہیں۔ لہٰذا ان کو فکر و عمل کی آزادی ہونی چاہیے۔ اس نظریے کے ارتقا میں ایک طرف تو یہ یقین کہ فرد انتہائی قدر و قیمت کا حامل ہے اور دوسری طرف ایک ایسے اقتصادی نظام کا اجرا جس کی بنیاد نجی جائداد کے حق ملکیت اور آزادانہ تبادلے پر قائم تھی بہت ممد اور معاون ثابت ہوئے۔ انفرادیت کے جدید نظریے کے سرگرم مبلغ اٹھارویں اور انیسویں صدی کے درمیان فرانس، انگلستان اور امریکہ میں سرگرم عمل رہے۔ ان میں چند ایک مشہور یہ ہیں۔ جان لاک، آدم سمتھ، جرمی بینتھم، جون سٹورٹ مل، ونکلن، تھامس جفرسن وغیرہ وغیرہ۔ وہ اس نظریے کے قائل تھے کہ حکومت کو اپنی رعایا پر کوئی یکساں ضابطۂ اخلاق مسلط نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ ان کے انفرادی حقوق اور آزادیوں کی حفاظت کرنی چاہیے۔ اقتصادی دائرہ عمل

میں نظریۂ انفرادیت اس امر کا متقاضی ہے کہ آزادانہ تجارت رضاکارانہ تقسیم کار اور آزادانہ تبادلۂ اشیار کی بدولت ہر شخص خوش حال ہوجاتا ہے۔ بسا اوقات انفرادیت کی انتہا لاقانونیت اور طوائف الملوکی کی صورت میں نمودار ہوتی ہے اور انفرادی حقوق اور فرد کے شخصی وقار سے چشم پوشی ظلم اور استبداد پر منتج ہوتی ہے۔

اسلام نے بھی انفرادیت پر بہت زور دیا ہے اور شاعرِ مشرق علامہ اقبال نے انفرادیت کی اخلاقی اقدار پر کافی روشنی ڈالی ہے۔ ان کا نظریۂ خودی فرد کی شخصیت کو انتہائی بلندیوں پر لا بٹھاتا ہے چنانچہ اس سلسلہ میں ان کے تمام خیالات کی بہترین تفسیر اس شعر میں مضمر ہے

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

## انفراریڈ ریز (Infra-Red-Rays)

سائنس میں شعاعوں کی ایک قسم ہے جسے غیر مرئی روشنی بھی کہتے ہیں۔ یہ شعاعیں عموماً روشنی کی عام شعاعوں کے ساتھ گرم اجسام سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور دکھلائی دینے والی روشنی کی شعاعوں کی طرح منعکس ہوتی ہیں۔ انفراریڈ شعاعوں کا طول موج بہت زیادہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے آنکھ ان سے متاثر نہیں ہوتی اور یہ دکھلائی نہیں دیتیں۔ اندھیرے میں گرم اجسام کا فوٹو ان شعاعوں کی موجودگی کی وجہ سے لیا جا سکتا ہے۔ ان شعاعوں کو دور دراز کی چیزوں کا فوٹو لینے میں بھی استعمال کیا جاتا ہے

## انفلوئنزا (Influenza) وبائی زکام

یہ مرض تیزی سے اور کر لگتا ہے اور اس کا ذمہ دار ایک خاص قسم کا وائرس (جراثیم سے بھی بہت چھوٹی ہستیاں) ہوتا ہے۔ اکثر موسم سرما میں یہ مرض وبائی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ یہ وبا ایک گردش آمیز سلسلے کی شکل میں پھیلتی رہتی ہے۔ لیکن ہنوز اس کی خاصیت کا سبب دریافت نہیں ہو سکا ہے۔ ایک خاص ویکسین (vaccine) جو جراثیم کو نیم مردہ کرنے کے بعد تیار کی جاتی ہے، کا ٹیکا لگانے سے انسان وبائی زکام سے کچھ عرصہ کے لئے محفوظ ہو جاتا ہے۔ لیکن ہر مہینہ کے بعد ٹیکا لگوانا پڑتا ہے۔

انفلوئنزا کا حملہ اچانک طور پر شروع ہوتا ہے۔ اس کی دوسری علامات یہ ہیں: بدن میں کسمساہٹ اور درد کمزوری، تیز حرارت، مریض یکایک اس کا شکار ہو کر صاحب فراش ہو جاتا ہے۔ اس بیماری کے ساتھ کچھ اور پیچیدگیوں کا بھی امکان ہوتا ہے۔ نمونیا یا کوئی اور قسم کی گڑبڑ ہو جایا کرتی ہے۔ اس مرض میں مبتلا ہونے والوں کو یہ بات بخوبی ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ انفلوئنزا کے بعد جو کمزوری پیدا ہو جاتی ہے اس کے دور ہونے میں کچھ وقت لگتا ہے اور یہ کہ یہ مرض کافی حد تک انسان کو کمزور کر دیتا ہے۔ بیماری کے ایام میں کام پر جاتے رہنا اور یہ کہنا کہ ہم اس کا مردانہ وار مقابلہ کر رہے ہیں یا کھوئی ہوئی طاقت کے واپس آنے سے پہلے ہی زندگی کے کاموں میں منہمک ہو جانا نہ صرف دوسروں کے لئے خطرہ کا باعث ہوتا ہے بلکہ خود مریض پر بھی نقاہت کے دورے شروع ہو جاتے ہیں۔ نیز اعصابی کمزوریاں یا اختلاج قلب کا بھی امکان ہو جاتا ہے۔

اگر زکام کے ساتھ حرارت ہو جائے تو یہ انفلوئنزا نہیں ہوتا ہے۔ انفلوئنزا کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ اچانک طور پر مریض کو آ دبوچتا ہے۔ اور سرعت سے کمزور کر دیتا ہے۔ ساتھ ہی سارے بدن میں درد بھی پیدا ہو جاتا ہے

انفلوئنزا کے بعد جو نمونیا ہو جاتا ہے اس کی وجہ زکام کے جراثیم ہوتے ہیں۔ گندھک کی ادویات اور پنسلین کے ٹیکوں سے اس حالت پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ حالانکہ یہ ادویات وائرس (چھوٹے جراثیم) پر اثر انداز نہیں ہوتیں۔ تیمارداری کرنے والوں کو چاہیے کہ مریض کو سردی لگنے کے خوف سے زیادہ گرم نہ رکھیں اگر اس کے کمرہ کا درجۂ حرارت ضرورت سے زیادہ بلند نہ کیا جائے اور اس پر لحافوں کا بار نہ ڈالا جائے تو مریض کو زیادہ آرام محسوس ہوتا ہے۔ کھڑکیوں کا کھلا رہنا ضروری ہے۔ عام پینے کی چیزیں چائے، لیمن وغیرہ زیادہ مقدار میں استعمال کرانی چاہئیں۔ درد دور کرنے کے لئے اسپرین دی جا سکتی ہے۔ قبض ہو جائے تو ایپسم سالٹ یا مگنیشیا کا دینا ضروری ہے۔ اگر مریض کا درجۂ حرارت شام کے وقت کم از کم دو دن تک اعتدال پر نہ رہا ہو تو اسے بستر نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ بلکہ

کچھ دن آرام کرنا چاہیے تاکہ رفتہ رفتہ بدن میں قوت پیدا ہو جائے۔ زمانہ بیماری میں اور رو بہ صحت ہونے کے زمانہ میں حیاتین سی (Vitamin C) جو سنگترے ٹماٹر وغیرہ میں ہوتا ہے، مریض کو دینا چاہیے۔ ۱۹۵۷ء کے دور میں ایک خاص قسم کا ایشیائی انفلوئنزا منجملہ کئی اور ممالک کے سرزمین پاکستان میں بھی رونما ہوا۔ جس کی روک تھام اور معالجہ حکومت نے اور پبلک نے جدید طریقہ علاج سے کیا۔

## انقرہ۔ (انگورا) (Ankara)

۱۹۲۳ء سے ترکیہ کا دارالحکومت ہے اور اناطولیہ کے وسط میں واقع ہے۔ پہلے اس کا نام انگورا تھا۔ زمانہ قدیم میں اسے انقائرہ (Ancyra) کہتے تھے۔ مگر ۲۸ مارچ ۱۹۳۰ء کو مصطفیٰ کمال اتاترک کی حکومت نے جمہوریہ ترکیہ کے بعض شہروں کے پرانے نام بدل ڈالے تھے۔ مثلاً سمرنا (Smyrna) کا نام ازمیر (Izmir) کر دیا گیا تھا اور ایڈریانوپل کا نام ادرنہ (Edirne) وغیرہ رکھ دیا گیا تھا۔ چنانچہ اس پالیسی کے تحت انگورا کا نام انقرہ کر دیا گیا۔ آبادی گزشتہ اعداد و شمار کے مطابق ایک لاکھ چھبیس ہزار ہے۔ ترکی کے پہلے صدر اتاترک نے اس شہر کی اصلاح و ترقی کے لئے وسیع اور جدید ذرائع اختیار کئے۔ اس شہر کی ایک خاص بات یہ ہے کہ یہاں کے کتوں، بلیوں اور بکریوں کے جسموں پر بڑے لمبے لمبے اور ریشمی وضع کے بال ہوتے ہیں۔

## انقلاب (Revolution, Coup d'Etat)

انقلاب کے لغوی معنی تو تغیر اور الٹ پلٹ کے ہیں۔ مگر "کوڈی تاہ" کے اصطلاحی معنی حکومت کی فوری تبدیلی کے ہیں جو طاقت کے زور سے عمل میں لائی گئی ہو اور حکومت کے چند ارکان یا فوج اس تبدیلی کی ذمہ دار ہو۔ انقلاب جسے انگریزی میں Revolution کہتے ہیں۔ اور "کوڈی تاہ" میں یہی فرق ہے کہ ریولیوشن عام لوگ برپا کرتے ہیں۔ اور کوڈی تاہ حکومت کے ارکان یا فوج کی طرف سے ہوتا ہے۔

کبھی کسی ریاست کا حکمران سیاسی تبدیلی لانے کی غرض سے خود بھی انقلاب کا سہارا لیتا ہے۔ مثال کے طور پر اٹلی کے بادشاہ وکٹر نے ۱۸۴۸ء میں [illegible]



کو ہٹانے کے لئے ایسی ہی چال چلی تھی۔

پہلے زمانہ میں دارالسلطنت پر قبضہ یا حکومت کی عمارتوں کو اپنی تحویل میں لے لینا کافی سمجھا جاتا تھا۔ مگر آج کل کامیاب "کو" انقلاب کے لئے ریڈیو سٹیشنوں اور صنعتی مرکزوں کو تصرف میں لے لینا ضروری ہے۔ (دیکھو "کوڈی تاہ")

انقلاب امریکہ۔ (دیکھو آزادی کی جنگ امریکہ)

## انقلاب روس۔ (Russian Revolution)

انقلاب فرانس نے یورپ کے نظام کو ہمیشہ کے لئے دگرگوں اور پراگندہ کر دیا تھا مگر اس کے بعد جب صنعتی انقلاب ہوا تو اس سے یورپ کے بعض ممالک کے زمین و آسمان بھی بدل گئے۔ اس نے جہاں ولندیز، فرانس اور انگلستان کو یورپ کے سب سے متمدن اور ترقی یافتہ ملک بنایا وہاں اس نے روس جیسے ملک کو جن کی معیشت ابھی تک زرعی انداز کی تھی [illegible] کر ڈالا۔ ۱۸۴۸ء میں مارکس اور اینگلز نے اشتمالی منشور شائع کیا۔ جس نے انقلاب فرانس میں پیدا شدہ بعض دعاوی کی تکمیل کی۔ مارکس کے نقطہ نظر میں یہ منشور صنعتی لحاظ سے ترقی یافتہ ملکوں کے عوام کو ان کا سرمایہ داروں کے خلاف بغاوت پر آمادہ کرتا تھا جو کارخانوں میں مزدوروں سے کام لینے کے لئے کوڑے برساتے تھے۔ اور طرح طرح کی دوسری اذیتیں دیتے تھے۔ مگر اس فلسفہ نے روس میں جو صنعتی لحاظ سے پسماندہ اور جاگیردارانہ نظام معیشت کا حامل تھا، ایک شخص لینن کے دماغ کو انگیخت دی اور اس نے اشتمالی اصولوں کی علم برداری ایک سیاسی تحریک کی طرح ڈالی۔ یہاں یہ ذکر کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ جس زمانہ میں اشتمالی انقلاب کا دور دورہ فرانس، جرمنی، انگلستان وغیرہ میں تھا اس وقت کارل مارکس نے ایک دفعہ (شاید عالم جلال میں) بہرحال کوئی دلیل دیئے بغیر یہ کہا تھا کہ سرمایہ داری نظام کے خلاف انقلاب روس میں ہوگا۔ اس کے یہ الفاظ حیرت انگیز طور پر درست ثابت ہوئے اور روس میں جہاں ۱۹۱۵ء کی فوجی شکستوں اور جرمنی کی حمایت میں زبردست اور دیگر افراد کی کوششوں نے ملک میں بے اطمینانی پیدا کر دی تھی وہ سیاسی زلزلہ آیا جو بالآخر ۷ نومبر ۱۹۱۷ء کو زار روس کی حکومت کو زمین بوس

کرنے پر منتج ہوا۔ زار روس کے زوال کے بعد جرمن فوجی ہائی کمان کی مہربند ریلوے گاڑی میں لینن روس پہنچا اور اس نے اس حکومت کا سنگ بنیاد رکھا جس نے بالآخر اشتمالی نظریات کو بہت حد تک عملی جامہ پہنایا۔

## انقلاب فرانس French Revolution۔

(۱۷۸۹ء — ۱۷۹۹ء) اٹھارھویں صدی میں فرانس دنیا کا سب سے مہذب و متمدن اور ترقی یافتہ ملک تھا۔ جہاں انسانی ذہنوں نے انتہائی جرأت کے ساتھ ہر مسئلہ پر تنقید و رائے زنی شروع کی۔ تہذیب و اخلاقیات، تعلیم، تحقیق انسانی، سیاسیات، غرضیکہ ہر موضوع پر اس کے ممتاز مفکروں اور ادیبوں نے کسی لاگ لپیٹ کے بغیر اپنی اپنی رائے کا اظہار شروع کیا۔ اور چونکہ عام طور پر خیال پیدا ہو گیا تھا کہ سیاسی اصلاح احوال سے سب کچھ درست و صحیح ہو جائے گا لہٰذا جب انقلاب عمل میں آیا تو اس کے سماجی، اخلاقی اور انسانی پہلو نظر سے اوجھل ہو گئے۔ اور نگاہیں سیاسی کارزار ہی پر مرکوز ہو گئیں اور خیالات و جذبات کے بے ربط سیل کے سامنے بادشاہ، ملکہ، شاہی خاندان، امرا اور وہ سب اشخاص اور ادارے جو سیاسی زندگی سے متعلق تھے یا اس سے کچھ آئینہ دار تھے کچل دیئے گئے۔ جب یہ سیل ایک بہرہ ہو گیا تھا اور پیرس کا مطلع صاف ہوا تو اس کے افق پر وہ شخصیت نمودار ہوئی جو اپنے آپ کو مرد بخت آور (Man of Destiny) کہتی تھی اسے انقلاب فرانس کے رجحانات یا نظریات سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ وہ قسمت کا کھلاڑی تھا۔ اور اسے محض اپنی ذات سے غرض تھی ..... لیکن انقلاب فرانس جو کن اسباب کے باعث عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ انقلاب فرانس کا باعث اقتصادی بدحالی تھی مگر جدید مورخین کا زلاف اور دوسرے مورخین کے اس نظریہ سے اتفاق نہیں کرتے۔ ان کا خیال ہے کہ فرانس کے باشندوں کی مالی حالت دوسرے ممالک کے باشندوں سے کسی طرح بری نہیں تھی۔ گو اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ جنگ آزادی امریکہ (۱۷۷۸ء — ۱۷۸۳ء) میں امریکہ کی اعانت کرنے سے حکومت فرانس کا اپنا خزانہ خالی ہو گیا تھا۔ اسی طرح یہ نظریہ بھی قطعاً غلط ہے کہ انقلاب اس لئے برپا ہوا کہ بادشاہ فرانس لوئی شانزدہم اپنے ملک اور رعایا کا بہی خواہ نہ تھا۔ بلکہ یہ حقیقت ہے کہ وہ

لوئی پانزدہم سے کئی درجہ بہتر حکمران تھا۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ وہ جب تخت نشین ہوا تو لوگوں نے بڑی خوشی کا مظاہرہ کیا۔ جدید مورخین کی رائے کے مطابق اس اظہار مسرت و وفاداری کے پیچھے غالباً یہ جذبہ کارفرما تھا کہ حکومت کی مالی حالت سدھر جائے گی اور فرانس کو پھر وہ رعب و دبدبہ حاصل ہو گا۔ جو رشلو یا لوئی چہاردہم کے دور میں اسے حاصل تھا مگر ان کی یہ خوش آیند توقعات جلد مایوسی میں تبدیل ہو گئیں۔ لوئی اور اس کی حکومت سرکاری خزانے کے دیوالیہ پن کو دور کرنے سے قاصر رہے۔ بلکہ جنگ آزادی امریکہ نے فرانس کی مالی حالت اور بھی ابتر کر دی۔ اس جنگ کا ایک اور اثر یہ بھی ہوا کہ امریکہ سے واپس آئے ہوئے فرانسیسی سپاہیوں نے دیہات میں اپنے گھروں میں واپس آنے پر جمہوریت، مساوات وغیرہ کے نظریات سے دیہی طبقہ کو روشناس کرایا۔ شہری طبقہ روسو اور والٹیر جیسے ادیبوں اور مفکروں کی بدولت ان نظریات سے پہلے ہی متعارف تھا۔ اس نے ۱۷۸۷ء میں ذمہ دار حکومت کے حق میں تحریک کا چل نکلنا غیر قدرتی بات نہ تھی، چنانچہ جب ۵ مئی ۱۷۸۹ء کو لوئی نے (Estates Journal) کا اجلاس طلب کیا کہ نئے ٹیکسوں کے ذریعہ سرکاری خزانہ کو پر کیا جائے تو پارلیمان کے اراکین نے فوری اور راشد ضروری مالی مشکلات کو حل کرنے کی بجائے نظریاتی مباحث کھڑے کر دیئے اور ذمہ دار حکومت کے قیام کا مطالبہ شروع کیا۔ یہ لوگ ۵ ہفتہ اسی مسئلہ پر بحث کرتے رہے۔ کہ پارلیمان کے اندر رائے شماری (ووٹ) کا کیا طریقہ ہونا چاہیئے۔ ۱۷ جون ۱۷۸۹ء کو پارلیمان نے اپنے آپ کو مجلس دستور ساز (نیشنل اسمبلی) قرار دے کر عملی دستور کی تشکیل کا کام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اس کے بعد یہ لوگ دو برس تک یعنی ۲۰ جون ۱۷۹۱ء تک ایسے مباحثات میں پھنسے رہے جن کا حالات موجودہ یا پیش آمدہ مصائب سے دور کا بھی تعلق نہیں تھا۔ اسی اثنا میں ۱۴ جولائی ۱۷۸۹ء کا وہ واقعہ بھی پیش آیا جس میں اہل پیرس نے بیسٹیل کے جیل خانہ کو منہدم کر دیا۔ پھر ۱۷۸۸ء میں موسم گرما کی خشک سالی اور موسم سرما کی ژالہ باری اور ۱۷۸۹ء کے موسم سرما کی شدت نے فصلوں کو خراب کر کے سرکاری خزانہ کو کلیتہً خالی کر دیا۔ مگر ان سب اہم مشکلات کے باوجود فرانس کے سیاسی کوربینشوں نے دیوار پر لکھی ہوئی

تحریر فرمادی کو نہ بڑھا دے دور از کار نظریات و مقاصد کے حصول میں سرگرداں رہ کر اپنے ملک کو تباہی کے گڑھے میں دھکیلتے رہے۔ ادھر فرانس کی بدقسمتی سے اس کے نیک نیت بادشاہ کو اس کے بھائیوں، بیوی اور اقربا نے مشورہ دیا کہ وہ دستوریہ کو برخاست کرکے ۳۰ ہزار فوجی سپاہی (جو اس وقت زیادہ تر غیر ملکی تھے) پیرس میں بلالے۔ اس پر ۱۴ جولائی ۱۷۸۹ء کو انہدام بیسٹیل کا واقعہ ہوا۔ جس نے رعایا اور بادشاہ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خلیج فاصل پیدا کر دی۔ انہدام بیسٹیل سے پیرس کا باثروت طبقہ ڈر گیا اور اس نے بادشاہ سے اجازت لیے بغیر اپنی ایک حکومت قائم کر لی اور اس طرح بادشاہ کے رعب کو کم کرکے اپنے تابوت میں اپنے ہاتھوں خود آخری کیل گاڑ دی۔ ان کی حکومت کے قیام کی خبر جب دیہاتی طبقہ کے کانوں میں پڑی اور انہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ بیسٹیل کو منہدم کر دیا گیا ہے تو ان کے دلوں سے قانون کا احترام مٹ گیا۔ اور انہوں نے ۴ اگست ۱۷۸۹ء کو بغاوت کر دی۔ سیاسی کور رہنماؤں اور عاقبت نااندیشوں نے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر رضاکارانہ طور پر مزارعین کو وہ مراعات دینے کا وعدہ کیا جو اس بغاوت سے پیشتر وہ انہیں دینے سے گریزاں تھے۔ اس طرح ایک جدید مورخ کے الفاظ میں "نیشنل اسمبلی نے دستور سازی کی شکل میں جو سیاسی طوفان پیدا کیا تھا اس کا پانی اب ان کے اپنے سروں سے گزر گیا اور سیاسی انقلاب کے ساتھ اقتصادی، سماجی اور مذہبی انقلاب بھی آ گیا۔ اور صدیوں کی عزیز اقدار صرف دو سالوں کے اندر ملیامیٹ ہو گئیں"۔ نیشنل اسمبلی کے انقلاب انگیز قوانین و اعلانات سے ایک طبقہ اس کے خلاف ہو گیا جس پر لوئی کے مشیروں بالخصوص بھائیوں اور ملکہ نے اسے پیرس سے بھاگنے کی ترغیب دی۔ اس کوشش کا جو نتیجہ ہو سکتا تھا ظاہر ہے۔ بادشاہ اور ملکہ پکڑے گئے اور زبردستی پیرس واپس لائے گئے۔ یہ واقعہ ۲۰-۲۵ جون ۱۷۹۱ء کو پیش آیا۔ جدید مورخین کی رائے میں شاہ لوئی کی گرفتاری سے ملک کے طول و عرض میں سنسنی پھیل گئی۔ اور اس طرح حکومت وقت کا رہا سہا اقتدار بھی ختم ہو گیا۔ ستمبر ۱۷۹۱ء تک بادشاہ نظر بند رہا۔ اس کے بعد نئے دستور کا نفاذ ہوا۔ بادشاہ کو اس کے منصب پر بحال کر دیا گیا۔ درباریوں کو ملک کے مستقبل اور بادشاہ کی جان کی فکر لاحق ہوئی۔ مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ گو انہوں نے ممالک غیر سے ساز باز کی مگر ان کی کچھ بن نہ آئی۔

۲۰ جون اور ۱۰ اگست ۱۷۹۲ء کو عوام نے (Tuileries) کے شاہی محل پر حملہ کر دیا اور مستقل انقلاب پسندوں نے بادشاہ اور ملکہ کی گرفتاری کا پرزور مطالبہ کیا۔ اس کے بعد بادشاہ اور ملکہ کو پھر قید کر لیا گیا۔ اور ۲۱ جنوری ۱۷۹۳ء کو شاہ فرانس کو سزائے موت دے دی گئی۔ ۱۶ اکتوبر ۱۷۹۳ء کو ملکہ فرانس کو بھی ایک عوامی عدالتی کارروائی کے بعد (جس کے دوران میں اس کے ۸ سالہ بچہ کے منہ سے اس کے بارے میں بعض نامناسب شرمناک اور بے بنیاد الزام لگوائے گئے) موت کی سزا دے دی گئی۔ ۱۰ نومبر ۱۷۹۳ء کو خدائی عبادت کے خلاف قانون پاس ہوا۔ دریں اثنا فرانس میں کسی کی گردن محفوظ نہ تھی اور ۱۷۹۳ - ۹۴ء کے درمیان وہاں دور بربریت کے دوران ۴ ہزار کے قریب مختلف افراد موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ ۸ جون ۱۷۹۵ء کو ولی عہد فرانس کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ ۹ نومبر ۱۷۹۹ء کو نپولین برسر اقتدار آیا اور فرانس کی تاریخ کا ایک نیا باب شروع ہوا۔

**انکاس** - (Incas) پیرو بحر الکاہل کے کنارے جنوبی امریکہ کی ایک جمہوری حکومت ہے۔ جہاں کے باشندے ہسپانیہ والوں کی آمد سے پہلے انکاس کہلاتے تھے۔ جو حقیقتاً وہاں کے حکمران طبقے کا نام تھا۔ پیرو کا حکمران بھی انکا (Inca) کہلاتا تھا۔ یہ لوگ گیارہویں صدی عیسوی میں جنوب مشرق کی طرف سے پیرو میں داخل ہوئے۔

انکاس سورج کی پرستش کیا کرتے اور اپنے مردوں کی لاشیں کوئی خاص مسالہ لگا کر دفن کرتے تاکہ وہ خراب نہ ہو جائیں۔ فن تحریر سے وہ لوگ قطعی ناآشنا تھے۔ لیکن فن تعمیر، برتن سازی اور کپڑا بننے میں اچھی مہارت رکھتے تھے۔ اپنے عہد میں انکاس کے باشندوں کی تہذیب کافی عروج پر تھی۔ ان کے فن تعمیر کے نمونے آج بھی کھنڈرات کی شکل میں موجود ہیں

پائے جاتے ہیں۔

گزشتہ اعداد و شمار کی رُو سے پیرو میں انکاس کی آبادی ۲۰ لاکھ کے قریب ہے۔

## انکووی (Anchovy)

بحیرہ روم کی ایک چھوٹی مچھلی جس کی دم کا ڈ دم اور دو شاخہ ہوتی ہے اور منہ سڈول اور نوکیلا ہوتا ہے۔ اس کا گوشت نہایت لذیذ اور خوش ذائقہ ہوتا ہے۔ بحیرۂ روم میں یہ مچھلی بڑی کثرت سے پائی جاتی ہے۔

## انگرٹ، کارنیلیس فان ایچ۔ (Engert, Cornelius Van H.)

امریکی ماہر امور خارجہ ہیں ۱۸۸۷ء میں پیدا ہوئے۔ کیلیفورنیا اور ہارورڈ کی یونیورسٹیوں میں تعلیم پائی۔

۱۹۱۲ء میں امریکی خارجہ سروس کی ملازمت اختیار کی۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران میں قسطنطنیہ اور دیگر مقامات میں خدمات سر انجام دیں اور اس کے بعد طہران، پیکنگ اور قاہرہ میں۔ ۱۹۳۵ء تک ایتھوپیا میں مدارالمہام (Charge de' Affairs) مقرر ہوئے۔ ایک سال بعد وہاں وزیر مختار ہو گئے۔ وہاں سے پہلے طہران اور پھر کابل میں منتقل کئے گئے۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران میں پہلے بیروت میں بطور قونصل جنرل اور پھر افغانستان میں بطور وزیر مختار خدمات سر انجام دیں۔ ۱۹۴۶ء میں بین الاقوامی بنک برائے تعمیر و ترقی کے مشیر مقرر ہوئے۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ مشرق وسطیٰ کے امریکی احباب نامی انجمن کی بنیاد اور ترقی ہے۔ آپ اس انجمن کے بانیوں میں سے ہیں۔ اور اب اس کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے ممبر بھی ہیں۔ مسٹر انگرٹ بین الاقوامی سیاست پر بڑی گہری نظر رکھتے ہیں اور خارجی امور میں آپ کی رائے بڑی صائب سمجھی جاتی ہے۔

## انگریزی زبان (English Language)

انگریزی زبان برطانیہ عظمیٰ کی زبان ہے۔ اور اردو کی طرح یہ بھی ایک مخلوط زبان ہے جس میں کئی عنصر شامل ہیں۔ مثلاً خالص انگریزی سیکسن نارمن اینگلو سیکسنی اور نارمنڈی کی زبانیں جو فرانس کے ساحل پر پائی جاتی ہیں، قدیم اسکنڈے نیویائی (ڈینش اور سیکنڈے نیوین نارویجین) کی زبانیں۔ ان کے علاوہ لاطینی اور یونانی زبانوں کے بیشمار الفاظ اس میں شامل ہیں۔ بلکہ کئی ایک ہندی اور پاکستانی الفاظ بھی اس کا جزو بن چکے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ زبان جامع اور مانع اور اظہار مطلب کے لئے بہترین زبان بن گئی ہے۔ اس لئے اور نیز گنجینۂ علوم ہونے کے باعث دنیا کی اکثر قومیں اس کا مطالعہ کرتی اور اسے بولتی ہیں۔ تمام امریکہ کی بھی تقریباً یہی زبان ہے۔ جس میں تمام امریکی لٹریچر اور ملکی معاملات سر انجام پاتے ہیں۔ دنیا بھر کے کم و بیش ۲۰۰۰۰۰۰۰۰ انسان انگریزی زبان بولتے اور سمجھتے ہیں۔ یہ زبان تمام دنیا کی قوموں کے لئے مشترکہ زبان کا کام دیتی ہے۔ اور دنیا کے تقریباً ہر حصے سے انگریزی کے اخبارات و رسائل شائع ہوتے ہیں۔

## انگریزی جاپانی اتحاد

۳۰ جون ۱۹۰۲ء کو انگریزوں اور جاپانیوں کے درمیان ایک معاہدہ ہوا جس کا نام انگریزی جاپانی اتحاد ہے۔ اس معاہدہ کی رو سے چین اور کوریا کی آزادی کو دونوں ملکوں نے تسلیم کیا اور کوریا میں جاپان کے خاص مفاد کو بھی مانا گیا۔ اس معاہدہ کی مدت پانچ سال تھی۔ لیکن کوریا کے ذکر کے بغیر تجدید ۱۹۱۱ء تک اسے مزید دس سال تک بڑھا دیا گیا۔ ۱۹۲۲ء میں ریاستہائے متحدہ امریکہ، برطانیہ، فرانس اور جاپان میں ایک نیا معاہدہ ہوا جس کی رو سے انگریزی جاپانی اتحاد کا خاتمہ ہو گیا۔

## انگریزی فرانسیسی ترکی اتحاد

دوسری عالمگیر جنگ کا آغاز ہوتے ہی اتحاد امریکیوں کی سرکردگی میں انگریزوں، فرانسیسیوں اور ترکوں کے مابین جرمنی، اٹلی اور جاپانیوں کے خلاف قائم کیا گیا اور یہ اتحاد اسی سے مراد ہے۔ اس جنگ میں روسی طاقت بھی ان اتحادیوں کے ساتھ تھی۔ اور بالآخر اتحادیوں کو فتح حاصل ہوئی اور جرمنوں اور ان کے ساتھیوں کو شکست ہوئی۔ جرمنی کے چار حصے بخرے کرکے اسے انگریزی، امریکی، فرانسیسی اور روسی کنٹرول میں دے دیا گیا۔ جاپان پر اتحادی اقتدار قائم کر دیا گیا اور اس کا دفتری نظام حکومت بھی اتحادی منشا کے مطابق تبدیل کر دیا گیا۔

**انگریزی مٹھائی۔ (Confectionery)** یہ دراصل چینی یا شکر پکا کر اس کے اندر دیگر اشیائے خوردنی ملانے سے بنتی ہے۔ پیسٹری پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ بنیادی طور پر یہ شکر، میوہ جات، خوشبویات اور دوسری ابلی ہوئی چیزوں کا مرکب ہوتا ہے۔ یوں تو ہر قسم کی چینی ابالی جاسکتی ہے، لیکن اگر مصری کی ڈلیاں استعمال کی جائیں تو تین پونڈ مصری میں ایک بڑا چمچہ سرکہ ملا لینا چاہیئے۔ تاکہ شیرہ گاڑھا ہو کر سخت نہ ہو جائے۔ مصری کی ڈلیوں (لوف شوگر) کا شیرہ مختلف صورتوں میں ڈھالا جاسکتا ہے، بشرطیکہ اسے گھوٹ کر اس کے سفید تار نکال دیئے جائیں۔

اس کو گوندھنے کے لئے سنگ مرمر کا ٹکڑا یا چینی کی تختی نیچے رکھ لینی چاہیئے۔ اس پر چینی کا قوام گرم کرنے کے بعد ڈالا جاسکتا ہے۔

**انگریزی مصری اتحاد۔** دوسری عالمگیر جنگ کے دوران میں باہمی معاونت کے لئے انگریزی مصری اتحاد قائم ہوا۔ جس کی رو سے مصر اتحادی محاذ میں شامل ہوا۔ اور مصریوں نے اتحادیوں کی جن میں انگریز، امریکن، فرانسیسی اور روسی وغیرہ حکومتیں شامل تھیں۔ ہر طرح پر امداد و معاونت کی اور اتحادی فتح و نصرت کا باعث ہوئے۔

**انگلستان۔ (England)** جزیرہ برطانیہ کا جنوبی حصہ۔ جرمنی کی اینگلز (Angles) قوم پانچویں صدی میں اس ملک پر حملہ آور ہوئی تھی، جس کے نام پر اس ملک کا یہ نام رکھا گیا۔ ۱۷۰۷ء میں سکاٹ لینڈ کا اتحاد و الحاق ہوا۔ قبل ازیں انگلستان اور ویلز مل کر ایک علیحدہ ریاست تھے۔ (نیز دیکھو برطانیہ)

**انگلیوں کی خارش۔ (Chilblain)** سردی کی وجہ سے ہاتھ یا پیر کی انگلیوں کا ورم کر آنا، سرخ ہو جانا، خارش کا باعث ہونا۔ اگر مرض بڑھ جائے تو انگلیاں پھٹ جاتی ہیں۔ انگلیوں کو سردی سے بچانا اور زیادہ چکنائی کا استعمال مفید ہوتا ہے۔ برقی شعاعوں سے بھی علاج کیا جاتا ہے۔

**انگلیوں کے نشانات۔** انگلیوں کے نشانات سے مراد وہ نشان ہیں جو کسی چیز کو چھونے یا ہاتھ لگانے سے انگلیوں کی باریک لکیروں کے باعث اس چیز پر نقش ہو جاتے ہیں۔ انگوٹھے اور انگلیوں کے سروں پر روشنائی لگا کر یہ نشان کاغذ پر لگائے جاتے ہیں۔ انگلیوں کے نشانات آدمی کی شناخت میں بہت مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ کیونکہ ایک آدمی کے انگوٹھے اور انگلیوں کے نشانات کسی دوسرے آدمی سے نہیں ملتے۔ بہت سے ممالک میں پولیس انگلیوں کے نشانات سے ہی مجرموں کا پتہ لگاتی ہے۔ مجرم جب کسی جرم کے ارتکاب کے لئے کسی گھر یا مکان میں گھستا ہے تو دروازے، الماری یا کسی نہ کسی چیز پر اس کا ہاتھ لگ جاتا ہے۔ جس سے اس کی انگلیوں کے نشانات اس چیز پر نقش ہو جاتے ہیں۔ ان نقوش کی مدد سے پولیس مجرم تلاش اور شناخت کر لیتی ہے۔

سب سے پہلے انگلیوں کے نشانات کے ذریعے سے آدمی کی پہچان کا طریقہ چینیوں نے ایجاد کیا تھا۔ انگوٹھے کے نشان کو سب سے پہلے اہل انگلستان نے دستخطوں کی بجائے استعمال کیا۔ لیکن انگلیوں کے نشانات کے ذریعے مجرموں کی شناخت کا طریقہ انگلستان میں ۱۹ویں صدی عیسوی میں جاری ہوا جب کہ برطانیہ کے مشہور سائنسدان سر فرانسس گالٹن نے انگلیوں کے نشانات کے متعلق اپنے تحقیقی تجربات کو شائع کیا (نیز دیکھو نشانی قشات)

**انگور۔ (Grapes)** انگور ایک نہایت خوش ذائقہ پھل ہے۔ جو زیادہ تر تازہ حالت میں کھایا جاتا ہے۔ خشک ہونے پر اس کے رس بھرے ابھرے ہوئے دانے منقیٰ اور کشمش کی شکل میں استعمال کئے جاتے ہیں۔

مصر میں آج سے تین ہزار سال پہلے کے مصری بادشاہوں کے مقبرے دریافت ہوئے ہیں۔ جن میں بادشاہوں کی لاشوں کے پاس انگور کے بیج پائے گئے ہیں۔ اس سے یہ اندازہ کیا جاتا ہے کہ پھلوں میں غالباً انگور ہی سب سے پہلے کاشت کیا گیا۔

انگور کا اصلی وطن ایشیا ہے اور شاید فونیقی لوگوں کی وساطت سے اس کا بیج یورپ میں پہنچا۔

بحیرۂ روم کے خطوں میں کاشت کیا جاتا ہے اور کیلیفورنیا، آسٹریلیا، بلغاریہ جنوبی افریقہ میں اچھی قسم کا انگور پیدا ہوتا ہے۔

ایشیا میں افغانستان اور بلوچستان کا انگور مشہور ہے جس کے دانے موٹے اور لذیذ ہوتے ہیں اور بنڈلوں میں روئی کے اندر لپیٹ کر دوسرے ملکوں کو بھیجا جاتا ہے۔ ایشیا میں زرد اور سنہری رنگ کے انگور کے علاوہ سیاہ انگور بھی کاشت ہوتا ہے۔ پاکستان میں انگور کی کاشت کی طرف خاص توجہ دی جا رہی ہے

انگور کی بیلیں تین تین چار سو سال تک پھل دیتی ہیں سپین، اٹلی، فرانس، ریاستہائے متحدہ امریکہ، الجیریا، ہنگری، جرمنی، آسٹریلیا، سوئٹزرلینڈ اور جنوبی افریقہ میں عمل تخمیر اور دیگر کیمیاوی ترکیب سے انگور کی شراب بنائی جاتی ہے۔

**انگورا** ۔ (دیکھو انقرہ)

**انگورا بکری** ۔ (Angora) ۔ انقرہ (انگورہ) جو موجودہ ترکی کا دارالحکومت ہے اس کے اردگرد کے علاقے میں بکریوں کی ایک خاص نسل ہوتی ہے۔ جس کے بالوں کے نیچے ایک اور نرم اور چمکیلا پشمینہ ہوتا ہے اس پشمینہ کی تمام دنیا میں بے حد مانگ ہے۔ کیونکہ اس سے ایک خاص قسم کا کپڑا بنایا جاتا ہے۔ جو بہت قیمتی ہوتا ہے۔ بکری کی اس قسم کا نام بھی انگورا ہی ہے اور پشمینہ اور کپڑے کا نام بھی انگورا۔

اسی شکل کی ایک بکری تبت میں بھی پائی جاتی ہے جس کے پشمینے کی کشمیر میں درآمد ہوتی تھی۔ اس پشمینے سے کشمیر میں اعلیٰ درجے کے شال بنے جاتے تھے۔ مگر اب سیاسی حالات کے باعث یہ تمام کاروبار کھٹائی میں پڑ گیا ہے۔

**اناناس** ۔ (Pineapple) ایک امریکی گرمائی پودے کا پھل۔ جسے (Annas Sativa) کہتے ہیں۔ یہ پودا انگلینڈ میں سنہ ۱۶۹۰ء میں درآمد اور منتقل کیا گیا۔ جہاں اب وہ بڑی آسانی کے ساتھ گرمائی مقامات میں نشوونما پاتا ہے۔

پودے کے پھول اوپر کی چوٹیوں پر ہوتے ہیں۔ جن کے گرداگرد پتوں کا چھتر ہوتا ہے یہی پھول بڑے ہو کر لذیذ پھل کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

**انوبیث** ۔ (Anubis) ایک قدیم مصری دیوتا جس کا جسم انسان کا اور سر گیدڑ کا ہرمیز (Hermes) کی طرح اس کے ذمہ یہ کام ہے کہ پچھلی دنیا میں مردوں کی روح کو ٹھکانے لگائے۔

**انور پاشا** ۔ ۱۸۸۱ء میں پیدا ہوئے اور انقلاب ترکی سنہ ۱۹۰۸ء میں مطلع سیاست پر ابھرے۔ اس وقت وہ مقدونیہ میں انسپکٹر جنرل کے سٹاف میں تھے۔ اور انجمن اتحاد و ترقی کے سرگرم رکن تھے۔ سلطان عبدالحمید نے جنرل کے عہدہ کا لالچ دے کر انور پاشا کو خریدنا چاہا لیکن انہوں نے الطاف خسروانہ پر قومی مفاد کو ترجیح دی اور سلطان کو معزول کرانے میں سرگرم حصہ لیا سنہ ۱۹۱۱ء میں انور پاشا نے جنگ طرابلس میں عرب قبائل کو منظم اور متحد کر کے اطالیہ کے دانت کھٹے کر دیئے سنہ ۱۹۱۲ء میں ریاستہائے بلقان نے ترکی پر یورش کر دی۔ دارالخلافہ خطرے میں پڑ گیا۔ انور پاشا طرابلس سے قسطنطنیہ پہنچے اور حکومت کے غداروں کے منصوبے خاک میں ملا دیئے کامل پاشا کی وزارت مستعفی ہو گئی۔ محمود شوکت پاشا نے قلمدان وزارت سنبھالا۔ انور پاشا محاذ جنگ کی طرف متوجہ ہوئے۔ ایڈریانوپل پر دشمن قابض ہو گیا تھا۔ چتلجہ آخری دفاعی لائن دشمن کی زد میں تھی۔ انور پاشا بنفس نفیس میدان جنگ میں پہنچے اور ترک سپاہ میں ایسا جوش و خروش بھر دیا کہ دشمن شکست کھا کر بھاگ

نکلا۔ ایڈریانوپل پر دوبارہ ترک قابض ہو گئے۔ اس کے بعد انور پاشا وزیر جنگ بنا دیئے گئے۔ ۱۹۱۴ء میں ترکی کو جرمنی کا حلیف بن کر پہلی جنگ عظیم میں شریک ہونا پڑا۔ داخلی جھگڑوں اور مسلسل جنگوں نے ترکی کو کمزور کر دیا تھا۔ لیکن پھر بھی گیلی پولی اور دردانیال میں ترک سپاہیوں کے سرفروشانہ کارناموں نے دشمنوں کو حیران کر دیا۔ ۱۹۱۸ء میں جب اتحادیوں کا دباؤ بڑھ گیا اور دارالخلافہ خطرے میں پڑ گیا۔ تو انور پاشا نے قسطنطنیہ کے نواح میں آخری جنگ لڑنے کا منصوبہ بنایا۔ لیکن اختلافات کی بنا پر ۴ اکتوبر ۱۹۱۸ء کو وزارت جنگ سے مستعفی ہو کر اپنے محبوب وطن کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ گئے۔ انور پاشا کہاں گئے اور ان کا انجام کیا ہوا۔ اس کے بارے میں مختلف قیاس آرائیوں سے کام لیا جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

**انونو، عصمت**۔ ترکی کے ایک سیاست دان اور اتاترک کے دست راست۔ ۱۸۸۴ء میں سمرنا میں پیدا ہوئے۔ ملٹری اور سٹاف کالجوں میں تعلیم پائی۔ ۱۹۰۶ء میں فوج میں شامل ہوئے اور مختلف محاذوں پر خدمات سرانجام دیں۔ انہوں نے جنگ آزادی میں اتاترک کا پورا ساتھ دیا۔ انونو کے مقام پر یونانیوں کو شکست دی۔ اور اسی سے انونو ان کے نام کا جزو بن گیا۔ ۱۹۲۲ء میں ترکی میں خلافت کا خاتمہ ہوا اور اتاترک صدر بنے تو عصمت انونو وزیر خارجہ مقرر کئے گئے۔ اسی حیثیت سے انہوں نے لوزان کانفرنس میں شرکت کی۔ ۱۹۲۳ء میں وزیر اعظم کے عہدے پر فائز ہوئے۔ نومبر ۱۹۳۸ء میں اتاترک کا انتقال ہوا تو ان کی جگہ انونو صدر منتخب ہوئے۔ ۱۹۵۰ء میں انونو کی ری پبلکن پارٹی ڈیموکریٹک پارٹی سے شکست کھا گئی۔ اور انونو کو صدارت سے الگ ہونا پڑا۔ مئی ۱۹۶۰ء میں جنرل گورسل نے ڈیموکریٹک پارٹی کی حکومت کا تختہ الٹ دیا اور ملک میں نئے انتخابات کرائے۔ ڈیموکریٹک پارٹی خلاف قانون تھی۔ اس لئے ری پبلکن پارٹی نے اسمبلی میں اکثریت حاصل کر لی۔ ۱۰ نومبر ۱۹۶۱ء کو ڈیموکریٹک پارٹی سے انصاف پارٹی کے ساتھ مل کر وزارت بنائی جس کے وزیر اعظم عصمت انونو مقرر ہوئے۔

**انہار جنت**۔ جنت کے معنی باغ کے ہیں۔ اور قرآن پاک میں جہاں جنت کی تعریف کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی نہروں کا بھی ذکر آیا ہے کیونکہ باغ کی زینت اور لطف کو دوبالا کرنے کے لئے پانی کے ذخائر کا ہونا بھی ضروری ہے۔ ان نہروں میں سب سے زیادہ مشہور سلسبیل ہے۔ ان نہروں میں سے بعض میں پانی رواں ہے جو ہمیشہ خوش ذائقہ رہے گا۔ اور کبھی بدبودار نہ ہوگا۔ بعض میں دودھ ہے جس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس کا ذائقہ کبھی تبدیل نہ ہوگا۔ اور بعض میں ایسی شراب بہتی ہوگی جو پینے والوں کو بہت خوش ذائقہ معلوم ہوگی۔ حالانکہ دنیا کی شراب قدرے تلخ ہوتی ہے۔ اسی طرح صاف شہد کی نہریں بھی ہوں گی۔

نہروں کی تعداد کا ذکر نہیں اور نہ یہ بتایا گیا ہے کہ یہ نہریں کہاں سے نکل کر کدھر جائیں گی۔ ایک چشمہ کوثر ہے جس کو بعض دریا اور بعض حوض کہتے ہیں۔ اس کا پانی برف سا ٹھنڈا، شہد سے زیادہ شیریں بیان کیا گیا ہے۔ قیامت کے روز اہل جنت حضورؐ کے ہاتھ سے اسی کا پانی پئیں گے اس لئے حضورؐ کو ساقی کوثر بھی کہا جاتا ہے۔ (نیز دیکھو سلسبیل اور کوثر)

**انیس**۔ مشہور شاعر۔ میر ببر علی نام۔ انیس تخلص۔ میر خلیق کے بیٹے تھے۔ ۱۸۰۲ء میں فیض آباد میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مولوی حیدر علی اور مفتی میر عباس سے حاصل کی۔ فن شعر میں اپنے باپ کے شاگرد تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد ان کا خاندان لکھنؤ چلا آیا۔ میر انیس بڑے وضعدار اور خوددار شخص تھے اور اپنی خاندانی فضیلت پر ہمیشہ فخر کیا کرتے تھے۔ ان میں نفاست اور استغنا بے حد تھا۔

میر صاحب طبعی شاعر تھے۔ انہوں نے اپنے والد کی فرمائش پر مرثیہ گوئی اختیار کی اور اس فن کو کمال پر پہنچا دیا۔ انیس اقلیم مرثیہ گوئی کے شہنشاہ تھے۔ انہوں نے ہزارہا مرثیے، سلام، قطعات اور رباعیات لکھی ہیں۔ بحیثیت مرثیہ گو ان کی جگہ صف اول میں ہے۔ اور اس ضمن میں تمام شعراء میں بہترین اور کامل ترین سمجھے

جاتے ہیں۔ ان کا مرثیہ پڑھنے کا انداز بھی بے مثال تھا۔ مرثیے کے ذریعے انہوں نے اردو کی بڑی خدمت کی ہے۔ حقیقت میں انہوں نے زبان کو مانجھ ڈالا۔ صحت محاورہ کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ان کی زبان لکھنؤ اور دہلی کی ٹکسال میں مستند مانی جاتی ہے۔ انہوں نے اردو زبان میں رزمیہ نظم کی کمی کو پورا کیا۔ اسی طرح مناظر قدرت اور انسانی جذبات بھی نہایت صحت اور عمدگی کے ساتھ نظم کئے۔ میر انیس نے ۱۸۷۴ء میں وفات پائی۔

## انیما (حقنہ)۔ (ENEMA)

قبض دور کرنے یا آنتوں کو صاف کرنے کے لئے رَحِم کے ذریعہ صابن کا پانی آنتوں میں پہنچانا۔ پانی کے ساتھ فضلہ بھی خارج ہو جاتا ہے۔ مگر اندریات کا اثر پورے نظام ہضم پر پڑتا ہے۔ اس لئے بعض حالات میں بشرط ضرورت انیما کرانا بہتر ہوتا ہے۔

## انیمل۔ (ENAMEL)

ایک مرکب روغن ہے جو مٹی یا چینی کے برتنوں آہنی برتنوں یا اینٹوں (ٹائل) پر لگایا جاتا ہے۔ جب اس روغن آلودہ برتنوں یا اینٹوں کو بھٹی میں پکایا جاتا ہے تو ایک نہایت ملائم اور چمک دار تہ وجود میں آتی ہے۔ چنانچہ جن آہنی برتنوں پر انیمل ہوتا ہے۔ وہ بالکل چینی کے معلوم ہوتے ہیں۔ تمغے، بالے اور گھڑیاں کی اسی قسم کی بنتی ہیں۔ اسی طرح نہایت خوبصورت سائن بورڈ بھی لکھے جاتے ہیں۔

مختلف قسم کی موٹر گاڑیوں پر جو روغنی نقش و نگار بنے ہوتے ہیں۔ وہ بھی اسی عمل سے بنائے جاتے ہیں۔ اور موٹروں و سائیکلوں پر پختہ روغن بھی اسی طرح کیا جاتا ہے۔ ملتان میں جو کاشی ٹائل اور روغنی برتنوں کا کام ہوتا ہے، وہ بھی انیمل ہی کی ایک قسم ہے۔ انیمل کرنے کا اصول ایک ہی ہے۔ مختلف رنگ اس روغن میں مخصوص دھاتوں کے آکسائیڈ ملا کر پیدا کئے جاتے ہیں۔ قدیم مصر اور اسیریا میں یہ صنعت رائج تھی یورپ میں ترکی کے راستے پہنچی اور پاکستان میں عرب فاتحوں کے ساتھ آئی۔ چنانچہ ملتان اور سندھ اس کے اب تک مرکز مانے جاتے ہیں۔

## انیمومیٹر۔ (ANEMOMETER)

باد پیما ایک آلہ جس سے آندھی کی رفتار کا اندازہ کیا جاتا ہے عام طور پر اس آلے میں چار عدد نیم مدور شکل کے پیالے ہوتے ہیں جو ایک گردش کرنے والے ستون کے سہارے پر استادہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ جس رفتار سے یہ پیالے آندھی میں گردش کرتے ہیں اسی کے مطابق ستون کی سوئی آندھی کی رفتار کو دکھلاتی ہے۔

## انیمون۔ (ANEMONE)

پھول کی ایک قسم ہوتی ہے۔ جس میں تھوڑے تھوڑے اختلافات کے ساتھ ایک سو بیس اقسام پائی جاتی ہیں۔ یہ معتدل آب و ہوا میں پیدا ہوتے ہیں۔ ان کی صرف دو قسمیں جزائر برطانیہ میں پیدا ہوتی ہیں۔

## اوپیرا۔ (OPERA)

ایسا ناٹک جس میں موسیقی کا یہ عنصر غالب ہوتا ہے۔ گرینڈ اوپیرا میں ہر مکالمہ گایا جاتا ہے۔ شروع شروع میں یہی طریقہ رسمی اور تقلیدی تصور کیا جاتا تھا۔ ابتدائی اطالوی اوپیرا میں صرف قدیم یونانی و لاطینی کہانیوں کو اوپیرا کے لئے منتخب کیا جاتا تھا۔ اور تمام گویوں کو باری باری اپنا جوہر دکھلانے کا موقع دیا جاتا تھا۔ اس طرح ناٹک میں کوئی تسلسل قائم نہیں رہتا تھا۔ گلک نے سب سے پہلے اس رسمی فن کے خلاف آواز اٹھائی۔ گلک اور اس کے ہم خیال فن کار ویبر نے اوپیرا کی ایک قسم ویگنر کی طرح ڈالی۔ اٹلی میں اوپیرا بہت مقبول رہا ہے۔ اٹلی اور فرانس نے مشہور اوپیرا نویس پیدا

کے ہیں۔ انگلستان میں دوسرے چند کھیلوں کے علاوہ اوپیرا زیادہ مقبول نہیں رہا۔ کسی زمانہ میں "بوہیمین گرل" اور "پیری شاتا" انگلستان میں بھی بہت پسند کئے گئے۔ انگریزوں کو ہلکا پھلکا اوپیرا پسند ہے۔ جس میں مکالموں کے درمیان کہیں کہیں نغمے گنگنانے بھی ہوں۔

**اوتار۔** ( Avatar ) ہندو عقائد کے مطابق خالق کائنات مختلف دیوتاؤں اور دیویوں کی شکل میں عالم وجود میں ہماری رہبری کے لئے نازل ہوتا رہا ہے۔

**اوٹا۔** ( Utah ) جمہوریہ امریکہ کی ایک ریاست جس کا رقبہ ۸۴۹۱۶ مربع میل اور آبادی ۶۸۸۸۶۲ کے لگ بھگ ہے۔ ۱۸۴۸ء تک یہ ریاست میکسیکو کا حصہ رہی اور جمہوریہ امریکہ کے نظام حکومت میں ۱۸۹۶ء میں شامل ہوئی۔

**اوٹاوا۔** ( Ottawa ) کینیڈا کا دارالسلطنت ہے۔ شاہی مراعات کا معاہدہ جو ۱۹۳۲ء میں برطانیہ اور برطانوی سلطنت کے دیگر ممالک کے درمیان ہوا اور جس کی رو سے برطانیہ کو خاص قسم کی تجارتی مراعات دی گئیں۔ اوٹاوا ہی کے مقام پر ہوا تھا اور اسی وجہ سے معاہدہ اوٹاوا کے نام سے مشہور ہے۔ پہاڑی علاقہ ہے۔ آبادی ۲۰۲۰۴۵ نفوس پر مشتمل ہے۔

**اوٹاوا کانفرنس۔** ( Ottawa Conference ) اوٹاوا کا شہر جو کہ کینیڈا واقع شمالی امریکہ کا دارالحکومت ہے۔ جہاں دولت مشترکہ کے اتحادی ممالک کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس میں ان ملکوں کے باہمی اقتصادی مفاد کا تصفیہ کیا گیا اور حسب ضرورت پسماندہ ملکوں کی ترقی کے لئے اعانت اور امداد کے اصول وضع کئے گئے۔

**اُودھ بلاؤ۔** اودھ بلاؤ پانی کا جانور ہے۔ اس کے جسم پر بلی کی طرح گھنے اور باریک بال ہوتے ہیں۔ اس کی دم لمبی ہوتی ہے۔ مچھلیاں اور مینڈک اس کی پسندیدہ خوراک ہیں۔



اس کے جسم میں انتہا درجہ کی لچک ہوتی ہے۔ نہایت پھرتیلا اور ہوشیار جانور ہے۔ دن بھر دریا کے کنارے محفوظ جگہوں پر رہتا ہے۔ شام کو مچھلیوں کے شکار کے لئے پانی میں تیرنے لگتا ہے۔

سمندری اودھ بلاؤ اور دریائی اودھ بلاؤ الگ الگ قسموں کے جانور ہیں۔

**اَوَدھ۔** ہندوستان کا ایک علاقہ جسے انگریزوں نے ۱۸۵۶ء میں اپنی عملداری میں لیا اور ۱۸۷۷ء میں اسے صوبہ آگرہ کے ساتھ شامل کر دیا۔

**اورنگ زیب۔** اورنگ زیب کا اصلی نام محی الدین اور اورنگ زیب لقب تھا۔ ان کے والد شاہجہاں نے انہیں عالمگیر کا خطاب دیا۔

اورنگ زیب ۴ نومبر ۱۶۱۸ء کو اتوار کے دن مالوہ کی سرحد پر دوحد نامی قصبے میں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ ارجمند بانو بیگم تھیں جو ممتاز محل کے نام سے مشہور ہیں۔ اورنگ زیب کی پیدائش کے زمانے میں شاہجہاں دکن میں صوبیدار تھا۔

ابھی اورنگ زیب کی عمر دو سال کی تھی کہ شاہجہاں نے اپنے باپ جہانگیر کے خلاف بغاوت کر دی اور بیوی بچوں کو لے کر چار سال تک بنگال اور تلنگانہ میں پھرتا رہا۔ آخر جہانگیر کے کہنے پر شاہجہاں نے اپنے بیٹوں داراشکوہ اور اورنگ زیب کو دربار میں بھیج کر معافی مانگ لی۔ جہانگیر نے دونوں بچوں کو ملکہ نور جہاں کی نگرانی میں دے دیا۔ جس نے ان کی تعلیم و تربیت کا کام انجام دیا۔

۱۶۲۷ء میں جہانگیر کے انتقال کے بعد جب شاہجہاں تخت نشین ہوا تو اورنگ زیب کو پانچ سو روپیہ ماہوار وظیفہ ملنے لگا۔ اور انہیں بڑے بڑے عالموں مثلاً سید محمد میر ہاشم اور ملا صالح کی شاگردی کا موقع ملا۔ مغل بادشاہوں میں سے اورنگ زیب سب سے پہلا بادشاہ ہے۔ جس نے قرآن شریف

حفظ کیا اور فارسی مضمون نویسی میں نام پیدا کیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے گھوڑے کی سواری، تیراندازی اور فنونِ سپہ گری میں بھی کمال حاصل کیا۔

۱۶۳۶ء میں جب کہ اورنگ زیب کی عمر سترہ برس تھی وہ دکن کے صوبیدار مقرر ہوئے۔ اس دوران میں انہوں نے کئی بغاوتوں کو فرو کیا اور چند نئے علاقے فتح کر لیے۔ بعد دیگرے گجرات، سندھ اور ملتان کے گورنر مقرر ہوئے اور ان علاقوں میں امن و امان قائم کیا۔

بلخ کے ازبکوں کی سرکوبی اورنگ زیب نے جس جوانمردی سے کی اس کی مثال تاریخ عالم میں مشکل سے ملے گی۔ شاہجہاں کی بیماری کے دوران میں داراشکوہ نے تمام انتظام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔ دارا کی اس جلدبازی سے شاہجہاں کی موت کی افواہیں پھیلنے لگیں اور ملک میں ابتری پھیل گئی۔ شاہ شجاع نے بنگال میں اپنی بادشاہت قائم کر لی۔ اور آگرے پر فوج کشی کے ارادے سے روانہ ہوا۔ بنارس کے قریب دارا اور شجاع کی فوجوں میں جنگ ہوئی۔ جس میں دارا کو فتح اور شجاع کو شکست ہوئی۔ اورنگ زیب کو حالات خراب دیکھ کر مجبوراً جنگ میں کودنا پڑا۔ انہوں نے مراد سے مل کر دارا کے مقابلے کی ٹھانی۔ اجین کے قریب دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا۔ جس میں اورنگ زیب کو فتح نصیب ہوئی۔ سامو گڑھ کے قریب پھر لڑائی ہوئی۔ جس میں اورنگ زیب کو دوبارہ کامیابی ہوئی۔

اورنگ زیب تمام جھگڑوں سے فارغ ہو کر جب کہ تخت کا کوئی دعوے دار نہ تھا ۱۶۵۸ء میں ابوالمظفر محی الدین اورنگ زیب کے لقب سے دہلی کے تخت پر بیٹھے۔ نظم و نسق سلطنت کو بہتر بنانے کیلئے المہات، فوجی بھرتی محصولات، چنگیوں اور کارخانوں کا قانون۔ مذہبی وقف اور خیرات، خبریں بھیجنے اور ڈاک چلانے اور لوگوں کے اخلاق کی دیکھ بھال کے محکمے قائم کیے۔ اورنگ زیب نے تمام ضلعوں میں سرکاری وکیل مقرر کیے اور اکبر کے رائج کردہ درشن کے رواج کو ختم کیا۔ البتہ عام طرزِ حکومت وہی تھا جسے اکبر نے جاری کیا تھا صرف ضرورت کے مطابق کچھ تبدیلیاں کر دی گئی تھیں۔ ہر اوسط درجے کا آدمی

بلا روک ٹوک دربار میں حاضر ہو کر اپنی درخواست بغیر کسی سفارش کے پیش کر سکتا تھا۔

اورنگ زیب نے انصاف کے بارے میں کبھی مسلم اور غیر مسلم کی تمیز روا نہیں رکھی۔ انہوں نے مساجد کے ساتھ ساتھ مندروں کے لیے بھی جاگیریں وقف کیں۔ مسافروں کے آرام اور سہولت کے لیے جا بجا سرائیں بنوائیں اور ان پر سایہ دار درخت لگوائے۔ عام لوگوں کی تعلیم کے لیے شہروں اور قصبوں میں مدرسے کھولے۔ ان کی علمی اور اسلامی یادگار فتاویٰ عالمگیری ہے جو اسلامی فقہ میں ایک خاص مقام رکھتی ہے۔ پچاس سال اور چند مہینے حکومت کرنے کے بعد اورنگ زیب نے ۹۱ سال کی عمر میں ۱۷۰۷ء میں احمد نگر کے مقام پر انتقال کیا۔ اور خلد آباد ضلع اورنگ آباد میں مدفون ہوئے۔

**اوریری۔ ( Orrery )** ۔ ایک آلے کا نام ہے جو مشین کی شکل میں ہوتا ہے اس کے ہینڈل کو حرکت دینے سے نظام شمسی کی حرکات کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ اس آلہ میں نظام شمسی کے تمام ممبر اپنے اصل مقامات کی رو سے فٹ کیے جاتے ہیں اور مرکز میں سورج ہوتا ہے۔ جب مشین کو چلایا جاتا ہے تو ان کے مدار اور باہم دوایا اور حرکات کا حساب اس طرح ہوتا ہے کہ وہ اپنی قدرتی رفتار پر اسی سمت کو حرکت کرتے ہیں۔ جیسی کہ وہ کائنات میں کرتے ہیں۔ اس آلہ کے ذریعے سیاروں کی حرکتوں کا اسی طرح مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ جیسے کہ وہ خلا میں کرتے رہتے ہیں۔

یہ آلہ لارڈ اوریری چہارم کے نام پر موسوم ہے جس کے لیے جان رولے ( John Rowley ) نے اپنا اولین نمونہ ۱۷۱۳ء میں تیار کیا تھا۔

**اورینٹل کالج ( Oriental College )** ۔ پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج ۱۸۷۰ء میں قائم کیا گیا اور ڈاکٹر لائٹنر اس کے پہلے پرنسپل مقرر ہوئے۔ ڈاکٹر ووٹ

اس کالج کے قیام میں پیش پیش تھے وہ محض کالج ہی نہیں بلکہ اورینٹل یونیورسٹی قائم کرنے کے حامی تھے۔ ۱۸۶۵ء میں جب ڈاکٹر لائٹنر کو انجمن پنجاب کا سیکرٹری منتخب کیا گیا تو انہوں نے اپنی کوشش تیز تر کر دی چنانچہ ۱۸۶۵ء میں علوم مشرقی کا ایک سکول قائم کرنے کی اجازت مل گئی۔ بعد میں یہی سکول کالج بنا۔ ۱۸۸۲ء میں جب پنجاب یونیورسٹی کا قیام عمل میں آیا تو اس کالج کا الحاق اس سے کر لیا گیا۔ ۱۹۱۱ء میں کالج کو وسعت دی گئی اور آرٹس کی ایم۔ اے کلاسیں اور عربی سنسکرت اور فارسی کی جماعتیں بھی اورینٹل کالج سے متعلق ہو گئیں۔ قیام پاکستان کے بعد سنسکرت اور ہندی کے شعبے بند ہو گئے۔ البتہ ایم۔ اے اردو ادیب عالم اور ادیب فاضل کی جماعتوں کا مزید اجرا ہوا۔ کالج کے ماضی پر نظر ڈالیں تو سر ارل سٹائن پروفیسر سیکنڈ اتھلڈ، ڈاکٹر وولنر ( Woolner ). ڈاکٹر لکشمی سروپ، مولانا فیض الحسن شمس العلماء مفتی عبد اللہ سید اولاد حسین شاداں بلگرامی، مولانا نور الحق۔ مولانا عبد العزیز میمن پروفیسر محمود شیرانی اور علامہ اقبال جیسی عظیم شخصیتیں اس سے متعلق نظر آتی ہیں۔ کالج میں تحقیق اور تصنیف و تالیف کا جو کام ہوا ہے وہ ہمیشہ یادگار رہے گا۔ کالج کے رسالے ( College Magazine ) میں بسا اوقات نہایت معیاری مضامین شائع ہوتے ہیں۔

**اوزار۔** عربی لفظ ہے اور وزر "معنی بار، بوجھ سامان وغیرہ" کی جمع ہے۔ اصطلاح میں اوزار کا اطلاق ہتھیاروں اور آلات پر ہوتا ہے جس میں مختلف پیشہ وروں اور ماہرین فن کے ہتھیار، آلات اور سامان شامل ہیں۔ عام استعمال میں اوزار کا مفہوم صنعت اور کاریگری سے مختص ہے۔ جب کہ آلات کا مفہوم سامان حرب تک محدود ہے۔

**اوزان اور پیمانے۔** ( Weights and Measures ) قدیم زمانے میں سونا، چاندی اور جواہرات تولنے کے لئے گیہوں کے دانے جو خوشے کے درمیانی حصہ سے خاص طور پر نکال کر سکھائے جاتے تھے۔ استعمال ہوتے تھے۔ ناپنے کے لئے انگشت شہادت کا پور یا کہنی تک ہاتھ کا حصہ استعمال کیا جاتا تھا۔ لمبے فاصلے قدموں سے ناپے جاتے تھے مگر تجارت کے فروغ اور ترقی کے ساتھ ساتھ ناپنے اور تولنے کے طریقے نیز پیمانے اور اوزان بھی بدلتے گئے۔ روم کے عروج کے دنوں میں معیاری ناپ تول کے پیمانے ایک گرجے میں محفوظ رکھے ہوتے تھے اور تمام دنیا ان معیاری پیمانوں کے مطابق ناپ کے پیمانے بنایا کرتی تھی۔ روم کے زوال کے بعد معیاری پیمانوں کا رواج ختم ہو گیا۔ یہاں تک کہ ہر شہر اور قصبے میں اور ہر خاندان اور قبیلے میں ناپنے کے لئے جدا جدا پیمانے اور طریقے رائج ہو گئے چنانچہ مختلف قسم کے مروجہ معیاری اوزان اور پیمانے حسب ذیل ہیں۔

### اوزان اور پیمانے

**ایوارڈوپوائز**

| | | |
|---|---|---|
| ۱۶ ڈرام | ۔۔۔ | ۱ اونس |
| ۱۶ اونس | ۔۔۔ | ۱ پونڈ |
| ۱۴ پونڈ | ۔۔۔ | ۱ سٹون |
| ۲۸ پونڈ | ۔۔۔ | ۱ کوارٹر |
| ۴ کوارٹر | ۔۔۔ | ۱ ہنڈرڈویٹ |
| ۲۰ ہنڈرڈویٹ | ۔۔۔ | ۱ ٹن |

**ٹرائے**

| | | |
|---|---|---|
| ۲۴ گرین | ۔۔۔ | ۱ پنی ویٹ |
| ۲۰ پنی ویٹ | ۔۔۔ | ۱ اونس |

**اپوتھی کری وزن**

| | | |
|---|---|---|
| ۲۰ گرین | ۔۔۔ | ۱ سکروپل |
| ۳ سکروپل | ۔۔۔ | ۱ ڈرام |
| ۸ ڈرام | ۔۔۔ | ۱ اونس |
| ۱۲ اونس | ۔۔۔ | ۱ پونڈ |

**پاکستانی وزن**

| | | |
|---|---|---|
| ۱۶ چھٹانک | ۔۔۔ | ۱ سیر |
| ۴۰ سیر | ۔۔۔ | ۱ من |
| ۸ رتی | ۔۔۔ | ۱ ماشہ |
| ۱۲ ماشہ | ۔۔۔ | ۱ تولہ |
| ۵ تولہ | ۔۔۔ | ۱ چھٹانک |

**لمبائی**

| | | |
|---|---|---|
| ۱۲ انچ | ۔۔۔ | ۱ فٹ |
| ۳ فٹ | ۔۔۔ | ۱ گز |
| ۵½ گز | ۔۔۔ | ۱ راڈ، پول یا پرچ |
| ۲۲ گز | ۔۔۔ | ۱ چین |
| ۱۰ چین | ۔۔۔ | ۱ فرلانگ |
| ۸ فرلانگ | ۔۔۔ | ۱ میل |

**بحری پیمانے**

| | | |
|---|---|---|
| ۶ فٹ | ۔۔۔ | ۱ فیدم |
| ۱۰۰ فیدم | ۔۔۔ | ۱ کیبل |
| ۱۰ کیبل | ۔۔۔ | ۱ بحری میل |

**رقبہ کے پیمانے**

| | | |
|---|---|---|
| ۱۴۴ مربع انچ | ۔۔۔ | ۱ مربع فٹ |
| ۹ مربع فٹ | ۔۔۔ | ۱ مربع گز |
| ۳۰¼ مربع گز | ۔۔۔ | ۱ مربع روڈ |
| ۴۰ مربع روڈ | ۔۔۔ | ۱ روڈ |
| ۴ روڈ | ۔۔۔ | ۱ ایکڑ |
| ۶۴۰ ایکڑ | ۔۔۔ | ۱ مربع میل |

**سیال چیزوں کے پیمانے**

| | | |
|---|---|---|
| ۴ گل | ۔۔۔ | ۱ پائنٹ |
| ۲ پائنٹ | ۔۔۔ | ۱ کوارٹ |
| ۴ کوارٹ | ۔۔۔ | ۱ گیلن |

**انگریزی وزن مترادف**

| | | |
|---|---|---|
| ۲۴ گرین | = | ایک پنی ویٹ |
| ۲۰ پنی ویٹ | = | ایک اونس |
| ۱۲ اونس | = | ایک پونڈ |

**میٹری اوزان**

| | | |
|---|---|---|
| کلو گرام | = | ۱۰۰۰ |
| ہیکٹو گرام | = | ۱۰۰ |
| ڈیکا گرام | = | ۱۰ |
| ۱۵.۴۳۲ گرین، گرام | = | ۱ |
| ڈسی گرام | = | 1/10 |
| سنٹی گرام | = | 1/100 |
| ملی گرام | = | 1/1000 |

| طول کے پیمانے | | میٹری پیمانے | |
|---|---|---|---|
| ۱۲ انچ | = ایک فٹ | کلومیٹر = | ۱۰۰۰ |
| ۳ فٹ | = ایک گز | ہیکٹومیٹر = | ۱۰۰ |
| ۵½ گز | = ایک پول | ڈیکا میٹر = | ۱۰ |
| ۴۰ پول | = ایک فرلانگ | ۲۰۱.۱۶۸ میٹر، لیٹر = | ۱ |
| ۱۷۶۰ گز یا ۸ فرلانگ | = ایک میل | ڈیسی لیٹر = | ۱/۱۰ |
| | | سنٹی لیٹر = | ۱/۱۰۰ |
| | | ملی لیٹر = | ۱/۱۰۰۰ |

امریکی اور انگریزی پیمانے

| | | |
|---|---|---|
| گیلن امریکی | = | ۰.۸۳۲۷ گیلن انگریزی |
| پائنٹ امریکی | = | ۰.۸۳۲۷ پائنٹ انگریزی |
| اونس امریکی | = | ۱.۰۴۱۳۹ انگریزی اونس |
| ڈرام امریکی | = | ۱.۰۴۱۳ انگریزی ڈرام |
| منم امریکی | = | ۱.۰۴۱۳۹ منم انگریزی۔ |

## اوس (دیکھو شبنم)

## اَوس (قبیلہ)

مدینہ منورہ کے دو مشہور قبیلے اَوس اور خزرج تھے۔ اوس اور خزرج دو بھائی تھے اور تمام انصار انہی کی اولاد تھے۔ اصل میں یہ یمن کے رہنے والے تھے اور خاندان قحطان سے تھے یمن کے تباہی خیز سیل عرم کے دوران میں وہاں سے نکل کر مدینے میں آباد ہو گئے۔ بعد میں اوس اور خزرج میں عموماً لڑائی رہتی تھی۔ جب حضورؐ مدینہ میں تشریف لے آئے اور ان لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ تو ان کی سالہا پرانی رنجشیں اور عداوتیں دور ہو گئیں۔ اور پھر بھائی بھائی بن گئے۔

## اَوس بن خولیؓ

نام اوس۔ کنیت ابو لیلیٰ قبیلہ خزرج۔ ہجرت کے بعد اسلام لائے۔ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ عمرۃ القضا میں بھی حضورؐ کے ساتھ گئے۔ کتابت۔ شہسواری اور تیراکی میں ماہر تھے۔ اس لئے انہیں کامل بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اس زمانہ میں عرب میں ان تین چیزوں کے ماہر کو اسی نام سے پکارا جاتا تھا اور یہ بڑی عزت کا خطاب تھا۔

رسول اللہؐ کے وصال کے وقت ہجوم و ازدحام کے خوف سے مکان کا دروازہ اندر سے بند کر دیا گیا۔ جب صحابہ نے بہت اصرار کیا۔ تو اندر سے حضرت علیؓ نے باہر کھڑے صحابہ میں سے صرف ایک کو اندر آنے کی اجازت دی۔ چنانچہ سب صحابہ نے حضرت اوسؓ کو منتخب کیا اور جبکہ انصار میں سے صرف حضرت اوسؓ کو اس وقت اندر داخل ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ حضورؐ کی تدفین کے موقع پر بھی اہل بیت کے ساتھ حضرت اوسؓ ہی لحد میں اترے۔

حضرت عثمانؓ کے عہدِ خلافت میں انتقال کیا۔



## اَوِستا

آتش پرستوں کے مذہب کی مقدس کتاب ہے جس میں بانئ مذہب زرتشت کی تعلیم اور اس کی قدیم قلت کے عقاید قلمبند ہیں۔ اس کتاب نے تاریخ عالم میں بہت اہمیت پائی اور دیگر مذاہب پر گہرا اثر ڈالا۔ یہ کتاب قدیم مادی یا پہلوی زبان میں لکھی گئی تھی۔ جس کو بہت کم لوگ سمجھتے ہیں حضرت زرتشت خود بھی میڈیا کے رہنے والے تھے۔ اور دارا کے عہد کے وقت یہ مذہب شاہی عقیدہ بن گیا۔ بعض محقق زرتشت کو اس سے پہلے زمانے میں لے جاتے ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ مذہب آتش پرستی کا وجود دارا سے پہلے بھی پایا جاتا ہے۔ لیکن یہ ایک غلط فہمی کے سبب سے ہے۔ آتش پرستی زرتشت سے پہلے موجود تھی۔ زرتشت نے بالکل ایک نیا مذہب جاری کیا تھا۔ جو خدا کی توحید پر مبنی تھا۔ لیکن سابقہ مذہب نے ان تمام عقیدوں کو اپنی ہیئت میں لے کر اپنے ہی سانچے میں ڈھال لیا۔ جس سے ایک نیا مرکب پیدا ہو گیا اصل زرتشتی اصول کتاب اَوِستا میں پائے جاتے تھے اصل کتاب میں اکیس نسک یعنی جزو تھے۔ جو تین مساوی حصوں میں تقسیم تھے۔

۱۔ گاسانیک۔ مشتمل بر آئین عبادت اور دیگر دینی مسائل۔

۲۔ ذاتیک۔ قوانین معاشرت۔

۳۔ ہاتک مان سریک۔ مشتمل بر فلسفہ و حکمت یہ حصہ اب یکسر ناپید ہے۔

سکندر اعظم نے جب ایران فتح کیا۔ تو اس نے اصل کتاب کو بھی جلا کر خاک کر دیا۔ یہ کتاب بیل کے رنگے ہوئے چمڑوں پر آب زر سے لکھی ہوئی تھی۔

موجودہ اوستا جو ساسانی زمانے میں مرتب ہوئی

صرف ایک نسک پر مشتمل ہے یعنی وندیداد یا ستا جو دوسرے چار نسکوں کے اجزا سے مرتب کی گئی ہے۔ لیکن اس میں کچھ اور جستہ جستہ ٹکڑے بھی ہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔

یشت ہا۔ اس میں عبادت کے طریق اور مذہبی گیت درج ہیں۔ جو فرشتوں، مقدس روحوں اور پاک ہستیوں کی شان میں گائے جاتے ہیں۔

ویسپرید۔ مذہبی وظائف و تسبیحات کا ایک مجموعہ

وندیداد۔ یا قانون دافع شیاطین، قوانین مذہبیہ آداب طہارت و استغفار اور کفاروں کی ترکیب ہے۔

یشت۔ ایسے بھجن جو ملائکہ اور ارواح مقدسہ کے لئے مخصوص ہیں

خردہ اوستا۔ رسالہ عبادت جو شاہ پور ثانی کے عہد میں تصنیف ہوا۔

یہ ظاہر ہے کہ موجودہ اوستا سابقہ منسوخ کتاب کا ایک نا تمام جزو ہے۔ سکندر یونانی نے بیشک ایک کتاب کو ضائع کیا۔ لیکن اس کے اور نسخ موجود تھے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ زرتشت خالص موحد تھا۔ اور آگ و سورج کو خدا کا ایک نشان سمجھتا تھا جس طرح کہ دیگر مناظر قدرت ہیں۔ ساسانیوں کے عہد میں آتش پرستوں نے جو زرتشت سے پہلے موجود تھے اس کے مذہب کو اپنے اوپر منطبق کر لیا اور ساسانی عہد میں جب موجودہ اوستا تصنیف ہوئی تو خالص زرتشتی موحدانہ اصولوں کو حذف کر دیا گیا۔ اور موجودہ اوستا رہ گئی۔ زرتشت کا مذہب بالکل یہودی مذہب کے مشابہ تھا۔ اور کیخسرو نے اسی وحدت عقیدہ کی بدولت بنی اسرائیل کو بابل کی اسیری سے آزاد کیا تھا۔ (نیز دیکھو زند)

اوسط۔ (Average) ایک قسم کی چند چیزوں کی تعداد کو جمع کر کے ان کا اوسط نکالنا۔ مثلاً مختلف بلندی کی آٹھ چیزوں کو لیجئے۔ جن کی بلندی انچوں میں حسب ذیل ہے۔ ۸ انچ، ۱۱ انچ، ۷ انچ، ۱۰ انچ، ۹ انچ، ۵ انچ، ۱۰ انچ، ۱۱ انچ۔ سب کی میزان ۷۶ ہوتی ہے۔ اب ان کو ان کی تعداد جو آٹھ ہے اس پر تقسیم کرنے سے ۹½ انچ ہوتا ہے لہذا یہی ان کی بلندی کا اوسط ہوا۔

اوسط عربی زبان میں اسم تفضیل کا صیغہ ہے۔ جس کا مادہ وسط یعنی درمیان یا بین بین ہے۔ گویا اوسط عدد زیادہ سے زیادہ درمیانی یا بین بین کی مقدار ہوتی ہے۔ اوسط کا مسئلہ اعداد و شمار سے متعلقہ علم (Statistics) میں بہت کام آتا ہے۔

اوضاع و اطوار۔ ان الفاظ سے مراد آدمی کے طور طریقے اور آداب ہوتے ہیں۔ مثلاً ہر شخص کو سیدھا ہو کر چلنا چاہیئے۔ سیدھا اکڑ کر چلنا خود نمائی کے لئے نہیں بلکہ صحت کے لئے ضروری ہے۔

مردوں کو جیب کے اندر ہاتھ ڈالے رہنا زیبا نہیں۔ کسی شریف خاتون سے باتیں کرتے وقت جیب میں ہاتھ نہیں رکھنے چاہئیں۔ یہ ایک نامناسب فعل ہے۔

احباب کی محفل میں اس طرح سے جاؤ کہ گویا تم بھی شرکت کے برابر کے حقدار ہو۔ خود نمائی کے طور پر تن کر نہ چلو۔ نہ ہی تمہارے انداز سے یہ ظاہر ہو کہ تم ساری زمین اپنے لئے کشادہ کر لینا چاہتے ہو۔ بیٹھنے کے بعد ٹانگیں نہ پھیلاؤ۔ یہ طرز آرام دہ سہی۔ لیکن قہوہ خانے کے لئے زیادہ موزوں ہے۔

کرسی پر درست ہو کر بیٹھو۔ جو لوگ پیچھے کرسی کے کنارے پر بیٹھتے ہیں۔ ان کی نقل نہ کرو ورنہ لوگ تم کو پریشان خاطر سمجھیں گے۔

اگر تم محفل سے اکتا گئے ہو تو اپنی بیزاری ظاہر نہ ہونے دو۔ بلکہ وہیں بیٹھے رہو۔ آخر تک بیٹھنے کی کوشش کرو۔ کسی کی طرف گھور کر نہ دیکھو اور کبھی جلد بازی کا اظہار نہ کرو۔ وغیرہ وغیرہ۔

اوقیانوس۔ (دیکھو بحر اوقیانوس)

اولا (ژالہ) (Hail-stone) برف

آلی بے قاعدہ گول ٹھوس گرے جو گرج کے وقت آسمانی بادلوں سے برستے ہیں۔ ان گولوں کی شکل کبھی ایک دوسرے پر چپٹی سی ہوتی ہیں۔ عموماً ان کا قطر ... یہ ایک انچ سے زیادہ نہیں دیکھے گئے۔ لیکن خاص حالتوں میں ... سے بڑے اور ایک پونڈ وزن تک بھی پائے گئے ہیں۔ اولے کے وجود کے متعلق عام نظریہ یہ ہے کہ بالائی سطح میں خالی ذرات پر پانی کی ایک تہ جم جاتی ہے۔ چونکہ بالائی طبقے میں سردی زیادہ ہوتی

ہے اور خاکی ذرات وہاں اڑتے پھرتے ہیں۔ اس لیے جب بادل ان ذروں کی سرد سطح سے ٹکراتے ہیں تو پانی کی ایک باریک تہ ان پر جم جاتی ہے۔ اسی طرح جب یہ اڑتے رہتے ہیں تو ان پر تہ پر تہ جمتی رہتی ہے حتیٰ کہ یہ وزنی ہو کر ہوا میں ٹھہر نہیں سکتے۔ اور اگر کسی دفعہ جب حرارت یکدم گر جاتی ہے۔ تو ان پر ایک بھاری تہ یکایک آجاتی ہے۔ اور یہ وزنی ہونے کے باعث اکٹھے زمین پر آگرتے ہیں۔

اولے ہر حالت میں انسان کے لیے عذاب اور تکلیف کا باعث ہوتے ہیں اور فصلوں کو تباہ کر دیتے ہیں۔ جب کثرت سے گریں تو ایک دم تمام فصل کو لے بیٹھتے ہیں۔ اولوں کے پگھلنے سے جو پانی حاصل ہوتا ہے اس میں یہ ذرات خاکی صاف نظر آتے ہیں۔ درحقیقت ان ذرات ہی کی جلد ٹھنڈی ہونے والی سطح ہے جو اولوں کے وجود کا باعث ہوتی ہے۔

**اوّل المسلمین**۔ لغوی معنی مسلموں میں سے پہلا یا مسلموں کا جدِ امجد۔ مجازی طور پر اوّل المسلمین کا خطاب حضرت ابراہیمؑ کے لیے مخصوص ہے جنہوں نے توحید کا علم بلند کیا اور بت پرستی کے ترک کرنے کی اعلانیہ دعوت دی۔ قرآن پاک میں اوّل المسلمین کی ترکیب حضرت ابراہیم سے منسوب ہے۔

**اولمپک کھیل**۔ (Olympic Sports) لفظ اولمپک کی اصطلاح یونان کے ایک میدان اولمپیا کے نام سے منسوب ہے۔ جہاں ہر چوتھے سال اہلِ یونان کے ادبی اور ورزشی مقابلے ہوا کرتے تھے۔ سب سے پہلا مقابلہ پونے آٹھ سو سال قبل مسیح میں ہوا۔ یہ دوڑ کی دوڑ تھی۔ اولمپک مقابلوں کی حیثیت ورزشی بھی تھی اور مذہبی بھی۔

جیتنے والے کھلاڑیوں اور شاعروں کو سرخ رنگ کی پٹیوں کے ہار پہنائے جاتے تھے۔ جب روم نے یونان کو فتح کیا تو ان مقابلوں کو سرکس سے بدل دیا۔

جدید اولمپک کھیلوں کی ابتدا ۱۸۹۶ء میں ایتھنز (Athens) میں ہوئی۔ اس احیا کا بانی ایک فرانسیسی عالم بیرن پی۔ ڈی ہے جو تعلیم اور ورزش کے قدیم اتحاد کو زندہ کرنا چاہتا تھا تاکہ اس سے بین الاقوامی رشتے مضبوط ہوں۔ پہلے مقابلے میں جو ۱۸۹۶ء میں ہوا تقریباً ۹ ملکوں نے شرکت کی۔ رفتہ رفتہ ان مقابلوں کو اتنی مقبولیت ہوئی کہ تقریباً دنیا کا ہر ملک ان میں حصّہ لینے لگا۔

دوسری جنگ عظیم کے باعث یہ مقابلے بند ہو گئے۔ اور ۱۹۴۸ء میں لندن میں دوبارہ ان کا اجرا کیا گیا۔

**اولمپیا**۔ (Olympia) قدیم یونان کے علاقہ ایلیس (Elis) کا میدان جہاں اولمپک کھیل منعقد ہوتے تھے۔ یہ کھیل قدیم یونانی لوگ چہار سالہ وقفوں کے ساتھ منعقد کیا کرتے تھے۔

اس میدان میں مشہور یونانی دیوتا زیوس اولمپیس (Zeus Olympius) کا مندر تھا۔ اور اولمپک کھیلوں کا تہوار اسی دیوتا کے عرس کے طور پر منایا جاتا تھا۔ میدان کے دو حصّے تھے۔ ایک حصّہ اسیڈیم (Stadium) کہلاتا تھا اور دوسرا ہپوڈروم (Hippod-rome) یعنی رتھ دوڑ کا میدان۔ اوّل الذکر میں دوڑ، نیزہ بازی اور کشتیوں وغیرہ کے مقابلے ہوتے تھے۔ اور موخر الذکر میں رتھ دوڑ اور گھوڑ دوڑ کے۔ ان کھیلوں کا ۷۷۶ قبل مسیح سے ۳۹۴ء تک باضابطہ ریکارڈ ملتا ہے۔ چوتھی صدی عیسوی کے آخر میں یہ کھیل بند کر دیئے گئے تھے۔ شروع میں مقابلے صرف دوڑوں تک محدود تھے۔ لیکن بعد ازاں ان میں دوسرے ورزشی کھیل بھی شامل ہو گئے۔ عورتوں کو ان مقابلوں میں حصّہ لینے کی ممانعت تھی۔

**اولمپیاڈ**۔ (Olympiad) قدیم یونان میں اولمپک کھیلوں کے مقابلے چار سال کے وقفے سے منعقد ہوتے تھے۔ اور یہ چار سال

کا عرصہ اولمپیاڈ کہلاتا تھا۔

**اولمپیاس** - (Olympias) اولمپیاس، مقدونیہ کے بادشاہ فیلقوس (Philip) کی بیوی اور سکندر اعظم کی ماں تھی۔ فیلقوس نے اسے طلاق دیدی تو یہ بھاگ کر ایپرس کے علاقے میں چلی گئی اور بادشاہ کے مخالفوں کو اس کے قتل پر بھڑکایا۔ فیلقوس کے مارے جانے کے بعد سکندر اعظم تخت پر بیٹھا تو مقدونیہ واپس آگئی۔ اور اس کے مرنے پر زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی مگر ۳۱۶ قبل مسیح میں خود بھی دشمنوں کے ہاتھوں ماری گئی۔

**اولی الامر** - صاحب حکم۔ جسے حاکمیت کے اختیارات حاصل ہوں۔ اسلامی حکومت میں حکومت کے سربراہ کو اولی الامر کہتے ہیں۔ اولی الامر کو اسلامی شریعت کے مطابق مسلمانوں پر حکومت کرنے کا حق ہے۔ لہٰذا اولی الامر محض مطلق العنان نہیں ہو سکتا۔ اسلامی حکومت میں اللہ تعالیٰ حاکم کل ہے اور اولی الامر اس کے نائب یا امین ہوتے ہیں۔ اس لئے احکامات ربانی کی پابندی اور تعمیل ان پر فرض ہے۔

اولی الامر کی فرمانبرداری مسلمانوں پر اسی صورت میں فرض ہے کہ وہ اسلامی شریعت کی حدود میں رہ کر ان پر حکومت کریں۔ مسلمانوں کا اولی الامر صرف مسلمان ہی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ہے واولی الامر منکم

**اولیاء** - ولی کی جمع ہے۔ اردو میں یہ لفظ دو معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ ۱۔ دوست یا محافظ خصوصاً نابالغ بچوں یا فاترالعقول لوگوں کے لئے اور ۲۔ اہل صوفیا کے نزدیک وہ بزرگ جو خدا کے نیک اور برگزیدہ بندے ہیں۔ عارف باللہ یا اہل کرامت لوگ۔ ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ وقت اور فاصلہ سے بالاتر ہیں۔ ان کا کام نیکی کی راہ دکھانا اور خدا کی عبادت کرنا ہے۔ یہ لوگ دنیا سے الگ اور خدا سے لو لگائے رہتے ہیں۔ معرفت اور عبادت کے لحاظ سے ان کے مختلف مدارج ہیں۔ جن میں غوث، قطب اور ابدال خاص ہیں۔ اکثر عورتوں نے بھی اپنی عبادت اور صفائی قلب کی وجہ سے بلند مرتبے حاصل کئے ہیں۔ جن میں حضرت رابعہ بصریؒ بہت مشہور ہیں۔ ان کی ابتداء حضرت ابوذر غفاریؓ سے ہوتی ہے اور یہ لوگ اس علم کو طریقت کے نام سے یاد کرتے ہیں اور اس کی ابتداء کو حضرت علیؓ سے منسوب کرتے ہیں۔ تمام ممالک اسلامیہ میں اکثر لوگ ان بزرگوں کے بہت عقیدت مند ہیں۔ اولیاء کا عرس بہت اہتمام سے منایا جاتا ہے اور ان کے مزاروں پر جا کر علاوہ فاتحہ خوانی کے عقیدت مند لوگ اپنے لئے دعائیں بھی مانگتے ہیں۔

**اولین لوگ** - مروجہ علم انسانیات بنی نوع انسان کو بالعموم پانچ بڑی نسلوں میں منقسم کرتا ہے۔ جو یہ ہیں نیگرو (حبشی)، منگولین، الپائن، میڈیٹرین اور نارڈک۔ یہ نسلیں بعد میں باہم اختلاط پذیر ہوئیں۔ یہ نسلی تقسیم جسمانی خد و خال پر مبنی خیال کی جاتی ہے۔ لیکن سب نسلوں کا آغاز ایک ہے۔ مذکورہ پانچ نسلوں کے لوگوں کو اولین لوگوں (Primitive Races of Mankind) کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

**اُون** - (Wool) ایک ریشہ ہے جس سے گرم پارچات اور کمبل وغیرہ بنائے یا بنے جاتے ہیں۔ اون بھیڑوں کے بدن سے اتاری جاتی ہے اور اس میں اور بالوں میں بڑا فرق ہے۔ بال سیدھے اور سراسر سخت ہوتے ہیں۔ اون کا ریشہ گھنگھریالا اور نرم ہوتا ہے۔

اون کئی قسم کی ہوتی ہے۔ اور کم و بیش ہر ملک میں جہاں بھیڑیں ہوں پائی جاتی ہے۔ لیکن اون کی بیشتر مقدار آسٹریلیا، ارجنٹائنا اور نیوزی لینڈ سے حاصل ہوتی ہے۔ جہاں بھیڑیں کروڑوں کی تعداد میں پائی جاتی ہیں۔ سب سے بڑھیا اور ملائم اون مرینا کہلاتی ہے اور اسی نام کی اسپینی بھیڑوں سے حاصل کی جاتی ہے۔ پاکستان میں اون پیدا کرنے والے علاقے بہاولپور، بلوچستان اور کراچی ہیں لیکن یہ اون اتنی بڑھیا نہیں ہوتی تاہم ریاست بہاولپور اور بلوچستان میں اونی کپڑے کے کارخانے قائم کئے گئے ہیں۔ افغانستان کے دنبوں سے جو اون حاصل ہوتی ہے وہ بہت نفیس ہوتی ہے۔ وہاں بھی اونی کارخانے قائم کئے جا رہے ہیں۔ علاقہ پنجاب میں میانوالی کے ضلع میں بھیڑیں کثرت سے ہوتی ہیں اور ان سے اون بھی عمدہ حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ یہاں بھی گرم کپڑے کا کارخانہ

میں صرف یہی مفرد پتوں والا پودا ہے۔ پتے چھوٹے اور سخت ہوتے ہیں۔ ہر پتے کے گول سرے پر ایک کانٹا ہوتا ہے۔ کانٹا اور پتہ بیک وقت اُگتے ہیں۔ دونوں کے نچلے حصے پر ایک پر ہوتا ہے۔ نصف کے قریب پتے کانٹوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اس طرح بجیر گم ہو جاتی ہے۔ ریتلی جگہوں پر یہ پودا کثرت سے پھیلتا ہے۔ پھول مارچ سے لے کر مئی تک آتے ہیں۔ پھول کا تاج تقریباً آدھ انچ لمبا سرخ ارغوانی رنگ کا ہوتا ہے اور پھول کا پیالہ چھوٹا سا۔ پھلی ایک انچ لمبی۔ بیج جب سوکھ جاتے ہیں تو پھلی میں اس طرح دکھائی دیتے ہیں گویا تسبیح میں دانے پروئے گئے ہیں۔ اونٹ کا یہ من بھاتا کھاجا ہے جو اس کو کانٹوں سمیت کھا جاتا ہے۔ یہ پودا ہیج کلیان ہے یعنی اس کی جڑیں، تنا، پتے، پھول اور پھل تمام جنسی اوصاف رکھتے ہیں۔ اور بطور دوائیوں کے استعمال ہوتے ہیں۔ اس کا بیج ایک نہایت ہاضم دوائی ہے جس کو پیس کر نمک کے ساتھ پھانکنے سے بدہضمی دور ہو جاتی ہے جنگی بخار جس کو انفلوئنزا کہتے ہیں۔ اس کی دوا اس درخت کا جوشاندہ ہے۔ اس کے دانوں کو اندرائن میں بھر کر چند ماہ پڑا رہنے دیتے ہیں۔ اور پھر نکال کر استعمال کرتے ہیں۔ اس قسم کی تیار شدہ معجون جانوروں کے ہر روگ کے لئے مفید ہوتی ہے آدمی بھی استعمال کرتے ہیں۔ لیکن اس کا مزہ سخت کڑوا ہوتا ہے۔ اونٹ کٹارا کا درخت ریگستانی علاقوں میں عام پایا جاتا ہے۔

اسی خاندان کے دوسرے درخت عرب اور شمالی و جنوبی امریکہ میں بھی بکثرت ہوتے ہیں۔

## اونٹین

اونٹین (Aventine) شہر روم کی سات پہاڑیوں سے ایک کا نام ہے۔ یہ پہاڑی بہت متبرک شمار ہوتی تھی۔ اس کے قریب ہی اونیس (Avanus) کی جھیل ہے جس سے اٹھتے ہوئے بخارات آبی قدیم زمانے میں زہر قاتل سمجھے جاتے تھے اور جس کے کنارے استدر گہرے تھے کہ انہیں جہنم کا دروازہ سمجھا جاتا تھا اس کے قریب ہی اوالون (Avalon) کا علاقہ تھا جس کو سلٹ (Celts) لوگ بہشت برزمین خیال کرتے تھے۔ گویا بہشت اور دوزخ قریب قریب ہی تھے۔

## اُون کی بوری

اُون کی بوری۔ (Woolsack) انگلستان کے دارالامراء میں لارڈ چانسلر کے بیٹھنے کی جگہ کو وول سیک (Woolsack) کہتے ہیں لارڈ چانسلر اس ایوان کا صدر ہوتا ہے اور اون سے بھرے ہوئے ایک گدیلے پر بیٹھتا ہے یہ گدیلہ پشت اور سہارے کے بغیر یونہی پڑا ہوتا ہے۔ یہ رسم شاہ ایڈورڈ سوم کے وقت سے چلی تھی۔ کیونکہ اس وقت اون ملک کی سب سے بھاری دولت شمار ہوتی تھی۔ اور صدر کا اس گدیلے پر بیٹھنا اس امر کی یاددہانی تھی کہ ملک کو اس چیز پر فخر ہے۔ چنانچہ یہ رسم اس وقت تک جاری ہے۔

## اُونی کپڑے پر داغ

اُونی کپڑے پر داغ۔ اونی کپڑے کی داغدار جگہ پر ذرا سی گلیسرین ڈالو اور کچھ دیر کے لئے اسے رکھ دو۔ بعد ازاں اس پر گرم پانی بہا کر صاف کر دو گلیسرین کو استعمال سے پہلے اگر تھوڑا سے گرم کر لیا جائے تو زیادہ مؤثر ثابت ہوتی ہے۔ اس کی ترکیب یہ ہے کہ گلیسرین کی بوتل کو گرم پانی کے ٹب میں رکھ دیا جائے۔ گلیسرین کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ وہ نازک سے نازک کپڑے خراب نہیں کرتی۔

## اووٹین

اووٹین۔ (Ovaltine) ایک قسم کی انگریزی دوائی جو معدے کو تقویت دیتی ہے اور جسمانی اور دماغی کمزوری والے افراد کے لئے بہت نفع بخش ہے۔

طریقہ استعمال۔ ایک پیالی چائے یا دودھ میں چمچہ بھر ڈال کر ملاتے رہیں۔ جب اچھی طرح حل ہو جائے تو میٹھا ملا کر پی لیں۔

جو شخص دودھ ہضم نہ کر سکے وہ اوولٹین کے استعمال کی خاطر دودھ میں نصف پانی ملا کر پی سکتا ہے۔

## اوہایو

اوہایو۔ (Ohio) جمہوریہ امریکہ کی ایک ریاست جس کا رقبہ ۴۱،۰۴۱ مربع میل ہے اور آبادی ۰۰۰،۲۶۵.... افراد کے قریب ہے۔ اس کا دارالحکومت کولمبس ہے۔ اس ریاست کو ۱۷۸۸ء میں آباد کیا گیا تھا اور ۱۸۰۳ء میں یہ ریاست جمہوریہ امریکہ کا جزو بنی۔ امریکہ میں اسی نام کا ایک دریا بھی ہے اور دراصل اسی نام پر ریاست کا نام رکھا گیا۔ یہ دریا ۹۵۰ میل لمبا ہے۔

**اویس بن عامرؓ۔ (قرنی)** ۔ اویس قرنی کے نام سے مشہور تھے۔ وطن یمن قبیلہ مراد۔ رسول اللہؐ کے زمانے میں موجود تھے لیکن شرف باریابی حاصل نہ ہوا۔ اور حضورؐ سے غائبانہ عشق رکھتے تھے۔ رسول اکرمؐ نے ان کے متعلق حضرت عمرؓ کو نشانی بتائی تھی۔ چنانچہ جب حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں یمن سے فوج آئی۔ تو حضرت عمرؓ نے اویس قرنی کو پہچان لیا۔ اور آپ سے اپنے حق میں دعائے خیر کرائی
جنگ صفین میں حضرت علیؓ کی حمایت میں لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔

آپ پر اکثر جذب کی سی حالت طاری رہتی تھی۔ اور بعض اوقات بوسیدہ کپڑے بھی اتار کر پھینک دیا کرتے اور ننگ دھڑنگ پھرتے۔ یہاں تک کہ لوگ دوڑ کر کپڑے پہنایا کرتے۔ دنیا سے آپ کو بہت نفرت تھی۔ اور سوائے زہد و تقویٰ کے کسی چیز کی طرف رغبت نہ تھی۔ اور اپنے زمانہ کے اولیاء اور صوفیا میں شمار ہوتے تھے۔ آپ کی رہائش کوفہ میں تھی۔ خاندان کے افراد میں فقط ایک ان کی ضعیف اور نابینا ماں تھی جس سے بہت محبت کرتے تھے اور ہر وقت اس کی خدمت کرتے تھے
رسول اللہؐ نے آپ کی نسبت ارشاد فرمایا تھا کہ اویس قرنی احسان و لطف کی رو سے تابعین میں بہت اچھے ہیں۔

**اہتزاز** ۔ اس کیفیت کو کہتے ہیں۔ جو موسمی انقباض کے رفع ہونے کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً ہوا کچھ عرصہ بند رہنے کے بعد جب چلنے لگتی ہے تو ایک فرحت سی محسوس ہوتی ہے۔ اسی طرح مزاج کے تکدر کے بعد جب طبیعت میں کسی وجہ سے مسرت اور انبساط کی لہر اٹھتی ہے۔ تو اس کیفیت کو بھی اہتزاز کہیں گے۔ اہتزاز عربی لفظ ہے جس کا مادہ ہز ہے یعنی ہلنا یا جنبش میں آنا۔

**اہرامِ مصر** ۔ (Pyramids) یہ مینار ہیں
مربع بنیادوں پر [illegible] ہیں ان کے نوکیلے مینار ہیں۔ ان میناروں میں سے تین بہت مشہور ہیں۔ اور ایک کو تو دنیا کے ہفت عجائبات میں شمار ہوتا ہے۔ یہ سب کے سب مینار قدیم مصری شہر ممفس کے قریب ہی صحرائی چٹانوں میں واقع ہیں۔ سب سے بڑا مینار بھی باقیوں کی طرح ایک چٹانی مربع چبوترے پر تعمیر کیا گیا ہے۔ جس پر باہر کی طرف سیڑھیاں کھدی ہوئی ہیں جو بتدریج چھوٹی ہوتی چلی گئی ہیں۔ یا یوں سمجھئے کہ بیشمار چبوترے ایک دوسرے پر اوپر نیچے بنے ہوئے ہیں۔ اور ہر اوپر کا چبوترا نچلے سے بتدریج چھوٹا ہوتا چلا گیا ہے۔ اور اس طرح سے چاروں طرف سیڑھیوں کا ایک سلسلہ قائم ہو گیا ہے۔ ان پتھروں پر مصور تحریریں کندہ ہیں۔ مینار کی عین بالائی چوٹی جو ایک تیز نوک معلوم ہوتی ہے۔ دراصل نوک نہیں بلکہ ایک وسیع چبوترا ہے۔ جس کا ہر ضلع ۱۸ فٹ لمبا ہے اور جو بارہ جید پتھروں سے تعمیر کیا گیا ہے۔ خود مینار کا ہر بنیادی ضلع ۶۰۰ فٹ لمبا ہے اور اونچائی بھی تقریباً اسی قدر ہے لیکن بنیادی چبوترے کا ہر ضلع ۶۲۰ فٹ ہے۔ اس کی تعمیر کے وقت ایک لاکھ آدمی اس پر کام کرتے تھے۔ اور یہ ہر تین ماہ کے بعد تبدیل کر دیئے جاتے تھے۔ پورے دس سال صرف عرب اور حبش میں پتھر کھودنے پر اور ان کو مصر میں لانے میں صرف ہو گئے۔ بیس سال خالص تعمیر میں صرف ہوئے۔ مینار کے اندر بے شمار ہال اور کمرے تھے جو رقم مزدوروں کے لئے محض لہسن اور پیاز مہیا کرنے میں صرف ہوتی تھی اس کا اندازہ لاکھوں میں کیا جاتا ہے۔ یہ مینار اگرچہ بادشاہوں کے مقبرے تھے جو وہ اپنی زندگی میں تعمیر کراتے تھے۔ تاہم اس سے اس وقت کے مصری فنِ تعمیر کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ فنِ تعمیر کا اعلیٰ نمونہ ہونے کے علاوہ یہ مینار اہلِ مصر کی ہیئت دانی کی بہترین مثال ہیں۔ مینار کے چار کونوں میں سے ایک قطب شمالی کی طرف ہے تو دوسرا قطب جنوبی کی طرف۔ تیسرا عین مشرق کی طرف اور چوتھا اس کے عین مخالف مغرب کی طرف۔ ان کو تعمیر ہوئے ۳۰۰۰ سال گزر چکے ہیں۔ اور ان کی حالت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اس سے یہ امر بھی پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے کہ خود زمین کے محل وقوع میں کسی طرح کا کوئی فرق نہیں ہوا

**اہُر مَزد** ۔ (Ahura Mazda) چھٹی صدی قبل مسیح ایران میں زردشتی مذہب کا عروج

تھا۔ جس کی رو سے دنیا میں دو طاقتیں کارفرما ہیں۔ ایک نیکی کی جس کا نام اہرمزد یا اُرمزد ہے اور دوسری برائی کی جس کا نام اہرمن ہے۔ اوّل الذکر وہ طاقت ہے جو سورج، چاند، ستارے، ہوا، بارش اور کائنات کی ہر اس چیز کے پیچھے سرگرم عمل ہے جو بقائے حیات کے لئے ضروری ہے برخلاف اس کے اہرمن جھوٹ و فریب کی علم بردار طاقت ہے اور نسل انسانی کو ہلاکت کے گڑھے میں دھکیلنے کے درپے رہتی ہے۔

**اہل بیت (اہلبیت)** عربی لفظ ہے۔ جس کے لغوی معنی گھر والے کے ہیں۔ اصطلاحاً حضرت نبی اکرمؐ آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہراؓ۔ چچازاد بھائی اور داماد حضرت علیؓ اور ان کے صاحبزادے حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ مراد ہیں ان اصحاب کی اولاد بھی اہل بیت ہی کہلاتی ہے۔

**اہل حدیث (اہلحدیث)**۔ اہل حدیث اہل سنت والجماعت مسلمانوں کے ایک مشہور فرقے کا نام ہے۔ جو حدیث کی تائید کے لئے کسی عمل کو ضروری نہیں سمجھتا اور نہ حدیث کے درست ہونے کے بارے میں شہرتِ حدیث کی شرط لگاتا ہے۔ اہل حدیث کے نزدیک اگر کسی حدیث کا سلسلۂ اسناد حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جائے تو وہ اسے بلا عذر صحیح تسلیم کر لیتے ہیں۔ حدیث کی متابعت اہل حدیث کے نزدیک قرآن شریف کی آیات کے اتباع کے برابر ہے۔ امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ قبول حدیث کی طرف زیادہ مائل تھے۔ اور بغیر کسی خاص تحقیق کے ہر حدیث کو درست تسلیم کر لیتے تھے۔ اس لئے ان کو اہل الروایت یا اہل الحدیث کہتے ہیں۔ ان کے برعکس امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ حدیثوں کے بارے میں تحقیق کرتے تھے۔ اور جب تک کسی حدیث کا ثبوت صحیح اسناد سے پوری طرح نہ مل جاتا اور اس کا مفہوم احکام قرآن کے مطابق نہ ہوتا اسے درست تسلیم نہ کرتے تھے۔ اس لئے ان ہر دو ائمہ کو اہل الرائے کہا جاتا ہے۔

**اہل حق**۔ لفظی معنی خدا کے بندے۔ مغربی ایران کا ایک مذہبی فرقہ ہے جس کو بسا اوقات غلطی سے علی آہی

بھی کہتے ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ اہل تشیع کا ایک فرقہ ہے لیکن دراصل اس کی بنیاد کچھ تصوف کچھ شیعہ اور کچھ پارسی عقائد پر ہے۔ یہ لوگ تناسخ کے قائل ہیں اور خدا کے انسانی جسم میں حلول کرنے پر عقیدہ رکھتے ہیں۔ شیعہ فرقہ کی طرح بارہ اماموں کو مانتے ہیں اور نصیریوں کی طرح حضرت علیؓ کی پرستش کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک پیر کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ اور بغیر اس کی امداد کے نجات پانا ناممکن ہے۔

یہ لوگ انفرادی عبادت کے قائل نہیں ہیں سب لوگ ایک جگہ جمع ہو کر ذکر کرتے یا کلام کی تلاوت کرتے ہیں۔ حال وقال کی مجالس بھی ہوتی ہیں۔ جن میں ساز لازمی ہوتا ہے۔ ان کے ہاں نذر و نیاز (بغیر پکا کھانا) اور خیر و خدمت (پکا ہوا کھانا) کا بڑا ثواب ہے۔ روزہ صرف تین دن کا ہوتا ہے۔ ان کے بارہ فرقے ہیں۔ جن میں آتش بیگی سب سے زیادہ مشہور ہے۔

انسان کے متعلق ان کا خیال ہے کہ اس کو دو قسم کی مٹی سے بنایا گیا ہے، جو لوگ سیاہ مٹی سے بنے وہ ہمیشہ گنہگار اور سیہ کار رہیں گے اور جو زرد مٹی سے بنے ہیں وہ نجات حاصل کریں گے۔

**اہل زبان**۔ اہل زبان ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جنہیں اپنی مادری زبان پر پورا پورا عبور حاصل ہو۔ اور جن کے انداز تقریر و تحریر کو بطور سند تسلیم کیا جاتا ہو یعنی وہ لوگ جو زبان کی فصاحت و بلاغت، اس کے حسن و قبح اور اس کے صحیح استعمال سے پوری طرح بہرہ ور ہوں۔ ایک وقت تھا کہ لکھنؤ دہلی وغیرہ اردو زبان کے مراکز سمجھے جاتے تھے کیونکہ اردو وہیں پلی پھولی اور پروان چڑھی۔ اور وہاں اردو کے ایسے ایسے شاعر اور ادیب پیدا ہوئے۔ جنہوں نے نئے نئے الفاظ تراکیب، استعارے اور تشبیہات سے دامن اردو کو مالا مال کیا۔ اس لئے وہ اردو کے اہل زبان کہلاتے تھے

**اہل سنّت والجماعۃ**۔ اہل سے مراد لوگ اور سنۃ سے مراد صحیح راستہ اور جماعت سے گروہ و اتحاد مراد ہیں۔ اصطلاحاً وہ اہل اسلام جو اسلامی عمل و اعتقاد سے منحرف نہیں ہوتے۔ فی زمانہ اس اصطلاح کا استعمال بیشتر اہل تشیع کے مقابلے پر ہی ہوتا ہے۔ یعنی اہل السنۃ

والجماعۃ وہ مسلمان ہیں جو شیعہ نہیں ہوتے۔ مگر درحقیقت اس سے مراد ان مسلمانوں سے ہے جو قرآن پاک اور حدیث رسول صلعم پر عمل پیرا ہوں اور بمقابلہ اس کے بدعت کا لفظ ہے۔ جس سے مراد قرآن پاک اور حدیث نبوی کے مقرر کردہ مسلک سے انحراف ہے۔ گویا قرآن پاک کی تعلیم اور حضورؐ کا اُسوۂ حسنہ اور حضور کے قول و فعل اہل السنّۃ والجماعۃ کا مذہب اور مسلک ہیں۔

**اہلِ صُفّہ۔** (دیکھو اصحابِ صُفّہ)

**اہلِ فونیقیا۔** (Phoenicia) کولمبس سے دو ہزار سال پہلے گہری آنکھوں اور کالی رنگت والے جو جہاز ران بحیرۂ روم میں جہاز رانی کرتے تھے وہ اہل فونیقیا تھے۔ یہ لوگ سامی نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ اور ان کا وطن جو کوئی دو سو میل لمبا اور ۲۰ میل کے قریب چوڑا تھا، شام کے ساحل کا ایک حصہ تھا۔ باغات یہاں اس کثرت سے تھے کہ پورا ملک ایک باغ معلوم ہوتا تھا۔ لیکن اہل فونیقیا کو اسے چھوڑ کر سمندر کی طرف جانا پڑا۔ اور انہوں نے جہاز رانی میں اپنے استاد اہل مصر کو بھی مات کر دیا۔ جبرالٹر اور سپین کے علاوہ وہ زمین کی تلاش میں ساحل انگلستان تک جا پہنچے بہت سی نو آبادیاں قائم کیں۔ جن میں سب سے بڑی کارتھیج تھی جو بعد میں خود ایک بہت بڑی سلطنت بن گئی جس کے ماتحت کئی نو آبادیاں تھیں۔

اہل فونیقیا نے مختلف علوم و فنون سیکھے اور انہیں دنیا میں پھیلایا مگر ان کا سب سے بڑا کارنامہ حروف تہجی کا تحفہ ہے جو انہوں نے مغربی دنیا کو بخشا۔ اہل فونیقیا اور یونانیوں کے درمیان اس زمانے میں گہرے تجارتی مراسم موجود تھے۔ چنانچہ اہل یونان نے فونیقیوں کے حروف تہجی کو فوراً اپنا لیا اور یونانی زبان کے لکھنے میں انہیں استعمال کرنے لگے۔

بیروت اور [illegible] ان کے دو بڑے شہر اور صنعت کے مراکز تھے۔ دسویں صدی قبل مسیح میں اہل فونیقیا کی خوشحالی بڑے عروج پر تھی۔ یہاں تک کہ بادشاہ سلیمان نے ان سے نہ صرف سامان ہی لیا بلکہ معابد کی تعمیر کے لئے کاریگر بھی منگوائے۔ ۳۳۲ قبل مسیح میں سکندر اعظم نے اس پر قبضہ کر لیا اور ۶۴ قبل مسیح میں فونیقیا پر رومیوں کا قبضہ ہو گیا۔ [illegible] کے زمانہ [illegible] فونیقیوں کی

زبان اور تمدّن رفتہ رفتہ ناپید ہو گیا۔ (نیز دیکھو فونیقیا، فونیقی تمدّن)

**اہلِ کتاب۔** وہ لوگ جن کے پاس آسمانی کتاب ہے۔

اہل اسلام کے نزدیک اہل کتاب عیسائی اور یہودی سے مراد ہیں۔ جن کے پاس آسمانی صحیفے موجود ہیں۔ گو بعد میں انہوں نے اصل کتابوں کو بڑی حد تک مسخ کر لیا ہے قرآن شریف نے ان لوگوں اور کفار میں بڑا فرق رکھا ہے۔ مسلمانوں کی اطاعت اختیار کر لینے کے بعد کفار کے مقابلے میں ان کو زیادہ مراعات دی جاتی ہیں اور ان کو بجائے ذمی کے معاہدین کے نام سے خطاب کیا جاتا ہے مسلمانوں کو ان کے ساتھ رحلال کی پابندی کے ساتھ) کھانے اور ان کی عورتوں سے شادی کرنے کی بھی اجازت ہے ان کے حقوق کا اتنا خیال رکھا گیا ہے کہ رسول خدا نے ان کے حقوق کی نگہداشت کی تاکید فرمائی ہے۔

چنانچہ جب کوئی اسلامی لشکر جہاد پر روانہ ہوتا تھا تو اس کو خاص طور پر ہدایت ہوتی تھی کہ اہل کتاب کی عبادت میں خلل اندازی نہ کی جائے اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے۔ بعض لوگ پارسیوں اور مجوسیوں کو بھی اہل کتاب کے زمرہ میں شمار کرتے ہیں اور ژند کو بھی آسمانی کتاب سمجھتے ہیں۔

**ایاز۔** سلطان محمود غزنوی کا مشہور اور باتدبیر خادم اور مشیر جس پر سلطان کو بے حد اعتماد تھا اور جسے امرائے دربار بڑی حسد کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ کہتے ہیں کہ باوجود قرب سلطانی کے ایاز کی زندگی بڑی سادہ اور کفایت شعارانہ تھی اور وہ زمانہ قرب سلطانی سے پیشتر کے مفلسانہ لباس کو بطور یادگار اپنے پاس صندوق میں محفوظ رکھے رہتا۔ اور جب کبھی اس یادگار کو ملاحظہ کرتا تو ایاز قدر خود بشناس کہتا یعنی ایاز تو نے اپنی ماضی کی حیثیت کو بھول نہ جانا ہو!

مؤرخین کا خیال ہے کہ وزیر آباد کے قریب سوہدرہ کا قصبہ اسی ایاز نے بسایا اور آباد کیا تھا۔

**ایّامُ البیض۔** قمری مہینے کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ جب چاند اپنی روشنی کے عروج پر ہوتا ہے۔ امام بخاری کی روایت کے مطابق آنحضرت صلعم نے نفل روزہ رکھنے

کے واسطے ان تاریخوں کو زیادہ پسند فرمایا ہے۔

**ایامُ التشریق**۔ حج کے بعد وہ تین دن جب حاجی منا سے واپس جا کر قربانی کرتے ہیں۔ ۱۰ ذی الحجہ کو احرام کھولنے کے بعد تمام حاجی واپس منا کو جاتے ہیں اور وہاں ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ کو قیام کرتے ہیں اور روزانہ تینوں جمروں پر سات سات کنکریاں مارتے ہیں اس طرح تینوں دن میں کل ۶۳ کنکریاں ماری جاتی ہیں۔

ان دنوں کو ایام التشریق کہنے کی دو وجوہات بیان کی گئی ہیں (۱) اگر یہ لفظ مشرق سے مشتق ہے تو اس کے معنی مشرق کی طرف جانے کے ہیں اور منا چونکہ مکہ معظمہ سے مشرق کی طرف ہے اس لئے منا کا سفر تشریق کہلاتا ہے۔ (۲) تشریق کے معنی گوشت سکھانے کے بھی ہیں اور چونکہ اس میدان میں بدوی لوگ قربانی کا گوشت سکھاتے ہیں اس لئے ان دنوں کو ایام تشریق کہتے ہیں۔

**ایامِ مہلت** (Days of Grace)

لڑائی شروع ہونے سے پہلے وہ چند روزہ میعاد جس کے دوران میں متحارب ممالک دشمن ملکوں کے جہازوں کو اپنے ملکوں میں جہاز رانی کی اجازت دیتے ہیں۔

وہ مہلت جو انڈر رائٹ قانون ہنڈی کے واجب الادا ہو جانے کے بعد دی جاتی ہے نیز وہ مہلت جو آخری تاریخ کے بعد اسلحہ، کار اور ریڈیو وغیرہ کے لائسنس یا پرمٹ کی تجدید کے لئے حکام کی طرف سے دی جاتی ہے۔

**اے۔ ایم۔ مالک**۔ ۱۹۰۵ء میں مشرقی پاکستان میں پیدا ہوئے۔ بوگرا اور کلکتہ میں تعلیم حاصل کی۔ ان کے علاوہ ٹیگور کی یونیورسٹی شانتی نکیتن میں بھی تعلیم حاصل کی۔ وی آنا سے سرجری کی اعلیٰ تعلیم پائی مگر جبلت میں ابتدا سے قومی اور مزدوروں کی خدمت کرنے کا جذبہ موجود تھا۔ چنانچہ ابتدا میں تحریک خلافت میں سرگرم حصہ لیا اور ۱۹۳۶ء میں مسلم لیگ میں شامل ہوئے۔ بنگال میں مزدور تحریک کے سرگرم لیڈر رہے مزدوروں کی متعدد جماعتیں بنائیں اور ان میں سرگرم حصہ لیا۔ آل انڈیا ٹریڈ یونین [illegible] کی صوبائی شاخ کے نائب صدر اور آل انڈیا ٹریڈ کانگرس کی مجلس عاملہ کے رکن رہے قیام پاکستان کے بعد آل پاکستان ٹریڈ یونین فیڈریشن کے پہلے صدر مقرر ہوئے [illegible] میں قومی مزدور کانفرنس میں پاکستانی وفد کی قیادت کی ۱۹۴۹ء تک پاکستان کی مرکزی حکومت میں وزیر محنت و صحت رہے۔ اس کے بعد سوئٹزرلینڈ میں پاکستانی سفیر کے عہدے پر فائز ہیں۔

**ایبان، آبا (آبرے) سلیمان** (Eban, Abba (Aubrey) Solomon)

اسرائیلی ماہر امور خارجہ ہیں۔ ۱۹۱۵ء میں پیدا ہوئے۔ کیمبرج یونیورسٹی میں تعلیم پائی اور وہاں سے آنرز کی ایم۔ اے کیا۔ ۱۹۴۰ء میں اتحادی ہیڈ کوارٹر کی طرف سے یروشلم کی یہودی آبادی کے لئے رابطہ افسر مقرر ہوئے یروشلم میں مشرق قریب کے عرب مرکز کے چیف انسٹرکٹر بھی رہ چکے ہیں۔ اقوام متحدہ نے فلسطین کے لئے جو خاص کمیٹی مقرر کی تھی اس کو مسٹر آبرے ایبان کو رابطہ افسر مقرر کیا گیا تھا۔ ۱۹۴۸ء میں اسرائیل کی عارضی حکومت نے انہیں اقوام متحدہ میں اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا۔ اگلے سال انہیں وزیر مختار کا درجہ دے کر مستقل نمائندہ بنا دیا گیا۔ ۱۹۵۰ء میں امریکہ میں اسرائیلی حکومت کے سفیر مقرر ہوئے۔

**ایبٹ آباد**۔ ایبٹ آباد حویلیاں (سابق صوبہ سرحد) سے دس میل دور ہے۔ یہ ضلع ہزارہ کے قلب میں واقع ہے اور سطح سمندر سے ۴۱۰۰ فٹ بلند ہے۔ اس کی دو خصوصیات اسے دوسرے صحت افزا مقامات سے ممیز کرتی ہیں۔ (۱) معتدل آب و ہوا اور (۲) معتدل بلندی۔ ذاتی مکانوں اور بنگلوں کے علاوہ یہاں بہت اچھے ہوٹل بھی ہیں۔ جنہیں موسم گرما میں لوگ بآسانی کرائے پر لے سکتے ہیں۔ ایک سرکٹ ہاؤس، پی۔ ڈبلیو۔ ڈی کا ریسٹ ہاؤس اور ڈاک بنگلہ بھی ہے۔ جون کے شروع ہفتے سے یہاں سیر اور آرام کرنے والے آنا شروع ہو جاتے

ہیں۔ اور اکتوبر تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ یہاں وسیع پارکیں اور خوبصورت باغات ہیں۔ سڑکوں کے ساتھ ساتھ پیدل چلنے والوں کے لیے پختہ پٹریاں ہیں۔ ٹینس کورٹ اور گالف رِنگ ہیں۔ سینما گھر ہیں۔ ایک کلب ہے اور بہت سی اعلیٰ درجے کی دکانیں ہیں۔ ایک پکی سڑک ایبٹ آباد سے گذرتی ہوئی آزاد کشمیر کے صدر مقام مظفر آباد تک جاتی ہے۔ یہاں سے مانسہرہ پندرہ میل دور ہے۔ ایبٹ آباد کے شمال مشرق میں مشہور گلیات ہیں۔ جن میں سے نتھیا گلی، چھانگلا گلی اور ڈونگا گلی بہت مشہور ہیں۔ اگر مطلع صاف ہو تو ان گلیات کی بلندیوں پر سے ایک طرف سابق صوبہ پنجاب کے وسیع اور شاداب میدان اور دوسری طرف وادیٔ کشمیر دیکھی جاسکتی ہے۔ محکمہ جنگلات کے ڈاک بنگلے پر سے ساڑھے ۲۶ ہزار فٹ سے بھی زیادہ بلند نانگا پربت کی برف پوش چوٹی کا منظر بہت دلفریب ہوتا ہے۔

## ایبرڈین یونیورسٹی۔ (Aberdeen University)

یہ دارالعلوم دریائے ڈان واقع سکاٹ لینڈ کے دہانہ پر ہے۔ اس میں صرف دو کالج ہیں۔ کنگز کالج (King's College) مجریہ ۱۴۹۵ء اور مرشیل کالج مجریہ ۱۵۹۳ء۔ یونیورسٹی لائبریری میں ۲۶۰۰۰۰ کتب ہیں۔ ایبرڈین یونیورسٹی کا شعبۂ قانون خاص طور پر مشہور ہے۔

## ایبک، قطب الدین۔ ۶۰۲ — ۶۰۷ھ / ۱۲۰۶ — ۱۲۱۰ء

دہلی کے خاندانِ غلامان کی حکومت کا آغاز قطب الدین ایبک سے ہوتا ہے۔ وہ نسلاً ترک تھا۔ بچپن میں ایک سوداگر اس کو ترکستان سے خرید کر نیشاپور لے آیا اور یہاں قاضی فخرالدین عبدالعزیز کوفی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ قاضی صاحب نے اس غلام کی پرورش اپنے بچوں کی طرح کی اور اسے زیورِ علوم وفنون سے آراستہ کیا۔ قاضی صاحب کی وفات کے بعد ان کے لڑکوں نے قطب الدین کو ایک تاجر کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ جس نے اس کو سلطان شہاب الدین غوری کی خدمت میں پیش کر دیا اور سلطان نے اسے کثیر رقم دیکر خرید لیا۔ اس کی شکل وصورت بھدی ہونے کے علاوہ اس کی چھنگلیا بھی ٹوٹی ہوئی تھی۔ اس لیے لوگ اس کو ایک شل رختہ انگشت کہتے تھے۔ آگے چل کر ایک شل کی بجائے صرف ایبک ہی اس کے نام کا جزو ہو گیا۔

قطب الدین نے رفتہ رفتہ اپنے اوصاف ومحاسن کا سکہ سلطان پر بٹھا کر اس کا قرب حاصل کر لیا۔ چنانچہ ۱۱۹۳ء میں سلطان شہاب الدین غوری نے دہلی اور اجمیر فتح کرتے قطب الدین کو ان مقبوضات کا گورنر مقرر کر دیا۔ اگلے سال سلطان نے قنوج پر چڑھائی کی تو قطب الدین نے اپنی وفاداری اور سپہ گری کا کچھ ایسا ثبوت دیا کہ سلطان نے اس کو اپنا فرزند بنا کر فرمانِ فرزندی اور سفید ہاتھی عطا کیا۔ قطب الدین کا ستارہ اقبال چمکتا گیا۔ اور اس کی فوجیں گجرات، راجپوتانہ، گنگ وجمن کے دوآبے، بہار، بنگال میں فتح کا ڈنکا بجاتی اور نصرت کا پرچم لہراتی ہوئی داخل ہوئیں۔ مگر قطب الدین اب تک اپنے آپ کو آقا کا غلام ہی سمجھتا رہا۔ لیکن جب سلطان شہاب الدین غوری ۱۵ مارچ ۱۲۰۶ء کو جہلم کے قریب گکھڑوں کے ہاتھوں مارا گیا تو ایبک نے ۱۷ ذیقعد ۶۰۲ھ (مطابق جون ۱۲۰۶ء) کو لاہور میں اپنی تخت نشینی کا اعلان کر دیا۔

قطب الدین کی گورنری کا زمانہ فتوحات میں گذرا تھا۔ تخت پر بیٹھ کر اس نے امورِ سلطنت پر زیادہ توجہ دی اس کا بیشتر وقت نوزائیدہ اسلامی سلطنت میں امن وامان قائم رکھنے میں گذرا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ بڑا علم پرور اور عالموں کا قدردان بھی تھا۔ اوائل زندگی ہی سے جود وسخا میں مشہور تھا۔ اور وہ اپنی فیاضی اور داد ودہش کی وجہ سے تاریخ میں "لکھ بخش" کے نام سے مشہور رہا ہے۔ نومبر ۱۲۱۰ء میں لاہور میں چوگان Polo کھیلتے ہوئے گھوڑے سے گر کر راہیِ ملکِ عدم ہوا اور یہیں انارکلی بازار کے ایک تنگ وتاریک کوچے میں اسلامی ہندوستان کا پہلا شہنشاہ محوِ آرام ہے۔

## ایبونائٹ۔ (Ebonite)

ایک قسم کا سخت ربڑ جس کے ساتھ گندھک اور دوسرے اجزاء کی کثیر مقدار مخلوط ہوتی ہے۔ ربڑ کی صلابت اسے اس قابل بنا دیتی ہے کہ اس پر نہایت عمدہ پالش ہو سکے۔ اور باوجود ربڑ نام رکھنے کے وہ ہاتھی دانت، ہڈی یا سینگ سے مشابہت رکھتی ہے۔ ایبونائٹ سے بجلی کے تار محفوظ رکھنے کا کام لیا جاتا ہے۔

**ایبے۔** (Abbey) رومن کیتھولک عیسائیوں کی ایک ایسی خانقاہ جس کا متولی ایبٹ کے درجے کا پادری ہو۔ یا ایبس کے درجے کی راہبہ عیسائیت میں راہبانہ زندگی کا آغاز پوپ بینی ڈیکٹ کے وقت سے ہوا۔ اور چھٹی اور ساتویں صدی میں بےشمار خانقاہیں تعمیر ہوئیں۔ یہاں تک کہ ۱۴۱۵ء تک ان کی تعداد ۱۵۰۰۰ تک جا پہنچی۔ یہ تعداد محض بینی ڈیکٹ کے سلسلے کی ہے اس کے علاوہ سسٹرشین نامی ایک اور سلسلہ بھی تھا۔ پروٹسٹنٹ فرقے کے عیسائی راہبانہ زندگی کے قائل نہیں۔ چنانچہ انگلستان میں جب پروٹسٹنٹ مذہب رائج ہوا۔ تو تمام خانقاہیں برباد کر دی گئیں۔

**ایپامینونداس** (Epaminondas) (۴۱۸ءم – ۳۶۲ ق۔م) یونان کی ریاست تھیبز (Thebes) کا ایک ہیرو اور تاریخ عالم کا ایک ممتاز جرنیل جس نے اسپارٹا کو شکست دی۔ فن حرب میں اس نے ترچھی صف کی طرح ڈالی جس پر بعد ازاں فریڈرک اعظم نے کاربند ہو کر شہرت پائی۔ ایسی ہی زندگی میں بھی بے عیب واقع ہوا تھا۔ مینٹینا کے میدان جنگ میں ایک دفعہ پھر کامرانی و نصرت سے ہمکنار ہونے والا تھا۔ کہ لڑائی میں مارا گیا۔

**ایپسٹائن۔** (Jacob Epstein) (۱۸۸۰ء ——) ایک برطانی بت ساز جو در اصل نیویارک واقع جمہوریہ امریکہ میں روسی پولستانی نسل کے یہودی والدین کے ہاں پیدا ہوا۔ اس کے بعض مجسموں کو انگلستان میں بھی ناقابل نمائش سمجھا گیا ہے۔ مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ اپنے فن کا استاد ہے۔

**اپی کیورس** (Epicurus) (۳۴۱ – ۲۷۰ ق م)۔ ایک یونانی فلاسفر جو ایتھنز کا رہنے والا تھا۔ اس نے ۳۶ برس کی عمر میں اس فلسفہ کی طرح ڈالی جو بعد ازاں لذت پسند فلسفہ (Epicureanism) کے نام سے مشہور ہوا۔ واضح رہے کہ اپی کیورس کی ذاتی زندگی بے عیب اور پاک و صاف تھی اور اس کے فلسفہ کو لذت پسندی قرار دینا محض الزام تراشی ہے۔

**ایت وار یکشنبہ۔** (Sunday) ہفتے کے سات دنوں میں سے ایک دن کا نام۔ قدیم زمانے میں یہ دن سورج کی پرستش کے لیے مخصوص تھا۔ اور سن (Sun) چونکہ سورج کو کہتے ہیں۔ اس لئے اس دن کا نام بھی سن ڈے یعنی یوم الشمس قرار پایا۔ عیسائیت کی ابتدا میں یہودیوں کی طرح عیسائی بھی ہفتے کے دن کو بہت مانتے تھے۔ لیکن چونکہ عیسائیت سے پہلے روم میں سورج پرستی جاری تھی۔ اس لئے جب مسیحی مذہب پھیلا تو قدیم آتش پرستی رسوم و روایات بدستور اختیار کر لی گئیں اور سورج دیوتا کے زندہ ہونے کا دن مسیح کے زندہ ہونے کا دن قرار پایا۔ اور اسی کے مطابق مسیح کو مار کر زندہ کرنا پڑا۔ ورنہ یہ حقیقت ہے کہ مر کر زندہ ہونے کا واقعہ سراسر من گھڑت ہے اور تاریخ اور اہل یہود کی کتب اس کی تصدیق نہیں کرتیں۔ قسطنطین شہنشاہ روم نے ایک فرمان کے ذریعے اس دن کو مقدس دن قرار دیا۔ اس دن سے ہفتے کا دن بالکل عقیدہ سے باہر ہو گیا۔ اس فرمان کے الفاظ میں یہ فقرہ بھی تھا۔ کہ تمام لوگ اپنے کام کاج اس مقدس سورج کے دن بند رکھیں۔ یہ الفاظ اپنی کہانی آپ بیان کر رہے ہیں۔ چونکہ یہ دن تمام یورپ اور امریکی ممالک میں چھٹی کا دن قرار دیا گیا ہے اس لئے تمام ان ممالک میں جو ان ملکوں سے لین دین رکھتے ہیں اتوار ہی کو چھٹی ہوتی ہے تاکہ کاروباری حساب میں گڑبڑ نہ پڑے۔

**ایتھر** (Ether) ایک منلون نامیاتی مائع ہے جسے الکحل سے حاصل کرتے ہیں اور بطور سن کرنے والی دوا کے استعمال کرتے ہیں۔ پہلے پہل علم طبیعات میں اس لفظ سے وہ مادہ مراد تھا جو پرانے سائنس دانوں کے نظریہ کے مطابق ہر جگہ موجود تھا۔ اجرام فلکی کے درمیان میں بھی ایتھر ہی تھا۔ اور اسی کے ذریعہ حرارت روشنی اور بجلی کی لہریں سفر کرتی تھیں۔ مگر موجودہ زمانہ میں اس نظریہ کو باطل قرار دیا گیا ہے۔
ایتھر کو مخدرات کے بنانے میں استعمال ہوتے ہوئے ۱۰۰ سال سے اوپر عرصہ ہو گیا۔ اور اس وقت سے اب تک برابر یہ چیز بیمار کو بیہوش و بے حس کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ لیکن مریض

اس سے بہت گھبراتے تھے۔ کیونکہ اس کی بو سے متلی پیدا ہوتی تھی اور اس کے علاوہ ڈاکٹر بھی اس کے بعض اثرات کو ناپسند کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اس کی جگہ آہستہ آہستہ کلوروفارم نے لے لی۔ وہ بھی مضر اثرات سے خالی نہ تھا اور کوشش کی جا رہی تھی کہ کوئی نیا مخدر پیدا کیا جائے۔ ۱۹۳۶ء میں کینیڈا کے ایک سرجن ڈاکٹر کیمپ نے اعلان کیا کہ خود ایتھر ہی ایسا کامل مخدر بن سکتا ہے جس میں کسی قسم کا خطرہ نہ ہو۔

چنانچہ اس کے نظریے کے مطابق ایتھر کے استعمال سے پہلے یعنی آپریشن سے ایک ہفتہ پیشتر مریض کو گوشت بالکل ترک کر دینا چاہیے اور اس کی بجائے غذا میں نشاستہ، شکر، کیلشیم اور وٹامن مقدار سے زیادہ کر دینی چاہئیں۔ اس کے علاوہ ہر روز دودھ کی چینی (Milk Sugar Glucose) کی ایک مقدار بھی لینی چاہیے۔ آپریشن سے پانچ روز قبل لوگول سلوشن بھی دینا چاہیے۔ جس میں آیوڈین شامل ہو۔ آپریشن سے تین روز قبل مریض کو ہسپتال میں آ کر مقیم ہو جانا چاہیے تاکہ اس کے اندر طبعی اور ماحولی توازن پیدا ہو جائے۔ آپریشن کے کمرے میں لانے سے قبل خواب آور دواؤں کے ذریعے مریض پر نیم شعوری کیفیت طاری کر دینی چاہیے۔ اس سے اس کا خوف دور ہو جاتا ہے اور ایتھر کو سونگھنے کا اس کو علم تک نہیں ہوتا۔

**ایتھنز** (Athens) یونان کا ایک قدیم شہر جہاں علم و ادب اور دیگر فنون کے بڑے بڑے ماہرین گزرے ہیں۔ مدتوں تک یہ شہر علم و فن کا گہوارہ رہ چکا ہے۔ اس خاک نے اعلیٰ درجہ کے باکمالوں کو جنم دیا۔ لیکن انقلاب زمانہ نے ان کے علم و فلسفہ کو طاق نسیاں کر دیا۔ جن کو از سر نو جدید زندگی عطا کرنا علمائے اسلام کے لئے مقدر تھا۔

یہاں کے معبدوں کی عمارتیں اور کثیر التعداد مجسموں کی باقیات جو قدیم زمانہ کی یادگاریں ہیں۔ دنیا میں آج بھی لاثانی ہیں۔

اس کے قدیم قلعہ پر دو عمارتیں ہیں۔ ہر دو عمارتیں دو مختلف دیوتاؤں کی پرستش گاہیں ہیں۔ ایک کا نام پارتھینن ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ایک نفیس ترین عمارت ایک نفیس ترین مقام پر ہے پاس ہی دوسری نفیس عمارت ارکتیم بھی ہے۔

یہ شہر موجودہ یونان کا بھی دارالسلطنت ہے اور اس کی آبادی تین لاکھ ترانوے ہزار کی ہے۔

اسی نام کا ایک شہر جورجیا، امریکہ میں بھی ہے جو روئی کی تجارت کی منڈی ہے اور اس کی آبادی اٹھارہ ہزار کی ہے

**ایٹم** (Atom) کسی عنصر کا چھوٹے سے چھوٹا ذرہ جس میں اس عنصر کے خواص موجود ہوتے ہیں۔ بالعموم ایٹم تنہا نہیں ہوتے بلکہ دوسرے ایٹموں سے مل کر رہتے ہیں۔ اور یہ جماعت سالمہ (Molecule) کہلاتی ہے۔ مرکب اشیاء کے چھوٹے سے چھوٹے ذرے کو جس میں اس شے کے خواص موجود ہوں سالمہ کہتے ہیں۔ پانی کے ایک سالمے میں ہائیڈروجن کے دو ایٹم اور آکسیجن کا ایک ایٹم ہوتا ہے۔ جب کوئی عنصر کسی کیمیاوی چیز کے ساتھ کوئی کیمیاوی تعلق پیدا کرتا ہے تو سالمے ٹوٹ جاتے ہیں۔ ایٹم عنصر کا چھوٹے سے چھوٹا ذرہ ضرور ہوتا ہے۔ لیکن یہ بھی قابل تقسیم ہوتا ہے۔ اس کے وسط میں (Nucleus) ہوتا ہے جو مثبت برقی اثر لئے رہتا ہے۔ اس کے اردگرد ایک یا زیادہ الیکٹرون ہوتے ہیں جو منفی برقی اثر کے حامل ہوتے ہیں۔

اب یہ ممکن ہو گیا ہے کہ کسی ایٹم کے برقی اثرات میں رد و بدل پیدا کر کے اسے کسی دوسری بالکل مختلف کیمیاوی چیز کے ایٹم میں تبدیل کر دیا جائے۔ لیکن ہنوز یہ کام ابتدائی مراحل میں ہے۔

**ایٹم بم** (Atom Bomb) ایسا بم جس میں جوہر (Atom) کی شکست و ریخت سے برقی قوت کے ذریعہ شدید گرمی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہ اپنے اطراف کی ہوا اور دوسری چیزوں میں انتہائی حدت اور زبردست تزلزل پیدا کر دیتا ہے اور بڑے سے بڑے درخت اور عمارتیں کو تہ و بالا کر سکتا ہے۔ اس سے مہلک زہریلی شعاعیں بھی نکلتی ہیں۔ سب سے پہلے جو بم استعمال ہوا اس میں ایک سفید نرم دھات استعمال کی گئی جس کو یورینیم (Uranium) کہتے ہیں یہ ایٹمی بم ہیروشیما اور ناگاساکی نامی جاپانی شہروں پر گرایا گیا تھا۔ (دیکھو ہیروشیما اور ناگاساکی)

**ایٹمی توانائی۔ (Atomic Energy)**
ایٹم میں مثبت اور منفی دونوں قسم کے برقی اثرات ہوتے ہیں۔ اس کا مرکز (Nucieus) کہلاتا ہے۔ جو مثبت برقی اثر لئے ہوتا ہے۔ نیوکلیس کے گرد ایک یا زیادہ الیکٹرون ہوتے ہیں جو منفی برقی اثر کے حامل ہوتے ہیں۔ ہر ایٹم کا یہ برقی نظام کم و بیش مستحکم ہوتا ہے۔ یہ توانائی اسی طرح مقید ہوتی ہے جیسے گھنٹے کی کمانی پوری چابی دینے کے بعد اپنے اندر توانائی رکھتی ہے۔ اگر سپرنگ کا کھٹکا ہٹا دیا جائے تو یہ تیزی سے کھل جائے گا۔ اور اس میں سے توانائی خارج ہوگی۔ کچھ عناصر کے ایٹموں کے برقی اثرات میں کم استحکام ہے۔ اور بعض میں یہ استحکام بہت زیادہ ہے۔ یورینیم زیادہ مستحکم نہیں ہے۔ سائنس دانوں نے اس کی مقید توانائی کو آزاد کر دینے کا راز معلوم کر لیا ہے کچھ دوسرے کم مستحکم عناصر کے ایٹموں کی توانائی کو بھی اسی طرح آزاد کیا جا سکتا ہے۔ (نیز دیکھو جوہری توانائی)۔

**ایٹنا پہاڑ (Etna)** سسلی کے مشرقی ساحل پر واقع ہے اور سطح سمندر سے دس ہزار سات سو پچاس فٹ کے قریب اونچا ہے۔ ایٹنا اپنی بنیاد کے قریب تقریباً ۹۰ میل کے دائرے میں پھیلا ہوا ہے اور اپنی قدامت، اونچائی اور آتش فشانی میں دنیا کے سب آتش فشاں پہاڑوں پر حاوی ہے۔ چنانچہ ایٹنا کی آتش فشانی کی بیشمار مثالیں تاریخ عالم میں موجود ہیں۔ پہلی آتش فشانی جس کا حال تاریخ میں ملتا ہے۔ ۴۷۹ قبل مسیح میں وقوع پذیر ہوئی۔ سنہ ۱۱۶۹ء میں ایٹنا کی آتش فشانی سے پندرہ ہزار کے قریب جانی نقصان ہوا۔ سنہ ۱۶۶۹ء میں ایٹنا پھر پھٹا اور تقریباً بیس ہزار آدمی ہلاک ہو گئے۔

سنہ ۱۸۵۲ء میں پورے ایک سال تک آتش فشانی ہوتی رہی اور لاوے کی تیس تیس فٹ اونچی ندیاں ایٹنا کے ڈھلوان سے بہ بہ کر میدانی علاقے میں جمتی رہیں۔

ایٹنا کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک حصے میں باغبانی ہوتی ہے۔ اور کھجوریں۔ کیلا۔ سنگترہ۔ لیموں۔ زیتون انجیر اور بادام پیدا ہوتے ہیں۔ درمیانی حصے میں جنگلات ہیں۔ جن میں ہر قسم کی عمارتی لکڑی ملتی ہے۔

دنیا کا سب سے بڑا اور پرانا درخت اسی حصہ میں ہے۔ جس کے تنے کی گولائی ۱۶۳ فٹ کے قریب ہے۔ بنیاد کے پاس کا حصہ بنجر اور جمے ہوئے لاوے سے بنا ہے۔ جو ابھی تک بے برگ و بے گیاہ ہے۔ سنہ ۱۸۸۰ء میں اس پہاڑ پر ایک رصد گاہ (Observatory) تعمیر کی گئی۔ جو سطح سمندر سے دس ہزار فٹ کے قریب بلند ہے۔

دنیا میں جس قدر گندھک استعمال ہوتی ہے۔ اس کا زیادہ حصہ ایٹنا سے حاصل ہوتا ہے۔

**ایٹن کا پبلک سکول۔** شہر ایٹن (Eton) میں انگلستان کا سب سے بڑا پبلک سکول ہے۔ اسے شاہ ہنری ششم نے غریب بچوں کے لئے سنہ ۱۴۴۰ء میں قائم کیا تھا۔ لیکن کچھ عرصے کے بعد اس میں دولتمند لوگوں کے بیٹے بھی داخل ہونے لگے۔ اور اب تو یہ کئی صدیوں سے شاہزادوں اور طبقۂ امراء کے بچوں کے لئے مخصوص ہو گیا ہے۔ اس کی تعلیم و تربیت کا معیار اسقدر بلند ہے کہ برطانیہ کا ہر امیر سب سے پہلے اپنے بچوں کو اسی سکول میں داخل کرانے کی کوشش کرتا ہے اور تعلیم شروع ہونے سے برسوں پہلے داخلہ کرا لیتا ہے۔ امیدواروں کی کثرت کی وجہ سے شاہی خاندان کے بچوں کے لئے بھی یہی احتیاط برتنی پڑتی ہے۔ داخلہ کے لئے درخواستوں کی کثرت کا یہ حال ہے کہ دس سال پہلے ہی جگہیں پُر ہو جاتی ہیں۔ والدین عموماً بچوں کی ولادت پر ہی داخلہ کے لئے جگہ مخصوص کرانے کی کوشش شروع کر دیتے ہیں۔ باوجود اس بات کے ایٹن میں طلباء کی تعداد دیگر سکولوں کے مقابلہ میں زیادہ نہیں۔ ماضی قریب میں اس میں ۱۱۲۰ طلباء تھے جن میں سے ۱۰۵۰ شہر ایٹن میں رہتے تھے اور صرف ۷۰ دار الاقامہ (بورڈنگ ہاؤس) میں مقیم تھے۔ ایٹن میں قرون وسطیٰ کا ماحول اب تک نظر آتا ہے۔ اور تبدیلیاں بہت کم دکھائی دیتی ہیں۔ انگلستان کے اکثر ممتاز ترین سیاستدانوں اور وزراء نے یہیں تعلیم پائی ہے۔ بہت کم برطانوی سفرا ایسے ہیں جنہوں نے ایٹن میں تعلیم نہیں پائی۔ اس وقت تک برطانیہ کے ایک ہزار کے قریب ممتاز اور شہرہ آفاق مدبرین وہاں کے طالب علم رہ چکے ہیں۔ گزشتہ صدی میں انگلستان کے

پانچ وزیر اعظم ایٹن ہی کے تعلیم یافتہ تھے۔ ایٹن سے اتر کر دوسرے مشہور سکول رگبی، ونچسٹر اور ہیرو ہیں ان میں رگبی تقریباً ایٹن کے برابر اسکول ہے جہاں رگبی فٹ بال کا مخصوص کھیل ایجاد ہوا۔ مشہور اور شہرۂ آفاق ہیڈ ماسٹر ڈاکٹر آرنلڈ اسی سکول کا ہیڈ ماسٹر تھا۔ جس کا ذکر ایک کتاب ٹام براون سکول ڈیز (Tom Brown's School Days) میں بار بار آتا ہے۔

**ایجاب۔** ماننا، منظور کرنا، پیش کرنا۔ یہ لفظ باہمی معاہدوں کے سلسلے میں مستعمل ہوتا ہے۔ مثلاً شادی کے موقعہ پر یا تجارت، بیع یا رہن کے وقت۔ اہل اسلام کے نزدیک نکاح، زن و مرد کے درمیان ایک معاہدہ ہوتا ہے۔ ایک طرف سے شرائط (مثلاً مہر وغیرہ) پیش کیے جاتے ہیں جن کو 'ایجاب' کہتے ہیں۔ اور زوجہ کی طرف سے ان کو 'قبول' کیا جاتا ہے۔ اسلامی نکاح بغیر ایجاب و قبول کے صحیح نہیں سمجھا جاتا۔ اسی طرح بیع و رہن یا تجارت میں بھی بیچنے والا یا رہن رکھنے والا اپنی شرائط پیش کرتا ہے یا قیمت بتاتا ہے اور دوسرا فریق اسے تسلیم کرتا ہے اس طرح یہ سودا مکمل ہوتا ہے۔ لیکن بعض علماء نے بغیر ایجاب کے بھی تجارت کرنے کی اجازت دی ہے۔

**ایجادات۔** (Inventions.) ایجادات سے مراد ان مشینی آلات کی تشکیل ہے جنہیں انسان نے بنایا اور اپنی ترقی کے لیے استعمال کیا۔ زمانہ ما قبل تاریخ میں انسان نے آگ جلانا، اوزار بنانا اور اسی قسم کی اور بہت سی ایجادیں کیں۔ مگر جب اس نے لکھنا سیکھ لیا تو ہزاروں سال تک اس نے سوائے معمولی اختراعات کے کوئی ایجاد نہیں کی یہ دور ایجادات کا جمودی دور ہے۔ ایجادات کا تیسرا دور سنہ ۱۲۰۰ء سے شروع ہوتا ہے اور اس کی پہلی ایجاد مقناطیسی قطب نما ہے۔ بارود اور چھاپے کا کام بھی اسی زمانے میں شروع ہوا۔ اگرچہ مغربی دنیا میں ان کو از سر نو دریافت کیا گیا اور مزید اصلاح کی گئی۔

سنہ ۱۹۰۹ء میں دوربین، سنہ ۱۶۵۷ء میں پنڈولم والی گھڑی، سنہ ۱۶۹۰ء میں خوردبین، سنہ ۱۸۱۴ء میں ریلوے انجن سنہ ۱۸۳۲ء میں کیمرہ، سنہ ۱۸۳۷ء میں تار برقی، سنہ ۱۸۴۶ء میں سلائی کی مشین اور سنہ ۱۸۷۶ء میں ٹیلیفون ایجاد ہوا۔ اس کے بعد بھی بیشمار ایجادات ہوئیں اور بیسویں صدی کی ایجادات تو تعداد اور ترقی میں انتہا کو پہنچ رہی ہیں۔ آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا۔

**ایجرٹن، ولیم فرینکلن** (Edgerton William Franklin) امریکی ماہر مصریات ہیں۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں پیدا ہوئے۔ کارنیل، شکاگو، پنسلوینیا، کولمبیا اور میونخ کی یونیورسٹیوں میں تعلیم پائی۔ سنہ ۱۹۱۸ء میں ایک سال امریکی فوج کے طبی محکمہ کے ساتھ رہے۔ سنہ ۱۹۲۰ء میں شکاگو یونیورسٹی کے شعبۂ مشرق نے جو پارٹی عراق اور شام میں آثار قدیمہ کا جائزہ لینے کے لیے بھیجی اس میں شامل ہوئے اس کے بعد مختلف کالجوں میں مشرقی امور اور قدیم تاریخ کے استاد رہے سنہ ۱۹۲۹ء میں شکاگو یونیورسٹی میں مصریات کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ سنہ ۱۹۳۳ء میں وہیں مشرقی زبانوں اور مشرقی ادب کے شعبہ کے صدر ہوئے۔

دوسری جنگ عظیم میں فوجی خدمات بھی انجام دیں سنہ ۱۹۴۲ء میں سگنل کور کے کپتان اور سنہ ۱۹۴۳ء میں میجر بنے۔ قدیم تاریخ کے متعلق کئی ایک مفید کتابیں بھی تصنیف کر چکے ہیں۔

**ایجنڈا۔** (Agenda) ایجنڈا کے معنی کرنے والے کام ہیں۔ اس سے مراد کسی انجمن یا جماعت کی وہ گشتی چٹھی ہے جو اس کے اجلاس سے کچھ دن پہلے انجمن کے تمام اراکین کو بھیجی جاتی ہے اور اس میں ان امور کے عنوانات اور حوالہ جات درج ہوتے ہیں جو آئندہ اجلاس میں بحث کے لئے مخصوص ہوں۔

ایجنڈا کا مقصد انجمن کے اراکین کو اس بات کا موقعہ دینا ہے۔ کہ وہ زیر بحث مسائل کے نشیب و فراز پر غور کر سکیں اور ان کے متعلق اپنے نظریات سے اجلاس کے دوسرے حاضرین کو بھی مطلع کر سکیں۔

**ایجنسی** (Agency) عام اصطلاح میں یہ لفظ سوائے سرکاری منتظم اعلیٰ یا وزراء کے تمام سرکاری انتظامیہ دفاتر کے لئے استعمال ہوتا ہے خاص طور پر اس شخص کے دفتر کے لئے استعمال ہوتا ہے جو ایجنٹ

کہلاتا ہے۔ مختلف تجارتی اداروں کے کارکن اور گماشتے جو بڑے بڑے تجارتی مراکز میں اپنے دفاتر قائم کرتے ہیں وہ ایجنٹ کہلاتے ہیں۔ اور ان کے دفاتر ایجنسی۔ وکیلوں کے منشی اور تجارتی فرموں کے نمائندے بھی بسا اوقات ایجنٹ کہلاتے ہیں۔

**ایجیئن بحیرہ** (دیکھو بحیرۂ ایجیئن)

**ایجیئن تہذیب۔** (Agean Civilization) تین اور چار ہزار قبل مسیح کے درمیان کریٹ کے جزیرے میں ایک نئی تہذیب نشو و نما پا رہی تھی۔ اس جزیرے کے لوگ جہاز ران بھی تھے، مچھلیاں بھی پکڑتے تھے، تجارت بھی کرتے تھے۔ اور موقع ملتا تو لوٹ مار کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔ تقریباً ۱۵۰۰ ق م تک جزیرہ کریٹ Crete عظیم الشان تہذیب کا مرکز بنا ہوا تھا۔ یہ تہذیب جو ایجیئن تہذیب کہلاتی ہے، آہستہ آہستہ بحیرۂ روم اور بحیرۂ ایجیئن کے دوسرے علاقوں میں پھیل گئی۔ کچھ عرصے تک تو کریٹ کا بادشاہ اس سارے علاقے کا فرمانروا رہا لیکن ۱۴۰۰ ق م میں الگ الگ شہروں کی حکومتیں خود مختار ہو گئیں اور کریٹ کے بجائے یونان مرکز حکومت قرار پایا۔ کریٹ اور آس پاس کے دوسرے جزیروں کے لوگ اعلیٰ درجے کے صناع تھے۔ وہ بڑے خوشنما پیالے بناتے تھے۔ جنہیں بیل بوٹوں اور تصویروں سے آراستہ کیا جاتا تھا۔ ان کے علاوہ مرتبان کی قسم کے ظروف بھی بناتے تھے۔ کہ بازی اور سانڈوں کی لڑائی ان کے تفریحی مشاغل تھے جن کی تصویروں سے وہ ان ظروف کو سجاتے تھے۔ انہوں نے بڑے عالی شان محل بھی تعمیر کیے جن کے کھنڈر آج بھی موجود ہیں۔ وہ لکھنا پڑھنا بھی جانتے تھے۔ چنانچہ ان کی تحریر کے اکثر نمونے ملے ہیں۔ لیکن ابھی تک کوئی شخص انہیں پڑھ نہیں سکا۔

**ایڈجوٹنٹ۔** (Adjutant) ایڈجوٹنٹ کے لغوی معنی نائب یا قائم کے ہیں۔ اصطلاح میں کسی دستہ فوج کے کمانڈر کے ماتحت افسر کو کہتے ہیں۔ جو اس کی مدد کے لیے مقرر کیا جاتا ہے۔ محکمۂ افواج میں جنگ اور مالیات کے علاوہ فوج کے تمام امور کی نگرانی ایڈجوٹنٹ کے سپرد ہوتی ہے۔



**ایڈریاٹک** (Adriatic) یہ بحیرۂ البانیہ اور یوگوسلاویہ وغیرہ کو اطالیہ (اٹلی) سے علیحدہ کرتا ہے۔ یہ بحیرۂ روم کی ساڑھے چار سو میل لمبی ایک شاخ ہے۔ اس کے مغربی ساحل کی طرف بہت سے چھوٹے چھوٹے جزیرے ہیں۔ یہ بحیرۂ آبنائے اوٹرانٹو کے پاس صرف پینتالیس میل چوڑا رہ جاتا ہے۔ اس پر اطالیہ کی بہت سی بندرگاہیں ہیں۔ مثلاً۔ فلوم۔ ٹریسٹ۔ وینس، روینا، انکونا، برنڈیسی، نیز یوگوسلاویہ کی اوٹرانٹو۔ رگوسا اور کتارو نام کی بندرگاہیں واقع ہیں۔ دروزو البانیہ کی بندرگاہ ہے

**ایڈریانوپل۔** پہلی جنگ عظیم کے بعد یورپ میں ترکی مملکت کی حدود سمٹ کر رہ گئی ہیں۔ استنبول کے بعد ایڈریانوپل اس محدود علاقہ کا دوسرا بڑا شہر ہے۔ اسے ادرنہ بھی کہتے ہیں۔ سلطان مراد اول کے عہد میں فتح ہوا۔ اور فتح قسطنطنیہ تک عثمانی پایۂ تخت بنا رہا۔ جنگ بلقان (۱۹۱۲ء) میں اس پر عیسائیوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ لیکن چند ماہ بعد ترکوں نے انور پاشا کی سرکردگی میں دوبارہ اس پر قبضہ کر لیا۔

**ایڈلائی اسٹیونسن۔** (Adlai Stevenson) مسٹر اسٹیونسن ۱۹۰۰ء میں کیلیفورنیا میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۲ء میں پرنسٹن سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی اور چار سال بعد قانون کا امتحان پاس کر کے ایلینائس (Allianos) میں وکالت کرنے لگے۔ اخبار "پینٹاگراف" ان کے خاندان کی ملکیت تھا۔ اس لیے انہیں بھی اخبار نویسی سے دلچسپی رہی اور اس کے عملے میں شامل رہے۔ پہلی جنگ عظیم میں امریکی بحریہ میں شامل ہو گئے۔ دوسری جنگ عظیم میں انہوں نے قابل قدر خدمات انجام دیں۔ اور سیکرٹری بحریہ کے مددگار بنا دیئے گئے۔ ۱۹۴۵ء میں ادارہ اقوام متحدہ کے ابتدائی کمیشن میں امریکی وفد کے قائد کی حیثیت سے لندن گئے۔ مسٹر اسٹیونسن دو بار امریکہ کے صدارتی انتخاب میں ڈیموکریٹک پارٹی کے امیدوار کی حیثیت سے حصہ لے چکے ہیں۔ ان انتخابات میں اگرچہ وہ کامیاب نہیں ہوئے لیکن انہوں نے صدر روزویلٹ آنجہانی اور صدر آئزن ہاور کے علاوہ امریکہ کے تمام صدارتی امیدواروں سے زیادہ ووٹ حاصل کیے۔ مسٹر اسٹیونسن ایلانس یونیورسٹی اور ووڈرو ولسن فاؤنڈیشن

کے ٹرسٹی ہیں۔ اس کے علاوہ ایالنس چلڈرنس ہوم، انٹرنیشنل ہاؤس (شکاگو یونیورسٹی) اور شکاگو کونسل برائے بیرونی تعلقات کے ڈائریکٹر بھی ہیں۔ ۱۹۵۳ء میں انہوں نے پاکستان کا دورہ کیا تھا۔

## ایڈمز (Adams John) ۱۷۳۵ء تا ۱۸۲۶ء

جمہوریہ امریکہ کا دوسرا صدر ۱۷۹۷ء سے ۱۸۰۱ء تک جان ایڈمز نے ان واقعات میں ایک اہم کردار ادا کیا جن کا اختتام بالآخر اعلان آزادی پر ہوا۔ اس کا سب سے بڑا فرزند امریکہ کا چھٹا صدر منتخب ہوا۔

## ایڈن، انتھنی۔ (R. A. Eden)

(۱۸۹۷ء ــــ) برطانیہ کا ایک قدامت پسند سیاست دان ۱۹۲۳ء سے پارلیمان کا رکن چلا آرہا ہے۔ ۱۹۳۱ء سے ۱۹۳۳ء تک نائب وزیر خارجہ رہا۔ ۱۹۳۴ء سے ۱۹۳۵ء میں انجمن اقوام متحدہ کے معاملات پر وزیر بے محکمہ بنا۔ ۱۹۳۵ء سے ۱۹۳۸ء میں وزیر خارجہ رہا۔ مسولینی کے خلاف مقاومت کا حامی تھا۔ اس لئے ۱۹۳۸ء میں چیمبرلین کی وزارت سے مستعفی ہوگیا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد رابرٹ انتھنی ایڈن کو اور بھی اہمیت حاصل ہوگئی۔ اور جب چرچل ریٹائر ہوا تو اس کا جانشین بنا لیکن بعد میں نہر سویز کے معاملے میں ناکام ہونے کی وجہ سے اسے وزارت عظمیٰ سے دستبردار ہونا پڑا۔ اور اس کی جگہ ہیرلڈ میکملن نے لے لی۔ حال ہی میں اس نے چرچل کی بھتیجی سے دوسری شادی کی ہے۔

## ایڈنبرا (Edinburgh)

سکاٹ لینڈ کا صدر مقام ہے۔ خوبصورت پہاڑوں کے درمیان گھرا ہوا یہ شہر انگلینڈ اور ہائی لینڈز کے درمیان ریلوں کا بہت بڑا مرکز ہے۔ ۱۳۲۹ء میں رابرٹ بروس شاہ سکاٹ لینڈ نے ایڈنبرا کو بسایا۔ پندرھویں صدی میں یہ شہر سکاٹ لینڈ کا دار الحکومت بنا۔ ۱۷۰۷ء میں انگلینڈ اور سکاٹ لینڈ کے اتحاد نے اس کی مرکزی حیثیت ختم کردی۔ لیکن ایڈنبرا سکاٹ لینڈ کا صوبائی مرکز رہا۔ یہ شہر تعلیم اور علمی و ادبی نشر و اشاعت کا مرکز ہے۔ ایڈنبرا یونیورسٹی کا شمار دنیا کی اہم جامعات میں ہوتا ہے۔ شہر کا رقبہ ۵۰ مربع میل ہے آبادی ۱۹۵۱ء میں ۴۶۶۷۷۰ ہے۔

نفوس پر مشتمل تھی۔

## ایڈووکیٹ۔ (Advocate)

ایڈووکیٹ کے معنی وکیل یا قانونی مشیر کے ہیں۔ ایڈووکیٹ ماہر قانون دان شخص ہوتا ہے۔ جو فیس لے کر عام لوگوں کی طرف سے دیوانی اور فوجداری عدالتوں میں پیش ہوتا ہے اور اپنے مؤکل کے لئے قانونی فیصلے حاصل کرتا ہے۔ ایڈووکیٹ ہر سال ایک معینہ فیس سرکاری خزانے میں داخل کرتا ہے اور ہائیکورٹ سے وکالت کرنے کا لائسنس حاصل کرتا ہے۔ اس لائسنس کے بغیر کوئی شخص وکالت کا پیشہ اختیار نہیں کرسکتا۔ ایڈووکیٹ سے نیچے پلیڈر ہوتا ہے جس کے لائسنس کی شرح ایڈووکیٹ کے لائسنس سے مختلف ہوتی ہے۔

ایڈووکیٹ جنرل حکومت کا نامزد وکیل ہوتا ہے جو مقدمات میں سرکاری نمائندگی کرتا ہے۔

## ایڈورڈ ہشتم۔ (Edward VIII)

(۱۸۹۴ء ــــ) اپنے والد شاہ جارج پنجم کی وفات پر ۲۰ جنوری سے ۱۱ دسمبر ۱۹۳۶ء تک انگلستان کے تخت پر متمکن رہ کر حکومت سے دستبردار ہوا۔ اس نے امریکہ کی مسز سمپسن Simpson نامی ایک عورت سے شادی کرنا چاہی تھی جو پہلے تین شادیاں کر چکی تھی۔ اس پر برطانی اخبارات نے شاہی خاندان کے افراد کے متعلق اپنے قدیم رویہ کو ترک کر کے ایڈورڈ ہشتم پر شدید تنقید کی نتیجتاً ایڈورڈ تخت سے دستبردار ہوگیا۔ اب وہ ڈیوک آف ونڈسر کے نام سے مشہور ہے اور اپنا وقت بیشتر سیر و سیاحت میں گذارتا ہے۔ مسز سمپسن ڈچز آف ونڈسر کی حیثیت سے ان کی اہلیہ ہیں۔

## ایڈی اسٹون (مینار روشنی) (Eddystone Light House)

یہ اس خاص مینار کا نام ہے جو انگلستان کے قریب کارنوال کے ساحل سے ۹ میل اور پلائی ماؤتھ کی بندرگاہ سے ۱۴ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ موجودہ مینار اس جگہ پر چوتھا مینار ہے۔ پہلا مینار لکڑی کا تھا جو ۱۶۹۶ء میں تعمیر ہوا۔ اور محض تین سال بعد پانی کے زور سے ٹوٹ گیا۔ ۱۷۰۹ء میں ایک زیادہ مضبوط چوبی مینار تعمیر ہوا جو ۱۷۵۵ء

میں نذرِ آتش ہوگیا۔ تیسرا مینار جو شاہ بلوط کے تنے کے مشابہ تھا سخت پتھر اور سیمنٹ سے بنایا گیا۔ یہ ۱۷۵۹ء میں مکمل ہوا اور سو سال تک قائم رہا۔ اس وقت بھی اس کو منہدم کر کے موجودہ عمارت تعمیر کی گئی۔ یہ عمارت ۱۸۷۸ء سے ۱۸۸۲ء تک تعمیر ہوتی رہی اور تمام تر سخت پتھر کی ہے۔

اس مینار کی تعمیر سے یہ غرض ہے کہ جہاز اس طرف نہ آئیں کیونکہ اس جگہ زیرِ آب سخت چٹانیں ہیں جن کے باعث بھنور وجود میں آتے ہیں اور اگر کوئی جہاز اس طرف آ جائے تو بھنور کے باعث ان چٹانوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتا ہے۔ اس مینار میں رات کو اتنی تیز برقی روشنی ہوتی ہے جو ۱۷ میل تک دکھائی دیتی ہے۔ دھندلے موسم میں ایک جیبی گھنٹی بجتی ہے جو دو ٹن وزنی ہے۔ واضح رہے کہ لفظ ایڈی کے معنی انگریزی میں بھنور کے ہیں اور سٹون کے معنی پتھر۔ نام کی مناسبت ظاہر ہے۔ اس قسم کے مینار مقناطیسی چٹانوں کے نزدیک بھی بنائے جاتے ہیں تاکہ کشش کے باعث جہاز چٹانوں سے نہ جا ٹکرائے۔

## ایڈیٹر (Editor)

مدیر۔ کسی اخبار یا رسالے کا مرتب کرنے والا۔ اخبار کی مقررہ پالیسی کے ماتحت مسائل عالم پر بے لاگ اور ایماندارانہ تبصرہ کرنا واقعات عالم کو حقائق کی روشنی میں بیان کرنا ایڈیٹر کا فرضِ اولین ہے۔ فی الحقیقت ایڈیٹر رائے عامہ کو اعتدال پر رکھنے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

## ایڈیسن ٹامس الوا (Edison Thomas Al va)

دورِ حاضر کا سب سے بڑا سائنسدان اور موجد۔ اس کی ایجادوں کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ بتائی جاتی ہے۔ ایڈیسن حیرت انگیز دل و دماغ رکھتا تھا۔ اس نے اختراعی قابلیت کی بدولت دنیا کے سامنے ایسی چیزیں پیش کیں جو ہماری تمدنی و معاشرتی زندگی میں نہایت مفید ثابت ہوئیں۔

ایڈیسن فروری ۱۸۴۷ء میں موضع میلان واقع اوہیو (امریکہ) میں پیدا ہوا۔ اس کے والدین بہت غریب تھے۔ لیکن جوں توں کر کے انہوں نے اسے مدرسہ میں داخل کرا دیا جہاں اس کے استاد نے اس کو کندذہن قرار دیا



لیکن ماں نے اس کو گھر پر پڑھا کر اس کے دل میں پڑھنے کا شوق پیدا کیا۔ اب ایڈیسن اپنا بیشتر وقت مختلف کتب خانوں میں گذارنے لگا۔ چنانچہ دس ہی سال کی عمر میں اس کو کیمسٹری پڑھنے کا شوق پیدا ہوگیا۔ بارہ سال کی عمر میں وہ ریل میں کتابیں بیچنے پر مامور ہوا۔ اور نہ صرف ناشران کی کتب بیچتا بلکہ ریل ہی میں اپنا چھوٹا سا اخبار طبع کر کے فروخت کرتا۔ یہ کام وہ تمباکو نوشی کے ڈبے میں کرتا تھا وہیں اس نے ایک کیمیاوی تجربہ گاہ بنا رکھی تھی۔ اتفاقاً ایک دن اس تجربہ گاہ میں چند ادویات عمل سے اڑ گئیں اور گاڑی میں آگ لگ گئی۔ آگ تو بجھا دی گئی لیکن وہ وہاں سے بیک بینی و دو گوش نکال دیا گیا۔ اور گارڈ نے اس کے کان پر ایسا مکا رسید کیا کہ وہ ہمیشہ کے لئے بہرا ہوگیا۔ لیکن پھر بھی اس نے ہمت نہ ہاری اور بہرے پن کو ایک امدادِ غیبی تصور کیا کیونکہ اب لوگوں کا شور و غل اس کو اپنی طرف متوجہ نہ کر سکتا تھا۔

ایک دفعہ اس نے ایک اسٹیشن ماسٹر کی جان بچائی جو اس کا دوست بن گیا۔ اس کے ذریعے ایڈیسن تاربرقی کے آلات کا معائنہ کرنے کے قابل ہوگیا۔ بلکہ پیغام رسانی سیکھ کر ملازم بھی ہو گیا۔ اور بجلی کے بہت سے کاموں سے بھی واقف ہوگیا۔ وہ جو کچھ کماتا تجربات و آلات کی نذر کر دیتا۔ لوگوں کو خیال ہوا کہ یہ کیا آدمی ہے۔ اس لئے وہ اپنا وطن چھوڑ کر نیویارک چلا گیا۔ اور وہاں ایک بگڑے ہوئے انجن کو ٹھیک کرنے پر دو سو پونڈ ماہوار پر ملازم ہوگیا۔ اس ملازمت کے دوران میں بھی وہ تمام فرصت کا وقت تجربات پر صرف کرتا۔ اس عرصے میں اس نے کئی ایک ایجادیں کیں جن سے اس کو خاصی آمدنی ہوئی اور اس روپیہ سے اس نے اپنی ایک مکمل تجربہ گاہ اور ورکشاپ امریکہ کے شہر نیوجرسی میں قائم کر لی۔ اب ایڈیسن ایجاد پہ ایجاد کرنے لگا۔ اور مالا مال ہوگیا۔ اس کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ لیکن اس کی زندگی اسی طرح سادہ اور مصروف رہی۔ وہ اٹھارہ گھنٹے متواتر کام کرتا۔ جب تک تھک نہ جاتا آرام نہ کرتا اور جب تک بھوک غالب نہ ہو کھانا نہ کھاتا۔ کام میں دلچسپی ہی اس کی زندگی کا نصب العین تھا۔

بعض ایجادوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں اسے کئی سال تک لگاتار محنت کرنا پڑی اور ان کی تکمیل کے سلسلے میں بے دریغ روپیہ صرف کیا۔ اس کا اصول تھا کہ صرف

وہ چیزیں ایجاد کرنی چاہئیں جو لوگوں کے لئے ضروری اور کارآمد ثابت ہوں۔ فونوگراف، ٹیلیفون، بجلی کا قمقمہ، ریگا فون، سینما وغیرہ سب اسی کی ایجادیں ہیں۔ صرف ایک بجلی کے قمقمے کی ایجاد سے وہ مالا مال ہو گیا۔ جب پتی وغیرہ اس نے درختوں میں لگا کر بجلی کے بلب روشن کئے تو لوگ حیران رہ گئے۔ اور طرح طرح کی تاویلیں کرنے لگے۔ یہاں تک کہ اس کو جادوگر کہنے لگے۔

لوگوں کو سب سے زیادہ جس ایجاد نے حیرت زدہ کیا وہ فونوگراف تھا۔ جس سے انسانی آواز نکل سکتی تھی سینما کی متحرک تصاویر بھی کم حیرت انگیز نہ تھیں۔

دنیا کی بڑی بڑی علمی انجمنوں نے اس کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اس کو تمغات دینے شروع کر دیئے۔ جن کی تعداد کا اندازہ لگانا اس کے لئے مشکل ہو گیا۔ ۱۹۱۵ء میں اسے نوبل پرائز دس ہزار پونڈ کا انعام ملا۔ اگرچہ وہ شہرت اور دولت کے اعتبار سے بہت خوش قسمت تھا۔ اور دنیا کے تاجدار اور چوٹی کے لوگ اس سے ملنا باعث فخر سمجھتے تھے لیکن وہ ان لوگوں کی رفاقت اور ہم نشینی سے بہت گھبراتا تھا۔ اس کی تمام خوشی اور سوسائٹی اس کی ورکشاپ تھی۔ جہاں وہ ایک محنتی مزدور کی طرح کام میں لگا رہتا تھا۔ ۱۹۳۱ء میں انتقال ہوا۔
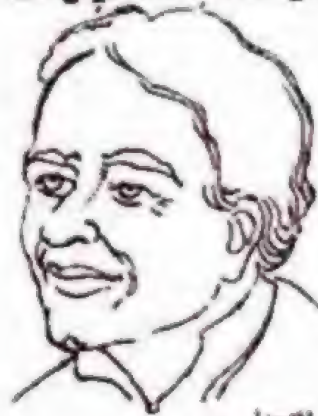
**ایڈیشن۔** (Edition) کسی مطبع میں چھپنے والی کتاب رسالہ یا اخبار خواہ وہ کتنی ہی تعداد میں چھپے عمومی طور پر ایڈیشن کہلاتی ہے۔ پہلی بار جتنی تعداد بھی چھپے وہ پہلا ایڈیشن کہلائیگا۔ دوسری بار چھاپنے پر اسے دوسرا ایڈیشن کہا جائے گا۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔

علاوہ ازیں کسی موقعہ پر کسی خاص کتاب اخبار یا رسالے کا کوئی نمبر وغیرہ چھاپا جائے تو اسے بھی ایڈیشن (خاص ایڈیشن) کہا جائے گا جیسے بعض اخبارات اتوار کے روز سنڈے ایڈیشن چھاپتے ہیں۔ ایک ایڈیشن میں کتاب رسالے یا اخبار وغیرہ کی جتنی تعداد چھاپی جائے وہ تعداد اشاعت کہلاتی ہے۔

**ایڈیلیڈ۔** (Ad Elaide) جنوبی آسٹریلیا کا دارالحکومت جو دریائے ٹورنز (Torrens) پر واقع ہے۔ خوبصورت شہر ہے جسے بڑے قرینہ سے آباد کیا گیا ہے۔ جنوبی آسٹریلیا کا تجارتی مرکز اور بندرگاہ ہے۔ درساد کو اون، شراب، گندم، اور کچا تانبا یہاں سے بھیجا جاتا ہے۔ آبادی ۴۱۳۰۰۰ نفوس کے لگ بھگ ہے۔ یہاں کی یونیورسٹی اور گرجا مشہور عمارات ہیں

**ایران۔** (Iran) فارس۔ (Persia) جنوبی ایشیا کا ایک ملک جو بحیرۂ کیسپین اور خلیج فارس کے درمیان واقع ہے اسے فارس بھی کہتے ہیں۔ اس کا رقبہ ۶ لاکھ اٹھائیس ہزار مربع میل اور آبادی ایک کروڑ سا ٹھ لاکھ ہے۔ زیادہ تر شیعہ مسلمان ہیں۔

تہران، تبریز، اصفہان، ہمادان، مشہد اور شیراز وغیرہ اس کے مشہور شہر ہیں۔ تہران صدر مقام ہے۔ جہاں ایک مشہور یونیورسٹی ہے۔

آب و ہوا مختلف جگہوں پر مختلف ہے۔ عموماً گرمیوں میں زیادہ گرمی اور سردیوں میں زیادہ سردی پڑتی ہے۔ پہاڑی حصوں میں اعلیٰ قسم کی بھیڑ بکریاں پالی جاتی ہیں۔

معدنیات میں تیل بہت ملتا ہے۔ آبادان کے مقام پر تیل صاف کرنے کا عظیم الشان کارخانہ ہے۔ ۱۹۵۱ء تک ایرانی تیل نکالنے کا کام اینگلو ایرانین آئل کمپنی کے پاس تھا۔ لیکن اب اسے قومی ملکیت بنا دیا گیا ہے اور اینگلو ایرانین آئل کمپنی کے ہاتھ سے کام لے لیا گیا ہے۔ اس ملک کی دولت کا دارومدار زیادہ تر اسی تیل پر ہے۔

پہلی جنگ عظیم میں ایران پر برطانوی اور روسی افواج نے قبضہ کر لیا تھا۔ ۱۹۲۱ء میں ایرانی افواج کے ایک افسر رضا خاں نے اقتدار حاصل کیا اور برطانوی و روسی اقتدار کا خاتمہ کر کے ملک پر خود قابض ہو گیا۔ بعد ازاں ۱۹۴۱ء کے دوران میں جب اتحادیوں نے ایران پر قبضہ کیا تو رضا خان شاہ ایران اپنے بیٹے کے حق میں تخت سے دستبردار

ہوگیا۔ چنانچہ رضا شاہ (موجودہ حکمران) کے نام سے تخت نشین ہوا۔

شہنشاہ ایران پاکستان کی سیاحت کر چکے ہیں اور پاکستان کے ساتھ ایران کے تعلقات نہایت دوستانہ اور خوشگوار ہیں۔

**ایرانی تقویم** ۔ اس تقویم کا سال شمسی ہے اور پہلا مہینہ حمل ہے۔ حمل کی پہلی تاریخ ہمیشہ ۲۱ مارچ کو ہوتی ہے اور یہ وہ تاریخ ہے۔ جب کہ آفتاب برج حمل میں داخل ہوتا ہے۔ ایرانی لوگ اس دن عید نوروز مناتے ہیں۔ خلفائے عباسیہ کے زمانے میں چونکہ ایرانی تہذیب عراقی تہذیب کا ایک جزو لاینفک ہو گئی تھی اس لئے عراق میں بھی عید نوروز منائی جاتی ہے۔

خلیفہ ہارون الرشید کے عہد میں اس دن میں تبدیلی کرنے کی کوشش کی گئی لیکن ناکام رہی۔ چنانچہ البیرونی لکھتا ہے۔

"خلیفہ ہارون الرشید کے وقت فلاحین نے جمع ہو کر یحییٰ ابن خالد برمکی سے درخواست کی عید نوروز چونکہ فصل پکنے سے پہلے واقع ہوتی ہے اس لئے زمینداروں کو اس کے منانے میں دقت محسوس ہوتی ہے اس لئے تاریخ دو ماہ بڑھا کر مقرر کئے جائیں۔ یحییٰ اس تبدیلی پر رضامند تھا۔ لیکن لوگ چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ یحییٰ مجوسیوں کی طرفداری کرتا ہے۔ اس لئے اس نے اس معاملے پر زور نہ دیا"۔

اس عید کا آغاز مجوسیوں یعنی سورج پرستوں سے ہوا۔ اور چونکہ ۲۱ مارچ کو بہار شروع ہو کر سورج چمکنے لگتا ہے۔ اس لئے قدیم ایرانیوں کے خیال کے مطابق سورج مر کر زندہ ہوتا تھا۔ یا روٹھا ہوا خوش ہو کر واپس آتا تھا۔ اس لئے وہ خوشیاں مناتے تھے۔ جس طرح کہ اسی موسم میں اب عیسائی ایسٹر مناتے ہیں اور ان دنوں کو عیسیٰ کے جی اٹھنے کا دن سمجھتے ہیں چونکہ برمکی خاندان شروع میں مجوسی تھا۔ اس لئے وہ لوگوں کے اس ریمارک سے خائف ہوگیا۔

ایرانی تقویم کے بارہ مہینے بارہ برجوں کے نام پر رکھے گئے تھے۔ جو دراصل منطقۃ البروج کے بارہ حصے ہیں۔ یہ نام ان اشکال کے نام پر رکھے گئے ہیں جو ان برجوں کے ستارے بناتے ہیں۔ یہ بارہ برج حسب ذیل ہیں۔

فارسی نام (۱) حمل (مینڈھا) (۲) ثور (سانڈ)
انگریزی نام ایرئس Aries ٹورس Tauras
فارسی نام (۳) جوزا (توام) (۴) سرطان (کیکڑا)
انگریزی نام جمنی Gemini کینسر Cancer
فارسی نام (۵) اسد (شیر) (۶) سنبلہ (کنواری)
انگریزی نام لیو Leo ورگو Virgo
فارسی نام (۷) میزان (ترازو) (۸) عقرب (بچھو)
انگریزی نام لبرا Libra سکورپین Scorpian
فارسی نام (۹) قوس (کمان) (۱۰) جدی (بکری)
انگریزی نام سیگیٹیریس Sagittarious کیپریکارن Capricorn
فارسی نام (۱۱) دلو (پانی کا ڈول) (۱۲) حوت (دو مچھلیاں)
انگریزی نام اکوارم Aqurarum پسز Pioces

یہ قدیم ایرانی تقویم میں مہینوں کے بھی نام تھے۔ ان کے مقابلے میں مروجہ ایرانی نام مندرجہ ذیل ہیں۔

فروردین۔ اردی بہشت۔ خورداد۔ تیر۔ مرداد۔ شہریور۔ دے۔ بہمن۔ اسفندیار۔ مہر۔ آبان۔ آذر۔

عید نوروز مغل شاہنشاہوں کے زمانے میں بھی منائی جاتی تھی اور جہانگیر نامے میں اس کا بار بار ذکر آیا ہے۔

**اِراوَدی** (دریا) (Irawadi or Irrawaddi)

ایک دریا ہے جو اپنی ساری لمبائی اور دور دور تک قابل جہاز رانی ہے۔ کوہستان تبت سے دو ندیاں نکلتی ہیں جن کے اجتماع سے یہ دریا بنتا ہے۔ ملک برما میں سے ہو کر جنوب کی طرف کو ہو لیتا ہے۔ لمبائی میں سات سو میل کے قریب ہے۔ مانڈلے سے ہوتا ہوا خلیج بنگالہ میں ایک ڈیلٹے کی شکل میں گرتا ہے۔ جس کی ایک شاخ پر رنگون کا شہر واقع ہے۔ رنگون برما کا دارالحکومت ہے۔

**ایئربال۔** (Air Ball) یہ کھیل ایک گیند سے کھیلا جاتا ہے جس میں ہوا بھری ہوئی ہوتی ہے۔ سات سات کھلاڑیوں کی نشستیں دونوں طرف بالمقابل مخصوص کر لی جاتی ہیں۔ چھ چھ کھلاڑی آمنے سامنے کرسیوں پر بیٹھ جاتے ہیں۔ دونوں قطاروں میں ڈیڑھ گز کا فاصلہ ہوتا ہے۔ ایک ایک کھلاڑی دونوں طرف کرسیوں پر بیٹھنے والوں کے پیچھے کھڑا ہو جاتا ہے۔ گیند بیٹھنے والے کھلاڑیوں کے درمیان پھینکی جاتی ہے جو اسے ہاتھوں سے مقابل فریق کے پیچھے

کی طرف پھینکتے ہیں۔ پیچھے کھڑے ہونے والے کا یہ فرض ہے کہ وہ گیند کو حتی الوسع اپنی طرف زمین پر گرنے سے روکے۔ اگر گیند زمین پر گر جائے تو فریق مقابل نے گویا ایک گول بنالیا۔ کرسیوں پر بیٹھنے والوں میں کوئی اپنی جگہ سے نہیں ہل سکتا۔ اگر اُٹھے تو یہ فاؤل (Foul) ہوگا۔ ایسی صورت میں ایجاز فریق مقابل کو گیند پھینکنے کا اختیار دیتا ہے۔ گیند اتنی اونچی ہوا میں اچھالی جاتی ہے کہ بیک اس پر اپنا ہاتھ مار سکے۔ اگر وہ اپنی ضرب سے گیند مخالف سمت کی جانب زمین پر گرا دے تو فریق مقابل کی طرف گول ہوگا۔ آگے بیٹھنے والوں (فارورڈز) میں سے کوئی بھی اچھالی ہوئی گیند کو روکنے کا مجاز نہیں۔ لیکن پیچھے کھڑا ہونے والا بیک گول ہونے سے اپنے کو بچا سکتا ہے۔ ہر بازی دس منٹ تک کھیلی جا سکتی ہے۔

**ایئرپاکٹ۔** (Air Pocket) ایرپاکٹ سے مراد ہوا کے داخلے یا خارج ہونے کے سوراخ ہیں برف کے اندر جو جگہ جمنے سے رہ جاتی ہے۔ اُسے بھی ایئرپاکٹ کہتے ہیں۔ سطح زمین سے جس قدر اونچے جائیں ہوا کا دباؤ کم ہوتا جاتا ہے۔ اور بعض جگہیں ایسی بھی آجاتی ہیں جہاں ہوا بہت کم ہوتی ہے۔ اور وہاں ایک طرح کا جزوی خلا سا ہوتا ہے۔ جب کوئی ہوائی جہاز ایسی جگہ پر پہنچتا ہے تو وہ ایک دم نیچے گرنے لگتا ہے۔ کرۂ ہوا کے اندر کی ایسی جگہوں کو بھی "ایرپاکٹ" کہتے ہیں۔

**ایئرپمپ۔** (Air Pump) ایئرپمپ برتنوں یا کسی بند جگہ میں سے ہوا خارج کرکے خلا پیدا کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک پلیٹ پر وہ برتن رکھا جاتا ہے جس کی ہوا نکالنا ہوتی ہے۔ دوسرا حصہ ایک معمولی پمپ کی صورت میں ہوتا ہے۔ مذکورہ پلیٹ کو ایک نلی کے ذریعے پمپ کے ساتھ جوڑا جاتا ہے۔

پمپ میں ایک سلنڈر (Cylinder) ہوتا ہے جس کے اندر ایک پسٹن (Piston) حرکت کرتا ہے۔ پسٹن اور سلنڈر میں مخصوص قسم کے والو (Valve) لگے ہوتے ہیں۔ جو ہوا کو باہر تو نکلنے دیتے ہیں۔ مگر اسے اندر داخل ہونے سے روکتے ہیں۔ جب پسٹن کو اوپر اٹھایا جاتا ہے تو سلنڈر کے اندر ہوا کا دباؤ کم ہو جاتا ہے جسے پورا کرنے کے لئے برتن کی ہوا سلنڈر میں داخل ہوتی ہے۔ جب پسٹن کو نیچے دباتے ہیں۔ تو سلنڈر کی ہوا اپنے زور میں نیچے کا والو بند کر دیتی ہے۔ اور پسٹن کا والو کھول کر باہر نکل جاتی ہے۔

پسٹن کو بار بار اوپر نیچے کرنے سے برتن کی ہوا رفتہ رفتہ خارج ہو جاتی ہے۔ تاہم ایئرپمپ مکمل خلا پیدا نہیں کر سکتا۔

موٹروں بائیسکلوں وغیرہ کی ٹیوب میں ہوا بھرنے کے لئے جو پمپ استعمال ہوتا ہے اسے بھی ایرپمپ کہتے ہیں۔

**ایری ٹریا۔** (Eritrea) اطالیہ کی ایک نوآبادی جو راس کسر (Kasar) سے آبنائے باب المندب تک بحیرہ قلزم کے مغربی ساحل کے ساتھ ساتھ ۶۷۰ میل تک واقع ہے اس کا دارالحکومت مساوا ہے۔ مگر دفاتر سرکاری کا مقام اسمارا ہے۔ اس علاقہ کی عیسائی آبادی کی اکثریت حبشہ سے الحاق کی خواہاں ہے۔ مگر بعض عیسائی مسلمانوں کے ساتھ مل کر ایک آزاد مملکت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ ایریٹریا کے عسکری مستقر سے ۱۹۳۵ء میں اطالیہ نے حبشہ پر یورش کرکے اسے سخیر کیا ۱۹۴۱ء میں برطانیہ نے اسے اطالیہ سے چھین لیا۔ ۲ دسمبر ۱۹۵۰ء کو اقوام متحدہ نے حبشہ کے ساتھ اس کا وفاق کر دیا۔ اس کا رقبہ ۱۶ ہزار مربع میل ہے اور آبادی چھ لاکھ نفوس ہے۔

**ایریل۔** (Aerial) ایریل کے معنی ہوا سے تعلق رکھنے والی چیز ہیں۔ اصطلاح میں اس تار یا تار کے جالوں کو کہتے ہیں۔ جو ہوا میں برقی لہروں کو بکھیرنے یا جمع کرنے کی غرض سے لگایا جاتا ہے۔ یہ ریڈیو اور وائرلیس کا ایک ضروری حصہ ہے۔ اس کے بغیر نہ تو ریڈیو پر صاف طور سے آواز سنی جا سکتی ہے اور نہ وائرلیس Wireless کے ذریعہ دوسری جگہ کوئی پیغام بھیجا جا سکتا ہے۔

**ایس بیسٹاس** (Asbestos) معدنی چیز ہے جس پر آگ کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اور نہ حرارت اس میں سے گزر سکتی ہے۔ اس سے آتش پروف کپڑے بنا کر بھٹیوں میں لگائے جاتے ہیں۔ آگ سے محفوظ رہنے کے لئے اسے اور بھی بہت سی جگہوں پر استعمال کیا جاتا ہے۔

**الیسپ۔** (Asaph) حضرت داؤد اور حضرت سلیمانؑ کے وقت میں یروشلم کے معبد کا ایک مشہور موسیقار تھا۔ بہت سی مناجاتیں اور گیت اس سے منسوب ہیں۔

**الیسپ** (یونانی ادیب) (Aesop) حضرت عیسیٰؑ سے قریباً ۶۰۰ برس پیشتر یونان میں الیسپ نامی ایک مشہور و معروف قصہ گو گزرا ہے۔ جس کی کہانیاں اتنی مقبول ہوئیں کہ آج سے صدیوں پیشتر مصر اور دوسرے ممالک میں زبان زدِ عام تھیں۔ اس کے صحیح حالات کا علم نہیں۔ البتہ دنیا کے سب سے پہلے یونانی مورخ اور مضمون نگار ہیروڈوٹس (۴۸۴ تا ۴۲۴ ق م) نے اس کے متعلق اتنا لکھا ہے کہ وہ بچپن میں کسی کا غلام تھا۔ آزاد ہونے پر اس نے لڈیا اور یونان کا سفر کیا۔ اور اسی سیاحت کے دوران میں اس نے دلچسپ و سبق آموز کہانیاں لکھنے کا سلسلہ شروع کیا ( Aesop's Fables ) اس کی کہانیوں کا مجموعہ ہے۔

**ایستھونیا** (دیکھو ستھونیا)

**ایسٹ انڈیا کمپنی** East India Company

اس کمپنی کو ۱۶۰۰ عیسوی میں ملکہ الزبتھ اوّل (Elizabeth I) کے عہد میں ہندوستان میں تجارت کرنے کے لئے پروانہ ملا۔ ۱۶۱۲ میں اس نے سورت کے مقام پر پہلی کوٹھی قائم کی۔ اس زمانہ میں اس کی تجارت زیادہ تر جاوا اور سماٹرا وغیرہ سے تھی جہاں سے گرم مصالحہ برآمد کر کے یورپ میں بھاری داموں بیچا جاتا تھا۔ ۱۶۲۳ میں جب ولندیزوں نے انگریزوں کو جزائر شرق الہند سے نکال باہر کیا۔ تو ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنی تمام تر توجہ ہندوستان پر مرکوز کر دی۔ اس کمپنی کا سنگ بنیاد صرف تجارتی اغراض کے لئے رکھا گیا تھا مگر ۱۶۸۹ میں اس نے علاقائی تسخیر بھی شروع کر دی۔ جس کے باعث بالآخر ہندوستان میں برطانوی طاقت کو سربلندی حاصل ہوئی۔ ۱۸۵۸ء میں اسے ختم کر کے اس کے تمام اختیارات تاج برطانیہ کو منتقل کر دیئے گئے۔

**ایسٹ انگلیا۔** (East) (Anglia) مشرق انگلستان کا ایک ضلع۔ چھٹی صدی میں یہ سیکسنی (Saxony) سلطنت تھی اور اس میں نورفوک (Norfolk) اور سفوک (Suffolk) کے علاقے شامل تھے۔

**ایسٹ بورن۔** (Eastbourne) انگلستان کا ایک صحت افزا مقام۔ لندن سے جانب جنوب، ۶۴ میل کے فاصلے پر برائٹن (Brighton) اور ہیسٹنگز (Hastings) کے درمیان واقع ہے۔ آبادی ۶۰۰۰۰ ہزار کے لگ بھگ ہے۔

**ایسٹر۔** (Easter) عیسائی مذہب کا مشہور تہوار جو حضرت مسیحؑ کے وفات کے بعد زندہ ہونے کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ درحقیقت اس تہوار کا حضرت مسیحؑ کے مر کر زندہ ہونے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں بلکہ قدیم قوموں نے اپنے پرانے سورج پرستی کے تہوار کو حضرت مسیحؑ کے ساتھ وابستہ کر لیا تھا۔ دراصل یہ تہوار آسٹر Eostre دیوی سے تعلق رکھتا ہے جو موسم بہار کی دیوی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ یہ دن شروع بہار میں منایا جاتا ہے۔ ۲۲ مارچ سے ۲۴ اپریل کے عرصے کے درمیان ایک دن مقرر کیا جاتا ہے۔ جس پر لوگ بہت رنگ رلیاں مناتے ہیں۔ ہندوستان میں یہی تہوار ہولی کے نام سے انہی دنوں میں اسی طریق پر منایا جاتا ہے۔ جس کا تعلق "ہولکا" دیوی سے ہے۔ جو پرہلاد بھگت کی پھوپی اور آگ کی دیوی تھی۔ وہ پرہلاد کو لے کر آگ میں بیٹھ گئی۔ لیکن وہ جل نہ سکا۔ دراصل یہ تمام سورج پرستی اور آتش پرستی کی رسوم ہیں اور چونکہ ان سب کی بنیاد موسموں پر ہے اس لئے محض نام کی تبدیلی ان کو مٹا نہیں سکی۔ یہی تہوار فارس قدیم میں نوروز تھا۔ جو ۲۱ مارچ کو منایا جاتا تھا اور جب یہاں عربوں اور اسلام کا دور دورہ ہوا تو ان کو بھی یہ تہوار سرکاری طور پر منانا پڑا۔ اپریل میں سورج کی حدت کم ہوتی ہے اور ۲۴ دسمبر کو کم سے کم۔ گویا سورج مر گیا۔ ۲۵ دسمبر کو دن بڑھنے شروع ہو جاتے ہیں۔ تو گویا سورج پیدا ہو گیا اور جب بہار آتی ہے تو وہ گویا مر کر جی اٹھتا ہے۔

**ایسٹر جزیرہ۔** (Easter Islands) ایسٹر بحرالکاہل کے جنوب مشرق میں جنوبی امریکہ اور آسٹریلیا کے درمیان واقع ہے

یہ جزیرہ ۵ اپریل ۱۷۲۲ء کو ولندیزی امیرالبحر جیکب (Jacob) نے اسے دریافت کیا تھا۔ آبادی اور رقبے کے اعتبار سے یہ جزیرہ جتنا بے بضاعت ہے اپنی پراسرار تاریخ کے لحاظ سے اتنا ہی اہم بھی ہے۔ ایسٹر کے جنوبی ساحل پر شہر پناہ کے آثار آج تک قائم ہیں۔ شاید یہاں کے باشندوں نے لیروں سے بچاؤ کے لئے یہ فصیل بنائی تھی جو انہیں تباہی کے مہیب اثرات سے نہ بچا سکی۔ یہاں کے پرانے قبرستانوں میں ٹیلوں کی صورت میں قبریں اور ہموار زمین پر بلند مجسمے ملتے ہیں۔ جو اپنے بنانے والوں کی سنگ تراشی اور مجسمہ سازی کے کمال پر دلالت کرتے ہیں جزیرہ کے موجودہ باشندے یہ بتانے سے قاصر ہیں کہ وہ باکمال لوگ کون تھے۔ کیا وہ انہیں کے آباد اجداد تو نہ تھے؟ یہ قدیم آثار اُن کے لئے بھی اتنے ہی پراسرار ہیں جتنے اجنبی لوگوں کے لئے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ایسٹر کا جزیرہ کسی لمبے چوڑے براعظم کی ایک ہی نشانی ہو جو سیلاب کی نذر ہو چکا ہو۔

**ایسچر، الفریڈ مارٹن** Escher, Alfred Martin سوئٹزرلینڈ کے ماہر اُمور خارجہ ہیں ۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئے۔ زیورچ، برلن اور کیل کی یونیورسٹیوں کے علاوہ ہیگ کی بین الاقوامی قانونی اکیڈمی میں بھی تعلیم حاصل کی۔

۱۹۳۱ء میں پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ کی ملازمت اختیار کی۔ بنکوک، وارسا، اور برلن کے سفارت خانوں میں مختلف خدمات سرانجام دینے کے بعد ۱۹۴۱ء میں انقرہ میں سیکرٹری اور ایک سال بعد بغداد میں قونصل مقرر ہوگئے۔ بغداد سے ایتھنز اور پھر لندن منتقل ہوئے۔ فلسطینی مہاجرین کے لئے ریڈکراس کے زیر اہتمام جو بین الاقوامی کمیٹی وجود میں آئی تھی آپ اس کے صدر تھے۔ ۱۹۵۱ء میں ایران میں سفیر مقرر ہوئے۔

**ایس ڈک۔** (Asdic) ایک آلہ کا نام ہے جو گونج کی دیسی سے دھیمی آواز بھی سن سکتا ہے بعض دفعہ جب ڈوبے ہوئے جہازوں کا کھوج لگانا پڑتا ہے۔ تو اسی آلہ سے مدد لی جاتی ہے۔ پانی جب ڈوبے ہوئے جہازوں کے ساتھ ٹکراتا ہے۔ تو اس کی آواز تلاش کرنے والوں کے "ایس ڈک" میں سنی جاتی ہے۔ اور اس کے رُخ اور رفتار سے غرق شدہ جہاز کے محل وقوع کا پتہ چل جاتا ہے۔ اسی آلہ کی مدد سے زیرِآب آبدوز کشتیوں کا پتہ بھی چل جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی مدد سے اب بڑی بڑی مچھلیوں کے مقام کا بھی پتہ لگایا جاتا ہے۔

**آئیس کلس** (Aeschylus) یونان کا یہ مشہور ڈرامہ نگار جس نے المیہ کو بام عروج تک پہنچایا۔ ۵۲۵ق م میں پیدا ہوا۔ اور ۴۵۶ق م میں وفات پائی۔ یہ کسی ترقی ادب کے لئے نہایت موزوں شخص تھا۔ کیونکہ وہ طبعاً حُسن پسند تھا اور خیالات میں محو رہا کرتا تھا۔ اس کا سب سے بڑا کارنامہ تخیل کی حقیقت پسندی اور زندگی آمیز کیفیت ہے۔ اس کی تحریریں انسانی جذبات کے ابھارنے میں اپنے وقت کی یکتا ہیں۔ اور محبت، رنج، اُمید، خوف اور مایوسی ان سے ٹپکتی ہے۔

**ایس کلیٹر۔** (Escalator) یہ نام سیڑھیوں کے اس متحرک سلسلے کو دیا جاتا ہے۔ جو لوگوں کو اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر لے جاتی ہیں۔ اور یورپ اور امریکہ میں مستعمل ہیں۔ اس قسم کی سیڑھیاں زمین دوز سرنگوں۔ زیرزمین ریلوں یا کارخانوں اور کانوں میں لگائی جاتی ہیں۔ امریکہ میں جہاں مکانات پچاس ساٹھ منزل تک اوپر جاتے ہیں لفٹ لگائے جاتے ہیں جو ایک قسم کے برقی کھٹولے ہوتے ہیں اور لوگوں کو جس منزل پر چاہیں اتار دیتے ہیں۔ اگر اس قسم کے لفٹ نہ ہوتے تو ان منزلوں پر چڑھنے میں وقت بھی صرف ہوتا۔ اور جان بھی مشکل میں پڑ جاتی۔ کیونکہ اتنی بلندی پر ہوا کے رقیق ہونے سے سانس بھی پھول جاتا ہے متحرک زینوں کے علاوہ ریلوے کے متحرک پلیٹ فارم بھی تعمیر کئے گئے ہیں۔ جو سینکڑوں استادہ مسافروں کو چشم زدن میں گاڑی کے پہلو میں پہنچا دیتے ہیں۔ یا باہر دفتی دروازے تک لے جاتے ہیں۔ اس قسم کے پلیٹ فارم لندن کی زمین دوز ریلوں پر بنے ہوئے ہیں۔ بڑے بڑے ہسپتالوں میں جہاں مریضوں کو بغیر ہلائے بالائی منزل پر پہنچانے کا مسئلہ درپیش ہوتا ہے اسی قسم کی مشینیں نصب کردی جاتی ہیں جن پر ان کی چارپائی رکھ دی جاتی ہے۔ اور مشینیں اس

کو چارپائی سمیت اٹھا لے جاتی ہے۔ پاکستان میں اس قسم کے ٹینٹ موجود ہیں اور متحرک زینے بھی جلدی ہی آرہے ہیں۔

**ایسکولیپیس۔** (Aesculapius) یونانی علم الاصنام میں ادویہ کا دیوتا تھا۔ اس کا خاص نشان ایک عصا تھا جن کے گرد سانپ لپٹا ہوا تھا۔ یہ عصا اب رائل آرمی میڈیکل کور کا بیج ہے کیونکہ پہلے زمانے میں لوگ سمجھتے تھے کہ سانپ جب اپنی کینچلی اتار دیتا ہے تو وہ دوبارہ جوان ہو جاتا ہے۔ اس کا مندر ایک قدیم یونانی شہر ایپی دورس (Epidaurus) میں تھا جس میں مقدس سانپ رکھے جاتے تھے۔ یونان کے بعد روم میں بھی اس کی پرستش ہونے لگی تھی۔

**اے سی جنریٹر** (A. C. Generator) بعض جنریٹر اس قسم کی برقی رو پیدا کرتے ہیں جو پہلے ایک سمت میں چلنا شروع کرتی ہے۔ مگر پھر اس کی مخالف سمت میں چلنے لگتی ہے۔ معمولی بجلی کی مشینوں میں یہ رو اپنی سمت پچاس دفعہ فی سیکنڈ کے حساب سے بدلتی ہے۔ اس قسم کی بجلی پیدا کرنے والے جنریٹر اے سی جنریٹر یا آلٹرنیٹرز Alternators کہلاتے ہیں۔

**آلٹرنیٹنگ** (Alternating) برقی رو ڈائرکٹ برقی رو کے مقابلے میں پیچیدہ معلوم ہوتی ہے۔ مگر اے سی جنریٹر ڈی سی جنریٹروں یا دوسری مشینوں سے زیادہ سادہ اور آسان ہوتے ہیں۔ اور ان کی نگہداشت اور مرمت نسبتاً سہل ہوتی ہے۔

**ایش (سفیدے کا درخت)** (Ash) سفیدے کا درخت زیتون کی قسم سے ہے۔ اس کے پتے گھنے اور بلندی ۸۰ فٹ تک ہوتی ہے۔ لکڑی سخت اور لچکدار ہوتی ہے۔ اس لئے اس کے بلّے اور ہاکیاں بنتی ہیں۔ گاڑیوں اور تانگوں کے پہیوں کے لئے بھی نہایت موزوں ہے۔ پھول پتوں سے پہلے نکلتے ہیں۔ اور بیج ہوا سے پھیلتے ہیں۔ سفیدے کے درخت سیاہ اور سفید الگ الگ ہوتے ہیں۔ لیکن سفید زیادہ ہوتا ہے۔ گو ہر دو کو سفیدہ ہی کہتے ہیں۔ جب ہوا چلتی ہے تو اس کے پھول میں عجیب سرسراہٹ سی پیدا ہوتی ہے اس لئے بعض دفعہ اس کو گریاں درونے والا پودا بھی کہتے ہیں۔ پاکستان میں بہترین قسم کا سفیدہ کشمیر میں ہوتا ہے۔ لیکن میدانوں اور گھریلو باغوں میں بھی عام ہے۔ سیالکوٹ میں بلّوں کے کارخانوں میں اس کی بہت کھپت ہے۔ انگلستان اور آسٹریلیا کے درمیان کرکٹ کا شش ماہی مقابلہ ہوتا ہے۔ اس میں جیتنے والی ٹیم کو ایک کرکٹ کے بیٹ کی راکھ پیش کی جاتی ہے۔ اس امتیازی نشان کا نام "دی ایشز" The Ashes ہے جس کے معنی راکھ کے ہیں۔ اور بیٹ کی لکڑی سے بھی مراد ہے

**ایشیا۔** (Asia) دنیا کا سب سے بڑا براعظم ہے جس کا رقبہ ایک کروڑ پچاس لاکھ مربع میل اور آبادی ایک ارب بیس کروڑ ہے۔ یورپ سے چار گنا۔ افریقہ سے ڈیڑھ گنا۔ اور ساری خشکی کا قریباً تیسرا حصہ ہے۔ صفر درجہ خط استوا سے ۷۷ درجے شمال تک پھیلا ہوا ہے۔ شمال میں بحر منجمد شمالی، مشرق میں بحرالکاہل، مغرب میں بحیرہ اسود، مارمورا، بحیرہ روم، بحیرہ قلزم اور خشکی کے چند قطعے اور جنوب میں بحیرۂ ہند ہے۔ نہر سویز اسے افریقہ سے جدا کرتی ہے

اس میں افغانستان، روس، ایران، چین، مانچوریا، عرب، شام، عراق، جاوا، سماٹرا، برما، ہندوستان اور پاکستان وغیرہ ممالک شامل ہیں۔ دنیا کا سب سے بڑا اور اونچا پہاڑ ہمالیہ بھی اسی

براعظم میں ہے۔

ایشیا کا سب سے گنجان آباد علاقہ مون سون جلاؤں کا خطہ ہے۔ یعنی جاپان، چین، سیام، انڈونیشیا، پاکستان اور ہندوستان، ہر قسم کی آب و ہوا اس براعظم میں پائی جاتی ہے۔

کوئلہ اور لوہا اس براعظم میں بہت کم ملتا ہے۔ جس کی وجہ سے صنعتی لحاظ سے کوئی ترقی نہیں کر سکا۔ البتہ ہندوستان اور جاپان صنعتی لحاظ سے کافی ترقی پذیر ہیں۔

لوگ زیادہ تر گندمی رنگ اور مضبوط جسم رکھتے ہیں۔ جو زیادہ تر آب و ہوا کا اثر ہے۔ سخت گرم اور مرطوب خطوں کے لوگ سیاہ فام ہیں۔

ہندوستان میں زیادہ تر ہندو اور سکھ آباد ہیں۔ پاکستان، ایران، عرب اور افغانستان وغیرہ میں مسلمان اور چین میں بدھ مت کے پیرو پائے جاتے ہیں۔ یہودی فلسطین میں کثرت سے آباد ہیں۔

یہ دنیا کا قدیم ترین براعظم سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے کہ نوع انسان کی پیدائش اور افزائش نسل یہیں سے شروع ہوئی۔ علاوہ ازیں دنیا کے تمام مذاہب کی ابتداء بھی یہیں سے ہوئی۔ اس لئے اسے دنیا جہان کا مرکز کہا جاتا ہے۔

**ایشیائے کوچک۔ ( Asia Minor )**

براعظم ایشیا کے مغربی علاقے کا نام ہے۔ اسے ایشیائی ترکی بھی کہتے ہیں۔ ایشیائے کوچک میں زیادہ علاقہ اناطولیہ کی سطح مرتفع کا ہے۔ اس کے شمال اور جنوب میں پونٹک اور طورس کے کوہستان ہیں جو مشرق میں آرمینیا کے پہاڑوں سے جا ملتے ہیں۔ شمال میں بحیرہ اسود کا سخت بےخطر ساحل ہے۔ جنوبی ساحل میں بڑی بڑی خلیجیں ہیں لیکن مغربی ساحل کافی کٹا پھٹا ہے اور اس کے بالمقابل کئی چھوٹے چھوٹے جزائر ہیں۔ اناطولیہ کا علاقہ چٹانی خشک ہے۔ جس میں کہیں کہیں نمکین پانی کی جھیلیں ہیں۔ یہاں اکثر زلزلے آتے رہتے ہیں۔ ساحلی علاقے خطۂ روم کی آب و ہوا کی وجہ سے سرسبز و شاداب ہیں۔ ایشیائے کوچک کا کل رقبہ ۲۰۰۰۰۰ ۲ مربع میل ہے۔

**ایف ایم خان** پاکستان کے وزیر مواصلات ۱۹۰۸ء نارتھ ویسٹرن ریلوے میں

ٹریفک سپرنٹنڈنٹ کے طور پر ملازم ہوئے۔ ۱۹۲۳ء میں لندن سکول آف اکنامکس تعلیم حاصل کرنے اور برطانیہ کے ریل کے سسٹم سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے انگلستان گئے۔ پھر ۱۹۲۸ء میں دوبارہ انگلستان گئے۔ اور لندن اور نارتھ ویسٹرن ریلوے کے پبلسٹی سسٹم کا مطالعہ کیا۔ واپسی پر وہ حکومت ہند کے سنٹرل پبلسٹی بیورو ریلوے بورڈ میں اسسٹنٹ چیف پبلسٹی آفیسر مقرر ہوئے۔ بعد ازاں انہیں لندن میں انڈین ریلوے پبلسٹی بیورو کا اسسٹنٹ منیجر مقرر کیا گیا۔ اور جلد ہی اس کے منیجر بن گئے۔ ۱۹۳۵ء میں انگلستان سے واپسی پر نارتھ ویسٹرن ریلوے میں متعدد اہم عہدوں پر فائز رہے۔ جن میں ڈویژنل ٹرانسپورٹیشن آفیسر، ڈپٹی چیف آپریٹنگ سپرنٹنڈنٹ، ڈپٹی چیف کمرشل منیجر، ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ (سینئر) کے عہدے بھی شامل ہیں۔ ۱۹۴۵ء میں ریلوے بورڈ میں ڈائرکٹر آف ٹریفک مقرر ہوئے۔ تقسیم کے وقت این ڈبلیو آر کے پہلے جنرل منیجر مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۰ء تک اس عہدے پر رہے۔ اس کے بعد ڈائرکٹر جنرل آف ریلویز مقرر ہوئے۔ یکم جولائی ۱۹۵۲ء کو ریٹائر ہو گئے۔ ۲۰ جنوری ۱۹۵۵ء کو کراچی پورٹ ٹرسٹ کے چیئرمین مقرر ہو گئے۔ ۲۵ جون ۱۹۵۶ء کو انہیں چیف الیکشن کمشنر مقرر کیا گیا۔ مارشل لا کے قیام کے بعد جو حکومت بنی۔ اس میں مواصلات کی وزارت آپ کے سپرد کی گئی۔

**الفروڈائٹ۔ ( Aphrodite )** یونانیوں کے ایام جہالت کی کہانیوں میں یہ حسن اور محبت کی دیوی مانی جاتی تھی۔ جو عمیق سمندر سے پیدا ہوئی تھی۔ ہفائسٹوس دیوتا کی بیوی اور کیوپڈ دیوتا کی ماں تھی۔ پیرس دیوتا نے اس کو ملکۂ حسن قرار دیا تھا۔ اور ایک سنہری سیب عنایت کیا تھا۔ اس کے پاس ایک طلسمی کمر بند تھا۔ جس کے ذریعے سے وہ دوسری عورتوں کو حسن و خوبی عطا کرتی تھی۔

**ایفل ٹاور۔** ( Ifal Tower ) ایفل ٹاور پیرس کے جوک سان دمار میں واقع ہے ایفل نامی ایک فرانسیسی انجینئر کے نام پر مشہور ہے اور دنیا کے تمام ... میں سب سے اونچا ہے اس کی بلندی ۹۸۴ فٹ ہے اس کا زیریں حصہ اڑھائی مربع ایکڑ رقبے میں پھیلا ہوا ہے اور ابتدائی حصہ ۵۴ ڈگری کے زاویے پر اوپر اٹھتا ہے پھر آہستہ آہستہ بلند ہوتا جاتا ہے۔ پہلی منزل ۵۰۰۰ مربع گز میں پھیلی ہوئی ہے۔ اس کے بعد دوسری منزل پر اس کی چوڑائی ۲ مربع گز رہ گئی ہے۔ آخری منزل تیسری ہے۔ اور اس پر بیک وقت تقریباً آٹھ سو افراد آ سکتے ہیں۔ ایفل ٹاور کی تعمیر کا کام ۲۸ جنوری ۱۸۸۷ء میں شروع ہوا تھا۔ اور اس کی تکمیل ۳۱ مارچ ۱۸۸۹ء میں ہوئی اس کے اوپر سے پورا پیرس نظر آتا ہے۔ دنیا بھر کے سیاح اسے دیکھنے کے لئے آتے ہیں۔ اس کی چوٹی پر سے موسمیات کے متعلق مشاہدہ کرنے کا انتظام بھی ہے۔ اس کا نام اس انجینئر کے نام پر رکھا گیا ہے جس نے اسے مکمل کیا تھا۔ اسی انجینئر نے نہر پانامہ کا خاکہ بھی تیار کیا تھا۔ ایفل ٹاور کی تعمیر میں فولاد اور کنکریٹ استعمال کیا گیا ہے۔ اس پر فرانس کے ٹیلی ویژن سسٹم کا سب سے بڑا ٹرانسمیٹر بھی نصب ہے۔

**ایکڑ** Acre انگریزی مربع پیمانہ ہے۔ ۴۸۴۰ مربع گز کا ایک ایکڑ ہوتا ہے۔ پاکستان کی اصطلاح اراضی میں ایکڑ اور گھماؤں کے رقبے مساوی سمجھے جاتے ہیں۔

**ایک خلیے کے جانور۔** علم الحیوانات (Zoology) میں جانور کا مفہوم محدود سا ہے۔ اور جانور اور پودے ایک دوسرے سے مختلف گردانے جاتے ہیں۔ تاہم یہ امر مسلم ہے کہ آغاز میں جانوروں اور پودوں کی اصل مشترک تھی۔ اور ان کے درمیان کے فرق بیشتر خود ساختہ اور مصنوعی ہیں۔

البتہ خود جانوروں میں ایک خلیے اور یکساں شباہت کے جانور بے شمار ہیں اور اس مشابہت کی رو سے وہ دو اقسام میں منقسم ہیں۔ میٹازوا Metazoa اور پروٹوزوا Protozoa اول الذکر اجسام میں گوناگوں مسام ہوتے ہیں۔ اور ثانی الذکر کے اجسام واحد مسام کے حامل ہوتے ہیں۔ اور اسی فرق پر خلیوں کی بنا قائم ہوتی ہے یعنی ایک خلیے کے جانور یا مختلف خلیے کے جانور۔

**ایکس رے۔** ( X-Ray ) تصویر کشی کا ایک شعبہ ہے جس کی ایجاد جرمن سائنسدان رونتجن Rontgen کے انکشافات پر مبنی ہے۔ ہڈیوں اور اعضاء کی خرابی معلوم کرنے اور بیماری کی تشخیص کے لئے ایکس رے بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ خصوصاً تپ دق کے ابتدائی مرحلے پر اس کی تشخیص اور انسدادی تدابیر بڑی کامیاب ثابت ہوئی ہیں۔ ایک تیز شعاع کے ذریعہ فلم پر ہڈیوں اور اعضاء کا عکس آ جاتا ہے۔ اور وہ نقص بھی ظاہر ہو جاتا ہے جیسے دوسری صورت میں عمل جراحی کے ذریعہ معلوم کیا جاتا تھا
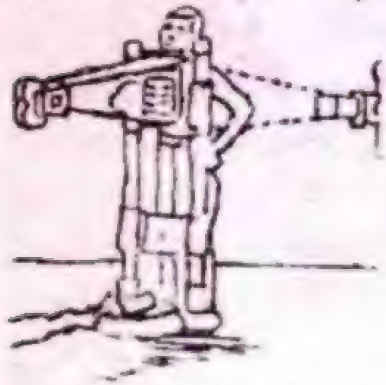
**ایکس ریز۔** ( X-Rays ) یہ بجلی کی کرنوں یا شعاعوں کی ایک خاص قسم ہے۔ جس کو رونتجن نامی ایک جرمن نے ۱۸۹۵ء میں اتفاقیہ طور پر دریافت کیا۔ یہ سائنسدان خلائی شعاعوں کے تجربات کر رہا تھا۔ تو اس نے دیکھا کہ خاص وقت میں ان شعاعوں نے صندوق کے اندر بند مکمل اندھیرے میں رکھی ہوئی فوٹو کی پلیٹوں پر اثر کر دیا ہے۔ متواتر تجربات کے بعد اس بات کی تصدیق ہو گئی کہ یہ خاص قسم کی کرنیں ہیں۔ چونکہ ان کا نام معلوم نہیں تھا اس لئے۔ ان کا نام رونتجن ریز رکھا گیا۔ لیکن انگریزوں نے اس کا نام ایکس ریز رکھا۔ ان شعاعوں کا خاصہ ہے کہ وہ غیر شفاف اجسام میں سے بھی گزر جاتی ہیں اور اب ان کرنوں سے جسم انسانی کے اندرونی اعضا کے فوٹو لئے جاتے ہیں۔ اگر کوئی پھوڑا، چیز یا اور نقص بدن کے اندر واقع ہو۔ تو اس کا صحیح پتہ چل جاتا ہے اور سرجن اسی جگہ آلات جراحی رکھ کر اس کو کم سے کم وقت میں بلا تجربہ نکال لیتا ہے۔ طبی امور میں ایکس ریز کو بہت اہمیت حاصل ہے اور نہ صرف یہ فوٹو لینے میں کارآمد ہے بلکہ اگر کرنیں بدن کے آر پار ڈالی جائیں تو بدن کا اندرونی علاج بھی کیا جا سکتا ہے۔ جس سے پھیپھڑوں اور اندرونی اعضا کی حالت واضح ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ بیمار حصوں پر اس کی سینک دینے سے حرارت بدن کے اندر سرایت کر جاتی ہے۔ اور بیمار حصے تک پہنچ جاتی ہے برخلاف

عام طور کے جو جسم کی سطح پر اثر کرتی ہے۔ اور بس۔ اس قسم کی ایکس رے کی شعاعوں کو "دائیا تھرمی" کہتے ہیں۔ یعنی حرارت کرنے والی حرارت۔ یہ کرنیں جھلانے کے باوجود روشنی نہیں دیتیں۔ بلکہ انسانی نظر ان کو دیکھ بھی نہیں سکتی صرف ان کا اثر ظاہر ہوتا ہے۔

**ایکس لاشیپل۔ (Aix-La Chapelle)**
جرمنی کا ایک بہت پرانا شہر ہے۔ جسے ایکن (Aachen) بھی کہا جاتا ہے۔ شہنشاہ شارلیمن کے عہد میں جرمنی کا صدر مقام تھا۔ اس جگہ ہشت اضلاع (آٹھ ضلعوں کا) گرجا بہت مشہور ہے۔ جس کے وسط میں شارلیمن کی قبر پر ایک پتھر نصب ہے۔ ۱۶۶۸ء اور ۱۷۴۸ء میں اس شہر میں دو صلحنامے ہوئے۔ جن کے باعث تاریخ عالم میں اس کی اور شہرت ہو گئی۔
یہ شہر جرمنی کی اہم تجارتوں اور دستکاریوں کا مرکز ہے۔

**ایکونائٹ۔ (Aconite)** میٹھا تیلیا۔ زہریلے پودے کی ایک قسم جس کے کم و بیش سات سو اصناف ہوتے ہیں "مانکس ہوڈ" (Monks hood) یورپ میں اس کی عام قسم ہے۔ ایکونائٹ کی جڑوں سے "ایکونائین" نام کی دوا حاصل کی جاتی ہے جو بیشتر عرق کی شکل میں ہوتی ہے۔

**ایکویڈار۔ (Ecuador)**
جنوبی امریکہ کی ایک جمہوری ریاست۔ جس کا رقبہ تقریباً دو لاکھ پچھتر ہزار مربع میل اور آبادی تقریباً بیس لاکھ ہے آبادی میں آٹھ فی صدی سفید اور باقی انڈین، میسٹیزو اور حبشی لوگ ہیں۔ کویٹو دارالسلطنت ہے ۱۹۴۶ء کے آئین کی رو سے صدر ریاست کا انتخاب چار سال کے لئے اور پارلیمنٹ کا دو سال کے لئے ہوتا ہے تمام بالغ مرد اور عورتوں کو بشرطیکہ خواندہ ہوں۔ رائے دینے کا حق حاصل ہے
ریاست کی زبان ہسپانوی ہے۔ لیکن انڈین عام طور پر اپنی زبان ہی بولتے ہیں۔ کوکو اور کافی یہاں کی مشہور پیداوار ہے۔ مزروعہ زمین کا زیادہ حصہ گرجاؤں اور چند زمینداروں کی ملکیت ہے۔
ملک میں اگرچہ لبرل کنزرویٹو۔ سوشلسٹ اور کمیونسٹ وغیرہ کئی سیاسی پارٹیاں موجود ہیں مگر عنان حکومت فوج کے ہاتھ میں ہے فوجی انقلاب اکثر رونما ہوتے رہتے ہیں۔

**ایل۔ (Eel)** سانپ کی شکل کی مچھلی جس کے بدن پر چھلکے نہیں ہوتے۔ اور جس کے پر نرم اور ملائم ہوتے ہیں۔ تمام دنیا کے سمندری نمکین پانی اور دریاؤں کے تازہ پانی میں پائی جاتی ہے۔ یورپ میں خاص طور پر بہتات سے ملتی ہے۔ مادہ نر سے قدرے لمبی ہوتی ہے۔ لیکن ۳ فٹ سے زائد شاذ و نادر ہی دیکھی جاتی ہے۔ مادہ ایل جب چھوٹی ہوتی ہے۔ تو سمندر سے دریا میں چلی جاتی ہے۔ لیکن جب پوری جوانی پر آتی ہے۔ تو بچے دینے کے لئے واپس سمندری پانی میں چلی آتی ہے۔ یہ اوپر نیچے کے سفر خاص موسموں میں ہوتے ہیں۔ اور انہیں موسموں میں مچھیرے ان کو پکڑ پکڑ کر کشتیاں بھر لیتے ہیں۔ کھاری پانی میں رہنے والی ایل تازہ پانی میں سیر کرنے والی ایل سے جسامت میں دگنی ہوتی ہے۔ جنوبی امریکہ کی برقی ایل (رعاد) نہایت دلچسپ جانور ہے کیونکہ اس کو چھونے سے ایک قسم کا برقی جھٹکا محسوس ہوتا ہے۔

**ایلاء۔** اصطلاح میں "ایلاء" ایک قسم کی قسم ہوتی ہے۔ جسے مرد کھاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں عورت کے پاس نہیں جاؤں گا۔ زمانہ جاہلیت میں عرب لوگ اس قسم کی قسمیں عام طور پر کھایا کرتے تھے۔ اور چونکہ اس قسم کے

تعلق کا زمانہ محدود اور مخصوص نہیں ہوا کرتا تھا۔ اس لئے عورت کو مجبوراً ساری زندگی ایک طرح کی قید میں گزارنا پڑتی یعنی نہ تو وہ بیوی ہوتی تھی۔ اور نہ ہی مطلقہ عورت جو آزادی سے دوسری شادی یا نکاح کر سکے۔

قرآن پاک کی سورۂ بقرہ کے اٹھائیسویں رکوع میں مسئلہ ایلاء کا ذکر آیا ہے۔ جس میں اس امر کی تصریح ہے کہ اگر خاوند چار ماہ کے اندر اندر ازدواجی یعنی مرد عورت کے تعلقات اختیار نہ کرے گا تو بیوی شرعاً مطلقہ شمار کی جائے گی۔

**ایلب** (Elb) شمالی جرمنی کا ایک اہم دریا جو بوہیمیا واقع چیکوسلواکیہ سے نکل کر جرمنی کے میدانوں میں بہتا ہوا بحیرۂ شمالی میں جا گرتا ہے۔ لمبائی ۷۲۵ میل ہے۔ جن میں سے ۵۲۰ تک جہاز رانی ہو سکتی ہے۔ معاہدہ ورسیلز کی رُو سے یہ ایک بین الاقوامی آبی شاہراہ ہے۔

**ایلبنگ**-(Elbing)

سابق جرمن الیسٹ پروشیا میں، دریائے ایبنگ کے دہانے پر پولینڈ کی ایک بندرگاہ۔ آبادی ۸۵۶۲۰ نفوس پر مشتمل ہے۔

**ایلبا**۔ (Elba) بحیرہ روم میں ایک چھوٹا سا جزیرہ جو کارسیکا اور ٹسکنی کے درمیان واقع ہے۔ اس پر اطالیہ کا قبضہ ہے۔ یہاں مچھلی، تیل، لوہا، سنگ مرمر وغیرہ کی تجارت ہوتی ہے۔ مئی ۱۸۱۴ء تا فروری ۱۸۱۵ء اس جزیرہ میں شہنشاہ نپولین کو نظر بند رکھا گیا۔ اس کا صدر مقام پورٹو فراجو (Porto Ferrajo) ہے۔ گزشتہ اعداد و شمار کے مطابق اس کی آبادی ۲۹۵۰۰ کے قریب تھی۔

**ایلپس** (Alps) یورپ کا ایک وسیع پہاڑی سلسلہ جو جرمنی، فرانس، آسٹریلیا اور سوئٹزرلینڈ کی سرحد کا کام دیتا ہے۔ یہ سلسلہ ۶۰۰ میل لمبا، ۵۰ سے ۱۰۰ میل تک چوڑا ہے اس کا رقبہ ۸۰ ہزار مربع میل ہے۔ بلند ترین چوٹی مونٹ بلینک ہے۔ جو فرانس میں واقع ہے۔ اور ۱۵ ہزار فٹ بلند ہے۔ علاوہ ازیں اس کی کئی اور چوٹیاں ہیں۔ جو ہزاروں فٹ بلند ہیں اور سارا سال برف سے ڈھکی رہتی ہیں۔

میگور، کارڈا، کومو، لوسیرن، زیورچ اور جینوا مشہور جھیلیں ہیں۔ ۶ درے ہیں جو ریلوں کے ذریعے آپس میں ملے ہوئے ہیں۔ ہنی بال (Hannibal) اور نپولین (Nepoleon) کی فوجوں نے انہیں دروں کو عبور کیا تھا۔

ان چوٹیوں کے قریب جھیلوں کا نظارہ بہت دلکش ہے۔ گرمیوں میں یورپ کے دور دراز ملکوں سے لوگ سیاحت کرنے یہاں آتے ہیں ایلپس کے میدانوں میں جھیلیں ہوتی ہیں۔ سیر و تفریح کے لئے جو لوگ آتے ہیں۔ وہ رسّوں کے ذریعے پہاڑ کی مختلف چوٹیوں پر چڑھتے ہیں۔

پہاڑوں کا مغربی حصّہ بحیرہ روم سے مونٹ بلینک تک اور میانی حصّہ مونٹ بلینک سے درہ برینر تک اور مشرقی حصّہ درہ برنیر سے آبنائے باسفورس تک چلا جاتا ہے۔

**ایلس، ہنری ہیولاک** (Ellis Henry Havelock) (۱۸۵۹-۱۹۳۹)-

ایک برطانوی ادیب اور ماہر جنسیات - سرے (Surrey) میں پیدا ہوا۔ لندن میں طب کی تعلیم پائی۔ چار سال آسٹریلیا میں مدرس کی حیثیت سے گذارے پھر لندن واپس آ کر ڈاکٹری کی سند حاصل کی لیکن بہت کم عرصہ پریکٹس کی اور جلد ہی اپنی ساری توجہ ادبی اور سائنسی کاموں پر مرکوز کر دی۔ جنسی نفسیات کا بہت بڑا ماہر مانا جاتا تھا۔ اس موضوع پر کئی ایک کتابوں کا مصنف ہے جن میں (Studies in the Psychology of Sex) (سات جلدیں) بہت مشہور ہے۔ یہ ادب کا نقاد بھی تھا۔

**ایلسان ذکی مسعود** Alsan, Zeki Mesud

ترکی کے یونیورسٹی پروفیسر ہیں۔ ۱۸۹۰ء میں پیدا ہوئے

ترکی اور پیرس میں تعلیم پائی۔
۱۹۲۳ء کے دوران وزارت تعلیم میں انسپکٹر تھے۔ پھر ترکی کے سکول برائے علم سیاست میں بین الاقوامی قانون کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۶ء میں ڈائرکٹر تعلیمات ہو گئے۔ ۱۹۲۷-۴۳ ترکی پارلیمنٹ کے رکن رہے۔ پھر انقرہ یونیورسٹی میں قانون کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۶ء میں وہیں ڈین Dean ہو گئے
اقوام متحدہ میں انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے تحفظ کا جو ترکی گروپ ہے، آپ اس کے سیکریٹری جنرل ہیں۔
بین الاقوامی قانون کے متعلق آپ کی کئی گرانقدر تصنیفات ہیں۔

ایلم (Elm) خاص انگلستان کا ایک درخت ہے۔ اس کی بارہ کے قریب اقسام ہیں۔ لیکن یہ اقسام تمام یورپ میں کم و بیش پائی جاتی ہیں۔ اس کی لکڑی سخت و پائیدار ہوتی ہے۔ یہ درخت کشادہ ہوتا ہے اور اس لئے گھنا سایہ دیتا ہے۔ لکڑی پر اعلیٰ درجے کی کھدائی کا کام ہو سکتا ہے۔ ایڈر بھی اسی قسم کا درخت ہے۔ لیکن یہ کشادہ نہیں بلکہ لمبوترا ہوتا ہے۔ اور پتے چیڑھ کے درخت کی مانند ہوتے ہیں۔ اس درخت پر گول گول بیر نما ارغوانی رنگ کے پھول لگتے ہیں جو گچھوں میں لٹکتے ہوتے ہیں۔ اس درخت کا پھل قبض کشا ہوتا ہے۔ اور اس کا خمیر اٹھا کر اس سے ایک قسم کی شراب بھی تیار کرتے ہیں۔

ایلم — عراق کے جنوب مشرق میں ایک پہاڑی صوبہ کا قدیم نام جس کا دارالخلافہ شہر سوس تھا۔ یہ علاقہ پہلے فارس میں شامل تھا۔ لیکن بعد میں سومی بادشاہوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ یہی ملک ہے۔ جہاں سے سمیری قوم پہاڑی مقام سے اتر کر دریائے دجلہ اور فرات کے دہانوں پر چھا گئی۔ اور اس ملک پر مدتوں حکومت کرتی رہی۔

ایلن بائی۔ یا ایلن بی — (Allenby)
(۱۸۶۱-۱۹۳۶) فیلڈ مارشل سر ایڈمنڈ ہنری ایلن بائی۔ انگریزوں کا ایک مشہور جرنیل تھا جس نے معرکہ فلسطین میں

ترکوں کو شکست فاش دے کر بہت نام پیدا کیا وہ فوج میں ۱۸۸۲ء میں بھرتی ہوا۔ پہلی جنگ عظیم میں پہلے مغربی محاذ پر لڑا۔ پھر بعد ازاں فلسطین چلا گیا کہ جہاں اس نے ترک فوجوں کو جو جرمن جرنیل لیمان فان سانڈرس (Liman Von Sanders) کی زیر قیادت تھیں شکست فاش دی اس کے اس معرکہ کی تاریخ جو لارڈ ویول نے لکھی ہے فوجی مدارس کے نصاب تعلیم میں داخل ہے

ایلن بروک Alan Brooke فیلڈ مارشل
ایلن فرانسس بروک مشہور برطانوی افسر ہیں ۱۸۸۳ء میں پیدا ہوئے۔ رائل ملٹری اکیڈیمی وولوک میں تعلیم پائی پہلی جنگ عظیم میں حصہ لیا۔ اس کے بعد مختلف فوجی کالجوں میں تربیت دینے پر مامور رہے۔ ۱۹۳۶ء میں جنگی دفتر میں فوجی تربیت کے ڈائرکٹر ہوئے۔ جولائی تا ستمبر ۱۹۴۰ء میں جنوبی کمانڈ کے جنرل آفیسر کمانڈنگ انچیف رہے ۲۳ دسمبر ۱۹۴۱ء سے جون ۱۹۴۶ء تک چیف آف امپریل جنرل سٹاف کے عہدہ پر فائز رہے۔ ۱۹۴۶ء میں اینگلو ایرانی تیل کمپنی کے ڈائرکٹر مقرر ہوئے۔ اسی سال مڈلینڈ بنک کے ڈائرکٹر بنے بلفاسٹ کی کوئن یونیورسٹی کے چانسلر بھی رہے آپ بہت سے اعزازات کے حامل ہیں۔

ایلن بی۔ فیلڈ مارشل (دیکھو ایلن بائی)

ایلورا (مقام) (Allora) حیدرآباد دکن کا ایک گاؤں جو اورنگ آباد سے تقریباً ۱۳ میل شمال مغرب کو واقع ہے۔ یہاں بدھ مت اور ہندو مت کے بعض بڑے نادر اور قدیم معبد دریافت ہوئے ہیں جو پہاڑی وادیوں اور غاروں میں واقع ہیں۔

ایلورا (غار) (Ellora Caves)
یہ غار دراصل مصنوعی ہیں۔ اور قدیم زمانے کے کاریگروں نے پہاڑ تراش کر بنائے ہیں۔ ایک طرح سے ان کو غار کہنا زیبا نہیں کیونکہ یہ نہایت خوبصورت اور باقاعدہ عمارتیں ہیں جو چٹانیں تراش کر اندر ہی اندر بنائی گئی ہیں دراصل یہ مندر ہیں جو حیدرآباد دکن کے نزدیک اورنگ آباد سے تیرہ میل شمال مغرب کی جانب واقع ہیں۔ ان کا زمانہ

پانچویں سے دسویں صدی عیسوی بنایا گیا ہے۔ ان کا پھیلاؤ ۱/۲ مربع میل میں ہے۔ کل غار یا عمارتیں تعداد میں چونتیس ہیں۔ ان میں بدھ مت کی بارہ ہیں۔ اور برہمنوں کی سترہ اور جینیوں کی پانچ۔

پہاڑ کی جن چٹانوں کو تراش کر یہ غار بنائے گئے ہیں وہ خشک اور معمولی اونچے پہاڑ ہیں۔ اور دراصل اونچے اور سرسبز پہاڑوں میں یہ کام ہو بھی نہیں سکتا کیونکہ ان میں پانی کے سوتے ہوتے ہیں۔ ان غاروں کی تراش اور ترتیب میں معماروں نے بہت کمال دکھایا ہے چٹانوں کو کاٹ کر ایک نہیں بلکہ دو منزلہ اور سہ منزلہ عمارتیں تیار کی ہیں۔ ایک ہی چٹان سے دو منزلہ اور سہ منزلہ عمارت کی چھت۔ پیلپاسنے۔ دالان۔ حجرے۔ سیڑھیاں اور دیواروں کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے بت تراش کر بنانا آسان کام نہیں یہاں معماروں کا سب سے بڑا کمال جو یورپ اور امریکہ کے سیاحوں کو حیران کئے دیتا ہے یہ ہے کہ انہوں نے نہایت کامیابی کے ساتھ یہ اندازہ کر لیا کہ جس چٹان سے وہ عمارت کھودنے والے ہیں وہ اندر سے ٹھوس اور دراڑ کے بغیر ہے۔ ان عمارتوں کے کمرے بھی چھوٹے نہیں۔ بلکہ بلا مبالغہ اس قدر وسیع ہیں۔ کہ ایک ہزار سے زیادہ آدمی ایک ساتھ بیٹھ سکتے ہیں۔

تمام عمارتوں میں ایسے زینے تراشے گئے ہیں جن پر چار پانچ آدمی بیک وقت ایک ساتھ چڑھ سکتے ہیں۔ اس سے باقی عمارتوں کی وسعت اور عظمت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ ان عمارتوں کے معماروں کو ہوا اور روشنی کا بھی پورا پورا خیال تھا۔ دالان کے تمام کمروں میں کافی روشنی رہتی ہے۔ صرف چند کمرے ایسے ہیں۔ جنہیں تاریک کہا جا سکتا ہے۔

تمام غاروں میں بے شمار تراشیدہ بت ہیں جن کی ساخت بتاتی ہے کہ اس زمانے کے سنگ تراش اپنے فن میں کس قدر ماہر تھے۔ بعض بت بہت بڑے بڑے لیکن طبعی تناسب کے لحاظ سے وہ کاریگری کے بہترین نمونے ہیں۔ سب سے زیادہ بت بدھ۔ مہادیو اور پاربتی کے ہیں۔ چنانچہ ہندوؤں میں مشہور ہے کہ مہادیو جی سب سے پہلے انہیں پہاڑوں پر ظاہر ہوئے تھے اور اپنی بیوی پاربتی کے ساتھ ان میں رہا کرتے تھے۔ ان میں بعض عمارات ایسی بنی ہوئی ہیں کہ وہ پہاڑ کے اندر غار معلوم نہیں ہوتیں۔ بلکہ ایک ٹیلے کو ایسی بے مثل محنت اور حکمت سے تراشا گیا ہے کہ وہ بالکل علیحدہ تعمیر کردہ عمارات معلوم ہوتی ہیں۔

ماہرین آثار قدیمہ کا خیال ہے۔ کہ ایلورا کی عمارتیں کسی ایک زمانے کے کسی خاص حصے میں تعمیر نہیں ہوئیں بلکہ مختلف زمانوں میں ایک طویل عرصے یعنی صدیوں کی محنت اور صبر و استقلال کا نتیجہ ہیں۔ اور یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ معماروں کی کئی نسلیں صدیوں تک انہیں کی تراش میں صرف ہو گئی ہیں۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ ان عمارتوں کی خوبی اور کمال کی تصویر لفظوں میں نہیں کھینچی جا سکتی۔ یورپ اور امریکہ کے جو سیاح انہیں دیکھنے کے لئے آتے ہیں وہ محو حیرت رہ جاتے ہیں کیونکہ دنیا کے کسی اور حصے میں ایسی عمارتیں نہیں پائی جاتیں۔

حکومت نے ان غاروں کا انتظام ایک ماہر آثار قدیمہ کے سپرد کر رکھا ہے جو ان تمام غاروں کی حفاظت کا ذمہ دار ہے۔ یہاں سیاحوں کے قیام کے لئے ایک بنگلہ بھی ہے۔ اور ماہر گائیڈ بھی ملتے ہیں جو لوگوں کو ان عمارات کی سیر کراتے ہیں۔

## ایلومینیم۔ (دیکھو المونیم)

## ایلیٹ۔ تھامس سٹیرنز (Thomas Stearns Eliot) (۱۸۸۸ —)

ایلیٹ۔ انگریزی زبان کا مشہور شاعر۔ سینٹ لوئس مسوری امریکہ میں پیدا ہوا۔ ہارورڈ یونیورسٹی میں تعلیم پائی پھر اسی یونیورسٹی میں شاعری (Poetry) کا پروفیسر مقرر ہوا۔ ۱۹۳۶ء میں برطانیہ چلا آیا۔ اعلیٰ پایہ کا نقاد اور انشا پرداز بھی ہے۔

## ایلیٹ، سر تھامس۔ Eliot Sir Thomas (۱۴۹۰ - ۱۵۴۶)

انگریز مصنف۔ اس کی تصنیف (Studies of the Psychology of Sex) فلسفہ اخلاق پر انگریزی کی پہلی کتاب ہے۔ لاطینی انگریزی ڈکشنری بھی سب سے پہلے اسی نے مرتب کی تھی۔

ایمان۔ یعنی عقیدہ رکھنا۔ ہر مسلمان کے لئے

لازم ہے کہ وہ خدائے وحدہ لاشریک، تمام پیغمبروں، وحی آسمانی کتابوں، غیب اور قیامت یعنی حیات بعد الممات اور خدا کے سامنے حاضر ہونے پر یقین رکھے اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان دل سے بھی عقیدہ رکھے اور زبان سے بھی اقرار کرے۔ یہی اسلام کا پہلا رکن سمجھا جاتا ہے۔ قرآن پاک میں لفظ ایمان دو معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ (۱) زبان سے اقرار کرنا کہ خدا ایک ہے۔ اور محمد صلعم اس کے رسول اور بندے ہیں (۲) دل سے یقین رکھنا بھی ضروری ہے۔ یعنی تصدیق بالقلب۔

حدیث میں ایمان کے معنی اچھے اور نیک کام کرنے کے بھی ہیں اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہ دوسروں کو نیکی کی ہدایت کی جائے۔ بعض لوگوں کے نزدیک جو لوگ قبلہ رُخ ہو کر نماز پڑھیں وہ صاحب ایمان ہیں۔ قرامطہ کے نزدیک صرف زبان سے اقرار کرنا ایمان ہے۔ قرآن پاک کی عبارت سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ایمان میں اضافہ اور کمی بھی ہو سکتی ہے۔ اور چونکہ اس کا تعلق قلب سے ہے اُس لئے قلبی اعتقاد بھی ایمان کا جزو ہے۔

**ایماں بہا۔ (Conscience Money)**
وہ رقم جو گمنام طریق پر رضاکارانہ طور پر خزانۂ حکومت میں بھیج دی جائے تاکہ دبی واجبات ادا ہو جائیں مثلاً انکم ٹیکس وغیرہ کے واجبات جن کی ادائیگی میں قبل ازیں عمداً گریز اور پہلو تہی کی گئی تھی۔

**ایمانوئیل اوّل۔ (Emanuel I)**
(۱۴۶۹ء سے ۱۵۲۱ء) پرتگال کا بادشاہ جو ۱۴۹۵ء سے ۱۵۲۱ء تک سریر آرائے سلطنت رہا۔ اس کے دور حکومت سے پرتگالی تاریخ کا زریں دور شروع ہوتا ہے۔ کیونکہ اس فرمانروا کے زمانہ حکومت میں پرتگال ایک اعلیٰ پایہ کی بحری اور تجارتی طاقت بنی۔ اس نے واسکوڈی گاما اور البوقرق کی سرپرستی کی۔ ایمانوئیل اوّل نے اپنی مملکت سے یہودیوں کو نکل جانے کا حکم نافذ کیا۔

**ایم خورشید۔** ۰ دسمبر ۱۹۰۷ء کو راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔ اور گارڈن کالج راولپنڈی، ایف سی کالج لاہور اور سینٹ کیتھرائن کالج کیمبرج میں تعلیم پائی۔ اس کے بعد سرکاری ملازمت میں آگئے۔ ابتدا میں ان کا تقرر متحدہ



ہندوستان کے صوبہ آسام میں ہوا۔ جہاں انھوں نے سب ڈویژنل آفیسر، ڈپٹی سکریٹری مالیات و مالگذاری، رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز اور ڈائرکٹر صنعت اور ڈپٹی کمشنر کی حیثیت سے کام کیا۔ ۱۹۳۹ سے ۱۹۴۲ تک وہ انڈر سیکرٹری اور ڈپٹی سیکرٹری کی حیثیت سے حکومت ہند کے محکمہ مواصلات اور محکمہ اطلاعات و نشریات سے منسلک رہے۔ ۱۹۳۵ میں موصوف کو سلور جوبلی میڈل اور ۱۹۴۶ء میں او بی ای کا خطاب ملا۔ قیام پاکستان کے وقت مسٹر خورشید نے پاکستان میں کام کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور انہیں سلہٹ کا ڈپٹی کمشنر مقرر کیا گیا۔ بعد ازاں وہ کمشنر راجشاہی، کمشنر ڈھاکہ، ایڈیشنل ممبر اور ممبر بورڈ آف ریونیو مشرقی پاکستان بھی رہے۔ اس کے بعد مارچ ۱۹۵۵ء سے ۱۹۵۶ء تک وہ وزارت دفاع کے جوائنٹ سیکرٹری رہے۔ بعد میں وزارت صنعت کے سیکرٹری مقرر کئے گئے اور مارچ ۱۹۵۸ء میں وزارت دفاع کے سیکرٹری جہاں سے ان کی خدمات حکومت مغربی پاکستان نے حاصل کیں۔ مغربی پاکستان کا چیف سیکرٹری مقرر کیا۔ وہ اشتراک کمیٹی برائے مشرقی بنگال و آسام کے ممبر بھی تھے انھوں نے ہندوستان و پاکستان کے سرحدی کمیشن میں پاکستان کی نمائندگی کی اور ہیگ کے ٹربیونل میں بھی پاکستان کی نمائندگی کے فرائض سرانجام دیئے۔

**ایمری۔ (Amery)** ایک دانہ دار ٹھوس چیز جو سختی میں ہیرے سے دوسرے درجے پر ہوتی ہے۔ جب اس کو باریک پیس کر اس میں دیگر دھاتی سفوف کی آمیزش کرتے ہیں تو ایمری پوڈر بنتا ہے۔ یہ پوڈر بازار میں اسی نام سے بکتا ہے۔ اور دھاتوں پر ملنے سے ان کو خوب جلا دیتا اور چمک پیدا کرتا ہے۔ یہ دراصل ایک قسم کا پتھر ہے۔ اور یونان اور ایشیائے کوچک کے سوا کہیں نہیں پایا جاتا

**ایمری لارڈ لیوپولڈ۔ (Lord Leopold Amery)**
لارڈ ایمری ۱۸۷۳ء میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے آکسفورڈ اور ہیرو کی یونیورسٹیوں میں تعلیم پائی۔ نیز اخبار لنڈن ٹائمز کے ادارتی عملہ میں شامل ہوگئے کچھ عرصہ بعد انہوں نے وکالت بھی کی ۱۹۱۱ء میں برمنگھم کے حلقے سے یونینسٹ ٹکٹ پر پارلیمنٹ کے ممبر ہو گئے۔

اور ۱۹۳۹ء تک برابر اسی حیثیت سے پارلیمنٹ میں شامل رہے۔ اس دوران میں برطانوی کابینہ اور وزارت جنگ کے اسسٹنٹ سکریٹری بھی رہے۔ ۱۹۴۰ء میں وہ برصغیر ہندوستان اور برما کے وزیر بنا دیئے گئے۔ لارڈ ایمری بہت سی سیاسی اور تجارتی کتابوں کے مصنف ہیں، جن میں سے ٹائمز ہسٹری آف ساؤتھ افریقن وار (Times History of South African War) دی ایمپائر ان دی نیو ایرا (The Empire in the New Era) اور اِن دی رین اینڈ دی سن (In the Rain & the Sun) زیادہ مشہور ہیں۔

**ایمفی تھیٹر۔** (Amphitheatre) ایمفی تھیٹر کے معنی اکھاڑے یا منڈوے کے ہیں۔ ایمفی تھیٹر ایک خاص اکھاڑے کا نام ہے۔ جو قدیم شہر روم میں رومیوں نے تعمیر کرایا تھا۔ اور جس میں وہ وحشی جانوروں کی لڑائیاں دیکھا کرتے تھے۔ اس میں ایک وقت میں ۵۰ ہزار آدمیوں کے بیٹھنے کی جگہ تھی۔ اسی قسم کا ایک اور تھیٹر بھی شہر روم میں تھا۔ جس کے کھنڈرات اب تک اس شہر میں پائے جاتے ہیں۔ رومن حکومت کے زیر ہدایت اور ملکوں میں بھی اس قسم کے اکھاڑے تعمیر کئے گئے تھے۔ چنانچہ انگلستان میں بھی ان کے کھنڈرات پائے جاتے ہیں۔ جو رومن حکومت کا ایک مقبوضہ ملک تھا۔ فی زمانہ ہر قسم کی تماشاگاہ کو تھیٹر کہتے ہیں۔ خصوصاً ڈرامہ سٹیج کرنے کی جگہ کو۔

**ایمن بن خریم رضؓ** آپ کے والد خریم صحابۂ بدر میں سے ہیں۔ لیکن آپ فتح مکہ کے زمانے میں مسلمان ہوئے۔ مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگی کے زمانہ میں کشت و خون سے بالکل الگ رہے۔ خلفائے بنو امیہ سے ان کے گہرے تعلقات تھے۔ خاص کر خلیفہ مروان بن الحکم سے بڑے گہرے مراسم تھے۔ اور ان کے دربار میں بلا روک ٹوک ہر وقت آیا جایا کرتے تھے۔ اسی رسم وراہ کی وجہ سے "خلیل الخلفاء" کہلاتے تھے۔ آپ شاعر بھی تھے۔ لیکن صرف رزمیہ اشعار کہتے تھے۔ حضورؐ کی چند حدیثیں بھی آپ سے مروی ہیں۔

**ایمنڈسن روالڈ** (Emendson R.) ناروے کا ایک مہم جو انسان جس نے قطب جنوبی دریافت کیا۔ ۱۹۱۰ء میں وہ ناروے سے سات آدمیوں اور ۱۱۵ کتوں کی ایک ٹیم لے کر بظاہر قطب شمالی تک پہنچنے کے لئے روانہ ہوا۔ لیکن بعد ازاں اس نے خفیہ طور پر اپنا رخ تبدیل کر لیا اور جنوب کی طرف چل دیا۔ اور اگلے سال وہ قطب جنوبی جا پہنچا جہاں اپنا خیمہ نصب کرنے کے بعد اس نے ناروے کا جھنڈا لہرا دیا۔

۱۹۲۵ء میں روالڈ ایمنڈسن نے پیٹرز برگین کے مقام سے قطب شمالی تک دوبارہ پہنچنے کی کوشش کا آغاز کیا۔ اس سے پہلے وہ اس مہم میں ایک بار ناکام رہا تھا۔ اس سفر پر روانہ ہوتے وقت اس کے ہمراہ چند آدمی اور دو جہاز تھے۔ جب وہ قطب شمالی سے ۱۵۰ میل دور رہ گیا تھا تو اس کا ایک جہاز ضائع ہو گیا۔ اگلے سال اس نے پھر دوبارہ سے کام شروع کیا۔ اور اس بار اسے اپنے مقصد کے حصول میں کامیابی ہوئی۔ وہ اطالوی جہاز "نوگے" میں قطب شمالی تک جا پہنچا۔ اور الاسکا کے ان علاقوں پر پرواز کی۔ جہاں اس سے پہلے انسانی قدم نہیں پہنچ سکے تھے۔

۱۹۲۸ء میں جب جنرل نوبائیل کا جہاز "اطالیہ" قطب جنوبی سے واپسی پر تباہ ہو گیا۔ تو ایمنڈسن نے اسے تلاش کرنے کے لئے اپنی خدمات پیش کیں۔ لیکن وہ اس مہم میں ایسا گیا کہ پھر کبھی واپس نہ آیا۔

**ایمو۔** (Emu) شتر مرغ کی طرح کا ایک پرندہ جو آسٹریلیا میں پایا جاتا ہے۔ اس کا قد و قامت افریقہ کے شتر مرغ سے کچھ کم ہوتا ہے۔ مگر دوڑنے میں بہت تیز ہے۔ ایمو کے پَر بہت خوبصورت ہوتے ہیں۔ آسٹریلیا سے وسیع پیمانے پر برآمد کئے جاتے ہیں۔ اور بسا اوقات عورتیں انہیں پھولوں کی بجائے استعمال کرتی ہیں۔

**ایمے زان۔** (Amazons) عورتوں کی ایک حکایتی اور روایتی نسل جو جنگجو واقع ہوئی تھی۔ ایمے زان عورتیں متمدن اور منظم زندگی گزارتی تھیں۔ ان کی حکمران ایک عورت تھی جس نے اپنے علاقہ سے مردوں کو خارج کر دیا تھا۔ افزائش نسل کے لئے وہ نواحی اقوام سے مجامعت کرتیں

اور اولاد پیدا ہونے پر نر بچوں کو ہلاک کر دیتیں۔ یا انہیں اُن کے باپوں کے پاس بھیج دیتیں۔ اُن کی ریاست میں صرف صنف نازک کو رہنے کی اجازت تھی۔ اُن کی دائیں چھاتیاں کٹی ہوتی تھیں تاکہ وہ جنگ کے وقت کمان کو ٹیک کر تیر چلا سکیں۔

**ایمیزن۔ (دریا)** ( Amazon ) کرۂ ارض کا سب سے بڑا دریا جو جنوبی امریکہ میں واقع ہے اور اس کے عرض کے طویل ترین حصّہ میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک جاتا ہے۔ یہ دریا تقریباً چار ہزار میل لمبا ہے اس میں کئی ایک دریا آکر ملتے ہیں۔ جن میں سے ۱۲ ایسے ہیں جن کا اپنا طول ایک ہزار میل سے زیادہ ہے۔ سمندر کے قریب اس کا دہانہ دو سو میل چوڑا ہے۔ اور اس سے پیدا شدہ رو سمندر میں ۱۵۰ میل دور تک اثر انداز ہوتی ہے۔ ۳۰۰۰ میل تک جہاز رانی کے قابل ہے۔ دہانے پر بہت بڑا ڈیلٹا بنتا ہے۔ اس کے گرد و نواح میں وسیع اور گھنے جنگل ہیں۔ جہاں ربڑ کے درخت بکثرت پائے جاتے ہیں۔ ان درختوں سے ربڑ کی کثیر مقدار حاصل کی جاتی ہے۔ اور بیرونی ممالک کو بھیجی جاتی ہے۔

**ایمے زوناز۔** The Amazonas جنوبی امریکہ کے تین علاقے (اوّل) شمال میں سب سے بڑی ریاست برازیل جو دریائے ایمیزن کی وادی کا سب سے بڑا حصّہ ہے۔ اس کے شمال اور مغرب میں وینیزویلا، کولمبیا اور پیرو واقع ہیں۔ یہ ریاست تمام کی تمام خط سرطان پر واقع ہے۔ اس میں بڑے گھنے جنگلات ہیں جن میں ربڑ، لکڑی کو کو خاص قسم کے خشک پھل وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔ اس کا رقبہ ۷۳۱۰۰۰ مربع میل ہے۔ کل آبادی ۴۸۳۰۰۰ افراد پر مشتمل ہے۔ دار الحکومت مناؤس Manaos ہے (دوم) پیرو کے شمال کا علاقہ کل رقبہ ۱۳۹۰۰ مربع میل، آبادی ۸۰۰۰ افراد دار الحکومت چاچاپویاس Chacha poyas ہے (سوم) وینے زویلا Venezuela کا جنوبی علاقہ جس کی آبادی ۶۰ ہزار کے قریب ہے۔

**اینٹ۔** (Brick) اسے خشت بھی کہتے ہیں مٹی کی مکعب نما آگ میں پکائی ہوئی یا خام جو عمارت بنانے میں پتھر کی جگہ استعمال ہوتی ہے۔ اینٹوں کا رواج قدیم زمانے سے چلا آتا ہے چنانچہ قبطی لوگ زمانۂ قدیم میں بنی اسرائیل سے خشت سازی کا کام جبراً لیا کرتے تھے اس زمانے میں اینٹیں مٹی میں بھوسہ ڈال کر بنائی جاتی تھیں۔ چنانچہ توریت میں ذکر ہے کہ پہلے خشتی بھوسہ مصری دیا کرتے تھے۔ لیکن بعد میں یہ بھی بنی اسرائیل کو خود مہیا کرنا پڑا

موجودہ زمانے میں اینٹیں یا تو صرف مٹی کی بنائی جاتی ہیں۔ اور وہ دیسی اینٹیں کہلاتی ہیں یا ریت اور مٹی ملا کر جن کو انگریزی اینٹیں کہتے ہیں۔ یہ اینٹیں مسام دار ہونے کی وجہ سے عمارت کی چنائی میں زیادہ مفید ثابت ہوتی ہیں۔

پہلے اینٹیں بھٹیوں میں کوڑا کرکٹ جلا کر پکائی جاتی تھیں۔ جس طرح اب برتن پکائے جاتے ہیں۔ لیکن اب ترقی یافتہ صورت میں نئے بھٹے وجود میں آگئے ہیں جن میں کوئلہ یا لکڑی جلتی ہے۔ ان کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اینٹیں جل کر کھنگر یا بھتر نہیں بن سکتیں جیسا کہ دیسی بھٹیوں یا پجاووں میں عام طور پر ہوتا ہے جن میں تقریباً ایک تہائی اینٹیں ضائع ہو جاتی ہیں۔
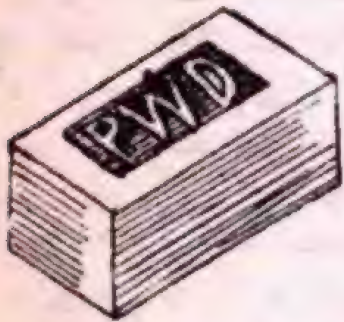
خوبصورت اینٹوں کو جو فرش یا چھت کے لئے استعمال کی جائیں ٹائلیں Tiles کہتے ہیں۔ یہ یا تو سادہ ہوتی ہیں۔ یا ایمل اور وارنش شدہ منقش۔ ان کو خاص ترکیب سے ملا کر چنائی کرنے سے ایک عمدہ ڈیزائن پیدا ہوتا ہے۔ ملتان کی کاشی ٹائل بھی اسی قسم کی ہیں جو ملتان اسٹیشن اور نیلا گنبد لاہور کی عمارات میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ آتش دان اور بوائلر کی چنائی کے لئے خاص قسم کی اینٹیں خاص قسم کی مٹی سے بنتی ہیں۔ ان کو فائر کلے Fire Clay اور فائر برکس Fire Bricks کہتے ہیں۔

**اینٹورپ** (Antwerp) بلجیم میں ایک بڑا شہر ہے جس کی قلعہ بندی کو نئے آلات حرب سے مسلح اور مستحکم کیا گیا ہے۔ اس کی آبادی دو لاکھ اٹھتر ہزار کی ہے

سمندر سے پچاس میل کے فاصلے پر ایک دریا کے کنارے واقع ہے۔ بلجیم کی خاص بندرگاہ ہے۔ اس میں گاتھ (Goth) کی وضع کا ایک گرجا ہے۔ جس کا مینارہ چار سو دو فٹ بلند ہے۔ اس میں قدیم عمارتیں بڑی کثرت سے ہیں۔ یہاں کے عجائب خانہ میں قدیم مشہور فنکاروں کے بہت سے شاہکار قابل دید ہیں۔ یہاں شکر سازی اور کپڑے کے کارخانے بہت ہیں۔ یہاں کی دوسری صنعتوں میں ہیروں کا تراشنا، جہاز سازی، پٹرولیم کی صفائی کے کارخانے بہت مشہور ہیں۔ سولہویں صدی عیسوی میں شمالی یورپ کا متمول ترین شہر مانا جاتا تھا۔ ۱۸۹۴ء میں انگریزوں نے اس پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور پہلی عالمگیر جنگ میں جرمنی نے اس پر قبضہ کر لیا۔ نپولین نے اس کی بندرگاہ کی توسیع پر بیس لاکھ پونڈ خرچ کیا تھا۔ کیونکہ وہ یہاں سے انگلستان پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔

**اینٹھن۔** (Cramp) پٹھوں میں تھکان کی وجہ سے کھچاؤ یا اینٹھن ہونا جس میں درد بھی محسوس ہو۔ عموماً سردی کی وجہ سے یہ اینٹھن پیدا ہوتی ہے۔ اس کی دوسری وجوہات یہ ہیں۔ پسینہ کثرت سے نکلنا، جسم میں نمک کی کمی، حاملہ عورتوں میں عموماً کیلشیم کی کمی، متعلقہ پٹھے میں دوران خون کی کمی، نسوں کی بیماریاں نیز ذہانت بچپن ہونے سے یا کچلے کا اثر ہونے سے اینٹھن بہت زیادہ پیدا ہوتی ہے۔

**اینٹی بایوٹک۔** (Antibiotics) ایک قسم کے کیمیادی مادے جو زندہ جانداروں اور جراثیم سے حاصل ہوتے ہیں اور جو دیگر جراثیم اور بکٹیریا کے اثرات کو ختم کر کے ان کو تلف کر دینے کی طاقت رکھتے ہیں۔ ان میں تمام قسم کے ٹیکے یا سیرم (Serum) شامل ہیں جو اسی اصول پر کام کرتے ہیں۔ جب یہ دیکھا گیا کہ جس شخص کو ایک دفعہ چیچک نکل آئے اس کو دوبارہ نہیں نکلتی۔ تو اطبا اس کا سبب دریافت کرنے کے درپے ہوئے۔ اس امر کا انکشاف ہوا کہ سابق حملے کے وقت جراثیم اپنا بدنی اثر چھوڑ گئے ہیں جو جدید جراثیم کی پرورش نہیں ہونے دیتے۔ چنانچہ اس قسم کے مادے کو علاحدہ کر کے دوسروں کے جسموں میں داخل کیا گیا تو وہ اشخاص بھی بیماری سے محفوظ ہو گئے۔ اس پر تمام بیماریوں کے مخصوص طریق دریافت ہو گئے۔ اور ٹیکے ایجاد ہوئے۔ جن کا اصول یہ ہے کہ جس بیماری کا ٹیکہ لگانا ہو اسی کے جراثیم کی ایک خفیف مقدار انسانی جسم میں داخل کر دی جاتی ہے اور بدن میں اس پر قابو پانے کا ملکہ پیدا کر دیا جاتا ہے۔ اینٹی بائیوٹک کی سب سے عمدہ مثال پنسلین ہے جو قریباً ہر اندرونی بیماری میں سودمند رہتی ہے۔ پنسلین ننھی سی تیار کی جاتی ہے جو ایک گندی سی روئیدگی ہے۔ اور بوسیدہ ماکولات یا دیگر اشیاء پر جم جاتی ہے اور ان چیزوں کی صحت مندی کے لئے نہایت مضر ثابت ہوتی ہے۔

**انٹی ڈوگمینا۔** (Anti Dogmena) عیسائیوں کی بائیبل کے "عہد نامہ جدید" کی وہ کتب یا صحائف جن کو اوائل میں مختلف فرقوں کے سرکردہ پادری مقدس نہیں مانتے تھے۔ گو بعد میں ان کو تقدس کا درجہ دے دیا گیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ صحائف عبرانی زبان میں نہیں ملتے تھے۔ بلکہ ابتداً یونانی زبان میں تحریر کئے گئے تھے۔ ان صحائف کی تعداد بہت تھی۔ لیکن جو صحائف مقدس تسلیم کئے گئے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

پولوس کا مراسلہ عبرانیوں کے نام۔ مقدس جیمز کا مراسلہ۔ مقدس پطرس کا دوسرا مراسلہ۔ یوحنا کا دوسرا

تیسرا مراسلہ۔ مقدس جودی کا مراسلہ اور یوحنا کا مکاشفہ یہ تمام صحائف اب انجیل کا جزو ہیں۔ اہل اسلام کے نزدیک انجیل برناباس نے بھی لکھی تھی جس میں اسلام کے متعلق پیشگوئیاں تھیں لیکن وہ اب معدوم ہے۔

**اینٹی سیمٹزم۔** (Anti Semitism) سیمائٹ، سامی یا قدامی بنی نوع انسان کی اس نسل کو کہتے ہیں جو حضرت نوح ؑ کے بیٹے سام کی اولاد خیال کی جاتی ہے۔ اور وسط ایشیا میں آباد ہے۔ ان میں تمام عرب لوگ میسوپوٹیمیا اور شام کے باشندے شامل ہیں جو قدیم سامی، فونیقی، کلدی یا چالدی اور اسوری لوگوں کی اولاد ہیں۔ چونکہ حضرت ابراہیم ؑ بھی اسوری اور سامی تھے اس لئے ان کی اولاد یہودی بھی سامی النسل ہے۔ جب شاہ بابل نے پانچویں صدی قبل مسیح میں یروشلم پر حملہ کر کے بنی اسرائیل کو پراگندہ کیا تو تمام بنی اسرائیلی جن میں یہودی ایک قبیلہ تھا یورپ اور ایشیا کے ممالک

میں پھیل گئے ۔ یہ لوگ جہاں بھی گئے ، اپنے آپ کو
خدا کا برگزیدہ اور بنی نوع انسان کو ذلیل اور حقیر سمجھتے
رہے ۔ جب باقی ماندہ اقوام بھی ترقی کی راہ پر گامزن
ہوئیں ۔ تو وہ اس نفرت کا جواب نفرت سے دینے لگیں
اور یہ نفرت کا جذبہ یہاں تک ترقی کر گیا کہ بڑی بڑی
حکومتیں بھی اس اکھاڑے میں اتر آئیں ۔ چنانچہ ہٹلر نے
تو ان کی بیخ کنی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ۔ تاہم
چونکہ یہ قوم انتہا درجے کی دولت مند ہے اس لئے
جنگ عظیم کے مرحلے سے بھی بچ نکلی ۔ چنانچہ اس وقت
دو ہزار سال کی نفرت کے بعد یہودیوں کے ان مصائب کو
سیاسی حربے کے طور پر استعمال کیا جانے لگا ہے ۔
اور ان لوگوں کے ساتھ سیاسی ہمدردی کے اظہار کے
طور پر ان کو اپنے قدیم وطن ، یعنی فلسطین میں آباد کیا گیا
جس کی خاطر عربوں کو وہاں سے ہجرت کرنی پڑی ۔ اس
بیان سے اینٹی سیمی ٹزم کے معنی ہوئے سامی لوگوں
(یہودیوں) سے اظہار نفرت ۔ یہ لفظ اب سیاسی اصطلاح
ہے ۔ یہودیوں سے بیزاری کو ہمدردی میں تبدیل کرنے
کے عمل میں اسی سامی قوم کے کثیر حصے کو سخت نقصان
پہنچا ہے ۔ اور جہاں یہودی سامیوں سے ہمدردی پیدا
کی جا رہی ہے وہاں عربی سامیوں پر مظالم ڈھائے
جا رہے ہیں ۔ اور یہ اصطلاح اب خود عربوں پر بھی لاگو
ہو رہی ہے جو خالص سامی نسل سے ہیں ۔

**ایندھن ۔ (Fuel)** ایسی چیزیں جنہیں جلا کر حرارت
حاصل کی جاتی ہے ایندھن کہلاتی ہیں ۔ کوئلہ ، لکڑی ، کوئلے
کی گیس ، کول تار ، تیل ، قدرتی گیس اور الکحل عام طور پر ایندھن
کی بڑی بڑی قسمیں سمجھی جاتی ہیں ۔ چنانچہ لکڑی اکثر گھروں میں
استعمال کی جاتی ہے ۔ کوئلہ تیل اور گیس زیادہ تر کارخانوں
میں استعمال ہوتے ہیں ۔

فضا کی آکسیجن جلنے والی چیزوں کی کاربن اور دوسری
گیسوں سے ملتی ہے تو ایک طرح کی حرارت پیدا کرتی
ہے جو ذرات کی اضطراری حرکت کا باعث بن جاتی
ہے ۔ ذرات کی اسی اضطراری حرکت کا نام گرمی ہے
جو ہمیں آگ وغیرہ سے حاصل ہوتی ہے ۔

حرارت پیدا کرنے کے کئی طریقے ہیں مگر ایندھن
یعنی کوئلہ لکڑی تیل اور قدرتی گیس کا جلانا سب سے
آسان طریقہ ہے ۔



**اینڈرسن ، ہانس کرسچن ۔ Anderson Hans Christian** (۱۸۰۵ء سے ۱۸۷۵ء)
دنیا کا ایک بہت بڑا افسانہ نویس ہے اس کی بہترین اور
دلچسپ تصانیف The Wild Swans
اور The Ice Maiden (Tales for Children)
ہیں ۔ یہ کتابیں افسانوی ادب میں نہایت
اعلیٰ پایہ رکھتی ہیں ۔ اینڈرسن بچوں کا ادیب بھی تھا
اور بڑوں کا بھی ۔ اس کی کہانیوں کا اردو میں بھی ترجمہ ہو چکا
ہے ۔ وہ ایک غریب کفش دوز کا بیٹا تھا اور ڈنمارک کا
رہنے والا تھا ۔

**فریڈرچ اینگلز ۔ (Friedrich Engels)**
(۱۸۲۰ - ۱۸۹۶) مشہور جرمن اشتراکی فلسفی ۔ کارل مارکس
کا دوست تھا ۔ اشتراکیت پر متعدد کتب کا مصنف ہے

**اینگلنگ ۔ (Angling)** کنڈی یا کانٹے سے
مچھلی پکڑنے کا طریق ۔ یہ دنیا کے تمام ممالک میں
رائج ہے ۔ اگرچہ اس کو مخصوص نام نہیں دیا جاتا ۔ پہلے
پہل یہ محض مشغلہ تھا ۔ لیکن فی زمانہ اس کو فن کا درجہ دیا جاتا
ہے ۔ اب اس میں خاص قسم کے ڈنڈے ۔ خاص قسم کی
چرخیاں ، ڈوریاں استعمال کی جاتی ہیں ۔ جو خود بخود کھلتی
اور اُدھڑتی چلی جاتی ہیں ۔ ان کے استعمال کے طریقے
بھی متعدد ہیں ۔ سابق میں کنڈی پر مچھلی ، مکھی یا کینچوے
کا طعمہ لگایا جاتا تھا ۔ لیکن اب طعمہ بھی دھات کی ننھی سی
مچھلی ہوتی ہے ۔ انگلستان اور سکاٹلینڈ میں وہاں کا امیر طبقہ
اسی طریق سے مچھلی کا شکار کھیلتا ہے ۔ اور یہ وہاں کا
دلچسپ مشغلہ ہے ۔ یورپین لوگ جب کشمیر جایا کرتے
تھے ۔ تو ٹروٹ (Trout) مچھلی کا شکار بڑے شوق سے
کھیلا کرتے تھے ۔ نہروں ، تالابوں اور دریاؤں میں ہر قسم
کی مچھلی اس طریق سے پکڑی جاتی ہے ۔ اینگلنگ کے
فن پر بہت سی کتابیں یورپی زبانوں میں شائع ہو چکی ہیں ۔

**اینگلو پرشین آئل کمپنی ۔ Anglo Persian Oil Co.**
یہ کمپنی ۱۹۰۹ء میں معرض وجود
میں آئی اور اس کے قیام سے ایرانی تیل آبادان
(Abadan) کے جزیرہ کو جو دریائے شط العرب کے

وہاں پر واقع ہے لے جایا جانے لگا تاکہ سمندری جہازوں کے ذریعہ ممالک غیر کو بھیجا جا سکے۔ مگر ۲۷ نومبر ۱۹۳۲ء کو حکومت ایران نے وہ سب مراعات جو پہلے ۱۹۰۱ء میں اور بعد ازاں ۱۹۰۹ء میں اینگلو پرشین آئل کمپنی کو دے رکھی تھیں منسوخ کر دیں۔ مراعات مذکورہ میں ترمیم کرنے کی خاطر طویل مذاکرات ہوئے۔ مگر وہ پایہ تکمیل کو نہ پہنچے اور ان سے کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا۔ برطانوی حکومت نے چونکہ اس کمپنی میں ۱۴ اگست ۱۹۱۴ء سے بہت سے حصص خرید کر رکھے تھے۔ اس لئے اس نے اپنے مفادات کی خاطر معاملہ انجمن اقوام عالم کے روبرو پیش کیا۔ جس نے دونوں فریقوں کو ہدایت کی کہ وہ معاملات کو بالمشافہ مذاکرات سے سلجھانے کی ایک بار پھر کوشش کریں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۲۶ مئی ۱۹۳۳ء کو نئی مراعات معرض وجود میں آئیں۔ جنہوں نے اولین معاہدہ کو ۱۹۶۱ء کی بجائے ۱۹۹۳ء تک نافذ العمل قرار دے دیا۔ مگر کمپنی کے زیر تسلط علاقہ کو ۵۰۰۰۰ مربع میل سے کم کر کے ۲۵۰۰۰ اور ۱۹۳۶ء کے بعد ۱۰۰۰۰ مربع میل کر دیا۔ یہ بھی طے پایا کہ کمپنی پہلے ۱۵ برس ۲۲۵۰۰۰ پونڈ اور اس کے بعد آئندہ پندرہ برس میں ۳۰۰۰۰۰ پونڈ کی سالانہ رائلٹی مقرر کر دی گئی۔ ۱۹۵۱ء میں مصدق وزارت نے تیل کو قومی ملکیت قرار دیا

## اینگلو سیکسن۔ ( Anglo-Sexon )

اینگلز اور سیکسن دو قبائل تھے۔ جنہوں نے پانچویں اور ساتویں صدی عیسوی کے درمیان ہالینڈ اور سکنڈے نیویا کی طرف سے جزائر برطانیہ پر حملہ کیا۔ حملہ آور ہونے سے پہلے ان دونوں قبائل کا اتحاد ہو چکا تھا۔ برطانیہ کو فتح کر کے ان لوگوں نے وہاں اپنی چھوٹی چھوٹی ریاستیں بنالیں۔ اور رہنے بسنے لگے نویں صدی میں ان ریاستوں کے اتحاد نے ایک بادشاہت کی صورت اختیار کر لی۔ جو "اینگلو سیکسن" بادشاہت کے نام سے مدت تک انگلستان میں برسر اقتدار رہی۔ برطانیہ کے باشندے زیادہ تر انہی قبائل کی نسل سے ہیں اس لئے انہیں "اینگلو سیکسن قوم" بھی کہا جاتا ہے۔ انگریزی زبان کا خمیر بھی اینگلو سیکسن قبائل کی زبان سے تیار ہوا ہے۔

## اینلنگ۔ ( Annealing ) یعنی چینی یا شیشہ یا



یا حرارت سے بنی ہوئی اشیاء کا بتدریج ٹھنڈا کرنا جس سے ان کی شکستگی کی خاصیت دور ہو جاتی ہے۔ اور وہ آسانی سے ٹوٹ نہیں سکتیں۔ مثلاً لیمپ کی چمنی کو پانی میں جوش دے کر گرم کیا جاتا ہے۔ اور پھر اس کو بتدریج ٹھنڈا کیا جاتا ہے۔ اس عمل سے چمنی گرمی سردی کے اثر سے نہیں ٹوٹ سکتی۔

بعض کارخانوں میں بہت بڑے بڑے لٹھ یا انجنوں کے پرزے ڈھلائی سے تیار کئے جاتے ہیں ان کو دو تین بار گرم کر کے پانی ڈال کر سرد کیا جاتا ہے۔ یا اگر چیز چھوٹی ہو تو اسے پانی میں ڈبو دیا جاتا ہے ایسا کرنے سے وہ آسانی سے ٹوٹ نہیں سکتی۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو اس قسم کا ڈھلائی کا سامان کرنے پر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے

## ایوان تجارت (Chambers of Commerce)

تجارت پیشہ لوگوں کی ایک انجمن ہوتی ہے جو اُن کے تجارتی مفاد کی نگرانی کرتی ہے۔ تقریباً ہر بڑے شہر میں ایوان تجارت قائم کئے جاتے ہیں۔ اگرچہ ایسے ایوان حکومت پر براہ راست اثر انداز نہیں ہوتے مگر اپنی اجتماعی قوت کے ذریعہ سے رائے عامہ کو اپنے حق میں ہموار کر کے ملک کی درآمدی اور برآمدی حکمت عملی میں کافی دخل حاصل کر لیتے ہیں۔ تجارت کے فروغ اور تجارت پیشہ لوگوں کی بھلائی کے لئے قوانین بنواتے ہیں۔ ایوان تجارت تجارتی اصول اور تجارت سے تعلق رکھنے والے علوم کی نشر و اشاعت کے فرائض بھی سرانجام دیتا ہے۔

## ایوان ثانی (Second Chamber)

اکثر جمہوری ممالک میں پارلیمان کے دو ایوان ہوتے ہیں ایک ایوان زیریں اور دوسرا ایوان بالا۔ مگر ان میں سے عام طور پر قانون سازی کی زیادہ ذمہ داریاں ایوان زیریں کے سپرد ہوتی ہیں۔ ایوان بالا کمتر ذمہ داریوں کا حامل ہوتا ہے۔ اور ایوان ثانی کہلاتا ہے جیسے ملک فرانس کی سینیٹ (Senate)

## ایوان سوم۔ ( Ivan III )

زار روس جس نے ۱۴۶۲ء سے ۱۵۰۵ء تک حکومت کی۔ ایوان سوم کو ایوان اعظم

بھی کہتے ہیں۔ اُس نے رُوس کو تاتاریوں کی ۲۰۰ سالہ پرانی باج گزاری سے نکالنے کی کوشش کی اور تاتاریوں کو پے در پے شکستیں دیں۔ اس کے علاوہ اس نے پولستانیوں (POLES) کو بھی تابع فرمان کیا۔ ایوان سوم کا عہد اس لئے بھی قابل ذکر ہے کہ اس کے دورِ حکومت میں پہلی دفعہ ماسکو کے دربار میں غیر ملکی سفیر اور ایلچی آنے شروع ہوئے۔

## ایوان چہارم۔(Ivan IV) سنہ ۱۵۳۰ء سے سنہ ۱۵۸۴ء

ایوان سوم کا پوتا۔ جسے "ایوانِ خشمناک" بھی کہتے ہیں۔ سنہ ۱۵۴۷ء کو ۱۷ سال کی عمر میں سریر آرائے سلطنت ہوا۔ اس نے قازان اور استراخان کے مقامات پر تاتاریوں کو شکستیں دے کر تمام تاتاری سرداروں کو مطیع و منقاد بنایا۔ سنہ ۱۵۶۳ء میں اس کی ملکہ فوت ہوگئی۔ ملکہ کی وفات سے اس میں غصّہ اور چڑچڑاپن پیدا ہوگیا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ آخر میں ایوان خشمناک کے نام سے مشہور رہا۔

ایوان چہارم نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں کسی بات پر طیش میں آکر اپنے بڑے لڑکے کو ہلاک کر دیا۔ جس سے اسے بے پناہ محبت تھی۔ آخر اسی لڑکے کے غم میں گھل گھل کر خود بھی جلد ہی اس دارِ فانی سے کوچ کر گیا۔

## ایوبؑ علیہ السّلام۔

مشہور پیغمبر، صبر و شکر کے لئے مشہور ہیں۔ آپ کی والدہ حضرت لوطؑ کی بیٹی تھیں۔ ابتدا بہت متموّل تھے اور ان کے بہت سے لڑکے اور لڑکیاں تھیں۔ سخاوت اور عبادت کے لئے مشہور تھے بیواؤں اور یتیموں کی امداد کرتے تھے۔ حوران کے علاقہ میں کفار کو خدائے واحد کی پرستش پر آمادہ کرتے رہتے تھے۔ خدائے تعالیٰ نے ان کا امتحان لیا پہلے ان کے تمام لڑکے اور لڑکیاں فوت ہوگئے۔ لیکن انہوں نے نہ اس کا شکوہ کیا نہ غم منایا بلکہ خدا کی مہربانیوں کا بدستور شکر ادا کرتے رہے۔ اس کے بعد ان کی دولت بھی ضائع ہوگئی۔ لیکن پھر بھی وہ خدا کا شکر ادا کرتے رہے۔ آخر میں ان کو کوڑھ کا مرض ہوگیا۔ تمام جسم پر زخم ہوگئے

اور ان زخموں میں کیڑے پڑ گئے۔ اور بدبو آنے لگی۔ اور وہ مجبور ہوکر جنگل میں چلے گئے۔ جہاں ان کی بیوی رحما محنت مزدوری کرکے ان کو روٹی کھلاتی تھیں۔ اس پر بھی وہ بدستور شکر الٰہی بجا لاتے رہے۔ آخر خدا نے ان کے نزدیک ایک کنواں پیدا کر دیا جس کے پانی سے غسل کرکے وہ صحت یاب ہوگئے ان کی دولت بھی واپس مل گئی۔ اور اولاد بھی ہوگئی۔ اُن کی بنائی ہوئی مسجد اور وہ کنواں نوا (اردن) میں موجود ہے۔ اُن کے کوئیں کو حمام ایوبی کہتے ہیں۔

## ایوبؑ، فیلڈ مارشل

(دیکھو محمد ایوبؑ خان فیلڈ مارشل)

## ایوب بن ابی عقیمہ سختیانی۔

نام ایوب کنیت ابوبکر والد کا نام کیسان۔ عنزہ کے غلام تھے۔ لیکن علم و فضل میں ایک ممتاز شخصیت رکھتے تھے۔ اور ان کے عہد کے تمام علماء اور فقہاء ان کی شان کو تسلیم کرتے تھے۔ خواجہ حسن بصری ان کو بصرہ کے "اہلِ علم کا سردار" کہا کرتے تھے۔ بصرہ کے ممتاز ترین حفاظِ حدیث میں تھے۔ ان کی مرویات کی تعداد ۸۰۰ تک پہنچی ہے۔

سنہ ۱۳۱ھ میں بصرہ میں بعارضہ طاعون وفات پائی۔

## ایورسٹ۔(Mount Everest)

دنیا کے سب سے اونچے پہاڑ ہمالیہ کی سب سے بلند چوٹی جو سطح سمندر سے ۲۹۱۴۱ فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ اس چوٹی کی تسخیر سنہ ۱۹۵۳ء میں عمل میں آئی۔ جب نیپال کا شرپا تن سنگھ اور نیوزی لینڈ کا ایڈمنڈ ہلاری (جسے بعد ازاں سر کے خطاب سے نوازا گیا) اس کے فراز پر اپنا قدم رکھ سکے۔ اس کی بلندی کی پیمائش ایک فوجی انجینئر سر جارج ایورسٹ (سنہ ۱۷۹۰ء سنہ ۱۸۶۶ء) نے کی تھی۔ جس کے نام پر اس چوٹی کا نام "ایورسٹ" رکھا گیا۔ سنہ ۱۹۵۳ء سے پہلے سنہ ۱۹۳۳ء میں اسے ہوسٹن مہم نے بذریعہ طیارہ تسخیر کیا تھا۔

# ب

**باب** ۔ عربی لفظ یعنی دروازہ۔ جمع ابواب آتی ہے۔ تاریخی اصطلاح میں متعدد معانی پر حاوی ہے۔

(۱) وہ ذریعہ جس سے بیرونی اشخاص اندر رہنے والوں سے رابطہ قائم کر سکیں۔ اسمٰعیلی فرقہ میں یہ لقب مشائخ کے واسطے استعمال ہوتا ہے۔ نصیریوں میں سلمان فارسی جن کو تبلیغ کے واسطے متعین کیا گیا تھا باب کہلاتے ہیں۔

(۲) لیکن عام طور پر یہ لقب مرزا سید علی محمد شیرازی سے منسوب ہے جنہوں نے باب العلم ہونے کا دعویٰ کیا۔ خود کو باب کہا اور بابی مذہب کے بانی ہوئے۔ [illegible] میں ایک تاجر کے گھر پیدا ہوئے۔ کمسنی ہی میں یتیم ہو گئے۔ علم سے شغف تھا اسی سلسلہ میں کربلا گئے اور مشائخ کے زمرہ میں شامل ہو گئے پھر شیراز واپس آکر مصلح ہونے کا دعویٰ کیا۔ اصفہان کا گورنر منوچہران کا ہمخیال بن گیا۔ مرزا یحییٰ نوری جو بعد میں صبح ازل کہلائے مرزا حسین علی نوری جو بعد میں بہاء اللہ مشہور ہوئے اور ملا برکاتی کی حسین و جمیل لڑکی زرین تاج جو بعد میں قرۃ العین کہلائی اس مذہب کے بہت زبردست حامی اور مبلغ تھے۔ علماء نے ان کی زبردست مخالفت کی اور آخر باب گولی سے ہلاک کر دیا گیا۔ ان کی لاش پہلے تہران میں اور بعد عکہ میں دفن کی گئی۔ (نیز دیکھو بابی)

**باب المندب** ۔ عربی لفظ ہے جس کے معنی "آنسوؤں کا دروازہ" ہیں۔ یہ ایک آبنائے ہے جو خلیج عدن کو بحیرہ قلزم سے ملاتی ہے۔ یہ بہت تنگ راستہ ہے۔ اس کے علاوہ یہاں سمندر میں کئی پہاڑیاں تھیں۔ پانی کی تیزی سے اکثر جہاز کسی نہ کسی پہاڑی سے ٹکرا کر تباہ ہو جایا کرتے تھے۔ اس عام تباہی کے باعث اس کو "آنسوؤں کا دروازہ" کہا جاتا تھا۔ مگر اب ایسے تمام خدشات کو دور کر دیا گیا ہے اور جہاز بے خوف و خطر آتے جاتے ہیں۔

**بابا فرید شکر گنجؒ**
(دیکھو فرید الدین گنج شکر)

**بابر ظہیر الدین شہنشاہ** ۔ نام ظہیر الدین تھا لیکن ماں پیار سے بابر کہا کرتی تھی۔ بابر ترکی زبان میں شیر کو کہتے ہیں۔ تاریخ میں یہ اسی نام سے مشہور ہے۔ اس کا باپ عمر شیخ مرزا فرغانہ (روسی ترکستان) کا حاکم تھا۔ [illegible] مطابق ۱۴۸۳ء میں پیدا ہوا۔ ابھی [illegible] تھا کہ باپ کا انتقال ہو گیا۔ چچا اور ماموں نے [illegible] جس کی وجہ سے وہ گیارہ سال تک پریشان رہا کبھی تخت پر قابض ہوتا اور کبھی جنگلوں میں آوارہ پھرتا۔ بالآخر [illegible] میں بلخ اور کابل پر قبضہ کر کے وہاں کا حاکم بن گیا۔ اب یہاں سے اس نے ہندوستان کی طرف اپنے مقبوضات کو پھیلانا شروع کیا۔ [illegible] تک پنجاب پر پورا اقتدار جمانے کے بعد ۲۰ اپریل ۱۵۲۶ء کو پانی پت کے میدان میں ابراہیم لودھی کو شکست دے کر دہلی کے تخت پر قبضہ کر لیا۔ ابراہیم میدان جنگ میں کام آیا۔ بابر نے سب سے پہلے اندرونی بغاوت کو فرو کیا پھر گوالیار، حصار، میوات، بنگال اور بہار وغیرہ کو فتح کیا۔ چنانچہ اس کی حکومت [illegible] بنگال تک اور ہمالیہ سے گوالیار تک پھیل گئی۔ [illegible] دسمبر [illegible] کو آگرہ میں اس کا انتقال ہوا۔ حسب وصیت کابل میں مدفون ہوا۔ جہانگیر نے اپنے وقت میں اس کی قبر پر ایک شاندار عمارت تعمیر کرائی جو اس وقت تک باغ بابر کے نام سے مشہور ہے۔ بارہ سال کی عمر سے مرتے دم تک اس بہادر بادشاہ کے ہاتھ سے تلوار نہ چھوٹی اور زندگی کے بہت سے نشیب و فراز دیکھے [illegible] آئندہ نسل

کے لئے ہندوستان میں ایک مستقل حکومت کی بنیاد ڈالنے میں کامیاب ہوگیا۔ "تزک بابری" اس کی مشہور تصنیف ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ بابر نہ صرف تلوار کا دھنی تھا۔ بلکہ قلم کا بھی بادشاہ تھا۔ وہ شاعر بھی تھا اور اسے موسیقی سے بھی خاصہ شغف تھا۔

**بابک خرمی** — مامون الرشید کا ہمعصر اور خرمیاں کا سردار تھا۔ آذربائیجان میں اس کا بہت اثر و رسوخ تھا اور ایرانیوں کی ایک کثیر جماعت اس کے پیرووں میں شامل تھی۔

بابک نے اسلامی نوآبادیوں پر حملے کرنے شروع کر دئے اور مسلمانوں کو لوٹنے مارنے لگا۔ اس کی خونریزیوں کے باعث بہت سے تجارتی راستے بند ہو گئے۔ مامون الرشید نے اس کی سرکوبی کے لئے یکے بعد دیگرے کئی مہمات ارسال کیں مگر بابک کو ہر بار فتح حاصل ہوئی۔

۲۱۲ھ میں محمد بن حمید ایک لشکر جرار لے کر اس مہم پر روانہ ہوا مگر ایک دشوار گذار درے سے گزرتے وقت بابک کے آدمی شاہی لشکر پر ٹوٹ پڑے محمد بن حمید میدانِ جنگ میں کام آیا۔ اس فتح کے بعد بابک کی دھاک چاروں طرف بیٹھ گئی۔ مامون الرشید کے بعد کے جانشین معتصم باللہ کے زمانے میں کئی سالوں کے مسلسل معرکوں کے بعد بابک گرفتار ہوا اور اسے تختۂ دار پر لٹکا دیا گیا۔

**بابل** (دارالسلطنت) (Babylon) **شہر**
بابل قدیم کلدانی سلطنت بابل کا دارالحکومت تھا۔ یہ شہر دریائے فرات کے کنارے موجودہ شہر بغداد سے ۵۰ میل جنوب کی طرف واقع تھا اور دنیا کے قدیم ترین شہروں میں سے ایک تھا۔ ۵ ہزار قبل مسیح کی تحریروں میں اس کا ذکر ملتا ہے۔ ایک ہزار سال تک تو بابل محض ایک چھوٹا سا گاؤں رہا جس کی کوئی تاریخی اہمیت نہ تھی لیکن اس کے بعد یہ دنیا کا سب سے بڑا اور خوبصورت شہر بن گیا۔ اس کے معلق باغات دنیا کے سات عجوبات میں شمار ہوتے ہیں۔ بہت سے آشوری بادشاہوں نے بابل پر حملے کئے اور اسے فتح کیا لیکن جب آشوری حکومت کے خلاف ۶۱۲ ق۔ م میں بغاوت ہوئی تو بابل بالکل تباہ و برباد ہو گیا۔ اس کے بعد شہر کو از سر نو بسایا گیا اور از نو حکومت قائم ہوئی

مگر ۵۳۸ قبل مسیح میں ایرانیوں نے حملہ کر کے بابل پر قبضہ کر لیا جس سے شہر کی حالت اور بھی خراب ہو گئی۔ اب اس شہر کے صرف کھنڈرات باقی ہیں۔

**بابل کا برج** — اسے مینارِ بابل بھی کہتے ہیں یہ سمیری تہذیب کی قدیم ترین یادگاروں میں سب سے اونچی عمارت تھی۔ توریت کی کتاب پیدائش کے مطابق اسے شینار (موجودہ عراق) کے میدانی علاقہ میں تعمیر کیا گیا تھا اور پتھر کی بجائے پختہ اینٹیں لگائی گئی تھیں۔ مخروطی شکل کی یہ سات منزلہ عمارت ۳۰۰ فٹ اونچی تھی جس کی حفاظت کے لئے ایک راہبہ مقرر تھی۔

بعض روایات کے مطابق یہ برج یا مینار حضرت نوح کے بعد کی نسلوں نے بنایا تھا۔ اور اس زمانے کا بادشاہ اس کے ذریعہ آسمان تک پہنچنا چاہتا تھا۔ سب سے پہلے اس مینار کی بنیادیں ایک یورپین محقق نے ۱۹۱۴ء میں دریافت کیں لیکن تعمیر کا اندازہ پھر بھی نہیں ہو سکا۔ اس کا ذکر توریت کی کتاب پیدائش میں موجود ہے۔ توریت کا زمانہ تقریباً ۲۲۰۰ سال قبل مسیح کا ہے۔ سمیری تہذیب تقریباً ۵۰۰۰ سال ق۔ م پرانی ہے۔ مینارِ بابل دراصل رصدگاہ کی قدیم ترین عمارت تھی جس پر آنے والی نسلوں نے افسانوی رنگ چڑھا دیا۔

**بابل کی اسیری** — توریت کی کہانی کی طرف اشارہ ہے۔ وہ عرصہ جو بنی اسرائیل نے شہر بابل میں عالم اسیری میں گزارا جب کہ بنوکدنضر، شاہِ بابل نے یروشلم کو تباہ کیا اور ان کو اسیر کر کے بابل میں لے گیا۔ یہ واقعہ ۵۸۶ قبل مسیح کا ہے۔ اسیری کی مدت ۷۰ سال بیان کی جاتی ہے۔ ۵۳۸ قبل مسیح میں سائرس (خسرو) شاہ ایران نے جب بابل فتح کیا تو نہ صرف ان کو رہائی ملی۔ بلکہ انہیں یروشلم واپس جانے اور اسے آباد کرنے کی اجازت بھی حاصل ہو گئی۔

بعض لوگ اسرائیل کی اس پراگندگی کو ایک اور واقعہ سے نسبت دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آریہ اقوام دراصل بنی اسرائیل تھیں جو ہند میں وارد ہوئیں مگر ان کا یہ خیال صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ بنی اسرائیل جہاں بھی گئے وہاں انہوں نے اپنی مخصوص تہذیب قائم رکھی جس کی آریائی تہذیب سے کوئی مشابہت نظر نہیں آتی۔

**بابل کی تہذیب** - دجلہ اور فرات کی وادی میں چار ہزار سال قبل مسیح کئی چھوٹی چھوٹی خود مختار ریاستیں قائم تھیں - اس علاقہ میں ۵۰۰ سال ق م تک جو تہذیب رہی، وہ "بابل کی تہذیب" کہلاتی ہے - بابل اور دیگر بڑے شہروں میں الگ الگ بادشاہ تھے جو پیشوا کے فرائض بھی انجام دیتے تھے - تقریباً ۲۴۰۰ سال ق م میں سارگون نے سارے میسوپوٹیمیا پر قبضہ کر کے یہاں ایک ایسی سلطنت قائم کی جو دو سو برس تک قائم رہی چنانچہ حمورابی اسی سلطنت کا فرمانروا تھا - ۱۶۰۰ سال ق م میں حطاطی قوم کے پہاڑی قبائل نے بابل کو پامال کر ڈالا - بابل کے لوگ دین سے زیادہ دُنیا کے کاموں میں دلچسپی لیتے تھے - ریاضی اور ہیئت میں انہوں نے بڑی ترقی کر لی تھی - اُن کے پاس پہیہ دار گاڑیاں تھیں - انہوں نے بڑے شاندار شہر تعمیر کیے، معبدوں کے اُونچے اُونچے مینار بنائے - بابل کا برج تاریخ میں بہت مشہور ہے - بابل کی تہذیب میں تجارت کو بڑا فروغ ہوا - کاروباری معاملات کے لیے قانون موجود تھے - اُس زمانے کے کاروباری معاہدے اور حساب کتاب کی یادداشتیں محفوظ چلی آتی ہیں - بابل والوں کے رسم الخط میں بہت سے نشان تھے اور کئی نشانوں سے مل کر لفظ بنتا تھا - وہ لوگ لکڑی کے ایک نوکیلے ٹکڑے سے مٹی کے تختوں پر لکھتے تھے - اُن کے رسم الخط کو خطِ میخی یا خطِ پیکانی کہتے ہیں -

بابل میں جو بڑے بڑے بادشاہ ہوئے ہیں حمورابی اُن سب سے آخر میں تخت پر بیٹھا - اُس نے قوانین کا ایک مجموعہ مرتب کیا جو بڑی شہرت رکھتا ہے اس میں اُن جرائم کی بڑی سخت سزائیں مقرر کی گئی ہیں جن کی وجہ سے دولت مندوں کو نقصان پہنچتا - اکثر جرائم کی سزا موت یا جسمانی اعضاء کاٹنا مقرر کی گئی تھی -

**بابولنک** - (Bobolink) شمالی امریکہ کی ایک گانے والی خوب صورت چڑیا - شکل و شباہت میں مینا سے ملتی جلتی ہے - لیکن مینا کے مقابلے میں اس کی دُم نوکدار اور پنجے کی انگلیاں زیادہ لمبی ہوتی ہیں -

**بابی** - وہ مذہب یا عقیدہ جس کا بانی سید علی محمد شیرازی تھا - اس مذہب کے ماننے والوں کو بابی کہتے ہیں مگر وہ خود اپنے آپ کو اہلِ بیان کہتے ہیں - اس مذہب کی اشاعت پر اہلِ تشیع نے سخت مخالفت کی اور بابیوں کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنا شروع کیا - اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے ایک سیاسی جماعت یا فرقہ کی شکل اختیار کر لی - اُن کا ایک داعی ملا حسین بشروئی مازندران میں شیخ طبرسی کی درگاہ کو جائے پناہ بنا کر قلعہ بند ہو گیا - اسی طرح اُس نے شہر زنجان اور قلعہ پر بھی قبضہ کر لیا لیکن دونوں جگہ شکست کھائی - ناصر الدین قاچار شاہ ایران سے بھی ان لوگوں کا تصادم ہوا جس کے بعد ان پر بہت سختی ہوئی اور وہ ترکِ وطن کر کے عراق اور روس کے علاقہ میں آباد ہو گئے - بہاء اللہ اور صبحِ ازل کے اختلاف نے ان میں دو فرقے پیدا کر دیئے ازلی اور بہائی - ازلی بہت کم تعداد میں ہیں لیکن بہاء اللہ کے ماننے والے جو اپنے آپ کو بہائی کہتے ہیں تمام دُنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور انہوں نے یورپ اور امریکہ میں تبلیغ کر کے بہت سے لوگوں کو اپنا ہم عقیدہ بنا لیا ہے -

**باجا (بینڈ)** (Band) بینڈ باجا میں ستار کی طرح تاروں سے بنے ہوئے کئی ساز شامل ہوتے ہیں - وڈ بینڈ Wood Band کے تمام ساز لکڑی کے بنے ہوئے ہوتے ہیں - براس بینڈ Brass Band جن سازوں پر مشتمل ہوتا ہے وہ سب پیتل کے بنے ہوئے ہوتے ہیں - چھوٹے بڑے ڈھول بھی پیتل ہی کے ہوتے ہیں - تاروں سے بنے ہوئے ساز بینڈ کا بنیادی جزو ہیں - کیونکہ جس طرح یہ ساز بلند اور مدھم قسم کی مختلف انسانی آوازوں کی ترجمانی کر سکتے ہیں اس طرح لکڑی اور پیتل کے ساز نہیں کر سکتے -
آرکسٹرا "Orchestra" اور بینڈ میں یہ فرق

ہے کہ آرکسٹرا میں بیک وقت چار بینڈ ایک ساتھ بجتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں آرکسٹرا چار مختلف قسموں کے باجوں سے ترتیب دیا جاتا ہے۔

**باجرہ** (Millet) باجرہ ایک اناج ہے جس کی روٹیاں پکا کر کھائی جاتی ہیں۔ مغربی پاکستان میں باجرہ خریف کی فصل ہے اور جون اور جولائی کے مہینوں میں بویا جاتا ہے۔ اکتوبر کے مہینے میں اس کی فصل پک کر تیار ہو جاتی ہے۔ اس کے پودے کو پانی کی کم ضرورت پڑتی ہے اس لئے بارانی علاقوں میں کثرت سے کاشت کیا جاتا ہے۔ باجرہ کا پودا عام طور پر چھ فٹ اونچا ہوتا ہے۔ پودے کے سرے پر بالی ہوتی ہے جس میں دانے لگے ہوتے ہیں جو بہت باریک ہوتے ہیں۔ بالیاں اتار لینے کے بعد باجرے کا پودا جانوروں کے چارے کا کام دیتا ہے۔ اس کا ہرا پودا گائے بھینس وغیرہ جانوروں کا من بھاتا کھاجا ہے۔

مغربی پاکستان کے اکثر حصوں میں باجرے کی کاشت ہوتی ہے۔ اور یہ پاکستان کے علاوہ دنیا کے دوسرے خطوں میں بھی پیدا ہوتا ہے۔

**باخ** (Bach Johann Sebastian) جرمن گویا

یوہان سباسٹین باخ ۱۶۸۵ء میں جرمنی کے علاقہ تھیورنگیا (Thuringia) کے ایک مشہور گویا خاندان میں پیدا ہوا۔ اسے بچپن ہی سے علم موسیقی سیکھنے کا بہت شوق تھا۔ بہت چھوٹی عمر میں اس نے گھر کے کام میں لگ کر ... شروع کیا۔ چونکہ گھر کے افراد اس عمر میں علم موسیقی سے ایسے گہرے شغف کے خلاف تھے۔ اس لئے باخ گھر والوں سے چھپ کر رات کو چاندنی میں اہم موسیقی کی کتابیں پڑھا کرتا جس کا اثر یہ ہوا کہ اسے اپنی آنکھوں سے ہاتھ دھونا پڑے۔

باخ نے پیانو (Piano) میں اضافہ اور ترمیم کر کے اسے موجودہ صورت عطا کی۔ سب سے پہلے باخ ہی نے ماہرین موسیقی کو کسی ساز کے بجانے میں پانچوں انگلیوں کا استعمال کرنا سکھایا۔ جدید ماہرین موسیقی باخ کو مغربی موسیقی کا سب سے بڑا موجد اور محسن تسلیم کرتے ہیں۔ سنہ ۱۷۵۰ء میں وفات پائی۔

**بادام** (Almond) ایک گری دار میوہ جو خوبانی کی قسم کا ہوتا ہے اور جس کا روغن ایک مقوی غذا ہے۔ خام حالت میں خوبانی کی طرح ہوتا ہے لیکن اس کا چھلکا کھانے کے قابل نہیں ہوتا۔ اندر سے گٹھلی نکلتی ہے کا گودا کار آمد چیز ہے اور اسی کو پیل کر بادام روغن حاصل کیا جاتا ہے۔ بادام دو قسم کا ہوتا ہے میٹھا اور کڑوا۔ ان دونوں کے ذائقے، خوشبو اور تاثیر میں بہت فرق ہوتا ہے۔ خوبانی کے اندر سے جو بادام نکلتا ہے وہ تاثیر میں اصل بادام کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ خوبانی کے علاوہ اور بھی کئی قسم کے بادام ہوتے ہیں۔ لیکن وہ سب اصل کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

اصل بادام سرد ملکوں میں اچھا ہوتا ہے۔ جو بادام باغیچوں میں لگایا جاتا ہے وہ نفیس اور لذیذ ہوتا ہے اور اس کا چھلکا بھی پتلا ہوتا ہے اور گری زیادہ۔ اس کو کاغذی بادام کہتے ہیں۔ جنگلی بادام کا چھلکا موٹا اور گری کم ہوتی ہے۔ اٹلی، اسپین، ایران، افغانستان، کشمیر وغیرہ کے بادام خاص طور پر مشہور ہیں۔

**بادشاہ** (King) پرانے عہد میں قوم، قبائل اور چھوٹے چھوٹے ٹولوں کا عام رواج تھا۔ لوگ ٹکڑیوں اور ٹولیوں میں رہتے تھے اور قبائلی سردار بادشاہ کہلاتا تھا۔ یہی مذہبی رہنما ہوتا اور یہی دنیاوی حاکم۔ یہ سارا دربیت مالک

قوت کا مالک سمجھا جاتا تھا۔ لوگ اس سے ڈرتے اور سمجھتے کہ نظام کائنات اسی کے وجود سے قائم ہے۔ لوگ اسے دیوتا سمجھ کر پوجتے اور اس کے بدن کو نہ چھوتے۔ کبھی قحط یا سیلاب آتا یا کوئی وبا نازل ہوتی تو خیال کرتے کہ بادشاہ کی قوت زائل ہو گئی ہے اور اسے ہلاک کر دیتے۔ جادو کے زمانے میں بادشاہ قدرتی موت نہ مرتا۔ ہمیشہ مارا جاتا۔

آج سے تین ہزار سال پہلے عرب کے بدو مصر میں جا کر فرعون ہوئے اور خدا کہلائے۔ عام طور پر فرعون دینی اور دنیاوی پیشوا مانے جاتے۔ توحید پرست فرعون کا حال بھی تاریخ میں ملتا ہے۔

مصر کے بعد ایران اور یونان کے مطلق العنان بادشاہ مشہور ہوئے۔ دارا اور سکندر اسی عہد سے تعلق رکھتے ہیں۔

مسیح کے صدیوں بعد انگلستان میں ایسے بادشاہوں کی حکومت آئی جو خود کو خدا کا نائب بتاتے اور بادشاہت کو اپنا پیدائشی حق سمجھتے۔

جوں جوں زمانہ بدلا پرانا نظام بدلا مشینی زمانہ آیا۔ بڑے بڑے شہر اور ادارے معرض وجود میں آ گئے۔ پرانی سلطنتوں کے شیرازے بکھرے۔ جمہوریت اور آزادی کی تحریکیں چلیں۔ بادشاہوں کا وجود مٹنے لگا۔ جو رہ گئے ان کی طاقت گھٹنے لگی۔ ان کے مقابلے میں پارلیمان، مجلس شوریٰ اور قانون ساز اداروں نے زور پکڑا۔ رفتہ رفتہ تمام دنیا بادشاہت سے آزاد ہو کر پارلیمانی نظام قبول کر رہی ہے جو برطانیہ کا نظام حکومت ابھی تک بادشاہت اور پارلیمانی طریق کا مجموعہ ہے۔

۶۴۹ھ میں پہلی دفعہ اسلامی سیاست میں بادشاہت کا باقاعدہ آغاز ہوا اگرچہ خلافت اس وقت تک عملاً بادشاہت بن چکی تھی لیکن ادارے کی حیثیت سے اس کا نام "خلافت" چلا آتا تھا۔ طغرل بیگ سلجوقی نے خلیفہ کے حامیوں کو شکست دی اور بغداد پر قبضہ کر لیا اور ملک المشرق والمغرب کا لقب اختیار کیا۔
(نیز دیکھو شہنشاہیت)

## بادشاہت Kingship

وہ نظام حکومت جس میں تمام اختیارات ایک فرد واحد کو حاصل ہوں اور باقی لوگ اس کی رعایا کہلائیں۔ حاکم اعلیٰ بادشاہ، شہنشاہ یا امیر کہلاتا ہے۔ بادشاہت عام طور پر موروثی ہے مگر کبھی کبھی انتخاب کے ذریعے بھی بادشاہ چنا جاتا ہے۔

ایسی بادشاہت جس میں بادشاہ کے اختیار اور حقوق کا کوئی تعین نہ ہو بلکہ اس کی ہر خواہش قانون کی حیثیت رکھے "مطلق العنان بادشاہت" کہلاتی ہے۔ ایسی بادشاہتیں اب بہت کم رہ گئی ہیں۔ افغانستان، سعودی عرب اور حبشہ کی بادشاہتیں قریب قریب مطلق العنان ہیں۔

جس بادشاہت میں آئین کی رو سے بادشاہ کے اختیارات اور حقوق مقرر کیے گئے ہوں "آئینی بادشاہت" کہلاتی ہے۔ برطانیہ میں بھی آئینی بادشاہت ہے۔ یہاں کا بادشاہ بظاہر باقی اعتبار سے خود مختار ہے مگر عملاً آئین کی پابندیاں اس قدر گراں ہیں کہ یہ بادشاہت دراصل جمہوریت ہی کا عملی نمونہ ہے۔ (نیز دیکھو شاہ پرستی)

## بادگیر (دیکھو کھڑکی)

## بادل (Clouds)

پانی کے وہ منجمد قطرے جو سطح زمین سے بہت اوپر ہوائی بخارات کے انجماد سے بنتے ہیں اور بہت ہلکے ہونے کی وجہ سے اوپر ہوا ہی میں معلق رہتے اور ادھر ادھر اڑتے پھرتے ہیں۔ حرکت کرتے وقت ان کی رفتار ۷۰-۸۰ میل فی گھنٹہ تک ہوتی ہے۔ لیکن زمین سے دور ہونے کی وجہ سے اہل زمین کو ان کی رفتار کی یہ تیزی کم معلوم ہوتی ہے۔

زمین سے ان کی بلندی منطقہ معتدلہ میں ۲ ہزار فٹ سے لے کر ساڑھے ۷ ہزار فٹ تک ہوتی ہے مگر تجارتی ہواؤں کے منطقہ میں ۳ ہزار سے ۵ ہزار فٹ تک ہوتی ہے۔ بادل کی چار بڑی قسمیں ہیں۔

(۱) ابر سنبلی یا کاکلی۔ یہ سفیدی مائل ہوتے ہیں۔ ان کی بلندی سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ آسمان پر سمندر کے پانی کی طرح ان کی لہریں بن جاتی ہیں۔ یہ برف کے سفید باریک اور نوکیلے ذرات کا مجموعہ ہوتے ہیں۔

(۲) ابر غلولی۔ یہ دور سے آسمان پر روئی کے پہاڑ کی طرح نظر آتے ہیں۔ اور روئی کے بڑے بڑے سفید گالوں کی طرح ہوتے ہیں۔ یہ سطح زمین سے تقریباً

ایک میل اوپر ہوتے ہیں۔ گرجنا اور بجلی کی طرح کڑکنا ان کی خصوصیات ہیں۔

(۳) ابرِ طبقی۔ یہ سب سے کم بلند بادل ہوتے ہیں، تہ درتہ دکھائی دیتے ہیں۔ اور عموماً غروبِ آفتاب کے بعد ہی آسمان پر نمودار ہوتے ہیں۔ اور سورج طلوع ہونے سے پیشتر غائب ہو جاتے ہیں۔ اگر سورج نکلنے تک یہ غائب نہ ہوں۔ تو پھر عموماً بارش کی شکل میں برستے ہیں۔

(۴) ابرِ باراں۔ ہر بارش برسنے والے بادل کو کہتے ہیں۔ ایسے بادل عموماً سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں۔ بعض اوقات پہاڑ کی طرح نظر آتے ہیں اور نہایت بھیانک ہوتے ہیں۔

## بار آوری (Fertilization)

پودوں اور جانداروں دونوں میں وہ عمل جس کے ذریعہ نر کا مادۂ تولید، مادہ کے انڈے سے ملتا ہے اور نئے بچے کی بنیاد پڑتی ہے۔ نیچے طبقے کے پودوں، کائی، بحری گھاس، نرکل وغیرہ میں مادۂ تولید کے خانے آزادی سے پانی میں گھومتے رہتے ہیں اور پانی ہی میں نر مادہ کہیں مل جاتے ہیں۔ پھول پیدا کرنے والے پودوں میں زمانۂ زیرگی (Pollination) میں، زیرۂ گل (نر کا مادۂ تولید) کسی کارکن (شہد کی مکھی، ہوا وغیرہ) کے ذریعہ پھول کے مادہ عضو سرنقبہ (Stigma) پر جا لگتا ہے۔ سرنقبہ پھول کے بیچ میں ایک باریک ڈنٹھل کی شکل میں ہوتا ہے اور اس کے دوسرے سرے پر (پھول کی تہ میں) بیضہ دان (Seed Box) ہوتا ہے۔ یہ دونوں قسم کے مادے (نر و مادہ) بیضہ دان میں پہنچ کر بیج بن جاتے ہیں۔ ہر بیج اپنے اندر نیا پودا پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

ادنیٰ طبقہ کے جانداروں میں بھی پست پودوں کی طرح پانی ہی میں سلسلۂ تولید وقوع پذیر ہوتا ہے۔ اونچے طبقے کے جانور جوڑا ملاتے ہیں۔ اور اس طرح سے نر کا مادۂ تولید براہِ راست مادہ کے جسم میں منتقل ہو جاتا ہے۔ مادہ کا انڈا اس کے جسم کے اندر ہی نر مادے سے مل کر کچا بچہ (Embryo) بن جاتا ہے۔ بے ریڑھ والے، رینگنے والے جانوروں، چڑیوں اور دودھ پلانے والے جانوروں میں سب میں تولیدِ نسل کا یہی طریقہ ہے۔

## بار ایسوسی ایشن (Bar Association)

کسی مقام یا عدالت سے متعلقہ وکلاء کی جماعت کو بار کے نام سے موسوم کرتے ہیں، اور ان وکلا نے جو اپنے قانونی مفاد اور بہبود کی خاطر مجلس بنا رکھی ہو، اس کا نام اصطلاح میں بار ایسوسی ایشن ہوتا ہے۔

کم و بیش ہر تحصیل یا سب ڈویژن یا ضلع یا کمشنری یا ہائی کورٹ کے صدر مقام میں جو پلیڈر ایڈوکیٹ یا بیرسٹر کام کرتے ہیں انھوں نے خود کو بار ایسوسی ایشن کی شکل میں منظم کر رکھا ہوتا ہے۔ بار ایسوسی ایشن کے اپنے اپنے صدر اور اپنے اپنے عہدیدار ہوتے ہیں۔ ان کی اپنی اپنی لائبریریاں ہوتی ہیں اور اس طرح یہ قانونی غور و فکر کی خاطر ان کے اپنے اپنے ادارے ہوتے ہیں۔ بار ایسوسی ایشنوں کے اجلاس وقتاً فوقتاً ہوتے ہیں جن میں قانونی نوعیتوں کے ریزولیوشن پاس ہوتے رہتے ہیں۔

## بار برداری (سامان کی نقل و حرکت) (Transport)

پرانے زمانے کی سیدھی سادی زندگی میں سفر کے وقت عورتیں سامان اٹھایا کرتی تھیں اور ان کے مرد شکار کی خاطر آزاد رہا کرتے تھے تاکہ ان کی دوڑ دھوپ میں رکاوٹ پیدا نہ ہو۔ پھر کچھ عرصہ بعد جانوروں سے باربرداری کا کام لیا جانے لگا۔ گدھا، کتا، ہاتھی، یاک (تبت کا بیل)، گھوڑا، اونٹ، خچر، بکرا، بیل، بارہ سنگھا سب ہی نے اس سلسلہ میں انسان کا ہاتھ بٹایا۔ ان میں سے کچھ جانوروں سے گاڑیاں کھینچنے کا کام لیا جاتا تھا۔ گو موجودہ زمانے میں ریل، موٹر وغیرہ کی ایجاد سے جانوروں کو کافی آزادی مل گئی ہے مگر پھر بھی یہ پرانے طریقے دنیا کے مختلف حصوں میں اب تک زیرِ استعمال ہیں۔

جہاں جہاں دریا تھے، کشتیوں کے ذریعہ سامان کی نقل و حمل بہت پہلے شروع ہو گئی تھی۔ معمولی کشتیوں کے بعد بادبانی کشتیاں بننے لگیں اور بعد میں جہاز بنا لئے گئے۔ جیسے جیسے وقت گذرتا گیا جہازوں کے حجم میں اضافہ ہوتا چلا گیا جس کی وجہ سے کافی تعداد میں آدمی اور بہت سا سامان ایک ہی جہاز میں دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک آسانی سے لے جایا جانے لگا۔ انیسویں صدی کے آغاز میں بھاپ کے انجنوں کے ذریعہ جہازوں کی پتواریں چلائی جانے لگیں۔ اس زمانہ میں یہ

کام چرخاب یا موٹر سے لیا جاتا ہے۔

ہندوپاکستان میں ابتدائی زمانہ میں سڑکوں کا معقول بندوبست نہ تھا۔ شیر شاہ نے اس طرف خاص توجہ دی اور کلکتہ سے پشاور تک پختہ سڑک بنائی جس پر سایہ دار درختوں، سراؤں وغیرہ کا معقول بندوبست کیا گیا۔

جارج سٹیفنسن نے بھاپ سے چلنے والا انجن ایجاد کیا تو ریل کا سفر ساری دنیا میں بہت ہر دلعزیز ہو گیا۔ آج ہر طرح کی ریلیں موجود ہیں مثلاً ڈاک گاڑیاں، مسافر گاڑیاں، مال گاڑیاں وغیرہ جو پابندیٔ وقت کے ساتھ ملک کے طول و عرض میں دوڑتی پھرتی ہیں۔

"انٹرنل کمبشن انجن" کی ایجاد نے موٹر کاروں، لاریوں اور بسوں کے بنانے میں مدد دی۔ بجلی نے ہمیں برقی قوت والی ریلیں دی ہیں۔ برقی قوت سے چلنے والی ریلوں کی ان مقامات پر زیادہ ضرورت ہوتی ہے جہاں سرنگوں کی کثرت ہو جیسے لندن، پیرس، نیویارک، ماسکو وغیرہ۔ ان شہروں میں زمین بچانے کی غرض سے سرنگیں کھود کر زمین کے نیچے نیچے بجلی سے ریلیں چلائی گئی ہیں۔

اٹھارویں صدی میں غباروں (Balloons) اور انیسویں صدی کے آخر میں ہوائی جہاز (Airship) کی مدد سے انسان نے ہوا کو بھی تسخیر کر لیا اور طرح طرح کے ہوائی جہاز بنا لئے۔ ابھی پچاس برس نہیں گزرے کہ رائٹ برادران نامی دو بھائیوں نے ہوائی جہاز کی مشین کا تجربہ شروع کیا لیکن اب ساری دنیا کے بڑے بڑے شہروں کے درمیان ہوائی راستوں کا جال بچھا ہوا ہے جن پر بڑے بڑے جہاز مسافروں اور مال کو لے کر ایک جگہ سے دوسری جگہ اڑتے پھرتے ہیں اور آئے دن مسافروں کے آرام و آسائش اور حفاظتی ذرائع میں اضافہ ہو رہا ہے۔

**بارسلونا** (Barcelona) سپین کا ایک بہت بڑا شہر اور سب سے بڑی تجارتی بندرگاہ ہے جو بحیرہ روم کے ساحل پر واقع ہے۔ آبادی بارہ لاکھ کے قریب ہے۔ اسی نام کے صوبہ کا مرکزی مقام ہے۔ بحری افواج کا مضبوط قلعہ ہے۔ اس کی بڑھتی ہوئی صنعتی ترقی کے پیش نظر لوگ اسے سپین کا مانچسٹر کہنے لگے ہیں۔ قدیم شہر میں سپین کی پرانی عظمت کے نشان ابھی تک محفوظ ہیں۔ نیا شہر جو پرانے شہر کے شمال کی طرف ہے جدید فن تعمیر کا نمونہ ہے۔ کھلی سڑکوں اور وسیع باغات نے اس کی رونق کو دوبالا کر دیا ہے۔

سوتی اور ریشمی کپڑا یہاں کی خاص سوغات ہے۔ پہلی جنگ عظیم کے درمیان دوائیاں اور دوسرا قیمتی سامان جو پہلے جرمنی سے آیا کرتا تھا یہاں تیار ہونے لگا۔ ۱۷۰۵ء میں ارل آف پیٹر برو نے اس پر قبضہ کیا۔ ۱۸۰۸ء میں نپولین نے اسے فتح کیا۔ یہ شہر گذشتہ بتیس برس سے فسادات اور بغاوتوں کا مرکز بنا ہوا ہے۔ ۱۹۳۶ء میں جنرل فرانکو نے حکومت کا تختہ الٹا تو ۱۹۳۸ء تک اس پر شدید بمباری ہوتی رہی جس میں ہزارہا آدمی کام آئے۔ سپین کا یہ آخری شہر تھا جو ۱۹۳۹ء میں جنرل فرانکو کے قبضے میں آیا۔

**بارش**۔ جب نمدار ہوا اوپر کے سرد طبقوں میں جاتی ہے تو سرد ہو کر بخارات سے بھر جاتی ہے۔ اس وقت یہ ہوا ان چھوٹے مادی ذرات سے جو ہر جگہ ہوا میں اڑتے پھرتے ہیں ملحق ہو کر کثیف ہو جاتی ہے۔ اگر حرارت کم ہو تو پانی کے بہت سے ننھے ننھے قطرے بن جاتے ہیں اور اس کی شکل کہر کی مانند ہو جاتی ہے۔ اور اگر حرارت بہت ہی کم ہو تو بڑے بڑے قطرے بن جاتے ہیں اور جب کافی وزنی ہو جائیں تو بطور بارش نیچے گر پڑتے ہیں۔ اگر حرارت نقطۂ انجماد سے نیچے چلی جائے تو یہ قطرات جم کر اولے بن جاتے ہیں۔ بارش صرف انہیں علاقوں میں ہوتی ہے جہاں اس قسم کے حالات پیدا ہو سکتے ہیں۔ سمندر کی سطح پر ہر وقت تبخیر جاری رہتی ہے اور جو بخارات بنتے ہیں وہ ہواؤں کے ذریعے زمینی خطوں کی طرف چلے جاتے ہیں۔ جب یہ بخارات زمین کے اونچے پہاڑوں سے ٹکراتے ہیں تو ان کی سرد سطح کے باعث کثیف ہو کر بارش کی صورت میں نیچے گر پڑتے ہیں یا جم کر برف کی صورت میں گرتے رہتے ہیں۔ اور پھر آہستہ آہستہ پگھل کر ندی نالوں کی صورت میں پھر سمندر میں جا گرتے ہیں۔ قدرت کے اس چکر سے زمین کو پانی کا متواتر ذخیرہ پہنچتا رہتا ہے اور نباتاتی و حیوانی زندگی قائم رہتی ہے۔ جن ملکوں میں بارش نہیں ہوتی وہاں لوگوں کو بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ وہاں کسی قسم کی روئیدگی یا پیداوار کا وجود سرے سے ناممکن ہو جاتا ہے۔

**بارلے شوگر** (Barley Sugar) اجزائے ترکیبی:- ایک پونڈ لوف شوگر - ایک پیالی پانی - زعفرانی رنگ - عرق لیموں۔

لوف شوگر آدھ گھنٹہ تک پانی میں بھگو دو۔ دھیمی دھیمی آنچ پر ابالو - جھاگ اوپر آئیں تو انہیں دور کرتے جاؤ - زعفرانی رنگ کے چند قطرے ڈالو اور لیموں سے حسب پسند خوشبو ڈالو۔ آگ سے اتارنے کے بعد مرکب ٹھنڈا ہو جائے تو کاٹ کر اس کے ٹکڑے بنا لو۔ جب بالکل ٹھنڈے ہو جائیں تو ہوا بند (ایئر ٹائٹ) بوتلوں یا کنستروں میں بند کر لو۔

**بارنیکلز** Barnacles علم الحیوانات کی ایک اصطلاح ہے جس کا اطلاق ان جانوروں پر ہوتا ہے جو "کرسٹاشیا" کی قسم سے ہیں۔ اس خاندان میں جانور کے اوپر کے چھلکے یا پانچ حصوں والا گھونگا یا سیپی ہوتی ہے۔ یہ جانور اکثر سر کے بل جہاز کی نچلی سطح پر چمٹا رہتا ہے اور جو خوراک اس کی زد میں آئے اسے ٹانگوں سے سمیٹ کر منہ میں ڈال لیتا ہے۔ ان کی ایک قسم میں ایک گوشت دار ڈنٹھل سا ہوتا ہے۔ لیکن دوسری قسم میں نہیں ہوتا۔ باقی تمام حالات میں دونوں یکساں ہوتے ہیں۔ گذشتہ زمانے میں لوگوں کا خیال تھا کہ یہ جونک نما جانور آخر کار پرندے کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ خیال باطل ہے۔ بالغ جانور ہمیشہ چمٹا رہتا ہے۔ لیکن چھوٹے بچے آزادانہ تیرتے پھرتے ہیں۔

**بارود** (بارود) اس کی اختراع چینیوں نے کی جو اس سے تفریحی آتش بازی کا کام لیتے تھے۔ یورپ میں اس کا استعمال میدان جنگ میں پہلی بار ۱۳۴۶ء میں بمقام کریسی (Crecy) ہوا۔ بارود کے کیمیائی اجزاء گندھک، شورا وغیرہ پر مشتمل ہوتے ہیں۔

**بارو کونسل** (Borough Council) انگلستان کے دارالسلطنت لندن کو کئی انتظامی حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اور ہر حصہ بارو (Borough) کہلاتا ہے۔ جو کمیٹی کسی ایک حصے کے نظم و نسق کا انتظام کرتی ہے اسے "بارو کونسل" (Borough Council) کہتے ہیں۔

"بارو کونسل" کا انتخاب بلاواسطہ ہوتا ہے۔ یہ کونسل مقامی امور کی نگرانی کرتی ہے۔ محصول چونگی، سڑکوں کا انتظام اور صفائی وغیرہ کا کام اس کے سپرد ہوتا ہے۔ بارو کونسل صحت اور صفائی کے متعلق پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے قوانین پر عمل درآمد کرتی ہے مگر بوقت ضرورت مقامی حالات کے پیش نظر خود بھی بلدیاتی قوانین وضع کر سکتی ہے۔

**بارہ سنگا** - آہو اور ہرن کی قسم کا ایک چوپایہ جانور جس کے سر پر دو شاخے بارہ لمبے سینگ ہوتے ہیں جن کی وجہ سے اس کا نام "بارہ سنگا" ہے۔ اس کی ٹانگیں پتلی اور مضبوط ہوتی ہیں، دوڑنے میں تیز رفتار اور [illegible] ہوتا ہے۔ مسکن اس کا جنگل ہیں۔ آنکھیں چمکدار، روشن اور دور بین، رنگ خاکستری اور بسا اوقات چتکبرا بھی ہوتا ہے۔ پاکستان میں خال خال مقامات پر پایا جاتا ہے۔ مشرقی پاکستان میں زیادہ تعداد میں ہوتا ہے۔

**بارہ وفات** (دیکھو میلاد النبیؐ)

**باری (علیگ)** برصغیر ہند و پاکستان کے جدید دور کے نوجوان لکھنے والوں میں باری علیگ نمایاں صلاحیتوں کے مالک تھے۔ دسمبر ۱۹۴۹ء میں ۴۴ برس کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ باری علیگ نے اپنی زندہ جاوید تصنیف "کمپنی کی حکومت" لکھ کر جہاں سامراج کے مکروہ چہرے سے نقاب الٹی وہاں اپنے لئے بھی مقام شہرت حاصل کر لیا۔ انہوں نے مارکسی فلسفے پر بہت سے کتابچے لکھ کر ہمدود ان طبقے کو اس نظریۂ حیات سے روشناس کرایا رائٹ آنریبل سید امیر علی کی کتاب History of the Saracens

کا ترجمہ "تاریخ اسلام" کے نام سے کیا۔ "اجتماعیات عالم" کے نام سے ایک عالمی تاریخ لکھی اور وفات سے چند ہی روز پیشتر اس کتاب کو ختم کیا۔

**باڑ لگانا یا باندھنا** کھیتوں، احاطوں، مکانوں یا عمارتوں کے اردگرد حفاظت یا رکاوٹ کی خاطر رسی، لوہے یا لکڑی کی بنی ہوئی باڑ لگائی جاتی ہے۔ اور بعض حالتوں میں لوہے کے سلاخدار تار لگائے جاتے ہیں جن کو پھاندنے کی کوشش انسان یا حیوان کرے تو زخمی ہو جائے۔ باڑ کی مضبوطی کے لئے جگہ جگہ درمیان میں پول یا ڈنڈے لگائے جاتے ہیں۔ دیہات میں زرعی کھیتوں کے اردگرد باڑ باندھنے کا رواج عام ہے۔

**باز** (Hawk, Eagle) چیل کی قسم کا ایک شکاری پرندہ جو زور وشن میں دیگر پرندوں کا شکار کرتا ہے۔ یہ جانور چیل کی طرح کوئی دوسرا گوشت نہیں کھاتا بلکہ خود اپنا شکار کیا ہوا کھاتا ہے۔ چیل بھی ذبیح شدہ گوشت کھاتی ہے مردار نہیں کھاتی۔ صرف گدھ مردار گوشت کھاتے ہیں۔ باز بہت تیزی سے اُڑتا اور اپنے شکار پر جھپٹتا ہے۔ یہ شکار پرندے یا چھوٹے چھوٹے دودھ پلانے والے جانور ہوتے ہیں۔ اس کی چونچ چھوٹی درخمیدہ پنجے تیز آنکڑے سے اور نظر چیل کی طرح نہایت تیز اور باریک بین ہوتی ہے۔ شمالی ممالک کا باز تندخو اور طاقتور ہوتا ہے۔ پرانے زمانے میں بادشاہ اور امرا اس کو سدھا کر شکار کے کام میں لاتے تھے۔ اور اس مطلب کے لئے خاص "میر شکار" مقرر تھے۔ سدھے ہوئے باز کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی جاتی تھی اور جب شکار نظر آتا تو پٹی کھول کر اسے اُڑا دیا جاتا۔ باز پہلے سیدھا ہوا میں اوپر جاتا اور پھر شکار پر اس طرح سیدھا لپکتا جس طرح "دجیٹ طیارہ" لپکتا ہے۔ باز کا شکار دنیا کے پرانے بادشاہوں کا ایک دلچسپ مشغلہ تھا لیکن اب باز سے شکار کا رواج بہت کم ہو گیا ہے۔ باز کی قسم کے اور بھی بہت سے جانور ہیں جن میں سے شاہین، بہری، شکرہ بہت مشہور ہیں۔ مرغابیوں کے تالاب پر اگر اس جانور کو اُڑا دیا جائے تو مرغابیاں خوف کے مارے اُڑ نہیں سکتیں۔ اور لوگ اس وقت بندوق سے بآسانی ان کا شکار کر لیتے ہیں۔

**بازنطینی سلطنت** (Byzantine Empire) (۳۹۵ء تا ۱۴۵۳ء) اسے سلطنت شرقی، سلطنت زیریں، یا یونانی سلطنت بھی کہتے ہیں۔ اس کا سنگ بنیاد ارکیڈیس (Arcadius) نے ۳۹۵ء میں اپنے باپ تھیوڈوسیس (Theodosius) کی وفات پر رکھا جب کہ آنجہانی شہنشاہ کی سلطنت کے دو حصے ہو گئے تھے اور مشرقی حصہ ارکیڈیس کے قبضہ میں آ گیا تھا۔ ارکیڈیس نے اپنی سلطنت کا صدر مقام اس جگہ بنایا جہاں کسی وقت یونانی شہر بزنطیم (Byzantium) آباد تھا۔ بعد ازاں شہنشاہ قسطنطین (Constantine) کے عہد حکومت میں یہ شہر قسطنطنیہ کے نام سے یاد کیا جانے لگا۔ اب اسے استنبول (Istanbul) کہا جاتا ہے۔ بزنطینی سلطنت میں شام، ایشیائے کوچک، پانٹس Pontus مصر، تھریس اور یونان کے علاقے شامل تھے۔ بازنطینی سلطنت کا آغاز صحیح معنوں میں قسطنطنیہ کے قیام سے شروع ہوتا ہے۔ جہاں سلطنت روما کو کردار اور معنوی نظام کی بربادی کے ایک ہزار برس بعد تک زندہ و تابندہ رہا۔ اس کا وجود عیسائیت کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوا۔ بلقان کے سلاو قبائل نے ہرچند کہ وندال قوموں نے قسطنطنیہ پر کئی ایک حملے کئے مگر یہ سلطنت پھر بھی صدیوں تک قائم رہی۔ شہنشاہ جسٹینین (Justinian) کے دور حکومت میں اسے مزید عروج حاصل ہوا۔ مگر اس کے جانشینوں کے زمانہ میں بازنطینی سلطنت پر جنگ کے بادل چھائے رہے اور شمالی اٹالیہ کے میدان لمبارڈی کے بسنے والوں، ایرانیوں اور عربوں (Saracens) نے اس پر پے در پے حملے کئے جس کے باعث یہاں طوائف الملوکی اور انتشار

کا دور دورہ رہا۔ ہرقل (۶۱۰ تا ۶۴۲ء) کے زمانہ میں کسی حد تک قسطنطنیہ کو دوبارہ اپنی پرانی عظمت نصیب ہوئی مگر اس کی وفات پر دشمنوں نے دوبارہ زور پکڑ لیا۔ چنانچہ مسلمانوں نے ایشیائی صوبوں پر قبضہ جما لیا اور بلغاریوں نے اسے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔ اس کے علاوہ مصر اور شمالی افریقہ اس کے ہاتھوں سے نکل گئے اور دو دفعہ مسلمانوں نے شہر قسطنطنیہ کو بھی محاصرہ میں لے لیا۔ شاہ ہرقل کی وفات کے بعد بازنطینی سلطنت حقیقت میں یونانی سلطنت بن کر رہ گئی۔ کچھ عرصہ کے لئے اس کے تختے بخرے ہو جانے کے باعث بازنطینی سلطنت لاطینی شہنشاہوں کی عملداری میں بھی چلی گئی۔ ۱۴۵۳ء میں اس کا آخری محاصرہ ہوا جس کے بعد قسطنطنیہ کو تاخت و تاراج کر دیا گیا اور بازنطینی سلطنت کا نام صفحۂ ہستی سے مٹ گیا۔

**بازی گر** جسمانی کرتب کرنے والا، یعنی وہ شخص جو جسمانی کسرت کے کرتب دکھا کر روزی کمائے۔ یہ شخص شعبدہ باز سے بالکل مختلف ہوتا ہے۔ جو عجیب و غریب کرتب تو دکھاتا ہے لیکن جسمانی نہیں۔ بازی گر یا "نٹ" وہی ہے جو جسمانی کسرت کے متعلق کرتب دکھائے۔ جیسے جسم کو موڑنا اور چھلے میں سے گذارنا۔ الٹیاں اور پلٹیاں لگانا۔ یہ لفظ بہت وسیع معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ جو لوگ آگ کے حلقے میں سے گزرنے کا شعبدہ دکھاتے ہیں وہ بھی بازی گر ہی کہلاتے ہیں اور جو لوگ رسّی پر چلنے کے عجیب و غریب کرتب دکھاتے ہیں وہ بھی بازیگر ہی کہلاتے ہیں۔ سرکس والے جو بلندی سے کودنے اور ایک جھولے سے دوسرے جھولے تک کودنے کے عجیب و غریب کرتب دکھاتے ہیں۔ وہ بازیگروں ہی کا ایک ٹولہ ہوتا ہے گو ان کے ساتھ بے شمار سدھے ہوئے جنگلی جانور اور درندے بھی

کام کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں بازی گری کے کرتب ان دنوں اتنے عام نہیں رہے جتنے پہلے ہوا کرتے تھے۔

**باسٹائل** Bastille فرانس کا ایک پرانا قلعہ جو چودھویں صدی عیسوی میں تعمیر کیا گیا۔ یہ قلعہ سالہا سال تک بطور سیاسی جیل کے استعمال ہوتا رہا۔ چنانچہ ۱۴ جولائی ۱۷۸۹ء کو فرانسیسی بغاوت کے دوران میں یہ قلعہ باغیوں یا آزادی کے طلبگاروں سے بالکل بھرپور تھا جب کہ ملکی عوام نے اس پر یلہ بول کر اسے تباہ کر دیا اور تمام قیدی رہا کرا لئے۔ اس قلعہ کے ساتھ ملحقہ ایک اور بھی سیاسی جیل تھی جس کو "لافورس" کہتے تھے۔ چنانچہ اس کا بھی یہی حشر ہوا۔

**باس ریلیف** (Bas Relief) پتھر پر جو ابھرواں نقش و نگار کا کام ہوتا ہے۔ اسے "باس ریلیف" کہتے ہیں۔ اس قسم کے کام میں شکلیں یا بیل بوٹے پتھر یا سلیٹ کی اس سطح سے جس پر وہ نقش کئے جاتے ہیں۔ صرف خفیف طور پر ابھرے ہوتے ہیں۔ تمام ملکی سکوں پر جو حروف اور بیل بوٹے نظر آتے ہیں، وہ "باس ریلیف" ہی میں ہوتے ہیں۔

**باسفورس آبنائے** (Bosphorus) بحیرہ مارمورا اور بحیرہ اسود کے درمیان ایک رودبار جو ۱۸ میل لمبی اور $\frac{1}{2}$ میل سے ۳ میل چوڑی ہے۔ ۱۸۴۱ء کے ایک معاہدہ کی رو سے اس میں ماسوا ترک جنگی جہازوں کے باقی اور کوئی جنگی جہاز داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ ۱۹۱۸ء میں اس میں سے فوجیں نکال کر اسے غیر فوجی شہر قرار دے دیا گیا مگر ۱۹۳۶ء میں ایک اور معاہدہ ہوا جس کی بناء پر ترکی حکومت کو اس کی قلعہ بندی کی اجازت مل گئی۔

**باسکٹ بال** (Basket-Ball) ایک کھیل جس میں فریقین یا جانبین کے پانچ پانچ کھلاڑی ہوتے ہیں۔ اس میں کھیل کے دونوں سروں پر دو عمودی لکڑیوں پر اوپر کی طرف ایک تختہ ہوتا ہے جس کے ساتھ ایک لوہے کا چکر اس طرح لگا ہوتا ہے کہ اس

میں سے اوپر سے نیچے زمین کی طرف گیند گزر سکتا ہے۔ جس ٹیم کے چکر میں سے زیادہ دفعہ گیند گزر جائے یعنی جسے زیادہ گول ہو جائیں وہ ہار جاتی ہے۔

بدکھیل ان دونوں اسکولوں اور کالجوں میں عام طور پر کھیلا جاتا ہے اور ورزش کا بڑا دلچسپ مشغلہ ہے۔

**باسوٹولینڈ** (Basuto Land) جنوبی افریقہ میں برطانوی مقبوضہ علاقہ۔ اس کے مغرب میں اورنج فری سٹیٹ مشرق میں نٹال اور مشرقی گرہ بچوالینڈ اور جنوب میں صوبہ کیپ واقع ہے۔ باسوٹولینڈ جنوری ۱۸۶۸ء میں برطانیہ کے زیر انتداب آیا۔ ۱۸۷۱ء میں اسے کیپ کالونی میں مدغم کر دیا گیا۔ لیکن ۱۸۸۴ء میں اسے پھر سے الگ کر دیا گیا اور اس کا نظم و نسق براہ راست حکومت برطانیہ نے سنبھال لیا۔ حکومت برطانیہ کی طرف سے یہاں ایک ریزیڈنٹ کمشنر مقرر ہے جو تین ہائی کمیشن علاقوں باسوٹولینڈ، بیچوانا لینڈ (Bechuana Land) اور سوازی لینڈ (Swazi Land) کے ہائی کمشنر کے تحت ہوتا ہے۔ باسوٹولینڈ مالی اور دوسرے امور کے پیش نظر نو اضلاع میں منقسم ہے۔ ملک میں ایک کونسل بھی قائم ہے۔ جو ۹۹ ارکان پر مشتمل ہے۔ ان میں سے ۵۲ ارکان افریقی سرداروں کی طرف سے اور چار چار ہر ضلع کی طرف سے منتخب کیے جاتے ہیں۔ ملک کا عدالتی نظام ہائی کورٹ، جوڈیشنل کمشنر کی عدالت، ماتحت عدالتوں اور مقامی عدالتوں پر مشتمل ہے۔ باسوٹولینڈ کا رقبہ ۱۱ ہزار سات سو سولہ مربع میل پر محیط ہے۔ ۱۹۴۶ء کی مردم شماری کے مطابق یہاں کی کل آبادی ۵ لاکھ ۶۳ ہزار ۸ سو ۵۴ تھی۔ ان میں سے ایک ہزار چھ سو ۸۹ یورپی تھے۔ یہ ملک مالی لحاظ سے خود کفیل ہے۔ پیداوار میں گندم، مکئی اور مٹر شامل ہے۔ مویشیوں کی بہتات ہے اس لیے اون کھالیں اور چمڑا برآمد کیا جاتا ہے۔ سارے علاقہ میں کوئی ریلوے لائن نہیں۔ البتہ سڑکیں ہیں۔ سب سے بڑی سڑک بوتھا بوتھی۔ اور کوتھنگ کے درمیان ہے۔ یہ سڑک ملک کے قریباً تمام اہم مقامات میں سے گزرتی ہے۔ ماسیرو اور موکھاٹ لانگ میں دو ہوائی اڈے ہیں۔

**باشی بزوک**۔ یہ لفظ دراصل "باشی ازبک" ہے۔ باش یا باشی خالص ترکی لفظ ہے۔ جو لفظ قزل باش (قزلباش) کا بھی جزو ہے۔ قزل باش (قزلباش) کے معنی ہیں سرخ سر والا۔ چونکہ مغلوں کی ایک ترکی سپاہ سرخ ٹوپیاں پہنتی تھی اس لیے وہ قزل باش (قزلباش) کہلاتے تھے۔ اسی طرح ازبک قوم کے سپاہی "باشی ازبک" کہلاتے تھے۔ یہ باشی بزوک ایک بے قاعدہ فوج تھی۔ یعنی مستقل فوج نہ ہوتی تھی۔ اور ترکی سلاطین کے تحت تھی۔

**باضابطہ مہلت**۔ (برائے ادائیگی قرض) قرضخواہ اگر مقروض پر عدالت میں نالش کر کے ڈگری حاصل کرے تو عدالت بعض شرائط پر مقروض کو ادائیگی قرضہ کی مہلت عطا کرتی ہے جسے عدالتی یا باضابطہ میعاد یا مہلت کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

قرضخواہ اور مقروض فریق آپس میں بھی ادائیگی کی خاطر ایک میعاد مقرر کر لیتے ہیں جسے فریقین باضابطہ مہلت قرار دے لیتے ہیں۔ اس قسم کی مہلت بحیثیت تحریری دستاویز کا حصہ اور جزو ہوا کرتی ہے۔

**باطنیہ فرقے** مسلمانوں کے ان فرقوں کو کہتے ہیں جن کا عقیدہ ہے کہ قرآن شریف کے ظاہری معنوں کے علاوہ کچھ باطنی یا پوشیدہ معانی بھی ہیں جن کو صرف امام ہی سمجھ سکتا ہے اور عوام اس سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔ ان فرقوں میں خرمیہ، قرامطیہ اور اسمٰعیلیہ بہت سربرآوردہ ہیں۔ یہ لوگ ناطق اماموں کے علاوہ صامت اماموں کے بھی قائل ہیں جس کا تصور سب سے پہلے امام جعفر صادق ؑ کے مرید ابوالخطاب نے دلایا تھا۔ یہ لوگ اپنے مذہب کی تبلیغ ایک عرصہ تک خفیہ طور پر کرتے رہے اس لئے بعض کا خیال ہے کہ باطنیہ نام اسی وجہ سے پڑا۔ حسن بن صباح کی شخصیت ان لوگوں میں خاص طور پر بہت مشہور ہے۔ جس نے حشیشین فرقہ کی بنیاد ڈالی۔

**باغ ڈھلانوں پر** (Rock Garden) باغ کا وہ حصہ جو ٹیلوں کی شکل میں ہوتا ہے اور جہاں ایسے پودے اگائے اور لگائے جاتے ہیں جو پہاڑوں پر پیدا ہوتے ہیں۔ یہ پودے بہت سخت جان ہوتے

ہیں اور مٹھی بھر خاک میں جو پتھروں کی دراڑوں کے درمیان ہوتی ہے، اچھی طرح سے پنپ جاتے ہیں۔

## باغات (Gardens)

باغ کی جمع ہے۔ باغ زمین کے اس حصّہ کو کہتے ہیں جس میں پھل دار درخت لگے ہوں۔ ان پھل دار درختوں کو سلیقے سے اس طرح قطاروں میں لگایا جاتا ہے کہ ہر درخت کو مناسب خوراک یعنی ہوا، پانی اور روشنی مل سکے۔ باغات کے نام پھل دار درختوں کے نام کی مناسبت سے رکھے جاتے ہیں۔ مثلاً آم کے باغات، سنگترے کے باغات، انار کے باغات، چائے کے باغات۔ باغ لگانے کے لئے مختلف اقسام کے پودے یا پنیری حاصل کی جاتی ہے اور پھر ان پودوں یا پنیری کو باغبانی کے اصولوں پر لگایا جاتا ہے۔

جس قطعہ یا جس حصّہ ارضی میں باغات زیادہ پھیلا گئے وہاں آندھیوں یا تیز اور گرد آلود ہواؤں کے چلنے کا امکان کم ہوتا ہے اس لئے کہ باغات کے کثیر التعداد درخت اُن آندھیوں کے زور اور گرد و غبار کی شدت کو کم کر دیتے ہیں۔

باغات کی آمدنی زمین کی عام پیداوار کی آمدنی سے بہت زیادہ اور بڑھ چڑھ کر ہوتی ہے۔ اسی لئے ہمارے ملک میں باغات کی افزائش اور ترقی کی طرف بہت زیادہ توجہ دی جا رہی ہے۔

## باغبانی (Gardening)

فنِ باغبانی ہزاروں برس پہلے ہندوستان اور چین میں کافی ترقی کر چکا تھا۔ یہ بھی ثابت ہے کہ زمانۂ قدیم میں مصر، اسیریا، بابل اور یونان میں باغات لگائے جاتے تھے۔ خوبصورت باغات لگانے کے سلسلے میں اہل یورپ بھی مشہور رہے ہیں خصوصاً فرانس سے یہ فن انگلستان میں بھی پہنچ گیا۔ ان کی آمد سے قبل اہل برطانیہ پھلوں اور سبزیوں کے پیدا کرنے کے طریقوں سے ناواقف تھے۔ ہندوستان میں مغل بادشاہ باغبانی سے بڑی دلچسپی رکھتے تھے۔ لاہور کا شالامار باغ اور دوسرے بیشتر باغات اُن کی باقیات رہ گئے ہیں۔

چھوٹے پیمانے پر باغبانی شروع کرنا ہو تو شروع شروع میں نہایت سادگی سے تھوڑے پودے ہی لگانا چاہئیں۔ جوں جوں تجربہ اور واقفیت میں اضافہ ہو پودوں کی تعداد بڑھائی جا سکتی ہے۔ نئی زمین کو کھودنا اور کاشت کے لئے تیار کرنا محنت طلب مشغلہ ہے لیکن ان مراحل کا سر کرنا اشد ضروری ہے۔ بیج کسی اچھے تاجر سے خریدے جائیں اور ہر لحاظ سے اعلیٰ درجہ کے ہوں۔ ان کا تازہ ہونا بہت ضروری ہے۔ سبزیوں کے لئے ہر سال قطعات بدل دینا فائدہ مند ہوتا ہے۔ زمین میں باقاعدگی سے مناسب کھاد دینا چاہیئے۔ کیڑے مکوڑوں سے باغ کو پاک رکھنا چاہیئے۔ یہ خس و خاشاک میں چھپے رہتے ہیں اور بالخصوص رات کے وقت پودوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ اس لئے بار بار نلائی وغیرہ بہت ضروری ہے۔ پودوں کو مضبوط اور صحت مند ہونے کے لئے دھوپ، ہوا اور پانی کی ضرورت ہے۔

## باغبانی کے اوزار (Implements of Gardening)

یہ ایسے اوزار ہوں کہ انہیں آسانی سے استعمال کیا جا سکے۔ پھاوڑا اور ڈنگی کھدائی کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں اور ان سے زمین موسم سرما میں اُلٹ پلٹ کی جاتی ہے۔ گو دوران سال میں بھی ان دونوں کی ضرورت قائم رہتی ہے۔ بیلچہ بھی ایک کارآمد اوزار ہے۔ اسے پودوں کی نشو و نما کے دوران میں تمام وقت خس و خاشاک دور کرنے کے لئے استعمال کرنا چاہیئے تاکہ حشرات رساں اور غیر ضروری بوٹے نہ پھیل جائیں۔ اس کے ذریعہ سے زمین نرم کی جا سکتی ہے تاکہ اس میں ہوا کا گزر ہو سکے اور نمی برقرار رہے۔ تیلی یا ریتی بونے سے پہلے زمین کو ہموار کرنے کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ پودوں کو ایک جگہ سے اکھاڑ کر دوسری جگہ لگانے کے لئے کھرپا اور نوکدار بیلچہ استعمال کرنا پڑتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے دستے یا لکڑی کے کھونٹے ڈوری کے ذریعہ سے لائن بنانے کے لئے مددگار ہوتے ہیں تاکہ ایک سیدھ میں تخم ریزی یا پودے کاری کی جا سکے۔ پانی دینے کے لئے ایسا جھرنا ہونا چاہیئے جس کا فوارہ الگ کیا جا سکے تاکہ اگر زیادہ مقدار میں پانی ڈالنا ہو تو اسے علیحدہ کر کے موٹی دھار ڈالی جا سکے۔ تمام اوزاروں کو تیز اور صاف رکھنا چاہیئے اور استعمال کے بعد مٹی جھڑا دینی چاہیئے۔ انہیں دھو لینا چاہیئے اور اُن کے لوہے پر تیل میں بھیگا ہوا چیتھڑا پھیر دینا چاہیئے تاکہ انہیں زنگ نہ

لگ سکے۔

**باغیچہ** - زمین کے اس حصے کو کہتے ہیں جس میں پھول ہوتے ہیں۔ باغیچہ کے اردگرد عموماً ایک قسم کا احاطہ بنا ہوتا ہے یا باڑ بندھی ہوتی ہے۔ باغیچہ میں روشیں اور کیاریاں بنائی جاتی ہیں۔ کیاریوں میں رنگ برنگ پھولوں کے پودے لگائے جاتے ہیں اور جب بڑے ہو کر ان پودوں پر پھول لگتے ہیں تو باغیچہ اپنے پورے جوبن پر ہوتا ہے۔

**باکو** (Baku) بحیرہ کیسپین پر واقع روسی بندرگاہ ہے جو صوبہ آذربائیجان کا دار الحکومت بھی ہے۔ ضلع باکو کے اکثر مقامات پر زمین میں اس قدر تیل ہے کہ اگر اسے دو ہاتھ بھی کھودا جائے تو تیل کا چشمہ پھوٹ نکلتا ہے۔ اس کا ریلا بسا اوقات اس قدر زور آور ہوتا ہے کہ یہاں تیل کی ندیاں اور نہریں بہنے لگتی ہیں۔ واضح رہے کہ زمین کی اس خاصیت کی بدولت زمانہ قدیم میں اسے آتش پرست یعنی پارسی لوگ متبرک سرزمین خیال کرتے تھے اور اس کی زیارت کیا کرتے تھے۔ ۱۸۰۶ء تک باکو کا شہر ایران کے زیر قبضہ تھا مگر اس سال روسیوں نے اسے اپنے قبضے میں کر لیا۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران میں کپلنگ کے مشہور کردار سٹالکی Stalky کے اصل ہیرو جنرل ڈنسٹر ویل (Dunsterville) کی فوج کا صدر مقام تھا۔ اس کی کل آبادی ۸ لاکھ کے قریب ہوگی۔

**بال** (سر کے) سر کے بال عموماً دو رنگ کے ہوتے ہیں سیاہ اور سنہرے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ سر کے سنہرے بالوں کی تعداد ایک لاکھ نو ہزار سے چالیس ہزار تک ہوتی ہے۔ اور ہر بال کی موٹائی انچ کے $\frac{1}{250}$ سے لیکر $\frac{1}{600}$ حصہ تک ہوتی ہے۔ بال میں اتنی سختی ہوتی ہے کہ تقریباً ۴ اونس وزن کو اٹھا سکتا ہے۔ آج سے صدیوں پیشتر چین اور جاپان میں بال کی رسیاں بنائی جاتی تھیں اور اس وقت کی ایک رسی لندن کے عجائب گھر میں آج تک محفوظ ہے۔ یہ رسی کئی ہزار فٹ لمبی اور ۲ ٹن وزن کی ہے۔ بعض گہرے رنگ کے سنہری بال بڑے خوبصورت ہوتے ہیں اور بعض لوگ اس قسم کے بالوں کے نادر نمونے باہم تحفے کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ گھنگریالے بال بھی بڑے خوبصورت ہوتے ہیں۔ لمبی لمبی زلفوں کے پیچ ایشیائی ادب میں ابھی تک عشاق کی نثر نویسی یا نظم نگاری کا موضوع بنتے ہوئے ہیں۔

مشرقی تہذیب میں عورتوں کے لئے بالوں کا بڑھانا اچھا سمجھا جاتا ہے۔ بحالیکہ مغربی تمدن میں اب اکثر عورتیں بال کٹوالی ہیں۔ اور مردوں کی طرح ان کے سر کے بال چھوٹے ہوتے ہیں۔

**بالا حصار** (Acropolis) بالا حصار کے معنی قلعہ، گڑھی یا کوٹ کے ہیں جسے آخری جائے پناہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ یونان کے شہر ایتھنز (Athens) کا کوٹ بہت مشہور ہے۔ یہ سلطنت ایتھنز کے عروج کی یادگار ہے۔ چنانچہ اس کے کھنڈرات میں آج بھی ایتھنز کے مشہور دیوی دیوتاؤں کے معابد کے آثار ملتے ہیں۔

**بالاقساط ادائیگی** (Instalment System) بالاقساط کے معنی کسی چیز کو قسطوں یا حصوں میں تقسیم کرنے کے ہیں۔ عام طور پر قرضے کی ادائیگی یا کسی چیز کی قیمت ادا کرتے وقت رقم کو مختلف حصوں میں بانٹ دیا جاتا ہے اور ادا کرنے والے کو مقررہ مدت کے بعد ایک قسط ادا کرنا پڑتی ہے اور اس طرح قسط وار پوری رقم ادا ہو جاتی ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد صنعتوں کے فروغ کے لئے بعض صنعت کاروں نے اپنی مصنوعات قسطوں پر لوگوں میں بانٹیں۔ چنانچہ سائیکل، ریڈیو اور موٹروں کے بعد مکانات بھی قسطوں پر ملنے لگے۔

اکثر اوقات حکومتیں بھی لوگوں کو بالاقساط کے جانے والے قرضے دیا کرتی ہیں تاکہ لوگ اپنے کاروبار کو ترقی دے سکیں۔ کئی متمول حکومتیں بھی دوسری کم مایہ حکومتوں کو ادائیگی بالاقساط کی شرط پر قرضے دیتی رہیں۔

**بالٹک، بحیرہ** (دیکھو بحیرہ بالٹک)

**بالشویزم** (Bolshevism) مارکس کے

فلسفے کی ایک خاص ترقی یافتہ صورت جس کی سوویٹ
یونین اور روسی کمیونسٹ پارٹی کے بانی مبانی لینن
کی زیر سرکردگی روسی انقلاب پسندوں کے گروہ نے
ترویج کی۔ یہ نظریہ معاشرتی جمہوریت اور مارکس کے
دیگر اعتدال پسندانہ نظریوں سے مختلف ہے۔ اس
تحریک کا مدعا اور منتہا یہ ہے کہ مزدوروں کو ایسے
منضبط مقامی گروہوں کی معرفت جو کہ مرکزی جماعت
کے احکام کے تحت سرگرم کار ہوں جلد سے جلد سیاسی
طاقت اور اقتدار پر قابض ہو جانا چاہیئے اور اس
سلسلے میں اس امر کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے کہ پہلے
سرمایہ دارانہ نظام از خود زوال پذیر ہو کر اپنی موت
آپ مر جائے۔ مارکس کے اعتدال پسند روسی معتقدوں
اور لینن کے انتہا پسند گروہ کے درمیان روسی سوشل
ڈیموکریٹک پارٹی کی کانگرس کے موقع پر ۱۹۰۳ء
میں باہمی تصادم برپا ہوا جس میں انتہا پسندوں کو
مرکزی کمیٹی میں اکثریت حاصل ہو گئی اور اسی وجہ
سے اس کمیٹی کا نام "بالشویک" پڑ گیا۔ چنانچہ
انہوں نے ۱۹۱۷ء میں روس کی اعتدال پسند کرینسکی
(Kerenski) حکومت کا تختہ الٹ دیا اور سوویٹ
یونین کی بنا ڈالی اور ۱۹۱۸ء میں انہوں نے روس
کی واحد جماعت کمیونسٹ پارٹی قائم کر لی جس نے
ملک میں مزدوروں کی آمریت کا نفاذ کیا۔ اور
مزدوروں اور کسانوں کو اپنے تحفظ کے تلے اکٹھا
کر لیا۔

**بالشویک** Bolshevik جولائی ۱۹۰۳ء
میں لندن میں روسی سوشلسٹوں کی ایک کانفرنس منعقد
ہوئی جس کا مقصد جماعت کے آئین اور حکمت عملی
کی تشکیل تھا۔ جب مرکزی کمیٹی کی تشکیل کا مسئلہ زیر
غور آیا تو پارٹی دو حصوں میں بٹ گئی۔ جن لوگوں
نے لینن کا ساتھ دیا اور مرکزی کمیٹی کی حمایت کی
وہ بالشویک کہلائے اور جن لوگوں نے مارتوف
کی حمایت اور مرکزی کمیٹی کے خیال کی مخالفت کی
وہ "منشویک" کہلائے۔

بالشویک پارٹی کے اراکین نے فوجی انقلابی
کمیٹی کے زیر ہدایت اکتوبر ۱۹۱۷ء میں زار روس
کی حکومت کا تختہ الٹ دیا اور اقتدار خود سنبھال
لیا۔

بالشویک ایک روسی الاصل لفظ ہے جس کے
معنی ہیں بڑی پارٹی سے تعلق رکھنے والا یا اکثریت
کی پارٹی کا رکن۔

**بال و پر** کسی پرندے کے جسم پر قدرتی روئیدگی
کا نام ہے یہ دراصل جسم ہی کا ایک حصہ ہوتے
ہیں۔ جانداروں کی جلد کی سب سے اوپر کی نہایت باریک
تہ ایک ایسے مادے سے بنی ہوتی ہے جس سے
سینگ بنا ہوتا ہے۔ یہی تہ ہے جو سردیوں میں
اکثر ہماری جلد پر جمع ہو جاتی ہے۔ جب یہ تہ
بہت بڑھ جاتی ہے۔ تو اس سے ناخن اور دیگر ایسی
اشیاء مثلاً سینگ وغیرہ بن جاتے ہیں۔ پرندوں کے پر
بھی اسی قسم کے مادے سے بنے ہوتے ہیں اور
اسی بالائی جلد کا بڑھاؤ ہوتے ہیں۔ پر دو قسم کے
ہوتے ہیں ایک تو خالص پر جو متصلہ خطوط یا بالوں
کی صورت میں ڈنڈیوں پر قائم ہوتے ہیں۔ اور ہر
پرندے کے بازوؤں اور دم پر ہوتے ہیں۔
دوسرے بال جو نرم روئیں کی طرح براہ راست
جسم سے اگتے ہیں اور اصل پروں کے نیچے ہوتے
ہیں۔ یہ بال پوشاک کا کام دیتے ہیں اور بدنی حرارت
کو محفوظ رکھتے ہیں۔ اردو اور فارسی ادب میں بال و
پر کی ترکیب عام مستعمل ہے۔ ع

(اردو) کل اس کو دیکھنا تم نا بال ہے نہ پر ہے

(فارسی) یکی مرغ دیدم نہ بال و نہ پر تا
نہ از شکم مادر نہ پشت پدر
نہ بر آسمان و نہ بر زمیں
ہمیشہ خورد گوشت آدمی

**بانزین یا بنزین** (Benzene)
ایک بے رنگ آتش گیر مائع جسے ۱۸۲۵ء میں
مشہور سائنسدان فیراڈے (Faraday) نے
دریافت کیا۔ اس کا مواد "کول تار" میں
بکثرت پایا جاتا ہے اور وہی اس کا اصل منبع ہے۔
کول تار سے اسے عمل کشید کے ذریعے حاصل
کیا جاتا ہے۔ یہ مائع بہت بڑی کیمیائی اہمیت کی
حامل ہے اور مختلف قسم کے رنگ، عرق، خوشبو،

عطر، بارود اور فوٹوگرافی کے کیمیائی مرکب بنانے کے کام آتی ہے۔ جب بھی مائع انجنوں میں استعمال ہو تو اسے بنزین (Benzine) کہتے ہیں۔

**بانس** (Bamboo) گھاس کی قسم کا درخت۔ اس کے گھنے جنگل ہوتے ہیں۔ ایکھ کی قسم کا ہے اور ۱۲۰ فٹ کی بلندی تک دیکھا گیا ہے۔ پاکستان میں اکثر باغوں میں جھنڈ کے جھنڈ پائے جاتے ہیں۔ بعض ملکوں میں اس سے متعدد ضروریات پوری کی جاتی ہیں اسی سے ڈول اور دیگر برتنوں کا کام لیا جاتا ہے۔ اسی سے چارپائی اور چھپر وغیرہ بناتے ہیں اور اس کی نرم کونپلوں کو پکا کر یا اچار ڈال کر سبزی کی طرح کھاتے ہیں۔ عمارتی کاموں میں اس کے مچان اور زینے بھی بناتے ہیں۔ غرضیکہ یہ نہایت مفید درخت ہے۔ گرم مرطوب آب و ہوا میں خوب پھلتا پھولتا ہے۔ سرکنڈا، گنا ہر قسم، بانس، نرکل سب ایک ہی جنس کے درخت ہوتے ہیں۔

**بانسری** (Flute) مرلی۔ ایک چوبی نلی جو ایک طرف سے بند ہوتی ہے اور اس کی لمبائی کے رُخ ننھے ننھے سوراخ ہوتے ہیں۔ جو اس کے سروں کا کام دیتے ہیں۔ نلی کے بند رُخ کے قریب ایک بڑا سوراخ ہوتا ہے۔ جس میں منہ سے ہوا داخل کر کے آواز پیدا کی جاتی ہے اور سوراخوں پر انگلیاں رکھکر اس سے مناسب سُر اور اُتار چڑھاؤ پیدا کیے جاتے ہیں۔

سادہ قسم کی بانسری قدیم سے چلی آتی ہے۔ لیکن اٹھارویں صدی سے اب تک اس میں بہت سی ایجادیں کی جا چکی ہیں۔ اس کے سوراخوں پر اب پردے لگا دیئے گئے ہیں جو دیگر ہم رنگ سروں کے پردوں سے پیوستہ ہوتے ہیں۔ اس طرح سے بجاتے وقت ہاتھ کی انگلیاں تمام سروں پر نہیں رکھنی پڑتیں بلکہ ایک سُر پر ہاتھ رکھنے سے اس کا ہم رنگ پردہ خود بخود کھل کر اس کے ساتھ ہم آواز ہو جاتا ہے اور ایک نہایت سُریلی لے کا سبب بنتا ہے۔ اس کی لطافت کے باعث یہ آلہ ہر بینڈ یا ارکسٹرا (Orchestra) کا جزو بنایا جاتا ہے۔ بانسری کی آواز سہانے سے نہایت پُرسوز اور دلفریب کیفیت پیدا کرتی ہے۔

ہندو لوگ سری کرشن کی بانسری میں ایک ساحرانہ کشش پاتے ہیں اور موسیقی کے اس آلہ کو بھی مقدس مانتے ہیں۔

**بانک**۔ ایک قدیم جنگی فن جس سے لفظ بانکا نکلا ہے۔ یہ فن نہایت اہم اور کارآمد تھا اور اصولاً دوسرے فنون پر فوقیت رکھتا تھا۔ شریف زادے خاص شوق اور کوشش سے اس کو سیکھتے تھے۔ اصل غرض چھریوں سے حریف کا مقابلہ کرنا تھا۔ قدیم زمانے سے ہندوؤں میں رائج تھا اور عرب بھی اس کو ساتھ لائے۔ ہندوؤں کی چھری سیدھی اور اس کے دونوں طرف باڑھ ہوتی تھی۔ لیکن عربوں کی چھری تلوار کی طرح خمدار تھی جس کے ایک ہی طرف باڑھ ہوتی تھی۔ عربوں کی ایک مخصوص چھری بھی ہوتی تھی۔ جس کی نوک سے لیکر کچھ فاصلے تک چار باڑھیں ہوتی ہیں اور اس کے دئیے ہوئے زخم پر ٹانکہ نہیں لگ سکتا تھا۔ اس فن کی تعلیم یوں ہوتی تھی کہ اُستاد شاگرد آمنے سامنے دو زانو بیٹھ جاتے (لیکن ہندو طرز میں دونوں ایک گھٹنا کھڑا رکھتے اور عربی طریق سے دونوں بالکل دو زانو بیٹھتے) اور چھوٹی چھری کے ساتھ زبردست داؤ پیچ ہوتے جس کے آگے کشتی کے داؤ پیچوں کی کچھ حقیقت نہ تھی۔ یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ عربوں کے فن میں صرف سات چوٹیں تھیں اور ہندوؤں کے فن میں نو۔ عربوں کی بانک میں پیچ پورا بندھ جاتا تو حریف کو زندہ چھوڑنا بانک والے کی طاقت سے باہر ہوتا۔ لیکن ہندوستانی فن میں حریف

کھی۔ یہ اس کی پہلی کامیاب کتاب تھی۔ ۱۸۱۲ء میں اس نے (CHILDHERALD) نظم لکھی جس نے ادبی و سیاسی حلقوں میں تہلکہ مچا دیا۔ اس نظم میں بائرن نے یونان کی قدیم تہذیب کا تذکرہ کرکے اہلِ یورپ کو یونان پر ترکی کے قبضے کے خلاف ابھارا۔ بائرن یونان کی جنگ آزادی میں خود بھی شریک ہوا اور میدان جنگ ہی میں ۳۶ برس کی عمر میں ایک روز بخار کے مرض سے جاں بحق ہو گیا۔

## بائلر

(BOILER) برتن یا آلہ جس میں پانی یا کسی دوسرے مائع کو تیز حرارت پہنچائی جائے۔ سردیوں میں مکانوں کو گرم کرنے کے لئے جو بائلر استعمال ہوتا ہے (اس میں پانی کو نقطۂ جوش تک گرم نہیں کیا جاتا)۔ اس کے برعکس بھاپ بنانے والے بائلر کو شدید گرمی پہنچتی ہے۔ اس کے اندر نالیوں کا ایک پُرپیچ سلسلہ ہوتا ہے جن میں شعلے دوڑائے جاتے ہیں تاکہ پانی تیزی سے بھاپ میں تبدیل ہو سکے۔ کچھ بائلر ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی نالیوں میں پانی رہتا ہے اور خالی جگہ میں جلتی ہوئی گیس کے شعلے ہوتے ہیں۔ اس طرح پانی فوراً گرم ہو کر ابل پڑتا ہے۔ اور بھاپ چرخاب (TURBINE) چلانے کے کام آتی ہے۔

## باؤ دائی

(BAODAI) انام کے سابق شہنشاہ اور فرانس کی زیرِ نگرانی قائم ہونے والی ویت نام حکومت کے سابق صدر ۱۹۱۳ء میں پیدا ہوئے۔ انام کے تیسویں بادشاہ بنے۔ جب ویت نام کی جنگ آزادی شروع ہوئی تو باؤ دائی اپنے ملک میں جمہوری نظام حکومت کے قیام کے حامی تھے لیکن کچھ عرصے بعد انہوں نے فرانس کی پیش کش قبول کر لی اور ویت نام، لاؤس اور کمبوڈیا کی سرزمین کی مشترکہ حکومت کے صدر بن گئے۔

## بالفر، آرتھر جیمز

(LORD BALFOUR) ۱۸۴۸ء تا ۱۹۳۰ء۔ انگلستان کا مشہور یہودی نواز سیاست داں۔ ۱۹۱۶ء تا ۱۹۱۹ء برطانیہ کا وزیر خارجہ تھا۔ ۱۹۱۷ء میں برطانوی حکومت نے ایک اعلان جاری کیا جس میں یہودیوں سے یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ فلسطین میں ان کا قومی وطن بنایا جائے گا۔ اسی کو اعلان بالفر بھی کہتے ہیں۔ جس کی آڑ لے کر یہودیوں نے پہلی جنگ عظیم اور دوسری جنگ عظیم کے درمیانی عرصے میں لاکھوں یہودی فلسطین میں لا بسائے۔ لارڈ بالفر ۱۹۰۲ء میں انگلستان کا وزیر اعظم بھی رہ چکا تھا۔ وہ انگریزی میں کئی کتابوں کا مصنف بھی ہے۔ ۱۹۲۲ء میں اسے ارل کا خطاب ملا۔

## بائبل

(BIBLE) عیسائیوں کی مقدس کتاب جس کے دو حصے ہیں۔ عہد عتیق یا عہد نامہ قدیم جو یہودیوں کی کتب مقدسہ اور توریت پر مشتمل ہے اور عہد جدید یا عہد نامہ جدید یعنی انجیل جس کو یہودی نہیں مانتے۔ عہد عتیق زمانہ قبل از مسیح سے تعلق رکھتا ہے جس میں موسیٰ کی پانچ کتب کے علاوہ نبیوں کے متعدد صحیفے شامل ہیں۔ اہل اسلام توریت و انجیل میں ہر دو کے قائل ہیں۔ لیکن اسلامی عقیدے کے مطابق ان میں نسبت کی تحریف ہو چکی ہے۔

## بائیسکل

(BICYCLE) مختلف مدارج یا منازل ارتقاء طے کرنے کے بعد بائیسکل ایک آرام اور تیز رفتار اور سستی سواری بنی ہے۔ سب سے پہلی بائیسکل میں پیڈل (PEDAL) اور گیئر (GEAR) نہیں تھے۔ سوار اپنے پیروں سے دھکیل کر اسے چلاتا تھا۔ اس کے بعد پیڈل لگایا گیا اور اگلے پہیے کو حتی المقدور بڑا بنایا گیا تاکہ اس کی رفتار تیز ہو سکے۔ ایسی بائیسکل سوار کو اکثر سر کے بل گراتی تھی۔ زنجیر (CHAIN) پیڈل، گیئر، بریکوں وغیرہ نے سائیکل کو ایک آرام دہ سواری بنا دیا ہے۔ بائیسکل کے استعمال کا آغاز ۱۸۱۸ء کے لگ بھگ ہوا۔ اور اس کی مکمل ایجاد ۱۸۴۲ء میں میکملن نے کی۔ انگریزی الفاظ (BI) یعنی دو اور سائیکل یعنی

چکر کے ہیں یعنی دو چکر یا دو پہیئے وار سواری۔

**بائی والو** (BIVALVE) گھونگھے کی طرح کے آبی جانوروں کا نام جو دو سیپیوں کے درمیان میں رہتے ہیں۔ یہ سیپیاں آپس میں اس طرح جڑی ہوتی ہیں گویا ایک ہی جزو ہے لیکن ضرورت کے وقت یہ جانور ان کو کھول اور بند کر سکتا ہے۔ بند حالت میں بھی ہر سیپی میں ایک سوراخ ہوتا ہے۔ جو لعاب سے بند اور کھل سکتا ہے۔ اسی سے یہ جانور ہوا لیتا ہے۔ اور اسی سوراخ کی وجہ سے اس کو بائی والو یعنی دو ڈھکنوں والا کہتے ہیں۔ دوہری سیپیوں والے بیشمار جانور ہیں۔ جن میں موتیا جانور مشہور ہے۔ ان جانوروں کی سیپیاں اندر سے نہایت چمکدار اور شوخ رنگ کی ہوتی ہیں۔ اور گراں قیمت پہ بکتی ہیں۔ ان سے چاقوؤں کے دستے۔ بٹن اور دیگر اشیاء بنائی جاتی ہیں۔

**بایار، جلال** (BAYAR CELAL) ترکی کے ایک سیاست دان۔ ۱۸۸۴ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۳ء میں ترکی اور یونان کے مابین آبادیوں کا تبادلہ ہوا تو جلال بایار وزیر بحالیات مقرر ہو گئے۔ ۱۹۳۲ء میں قومی معیشت کے وزیر بنے۔ ۱۹۳۷ء سے ۱۹۳۹ء تک وزیر اعظم رہے۔ ۱۹۴۶ء میں عدنان مندریس کے ساتھ مل کر ڈیموکریٹک پارٹی بنائی اور ۱۹۵۰ء کے عام انتخاب کے بعد عصمت انونو کی جگہ جمہوریہ ترکی کے صدر منتخب ہو گئے۔ ۱۹۵۴ء میں دوبارہ ڈیموکریٹک پارٹی برسر اقتدار آئی۔ تو جلال بایار صدر چنے گئے۔ مئی ۱۹۶۰ء میں جنرل گورسل نے حکومت کا تختہ الٹ کر ڈیموکریٹک پارٹی کے تمام سرکردہ لیڈروں کو گرفتار کر لیا۔ عدنان مندریس اور ان کے دو رفقا کو مختلف الزامات میں پھانسی کی سزا دی گئی۔ جلال بایار کو بھی فوجی عدالت نے سزائے موت دی تھی لیکن پیرانہ سالی کی بنا پہ یہ سزا عمر قید میں بدل دی گئی۔

**بایاں بازو** (LEFT WING) برطانیہ اور ممالک دولت مشترکہ کی پارلیمانیں سیاسی تصور کے لحاظ سے نصف دائرے کی شکل میں ہوتی ہیں۔ مگر فرانسیسی پارلیمان اور دنیا کے اکثر ممالک کی مجالس قانون ساز اس سے مختلف اور بالعموم مستطیل شکل کی ہوتی ہیں۔ بہر حال فرانس کی ۱۷۸۹ء کی مجلس قانون ساز میں چند اصطلاحات وضع ہوئیں جو دراصل مقننہ کی اندرونی جماعتوں کی نشستوں کی ترتیب کو ظاہر کرتی تھیں مگر اب ان سے نظریاتی تقسیم مراد ہے۔ ۱۷۸۹ء میں فرانس کی مستطیل پارلیمنٹ میں دایاں بازو، وسطی جماعتیں اور بائیں بازو کی جماعتیں تھیں۔ دائیں بازو کی جماعتوں سے مراد قدامت پسند جماعتیں، وسطی جماعتوں سے مراد میانہ روی کی قائل اعتدال پسند جماعتیں اور بائیں بازو سے مراد انتہا پسند جماعتیں یعنی اشتراکی و اشتمالی جماعتیں تھیں۔ فرانسیسی پارلیمانی زبان کی یہ اصطلاحات اب ہر ملک کی زبان میں انہیں معانی میں استعمال ہوتی ہیں۔

**بایزید بسطامیؒ حضرت**، ابو یزید (بایزید) طیفور بن عیسیٰ بن سروشان۔ ایران کے علاقے میں قصبہ بسطام میں پیدا ہوئے اور اسی نسبت سے بسطامی کہلاتے ہیں۔ تیسری صدی ہجری کے سب سے زیادہ مشہور صوفی ہیں۔ ان کے دادا پہلے مجوسی و آتش پرست تھے۔ لیکن پھر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ ابتدائی

حالات کا بہت کم علم ہے۔ حنفی فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ پھر اسی فقہ کو ابو علی سندھی سے پڑھا اور ان سے توحید و حقیقت و معرفت کا سبق حاصل کیا۔ یہ زمانہ علماء کے عروج کا تھا جو تصوف کے سخت مخالف تھے۔ اور باوجودیکہ حضرت بایزید گوشہ نشین اور تارک الدنیا تھے لیکن لوگوں کی عقیدت نے علماء کو مشتعل کر دیا اور ملاؤں نے بسا اوقات ان کو ترک وطن پر مجبور کر دیا۔ ۲۶۱ھ/۸۷۴ء میں انتقال فرمایا۔ اور وسط شہر میں مدفون ہوئے۔ ان کا مقبرہ مغل سلطان الجیتو نے بنوایا جو آج تک فقیروں اور درویشوں کی زیارت گاہ ہے۔ آپ کی کوئی تصنیف موجود نہیں ہے لیکن چند اقوال ہم تک پہنچے ہیں جن سے حقیقت و معرفت کے رموز آشکارا ہوتے ہیں۔ اصول "تجرید فنا بالتوحید" میں ان کا قائم کردہ اصول تصوف بہت مشہور ہے۔ آپ نہایت متقی تھے اور خدا پر اتنا بھروسہ تھا کہ آپ نے کبھی فکر معاش نہیں کی اور تمام عمر فقر و قناعت میں گذار دی۔

## بایزید یلدرم (۱۳۴۷ء۔ ۱۴۰۳ء)

جون ۱۳۸۹ء میں کسووا کے میدان کارزار میں سلطان مراد اوّل کو اس کے خیمہ میں دھوکہ سے گھس کر ایک سربین نے اچانک قتل کر دیا جس کے بعد بایزید اوّل نے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور ۱۳۹۳ء تک وہ بلغاریہ اور سربیا کا تمام علاقہ اپنے تسلط میں لے آیا۔ اس کے بعد اس نے فارس و شام کی سرحد تک تمام چھوٹی بڑی ریاستوں کو جن پر ترک اُمراء حکمران تھے اپنا تابع فرمان بنا لیا۔ ۱۳۹۶ء میں اس نے مغربی ممالک کی ایک زبردست فوج کو شکست دی جس میں فرانس، انگلستان، سکاٹ لینڈ، فلینڈرز، لمبارڈی، بوہیمیا، جرمنی اور آسٹریا کے ۱٫۲ لاکھ فوجی تھے۔ ۱۳۹۷ء میں یونان پر حملہ کیا اور کورنتھ تک جا پہنچا۔ ۱۴۰۲ء میں اناطولیہ پر تیمور لنگ نے چڑھائی کر دی اور دونوں کا انگورہ کے مقام پر آمنا سامنا ہوا۔ گھمسان کا رن پڑا مگر کامیابی کا سہرا تیمور کے سر رہا اور بایزید گرفتار ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ تیمور نے بایزید کو گرفتار کر کے ایک آہنی پنجرہ میں بند کر دیا تھا جسے وہ جگہ بہ جگہ ساتھ لئے پھرتا تھا۔ لیکن یہ واقعہ درست معلوم نہیں ہوتا بلکہ مورخین کا خیال ہے کہ بایزید کی صحت اچھی نہیں تھی اور اگرچہ تیمور نے اس کے معالجہ کے لئے اپنا طبیب تعینات کر رکھا تھا مگر بیماری سے تنگ آکر بایزید نے بالآخر خودکشی کر لی۔ اسے بایزید "یلدرم" یعنی جانباز بھی کہتے ہیں۔ انگریزی میں اس کے نام کو (Bajazet) لکھا جاتا ہے۔ بعض مورخوں کا خیال ہے کہ اگر بایزید یلدرم اور تیمور لنگ آپس میں متصادم ہونے کے بجائے تعاون سے کام لیتے تو دونوں سارے مشرق و مغرب پر مسلط اور قابض ہو جاتے۔

## بایو کیمسٹری (Bio Chemistry)

زندگی رکھنے والے اجسام اور ان کی فطرت کے ماحول سے متعلقہ کیمیائی کیفیت کے مطالعہ کا نام "بایو کیمسٹری" ہے۔ اس کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلے حصے میں کیمیائی ترکیب اور ساخت سے بحث کی جاتی ہے یا دوسرے لفظوں میں زندگی رکھنے والے اجسام کے سکونیاتی پہلوؤں کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ دوسرے حصے میں غذا کے جزو بدن ہونے اور زندگی رکھنے والے اجسام کے مختلف حصوں کے قوائے متحرکہ سے بحث کی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بایو کیمسٹری کو پودوں اور حیوانات کا علم کیمیا بھی کہتے ہیں۔

## ببول (دیکھو کیکر)

## بپتسمہ (Baptism)

ایک عیسائی تقریب جس میں نوزائیدہ بچے یا نووارد رکن عیسائیت کے سر پر مقدس پانی کے چند چھینٹے ڈالے جاتے ہیں اور ساتھ کچھ دعائیں پڑھی جاتی ہیں۔ یہ رسم کسی حد تک اس اسلامی شعار کے مقابلے کی چیز معلوم ہوتی ہے جس کے تحت مسلمان اپنے نومولود بچے کے کان میں اذان پڑھتے ہیں۔

## بُت (Idol)

تصویریں، شکلیں، مورتیں وغیرہ جن کی پرستش بجائے خدا کے کی جاتی ہے۔ چنانچہ

کفار اور مشرکین کا یہ طریق تھا کہ اپنے خداؤں کی تصویریں یا بت بناتے تھے اور صرف ان اصنام کی بندگی اور پرستش کرتے تھے۔ کفار کو یہ بت بہت عزیز ہوتے تھے بعض عیسائی بھی اپنے خیالات کو مرکوز کرنے کے لئے تصاویر اور بت استعمال کرتے ہیں لیکن ان کی پرستش نہیں کرتے۔ ہنود میں بت پرستی عام ہے عربوں میں بھی بت پرستی عام تھی جس کی جگہ اسلام کے ذریعہ توحید نے لے لی۔

مجازی رنگ میں "بت" معشوق کو بھی کہتے ہیں چنانچہ بتوں سے دل لگانا وغیرہ مشہور متداول محاورات ہیں۔

**بت پرستی** - ایک مذہبی عقیدہ جس کی بنا پر لوگ خدا کو چھوڑ کر بتوں کی پرستش کرتے ہیں۔ بعض بت پرست لوگ یہ کہتے سُنے جاتے ہیں کہ چونکہ بتوں میں خدا کی خدائی کا ظہور ہوتا ہے اس لئے وہ ان کی پوجا کرتے ہیں، لیکن یہ محض ایک غلط تاویل ہے۔ جب خدا خود عبادت اور پرستش کرانے کے لئے موجود ہے تو پھر عبادت اور پرستش کی خاطر اس کے قائمقام یا مظہر بنانے کی کیا حاجت ہے۔

بت پرستی کی رسم زمانہ قدیم میں روما اور یونان سے شروع ہوئی چنانچہ ان کا "علم الاصنام (Mythology)" اس پر شاہد ہے۔ بت پرستی دنیا جہان میں مختلف ادوار میں مختلف شکلوں میں نمایاں اور رائج رہی حتیٰ کہ توحید اسلامی نے اس کی جگہ لے لی۔ ہنود کے اکثر فرقے اب تک بت پرستی کے قائل ہیں گو ان کا آریہ سماجی فرقہ اس عقیدہ اور عمل کے یکسر خلاف ہے۔ (نیز دیکھو اصنام پرستی)

**بت تراشی کا فن** - پتھر، دھات، لکڑی یا کسی دوسری ٹھوس چیز سے حقیقی یا پیکر خیالی کا مجسمہ بنانا مجسمہ کے جس پہلو کو نمایاں کرنا مقصود ہوتا ہے اُسی کی مناسبت سے اس مجسمہ کا ایک ایک حصہ تراشا جاتا ہے۔ صنعت بت تراشی کا رواج زمانہ قدیم سے چلا آتا ہے۔ مذہبی جذبہ نے دنیا کے مختلف علاقوں میں مذہبی رہنماؤں یا خیالی معبودوں کے مجسمے بنوائے۔ جنہیں معابدوں یا صنم خانوں کی زینت بنایا گیا۔ قدیم تہذیبوں کے آثار کی کھدائی پر اس قسم کے کئی مجسمے ملے ہیں۔ جدید زمانے میں بت تراشی کے فن کی نوعیت قدرے بدل گئی ہے۔ اور معبودوں اور دیوی دیوتاؤں کی بجائے اب ملکی رہنماؤں کے مجسمے بنا کر انہیں یادگار کے طور پر اہم مقامات پر نصب کیا جاتا ہے۔ کوہستانی اور سنگلاخ علاقوں میں بت تراشی کا فن بمقابلہ دوسرے علاقوں کے ہمیشہ سے زیادہ رائج رہا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کے والد آذر مشہور بت تراش اور بت فروش تھے۔

**بت خانہ** (صنم کدہ) وہ جگہ یا مقام جہاں بت رکھے جاتے ہیں بت خانہ کہلاتا ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے بت خانے قدیم ہند و تہذیب کے دور میں ملتے ہیں چنانچہ ہندوستان میں اب تک اس قسم کے معبد موجود ہیں۔ یہاں تک کہ کھنڈرات کی کھدائی میں بھی بت خانے دستیاب ہوتے ہیں۔ بت خانہ مجازی رنگ میں خانہ معشوق کو بھی کہتے ہیں۔

**بت شکن** - بت پرستی کی جب انتہا ہو جاتی تو وحدت الٰہی جنبش میں آتی اور خدا کے بندے بت شکنی پر مامور ہو جاتے اور بت شکن بت توڑ کر خدا کی توحید کا بول بالا کرتے حضرت ابراہیمؑ کے والد آذر نہ صرف بت پرست بلکہ بت تراش، بت ساز اور بت فروش بھی تھے چنانچہ خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو بت شکن پیدا کیا اور آپ نے توحید کا چرچا کیا۔ بتوں کی بے بسی ملاحظہ ہو کہ حضرت ابراہیمؑ بت خانے میں گئے اور ایک بت کو توڑ دیا بت پرستوں نے مشتعل ہو کر حضرت ابراہیمؑ کو سخت سست کہا اور انہیں پکڑ لیا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے کیا کہتے ہو تمہارے کسی بڑے بت نے اس چھوٹے کو توڑ دیا ہوگا اس سے باز پرس کرو۔ اس پر بت پرست لاجواب ہو گئے۔ حضرت رسول خداؐ نے بھی فتح مکہ کے موقع پر کعبہ کے بتوں کو توڑا اور اس طرح شرک کا خاتمہ کر دیا۔

**بٹلر، الزبتھ جوزیفائن** (Butler Elizabeth Josaphine) انگریز خاتون جو معاشرتی جد و جہد کے سلسلے میں کافی شہرت کی مالک ہیں۔ ۱۳ اپریل ۱۸۲۸ء کو

پیدا ہوئیں۔ انگلستان کی خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے ہمیشہ سرگرم کار رہیں۔ انہوں نے عصمت فروشی کی برائیوں کے خلاف بے باکانہ صدائے احتجاج بلند کی۔ ان کا نام زیادہ تر انگلستان میں قانون امراضِ متعدی کی تنسیخ اور ان قوانین کے خلاف جد و جہد کے لئے مشہور ہے جو گورے غلاموں کی تجارت پر نافذ تھے۔ ۳۰ دسمبر ۱۹۰۶ء کو وفات پائی۔

**بٹن** (Button) قدیم زمانے میں لباس میں بٹنوں کی جگہ ڈوریاں اور سوئیاں یا کانٹے استعمال ہوتے تھے۔ پندرہویں صدی عیسوی میں بٹن اور کاج کا رواج ہوا۔ ابتدا میں بٹن سے آرائش کا کام بھی لیا جاتا تھا۔ اور عورتیں اپنے کپڑوں پر بٹن کو زیورات سمجھ کر لگاتی تھیں۔ شروع شروع میں بٹن بہت گراں ہوتے تھے کیونکہ یہ اکثر سونے۔ چاندی یا موتیوں سے بنائے جاتے تھے اور ان پر بڑی محنت سے طرح طرح کے نقش و نگار بنائے جاتے تھے۔

آج کل بٹن مشینوں کی مدد سے بنتے ہیں اور معمولی چیزوں مثلاً لوہا، لکڑی، ہڈی، چمڑا، سیلولائیڈ اور سیپ سے بنائے جاتے ہیں اس لئے بہت سستے مل جاتے ہیں۔ امریکہ۔ آسٹریلیا، ہنگری، جرمنی۔ اور جاپان کثرت سے بٹن برآمد کرتے ہیں۔

**بٹیر** (Quail) تیتر کی قسم کا ایک ننھا سا پرندہ جو کھانے اور لڑانے کے کام آتا ہے۔ یہ پرندہ فصلی ہے۔ جب گیہوں کے کھیت پکنے پر آتے ہیں تو آ موجود ہوتا ہے اور سردی کے موسم میں غائب رہتا ہے۔ دریا کی وادیوں میں جہاں گھاس پھوس اور دانہ دنکا عام ہوتا ہے وہاں تمام سال جھاڑیوں میں چھپا رہتا ہے۔ دراصل یہ میدانوں سے اس وقت بھاگ جاتا ہے جب اس کے چھپنے کے لئے بڑی بڑی فصلیں نہ ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض جھاڑیوں میں غیر موسم میں بھی بٹیر پائے جاتے ہیں۔ بہرحال یہ امر مسلم ہے کہ بٹیر ایک مخصوص موسم ہی میں ملتے ہیں اور دوسرے موسم میں غائب ہو جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے اردو میں "فصلی بٹیر" کے مجازی معنی ایسے آدمی کے ہیں جو مستقل طور پر کسی کام نہ کرے۔

بٹیروں کو جالوں سے پکڑتے ہیں۔ بندوق سے اس کا شکار نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ یہ چھرّہ سے ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے۔ گیہوں کے کھیت کے ایک کونے پر اوپر اور پہلوؤں پر جال بچھا دیتے ہیں اور ایک لمبی رسّی جسے شنگ کہتے ہیں لیکر دوسرے سرے سے آر پار پھرانا شروع کر دیتے ہیں۔ اس آواز سے بٹیر آگے آگے بھاگنے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ جال والے سرے پر پہنچ کر باہر نکل کر اُڑنے کی کوشش میں جال میں پھنس جاتے ہیں۔ شکاری ان کو پنجروں میں بند کر لیتے ہیں۔ اور بازار میں بیچ دیتے ہیں بٹیروں کو مرکزی کھیت میں لانے کے لئے بلارے استعمال کئے جاتے ہیں۔ یہ بلارے پرانے بٹیر ہوتے ہیں اور جب صبح کے وقت جنگل کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا ان پلے ہوئے نر بٹیروں کو لگتی ہے تو یہ زور زور سے بولنا شروع کر دیتے ہیں۔ ان کی یہ آواز تیتر کی آواز کے مشابہ ہوتی ہے۔ جب جنگل کی مادہ بٹیریں یہ آواز سنتی ہیں۔ تو وہ بھی اُسی کھیت میں آکر چگنے لگتی ہیں جہاں سے بٹیروں کی آواز آتی ہے۔ اگر بلارے موجود نہ ہوں تو ایک قسم کی کامچی سے یہ کام لیا جاتا ہے۔ یہ کامچی ایک چوبی چمچہ سا ہوتا ہے جس پر چمڑا منڈھا ہوتا ہے۔ اس چمڑے کو پیچھے پر کس کر ناخنوں سے بجاتے ہیں تو بالکل بلارے کی سی آواز نکلتی ہے۔

جو لوگ بٹیر پالنے کے شوقین ہیں وہ اس بارے میں بہت انتظام کرتے ہیں۔ ان کو بند پنجروں میں رکھتے ہیں اور باقاعدہ دانہ اور پانی دیتے ہیں۔ اس طرح سے بٹیر لڑنے کے قابل ہو جاتے ہیں اور ان کی لڑائی پر بڑی بڑی شرطیں لگائی جاتی ہیں۔ اس قسم کے لڑنے والے بٹیر بڑی بڑی قیمتیں پاتے ہیں چنانچہ ایک دفعہ ایک خاندانی نواب نے اپنا موٹر دے کر ایک بٹیر حاصل کیا تھا۔

جو لوگ بٹیر پالنے کے شوقین ہیں ان کو بٹیر باز کہتے ہیں اور یہ کلمہ حقارت خیال کیا جاتا ہے۔ کیونکہ بٹیر بازی بازاری کاہل اور عیاش لوگوں

کا مشغلہ ہے اور جوئے کی طرح اس سے بنی نوع انسان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ بٹیر بازی سابق صوبہ سرحد اور علاقہ چھچھ ضلع کیمبل پور میں بہت عام ہے۔ ہر فرد و بشر، امیر و غریب۔ عالم و جاہل کے ہاتھ میں بٹیر یا بٹیر کا پنجرہ نظر آئے گا۔ یہاں تک کہ کسی وقت طالب علم بھی ہاتھ میں بٹیر رکھتے تھے۔ اس کھیل کا رواج رفتہ رفتہ کم ہو رہا ہے۔

**بجٹ** (دیکھو میزانیہ)

**• بجڑا (پرندہ)** (Amdarat) اس کا انگریزی نام "ایمڈ ارٹ" ہے اس نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ابتداء میں اسے بعدرت کے صوبہ گجرات کے شہر احمد آباد سے یورپ میں برآمد کیا گیا تھا اور اس کی مناسبت سے "ایمڈارٹ" کہلایا۔ یہ بئے کی قسم کا دندانہ منقار پرندہ ہوتا ہے لیکن اس سے چھوٹا اور رنگ میں قرمزی سا ہوتا ہے جس پر سفید چتّے ہوتے ہیں۔ لوگ اسے شوق سے پنجروں میں پالتے ہیں۔ پاکستانی بجڑا مٹیالے رنگ کا ہوتا ہے۔ اسے بھی پالا جاتا ہے - اور طرح طرح کے کرتب سکھائے جاتے ہیں۔ مثلاً توپ چلانا، چیٹھی لے جانا۔ لڑھکنا اور قلابازیاں کھانا وغیرہ۔ پاکستانی بازاروں میں چڑیمار اس کے کرتب دکھا کر روزی کماتے ہیں۔ جنگلی بجڑا نہایت خوبصورت گھونسلہ بنتا ہے۔ جسے دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے۔

**• بجلی** (Lightning) عمل تبخیر اور دوسری وجوہ کی بناء پر بادلوں میں بجلی پیدا ہو جاتی ہے۔ جب یہ بجلی تیزی سے کسی دوسرے بادل یا زمین میں منتقل ہوتی ہے تو تیز چمک اور کڑک پیدا ہوتی ہے۔ اس کی زد میں کوئی درخت، عمارات یا انسان آ جائے تو بجلی اسے ہلاک کر دے گی۔ اس سے بچنے

مکانوں کو بجلی کے اثر سے محفوظ رکھنے کے لئے تانبے کی ایک موٹی پتری اوپر سے دیوار کے کنارے کنارے لا کر زمین میں دفن کر دی جاتی ہے۔ اوپر والا سرا نوکدار ہوتا ہے۔ اگر مکان پر بجلی گرے گی تو برقی رو اس دھات کی پتری کے ذریعہ زمین میں حفاظت سے منتقل ہو جائے گی اور عمارت کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ اس پتری کو کنڈکٹر (Conductor) کہتے ہیں۔ عربی میں بجلی کو صاعقہ کہتے ہیں اور یہ اس بجلی سے مختلف ہوتی ہے جو مکانوں وغیرہ میں روشنی کی خاطر جلائی جاتی ہے۔

**بجلی کی آنکھ۔**

(دیکھو برقی آنکھ)

**• بجلی کی روشنی** (Electric Light) یہ وہ روشنی ہے جو برقی قوت کے ذریعے کی جاتی ہے۔ اس کی ابتدائی اقسام تین ہیں:—

(۱) آرک لائٹ (Arc Light) یعنی قوسی روشنی۔ یہ روشنی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب بجلی کی ایک بہت تیز رو کوئلے کی دو سلاخوں میں سے گزاری جائے۔ کوئلے یعنی کاربن کی دو سلاخیں ملا کر ان میں بجلی کی تیز رو گزاری جاتی ہے۔ اس کے بعد ان کے اندرونی سرے قدرے فاصلے پر کر دیئے جاتے ہیں۔ اس طرح کہ ان کے درمیانی خلا میں باقی رو جاری رہتی ہے لیکن یہ خلا یا فاصلہ رو کے بہاؤ میں اس قدر رکاوٹ پیدا کرتا ہے کہ رو پوری طرح نہیں گزر سکتی اور اپنی قوت کو کوئلے کے ابھاروں اور درمیانی خلا میں تیز روشنی پیدا کرنے میں صرف کر دیتی ہے۔ اس قسم کے لیمپ کا نزدیک سے ملاحظہ کیا جائے تو شعلہ میں کوئلے کے باریک ذرات ایک سرے سے دوسرے سرے تک رو کے بہاؤ میں چلتے صاف نظر آتے ہیں۔ یہ برقی قوس یا آرک کہلاتی ہے اور اسی مناسبت سے روشنی کو بھی قوسی روشنی یا آرک لائٹ کہتے ہیں۔ یہ روشنی بے حد تیز ہوتی ہے اور طلسمی فانوس یا سینما میں کام میں لائی جاتی ہے۔ یہ بجلی کی صرف اس رو سے وجود میں آ سکتی ہے جس کو ڈائرکٹ کرنٹ Direct

Current یعنی "راست رَو" کہتے ہیں۔

(۲) برقی روشنی کی دوسری قسم شعلہ دار روشنی ہے۔ جس کو باریک تاروں کی روشنی یا انگریزی میں (Incandescent Light) کہتے ہیں۔ یہ روشنی کسی برقی رَو کو باریک تار میں سے گزارنے سے حاصل ہوتی ہے۔ برقی رَو در اصل عنصر موٹے تار میں سے گزرتی ہے جس میں اس کے بہاؤ کو کوئی رکاوٹ پیش نہیں آتی لیکن قمقمے کے اندر نہایت باریک تاریں لگا دی جاتی ہیں اور جب رَو ان میں سے پوری طرح نہیں گزر سکتی تو اپنا زور باریک تار کو سرخ اور روشن کرنے میں صرف کر دیتی ہے۔ قمقمے کے اندر سے ہوا خارج ہوتی ہے ورنہ حرارت کی تیزی سے کیمیاوی عمل شروع ہو کر دھات کا آکسائیڈ (Oxide) بن جائے اور اس طرح تار جل کر بھسم ہو جائے۔

(۳) تیسری قسم کی برقی روشنی وہ ہے جس کو فلورا سینٹ لائٹ (Fluorescent Light) کہتے ہیں۔ اس روشنی میں قمقمے کے خلا میں کوئی ایک گیس یا دیگر عنصر بھر دیئے جاتے ہیں جن کے ساتھ کیمیاوی عمل نہیں ہوتا۔ لیکن ان کے ذرات زیادہ چمک پیدا کر دیتے ہیں۔ "نیاعن لائٹ" میں نیاعن نامی ایک گیس قمقمی خلا میں بھر دی جاتی ہے۔ یا ہیلیم گیس۔ یہ سرد روشنیاں لمبی لمبی ٹیوبوں یا ڈنڈوں کی صورت میں بازاروں میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ مرکری لائٹ میں پارے کے بخارات بھر دیئے جاتے ہیں اور سوڈیم لائٹ (Sodium Light) میں سوڈیم کے بخارات۔ یہ روشنیاں بہت قیمتی ہوتی ہیں اور عموماً سرکاری طور پر بازاروں اور ریلوے اسٹیشنوں پر لگائی جاتی ہیں۔

**بجلی کی گھنٹی** (دیکھو برقی گھنٹی)

**بجلی گھر** (Electric Power House) بجلی گھر میں بجلی پیدا کرنے والے انجن اور پیدا شدہ بجلی کو محفوظ رکھنے والی مشینیں ہوتی ہیں۔ ڈائنمو (Dynamo) سے برقی قوت حاصل کرنے کے لئے اس کو گھمانے کے لئے بھاپ، پٹرول، گیس یا پانی کی قوت سے کام لیا جاتا ہے۔ موجودہ زمانے میں بجلی پیدا کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ وہ بڑے بڑے پن چرخاب ہیں جنہیں پانی کے ذریعہ چلایا جاتا ہے۔ یہ انجن اس پن چکی کی طرح ہوتا ہے جس میں بڑے بڑے پنکھے لگے ہوتے ہیں۔ پانی کی زوردار دھار جب ان بڑے بڑے پنکھوں سے ٹکراتی ہے تو چکر جس پر یہ پنکھے لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ تیزی سے گھومنے لگتا ہے۔ چرخاب کی یہ گردش مختلف صورتوں سے جنریٹر (Generator) یا برقی قوت پیدا کرنے والی موٹروں پر منتقل کی جاتی ہے۔ اور اس طرح برقی قوت پیدا ہوتی ہے۔ برقی جنریٹر ہمیشہ آلٹرنیٹنگ (Alternating) کی قوت پیدا کرتے ہیں۔ ان میں ایک ایسا ساکن پرزہ ہوتا ہے جس کی مدد سے ضرورت کے مطابق پیدا ہونے والی برقی قوت میں اضافہ اور کمی کی جا سکتی ہے۔ یہ عمل برقی قوت کے انتقال کے سلسلے میں نہایت فائدہ مند ثابت ہوا ہے۔ کنٹرول اور وقت کی پابندی بجلی گھر کے سب سے اہم مسائل ہیں جن کے لئے کنٹرول روم (Control Room) بنے ہوتے ہیں۔

**بجو۔** لدھر یا سیل (Seal) کی قسم کا ایک گوشت خور جانور۔ یہ جانور بلوں میں رہتا ہے اور دودھ پلانے والے جانوروں میں سے ہے۔ زمین کو کھود کر جڑیں اور کرم تلاش کر کے کھاتا ہے۔ لیکن بعض دفعہ چوہوں اور خرگوش تک کو ہضم کر جاتا ہے۔ ہندو پاکستان میں عام ہے لیکن چونکہ ہمیشہ رات کو باہر نکلتا ہے اس لئے عام لوگ اس سے آشنا نہیں۔ اس کے بال بہت نرم ہوتے ہیں اور ان سے بنے ہوئے دانتوں کے برش بہت گراں قیمت پر بکتے ہیں۔ ان کو بیجر ٹوتھ برش (Badger Tooth Brush) یعنی بیجر کے بالوں سے بنے ہوئے دانتوں کے برش کہتے ہیں۔ بیجر انگریزی میں بجو کا ہی نام ہے۔

**بچاؤ کی کشتی** (Life Boat) یہ کشتی ایک خاص طرز کی ہوتی ہے اور حادثات کے وقت لوگوں کی جان بچانے میں استعمال کی جاتی ہے۔ اس قسم کی کشتی کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ اگر اس پر زیادہ بوجھ لاد دیا جائے تو یہ نہیں ڈوبتی اور اگر الٹ بھی جائے تو خود بخود سیدھی ہو جاتی ہے۔ اس قسم کی کشتیاں جہازوں کے ساتھ ساتھ ساحلی اور بندرگاہوں پر بھی رکھی

جاتی ہیں اور بچاؤ کا محکمہ اسی طرح ہر وقت تیار رہتا ہے۔ جس طرح کہ آگ بجھانے والا دستہ۔ ان کے دفتر میں بے تار برقی کے پیغام کا آلہ بھی لگا ہوتا ہے۔ اور اسی قسم کا ٹیلیفون (Telephone) بھی۔ جب کسی جہاز سے خطرے کا پیغام پہنچے تو تمام سٹیشنوں سے جہاں یہ پیغام پہنچا ہے۔ مدد روانہ ہو جاتی ہے۔ اور موقعہ پر پہنچ کر انسانی جانیں بچانے میں لگ جاتی ہے۔ مقامی طور پر بندرگاہ کے ارد گرد جو چھوٹی کشتیاں پھرتی ہیں ان کو بھی خطرے کے وقت مل سکتی ہیں اور اس کام کے لئے بچاؤ کے دستے جا بجا سمندر میں گھومتے رہتے ہیں۔ بندرگاہ کراچی پر بھی بچاؤ کے دستے متعین ہیں۔ یہ سب قسم کے جہازوں کو بچانے میں مدد کرتے ہیں اور ان کی حیثیت بین الاقوامی ہوتی ہے۔
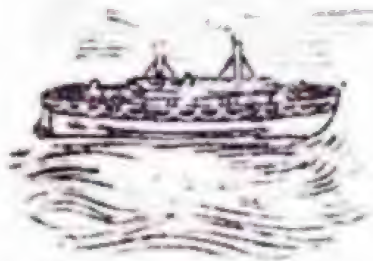
## بچوں کا فالج (Children's Paralysis)

بچوں میں یہ ایک شدید دماغی اور نخاعی مرض ہے جس میں جراثیم کے زہریلے مادے دماغ اور حرام مغز کے خاکستری حصہ میں ورم پیدا کر دیتے ہیں۔ مرض کے شروع میں اس کی سب سے بڑی علامت تپ کی شکل میں ہوتی ہے۔ اس مرض کا پیدا کرنے والا ایک نہایت نازک جرثومہ ہے جو پہلے ناک اور گلے اور اعضائے تنفس میں جاگزین ہوتا ہے اور ناک کے راستے دماغ تک پہنچ جاتا ہے حرام مغز و دماغ کے مقدم اور مؤخر حصے میں علیحدہ علیحدہ اور کبھی ایک ساتھ متورم ہو کر اختلال کا سبب ہوتا ہے۔ مرض کا مرکز اگر نخاع میں ہو تو پھر عضلات کمزور ہو کر سوکھ جاتے ہیں۔ مقدم دماغ کا خاکستری حصہ متورم ہو جائے تو ادھ رنگ یعنی نصف جسم کا فالج لاحق ہو جاتا ہے۔

بعض اوقات بچہ رات کو بھلا چنگا سوتا ہے مگر صبح کو بیدار ہوتا ہے تو فالج میں مبتلا پایا جاتا ہے۔ فالج کبھی ایک جانب اور کبھی دونوں جانب ہوتا ہے مگر عام طور پر زیریں حصوں میں ہوتا ہے۔ کبھی دونوں بازو اور دونوں ٹانگیں متاثر ہو جاتی ہیں۔

## بچوں کا مرض (Children's Comolaints

### خناق (Ordenoids)

ناک کی پشت پر حلق کے غدودوں کے قریب کچھ خناق پیدا ہو جاتے ہیں جوانوں سے زیادہ بچوں کو یہ شکایت ہوتی ہے۔ لیکن تندرست اور کمزور بچے دونوں بجائے اس سے تکلیف اٹھاتے ہیں۔ یہ ابھار سانس کی نالیوں میں مداخلت کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچوں کی قوت زائل ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ وہ خراب طریقے سے بولتے ہیں اور مدرسے میں پھسڈی بچوں میں شامل ہو جاتے ہیں حالانکہ اس میں ان کی اپنی خطا کچھ نہیں ہوتی۔ ماں باپ کو کسی اچھے ڈاکٹر سے مشورہ کرنا چاہیئے اگر عمل جراحی کی ضرورت ہو تو موسم بہار یا گرما میں اس کا انتظام کرنا چاہیئے۔

## بچوں کے تشنجی دورے (Convulsions)

بچوں کو جب اس قسم کے دورے پڑتے ہیں تو وہ بے ہوش ہو جاتے ہیں ان کا چہرہ یکایک نیلا پڑ جاتا ہے۔ بدن سخت ہو جاتا ہے اور سارا جسم پھڑکنے لگتا ہے۔ ایسی حالت میں بچے کو گردن تک گرم پانی میں رکھنا چاہیئے حتیٰ کہ پانچ منٹ تک وہیں پڑا رہے۔ اس کے سر اور منہ پر ٹھنڈا پانی چھڑکنا چاہیئے۔ اگر حملے بار بار ہوں تو فوراً ڈاکٹر کو بلانا چاہیئے۔ اس لئے کہ بعض ادویہ ایسی ہیں جو اس قسم کے حملوں کی روک تھام میں مؤثر ثابت ہوتی ہیں۔

## بچوں کی عدالت (Minor's Court)

وہ عدالت جو کم عمر اور نابالغ ملزمین کے مقدمات سنتی اور فیصلے دیتی ہے "بچوں کی عدالت" کہلاتی ہے۔ بہت سے ممالک میں ایسی عدالتیں قائم ہیں جو ۱۶ سال سے کم عمر کے ملزمین کے مقدموں کا فیصلہ کرتی ہیں۔ مگر کہیں کہیں ۱۸ سال کی عمر تک کے ملزمین بچوں کی عدالتوں میں پیش کئے جاتے ہیں کیلیفورنیا میں اکیس سال تک کی عمر کے ملزم بچوں کی عدالت کے روبرو پیش ہونے کا حق رکھتے ہیں۔ لیکن عام طور پر بھاری جرائم کا ارتکاب کرنے والے نابالغ مجرم

فوجداری عدالتوں ہی میں پیش ہوتے ہیں۔

بچوں کی عدالتوں کا طریق کار دوسری عدالتوں کے طریق کار سے بہت مختلف ہوتا ہے۔ ایسی عدالت میں پیش ہونے والے کم عمر ملزم کو قصوروار سے زیادہ مستحق امداد شخص سمجھا جاتا ہے۔ اور سزا کی بجائے اُس کی اپنی تربیت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ مقدمے کی اس طرح شنوائی نہیں ہوتی جس طرح عام عدالتوں میں رواج ہے بلکہ ذاتی نشستوں میں اس پر غور کیا جاتا ہے۔ البتہ بچے کے والدین یا اگر کوئی دوسرا متعلقہ شخص مطالبہ کرے تو اسے باقاعدہ مقدمے کی صورت بھی دی جاسکتی ہے۔

## بچھو (Scorpion)

حشرات الارض میں سے ایک کیڑا جو گرم ممالک اور ریگستانوں میں پایا جاتا ہے۔ پاکستان میں اور بالخصوص پشاور میں بہت عام ہے۔ بچھو کے تین جوڑی پیر اور ایک جوڑی آہنی شکل کے پنجے ہوتے ہیں۔ جسم لانبا ہوتا ہے اور دُم بل کھا کر جسم کے اوپر آ بھی ہوتی ہے جس میں زہریلا ڈنک ہوتا ہے۔ بڑے بچھو کے ڈنک سے خطرناک پھوڑا پیدا ہوتا ہے۔ بچھو کے ڈسنے سے شدید درد ہوتا ہے اور جہاں ڈنک چلائے وہ جگہ نیلی ہوجاتی ہے۔

## بچے

عموماً کم عمر (سات آٹھ برس تک کے) لڑکے اور لڑکیوں کو بچے کہا جاتا ہے۔ اس میں صنف کی کوئی قید نہیں ہوتی۔ بچوں کا یہ زمانہ بڑی اہمیت کا ہوتا ہے۔ اور اسی میں اُن کی صحیح تربیت اور نشوونما ہوتی ہے۔

## بچے کا وزن (Baby's Weight)

بچے کا وزن ولادت کے وقت اوسطاً ۷ پونڈ ہوتا ہے۔ لیکن بعض اوقات نئے پیدا ہونے والے بچے دس سے بارہ پونڈ وزن تک کے ہوتے ہیں۔ بالعموم وزن بچے کی صحت کا مظہر ہوتا ہے۔ لیکن اگر کوئی بچہ بوقت ولادت تین چار پونڈ وزن بھی رکھتا ہو تو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ مناسب توجہ اور نگرانی سے اُسے تندرست اور فربہ بنایا جاسکتا ہے۔

پیدائش کے چند روز بعد وزن میں کسی قدر کمی ناگزیر ہے۔ لیکن بچہ ایک ہفتے کا ہوجائے تو اُس کا وزن اتنا ہی ہونا چاہیے جتنا کہ پیدائش کے وقت تھا۔ مندرجہ ذیل نقشے سے یہ ظاہر ہوگا کہ شیرخوار بچے کا وزن اور قد ایک سال تک اوسطاً کس قدر ہونا چاہیے:-

| عمر | وزن | قد |
|---|---|---|
| پیدائش | ۷ سے ۷½ پونڈ | ۱۹¾ |
| ۱ ماہ | ۷¾ ،، | ۲۰½ ،، |
| ۲ ،، | ۹½ ،، | ۲۱ ،، |
| ۳ ،، | ۱۱ ،، | ۲۲ ،، |
| ۴ ،، | ۱۲½ ،، | ۲۳ ،، |
| ۵ ،، | ۱۴ ،، | ۲۳½ ،، |
| ۶ ،، | ۱۵ ،، | ۲۴ ،، |
| ۷ ،، | ۱۶ ،، | ۲۴½ ،، |
| ۸ ،، | ۱۷ ،، | ۲۵ ،، |
| ۹ ،، | ۱۸ ،، | ۲۵½ ،، |
| ۱۰ ،، | ۱۹ ،، | ۲۶ ،، |
| ۱۱ ،، | ۲۰ ،، | ۲۶½ ،، |
| ۱۲ ،، | ۲۱ ،، | ۲۷ ،، |

## بحالیات (آباد کاری کا محکمہ) (Rehabilitation Department)

بحالیات کا محکمہ تقسیم کے بعد سے وجود میں آیا۔ یہ محکمہ دو شعبوں پر مشتمل ہوتا ہے (۱) شعبہ کسٹوڈین (محافظ جائداد) (۲) شعبہ آباد کاری۔ شعبہ کسٹوڈین کے ذمہ غیر مسلموں کی متروکہ جائداد کی دیکھ بھال۔ کرایوں کی وصولی۔ انتظام اور مرمت وغیرہ کا کام ہوتا ہے۔ سب سے بڑا افسر کسٹوڈین جنرل کہلاتا ہے۔ جس کے ماتحت ڈپٹی کسٹوڈین اور اڈیشنل کسٹوڈین جنرل ہوتے ہیں اور ہر ضلع میں ڈپٹی کسٹوڈین اور اس کے ماتحت اسسٹنٹ کسٹوڈین ہوتے ہیں۔

شعبہ آباد کاری کا کام قصبوں اور دیہات میں

مہاجرین کو مکانات زمینیں الاٹ کرنا اور غیر مسلموں کے کارخانے وغیرہ ان کی تحویل میں دینا ہے۔

اس شعبہ کا سب سے بڑا افسر کمشنر بحالیات، Rehabilitation Commissioner ہوتا ہے ضلع کے سب سے بڑے افسر کو ڈپٹی کمشنر بحالیات کہتے ہیں۔ جس کے ماتحت اسسٹنٹ کمشنر بحالیات اور انسپکٹر ہوتے ہیں۔

اس محکمہ کا کام مرکزی اور صوبائی دونوں حکومتوں کے ذریعہ انجام پاتا ہے لیکن زیادہ تر مرکزی حکومت کے اخراجات سے چلتا ہے۔ اس محکمہ میں بھی کسی ماتحت افسر کے فیصلے کی نظرِ ثانی اور اپیل اس سے اعلیٰ افسر کے پاس ہو سکتی ہے۔

**بحر** (Ocean) اندازہ لگایا گیا ہے کہ کرۂ ارضی کا ۷۲ فی صدی حصّہ پانی میں ڈوبا ہوا ہے۔ یہ پانی بحروں یا سمندروں پر مشتمل ہے۔ اور خشکی کے مختلف علاقوں کو برِاعظموں کی شکل میں ایک دوسرے سے جدا کرتا ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے بحر سات ہیں (۱) بحر الکاہل شمالی و جنوبی، (۲) بحر اوقیانوس شمالی و جنوبی، (۵) بحرِ ہند اور (۶) بحرِ قطب شمالی و جنوبی (یا منجمد شمالی و جنوبی)

**بحر الکاہل، شمالی و جنوبی** (Pacific Ocean) دنیا کا سب سے بڑا سمندر ہے اور اس کا بیشتر حصّہ بوجہ آبی سکون کے جہاز رانی کے قابل ہے اسی لئے اسے کاہل یعنی سُست رَو کہتے ہیں۔ اس کا رقبہ ۶ کروڑ پچاس لاکھ مربع میل ہے۔ زیادہ سے زیادہ گہرائی ۳۲۰۰۰ فٹ اور اوسط ۲¾ میل ہے، سب سمندروں سے گہرا ہے۔
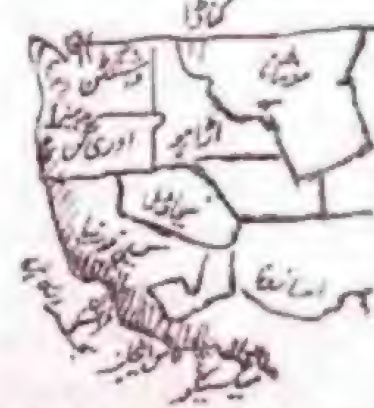
یہ شمال سے جنوب کی طرف قوس کی طرح پھیلا ہوا ہے۔ اس میں بے شمار جزیرے ہیں جن میں بعض آتش فشاں ہیں۔ اور بعض میں موتی پائے جاتے ہیں۔

اس کے دونوں ساحلوں کے ساتھ ساتھ سامن اور جھینگا مچھلی کی شکارگاہیں ہیں آسٹریلیا کے قریب گرم پانی کی تمین گاہ ہے۔ جزائر ملایا اور میکسیکو میں نمک ملتا ہے۔

اس کے دو طرفہ برِاعظم ایک دوسرے سے بہت دُور ہیں۔ اس لئے زیادہ تر جہاز رانی ساحل کے ساتھ ساتھ ہوتی ہے۔

بحر الکاہل اقتصادی لحاظ سے زیادہ مفید نہیں۔ اس کی مشہور بندرگاہیں شنگھائی، یوکوہاما، ولاڈی واسٹک، اوساکا، سان فرانسسکو، یانا ما، گوئٹے کومل، سنگاپور، ہانگ کانگ، موبرٹ، اور بٹاویا ہیں۔

اس کا ساحل جاپان کے جنوبی حصّہ کے ساتھ ساتھ مشرق کی طرف نیوزیلینڈ، مارشل، ٹانگا اور کرمارک جزیروں کے علاوہ ایشیا اور آسٹریلیا کے دائیں طرف واقع ہے۔ اور بائیں طرف جنوبی اور وسطی امریکہ سے ملا ہُوا ہے۔ زیادہ تر یہ ایشیا اور امریکہ کے درمیان واقع ہے۔

**بحر اوقیانوس، شمالی و جنوبی** (Atlantic Ocean) اس کی لمبائی تقریباً ۹ ہزار میل اور رقبہ ۳۲۰۰۰۰۰ مربع میل ہے۔ بحرِ اوقیانوس دنیا کا دوسرا بڑا سمندر ہے۔ مغرب میں ساحل امریکہ اور مشرق میں افریقہ اور یورپ کے ساحل تک پھیلا ہُوا ہے۔ بحرِ اوقیانوس دنیا کے تمام سمندروں سے زیادہ اہم ہے اس لئے کہ اس میں جہاز رانی کے وسائل بہت زیادہ ہیں

اس کے اور اس کے ذیلی سمندروں کے کنارے دنیا کی بڑی بڑی بندرگاہیں واقع ہیں جو تجارتی راستوں کے ذریعہ ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہیں۔ اس میں اتنے بڑے بڑے دریا آ کر گرتے ہیں کہ دنیا کے دریاؤں کے پانی کی نصف مقدار کے برابر پانی اس میں بہہ کر آتا ہے۔ اس کی گہرائی دو اور تین میل کے درمیان ہے لیکن پورٹو ریکو کے قریب ۳۶۰۲۷ فٹ یعنی پانچ میل سے زیادہ گہرا ہے۔ اوقیانوس میں کھائی جانے والی مچھلیاں بڑی کثرت سے ہیں۔ وہیل مچھلی بھی یہاں

افراط سے ملتی ہے۔
اوقیانوس میں بہت سی گرم اور سرد پانی کی رَو میں چلتی ہیں جو دُنیا کے مختلف حصّوں کی آب و ہوا پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

**بحرِ منجمد جنوبی** (South Antarctic Ocean) یہ نام سمندر کے اُس حصّہ کو دیا جاتا ہے جو خطّۂ قطب جنوبی کو اپنے حلقہ میں لئے ہوئے ہے۔ یہ در اصل بحرِ اوقیانوس، بحرالکاہل اور بحرِ ہند کے وہ حصّے ہیں جو اس خطّے سے قریب تر ہیں۔ اس کے اندر بحیرۂ راس، ویڈل اور بلنگ ہاسن بھی شامل ہیں۔ باوجودیکہ اس کی حرارت کبھی چالیس ڈگری فارن ہائیٹ سے زیادہ نہیں ہوتی اس میں مچھلیاں بڑی کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ اور وہیل نام کی مچھلیاں بھی بہت ہوتی ہیں۔ جاڑوں میں اس کا پانی منجمد رہتا ہے۔ گرمیوں میں بھی برف کی چٹانیں بیشتر ساحلوں سے لگی رہتی ہیں۔ اس میں چند جزیرے ہیں لیکن زیادہ مشہور وہ ہیں جو جنوبی امریکہ سے متصل ہیں۔ اقتصادی لحاظ سے یہ سمندر کچھ اتنا اہم نہیں ہے۔

**بحرِ منجمد شمالی** (North Antarctic Ocean) یوریشیا اور شمالی امریکہ کے شمالی ساحل سے گھرا ہوا ہے اور آبنائے بیرنگ کے ذریعے بحرالکاہل سے ملتا ہے۔ اس کی زیادہ سے زیادہ گہرائی تیرہ ہزار دو سو فٹ ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس کا حجم بحرالکاہل کے حجم کا بیسواں حصّہ ہے۔
بحرِ منجمد شمالی کے ساحل زیادہ تر برف سے ڈھکے رہتے ہیں اس کے علاوہ غیر آباد اور غیر ترقی یافتہ ہیں تاہم چند بندرگاہیں ایسی ہیں جہاں کچھ تجارتی رونق دکھائی دیتی ہے۔ بحرِ منجمد شمالی کے مشہور جانور وَالرس، وال، سیل اور آبی پرندے ہیں۔

**بحرِ ہند** (Indian Ocean) اس کے مغرب میں افریقہ اور مشرق میں آسٹریلیا اور جاوا سماٹرا ہیں۔ شمال میں بحیرۂ عرب اور خلیج بنگالہ اور جنوب میں قطب جنوبی کے سمندر ہیں۔ اس کا رقبہ تقریباً پونے تین کروڑ مربع میل ہے۔ جاوا کے جنوبی ساحل کے قریب اس کی گہرائی ۲۴ ہزار فٹ کے قریب ہے۔ اس میں "مون سون" یا موسمی اور تجارتی ہوائیں بڑی باقاعدگی سے چلتی ہیں۔ اپریل سے اکتوبر تک ان کا رُخ شمال کی طرف اور اکتوبر سے اپریل تک جنوب کی طرف رہتا ہے۔ اس میں مالدیو، مڈغاسکر اور لنکا کے بڑے بڑے جزیرے ہیں۔
اقتصادی اور تجارتی لحاظ سے یہ سمندر بڑا اہم ہے اور چونکہ یہ سرزمین ہند کو بھی محیط کئے ہوئے ہے اس لئے اسے بحرِ ہند کا نام دیا گیا ہے۔

**بحری بچھڑا** (Seal) سیل۔ سگ ماہی۔ گوشت خور اور دودھ دینے والے جانوروں کا دریائی گروہ۔ ہزاروں لاکھوں برس سے پانی میں رہنے کی وجہ سے بحری بچھڑے کے ہاتھ پیر پانی چھپنے کی پتوار کی طرح بن گئے ہیں جن سے تیرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ یہ جانور ساحل پر آکر کبھی کبھی بچے جنتا ہے۔ اس کے پچھلے پیر دُم سے جُڑے ہوتے ہیں لیکن بحری بچھڑے کی ایک قسم جسے "سی لائن" (Sea Lion) کہتے ہیں خشکی پر چلنے کے لئے اپنے پچھلے پیروں کو دُم کی مخالف سمت میں آگے کی طرف موڑ سکتا ہے۔
کچھ بحری بچھڑوں کی جلد پر نرم ریشمین رواں ہوتا ہے۔ جو بطور سمور یا پوستین کے استعمال ہوتا ہے۔ بحرِ منجمد شمالی کے بحری بچھڑوں کے لمبے لمبے دانت ہاتھی کے دانتوں کی طرح ہوتے ہیں جن کی مدد سے یہ سمندر کی تہ سے مچھلیاں پکڑتا ہے۔

**بحری بیڑا** (Fleet) سمندری جہازوں کے قافلے کو بحری بیڑا کہتے ہیں۔ بحری بیڑا تجارتی جہازوں پر بھی مشتمل ہو سکتا ہے۔ لیکن عام طور پر یہ اصطلاح جنگی جہازوں کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔

**بحری تار** (Cable) وائرلیس کی ایجاد کے باوجود دنیا کے مختلف اہم ممالک اور مقامات کے درمیان پیغام رسانی کا سب سے بڑا ذریعہ وہ تاریں ہیں جو سمندروں میں بچھے ہوئے ہیں اور پیغام رسانی کا وسیلہ ہیں۔ اور جس طرح خشکی پر برقی تار چلتے ہیں اسی طرح سمندر میں بحری تار Cable کام کرتے ہیں۔

بری اور بحری تلغرافی میں بہت فرق ہے۔ پانی موصل برق ہے۔ اس لئے جب تک تار پر کوئی غیر موصل مسالہ لگا کر اسے محفوظ نہ کر دیا جائے۔ سمندری تاریں پیغام رسانی کا کام نہیں دے سکتیں۔ تلغراف کی ایجاد کے کچھ عرصہ بعد ولیم منٹگمری (William Montgomery) نے گٹا پرچا (Gutta-percha) کے استعمال سے تاروں کو غیر موصل برق بنانے میں کامیابی حاصل کی اور بحری تاروں کا استعمال عام ہو گیا۔ گٹا پرچا ایک مادہ ہے جو ملک ملایا کے بعض درختوں سے ملتی ہے۔ بحری تاروں کے لئے مضبوط اور دیرپا ہونا بھی لازمی ہے تاکہ وہ سمندری چٹانوں، جہازوں کے لنگروں اور سمندری جانوروں کے حملے کو برداشت کر سکیں۔ آج کل کی بحری تاریں چھ سات تانبے کی تاروں کا مجموعہ ہوتی ہیں جنہیں گٹا پرچا اور دوسرے محفوظ رکھنے والے خول چڑھا کر مضبوط کر دیا جاتا ہے۔

سن ۱۸۴۳ء میں پہلی دفعہ انگریزوں نے سمندری تاروں کا تجربہ شروع کیا۔ سن ۱۸۵۱ء میں ڈوور (Dover) اور کیلے (Calais) کے درمیان سمندری تار بچھائے گئے۔ اور چند سال بعد انگلستان اور یورپ کے کئی ایک اہم مقامات کے درمیان بحری تاروں کا سلسلہ قائم ہو گیا۔ یہاں تک کہ آج کل دنیا کے ہر حصے میں بحری تاروں کے ذریعے پیغام رسانی کا کام انجام پا رہا ہے۔

**بحری جہازوں کے قواعد۔** بحری جہازوں کے قواعد پیچیدہ اور بین الاقوامی حیثیت رکھتے ہیں مثلاً ملکی حکومت کا اقتدار ساحل سمندر سے تین میل تک ہوتا ہے۔ جہاز کے کپتان کو جہاز کے اندر کل اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ دو جہاز آتے جاتے ایک دوسرے کے قریب سے گزر رہے ہوں تو دونوں اپنے اپنے جھنڈے بلند کر دیتے ہیں۔ اس کا مقصد ایک دوسرے کا خیر مقدم اور ملکی تشخیص کرنا ہوتا ہے۔ جب جہاز کا رہبر (Pilot) کسی جہاز کا انچارج بنا دیا جائے تو اس کا حکم جہاز کے کپتان پر بھی عائد ہوتا ہے۔ بندرگاہ سے باہر جانے والا جہاز بندر کے حکام سے پہلے "سند صحت" حاصل کر لیتا ہے۔ کسٹم کے افسروں کو بھی اس بات کا اختیار ہوتا ہے کہ وہ خلاف قانون درآمد کردہ اشیاء پر قبضہ کر لیں اور ان اشخاص کو بھی گرفتار کر لیں جو کسٹم ڈیوٹی سے بچنے کے لئے خلاف قانون اشیاء کو درآمد کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جہاز کا کپتان جہاز پر مردے کی رسم تعزیت ادا کر سکتا ہے۔ جوڑے کی شادی کرا سکتا ہے اور قانون شکنی کے وقت گرفتاریاں بھی کر سکتا ہے۔

**بحری ڈاکو** (Buccaneer) یہ ہسپانوی لفظ (Boucan) سے مشتق ہے جس کے معانی ہیں "سکھایا ہوا گوشت" جسے بحری قزاق اپنی مہمات کے دوران میں اپنے پاس بطور خوراک رکھتے تھے۔ اس اصطلاح کا رواج اس وقت ہوا جب کہ سولھویں اور سترھویں صدی کے درمیان ہسپانیہ کو جنوبی امریکہ پر تسلط حاصل تھا۔ ہسپانیہ جنوبی امریکہ کے ممالک سے بلا شرکت غیرے تجارت کرتا تھا۔ مگر یہ بات انگریزوں اور فرانسیسیوں کو گوارا نہ تھی۔ چنانچہ انہوں نے بحیرہ کیریبین میں اپنے مستقر قائم کر کے ہسپانوی جہازوں پر لوٹ مار شروع کر دی۔ تاریخ عالم میں سب سے پہلے بحری قزاق غالباً "فونیشی" لوگ تھے۔ عام طور پر جو لوگ تجارتی جہازوں پر ڈاکے ڈالتے ہیں۔ انہیں "بحری ڈاکو" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

**بحری روئیں** (Oceanic Currents) سمندر کا پانی ساکن نہیں رہتا بلکہ ہمیشہ متحرک رہتا ہے۔ یہ حرکت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک میں تو پانی سمندر میں آگے پیچھے یا اوپر نیچے حرکت کرتا رہتا ہے لیکن دور نہیں جاتا۔ اور اس کا سبب محض ہوا کی حرکت ہوتی ہے۔ اس قسم کی آبی حرکت کو لہر کہتے ہیں اور اس کا ظہور سطح سمندر پر ہوتا ہے۔ دوسری قسم کی حرکت میں پانی کسی نالے یا دریا میں تیز بہاؤ کی مانند سفر کرتا ہے اور یہ بہاؤ بہت زیادہ گہرائی تک محسوس کیا جا سکتا ہے۔ اس کے وجود کا باعث مستقل

ہوائیں یا قطبی اور استوائی خطوں میں حرارت کا فرق ہوتا ہے۔ اس کی مثال یوں ہے کہ اگر ہم ایک بوتل کے اندر چٹھی بند کر کے اس پر کارک لگا دیں اور اس بوتل کو جزائر غرب الہند کے پاس سمندر میں پھینک دیں تو کچھ عرصے بعد یہ بوتل جزائر برطانیہ کے پاس پہنچ جائے گی۔ اس قسم کے تجارب عملی طور پر کیے جا چکے ہیں۔ بحری رو گویا سمندر میں دریا ہیں جس کے کنارے اور تہ بھی پانی کے ہیں۔ اس قسم کی رو ئیں متعدد وجوہ سے ظہور پذیر ہوتی ہیں (۱) اگر ہوائیں مستقل طور پر ایک ہی سمت چلتی رہیں تو بحری پانی بھی اسی طرف چلنا شروع کر دے گا۔ چنانچہ خلیجی رو اور کوروسیو رو اسی قسم کی ہواؤں سے وجود میں آتی ہیں (۲) سرد خطوں میں سمندر کا پانی سرد ہو کر سکڑتا ہے اور گرم خطوں میں گرم ہو کر پھیلتا ہے۔ اس طرح گرمی سے پھیلا ہوا پانی سرد خطے کی طرف چلتا ہے تاکہ سکڑے ہوئے پانی کی جگہ لے سکے۔ گویا حرارت سے بھی اس قسم کی رو ئیں چل سکتی ہیں (۳) بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ سطح سمندر کے ایک حصے پر تبخیر کا عمل زیادہ اور سرعت سے ہوتا ہے اور دوسرے پر کم۔ اس طرح سے بھی رو ئیں زیادہ تبخیر والے علاقے سے کم تبخیر والے علاقے کی طرف آتی ہیں چنانچہ بحیرۂ روم میں بحر اوقیانوس سے رو ئیں آتی ہیں اور بحیرہ قلزم میں بحیرۂ عرب سے کیونکہ ان بحیروں میں تبخیر زیادہ ہوتی ہے اور کوئی دریا کمی کو پورا نہیں کرتا۔ برخلاف اس کے بحیرہ بالٹک اور بحیرہ اسود سے رو ئیں باہر جاتی ہیں کیونکہ ان میں دریاؤں کی آمد کے باعث تبخیر زیادہ ہوتی ہے اور پانی باہر نکل آتا ہے۔

## بحری سانپ (Sea Serpent)

سمندری سانپ، دریائی سانپ ایک دیو ہیکل اور عجیب الخلقت سمندری جانور جس کی شکل و صورت سانپ کے مانند ہوتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ گہرے سمندروں میں پایا جاتا ہے لیکن علمائے حیوانات اس کے وجود کے قائل نہیں۔

## بحرین (Bahrein)

خلیج فارس میں واقع چند جزیروں کا نام۔ سب سے بڑا جزیرہ بھی بحرین ہی ہے۔ بحرین کے حکمران امیر سلمان بن حماد ہیں۔ ان جزیروں کی آمدنی کا سب سے بڑا ذریعہ تیل ہے۔ سب سے پہلے ۱۹۳۲ء میں یہاں تیل دریافت ہوا۔ جس کے بعد سے بحرین پٹرولیم کمپنی تیل نکالنے کا کام کر رہی ہے (یہ کمپنی کنیڈا میں رجسٹرڈ ہے) اب یہاں سے پندرہ لاکھ ٹن سالانہ تیل نکالا جاتا ہے۔ بحرین میں تیل صاف کرنے کا جو کارخانہ ہے وہ آبادان کے کارخانے کے بعد مشرق وسطیٰ کا سب سے بڑا کارخانہ ہے۔ اس میں ایک کروڑ ٹن سالانہ تیل صاف کیا جاتا ہے۔ پاکستان سے انگلستان جانے والے ہوائی جہاز تیل وغیرہ لینے کے لئے بحرین اترتے ہیں۔

## بحیرۂ اسود (Black Sea)

ایشیائے کوچک کے شمال اور یورپ کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔ چاروں طرف خشکی سے گھرا ہوا ہے۔ آبنائے باسفورس اور درۂ دانیال کے ذریعہ بحیرۂ مارمورا اور بحیرۂ روم سے ملا ہوا ہے۔ بحیرۂ اسود کا رقبہ ۱۶۴۰۰۰ مربع میل ہے۔ "اسود" عربی میں سیاہ کو کہتے ہیں اور چونکہ اس بحیرہ کا پانی خاص خاص خطوں میں سیاہی مائل ہے اس لئے اسے یہ نام دیا گیا ہے۔

## بحیرہ ایجیئن (Aegean Sea)

اس سے بحیرہ روم کا وہ حصہ مراد ہے جو ایشیائے کوچک اور یونان کے درمیان واقع ہے۔ جزائر ایجیئن (Aegean Islands) کا زیادہ حصہ یونان کے زیر تسلط ہے۔ جنگ طرابلس کی رو سے جو مسلسل ۱۹۱۲ء تک جاری رہی اطالیہ نے مجموعہ جزائر (Dodecanese) پر قبضہ کر لیا تھا جو اس وقت ترکیہ کے قبضہ میں تھا۔ اور صلحنامہ سویرز (Sevres) کی رو سے جس پر ۱۹۲۰ء میں دستخط ہوئے اطالیہ نے ماسوا روڈس (Rhodes) کے ان جزائر کو یونان کے حوالہ کر دیا۔ ۱۹۲۳ء میں صلحنامہ لوزان (Lausanne) کے طے پانے کے بعد اطالیہ نے صلحنامہ سویرز کی مذمت و تنسیخ کی اور ترکیہ نے یہ جزائر اطالیہ کی

تحویل میں دے دیئے، تاہم یہ امر قابل ذکر ہے کہ یونان ان جزائر کی حکومت سے ابھی تک دستبردار نہیں ہوا۔

## بحیرہ ایڈریاٹک (Adriatic Sea)

دراصل بحیرہ روم کی ایک شاخ ہے۔ ۵۰۰ میل لمبا اور ۴۵ میل چوڑا ہے۔ یہ بحیرہ البانیہ اور یوگوسلاویہ کے قطعات اراضی کو اطالیہ سے جدا کرتا ہے۔ اس پر اہم بندرگاہیں حسب ذیل ہیں۔ اطالوی (فیوم، ٹریسٹ، وینس، روینا، انکونا، برنڈزی اور اٹرانٹو) یوگوسلاوی (کیٹارو اور ڈبراونک)۔ البانوی (دُرازو) اقتصادی اور تجارتی لحاظ سے بحیرہ ایڈریاٹک کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

## بحیرۂ بالٹک۔ (Baltic Sea)

یورپ کے شمال میں ہے۔ ۹۰۰ میل لمبا اور ۱۰۰ سے ۲۰۰ میل تک چوڑا ہے۔ اکثر حصے نومبر سے مئی تک برف کی وجہ سے بند رہتے ہیں۔

بحیرہ بالٹک کے کناروں پر استھونیا، لیتھویا اور لتھوانیا کی ریاستیں ہیں جنہیں بالٹک کی ریاستیں کہا جاتا ہے۔ یہ جنگ عظیم اوّل سے قبل روس کا حصہ تھیں۔ ۱۹۱۸ء میں آزاد ہوئیں لیکن ۱۹۴۰ء میں پھر روس میں شامل کر لی گئیں۔ ان کا رقبہ ۶۷۰۰۰ مربع میل اور آبادی ۵۹۸۲۰۰۰ ہے۔

## بحیرہ خضر (Caspian Sea)

یورپ ایشیا روس اور ایران کے درمیان واقع ایک سمندر جو شمال سے جنوب تک ۷۰۰ میل لمبا ہے۔ اس کی چوڑائی ۱۲۰ سے ۲۷۰ میل تک ہے۔ بحیرۂ خضر دراصل اس عظیم سمندر کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے جو زمانۂ قبل از تاریخ میں اس تمام خطۂ ارض پر جہاں آج کل روس اور یورپ کا بیشتر حصہ واقع ہے بحر منجمد شمالی تک پھیلا ہوا تھا۔ بحیرۂ خضر اپنے شمالی حصے میں نسبتاً کم گہرا ہے۔ اس کا پانی زیادہ نمکین نہیں اور اس میں مچھلیاں بہ افراط پائی جاتی ہیں۔ "خضر" نیلگوں یا سبز کے معنوں میں بھی آتا ہے اور اس نام کی مناسبت اس کے پانی کے رنگوں سے معلوم ہوتی ہے۔

**بحیرہ راہب۔** بصرہ کے ایک عیسائی راہب تھے۔ مشہور ہے کہ جب حضورؐ کی عمر دس بارہ برس کی تھی تو آپ نے حضرت ابوطالب کے ساتھ تجارت کی خاطر شام کا سفر اختیار کیا اور اس راہب کی خانقاہ میں قیام پذیر ہوئے۔ کہتے ہیں کہ اس راہب نے حضورؐ کو دیکھ کر کہا کہ یہ سیدالمرسلین ہیں اور انہیں حفاظت سے واپس لے جاؤ کہیں انہیں یہودی نہ پہچان لیں۔

لیکن بعض مؤرخین اس روایت کو صحیح نہیں سمجھتے۔

## بحیرۂ روم (The Mediterranean Sea)

تقریباً زمین کے وسط میں واقع ہے اور یورپ ایشیا اور افریقہ سے گھرا ہوا ہے۔ دنیا کے محصور سمندروں میں سب سے بڑا ہے۔

بحیرہ روم کی لمبائی تقریباً دو ہزار دو سو میل اور چوڑائی بارہ سو میل کے لگ بھگ ہے۔ نہر سویز نے اسے بحیرہ احمر سے ملا دیا ہے۔ کارسیکا (Corsica) سارڈینیا (Sardinia) سسلی۔ مالٹا۔ قبرص۔ اور کریٹ اس کے بڑے بڑے جزیرے ہیں۔

دریائے رون Rhone پو (PO) اور نیل اس میں آکر گرتے ہیں۔ یہ بحرالکاہل کی نسبت زیادہ پرسکون اور نمکین ہے اور اس کا پانی بھی گرم ہے۔

## بحیرہ روم کا خطہ (The Mediterranean)

یہ براعظموں کے مغربی کناروں پر ۳۰ اور ۴۵ درجہ عرض بلد کے درمیان تجارتی ہواؤں کے حلقہ میں واقع ہے۔ گرمیوں میں گرم اور خشک ہوتا ہے۔ سردیوں میں کم سرد ہوتا ہے اور بارش بہت ہوتی ہے۔ سردیوں میں بارش کی وجہ سے فصل بکثرت پیدا ہوتے ہیں۔ بوجہ موسم گرما گرم اور خشک ہونے کے ایسے پھل پیدا ہوتے ہیں۔ جن کی چھال موٹی ہو اور گرمی برداشت کر سکیں اور درختوں کی جڑیں زمین میں دور تک اندر چلی گئی ہوں۔ یہاں شہتوت، انگور، زیتون، سنگترے۔ انار۔ خوبانی۔ آڑو۔ ناشپاتیاں۔ انجیر، اور بادام کے درخت بکثرت ہوتے ہیں۔ موسم گرما کی

خشک آب و ہوا بھی پھلوں کے پکنے کے لئے بہت مفید ہے۔

لوگوں کے پیشے بھیڑیں بکریاں پالنا ہیں۔ شہتوت کے درختوں پر ریشم کے کیڑے بھی پالے جاتے ہیں۔ جن سے ریشم تیار ہوتا ہے۔ گیہوں تمباکو مکئی، جوار اور چاول کی کاشت بھی ہوتی ہے۔

انگور سے شراب کشید کی جاتی ہے اور مچھلیاں بھی وسیع پیمانہ پر ان علاقوں میں دستیاب ہوتی ہیں۔

اس خطے کے علاقے بہت خوبصورت ہیں۔ کیلے فورنیا دنیا میں سب سے بڑا فلمی صنعت کا مرکز ہے۔

معدنیات اس خطہ میں بہت کم ہیں پھر بھی سپین میں تانبا، جست اور پارہ، کیلے فورنیا میں تیل اور اٹلی میں گندھک، لوہا، چاندی اور سنگِ مرمر وغیرہ پائے جاتے ہیں۔

اس خطہ میں کیلے فورنیا۔ کیپ کالونی۔ جنوب مغربی آسٹریلیا۔ نیوزی لینڈ اور بحیرہ قلزم کا ساحلی کنارا شامل ہیں۔

## • بحیرۂ عرب ( The Arabian Sea )

یہ ایک قدیم تجارتی شاہراہ ہے۔ بحیرہ روم کے بعد اس سمندر میں سب سے پہلے جہاز رانی شروع ہوئی۔ مشرق قریب اور برصغیر ہندو پاکستان کا تجارتی سلسلہ اسی راستے سے قائم ہوا۔ جب اس سمندر کی سیاحت کے دوران میں موسمی ہواؤں کا پتہ چلا تو اس سے خوب فائدہ اٹھایا گیا۔ چنانچہ شمال مشرقی موسمی ہوا کے وقت تجارتی جہاز عرب سے برصغیر ہندو پاکستان کی طرف آتے تھے اور سامانوں وغیرہ سے لد لدا کر جنوب مغربی موسمی ہوا کے وقت وہ برصغیر ہندو پاکستان سے عرب کی جانب لوٹ جاتے تھے۔ آج کل بھی اکثر بین الاقوامی تجارتی جہاز بحیرہ عرب ہی سے گزرتے ہیں۔ نہر سویز کے کھل جانے سے اس بحیرہ کی اہمیت بیحد بڑھ گئی ہے۔

بحیرہ عرب کی اوسط گہرائی چھ ہزار فٹ ہے۔ اس کا ساحل بہت کم کٹا پھٹا ہے۔ خلیج عدن اور خلیج فارس قابلِ ذکر کٹاؤ ہیں۔ عدن۔ کراچی اور بمبئی اس کی مشہور بندرگاہیں ہیں۔

## • بحیرۂ قلزم ( Red Sea )

جزیرہ نما عرب اور افریقہ کے شمال مشرقی ساحل کے درمیان نہر سویز سے باب المندب تک سمندر کے حصے کو بحیرۂ قلزم کہتے ہیں۔ بحیرۂ قلزم ۱۲۰۰ میل طویل اور اوسطاً ۲۰۰ میل چوڑا ہے۔ یہ مصر کو عرب سے جدا کرتا ہے۔ نہر سویز کے افتتاح (۱۸۶۹ء) نے بحیرۂ قلزم کو بحیرۂ روم سے ملا دیا ہے۔ شدت گرما کی وجہ سے اس کا پانی بہت کثیر مقدار میں بخارات میں تبدیل ہوتا رہتا ہے اور موسمی تغیر و تبدل اور بندرگاہی سہولتوں کے پیشِ نظر اسے بہت اہمیت حاصل ہے۔

## • بحیرہ کریبین ( Caribbean Sea )

بحیرہ کریبین بحر اوقیانوس کے اس حصے کا نام ہے جو جنوبی اور وسطی امریکہ اور جزائر غرب الہند کے شمالی ساحل کے درمیان واقع ہے اس کی لمبائی تقریباً پندرہ سو میل اور چوڑائی چار سے سات سو میل تک ہے۔ خلیجی رو ( Gulf Stream ) یہیں سے یورپ کا رخ کرتی ہے۔ نہر پانامہ کی تعمیر سے بحیرہ کریبین کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔ کھانڈ۔ کافی۔ کوکو اور کیلا ریاستہائے متحدہ امریکہ لے جانے اور وہاں سے امریکی مصنوعات لانے کے لئے بحیرہ کریبین سے گزر کر جانا پڑتا ہے۔ یہ سمندر بہت حد تک چٹانوں سے پاک ہے۔ مگر طوفان جو گرم رووں کے چلنے سے پیدا ہوتے ہیں جہاز رانی میں مشکل پیدا کر دیتے ہیں۔ جب گرم رووں کے اوپر کی ہوا گرم ہو کر اوپر اٹھتی ہے تو اس کی جگہ لینے کے لئے شمال اور مشرق سے ٹھنڈی تجارتی ہوائیں تیزی سے چلتی ہیں جو نہایت تباہی خیز ہوتی ہیں اور ہلکی قسم کے جہازوں کو ڈبو دیتی ہیں۔

## • بحیرہ مارمورا (Marmora)

یہ سمندر کوئی ۱۷۵ میل لمبا اور ۵۰ میل چوڑا ہے اور براعظم یورپ اور ایشائے کوچک کے درمیان واقع ہے۔ یہ سمندر بحیرہ ایجین کے ساتھ دانیال کے ذریعہ اور بحیرہ بالسک کے ساتھ باسفورس کے ذریعہ ملتا ہے۔ بحیرہ مارمورا میں اسی نام کا جزیرہ وہاں کے سب جزائر سے بڑا ہے اور سنگِ مرمر وغیرہ

کی باقیات کے لئے مشہور ہے۔

**بحیرہ مردار** (Dead Sea) فلسطین اور اردن کے مابین واقع سمندر۔ اس کی لمبائی ۴۶ میل اور چوڑائی ۱۰ میل کے قریب ہے۔ بعض مقامات پر اس کی گہرائی ۱۳۰۰ فٹ ہے۔ بحیرہ روم سے اس کی سطح ۱۳۱۲ فٹ نشیب پر واقع ہے۔ اس کے مشرق اور مغرب میں ڈھلوانی پہاڑ جو ۶ ہزار فٹ تک اونچے ہیں۔ کھڑے ہیں۔ اسے بحیرہ مردار اس لئے کہتے ہیں کہ زیادتی نمک کے باعث اس میں کوئی چیز نہیں ڈوبتی، گویا اس کا ہونا یا نہ ہونا برابر ہے۔

**بخار** (Fever; Temperature) معمول سے زیادہ جسم کے درجۂ حرارت کا بڑھ جانا۔ فارن ہائیٹ درجوں میں ناپا جائے تو انسان کا طبعی درجۂ حرارت زیادہ سے زیادہ ۹۹ درجے ہوتا ہے لیکن یہ مختلف انسانوں میں ۹۵ اور ۹۹ کے درمیان ہوا کرتا ہے۔ ضعیفی میں حرارتِ عزیزی کم ہوجانے کی وجہ سے اوسط درجۂ حرارت ۹۶ ہوتا ہے۔ ایک ہی انسان کا درجۂ حرارت دن کے مختلف اوقات میں گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ رات میں کام کرنے والوں سے قطع نظر عموماً صبح کو درجۂ حرارت کم ہوتا ہے۔ حالانکہ حرارت پیمائیوں پر انسان کا اوسط درجۂ حرارت ۹۸.۴ دکھلایا جاتا ہے لیکن یہ چیز کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتی۔ جسم میں کسی بیماری کے جراثیم کی موجودگی کی وجہ سے عموماً بخار ہوجاتا ہے لیکن گرمی یا دھوپ میں زیادہ دیر تک رہنے سے بھی بخار ہوسکتا ہے۔ چھوٹے بچوں کو دانت نکلنے یا پیٹ کی کسی تکلیف کے باعث اکثر حرارت ہوجاتی ہے۔ بخار بذاتِ خود کوئی بیماری نہیں ہے بلکہ یہ کسی نہ کسی مرض کی علامت ہوتی ہے۔ چنانچہ اگر کسی کو بخار ہوجائے تو اس کے سبب کی طرف توجہ دینی چاہیے نہ کہ خود بخار کی طرف۔ اگر درجۂ حرارت دیر تک زیادہ رہے اور مریض کمزور ہونے لگے تو نیم گرم پانی میں اسپنج بھگو کر مریض کے جسم کو تر کرنے سے بخار کم ہوجاتا ہے لیکن سوائے چند مخصوص حالتوں کے ادویات کے ذریعہ بخار کم نہیں کرنا چاہیے کیونکہ بخار جراثیم کے خلاف ایک قدرتی ردِعمل ہے اور اس کی وجہ سے جراثیم ہلاک ہوتے ہیں۔ چنانچہ کبھی کبھی طبیب ایسی دوائیں بھی دیتے ہیں جس سے بخار ہوجائے تاکہ جراثیم کو ہلاک کیا جاسکے۔

ڈاکٹروں کے نزدیک بخار کی کئی قسمیں ہیں مثلاً ملیریا یا موسمی بخار، ٹائیفائڈ یا میعادی بخار وغیرہ وغیرہ۔ کونین کا استعمال بخار کے دفعیہ کے لئے ہمیشہ مؤثر رہتا ہے۔

**بخارا** صوبہ اور شہر۔ عہدِ قدیم میں وسطی ایشیا کی ایک مسلمان ریاست جو افغانستان کے شمال میں واقع تھی اور اب روس کے تحت ازبکستان اور ترکمانستان کا ایک حصہ ہے۔ اس کا زیادہ تر حصہ بنجر اور ناقابلِ زراعت ہے۔ صرف دریاؤں (آمو، زرافشاں اور کرشی) کے نزدیک کاشت کاری کا کام کیا جاتا ہے اور چاول، کپاس، اناج وغیرہ بوئے جاتے ہیں۔ اس کے باشندے ترک اور ایرانی نسلوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ مسلمانوں نے امیر معاویہؓ کے عہد میں ۶۷۴ء میں اس پر پہلا حملہ کیا۔ ۷۰۹ء میں ولید اول کے عہد میں اس پر قبضہ کرلیا گیا۔ مسلمانوں کے زمانۂ عروج میں بخارا علم و ادب کا ایک مرکز تھا۔ بقول اصطخری، سامانی خاندان کے عہدِ حکومت میں تو یہ بالکل ایک باغ بن گیا۔ ۹۵۶ء میں وسط ایشیا سے ترک ہجرت کرکے یہاں آئے اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔ بعد ازاں انہوں نے تاریخِ اسلام میں سلجوقی سلطنت کا سنگِ بنیاد رکھا۔ اسی جگہ ابن سینا پیدا ہوا۔ ۱۲۱۰ء میں اسے خوارزم شاہ نے تسخیر کیا۔ ۱۲۱۹ء میں چنگیز خاں نے اسے تاخت و تاراج کیا جس کے ایک صدی بعد مشہور مورخ ابن بطوطہ نے اس کی سیاحت کی۔ جدید تاریخ میں بخارا کا ذکر پھر آتا ہے مگر کسی اہمیت کے ساتھ نہیں۔ ۱۸۶۶ء میں اسے روسیوں نے اس کے نام نہاد فرمانروا سے چھین لیا۔ ۱۹۲۰ء میں یہاں بغاوت ہوئی اور اس کا امیر افغانستان بھاگ گیا۔ ۱۹۲۲ء میں انقلاب معکوس ہوا مگر اس انقلاب کا روحِ رواں انور پاشا لڑائی میں مارا گیا۔ ۱۹۲۵ء میں بخارا ہمیشہ کے لئے سوویت یونین میں شامل کرلیا گیا۔

**بخارات** (Water Vapours) پانی کے

وہ اجزائے لطیف ہیں جو حرارت آفتاب سے ہلکے ہو کر اوپر ہوا میں بلند ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے اجزا میں شامل ہو جاتے ہیں۔ یہ اتنے باریک ہوتے ہیں کہ محسوس نہیں ہوتے۔

کرۂ ہوا میں پانی کے کچھ نہ کچھ بخارات ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ جس سے ہوا مرطوب رہتی ہے۔ اسے رطوبت ہوا کہتے ہیں اور کسی درجہ حرارت پر بخارات کی جو مقدار ہوتی ہے اُسے رطوبت مطلق کہتے ہیں۔

(نیز دیکھئے "دُخان")

**بخارسٹ** (Bukharest) رومانیہ کا دارالسلطنت۔ موجودہ آبادی ۱۵ لاکھ کے قریب ہے۔ صنعت ابھی تک ابتدائی حالت میں ہے۔ تو ہم بخارسٹ ایک اہم تجارتی اور صنعتی مرکز بن گیا ہے۔ یہاں سے تیل، عمارتی لکڑی، کھالیں اور شہد غیر ممالک کو بھیجا جاتا ہے۔ تعلیم عام ہے اور بخارسٹ کی یونیورسٹی مشرقی یورپ کی بہترین یونیورسٹی سمجھی جاتی ہے۔ اگست ۱۹۱۳ء میں بلقان کی دوسری ریاستوں اور بلغاریہ کے درمیان جو صلح کا معاہدہ ہوا تھا وہ بخارسٹ کے نام پر ہی معاہدہ بخارسٹ کہلاتا ہے۔

**بخاریؒ، امام** ۔ مشہور محدث اور صحیح بخاری کے مصنف۔ ایک روایت کے بموجب ۱۹۴ھ اور دوسری روایت کے مطابق ۱۹۰ھ میں بخارا میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ابوالحسن اسمٰعیل بخارا کے مشہور عالم تھے۔

امام صاحب سترہ سال کی عمر میں والدہ کے ساتھ حج کرنے گئے تو تحصیل علوم کے لیے وہیں اقامت گزین ہو گئے۔ ۱۸ سال کی عمر میں آپ نے کتاب قضایائے صحابہؓ و تابعینؒ تصنیف فرمائی۔ بعد ازاں مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مطہرہ کے پاس بیٹھ کر تذکرہ کی تالیف فرمائی۔ ان کے علاوہ الادب المفرد، رفع الیدین فی الصلوٰۃ، القراءۃ خلف الامام، برالوالدین، تاریخ اوسط، تاریخ صغیر، خلق افعال العباد، کتاب الضعفاء، الجامع الکبیر، المسند الکبیر، التفسیر الکبیر، کتاب الاشربہ، کتاب الہبہ، اسامی الصحابہؓ، کتاب الوحدان، کتاب المبسوط، کتاب العلل، الکنیٰ اور کتاب الفوائد بھی آپ کی مشہور تصنیفات ہیں۔ لیکن جس کتاب نے امام صاحبؒ کا نام عالم اسلام میں زندہ و تابندہ کیا وہ صحیح بخاری ہے۔

امام صاحبؒ نے صحیح بخاری کی تدوین و تالیف کے لیے بلاد اسلامیہ کے متعدد سفر کیے اور قریباً اسی ہزار اشخاص سے حدیثیں جمع کیں۔ آپ کو چھ لاکھ کے قریب صحیح و غیر صحیح احادیث مع متن و اسناد زبانی یاد تھیں۔ ان میں مکررات اور غیر صحیح احادیث حذف کرنے کے بعد نو ہزار حدیثیں صحیح بخاری میں درج فرمائیں۔ یہ کتاب ۱۶ سال کے عرصے میں مکمل ہوئی اور اسے اَصَحُّ الکُتُبِ بَعْدَ کِتَابِ اللّٰہِ (قرآن مجید کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب) کہا جاتا ہے۔ آخری عمر میں آپ بخارا واپس آگئے تھے مگر یہاں کے امیر سے آپ کا بگاڑ ہو گیا اور آپ خرتنگ چلے گئے وہیں ۲۵۶ھ میں عیدالفطر کی رات کو چھیاسٹھ ۶۶ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔

**بخاری، عطاء اللہ شاہ سیّد** ۔ مشہور سیاسی رہنما اور مجلس احرار اسلام کے بانی و امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری ۲۳ ربیع الاوّل ۱۳۱۰ھ (مطابق ۱۸۹۱ء) کو ہندوستان کے مشہور شہر پٹنہ میں پیدا ہوئے۔ آبائی وطن موضع ناگڑیاں ضلع گجرات (سابق پنجاب، پاکستان) تھا، لیکن آپ کے والد مولوی سید ضیاء الدین احمد نے بسلسلہ تبلیغ پٹنہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

سید صاحب زمانہ طالب علمی ہی میں سیاسی تحریکوں میں حصہ لینے لگے تھے۔ لیکن آپ کی باقاعدہ سیاسی زندگی کی

ابتدا ۱۹۱۹ء میں کانگرس اور مسلم لیگ کے ایک مشترکہ جلسے سے ہوئی جو تحریک خلافت کی حمایت میں امرتسر میں منعقد ہوا تھا۔ اس کے بعد آپ ہمیشہ تحریک آزادی کی صف اول میں رہے اور مجموعی طور پر ۱۸ سال مختلف جیلوں میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ شروع میں مسلم لیگ کے سرگرم حامی تھے بعد ازاں اختلافات کی بنا پر ۱۹۲۹ء میں آپ نے اپنے رفقاء کے ساتھ مل کر مجلس احرار اسلام کے نام سے ایک علیحدہ سیاسی جماعت کی بنیاد رکھی اور کئی سال اس کے صدر رہے۔

قدرت نے آپ کو خطابت کا بے پناہ ملکہ ودیعت کیا تھا۔ اس فن میں بہت کم لوگ آپ کے مثیل گزرے ہیں۔ آپ کو اردو فارسی کے ہزاروں اشعار یاد تھے۔ خود بھی شاعر تھے اور ندیم تخلص کرتے تھے۔ "سواطع الالہام" کے نام سے آپ کا مجموعۂ کلام شائع ہو چکا ہے۔

برصغیر کی تقسیم سے قبل امرتسر میں قیام پذیر تھے۔ قیام پاکستان کے بعد ملتان آ گئے اور یہیں ۲۱ اگست ۱۹۶۱ء کو وفات پائی۔

**بخت خان روہیلہ** ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کا ہیرو۔ مغلیہ خاندان کے شہنشاہ بہادر شاہ کے زمانے میں انگریزی فوج میں صوبیدار تھا۔ اس نے انگریزوں کے خلاف جنگ آزادی میں اپنے فوجی دستہ سمیت شرکت اختیار کی اور کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔

**بخت نصر** ۔ ۶۰۰ برس قبل مسیح بابل کا ایک بادشاہ۔ بہت بہادر اور صاحب تدبیر تھا۔ لیکن ساتھ ہی سخت ظالم و جابر بھی تھا۔ کتب تاریخ میں مشہور ہے کہ وہ صرف ملکوں کو فتح ہی نہیں کرتا تھا بلکہ قوموں کو غلام بنا کر انہیں بھیڑوں کی طرح بابل لے جاتا اور بڑے بڑے متمدن شہروں کو برباد کر کے کھنڈر چھوڑ جاتا۔ بخت نصر نے بیت المقدس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور سرکش بنی اسرائیل کے ایک لاکھ سے زیادہ افراد کو غلام بنا کر زنجیریں پہنا کے گلہ کی طرح بابل ہنکا کر لے گیا۔



**بختیار رانا لیفٹیننٹ جنرل** ۔ خان بہادر رانا طالع محمد خان، او بی ای کے خلف رشید۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد ایک آرمی کیڈٹ کی حیثیت سے انڈین ملٹری اکیڈمی ڈیرہ دون میں شامل ہوئے۔

ایک سال تک ایک برطانوی رجمنٹ کے ساتھ منسلک رہے۔ بعد ازاں ان کا تقرر فرنٹیئر فورس رائفلز میں ہوا۔ فرنٹیئر فورس رائفلز کے ساتھ ہی انہوں نے سرحدی جنگوں اور دوسری عالمگیر جنگ میں حصہ لیا۔ اٹلی کے میدان جنگ میں وہ دو بار مجروح ہوئے اور اپنی بہادری کی اعلیٰ جرأت کے صلے میں ملٹری کراس حاصل کیا۔ مارچ ۱۹۵۵ء میں انہیں میجر جنرل کے عہدے پر ترقی ملی۔ ۱۹۵۸ء میں جب پاکستان میں مارشل لاء نافذ ہوا تو انہیں لیفٹیننٹ جنرل کے عہدے پر ترقی دے کر مغربی پاکستان میں مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا گیا۔

**بدخشان** : ایک اسلامی علاقہ۔ افغانستان کے شمال مشرق میں واقع ہے۔ اس کا کچھ حصہ ترکستان میں ہے اور روس کے قبضہ میں ہے اور کچھ حصہ افغانستان میں شامل ہے۔ نہایت خوبصورت پہاڑی علاقہ ہے۔ یہاں معدنیات کی بڑی قیمتی دولت ہے۔ یہ مغرب سے مشرق تک دو سو میل لمبا اور شمالاً جنوباً ڈیڑھ سو میل چوڑا ہے۔ یہاں کے باشندے آریہ نسل سے ہیں جن کی زبان فارسی ہے۔ آبادی ایک لاکھ سے زیادہ ہے۔

**بدر جنگ** : مدینہ سے شام جانے والی سڑک پر مدینے سے اسی میل پر ایک گاؤں جہاں ۲ھ میں مسلمانوں اور کفار مکہ کے درمیان پہلی لڑائی ہوئی تھی۔ اسے غزوہ بدر کہتے ہیں۔ اور اس کا ذکر قرآن پاک میں بھی آیا ہے۔ جب سے آنحضرت صلعم اور دوسرے مسلمان ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تھے کفار مکہ کو ملال تھا اور وہ برابر اس فکر میں تھے کہ مدینہ جا کر [illegible]

پر حملہ کریں۔ چنانچہ جب کل انتظامات مکمل ہو گئے تو مکہ والوں نے بہ آسانی ایک ہزار کی جمعیت اور سو سواروں کا رسالہ لیکر لڑنے کے لئے آ گئے۔ آنحضرت صلعم بھی مسلمانوں کو لیکر نکلے جن کی تعداد صرف ۳۱۳ تھی اور جن کے پاس نہ کافی ہتھیار تھے اور نہ سواری ہی کا انتظام تھا۔ لیکن خدا کی مدد ان کے شامل حال تھی اس لئے کفار کو زبردست شکست ہوئی۔ ان کا سپہ سالار عتبہ اور سرداروں میں سے ابوجہل اور امیہ بن خلف مارے گئے اور بعض سردار گرفتار ہو گئے۔ مسلمانوں کی طرف سے صرف ۱۴ اشخاص شہید ہوئے۔ یہ فتح اسلام کی تاریخ میں بہت معرکۃ الآرا واقعہ ہے۔ اس سے اسلام کی عظمت لوگوں کے دلوں میں قائم ہو گئی۔ بدر فارسی میں چودھویں کے چاند کو کہتے ہیں۔

**بدری ناتھ**۔ کوہ ہمالیہ کی دس ہزار فٹ بلند ایک چوٹی پر وشنو دیوتا کا مندر ہے۔ جہاں ہندو زائرین بڑی کثرت سے جاتے ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ یہاں کا پانی ہر طرح کی ناپاکی کو دھو کر آدمی کو پاک کر دیتا ہے۔ ان دنوں یہ عبادت گاہ صوبہ اتر پردیش میں واقع ہے۔

**بدعت**۔ بدعت کے معنی نیا دستور یا نیا رواج ہیں۔ اصطلاحاً دین میں کوئی ایسی نئی بات یا نئی رسم پیدا کرنے کو کہتے ہیں جو خلاف سنت ہو۔ قرآن اور سنت کے خلاف امور بدعت کے ذیل میں آتے ہیں مگر ایسی نئی باتیں جو ضرورت حال کے مطابق ہوں اور جن سے احکام قرآن اور سنت کی خلاف ورزی نہ ہوتی ہو بدعات میں شامل نہیں ہیں۔

ایران اور مصر کی فتح کے بعد جب عرب کے مسلمانوں اور مفتوحہ اقوام کے افراد میں رابطہ شروع ہوا تو بہت جلد ایرانی حکومت کے ہر شعبے پر چھا گئے۔ انہوں نے ایرانی تمدن کو بڑھانے کی انتہائی کوشش کی حتی کہ اسلامی عقائد کو بھی ایرانی اور یونانی رنگ میں رنگنا شروع کر دیا۔ چنانچہ جس قدر خرافات اور رسمیں ان کے اندر جاری تھیں الفاظ کی معمولی تبدیلی کے ساتھ اکثر کو مسلمانوں میں رائج کر دیا۔ پاک و ہند کے مسلمانوں میں بھی ہندو اثرات کی بدولت بہت سی بدعتیں رواج پذیر ہو گئیں جو پاکستان کے قیام کے بعد اب رفتہ رفتہ رفع ہو رہی ہیں۔

**بدعت قبیحہ**۔ بدعت قبیحہ کے معنی ایسے قول یا فعل کے ہیں جو کسی مذہب یا مکتب خیال کے مسلم اصولوں کے خلاف ہو۔ اصطلاح میں کوئی ایسا رواج یا فعل جو قرآن پاک کی ہدایت اور اسوۂ رسول ﷺ کے خلاف ہو بدعت قبیحہ کہلاتا ہے۔

ابتدائی دو صدیوں میں مسلمان عجمی تہذیب و تمدن اور طرز معاشرت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ انہوں نے اسلام کے سیدھے سادے طریقوں کو چھوڑ کر عجمیت کو اپنا نصب العین بنا لیا۔ قرآن کریم اور آیات الٰہی پر غور کرنے کی بجائے افلاطون اور ارسطو کی تعلیمات کو محور عمل بنا لیا۔ اس بدعت قبیحہ نے پوری اسلامی عمارت کو گھن کی طرح کھا لیا۔ افلاطون اور ارسطو، جرجی مانی کی تصنیفات کے عربی تراجم کا اثر یہ ہوا کہ اس کے خیالات بھی مسلمانوں میں پھیل گئے۔ رہبانیت اور روح انسانی کا خدا سے اتحاد جو صوفیا میں مشہور ہے۔ ایران میں مانویت مسیحیت اور افلاطونیت کی تعلیمات کا نتیجہ ہیں۔

**بدمعاش**۔ معاش عربی لفظ ہے اور مادہ عیش بمعنی زندگی سے ہے اور معاش سے مراد طریق زندگی ہے۔ لہذا بدمعاش کا مفہوم ایسے شخص یا اشخاص سے ہوتا ہے جن کا طریق زندگی خراب اور ناخوشگوار اور اخلاق حسنہ سے گرا ہوا ہو۔

اصطلاحی بدمعاش سے مراد بدچلن اور بدکردار اشخاص ہیں اور قانون میں اور پولیس کی اصطلاح میں بدمعاش اشخاص وہ ہوتے ہیں جو بڑے بڑے کبیرہ گناہوں اور سوسائٹی کے لئے باعث پریشانی اور قانون پسند لوگوں کے لئے باعث خطرہ ہوں۔ چنانچہ پولیس کے ہاں بدمعاشوں کے بستے بنے ہوتے ہیں۔ کسی بدمعاش کا بستہ ب کا ہوتا ہے اور کسی کا بستہ الف کا۔ بستہ ب کے بدمعاشوں کو نمبر دس کے بدمعاش بھی کہتے ہیں۔

## بدنامی اور تہمت (Slander and Libel)

بدنامی یا رسوائی یہ ہے کہ کسی کے متعلق توہین آمیز زبانی بیان دیا جائے۔ یہاں تک یہ قابلِ سزا جرم نہیں ہے۔ یہ جرم قابلِ سزا اس وقت ہوتا ہے جب رسوا کن بیان کی اشاعت کی جائے۔ یعنی یہ بیان ایک تیسرے فریق کے سامنے یا دو یا دو سے زیادہ اشخاص کے سامنے دیا جائے۔ کسی کو دشنام آمیز خط لکھنا بشرطیکہ وہ ملفوف ہو قابلِ سزا جرم نہیں ہے۔ لیکن وہی مضمون ایک پوسٹ کارڈ پر لکھ دیا جائے اور ڈاک کے حوالے کر دیا جائے تو یہ ایک جرم ہے جس کی سزا لکھنے والے کو دلائی جا سکتی ہے اس لئے کہ کھلے خط میں دوسروں کو بھی پڑھنے کا موقع مل جاتا ہے۔

تہمت یا بہتان (Libel) اُس توہین آمیز بیان کو کہتے ہیں جو تحریر میں آجائے یا چھپ جائے۔ بہتان تصویر کے ذریعے اور اخباری اطلاع کے ذریعے بھی لگایا جا سکتا ہے۔ ایسے بہتان جن سے نقصِ امن ہوتا ہو یا ایسی تہمتیں جو کینے اور حسد کی وجہ سے لگائی جائیں قانون کی زد میں آجاتی ہیں۔ اگرچہ یہ تہمتیں کسی تیسرے فریق کے سامنے شائع نہ بھی کی جائیں مجرموں کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جا سکتی ہے۔ کسی پر یہ الزام لگانا کہ وہ اپنے کام اور پیشے کا اہل نہیں ہے یا اُس کے متعلق یہ کہنا کہ اُسے فلاں متعدی مرض ہے، یہ بھی قابلِ مواخذہ جرم ہے۔ قانونی کارروائی کی بنیاد یہ ہے کہ ان چیزوں کا مفادِ عامہ پر بُرا اثر پڑتا ہے۔

جس کے خلاف ازالۂ حیثیتِ عرفی کا دعویٰ کیا گیا ہو وہ اپنی مدافعت میں اگر کہے کہ مستغیث کی طرف جن الفاظ کے خلاف شکایت کی گئی ہے دراصل درست تھے تو اتنا کہہ دینا کافی نہ ہوگا تاوقتیکہ یہ ثابت نہ کیا جائے کہ وہ الفاظ عوام کے مفاد کی خاطر شائع کئے گئے تھے۔

کھلی عدالت میں جو مقدمات دائر ہوتے ہیں اور اُن کے جو فیصلے ہوتے ہیں اُن کی اطلاعات اگر اخبارات میں شائع ہوتی رہیں تو یہ تہمت یا ازالۂ حیثیتِ عرفی کی زد میں نہیں آئیں گی۔ بلکہ اخبارات کو ان کا حوالہ دینے کی اجازت ہے۔ چنانچہ کسی اخبار کے مالک کے خلاف دعویٰ کرنے سے قبل عدالتِ عالیہ کے جج کی اجازت حاصل کرنا ضروری ہوتا ہے۔

## بدّو (Beduin)

غیر مہذّب اور جنگلی عرب بدّو کہلاتے ہیں۔ یہ لوگ خانہ بدوش ہیں اور صحراؤں اور ریگستانوں میں رہتے ہیں۔ ان کا پیشہ اونٹ، گھوڑے اور بھیڑ بکریاں پالنا ہے۔ یہ لوگ رہنے کے لئے کوئی مستقل مکان نہیں بناتے بلکہ خیموں میں رہتے ہیں۔ جب ضرورت پانی اور چارے کی تلاش میں اپنی رہائش کا جگہ تبدیل کرتے رہتے ہیں لیکن حضری لوگوں کے مقابلے میں بدوی زیادہ جفاکش، جنگجو اور آزادی پسند واقع ہوئے ہیں۔

بدّو لوگوں کی عربی زبان زیادہ ٹھیٹھ اور بامحاورہ سمجھی جاتی ہے اور جہاں کہیں زبان کا مفہوم کسی طرح پر مشکوک ہو تو بدوی زبان سے استفادہ کیا جاتا ہے۔

## بدوی زندگی (Beduin Life)

زراعت سے پہلے انسان خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرتا تھا اور شکار اور خوراک کی تلاش میں اِدھر اُدھر گھوما کرتا تھا۔ اس کی ملکیت میں جتنی چیزیں تھیں وہ سب ایسی تھیں جنہیں وہ اٹھا کر اپنے ساتھ لے جا سکتا تھا۔ اس کی تمام عمر غذا کی تلاش میں بسر ہوتی تھی۔ کبھی کئی کئی دن تک مسلسل فاقوں کی نوبت آجاتی تھی اور کبھی غذا کی کثرت اور فراوانی کی انتہا ہو جاتی۔ جدھر جانور غذا اور موسم کی تلاش میں جاتے یہ بھی ان کا تعاقب کرتا ہوا وہیں پہنچ جاتا۔ غرض یہ تھی بدوی زندگی، جس میں انسان خانہ بدوش رہا کرتا تھا اور اس کی زندگی پیہم خطرات کا مجموعہ بنی رہتی تھی۔ لیکن رفتہ رفتہ انسان نے آوارہ گردی کی جگہ مستقل سکونت اختیار کی اور تمدن اور انسانی زندگی میں زبردست تبدیلیاں پیدا ہوئیں۔

## بُدھ مہاتما

بُدھ مت کے بانی مہاتما گوتم بُدھ، چھٹی صدی قبل مسیح ۴ میں کپل وستو (نیپال) کے راجا شدھودن کے ہاں پیدا ہوئے ان کا نام ساکھی منی تھا۔ ان کی پرورش نہایت ہی ناز و نعمت میں ہوئی

۲۹ سال کی عمر میں آپ دنیوی آلام و مصائب سے ایسے دل برداشتہ ہوئے کہ راج پاٹ اور بیوی بچے کو چھوڑ کر جنگلوں میں نکل گئے اور ریاضت اور گیان دھیان کے ذریعہ انسانی نجات کے وسائل سوچنے لگے۔ چھ سال کی تحقیق کے بعد مہاتما بدھ نے برہمنوں کے نظریات کی پُرزور تردید کی اور آواگون سے نجات کے وسائل کا پرچار کیا۔ صحیح اندازِ فکر، نیک ارادہ، راست گفتاری، راست کرداری، نیک کمائی۔ صحیح جد و جہد اور درست ذہنی توازن اُن کے خیال میں تمام دنیاوی دکھوں اور مصیبتوں کا علاج ہیں۔

اس گیان اور دھیان کے بعد مہاتما بدھ نے بنارس میں رہنا شروع کیا اور اپنے خیالات کا پرچار کرنے لگے۔ انہوں نے شمالی ہندوستان کے اکثر مقامات کا دورہ کیا خصوصاً بہار اُن کی مذہبی سرگرمیوں کا مرکز بنا رہا۔ آخر ۸۰ سال کی عمر میں ۴۸۳ قبل مسیح میں اودھ میں انتقال کیا۔ بدھ مت کی قدیم تحریریں پالی زبان میں ہیں۔

**بدھ کا درخت۔** جس درخت کے نیچے بیٹھ کر مہاتما بدھ یادِ خدا کرتے اور عبادت و ریاضت بجا لاتے اسے بدھ کے درخت سے موسوم کرتے ہیں اسی درخت کے نیچے انہیں نروان، مُکتی یا نجات حاصل ہوئی جس کا پیغام انہوں نے دُنیا جہان کو دیا۔ بدھ مت کے پیروؤں کے لئے اس درخت کا مقام اب بھی زیارت گاہ بنا ہوا ہے۔

**بدھ مت** (Buddhism) اس مذہب کا آغاز پانچویں صدی قبل مسیح میں ہوا۔ اس مذہب کے عقائد کے مطابق گوتم بدھ ایک ایسی ہستی ہے جس سے بالاتر کوئی ہستی نہیں اور وہی خدا کا مظہر ہے۔ یہ خیالات تصوف کی اس اصطلاح کی طرف اشارہ کرتے ہیں جس کو ”ہمہ اوست“ کہتے ہیں۔

بدھ کی تعلیم یہ تھی کہ لوگ نروان حاصل کریں یعنی فنا فی اللہ ہو جائیں تاکہ آواگون کے چکر سے نجات حاصل کر سکیں جو انسان کے کرموں کی سزا ہوتی ہے۔ آواگون کا مسئلہ یہ ہے کہ انسان اپنے گناہوں کے سبب کیڑے مکوڑوں اور دیگر جانوروں کی حالت میں جنم لیتا ہے اور اس سزا سے چھٹکارا نروان کہلاتا ہے۔ نروان خدا کی ہستی کی پہچان کے مکمل ترین علم کا نام ہے اس علم یعنی معرفت کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ ہم ایسے حالات پیدا کریں جن میں یہ کمال کما حقہٗ حاصل ہو سکے۔ اور ہماری باطنی آنکھیں وا ہو کر کشف کی لذت حاصل کر سکیں۔

موجودہ زمانے کی تحقیقات نے بدھ مذہب کے زرّیں اُصولوں کو اور بھی نمایاں کر دیا ہے۔ اگر اس مذہب سے توہم پرستی، دیوتاؤں کے وجود اور بُت پرستی کو خارج کر دیا جائے تو فلسفہ کا ایک نظام ظاہر ہوتا ہے جس کی تمامتر بنیاد نفسِ امّارہ (خودی) پر قابو پانے اور بنی نوعِ انسان سے ہمدردی پر ہے یہی تعلیم بقول نصاریٰ حضرت مسیحؑ کی ہے جن کا ظہور بدھ کے پانچ سو سال بعد ہوا۔

بدھ مذہب ہندوستان سے جو اس کی جنم بھومی ہے۔ غائب ہو گیا۔ یا یوں کہئے کہ بدھ مذہب جو خالص روحانی تھا ہندو مت سے جو خالص مادی بن چکا تھا بلکہ ایک نئے مذہب میں تبدیل ہو گیا۔ تاہم چین، تبت، نیپال، برما اور سیلون کا آج بھی مستقل مذہب یہی ہے۔ اگرچہ یہاں بھی بڑی بڑی تبدیلیاں ہو چکی ہیں۔ یہ سابق میں ترکستان، افغانستان، منگولیا وغیرہ میں بھی یہی مذہب جاری تھا۔ جہاں بدھ کے متعدد مجسمے آج تک پائے جاتے ہیں۔ بامیان میں سالم چٹان کو تراش کر بدھ کے جو مجسمے تیار کئے گئے ہیں وہ حیرتناک منظر پیش کرتے ہیں۔ ٹیکسلا و متھرا میں بدھ کے بے شمار مجسمے برآمد ہوئے ہیں۔ برما میں بدھ مت کے عجیب و غریب مندر یا ستوپ ہیں جن کو پگوڈا (Pagoda) کہتے ہیں۔ لنکا میں بدھ کے دانت کا ایک عالیشان مندر بنا ہوا ہے۔ خود ہندوستان میں گیا کے مقام پر بے شمار قدیم مندر ہیں جہاں مہاتما بدھ خود تعلیم دیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ تمام ہندوپاکستان میں بے شمار ستوپ (جن میں سانچی

برہوت سٹوپ ، دھرم راجہ جی کا سٹوپ اور مانکیالا سٹوپ مشہور ہیں) پائے جاتے ہیں۔ یہ تمام سٹوپ بدھ کی ہڈی یا بال یا کسی اور عضو پر بنے ہیں۔ اس کے علاوہ اُن کے معتقدوں کی بھی بے شمار یادگاریں ہیں۔ اشوک نے بدھ کی یاد میں متعدد مینار اور کتبے کندہ کرائے۔ ایک یونانی الاصل بادشاہ پنجاب میں ہوا ہے۔ یہ بھی بدھ مت کا پیرو بن گیا تھا۔ اس کی ہڈیوں پر بھی سٹوپ بنے ہوئے ہیں۔ لیکن اُن کا پتہ چلنا مشکل ہے۔ ٹیکسلا کے بے شمار سٹوپوں میں سے سب سے بڑا دھرم راجہ جی کا سٹوپ ہے جو مہاراجہ اشوک نے بنوایا تھا۔ دوسرا اہم سٹوپ اس جگہ ہے جہاں اشوک کے بیٹے کی آنکھیں اُس کی سوتیلی ماں کی سازش سے نکالی گئی تھیں۔ ان کے علاوہ ملک میں اور بھی بے شمار سٹوپ ہیں۔ جو بدھ مت کے عروج اور ترقی کا پتہ دیتے ہیں۔

بدہضمی۔ کسی بھی قسم کی گڑبڑ جو نامکمل ہاضمہ یا اُن اعضاء کی خرابی کی وجہ سے پیدا ہو جن کا تعلق ہضم کے عمل سے ہے۔ اگر بدہضمی [illegible] قسم کی ہے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کی وجہ یا تو گرم کھانا کھانا یا بہت تیزی سے کھانا یا مشتعل کرنے والی چیزوں شراب، چائے وغیرہ کا کثرت سے استعمال کرنا ہے۔ کھانا ختم کرنے کے فوراً بعد پیٹ میں درد ہونا اس بات کی علامت ہو سکتی ہے کہ یا تو پیٹ میں کوئی پھوڑا ہے یا تیزابی مادہ افراط سے پیدا ہوا ہے جس نے پیٹ کی اندرونی دیواروں میں اشتعال اور سوزش پیدا کر دی ہے۔ کھانے کے دو گھنٹے بعد درد ہونا اس چیز کی علامت ہو سکتا ہے کہ یا تو آنتوں میں تشنج واقع ہوا ہے یا پیٹ سے نیچے والی چھوٹی آنت میں پھوڑا ہو گیا ہے۔ اگر پیٹ کے درد کا کھانے کے اوقات سے کوئی تعلق نہیں ہے تو اس کی وجہ نفخ یا قولنج ہو سکتی ہے۔

بدہضمی خود کوئی بیماری نہیں ہے بلکہ یہ ایک مبہم لفظ ہے جو پیٹ کی مختلف بیماریوں کی علامت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ طبی معائنہ کے ذریعے سے مرض کی صحیح تشخیص کرانا اور یہ تعین کرنا کہ کس خلل کی وجہ سے درد پیدا ہوتا ہے از بس ضروری ہے۔ کبھی کبھی ایکس رے X-Ray وغیرہ بھی تشخیص مرض میں امداد دیتی ہے۔ بدہضمی کے دفعیہ کے لئے کئی قسم کے نسخے اور دوائیاں مقرر ہیں۔ کھٹی اشیاء لیموں، وغیرہ کا استعمال عموماً بدہضمی کے ازالہ کے لئے سودمند ثابت ہوتا ہے۔

بدیل، اسلامی جرنیل۔ خلیفہ عبدالملک کے زمانے میں نواح مادران میں مسلمانوں کے کچھ جہاز جن میں عورتیں اور بچے بھی تھے۔ بحری قزاقوں نے لوٹ لئے۔ جب حاکم عراق حجاج بن یوسف نے راجہ داہر کو گرفتار شدگان کی رہائی اور نقصان کی تلافی کے لئے لکھا مگر راجہ نے معذوری کا اظہار کیا۔ اس پر حجاج نے عبداللہ کو فوج کثیر دیکر بھیجا مگر مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ عبداللہ کی شکست کے بعد حجاج نے بدیل کو اس مہم کا سردار مقرر کیا۔ دیبل پر راجہ داہر کے بیٹے اور بدیل میں سخت مقابلہ ہوا۔ بدیل داد شجاعت دیتے ہوئے شہید ہو گئے۔ حجاج نے بدیل کی شہادت کا انتقام لینے کے لئے اپنے بھتیجے اور داماد محمد بن قاسم کو بھیجا جنہوں نے دیبل کو فتح کیا۔

بڈشاہ (کشمیر کا فرمانروا) اصل نام زین العابدین۔ ملت افغانی، سرینگر میں "زینا کدل" کے مقام پر اُن کا مزار موجود ہے۔ پندرہویں صدی عیسوی میں وادی کشمیر کے حکمران تھے اُن کے دورِ حکومت میں کشمیری صنعت و حرفت مثلاً شالبافی، ظروف سازی وغیرہ کو بڑی ترقی ہوئی۔

برادری پیشہ انجمنیں۔ ( Guilds ) انگلستان کی ازمنہ وسطیٰ کی انجمنیں جن میں تاجروں اور کاریگروں کی انجمنیں بہت مشہور ہیں۔ یہ جماعتیں ایک دوسرے کی مدد، حقوق کی حفاظت اور مشترکہ مفاد کے حصول کی غرض سے قائم کی گئی تھیں۔ سکولوں، ہسپتالوں اور پلوں کی تعمیر اور رفاہ عامہ کے اور بہت سے فرائض یہ جماعتیں ادا کرتی تھیں۔ تاجروں کی سب سے پہلی جماعت بارھویں صدی میں قائم ہوئی۔ قصبوں کے تاجر جن کو ایک قانون کے تحت تجارت میں اجارہ داری دی گئی تھی اس جماعت کے رکن تھے۔ تاجروں نے کاریگروں کو

ان انجمنوں سے دور رکھنے کی کوشش کی اور لوکل گورنمنٹ میں بھی اپنی اجارہ داری قائم کر لی۔ تیرھویں صدی میں کاریگروں اور ملازموں نے اپنی جماعتیں قائم کیں اور چودھویں صدی تک لوکل گورنمنٹ کو اپنے اثر میں لے لیا۔ مگر سولھویں صدی کے بعد کارخانوں کے قیام اور صنعت کے فروغ نے ان جماعتوں کا خاتمہ کر دیا۔

**برادر یونتن** (Brother Jonathan) یہ اصطلاح امریکی باشندوں کے لئے استعمال ہوتی ہے جیسے "جان بل" (John Bull) کی اصطلاح انگریزوں کے لئے برتی جاتی ہے۔ اسے سب سے پہلے غالباً امریکہ کے پہلے صدر واشنگٹن نے استعمال کیا تھا جب انہوں نے کونیکٹی کٹ کے گورنر کے بارے میں کہا تھا "ہمیں بھائی یونتن سے مشورہ کرنا چاہیئے۔" اب برادر یونتن سے امریکہ کا ہر باشندہ مراد ہے۔

**برار۔** (Barar) ریاست حیدرآباد (دکن) سے ملحق صوبہ تھا جو اب حیدرآباد کے ساتھ بھارت میں مدغم ہو چکا ہے۔ اب بھارتی نظام کے ماتحت برار کا انتظام ایک گورنر کے سپرد ہے

**برازیل۔** (Brasil) جنوبی امریکہ کا سب سے بڑا ملک۔ دریائے ایمیزن کے اردگرد کے گھنے جنگلات میں قدیمی باشندے رہتے ہیں۔ یہاں سے برازیلی کافی اور ربڑ جمع کر کے دوسرے ملکوں کو بھیجا جاتا ہے۔ مشرق میں سونے اور ہیرے کی کانیں ہیں۔ جنوب میں کپاس اور قہوہ پیدا ہوتا ہے۔ شمال میں شکر افراط سے پیدا ہوتی ہے۔ خاص خاص اشیائے برآمد قہوہ، کپاس، پارچہ، کوکو، چمڑا، تمباکو، مینگنیز (Manganese) اور ربڑ ہیں۔ ریو ڈی جنیرو دارالحکومت ہے۔ رقبہ ۳۲۸۵۵۹۷ مربع میل اور آبادی تقریباً پانچ کروڑ نفوس۔ جنوبی امریکہ کا سب سے بڑا ملک ہے

**برِّ اعظم۔** (Continent) خشکی کا وہ بڑا قطعہ جس میں بہت سے ملک شامل ہوں۔ جیسے برِّ اعظم یورپ جس میں فرانس، اٹلی، جرمنی، انگلستان وغیرہ شامل ہیں یا برِّ اعظم ایشیا جس میں ایران، ہندوستان، پاکستان، روس، چین وغیرہ شامل ہیں۔ اسی طرح امریکہ، افریقہ اور آسٹریلیا کے برِّ اعظم ہیں۔

**بُراق۔** ایک پردار اسپ نما جانور جس کا چہرہ انسانی اور جسم گھوڑے کا تھا۔ عام خیال کے مطابق حضور نبی اکرم ؐ اسی بُراق پر سوار ہو کر معراج کی خاطر آسمان پر تشریف لے گئے۔ اس جانور کے پہلوؤں میں پرواز کے لئے دو پر تھے اور رنگ بالکل سفید تھا۔ یہ لفظ انگریزی میں بھی انہیں معنی میں مستعمل ہے۔

**برآمد اور درآمد** (Exports & imports) برآمد سے وہ مال پیداوار مصنوعات وغیرہ مراد ہے جو ہم بیرونی ممالک کو بھیجتے ہیں اور اس کے معاوضہ میں مال درآمد یا کرنسی بیرونی ممالک سے حاصل کرتے ہیں۔ دنیا میں مختلف مقامات کی پیداوار، آب و ہوا اور وسائل میں اختلافات ہونے کی وجہ سے ہر ملک کسی خاص قسم کے مال کی پیداوار کے لئے مشہور ہے۔ مشرقی پاکستان پٹ سن کی پیداوار کے لئے مخصوص ہے لنکاشائر سوتی پارچہ جات اور یارک شائر اونی کپڑا بننے کے لئے دنیا بھر میں مشہور ہیں کینیڈا کے گھاس کے میدان گندم کی پیداوار کے لئے موزوں ہیں۔ جزائر شرق الہند میں ربڑ پیدا ہوتا ہے۔ دنیا کے ممالک اپنی پیداوار کو دوسرے ملکوں کی پیداوار یا مصنوعات سے بدلتے رہتے ہیں کیونکہ کسی ایک ملک میں اس کی ضرورت کی ہر چیز پیدا کرنا ممکن یا قرینِ مصلحت نہیں ہوتا۔ جب ہم اپنے ملک سے پٹ سن یا گندم یا چاول دوسرے ملکوں کو بھیجتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ ہم نے یہ مال برآمد کیا اور جہاں یہ مال جائے گا وہاں یہ مال درآمد کہلائے گا۔ اگر ہمارے ملک میں انگلستان سے ادویات، مشینیں، کپڑا وغیرہ آتا ہے تو یہ سامان انگلستان کی برآمد اور ہماری درآمد ہے۔ بین الاقوامی تجارت کو فروغ دینے کے لئے اس امر کی ضرورت ہے کہ دنیا کے ممالک آپس میں زیادہ سے زیادہ برآمد و درآمد کریں۔

## برامکہ Barmecides

برمکی خاندان کو عباسیہ عہد میں اقتدار نصیب ہوا اور انہوں نے ۸۰۳ء تک وزارت کے منصب پر فائز رہ کر عباسیہ سلطنت پر بالواسطہ فرمانروائی کی۔ اس خاندان کا بانی خالد ابن برمک ایک ایرانی نژاد مسلم تھا۔ جس کی ماں کو قطیبہ ابن مسلم نے ۷۰۵ء میں بلخ سے گرفتار کر کے خالد کے باپ (جو ایک بدھ راہب خانہ کا منتظم ہونے کے باعث سردار کاہن یعنی "برمک" کہلاتا تھا) کے عقد میں دے دیا۔ اس کے بطن سے خالد ابن برمک پیدا ہوا۔ جو برمکی خاندان کا سب سے پہلا وزیر بنا۔ برمکیوں

کے بنی عباس کے شاہی خاندان سے ایسے اچھے مراسم تھے کہ خالد کی ایک لڑکی کو عبداللہ السفاح کی بیوی نے دودھ پلایا اور اس طرح خالد کی بیوی نے بادشاہ وقت السفاح کی لڑکی کو دودھ دیا۔ خالد کے فرزند یحیٰی نے ہارون الرشید کو تعلیم دی اور ہارون الرشید سریر آرائے سلطنت ہونے پر بھی اپنے سابق استاد یحیٰی کو "ابا" کہہ کر پکارتا تھا۔ گویا برمکیوں کو عباسی دورِ حکومت میں وہ عروج حاصل ہوا جو غالباً بہت کم وزراء کو نصیب ہوا۔ مگر اس اقتدار کے بعد جو زوال انہیں نصیب ہوا وہ بھی غالباً اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ ۸۰۳ء کو جعفر ابن یحیٰی ابن خالد ابن برمک پر ناگہانی عتاب نازل ہوا اور اسے کسی نامعلوم جرم کی پاداش میں موت کا حکم سنایا گیا۔ اس کے بھائی اور باپ کو جیل میں ڈال دیا گیا اور باقی برمکیوں کو چن چن کر تہ تیغ کر دیا گیا۔ مسلم مورخوں اور غیر مسلم مورخوں نے شیعہ مذہب کے اس حامی خاندان کے زوال کی مختلف وجوہات پیش کی ہیں۔ جن میں سے بعض مذہبی اور بعض سیاسی امور سے تعلق رکھتی ہیں مگر اس عتاب کی وجوہات کچھ ذاتی اور انفرادی سی تھیں۔ جو پردۂ راز میں رہیں کیونکہ بعض مورخین کے قول کے مطابق ہارون الرشید نے ایک دفعہ طیش میں آ کر یہ کہہ دیا تھا "اگر میرے کرتے کو بھی پتہ ہو کہ میں نے برمکیوں کو کیوں قتل کیا تو میں اسے بھی پھاڑ ڈالوں گا۔"

**براہین مالکؒ** - براہین جمع برہان یعنی دلیل یا حجت۔ امام ابو عبداللہ مالکؒ بن انس اسلام کے چار مشہور ائمۂ فقہ میں سے ہیں۔ مالکی مذہب کے پیشوا ہیں اور بالاختصار امام مدینہ کے لقب سے مشہور ہیں۔ "براہین مالک" نام کی کتاب جو بیشتر فتاوی اور فقہی اجتہاد پر مشتمل ہے امام موصوف کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ آپ کی وفات ۱۷۹ھ بمطابق ۷۹۵ء مدینہ میں ہوئی۔ "کتاب الموطأ" جو سنت اور قانونِ اسلام کی اولین کتابوں میں سے ہے امام مالکؒ کی تصنیف ہے اور لازوال شہرت کی حامل ہے۔

**براء بن عازب** - نام براء، کنیت ابو عمارہ۔ خاندان حارثہ۔ مدینہ میں مسلمان ہوئے۔ پندرہ برس کی عمر میں غزوہ اُحد میں شریک ہوئے۔ ازاں بعد جنگِ خندق، حدیبیہ اور خیبر میں شریک ہوئے۔ آنحضرتؐ کے ہمراہ ۱۵ غزوات میں حصہ لیا۔ اور حضرت علیؓ کے ساتھ سب لڑائیوں میں شامل ہوئے۔ آپ کا شمار فاضل صحابہ اور معززانِ انصار میں ہوتا ہے۔ رسول اللہؐ کے ہر وقت ہم رکاب رہنے کے باعث بے شمار احادیث سننے کا آپ کو اتفاق ہوا جن میں سے ۲۲ احادیث آپ کی روایت سے بخاری اور مسلم میں مرقوم ہیں۔

مالِ غنیمت میں سے سونے کی ایک انگوٹھی رسول اللہؐ نے انہیں پہننے کے لئے دی۔ جب لوگوں نے اعتراض کیا کہ مردوں کو سونا پہننا جائز نہیں تو فرمایا کہ جو چیز اللہ کے رسولؐ نے خود مجھے پہننے کو کہا اُسے میں کیسے نہ پہنوں۔

آپ نے سکونت کے لئے کوفہ میں اپنا ذاتی مکان بنا رکھا تھا اور ۷۲ھ میں وہیں انتقال فرمایا۔

**براء بن مالکؓ** - اصل نام براء۔ نبی اکرمؐ کے مشہور صحابی اور حضرت انس بن مالکؓ کے علاتی بھائی۔ ہجرت سے قبل مسلمان ہوئے۔ جنگِ بدر کے سوا سب غزوں میں شامل ہوئے۔ جنگِ یمامہ میں جو مسیلمہ کذاب کے ساتھ ہوئی براءؓ نے کمال جرأت دکھائی۔ آپ کے اصرار پر مسلمانوں نے آپ کو اُٹھا کر

اس باغ کے اندر پھینک دیا جس میں محصور ہو کر مسیلمہ لڑ رہا تھا۔ باغ کے اندر پہنچ کر آپ نے باغ کا دروازہ کھول دیا۔ اور مسلمان باغ میں گھس گئے۔ اگرچہ ایسا کرنے سے آپ کا جسم زخموں سے چھلنی ہو گیا۔ لیکن خدا نے آپ کو صحت عطا فرمائی۔

اسی طرح عراق میں حریق کے معرکے میں آپ نے بڑی شجاعت دکھائی۔ تستر (فارس) کے معرکے میں افسر کی حیثیت سے آپ جنگ آزما ہوئے اور تنہا ۱۰۰ آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔

آپ آنحضرتؐ کے صحابۂ خاص میں سے تھے۔ اور ہر وقت کی صحبت کے باعث سینکڑوں احادیث سننے کا موقع ملا کتب احادیث میں کئی احادیث آپ سے منسوب ہیں۔

حضرت عمرؓ نے کئی بار آپ کی بہادری کے کارناموں کی تعریف کی۔ وہ آپ کو بلاد کے نام سے خطاب کرتے تھے۔

آواز بہت اچھی پائی تھی۔ اس لئے گانے کا بھی شوق رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ جنگی اشعار گا رہے تھے۔ کچھ فاصلے پر عورتیں کھڑی تھیں۔ رسول اللہؐ نے آپ کو خبردار کیا کہ عورتوں کا خیال رکھو۔ اس پر خاموش ہو گئے۔

معرکۂ تستر (فارس) میں رئیس فارس ہرمزان اور سینکڑوں دوسرے افراد کو موت کے گھاٹ اتار کر خود بھی شہید ہو گئے اور ان کی شجاعت مسلمانوں کی فتح کا باعث ہوئی یہ واقعہ ۲۰ھ کا ہے۔

**براء بن معرورؓ**۔ اصل نام براء۔ کنیت ابو بشیر۔ قبیلہ خزرج۔ اپنے قبیلے کے رئیس تھے۔ عقبۂ کبیرہ سے پیشتر مسلمان ہو گئے تھے۔ آنحضرت نے آپ کو بنو سلیمہ کا نقیب مقرر فرمایا تھا۔

حضرت بشیرؓ آپ کے صاحبزادے تھے۔ جنہیں حضرت براءؓ کے بعد آنحضرت نے بنو سلیمہ کا سردار مقرر کیا۔ غزوۂ خیبر کے موقع پر جب رسول اللہ کو بکری کے گوشت میں زہر دیا گیا تو حضرت بشیرؓ نے بھی وہ گوشت کھایا تھا جس کے باعث انتقال فرما گئے۔

ہجرت سے ایک ماہ قبل وفات پائی۔ اور



وصیت کی کہ مجھے قبر میں قبلہ رخ رکھنا اور میرا مال رسول اللہؐ جس طرح چاہیں استعمال میں لائیں۔ جب آنحضرتؐ مدینہ تشریف لائے تو صحابہ کے ہمراہ حضرت براءؓ کی قبر پر آئے اور چار تکبیروں سے نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر آپ کی وصیت کے مطابق سارا مال اپنی مرضی سے ان کے لڑکے کو دے دیا۔

آپ کا شمار مدینے کے معزز انصار میں ہوتا تھا۔

**بریاں آر (ARISTIDE BRIAND)**

۱۸۶۲ء تا ۱۹۳۲ء۔ فرانسیسی سیاست دان جس نے اپنی پبلک زندگی کا آغاز اخبار نویسی سے کیا۔ ۱۹۰۲ء میں وہ فرانسیسی پارلیمنٹ کا ممبر منتخب ہوا۔ ۱۹۰۶ء میں وہ وزیر مقرر ہوا اور ایک قانون پاس کروایا جس کی رو سے کلیسا کو ریاست سے بالکل الگ کر دیا گیا۔ وہ پہلی جنگ عظیم سے پہلے اور بعد کئی بار فرانس کا وزیر اعظم ہوا۔ اس کی حکومت کے دوران میں فرانس میں پہلی بار ۱۹۱۰ء میں ایک زبردست ملک گیر ہڑتال ہوئی مگر بریاں نے مزدوروں کی ہڑتال کو فوجی طاقت کی مدد سے کچل دیا۔ ۱۹۲۵ء میں اس نے میثاق لوکارنو پر اور ۱۹۲۸ء میں میثاق کیلاگ پر دستخط کئے۔ ان دونوں میثاقوں کا یہ بڑا مقصد دنیا کو دوسری عالمگیر جنگ کے خطرات سے محفوظ رکھنا تھا۔ ۱۹۳۰ء میں اس نے ممالک متحدہ یورپ کا منصوبہ پیش کیا۔

**براؤن جان (JOHN BROWN)** ۱۸۰۰ء تا ۱۸۵۹ء۔ جمہوریہ امریکہ میں حبشیوں کی حمایت میں بغاوت کرنے والا سفید فام شخص۔ جان براؤن نے ساتھیوں کی معیت میں سرکاری اسلحہ خانے پر قبضہ کر کے حبشیوں کی آزادی کا اعلان کر دیا۔ سرکاری افواج سے مقابلہ کرنے پر اسے شکست ہوئی گرفتار ہونے پر اسے تختۂ دار پر لٹکا دیا گیا۔ امریکی خانہ جنگی کے دوران میں پیادہ فوجیں یک قدمی کے لئے "جان براؤن کا جسم" نامی جو گیت گاتی تھیں اس کا ہیرو یہی براؤن تھا۔

## براؤن، ای جی، پروفیسر (BROWNE)

ایڈورڈ گرینویل براؤن E.G مشہور انگریز مستشرق (ORIENTALIST) ۷ فروری ۱۸۶۲ء کو پیدا ہوا۔ ابتدائی ایام میں اپنے میلان طبع کے برعکس اُسے انجینئرنگ کی تعلیم حاصل کرنی پڑی۔ ۱۶ برس کی عمر میں اپنے [illegible] کو خیرباد کہا۔ اسی زمانے میں جنگ ترکی و روس (۱۸۷۷ء – ۷۸ء) اور اس میں ترکوں کی بہادری اور شجاعت نے براؤن کو بہت متاثر کیا اور اس نے ترکی زبان کا مطالعہ شروع کر دیا۔ ۱۸۸۲ء میں کیمبرج میں ادبیات کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ پروفیسر ای، ایچ پامر (E.H.PALMER) اور پروفیسر ولیم رائٹ (WILLIAM WRIGHT) سے عربی زبان سیکھی۔ ۱۸۸۲ء میں قسطنطنیہ کا سفر کیا تو ایران کے حالات سے دلچسپی پیدا ہو گئی۔ ۱۸۸۲ء میں فارسی زبان کا مطالعہ شروع کیا اور مشہور فارسی استاد مرزا محمد باقر کے توسل سے بڑی تیزی سے فارسی زبان میں گہری استعداد پیدا کر لی۔ براؤن کو جب تین سال کے بعد کیمبرج سے لندن ہسپتال میں بھیجا گیا، تو فرائض منصبی کی ادائیگی کے ساتھ ایران کی صوفیانہ شاعری کا مطالعہ اس کا محبوب مشغلہ تھا۔ یہیں وہ اکثر سرزمین شیراز اور اصفہان کی سیر و سیاحت کے سہانے سپنے دیکھا کرتا جو بہت جلد حقیقت بن گئے۔ مئی ۱۸۸۷ء میں براؤن اپنے کالج کا فیلو منتخب ہوا۔ اور مشرق کا راستہ اس کے سامنے کھل گیا۔ براؤن کی کتاب A YEAR AMONGST THE PERSIANS ۱۸۹۳ء میں چھپی جس میں اس نے ایران میں اپنے تجربات و تاثرات کا عکس بڑی خوبی سے پیش کیا۔ اس سفر میں براؤن کو مشرقی علوم سے گہرا شغف اور بے پایاں محبت پیدا ہو گئی۔ براؤن جب کیمبرج واپس آیا تو اس کے ساتھ مشرقی ادبیات کے بہت سے نادر مخطوطات تھے۔ کیمبرج یونیورسٹی میں براؤن کو فارسی کا استاد مقرر کیا گیا۔ جہاں وہ ۱۹۰۲ء تک مقرر رہا۔ پھر اسے اسی یونیورسٹی میں عربی کا پروفیسر مقرر کیا گیا۔ اس دوران میں پروفیسر براؤن نے مشرقی علوم کا ایک اسکول کھولا، جس میں بہت سے طلبا، خصوصاً برطانوی سلطنت کے لئے سرکاری عہدیداروں کو مشرقی علوم پڑھائے جاتے۔ براؤن نے خود علوم مشرقی میں بہت سے تلامذہ تیار کئے اور تحقیقاتی سلسلے میں طلباء کی رہنمائی کے فرائض بھی انجام دیئے۔ ۱۹۰۶ء میں پروفیسر براؤن کی شادی ایلس بلیک، برن سے ہوئی۔ اس زمانہ میں لندن میں اس کا گھر "مشرقیات" کا مرکز بنا ہوا تھا۔ اسی سال تاریخ ادبیات ایران HISTORY OF PERSIAN LITERATURE کی دوسری جلد شائع ہوئی یہ ضخیم اور اہم کتاب چار جلدوں میں ہے۔ بعدازاں براؤن کی توجہ مشرق وسطی کی سیاست خصوصاً آشوب ایران اور جنگ عظیم کے اثرات پر منعطف ہو گئی۔ انقلاب ایران (۱۹۰۵-۱۹۰۹ء) PERSIAN REVOLUTION نام کی تصنیف مشرقی سیاست میں پروفیسر براؤن کی گہری دلچسپی اور بصیرت کا مظہر ہے۔ جنگ عظیم کے بعد مختلف ممالک کے دانشوروں نے مل کر ایک "ارمغان علمی" VOLUME OF ORIENTAL STUDIES مرتب کی جسے ۷ فروری ۱۹۲۲ء کو پروفیسر براؤن کی ساٹھویں سالگرہ پر پیش کر کے اُن کی علمی و ادبی خدمات کا اعتراف کیا گیا۔ آخری زمانے میں پروفیسر براؤن اپنے مشرقی مخطوطات MANUSCRIPTS کی فہرست بنانے میں مصروف رہے جسے ڈاکٹر نکلسن نے ۱۹۳۲ء میں کیمبرج پریس سے شائع کیا۔ ۵ جنوری ۱۹۲۶ء کو پروفیسر براؤن نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

پروفیسر براؤن جدید دور کا عظیم مستشرق اور انسان دوست، عالم فاضل تھا جس نے اپنی زندگی مشرقی تصورات حیات اور اس کے ادبیات کے مطالعے کے لئے وقف کر دی۔ وہ تین مشرقی زبانوں، عربی، فارسی اور ترکی کا ماہر تھا۔ چالیس برس تک اس نے اسلامی علوم اور مشرقی تہذیب، تمدن اور ادبیات کا گہرا مطالعہ کیا اور اپنے مطالعے کا عکس کثیر تصانیف کی صورت میں چھوڑا۔ پروفیسر براؤن کی تحقیقات کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے (۱) مذہب (۲) تاریخ و ادبیات (۳) سیاست و صحافت۔ ان میں معتدبہ حصہ تاریخ ادبیات کا ہے۔ تاریخ ادبیات ایران (HISTORY OF THE PERSIAN LITERATURE) پروفیسر براؤن کا زندۂ جاوید شاہکار چار ضخیم جلدوں میں

ہے، جسے سنہ ۱۹۰۱ء میں لکھنا شروع کیا گیا اور اس کی مختلف جلدیں علی الترتیب سنہ ۱۹۰۲ء، سنہ ۱۹۰۶ء، سنہ ۱۹۲۰ء، اور سنہ ۱۹۲۴ء میں چھپ کر منظر عام پر آئیں۔ اس اہم تصنیف کا اردو ترجمہ بھی "تاریخ ادبیاتِ ایران" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

**براؤننگ، رابرٹ** (Browning Robert) (۱۸۱۲ء - ۱۸۸۹ء) انگریزی زبان کا ایک مشہور شاعر۔ اس کی بیوی الزبتھ بیرٹ براؤننگ بھی شاعرہ تھی۔ براؤننگ کی وہ نظمیں جن میں یکطرفہ مکالمہ قلمبند کیا گیا ہے خاص اثر رکھتی ہیں۔ یہ کسی قدر مشکل گو شاعر تھا۔ اس کے بارے میں لطیفہ مشہور ہے کہ اس کی شاعرہ بیوی نے اس کی کوئی نظم پڑھ کر پوچھا۔ "براؤننگ تمہارا مطلب سمجھ میں نہیں آیا"۔ تو براؤننگ اٹھ کر ٹہلنے لگا اور بولا "جب میں نے یہ نظم لکھی تھی تو اس کے معنی حضرت اللہ کو اور مجھے معلوم تھے۔ اور اب اللہ ہی اکیلا جانتا ہے"۔
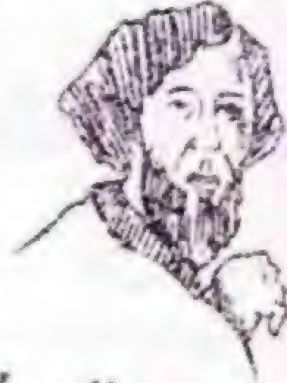
**بربر قبائل۔** (Berber Tribes) اس نام کے قبیلے مراکش، کیسابلانکا وغیرہ کے گرد و نواح میں اور کوہ اطلس کی مغربی ڈھلانوں پر زمانہ قدیم سے آباد ہیں۔ خیال ہے کہ فونیقیا اور قرطاجنہ (Carthage) کے عروج و زوال کا زمانہ بھی ان قبائل کو یہیں دیکھنا نصیب ہوا۔ رومۃ الکبریٰ کے زمانہ اقتدار میں یہ لوگ عیسائیت پر ایمان لے آئے۔ واضح رہے لفظ بربر لاطینی کے لفظ (Barbaro) سے ماخوذ ہے جس کے معانی بربریت پسند ہیں۔ معلوم ہوتا ہے یہ لوگ زمانۂ قدیم میں بھی بہت جنگجو رہے ہیں۔ اور انہیں زیر کرنے میں حکومت روم کو کافی دقت کا سامنا کرنا پڑا۔ بعد ازاں جب اسلام کو سربلندی حاصل ہوئی تو یہ لوگ مسلمان ہوگئے۔ مگر اس کے باوجود مسلمان حکمرانوں کے لئے اکثر پریشانی کا باعث بنے رہے۔

زمانۂ حال میں ان پر فرانسیسی تسلط ہے۔ بالعموم سفید رنگت اور نیلی آنکھوں والے ہوتے ہیں۔

**بربط۔** بربط لکڑی یا ہاتھی دانت وغیرہ کا بنا ہوا تکونی شکل کا ساز ہوتا ہے اس میں عام طور پر چھیالیس تار لگے ہوتے ہیں۔ جنہیں ہاتھوں سے بجایا جاتا ہے۔ آلاتِ موسیقی میں بربط غالباً سب سے قدیم اور ہر دلعزیز ساز ہے۔ قدیم اہلِ مصر اور یونانی بربط کے بڑے شیدائی تھے۔ قدیم مصری تصویروں میں بربط مختلف صورتوں میں شکاری کی کمان سے لیکر موجودہ زمانے کے خوبصورت بربط تک کی شکل میں موجود ہے۔ حضرت عیسیٰؑ سے پندرہ سو سال پہلے کے مصری بربط ابھی تک برطانوی عجائب خانے میں رکھے ہوئے ہیں۔

**برت۔** ہنود میں ان کے عقیدے کے مطابق ایک قسم کا فاقہ ہوتا ہے جس میں وہ کھاتے پیتے نہیں اور سوائے معمولی بات چیت کے ہر قسم کے لہو و لعب اور مشاغل سے اجتناب کرتے ہیں۔ ہنود عموماً شرادھوں کے ایام میں برت رکھتے ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ برت کا رواج ان کے ہاں قدیم آریائی تہذیب کے زمانے سے چلا آتا ہے۔

**برتلمائی کا قتل** (Massacre of St. Barthalmew) فرانس میں پروٹسٹنٹ فرقے کے عیسائیوں کا رومن کیتھولک فرقہ کے عیسائیوں کے ہاتھ سے قتل عام۔ یہ قتل عام ایک منظم سازش کے ماتحت کیا گیا تھا اور اس قتل کے لئے سینٹ کے مذہبی رہنما برتلمائی کے عرس کا دن چنا گیا۔ فرانسیسی کیتھولک کورٹ کے فتوے کی تعمیل میں

ہزاروں پروٹسٹنٹ عیسائی جن کو فرانسیسی لوگ ہیوگنو کہتے تھے فنا کے گھاٹ اتار دیے گئے۔ حتیٰ کہ بڑے بڑے مدبر اور جرنیل بھی جو بادشاہ وقت کے جاں نثاروں میں سے تھے وہ بھی نہ بچ سکے بلکہ ایک مہمان شاہزادے کو معہ اس کے باڈی گارڈ کے ہلاک کر دیا گیا۔ یہ تمام سانحہ پایائے روم کے اشارے سے عمل میں آیا۔ یہ سازش اس قدر مکمل اور صیغہ راز میں رکھی گئی کہ آخر وقت تک اس کا انکشاف نہ ہوا۔ تاہم اکثر پروٹسٹنٹ لوگ اپنی جان بچانے کی خاطر انگلستان کو ہجرت کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ چنانچہ انگلستان میں جو فرانسیسی خاندان ہیں وہ انہی مہاجرین کی اولاد ہیں۔

سر جفری ڈی مونٹ مورنسی سابق گورنر پنجاب اسی زمرہ میں سے تھے۔

## برٹرنڈ رسل

Bertrand Russell

(۱۸۷۲ - ) انگلستان کا ایک فلسفی جو ریاضیات کا بھی ماہر ہے۔ اس کے علاوہ وہ ایک بلند پایہ انشاپرداز ہے۔ جسے عام فہم زبان میں اپنا مطلب واضح کرنے کا حیرت انگیز ملکہ ہے۔ رسل عدم تشدد کا قائل ہے اور اسے پہلی جنگ عظیم کے دوران میں جرمنوں کے خلاف لڑائی میں حصہ نہ لینے کے باعث نظر بند کر دیا گیا تھا۔

برٹرنڈ رسل کی تصانیف فلسفہ اور اجتماعیات وغیرہ پر بے شمار ہیں اور انگریزی خواں طبقہ انہیں بڑے شوق سے پڑھتا ہے۔

## برٹش ایسوسی ایشن برائے ترقی سائنس

(British Association for the Advancement of Science)

انگلستان کی انجمن ترقی علوم سائنس۔ اس انجمن کی بنیاد ۱۸۳۱ء میں رکھی گئی۔ اس انجمن کے اغراض و مقاصد حسب ذیل ہیں:-

(۱) سائنسی تحقیقات اور ایجادات (۲) سائنسی تحقیقات کرنے والے ملکی و عالمی ماہرین میں رابطہ کا قیام (۳) سالانہ جلسوں کا انعقاد جن سے مختلف تحقیقاتی پہلوؤں کو منسلک کیا جا سکے۔ اور جمع شدہ مواد پر تبادلہ خیالات ہو سکے۔ اس انجمن کے تیرہ شعبے ہیں:-

(۱) ریاضیات (۲) طبعیات (۳) کیمیا (۴) علم الارض یعنی جیالوجی (۵) زوآلوجی یا حیوانیات، (۶) جغرافیہ (۷) اقتصادیات اور شماریات Statistics (۸) میکانک (۹) انتھراپولوجی یعنی انسانیات (۱۰) فزیالوجی یعنی تشریح الابدان (۱۱) بوٹنی یعنی نباتات (۱۲) تعلیم (۱۳) زراعت۔

یہ سوال کہ انجمن ہذا کس قدر مفید ثابت ہوئی ہے سو اس کا اندازہ اُن بے شمار ایجادات سے ہوتا ہے جو آئے دن انگلستان میں ہوتی رہتی ہیں۔

## برٹش براڈ کاسٹنگ کارپوریشن۔

(British Broadcasting Corporation) انگلستان میں ریڈیو پروگرام بنانا اور نشر کرنا ایک پرائیویٹ ادارے کے سپرد ہے۔ جو صحیح معنوں میں قوم کی نمائندگی کرتا ہے۔ حکومت انگلستان اس ادارے کی نگرانی کرتی ہے۔ یہ ادارہ اندرونی ملک کے نشری پروگرام کو تین حصوں میں نشر کرنے کا انتظام کرتا ہے۔ دو متبادل پروگرام ۳۶۹ اور ۱۵۰۰ میٹری لہروں پر اور جدید پروگرام تجربہ سال ۱۹۳۱ء ۲۰۳ اور ۵۱۵ میٹری لہروں پر نشر ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ یورپ اور تمام دنیا کے لئے بھی پروگرام نشر کئے جاتے ہیں جو دنیا کی تمام مروجہ زبانوں میں نشر ہوتے ہیں۔

اس ادارے کا موجودہ اجارہ ۱۹۵۶ء میں ختم ہو گیا تھا۔ لیکن اس کی از سر نو تجدید ہو گئی ہے۔

## برٹش کونسل

(British Council) برٹش کونسل کا لفظی ترجمہ بلا شبہ برطانوی مجلس ہے مگر اس ترجمے سے صحیح مفہوم واضح نہیں ہوتا۔ بہر حال جیسے ہمارے ملک میں رواج ہے برطانیہ میں بھی مخصوص مقاصد کے حصول کی خاطر برطانوی حکومت نے ایک

مجلس قائم کی جس کا نام برطانوی مجلس (British Council) رکھا گیا۔ یہ ۱۹۳۴ء کا واقعہ ہے۔ مجلس کے ذمہ یہ کام ہے کہ وہ برطانیہ، اس کی حکومت، اس کے باشندوں اور ان کی تہذیب و تمدن سے غیر ممالک کو روشناس کرے۔ مجلس کے ذمہ یہ کام بھی ہے کہ وہ دوسرے ممالک سے ثقافتی روابط استوار کرے۔ چنانچہ ان اغراض کے تحت تقریباً دنیا کے ہر مہذب ملک میں برطانوی مجلس کی شاخیں کھولی گئی ہیں۔ جہاں کتابوں، رسالوں، اخباروں، تقریروں، فلموں کے ذریعہ برطانیہ اور اہل برطانیہ کے بارے میں لوگوں کو کارآمد معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں اور ان کے دلوں میں برطانیہ کے لئے ہمدردانہ جذبات پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

### برٹش میوزیم (British Museum)

لندن کا عجائب گھر جو اپنے قدیم، قیمتی اور بیمثل ذخائر کی وجہ سے دنیا بھر میں مشہور ہے۔ کہنے کو تو یہ عجائب گھر (Museum) ہے لیکن اس کے علمی مجموعے اسے دنیا کا سب سے بڑا "ادب گھر" بنائے ہوئے ہیں چنانچہ برٹش میوزیم کا ریڈنگ روم علمی ذخائر اور نادر کتب اور مخطوطات کا ایک قابل قدر مرکز ہے۔

**برچھا** (نیزہ) جنگجوئی کا بہت پرانا فن ہے جو آریوں، ترکوں اور عربوں وغیرہ میں رائج تھا۔ عربوں کا برچھا لمبا اور اس کا پھل تکونا ہوتا تھا۔ ترکوں کا برچھا چھوٹا ہوتا تھا اور پھل گول نوکدار یعنی مخروطی اور ہندوستان کے آریوں کا برچھا لمبا ہوتا تھا مگر اس کا پھل پتلا باڑھدار اور ریاں کی قطع کا تھا۔ تینوں طرح کے نیزے زیر استعمال تھے۔ بڑے برچھے پانچ گز تک لمبے ہوتے۔ اور چھوٹے تین گز تک۔ بڑا برچھا لچکدار ہوتا اور چھوٹا لچک سے بالکل خالی ہوتا تھا۔ دونوں کے چلانے کے فن جدا جدا تھے اس فن کا مرکز بھی لکھنؤ تھا اور فن کے پیر و مرشد میر کلو نامی ایک صاحب کمال شخص تھے۔ ان کے بعد میر اکبر علی نامی برچھیت مشہور ہوئے۔ بریلی اور رامپور بھی برچھیت فنکاروں کی آماجگاہ تھے۔ غازی الدین حیدر کے زمانے میں جب بادشاہ کو ہاتھیوں کے شکار کا شوق ہوا۔ تو اس فن کا



بہت چرچا ہوا۔ اب صرف براتوں اور محرم کے جلوسوں میں ایک مشغلہ بن کر رہ گیا ہے۔

جس فن کا نام آج کل نیزہ بازی ہے وہ بھی اسی کا شاخسانہ ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ نیزہ بازی میں گھوڑے پر سوار ہو کر ایک میخ پر نیزے سے نشان لگایا جاتا ہے۔ جس کا نشان درست بیٹھتا ہے وہ انعام کا حقدار ہوتا ہے۔ نیزہ بازی سابق پنجاب کے دیہاتی زمینداروں اور فوجیوں میں آج بھی مقبول کھیل ہے۔ اور سپہ گری کے فنون میں سے صرف ایک یہی فن زمینداروں اور فوجیوں میں رہ گیا ہے۔

### برخاستگی - (Dismissal)

برخاستگی کے معنی برطرفی یا معزولی ہیں۔ اصطلاحاً کسی سیاسی جلسے، جماعت یا قانون ساز مجلس کی برطرفی یا کسی پارلیمنٹ کی موقوفی کو کہتے ہیں۔

جب کسی مجلس قانون ساز کی میعاد عمل ختم ہو جاتی ہے یا مجلس کو ارکان کی اکثریت کا اعتماد نہیں رہتا تو صدر ریاست عام طور پر ایسی مجلس کی برخاستگی کا اعلان کر دیتا ہے۔ مجالس قانون ساز کے انتخاب اور موقوفی کے قواعد مختلف ملکوں میں مختلف ہیں البتہ جو چیز تمام جمہوری ملکوں میں مشترک ہے وہ رائے عامہ کا احترام ہے۔ مجلس قانون ساز کے انتخاب اور موقوفی دونوں میں رائے عامہ کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔

**برزخ** - عربی لفظ ہے جس کے معنی پردہ یا روک یا وہ چیز ہے جو دو متضاد کیفیتوں کے درمیان حائل ہو جیسے دوزخ اور بہشت کے درمیان اعراف۔ یا موت اور قیامت کا درمیانی زمانہ۔ قرآن پاک میں یہ لفظ تین جگہ آیا ہے اور انہیں معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

**برسلز** - (Brussels) بلجیم کا دارالحکومت اینٹورپ نامی شہر سے ۲۷ میل جنوب میں واقع ہے۔ یہ خوب صورت شہر ہے۔ اور چونکہ بلجیم پر فرانسیسی تمدن غالب ہے اس لئے اس شہر کو پیرس ثانی بھی کہتے ہیں۔ اس شہر کی مجموعی آبادی ۹۰۰۰۰۰ کے قریب ہے

**برطانوی مجلس فنون لطیفہ** (Art Council of Great Britain)
یہ مجلس برطانیہ کے فن کاروں کی انجمن ہے ۔ پہلی عالمگیر جنگ کے دوران میں اس کی بنیاد رکھی گئی ۔ اس انجمن کے اغراض و مقاصد یہ تھے کہ ڈرامہ یعنی تھیئٹر کے کھیل کے فن کو تباہی سے بچایا جائے جو جنگ کی وجہ سے مفقود ہوتا جا رہا تھا ۔ اس انجمن کو باقاعدہ سرکاری امداد ملتی تھی اور شیکسپیئر کے ڈراموں کو ایسے مقامات پر دکھلاتی تھی ۔ جہاں آج ان کی نمائش پہلے کبھی نہ ہوئی ہو ۔ یعنی دیہاتی اور صنعتی مراکز میں ۔ یہی وقتی مدد تھی جس کی وجہ سے برسٹل کا عظیم الشان سٹوڈیو (تھیئٹر) تباہ ہونے سے بچ گیا ۔ اس سٹوڈیو کا نام "تھیئٹر رائل" یعنی شاہی سٹوڈیو تھا ۔

ہمارے ملک میں اس قسم کے فنون کی طرف بہت کم توجہ ہوئی ہے ۔ جس کی بڑی وجہ جہالت اور عام بے مذاقی ہے ۔

**برطانوی ہانڈورس** (British Honduras)
تاج برطانیہ کی ایک نوآبادی جو وسطی امریکہ میں بحیرۂ کیریبین (Carabean) کے کنارے واقع ہے ۔ اس کے شمال میں یوکاٹن اور جنوب و مغرب میں گواٹیمالا ہیں ۔ ابتداء میں اس کا نام بیلیز (Belize) تھا مگر اب یہ صرف اس کے دارالحکومت کا نام ہے ۔ یہاں آباد کار سب سے پہلے ۱۶۳۸ء میں آئے ۔ اس کا رقبہ ۸۶۰۰ مربع میل کے قریب ہے ۔ اور آبادی ۵۵ ہزار کے لگ بھگ ہے ۔

**برطانیہ** (Great Britain)
یہ مجمع الجزائر یورپ کے ساحل کے شمال مغرب میں واقع ہے ۔ اس میں انگلینڈ (England) سکاٹ لینڈ (Scotland) اور ویلز (Wales) شامل ہیں ۔ رقبہ اٹھاسی ہزار مربع میل سے زیادہ اور آبادی پانچ کروڑ کے لگ بھگ ہے ۔

اگرچہ برطانیہ بھی تقریباً اسی عرض بلد پر واقع ہے جس پر لیبراڈور (Labrador) مگر مغربی ہوائیں جو خلیجی رو اور دوسری گرم رو ؤں کی طرف سے آتی ہیں اس کی آب و ہوا کو زیادہ سرد ہونے سے بچاتی ہیں ۔ اسی طرح سمندری ہوائیں گرمیوں میں گرمی کو روکتی ہیں ۔ بارشیں کثرت سے ہوتی ہیں ۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اوسطاً دن کا ⅔ حصہ بادل ، دھند یا کہر کی نذر ہو جاتا ہے ۔ زمین نہایت زرخیز ہے مگر ملک کی معیشت کا دارومدار صنعت پر ہے ۔ گندم ، جو اور چقندر مشرقی انگلستان کے علاقے میں بکثرت پیدا ہوتے ہیں ۔ مغربی علاقوں میں بھیڑیں اور گھوڑے پالے جاتے ہیں ۔ کوئلے کی افراط کی وجہ سے برطانیہ نے صنعتی لحاظ سے بے حد ترقی کی ہے ۔ یہاں لوہا بھی بکثرت پایا جاتا ہے ۔ ڈارلنگٹن (Darlington) مڈلز برو (Middlesbrough) برمنگھم (Birmingham) اور شیفیلڈ (Sheffield) میں لوہے کے بڑے بڑے کارخانے ہیں ۔ مانچسٹر (Manchester) کپڑے کا مرکز ہے ۔ لندن ، برمنگھم ، گلاسگو ، لورپول (Liver pool) مانچسٹر ، لیڈز (Manchester leeds) اور ایڈنبرا (Edinburgh) بڑے بڑے شہر ہیں ۔ انگلش اور ویلش (ENGLISH and Welsh) زبانیں بولی جاتی ہیں ۔ لوگوں کا مذہب زیادہ تر پروٹسٹنٹ ہے ۔

پہلی صدی قبل مسیح میں رومنوں نے برطانیہ کو فتح کیا ۔ چوتھی صدی عیسوی میں جب رومنوں نے برطانیہ کو خالی کر دیا تو سکنڈے نیویا وغیرہ کے قبیلے اینگلز (Angles) سیکسنز (Saxons) اور جیوٹس (Jutes) اس پر حملے کرنے لگے ۔ یہاں سات بڑی بڑی حکومتیں قائم ہو گئیں اور برطانیہ کے اصل باشندے مجبور ہو کر ویلز اور سکاٹ لینڈ کی طرف بھاگ گئے ۔ گیارھویں صدی عیسوی میں ملک متحد ہو گیا ۔ سولھویں صدی عیسوی میں ہنری ہشتم کے عہد میں چرچ آف انگلینڈ نے رومن کیتھولک چرچ سے آزادی حاصل کی ۔ اٹھارویں اور انیسویں صدی میں برطانیہ نے اندرونی اور بیرونی معاملات میں بے حد ترقی کی اور وہ ایک زبردست طاقت بن گیا ۔

**برطانیہ پر فضائی حملہ** (Air Raids on Britain)

سنہ ۱۹۴۰ء میں جرمنوں نے فرانس، بلجیم اور ہالینڈ پر قبضہ کر لیا۔ خوش قسمتی سے انگریزی فوج کا معتدبہ حصہ ڈنکرک کے راستے جان بچا کر انگلستان پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ جرمنوں کی بحری قوت کے ناکافی ہونے کا ثبوت تھا۔ اب جرمنوں کے سامنے تسخیر برطانیہ کا مسئلہ تھا۔ اس مقصد کے لئے ان کے پاس بحری ذرائع بہت محدود تھے اور برطانیہ پر فوج اتارنا آسان کام نہ تھا۔ چنانچہ جرمنوں نے برطانیہ پر فضائی حملوں کا سلسلہ شروع کیا تاکہ انگریزوں کو دہشت زدہ کر کے فوج اتارنے کا کام بآسانی سر انجام پا سکے۔ چنانچہ یہ سلسلہ ۱۰ جولائی سے ۳۱ اکتوبر سنہ ۱۹۴۰ء تک جاری رہا۔

حملوں کا پہلا سلسلہ ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۴۰ء سے ۷ اگست سنہ ۱۹۴۰ء تک جاری رہا۔ اس کے بعد ۸ اگست سے ۲۳ اگست سنہ ۱۹۴۰ء تک ساحلی علاقوں پر شدید حملے کئے گئے۔ ۲۴ اگست سے ۶ ستمبر سنہ ۱۹۴۰ء تک ہوائی اڈوں کو تباہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ ۷ ستمبر سے ۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۴۰ء تک جاری بمباروں نے دن کے وقت لندن پر بمباری جاری رکھی۔ اور ساحلی مضافات وغیرہ کو کافی نقصان پہنچایا۔ یکم اکتوبر سے ۳۱ اکتوبر سنہ ۱۹۴۰ء تک لڑاکا بمباروں نے لندن کو نشانہ مشق بنایا۔ گو لندن کو کافی نقصان پہنچا لیکن مجموعی حیثیت سے جرمن ہوائی طاقت اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکی۔ موسم سرما کی آمد نے فضائی سرگرمیوں کو بہت کم کر دیا۔ قریباً ۱۷۳۳ جرمن ہوائی جہاز تباہ ہوئے اور اسی کے لگ بھگ انگریزوں کا بھی نقصان ہوا۔ البتہ برطانیہ کا جانی اور مالی نقصان زیادہ ہوا۔ ان ہوائی حملوں کو بیٹل آف برٹن (Battle of Britain) کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔

**برف** (Ice : Snow) دو قسم کی ہوتی ہے۔ بخاری اور آبی۔ بخاری برف وہ ہے جو پہاڑوں میں بارش کی طرح برستی ہے اور روئی کی طرح سفید اور اسی طرح پھولی ہوئی اور بہت ہلکی ہوتی ہے۔ اس کے یہ خواص اس ہوا کے باعث ہیں جو اس کے ساتھ منجمد ہو جاتی ہے۔ یہ برف آبی بخارات کے منجمد ہونے کے باعث وجود میں آتی ہے۔ اور چونکہ ان کے ساتھ ہوا کا بھی انجماد ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا رنگ سفید اور وہ روئی کی طرح پولی اور ہلکی ہوتی ہے۔ اس کے برخلاف آبی برف پانی کے جمنے سے وجود میں آتی ہے اور چونکہ اس میں ہوا کو دخل نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ بخاری برف کے مقابلے میں شفاف، وزنی اور ٹھوس ہوتی ہے اور اس کی چوٹ اینٹ کی طرح پڑتی ہے۔ اس کی کثافت پانی کی کثافت کا ۹۲ فیصدی ہے یعنی اس کی کثافت اضافی ۹۲ ہے اس لئے پانی پر بخوبی تیرتی ہے۔ حجم بھی پانی سے زیادہ ہوتا ہے۔ چنانچہ پانی جب جم کر برف بنتا ہے تو بند بوتلوں کو توڑ کر باہر نکل آتا ہے۔ قلفیاں جمانے والے قلفی کا چوتھائی حصہ اسی وجہ سے خالی رکھتے ہیں۔ پہاڑوں پر جب بخاری برف پڑتی ہے تو دباؤ سے پانی بن جاتی ہے اور پھر سردی لگنے پر جم کر آبی برف بن جاتی ہے جس پر سردی کے موسم میں لوگ سکیٹنگ اور سکی اِنگ کرتے ہیں۔ پانی ۰ْ درجہ سنٹی گریڈ اور ۳۲ درجہ فارن ہائیٹ پر جم کر برف بن جاتا ہے۔ جب بازاری برف کا ملاحظہ کیا جائے تو اس کا ایک حصہ سفید سا نظر آتا ہے۔ جس کو بخاری برف کہتے ہیں۔ اس کے وجود کا سبب یہ ہوتا ہے کہ پانی جس سے کارخانے والے برف بناتے ہیں بھاری ہوتا ہے، یا گدلا اور جمتے وقت اس کے ذرات نیچے تہ پر بیٹھ کر پانی کے ساتھ جم جاتے ہیں اور چونکہ وہاں خلا رہتا ہے اس لئے ہوا کے سبب پھر وہی سفید رنگ ابھرتا ہے جو بخاری برف میں ہوتا ہے۔ حالانکہ خالص پانی کے انجماد سے جو برف حاصل ہوتی ہے وہ بے رنگ و شفاف ہوتی ہے۔ اسی طرح نل کا پانی بے رنگ اور شفاف ہوتا ہے۔ لیکن اچھلنے پر ہوا کی آمیزش سے اس کا رنگ سفید نظر آتا ہے۔

**برف کا زمانہ**۔ موجودہ سائنسدانوں اور ماہرین ارضیات کا کہنا ہے کہ بنی آدم کی زمین پر آباد کاری سے بہت پہلے کرۂ زمین برف سے ڈھکی ہوئی تھی۔ جس کے اثرات یا علامات شمالی یورپ اور امریکہ میں پائے جاتے ہیں۔ ان محققین کے قیاسات کے مطابق امریکی پہاڑوں کی ساخت اور دوسرے نشانات سے

یہ اندازہ ہوتا ہے کہ کسی زمانہ میں یہ تمام علاقہ برف کے نیچے دبا ہوا تھا۔ اسی طرح شمالی یورپ، آئرلینڈ اور بحراوقیانوس حتیٰ کہ سکاٹ لینڈ کا علاقہ بھی برف سے مستور تھا۔ زمانہ برف کے بھی کئی دور ہیں۔ کوئی قدیم، کوئی وسطی اور کوئی قریبی برف کا زمانہ کہلاتا ہے۔ جنہیں اپنے اپنے علامات اور آثار سے ممیز کیا جاتا ہے۔ بنی آدم کو آخری یا قریبی برف کے زمانہ کا معاصر شمار کیا جاتا ہے۔

## برف کی چٹانیں (Ice Bergs)

گلیشیر (Glacier) کے وہ تودے ٹوٹ کر سمندر میں چلے جاتے ہیں اور ہوا سے دور دور تک پہنچ جاتے ہیں، برفانی چٹانیں کہلاتے ہیں۔ یہ چٹانیں آبی برف کی طرح ہوتی ہیں اور پتھر کی طرح سخت۔ اگر کوئی جہاز ان سے ٹکرا جائے تو پاش پاش ہو جاتا ہے۔ شمالی اوقیانوس میں اس قسم کی چٹانوں کا گھر ہے۔ یہ چٹانیں شمال سے گرین لینڈ کے جزیرے سے آتی ہیں، بہت مضبوط ہوتی ہیں اور موسم گرما میں جہازوں کے لئے خطرہ عظیم کا موجب بنتی ہیں۔ اسی قسم کی چٹانوں سے ٹکرا کر برطانیہ کا ٹائٹینک نامی جہاز ۱۹۱۲ء میں پاش پاش ہو گیا تھا۔ اس کے کپتان نے ندامت کے باعث اپنی جان اس کے ساتھ دے دی تھی۔ ان چٹانوں کو آئس برگ (Ice Bergs) یعنی برف کے پہاڑ کہتے ہیں۔ آئس برگ آئس بریکر سے بالکل مختلف ہے۔ جو آہن پوش کشتیاں ہوتی ہیں اور جن سے جمے ہوئے دریاؤں کی سطح کی برف توڑ توڑ کر جہازوں کے لئے راستہ بنایا جاتا ہے۔

## برفانی انسان (Snow-man)

ہمالیہ کی بلندیوں پر جتنے بھی کوہ پیما پہنچے ہیں انہوں نے برفانی انسان کے پاؤں کے نشانات دیکھنے کا دعویٰ کیا ہے مگر آج بھی بہت سے لوگ اس کے وجود سے منکر ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ برفانی انسان کوئی فرضی یا خیالی تخلیق ہے اور متذکرہ نشانات پہاڑی ریچھ کے ہوں گے۔ نشانات کی موجودگی سے تو کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کیونکہ ان نشانات کی تصویریں بھی دنیا بھر کے اخبارات میں



شائع ہو چکی ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ کسی جاندار کے نشان ہیں۔ نیپالی اور تبتی پہلے ہی سے اس مخلوق سے آشنا ہیں۔ کھٹمنڈو کی ایک خانقاہ کے تبتی راہب کے قول کے مطابق اس مخلوق کو "یتی" کہتے ہیں۔ اس کا قد عام طور پر ۱۲ فٹ سے لیکر ۱۵ فٹ تک ہوتا ہے۔ دنیا میں سب سے پہلے ۱۹۲۱ء میں کرنل بیری نے یہ نشانات بارہ ہزار فٹ کی بلندی پر دیکھے۔ (وہ ایورسٹ کو سر کرنے نکلے تھے) وہ اور ان کے ساتھی یہ نشانات دیکھ کر دم بخود رہ گئے۔ جب ۱۹۲۵ء میں اٹلی کے کوہ پیماؤں نے ایورسٹ کو سر کرنے کی ناکام کوشش کی تو انہوں نے واپس آ کر لکھا کہ جب گلیشیر سے دس میل آگے یکایک ان کے قلی چیخنے چلانے لگے اور خوف زدہ ہو کر ایک کھائی کی طرف اشارے کرنے لگے۔ اطالویوں نے دیکھا کہ تقریباً سو فٹ نیچے ایک جاندار جو انسان سے مشابہ ہے انسان کی طرح چل رہا ہے۔ اس کے جسم پر لمبے لمبے بال ہیں۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد وہ ایک جگہ بیٹھ گیا اور برفانی گھاس توڑنے لگا مگر پھر یکایک غائب ہو گیا۔ نیچے جا کر دیکھا تو صرف اس کے پاؤں کے لمبے لمبے نشانات موجود تھے۔ چونکہ سائنس کی رو سے اس قسم کی مخلوق کا وجود ممکن ہے اور بعض اطلاعات سے اس کی تصدیق بھی ہوتی ہے اس لئے اب اس انسان کی تلاش بڑے زور شور سے جاری ہے۔ سوویٹ روس کے سائنس دانوں کا خیال ہے کہ یہ مخلوق انسان کے ارتقاء کی ایک کڑی ہے جسے وہ عنقریب تلاش کر لیں گے۔ بعض روسی سائنس دانوں نے ایک خاص علاقے میں برفانی انسان کو ایک سے زیادہ مرتبہ دیکھا ہے۔ اس لئے خیال ہے کہ جلد ہی اس نئی مخلوق کا پتہ مل جائے گا۔

## برفانی سیلاب (Avalanche)

برفانی سیلاب کسی پہاڑ کے ڈھلوان حصے سے برف کے لڑھکنے سے رونما ہوتے ہیں۔ کوہ ایلپس (Alps) سے اکثر ایسے سیلاب آتے ہیں اور بے پناہ جانی اور مالی نقصان کا باعث بنتے ہیں۔ برفانی سیلاب چار طرح کے ہوتے ہیں۔ جب کسی پہاڑ کی ڈھلان پر بہت سی برف جمع ہو جاتی ہے مگر

اُس کی تہ جم کر ابھی مضبوط نہیں ہو پاتی تو ہوا ایسی برف کو ڈھلان کی طرف لڑھکا دیتی ہے۔ ایسے سیلاب کو ڈرفٹ (Drift) کہتے ہیں۔ جب جمی ہوئی برف کا کوئی وزنی حصہ ٹوٹ کر ڈھلان کی طرف لڑھکنا شروع کرتا ہے تو اسے رولنگ (Rolling) کہتے ہیں۔ اور جمی ہوئی برف کا کوئی حصہ حرارت پاکر پگھلنے لگتا ہے اور جمی ہوئی سطح سے الگ ہو کر نچلی طرف لڑھکنے لگتا ہے تو اسے سلائیڈنگ (Sliding) کہتے ہیں۔ اور جب برف کے تودے ٹوٹ کر گرنے لگتے ہیں تو اسے گلیشیر (Glacier) کہتے ہیں۔

**برق۔** (دیکھو بجلی)

**برق جوالا پرشاد۔** جوالا پرشاد نام، برق تخلص۔ ۱۸۶۳ء میں سیتاپور میں پیدا ہوئے۔ کیننگ کالج لکھنؤ سے بی۔ اے کرکے قانون کی ڈگری حاصل کی اور پھر ترقی کرتے کرتے ڈسٹرکٹ سیشن جج ہو گئے۔ ۱۹۱۱ء میں وفات پائی۔

آپ نہایت قابل شاعر اور نثار تھے۔ آپ "مثنوی بہار" کے مصنف ہیں جو بہت مقبول مثنوی ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے بنگالی ادیب بنکم چندر چٹرجی کے کئی ناولوں مثلاً بنگالی دلہن، ابزناب، [illegible] مرنالنی، اور مار آستین، وغیرہ کے کامیاب ترجمے کیے۔ شیکسپیئر کے بعض ڈراموں کے بھی ترجمے کیے۔

**برق، غلام جیلانی** (دیکھو غلام جیلانی برق)

**برق مہاراج بہادر دہلوی۔** مہاراج بہادر نام۔ برق تخلص۔ دہلی میں پیدا ہوئے۔ لیکن آپ کے آباؤ اجداد ضلع ایٹہ (بھارت) کے رہنے والے تھے۔ پھر دہلی کو اپنا وطن بنا لیا۔ شاعری بزرگوں کا ایک متبرک ورثہ تھی۔ آپ کے والد اور نانا بلند پایہ ادیب اور خوش فکر شاعر تھے۔

برق کو شاعری کا شوق بچپن ہی سے تھا۔ بی۔ اے پاس کرنے کے بعد آپ پوسٹل آڈٹ آفس دہلی میں سپرنٹنڈنٹ کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ آپ بڑے خوددار تھے۔ ابتدا میں چند غزلیں آغا شاعر قزلباش دہلوی کو دکھائیں۔ بعد ازاں خود غور و فکر سے کہنے لگے۔ اور اپنے کلام کی خود اصلاح کرنے لگے۔ مناظرِ قدرت پر نظمیں لکھنے کا شوق تھا۔ کبھی کبھی قومی نظمیں بھی لکھتے تھے۔ غزل کی طرف توجہ نہیں کی۔

آپ کا مجموعۂ کلام "مطلع انوار" کے نام سے چھپ چکا ہے۔ اور بہت سا کلام ابھی شائع نہیں ہوا۔

۹ فروری ۱۹۳۶ء کو پانی پت میں حرکتِ قلب بند ہو جانے سے انتقال ہوا۔

آپ کا مجموعۂ کلام اردو ادب میں ایک نادر شے ہے۔ اور طرزِ جدید کی شاعری کا مخزن ہے۔ تاثیر، فصاحت، سلاست، نادر تشبیہات، روانی، زبان کی شستگی و برجستگی آپ کے ہاں بدرجۂ اتم موجود ہے۔

**برق نما** (Electroscope) برق نما

ایک آلہ ہے جس کے ذریعہ دو باتیں معلوم کی جاتی ہیں۔ پہلی یہ کہ کسی جسم پر برقی بار ہے یا نہیں۔ دوسری یہ کہ وہ برقی بار کس قسم کا ہے۔ منفی ہے یا مثبت۔

یہ آلہ شیشے کی بیضوی بوتل ہوتی ہے جو لکڑی کی ایک قرص پر رکھی ہوتی ہے۔ لکڑی کی قرص پر اندر کی طرف ٹین کا ورق لگا ہوتا ہے۔ اور بوتل کی دیواروں پر بھی ٹین کے ورق کی دو پٹیاں لگا دی جاتی ہیں۔ اندر ایک پیالی میں قوی سلفیورک ایسڈ ہوتا ہے تاکہ اندر کی ہوا خشک رہے۔

کسی جسم پر برقی بار معلوم کرنے کے لیے اسے برق نما کی قرص کے قریب لاتے ہیں۔ اگر برق نما کے اوراق ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں تو وہ جسم باردار ہے ورنہ نہیں۔

برقی بار کی قسم معلوم کرنے کے لیے برق نما کے اوراق کو پہلے باردار بنا لیتے ہیں جس کے باعث اوراق تھوڑے سے کھل جاتے ہیں۔ اگر جسم کو قریب لانے پر اوراق زیادہ پھیل جائیں تو جسم پر مثبت بار ہوگا۔ اور اگر اوراق کم پھیلیں تو منفی بار۔

## برقی اکائیاں (Electrical Energy units)

جس طرح نلکے میں چلتے ہوئے پانی کا دباؤ، مقدار، نلکے کی دیواروں کی وجہ سے پانی کے بہنے میں رکاوٹ (Resistance) وغیرہ کو ناپا جاسکتا ہے بالکل اسی طرح برقی رو بھی جو تار (Wire) پر دوڑتی ہے ناپی جا سکتی ہے۔ بجلی کے دباؤ کی اکائی وولٹ (Volt) مقدار کی اکائی ایمپئر (Ampere) اور رکاوٹ کی اکائی اوم (Ohm) کہلاتی ہے۔ بجلی کے خرچ کو ظاہر کرنے کے لئے جو اکائی استعمال کرتے ہیں اس کا نام واٹ Watt ہے۔ اس میں دباؤ اور مقدار دونوں شامل ہوتے ہیں۔ وولٹ اور ایمپئر کو ضرب دینے سے واٹ کی تعداد معلوم ہو جاتی ہے۔

## برقی آنکھ (Electric Eye)

ایک جدید برقی آلہ جس کو مختلف مقاصد کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس کے اصول عمل کو ۱۸۸۷ء میں ایک جرمن سائنس دان ہنرچ ہرٹز نے دریافت کیا تھا۔ اس کا بنیادی سائنسی اصول یہ ہے کہ کچھ ٹھوس اجسام مثلاً دھاتوں پر روشنی کی شعاعیں پڑتے اور سخت ہوتے وقت بجلی پیدا کرتی ہیں۔ اس دریافت کے منفی اور مثبت امکانات سے فائدہ اٹھا کر کئی جدید آلات ایجاد ہو گئے ہیں جو خود بخود کام کرتے اور انسانی آنکھ سے بہتر نتائج فراہم کرتے ہیں۔

مثلاً گھوڑ دوڑ میں سبقت کے تنازعات کو مٹانے کے لئے ایک ایسا کیمرہ ایجاد ہوا ہے جو خود بخود سبقت لے جانے والے گھوڑے کی تصویر اتار لیتا ہے۔ برقی یا بجلی کی آنکھ کو کیمرہ کے ساتھ لگا دیا جاتا ہے جو عکسی شعاع کے زیر اثر خود عمل کرتا ہے اس کے علاوہ عکسی صورت کے برقی آلے ہیں۔ مثلاً متحرک صوتی فلموں میں آواز کو سلولائڈ (Celluloid) پر سائونڈ ٹریک (صوتی روش یا صوتی لکیروں) کی صورت میں مرکوز کیا جاتا ہے اور برقی آنکھ انعکاس فلم کے دوران میں پیدا ہونے والی شعاعوں کے زیر اثر آواز کو برقی طاقت اور پھر آواز میں تبدیل کرتی ہے۔ اس آلہ کا استعمال روز بروز بڑھ رہا ہے۔ اس آلہ کا عملی اصول عام برقی آلات سے صرف اس قدر مختلف ہے کہ جہاں دیگر آلات میں ایصال برقی کا ذریعہ دھاتی تاریں ہوتی ہیں وہاں اس آلہ میں شعاعوں سے کام لیا جاتا ہے۔ بالخصوص وہ شعاعیں جنہیں انسانی آنکھ دیکھنے سے معذور ہے۔ مغربی ممالک میں اس آلے سے نقب زنی کی روک تھام کا کام بھی لیا جاتا ہے۔

## برقی پیمائش (Electric Measurement)

برقی رو کے دباؤ کے وزن کے لئے وولٹ (Volt) ایک اکائی ہے۔ ڈائینمو اور بیٹری کا وجوبی فرق ہمیشہ یکساں نہیں ہوتا۔ بلکہ بعض اوقات بہت زیادہ ہوتا ہے لہذا برقی رو کا دباؤ بھی مختلف ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے پانی کی نالی میں حوض یا ٹنکی کی بلندی کے مطابق پانی کا دباؤ کم و بیش ہو جاتا ہے لیکن اس دباؤ کو برقی رو کی مقدار سے خلط ملط نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ دونوں مختلف چیزیں ہیں۔

برقی رو کی مقدار کی پیمائش کے لئے اکائی ایمپئر ہے۔

مقابلہ:۔ اگرچہ برقی رو کے گذرنے کے لئے کنڈکٹر (موصل حرارت) کی ضرورت ہے۔ لیکن بہتر سے بہتر کنڈکٹر بھی برقی رو کا مقابلہ کرتا ہے۔ جیسا کہ پانی پہنچانے کے لئے حوض سے لیکر مکان تک نل کی ضرورت ہے لیکن نل بھی پانی کی رفتار کو کسی حد تک روکتا ہے۔ مقابلے کا اندازہ (Ampere) سے کیا جاتا ہے۔ اگر ایک تار میں سے مناسب حد سے زیادہ برقی رو گذاری جائے تو تار اس کا اس قدر مقابلہ کرتا ہے کہ وہ گرم ہو کر سرخ یا سفید ہو جاتا ہے اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑتا ہے۔ اور یہ تین اصطلاحیں یعنی وولٹ، ایمپئر اور مقابلہ اگرچہ مختلف خصوصیات ظاہر کرتی ہیں لیکن باہم دگر لازم و ملزوم ہیں۔ پانی نل میں سے گذرتا ہے تو اس کے کام یا عمل کی مقدار کا اندازہ کرنے کے لئے۔ پانی کا دباؤ، نل کے سوراخ کی جسامت اور نل کی رگڑ یا مزاحمت پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ ٹھیک اسی طرح برقی رو کی طاقت کا اندازہ کرنے کے لئے دباؤ یعنی وولٹیج (Voltage) مقدار یعنی ایمپئروں کی تعداد اور کنڈکٹر کی جسامت اور قوت مقابلہ کا جاننا نہایت ضروری ہے۔ ان کو جاننے کے بعد ہی ہم برقی رو کی طاقت کی مقدار جان سکتے ہیں جو وولٹ کی شکل میں ظاہر کی جاتی ہے۔ ۷۴۶ واٹ ایک گھوڑے کی طاقت کے برابر ہوتے

ہیں اور ۷۴۶ واٹ ایک گھنٹہ میں ایک گھوڑے کی طاقت (Horse Power) فی گھنٹہ کے برابر۔ ایک کلوواٹ (Kilowatt) ایک ہزار واٹ کے برابر ہوتا ہے۔

## برقی رَو (Electric Current)

بجلی کی رَو۔ اس کے اثرات۔ مقناطیسی اثر، حرارت، کیمیاوی اثرات، عضلاتی اثرات وغیرہ سے پہچانا جاتا ہے۔ کسی بجلی کے تار میں اگر رَو موجود ہے تو قریب رکھی ہوئی مقناطیس پر اس کا اثر پڑے گا۔ اگر رَو کافی تیز ہے تو ہو سکتا ہے کہ تار گرم ہو کر سرخ ہو جائے یا پگھل جائے۔ اگر برقی رَو شور مالحوں (Salt Solutions) میں سے گزاری جائے تو نمکین مرکبات (Salts) عناصر میں ٹوٹ جائیں گے۔ انسان اور جانور کے جسم سے گزرنے پر برقی رَو عضلات کو جھٹکے کے ساتھ دھکا دیتی ہے۔

برقی رَو کسی موصل (Conductor) میں بجلی کے منفی ذرات برقیوں (Electrons) کے گزرنے کا نام ہے۔ اس ضمن میں سائنس دانوں کا نظریہ یہ ہے کہ دنیا کی ہر چیز باریک باریک ذرات سے مل کر بنی ہے۔ ان ذرات کے دو حصے ہوتے ہیں۔ اندرونی حصہ جسے نکلیس (Nucleous) کہتے ہیں بجلی کی مثبت (Positive) قسم ہے۔ بیرونی حصہ جو ایک یا ایک سے زیادہ برقیوں سے مل کر بنتا ہے منفی (Negative) قسم کی بجلی ہے۔ برقی دباؤ کی وجہ سے ہر ذرہ کے برقیے کسی سے علیحدہ ہو کر آگے کی طرف بھاگتے ہیں اور پچھلے ذرات کے برقیے ان کی جگہ لیتے رہتے ہیں۔ یہی سلسلہ چلتا رہے تو مستقل برقی رَو پیدا ہو جاتی ہے جسے ڈائرکٹ کرنٹ D.C. کہتے ہیں۔ اگر برقی رَو آگے پیچھے سیکنڈ میں تقریباً ۵۰ بار دوڑے تو آلٹرنیٹنگ کرنٹ A.C. کہلائے گی۔ آخر الذکر قسم کی برقی رَو آسانی سے پیدا کی جا سکتی ہے اور اسے دُور دراز مقامات تک تاروں کے ذریعہ لے جایا جا سکتا ہے۔

## برقی گھنٹی (Electric Bell)

برقی مقناطیس میں برقی رَو کا گزر ہونے سے وہ بھی عام مقناطیس کی طرح لوہے کے ٹکڑے کو اپنی جانب کھینچتی ہے۔ برقی رَو کاٹ دینے سے کشش ختم ہو جاتی ہے۔ اسی اصول کے ماتحت برقی گھنٹی کا بٹن دبانے سے برقی دور مکمل ہو جاتا ہے اور مقناطیس گھنٹی کے ہتھوڑے کو اپنی جانب کھینچتی ہے۔ ہتھوڑا (Hammer) دورانِ کشش میں گھنٹی سے ٹکرا کر آواز پیدا کرتا ہے لیکن جیسے ہی ہتھوڑا اپنی جگہ چھوڑتا ہے برقی دور ٹوٹ جانے سے مقناطیسی کشش ختم ہو جاتی ہے اور ہتھوڑا پھر اپنی اصلی حالت پر آجاتا ہے اور برقی دور مکمل ہو جاتا ہے جب تک گھنٹی کا بٹن دبا رہے گا گھنٹی بجتی رہے گی۔

## برک (Edmund Burke) (۱۷۲۹–۱۷۹۷)

برطانوی پارلیمان کا شہرۂ آفاق مقرر اور سیاستدان۔ ایڈمنڈ برک ڈبلن میں پیدا ہوا۔ ۱۷۶۵ء میں پارلیمان کا پہلی بار رکن منتخب ہوا۔ آزادی پسند (لبرل) خیالات کا مالک تھا۔ اور اس نے برطانیہ کے خلاف امریکی اعلانِ آزادی کی حمایت کی۔ لیکن جب فرانس میں انقلاب ہوا تو برک نے اس کی پُرزور مخالفت کی۔ یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ اس نے اپنی تصنیف "تاثرات" (Reflections) میں انقلاب فرانس کے بارے میں جن نتائج کی پیش گوئی کی تھی بالآخر وہی مرتب ہوئے۔ برک کو سب سے زیادہ شہرت ان تقاریر کی وجہ سے ہے جو اس نے ہندوستان کے وائسرائے وارن ہیسٹنگز کے خلاف اس کے مقدمہ میں کیں۔ اس بلند پایہ مقرر کو اس کے ہمعصر "کھانے کی گھنٹی" کہتے تھے کیونکہ پارلیمان میں جب اس کی تقریر کا وقت آتا تھا تو اکثر اراکین اس کی تقاریر کی طوالت کے باعث اٹھ کر کھانا کھانے چلے جاتے تھے۔ برک کی تقاریر

(Speeches of Edmund Burke) ایک دلپذیر تصنیف ہے۔

**بُرُک لِن** (Brook Lyn) ریاست نیو یارک کا ایک شہر جہاں زیادہ تر یہودی لوگ آباد ہیں۔ امریکہ کے ان شہروں میں شمار ہوتا ہے جہاں جرائم بہت ہوتے ہیں۔ اس شہر پر ہالی وڈ Hollywood نے ایک بڑی اچھی فلم بھی بنائی ہے جس کا عنوان ہے "دریا کے پار والا شہر"۔ اس شہر کو ایک اور نزدیکی شہر سے ایک ایسے پل کے ذریعے ملحق کیا گیا ہے جو دنیا میں سب سے بڑا آویزاں پل ہے۔ اس کی آبادی ۲،۷۳۸،۱۷۵ ہے۔ اب یہ شہر عظیم تر نیو یارک شہر کا ایک حصہ ہے۔

**برکن ہیڈ** (Birkenhead) برطانوی بحریہ (Navy) کا ایک جہاز جو ۱۸۵۲ء میں خلیج سائمن کے پاس غرق ہو گیا تھا۔ عرشہ جہاز پر ۴۵۴ افسر اور جوان موجود تھے جو سمندر کی لہروں میں سما جانے سے پیشتر صف آرا ہو کر منظم و ایستادہ بینڈ بجاتے رہے حتیٰ کہ پانی کی سطح ان کے سروں پر بلند ہو گئی۔

**برکن ہیڈ۔ (قصبہ)** (Birkenhead) انگلستان کے ضلع چیشائر (Cheshire) کا ایک صنعتی قصبہ اور بندرگاہ۔ آبادی ۱۴۲۳۹۳ کے لگ بھگ ہے۔

**برکن ہیڈ فریڈرک** (Birkenhead Frederick Edwin Smith) (۱۸۷۲۔۱۹۳۰ء) فریڈرک ایڈون سمتھ برکن ہیڈ۔ ایک برطانوی قدامت پسند مدبر اور سابق وزیر اعظم۔ برکن ہیڈ میں پیدا ہوا اور آکسفورڈ میں تعلیم پائی۔ سنہ ۱۹۰۶ء میں قدامت پسند پارٹی کے ٹکٹ پر پارلیمنٹ کا ممبر منتخب ہوا۔ سنہ ۱۹۱۵ء میں اٹارنی جنرل اور سنہ ۱۹۱۹ء میں لارڈ چانسلر کے عہدے پر فائز ہوا۔ سنہ ۱۹۲۴ء سے سنہ ۱۹۲۸ء تک سکرٹری خارجہ انڈیا رہا۔ سنہ ۱۹۲۲ء میں اسے لارڈ کا خطاب ملا تھا۔

**برکی لفٹیننٹ جنرل** (دیکھو واجد علی برکی)

**برگاموٹ** (Bergamote) ایک نہایت لطیف خوشبودار تیل جس کو سنترے کے چھلکے سے کشید کیا جاتا ہے۔ یہ تیل تمام قسم کی خوشبوؤں میں استعمال ہوتا ہے۔ کلیاریاں جو سنترے ہوتے ہیں وہ خاص طور پر عمدہ تیل دیتے ہیں۔ چھلکے کے علاوہ سنترے کے پھولوں سے بھی ایک خوشبودار تیل حاصل ہوتا ہے جس کو نیرولی کہتے ہیں۔

**برگد یا بڑ۔** پاکستان و ہند کا ایک سایہ دار درخت ہے جو چھتری کی طرح ایک بہت بڑے رقبے کو گھیر لیتا ہے۔ چونکہ اس کا تنہ اس تمام پھیلے ہوئے چھتر کو جو شاخوں اور ٹہنیوں سے بنا ہوتا ہے سہار نہیں سکتا اس لئے اس کی شاخوں سے بہت سے لمبے ریشے لٹک کر زمین کے اندر دھنس جاتے ہیں۔ ان جڑوں کو ہوائی جڑیں کہہ سکتے ہیں۔ دریائے چناب کے کنارے اس درخت کے پیڑ اس قدر پھیل جاتے ہیں کہ تمام گاؤں ان کے نیچے سما جاتا ہے۔ پشاور میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانے میں بڑ کا ایک درخت تھا جس کے نیچے بہت گھنی آبادی تھی۔ اب بھی پشاور منڈی میں ایک بہت بڑا درخت کھڑا ہے۔ سکندر اعظم کے زمانے کے ایک مورخ لکھتے ہیں کہ انہوں نے پنجاب میں اس قدر بڑے بڑے درخت دیکھے جن کے نیچے سکندر کی تمام فوج سما گئی گرمیوں کے آنے سے پہلے اس درخت سے موٹے پتے پانی کی بڑی مقدار جمع کر لیتے ہیں۔ پتوں کی سطح موٹی اوپر سے چمکیلی اور نیچے سے بالدار ہوتی ہے۔ ان میں سے لیسدار اور گاڑھا دودھ نکلتا ہے۔ دودھ دیتوں اور قدرے مخملی ہوتا ہے یہ درخت ... ہے۔ بڑ ایک بڑا شاندار درخت ہے۔ جب اس کے پرانے پتے جھڑ جاتے ہیں تو ان کے نشان باقی رہ جاتے ہیں۔ نئی کونپلوں کی حفاظت پر تھا

پتے گرتے ہیں جب کونپلیں نکل آتی ہیں تو گرمی سے حفاظت کی ضرورت نہیں رہتی اور وہ خود بخود جھڑ جاتے ہیں۔ موسم سرما میں بڑ پر بڑ بنٹے لگتے ہیں اور ہر پتے کی ڈنڈی کے حصے پر ان کا ایک جوڑا ہوتا ہے لیکن یہ پھول نہیں ہوتے۔ ابتدا میں یہ پھول ہرے ہوتے ہیں۔ ایک بٹے کو اگر تراشا جائے تو چاروں طرف سے ننھے ننھے پھول لٹکتے نظر آئیں گے۔ جب یہ بٹ سرخ ہو جاتا ہے تو پک جاتے ہیں۔ اور پرندے ان کو بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔ بٹے کے بالائی حصے میں ایک سوراخ ہوتا ہے جس کے ذریعے بھڑ جیسے کیڑے اندر انڈے دے دیتے ہیں۔ اور ان انڈوں سے جب کرم باہر آتے ہیں تو زردانے لیکر دوسرے پھولوں میں داخل کر دیتے ہیں۔ اس طرح سے یہ پھول بارور ہو جاتے ہیں۔

**برگنڈی** (Burgandy) - پہلے فرانس کی ایک ریاست تھی۔ پھر اس کا صوبہ بنی اور اب فرانسیسی ضلع این میں شامل ہے۔ یہاں کی شراب دنیا بھر میں مشہور ہے۔

**برگیوی یا برگیلی** - محمد بن پیر علی (پیدائش ۱۵۲۲ء - وفات ۱۵۷۳ء) ترکی معلم دینیات۔ بالکیری میں پیدا ہوئے اور مقام پیدائش کی وجہ سے برگیوی یا برگیلی کہلاتے ہیں۔ پہلے اپنے وطن اور پھر قسطنطنیہ میں تعلیم حاصل کی اور بیرمیہ فرقہ میں شامل ہوگئے۔ ابتداءً گوشہ نشینی کی زندگی اختیار کرنے کا ارادہ کیا لیکن عطاءاللہ آفندی کے قائم کردہ مدرسہ میں مدرس مقرر ہونے کے بعد انہوں نے درس و تدریس کے بارے میں کتابیں لکھنا شروع کیں جن کا موضوع قراءت، عربی قواعد اور مکالمات سے متعلق تھا۔ ان کی مشہور تصنیف "وصیت نامہ" ہے جس کا دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ وقف کے متعلق ان کی مفتی اعظم ابوالسعود سے بڑی زبردست علمی بحث رہی۔ جو بذات خود ایک تصنیف سمجھی جاتی ہے۔ "علم القواعد" Grammar میں بھی ان کا درجہ بہت بلند ہے اور بڑے سے بڑے علماء ان کی رائے کے آگے سر جھکاتے اور اس کو بطور



دلیل استعمال کرتے ہیں۔

**برلا گوبند داس** (Birla) بھارت کے مشہور سیٹھ اور سرمایہ دار ہیں اور قومی کاموں میں بڑی دلچسپی لیتے ہیں۔ گاندھی جی کے خاص معاون اور مداح رہ چکے ہیں۔ اور جہاں کہیں قومی خدمات کے نام پر ان سے مالی معاونت کی اپیل کی گئی انہوں نے بڑی فراخدلی سے حصہ لیا۔ بمبئی اور دہلی میں ان کے بڑے بڑے کارخانے اور صنعت و حرفت کے ادارے ہیں اور بھارت کے مختلف علمی مراکز بھی ان کی مالی سرپرستی کے ممنون ہیں۔

**برلاس، نذیر مرزا** - نذیر حسین مرزا نام برلاس خاندانی لقب ہے نذیر تخلص کرتے ہیں تاریخ پیدائش یکم نومبر ۱۹۰۸ء مقام پیدائش قصبہ سگھوئی ضلع جہلم ابتدائی اور ثانوی تعلیم کے علاوہ علوم شرقی کے امتحانات بھی پاس کئے ۱۹۵۲ء میں ایم۔ اے اردو کیا ۱۹۳۲ء میں بی ٹی کر کے محکمہ تعلیم صوبہ سرحد سے وابستہ ہو گئے۔ ۱۹۳۶ء میں کابل کے برطانوی سفارتخانے میں کچھ عرصہ میر منشی رہے ۱۹۴۲ء میں کچھ دن ملٹری اکادمی ڈیرہ دون میں کام کیا ۱۹۴۶ء میں کلکتہ چلے گئے اور قیام پاکستان سے کچھ عرصہ پیشتر وطن آئے اور پھر گورنمنٹ کالج پشاور میں فارسی کے لیکچرار مقرر ہوئے۔

علاقہ سرحد میں جدید نظم اردو کو فروغ دینے میں برلاس نے بہت بڑی خدمات سرانجام دی ہیں۔ دائرہ ادبیہ پشاور کے بانی مبانی اور انجمن ترقی اردو پشاور کے جنرل سکریٹری رہے۔ سرحد کے سرکاری ادبی جریدہ "تعلیم نو" اور اسلامیہ کالج پشاور کے ادبی ماہنامہ "خیبر" کے حلقہ اردو کے مدیر ہیں۔

آپ کی نظم "جہلم کے کنارے" خاص طور پر قابل ذکر ہے "طرح نو" آپ کا مجموعہ نظم ہے۔

## برلن (Berlin)

دوسری جنگ عظیم کے اختتام سے پیشتر متحدہ جرمنی کا دارالحکومت اور جرمن علم و ادب اور تہذیب و تمدن کا گہوارہ تھا۔ رقبہ ۳۴۱ مربع میل اور آبادی ۴۳ لاکھ تک پہنچ چکی تھی۔ جون ۱۹۴۵ء کے اعلامیۂ برلن اور اگست ۱۹۴۵ء کے معاہدۂ پوٹسڈم کے تحت اس کو چار حصوں میں تقسیم کرکے برطانیہ، امریکہ، فرانس اور روس کے قبضے میں دے دیا گیا۔ ۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۵ء کی دوسری جنگ عظیم کے دوران میں اس شہر پر جس قدر ہوائی بمباری ہوئی اتنی کبھی کسی دوسرے شہر پر نہیں ہوئی تھی۔ جنگ کے آخری ایام میں جب برلن میں داخلے کے لیے اتحادی فوجیں قدم بڑھا رہی تھیں تو اس وقت جرمنی کے ڈکٹیٹر ہٹلر نے اور اس کے ممتاز رفقاء کار نے خودکشی کرکے جان دے دی تھی۔

## برما (Burma)

خلیج بنگال کے مشرقی ساحل پر واقع ہے۔ اس کا رقبہ ۲۶۱,۷۵۷ مربع میل ہے اور آبادی ۱۷,۰۰۰,۰۰۰ افراد کے لگ بھگ ہے۔ دارالحکومت رنگون ہے۔ آب و ہوا ایک جیسی نہیں اور مختلف مقامات پر مختلف واقع ہوتی ہے۔ تاہم یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کی آب و ہوا بالعموم گرم اور مرطوب ہے۔ چاول اس ملک کی سب سے بڑی فصل ہے۔ اس کے علاوہ یہاں پر ہر قسم کی لکڑی پائی جاتی ہے جسے دساور کو روانہ کیا جاتا ہے۔ برما میں تیل کے کنوئیں بھی پائے جاتے ہیں، جہاں سے تیل کشید کرکے ممالک غیر کو بھیجا جاتا ہے۔ برما کو انگریزوں نے ۱۸۲۶ء اور ۱۸۸۶ء کے مابین تسخیر کیا۔ ۱۹۳۷ء تک برما ہندوستان کا ایک حصہ تھا مگر اس سال گورنمنٹ آف برما ایکٹ کی رو سے اسے ہندوستان سے علیحدہ کردیا گیا۔ جنوری ۱۹۴۸ء میں برما آزاد ہوگیا اور یہاں پر ایک جمہوری حکومت قائم ہوگئی۔ برما دولت مشترکہ کا رکن نہیں ہے۔



## برمنگھم (Birmingham)

لندن کے بعد انگلستان کا دوسرا سب سے بڑا شہر ہے جو لندن سے شمال مغرب کی طرف قریباً ایک سو میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس کا رقبہ تقریباً اسی مربع میل اور آبادی بارہ لاکھ کے قریب ہے۔ قیاس یہ ہے کہ یہ دنیا کا سب سے بڑا صنعتی شہر ہے اور یہاں کی صنعت فولاد اور دوسری معدنیات کی ہے۔ یہاں پر پن، سوئیاں، مشینیں، پیچ، چھوٹے ہتھیار، دھات کے بٹن، برتن، سائیکل، موٹر کار، ریل کے انجن اور گاڑیاں اور دوسری مشینیں بنتی ہیں۔ ہندوپاکستان کی ریلوں کے اکثر انجن یہیں کے بنے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ تیزاب، سوت، ربڑ، پلاسٹک، شیشہ، رنگریزی اور خوراک کی صنعتیں بھی موجود ہیں۔ ریلوں کا مرکز ہونے کے علاوہ نہروں کے ذریعے لندن، گلوسسٹر اور برسٹل سے ملا ہوا ہے۔

یہاں کا عجائب خانہ، آرٹ گیلری، لائبریری، ٹاؤن ہال اور سکولوں کی عمارتیں قابل دید ہیں۔

برمنگھم ایک قدیم شہر ہے۔ رومن دور میں بھی اس کا تذکرہ ملتا ہے۔ سولھویں صدی عیسوی میں بطور صنعتی شہر کے اس نے خصوصیت حاصل کی۔

## برمنگھم پیلیس Birmingham Palace

انگلینڈ کا برمنگھم نامی شہر جو اپنی عظمت میں لندن سے صرف دوسرے درجے پر ہے جہاں اپنے صنعتی کارخانوں اور کارخانوں کے لئے دنیا بھر میں مشہور ہے۔ وہاں وہ اپنی شاندار عمارات، لائبریریوں، آرٹ گیلریوں، عجائب گھروں، درسگاہوں، ایک عظیم الشان معبد ایک ٹاؤن ہال کی وجہ سے بھی عجوبہ روزگار ہے۔ یہ ٹاؤن ہال ایک سربفلک عمارت ہے اور اسے عوام بسا اوقات برمنگھم پیلیس یعنی برمنگھم کے محل سے بھی موسوم کرتے ہیں۔

## برمودا (Bermudas)

بحراوقیانوس میں ممالک متحدہ امریکہ کے مشرقی ساحل کے نزدیک تونسے کے جزیروں کا ایک مجموعہ جو انگریزی نوآبادیات میں سے ہے۔ سیاحوں کے لئے اس جزیرے میں تفریح کے سامان موجود ہیں اور انگریزی اور امریکی بحری رسد کا کیمپ بھی ہے۔

**برن** (Berne) جمہوریہ سوئٹزرلینڈ (Switzerland Republic) کا دارالسلطنت اور بڑا شہر ہے۔ آبادی پونے دو لاکھ کے قریب ہے۔ گرجا گھر، ٹاؤن ہال اور یونیورسٹی یہاں کی قابل دید عمارتیں ہیں۔ یہاں کی سب سے بڑی صنعت پارچہ بافی ہے مگر مشینیں گھڑیاں اور چاکلیٹ (Chocolate) بھی بہت مشہور ہیں۔ برن بین الاقوامی پوسٹل یونین کا صدر مقام ہے۔
برن کی تعمیر کا کام ۱۱۹۱ء میں ڈیوک برتھولڈ (Duke Berthold) نے شروع کیا۔ فریڈرک دوم (Fredrick II) نے ۱۲۱۸ء میں اسے ایک آزاد شاہی شہر قرار دیا۔ سوئس (Swiss) کنفیڈریشن (Confederation) اور اصلاح مذہب (Reformation) کی تحریکوں میں برن ہمیشہ سے پیش پیش رہا ہے۔

**برنج**۔ ایک دھات جو تانبے اور جست کی آمیزش سے بنتی ہے۔ ان اجزا کی کمی بیشی سے اور بھی کئی مرکب دھاتیں حاصل ہوتی ہیں۔ مثلاً بیل میٹل (Bell Metal) یعنی گھنٹی بنانے کی دھات، کانسی یعنی برتن بنانے کی دھات، پیتل یعنی برنج جس سے مختلف چیزیں تیار کی جاتی ہیں اور گن میٹل (Gun Metal) جس سے توپیں ڈھالی جاتی ہیں۔ اصل برنج کا رنگ سرخی مائل سیاہ ہوتا ہے۔ برنجی میل مشہور ہے۔ قدیم ایرانی لوگ سات دھاتوں کی آمیزش سے ایک مضبوط دھات تیار کیا کرتے تھے جس کو ہشت دھات کہتے تھے۔ ہشت دھات اکثر قلعوں کے دروازوں اور مورچوں پر استعمال میں آتا تھا۔ یاجوج اور ماجوج کی روک تھام کے لئے شاہ سکندر نے بحیرہ کیسپین کے نزدیک پہاڑ کے دروں کو بند کرنے کی غرض سے ایک دیوار بنوائی تھی جو ہشت دھات سے تعمیر کی گئی تھی۔

**برنڈسی** (Brindisi) جنوبی اطالیہ کی ایک بندرگاہ جو بحیرہ ایڈریاٹک کے ساحل پر واقع ہے۔ جب سے یورپ کے مختلف ممالک کو مشرقی ممالک کے ساتھ بذریعہ ریل منسلک کیا گیا ہے اس بندرگاہ کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔ یہاں سے بذریعہ ریل لندن کو ۴۰ گھنٹے کا سفر ہے اور اسکندریہ تک بذریعہ دخانی جہاز تین دن لگتے ہیں۔ پرانے زمانہ میں اہل یونان کے لئے اور ازمنہ وسطیٰ میں فلسطین کے لئے یہ ایک اہم بندرگاہ کا کام دیتی تھی اور ان دونوں ممالک کو دوسرے ممالک سے ملاتی تھی۔ موجودہ زمانہ میں یہ فضائی مستقر (Aerodrome) بھی ہے۔

**برنیئر**۔ برنیئر فرانسیسی سیاح اور قابل طبیب تھا۔ مغل شہنشاہ شاہجہان کے زمانہ میں ہندوستان میں آیا اور اس ملک کی سیر و سیاحت کی۔ چنانچہ اس نے اپنا سفرنامہ بھی تحریر کیا مگر اس نے سفرنامہ کی تدوین میں دید کی بجائے بیشتر شنید پر انحصار کیا ہے۔

**بروٹس** (Brutus) (۸۵۔۴۲ ق م)
جولیس سیزر (Julius Ceaser) کا دوست اور قاتل جو بعد ازاں روم سے بھاگ گیا۔ فلپی کے مقام پر انطونی اور آگسٹس سے شکست کھانے پر خودکشی کر کے مر گیا۔

**بروس، رابرٹ** (Robert Bruce) سکاٹ لینڈ کا قومی ہیرو۔ رابرٹ بروس ۱۲۷۴ء میں پیدا ہوا۔ انگلستان کی غلامی کے خلاف سکاٹ لینڈ نے گیارھویں صدی کے پہلے نصف حصے سے لے کر جو جنگ آزادی شروع کر رکھی تھی رابرٹ بروس نے اس میں نمایاں پارٹ ادا کیا اور مادر وطن کو آزاد کرا لیا۔ رابرٹ بروس اور مکڑی کے جالے کی کہانی مشہور ہے۔ مکڑی کے مسلسل گرنے اور پھر اس کی جالا تننے کی کامیابی نے رابرٹ بروس کی ڈھارس بندھا دی اور وہ پے در پے کوششوں سے حصول تخت و تاج میں کامیاب ہو گیا۔
رابرٹ بروس کارک (Carrick) کا سردار تھا۔ اس نے سکاٹ لینڈ کے مشہور قومی رہنما والیس (Wallace) کی موت کے بعد قومی قیادت سنبھالی اور انگلستان کے خلاف جنگیں لڑتا رہا۔ ۱۳۰۶ء میں اس نے تاج پہن لیا اور اپنے خود مختار بادشاہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ ۱۳۲۸ء میں انگلستان اور سکاٹ لینڈ کے درمیان معاہدہ امن طے پایا جس میں انگریزوں نے رابرٹ بروس کو سکاٹ لینڈ کا بادشاہ تسلیم کر لیا۔ مگر اس معاہدے کے دوسرے سال یعنی ۱۳۲۹ء کو رابرٹ بروس انتقال کر گیا۔

**بروصہ** (Broussa) ترکیہ کے انتہائی شمال و مغرب میں کوہ المپس کے دامن میں ایک شہر جو بحیرہ مارمورا کے ساحل سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ فتح قسطنطنیہ (۱۴۵۳ء) سے پیشتر ترک سلطنت کا دارالحکومت تھا۔ اسے انگریزی میں (Bursa) یا (Brusat) بھی لکھتے ہیں۔ اس کی آبادی ۷۲ ہزار کے قریب ہے۔

**بروگز** (Bruges) اس لفظ کے معنی "پل" کے ہیں۔ اس نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مغربی فلینڈرز واقع بلجیم کے اس دارالحکومت میں ۵۰ کے قریب پل ہیں جو مختلف نہروں پر بنائے گئے ہیں۔ اس کی آبادی ۵۲ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ پہلی جنگ عظیم میں جرمنی نے اسے اپنی آبدوز کشتیوں کا مستقر بنایا جہاں سے آبدوز کشتیاں نکل کر برطانوی سمندروں میں یلغار کیا کرتی تھیں۔

**برومائڈ** (Bromide) شورہ (Salt) جو غیر معدنی عنصر برومین کے کسی اور عنصر کے ساتھ ملنے پر بنتا ہے۔ سلور برومائڈ روشنی کا فوری اثر قبول کرتا ہے اور فوٹو کی پلیٹ میں استعمال ہوتا ہے۔ پوٹیشیم برومائڈ خواب آور دوا کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔

**بروہی، اے۔ کے۔** مسٹر اے۔ کے۔ بروہی پاکستان کے مشہور وکیل اور ممتاز دانشور ۲۴ دسمبر ۱۹۱۵ء کو ضلع سکھر کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ ایم۔ اے اور ایل، ایل۔ بی کے امتحانات بمبئی یونیورسٹی سے پاس کئے اور ۱۹۴۳ء میں سندھ چیف کورٹ میں پریکٹس شروع کی۔ ۱۹۵۱ء میں سابق صوبہ سندھ کے ایڈووکیٹ جنرل مقرر ہوئے۔ اپریل ۱۹۵۳ء میں جب سابق گورنر جنرل غلام محمد نے ناظم الدین وزارت برطرف کی تو محمد علی بوگرا کی وزارت میں قانون و پارلیمانی امور کے وزیر کی حیثیت سے شامل ہوئے۔ ۲۴ اکتوبر ۱۹۵۴ء کو مستعفی ہو گئے۔ بین الاقوامی کانفرنسوں میں پاکستان کی نمائندگی کر چکے ہیں۔ عمرانی و فلسفیانہ موضوعات پر آپ کے مقالات کا ایک مجموعہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ دسمبر ۱۹۵۹ء میں انقلابی حکومت نے آپ کو بھارت میں پاکستان کا ہائی کمشنر مقرر کیا۔

**برھمن** (Brahmans) دریائے سندھ کی وادی میں جب آریہ حملہ آور آ کر آباد ہوئے تو ان کی زندگی سادگی کا نمونہ تھی اور عبادت و ریاضت زیادہ رسومات کی حامل نہ تھی۔ مگر جیسے جیسے وقت گزرتا گیا ان لوگوں کی زندگی اپنی اولین سادگی سے دور ہوتی گئی۔ پھر آریوں کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ کہیں ویدوں کی عبارتیں ضائع نہ ہو جائیں چنانچہ انہوں نے ایک خاص طبقہ کو اس پر مامور کیا کہ وہ نسل در نسل اس مقدس علم کو اپنے سینوں میں محفوظ رکھیں۔ اس تقسیم کا یہ نتیجہ ہوا کہ آہستہ آہستہ سوسائٹی مختلف طبقات یعنی ذاتوں میں تقسیم ہو گئی جن میں سے ایک برھمن تھے۔

برھمن کی زندگی چار ادوار میں تقسیم کی جا سکتی ہے۔ ابتدائی دور تعلیم و تدریس کا ہوتا تھا جس کے لئے اسے دس بارہ برس کسی خانقاہ یا معبد میں گزارنے ہوتے تھے اور گزر اوقات کے لئے بھیک اور خیرات پر اکتفا کرنا ہوتا تھا۔ اس کے بعد دور بلوغت شروع ہوتا جس میں برھمن شادی کرتا اور اپنے اہل و عیال کی پرورش کرتا۔ تیسرے دور میں وہ جنگلات میں چلا جاتا اور ریاضت و عبادت کی زندگی بسر کرتا۔ آخری دور اسے کہتے تھے جب برھمن دنیا تیاگ کر ایک مکمل سکوت اور مراقبہ کے عالم میں وقت گزارتا تھا۔

**برھمو سماج** (Brahmo Samaj) ہندوستان میں انگریزوں کے سیاسی عروج کے ساتھ ملک کے اندر مغربی علوم و فکر اور تہذیب و تمدن کو بھی عام مقبولیت حاصل ہونے لگی۔ مگر جیسے بعض لوگ ان کے سیاسی تسلط کے خلاف تھے اور اپنے ملک کو آزاد و مختار دیکھنا چاہتے تھے اسی طرح کئی ایک نے خیال میں آکر پرانے ہندو اور دقیانوسی خیالات: اعتقادات، روایات اور اخلاقیات کی بے جا حمایت شروع کر دی۔ چند ایک نے قدیم ادب، مذہب اور تہذیب کا تقابلی مطالعہ کیا اور جب اپنے ترکہ کو مغربی افکار کے مقابلہ پر کم وزن نہ پایا تو مغربی تہذیب کا رعب و دبدبہ اپنے وطنی اور ملی جذبات کے ذہنوں سے مٹانے کے لئے تحریکیں چلائیں اور انجمنیں قائم کیں۔ انہیں میں سے ایک انجمن برھمو سماج ہے جس کا سنگ بنیاد ۱۸۲۸ء میں راجہ رام موہن رائے نے بنگال میں رکھا۔ بنگالی زبان میں یہ انجمن ایک پندرہ روزہ رسالہ بھی شائع کرتی تھی۔ ہندومت کا یہ فرقہ وحدت ربوبیت کا قائل ہے اور اس

کی بدولت توحید کے علمبردار مذاہب کا ہندو دھرم پر بہت بڑا اثر ہوا۔

**بریٹن ووڈز کانفرنس (Brettonwood's Conference)** ایک بین الاقوامی کانفرنس جو یکم جولائی ۱۹۴۴ء سے ۲۲ جولائی ۱۹۴۴ء تک دُنیا کی اقتصادی حالت کو سنوارنے کے لئے "بریٹن ووڈز" (نیو ہمشائر) کے مقام پر منعقد ہوئی۔ ۴۴ اتحادی اقوام کے نمائندوں نے ایک ایسے بین الاقوامی مالی فنڈ اور اقتصادی تعمیر و ترقی کے لئے ایک ایسے بین الاقوامی بنک کے قیام کی تجاویز پیش کیں جن میں سے ہر ایک کا سرمایہ کم از کم نو سو کروڑ پونڈ ہے۔ آغاز میں سرمایہ کا ۲۵ فیصدی حصّہ جمع ہونا لازم تھا۔ پہلی تجویز کا مقصد مختلف ممالک کی کرنسی (Currency) اور زرِ مبادلہ کو مستحکم بنیادوں پر استوار کرنا تھا اور دوسری تجویز پسماندہ ممالک کی اقتصادی بحالی اور ترقی کے لئے طویل المیعاد قرضے دینے کی ضامن تھی۔

اب یہ دونوں ادارے قائم ہو چکے ہیں یہ پسماندہ ممالک کو اقتصادی ترقی کے منصوبوں کی تکمیل کے لئے مناسب مالی امداد بہم پہنچا رہے ہیں اور بڑی کامیابی سے چل رہے ہیں۔

**بُریدہ بن حصیب** (صحابی) نام بریدہ۔ کنیت ابوعبداللہ۔ یمنی۔ ہجرت کے دنوں میں مسلمان ہوئے۔ اور ۶ھ میں مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی۔ صلح حدیبیہ اور بیعتِ رضوان میں بھی شریک ہوئے۔ ۷ھ کے غزوہ خیبر میں پیش پیش تھے۔

فتح مکّہ کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ کی ماتحتی میں یمن جانے والے سریہ میں آپ بھی شریک تھے۔ آنحضرتؐ کی زندگی میں تمام غزوات میں ان کے ساتھ رہے۔

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب بصرہ آباد ہوا تو آپ نے یہاں منتقل ہو کر مستقل سکونت اختیار کر لی۔ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں خراسان پر فوج کشی ہوئی جس میں آپ نے شرکت کی لیکن مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگی میں کسی کا ساتھ نہ دیا۔

۶۳ھ میں یزید کے دورِ حکومت میں وفات پائی۔

آپ بڑے صاف گو، منصف مزاج، اور خدا ترس تھے۔ رسول اللہؐ آپ سے بڑے بے تکلفانہ ملتے تھے اور حضورؐ کی ۱۰۰ کے قریب حدیثیں حضرت بریدہ بن حصیب سے مروی ہیں۔

**بریڈمین ڈونلڈ (Bradman, Donald)** (۱۹۰۸ء ــ) آسٹریلیا کا عالمگیر شہرت کا کرکٹ کا کھلاڑی۔ ڈانلڈ جارج بریڈمین کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ دُنیا کا سب سے اچھا بیٹسمین ہے۔ ۱۹۲۹ء۔ ۱۹۳۰ء میں اس نے کوینزلینڈ کی ٹیم کے مقابلے پر ۴۵۲ رنز بنائے۔ ۱۹۳۰ء میں انگلستان کے خلاف اس نے انفرادی کارکردگی کا ریکارڈ توڑ دیا اور ۳۳۴ رنز بنائے۔ ۱۹۳۰ء میں اور ۱۹۳۴ء میں اس نے ایک ہزار رنز بنائے ۱۹۳۶ء۔ ۱۹۳۷ء اور ۱۹۳۸ء میں انگلستان سے مقابلہ کے کھیلوں میں آسٹریلیا کی ٹیم کا کپتان بنا

**بریسٹ لٹوسک (کا معاہدہ) (Brest Litovsk)** مارچ ۱۹۱۸ء کا وہ معاہدہ جس کی رو سے روس اور جرمنی کے مابین پہلی جنگ عظیم کا خاتمہ ہوا۔ یہ معاہدہ ۱۹۱۷ء کے متارکۂ جنگ کے بعد طے پایا اور اس صلح نامہ میں جرمنی نے روس کی حکومت کو بڑی ذلت آمیز شرائط پر صلح کرنے پر مجبور کیا۔

**بریک (Brake)** کسی مشین کے گھومنے والے پہیئے یا ریل گاڑی اور موٹر وغیرہ کے پہیوں کی رفتار کو محدود کرنے کے لئے جو ذریعہ اختیار کیا جاتا ہے اُسے بریک Brake کہتے ہیں۔ پرانے زمانے میں لکڑی کا بڑا سا ٹکڑا یا مضبوط رسّی اس کام کے لئے استعمال کی جاتی تھی۔ لکڑی کو گھومنے والے پہیئے کے ساتھ زور سے لگا دیا جاتا تھا تاکہ اس دباؤ سے پہیئے کی رفتار رک جائے۔ رسّی یا پیٹی کو جو مشین کے دُھرے کے گرد لپٹی ہوتی تھی کس دیا جاتا تھا اور اس طرح مشین کی رفتار قابو میں آجاتی تھی۔ ریل گاڑی میں آج کل ہوا کے دباؤ سے خود بخود کام کرنے والی بریک لگائی گئی ہے۔ اسی طرح دوسری مشینوں اور موٹروں میں بھی مشینی بریکیں لگائی گئی ہیں۔

**بریکٹ** (Bracket) بریکٹ انگریزی لفظ ہے، مراد خطوط وحدانی یا قوسین ہیں جو کسی لفظ کے جانبین میں استعمال ہوتے ہیں اور جن کی شکل یہ ہے ( .... ) ۔
مشینی دنیا میں بریکٹ کا استعمال عام ہوتا ہے اور اس سے مراد وہ پرزہ یا ذریعۂ بندش ہوتا ہے جو کسی آلہ کی حرکت کو بند کرنے یا عارضی طور پر روکنے کے لئے مستعمل ہو۔ اشیاء کے کونوں پر جو لوہا وغیرہ لگایا جاتا ہے تو اسے بھی بسا اوقات بریکٹ کہتے ہیں۔ عمارتوں میں بھی دوران تعمیر میں بریکٹ بنائے جاتے ہیں۔

**بریگیڈیر** (Braigadier) فوج (توپخانہ یا سوار یا پیدل) کی ایک سب ڈویژن (بریگیڈ) کا افسر۔ سب ڈویژن یا بریگیڈ کی تعداد مختلف ممالک میں مختلف ہوتی ہے۔ بریگیڈیر میجر جنرل کے عہدہ سے ایک قدم پیچھے ہوتا ہے۔

**بریلی اور بریلوی** (بریلی شہر کا رہنے والا) بریلی بھارت کے صوبہ یو۔پی کا ایک مشہور شہر ہے۔ یہ کوہ ہمالیہ کے دامن میں دریائے رام گنگا کے کنارے واقع ہے۔ یہاں لکڑی کا کام بہت ہوتا ہے۔ کھانڈ بنانے، دیاسلائیاں تیار کرنے، اور گندہ بیروزہ صاف کرنے کے کارخانے ہیں۔
بریلی میں ایک بہت بڑے مذہبی عالم ہو گزرے ہیں جن کا نام احمد رضا خاں تھا۔ انہوں نے اسلامی عقائد میں ایک خاص مکتب فکر (School of Thought) کی بنیاد رکھی تھی۔ اکثر حنفی علماء اس مذہب کے پیرو ہیں۔ اس فرقہ کے علماء اور ان کے پیروؤں کو بھی عام طور پر بریلوی کہا جاتا ہے۔

**بریمن** (Bremen) ہیمبرگ کے بعد جرمنی کی سب سے اہم بندرگاہ۔ دریائے ویزر پر اس کے دہانہ سے ۵۰ میل دور واقع ہے۔ یہ بندرگاہ جرمن سلطنت کا حصہ ۱۸۶۷ء میں بنی۔ اس کی آبادی تقریباً ۲۲۳۰۰۰ افراد پر مشتمل ہے۔

**برینر** (Brener) کوہ ایلپس کے درمیانی حصے میں ایک درہ جو جرمنی اور آسٹریا کے ممالک کو بذریعہ ریل ملاتا ہے۔ یہ درہ سطح زمین سے اوپر تقریباً ۴۵۰۰ فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔

**بڑا کاروبار**۔ اقتصادی اصطلاح میں کسی ملک، قوم، فریق یا فرد کا وہ تجارتی مشغلہ جو بمقابلۃً زیادہ وسیع اور اہم ہو اور جس کے سامنے دوسرے اقتصادی اور تجارتی کاروبار کو غیر ضروری سمجھا۔

**بڑی آنت**۔ پانچ فٹ کے قریب لمبی ہوتی ہے۔ ایک چھوٹی ہوائی تھیلی (Caecum) کی صورت میں شروع ہوتی ہے اور پیٹ کا چکر لگا کر سیدھی آنت (Rectum) تک جاتی ہے۔ بڑی آنت غذا کو ہضم یا جذب کرنے میں کوئی حصہ نہیں لیتی۔ جب غذا ہضم اور جذب ہوتی ہوئی تھیلی (Caecum) تک پہنچتی ہے تو اس کے تمام مفید اجزاء ہضم اور جذب ہو چکے ہیں۔ اور یہ سیال یعنی پتلی ہوتی ہے۔ بڑی آنت میں سے گزرتے ہوئے یہ سیال مادہ پانی کے جذب ہو جانے سے گاڑھا ہوتا جاتا ہے اور جب یہ سیدھی آنت (Rectum) تک پہنچتا ہے تو تجزوی طور پر فضلہ کی شکل نمایاں ہو جاتی ہے۔

**بزاز، پریم ناتھ** (پنڈت) کشمیر کے مشہور رہنما اور سربرآوردہ اخبار نویس ہیں۔ جب شیخ عبداللہ نے مسلم کانفرنس کا نام بدل کر نیشنل کانفرنس رکھا تو اس وقت جو چند ہندو اس جماعت میں شریک ہوئے ان میں پنڈت بزاز بھی شامل تھے۔ چنانچہ ۱۹۳۸ء میں نیشنل کانفرنس نے جو تحریک شروع کی تھی اس میں پنڈت بزاز بھی گرفتار ہوئے۔ رہائی کے بعد انہوں نے شیخ عبداللہ کی شرکت میں روزنامہ "ہمدرد" جاری کیا مگر کچھ عرصہ بعد ان دونوں میں اَن بن ہو گئی اور پنڈت بزاز نیشنل کانفرنس سے الگ ہو کر مسٹر ایم۔ این۔ رائے کی جماعت سے مل گئے۔ انہوں نے مقبوضہ کشمیر میں مزدوروں اور کسانوں کی تنظیم کی لیکن ۱۹۴۷ء میں گرفتار کر لئے گئے اور کوئی تین سال بعد رہا ہوئے۔ لیکن وقتاً فوقتاً انہیں پھر گرفتار اور رہا کیا جاتا رہا۔ پنڈت بزاز کشمیر کے الحاق کے لئے آزاد رائے شماری کے حامی ہیں۔ پنڈت پریم ناتھ بزاز نے کشمیر، آزادی کشمیر اور وطن پرستی پر کئی ایک کتابیں

بھی لکھی ہیں۔

**بسمارک** (Otto Von Bismarck) جرمن تاریخ میں ہٹلر کے دور سے پہلے سب سے زیادہ مشہور سیاستدان جسے جدید جرمنی کا بانی خیال کیا جاتا ہے۔ بسمارک صوبہ پرشیا کے ایک ممتاز زمیندار گھرانے کا چشم و چراغ تھا۔ اسے انتظامی امور کا کوئی تجربہ نہ تھا مگر اس کے باوجود جب ۱۸۶۲ء میں قیصر جرمنی فریڈرک ولیم کی پیشکش پر اس نے قلمدان وزارت سنبھالا تو اس خود آموختہ سیاسی چالوں سے بہرہ شخص نے وہ کام کیا جو جرمن تاریخ میں کسی نے انجام نہیں دیا تھا یعنی ۱۸۱۵ء سے جرمنی کی ۳۸ ریاستوں کو متحد کرنے کی جو تحریک چل رہی تھی اسے بسمارک نے کامیابی سے ہمکنار کیا۔ یہ کوئی معمولی کارنامہ نہ تھا اور نہ ہی آسانی سے عمل میں آ سکتا تھا۔ اس کے لئے بسمارک نے رعب و فریب ہر قسم کے حربہ کو روا رکھا۔ جہاں ضرورت پڑی فوج کشی بھی کی۔ بسمارک طبعاً جنگ پسند نہیں تھا۔ اس کے برعکس وہ امن و امان کو برقرار رکھنے کا خواہاں تھا چنانچہ اپنی خارجہ حکمت عملی میں وہ صلح و سلامتی کی راہ پر ہی گامزن رہا۔ بسمارک بڑا ہوشمند سیاست دان تھا جو صلح و امن کو سیاست کی شطرنج کے مہرے خیال کرتا تھا۔ اور ایک کی بجائے دوسرا مہرہ اس وقت استعمال کرتا تھا جب اس پر یہ آشکار ہو جاتا تھا کہ حصول مطلب کے لئے اس کا استعمال ضروری ہے۔ بسمارک نے وزارت عظمیٰ کا عہدہ ۴۷ برس کی عمر میں سنبھالا اور اس پر کم و بیش ۲۸ برس تک فائز رہا۔ ۱۸ مارچ ۱۸۹۰ء کو قیصر ولیم دوم کے معزولی کے احکام پاکر اپنے عہدہ سے دست بردار ہو گیا اور اپنے آبائی گاؤں کی طرف چلا گیا جہاں وہ زندگی کے آخری ایام میں اکثر یہ الفاظ دہراتا رہتا تھا "اے خدا میرے محبوب وطن کا تو ہی محافظ ہے"۔ بسمارک کی زندگی میں اس پر ایک بار قاتلانہ حملہ بھی ہوا تھا جس میں اس قد آور اور قوی الجثہ شخص نے کافی دلیری و جرات کا ثبوت دیا۔ اس نے حملہ آور کے ہاتھ سے دوسرا وار کرنے سے پیشتر پستول چھین لیا اور بغیر کسی نقصان کے زندہ بچ نکلا۔
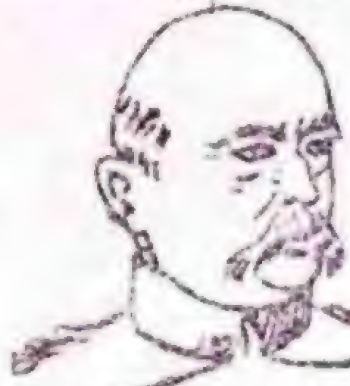
**بسم اللہ**۔ پورا کلمہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے جس کے معنی ہیں "میں خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت رحم والا اور مہربان ہے" مسلمانوں کو ہدایت ہے کہ ہر کام شروع کرنے سے قبل بسم اللہ پڑھ لیا کریں کیونکہ اس سے ہر کام میں برکت پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن پاک پڑھنے سے قبل، وضو کرنے، غسل کرنے، کھانا کھانے اور قربانی یا جانور ذبح کرتے وقت بسم اللہ کہنا ضروری ہے۔ قرآن شریف کی ہر سورۃ سے قبل سوائے سورۃ "توبہ" کے بسم اللہ پڑھی جاتی ہے۔

**بسم اللہ خاں**۔ برصغیر پاک و ہند کے مشہور اور مثالی شہنائی نواز ۱۹۱۶ء میں بنارس میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد بھی مہاراجہ جودھ پور کے ہاں اسی خدمت پر مامور تھے۔ لیکن بسم اللہ خاں نے اس پر اکتفا نہ کیا۔ انہوں نے عزم کر لیا کہ وہ شہنائی کو کلاسیکی موسیقی کے آلات کی صف میں جگہ دلا کے رہیں گے۔ اس لئے انہوں نے سوچا کہ وہ گلی کوچوں میں شہنائی کی بے وقعتی نہیں کریں گے۔ انہوں نے شہنائی کو قبول عام کا درجہ دلانے کے لئے معاوضے سے بے پروا ہو کر اپنے فن کا مظاہرہ کرنا شروع کیا اور اس میں اتنی مہارت حاصل کی کہ آج برصغیر میں ان کے پایہ کا کوئی شہنائی نواز نہیں۔

**بسمل، سکھدیو پرشاد**۔ برصغیر ہند و پاکستان میں بسمل متعدد شاعروں کا تخلص رہ چکا ہے۔ سکھدیو پرشاد جو ان دنوں بھارت میں مقیم ہیں، شعر و شاعری میں یہی تخلص کرتے ہیں۔ سکھدیو پرشاد بسمل گریجویٹ ہیں اور اردو نظم و نثر لکھتے ہیں۔ اردو فارسی کا بھی خاص ذوق رکھتے ہیں۔ بچوں کی اخلاقی اور لطیف نظمیں ان کے مجموعہ کلام کا امتیازی وصف ہیں۔

**بسنت پنچمی**۔ بسنت سنسکرت کا لفظ ہے جس کے معنی بہار کے ہیں۔ برصغیر میں یہ تیوہار سردی کا زور ٹوٹنے کی علامت تصور کیا جاتا ہے۔ بسنت ماگھ کے مہینے میں آتا ہے لیکن اس کا حساب بعض لوگ چاند

کے مہینے سے کرتے ہیں۔ یعنی ماگھ کے مہینے میں چاند کی پانچویں تاریخ کو بسنت کا تیوہار منایا جاتا ہے۔ اسی مناسبت سے اسے بسنت پنچمی کہا جاتا ہے۔

یہ عجیب بات ہے کہ بسنت کو اگرچہ بہار کا نقیب سمجھا جاتا ہے مگر یہ تیوہار جاڑے کے موسم میں آتا ہے۔ بہار کا اصل زمانہ دراصل ہولی کا ہوتا ہے جو پھاگن کے مہینے میں آتی ہے۔ بسنت پنچمی کو بہار کا پیامبر تصور کرنے کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اس موقع سے دراصل بہار کا موسم شروع ہوتا ہے۔ قدیم آریہ سال کو چھ موسموں میں تقسیم کرتے تھے اس طرح وہ دو مہینوں کا ایک موسم بناتے تھے۔ سنسکرت زبان کے مشہور شاعر کالی داس نے رِتو سنگھار کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں ان چھ موسموں کی کیفیت بتائی گئی ہے۔ کالی داس نے بسنت کی جو خصوصیات بیان کی ہیں وہ آج کل کہیں نظر نہیں آتیں۔ مثلاً اس کی اس نظم سے معلوم ہوتا ہے کہ بسنت رت آتی ہے تو ندی نالے جو جاڑے کے موسم میں سوتے رہتے ہیں یکایک جاگ اٹھتے ہیں۔ آم پر بور آتا ہے مدھو مکھیاں گونجنے لگتی ہیں اور عشق کا دیوتا مدن یعنی کام دیو بے قرار دلوں کا شکار کرتا پھرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ بسنت کے موقع پر اب یہ کیفیت نہیں ہوتی۔ مدھو مکھیاں البتہ اس موسم میں گونجتی ہیں اور آم پر بور بھی کچھ عرصہ بعد آنے لگتا ہے۔

**بسوٹولینڈ۔** (دیکھو باسوٹولینڈ)

**بشکیر۔** (Bashkir) سوویٹ یونین کی ایک خود مختار جمہوریہ۔ کوہ یورال (Ural Mts.) کے انتہائی جنوب میں واقع ہے۔ زیادہ تر حصہ گھنے جنگلات سے ڈھکا ہوا ہے۔ یوفا (Ufa) اس کا مرکز ہے۔ رقبہ تقریباً ۵۰۶۰۰ اور آبادی ۱۹۳۹ء کی مردم شماری کے مطابق ۳۱۴۴۷۱۳ کے لگ بھگ ہے۔

**بشیر احمد، میاں۔** بار ایٹ لا ہیں۔ ۱۸۹۳ء میں پیدا ہوئے۔ آکسفورڈ میں تعلیم پائی۔ ۱۹۱۵-۱۷ء لاہور میں بیرسٹری کرتے رہے۔ ۱۹۲۲ء میں ایک بلند پایہ ادبی ماہنامہ "ہمایوں" نام کا شروع کیا جو سالہا سال تک باقاعدگی سے شائع ہوتا رہا لیکن اب بند ہو چکا ہے۔ ۱۹۴۲-۴۷ء آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عمل کے رکن رہے۔ ۱۹۴۶-۴۹ء پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کے ممبر رہے۔ ۱۹۴۹-۵۲ء ترکی میں پاکستانی سفیر رہے۔

**بشیر الدین محمود، مرزا۔** جماعت احمدیہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کے سب سے بڑے صاحبزادے۔ تاریخ پیدائش ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء۔ مسند خلافت کے دوسرے جانشین۔ پہلے جانشین حکیم نور الدین تھے۔ آپ نے خلافت کی ذمہ داری ۱۹۱۴ء میں سنبھالی۔ تعلیم مڈل۔ مسلم اور بیشتر دینی تربیت اور تعلیم کا نتیجہ ہے۔ قادیانی احمدیہ کے علمبردار اور سربراہ ہیں۔ تقسیم سے پیشتر تحریک کا صدر مقام قادیان ضلع گورداسپور (بھارت) تھا لیکن اب ربوہ ضلع جھنگ (پاکستان) ہے۔ (نیز دیکھو احمدی اور احمدیت)

**بصرہ۔** عراق کا ایک مشہور شہر اور واحد بندرگاہ جس میں بحری جہاز ٹھہر سکتے ہیں۔ شط العرب کے قریب خلیج فارس سے ۵۵ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ ریلوے اور فضائی آمد و رفت کا اہم مرکز ہے۔ یہاں دنیا کی بہترین کھجوروں کے باغات ہیں۔ آبادی ۲۰۶۳۰۲ کے لگ بھگ ہے۔

**بعثتی** (Adventists) عیسائیوں میں کئی ایک فرقے ایسے ہیں جن کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کا دوبارہ ظہور ہوگا۔ ان فرقوں کے پیرو بالعموم امریکہ میں پائے جاتے ہیں۔ ان فرقوں میں سب سے زیادہ مشہور بعثتی دوم (Second Adventists) اور سات روزہ بعثتی (Seventh Day Adventist) ہیں۔ اول الذکر فرقے کا آغاز ۱۸۳۱ء میں ہوا اور موخر الذکر کی ابتدا ۱۸۴۴ء میں ہوئی۔

**بعل۔** لغوی معنی مالک یا امیر کے ہیں۔ قدیم سورج دیوتا کا نام ہے جس کی پرستش قدیم اسیری، عراقی اور فونیشی کرتے تھے۔ اس تقدس کی بنا پر بعل کا لفظ بہت

سے شامی ناموں کا جزو بھی ہے۔ جیسے جزا بعل، بنی بعل، بعل زبوب، بعلبک وغیرہ۔ اس کی دوسری شکل شموس دیوتا ہے۔ یہ بھی شمس یعنی سورج دیوتا ہے۔ اور اسی شموس کی ایک اور شکل ہندوؤں کے شوجی مہاراج ہیں جو ہندو علم الاصنام میں پیدائش کے دیوتا ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ سورج ہی سے نباتات پھوٹتے ہیں۔ حضرت مسیح کی تاریخ پیدائش و وفات و دیگر روایات کو بعل کی معروف روایات سے اس قدر مشابہت ہے کہ بعض کا خیال ہے کہ عیسائی مذہب کی تمام روایات و رسومات کا ماخذ بعل ہی کی رسومات ہیں۔

## بعلبک (Baalbek)

بعل اور بک کا مرکب ہے۔ یعنی "بعل کا شہر" جو دمشق سے ۳۵ میل شمال مغرب میں قدیم شام میں واقع تھا۔ اسے یونانیوں نے ہیلی پولس Heliopolis کا نام دیا تھا۔ اس کے کھنڈرات آج بھی ایک عجیب عظمت اور شان کے مظہر ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ ۴ ایکڑ رقبہ زمین پر آج کل کے آثارِ قدیمہ کسی زمانہ میں ایک بہت بڑے شہر کا حصہ تھے جو عمارت اور شوکت میں اپنی نظیر نہیں رکھتا تھا۔ کھنڈرات کے مابین بعل دیوتا کا بڑا مندر خاص طور پر نمایاں ہے۔

## بغاوت مکہ بازاں (Boxers' Rebellion)

سنہ ۱۸۴۱-۴۲ء میں برطانیہ اور چین کی فوجوں میں پہلی جنگ ہوئی جس میں چینیوں کو شکست اٹھانا پڑی۔ اس کے بعد چین کا مغربی ممالک سے کئی بار تصادم ہوا۔ مثلاً ۱۸۵۷-۵۸ء کی جنگ جس میں انگریزوں اور فرانسیسیوں نے کینٹن پر قبضہ کر لیا تھا مگر ان کا نتیجہ بھی چین کے حق میں خوشگوار نہ ہوا۔ اور باہمی تعلقات بد سے بدتر ہوتے گئے۔ چین کی اندرونی حالت بھی کافی خراب تھی جو چین کے دیرینہ دشمن جاپان سے سنہ ۱۸۹۴-۹۵ء کی جنگ کے باعث جس میں پھر چین کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا بہت خراب ہو گئی۔ اس پریشان حالی کے عالم میں چین کے اربابِ بست و کشاد میں بھی کھینچا تانی شروع ہو گئی۔ شہنشاہ نے کوشش کی کہ ملکہ کو گرفتار کرے ادھر ملکہ نے گرفتاری سے بچ نکلنے کے بعد شہنشاہ کو زندان میں ڈال دیا اور اس کے اصلاح کار سیاست دانوں کو پکڑ کر تختہ دار پہ لٹکا دیا۔ غرضیکہ سنہ ۱۹۰۰ء کے لگ بھگ چین میں بدامنی اور انتشار کا دور دورہ رہا۔ اسی عالم میں سال سنہ ۱۹۰۰ء میں ایک خفیہ فوجی جماعت نے جس میں زیادہ تر ایسے لوگ تھے جو مکہ بازی کی مشق کیا کرتے تھے بغاوت کر دی۔ مگر ان لوگوں نے چین کے حکمران مانچو خاندان کے خلاف نہیں بلکہ غیر ملکیوں کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ انہوں نے جنوبی چین میں عیسائیوں کے مکانوں اور ان کی جائدادوں پر حملے شروع کئے۔ ان میں سے غیر ملکی تو کل ۲۰۰ مارے گئے مگر چینی نسل کے عیسائی کئی ہزار کی تعداد میں موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ غیر ملکی سفارت خانوں نے یہ دیکھ کر شاہی دربار میں احتجاج کیا اور پیکن میں فوجیں داخل کر دیں۔ جن کی آمد پر چینی باغیوں نے مغربی ممالک کے سفارت خانوں پر بھی حملے کرنے شروع کر دیئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حالات اور بھی خراب ہو گئے۔ باغیوں نے حکومت پر قبضہ کر کے مغربیوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا اور سفیروں کو چین سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔ اس زمانہ میں برطانیہ جنگ بورز (Boer War) میں مصروف تھا اور امریکہ فلپائن کی بغاوت فرو کرنے میں منہمک تھا اور جاپان و روس ویسے ہی دخل انداز نہیں ہونا چاہتے تھے۔ پھر بھی مغربی طاقتوں نے ایک بین الاقوامی فوج تیار کر کے "مکہ باز باغیوں" کی حکومت کا تختہ الٹ دیا اور قیصر جرمنی کے الفاظ میں اس طرح انتقام لینا شروع کیا "کہ کسی چینی کو اس کے بعد اتنی جرأت نہ ہو کہ جرمنوں سے آنکھیں چار کر سکے"۔

## بغداد (Baghdad)

اصل میں باغ داد ہے۔ عراق میں دریائے دجلہ کے کنارے مشہور تاریخی اور پرانا شہر۔ عراق کا دارالحکومت۔ آبادی ۴½ لاکھ۔ زیادہ تر عرب مسلمان آباد ہیں۔ یہودی، یورپین اور ترک بھی بستے ہیں۔

آٹھویں اور نویں صدی عیسوی میں دنیا بھر میں علم و ادب کا سب سے بڑا مرکز مانا جاتا تھا۔ جہاں بڑے بڑے مشاہیر پیدا ہوئے۔ ہارون الرشید نے اپنے عہد حکومت میں اس شہر کو ہر لحاظ سے عروج تک پہنچایا۔ اس زمانے کی اعلیٰ عمارتیں اب تک موجود ہیں۔ سنہ ۱۲۵۸ء میں ہلاکو خان نے اس شہر کو تباہ و برباد کر دیا اور اس کی

خوبصورتی کو ختم کر کے رکھ دیا۔ ۱۶۳۸ء میں ترکوں کے قبضہ میں آیا۔ پہلی جنگ عظیم میں یہ جنرل موڈ کے قبضہ میں چلا گیا۔ اور آخر انگریزوں کے ساتھ معاہدہ کے مطابق ۱۹۳۲ء میں عراق کی سلطنت کا صدر مقام مقرر ہوا۔

مشہور داستان "الف لیلہ" جو عربی ادب کا شاہکار ہے، اسی شہر سے وابستہ ہے۔ مسلمانوں کے ایک بہت بڑے فقیہ اور بزرگ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا مزار اسی جگہ ہے جس کی بناء پر مسلمان اسے مقدس شہر سمجھتے ہیں۔

## بغداد پیکٹ (Baghdad Pact)

۲۴ فروری ۱۹۵۵ء کو ترکی اور عراق نے ایک باہمی حفاظتی معاہدہ کیا جو ترکی عراقی پیکٹ یا بغداد پیکٹ کے نام سے موسوم ہے۔ بعد میں اس میں برطانیہ نے بھی شمولیت اختیار کر لی۔ اس کے بعد پاکستان نے ۲۳ ستمبر ۱۹۵۵ء کو شمولیت اختیار کی اور ایران نے ۳ نومبر ۱۹۵۵ء کو۔ بعد ازاں امریکہ نے بھی جون ۱۹۵۷ء میں اس پیکٹ میں جزوی شمولیت اختیار کر لی۔ بغداد پیکٹ کے زیر اہتمام ۲۷ ستمبر ۱۹۵۷ء کو لندن میں متعلقہ حکومتوں کا پانچ روزہ اجلاس ہوا جس میں باہمی تحفظ اور مشترکہ پروگرام کی تائید کی گئی۔ جولائی ۱۹۵۸ء میں عراق میں بادشاہت کے خاتمہ کے بعد عراق نے معاہدہ کی رکنیت سے استعفا دیدیا اور اب اس معاہدہ کا نام سینٹو (Central Treaty Organisation) رکھا گیا ہے۔

## بغداد ریلوے (Baghdad Railway)

استنبول سے لیکر ترکی کے وسط میں سے گذرتی ہوئی بغداد اور خلیج فارس تک ریلوے کی توسیع کا ایک منصوبہ ۱۸۹۹ء اور ۱۹۰۲ء میں ترکی حکومت نے جرمن سرمایہ داروں کے ایک گروہ کو اس منصوبے کی تکمیل کے لئے ٹھیکے دیئے۔ اس ریل کے اجراء سے نہ صرف عراق عرب کے وسائل سے ہی فائدہ اٹھایا جا سکتا تھا بلکہ اگر جرمن حکومت چاہتی تو اس ملک پر سیاسی غلبہ بھی حاصل کر سکتی تھی۔ علاوہ ازیں اس منصوبے کے ذریعے خلیج فارس اور ہندوستان پر جرمنی کے اقتصادی اور سیاسی اثرات کا نفوذ ممکن ہو جاتا تھا۔

یہ ریلوے چالیس سال بعد تک بھی پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکی مگر اس ریلوے کی منصوبہ بندی میں جو خطرہ پنہاں تھا وہ بھی اُن بڑے اسباب میں سے ایک ہے جن کی بناء پر پہلی جنگ عالمگیر چھڑی۔ اگرچہ بظاہر اس ریلوے کے متعلق یہی کہا جاتا تھا کہ وہ برلن کو بغداد سے ملاتی ہے مگر در اصل یہ بحیرۂ بالٹک کو خلیج فارس سے بھی ملاتی تھی۔

**بقچۂ گل** — پھولوں کے درمیانی حصے کو "بقچۂ گل" کہتے ہیں۔ اس حصہ کے نیچے بیج دان ہوتا ہے جس کی سطح پر سے ڈنٹھل پھوٹ کر باہر آتا ہے۔

## بقراط (Hippocrates)

(۴۶۰ تا ۳۷۷ ق م) مشہور یونانی سائنس دان۔ جزیرہ کوس میں پیدا ہوا۔ اس کو "طبابت کا جدِ امجد" خیال کیا جاتا ہے۔ بقراط سے پیشتر مختلف بیماریوں کو دیوتاؤں کی ناراضی یا ارواحِ خبیثہ کا نتیجہ خیال کیا جاتا تھا۔ مگر بقراط نے تعویذ گنڈے کے استعمال کو ترک کر کے سائنسی طریق علاج کی بنیاد ڈالی۔ وہ اپنے شاگردوں سے ایک خاص حلفِ ایمان داری لیا کرتا تھا جو اب بھی ڈگری لینے سے پیشتر ڈاکٹروں کو لینا پڑتا ہے۔

**بکائن** — ایک درخت ہے جو مغربی پاکستان میں عام ہے۔ اس کا سایہ گھنا اور چھاؤں ٹھنڈی ہوتی ہے۔ اس لئے لوگ اس کو باغوں میں اور عوام گھروں یا کنوؤں پر بہت لگاتے ہیں۔ اس کے پتے سبز رنگ

کے سرو شکل دندانہ دار کنارے رکھتے ہیں۔ پھل اس کا چھوٹے بیر کی طرح ہوتا ہے اور اسی طرح کی اندر گٹھلی ہوتی ہے۔ لیکن یہ انتہا سخت کڑوا ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو بہت کم پرندے اور جانور کھاتے ہیں۔ لکڑی بھی اس درخت کی مضبوط نہیں ہوتی۔ اس درخت کی ہر چیز کڑوی ہوتی ہے۔ یہ درخت خود رو بھی ہوتا ہے اور لگایا بھی جاتا ہے۔ کیونکہ یہ بہت جلد بڑھتا ہے۔

اس درخت کا اصل ملک فارس بتایا جاتا ہے۔ اور انگریزی میں اس کو (Persian Lilac) کہتے ہیں۔ پنجاب میں اس کو دھریک کہتے ہیں۔ جہاں اس کی دو قسمیں ملتی ہیں۔ ایک قسم پتلی اور بلند ہوتی ہے۔ اور دوسری قسم چھتری نما جو ایک وسیع رقبہ پر بڑ کی طرح چھا جاتی ہے۔ یہ قسم اس قدر جلد بڑھتی ہے کہ اس کی لکڑی کو مضبوط ہونے یا میدان چڑھنے کا موقع ہی نہیں ملتا اور اس لئے وہ بالکل کمزور رہتی ہے۔ اس درخت کے چھتریدار کاسنی یا نیلے رنگ کے پھول لگتے ہیں جن کی مہک بہت خوشگوار ہوتی ہے۔ اور جو بہت چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ جلد ہی یہ پھول زرد رنگ کی گولیوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں جن کو دھریکیں کہتے ہیں۔ اس وقت پھول زرد رنگ اختیار کرکے سوکھ کر گر جاتے ہیں۔ دھریکیں جب پک جاتی ہیں تو قدرے میٹھی ہو جاتی ہیں۔ اس لئے پرندے ان کو کھانے لگتے ہیں اور اس طرح بیج بکھیرنے کا باعث بنتے ہیں۔ بکائن کے پتوں سے ایک قسم کی پلٹس بنائی جاتی ہے جو پھنسی پھوڑے کا علاج سمجھی جاتی ہے۔ ان پتوں کو گیلی مٹی کے کوزے کے اندر بند کرکے آگ میں ڈال دیا جاتا ہے جب وہ لال ہو جائے تو پتوں کو نکال کر پھوڑے پر باندھ دیا جاتا ہے اس سے مواد پک کر یا تو باہر نکل آتا ہے یا بیٹھ جاتا ہے اور بالآخر جسم سے خارج ہو جاتا ہے۔ اس درخت پر کیڑے مکوڑے کم چڑھتے ہیں۔ اس لئے جانور اس پر بہت بسیرا لیتے ہیں۔ اور بعض دفعہ تو مختلف قسم کے پرندے اس پر ایک آبادی بسا لیتے ہیں۔

**بکر بن عبداللہ مزنی**۔ قبیلہ مزنیہ سے تعلق رکھتے تھے اور بصرہ کے ممتاز علماء میں سے تھے۔ بوجہ علم وفضل اور تقدس کے لوگ انہیں "شیخ البصرہ" کہتے تھے۔ احادیث کے حافظ تھے۔ اور تقریباً پچاس حدیثیں آپ نے روایت کی ہیں۔

علم فقہ میں بھی دسترس حاصل تھی اور اسی لئے فقیہ بھی کہلاتے تھے۔ انہیں بصرہ کا عہدہ قضا پیش کیا گیا۔ لیکن انکار کر دیا۔

آپ بہت ہی دولت مند تھے۔ اور امارت کا یہ عالم تھا کہ ہر وقت اعلیٰ لباس زیب تن رکھتے۔ چار چار ہزار مالیت تک کے کپڑے پہنتے اور امیرانہ آسائش اور راحت سے زندگی بسر کرتے تھے۔

سنہ ۱۰۸ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔ آپ کا شمار تابعین رضی میں ہوتا ہے۔

**بکری** (Goat) مؤنث ہے، مذکر بکرا، مشہور جانور اور چوپایہ۔ دودھ پلانے والا سینگ دار جو اب صرف پالتو حالت میں ملتا ہے۔ اور کم و بیش تمام دنیا میں پایا جاتا ہے یہ جانور گو بھیڑ کی قسم سے ہے۔ لیکن اس سے زیادہ چست و چالاک اور پھرتیلا ہے۔ نر کے بڑے بڑے سینگ اور ڈاڑھی ہوتی ہے۔ بناوٹ میں ہرن سے بہت ملتا ہے۔ اس کی بے شمار قسمیں ہیں۔ رنگ میں سرخ، سفید، سیاہ اور ابلق عام ملتا ہے۔

پہاڑی بکریوں اور جنگلی بکریوں پر بڑے بڑے بال اور پشمینے ہوتے ہیں۔ چنانچہ کشمیر کی دوشالیں جو دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ وہ ان بکریوں ہی کے نرم پشم سے بنتی ہیں۔ لیکن یہ بکریاں خاص تبت میں ہوتی ہیں۔ اور اون بھی وہیں سے آتی ہے۔ اس کے علاوہ انگورا واقع ترکی میں بھی ایک خاص قسم کی بکری ہوتی ہے۔ جس سے "انگورا" نامی پشم حاصل ہوتی ہے۔ پہاڑی قسم کی بکریوں میں "مارخور" بہت مشہور ہے۔ "مارخور" نام کا بکرا سانپ کھاتا ہے اور جب جگالی کرتا ہے تو جھاگ سا باہر نکلتا ہے جو ہر قسم کے زہر کے لئے تریاق ہوتا ہے۔ بکری بالطبع ایک حلیم جانور ہے۔ چنانچہ بزدل یعنی بھیڑ بکری کے دل والا ایسے آدمی کو کہتے ہیں جو ڈرپوک ہو۔

یہ جانور پالتو حالت میں بڑی مشکل سے سیر ہوتا

ہے اور اس کے پالنے کے لئے اتنا ہی تردّد کرنا پڑتا ہے جتنا کسی بڑے جانور کا۔ اسی لئے کہتے ہیں "غم نداری بُز بخر" یعنی کوئی فکر نہ ہو تو بھیڑ بکری خرید لو۔

## بکنگھم پیلس Buckingham Palace

یہ وہ قصر ہے جہاں انگلستان کے بادشاہ رہتے ہیں۔ اگرچہ یہ قصر نہایت مشہور ہے تاہم خوبصورتی کے اعتبار سے یکتا نہیں۔ البتہ نہایت خوشگوار اور دلپسند ماحول میں ضرور واقع ہے۔ یہاں چارلس اوّل کے عہد میں لوگ تفریح کی غرض سے آتے تھے۔ جہاں پیلس واقع ہے وہاں سب سے پہلے "گورنگ ہاؤس" تعمیر ہوا جو بعد میں "آرلنگٹن ہاؤس" کہلانے لگا۔ اس زمانے میں اس میں چارلس دوم کے عہد کا ایک نامور سیاستدان امیر رہتا تھا۔ ۱۷۰۳ء میں آرلنگٹن ہاؤس کو منہدم کروا کے نارمنڈی اور بکنگھم کے ڈیوک نے اپنا محل تعمیر کروایا۔ اسی نسبت سے یہ نام معرضِ وجود میں آیا۔ جارج سوم نے شادی کے فوراً بعد ڈیوک کا محل خرید لیا اور سینٹ جیمز پیلس چھوڑ کر یہاں رہائش اختیار کر لی۔ تب سے اب تک یہ شاہی قیام گاہ ہے۔ اگرچہ ہر نئے بادشاہ نے اس کی زینت اور آرائش میں اضافہ کیا لیکن شاہ ایڈورڈ ہفتم اور شاہ جارج پنجم کے عہدِ حکومت میں اس کی شان کو دوبالا کیا گیا۔

محل کے سامنے ملکہ وکٹوریہ کا میموریل ہے جس کا نقشہ سر آسٹن ویب نے تیار کیا اور جس کی نقاب کشائی کی رسم ۱۹۱۱ء میں ادا ہوئی۔ اسی سال دہلی دربار منعقد ہوا۔ ملکہ وکٹوریہ کی یادگار سنگِ مرمر سے تیار کی گئی ہے۔ اونچے وسطی حصے تک پہنچنے کے لئے زینے بنے ہیں۔ وسطی حصے میں سنہری برنج کا وکٹری (Victory) یعنی فتح کا پیکر ہے جس کی جڑ میں ملکہ وکٹوریہ کا مجسمہ رکھا ہے۔ آج کل بکنگھم پیلس میں ملکہ الزبتھ، ان کے شوہر اور بچے رہتے ہیں اور یہیں پر دنیا بھر کے بڑے بڑے لوگ ان سے شرفِ باریابی حاصل کرتے ہیں۔

## بگ بین (Big Ben)

بگ بین اس گھنٹے کا نام ہے جو ۱۸۵۶ء میں انگلستان کے پارلیمنٹ کے گھنٹہ گھر میں لگایا گیا تھا۔ اس گھنٹے کا وزن ½۱۵ ٹن ہے۔ ڈائل کا قطر ½۲۲ فٹ اور سوئی کا طول ۱۱ فٹ ہے۔ یہ گھنٹہ وائٹ چیپل بل فاؤنڈری میں تیار کیا گیا تھا۔ لندن کے لوگ عام طور پر اسی سے اپنی گھڑیوں کے اوقات درست کرتے ہیں۔ اسے رات بھر روشن رکھا جاتا ہے۔ جس مینار میں یہ گھنٹہ نصب ہے اس کی بلندی تین سو بیس فٹ ہے۔ دوسری جنگِ عظیم میں یہ مینار بھی بمباری کا نشانہ بنا اور گھنٹے کے سامنے والی بالکونی (Balcony) کو نقصان پہنچا لیکن اب اس کی مرمت ہو چکی ہے۔ عظمت اور افادیت کے لحاظ سے بگ بین بھی دنیا کے عجائبات میں شمار ہوتا ہے۔

## بگل (Bugle)

مُنہ سے بجانے والا ایک قسم کا باجا جو تانبے یا پیتل کا بنا ہوتا ہے۔ بینڈ، بگل عموماً سپاہی اور بوائے سکاوٹ استعمال کرتے ہیں۔ بگل کا استعمال انتباہ اور خبردار کرنے کے لئے بھی ہوتا ہے اور اس کی آواز کافی دور تک سنائی دیتی ہے۔

## بگوٹا (Bagota)

جنوبی امریکہ کی جمہوریہ کولمبیا کا صدر مقام ہے اور سطحِ سمندر سے ۸ ہزار پانچ سو فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ اس شہر کی بنیاد ۱۵۳۸ء میں پڑی۔ یہاں متعدد قدیم گرجے ہیں۔ صنعتوں میں اُونی کپڑا اور شیشہ سازی کو اولیت حاصل ہے۔ مئی ۱۹۴۸ء میں یہاں امریکی ریاستوں کی نویں بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں امریکی ریاستوں کی تنظیم قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس کانفرنس کے دوران میں شدید فسادات ہوئے۔ ان فسادات کا مقصد کانفرنس کے انعقاد کی مخالفت کرنا تھا۔ اس کانفرنس کے فیصلے کے مطابق جو علاقائی تنظیم ہوئی اس کا مقصد رکن ممالک کے باہمی تنازعات نمٹانا، مصالحت اور ثالثی کے ضوابط وضع کرنا، قانونی مسائل کو بین الاقوامی عدالت انصاف کے سامنے پیش کرنا ہے۔ اس تنظیم کے

الکیس ارکان ہیں۔

**بلاذری** (البلاذری) احمد بن یحییٰ جابر بن داؤد البلاذری تیسری صدی ہجری کا نامور عرب مورخ تھا۔ بلاذری کی ابتدائی زندگی کے حالات تاریکی کے پردے میں چھپے ہیں صرف اتنا معلوم ہے کہ اُس نے ابتدائی تعلیم و تربیت بغداد میں علمائے عصر سے حاصل کی اور عراق، شام، عرب اور مصر کی سیر و سیاحت کی۔ البلاذری اپنے زمانے کا مشہور عالم، فاضل، شاعر اور جید راوی تھا۔ اُس نے تاریخ کی دو کتابیں لکھیں۔ کتاب البلدان الکبیر اور کتاب البلدان الصغیر۔ اوّل الذکر ادھوری رہ گئی۔ موخر الذکر غالباً پہلی کا خلاصہ ہے۔ اور یہ وہی کتاب ہے جسے ہم "فتوح البلدان" کہتے ہیں۔ "انساب الاشراف" بھی نامکمل تصنیف ہے۔ اور اس میں بادشاہوں اور خوارج کا ذکر ملتا ہے۔ البلاذری نے سنہ ۲۷۹ھ میں وفات پائی۔ کہتے ہیں اُس نے لاعلمی میں بلاذر (ایک زہریلی نباتات) کا رس پی لیا، جس سے اُس کے حواس مختل ہو گئے اور وہ جانبر نہ ہو سکا اور اس نسبت سے اُسے بلاذری کہنے لگے۔ (نیز دیکھو فتوح البلدان)

**بلاسٹنگ** (Blasting) ٹھوس مادہ یا چٹان کو بارود سے اڑا کر پاش پاش کرنے کا عمل۔ چونکہ کسی چٹان کو کھود کر یا کاٹ کر ہٹانے میں دقت، وقت اور روپیہ کا سوال ہوتا ہے اس لیے یہ سہل اور زود اثر عمل کیا جاتا ہے۔ ہمارے پاکستان میں کھیوڑہ کی کانوں سے نمک اسی طرح نکالا جاتا ہے۔ کسی نمک کی چٹان کا انتخاب کر کے اس میں برقی آرے سے شگاف کیا جاتا ہے۔ پھر مخالف سمت میں برقی برمے سے سوراخ کر کے اس میں ڈائنامیٹ بھر دیا جاتا ہے۔ پھر فتیلے کا ایک سرا اس میں رکھ کر دوسرے سرے کو دور لے جایا جاتا ہے اور آگ دکھا دی جاتی ہے۔ چٹان بھک سے اڑ کر پاش پاش ہو جاتی ہے۔ بعد ازاں اس کے ٹکڑے گاڑیوں میں بھر کر باہر لے جائے جاتے ہیں۔ جہاں وہ مال گاڑیوں میں بھر دیے جاتے ہیں۔

**بلاغت**۔ بلاغت بلوغ سے ہے جس کے معنی ہیں جوان ہونا یا کسی چیز کا اپنے کمال کو پہنچنا۔ ایسے کلام کو بھی کہتے ہیں جو مقام اور حال کے عین مطابق ہو۔ کلام بلیغ میں فصاحت کا ہونا لازمی ہے۔ لیکن فصاحت کے لیے بلاغت لازمی جزو نہیں ہے۔ بلاغت کی تعریف یوں بھی کی گئی ہے "ایسا کلام جس میں مخاطب کے سامنے وہی نکات بیان کیے جائیں جو اسے پسند ہوں اور جو اس کو ناگوار محسوس ہوتے ہوں ان کو حذف کر دیا گیا ہو۔ نیز زیادہ اہم باتوں کو پہلے بیان کیا گیا ہو اور کم اہمیت رکھنے والی باتوں کو بعد میں اور غیر ضروری باتوں کو نظر انداز کر دیا گیا ہو۔

**بلاک** (Block) انگریزی لفظ ہے۔ اصطلاح میں گوناگوں معانی کا حامل ہے۔ کسی وسیع بلڈنگ یا عمارت کے کسی حصے کو بھی بلاک کہتے ہیں۔ اسکولوں، کالجوں یا اسی قسم کے تعلیمی اداروں کو جو عمارتی اغراض کے لیے گرانٹ دی جاتی ہے اسے بلاک گرانٹ کہتے ہیں۔ مختلف سیاسی پارٹیوں یا گروہوں کی تقسیم پر بھی بلاک کے لفظ کا اطلاق ہوتا ہے۔ کسی تصویر کا دھاتی مجسمہ جو کاغذ پر نقش لگانے کے لیے تیار کیا جاتا ہے، اُسے بھی بلاک کہتے ہیں۔ نیز ریلوے لائن کے معینہ فاصلے کو بھی بلاک کہتے ہیں۔

**بلاک ہٹ، سگنل باکس** (Block Huts, Signal Box) ریلوے لائن پر گاڑیاں چلانے کا ایک نظام جس سے حادثات سے بچاؤ میں مدد ملتی ہے۔ یہ نظام صرف ڈبل یعنی دوہری لائن کے لیے ہوتا ہے۔ اس نظام کے تحت ڈبل لائن پر ہر پانچ میل کے فاصلے پر ایک سگنل ہاؤس ہونا ضروری ہے۔ یہ سگنل ہاؤس اکثر ریلوے سٹیشن پر بھی ہوتا ہے لیکن جہاں سٹیشن نہ ہو وہاں یونہی سگنل سٹیشن (Signal Station) بنا دیا جاتا ہے۔ اس جگہ گاڑیاں ٹھہرتی نہیں لیکن ضرورت کے وقت ٹھہرائی جا سکتی ہیں۔ ان پانچ پانچ میل کے تمام فاصلوں کو بلاک (Block) کہتے ہیں۔ چونکہ ڈبل لائن کی حالت میں ایک لائن پر گاڑیاں آتی ہیں اور ایک پر جاتی ہیں اس لیے سامنے سے تصادم کا خطرہ نہیں ہوتا۔ بلکہ پیچھے سے ٹکر کا زیادہ احتمال ہوتا ہے۔ اس ٹکر کو روکنے کے لیے ہر بلاک ہاؤس یعنی سگنل باکس

پر برقی مشینیں لگی ہوتی ہیں۔ اس مشین کے ذریعے ہر گاڑی کی حالت کا پتہ چلتا رہتا ہے۔ ہر گاڑی کے آگے ایک بلاک خالی رکھا جاتا ہے۔ اگر کسی بلاک پر گاڑی جا رہی ہو اور پیچھے سے اور گاڑی آ جائے تو وہ اس بلاک پر رک جائے گی جس سے پہلی گاڑی چلی تھی۔ کیونکہ مشین اس کے آگے بڑھنے کا سگنل نہ دکھا سکے گی۔ جس وقت پہلی گاڑی اس بلاک سے آگے نکل جائے گی اس وقت سگنل آزاد ہو جائے گا اور دوسری گاڑی بھی چھوٹ جائے گی۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہر بلاک کا آغاز و انجام ہمیشہ سٹیشن ہی ہوتا ہے۔ لیکن بعض دفعہ محض جنگل میں بھی سگنل ہاؤس (Signal House) بنا دیا جاتا ہے۔ جو صرف انتظامی ضروریات پوری کرتا ہے۔ مسافر اُترتے چڑھتے نہیں۔ پاکستان میں راولپنڈی اور گولڑہ کے درمیان بوکڑہ کیبن (Cabins) اسی قسم کا سگنل ہاؤس ہے۔ راولپنڈی اور گولڑہ کا درمیانی فاصلہ ۱۰ میل ہے۔ اور لائن دوہری ہے۔ اس لئے اس کی ضرورت پیش آئی۔ تاکہ فاصلہ کم ہو کہ گاڑیاں جلد جلد گزر سکیں۔ اگر فاصلہ دس میل کا ہو تو گاڑیوں کو بہت دیر تک راولپنڈی یا گولڑہ میں انتظار کرنا پڑے۔ پاکستان میں بلاک سسٹم لاہور سے رائے ونڈ، لاہور سے شاہدرہ اور لاہور سے واہگہ تک جاری ہے۔

## بلالؓ (حضرت) ( + — وفات ۶۴۱ء ۲۰ھ )

ابن رباح۔ مشہور صحابی اور اسلام کے پہلے مؤذن۔ حبشی نسل کے غلام تھے۔ شروع ہی میں اسلام سے مشرف ہو گئے تھے۔ کفارِ عرب اور ان کے آقا امیہ بن خلف نے جب ان پر بہت زیادہ مظالم کیے تو حضرت ابوبکرؓ نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا پہلے سعد بن خثیمہ اور پھر حضرت ابوبکرؓ کے ہاں رہنے لگے۔ آنحضرت صلعم کے ہمراہ تمام غزوات میں شرکت کی اور غزوہ بدر میں امیہ بن خلف کو آپ نے ہی ہلاک کیا۔

آنحضرت صلعم نے جب نماز سے قبل اذان دینے کا طریقہ پسند فرمایا تو حضرت بلالؓ کو اس کام کے واسطے منتخب فرمایا۔ وہ آپ کی زندگی تک برابر اذان کہتے رہے۔ فتح مکہ کے وقت خانہ کعبہ کی چھت سے اذان کہی۔ اس کے علاوہ کچھ عرصہ بیت المال کے خازن بھی رہے۔ جب حضورؐ سفر کو جاتے تو کھانے پینے کا انتظام حضرت بلالؓ ہی کے ذمہ ہوتا تھا۔ آنحضرت صلعم کے بعد اکثر جہاد میں شرکت کی اور فتح شام میں حصہ لیا۔ حضورؐ کے بعد حضرت عمرؓ کے اصرار پر صرف ایک مرتبہ اور اذان کہی۔ کہتے ہیں کہ حضورؐ کے نام پر غش کھا کر گر پڑے۔ ۶۰ برس کی عمر میں بمقام دمشق انتقال فرمایا۔

## بلب (Bulb)

بجلی کے بلب، (Electric Bulb) مشہور سائنس دان ایڈیسن (Edison) کی ایجاد ہیں۔ سن ایجاد ۱۸۷۸ء ہے۔ یہ بلب تین قسم کے ہوتے ہیں۔ خلا بلب، گیس بلب اور بخارات کے بلب۔ خلا بلب جن کے اندر خلا پیدا کیا جاتا ہے۔ میں تار کو ایک جال کی شکل میں رکھا جاتا ہے۔ مگر خلا کے باوجود تار جلد خراب ہو جاتی ہے۔ اس قسم کے بلب سے عام طور پر ۲ واٹ بجلی کے خرچ سے ایک موم بتی کے برابر روشنی حاصل ہوتی ہے۔ گیس بلب میں نائیٹروجن (Nitrogen) یا کوئی اور غیر عامل گیس بھر دی جاتی ہے اور تار کو باریک پیچ کی شکل میں لگا دیا جاتا ہے۔ گیس کی موجودگی کی وجہ سے تار جلدی خراب نہیں ہوتا۔ اس قسم کے بلب سے عام طور پر ایک واٹ بجلی کے خرچ سے دو موم بتی کے برابر روشنی حاصل ہوتی ہے۔ ان دونوں قسم کے بلبوں میں غیر موصل اور نہایت باریک تار استعمال کیے جاتے ہیں۔ ٹنگسٹن کے تار زیادہ استعمال ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ ۳۲۰۰ درجہ سنٹی گریڈ تک حرارت برداشت کر سکتے ہیں۔ بخارات کے بلب جو عام طور پر لمبی نالی کی صورت میں ہوتے ہیں سوڈیم یا پارہ کے بخارات بھر کر بنائے جاتے ہیں۔ ان بخارات میں سے جب برقی رَو گذرتی ہے تو وہ گرم ہو کر روشنی دینے لگتے ہیں۔ ان میں نسبتاً بجلی کم خرچ ہوتی ہے اور مقابلتہً روشنی زیادہ حاصل ہوتی ہے۔

گو پاکستان میں بجلی کے ولایتی بلب بھی درآمد کیے جاتے ہیں لیکن خود پاکستان میں کراچی اور لاہور وغیرہ مقامات میں بہت بڑی تعداد میں بنائے جاتے ہیں۔

**بُلبُل** (اسم جنس مذکر و مونث) نقل مکانی کرنے والے پرندوں میں سے ہے اور ایشیا کے علاوہ یورپ کے بعض علاقوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ نر بلبل اپنی خوش آوازی کے لئے مشہور ہے اس پرندے کی دم کے نیچے سرخ پر ہوتے ہیں۔ تنہائی پسند اور طبع آزاد ہے۔ قید و بند کی حالت میں مشکل سے جیتا ہے (تفصیل کیلئے دیکھو گلدم)

**بلبل چودھری** (۱۹۱۹ء۔ ۱۹۵۴ء) مشہور بنگالی رقاص۔ اصل نام رشید احمد۔ بوگرا (مشرقی پاکستان) میں پیدا ہوئے۔ کلکتہ سے ایم۔ اے کیا رقص سے دلچسپی تھی اور اس میں اتنا کمال حاصل کیا کہ یورپ تک سے داد لی۔

**بلبن، غیاث الدین** ۔ سلسلہ مملوک سلاطین ہند کا آٹھواں سلطان ۶۶۴ھ م ۱۲۶۶ء میں تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوا اور بیس سال تک بڑے جاہ و جلال سے حکومت کر کے ۱۲۸۶ء میں اسی برس کی عمر میں وفات پائی۔ غیاث الدین بلبن بطور غلام ہندوستان لایا گیا۔ سلطان التمش کی نگاہ مردم شناس نے اس کو خرید لیا اور پھر آہستہ آہستہ اپنی لیاقت، تدبر، دانائی اور ہوشیاری سے بلبن اس بلند رتبے پر پہنچ گیا۔ سلطان بلبن نے اپنے دور حکومت میں امراء اور سرداروں کا زور توڑ کر مرکزی حکومت کو مضبوط کیا، بغاوتوں کو سختی سے کچل کر ملک میں امن و امان قائم کیا اور سلطنت کو تاتاریوں کے حملے سے بچایا۔

غیاث الدین بلبن بڑا مدبر، بہادر اور منصف مزاج بادشاہ تھا۔ وہ علماء و فضلاء کا قدردان تھا۔ اس کے عہد میں شراب کی خرید و فروخت اور راگ رنگ کی محفلوں کے انعقاد کی اجازت نہ تھی۔ انصاف کرتے وقت ہندو مسلم اور غریب و امیر کی تمیز روا نہ رکھتا تھا۔ اس کے چہرہ سے غیر معمولی رعب و داب ٹپکتا تھا۔

مجرموں کو سخت سزائیں دیتا۔ لیکن رعایا کی نظروں میں بڑا فیاض اور روشن ضمیر سلطان خیال کیا جاتا تھا۔

**بلتستان** (Baltistan) بلتستان مغربی پاکستان کی شمال مشرقی سرحد پر واقع ہے۔ یہاں بالتی قوم آباد ہے جس کے نام پر اس علاقہ کو "بلتستان" کہتے ہیں۔ ان کے آباؤ اجداد وسط ایشیا میں آباد تھے۔ جنہیں سکندر اعظم نے اس جانب دھکیل دیا تھا۔ بعد ازاں ان لوگوں نے وسط ایشیا جانے کی کوشش کی مگر سکندر کے جرنیل نے جو اس علاقہ کا حاکم بن چکا تھا انہیں واپس جانے سے روک دیا۔ اور یہ لوگ اس علاقہ میں آباد ہو گئے۔

بلتستان دونوں جانب سے ہمالیہ کی اونچی چوٹیوں سے گھرا ہے جن میں سے قراقرم سب سے اونچی ہے۔ بلتستان در اصل انہی چوٹیوں کی متوازی وادیوں میں سے ایک وادی کا نام ہے۔ ان چوٹیوں میں کافی درّے موجود ہیں مگر انسان کا گزر ان سے بہت کم ہوتا ہے۔ بلتستان کا دار الحکومت سکردو ہے۔ یہاں کے باشندوں کی زبان بالتی ہے جو گلگت اور لداخ کی زبانوں سے مل کر بنی ہے۔ بالتی لوگ دنیا میں سب سے زیادہ جفاکش اور محنتی مشہور ہیں۔ وہ دُور دراز اور دشوار گذار راستوں سے ہوتے ہوئے نسبتاً نرم زمین والے علاقوں میں سے مٹی لا کر اپنے کھیتوں میں پھیلاتے ہیں اور جب پانی کی ضرورت ہوتی ہے تو اونچی برفانی چوٹیوں سے لا لا کر برف ان میں بکھیرتے ہیں۔ کھیتی باڑی کی ایسی مثال دنیا کے اور کسی ملک میں نہیں ملتی۔ حکومت پاکستان اس علاقے کی ترقی کے لئے پوری کوشش کر رہی ہے۔

**بلٹی** (جہاز کے مال کی) سمندری جہاز کے ذریعہ سے مال بھیجنے والے لوگ جہاز کے منتظمین سے مرسلہ مال کی بلٹی حاصل کرتے ہیں جسے وہ مرسل الیہ کو بھیج دیتے ہیں یا خود اسے دکھلا کر مال چھڑا لیتے اور وصول کر لیتے ہیں۔ بلٹی ایک رسید ہوتی ہے جو مال بھیجتے وقت ارسال کنندہ دفتر سے حاصل کی جاتی ہے۔ بلٹی دو قسم کی ہوتی ہے ایک تو وہ جس کا کرایہ بھیجتے وقت ادا کر دیا جائے اور دوسری وہ جس کا کرایہ مال

کی وصولی کے موقع پر مُرسَل الیہ یا خود ارسال کنندہ ادا کرتا ہے

**بلٹی** (ریلوے مال کی) مال بھیجتے وقت ریلوے دفتر سے جو ترسیل کی رسید حاصل کی جائے اسے ریلوے رسید (R.R.) یا بلٹی کہتے ہیں۔ اس کا کرایہ مقام آغاز پر ادا کیا جاتا ہے۔ یا آخری مقام پر جہاں اسے پہنچنا ہو مال ریلوے بلٹی کی بنا پر بذریعہ مسافر گاڑی بھیجا جاتا ہے یا بذریعہ مال گاڑی، مسافر گاڑی سے ترسیل مال کا کرایہ زیادہ ہوتا ہے۔ اور مال گاڑی سے بہت کم۔

**بلجیم** (BELGIUM) یورپ میں بحیرہ شمالی (NORTH SEA) کے ساحل پر ایک آزاد سلطنت جرمنی اور فرانس کے مابین واقع ہے رقبہ ۱۱,۷۷۵ مربع میل اور آبادی ۹۱ لاکھ ۲۹ ہزار کے قریب ہے ملک کا زیادہ تر حصہ سطح سمندر سے نیچے ہے اور مختلف مقامات پر بند باندھ کر سمندر کے پانی کو روکا گیا ہے۔ جنوب میں سطح مرتفع اور ڈینز میں جنگلات ہیں۔ جہاں بھیڑ بکریاں بھی پالی جاتی ہیں۔ شمال میں کوئلے کی کانیں ہیں جن کی وجہ سے بہت سے کارخانے چلتے ہیں۔ علاقہ فلینڈرز میں کھیتی باڑی ہوتی ہے۔ برسلز (دارالسلطنت) انٹورپ اور گینٹ خاص شہر ہیں۔

بلجیم میں اتنی لڑائیاں لڑی گئیں کہ یہ ملک یورپ کا اکھاڑہ کہلاتا تھا۔ ۱۸۳۰ء میں ہالینڈ سے علیحدگی اختیار کی اور آزاد ہو گیا۔ اور انگلستان فرانس اور روس صلح نامہ لندن کی رو سے اس کی حفاظت کے ضامن ہوئے۔ پہلی جنگ عظیم کا آغاز اسی بات سے ہوا کہ جرمنی نے اس عہدنامہ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ۱۹۱۴ء میں بلجیم پر دھاوا بول دیا۔ دوسری جنگ عظیم میں بھی جرمنوں نے بلجیم پر قبضہ کر لیا تھا۔ ۳ ستمبر ۱۹۴۴ء کو اتحادیوں نے اسے آزاد کرایا۔ یہاں آئینی بادشاہت ہے۔

**بلجین کانگو** (دیکھو کانگو)

**بلخ**۔ زمانہ قدیم میں اس کا نام بکتیریا تھا۔ افغانی ترکستان کا ایک حصہ ہے جو دریائے آمو (OXUS) اور کوہ ہندوکش کے درمیان واقع ہے۔ اس کی لمبائی ۲۵۰ میل اور چوڑائی ۱۲۰ میل ہے۔ اس کے صدر مقام کا نام بھی بلخ ہے جو اب پرانے وقار سے محروم ہو کر ایک چھوٹا سا گاؤں بن گیا ہے۔ عرب جغرافیہ دان بلخ کو ام البلاد کے نام سے یاد کرتے تھے۔ یہیں پر زردشتی مذہب کے بانی پیدا ہوئے تھے۔ عہد عباسی کا ماہر نجومی ابو معشر (۸۸۶ء) اور ابراہیم ابن ادہم (۷۷۷ء) بھی یہیں کے رہنے والے تھے۔ ایران میں سامانی خاندان کی حکومت کا سنگ بنیاد رکھنے والا بھی اسی ضلع کا باشندہ تھا۔ عرصہ دراز تک بلخ اسلامی علوم کا گہوارہ اور مسکن بنا رہا۔

**بلدیہ** (شہری یا مدنی حکومتیں یا Town or Borough Councils) یہ وہ انجمنیں جو شہروں کے نظم و نسق کی ذمہ دار ہوتی ہیں۔ بسا اوقات انہیں میونسپل کارپوریشن بھی کہا جاتا ہے۔ صدر انجمن کو میئر (MAYOR) یا پریزیڈنٹ کہتے ہیں۔ شہر کے مقامی باشندے اپنے میں سے اراکین انجمن کا انتخاب کرتے ہیں۔ بڑے بڑے شہروں کو حلقوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ تقریباً تین ممبر ہر حلقہ کی نمائندگی کرتے ہیں۔ بلدیاتی حکومت کو متعدد تربیت یافتہ حکام کی ضرورت پڑتی ہے۔ جن میں سے بعض یہ ہوتے ہیں۔ خزانچی۔ افسر صفائی۔ ڈاکٹر۔ انجینئر ایڈمنسٹریٹر پیمائش (سرویئر) کونسل کے لئے افسر تعلیم وغیرہ ان افسران کے علاوہ کمشنر بھی مقرر کر دیئے جاتے ہیں۔

بلدیاتی حکومت کو مختلف کاموں کے لئے روپیہ درکار ہوتا ہے۔ جسے وہ ٹیکس لگا کر وصول کر لیتی ہے۔ کچھ مالی امداد حکومت سے بھی مل جاتی ہے بلدیاتی ٹیکس آمدنی پر نہیں بلکہ جائداد پر لگایا جاتا ہے۔

**بلسام** (BALSAM) پھولدار پودوں کی ایک جنس جس کی ایک سو سے زائد قسمیں ہیں، بری ہیں بلسام کی اکثر قسمیں محض خوبصورت پھولوں کی وجہ سے کاشت کی جاتی ہیں۔ مثلاً زرد بلسام، نو بلسام اور ٹچ می ناٹ (Touch-me-not) جسے

**بلغاریہ**

اُردو میں "چھوئی موئی" کہتے ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ پودا چھونے پر کچھ دیر کے لئے مرجھا جاتا ہے۔ ان پودوں سے کئی قسم کے گوند اور عطریات حاصل کئے جاتے ہیں۔ جو کام دوائیوں میں کام آتے ہیں۔

**بلغاریہ** (BULGARIA) بلقان کی ایک اشتراکی ریاست، رقبہ ۴۳ ہزار مربع میل اور آبادی ۷۶ لاکھ ۲۹ ہزار کے قریب ہے۔ شمالی حصہ پہاڑی مگر زرخیز ہے۔ جنوبی حصہ میں جنگلات پائے جاتے ہیں۔ اس کی سرحد جنوب میں ترکیہ اور یونان سے، مغرب میں یوگوسلاویہ سے اور شمال میں رومانیہ سے ملتی ہے۔ آب و ہوا معتدل اور باشندے محنتی اور جفاکش ہیں۔ بنیادی طور پر زراعتی ملک ہے۔ دارالحکومت "صوفیہ" ہے۔ ورنا جو بحیرۂ اسود پر واقع ہے بڑی بندرگاہ ہے۔ بلغاریہ کو ترکیہ کی سلطنت میں سے نکال کر ۱۸۷۸ء میں معرضِ وجود میں لایا گیا۔ ۱۸۸۵ء میں مشرقی رومانیہ کو اس سے ملحق کیا گیا۔ ۱۹۰۸ء میں بلغاریہ نے ترکیہ سے غیر متعلق اور قطعیۃً آزاد ہونے کا دعویٰ کیا۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء کو وسطی طاقتوں کے طرف دار کی حیثیت سے پہلی جنگ عظیم میں شرکت کی۔ آسٹریا اور جرمنی کی فوجوں کی بدولت اس نے سربیا پر قبضہ کر لیا۔ ۱۹۱۸ء میں بلغاریہ کی فوجوں کو شکست ہوئی اور ۳۰ ستمبر ۱۹۱۸ء کو متارکہ جنگ پر دستخط ہوئے۔ دوسری جنگ عظیم میں بلغاریہ نے جرمنی کا ساتھ دیا۔ لیکن روس نے اسے شکست دی۔ ۱۹۴۶ء میں یہاں استصواب ہوا۔ جس میں عوام نے کمیونسٹوں کے حق میں ووٹ دیئے۔ جب سے یہاں اشتراکی نظام حکومت قائم ہے۔

**بلغراد** (BELGRAD) یوگوسلاویہ کا دارالحکومت دریائے سیوا اور ڈینیوب (DANUBE) کے سنگم پر واقع ہے۔ یہاں سے سالونیکا اور استنبول کو ریل جاتی ہے۔ پہلے ترکوں کے قبضہ میں تھا۔ نومبر ۱۹۱۴ء میں آسٹریا کے قبضہ میں آیا۔ دسمبر ۱۹۱۴ء میں سربیا کے ہاتھوں میں چلا گیا۔ ۱۹۱۵ء میں اس پر جرمنوں نے قبضہ کر لیا۔ اور جنگ کے خاتمہ تک اس پر قابض رہے۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران میں پھر جرمنوں کے قبضے میں آ گیا۔ آج کل یوگوسلاویہ کی خود مختار حکومت کا صدر مقام ہے۔

**بلفاسٹ** (BELFAST) یہ شہر شمال مشرقی آئرلینڈ کے صوبے السٹر کا صدر مقام ہے۔ اس کے باشندے سکاچ آئرستانی ہیں۔ اور مذہباً پروٹسٹنٹ۔ سترھویں صدی میں یہ لوگ اسکاٹ لینڈ اور انگلستان سے آ کر یہاں آباد ہوئے۔ یہ شہر آج آبادی، صنعت و حرفت اور فارغ البالی کے اعتبار سے آئرلینڈ کے شہروں میں ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔

آبنائے بلفاسٹ پر واقع ہونے کے باعث اس شہر میں جہاز سازی کے بڑے بڑے کارخانے پائے جاتے ہیں۔ ان کارخانوں کے تیار شدہ جہازوں میں سے دو جہاز بہت مشہور ہیں۔ ایک ۴۵۰۰۰ ٹن کا جہاز "اولمپک" اور دوسرا "ٹائی ٹینک"۔ موخر الذکر جہاز بد قسمتی سے ۱۴ اپریل ۱۹۱۲ء کو بحر اٹلانٹک کے سفر پر نکلا تو ایک ہولناک برفانی تودے سے ٹکرا کر غرق ہو گیا۔ گویا ٹائی ٹینک کا پہلا سفر اس کا آخری سفر ثابت ہوا۔ جہاز سازی کے علاوہ بلفاسٹ میں لنن (LINEN) اور رسی بنانے اور تمباکو کے کارخانے بھی ہیں۔ بلفاسٹ کے یہ کارخانے برطانیہ کی عظیم ترین صنعت گاہوں سے لگا کھاتے ہیں۔

سولہویں صدی میں بلفاسٹ ماہی گیروں کا چھوٹا سا گاؤں تھا۔ لیکن اب وہ بہت بڑا صنعتی مرکز ہی نہیں بلکہ خوشنما عبادت گاہوں، زیارت گاہوں، اور عمارتوں کا شہر ہے۔ یہاں ایک یونیورسٹی بھی ہے اور ایک عظیم الشان قلعہ بھی۔ اس شہر کی آبادی تقریباً ۴۹۵۰۰۰ افراد پر مشتمل ہے۔

**بلقان اور بلقانی ریاستیں۔** ترکی زبان میں بلقان پہاڑوں کو کہتے ہیں۔ جنوب مشرقی یورپ کی سرزمین جو تین اطراف سے بحیرہ ہائے روم، ایڈریاٹک ایجیئین اور اسود سے گھری ہوئی ہے ملک کے شمال

میں دریائے ڈینوب وسطی یورپ سے بہتا ہوا بحیرۂ اسود میں جاگرتا ہے۔ بلقان کی سطح پہاڑی ہے۔ پہاڑوں کے درمیان تنگ گھاٹیاں اور چھوٹے چھوٹے میدان ہیں۔ پہاڑی علاقوں میں وسطی یورپ کی سی آب و ہوا ہے۔ سردیوں میں سرد اور گرمیوں میں گرم۔ جنوبی ساحلی علاقوں میں بحیرۂ روم کی معتدل آب و ہوا ہے۔ تری اور خشکی کی تین مشہور شاہراہیں ہیں۔ بلگریڈ، سالونیکا، اور استنبول۔ بلقان کے باشندے مختلف نسلوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ جنوب میں یونانی، ساحل ایڈریاٹک پر البانوی، شمال مغرب میں سلافی (سرب، کروشیا، بوسنی ہرزگووی، مانٹی نیگرو) شمال مشرق میں بلغاری اور رومانوی اور جنوب مشرقی کونے پر ترک۔ بلقان کی مجموعی آبادی چھ کروڑ کے قریب ہے۔ جن میں زیادہ تعداد کلیسائے یونان اور رومن کیتھولک عیسائی اور پھر مسلمان اور یہودی ہیں۔ سیاسی اعتبار سے بلقان یوگوسلاویہ، البانیہ، بلغاریہ، رومانیہ، یونان اور یورپی ترکی میں منقسم ہے۔ سرزمین بلقان نے تاریخ عالم میں کئی عروج و زوال دیکھے ہیں۔ سکندر اعظم، رومن اور بازنطینی شہنشاہیت کے زیر اقتدار رہنے کے بعد بلقان پر چودھویں صدی عیسوی میں عثمانی ہلالی پرچم لہرایا۔ اور انیسویں صدی عیسوی تک یہاں عثمانی ترکوں کا اقتدار قائم رہا۔ یونان ۱۸۲۹ء میں آزاد ہوا۔ سربیا، بلغاریہ اور رومانیہ ۱۸۷۸ء میں اور البانیہ ۱۹۱۲ء میں آزاد ہوئے۔ جنگ بلقان کے بعد ترکی سلطنت استنبول اور ادرنہ اور اردگرد کے تھوڑے سے رقبے تک محدود رہ گئی۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد سربیا، مانٹی نیگرو اور آسٹریا، ہنگری کے کچھ علاقوں کو ملا کر یوگوسلاویہ کی ریاست بنائی گئی۔ دوسری جنگ عالمگیر میں ریاستہائے بلقان سوائے یورپی ترکی کے، جرمن افواج کے قابض ہو گئیں۔ جنگ کے بعد ریاستہائے بلقان کو نئی زندگی ملی اور سوائے یونان اور ترکی کے باقی سب بلقانی ریاستیں سوویٹ یونین کے حلقۂ اثر میں شامل ہو گئیں۔

## بلقان پیکٹ (Balkan Pact or Balkan Military Alliance)

بلیڈ (واقع یوگوسلاویا) کے مقام پر ۹ اگست ۱۹۵۴ء کو ترکی، یونان، اور یوگوسلاویا کے مابین باہمی اتحاد، سیاسی تعاون اور فوجی امداد کا ایک معاہدہ طے پایا جو "بلقان پیکٹ" کے نام سے موسوم ہے۔ یہ معاہدہ عرصہ بیس سال کے لئے ہے اور اس کی رو سے اگر ہر سہ ممالک میں سے کسی ایک کی حدود پر تجاوز ہوا تو وہ باقی دو کے حدود پر بھی تجاوز سمجھا جائے گا۔

بلقان پیکٹ کی رو سے مذکورہ ہر سہ ممالک نے اپنے وزرائے خارجہ کی ایک مستقل کونسل قائم کی جو سال میں دو بار اجلاس کیا کریں گے اور باہمی اتحاد کے امور کی رہنمائی کیا کریں گے۔

بلقان پیکٹ ان ممالک میں، کمیونسٹ پیش قدمی پر ایک ضرب کاری ہے اور مغربی بلاک کے حفاظتی سسٹم میں ایک ضروری عنصر ہے۔

## بلقیس

بلقیس (ملکہ سبا) یہ نام توریت سے لیا گیا ہے۔ قرآن شریف میں اس کا تذکرہ بغیر نام کے ہے۔ یہ حضرت سلیمان علیہ السّلام کی ہمعصر تھی اور بعض مفسرین کا خیال ہے کہ بعد میں ان کے عقد نکاح میں آ گئی تھی۔ اول الذکر اور اس کی قوم سورج کی پرستش کرتی تھی لیکن حضرت سلیمان ؑ نے اس کو ایک خط لکھ کر خدائے واحد کی عبادت کی طرف مدعو کیا۔ اس نے اپنے سرداروں سے اس بارہ میں مشورہ کیا جنہوں نے صلاح دی کہ ان کا امتحان لیا جائے اور اگر وہ سچے پیغمبر ثابت ہوں تو ان کا مذہب اختیار کر لیا جائے چنانچہ جب اس کو یقین ہو گیا کہ وہ حقیقت میں پیغمبر ہیں تو اس نے خود ان کے پاس جا کر ایمان لانے کا فیصلہ کیا۔ اس موقع پر حضرت سلیمان ؑ نے ایک جن کے ذریعہ سے اس کا تخت منگوا لیا جس کو دیکھ کر اس کا اعتقاد اور بھی پختہ ہو گیا اور وہ اپنی قوم سمیت ایمان لے آئی۔ یہ واقعہ تقریباً ۹۵۰ ق م کا ہے۔ عربوں کا خیال ہے کہ وہ جنوبی عرب کی ملکہ تھی لیکن حبش کا موجودہ حکمران خاندان اپنے آپ کو حضرت سلیمان ؑ کی نسل سے بتاتا ہے۔

## بلگانن مارشل (Bulganin Marshal)

مارشل نکولائی بلگانن ۱۸۹۵ء میں نزنی نوو گراڈ (حال گورکی) کے مقام پر پیدا ہوئے۔ ۲۲ برس کی عمر میں انہوں نے بالشویک پارٹی کی رکنیت قبول کی۔ سوویٹ روس

کے اشتراکی انقلاب کے وقت خاصہ نام پیدا کیا۔ سنہ ۱۹۱۸ء سے سنہ ۱۹۲۲ء تک والگا کے ایک شہر کی خفیہ پولیس کے سربراہ رہے۔ سنہ ۱۹۲۷ء میں انہیں برقی آلات بنانے والی ایک فیکٹری کا ڈائرکٹر مقرر کیا گیا۔ جہاں انہوں نے پہلے پنجسالہ منصوبے کے مطالبات کو ڈھائی برس ہی میں مکمل کر ڈالا۔ انہیں دنوں مارشل موصوف ماسکو سوویٹ کے چیئرمین منتخب ہو گئے تھے۔ سنہ ۱۹۳۴ء میں وہ کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے ممبر ہو گئے۔ سنہ ۱۹۳۸ء میں کونسل آف پیپلز کمیسار کے وائس چیئرمین منتخب ہوئے اور پھر سوویٹ روس کے بنک کے چیئرمین مقرر ہوئے۔ سنہ ۱۹۴۱ء میں جب دوسری جنگِ عظیم زوروں پر تھی انہیں مغربی محاذ کی فوجی کونسل میں شامل کیا گیا۔ سنہ ۱۹۴۲ء میں انہیں لیفٹننٹ جنرل اور سنہ ۱۹۴۴ء میں جنرل کا عہدہ دیا گیا۔ اس عرصے میں وہ سوویٹ جرمن محاذوں پر جارحانہ حملوں کا مقابلہ کرتے رہے۔ سنہ ۱۹۴۴ء ہی میں انہیں سوویٹ روس کی افواج کا نائب وزیر مقرر کیا گیا اور وہ وزارت دفاع میں مارشل سٹالن کی نیابت کرتے رہے۔ سنہ ۱۹۴۷ء میں موصوف کو مارشل کا عہدہ ملا۔ مارشل سٹالن کی وفات کے بعد مسٹر جارجی مالنکوف وزیر اعظم مقرر ہوئے تو نائب وزیر اعظم اور وزیر دفاع کے عہدے مارشل بلگانن کے سپرد ہوئے۔ فروری سنہ ۱۹۵۵ء میں مالنکوف مستعفی ہوئے تو انہیں وزیر اعظم کا عہدہ تفویض کیا گیا۔ لیکن سنہ ۱۹۵۸ء میں انہوں نے استعفا دے دیا اور آج کل عزلت گزینی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

## بلوچستان (Baluchistan)

مغربی پاکستان کا ایک علاقہ جو زیادہ تر ریگستانی ہے۔ اس کے ایک طرف ایران کی سرحد اور دوسری طرف سندھ کا علاقہ ہے اور تیسری طرف افغانستان اور چوتھی طرف بحیرہ عرب ہے۔ رقبہ ۱۳۴۶۰۰ مربع میل اور آبادی ۸۷۰۰۰۰ کی ہے۔ موسم گرمی اور سردی کے اعتبار سے انتہائی حد پر رہتا ہے لیکن آب ہوا صحت بخش ہے۔ اس کے شمالی علاقہ پر بہت سی پہاڑی چوٹیاں واقع ہیں۔ جن میں کوہ سلیمان ۱۲۰۰۰ فٹ بلند ہے۔ شمال و مشرقی حصہ میں دریا ہیں جن میں برابر طغیانی آتی رہتی ہے۔ اونٹ اور بھیڑ کے سوا دوسرے مویشی بہت کم ہیں۔ دریاؤں کے آس پاس کے حصوں میں چاول، روئی، نیل، شکر اور تمباکو خوب پیدا ہوتے ہیں۔ اور ذرا بلند حصوں میں گندم، مکی اور دالیں خوب پیدا ہوتی ہیں۔ یہاں قیمتی اور کارآمد دھاتیں پائی جاتی ہیں۔ سنہ [illegible]ء میں اس کے شمالی علاقہ میں پیٹرول کے کنویں بھی دریافت کیے گئے تھے۔ اس کے مشرق و مغرب کے حصوں کی آبادی بلوچی اور ایک خانہ بدوش قوم پر مشتمل ہے۔ آخر الذکر کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ آریہ نسل سے ہیں۔ وسطی حصہ کی آبادی منگول یا مغل قوم کی ہے۔ لیکن مذہباً یہ سب لوگ مسلمان ہیں۔ دوسرے مذاہب کے پیرو بھی ہیں لیکن خال خال۔ اس کے دو حصے ہیں۔ ایک تو وہ جو صوبائی حکومت کے زیرِ اہتمام ہے اور دوسرا وہ جو ریاستہائے قلات اور لس بیلہ کے زیرِ نگیں ہے۔ قلات ریاست کا پایہ تخت اور کوئٹہ صوبائی حکومت کا صدر مقام ہے۔ سنہ ۱۹۳۶ء میں کوئٹہ کو ایک مہیب زلزلہ نے مسمار کر دیا تھا۔ لیکن بعد میں اسے پھر سے تعمیر کر لیا گیا۔

**بلوچستان کا نہری منصوبہ۔** بلوچستان میں پانی کی بہم رسانی کے لئے آبپاشی کے ۳۹ منصوبے تیار کئے گئے ہیں۔ ان منصوبوں کے مکمل ہو جانے سے تقریباً ۴۶۵۰۰۰ ایکڑ بنجر زمین زیرِ کاشت آ جائے گی۔ چار منصوبوں پر سنہ ۱۹۴۸ء سے عمل ہو رہا ہے۔ ضلع لورالائی میں دو سکیموں کے تحت ۴ ہزار ایکڑ زمین کا رقبہ سیراب ہونے لگا ہے۔ ان سکیموں پر پندرہ لاکھ روپے سے زیادہ لاگت آئی ہے۔ اس چار ہزار ایکڑ رقبے کو مستقل طور پر سیراب کرنے کے علاوہ اُن سکیموں کے تحت سیلاب کے پانی سے چھ ہزار ایکڑ زمین سیراب کی جائیگی۔ بلوچستان کا تیسرا منصوبہ کلاشک پروجیکٹ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ مکمل ہو چکا ہے اور اس سے ۹۲۲ ایکڑ زمین سیراب ہو رہی ہے۔

**بلوغ الارب۔** تین اجزاء میں ایک عربی کتاب ہے جس کا پورا نام "بلوغ الارب فی احوال العرب" ہے۔ یہ کتاب عربوں، عربی اقوام اور عربی قبائل کے مناقب اور خصائل پر مشتمل ہے۔ اس کے مصنف

محمود شکری بن عبداللہ محمود الآلوسی البغدادی ہیں اور یہ کتاب مطبع دار السلام بغداد میں پہلی بار ۱۳۱۴ھ میں طبع ہوئی اور نظارۃ المعارف ماتحت وزارت تعلیم عراق کی اجازت سے شائع ہوئی، نیز مصنف کتاب کو آلوسی زادہ السید محمود شکری آفندی بھی کہتے ہیں۔

السنہ شرقیہ کی کمیٹی منعقدہ سٹاک ہالم (سویڈن) کی دعوت پر یہ کتاب لکھی گئی اور تاریخ اور ادب عربی پر ایک نہایت مفید مجموعہ ہے۔

**بلوغ المرام** ۔ یہ کتاب احادیث نبوی کا فقہی ابواب کے طرز پر ایک شاندار انتخاب ہے۔ حافظ ابن حجر العسقلانی شارح صحیح بخاری نے حدیث کی مشہور کتابوں بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، صحیح ابن حبان وغیرہ سے انتخاب کیا ہے۔ گو یہ کتاب متوسط ضخامت کی ہے لیکن ترتیب و انتخاب کے لحاظ سے بیمثل ہے۔ حافظ ابن حجر رح نے اسلامی تمدن، اقتصادیات، معاشیات کے اصولوں کے پیش نظر ان احادیث کو ترتیب دیا ہے۔ اسی لئے اس کو باب الطہارۃ سے شروع کیا ہے جو اسلامی تمدن کی کلید اور سب سے پہلی کڑی ہے۔ اس کتاب کی افادی حیثیت کے پیش نظر علماء نے اس کی بہت سی شرحیں لکھی ہیں۔ جن میں سے بعض فارسی زبان میں ہیں اور بعض عربی میں۔ نواب صدیق حسن خان مرحوم بھوپالوی نے اس کی دو شرحیں لکھی ہیں ایک عربی میں اور دوسری فارسی میں۔ فارسی شرح کا نام "مسک الختام" ہے جو درس نظامی کی ابتدائی جماعتوں میں پڑھائی جاتی ہے۔ اور پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد ایم۔ اے اسلامیات کے نصاب میں داخل کر دی گئی ہے۔

**بلوغت، بلوغ** ۔ یعنی جوان ہو جانا، شادی کے لائق ہو جانا، پختہ عقل ہو جانا۔ مختلف قوموں اور ملکوں میں آب و ہوا اور جسمانی ساخت کے لحاظ سے جوانی کی عمریں مختلف قرار دی جاتی ہیں۔ امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک بلوغت کی عمر لڑکے کے واسطے ۱۸ سال اور لڑکی کے لیے ۱۷ سال ہے لیکن امام شافعی رح دونوں کے واسطے اسلامی بلوغ کی حد ۱۵ سال مقرر کرتے ہیں اور ان کا استدلال یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کو ۱۴ سال کی عمر میں بالغ نہ ہونے کی وجہ سے فوجی خدمات انجام دینے کی اجازت نہیں ملی لیکن جب وہ ۱۵ سال کے ہو گئے تو ان کو حضور نے اجازت مرحمت فرما دی۔ گرم ممالک میں لڑکے اور لڑکیاں جلدی بالغ ہو جاتی ہیں لیکن سرد ممالک میں آب و ہوا کے لحاظ سے دیر میں بلوغ کو پہنچتی ہیں۔ آج کل مروجہ قانون میں ۱۸ سال کا لڑکا اور ۱۶ برس کی لڑکی بالغ تصور کی جاتی ہے۔

**بلو لیمپ** (Blow Lamp) ایسا لیمپ جس میں پیٹرول یا پیرافین آلۂ تبخیر کے ذریعہ ہوا کے دباؤ کی وجہ سے تیزی سے برآمد ہوتے ہیں اور ہوا سے آ ملتے ہیں جس سے انتہائی گرم شعلہ پیدا ہوتا ہے۔ جب سپرٹ کو آگ لگا کر لیمپ گرم کیا جاتا ہے تب بھی شعلہ پیدا ہوتا ہے۔ سیسہ گر اور دوسرے کاریگر اسے اکثر استعمال کرتے ہیں۔

**بلوہ** (Riot) بدامنی جس میں شورش پسند عناصر کثیر تعداد میں جمع ہو کر مکانوں اور عمارتوں کو منہدم کرتے، دکانوں کو جلاتے لوٹتے اور انسانوں کو مجروح یا قتل کرتے ہیں۔ ایسے حالات میں ضلع کا ڈپٹی کمشنر یا منتظم دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کا نفاذ کر دیتا ہے۔ جس کی رو سے مجمع کو فوراً منتشر ہو کر اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جانا چاہیئے۔ ورنہ اس پر سنگین جرم عائد ہو جاتا ہے۔

**بلوکی سلیمانکی لنک** (Link) ریڈکلف ایوارڈ (Radcliff Award) کے بعد بھارت نے مغربی پاکستان میں بہہ کر آنے والے بیشتر دریاؤں کا پانی روکنا شروع کر دیا جس کی وجہ سے ملک میں پانی کی کمی کا اندیشہ پیدا ہو گیا۔ چنانچہ سابقہ صوبہ پنجاب کی حکومت نے اس کمی کو دور کرنے کی کئی سکیمیں تیار کیں جن میں سے ایک بلوکی سلیمانکی لنک (Link) کی سکیم ہے۔ یہ سکیم دراصل اس بڑی سکیم کا حصہ ہے جس میں مغربی پاکستان کے تمام دریاؤں کو ملا کر ایک وحدت بنانے کا ارادہ کیا گیا ہے اور اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ کسی خاص علاقے میں پانی کی کمی واقع نہ ہوگی۔ بلوکی سلیمانکی لنک اسے بلوکی کے مقام پر دریائے راوی سے اور سلیمانکی کے مقام پر دریائے چناب سے ملا دے گی۔ چناب سے واپس

راوی کی لنک (Link) بھی زیرِ تعمیر ہے۔ اس منصوبے پر تقریباً نو کروڑ روپیہ خرچ آئے گا۔

**بلھے شاہ**۔ پنجابی کے ایک بہت بڑے صوفی شاعر حضرت بلھے شاہ قصوری، حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی کے معاصر تھے۔ وہ حضرت شاہ عنایت قادری لاہوری کے بڑے خلیفہ تھے اور عابد و زاہد اور صاحب جذب و عشق تھے۔ حضرت بلھے شاہ کی درویشانہ خصوصیات اور صوفیانہ کردار سے قطع نظر صرف شاعر کے آئینہ میں انہیں دیکھا جائے تو وہ ایک ایسی انفرادیت کے حامل نظر آتے ہیں جو بہت کم لوگوں کے حصے میں آیا کرتی ہے۔ شاہ صاحب کے شاعرانہ بیان کا کمال یہ ہے کہ ان کی کافیوں میں وہ اکتا دینے والی فضا نہیں جس سے صرف بڑے بڑے اہلِ علم ہی استفادہ کر سکیں۔ انہوں نے بلند حقیقتوں کو آسان اشاروں اور کنایوں کے ذریعے واضح کیا ہے۔ ان کی کافیاں اگر ایک صوفی پر وجد طاری کر سکتی ہیں تو ایک عام قاری بھی ان کی لطافت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ حضرت بلھے شاہ نے ۱۷۵۷ء میں وفات پائی۔

**بلّی** (Cat) پالتو بلّیاں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک لمبے بالوں والی، دوسری چھوٹے بالوں والی۔ پہلی زیادہ تر نمود اور نمائش کے لئے ہوتی ہے اور اس کی حفاظت بھی مشکل ہوتی ہے۔ چھوٹے بالوں والی بلی عموماً گھروں میں پائی جاتی ہے۔

بلی بڑی ہو جائے تو اس کو کھلانے پلانے میں دقت نہیں ہوتی جیسا کہ کتّے کے معاملے میں پیش آتی ہے۔ نیز یہ کتّے سے کہیں زیادہ صاف ستھرا جانور ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں اسے معدے کی تکالیف بہت کم ہوتی ہیں۔ اسے مختلف قسم کی خوراک رغبتی رہتی ہے تو بہتر ہے لیکن یہ خاص طور پر مچھلی کو پسند کرتی ہے۔ مچھلی کے علاوہ اسے کچّا یا پکا ہوا گوشت دینا چاہیئے۔ بلی پُرخوری کی عادی نہیں کیونکہ جب یہ سیر ہو جائے تو خود ہی کھانا چھوڑ دیتی ہے۔

اگر یہ بالکل گھر ہی کے اندر بند رہے تو ایک برتن میں راکھ ڈال کر اس کے پاس رکھ دینا چاہیئے۔ اور اسے اس کا استعمال سکھا دینا چاہیئے۔ بلی کے بچے اپنی ماں سے صفائی کا طریقہ جلد سیکھ لیتے ہیں۔

سات آٹھ ہفتے تک عموماً بلی کے بچوں کا دُودھ نہیں چھڑانا چاہیئے۔ بعد ازاں اُن کو گائے کا دُودھ یا دلیے کی پیچ دینی چاہیئے۔ نو یا دس ہفتے کے بعد اُن کو گندم کا دلیہ کھلانا چاہیئے۔ اور چند ہفتے بعد گائے کا گوشت کھلانا چاہیئے۔

ہر قسم کی بلیوں کو کسی حد تک کنگھی اور صفائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ خیال رکھنا چاہیئے کہ بلی کے جسم پر مکھیاں نہ بیٹھیں۔ نیز اُس کے بالوں میں جوئیں نہ پڑیں۔ بلی کے جسم پر کافور کا عرق چھڑکنا چاہیئے۔ اور پھر اُبلے ہوئے پانی سے اُس کی پشم کو دھو کر کنگھی کرنا چاہیئے۔ بلیوں کو برابر پانی پلاتے رہنا چاہیئے۔ یہ کتّوں کے مقابلے میں کم پانی نہیں پیتیں۔ کبھی کبھی ان کے پینے کے پانی میں گندھک کا پھول ڈال دینا چاہیئے جو بہت مقوّی غذا ہے۔

حاملہ بلی کو عمدہ غذا کی ضرورت ہے لیکن وہ موٹا کرنے والی نہ ہو۔ اور نہ اعتدال سے زیادہ۔ ایسی حالت میں اُسے پیاس معمول سے زیادہ لگتی ہے۔ اُسے تازہ ہوا اور ورزش کی بھی ضرورت ہے۔ اس حالت میں اُسے بار بار پکڑنا یا ہاتھ لگانا مناسب نہیں۔ اُس کے لئے ایک نرم گرم بستر کا انتظام کر کے اُسے کھلا چھوڑ دو۔ پہلے پانچ ہفتوں تک اُس کے کرموں کا علاج کرو۔ کنگھی اور صفائی نہایت نرمی سے کرو اور کیڑے مکوڑوں کو اس کے نزدیک کبھی نہ آنے دو۔

**بلیرڈ** (Billiards) یہ کھیل ایک میز پر کھیلا جاتا ہے جس کی سطح سلیٹی پتھر کی ہوتی ہے اور اُس کے اوپر عمدہ ملائم قسم کا سبز رنگ کا کپڑا منڈھا ہوا ہوتا ہے۔ میز ۱۲ فٹ لمبی اور ۶ فٹ چوڑی اور اُس کی بالائی سطح کے گدّی دار کنارے ۲½ انچ اونچے ہوتے ہیں۔ کناروں کے اطراف میں ۶ عدد تھیلیاں بنی ہوتی ہیں۔ کھیل کا سامان ایک لمبی لکڑی جس کے سرے

پر چمڑا لگا ہوتا ہے اور ہاتھی دانت کی گیندوں پر مشتمل ہے۔ گیندیں سفید، نیلگی اور سرخ رنگ کی ہوتی ہیں۔ کھیل کا مقصد یہ ہے کہ کھلاڑی یعنی "کیو" کی مدد سے سفید گیند کو اس طریقے سے لڑھکایا جائے کہ کوئی ایک گیند تھیلی میں جا گرے۔ اس کو ہیزرڈ (Hazard) کہتے ہیں۔ نیز ایک گیند دوسری دو گیندوں سے ٹکرا دی جائے اس کو کینن (Cannon) کہتے ہیں۔ سرخ گیند کو کیو سے ضرب نہیں لگائی جاتی۔ بلکہ وہ شروع ہی میں ایک مخصوص جگہ پر رکھ دی جاتی ہے۔ کھلاڑی سفید گیند کو لکڑی سے ضرب لگاتا ہے۔ اگر وہ سرخ گیند سے ٹکرا کر اُسے تھیلی میں گرا دے، یا کھلاڑی کی اپنی گیند سرخ گیند سے ٹکرانے کے بعد تھیلی میں جا گرے تو کھلاڑی کو تین نمبر ملتے ہیں اور اگر دونوں گیندیں تھیلی میں جا گریں تو کھلاڑی چھ عدد اسکور بنا لیتا ہے۔ سرخ گیند تھیلی میں گرنے کے بعد دوبارہ میز پر رکھی جاتی ہے اور جس مقام پر کھلاڑی کی اپنی گیند آکر رک جائے وہیں سے وہ پھر سرخ گیند پر حملہ آور ہو سکتا ہے۔ اگر کھلاڑی اپنی گیند کو دوسری گیند سے ٹکرانے میں ناکام رہے تو ایک نمبر مخالف کھلاڑی کو مل جاتا ہے۔ اب مخالف کھلاڑی کی کھیل شروع کرنے کی باری آتی ہے۔ اگر اتفاق سے پہلے کھلاڑی کی گیند تھیلی کے اندر چلی جائے تو اُسے وہیں پڑا رہنے دیا جاتا ہے۔ ایسی حالت میں مخالف کھلاڑی تین اسکور بناتا ہے۔ اب تعاقب کے لئے صرف سرخ گیند ہی باقی رہ جاتی ہے۔ بلیرڈ (Billiards) کھیلنے کے چند اور طریقے بھی رائج ہیں۔ جن میں پُول (Pool) پرامیڈ (Pyramid) اسنوکر (Snooker) اور اسکٹل (Skittle) زیادہ مشہور ہیں۔

**بلیک برڈ** (Black Bird) مغربی ممالک کا ایک خوش الحان پرندہ ہے جو ترغہ پرندے کی نسل سے ہے۔ ویسے یہ رنگت میں ترغہ پرندے سے مختلف ہوتا ہے۔ البتہ شکل و صورت، قد و قامت اور خصلتوں میں ویسا ہی ہوتا ہے۔ پروں کو بغور دیکھیں تو پتہ چلے گا کہ دونوں کی اصل ایک ہے۔

لوگ اسے بدیں غرض پسند کرتے ہیں کہ اس کے نغمے بڑے رسیلے ہوتے ہیں۔ یہ پرندہ جھاڑیوں اور باڑوں کے اندر گھاس پھوس سے گھونسلا بناتا ہے۔ اندر کی طرف باریک باریک گھاس بچھا دیتا ہے۔

عام طور پر سال بھر میں مادہ دو انڈے دیتی ہے۔

**بلیک بیری** (Black Berry) ایک بیلدار پودا ہے جو کم و بیش سارے یورپ میں پایا جاتا ہے اور اس کی جھاڑیاں، جھنڈ اور جنگل ہوتے ہیں۔ اس کے پھل کا مربہ بناتے ہیں اور اس کی شاخیں چھپر بنانے اور گٹھے باندھنے کے کام آتی ہیں۔

**بلیک فارسٹ** (Black Forest) جرمنی کا ایک وسیع رقبہ جو اپنے گھنے جنگلات کے لئے دنیا بھر میں مشہور ہے اس خطے سے بے شمار جنوں اور پریوں کی کہانیاں وابستہ ہیں۔ پہاڑی علاقے میں واقع ہے۔ کہیں وادیاں ہیں۔ کہیں نشیب اور کہیں فراز۔ یہ اس مقام پر واقع ہے جہاں دریائے رائن مڑ کر جھیل کونسٹنس کی راہ اختیار کر لیتا ہے۔ میلوں تک پہاڑیوں کا سلسلہ چلا گیا ہے۔ سرو اور صنوبر کے شاندار درخت ہر طرف پھیلے ہیں۔

جرمنی کا یہ جنگل کم و بیش ایک سو میل تک پھیلا ہوا ہے اور اس کا اوسط عرض ۲۴ میل ہے۔ بلند ترین حصہ جو ۴۸۹۸ فٹ تک اوپر چلا گیا ہے۔ گول چوٹی کی طرح نظر آتا ہے۔ ایلپس کی برفانی چوٹیوں سے اتر کر کوئی شخص آئے تو اسے بلیک فارسٹ (Black Forest) نہایت دلفریب مجموعۂ کہسار معلوم ہوگا۔ اس جنگل کی حکومت کی طرف سے پوری پوری حفاظت

اور نگرانی کی جاتی ہے اور اس خطے کے باشندے جنگل کی دیکھ بھال سے ہی کا روزی پیدا کرتے ہیں۔

**بلیک میلنگ** (Black Mailing)
ایسا مجرمانہ عمل یا اقدام جس کا مقصد جھوٹے یا سچے الزام یا افشائے راز یا رسوائی کی دھمکی دے کر کوئی ذاتی مفاد حاصل کرنا ہو، عام طور پر کاروباری یا گھریلو زندگی کے متعلق کسی ایسے جھوٹے یا سچے انکشاف کی دھمکی دی جائے جس سے کسی شخص کی عزت، شہرت یا ساکھ کو نقصان پہنچتا ہو اپنا الو سیدھا کرنا۔ ایسی دھمکی تشدد آمیز بھی ہو سکتی ہے۔ اوائل میں لٹیرے اور رہزن مویشی پالنے والوں سے ایک قسم کا خراج لیا کرتے تھے اور ان کے اس فعل کو "بلیک میلنگ" کے نام سے موسوم کیا گیا تھا۔

**بلیکنگ** (Blacking) چمڑے کو سیاہ اور چمکدار کرنے والا روغن یا وارنش۔ اس روغن کے اجزاء ہڈیوں کا کوئلہ، موم، کھانڈ یا گڑ ہیں۔ اس کا صحیح نسخہ یہ ہے:۔

ا۔ ہڈی کے کوئلے کا باریک پوڈر ۱۲۰ حصے
دیسی بورا چینی ۹۰ حصے
روغن زیتون ۱۵ حصے
بئیر Beer یا جَو کی شراب (دیرینہ) ۵۰۰ حصے
ان سب اجزاء کو خوب ملا کر ۲۴ گھنٹے پڑا رہنے دیں بعد کو برتن میں بھر دیں۔

ب۔ کیکر کا گوند ۳۰ حصے
گریپ شوگر (Grape Sugar) انگوری چینی ۴ حصے
ان ہر دو اجزاء کو شیر گرم پانی میں حل کر کے پہلے آمیزے میں ملا کر بوتلوں میں بھر لیں۔
یہ روغن لیپنے کا وارنش ہوتا ہے۔ نہ کہ رگڑنے والا پالش۔

**بلیک ہول** (Black Hole) کلکتے میں ایک تاریکی کوٹھڑی کا نام جس میں انگریزوں کی روایت کے مطابق نواب سراج الدولہ نے ۱۴۶ انگریز قیدیوں کو بند کیا تھا۔ یہ کوٹھڑی ۲۰ فٹ مربع تھی اور جو ۱۴۶ قیدی اس میں بند کئے گئے تھے ان میں سے اگلی صبح صرف ۲۳ زندہ سلامت باہر نکلے۔ اس واقعہ کا وجود از سر تا پا افسانہ ہے اور حقیقت کو اس میں دخل نہیں۔ کیونکہ اتنی لمبی چوڑی کوٹھڑی میں اس قدر آدمیوں کا سمانا محال ہے۔ سوائے اس حالت کے کہ ان کو بھس کی طرح رکھا جائے۔ اس واقعہ کو اکثر یورپین اور خود انگریز لوگ بھی افسانہ سمجھتے ہیں۔ فی الحقیقت یہ واقعہ اس لئے تراشا گیا تھا کہ نواب سراج الدولہ والئے بنگال پر حملہ کرنے اور اس کے ملک پر قبضہ کرنے کی وجہ جواز پیدا کی جا سکے۔ لارڈ کلائیو کا امین چند کے ساتھ دھوکا اور میر جعفر کے ساتھ سازش بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی۔ مشہور مؤرخ رالنسن (Rawlinson) کا بیان ہے۔ کہ ان ۱۴۶ انگریزوں کو انہیں کے ملٹری جیل میں بند کیا گیا تھا۔ جو لوگ انگریزوں کے معیار زندگی سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ اس قسم کی کال کوٹھڑی کسی زمانے میں بھی انگریزی فوج کی جیل نہیں ہو سکتی۔ موجودہ چھاؤنیوں میں انگریزوں کی بارکیں اور ان کا جیل اس بات کے شاہد ہیں۔

اس واقعہ کے افسانہ ہونے پر اکثر لوگ خامہ فرسائی کر چکے ہیں۔ چنانچہ علامہ اقبال مرحوم نے اس زمانے میں جب لوگ انگریزوں سے بے حد خائف تھے اپنی تاریخ ہند میں اس کی اصلیت کی پرزور تردید کی تھی اور ان کی تصنیف اسی وجہ سے شائع نہ ہو سکی۔

**بلین یا وہیل بون** (Baleen or Whale Bone) وہیل مچھلی کے جبڑے کی ہڈی۔ یہ دراصل ہڈی نہیں ہوتی بلکہ سینگی مادے کی ان چھپتیوں کا سلسلہ ہے جو وہیل مچھلی کے تالو سے ابھرا ہوتا ہے۔ اور مسوڑھوں کی طرح کھردرا ہوتا ہے۔ منہ کے ہر ایک پہلو میں ۲۰۰ سے ۳۰۰ تک چھپتیاں ہوتی ہیں۔ دراصل یہ ایک قسم کا فلٹر ہوتا ہے۔ جس کے ذریعے وہیل مچھلی اپنی خوراک جمع کرتی ہے۔ وہیل کھانے کے وقت بہت سا پانی منہ کے اندر کھینچ لیتی ہے اور بعد ازاں ان مسوڑھوں کو بھینچتی ہے۔ چنانچہ پانی تو دب کر نکل جاتا ہے اور کیڑے مکوڑے اور ننھے ننھے جانور جو مسوڑھوں سے باہر نہیں نکل سکتے مچھلی کی خوراک بن جاتے ہیں۔ یہ مادہ صرف بلینی وہیلوں میں پایا جاتا ہے جن میں رائٹ وہیل، اور فیانڈ سی وہیل جو خاکی رنگ کی ہوتی ہے اور دو رکل وہیل شامل ہیں۔

بلبین نہایت کارآمد اور قیمتی شے ہے۔ اس سے عورتوں کے سر پر لگانے کے کلپ اور کنگھیاں بنتی ہیں۔ پہلے ان سے چھتریوں کی ہینڈلیں بھی بنتی تھیں۔ لیکن انہیں صرف امیر لوگ ہی خرید سکتے تھے۔ گو اب مصنوعی بلبین کی ایجاد سے اصل بلبین کی وہ قدر نہیں لیکن پھر بھی بہت قیمت پاتی ہے۔

**بم (بمب)** (Bomb) ایک آتش فشاں گولا بارود۔ شروع شروع میں اس حربے کا استعمال کرتے وقت اسے ہاتھ سے پھینکا جاتا تھا۔ بم کا آغاز ۱۵ویں صدی میں ہوا جب کہ پہلا بم مٹی کے ایک آبخورے میں تیار کیا گیا تھا۔ اور اسے گھوڑ سواروں کو دیا گیا تھا کہ دشمن کی صفوں میں پھینک دیا جائے۔ پہلی جنگِ عظیم کے دوران میں اس کا استعمال بہت عام ہو گیا اور اسے میکانکی ذرائع سے بھی استعمال کیا جانے لگا۔ بم (بمب) ہاتھ سے یا توپ وغیرہ کی نالیوں سے بھی پھینکا جاتا ہے۔ بم کئی قسم کا ہوتا ہے مثلاً ایک تو وہ جو ہاتھ سے پھینکا جاتا ہے، دوسرے وہ جو توپ وغیرہ کی نالی سے چلایا جاتا ہے۔ ایک وہ جسے زمین پر یا سطحِ ارضی پر رکھیں تو فوراً جل جائے اور ایک وہ جسے گو زمین وغیرہ پر تو رکھ دیں لیکن وہ اپنا کام وقت مقررہ پر کرتا ہے، یعنی ایک معینہ عرصہ کے بعد پھٹتا ہے اس کو ٹائم بمب کہتے ہیں۔

**بمبئی** (Bombay) انڈین یونین کی مشہور بندرگاہ اور احاطہ بمبئی کا دارالحکومت ہے۔ یہ شہر گیارہ میل لمبے اور کوئی تین چار میل چوڑے جزیرے پر واقع ہے۔

اس کی آبادی سن ۱۹۵۰ء کی مردم شماری کے مطابق چالیس لاکھ تھی۔ جو اب بہت بڑھ چکی ہے۔ گیٹ وے (Gateway) جو ۱۹۱۱ء میں شہنشاہ جارج پنجم کے استقبال کے لئے بنایا گیا تھا پرنس آف ویلز میوزیم۔ یونیورسٹی، وکٹوریہ ریلوے سٹیشن اور سٹیڈیم قابل دید مقامات ہیں۔ بھارت کی بیشتر برآمد و درآمد بمبئی کے راستے ہوتی ہے۔ سوتی کپڑے کا مرکز ہے مگر چمڑے، جہاز سازی اور فولاد کے کارخانے بھی موجود ہیں۔

یہ شہر تیرھویں صدی عیسوی میں آباد ہوا۔ مغل بادشاہوں کے زمانے میں اس نے بڑی ترقی کی۔ ۱۵۳۲ء میں اس پر پرتگالیوں نے قبضہ کر لیا لیکن ۱۶۶۱ء میں کیتھرائن آف براگنزا (Katherine of Bargänza) جس کی شادی چارلس ثانی سے ہوئی کے جہیز کی صورت میں انگریزوں کے قبضہ میں آگیا۔ احاطہ بمبئی کا کل رقبہ ۷۷،۲۷۰ مربع میل ہے اور آبادی ایک کروڑ اسی لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔

**بنارس** (Benares) ہندوؤں کا ایک مقدس شہر جو دریائے گنگا پر واقع ہے۔ بذریعہ ریل یہ شہر کلکتہ سے ۴۲۰ میل شمال مغرب میں ہے۔ یہاں کم و بیش ۱۷۰۰ ہندو معبد اور پرستش گاہیں ہیں۔ یہ تعلیمی مرکز بھی ہے اور بنارس ہندو یونیورسٹی ایک مشہور ادارہ ہے۔ کل آبادی تقریباً ۲۰۵۰۰۰ افراد پر مشتمل ہے۔ اکثریت ہندومت کے سناتنی فرقے کی ہے جو اپنی قدامت پسندی کے لئے مشہور ہے۔ بنارس ہندو یونیورسٹی جو خالص ہندو تہذیب کی حامل ہے ہندو رہنما پنڈت مدن موہن مالویہ نے قائم کی تھی۔

**بناکل** (Binnacle) ایک میز یا بکس جس پر کسی جہاز کا کمپاس (Compass) یعنی قطب نما نصب ہوتا ہے۔ یہ قطب نما ہر وقت جہاز کے سٹیرمین (Steerman) کے سامنے رہتا ہے۔ سٹیرمین وہ افسر ہوتا ہے۔ جو جہاز کی راہنمائی کرتا ہے اور جہاز کا رخ صحیح راستے پر رکھتا ہے۔ اس افسر کا کام بہت اہمیت رکھتا ہے۔

**بنتُ البحر (جل پری)** (Mermaids) ایک خاص قسم کی بحری مخلوق جس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ اس کا بالائی جسم عورت کا اور نچلا دھڑ مچھلی کا ہوتا ہے۔ "بنتُ البحر" کو بہت وارفتہ مزاج خیال کیا جاتا تھا۔ جدید انکشافات سے معلوم ہوا ہے کہ "بنات البحر" کا تصور بہت حد تک سمندری گائے (Dugong) کا مرہونِ منت ہے جو اپنے بچے کو گود میں لئے سطحِ آب سے قدرے ابھری رہتی ہے۔

**بنت غلام حسین** (رنگون) شہر رنگون دار الحکومت برما کی مشہور خاتون کارکن جن کی خدمات طبقہ نسواں کی بہبود اور نوجوانوں کی اصلاح کے لئے وقف تھیں۔ برما کی جنگ آزادی میں انہوں نے تقریر و تحریر کے ذریعہ ملک کی خدمت کی اور حقوق نسواں کے حصول کے لئے قابل قدر کوششیں کیں۔

**بنجمن جانسن** (Benjamin Johnson)
(۱۵۷۲ء۔ ۱۶۳۷ء) انگلستان کا مشہور ڈراما نویس اور شاعر، شیکسپیئر کا ہمعصر تھا۔ ویسٹ منسٹر میں ایک سکاچ پادری کے گھر پیدا ہوا۔ پہلے ایک معمار بنا پھر سپاہی اور ۱۵۹۷ء میں تھیٹر میں ڈراما نویس اور ایکٹر کی حیثیت سے شریک ہوا۔ ۱۵۹۸ء میں اپنے ایک ساتھی کو ڈوئل میں قتل کرنے پر موت کے منہ سے بال بال بچا جانسن (Johnson) اپنے عہد کے مشہور عالموں میں شمار ہوتا ہے اور ڈراما نویس کی حیثیت سے اس کی شہرت شیکسپیئر کے بعد دوسرے درجہ پر ہے۔ اس نے کم از کم سولہ ڈرامے لکھے۔ سب سے پہلے Everyone In His Humour (۱۵۹۹ء) میں
Ultra-violet Rays (سنہ ۱۶۰۱ء) میں The Tragedy
of Sejanus (سنہ ۱۶۰۳ء) میں The Silent
Woman (سنہ ۱۶۰۹ء) میں The Alchemist
(سنہ ۱۶۱۰ء) میں جو بہت مشہور ہیں۔ شیکسپیئر کی وفات کے بعد نو برس تک اس نے کوئی ڈراما نہ لکھا۔ غربت کی حالت میں مرا۔ لیکن امرا کے مدفن ویسٹ منسٹر ایبے میں مدفون ہوا۔

**بنجمن فرینکلن۔** (دیکھو فرینکلن)

**بنجو** (Banjo) ایک قسم کا باجا جس کے ایک سرے پر طنبورہ سا بنا ہوتا ہے۔ طنبورے کے اوپر سے تاریں ہوتی ہیں جو بنجو کے دوسرے کنارے تک ایستادہ ہوتی ہیں۔ ان تاروں کی تعداد عموماً پانچ یا سات ہوتی ہے۔ ان تاروں میں ایک تار سُر والی تار کہلاتی ہے۔ بنجو کا رواج زیادہ تر حبشیوں میں ہے گو اسے دوسرے لوگ بھی بجاتے ہیں۔

**بندر** (Monkey) ایک جانور جو انسان اور گوریلا کے زمرہ میں شامل ہے اور دودھ پلانے والے جانوروں کی صف اوّل میں شمار کیا جاتا ہے۔ انسان بندر سے پیدا نہیں ہوا لیکن غالباً لاکھوں برس پہلے انسان کا مورث بھی بہت کچھ بندر سے مشابہ تھا۔ افریقہ، ہند و پاکستان، مشرق بعید اور جنوبی امریکہ کے بندروں میں نمایاں اختلافات ہیں۔ اوّل الذکر مقامات کے بندروں کے نکسورے قریب قریب ہوتے ہیں اور عموماً ان کے چہرے اور جسم کے پچھلے حصے کی جلد پر رنگین دھبے ہوتے ہیں۔ بن مانس (Baboons) کے جسم پر سرخ اور نیلے رنگ کے دھبے ہوتے ہیں۔ یہ سب بندر ٹولیوں میں رہتے ہیں اور چوپایوں کی طرح چلتے پھرتے ہیں۔ نر بوڑھا ہو کر بہت وحشی ہو جاتا ہے۔ نئی دنیا (امریکہ) کے بندروں کی ناک چپٹی اور نکسورے دور دور ہوتے ہیں۔ ان کی دُموں میں بھی قوت گرفت ہوتی ہے اور وہ دُم کے ذریعہ درختوں سے لٹکتے رہتے ہیں۔ بندروں کی بے شمار قسمیں ہیں۔

**بندر بے دُم** (Anthropoids)
بندر کی اقسام میں وہ قسمیں بھی شامل ہیں جن کے دُم یا تو ہوتی ہی نہیں ہے یا اگر ہوتی ہے تو بہت مختصر سی ہوتی ہے۔ ان کا جسم قریب قریب سیدھا انسان کی طرح ہوتا ہے اور لمبے بازو ہوتے ہیں۔ علم حیوانات کے عالم لبادہ قامت انسان کو بھی ان کی ایک قسم بتاتے ہیں۔ علاوہ ان کے دوسرے اقسام میں سے گوریلا۔ اورنگ اوٹینگ۔ چمپانزی بیبون (Baboon) بہت مشہور ہیں۔

**بندر عباس۔** بحیرہ فارس میں ایک بندرگاہ ہے جو ایران کے جنوبی و مشرقی حصہ میں داخلہ کا دروازہ ہے۔ یہاں سے کرمان تک موٹریں جاتی ہیں۔ یہ احاطہ بمبئی اور دوسرے مشرقی ممالک کے ساتھ تجارت

کی منڈی ہے۔ پہلی جنگ عظیم میں برطانیہ نے اس کو اپنا بحری مستقر بنایا تھا۔ اس کی آبادی دس ہزار کے قریب ہے۔

**بندرگاہ** (Port, Harbour) ساحل سمندر پر بحری جہازوں کے ٹھہرنے کی جگہ۔ بندرگاہ ساحل پر ایسی جگہ بنائی جاتی ہے جہاں سمندر کا پانی ساکن ہو تاکہ جہاز سکون کے ساتھ وہاں لنگر انداز ہو سکے۔ دنیا کی قدرتی بندرگاہیں زیادہ تر شکستہ اور کٹے پھٹے ساحلوں پر واقع ہیں۔ جہاں ساحل کٹا پھٹا نہ ہو وہاں دوسرے وسائل اختیار کرنے پڑتے ہیں۔ جیسے مدراس کی بندرگاہ کے لئے سمندر میں دیوار بنائی گئی ہے۔

**بند گوبھی** (Cabbage) مشہور ترکاری گوبھی کی ایک قسم۔ اس کے لئے بڑی زرخیز اور نمناک مٹی کی ضرورت ہے۔ نیز اس میں کھاد بھی کثیر مقدار میں پڑتی ہے۔ بالخصوص سیّال کھاد۔

**بندو خاں اُستاد**۔ دہلی کے رہنے والے، برصغیر پاک و ہند کے لاثانی سارنگی نواز، جس وقت سارنگی بجاتے تو یوں معلوم ہوتا کہ نغمے سارنگی کے تاروں سے چھوٹ چھوٹ کر فضاؤں کی وسعتوں کو اپنے نورانی دامنوں میں سمیٹتے چلے جا رہے ہیں۔

اُستاد بندو خاں مرحوم نے سات سال کی عمر سے سارنگی سنبھالی اور اکہتر برس کی عمر تک اس سے عہد نبھایا۔ مرحوم کی سارنگی صنعت کاری کا کوئی نادر نمونہ نہ تھا۔ بلکہ کسی اناڑی کی ابتدائی کوشش معلوم ہوتی تھی اور انہوں نے خود ہی بنالی تھی۔ یہ سارنگی جس میں کل پندرہ تار طربوں کے اور تین باج کے تھے جب اُستاد مرحوم کا اشارہ پاتی تو موسیقی کی بے تاب کر دینے والی روح تک کو کھینچ لاتی۔ موسیقی کے بڑے بڑے تاریخی اجتماعوں میں اس سارنگی کی سنگت نے وہ سماں باندھا کہ شجر و حجر جھومنے لگے اور جنہوں نے سنا ان کے کان اب تک لذت گیر ہیں۔

تمام زندگی عسرت اور تنگی میں گذری۔ پاکستان آنے پر بھی عسرت نے ساتھ نہ چھوڑا۔ اسی عالم میں ۱۳ جنوری ۱۹۵۵ء کو آسمانِ موسیقی کا یہ تابندہ ستارہ موت کے دھندلکوں میں غائب ہو گیا۔

**بندوق** (Gun) چودھویں صدی میں بارود دریافت ہوئی تو اس کے دھماکے سے اُڑا دینے والی طاقت کو لکڑی، لوہے اور کانسی کی بندوقوں کے ذریعہ سے پتھر اور لوہے کے ٹکڑے بطور ہتھیار چلانے کے لئے استعمال کیا جانے لگا۔ ان ابتدائی بندوقوں کی مار گو بہت کم ہوتی تھی پھر بھی میدانِ جنگ اور بحری لڑائیوں میں یہ کافی مفید ثابت ہوئیں۔ سولھویں صدی میں ہلکی بندوقیں بننے لگیں لیکن یہ بھی اتنی بھاری ہوتی تھیں کہ انہیں کسی چیز پر رکھ کر چلایا جاتا تھا۔ ان بندوقوں کی نال میں بارود بھرنا پڑتی تھی۔ اور انہیں توڑے میں آگ لگا کر دَم کیا جاتا تھا۔ پھر ایسی بندوقیں بنیں جن میں چقماق نام کے پتھر کی چنگاریوں سے آگ لگتی تھی۔ پھر ٹوپی ایجاد ہوئی۔ اس پر ہتھوڑے سے چوٹ پڑ کر بارود دھماکہ سے اُڑتی تھی۔ اس کے بعد کارتوس ایجاد ہوا جس میں ایک ہی جگہ گولی، بارود اور ٹوپی ہوتی تھی۔ عمدہ قسم کی بارود ایجاد ہونے سے گولی دور تک جانے لگی۔ یہ معلوم ہونے پر کہ گول گولی زیادہ دور تک نہیں پہنچتی لمبوتری بیلن نما گولیاں بنائی جانے لگیں۔ یہ گولی بندوق کی نالی میں چکر کھا کر نکلتی تھی۔ ایسا کرنے کے لئے نالی میں چکردار راستہ کاٹا جاتا تھا۔ چنانچہ یہی بندوق موجودہ رائفل کا ماخذ ہے۔

اس کے بعد از خود چلنے والے ہتھیار ایجاد ہوئے جن میں مشین کے ذریعہ کارتوس بھرے جا سکتے تھے اور مشین ہی چلے ہوئے کارتوسوں کو بندوق میں سے خارج کرتی رہتی ہے جب تک گھوڑا دبا رہے یہ عمل جاری رہتا ہے۔ شکار کے لئے اب بھی ایسی بندوقیں استعمال ہوتی ہیں جن کی نالیاں چکنی اور ہموار ہوتی ہیں۔ ان بندوقوں سے اُڑتی ہوئی چڑیا یا دوڑتے ہوئے خرگوش پر فوراً نشانہ کیا جا سکتا ہے۔ رائفل کی گولی ایسے موقعہ پر استعمال نہیں کی جا سکتی کیونکہ اس کے لئے صحیح نشانہ

لینے میں زیادہ وقت صرف ہوتا ہے۔
توپ خانے میں بھی ایسی توپیں جن کی نالی میں گولا ڈالا جاتا تھا رفتہ رفتہ ترک کر دی گئیں۔ اور ان کی جگہ لمبی نال والی توپیں استعمال ہونے لگیں جن کے اندر رائفلیں لگی ہوتی تھیں۔ ان توپوں کے گولے لوہے کی چادر کو توڑ کر اندر جا کر پھٹتے ہیں۔ ان دنوں توپوں کی مار میں بھی کافی اضافہ ہو گیا ہے۔

## بنڈونگ کانفرنس (Bandung Conference)

اپریل ۱۹۵۵ء میں عالمی تاریخ میں شاید پہلی بار ۲۹ افریقی اور ایشیائی ممالک کے وزرائے اعظم اور نمائندے انڈونیشیا کے دارالحکومت جکارتا سے تھوڑی دور بنڈونگ نامی ایک پرفضا مقام پر جمع ہوئے۔ اس کانفرنس میں شریک ہونے والے ممالک کا رقبہ ایک کروڑ ۶۳ لاکھ ۲۹ ہزار مربع میل اور آبادی ایک ارب ۴۰ کروڑ تھی۔ کانفرنس کے لئے حسب ذیل مقاصد کا اعلان کیا گیا تھا (۱) ایشیا اور افریقہ کے ممالک میں اشتراک و تعاون کا جذبہ پیدا کرنا۔ ان کے مشترکہ مفادات کے لئے کام کرنا اور ان کے درمیان دوستی اور خیرسگالی کی فضا قائم کرنا (۲) ان ممالک کے سماجی، اقتصادی اور تہذیبی مسائل و تعلقات پر غور کرنا (۳) ایشیائی اور افریقی عوام کی خودمختاری اور قومیت پر غور کرنا (۴) نئے حالات میں ایشیا اور افریقہ کے عوام کے حالات پر غور و خوض کرنا اور یہ دیکھنا کہ عالمی امن اور اشتراک و تعاون کو مستحکم کرنے کے لئے وہ کیا مدد کر سکتے ہیں۔
کانفرنس کے خاتمے پر شریک ممالک نے الجزائر، مراکش، طونس، مغربی نیوگنی، فلسطین اور عدن کی آزادی کا مطالبہ کیا اور ہر قسم کے نوآبادیاتی نظاموں اور نسلی امتیازات کو انسانیت کے لئے لعنت قرار دیا۔ ایٹمی اسلحہ کو تہذیب اور انسانیت کی مکمل تباہی کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے ان کے خاتمے اور ان پر پابندی عائد کرنے پر زور دیا۔
آخری مشترکہ اعلان نامے میں کہا گیا کہ دنیا کے تمام ملک رواداری اور امن کے ساتھ اچھے ہمسایوں کی طرح زندگی بسر کریں اور ان دس اصولوں کی روشنی میں دوستانہ تعاون کی فضا پیدا کریں (۱) انسانی حقوق کے منشور کا احترام (۲) تمام قوموں کی خودمختاری (۳) نسلی امتیازات کا خاتمہ (۴) عدم مداخلت (۵) انفرادی یا اجتماعی معاہدے کرنے کا حق (۶) ایسے دفاعی معاہدے جن سے بڑی طاقتیں فائدہ نہ اٹھائیں (۷) حملے کی دھمکی سے گریز (۸) تنازعات کا پرامن حل (۹) باہمی تعاون اور مساوات اور (۱۰) بین الاقوامی ذمہ داریوں کا احترام۔

## بنزائن (Benzine)

ایک کیمیائی آمیزش ہے جو مختلف سیال ہائیڈرو کاربن ملانے سے بنتی ہے۔ اس کا نقطۂ جوش ۱۲۰ درجہ سنٹی گریڈ ہے۔ پیٹرول سے حاصل ہوتی ہے۔ اچھا محلل ہے اور موٹر چلانے میں بھی کام آتی ہے۔ بعض ملکوں میں پیٹرول کو "بنزائن" بھی کہتے ہیں۔

## بنفشی شعاعیں (Ultra-violet Rays)

یہ شعاعیں ارغوانی یا بنفشی رنگت کے باعث بنفشی شعاعیں کہلاتی ہیں۔ عام نظر آنے والی شعاعوں کی نسبت یہ طویل ہوتی ہیں۔ جس کے باعث یہ نظر نہیں آتیں۔ سورج کی کرنوں میں یہ شعاعیں بکثرت شامل ہوتی ہیں۔ ان شعاعوں میں خاص قسم کے حیاتی عنصر ہوتے ہیں جنہیں دھوپ میں بیٹھ کر حاصل کیا جاتا ہے۔ اعضائے جسمانی کے لئے بالعموم اور ہڈیوں کے لئے بالخصوص یہ شعاعیں بہت مفید ہیں۔ ان شعاعوں کو مصنوعی طریق سے پیدا کر کے ان سے کیمیائی تاثر پیدا کیا جاتا ہے۔ جدید طریق علاج میں ان شعاعوں کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ خصوصاً بچوں کی ہڈیوں کے کمزور اور خمدار ہو جانے اور سوکھے کی بیماری کے لئے یہ شعاعیں نہایت مفید ہیں۔ نیز ان شعاعوں کی روشنی فوٹو گرافی کی پلیٹوں پر بھی کام دیتی ہے۔
سورج کی شعاعوں میں برہنہ جسم بیٹھنے سے جلد کے اندر ارگوسٹیرول کا عمل تیز ہو جاتا ہے جس سے حیاتین د بنتی ہے جو ہڈیوں کے لئے نہایت ضروری ہے۔ تیز یہ شعاعیں خون میں مائیکروب (جراثیم) کش طاقت بڑھاتی ہیں جس سے مجموعی طور پر صحت بہتر ہوتی ہے۔ ان شعاعوں کی دریافت اور افادیت نے غسل آفتابی (Sun Bath) کو رواج دیا جو دیگر مقاصد کے علاوہ نفسیاتی اور جلدی صحت مندی کے لئے نہایت مفید ہے۔

## بنک اور بنک کاری (Bank & Banking)

روپے کا لین دین کرنے کیلئے مخصوص اداروں کا جال دنیا میں پھیلا ہوا ہے اور ہر شہر میں بنک موجود ہیں۔ بنک نہ صرف لوگوں کے روپے کی حفاظت کرتا بلکہ اس سے تجارت اور لین دین بھی کرتا ہے۔ عام طور پر بنک کے تین چار کھاتے ہوتے ہیں (۱) بچت کھاتہ (Saving Account) جس میں معینہ حد تک روپیہ جمع کیا جا سکتا اور خانگی ضرورتوں کے لئے قاعدے کے مطابق نکالا جا سکتا ہے۔ یہ کھاتہ لوگوں کو روپیہ بچانے کی ترغیب دینے کے لئے ہے۔ (۲) چلت کھاتہ (Current Account) جس میں روپیہ جمع کرنے کی حد معین نہیں جتنا روپیہ چاہو جمع کروا لو اور جب چاہو نکلوا لو۔ یہ کھاتہ تاجروں کی سہولت کے لئے ہے (۳) ایکسچینج یا ادل بدل کا کھاتہ (Exchange Account) جو بین الاقوامی تجارت وصولی اور ادائیگی سے متعلق ہے۔ اس کھاتے سے حکومت کی اجازت لیکر بیرونی ملکوں سے لین دین کیا جاتا ہے۔ (۴) میعادی کھاتہ (Fixed Deposit Account) جس میں مقررہ میعاد سے پیشتر روپیہ برآمد نہیں ہو سکتا۔

ان کھاتوں کے علاوہ بنک ایک معقول شرح پر لوگوں سے قرض لیتا اور حکومت کے حوالے کرتا ہے۔ قرض کی یہ رقم قومی تعمیری کاموں میں لگائی جاتی ہے۔

چند سرمایہ دار مل کر بنک کی بنیاد رکھتے ہیں اور پھر عوام میں اس کے حصے فروخت کرتے ہیں جیسا دو دو تین تین کروڑ روپے کی رقم سے بنک کاروبار شروع کرتے ہیں۔ ڈائرکٹروں اور حصہ داروں کے علاوہ دوسرے لوگ کروڑوں روپیہ بنک میں رکھتے ہیں۔ بنک روپے سے منفعت بخش کاروبار کرتے ہیں۔ منافع کو نہ صرف ڈائرکٹروں اور حصہ داروں میں تقسیم کرتے ہیں بلکہ قرض دینے والوں اور بچت کھاتے میں روپیہ جمع کروانے والوں کو سود دیتے ہیں۔

عام بنکوں کی نگرانی کے لئے سٹیٹ بنک ہوتا ہے۔ اسٹیٹ بنک ضروری ہدایات جاری اور دوسرے بنکوں کی بدعنوانیاں دور کرتا ہے۔ اسٹیٹ بنک عام بنکوں کی رقوم بھی اپنی تحویل میں رکھتا ہے۔

بنک میں چیک کے ذریعے لین دین ہوتا ہے۔

بنک کاری کی ابتدا دعوے لوگ سے کی جو مشترک پونجی سے تجارتی ادارے قائم کرتے اور کاروائی تجارت کے ذریعے منافع کماتے۔ منافع کی رقم حصہ داروں میں بٹ جاتی تھی۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ایسے ہی ایک تجارتی ادارے کی ڈائرکٹر تھیں۔

## بنک سٹیٹ بنک آف پاکستان (State Bank of Pakistan)

پاکستان کا مرکزی بنک ہے جو پاکستان بننے پر ریزرو بنک آف انڈیا (Reserve Bank of India) سے چارج لینے کے بعد قائم ہوا۔ یہ بنک (۱) نوٹ جاری کرتا ہے۔ (۲) سکہ جاریہ (Currency) کا انتظام کرتا ہے۔ (۳) ملک کے بنکاری نظام (Banking System) کی نگرانی کرتا ہے۔ (۴) جدولی Scheduled یا غیر جدولی (Non-scheduled) بنکوں کو قرضہ یا رعایت دیتا ہے (۵) مرکزی اور صوبائی حکومتوں کا حساب رکھتا ہے۔ قومی قرضہ اور بوقت ضرورت پیشگی رقومات دیتا ہے۔ (۶) بنک کے حصہ داروں کو سالانہ ۴ فیصدی یا کم و بیش پر منافع تقسیم کرتا ہے۔

اس کا مرکزی نظام گورنر اور نو ڈائرکٹروں پر مشتمل ہے جن میں سے ۶ کو مرکزی حکومت نامزد کرتی ہے جن میں سے ایک سرکاری عہدہ دار ہوتا ہے۔ باقی کو بنک کے حصہ دار منتخب کرتے ہیں۔ سٹیٹ بنک کا سب سے بڑا افسر گورنر ہوتا ہے جسے مرکزی حکومت پانچ سال کے لئے مقرر کرتی ہے۔ اس بنک کے بڑے بڑے دفاتر کراچی، لاہور، ڈھاکہ اور پشاور وغیرہ میں ہیں۔

## بنک آف انگلینڈ (Bank Of England)

انگلستان کا سرکاری بنک اور شاید دنیا بھر کا عظیم ترین بنک کاری ادارہ ہے۔ ۱۶۹۴ء میں ایک مالی ادارہ کی حیثیت سے اس کی تاسیس ہوئی۔ ۱۹۴۶ء تک اس کی حیثیت پرائیویٹ کارپوریشن کی

تھی اور پھر اسے قومی ملکیت بنا دیا گیا۔ شروع میں اس کا اصل سرمایہ بارہ لاکھ پاؤنڈ تھا، لعبد میں ۱۴ر۵۵۳ر۰۰۰ پاؤنڈ ہوا۔ بنکنگ چارٹر ایکٹ سنہ ۱۸۴۴ء کی رو سے اجراء اور کاروبار کے شعبے الگ الگ کر دیئے گئے اور آہستہ آہستہ یہ بنک تجارتی کاروبار سے ہٹ کر صرف مرکزی مالی ادارہ بن گیا۔

سرکاری بینک کی حیثیت سے اس کی ذمہ داریوں میں نوٹوں کا اجراء۔ قومی قرضے کا حساب اور تبادلۂ زر کا انتظام کرنا ہے۔ اسے انگلستان کے دیگر بنکوں کا حساب کتاب بھی رکھنا پڑتا ہے۔ "بنک آف انگلینڈ" کا مرکزی دفتر لندن میں ہے۔ اس کی آٹھ بڑی بڑی شاخیں مختلف شہروں میں ہیں۔ منتظمین میں ایک گورنر، ایک ڈپٹی گورنر اور ۱۶ ڈائرکٹر شامل ہیں۔ ان سب کو حکومت نامزد کرتی ہے۔

## بنک (نیشنل بنک آف پاکستان)۔
(National Bank Of Pakistam)

سٹیٹ بنک آف پاکستان کے قیام کے بعد یہ بینک نومبر سنہ ۱۹۵۱ء میں قائم ہوا۔ ابتداء میں اس کا سرمایہ چھ کروڑ روپیہ تھا۔ جس میں ۲۵ فیصدی حکومتِ پاکستان کا حصہ ہے۔ جون سنہ ۱۹۵۲ء میں اس نے بیرونی ملکوں سے لین دین شروع کیا۔ اس بنک کی اب تک کثیر تعداد میں شاخیں قائم ہو چکی ہیں اور دنیا کے پچاس بڑے بڑے بنکوں سے اس کا براہِ راست تعلق ہے۔

## بنک کی تعطیلات (Bank Holidays)۔

انگلستان میں بینک کی تعطیلات کا آغاز سنہ ۱۸۷۱ء میں ہوا۔ وہاں یہ تعطیل ایسٹر کی تعطیل کے ساتھ دوشنبہ کے روز اور پھر اگست کے مہینہ میں پہلے دوشنبہ اور دسمبر کے مہینہ میں ۲۶ یا ۲۷ تاریخ کو جو دوشنبہ ہو مقرر ہیں۔ لیکن پاکستان اور بھارت میں تعطیل ماہ جولائی اور دسمبر کی آخری تاریخ یعنی ۳۰ جون اور ۳۱ دسمبر کو منائی جاتی ہے۔ ان تاریخوں پر سابقہ ششماہی کے حسابات بند ہو جاتے ہیں اور آئندہ ششماہی کے حسابات کا افتتاح ہوتا



ہے۔

## بنگال۔ (Bengal)

غیر منقسم برّصغیر ہند و پاکستان کے وقت بھارت کا ایک صوبہ تھا۔ تقسیمِ ملک کے بعد اب یہ صوبہ دو حصوں میں بٹ گیا ہے مشرقی بنگال اور مغربی بنگال۔ مشرقی بنگال پاکستان میں شامل ہے اور اب اسے مشرقی پاکستان کہا جاتا ہے۔ اوّل الذکر کا صدر مقام ڈھاکہ ہے اور موخر الذکر کا کلکتہ ہے۔ دونوں بنگالوں کی آبادی بڑی گنجان ہے۔ اکثر بڑے بڑے شہر دریاؤں کے کناروں پر واقع ہیں۔ لوگ زیادہ تر صنعت کار ہیں۔ ملک کی مشہور پیداوار چاول اور پٹ سن ہے۔ بنگال کے دونوں حصوں میں کپڑے، کاغذ اور پٹ سن کے کارخانے بافراط موجود ہیں۔

## بنگ کاک۔ (Bungkok)

سیام کا دارالحکومت جو دریائے مینام پر واقع ہے، بڑا خوبصورت شہر ہے۔ اس شہر میں اتنی نہریں ہیں اور ان میں اس قدر کشتیاں چلتی ہیں کہ بنگ کاک کو مشرق کا وینس کہتے ہیں۔ سمندر سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور غیر ملکی تجارت کا مرکز ہے جو چینیوں اور یورپینوں کے ہاتھ میں ہے اس کی آبادی ۵ لاکھ کے قریب ہے۔

شاہِ سیام کا شاہی محل ایک چھوٹے سے جزیرے پر واقع ہے یہاں کے سفید ہاتھی قابلِ دید ہیں۔

## بنگلور (Bengalore)

بھارت کی سابق ریاست میسور کا سب سے بڑا شہر اور بھارتی پردیش کا صدر مقام ہے۔ یہ صنعتی اور تجارتی شہر ہے سلطان حیدر علی کا پایۂ تخت تھا۔ لارڈ کارنوالس نے سنہ ۱۷۹۱ء میں قبضہ کر کے اسے برطانوی قلمرو میں شامل کر لیا۔ اس کی آبادی ۳۰۶۰۰۰ ہے۔

## بن گوریان ڈیوڈ۔

اسرائیل کا مشہور سیاستدان سنہ ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوا۔ اس نے قسطنطنیہ کی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی اور پولینڈ سے فلسطین آکر ایک مزدور کی حیثیت سے زندگی کا آغاز کیا۔ بیس سال کی عمر میں اس نے ایک کتاب لکھی اور

ایک طبقاتی تنظیم کی جتھہ بندی بھی کی۔ فلسطین کے ترکی حکام نے اسے مزدوروں کو متحد کرنے کے الزام میں فلسطین سے جلاوطن کر دیا۔ جہاں سے وہ بھاگ کر مصر پہنچ گیا۔ ان دنوں زار کی روسی حکومت بھی اس سے سخت نالاں تھی۔ چنانچہ جب روسی حکومت نے مصر کی حکومت پر اس کی واپسی کے لئے دباؤ ڈالا تو وہ مصر سے بھاگ کر امریکہ جا پہنچا اور وہاں نوجوان یہودیوں کی ایک جماعت کو منظم کر کے ان کو فلسطین میں آباد کرنے کی تحریک چلائی۔ جب امریکہ نے پہلی جنگِ عظیم میں حصّہ لینا شروع کیا تو اس نے امریکی حکومت اور یہودیوں کے درمیان رابطہ قائم کرنے کے لئے کوششیں کیں۔ اسی زمانہ میں وہ ایک سپاہی کی حیثیت سے واپس فلسطین پہنچا اور یہودی مزدوروں کی انجمن کا جنرل سیکرٹری منتخب ہوا۔ ۱۹۳۳ء میں وہ عالمی یہودی ادارہ کی مجلس عاملہ کا رکن منتخب ہوا اور دو سال بعد وہ اس ادارہ کا صدر بن گیا۔ کچھ عرصہ بعد وہ فلسطین میں یہودیوں کی قومی کونسل کا صدر بنا۔ اور فلسطین میں یہودی حکومت کے قیام پر اسرائیل کا وزیر اعظم اور وزیرِ دفاع مقرر ہوا۔

**بَن مانس۔** (Baboon) بندروں کی ایک قسم جو بہت زیادہ سمجھدار واقع ہوئی ہے۔ کچھ عرصہ ہوا ایک برطانی ماہر حیوانات نے ان پر بعض تجربات کر کے یہ ثابت کیا کہ وہ میز کرسی لگا کر اور طعام کو محفوظ رکھ کر کھانا کھا سکتے ہیں اور متمدن انسان کی زندگی کی تقلید کر سکتے ہیں۔ دیگر کوائف سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ بن مانس غولوں میں رہتے ہیں۔ ہر غول میں ایک نر ہوتا ہے۔ اور کئی مادائیں ہوتی ہیں۔

**بُننا۔** (Weaving) کپڑا۔ چٹائی۔ چارپائی بنانے کا عمل بطور صنعت کپڑا بننے کا کام قدیم زمانے سے جاری ہے۔ مصر والے "ایسس دیوی" کو اس کا موجد بتاتے ہیں اور یونانی "منروا دیوی" کو۔ بننے والی مشینیں یا کھڈی کے اصول وہی ہیں جو قدیم زمانے میں تھے۔ کھڈی سے ایک تانا لمبائی کے رُخ باہر کی طرف پھیلتا ہے۔ جس کے ریشے ترتیب وار لیکن علیحدہ علیحدہ ایک نر کنڈے کی کنگھی کے خانوں سے گزرتے ہیں۔ اور بانا ایک نال کے ذریعے تانے کے متبادل ریشوں سے گزرتا رہتا ہے اسی طرح کپڑا تیار ہوتا رہتا ہے۔ انیسویں صدی کے آخر تک لوگ ہاتھ ہی سے کپڑا بنا کرتے تھے۔ لیکن اب سٹیم سے چلنے والے کارخانے ایجاد ہو گئے ہیں۔ جن سے سالوں کا کام دنوں میں ہوتا ہے۔

پاکستان میں چونکہ ابھی کارخانے بہت کم ہیں اس لئے کھڈیوں کی بہت بہتات ہے لیکن اب جو کھڈیاں چل رہی ہیں وہ اکثر بجلی سے چلتی اور مشینی سوت استعمال کرتی ہیں۔ اس طرح پر سوت تیار کرنے کا دستی اور گھریلو طریق تیزی سے غائب ہو رہا ہے۔ جب کارخانے کافی تعداد میں بن جائیں گے تو گھریلو دستکاری ختم ہو جائے گی۔ اور صرف دریاں اور کھیس بننے تک محدود ہو جائے گی۔ جہاں تک سوت بنانے کا تعلق ہے یہ گھریلو صنعت بالکل ختم ہو جائے گی اور چرخہ عجائب خانہ کی زینت بن کر رہ جائے گا۔ بُننے کے لفظ کا اطلاق اون سے سویٹر بنانے اور معمولی دھاگے سے بنیان بنانے پر بھی ہوتا ہے۔ یہ عمل سلائیوں سے کیا جاتا ہے۔ اس سے بھی بے شمار قسم کے بیل بوٹے اور ڈیزائن پیدا ہو سکتے ہیں۔ چٹائیاں بُننے اور ٹوکریاں بُننے کے عمل بھی گھریلو دستکاریوں میں شامل ہیں جو امید ہے کہ عرصہ تک جاری رہیں گی۔ ایسے ہی چارپائیاں۔ پلنگ اور بید سے کرسیاں بُننے کی صنعتیں بھی گھریلو دستکاریوں میں شامل ہیں۔ سمندر میں ماہی گیری کی خاطر اور میدانوں میں کھیلوں میں استعمال کے لئے یا بٹیر وغیرہ پکڑنے کے جال بننے کی دستکاری بھی گھریلو دستکاری شمار ہوتی ہے۔

**بنو اُمیّہ۔** بنو اُمیّہ، بنو ہاشم کی طرح قریش کا ایک ممتاز قبیلہ تھا جو دنیاوی جاہ و ثروت اور امارت

کی بناء پر مشہور تھا۔ قریش کی سپہ سالاری بھی اس قبیلہ کے سپرد تھی۔ مسلمانوں اور قریش کے درمیان جنگوں میں ابوسفیان قریش کے سردار تھے جو فتح مکہ کے موقع پر ایمان لائے اور آنحضرت صلعم نے ابوسفیان کے گھر کو دارالامان قرار دیا۔ اور اُن کے بیٹے معاویہؓ کو کاتبِ وحی مقرر کیا۔ خلفائے راشدین کے زمانہ میں بنو امیہ نے اسلام کی خاطر عظیم کارنامے سر انجام دیئے۔ حضرت عثمانؓ خود بنو امیہ میں سے تھے۔ اُنہوں نے اپنے عہدِ خلافت میں حضرت معاویہؓ کو شام کا والی مقرر کیا۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت معاویہؓ خود مختار بن گئے۔ جس پر حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کے درمیان جنگِ صفین ہوئی۔ امیر معاویہؓ کے خاندان میں سنہ ۶۴ھ تک حکومت رہی۔ اس کے بعد بنو اُمیہ کی سربراہی مروان کے حصہ میں آئی۔ سنہ ۶۵ھ سے سنہ ۱۳۲ھ تک بنو اُمیہ کے گیارہ خلفا ہوئے جن کا دارالخلافت دمشق تھا۔ بنو امیہ کا یہ دورِ حکومت اسلامی فتوحات سے لبریز ہے۔ اسی دور میں مشہور اسلامی فاتح عقبہ بن نافع، موسیٰ بن نصیر، طارق بن زیاد، قتیبہ بن مسلم اور محمد بن قاسم ہوئے۔ اس عہد میں اسلامی حکومت کی حدود مشرق میں سندھ اور ملتان سے لیکر مغرب میں اُندلس اور فرانس تک اور شمال میں ترکستان و چین سے لیکر جنوب میں جزیرۃ العرب تک پھیلی ہوئی تھیں۔ سنہ ۱۳۲ھ میں عباسیوں نے رجب کی فتح کے بعد بنو امیہ کو چن چن کر قتل کیا۔ صرف ایک خوش قسمت اموی شہزادہ عبدالرحمٰن بچ بچا کر اُندلس جا پہنچا اور وہاں اُس نے بنو امیہ کی ہسپانوی خلافت کی بنیاد رکھی۔ بنو امیہ کی یہ خلافت سنہ ۱۳۸ھ سے سنہ ۴۲۳ھ تک قائم رہی۔ اس دور میں ۱۶ سلاطین گزرے۔ جن میں بعض بڑے جلیل القدر حکمران تھے اور جن کے عہدِ حکومت میں ہسپانیہ تہذیب و تمدن کی انتہائی بلندیوں پر جا پہنچا۔ قرطبہ اور دمشق کی رفیع الشان مساجد آج بھی بنو امیہ کے شاندار عروج و کمال کی یاد دلاتی ہیں۔

**بنو بکر** ۔ زمانہ قبل اسلام کا مشہور عرب قبیلہ جو حرب البسوس (War Of Basus) میں اپنے حریف قبیلہ بنو تغلب کے ساتھ چالیس برس تک برسرِ جنگ رہا۔ اس زمانے میں قبائلی لڑائیاں بیشتر نسل و خون کے امتیاز پر لڑی جاتی تھیں گو لسانی اور ثقافت

اقتصادی اور معاشی وجوہ بھی ان کا باعث ہوتے تھے۔

حرب البسوس پانچویں صدی عیسوی کے زمانہ اختتام پر شمال مشرقی عرب میں واقع ہوئی۔ بنو بکر اور بنو تغلب ہر دو قبیلے اپنے آپ کو بنو وائل کی نسل خیال کرتے تھے۔ اس جنگ کی ابتداء بنو بکر کی ایک ضعیفہ کے ناقہ سے ہوئی۔ اس ضعیفہ کا نام البسوس تھا اور اس کے ناقہ کو بنو تغلب کے ایک سردار نے زخمی کر دیا تھا۔ اس جنگ کے سلسلے میں ہر دو قبائل کی شاعرانہ تہدید سے مشتعل ہوتے رہے حتیٰ کہ سنہ ۵۲۵ء کے لگ بھگ حیرہ کے بادشاہ المنذر سوم نے اس کا خاتمہ کرا دیا۔ بحالیکہ ہر دو قبائل کی طاقت بھی ختم ہو چکی تھی۔

بنو تغلب کے سردار کلیب بن ربیعہ اور اس کے بھائی نامور شاعر مہلہل اور بنو بکر کے سردار جساس ابن مرہ کے نام ابھی تک عرب ممالک میں زبانِ زدِ خاص و عام ہیں۔

**بنو تمیم** ۔ قبائلی عرب میں سے ایک مشہور قبیلہ تھا۔ بنو تمیم بے شمار شاخوں میں منقسم تھے اور ان کے مسکن سرزمین نجد میں تھے۔ اور رودِ بصرہ اور یمامہ کے حدود تک پھیلے ہوئے تھے۔ زمانہ جاہلیت اور دورِ اسلام کی تاریخ ان کے حالات سے کافی حد تک متعلق ہے۔ یہ لوگ مذہباً مجوسی تھے حتیٰ کہ اسلام نے انہیں اپنی برکات سے بہرہ اندوز کیا۔ ان دنوں بنو تمیم کے قبیلہ کا سرزمین عرب میں کوئی اثر باقی نہیں۔

**بنوٹ** ۔ ایک قسم کا فنِ سپہ گری جس کا کمال یہ ہے کہ حریف کے ہاتھ سے تلوار چھین کر ہاتھ سے یا رومال سے بندھے ہوئے پیسے سے ایسی ضرب لگائی جائے کہ حریف کا کام تمام ہو جائے۔ یہ فن پہلے دہلی اور لکھنؤ میں عام تھا۔ اور آخر میں حیدر آباد دکن میں منتقل ہو گیا۔ اس فن کا طریق یہ ہے کہ کھڑے ہو کر مقابلہ کرنے والا صاحبِ فن اگر نہتا ہے تو "کشتی" ہے اگر اس کے ہاتھ میں چھری ہے تو "بانک" ہے اور اگر دو گز کا ساٹا یا رومال ہے تو "بنوٹ" ہے۔ اس فن کے استاد اپنے فن کو مخفی رکھتے ہیں اور اُن کا آپس میں یہ عہد ہوتا ہے کہ سوائے شریف آدمی کے کسی کو نہ سکھائیں گے۔ غرض اس کی نہایت دانشمندانہ ہے۔

کیونکہ اگر چور اور ڈاکو اس قسم کے فنون سیکھ جائیں تو خلقتِ خدا کو ایک گھڑی بھی امن نصیب نہ ہو۔ بنوٹ والوں کے پاؤں اور پینترے حد درجے کی صفائی اور پھرتی چاہتے ہیں جو زیادہ عمر والوں کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور اس کے علاوہ اس فن کے ماہر جسم انسانی کے تمام رگوں پٹھوں سے بخوبی واقف ہوتے ہیں تاکہ وہ اس جگہ پر چوٹ لگانے کے قابل ہوں جہاں معمولی سی ضرب بھی انسان کو بیتاب اور بے دم کر دیتی ہے۔ سابق میں لکھنؤ اور رام پور میں اس کے بہت استاد تھے۔ اس کے کمال کی صورت یہ تھی کہ جب حریف تلوار سے وار کرتا تو دوسرا آدمی رومال میں بندھے ہوئے پیسے سے اس کے خاص عضو پر ایسی چوٹ لگاتا کہ تلوار چھوٹ کر اس کے ہاتھ سے گر پڑتی۔ لکھنؤ کے بانکے اکثر کوئی نہ کوئی فن سپہ گری ضرور جانتے تھے۔ اب اس فن میں کمال کے دعویدار دہلی، رام پور، آگرہ اور لاہور میں موجود ہیں لیکن اصل فن شاید ہی کسی کو آتا ہو۔ آج کل گتکہ بازی کا رواج عام ہے۔

بالکل اسی قسم کا ایک فن جاپان میں رائج ہے جسے "جیو جٹسو" کہتے ہیں۔ اس میں صرف بدن کے رگ و پٹھوں کا علم درکار ہوتا ہے اور یہ فن اس قدر کمال رکھتا ہے کہ ایک معمولی لڑکی جو اس فن کے راز سے واقف ہو ایک بھاری بھر کم پہلوان کو چشم زدن میں مار گراتی ہے اور خلقت حیران رہ جاتی ہے۔ اس میں بھی بدن کے ایک مخصوص حصے پر معمولی چوٹ لگائی جاتی ہے اور چونکہ وہ حصہ حد سے زیادہ حساس ہوتا ہے اس لئے انسان بے بس ہو جاتا ہے۔

**بنو خزاعہ**۔ بنو خزاعہ قحطانی عرب ہیں جو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے قریباً ۵۰۳ سال قبل یمن سے آئے تھے اور جنوبی حجاز اور مکہ پر قابض ہو گئے۔ اس وقت یہاں بنی جرہم کا دور دورہ تھا۔ انہی کو بنو خزاعہ نے حجاز سے بے دخل کر کے اپنا تسلط قائم کیا۔ قریباً ۲۰۰ برس تک حجاز پر قابض رہے۔ حلیل ان کا آخری سردار تھا جو مکہ پر حکمرانی کرتا رہا۔ حلیل کی وفات پر اس کے داماد قصی نے (جو فہر یعنی قریش کی نسل سے تھا) بنو خزاعہ کو مکہ سے نکال باہر کیا اور یہ جدہ کے قریب آباد ہو گئے۔

یہی قبیلہ بالآخر فتح مکہ کا سبب بنا۔ صلح حدیبیہ کی رو سے بنو خزاعہ مسلمانوں کے حلیف تھے۔ ۸ھ میں بنو بکر اور قریش نے مل کر بنو خزاعہ پر حملہ کیا۔ اور انہیں شدید نقصان پہنچایا۔ بنو خزاعہ کا ایک وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر طالب فریاد ہوا۔ معاہدہ کی رو سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنو خزاعہ کی مدد کرنے پر مجبور تھے۔ چنانچہ فوراً دس ہزار لشکر سے مکہ پر فوج کشی کی گئی اور مکہ فتح ہو گیا۔ سب بت توڑ ڈالے گئے اور سارے کا سارا عرب مسلمان ہو گیا۔ قریش کی چیرہ دستیاں ختم ہو گئیں۔ علامہ ابن خلدون بھی خود کو بنی خزاعہ سے منسوب کرتے ہیں۔

**بنو خزرج**۔ عرب کے انصار مدینہ کا مشہور قبیلہ۔ بنو خزرج یمن سے آ کر یثرب میں آباد ہوئے تھے اور ظہور اسلام کے موقع پر مدینہ میں انہی کی اکثریت تھی۔ بنو حارث اور بنو نجار اسی قبیلے کی شاخیں تھیں۔ آنحضرت صلعم کا ننہال کے رشتہ سے بنو نجار سے قریبی تعلق تھا۔ انصار مدینہ میں سب سے پہلے بنو خزرج کے چھ آدمیوں نے اسلام قبول کیا۔ بیعت عقبہ کبیرہ میں بنو خزرج کے ۶۲ آدمی شریک تھے۔ آنحضرت صلعم کو مدینہ تشریف لانے کی دعوت بنو خزرج نے ہی دی۔ بنو خزرج کے سردار سعد بن عبادہؓ تھے۔

**بنو زہرہ**۔ عرب میں قریش کا ایک قبیلہ۔ آنحضرت صلعم کی والدہ محترمہ حضرت آمنہ قبیلہ بنی زہرہ کے سردار کی بیٹی تھیں۔ جنگ بدر کے موقع پر جب ابو سفیان کا قافلہ سلامتی سے واپس آ گیا تو بنی زہرہ کے سرداروں نے لڑائی کو غیر ضروری سمجھ کر ابو جہل کا ساتھ چھوڑ دیا۔ فتح مکہ کے بعد سارا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔

**بنو سعد**۔ حجاز کا ایک قبیلہ جو اپنی فصاحت میں مشہور تھا۔ آنحضرت صلعم کی دایہ بی بی حلیمہ اسی قبیلے سے تھیں۔ اکثر روایات کے مطابق حضور صلعم اس امر پر ہمیشہ مسرت اور اطمینان کا اظہار کرتے تھے کہ آپ کی زبان بنی سعد کی زبان ہے۔

**بنو سلمہ** - قدیم عرب کا ایک قبیلہ جس میں نامور جنگجو اور نبرد آزما پیدا ہوئے - اس قبیلے کے اکثر لوگ اسلام لائے اور انہوں نے اسلام کی بڑی جلیل القدر خدمات سر انجام دیں -

**بنو سلیم** - قدیم عرب میں بنو سلیم کا ایک قبیلہ تھا، جو بنو قضاعہ کی ایک شاخ تھا - رومی بیانات کی رُو سے یہ لوگ علاقہ حوران اور شام کے نواح میں مسلط تھے اور ان کا زمانہ ولادت مسیح ؑ کے کچھ عرصہ بعد کا بتلایا جاتا ہے -

**بنو طے** - یمن کا ایک نامور قبیلہ - حاتم طائی عرب کا مشہور سخی اسی قبیلے کا سردار تھا - فتح مکہ کے بعد بنی طے نے جنگ حنین میں مسلمانوں کے خلاف حصہ لیا - بنی طے کے سردار زید الخیل اور عدی بن حاتم طائی اور بہت سے لوگ گرفتار ہوئے بالآخر ۹ھ میں بنو طے نے اسلام قبول کر لیا - اس قبیلے سے حضور ؐ کا حسن سلوک ایک مشہور واقعہ ہے -

**بنو عباس** - حضرت عباس رض بن عبد المطلب، آنحضرت صلعم کے حقیقی چچا کی اولاد کو بنو عباس کہتے ہیں - سانحۂ کربلا کے بعد اہل بیت کی خلافت کے حق میں ایک تحریک اٹھی - جسے حضرت عبد اللہ بن عباس رض کے پوتے محمد ؐ بن علی نے حزب منظم کیا - ۱۳۶ھ میں وہ انتقال فرما گئے اور اپنے تینوں بیٹوں ابراہیم ابو العباس اور ابو جعفر کو سلسلہ وار جانشین بنا گئے - ابراہیم کے زمانہ میں بنو عباس کی تحریک بڑے زور سے چلی اور ابو مسلم خراسانی کی مدد نے بنو امیہ کے زوال کو چند سالوں میں حقیقت کا جامہ پہنا دیا - چنانچہ ربیع الاول ۱۳۲ھ میں بنو عباس کے پہلے حکمران ابو العباس نے کوفہ میں اپنی خلافت کا اعلان کر دیا - اسی سال ابو جیری کی فتح نے بنو امیہ کی حکومت کا خاتمہ کر دیا - اور بنو عباس کی حکومت کا آغاز ہوا - بنو عباس کی حکومت ۱۳۲ھ سے ۶۵۶ھ تک قائم رہی - اس مدت دراز کو تین مختلف ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے - پہلا دور ۱۳۲ھ سے ۲۴۷ھ تک - اس میں بنی عباس کے پہلے دس خلفاء کا عہد شامل ہے - یہ فرمانروا غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک اور اعلیٰ پایہ کے مدبر تھے - اس دور میں تہذیب و تمدن اور علوم و فنون کو بہت ترقی ہوئی - یہ بنو عباس کے عروج کا زمانہ تھا - دوسرا دور ۲۴۷ھ سے شروع ہو کر قریباً دو سو سال تک جاری رہا - یہ انحطاط کا دور ہے - اس میں خلفاء بالعموم کمزور رہے اور سلطنت کا سارا کاروبار امیر الامراء کی مرضی و منشا کے مطابق ہوتا تھا - تیسرا دور سلجوقی غلبہ کا دور ہے - اس زمانہ میں خلیفہ کی حیثیت محض برائے نام تھی - زمام اقتدار کلیتہً سلجوقی ترکوں کے ہاتھوں میں تھی - آخر ۶۵۶ھ میں چنگیز خاں کا پوتا ہلاکو خاں بغداد میں داخل ہوا اور آخری خلیفہ مستعصم باللہ کو قتل کر کے بنو عباس کی حکومت کا اُس نے ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا -

**بنو عدنان** - عربوں کی دوسری بڑی نسل بنو عدنان کہلاتی ہے - یہ لوگ حضرت ابراہیم ؑ کے صاحبزادے حضرت اسمٰعیل ؑ کی نسل سے تھے - بنو عدنان میں ایک مشہور سردار مضر ہوا ہے اُس کے نام پر یہ لوگ مضری بھی کہلانے لگے - بنو عدنان کی تمام شاخیں ظہور اسلام کے وقت حجاز میں پھیلی ہوئی تھیں - قریش کا قبیلہ ان سب میں ممتاز تھا - اسلامی فتوحات کے دوران میں بنو عدنان یا مضری دور دراز مفتوحہ علاقوں میں جا کر آباد ہو گئے -

**بنو قحطان** - یمنی عربوں کی نسل کو بنو قحطان کہتے ہیں - زمانۂ قدیم میں بنو قحطان کا ایک بادشاہ سرخ لباس پہننے کے باعث حمیر کے لقب سے مشہور تھا - اس نسبت سے بنو قحطان حمیری بھی کہلانے لگے - اکثر مؤرخین انہیں یمنی لکھتے ہیں - بنو قحطان تمدنی لحاظ سے سارے عرب میں فائق اور برتر تھے - اس لئے انہوں نے سارے عرب کو اپنا باجگزار بنایا ہوا تھا - اوس، خزرج، خزاعہ قبائل بنو قحطان کی شاخیں تھیں جو اسلام سے قبل حجاز میں آ کر آباد ہو گئی تھیں - مسلمان ہو جانے کے بعد بنو قحطان کے مختلف قبائل اسلامی مملکت کے دور دراز علاقوں میں پھیل گئے -

**بنو قُریظہ** - یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا۔ جس نے مدینہ کے اطراف میں قلعے بنائے تھے۔ بعض مؤرخین کے خیال کے مطابق یہ لوگ عرب تھے اور بعد میں یہودی ہو گئے تھے۔ پہلے ان کا مسلمانوں سے صلح کا معاہدہ تھا۔ بنو نضیر کی جلاوطنی کے وقت دوبارہ معاہدہ کیا۔ لیکن جنگِ خندق میں کفار کا زور دیکھا تو معاہدہ کو توڑ دیا۔ اور جس قلعہ میں مسلمان عورتیں اور بچے محفوظ تھے اس پر حملہ کر دیا۔ مگر اپنے ایک آدمی کے قتل ہو جانے کے بعد واپس مڑ آئے۔ جنگ کے بعد مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کیا۔ ایک ماہ کے بعد انہوں نے خود ہی کہا کہ مشہور صحابی سعد رضؓ بن معاذ ہمارے حق میں جو فیصلہ دیں وہ ہمیں منظور ہوگا۔ حضرت سعدؓ نے تورات کے مطابق یہ فیصلہ دیا کہ لڑنے والے قتل کئے جائیں۔ عورتیں اور بچے قیدی اور مال کو غنیمت قرار دیا جائے۔ چنانچہ اسی فیصلے پر عمل ہوا۔

**بنو قینقاع** - یہودیوں کا ایک قبیلہ جو مدینہ منورہ میں آباد تھا۔ ہجرت کے بعد آنحضرت صلعم نے میثاقِ مدینہ کی رو سے یہودی قبائل سے یہ معاہدہ کر لیا تھا کہ جنگ کی صورت میں فریقین ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ جنگِ بدر کے موقع پر بجائے امداد کے یہودیوں نے عین وقت پر غیر جانبداری کا اعلان کر دیا۔ فتح کے بعد یہودی حسد کرنے لگے اور کھلم کھلا مسلمانوں کی دشمنی پر اُتر آئے۔ اس پر آنحضرت صلعم کو ان کے خلاف قدم اُٹھانا پڑا۔ چنانچہ سب سے پہلے یہود کے قبیلہ بنی قینقاع کو مدینہ سے جلاوطن کیا گیا۔ بنی قینقاع مدینہ سے جلاوطن ہو کر خیبر میں آ بسے اور یہاں آ کر بھی اپنی اسلام دشمن سرگرمیاں جاری رکھیں۔ نتیجۃً اُنہیں جنگِ خیبر میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

**بنو تمّار** - قدیم عرب کا ایک مشہور قبیلہ، جو مردم خیزی کے لئے مشہور ہے۔ اس قبیلے میں نامور شاعر اور مشہور سپاہی پیدا ہوئے اور اس قبیلے کے بہت سے لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ دوسرے قبائل کی طرح اس قبیلہ کو بھی ان دنوں عرب میں کوئی خاص اہمیت حاصل نہیں تھی۔

**بُنیاد** - (Foundation) بمعنی بنا، جڑ وغیرہ، عمارت کی بنیاد عام چیز ہے، دیوار کی بُنیاد وغیرہ الفاظ عام استعمال میں آتے ہیں، بُنیادی پتھر یا سنگِ بنیاد وہی ہے جسے انگریزی میں فونڈیشن سٹون (Foundation Stone) کہتے ہیں۔

فنِ تعمیر کی رُو سے بنیاد کا مستحکم اور مضبوط ہونا ضروری ہے۔ اسی لئے مکان کی بُنیادیں کنکریٹ یا دیگر قسم کے طاقتور مسالہ سے تعمیر کی جاتی ہیں۔ چنانچہ بنیادی مواد کو جس قدر کوٹا جائے گا اُسی قدر زیادہ مضبوطی تصور ہوگی۔

**بنی اسرائیل** - بالعموم وہ لوگ مراد ہوتے ہیں جو سامی النسل ہیں۔ اور یہودیوں سے مذہباً یا نسلاً ملتے جلتے ہیں۔ یہ لوگ حضرت موسیٰؑ کے اُمتی ہیں اور قرآن پاک میں ان کا متعدد مقامات پر ذکر آیا ہے۔ ان کی ایک شاخ بمبئی میں ایک ہزار برس سے آباد ہے جو دوسری ملتوں سے اختلاط کی کوشش نہیں کرتی۔ بلکہ اپنی انفرادیت کو برقرار رکھنے کی کوشش کرتی ہے۔ بسا اوقات اہلِ افغانستان بھی اپنے آپ کو بنی اسرائیل کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

**بنی اوس** - مدینہ کا (بنو خزرج کے بعد) دوسرا بڑا قبیلہ۔ بنی اوس، بنو خزرج کے بعد ایمان لائے۔ اوس اور خزرج دونوں قبیلے اسلام لانے سے قبل ایک دوسرے سے برسرِ پیکار رہتے تھے۔ لیکن اسلام نے ان کی دیرینہ عداوتوں کا خاتمہ کر دیا اور وہ آپس میں بھائیوں کی طرح رہنے لگے۔

**بنی ثقیف** - عرب میں طائف کا ایک مشہور قبیلہ۔ جنگِ حنین میں مسلمانوں کے خلاف پیش پیش تھا۔ شکست کھا کر مقامِ طائف میں محصور ہو گیا۔ بنی ثقیف ۹ھ میں اسلام لائے۔ بصرے کا مشہور عامل حجاج بن یوسف اسی قبیلے سے تھا۔

**بنی ھاشم** - قریش کے اس قبیلہ کا نام ہے جس سے رسولِ پاکؐ تعلق رکھتے تھے۔ موجودہ زمانہ میں بنو ھاشم سے اردن کا حکمران خاندان مراد لیا جاتا ہے۔

ان کا شجرہ نسب شریف حسین سابق والئ مکّہ سے ملتا ہے جو پہلی جنگ عظیم کے وقت وہاں پر حکمران تھا۔ جنگ کے خاتمہ پر کرنل لارنس نے جو پس پردہ عرب بغاوت کا بانی مبانی تھا شریف حسین کے ایک بیٹے عبداللہ کو اردن کا علاقہ دلایا اور دوسرے بیٹے امیر فیصل کو عراق کا۔ ابن سعود کے خاندان کے ساتھ جو ان دنوں حجاز اور نجد پر حکمران ہے، بنو ہاشم کی دیرینہ عداوت ہے۔

**بُو** ( Smell ) بُو اور خوشبو عام لفظ ہیں۔ عام طور پر اردو زبان میں بُو کراہت آمیز اور بُرے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اور خوشبو کے لفظ کا ہمہ گیر مفہوم خوشگوار معنوں کا حامل ہے، مگر فارسی زبان میں بُو کا استعمال خوشبو کے مفہوم پر بھی حاوی ہے مثلاً کسی نے کہا ہے کہ ؎

اے گُلُ بتو خرسندم تو بُوئے کسے داری

یہاں بُوئے کسے، سے مراد معشوق یا محبوب ہے۔

**بواسیر** ( Piles ) ایک مرض کا نام ہے جس میں مقعد پر وریدوں کے پھول جانے سے چھالے سے پڑ جاتے ہیں۔ بڑی تکلیف دہ بیماری ہے اور اجابت کرتے وقت مریض کو خاص طور پر تکلیف ہوتی ہے۔ ان چھالوں سے بسا اوقات خون بھی نکلتا ہے۔ اور اس حالت میں اس مرض کا نام خونی بواسیر ہوتا ہے۔ مستقل قبض، اسہال، جگر کی بیماری یا نسوانی حمل کی وجہ سے یہ بیماری ہو جاتی ہے۔ انجکشن یا عمل جراحی اس کا علاج ہے۔ ساتھ ہی اس کا سبب دور کرنا ضروری ہے۔ ورنہ پھر ہو جاتی ہے۔ بلغم اور ریح کی شکایت اس مرض کا عام سبب ہے۔

**بوائز** ( Buoys ) بوائے ( Buoy ) ایک کشتی، ٹین یا پیپہ ہوتا ہے۔ دریاؤں اور سمندروں میں خطرناک مقامات پر پانی کی سطح پر ایسے ٹین تیرتے نظر آتے ہیں جو اندھیرے میں آنے جانے والے جہازوں کو خبردار کرتے ہیں۔ عام طور پر انہیں ایسے ساحلوں پر دیکھا جاتا ہے جہاں خطرناک پہاڑیاں ہوں یا ریت ہو۔ اس قسم کے ٹینوں کی رنگت اور صورت کئی قسم کی ہوتی ہے۔ بعض دن کی دھندلاہٹ اور رات کے اندھیرے میں کام دیتے ہیں۔ یہ گیس دار ٹین ہوتے ہیں اور ان سے روشنی پھوٹتی رہتی ہے۔ بعض میں سیٹی اور گھنٹی لگی ہوتی ہے۔ اور جب ان سے موجیں ٹکراتی ہیں تو ان سے خطرے کی آواز نکلتی ہے۔ یہ گول بھی ہوتے ہیں اور مخروطی بھی ان پر سرخ اور سیاہ رنگ کئے جاتے ہیں۔ کہیں یہ لکڑی کے ہوتے ہیں اور کہیں لوہے اور ٹین کے کہیں متحرک اور کہیں ساکن۔

خطرے سے آگاہ کرنے کے علاوہ آبی ٹینوں سے بعض اوقات ایک اور کام بھی لیا جاتا ہے۔ جب سمندر میں غوطہ خور، ماہی گیر یا انجینئر مصروف کار ہوں تو وہ عارضی ٹین نصب کر دیتے ہیں۔ یہ ٹین عام طور پر سبز رنگ کے ہوتے ہیں اور جہازوں کو کام کی جگہ پر آنے سے روکتے ہیں۔ ان پر واضح لفظوں میں ضروری ہدایت لکھی ہوتی ہے۔

آبی ٹینوں کو لنگر کے سہارے قائم کرتے ہیں۔ پانی کے نیچے زنجیر سے بندھا ہوا لوہے کا چپٹا ٹکڑا ہوتا ہے۔ اور یہ آبی ٹین رہتا ہے۔ لوہے کے ٹکڑے اور زنجیر کا وزن آبی ٹین کی جسامت کے مطابق ہوتا ہے۔ اور یہ خیال رکھا جاتا ہے کہ آبی ٹین لنگر کے وزن سے ڈوب نہ جائے۔

**بوائلر** ( دیکھو بائلر )

**بُوٹ اور جُوتے** ( Boots & Shoes ) کوئی چیز جو پاؤں میں حفاظت کے لئے پہنی جائے تاکہ کانٹوں، ٹھوکروں اور موسمی انقلابات سے پاؤں محفوظ رہیں۔ ان کا رواج بہت قدیم ہے چنانچہ بائیبل میں ان کا ذکر آتا ہے۔ یہودی پہلے ناڑ اور نرکل کے جوتے پہنا کرتے تھے۔ پھر کپڑے کے جوتے بنائے اور آخر میں چمڑے کے۔ ایک طبقہ لکڑی کے جوتے بھی پہنتا تھا۔ پائی تھاگورس (فیثاغورث) ایک مشہور فلسفی ہوا ہے اس نے اپنے شاگردوں کو درخت کی چھال کے جوتے پہننے کی تلقین کی۔ رومن لوگوں نے جوتے کی طرف خاص توجہ کی اور کئی قسم کے فیشن نکالے۔ بوٹ کی شکل سولھویں صدی میں بنائی گئی۔

اس وقت یہ بوٹ آگے سے نوکیلے ہوتے تھے جن کو بند کرنے کے لئے بکسوئے لگنے لگے۔ لیکن اس وقت تک دائیں اور بائیں پاؤں کی شکل میں تمیز نہ تھی چنانچہ یہ امتیاز انیسویں صدی کے شروع میں روا رکھا گیا۔ اور ہر پاؤں کے علیحدہ علیحدہ جوتے بننے لگے موجودہ زمانے میں جوتوں کے بے شمار ڈیزائن رائج ہیں

**بوڈاپسٹ** (BUDAPEST) ہنگری کا صدر مقام دریائے ڈینیوب کے کنارے واقع ہے اور تجارت کا بڑا بھاری مرکز ہے۔ اس کے دو حصے ہیں۔ بوڈا اور پسٹ بوڈا دریا کے دائیں کنارے اور پسٹ بائیں کنارے آباد ہے۔ آبادی تقریباً ۱۵ لاکھ ہے۔

**بوڈلین لائبریری** (BODLEIAN LIBRARY) آکسفورڈ یونیورسٹی کی مشہور لائبریری اور کتب خانہ اس کا نام انگریز مدبر سر تھامس بوڈلے کے نام پر ہے۔ جس نے اس کی تجدید و ترقی میں شاندار خدمات سرانجام دیں۔ اس کتب خانہ کی تجدید ۱۵۹۲ء میں ہوئی اور انیسویں صدی میں ریڈ کلف لائبریری اس کے ساتھ مدغم ہو کر اس کا ریڈنگ روم قرار پائی۔ اس میں گاہے گاہے مزید توسیع ہوتی رہی۔ چنانچہ ۱۹۴۷ء میں شاہ انگلستان نے اس کے ایک نئے پہلو کا افتتاح کیا۔ برطانیہ کے قانون کاپی رائٹ مجریہ ۱۹۱۱ء کے تحت یہ لائبریری ہر نئی کتاب یا اشاعت کی ایک جلد بلا قیمت حاصل کرنے کا حق رکھتی ہے۔

**بورڈ رمجلس)** (BOARD) منتخب شدہ یا مقرر شدہ افراد کا گروہ جو مجموعی طور پر کوئی سرکاری فرض سرانجام دیتا ہے۔ عام طور پر بورڈ کے ممبران کی تعداد ۵ اور ۹ کے درمیان ہوتی ہے۔ بسا اوقات اس کے فرائض میں قانون سازی بھی شامل ہوتی ہے۔ لیکن اکثر و بیشتر اس کے سپرد انتظامی امور ہوتے ہیں۔ عام طور پر انتظامی امور کے سلسلے میں ایک واحد سرکاری افسر کی بجائے بورڈ کو ترجیح دی جاتی ہے۔ خصوصاً جبکہ اس ضمن میں انتظامی حکمت عملی کا وضع کرنا بھی شامل ہو جس میں مختلف امور اور پہلوؤں کا خیال ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً کنٹونمنٹ بورڈ یا ڈسٹرکٹ بورڈ ایسے مقامی بورڈ حکومت خود اختیاری کے حامل ہوتے ہیں۔ اور ان کے ذمے زیادہ تر بلدیاتی امور ہوتے ہیں۔ مثلاً صفائی، حفظان صحت، پانی کی بہم رسانی، سڑکوں کی تعمیر، تعلیم وغیرہ۔

**بورژوا** (BOURGEOISIE) بمعنی متوسط طبقہ اشتراکی ادب کی ایک اصطلاح، جس کا اصل ماخذ فرانسیسی زبان ہے۔ فرانسیسی میں اس کے معانی "شہری متوسط طبقہ" کے ہیں جسے اشتراکیوں نے صاحب جائداد شہریوں کے لئے اور پھر مفہوم کو ذرا وسعت دے کر آجروں اور تاجروں اور سماجی قدر و منزلت رکھنے والے لوگوں کے لئے استعمال کیا۔ اس لفظ کی ضد پرولتاری ہے۔ یہ بھی فرانسیسی نژاد لفظ ہے۔ اشتراکی نظریات کے مطابق صنعتی ترقی کی بدولت بورژوا طبقہ نے زمینداروں اور جاگیر داروں کو زیر و زبر کر کے اقتدار سنبھال لیا ہے۔ اور آزاد منش خیالات کو خیرباد کہہ کر تحکمانہ نظام حکومت اختیار کر لیا ہے۔ اشتراکی نظریات کے مطابق طبقاتی آویزش کے باعث بورژوا اور جاگیردار طبقے بالآخر نیست و نابود ہو جائیں گے اور پرولتاری طبقہ کے لوگ برسر اقتدار آجائیں گے۔

**بورسٹل انسٹی ٹیوٹ** (BORSTAL INSTITUTE) ایک قسم کے جیل خانے جن میں ۱۶ سے ۲۱ سال تک کے نو عمر مجرم بند ہوتے ہیں اور انہیں مفید دستکاریاں سکھا کر دیانتداری کی زندگی بسر کرنے کی تربیت دی جاتی ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ ان کو اپنے نفس پر قابو رکھنے اور دماغی خیالات کو شستہ اور بہتر بنانے کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ اس قسم کی جیل جمہوریہ پاکستان میں لاہور میں واقع ہے۔

حیدرآباد اور دوسرے شہروں میں بھی اس سے ملتے جلتے جیل خانے قائم کئے گئے ہیں۔ اسی طرح ریفارمیٹری سکول (REFORMATORY SCHOOLS) کا بھی دنیا کے بعض ملکوں میں وجود ہے جہاں ۱۶ سے کم عمر کے لڑکوں کو

تعلیم دی جاتی ہے۔ یہ نوعمر ملزم کبھی چھوٹے بڑے مجرم بھی ہوتے ہیں۔

**بُورقیبہ، حبیب۔** تونس کے صدر ۱۹۰۳ء میں پیدا ہوئے۔ پیرس میں تعلیم حاصل کی۔ پیشے کے لحاظ سے وکیل ہیں۔ ۱۹۳۴ء میں نیو دستور پارٹی کی بنیاد رکھی۔ اسی سال انہیں سیاسی سرگرمیوں کی بنا پر جلاوطن کر دیا گیا۔ ۱۹۳۸ء میں گرفتار ہو گئے۔ فرانس پر جرمن قبضے کے بعد انہیں رہا کر دیا گیا۔ مگر ۱۹۵۲ء میں دوبارہ گرفتار اور ملک بدر کیے گئے۔ یکم جون ۱۹۵۵ء کو تونس واپس آئے اور پھر سے دستور پارٹی کو منظم کیا۔ اپریل ۱۹۵۶ء میں انہیں تونس کی خود مختاری کے بعد وہاں کی نئی حکومت بنانے کی دعوت دی گئی۔ اس وقت وہ اسمبلی کے اسپیکر کے منصب پر بھی فائز تھے۔ وزارت عظمیٰ سنبھالنے کے بعد اسی سال ۲۵ جولائی کو انہوں نے بادشاہت کے خاتمے کا اعلان کر دیا۔ اور جمہوریہ تونس وجود میں آئی۔ حبیب بورقیبہ اس جمہوریہ کے پہلے صدر منتخب ہوئے۔

**بورنیو** (BORNEO) جزیرہ نما ملایا کے سلسلہ ہائے جزائر کی ایک کڑی جو کرۂ ارض میں تیسرا سب سے بڑا جزیرہ ہے۔ اس کی لمبائی ۸۰۰ میل اور چوڑائی ۷۰۰ میل ہے۔ اس کا وسطی حصہ پہاڑی ہے اور چاروں طرف ساحل کے نزدیک میدانی علاقہ ہے۔ جس میں دلدل کا وجود عام ہے۔ اس کے جنگلات میں قیمتی لکڑی کے درخت اُگتے ہیں۔ علاوہ ازیں بورنیو میں سونے کی کانیں بھی ہیں۔ سیاسی لحاظ سے اس کے تین حصے ہیں یعنی ولندیزی بورنیو، برطانوی بورنیو اور سراوک کی حفاظتی حکومت (PROTECTORATE) جو ۱۸۸۸ء سے برطانیہ کے زیر سایہ ہے۔ ان ہر سہ حصص کی آبادی علی الترتیب ۲۱۶۹۰۰۰، ۳۰۰۰۰۰۰ اور ۴۷۵۰۰۰ ہے۔

**بوزنہ** (دیکھو بندر)



**بوسٹن** (BOSTON) شمالی امریکہ کے مشرقی ساحل پر دوسرے درجے کی مشہور بندرگاہ تعلیم کا مرکز ہے۔ یہاں ایک قدیم یونیورسٹی بھی قائم ہے۔ سوتی، اونی کپڑے اور چھاپہ خانہ کی صنعت کے کارخانے بکثرت ہیں۔ آبادی گنجان ہے۔

**بُوسیفالس۔** سکندر یونانی کے مشہور گھوڑے کا نام۔ یہ وہی گھوڑا تھا جسے کوئی سوداگر اس کے باپ کے پاس لایا۔ لیکن وہ کسی کو پاس آنے نہیں دیتا تھا۔ دراصل یہ گھوڑا اپنے سائے سے ڈرتا تھا اور سکندر اس بات کو تاڑ گیا تھا اُس نے گھوڑے کا منہ سورج کی طرف کر دیا۔ جب گھوڑے کو سایہ نظر نہ آیا تو دھیما پڑ گیا اور سکندر اس پر چڑھنے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ گھوڑا اپنے آخری وقت تک سکندر کی خاص سواری میں رہا اور جہلم کی لڑائی میں جب سکندر پورس کا پیچھا کر رہا تھا۔ تو دونوں بادشاہوں کے سامنے اس نے دم توڑ دیا۔ سکندر نے اس کی یاد میں اسی نام کا ایک عالیشان شہر تعمیر کرایا۔ یہ شہر کسی زمانے میں دریائے جہلم کے دائیں کنارے پر واقع تھا اور مورخوں کا خیال ہے کہ جلال پور پیروالہ وہی شہر ہے۔

**بُوعلی سینا۔** (AVICENNA) (۹۸۰ء تا ۱۰۳۷ء) طبیب، فلسفی، ماہر لسانیات، شاعر اور سائنسدان۔ اصل نام ابو علی الحسین، لقب الشیخ الرئیس۔ بخارا کے قریب ایک شخص عبداللہ نامی کے گھر پیدا ہوا جو عقیدہ کے لحاظ سے اسمٰعیلی شیعہ تھا۔ ہمدان کے مقام پر دفن ہوا۔ جہاں اب بھی اس کا مزار موجود ہے۔ اس کے عروج کی داستان اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ سامانی خاندان کا چشم و چراغ سلطان بخارا نوح ابن منصور (حکومت ۹۷۶ء تا ۹۹۷ء) بیمار ہو گیا اور اس نے کئی طبیبوں سے علاج کرایا جب کوئی افاقہ نہ ہوا تو ابن سینا جیسے کم عمر اور غیر معروف طبیب سے رجوع کیا۔ خوش قسمتی سے سلطان صحت یاب ہو گیا اور اس نے نوعمر ابن سینا کو اپنے عظیم الشان کتب خانہ میں مطالعہ کی اجازت دے دی۔ ابن سینا نے بلا کا حافظ

پایا تھا۔ اس نے جلد ہی سلطان کا ذخیرۂ کتب پڑھ ڈالا اور ہمہ گیر معلومات کا مالک بن گیا۔ اس کے بعد ۲۱ برس کی چھوٹی عمر میں اس نے پہلی کتاب لکھی۔ القفطی کی رائے کے مطابق ابن سینا نے ۲۱ بڑی اور ۲۴ چھوٹی کتابیں لکھی ہیں مگر بعض مؤرخوں کی رائے ہے کہ ابن سینا نے کم و بیش ۹۹ کتابیں قلمبند کیں۔ سائنس کی کتابوں میں اس کی "کتاب الشفاء" اور "القانون فی الطب" اور "اشارات" خاص شہرت رکھتی ہیں۔ عربی زبان میں ایک نظم لکھی ہے اور فارسی میں بھی بعض اشعار اور رباعیات ہیں۔ ابن سینا نے علم موسیقی پر بھی ایک تحریر چھوڑی ہے جو الفارابی کی کتاب کے بعد سب سے زیادہ مستند خیال کی جاتی ہے۔ یورپ میں ابن سینا کو بڑی قدر و قیمت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور اس کی بعض کتابوں کے ترجمے بھی انگریزی زبان میں ہو چکے ہیں۔

## بوعلی شاہ قلندرؒ

بوعلی شاہ قلندرؒ۔ پانی پت کے رہنے والے تھے۔ قطب الدین ہانسویؒ کے خالہ زاد بھائی تھے اور سلطان المشائخؒ کے ہمعصر۔ علوم ظاہری کی تکمیل ہونے کے بعد درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ بارہ سال دہلی کی مسجد قوۃ الاسلام میں وعظ فرمایا مگر پھر درویشوں کی صحبت میں رہ کر دنیا ترک کر دی۔ جنگلوں میں پھرنے لگے اور قلندرانہ روش اختیار کر لی جس کی وجہ سے یہ نام حاصل کیا۔ مجذوب طبقہ میں آپ کا رتبہ سب سے بلند تصور کیا جاتا ہے۔ اور اکثر لوگ آپ کے بہت معتقد ہیں اور طرح طرح کی کرامتیں آپ سے وابستہ کرتے ہیں۔ سنہ ۷۲۴ھ میں جنگل کے اندر ہی وفات ہوئی۔ چند لکڑہاروں نے آپ کی نعش دیکھی اور پانی پت لا کر دفن کر دی۔

## بوگین ول (جزیرہ) (Bougainville)

بحرالکاہل کے مجمع الجزائر سلیمان میں سے ایک جزیرے کا نام ہے۔ یہ نام مشہور فرانسیسی جہازراں بوگین ول (Louis Antoine De Bougainville) کے نام پر رکھا گیا جس نے سنہ ۱۷۶۹ء میں تمام دنیا کے گرد اپنا پہلا سفر پورا کیا تھا۔

سنہ ۱۸۹۹ء سے سنہ ۱۹۱۸ء تک یہ جزیرہ جرمنوں کے قبضے میں رہا اور ان دنوں نیوگنی کی آسٹریلین ٹرسٹی شپ ٹیریٹری (Australian Trustee Ship Territory) میں شامل ہے۔ اس کا زیادہ تر حصہ پہاڑی ہے جو آتش فشاں چوٹیوں سے گھرا ہوا ہے۔ نشیبی علاقوں میں کیلا، ناریل اور آلو پیدا ہوتے ہیں۔

کیٹا (Kieta)، راوا (Rawa) اور ٹنپٹس (Tinputs) بڑے بڑے شہر اور بندرگاہیں ہیں۔

## بول چال

بول چال۔ بول چال اردو اور گفتگو فارسی ہم معنی الفاظ ہیں۔ ہماری روزمرہ کی زبان اور بات چیت بول چال کہلاتی ہے۔ اور بسا اوقات طرزِ گفتگو کے علاوہ اس اصطلاح کا اطلاق اخلاق و عادات پر بھی ہوتا ہے۔ آب و ہوا اور تمدن کے اعتبار سے مختلف ملکوں کا لب و لہجہ مختلف ہوتا ہے اور اس لحاظ سے بھی بول چال کا اطلاق ہوتا ہے۔

## بولیویا (Bolivia) اندرونی

جنوبی امریکہ کی ایک جمہوریہ جو کوہ اینڈیز کے مشرق میں سطح مرتفع پر واقع ہے۔ اور چاروں طرف سے پیرو، برازیل، پیراگوئے، ارجنٹائن اور چلی سے گھری ہوئی ہے۔ اس کا جنوبی حصہ زیادہ تر ریگستانی ہے۔ مگر شمالی علاقہ زیر آب شدہ وادیوں پر مشتمل ہے۔ چونکہ بولیویا کے مختلف حصوں کی سطح سمندر سے بلندی مختلف ہے لہٰذا یہاں کئی ایک قسم کی نباتات دیکھنے میں آتی ہیں۔ اگر کہیں گندم وغیرہ کی کاشت ہوتی ہیں تو دوسری جگہ سرطانی خطوں کے پھل پائے جاتے ہیں۔ میدان زیریں میں کافی تمباکو اور کوکو کی کاشت ہوتی ہے۔ معدنیات میں سب سے زیادہ قابلِ ذکر قلعی ہے۔ جسے بہ افراط دساور بھیجا جاتا ہے۔ جمہوریہ بولیویا کی تاریخ کا آغاز ۱۸۲۵ء سے ہوتا ہے جب یہ سائمن بولیور کی کوششوں سے ہسپانوی تسلط سے آزاد ہوئی۔ سنہ ۱۸۷۹ء۔ سنہ ۱۸۸۳ء میں چلی کے ساتھ جنگ کے باعث اسے اپنے بحری مقبوضات سے ہاتھ دھونا پڑا۔ سنہ ۱۹۳۲ء میں پیراگوئے کے ساتھ اس کی طویل جنگ چھڑ گئی جس کا باعث گران چاکو (Gran Chaco) کی سرحد پر حد بندی کا تعین تھا۔ کافی خونریزی کے بعد دونوں فریقوں کے درمیان سنہ ۱۹۳۶ء میں صلح ہوئی۔ بولیویا کا دارالحکومت سوکرے (Sucre) ہے۔ لیکن سرکاری دفاتر

زیادہ تر لاپاز ( La Paz ) میں واقع ہیں نصف سے زیادہ آبادی قدیم باشندوں (انڈین) پر مشتمل ہے۔ باقی آبادی کا کثیر حصہ ملی جلی نسل سے تعلق رکھتا ہے۔ کل آبادی تقریباً ۳۹۹۰۰۰۰ نفوس ہے اور رقبہ ۴۱۲۷۷۷ مربع میل ہے۔

**بوم رینگ** ( Boomerang ) ایک ہتھیار ہے جو آسٹریلیا کے اصلی باشندے نہایت کامیابی سے استعمال کرتے ہیں۔ یہ ہتھیار لکڑی کا ہوتا ہے اور پیرابولا ( Parabola ) یعنی بیضوی شکل کے نصف کے مشابہ ہوتا ہے۔ ایک جانب ہموار اور دوسری گول ابھروال ہوتی ہے۔ بالکل جیسے ہاکی سٹک کا خم۔ اس کے پھینکنے کی خاص ترکیب ہے جس کے حصول کے لئے مشق و مہارت کی ضرورت ہے۔ جب اس کو صحیح طور سے پھینکا جائے تو یہ چکر کھا کر گھومتی ہوئی اس طرح جاتی ہے کہ واپس ہو کر پھینکنے والے کے پاؤں میں آگرتی ہے۔ شکار اور لڑائی ہر دو مواقع کے لئے ہوتی ہے۔ سیالکوٹ میں سپورٹس یعنی کھیلوں کا سامان بنانے والوں کے پاس سے مل سکتی ہے۔

**بون** - (Bonn) جرمنی کا قدیم شہر دریائے رائن کے بائیں کنارے پر کولون سے پندرہ میل دور جنوب مشرق میں واقع ہے۔ اس کی شہرت کی سب سے بڑی یہی وجہ نہیں کہ یہاں پر جرمنی کی ایک عظیم ترین یونیورسٹی موجود ہے بلکہ یہ بھی ہے کہ یہاں پر تاریخی عالی شان عمارتیں ہیں۔ یہ شہر قدرتی مناظر سے بھی معمور ہے۔

بون یونیورسٹی کی عمارت دلکشی میں اپنا جواب آپ ہے۔ دراصل یہ کولون کے الیکٹرز کا سابق محل ہے۔ ۱۸۱۸ء میں شاہ فریڈرک ولیم سوم نے اس یونیورسٹی کی بنیاد رکھی۔ اس وقت اس نے اتنا فروغ حاصل کیا ہے کہ اعلےٰ تعلیم کے اعتبار سے برلن یونیورسٹی کے بعد اس کا درجہ آتا ہے۔

بون یونیورسٹی میں قانون، طب، فلسفے اور دینیات کے شعبے ہیں۔ زرعی اکیڈمی بھی اس سے وابستہ ہے۔ یونیورسٹی کے پاس ایک اعلےٰ درجے کی رصدگاہ بھی ہے۔ دنیا کا ایک نامور شخص — بیتھوون یہیں پیدا ہوا۔ اس کا مکان عجائب گھر کے طور پر استعمال ہو رہا ہے جس کا نام "بیتھوون میوزیم" ہے۔

بون میں کئی قسم کی چیزیں تیار کی جاتی ہیں۔ یہاں کے لوگ چینی اور پتھر کے ظروف بنانے میں خاص مہارت رکھتے ہیں۔ ان کی تجارت خوب چلتی ہے۔ شہر کی آبادی اکانوے ہزار کے قریب ہوگی۔

دوسری جنگِ عظیم کے بعد مغربی جرمنی کی حکومت کا صدر مقام بھی یہی ہے۔

**بونا** - ( Pygmy: Dwarf ) افریقہ کے بعض حصوں میں بہت چھوٹے قد کے لوگ آباد ہیں جنہیں بونے کہتے ہیں۔ ان کا اوسط قد عموماً ۴½ فٹ تک ہوتا ہے۔ مگر یہ لوگ کام کاج اور عقل و خرد میں دوسرے لوگوں سے پیچھے نہیں ہیں۔ انگلستان میں "جافرے ہڈسن" مشہور بونا تھا۔ جس کا قد نو سال کی عمر میں ۱½ فٹ اور آخری عمر میں ۳½ فٹ تھا۔ ۱۶۲۸ء میں چارلس اوّل نے اسے اپنے دربار میں بلوا کر دیکھا اور انعام و اکرام دے کر رخصت کیا۔ ایک امریکی بونے چارلس سٹریٹن کا قد ۲۵ سال کی عمر میں صرف دو فٹ سات انچ تھا۔ انگریزی زبان میں Guliver's Travels نام کی مشہور کتاب ہے جس میں طنزاً Lilliputians نام سے بونوں کا ذکر ہے۔

**بوناپارٹ** (دیکھو نپولین)

**بونس (منافع)**

فالتو زر معاوضہ جو پہلی جنگِ عظیم کے خاتمے پر امریکی سپاہیوں کو ان کی تنخواہوں کے علاوہ دیا گیا۔ آج کل اکثر تجارتی ادارے سال کے آخیر میں منافع کی شکل میں اپنے ملازمین کو ایک ماہ کی تنخواہ بطور بونس عطا کرتے ہیں۔

**بونس آئیرز** (Buenos Aires) جنوبی امریکہ کی ریاست ارجنٹائن کا صدر مقام۔ جس کا شمار دنیا کے بڑے بڑے شہروں میں ہوتا ہے۔ اس کی آبادی تقریباً ۲۳۷۶۴۰۰۰ افراد پر مشتمل ہے۔ یہ شہر بحراوقیانوس کے ساحل پر بندرگاہ بھی ہے۔ زرعی

پیداوار کا مرکز ہے اور یہاں کے ڈیری فارموں (Dairy Farms) کی بنی ہوئی چیزیں باہر کے ملکوں کو بھیجی جاتی ہیں۔

**بوہرہ۔** گجراتی لفظ "ووہرو" کی بگڑی ہوئی شکل جس کے معنی تاجر کے ہیں۔ اسمٰعیلیہ فرقہ کی ہندوستانی اور پاکستانی شاخ جو ہندو سے مسلمان ہوئی۔ مغربی ہند میں ہندو بوہرے بھی ہیں اور سنی بوہرے بھی ہوتے ہیں۔ ان کی تعداد دو لاکھ سے اوپر ہے۔ بالعموم یہ لوگ بیوپاری ہوتے ہیں اور شہروں میں رہتے ہیں۔ افریقہ اور الجزائر میں بھی تجارت کرتے ہیں اور عرب و مسقط میں بھی پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کی ابتدائی تاریخ کے بارے میں بہت کم علم ہے۔ احمد، عبداللہ وغیرہ ان کے ابتدائی رہنما (داعی) تھے جن کے مزارات قدیمی شہر کھنبات (بھارت) میں ہیں۔ ۱۵۹۱ء تک ان کا ایک ہی داعی ہوتا تھا۔ لیکن اس کے بعد ہندوستانی فرقہ نے داؤد بن قطب شاہ کی حمایت کی اور اس لحاظ سے داؤدی کہلانے لگے۔ یمن والوں نے سلیمان بن حسن کو اپنا داعی تسلیم کیا اس لئے وہ سلیمانی کہلائے اس طرح ان کے دو فرقے ہو گئے۔ یمن میں ان کی اکثریت ہے اور پاکستان و ہندوستان میں داؤدیوں کی۔ گجرات کی اسلامی سلطنت کے زمانہ میں ان میں سے بعض سنی ہو گئے اور صغیری کہلائے۔ ان لوگوں کے مذہبی رہنما "ملاجی" کہلاتے ہیں۔ جن کی یہ سب بہت عزت کرتے ہیں۔ بوہروں کا لباس عام طور پر ایک مستقل عمامہ اور لمبی اچکن پر مشتمل ہوتا ہے۔

**بوہیمیا۔** Bohemia چیکوسلواکیہ کا سب سے بڑا صوبہ۔ اس کے چاروں طرف پہاڑوں کا سلسلہ ہے جو اسے سیکسنی، اپر شیا، باویریا اور موریویا سے جدا کرتا ہے۔ اس میں سے دریائے ایلب کا بالائی حصہ اور اس کے معاون دریاؤں کا گزر ہے۔ اسے اور موراویا کو مدغم کرنے پر جو علاقہ وضع ہوتا ہے اسے "سوڈیٹن لینڈ" کہتے ہیں۔ بوہیمیا میں مختلف معدنیات کثیر مقدار میں پائی جاتی ہیں۔ جن میں کوئلہ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ آب و ہوا وادیوں میں نرم ہے اور زمین زرخیز ہے۔ جنگلات بھی بہت پائے جاتے ہیں۔ کل رقبہ ۲۰ ہزار مربع میل ہے۔ اور آبادی ۶۷۰۰۰۰۰ افراد کے لگ بھگ ہے۔ اس کی آبادی کا بیشتر حصہ صقلبی النسل (Slav) ہے۔ سب سے بڑی اقلیت ان جرمن نژاد لوگوں کی ہے جن کے آباؤ اجداد یہاں کے فرمانرواؤں کی کوشش سے ۱۲ ویں اور ۱۳ ویں صدی میں بوہیمیا میں آکر آباد ہوئے تھے۔ ۱۶ ویں صدی میں اسے تاج آسٹریا کی تحویل میں دے دیا گیا۔ مگر مذہبی اختلافات کی بناء پر ۱۶۱۹ء میں یہ خود مختار ہو گیا۔ اس کے بعد تیس سالہ جنگ ہوئی جس کی بناء پر اس کے پروٹسٹنٹ حکمرانوں کو تخت سے اتار کر آسٹریا کے شاہی خاندان کو اس پر فائز کر دیا گیا۔ ۱۹۱۸ء میں بوہیمیا آزاد ہو گیا اور ایک نئی یورپی جمہوریہ کو چیکوسلواکیہ میں شامل کر دیا گیا۔ جو دن بدن ترقی کے مراحل طے کر رہی ہے۔

**بھابھا، ڈاکٹر ہومی جہانگیر۔** ڈاکٹر ہومی جہانگیر بھابھا کی پیدائش ۳۰ اکتوبر ۱۹۰۹ء کی ہے۔ ابتدائی تعلیم بمبئی کے کیتھڈرل اور جان کینن ہائی اسکول میں حاصل کی اور بعد میں الفنسٹن کالج بمبئی سے فارغ ہو کر ۱۹۳۰ء میں کیمبرج سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۳۴ء میں پی ایچ ڈی ہوئے۔ مزید برآں ۱۹۴۲ء میں پٹنہ یونیورسٹی کی انتہائی ڈگری سے سرفراز ہوئے۔

۱۹۲۹ء میں لکھنؤ، ۱۹۵۰ء میں بنارس اور ۱۹۵۲ء میں آگرہ کی یونیورسٹیوں میں علمی تحقیقات کی تکمیل کرتے رہے۔ بھارت میں ایٹمی تحقیقاتی کمیشن کے صدر ہیں۔ ان کا شمار بھارت کے اعلٰے درجہ کے سائنسدانوں میں ہوتا ہے اور وہ علم طبیعیات کے ماہر خیال کئے جاتے ہیں۔ بھارت میں جو اولین ایٹمی ری ایکٹر نصب ہوا ہے۔ اس کی نگرانی ڈاکٹر بھابھا ہی نے کی۔ اس ری ایکٹر سے طبی اور زرعی تحقیقات میں مدد لینے کے علاوہ بجلی پیدا کرنے کا کام لیا جائے گا۔

علاوہ ازیں فوٹوگرافی ان کا محبوب مشغلہ ہے۔ سائنسداں کی حیثیت سے ان کی شہرت کا آغاز [illegible]

شعاعوں (Cosmic Rays) کی تحقیقات کے سلسلے میں ہوا۔ لیکن ایٹمی تحقیقات میں وہ عالمگیر شہرت کے مالک بن چکے ہیں۔ چنانچہ ایٹمی طاقت کے پُرامن استعمال کے سلسلے میں اقوام متحدہ کے زیرِ اہتمام جو جنیوا میں ۷۳ ملکوں کی کانفرنس ہوئی تو اس کی صدارت کے فرائض بھی ڈاکٹر بھابھا نے سرانجام دیئے۔ بیشتر بمبئی میں مقیم رہتے ہیں اور ٹاٹا کے ریسرچ (Research) انسٹی ٹیوٹ سے بھی بطور پروفیسر اور ڈائرکٹر تعلق رکھتے ہیں۔ نیز کلکتہ، چیتر گنج اور بنگلور کے ٹاٹا مراکز کی نگرانی بھی ان کے فرائض میں داخل ہے۔

**بھاپ۔** (Steam) بھاپ سے مراد وہ آبی بخارات ہیں جو ہوا اور فضا میں دکھلائی نہ دیتے ہوں۔ عام بول چال میں اس سے وہ بادل جیسے ٹکڑے مراد لئے جاتے ہیں جو آبی بخارات کے سرد ہونے سے باریک باریک قطرے بن کر دکھلائی دینے لگتے ہیں۔

## بہادر شاہ ظفر

(دیکھو ظفر، بہادر شاہ)

**بہار۔** (Bihar) بھارت کا ایک صوبہ جسے بالعموم "گلشنِ ہند" کہا جاتا ہے۔ یہاں پر چاول، گندم، جو، باجرہ، پٹ سن اور نیشکر کی کاشت ہوتی ہے۔ اس کا دارالحکومت پٹنہ ہے یہاں سکھ مذہب کے سپاہی منش گورو گوبند سنگھ صاحب پیدا ہوئے تھے۔ عہدِ قدیم میں بہار بدھ مت کا گہوارہ تھا۔ اس کی آبادی بڑی گنجان واقع ہوئی ہے۔ تمام صوبہ کی کل آبادی ۴۰۲۱۸۹۱۶ ہے۔ اور اس آبادی کا اکثر حصہ ہندو مذہب کا پیرو ہے۔ اس کا رقبہ ۷۰۳۶۸ مربع میل ہے۔ یہاں پر کوئلہ، لوہا اور ابرق کی کان کنی ہوتی ہے۔ لوہے اور فولاد کے بڑے بڑے کارخانے بھی پائے جاتے ہیں جن میں ہزاروں مزدور کام کرتے ہیں۔ ۱۹۴۶ء کے فسادات میں اس صوبے کے مسلمانوں کی اکثریت مشرقی پاکستان ہجرت کر گئی۔

**بہار ملک الشعرا۔** شاعرِ بزرگ ایران، بہار آستانہ رضائیہ سے گہرا تعلق رکھتے تھے۔ انقلابِ ایران کے دوران میں انہوں نے غیر معمولی شہرت حاصل کی۔ بیسویں صدی کی ابتدا میں ایرانی شاعروں، ادیبوں اور دانشوروں نے جو متحدہ محاذ قائم کیا بہار اس کی روحِ رواں تھے۔ اس محاذ میں عارف قزوینی، دہخدا، اشرف گیلانی اور پورداؤد ان کے ساتھیوں میں سے تھے۔ اسی زمانہ میں بہار نے بہت سی سیاسی نظمیں لکھیں جو اپنے اسلوب کی وجہ سے جدید فارسی شاعری میں بڑی نمایاں حیثیت رکھتی ہیں۔ پروفیسر براؤن (Professor Brown) نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "ایران جدید میں پریس اور شاعری" (Press and Poetry in Modern Persia) میں ان کی کئی ایک نظمیں نقل کی ہیں۔ رضا شاہ پہلوی کے آغازِ حکومت میں بہار زیرِ عتاب رہے لیکن ادبی و علمی کاموں کے لئے انہیں پوری آزادی تھی انہوں نے فارسی زبان کے بعض پہلوؤں کی تحقیق بھی کی ہے۔ علامہ اقبال کے بڑے مداح تھے۔ ان کی تعریف میں بہت سے اشعار بھی کہے ہیں۔ ۱۹۵۵ء میں وفات پائی۔

**بھارت** (دیکھو انڈیا)

**بہانا۔** کسی مائع چیز کا کسی ٹھوس شے کو اپنی رَو میں لے جانا۔ چنانچہ پانی کا بہاؤ ایک مشہور کیفیت ہے اور اس خاصیت کی بدولت بھاری بھر کم چیزیں اور سامان ایک مقام سے دوسری جگہ بہا کر لے جائے جاتے ہیں۔ پانی کے بہاؤ کی وجہ سے کشتیاں اور سفینے بڑی سرعت سے موافق سمتوں میں چلتے ہیں۔ بہانا بمعنی حیلہ، اعذار، دھوکا اور مکر وغیرہ کے معنوں میں بھی مستعمل ہے اس صورت میں اسم ہے۔

**بہاول پور۔** (Bahawalpur) پاکستان کی سب سے بڑی ریاست جو اب پاکستانی مملکت میں مدغم ہو چکی ہے اور وہاں کے امیر حکومت

کے وظیفہ خوار ہیں۔ رقبہ ۱۶½ ہزار مربع میل۔ آبادی ۱۳½ لاکھ۔ رحیم یار خان اور احمد پور شرقیہ اور بہاول پور مشہور شہر ہیں۔ رحیم یار خان میں صابن اور کپڑے کے کئی کارخانے ہیں۔ بہاول پور کا شہر جسے بغداد الجدید بھی کہتے ہیں۔ صدر مقام تھے۔

علاقہ زیادہ تر ریگستانی ہے لیکن حال ہی میں نہریں کھود کر اسے سرسبز و شاداب بنا دیا گیا ہے۔ بارش کم ہوتی ہے۔ اور گرمی زیادہ پڑتی ہے۔ بھیڑ بکریاں اور مویشی پالے جاتے ہیں۔ اور ان کی اون کی تجارت ہوتی ہے۔ کھجور ریاست کی اہم پیداوار ہے۔

گیہوں اور باجرہ کی کاشت ہوتی ہے۔ ریشمی لنگیاں۔ مٹی اور کانسی کے برتنوں کے لئے مشہور ہے۔

بہاولپور کی سرحد بھارت سے ملتی ہے حکمران کو "امیر" کہتے تھے۔ اور الحاق سے پیشتر ریاستی دستور ساز اسمبلی کا قیام بھی عمل میں آیا تھا۔

باشندے مسلمان ہیں اور سیاہ پھندنے والی سرخ ٹوپی (جسے ترکی ٹوپی کہا جاتا ہے) پہنتے ہیں۔ لوگوں کی زبان ملتانی اور سندھی ہے۔

**بہاءالدین زکریا ملتانی حضرت۔** ۵۷۸ھ/۱۱۸۲ء میں بمقام ملتان پیدا ہوئے۔ والد کی وفات کے بعد حصول علم کے واسطے بخارا، بغداد، بیت المقدس وغیرہ گئے اور شیخ شہاب الدین سہروردی نے آپ کو خلعت خلافت دیکر ملتان واپس بھیج دیا۔ جہاں آپ نے سہروردیہ سلسلہ کی بنیاد ڈالی۔ ناصر الدین قباچہ والئ سندھ اور ملتان آپ کا بہت معتقد تھا۔ مشہور شاعر عراقی آپ کے داماد تھے اور ان کی وجہ سے سماع کی محفلیں گرم رہا کرتی تھیں۔ آپ نے اسلام کی اشاعت اور مذہب اسلام کی بہت نمایاں خدمات انجام دیں اور بزرگان کرام میں آپ کا درجہ بہت بلند مانا جاتا ہے۔ عام طور پر عوام آپ کو "شیخ بہاؤ" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ آپ نے ۶۶۶ھ/۱۲۶۶ء میں وفات پائی اور ملتان میں ہی مدفون ہوئے۔ آپ کے صاحبزادہ شیخ صدر الدین عارف بھی باکرامت بزرگ ہوئے ہیں۔

**بہاءاللہ۔** پیدائش ۱۸۱۷ء۔ وفات ۱۸۹۲ء۔ اصل نام مرزا حسین علی نوری۔ مازندران کے قصبہ نور میں پیدا ہوئے۔ تیس برس کی عمر میں بابی مذہب اختیار کیا اور گو باب کو پہلے کبھی نہ دیکھا تھا مگر اتنے سخت بابی بنے کہ بالآخر باب کے جانشین ہو گئے۔ جب شاہ ایران پر حملہ ہوا تو ان کو اس سلسلہ میں پہلے تو تہران میں مقید کر دیا گیا اور پھر جلاوطن کر دیا گیا چنانچہ بغداد میں اقامت اختیار کی اور وہیں انہوں نے یہ اعلان کیا کہ باب نے "یا مظہر اللہ" انہیں کے بارے میں کہا ہے۔ انہوں نے درویشانہ زندگی اختیار کی اور اسی دوران میں بابی مذہب کے اصول و قواعد مرتب کئے۔ جب ان کا اثر زیادہ بڑھنے لگا تو ترکوں نے ان کو "ایڈریانوپل" کے مقام میں نظربند کر دیا اور جب وہاں بھی لوگ ان کے معتقد ہونے لگے تو پھر عکہ بھیج دیا گیا اور وہیں ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کے بعد ان کے جانشین عبدالبہا ہوئے جنہوں نے بابی مذہب کو مغربی ممالک، خصوصاً امریکہ میں پھیلایا۔ (نیز دیکھو باب)

**بہائی۔** بہاءاللہ بانی جن کا ذکر اوپر آچکا ہے اور ان کے جانشین عبدالبہا کے معتقدین کے فرقے کا نام جو بابی المذہب ہیں۔

ان دونوں بہائی مذہب کے لوگ پاکستان میں خال خال موجود ہیں اور بعض دوسرے ممالک میں بھی ان کی قلیل تعداد پائی جاتی ہے۔ کئی مغربی ممالک میں بھی یہ لوگ تھوڑی تعداد میں موجود ہیں۔

**بھٹی۔** (Furnace) کارخانوں میں بھٹیاں بنی ہوتی ہیں جن پر خام مواد کو گرم کرتے، پگھلاتے اور آ پالتے ہیں اور پھر مختلف شکلوں میں اسے ڈھالتے ہیں۔ جہاں چونہ تیار ہوتا ہے اسے بھی بھٹی کہتے ہیں۔ اینٹیں پکانے کے مقام کو بھٹا کہتے ہیں۔ لوہار جہاں کام کرتے ہیں۔ وہ بھی "بھٹی" کہلاتی ہے۔ دانے بھوننے کی بھٹی بھی مشہور ہے اور اس طرح پر کئی اور قسم کی بھٹیاں بھی ہوتی ہیں۔

بھٹی بعض لوگوں کی گوت اور قوم بھی ہوتی ہے اور اسے راجپوتوں کی شاخ سمجھا جاتا ہے۔

**بہرا پن** ۔ (Deafness) ثقلِ سماعت:
کان کے بیرونی اور درمیانے اور اندرونی تینوں حصّوں میں خرابی واقع ہونے سے بہرا پن پیدا ہو جاتا ہے۔ بیرونی کان میں میل یا کسی اور چیز کے پھنس جانے سے یا ورم۔ پھوڑا، پھنسی اور درد کی وجہ سے انسان بہرا ہو جاتا ہے۔ کان کے درمیانے حصّے میں کبھی کبھی نزلہ زکام کی وجہ سے اُس نالی کے ذریعہ سے جراثیم داخل ہو جاتے ہیں جو ناک کو کان کے اِس حصّہ سے ملاتی ہے۔ جراثیم کی سمیّت کے سبب دُنبل نکل آتا ہے۔ اور پیپ پڑ جاتی ہے جس کی وجہ سے سماعت میں فرق آ جاتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ کان کے درمیانی حصّہ کی چھوٹی ہڈی سخت ہو گئی ہو جس کی وجہ سے آواز کی لہریں مرتعش ہو کر دماغ تک نہ پہنچ سکتی ہوں اور سننے کی طاقت سلب ہو جاتی ہے۔ کان کے بیرونی اور درمیانی حصّوں کی شکایات اکثر اوقات قابلِ علاج ہوتی ہیں اور وجہ مرض دور ہوتے ہی سماعت درست ہو جاتی ہے۔ درمیانے حصّے میں ورم دور ہونے کے کچھ دنوں بعد بہرا پن جاتا رہتا ہے۔ لیکن اگر پردہ میں سوراخ پیدا ہو گیا ہو تو اس کا اندمال مشکل ہوتا ہے اور مستقل طور پر کان خراب ہو جاتا ہے۔ ہڈی کے سخت ہو جانے سے جو بہرا پن پیدا ہو جاتا ہے اُسے دُور کرنے کے لئے آج کل ایک خاص عمل جراحی دریافت ہوا ہے۔ اس آپریشن کو فینسٹریشن (Fenestration) کہتے ہیں۔ کسی کسی مریض پر اس کے ذریعہ سے حیرت انگیز طور پر کامیابی ہوئی ہے۔ لیکن ابھی یہ کہنا کہ ہر مریض کو اس سے فائدہ ہو سکتا ہے قبل از وقت ہو گا۔ کان کے اندرونی حصّہ میں خرابی ہوتی ہے تو عموماً اُن نسوں پر بھی خرابی کا اثر پڑتا ہے جو آواز کی لہروں کو دماغ میں مرکزِ سماعت تک منتقل کرتی ہیں۔ یہ مرض لاعلاج ہوتا ہے۔ کان کے بیرونی یا درمیانی حصّہ میں خرابی پیدا ہو جائے تو آواز کی لہریں کھوپڑی کی ہڈی میں سفر کر کے مرکزِ سماعت تک پہنچ جاتی ہیں اور سننا ممکن ہو جاتا ہے۔ اندرونی حصّہ کی خرابی کے بعد سننا قطعی ناممکن ہے۔ بہرے پن کو ایک آلے کے ذریعہ سے ناپا جا سکتا ہے جسے سماعت پیما (Audio-Meter) کہتے ہیں۔ اس آلے سے مریض کا معائنہ کرنے کے بعد کچھ دوسرے مناسب آلات اور ادویات کے بارے میں مریض کو مشورہ دیا جا سکتا ہے جن کے استعمال سے سماعت میں سہولت پیدا ہو جاتی ہے۔

**بھرت** ۔ (Alloy) مختلف دھاتوں کے مرکب سے بنی ہوئی دھات۔ اس دھات کو ایک یا ایک سے زیادہ دھاتوں میں ایک خاص قسم کی سختی، مضبوطی، لوچ یا نرمی حاصل کرنے کے لئے ملا دیتے ہیں۔ عام اجزاء یہ ہیں:۔
پیتل (جست، تانبہ) کانسی (ٹین، تانبہ) فولاد۔ (لوہا، کرومیم کاربن) بعض حالتوں میں بھرت مخلوط محض نہیں بلکہ ایک نیا کیمیاوی مرکب بن جاتا ہے۔

**بھڑ، زنبور** ۔ مشہور ڈنک مارنے والا جانور ہے۔ اس کی کئی قسمیں ہیں۔ زرد بھڑ سنہری زرد رنگ کی ہوتی ہے۔ یہ اپنا گھر ایک قسم کے کاغذی گودے سے بناتی ہے۔ جو لکڑی کو چبا کر تیار کرتی ہے۔ یہ گھونسلہ یا چھتہ گویا پیپر ماشی کا گھر ہوتا ہے۔ اس گھر میں یہ بھڑیں نو آبادی کی صورت میں رہتی ہیں۔ جس میں ایک ملکہ۔ کئی ایک نر اور بے شمار کام کرنے والی بھڑیں ہوتی ہیں۔ زنبور یا تتیّا زرد اور سیاہ رنگ کی ہوتی ہیں۔ یہ زیادہ دل کی درزوں میں گھر بناتی ہیں۔ ان ہر دو قسموں میں مادہ کے ڈنک ہوتا ہے۔ نر کے نہیں ہوتا۔ اور ان میں صرف رانی یا ملکہ ہی انڈے دیتی ہے۔
زرد بھڑیں ایک قسم کی مٹھاس جمع کرتی ہیں۔ جس طرح شہد کی مکھیاں شہد جمع کرتی ہیں۔ لیکن بھڑیں شہد مرنے سے پہلے پہلے بچوں کو کھلا دیتی ہیں۔ اور گرمیوں میں خود ختم ہو جاتی ہیں۔ زنبور بھی شہد جمع نہیں کرتی۔ کیونکہ سردیاں آنے سے پہلے پہلے یہ بھی مر جاتی ہیں۔ صرف چند رانیاں بچ رہتی ہیں۔ سردیوں کے دن کہیں چھپ کر گزارتی ہیں اور گرمی کی آمد پر نئی بستیاں بناتی ہیں۔ ابتداء میں خود رانی کچھ گودا تیار کرتی ہے۔ اس گودے سے باریک کاغذ بناتی ہے۔ اور پھر اس کو خول میں تبدیل کر دیتی ہے۔ جو ہشت پہلو ہوتا ہے۔ جب چھتہ تیار ہو جاتا ہے۔ تو رانی فوراً ہر خانے میں ایک ایک انڈا دے دیتی ہے۔ جب انڈوں سے کرم نکلتے ہیں تو ان کی خاطر سنڈیاں اور چھوٹے چھوٹے

کیڑے پکڑتی ہے۔ ڈنک مار کر ان کو بے ہوش کرتی اور کرموں کو کھلاتی ہے۔ یہی کرم بڑے ہو کر کام کرنے والی بھڑیں بنتے ہیں جو خوراک جمع کرنے اور آئندہ نسلوں کو پالنے کا کام کرتے ہیں۔ موسم گرما کے خاتمے سے کچھ پہلے رانی انڈے دینا بند کر دیتی ہے۔ اور ساری جماعت چھتہ چھوڑنے کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔ ایسے کرم جو بے بسی کی حالت میں ہوں خانوں سے باہر نکال کر مار دیئے جاتے ہیں۔ جب تک موسم گرم رہتا ہے جوان بھڑیں ادھر ادھر اڑتی پھرتی نظر آتی ہیں لیکن معمولی سردی شروع ہونے پر ہی وہ کمزور ہونے لگتی ہیں اور گرمی کی تلاش میں گھروں کے اندر داخل ہونا شروع کر دیتی ہیں۔ اگر اس وقت ان کے راستے میں کوئی رکاوٹ پیدا کی جائے تو فوراً ڈنک مار دیتی ہیں۔ لیکن سردی کے باعث تھوڑی سی دیر میں بے ہوش ہو کر گر پڑتی ہیں اور مر جاتی ہیں۔ ان دنوں ان کے غیر آباد چھتوں کے ٹکڑے عام طور پر گرے ہوئے ملتے ہیں۔ جس کسی کو بھڑ ڈنک مارے اس کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ یہ ڈنک کا زہر تیزابی خاصیت رکھتا ہے اور اس لئے اس پر سوڈا بائی کارب جیسی الکلی اشیاء لگائی جانی چاہیئں۔ عمدہ امونیا اس بارے میں نہایت مفید رہتا ہے۔

جو بھڑیں چھتہ بنا کر نہیں رہتیں بلکہ فرداً فرداً گھر بنا کر رہتی ہیں ان میں معمار بھڑ یا کمہارن بہت عام ہے۔ یہ بھڑ دروازوں، ستونوں اور برتنوں والی الماریوں کے لکڑی کے ریشے کھرچتی نظر آتی ہے۔ اس ریشے کو چباتی ہے اور لعاب دہن کو ملا کر نرم گودا سا بنا لیتی ہے پھر اس میں تھوڑی سی مٹی ملا کر گارا تیار کرتی ہے اور اس سے ہمارے گھروں کی دیواروں پر اپنے رہنے کے لئے ایک ٹمٹی نما جھونپڑی بنا لیتی ہے۔ اس میں ایک سے تین تک خانے ہوتے ہیں۔ جھونپڑیوں کے مکمل ہونے پر بھڑ لاروں۔ سنڈیوں۔ مکڑیوں یا کیڑوں کی تلاش میں اڑ جاتی ہے۔ پہلے ان کو ڈنک مارتی ہے جب وہ بے ہوش ہو جاتے ہیں تو انہیں اٹھا کر اپنے گھر میں لے آتی ہے۔ پھر ہر ایک خانے میں ایک انڈا دیتی ہے اور خانوں کو کیچڑ سے ڈھانپ کر رخصت ہوتی ہے۔ جب کرم انڈوں سے باہر آتے ہیں تو ان قیدی سنڈیوں کو کھاتے اور بڑھتے رہتے ہیں۔ اگر ان کے گھر کو توڑ کر دیکھو تو اوپر کی کیفیت اور صاف صاف نظر آئے گی۔

بہت سی بھڑوں کے سر پر بال ہوتے ہیں۔ مگر یہ بال شہد کی مکھیوں جیسے عام نہیں ہوتے۔ ان کے پیٹ کے ایک یا دو پچھلے پتلے اور باریک ڈنڈی کی مانند ہوتے ہیں۔ بھڑ کے اس حصے کو کمر کہتے ہیں۔ اس کا پیٹ کمر سے نیچے ایک تھیلے کی شکل میں ہوتا ہے۔

**بہزاد کمال الدین**۔ یہ شخص ایران و توران کا مشہور نقاش تھا۔ سنہ ۸۵۴ھ میں ہرات میں پیدا ہوا۔ اور ۸۰ سال کی عمر میں سنہ ۹۴۲ھ میں انتقال کیا۔ اس کی تاریخ وفات "خاکِ قبرِ بہزاد" سے نکلتی ہے۔ سلطان حسین بایقرا کے زمانہ میں ایرانی نقاشی کو اس کی وجہ سے بہت عروج ہوا۔ جب صفویوں نے تبریز سے ہرات پر چڑھائی کی تو وہاں سے اس کی جان کی حفاظت کر کے تبریز لے آئے۔ اور اس کی بہت عزت افزائی کی۔ بہزاد نے بے شمار مصور کارنامے چھوڑے ہیں۔

**بہزاد لکھنوی**۔ مشہور شاعر سنہ ۱۹۰۰ء میں لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ آباؤ اجداد ریاست رام پور کے رہنے والے تھے۔ اور آفریدی النسل تھے۔ بہزاد صاحب کو شعر و سخن کا شوق بچپن سے تھا۔

تعلیم کے مختلف مراحل طے کرنے کے بعد آپ ایسٹ انڈین ریلوے میں ٹی ٹی ای Traveling Ticket Exeminer ہو گئے۔ اختلاج قلب کی وجہ سے مستعفی ہو گئے۔ سنہ ۱۹۳۲ء میں آپ آل انڈیا ریڈیو دہلی میں ملازم ہو گئے۔ سنہ ۱۹۴۲ء میں مستعفی دے کر پنچولی آرٹ پکچرز لاہور میں ملازمت کر لی۔ کچھ عرصہ کے بعد پھر لکھنؤ چلے گئے۔

آپ کا شمار اردو کے بہترین و بلند پایہ شاعروں میں ہوتا ہے۔

آپ کا کلام سلیس، صاف اور عام فہم ہے۔ غزل و نظم دونوں کی زبان شستہ اور رواں ہے۔

آپ کے کلام کے مندرجہ ذیل مجموعے بہت مشہور و مقبول ہیں:۔ نغمۂ نور۔ کیف و سرور۔

چراغ طور، کفر و ایمان، نعت حضور صلعم، بیانِ حضور صلعم وغیرہ۔
قیامِ پاکستان کے بعد سے آپ کراچی میں مقیم ہیں۔

**بہشتی** ۔ بہشت سے صفت نسبتی ہے۔ متوفی کے لئے دعائیہ رنگ میں بہشتی کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ بہشتی اور جنتی باہم مترادف ہیں۔ بہشتی عرفِ عام میں پانی پلانے والے یا پانی بھرنے والے شخص کو بھی کہتے ہیں اور اس صورت میں اس لفظ کا اطلاق پانی کی خنکی اور ٹھنڈک کی وجہ سے ہوتا ہے۔

**بہشتی زیور، کتاب** ۔ فاضل اجل مولانا اشرف علی تھانوی رح کی مشہور کتاب جو گیارہ حصوں میں ہے۔ اور اسلامی شریعت کو سادہ اور سلیس رنگ میں بیان کرتی ہے۔ اس اہم تصنیف میں خواتین کے لئے خصوصیت سے مسائل درج ہیں۔ یہ کتاب اس قدر مفید ہے کہ کوئی اسلامی گھر اس کے وجود اور اس کے مطالعہ سے خالی نہیں رہنا چاہیئے۔ مسلمان بچیوں اور مسلمان خواتین کے لئے اس کتاب کا پڑھنا ازبس ضروری ہے۔
اس کتاب کے سینکڑوں ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔

**بھگت سنگھ** ۔ برصغیر کی جدوجہد آزادی کا نامور ہیرو بھگت سنگھ موضع بنگہ ضلع لائل پور کے ایک ایسے خاندان کا فرد تھا جس کے تقریباً سبھی افراد جنگ آزادی کی تحریک کے سرگرم رکن تھے۔ اس خاندان نے بجا طور پر اس بچے کی پیدائش کو خاندان کی خوش قسمتی پر محمول کیا اور اس کا نام "بھاگوں والا" رکھا گیا۔ جسے بعد میں بھگت سنگھ بنا لیا گیا۔ بھگت سنگھ نے ہوش سنبھالتے ہی جلیانوالا باغ اور عدم تعاون کی تحریک کے زمانے کے خونیں واقعات سے اثر قبول کیا۔ سنہ ۱۹۲۱ء میں اس نے اسکول چھوڑ دیا۔ اور نیشنل کالج میں تعلیم پانا شروع کی۔ سنہ ۱۹۲۷ء میں اسے لاہور میں دسہرہ بم کیس کے سلسلے میں گرفتار کر کے لاہور کے شاہی قلعہ میں رکھا گیا۔ وہاں سے ضمانت پر رہائی پانے کے بعد اس نے نوجوان بھارت سبھا بنائی اور انقلاب پارٹی قائم کی۔ اکتوبر سنہ ۱۹۲۸ء میں سائمن کمیشن کی آمد کے موقعہ پر لاہور میں زبردست مظاہرے ہوئے۔ پولیس نے مظاہرین پر لاٹھی چارج کیا جس میں زخمی ہونے کی وجہ سے لالہ لاجپت رائے کا انتقال ہو گیا۔ اس قتل کا بدلہ لینے کے لئے بھگت سنگھ اور اس کے ساتھیوں نے انگریز پولیس کپتان مسٹر سانڈرس کو یونیورسٹی گراؤنڈز کے پاس ۱۷ دسمبر سنہ ۱۹۲۸ء کو ہلاک کر دیا اور خود غائب ہو گئے۔ اس کے بعد ان پر دہلی کے اسمبلی ہال میں بم پھینکنے کا مقدمہ قائم کیا گیا۔ اور سرکار نے ملزم کی حاضری اور وکیل یا گواہ کے بغیر مقدمہ چلانا شروع کیا۔ لاہور سازش کیس کوئی گیارہ ماہ چلتا رہا۔ بالآخر بھگت سنگھ اور اس کے ساتھیوں کو سزائے موت سنادی گئی۔ اور تھوڑے ہی دن بعد انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ انہوں نے بڑی جرأت اور دلیری سے ۲۳ مارچ سنہ ۱۹۳۱ء کی شام کو لاہور سنٹرل جیل میں پھانسی کے پھندے خود اپنی گردنوں میں ڈالے۔ حاکموں میں اتنی جرأت نہ تھی کہ ان کی لاشوں کو سیدھے راستے سے باہر نکالیں۔ چنانچہ جیل کی دیوار توڑ کر لاشیں باہر نکالی گئیں اور جلا کر خاک اور ہڈیاں فیروزپور کے نزدیک دریائے ستلج میں بہا دی گئیں۔

**بھگوت گیتا** (Bhagavad Gita) ۔ یعنی کرشن مہاراج کا گیت جو مہابھارت کی رزمیہ نظم میں قلمبند ہے۔ گیت کے تین حصے میں ہر حصے کے چھ ابواب ہیں۔ جنہیں اپنشد کہا جاتا ہے۔ اس کی تعلیم کا ماحصل یہ ہے کہ ذہنی الجھنوں میں گرفتار نہیں ہونا چاہیئے۔ اس کے ذریعہ ارجن جیسے لوگوں کی اصلاح کرنا مقصود ہے۔ جو حق کی حمایت میں اپنے رشتہ داروں کے خلاف تلوار نہیں اٹھا سکتے۔ گیتا کے تراجم بھی مختلف زبانوں میں ہو چکے ہیں۔

**بھمبور** ۔ کراچی کے قریب سندھ کے ایک قدیم شہر دیبل کے آثار کی تلاش کے دوران ایک اور شہر بھمبور کے آثار دریافت ہوئے ہیں۔ اس ہزار دو برس پرانے شہر میں عروج کے زمانے سے پہلے کے ثقافتی آثار ملے ہیں۔ یہاں سے برتنوں کے جو ٹکڑے ملتے ہیں ان پر دیوناگری رسم الخط کی تحریریں ہیں۔ یہ تحریریں معمولی روشنائی سے لکھی ہوئی ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ

برتن باہر سے درآمد نہیں کیے گئے تھے۔ محققین اور ماہرین تاریخ کی رائے ہے کہ بھمبور ہی غالباً دیبل کی وہ بندرگاہ ہے جس پر ۷۱۲ء میں محمد بن قاسم نے قبضہ کیا۔ ان آثار کے مطالعہ سے مسلمانوں کے دفاعی نظام تعمیراتی منصوبہ بندی اور فن تعمیر کا پتہ بھی چلتا ہے۔ یہاں سے جو چیزیں ملی ہیں ان پر کوفی رسم الخط میں تحریریں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ عباسی خلیفہ جعفر دائق باللہ کے زمانے کا ایک سونے کا سکہ بھی ملا ہے جو ۲۲۹ھ میں مصر کی ٹکسال میں تیار ہوا تھا۔

**بھمنی سلطنت** ۔ سلطان محمدؒ تغلق نے ۱۳۴۲ء میں ظفر خاں کو جنوبی ہند کا گورنر مقرر کیا۔ اس نے دکن کے تمام سرداروں کو ساتھ ملا کر مرکز سے علیحدگی اختیار کر لی اور ۱۳۴۷ء میں علاؤ الدین حسن گنگو بھمنی کا لقب اختیار کر کے آزاد بھمنی سلطنت کی بنیاد رکھی۔ بھمنی سلطنت میں ۱۴ بادشاہ ہوئے۔ جنہوں نے بڑی شان و شوکت سے دکن میں حکومت کی۔ بھمنی سلطنت وجیا نگر کی ہندو مملکت سے اکثر برسر پیکار رہتی تھی۔ بھمنی سلاطین نے دکن میں زراعت، تعلیم اور عمارات پر بڑی توجہ دی اور اس عہد میں دکن میں اردو زبان نے بھی نشو ونما پائی اور وہاں اسلام بھی خوب پھیلا۔ سن ۱۴۹۰ء کے قریب بھمنی سلطنت کو زوال آنا شروع ہوا۔ ۱۵۱۸ء تک بھمنی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔ اور دکن میں بھمنی سلطنت کے آثار پر پانچ چھوٹی چھوٹی سلطنتیں بریدشاہی، عمادشاہی، نظام شاہی، عادل شاہی اور قطب شاہی کی بنیادیں رکھی گئیں۔

**بہنا** ۔ مراد کسی سیّال شے کی رَو سے ہے۔ محاورہ میں اگر ایک تمدن دوسرے تمدن کے ساتھ مل جائے تو کہتے ہیں کہ ایک تہذیب دوسری تہذیب کی رَو میں بہہ گئی۔ یا اگر ایک فرد دوسرے فرد کی تقلید کرے تو وہاں بھی بہنا یا بہہ جانا استعمال میں آتا ہے۔ بہنا بیشتر مائع چیزوں کے چلنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اور اسی سے محاورہ بنایا گیا ہے۔

**بھنبھنانے والی گھنٹی** (Buzzer)
برقی رَو برقی مقناطیس میں سے گذر کر نرم لوہے کے آرمیچر Armature کو اپنی جانب کھینچتی ہے۔ آرمیچر کا تعلق ایک سپرنگ سے ہوتا ہے جس کے کھنچنے سے برقی دور ٹوٹ جاتا ہے اور آرمیچر سپرنگ کے ذریعہ اپنی اصلی حالت پر آ جاتا ہے۔ ایسا ہوتے ہی پھر برقی دور مکمل ہو جاتا ہے اور متذکرہ بالا عمل پھر دہرایا جاتا ہے۔ آرمیچر تیز رفتاری سے آگے پیچھے حرکت کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے ہوا میں ارتعاش پیدا ہو کر بھنبھنانے کی آواز نکلنے لگتی ہے۔ یہ گھنٹی عام طور پر تار برقی میں سگنل دینے کے کام آتی ہے۔

**بھنگ** (حشیش) ایک ہندو پاکستانی جنگلی خودرو پودا۔ اس کے پتوں کو گھوٹ کر پینے سے ایک خاص قسم کا نشہ حاصل ہوتا ہے۔ ہندی و پاکستانی بے فکرے اور آوارہ لوگ اس کو خوب پیتے ہیں اور اس کے پکوڑے بنوا کر کھاتے ہیں۔ گورنمنٹ کی طرف سے یہ لائسنس کے بغیر فروخت و تیار نہیں کی جا سکتی۔ بھنگ سے چرس و مدک جیسی مُضر اور سُن کر دینے والی چیزیں بھی تیار کی جاتی ہیں۔ جن کو آوارہ اور اوباش لوگ حقّے میں ڈال کر تمباکو کی طرح پیتے ہیں اور پھر دُنیا اور مافیہا سے بے خبر پڑے رہتے ہیں۔ چرس اس پودے کے پھولوں کی رطوبت ہوتی ہے۔ عربی میں بھنگ کو حشیش کہتے ہیں۔

**بھوپال** (Bhopal) وسطی ہندوستان کی ایک ترقی یافتہ ریاست تھی۔ جس کا فرمانروا ایک مسلمان نواب تھا۔ ریاست کی کل آبادی ۷½ لاکھ تھی جس میں صرف بھوپال شہر کی آبادی ۷۵ ہزار ہے۔ اس ریاست کا الحاق بھارت سے ہو چکا ہے۔

**بھوت** ۔ جن اور بھوت عام خیال کے مطابق انسان کے سوا ایک دوسری مخلوق ہے۔ جو فوق البشر تو نہیں البتہ تحت البشر تصوّر کی جاتی ہے۔ جن اور

بھوت کے کام اور کارستانیاں شیطنت آمیز سمجھی جاتی ہیں اور بنی نوع انسان کو ورغلانے اور گمراہ کرنے پر محمول کی جاتی ہیں۔ جن اور بھوت کو نکالنے اور دفع کرنے کے کئی گنڈے ٹوٹکے مشہور ہیں لیکن جس طرح بھوت کی ہستی موہوم ہے اسی طرح ان کے علاج معالجے مشکوک ہیں۔

## بھوٹان

بھوٹان (Bhutan) تبت اور آسام کے درمیان مشرقی ہمالیہ کی ایک ریاست جس کا رقبہ ۱۶۸۰۰ مربع میل اور آبادی ۳ لاکھ کے قریب ہے۔ اس کا علاقہ پہاڑی ہے اور آب و ہوا مختلف مقامات پر مختلف واقع ہوئی ہے۔ سنہ ۱۹۰۷ء تک اس کی حکومت تبت کی طرح تھی اور اس پر ایک مذہبی پیشوا اور ایک عارضی دوا پرشاد کا تسلط تھا۔ سنہ ۱۹۰۷ء میں اس کے غیر مذہبی سربراہ نے استعفیٰ داخل کر دیا اور ملک کی عنان حکومت ایک موروثی مہاراجہ کے ہاتھوں میں دے دی گئی۔ تبت کی طرح ان لوگوں کا مذہب بھی بدھ مت ہے صنعتیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ریاست کی وادیوں میں چاول، مکی اور باجرہ پیدا ہوتے ہیں۔

## بھورا

بھورا (Albino) افریقہ کی حبشی آبادی میں سے وہ افراد جن کے چہروں پر سفید داغ ہوں یا وہ تمام افراد جن کے چہروں اور بالوں کے رنگ سفید ہوں اور آنکھیں گلابی۔ اس قسم کے انسان روز روشن میں بخوبی نہیں دیکھ سکتے۔ لیکن نیم روشنی میں اشیاء کا امتیاز کر سکتے ہیں۔ یہ حالت جانوروں میں بھی پائی جاتی ہے۔ چنانچہ بلی اسی قسم کا ایک جانور ہے۔ برعکس اس کے ایک کیفیت اس قسم کی ہوتی ہے جب انسان یا جانور رات کو نہیں دیکھ سکتا یعنی رات کے وقت اندھا ہوتا ہے۔ یہ سب حالات دراصل بیماریاں ہیں۔ ایک اور قسم ہے جس کو انگریزی میں مون بلائنڈ Moon Blind کہتے ہیں۔ ان کو چاندنی میں کچھ نظر نہیں آتا۔ برف اندھا Snow Blind وہ آدمی ہوتا ہے جس کو برف کی سفیدی میں کچھ نظر نہیں آتا اور رنگ اندھا (Colour Blind) وہ آدمی ہوتا ہے جو مختلف رنگوں میں عموماً اور سبز اور سرخ میں خصوصاً تمیز نہ کر سکے۔

## بھول بھلیاں

بھول بھلیاں (Labyrinth) بھول بھلیاں قدیم مصریوں نے بنائی تھیں اور ان کا محل وقوع جھیل موئیرس کی جنوبی سرحد تھی یہ بھول بھلیاں دراصل محلات کا ایک سلسلہ تھا جس میں بارہ محل شامل تھے جو ایک دوسرے کے ساتھ ملحق تھے ۱۲۰ ہال کمرے تھے جن کے گرد پندرہ سو کمرے تھے اور اگر کوئی شخص راستہ دریافت کرنا چاہتا تو باہر کا راستہ بالکل معلوم نہیں کر سکتا تھا۔ اتنے ہی کمرے تہ خانوں کی صورت میں فرش سے نیچے تھے جن میں بادشاہوں کے مدفن تھے یا جہاں مگرمچھ پالے جاتے تھے۔ کیونکہ قدیم مصری مگرمچھ کی پرستش کرتے تھے اور اسی نام کا یعنی (Crocodile) شہر بھی تھا جہاں یہ بھول بھلیاں واقع تھیں۔ اگر کوئی شخص ان محلات کے اندر جاتا تو وہ ایک لمبی رسی ساتھ لے جاتا جس کا ایک سرا باہر دروازے سے بندھا ہوتا۔ راستے میں وہ رسی کھولتا جاتا اور پھر اسی رسی کے ساتھ واپس آتا۔ قدیم مورخ اس عمارت کو مصر کے (Pyramids) (اہرام) سے بھی افضل بتلاتے ہیں اور اس عمارت کو ایک عجوبۂ روزگار خیال کرتے ہیں۔

## بھونپو

بھونپو (Siren) بھونپو ایک آلہ ہے جسے چلانے پر اس میں سے ایک نہایت زوردار آواز پیدا ہوتی ہے۔ عموماً کارخانوں اور فیکٹریوں وغیرہ میں ملازمین کو کارخانہ کھلنے اور بند ہونے کے اوقات سے آگاہ کرنے کے لئے بجایا جاتا ہے۔ ہوائی حملہ کے وقت بھی بھونپو بجا کر عوام کو اطلاع دی جاتی ہے۔

اس آلہ میں نچلی طرف ایک خانہ ہوتا ہے۔ جس میں ایک راستہ سے ہوا کے دباؤ کو یکساں رکھنے کے لئے ایک برقی موٹر استعمال کی جاتی ہے۔ خانہ کے اوپر کی سطح پر ترچھے اور لمبوترے سوراخ ہوتے ہیں جن سے تھوڑا اوپر اس قسم کے سوراخوں والی ایک تختی لگی ہوئی ہے۔ لیکن ان سوراخوں کا رخ نیچے کے سوراخوں کی مخالف سمت میں ہوتا ہے۔

جب خانہ میں ہوا بھر جاتی ہے تو ان چرخیوں کو جو خانہ سے اوپر کچھ فاصلہ پر لگی ہوتی ہیں، ایک ہینڈل کے ذریعہ گھمایا جاتا ہے۔ خانہ میں سے ہوا اوپر کو اُٹھتی ہے اور خانہ کے سوراخوں سے نکل کر اوپر کی تختی کے سوراخوں سے ٹکرا کر باہر کو زور کرتی ہے۔ اس طرح آواز میں ارتعاش پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ ایک خاص سُر اور گونج کے ساتھ نہایت زور سے باہر آتی ہے۔

## بھونرا Betle

بھونرا اور اس سے ملتے جلتے کیڑے اس قسم کے ہوتے ہیں جن کے پہلی مرتبہ کے پر سخت ہو کر دوبارہ نکلے ہوئے پروں پر غلاف کا کام کرتے ہیں۔ باہر کا خول سخت اور چمکدار ہوتا ہے۔ یہ کیڑے اکثر پھل پتیوں کو کاٹ ڈالتے ہیں اور فرنیچر بھی خراب کرتے ہیں۔ عام طور پر سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں اور جسامت ان کی عام کیڑوں مکوڑوں سے زیادہ ہوتی ہے۔

## بھوننا Frying

بھوننا یا بھجیا بنانا پکانے کی ایک آسان ترین صورت ہے اور ہر کس و ناکس کو فرائنگ پان Frying Pan کا استعمال معلوم ہے۔ فرائنگ پان لوہے کا بنا ہوا، موٹا اور مضبوط ہونا چاہیے۔ کالک اور جلی ہوئی چکنائی دور کر لینی چاہیے۔ اچھی قسم کی چربی یا گھی فرائی پان کے اندر ڈالو۔ جب وہ پگھل جائے تو اُس کے اندر کوئی کھانے کی چیز ڈالو۔ بڑے چمچے یا کرچھے سے برابر اسے ہلاتے رہو تاکہ جلنے نہ پائے۔ جب سرخ ہو کر بھن جائے تو اتار لو اور گرم گرم کھاؤ۔ بھجیا اگرچہ لذیذ ہوتی ہے اور اس کا بنانا بھی آسان ہے۔ مگر اس کو وہی لوگ ہضم کر سکتے ہیں جو تندرست ہوں اور ان کے معدے قوی ہوں۔ جن لوگوں کو سوءِ ہضم یا معدہ کا کوئی اور مرض ہو ان کو بھجیا کا استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ چھوٹے بچوں کو بھی اس سے پرہیز کرانا چاہیے۔



## بھیجا (دیکھو دماغ)

## بھیڑ Sheep

یہ جانور بھی پہلے جنگلی تھا مگر اب اسے پالتو بنا لیا گیا ہے۔ اس کے جسم کے بال اس بات کی دلیل ہیں کہ یہ سرد طبقوں کا جانور تھا۔ بھیڑ کی ڈاڑھی نہیں ہوتی اور نر کے سینگ گول ہوتے ہیں۔ اگر سینگ کو چوڑائی کے رُخ کاٹا جائے تو اندر والی خلا مثلث کی صورت میں ہوتا ہے۔ اور ان پر لمبائی کے رُخ گہرے نشیب ہوتے ہیں۔ بکروں کے جسم سے تیز بدبو آتی ہے۔ لیکن بھیڑ کے پاؤں کے پیچھے ایک قسم کے غدود سے ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے اس کے پاؤں کے نشانات سے ایک بو آتی ہے اس بو کی وجہ سے یہ جانور ایک دوسرے کو تلاش کر لیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ گلہ کے سب جانور ہمیشہ یکجا رہتے ہیں۔ بھیڑ کے بچے یا مینڈھے کو گلہ سے الگ کر کے لے جانا بہت مشکل کام ہے۔

بھیڑیں پالنے کا کام آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور ارجنٹائن میں وسیع پیمانے پر ہوتا ہے۔ اس ملک کی یہ خاص دولت ہے۔ گوشت کے علاوہ اس کی اون بھی قیمتی ہوتی ہے۔ انگلستان کی صنعتی دولت پہلے اون ہی تھی۔ پاکستان میں اس طرف توجہ کم ہے۔ دُنبہ بھی بھیڑ ہی کی ایک قسم ہے۔ اس کی اون بھی نہایت نرم و ملائم ہوتی ہے۔ کابل کی بھیڑیں اور دُنبے خاص طور پر عمدہ خیال کیے جاتے ہیں۔ برّوں کی نرم کھال سے ایک قسم کی ٹوپی بنائی جاتی ہے جس کو قراقلی کہتے ہیں۔ برّہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس کی دُم لمبی ہوتی ہے اور اس لیے بعض دفعہ اس کو قطع کرنا پڑتا ہے۔ بھیڑ کا دودھ ٹھنڈا اور زود ہضم ہوتا ہے۔ طبی خواص رکھتا ہے۔ خاص کر آنکھ پر اس کا پھوا رکھنے سے سرخی دور ہو جاتی ہے۔ بھیڑ بکری کی طرح پھرتیلا جانور نہیں اور نہ ہی اتنا اوپر چڑھ سکتا ہے جتنا کہ بکریاں چڑھ سکتی ہیں۔ اس لیے یہ میدانی

گھاس پھوس پر گزارہ کرتا ہے۔ درختوں کے پتے بھی حسب ضرورت کھا لیتا ہے۔ جگالی کرنے والا اور پالتو جانور ہے۔

**بھیڑیا** (Wolf) بھیڑیا دراصل جنگلی کتا تھا جس کا قد آزاد فضا میں رہنے کے سبب سے ذرا بڑھ گیا ہے اس کی شکل و صورت ڈراؤنی اور غیر مانوس سی ہے۔ تمام گوشت خور جانوروں میں سب سے زیادہ موذی سمجھا جاتا ہے۔ بھیڑ بکری اور اپنے سے چھوٹے درندوں بلکہ کمزور اور بیمار بھیڑیوں کو بھی کھا جاتا ہے۔ بھوک کی شدت کی حالت میں آدمی پر حملہ کرنے سے بھی گریز نہیں کرتا۔ بھیڑیا انسان کے چھوٹے بچوں کو اٹھا لے جانے میں مشہور ہے۔

**بھیل** Bhels وسطی ہندوستان کی ایک وحشی قوم جو جنگلوں اور پہاڑوں میں نیم برہنہ رہتی ہے۔ یہ لوگ آریائی حملہ سے پیشتر ہندوستان میں آباد تھے۔ ان کی کل آبادی گذشتہ اعداد و شمار کے مطابق ۵ ہزار کے قریب ہے۔

**بھینس** (Buffalo) ایک دودھ پلانے اور دودھ دینے والا جانور جو افریقہ میں جنگلی حالت میں اور پاک و ہند میں پالتو حالت میں ملتا ہے۔ اس کی بہترین نسلیں خاص پاکستان میں ہوتی ہیں۔ چنانچہ نیلی بار وغیرہ کی بھینسیں دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ بڑے بڑے زمینداروں کے پاس پانچ پانچ سو بھینسوں کے گلے دیکھے گئے ہیں۔ اس جانور کے دودھ کا ریکارڈ ایک من تک ہے۔ بھینس میں خوبی یہ ہے کہ جب تک بچہ پاس نہ ہو۔ گوالا دودھ نہیں دوہ سکتا۔ اس لئے اس کو بلا خوف چرنے کے لئے باہر بھیجا جا سکتا ہے۔ بھینس کا نر یعنی بھینسا باربرداری یا گاڑی چلانے کے کام آتا ہے۔ یہ جانور پانی چاہتا ہے اور گرمی سے گھبراتا ہے اور اس بات میں ہاتھی سے ملتا ہے۔ دودھ، دہی اور گھی کے لئے اس کی دیکھ بھال اور پرورش نہایت ضروری ہے۔

**بے** (دیکھو بیگ)

**بیا** ایک چھوٹا سا، لیکن نہایت ہی ہنرمند اور عقلمند پرندہ اس کا قد عام طور پر چھ انچ کے قریب، پر خاکی، رنگ کے اور نچلا حصہ زردی مائل ہوتا ہے۔ دالیں اور اسی قسم کے ننھے ننھے دانے اس کی خوراک ہیں۔ اونچے اونچے درختوں پر ایسی کاریگری سے گھونسلا بناتا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ کہتے ہیں کہ برسات کی اندھیری راتوں میں جگنو پکڑ کر لے جاتا ہے اور ان کی روشنی سے اپنے گھونسلے کو منور کرتا ہے۔ لوگ اسے پالتے ہیں اور طرح طرح کے کرتب سکھا کر محظوظ ہوتے ہیں۔ بڑا ہوشیار اور چالاک پرندہ ہے۔ جو سکھاؤ سیکھ جاتا ہے۔
(نیز دیکھو بجڑا)

**بیت الحکم یا بیت الحکماء** الحکم کا لفظ الحکمت کی جمع ہے اور الحکماء کا لفظ الحکیم کی جمع ہے۔ بیت بمعنی گھر یا مقام یا مرکز۔ بیت الحکم یا بیت الحکماء سے مراد وہ مقام یا مرکز ہے جہاں فلسفی اور سائنس دان علمی اور سائنسی تحقیقات کریں۔

عباسی خلیفہ مامون کے عہد میں بغداد میں بیت الحکمۃ نامی ایک ادارہ تھا جہاں بڑے بڑے فلسفی سائنسدان اور علماء دینی تحقیقی کام کیا کرتے تھے۔

**بیت العتیق** ۔ یعنی پرانا گھر ۔ کعبہ کا نام ہے کیونکہ اس وقت جتنے مقامات خدا کی عبادت کے واسطے مخصوص ہیں ان میں کعبہ شریف سب سے قدیم ہے۔ اس کو بیت الحرام بھی کہا گیا ہے۔ قرآن پاک میں اس کی ابتدائی تعمیر کا تو ذکر نہیں لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل کے ساتھ مل کر اس کو دوبارہ بنایا تھا۔ قرآن پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے بھی یہاں ایک مقدس جگہ عبادت کے واسطے مخصوص تھی جو منہدم ہو چکی تھی۔ جب حضرت ابراہیم یہاں خود تشریف لائے تو انہوں نے بیٹے کے ساتھ مل کر انہیں بنیادوں پر از سرِ نو عمارت تعمیر فرمائی جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔

**بیت اللحم** ۔ لفظی معنی "گوشت کے گھر" کے ہیں۔ ایک بستی کا نام ہے جو حضرت مسیح کی پیدائش کی روایتی جگہ ہے۔ یہ گاؤں فصیل کے اندر سفید پتھروں سے تعمیر کیا گیا ہے۔ اور یروشلم کے مشہور اور قدیم شہر سے جو موجودہ فلسطین کا دارالحکومت ہے ۶ میل جنوب کو واقع ہے۔ اس جگہ حضرت مسیح کی روایتی جائے پیدائش کے اوپر صلیب کی شکل کا ایک گرجا بنا ہوا ہے۔ جس کے نیچے ایک تہ خانہ ہے۔ اس تہ خانے میں ایک چرنی تھی۔ اسی جگہ آپ کو پیدائش کے بعد رکھا گیا۔ یہ بھی روایت ہے کہ یہی گاؤں حضرت داؤد کی جائے پیدائش اور مسکن تھا۔ (نیز دیکھو بیڈلم)

**بیت المال** ۔ اسلامی خزانہ ۔ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں جب فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا تو زمین کا محصول، مالِ غنیمت کا خمس، زکوٰۃ، عشر، جزیہ وغیرہ کی آمدنی اسی وقت سے ہونے لگی تھی۔ لیکن آگے چل کر جب اس میں بہت زیادہ اضافہ ہوا تو ضرورت پیش آئی کہ ان کے واسطے کوئی جگہ اور سرکاری دفتر قائم کیا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں بیت المال (خزانہ) کا محکمہ قائم کیا۔ اس سے تمام مسلمانوں کو تنخواہ یا وظیفہ دیا جاتا تھا۔ اس میں سب سے پہلے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اور حضور کے اہلبیت کا حصہ تھا جس کی رقم ۱۵ کروڑ ہزار درہم سالانہ تھی۔ اہلِ بدر اور اُن کی اولاد کا حق تھا پھر عام مہاجرو انصار کا۔ مستورات، بیواؤں اور یتیموں کا بھی حصہ مقرر تھا۔ ہر قبیلہ کا دفتر اور دیوان علیحدہ تھا مرکز کے علاوہ صوبوں کے صدر مقام پر بھی بیت المال قائم کئے گئے تھے اور ان کا حساب باقاعدہ رکھا جاتا تھا۔ ہر صوبہ کی آمدنی وہاں کے بیت المال میں جمع ہوتی تھی اور حکومت کے اخراجات پر جو کچھ خرچ ہوتا اس کے بعد باقی رقم مرکزی بیت المال میں جمع کر دی جاتی تھی۔ لیکن خلافتِ راشدہ کے بعد بیت المال ایک شاہی خزانہ بن گیا اور اس کا زیادہ حصہ بادشاہوں کی شان و شوکت پر صرف ہونے لگا۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بیت المال کی تجدید کا مسئلہ زیرِ غور ہے۔

**بیت المعمور** ۔ یعنی وہ مقام جس کی زیارت کے واسطے تمام لوگ دور و نزدیک سے آتے ہوں۔ قرآن پاک میں کعبہ شریف کو اس نام سے بھی یاد کیا گیا ہے۔ اس لفظ کا مفہوم اس جگہ کا بھی ہے جو آباد ہو۔ چونکہ سال کے ایک زمانہ (حج) میں اس جگہ لوگ کثرت سے جمع ہوتے ہیں اور خوب چہل پہل ہو جاتی ہے اس لئے اس کو بیت المعمور کہا گیا ہے۔ بجائیکہ عرب خود ایک بنجر علاقہ ہے اور وہاں آبادی بہت کم ہے۔

**بیت المقدس** ۔ فلسطین کا مشہور شہر اور دارالحکومت ہے۔ یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں تینوں کے نزدیک مقدس ہے۔ یہاں حضرت سلیمانؑ کا تعمیر کردہ معبد بھی ہے۔ جو بنی اسرائیل کے نبیوں کا قبلہ تھا۔ اور اسی شہر سے ان کی تمام تاریخ وابستہ ہے۔ یہی شہر حضرت عیسیٰ کی پیدائش کا مقام ہے اور یہی ان کی تبلیغ کا مرکز تھا۔ مسلمان بھی تبدیلیٔ قبلہ کے وقت تک اسی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں ذی الحجہ ۱۵ھ میں مسلمانوں نے اسے رومیوں سے فتح کیا۔ اور اہلِ شہر کی خواہش کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود وہاں تشریف لے گئے۔ اس کا عبرانی نام یروشلم ہے۔

آج کل نصف شہر پر یہودی قابض ہیں۔ اور نصف مسلمانوں کے پاس ہے۔

**بیت اللہ** (دیکھو بیت العتیق اور کعبہ)

**بیتھوون** (Beethoven) (۱۷۷۰ء – ۱۸۲۷ء) جرمنی کا مشہور مغنی جو دنیا کے ممتاز موسیقاروں میں شمار کیا جاتا ہے۔ ایک ولندیزی نژاد غریب جرمن گویّے کے ہاں بمقام بون (Bonn) پیدا ہوا۔ لڈوگ وان بیتھوون نے علم موسیقی کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ذوق و شوق کا اظہار پانچ برس کی عمر میں ہی ظاہر کرنا شروع کر دیا۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اسے بعض ماہرین فن سے درس حاصل کرنے کا موقع ملا جن میں باخ Bach اور ہینڈل (Handel) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ تکمیل تعلیم کے بعد بون سے وی آنا (Vienna) چلا آیا۔ جو اس وقت علم موسیقی کا ایک بہت بڑا مرکز تھا۔ چالیس برس کی عمر میں وہ بہرا ہو گیا۔ مگر اس افسوسناک عارضہ کے باوجود اس کا فن اس معراج کمال کو پہنچا جس کی نظیر آسانی سے نہیں مل سکتی۔ آخری عمر تک پیہم پریشانی اور تنگدستی کا شکار رہا اور اسی طرح ایک روز جب [illegible] ابر و باراں کے ساز چھیڑ رہے تھے اس عظیم مغنی کی روح عالم بالا کی طرف پرواز کر گئی۔

**بیٹرنگ ریم** (Battering Ram) ریم کے معنی مینڈھے کے ہیں۔ بیٹرنگ کے معنی پاش پاش کرنے والا قدیم زمانے کا ایک جنگی آلہ جس سے قلعہ کی دیواروں کو توڑنے کا کام لیا جاتا تھا۔ بناوٹ میں ایک لکڑی کا شہتیر ہوتا تھا۔ فولادی چادروں سے منڈھا ہوتا تھا۔ اور نقل و حرکت کے لئے پہیوں پر نصب تھا۔ اس کے سرے کو زور زور سے قلعے کی دیواروں پر مارتے تھے حتیٰ کہ اس کی دیواریں منہدم ہو جاتی رہتیں۔

**بیٹری برقی** Electric Battery کیمیاوی طریقوں سے برقی رو پیدا کرنے کا طریقہ۔ معمولی بیٹری کے اندر کسی کیمیاوی محلول میں دو پترے ہوتے ہیں۔ محلول ایک پترے پر زیادہ کاٹ کرتا ہے اور دوسرے پر کم۔ مثال کے طور پر لکلانچی قسم کے سیل (Lechlanche Cell) کو پیش کیا جا سکتا ہے۔ کیمیائی عمل کے لئے شیشہ کے برتن میں مندرجہ ذیل چیزیں ہوتی ہیں۔ (۱) پارے کے ساتھ ملی ہوئی جست کی سلاخ۔ یہ منفی سرا ہوتا ہے (۲) کاربن کی سلاخ۔ مثبت سرا کاربن اور مینگنیز ڈائی آکسائڈ کے بھرے ہوئے مسام دار ظرف میں استادہ ہوتا ہے۔ (۳) محلول نوشادر جو جست پر عمل پیدا ہو کر اسے زنک کلورائڈ (Zinc Chloride) میں تبدیل کرتی ہے۔ کاربن اور جست کی سلاخوں کو تار سے ملا دینے پر برقی رو دوڑنے لگتی ہے۔

**بیٹل شپ** (Battle Ship) بحری جنگی جہاز جسے عموماً سطح سمندر پر ہی استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ بحری قلعہ پوری طرح مسلح ہوتا ہے۔ یہ اتنا مضبوط ہوتا ہے کہ اسے نقصان پہنچنے کا خطرہ بہت کم ہوتا ہے اور یہ دشمن کے بڑے سے بڑے جہاز کو غرق کر سکتا ہے۔ بیٹل شپ کے ساتھ جنگی جہازوں کا بیڑہ ہوتا ہے جو ساحل پر حملہ آور ہوتا ہے۔ سب سے پہلا بیٹل شپ ایچ ایم ایس ڈریڈ ناٹ (۱۹۰۶ء) تھا۔ اس کا وزن ۱۷۹۰۰ ٹن تھا اور اس پر ۱۲ انچ دہانے کی دس توپیں نصب تھیں۔ اس وقت برطانیہ کا سب سے مضبوط بیٹل شپ ایچ ایم ایس ونگارڈ (Vanguard) ہے۔ یہ ۱۹۴۴ء میں بنا۔ اس کا وزن ۴۲،۰۰۰ ٹن ہے۔ اور اس پر ۱۵ انچ دہانے کی آٹھ اور ۵،۲۵ انچ دہانے کی سولہ توپیں نصب ہیں۔

**بیٹل کروزر** (Battle Cruiser) بحری جنگی جہاز کی ایک قسم ہے۔ یہ نام سب سے پہلے ۱۹۱۰ء میں ان جنگی جہازوں کے لئے استعمال ہوا جو بہت مضبوط اور ناقابل تسخیر سمجھے جاتے تھے۔ اب ان کی جگہ بیٹل شپ نے لی ہے۔ ہڈ اور ریپلس

آخری برطانوی بیٹل کروزر تھے جو دوسری جنگِ عظیم (۱۹۴۱ء) میں غرق ہو گئے۔

**بیٹھک** ۔ ایک آسان طریقہ ورزش کا نام ہے۔ جس سے رانیں مضبوط ہوتی ہیں اور کمر تک فائدہ پہنچتا ہے۔ اس میں دونوں پاؤں زمین پر برابر رکھ کر بالکل سیدھے کھڑے ہوتے ہیں اس طرح اکڑ کر کہ سر، گردن اور پیٹھ خمیدہ نہ ہو۔ زمین پر بیٹھنے کا ارادہ کرکے پھر کھڑے ہو جاتے ہیں اور متواتر پاؤں اپنی جگہ سے سرکا کر پھر اُسی جگہ پر لے جاتے ہیں۔ اور اس طرح حتیٰ المقدور کرتے رہنے سے اچھی خاصی ورزش ہو جاتی ہے۔

یہ طریقہ پاک و ہند میں بہت رائج ہے اور خاص طور پر فنِ پہلوانی کا ایک لازمی جزو سمجھا جاتا ہے۔

عام گفتگو میں بیٹھک اس کمرے کا نام بھی ہوتا ہے جہاں صاحبِ خانہ اور ملاقاتی نشست و برخاست کرتے ہیں۔

**بیجاپور** (Bijapur) صوبہ بمبئی کا ایک شہر جو کسی وقت ایک عظیم الشان سلطنت کا دارالحکومت تھا۔ اس کی کل آبادی ۴۸۹۶۸ نفوس پر مشتمل ہے۔

**بے جان اشیاء** (Still Life : Lifeless Objects) روزمرّہ استعمال کی معمولی اشیاء، جیسے گلاس، جگ، پھل، ڈبل روٹی وغیرہ، جب پینٹنگ Painting میں دکھائی جاتی ہیں تو انہیں "بے جان اشیاء" کہا جاتا ہے۔ مصوّر، عموماً بے جان اشیاء کی مصوّری کرتے ہوئے اُنہیں حقیقت سے بہت قریب لے آتا ہے۔

**بیج بونا** (Sowing) پودوں کی افزائش نسل کا سب سے زیادہ عام اور سادہ طریقہ۔

بیج بونے کے سلسلہ میں اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ جس قدر چھوٹے بیج ہوں گے اُتنی ہی کم مٹی انہیں ڈھکنے کے لئے درکار ہوگی۔ اگر بیج بہت چھوٹے ہوں تو اُنہیں محض بکھیر دیا جاتا ہے اور مٹی کسی زمین ہموار کرنے کے آلے سے برابر کر دی جاتی ہے۔ زیادہ بڑے بیج ہل سے نالیاں بنا کر بوئے جاتے ہیں اور پھر پٹیلے سے مٹی برابر کر دی جاتی ہے۔

**بیچلر** (Bachelor) انگریزی لفظ ہے۔ جس کے لغوی معنی ایک ایسے آدمی کے ہیں جو تھوڑی زمین کا مالک ہو۔ یا مویشیوں کا چھوٹا سا گلہ رکھتا ہو۔ تیرھویں صدی عیسوی میں پوپ گریگوری نہم نے اس لفظ کا اطلاق ان طلباء پر کیا جو یونیورسٹی کے شعبہ آرٹ یا سائنس میں ماسٹر یا ڈاکٹر سے نیچے کی ڈگری حاصل کر چکے ہوں۔ اس کے بعد وہ کوئی کتاب یا مقالہ لکھ کر ماسٹر یا ڈاکٹر کی ڈگری حاصل کر سکتے تھے۔ یعنی بیچلر وہ ڈگری تھی جو بغیر کچھ ریسرچ کئے یا کتاب لکھے محض مطالعہ سے حاصل ہوتی تھی۔ رفتہ رفتہ بیچلر Bachelor کے مجازی معنی مجرّد یا کنوارے آدمی کے ہو گئے جس سے ابھی کچھ پیدا نہ ہوا ہو۔ اور اس کے بعد "نائٹ بیچلر" Knight Bachalor کا خطاب نکلا جو پانے والے کی ذات تک محدود ہوتا اور آگے اولاد تک نہ چلتا تھا۔ پاکستان میں یہ لفظ صرف ڈگری کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ خواہ یہ ڈگری آرٹس کی ہو یا سائنس اور پیشہ کی۔ پاکستانی یونیورسٹیاں مندرجہ ذیل قسم کی ڈگریاں عطا کرتی ہیں۔

بی۔ اے (بیچلر آف آرٹس) B.A. (فنون)

بی۔ ایس سی (بیچلر آف سائنس) B.Sc (علوم)

ایم۔ بی۔ بی۔ ایس بیچلر آف میڈیسن، بیچلر آف سرجری M B.B S (ادویات و جراحی)

بی۔ کام (بیچلر آف کامرس) B. Com. (حساب و کتاب)

ایل۔ ایل۔ بی (بیچلر آف لاز) L.L.B (قانون)

بی۔ او۔ ایل (بیچلر آف اورینٹل لرننگ) B.O.L (علم مشرقی)

ان میں سے ہر ایک ڈگری کے بعد کسی مضمون میں مقالہ لکھنے یا کورس پورا کرنے سے ماسٹر کی ڈگری ملتی ہے۔ یعنی مجرّد آدمی کسی تصنیف کا مالک ہو جاتا ہے اور مجرّد نہیں رہتا۔ خاص مضامین میں مہارت حاصل کرنے کے لئے آنرز کے کورس بھی مقرر ہیں۔ جن سے علٰحدہ قسم کی ڈگریاں یا ڈپلومے حاصل ہوتے ہیں اور انہیں بی۔ اے (آنرز) کا نام دیا جاتا ہے۔

## بیچوانا لینڈ (Bechuana Land)

جنوبی افریقہ میں ایک علاقہ جو دریائے اورنج سے زمبیسی تک پھیلا ہوا ہے۔ سطح سمندر سے ۴ ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ اس کی زمین زرخیز ہے مگر یہاں بارش اور سردیوں میں برف باری ہوتی ہے۔ اس پر برطانیہ نے سنہ ۱۸۸۵ء میں قبضہ کیا۔ سنہ ۱۹۳۶ء میں اس کی آبادی ۳ لاکھ کے قریب تھی جس میں ۱۹۰۰ یورپین لوگ تھے۔

## بے خبر منشی غلام غوث

منشی غلام غوث بیخبر سنہ ۱۸۲۴ء میں نیپال میں پیدا ہوئے۔ آپ کے بزرگ کشمیر میں آباد تھے اور ممتاز عہدوں پر سرفراز تھے۔ آپ کے والد خواجہ حضور اللہ کشمیر سے تبت اور وہاں سے نیپال آئے۔

نیپال سے خواجہ غلام غوث اپنے والدین کے ہمراہ بنارس آئے۔ اور وہیں تعلیم پائی اور سنہ ۱۸۴۰ء میں ملازمت اختیار کی اور ترقی کرتے کرتے گورنر صوبجات مشرقی و شمال کے میر منشی ہو گئے۔ سنہ ۱۸۸۵ء میں ملازمت سے دستکش ہوئے۔ آپ کو خان بہادری کا خطاب ملا اور طلائی تمغہ کے علاوہ بہت سا انعام بھی دیا گیا۔

"فغانِ بیخبر" اور "خونابۂ جگر" آپ کی بیش بہا تصانیف ہیں۔ عام طور پر آپ صاف اور سلیس نثر لکھتے تھے۔ آپ نے سنہ ۱۹[illegible]ء میں وفات پائی۔

## بے خوابی (Insomnia)

نیند نہ آنا۔ بعض آدمیوں کو دوسروں کی نسبت بہت کم نیند کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ لوگ رات میں چند ہی گھنٹے سونے کے بعد اپنی تندرستی برقرار رکھ سکتے ہیں۔ اگر ایسے آدمی یہ خیال کرنے لگیں کہ وہ بے خوابی کے مریض ہیں تو یہ غلطی ہوگی۔ حقیقی بے خوابی کی وجہ کوئی دماغی یا جسمانی خرابی ہوا کرتی ہے۔ درد خواہ کسی قسم کا کیوں نہ ہو اپنے اسباب کی مناسبت سے تسکین کا ضرورت مند ہوتا ہے۔ گرمی یا شدید سردی کے باعث، خارش کی وجہ سے، ہوا بند ہونے یا تیز ہوا کی وجہ سے جو بے تابی پیدا ہوتی ہے اس کی طرف توجہ دینے کے بعد بے خوابی دور کی جا سکتی ہے۔ بخار اور بیماریوں کا یہ خاصہ ہوتا ہے کہ ان کی وجہ سے نیند اچاٹ ہو جاتی ہے۔ ایسے موقعہ پر خواب آور ادویات کی ضرورت در پیش ہوتی ہے۔ کیونکہ اچھی نیند آنے سے مرض کے دفعیہ میں امداد ملتی ہے۔

بے خوابی بھی دراصل ایک عادت ہے جسے دوسری عادتوں کی طرح اختیار یا ترک کیا جا سکتا ہے۔ اگر آپ بستر پر یہ خیال دل میں لیکر جائیں گے کہ نیند نہیں آئے گی تو گویا یہ اس بات کی ضمانت ہے کہ آپ سو نہ سکیں گے۔ بیشتر افراد میں بے خوابی کی وجہ تفکرات اور پریشانیاں ہوتی ہیں۔ اگر بستر پر لیٹ کر انسان دن کے گزرے واقعات اپنے خیال میں دہراتا رہے گا اور ایسا کرنے کا عادی ہو جائے گا تو اس کی نیند ضرور اچاٹ ہوگی۔ تفکرات کا یہ خاصہ ہے کہ وہ پردۂ شب میں کہیں بڑھ چڑھ کر محسوس ہوتے ہیں۔ خیالات کا بھٹکتے رہنا کافی موثر طریقہ سے بے خوابی پیدا کرتا ہے۔ ذہن کو خیالات سے بالکل معرا کر لینا ناممکن ہے لیکن دماغ میں صرف ایک ہی خیال رکھنا اور اسے منتشر ہونے سے باز رکھنا نسبتاً آسان ہے اور یہی بے خوابی کا مجرب نسخہ ہے۔ کیونکہ ایک ہی موضوع پر خیالات کو مرکوز کر لینے سے دماغ جلد ہی تھک جاتا ہے اور نیند آ جاتی ہے۔ بازار میں خواب آور ادویات کی بھی کمی نہیں ہے لیکن ان کے استعمال کی عادت ڈال لینا بڑی غلطی ہے۔ نعانہ بیماری میں یہ دوائیں ضرور آڑے آتی ہیں پھر بھی انہیں عارضی طور پر ہی استعمال کرنا مناسب ہے۔ ایسا نہ کیا جائے گا تو جسم ان کا عادی ہو جائے گا اور بعد میں یہ سریع التاثیر نہ رہیں گی جس کی وجہ سے خوراک میں اضافہ کرنا پڑے گا اور اس طرح مریض بے خوابی کے علاوہ ایک اور بڑی عادت کا شکار ہو جائے گا۔

## بیخود دہلوی

سید وحید الدین احمد نام، بیخود تخلص۔ دہلی کے رہنے والے ہیں سنہ ۱۲۷۹ھ میں ریاست بھرت پور میں پیدا ہوئے۔ جہاں آپ کے آباؤ اجداد عہدہ ہائے جلیلہ پر ممتاز تھے۔

شاعری آپ کی خاندانی میراث ہے۔ مولانا حالی اور حضرت داغ کی شاگردی کا آپ کو فخر حاصل ہے۔ آپ حضرت داغ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ ۱۸ سال تک آپ انگریزوں کو اردو اور فارسی کی تعلیم دیتے رہے۔ اور شاعری کی منزلیں طے کرتے رہے۔

آپ کے کلام میں سوز و گداز ہے۔ طبیعت تصوف کی طرف مائل ہے۔ مقطع میں اپنے تخلص سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ زبان سلیس اور عام فہم ہے۔ آپ کی غزلیں پڑھ کر دہلی کی زبان کا لطف آجاتا ہے۔

حضرت بیخود کے دیوان "گفتارِ بیخود" میں تقریباً سات ہزار اشعار موجود ہیں۔

آپ حج بیت اللہ سے بھی مشرف ہوئے آج کل عزلت گزینی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

**بید** (BIRCH) ایک جنگلاتی درخت جو نصف کرۂ شمالی میں خاص طور پر پایا جاتا ہے۔ اس کی شاخیں نیچے کی طرف لٹکتی رہتی ہیں۔ اور پتے بیضوی شکل کے ہوتے ہیں۔ تنے کا چھلکا سفید رنگ کا ہوتا ہے۔ اور چمڑا رنگنے میں کام آتا ہے۔ اسی چھلکے سے ملاح بادبانوں کو اور مچھلی پکڑنے والے جالوں کو رنگ دیا کرتے تھے۔ امریکی سرخ انڈین اس کے تنوں سے چھوٹی چھوٹی کشتیاں بھی بناتے ہیں۔ اس کی شاخیں شہتوت کی شاخوں کی طرح مضبوط اور لچکدار ہوتی ہیں قدیم زمانے میں مجرموں کو بید کی چھڑیوں سے سزا دی جاتی تھی چنانچہ اس مناسبت سے "برچ" کے معنی انگریزی میں کوڑے لگانے کے بھی لیئے جاتے ہیں۔

**بے داغ لوہا**۔ لوہا ایک عام دھات ہے اور جس لوہے پر زنگ وغیرہ کا داغ نہ ہو یا اس کی اصل چمک دمک زائل نہ ہوئی ہو اسے بے داغ سمجھ کر اعلیٰ قسم کی مصنوعات میں استعمال کرتے ہیں اس قسم کا لوہا گراں قیمت اور دیرپا ہوتا ہے اور ضربات کا خوب مقابلہ کرتا ہے۔ گرم کرنے پر بھی اس کے ٹوٹنے کا خدشہ نہیں ہوتا۔



**بیدانہ**۔ دراصل یہ لفظ بہی دانہ ہے۔ بہی ایک مشہور پھل ہے۔ جو سیب سے ملتا جلتا ہے۔ چنانچہ اس پھل میں سے جو دانے نکلتے ہیں۔ انہیں خشک کر کے دواؤں میں استعمال کرتے ہیں اور یہی چیز بہی دانہ کہلاتی ہے۔

بیدانہ یا بدانہ مٹھائی کی قسم بھی ہے۔ جس کے چھوٹے چھوٹے اور گول دانے ہوتے ہیں اور جو کھانے میں بڑی لذیذ ہوتی ہے۔

**بیدر**۔ سلطان محمد تغلق کے عہد حکومت میں دکن کا علاقہ شمالی ہند سے جدا ہو گیا اور اس علاقے میں دو سلطنتیں قائم ہو گئیں۔ ایک تو بہمنی سلطنت جو مسلمانوں کی تھی اور جس کا بانی ظفر خان تھا۔ اور دوسری وجے نگر جو ہندوؤں کی تھی اور جس کے بانی دو ہندو بھائی ہری ہر اور بکا رائے تھے۔

بہمنی سلطنت کی بنیاد سنہ ۱۳۴۷ء میں رکھی گئی اور اس کا صدر مقام گلبرگہ تھا۔ بہمنی سلطنت کی سب سے زیادہ ممتاز شخصیت محمود گاواں کی تھی جو عرصۂ دراز تک اس سلطنت کا وزیر رہا اور بڑا مدبر اور سادگی پسند انسان تھا اس نے نہ صرف قابل قدر اصلاحات نافذ کیں بلکہ بیدر کے مقام پر ایک اعلیٰ معیار کا کالج بھی قائم کیا جس کی عمارت اب تک موجود ہے۔

بہمنی سلطنت کی طاقت اور اتحاد کے خاتمے پر اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور قلیل سے عرصے کے اندر یہ سلطنت پانچ خود مختار ریاستوں یعنی بیدر، برار، احمد نگر، بیجاپور اور گولکنڈہ میں بٹ گئی۔ بیدر کی بنیاد ایک شخص قاسم برید نے ڈالی تھی لیکن یہ جلد ہی ختم ہو گئی۔

**بیدر، حسین راغب**

ترکی کے ماہر امور خارجہ ہیں ۱۸۹۵ء میں پیدا ہوئے۔ استنبول میں تعلیم پائی۔

پہلے محکمۂ تعلیم میں انسپکٹر مقرر ہوئے۔ پھر ٹریننگ اسکول کے پروفیسر ہو گئے۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں ترکی اخبار "انجام" کے ایڈیٹر تھے۔ پھر محکمۂ اطلاعات و اخبارات کے ڈائرکٹر جنرل مقرر ہو گئے۔ پہلے پہل ۱۹۲۳ء میں سفارتی امور کے سلسلے میں پیرس بھیجے گئے۔

۱۹۲۴-۲۹ سنہ ۱۹۲۹-۳۳ و روہانیہ میں ترکی کے وزیر مختار رہے۔ سنہ روس میں سفیر تھے۔ اس کے بعد اٹلی اور پھر سنہ ۱۹۴۰-۴۵ء میں امریکہ میں بطور سفیر کام کیا۔ سنہ ۱۹۵۲ء میں برطانیہ میں سفیر مقرر ہوئے اور اقوام متحدہ میں بھی اپنے ملک کی نمائندگی کرتے رہے۔

## بیڈفورڈ BEDFORD

ایک صنعتی شہر جو لندن سے پچاس میل شمال میں واقع ہے۔ یہاں آلات زراعت ڈھالنے اور انجینئرنگ کی فیکٹریاں ہیں۔ کہتے ہیں کہ انگلستان کے مشہور شاعر جان بنین نے اپنی لازوال تصنیف "زائر کا سفر" کا ایک حصہ بیڈفورڈ کے جیل ہی میں لکھا تھا۔ بیڈفورڈ اور اس کے نواح میں ان دنوں پاکستانی اور ہندوستانی مزدور بڑی کثرت سے آباد ہیں۔

## بیڈمنٹن (BADMINTON)

یہ کھیل گھر کے اندر اور باہر میدان میں بھی کھیلا جاتا ہے۔ یہ ٹینس سے مشابہت رکھتا ہے۔ ہر دو جانب دو دو بھی کھیلتے ہیں اور ایک ایک بھی۔ اس کے صحن کو ۴۴ فٹ لمبا اور ۲۰ فٹ چوڑا ہونا چاہئے۔ لیکن ہر جانب ایک ایک کے لئے صرف سترہ فٹ کے صحن کی ضرورت ہے صحن کے بیچ میں ایک جالی زمین سے پانچ فٹ بلند اور دونوں بازوؤں کے کھمبوں کے پاس پانچ فٹ ایک انچ بلند بھی ہوتی ہے۔ ریکٹ کا وزن پانچ سے چھ اونس تک ہوتا ہے اور شٹل کاک میں چودہ تا سولہ پر ڈھائی سے پونے تین انچ تک لمبے ہوتے ہیں۔

کھیل کی ابتداء کرنے والا اپنی جانب کے صحن میں دائیں جانب صحن کے درمیان میں کھڑا ہوکر شٹل کاک کو اپنے ریکٹ سے جال کی دوسری طرف پھینکتا ہے۔ اس کا مخالف بھی اپنی جانب کے صحن میں دائیں طرف مستعد ہے اس شٹل کاک کو اپنے ریکٹ سے واپس کرنے کے لئے تیار رہتا ہے۔ یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک کسی فریق کی چوک سے شٹل کاک زمین پر آ رہے۔ جس فریق کی چوک سے شٹل زمین پر گر پڑے گا وہ ایک بس ACE ہار گیا۔ اس طرح پندرہ ایس کا ایک گیم (GAME) ہوتا ہے۔ اور کبھی اکیس ایس کا بھی ایک گیم مانا جاتا ہے۔ لیکن ایک ایک عورتوں کے کھیل میں صرف گیارہ ایس کا ایک گیم ہوتا ہے۔ تین گیم کا ایک ربڑ ہوتا ہے۔ عموماً سنگلز کا فیصلہ اکیس ایس کے ایک ہی گیم پر ہوتا ہے۔

اس کھیل میں حسب ذیل غلطیوں کی بنا پر پھینکنے والا اپنی شٹل پھینکنے کی باری اپنے فریق کے حوالے کرتا ہے۔

(۱) شٹل کاک پر ریکٹ کی ضرب پھینکنے والے کی کمر سے زیادہ بلندی پر نہ پڑے۔

(۲) شٹل پھینکنے والے کے مخالف کے صحن کے درمیان میں جہاں اس کا فریق مخالف کھڑا ہے نہ گرے۔

(۳) شٹل پیچھے گر جائے

(۴) یا حد بندی کی لکیر سے باہر گرے۔

(۵) اگر شٹل ریکٹ یا جال کے سوا کے علاوہ کسی دوسری چیز سے ٹکرا کر گر جائے۔

(۶) شٹل پھینکنے کے بعد جال پار کرنے سے قبل اگر دوبارہ ضرب لگا دی جائے۔ یا اس کا ساتھی بھی شٹل کو دوبارہ ضرب لگا دے۔

(۷) اگر پھینکنے والا اپنے ریکٹ سے جال کو چھو دے یا اپنے دونوں پیر اپنے صحن سے باہر رکھ کر ریکٹ چلائے۔

## بیڈن پاول لارڈ (BADEN POWELL)

سر رابرٹ سٹیفن سمتھ بیڈن پاول ۱۸۵۷ء میں لندن میں پیدا ہوا۔ بیڈن پاول کا باپ ایک ماہر حساب دان تھا۔ تعلیم سے فارغ ہوکر بیڈن پاول نے فوج کی ملازمت اختیار کی اور ۱۸۷۶ء میں کمیشن حاصل کیا۔ جنوبی افریقہ کی جنگ میں میفکنگ MAFEKING کے دفاع کی وجہ سے بیڈن پاول کو لازوال

شہرت حاصل ہوئی۔ سنہ ۱۹۱۰ء میں لفٹیننٹ جنرل کے عہدے سے سبکدوش ہو کر بیڈن پاول نے اپنے آپ کو لوائے سکوٹ Boy Scouts تحریک کے لئے وقف کر دیا کیونکہ اس کا بانی بھی وہ خود ہی تھا۔ سنہ ۱۹۱۲ء میں اس تحریک کے لئے بیڈن پاول نے دنیا بھر کا سفر کیا سنہ ۱۹۲۰ء میں اس عالمی تحریک کا نگراں مقرر ہوا۔ حکومت برطانیہ نے ان سرگرمیوں کی بدولت اسے لارڈ کا خطاب دیا۔ تحریک گرل گائیڈز (Girls Guides) کا بانی بھی یہی شخص ہے۔ سنہ ۱۹۴۱ء میں فوت ہوا۔

**بیربل** - راجہ بیربل، شہنشاہ ہند اکبر اعظم کے نورتنوں میں سے ایک رتن تھا۔ بیربل کا اصلی نام مہیش داس تھا۔ ذات کا بھاٹ تھا۔ ابتداء میں وہ نہایت غریب اور پریشان حال تھا لیکن تھا - ذہن رسا کا مالک۔ اکبر کی تخت نشینی پر وہ دربار میں حاضر ہوا۔ اور اپنی لطیفہ گوئی اور سخن سنجی سے بادشاہ کے مصاحبوں میں شامل ہو گیا۔ اکبر اسے مصاحب دانشور کہا کرتا تھا۔ بیربل ہندی زبان کا بہت اچھا شاعر تھا۔ مہم یوسف زئی میں مارا گیا۔ کہتے ہیں کہ شہنشاہ اکبر کو بیربل کی موت کا اس قدر صدمہ ہوا کہ اس نے دو دن تک کھانا نہ کھایا۔

**بیر بہوٹی** - ایک قسم کا کیڑا - اس خاندان میں کئی قسم کے کیڑے شامل ہیں۔ ان کیڑوں کے بدن نرم ارغوانی، سرخ یا زرد رنگ کے مخملی گدیے معلوم ہوتے ہیں۔ بعض کے بدن پر سیاہ رنگ کی چتیاں بھی دیکھی جاتی ہیں۔ برسات میں زمین کے اوپر آتے ہیں ورنہ پوشیدہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ بلکہ بعض کا تو خیال ہے کہ پیدا ہی برسات میں ہوتے ہیں۔ ان کی ۲۰ کے قریب قسمیں خیال کی جاتی ہیں۔ دیسی طبیب ان کو دواؤں میں ڈالتے ہیں۔ انگریزی میں اس کیڑے کو لیڈی برڈ یعنی خاتون پرندہ کہتے ہیں۔ لیکن یہ پرندہ نہیں بلکہ بے پر کا کیڑا ہوتا ہے اور پاکستان میں صرف برسات میں نظر آتا ہے۔

**بیرڈ** (Baird) (سنہ ۱۸۸۸ء - سنہ ۱۹۴۶ء)
غائب نظری (ٹیلی وژن) کا موجد۔ سکاٹ لینڈ کے مقام ہیلنسبرگ واقع سکاٹ لینڈ پیدا ہوا۔ پہلی جنگ عظیم کے خاتمہ تک ایک الیکٹرک کمپنی کا سپرنٹنڈنٹ رہا۔ اس کے بعد ٹرینیڈاڈ (Trinidad) صحت کی درستی کے لئے گیا۔ وہاں پھلوں کا قوامی مربہ (Jam) بنانے کا کارخانہ کھولا۔ سنہ ۱۹۲۲ء میں ہیسٹنگز واقع انگلستان کے مقام پر خرابی صحت کے باوجود تجربات کر رہا تھا کہ ٹیلی ویژن (Television) ایجاد کیا۔ اس نے تاریک نظری (Noctovision) بھی ایجاد کی ہے جس سے رات کی تاریکی میں بھی عکاسی (فوٹوگرافی) کی جا سکتی ہے۔

**بیرسٹر** (Barrister) وہ شخص جو انگلستان یا آئرلینڈ کی عدالت میں وکالت کا اہل ہو۔ بار Bar کے لغوی معنی ڈنڈے کے ہیں یا ریلنگ کے۔ چونکہ عدالت میں وکیل ایک کٹہرے کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں جو ان کے اور عدالت کے درمیان رکاوٹ ہے اس لئے اس کو اس بار کی مناسبت سے بیرسٹر کہتے ہیں۔ وکلاء کی جماعت کو بھی بار ہی کہتے ہیں۔ برخلاف بنچ کے جو ججوں کی جماعت کے لئے مستعمل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سابق میں جج دو یا تین اکٹھے بیٹھتے تھے اور ان کے لئے ایک ہی بنچ مخصوص ہوتا تھا۔ بعد ازاں جب الگ الگ کرسیوں پر کئی ایک یا ایک ہی جج بیٹھنے لگا تو نام یہی رہا۔ چنانچہ کسی ہائی کورٹ کے تمام ججوں کو فل بنچ (Full Bench) یعنی کل بنچ کہتے ہیں۔ اور اس سے کم تعداد یا صرف ایک کو ڈویژن بنچ (Division Bench) یعنی بنچ کا حصہ کہتے ہیں۔

بیرسٹر بننے کے لئے کسی شخص کو انگلستان یا آئرلینڈ میں پہلے قانون کا امتحان پاس کرنا پڑتا ہے۔ بعد ازاں مندرجہ ذیل اداروں میں سے ایک کا ممبر ہونا ضروری ہوتا ہے۔ یہ تمام ادارے انگلستان کی عدالت عالیہ سے ملحق ہیں اور ان کے نام یہ ہیں:۔

(۱) لنکنز اِن Lincon's Inn یعنی

لنکن صاحب کی سرائے یا بورڈنگ ہاؤس۔
(۲) ٹمپل Temple
(۳) مڈل ٹمپل (Middle Temple)
(۴) گریز انز (Gray's Inns) ان میں داخلے کے لئے بھی امتحان دینا پڑتا ہے۔ جس کی میعاد ۳ سال یا ۱۲ سہ ماہیاں ہیں۔ اس کے لئے ایک مقررہ فیس بھی ادا کرنی پڑتی ہے۔

پاکستانی قانون دان' وکیل کہلاتے ہیں۔ اگر ان میں سے بھی کوئی شخص لندن جاکر کورس پاس کر آئے تو وہ بیرسٹر بن جاتا ہے۔

علم السنہ کی یہ بھی ایک دلچسپ کیفیت ہے کہ بار (Bar) کے معنی رکاوٹ کے ہیں اور پاکستانی لفظ باڑ بھی رکاوٹ ہوتی ہے۔ خود بیرسٹروں کے بھی کئی درجے ہوتے ہیں۔ معمولی بیرسٹر جو سوتی چوغہ پہنتے ہیں۔ کنگز کونسل (King's Council) یعنی شاہی وکیل جو ریشمی چوغہ پہنتے ہیں اور سارجنٹ ایٹ لاء (Sergeant-at-Law) جن کا تقرر اب منسوخ ہو چکا ہے۔

**بیرک پور** (بارک پور) (Barrackpur) دریائے ہگلی کے کنارے ایک شہر جو کلکتہ سے ۱۵ میل اوپر واقع ہے۔ یہ صحت افزا مقام ہے۔ اور ہندوستان کی خود مختاری سے پیشتر بنگال کے گورنر کی تفریح کا خاص مقام تھا۔ جنوری ۱۸۵۷ء میں ہندوستانی بغاوت سے اثر پذیر ہوا۔ اور اس شہر کی بعض عمارات کو نقصان پہنچا۔

**بیرم خاں** - مغل شہنشاہ اکبر کا اتالیق تھا اور ہمایوں کی وفات کے بعد اکبر کی سرپرستی کرنے والا یہی شخص تھا۔ ہمایوں کی موت کے وقت اکبر کلانور میں بیرم خان کے پاس ہی تھا اور اس نے بڑی دانائی سے کام لیکر وہیں اکبر کی تخت نشینی کا اعلان کر دیا۔ پانی پت کی دوسری لڑائی میں بیرم خان نے فوج کی کمی کے باوجود اپنی دانشمندی سے ہیموں کو شکست دی۔ اکبر نے اس کو خان خاناں کا خطاب دیا۔ بیرم خان بھی بڑی ہمت اور محنت سے کاروبار حکومت چلاتا رہا۔ یہاں تک کہ چار سال کی مختصر مدت میں وہ تمام علاقے اکبر کے قبضے میں آگئے جو ہمایوں سے چھن گئے تھے۔ اس زمانے میں تمام اقتدار خان خاناں کے ہی ہاتھ میں تھا۔ اکبر جو سن بلوغ کو پہنچ چکا تھا تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں لینا چاہتا تھا۔ اس لئے بیرم خان کو حج پر جانے کا مشورہ دیا۔ بیرم خان نے حکومت تو اکبر کے حوالے کر دی مگر پنجاب کے علاقے میں جاکر بغاوت برپا کر دی۔ اکبر بذات خود اس کے مقابلے کو گیا اور اسے شکست دے کر گرفتار کر لیا مگر بجائے سزا دینے کے اسے مکہ معظمہ بھیجنے کا بندوبست کر دیا۔ بیرم خان نے اپنے زمانہ اقتدار میں اپنے کافی دشمن پیدا کر لئے تھے چنانچہ دربار سے رخصت ہو کر وہ ابھی گجرات تک بھی نہ پہنچنے پایا تھا کہ کسی نامعلوم شخص نے خنجر سے اس کا کام تمام کر دیا۔

**بیرن** (Baron) ایک انگریزی خطاب جو انگلستان کے امراء کے لئے مخصوص ہے۔ اوائل میں یہ خطاب بادشاہ کی جاگیر پر کام کرنے والے مزارعوں کے سردار کے لئے وقف تھا۔ لیکن اب انگلستان کے امراء کے سب سے نچلے طبقے کے لئے مخصوص ہے۔ بیرن اور اس سے اوپر کے درجے کے خطاب یافتگان کو لارڈ کہہ کر پکارتے ہیں۔ بیرن کی بیوی کو بیرونس (Baroness) کہتے ہیں۔ بیرن سے نیچے ایک اور خطاب ہے جس کو بیرونیٹ (Baronet) کہتے ہیں۔ یہ خطاب سابق میں بہادروں کے لئے مخصوص تھا۔ لیکن اب ہر قسم کی قابلیت کے حامل کو مل سکتا ہے۔ بیرونیٹ اور اس سے اوپر کے تمام خطاب موروثی ہوتے ہیں۔ یعنی خطاب یافتہ کی اولاد کا سب سے بڑا لڑکا اور اس کے بعد اس کا بڑا لڑکا یہ خطاب پاتے چلے جائیں گے۔

**بیروت** (Beirut) لبنان کا دارالحکومت جو دمشق سے ۵۵ میل مغرب کو برلب سمندر واقع ہے۔ یہاں فرانسیسی اور امریکن یونیورسٹیاں واقع ہیں۔ آبادی تقریباً ۲۲۵۰۰۰ نفوس پر مشتمل ہے۔ بیروت کی عیسائی یونیورسٹی بڑی قابل قدر علمی خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ یہاں کا کیتھولک پریس عربی علم و ادب کے بیش قیمت ذخائر شائع کر رہا ہے۔ چنانچہ "المنجد" کی شہرۂ آفاق عربی لغت اور "الفرائد الدریہ" نام کا عربی انگریزی لغت قدردانوں سے خراج تحسین حاصل کر چکا ہے۔ یہ بندگاہ بھی

## بیروگراف (Barograph)

ہوا کے دباؤ کو ظاہر کرنے کا آلہ۔ یہ کئی ملے ہوئے اینیرائیڈ بیرومیٹروں سے بنا ہوتا ہے اس کے ساتھ ایک میکانکی کل لگی ہوتی ہے جو ہوا کے دباؤ کی حرکت کو پوائنٹر (Pointer) تک پہنچاتی ہے اور وہ خود بخود گھوم کر کاغذی ڈائل پر دباؤ کے حساب سے لکیر کھینچ دیتا ہے۔

## بیرومیٹر (فورٹنز بیرومیٹر)

(Fortin's Barometer) ہوا کا دباؤ ماپنے کا آلہ۔ لمبی شیشے کی نلی ہوتی ہے جس میں پارہ بھرا رہتا ہے اسے الٹ کر نچلا حصہ پارہ سے بھری ہوئی پیالی میں ڈبو دیا جاتا ہے۔ پیالی کا نچلا حصہ ایک پیچ کے ذریعہ اوپر نیچے کیا جا سکتا ہے۔ پیالی کے اوپر ہاتھی دانت کی ایک سوئی ہوتی ہے۔ پیچ کو اس قدر گھمایا جاتا ہے کہ سوئی کا سرا پیالی کے پارے کی سطح کے ساتھ تھم جائے۔ پھر اوپر ورنیر سکیل (Vernier Scale) کی مدد سے ہوا کا دباؤ پڑھ لیا جاتا ہے۔

## بیرومیٹر اینیرائڈ بیرومیٹر (Aneriod Barometer)

یہ ایک چھوٹا سا دھات کا بکس ہوتا ہے۔ جس کے ڈھکنے دباؤ سے دب جاتے ہیں۔ یعنی لچکدار ہوتے ہیں۔ اگر باہر کی ہوا کا دباؤ زیادہ ہو تو ڈھکنا اندر کی طرف دب جاتا ہے اور کم ہو تو اندر کی ہوا ڈھکنے کو باہر ٹھیلتی ہے۔ ڈھکنے کے ساتھ ایک سوئی ہوتی ہے جو ڈائل پر حرکت کرتی ہے ڈائل پر سکیل بنی ہوتی ہے۔ جو ہوا کے دباؤ کو ظاہر کرتی ہے۔

یہ آلہ ۱۷۹۹ء میں ڈبلیو۔ جے کینٹ نے ایجاد کیا۔

## بیرونیٹ Baronet

ایک انگریزی خطاب ہے جسے سولہویں صدی میں جیمس اول (James I) شاہ انگلستان نے رائج کیا جیمس اول شاہنشاہ جہانگیر کا ہمعصر تھا۔ اس خطاب اور نیز دیگر خطابات کے حصول کے وقت خطاب یافتہ کے لئے ضروری ہوتا تھا کہ وہ بادشاہ کو ایک گرانقدر عطیہ بطور نذرانہ پیش کرے۔ چنانچہ بادشاہ نے جب یہ خطاب "سر چارلس نکولس" کو دیا۔ تو اس سے ... پونڈ نذرانہ وصول کیا۔ اس کے بعد کئی ایک اور نے بھی یہی خطاب حاصل کیا۔ بیرونیٹ کا خطاب حاصل کرنے والے نائٹ (Knights) کہلاتے ہیں۔ اور ان کو سر Sir یعنی جناب کے لفظ سے خطاب کیا جاتا ہے۔ یہ نائٹ بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو بیرونیٹ جن کی وفات پر ان کا بڑا لڑکا خطاب کا حقدار ہوتا ہے۔ اور اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ دوسری قسم کا نائٹ بیچلر یعنی مجرد نائٹ کہلاتا ہے کیونکہ خطاب اس کی ذات تک محدود ہوتا ہے اور اس کی وفات پر ختم ہو جاتا ہے ان دونوں خطاب یافتگان کی بیویوں کو احتراماً "لیڈی" کہتے ہیں۔

## بیرونی منگولیا (دیکھو آؤٹر منگولیا)

## بیری (Plum tree)

ایک ثمر دار درخت جو برصغیر پاک و ہند میں عام پایا جاتا ہے۔ اس کے پھل کو بیر کہتے ہیں۔ آلوچہ یا آلو بخارا (Plum) کی قسم سے ہے لیکن ان سے چھوٹا اور سخت ہوتا ہے۔

بیری کی دو قسمیں ہیں۔ چھوٹی قسم کو جنگلی بیری یا جھاڑ بیری کہتے ہیں۔ اس کے درخت جھاڑیوں کی شکل میں پائے جاتے ہیں اور خودرو ہوتے ہیں۔ پھل کی شکل گول، رنگ پکنے پر سرخ عناب کی طرح اور مزہ کھٹا ہوتا ہے۔ اعلیٰ قسم کے درخت باقاعدہ اگائے جاتے ہیں۔ ان کے پھل کی شکل لمبوتری، مزہ کھٹ میٹھا یا میٹھا ہوتا ہے۔ طبی رو سے جنگلی بیروں کا مزاج خشک اور باغاتی بیروں کا سرد ہے۔

**بیریا** (Beria, Loverentz Pavlovitch) پورا نام۔ لیویرنتز پالووچ بیریا۔ ملک کا سابق وزیر داخلہ ۱۸۹۹ء میں پیدا ہوا۔ ۱۹۱۷ء کے روسی انقلاب میں اس نے اہم حصہ لیا۔ سٹالن کے عہد میں روس کی مجلس وزراء کا نائب صدر اور پولٹ بیورو کا ممبر رہا۔ سٹالن کی وفات (۱۹۵۳ء) کے بعد اس کو حکمران جماعت کے خلاف سازش کرنے کے الزام میں گولی مار دی گئی۔

**بیری بیری** (Beri-Beri) ایک بیماری جو بالعموم زیادہ چاول کھانے والے لوگوں کو ہوتی ہے۔ سر طامس سٹینٹن نے اس کی وجہ یہ معلوم کی کہ پالش شدہ چاول کھانے سے یا ایسی غذا نوش کرنے کے باعث جس میں حیاتین ب (Vitamin B) نہ ہو اس عارضہ کا ہو جانا متوقع ہے۔ بیری بیری کے معالجہ میں حیاتین ب کا استعمال کرایا جاتا ہے۔ اس مرض کی علامات میں رنگ کی زردی، اعضا کے اعصاب کا ورم اور عام جسمانی نقاہت شامل ہیں۔ بنگال میں یہ مرض عام ہے۔

**بیساکھی**۔ بیساکھی کا تہوار زیادہ تر برصغیر ہندو پاکستان کے ان حصوں میں منایا جاتا ہے جن کا ذریعہ معاش زراعت ہے اور جہاں آبادی کی اکثریت ہندو مذہب کی ہے۔ بکرمی سال کا پہلا مہینہ بیساکھ ہے اور اس مہینہ میں فصلوں کی بہار اپنے پورے جوبن پر ہوتی ہے اس لئے ہندو اور سکھ یکم بیساکھ کو جو بکرمی سمت کا نوروز بھی ہے عید کی صورت میں مناتے ہیں۔ پنجاب اپنی زرخیزی اور شادابی کی وجہ سے بیساکھی کے تہوار میں پیش پیش رہا ہے۔ مغربی پاکستان میں ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ بیساکھی کے میلے کی وجہ سے اب بھی بڑی شہرت رکھتا ہے۔ اطراف و جوانب سے ہزارہا لوگ یہاں جمع ہوتے ہیں اور دو دن تک بڑا ہنگامہ رہتا ہے۔ مویشیوں کی منڈی لگتی ہے اور اس کی کشش دور دور سے لوگوں کو اس اجتماع میں کھینچ لاتی ہے۔ ایمن آباد کے علاوہ کئی دوسرے مقامات پر بھی بیساکھی کے تہوار کے موقع پر مال مویشی کی منڈیاں لگتی ہیں اور ان کی خرید و فروخت بڑے پیمانے پر ہوتی ہے۔

**بیس بال** (Base-Ball) یہ امریکہ والوں کا قومی کھیل ہے اور ایک گھاس کے میدان میں جس کا طول ۵۰۰ فٹ اور عرض ۲۵۰ فٹ ہوتا ہے کھیلا جاتا ہے۔ میدان کے اندر ایک مسطح جگہ ہوتی ہے۔ اس جگہ کا محیط ۹۰ فٹ ہے۔ اور اس کی شکل اینٹ کے پتے کی علامت کی طرح ہوتی ہے۔ چار کونوں کو 'بنیادیں' کہتے ہیں۔ یعنی پہلی، دوسری، تیسری اور گھر۔ فریقین میں صرف نو نو کھلاڑی کھیلتے ہیں۔ مستطیل کے وسط میں ایک مٹکا رکھا ہوتا ہے۔ پکڑنے والا "گھر" بنیاد کے پیچھے، اور تین کھلاڑی اپنی اپنی بنیادوں کے قریب۔ بقیہ کھلاڑی قواعد کے مطابق مناسب مقامات پر کھڑے کئے جاتے ہیں۔ کھیل کا انتظام ایک امپائر (Umpire) کے سپرد ہوتا ہے۔

**بیشا** (Beesha) ایک قسم کا بانس جو مجمع الجزائر ملایا اور مشرقی پاکستان میں ہوتا ہے۔ اس کا ڈنٹھل بہت موٹا اور بیج گودے دار ہوتا ہے۔ اس سے لوگ بہت سی ضرورتیں پوری کرتے ہیں اس کے ٹکڑے کاٹ کر برتن کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ سلاخیں، چار پائیاں اور کرسیاں وغیرہ بھی اسی کی بنتی ہیں۔ اس کی کچی کچی کونپلوں کو بطور سبزی کے پکا کر کھاتے ہیں اور اس کا اچار بھی ڈالتے ہیں۔ یہی بانس ہے جس سے نیشکر کے پودے کو پیوند لگایا گیا ہے۔ اور جس سے جاوا اور سماٹرا میں چینی تیار کی جاتی ہے۔

**بیضاخان مرزا**۔ فارسی کے نغز گو شاعر ہیں اور ان کی نظمیں بیشتر قومی روح سے لبریز ہوتی ہیں۔ امرتسر سے ہجرت کر کے لاہور میں اقامت اختیار کی اور اب یہیں مقیم ہیں۔ اخبار "زمیندار" اور دوسرے اردو اخبارات میں ان کا کلام وقتاً فوقتاً شائع ہوتا رہتا ہے۔ کبھی کبھی اردو نظم بھی لکھتے ہیں۔ آبا و اجداد

ایرانی نژاد تھے اور آپ اسی نسبت سے ایرانی اور مروزی کہلاتے ہیں۔

**بیضاوی** - عبد اللہ بن عمر نام، بیضاوی لقب، مشہور مفسر قرآن - اتابک ابوبکر بن سعد زنگی (سنہ ۶۲۳ھ - سنہ ۶۵۸ھ) کے زمانہ میں آپ کے باپ فارس کے قاضی القضاۃ تھے۔ چنانچہ آپ نے بھی قرآن، حدیث و فقہ کی تعلیم حاصل کی اور شیراز کے "قاضی" مقرر ہوئے۔ پھر تبریز میں مقیم ہو گئے اور وہیں انتقال ہوا۔ سن وفات میں اختلاف ہے۔ بعض سنہ ۷۱۶ھ اور بعض سنہ ۶۸۲ھ/۶۸۵ھ بیان کرتے ہیں۔ آپ کی خاص تصنیف "انوار التنزیل و اسرار التاویل" ہے جو قرآنِ پاک کی مشہور تفسیر ہے۔ اہل سنت کے نزدیک اس کا بڑا مرتبہ ہے اور اس کی بہت زیادہ اشاعت ہوئی ہے۔ مشرقی درسگاہوں میں اس کو بطور درسی کتاب کے بھی پڑھایا جاتا ہے اور پنجاب یونیورسٹی میں بھی اس کے بعض حصص ایم۔ اے عربی اور مولوی فاضل وغیرہ کے امتحانات میں شامل ہیں۔ دوسری تصنیف "منہاج الوصول" فقہ میں ہے اور سب سے آخری تصنیف تاریخ عالم ہے۔ جس میں حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے اس وقت تک کے حالات مندرج ہیں۔ اس کا نام "نظام التواریخ" ہے۔

**بیضہ** (Ellipse) علم ہندسہ کی ایک شکل جو چپٹے دائرے یا بیضے کی شکل کی ہوتی ہے۔ دائرہ کا ایک مرکز ہوتا ہے۔ لیکن بیضہ کے دو مرکز ہوتے ہیں جن میں سے ہر ایک کو مرکز کا (Focus) اور ہر دو کو مرکزین (Focii) کہتے ہیں۔ دائرہ بنانے میں مرکز کو بنیاد مانا جاتا ہے۔ لیکن بیضہ بنانے میں ہر دو مرکز نما کو کام میں لانا پڑتا ہے۔ بیضہ کا محیط اس شرط کے ماتحت چلتا ہے کہ اس پر کے ہر نقطہ کا مرکزین سے فاصلوں کا مجموعہ ہمیشہ یکساں رہتا ہے، ہرگز نہیں بدلتا۔ یعنی ف م۱ + ف م۲ ہمیشہ یکساں ہوگا خواہ ف محیط پر کسی جگہ لیا جائے۔ صحیح بیضہ بنانے کا طریق یہ ہے کہ پہلے م۱ و م۲ مقرر کر لیا جاتا ہے۔ پھر م۱ و م۲ میں سے ہر ایک پر ایک کیل گاڑ دی جاتی ہے اور بیضہ کے محیط کے برابر رسی یا دھاگا لیکر اس کا ایک سرا ایک کیل م۱ سے اور دوسرا دوسری کیل م۲ سے باندھ دیا جاتا ہے۔ پھر اسی کو ایک پنسل یا کیل کے ذریعے سے جا بجا نشان لگا کر چکر مکمل کیا جاتا ہے۔ اس طرح کہ رسی ہر حالت میں کس کر تنی رہے۔ اس طرح بیضہ مکمل ہوگا اور مذکورہ شرط کو پورا کرے گا کیونکہ رسی ہر حالت میں دونوں مذکورہ فاصلوں کا مجموعہ رہے گی۔ بیضہ کے سرے صحیح محراب ہیں اور اس طریق سے بنی ہوئی محراب ٹوٹ نہیں سکتی۔
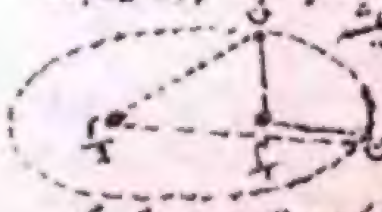
**بیضہ دانی** (Ovary) مادہ کا جنسی غدود۔ یہ دو ہوتے ہیں رحم کے دونوں طرف کسی مادہ کے جوان ہونے پر ان میں سے ہر ماہ ایک انڈا (Egg Cell) تیار ہوتا ہے۔ اگر اس کو نر کے خلیہ (Cell) سے ملنے کا موقعہ مل جاتا ہے تو حمل قائم ہو جاتا ہے۔ جب انڈے ختم ہو جاتے ہیں تو مادہ حاملہ نہیں ہو سکتی اور حیض بھی بند ہو جاتا ہے۔

**بیعت** - لغوی معنی عہد و پیمان۔ دینی اصطلاح میں اس سے مراد کسی پیغمبر، ولی اللہ یا صاحب نسبت بزرگ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اپنے گزشتہ گناہوں اور کفر و شرک سے تائب ہونا ہے۔ جنگ اور جہاد کے لئے بھی بیعت لی جاتی ہے۔

بیعت تمام انبیاء علیہم السلام کے زمانوں میں رائج رہی ہے اور یہ طریقہ بیعت اپنی ظاہری صورت کے ساتھ ایک معنویت بھی رکھتا ہے جسے تصوف کی زبان میں رابطہ یا نسبت کہتے ہیں۔ یہ ایک روحانی قوت ہوتی ہے اور خاموشی کے ساتھ صاحب نسبت سے نسبت لینے والے کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ اس روحانی قوت کا ایک اور نام بھی ہے جسے قوت افادہ یا افاضہ کہتے ہیں اور یہ قوت اس وقت تک اپنا اثر نہیں دکھا سکتی جب تک کہ نسبت لینے والے میں قوت استفادہ یا استفاضہ موجود نہ ہو۔

اسلام میں آج کل بیعت چار سلسلوں میں لی جاتی ہے:- (۱) سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ (۲) سلسلہ عالیہ قادریہ (۳) سلسلہ عالیہ چشتیہ (۴) سلسلہ عالیہ سہروردیہ۔ ان سلاسل کی ضمنی شاخیں اور بھی ہیں جو خانوادے کہلاتی ہیں اور تعداد میں سب کے سب چودہ ہیں جیسے کبرویہ، شطاریہ، مداریہ وغیرہ وغیرہ۔

**بیعت الرضوان** - ہجرت کے بعد مسلمانوں کے لئے کعبہ کی زیارت ایک مستقل مسئلہ بن گئی لیکن ان

کے دل طواف کے لئے بے چین تھے۔ سنہ ۶ ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چودہ سو مسلمانوں کے ہمراہ ذیقعدہ میں حج ادا کرنے کے لئے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ مگر قریش نے تہیہ کر لیا کہ وہ آنحضرت کو حج نہ کرنے دیں گے۔ مسلمانوں نے اہل مکہ کو سمجھانے کی بہت کوشش کی مگر سب بے سود ثابت ہوئی اور جھگڑا بڑھتا گیا۔ چنانچہ آنحضرت ؐ نے حضرت عثمان ؓ کو اپنی طرف سے سفیر بنا کر بھیجا۔ قریش نے حضرت عثمان ؓ کو مکہ میں ہی روک لیا جس پر مسلمانوں کو خیال گزرا شاید حضرت عثمان ؓ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ آنحضرت ؐ نے ایک بیری کے درخت کے نیچے بیٹھ کر سب جاں نثاروں سے بیعت لی کہ جب تک عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص نہیں لیں گے اس جگہ سے نہیں ٹلیں گے۔ اس بیعت کو "بیعت الرضوان" کہتے ہیں اور بیری کا درخت "شجرۃ الرضوان" کہلاتا ہے۔ قرآن پاک کی سورہ " الفتح " میں بھی اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

**بیعت عقبہ اُولیٰ** - سنہ ۱۱ نبوی میں حج کے موقع پر مدینہ سے بارہ اشخاص آئے اور جہاں اب مسجد عقبہ ہے اس مقام پر حضور ؐ سے بیعت کی۔ یہ بیعت "بیعت عقبہ اُولیٰ" کہلاتی ہے۔ اس سے ایک برس پہلے اسی مقام پر حج کے دنوں میں خزرج کے چھ اشخاص حضور ؐ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر اسلام لا چکے تھے۔ ان کے کہنے کے مطابق مصعب بن عمیر ؓ کو تبلیغ اسلام کی خاطر ان کے ساتھ مدینہ منورہ بھیج دیا گیا۔ اس بیعت میں کسی قسم کی جنگ کا ذکر نہ تھا۔

**بیعت عقبہ ثانیہ** - سنہ ۱۲ نبوی میں حج کے موقع پر مدینہ سے ۷۲ اشخاص آئے جنہوں نے اپنے بت پرست ساتھیوں سے چھپ کر عقبہ کے مقام پر حضور ؐ کے دست مبارک پر بیعت کی جو "بیعت عقبہ ثانیہ" کہلائی۔ اس موقع پر حضرت عباس، جو ابھی اسلام نہیں لائے تھے، بھی موجود تھے۔ انھوں نے کہا "محمد اپنے خاندان میں معزز اور محترم ہیں۔ ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں ہم ہمیشہ سینہ سپر رہے ہیں۔ اب یہ تمہارے پاس جانا چاہتے ہیں۔ اگر مرتے دم تک ان کا ساتھ دے سکو تو بہتر ورنہ ابھی سے جواب دے دو۔"

حضرت براء ؓ نے کہا "ہم تلواروں کی گود میں پلے ہیں ......" ابوالہیثم ؓ نے بات کاٹ کر کہا "یا رسول اللہ! ہمارے یہود سے تعلقات ہیں آپ ؐ سے بیعت کے بعد یہ تعلقات ٹوٹ جائیں گے۔ ایسا نہ ہو جب آپ ؐ کو قوت و اقتدار حاصل ہو جائے تو آپ ؐ ہمیں چھوڑ کر اپنے وطن واپس چلے جائیں۔" چنانچہ حضور ؐ نے اس کے جواب میں مسکرا کر فرمایا "نہیں، تمہارا خون میرا خون ہے تم میرے اور میں تمہارا ہوں۔"

## بے کاری (Unemployment)

بے کاری اس حالت کو کہتے ہیں۔ جس میں انسان کوئی مفید کام نہ کر رہا ہو۔ اسے نکما پن بھی کہیں گے۔ اسی طرح پر وہ زمانہ جس میں کوئی شخص برسر روزگار نہ ہو ابیکاری کا زمانہ کہلاتا ہے۔ بیکاری روز بروز دنیا میں عام ہو رہی ہے اور ہر مہذب اور ترقی یافتہ حکومت بیکاری ختم کرنے کے لئے منظم اور باضابطہ کوششیں کر رہی ہے ہمارے ملک پاکستان میں بھی بیکاری کو دور کرنے کا مسئلہ حکومت کی خاص توجہ کا موضوع بنا ہوا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ملک میں بیکاری جس قدر کم ہو جائے گی اسی قدر وہ خوشحال اور ترقی یافتہ ہو جائے گا بیکاری کا مسئلہ اب اتنا اہم بن چکا ہے کہ اس کے ازالہ کے لئے اعلیٰ پیمانہ پر کمیشن مقرر کئے جا رہے ہیں جن کی تجاویز اور سفارشات پر اس مسئلے کے حل کے لئے حکومتیں عمل پیرا ہوتی ہیں۔

## بیکال (Baikal)

ایشیائی روس میں ایک صاف، قابل شرب پانی کی جھیل جس کے کنارے چنگیز خاں ایک خیمہ میں پیدا ہوا۔ اس کی لمبائی ۳۹۷ میل، چوڑائی ۱۴ سے ۴۵ میل اور گہرائی ۵۰۰۴ فٹ ہے، یہ سمندر کی سطح سے ۱۵۵۰ فٹ کی بلندی پر واقع ہے سردیوں میں اس کی منجمد سطح پر پھسلواں برف گاڑیاں اور گرمیوں میں دخانی کشتیاں چلتی ہیں۔ اس کے پانیوں میں مچھلیاں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ جھیل بیکال میں متعدد جزیرے بھی ہیں جن میں الخون (Olkhon) کا جزیرہ جو ۴۲ میل لمبا اور ۱۰ میل چوڑا ہے سب سے بڑا ہے۔ جھیل بیکال کے مغرب میں اس کے کنارے کے قریب ہی کوہ بیکال سر بلند کھڑا ہے۔

**بیکانیر** - ( Bikaner ) راجپوتانہ کی ایک ریگستانی اور بے آب وگیاہ ریاست جو اب بھارت سے ملحق ہو چکی ہے۔ یہاں پر اونٹ، بھیڑیں اور گھوڑے پالے جاتے ہیں۔ اور کانوں سے کوئلہ نکالا جاتا ہے۔ دار الحکومت اسی نام کا ایک شہر ہے جس کی آبادی ۱۲۷۲۲۶ ہے۔ ریاست کی کل آبادی ۱۲۹۲۹۳۸ نفوس ہے اور اس کا رقبہ ۲۳۱۸۱ مربع میل ہے۔ ان دنوں بیکانیر میں نہروں کے ذریعہ آب پاشی کی جاتی ہے اور اس خطے کا اکثر حصہ قابلِ زراعت بن چکا ہے۔

**بیکن، راجر** - ( Roger Bacon ) عہدِ وسطیٰ کا صاحبِ بصیرت انگریز مفکر اور سائنس دان تھا جس نے بارود، مشینی کشتیوں اور ہوائی جہازوں کے امکانات کو محسوس کیا۔ بیکن سنہ ۱۲۱۴ء میں سمرسٹ میں پیدا ہوا۔ آکسفورڈ اور پیرس میں تعلیم پائی اور سنہ ۱۲۵۱ء تک پیرس میں ارسطو کے فلسفہ پر لیکچر دیئے۔ لاطینی میں کئی تصانیف لکھیں۔ جن میں (On Mirrors) (The Multiplication of Species Metaphysical Question) وغیرہ شامل ہیں۔ سنہ ۱۲۶۶ء میں پوپ کلیمنٹ کی دعوت پر ( Opus Majus ) لکھنی شروع کی جو علم کی ہر شاخ سے متعلق ہے۔ سنہ ۱۲۷۷ء میں کیتھولک کلیسا نے اُسے مجرم قرار دے کر زندان میں ڈال دیا۔ سنہ ۱۲۹۲ء میں رہائی نصیب ہوئی اور اسی سال قیدِ حیات سے نجات پائی۔

**بیگ** (بے) ترکی اور تاتاری زبان کا ایک اعزازی خطاب کسی زمانے میں شاہزادگان، امرا اور معززین کے لئے مخصوص تھا لیکن بعد میں فوجی افسروں کے لئے مخصوص ہو گیا۔ دراصل لفظ بیگ ہے جب سلجوقی ترک یورپ گئے تو "بے" رہ گیا۔ ترکی میں انور بے اور کمال بے معمولی جرنیل ہوتے ہیں" جو بعد میں انور پاشا اور مصطفےٰ کمال پاشا بنے۔ بالفاظ دیگر "بے" پاشا سے نچلے درجے کا مرتبہ ہے۔

ہندو پاکستان کے مغل اپنے نام کے ساتھ بیگ کا اضافہ کرتے ہیں۔ یہ لوگ دراصل منگولیا یا ترکستان میں سکونت رکھتے تھے اور جب شہنشاہِ بابر کے ساتھ ہندوستان آئے تو تمام تر فوجی سردار یا سپاہی تھے اور بیگ کہلاتے تھے۔ اب ان کی اولاد بھی اسی لفظ سے موسوم ہے۔ لفظ مغل دراصل منگول ہے یعنی منگولیا کا باشندہ۔

**بیگ پائپ** - ( Bagpipe ) بین کی قسم کا ایک آلۂ موسیقی جو فوجی بینڈ طبلوں میں برتا جاتا ہے۔ اس میں ایک تھیلا ہوتا ہے جس میں سے تین نلکیاں نکلتی ہیں اور وہ ایک ہی قسم کی آواز نکالتی ہیں، اور چوتھی نلکی پر سوراخ ہوتے ہیں جن کو کھولنے اور بند کرنے سے راگ اور لے میں اتار چڑھاؤ پیدا کیا جاتا ہے۔ اس کی اصل سکاٹ لینڈ کا پہاڑی علاقہ بتلایا جاتا ہے۔ لیکن یہ آلۂ موسیقی دراصل یورپی نہیں بلکہ مشرق کی ایجاد ہے اور مشرق سے یہ یورپ کو گیا۔ اس کا ایشیائی نام موسیقار ہے۔ موسیقار ایک روایتی پرندہ ہے۔ جس کی چونچ میں کئی ایک سوراخ ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ پرندہ جب بالغ ہوتا ہے تو تنکوں اور لکڑیوں کی ایک چتا تیار کر کے اس کے درمیان بیٹھ جاتا ہے اور اپنی چونچ کے سوراخوں کے ذریعے ایک راگ گاتا ہے۔ جسے "دیپک راگ" کہتے ہیں۔ اس راگ کے ذریعے اس گھاس پھوس میں آگ لگ جاتی ہے اور پرندہ جل کر راکھ ہو جاتا ہے اور جب راکھ ٹھنڈی ہو جاتی ہے تو اس میں سے ایک انڈا نکلتا ہے جس سے کچھ دن کے بعد نیا پرندہ نکل آتا ہے۔

موجودہ بیگ پائپ کو بجانے کے لئے سازندہ تھیلے کو بغل میں دبا کر پھر اس کو نلکی کے ذریعے پھونک کر پھلاتا ہے اور جب تھیلا بھر جاتا ہے تو اس کو بھینچتا ہے اس وقت ہوا باقی چار نلکیوں سے خارج ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ ان میں سے تین تو اوپر کو اٹھی ہوتی ہیں اور چوتھی بجانے والے کے ہاتھ میں ہوتی ہے جس کے سوراخوں پر دونوں ہاتھوں کی انگلیاں رکھ کر سُروں کے ذریعے راگ پیدا کیا جاتا ہے۔ اس سوراخ دار نلکی کو چانٹر (Chanter) کہتے ہیں۔ باقی ہر سہ نلکیاں ایک دھیمی سی آواز نکالتی ہیں اور یہ تینوں ڈرونگ پائپ

(Drowning Fipe) یعنی بھنبھنانے والی نلکیاں کہلاتی ہیں۔ بھانبڑ کے معنی الاپنے والے کے ہیں اور اس نام کی وجہ تسمیہ ظاہر ہے۔ یہ ساز دراصل پہاڑی علاقے کا ہے اور اس لئے خارج ہونے والے راگ بھی سب کے سب پہاڑی طرز کے ہوتے ہیں۔

**بیگم** ۔ بیگم کا لفظ "بیگ" کی مؤنث ہے اور "بیگ" سے معزز آدمی مراد ہوتے ہیں۔ بیگم کا اطلاق ہر اس خاتون پر ہوتا ہے جس کا شوہر ذی عزت اور بلند پایہ تمدن کا مالک ہو۔ بیگم کی جمع بیگمات آتی ہے۔ اور یہ جمع غلط العام ہونے کے باوجود فصیح بن چکی ہے اردو میں بیگم کا مفہوم عام طور پر وہی ہوتا ہے جو انگریزی زبان میں "لیڈی" کا ہے۔

**بیگم شعیب قریشی** ۔ بیگم شعیب قریشی کا پورا نام رشیدہ گلنار بیگم تھا۔ وہ مولانا محمد علی جوہر مرحوم کی سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں ۱۹۱۲ء میں پیدا ہوئیں اور اکتالیس سال عمر پائی۔ ان کے بچپن کے زمانہ میں تحریکِ خلافت زوروں پر تھی اور ان کا پورا خاندان اس تحریک کی روحِ رواں تھا۔ باپ اور چچا جیل میں تھے۔ خاندان کے کسی فرد کو بھی اپنے آبائی وطن رامپور میں داخلہ کی اجازت نہ تھی۔ گھر میں جو کچھ تھا تحریک کی نذر ہو رہا تھا۔ ماں اور خاندان کی دوسری عورتیں چندہ جمع کرنے میں مصروف رہتی تھیں صرف ان کی دادی ایسی تھیں جن کے سر پر بچوں کی پرورش کا بوجھ تھا۔ اس ماحول کے نقوش ان کی طبیعت پر بہت گہرے مرتسم ہوئے۔ مولانا محمد علی مرحوم جب چھندواڑہ میں نظر بند ہوئے تو رشیدہ گلنار بیگم بھی گویا ان کے ساتھ نظر بند تھیں۔ انہیں وہ تمام مصائب و آلام جھیلنے پڑے جو ان کے نظر بند باپ برداشت کر رہے تھے۔ ۱۹۳۰ء میں ان کی شادی شعیب قریشی سے ہو گئی جو ان دنوں سفیر پاکستان ہیں ۱۹۴۹ء میں جب شعیب قریشی بھوپال میں وزیر تھے تو بیگم شعیب قریشی نے انجمن اصلاح الخواتین کے نام سے ایک انجمن قائم کی اور اس کے ذریعے ۸ سال تک اپنی صنف کی خدمت سرانجام دیتی رہیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد وہ یہاں آ کر بھی مختلف الحال مہاجر خواتین کی آبادکاری میں کوشاں رہیں۔

**بیگم یوسف الزمان** ۔ کراچی کی ممتاز اور نامور خاتون جو تعلیمِ نسواں کے معاملہ میں خاص دلچسپی لیتی ہیں۔ اور تربیتِ اطفال سے بڑا شغف رکھتی ہیں۔ خواتین کی مسلم لیگ کی سرگرم کارکن تھیں انجمن خواتین پاکستان کی ممتاز رکن ہیں۔

**بے گناہ، بیگناہ** ۔ (Innocent)
معصوم اور بے قصور شخص، جس نے کوئی جرم یا خطا نہ کی ہو۔ اس لفظ کا اطلاق قانون میں کثرت کے ساتھ ہوتا ہے، لیکن یہ ضروری نہیں کہ جسے قانونِ مروجہ بے گناہ قرار دے وہ مذہباً اور اخلاقاً بھی بے گناہ ہو۔ آئے دن ہماری عدالتوں میں ایسا ہوتا رہتا ہے۔ کہ گواہان مقدمہ بیٹھ جاتے ہیں یا کسی شخص کے مجرم قرار دیئے جانے میں کوئی اصطلاحی سقم واقع ہو جاتا ہے اور عدالت اسے بیگناہ قرار دے دیتی ہے۔ مگر مذہب اور اخلاق کی نظر میں وہ صحیح طور پر مجرم اور گنہگار ہوتا ہے۔ ملزم اور مجرم دو قانونی اور عدالتی الفاظ ہیں ملزم تو وہ ہوتا ہے جس پر کوئی الزام عائد ہو اور مجرم وہ جس کے خلاف الزام ثابت ہو جائے اور عدالت اسے گنہگار قرار دیدے۔

**بیلنس** ۔ (Balance) بیلنس ایک معاشی اور اقتصادی اصطلاح ہے جو مفہوم میں مختلف التوضیح ہے۔ اس سے مراد بقایا بھی ہے مثلاً آمد اور خرچ کا فرق۔ ایک رقم کو دوسری رقم سے منہا کیا جائے تو باقی کو بھی اس نام سے موسوم کرتے ہیں۔ بنکوں وغیرہ کے حساب و کتاب میں "بیلنس شیٹ" تیار کی جاتی ہے جو بجٹ کے ضمن میں آمد اور خرچ پر مشتمل ہوتی ہے۔

**بیلنس شیٹ** ۔ (balance Sheet) بنکوں یا فرموں یا معاشی اور تاجرانہ اداروں کے ہاں ایک چھپا ہوا چٹھا ہوتا ہے۔ جس پر بجٹ، یا میزانیہ بنایا جاتا ہے۔ اس کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک طرف آمدن کا حساب درج کیا جاتا ہے اور دوسری طرف اخراجات کا اندراج ہوتا ہے۔ پھر کل آمد و خرچ کے موازنے سے نفع یا نقصان کا اندازہ ہوتا ہے۔ نفع کی صورت میں رقم "کریڈٹ بیلنس"

(Credit Balance) کہلاتی ہے اور نقصان کی شکل میں رقم کو "ڈیبیٹ بیلنس" (Debit Balance) کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

**بیلیں** (Creepers) ایسے پودے جو خود اپنے سہارے کھڑے نہیں ہو سکتے اور دوسرے پودوں یا دیواروں پر اپنا وزن ڈال کر بڑھتے ہیں۔ عشق پیچہ۔ باقلا۔ سیم وغیرہ کی بیلوں کے تنے چکردار ہوتے ہیں۔ انگور کی بیلیں اور کچھ بیلیں جن میں پھلیاں لگتی ہیں اپنے تنوں پر سپرنگ کی طرح پیچدار کونپلیں پیدا کر لیتی ہیں جن کے ذریعہ یہ بیل کسی درخت کی شاخ یا دیوار وغیرہ کو مضبوطی سے پکڑ لیتی ہے۔ کچھ اور بیلیں اپنے پتوں سے کونپلوں کے ذریعہ آسانی سے چڑھ جاتی ہیں۔ جبکہ خاردار بیلیں اپنے کانٹوں کی مدد سے سہارا پکڑ لیتی ہیں۔

**بیمارستان بدری** ۔ بیمارستان ہسپتال کو کہتے ہیں۔ بیمارستان بدری خلفائے عباسیہ کے وقت قائم ہوا۔ خلیفہ مقتدر باللہ کے سپہ سالار بدر نے بغداد میں اس نام کا ہسپتال قائم کیا۔ اس کے کل اخراجات خلیفہ متوکل علی اللہ کی والدہ سجاح کے وقف سے پورے کیے جاتے تھے۔ اس وقف کا مہتمم ابوالصقر تھا۔ مگر یہ شخص بیمارستان کے اخراجات کی رقم کی ادائیگی میں قصداً تاخیر کرتا رہتا۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ بیمارستان کی ضروریات پوری ہونے میں بے حد دشواریاں پیش آتیں۔ تنگ آ کر حکیم سنان بن ثابت نے جو بغداد کے بیمارستان کا اعلیٰ افسر (چیف میڈیکل آفیسر) تھا وزیر علی بن عیسیٰ کو وقف کے مہتمم کے خلاف شکایت لکھ دی۔ جس میں اس نے وزیر کو اطلاع دی کہ سردی کا موسم ہے۔ مریضوں کو گرم کپڑے اور کوئلے کی بے حد ضرورت ہے۔ لیکن وقف کا مہتمم خرچ دینے میں جان بوجھ کر کوتاہی کرتا ہے۔ وزیر علی بن عیسیٰ نے فوراً مہتمم کو ایک طویل حکم نامہ بھیجا جس میں خاص طور پر ہدایت کی کہ تمام دوسرے اخراجات روک کر پہلے بیمارستان کے اخراجات پورے کیے جائیں۔

اسلام کے اس زرین زمانے میں ان باتوں کی طرف خاص توجہ کی جاتی تھی اور رفاہِ عام اور صحتِ عامہ کے کاموں پر بہت زور دیا جاتا تھا۔ ہزاروں مریضوں کے لیے علاج، خوراک اور پوشاک کا بندوبست کرنا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ اس کے علاوہ وقف یعنی ٹرسٹ کا تصور بھی یورپ نے مسلمانوں ہی سے سیکھا۔ ان دنوں بھی سر گنگا رام ہسپتال، گلاب دیوی ہسپتال، رجانکی دیوی ہسپتال اور مولوی فیروز الدین ہسپتال اسی طرح کے اوقاف سے شہر لاہور میں چل رہے ہیں۔

**بیمارستانِ دمشق یا بیمارستانِ نوری** ۔ قدیم دمشق بھی جو خلفائے اسلامیہ کا دارالخلافہ رہ چکا ہے۔ بیمار خانوں سے خالی نہ تھا۔ چنانچہ اس جگہ سب سے پہلا بیمارستان بنی امیہ نامی تھا۔ جسے خاندان امیہ کے تیسرے تاجدار ولید بن عبدالملک نے سنہ ۸۸ھ میں قائم کیا۔ یعنی عین ان دنوں جبکہ محمد بن قاسم نے ملتان فتح کیا۔ اس بیمار خانے میں بیک وقت پانچ ہزار مریض داخل کیے جا سکتے تھے۔ جس سے اس کی وسعت، طبیبوں کی تعداد اور عملہ کی کثرت کا پتہ چل سکتا ہے۔ یہ ہسپتال کیا تھا گویا بجائے خود ایک شہر تھا۔

سنہ ۲۹۸ھ میں سلطان نور الدین محمود بن زنگی نے ایک عظیم الشان بیمارستان اسی شہر دمشق میں قائم کیا۔ جو بیمارستان نوری کے نام سے مشہور ہوا۔ اس کی تکمیل ایک سال میں ہوئی۔ اور اس پر دس لاکھ درہم صرف ہوئے۔ سالانہ خرچ پچاس لاکھ نوید مصری تھا۔ تمام خرچ خزانہ شاہی سے ادا ہوتا تھا۔ اس بیمارستان کے دروازوں اور چوکھٹوں پر چوب کاری اس زمانے کے مشہور ماہر فن ابوالفضل بن عبدالکریم نے کی۔ یہ شخص ایسا ہی وقت میں ماہر نجار، سنگتراش۔ اور ایک مشہور زمانہ طبیب بھی تھا۔ چنانچہ عرصہ تک اسی بیمارستان میں طبی خدمات بھی انجام دیتا رہا۔ اس کے علاوہ ابوعثمان سعید بن ابی البرکت، ابوالمجد، ابویعقوب، ابوالذکی، عماد الدین اور لطیف دمشقی جیسے معروف روزگار الطباء اس بیمارستان میں طبی خدمات انجام دیتے تھے۔ بیمارستان نوری کی وسعت کا اندازہ

اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس میں بیک وقت دس ہزار مریضوں کے لئے چارپائیاں موجود تھیں۔ دوائیاں مفت دی جاتی تھیں اور ہر طبقے کے لوگ فائدہ اُٹھاتے تھے۔ اس بیمارستان میں متعدد وارڈ تھے اور مختلف قسم کے مریض مختلف وارڈوں میں رکھے جاتے تھے۔ آنکھ۔ کان۔ حلق۔ بخار۔ سل۔ دق۔ وغیرہ کی بیماریوں کے لئے علیحدہ علیحدہ وارڈ مخصوص تھے۔ عورتوں اور بچوں کے لئے جُداگانہ انتظام تھا۔

ہر وارڈ میں ایک طبیب انچارج مقرر ہوتا تھا۔ بیمارستان میں چند کمرے جراحی کے لئے مخصوص تھے۔ جہاں اس وقت کے ماہر ترین سرجن نازک سے نازک آپریشن اس کمال خوبی سے کیا کرتے تھے کہ سارا عالم ورطۂ حیرت میں غرق ہو جاتا۔ اس کے کئی کمرے ادویات کی تیاری کے لئے وقف تھے۔ طلبا کی تعلیم کے لئے علیحدہ کمرے تھے۔ اور دو اسازوں کی تربیت کے لئے بھی دالان مخصوص تھے۔ اس کے علاوہ بیرونی مریضوں کے لئے نہایت وسیع دالان نما کمرے مخصوص تھے۔ جہاں مریضوں کے باقاعدہ طبی معائنے کے بعد ان کے لئے نسخے تجویز کئے جاتے تھے اور دواخانے سے باقاعدہ دوا دی جاتی تھی اور اس کی کوئی قیمت نہ لی جاتی تھی۔

اطبا کے کمرے بنے ہوئے تھے۔ جہاں وہ معین وقت پر مطب کرتے تھے۔ مریضوں کو کھانا کپڑا مفت ملتا تھا۔ باقاعدہ باورچی خانے قائم تھے جہاں اطبا کی ہدایت کے مطابق مریضوں کے لئے پرہیزی کھانا تیار ہوتا تھا۔ خطیب جاہین مشہور سیاح اس دواخانے کی بابت رقمطراز ہے کہ میں اپنے ایک ایرانی دوست کے ہمراہ دمشق گیا۔ وہاں سب سے قابل قدر جو چیز ہے وہ بیمارستان نوری ہے جس کی عظمت اور بے بہا محاسن کا مقابلہ دنیا کا کوئی بیمارستان نہیں کر سکتا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میرا ایرانی دوست بیمارستان کی عمدہ خوراک اور طبی سہولتیں دیکھ کر اس قدر متاثر ہوا کہ وہ بیمار بن کر وہیں داخل ہو گیا۔ حکیم عزالدین ابن السویدی جو اس وارڈ کا انچارج تھا طبی معائنے کی غرض سے اس کے پاس گیا۔ نبض دیکھ کر اصل معاملے کو بھانپ گیا۔ بجائے دوائیوں کے پُرلطف کھانے اور مٹھائیاں بھیجنی شروع کر دیں۔ اور چوتھے دن صبح کے انچارج سرجن (جو اس کا ماتحت طبیب تھا) کے نام



یہ ہدایت لکھ کر بھیج دی کہ مہمان کی خاطر مدارت کافی ہو چکی ہے۔ اب اسے باعزت طریق پر رخصت کیا جائے۔

**بیمارستان عضدی** ۔ ۱۱ مارچ ۹۸۱ء کو دیلمی خاندان کے فرمانروا عضدالدولہ نے بغداد میں دنیا کے اس عظیم الشان بیمارستان کا سنگ بنیاد رکھا۔ کہتے ہیں کہ یہ بیمارستان دسویں صدی کے سب سے بڑے طبیب ابوبکر محمد بن زکریا رازی کے مشورے سے قائم کیا گیا۔ یہ وہی رازی تھا جسے یورپ (RHazes) کے نام سے پکارتا ہے۔

ایران کے مشہور شہر "رے" کے رہنے والے اس حاذق طبیب کی خداداد علمی ذہانت اور فنی قابلیت کو کل عالم نے تسلیم کیا ہے۔ اس کی تصنیف کردہ قریباً دو صد گرانمایہ کتب سے یورپ نے خصوصاً اور تمام دنیا نے عموماً بے حد استفادہ کیا ہے۔ ان کتابوں کے تراجم دنیا کی تمام مشہور زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ اٹھارہویں صدی عیسوی تک آکسفورڈ یونیورسٹی میں یہ کتابیں تعلیمی نصاب میں شامل رہ چکی ہیں۔

کہتے ہیں کہ عضدالدولہ نے رازی سے کسی صحت بخش جگہ کے انتخاب کے لئے کہا۔ رازی نے شہر کے مختلف حصوں میں گوشت کے ٹکڑے لٹکا دیئے۔ جہاں گوشت جلد متعفن ہو گیا۔ وہاں کی آب و ہوا مضر قرار دے کر وہ جگہ بیمارستان کے لئے غیر موزوں قرار دی گئی۔ جہاں گوشت سب سے زیادہ دیر تک خراب نہ ہوا وہ جگہ مناسب قرار دی گئی۔ بیمارستان تعمیر ہوا اور بانی کے نام پر اس کا نام بیمارستان عضدی رکھا گیا۔ یہ جگہ دجلہ کے کنارے بڑی پُرفضا اور شاداب تھی اور عمارت تمام دنیا کی عالیشان عمارتوں میں شمار ہوتی تھی۔ اس کے قریب ایک بارونق بازار بھی تھا جسے سوق بیمارستان یعنی ہسپتال کا بازار کہا جاتا تھا۔ اس عہد کا مشہور تاریخ نویس مقدسی ۳۷۵ھ میں بغداد کے اس عظیم الشان بیمارستان کا حال یوں تحریر کرتا ہے۔

"بیمارستان عضدی کی عمارت ۳۷۱ھ میں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ اس کی وسیع اور نہایت حسین عمارت کو دیکھ کر کسی عالیشان محل کا دھوکا ہوتا ہے۔ اس بیمارستان میں ہر مرض کے علیحدہ علیحدہ دالان ہیں اور مریضوں کو اغذیہ و ادویہ مفت دی جاتی ہیں۔"

بیمارستان کی بابت مراقشی سیاح ابن جبیر نے ۵۸۰ھ میں اس طرح پر تحریر کیا ہے۔

"دریائے دجلہ کے کنارے بیمارستان عضدی کی دلفریب عمارت شاہی محل کی مانند معلوم ہوتی ہے اس میں بے شمار وارڈ ہیں۔ مختلف امراض کے مریض مختلف دالانوں میں رکھے جاتے ہیں۔ دالانوں کی آرائش و زیبائش کا بڑا اہتمام ہے۔ جا بجا پھلواریاں اور کیاریاں بنی ہوئی ہیں۔ جن میں گلہائے رنگا رنگ اپنی خوشبو سے مشام نواز نے دماغ کو معطر رکھتے ہیں۔ دوا اور خوراک کے لئے مریضوں سے کوئی فیس طلب نہیں کی جاتی۔ اطبا مریضوں کے ساتھ نہایت ہمدردانہ برتاؤ کرتے ہیں۔ تمام ضروریات کے لئے پانی نلوں کے ذریعے دریائے دجلہ سے لایا جاتا ہے۔ ..... ہر پیر اور جمعرات کو شہر کے بڑے بڑے اطبا بیمارستان میں جاکر پیچیدہ امراض کی تشخیص و علاج میں بیمارستان کے معالجین کی امداد کرتے ہیں۔

مذکورہ بالا بیان کو پڑھ کر آپ کو یہ خیال ہوگا کہ آپ لندن یا نیویارک کے کسی بڑے ہسپتال کی روداد پڑھ رہے ہیں اور نیز یہ واضح ہو گیا ہوگا کہ موجودہ زمانے کے ہسپتال مسلمانوں کے اُن ہسپتالوں کی نقل ہیں جو بغداد یا اسپین میں واقع تھے۔

**بیمارستان قاہرہ (مصر)** قاہرہ کا سب سے بڑا بیمارستان۔ "بیمارستان النصیری" تھا۔ اس کی ہشت پہلو و سیلع عمارت دیدہ زیب طرز پر بنی ہوئی تھی۔ عمارت کے ایک حصے میں لیکچر روم اور بہت وسیع طبی لائبریری تھی۔ ایک طرف نہایت عظیم الشان دواخانہ تھا۔ زنانہ اور مردانہ وارڈ علیحدہ علیحدہ قائم تھے۔

وارڈوں کو گرمی کے موسم میں فواروں کے ذریعے ٹھنڈا کیا جاتا تھا اور لطیف نغموں سے مریضوں کا دل بہلایا جاتا تھا۔ مشہور قصہ خواں مریضوں کی تفریح طبع کے لئے دلچسپ داستانیں سُنانے پر مقرر تھے۔ پچاس قاری رات دن قرآن خوانی پر مقرر رہتے تھے۔ ہر مریض کو صحت یاب ہونے کے بعد بیمارستان سے رخصت ہونے پر پانچ اشرفیاں دی جاتی تھیں۔ تاکہ وہ اپنے زندگی کے بقیہ ایام میں اپنی گزر اوقات بسہولت کر سکے۔ مشہور کحال رشیدالدین علی بیمارستان النصیری میں آنکھوں کے علاج پر مامور تھا اور آنکھوں کے اپریشن میں یدطولیٰ رکھتا تھا۔

مسلمانوں نے نہ صرف موجودہ زمانے کے ہسپتالوں کے طرز کی بنیاد رکھی بلکہ زمانہ حال کے میڈیکل کالج کی طرز بھی انہیں کی مرہون منت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں نے اس جوہر بے بہا کو کھو دیا اور یورپ والوں نے اس کو پاکر اس کو نئی شکل اور نئے نام دیدیئے۔ علم دراصل پرانا ہے اور ہم اسے لاعلمی کے باعث مغربی لوگوں کی ایجاد سمجھتے ہیں۔ انگریزی طب کے اسلامی ماہرین کی کتب سے اخذ کیا گیا ہے۔ اسی قسم کا ایک اور ہسپتال میافارقین میں تھا۔ جو شہر حلب کے نزدیک واقع تھا۔

**بیمہ۔** (Insurance) ایک قسم کا کاروبار جس میں روپیہ لگاکر آدمی حادثات۔ آتشزدگی۔ چوری نقصانات۔ بیماری اور موت سے پیدا ہونے والے مالی نقصانات سے بچ جاتا ہے۔ بیمہ کمپنیاں متذکرہ بالا حادثات و خطرات کے خلاف اپنے گاہکوں کی ضمانت کرتی ہیں۔ اگر کوئی شخص اپنی زندگی یا کاروبار وغیرہ کا بیمہ کرانا چاہتا ہے تو وہ کسی کمپنی سے رجوع کرتا ہے۔ اگر کمپنی حالات کا جائزہ لینے کے بعد بیمہ کو قبول کرے تو اس شخص کو پالیسی دے دیتی ہے۔ پالیسی ایک قسم کی دستاویز ہوتی ہے جس میں تمام تفصیلات لکھی ہوتی ہیں کہ بیمہ کی کیا رقم ہے۔ آپ کو ماہانہ کیا کچھ ادا کرنا پڑے گا۔ اور یہ کہ اگر وہ حالات رونما ہو جائیں جن کے تحفظ کے لئے بیمہ کرایا گیا ہے تو کمپنی کس قدر زر بیمہ ادا کرے گی وغیرہ وغیرہ۔ ادائیگی۔ ماہانہ۔ سہ ماہی۔ ششماہی یا سالانہ ہو سکتی ہے۔ اسامیوں کو جو رقم کمپنی کو دینا پڑتی ہے اُسے "پریمیم" (Premium) کہتے ہیں۔ اگر پریمیم کی رقم ادا کرنے کے دوران میں مدت ادائیگی سے قبل حادثہ رونما ہو جائے تو موجودہ رقم اسامی کو مل جاتی ہے۔ زندگی کے بیمے میں بالفرض بیمہ کی مدت ختم ہو جائے اور موت واقع نہ ہو تو قریب قریب جتنا روپیہ اسامی نے پریمیم کی شکل میں دیا ہو اُسے واپس مل جاتا ہے۔ لیکن آتشزدگی وغیرہ کے بیمہ کی رقم مدت ختم ہونے پر واپس نہیں ملتی۔ ترقی یافتہ ممالک میں سماجی بیمہ حکومت کی طرف سے ہوتا ہے جس میں ضعیفی بیماری اور بے روزگاری کے زمانہ میں مالی

امداد دی جاتی ہے۔ انگلستان میں ۱۹۰۸ء میں لائڈ جارج نے ضعیفی کی پنشن کی ایک تجویز پیش کی۔ ۱۹۱۱ء میں اُس نے ایک اور تجویز پیش کی جس کے دو حصے تھے۔ ایک کی رو سے تندرستی کا بیمہ اور دوسری سے بے روزگاری کے بیمے کی سکیم بنائی گئی تھی۔ یہ تجویز اوّلاً تجرباتی حیثیت رکھتی تھی۔ اس کی رو سے بیمہ کرانے والے یا اُس کے آجر اور حکومت کو پریمیم ادا کرنا پڑتا تھا۔ یہ بیمہ دو طرح کا ہوتا تھا۔ تندرستی کا بیمہ جس کی رُو سے بیماری کے زمانہ میں یا ہاتھ پیر وغیرہ کٹ جانے کی حالت میں۔ یا عالم زچگی میں مالی امداد ملتی تھی۔ بے روزگاری کا بیمہ جس کی رُو سے کچھ خاص قسم کے تاجروں کو بے روزگاری کے ایام میں مالی امداد دی جاتی تھی۔

چنانچہ جُوں جُوں وقت گذرا اس میدان میں برابر ترقیاں ہوتی رہیں۔ اقتصادیات کے ورڈ نے بیمہ کے سلسلہ میں اور بھی زیادہ جامع تجویزیں پیش کیں۔ بالآخر برطانوی پارلیمان نے فیصلہ کیا کہ تمام مزدوروں اور کارکنوں کو بیماری۔ بے روزگاری اور حادثات کے نقصانات سے محفوظ رکھنے کے لئے اُن کا بیمہ کیا جائے ضعیف العمر آدمیوں اور بیواؤں کو پنشنیں دی جائیں اور یا بچوں کی دیکھ بھال کی جائے۔ چنانچہ دوسرے ملکوں میں بھی اسی قسم کے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

## بین الاقوامیت (Internationalism)

اس امر کا تیقن کہ مختلف اقوام کے درمیان زیادہ سے زیادہ ممکن تعاون انسانیت کی فلاح و بہبود پر منتج ہو گا۔ اور ساتھ ہی دائمی امن کا ضامن بھی بین الاقوامیت کہلاتا ہے چنانچہ اس نظریے کے بعض مبلغین ایک ایسی عالمگیر حکومت کے قیام کے خواہاں ہیں جو تمام اقوام پر اس طور پر اختیار رکھتی ہو جس سے اُن کی امتیازی حیثیت اور آزادانہ عمل پر اثر نہ پڑے۔ مارکس کے اس نظریے میں بھی کہ تمام دُنیا میں مزدوروں کا راج ہو جائے گا بین الاقوامیت ہی کا ایک پہلو نمایاں ہے۔ اقوام متحدہ کا منشور بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی متصور کیا جاتا ہے۔ جُوں جُوں ہوائی سفر کی تیز رفتاری کی بدولت دنیا کا حلقہ محدود ہوتا جا رہا ہے تمام اقوام کا باہمی رابطہ بھی بڑھتا جا رہا ہے۔ تاہم بین الاقوامیت کی قطعی کامیابی کی راہ میں بہت سی مشکلات ہیں۔ جن میں قومی سیاسی اقتصادی اور فوجی مفادات مختلف قوموں کی غیر مساویانہ ترقی اور مختلف اقوام میں متضاد سیاسی نظریات کی ترویج نمایاں طور پر شامل ہیں۔

اس ضمن میں اس امر کا تذکرہ بھی بے محل نہ ہو گا کہ مذہب اسلام ایک ایسے عالمگیر ضابطۂ حیات کا حامل ہے جو تمام اقوام عالم کو ایک ہی رشتے میں منسلک کر کے بین الاقوامیت کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کر سکتا ہے۔

## بین الاقوامی عدالت (International Court of Justice)

اس عدالت کا قیام ۱۹۴۵ء میں اقوام متحدہ کی ایک کانفرنس میں جو سان فرانسسکو کے شہر میں منعقد ہوئی عمل میں لایا گیا۔ چنانچہ یہ عدالت "ہیگ" Hague میں کام کرتی ہے۔ اس کے ججوں کا انتخاب اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی اور سلامتی کونسل کرتی ہے۔ اور یہ عدالت بین الاقوامی تنازعات کا تصفیہ کرتی ہے۔

## بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (International Monetary Fund)

جنگ عالمگیر ۱۹۳۹ء۔ ۱۹۴۵ء کے بعد مختلف ممالک کو اپنے تعمیری منصوبوں کے لئے مبادلۂ زر کی مشکلات پیش آئیں۔ چنانچہ اقوام متحدہ کی مالی کانفرنس منعقدہ جولائی ۱۹۴۴ء میں ایک بین الاقوامی مالیاتی بینک" جاری کرنے کا فیصلہ کیا گیا جس میں "بین الاقوامی مالیاتی فنڈ" کا شعبہ بنایا گیا۔ جو ضرورت مند ممالک کو حسب ضرورت قرضہ دیتا ہے۔ اس فنڈ کا مرکز واشنگٹن (Washington) میں ہے۔

## بین الاقوامی مزدور تنظیم (International Labour Organization I. L. O.)

اس تنظیم کا مقصد مزدوروں کے حقوق کی دیکھ بھال اور محنت کشی کے متعلق قواعد و ضوابط بنانا ہے۔ یہ منصوبہ پیرس کی امن کانفرنس ۱۹۱۹ء میں مزدور رہنماؤں کے ایک کمیشن نے بنایا۔ اور ورسیلز کے معاہدہ میں اسے عملی شکل دی گئی۔ اگرچہ یہ تنظیم جمعیت الاقوام سے منسلک تھی لیکن عملاً یہ ایک خود مختار ادارے کی حیثیت سے کام کرتی رہی۔ اس کے تین شعبے ہیں جنرل کانفرنس، مجلس منتظمہ اور مرکزی دفتر۔

جنرل کانفرنس سال میں کم از کم ایک بار ضرور منعقد ہوتی ہے جس میں ہر ممبر ملک اپنے چار مندوب بھیجتا

ہے۔ دو حکومت کے نمائندے ایک محنت کشوں اور ایک کارخانہ داروں کی انجمنوں کا نمائندہ جنرل کانفرنس عرصۂ تین سال کے لئے مجلس منتظمہ کے ۳۲ ممبروں کا انتخاب کرتی ہے۔ بین الاقوامی مزدور تنظیم کا مرکزی دفتر جنیوا میں ہے۔ ۱۹۴۵ء میں یہ تنظیم ادارۂ اقوام متحدہ (United Nations Organisation) سے ملحق ہو گئی۔

## بین، باجا،

(دیکھو بیگ پائپ)

## بینٹنک لارڈ۔ (Lord Bentink)

(۱۷۷۴ء - ۱۸۳۹ء) ہندوستان میں برطانیہ کا ایک ترقی پسند وائسرائے جو ۱۸۲۸ء تا ۱۸۳۵ء اس عہدہ پر فائز رہا۔ ولیم ہنری کیونڈش بینٹنک ۱۸۰۳ء میں مدراس کا گورنر بن کر آیا۔ مگر اس کی کسی انتظامی غلطی کی وجہ سے ویلور کے مقام پر بغاوت ہو گئی جس کی بنا پر اسے واپس انگلستان بلا لیا گیا۔ لیکن ۱۸۲۷ء میں اسے وائسرائے بنا کر دوبارہ ہندوستان بھیجا گیا۔ چنانچہ اپنے زمانے میں اس نے کئی ایک مفید کام انجام دیئے۔ ۱۸۲۹ء میں اس نے ستی کی رسم کو خلاف قانون قرار دیا۔ اس کے علاوہ اس نے ٹھگی کا انسداد کیا۔ ۱۸۳۵ء میں انگلستان واپس چلا گیا جہاں وہ ۱۸۳۷ء میں گلاسگو کے نمائندہ کی حیثیت سے پارلیمان کا رکن منتخب ہوا۔

## بینٹنگ، سر فریڈرک گرانٹ۔

سر فریڈرک (Sir Frederick Grant Banting) گرانٹ بینٹنگ جنہوں نے ۱۹۲۱ء میں ذیابیطس کی روک تھام کے لئے انسولین (Insulin) کا ٹیکہ ایجاد کیا تھا۔ آپ کو اس صلے میں ۱۹۲۳ء میں نوبل انعام (Nobel Prize) دیا گیا۔

**بینڈی** ۔ ایک چوبی چرخہ نما مشین جس سے رسے، رسیاں اور بان بٹا جاتا ہے۔ اس میں کئی ایک نلکیاں ہوتی ہیں اور ہر نلکی میں سے ایک ایک کیلی گزرتی ہے۔ ہر کیلی کے ایک طرف بٹنے کا ریشہ بندھا ہوتا ہے۔ اور دوسری طرف پہیوں کے ایک نظام سے ملحق ہوتی ہیں جو ایک دستے کے ذریعے حرکت میں لائے جا سکتے ہیں۔ جب دستے کو گھمایا جاتا ہے تو تمام پہیے حرکت میں آ کر تمام کیلیوں کو گول حرکت دیتے ہیں۔ جو ریشوں میں منتقل ہو کر ان کو رسیوں میں بٹ دیتی ہیں۔ چنانچہ دریائے ستلج کے کنارے بان بٹنے والوں کے پاس یہ بینڈیاں عام ہیں۔ پاکستان میں مونج نام کے ریشے کا سارا بان بیشتر اسی علاقے سے آتا ہے۔

## بینڈی کوٹس۔ (Bandi Coots) ملک

آسٹریلیا کے ایک دودھ پلانے والے جانور کا نام۔ جو چوہے کی قسم کا ہوتا ہے۔ لیکن اس کا ڈیل ڈول گھونس اور خرگوش کا سا ہوتا ہے۔ یہ جانور زمین میں بل کھود کر اپنا گھر بناتا ہے۔ خوراک اس کی کیڑے مکوڑے ہیں۔ ان کی ایک قسم کے کان بالکل خرگوش جیسے اور تھوتھنی لمبوتری اور خمیدہ ہوتی ہے جس پر ریڑھ کی ہڈی کی طرح کا خول ہوتا ہے۔ بخلاف پہلی قسم کے جس کی جلد ملائم ہوتی ہے۔ ایک تیسری قسم بھی ہے جس کے کھر سؤر کے کھروں کی طرح پھٹے ہوئے ہوتے ہیں جن میں گرفت کی طاقت بھی ہوتی ہے۔

**بینگن** ۔ ایک سبزی کا پھل جو اودے رنگ کا ہوتا ہے۔ اور شکل میں بیضوی چھوٹا، بڑا، گول، لمبوترا کئی قسم کا ہوتا ہے۔ اس کے جنگلی پودے اور پھل پر کانٹے ہوتے ہیں۔ لیکن اصلی اور دیسی قسم کا بغیر کانٹوں کے ہوتا ہے۔ اس کے بیج ننھے اور بے شمار ہوتے ہیں۔ تمام سال کاشت کیا جا سکتا ہے لیکن اصلاً گرمی میں پھلتا پھولتا ہے۔ سرسبزی بینگن بالکل لمبوتری شکل کا ہوتا ہے اور یہ سردی میں ہوتا ہے۔ گرم موسم کا بینگن لذیذ اور مقوی ہوتا ہے اس کو تل کر یا بھرتہ بنا کر کھاتے ہیں۔ انگریزی بینگن بھی کاشت کئے جاتے ہیں۔ جو بالکل سفید رنگ کے ہوتے ہیں۔ اس پودے کی کاشت مارچ سے جون تک ہوتی ہے پہلے پنیری لگاتے ہیں اور پھر اکھاڑ کر مستقل جگہ میں لگاتے ہیں۔ پودا اس کا کم و بیش دو فٹ اونچا ہوتا ہے۔

**بیوان، انیورن** - (Rt. Hon Aneurin Bevan)

انگلینڈ میں سنہ ۱۸۹۷ء میں پیدا ہوئے۔ ابھی ان کی عمر تیرہ برس ہی کی تھی کہ انہیں تعلیم چھوڑ کر روزی کمانے کا کام کرنا پڑا۔ کوئلے کی ایک کان میں وہ مزدور کے طور پر ملازم ہو گئے۔ اور ٹریڈ یونین (Trade Union) تحریک سے وابستہ ہو گئے۔ سنہ ۱۹۲۶ء تک وہ تنازعات میں مزدوروں کی نمائندگی کرتے رہے یہاں تک کہ مزدور حلقوں میں ان کا اثر بہت بڑھ گیا۔ سنہ ۱۹۲۹ء میں پہلی دفعہ برطانوی پارلیمنٹ کے ممبر چنے گئے اور آج تک اپنے قدیم حلقہ انتخاب سے کامیاب ہو رہے ہیں۔ سنہ ۱۹۳۴ء میں انہوں نے پارلیمنٹ کی ایک رکن خاتون جینی لی سے شادی کر لی۔ دوسری جنگ عظیم سے بہت پہلے انگلستان کی سیاست میں مسٹر بیوان نے اپنا مقام پیدا کر لیا تھا۔ برطانوی دارالعوام میں وہ واحد شخص ہیں جنہیں مسٹر چرچل جیسے قادر الکلام مقرر بھی خاموش نہیں کر سکتے۔ جنگ سے پہلے مسٹر بیوان نے ایک اخبار نویس کی حیثیت سے بھی نام پیدا کیا تھا۔ ویکلی ٹریبون (Weekly Tribune) کے اجرا اور اس کی پالیسی کے تعین میں ان کا بڑا ہاتھ ہے۔ سنہ ۱۹۴۵ء میں انہیں وزیر محنت کی حیثیت سے لیبر وزارت (British Labour Ministry) میں شامل کیا گیا اور ان کے استعفے کے بعد وزارت بھی قائم نہ رہ سکی۔

**بیور** - (Beaver) اُود بلاؤ یا لدّھر کی قسم کا ایک دودھ پلانے والا جانور جس کے کان چھوٹے اور چھلکے دار ہوتے ہیں اور پچھلے پنجے جھلی دار ۲½ سے ۳½ فٹ تک لمبا دیکھا گیا ہے۔ ہمیشہ غول کے غول اکٹھے رہتے ہیں اور بند باندھ کر اپنے گھروں کی حفاظت کرتے ہیں۔ خشکی و تری ہر دو جگہ رہ سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے پاؤں جھلی دار اور تیرنے کے لئے موزوں ہوتے ہیں۔ یہ جانور روس، پولینڈ اور شمالی امریکہ میں بکثرت ملتا ہے۔ اس کی کھال بہت قیمتی ہوتی ہے اور بالخصوص زنانہ کوٹوں کے استر اور خواتین کے مفلر بنانے کے کام آتی ہے۔ یورپین عورتوں کے گلے میں جو بالدار مفلر دیکھے جاتے ہیں تو وہ اسی کی کھال کے ہوتے ہیں۔

**بیوریج کا منصوبہ** (Beveridge Plan)

حکومت برطانیہ کی طرف سے مقرر کردہ ایک کمیٹی نے جس کے صدر مشہور ماہر اقتصادیات سر ولیم بیوریج (Sir William Beveridge) تھے۔ سنہ ۱۹۴۲ء میں مجلسی تحفظ کا یہ نظام پیش کیا۔ عام طور پر اس سکیم کو "مہد سے لحد تک ایک بیمے کا منصوبہ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس تجویز کا مقصد تمام برطانوی شہریوں کو خواہ غریب ہوں یا امیر ادائیگیوں اور منافع جات کی مساوی شرح دے کر برطانیہ کے مجلسی تحفظ کے تمام اداروں کو مساوی سطح پر لانا ہے۔ اس کا اطلاق برطانوی معاشرے کی موجودہ چھ جماعتوں پر ہوگا۔ یعنی (۱) روزانہ مزدوری پانے والے مزدور اور تنخواہ دار ملازمین (۲) مالکان اور آزادانہ طور پر کام کرنے والے اشخاص۔ (۳) کام کرنے کے قابل عمر والی گھریلو عورتیں۔ (۴) کام کرنے کے لائق عمر والے اشخاص جو آزادانہ آمدنی یا کسی نااہلیت کی بنا پر کام نہ کرتے ہوں۔ (۵) ایسے اشخاص جن کی عمر کام کرنے کی عمر کے معیار سے کم ہو اور (۶) ایسے اشخاص جن کی عمر کام کرنے کی عمر کے معیار سے متجاوز ہو۔ طبی علاج کے اخراجات، زچگی کے عطیے، کفن دفن کی سہولتیں اور ملازمت کے اختتام پر پنشن سب کو ادا کی جاتی ہے نمبر ۱ پر مندرجہ جماعت کو دوران بیکاری میں سہولتیں اور صنعتی کام کرتے ہوئے جسمانی طور پر ناکارہ ہو جانے کی بنا پر معاوضہ ادا کیا جاتا ہے اور نمبر ۲، ۳ اور نمبر ۴ پر مندرجہ جماعتوں کو تربیت کی سہولتیں دی جاتی ہیں۔

مسٹر چرچل کی مخلوط وزارت نے ان تجاویز پر ایک محدود پیمانے پر عمل کیا۔ تاہم لیبر وزارت نے ان تجاویز پر مبنی مجلسی تحفظ کا قانون سنہ ۱۹۴۶ء میں پاس کیا۔ جس کا نفاذ سنہ ۱۹۴۸ء میں ہوا۔

**بیوریج واٹر** (Beverage Water) بیوریج

اصطلاح میں ہر نشہ آور چیز کو کہتے ہیں۔ مثلاً شراب لسکی وغیرہ۔ مختلف اشیاء کے رس اور چائے وغیرہ بھی لبا اوقات اسی زمرہ میں شامل سمجھے جاتے ہیں۔
تیز اشربات کی نشہ آور اشیاء کی تلخی کو کم کرنے کے لئے جو پانی کا اختلاط کیا جاتا ہے تو اسے "بلیو ریج واٹر" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

**بیوفورڈ سکیل** (Beoford Scale) ہوا کی رفتار یا تیزی کے حسابی اندازہ کرنے کا پیمانہ جو بطور اکائی استعمال ہوتا ہے اور جس سے نسبت کر کے ہوا کی تیزی اور قوت ہندسوں میں ظاہر کی جاتی ہے۔ اس غرض کے لئے انیمومیٹر (Anemometer) ایک آلہ ہوتا ہے۔ جس سے صرف ہوا کی رفتار کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ اس آلہ کی مدد سے ایک مقررہ بلندی پر کھلی جگہ میں (جو آبادی یا دیگر رکاوٹوں سے بند نہ ہو) ہوا کی رفتار کا فی گھنٹہ میلوں میں اندازہ کر لیا جاتا ہے۔ پھر اس کو اکائی فرض کر کے دیگر مشاہدات کو اس سے نسبت دے کر ظاہر کیا جاتا ہے۔ یہی اکائی بیوفورڈ سکیل ہے مثلاً اگر یہ اکائی ایک ایک ہے تو اس سے پانچ گنا رفتار کو ۵ کے ہندسے سے ظاہر کیا جائے گا۔ علیٰ ہذا القیاس یہ پیمانہ ایسا ہی ہوتا ہے جیسا نقشے کا سکیل۔

**بیوفورڈ گوشوارہ** (Beoford Balance-Sheet) مشہور ماہر اقتصادیات بیوفورڈ کے عالمی معاشیات کا نقشہ جس میں بین الاقوامی بجٹ کے توازن کے کوائف مندرج ہیں۔ چنانچہ اپنی اقتصادی اور معاشی بہبود کے لئے مختلف ترقی یافتہ ممالک نے اس گوشوارہ کو اپنی رہنمائی کے لئے بطور نمونہ اختیار کیا ہے۔

# پ

## پاپائے اعظم (دیکھو پوپ) :

**پاپائیت ۔** Papacy پوپ اس وقت رومن کیتھولک عیسائیوں کا مذہبی رہنما ہے لیکن پہلے زمانے میں پوپ ان کے ہر قسم کے سیاہ و سفید کا مالک ہوتا تھا۔ چنانچہ اس کے اقتدار کی ابتدا اور انتہا ایک طویل کش مکش کی داستان ہے۔

پوپ دعویٰ کرتے ہیں کہ مقدس پطرس (St. Peter) حضرت مسیحؑ کے حواریوں میں سب سے ممتاز تھے۔ جن کو حضرت مسیحؑ نے بھی ممتاز کیا۔ پطرس روم میں آیا تھا اور یہاں کے لوگوں کو عیسائی بنا کر روم کا سب سے پہلا بشپ بنا۔ اس عہدہ کے تحت روم کے لاٹ پادری یا اسقف کو ہمیشہ سے شرع کی تاویل، اعتقادی فتاویٰ اور اپیل وغیرہ کے خصوصی اختیارات حاصل ہیں اور اس پر تمام عیسائی دنیا کا اتفاق رہا ہے۔

پندرھویں صدی تک رومن شاہنشاہ پوپ کے فتویٰ کو قانون کا درجہ دیتے تھے بعد میں پوپ کو تمام عیسائی کلیسا کی تعمیر و تنظیم کا کام بھی سپرد ہوا۔ فرانسیسی بادشاہوں نے اس کے اقتدار میں اور بھی اضافہ کیا۔ کیونکہ شاہ شارلیمن کی تاج پوشی پوپ کے ہاتھوں ہونے کا یہ مطلب لیا گیا کہ پوپ کی روحانی طاقت بادشاہ کی دنیوی طاقت سے بھی افضل ہے۔ جب شاہ آٹو کی تاج پوشی روم میں پوپ کے ہاتھوں ہوئی تو اس کا اقتدار اور بھی بڑھ گیا۔ گیارھویں صدی میں یکے بعد دیگرے باتدبیر پوپ گدی پر بیٹھتے رہے جنہوں نے تمام بادشاہوں کے یہ ذہن نشین کرایا کہ کلیسا حکومت سے روح اور بدن کا رشتہ رکھتا ہے جب کوئی بادشاہ پوپ کی نافرمانی کرتا تو اس کو حلقۂ مذہب سے خارج کر دیا جاتا یا اس کے خلاف عدم تعاون کا فتویٰ صادر کر دیا جاتا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ وہاں کسی قسم کی رسم پیدائش اور موت وغیرہ پر پادری نہ جاتے اور لوگوں کو جہنم سامنے نظر آتا تھا۔ چنانچہ جب شاہ انگلستان ہنری چہارم کو جماعت سے خارج کیا گیا۔ تو رعایا کو ہر قسم کا ٹیکس ادا کرنے سے بھی آزاد کر دیا گیا۔ اور جب شاہ ہنری اس سے معافی مانگنے کے لئے خود حاضر ہوا تو تین دن تک پوپ گریگوری نے اس کو شرف ملاقات نہ بخشا۔ اس وقت کے پوپ دنیاوی بادشاہوں سے زیادہ مقدس تھے کیونکہ وہ تمام دنیا کی برادری اور اخوت کے لئے کار فرما تھے۔ خیال یہ بھی تھا کہ اس جہالت کے دور میں پوپ علم و روشنی کی مشعل سے تمام دنیا میں اجالا کر دیں گے۔ اور یہ امید اور بھی قوی ہو گئی جب پوپ نے صلیبی لڑائیوں کے لئے تمام یورپ سے مدد طلب کی۔ جب کہ تمام اطراف سے امیر و غریب امداد اور فوج لے کر جوق در جوق جمع ہونے لگے۔

لیکن یہ صلیبی لڑائیاں ہی پاپائیت کی تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہوئیں۔ سرداروں کے باہمی تنازعہ، بھوک اور درندگی نے صلیبی کامیابی کو کھٹائی میں ڈال دیا۔

بارھویں صدی میں بڑے بڑے شاہنشاہوں نے پوپ کا حکم ماننے سے تغافل برتنا شروع کر دیا خود اٹلی میں پوپ اور حکومت میں کش مکش شروع ہو گئی۔ اور پوپ لوگوں نے اپنا اقتدار قائم رکھنے کے لئے مظالم، دغابازی، مکاری، جاسوسی، اذیت اور قتل و غارت کے طریقے اختیار کئے۔

چودھویں صدی میں پوپ مکمل طور پر شاہ فرانس کے پنجے میں آ گیا۔ اور اس کی گدی بھی فرانس کے مقام اوگنان میں تبدیل ہو گئی۔ چونکہ پوپ انتخاب سے مقرر ہوتے تھے۔ اس لئے یہاں بھی دھڑابازی اور پارٹی بندی شروع ہو گئی۔ اور دو یا تین پوپ علیحدہ علیحدہ مقرر ہونے لگے۔ چنانچہ کلیسا کا ایک معتد بہ حصہ علیحدہ ہو کر

# پرندے

سارس

کارڈینل

مور

ہمنگ برڈ

مرغابی

یونانی کلیسا میں تبدیل ہوگیا۔ مگر جس بات نے پاپائیت کو سب سے بڑھ کر نقصان پہنچایا وہ ہر ملک کا یہ قومی احساس تھا کہ ایک زبردست بادشاہ جو اپنی قوم کے لئے باعث فخر ہوتا۔ پوپ سے سرکشی کر سکتا تھا چنانچہ انگلستان میں شاہ ہنری ہشتم نے پوپ کی غلامی کا جوا اتار پھینکا اور خود مقامی کلیسا کا قائد بن گیا۔ پاپائی عقائد کے خلاف بھی بہت سے لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ چنانچہ کالون، لوتھر اور جان ناکس نے عقائد میں بے شمار تبدیلیاں کیں۔ اور مروجہ مذہب کو عیوب سے پاک کیا۔ (نیز دیکھو پوپ) ؛

**پاپن، فان** (Van Paupen)۔ مشہور جرمن ماہر امور خارجہ ۱۸۷۹ء میں پیدا ہوئے ملٹری سکول میں تعلیم پائی۔

۱۹۱۴ء میں میکسیکو اور واشنگٹن میں ملٹری اتاشی مقرر ہوئے۔ ۱۹۱۸ء میں چوتھی ترکی فوج کے چیف آف سٹاف تھے ۱۹۳۲ء میں جرمنی کے صدر ہنڈن برگ (Hindenberg) کی طرف سے کابینہ بنانے پر مامور ہوئے۔ اسی سال انہوں نے چانسلر کی حیثیت سے پرشیا کی سوشلسٹ کابینہ کو برطرف کیا اور پرشیا کے "ریش کمانڈر" (Reich Commander) کا عہدہ سنبھال لیا۔ ۱۹۳۳ء میں ہٹلر کے کابینہ میں وائس چانسلر بنائے گئے ۱۹۳۶-۳۸ء میں کار خاص کے سفیر رہے ۱۹۳۹-۴۴ء ترکی میں بطور سفیر خدمات سرانجام دیں۔ ؛

**پادری**۔ (Priest, Bishop) پادری عیسائیوں کے روحانی پیشوا کو کہتے ہیں۔ آرچ بشپ (Archbishop) کے بعد بشپ (Bishop) کا درجہ سب سے اونچا ہے۔ پہلے وقتوں میں پادری اور ایک بزرگ آدمی کے درمیان کوئی امتیاز نہ تھا۔ مگر جوں جوں گرجے کا اقتدار اور تعداد بڑھتی گئی پادری ایک نمایاں شخصیت بنتا گیا۔

پادری کا انتخاب لوگ کرتے تھے بعد میں پوپ کی طرف سے نامزدگی کا رواج عام ہوگیا۔ اکثر رومن کیتھولک ملکوں میں آج بھی پادری کو پوپ ہی Pope نامزد کرتا ہے۔ لیکن انگلستان میں ۱۵۳۴ء کے بعد سے پادری کی نامزدگی حکومت کے سپرد ہے۔ اور یہ کام بادشاہ خود کرتا ہے۔

برطانوی پارلیمنٹ کے ایوان بالا میں ۲۴ پادریوں کی حاضری ضروری سمجھی جاتی ہے جن میں لندن۔ درہم (Durham) اور ونچیسٹر (Winchester) کے پادریوں کا شامل ہونا ضروری ہے۔

انجیل کے اس حصے کے مطابق جس میں شریعت موسوی کا ذکر ہے۔ پادری یا پریسٹ (Priest) کا متبرک کام قربانی پیش کرنا تھا چنانچہ کلیسا کے ابتدائی دور میں عیسائی پادریوں کو پریسبیٹر (Presbyter) کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا جو مخفف ہو کر پریسٹ (Priest) رہ گیا۔ ؛

**پادری اور کلیسائیت**۔ عیسائی دنیا میں پاپائے اعظم کا اقتدار عرصہ دراز تک قائم رہا حتیٰ کہ کلیسائی تحریک اصلاح (ریفارمیشن) نے شمالی اور مغربی یورپ کے متعدد حصے کو پاپائی اطاعت سے منحرف کر دیا۔ اور تیرھویں اور اٹھارھویں صدیوں میں پاپائے اعظم کو اقتدار اور سیاسی تسلط سے محروم ہونا پڑا۔ اور اب اس کا سیاسی اقتدار تو صرف "ویٹیکان" تک محدود ہے۔

یوں تو اکثر یورپین حکومتیں عیسائی مذہب کی پیرو ہیں لیکن پادری اور کلیسائیت کا اقتدار اب روحانی ہے سیاسی نہیں۔ پادری عیسائیت کی تعلیم کا مبلغ ہے لیکن اسے انتظام سلطنت میں یا سیاسی امور میں کوئی دخل حاصل نہیں ہے۔

عیسائی بادشاہ اور عیسائی حکمران بھی اپنے عمل میں عیسائی تعلیم اور عیسائیت کے پابند نظر نہیں آتے۔ اور ان کے عمل اور عیسائیت کے اصولوں اور مذہبی عقائد میں زمین و آسمان کا فرق نظر آتا ہے۔

لیکن پادری اور کلیسائیت کا سلسلہ تنظیم کے لحاظ سے قابل ستائش ضرور ہے۔ نیز دیکھو "پاپائیت" اور "پادری"۔ ؛

**پارٹی پالیٹکس**۔ (Party Politics)

موجودہ زمانے میں اور جمہوریت کے اس دور میں ملکی حکومتیں پارٹی کی اکثریت کے اصول پر چل رہی ہیں یعنی جس پارٹی کو اکثریت حاصل ہو وہی حکومت کی تشکیل کرتی ہے۔ البتہ بعض حالتوں میں مخلوط حکومتیں بھی بنائی جاتی ہیں تاکہ ایک پارٹی کی اکثریت دوسری پارٹی کے ساتھ مل کر حکومت کے کام کو متوازن طریق پر چلا سکے

پارٹی پالیٹکس میں تنظیم کا وجود نہایت لازمی ہوتا ہے۔ ایک خاص پارٹی نے اپنا اصول اور اپنا لائحہ عمل بنا رکھا ہوتا ہے۔ اور اس پارٹی کے ارکان ان وضع کردہ اصولوں اور مقررہ پارٹی پروگرام سے منحرف نہیں ہو سکتے اور اگر کوئی رکن انحراف کا مرتکب ہو تو اسے تنظیم سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جس سیاسی پارٹی میں تنظیم کا عنصر غالب ہو وہی پارٹی مستحکم اور مضبوط ہوگی۔ اور اسی کو بالآخر میدانِ سیاست میں کامیابی حاصل ہوگی۔ پارٹی پالیٹکس اور تنظیم کی خاطر پارٹیوں کا وہپ (Whip) ہوتا ہے جو ادارے کو منظم رکھتا ہے۔ یورپ اور امریکہ کی سیاسی پارٹیوں میں تنظیم بدرجہ اتم موجود ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہاں کی حکومتیں آسانی سے متزلزل نہیں ہو سکتیں یا اُن میں آسانی سے تغیر و تبدل رُونما نہیں ہو سکتا۔

**پارٹی ڈسپلن۔ (Party Discipline)** ڈسپلن یعنی انضباط۔

مختلف ممالک کی سیاسی پارٹیوں اور اس قسم کی دُوسری اہم پارٹیوں میں کامیابی کی روح رواں پارٹی ڈسپلن یا پارٹی کا انضباط ہے۔ اگر پارٹی کا کوئی رکن طے شدہ مسلک سے انحراف کرے تو اسے پارٹی سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ اور یہی حال اُن تمام جماعتوں کا ہے جو جمہوری اصولوں پر چل رہی ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ ڈسپلن دنیا کے ہر طبقے اور ہر ادارے میں نہایت اہم عنصر خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن سیاسی دُنیا میں پارٹی ڈسپلن سے اگر معمولی سی لغزش بھی واقع ہو جائے تو اس کا اثر سارے نظام پر پڑتا ہے اور نظام کا استحکام ضعف اور سیاسی کمزوری کی شکل میں نمایاں ہو جاتا ہے اور حکومت کا سلسلہ انتشار کی صُورت اختیار کر لیتا ہے۔ پارٹی ڈسپلن کی خاطر ایک منتظم منتخب یا نامزد ہوتا ہے۔ جسے وہپ (Whip) کہتے ہیں اور وہ ڈسپلن اور انضباط پارٹی کا ذمّہ دار ہوتا ہے۔

**پارسی۔** مذہب زردشت کے قدیم ایرانی پیرو ان کی مذہبی کتاب ژند ہے۔ یہ لوگ نیکی کے خدا کو یزداں کہتے ہیں اور بدی کے خالق یعنی شیطان کو اہرمن کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک آگ، چاند، سورج اور ستارے یزداں کے مختلف مظاہر ہیں اس لئے ان کے معبدوں میں آگ ہر وقت روشن رہتی ہے اور ان کو آتش پرست کہا جاتا ہے۔

جب اہل اسلام نے ایران کو فتح کیا تو انہوں نے جزیہ دینا منظور کر لیا۔ اور مسلمانوں نے ان کو مجوس کے نام سے مخاطب کیا۔ ان میں سے اکثر نے اسلام قبول کر لیا لیکن بعض متعصب علمائے غیر اسلامی برتاؤ سے متاثر ہو کر ان میں سے اکثر ترک وطن کر کے ہندوستان آ گئے۔ اور کراچی، پونا، بمبئی وغیرہ میں آباد ہو گئے جہاں ان کی بڑی تعداد ہے۔ یہ لوگ عموماً تجارت پیشہ ہیں اور شراب وغیرہ کا کاروبار کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے بعض فرقے ان کو بھی اہل کتاب سمجھتے اور ان کے ساتھ شادی بیاہ کے تعلقات جائز سمجھتے ہیں۔

**پارک منگو۔ (Park Mungo)** سکاٹ لینڈ کے ایک سیاح کا نام ہے جو ۱۷۷۱ء میں سکاٹ لینڈ کے شہر سلکرک کے ایک نواحی قصبہ میں پیدا ہوا۔ ابتدا میں طب کا علم سیکھا۔ ۱۷۹۵ء میں پہلی بار افریقہ کے سفر پر روانہ ہوا اور گیمبیا کے راستہ افریقہ میں داخل ہو کر دریائے نائیجیریا کا رُخ کیا۔ اور دریا کی گذرگاہ کا پتہ لگانے کے بعد وہاں کے بہت سے حالات معلوم کئے۔ بیمار پڑنے پر انگلستان واپس چلا آیا اور (Travels in the Interior of Africa) کے نام سے ایک کتاب میں اپنی سیاحت کے حالات اور تاثرات لکھے۔ یہ کتاب ۱۷۹۹ء میں چھپی۔ ۱۸۰۵ء میں حکومت انگلستان نے اپنے خرچ پر اسے دوبارہ افریقہ بھیجا۔ اس دفعہ وہ اپنے ہمراہیوں سمیت کشتی میں دریائے نائیجیریا کو عبور کر رہا تھا کہ کشتی الٹ گئی اور وہ اپنے ہمراہیوں سمیت ڈوب گیا۔

**پارلیمان** - (Parliament) پارلیمان سے ایسی مجلس قانون ساز مراد ہے جس کے اراکین کو آزادانہ رائے شماری کے بعد عوام نے اپنی نمائندگی کے لئے منتخب کیا ہو۔ پارلیمان کے فرائض میں سب سے اہم امور قانون سازی، بجٹ تیار کرنا، ٹیکس عائد کرنا یا منسوخ کرنا اور ملکی امور میں انضباط و تحقیقات کرنا ہے۔ دنیا کی سب سے پرانی پارلیمنٹ آئس لینڈ کی "ایلتھنگ" ہے جس کا سنگ بنیاد ٩٣٠ء میں رکھا گیا تھا۔ برطانی پارلیمان ایک مستقل ادارہ کی حیثیت سے ١٢٦٥ء سے برطانی سیاست کا جزو لاینفک ہے۔

دیگر ممالک نے پارلیمانوں کو انیسویں صدی میں یا بیسویں صدی کے اوائل میں اختیار کیا۔ برطانی پارلیمان کو "پارلیمنٹوں کی ماں" کہا جاتا ہے۔ چنانچہ دنیا کی اکثر پارلیمانیں اسی کے انداز فکر پر قائم کی گئی ہیں۔ برطانی پارلیمان کے دو ایوان ہیں۔ دارالامرا اور دارالعلوم۔ اس کی مدت حیات ٥ سال ہے۔ جس کے اختتام پر نئے انتخابات عمل میں آتے ہیں اور حکومت کی دوبارہ تشکیل کی جاتی ہے۔

**پارلیمانی حکومت** - (Parliamentary Government) ایسا سیاسی طریق کار جس میں حکومتِ وقت پارلیمان کے آگے بالخصوص ایوانِ زیریں کے روبرو جواب دہ ہوتی ہے۔ اور پارلیمنٹ اس کی مجاز ہوتی ہے۔ کہ وہ حکومت کو برخواست کر دے یا اسے مستعفی ہونے کے لئے کہے۔ جمہوریہ امریکہ اور سوئزرلینڈ کے ماسوا اکثر ممالک کے آئین یا رواج کے مطابق یہ ضروری ہے کہ حکومتِ وقت کو پارلیمان کا اعتماد حاصل ہو۔ شک و شبہ کی صورت میں حکومت پارلیمان کے روبرو مسئلہ اعتماد پیش کرتی ہے۔ جس میں شکست کھانے پر وہ وزارت کی گدیاں خالی کر دیتی ہے۔ اور ایک نئی وزارت مرتب ہو جاتی ہے۔ یا پارلیمنٹ کو برخواست کر کے عام انتخابات دوبارہ کرائے جاتے ہیں۔

پارلیمانی طرز حکومت میں آزادی رائے اور حزب مخالف کا ہونا ضروری ہے۔ عام طور پر برطانیہ کو پارلیمانی طرز حکومت کے ضمن میں بطور سند پیش کیا جاتا ہے۔ جمہوریت غیر پارلیمانی طرز حکومت پر بھی حاوی ہو سکتی ہے۔ مثال کے طور پر امریکہ کو لیجئے جس کا نظام حکومت جمہوریت کا علم بردار ہونے کے باوجود تشکیلی طرز کا پارلیمانی نہیں اسی لئے امریکی نظام کو صدارتی حکومت کا آئینہ دار کہتے ہیں۔ سوئٹزرلینڈ کی حکومت امریکہ سے بھی مختلف ہے۔ وہاں حکومت کا انتخاب پارلیمان کرتی ہے۔ مگر جب کبھی پارلیمان اس کی تجاویز مسترد کر دے تو حکومت مستعفی ہونے کی بجائے اپنی پالیسی کو تبدیل کر لیتی ہے اور پارلیمان کے احکام کی بجا آوری کے لئے حکومت کے وزرا اپنے عہدوں پر فائز رہتے ہیں۔

**پارلیمانی قانون** - (Act of Parliament) وہ قانون جس کو کسی ملک کی مجلس اعلیٰ یا پارلیمان نے منظور کیا ہو۔ یہ یا تو کسی خاص مفاد کے لئے ہوتے ہیں جیسے کسی بندرگاہ کی ترقی یا ریل کی توسیع وغیرہ کے لئے یا عام مفاد متصور ہوتا ہے۔ جس کا اطلاق ہر خاص و عام پر یکساں ہوتا ہے۔ یہ انتظامی بارو اجی یا مقامی قوانین سے بالاتر ہوتا ہے۔ اب ہر قانون کا ایک عنوان ہوتا ہے۔ جس نام سے وہ قانون پکارا جاتا ہے۔ انگلستان میں دارالعلوم کی تین نشستوں میں منظور ہو جانے کے بعد دارالامرا کو اس قانون کے استرداد کا حق نہیں رہتا ہے۔ مالیاتی قوانین دارالعلوم ہی میں تیار کئے جا سکتے ہیں۔

**پارہ** - (Mercury) ایک دھات اور عنصر سفید اور چمکدار، معمولی درجہ ہائے حرارت میں سیال رہتا ہے۔ اس کی کثافت اضافی زیادہ ہوتی ہے اور پانی سے تقریباً ١/٢ ١٣ گنا بھاری ہوتا ہے۔ گرمی پا کر یکساں طور پر پھیلتا ہے۔ ان صفات کی وجہ سے پارہ ایک کافی قیمتی اور کار آمد دھات ہے۔ اس کے مرکبات بہت زہریلے ہوتے ہیں لیکن ادویات میں بہت مفید ثابت ہوتے ہیں۔ چنانچہ جلدی بیماریوں کے مرہم بنانے اور آتشک کے علاج میں استعمال ہوتا ہے۔ تھرمامیٹر اور بیرومیٹر (حرارت اور ہوا کا دباؤ ناپنے والے آلے) میں پارہ استعمال کیا جاتا ہے۔ فارسی میں اسے سیماب کہتے ہیں۔ سیم یعنی چاندی جو سفید رنگ کی ہوتی ہے اور آب یعنی پانی

سے مرکب لفظ ہے۔

**پاسپورٹ۔** (Passport) حکومت کی طرف سے مستند دستاویز یا نوشتہ جس کی رو سے شخص متعلقہ کو ممالک مذکورہ میں سفر کرنے کی اجازت ہوتی ہے اور متعلقہ ممالک سے درخواست کی جاتی ہے کہ حامل دستاویز کو بلا روک ٹوک سفر کرنے کی اجازت دی جائے نیز اس کے لیے ہر وقت سہولت اور حفاظت پیدا کی جائے جس کی اسے ضرورت ہو۔ اس میں شخص متعلقہ کا نام، قومیت، تاریخ اور جائے پیدائش، پیشہ، حلیہ، فوٹو اور ان ممالک کے نام درج ہوتے ہیں جن میں سفر کرنے کی اجازت دی گئی ہو۔ پاکستان میں صوبائی حکومتیں کسی شخص کے چال چلن اور مالی حالت کی تصدیق کرنے کے بعد پاسپورٹ جاری کر دیتی ہیں۔

تعلیم اور تجارت وغیرہ کی غرض سے بھی بیرونی ممالک میں لوگ "پاسپورٹ" کے حصول کے بغیر نہیں جا سکتے۔

**پاسچر لوئی۔** (Pasteur) دیکھو لوئی پاسچر

**پاکستان۔** (Pakistan) اسلامی ممالک میں سب سے بڑی مملکت جس کا قیام ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم و مغفور کی انتھک کوششوں کے نتیجہ میں معرض وجود میں آیا۔ پاکستان کے دو حصے ہیں۔ ایک ہندوستان کے مشرق میں واقع ہے اور دوسرا مغرب میں۔ یہ حصے مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کہلاتے ہیں۔ کل رقبہ ۳۶۴۰۰۰ مربع میل اور آبادی آٹھ کروڑ کے لگ بھگ ہے۔

مغربی پاکستان: شمال اور شمال مغرب میں کوہ ہمالیہ اور اس کی شاخیں، کوہ سلیمان و کوہ ہندوکش واقع ہیں۔ درہ خیبر، بولان، گومل انہی پہاڑوں میں واقع ہیں۔ یہ پہاڑ سرسبز نہیں ہیں۔ قبائلی اقوام ان میں آباد ہیں جو گلہ بانی اور تھوڑی بہت زراعت سے اپنی گذران کرتی ہیں۔ ان پہاڑوں کے جنوب اور جنوب مشرق میں پنجاب کا مشہور میدان واقع ہے۔ جسے دریائے سندھ اور اس کے معاون دریا سیراب کرتے ہیں۔ یہ علاقہ گندم کی کاشت کے لیے مشہور ہے۔ پنجاب کے جنوب میں سندھ کا نسبتاً کم زرخیز اور ریتلا میدان ہے لیکن یہاں بھی کپاس، گندم، جوار، باجرہ وغیرہ کی اچھی فصلیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ کراچی سب سے بڑا شہر ہے۔ یہ مقام بندرگاہ بھی ہے اور یہاں دنیا کا مشہور ہوائی اڈا ہے۔ پاکستان کا دارالحکومت راولپنڈی بھی اسی حصے میں واقع ہے۔

مشرقی پاکستان: کوہ ہمالیہ کے مشرقی سلسلے یہاں تک پہنچتے ہیں۔ بارش بکثرت ہوتی ہے۔ آب و ہوا پٹ سن کی پیداوار کے لیے بہت موزوں ہے۔ جو یہاں کی خاص الخاص پیداوار ہے۔ چاول اور چائے کی بھی کاشت خاطر خواہ ہوتی ہے۔ چٹاگانگ مشرقی پاکستان کا مشہور شہر اور بندرگاہ ہے۔

پاکستان میں برطانوی طرز کا پارلیمانی نظام حکومت قائم تھا۔ لیکن آئے دن کے وزارتی رد و بدل اور سیاسی پارٹیوں کی باہمی آویزش کی بنا پر فوج کے کمانڈر انچیف جنرل محمد ایوب خاں نے مرکزی اور صوبائی اسمبلیاں توڑ دیں اور ملک میں مارشل لا نافذ کر دیا۔

اہل پاکستان فطرتاً اولوالعزم ہیں اور اعلیٰ اسلامی روایات کو اپنے لیے مشعل راہ بنانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ مسلمانوں نے نہ صرف ہندوستان بلکہ دور دراز ممالک میں صدیوں حکومت کی ہے۔ جس تدبر ان کی گھٹی میں شامل ہے۔ شجاعت اور جوانمردی میں بھی یہ قوم ہمیشہ ممتاز رہی ہے۔ پاکستان کو اپنے بہادر و شجاع سپاہیوں پر ناز ہے۔ انہوں نے دونوں عالمگیر جنگوں میں اپنی جرأت و پامردی کے بے شمار ثبوت دیے ہیں

**پاکستان اکادمی آف سائنس۔** (Pakistan Academy of Science) اس ادارے کی بنیاد ابھی حال میں رکھی گئی ہے۔ اس سے پیشتر ایک اور انجمن بھی قائم کی گئی تھی جس

کا نام "پاکستانی انجمن برائے ترقی علوم"
(Pakistan Association for the Advancement of Learning) ہے۔ لیکن وہ سائنس اکادمی سے بالکل الگ چیز ہے۔ یہ ملک کا سب سے بڑا سائنسی نظام ہے۔ جس کے ممبر معدودے چند اور چوٹی کے سائنسدان ہو سکیں گے۔ برخلاف پہلی انجمن کے جو بہت وسیع اور ہر ایک سائنسدان کے لئے کھلی ہے۔ اس انجمن کا فرض یہ بھی ہوگا۔ کہ وہ تمام سائنسی علوم کی ترقی میں کوشاں رہے۔ اور حکومت کو سائنسی معاملات میں مشورہ دے۔ اس ادارے میں ایک دوسری خصوصیت یہ ہے کہ وہ خالص سائنسی علم کی ترقی میں کوشاں ہوگا۔ جس پر ملک کی تمام قسم کی ترقیات کا انحصار ہے۔ اس قسم کے علم کے لئے ضروری ہے کہ اس پر دیگر شعبوں کا بوجھ نہ ڈالا جائے اور نہ ہی اس میں معمولی سائنس دان بھرتی کئے جائیں اس سے پیشتر مخصوص ادارے بھی اپنے اپنے شعبوں میں کام کر رہے ہیں۔ ان میں سائنس اور دست کاری کی تحقیق کا محکمہ جنگلاتی علوم کا تحقیقاتی ادارہ۔ علم طبقات الارض کا تحقیقاتی ادارہ۔ مرکزی امتحانی معمل۔ اور کئی ایک اور ادارے بھی شامل ہیں۔

اس ادارے کا آغاز چند سال پیشتر وزیر اعظم پاکستان خواجہ ناظم الدین کے ہاتھوں

## پاکستان صنعتی ترقیاتی کارپوریشن۔

(P.I.D.C) پاکستان میں صنعتوں کے فروغ کے لئے یہ کارپوریشن ۲ جنوری ۱۹۵۲ء کو قائم کی گئی تھی۔ اس نے اب تک ۷۵ کروڑ روپے کے ۵۹ ترقیاتی منصوبوں کو عملی جامہ پہنایا ہے۔ اس رقم میں سرکاری سرمائے کے علاوہ نجی سرمایہ بھی شامل ہے۔ کارپوریشن کے تعمیر کردہ صنعتی مراکز سیمنٹ، کپڑا، گتا، پٹ سن کی مصنوعات، چینی، اونی کپڑا، سوتی دھاگہ، ادویہ، اخباری اور میکنیکل کاغذ اور کیمیائی کھاد وغیرہ تیار کر رہے ہیں۔

کارپوریشن ملتان میں ایک لاکھ تیس ہزار کلوواٹ بجلی پیدا کرنے والا بجلی گھر اور ڈھائی لاکھ ٹن سالانہ کیمیائی کھاد تیار کرنے والا کارخانہ تعمیر کرا رہی ہے۔ کھلنا میں ۳۵ ہزار ٹن سالانہ اخباری اور میکنیکل کاغذ بنانے والا کارخانہ مکمل ہو چکا ہے اور عنقریب مال تیار کرنا شروع کر دے گا ان کے علاوہ سلہٹ میں بھی ڈھائی لاکھ ٹن سالانہ کیمیائی کھاد تیار کرنے والی ایک فیکٹری زیر تعمیر ہے۔

کارپوریشن کا ایک شعبہ کرنافلی پیپر ملز لمیٹڈ ہر سال ساڑھے چار کروڑ روپے کا ۲۸ ہزار ٹن سالانہ کاغذ تیار کر رہا ہے۔ پیپر بورڈ اور سٹرا بورڈ تیار کرنے والی ملیں سوا کروڑ روپے کا سامان سالانہ تیار کر رہی ہیں۔ زیل پاک اور بیبل لیف فیکٹریاں ساڑھے تین لاکھ ٹن سیمینٹ سالانہ تیار کر رہی ہیں۔ ہرنائی، بنوں اور قائد آباد میں کارپوریشن کی تین اونی ملیں کام کر رہی ہیں۔ چارسدہ اور جوہر آباد میں کھانڈ کے کارخانے ہیں اور مشرقی پاکستان کے ضلع رنگپور میں بھی ایک کارخانے نے کام شروع کر دیا ہے۔ ٹھاکر گاؤں اور دیوان گنج (مشرقی پاکستان) میں شکر سازی کے کارخانے قائم ہونے والے ہیں۔ کارپوریشن کے زیر اہتمام ادویہ سازی کی صنعت بھی روز افزوں ترقی پر ہے۔ نوشہرہ میں ڈی۔ ڈی۔ ٹی فیکٹری اور کاسٹک سوڈا فیکٹری۔ راولپنڈی میں کیمیکل کمپنی، لائل پور میں سلفورک ایسڈ پلانٹ، اور سپر فاسفیٹ پلانٹ کام کر رہے ہیں۔

کارپوریشن کا سب سے بڑا صنعتی ادارہ داؤد خیل (ضلع میانوالی) کا کھاد کا کارخانہ ہے۔

سوئی گیس کو بڑے بڑے صنعتی شہروں تک پہنچانے کا کام بھی کارپوریشن کے سپرد ہے یہ گیس سکھر، حیدرآباد اور کراچی تک پہنچائی جا چکی ہے۔ اور سوئی سے ملتان تک ۲۱۷ میل لمبی پائپ لائن بچھانے کا کام بھی مکمل ہو چکا ہے ملتان کے پاور سٹیشن سے لاہور اور لائل پور تک یہ قوت پہنچائی جا سکے گی۔

## پاکیزگی۔

پاکیزگی سے مراد جسمانی اور روحانی پاکیزگی ہے۔ یہ لفظ پاکیزہ اسم صفت سے بنا ہے۔ اور اسی پر دوسرے لفظ بھی ایسے الفاظ سے بنتے ہیں۔ جن کے آخر پر ہ مختفی ہو مثلاً علیحدہ

سے علیحدگی، بدمزہ سے بدمزگی، پژمردہ سے پژمردگی وغیرہ وغیرہ۔ پاک اور پاکیزہ میں یہ فرق ہے کہ اوّل الذکر لفظ تو قطعی ہے۔ اور اس میں متضاد عنصر کی گنجائش نہیں ہوتی بحالیکہ پاکیزہ سے مراد لطیف اور خوش آئند عنصر سے ہے۔ اور اس میں طہارت کا مفہوم موجود ہوتا ہے۔ شریعتِ اسلامی میں پاکیزگی کے مقابلے پر نجاست یا کثافت کا لفظ آتا ہے۔ اور پاک کا متقابل ناپاک ہے۔

پاکیزگی لباس کی بھی ہوتی ہے اور جسم کی بھی اور اسی طرح پاکیزگی ضمیر اور روح کی بھی ہوتی ہے۔ اخلاق کی پاکیزگی اور عاداِت کی پاکیزگی، اوصاف کی پاکیزگی اور اعمال کی پاکیزگی، یہ سب پاکیزگی کے استعمال کی مختلف صورتیں ہیں۔ جہاں شریعت میں پاکیزگی طہارت اور صفائی کا حکم رکھتی ہے، وہاں عام بول چال میں پاکیزگی کا مفہوم شستگی اور نفاست اور لطافت ہوتا ہے۔

## باگرد باد۔ (Anti-Cyclone)

باگرد باد سے مراد فضائی دباؤ کی اس کیفیت کا مظاہرہ ہے، جب کہ کسی جگہ کی ہوا گرم ہو کر اوپر کو اٹھتی ہے اور گھڑی کی سوئیوں کی طرح سیدھی سمت کے چکر کاٹتی ہے مگر نصف کرہ جنوبی میں اس کی گردش گھڑی کی سوئیوں کی الٹی سمت میں ہوتی ہے۔

گرمیوں میں باگرد باد خشک موسم کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ مگر سردیوں میں اسے بارش کا باعث خیال کیا جاتا ہے۔ کیونکہ جب استوائی خطے کی گرم اور پُرنم ہوا قطبین کی ٹھنڈی اور خشک ہوا سے ملتی ہے تو گرم ہوا اوپر اور ٹھنڈی ہوا نیچے آجاتی ہے جو مینہ برسنے کا ذریعہ بنتی ہے۔

## پالتو جانور۔ (Pet Animals)

جو جانور گھروں میں پالے یا سدھائے جا سکتے ہیں وہ پالتو جانور کہلاتے ہیں۔ اور ان سے دودھ مکھن وغیرہ حاصل کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ جانور باربرداری کے کام بھی آتے ہیں۔ عرب میں اونٹ پالنے کا عام رواج ہے کیونکہ وہاں اونٹ زیادہ ہوتے تھے اور ملک چونکہ زیادہ تر ریگستانی ہے اس لیے وہاں سفر کرنے کے لیے اونٹ بہت کارآمد ثابت ہوتا ہے۔

گھوڑا اور گدھا بھی پالتو جانور ہیں گھوڑا عموماً سواری کے لیے یا تانگے میں جوتنے کے کام آتا ہے۔ گدھے سے باربرداری کا کام لیا جاتا ہے۔

بعض ملکوں مثلاً سیام اور لنکا میں ہاتھیوں کو سدھا کر پالتو جانوروں کی طرح رکھا جاتا ہے۔ یہ ہاتھی وہاں سواری اور باربرداری کے کام آتے ہیں۔

مرغیاں، خرگوش، کتّے اور بعض ملکوں میں کچھوے بھی پالتو جانور ہیں۔ خشکی کے کچھوے باغوں میں رکھے جاتے ہیں سردیوں میں وہ اپنے آپ کو مٹی کے اندر چھپا لیتے ہیں۔ تاکہ گرم رہیں اور گرمیوں میں باغوں میں اِدھر اُدھر پھرتے رہتے ہیں۔ ان کی خوراک سبز پال ہیں۔

پرندوں میں کبوتر پالنے کا بھی رواج ہے۔ قدیم زمانے میں انہیں سدھا کر ان کے ذریعہ ایک جگہ سے دوسری جگہ چٹھی پہنچانے کا کام لیا جاتا تھا اور ایک مقام سے دوسرے مقام کو پیغام بھیجے جاتے تھے۔

## پالتو جانوروں کی حفاظت (Care of the Pets)

اس امر کا خیال رکھنا چاہیے کہ جانور اور پرندے جو عموماً گھروں میں پالے جاتے ہیں اپنی مدد آپ نہیں کر سکتے۔ خصوصاً وہ پرندے اور جانور جو پنجروں میں بند رکھے جاتے ہیں۔ اس لیے جو لوگ ان کے رکھ رکھاؤ اور حفاظت کے ذمہ دار ہیں ان کو برابر ان کے حال پر توجہ دینی چاہیے۔ لیکن چوپایوں کو طیش نہیں دلانا چاہیے۔ وقت پر باقاعدہ ان کو خوراک دینا نہایت ضروری ہے۔ بعض لوگ خرگوشوں کو ایک دن خوب پیٹ بھر کر کھلاتے ہیں اور پھر کئی روز

تک انہیں بھوکا رکھتے ہیں - یہ جانور پر ظلم ہے - اگر آپ بے زبان جانوروں کی حفاظت کے لئے چند منٹ بھی روزانہ نہیں نکال سکتے تو بہتر ہے کہ آپ اُن کو گھر میں نہ رکھیں -

گھریلو جانوروں کے رہنے کی جگہیں نہایت صاف ستھری ہونی چاہئیں - اور بڑے جانوروں کی طرف بھی ویسی ہی توجہ دینے کی ضرورت ہے - بلیاں کم و بیش اپنا خود خیال کر لیا کرتی ہیں - لیکن پالتو کتوں کو گرمیوں میں روزانہ نہلانے کی ضرورت ہوتی ہے -

نازک اور بدیسی پرندوں کو سردی سے بچا کر رکھنا چاہیئے - اور ان کے ٹھکانوں سے نمی کو دور کرتے رہنا چاہیئے - اور ان کے بستر تبدیل کرتے رہنا چاہیئے -

کسی پرندے یا گھریلو جانور کو پیٹ بھر کر نہ کھلاؤ ان میں بہت سے جانور مثلاً خرگوش وغیرہ بہت کھانے والے ہوتے ہیں - اور نہیں جانتے کہ کب بس کیا جائے - گرما کے موسم میں سب جانوروں کو باقاعدہ پانی پلانا چاہیئے - اور کبھی کبھی کھلا چھوڑ دینا چاہیئے - اس لئے کہ جانور بھی سورج کی روشنی کو اتنا ہی پسند کرتے ہیں جتنا کہ ہم - اگر کوئی جانور ڈھیلا پڑ جائے یا بیمار ہو جائے تو اس کا باعث معلوم کرو ورنہ سلوتری کو بلوا کر دکھاؤ -

## پالتو چڑیاں - (Cage Birds) لال مینا

طوطے وغیرہ چھوٹے چھوٹے پنجروں میں خوش رہتے ہیں لیکن اگر ان کی رہائش کے لئے چڑیا خانہ بنا دیا جائے تو چڑیوں اور ان کے شائقین، دونوں کے لئے بہت آسانی ہو جاتی ہے - چڑیا خانہ بنانے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اسے جنوب رویہ دیوار کے کنارے کنارے بنایا جائے - ایک سرے پر بڑی کا یک ہو جس کی چھت ڈھلوان ہو تاکہ پانی اندر نہ آ سکے - دیواروں کی بناوٹ ایسی ہو کہ ہوا کے تیز جھونکے چڑیوں کو پریشان نہ کریں - سال میں دو مرتبہ اس میں سفیدی ہونا چاہیے - چڑیا خانہ میں پودوں اور جھاڑیوں کے گملے ہونا چاہئیں جنہیں وقفوں کے بعد بدلا جا سکے - کچھ چھولے اور چھتریاں بھی ہونی چاہئیں جنہیں باقاعدہ طور پر چڑیا خانہ میں جا بجا نصب کیا جائے - تاکہ چڑیوں کو ہوا خوری اور ورزش کا موقع ملتا رہے - پرسکون گوشوں میں گھونسلے بنائے جائیں - ان میں خشک گھاس، پیال وغیرہ اچھی مقدار میں ہونا چاہیئے - پانی کا چشمہ ہونا بھی ضروری ہے تاکہ تازہ اور صاف پانی ہر وقت دستیاب ہو سکے - چوگے اور دانے کی طشتریاں ایسے مقامات پر لٹکائی جائیں جہاں چوہوں کا گذر نہ ہو - بہت سے شائقین چھتریوں کے ساتھ استخوان ماہی بھی لٹکاتے ہیں - پانی تھتھلی، رکابی میں رکھا جائے جس میں چڑیاں نہا سکیں -

چھوٹی چڑیوں کو چوگے میں تین حصے باجرہ ایک حصہ السی اور دو حصہ سرسوں دینا چاہیئے نیز کافی مقدار میں سبزی سلاد اور جنگلی بیج دینا چاہئیں -

طوطے صرف سبزی پسند کرتے ہیں - انہیں مرچ، گل سورج مکھی، پھل اور روٹی مرغوب ہے چونچ تیز کرنے کے لئے انہیں سخت لکڑی کے ٹکڑے کی بھی ضرورت ہوتی ہے - جنگلی پرندوں کو کبھی پنجرے میں بند نہیں کرنا چاہیئے یہ ظلم ہے -

## پال رابسن (Paul Robson)

امریکہ کے حبشی النسل اور بین الاقوامی شہرت کے موسیقار اور اداکار، پال رابسن ۱۸۹۸ء میں پیدا ہوئے اور قانون کی تعلیم حاصل کی بیس سال کی عمر میں انہوں نے وکالت شروع کی مگر کچھ عرصہ بعد وکالت ترک کر کے تھیئٹر میں کام کرنے لگے جہاں انہوں نے موسیقار اور اداکار کی حیثیت سے زبردست نام پیدا کیا - یورپ میں ان کا گانا سننے کے لئے ایک دنیا ترستی ہے - اور ان کے گانوں کے ریکارڈ لاکھوں کی تعداد میں فروخت ہوتے ہیں -

پال رابسن کئی فلموں میں کام کر چکے ہیں - ان میں سے "شو بوٹ" "ایمپرر جونز" اور "منیڈ ز آف دی ریور" بہت مشہور ہیں -

## پال سنکر

ڈسمبر، برٹش کونسل کے ڈائرکٹر جنرل سر پال سنکر ۱۹۰۵ء میں پیدا ہوئے کیمبرج، (انگلینڈ) اور وی آنا (آسٹریا) کی یونیورسٹیوں میں

تعلیم پائی۔ حصول تعلیم کے بعد یونیورسٹی لیکچرار مقرر ہو گئے۔ یونیورسٹی سے رخصت لے کر پانچ سال تک بحریہ میں عارضی طور پر ایک اعلیٰ افسر کی حیثیت سے کام کیا۔ اسی منصب پر رہ کر انہوں نے واشنگٹن میں خدمات سرانجام دیں۔ بعد ازاں وہ وزارت خزانہ میں تعلیم و تربیت کے ڈائرکٹر رہے ۱۹۵۰ء میں انہوں نے مصری حکومت کے مشیر کی حیثیت سے کام شروع کر دیا۔ اور اعلیٰ ملازمتوں کے مسائل پر مصری حکومت کو مشورے دیئے۔ تین سال بعد انہیں برطانیہ کے سول سروس کمیشن کا پہلا کمشنر مقرر ہو گیا۔ سرپال سنکر نے متعدد اہم منصوبوں میں کام کیا ہے۔ ان کے تفریحی مشاغل میں کوہ پیمائی کو بہت اہمیت حاصل ہے۔

**پالم۔** (Palam) دہلی (پایہ تخت بھارت) کا مشہور ہوائی مستقر (Air port) جو شہر سے چند میل باہر واقع ہے۔ گو ہوائی شاہراہوں میں خود دہلی کا مستقر مشہور ہے لیکن ہوائی جہازوں کے اترنے اور پرواز لینے کا اصل مقام پالم ہی ہے یہ ہوائی مستقر بڑا وسیع اور فراخ ہے اور فضائی لوازم سے آراستہ ہے۔

**پان۔** ہند و پاکستان کے ایک بیلدار پودے کے پتوں کا نام۔ یہ پودے دل کی شکل کے ہوتے ہیں۔ اور لوگ ان کو چونا اور کتھا لگا کر کھاتے یا چباتے ہیں۔ طبی لحاظ سے یہ دانتوں کے لئے نہایت مضر چیز ہے جو منہ کی اندرونی جلد اور دانتوں کو سیاہ کر دیتی ہے جو لوگ پان میں تمباکو ڈال کر کھاتے ہیں وہ اور بھی نقصان اٹھاتے ہیں۔ اب تو لوگ پان میں کوکین جیسی خطرناک چیزوں کو بھی ڈال کر کھاتے ہیں۔

**پان اسلام ازم** (دیکھو ہمہ اسلامیاں اور اسلامیت)

**پان امریکن ازم** (دیکھو ہمہ امریکیاں اور امریکیت)

**پاناما۔** (Panama) وسطی امریکہ کی ایک جمہوریہ جس کا رقبہ ۲۸۵۰۰ مربع میل ہے اور آبادی ۸۰۲،۲۹۱ ہے۔ جس میں سے ۷۰ ہزار سیہ فام ہیں ۱۹۰۳ء تک پاناما کولمبیا کا حصہ تھا۔ مگر اس سال جب کولمبیا کی کانگریس نے بحرالکاہل سے بحیرہ کیریبین کو نہر کے ذریعے منسلک کرنے کی خاطر پاناما کی نہر کھودنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا تو جمہوریہ امریکہ نے ۳ نومبر ۱۹۰۳ء کو پاناما کے اندر بغاوت کرا دی جس کے ۱۰ روز بعد جمہوریہ امریکہ نے پاناما کی نوزائیدہ جمہوریہ کو تسلیم کر لیا۔

پاناما ایک غیر ترقی یافتہ ملک ہے جس کے پاس اپنی فوج بھی نہیں۔ اس کی حکومت بالعموم امریکہ کی حکومت کے اشارے پر چلتی ہے۔ اور اگر کبھی پاناما کی حکومت واشنگٹن کی مرضی کے خلاف عمل پیرا ہو تو امریکی حکومت پاناما کے اندر بغاوت کرا دیتی ہے۔ جیسے اس نے ۱۹۴۱ء میں بھی کیا تھا جب کہ پاناما کے صدر اریاس (Arias) نے فسطائی دوستی کا مظاہرہ کیا تھا۔

**پاناما نہر۔** Panama Canal نہر پاناما
شمالی اور جنوبی امریکہ کے درمیان بحر اوقیانوس اور بحرالکاہل کو آپس میں ملاتی ہے۔ اس کی کھدائی ۴ مئی ۱۹۰۴ء کو شروع ہوئی اور ۱۵ اگست ۱۹۱۴ء کو نہر کا افتتاح ہوا۔

۴۵ فٹ گہری ہے اور اس کی لمبائی پچاس میل سے زیادہ ہے۔ اس کی تعمیر پر تقریباً ساڑھے سات کروڑ پونڈ خرچ آئے تھے۔ مہذب دنیا میں غالباً انجینئرنگ کا یہ سب سے بڑا کارنامہ ہے جسے پچاس ہزار آدمیوں کی ان تھک محنت نے تکمیل تک پہنچایا ہے۔

نہر پاناما کی بدولت لورپول سے سان فرانسسکو تک کے فاصلے میں ۵۶۶۶ میل، لورپول سے وانکوور (Wancower) تک ۶۰۰۰ میل آسٹریلیا سے ریاست ہائے متحدہ امریکہ تک ۴۰۰۰ میل نیویارک

سے سان فرانسسکو تک ۳۰۸۷ میل اور یوکوہاما سے نیویارک تک ۴۲۹۰ میل کی کمی ہو گئی ہے نہر کا انتظام ایک گورنر کے سپرد ہے جسے صدر ریاست ہائے متحدہ امریکہ نامزد کرتا ہے۔ گورنر کے ماتحت ایک ایگزیکٹو سیکریٹری ہوتا ہے۔

## پان تورانِ ازم (دیکھو ہمہ تورانیاں)

## پانچ بڑے۔ (Big Five)

ایک اصطلاح جو دوسری عالم گیر جنگ کے بعد دنیا کی پانچ بڑی طاقتوں کے لئے استعمال ہوتی ہے جو یہ ہیں۔

(۱) ریاست ہائے متحدہ امریکہ۔
(۲) برطانیہ۔
(۳) روس۔
(۴) چین۔
اور (۵) فرانس۔

علاوہ ازیں انگلینڈ کے پانچ مشہور بنکوں کے لئے بھی یہ اصطلاح بسا اوقات استعمال کی جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہیں۔

(۱) بارکلیز (Barclays)
(۲) لائیڈز (Lloyds)
(۳) مڈلینڈ بنک۔ (Midland Bank)
(۴) نیشنل پراونشل بنک۔ (National Provincial Bank)
اور (۵) ویسٹ منسٹر بنک۔ (Westminster Bank)

## پانچواں کالم (Fifth Column)

یہ نیم سیاسی اور نیم فوجی اصطلاح ہے جو دوسری جنگ عظیم کے وقت سے رائج ہوئی۔ ۱۹۳۶ء میں جرنیل فرانکو نے سپین میں اسپینی جمہوری حکومت کے خلاف بغاوت کی۔ اور دارالحکومت میڈرڈ پر فوجی یورش کر کے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اس نے یہ اعلان کیا کہ شہر کے اندر ایک غدار گروہ اس کی مدد کر رہا ہے۔ اور اس کو اہم خبریں پہنچا رہا ہے ہر فوج میں چار حصے ہوتے ہیں۔ بحری فوج۔ برّی فوج۔ ہوائی فوج۔ اخبارات اور پروپیگنڈا اس لیے جنرل فرانکو نے اس جاسوسی گروہ کا نام "پانچواں کالم" رکھا۔ اور اس وقت سے ہر جاسوسی ادارے کا یہی نام ہو گیا۔ اب پانچواں کالم ہر اس ادارے کو کہتے ہیں جو جنگ کے وقت فوجی واقفیت فراہم کرے۔ اور یہ واقفیت فوج کے سردار کو پہنچائے۔ بسا اوقات کسی غدار شخص یا غدار گروہ کو بھی ففتھ کالم کا ممبر کہہ دیتے ہیں۔ :

**پانچواں سوار۔** کہتے ہیں کہ چار سوار تو گھوڑوں پر تھے اور پانچواں گدھے پر۔ گھوڑ سوار تو بیچ بچ کے سوار تھے اور گدھے سوار خود بخود سوار بن بیٹھا چنانچہ "پانچواں سوار" مراد ہے ایسے شخص سے جو بڑوں کی ہمسری کا دعویٰ کرے یا دیکھا دیکھی بڑا بننے کی کوشش کرے۔ جس میں استحقاق کم اور تصنع زیادہ ہو! :

## پانڈیچری۔ (Pondicherry)

یہ مدراس سے تقریباً ۱۰۵ میل دور واقع ہے اس کا کل رقبہ ۱۱۵ مربع میل ہے اور آبادی ۲ لاکھ کے لگ بھگ ہے۔

فرانسیسیوں نے یہ نو آبادی ۱۶۷۴ء میں قائم کی تھی کوئی بیس سال بعد ولندیزیوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ مگر بعد میں پھر فرانس کو واپس مل گئی انگریز بھی اس نو آبادی پر نظر رکھتے تھے۔ اپنی پہلی مہم میں تو انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ مگر دوسری مرتبہ انگریزوں نے پانڈیچری پر قبضہ کر لیا۔ چار سال بعد اسے پھر فرانسیسیوں کے حوالے کر دیا گیا۔ تیرہ سال بعد انگریزوں نے پھر اس نو آبادی کو محاصرے میں لے لیا اور اگلے سال اس پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئے مگر معاہدہ ورسیلز کے مطابق ۱۷۸۳ء میں یہ علاقہ پھر فرانسیسیوں کو مل گیا تقسیم ہند کے بعد حکومت ہند اور حکومت فرانس کے درمیان ایک سمجھوتہ ہوا جس کی رو سے پانڈیچری اور دوسری فرانسیسی نو آبادیاں حکومت ہند کے سپرد کر دی گئیں

**پان سلاوازم** (دیکھو ہمہ سلافیاں)

**پان عرب ازم** (دیکھو ہمہ عربیاں)

**پانی ۔** (Water) آکسیجن اور ہائیڈروجن کا سیال مرکب تبخیر کے ذریعہ سے کشید کیا ہوا پانی سب سے زیادہ خالص ہوتا ہے۔ بارش کے پانی میں کچھ گیسیں حل ہوتی ہیں۔ تاہم وہ بھی خالص پانی شمار کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اور سب ذرائع سے حاصل شدہ پانی میں کچھ ٹھوس اشیاء محلول ہوتی ہیں۔ پانی کی خاص خاص صفات یہ ہیں: (۱) یہ ایک زبردست محلل ہے۔ اس وجہ سے تمام جانداروں کو اس کی ضرورت ہے۔ (۲) منجمد ہوتے وقت اس کا حجم بڑھ جاتا ہے۔ ۴ درجہ سنٹی گریڈ پر یہ انتہائی کثیف ہوتا ہے۔ اس کے بعد صفر درجہ تک درجۂ حرارت گرنے سے اس کا حجم بڑھتا جاتا ہے۔ اور منجمد پانی عام پانی سے ہلکا ہو کر اوپر رہتا ہے۔ اسی لئے انتہائی سردیوں میں بھی تالاب یا سمندر بالکل دریخ بستہ نہیں ہو سکتے۔ اور برف کے نیچے پانی ضرور رہتا ہے۔ صانع قدرت نے پانی کو یہ صفت اس لئے بخشی ہے کہ مچھلیاں اور سمندر کے دوسرے جانور انتہائی سردی میں بھی زندہ رہ سکیں۔

**پانی پت ۔** (Panipat) مشرقی پنجاب (بھارت) کا ایک شہر جس کے پاس ہندوستانی تاریخ کی چند فیصلہ کن لڑائیاں ہوئی ہیں جن میں سے ایک لڑائی تو ۱۵۲۶ء میں شہنشاہ ظہیر الدین بابر اور سلطان ابراہیم لودھی کے مابین ہوئی جس میں اوّل الذکر کو فتح ہوئی اور ایک اور فیصلہ کن جنگ ۱۷۶۱ء میں احمد شاہ ابدالی نے مرہٹوں سے لڑی جس میں مؤخر الذکر کو شکست ہوئی۔

**پانی پت کی پہلی لڑائی ۔** یہ لڑائی ظہیر الدین بابر مغل بادشاہ اور سلطان ابراہیم لودھی دہلی کے درمیان ۱۵۲۶ء میں پانی پت کے میدان میں ہوئی۔ سلطان ابراہیم کی فوج ایک لاکھ نوجوانوں پر مشتمل تھی اور بابر کے ساتھ صرف بارہ ہزار آدمی تھے۔ اس کے علاوہ بابر خود بھی ایک تجربہ کار سپہ سالار تھا اور فن حرب سے اچھی طرح واقف تھا۔ سلطان ابراہیم کی فوج نے خوب مقابلہ کیا مگر بالآخر شکست کھائی۔ سلطان ابراہیم لودھی میدان جنگ میں کام آیا اور فوج تتر بتر ہو گئی۔ پانی پت کی پہلی لڑائی نے بابر کو دہلی اور آگرہ کا بادشاہ بنا دیا اور ہندوستان میں مغل سلطنت کی بنیاد پڑی۔

**پانی پت کی دوسری لڑائی ۔** ہمایوں کی وفات کے بعد اکبر کی تخت نشینی کا اعلان ہوا تو ہیموں نے جو عادل شاہ کا وزیر تھا مگر اب صاحب قوت و اقتدار ہو گیا تھا۔ دہلی اور آگرہ پر قبضہ کر لینا چاہا۔ بیرم خاں نے ہیموں کو ملک گیری سے روکنے کی خاطر مختصر سی جمعیت کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا اور نومبر ۱۵۵۶ء میں پانی پت کے میدان میں دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں۔ خون ریز معرکہ کے بعد بیرم خاں کو فتح ہوئی اور ہیموں بقّال زخمی ہو کر گرفتار ہوا۔

**پانی پت کی تیسری لڑائی ۔** پانی پت کی تیسری لڑائی احمد شاہ ابدالی اور مرہٹوں کے درمیان ہوئی۔ ۱۷۴۸ء میں مغل بادشاہ محمد شاہ کی وفات پر اسکا بیٹا احمد شاہ تخت نشین ہوا۔ احمد شاہ کے دوران حکومت میں ایرانی اور تورانی پارٹیوں میں سخت ٹھنی ہوئی تھی۔ ایرانی پارٹی کا سرغنہ صفدر جنگ تھا جو سعادت علی خاں حاکم اودھ کا داماد تھا تورانی پارٹی کی قیادت نظام الملک آصف جاہ حاکم دکن کا پوتا غازی الدین مرہٹوں سے امداد کا طالب ہوا۔ غازی الدین نے مرہٹوں کی مدد سے بادشاہ کو تخت سے الگ کر کے اسے اندھا کرا دیا اور جیل میں ڈال دیا۔
۱۷۶۱ء میں احمد شاہ ابدالی نے ہندوستان پر حملہ کر دیا اور مرہٹوں کو پانی پت کی تیسری لڑائی میں زبردست شکست دی۔ احمد شاہ ابدالی کے اس حملہ کے بعد مغل سلطنت کا رہا سہا وقار بھی جاتا رہا۔

**پانی پولو ۔** (Water Polo) گیند سے کھیلا جانے والا ایک کھیل جسے دو ٹیمیں کم از کم تین فٹ گہرے پانی کے کسی بڑے حوض میں کھیلتی ہیں۔ ہر ٹیم میں سات کھلاڑی ہوتے ہیں۔ تین فارورڈ ایک ہاف بیک۔ دو بیک اور ایک

محافظ گول۔ گیند چمڑے کی بنی ہوتی ہے۔ اس کا گھیرا ۲۸ انچ ہوتا ہے دونوں کناروں پر گول ہوتا ہے جس کی چوڑائی ۱۰ فٹ اور اس کی پانی کی سطح سے بلندی تین فٹ ہوتی ہے۔ ایک کھیل میں سات سات منٹ کے دو "پیریڈ" ہوتے ہیں۔ پہلے پیریڈ کے ختم ہونے پر ٹیمیں اپنا مقام بدل دیتی ہیں۔ ایک ریفری یا ٹائم کیپر کھیل کی نگرانی کرتا ہے۔ ہر پیریڈ کے آغاز پر اور ہر گول کے بعد کھلاڑی قطار بنا کر اپنے اپنے گول کے پاس کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور ریفری گیند کو مرکز پر پھینکتا ہے۔ اب فارورڈ کھلاڑی تیر کر گیند کی طرف بڑھتے ہیں۔ اور ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ گیند کو اپنے ساتھیوں ہی تک محدود رکھا جائے اور اس طرح پاس دیتے دیتے گول کر دیا جائے گیند کو صرف ایک ہاتھ لگایا جا سکتا ہے۔ محافظ گول ایک خاص حلقہ سے باہر نہیں نکل سکتا۔ یہ گول کی لائن سے چار گز پرے ہوتا ہے۔ اگر کوئی کھلاڑی اس رقبہ میں کھیل کے قوانین کے خلاف عمل کرے تو مخالف ٹیم گیند ہاتھ میں لے کر اس کے گول کی طرف پھینک سکتی ہے۔ اس رقبہ کے باہر قانون شکنی (گیند کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لینا۔ حوض میں کودنا وغیرہ) کی جائے تو مخالف ٹیم کو آزادانہ ایک مرتبہ گیند پھینکنے کی اجازت ہوتی ہے۔ اگر کوئی کھلاڑی اپنی ہی گول کی لائن کے اوپر سے گیند پھینک دے تو مخالف ٹیم کونے سے ایک مرتبہ گیند پھینک کر گول کرنے کی کوشش کر سکتی ہے۔

**پانی کی نالیاں** (Aqueducts) پانی کو ایک مقام سے دوسرے مقام تک لے جانے والی نالیاں خواہ وہ اینٹ پتھر کی ہوں یا لکڑی کی یا کسی دھات یا ربڑ کی۔ بالخصوص وہ نالیاں جو مزارعین اپنے کھیتوں تک پانی لے جانے کے لئے زمین کھود کر بنا لیتے ہیں۔
عام زبان میں اس قسم کی نالی کو آڈ کہتے ہیں۔

**پاور (طاقت)** (Power) یہ لفظ اصطلاح بلکہ سائنسی مفہوم کا حامل ہے۔ انسان، انسان کے مقابلے پر طاقت رکھتا ہے۔ ملک، ملک کے مقابلے پر اور حکومت، حکومت کے مقابلے پر طاقت رکھتی ہے۔ مگر موٹر انجن، جہازوں کے انجن، مشینوں کے انجن اور دوسرے انواع و اقسام کے انجن درجہ بدرجہ پاور کے حامل ہوتے ہیں جسے ہارس پاور (Horse Power) کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ فلاں انجن اتنی ہارس پاور کا ہے اور فلاں اتنی کا۔ ہارس پاور، اکائی متصور ہوتی ہے جو ایک "گھوڑے کی طاقت" ہوتی ہے اور پاور کے شمار اور معیار کے لئے اسی کو مقدار قرار دیتے ہیں۔

**پاور پالیٹکس** (Power Politics)
اقتدار کی خاطر قومی طاقت کی توسیع اور استحکام کی حکمت عملی۔ خود مختار ریاستوں پر مشتمل دنیا کے اندر طاقت کے ذریعے بین الاقوامی تعلقات کی استواری اور بین الاقوامی سیاسیات میں سیاسی اغراض کے حصول کے لئے دھمکیوں اور قوت کے استعمال کا نام "پالیٹکس" ہے۔ اس میں راستی اور انصاف کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔
خود مختار آزاد قوموں کے لئے اکثر لفظ طاقت (Power) استعمال کیا جاتا ہے۔ پاور پالیٹکس کے نقاد اس کی جگہ بین الاقوامی تعلقات میں اخلاق قانون اور انصاف کے استعمال پر زور دیتے ہیں مگر بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ایسی دنیا میں جس میں بہت سی آزاد اور خود مختار ریاستیں موجود ہوں وہاں صرف "پاور پالیٹکس" ہی بین الاقوامی تعلقات کی استواری کا ذریعہ ہو سکتے ہیں۔ ان لوگوں کے خیال میں اخلاقی قدروں کی حمایت بھی دراصل قومی "پاور پالیٹکس" کی بدلی ہوئی صورت ہے۔

**پائپ لائن** (Pipeline)۔ پائپ لائن سے مراد لوہے یا سیمنٹ وغیرہ سے بنے ہوئے نلکوں کی وہ قطار ہے جو کسی جگہ پانی یا تیل وغیرہ بہم پہنچانے کے لئے قائم کی گئی ہو عام طور پر دور دور کے مقامات کے درمیان تیل اور پیٹرول کی بہم رسانی کے

لیے عمدہ لوہے کی پائپ لائن بچھائی جاتی ہے جیسی کہ ترکش پٹرولیم کمپنی (Turkish Petroleum Company) نے موصل کے چشموں کا تیل حیفا کی بندرگاہ تک پہنچانے کے لیے بچھا رکھی ہے۔ چنانچہ بلوچستان سے سوئی گیس کراچی، لاہور اور راولپنڈی تک پہنچانے کے لیے بھی "پائپ لائن" قائم کی جا رہی ہے۔

"پائپ لائن" ایک بھاری بھرکم اور انتہائی تنظیم کا سلسلہ ہوتا ہے۔

**پاؤں** ۔ پاؤں کے معنی پیر اور قدم کے ہیں اور وہ ٹانگ کا آخری نچلا حصہ ہوتا ہے۔ یہ جسم حیوانی کا بہت اہم عضو ہے جو راستہ چلنے اور فاصلہ طے کرنے کے کام آتا ہے۔ انسان کے پاؤں میں باریک ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ ہوتا ہے جو دو حصوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ ایک حصہ ایڑی سے پاؤں کے انگوٹھے تک اور دوسرا پیر کے اوپر کے حصے میں ایک طرف سے دوسری طرف تک، ٹخنے کے قریب، پھیلا ہوا ہوتا ہے۔ پاؤں کے پچھلے حصے میں ایڑی کی ہڈیاں ہوتی ہیں جو ٹخنے کی ہڈیاں کہلاتی ہیں۔ ایڑی کا نچلا حصہ سخت پٹھوں سے بنا ہوتا ہے نیچے کے حصے کی ہڈی چھوٹے چھوٹے چودہ حصوں میں بٹی ہوتی ہے۔ پاؤں کے انگوٹھے اور انگلیوں کے اندر اسی ہڈی کے اجزا ہوتے ہیں پٹھے اور رباط تمام پاؤں کو سہارا دیئے ہوتے ہیں۔

**پائیرومیٹر** ۔ Pyrometer پائیرومیٹر ایک آلہ ہے جس کے ذریعہ یہ واضح کیا جاتا ہے کہ ٹھوس اشیاء گرم کرنے پر پھیلتی اور ٹھنڈا ہونے پر سکڑتی ہیں۔

یہ آلہ دھات کا بنا ہوتا ہے۔ جس کے دائیں کنارے ایک کھڑا پیرنگ ہوتا ہے۔ جس کے سرے پر ایک سوئی لگی ہوتی ہے یہ سوئی ایک پیمانے پر گھومتی رہتی ہے جس سلاخ کی آزمائش کرنی ہو۔ اسے اسی آلہ پر اس طرح لٹایا جاتا ہے کہ اسکا ایک سرا اسپرنگ کے ساتھ لگ جائے۔ گرم کرنے پر سلاخ پھیلے گی اور اسپرنگ پر دباؤ ڈالے گی۔ جس سے سوئی میں حرکت پیدا ہوگی اور سلاخ میں جس قدر پھیلاؤ پیدا ہوگا سوئی اسی قدر گھوم کر پیمانے پر اس پھیلاؤ کو ظاہر کرے گی۔
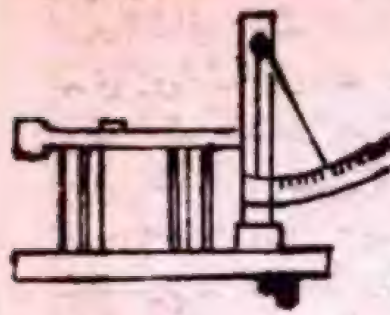
**پائیوریا** ۔ (Pyorrhoea) پیپ کا جاری ہونا۔ خاص طور پر دانتوں کے مسوڑوں میں سے دانت کمزور ہو جاتے ہیں۔ منہ سے بو آتی ہے شروع میں علاج کیا جا سکتا ہے۔ مرض کے بڑھنے پر دانتوں کا نکلوانا ضروری ہوتا ہے۔ پیپ کے کھانے کے ساتھ معدے میں جانے سے کئی قسم کی پیچیدہ بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ عام زبان میں بیماری "مسوڑھوں کا خورہ" کہتے ہیں۔

**پبلک سروس کمیشن** (Public Service Commission) اعلیٰ سرکاری ملازمتوں پر لائق اشخاص کے تقرر کے لیے مرکزی اور صوبائی حکومتوں میں یہ ایک ادارہ ہوتا ہے۔

مملکت پاکستان کے اس ادارے کا صدر دفتر کراچی میں ہے۔ اور صوبائی حکومتوں کے دفاتر صوبوں کے صدر مقامات لاہور اور ڈھاکہ میں ہیں۔

پاکستان پبلک سروس کمیشن کا ایک صدر ہوتا ہے۔ اور دو ارکان، دفتر میں کام کے لیے ایک سیکرٹری اور ایک ہیڈ اسسٹنٹ اور دیگر عہدے دار ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہر صوبائی کمیشن

کے دو ارکان اور ایک صدر ہوتا ہے ۔ یہ ارکان مرکز میں گورنر جنرل اور صوبوں میں صوبائی گورنر کی طرف سے مقرر کئے جاتے ہیں پبلک سروس کمیشن کے فرائض یہ ہیں۔

(۱) مرکزی یا صوبائی حکومتوں کی ملازمتوں کے لئے مقابلے کے امتحانات کا انتظام کرنا اور امیدواروں سے ملاقات کرکے ان میں سے قابل امیدواروں کا انتخاب کرنا۔

(۲) ملازمین کی بھرتی کے متعلق قواعد وضوابط تیار کرنا اور ان کے تبادلے، ترقی، انعام اور سزا وغیرہ کے متعلق حکومت کو مشورہ دینا اس ادارہ کے ارکان کا تقرر کرتے وقت گورنر جنرل ان باتوں کا خاص خیال رکھتا ہے ۔ کہ وہ مخلص، دیانتدار اعلےٰ قابلیت کے مالک اور غیر جانبدار اشخاص ہوں کسی سیاسی پارٹی سے ان کا تعلق نہ ہو۔ اور ملازمین کا صحیح تقرر کرنے اور ان کے حقوق کی نگہداشت کے اہل ہوں۔

## پبلک سیفٹی ایکٹ (Public Safety Act)

ایک قانون جو انگریزی عہد کی یادگار ہے اس قانون کی رُو سے حکومت کی طرف سے افراد کو کسی غیر معیّنہ میعاد کے لئے نظر بند یا قید کیا جا سکتا ہے ۔ یا کسی اخبار یا صحیفے یا پرچے کی اشاعت روکی جا سکتی ہے ۔ اور اس ایکٹ کے اطلاق کے لئے کسی عدالت کی وساطت ضروری نہیں ہوتی بلکہ یہ حکومت کا انتظامی اقدام ہوتا ہے ۔

اس ایکٹ کا نفاذ بظاہر پبلک مفاد میں کیا جاتا ہے ، اور اس کی توجیہ پبلک کے امن و امان پر مبنی سمجھی جاتی ہے ۔ پاکستان میں بھی ابھی تک اس قانون کا اطلاق ہو رہا ہے ۔ اس قانون کے خلاف بسا اوقات پبلک کی طرف سے احتجاج کیا جاتا رہا ہے اور اس کے خاتمے کی پیشیں گوئی ہوتی رہی ہیں مگر یہ اپنی ہیئت کذائی میں مراحل زندگی طے کئے جا رہا ہے ہیں۔ بھارت میں بھی اسے ہلکا اور خفیف کرنے کی کوشش کی جا رہی ہیں ۔

پپیہا ۔ ہندو پاکستان خصوصاً ہندوستان کے صوبہ متحدہ کا ایک پرندہ جس کو بھارتی اور ہندی گیتوں میں وہی مقام حاصل ہے جو فارسی شاعری میں بلبل کو عربی شاعری میں کوئے کو اور انگریزی میں سکائی لارک (Sky Lark) کو حاصل ہے آمد بہار پر پپیہا درختوں کے کنجوں میں چھپا ہوا بڑی دلدوز آواز سے بولتا ہے ۔ اسکی آواز کچھ اس قسم کی ہوتی ہے ۔ کہ سننے والے کہتے ہیں گویا "پی کہاں" کہتا ہے جس طرح کوئل کی آواز میں بہار کی آمد کا مژدہ ہوتا ہے اور اس کی "کوکو" اُمید افزا معلوم ہوتی ہے ۔ پپیہے کی آواز میں ایک درد و الم کی سی کیفیت ہوتی ہے جسامت میں یہ کوئل سے کچھ ہی بڑا ہوتا ہے اور کبوتر سے کچھ چھوٹا ۔ اس کا رنگ زردی مائل سبز یعنی پستئی ہوتا ہے اس کی آواز برسات کے آخر تک سنائی دیتی ہے ۔

## پِت (صفرا) (Bile)

وہ سیال مادہ جو جگر میں سے کھانا کھانے کے بعد خارج ہوتا ہے ۔ روغنی اشیاء، گھی، مکھن وغیرہ کو ہضم کرنے کے لئے یہ ضروری ہے ۔ اس کا رنگ چمکیلا سبز ہوتا ہے ۔ اکثر الٹی میں جو زرد رنگ کا تلخ مادہ پایا جاتا ہے اسے غلطی سے پت کہا جاتا ہے ۔ در اصل یہ زرد آب معدے کا ترشہ (Gastric Juice) ہوتا ہے ۔ اگر پت کے اخراج میں رکاوٹ پیدا ہو جائے تو یہ جسم میں سرائیت کر جاتا ہے اور جلد کا رنگ پیلا یا سبزی مائل زرد ہو جاتا ہے ۔ اس صورت میں اس مرض کو "یرقان" کہتے ہیں ۔

## پتّا (Leaf)

پودے کا وہ حصہ جو سانس لیتا اور خوراک بناتا ہے ۔ پودے پر پتوں کی ترتیب اس طرح ہوتی ہے کہ انہیں زیادہ سے زیادہ روشنی میسر آ سکے ۔ یہ شاخوں پر یکے بعد دیگرے یا بالمقابل یا کسی اور طریقے سے لگے ہوتے ہیں ہر پتے کے تین حصے ہوتے ہیں ۔ جڑ، نصل اور چوڑا

حصہ (جسے عموماً پتا خالص کہا جاتا ہے) پتّے سادہ ورا کہرے یا مرکب (پرت دار) ہوتے ہیں۔ مختلف پودوں یا درختوں کے پتوں کی شکل، رنگ، بناوٹ، رگوں اور کناروں میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ پتا چھوٹے چھوٹے خانوں Cells کی تہوں سے مل کر بنتا ہے۔ اس کے بالائی حصے کی جلد قدرے سخت اور نیچے کی طرف والی جلد نرم ہوتی ہے۔ نیچے کی جلد میں عموماً مسامات ہوتے ہیں جن کے ذریعے ہوائیں اور گیسیں آتی جاتی رہتی ہیں۔ سانس لیتے وقت، خوراک بناتے وقت، اور فالتو پانی خارج کرتے وقت آکسیجن کاربن ڈائی آکسائیڈ اور بخاراتِ آبی کا تبادلہ ہوتا رہتا ہے۔ پتے سورج کی روشنی میں ہوا سے کاربن ڈائی آکسائیڈ جذب کر کے اسے اپنا جزوِ بدن بناتے ہیں اور آکسیجن اور فالتو پانی کو خارج کر دیتے ہیں موسم خزاں میں پتے مستعدی سے اپنے فرائض انجام نہیں دیتے اور ان کی جڑ میں کچھ گوند سا جم جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے پتوں کی نسوں میں پانی نہیں پہنچ سکتا۔ پانی سے محروم ہو کر وہ پیلے پڑ جاتے ہیں اور خشک ہو کر درختوں سے جھڑ جاتے ہیں۔ پتے کے گر جانے کے بعد ڈنٹھل پر ایک زخم رہ جاتا ہے۔ جو ساتھ ہی مندمل ہو جاتا ہے۔

قدرت پتوں سے نظامِ زندگی میں بڑا عجیب اور مفید کام لیتی ہے۔ یعنی وہ زہریلی اور کثیف ہوا کھاتے اور پاکیزہ اور مصفّٰی ہوا کو انسان کے لئے خارج کرتے ہیں۔ ٭

**پت جھڑ** ۔ درختوں اور پودوں وغیرہ کے پتے جھڑنے کا عمل یا موسم۔ عموماً خزاں اور سرما کی شدت کے دور میں پت جھڑ کا عمل واقع ہوتا ہے۔ درخت پرانے پتے جھاڑ دیتے ہیں اور بہار کی آمد کے ساتھ نئے پتے نکلنا اور اُگنا شروع ہو جاتے ہیں مغربی پاکستان میں دسمبر سے فروری تک کے مہینوں میں پت جھڑ کا دور بالعموم جاری رہتا ہے۔ پت جھڑ کی سرسراہٹ خاموش فضا میں افسردگی لاتی ہے۔ سرد ہوائیں شدت کی سردی میں پتوں کو یوں گراتی ہیں جیسے بارش ہو رہی ہے ٭

**پتنگ** ۔ (Kite) شاید ہی دنیا کا کوئی ملک ایسا ہوگا جہاں پتنگ اڑانے کا رواج نہ ہو۔ لیکن سلیقہ مندی اور قاعدے سے پتنگ اڑانے میں جاپانی سب سے آگے ہیں۔ برصغیر ہند و پاک میں قدیم الایام سے پتنگ بازی کا رواج چلا آتا ہے مگر یہاں پتنگ بازی بڑی بے احتیاطی سے ہوتی ہے۔ اور ہر سال کئی نوجوان اور بچے مکانوں کی چھتوں سے گر کر یا سڑک پر اندھا دھند دوڑتے ہوئے کسی موٹر گاڑی کی زد میں آکر ہلاک ہو جاتے ہیں۔

پتنگ پتلے کاغذ اور بانس کی ہلکی پھلکی باریک تیلیوں سے بنائی جاتی ہے تاکہ آسانی سے ہوا میں اڑ سکے تاہم ہوا سے بھاری ہوتی ہے۔ اس لئے ساکن ہوا میں نہیں اڑائی جا سکتی۔ زمین کے قریب بھی جہاں ہوا کی رفتار کم ہوتی ہے پتنگ اڑانے میں دقت پیش آتی ہے۔ بعض اوقات پتنگ اڑانے والے کو یہ دقت دور کرنے کے لیے بھاگنا پڑتا ہے۔ پتنگ کا وزن ڈوری کا تناؤ اور ہوا کا زور پتنگ پر اپنا اپنا اثر کرتے ہیں۔ ہوائی اٹھان کی قوت پتنگ کے وزن سے جب بڑھ جاتی ہے تو اسے اوپر کو اٹھاتی ہے۔ اور ہوا کا دباؤ اسے افقی سمت میں آگے کو بڑھاتا ہے۔ ہوا جس قدر تیز ہوتی ہے پتنگ اسی قدر اونچی اٹھتی چلی جاتی ہے۔ اور ہوا کی تیزی میں کمی آجانے سے پتنگ بھی نیچے کی طرف آنے لگتی ہے۔

"پتنگ بازی" میں لوگ ایک دوسرے کے پتنگ کاٹنے کی کوشش کرتے ہیں اور جب پتنگ کٹ جائے تو "بو کاٹا" کا شور برپا کرتے ہیں۔ ٭

**پتنگے یا پروانے ۔ Moths** کیڑوں کا ایک گروہ جس میں تقریباً دو لاکھ اقسام شامل ہیں ۔ یہ کیڑے پردار ہوتے ہیں لیکن ان کی زندگی بہت قلیل ہوتی ہے ۔ دو یا تین سال تک لاروا یعنی سُنڈی کی حالت میں رہتے ہیں ۔ لیکن جونہی مکمل کیڑے بنتے ہیں ان کی زندگی ختم ہو جاتی ہے ۔ برسات میں مکمل پردار ہو کر باہر نکلتے ہیں ۔ اور رات کو بتی کی روشنی کے گرد والہانہ انداز میں گھومتے ہیں ۔ خوراک کم کھاتے ہیں اور اسی طرح گھوم گھوم کر ختم ہو جاتے ہیں ۔ اردو ادب میں پروانے کو شمع یا بتی کا عاشق تصور کر کے طرح طرح کے مضامین و تراکیب پیدا کی گئی ہیں ۔ یہ عجیب بات ہے کہ یہ پرواز مصنوعی روشنی پر آتا ہے ۔ اور سورج کی روشنی میں غائب رہتا ہے ۔ کسی قومی یا فلاح و بہبودی کے کام کو سرانجام دینے میں جو شخص اپنی جان تک لڑا دینے سے گریز نہ کرے اس کو بھی پروانے سے تشبیہ دی جاتی ہے ۔ چنانچہ شمع قوم کے پروانے یہی لوگ ہوتے ہیں ۔

**پتھر کا زمانہ (قدیم اور جدید Stone Age)**

قدیم انسان کی ابتدائی نسلیں پتھروں کے ہتھیار بنانے میں خاصی مہارت رکھتی تھیں ۔ وہ چقماق کے ٹکڑے لے کر ان کو چھیلتے اور کناروں کو تیز کر کے دھار نکالتے تھے ۔ لیکن وہ ان کو چمکا نہ سکتے تھے ۔ ان کے ہتھیار اور اوزار بھدے سے ہوتے تھے ۔ چنانچہ جس زمانے میں یہ لوگ رہتے تھے ۔ اس کو ہم اسی وجہ سے پتھر کا زمانہ کہتے ہیں ان لوگوں کا زمانہ پچاس ہزار سال پہلے کا بتایا جاتا ہے ۔ اس وقت دنیا میں بدموذی جانور بکثرت تھے ۔ جن غاروں میں وہ بود و باش رکھتے تھے ان میں شیر اور ریچھ گھس کر بسیرا کر لیتے تھے ۔ آب و ہوا بتدریج سرد ہوتی جا رہی تھی ۔ زمین پر برف چھاتی جا رہی تھی ۔ گویا برف کے زمانے کا دور دورہ تھا ۔ لیکن آگ کی دریافت سے سردی کا خطرہ کم ہوا جا رہا تھا ۔ اس وقت آدمی چھوٹے موٹے جانوروں کا شکار کر لیتے تھے ۔ لیکن بڑوں کو صرف ڈرا کر بھگا ہی سکتے تھے ۔ یعنی وہ خود شکاری بھی تھے اور شکار بھی ۔ ان کی خوراک پھل، پرندے پرندوں کے انڈے ۔ مینڈک ۔ مچھلی ۔ سانپ وغیرہ تھی ۔ اور خوراک کے تازہ یا باسی ہونے کی ان کو پرواہ نہ تھی ۔ اگرچہ سرد آب و ہوا کے باعث خوراک بہت دیر تک درست رہ سکتی تھی ۔ لیکن انہوں نے ساتھ ساتھ قبیلوں کی شکل اختیار کرنی شروع کر دی تھی ۔

اسی اثنا میں برف کا زمانہ ختم ہوا اور زمین پھر گرم ہو گئی ۔ اس کے نتیجے کے طور پر سابقہ نسلیں فنا ہو گئیں ۔ اور جدید نسلیں ظہور میں آ گئیں ۔ یہ نسل سابقہ نسلوں سے بہت ترقی یافتہ تھی ۔ اور بحیرۂ روم کے ایک جزیرہ میں بود و باش رکھتی تھی ۔ ان لوگوں کے دماغ آج کل کے لوگوں کے دماغ سے اعلیٰ اور ممتاز تھے ۔ یہ لوگ گھوڑوں کا شکار کرتے ان کا گوشت کھاتے تھے ۔ لیکن ان پر سواری نہیں کرتے تھے ۔ کیونکہ پالتو جانوروں کا رواج ابھی ظہور میں نہیں آیا تھا ۔ وہ جانوروں اور پرندوں کی تصویریں بھی بنایا کرتے تھے ۔ اور اپنے مردوں کو بڑے تکلف سے دفن کرتے تھے ۔ یہ زمانہ آج سے ۱۵ ہزار سال پہلے ختم ہو گیا ۔

زمین بہت زیادہ گرم اور مرطوب ہو گئی تو پتھر کا قدیم زمانہ ختم ہو گیا ۔ اس مرحلہ پر بارشیں بھی شروع ہو گئیں اور گھنے جنگلات بھی وجود میں آ گئے ان کے ساتھ ایک اور نسلِ انسانی نے ابھرنا شروع کیا ۔ اور پرانے پتھر کے زمانے کے آدمیوں کو جو گھوڑے اور ہرنوں کے شکاری تھے بربادی کا سامنا کرنا پڑا ۔ یہ نسل بھی پتھر کے ہتھیار بناتی تھی لیکن ان کے ہتھیار خوبصورت صاف اور پالش شدہ ہوتے تھے ۔ اس لئے اس زمانے کو نئے پتھر کا زمانہ کہتے ہیں ۔

لیکن سابقہ نسلوں کی طرح یہ لوگ تصویر کشی کے اہل نہ تھے ۔ ان لوگوں نے کاشت کاری بھی شروع کر دی لیکن بہت ابتدائی صورت میں انہوں نے گائے، کتے، بھیڑ، بکری، کرہ ور جانوروں کی پرورش بھی کرنا شروع کر دی اور مٹی کے برتن بھی بنانے شروع کر دیئے ۔ وہ زیورات کے لئے سونا بھی استعمال کرتے تھے ۔ اور کچھ عرصے بعد اپنے

اوزار اور ہتھیار برنج اور تانبے کے بھی بنانے لگے ۔ اور تین ہزار سال پیشتر لوہا بھی استعمال کرنے لگے چنانچہ ان زمانوں کو تانبے کا زمانہ، اور لوہے کا زمانہ بھی کہتے ہیں ۔ اس وقت جنس کے بدلے جنس کے تبادلہ کی صورت میں تجارت بھی شروع ہو گئی ۔ تجارتی اشیاء سونا، عود کی لکڑی اور سخت قسم کے پتھر تھے اس زمانے میں یورپ میں خصوصاً جھیلوں میں کھمبے گاڑ کر ان پر مکان بناتے تھے ۔ تاکہ جنگلی جانوروں سے محفوظ رہیں ۔ اب انسان کی آبادی دنیا کے ہر حصے میں پھیل گئی، زراعت کا چرچا ہوا، جنگل کٹنے لگے ۔ اور کھانے اناج اور گوشت سے تیار ہونے لگے ۔ لوہے کے اوزار موذی جانوروں کو تباہ اور تلف کرنے میں ممد ثابت ہوئے اور یہ جانور آہستہ آہستہ نیست و نابود ہونا شروع ہو گئے ۔ چنانچہ اس وقت تک بہت سے جانور معدوم ہو چکے ہیں ۔

**پتھر کائی** ۔ (Licher) ایک قسم کی ابتدائی درجے کی نباتات اور روئیدگی جو اکثر پہاڑوں کی چٹانوں اور مرطوب جگہوں میں پائی جاتی ہے ۔ ایسے پہاڑ جن پر کوئی چیز نہیں اُگ سکتی اور جو گنجے پہاڑ کہلاتے ہیں ان پر یہ چیز بھی نظر آتی ہے ۔ ان پودوں میں سے ہر ایک میں دو پودے ہوتے ہیں ۔ ایک اصل پودا جس کو ایلگا کہتے ہیں اور دوسرا وہ جس کو چھتری کہتے ہیں ۔ چھتری ایسے پودے سے بنی بنائی خوراک حاصل کرتی ہے ۔ اور اس کے بدلے ایلگا کو دھوپ وغیرہ سے جلنے اور مرجھانے سے روکتی ہے ۔ دیسی طب میں اور نیز آیوویدک میں وہ چیز جس کو سلاجیت کہتے ہیں ۔ اسی قسم کی روئیدگی سے حاصل ہوتی ہے اگرچہ اس کی صحیح ماہیت ابھی تک معلوم نہیں ہو سکی ۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ سلاجیت ایک سیاہ رنگ کا مادہ ہے ۔ جو پہاڑوں کی ننگی چٹانوں پر پایا جاتا ہے ۔ اور پنسلین کی طرح ایک سہ رس دوائی ہے ۔ آیوویدک طب میں یہ چیز اکسیر مانی گئی ہے ۔ خود پنسلین بھی کھمبی نما روئیدگی سے حاصل ہوتی ہے ۔ جس کو ہم اُلی یا پھپھوندی کہتے ہیں پتھر کی کائی کے طبی خواص کا مطالعہ بنی نوع انسان کے لئے بہت مفید نتائج کا حامل ہو سکتا ہے ۔

**پتھری** (مثانہ) پتھری کے معنی سنگریزہ ہیں ۔ اصطلاح طب میں سنگِ مثانہ کو کہتے ہیں ۔ یہ مثانے میں سخت مادے کے جم کر پتھر بن جانے سے پیدا ہوتا ہے ۔ اور پیشاب کرتے وقت بہت تکلیف دیتا ہے ۔

سنگ دان بھی جو اکثر پرندوں کے پیٹ میں ہوتا ہے اور جس میں وہ پتھر کے ٹکڑے اور کنکر آ کر ہضم ہوتے ہیں جو پرندے دانے دُنکے کے ساتھ کھا جاتے ہیں پتھری کہلاتا ہے ۔

استرہ وغیرہ تیز کرنے کے پتھر یا سل کو بھی پتھری کہتے ہیں ۔

**پِتّی اُچھلنا** ۔ (Nettle-rash) جلد پر ایک قسم کی سوجن سی پیدا ہو جاتی ہے جس میں خارش ہوتی ہے ۔ بعد ازاں مختلف شکلوں کے بڑے بڑے دھبڑے نمایاں ہو جاتے ہیں اکثر خارش میں جلن ہوتی ہے جس میں جلد کی رنگت سُرخ ہو جاتی ہے ۔ بعض اوقات دانے فوراً ظاہر ہو کر یکایک غائب ہو جاتے ہیں ۔ یہ تکلیف خارش سے شروع ہوتی ہے جو کسی خارش زدہ کی چھوت سے لگ جاتی ہے ۔ بعض اوقات بھڑ یا مکھی کے ڈنک سے بھی پیدا ہو جاتی ہے بچے کے بدن پر کاربالک ایسڈ کا لوشن لگانا چاہیئے ۔ جس سے خارش کم ہو کر بے چینی دُور ہو جائے گی ۔

انتہائی موسمی گرمی کے دوران میں بھی جسم پر پِتّی اچھل آتی ہے ۔ جو موسم کی خشکی یا بارش کی ٹھنڈک سے بھی کافور ہو جاتی ہے ۔ یا رفتہ رفتہ خود ہی مٹ جاتی ہے ۔

**پٹ انڈیا ایکٹ** (Pitt's India Act) ہند و پاکستان پر ایسٹ انڈیا کمپنی (East India Company) کی عملداری کے

زمانہ میں برطانوی پارلیمان نے ریگولیٹنگ ایکٹ ۱۷۷۳ء کے بعد یہ دوسرا ایکٹ منظور کیا جس کی رُو سے کمپنی کے نظامِ حکومت میں مندرجہ ذیل ترامیم کی گئیں۔

(۱) شاہ برطانیہ کی طرف سے چھ ارکان نامزد کرکے ان کا ایک بورڈ آف کنٹرول بنایا گیا۔ جو سیاسی معاملات میں کمپنی کے کاموں کی نگرانی کرتا تھا۔ اور اس کا صدر پارلیمان کے سامنے سیاسی اعمال کے لئے جواب دہ ہوتا تھا۔

(۲) مدراس اور بمبئی کے گورنروں کو ہر معاملہ میں گورنر جنرل بنگال کے ماتحت کر دیا گیا۔

(۳) گورنر جنرل تاج برطانیہ کی منظوری سے ہی مقرر ہونے لگا۔

(۴) گورنر جنرل کی کونسل کے ارکان کی تعداد چار کی بجائے تین کر دی گئی۔ اور اسے بوقت ضرورت کونسل کے فیصلہ کو رَد کرنے کے اختیارات دیئے گئے۔

اس ایکٹ کی بدولت کمپنی کی حکومت کو یہ فائدہ پہنچا کہ اس نے ہندوستان میں علاقوں پر علاقے فتح کرنے شروع کر دیے۔ کیونکہ اس ایکٹ کی رو سے اُسے حکومتِ برطانیہ کی مکمل امداد حاصل ہو گئی۔

## پٹرول انجن (Petrol Engine)۔

پٹرول انجن وہ انجن ہیں۔ جو پٹرول کے ذریعہ چلتے ہیں اور عموماً ہوائی جہازوں اور موٹر کاروں وغیرہ میں استعمال ہوتے ہیں۔

یہ انجن چار ضرب (Strokes) سے کام کرتے ہیں۔ پہلی ضرب سے جو چارجنگ کہلاتی ہے فلائی ویل (Fly-wheel) حرکت میں آکر پسٹن آگے بڑھتا اور سلنڈر (Cylinder) کے اندر خلا پیدا ہوتا ہے جس میں پٹرول کے بخارات اور ہوا کا آمیزہ (جو کاربوریٹر میں تیار کیا جاتا ہے)، داخل ہو جاتا ہے۔

دوسری ضرب پر پہیہ کی حرکت سے پسٹن پیچھے ہٹ کر سلنڈر کے اندرونی بخارات کو جگہ دے دیتا ہے۔ یہ دباؤ کی ضرب (Compression) کہلاتی ہے۔

طاقت کی ضرب (Power Stroke) سے گیس میں برقی شرارہ سے آگ لگا دی جاتی ہے جو تیزی سے پھیل کر پسٹن کو آگے کی طرف دھکیلتی ہے۔

خارجی ضرب (Exhaust Stroke) پر پہیہ پسٹن کو پھر پیچھے دباتا ہے اور جلی ہوئی گیس راستہ سے نکل کر اسے صاف بنا دیتی ہے۔

اس انجن کے ساتھ یا دو فلائی ویل لگانے کی ضرورت ہوتی ہے یا کئی سلنڈروں کی۔

## پٹرول پمپ (Petrol Pump)۔

بازاروں خصوصاً آمد و رفت کی اہم سڑکوں کے کنارے لوہے کی ٹنکیاں بنی ہوتی ہیں جن میں پٹرول بھرا رہتا ہے ٹنکی کے ساتھ دبانے کا ایک ہینڈل لگا ہوتا ہے۔ جس کے باعث اسکی شکل پمپ سے مشابہ ہوتی ہے۔ اسی لئے یہ پٹرول پمپ کہلاتا ہے ٹینک کے پیچھے دو نالیاں ہوتی ہیں پیڈل دبانے پر ایک نالی کے ذریعہ پٹرول اوپر برتن میں چلا جاتا ہے۔ جہاں سے وہ ایک لچکدار نالی کے ذریعہ اسی گاڑی میں جس میں پٹرول پہنچانا ہو۔ پہنچ جاتا ہے۔

ایک اور چھوٹا سا ہینڈل ہوتا ہے جو برتن کے دو مختلف راستوں کو باری باری سے روکتا ہے۔ ایک راستہ کھلنے پر پٹرول گاڑی میں جاتا ہے دوسرا راستہ کھلنے پر پٹرول برتن میں جاتا ہے اگر شیشے کے دو برتن استعمال کئے جائیں تو ایک برتن بھر جاتا اور دوسرا خالی ہو جاتا ہے۔ اس کے ایک طرف پیمانہ لگا ہوتا ہے۔ جس سے خارج شدہ پٹرول کی پیمائش ہو جاتی ہے۔ ساتھ ہی ایک خالی نالی لگی ہوتی ہے جس کے ذریعہ ٹنکی میں ہوا داخل ہوتی ہے۔

پٹرول پمپ ہاتھ کی مسلسل حرکت سے بھی کام کرتے ہیں۔ اور بجلی کے ذریعہ سے بھی۔ اندازاً

بجلی والے پٹرول پمپ عام ہو چکے ہیں۔

**پٹرول کے کنوئیں (چشمے)** پٹرول جو انجنوں اور مشینوں میں اس قدر کار آمد ہے، زمین اور عمیق ارضی سطحوں میں پیدا ہوتا ہے، علم طبقات الارض کے ماہرین اس قسم کے خطوں کو پا لیتے ہیں جہاں سے پٹرول بر آمد ہو سکتا ہے۔ پٹرول کے کوئیں عراق اور بعض دوسرے ممالک میں پائے جاتے ہیں۔

اصل پٹرولیم یا معدنی تیل سے عمل کشید کے ذریعے پٹرول حاصل کیا جاتا ہے۔

پاکستان میں بھی پٹرول خاصی مقدار میں دستیاب ہو رہا ہے۔ اور اسے پٹرولیم سے حاصل کیا جا رہا ہے۔ (نیز دیکھو پٹرولیم)

**پٹرولیم۔** (Petroleum) پٹرولیم گاڑھے سیاہ رنگ کی تیل جیسی رقیق ایک مائع ہے۔ جو زمین سے نکلتی ہے۔ امریکہ روس اور ایران میں زمین کے نیچے اس کے قدرتی ذخیرے پائے جاتے ہیں۔ جہاں نل اور کنوؤں کے ذریعہ اسے زمین کی سطح پر لا کر بڑے بڑے نلوں کے ذریعہ صاف کرنے والے کارخانوں میں پہنچایا جاتا ہے۔

پٹرولیم کو صاف کرنے کے بعد اسے کئی کاموں میں لایا جاتا ہے۔ اس سے مٹی کا تیل بنتا ہے جو جلانے کے کام آتا ہے۔ پٹرولیم سے اب ہر قسم کی گیس تیار کی جاتی ہے۔ وہ بھی جلانے کے کام آتی ہے۔ بھاری تیل اور پیرافن تیار کر کے اس سے گیس آئل، موبل آئل، ویسلین (Vaseline) اور پیرافن ویکس (موم) (Paraffin Wax) بنائی جاتی ہے۔ جو ڈیزل انجنوں کو چلانے، موٹر کے پرزوں کو چکنا رکھنے، مرہم بنانے اور جسم کی جلد کو چکنا رکھنے کے کام آتی ہے۔ پٹرولیم ایتھر Petroleum Ether پٹرول (Petrol) اور بنزائن (Benzine) بھی پٹرولیم ہی کو صاف کر کے بنائے جاتے ہیں۔ اور یہ سب اشیاء ربڑ اور وارنش حل کرنے، موٹر و ہوائی جہاز وغیرہ چلانے، کپڑے ڈرائی کلین کرنے، کپڑوں پر سے داغ دھبے دور کرنے اور تارپین کے تیل کی جگہ بھی استعمال ہوتی ہیں۔

پاکستان میں پٹرولیم مغربی پاکستان کے ضلع اٹک اور چکوال میں اور مشرقی پاکستان کے ضلع سلہٹ میں پایا جاتا ہے۔

**پٹ سن۔** (Jute) سستی قسم کا ریشہ دار دھاگہ سا ہوتا ہے۔ جس سے بوریاں اور تھیلے وغیرہ تیار کئے جاتے ہیں۔

اس کا پودا زمین سے تقریباً ۱۰ فٹ اونچا ہوتا ہے۔ جسے کاٹ کر پانی میں ڈال دیتے ہیں اور پھر اسے کوٹ کر اس کے اندر سے پٹ سن کے ریشے نکالے جاتے ہیں۔ جن سے مذکورہ بالا اشیاء تیار کی جاتی ہیں۔

اگرچہ یہ دنیا میں بہت سستی قسم کی چیز سمجھی جاتی ہے لیکن ضروریات دنیا کے پیش نظر اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ یہ گٹھے باندھنے، گندم وغیرہ کو محفوظ رکھنے اور اشیاء کو لپیٹنے اور پارسل وغیرہ کرنے کے کام آتی ہے۔ اور دنیا کی ہر قسم کی تجارت کا اس پر دار و مدار ہے۔

دنیا میں ۹۹ فی صدی پٹ سن بنگال اور آسام میں دریائے گنگا کی وادیوں میں پیدا ہوتی رہی ہے اور کلکتہ میں اس کے بڑے بڑے کارخانے ہیں۔

ڈنڈی اور فلاڈلفیا (امریکہ) میں یہ چٹائیاں بنانے کے کام آتی ہے۔ فارموسا اور ملایا میں بھی تھوڑی بہت ہوتی ہے۔

پٹ سن کی بہت زیادہ پیداوار کا حصہ پاکستان سے مخصوص ہے۔ اس لئے پٹ سن کی پیداوار کے لحاظ سے برصغیر پاکستان دنیا میں نہایت

اہم ملک سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ مشرقی پاکستان میں پٹ سن کے بیشمار کارخانے قائم کیے جا چکے ہیں۔

**پٹ ولیم (اصغر) (Pitt William) (Younger)**
**۱۷۵۹ء - ۱۸۰۶ء**

ولیم پٹ ارل آف چیتھم (Earl of Chetham) کا بیٹا اور ٹوری پارٹی کا مدبر رکن تھا۔ ۱۷۸۱ء میں پارلیمنٹ کا ممبر بنا اور ۱۷۸۳ء میں ٹوری پارٹی کی مدد سے برطانیہ کا وزیر اعظم بن گیا۔ پٹ نے انڈیا بل پیش کیا، ملکی مالیات کی نئے سر سے تنظیم کی اور فرانس سے تجارتی معاہدہ کیا۔ ۱۷۹۳ء میں اس نے فرانس سے ایک ناکام جنگ کا آغاز کیا۔ پٹ نے ملک میں اصلاحات کی مخالفت کی جس کے نتیجہ میں ۱۷۹۸ء میں آئرلینڈ میں بغاوت ہو گئی۔ اسی کش مکش کے نتیجہ میں پٹ کو ۱۸۰۱ء میں مستعفی ہونا پڑا۔ ۱۸۰۴ء میں وہ دوبارہ وزیر اعظم بنا۔ اور اس نے نپولین کے خلاف روس اور آسٹریا سے اتحاد کیا لیکن آسٹریا کی شکست نے اسے دل برداشتہ کر دیا اور حالتِ یاس میں وہ ۲۳ جنوری ۱۸۰۶ء کو فوت ہو گیا۔

**پٹ ولیم (اکبر) (Pitt William Elder)**
**۱۷۰۸ء - ۱۷۷۸ء**

برطانیہ کا بہت بڑا مدبر اور مقرر تھا۔ ۱۷۳۵ء میں پارلیمنٹ کا ممبر بنا "بوائے پیٹری آٹس" (Boy Patriots) کے لیڈر کی حیثیت سے اس نے رابرٹ والپول وزیر اعظم کی سخت مخالفت کی۔ ۱۷۴۶ء میں اسے افواج کا خزانچی بنایا گیا۔ ولیم پٹ نے اپنی وزارت بنائی ۱۷۵۶ء میں اسے نیوکیسل سے مل کر متحدہ وزارت بنانا پڑی۔ ہفت سالہ جنگ میں پٹ کے تدبر نے بڑا کام کیا۔ فریڈرک اعظم کی مدد سے اس نے فرانس کو یورپ پر غالب نہ آنے دیا۔ اور سمندر میں برطانیہ کا اقتدار قائم کر کے ہندوستان اور کینیڈا پر سے فرانس کا اقتدار ختم کر دیا۔ ۱۷۶۱ء میں جارج سوم نے اسے مستعفی ہونے پر مجبور کیا۔ اس نے معاہدہ پیرس ۱۷۶۵ء کی سخت مخالفت کی ۱۷۶۶ء میں پٹ نے پھر ایک متحدہ وزارت بنائی اور اسی سال "ارل آف چیتھم" کا لقب قبول کیا لیکن اب ولیم پٹ کی صحت جواب دے چکی تھی۔ بادشاہ نے اپنا اقتدار بڑھا لیا۔ ۱۷۶۸ء میں وہ مستعفی ہو گیا۔ آخری ایام میں اس نے شہری آزادی، پارلیمانی اصلاحات اور امریکی حقوق کی بڑی حمایت کی لیکن امریکہ کو آزادی دینے کی سخت مخالفت کی۔ اپنی آخری تقریر کے دوران میں جب ولیم پٹ امریکہ سے برطانوی افواج کے اخراج کی مخالفت کر رہا تھا تو وہ بیہوش ہو گیا۔ (۷ اپریل ۱۷۷۸ء) اور ۱۱ مئی ۱۷۷۸ء کو اس نے وفات پائی۔

**پٹہ، پروانہ۔ (Mandate)** کسی جائداد کو بعض شرائط کے تحت عارضی یا مستقل طور پر کسی دوسرے کی تحویل میں دینے کو پٹہ اور اسی طرح پر کسی علاقے کو تحویل میں دینے کو انتداب کہتے ہیں۔ جنگ عظیم (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) کے بعد عہد نامہ ورسائی کی رُو سے سابق جرمن اور عثمانی سلطنت کے مقبوضات کا انتظام اتحادی ممالک کو تفویض کیا گیا تھا اور اسی وقت سے انتداب کا آغاز ہوا۔ چنانچہ اس ملکی انتداب کی تین اقسام قرار پائیں۔ (ا) وہ مقبوضہ علاقے جن میں خود مختارانہ حیثیت تسلیم کر لی گئی۔ لیکن ان علاقوں کو خود مختاری کا اہل بنانے کے لیے کسی اتحادی ملک کو منتظم یا نگران مقرر کر دیا گیا (ب) وہ مقبوضہ علاقے جن کو مقامی آبادیوں کے حقوق کی حفاظت کے لیے مختلف شرائط کے تحت اتحادی ممالک کے سپرد کیا گیا۔ (ج) وہ علاقے جنہیں اتحادی ممالک کا جز قرار دے کر انہیں تفویض کیا گیا۔ اس کے لیے (ب) کی طرح شرائط عاید کی گئیں۔

**پٹہ بازی۔** جنگ کا ایک ہنر جو فیل یعنی ہاتھی کے فعل سے لیا گیا ہے۔ جس طرح ہاتھی اپنی سونڈ کو دائیں بائیں اور آگے پیچھے گھماتا ہے۔ اسی طرح پٹہ باز بھی پٹے کو آگے پیچھے گھماتا ہے۔ اور ایک ماہر پٹے باز اکیلا ہی ہزاروں کے مجمع پر اس ہنر کے کمال سے غالب آ سکتا ہے۔ اور کوئی

اس کے پٹے کی حرکت کے سامنے ٹھہر نہیں سکتا۔
یہ ہنر ہندوستان میں زمانۂ قدیم میں رائج تھا اس کی ابتدا مہابھارت کے زمانہ سے ہوئی۔ آج کل ہندوستان کے چند شہروں میں نمائش کے طور پر اس کا رواج باقی رہ گیا ہے۔
(نیز دیکھو پٹہ ہلانا)

**پٹہ بردار۔** (Mandatory) وہ شخص یا حکومت جسے کسی جائیداد یا علاقے کے انتظام کا اختیار تفویض کیا جائے۔ جنگ عظیم (سنہ ۱۹۱۴ء ـــ سنہ ۱۹۱۸ء) کے بعد جمعیت الاقوام نے جن ممالک کو سابق جرمن اور عثمانی مقبوضات تفویض کیے۔ اُن کو پٹہ بردار یا انتدابی (Mandatory) ممالک کہتے ہیں۔ پٹہ کی پہلی قسم کے تحت عراق، شرق اردن اور فلسطین برطانیہ کی، اور شام اور لبنان فرانس کی تحویل میں دیے گئے۔ عراق کو سنہ ۱۹۳۲ء میں خود مختاری مل گئی۔ شام اور لبنان سنہ ۱۹۴۳ء میں اور شرق اردن سنہ ۱۹۴۶ء میں خود مختار بنے فلسطین کے مستقبل کا سوال برطانیہ نے سنہ ۱۹۴۷ء میں اقوام متحدہ کے سامنے پیش کیا۔ اور یہ پٹہ برداری بھی سنہ ۱۹۴۸ء میں ختم ہوئی۔ پٹہ کی دوسری قسم میں "ٹانگانیکا برطانیہ کو روانڈا ارنڈی بلجیم کو ٹوگولینڈ اور کیمرونز برطانیہ اور فرانس میں تقسیم کر کے، ان کا انتظام ان اتحادی ممالک کے سپرد ہوا۔ تیسری قسم میں جنوب مغربی افریقہ کے جرمن مقبوضات جنوبی افریقہ کی حکومت کو، سموا نیوزی لینڈ کو، نیوگیانا آسٹریلیا کو اور بحرالکاہل کے جزائر جاپان کو تفویض کر دیے گئے۔ سنہ ۱۹۴۶ء میں پٹہ برداری کی ذمہ داری اقوام متحدہ کے سپرد ہوئی اور اب ان علاقوں کو "ٹرسٹی شپ" کی نئی اصطلاح کے تحت رکھا جاتا ہے۔

**پٹے کی جائیداد۔** (Lease-hold) اگر زمین کا کوئی قطعہ کسی شخص کے عارضی قبضہ میں دیدیا جائے اور مدت مقررہ تک ہر سال طے شدہ رقم اس سے وصول کی جائے تو اس کو پٹہ کہتے ہیں۔
پٹے کی جائیداد خریدتے وقت خریدار کو احتیاط کی ضرورت ہے۔ زمین کا پٹہ بالعموم ۹۹ سال کے لیے دیا جاتا ہے۔ زمین پر جتنی مدت کا مکان کھڑا ہو وہ مدت پٹے کی کل مدت سے منہا کر دینی چاہیے تاکہ بقیہ مدت کا فائدہ خریدار کو پہنچے۔ مثلاً یہ کل مدت سے چند برس کم ہوتی ہے۔ اس لیے کہ پٹے کے حقوق حاصل کرنے اور مکان کھڑا کرنے میں کچھ وقفہ ہوتا ہے۔
پٹے کی زمین پر تعمیر شدہ مکان کو اگر پچاس برس گذر جائیں تو وہ جائیداد مشکوک ہو جاتی ہے۔ زمین کے مالک کو ایسے اختیارات ہوتے ہیں جن کا پٹہ حاصل کرنے والوں کی عارضی جائیداد پر بڑا اثر پڑتا ہے۔ پٹے کی مدت گذر جانے پر مالک زمین مطالبہ کر سکتا ہے۔ کہ اس کی زمین پر تعمیر شدہ مکان اچھی حالت میں اس کے سپرد کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ پٹے کی مدت ختم ہونے سے چند برس پیشتر مالک زمین بہت مستعد ہو جاتا ہے اور وقتاً فوقتاً اس کا جائزہ لیتا رہتا ہے تاکہ اختتام مدت پر اُسے جائیداد اچھی حالت میں ملے۔
بحیثیت مجموعی اگر دیکھا جائے تو کم مدت والے پٹے مفید نہیں ہوتے۔ بلکہ گراں پڑتے ہیں کم سرمایہ والوں کے لیے طویل مدت کے پٹے یقیناً نفع بخش ثابت ہوتے ہیں۔ پٹے کی جائیداد خریدتے وقت زمین کے سالانہ کرایہ کو پیش نظر رکھ لینا ضروری ہے۔

**پٹہ ہلانا۔** پٹہ ہلانا بھی سپہ گری کا ایک فن ہے۔ اس کی غرض و غایت یہ ہے کہ انسان اگر دشمنوں کے نرغے میں آجائے تو لکڑی کے ہاتھ چاروں طرف پھینکتا ہوا سب کو ہٹا کر بیچ میں سے مارتا ہوا نکل جائے۔ پٹے کو ٹیک کے اڑنا اس فن کا خاص کمال تھا۔ اور سب سے بڑھ کر قابل تعریف بات یہ ہوا کرتی تھی۔ اگر کسی آدمی پر ایک ساتھ دس تیر بھی پڑیں تو ان کو کاٹ دے یہ فن یورپ سے ہند میں آیا۔ اور ابتدا میں جلاہوں میں رائج ہوا۔ کیونکہ شروع شروع میں یہی لوگ فرنگیوں سے کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ بعد میں اس کا رواج شرفا خصوصاً شیخ زادوں میں ہو گیا

لکھنؤ میں گوری پٹے باز بہت مشہور گزرا ہے۔ لفظ پٹے باز جو ایک چالاک آدمی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ دراصل پٹے باز ہے۔

اس فن کے ماہر ایک شخص میر رستم علی ہوئے ہیں۔ ان کے سینے میں دونوں طرف بازو بند ہوتی اور اسے ہلاتے ہوئے سینکڑوں حریفوں کو چیرتے نکل جاتے۔ مولانا شرر لکھتے ہیں کہ ایک شیخ زادے شیخ محمد حسین دونوں ہاتھوں سے پٹہ چلاتے تھے۔ چنانچہ غازی الدین حیدر کے زمانے میں ایک دن صاحب ریزیڈنٹ بہادر اور دیگر یورپین مہمانوں نے اس فن کے کمال دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ شیخ محمد حسین آموجود ہوئے لیکن اس وقت ان کے ہاتھ میں پٹہ نہ تھا۔ اس لئے شاہی اسلحہ خانے سے پٹہ دیا گیا۔ انہوں نے اس پٹے سے ایسے ایسے جوہر دکھائے کہ ہر طرف سے تحسین کے نعرے بلند ہوئے۔ اور وہ اسی شور و غل میں پٹہ ہلاتے ہلاتے مجمع سے غائب ہو گئے۔ اہل فن کا دعوی تھا کہ پٹہ چلانے والا دس تلوار کے ماہروں کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ اور ان کو پاس تک نہیں پھٹکنے دیتا۔

اسی فن کے ایک صاحب کمال لکھنؤ میں میر ولایت علی ڈنڈا توڑ تھے۔ ان کی نسبت مشہور تھا کہ حریف کے ہاتھ میں کتنا ہی زبردست ڈنڈا ہو وہ اسے توڑ ڈالتے۔ ؛

**پٹھے۔** (Muscles) عضلاتی نسیج، جو ایک مخصوص بندش میں ہوتے ہیں۔ ہر پٹھہ تھیلے کی شکل کے لچک دار سوراخوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ جو پٹھے کے بلبلے سے غلاف میں بند ہوتے ہیں۔ یہ لچک دار سوراخ سانس کی آمد و رفت کے ساتھ ساتھ پھیلتے اور سکڑتے رہتے ہیں۔ جسم کی ساری حرکت اور جنبش انہی پٹھوں کے ذریعہ ہوتی ہے۔ یہ پٹھے جسم میں کثیر التعداد ہوتے ہیں۔ ان کی ساخت، بناوٹ، شکل صورت اور جسامت مختلف ہوتی ہے۔ ان میں بعض پٹھے اختیاری ہوتے ہیں جو اعضا اور دھڑ کو مرضی و منشا سے حرکت میں لاتے ہیں اور بعض پٹھے بے اختیاری ہوتے ہیں جو موجِ جنبش میں آپ ہی آپ آتے رہتے ہیں۔ (نیز دیکھو اعصاب)۔ ؛

**پجاری۔** صنم خانے یا بتکدہ میں بتوں کی پرستش کرنے والے کو پجاری کہتے ہیں۔ پوجا پاٹ میں پجاری مورتی کے سامنے سنکھ بجاتا اور بھجن گاتا ہے۔ پجاری، بت پرست لوگوں کا مذہبی رہنما بھی ہوتا ہے۔ اس لئے یہ لوگ، اس کی بڑی عزت و تکریم کرتے ہیں۔

**پچکاری۔** (Syringe) ایک چھوٹا سا بغیر دانتوں کا پمپ۔ اس میں شیشے یا دھات کی ایک نلی میں ایک ایسا فشار گز لگا ہوتا ہے جس کے برابر سے ہوا مطلق نہیں گذر سکتی۔ فشار گز کو باہر کی طرف کھینچنے سے ہوا نلی کے بالائی سرے کی راہ خارج ہو جاتی ہے۔ اور نلی کے نیچے والے حصے میں خلا پیدا ہو جاتا ہے جس میں اردگرد کی سیال شے ہوا کے دباؤ کی وجہ سے چڑھ آتی ہے۔ جب فشار گز (Piston Rod) اندر کی طرف دھکیلا جاتا ہے تو سیال مادہ باریک دھار کی شکل میں برآمد ہوتا ہے۔ اس قسم کی پچکاریاں مریضوں کو ٹیکے لگانے کے کام میں آتی ہیں۔ انہیں ہائپوڈرمک پچکاریاں کہتے ہیں۔ اس کی سوئی اندر سے کھوکھلی ہوتی ہے اور سوئی کی نوک بہت تیز ہوتی ہے۔ اتنی تیز کہ ٹیکا لگاتے وقت صرف سوئی یا کانٹا چبھنے کی سی تکلیف محسوس ہوتی ہے۔

**پچھلی صف۔** جب بہت سے لوگ قطار اندر قطار بہت سی صفوں میں کھڑے ہوں تو سب سے آخری قطار کو پچھلی صف کہیں گے۔

یہ قطار بندی حفظِ مراتب کے لحاظ سے بھی ہوتی ہے۔ اس لئے عموماً ان لوگوں کو بھی "پچھلی صف کے لوگ" کہا جاتا ہے جو مرتبے اور قابلیت کے اعتبار سے پس ماندہ ہوں۔ مجلس کے آدابِ نشست میں یہ بات بھی داخل ہے کہ آدمی گردنیں پھاندنے اور آگے بڑھ کر بیٹھنے کی بجائے آخری اور پچھلی صف میں بیٹھ جائے۔

**پچی کاری** (Mosaic) رنگدار شیشہ۔ سنگِ مرمر سنگِ سیاہ۔ یا دیگر قیمتی پتھروں کے ننھے ننھے ٹکڑوں کو باہم پیوستہ کرکے اس سے کسی نقش کے موافق ڈیزائن پیدا کرنا۔ یہ خالص مشرقی فن ہے۔ جس کی شہادت انگریزی لفظ "موزیک" (Mosaic) میں موجود ہے۔ ابتدا میں یہ کام صرف سفید مرمر اور سیاہ مرمر کے ٹکڑوں کو جوڑنے سے کیا جاتا تھا۔ چونکہ سیاہ مرمر کو مشرقی زبانوں میں سنگِ موسیٰ کہتے ہیں۔ اس لئے اس لفظ سے موزیک بنا لیا گیا۔ دہلی کے لال قلعہ کے شاہی محلات میں دیوانِ خاص میں خصوصاً اور تمام محلات میں عموماً پچی کاری کا اس قدر اعلےٰ کام ہے۔ کہ دنیا میں اس کی نظیر مشکل سے ملے گی۔ اس کام میں سفید مرمر میں مختلف اقسام کے پتھروں کے رنگین نگینے جڑے ہیں اور خوابگاہ کے سامنے ایک ترازو بھی پتھر سے تراش کر اس قدر خوبصورتی سے لگایا ہے۔ کہ بالکل نقش معلوم ہوتا ہے۔ سنگِ موسیٰ سے جو لمبے لمبے خط بنائے گئے ہیں وہ بھی سیاہی سے کھچے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ دیوانِ خاص میں پرندوں کی شکلیں تراش کر سنگِ سفید میں اس صفائی سے جڑا ہے۔ کہ قلم کی مصوری نظر آتی ہے۔ اور پرندوں کی آنکھوں میں جو رنگین آنکھیں ہیں وہ بھی قدرتی معلوم ہوتی ہیں۔ شاہی مسجد کی اندرونی پیشانی پر جو عربی تحریر خطِ کوفی میں ہے۔ وہ بھی اسی طرح پتھر تراش کر بنائی گئی ہے۔ اور اوپر نیچے کی تحریر میں ایسا تناسب رکھا گیا ہے۔ کہ پڑھنے والے کی آنکھوں پر یکساں نظارہ قائم ہوتا ہے۔ آگرے کے محلوں۔ تاج محل کے ایوانوں اور اعتماد الدولہ کے مقبرے کی دیواروں پر اعلیٰ درجے کی پچی کاری موجود ہے۔



آگرہ میں اکبر کے مقبرے اور لاہور میں جہانگیر کے مقبرے پر بھی بہترین قسم کے ڈیزائن مختلف قسم کی رنگین ٹائلوں سے اور قیمتی پتھروں سے بنائے گئے ہیں۔

**پختہ بند۔** (Dyke) پختہ بند اس بند سے مراد ہے جو سمندر کے پانی کی رکاوٹ کے لئے ساحلِ سمندر پر بنایا جائے۔ چونکہ ملک ہالینڈ کے ساحلی علاقے کے بیشتر حصے کی سطح سمندری سطح سے نیچی ہے۔ اس لئے جوار بھاٹے کے وقت سمندر کا پانی ملک کے اندر چلا آتا تھا۔ اور پھر معیّنہ مدت ختم ہونے پر بھی واپس نہیں جاتا تھا۔ اس طوفان کی روک تھام کے لئے ہالینڈ کے تمام ساحل پر پختہ بند تعمیر کر دئے گئے ہیں۔ جو خاص طور پر ڈائکس (Dykes) کہلاتے ہیں۔ دریاؤں پر جو پانی کی رکاوٹ کے لئے پختہ بند بنائے جاتے ہیں ان کو ڈیم (Dam) یا ہیڈ (Head) کہتے ہیں۔ جن کی عمدہ مثال ہیڈ مرالہ دریائے چناب پر، اور سکھر ڈیم دریائے سندھ پر ہے۔ جب یہ بند بہت بڑے ہوں تو ان کو بیراج (Barrage) کہتے ہیں۔ چنانچہ سکھر کے بند کا خصوصی نام بیراج ہی ہے۔ جسے "غلام محمد بیراج" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

عرب میں سدِّ مآرب (Dyke of Maarab) مشہور تاریخی بند تھا۔ جسے سمندر کے پانی کی روک تھام کے لئے جنوبی عرب کے ساحل کے ساتھ ساتھ استوار کیا گیا تھا۔

**پختہ سڑکیں۔** (Metalled Roads) جو سڑکیں بجری، پتھر کے ٹکڑوں اور تارکول کی آمیزش سے بنائی جاتی ہیں۔ ان کو آج کل پختہ سڑکیں کہا جاتا ہے۔ قدیم زمانے میں پختہ اینٹوں کے ذریعہ پختہ سڑکیں بنائی جاتی تھیں مگر آجکل اینٹوں کا استعمال متروک ہو چکا ہے۔ پختہ سڑکوں سے آمد و رفت میں بڑی سہولت ہوتی ہے۔ اور وہ ملک بڑا متمدن کہلاتا ہے۔ جس میں پختہ سڑکوں کا جال بچھا ہو۔

تقسیم کے بعد پاکستان میں جتنی پختہ سڑکیں تعمیر ہوئی ہیں تناسب کے لحاظ سے اتنی پختہ سڑکیں شاید ہی کسی دوسرے ہمسایہ ملک میں تعمیر ہوئی ہوں۔

**پختہ نہریں** - (Aquaeducts) انگریزی لفظ ہے - ایکوا کے معنی پانی کے ہیں اور ڈکٹ کے معنی نالی۔ یعنی پانی کی نالی۔ اصطلاح میں اس پختہ پل نما نالی کو کہتے ہیں جو کسی ہجان کے آر پار گزرے۔ یا کسی ندی نالے یا نہر کے آر پار بنی ہو۔ تاکہ اس پر سے ایک طرف کا پانی نکل کر دوسری طرف جا سکے۔ یہ نالی عموماً کسی نشیبی جگہ یا دوسری نالی کے اوپر سے پانی گذارنے کے لئے بنائی جاتی ہے۔ پنجاب کی نہریں جب دیگر ندی نالوں کے اوپر سے گزرتی ہیں تو "ایکو ڈکٹ" ہی سے گزرتی ہیں۔ ہندوستان میں ایک مشہور ایکوڈکٹ رڑکی کے پاس ہے جس میں سے گنگا کی نہر کا پانی گزرتا ہے۔

بسا اوقات پانی کے اس قسم کے ذریعہ نکاس کو "سائیفن" کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں۔

**پدمجا نائیڈو (مس)** مسز سروجنی نائیڈو کی صاحبزادی اور حیدرآباد دکن کی مشہور سماجی کارکن۔ انہوں نے محبوبیہ گرلز سکول (حیدرآباد دکن) سے سینئر کیمبرج کا امتحان پاس کیا۔ دوران تعلیم ہی میں انہیں ایک اچھی مقررہ کی حیثیت سے بڑی شہرت حاصل ہو گئی تھی۔ مس نائیڈو انگریزی میں شعر بھی کہتی ہیں اور اپنی والدہ کے ساتھ ہندوستان کے علاوہ کئی بیرونی ممالک کا سفر بھی کر چکی ہیں۔ انہوں نے بچپن کی عمر سے ہی سماجی کاموں میں دلچسپی لینا شروع کر دی تھی حیدرآباد دکن پر ہندوستانی قبضہ کے بعد جب وہاں کے لوگوں کی دوبارہ آبادکاری کا مسئلہ پیدا ہوا تو مس نائیڈو نے اس کام میں نمایاں حصہ لیا۔ ادبی حلقوں میں بھی انہیں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اور ان کی کوششوں سے کئی ادبی حلقے بڑے مفید کاموں میں لگے



رہیئے۔ بھارتی حکومت نے انہیں کچھ وقت کے لئے گورنر مغربی بنگال بھی مقرر کیا۔

**پراسپیکٹس** - (Prospectus) مدارس کالج یونیورسٹیاں اور کمپنیاں وغیرہ اپنی شرائط حالات اور خصوصیات وغیرہ سے عوام کو روشناس کرانے کے لئے ان کو ایک چھوٹی سی کتاب کی صورت میں چھپوا کر تقسیم کر دیتی ہیں۔ ایسا کتابچہ کو پراسپیکٹس کہتے ہیں۔ اکثر آئندہ شائع ہونے والی کتاب کے موضوع اور خوبیوں کے متعلق بھی پراسپیکٹس ترتیب دیئے جاتے ہیں چنانچہ ادارہ فیروز سنز لاہور نے بھی اپنے "اردو انسائیکلوپیڈیا" کا تعارف ایک کتابچے کی شکل میں کرایا تھا۔

**پرامیسری نوٹ** (Promissory Note) ایک تحریری یادداشت جس میں مقروض قرض خواہ کو ایک متعین تاریخ کو یا عندالطلب ایک مقررہ رقم ادا کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔ قاعدے کے مطابق یہ تحریری یادداشتیں ایک دوسرے کے نام منتقل کی جا سکتی ہیں۔ روپیہ قرض لینے والا مقروض اور قرض وصول کرنے والا قرض خواہ کہلاتا ہے۔ اگر یہ یادداشت معینہ تاریخ کے ناقابل ہی فروخت ہو جائے تو روپیہ پانے والے کو مندرجہ رقم سے کسی قدر کم روپیہ ملتا ہے۔ اس کا نام ستی یا ڈسکونٹ (Discount) ہوتا ہے۔ معینہ تاریخ پر رقم واجب الادا ہو جاتی ہے لیکن جب تک مزید تین دن نہ گذر جائیں اس پر قانونی کارروائی نہیں ہو سکتی۔ یہ تین دن ایام مہلت کہلاتے ہیں۔

یادداشت میں یہ بھی ذکر کر دینا چاہیئے کہ قرض کا لین دین سود پر ہے یا بلا سود انگریزی دور میں پرامیسری نوٹ کی تحریر بالعموم سود کے اندراج کے بغیر قانونی شکل اختیار نہیں کر سکتی تھی۔ ان دنوں اگر قرض سودی ہو اور عندالطلب ادا ہو۔ تو تاریخ معینہ سے اصل تاریخ ادائیگی تک قرضخواہ بشرح ۶ فیصدی سالانہ سود وصول

کرسکتا ہے۔ یہ اس صورت میں ہوتا ہے جب کہ شرح سود فریقین میں پہلے سے طے شدہ نہ ہو۔ اگر شرح سود طے ہوچکی ہو تو پرامیسری نوٹ میں اس کا اندراج لازم ہے۔

پرونوٹ سادے کاغذ پر بھی لکھا جا سکتا ہے بشرطیکہ اس پر چار آنے کا رسیدی ٹکٹ چسپاں کر دیا جائے۔ مگر ۴ آنے کے ٹکٹ کے لیے زیادہ سے زیادہ پانچ صد روپے کی رقم مجاز ہوتی ہے۔ اس کے بعد ہر پانچ صد کے لئے چار آنے کا مزید ٹکٹ چسپاں ہوتا ہے۔

پراندہ۔ (یعنی ٹوباف پنجابی لفظ ہے دیکھو ٹوباف)

پراویڈنٹ فنڈ۔ (Provident Fund) حکومتیں، بڑے بڑے صنعتی اور کاروباری ادارے اپنے ملازمین کی اجرت کا کچھ حصہ کاٹ کر اپنے پاس جمع رکھتی ہیں۔ اور اس پس انداز روپے میں ہر مہینے یا ہر سال اپنی طرف سے بھی کچھ رقم ملاتے ہیں جو عام طور پر اس کاٹ کے مساوی ہوتی ہے۔ مدت ملازمت ختم ہونے یا اس سے پہلے باعزت علیحدہ ہونے پر یہ مجموعی اور تمام رقم ملازم کو ادا کر دی جاتی ہے۔ اس طریقہ کار کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ملازمت چھوڑنے یا ملازمت کے ناقابل ہونے کی صورت میں اس کے پاس ایک معتدبہ رقم موجود ہو اور اسے بعد میں دست نگر نہ ہونا پڑے۔ اکثر اداروں میں اس فنڈ کی کاٹ ملازم کی تنخواہ سے ایک آنہ فی روپیہ کے حساب سے ہوتی رہتی ہے اور اسی قدر ادارہ دیتا ہے۔

پرتگال۔ (Portugal) یہ ملک جزیرہ نما آئی بیریا کے مغرب میں پھیلا ہوا ہے۔ رقبہ ۳۴۵۰۰ مربع میل اور آبادی ۸۰ لاکھ ہے۔ دارالحکومت لزبن ہے۔ اس قطعۂ زمین کی زیادہ سے زیادہ لمبائی ۳۶۲ میل اور چوڑائی ۱۴۰ میل ہے۔ آب و ہوا معتدل ہے۔ باشندے رومن کیتھولک فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ بولی ہسپانوی زبان سے ملتی جلتی ہے۔

پرتگالیوں نے ہندوستان دریافت کیا اور برازیل آباد کیا۔ ۱۶ویں صدی تک اسے کافی عروج حاصل رہا مگر اس صدی میں یہاں سے یہودیوں کے اخراج کے باعث اور بعض دیگر اسباب کی بنا پر یہ ملک رو بہ تنزل ہو گیا۔ ۱۵۸۰ء سے ۱۶۴۰ء تک اس پر ہسپانیہ کا تسلط رہا۔ ۱۸۰۷ء سے ۱۸۱۱ء تک اس پر فرانسیسی حکمران رہے۔ ۱۸۲۸ء سے ۱۸۳۴ء میں یہاں خانہ جنگی رہی جس کے دوران میں جمہوریت قائم کرنے کی کوششیں ہوتی رہیں ۱۹۱۰ء میں یہاں جمہوریہ قائم ہوئی۔ جو اب تک برسرِ حکومت ہے۔

شمال میں وادیٔ دورو کے انگوروں سے شراب کشید کی جاتی ہے جو اپورٹو کی بندرگاہ سے برآمد ہوتی ہے۔ دارالحکومت لزبن دریائے ٹاگس کے دہانہ پر ایسے علاقہ میں واقع ہے جس میں گندم جو اور کورک پیدا ہوتا ہے۔ مچھلیاں بالخصوص سارڈین مچھلی خشک کر کے ڈبوں میں بند کی جاتی ہیں۔ اور یہ بھی برآمد ہوتی ہیں۔ انتہائی جنوبی علاقوں میں زراعت کا دارومدار آبپاشی کے مصنوعی ذرائع پر ہے۔ جنوبی افریقہ میں کئی ایک بڑے بڑے علاقوں پر پرتگال کا قبضہ ہے۔ بحر اوقیانوس میں جزائر کے متعدد مجموعوں پر بھی پرتگال کا اقتدار ہے۔ جزائر ازورجو کہ پرتگال اور شمالی امریکہ کے ہوائی راستہ پر واقع ہیں۔ سنگتروں اور انناس کی پیداوار کے لئے مشہور ہیں۔ جزائر مڈیرا گرم اور یکساں آب و ہوا کے سلسلہ میں مشہور ہیں۔ یہاں شراب اور پھل خوب ہوتے ہیں۔ جزائر کیپ ورڈی نے ابھی خاطر خواہ ترقی نہیں کی ہے۔ لیکن یہاں سے بھی قہوہ، السی کے بیج اور پھل برآمد ہو کر لزبن بھیجے جاتے ہیں۔ جزائر شرق الہند میں جزیرہ تیمور کے کچھ حصہ پر بھی پرتگال کا قبضہ ہے۔

پرچہ رائے دہندگی۔ (Ballot)

جمہوری طرز اور انداز کی مقامی یا مرکزی حکومت میں عوام کے نمائندوں کا انتخاب اس طرح کیا جاتا ہے کہ رائے دینے والوں کا پتہ نہ چل سکے کہ کس نے کس امیدوار کے حق میں رائے دی ہے۔ اس غرض کے لئے رائے دینے والوں کو ایک پرچہ دیا جاتا ہے۔ کہ جس اُمیدوار کے حق میں وہ رائے دیتا ہے اسی کے مقفل ڈبہ میں اپنی رائے کے پرچہ کو نشان کر کے ڈال دے۔ یہ ڈبے ایک علیحدہ کمرہ میں دیکھنے والوں کی نگاہوں سے دور رکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ طریقہ مخفی رائے شماری کا ہوتا ہے۔

رائے دہندگی سے مراد کسی سیاسی اجلاس کے اُمیدواروں سے متعلقہ رائے بھی ہوتی ہے اور رائے دینے کا استحقاق بھی رائے دہندگی میں شامل ہوتا ہے۔ نیز محض رائے دینا بھی رائے دہندگی کے مفہوم میں شامل ہے۔

**پردہ** - پردہ سے وہ تمدن، طریق رہائش اور طریق لباس مراد ہے جس کے مطابق کوئی نامحرم مرد مسلمان عورتوں کا چہرہ برہنہ نہیں دیکھ سکتا۔ پرانے زمانے میں عورتیں اکیلی مکان سے باہر قدم نہیں رکھتی تھیں۔ اور اگر جاتیں تو ڈولی میں، پالکی یا کسی ایسی گاڑی میں جاتی تھیں جو چاروں طرف سے بند ہوتی تھی۔ آج کل ویسی گاڑیوں کا رواج نہیں رہا، سو اب پردہ دار عورتیں اپنے لباس کے اوپر ایک چادر یا بُرقع اوڑھ لیتی ہیں تاکہ نسوانی جسم کے ابھار اور زاویوں پر دوسروں کی نظر نہ پڑے۔

اس رسم کی ابتدا کیسے ہوئی؟ تاریخی لحاظ سے دیکھا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ پردہ سماج کے بعض طبقوں یا افراد میں اسلام سے پہلے بھی کم و بیش ہر ملک میں رائج تھا۔ مگر اس وقت بھی یہ رسم صرف شہری طبقہ تک اور ان میں بھی چند ذی اقتدار گھرانوں تک محدود تھی اسے عوامی رواج صرف مسلمانوں کے دورِ حکومت ہی میں حاصل ہوا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ مسلمان حکمرانوں میں بھی پردہ کی رسم بہت دیر بعد دیکھنے میں آئی جب کہ انہوں نے عیسائی مذہب سے تعلق رکھنے والے بازنطینی حکمرانوں کی طرح حرم سرا قائم کرنے شروع کئے اور اپنی بیگمات کو بر سر عام بے نقاب لانے سے گریز شروع کیا۔ بازنطینی حکمرانوں نے یہ رسم غالباً قدیم ایرانی بادشاہوں سے اختیار کی جو زرتشتی مذہب کے پیرو تھے۔ مسلمان حکمرانوں نے اپنی بیگمات کو پردہ نشین اس وقت کیا جب وہ شہنشاہی شان و شوکت کا مظاہرہ کرنے لگے تھے اور اپنے آپ کو بازنطینی اور ساسانی حکمرانوں کی عظمت و جلال کا جانشین خیال کرنے لگے تھے۔ ورنہ شروع شروع میں مثلاً یمن کے بادشاہ اس بات پر فخر کرتے تھے کہ ان کی عورتیں بے نقاب پھرتی ہیں اور کسی کو جرأت نہیں ہوتی کہ ان کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے۔

مذہبی نقطۂ نظر سے اس مسئلہ پر غور کیا جائے تو قرآن پاک سے ایک قسم کے پردے کا واضح جواز ملتا ہے۔ قرآن پاک میں حیا کا جو تصور پیش کیا گیا ہے وہ مرد اور عورت ہر دو کے لئے ہے۔ اگر عورتوں کو یہ حکم ہے کہ غیر مردوں کے پاس سے گذرتے وقت آنکھیں نیچی کر لیں تو مردوں کو بھی یہی حکم ہے۔ اسلامی تاریخ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ نزول قرآن کے بند ہو جانے کے بعد بلکہ رسولِ پاک کی وفات کے بعد ابو بکر صدیقؓ کے دور خلافت میں، جنگ یرموک میں عورتوں کے ایک دستہ نے باقاعدہ سپاہیوں کی طرح میدان جنگ میں شرکت کی شیعہ تاریخ سے بھی بعض ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کا پردہ کے بارے میں تصور ہم سے جدا نوعیت کا تھا۔ غالباً صحیح اسلامی پردہ یہ ہے کہ عورت لباس جسم ڈھانپنے کے لئے پہنے نہ کہ زیبائش کی خاطر اور غیر محرم مردوں کو بھڑکانے کے لئے۔

**پردہ شکم یا جھلی** - (Peritoneum)

یہ ایک دوہری چکنی جھلی ہوتی ہے جس کا ایک حصہ پیٹ کی دیواروں کو اندر سے استر کرتا ہے اور دوسرا پیٹ کی دیواروں سے الٹ کر اس کے اندر کے اعضاء پر چڑھا ہوتا ہے۔ بعض اعضاء معدہ، جگر اور آنتیں ہر طرف سے یعنی پوری طرح اس جھلی میں لپٹے ہوتے ہیں، بعض دوسرے اعضاء مثلاً لبلبا اور تلی ہر طرف سے اس میں نہیں لپٹے ہوتے۔ گردے اس جھلی کے پیچھے واقع ہوتے ہیں۔ پردہ شکم کے بعض خاص خاص حصوں کو بطور بندھن (Ligaments) ظاہر کیا جاتا ہے۔ یہ جھلی کی دوہری تہیں یا سلوٹیں ہیں جو بعض اعضاء کو پیٹ کی دیواروں سے باندھے ہوئے ہیں مثلاً جگر اور رحم کے بندھن۔

پردۂ شکم یا جھلی کے کام یہ ہیں کہ (۱) یہ پیٹ کے اعضاء کو ڈھانپتی ہے اور ان پر لپٹی ہوئی ہے جس سے ان کی سطح ہموار اور چکنی رہتی ہے۔ اور حرکات کرنے میں یہ آسانی سے ایک دوسرے پر پھسل سکتے ہیں۔
(۲) یہ پیٹ کے اعضاء کو آپس میں ملائے یا باندھے اور اپنی اپنی جگہ پر قائم رکھتی ہے۔

**پروشیا** (Prussia) جرمنی کا ایک صوبہ جو بحیرہ بالٹک کے کنارے واقع ہے۔ اس کا رقبہ جرمنی کا ⅔ حصہ ہے۔ اور آبادی ⅗ حصہ ہے۔ یہ صوبہ دراصل جرمنی نو آبادکاروں پر مشتمل ہے۔ جنہیں تیرھویں صدی کے مابین یہاں لاکر آباد کیا گیا تھا۔ ۱۵۱۱ء میں ان کے خلاف ملک نے ایک ہوہنزالرن شہزادہ کو اپنا فرمانروا منتخب کیا۔ ۱۷۰۲ء میں اسے یورپ کے دیگر ممالک نے ایک باقاعدہ قلمرو تسلیم کر لیا۔ فریڈرک اعظم (۱۷۴۰ء — ۱۷۸۶ء) نے اس کی حدود کو وسعت دی۔ اور اسے ایک عظیم الشان فوجی سلطنت بنایا۔ ۱۸۰۷ء کے معاہدہ ٹلسٹ نے اسے قعر ذلت میں پھینکا۔ اور اسے فرانس کے آگے جھکنا پڑا۔ ولیم اول اور بزمارک نے اسے پھر عزت و توقیر سے ہمکنار کیا۔ ۱۸۷۰ء میں پروشیا نے فرانس کو شکست دی۔ ۱۹۳۳ء میں ہٹلر نے اسے جرمنی کے دیگر صوبوں کی طرح ایک عام صوبہ بنا دیا اور اسے مقامی خود مختاری سے محروم کر دیا۔ اس کا رقبہ تقریباً ۱۱۳,۷۰۰ مربع میل ہے اور آبادی ۴ کروڑ ۷۰ لاکھ ہے۔ دوسری عالمی جنگ کے بعد پروشیا کا صوبہ منقسم جرمنی کا ایک حصہ ہے۔ اور اس پر بھی اتحادیوں کا اقتدار مسلط ہے۔

**پرکار۔** (Compass) دو بازوؤں والا دھات سے بنا ہوا ایک اوزار ہوتا ہے۔ جس کا ایک سرا نوکیلا اور دوسرے بازو کے ایک سرے پر پنسل رکھنے کی جگہ اور ایک پیچ سا لگا ہوتا ہے۔ دونو بازو ایک طرف سے ایک میخ کے ذریعہ جکڑے ہوتے ہیں۔ لیکن ہلانے جلانے سے ادھر ادھر ہل جل سکتے ہیں نوکدار سرے کو کاغذ پر رکھ کر گھمانے سے پنسل خود بخود خط کھینچتی چلی جاتی ہے۔
نیز دیکھیے "اشکال پرکار"

**پرنٹنگ اینڈ سٹیشنری کنٹرولر۔**
(Controller of Printing and Stationery)
یہ اس محکمہ کا افسر اعلیٰ ہوتا ہے جس کا کام حکومت کو کاغذ اور اسی قسم کی دوسری تمام دفتری اشیاء مہیا کرنا ہوتا ہے۔ مرکزی حکومت کے فارم اور ہر قسم کی رپورٹیں بھی یہی محکمہ شائع کرتا ہے۔ اور صوبائی حکومتوں کے محکمے اور کنٹرولر علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔
یہ محکمہ برطانوی محکمے کی طرز پر بنا ہوتا ہے جہاں اسی قسم کا کنٹرولر، کام کرتا ہے۔

**پرندوں کی نقل مکانی**۔ ہر سال لاکھوں پرندے نقل مکانی کرتے ہیں لیکن ان کا یہ شیوہ عجیب و غریب سا ہے۔ اس کی وجہ ایک تو ارتقائی معلوم ہوتی ہے یعنی پرندے جب رینگنے والے جانوروں سے ترقی کرکے اوپر کے مدارج میں پہنچے تو اپنی حفاظت اور سردی گرمی سے بچاؤ کی تدابیر کرنے لگے اور اس طرح وہ ناموافق سے موافق جگہ کی طرف جانے لگے۔ اس کے علاوہ ان کو معلوم ہو گیا کہ گرم ملکوں میں سرد ملکوں کی نسبت زیادہ کیڑے مکوڑے ہوتے ہیں۔ اکثر پرندے جن کی خوراک کیڑے مکوڑے ہے سردی شروع ہوتے ہی شمالی علاقوں سے جنوب کی طرف چلے آتے ہیں یا قطب جنوبی سے شمال کی طرف آتے ہیں مثلاً بطخ، ہنس اور کلنگ وغیرہ پہاڑوں میں پانی جم جانے پر میدان میں آ جاتے ہیں۔ بمقابلہ اس کے گرم ملکوں سے بہت سے پرندے سرد ملکوں کو چلے جاتے ہیں۔ حالانکہ گرم ممالک میں ان کے لئے خوراک کافی ہوتی ہے۔

اس بات سے معلوم ہو گیا کہ نقل مکانی کا باعث صرف خوراک ہی کی کمی نہیں۔ بلکہ ایک وجہ تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ پرندوں کے ننھے ننھے بچے جو سرد علاقوں میں پرورش پاتے ہیں زیادہ مضبوط اور توانا ہوتے ہیں دوسری وجہ یہ ہے کہ شمالی سرد علاقوں میں گرمیاں بہت تھوڑی مدت رہتی ہیں اور وہاں ان دنوں دن لمبے اور کیڑے کثرت سے مل جاتے ہیں مگر عجیب بات یہ ہے کہ اس طرح یہ پرندے خشکیوں اور سمندروں کی طویل طویل مسافت بے تکان طے کر لیتے ہیں۔ اور وقت کی پابندی کے ساتھ منزل مقصود تک پہنچ جاتے ہیں فصلی پرندوں کے اس نظام اوقات میں بادل۔ دھوپ بارش اور موسم کی دوسری فوری تبدیلیاں کوئی اثر نہیں کرتیں لیکن آندھی ضرور رکاوٹ پیدا کرتی ہے۔ اس سلسلے میں پرندے بڑی بڑی مسافتیں طے کرتے ہیں۔ چند آبی پرندے جو قطب جنوبی کے علاقے میں انڈے بچے دیتے ہیں آٹھ ہزار میل کا سفر طے کرکے برطانیہ میں آ جاتے ہیں۔ اپنے سفر میں یہ پرندے نہ زیادہ بلند اڑتے ہیں اور نہ جھنڈ بنا کر بلکہ چھوٹے چھوٹے گروہوں میں ۴۰ یا ۵۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے (پاکستان میل کی رفتار) سفر کرتے ہیں۔ لیکن ہزاروں میل کے سمندری سفر کے دوران میں کہاں کہاں آرام کرتے اور کہاں کہاں خوراک لیتے ہیں یہ ابھی تک دریافت طلب ہے۔ یہ پرندے صرف خوراک والے راستوں پر ہو لیتے ہیں اور سیدھے نہیں جاتے۔ اس طرح یہ وہ مشرق کو کبھی مغرب کو ہو لیتے ہیں۔ اور خوراک لیتے اور آرام کرتے جاتے ہیں

ان پرندوں کے دو قافلے مخالف سمت میں چلتے ہیں ایک ان پرندوں کا جو اپنی جنم بھومی سے سردیوں میں گرم ممالک میں آتے ہیں۔ دوسرا قافلہ ان پرندوں کا ہوتا ہے جو سردیاں تو اس طرف گزارتے ہیں۔ مگر گرمیاں بسر کرنے کے لئے یہاں سے رخصت ہو جاتے ہیں ان میں بعض پرندوں کو دو دو تین تین سو میل روزانہ طے کرنے پڑتے ہیں۔ تاکہ خوراک کی تلاش کر سکیں۔ تیز پرواز پرندوں کی نشانی نوکدار بازو ہوتے ہیں۔ اس قسم کے پرندوں میں ابابیل اور باز زیادہ نمایاں ہیں۔ ابابیل آسانی سے ڈیڑھ سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے پرواز کر سکتا ہے۔ اس کے بعد ہنسوں اور بطخوں کا نمبر ہے۔ جو ۱۵۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے پرواز کرتے ہیں۔ اسی طرح بعض کبوتر بھی ۸۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے سفر کرتے ہیں۔ چھوٹے اور گول بازوؤں والے پرندے زیادہ تیز نہیں اڑ سکتے۔ مثلاً چڑیا ۲۵ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے زیادہ نہیں اڑ سکتی۔ زیادہ بلند اڑنے والے پرندے گدھ اور چیل ہیں۔ جن کی بلند پروازی خوراک کی تلاش کے لئے ہوتی ہے۔ نہ کہ نقل مکانی کے لئے۔

**پرندے**۔ جانوروں کا ایک طبقہ جو دودھ پلانے والے جانوروں کے برعکس ہے اور ان کے بعد تعداد میں سب سے زیادہ ہے۔ دودھ پلانے والے جانوروں سے وہ اس بات میں ملتے ہیں کہ ان کی طرح ان کی ریڑھ کی ہڈی اور پنجر ہوتے ہیں

جن کے سہارے ان کا جسمانی نظام قائم رہتا ہے۔ اور ان کا خون بھی گرم ہوتا ہے۔ لیکن دودھ پلانے والے جانور بچے جنتے ہیں اور ان کو چھاتیوں سے دودھ پلاتے ہیں۔ اور زمین پر چلتے اور چرتے ہیں۔ برخلاف اس کے پرندے انڈے دیتے ہیں۔ جن سے بعد میں بچے نکلتے ہیں۔ اور پرندے بچوں کے منہ میں خوراک ڈالتے ہیں اور روزی کی تلاش میں پروں کے ذریعہ ہوا میں اڑتے پھرتے ہیں۔

پرندوں کی تین قسمیں ہیں۔ ایک وہ جن کی چھاتی کی ہڈیاں ہلکی پھلکی اور لچکدار ہوتی ہیں، اور اڑنے کے ڈھب کی ہوتی ہیں۔ جن سے یہ آسانی سے اڑ سکتے ہیں۔ دوسرے وہ جن کی چھاتی کی ہڈیاں تختے کی طرح سخت اور بھاری ہوتی ہیں۔ یہ بہت کم اڑ سکتے ہیں جیسے شتر مرغ۔ تیسری قسم میں دیگر گٹ نما پرندے شامل ہیں جن کے ڈھانچے تو ملتے ہیں لیکن وہ آج کل طور پر معدوم ہیں۔ پرندے یا تو مستقل رہائش کے ہوتے ہیں یا سیلانی قسم کے۔ مستقل وہ ہیں جو ہمیشہ ایک ہی جگہ رہتے ہیں۔ سیلانی وہ ہیں جو موسم کے لحاظ سے نقل مکانی کرتے رہتے ہیں جیسے تیتر، بٹیر، مرغابی وغیرہ۔

**پرنس آف ویلز۔** (Prince of Wales) برطانیہ کے ولی عہد کا سرکاری خطاب ہے۔ پرنس لاطینی لفظ (Princeps) یعنی پہلا سے ماخوذ ہے اور روم کی تہذیب کے عروج کے وقت یہ لفظ مملکت کے اعلیٰ افسروں کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ گیارھویں صدی عیسوی کے بعد سے ویلز کے بادشاہوں کے بیٹوں کو پرنس (شہزادہ) کا خطاب دیا گیا۔ اور بادشاہ کا سب سے بڑا بیٹا پرنس آف ویلز کہلانے لگا۔ یہ خطاب سب سے پہلے ۱۳۰۱ء میں دیا گیا۔ ملکہ وکٹوریہ کے عہد میں ملکہ کے تمام بیٹوں کے لڑکوں کو پرنس اور لڑکیوں کو پرنسس (شہزادی) کا خطاب دیا گیا۔

**پروانۂ حاضری ملزم** (Hebeas Corpus) وہ تحریری حکم جو ملزم کو حراست میں رکھنے والے افسر کے نام جاری کیا جاتا ہے۔ اور اس کو ہدایت کی جاتی ہے کہ ملزم کو کسی جج یا عدالت کے سامنے پیش کرے تاکہ وجوہاتِ حراست پر بحث کی جائے۔ پروانۂ حاضری کا قانون اس بات کی کفالت ہے کہ ملک میں کوئی شخص بغیر عدالت میں پیش ہوئے دیر تک حوالات یا جیل میں نہیں رکھا جا سکتا چنانچہ پاکستان میں بھی حاضری ملزم کا یہ طریقہ رائج ہے اور ملزم کے حقوق کا محافظ ہے۔

پروانے (دیکھو پتنگے)

**پروپیگنڈا۔** (Propaganda) عام بول چال میں اس لفظ کے معنی دروغ گوئی ترغیب و تحریص یا غلط افواہ کا پھیلانا ہوتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اکثر اوقات سیاسی انجمنیں یا حکومتیں غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے اپنے فوری اور ذاتی مفاد کے پیش نظر غلط روایات و واقعات کا چرچا کر کے اپنی مطلب براری کر لیتی ہیں لیکن یہ لازم نہیں ہے کہ پروپیگنڈے کی بنا جھوٹ پر ہی ہو۔ پروپیگنڈا اچھا بھی ہوتا ہے اور یہ کل عوام کے فائدہ کا باعث بھی ہوتا ہے۔

ابتداً اس لفظ سے پادریوں کی وہ جماعت مراد تھی جنہیں تبلیغی ضروریات کے تحت دور دراز ممالک میں جا کر کلیسا کے اصولوں سے لوگوں کو روشناس کرانا ہوتا تھا۔ چنانچہ بعد میں پروپیگنڈا کا لفظ تقریر و تحریر، ریڈیو یا اشتہار کے دوسرے طریقوں کے ذریعہ کسی خاص اصول یا عقیدہ کی تبلیغ کے مترادف ہو گیا۔ گذشتہ عالمگیر جنگ میں متحارب ملکوں نے ایک دوسرے کے خلاف دل کھول کر پروپیگنڈا کیا اور اس کے ذریعہ حالات اور کوائف کو منقلب کرتے رہے۔

**پروٹوزوآ** (Protozoa) جاندار عمل کا پست ترین طبقہ جس میں امیبا (Amoeba) بھی شامل ہے۔ پروٹوزوآ کی بہت سی اقسام کافی اثر رکھتی ہیں کیونکہ ان کی وجہ سے مختلف بیماریاں اور ملیریا جیسے امراض پھیلتے ہیں۔ ایک اور قسم اپنے چھوٹے چھوٹے خانوں (Cells) سے کھریا مٹی کی

بناتی ہیں بناتی ہے ۔ پروٹوزوا کی بیشتر قسموں کو بغیر خوردبین کے نہیں دیکھا جا سکتا ۔ گو بعض اقسام کو آنکھ بھی دیکھ سکتی ہے ۔

**پروٹریکٹر** (Protractor)
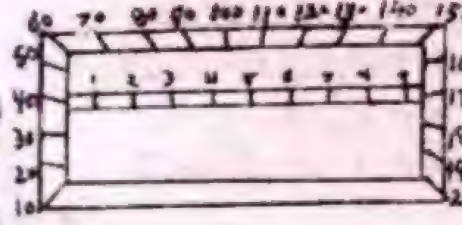
ایک قسم کا آلہ ہے جس کی مدد سے کسی زمینی نقطہ سے کوئی زاویہ بنا سکتے ہیں یہ دو قسم کا ہوتا ہے مستطیل اور مدور مستطیل اکثر ہاتھی دانت اور گول یا پیتل کا بنا ہوتا ہے ۔ جس کے ایک طرف ۱۰ سے ۸۰ انچ تک درجے اور دوسری طرف انچوں اور ان کے حصوں کے نشان لگے ہوتے ہیں ۔

مدور پروٹریکٹر پر ۱۰ سے لیکر ۳۶۰ تک درجے لگے ہوتے ہیں ۔

**پروٹین** ۔ (Protein) پروٹین نباتاتی اور حیوانی زندگی کی خوراک کا نہایت اہم جزو ہے جو سبزیوں اور گوشت کے ذریعے حاصل ہوتا ہے پٹھوں کی نشوونما اور مضبوطی کا انحصار پروٹین ہی پر ہے ۔ خوراک کا کوئی جزو سوائے پروٹین کے ایسا نہیں ۔ جس میں زندگی بخش نائٹروجن (Nitrogen) موجود ہو ۔ شکر ، نشاستہ اور چربی زندگی کے لئے ضروری ہیں مگر ان تمام کی موجودگی میں بھی پروٹین کے بغیر زندگی قائم نہیں رہ سکتی البتہ نشاستے اور چربی کے بغیر پروٹین ہی زندگی کو قائم رکھنے کیلئے کافی ہے حیوانی جسم کے خلیوں اور پٹھوں کا بیشتر ٹھوس حصہ اور نباتات کے اجسام کا زیادہ حصہ خصوصاً بیج مختلف قسم کے پروٹین سے بنے ہوئے ہوتے ہیں ۔ اس وقت تک چالیس قسم کے پروٹین دریافت کئے جا چکے ہیں ۔

گندم ، جو ، مٹر ، اور دالوں میں پروٹین کثرت سے ہوتی ہے ۔ گوشت ، دودھ ، انڈے اور پنیر میں بھی پروٹین کثیر مقدار میں ہوتی ہے ۔

**پروڈا** (P. A. R. O. D. A)

یہ لفظ (Public & Representation Officers Disqualification Act) کا مخفف ہے ۔ یہ ایکٹ مملکت پاکستان میں ابتدائی دور سے نافذ اور رائج ہے ۔ اور اس کی رو سے پبلک اور سرکاری حکام کی بیشتر بدعنوانیوں اور قانونی یا اخلاقی کوتاہیوں اور بدکرداریوں کی تحقیقات ہوتی ہے ۔ اور الزامات کے ثابت ہو جانے کی صورت میں ملزموں کو قیام جمہوریت سے پیشتر تحقیقاتی اغراض کے لیے مرکزی حکومت کی طرف سے گورنر جنرل اور صوبائی حکومت کی جانب سے گورنر ایک کمیشن کو نامزد کیا کرتے تھے ۔ جو آخری کارروائی کے لئے اپنی رپورٹ گورنر جنرل یا گورنر کے پاس بھیج دیا کرتا تھا ۔ اس قانون کے ماتحت مسٹر کھوڑو ، مسٹر فضل اللہ ، مسٹر غلام علی تالپور ، مسٹر غلام نبی پٹھان ، مسٹر حمید الحق چوہدری اور نواب ممدوٹ پر مقدمات چلے پھر بعض مصالح کی بنا پر اسے منسوخ کر دیا گیا ۔ ملک میں مارشل لاء کے نفاذ کے بعد اس قانون کو دوبارہ احیاء ہوا اور سزا کی مدت دس سال بڑھا کر پندرہ سال کر دی گئی ۔

**پرولتاریہ** ۔ (طبقہ مزدوراں) (Proletariate) اشتمالیت (کمیونزم) کے مفکر اعظم کارل مارکس اور فریڈرک اینگلز نے سوسائٹی کو بورژوا (Bourgeoisie) اور پرولتاریہ (Proletariate) طبقوں میں تقسیم کر دیا ہے ان میں سابق الذکر صاحب جائیداد طبقہ ہوتا ہے اور مؤخر الذکر مزدور پیشہ طبقہ جو ذاتی املاک کا مالک نہیں ہوتا ۔ اشتمالی افکار کے مطابق ان دونوں طبقوں میں آپس میں ہمیشہ آویزش اور کشمکش جاری رہتی ہے ۔ اور بورژوا طبقہ روز بروز کم ہوتا چلا

جاتا ہے - اور ہوتا چلا جائے گا - حتیٰ کہ ایک وقت ایسا آئے گا - جب پرولتاریہ طبقہ بہت زیادہ ہو جائے گا - وہ ہوش سنبھال چکا ہوگا اور اپنے حقوق کے حصول کی خاطر متشدد انہ انقلاب برپا کرے گا - جس کے بعد طبقاتی تفریق و تقسیم ختم ہو جائے گی اور اشتمالیت (Communism) کا بول بالا ہوگا -

**پریاں** - زمینی مخلوق جو قوائے غیر فطری کی مالک اور پردار عورتوں کی شکل میں بیان کی جاتی ہے - زمانہ ماضی میں پریوں کے وجود اور کارناموں پر پوری طرح یقین کیا جاتا تھا اور اب بھی جاہل لوگ ان کی طرف طرح طرح کے واقعات منسوب کرتے ہیں - ان لوگوں کے عقائد کے مطابق پریاں دو قسم کی ہیں - نیک اور بد اور ان دونوں طاقتوں میں غلبہ اور اقتدار کی کشمکش جاری رہتی ہے اس کشمکش کا اثر انسانی افعال، کردار، حرکات اور ارادوں پر بھی ہوتا ہے -

قدیم انگریزی ادب میں اس قسم کی پریوں کی ایک الگ دنیا نظر آتی ہے جو آٹھ دس قسموں کی ہیں - ان میں سے کئی ایک کو مضامین اور ڈراموں کے کردار کے طور پر پیش کیا گیا ہے شیکسپیئر کا ڈرامہ "مڈ سمر نائٹ ڈریم" (Mid-summer Night Dream) گویا پریوں ہی کی ایک کہانی ہے اور اسی طرح ایڈمنڈ سپنسر Edmund Spenser کی فیری کوئین Faiery Queen) بھی پریوں ہی کا اکھاڑہ ہے

مشرقی ادب میں بھی جنوں اور پریوں کو مختلف کہانیوں میں جگہ دی گئی ہے - اور الف لیلہ میں تو ان کے مکمل معاشرے کی ایک لفظی تصویر کھینچ دی گئی ہے - ہند و پاکستانی ادب میں اندر کا اکھاڑا اور اس کی پریاں ایک علیحدہ نظام کی یاد دلاتی ہیں - اور سبز پری بہت سے ملکوں میں اڑتی پھرتی ہے کوہ قاف واقع آرمینیا پریوں کی روایتی جنم بھومی ہے -

**پریزیڈیم** - (Presidium) روسی پارلیمان کی ایک قسم کی مجلسِ عاملہ یہ مجلس روسی پارلیمان کا اجلاس بلاتی ہے اور اسے ملتوی بھی کرتی ہے - جب روسی پارلیمان برسرِ اجلاس نہ ہو تو اس کے فرائض یہی مجلس سر انجام دیتی ہے - نیز اس امر کی نگرانی کرتی ہے کہ آیا روس سے الحاق شدہ ریاستیں اور عوامی کونسل کے وزرا، قانون کی متابعت کرتے ہیں -

اس مجلس کو عفوِ عام کا اختیار ہے بڑے بڑے فوجی افسروں کا تقرر بھی یہی مجلس کرتی ہے

**پریس** (مطبع) (دیکھو چھاپہ خانہ)

**پریس** (اخبارات، صحافت) (Press)

پریس کے متعدد مفہوم ہیں سائنسی اصطلاح میں ایسی مشین جس میں بڑی بڑی ضخیم اور بھاری اشیاء کو دبا کر چھوٹی اور مختصر شکلوں میں کر لیتے ہیں - پریس ایسا ادارہ بھی ہوتا ہے جس میں کتابیں، اخبار، اشتہار، یا اسی قسم کی دوسری چیزیں چھپتی ہیں اور پریس سے مراد خود اخبارات یا فن صحافت بھی ہوتے ہیں - پاکستان میں اردو انگریزی، سندھی، بنگالی اور گجراتی میں اخبارات و رسائل عام طور پر چھپتے ہیں -

پریس ملک اور حکومت کا جزو لاینفک کہا جاتا ہے - اور پریس کی آواز ندائے خلق اور پبلک کی آواز خیال کی جاتی ہے - پریس کی نگرانی کے لیے حکومت نے پریس ایکٹ اور سیفٹی ایکٹ نافذ کر رکھے ہیں - جو وقتاً فوقتاً پریس کے مؤاخذہ کا باعث بنتے ہیں - پاکستان میں پریس کو ابھی اتنی آزادی حاصل نہیں، جتنی کہ یورپ اور امریکہ میں اسے حاصل ہے لیکن پھر بھی کامل آزادیٔ صحافت کی خاطر بہت سی کوششیں ہو رہی ہیں اور عنقریب پریس کی آزادی متمدن اور ترقی یافتہ ممالک کی سطح پر یہاں بھی حاصل ہو جائے گی -

**پریس گینگ** - (Press Gang)

بحری بھرتی کرنے والی جماعت اس قسم کی جماعت اگلے وقتوں میں انگلستان میں بھی تھی ۔ یہ لوگ بندرگاہ پر اتر کر شہر کے آدمیوں کو بحری فوج میں بھرتی کرنے کی ترغیب دیتے تھے ۔ سیدھی انگلیوں گھی نہ نکلتا تو لوگوں کو اُن کی مرضی کے خلاف پکڑ کر جہاز پر لے جاتے تھے ۔

اٹھارویں صدی اور انیسویں صدی کے ابتدائی دور میں انگلستان کو بحری فوج کے لیے رنگروٹوں کی ضرورت بہت رہتی تھی اس کی وجہ فرانس کی لڑائیاں تھیں ۔ لوگ از خود بھرتی ہونا نہیں چاہتے تھے ۔ چنانچہ پریس گینگ اس سلسلہ میں کوشاں رہتا تھا ۔ لیکن بحری ملازمت کے حالات کی اصلاح ہونے سے لوگ خود بخود جوق در جوق آنے لگے اور بھرتی کا یہ طریقہ ترک کر دیا گیا ۔

**پریم چند منشی** ۔ اصل نام دھنپت رائے تھا ۔ مگر پریم چند کے نام سے مشہور ہوئے ۔ سنہ ۱۸۸۰ء میں بنارس میں پیدا ہوئے ۔ غربت میں آنکھیں کھولیں اور عسرت و تنگ دستی میں زندگی گذاری اور اسی حالت میں سنہ ۱۹۳۶ء میں دنیا سے چل بسے ۔

آپ اردو کے افسانہ نگاروں میں بہت امتیازی شان رکھتے ہیں چھوٹے چھوٹے اصلاحی قصے لکھنے میں بڑی مہارت رکھتے تھے ۔ ان کے قصے بے حد دل چسپ اور معنی خیز ہوتے ہیں ۔ سیدھے سادھے الفاظ میں کرداروں کی تصویریں کھینچنا اور کسی نصیحت آموز بات کا گہرا نقش دل پر چھوڑ جانا ان کا خصوصی وصف ہے ۔ تمام کہانیاں عوام اور بالخصوص دیہاتی باشندوں کی روزمرہ کی زندگی کے واقعات سے پُر ہیں ۔ دیہاتی زندگی کی تصویر کھینچنے میں ان کو کمال حاصل تھا ۔ اس لیے وہ ترقی پسند ادب کے بانی مبانی خیال کیے جاتے ہیں ۔ آپ کی متعدد تصانیف ہیں ۔ جن میں پریم پچیسی اور پریم بتیسی وغیرہ چھوٹے چھوٹے قصوں کے مجموعے مشہور ہیں ۔

**پریمیم** (Premium) انگریزی لفظ ہے ۔ جس کے معنی ہیں انعام ، عطیہ ، صلہ ، بخشش ، منافع ، بڑھوتری ، بیمہ کا منافع ، مزید نفع ، زائد نفع ، انعام جو مزدوروں کو ان کی اجرت کے علاوہ دیا جائے ، کوئی پیشہ سیکھنے کی فیس ، بٹا ، بھنوائی ، بدلوائی ، وہ رقم جو سکوں کے بدلوانے کے لیے دی جائے ۔

وہ مقررہ رقم جو بیمہ شدہ شخص بیمہ کرنے والی کمپنی کو ماہوار ادا کرتا ہے پریمیم ہی کہلاتی ہے ۔

**پریوں کے اکھاڑے** (Fairy Rings)

ہر ملک کی روایتوں میں پریوں کی نسبت مشہور ہے کہ وہ ناچ اور رنگ کی محفل منعقد کرتی ہیں چنانچہ اندر کا اکھاڑہ ۔ اور پریوں کا اکھاڑہ مشہور ترکیبیں ہیں ۔ اس میں شک نہیں کہ یہ تمام تر وہمی اور خیالی چیزیں ہیں ۔ لیکن چونکہ یہ مشہور اور زبان زد خاص و عام ہیں ۔ اس لئے ان کا ذکر ہر ادب میں موجود ہے ۔

امریکہ کے جنگلوں میں بڑے بڑے وسیع حلقے نظر آتے ہیں ۔ جو ایک قسم کی روئیدگی کے باعث وجود میں آتے ہیں ۔ یہ روئیدگی چھوٹی چھوٹی کھمبیوں کی طرح ہوتی ہے ۔ پہلے پہل یہ ایک تنگ مرکز پر جمتی ہے ۔ پھر اس کا دائرہ گولائی میں وسیع تر ہوتا چلا جاتا ہے ۔ اور جوں جوں یہ دائرہ وسیع ہوتا جاتا ہے ۔ اندرونی طرف سے روئیدگی مرجھاتی اور سڑتی جاتی ہے ۔ حتیٰ کہ یہ دائرہ ایک وسیع ہالے کی صورت اختیار کر لیتا ہے ۔ اس کو امریکن لوگ پریوں کا اکھاڑہ کہتے ہیں ۔ کیوں کہ زمانہ ماضی میں یہ خیال تھا کہ یہ دائرہ پریاں ناچ کے لئے بناتی ہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ ان تمام جنگلوں میں ہر جگہ سبز روئیدگی کی ایک تہہ بھی رہتی ہے کھمبی کی قسم کے پودے

جیساکہ ہم جانتے ہیں سفید رنگ کے طفیلی پودے ہوتے ہیں۔ جو دیگر پودوں سے خوراک حاصل کرتے ہیں۔ جب اس سفید روئیدگی کا مرکز کسی سبز سطح پر قائم ہو جاتا ہے۔ تو سبز روئیدگی کو کھانا شروع کر دیتا ہے۔ اور دائرہ کی صورت میں باہر کی طرف بڑھتا ہے۔ اور سبز روئیدگی لیتا جاتا ہے اور اندر سے سبز روئیدگی خرچ ہوتی جاتی ہے اور یہ مرتا جاتا ہے۔ اور وہاں پھر سبزی عود کر آتی ہے اس لئے سفید دائرے کے اندر اور باہر سبزی ہوتی ہے۔ اور دائرہ ایک عجیب و غریب شکل اختیار کر لیتا ہے۔

## پریوی کونسل (Privy Council)

پریوی کونسل عوامی نمائندوں کی ایک مجلس ہوتی ہے جو برطانوی حکومت کو قانونی اور انتظامی معاملات اور دوسری حکمت عملی کے مسائل میں مشورے دیتی ہے۔ مشیروں کی تعداد مقرر نہیں ہے۔ تاکہ بوقتِ ضرورت دوسرے اراکین کو بھی اس میں شریک کیا جا سکے۔ بشرطیکہ ان کی موجودگی ضروری ہو۔ اس مجلس میں برطانوی حکمران، شاہی خاندان کے ارکان، مولاٹ پادری، بشپ آف لندن اور چانسلر اور متعدد جج، ایوانِ عام کی مجلس قانون سازی کا صدر، نو آبادیات کے گورنر، فرسٹ لارڈ آف دی ایڈمیرلٹی اور دیگر معزز عہدیدار شامل ہوتے ہیں۔ پریوی کونسل کے رکن کو رائٹ آنریبل کے الفاظ سے خطاب کیا جاتا ہے۔

## پریوی کونسل کی عدالتی کمیٹی

(Judicial Committee of the Privy Council)

ایک برطانوی عدالت جو برطانوی مقبوضہ ممالک کی عدالتوں کے فیصلے کے خلاف اپیلوں کی سماعت کرتی ہے۔ برِصغیر ہند و پاکستان کی تقسیم سے پہلے ان ملکوں کی عدالت ہائے عالیہ کے فیصلوں کے خلاف اپیلیں یہی عدالت سنا کرتی تھی۔ لیکن اب بھارت اور پاکستان ہر دو میں اپنی اپنی سپریم کورٹ بن گئی ہے۔ اور اپیلوں کی لئے وہی آخری عدالتیں ہیں۔

## پستول۔ (Pistol)

ایک ہتھیار جسے ۱۵۴۰ء میں اطالیہ کے ایک شہر پسٹوایا (Pistola) میں ایجاد کیا گیا۔ وہاں سے یہ ہتھیار انگلستان کے راستہ جرمنی پہنچا اور اب تو ساری دنیا میں عام ہے۔ پستول رکھنے اور اس کے استعمال کے لئے لائسنس حاصل کرنا پڑتا ہے۔ جو مستحق آدمیوں کو ضلع کے ڈپٹی کمشنر کی سفارش پر ڈویژن کے کمشنر صاحب عطا کرتے ہیں۔ پستول کو عام طور پر ریوالور (Revolver) بھی کہتے ہیں گو دونوں کی ساخت اور شکل میں فرق ہوتا ہے۔

## پسلیاں۔ (Ribs)

انسانی جسم میں پسلیاں ہڈیوں کے وہ بارہ جوڑے ہیں جو پیچھے کی طرف پشت کے مہروں (Dorsal Vertebrae) کے ساتھ جڑے ہوتے ہیں۔

سامنے کی طرف اوپر کے سات جوڑ سینے کی ہڈی (Sternum) سے کرکری ہڈیوں کے ذریعہ جڑے ہوتے ہیں اور یہ اصلی پسلیاں کہلاتی ہیں آٹھویں پسلی کی کرکری ہڈی ساتویں پسلی کی کرکری ہڈی کے ساتھ ملی ہوتی ہے۔ نویں آٹھویں پسلی سے اور دسویں نویں سے۔ یہ تینوں جوڑ نقلی پسلیاں کہلاتی ہیں۔

گیارہویں اور بارہویں پسلیاں سامنے کی طرف سے آزاد ہوتی ہیں اور تیرنے والی پسلیاں (Floating Ribs) کہلاتی ہیں۔

پسلیوں کی بیرونی سطح پر سینہ کے عضلات لگے ہوتے ہیں اور اندرونی سطح پر خون کی نالیوں اور اعصاب کے لئے جگہ بنی ہوتی ہے۔

پسلیوں میں لچک ہوتی ہے۔ جس کے

باعث سینہ کے جوف کی وسعت کو کم زیادہ کیا جا سکتا ہے۔ اسی لچک کے باعث یہ ہڈیاں زیادہ چوٹ برداشت نہیں کر سکتیں۔ پسلیوں کا سب سے اہم کام دل اور پھیپھڑوں کی حفاظت کرنا ہے۔

**پِسّو۔** ایک چھوٹا سا کیڑا ہوتا ہے۔ جو خاص کر پہاڑی مقامات میں کثرت سے پایا جاتا ہے یہ ایک طفیلی کیڑا ہے۔ جو انسان اور دیگر جانوروں کے بدن سے خون چوس کر اپنی خوراک حاصل کرتا ہے۔ پسو درزوں میں گھسے رہتے ہیں اور اندھیرے میں نکل کر آدمی کو چمٹ جاتے ہیں۔ روشنی میں بالکل باہر نہیں نکلتے۔ پسو سات فٹ کی بلندی تک اوپر اچھل سکتا ہے۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ یہ پہلوؤں سے چپٹا ہوتا ہے اور اس کا یہ وصف اس کو جوؤں سے تمیز اور ممتاز کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک اور کیڑا ہوتا ہے۔ جو کھٹمل کہلاتا ہے۔ کھٹمل چارپائی کی درزوں میں پوشیدہ رہتا ہے۔ اور اندھیرا ہوتے ہی چارپائی پر سوئے ہوئے انسان پر حملہ کر دیتا ہے۔ اور اس کو چین نہیں لینے دیتا۔ پہاڑی مقامات کھٹمل اور پسوؤں کے اصل وطن ہیں لیکن میدانی علاقوں میں بھی یہ کھیتوں میں چھپا رہتا ہے اور جہاں ایک دفعہ جاگزیں ہو جائے وہاں سے نکلنے کا نام نہیں لیتا۔ اس کے دفعیہ کے لئے بہت سی دوائیاں بازاروں میں بکتی ہیں۔

**پشاور۔** (Peshawar) مغربی پاکستان کی سرحدی کمشنری کا دارالحکومت اور پرانا تاریخی شہر ہے۔ جو افغانستان اور پاکستان کی حد فاصل کے قریب واقع ہے۔ بہت بڑی چھاؤنی ہے۔ یہاں سے درہ خیبر سے ہوتی ہوئی ریلوے لنڈی کوتل تک جاتی ہے۔ افغانستان اور پاکستان کی باہمی تجارت کا مرکز ہے۔ اور اردگرد نہریں اور باغات بہت ہیں۔ اس جگہ چپل، کلاہ اور لنگیاں عمدہ بنتی ہیں۔ اور طلائی کام بھی اعلیٰ پیمانہ پر ہوتا ہے۔

اس شہر کی آب و ہوا بہت صحت بخش ہے اس لئے لوگ خوب صورت اور جفاکش ہیں۔ دیہاتوں میں پشتو زبان بولی جاتی ہے۔ اور شہروں میں پشتو، افغانی، پنجابی، اور فارسی وغیرہ روزانہ بول چال میں مستعمل ہیں۔

**پشتہ** (Dam) دریا، نہر وغیرہ کے راستہ میں رکاوٹ جسے حسب ذیل مقاصد میں سے کسی ایک یا زیادہ کی خاطر تعمیر کیا جاتا ہے۔

(۱) کسی ایسے پل یا عمارت کی بنیادوں سے پانی دور رکھنے کے لئے جو پانی کی سطح سے نیچے واقع ہو۔ ایسا پشتہ آپس میں پھنسی ہوئی فولاد کی چادروں سے تیار کیا جاتا ہے اور ایسے کوٹھی دار پشتہ یا کوفر ڈیم (Coffer Dam) کہتے ہیں۔

(۲) دریا کے آر پار پشتہ بنایا جاتا ہے تاکہ اسے بند کر کے پانی کی سطح کو بلند کیا جا سکے۔ جہاز رانی میں اس کی ضرورت پڑتی ہے۔

(۳) پانی کے روکنے کے لئے تاکہ اسے آب پاشی یا اس قسم کی دوسری ضرورتوں کے لئے استعمال کیا جا سکے۔ ایسے کاموں کے لئے کسی جھیل، برساتی نالے یا کسی دریائی وادی کو بطور خزانہ استعمال کر کے بند لگا دیا جاتا ہے۔

دریا کا بہاؤ یکساں رکھنے کے لئے تاکہ آبشاروں کے ذریعہ بجلی پیدا کی جا سکے۔ بڑے بڑے پشتے بھی ہوتے ہیں مثلاً دریائے نیل پر اسوان کا پشتہ اور دریائے کولوریڈو پر بولڈر ڈیم کا پشتہ۔ اس قسم کے پشتے دونوں کام انجام دیتے ہیں۔

**پشم دار مرغابی** (Eider Duck) ایک بہت بڑی مرغابی کی نسل جس کی کئی قسمیں ہیں۔ یہ پرندہ شمالی برفانی ممالک میں پایا جاتا ہے۔ اس

سے ایک قسم کی نرم لچکیلی اور ملائم پشم حاصل ہوتی ہے جس کو ایڈر ڈاؤن یعنی ایڈر قسم کی مرغابی کی پشم کہتے ہیں۔ یہ پرندے اپنا گھونسلہ بناتے وقت اس میں نرم روئیں کی تہ بچھاتے ہیں جس کو یہ اپنی چھاتی سے اکھاڑتے ہیں۔ یہی وہ اون ہے جس کی اس قدر مانگ ہوتی ہے۔ کہ پوری نہیں ہو سکتی۔ جو اون پرندے کے بدن سے خود اتاری جاتی ہے وہ اس قدر نرم اور ملائم نہیں ہوتی اور اس لئے اس کی اتنی مانگ نہیں ہوتی۔ کیوں کہ وہ اس قدر باریک نہیں ہوتی۔ سکاٹ لینڈ اور ناروے کے شمال میں ان پرندوں کے بیشمار بسیرے ہیں۔ جن کی خاص طور پر نگرانی کی جاتی ہے۔ ایڈر ڈاؤن اس قدر لچک دار ہوتی ہے کہ اس کا صرف نصف پونڈ ہی رضائی یا گدیلے کے لئے کافی ہوتا ہے۔ سویڈن کی ساحلی پہاڑیوں میں جب یہ پرندے گھونسلے بناتے ہیں تو ان میں انڈے دیتے ہیں۔ اور جب بچے نکل آتے ہیں تو گھونسلوں میں سے یہ اون اکٹھی کر لی جاتی ہے۔ اس قدر کہ ان کی افزائش نسل میں بھی فرق نہیں آتا اور اون بھی اکٹھی ہو جاتی ہے۔

**پطرس۔** (Peter, St) آپ کا اصل نام سائمن تھا اور شہر گلیلی کے ایک مچھیرے تھے۔ ابتدا ہی میں عیسائی مذہب قبول کیا اور حضرت عیسیٰؑ کے بارہ حواریوں میں سے سینٹ پال کے ماسوا سب سے زیادہ ممتاز ہوئے۔ حضرت عیسیٰؑ نے ان کو "عیسائیت کی چٹان" کے لقب سے یاد کیا۔ لیکن یہ ایک جذباتی انسان تھے۔ تین دفعہ حضرت عیسیٰؑ کے دشمنوں سے خوفزدہ ہو کر ان سے بے تعلقی کا اعلان بھی کیا۔ جس کے کفارہ کے لئے پھر در بدر پھر کر عیسائیت کی تبلیغ کی یہاں تک کہ روم بھی گئے جہاں ان کو صلیب پر الٹا لٹکا کر شہید کیا گیا۔

ان کو پاپائیت (Papacy) کا بانی بھی کہا جاتا ہے تمام پوپ انہی کے سلسلہ بیعت میں منسلک ہوتے ہیں۔

مذہبی تصویروں میں کلید یا کنجی اور شمشیر ان کے امتیازی نشان ہیں۔ کلید سے مذہب کی کنجی مراد ہے اور شمشیر سے شہادت کی طرف اشارہ ہے۔

**پطرس بخاری۔** مشہور ادیب، احمد شاہ بخاری نام۔ ادبی دنیا میں پطرس کے نام سے مشہور ہوئے۔ سن پیدائش ۱۸۹۸ء اور جائے پیدائش پشاور۔
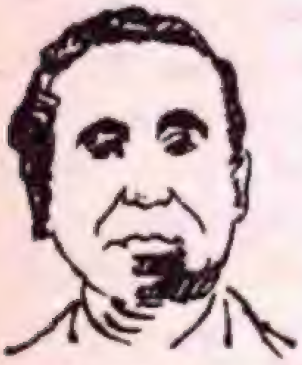
گورنمنٹ کالج لاہور میں انگریزی کے پروفیسر اور پرنسپل رہ چکے ہیں ۱۹۴۷ء میں آل انڈیا ریڈیو کے کنٹرولر ہوئے اور تقسیم تک اسی عہدے پر فائز رہے قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۹ء میں اقوام متحدہ کی انسانی حقوق کی کمیٹی میں پاکستان کے نمائندے کی حیثیت سے شریک ہوئے ۱۹۵۰ء میں اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل نمائندے مقرر ہوئے اور ۱۹۵۴ء تک اسی عہدے پر فائز رہے۔ اس کے بعد آپ کو اقوام متحدہ کا انڈر سیکرٹری مقرر کیا گیا۔ ۵ دسمبر ۱۹۵۸ء کو آپ نے نیو یارک میں وفات پائی۔

پطرس کا انداز تحریر بڑا دلچسپ ہے آپ مزاح نگاروں میں ایک خاص درجہ کے مالک ہیں۔ ایک مرتبہ کسی نے کہا تھا کہ "اگر ملا رموزی کم لکھیں اور پطرس زیادہ لکھنے لگیں تو اردو زبان کے مزاحی سرمائے میں یادگار اضافہ ہو سکتا ہے۔"

بخاری صاحب کی صرف ایک کتاب "پطرس کے مضامین" شائع ہوئی ہے جس کا مرتبہ اردو ادب میں بہت بلند ہے۔

**پکھراج۔** (Topaz) یہ ایک قیمتی پتھر ہے جو بالعموم نارنجی۔ سفید اور نیلگوں سفید رنگ

کا ہوتا ہے۔ زیادہ تر جنوبی امریکہ، لنکا، سائبیریا اور سکاٹ لینڈ میں دستیاب ہوتا ہے۔ یہ الومنیم سلیکا اور فلورائن کا مرکب ہوتا ہے ایشیائی پکھراج ایک قسم کا یاقوت ہوتا ہے۔

**پُل** (Bridge) کسی دریا۔ ندی۔ نالے۔ نچاندار گہرے راستے کے اوپر گزرگاہ جو راستہ ریلوے لائن کے اوپر سے گزرنے کے لئے بنایا جائے وہ بھی پل ہی کہلاتا ہے۔

زمانہ سابق میں پل سیدھے شہتیر رکھ کر بنائے جاتے تھے پھر اینٹوں کے ستون بنا کر اوپر چھت ڈالنے لگے اس کے بعد ڈاٹ کا استعمال ہونے لگا اور تمام پل اینٹ یا پتھر سے بننے لگے۔ آج کل فولادی شہتیروں کو کابلوں سے جکڑ کر قینچیاں بنا کر پل تعمیر کرتے ہیں۔ پرانے قسم کے پلوں میں سری نگر کے پل عمدہ مثال پیش کرتے ہیں اور موجودہ زمانے کے پلوں میں سکھر کا پل دنیا بھر میں بے نظیر تعمیر ہے بعض پہاڑی گھڈوں کے اوپر رسوں کے پل بھی دیکھے جاتے ہیں۔ اوپر نیچے آر پار دو رسے باندھ دیئے جاتے ہیں پار ہونے والا اوپر کے رسے کو پکڑ کر نچلے پر چلتا جاتا ہے اور پار ہو جاتا ہے اس قسم کا پل بہت خطرناک ہوتا ہے اور اس پر سے کوئی سامان لے کر گزرنا بالکل محال ہوتا ہے۔

بسا اوقات دریا کے آر پار ایک آہنی رسہ تنا ہوتا ہے جس کے ساتھ ایک آہنی چوکی یا کرسی آویزاں ہوتی ہے پار گزرنے والا چوکی میں بیٹھ کر اسے پکڑ کر کرسی کو دھکیلتا ہے اور کرسی پھسل کر آگے بڑھتی جاتی ہے۔ یہ انتظام دراصل دریا کی منجدھار میں پانی کی رکاوٹ کے تختے اٹھانے یا گرانے کے لئے ہوتا ہے۔ جدید قسم کے ہیڈورکس میں دریا کے آر پار پختہ پل بنائے جاتے ہیں۔ جن پر تختے اٹھانے کے لئے مشینیں لگی ہوتی ہیں۔ مرالہ ہیڈورکس پر دریائے چناب کا پل اور دوسرے دریائی پل فن تعمیر اور انجینیری کے قابل دید نمونے ہیں۔

**پلاٹ** (Plot) یہ لفظ متعدد معنوں کا حامل ہے۔ پلاٹ قطعہ ارضی یا زمین کو بھی کہتے ہیں اور پلاٹ سازش کے معنی میں بھی آتا ہے۔ پلاٹ کہانی کا بھی ہوتا ہے یعنی کہانی کا مضمون اور نفس حکایت۔ پلاٹ ڈرامے کا بھی ہوتا ہے اور اس سے مراد افراد ڈرامہ کی باہمی گفتار و عمل کا مجموعہ ہوتا ہے۔

انگریزی کے مشہور ڈرامہ نویس شکسپیر کے ڈرامے منفرداً اپنا اپنا پلاٹ رکھتے ہیں ان میں سے بعض کے پلاٹ اس قسم کے ہیں جن کا انجام مسرت اور کامرانی کا مرقع ہوتا ہے۔ اور بعض اس قسم کے جن کا انجام حسرت و یاس لئے ہوتا ہے۔

اردو میں بھی ڈرامے اور افسانے مسلسل تحریر کئے جا رہے ہیں، جن کے پلاٹ مغربی بھی ہیں۔ اور ایشیائی بھی

**پلاٹینم** (Platinum) یہ ایک سفید رنگ کی قیمتی دھات ہے۔ جو تمام دھاتوں میں سب سے زیادہ وزنی ہے۔ پلاٹینم آج سے تقریباً دو صدیاں پہلے دریافت ہوئی اور اسے اس وقت زیادہ قیمتی نہیں سمجھا جاتا تھا۔ جعل ساز اسے ملمع کاری کے بعد سونے کے بھاؤ بیچتے ہیں اور روس میں اس سے کم قیمت کے سکے ڈھالے جاتے تھے۔ لیکن جب پلاٹینم کے خواص اور خوبیوں کا پتہ چلا اور اس سے بجلی کے آلات کی ساخت میں مدد لی جانے لگی تو اس کی قیمت میں زبردست اضافہ ہو گیا کوئی تیزاب اکیلا اس پر اثر نہیں کرتا۔ زیورات دندان سازی اور سائنس کے آلات میں اسے بکثرت استعمال کیا جاتا ہے۔ پلاٹینم کی مقدار تمام دنیا میں بہت کم ہے۔ زیادہ تر کوہ یورال۔ جنوبی افریقہ اور اونٹاریو سے حاصل ہوتی ہے۔

**پلاسٹک**۔ (Plastic) اس لفظ کا اطلاق ان اشیاء پر ہوتا ہے۔ جو حرارت دینے پر مڑنے تڑنے کے قابل ہو جاتی ہیں۔ صنعتی پلاسٹک میں صرف مصنوعی قسمیں شامل ہیں۔ پلاسٹک کئی قسم کی ہوتی ہے۔ ایک نو تقرمو پلاسٹک کہلاتی ہے۔ جو جب بھی گرم کی جائے پھر کام آ سکتی ہے۔ اس قسم میں سیلولوز اور سیلولائیڈ

جیسی اشیاء شامل ہیں۔ دوسری بڑی قسم تھرموسیٹنگ ہے۔ اس کو ایک دفعہ گرم کرکے ٹھنڈا کیا جائے تو اس میں کیمیاوی تبدیلی آجاتی ہے اور یہ گرم ہو کر پھر استعمال نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ بیکولائٹ اسی قسم سے ہے۔

**پلٹس** ۔ سوزش۔ پھوڑے یا ورم پر ایک قسم کی لئی سی بنا کر باندھی جاتی ہے۔ جو پلٹس کہلاتی ہے۔ اسی مقصد کے لئے عام طور پر السی کی پلٹس استعمال ہوتی ہے۔ پلٹس کے تیار کرنے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ کسی برتن میں السی کا آٹا ڈال کر اسے پانی میں آگ پر پکایا جاتا ہے۔ گھاڑھا ہو جانے پر پلٹس تیار ہو جاتی ہے۔ کسی کپڑے یا لینٹ (Lint) کے ٹکڑے پر پلٹس کو موٹا موٹا پھیلا کر پھائے کی طرح مجروح حصے پر رکھ کر اوپر روئی رکھنے کے بعد اسے کس کر باندھ دیا جاتا ہے۔

پلٹس بہت زیادہ گرم نہیں ہونی چاہیے بلکہ نیم گرم ہو جسے جسم برداشت کر سکے۔ ٹھنڈی پلٹس بجائے فائدے کے نقصان کرتی ہے۔ اس لئے جب پلٹس ٹھنڈی ہو جائے تو اسے اتار کر تازہ پلٹس باندھ دینی چاہیے۔

السی کے علاوہ رائی کا پلستر، آٹے کی بوکر، پوست اور بورک ایسڈ کی پلٹس بھی استعمال ہوتی ہے۔ سوزش، ورم اور پھوڑے کے لئے بہت مفید ہے۔

بازار میں "اینٹی فلوجیسٹین" کے نام سے بنی بنائی پلٹس بند ڈبوں میں فروخت ہوتی ہے جسے ڈبے کے اندر ہی ابلتے پانی میں ڈال کر گرم کر لیتے ہیں۔ اور چاقو کے پھل سے لنٹ (lint) پر پھیلا کر سوزش وغیرہ کی جگہ پر باندھتے ہیں۔

**پلوٹارک** ۔ (یونانی سیرت نگار) (Plutarch) یونان کا یہ مشہور مصنف چیرونیا (Chearonia) میں ۴۶ء میں پیدا ہوا اور ایتھنز میں تعلیم پائی۔ پلوٹارک نے روم (Rome) کی کئی دفعہ سیاحت کی اور وہاں کے قابل ذکر شہریوں سے دوستانہ تعلقات پیدا کئے۔ آخری عمر آپ نے آبائی گاؤں میں گذاری اور ۱۲۰ء میں انتقال کیا۔

پرانے زمانے کا کوئی مورخ ایسا نہیں جس نے پلوٹارک کے برابر شہرت اور مقبولیت حاصل کی ہو۔ پلوٹارک کی مشہور تصنیف "مشاہیر یونان و روما" (Parallel Lives) سے شیکسپیئر نے اپنے بہت سے ڈراموں کے پلاٹ اخذ کئے ہیں چنانچہ قدیم یونانی اور رومن مشاہیر کے متعلق صحیح معلومات حاصل کرنے کے لیے پلوٹارک کی اس تصنیف کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

**پلوٹو (دیوتا عالم سفل)** (Pluto) یونانی اور رومن اساطیر میں پلوٹو سفلی دنیا یعنی زمین کا دیوتا ہے یہ کرونوس (Kronos) اور ریا (Rhea) کا بیٹا اور زیوس (Zeus) اور پوسیڈن (Posedon) کا بھائی ہے پرسی فون (Persephone) اس کی بیوی ہے۔ کرونس کی دست برداری کے بعد پلوٹو نے سفلی دنیا کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیا۔ زیوس نے آسمانوں اور پوسیڈن نے سمندروں کی سلطنت سنبھال لی۔

**پلوٹو (سیارہ)** (Pluto) نظام شمسی کے سب سے دور ایک سیارے کا نام بھی پلوٹو ہے۔ اس کی دریافت ۱۹۳۰ء میں لاول کی رصدگاہ (Lowell Observatory) واقع ایریزونا (Arizona) میں پرسی ول لاول (Percival Lowell) نے کی اس کا حجم تقریباً مریخ کے برابر ہے اور سورج سے اس کا فاصلہ تقریباً تین ارب ستر لاکھ میل ہے۔ پلاٹو سورج کے گرد تقریباً ڈھائی سو سال میں اپنی گردش پوری کرتا ہے

**پلوٹو** (P.L.U.T.O.) اصل میں زیر آب پائپ لائن (Pipeline under the Ocean) کا مخفف ہے ۱۹۴۴-۴۵ء میں فرانس اور شمال مغربی یورپ کی حملہ آور فوجوں کو پٹرول مہیا کرنے کے لئے یہ پائپ لائن قائم کی گئی تھی۔ چربرگ (Cherbourg) اور سین،

ڈاؤن (Sandown) اور ڈنجینس (Dungeness) اور بولون (Boulogne) کے درمیان پائپ لائن کا جو جال بچھایا گیا تھا۔ اسے برطانیہ کی مغربی بندرگاہوں، صنعتی علاقے اور مڈ لینڈز (Midlands) سے ملا دیا گیا تھا۔ پلوٹو کے ذریعے سترہ کروڑ تیس لاکھ امپیریل گیلن پٹرول ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا گیا۔

**پمپ (آگ بجھانے کا)** (Fire Pump) اس کے ذریعے پانی کی موٹی سی دھار کافی دباؤ کے ساتھ نکلتی ہے تاکہ پانی عمارت کے بالائی حصہ تک پہونچایا جا سکے۔ موجودہ زمانے کے آگ بجھانے کے سامان میں انٹرنل کمبسچن انجن سے چلنے والا پمپ ہوتا ہے۔ کبھی کبھی پمپ سے صابن کی سی جھاگ بھی برآمد ہوتی ہے۔ جو عمارت یا سامان کے جلتے ہوئے حصہ پر پڑ کر جم جاتی ہے اور جلتی ہوئی چیزوں کو ہوا سے بے تعلق کر دیتی ہے۔ جس کی وجہ سے آگ بجھ جاتی ہے آگ بجھانے کا یہ طریقہ بالخصوص تیل یا پٹرول کو آگ لگنے پر استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً ہوائی جہاز کو آگ لگ جائے تو اس طریقہ سے بجھائی جائے گی اور موٹر کے پٹرول انجن کو آگ لگ جائے تو بھی اسی طریقہ سے بجھائی جائے گی۔

**پمپاز** - (Pampas) جنوبی امریکہ کے وسیع میدانوں کا نام ہے جن میں درخت موجود نہیں ہیں لیکن چراگاہیں بکثرت موجود ہیں۔ جنوبی برازیل اور ارجنٹائن کے ان میدانوں میں خوب مویشی پالے جاتے ہیں۔ شمالی امریکہ کے اسی قسم کے میدان "پریریز" کہلاتے ہیں۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے جنوب مشرق میں ایسے میدانوں کو سوانا کہتے ہیں۔

**پمپیائی** - Pompeii دو ہزار برس پہلے کوہ ویسوویس کے دامن میں یہ اٹلی کا ایک شاندار شہر تھا لیکن سنہ ٦٣ء میں ایک زلزلے نے شہر کا بیشتر حصہ تباہ کر دیا۔ شہر کے باشندے ابھی تعمیر شہر میں مصروف ہی تھے کہ سنہ ٧٩ء میں ایک اور مصیبت نازل ہوئی کوہ ویسوویس نے آتش فشانی شروع کر دی۔ جلتا ہوا لاوا اتنی کثیر مقدار میں نکلا کہ سارا شہر اس میں دفن ہو گیا۔

حال ہی میں محکمہ آثار قدیمہ نے اس شہر کی کھدائی کی ہے۔ دائرے میں ایک بڑا تھیٹر جس میں ٢٠٠٠٠ آدمی بیٹھ سکتے تھے برآمد ہوا ہے۔ مکانوں اور دکانوں میں اب تک اسی زمانہ کی چیزیں اور جنسیں وغیرہ موجود ہیں۔ اس زمانہ کا فرنیچر برتن وغیرہ دیکھ کر رومائی دو ہزار سال قبل کی زندگی کے متعلق اچھا خاصہ اندازہ ہوتا ہے۔

**پمپائی اعظم** - (Pompey the Great) پمپائی اعظم رومن جمہوریت کے خاتمے کے طوفانی زمانے میں سنہ ١٠٦ ق.م میں پیدا ہوا۔ پمپائی مشہور مناظر سسرو Cicero کا ہم عمر اور شہنشاہ جولیس سیزر Julius Ceaser سے عمر میں چھ سال بڑا تھا۔ اس کا شمار اٹلی کے بہترین جرنیلوں میں ہوتا ہے۔ مریوس Marius اور سُلاّ کے درمیان خانہ جنگی کے دنوں میں پمپائی نے افریقہ اور سسلی میں مریان Marian فوجوں کو شکست فاش دی اور اعظم کا خطاب حاصل کیا۔ سپین میں کارہائے نمایاں سرانجام دینے پر ستر قبل مسیح میں کونسل Consul کا رکن منتخب ہوا۔

پمپائی اعظم نے بحیرۂ روم Mediterranean Sea کو بحری قزاقوں سے پاک کیا جو ایک عرصے سے اسے اپنی جولاں گاہ بنائے ہوئے تھے۔ اس نے ساحل بحیرۂ اسود (Black

Sea کی ایک سلطنت پنٹوس Pontus کو فتح کیا اور آرمینا کے بادشاہ کو شکست دے کر یروشلم اور شام کو رومن سلطنت میں شامل کر لیا۔

پمپائی کے عروج کے دنوں میں پمپائی، کراسوس Crassus اور جولیس سیزر نے آپس میں اتحاد کر لیا۔ اور جولیس سیزر نے اپنی لڑکی جولیا پمپائی سے بیاہ دی۔ جولیا اور کراسوس کی موت کے بعد "پمپائی" اور "سیزر" میں پھوٹ پڑ گئی۔ اور سیزر کی بڑھتی ہوئی طاقت کے خوف سے پمپائی نے سینٹ پارٹی Senat Party میں شمولیت اختیار کر لی۔ سینٹ نے سیزر کو اپنی فوج توڑ دینے کا حکم دیا مگر سیزر نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی اور روم Rome کے صوبے پر جہاں کا حاکم پمپائی تھا حملہ کر دیا۔ ۴۸ ق - م میں جنگ فرسالوس Battle of Pharsalus میں جولیس سیزر کو فتح ہوئی اور پمپائی بھاگ کر مصر چلا گیا۔ جہاں اسے بطلمی دوازدہم Ptolemy XII کے حکم سے پراسرار طریقے سے قتل کر دیا گیا۔

**پَن بجلی** - (Hydro electricity) پانی کے زور سے مشین چلا کر بجلی پیدا کرنا۔ آبشار کے نیچے چرخاب Turbines لگائے جاتے ہیں۔ گرتے ہوئے پانی کے زور سے ان کے ڈھول گھومنے لگتے ہیں۔ ڈھول میں دُھرا لگا ہوتا ہے۔ جس کے دوسرے سرے پر بجلی پیدا کرنے والے انجن Generators ہوتے ہیں جو دُھرے کے گھومنے سے چلنے لگتے ہیں۔ انجنوں سے بجلی پیدا ہو کر دور دراز مقامات تک تاروں کے ذریعے پہنچائی جاتی ہے۔ اور اسے روشنی اور حرارت حاصل کرنے اور کارخانے چلانے کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

کوئلے کی کمی والے ملکوں میں صنعت و حرفت کو ترقی دینے کے لئے پَن بجلی کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان صنعتی ترقی کے لئے پَن بجلی کو فروغ دے رہا ہے۔ چنانچہ صوبہ سرحد میں ملاکنڈ اور وارسک، پنجاب میں رسول اور میانوالی، سندھ میں کوٹری اور مشرقی بنگال میں کرنافلی پراجیکٹ کے ذریعے پن بجلی پیدا کرنے کی سکیمیں بروئے کار آرہی ہیں۔

شمالی امریکہ، ناروے، فرانس، اٹلی، سوئٹزرلینڈ، سویڈن اور سپین پانی سے بجلی پیدا کرنے میں پیش پیش ہیں۔ اس طرح سے پیدا کی ہوئی بجلی سستی ہوتی ہے۔ بعض ملکوں میں تو بجلی سے ریلیں بھی چلتی ہیں۔

**پنجاب** - Punjab برّصغیر کا وہ صوبہ جو تقسیم کے بعد (مشرقی پنجاب اور مغربی پنجاب) دو حصوں میں منقسم ہوا۔ پاکستانی حصے (مغربی پنجاب) کو پاک پنجاب بھی کہا جاتا تھا۔ اکتوبر ۱۹۵۵ء میں جب وحدت مغربی پاکستان One Unit کی تشکیل ہوئی تو اس صوبے کی بھی جداگانہ حیثیت ختم کر دی گئی۔ اب یہ مغربی پاکستان کا ایک علاقہ شمار ہوتا ہے۔

اس سے وہ سرزمین مراد ہے جسے پانچ دریا سیراب کرتے ہیں۔ تقسیم کے بعد بعض لوگوں نے رائے ظاہر کی کہ اس علاقے کا نام پنجاب کی بجائے "سہ آبہ" رکھ دیا جائے کیونکہ ان کے خیال کے مطابق ستلج و بیاس کی وادیاں ہندوستان میں رہ جانے کے باعث اب اس صوبہ میں سے پانچ دریاؤں کی بجائے صرف تین کا گزر ہوتا ہے۔ مگر یہ درست نہیں۔ پنجاب کے علاقے میں سے اب بھی پانچ دریا گزرتے ہیں۔ جن کے نام حسب ذیل ہیں - سندھ، جہلم، چناب، راوی اور ستلج۔

کہا جاتا ہے پنجاب کو یہ نام اکبر اعظم نے دیا تھا۔ اس علاقے کی اکثریت کا پیشہ کاشتکاری ہے۔ اس میں ہڑپا جیسی شاندار تہذیب نے جنم لیا۔ پورس جیسے ہیرو نے سکندر مقدونی کا مقابلہ کیا۔ یہاں سپاہی، منشی، شاعر، ادیب

اور مذہبی رہنما پیدا ہوئے - اس علاقے نے صدیوں تک افغانستان تک حکومت کی - یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اسی علاقے کے ایک عظیم مفکر و شاعر علامہ اقبال مرحوم نے پاکستان کا تصور ملت اسلامیہ کے سامنے پیش کیا -

**پنجاب پر انگریزی قبضہ** - لارڈ ڈلہوزی وائسرائے ہند کمزور ریاستوں کو فتح کر کے انگریزی سلطنت میں شامل کرنا چاہتا تھا - اس لئے مارچ ۱۸۴۹ئ میں اس نے پنجاب کے برائے نام حکمران مہاراجہ دلیپ سنگھ کو ۵۰ ہزار سالانہ وظیفہ دے کر لندن بھیج دیا - جہاں اس نے عیسائی مذہب قبول کر لیا اور ادھر پنجاب کو انگریزی سلطنت میں داخل کر دیا گیا - پہلے پہل صوبہ پنجاب کا انتظام تین ممبروں پر مشتمل ایک انتظامی بورڈ کے سپرد ہوا جس کا صدر سر ہنری لارنس تھا - اس بورڈ نے سب پنجابیوں سے ہتھیار چھین کر انہیں غیر مسلح کر دیا - چنانچہ پانچ سال بعد سر جان لارنس صوبہ پنجاب کا پہلا گورنر مقرر ہوا -

**پنج آہنگ** - مشہور اردو شاعر غالب مرحوم کی شہرہ آفاق تصنیف جو ادبی اور تاریخی نکات پر مشتمل ہے - اور نثر و نظم کے بہترین اسلوب اور نمونے پیش کرتی ہے -

**پنج سالہ منصوبہ** (Five Year Plan) جنگ کے بعد مختلف ممالک اپنی صنعتی اور معاشرتی ترقی کے لئے مختلف تجاویز مرتب کرتے ہیں - جن کو عام طور پر پانچ سال کے عرصے میں پایۂ تکمیل تک پہنچانا مقصود ہوتا ہے - چنانچہ پاکستان نے بھی اپنی مختلف ترقیاتی سکیموں کے لئے اسی قسم کی منصوبہ بندی کی ہے جو "پنج سالہ منصوبہ" کہلاتی ہے - بھارت اور بعض دوسرے ممالک بھی ایسا کر رہے ہیں -

**پنجہ** - ایک قسم کی ورزش ہے - حریف کے داہنے ہاتھ کی انگلیوں میں اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیاں ڈال کر خوب گانٹھ لیتے ہیں اور اپنی چھنگلی کی طرف زور کر کے انگوٹھے کی طرف ہاتھ کو گردش دینا شروع کرتے ہیں اور حریف کے ہاتھ کو بے قابو کر کے مروڑنے کی کوشش کی جاتی ہے - اس میں انگلیوں کو نقصان پہنچنے کا ہر وقت احتمال ہوتا ہے - ورزش کا یہ طریقہ صرف برِ عظیم ہند و پاکستان میں ہی رائج ہے - اور جگہ اس کے شائقین بہت کم ہیں -

**پنجہ صاحب (گوردوارہ)** پنجہ صاحب سکھوں کا مشہور گوردوارہ ہے - جو حسن ابدال (ضلع اٹک مغربی پاکستان) کے مقام پر واقع ہے ایک پتھر پر گورونانک جی کا پنجہ لگا ہوا ہے یہ پتھر قصبے کے اندر ایک مکان میں محفوظ ہے جو مقفل رہتا ہے - اور سکھ زائرین یا دوسرے زائرین کی آمد پر کھولا جاتا ہے -

اس نوعیت کے گوردوارہ میں شہر سیالکوٹ میں "باباکی بیری" کے نام سے ایک قدیم اور طویل العمر بیری کا درخت کھڑا ہے جس کے زیر سایہ گورونانک جی کچھ عرصہ قیام پذیر رہے -

**پن چکی** - (Water Mill) وہ چکی جو پانی کی طاقت سے چلتی ہے - پن چکی کہلاتی ہے جب پانی اپنی بالائی سطح سے زیریں سطح کی طرف گرتا ہے - تو اس میں بہت سی قوت پیدا ہو جاتی ہے جو کشش ثقل کے باعث وجود میں آتی ہے - اس طاقت کو ... چلانے کے کام میں لایا جاتا ہے جس سے چکی چلتی ہے - اس طرح معمولی طاقت سے آٹا پیسنے یا لکڑی چیرنے کے کارخانے قائم کئے جا سکتے ہیں -

اس قسم کی چکیاں اکثر پہاڑی مقامات پر ہوتی ہیں - جہاں چشموں اور ندیوں کے آبشار بکثرت ہوتے ہیں - میدانوں میں اضلاع راولپنڈی

اور کیمبل پور میں دریائے سیرو یا نیلاب کے کنارے اس قسم کی بیشمار چکیوں کے سلسلے ہیں جن کے لگانے کے لئے معمولی ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے۔ اسی اصول سے کام لے کر موجودہ زمانے میں بڑے بڑے بجلی کے کارخانے قائم کئے گئے ہیں۔ یہ بھی ایک قسم کی پن چکیاں ہی ہیں۔ لیکن ان کے لگانے کے لئے وسیع پیمانے پر انتظام کرنے پڑتے ہیں۔ پہلے کسی بہت بڑی ندی کو بند کے ذریعہ قابو کر کے ایک تالاب بنایا جاتا ہے۔ تاکہ پانی کا مسلسل ذخیرہ حاصل ہو سکے پھر اس تالاب سے پانی کی مقررہ مقدار ایک نل کے ذریعے نیچے لے جائی جاتی ہے جو ایک بڑے پہیئے کو چلاتی ہے۔ یہ پہیہ ایک ایسے دھرے پر قائم ہوتا ہے جس کے دوسرے سرے پر بجلی کا ڈائنمو Dynamo ہوتا ہے۔ جب پہیہ چلتا ہے تو ڈائنمو خود بخود چل پڑتا ہے۔ اور اس سے بجلی پیدا ہوتی ہے جو علاقے میں تاروں اور کھمبوں کی مدد سے تقسیم کر دی جاتی ہے۔ اس طرح سے نہ کوئی انجن لگانا پڑتا ہے۔ اور نہ کوئی کوئلہ خرچ ہوتا ہے۔ اور بجلی مفت میں حاصل ہو جاتی ہے اس قسم کے کارخانے رسول۔ وارسک اور کئی اور جگہوں میں قائم کئے گئے ہیں۔ جن سے بجلی پیدا ہو کر ملک میں تقسیم ہو رہی ہے اور اس طرح پورے کا پورا ملک آہستہ بجلی کی مدد سے ترقی کر رہا ہے۔

**پنچن لامہ** - دلائی لامہ کے بعد تبت کا سب سے بڑا مذہبی پیشوا۔ اس کو تاشی لامہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی تلاش بھی دلائی لامہ ہی کی طرح ہوتی ہے۔ یعنی پنچن لامہ کی وفات کے بعد بدھ لاما ڈوں کو جس بچے میں خاص نشانیاں نظر آئیں اسے پیشوا بنا لیتے ہیں۔ پنچن لامہ کو مہاتما بدھ کا مظہر اور دلائی لامہ کا مرشد تصور کیا جاتا ہے اور اس کے تحت دیگر لامہ ہوتے ہیں جو خانقاہوں میں رہتے ہیں اور جن کی تعداد کم و بیش چھ لاکھ ہے۔

**پنڈولم** - Pendulum ایک لمبا وزن جو کسی خاص جگہ کے ساتھ لگا کر معلق کر دیا جائے اور سپرنگ کی وساطت سے حرکت کرتا رہے۔ پنڈولم کہلاتا ہے۔ مثلاً گھڑیال کے سپرنگ کے ساتھ پنڈولم لگا ہوتا ہے۔ اٹلی کے سائنس دان گلیلیو نے جس نے سب سے پہلے پنڈولم والی گھڑی بنائی۔ یہ دریافت کیا کہ پنڈولم کی ایک حرکت مکمل کرنے میں جو وقت صرف ہوتا ہے۔ اس کا دارومدار پنڈولم کی لمبائی پر ہوتا ہے۔ نہ کہ اس کی جسامت پر۔ چنانچہ اس اصول کے پیش نظر وہ پنڈولم والی گھڑی بنانے میں کامیاب ہوا۔

**پنسل** - Pencil سرے کی ایک پتلی اور لمبی تار جس پر لکڑی کا خول چڑھا ہوتا ہے۔ اور لکھنے کے کام آتی ہے۔ ابتدا میں پنسل کے اندر سکے کی سلاخ ڈال کر اس سے لکھا جاتا تھا چنانچہ لکھنے کا مسالہ اب تک سکہ کہلاتا ہے۔ حالانکہ وہ سکہ نہیں ہوتا بلکہ گریفائٹ (پنسل کا سرمہ) ہوتا ہے۔ جو ایک معدنی چیز ہے (نیز دیکھو "پنسل کا سرمہ")

پنسل بنانے کے لئے بہترین لکڑی سرخ صندل کی ہوتی ہے۔ جو خاص خاص علاقوں میں پائی جاتی ہے۔ لکڑی کی قلت کے باعث بعض ملکوں میں کاغذ کی پنسلیں بھی تیار کی جاتی ہیں اور سرمے کا خول بجائے لکڑی کے کاغذ کا بنایا جاتا ہے۔ جو اگرچہ لکڑی کی طرح پائیدار نہیں ہوتا لیکن اس سے پنسل پر لاگت کم آتی ہے۔

سرخ صندل کے علاوہ عام صندل اور گھٹیا قسم کی لکڑی سے بھی ارزاں قسم کی پنسلیں

تیار کی جاتی ہیں۔

رومنوں کے عہد میں کھریا مٹی، رنگ دار مٹی، اور سکے کی ملاوٹ سے پنسل کا سرمہ تیار کیا جاتا تھا۔ سولھویں صدی میں انگلستان میں گریفائٹ کی پنسلیں بننے لگیں۔ ۱۷۹۵ء میں گریفائٹ کے ساتھ رنگین مٹی شامل کر کے اس سے رنگ دار پنسلیں تیار کی جانے لگیں۔

## پنسل کا سُرمہ، گریفائٹ (Graphite)

کاربن کی بہروپی شکل کی ایک نرم معدن پنسل کا سرمہ، گریفائٹ، بلیک لیڈ یا پلمبگو (Plumbago) کہلاتی ہے۔ جو سائبیریا، لنکا، کشمیر اور راج پوتانہ میں پائی جاتی ہے۔ اس کی سطح چکنی اور چمکیلی اور رنگ بھورا ہوتا ہے۔ مشینوں کے پرزوں کو چکنا بنانے کے علاوہ برقی موٹروں میں کام آتی ہے۔

زیادہ تر اسی سے پنسلیں بنائی جاتی ہیں پنسل بنانے کے لیے گریفائٹ اور مٹی کے آمیزہ کو آٹے کی طرح گوندھ کر باریک سوراخوں میں سے نکال کر پنسل کے سکے کے برابر اس کی گول اور لمبی سلاخیں سی بنائی جاتی ہیں۔ جنہیں خشک کر لیا جاتا ہے۔ لکڑی کی تختیوں میں سکے کی موٹائی کے برابر لمبی نالیاں بنا کر اس میں ان سلاخوں کو رکھ کر اوپر اسی قسم کی نالی دار تختیاں رکھ کر دونوں طرف سریش سے چپکا دی جاتی ہیں ان تختیوں کو مشین کے ذریعہ کاٹ کر پنسلیں تیار کی جاتی ہیں۔

گریفائٹ اور مٹی کے آمیزہ میں مٹی کی مقدار جتنی زیادہ ہوگی۔ پنسل کا سکہ اتنا ہی سخت ہوگا۔

## پنسلوینیا۔ (Pennsylvania)

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی ایک ریاست ہے



جس کی بنیاد ایک برطانوی کویکر (Quaker) نے رکھی طول شمال سے جنوب تک ۱۵۸ میل۔ مشرق سے مغرب تک ۳۰۲ میل، رقبہ ۴۵۳۳۳ مربع میل اور آبادی ایک کروڑ ۱۸ لاکھ اسی ہزار کے قریب ہے۔

فلاڈلفیا، پٹس برگ، سکرینٹن اور ریڈنگ مشہور شہر اور ہیرس برگ صدر مقام ہے۔ ڈیلاویر، سسکن ہانا، اور الاگینی تین دریا بہتے ہیں جن میں سے ڈیلاویر مشہور دریا ہے۔

مکی، باجرہ، اور جئی کی پیداوار ہوتی ہے کوئلہ، لوہا، اور پٹرولیم اہم معدنیات ہیں۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی سب ریاستوں سے زیادہ فولاد اسی ریاست میں تیار ہوتا ہے چنانچہ پٹس برگ فولاد کی صنعت کا بہت بڑا مرکز ہے۔

پھل اور میوہ جات بھی بکثرت پیدا ہوتے ہیں

## پنشن۔ (Pension)

وہ وظیفہ جو حکومت اپنے ملازمین کو ان کی میعاد ملازمت ختم ہو جانے یا ان کے ریٹائر ہو جانے کے بعد ان کی خدمات کے صلے میں ان کو ماہوار باقاعدگی کے ساتھ ادا کرتی ہے بعض ملازمتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کے اختتام پر پنشن نہیں دی جاتی بلکہ ملازموں کو اکٹھا روپیہ انعام کی صورت میں دے دیا جاتا ہے مثلاً ریلوے کے ملازمین اسے اصطلاح میں گریجویٹی Gratuity کہتے ہیں۔ پنشن بالعموم اصل تنخواہ سے آدھی ہوتی ہے۔ بشرطیکہ مدت ملازمت پوری اور معیاری ہو۔ ورنہ پنشن کی مقدار مدت ملازمت کے تناسب ہوتی ہے۔

## پنکھا۔ (جہاز کا) (Propeller)

ایک پرزہ جو ہوا یا پانی کے جہاز کو آگے دھکیلنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس میں ترچھے پھل ایک دھرے پر لگے ہوتے ہیں۔ یہ پھلے تیزی سے چکر کاٹ کر جہاز کے سامنے کی سیال شے (ہوا یا پانی) کو پیچھے کی طرف دھکیلتے ہیں۔ اور خود آگے کو بڑھتے ہیں چنانچہ ان کے ساتھ جہاز بھی آگے

بڑھ جاتا ہے۔

**پنیر** - دودھ جما کر دہی تیار کیا جاتا ہے اور پھر اس دہی سے پنیر بنایا جاتا ہے۔ جس کی ترکیب یہ ہے۔ کہ دہی کو ایک پوٹلی میں باندھ کر لٹکا دیا جاتا ہے۔ اس پوٹلی سے پانی رستا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ پوٹلی بالکل خشک ہوجاتی ہے۔ اب جو کچھ پوٹلی میں رہ جاتا ہے۔ وہ پنیر ہوتا ہے۔ اس کی خوبصورت ٹکیاں بنا کر فروخت کی جاتی ہیں۔ پنیر کو پکا کر بطور سالن کے کھایا جاتا ہے۔ یا ویسے بھی اسے کچا کھا لیتے ہیں۔ ہالینڈ اور امریکہ سے سینکڑوں من پنیر دساور کو جاتا ہے۔ پاکستان میں صوبہ سرحد میں خیر آباد کے نزدیک پنیر بہت بنایا جاتا ہے۔

**پوپ، پاپائے اعظم** - (Pope) رومن کیتھولک کلیسا کا سب سے بڑا پادری جو اٹلی کے شہر روم میں مقیم ہے۔ اور جسے مسیح کے حواری پطرس Peter کا سلسلہ وار جانشین سمجھا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روم کے سب سے بڑے گرجے کا نام سینٹ پیٹر رکھا گیا ہے۔ پوپ پہلے پہل نہ صرف مذہبی سردار تھا بلکہ کل اٹلی کا ملکی حکمران بھی تھا۔ بلکہ ایک زمانے میں تو تمام یورپ کے مذہبی اور ملکی معاملات میں اسی کا سکہ چلتا تھا۔ ۱۸۷۰ء میں شاہ اٹلی نے اس کے تمام ملکی اختیارات چھین لئے۔ اور اس وقت سے ۱۹۲۹ء تک کوئی پوپ اپنے تقرر سے لے کر وفات تک اپنے مقررہ احاطے سے باہر نہیں جاتا تھا۔ آخری سال میں پوپ کو ملکی اختیارات کے غصب ہونے کا معاوضہ مل گیا۔ اور مذہب اور حکومت کے درمیان سمجھوتا ہوگیا۔ اب پوپ صرف اعتقادی معاملات میں کل رومن کیتھولک عیسائیوں کا حکمران ہے خواہ وہ کسی جگہ رہائش پذیر ہوں۔ پوپ کے دفاتر اور محل جو ایک عالمی حیثیت رکھتے ہیں۔ شہر روم کے عین وسط میں کئی میل کے احاطے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اس تمام حلقے کو ویٹیکن کہتے ہیں۔ اس احاطے میں پوپ اب بھی مطلق العنان حکمران ہے۔ زمانہ ماضی میں پوپ کے اختیارات اس قدر وسیع تھے کہ وہ بادشاہوں کو معزول کرتا، اور خود بادشاہ مقرر کرتا تھا چنانچہ ہنری ہشتم شاہ انگلستان اور پوپ کا جھگڑا اس کی بہترین مثال ہے۔ اس واقعہ سے انگلستان کا چرچ پوپ سے باغی ہو کر علیحدہ ہوگیا۔ پوپ کے لفظی معنی باپ کے ہیں۔ رومن کیتھولک فرقے کے پادری شادی شدہ نہیں ہوتے اس لئے پوپ کو ہمیشہ انتخاب سے مقرر کیا جاتا ہے۔ سابق پوپ اسلامی سلطنتوں کے ہمیشہ مخالف رہے ہیں۔ لیکن ان کا وجود خدا کے فضل سے پھر بھی باقی ہے۔ (نیز دیکھو پاپائیت)

**پوپ اور حکومت** - پوپ اور حکومت کے درمیان معاہدہ Concordat پہلے پہل نپولین شہنشاہ فرانس اور پوپس ہفتم (Puis VII) کے مابین ۱۸۰۱ء میں ہوا جو ۱۹۰۵ء تک فرانس میں جاری رہا۔ ۱۹۲۹ء میں نپولین نے ہولی سی (Holy Sea) سے ایسا ہی ایک معاہدہ کیا۔ پوپ بہ حیثیت مذہبی پیشوا اور رومن کیتھولک گرجے Roman Catholic Church کے حاکم کے ان معاہدوں پر دستخط کرتا ہے۔ ان معاہدوں کی رو سے کلرکس Clergy کے انتخاب، تعلیم، ٹیکس حکومت پر گرجے کے حقوق۔ گرجے کی ملکیت اور جائداد کے تحفظ کے علاوہ دوسرے مذہبی امور جن کا تعلق حکومت اور پوپ دونوں سے ہوتا ہے۔ طے کئے جاتے ہیں۔ پوپ اور حکومت کے درمیان معاہدہ بین الاقوامی سیاسی معاہدے کے برابر سمجھا جاتا ہے۔ اور اس کی عدم موجودگی کی صورت میں نئے معاہدے کے وجود میں آنے تک ایک غیر رسمی معاہدہ کر لیا جاتا ہے۔

**پوپا** - انڈے سے باہر آنے کے بعد ہر کیڑا مختلف حالتوں سے گزرتا ہے۔ دوسری حالت کو پوپا یا منجمد روپ کہتے ہیں۔ پہلی حالت یا پہلی روپ ختم ہونے پر کیڑا یا تو کسی چیز سے چمٹ

جاتا ہے - یا اپنے اوپر ایک خول چڑھا لیتا ہے اور کچھ مدت کے لئے سو جاتا ہے - اس بند کے دوران میں کیڑے کے جسم میں نمایاں تغیر و تبدل ہوتا ہے - جب وہ جاگتا ہے تو پورا پر دار کیڑا بن چکا ہوتا ہے - اور یہ اس کی آخری حالت ہوتی ہے -

**پوٹاسیم** - Potassium ایک نرم دھات جو عنصر بھی ہے - یہ تیزی سے پانی کی آکسیجن سے مل کر کاسٹک پوٹاش میں تبدیل ہو جاتی ہے اور پانی کی ہائیڈروجن کو آزاد کر دیتی ہے - اس کے خاص خاص مرکبات یہ ہیں - پوٹیشیم برومائڈ جو بطور سکون بخش دوا کے استعمال ہوتا ہے - پوٹیشیم کلوریٹ جسے مینگنیز ڈائی آکسائڈ سے ملا کر گرم کرنے سے آکسیجن خارج ہوتی ہے - یہ مرکب ماچس (دیا سلائی) میں بھی ڈالا جاتا ہے - پوٹیشیم سیانائڈ جو ایک قاتل زہر ہے بھڑوں کے چھتے میں تھوڑا ڈال دیجئے تو سب بھڑیں مر جاتی ہیں - پوٹیشیم نائٹریٹ یا سالٹ پیٹر جو آتش بازی اور بارود میں ڈالا جاتا ہے -

**پوٹاش** Potash اس کا پورا نام پوٹاسیم کاربونیٹ ہے - یہ ایک قسم کا سالٹ Salt ہے جو لکڑی کی راکھ میں ہوتا ہے اور پانی میں حل ہو کر راکھ سے علیحدہ کیا جا سکتا ہے - پوٹاش کو بطور کھاد استعمال کیا جاتا ہے اور صابن سازی میں بھی کام آتا ہے - بچے جو بسا اوقات لوہے کی نلی میں بارود سا بھر کر چلاتے ہیں تو اسے بھی غلط العام میں "پوٹاش" کہتے ہیں -

**پوٹسڈم کانفرنس** - Potsdam Conference دوسری عالمگیر جنگ کے خاتمے کے بعد جولائی ۱۹۴۵ء میں جرمنی کے مشہور شہر پوٹسڈم میں برطانیہ - روس اور امریکہ کے نمائندوں کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی اس کانفرنس میں اتحادیوں کے جرمنی پر قبضہ کے ابتدائی دنوں سے متعلق جرمنی کے نظم و نسق پر بحث کی گئی - اور سیاسی اور معاشی پہلوؤں پر غور کیا گیا امریکی صدر ٹرومین Truman مارشل سٹالن Stalin اور برطانوی وزیر اعظم ایٹلی Attlee نے اتحادی کنٹرول کونسل (Allied Control Council) کا خاکہ عمل تیار کیا اور جرمنی کو غیر مسلح کرنے کی تجویز منظور کی - اسی کانفرنس میں معاہدہ پوٹسڈم (Potsdam Agreement) وجود میں آیا اور کالینن گراڈ Kalinin Grad اور اس کا نواحی علاقہ روس میں شامل کر دیا گیا -

**پودوں کا ارتقائی تبادلہ** (پرندے اور چوپائے) کرۂ زمین پر پہلے پہل زندگی نباتات کی صورت میں شروع ہوئی - پودے سمندر سے نکل کر خشک زمین پر پھیل گئے - اسطرح سے بہت بڑے بڑے جنگلات وجود میں آئے جو پہلے پھیلے اور پھر تباہ ہو گئے - آہستہ آہستہ نباتات نے کیڑوں کی شکل اختیار کی یہ کیڑے آدمی سے بھی بڑے دیو قد اور قوی ہیکل تھے ان کے بعد رینگنے والے جانور وجود میں آئے جو ہمارے سانپوں - چھپکلیوں اور گھڑیالوں کے آباؤ اجداد تھے - ان کے ڈھیر اور ڈھانچے اب ملتے ہیں - ۵ فٹ تک لمبے پائے گئے ہیں - ان میں سے کچھ تو نباتات خور تھے کچھ گوشت خور - ان رینگنے والے جانوروں کے بعد پرندے پیدا ہو گئے - جو پہلے چمگادڑوں کی شکل میں تھے جن کے بال و پر نہیں تھے - لیکن ان کے دانت بہت بڑے بڑے تھے اور خوفناک تھے اس کے بعد بال و پر والے پرندے وجود میں آئے - پھر ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ زمین کی آب و ہوا میں ایک انقلاب آگیا - رینگنے والے جانور یکدم غائب ہو گئے - کیونکہ زمین ٹھنڈی ہو گئی - اور ان جانوروں کے بدن ایسے ان کی حفاظت کرنے سے قاصر رہے - بہت عرصے کے تدریجی عمل کے بعد ان کی جگہ دودھ پلانے والے جانوروں نے لی جو پہلے بھی ابتدائی شکل میں تھے - اور چوہوں سے زیادہ بڑے نہ تھے یہ جانور بہت سرعت سے بڑھنے لگے - ان

میں سے کچھ مثل وہیل کے پانی میں واپس چلے گئے۔ دوسرے مثل بندروں کے درختوں پر چڑھ گئے۔ گویا حالات کے مطابق جس کو بقا کا جو طریقہ ملا اس نے اختیار کر لیا لیکن یہ تمام کے تمام دودھ پلانے والے جانور ایک بات میں یکساں تھے یعنی ان کے دماغ بڑی سرعت سے ترقی کرنے لگے۔ اور یہ ترقی ان کے ماحول و مخصوص حالات کے تحت وجود میں آتی رہی جن کے ساتھ ان کا واسطہ پڑتا تھا۔ اس منزل پر جو چوپائے تھے وہ بہت ہی چھوٹے ڈیل ڈول رکھتے تھے۔ انہیں میں ایسے چوپائے پیدا ہو گئے جو بعد میں انسانی شکل میں تبدیل ہو گئے لیکن اس وقت ان کے ڈیل ڈول اور خدوخال، انسان سے بہت مختلف تھے۔ لیکن ان میں ارتقائی تبدیلیاں ہوتی رہیں حتیٰ کہ وہ انسانی شکل میں آ گئے۔

**پودوں کا باغیچہ** (ذخیرہ) زمین کے اس حصے کو کہتے ہیں جس میں پودوں کو بویا جاتا ہے اور جب پودے اُگ کر کچھ بڑے ہو جاتے ہیں تو انہیں یہاں سے اکھاڑ کر باغات میں لگایا جاتا ہے۔ پودوں کے اس باغیچہ کو ذخیرہ Nursary Garden بھی کہتے ہیں۔ اس باغیچہ کی زمین نہایت نرم اور زرخیز ہوتی ہے۔ مٹی میں کھاد ڈال کر اسے پودوں کے لئے زیادہ مفید بنایا جاتا ہے۔ پودوں کے باغیچہ میں روشنی، ہوا اور پانی کا مناسب انتظام ہوتا ہے۔

**پودوں کی جماعت بندی۔** تمام نباتات کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ اول پھول والے پودے۔ ان پودوں کے پھولوں میں سلائیاں اور بیضہ دان ہوتے ہیں۔ جن میں بیج پیدا ہوتے ہیں دوم بغیر پھل کے پودے۔ ان کے پھول اور بیج نہیں ہوتے۔ مثلاً نم، گیاہ، ہنسراج، کھمب کھمبیاں۔ ان میں بیجوں کی جگہ تخمک ہوتے ہیں دوسری قسم کی روئیدگی کی بیشمار صورتیں ہیں۔ جو بہت پیچیدہ اور غیر دلچسپ ہیں۔ پھولدار پودوں کی مندرجہ ذیل جماعتیں ہیں۔ یعنی ان کی دو بڑی جماعتیں ہیں۔

**اوّل جماعت۔** دو پھول والے پودے مثلاً چنا، جن کے خواص یہ ہیں۔

(۱) مرکزی جڑ یعنی موصلی موٹی۔ اور عین وسط میں جس سے چھوٹی اور بال جڑیں چاروں طرف پھوٹتی ہیں۔

(۲) پتے جالدار رگ و ریشہ لئے ہوتے ہیں

(۳) پھول پنکھڑیوں کی تعداد چار یا پانچ اور اور سلائیوں کی تعداد چار سے دس تک۔

(۴) ٹہنیوں کے اندر مرکز میں گودا اس کے گرد چوبی حلقہ اور پھر چھالی حلقہ ہوتا ہے۔

دو پھول والے پودے دو حصوں میں منقسم ہیں۔

حصہ اول۔ وہ جن کی پھول پنکھڑیاں علیحدہ علیحدہ ہوتی ہیں۔

حصہ دوم۔ جن کی پھول پنکھڑیاں جڑی ہوئی ہوتی ہیں۔

**جماعت دوم۔** ایک پھول والے پودے مثلاً گیہوں۔ ان کے بیج میں صرف ایک دال ہوتی ہے۔ ان کے خواص مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) جڑیں دھاگوں کی طرح اور گچھے دار ہوتی ہیں۔

(۲) پتے متوازی رگوں والے ہوتے ہیں۔

(۳) پھول کے اعضا کی تعداد تین گنا ہوتی ہے یا صرف تین۔

(۴) چوبی حلقے گودے کے گرد نہیں ہوتے بلکہ گودے میں بکھرے ہوتے ہیں۔ تنے کے گرد بیرونی جلد ہوتی ہے۔ جو آہستہ آہستہ سخت ہو جاتی ہے۔ گنے کو تراش کر دیکھئے ان ایک پھول والے پودوں کے بھی دو حصے ہیں۔

(۱) ایک پھول والے جن کی سبز پتیاں پنکھڑیوں کی طرح ہوتی ہیں۔

(۲) گھاس کی مختلف قسمیں جن میں پھول تشتری یا چھلکے دار پردوں میں لپٹے ہوتے ہیں۔ ان پودوں کی پتیاں اور پنکھڑیاں رنگ دار نہیں ہوتیں۔

دو پھول والے پودوں میں مشہور پودے یہ ہیں

(۱) پوست اور اس کے خاندان کے پودے

(۲) سرسوں اور اس کے خاندان کے پودے (۳)

ڈیے اور کریلے کا خاندان - (۴) موصلی کا خاندان - (۵) کپاس کا خاندان - (۶) نارنگی کا خاندان - (۷) السی اور اس کا خاندان (۸) آم کا خاندان - (۹) مٹر کا خاندان (۱۰) گلاب کا خاندان - (۱۱) ہر بل کا خاندان (۱۲) اروڈ کا خاندان - (۱۳) تھوہر کا خاندان - (۱۴) سورج مکھی کا خاندان - (۱۵) کھیرے کا خاندان - (۱۶) آک کا خاندان - (۱۷) آلو کا خاندان - (۱۸) جان کماری کا خاندان - (۱۹) تلسی کا خاندان - (۲۰) برنا کا خاندان - (۲۱) ارنڈ کا خاندان -

ایک پھول والے پودوں میں سے مشہور یہ ہیں (۱) کیلا اور اس کا خاندان - (۲) گھاس اور گیہوں کا خاندان -

پودوں کی دوسری قسم یعنی کھمبی کی قسم کی روئیدگی طفیلی قسم سے ہے - جو اپنی خوراک دیگر پودوں (جاندار یا مردہ) سے حاصل کرتے ہیں - انہیں میں اکاس بیل بھی شامل ہے - جو دوسرے پودوں پر چھا جانے کے باعث ان کے اتلاف کا باعث ہوتی ہے -

**پودے کی زندگی** - یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ پودے بھی زندہ ہوتے ہیں - اور اپنی بقائے حیات کے لئے انسانوں اور دیگر حیوانوں کی طرح کھاتے پیتے، سانس لیتے، ہلتے جلتے، آرام کرتے جیتے اور مرتے ہیں - ان کی باقاعدہ نشو و نما ہوتی ہے - بہتر خوراک ملنے پر یہ مضبوط - اور صحت مند ہوتے ہیں - اور ناقص خوراک ملنے پر کمزور اور نحیف ہوتے ہیں - پودے اپنی خوراک ہوا اور مٹی سے حاصل کرتے ہیں - ہوا سے مختلف قسم کی گیسیں پتوں کے ذریعہ - اور مٹی سے نمکیں، دھاتیں جڑوں کے ذریعہ حاصل کرتے ہیں - جب بیج بویا جاتا ہے - تو اس کے لئے تین چیزیں لازمی ہیں - ہوا، پانی اور حرارت - اس لئے بیج کو سطح کی نرم مٹی میں بویا جاتا ہے - جب پودا اگنی شروع ہوتا ہے تو اسے خوراک کی ضرورت ہوتی ہے - خوراک کا ذخیرہ، جب بیج میں سے ختم ہو جاتا ہے تو پودے کی جڑیں اور شاخیں پھوٹنے اور پھیلنے لگتی ہیں تاکہ خوراک حاصل کریں پودے پانی سے نمکیات حاصل کرتے ہیں - اور ہوا سے آکسیجن اور کاربن ڈائی آکسائیڈ - کاربن سے پودے کی نشو و نما ہوتی ہے - دن کے وقت پودے ساری کاربن ڈائی آکسائیڈ استعمال کر لیتے ہیں اور کثیر مقدار میں آکسیجن چھوڑ دیتے ہیں رات کے وقت روشنی نہ ہونے کے باعث کاربن ڈائی آکسائیڈ کا تجزیہ نہیں ہو سکتا، اس لئے پودے ہوا سے آکسیجن کھینچ لیتے ہیں اور کاربن ڈائی آکسائیڈ ہوا میں چھوڑتے ہیں - دن کے وقت پودوں کا یہ عمل حیاتِ انسانی کے لئے قدرت نے ازبس مفید بنا رکھا ہے - یعنی کاربن ڈائیکسائڈ جیسی کثیف شے کھانا اور آکسیجن جیسی مفید چیز خارج کرنا -

**پورٹ آرتھر** - (Port Arthur) چین کی ایک بندرگاہ اور بحری اڈہ ہے لنڈن سے کوئی ڈھائی سو میل جنوب مغرب کی طرف واقع ہے ۱۸۹۸ء میں چینی حکومت نے یہ بندرگاہ روس کو پٹے پر دے دی تھی - مگر روس اور جاپان کی جنگ میں اس بندرگاہ پر جاپانیوں نے قبضہ کر لیا - دوسری جنگ عظیم سے قبل اور اس کے دوران میں یہ بندرگاہ جاپانیوں کے قبضے میں رہی اور وہی اسے استعمال کرتے رہے اس جنگ میں جاپان کو شکست ہوئی تو یہ بندرگاہ چین اور روس کی مشترکہ نگرانی میں دے دی گئی اور ۱۹۴۵ء کے معاہدے کے مطابق روس کو تیس برس تک اس بندرگاہ کو استعمال کرنے اور وہاں اپنی فوج رکھنے کا اختیار مل گیا - مگر روس نے معاہدے کے اختتام سے بیس برس پہلے ہی یہ بندرگاہ چین کو واپس کر دی -

پورٹ آرتھر کی آبادی ڈیڑھ لاکھ کے لگ بھگ ہے اور اس کا بیشتر حصہ چینی آبادی پر مشتمل ہے -

**پورٹ ٹرسٹ** - (Port Trust) پورٹ ٹرسٹ لوکل سیلف گورنمنٹ کا ایک ادارہ

ہے ۔ جو بندرگاہ والے شہروں میں کارپوریشن کے علاوہ ہوتا ہے ۔ اس میں حکومت کے نامزد ارکان زیادہ ہوتے ہیں ۔

یہ ٹرسٹ بندرگاہ میں جہازوں سے متعلق ہر کام انجام دیتا ہے ۔ یعنی بندرگاہ میں ان کے لیے گھاٹ تعمیر کروانا ۔ تجارتی سہولت کے لیے کشتیوں اور جہازوں کا انتظام کرنا ۔ جہازوں سے مال اتارنا چڑھانا ۔ جہازوں کے لیے مال گودام بنانا ۔ اور اس مال کی حفاظت کرنا یہ سب امور اس کے فرائض میں شامل ہیں ۔

گوداموں کے کرایہ اور جہازی مال کے محاصل سے یہ ٹرسٹ اپنا خرچ پورا کرتا ہے ۔

پاکستان میں کراچی اور چٹاگانگ کی بندرگاہوں میں ایسے ٹرسٹ قائم ہیں ۔ اور مزید "پورٹ ٹرسٹ" قائم کرنے کی تجاویز زیر غور ہیں ۔

**پورٹ سعید ۔** (Port Said) سویز کے شمالی کنارے پر ایک بندرگاہ جس کا سنگ بنیاد ۱۸۵۹ء میں رکھا گیا تھا ۔ یہ بندرگاہ اپنی افادیت کے لحاظ سے نہایت اہم ہے اور مصری تجارت اس کے ذریعہ بڑی ترقی کر رہی ہے ۔

**پورٹوریکو ۔** (Puerto Rico) اس ملک کو ۱۹۳۲ء تک (Porto Rico) کہتے تھے ۔ اس کا رقبہ ۳۴۳۵ مربع میل اور آبادی ۱۹ لاکھ کے قریب ہے ۔ اس کا دارالحکومت "سان جوآن" ہے ۔ پورٹوریکو امریکہ کے زیر نگیں ہے آبادی کا ۷۶ فی صدی حصہ سفید فام لوگوں پر مشتمل ہے ۔ جو زیادہ تر ہسپانوی زبان بولنے والے ہیں ۱۸۹۸ء تک اس پر ہسپانیہ کا قبضہ رہا ۔ اس میں سیاسی اور نسلی اختلافات بہت زیادہ ہیں پورٹوریکو دوسرے امریکی حصص کی نسبت بہت زیادہ گنجان آباد ہے (امریکہ میں فی میل ۴۸ افراد سکونت پذیر ہیں مگر یہاں آبادی کا تناسب ۶۵۰ افراد فی میل ہے) اور چونکہ صنعت پر امریکیوں کا قبضہ ہے اور زراعت پر بڑے بڑے زمیندار مسلط ہیں ۔ اس لیے عام شہری آدمی کی زندگی کچھ ابتر سی ہو کر رہ گئی ہے ۔ پورٹوریکو کو کولمبس نے ۱۴۹۳ء میں دریافت کیا تھا ۔ ہسپانیہ نے اس پر ۱۵۱۰ء میں تسلط قائم کیا ۔ جو ۱۸۹۸ء تک رہا ۱۸۲۰ء ۔ ۱۸۲۳ء میں اس نے ہسپانوی اقتدار کے خلاف ناکام بغاوتیں کیں ۔

**پوست** (Poppy) جڑی بوٹیوں کی قسم کا ایک پودا ہے ۔ جو ایشیا، امریکہ، جنوبی افریقہ اور آسٹریلیا کے بعض علاقوں میں پیدا ہوتا ہے، اس پودے کی جنگلی قسم غلے کے کھیتوں میں پیدا ہوتی ہے ۔ جس کے پھول سرخ رنگ کے ہوتے ہیں ۔ اس جنگلی پودے کا تخم مختلف طریقوں سے باغوں میں کاشت کیا جاتا ہے جس سے اچھی نسل کے پودے پیدا ہوتے ہیں ۔ اس کے پھول بڑے بڑے اور چمکیلے ہوتے ہیں ۔ لیکن جلد مرجھا جاتے ہیں ۔

اس پودے کی کم و بیش ۱۰۰ قسمیں ہیں ۔ جن میں سے مشہور قسم وہ ہے جس سے افیون حاصل کی جاتی ہے اس پودے کے پھول اور پتے سفید رنگ کے ہوتے ہیں ۔

اس پودے کی متعدد قسمیں انگلستان میں بھی پیدا ہوتی ہیں ۔

**پوسٹل آرڈر ۔** (Postal Order) کسی ڈاک خانے کو یہ فرمائش کہ فلاں شخص کو رقم مندرجہ ادا کر دی جائے ۔ ایسا آرڈر کسی بھی ڈاک خانہ سے خریدا جا سکتا ہے ۔ اور کسی بھی ڈاک خانہ سے بھنایا جا سکتا ہے ۔ مثلاً اگر آپ اپنے بھائی کے پاس مبلغ دس روپے بھیجنا چاہتے ہیں تو آپ کسی بھی ڈاک خانہ سے دس روپیہ کا پوسٹل آرڈر خرید لیجئے ۔ گو اس میں آپ کے کچھ پیسے زائد لگ جائیں گے جسے ڈاکخانہ کی خدمات کا صلہ کہا جا سکتا ہے ۔ یہ آرڈر بھیجنے

سے پہلے آپ کو اس میں اپنے بھائی کا نام لکھ دینا چاہیئے اور اگر ممکن ہو تو اس ڈاک خانے کا پتہ بھی لکھ دیجیئے جہاں سے آپ کے بھائی کو روپیہ لینے کی ضرورت ہے۔ جب پوسٹل آرڈر ان کے پاس پہنچے گا تو وہ ڈاک خانے میں جا کر روپیہ وصول کر لیں گے۔ اور اس کی رسید دیدیں گے چونکہ ملک میں جگہ جگہ ڈاک خانے موجود ہیں لہذا روپیہ بھیجنے کا یہ طریقہ بہت سہل اور سریع العمل ہے۔

**پوشیدہ امراض زنانہ** :- طبقۂ نسواں کی بعض بیماریاں ایسی ہیں جو داخلی اور پوشیدہ ہوتی ہیں مثلاً رحم کی بیماریاں اور پیٹ کی بیماریاں اور مخصوص اعضاء کی بیماریاں۔ اور بانجھ پن وغیرہ وغیرہ۔ پوشیدہ امراض زنانہ کا بھید بیشتر لیڈی ڈاکٹروں کو معلوم ہوتا ہے اور اس قسم کے امراض کا وہی علاج کرتی ہیں۔

زنانہ بیماریوں میں ہسٹیریا (Hysteria) (اختناق الرحم) وغیرہ شامل ہیں۔ ہسٹیریا کی مریضہ عموماً انتہائی خود غرض، خود پسند، فریب کار، اور خام عقل ہوتی ہے۔

پردہ دار گھرانوں میں جواں عمر مستورات بالعموم پوشیدہ امراض میں مبتلا ہوتی ہیں۔ اور شرم و حیاء کے مارے وہ اپنی تکلیف کو آشکار نہیں کرتیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ امراض اندر ہی اندر ترقی کرتے جاتے ہیں۔ گھر کی معمر اور مدبر خواتین کی توجہ ان امراض کی طرف منعطف ہونا چاہیئے کہ افراد خانہ صحت و عافیت کی زندگی بسر کریں، اور پوشیدہ امراض کا شکار نہ ہوں۔

**پوشیدہ امراض مردانہ** مردوں میں اکثر امراض خارجی ہوتے ہیں اور بعض بیماریاں داخلی یا پوشیدہ ہوتی ہیں مثلاً جلق، آتشک، سوزاک، نامردی وغیرہ وغیرہ۔ پوشیدہ امراض مردانہ کے ماہر معالج ہوتے ہیں۔ طبقۂ نسواں کے مقابلے میں مردوں کا طبقہ، مرد معالجوں سے کھلم کھلا اور بے حجابانہ استفادہ کر سکتا ہے اور اپنی بیماریوں اور امراض کو آزادی سے ڈاکٹروں اور طبیبوں کے سامنے پیش کر سکتا ہے۔

بسا اوقات پوشیدہ امراض مردانہ، جوان آدمیوں کی بے احتیاطی اور بد پرہیزی کی بدولت رونما ہوتے ہیں۔ ایسے حالات میں اکابر خانہ کا فرض ہوتا ہے کہ وہ جوان افراد کے ماحول اور ان کی نقل و حرکت کا خاص خیال رکھیں اور انہیں غیر معتدل اور غیر ذمہ دارانہ طریق زندگی سے مامون و محفوظ رکھیں۔

**پولٹ بیورو** - Polit Buro

پولیٹیکل بیورو (Political Bureau) کا مخفف۔ اس سے وہ مرکزی ادارہ مراد ہے جس کی زیر ہدایت تمام اشتمالی جماعتیں سرگرم عمل ہیں۔ سوویٹ یونین کی اشتمالی جماعت کا سیاسی دفتر Political Bureau ۱۹۴۰ء میں حسب ذیل گیارہ ارکین پر مشتمل تھا۔ سٹالین، ملاتوؤ، کاگانووچ، بلغانین، خروشیوف، کویان، بیریا، شورنیک، وارشلوف، مالنکوف اور اندریو کئی معتمد و معتبر حضرات کا خیال ہے کہ روس کی عنان حکومت دراصل "سیاسی دفتر" (پالٹ بیورو) کے ہاتھ میں ہے۔ روس کی طرح ہر ملک کی اشتمالی پارٹی کا ایک "سیاسی دفتر" بھی ہوتا ہے۔

**پولش کاریڈار** (Polish Corridor)

۱۲۰ سال کی مسلسل جد وجہد کے بعد پولینڈ کو بالآخر پہلی جنگ عظیم کے خاتمہ پر آزادی حاصل ہوئی۔ اس کے علاوہ اسے جرمن علاقہ میں سے ایک تنگ راستہ بھی دیا گیا تاکہ بحیرہ بالٹک سے براہ راست تعلق پیدا ہو سکے پولستان نے اس راستے کے اختتام پر بحیرہ بالٹک کے ساحل پر ایک بندرگاہ گڈنیا Gydnia بھی تعمیر کی۔ جس سے پولستان کو ممالک غیر سے تجارتی تعلقات استوار کرنے میں آسانی حاصل ہو گئی۔ واضح رہے پہلی جنگ عظیم کے بعد ڈنزگ کی بندرگاہ کھلی (Open) بندرگاہ قرار

دی جا چکی تھی۔ اور اس میں دوسری اقوام کی طرح پولستانی جہاز بھی تجارتی اور آمد و رفت کی سہولتوں کے حق دار تھے۔ ہٹلر نے ۱۹۳۹ء میں پولستان پر حملہ آور ہو کر "پولستانی راستے" پر قبضہ کر لیا۔ اور اس طرح پولستان کو بحیرۂ بالٹک سے بزور علیحدہ کر دیا گیا۔

**پولو** Polo (چوگان)۔ اس کھیل کو گھوڑوں پر ہاکی کھیلنے سے تعبیر کیا جائے تو کچھ بے جا نہ ہوگا۔ کھلے میدان میں چار چار سوار دونوں طرف ہو جاتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں لمبی لمبی بلیاں ہوتی ہیں۔ جن سے وہ ایک لکڑی کی سفید گیند کو ضرب لگاتے ہیں۔ گیند کا قطر ۳" ہوتا ہے۔ پولو کے گھوڑے خاص طور پر اس کھیل کے لیے تیار کیے جاتے ہیں۔ کھلاڑی نمبر ۲ کا مقام نہایت خطرناک ہوتا ہے۔ اس لیے کہ اس کو پیچھے رہ کر مدافعت بھی کرنی ہوتی ہے۔ اور گول کیپر کے فرائض بھی انجام دینا پڑتے ہیں۔ گھوڑے ۱۴ بالشت اور ۲ انچ اونچے ہوتے ہیں۔ پولو کا کھیل قدیم زمانے میں وسط ایشیا میں کھیلا جاتا تھا اور اس کو چوگان کہتے تھے۔ وہاں سے یہ ہندوستان اور چین وغیرہ گیا۔ انگلستان میں ۱۸۶۱ء میں اس کا آغاز ہوا۔

**پولیس** Police ۔ حکومت کا انتظامی محکمہ جو ملک میں امن عامہ اور حفاظت کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ محکمہ ہر ملک میں پایا جاتا ہے۔ اور اس کے بغیر امن عامہ اور جرائم کا انسداد نہیں ہو سکتا۔ جتنی زیادہ ملک کی حکومت خود اختیاری ہو گی اتنی ہی پولیس کم مداخلت کرے گی۔ پاکستان میں دو قسم کی پولیس فورس کام کرتی ہے۔ ایک مرکزی پولیس جو مرکزی حکومت کے تحت ہے اور دوسری صوبائی جو مقامی حکومت کے زیر حکم ہوتی ہے۔ مرکزی حکومت کی پولیس بین الاقوامی اور غیر ملکی لوگوں کی نقل و حرکت کی نگرانی کرتی ہے۔ اور پولیٹیکل جرائم اور رشوت ستانی کا بھی انسداد کرتی ہے۔ صوبائی حکومت امن عامہ کی بالخصوص ذمہ دار ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ جرائم کی روک تھام اور ان کے ارتکاب پر ان کی تفتیش بھی اس کے ذمہ ہوتی ہے۔ فرائض کے لحاظ سے اس کے کئی شعبے ہوتے ہیں محکمہ تفتیش، محکمہ انسداد رشوت ستانی، مسلح پولیس، اشک آور گیس پھینکنے والی پولیس، جیل پولیس، بارڈر پولیس جو مرکزی نوعیت کی حامل ہے۔ عام پولیس، خفیہ پولیس، ریلوے پولیس، کسٹم پولیس، بحری پولیس اور ملٹری پولیس یہ سب شعبے اپنے اپنے مخصوص کام کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے مکمل تعاون کرتے ہیں پولیس کا موجودہ نظام شہنشاہ اورنگ زیب کا ایجاد کردہ ہے۔ اور پولیس کی تمام تحریری اصطلاحات مثلاً "نمنی، چلکہ، ضمانت وغیرہ سب اسی وقت سے چلی آتی ہیں لیکن اب لوگ ان پرانے ناموں سے غیر مانوس ہوتے جاتے ہیں۔ اور انگریزی لفظ سیکھتے اور استعمال کرتے جاتے ہیں۔

**پولینڈ** (Poland)۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد اس کی سرحدات کے بارے میں بین الاقوامی مفاہمت نہیں ہو سکی۔ لہٰذا اس کا صحیح رقبہ یا آبادی معلوم نہیں ہے۔ دوسری جنگ عظیم سے قبل اس کا رقبہ ۱۵۰۰۰۰ مربع میل تھا۔ دسویں صدی میں پولستان کو پہلی بار اندرونی اتحاد و یگانگت نصیب ہوا۔ اس زمانہ میں یہاں عیسائیت آئی ۱۷۷۲ء، ۱۷۹۳ء اور ۱۷۹۵ء میں روس پرشیا اور آسٹریا نے بالترتیب فتوحات کر کے اسے صفحۂ ہستی سے مٹا دیا پہلی جنگ عظیم کے بعد پولستان پھر معرض وجود میں آیا۔ اور پلسڈسکی کی زیر صدارت یہاں جمہوریہ کا قیام عمل میں آیا یکم ستمبر ۱۹۳۹ء کو ہٹلر نے اس پر حملہ کیا۔ ۱۹۴۴ء، ۱۹۴۵ء میں اسے روسیوں نے ہٹلر سے چھین لیا۔ اور اب وہی اس پر بالواسطہ حکومت کر رہے ہیں۔ اس کا دارالحکومت وارسا Warsaw ہے۔ ابھی تھوڑا عرصہ گزرا پولینڈ کے نئے وزیر اعظم گومولکا مقرر ہوئے تھے جو ایک بہت بڑے انقلاب پسند رہنما ہیں۔

**پولی نیشیا۔** (Polynesia) بحرالکاہل کے وسط میں چھوٹے چھوٹے جزیرے جن میں سینٹیج سوسائٹی ۔ مارکوئساز ۔ ٹونگا ۔ ساموا ۔ اور بہت سے دوسرے چھوٹے چھوٹے جزیرے شامل ہیں ۔ ان میں سے کچھ جزیرے پہلے آتش فشاں تھے ۔ باقی جزیرے مونگے کے بنے ہوئے ہیں ۔ نیوزلینڈ کی ماؤری قوم "پولینشیا" کی زبان بولتی ہے ۔

**پون (یا ہوائی چکیاں)** اس قسم کی چکیاں صرف ان جگہوں میں قائم ہو سکتی ہیں ۔ جہاں تند ہوائیں اکثر چلتی رہتی ہیں ۔ ایک آہنی مینار قائم کیا جاتا ہے اور اس کے اوپر ایک پردہ دار پہیہ لگا دیا جاتا ہے جس کے چکر پر ایک پردوں کا سلسلہ ہوتا ہے ۔ جس طرح کہ بچوں کی کاغذ کی بنی ہوئی پھمبیری پر ہوتا ہے جب ہوا ان پردوں میں داخل ہو جاتی ہے ۔ تو پہیہ کے پردوں کو دھکیلتی ہے ۔ جس سے پہیہ حرکت میں آجاتا ہے ۔ اس پہیئے کا تعلق ایک اور پہیے سے ہوتا ہے ۔ جو سطح زمین کے قریب ہوتا ہے ۔ اور جب بالائی پہیہ ہوائی قوت سے حرکت میں آتا ہے تو زیریں پہیہ بھی حرکت میں آجاتا ہے ۔ گویا بالائی پہیے کی حرکت زیریں پہیے میں منتقل ہو جاتی ہے ۔ یہ پہیہ پمپ یا چکی کے ساتھ ملحق ہوتا ہے جو حرکت میں آجاتی ہے ۔ اور پانی نکلنا شروع ہو جاتا ہے

پون چکیاں پاکستان میں صرف میانوالی شہر کے سرکاری باغوں میں ہیں اور کسی دوسری جگہ نہیں ہیں ۔ لیکن یورپ و امریکہ میں ان کا بہت رواج ہے ۔ وہاں اوپر کے پردے ۔۔۔ میں نہیں ہوتے بلکہ بجلی کے پنکھے کی طرح لمبے اور چوڑے چوڑے ہوتے ہیں ۔ ان سے بھی بجلی بڑی تیزی سے حرکت میں آجاتی ہے ۔ ملک ہالینڈ میں پمپ اور چکیاں سب پون چکیاں ہیں ۔ اور ان کی بناوٹ بھی نہایت خوب صورت ہے ۔ اگر توجہ کی جاوے تو یہ کم خرچ مشینیں بہت جگہ قائم ہو سکتی ہیں خصوصاً سندھ کے ان علاقوں میں جہاں نسیم بحری اور ہوا شب و روز چلتی رہتی ہیں ۔

**پونڈ کا وزن ۔** (Avoirdupois Weight) یہ ایک وزن کا پیمانہ ہے جو ممالک یورپ اور امریکہ میں مروج ہے ۔ اور اس کے وزن کا تناسب یہ ہے ۔

| | |
|---|---|
| سولہ ڈرام کا | ایک اونس |
| سولہ اونس کا | ایک پونڈ |
| چودہ پونڈ کا | ایک اسٹون |
| دو اسٹون کا | ایک کوارٹر |
| چار کوارٹر کا | ایک ہنڈرڈویٹ |
| بیس ہنڈرڈویٹ | ایک ٹن |

امریکہ اور کینیڈا میں اکثر اجناس کے وزن کرنے میں چھوٹے پیمانے استعمال کئے جاتے ہیں جس میں صرف دو ہزار پونڈ کا ایک ٹن ہوتا ہے ۔ پاکستان میں اس "پونڈ" کا اور اس کے متناسب عناصر کا استعمال عموماً ڈاکٹروں کی دوائیاں وزن کرنے میں ہوتا ہے ۔

**پھانسی ۔** (Gallows) ایک آلہ جس سے ملزمان کو موت کی سزا دی جاتی ہے ۔ لکڑی کے دو کھمبے کچھ فاصلے پر گاڑ دیئے جاتے ہیں ۔ جن کے اوپر کے سرے ایک شہتیر سے پیوستہ ہوتے ہیں ۔ ان دونوں کھمبوں کے درمیان ایک پختہ تہ خانہ ہوتا ہے جس پر دو تختے بطور چھت کے رکھے ہوتے ہیں ۔ یہ تختے کواڑ کی طرح گڑھے کے کناروں سے جکڑے ہوتے ہیں ۔ اور کواڑ ہی کی طرح ان کے اندرونی سرے ایک کنڈے سے بند ہوتے ہیں اور چھت قائم ہو جاتی ہے ۔ اوپر کے شہتیر کے عین وسط میں ایک کنڈا ہوتا ہے ۔ جس میں رسہ بندھا ہوتا ہے ۔ جب کسی ملزم کو پھانسی دینی ہوتی ہے تو اسے تختوں کے مقام اتصال پر کھڑا کر دیا جاتا ہے ۔ اور اس کے گلے میں مرگ کی رسا باندھ کر گرہ دے دی جاتی ہے ۔ ملزم کے ہاتھ پیچھے کی طرف باندھ دیئے جاتے ہیں اور سر آنکھوں پر ٹوپی

پڑھادی جاتی ہے۔ جب یہ کام ہو چکتا ہے تو پہلے کوارٹر کا لیور دیرم کھینچ لیا جاتا ہے۔ جس سے چھت کے کواڑ کھل کر نیچے کی طرف ڈھلک جاتے ہیں۔ اور ملزم لٹکتا رہ جاتا ہے۔ اور گردن کا منکہ ٹوٹنے سے اس کی موت واقع ہو جاتی ہے جب وہ مر چکتا ہے تو اس کو ڈھیلا کر کے لاش کو نیچے گڑھے میں اتار دیا جاتا ہے۔ جہاں ڈاکٹر اس کی موت کی تصدیق کرتا ہے۔ اور لاش وارثوں کے حوالے کر دی جاتی ہے۔ انگریزی میں اس کو "گیلوز" Gallows کہتے ہیں۔ اور یہ گلو گیر کے لفظ سے اس قدر مشابہ ہے کہ اسی کا بگاڑ معلوم ہوتا ہے

**پپھوندی۔** پپھوندی وہ سفید یا نیلے رنگ کی تہ ہے جو اپنی رطوبت کے باعث کسی نم دار شے پر جم جاتی ہے۔

حقیقتاً یہ ایک جاندار شے ہوتی ہے۔ جو بھونڈیوں، کنکھجوروں، کیچوؤں اور سونڈیوں جیسے مردار خور جانداروں کے گروہ سے تعلق رکھتی ہے۔ ان کا دل پسند مسکن نم آلودہ روئی ہے اگر روئی کو بھگو کر باہر کھلا رکھ دیں تو اس پر پپھوندی کے نہایت ہی باریک اور غیر مرئی بیج یا ذرے جم جائیں گے۔ اور ان میں سے لمبے لمبے سفید دھاگے نکل آئیں گے۔ جو شاخوں کی صورت میں پھیل کر ایک دوسرے میں الجھنے کے بعد ایک بافت سا بنا لیں گے۔ دھاگوں کا یہ لندہ پپھوندی کہلاتا ہے۔

**پھل۔** Fruit نباتات کی رو سے پھول کے تخم سے پھل پیدا ہوتا ہے۔ لیکن بہت سے پھل، پھول کے ڈنٹھل یا اس کے آس پاس کے کسی اور حصے کے پکنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ پھل کے اندر بیضیں زرخیز ہو کر بیج بن جاتے ہیں۔ پختہ ہونے پر بیج مناسب مقامات پر بو دیئے جاتے ہیں۔ تخم ریزی ہواؤں کے ذریعے بھی ہوتی ہے۔ جانور۔ پانی یا پھل کا پھٹنا بھی تخم ریزی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

کرۂ ارض پر پھل سینکڑوں ہزاروں قسم کا ہوتا ہے۔ اور پھر موسم کے لحاظ سے پھل کے مختلف انواع و اقسام اور مدارج اور مقامات ہوتے ہیں۔

غذائی اعتبار سے پھل اعلیٰ درجے کی خوبیاں اپنے اندر رکھتا ہے۔ یہی ایک ایسی غذا ہے جس سے کوئی مضرت نہیں پہنچتی۔ تازہ پھل خصوصاً ملٹے اور لیموں میں بکثرت وٹامن (حیاتین) سی موجود ہوتی ہے۔ اکثر پھل عموماً ملین ہوتے ہیں اور تمام پھلوں میں تیزاب موجود ہوتا ہے۔ جو خون کی صفائی میں مدد دیتا ہے۔

کچا پھل نہیں کھانا چاہیئے۔ اس سے بعض اوقات بدہضمی پیدا ہوتی ہے۔ اسہال شروع ہو جاتے ہیں، اور درد شکم کی تکلیف لاحق ہو جاتی ہے۔ صبح ناشتے میں تھوڑا سا پھل کھا لیا جائے تو اس کا اثر مقوی دوا سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے۔ سب سے زیادہ مقوی اور ہاضم میوے سیب، ناشپاتی تازہ کشمش، انگور، خوبانی، آڑو مالٹے اور سنگترے ہوتے ہیں۔

**پھلوں کو خشک کرنا۔** جو میوہ خشک کرنا ہو اسے نہایت احتیاط سے منتخب کرنا چاہیئے پھل کم پکا ہوا اور اچھی قسم کا ہونا چاہیئے۔ میوہ جتنی مقدار میں خشک کرنا ہو، اسے مکان کی بالائی منزل کے نہایت خشک کمرے میں رکھنا چاہیئے جس کے اندر خشک گھاس یا بھوسہ پھیلایا ہوا ہو۔ کوئی پھل ایک دوسرے سے ملا ہوا نہ رکھا جائے۔ وقتاً فوقتاً ان کا جائزہ لیتے رہنا چاہیئے

اگر کوئی دانہ گل سڑ جائے تو اسے فوراً نکال کر پھینک دینا چاہیئے، ورنہ اسٹاک خراب ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

## پھلوں کی کاشت Fruit Culture

باغ میں کوئی پھل دار درخت لگایا جائے تو اس کے گرد درخت کی ضروریات کی مناسبت سے تھالے بنائیے۔ پودے کے نزدیک سرکنڈا گاڑ دینا چاہیئے۔ تاکہ وہ آسانی سے اس کے سہارے کھڑا ہو سکے۔ پودے کو مضبوطی سے زمین میں نہ جمانے سے وہ جڑ نہیں پکڑے گا اور ضائع ہو جائے گا۔ سردیوں میں کول تار کا تیل پچکاری سے پھوار کی شکل میں درخت پر کرانا چاہیئے۔ اس سے مضرت رساں کیڑوں کے انڈے تباہ ہو جاتے ہیں۔ کلیاں چٹکنے سے پہلے چونے اور گندھک کی پھوار استعمال کرنا چاہیئے۔ اس سے پھپھوندی نہیں جمے گی۔ پت جھڑ کے بعد نکوٹین پانی میں حل کر کے پھوار دینے سے نقصان دہ پروانوں سے نجات مل جاتی ہے۔ کانٹ چھانٹ باقاعدہ طور پر احتیاط سے ہوتی رہے۔ تو درخت کی نشو و نما میں اضافہ ہوتا ہے۔ خوب سڑی ہوئی مرکب کھاد پھل دار درختوں کے لیئے مفید رہتی ہے۔ اسے ہر سال شاخوں کے نیچے تنے پر پھیلا دینا چاہیئے۔ یہ کھاد تنے میں جذب ہو کر شاخوں تک پہنچے گی۔ اور انہیں تقویت دے گی۔ جون کے مہینہ میں پھلوں کو چھدرا کر دینا چاہیئے۔ کمزور پھلوں کے غیر مفید اور بے صرف پھلوں کو نکال کر باقی پھلوں کو صحت مند بننے کا موقع دینا چاہیئے۔ عام طور پر وہ پھل جو آسمان کی طرف نکلے رہتے ہیں۔ توڑ دینے چاہئیں اور وہ جو زمین کی طرف جھکے ہوں۔ انہیں چھوڑ دینا چاہیے اول الذکر پھل اکثر پکنے سے پہلے گر جایا کرتے ہیں۔

## پھلی

Bean بیجوں کا وہ خوشہ جو پودوں کے ساتھ اگتا ہے پھلی کہلاتا ہے۔ مثلاً مٹر کی پھلی جس میں مٹر کے دانے ہوتے ہیں۔ اس قسم کے پودے دنیا میں کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ اور ان کی بڑی خوبی یہ ہے کہ ان میں گوشت جیسے حیاتین ہوتے ہیں۔ اس لیئے وہ انسان اور حیوان دونوں کے لیئے بہترین خوراک ثابت ہوتے ہیں۔

جاپان میں ایک قسم کا مٹر پھلی کی شکل میں پیدا ہوتا ہے جس کی چٹنی بہت عمدہ بنتی ہے اور اس ملک میں ایک اعلیٰ غذا سمجھی جاتی ہے۔ سیاہ اور سفید رنگ کا چنا یا نخود گھوڑوں کی بہترین خوراک ہوتا ہے۔

یورپ میں چوڑے بیجوں کی ایک پھلی زمانہ قدیم سے کاشت ہوتی چلی آئی ہے۔ جو انسان کے علاوہ حیوانات کی بھی غذا ہے۔ میکسیکو میں پھلی کو اناج سے دوسرے درجہ کی غذا سمجھا جاتا ہے۔

اور برصغیر ہند و پاکستان میں مٹر عام غذا ہے۔ جو مختلف شکلوں میں پکا کر کھایا جاتا ہے

## پھندے

پھندے۔ (Traps) جانوروں اور پرندوں کو زندہ اور سلامت پکڑنے کے لیئے پھندے استعمال کیئے جاتے ہیں۔ بعض جانور جن کی کھالیں بہت قیمتی سمجھی جاتی ہیں اور جو انسانوں کے پہننے کے کام آتی ہیں۔ پھندوں کی مدد سے پکڑے جاتے ہیں تاکہ کھال کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ ہاتھی کو پکڑنے کے لیئے کیدہ Kedah یعنی مضبوط جنگلے والی حویلی نما جگہ استعمال کی جاتی ہے۔ شیر چیتے اور اسی طرح کے درندے اور جانوروں کو زندہ پکڑنے کے لیئے جال یا گڑھے استعمال کیئے جاتے ہیں جن کو معمولی سی چھت کے ذریعے چھپا دیا جاتا ہے تاکہ جانور اس طرف آزادی سے چلا جائے۔ پرندوں کو

پکڑنے کے لئے عام طور پر ریشمی یا سوتی جال استعمال کئے جاتے ہیں۔ پھندے کے لئے "پھائی" کا لفظ بھی بسا اوقات استعمال ہوتا ہے۔

**پھنیر سانپ** ۔ یہ سانپ بہت بڑا اور زہریلا ہوتا ہے۔ اس قسم میں ہندوستانی اور پاکستانی مصری اور سیاہ پھنیر شامل ہیں۔ اس سانپ کی دو اقسام ہیں ایک راج پھنیر جو بہت بڑا ہوتا ہے۔ دوسرا چھوٹا بڑے سانپ کی خوراک سوائے سانپ کے اور کچھ نہیں لیکن چھوٹا سانپ چوہے اور چھپکلی پر گزارہ کرتا ہے۔

سانپ کی ایک اور قسم تھوکنے والا پھنیر ہے جس کی خاص صفت یہ ہے۔ کہ یہ اپنے زہر کو کئی گز کے فاصلے پر تھوک کر پہنچا دیتا ہے۔ اور اس کے زہر کا اثر بہت جلد محسوس ہونے لگتا ہے۔ پھنیر سانپ اکثر سپیروں کے پاس ٹوکریوں میں بند رہتا ہے۔ جس کو وہ جا بجا لئے پھرتے ہیں۔ اس سانپ کا نیولا سخت دشمن ہے۔ اور وہ اس کے زہر سے بالکل خائف نہیں ہوتا۔ جہاں اسے دیکھ لیتے اس کی گردن کو دانتوں میں پکڑ کر اسے مار ڈالتا ہے۔

**پھوڑا (داخلی)** Abscess پیپ یا کسی زائد مادہ کے جسم کے کسی حصہ میں جمع ہو جانے سے پھوڑا بن جاتا ہے۔ ورم، سرخی، سوزش، درد عام علامتیں ہیں۔ پھوڑے کے علاج کی دو صورتیں ہیں (۱) پلٹس باندھ کر اس کو پکایا جائے حتیٰ کہ وہ خود بخود پھوٹ جائے اور اس کا مواد خارج ہو جائے (۲) شگاف لگا کر اس کا مواد خارج کر دیا جائے۔

مواد نکل جانے کے بعد زخم بھرنے تک باقاعدہ پٹی کرانے کی ضرورت ہوتی ہے۔

اگر سوزش میں پیپ پڑ جائے تو اس کو باریک سوئی کے ذریعہ بھی نکالا جا سکتا ہے۔

**پھوڑا، خارجی** Boil (دنبل، پھنسی، پھوڑے) پھنسیاں بال کی جڑ میں مضرت رساں جراثیم کے اثر سے پیدا ہوتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں جلد پر سرخ رنگ کا ابھار پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اس کے وسط میں پیپ پڑ جاتی ہے پنسلین کا ٹیکہ لگانے سے پھنسیوں کو جلد آرام آ جاتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی پھنسیوں کے لئے ۲۰ فی صد ایپسم سالٹ (Epsom Salt) یا گلوبر سالٹ (Salt Glauber) میں گدی تر کرکے پھنسی پر رکھی جائے اوپر سے خشک پٹی باندھ دی جائے تو جلد افاقہ ہو جاتا ہے۔ پٹی کو ہر تیسرے گھنٹے تبدیل کر دینا چاہیئے۔ پھنسیوں کو گرم پانی کے چاپے سے سینکنا یا ٹکور دینا بجائے مفید ہونے کے الٹا مضر ہے۔ ایسا کرنے سے پھنسیوں کا زہریلا مادہ برابر کے بالوں کی جڑوں میں پہنچ جاتا ہے اور چھوت سے پھنسیوں کی تعداد میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

**پھول** (Flower) جمالیاتی ذوق سے قطع نظر پھول، پودے کا وہ حصہ ہے جس کا تعلق تولید نسل سے ہوتا ہے۔ اس میں نر مادہ تولید زیرگل یا زیرے کی شکل میں ہوتا ہے۔ اور بیج دانی میں مادہ کے مادۂ تولید کے خانے ہوتے ہیں۔ کچھ پودوں میں یہ دونوں حصے ایک ہی پھول میں ہوتے ہیں اور بعض پھولوں میں یہ دونوں الگ الگ ہوتے ہیں۔ مثالی پھول کے تمام حصے ترتیب سے چکر دار شکل میں پھول کی جڑ سے ملے رہتے ہیں۔ مختلف پھولوں کی بناوٹ کی مناسبت سے ان میں عمل زیرگی انجام پاتا ہے۔ پھول کی کٹوری یا مسند گل پھول کو اس زمانے میں محفوظ رکھتی ہے۔ جب وہ کلی کی صورت میں ہوتا ہے۔ کاسہ گل کیڑے مکوڑوں کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے زر ریشوں کے سروں پر زیرہ یا زرگل کے چھوٹے چھوٹے تھیلے ہوتے ہیں۔ ان کے پھٹنے سے زیرہ کے باریک باریک ذرات زر ریشوں کے کناروں پر چپکے رہتے ہیں سر کلغی پر باریک باریک رواں ہوتا

ہے اور وہ چیپ دار ہوتا ہے۔ تاکہ اس میں زیرے کے ذرات چپک سکیں۔ یہ ایک باریک نلکی کے ذریعے کیسۂ تخم سے جڑا رہتا ہے۔ تخم میں ایک یا ایک سے زیادہ بیضک پیدا ہوتے ہیں۔

مختلف قسم کے پھولوں، پنکھڑیوں، پھول کٹوری کی پتیوں، زر ریشوں اور سر بیجوں کی تعداد مختلف ہوتی ہے۔ بعض بڑے بڑے پھول متعدد پھولوں سے مل کر بنتے ہیں۔ جیسے ڈیزی یا اس قسم کے دوسرے پھول۔

## پھول (زیرگی اور بارآوری) شہد کی مکھیاں

دن کے وقت ایک پھول سے دوسرے پھول پر اڑتی نظر آتی ہیں۔ اور عام طور پر وہ صرف ایک قسم کے پودوں پر بیٹھتی ہیں۔ دراصل وہ پھولوں کا رس تلاش کرتی ہیں۔ جس سے وہ شہد تیار کرتی ہیں۔ یہ رس میٹھا اور لیس دار سیال مادہ ہے جو عموماً پنکھڑیوں کے نچلے حصوں میں جمع ہوتا ہے۔ شہد کی مکھیاں اور کیڑے رس کو حاصل کرتے وقت پھولوں کی سب سے بڑی خدمت سر انجام دیتے ہیں۔ یعنی ان کے زردانوں کو ایک پھول سے دوسرے پھول تک لے جاتے ہیں۔ شہد کی مکھیاں اور کیڑے جب رس حاصل کرنے کے لیے پھول کے اندر داخل ہوتے ہیں تو زردانے ان کی ٹانگوں، پیٹھ اور سر پر گرتے ہیں۔ اور جب وہ دوسرے پھول پر جاتے ہیں تو ان زردانوں میں سے کچھ وہاں گر پڑتے ہیں اور ان کی جگہ دوسرے پھول کے زردانے چمٹ جاتے ہیں۔ اس طرح یہ کیڑے پھولوں کی بارآوری میں معاون ہوتے ہیں۔ اور نر اور مادہ پھولوں میں اختلاط جاری رہتا ہے۔

شہد کی مکھیاں کچھ زردانے اپنی خوراک کے طور پر بھی اکٹھا کرتی ہیں۔ جن میں وہ اپنی اگلی ٹانگوں کی مدد سے باریک گولیوں کی صورت میں بنا لیتی ہیں اور پچھلی ٹانگوں میں جمع کر کے چھتے میں لے جاتی ہیں۔ اسی زر کو شہد میں ملا کر مالیدہ بناتی ہیں جو ان کے بچوں کی خوراک ہے۔ تیتریاں اور پروانے اپنی لمبی سونڈ کے ذریعے پھولوں کی لمبی نالی تک پہنچ جاتے ہیں۔ زردانے سونڈ کے بالدار سروں میں پھنس جاتے ہیں اور تیتریاں اور پروانے ان کو دوسرے پھولوں تک پہنچا آتے ہیں۔ (آم) ولایتی بنفشہ اور مٹر کے پھولوں کی پنکھڑیوں کی رگیں یا ان پر بے شمار نقطے اس غرض کے لیے ہوتے ہیں کہ ان مقامات کی طرف کیڑوں کی راہنمائی کریں جہاں پھولوں نے رس جمع کر رکھا ہوتا ہے۔ سفید رنگ کے پھول مثلاً سنگترے کے پھول ہمیشہ رات کو کھلتے ہیں اور اندھیرے میں بخوبی نظر آتے ہیں ان پر رات ہی کو کیڑے آتے ہیں۔ گندم، جو، مکی وغیرہ میں زردانے ہوا کے ذریعے منتشر ہوتے ہیں۔ بکہ وکہ پھول بھی رات ہی کو کھلتے ہیں اور بارآور ہوتے ہیں۔ ان پر رات ہی کو پروانے اُڑتے ہیں۔

## پھولوں کی دیوی۔ (Flora) اہل روم

پھولوں کی دیوی کو فلورا کہتے تھے۔ پھولوں کی یہ دیوی بہار اور شباب کی مظہر تھی چنانچہ اس کے احترام میں ۲۳۸ ق-م اور ۱۷۳ ق-م کے زمانے میں میلے منعقد ہوا کرتے تھے۔ یہ میلے ہر سال ۲۸ اپریل اور ۳ مئی کے درمیان منائے جاتے تھے۔ اسی سے ملتے جلتے میلے اب بھی موسم بہار میں یورپ کے اکثر شہروں میں منائے جاتے ہیں۔ لیکن اب یہ خالص موسمی تہوار ہیں اور ان کے ساتھ کسی قسم کی مذہبی عقیدت وابستہ نہیں۔

## پہیا۔ (Wheel) پساد جات، لکڑی یا

ربڑ کا گول چکر جس پر گاڑیوں، چھکڑوں، کاروں اور سائیکلوں وغیرہ کے چلنے کا دارومدار ہوتا ہے۔

زمانہ قدیم میں جبکہ پہیے کا وجود نہ تھا سامان لانے لے جانے کے لیے بے پہیہ گاڑیاں استعمال ہوتی تھیں جن کے نیچے جوڑے تختے پہیے کا کام دیتے تھے۔ لیکن ناہموار اور کھردری زمین پر ان کا چلنا بہت مشکل ہوتا تھا۔

کچھ عرصہ بعد لکڑیوں کو گول کاٹ کر ان کے پہیے بنائے گئے لیکن وہ بہت وزنی ہوتے تھے جس طرح آجکل کے چکڑوں کے پہیے ہیں۔

ان پہیوں کو گھسنے سے بچانے کے لئے لوہے کو گرم کر کے پہیے کے کنارے پر اس کی تہ چڑھا دی جاتی۔ آج سے اڑھائی ہزار سال بیشتر ایسے ہی پہیے استعمال ہوتے تھے۔

ریل گاڑی کی ایجاد سے پہیے کی ساخت میں بہت کچھ تبدیلی واقع ہوئی اور جب ہوا بھرنے والے پہیے ایجاد ہوئے تو پہیے کا ایک انقلابی دور شروع ہوا اور قسم قسم کے پہیے ایجاد ہونے لگے۔

ہوادار پہیہ سب قسم کے پہیوں سے زیادہ آرام دہ اور کارآمد ثابت ہوا۔ یہ پہیہ سخت سے سخت اور نرم سے نرم زمین پر کام دے سکتا ہے۔ چنانچہ موٹر کار گاڑی اور بائیسکل کی ایجاد میں ہوادار پہیے کی ایجاد کو بہت زیادہ دخل ہے۔

**پھیپھڑے۔** (Lungs) جسم میں تکونی شکل کے وہ اعضاء ہیں جن کے ذریعہ سانس لیا جاتا ہے۔ اوپر سے دونوں شاہ رگ کے سروں کے ساتھ جڑے ہیں اور ایک دوسرے سے ہٹے ہوئے ہیں۔ ان دونوں کے درمیان دل ہوتا ہے۔

پھیپھڑے خون میں سے کاربن ڈائی آکسائیڈ خارج کرتے اور آکسیجن داخل کرتے رہتے ہیں اور اس طرح خون صاف ہوتا رہتا ہے۔

دل کی ہر حرکت خون کو پھیپھڑوں کی نالیوں میں داخل کرتی ہے۔ یہ نالیاں آگے کئی باریک نالیوں میں تقسیم ہوتی ہیں۔ جن میں خون دوڑتا رہتا ہے۔ اور پھیپھڑوں میں آنے والی ہوا تک جا پہنچتا ہے۔

ہوا کی نالی سے جو ہوا پھیپھڑوں میں داخل ہوتی ہے۔ وہ سانس لینے پر چھاتی کے گھٹنے اور بڑھنے کے ساتھ پھیپھڑے کے اس سارے غلاف میں بھر جاتی ہے۔ جو باریک ریشوں کا جال سا ہوتا ہے۔ ہوا کی آکسیجن خون میں داخل ہو کر اسے صاف کر دیتی ہے۔ اور اس طرح جو گندہ خون پھیپھڑوں میں آتا ہے۔ وہ صاف ہو کر دل کی طرف واپس چلا جاتا ہے۔

تپ دق نمونیا اور نرخرے کی نالیوں کا ورم (Bronchitis) پھیپھڑے کی بیماریاں ہیں۔ پھیپھڑوں میں خدانخواستہ سوراخ پڑ جائیں۔ تو یہ مرض نازک صورت اختیار کر لیتا ہے۔

**پہیلی۔** چیستان اور بجھارت کو کہتے ہیں۔ چند الفاظ کی منظوم کہانی نما پہیلی جس میں پیچیدہ گرہ ڈال کر مفہوم اور مطلب کو چھپا دیا جاتا ہے اس مفہوم کو غور و فکر اور نکتہ رسی سے ہی سمجھا بوجھا جاتا ہے۔

مثلاً:۔ ایک جانور ایسا جس کی دم پر پیسہ۔
(جواب مور)

---

مخمل کی ڈبیہ میں دانے دانے کے بیج۔
(جواب مرچ)

---

ہری تھی من بھری تھی نو لاکھ موتی جڑی تھی
راجہ جی کے باغ میں دو شالہ اوڑھے کھڑی تھی
(جواب بھٹا مکی کا)

**پیاز۔** (Onion) پیاز ایک گٹھلی دار پودا ہے۔ جو دو برس تک فصل دیتا رہتا ہے۔ پہلے برس میں اس پودے کے ساتھ گٹھلی اگتی ہے جسے پیاز کا نام دیا جاتا ہے۔ اور جو سبزیوں وغیرہ میں ڈالنے کے علاوہ اور بھی کئی طریقوں سے کھایا جاتا ہے۔ دوسرے برس میں پودے کے ساتھ گٹھلی کے بجائے صرف بیج پیدا ہوتے ہیں۔ اور

پودے کی میعاد ختم ہو جاتی ہے۔
اس کا اصل وطن سنٹرل ایشیا (ایران وغیرہ) ہے جہاں خلیج فارس کے علاقوں میں پہلے پہل اس کی کاشت کی گئی۔ بعد ازاں اس کے بیج یورپ اور دوسرے ملکوں میں بوئے گئے۔ اور اب دنیا کے قریباً سب ملکوں میں کاشت کیا جاتا ہے۔ اس کی کم و بیش بیس قسمیں ہیں۔ نباتاتی نام (Allium Cepa) ہے۔

پیاز میں دھانس پیدا کرنے والی ایک تیز بو ہوتی ہے۔ جو ہوا میں اڑ جاتی ہے۔ گرم پانی میں ابالنے یا ہنڈیا میں ڈالنے سے اس کی بو زائل ہو جاتی ہے

## پیانو۔

(Piano) یہ لفظ (Pianoforte) کا اختصار ہے مغربی موسیقی کا مشہور ساز جسے ۱۶۹۰ء میں اطالیہ کے ایک شہر فلارنس میں کرسٹو فوری نام کے ایک شخص نے ایجاد کیا تھا۔
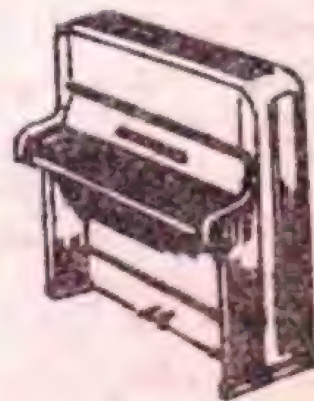
## پیپ دار جلدی سوزش۔

یہ ایک جلدی بیماری ہے جس میں چہرے سر اور ہاتھوں پر خراش دار زخم ہو جاتے ہیں۔ عام طور پر جسمانی غلاظت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ بڑا متعدی مرض ہوتا ہے۔ اور ایک دفعہ چند یا میں اثر کر جائے تو اس سے نجات حاصل کرنا بہت دشوار ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ سر بالکل منڈا دیا جائے سر پر سے گرم پانی اور صابن کے ذریعے کھرنڈ اتار دینے چاہئیں۔ بعد ازاں زخموں کی کچی سطح پر گندھک کا مرہم پھایا رکھنا چاہیے۔ جو بیس گھنٹے میں کم از کم دو دفعہ پٹی بدلنی چاہیے تاکہ کھرنڈ دوبارہ نہ بن سکیں۔

## پیپر منٹ کریم۔ (Peppermint Cream)

اجزائے ترکیبی۔ ½ پونڈ۔ آئسنگ شوگر ¼ چمچہ۔ پیپر منٹ کا عرق۔ ایک انڈے کی سفیدی "آئیسنگ شوگر" کو چھان لو تاکہ اس میں کوئی ڈلی باقی نہ رہے۔ انڈا پھینٹنے کے بعد چینی میں ملاؤ اور بعد ازاں پیپر منٹ کا عرق بھی ڈال دو۔ پھر اسے خوب چلاؤ تاکہ آٹا گاڑھا ہو جائے۔ اگر زیادہ سخت ہو جائے۔ تو نصف چمچہ پانی یا کریم ملا دو۔ ایک تختی جس پر "آئیسنگ شوگر" ڈالی گئی ہو اس پر آٹا پھیلا دو جس کی تہ نصف انچ موٹی ہو۔ انڈا دان کے ذریعے اسے گول ٹکڑوں میں کاٹ لو۔ ایک طشتری کو پیپر سے تر کر کے اس کے اندر ٹکڑے ڈال دو تاکہ وہ کچھ گھنٹے تک اس میں پڑے رہیں۔ آگ وغیرہ پر پکانے کی کوئی ضرورت نہیں ہوگی۔

## پیتان مارشل۔ (Marshall Petain)

(۱۸۵۶ء ــ ۱۹۵۱ء) فرانسیسی جرنیل جس نے دوسری جنگ عظیم کے دوران میں فرانس کے سپہ سالار کی حیثیت سے ہٹلر کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے تھے۔ لیکن مارشل پیتان کو اس شکست کے باوجود اہل فرانس بری نگاہ سے نہیں دیکھتے تھے۔ اور جب اس نے وفات پائی تو اکثر اخبارات نے اسے محب وطن ہی لکھا۔ ۱۸۷۸ء میں فوج میں بھرتی ہوا۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران میں بہت نام پایا۔ خاص طور پر وردون (Verdun) کی خون ریز لڑائی میں جس میں ہر دو اطراف سے کشتوں کے بے پناہ پشتے لگ گئے تھے۔ ۱۹۱۷ء میں فرانسیسی فوجوں کا سپہ سالار بنا۔ ۱۹۱۸ء میں جب فاش تمام اتحادی افواج کا سپہ سالار بنا تو پیتان فرانسیسی افواج کا سپہ سالار تعینات ہوا۔ بحیثیت جرنیل پیتان نے دفاعی جنگ میں نمایاں امتیاز حاصل کیا۔ دوسری عالم گیر جنگ کے خاتمہ پر فرانسیسیوں نے

مارشل پیتاں کو عمر قید کی سزا دی اور قید ہی میں عمر ختم ہوگئی۔

**پیتل** ۔ ( Brass ) ایک دھات ہے جو تانبے اور جست کے مرکب سے بنتی ہے۔ اس میں دیگر دھاتیں صرف پانچ چھ فی صدی ہوتی ہیں۔ جست کی مقدار ۲۰ سے ۴۵ فی صد ہوتی ہے۔ پیتل کا رنگ تانبے کے گہرے سرخ رنگ سے لے کر سفیدی مائل زرد رنگ کی قسم کا ہوتا ہے۔ پیتل مضبوط بھی ہوتا ہے اور لچک دار بھی۔ اسے گلا کر مختلف قسم کی چیزیں بنائی جاتی ہیں۔ جو پیتل ٹھنڈی حالت میں استعمال کیا جا سکے۔ اس میں ۲۵ فی صد جست ملا ہوتا ہے اور جسے گرم کر کے استعمال کیا جا سکے۔ اس میں ۴۰ فی صد جست ملا ہوتا ہے۔

**پیٹ (بطن، شکم)** ( Abdomen ) جانداروں کے جسم کا ایک حصہ۔ گردن سے کولھوں تک کا حصہ دھڑ کہلاتا ہے۔ پیٹ کی جھلی ڈایافرام دھڑ کے دو حصے کرتی ہے۔ اوپر کا سینہ اور نیچے کا حصہ پیٹ کہلاتا ہے۔ پیٹ میں معدہ، آنتیں، جگر، تلی، گردے، ... مثانہ شامل ہوتے ہیں۔ مادہ کا رحم بھی جسم کے اسی حصے میں ہوتا ہے۔ پیٹ کے اندر کے تمام اعضا ایک جھلی (پیری ٹونیم) سے بندھے ہوئے ہوتے ہیں۔ پیٹ کی دیواروں کے عضلات ان کو سہارا دیتے ہیں۔

**پیٹ** ۔ (Peat) پیٹ سیاہ بھورے رنگ کا ایک نباتی مادہ ہے جس میں کائی اور دلدلی پودوں کے گلے سڑے اجزا ہوتے ہیں۔ یہ مادہ پانی میں تر رہتا ہے اور اس میں ایک حد تک کوئلے کے خواص پیدا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اسے دلدلی کوئلے کے نام سے شمالی اور شمال مغربی یورپ کے بیشتر ملکوں میں ایندھن کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

پیٹ پانی کے نیچے ایک جگہ جمتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ مدتوں بعد یہ مادہ پانی کے نیچے چٹان کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اس مادے کے اندر اگر کوئی نباتی شے۔ مثلاً سبزی یا پتہ وغیرہ موجود ہو تو وہ کوئلے کی تاثیر کے باعث، عرصہ دراز تک خراب نہیں ہوتا۔

آئرلینڈ میں پیٹ کی چٹانیں کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ جنہیں توڑ کر باہر دھوپ میں پھینک دیا جاتا ہے اور خشک ہونے پر وہ ایندھن کا کام دیتا ہے۔

پیٹ آہستہ آہستہ سلگتا ہے اور بہت زیادہ سیاہ دھواں دیتا ہے۔ بجھنے پر اس کی راکھ بھی بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اگر اسے بکھری ہوئی حالت میں جلانے کی بجائے اس کی ڈلیاں جما کر پھر جلایا جائے تو زیادہ مفید ثابت ہوتا ہے۔

**پیٹر اعظم** ۔ ( Peter, the Great ) روس کا مطلق العنان بادشاہ پیٹر اول جو بعد میں پیٹر اعظم کے نام سے مشہور ہوا۔ ۱۶۷۲ء میں پیدا ہوا۔ اپنے بھائی زار فیودر ( Feodor ) کی حکومت کے بعد ۱۶۸۲ء میں تخت نشین ہوا اور ۱۶۸۹ء میں تمام امور سلطنت اپنے ہاتھ میں لے لئے۔ یورپ سے قرب حاصل کرنے اور نہ جمنے والی بندرگاہوں پر قبضہ کرنے کی غرض سے ترکی پر حملہ کیا۔ ۱۶۹۶ء میں ازوف (Azov) پر قبضہ کر لیا مگر ۱۵ سال بعد اسے چھوڑنا پڑا۔ مغربی آداب سیکھنے کی غرض سے ۱۶۹۷ء میں یورپ کا دورہ کیا اور یورپ سے واپسی پر روس کی مغربی طرز پر جدید تنظیم کا کام شروع کیا۔ فوج کو نئے ہتھیاروں سے مسلح کیا۔ نظم و نسق اور عدلیہ کی اصلاح کی۔ تعلیم کو فروغ دیا اور گرجے کو حکومت کے ماتحت کر دیا۔

پیٹر نے ایران پر حملہ کر کے بحیرہ کیسپین (Caspian Sea) پر بھی اقتدار جما لیا تھا۔ دنیا میں کسی بادشاہ نے غالباً اپنی سلطنت میں اس قدر اثر نہ چھوڑا ہوگا جتنا اس نیم مہذب اور نیم منفعت رساں مطلق العنان اور مستبد حکمران نے چھوڑا ہے۔

**پیٹروگراڈ** ۔ ( Petrograd ) پیٹروگراڈ حال موجودہ نام لینن گراڈ ہے۔ ۱۹۱۴ء سے ... سینٹ پیٹرزبرگ

روسی سلطنت کا دار الحکومت رہا۔ اس کی بنیاد مشہور روسی زار پیٹر اعظم نے رکھی تھی تاکہ بحیرہ بالٹک ( Baltic ) میں آنے جانے کا انتظام ہوسکے شروع میں اس کا نام سینٹ پیٹرز برگ تھا مگر ۱۹۱۴ء میں پیٹروگراڈ اور ۱۹۲۴ء میں لینن گراڈ کے نام سے موسوم کیا گیا ۱۹۰۵ء کے انقلاب سے لے کر ۱۹۱۷ء کے انقلاب تک پیٹروگراڈ بیشتر انہی بڑی انقلابی تحریکوں کا مرکز رہا ہے دوسری جنگ عظیم میں جب جرمنی نے روس پر حملہ کیا تو پیٹروگراڈ پر ۱۹۴۱ء سے لے کر ۱۹۴۴ء تک بمباری ہوتی رہی اور یہ شہر محصور رہا۔

پیٹروگراڈ اٹھارویں اور انیسویں صدی کی کلاسیکی ( Classical ) تعمیرات کے لئے مشہور ہے۔ پیٹروگراڈ یونیورسٹی اور سائنس اکاڈمی ( Science Academy ) جس کی بنیاد ۱۷۲۵ء میں رکھی گئی اس شہر کی خاص شہرت کا باعث ہیں۔

پیٹروگراڈ ایک اچھی بندرگاہ ہے۔ مگر سردیوں میں پانی جم جانے کی وجہ سے ناقابل استعمال ہے جہاز سازی، پارچہ بافی، مشین سازی اور تیزاب کی تیاری یہاں کی قابل ذکر صنعتیں ہیں۔

**پیٹنٹ** ۔ ( Patent ) کسی ایجاد کو بنانے فروخت کرنے کا حق۔ یہ حق گورنمنٹ کی طرف سے موجد کو دیا جاتا ہے۔ بشرطیکہ موجد اس کی درخواست کرے۔ کسی چیز کو پیٹنٹ کرانے کے بعد اس کا پورا فائدہ موجد ہی اٹھا سکتا ہے۔ کسی پیٹنٹ چیز یا مصنوعات میں مداخلت یا جعلسازی یا نقالی کرنا ناجائز اور قابل مواخذہ ہوتی ہے

**پیچش** ۔ ( Dysentery ) بار بار درد کے ساتھ اجابت ہونے کی بیماری۔ اجابت کے ساتھ خون یا آنو یا دونوں ہی شامل ہوتے ہیں۔ بڑی تکلیف دہ بیماری ہے۔ غذا کی بے احتیاطی سے ہو جاتی ہے۔ یونانی علاج میں اسبغول یا اس کا چھلکا اور بہی دانہ کا لعاب استعمال کیا جاتا ہے۔

پیچش کی دو قسمیں ہوتی ہیں جراثیمی ( Bacillary ) اور ہندبیہ ( Amoebi ) خورد بین سے پاخانے کا معائنہ کرنے کے بعد قسم کی تشخیص ہو جاتی ہے آخر الذکر قسم کی پیچش میں ایمیٹین ( Emetine ) نامی دوا دی جاتی ہے جو جنوبی امریکہ میں پیدا ہونے والے



ایک درخت کی جڑ سے حاصل کی جاتی ہے۔ جراثیمی پیچش کا علاج سلفا گواناڈین ( Sulphaguanadine ) سے کیا جاتا ہے یا گندھک کی کوئی اور دوا استعمال کی جاتی ہے۔

**پیداوار** ۔ ( Production ) اقتصادیات اور معاشیات میں اس لفظ سے ایسا سامان تیار کرنا اور ایسی خدمات پیش کرنا مفہوم ہوتا ہے جس کی لوگوں کو ضرورت ہو۔ اگر کوئی کسان مویشی پال کر دودھ یا گوشت غلہ یا اون پیدا کرتا ہے تو وہ پیدا کنندہ ( Producer ) کہلائے گا۔ اسی طرح اگر کوئی کارخانہ دار۔ لوٹے۔ پتیلے پیتل یا چاندی کی پیالیاں بناتا ہے تو وہ بھی پیدا کنندہ ہے اگر نقل و حمل کی کوئی کمپنی اینٹوں کو لاد کر ایسی جگہ پہنچاتی ہے جہاں ان کی ضرورت ہو تو وہ بھی پروڈیوسر ہے کوئی شخص کان سے کوئلہ برآمد کر رہا ہے اور وہ اس کوئلہ کو ایسی جگہ سے جہاں اس کی ضرورت نہیں تھی ایسی جگہ پہنچا رہا ہے جہاں وہ درکار ہے تو وہ بھی پروڈیوسر ہے۔ ڈاکٹر اپنی خدمات کی وجہ سے، پولیس کا جوان لوگوں کو حفاظت مہیا کرکے، تھیٹر کا مسخرہ تماشائیوں کو ہنسا کر، معلم تعلیم دے کر خدمت بجا لاتے ہیں اور وہ سب پروڈیوسر ہیں کیونکہ جنس اور خدمات اقتصادیات میں لازم و ملزوم ہیں۔

**پیداوار کی اکائیاں** ۔ ( Units of Production ) اس قسم کی اکائیاں مختلف ہوسکتی ہیں مثلاً کاروبار کی نوعیت کا بھی ہوسکتا ہے اور شرکت میں بھی کیا جا سکتا ہے لمیٹڈ کمپنی بنا کر بھی کیا جاتا ہے اور بڑی بڑی فرموں یا کمپنیوں کے ذریعہ سے بھی کیا جاتا ہے پیدا کرنے کی جگہ بھی مختلف ہوسکتی ہے۔ یہ کوئی کھیت اور مکان بھی ہوسکتی ہے کارخانہ یا جہاز، ہسپتال یا کالج بھی ہوسکتی ہے کوئی بھی کام یا حرکت جس کی وجہ سے کوئی سی انسانی ضرورت پوری ہو سکے۔ پیداوار کہلائے گی اور حالات اور کوائف کے مطابق اس کی اکائیاں یا تعدادی اندازے مختلف قسم کے ہونگے۔

**پیدائش** ( ولادت ) ( Birth ) بچہ کا پیدا ہونا۔ حمل کی مدت یعنی نو ماہ کی میعاد پوری ہونے پر بچہ پیدا ہوتا ہے۔ کئی گھنٹے درد ہونے پر

رحم کا منہ اس قدر کھل جاتا ہے کہ بچہ اس میں سے باہر نکل سکے۔ بچے کے پیدا ہونے کے بعد آنول نال (Placenta) خارج ہوتی ہے جو بچہ کی ناف کے ساتھ جڑی ہوتی ہے۔ نال سے تقریباً ۲ انچ کے فاصلے پر نال میں بند باندھ کر کاٹ دیا جاتا ہے۔ اور بچے کی ناف پر پٹی باندھ دی جاتی ہے۔ انسانوں، جانوروں اور دوسری مخلوق کی مدتہائے حمل مختلف ہوتی ہیں۔ جہاں انسانوں کی مدت حمل نو ماہ ہوتی ہے۔ وہاں مویشیوں اور چوپاؤں کی عموماً دس ماہ ہوتی ہے۔

## پیدائش (کتاب) (Genesis)

بائبل کے عہد عتیق کے شروع میں جو پانچ کتب حضرت موسیٰ سے منسوب ہیں۔ ان میں سے پہلی کتاب کا نام ہے۔ بائبل کا عہد عتیق بعینہٖ وہی کتاب ہے جو یہودیوں کی تورات یا مقدس کتاب ہے۔ اس لئے پیدائش کی کتاب جو موسیٰؑ کی پہلی کتاب ہے دراصل یہودیوں کی کتب مقدسہ میں سے ایک ہے۔ جس میں دنیا کی پیدائش سے لے کر حضرت یوسفؑ کی موت تک کے حالات درج ہیں

اس کتاب کے ایک حصہ میں کائنات کے وجود میں آنے کے حالات ہیں باغ عدن یا باغ ارم کی کیفیت جس میں حضرت آدمؑ کو رکھا گیا تھا۔ حضرت آدم کا باغ ارم سے اخراج اور۔ ان کی اولاد کی بدی کے سبب سیلاب یا طوفان نوح سے ہلاک ہونا۔ یہ تمام حالات قدیم بابلی روایات سے لئے گئے ہیں۔ لیکن ابراہیمؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور یوسفؑ کی داستانیں تاریخی اور حقیقی ہیں۔ باغ عدن دراصل باغ ارم ہے جو اہل اسلام کے خیال کے مطابق ہے اس سے مراد ارم یا شام کی زمین ہے۔ جس میں عراق شامل تھا۔ یہ علاقہ دجلہ اور فرات سے سیراب ہوتا تھا یہ دنیا کا سب سے قدیم خطہ ہے جہاں زراعت شروع ہوئی اور انسان نے زراعت سے مالا مال ہو کر عیاشی شروع کر دی جس کی وجہ سے یہ لوگ کمزور پڑ گئے اور زبردستوں نے ان کو زوال پذیر کیا۔

## پیدائش اور اموات کا اندراج :۔

Registration of Births and Deaths

بچوں کی پیدائش کی اطلاع اپنے شہر کی میونسپل کمیٹی کے



دفتر میں کرانی چاہیئے اور رجسٹر پر اپنے دستخط کر دینے چاہئیں اس اطلاع کی ذمہ داری والدین پر عائد ہوتی ہے۔ اگر وہ اس معاملہ میں غفلت کریں تو ان کے مکان میں، جو کرایہ دار ہوں ان کا بھی برابر کا فرض ہے۔ دیہات میں پیدائش کی اطلاع گاؤں کے چوکیدار کے رجسٹر میں درج کرائی جاتی ہے جو پھر اسے متعلقہ تھانے میں جا کر درج کراتا ہے اور تھانے کا ریکارڈ بالآخر ضلع کے میڈیکل پریذیڈنٹ کے دفتر میں چلا جاتا ہے۔

پیدائش کی اطلاع کرنے والے کو ذیل کی معلومات بہم پہنچانی چاہئیں۔

(۱) تاریخ پیدائش (۲) بچے کا نام (۳) لڑکا ہے یا لڑکی (۴) باپ کا نام (۵) ماں کا نام (۶) باپ کا پیشہ (۷) اطلاع دہندے کا نام پیشہ اور پتہ دستخط یا انگوٹھا دیہات کی صورت میں گاؤں کے نمبردار کے دستخط یا انگوٹھا ثبت ہوتا ہے۔

اموات (Deaths) ملکی قانون کے مطابق ہر مرنے والے کی موت کی اطلاع اس کے قریبی رشتہ دار کو جو اس کے جنازے میں شریک رہا ہو۔ چند دن کے اندر اندر کرنی چاہیئے اگر یہ رشتہ دار غفلت کرے تو پھر کسی دوسرے رشتہ دار کے ذمہ یہ فرض عائد ہوتا ہے۔ یا کوئی اور شخص جو موت کے وقت حاضر ہو یہ اطلاع کرے یا پھر وہ شخص اطلاع دے جس نے میت کے کفن دفن کا انتظام کیا ہو۔ وہ شخص جس کے گھر میں موت واقع ہو جائے۔ قانونی طور پر میت کی تجہیز و تکفین کا پابند ہے۔

شہری اور دیہاتی آبادیوں کی اموات کے اندراج کا طریقہ وہی ہوتا ہے جو پیدائش کے سلسلے میں ہوتا ہے۔

## پیدل سیر (Hiking)

تفریحی مشغلہ جس میں دو تین آدمی مل کر پیدل جنگلوں اور دیہات کی سیر کرتے ہیں۔ عموماً اس سیر کے دوران، دو تین راتیں گھر سے دور کسی جنگل یا گاؤں میں گزاری جاتی ہیں۔ پاکستان میں ابھی یہ تفریحی مشغلہ نوجوانوں میں مقبول نہیں ہے بحالیکہ دوسرے ممالک کے علاقے پیدل سیر کرنے والوں کے لئے آسائشیں اور سہولتیں مہیا کرتے ہیں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔

موسم سرما میں یہ مشغلہ بہت باعث تفریح ہو سکتا ہے

مضبوط جوتے پہننا چاہئیں لیکن سیر پر جاتے وقت بالکل نیا جوتا استعمال نہ کیا جائے۔ اونی موزے، نکر، قمیص اور چپل اور مردوں کے لئے مناسب لباس رہے گا۔ سردیوں کے زمانہ میں لباس کا مناسب بندوبست ہونا چاہئے۔ سیر شروع کرنے سے کچھ پہلے روزانہ پیدل چلنے کی مشق کرنی چاہئے تاکہ پیروں کو سفر کی عادت ہو جائے۔ دوران سفر میں پیروں کو باقاعدہ دھوتے رہنا چاہئے۔ اگر آبلہ پڑ جائے تو سوئی کو ماچس کے شعلہ سے پاک و صاف کر کے اس سے آبلہ پھوڑ دو۔ آبلہ کا پانی نرمی سے دبا کر نکال دو۔ تھوڑی آیوڈین لگا دو۔ پھر روئی کا پھایا رکھ کر چپکنے والی پٹی (Sticking Plaster) لگا دو۔ ضروری سامان جھولوں میں رکھ کر کمر پر کس لینا چاہئے۔ ضلع کا نقشہ، چاقو، نوٹ بک، ٹورچ، فوری امداد کا ٹن (First Aid Tin) اور کچھ فالتو کپڑے، بسان وغیرہ ضرور ہمراہ لے جانا چاہئے۔ دوپہر کا کھانا کسی ٹین کے ڈبہ میں اچھی طرح بند کر کے رکھ لینا چاہئے۔ پاکستان میں ہر پانچ سات میل کے فاصلہ پر گاؤں ہوتے ہیں۔ مغرب کے وقت کسی نہ کسی گاؤں میں پہنچ کر کھانے کا بندوبست ہو سکتا ہے اور رات بھی آرام سے گزاری جا سکتی ہے۔

**پیراشوٹ** ۔ (Parachute) چھتری کی مانند ایک چیز جس کی مدد سے بلندی پر سے نیچے چھلانگ لگا سکتے ہیں۔ یہ چھتری یا پیراشوٹ اونی یا سوتی کپڑے سے بنائی جاتی ہے اور تمام ہوائی جہازوں میں اڑنے والوں کا لازمی جزو ہے۔ یہ چھتری تہ ہو کر ہوا باز کی پیٹھ پر بندھی رہتی ہے اور جب وہ خطرے کے وقت چھلانگ لگاتے تو ایک رسی کو کھینچنے پر خود بخود کھل جاتی ہے اور اس میں ہوا بھر جاتی ہے جو انسان کو آہستہ آہستہ زمین پر اترنے میں مدد دیتی ہے۔ اس کے استعمال کی باقاعدہ تعلیم دی جاتی ہے۔ کیونکہ اس کے کھولنے میں ذرا تساہل بھی موت کا باعث ہو جاتا ہے۔

موجودہ زمانے میں فوجوں کے دستے کے دستے ان پیراشوٹوں کے ذریعے دشمن کے عقب میں۔ یا ان جگہوں پر اتارے جا سکتے ہیں۔ جہاں زمین یا سمندر کے راستے گزر ممکن نہ ہو۔ محصورین کے لئے خوراک اور سامان بھی اس کے ذریعہ اتارا جاتا ہے اور اس طرح وہ گر کر پاش پاش نہیں ہوتا۔ اس فن نے یہاں تک ترقی کر لی ہے کہ اب چھوٹی

چھوٹی توپیں، ٹینک اور دیگر بھاری اسلحہ بھی اسی طرح گرایا جا سکتا ہے جس طرح آدمی گرائے جاتے ہیں۔ پاکستانی فوج میں بھی پیراشوٹ فوج کے دستے موجود ہیں جو نہایت مشاق ہیں۔ پیراشوٹ میں انسانوں کے لئے ریشمی کپڑا اور ریشمی رسے استعمال کئے جاتے ہیں۔ یہ انتخاب صرف مضبوطی کی خاطر ہوتا ہے۔ سوتی کپڑا اور خاکی کپڑا بھی بہت استعمال ہوتا ہے۔ پیراشوٹ کا استعمال سب سے پہلے ۱۷۸۳ء میں ہوا۔ جب ایک شخص نے اس کے ذریعہ بیلون (Baloon) سے جست لگائی۔ ۱۹۴۷ء میں ایک روسی ہوا باز نے ۸ میل کی بلندی پر سے کود کر عالمی ریکارڈ قائم کیا۔

**پیرافین** ۔ (Paraffin) پیرافین ہائیڈرو کاربن کا مرکب ہوتی ہے۔ پیٹرولیم سے صاف کر کے بنائی جاتی ہے خام اور نرم پیرافین سے ویسلین بنتی ہے۔ پیرافین چونکہ تحلیل نہیں ہوتی۔ اس لئے یہ بہت سی قسموں کے مرہم بنانے کے کام آتی ہے۔

**پیراگراف** ۔ (Paragraph) نثر (Prose) میں تقسیم کے لحاظ سے کسی مضمون کے ایک مکمل حصے کو پیراگراف کہتے ہیں۔ ایک مضمون میں موضوع کی مناسبت سے کئی پیراگراف ہوتے ہیں۔ ہر پیراگراف کی ضخامت یا طوالت، نوعیت اظہار کے مطابق مختلف ہوتی ہے۔ جب ایک مضمون لکھا جاتا ہے تو ذہن میں اس کا ایک ڈھانچہ سا بنا لیا جاتا ہے۔ موضوع کو چند عنوان اور پہلوؤں میں تقسیم کر لیا جاتا ہے اور پھر ہر پہلو اور عنوان کی وضاحت الگ الگ پیراگراف میں بیان کر دی جاتی ہے۔ اس طرح ایک نثری مضمون پیراگرافوں کی شکل میں اپنے تمام پہلوؤں کو منطقی انداز میں سمیٹتے ہوئے تکمیل کو پہنچ جاتا ہے۔ بسا اوقات نظم کے کسی بند کو بھی پیراگراف کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

**پیراگوے** ۔ (Paraguay) جنوبی امریکہ کی ایک جمہوریہ جس کا رقبہ ۱۵۰ ہزار مربع میل ہے اور آبادی

۱۱،۰۰،۰۰۰ نفوس ہے۔ اس کا دارالحکومت اسنسین (Asuncian) ہے۔ اس کی ۸۰ فیصدی آبادی ناخواندہ ہے۔ اس کا سنگِ بنیاد ۱۵۳۶ء میں ہسپانیہ نے رکھا۔ ۱۶۰۹ء سے ۱۷۶۷ء تک یہ یسوعی (Jesuit) پادریوں کے زیرِ اثر رہا جنہوں نے یہاں اصل باشندوں پر مشتمل ایک اشتمالی طرز کی عیسائی حکومت قائم کی۔ ۱۷۶۷ء میں ان پادریوں کو پیراگوئے سے نکال دیا گیا۔ ۱۸۱۱ء میں جب ہسپانیہ کے خلاف جنوبی امریکہ کے ممالک نے علمِ بغاوت بلند کیا تو پیراگوئے نے سب سے پہلے آزاد اور خود مختار ہونے کا دعویٰ کیا۔ ۱۸۶۵ء سے ۱۸۷۰ء تک اس نے ارجنٹائن، برازیل اور یوراگوئے کے حملوں کی بہادرانہ مزاحمت کی۔ ان لڑائیوں میں پیراگوئے کے ۵ لاکھ آدمی کام آئے اور اس کی مذکورہ آبادی صرف ۲۸ ہزار رہ گئی۔ ۱۹۳۵ء میں اس کی بولیویا سے لڑائی ہوئی جس میں اس نے اس کے ۲۰ ہزار مربع میل علاقہ پر قبضہ کر لیا۔

**پیرالل رولر** (Parallel Roller) ایک آلہ ہے جس کے ذریعہ کئی خطوط متوازی جب چاہیں بیک وقت کھینچے جا سکتے ہیں۔ یہ دو مستطیل شکل کے پرزوں سے بنایا جاتا ہے۔ جو یا تو آبنوس کی لکڑی کے ہوتے ہیں، یا ہاتھی دانت کے اور باہم پیتل کے دو پرزوں سے جوڑے جاتے ہیں۔

**پیرس۔** (Paris) فرانس کا دارالحکومت۔ اہلِ فرانس اسے اختصار اور الفت سے پاری کہتے ہیں۔ پیرس ادب، آرٹ، فیشن اور ثقافت کا گہوارہ ہے۔ اس کی آبادی ۰۰۲۵۳۰۴ کے قریب ہے۔ پیرس کی یونیورسٹیاں اور درسگاہیں بھی قدامت اور اہمیت کے لحاظ سے دنیا بھر میں مشہور ہیں۔

**پیری سکوپ (جنگی دوربین)** (Periscope) پیری سکوپ ایک قسم کا آلہ ہے جس کے ذریعہ خندقوں میں بیٹھ کر کسی شے کا معائنہ کیا جا سکتا ہے۔ جنگ کے وقت پر خندقوں، مورچوں اور آبدوز کشتیوں میں بیٹھ کر باہر کے حالات دیکھے جا سکتے ہیں۔ چنانچہ پہلی جنگِ عظیم میں اس آلے سے بہت کچھ کام لیا گیا۔

یہ آلہ چار یا چھ انچ قطر کی ایک نلکی ہوتی ہے جس پر ایک بیرونی خول چڑھا ہوتا ہے۔ اس میں اوپر اور نیچے انعکاسی شیشے لگے ہوتے ہیں جو ایک دوسرے کے متوازی اور نلکی کے ساتھ ۴۵ درجے کا زاویہ بناتے ہیں۔ ان شیشوں کے درمیان کئی اور شیشے ہوتے ہیں۔ نچلے حصے میں آنکھ کے ساتھ لگنے کا ایک شیشہ ہوتا ہے جب اسے آنکھ کے ساتھ لگایا جاتا ہے تو باہر کا منظر بعینہٖ اسی طرح نظر آتا ہے جس طرح کسی اونچے مینار پر بیٹھ کر نشیب کے منظر کو دیکھا جا سکتا ہے۔

آبدوز کشتیوں میں پیری سکوپ کا بیرونی سرا پانی کی سطح سے باہر نکلا ہوتا ہے جو پانی کے نیچے کشتی کے اندر بیٹھے ہوئے لوگوں کو باہر کا سارا منظر دکھاتا رہتا ہے۔

**پیر کا دن۔** (Monday) انگریزی کیلنڈر میں اتوار کے دن سے ہفتے کا آغاز ہوتا ہے۔ پیر کا دن اتوار کے بعد آتا ہے۔ اسے دوشنبہ بھی کہتے ہیں۔ ہندی میں اس کا نام سوموار اور انگریزی میں منڈے (Monday) ہے۔ مغربی پاکستان میں لاہور اور اس کے مضافات میں اسے پیر کا دن کہتے ہیں جبکہ عوام اسے سوموار کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

**پیرو (ملک)** (Peru) جنوبی امریکہ میں ایک جمہوریہ جو برازیل اور بولیویا کے درمیان بحرالکاہل کے ساحل پر واقع ہے۔ اس کے علاقہ کی ابھی تک پیمائش نہیں ہوئی لہٰذا اس کا درست رقبہ نامعلوم ہے تاہم اندازہ ہے کہ اس کا موجودہ رقبہ ۴،۸۲،۰۰۰ مربع میل اور آبادی ۶۳،۰۰،۰۰۰ نفوس پر مشتمل ہے جس کا نصف حصہ انڈین لوگوں کی آبادی کا ہے جو بالعموم اپنی مادری زبان بولتے ہیں۔ پڑھا لکھا طبقہ اور یورپین نسل کے لوگ ہسپانوی زبان بولتے ہیں جو دفتری زبان بھی ہے۔ یہاں جاپانی بھی کافی آباد ہیں۔ دارالحکومت لیما (Lima) ہے۔

بارھویں سے سولھویں صدی تک اس کے اصل باشندے انکاز (Incas) ایک بلند پایہ تہذیب کے مالک تھے اور ان کی سلطنت کافی وسیع و عریض ہوئی تھی۔ ۱۵۳۲ء میں جب یورپین گھوڑوں پر سوار ہو کر جو پیرو کے لوگوں کے لیے ناآشنا تھے اور توپ بندوق سے

لیس یہاں آئے تو وہ پیرو پر تسلط قائم کرنے میں بہ آسانی کامیاب ہو گئے۔ تین صدیوں تک اس ظالمانہ حکومت کا تختہ باقاعدہ ۱۸۲۱ء میں الٹا گیا۔ اس کے بعد پیرو جمہوریہ قرار دے دیا گیا مگر اس کی مشکلات ایک طویل عرصہ کے لئے قائم رہیں۔ سنہ ۱۸۷۹ء سے سنہ ۱۸۸۳ء میں اس کی چلی (Chile) سے جنگ ہوئی جس میں پیرو کو سخت نقصان اٹھانا پڑا۔ اس کے علاوہ ایکوے ڈار سے اس کی ایک صدی تک جنگ رہی جس کا خاتمہ جمہوریہ امریکہ کی ثالثی سے سنہ ۱۹۴۲ء میں ہوا۔ سنہ ۱۹۲۰ء میں پیرو نے جنگ کے باعث کولمبیا کو ۴۴ ہزار مربع میل اور سنہ ۱۹۲۹ء میں چلی کو ۲ ہزار مربع میل کا علاقہ دیا۔

**پیروڈی** (Parody) ایک ادبی طرز تخلیق جس میں کسی مشہور نظم یا نثر کی نقل کر کے مزاح کا رنگ پیدا کیا جائے۔

**پیری کلیز** (Pericles) ۴۹۰ ق م تا ۴۲۹ ق م۔ یونان قدیم کی قصباتی ریاست ایتھنز کا نامور سیاست دان۔ اس نے ۴۶۹ ق م میں پبلک زندگی میں حصہ لینا شروع کیا اور بعد۔ تمام یونانی ریاستوں کی ایک کنفیڈریشن بنانے کی کوشش کی مگر اسپارٹا کی مخالفت سے اس کی تجویز عمل جامہ نہ پہن سکی۔ پیری کلیز کے دور حکومت کو ایتھنز اور یونان کی تاریخ کا سنہری دور کہا جاتا ہے۔

**پیسٹری بنانا** (Pastry Making) پیسٹری ایک قسم کی مزیدار اور لذیذ مٹھائی ہے۔ پیسٹری میں یہ چیزیں ڈالی جاتی ہیں:-

(۱) میدہ جو تازہ اور خشک ہو۔

(۲) مکھن، ماجرین، چربی، چکنائی خواہ کوئی سی ہو تازہ ہونا چاہیئے کیونکہ اس میں اگر ذرا بھی بو ہوگی تو پکنے کے بعد اور بھی زیادہ محسوس ہوگی۔

(۳) خمیر اٹھانے کا سفوف (Baking Powder) اس کی وجہ سے پیسٹری میں ہلکا پن پیدا ہو جاتا ہے۔

(۴) پانی جس کی مقدار محض اتنی ہو کہ پیسٹری میں نرمی پیدا ہو سکے۔ عموماً ایک پونڈ میدہ میں ½ پینٹ (Pint) پانی ڈالا جاتا ہے زیادہ پانی ہوگا تو پیسٹری میں سختی اور چپچپا پن زیادہ ہوگا۔ پیسٹری کا خاصہ یہ ہے کہ وہ ہلکی پھلکی اور بھربھری کی طرح ہوتی ہے۔ بیکنگ پاؤڈر اور پانی کے بجائے سوڈا بائی کارب استعمال کیا جا سکتا ہے۔ پیسٹری کی خاص خاص قسمیں ہیں۔ چھوٹی پیسٹری، نرم پیسٹری، پھولی ہوئی ہلکی پیسٹری اور چکنائی یا کریم کی پیسٹری ہیں۔

چھوٹی پیسٹری بنانے کی ترکیب:- پیسٹری کے اندر کافی مقدار میں ٹھنڈی ہوا ہونی چاہیئے تب ہی وہ ہلکی پھلکی بن سکتی ہے۔ ٹھنڈی ہوا بہم پہنچانے کے لئے میدے کو دو تین مرتبہ باریک چھلنی سے چھان لیجئے۔ نمک اور بیکنگ پاؤڈر بھی چھانئے تاکہ اس میں سرد ہوا شامل ہو جائے۔ ٹھنڈی جگہ کام کیجئے۔ نال اور برتن سب ٹھنڈے رکھئے استعمال کے لئے پانی اس وقت لیجئے جب نل میں سے گرم پانی نکل چکا ہو۔ اس کے بعد میدہ، شکر وغیرہ ہر چیز مقدار کے مطابق لیجئے۔ میدہ، مکھن وغیرہ ملانے سے پہلے دوسرے لوازمات کا تیار رہنا ضروری ہے۔ تنور میں دھیمی آنچ ہو۔ سانچے کو صاف کر کے اس میں چکنائی لگا دی گئی ہو۔ قیمہ یا میوہ وغیرہ کوئی چیز بھرنی ہو تو جب تک تیار اور ٹھنڈی ہو چکی ہو۔ چربی پر میدہ چھڑک کر انگلیوں کے سرے سے دبا کر نرم کر لینا چاہیئے پیسٹری کا مسالہ گوندھتے وقت ایسا کریئے کہ اس میں سختی، چکنائی اور لوچ پیدا ہو جائے اور گوندھے کی دیواروں سے نہ چپکے وہ تختہ یا پن جس پر پیسٹری بیلی جائے اس پر پہلے سے میدہ چھڑک لینا چاہیئے تختہ پر بھی میدہ چھڑک لیجئے بناتے وقت پیسٹری کو نرمی سے ایک ہی طرف گھمانا چاہیئے۔ اور حتی الامکان ہاتھ سے کم چھونا چاہیئے۔

**پیشاب** (Urine) پیشاب جسم کا وہ تیزابی فضلہ ہے جو مائع کی شکل میں پیشاب گاہ کے راستے باہر آتا ہے۔ اس کا رنگ کسی قدر پیلا ہوتا ہے۔ پیشاب میں سوڈیم، پوٹاشیم اور میگنیشیم کے کلورائڈ فاسفیٹ اور سلفیٹ کے اجزاء۔ نمکین مادہ یوریا اور دوسرے مرکبات ہوتے ہیں۔ اور ان مرکبات کی مقدار انسان کی غذا اور اس کی صحت پر منحصر ہوتی ہے۔ چنانچہ پیشاب کے معائنہ سے انسان کی صحت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اور اسی لئے ڈاکٹر اور طبیب بسا اوقات مریض کا قارورہ دیکھتے ہیں۔ پیشاب میں شکر نہیں ہونی چاہیئے۔

لیکن اس میں یورک ایسڈ کی بھی تھوڑی سی مقدار شامل ہوتی ہے جو سرخ رنگ کا مرکب ہے جو گرم پانی میں

حل ہو جاتا ہے، اور ٹھنڈے پانی میں حل نہیں ہوتا جن لوگوں کی صحت اچھی نہ ہو ان کے پیشاب میں یورک ایسڈ کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔ اگر ان کا پیشاب کسی برتن میں رکھ دیا جائے۔ تو تھوڑی دیر کے بعد یورک ایسڈ تہ نشین ہو جاتا ہے۔ یہی یورک ایسڈ اگر جسم میں کسی جگہ جمنا شروع ہو جائے تو پتھری کی بیماری یا اعصابی دردوں کا باعث بن جاتا ہے۔

تندرست آدمی دن میں تقریباً ۵۰ اونس پیشاب کرتا ہے۔ بعض وجوہات کی بناء پر اس مقدار میں کمی بیشی بھی ہو سکتی ہے۔

سردیوں میں پیشاب اس لئے زیادہ آتا ہے کہ پسینہ خارج نہیں ہوتا۔ اس لئے جسم کے فضلات کو خارج کرنے کا کام زیادہ تر گردوں کو ہی کرنا پڑتا ہے مائع غذا مثلاً چائے، دودھ، پانی، شربت وغیرہ کا زیادہ استعمال بھی پیشاب کی مقدار میں اضافہ کرتا ہے۔

خوف، پریشانی یا رنج کی حالت میں بھی پیشاب کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔

## پیشروان ہوابازی (Pioneers of Flying)

موجودہ زمانے میں ہوائی جہاز کے کارناموں کو دیکھتے ہوئے یہ بات بڑی عجیب و غریب معلوم ہوتی ہے۔ کہ پہلا ہوائی جہاز جو ۱۹۰۳ء میں ولبر اور اوِلیور رائٹ نے بنایا اس کا عظیم کارنامہ اس وقت صرف یہ تھا کہ وہ محض ۵۹ سیکنڈ تک فضا میں رہا۔ پھر انہوں نے اس ہوائی جہاز کو مزید ترقی دی اور ۱۹۰۵ء میں انہوں نے جو مشین بنائی اس کے ذریعے وہ ایک گھنٹہ ۵ منٹ تک فضا میں پرواز کرتے رہے۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ تک ۱۰ میل کا پہلا ہوائی سفر اسی سال ایک فرانسیسی باشندہ فارمین نے ۵ منٹ میں طے کیا۔ اگلے برس بلیرٹ نے ہوائی جہاز کے ذریعہ رودبار انگلستان کو عبور کیا۔ یہ ولیم براؤن اور سرجان الکاک نے ۱۹۱۹ء میں بحر اوقیانوس کو عبور کرنے کی جرأت مندانہ مہم کا آغاز کیا۔ یہ مہم کامیاب رہی اور انہوں نے ۱۱۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے اڑان کی۔ اسی برس سر راس سمتھ اور سرکیتھ سمتھ نے آسٹریلیا کا پہلا ہوائی سفر کیا۔ ان کامیابیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگلستان اور یورپین ملکوں کے درمیان ہوائی سروس شروع ہو گئی۔ اور ۱۹۲۴ء میں "باقاعدہ" امپریل ایئرویز (Imperial Airways) کی تاسیس ہوئی۔ اور اس کی دیکھا دیکھی دوسرے ہوا باز ادارے قائم ہوئے۔

## پیش گوئی

پیش گوئی۔ آئندہ واقعات یا حالات کا بیان انسان کو چونکہ آئندہ کا علم نہیں اور وہ نظر تا رازہ جو واقع ہوا ہے اس واسطے ہر زمانہ میں وہ آئندہ واقعات جاننے اور سمجھنے کا مشتاق رہا ہے اور جو لوگ اس کو آئندہ کے بارہ میں صحیح واقعات اور حالات بتاتے رہے ہیں ان کا ہر زمانہ میں معتقد رہا ہے۔ خود قرآن پاک میں بھی آئندہ کے متعلق بہت سی باتیں بتائی گئی ہیں خصوصاً موت اور حیات بعد الممات کے بارے میں احادیث میں بھی قیامت کے قریب واقع ہونے والے واقعات کے متعلق بہت سی پیش گوئیاں موجود ہیں جن کو آثار قیامت کہتے ہیں۔ اس کے بعد اکثر بزرگوں درویشوں اور صاحب کرامت صوفیاً نے بھی مختلف پیش گوئیاں کیں جو بالکل درست ثابت ہوئیں۔ لیکن فی زمانہ بہت سے لوگ ایسے پیدا ہو گئے ہیں جنہوں نے اس کو پیشہ بنا لیا ہے۔ اسلام نے ایسے اشخاص کی پیش گوئی کو کوئی اہمیت نہیں دی ہے۔

## پیشوایان مذہب کی حکومت۔

(Theocracy) ایسا نظام حکومت ہے جس میں اقتدار کی باگ ڈور یا عنان حکومت مخصوص پیشہ ور مذہبی طبقہ کی تحویل میں ہو جو خود کو مظہر خدا سمجھے یا براہ راست خدا سے رہنمائی حاصل کرنے کا دعویٰ کرتا ہو یہ اصطلاح سب سے پہلے قدیم یہودی مورخ جوزیفس نے وضع کی اور اس سے مقصود وہ انداز حکومت تھا جو بنی اسرائیل کی زندگی میں رائج تھا۔ ان حکومتوں میں سیاسی اقتدار یا تو براہ راست ایک مخصوص مذہبی طبقہ کے ہاتھ میں ہوتا یا یہ گروہ اقتدار کے تخت پر متمکن ہونے والوں کی حفاظت اور پاسبانی کے فرائض سرانجام دیتا۔ خدا کے احکام حاصل کرنے کا طریقہ ان کے ہاں یہ تھا کہ وہ سب مل کر اپنے میں سے ایک انسان کا انتخاب کر لیتے۔ اور پھر اسے یہ حق تفویض کر دیتے کہ وہ اکیلا ان کی طرف سے خداوند تعالیٰ سے ہم کلام ہو کر اس کی منشا معلوم کر کے انہیں اس سے آگاہ کرے۔

ان احکام کی بجا آوری سوائے اس طبقہ کے سب پر لازم ہوتی۔

آغاز میں تو سارا اختیار اسی گروہ کے قبضہ میں رہا مگر وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ بادشاہ بھی اپنے آپ کو خداوند تعالیٰ کی اس نوازش کا حق دار سمجھنے لگے۔ اور اس طرح اس طبقہ میں یہ ہمت نہ رہی کہ وہ حکمران کے کسی قول و فعل پر لب کشائی کی جرأت کرے۔ البتہ فرمانروا کے مرنے کے بعد ایک مجلس منعقد کی جاتی اور اس میں اس کے اعمال کو جانچ کر یہ فیصلہ کیا جاتا کہ آیا متوفی بادشاہ جنت کا مستحق ہے یا دوزخ کا۔ ان لوگوں کا یہ فیصلہ اس کے جانشین کے لئے بہت بڑی اہمیت رکھتا۔

ہندو تہذیب و تمدن کے مطالعہ سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان کے ہاں بھی حکومت کا یہی تصور تھا۔ آغاز کار میں برہمن یا پروہت بادشاہ پر غالب تھا۔ رفتہ رفتہ یہ پوزیشن بدل گئی۔ بادشاہ کے اقتدار میں اضافہ کے ساتھ ساتھ اس میں الوہیت کے آثار پیدا ہو گئے۔ برہمن اس کا آلہ کار بن کر رہ گیا۔ منو کی تعلیمات کے مطابق بادشاہ کا جسم بالکل پاک اور بے عیب تھا۔ وہ ایسے عناصر سے مرکب سمجھا جاتا جو جنت میں تیار کئے جاتے۔ جس طرح سورج کے سامنے آنکھ نہیں کی جا سکتی اسی طرح بادشاہ کے چہرہ پہ نظر ڈالنا گناہ اور گستاخی میں شمار ہوتا تھا۔ بلکہ اس کے متعلق بشر ہونے کا گمان بھی جرم تھا۔ اب عوام کی پیشانی اس "ان داتا" کے سامنے جھکنے لگی۔ کسی کو یہ حق نہ تھا کہ وہ اس کے قول و فعل پہ معترض ہو کیونکہ زمین پر وہ خدا کا مظہر تھا۔ موجودہ زمانے میں اس طرز کی حکومت تبت اور جاپان میں قائم ہے۔

اس ضمن میں یہودی عقیدہ ہے کہ یہوواہ خود کسی ابر آلود رات میں بجلی کی چمک کے ساتھ انہیں اپنے احکام سے نوازتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی خدا کی مرضی اور منشا معلوم کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ ان کا کاہن اعظم خیمۂ عبادت میں قدس الاقداس کے اندر جاتا، جہاں تابوت ایک پردہ کے پیچھے رکھا ہوتا۔ یہ مقام الہام ربانی کا مرکز خیال کیا جاتا تھا۔ وہاں پہنچ کر اس پر یہوواہ کے احکام منکشف ہوتے۔ وہ



ان احکام سے لوگوں کو روشناس کراتا اور لوگوں پر ان کی اطاعت فرض ہوتی۔

ملنچل نے اپنی کتاب "نظریہ ریاست" میں ان احکام کے حاصل کرنے کا حسب ذیل طریقہ بیان کیا ہے۔

"قانون الٰہی ایک سونے منڈھے صندوق میں رکھا رہتا جس کی دو کروبی حفاظت کرتے اور جس کی تعظیم الہام ربانی کے مرکز کی حیثیت سے کی جاتی تھی۔ تابوت خیمہ کے اندر ایک پردہ کے پیچھے قدس الاقداس میں رہتا تھا اور کاہنوں کی طرف سے پورے اہتمام سے اس کی نگرانی ہوتی تھی۔ یہیں کاہن اعظم یہووہ کے احکام معلوم کرتا اور لوگوں کو مطلع کرتا۔ قضاۃ جو قبائل میں شریعت کی تنفیذ پر مامور تھے وہ یہ کام خدا کے نام پر سرانجام دیتے تھے، کیونکہ قانون سازی کا حق صرف خدا کے لئے مخصوص تھا، اگر کوئی معاملہ ان کے سامنے ایسا آ جاتا جس کا فیصلہ ان کے لئے مشکل ہوتا تو اس میں ان کے لئے ضروری ہوتا کہ لادیون کے ذریعہ خدا کی مرضی معلوم کریں۔"

نصاریٰ یا عیسائیوں میں بھی مذہبی حکومت کا قریب قریب یہی تصور موجود تھا۔ سینٹ پال نے مسیحیت کی بنیاد ان اخلاقی اصولوں پر رکھی تھی جو نئے عہد نامہ میں پائے جاتے ہیں۔ ان میں کوئی ایسا اشارہ موجود نہیں جس پر تمدن اور حکومت کی بنیاد قائم کی جا سکے، اس لئے نظام حکومت کے لئے اپنی مرضی اور خواہشات نفس کے مطابق قوانین وضع کرکے انہیں خدا کی جانب منسوب کر دیا۔

مذہبی حکومت کے ان مختلف نظریات میں جو چیز مشترک ہے وہ یہ ہے کہ اس میں عنان اقتدار ان افراد کے ہاتھ میں ہوتی ہے جو عام انسانوں سے بالاتر ہونے کے ساتھ ساتھ حاکمیت کے حقوق بھی رکھتے ہوں۔ یہ لوگ صرف فوق البشر ہونے کے دعویدار ہی نہیں ہوتے بلکہ اپنے آپ کو مستقل بالذات شارع اور قانون ساز بھی سمجھتے ہیں۔ ان کی حیثیت ایک مطلق العنان کی سی ہوتی ہے جس پر مخلوق کسی قسم کی کوئی تنقید نہیں کر سکتی، اس قسم کے نظام حکومت کو اسلام کے ساتھ منسوب نہیں کیا جا سکتا۔

**پیشے کا انتخاب**۔ سرمایہ داری کے اس دور میں جب کہ مزدوروں کی محنت نہایت سستے داموں

فروخت ہو رہی ہو۔ کسی نوجوان کو پیشے کے انتخاب کے متعلق مشورہ دینا کوئی آسان کام نہیں۔ تاہم اتنا ضرور کہا جا سکتا ہے کہ ابتدائی تعلیم کے ختم ہونے پر ثانوی تعلیم کے دوران ہی میں بچے کا رجحان معلوم کرنا چاہیئے۔ اگر ماں باپ لکھے پڑھے سمجھ دار ہوں تو وہ خود مشاہدے سے بچے کا طبعی میلان معلوم کر سکتے ہیں۔ ورنہ استاد یا ماہر نفسیات سے اس سلسلے میں ہدایت حاصل کی جا سکتی ہیں۔ جب لڑکے کا طبعی رجحان معلوم ہو جائے تو اس کے حسب خواہش پیشے کے لئے اسے تربیت دینی چاہیئے تاکہ وہ مستقبل میں سوسائٹی کا ایک مفید رکن بن سکے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اپنی پسند کا پیشہ اختیار کرنے کے باوجود انسان عدم گنجائش کی وجہ سے وہاں نہیں کھپ سکتا اور وہ اپنا پیشہ بدلنے پر مجبور ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر شعبہ ہائے حیات میں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو اس کام کے لئے ہرگز موزوں نہیں ہوتے۔ پاکستان میں پیشے اور مستقبل کے مشغلے کا انتخاب ایک نہایت ضروری مسئلہ ہے جس کی طرف قابل لوگ توجہ دے رہے ہیں۔

**پیغمبر یا رسول۔** (Prophet, Apostle) وہ شخص جو خدا کی طرف سے کسی قوم کی ہدایت کے لئے مبعوث ہو۔ یہ ایک روحانی فیض ہے جو مخصوص انسانوں کو عطا ہوتا ہے۔ پیغمبر کا موحد اور مسلمان ہونا ضروری ہے کیونکہ اسلام ہی صحیح مذہب ہے۔ توراۃ کے موجب پیغمبر صرف بنی اسرائیل میں پیدا ہوتا ہے۔ لیکن قرآن پاک بتاتا ہے کہ ہر قوم اور ہر ملک کے واسطے پیغمبر بھیجے گئے ہیں جو ان کو سچا راستہ دکھاتے اور گمراہی کی پاداش میں خدا کے عذاب سے ڈراتے رہے ہیں۔ مسلمانوں کو تمام پیغمبروں پر ایمان لانا ضروری ہے اور ان پر جو کتابیں اور صحائف نازل ہوئے ان کو بھی ماننا ضروری ہے۔ پیغمبروں میں اونچ نیچ یا بڑے چھوٹے کا فرق نہ کرنا چاہیئے۔ بعض پیغمبر صرف ایک قوم کی طرف مبعوث ہوئے تھے اور ان کا کام صرف اس قوم کی ہدایت تھا۔ اور بعض تمام دنیا کی طرف۔ بعض کا ذکر قرآن پاک میں تفصیل کے ساتھ ہے اور بعض کے صرف نام یا مختصر حالات دیئے ہیں۔ جب خداوند تعالیٰ نے حضرت آدم کو دنیا میں بھیجا اور شیطان



بنی آدم کے پیچھے ہو لیا تو خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ میری طرف سے تم کو ہدایت آتی رہے گی چنانچہ اسی کے مطابق وقتاً فوقتاً پیغمبر ہدایت کے واسطے آتے رہے ہیں۔ پیغمبر معصوم اور صالح ہوتے ہیں اور اعلیٰ صفات سے متصف۔ وہ لوگوں کو ڈراتے بھی ہیں اور بشارت بھی دیتے ہیں۔ ماننا نہ ماننا لوگوں کا اپنا فعل ہے۔ پیغمبروں کی صحیح تعداد میں مفسرین اور علمائے دین کا اختلاف ہے۔

**پیکانی خط۔** یہ ایک قدیم رسم الخط کا نام ہے جس کے حروف تیروں کے سروں کی مانند ہوتے ہیں۔ یہ رسم الخط قدیم اسیریا فارس اور عراق میں رائج تھا اور ہزاروں سال پرانا ہے۔ اس خط میں تحریرہ اور نوشتہ کتبے فارس و بابل سے بہت بڑی تعداد میں برآمد ہوئے ہیں۔ بلکہ کئی ایک خشتی کتب بھی دریافت ہوئی ہیں جو شاہ سارگن اول والئے بابل سے ایک صدی پہلے کی ہیں۔ یہ خط تصویری رسم الخط کے بعد وجود میں آیا۔ اور اس کی بنیاد وہی تصویری حروف تھے۔ جو مصر والوں نے ایجاد کئے۔ نمونہ پیکانی خط کا یہ ہے (بائیں سے دائیں)

خ ش ی آ ر ش آ

یہ لفظ خشیار شاہ یا خسرو شاہ، شاہ ایران ہے۔

یہ رسم الخط یقینی طور پر تصویری خط سے وجود میں آیا اور اس ارتقائی منزل میں صدیاں خرچ ہو گئیں۔ شروع شروع میں ہر عمل و خیال کی جدا جدا تصاویر بنائی جاتی تھیں۔ بعد میں خاص اصوات کے لئے تصویریں مخصوص ہو گئیں۔ جب تصویروں کے بنانے میں زیادہ وقت محسوس ہوئی تو ان کو مختصر کر دیا گیا اور اسی عمل اختصار میں تصویر کی جگہ صرف خانے یا تیر نما نشان رہ گئے۔ چنانچہ جدول ذیل سے اس کی توضیح ہو گی۔

| ا | ب | ج | د | ۲ |
|---|---|---|---|---|
| تصویری | نیم تصویری | خالص پیکانی | کیفیت | |
| صرف | نیم پیکانی | | | |
| ۱ | | | یہ نشانات ہیں پاؤں کا شرخ ... سے مختلف ہے۔ | |

۲ سر مخالف رُخ گدھا۔

۳ الٹا پرندہ جس کے پاؤں دائیں جانب ہیں۔

۴ بیل۔

۵ ستارہ۔

۶ بیل مخالف جانب بیشاں ہے۔

خانہ ب میں اصل تصویری رنگ غالب ہے خانہ ج میں وہی تصویر پیکانی یا خطی صورت اختیار کر رہی ہے۔ لیکن تصویری حالت قائم ہے خانہ د میں خالص پیکانی نشان ہے لیکن تصویر کا پتہ نہیں چلتا۔

**پیکنگ۔** ( Peking ) پیکنگ عوامی جمہوریہ چین کا دارالحکومت ہے۔ اس کی آبادی بیس لاکھ کے قریب ہے پیکنگ دو حصوں شمالی اور جنوبی میں بٹا ہوا ہے اور دونوں کے اردگرد فصیل بنی ہوئی ہے۔ شمالی حصے کو "شاہی شہر" کہتے ہیں کیونکہ ممنوعہ شہر ( Forbidden City ) اسی میں واقع ہے۔ اور شاہی محلات اور دربار خاص وعام کی عمارات بھی اسی میں ہیں جنوبی حصے میں ہیکل بہشت ( Temple of Heaven ) واقع ہے۔

پیکنگ میں یونیورسٹی بھی ہے۔ مگر تجارتی اور صنعتی اعتبار سے یہ شہر زیادہ اہم نہیں آٹھویں صدی قبل مسیح میں پیکنگ کا شہر آباد تھا۔ منگولوں نے اسے دارالحکومت کا درجہ بخشا منچو ( Manchu ) شہنشاہوں نے ۱۴۲۱ء سے ۱۹۱۱ء تک اسے اپنی رہائش گاہ بنائے رکھا ۱۹۲۸ء میں اسے جمہوریہ چین کا دارالسلطنت مقرر کیا گیا۔ اور نام پیکنگ سے تبدیل کر کے پی پنگ ( Peiping ) رکھا گیا۔ ۱۹۴۹ء میں کمیونسٹوں نے اسے عوامی جمہوریہ چین کا دارالسلطنت مقرر کیا اور پرانا نام "پیکنگ" دوبارہ رکھ دیا گیا۔

**پیلک۔** یعنی پیلے رنگ والا۔ ایک پرندے



کا نام جو گرمیوں کے موسم میں پاکستانی علاقوں میں وارد ہوتا ہے۔ سنہری چمک دار رنگ کا ہوتا ہے انگریزی میں اس کو گولڈن اوریل ( Golden Oriol ) کہتے ہیں۔ اور چونکہ اس کا رنگ پختہ آم سے ملتا ہے اس لئے بعض لوگ اس کو مینگو برڈ Mango Bird بھی کہتے ہیں۔ تاہم اس کے بازو اور سر سیاہ ہوتے ہیں دم کا سرا بھی ہوتا ہے چونچ اس کی گول اور آنکھیں لال سرخ ہوتی ہیں۔ جو غور سے دیکھنے پر نظر آتی ہیں۔ یہ گرمیوں میں آنے والا پرندہ ہے اور تمام گرمیوں میں آنے والے پرندوں کی مانند بہت شور مچاتا ہے۔ جو پرندے گرمیوں میں ہمارے ہاں وارد ہوتے ہیں وہ کرخت آواز اور ہنگامہ پرور ہوتے ہیں۔ پیلک کی آواز بلند لیکن بہت سریلی ہوتی ہے۔ نر کے پر شوخ اور چمکدار ہوتے ہیں۔ لیکن مادہ ہلکے رنگ کی ہوتی ہے اور پیٹھ سبزی مائل۔ اس رنگ کی وجہ سے وہ انڈوں پر بیٹھی ہوئی پہچانی نہیں جاتی۔

پیلک اونچے اونچے درختوں پر گھونسلے بناتے ہیں یہ گھونسلا پیالے کی شکل کا ہوتا ہے۔ اور ہمیشہ درخت کی دو شاخوں کے درمیان کے زاویے میں جھولے کی طرح لٹکا ہوا ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ بلند جگہوں پر گھونسلے بناتے ہیں مگر ان کے گھونسلے انسانوں کی پہنچ اور زد سے باہر نہیں ہوتے۔ بعض دفعہ وہ فراش کے درخت پر بھی گھونسلا بنا لیتے ہیں۔ حالانکہ فاختہ اور کوّوں کے سوا اس درخت پر کوئی جانور اپنا گھونسلا نہیں بناتا۔ مادہ پیلک مئی، جون یا جولائی میں انڈے دیتی ہے انڈے گلابی رنگ کے ہوتے ہیں اور ان پر بھوری چتیاں ہوتی ہیں۔ چھوٹی عمر میں بچوں کے پروں پر دھاریاں ہوتی ہیں۔ جس طرح مادہ کا رنگ اس کے بچاؤ کا باعث ہوتا ہے اسی طرح بچوں کی یہ دھاریں ان کو دشمنوں سے محفوظ رکھتی ہیں۔ ستمبر کے مہینے میں جنوبی گرم ممالک میں چلے جاتے ہیں۔ یہ پرندے جھنڈ کے جھنڈ بن کر آتے جاتے ہیں۔ اور اکٹھے نہیں اڑتے۔

**پیلیکن۔** ( Pelican ) لمبی اور بڑی چونچ والا آبی پرندہ ہے۔ اس کی کم و بیش نو قسمیں منطقہ معتدلہ اور منطقہ حارہ میں پائی جاتی ہیں۔ ماہی خور پرندہ ہے۔ اور چھوٹی مچھلیاں اس کی نسل تھیلی میں ہر

وقت دیکھی جا سکتی ہیں جو اس کے جسم سے معلق نظر آتی ہے۔ اس پرندے کے بارے میں ایک روایت ہے کہ اس نے اپنے چوزوں کو اپنی چھاتی کا خون پلایا اور اسی روایت کی وجہ سے ازمنہ متوسط میں عیسائی دنیا اسے متبرک خیال کرتی تھی۔ عربی میں اسے حواصل کہتے ہیں۔

**پیمانہ** ـ ( Scale ) نقشے پر کسی دو مقامات کے درمیانی فاصلہ اور زمین پر اس کے مماثل فاصلہ کی نسبت پیمانہ کہلاتی ہے۔
مثلاً زمین پر دو جگہوں کا درمیانی فاصلہ ایک میل ہو اور نقشہ پر ایک انچ دکھایا جائے تو اسے ایک انچ فی میل کا پیمانہ کہا جاتا ہے۔

**پیمانے اور اوزان** (دیکھو اوزان اور پیمانے)

**پیمائش** ـ کسی جگہ کا فاصلہ یا کسی شے کی لمبائی چوڑائی وغیرہ معلوم کرنا پیمائش کہلاتا ہے۔ ابتدائی زمانہ میں جب کہ ناپ کے آج کل جیسے پیمانے وجود میں نہیں آئے تھے لوگ اپنے جسمانی اعضاء کے تناسب سے پیمائش کیا کرتے تھے۔ مثلاً جوان آدمی کے ہاتھ کی لمبائی ایک فٹ ۴ انچ کے برابر فرض کی جاتی تھی۔ شانے سے انگلی کے آخری سرے تک ایک گز فرض کیا جاتا تھا چونکہ مختلف لوگوں کے بازوؤں کی لمبائی میں فرق ہوتا تھا۔ اس لئے انگلستان کے بادشاہ ہنری اول کے بازو کی لمبائی کا ایک مخصوص گز بنا کر اسے انگلستان کے ایوان پارلیمنٹ میں رکھ دیا گیا۔ جہاں شک وشبہ اور تنازع کی صورت میں لوگ آکر پیمائش کر لیا کرتے تھے مگر سنہ ۱۸۳۴ء میں اس عمارت کو آگ لگنے سے یہ گز تلف ہو گیا۔ اسی بادشاہ کے پاؤں کی لمبائی ایک فٹ کے برابر مان کر گز کے تین حصے کر دیے گئے۔ یعنی گز کو تین فٹوں میں تقسیم کیا گیا۔ انچ دراصل رومن لفظ انسیا ( UNCIA ) سے نکلا ہے۔ جس کے معنی ہیں بارھواں حصہ۔ چنانچہ فٹ کو بارہ حصوں یعنی ۱۲ انچوں میں تقسیم کیا گیا۔ ۱۷۶۰ گز کو ایک میل کے برابر سمجھا گیا اور ہر میل کے آٹھ حصے بنا کر ہر حصے کو فرلانگ کا نام دیا گیا۔
خط استوا اور قطب شمالی کے درمیانی فاصلہ کا کروڑواں حصہ ۳۹ انچ کے برابر ہے۔ چنانچہ اسے میٹر ( Meter ) کا نام دیا گیا ہے آج کل دوڑوں کا فاصلہ اسی پیمانہ سے ناپا جاتا ہے۔ پیمانوں کی ایجاد کے ابتدائی دور میں صرف خاص خاص جگہوں یعنی گرجا گھروں یا سرکاری عمارات میں ناپ کے پیمانے بنا کر رکھے جاتے تھے رفتہ رفتہ ہر شہر، قصبہ اور دیہات میں اسی ناپ سے دھات کے پیمانے بننے لگے۔ چنانچہ اب پیمائش کے پیمانے سرکاری طور پر متعین اور مخصوص ہیں اور ان کی جانچ پڑتال اور استعمال کی سرکاری ادارے نگرانی کرتے ہیں۔



**پینٹیگن** ـ ( Pantagon ) دنیا میں سب سے بڑی دفتری عمارت اور امریکہ کے شعبہ دفاع ( Defence Department ) کا صدر دفتر ہے۔ اس عمارت کی تعمیر کا تصور ایک امریکی جنرل بریہن سمرویل نے پیش کیا تھا اور اسی کے زیر ہدایت اس کی تعمیر شروع ہوئی۔ ابتدا میں تعمیر کے اس منصوبے کی زبردست مخالفت ہوئی۔ لیکن جنرل سمرویل اس مخالفت سے قطعاً متاثر نہ ہوا۔ اور یہ عظیم عمارت تعمیر وتکمیل کے مراحل سے گزر گئی۔
یہ عمارت ۳۴ ایکڑ پر محیط ہے اس کی ۵ منزلیں ہیں اس کے درمیان ۵ ایکڑ کا باغیچہ ہے۔ اور اس کے ساتھ جو باغات اور صحن ہیں ان کا رقبہ ۲۰۰ ایکڑ سے زائد ہے۔ اس کے مختلف حصوں کو ملانے کیلئے سڑکوں کا جو جال بچھایا گیا ہے اس کی مجموعی لمبائی ۱۷ میل ہے۔ اس عمارت میں روزانہ ۳۲ ہزار کارکن کام کرتے ہیں۔ اس میں آٹھ ہوٹل ہیں اور ایک دواخانہ۔ اس کے ٹیلیفون نظام پر ۲۰۰ آپریٹر کام کرتے ہیں اور روزانہ دو لاکھ ۸۰ ہزار پیغام ( Calls ) وصول ہوتے ہیں کاروں کو ٹھہرانے کی جگہ ۶۷ ایکڑ پر محیط ہے اور اس میں ۸½ ہزار کاریں ٹھہرانے کی گنجائش ہے جو لوگ اس عمارت کو دیکھنے آتے ہیں ان کو مختلف حصوں کی معلومات بہم پہنچانے کے لئے مفصل نقشے دیئے

# ت

**تابعین۔** محدثین اور علم حدیث کے ماہران بزرگوں کو تابعین کہتے ہیں جنہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم رسول صلعم کا شرف زیارت حاصل کیا اور ان کی زبانی حضور صلعم کے اقوال و افعال کا ذکر سنا۔ ان میں سے بعض تابعین تو وہ ہیں جو آنحضرت صلعم کے زمانے میں موجود تھے لیکن یا تو بوجہ کمسنی آپ کو نہ دیکھ سکے یا بعد اور فاصلے کی وجہ سے آپ تک نہ پہنچ سکے۔ اور بعض وہ ہیں جو آپ کے زمانہ حیات میں پیدا ہی نہ ہوئے تھے۔

تابعین سے بھی احادیث مروی ہیں مگر ان میں التزام رکھا گیا ہے کہ جس صحابی سے حدیث سنی۔ ان کا بھی حوالہ دیا جاتا ہے۔ اس قسم کی احادیث کا درجہ ان حدیثوں سے کم ہے جو صحابہ کرام سے براہ راست مروی ہیں تابعین کے بعد تبع تابعین کا نمبر آتا ہے جو گویا صحابہ کی تیسری کڑی ہے۔ آنحضرت صلعم نے صحابہؓ تابعینؒ اور تبع تابعینؒ تینوں کو اپنی امت کے بہترین افراد قرار دیا ہے۔

**تابکاری** (RADIO-ACTIVITY) تاب کار یا گرم تاب اثرات جوہری بموں کے پھٹنے سے پیدا ہوتے ہیں انسانی زندگی کے لئے نہایت ہی ضرر رساں ہیں دوسری جنگ عظیم کے دوران میں جاپان کے شہروں ہیروشیما اور ناگاساکی پر دو جوہری بم گرائے گئے تھے جن سے لاکھوں بندگان خدا لقمۂ اجل بن گئے تھے اور جو باقی بچے وہ تاب کار اثرات کی وجہ سے مستقل طور پر ایسے ذہنی و جسمانی عوارض کا شکار ہو گئے تھے کہ جنہوں نے بالآخر ان کی جان لے کر چھوڑی۔

مشہور امریکی سائنس دان ڈاکٹر پالنگ کا کہنا ہے کہ اگر جوہری بموں کے تجربات بند نہ کئے گئے تو تابکار اثرات کی وجہ سے پچاس ہزار امریکی سرطان وغیرہ جیسی مہلک بیماریوں میں مبتلا ہو کر مر جائیں گے۔ ۲۳ ہزار ایسے بچے پیدا ہوں گے جن کا دماغ بالکل ماؤف ہو گا کیونکہ ان کے والدین کے جسم میں تابکار عناصر منتقل ہو

چکے ہوں گے۔ یہ اندازہ امریکہ کے متعلق ہے۔ ظاہر ہے کہ روس میں بھی کم و بیش یہی کیفیت ہو گی۔

**تاتاری۔** لفظ تاتاری منگولوں کے ایک قبیلے تاتا منگول سے نکلا ہے جو شمال مشرقی گوبی (GOBI) واقع وسط ایشیا کے رہنے والے تھے رفتہ رفتہ یہ نام تمام منگول قبیلوں کے لئے جن میں چنگیز خاں کا قبیلہ بھی شامل ہے استعمال ہونے لگا۔ ان کا وطن جسے آج کل ترکستان کہا جاتا ہے اور اس کے نواحی علاقے جن پر تاتاریوں نے قبضہ جما لیا تھا تارتری (TARTARY) کہلاتے تھے۔

تاتاریوں کی اکثریت آج کل روس اور سائبیریا میں آباد ہے۔ ان لوگوں کو تیرھویں صدی کے منگول حملہ آوروں کی اولاد سمجھا جاتا ہے۔ روس، ایران اور افغانستان کی سرحدیں جہاں آکر ملتی ہیں وہاں تاتاریوں کی کثیر تعداد آباد ہے یہ لوگ مذہباً مسلمان ہیں۔ تاتاری خانہ بدوش قبائل کی صورت میں اپنے گلوں کو لے کر صحرا میں پھرتے تھے۔ لیکن اب وہ باقاعدہ کھیتی باڑی کرنے لگے ہیں۔

سلطان شمس الدین التمش کے زمانے میں جب کہ تاتاریوں نے چنگیز خاں کی قیادت میں سارے ایشیا میں قتل و غارت کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ جلال الدین بادشاہ کے تعاقب میں تاتاری غل افغانستان کو تباہ و برباد کرتے ہوئے پشاور تک پہنچ گئے۔ جلال الدین سلطنت خوارزم شاہ کا بادشاہ تھا جو تاتاریوں کے حملے کے وقت جان بچا کر ہندوستان کی طرف بھاگ نکلا تھا۔ جلال الدین سلطان التمش کا اشارہ پا کر کیچ مکران کے راستے ہندوستان سے باہر چلا گیا اس کے ساتھ ان مغلوں کی فوج واپس چلی گئی۔ اس وقت تک یہ لوگ مسلمان نہ ہوئے تھے۔

**تاثیر، محمد دین۔** تاثیر تخلص۔ محمد دین نام ۱۹۰۲ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ انہیں ایم۔ اے پاس کیا۔

اسلامیہ کالج لاہور میں پروفیسر بھی رہے۔ اس کے بعد ولایت سے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی ایم۔ اے او کالج امرتسر، ہری سنگھ کالج سری نگر اور اسلامیہ کالج لاہور کے پرنسپل بھی رہے۔ ۳۰ نومبر ۱۹۵۰ء کو لاہور میں وفات پائی۔

آپ اچھے شاعر اور بلند پایہ ادیب تھے۔ آپ کو شاعری کا شوق اسکول کی زندگی ہی میں تھا۔ کالج میں آکر یہ شوق دوچند ہوگیا۔ آپ کا کلام اکثر ہمارے ادبی رسائل میں چھپتا رہا۔ آپ نظم بھی لکھتے تھے اور غزل بھی اور نثر میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے۔ شعر گوئی میں بہت مشق بہم پہنچائی تھی۔ ہنگامی واقعات پر ہنگامی نظمیں بھی بہت جلد لکھ دیتے تھے۔ شعر گوئی کے علاوہ سخن فہم بھی تھے۔ انہوں نے شاعروں اور دوسرے ادیبوں کے کلام پر بے لاگ تنقیدیں لکھی ہیں۔ ان کی وفات کے تقریباً پانچ برس بعد ان کا مجموعہ کلام "آتشکدہ" شائع ہوا۔ اس کے سوا اور کوئی تصنیف نہیں۔

تاج، امتیاز علی۔ سید امتیاز علی تاج دیوبند کے رہنے والے شمس العلماء سید مولوی ممتاز علی صاحب کے صاحبزادے ہیں۔ آپ ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۰ء کو پیدا ہوئے۔ تاج صاحب موجودہ زمانے کے افسانہ و انشاء میں نمایاں درجہ رکھتے ہیں۔

آپ کی والدہ ماجدہ ایڈیٹر اخبار تہذیب النسواں نے عورتوں اور بچوں کے لئے بہت سی کتابیں لکھیں۔

تاج صاحب نے میٹرک سنٹرل ماڈل اسکول لاہور سے پاس کیا۔ اور گورنمنٹ کالج لاہور سے بی۔ اے آنرز کیا۔ کالج کے زمانے میں آپ نے کئی ایک بلند پایہ انگریزی ڈراموں کا اردو ترجمہ کر کے اسٹیج پر پیش کیا۔

۱۹۱۸ء میں ایک ادبی رسالہ "کہکشاں" جاری کر کے تین سال تک کامیابی سے چلایا۔ شیکسپیئر کے ڈرامہ (A MID-SUMMER NIGHT'S DREAM) کا ترجمہ ان سامان کا سپنا کے نام سے کیا۔ ۱۹۲۳ء میں انارکلی لکھی جو اردو ڈرامے کی تاریخ میں سنگ میل کا مرتبہ حاصل کر چکی ہے۔ آپ کا یہ ڈرامہ بہت مشہور اور پسند خاص و عام ہے۔ چچا چھکن کے نام سے اردو میں پہلی بار ایک مزاحیہ کردار پیش کیا۔ کہانیاں لکھیں اور انہیں کتابی صورت میں شائع کیا۔ رسائل اور اخبارات کے لئے بیشمار مضامین لکھے۔ "تہذیب النسواں" اور "پھول" کی ادارت کے فرائض سرانجام دیئے۔ آپ نے ریڈیو کیلئے سو سو سے زیادہ ڈرامے اور فیچر لکھے۔ ان میں پارٹ ادا کیا۔ ریڈیو پر فلمی نقاد کا کام کیا۔ پاکستان بنتے ہی اس زمانے کا مقبول ترین پروگرام "پاکستان ہمارا ہے" شروع کیا اور تقریباً ایک سو روز تک ہر روز یہ پروگرام پیش کر کے قومی خدمت سرانجام دی۔

آپ نے ایک درجن سے زیادہ فلمی ڈرامے لکھے جن میں "خاندان" "زمیندار" "دھمکی" "گمنڈنڈی" نے غیر معمولی شہرت حاصل کر لی۔ پنجولی آرٹ پکچرز نے "دھمکی" اور "گمنڈنڈی" کے علمی تکمیل خود پروڈیوس کیے۔ شاہ نور اسٹوڈیو لاہور کے لئے فلمی ڈرامہ "گلنار" لکھ کر خود ڈائریکٹ کیا۔

تاج الدین منشی زرّیں رقم۔ منشی تاج الدین زرّیں رقم لاہور میں پیدا ہوئے۔ سترہ برس کی عمر میں منشی صاحب نے اپنے ماموں سے فن خطاطی سیکھنا شروع کیا۔ ۱۹۳۴ء میں انہوں نے مرقع زرّیں کے نام سے فن خطاطی کے متعلق ایک اسلامی تحریریں جو بہت مشہور ہوئیں۔ مدت تک خوش نویس یونین کے صدر رہے۔ ایک بہت بڑے فنکار ہوتے ہوئے بھی انہیں ہمیشہ بھائیوں کی بھلائی کا بہت خیال تھا۔ اپنے عہد صدارت میں انہوں نے برصغیر پاک و ہند کا دورہ کیا اور تمام بڑے شہروں میں "خوشنویس یونین" کی شاخیں قائم کیں۔

منشی صاحب کا شمار پاکستان کے نامور قلم کاروں کی صف اول میں ہوتا تھا۔ نستعلیق کے علاوہ خط کوفی، نسخ اور خوش نویسی میں فن کا ماہر ذہین انسان تیار کرنے میں ان کو کمال حاصل تھا۔ ان کے بعض نمونے تو اپنی نظیر آپ ہیں۔ جدید طرز نگارش کے مطابق اردو [illegible] میں دلکشی اور رعنائی پیدا کرنے میں بھی ان کو کمال حاصل تھا۔ ۴۴ برس کی عمر میں دماغ کی شریان پھٹ جانے

سے راہیِ ملکِ عدم ہوگئے۔

**تاجکستان** (TADZHIK) تاجک یا تاجکستان وسطی ایشیا میں روس کی ایک چھوٹی سی جمہوریت ہے جس کی تشکیل ۱۹۲۹ء میں عمل میں آئی۔ اشتالن آباد اس کا دارالحکومت ہے۔ رقبہ ۵۵۰۴۹ مربع میل ہے اور آبادی ۱۴۸۵۰۹۱ نفوس پر مشتمل تھی۔

**تاج محل**۔ شاہجہان بادشاہ نے اپنی چہیتی بیوی ممتاز محل کی قبر پر آگرے میں ایک مقبرہ تعمیر کرایا جو دنیا کے عجائبات میں شمار ہوتا ہے۔ اس مقبرے کا نام تاج محل ہے۔ یہ عمارت اٹھارہ سال میں بن کر تیار ہوئی (۱۶۳۲ء سے ۱۶۵۰ء) اس مقبرے کی تعمیر پر ساڑھے چار کروڑ روپیہ صرف ہوا اور بیس ہزار معماروں اور مزدوروں نے اسے بنایا۔ یہ عمارت سنگ مرمر سے بنی ہے اس کی لمبائی اور چوڑائی ایک سو تیس فٹ اور بلندی دو سو فٹ ہے۔ پوری عمارت کی مرمریں دیواروں پر رنگ برنگ کے پتھروں سے نہایت خوبصورت پچی کاری کی ہوئی ہے۔ روضے کے اندر اور باہر پچی کاری کی صورت میں قرآن شریف کی آیات منقوش ہیں۔ عمارت کے چاروں کونوں پر ایک ایک مینار ہے۔ عمارت کا چبوترہ جو سطح زمین سے کئی فٹ اونچا ہے۔ سنگ سرخ سے بنا ہوا ہے۔ روضے کی پشت پر دریائے جمنا بہتا ہے اور سامنے کی طرف کرسی کے نیچے ایک حوض ہے جس میں فوارے لگے ہیں اور خلیہ طرز کا خوبصورت باغ بھی ہے اس روضے کے وسط میں ملکہ ممتاز محل اور شاہ جہان بادشاہ کی قبریں ہیں۔

**تاجور نجیب آبادی**۔ مولانا احسان اللہ خاں نام، تاجور تخلص۔ نجیب آباد ضلع بجنور (یو۔پی) میں پیدا ہوئے۔ دیوبند سے فضیلت کی سند حاصل کی اور لاہور چلے آئے۔ یہاں سے مولوی فاضل اور منشی فاضل کے امتحان پاس کئے۔ اور دیال سنگھ اسکول بعد ازاں دیال سنگھ کالج میں اردو اور فارسی کے پروفیسر مقرر ہوئے اور عمر بھر یہی خدمت انجام دیتے رہے۔

مولانا تاجور کچھ عرصے رسالہ مخزن اور ہمایوں کے ایڈیٹر بھی رہے۔ ۱۹۲۵ء میں اردو مرکز کے نام سے تصنیف و تالیف کا ایک ادارہ قائم کیا۔ پھر ادبی دنیا اور شاہکار رسالے جاری کئے۔ خضری وزارت کے زمانے میں حکومت پنجاب کے ہفت روزہ "ہمارا پنجاب" کی ادارت کرتے رہے۔ جنوری ۱۹۵۱ء میں لاہور میں وفات پائی۔

**تاؤازم**۔ چینی فلسفۂ مذہب کہتے ہیں۔ کہ اس نظام کا موجد لاؤزے تھا۔ جو چھٹی صدی مسیح میں چین میں پیدا ہوا۔ "تاؤ" کے لفظی معنی راستے کے ہیں۔ فلسفے کی اصطلاح میں کائنات کے پوشیدہ اصولوں کو کہتے ہیں۔ اس مذہب میں اعمال صالح پر کم زور دیا جاتا ہے۔ بلکہ تمام مثبت اعمال سے احتراز کرنے کی تلقین کی جاتی ہے۔ لاؤزے کے پیروؤں نے بعد میں اسے الوہی شخصیت بنا دیا۔ جو "تین پاک ہستیوں" میں سے ایک تھا۔ اس مذہب کے مقدس صحیفے کا نام "تاؤ تے چنگ" ہے۔ کہتے ہیں۔ کہ اس کا مصنف لاؤزے تھا۔

**تاہیتی**۔ بحرالکاہل میں آسٹریلیا اور امریکہ کے درمیان ایک چھوٹا سا جزیرہ۔ کپتان کک نے دو بار تاہیتی کا سفر کیا۔ تاہیتی ۱۸۴۳ء سے فرانس کے قبضے میں ہے۔ اس جزیرے کا رقبہ چھ سو مربع میل اور آبادی ۲۵ ہزار کے قریب ہے۔ آب و ہوا مرطوب ہے۔ لوگ بے حد پسماندہ اور غریب ہیں۔

فرانس کا مشہور مصور گوگاں نئے ماحول اور نئی زندگی کی تلاش میں تاہیتی گیا تھا۔ وہاں اس نے ایک مقامی عورت سے شادی کی جس کے بطن سے ایک بچہ بھی پیدا ہوا۔ گوگاں کی چند مشہور تصویریں اسی دور کی تخلیق ہیں۔ گوگاں کا انتقال بھی اسی جزیرے میں ہوا تھا۔

**تار** (WIRE) تار ہماری روزمرہ کی زندگی میں کام آنے والی چیزوں میں سے غالباً سب سے زیادہ کثیر الاستعمال چیز ہے۔ سونے اور بیٹھنے کے اسپرنگ والے پلنگ تاروں کے محتاج ہیں وقت دیکھنے کے لئے جس گھڑی کو ہر وقت استعمال کرتے ہیں اس کا سب سے ضروری پرزہ جسے اسپرنگ کہتے ہیں۔ ایک چوڑے اور طاقت ور تار کا بنا ہوا ہوتا ہے۔ تار ہی بجلی گھر سے مکان تک بجلی کا راستہ بناتے ہیں۔ ریڈیو اور گراموفون کے ذریعے جو گانے سننے میں آتے ہیں۔ ان میں بجنے والے اکثر ساز تاروں ہی سے بنے ہوتے ہیں۔ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ اگر مشین کے ذریعے تار کشی کی صنعت نے رواج نہ پایا ہوتا تو موجودہ زمانے کی اکثر حیرت انگیز ایجادات وجود میں نہ آئی ہوتیں۔

شروع شروع میں تار لوہے تانبے اور سونے وغیرہ دھاتوں کو کوٹ کر پہلے ایک پتلے تختے کی صورت دینے اور اس کے بعد اسے باریک پٹیوں کی صورت میں کاٹنے سے بنائے جاتے تھے۔ ان پٹیوں کو مزید کوٹ کر گول اور لمبا کیا جاتا تھا۔ مشین کے ذریعے تار کشی کی صنعت چودھویں صدی عیسوی کی ایجاد ہے۔ اگرچہ انیسویں صدی میں تکمیل تک پہنچی۔ خار دار تار BARBED WIRE ۱۸۷۴ء میں امریکہ میں ایجاد ہوا۔ مویشیوں کے باڑے بنانے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ گر پہلی اور دوسری جنگ ہائے عظیم میں اسے دفاعی اغراض کے لئے استعمال کیا گیا اور اس کے بنے ہوئے مورچے صرف ٹینکوں سے ہی توڑے جا سکتے تھے۔ فولاد کے تار پل اور عمارتیں بنانے میں کثرت سے استعمال ہونے لگے ہیں۔

سونا اور پلاٹینم (PLATINUM) تار کھینچنے کے لئے بہترین دھاتیں ہیں۔ پلاٹینم سے ایک انچ کے پچاس ہزارویں حصے تک کی موٹائی کے تار کھینچے جا سکتے ہیں۔

**تاراچند پروفیسر**۔ ہندوستان کے مشہور مؤرخ اور ماہر تعلیم پروفیسر ۱۸۸۸ء میں پیدا ہوئے الہ آباد اور آکسفورڈ میں تعلیم پائی۔ اور ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ۱۹۱۳-۱۹۰۰ء پائیٹ شالہ کالج الہ آباد میں پروفیسر اور ۱۹۲۴-۱۹۱۸ء تک پرنسپل تھے۔ ۱۹۲۵ء میں الہ آباد یونیورسٹی میں سیاسیات کے پروفیسر تھے۔ ۱۹۴۷ء میں وہیں وائس چانسلر ہو گئے۔ ۱۹۴۸ء تا ۱۹۵۱ء ہندوستان کی وزارت کے سیکرٹری مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۱ء میں ایران میں ہندوستانی سفیر بنائے گئے۔ تاریخ اور سیاسیات کے عالم ہیں اور اردو اور فارسی کا بہت پاکیزہ ذوق رکھتے ہیں۔ علم دوست اور متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔

تصنیفات:۔ ہندوستانی عوام کی مختصر تاریخ ہندوستانی تہذیب پر اسلام کا اثر ہندوستانی وغیرہ

**تاراسنگھ ماسٹر**۔ شرومنی اکالی دل کے صدر اور سکھوں کے مشہور رہنما ہیں۔ جنگ کی وزارت کے زمانے میں قومی کشمکش اور منافرت کسی حد تک ان سے منسوب کی جاتی ہے۔ ضلع راولپنڈی میں اسکول ماسٹری سے ابتداء کی اور رفتہ رفتہ پنجاب کی اکالی پارٹی کے سرگردہ بن گئے۔ امرتسر میں مقیم ہیں۔

بھارت میں بھی ہندو اور سکھ کشمکش میں حصہ لیتے رہے ہیں۔ اور حکومت کے زیر عتاب رہے ہیں۔ ماسٹر تارا سنگھ سکھوں کا علیحدہ صوبہ بنانے اور سکھ مت کی تہذیب کو فروغ دینے کے حامی ہیں۔ قیام پاکستان کے مخالف تھے۔ مگر ان کے سیاسی نظریئے غیر مستقل اور ناہموار ہیں۔

**تار بحری** (دیکھو بحری تار)

**تار برقی، تلغرافی** TELEGRAPHY بجلی کے ذریعہ پیغام رسانی کرنا۔ اس نظام میں برقی رو کے ذریعے ایک جگہ سے دوسری جگہ تک کوئی پیغام پہنچایا جاتا ہے۔ برقی رو کو متواتر بند اور جاری کیا جا سکتا ہے اور اسے کھولنے اور بند کرنے کے نشانات دفتروں کے ذریعے مقرر کئے جاتے ہیں۔

۱۸۳۷ء میں چارلس ویٹسٹن اور اس کے رفقائے کار نے جن میں کک کا نام قابل ذکر ہے۔ ایک سوئی کا نظام

جاری کیا۔ اس میں صرف پیغام بھیجا جا سکتا تھا۔ یعنی دونوں طرف سے پیغام دینے کے لئے تار کے دو سلسلے قائم کرنے پڑتے تھے۔ اس کے بعد دوسری سہولت کا آغاز ہوا۔ جس میں ایک ہی تار پر آنے جانے کا سلسلہ قائم ہو گیا۔ ۱۸۶۶ء میں اس مشہور آلے کی ایجاد ہوئی جو خود بخود پیغام تحریر کرتا ہے۔ ساتھ ہی علامات و اشارات کا ایک ضابطہ مقرر ہوا جس کا موجد مورس نامی ایک سائنسدان تھا۔ بحری برقی تار جس کو کیبل کہتے ہیں۔ سب سے پہلے ڈوور اور فرانس کے درمیان لگائے گئے اسی طرح مارکونی MARCONI کا بے تار کے پیغام رسانی کا برقی سلسلہ بھی پہلے پہل فرانس اور انگلستان کے درمیان قائم کیا گیا۔

## تارپیڈو اور سرنگیں (TORPEDO AND MINES)

تارپیڈو آبدوز کشتی کا حصہ ہوتا ہے۔ جو بحری اور سمندری جنگ میں استعمال ہوتا ہے۔ اسے [illegible] میں رابرٹ فلٹن نام کے امریکی انجینئر نے ایجاد کیا۔ مگر اس کی مکمل تشکیل سنہ ۱۸۶۶ء میں انگریز انجینئر رابرٹ وائٹ ہیڈ نے کی۔ مروجہ تارپیڈو سگریٹ کی شکل کا تقریباً ۲۱ انچ عرض اور بیس فٹ طول کا آلہ ہوتا ہے جس میں مرکوز ہوائی طاقت جمع ہوتی ہے اور جس کا اگلا سرا کوئی پانچ سو پونڈ وزنی کا ہوتا ہے۔ تارپیڈو ٹھوس سے ٹھوس اور سخت سے سخت اجسام کے ساتھ ٹکرا کر انہیں پاش پاش کر دیتا ہے۔ دوسری عالمگیر جنگ میں تارپیڈو چلانے کا کام جاں نثار بحری عملے کے ذمے ہوتا تھا۔

تارپیڈو کی کارگزاری کی تکمیل کے لئے سمندر میں زیر آب سرنگیں بچھائی جاتی ہیں۔ جن سے دشمن کے جہاز ٹکرا کر ٹوٹ جاتے ہیں یا ان میں پھنس کر بیکار ہو جاتے ہیں۔

## تارپین (TAURPENTINE)

ایک سیال مادہ جو چیڑ کے درخت کی چھال اور برادے سے کشید کیا جاتا ہے۔ یہ نہایت اچھا محلل ہے اور آسانی سے اجزا سے

میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے اسے روغنی رنگوں اور وارنش کو پتلا کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

## تاروں کا جھرمٹ۔ (دیکھو دبِ اکبر)

## تارہ میرا

ایک قسم کا پودا جو یورپ اور ہندوپاکستان میں ہوتا ہے۔ اس کے پتوں کو بطور سبزی کے پکا کر کھاتے ہیں اور بیجوں سے تیل نکالتے ہیں۔ یہ تیل طبی خواص کا بھی حامل ہے اور کھانے اور جلانے اور صابن سازی کے کام بھی آتا ہے۔ تیل زردی مائل سیاہ رنگ کا ہوتا ہے۔ اور سرسوں کے تیل سے ملتا جلتا ہے۔

## تاریخ

عربی زبان کا لفظ جس کا مصدر ارخ ہے۔ تاریخ کے لغوی معنی کسی واقعے یا تحریر کا وقت متعین کرنا ہے۔ اصطلاح میں تاریخ عہد ماضی کے حالات واقعات اور حادثات کے بیان کو کہتے ہیں۔ تاریخ انسانوں اور حیوانوں کی بھی ہو سکتی ہے۔ اور نباتات و جمادات کی بھی مگر عام طور پر تاریخ کا اطلاق انسانی زندگی سے متعلق واقعات ہی پر ہوتا ہے۔ فلسفہ، ادب، مصوری، سائنس، سیاسیات، معاشیات غرض جملہ علوم و فنون کے ارتقا کے احوال کو بھی تاریخ ہی سے تعبیر کرتے ہیں غرضیکہ علم تاریخ سے مراد انسانی معاشرے اور تہذیب و تمدن کے ارتقا کا تذکرہ ہے۔

انسانی معاشرے کی سب سے قدیم تاریخ تو وہ پتھر، ہڈی اور لکڑی کے ہزاروں سال پرانے ٹکڑے ہیں جن کو انسان نے سب سے پہلے آلات و اوزار کے طور پر استعمال کیا۔ مگر ہماری تاریخ دراصل فن تحریر کی ایجاد سے شروع ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے وہ تحریریں جو وادیٔ دجلہ و فرات اور مصر کے قدیم کھنڈروں اور عبادت گاہوں میں کتبوں اور دیواروں پر لکھی ہوئی ملی ہیں انسانی معاشرے کی سب سے پرانی تحریریں ہیں۔ یہ تحریریں کم و بیش پانچ چھ ہزار برس پرانی ہیں۔

ان تحریروں سے انسان کی تمدنی طرز معاشرت، رسوم و رواج، عقائد و اوہام، سیاسی اور معاشی کوائف وغیرہ پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ بعض کتبوں یا تحریروں سے حکمرانوں کے نام ان کی بادشاہت کی مدت اور ان کے دور کے اہم واقعات، جنگ و جدل لکھے ہوئے ملے ہیں۔ ان سے

ثابت ہوتا ہے۔ کہ فن تاریخ نویسی کی داغ بیل اس سے ہزاروں برس پیشتر مشرق قریب میں پڑ چکی تھی۔

**تاریخ الخلفاء** مشہور مؤرخ علامہ السیوطی کی تصنیف ہے جو نویں صدی ہجری میں لکھی گئی اور خلفائے راشدین سے لے کر خلفائے بنی عباس تک کے حالات پر مشتمل ہے۔ تاریخ الخلفاء کے تراجم متعدد زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ اس تصنیف کے بعض حصے عربی کے نصابات میں بطور درسی کتاب کے شامل ہیں۔

**تاریخ خطیب** - مشہور مؤرخ الخطیب البغدادی کی تاریخ جو عہد اسلام پر مشتمل ہے اور جس میں شاہان اسلام کے عہد بہ عہد واقعات بنہایت صحت اور درستی کے ساتھ درج ہیں۔

**تاریخ روما** DECLINE AND FALL OF THE ROMAN EMPIRE تاریخ روما جس کا انگریزی نام اوپر درج ہے ایڈورڈ گبن EDWARD GIBBON ایک مشہور انگریزی مصنف کی تصنیف ہے ایڈورڈ گبن (۱۷۳۷ء تا ۱۷۹۴ء) ۱۷۶۳ء میں سفر یورپ پر روانہ ہوئے اور تاریخ روما کی تصنیف کا خیال اس وقت کیا جبکہ وہ ۱۷۶۴ء میں روما میں مقیم تھے۔ چنانچہ اس کتاب کی پہلی جلد ۱۷۷۶ء میں اشاعت پذیر ہوئی۔ اور ہاتھوں ہاتھ نکل گئی ۱۷۷۹ء میں توضیح VINDICATION نامی کتاب میں گبن کی عیسائیت کے ابتدائی ارتقاء کے مذاکرہ پر اعتراضات ہوئے جن کا جواب مصنف کو دینا پڑا۔ تاریخ روما کی تکمیل ۱۷۸۸ء میں ہوئی۔ گبن کی بود و باش ۱۷۸۳ء سے لوزان میں رہی۔ اور بالآخر وہ انگلینڈ واپس آ گئے اور ۱۷۹۴ء میں ان کی وفات واقع ہوئی۔

**تاریخ الطبری** (تاریخ کبیر) ابو جعفر محمد بن جریر الطبری کی مشہور عالم تصنیف ہے۔ جو تاریخ الرسل والملوک کے نام سے موسوم ہے اور تاریخ عالم پر مشتمل ہے



اس کتاب کا لائیڈن ایڈیشن جو مختصر متن کا حامل ہے۔ بارہ سے زائد مجلدات پر حاوی ہے۔ گو اصل تصنیف اس سے دس گنا زیادہ سمجھی جاتی ہے۔ تاریخ کے شروع میں ایک مبسوط دیباچہ ہے پھر ابتدائے آفرینش سے لے کر ۳۰۲ھ مطابق ۹۱۵ء تک کے تاریخی حالات مندرج ہیں۔ بعد کے تمام مورخین مثلاً ابن الاثیر، ابن خلدون، اور ابو الفداء وغیرہ نے اسی تصنیف سے استفادہ کیا ہے۔ دنیائے تاریخ میں ابو جعفر محمد بن جریر الطبری امام تسلیم کئے جاتے ہیں۔ ان کی ایک اور تاریخ تاریخ الرجال جو راویان حدیث کے حالات پر مشتمل ہے چنانچہ اس تصنیف کا خلاصہ بھی تاریخ الرسل والملوک کے لیڈن ایڈیشن کے خاتمے پر درج ہے۔

ہیروڈوٹس (۴۸۴ ق۔م تا ۴۲۵ ق۔م) پہلا مورخ ہے جس نے اپنے وطن یونان اور مشرق قریب کے متعدد ملکوں کے طرز بود و باش، عادات و اطوار اور اہم واقعات کی باقاعدہ تاریخ مرتب کی۔ چنانچہ ہیروڈوٹس کو بابائے تاریخ بھی کہتے ہیں۔

تھوسی ڈی ڈیس (۴۷۱ ق۔م تا ۴۰۰ ق۔م) نے اپنے محققانہ انداز نظر اور فلسفیانہ انداز فکر سے فن تاریخ کو اور ترقی دی۔ اس فن نے سلطنت کے زمانے میں چین اور ہندوستان میں بھی بہت فروغ پایا۔

قرون وسطیٰ میں مسلمان مؤرخین نے تاریخ نویسی کے فن کو اپنی تحقیق و جستجو سے بام عروج تک پہنچا دیا۔ تاریخ کی ان کتابوں میں جو عرب، ایران اور ہندوستان میں لکھی گئیں معلومات کا نہایت بیش بہا خزانہ موجود ہے۔ ان مسلمان مورخین میں علامہ ابن خلدون کا نام سرفہرست ہے۔ ابن خلدون نے نہ صرف واقعات کی تدوین بڑی احتیاط اور سلیقے سے کی بلکہ اپنے مشہورۂ آفاق مقدمات میں فلسفۂ تاریخ کی بنیاد رکھی۔ فلسفۂ تاریخ میں ان قوانین و محرکات کا جائزہ لیا جاتا ہے جن کے تحت انسانی معاشرہ ترقی کرتا یا روبہ انحطاط ہوتا ہے۔

تاریخ کی ترتیب میں بعض نامور افراد کے خود نوشتہ سوانح حیات، سکوں، کتبوں، دستاویزوں اور مصنوعات وغیرہ سے بڑی مدد ملتی ہے۔

تاریخ کی پرانی کتابوں میں عام طور پر بادشاہوں کی جنگی مہموں کا تذکرہ ہوتا تھا یا ان کے محل اور دربار کے حالات بیان کئے جاتے

تھے۔ عام لوگوں کی معاشرتی زندگی پر چنداں توجہ نہیں کی جاتی تھی۔ مگر اب تاریخ نویسی کے اصول بدل گئے ہیں۔ موجودہ دور کے مؤرخین ملک کے جغرافیائی، معاشی، اور معاشرتی حالات پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ اور دربار کی سازشوں، جنگوں، مہموں اور حکمرانوں کے نجی حالات کو فقط ضمنی طور پر بیان کر دیتے ہیں۔

## تاریخ کی غلطی

ANACHRONISM - ادب اور فن یا تاریخ میں کسی واقعے کو یا کسی معاشرتی کیفیت کو ایسے زمانے پر محمول کرنا جو دراصل اس زمانے سے متعلق نہ ہو۔

## تاریخ مقریزی

تیسری صدی ہجری کے بعد کی تاریخ جو اسلامی ادوار اور شاہان و خلفائے اسلام کے حالات پر مشتمل ہے۔ واقعات اور سنون کے استناد میں یہ تاریخ بے نظیر ہے۔

## تاریخ مکہ

اوائل سے لے کر تمدن کے ظہور تک مکہ معظمہ کی تاریخ جو عربی زبان میں ہے اور اردو اور دوسری زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہے۔

## تاش

(کھیل) موٹے کاغذ پر بنے ہوئے باون پتے جو کھیلنے کے کام آتے ہیں۔ تیرہ تیرہ پتوں کے چار رنگ حکم، پان، اینٹ اور پھول (چڑیا) ہوتے ہیں۔ دس پتوں پر گنتی لکھی ہوتی ہے چار تصویریں غلام، بیگم، بادشاہ، اور یکہ ہوتی ہیں۔ یکہ سب سے بڑا ہوتا ہے۔

تاش کھیلنے کا رواج کب سے ہوا۔ صحیح معلوم نہیں لیکن ہے بہت قدیم۔ یورپ نے یہ کھیل چودھویں صدی میں مسلمانوں سے سیکھا۔ اس وقت دنیا کے ہر ملک میں تاش کے کھیل رائج ہیں۔ برج، رمی وغیرہ بین الاقوامی کھیل ہیں۔ اپنے یہاں جوڑ پتہ، ترپ چال، گن وغیرہ مقبول ہے۔

## تاشقند

- TASHKENT سوویٹ یونین کی ریاست ازبکستان کا صدر مقام، سمرقند کے شہر سے ۱۹۰ میل شمال مشرق کی طرف واقع ہے۔ ایک قدیم اور تاریخی جگہ جو ابھی تک بارہ میل لمبی دیوار سے محدود ہے پہلے یہ شہر زاری روس کے صوبہ ترکستان کا دارالحکومت تھا۔ تجارت پر رونق اور منفعت انگیز ہے۔ ریشم، چمڑا اور چینی کے برتن بنتے ہیں۔ سنٹرل ایشیاٹک اسٹیٹ یونیورسٹی کا مرکز ہے۔ آبادی چار لاکھ نوے ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔

## تاگا

دھاگہ، تاگا سوتی، ریشم یا اون کے ریشوں سے بنایا جاتا ہے اور سینے پرونے اور بننے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ آج سے تقریباً ڈیڑھ سو سال پہلے تاگا کاتنے کی مشینیں ایجاد نہیں ہوئی تھیں اور ہاتھ کا کتا ہوا تاگا ساری دنیا میں استعمال ہوتا تھا۔ ۱۸ ویں صدی عیسوی کے آخر میں تاگا کاتنے کی مشین بنانے کا خیال پیدا ہوا اور آج مل کاتنے کی بیسیوں قسم کی مشینیں موجود ہیں۔ عمدہ سوتی دھاگہ لمبے ریشے کی روئی سے بنایا جاتا ہے۔ مانچسٹر Manchaster اور پیسلی Paesli سوتی دھاگے کے لئے بہت مشہور ہیں۔ کتان LINEN کا عمدہ تاگا جو بٹن ٹانکنے کے لئے عام استعمال ہوتا ہے آئرلینڈ میں بکثرت تیار ہوتا ہے۔ اور برآمد کیا جاتا ہے۔

## تالک

(نرم سیلو) TALC معدنیات کی ایک نرم سی قسم جس کا دوسرا نام سنگ جراحت SOAP STONE ہے اس معدن کا استعمال پوڈر اور پینٹ وغیرہ میں ہوتا ہے کاغذ سازی میں چمک وغیرہ کی خاطر اسے برتا جاتا ہے اور مجسمہ سازی کے کام بھی آتا ہے۔ افغانستان اور پاکستان میں پایا جاتا ہے۔ بالخصوص پشاور کے قریب آفریدی علاقے میں دستیاب ہوتا ہے۔ وادی کرم میں بھی اس کا وجود ہے۔ پہاڑی چٹانوں میں مختلف عناصر کی آمیزش سے پیدا ہوتا ہے اور میگنیشیم اور چونے کے پتھر کا مواد اس میں کافی پایا جاتا ہے۔

## تالے اور چابیاں

KEYS AND LOCKS تالا یا قفل دروازے پر لگتے تھے۔ اور صندوق، ٹرنک، سیف وغیرہ پر بھی۔ بالعموم متحرک چابی سے کھلتا اور کھلتا ہے تالے کے ضروری اجزا، بولٹ ( BOLT ) وارڈ WARD ٹمبلر TUMBLER اور اسپرنگ SPRING

ہوتے ہیں۔ قفل کی مضبوطی کے لئے ان حصوں کا اپنا اپنا عمل ہوتا ہے۔ تالے بیشتر لوہے اور فولاد پیتل وغیرہ کے بنتے ہیں۔ چابیاں بھی انہی سے بنتی ہیں۔ تالے دیسی طرز کے بھی ہوتے ہیں اور ولایتی طرز کے بھی۔ دیسی تالے کے پہلو میں پیچدار چابی لگتی ہے اور ولایتی طرز کے تالوں کے درمیان میں چابی لگتی ہے۔ دیسی اور ولایتی طرز دونوں کے تالے پاکستان میں عام بنتے ہیں۔ سیالکوٹ، وزیرآباد گوجرانوالا، لاہور وغیرہ شہروں میں قفل سازی کا کام بہت ہے۔ بھارت میں علی گڑھ کا شہر اور مضافات قفل سازی کے لئے مشہور ہیں۔

ایک قسم کا تالا ایسا بھی ہوتا ہے جسے سیفٹی یا ییل لاک ( Yale Lock ) کہتے ہیں۔ تالوں کی قسمیں مخصوص چابیوں کی آسانی سے یا محنت اور کاوش سے بنے پر موقوف ہوتی ہیں۔ اچھے تالوں کا یہ وصف ہوتا ہے کہ انہیں چابی وہی شخص لگا سکتا ہے۔ جسے اس کی مہارت اور مشق ہو۔

**تام چینی**۔ ایک طرح کا زجاجی مرکب ہے جو دھات کے برتنوں پر متعدد معدنیاتی آکسائڈوں سے چڑھایا جاتا ہے۔ شورہ، سہاگہ، سوڈا، بورک ایسڈ، پنڈول اور مختلف معدنیاتی دھاتوں وغیرہ کو بے حد باریک پیس کر بڑی بڑی بھٹیوں میں خوب پکاتے ہیں۔ پھر جس برتن پر تام چینی چڑھانا مقصود ہو صاف کر کے اس میں ڈال دیتے ہیں۔ بعد میں برتن کو خشک کر لیتے ہیں۔ یہ عمل دو تین اور اکثر اچھی تام چینی کے لئے چار دفعہ دہرایا جاتا ہے مختلف رنگوں کی آمیزش سے کئی رنگ کی تام چینی چڑھائی جاتی ہے۔

تام چینی چڑھانے کا فن نہایت قدیم ہے۔ اس کی ابتدا چھٹی صدی میں مغربی ایشیا میں ہوئی جہاں سے یورپ نے اس کو سیکھا۔ یورپ کے کئی عجائب گھروں میں تام چینی کے نہایت حسین برتن موجود ہیں۔ ہندوستان اور پاکستان میں بھی اس کے کئی کارخانے ہیں۔ اکثر لوگ چھوٹی چھوٹی بھٹیاں بنا کر گھروں ہی میں یہ کام کرتے ہیں۔ دنیا کی سب سے عمدہ تام چینی سویڈن میں چڑھائی جاتی ہے

**تام چینی کے برتن**۔ گھروں کے اندر اکثر تام چینی کے برتن کام میں نہیں لائے جاتے۔ محض اس وجہ سے کہ ان کی چینی اتر جاتی ہے۔ ایک عمدہ ترکیب یہ ہے

کہ گاڑھے پیسٹ میں قدرے سیمنٹ ملا لیا جائے اور اور برتن کے جن مقامات سے مسالہ اترا ہوا ہو۔ ان میں یہ پلستر بھر دیا جائے۔ بعد ازاں سطح ہموار کر لی جائے۔ اگر برتن جھٹکوں اور ضربات سے محفوظ رہے تو یہ پلستر کئی مہینوں تک باقی رہتا ہے اور برتن سے کام بھی لیا جا سکتا ہے

دوسری ترکیب یہ ہے کہ پیسٹ میں یکساں مقدار پوٹین، کوئلہ کی راکھ اور نمک کی ٹوٹی ملائی جائے اور مرکب لوہے کی خالی جگہ پر تھوپ دیا جائے۔ بعد ازاں سطح برابر کر لی جائے۔ اس کے بعد برتن میں پانی بھر کر اسے دو تین گھنٹے تک آگ پر رکھنا چاہیئے۔ ایک ہفتے تک برتن استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔ تاکہ مسالہ سخت ہو کر خوب جم جائے۔

اگر برتن میں چھید ہو جائے تو مسالہ کھرچ کر اسے ٹانکا لگوا دینا چاہیئے۔ بعد ازاں اس پر پوٹین اور پیسٹ کا پلستر لگا دینا چاہیئے

**تانبا** ( Copper ) سرخی مائل ایک دھات جسے تار کی شکل میں کھینچا جا سکتا ہے۔ یہ حرارت اور برق دونوں کے لئے اچھا موصل ( Conductor ) ہے۔ اسے مختلف ظروف میں استعمال کیا جاتا ہے۔ پیتل اور کانسی اس ضمن میں مشہور ہیں۔

**تانتیا ٹوپی، باغی**۔ [illegible]ء۔ مرہٹہ نژاد پیشوا حکومت کا فوجی جرنیل تھا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں اس نے کارہائے نمایاں کئے اور اپنے فوجی دستوں سمیت کانپور، کالپی وغیرہ تک جا پہنچا۔ انگریزی افواج سے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ بالآخر محصور اور قید ہوا۔ اور اسے گولی کا نشانہ بنا دیا گیا۔

**تانجیر**۔ ( دیکھو طنجہ )

**تان سین**۔ موسیقار عظیم تان سین گوالیار میں پیدا ہوا۔ وہ اکبر بادشاہ کے نورتنوں میں سے تھا۔ اس نے ہندوستان کی کلاسیکی موسیقی کو اتنا کچھ دیا ہے کہ آج تک اس کا دامن تان سین کی تخلیقات سے بھرا ہوا ہے چنانچہ ہندوستان کی گذشتہ ایک ہزار برس کی تاریخ میں

اتنا بڑا موسیقار پیدا نہیں ہوا۔

ہندوستان کی کلاسیکی موسیقی تان سین کے راگوں پر ہی زندہ ہے۔ ان کے بعد آنے والے بڑے استادوں نے راگ ودیا میں تبدیلی یا نئے تجربے کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی یا وہ کوئی تبدیلی کر ہی نہ سکے اور بیشتر راگ اسی حالت میں ہیں جس میں تان سین نے ان کی تکمیل کی تھی۔ درباری راگ کو موجودہ فنی شکل تان سین ہی نے دی۔ "درباری کانہڑا" "میاں کی ملہار" اور "میاں کا سارنگ" جیسے راگ بھی تان سین ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہیں۔

تان سین کی برسی گوالیار میں ہر سال منائی جاتی ہے۔ جہاں فن موسیقی کے شائقین کا بہت بڑا اجتماع ہوتا ہے۔

**تاوانِ جنگ** ( Reparations ) زمانۂ قدیم سے دستور چلا آتا ہے کہ فاتح قوم مفتوحین سے تاوانِ جنگ وصول کرتی ہے۔ اس مفہوم کو ادا کرنے کے لئے پہلے ( War Indemnity ) لفظ استعمال ہوتا تھا۔ مگر اب ( Reparations ) برتا جانے لگا ہے۔

بالخصوص جرمنی کے بارے میں پہلی جنگ عظیم کے بعد صلح نامہ ورسائی کی رو سے طے پایا تھا کہ جرمنی تاوانِ جنگ کا زیادہ حصہ تو زرِ نقد ادا کرنے کا سکہ یا غیر ملکی زرِ مبادلہ کی صورت میں ادا کرے گا اور کچھ تجارتی مال کی صورت میں۔ مگر یہ ناقابلِ عمل ثابت ہوا۔ اسی اثنا میں جرمن سکہ کا پھیلاؤ بڑھ جانے سے جرمنی کو آتشہ زری بحران کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر ۱۹۲۳ء میں جرمنی سے روہر کے علاقہ پر قبضہ کرلیا اس سے تاوانِ جنگ ادا کرنے کے منصوبہ کو تبدیل کرنا پڑا۔ ۱۹۲۹ء میں تاوانِ جنگ ادا کرنے کے منصوبہ میں پھر تبدیلی کی گئی۔ اور ۱۹۳۱ء میں جب تمام دنیا کی اقتصادی حالت دگرگوں ہو گئی تھی جرمنی نے تاوانِ جنگ کی ادائگی بالکل بند کر دی۔ ۱۹۳۲ء میں "لوزان" کے مقام پر ایک کانفرنس منعقد ہوئی جس نے تاوانِ جنگ کی بقیہ وصولی کو منسوخ کر دیا۔ اس تمام عرصہ میں جرمنی ۱۳۲۰۰۰ لاکھ مارک مالیت کے تاوانِ جنگ میں سے ۱۷۰۰۰ لاکھ مارک ادا کر چکا تھا۔ مگر دوسرے اقوامی شمار میں برطانیہ بالخصوص امریکہ سے اسے ۲۷۰۰۰ لاکھ مارک بطور قرض مل چکا تھا۔ اسی لئے بعض اوقات یہ کہا جاتا ہے کہ جرمنی کا تاوانِ جنگ اتحادیوں نے اپنی جیب سے ادا کیا تھا۔ بہر حال اس صورت حال سے اقوام عالم پر جنگ کی تباہ کاریاں واضح ہو گئیں اور ان پر عیاں ہو گیا کہ کسی اکیلی قوم سے تاوانِ جنگ کی ادائگی کی توقع کرنا عبث ہے اور پھر زرِ نقد کی صورت میں ادائگی تو ناممکنات میں سے ہے۔ لہٰذا دوسری جنگ عظیم کے بعد اتحادیوں نے یہ فیصلہ کیا کہ جرمنی سے جو بھی تاوانِ جنگ لیا جائے۔ اسے زرِ نقد بصورت طلائی سکہ کی بجائے تجارتی مال کی صورت میں وصول کرنا چاہیئے۔ چنانچہ یالٹا کانفرنس میں امریکہ اور روس نے عارضی فیصلہ کیا کہ جرمنی سے ۲ لاکھ ڈالر کی مالیت کا سامان آئندہ دس سال میں وصول کرنا چاہیے۔ جس میں نصف روس کو جانا چاہئے۔ برطانیہ نے اپنے فیصلہ کو بعد میں بتانے کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔ کچھ دیر بعد پاٹسڈم کانفرنس منعقد ہوئی جس میں یہ فیصلہ ہوا کہ جرمنی کی صنعت کارانہ حیثیت کو ختم کر کے اسے ڈھور ڈنگر چرانے والی قوم بنا دیا جائے۔ اس سکیم سے جسے مارگنتھو سکیم بھی کہا جاتا ہے امریکہ کا تعلق دلچسپی سے خالی نہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں نومبر ۱۹۵۳ء میں اس رازِ سربستہ کا انکشاف ہوا کہ مارگنتھو منصوبہ کا امریکی بانی ہیری ڈیکسٹر وائٹ امریکی حکومت کے خفیہ سے خفیہ تمام سرکاری راز روسی حکومت کو دے دیتا تھا۔ اور ان سے مل کر امریکہ اور دیگر حکومتوں کے خلاف درپردہ سازشیں کرتا تھا۔ مارگنتھو منصوبہ کے شائع ہونے پر ماسوا اشتراکی اداروں کے باقی سب نے واویلا کیا۔ کیوں کہ اس کو عملی صورت دینے سے جرمنی میں کم از کم ساٹھ لاکھ آدمیوں کا بے روزگار ہو جانا یقینی تھا۔ اور اس کے کارخانے ۱۹۳۸ء کی سطح سے کم از کم ۵۵ فی صد کم ہو جانے تھے۔ امریکہ اور انگلستان نے مارگنتھو منصوبہ کی منافقت دیکھ کر اس پر عمل پیرا ہونے سے اجتناب کیا۔ مگر روس کی حکومت نے اپنے جرمن علاقہ میں جرمن کارخانوں کی مشینری کو اکھاڑ لیا اور اسے ماسکو لے گئی۔

**تبت۔** تبت برصغیر پاک و ہند کے شمال میں ہمالیہ پہاڑ کی ایک ریاست جو سیاسی و جغرافیائی حیثیت سے چین کا ایک خود مختار مغربی صوبہ ہے۔ رقبہ ۴،۷ لاکھ مربع میل اور آبادی [illegible] لاکھ ہے۔ تبت کے باشندے بدھ مت کے پیرو ہیں۔ جن پر لاما حکومت کرتے ہیں۔ سب سے بڑا

لاما جسے دلائی لامہ کہتے ہیں صدر مقام لاسہ میں رہتا ہے اس علاقہ میں سخت سردی پڑتی ہے اس لئے شمالی خطہ غیر آباد ہے۔ زیادہ تر آبادی جنوبی حصے میں ہے اون اور نمک یہاں کا خاص برآمدی مال ہے۔ مگر اب تبت پر چین کا قبضہ ہے اور لاما ہندوستان (بھارت) میں رہائش پذیر ہے۔

**تبادلۂ زر۔** ( Exchange of Money ) تبادلۂ زر کی اصطلاح ان تمام ذرائع پر حاوی ہوتی ہے جس کی رو سے بین الاقوامی تجارت کے تحت ملکوں کے باہمی قرضوں کا تصفیہ کیا جاتا ہے مختلف ملکوں کے تاجروں کے باہمی قرضے، ملکوں کے باہمی سکوں اور تبادلۂ زر کے تناسب سے طے کئے جاتے ہیں اور یہ شرح بہ اتفہا بدلتی رہتی ہے۔ اس قسم کے قرضوں کا تصفیہ یا تو ادائیگی زر کی شکل میں ہوتا ہے یا بین الاقوامی کفالتوں کے تبادلے سے ہوتا ہے۔ یا بل آف ایکس چینج کی شکل میں ہوتا ہے

تبادلۂ زر اور بلوں کی بازاری رعایت کا تعین کسی ملک کے قرضے کی مقدار پر منحصر ہوتا ہے۔ اگر یہ مقدار قرضہ زیادہ ہو تو پھر درآمدی یا مقروض ملک کو قرضہ دہندہ ملک کے سکے کے عوض میں زیادہ رقم دینی پڑتی ہے۔ کیونکہ قرضے کے اضافے کے ساتھ ساتھ مطالبۂ زر کی مقدار بھی زیادہ ہوتی جاتی ہے۔

گزشتہ سالوں میں تبادلۂ زر کے سلسلے میں بہت سی تبدیلیاں اور عدم توازن رونما ہوتے رہے ہیں اور زر میں واقع ہوتی رہی ہے۔ جس کی ایک وجہ تو عالمگیر جنگ کے اثرات تھے اور دوسری وجہ غیر معمولی تاوان اور جنگی قرضوں کی ادائیگی تھی اور تیسری وجہ عارضی تجارتی مفاد کے حصول کی کوششیں تھیں۔ انگلینڈ میں مساوات تبادلہ کا فنڈ ( Exchange Equali ation Fund ) ان مشکلات کے دفیہ کے لئے کامیاب ثابت ہوا ہے۔ جو تبادلۂ زر کے سرعت آمیز تغیر کی شکل میں ظہور پذیر ہوتی ہیں۔

**تبخیر۔** ( Evaporation ) تبخیر وہ عمل ہے جس کے ذریعے مائع کو بخارات میں تبدیل کر کے اڑا دیا جاتا ہے اور جو چیز اس میں حل کی گئی ہو وہ باقی رہ جاتی ہے۔

تجرباتی محلول میں سے حل شدہ چیز حاصل کرنے کے لئے محلول کو چینی کے کٹورے میں ڈال کر آگ پر گرم کیا جاتا ہے جس سے پانی بخارات بن کر اڑنے لگتا ہے۔ پھر تھوڑے سے کو سارا پانی خشک ہونے سے پیشتر آگ پر سے اتار کر رکھ دیا جاتا ہے۔ جو خود بخود خشک ہو کر حل شدہ شے باقی رہ جاتی ہے۔

اگر محلول کسی آتشگیر یا تیزی سے بخارات میں تبدیل ہونے والی مائع سے بنایا گیا ہو تو اسے گرم کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ تھوڑی دیر کے لئے کھلا رکھنا کافی ہوتا ہے۔ مائع خود بخود بخارات بن کر اڑ جاتی ہے۔ اور حل شدہ شے باقی رہ جاتی ہے۔

**تبرید۔ ٹھنڈا کرنا** ( Refrigeration ) میکانکی اور مصنوعی طریقوں سے کمتر درجۂ حرارت پیدا کرنا۔ مروجہ طریقے اس اصول پر مبنی ہیں کہ مائع سے گیس کی حالت میں تبدیلی حرارت کے مصرف سے ہوتی ہے۔ صرف حرارت کے سسٹم میں بالعموم کاربن ڈائی آکسائڈ، امونیا اور میتھل کلورائیڈ تبرید کنندہ عناصر کے طور پر استعمال ہوتے ہیں کاربن ڈائی آکسائڈ بیشتر جہازوں پر عمل تبرید کے کام آتی ہے۔

**تبریز۔** ایران کے صوبہ آذربائیجان کا قدیم اور اہم تجارتی شہر تفلس سے ۳۲۰ میل جانب جنوب مشرق واقع ہے اور سطح سمندر سے ۵۰۰ ۴ فٹ بلند ہے۔ دریائے آجی کے کنارے ایک بلند مقام پر واقع ہے۔ قالین خشک پھلوں، روئی اور چمڑے وغیرہ کی تجارت کی بدولت مشہور ہے۔ مشہور نیلی مسجد ( Blue Mosque ) کے کھنڈرات یہاں موجود ہیں۔ زلزلوں نے دیگر بہت سی نامور عمارات کے کھنڈرات بھی گرد و نواح میں چھوڑے ہیں آبادی دو لاکھ انیس ہزار افراد پر مشتمل ہے۔

**تبریزی۔ حافظ شیخ جلال الدینؒ۔** مشہور صوفی بزرگ۔ تبریز واقع ایران کے رہنے والے تھے بچپن سے تصوف کا شوق لاحق ہوا اور اشاعت دین کے میدان میں کمالات دکھائے۔ حافظ قرآن اور ماہر حدیث تھے

**تبریزی۔** (دیکھو شمس تبریزی)

**تبسم** ۔ صوفی غلام مصطفےٰ نام۔ تبسم تخلص۔ ۱۸۹۹ء میں بمقام امرتسر پیدا ہوئے۔ چرچ مشن اسکول امرتسر، خالصہ کالج امرتسر اور مشن کالج لاہور میں تعلیم حاصل کی۔ شاعری میں حکیم فیروزالدین طغرائی سے تلمذ رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنے استاد سے بعض فارسی کتابیں بھی پڑھیں۔ صرف و نحو اور حدیث کی تعلیم بھی مستند اساتذہ سے حاصل کی۔ آپ ۱۹۳۱ء سے محکمۂ تعلیمات سے وابستہ تھے ۔ اور اب گورنمنٹ کالج لاہور سے فارسی کے لیکچرار کی حیثیت سے ریٹائر ہو چکے ہیں۔

صوفی صاحب اردو، فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے ہیں۔ اردو نثر بھی خوب لکھتے ہیں۔ نظم کا ایک مجموعہ زیر ترتیب ہے۔ بچوں کے لئے ایک کتاب جھولنے چھپ چکی ہے۔ نثر میں مسلمانوں کا علم جغرافیہ اور کارل چیک کے ایک ڈرامہ کا ترجمہ جاہ و جلال کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا آپ پاکستان کے ثقافتی مشن کے ممبر کی حیثیت سے ایران بھی گئے تھے۔ ایرانی ثقافتی ادارہ لاہور میں بھی کام کرتے رہے ہیں۔

**تبع تابعین** ۔ تابعین سے مراد وہ بزرگانِ دین ہیں جنہوں نے حضورؐ کے صحابہؓ کا شرفِ زیارت حاصل کیا۔ اور ان کی زبانی حضورؐ کے اقوال و افعال کا ذکر سنا۔ تبع تابعین سے مراد وہ بزرگ ہیں جنہوں نے تابعین کا شرفِ زیارت حاصل کیا۔ اور ان کی صحبت سے متمتع کیا۔ بالفاظِ دیگر تبع تابعین صحابہؓ کی تیسری کڑی ہے۔ حضورؐ نے صحابہؓ، تابعین اور تبع تابعین ہر سہ کو امت کے بہترین افراد فرمایا ہے۔

**تبتل** ۔ دنیا یا لذاتِ دنیا کا ترک کر دینا خصوصاً مجرد رہنا اور شادی نہ کرنا۔ بعض مذاہب مثلاً عیسائیت یا بودھ مذہب اس کو داخل عبادت اور باعث نجات سمجھتے ہیں۔ لیکن اسلام نے اس کی ممانعت کی ہے: لا رہبانیۃ فی الاسلام۔ احادیث میں جگہ جگہ نکاح اور شادی پر زور دیا گیا ہے۔ اور تبتل کی مذمت کی گئی ہے۔ امام بخاریؒ نے صاف صاف لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم نے مجرد رہنے کو صریحاً منع فرمایا ہے۔ ایک حدیث میں نوجوانوں سے خطاب ہے کہ تم میں سے جس کو بیوی رکھنے کی استطاعت ہو وہ ضرور نکاح کرے کیونکہ اس طرح تم نظر کو نیچی رکھ سکتے ہو اور پاکباز رہ سکتے ہو۔ اسی لئے مسلمان کا شادی کرنا سنت ہے۔ حضورؐ نے فرمایا "النکاح من سنتی" تبتل سے انسانی زندگی کا ایک اہم مقصد یعنی ابقائے نسل ہی فوت ہو جاتا ہے اس لئے علماء نے اس کو خلافِ فطرت بھی قرار دیا ہے۔

**تبلیغ** ۔ کسی اصول کی حمایت اور اس کو عام کرنا عموماً یہ لفظ اصطلاح میں مذہب کی اشاعت کے واسطے استعمال ہوتا ہے۔ بعض مذاہب مثلاً اسلام، عیسائی اور بدھ دھرم نے تبلیغی ادارے قائم کر رکھے ہیں۔ بعض اس کام کو علانیہ اور بعض خفیہ طور پر کرتے ہیں اور بعض مثلاً پارسی بالکل نہیں کرتے۔

تمام پیغمبروں نے دین کی اشاعت اور کلمۃ الحق کو اپنا فرضِ اولین سمجھا اور اسے ہر محبوب چیز پر مقدم رکھا حضور صلعم نے اپنے زمانہ میں گرد و پیش کی تمام قوموں اور فرمانرواؤں کو دعوتِ حق دی اور آپ کے بعد صحابہ رض اور خلفاء نے بھی اس سلسلہ کو بہت مستعدی سے جاری رکھا۔ غیر مسلموں نے جب توحید کو ماننے سے انکار کر دیا تو انہوں نے خدا کے واسطے تلواریں بے نیام کر لیں۔ مجاہدین کے علاوہ فقیہوں، محدثوں، زاہدوں اور صوفیائے کرام نے بھی اشاعتِ دین و تبلیغ میں بہت نمایاں حصہ لیا۔ دین اسلام کو دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلا دیا۔ حضورؐ نے فرمایا "بلغوا عنی ولو آیۃ" (تبلیغ دین جس قدر ہو سکے کرو۔) دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت ہر مسلمان کا مذہبی فریضہ ہے

**تبوک** ۔ (دیکھو غزوۂ تبوک)

**تپش** ۔ ( Temperature ) ٹمپریچر۔ "درجۂ حرارت"۔ ایک تو انسان کے خون کا درجۂ حرارت مراد ہے اور دوسرے فضا کے درجۂ حرارت کا مفہوم بھی اس میں شامل ہے۔ فضا میں جہاں کہیں ٹمپریچر زیادہ ہوگا گرمی اور تپش بھی زیادہ ہوگی۔

**تپش پیما** ۔ (دیکھو تھرمامیٹر)

**تپش، عبداللطیف** ۔ شیخ عبداللطیف نام۔ تپش تخلص۔ لاہور میں تربیت پائی۔ ایم۔ اے تک تعلیم حاصل کی۔ گورنمنٹ کالج ملتان میں عرصہ تک پروفیسر رہے۔ آپ شیخ عبدالقادر مرحوم کے داماد تھے۔ جن کی صحبت

سے مستفید ہونے کی وجہ سے شعر و سخن میں جس کا شوق بچپن سے تھا بہت جلد ترقی کر گئے۔

تپش صاحب نے تمام عمر غزل ہی کہی۔ نظم گوئی کی طرف طبیعت مائل نہ ہوئی۔

آپ کا شمار اردو کے چوٹی کے غزل گو شعرا میں ہوتا ہے۔ چند سال ہوئے آپ نے عالمِ جوانی میں وفات پائی۔ آپ کے کلام میں سادگی، اور سوز و گداز پایا جاتا ہے اور مبتذل محاورات اور فحش الفاظ سے بالکل پاک ہے۔

## تپش نما میکسیمم منیمم تھرمامیٹر۔ (Max., Min. Thermometer)

اس آلہ سے کسی مقام کا کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت معلوم کیا جاتا ہے۔ کسی دن کا درجہ حرارت معلوم کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم درجۂ حرارت کو جمع کر کے دو پر تقسیم کر دیں۔
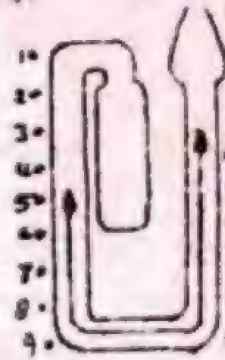
مہینہ کا درجۂ حرارت معلوم کرنے کیلئے اس مہینہ کے تمام دنوں کے انفرادی درجۂ حرارت کے مجموعہ کو مہینہ کے دنوں پر تقسیم کر دیا جاتا ہے۔

## تپ کاہی (Hay Fever)

یہ بخار گھاس پات کے زرداور سبز کاہی ذرات کے سانس کی راہ پیٹ میں پہنچنے سے پیدا ہوتا ہے اور اس میں ضیق النفس کی علامات بھی ہوتی ہیں دوسری علامات یہ ہیں، بار بار چھینکیں آنا، آنکھوں کا سرخ ہو جانا۔ ناک میں سوزش کا ہونا وغیرہ وغیرہ جس چیز کے دخول کی وجہ سے بخار ہوتا ہے اسی کا ٹیکہ لگوانے سے انسان اس بخار سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ ٹیکہ بار بار لگوانا پڑتا ہے اور ہر سال اس کی تکرار کرنا پڑتی ہے۔ جو کافی وقت طلب ہے۔ بخار کے زمانہ میں بیناڈرل (Benadryl) کی چار خوراکیں دن میں استعمال کرنے سے مریض کو کافی آرام ملتا ہے۔ کچھ حالتوں میں ایفی ڈرین (Ephedrine) یا بینزیڈرین کے استعمال سے بھی شدتِ مرض میں کمی واقع ہوتی ہے۔ ہر شخص کو تپ کاہی نہیں ہو سکتا۔ صرف بعض طبیعتیں جو زردانوں یا خاک کے ذرات کو برداشت نہیں کر سکتیں۔ اس میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔

## تپ محرقہ، میعادی بخار۔ (Typhoid Fever)

اس بخار میں مریض کی آنتیں اور اس کا جگر زیادہ متاثر اور ماؤف ہوتے ہیں۔ وقت مقررہ کے بعد اترتا ہے۔ غذا اور دوا کی بڑی احتیاط کرنا پڑتی ہے۔ عموماً سات گیارہ، چودہ، اکیس، اٹھائیس یا زیادہ دنوں کے بعد اترتا ہے۔ ملیریا کا علاج اگر غلط طریق سے ہو تو میعادی بخار بن جانے کا خدشہ ہوتا ہے۔

تپ محرقہ میں ایسی غذا اور ادویہ کی ضرورت ہوتی ہے جس سے مریض کی قوتِ مدافعت برقرار رہے۔ غیر ضروری حرکت اور ٹھوس قسم کی خوراک سے پرہیز لازم ہے اس کے علاج کے لئے ان دنوں کو مخصوص ادویہ ایجاد ہو چکی ہیں۔ مگر ان کے غلط استعمال سے مریض کے کسی نہ کسی دوسری تکلیف میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہوتا ہے اور مریض عرصے تک اپنی اصلی حالت پر نہیں آتا۔

معالج اور تیمار دار ہر دو کے لئے ضروری ہے کہ وہ میعادی بخار کے مریض کا علاج معالجہ بڑی احتیاط سے کریں تاکہ کسی مزید پیچیدگی یا الجھن کا امکان نہ رہے۔

## تتلانا۔ (Stuttering)

زبان کا یہ نقص تنفس کے عضلات سے پیدا شدہ حرکات کو یکساں طور پر استعمال نہ کر سکنے کا نتیجہ ہے۔ بہت چھوٹے بچوں میں یہ کوئی غیر معمولی چیز نہیں ہے۔ جس بچے کی زبان توتلی ہو اسے آہستہ آہستہ بات کرنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ اگر بڑے بچوں میں لکنت پائی جائے تو یہ عام طور پر اعصابی ہیجان یا نا قص کنٹرول کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جب بچہ غصے میں آ جائے تو اس وقت اس کی یہ شکایت بدترین حالت کو پہنچ جاتی ہے۔

توتلا پن بچپن میں قابلِ علاج ہے اگر اس وقت علاج ہو جائے تو نسبتاً ممکن ہے۔ ورنہ بڑے ہو کر اس سے نجات پانا مشکل ہے اسے آہستہ اور صاف بولنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ سانس لینے کی اسے باقاعدہ ورزش کرنی چاہیئے اور روزمرہ با آوازِ بلند پڑھنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ جس لفظ پر آکر اس کی زبان تتلا جائے اس لفظ کو دوبارہ صاف پڑھوانا چاہیئے۔ اس میں بڑے استقلال

کی ضرورت ہے اور لغزش کی وجہ سے بچے سے سختی نہیں برتنا چاہیئے۔ بلکہ ترغیب اور حوصلہ افزائی سے کام لینا بہتر ہے بچے کو سرزنش نہ کرو۔ توتلاپن ایک قسم کا اضطراب ہے۔ اور کوئی ایسا فعل نہیں کرنا چاہیئے جس سے بچے میں اس خامی کا شعور اور بڑھ جائے۔ نیز لکنت زدہ بچوں سے اسے الگ رکھنا چاہیئے۔

**تتلی اور پروانہ**۔ یہ پردار کیڑے مکوڑے ہوتے ہیں۔ ان کے پر باریک باریک اوراق ——— سے بنے ہوتے ہیں جو ایک دوسرے پر کھپریل کی چھت کے کھپروں کی طرح چڑھے ہوتے ہیں۔ اور اس حد تک باریک ہوتے ہیں کہ سورج کی سفید روشنی ان پر پڑ کر مختلف رنگوں میں منقلب ہو جاتی ہے۔ انڈے سے پہلے روپ ( Larva ) برآمد ہوتا ہے۔ یہ پتے گرٹی وغیرہ کھاتا ہے۔ پھر نجو روپ (Pupal Stage) شروع ہوتا ہے جس کے دوران میں یہ کیڑا بالکل ساکت و ساکت پڑا رہتا ہے اور اس پر ایک ریشمیں غلاف چڑھا رہتا ہے پھر یہ غلاف پھٹتا ہے اور مکمل تتلی یا پروانہ اس میں سے برآمد ہوتا ہے اس کے جبڑے نہیں ہوتے۔ بلکہ لمبی لمبی نلکیاں ہوتی ہیں۔ جن سے پھولوں کا رس چوسا جاتا ہے۔ اکثر یہ نلکیاں گھڑی کے سپرنگ کی طرح لپٹی ہوئی ہوتی ہیں۔ پروانوں کے مماس ( Antennae ) ملائم اور نوکیلے ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس تتلیوں کے مماس یا مونچھیں سخت ہوتی ہیں۔ تتلیوں کے پروں پر شوخ رنگوں کے برعکس رنگ سے بنے ہوتے ہیں۔ یہ بہ نسبت رات کے دن کو زیادہ اڑتی پھرتی ہیں اور اپنے پروں کو سمت الراس میں (Vertic ally) تہ کرتی ہیں۔

**تجارت**۔ سامانِ تجارت کے تبادلہ نے موجودہ تہذیب کی تشکیل بہت بڑی حد تک کی ہے۔ پرانے زمانے میں انسان کی ضروریات زندگی محدود تھیں اور وہ اپنی ضرورت کی تمام چیزیں شکار، ماہی گیری وغیرہ کے ذریعہ اور جنگلی پھل چن کر خود حاصل کر لیا کرتا تھا لیکن جب وہ اپنی ضرورت سے زیادہ پیدا کرنے لگا تو فالتو اشیاء کو ضائع کرنے کی بجائے اس نے انہیں ان اشیاء سے بدلنا شروع کر دیا جن کی اسے ضرورت تھی یہی تجارت کی ابتدا تھی۔ موجودہ زمانہ میں مختلف ملک اپنے قدرتی وسائل کے مطابق مختلف سامانِ تجارت تیار کرتے ہیں۔ اور جو مال ان کی ضروریات پورا کرنے کے بعد بچ رہتا ہے اس کے عوض دوسرے ملکوں سے اپنی ضرورت کی دوسری اشیاء درآمد کر لیتے ہیں تجارت دنیا کی قوموں کو باہمی مفادات کے رشتہ میں منسلک کرتی ہے

تجارت کو فروغ دینے کے لیے ضروری ہے کہ ملک میں رسل و رسائل اور سامانِ نقل و حرکت کے معقول ذرائع موجود ہوں۔ داخلی تجارت کا انحصار سڑکوں ریلوں وغیرہ پر ہے اور بیرونی تجارت بحری اور ہوائی جہازوں کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ روپیہ پیسہ اس تبادلۂ مال کا ذریعہ بنتا ہے۔ غلے اجناس اور کچے مال کے پیدا کرنے والے اپنی جنس کارخانہ داروں کے ہاتھ فروخت کرتے ہیں۔ یہ لوگ کچے مال کی مصنوعات میں تبدیل کر کے آڑھتیوں کے پاس بیچ دیتے ہیں۔ آڑھتیوں سے چھوٹے تاجر خرید لیتے ہیں۔ عوام اپنی ضروریات کی چیزیں خریدنے کیلئے ان چھوٹے تاجروں یا دکانداروں کے پاس جاتے ہیں۔ آئے دن ہم دیکھتے ہیں کہ گرم کوٹ کے لیے جو کپڑا خریدا گیا اس کی اون آسٹریلیا کی بھیڑوں سے حاصل کی گئی یا جو جوتا خریدا اس کا چمڑا ارجنٹینا کے مویشیوں کی کھال سے تیار کیا گیا وغیرہ وغیرہ۔ تجارت کی اہمیت اس حد کو پہنچ گئی ہے کہ اب تو سامانِ خورد و نوش بھی بسا اوقات دور دراز ممالک سے منگانا پڑتا ہے۔

**تجارتی اتار چڑھاؤ** ( Trade Cycle )۔ سرمایہ دارانہ معیشت میں فارغ البالی اور سرد بازاری باری باری عمل انداز ہوتی رہتی ہیں جس سے ملکی اور بین الاقوامی تجارت میں اتار چڑھاؤ نظر آتا رہتا ہے۔ اس تجارتی چکر کا بہترین تجزیہ آنجہانی لارڈ کینز نے ۱۹۳۰ء میں کیا تھا جن کے خیالات کا اثر موجودہ حکومتوں کی اقتصادی روش پر بہت زیادہ پڑا ہے

"بازار میں اقتصادی سطح ہمیشہ ہموار کیوں نہیں رہتی اور اسے گرم بازاری ( Boom ) یا سرد بازاری ( Slump ) میں سے کسی ایک سے دو چار کیوں ہونا پڑتا ہے۔" "کیا وجہ ہے کہ گرم بازاری کے زمانہ میں بھی تمام پیشہ ور یا وسائل ( Material Resources ) باکار نہیں رہتے۔" ان ہر دو سوالات کا جواب لارڈ کینز نے اس طرح دیا ہے۔ کہ جو آمدنی آجروں

یا عمال کو حاصل ہوتی ہے۔ اسے یا تو پس انداز کیا جا سکتا ہے یا اشیائے صارفہ اور خدمات (خوراک، کپڑے، فرنیچر، تفریح، پیشہ وارانہ خدمات وغیرہ) پر صرف کیا جا سکتا ہے اس کے مصرف سے سامان اور سامان بنانے والے کارندوں کی مانگ قائم رہتی ہے۔ پس انداز کی ہوئی رقم کو بطور راس المال پھر کھپایا جا سکتا ہے۔ اس سے بھی مصنوعات اور اس کے بنانے والوں کی مانگ برقرار رہے گی۔ لیکن اگر پس انداز کی ہوئی رقم تجوری میں بے کار پڑی رہے تاکہ مستقبل میں کسی وقت بروئے کار لائی جا سکے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بازار میں راس المال کی کمی کے باعث مصنوعات کم تیار کی جائیں گی۔ اور تمام مزدوروں کو بارروزگار نہیں رکھا جائے گا۔ نیز روپیہ بچانے یا کھپانے کے فیصلے عام طور پر مختلف فریق کرتے ہیں۔ مثلاً بچت کا فیصلہ اپنی تنخواہ میں سے مزدور اور روپیہ کھپانے کا فیصلہ کسی کارخانہ یا کمپنی کا ہدایت کار (ڈائریکٹر) کر سکتا ہے۔ بہرحال چونکہ یہ فیصلے مختلف افراد نے کرنے ہوتے ہیں۔ اس لئے اسکا مجموعی اثر کسی طرف جھکاؤ پیدا کر سکتا ہے۔ یعنی ہو سکتا ہے کہ کسی وقت ملک میں پس انداز کی ہوئی رقم کی مجموعی مالیت راس المال سے بڑھ جائے یا کھپت کی گئی رقوم کی مجموعی مالیت بچت کی ہوئی رقوم سے بڑھ جائے۔ اس سے تجارتی توازن بحال نہیں رہ سکتا۔ اول الذکر حالت میں مصنوعات کی مانگ اور اس کے پیدا کرنے والوں کی کمی محسوس ہوتی ہے۔ اس کو کساد بازاری (Slump) کہتے ہیں۔ اگر صورت حال اس سے مختلف ہو یعنی کھپت کی ہوئی رقوم پس انداز کردہ رقوم سے بڑھ جائیں تو مزدوروں کی مانگ بڑھ جاتی ہے اور مصنوعات کیلئے تقاضا زیادہ ہو جاتا ہے۔ اس صورت حال کو گرم بازاری (Boom) کہتے ہیں۔ لیکن اگر بازار میں روپیہ بہت زیادہ ہو جائے تو اس سے بھی خطرناک حالات پیدا ہو جاتے ہیں اسے افراط زر (Inflation) کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

## تجارتی شہرت (Commercial Good will)

: کسی دکان یا فرم کی شہرت اور نیکنامی کے مالی یا قیمت کو کہتے ہیں۔ کوئی سا کاروبار جس سے متعلق عرصہ سے دیانتداری اور کارکردگی کا چرچا ہو۔ کاروبار فروخت کرتے وقت اس شہرت کا معقول اضافی قیمت حاصل کرتا ہے چنانچہ اس کا نام ہی اس کا سب سے بڑا اشتہار

ہے۔

## تجارتی ہوائیں

تجارتی ہوائیں۔ یہ ہوائیں مستقل طور پر تمام کرۂ زمین پر چلتی ہیں۔ ان کے وجود اور اطراف کی کیفیت ملاحظہ ہو۔

خط استوا کے نزدیک سورج کی کرنیں عموداً سیدھی پڑتی ہیں۔ اس لئے یہ انتہائی گرمی کا خطہ ہوتا ہے۔ اس جگہ ہوا گرم ہو کر پھیلتی ہے اور اسی لئے اس کا دباؤ بہت کم ہو جاتا ہے۔ یہ گرم ہوا خط استوا کے نزدیکی خطوں میں ہلکی ہونے کے باعث اوپر اٹھتی ہے۔ اور بلندی پر جا کر قطبین کی طرف چلنا شروع کر دیتی ہے اور ۳۰° عرض بلد شمال اور ۳۰° عرض بلد جنوب کے نزدیک نیچے آ رہی ہے اور ان عرض بلد پر ہوائی دباؤ زیادہ ہو جاتا ہے

اگر ہم پانی سے بھرا ایک ٹب لے کر اس کو پہیئے یا چاک کی طرح گھمائیں تو معلوم ہوگا۔ کہ مرکز میں پانی گہرا رہتا ہے اور کناروں کے نزدیک ٹب کی دیواروں کے ساتھ اوپر چڑھ آتا ہے۔ اسی طرح چونکہ زمین حرکت میں ہے۔ اس لئے ہوا قطبین اور خط استوا سے ۳۰° شمال اور ۳۰° جنوب پر جمع ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قطبین اور خط استوا پر ہوائی دباؤ بہت کم اور ۳۰° عرض بلد شمال و جنوب میں زیادہ ہوتا ہے اور ہمیشہ زیادہ رہتا ہے۔ ہوائیں زیادہ دباؤ سے کم دباؤ والے علاقوں کی طرف چلتی ہیں۔ اور چلتی رہتی ہیں۔ جو ہوائیں کہ ۳۰° شمال اور جنوب سے خط استوا کی طرف چلتی ہیں ان کو تجارتی ہوائیں کہتے ہیں۔ اور جو ہوائیں ان خطوں سے قطبین کی طرف چلتی ہیں۔ ان کو معکوس یا منقلب تجارتی ہوائیں کہتے ہیں۔
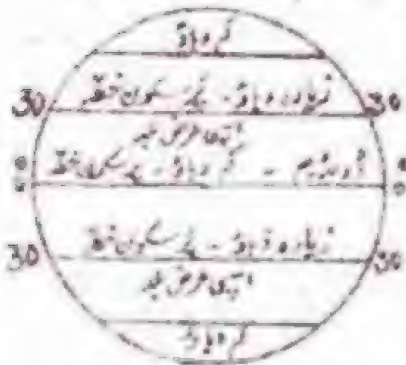
کم دباؤ
30 زیادہ دباؤ - بے سکون خطہ 30
انتہائی عرض بلد
0 کم دباؤ - بے سکون خطہ 0
30 زیادہ دباؤ - بے سکون خطہ 30
انتہائی عرض بلد
کم دباؤ

اگر زمین ساکن ہوتی تو ان ہواؤں کا رخ کرۂ شمالی میں شمال سے جنوب کی طرف اور نصف کرۂ جنوبی میں جنوب سے شمال کی طرف ہوتا۔ لیکن زمین کی رفتار خط استوا پر بہ نسبت قطبین اور ۳۰° عرض بلد کے بہت زیادہ ہے۔ اس لئے جو ہوائیں شمال سے جنوب

کی طرف آتی ہیں۔ وہ زمین کی رفتار کے ساتھ خط استوا کے نزدیک مغرب کی طرف رخ کر لیتی ہیں اور ۳۰° عرض بلد پر چونکہ رفتار کم ہے وہاں پیچھے رہ جاتی ہیں اور اس طرح ہواؤں کا رخ نصف کرۂ شمالی میں شمال مشرق سے جنوب مغرب کو اور نصف کرۂ جنوبی میں جنوب مشرق سے شمال مغرب کو ہو جاتا ہے۔ جو ذیل کے نقشے سے ظاہر ہے۔
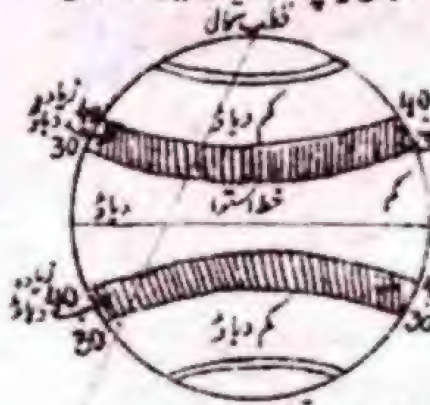
اسی طرح جو ہوائیں ۳۵° درجے سے شمال یا جنوب کی طرف قطبین کی جانب چلتی ہیں وہ زیادہ رفتار سے کم رفتار کی طرف جاتی ہیں اور ان کی سمت بھی بدل جاتی ہے۔ کیونکہ ان کا پچھلا حصہ آگے بڑھ جاتا ہے اور اگلا حصہ پیچھے رہ جاتا ہے۔ اس لئے نصف کرۂ شمالی میں جنوب مغرب سے شمال مشرق اور کرۂ جنوبی میں شمال مغرب سے جنوب مشرق میں چلتی معلوم دیتی ہیں یہی ہوائیں جیسا کہ اوپر ذکر ہوا معکوس یا منقلب تجارتی ہوائیں کہلاتی ہیں اور چونکہ یہ دونوں مغرب سے آتی معلوم دیتی ہیں اس لئے ان کو مغربی ہوائیں بھی کہتے ہیں۔

پس تجارتی ہوائیں وہ ہیں۔ جو عام طور پر نصف کرۂ شمالی میں ۳۵° شمال اور ۵° شمال کے درمیان شمال مشرق سے جنوب مغرب کے رخ چلتی ہیں اور نصف کرۂ جنوبی میں ۳۰° جنوب اور ۵° جنوب میں جنوب مشرق سے شمال مغرب کے رخ چلتی رہتی ہیں۔ لیکن جب سورج خط سرطان کے عین اوپر ہوتا ہے تو نصف کرۂ شمالی میں ان کا حلقہ ۲۵° شمالی سے شروع ہوتا ہے۔ یہ ہوائیں کم و بیش مستقل ہیں۔ اور چونکہ شروع میں جہاز رانوں کے لئے بہت مفید تھیں اس لئے ان کا نام تجارتی ہوائیں قرار پایا۔ ان دنوں جہاز بادبانوں کی مدد سے چلتے تھے اور ان ہواؤں کے بغیر حرکت نہ کر سکتے تھے۔

غربی یا منقلب تجارتی ہوائیں۔ ۳۵° سے ۶۵° شمال اور ۳۰° سے ۶۰° جنوب کے درمیان چلتی ہیں۔ ۴۰° سے ۵۰° درجہ جنوب میں چونکہ کوئی زمین یا پہاڑ نہیں جو ان کی رفتار میں رکاوٹ پیدا کر سکے۔ اس لئے یہ نہایت تندی سے چلتی ہیں اور گرجناک آواز نکالتی ہیں۔ اس لئے ان کو گرجناک چالیسویں بھی کہتے ہیں۔

جو تجارتی ہوائیں سرد سے گرم خطوں کی طرف آتی ہیں۔ ان میں کوئی رطوبت نہیں ہوتی۔ لیکن جو مرکزی تجارتی ہوائیں ہیں وہ کچھ رطوبت لاتی ہیں۔ جو اپنے راستے کے مشرقی حصوں میں پھینک دیتی ہیں۔ اور مغربی ممالک خشک رہتے ہیں۔ پس منطقہ ہائے معتدلہ کے مشرقی حصے تر ہیں اور ان میں بارش ہوتی ہے۔ اس کے برخلاف مغربی حصے خشک اور صحرا ہیں۔ پس صحرائے راجپوتانہ ہندوستان کے مغرب میں ہے۔ اور عرب اور صحرائے اعظم ایشیا کے مغرب میں ہیں۔ غربی ہوائیں مغرب میں رطوبت ڈال کر مشرق میں خشک ہو جاتی ہیں۔ اور اسی طرف صحرا ہیں مثلاً صحرائے گوبی جو ان کی زد میں ہے۔

**تجدید مسیحیت** ( Reformation ) یورپ کی تاریخ کا ہیجان خیز زمانہ پندرھویں صدی سے سترھویں صدی تک۔ جس میں بہت سی مذہبی اور سیاسی تبدیلیاں ظہور پذیر ہوئیں۔

انگلستان میں ان تبدیلیوں کا سلسلہ جان وائکلف ( John Wycliff ) کی تعلیمات سے شروع ہوا۔ لیکن ہنری ہشتم اور پاپائے روم کے جھگڑے نے انگلستان کو کلیسائے روما سے علیحدہ کر دیا۔ جرمنی میں تجدید مسیحیت میں مارٹن لوتھر ( Martin Luther ) کا ہاتھ رہا۔ کالون، نوکس اور زونگلی بھی اس سلسلہ میں مذہبی مصلحین کے زمرے میں شمار ہوتے ہیں۔

تجدید مسیحیت کے اسباب یہ ہیں: (۱) افزائش علم جس کی وجہ سے عوام میں فہم و فراست کا مادہ پیدا ہو گیا اور وہ اہم امور پر بذات خود غور کرنے کے قابل ہو گئے۔ ۲۔ یونانی ادبیات کی اشاعت جس میں خصوصاً انجیل مقدس شامل تھی۔ اور جو ابتداً یونانی زبان میں لکھی گئی تھی۔ ۳۔ چھاپے خانوں کی ایجاد جس کی وجہ سے کتابیں ارزاں اور زیادہ ہو گئیں۔ اب لوگ انجیل کا ترجمہ اپنی اپنی زبانوں میں کرنے لگے۔ لوتھر نے انجیل مقدس کا ترجمہ جرمنی زبان میں کیا۔ کورڈیل، ٹنڈیل اور کچھ دوسرے اشخاص نے انگریزی ترجمے کئے۔ رفتہ رفتہ کلیساؤں میں عبادت بھی بجائے لاطینی زبان کے لوگوں کی اپنی اپنی مادری زبانوں میں ہونے لگی۔

عوام کی اکثریت ان اصلاحات کیلئے بیقرار تھی لیکن

پھر ایسے بھی تھے۔ جو قدیم کیتھولک کلیسا سے مستقل وفاداری کو اصل ایمان سمجھتے تھے اور پاپائے روما کے معتقد تھے چنانچہ یورپ میں تجدید مسیحیت تیس سالہ جنگ کا سبب بن گئی۔ جس میں جرمنی نے اتنا نقصان اٹھایا جتنا دوسری جنگ عظیم میں بھی نہ اٹھایا تھا۔

**تجربہ** ( Experiment ) سائنس داں کائنات کے حقائق کا انکشاف دو طریقوں سے کرتے ہیں یا تو مشاہدات کے ذریعہ ہر چیز اور ہر تبدیلی کی علت غائی اور اس کے اثرات سے بحث کر کے حقیقتیں معلوم کی جاتی ہیں یہ طریقہ طبقات الارض، نباتیات، ادویات اور فلکیات سے متعلقہ سائنسوں میں مستعمل ہے۔ طبیعیات اور علم کیمیا اور دوسری سائنسوں میں مشاہدہ کے بعد تجربات کی ضرورت پیش آتی ہے اور تجزیہ اور امتزاج کے ذریعہ نیز دوسرے تجرباتی طریقوں سے اثرات کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اور کائنات کی چیزوں کے متعلق سوالات کر کے ایسی باتیں معلوم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جن کا علم پہلے نہ تھا۔

**تجرد**۔ عربی لفظ ہے جس کے معنی تنہائی یا علیحدگی کے ہیں یا ایک چیز کو دوسری سے علیحدہ کرنا بھی تجرد کا فعل ہے مجرد اس شخص کو کہتے ہیں جو غیر شادی شدہ ہو۔ اس کیلئے انگریزی میں ( Bachelor ) کا لفظ ہے۔ انگلینڈ میں ( Bachelor ) کا مفہوم نا کتخدائی کے علاوہ گھٹیا درجہ کا بھی ہے مثلاً ( Knights Bachelors ) وہ لوگ تھے۔ جو اوروں کے جھنڈے تلے رہ کر لڑتے تھے۔ اس لفظ کا استعمال نئے راہبوں پر بھی ہوتا ہے اور ان اشخاص پر بھی جو دنیا کو خیرباد کہہ کر ریاضت اور گوشہ نشینی کی زندگی اختیار کریں۔

**تجزیہ** ( Analysis ) ۔ سائنسی دنیا میں کسی مرکب کو اس کے اجزائے ترکیبی میں منقسم کرنا یا بدقسمتی آئے دن کیمیائی ماہرین کے سامنے ایسی چیزیں لائی جاتی ہیں جن کی شناخت اجزائے ترکیب اور ان کا تناسب معلوم کرنا مقصود ہوتا ہے۔ علم اور تجربہ کی بنا پر کیمیائی ماہرین انہیں گرمی پہنچا کر یا دوسری کیمیاوی اشیاء کے ساتھ ملا کر گوناگوں تجربوں کے ذریعے ان کے خواص کو پرکھے گا اور اجزا اور عناصر اور ان کے تناسب کے متعلق صحیح اطلاعات فراہم کرے گا۔

تجزیہ دو طرح کا ہوتا ہے۔ ۱۔ بلحاظ صفات و خاصیت جبکہ بناوٹ کے متعلق معلومات حاصل کرنا مقصود ہوں۔ ۲۔ بہ اعتبار مقدار جبکہ اجزاء کی مقدار، تناسب کا پتہ لگانا مقصود ہو۔

**تجوری** ( Safe ) تجوری اس محفوظ صندوقچے یا الماری کو کہتے ہیں جو نقدی، سونا چاندی اور قیمتی جواہرات کے رکھنے کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ یہ عام طور پر لوہے یا مضبوط لکڑی سے بنائی جاتی ہے۔ مگر زیادہ مضبوط اور محفوظ لوہے کی تجوریاں سمجھی جاتی ہیں۔ تجوری کا وزنی اور مضبوط ہونا لازمی شرط ہے تاکہ اسے اٹھا لے جانا یا توڑنا آسان نہ ہو۔

تجارت پیشہ لوگ اپنی دکانوں میں تجوریاں رکھتے ہیں۔ ڈاک خانوں اور بنکوں میں جہاں اکثر روپے کی ریل پیل ہوتی ہے۔ بڑی بڑی اور مضبوط تجوریاں استعمال کی جاتی ہیں۔ صرافوں کی دکانوں میں سونے چاندی کے زیورات تجوریوں کی زینت ہوتے ہیں۔ مغربی پاکستان میں لاہور گوجرانوالہ اور ڈسکہ کے مقامات تجوری سازی کی صنعت کے لئے خاص طور پر مشہور ہیں۔

**تحت الارض** ( Interior of the Earth ) اس سے مراد زمین کے نیچے کا حصہ ہے۔ اس حصے کی عمیق ترین تہ لوہے اور نکل کی چٹانوں سے بنی ہوئی ہے۔ یہی تہ مرکزی ہوتی ہے۔ اس عمیق ترین تہ کے اوپر کی تہ بسالٹ ( Basalt ) کی تہ کہلاتی ہے۔ جس میں لوہے اور میگنیشیم کے مخلوط معدنیات پائے جاتے ہیں۔ بسالٹ نام کی تہ کے اوپر سب سے ہلکی چٹان کی تہ پائی جاتی ہے جسے گرینائٹ (Granite) کی تہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ چنانچہ اس اوپر کی تہ کی بالائی سطح میں ہمارے بر و بحر پائے جاتے ہیں۔ اور انسانی دسترس اسی تہ کے بالائی حصے تک محدود ہے۔ مادے کے جیسے عناصر انسانی علم میں ہیں وہ اسی تہ میں مضمر ہیں مثلاً معدنیات، مائعات وغیرہ وغیرہ۔ دور حاضر کے علم طبقات الارض کے ماہرین کا اندازہ ہے کہ تحت الارض کی قدیم ترین چٹانیں کم از کم ۱۲۶۰ ملین (۱۲۶۰,۰۰۰,۰۰۰) سال پرانی ہیں۔ اور یہ کہ زمین کو منصۂ شہود پر آئے ہوئے کم و بیش دو ہزار ملین (۲۰۰۰,۰۰۰,۰۰۰) سال ہو چکے ہیں۔

## تحریری معاہدات (Written Agreements)

ان پبلک یا عمومی معاہدات کا تحریری شکل میں ہونا ضروری ہے۔

۱۔ بل آف ایکسچینج (Bill of Exchange)

۲۔ پرونوٹ (Pro-note) اور بل آف ایکسچینج کی منظوری

۳۔ جہازرانی یا بحری بیمے کے معاہدات۔

۴۔ کاپی رائٹ (Copyright) کے معاہدات۔

۵۔ ان قرضہ جات کی رسیدات جو میعاد ختم ہو جانے پر زائد المیعاد ہو جاتے ہیں۔

ان مخصوص معاہدات کا تحریری صورت میں ہونا ضروری ہے اور فریق معاہدہ کے اس پر دستخط ہونا چاہئیں۔ یا اس کے وکیل یا مختار کے۔

(الف) منصرم اور مہتمم کا عہدنامہ جس میں وہ نقصانات کی تلافی کی ذمہ داری لیتا ہے۔

(ب) ضمانت نامہ جس میں ایک شخص دوسرے کے قرضہ، نقض عہد یا ارتکاب جرم کی ضمانت دیتا ہے۔

(ج) شادی کے شرائط کے متعلق معاہدہ (مثلاً شادی کر پانے تک پہنچانے کا معاہدہ۔ نہ کہ شادی کرنے کا معاہدہ۔)

(د) زمین، عمارات اور مکانات کی فروخت یا ان کو کرایہ پر دینے کے متعلق معاہدات۔ اس میں کھڑی فصل یا گھاس کی فروخت اور اسے کاٹ کر لے جانے کا معاہدہ بھی شامل ہے

(ر) وہ معاہدات جن کی تعمیل ایک سال کے بعد ہونے والی ہو۔ مثلاً ایک سال کی ملازمت کا معاہدہ جو آئندہ سوموار سے شروع ہونے والا ہو۔

## تحریک اعتماد (Vote of Confidence)

کسی پارلیمانی ادارے کا وزیر اعظم یا کسی دوسرے وزیر کی حکمت عملی پر اظہار تائید اور اعتماد کے طور پر اس کے ارکان کی کثرت رائے سے منظور کرنا۔

پارلیمانی حکومت میں جب کسی وزارت یا وزیر کی پالیسی مشکوک نظر آتی ہے تو اعتماد کے ووٹ کی تحریک پیش کی جاتی ہے اور ارکان کی کثرت رائے سے اس پالیسی کی یا تو تائید مقصود ہوتی ہے یا اس کی تحقیر و تکفیر اور اس طرح ووٹ کے ذریعے یا تو وہ پالیسی قائم رہتی ہے اور وہ وزارت قائم یا بصورت دیگر وزارت یا وزیر کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور نیا انتخاب معرض وجود میں آتا ہے۔

## تحریک التوا (Adjournment Motion)

کسی قانون ساز یا انتظامی مجلس کے کسی زیر بحث مسئلے میں کسی رکن کی طرف سے اس قسم کی تحریک کہ فلاں اختلافی شق پر بحث یا ایوان کو معینہ عرصہ کے لئے ملتوی کیا جائے اس قسم کی تحریک میں احتجاج یا مزید غور و خوض کا پہلو ہوتا ہے۔ تحریک التوا کے بحث مباحثہ کے بعد کثرت رائے سے فیصلہ ہوتا ہے کہ ایوان مجلس کو کسی قسم کا اقدام کرنا چاہیے

## تحریک امداد باہمی (Co-operative Movement)

اس تحریک کا مقصد ہے کہ سرمایہ دار ممالک میں عام کاروباری طریق کار کو ترک کرکے ایسی انجمنیں قائم کی جائیں جو امداد باہمی کے اصول پر چل کر اپنے کاروبار کو چلائیں۔ دراصل اس تحریک کی اساس اشتراکی خیالات پر مبنی ہے۔ تاہم یہ تحریک سرمایہ داری نظام معیشت کے حامل ممالک میں کامیابی سے چل نکلی ہے۔ اور ان میں بالخصوص دیہاتی علاقوں میں جو طبعاً اشتراکیت کے مخالف ہیں اس تحریک کو قبولیت حاصل ہوئی ہے۔ اسے یورپ میں بڑا رسوخ حاصل ہوا ہے چنانچہ وہاں کوئی ایسا ملک نہیں۔ جہاں اس کا رواج نہ ہو۔

علاقائی تقسیم کے لحاظ سے اسے شہری اور دیہاتی حلقوں میں تقسیم کیا جاتا ہے مگر کام کے لحاظ سے اس کے تین شعبے ہیں جو مال پیدا کرنے والوں، مال بیچنے والوں اور مال خرچ کرنے والوں پر مشتمل ہیں۔ کسی انجمن امداد باہمی کے ارکان کا آپس کا تعلق ایک جائنٹ سٹاک کمپنی کے ارکان کے باہمی تعلق سے زیادہ ہوتا ہے۔ وہ ایک دوسرے کے لئے نفع بخش اغراض کو نظر انداز کرکے برادرانہ اشتراک عمل کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ تحریک امداد باہمی کی روح رواں یہ ہے کہ منفعت اندوزی کی خاطر مال غیر دل کے ہاتھ فروخت کرنے کی بجائے انجمن کے ارکان کے ہاتھ ان کی ضروریات پوری کرنے کے لئے فروخت کیا جائے۔

## تحصیلدار

تحصیلدار۔ حکومت کا وہ عہدہ دار جو ضلع کی کسی تحصیل کا حاکم ہو۔ تحصیلدار کا کام عام طور پر لگان اور حکومت کے دوسرے ٹیکس وصول کرنا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اسے مال اور فوجداری کے معمولی مقدمات فیصل کرنے کا اختیار بھی ہوتا ہے۔ فوجداری میں تحصیلدار عموماً مجسٹریٹ درجہ دوم ہوتے ہیں۔ علاقہ کی زمین، مکانات وغیرہ کے نقشے اور ضروری

اندراجات بھی تحصیل ہی میں ہوتے ہیں۔ تحصیلدار اپنے عملہ کی مدد سے اراضی کی ملکیت، انتقال اور خرید و فروخت کے مکمل ریکارڈ دفتر تحصیل میں رکھتا ہے۔

تحصیلدار براہ راست بھی مقرر ہوتے ہیں اور نائب تحصیلدار سے ترقی کرکے بھی بنتے ہیں۔ حکومت کی طرف سے تحصیلداری کے لئے مقابلہ کا امتحان ہوتا ہے۔ جس میں شرکت کے لئے امیدوار کم از کم گریجویٹ ہونا ضروری ہے۔ تحصیلداری، ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنری کے مقابلے کا امتحان ایک ہی ہوتا ہے اور جو امیدوار اعلیٰ نمبروں پر کامیاب ہوں انہیں ای۔ اے۔ سی لگایا جاتا ہے اور جو اس کے زمرہ میں متوسط یا کم نمبروں پر پاس ہوں۔ انہیں تحصیلدار متعین کیا جاتا ہے۔ گو کچھ وقت کے لئے انہیں ٹریننگ کی خاطر بطور نائب تحصیلدار بھی کام کرنا پڑتا ہے۔

## تحفظ عامہ

تحفظ عامہ (Publi: Safety) عامۃ الناس کا اجتماعی تحفظ۔ ملک کی پولیس اور ہنگامی حالات میں فوج اس تحفظ کی ضامن ہوتی ہے۔ حکومت عوامی تحفظ کے لئے مختلف قوانین پاس کرتی ہے۔ جن کی رُو سے پولیس کو غیر معمولی اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔

تحفظِ عامہ سے مراد عام آدمیوں کو کسی عوام دشمن شخص کی سرگرمیوں سے بچانا بھی ہے۔ بعض ملکوں میں جہاں شہری آزادی کا پورا احترام کیا جاتا ہے، ایسے اشخاص یا جماعتوں کو جن کی سرگرمیاں ملک اور قوم کے مفاد کے صریحاً خلاف ہوں۔ تحفظِ عامہ کی خاطر نظر بند کر دیا جاتا ہے۔ یا انہیں توڑ دیا جاتا ہے۔ سماج دشمن عناصر غنڈے وغیرہ بھی تحفظِ عامہ کی خاطر اکثر اوقات بغیر مقدمہ چلائے۔ قوانین تحفظ عامہ کے تحت جیلوں میں ڈال دیئے جاتے ہیں۔ مغربی پاکستان میں غنڈہ ایکٹ کا نفاذ اسی تمدنی مرض کا علاج ہے۔

## تخت سلیمان

تخت سلیمان۔ مغربی پاکستان کے علاقہ بلوچستان کے کوہ سلیمان کی بلند ترین چوٹی جو سال کے متعدد مہینے برف سے ڈھکی رہتی ہے۔

تخت سلیمان کو روایتی اہمیت بھی حاصل ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت سلیمان کا ایک تخت تھا جسے ان کی ماتحت مخلوق ایک جگہ سے دوسری جگہ اڑا کے لے جاتی تھی۔ اور حضرت سلیمان کو جہاں پہنچنا ہوتا تھا وہیں ان کے حکم اور اشارے پر تخت کو پہنچا دیا جاتا تھا۔ آپ کی حکومت جن و انس وحوش وطیور غرضیکہ ساری مخلوق پر قائم تھی اور آپ مختلف النوع مخلوق کی زبان اور بولی کو بھی سمجھتے تھے۔

## تخت طاؤس

تخت طاؤس۔ مغل شہنشاہ شاہجہان نے تخت نشینی کے بعد اپنے لئے ایک نہایت قیمتی تخت تیار کرایا جو تخت طاؤس کہلاتا تھا۔ اس تخت کا طول تیرہ گز، عرض ۲ ۱/۲ گز اور بلندی ۵ گز کے قریب تھی۔ اور زمرد پایوں پر قائم تھا۔ یہ پائے خالص سونے کے بنے ہوئے تھے۔ تخت تک پہنچنے کے لئے تین چھوٹے چھوٹے زینے بنائے گئے تھے جن میں دور دراز ملکوں کے قیمتی جواہر جڑے تھے۔ دونوں بازوؤں پر دو خوبصورت مور جو چونچ میں موتیوں کی لڑی لئے پروں کو کھولے سایہ کرتے نظر آتے تھے۔ اور دونوں کے سینوں پر سرخ یاقوت جڑے ہوئے تھے۔

پشت کی تختی پر قیمتی ہیرے جڑے ہوئے تھے۔ جن کی مالیت لاکھوں روپے تھی۔ تخت کی تیاری پر ایک کروڑ روپیہ خرچ ہوا تھا۔
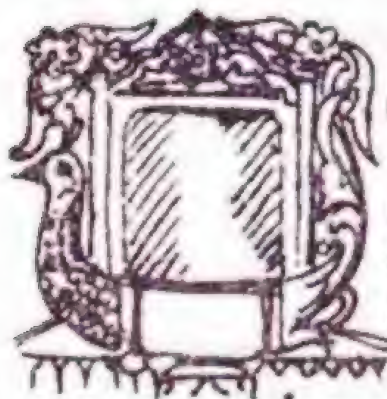
جب نادر شاہ نے دہلی پر حملہ کیا۔ تو دلی کی ساری دولت سمیٹنے کے علاوہ تخت طاؤس بھی اپنے ساتھ ایران لے گیا۔ جو بعد میں انقلابات کی نذر ہو گیا۔

## تخت نشینی اور تاجپوشی

تخت نشینی اور تاجپوشی۔ کسی بادشاہ کے ولیعہد یا جانشین کے تخت سلطنت پر متمکن ہونے کی رسم۔ تخت نشینی اور تاجپوشی کے مراسم بسا اوقات آگے پیچھے ہوتے ہیں۔ ولیعہد یا جانشین تخت پر تو بیٹھ جاتا ہے لیکن تاجپوشی کی رسم بعد میں ادا ہو سکتی ہے۔ جمہوری حکومتوں میں تو تخت نشینی یا تاجپوشی معمولی طریق پر انجام پاتی ہے۔ لیکن شخصی یا شاہی سلطنتوں میں یہ رسمیں بڑے طمطراق اور شان و شوکت سے منعقد ہوتی ہیں۔

مثلاً سلاطین مغلیہ کی تخت نشینی تاریخی واقعات کا نقشہ پیش کرتی رہی ہیں۔ ہندو راجاؤں اور مہاراجوں کے عہد میں تخت نشینی کی رسم اہم واقعہ سمجھی جاتی۔ جشن اور جلوس منعقد ہوتے اور کئی کئی دن بڑی دھوم دھام رہتی۔ خود شاہان برطانیہ کی تخت نشینی اور تاجپوشی اب تک بڑے اہتمام

سے منائی جاتی ہے اور لاٹ پادری کے ہاتھ سے ادا ہوتی ہے۔

**تخریب** ( Devastation ) عربی لفظ ہے۔ خراب، خرابہ وغیرہ اسی مادہ سے ہیں۔ لفظی معنی برباد کرنا، تباہ اور ہلاک کرنا وغیرہ وغیرہ۔

حملہ آور بادشاہ یا افواج کا کسی آباد ملک، شہر یا قصبے کو ویران اور برباد کرنا، کسی خطے میں طوائف الملوکی کا ظہور پذیر ہونا، مویشیوں وغیرہ کا کسی فصل کو تباہ کرنا، یہ سب اور اس قسم کی دوسری بربادیاں، تخریب کے زمرے میں آتی ہیں۔

قدیم زمانوں میں تخریب کا سلسلہ بہت حد تک عمل میں آتا رہا۔ جنگ عظیم کے موقع پر آبادیوں اور اراضیات وغیرہ کی تخریب ابھی تازہ واقعہ ہے۔

## تخفیف اسلحہ کانفرنس ۱۹۳۲ء

( Disarmament Conference 1932 ) اقوام عالم برطانیہ، امریکہ، فرانس، جرمنی، روس اور دوسری بڑی بڑی طاقتوں کی کانفرنس جینوا کے مقام پر ۱۹۳۲ء میں منعقد ہوئی جس میں اس مسئلہ کو زیر بحث لایا گیا کہ دنیا کی حکومتوں اور مختلف ملکوں کی سلطنتوں کو اسلحہ جنگ محدود اور معینہ مقدار میں رکھنا چاہئیں۔ مگر اس کانفرنس کے فیصلوں کو بعد میں عملی جامہ پہنانے میں کئی ملکوں نے تعاون نہ کیا بالخصوص جرمنی، جاپان اور اٹلی نے اسے نظر انداز کیا اور نتیجہ ۱۹۳۹ء کی دوسری عالمگیر جنگ کی شکل میں رونما ہوا۔

**تخلیق** - معنی پیدا کرنا۔ تکوین عالم یعنی آسمان و زمین کو پیدا کرنے کے بعد خدا تعالیٰ نے مختلف مخلوق جوڑا جوڑا پیدا کیا۔ موجودہ سائنس بھی آج یہی کہتی ہے کہ تمام جانور پانی سے پیدا ہوئے ہیں اور خداوند تعالیٰ نے بھی یہی ارشاد فرمایا ہے۔ جانوروں کی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں یعنی پیٹ کے بل رینگنے والے جانور، دو پاؤں سے چلنے والے یعنی پرندے اور چوپائے۔ جانوروں کے فائدے بھی بتائے گئے ہیں۔ کہ ان کا گوشت بھی کھایا جاتا ہے، بوجھ اٹھاتے ہیں ان کے پر، کھال اور اون سے جاڑے کا سامان تیار ہوتا ہے اور وہ سواری کے کام آتے ہیں۔ شہد کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے امراض کی شفا رکھی ہے۔ جانوروں کے علاوہ انسان کی تخلیق کا ذکر ہے کہ اسے کھنکناتی مٹی سے پیدا کیا پھر اس کی مختلف صورتیں بنائیں۔ جنوں کا ذکر ہے۔ جن کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا گیا اور فرشتوں کی قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ تخلیق کا مقصد آزمائش بیان کیا گیا۔ خصوصاً انسانوں کے واسطے کہ کون خدا کا شکر کرتا ہے، کون خدا کی قدرتوں پر غور کرتا ہے۔ اور اس کے نام کی تسبیح پڑھتا ہے۔ اور کون اس کی یاد سے غافل ہوتا ہے۔

**تخمی پودا** ( Seedling ) وہ پودا جو تخم سے اُگے نہ کہ قلم اور شاخ سے۔ جب یہ پودے بیج سے پھوٹ نکلتے ہیں تو ان کی بڑی نگرانی کرنی پڑتی ہے۔ تاکہ ان کی بعد کی زندگی اچھی گزرے اور یہ خوب نشوونما پا سکیں۔ جب یہ اتنے بڑے ہو جائیں کہ ہاتھ لگانے کو برداشت کر سکیں تو انہیں اکھاڑ کر کیاریوں میں فاصلہ سے لگا دینا چاہئیے۔ تاکہ ان کو بڑھنے کے لئے زیادہ جگہ مل جائے اور زیادہ بھیڑ نہ ہو۔ مٹی میں سے نکالتے وقت خیال رکھنا چاہیے کہ پودے کی جڑ کی مٹی کو ضرورت سے زیادہ الٹ پلٹ نہ کیا جائے۔ جس جگہ لگانا ہے۔ وہاں نوکدار چھڑی یا کھرپے سے گڑھا کھود کر اس میں اس پودے کو احتیاط سے رکھ دیجئے اور انگلیوں سے چاروں طرف کی مٹی دبا کر ہموار اور مضبوط کر دیجئے۔ تاکہ پودا کھڑا رہ سکے۔

**تدبیر تنفس** ( Artificial Respiration ) جب کبھی پھیپھڑے اپنے معمولی فرائض انجام دہی سے معذور ہو جائیں تو ان کو از سر نو کام کے قابل بنانے کے لئے تدبیر عمل میں لائی جاتی ہے۔ بجلی کے دھکے سے یا پانی میں ڈوبنے کے صدمہ سے گیسوں کے زہر سے اکثر پھیپھڑے معطل ہو جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں مریض کو پیٹ کے بل لٹا کر معالج اسے اپنے زانوؤں کے درمیان لے لیوے اور اپنے دونوں ہاتھ اس کی پیٹھ کے نچلے حصہ پر رکھے۔ اپنے بازوؤں کو سیدھا رکھے اور اپنا وزن اپنے بازوؤں پر ڈالے صرف اتنی دیر تک جتنی دیر میں ایک اور دو

کی گنتی پوری ہو سکے۔ مریض کے اوپر دباؤ قائم رکھے یہاں تک کہ مریض کے سانس کی آمد و شد پھر سے قائم ہو جائے۔

**تذکرۃ الحفاظ۔** علامہ السیوطی کی مشہور تصنیف جو محدثین کے حالات اور فن حدیث کے موضوع پر مستند کتاب ہے۔

**تذکیر و تانیث۔** (تذکر و مونث) (Gender) کسی زبان کے قواعد میں نر و مادہ کا اظہار۔ تذکیر و تانیث میں نر اور مادہ صرف دو ہی حالتیں ہیں۔ لیکن انگریزی میں بے جان چیزوں کو ایک تیسری حالت میں رکھا گیا ہے جس کو وہ بے جان (Neuter) حالت کہتے ہیں۔ پاکستانی زبانوں میں ان بے جان چیزوں میں بھی شناخت کی جاتی ہے۔ چنانچہ بعض باتیں انگریزی اور پاکستانی میں بالکل متضاد ہیں۔ مثلاً انگریزی میں اگرچہ جاندار چیزوں ہی کی تذکیر و تانیث ہوتی ہے لیکن غیر جاندار چیزوں کو بھی کئی دفعہ مذکر یا مونث فرض کر لیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر جہاز، چاند اور ریل گاڑی کو لیجئے۔ انگریزی میں ان کو مونث مانتے ہیں۔ لیکن پاکستانی زبانوں میں جہاز اور چاند مذکر ہیں۔ اگرچہ ریل گاڑی مونث ہے۔ اردو میں تذکیر و تانیث صرف اسماء میں ہوتی ہے یا افعال میں۔ لیکن ضمائر ہر دو کے لئے یکساں ہوتے۔ انگریزی افعال پر تذکیر و تانیث کا مطلق کوئی اثر نہیں پڑتا۔ لیکن ضمائر میں تذکیر و تانیث کا امتیاز لازمی طور پر رکھا جاتا ہے۔

**ترازو۔** ترازو وہ آلہ ہے جس کے ذریعے اشیاء کا وزن معلوم کیا جاتا ہے۔ اس کی کئی قسمیں ہیں۔ عام ترازو وہ ہے جس کے دو پلڑے ہوتے ہیں۔ جو رسی یا زنجیر کے ذریعہ لکڑی کی ایک ڈنڈی سے بندھے ہوتے ہیں۔ ایسے ترازو عام دکانوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ بھاری اشیاء کا وزن معلوم کرنے کے لئے کمانی دار ترازو (کنڈے) ہوتے ہیں۔ جیسے ریلوے سٹیشنوں اور محصول چنگی وغیرہ پر بہت بھاری اشیاء کے لئے فرشی تول سے کام لیا جاتا ہے۔ جو زمین پر ایک ہموار ترازو کی شکل میں ہوتے ہیں۔ ان پر ہزاروں من بوجھ لاد کر وزن کیا جاتا ہے۔ بھاری ٹرک اور گاڑیوں کا سامان وزن کرنے کے لئے انہیں ایسے ترازو کے فرش پر کھڑا کر کے وزن



کیا جاتا ہے۔

پلڑے دار یا عام ترازو کی صحت کیلئے ضروری ہے کہ ترازو کی ڈنڈی پلڑوں کے خالی رہنے یا ان میں برابر وزن ہونے کی صورت میں افق کے متوازی رہے ڈنڈی کے دونوں بازوؤں کی لمبائی برابر ہونی چاہیئے۔ ترازو کی ڈنڈی کے بازو جتنے طویل اور لمبے ہوں گے ترازو اتنی ہی زیادہ حساس ہوگی۔ علاوہ ازیں ترازو جس میں اضافہ کرنے کے لئے ڈنڈی کو ہلکا اور ہلکا رکھا جاتا ہے۔

**تراویح۔** نماز ہے، رمضان کے مہینے میں عشاء کی نماز کے فوراً بعد یہ نماز با جماعت ادا کی جاتی ہے۔ جو بیس یا آٹھ رکعت پر مشتمل ہوتی ہے۔ اور دو دو رکعت کر کے پڑھی جاتی ہے۔ ہر چار رکعت کے بعد وقفہ ہوتا ہے جس میں تسبیح و تہلیل ہوتی ہے اور اسی کی وجہ سے اس کا نام تراویح ہوا۔ آنحضرت صلعم نے رمضان شریف کی رات کی عبادت کو بڑی فضیلت دی ہے اور تین روز تک تہجد کی نماز بھی پڑھائی۔ لیکن انفرادی نماز کو زیادہ پسند فرمایا۔ حضرت عمرؓ نے سب سے پہلے تراویح کے با جماعت اور اول رات میں پڑھنے کا حکم دیا اور اسوقت سے اب تک یہ اسی طرح پڑھی جاتی ہے۔ اس نماز کی امامت بالعموم حافظ قرآن کرتے ہیں اور رمضان کے پورے مہینے میں ایک بار یا زیادہ مرتبہ قرآن شریف پورا ختم کر دیا جاتا ہے۔ اس نماز کو سنت کہا جاتا ہے اور اس کا پڑھنا بہت اہم عبادت متصور ہوتی ہے۔

**تربھون ناتھ ہجر۔** پنڈت تربھون ناتھ سپرو تخلص ہجر۔ پنڈت شمبھر ناتھ سپرو کے بیٹے تھے۔ ۱۸۵۳ء میں پیدا ہوئے کیننگ کالج لکھنؤ میں انگریزی تعلیم حاصل کی اور فراغت پر اخبار نویسی کا مشغلہ اختیار کیا۔ کچھ عرصہ کے لئے لکھنؤ میں وکالت بھی کرتے رہے۔ نہایت شریف اور منکسار بزرگ تھے۔ اودھ پنچ لکھنؤ کے قابل اور فاضل نامہ نگاروں میں ان کا شمار ہوتا ہے اور تحریروں میں لکھنوی معاشرہ کی وقتاً فوقتاً صحیح تصویر پیش کیا کرتے تھے۔

**تربیت حافظہ۔** Memory Training یاد داشت کی کمزوری اگر کسی عضوی سبب کا نتیجہ

نہ ہو تو اسے تیز کیا جا سکتا ہے۔ اس میں قدرے قوتِ ارادی کی ضرورت ہے۔ انتہائی رنج و غم کے باعث بھی حافظہ خراب ہو جایا کرتا ہے۔ صحت مند آدمی کو جس کا دل و دماغ درست ہو یہ شکایت نہیں ہونی چاہیے۔ یوں بھول چوک تو ہر شخص سے ممکن ہے۔ بالعموم ریاضت سے حافظہ قوی ہو جاتا ہے ایک ترکیب یہ ہے کہ ذہنی کارڈ انڈکس سسٹم کا اصول برتا جائے (Mental Card Index System) اس کو الحاقِ خیالات (Association of Ideas) بھی کہتے ہیں۔ اس قسم کی مشق سے حافظے کے قفل کھلتے چلے جاتے ہیں۔ مثلاً سب پاکستانی جانتے ہیں کہ قائدِ اعظم مرحوم کا انتقال ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو ہوا۔ اسی تاریخ سے جڑا ہوا اہم واقعہ بھارتی فوجوں کی حیدرآباد پر چڑھائی ہے۔ اسی طرح ٹیلیفون کے نمبر بھی یاد کیے جا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ ہندسوں کو کسی خاص طریقے سے مرتب کر کے لکھ لیا جائے۔ یادداشت تیز کرنے کا اس سے بہتر نسخہ کوئی نہیں کہ تاریخیں اور سن یاد کیے جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ قدیم طرز کے مدارس میں اس پر بہت زیادہ زور دیا جاتا تھا۔

تربیتِ حافظہ کا ایک اور طریقہ یہ ہے کہ کسی میگزین یا اخبار یا کتاب میں آپ نے جو پیراگراف پڑھا ہے، اسے دو گھنٹے بعد حرف بحرف لکھیں۔

**ترجمان** (Interpreter) کوئی شخص جو دو غیر ممالک اور غیر زبان کے اشخاص میں رابطہ کا کام دے اور ایک کو دوسرے کے کلام کے مفہوم سے آگاہ کرے۔ یہ ظاہر ہے کہ اس قسم کے آدمی کے لئے ہر دو زبانوں پر مکمل عبور حاصل ہونا ضروری ہے۔ یہ لفظ مترجم سے مختلف ہے جو ایک زبان کی تحریر کو دوسری زبان میں تحریری طور پر منتقل کرتا ہے۔ ترجمان کا تعلق تقریر سے ہے۔ وہ ایک آدمی کی تقریر کا فی البدیہہ ترجمہ کر کے دوسرے کو سناتا ہے۔ تاکہ ان دونوں کے درمیان تبادلۂ خیالات ہو سکے۔ اس کے مقابل میں انگریزی کا لفظ انٹرپریٹر (Interpreter) ہے لیکن یہ زمانہ حال کی ایجاد ہے۔ قدیم انگریزی لفظ جو ان دنوں استعمال ہوتا چلا آ رہا ہے۔ وہ ڈریگومان (Dragoman) ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ یہ لفظ ترجمان ہی کی مسخ شدہ صورت ہے۔ ازمنۂ متوسطہ میں ترجمان مستقل پیشہ ور ہوتے تھے جو قافلوں کی رہنمائی و فراہمی اور حفاظت کا کام کرتے تھے خصوصاً جب یہ قافلے اجنبی ممالک میں سفر کرتے تھے۔ آج کل حاجیوں کے معلم اسی قسم کے ہوتے ہیں۔

**ترجمانی** (Interpretation) کسی شخص کے مفہوم کا اظہار دوسرے شخص کی زبانی۔ اصطلاح میں جب دو حاکم، بادشاہ یا طاقتیں ایک دوسرے کی زبان پر عبور نہ رکھتے ہوں تو درمیانی شخص جسے ترجمان کہتے ہیں ایک دوسرے کو اپنا اپنا مافی الضمیر اور مطلب سمجھاتا ہے۔ ترجمان کو دونوں زبانوں پر عبور حاصل ہوتا ہے اور دونوں کو روانی سے بول بھی سکتا ہے۔

بسا اوقات ترجمانی کا مفہوم معمولی سفارش یا وضاحت کا بھی ہوتا ہے مثلاً کوئی کہے کہ آپ فلاں صاحب کے پاس میری ترجمانی کر دیں۔ غلط ترجمانی کا استعمال اس وقت ہوتا ہے جب کوئی شخص کسی دوسرے کے مفہوم کو غلط سمجھے

**ترجمہ۔** (Translation) ایک زبان کو دوسری زبان کے قالب میں ڈھالنا۔ یا ایک زبان کے مفہوم کو لفظاً و معناً دوسری زبان کے مفہوم میں منتقل کرنا۔

انگریزی، عربی، فارسی وغیرہ کے اردو میں ترجمے اسکولوں اور کالجوں کے نصاب کا اہم ترین جزو ہیں۔ کسی زبان کے سیکھنے سکھلانے کے لئے ترجمہ مؤثر اور عملی ذریعہ ہے۔ انگریزی زبان کا جو شروع شروع میں چرچا ہوا تو اس کی تعلیم و تدریس بیشتر ترجمہ کے ذریعے سے ہوتی تھی۔ بعد میں اقتضائے زمانہ کے ساتھ دوسرے ذرائع اختیار کئے گئے۔ لیکن اب پھر ترجمہ کو بہتر ذریعہ خیال کیا جا رہا ہے اور اہلِ فن اسی کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔

**ترغہ** (Thrush) ایک خوش الحان پرندہ جو یورپ میں پایا جاتا ہے۔ یہ باغوں اور جھاڑیوں میں رہتا ہے اور سوائے اگست کے باقی ہر مہینے میں خوش الحانی سے چہچہاتا ہے۔ کیڑوں کوڑوں اور گھونگوں کی تلاش میں یہ اچھلتا کودتا اور دوڑتا پھرتا ہے اس کی کمر کا رنگ بادامی اور سینہ چتی دار ہوتا ہے۔

**ترقی پذیر** ۔ وہ زبان، اقوام، جماعت، گروہ، فرقہ وغیرہ جو اپنی اصلی حالت سے آگے بڑھ رہا ہو اور بتدریج ارتقائی مراحل طے کر رہا ہو۔ ترقی پذیر یعنی ترقی کو قبول یا اختیار کرنے والا۔

تاریخ دنیا کے مختلف ادوار میں مختلف قوموں کی صلاحیتیں گوناگوں رہی ہیں اور جس قوم کی صلاحیت اخلاق اور کرائف کے ماتحت زیادہ رہی اس نے اسی قدر ترقی زیادہ کی۔ آب و ہوا اور ملی اور تمدنی اسباب کا اثر قومی ترقی پر ثبت ہوتا ہے اور اسی جہت سے معیار بڑھتا ہے۔

**ترقی اردو بورڈ** ۔ جولائی ۱۹۵۸ء میں حکومت پاکستان نے اردو زبان و ادب کی ترقی و تحقیق کے لئے ایک بورڈ قائم کیا۔ اس بورڈ کے صدر وزارت خزانہ کے سکرٹری مسٹر ممتاز حسن اور نائب صدر بیگم شائستہ اکرام اللہ مقرر ہوئیں۔ بورڈ کے ارکان میں حکومت کے مشیر تعلیم، انجمن ترقی اردو کے صدر ڈاکٹر مولوی عبدالحق مرحوم، اورینٹل کالج لاہور کے پرنسپل ڈاکٹر سید عبداللہ اور پنجاب یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر شہید اللہ شامل تھے۔

ترقی اردو بورڈ ان دنوں اردو کا ایک جامع اور مبسوط لغت مرتب کرنے میں مصروف ہے۔ بورڈ ایک سہ ماہی رسالہ "اردو نامہ" بھی شائع کرتا ہے۔

**ترقی پسند مصنفین** (PROGRESSIVE) ایسے مصنفین جو حقائق پسندانہ طرز تحریر اور مضامین کو نظم انداز کر کے جدید اسلوب تحریر کو اختیار کریں اور نئے نئے اور اچھوتے مضامین پر قلم اٹھائیں۔ ترقی پسند مصنفین کی تنظیم پاکستان میں تھی جس کے تحت مقررہ وقتوں پر اراکان کے اجلاس منعقد ہوتے تھے۔

اجلاس میں مصنفین اپنے اپنے مقالے، مضامین اور تحریریں پڑھتے یا تقریریں کرتے تھے۔

**ترکستان** ۔ ایشیا کے وسط میں ایک خطہ زمین جس نے عجیب و غریب انقلابات زمانہ دیکھے ہیں۔ اس کے مشرق میں صحرائے گوبی (DESERT OF GOBI) مغرب میں بحیرہ کیسپین (CASPIAN SEA) جنوب میں ایران، افغانستان اور تبت واقع ہیں۔ یہاں یکے بعد دیگرے مختلف قومیں آکر آباد ہوئیں اور مختلف تہذیبیں وجود میں آئیں۔ کبھی یہ علاقہ انتہائی زرخیز تھا۔ لیکن آج پرانے قدیمت شہر اور آثار ریت کے نیچے دبے پڑے ہیں۔ ملک کا اکثر حصہ پہاڑی اور صحرائی ہے۔ البتہ کہیں کہیں نخلستان بھی ہیں۔ سلسلہ کوہ تیان شان (TIANSHAN MOUNTAINS) ترکستان کو مغربی اور مشرقی حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ مشرقی یا چینی ترکستان کی سطح مرتفع جسے کبھی کاشغر بھی کہتے تھے تین طرف سے پہاڑیوں سے گھری ہوئی ہے۔ یہ اصل میں صحرائے اعظم گوبی (GREAT GOBI DESERT) کا نخلستانی حصہ ہے جسے چھوٹی پہاڑی ندیاں سیراب کرتی ہیں۔ ایلی (ASLLI) یارقند، ختن اور کاشغر اس علاقے کے بڑے بڑے شہر ہیں۔ یہ حصہ آج کل چین میں شامل ہے اور اس کا نیا نام سنکیانگ (SINKIANG) ہے۔ اس کا رقبہ تقریباً پانچ لاکھ پچاس ہزار مربع میل ہے۔ اور موجودہ آبادی پندرہ لاکھ کے قریب ہے۔

مغربی حصہ جو آج کل روس میں شامل ہے کئی صوبوں میں بٹا ہوا تھا۔ سمرقند کا صوبہ اور شہر جو تیمور کی سلطنت کا دارالحکومت تھا۔ اسی خطے میں ہے فرغانہ کی ریاست جہاں سے چل کر بابر نے ہندوستان میں مغل سلطنت کی بنیاد رکھی اور بخارا جو کبھی اسلامی تہذیب کا مرکز تھا۔ روسی ترکستان کے حصے ہیں۔ تاشقند (TASHKENT) روسی ترکستان کا دارالحکومت ہے۔ اس کا رقبہ تقریباً پونے چھ لاکھ مربع میل اور آبادی ایک کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ یہ حصہ ان دنوں کئی ریاستوں میں بٹا ہوا ہے۔

پورے ترکستان میں جس میں مغربی اور مشرقی دونوں حصے شامل ہیں۔ معدنیات کی بہتات ہے۔ کوئلہ، گندھک، مٹی کا تیل، نمک، لوہا اور دوسری دھاتیں اور قیمتی پتھروں کی افراط ہے۔

**ترکی** TURKEY مشرقی یورپ اور ایشیا کوچک کے درمیان ایک جمہوری ریاست۔ رقبہ دو لاکھ چھیانوے ہزار میل۔ آبادی سوا دو کروڑ۔ ترکی کے شمال میں بحیرۂ اسود، جنوب میں بحیرۂ روم، شام

اور عراق، مشرق میں سوویت روس اور ایران اور مغرب میں بحیرۂ ایجین واقع ہیں۔ ترکی کا غالب حصہ ایشیا میں ہے۔ ترکی کے یورپی خطے کو ایشیا سے خلیج باسفورس جدا کرتی ہے۔ جو بحیرۂ مارمورا اور درہ دانیال سے ملحق ہے۔ صدر مقام انقرہ ہے۔ سب سے بڑا، قدیم اور تاریخی شہر استنبول (قسطنطنیہ) ہے جو یورپی ترکی میں واقع ہے۔

زمین زرخیز ہے۔ روئی، تمباکو، زیتون کا تیل، ریشم اور گندم بہت پیدا ہوتا ہے۔ کوئلہ اور تانبا اہم معدنیات ہیں۔ شیشہ، کاغذ، شکر، کپڑا، تمالین سیمنٹ اور سگریٹ کی فیکٹریاں موجود ہیں۔

باشندے زیادہ تر مسلمان ہیں جو ترکی یا کردی بولتے ہیں۔

ترکی ۱۹۲۳ء میں جمہوری مملکت بنائی گئی۔ ۱۹۶۰ء کے فوجی انقلاب سے پیشتر ملک میں جمہوری نظام رائج تھا۔ تمام اختیارات قومی پارلیمنٹ کو حاصل تھے جسے عوام منتخب کرتے تھے۔ کابینہ صدر مملکت اور سولہ وزرائے ریاست پر مشتمل تھی۔

ترک قوم منگول نسل سے ہے۔ چھٹی صدی عیسوی میں منگول ترکوں کے قبیلے ترکستان میں آباد ہو گئے۔ ساتویں اور آٹھویں صدی میں انہوں نے اسلام قبول کیا۔ سلجوق ترکوں نے ۱۰۵۵ء میں خلافت عباسیہ پر سیاسی غلبہ حاصل کر لیا۔ اور ایشیائے کوچک میں اپنی سلطنت قائم کر لی۔ جب عثمانی ترکوں کو منگولوں نے وسطی ایشیا سے بھگا دیا۔ تو وہ سلجوقوں کی پناہ میں آ گئے۔ اور ۱۲۹۹ء میں عثمان اول نے اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ عثمانی فرماں رواؤں نے ۱۴۵۳ء میں قسطنطنیہ پر قبضہ کر لیا اور یورپ میں داخل ہو گئے۔ ۱۴۸۰ء تک وہ پورے بلقان پر قابض ہو چکے تھے۔ سولھویں صدی کے وسط تک اُن کی سلطنت مصر، شام، عرب، عراق، طرابلس اور ہنگری تک پھیل چکی تھی۔ ۱۵۵۰ء کے بعد سلطنت عثمانیہ روبہ زوال ہونے لگی۔ حالانکہ اسی زمانے میں ترکوں نے قبرص (۱۵۷۱ء) اور کریٹ (۱۶۶۹ء) پر قبضہ کر لیا تھا۔

ترکوں کو ۱۶۸۳ء میں شہر ویانا (آسٹریا) کے سامنے شکست فاش نصیب ہوئی اس کے بعد اُن کے تمام مقبوضات یکے بعد دیگرے ان کے قبضے سے نکلتے گئے۔ ۱۶۹۹ء میں ہنگری آزاد ہوا۔ ۱۷۸۳ء میں روسیوں نے کریمیا کا علاقہ اُن سے چھین لیا۔ انیسویں صدی کے آغاز میں بلقان اور یونان آزاد ہو گئے۔ صلح نامۂ برلن (۱۸۷۸ء) کی رو سے بلغاریہ، بوسینا اور ہرزے گووینا بھی اُن کے ہاتھ سے نکل گئے۔ اور ترکی "یورپ کا مرد بیمار" بن کر رہ گیا۔

آخر سلطان کی عیش پرستیاں اور وزرا اور امرا کی خودغرضیاں اور غداریاں رنگ لائیں اور ترکی میں وطن پرستی کی تحریک کا آغاز "نوجوان ترکوں" کی تنظیم سے ہوا۔ ان کی جدوجہد سے مجبور ہو کر سلطان نے ۱۹۰۸ء میں آئینی اصلاحات نافذ کیں۔ اٹلی نے موقع پا کر طرابلس پر قبضہ کر لیا۔ (۱۹۱۱ء - ۱۹۱۲ء) اور بلقانی ریاستوں نے ترکوں کو البانیہ اور مقدونیہ سے بھی نکال باہر کیا۔

پہلی جنگ عظیم میں ترکی نے قیصر جرمنی کا ساتھ دیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ انگریزوں اور فرانسیسیوں نے ترکی کے ایشیائی مقبوضات ——— شام، عراق، عرب وغیرہ ——— پر قبضہ کر لیا۔ اور مصر بھی جو اب تک برائے نام ترکی کا باجگزار تھا انگریزوں کے زیر اثر آ گیا۔

جنگ عظیم میں ترکوں کی شکست سے فائدہ اٹھا کر یونانیوں نے ۱۹۱۹ء میں سمرنا پر قبضہ کر لیا۔ اس حادثے سے غیور ترکوں میں سلطان عبدالحمید اور اس کی حکومت کے خلاف شدید نفرت پھیل گئی۔ اور ایک فوجی افسر مصطفےٰ کمال پاشا نے ۱۹۲۰ء میں انقرہ میں ایک عارضی حکومت قائم کر لی اور یونانیوں سے لڑنے کا عزم کر لیا۔ ترکی قوم نے مصطفےٰ کمال پاشا کا ساتھ دیا اور یونانیوں کو ترکی سے نکال باہر کیا۔ ۱۹۲۴ء میں کمال اتاترک نے عثمانی خلافت کے خاتمے کا اعلان کر دیا۔ اور ترکی جمہوری ریاست بن گیا۔

کمال اتاترک بڑا روشن خیال اور مدبر سیاست دان تھا۔ اس نے ترکوں کو ملاؤں اور ملائیت کے اثر سے آزاد کیا۔ مغربی تہذیب کو اپنایا۔ مذہب کو سیاست اور حکومت سے یک قلم خارج کر دیا۔

اور ملک کی ترقی میں مصروف ہوگیا۔ جب تک کمال اتاترک
زندہ رہا ترکی مغربی طاقتوں کی دھڑے بندیوں سے الگ
تھلگ رہا۔ کمال اتاترک کے تعلقات سوویت روس بلکہ
ہر کسی سے دوستانہ تھے لیکن کمال اتاترک کے بعد
جب ۱۹۳۸ء میں عصمت انونو ترکی کا صدر بنا تو ترکی
کی خارجہ پالیسی کا جھکاؤ ہٹلر کی طرف ہوگیا۔ پھر بھی ترکی
دوسری جنگ عظیم میں غیر جانبدار رہا۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد ترکی مغربی بلاک کا رکن
بن گیا چنانچہ وہ نیٹو میں بھی شامل ہے اور سینٹو میں بھی۔

کمال اتاترک کے زمانے میں ترکی میں فقط ایک سیاسی
جماعت تھی۔ اس کا نام ری پبلکن پارٹی تھا۔ مگر کمال
اتاترک کی وفات پر اس جماعت میں پھوٹ پڑ گئی
اور اس کے بعض سربرآوردہ ممبروں نے عصمت
انونو کی قیادت سے نکل کر اپنی ایک الگ سیاسی جماعت
ڈیموکریٹک پارٹی کے نام سے بنائی۔ اس پارٹی
کے لیڈر جلال بایار اور عدنان مندریس تھے۔ ۱۹۵۰ء
کے عام انتخابات میں ڈیموکریٹک پارٹی نے ری پبلک
پارٹی کو شکست دے دی۔ جلال بایار صدر مقرر ہوئے
اور عدنان مندریس وزیر اعظم۔ مگر مئی ۱۹۶۰ء میں پارلیمنٹ
کے عام انتخابات سے چند ماہ پیشتر ایک فوجی گروہ
نے کمال گرسیل کی قیادت میں ترکی کی حکومت پر قبضہ
کر لیا۔ پارلیمنٹ توڑ دی گئی۔ آئین منسوخ کر دیا
گیا۔ شہری حقوق پر پابندیاں لگا دی گئیں اور جلال
بایار اور ان کے رفقائے کار کو گرفتار کر کے ان پر مقدمہ چلایا گیا۔
سنہ ۱۹۶۱ء کے وسط میں کمال گرسیل کی حکومت نے ایک
نیا آئین ملک میں نافذ کیا۔

**ترمذی**۔ مشہور محدث، پورا نام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ
پیدائشی نابینا تھے۔ لیکن علم کے شوق میں جگہ جگہ پھرتے رہے۔
امام احمد بن حنبل، امام بخاری، اور ابو داؤد جیسے شیوخ سے حدیث کا
درس لیا اور پھر احادیث کے جمع کرنے کے سلسلے میں خراسان،
عراق اور حجاز وغیرہ کے سفر کئے۔ دریائے آمو کے قریب شہر ترمذ
میں جو بلخ سے بخارا کے راستے پر ہے ۲۷۹ھ/۸۹۲ء میں انتقال فرمایا۔
ان کی دو تصانیف بہت مشہور ہیں۔ شمائل ترمذی
جس میں انہوں نے حضورؐ کے حالات زندگی کی تفصیل آپؐ
کی سیرت، عادات، اقوال اور حلیہ مبارک تحریر فرمایا
ہے۔ دوسری احادیث کا مجموعہ ہے جو انہوں نے اپنے
سفر میں جمع کی ہیں۔ انساب، کنیت، اسماء الرجال وغیرہ پر
بھی ایک کتاب ان کی تصنیف بیان کی جاتی ہے۔ دونوں
کتابیں بہت وقیع اور مستند ہیں اور ان کا شمار صحاح ستہ میں
ہوتا ہے۔ اسناد کے بارے میں جو کچھ لکھا وہ بھی بہت
وقیع سمجھا جاتا ہے۔ مختلف مذاہب کے درمیان احادیث
کا جو اختلاف پایا جاتا ہے اس کو انہوں نے بہت تفصیل
سے واضح کر دیا ہے۔ اور یہی ان کی سب سے بڑی
خصوصیت سمجھی جاتی ہے۔

**ترمیم** (AMENDMENT) کسی دستاویز
میں کوئی خاص شق حذف کر کے یا اسے تبدیل کر کے یا
اس میں کچھ اضافہ کر کے تغیر و تبدل کرنا یعنی دستور میں
ایسا اضافہ کرنا جس سے اس کا کوئی سابق حصہ بدل جائے۔
ایسا کرنے کے لئے اکثر ایک خاص طریق کار پر عمل
پیرا ہونا پڑتا ہے۔ مثلاً ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے دستور
کے تحت دستور میں ترمیم صرف کانگرس کے ہر دو ایوانوں
کی دو تہائی اکثریت کی رائے سے ہی پیش ہو سکتی ہیں۔ یا
ملک کی مجالس قانون ساز کے دو تہائی اراکین کی درخواست
پر کانگرس کی طرف سے طلب شدہ کنونشن ایسا کرنے کی مجاز
ہو گی۔ ان ترامیم کی توثیق تمام ریاستوں کی کم از کم تین چوتھائی
مجالس قانون ساز یا ان کے نمائندگان پر مشتمل کنونشنیں کیا
کریں گی۔ دیگر ممالک کی دستاویزات میں بھی ترامیم کے
لئے اسی قسم کے خاص طریق عمل کی ضرورت پڑتی ہے۔
عام قوانین میں ترمیم پیش کرنے کے لئے مجلس قانون
ساز کے سیکرٹری کو باقاعدہ نوٹس دینا پڑتا ہے اور
اس کی منظوری کے لئے اکثریت محض کافی ہوتی ہے۔ مارشل لاء
سے قبل پاکستان کے آئین میں بھی دو تہائی اکثریت کے
ساتھ تبدیلی ہو سکتی تھی۔

**تزکیۂ نفس**۔ تزکیہ عربی لفظ ہے۔ مادہ زکا ہے
جس کے معنی ہیں پاک اور صاف کرنا۔ چنانچہ زکوٰۃ بھی
اسی مادے سے ہے۔ زکوٰۃ کو زکوٰۃ اسی لئے کہا گیا ہے کہ یہ
دنیاوی مال کو پاک و صاف کرتا ہے۔
تزکیۂ نفس سے انسانی نفس کی پاکیزگی، درستی اور
اصلاح مقصود ہے۔ اس کا حصول برائی سے بچنے، شریعت
کی پابندی کرنے اور اعمال کے نتائج پر غور کرنے سے ہوتا
ہے۔ اسلام میں تزکیۂ نفس پر بہت زور دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہی

سے انفرادی اور قومی اصلاح ہوتی ہے۔ قرآن پاک کا مطالعہ اور اس پر عمل تزکیۂ نفس کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔

مختلف مذاہب میں بھی تزکیۂ نفس کو خاص اہمیت دی گئی ہے۔ اسی سے انفرادی اور قومی اخلاق ترقی کرتے ہیں۔ مادہ پرستی کم ہوتی ہے اور امن و سکون کی زندگی میسر آتی ہے۔

**تسبیح** ۔ خدا کے نام کو بار بار پڑھنا۔ خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اللہ کو ہر وقت، ہر صورت میں اور زیادہ سے زیادہ یاد کیا کرو اور اچھے لوگوں کی تعریف بھی یہی ہے کہ وہ کھڑے، بیٹھے، لیٹے خدا کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ حضور صلعم کے بعد مسلمانوں نے خدا کی صفات کے مطابق ۹۹ اسمائے صفات کے پڑھنا داخل عبادت سمجھا اور اس کے پڑھنے کا یہ طریقہ مقرر کیا کہ پتھر، موتی، مونگا یا اور ایسی ہی کسی چیز کے سو دانے ایک دھاگے میں پرو کر اس کو ہاتھ میں رکھتے اور نماز کے بعد یا فرصت کے وقت ان ناموں کو اس تسبیح کی مدد سے پڑھنا شروع کر دیا۔ اس لحاظ سے تو یہ طریقہ مفید تھا۔ لیکن بعد میں تسبیح عبادت کا جزو لاینفک اور بعض کے ہاتھوں میں ریاکاری کا ایک آلہ بن گئی۔ علماء کا اس کے متعلق خیال ہے کہ یہ ایک بدعت حسنہ ہے۔ اور اس سے فائدہ ہی حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ عبادت میں ممد ہوتی ہے بعض دوسرے مذاہب میں بھی اس کا رواج ہے۔

**تسبیح خانہ** ۔ شاہی مزارات یا محلات کے نزدیک ایک مقام جس میں دعا اور فاتحہ اجرت پر پڑھائے جاتے تھے یا جہاں خود عبادت کی جاتی تھی۔ مغرب میں اس قسم کی عمارت کو چیپل رائل (CHAPEL ROYAL) یعنی شاہی گرجا کہتے ہیں۔ قدیم شاہی محلات میں جو لاہور، دہلی اور آگرہ کے قلعوں میں ہیں۔ ان کے نزدیک شاہی استعمال کے لئے چھوٹی چھوٹی مسجدیں بنی ہوئی تھیں۔ جن کو موتی مسجدیں کہتے تھے۔ فتح پور سیکری میں جو اکبر شاہی محلات ہیں۔ ان میں کوئی مسجد نہیں۔ کیونکہ اکبر کے عقائد میں اس وقت تبدیلی آ چکی تھی۔ اس کی جگہ اکبر نے عبادت خانہ تعمیر کرایا تھا جو اب بھی موجود ہے۔ یہاں شیخ سلیم چشتی کے مزار کے قریب ہی ایک بلند دروازہ اور شاندار مسجد ہے۔ جو اس سے پہلے زمانے کی ہے۔ اور اس کے عین مقابل ویسی ہی ایک عمارت ہے جو اس مسجد کا جواب ہے اور تسبیح خانہ کہلاتی ہے۔

**تسخیر فضا** (CONQUEST OF THE AIR)۔ تسخیر فطرت انسان کا ایک فطری جذبہ ہے۔ جس کے تحت زمانۂ قدیم سے پرواز کی کوششیں ہوتی چلی آئی ہیں۔ مگر یہ بات پہلی دفعہ اس وقت ممکن معلوم ہوئی جب ۱۷۶۶ء میں برطانوی سائنس دان ہنری کیونڈش (CAVENDISH) نے ہائیڈروجن (HYDROGEN) گیس دریافت کی اور بتایا کہ تمام ہوا سے یہ ہلکی ہے۔ اس دریافت کے بعد کئی ایک دلچسپ تجربات کئے گئے جن میں اطالوی سائنس دان کیوالو (CAVALLO) کا تجربہ قابل ذکر ہے جس میں اس نے صابن کے بلبلوں کو ہائیڈروجن گیس سے اڑایا۔ اسی اثناء میں فرانس کی سرزمین میں ایک اہم تجربہ ہوا۔ جس کا ویسے کیونڈش کی دریافت کردہ گیس سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس تجربہ میں دو آدمیوں نے ۱۷۸۲ء میں ریشم کا ایک غبارہ بنایا جس کے نیچے آگ جلانے سے وہ فضا میں پرواز کر جاتا تھا۔ ۱۷۸۳ء میں پلاتر دی روزیر PILATRE DE ROZIER نے پہلی بار ایک غبارے میں جس کے نیچے آگ روشن کی گئی تھی۔ فضا کی طرف پرواز کی۔ اسی سال ایک اور فرانسیسی نے جس کا نام پروفیسر چارلس CHARLES تھا۔ کیونڈش کی دریافت کردہ گیس سے غباروں میں کامیابی کے ساتھ پرواز کی۔ ۱۷۸۴ء میں انگلستان میں ایک شخص نے دو گھنٹہ فضا میں سفر کر کے انگلستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سفر کیا۔ آئندہ سال دو آدمیوں نے آبنائے انگلستان کو پار کرنے کا پرخطر سفر انجام دیا۔ ۱۸۵۲ء میں تسخیر فضا کی مہم میں ایک اہم واقعہ ہوا۔ جب کہ ایک شخص نے ایسا غبارہ تعمیر کیا جس میں کھینے کا STEERING ایک اوزار بھی نصب کیا گیا تھا۔ اس پر طرہ یہ کہ اسی غبارہ میں پہلی بار ہم مسافر بھی تھے۔ ان تجربات کی بنا پر ایک جرمن نواب نے جن کا نام کاؤنٹ زیپلن تھا سن ۱۹۰۰ء میں کھینے کے قابل جہاز نما غبارہ بنایا۔ اس کے بعد GLIDER معرض وجود میں آیا۔ ۱۹۰۹ء میں ایک شخص نے جس کا نام لوئی بلیریٹ (LOUIS BLERIOT) تھا۔ پہلی دفعہ ایک ایسا جہاز بنایا جو آبنائے انگلستان پر پرواز کر سکا۔ اس کے بعد ۱۹۱۴ء تک اس ضمن میں رفتار ترقی قائم رہی۔ گو اس کا معیار بہت معمولی رہا۔ اس کے بعد پہلی جنگ عظیم واقع ہوئی۔ جس کے باعث ہوائی

جہازوں کے بہتر سے بہتر نمونے معرض وجود میں آ گئے جب جنگ ختم ہوگئی تو ہوائی جہاز اتنی ترقی یافتہ شکل اختیار کر گیا تھا کہ ۱۹۱۹ء میں ایک جہاز نے ۱۹۰۰ میل لمبا سفر ۱۹ گھنٹوں میں اور ایک جہاز نے سکاٹ لینڈ سے نیویارک تک کا فاصلہ ۴½ روز میں طے کیا۔ اب تجارتی ہوا بازی کے امکانات بھی روشن ہو گئے۔ اور ہوائی کمپنیاں قائم کرنے کے لئے بین الاقوامی قوانین وضع کرنے پر غور و خوض ہونے لگا۔ چنانچہ دوسری جنگ عظیم کے بعد جٹ ( Jet ) طیارہ ایجاد ہونے سے ہوابازی کا مستقبل اور بھی روشن ہو گیا ہے۔

## تسمانیہ

تسمانیہ ۔ ( Tasmania ) آسٹریلیا کے ۱۳۰ میل جنوب میں واقع ہے اس کا ایک جزیرہ جس کا رقبہ ۲۶۲۱۵ مربع میل اور آبادی ۳۰۹۰۰۰ افراد ہے۔ اس کا دارالحکومت ہوبارٹ ہے۔ یہ جزیرہ بڑا خوبصورت ہے اور اس کے دلفریب قدرتی مناظر کے باعث اسے جنوب کا سوئٹزرلینڈ کہتے ہیں۔ تسمانیہ کو ۱۶۴۲ء میں ایک شخص تسمان ( Tasman ) نے دریافت کیا تھا۔ جو ہالینڈ کا رہنے والا تھا۔ ۱۸۰۳ء سے ۱۸۵۳ء تک یہ انگریزوں کا کالا پانی رہا۔ ۱۸۵۶ء میں اسے خود اختیاری اور ذمہ دار حکومت حاصل ہوئی۔

## تشبیہات و استعارات

تشبیہات و استعارات (Similes & Metaphors) اکثر شعرا اور ادیب اپنے کلام کو دلکش اور زیادہ مؤثر بنانے کے لئے ایسے محاورے اور عبارت استعمال کرتے ہیں کہ ان سے پڑھنے والے کی قوت متخیلہ کو جنبش ہوتی ہے اور طبیعت پر وجد طاری ہو جاتا ہے۔ یہی تشبیہات و استعارات ہیں۔ نہ صرف ان کا استعمال نظم میں بلکہ روزمرہ کی گفتگو میں بھی ہوتا رہتا ہے مثلاً کسی کے دانتوں کی خوبصورتی کا تذکرہ آجائے تو کہنا اس کے دانت موتی کو شرماتے ہیں یا کسی اندھیری رات کا بیان اس طرح کرنا: رات یوں تاریک تھی ۔ جیسے مجرم کا ضمیر۔ مذکورہ بالا مثالوں سے تشبیہ کو واضح کیا گیا ہے۔ جب تشبیہ اس حد تک بڑھ جائے کہ ایک چیز کی صفات دوسری چیز میں منتقل ہو جائیں تو استعارہ بن جاتا ہے۔ مثلاً "وہ خالص سونا تھی" یا خالد میدان جنگ میں شیر تھا: یا کسی کے حسن کی تعریف یوں بیان کرنا

دریا کا موڑ، نغمۂ شیریں کا زیر و بم
چادر شب نجوم کی موجوں کا پیچ و خم
تتلی کا ناز، رقص غزالہ کا شوخ رم
موتی کی آب، گل کی مہک، ماہِ نو کا خم
ان سب کے امتزاج سے پیدا ہوئی ہے تو
کتنے حسیں افق سے ہویدا ہوئی ہے تو

تشبیہ میں مانند اور طرح وغیرہ کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں جنہیں حرف تشبیہ کہتے ہیں۔ اور استعارہ میں اس قسم کے الفاظ کی ضرورت نہیں ہوتی۔

## تشبیہ و تعطیل

تشبیہ و تعطیل ۔ یعنی خدا تعالیٰ کو انسان سے مشابہ کرنا یا اس کو ہر قسم کی صفات ضمنی سے مبرا اور منزہ سمجھنا۔ خدا تعالیٰ کے بارے میں اہل اسلام کے کئی فرقوں میں سخت اختلاف ہے۔ قرآن پاک میں اکثر جگہ خدا کے ہاتھ، منہ وغیرہ کا ذکر آتا ہے۔ اس سے بعض لوگ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ خدا بھی انسان ہی کا ہم شکل ہے اس فرقہ کو مشبہ کہتے ہیں۔ ان کے مقابلے میں دوسرا گروہ معطل کہلاتا ہے۔ زیادہ تر علماء اس عقیدے پر ہیں کہ ہم کو اس بحث میں ہی نہیں پڑنا چاہیئے اور وہ مسلمانوں کو اس مسئلہ کے بارے میں بحث کرنے سے منع کرتے ہیں۔

## تشریح الابدان

تشریح الابدان ۔ ( Anatomy ) طب کی سائنس میں اجسام کو چیر پھاڑ کر ان کا معائنہ کرنے کا علم۔ اس علم کو تین علیحدہ شاخوں میں تقسیم کیا گیا ہے (۱) انسانی اعضاء کی تشریح (۲) حیوانی اعضاء کی تشریح (۳) اور پودوں کے اعضاء کی تشریح۔

## تشنج

تشنج ۔ عربی لفظ مادہ تشنج ہے بمعنی شل ہونا، سکڑنا، اصل حالت سے گر جانا وغیرہ وغیرہ تشنج ایک طبی اصطلاح ہے اور اس جہت سے ایک مرض کا نام ہے۔ بیمار کے اعصاب مختل ہو جاتے ہیں اور اعضائے رئیسہ میں خلل واقع ہو جاتا ہے مناسب خوراک، بدنی مالش اور اعصاب البیّن اس مرض کے دفعیہ کے لئے مختلف علاج ہیں۔ طبی اثرات کی اشیاء

سے پرہیز لازم ہے۔ سردی سے بچنا ضروری ہے۔ قبض مرض کو زیادہ کرتا ہے۔ وقتاً فوقتاً اسہال کا عمل مفید ثابت ہوتا ہے۔ دماغی کام کرنے والوں کو عدم احتیاط کی صورت میں اس مرض کا خطرہ رہتا ہے۔

**تشہد۔** نماز کی دو رکعتوں کے بعد نمازی کو قعدہ کرنا یعنی بیٹھنا ضروری ہے۔ اس حالت میں التحیات پڑھی جاتی ہے۔ اور اسی کو تشہد کہتے ہیں۔ جس کے آخر میں اشہد ان لا الہ ...... الخ کے کلمات آتے ہیں اور اسی نسبت سے اسے تشہد کہتے ہیں۔

**تصفیہ بالفعل۔** (Spot Settlement) کسی اختلاف شکایت جھگڑے اور تنازعہ کا موقع پر فیصلہ کر دینا تصفیہ بالفعل کہلاتا ہے۔ رپورٹ سازی اور درجہ بدرجہ روئداد کا حصول تصفیہ بالفعل کے عمل کے خلاف ہے۔ ایسی کارروائی بسا اوقات تمدنی الجھن اور طوالت کا باعث ہوتی ہے۔ اور غیر ضروری انتظار کا سبب ہو جاتی ہے۔

قدیم حکمران اور عہد ماضی کے بادشاہ بالعموم موقع پر شکایات کو سنتے اور موقع پر ہی ان کا فیصلہ کر دیتے۔ دور حاضر میں بھی اس طریق کار کی تقلید کی کوشش کی جاتی ہے مگر کاغذی کارروائی کی طوالتوں نے تصفیہ بالفعل کے عمل کو معطل کر رکھا ہے۔ حاکم اور افسر متعلقہ کی بہت کچھ اپنی مستعدی اور کاوش پر موقوف ہے کہ وہ موقع پر فیصلہ کر کے پبلک کو غیر ضروری طوالت سے محفوظ رکھے۔ رپورٹوں کا سلسلہ لاانتہا ہی ہوتا ہے اور درخواستوں کی گمشدگی وغیرہ پبلک شکایت کا خاتمہ کرنے میں مانع آتی ہے۔

**تصوف۔** صوفیوں کا طریق۔ بعض اسے صوف سے مشتق بتاتے ہیں۔ صوف ایک قسم کا اونی کپڑا ہوتا تھا چونکہ صوفی عام طور پر اس کپڑے کا لباس پہنتے تھے اس لئے ان کا نام یہ مشہور ہو گیا۔ بعض لوگ ان کا تعلق اصحاب صفہ سے قائم کرتے ہیں۔ اور بعض تصوف کا مادہ صفا قرار دیتے ہیں۔

صوفی دراصل وہ لوگ تھے جو اپنی باطنی تربیت پر زیادہ توجہ دیتے تھے۔ جو محض رسمی عبادات پر اکتفا نہیں کرتے تھے۔ بلکہ ہر دم اللہ کی یاد ان کا شیوہ تھا اور جناب رسول پاک سے ان کو بے پناہ محبت تھی۔ وہ شریعت کی پابندی کسی باہر سے ٹھونسے ہوئے قانون کی طرح نہیں کرتے تھے۔ بلکہ احکام شریعت کو محبوب کے ارشادات سمجھ کر خوشی خوشی اور وارفتگی سے بجا لاتے تھے۔ بعد میں ایسے لوگ نام نہاد صوفی بن گئے۔ جنہوں نے تصوف کو ترک احکام شریعت کا جواز بنا لیا۔ اور تصوف کو شریعت کا مد مقابل بنا دیا۔ حالانکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو تصوف شریعت کا مغز ہے اور شریعت تصوف کی کسوٹی۔

**تصویر۔** کسی چیز آدمی جانور وغیرہ کا عکس جو کاغذ وغیرہ پر لیا جائے۔ تصویر دستی ڈرائنگ سے بھی لی جاتی ہے اور کیمرہ کے ذریعہ سے بھی۔ تصویر یادگار ہوتی ہے۔ کسی متوفی یا مرحوم کی تصویر اس کی یاد کو تازہ رکھتی ہے۔ تصویر یار اور تصویر جاناں کے خیال کم و بیش ہر ادب میں موجود ہیں۔ تصویریں دیواروں پر یا صندوقچیوں پر لگائی جاتی ہیں۔ قدیم زمانوں میں تصویر پرستی اور تصویروں کی پرستش کا طریق عام تھا۔ یہی وجہ ہے کہ یونانی اور آریائی تہذیبوں میں تصویر، علم الاصنام کا لازمی جزو ہے۔ تصویر یادگار کی حد تک تو درست ہے مگر بعض اسلامی فقہا نے اس کی نمائش یا مظاہرہ کو نامناسب قرار دیا ہے۔ چنانچہ مسجد یا عبادت کے کمرے میں تصویر کا رکھنا ممنوع ہے

**تضاد۔** علم ادب کی صنائع میں سے ایک صنعت ہے کسی کلام میں دو ایسے الفاظ کا لانا جن کے معنی ایک دوسرے کی ضد ہوں۔ اس صنعت کو مطابقت، طباق اور تطبیق بھی کہتے ہیں۔ انگریزی ادب میں اس کو اینٹی تھیسز کہتے ہیں۔ اس کی چند ایک مثالیں نظم میں یہ ہیں:۔

جہاں میں اہل ایماں صورت خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے (اقبال)

زمانے کا دستور ہے یہ پرانا
بنا کر مٹانا مٹا کر بنانا

وفا کیا یہی ہے جفا کرنے والے
نگاہیں ملا کر نگاہیں چرانا

شریعت کے جو ہم نے پیماں توڑے
وہ لیجا کے سب اہل مغرب نے جوڑے

نہ گل کو ہاں ثبات نہ شبنم کو ہے قرار

کیا روئے اس چمن میں کوئی اور کیا ہنسے
دن رات کھیلتے ہیں باہم تمہارا الفت
وہ ہم سے جیتتے ہیں ہم ان سے ہارتے ہیں

یا نثر میں ایک متمول اور غریب شخص کا مقابلہ ان الفاظ میں کیا جائے۔ ان کے جوتے پر چمک تھی اس کے چہرے پر نہ تھی۔ یا کسی کے گھر کی مفلسی کا تذکرہ اس انداز میں ہو ۔۔ تیل بہنے کا نشان دیوار پر اصلاً نہ تھا۔

مدتوں سے دال دیا شاید کبھی چھلکا نہ تھا۔

مزید برآں ایسے خیالات بھی جو بظاہر مہمل ہوں لیکن اپنے اندر اچھے معانی و مطالب رکھتے ہوں۔ تنقیض کہلاتے ہیں۔ مثلاً بچہ آدمی کا باپ ہے۔

## تعارفی خط (Letter of Introduction)

ایسا خط جو کسی کی جان پہچان کرانے کے لیے تحریر کیا جائے اگر تعارفی خط اپنے کسی دوست کے لیے ہو تو اسے پڑھ لینے دیا جائے اور پھر لفافے میں بغیر بند کیے رکھا جائے۔ اس سے دوست پر اعتماد ظاہر ہوتا ہے۔ جس شخص کو متعارف کرایا جائے اسے جلد از جلد خط مکتوب الیہ کو پہنچا دینا چاہیے۔ اگر تعارفی خط معمولی مجلسی قسم کا ہو تو اسے آئندہ کے دوست سے ملنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے بلکہ اسے موقع دینا چاہیے کہ وہ بوقت فرصت خود آپ کو بلائے۔ لیکن اگر تعارف کاروباری قسم کا ہو تو ظاہری آداب نظر انداز کر دیئے جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں تعارفی خط خود لے جا کر مکتوب الیہ کو دے دینا چاہیے۔

تعارفی خط جس کے نام کا ہو اسے رسید سے مطلع کرنا چاہیئے اور خط ملنے کے بعد جلد از جلد اس شخص کو ملاقات کا موقع دینا چاہیئے، جس کے بارے میں وہ لکھا گیا ہو۔

## تعاقب

(شکار) تعاقب عربی لفظ ہے جو عقب یعنی پشت اور پیچھا سے مشتق ہے۔ کسی تیز جانور یا انسان کا پیچھا کرنا اور اس کی گرفت یا حصول کے لیے دوڑنا۔

شکار یا سدھے ہوئے، یا کسی اور وجہ کے اوزار سے یا شکاری کتوں کے ذریعے سے جو اسی غرض کے لیے سدھائے جاتے ہیں۔ شکار کا تعاقب یا شکار کا پیچھا کرنا شکاری کا انہماک آمیز مشغلہ ہے۔ بسا اوقات کئی کئی میل شکاری شکار کے پیچھے دوڑتا رہتا ہے۔ قبل اس کے کہ وہ اس پر قابو پا سکے یا اسے نشانے کی زد میں لا کر اس کا نشانہ بنا سکے۔

شکار کے تعاقب کے لیے خاص قسم کا لباس درکار ہوتا ہے عموماً خاکستری رنگ کے کپڑے اور فل بوٹ اور ہیٹ مطلوب ہوتے ہیں۔ شکاری کو شکار کے تعاقب میں کیچڑ، دلدل، پانی وغیرہ کی پرواہ نہیں ہوتی لہذا اسے شکار کے تعاقب میں مشکل سے مشکل اور کٹھن سے کٹھن راستوں کو عبور کرنا پڑتا ہے۔

## تعدد ازدواج (Polygamy)

بعض مذاہب اور قوانین تعدد ازدواج کو جائز نہیں سمجھتے اور بعض میں اس کی عام اجازت ہے۔ اسلام اصلاً ایک شوہر کے واسطے بیک وقت ایک ہی بیوی کی اجازت دیتا ہے لیکن خاص حالات کے تحت ایک سے چار تک شادیاں کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ بشرطیکہ تمام بیویوں میں انصاف قائم رکھا جائے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ متعلقہ آیت میں صرف یتیم لڑکیوں سے شادی کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یتیموں کی پرورش کے واسطے ان کی ماؤں سے شادی کرنے کی اجازت ہے۔ لیکن عملاً لوگوں نے اس ابہام سے فائدہ اٹھا کر بیک وقت کئی کئی شادیاں کرنا اپنا حق سمجھ لیا ہے اور اس کی لازمی شرط یعنی ان سب کے درمیان انصاف کرنا کو نظر انداز کر دیا ہے۔

یہ رسم صرف مسلمانوں کے ساتھ ہی خاص نہیں یہودیوں میں تو مدتوں تک یہ رواج رہا کہ وہ جتنی شادیاں چاہتے کر سکتے تھے۔ عیسائیوں کے بعض فرقوں مثلاً مورمنوں میں بھی یہ رسم انیسویں صدی تک چلتی رہی۔ آئرلینڈ اور سلاویکیہ کی قدیم تاریخ میں بھی یہ ثبوت ملتا ہے کہ وہاں کے بڑے بڑے نوابوں اور سرداروں کے ہاں یہ رسم موجود تھی۔ برطانیہ اور بیشتر دوسرے ممالک میں ایک سے زیادہ بیوی رکھنا جرم ہے۔ اسلامی ملکوں میں ترکی پہلا ملک ہے۔ جس نے کثرت ازدواج پر پابندی عاید کر دی ہے

## تعدد شوہری (Polyandry)

بعض قوموں میں دستور تھا کہ ایک عورت بیک وقت ایک سے زیادہ شوہر رکھ سکتی تھی۔ جیسے مہابھارت کے زمانے میں

رانی دروپدی پانچ بھائیوں کی بیوی تھی۔ آج بھی ڈھاکہ اور ملایا کے بعض حصوں اور بحر الکاہل کے جزیروں کی چند عورتیں ایک سے زیادہ مردوں کے ساتھ شادیاں کر سکتی ہیں۔ اسکیمو اور جنوبی امریکہ کی عورتیں بھی تعددِ شوہری کی قائل ہیں۔ تبت اور شاید ہندوستان کے بعض پہاڑی قبائل میں بھی یہ رسم تھوڑی بہت تبدیلی کے ساتھ رائج ہے۔ لیکن اہل اسلام اور اہل کتاب یعنی عیسائی اور یہودی قوموں کے ہاں تعددِ شوہری قطعاً ناجائز ہے بلکہ اگر کوئی عورت ایسا کرتی ہے تو وہ صریح زنا کی مرتکب بھی جاتی ہے۔

**تعزیت، تعزیہ۔** کسی کے مرنے پر اظہارِ غم، اہل تشیع کے نزدیک شہیدِ کربلا اور ائمہ کا ماتم جو ان کے مقبرہ پر یا گھروں اور امام باڑوں کے اندر کیا جاتا ہے اہل اسلام کا بالعموم طریقہ یہ ہے کہ کسی کے انتقال پر اس کے اعزا و اقربا سے اظہارِ غم و افسوس کیا جاتا ہے۔ اس کام کے لیے یا تو خود اس کے گھر پر جاتے ہیں یا اگر یہ ممکن نہ ہو تو خط کے ذریعہ سے تعزیت کی جاتی ہے۔

محرم کی یکم سے دس تاریخ تک حضرت امام حسینؓ اور شہیدِ کربلا کا خاص طور پر ماتم منایا جاتا ہے اور اس موقع پر تابوت یا ضریح جو ان کے مقبرہ کی نقل ہوتی ہے نکالی جاتی ہے اس کو تعزیہ کہتے ہیں۔ بعض مقامات پر اس کے ساتھ علم بھی نکالے جاتے ہیں اور بعض جگہ دلدل بھی نکالتے ہیں اس کے ساتھ ہی شہدا کا ماتم بھی ہوتا ہے اور مرثیہ، نوحہ اور سلام بھی پڑھے جاتے ہیں اور مجالس عزا بھی منعقد ہوتی ہیں۔ جن میں مرثیہ، نوحہ اور سلام پڑھے جانے کے علاوہ شہادت کا حال بھی بیان کیا جاتا ہے۔ ایران، عراق ہندوستان اور پاکستان وغیرہ میں تعزیت یا ماتم کے طریقے مختلف ہیں۔ لیکن عام اسلامی ممالک میں کسی نہ کسی طور پر شہدا کا ماتم ضرور منایا جاتا ہے۔

**تعصّب۔** یہ عربی لفظ مادہ عصب سے ہے۔ یعنی جوڑ لگانا، تعلق، جانبداری وغیرہ۔ تعصب سے مراد کسی کے خلاف بلاوجہ ہونا یا کسی مذہبی خیال یا عقیدے سے محض مخالفت کی خاطر روگردانی کرنا۔

تعصب انفرادی بھی ہوتا ہے اور قومی بھی۔ اخلاقی بھی ہوتا ہے اور مذہبی بھی جو شخص یا قوم اس قسم کی مخالفت کرے اسے متعصب کہتے ہیں۔ تعصب عقل و استدلال کا دشمن ہوتا ہے۔ تعلیم اور تہذیب کی ترقی کے ساتھ ساتھ تعصب کم ہوتا جاتا ہے۔ قومیں باہم تعصب سے کام لیں تو ان کی ترقی رک جاتی ہے۔ متعصب حکمران اور متعصب حاکم کامیاب نہیں ہوتے اور ان کی سیاست ناکام رہتی ہے۔ مذہب میں تعصب کا رویہ تمدن کے فساد کا باعث ہوتا ہے

**تعلیم۔** پبلک کو لکھنا پڑھنا سکھلانا اور نوشت و خواند سے بہرہ اندوز کرنا۔ تعلیم کا ایک مفہوم ہے تعلیم کی ترقی کے ساتھ علوم و فنون کی تعلیم کا مفہوم بھی شامل ہو گیا ہے۔ تعلیم ابتدائے آفرینش سے چلی آتی ہے۔ قرآن پاک میں حضرت آدمؑ کی تعلیم کی طرف علّم الاسماء .... میں اشارہ ہے یونانیوں، مصریوں اور دوسری قوموں نے تعلیمی ابجد کی ابتدا تصویروں اور شکلوں سے کی اور ان کی جگہ حروف بنا لیے۔ مختلف ملکوں اور مختلف قوموں کے ارباب تعلیم مختلف ہوتے ہیں۔ یونان میں افلاطون کے وقت میں بھی سرکاری سکول موجود تھے۔ بعض ملکوں میں تعلیم لازمی ہے اور بعض میں اختیاری پاکستان میں لازمی تعلیم بعض بلدیات میں ہے اور دیہات میں بھی تعلیم کے لزوم پر زور دیا جا رہا ہے۔ تعلیم ہمارے ملک میں پرائمری، سکنڈری اور یونیورسٹی مراحل پر دی جاتی ہے ابھی ملک کی کثیر تعداد ناخواندہ ہے۔ فیڈرل کے علاقے میں تعلیم کی تمام درسگاہیں سرکاری ہیں دوسرے علاقوں میں اکثر اسکول اور کالج سرکاری ہیں۔ لیکن کثیر تعداد پرائیویٹ درسگاہوں پر مشتمل ہے۔ مغربی اور مشرقی پاکستان میں تعلیم کو بحیثیت مجموعی سرکاری کر دینے کی تجویز زیرِ غور ہے۔

پاکستان میں معلم کا معیارِ زندگی ابھی بہت کم ہے۔ جس کی وجہ اس کی قلیل تنخواہ ہے۔ معلم کا معیارِ زندگی حکومت کی خاطر خواہ سرپرستی کا محتاج ہے۔

**تعلیم بالغاں۔** (Adult Education)

جنگ عظیم سے پہلے یورپ کی یونیورسٹیوں میں یا مزدوروں کی تعلیمی انجمنوں میں بالغوں کی تعلیم کا انتظام تھا۔ لیکن اب یونیورسٹی یعنی دار العلوم میں بی۔ اے سے اوپر کی تعلیم کا انتظام ہوتا ہے۔ اور مزدوروں کی تعلیمی انجمن میں ابتدائی اور ثانوی تعلیم دی جاتی ہے۔ ۱۹۲۲ء میں ہند و پاکستان کے محکمہ تعلیم نے بالغوں کی تعلیم کی ضرورت محسوس کی۔ اس کے اصول و قواعد شائع کیے مستور تنخواہ دار تربیت یافتہ

اساتذہ کے ذریعہ اس کو رائج کیا۔ اس نے تعلیم کو اور اس کے موضوع کو بہت وسیع کر دیا۔ پاکستان میں تعلیم بالغاں کو دیہاتی آبادی کی ترقی اور شہری آبادی کی بہبود کے لئے حکومت ضروری قرار دے رہی ہے اور محکمۂ تعلیم میں ان اساتذہ کی تقرری کو ترجیح دی جاتی ہے۔ جو متعدد ناخواندہ اشخاص کو خواندہ بنا چکے ہیں۔

تعلیم بالغاں بالخصوص ان اشخاص تک محدود ہوتی ہے جو عمر میں بالغ ہوں اور سارا دن کام کاج اور محنت مزدوری کر کے وقت کا کچھ حصہ خواندگی کی خاطر وقف کرتے ہوں۔

**تعمیر کعبہ** ۔ کعبہ واقع مکہ معظمہ کے بارے میں قرآن پاک کا ارشاد ہے کہ انسان کے لئے اوّلین عبادت گاہ بکہ (مکہ) میں قائم کی گئی۔ جو بابرکت گھر اور تمام مخلوق کے لئے ہدایت گاہ ہے۔ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ نے کعبہ کی بنیادوں کو بلند اور استوار کیا۔ مشہور مفسر علامہ الطبری کے نزدیک تعمیر کعبہ کے دو نظریے ہیں ایک تو یہ کہ حضرت آدمؑ نے کعبہ کی بنیاد رکھی اور دوسرے یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنیاد رکھنے کا کام سرانجام دیا۔ بہر حال کعبہ کا وجود حضرت آدمؑ کے زمانے میں تھا اور اس کی مزید تعمیر حضرت ابراہیمؑ نے کی۔ حضرت آدمؑ کی وفات کے بعد حضرت شیثؑ نے کعبہ کی تعمیر کی اور طوفان نوحؑ اس عمارت کو بہا لے گیا۔ لیکن دوسری طرف یہ خیال کیا جاتا ہے کہ کعبہ طوفان کی زد میں نہیں آیا تھا اور حضرت نوحؑ نے خود اس کا طواف کیا تھا۔

ظہور اسلام سے پیشتر کعبہ کے متولی اور منتظم قریش تھے اور ان کی بت پرستی کی بدولت کعبہ بتوں سے معمور تھا اسلام نے بت پرستی کا خاتمہ کیا اور کعبہ کو بتوں سے پاک کر دیا گیا۔ اور وہ توحید کا مرکز بن گیا۔ قریش نے بھی کعبہ کی مزید تعمیر اور معمولی اضافوں کا کام کیا۔ حجر اسود (Black Stone) حضرت آدمؑ کے وقت سے بنائے کعبہ کی زینت بنا ہوا ہے

**تغلق خاندان** ۔ (Tughlaq Dynasty) اسلامی شاہان ہند کا مشہور خاندان جس نے سنہ ۱۳۲۰ء سے سنہ ۱۴۱۴ء تک حکومت کی۔ اس خاندان کے نامور بادشاہ محمد تغلق اور فیروز تغلق تھے۔ محمد تغلق نے سنہ ۱۳۲۵ء سے سنہ ۱۳۵۱ء تک حکومت کی۔ اور فیروز تغلق نے سنہ ۱۳۵۱ء سے سنہ ۱۳۸۸ء تک۔ فیروز تغلق کا عہد تاریخی کارناموں اور اصلاحات عمل کی بدولت بہت مشہور ہے۔

**تفریق، عمل تفریق** ۔ (Subtraction) بڑے اعداد میں سے چھوٹے اعداد کو یا بڑی رقم میں سے چھوٹی رقم کو تفریق یا منہا کرنا کہلاتا ہے۔ اس کا قاعدہ بھی جمع کے قاعدے کی طرح ہے۔ بڑی رقم اوپر لکھی جاتی ہے اور اسے مفروق منہ کہتے ہیں۔ نیچے والی رقم کو مفروق اور جو باقی بچے اسے حاصل تفریق کہتے ہیں۔

**تفویضی آئین** ۔ (Devolution) ایسا دستور حکومت جو وحدتی ہو۔ مگر مرکزیت کا آئینہ دار نہ ہو اور اس میں ملک کے بعض حصص کو خاص اختیارات تفویض کئے گئے ہوں۔ اس قسم کے دستور حکومت کی بہترین مثال جنوبی افریقہ ہے۔ جہاں وحدتی حکومت کارفرما ہے۔ مگر اس نے چند علاقوں کو اپنے کچھ اختیارات سونپ دیئے ہیں۔ اور اس طرح انہیں دوسرے علاقوں کے مقابلے پر امتیازی درجہ دے دیا ہے۔ جنوبی افریقہ کی حکومت اس کی مجاز ہے کہ جب چاہے ان اختیارات کو بڑھا دے۔ جب چاہے تخفیف کر دے۔ اور چاہے تو انہیں یک قلم منسوخ کر دے۔ وفاقی حکومت اور تفویضی حکومت میں فرق ہوتا ہے۔ وفاقی نظام میں علاقائی حکومتیں مملکت کے تمام اجزائے ترکیبی میں قائم ہوتی ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ صوبہ سرحد میں صوبائی حکومت ہو مگر پنجاب اس کا مجاز نہ ہو۔ مگر تفویضی آئین میں یہ بات ممکن ہے۔ مثلاً برطانیہ میں سکاٹ لینڈ کو بعض حقوق تفویض کر دیئے گئے ہیں جو ویلز یا انگلستان کو حاصل نہیں۔ اور پھر جو اختیارات سکاٹ لینڈ کو تفویض کئے گئے ہیں۔ وہ شمالی آئرستان کی تفویضی حکومت کو حاصل نہیں اول الذکر کو انتظامی امور میں اختیارات تفویض کئے گئے ہیں

اور موخر الذکر کو قانون سازی کے معاملہ میں تفویض اختیارات سے وہ حقوق مراد نہیں ہوتے جو بلدیات کو دیئے جاتے ہیں۔

**تقدیر** ۔ قضا و قدر کا مسئلہ۔ تقدیر کا ایک تصور تو یہ ہے کہ انسان جو کچھ کرتا ہے اور جو اعمال و افعال اس سے ہوتے ہیں، نیک یا بد، اچھے یا برے سب خدا کی طرف سے ہیں۔ اور ان کی کمی اور بیشی اور تغیر و تبدل پر کوئی اختیار نہیں ہے۔ تقدیر کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ انسان کے بعض افعال اضطراری ہیں اور بعض اختیاری۔ اضطراری میں تو وہ مجبور ہوتا ہے اور وہی کرتا ہے جو حکم الٰہی کے ماتحت ہوتا ہے۔ البتہ اختیاری اعمال اس کے اپنے بس کے ہوتے ہیں۔ مثلاً نیکی کی راہ پر چلے یا بدی کی راہ پر، اچھے کام کرے یا برے، جاگے یا سوئے، عبادت کرے یا نہ کرے، بیٹھے یا اٹھے وغیرہ وغیرہ۔

ناکارہ لوگ اور نام نہاد درویش اپنے ہر قسم کے فعل کو خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور اپنی عسرت افلاس اور تنگدستی کو خدا کی جانب سے سمجھتے ہیں اور اس طرح زندگی کے صحیح مسلک اور تقدیر کی درست اہمیت کو غلط سمجھتے ہیں۔

**تقریب تعذیب** ( Auto-de-Fe ) اس سے وہ تقریب مراد ہے جو مذہبی عدالتوں (Inquisition) سے سزا یافتگان کو زندہ جلانے سے عین پیشتر عمل میں آتی تھی۔ اس کا رواج زمانہ وسطیٰ میں ہسپانیہ میں تھا۔ قانون کی رو سے سزا پانے والے کسی شخص کو ایک عجیب و غریب اور بدزیب لباس میں ملبوس کرکے اس کے سر پر ایک نکیلی ٹوپی اوڑھائی جاتی تھی۔ اس کے بعد راہبوں کے ایک جلوس کے ساتھ جس کے پیچھے چھکڑوں پر ایندھن لدا ہوتا۔ مجرم کو مرگھٹ کی طرف لے جایا جاتا۔ جہاں پہنچ کر اسے پہلے ربن پر آخری فیصلہ سنا کر زندہ جلا دیا جاتا۔

**تقسیم (حصص)**۔ آبائی املاک سے انفرادی حصے کی تقسیم بربنائے شریعت یا رواج۔ اسلام میں صرف شرعی تقسیم کو تسلیم کیا گیا ہے اور رواجی تقسیم کو لاطائل اور ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ پاکستان میں مارچ ۱۹۴۸ء سے وراثت اور تقسیم کے شرعی قوانین جاری ہیں۔ قرآن پاک میں للذکر مثل حظ الانثیین ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصے کے برابر بطور اصول کے پیش کیا گیا ہے اور پھر درجہ بدرجہ ان نصوص قرآنی کے ماتحت حصص کی تفصیل اور تقسیم واضح کی گئی ہے۔

شرعی قانون میں تقسیم کے حصص منقولہ اور غیر منقولہ جائداد مثلاً مکانات اور اراضیات نقدی اور دیگر املاک پر حاوی ہیں۔ زرعی زمین بھی عورتوں کے حصص کی تقسیم سے مستثنیٰ نہیں کی گئی۔ زمیندار طبقہ کے لوگ بالعموم پاکستان کی سرزمین میں لڑکیوں اور عورتوں کے حصے کی زمین کی علیحدگی کو قدرے نئی چیز خیال کرتے ہیں۔ مگر انقضائے وقت کے ساتھ ساتھ ان کا یہ خیال صحیح شرعی تقسیم کی شکل بآسانی اختیار کرے گا۔ اور اس فریضہ کے عائد ہونے میں کوئی دقت باقی نہ رہے گی۔

**تقسیم اختیارات** ۔ ( Division of Powers ) عہد جدید میں زندگی اتنی پیچیدہ ہو گئی ہے کہ کسی مہذب حکومت کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ زندگی کے تمام شعبوں پر صرف ایک ہی ادارہ یا چیدہ افراد کے ذریعہ کام چلا سکے۔ جب مطلق العنان شخصی حکومتوں کا دور دورہ تھا۔ اس وقت بادشاہ وقت کے لئے یہ ضروری نہیں تھا کہ وہ اپنے نظام حکومت کو تین شعبوں میں تقسیم کرے یعنی اول مجلس قانون ساز بنائے، دوئم انتظامیہ مقرر کرے اور سوئم عدلیہ تعینات کرے۔ مگر موجودہ زندگی اس قدر پیچیدہ ہو گئی ہے کہ حکومتوں کے مختلف شعبوں میں تقسیم اختیارات کا سلسلہ لازم ہو گیا ہے۔ تجارت اور بنکنگ کے طریقے بدل گئے ہیں۔ اور ان میں ہزاروں پیچیدگیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ پھر شخصی آزادی، جمہوریت، مساوات اور انصاف کے نظریات کے مقبول عام ہو جانے کے باعث حکومتوں کے لئے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ وہ ان کے لئے علیحدہ علیحدہ ادارے مقرر کرے تاکہ انہیں زیادہ سے زیادہ استحکام حاصل ہو اور رعایا بھی زیادہ سے زیادہ مطمئن رہے۔

(نوٹ) مرکزی حکومت اگر اپنے بعض اختیارات صوبائی حکومت کو دے دے تو اسے بھی تقسیم اختیارات کہا جائے گا۔

**تقسیم محنت** ۔ (Division of Labour) ایسا انتظام کار جس میں ایک شخص اپنے آپ کو ایک ایسی

چیز کی پیداوار کے لیے مخصوص کر لیتا ہے جس کے لئے وہ سب سے زیادہ موزوں ہے اور پھر اپنی پیداوار کا ایسے ہی کسی دوسرے شخص سے تبادلہ کرتا ہے جو کسی دوسری صنعت کی پیداوار میں تخصیص کا حامل ہو۔ بالفاظ دیگر جب دو یا زیادہ افراد ایک ہی کام کو مختلف حصوں میں بانٹ کر اپنے کام کریں تو یہ تقسیم محنت کہلاتا ہے۔

تقسیم محنت کے سلسلہ میں بازار جس قدر وسیع ہوگا، اور اشیاء کی مانگ جتنی زیادہ ہوگی اتنے ہی زیادہ کام کرنے والے ہوں گے۔ اور تقسیم محنت سے فائدہ پہنچے گا۔ جس پیداوار کے سلسلہ میں یہ طریق کار اختیار کیا جائے وہ مستقل اور مسلسل ہونی چاہیے۔ اور پیداوار وقتی اور فناپذیر نہ ہو بلکہ دیرپا ہونی چاہیے۔ عارضی اور کم عرصہ تک رہنے والی اشیاء کے سلسلہ میں تقسیم محنت کا طریقہ مفید نہیں ہوتا۔

## تقطیر

( Distillation ) مخلوط اور ملی جلی مائعات کو علیحدہ کرنے کا عمل۔ اس کا اصول یہ ہوتا ہے کہ مختلف مائعات کو بخارات میں تبدیل کرنے کیلئے حرارت کے مختلف درجے درکار ہیں۔ مائعات کو ایک برتن میں رکھ کر گرم کیا جاتا ہے۔ ایک وقت میں ایک مائع بخارات کی شکل اختیار کر کے علیحدہ ہوتا ہے۔ ان بخارات کو ٹھنڈا کر کے عمل تکاثف کے ذریعہ مقطر کر لیا جاتا ہے۔ بعض مائعات کا نقطۂ جوش اتنا بلند ہوتا ہے کہ انہیں اس صورت سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ پرانے زمانے کے ماہرین کیمیا میں تقطیر کا بہت رواج تھا۔ یہ لوگ اس عمل کے ذریعہ مختلف حجم ( Volatile ) مائع جنہیں روح یا جوہر بھی کہتے تھے، حاصل کیا کرتے تھے۔ چنانچہ یہ طریقہ شراب کی کشید میں بھی مستعمل رہا ہے۔

تقطیر کے سادہ قسم کے آلات تصویر میں دکھائے گئے ہیں۔ فرض کیجئے قرنبیق (Retort) کا آدھا حصہ پانی اور الکحل کے آمیزے سے بھرا ہوا ہے اور نیچے رکھے ہوئے لیمپ سے اسے حرارت پہونچائی جا رہی ہے۔ گرم ہوتے ہوتے جب آمیزہ کا درجۂ حرارت ۸۰ درجہ سنٹی گریڈ تک پہنچے گا تو الکحل جو اس درجہ پر بخارات میں تبدیل ہو جاتی ہے، تیزی سے بخارات کی شکل میں نلکی کی راہ قرنبیق سے باہر نکلے گی۔ اس نلکی کو پانی سے ٹھنڈا رکھا جاتا ہے۔ نلکی کے دوسرے سرے تک پہنچتے پہنچتے یہ بخارات کثیف ہو کر الکحل کے قطروں کی شکل اختیار کر لیں گے۔ یہاں انہیں کسی برتن میں جمع کیا جا سکتا ہے۔ رفتہ رفتہ قرنبیق الکحل سے خالی ہو جائے گا۔ اور جب مائع کا درجہ حرارت ۱۰۰ درجہ تک پہنچے گا تو پانی بھاپ بن کر نلکی میں آنے لگے گا۔ ٹھیک اس موقع پر شعلہ ( Flame ) ہٹا لیا جائے گا۔ اور جمع کی ہوئی الکحل کو ہٹا کر ایک مرتبہ اور اسی طریقہ سے صاف کر لیا جائے گا اس عمل کی تکرار سے الکحل کا ہر قطرہ پانی سے علیحدہ کیا جا سکتا ہے۔ ادویات کے لئے مقطر پانی (Distilled Water) تیار کرنے کا بھی قریب قریب یہی طریقہ ہے۔ اس قسم کے طریقے پٹرول اور عطریات بنانے میں بھی مستعمل ہیں۔

تقطیر کا ایک اور طریقہ بھی ہے جو مندرجہ بالا سادہ طریقہ میں تھوڑی تبدیلی کر کے اخذ کیا گیا ہے۔ اسے خلا کے ذریعے تقطیر ( Vacuum Distillation ) کہہ سکتے ہیں۔ قرنبیق میں اگر پمپ سے ہوا خارج کر کے خلا پیدا کر دیا جائے تو ہوا کا دباؤ کم ہونے سے مائع کا نقطۂ جوش گر جاتا ہے اور جلدی وہ بخارات میں تبدیل ہونا شروع کر دیتی ہے۔ شکر اور گلیسرین وغیرہ کی تقطیر میں یہ طریقہ بہت سہولت پیدا کر دیتا ہے۔ کیونکہ دیر تک گرم کئے جانے سے یہ چیزیں خراب ہو جاتی ہیں۔

ان کے علاوہ بھی تقطیر کا ایک طریقہ ہے جسے تخریبی تقطیر (Destructive Distillation) کہا جاتا ہے۔ اس میں ملی جلی مائعات کو علیحدہ علیحدہ نہیں توڑا جاتا ہے۔ قرنبیق کو گرم کر کے ایسا کرتے ہیں۔ اور متنون (Volatile) مرکبات کے بخارات کو کثیف کر کے جمع کر لیتے ہیں۔ مثلاً کوئلہ کی تقطیر۔

## تقطیع

( Scanning ) عربی لفظ ہے۔ تقطیع "قطع" سے ہے یعنی کاٹنا، ٹکڑے ٹکڑے کرنا، اجزاء میں بانٹنا وغیرہ وغیرہ۔ فن تقطیع علم عروض کا ایک حصہ ہے جس کی رو سے اشعار کو وزن کیا جاتا ہے۔ ان کے بحور کے نام متعین اور مقرر کئے جاتے ہیں۔ ابتدائی

کے ارکان کی تشخیص کی جاتی ہے۔

اشعار کے بحر ہوتے ہیں اور بحروں کے ارکان ہوتے ہیں جن پر شعروں کے وزن جانچے جاتے ہیں۔ ان بحروں کی ابتدا عروض سے منسوب ہے۔ عرب شاعری میں کم و بیش بیس کے قریب متداول اور مروّج بحور ہیں۔ جن میں سے طویل اور ہزج خاص طور پر مستعمل ہیں۔ عربوں کے بحور فارسیوں نے اختیار کئے اور اردو شعرا نے بھی انہی کا تتبع کیا۔ اب بعض اردو نظمیں بغیر بحر کے لکھی جاتی ہیں۔ جنہیں انگریزی نمونے کی بے بحر نظمیں ( Blank Verse ) سمجھنا چاہیئے۔ ایسی نظموں کے اشعار کی تقطیع لا حاصل ہے۔ انگریز شعرا اور یورپی شعراء نے بھی اپنے اپنے بحور (Metres) کا تتبع کیا ہے اور ان کا فن تقطیع ہمارے فن تقطیع سے بالکل جدا اور مختلف ہے۔

## تقلیل قدر زر ( Devaluation )

بعض اوقات روپیہ کے پھیلاؤ بڑھ جانے کے باعث روپیہ کی جو قیمت خرید کم ہو جاتی ہے اس کا ازالہ کرنے کی خاطر بعض حکومتیں اپنے سکہ کی قیمت گرا دیتی ہیں۔ مگر اس تخفیف زر کا باعث اور وجوہات بھی ہو سکتی ہیں۔ بہر حال تخفیف زر کا اثر صنعتی ممالک پر بالعموم بہتر ہوتا ہے اور ان کی مصنوعات سستی ہو جانے کے باعث زیادہ بکتی ہیں۔ خام مال پیدا کرنے والے ممالک کو ترقی یافتہ ممالک کی ہمیشہ تقلید اور پیروی کرنا پڑتی ہے مثلاً اگر برطانیہ اور فرانس جیسے ممالک اپنے سکہ کی قیمت گرا دیں، تو انہیں بھی اپنے سکہ کی قیمت گرانا پڑتی ہے۔ چنانچہ ستمبر ۱۹۴۹ء میں جب برطانوی پونڈ اسٹرلنگ کی قیمت گرائی گئی تھی اور دنیا کے بڑے بڑے ملکوں نے اپنے سکوں کی قیمتیں کم کر دی تھیں تو توقع کی جاتی تھی کہ پاکستان بھی اپنے سکہ کی قیمت کم کر دے گا۔ مگر اس وقت مرحوم لیاقت علی خاں نے بڑی اقتصادی فراست و ہوشمندی کا ثبوت دیا اور برطانیہ کے اس فیصلہ کی اندھا دھند تقلید کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ پاکستان کی گزشتہ چند سالوں کی اقتصادی حالت نے یہ ثابت بھی کر دیا ہے کہ لیاقت کا فیصلہ صائب اور حسب حال تھا۔ اور یہ فیصلہ پورے تدبیر کے ساتھ کیا گیا تھا۔ کیوں کہ دنیا کی ۹۵ فی صد پٹ سن نرما اور کپاس پیدا کرنے اور جانوروں کی بہترین کھالیں برآمد کرنے کے باعث پاکستان خام مال پیدا کرنے والے ملکوں میں بھی خاص مرتبہ و مقام رکھتا ہے۔ البتہ بعد میں تقلیل قدر زر یا تخفیف زر کو بدلے ہوئے حالات کے ماتحت اختیار کر لیا گیا۔ جس سے پاکستان کی اقتصادیات پر خوشگوار اثر پڑا۔

**تقویٰ۔** خوف خدا، پرہیزگاری، نیکی کی پیروی، اور ہدایت کی راہ۔ اہل تقویٰ متقی کہلاتے ہیں۔ خدا کو صرف تقویٰ پسند ہے اور ذات پات یا قومیت وغیرہ کی اس کی نگاہ میں کوئی وقعت نہیں۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ خدا کے حضور میں سب سے قابل عزت اور احترام وہ شخص ہے، جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ یہ قرآن پاک کا ارشاد ہے۔

تقویٰ دینداری اور راہ ہدایت کے اتباع سے پیدا ہوتا ہے۔ بزرگان دین کا وصف اولین تقویٰ رہا ہے قرآن پاک متقی لوگوں کی ہدایت کیلئے ہے۔ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ بھی ارشاد قرآنی ہے۔ مادہ پرستی کے دور میں تقویٰ کم ہوتا جاتا ہے۔ اعمال و اقوال کے عواقب پر غور و فکر تقویٰ کو فروغ دیتا ہے۔

## تقویم، جنتری۔ ( Calender )

وقت کو گھنٹوں، دنوں، ہفتوں، مہینوں اور سالوں میں مرتب کرنا۔ تقویم گویا تاریخ اور ہفتے کے دنوں کی تعیین کے جدول کا نام ہے۔

سال شمسی ہوتا ہے۔ یا قمری۔ شمسی سال اس عرصے کے برابر ہوتا ہے جس میں زمین اپنے مدار کو پوری طرح طے کر لیتی ہے۔ یعنی پوری طرح سورج کے گرد چکر کاٹ لیتی ہے۔ یہ عرصہ ۳۶۵ دن ۵ گھنٹے، ۴۸ منٹ اور ۴۶٫۴۶۲۲ سیکنڈ کے برابر ہوتا ہے۔ ہم چونکہ سال کو صرف پورے ۳۶۵ دنوں کا شمار کرتے ہیں۔ اس لئے ہمارا سال اصل سال سے چھوٹا ہوتا ہے اور یہ کمی سال بسال زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ سال بسال دن مہینے مختلف موسموں میں آنے شروع ہو جائیں گے۔ جس سے ہمارے نظام زندگی میں گڑبڑ پڑ جائے گی۔ اور وقت کا بھی کوئی صحیح اندازہ نہیں ہو سکے گا۔ اس دقت کو رفع کرنے کے لئے جولیس سیزر شاہنشاہ روم نے ہر چوتھے سال میں ایک دن کا اضافہ کر کے ہر چوتھا سال ۳۶۶ دن کا استعمال کیا۔ یعنی فی سال کچھ دن کی مزید زیادتی ہو گئی۔ بالفاظ دیگر اس قسم کا سال صحیح سال سے بقدر

۱۱ منٹ ۱۴ سیکنڈ اوسطاً بڑھ جاتا تھا۔ یعنی ¼ دن فی سال زیادہ کرنے سے ہم اصل سال سے ۱۱ منٹ ۱۴ سیکنڈ بڑھا دیتے تھے۔ چونکہ یہ زیادتی ۱۰۰ سال میں جمع ہو کر ایک دن کے قریب ہو جاتی تھی۔ اس لئے ہر صدی کا لیپ سال سادہ سال شمار کر کے زیادتی کے برابر کر دیا گیا۔ یعنی سنہ ۱۰۰ اگرچہ لیپ کا سال ہے۔ تاہم اس کے ۳۶۵ دن ہی شمار ہوں گے۔ اسی طرح ۲۰۰، ۳۰۰ و لیپ کے سال شمار نہیں ہوں گے۔ اس طرح چار سو سال کے بعد پھر ایک دن کی کمی واقع ہو جاتی تھی۔ اس لئے ۴۰۰ وادر ہر صدی کے سال کو جو ۴ پر تقسیم ہو جائے، لیپ کا سال شمار کر لیا گیا ہے۔ عملی طور پر جو سال کہ ۴ پر تقسیم ہو جائے وہ لیپ کا سال ہے اور اس لئے سال کا سب سے چھوٹا مہینہ فروری بجائے ۲۸ کے ۲۹ دن کا ہوتا ہے۔ جو صدی ۴۰۰ پر تقسیم ہو جائے وہ بھی لیپ کا سال ہے۔ باقی تمام سال سادہ ہیں۔ اس طرح سے موسم و تاریخ کا ربط کم و بیش صحیح طور پر قائم رہتا ہے۔ یہ تمام کیفیت شمسی یعنی عیسوی سال کی ہے۔

ہندوستان کا بکرمی سمبت بھی شمسی سال ہے۔ یہ سمت صدیوں کے تجربوں کا نچوڑ ہے اور مکمل ترین تقویم کا حامل ہے۔ اس میں بھی لیپ یعنی لوند کے سال آتے ہیں۔ اور بعض سالوں میں درجن کی بجائے تیرہ مہینوں کا اضافہ ہو جاتا ہے اور ایک نام کے دو مہینے آجاتے ہیں۔ اس سمت کا آغاز نہایت مناسب موقع پر یعنی نیبن کے پکنے پر یکم بیساکھ ہوتا ہے۔ جس سے اگلے سال کا تخمینہ آمد و خرچ نہایت صحت سے تحریر ہو سکتا ہے۔ یہ معاملہ اس قدر اہم ہے کہ انگریزوں کو ہندوستان میں مالی سال یکم اپریل یعنی بیساکھ کے قریب سے شروع کرنا پڑا۔

قمری سال شمسی سال سے بقدر ۱۱ دن کے چھوٹا ہوتا ہے اس میں مہینہ کی میعاد (شمسی کی بنیاد بھی یہی تھی) چاند کے دو مسلسل طلوعات کا درمیانی عرصہ ہے۔ یہ عرصہ ۲۹ یا ۳۰ دن کا ہوتا ہے اور اس کی ابتدا و انتہا قمری سال میں رویت ہلال پر منحصر ہے۔ یہ سال موسموں اور تاریخوں میں بہت سے تغیر و تبدل کا باعث ہوتا ہے۔

سمت بکرمی کی کسی تاریخ کو انگریزی تاریخ میں منتقل کرنے کے لئے دیسی تاریخ سے ۱۳-۸-۵۶ منہا کر دیجئے۔ مثلاً یکم بیساکھ سنہ ۲۰۶۸ بکرمی کے مقابل کی انگریزی تاریخ مطلوب ہے۔ تو اس ۲۰۱۱-۱-۱ میں سے مذکورہ تاریخ منہا کرنے سے ۱۴-۴-۲۰۱۱ حاصل ہو گئی۔ جو اس کے مقابل کی انگریزی تاریخ ہے۔ انگریزی تاریخ کو بکرمی میں تبدیل کرنا اس کا الٹ ہوتا ہے۔ لیکن قمری تاریخ کو انگریزی تاریخ میں تبدیل کرنا سہل نہیں لیکن عملی تخمینہ اس طرح پر کیا جا سکتا ہے کہ چونکہ قمری سال شمسی سال کا ۳۶۵/۳۵۵ ہے یعنی ۰٫۹۷۰۳ ہے۔ اس لئے کسی ہجری قمری سال کو شمسی عیسوی میں تبدیل کرنے کے لئے قمری سال کو ۰٫۹۷۰۳ سے ضرب دیجئے اور حاصل ضرب میں ۶۲۲ جمع کر دیجئے۔ جو اس قمری سال کے مقابلے کی انگریزی تاریخ ہے۔ لیکن یہ نتیجہ بالکل صحیح اور یقینی نہیں ہوتا۔ نوٹ:۔ سنہ ہجری ۶۲۲ء سے شروع ہوا تھا۔ (نیز دیکھو ایرانی تقویم)

## تقی احمد خاں

تقی احمد خاں۔ پورا نام میر تقی احمد خاں، جواد الدولہ عارف جنگ سر سید احمد خان کے۔ سی۔ ایس۔ آئی پاک و ہند کے مشہور لیڈر، فصیح البیان اور جلیل القدر مصنف، مصلح، ریفارمر اور مدبر کے والد بزرگوار۔ عالمگیر ثانی نے سرسید کے دادا کو جواد الدولہ کا خطاب دے رکھا تھا۔ جو حسن اتفاق سے خود سرسید کو بھی عنایت ہوا۔ میر تقی احمد خاں بڑے قانع بزرگ تھے چنانچہ جب اکبر ثانی نے ان کو عہدۂ وزارت پر فائز کرنا چاہا تو انہوں نے اس سے انکار کر دیا۔

سرسید کے آباؤ اجداد ابتداءً عرب کے رہنے والے تھے۔ پھر وہ ہمدان اور ہرات پہنچے اور شاہجہان کے عہد میں ہندوستان آئے۔ اور یہاں عہدہ ہائے جلیلہ پر ممتاز ہوئے۔

## تقیہ

تقیہ۔ لغوی معنی خدا سے ڈرنا۔ احتیاط برتنا وغیرہ وغیرہ لیکن اصطلاحاً نقصان پہنچنے کے خوف سے مذہبی عقائد کا پوشیدہ رکھنا۔ اہل السنۃ والجماعت تقیہ کے قائل نہیں لیکن تشیع اس کو جائز اور صحیح سمجھتے ہیں دونوں کی سورۃ الحجرات آیت ۱۳ کے ترجمے سے یہ اختلافی بحث شروع ہوتی ہے جس کے معنی اہل سنت تو یہ بیان کرتے ہیں کہ تم میں سے جو سب سے زیادہ متقی ہے وہی خدا کے نزدیک سب سے زیادہ باعزت ہے۔ (اتقیٰکم) کے معنے کا یوں ترجمہ کرتے ہیں کہ تم میں سے جو سب سے زیادہ تقیہ کرتا ہے اکثر بعض تفاسیر یہاں تک کہتے ہیں کہ خدا نے تقیہ کے ذریعے وسعت دی ہے۔ اس لئے تم اپنے آپ کو پوشیدہ رکھو۔ دوسرے علماء

کہتے ہیں کہ مومنوں کے واسطے تقیہ ایک پردہ ہے جو تقیہ نہیں کرتا وہ درحاصل مذہب ہی نہیں رکھتا۔ اس سلسلہ میں عمار بن یاسرؓ کی مثال دی جاتی ہے کہ جب کفار قریش نے ان کو بہت مجبور کیا۔ تو انہوں نے کہدیا کہ وہ مسلمان ہی نہیں ہیں اور پھر حضورؐ کے سامنے اس مجبوری کو بیان کرکے اقرار اسلام کیا۔ اسی طرح جب مسلمہ کذاب نے ایک مسلمان کو اپنی نبوت کے اقرار پر مجبور کیا تو انہوں نے بھی اقرار کرلیا۔ گو وہ مسلمان اور دیندار تھے۔ تاریخی رنگ میں تقیہ کی ضرورت اس واسطے پیش آئی کہ بعض سلاطین نے اہل تشیع پر طرح طرح کی سختیاں کیں اور رعیت کی ہلاکت سے بچنے کے واسطے اور اپنے مذہب کو محفوظ رکھنے کے لئے انہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا جو اب جزو مذہب بن گیا ہے۔

**تکبیر**۔ یعنی بڑا ماننا یا خدا کی بڑائی بیان کرنا۔ اللہ اکبر مسلمانوں کا قومی نعرہ ہے۔ اس کا استعمال نماز سے قبل اذان الصلوٰۃ میں ہوتا ہے۔ اذان کے اندر شروع میں چار مرتبہ اور قریب آخر ۲ مرتبہ باواز بلند تکبیر کا اعادہ کیا جاتا ہے نماز اسی سے شروع کی جاتی ہے اور ہر نیا رکن ادا کرتے وقت تکبیر کہی جاتی ہے۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے کانوں میں سب سے پہلے اذان کے ساتھ تکبیر کہی جاتی ہے۔ جہاد اور لڑائی کے موقعوں پر تکبیر نعرہ جنگ کا کام دیتی ہے جس سے مسلمانوں میں جوش پیدا ہوتا ہے اور کفار اور مخالفین میں اس سے گھبراہٹ اور سراسیمگی پیدا ہوتی ہے۔

عیدین کے موقع پر جب مسلمان نماز پڑھنے کے واسطے نکلتے ہیں تو راستے میں عیدالاضحیٰ پر بلند اور عیدالفطر پر آہستہ آہستہ تکبیر پڑھتے جاتے ہیں۔ اسی طرح حج کے موقع پر تکبیریں پڑھی جاتی ہیں۔ جانور ذبح کرتے وقت بھی بسم اللہ کے ساتھ اللہ اکبر ضرور کہا جاتا ہے بات چیت میں بھی اس کلمہ کو استعجاب کے موقع پر بولتے ہیں۔

**تکبیر تحریمہ**۔ تکبیر اللہ اکبر کہنا اور تحریمہ جس کے بعد حرمت لازم آئے۔ نماز کی نیت کے بعد قیام کرتے وقت اللہ اکبر کہہ کر ابتدائے صلوٰۃ کرتے ہیں۔ یہی تکبیر تحریمہ ہے۔ اس کے بعد نمازی شخص ہمہ تن محو عبادت ہو جاتا ہے اور زمانہ کی حرمت اور عبادت کا احترام اس پر ہر لحاظ سے لازم ہو جاتا ہے۔



**تکوین عالم**۔ یعنی زمین و آسمان اور اس کے مابین جو کچھ ہے اس کو پیدا کرنا۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مجھ کو جو کچھ پیدا کرنا ہوتا ہے۔ اس کے لئے کُن کہدیا جاتا ہے۔ اور وہ خود بخود پیدا ہو جاتا ہے اسی کو تکوین کہتے ہیں۔ قرآن پاک میں بتایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے چھ دن میں تکوین ختم کردی پہلے دو دن میں زمین کو پیدا کیا گیا اور اس پر پہاڑ قائم کر دیے پھر دھوئیں سے دو دن کے اندر سات آسمان بنائے اور ہر آسمان کے بارے میں مناسب احکام صادر فرمائے۔ چاند سورج بنائے جو حساب سے چلتے ہیں۔ رات دن پیدا کئے جو گھٹتے بڑھتے ہیں۔ ہوائیں جو جہازوں کو چلاتی ہیں۔ پانی کا خزانہ پیدا کیا جس سے جانور پیدا ہوئے اور جو مردہ زمین میں کھیتیاں، باغ اور میوے پیدا کرتا ہے آسمان پر برج بنائے اور ان کو شیاطین سے محفوظ رکھا تکوین کے بارے میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہر چیز کو مصلحت کی بنا پر پیدا کیا ہے۔ ان میں کئی خوبیاں رکھی ہیں۔ کوئی شے بیکار نہیں پیدا کی اور ہر چیز کو نہایت مضبوط بنایا ہے۔ اس میں ربط و قاعدہ کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ زمین و آسمان کی تکوین تخلیق انسانی سے کہیں پہلے کی ہے۔ توراۃ میں بھی چھ دن کے اندر ہی تکوین کا ذکر ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اس میں کہا گیا ہے کہ خدا نے ساتویں دن آرام کیا اور قرآن پاک میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ خدا تھکتا نہیں۔

**تل (مسا)**۔ چہرے پر یا بدن کے کسی دوسرے حصے پر سیاہ یا بھورے رنگ کا ابھرا ہوا داغ یا نشان تل یا مسا کسی خاص مرض کا نتیجہ نہیں ہوتا۔ بسا اوقات موروثی ہوتا ہے اور نسلاً بعد نسل نمایاں ہوتا رہتا ہے۔ ہر شخص کے تل ہونا ضروری نہیں۔ [illegible] علاج اس کا کاٹ دینا ہے یا اس پر کوئی موٹا سا بال باندھ دیتے ہیں جس سے وقت پاکر سڑ جاتا ہے۔ بعض اوقات تل پر کوئی تیزاب لگا دیتے ہیں جس سے گل کر جھڑ جاتا ہے تل کی شروع کی قسم خال ہے اور وہ دھبہ سیاہ یا بھورا تو ہوتا ہے لیکن ابھی ابھرا ہوا نہیں ہوتا۔ خال

بڑھتے بڑھتے تل یا مسا ہو جاتا ہے۔ جو خال حد سے بڑھا وہ بیشک مسا ہوا۔ مسا مشدد اور غیر مشدد دونوں طرح سے بولا جاتا ہے۔

**تل چٹا** ( Cockroach ) بھونرے کی قسم کا ایک کیڑا۔ جو حشرات الارض کی اس جماعت سے تعلق رکھتا ہے۔ جس میں ٹڈیاں، ٹڈے اور کن کھجیات (Earwig) شامل ہیں۔ (اگر بہت سے ماہرین علم حیوانیات کن کھجیا کو کیڑوں کی کسی دوسری جماعت میں رکھتے ہیں۔) اس کے باریک پر ایک غلاف کے نیچے تہ کیے ہوتے ہیں۔ کن کھجیا پھولوں اور نقصان دہ کیڑوں کو کھاتی ہے۔ ماں اپنے بچوں کی بہت دیکھ بھال کرتی ہے۔ ٹڈے کے پچھلے پیر بالخصوص جست لگانے میں پورے طور پر ممد ہوتے ہیں۔ یہ اپنے پیروں کو آپس میں رگڑ کر یا (بعض اقسام میں) پروں کو پیروں سے رگڑ کر جھنجھناہٹ پیدا کرتا ہے۔ ٹڈیاں افریقہ ایشیا اور امریکہ میں عذاب جان بنی ہوئی ہیں۔ ان کے دل تیار کھیتوں پر اتر کر رات کی رات میں ساری کھڑی فصلوں کو کھا جاتے ہیں۔

**تُلسی** - نیازبو کی طرح کا ایک فرحت بخش خوشبو رکھنے والا پودا۔ خوشبو اس کے پتوں اور تنے کے بال نما غدودوں سے خارج ہوتی رہتی ہے۔ اس پودے کی سب سے ضروری خوراک ایک قسم کا تیل ہے جسے وہ زمین سے حاصل کرتا ہے۔ اس تیل کو پودا زیادہ تر پھول کے کھلنے اور پھل کے پکنے پر استعمال کرتا ہے۔ اس وقت تیل کی بہت زیادہ مقدار پھولوں اور پھلوں میں چلی جاتی ہے اور پودے کی مہک دوبالا ہو جاتی ہے۔ یہ پودا اکثر خشک اور کھلی جگہوں پر اگتا ہے۔ اس کے سب حصے بالوں سے بھرے ہوتے ہیں۔ جس کے سبب سے تبخیر کم ہوتی ہے اور پودا خشکی میں قائم رہ سکتا ہے تاج گل کی نالی کے سرے اس طرح کھلتے ہیں جس طرح منہ ہونٹ، نچلا ہونٹ چھوٹا اور باریک اور اوپر کا ہونٹ بڑا اور چار نوکوں والا ہوتا ہے۔ سلائی چار دو لمبی، دو چھوٹی، بیضہ دان میں دو موسلیاں ہوتی ہیں۔ ہر موسلی کی سطح درمیان سے اس قدر اندر کو بڑھی ہوئی ہے کہ بیضہ دان چار حصوں میں بٹ جاتا ہے۔ ڈنڈی بیضہ دان کے عین درمیان اٹھتی ہے اور اس کا اوپر کا سرا دو شاخہ ہوتا ہے۔ پیالہ گل مستقل طور پر پھل کی حفاظت کرتا ہے۔ پھل پکنے پر اخروٹ کی طرح چار حصوں میں علیحدہ ہو جاتا ہے۔ ہر حصے میں ایک بیج ہوتا ہے۔ پھل سورج مکھی کی طرح پھٹ کر بیج نہیں بکھیرتا۔ بلکہ اس کے چاروں حصے ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں اور پیالہ گل کے اندر گر پڑتا ہے۔ جب ہوا زور سے چلتی ہے تو بیج اڑ کر خود بخود باہر نکل جاتے ہیں۔

**تلغراف** - ( Telegraph ) ایک آلہ جس کے ذریعے سے کسی فاصلے پر ایسے سگنل بھیجے جاتے ہیں جو تحریری پیغامات کے حامل ہوں۔ اگر کسی لوہے کے ٹکڑے پر تار لپیٹ دی جائے اور اس پر بجلی کی رو چلائی جائے تو دوران رو میں لوہا مقناطیسی اثرات کا حامل ہو جائے گا۔ اور اس مقناطیسی لوہے کو لوہے کے دوسرے ٹکڑے کو کھینچنے کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ یہ رو کسی بجلی والے مقناطیس تک دور دراز فاصلے سے بھیجی جا سکتی ہے اور اس طرح برقی مقناطیس کے عمل کو ایک مقام سے دوسرے مقام تک سگنل ارسال کرنے کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یہ رو طویل یا مختصر وقفوں کے لئے جن سے لکیروں اور نقطوں کی نمائندگی ہوتی ہے بھیجی جاتی ہے۔ اور یہ عمل ترسیل کنندہ مقام یا اسٹیشن پر بٹن کو کھولنے یا بند کرنے سے میسر آتا ہے۔ اور اسی طرح پر برقی رو کی تکمیل ہوتی ہے انہی واقعات اور کوائف کا استعمال برقی تلغراف میں ہوتا ہے۔ گو یہ سلسلہ اتنا سادہ نہیں ہوتا جتنا کہ اوپر کی مثال میں مذکور ہے۔

**تلغرافی ترسیل تصاویر** - Telephoto

( graph ) فوٹوگراف یا تصویر جو کسی فاصلے سے ایسے کیمرے کے ذریعہ لی جائے جس میں ٹیلیسکوپ کا شیشہ ( Lens ) لگا ہو۔ اس ٹیلی فوٹو شیشے کی ایجاد ۱۸۹۱ء میں ٹی آر ڈالمیر ( T. R. Dalmayer ) نے کی۔ اس کا اصول مثبت اور منفی شیشوں کے معقول اجتماع پر مبنی ہے اور اس کا نتیجہ فوکل مسافت ( Focal Length ) کی ایزادگی ہے جس کے ساتھ کیمرہ کی توسیع لازم نہیں آتی۔ مثبت شیشہ کے پیش کردہ سائز اور ٹیلی فوٹو شیشہ کے پیش کردہ سائز کے قطروں کا باہمی فرق اشیاء کی ضخامت پر دلالت کرتا ہے جس کی کمی بیشی مثبت اور منفی کے باہمی تناسب سے متعلق اور واضح ہوتی ہے۔

## تلوار۔ دوبدو جنگ کرنے کا ایک ہتھیار۔

لمبے پھل والا اور تیز دھار۔

آج سے ہزاروں سال پہلے کے انسان نے محسوس کیا کہ درندوں اور وحشی جانوروں سے بچاؤ کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہتھیار بنائے۔ پہلے پتھر کے نہایت بھدے اور بھاری ہتھیار بنائے۔ لیکن تہذیب کی ترقی کے ساتھ ساتھ ان میں بھی ترقی ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ انسان نے لوہے کے ہتھیار بنانا سیکھ لئے۔ اور مختلف قسم کے تیز دھار والے لوہے کے ہتھیار بنائے جانے لگے۔ جس میں تلوار سب سے زیادہ کارآمد ثابت ہوئی جہاں تک دنیا کی تاریخ باقاعدہ موجود ہے تقریباً تمام لڑائیوں اور جنگوں میں تلوار کا استعمال ثابت ہے۔ اگرچہ تیرھویں چودھویں صدی میں بارود کی دریافت کے بعد سے توپوں بندوقوں اور گولوں کو اسلحۂ جنگ میں اہمیت حاصل ہے۔ لیکن فوجی اور بحری افسران کی خاص وردی میں تلوار ابھی تک شامل ہے۔

تلوار کئی قسموں کی ہوتی ہے مختلف ممالک اور وقتوں میں مختلف وضع کی تلواریں استعمال ہوتی رہی ہیں۔ یورپ والوں کی تلواریں عموماً سیدھی اور دودھاری ہوتی تھیں۔ عربوں کی ایک دھاری تلوار میں قدرے خم ہوتا تھا۔

تلوار کی نوک تیز اور باریک ہوتی ہے۔ لیکن جاپانی تلواروں کا سرا چپٹا ہوتا ہے۔ پرانے زمانے میں تلواریں لوگ نہایت نفیس نقش و نگار بناتے تھے اور دستے پر ہیرے جواہرات جڑتے تھے۔

تلوار کو تمام قوموں میں ایک خاص اہمیت حاصل رہی۔ یہاں تک کہ بعض تقاریب تلوار سے ادا کی جانے لگیں۔ سپاہیوں سے تلوار پر ہاتھ رکھ کر قسم لی جاتی تھی۔ اظہار وفاداری کے لئے بادشاہوں کی تلوار کو بوسہ دیا جاتا تھا کسی سالار کی اپنی تلوار فاتح دشمن کے حوالے کر دینا شکست کا اقرار تھا۔ چنانچہ پورس نے اپنی تلوار سکندر کے حوالے کی۔ انگلستان میں رواج ہے کہ سر کا خطاب دیتے وقت ملکہ تلوار سے مخاطب کا کندھا چھوتی ہے لیکن تلوار کو سب سے زیادہ اہمیت مسلمانوں میں حاصل ہوئی تلوار ہر مسلمان کا ایک امتیازی نشان ہے چنانچہ شمشیر ہاتھ میں لے کر خطبہ دینا مسنون ہے۔

## تلوار سے لڑنے کا فن ( Fencing ).

حملے یا حفاظت کی خاطر تلوار چلانے کا عمل یا فن۔ اس کا آغاز اس وقت ہوا جب کہ تلوار نے نیزوں اور جنگلی کلہاڑیوں کی جگہ دستی لڑائی میں لے لی۔ جرمنی اور اٹلی اور اسپین میں اس فن کے اسکول قدیم زمانے میں موجود تھے جن میں دودستی تلوار کے استعمال کا طریق سکھلایا جاتا تھا۔ مروجہ فن اٹلی میں بہتر طریق پر سکھلایا جانا شروع ہوا۔ گو انگلینڈ میں تلوار سے لڑنے کا فن اس سے پیشتر موجود تھا۔

اس فن سے متعلق کچھ قواعد و ضوابط بھی ہوتے ہیں جو اسے ایک مروجہ کھیل کی نوعیت دلاتے ہیں۔ کھلاڑی کے حق میں مقابل کے اعضائے جسم پر ضربات شمار ہوتی ہیں۔ اور اعضائے جسم میں پاؤں اور کلائی تک شامل ہوتے ہیں۔ نقاب اور گدی دار کپڑے جسمانی حفاظت کیلئے استعمال ہوتے ہیں۔

**تلی** ۔ (Spleen) پیٹ میں بائیں طرف معدہ کی پشت پر بیضوی شکل کا ایک بہت بڑا غدود ہوتا ہے جسے تلی کہتے ہیں۔ اس کی لمبائی عموماً ۵ انچ اور رنگ نیلگوں سرخ ہوتا ہے۔ اس میں کوئی نالی نہیں ہوتی اور اس کا تعلق دورانِ خون اور ہاضمہ سے ہوتا ہے۔ اسے خون پہنچانے والی شریان سپلینک آرٹری (Splenic Artery) اور اس کی ورید (Splenic Vein) کہلاتی ہے اور یہ دونوں تلی کے اندرونی کنارے میں واقع ہوتی ہیں۔

تلی میں خون کے سفید دانے (White Corpuscles) پیدا ہوتے ہیں اور خون کے سرخ دانے جو کمزور پڑ گئے ہوں، تلی انہیں فنا کر دیتی ہے۔ تلی کے اندر ایک عرق جیسا مادہ پیدا ہوتا ہے جس کے متعلق ابھی تک یہ دریافت نہیں ہو سکا کہ وہ کیا کام کرتا ہے۔

تلی کے عضلات سکڑنے پر ان کا اثر خون کی نالیوں پر دباؤ کی صورت میں پڑتا ہے۔

**تلیر** ۔ ایک قسم کا پرندہ، یورپ، ایشیا اور امریکہ میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ لیکن ہندوستانی تلیر سیاہ رنگ کا ہوتا ہے اور یورپی اور امریکی سیاہی مائل نارنجی رنگ کا ہوتا ہے۔ بئے کی طرح آویزاں گھونسلہ بناتا ہے۔ ہند و پاک کا تلیر صرف برسات کے بعد اور موسم بہار میں وارد ہوتا ہے اور وہ بھی پہاڑوں سے گرم خطوں کی طرف جاتے ہوئے۔ تلیر ان پرندوں میں سے ہے جو انسان کے دوست ہیں۔ کیونکہ جس وقت یہ وارد ہوتا ہے گیہوں کی کاشت کا وقت ہوتا ہے۔ اور مزروعہ کھیت میں سے تمام ضرر رساں کیڑے مکوڑے چن لیتا ہے۔ چنانچہ پاکستان میں تلیر کا شکار ممنوع ہے۔ اگرچہ یہ فصلی پرندہ ہے تاہم ہر دلعزیز ہے اور اس کا گوشت بہت لذیذ ہوتا ہے۔

**تمباکو** ۔ (Tobacco) تمباکو ایک پودا ہے۔ جس کے خشک پتوں سے سگرٹ، سگار، بیڑی وغیرہ بنائے جاتے ہیں اور حقہ یا چلم میں بھی ڈال کر پیا جاتا ہے۔ اس کا اثر نشہ آور ہوتا ہے۔ تمباکو کے پتوں میں ایک خاص قسم کا مادہ ہوتا ہے جو نکوٹین کہلاتا ہے۔

امریکہ، فرانس، چین، یونان، کینیڈا، اٹلی، انڈونیشیا، برِ اعظم ہند و پاکستان، فلپائن، جنوبی افریقہ، ترکی اور بلغاریہ میں کاشت کیا جاتا ہے۔

پتوں کو دھوپ اور ہوا میں مصنوعی طریقہ سے گرمی پہنچا کر خشک کر لیا جاتا ہے۔ پھر انہیں سالم یا کاٹ کر مرطوب کر کے گڑھوں میں دبا دیا جاتا ہے اور کچھ وقت کے بعد نکال کر بڑے بٹ لیتے ہیں۔ بسا اوقات اسی تمباکو میں شیرہ ملا کر ٹکیاں بنائی جاتی ہیں اور حقے میں پینے کے کام آتا ہے۔ پتوں کے درمیانی موٹے ریشے الگ کر کے انہیں بٹ کر اسے سگار کی شکل دے دی جاتی ہے۔

نسوار بنانے کے لئے تمباکو کو گیلا کر کے خمیر سا تیار کر لیتے ہیں۔ جسے خشک کر کے پیس کر پوڈر سا بنا لیا جاتا ہے۔

ریاستہائے متحدہ امریکہ کے علاقوں ورجینیا، شمالی اور جنوبی کیرولینا، جارجیا اور ترکی، یونان اور بلغاریہ میں اعلیٰ اقسام کے تمباکو پیدا ہوتے ہیں۔

تمباکو کا لفظ ہسپانوی زبان سے مشتق ہے۔ ابتداء میں اس کا اصل وطن امریکہ تھا۔ جہاں سے اسے ۱۵۵۶ء میں یورپ میں اور ۱۵۶۵ء میں انگلینڈ میں لایا گیا۔

**تمباکو نوشی** ۔ (Smoking) یہ کہنا بہت مشکل ہے کہ تمباکو نوشی کی ابتداء کہاں سے ہوئی یا سب سے پہلے کس ملک میں تمباکو کی کاشت ہوئی۔ البتہ یہ بات طے شدہ ہے کہ یورپ والوں کو تمباکو شمالی امریکہ سے ملا۔ ۱۵۵۶ء میں یورپ کے بعض ملکوں میں اس کی درآمد شروع ہوئی۔ اور ۱۵۶۵ء میں تمباکو انگلستان پہنچا۔ مگر اہلِ امریکہ بھی وثوق کے ساتھ یہ نہیں کہہ سکتے کہ ان کے ہاں یہ تمباکو پہلے پہل کب آیا۔ سولہویں صدی کے ابتدائی نصف میں تمباکو کی رسائی دربارِ اکبری میں ہوئی۔ اور اکبرِ اعظم کے عہد میں شاندار حقے تیار

کئے گئے۔ بظاہر تمباکو نوشی کا رواج اس سے پہلے بھی عام ہو گا۔ اور دربار اکبری تک اس کی خبر بہت دیر بعد پہنچی ہو گی۔

بہرحال تمباکو کی ابتداء کے بارے میں ابھی تحقیق پایۂ ثبوت تک نہیں پہنچ سکی۔ اندازے ضرور لگائے گئے ہیں۔ مگر ان کے تسلی بخش یا ناقابل تردید ثبوت ابھی فراہم نہیں ہو سکے۔ البتہ اس بات پر سبھی متفق ہیں کہ سگریٹ نوشی کا سلسلہ اٹھارویں صدی کے ابتدائی دور میں شروع ہو چکا تھا۔ اور جنوبی امریکہ میں اس کی ایجاد ہوئی۔ ویسے سگریٹ سے پہلے سگار کا رواج عام ہو چکا تھا۔ کیونکہ ۱۸۷۵ء میں سگار تیار کرنے کے لئے مشینیں استعمال کی جاتی تھیں۔ اور سگار کا پہلا کارخانہ ہیمبرگ کے مقام پر ۱۷۸۸ء میں قائم ہوا تھا۔ سگریٹ یورپ میں سب سے پہلے ہسپانوی لوگوں کے پاس پہنچا اور پھر یورپ کے دوسرے ملکوں میں عام ہوا۔ اب دنیا میں تمباکو نوشی کا سب سے بڑا ذریعہ سگریٹ ہی ہے۔

## تمثیل، ڈرامائی حکایت۔ (Dramatic Story)

کوئی کہانی جس سے کنایتہً یا اشارةً کوئی اخلاقی سبق سکھانا مقصود ہو۔ کسی فرضی کہانی کے ذریعے کوئی اخلاقی یا مذہبی سبق دینا یا کسی مذہبی اصطلاح کی تشریح کرنا۔ مذہبی کتب میں عموماً اور انجیل میں خصوصاً اس قسم کی تمثیلات پائی جاتی ہیں۔ مثلاً نیک سامری کی تمثیل سے ہمسایہ کے وسیع معنی کی تشریح ہوتی ہے لوگوں نے حضرت مسیحؑ سے دریافت فرمایا کہ تمام مذاہب کا خلاصہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تو اپنے خداوند کو اپنی ساری جان اور مال سے محبت کر اور اپنے پڑوسی کو اپنے برابر محبت کر۔ یہودیوں نے پوچھا کہ ہمسایہ یا پڑوسی سے کیا مراد ہے۔ مسیحؑ نے کہا کہ ایک مسافر یروشلم سے یریحو کو جا رہا تھا کہ راستے میں ڈاکوؤں نے اس کو لوٹ کر ادھ موا کر دیا۔ کچھ دیر بعد ایک امیر آدمی کا ادھر سے گزر ہوا۔ اس نے اس کو دیکھ کر کچھ پرواہ نہ کی اور اپنے راستے پر چلا گیا پھر ایک کاہن (غیب کی باتیں بتانے والا پیشوا) ادھر سے گزرا۔ وہ بھی ٹس سے مس نہ ہوا۔ بلکہ نفرت کی نگاہ سے دیکھ کر چلا گیا۔ اس کے بعد ایک سامری (یہودیوں کے نزدیک ذلیل ترین انسان) بھی ادھر آنکلا۔ اس نے مسافر کو زخموں سے نڈھال دیکھ کر اس کو پانی پلایا اور زخموں کی مرہم پٹی کر کے اس کو شہر میں لایا۔ اس کہانی سے حضرت کی مراد یہ تھی کہ بنی نوع انسان میں ہر مصیبت زدہ انسان تمہارا پڑوسی ہے اور جس نے پڑوسی سے پیار کیا اس نے خدا سے پیار کیا۔ انجیل میں اس قسم کی متعدد تمثیل پائی جاتی ہیں۔

## تمدن اسلامی

(جرجی زیدان) "تاریخ التمدن الاسلامی" نام کی عربی کتاب مشہور عیسائی اور مصری مصنف جرجی زیدان کی تصنیف ہے۔ جرجی زیدان کثیر التعداد عربی کتابوں اور ناولوں کے مصنف ہیں۔ قاہرہ سے "الہلال" نام کا عربی اخبار بھی انہی کا جاری کردہ ہے جسے ان دنوں ان کی وفات کے بعد ان کے بھتیجے ابراہیم زیدان نکالتے ہیں۔

"تاریخ التمدن الاسلامی" پانچ حصوں میں ہے اور جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ کتاب تمدن اسلام کی ارتقائی تاریخ اور عہد بعہد کی نشوونما سے متعلق ہے۔ کتاب معتبر اور مشکل ہے اور اس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ قاہرہ میں چھپتی ہے اور اس کے حقوق طباعت وہیں کے لئے محفوظ ہیں۔ اس کتاب کے بعض حصص مختلف یونیورسٹیوں کے اعلیٰ عربی امتحانات کے سلیبس میں بھی داخل ہیں۔

## تمسکات (ہنڈیاں Bills of Exchange)

ایک شخص کا دوسرے شخص کے نام غیر مشروط تحریری آرڈر جس پر اول الذکر کے دستخط ہوتے ہیں اور جس میں مؤخر الذکر کے نام یہ حکم ہوتا ہے کہ وہ عند الطلب یا آئندہ مقررہ اور معینہ وقت پر روپے کی مخصوص رقم کسی نامزد شخص یا بینک کو یا اس کے آرڈر پر یا حامل کو ادا کر دے۔ جب تمسک یا ہنڈی واجب الادا ہو جائے یعنی نامزد تاریخ کے تین دن بعد تو اس کا حامل ادائیگی کے لئے اسے قبول کنندہ کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اور اگر اس کی ادائیگی نہ ہو تو ہنڈی کو نامنظور خیال کیا جاتا ہے اور جس کے پاس وہ ہنڈی ہو وہ اول الذکر شخص کو فوراً مطلع کر دیتا ہے اور ساتھ ہی مؤخر الذکر فریق کو بھی مطلع کر دیتا ہے اور لینے والا،

دینے والے سے فوری ادائیگی کا مطالبہ کرتا ہے۔

**تمغے۔** (Medals)۔ چھوٹی سی معدنی پلیٹ جس پر کوئی کتبہ یا رمز ثبت ہو جو کسی مشہور واقعہ یا موقع کی یادگار ہو۔ دورِ حاضرہ میں تو لفظ تمغہ کا یہی مخصوص مفہوم ہے۔ لیکن ازمنۂ وسطیٰ میں تمغوں اور سکوں کا باہم امتیاز نہیں کیا جاتا تھا۔ تمغہ سازی کا فن چودھویں اور پندرھویں صدی کے درمیان اپنے عروج کو پہنچ گیا۔ اس سلسلہ میں اطالوی اور جرمن ادارے خاص طور پر نمایاں تھے۔ ستر ھویں صدی میں فرانسیسی اور ولندیزی کارخانے تمغہ سازی کے لئے مشہور ہوئے۔ انگلینڈ میں سولہویں صدی سے تمغے بنائے جاتے تھے۔ چنانچہ جنگ واٹرلو واقعہ ۱۸۱۵ء سے جنگی تمغے باقاعدہ دیئے جاتے تھے اور شجاعت بہادری اور مردانگی اور نمایاں کارگزاری کے لئے بھی تمغے عطا کئے جاتے ہیں۔ وکٹوریہ کراس کا آغاز ۱۸۵۶ء میں ہوا اور اس طرح دوسرے برطانوی تمغے مختلف اوقات میں رواج میں آئے۔ شہنشاہ ایڈورڈ ششم کے زمانے سے تاجپوشی کے تمغے مسلسل دیئے جاتے ہیں۔

سرزمینِ پاکستان میں بھی مختلف قسم کے تمغے فوجی شجاعت، بہادری، کارگزاری، سوشل سروس وغیرہ کے لئے دیئے جاتے ہیں۔ مثلاً قائدِ اعظم میڈل، قائدِ ملت میڈل، ستارہ شجاعت وغیرہ وغیرہ۔ اس قسم کے تمغے صدرِ جمہوریت کی جانب سے دیئے جاتے ہیں۔

**تمن دار۔** بلوچستان اور بہاولپور اور ملتان کے بعض علاقوں میں ذیلدار کی پوزیشن کے اشخاص تمن دار کہلاتے ہیں۔ تمن دار سوسائٹی میں معزز خیال کئے جاتے ہیں اور یا نہیں عوام میں کافی اثر و رسوخ حاصل ہوتا ہے۔ لفظ تمن دار میں "م" مشدد نہیں ہے۔

**تمیز الدین خاں مولوی**، سابق پاکستان مجلس دستور ساز کے صدر مارچ ۱۸۸۹ء میں مقام خانخاناں پور ضلع فرید پور واقع مشرقی بنگال میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مقام پیدائش کے ہائی اسکول میں حاصل کی پریذیڈنسی کالج کلکتہ سے بی۔ اے پاس کیا۔ ایم۔ اے کا امتحان ۱۹۱۱ء میں پاس کیا اور قانون کی ڈگری ۱۹۱۳ء میں حاصل کی۔ فرید پور میں وکالت شروع کی ۱۹۱۹ء میں آل انڈیا مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی۔ فرید پور میونسپلٹی کے نائب صدر منتخب ہوئے۔ انجمن اسلامیہ فرید پور کے صدر منتخب ہوئے۔ فرید پور کالج کی مجلس انتظامیہ کے رکن بنے، ڈسٹرکٹ بورڈ فرید پور کے رکن بنے اور آل انڈیا کانگرس اور خلافت کمیٹیوں کے رکن رہے۔ نیشنل کالج کلکتہ میں بطور پروفیسر بھی کام کیا۔ کریمنل لا امنڈمنٹ ایکٹ ۱۹۲۱ء کے ماتحت دو سال قید با مشقت کی سزا ہوئی۔ ۱۹۲۴ء میں پھر سے وکالت کا آغاز کیا۔ ۱۹۲۶ء میں بنگال لیجسلیٹو کونسل کے رکن ہوئے۔ ۱۹۳۷ء میں بنگال لیجسلیٹو اسمبلی کے مسلم لیگ کے امیدوار کی حیثیت سے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۴۳ء میں بنگال کے وزیر صحت ہوئے۔ ۱۹۴۴ء میں دوبارہ وزیر تعلیم بنے اس وقت ناظم الدین وزیر اعلیٰ تھے۔ ۱۹۴۶ء میں مرکزی قانون ساز اسمبلی کے رکن ہوئے تقسیم کے بعد پاکستان آئینی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور ۱۹۴۸ء میں بالاتفاق رائے اس کے نائب صدر ہوئے اور دسمبر ۱۹۴۸ء میں قائد اعظم کی وفات پر صدر ہوئے۔ اسی سال وفد پاکستان کی دولت مشترکہ پارلیمنٹری کانفرنس کیلئے قیادت کی۔ نائیس واقع اٹلی اور اوٹاوا واقع کینیڈا میں بھی پاکستان کے پارلیمنٹری وفود کی قیادت کی۔ ۱۹۵۶ء تک مشرقی پاکستان کی مسلم لیگ کے صدر رہے۔ ۱۹۶۳ء

**تمیم داری** رضی اللہ عنہ۔ نام تمیم، کنیت ابو رقیہ، نسبت داری۔ سکونت شام، قبیلہ لخم سے تھے اور شروع میں عیسائی مذہب رکھتے تھے۔

۹ھ میں اپنے بھائی نعیم کے ساتھ مدینہ میں آکر مسلمان ہوئے۔ اور تمام غزوات میں شرکت کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت تک مدینہ میں رہے۔ بعد ازاں اپنے وطن شام چلے گئے۔ رسول اللہ کے زمانے میں مسجدِ نبوی میں سب سے پہلے چراغ آپ نے جلایا یہ چراغ آپ شام سے اپنے ساتھ لائے تھے۔

نوفل بن حارث رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوہ لڑکی ام المغیرہ سے

آپ کا نکاح کرا دیا۔
آخر عمر میں درویشانہ زندگی گذار دی۔ سنہ ۱۲۰ھ میں وفات پائی۔ اور بیت جبران میں دفن ہوئے۔
آپ نے رسول اکرمؐ کی زندگی ہی میں قرآن جمع کر لیا تھا۔ اور احادیث اور فقہ میں بھی کافی دسترس رکھتے تھے۔ آپ سے چند احادیث بھی مروی ہیں۔
آپ نہایت خوش پوش، خوش وضع اور خوبرو انسان تھے۔

**تُن**۔ ایک درخت کی لکڑی کا نام جس کو عام طور پر کاوٗ اور انگریزی میں باکس وُڈ کہتے ہیں۔ یہ درخت دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک بلند اور تقریباً آٹھ فٹ تک اونچا ہوتا ہے دوسرا چھوٹا جو ایک فٹ سے زیادہ اونچا نہیں ہوتا۔ اور اکثر باغیچوں کی باڑوں پر لگایا جاتا ہے۔ اس درخت کی لکڑی کھدائی کے ڈھب کی ہوتی ہے۔

**تنا**۔ (Stem) پودوں کے بالائی حصے کا محور تنا کہلاتا ہے۔ جو راس جنین سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کی بیرونی سطح مختلف قسم کی ہوتی ہے۔ بانس اور سرسوں کا تنا چکنا اور سورج مکھی اور پوست کا تنا روئیں دار ہوتا ہے۔ کیکر اور لیموں کے تنے پر نرم کانٹے ہوتے ہیں۔ گلاب اور عشبہ (Smilax) کا تنا خاردار ہوتا ہے۔ بانس کا تنا چمکیلا ہوتا ہے۔
تنے صرف زمین سے اوپر ہی نہیں اُگتے۔ بلکہ زمین کے نیچے جڑوں کی طرح بھی پائے جاتے ہیں۔ بعض تنے مضبوط ہوتے ہیں اور زمین پر سیدھے کھڑے رہتے ہیں اور بعض تنے کمزور ہوتے ہیں کہ بغیر سہارے کے کھڑے نہیں ہو سکتے۔ مثلاً پان، گلوی، انگور، کدو اور جنگلی مٹر وغیرہ کے تنے بیلوں کی شکل میں ہوتے ہیں۔ جنہیں سہارا دے کر اوپر چڑھایا جاتا ہے۔
زمین کے اندر جو تنے ہوتے ہیں ان میں اور جڑوں میں فرق یہ ہے کہ زمین کے اندرونی تنے پر اندرونی تنے کی طرح سوکھے چھلکے جیسی پتیاں، شگوفے اور بیرونی جڑیں پائی جاتی ہیں۔ اور خود جڑوں میں یہ صورت نہیں ہوتی۔
غذائی مادے جڑ میں سے ہو کر تنے کے ذریعہ شاخوں اور پتیوں تک پہنچتے ہیں۔ جہاں ان میں تبدیلی ہوتا رہتا ہے اور یہی غذا پتوں سے واپس پہنچ کر تنے کے راستے جڑ تک پہنچتی ہے اور اسی طرح آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔
جڑ تاریکی پسند ہوتی ہے اور تنا روشنی کو چاہتا ہے۔
خارجی اثرات کا جس طرح جڑ پر اثر ہوتا ہے اسی طرح تنے پر بھی ہوتا ہے۔ لیکن بہت کم۔

**تناسبی اکثریت**۔ (Plurality) اس اصطلاح کے معانی ہیں نسبتی اکثریت یا کثرت آرا۔ یہ اصطلاح پارلیمانی استعمال میں اس وقت لائی جاتی ہے جب مقابلہ پر دو سے زیادہ امیدوار ہوں۔ اگر صرف دو امیدوار ایک حلقہ نیابت سے کھڑے ہوں تو آسانی سے کہا جا سکتا ہے کہ فلاں امیدوار اپنے حریف کے مقابلہ پر اتنے ووٹوں کی اکثریت سے کامیاب ہو گیا۔ مگر جب امیدوار دو سے زیادہ ہوں تو ان کے مابین رائے شماری کا اضافی یا تناسبی فرق ظاہر کرنے کے لیے یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ فلاں امیدوار باقی دو حریفوں سے اتنی تناسبی اکثریت کے ساتھ کامیاب ہوا ہے۔

**تناسُخ** (Transmigration of Souls)
(دیکھو آواگون)

**تنظیم بین الاقوامی لیبر** (International Labour Organization (I. L. O.)
۱۹۱۹ء میں پیرس کی امن کانفرنس (Paris Peace Conference) کے موقع پر مزدور رہنماؤں کے ایک کمیشن نے بین الاقوامی سطح پر مزدوروں کے مسائل کے حل کا ایک منصوبہ پیش کیا ہے جسے معاہدۂ ورسیلز (Versailles Treaty) میں شامل کر دیا گیا۔ مزدوروں کے معیارِ زندگی کو بڑھانے اور قومی مجالس آئین ساز میں انہیں مناسب نمائندگی دلانے نیز مزدوروں کے تمام حقوق کی حفاظت اور فلاح و بہبود

کے لیے ایک ادارہ قائم کر دیا گیا۔ جو بین الاقوامی مزدور تنظیم کے نام سے مشہور رہے۔ یہ آرگنائزیشن ایک جنرل کانفرنس ایک انتظامیہ مجلس (Governing Body) اور ایک بین الاقوامی مزدور دفتر (International Labour Office) پر مشتمل ہے۔ کانفرنس کا اجلاس ہر سال ہوتا ہے۔ جس میں ہر رکن ملک چار نمائندے بھیجتا ہے دو نمائندے حکومت اور دو ممالک کی مزدور جماعتوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔

کانفرنس مجلس انتظامیہ کا انتخاب کرتی ہے جس کی میعاد تین سال ہوتی ہے ۳۲ ملک اس مجلس کے رکن ہوتے ہیں۔

۱۹۴۶ء میں کانفرنس کے فیصلے کے مطابق اس تنظیم کا الحاق اقوام متحدہ سے ہو گیا۔ شہر جینوا (Geneva) اس تنظیم کا ہیڈ کوارٹر ہے۔

**تنظیم خوراک و زراعت۔** (Food & Agriculture Organization (F. A. O.))

یو۔ این۔ او (تنظیم اقوام متحدہ) کے تحت ایک ادارہ ہے جس کا کام خوراک، زراعت اور رسد وغیرہ سے متعلق اطلاعات بہم پہنچانا ہے۔ علاوہ دوسرے امور کے اس ادارہ کے منصب میں قدرتی ذرائع کی بحالی، زرعی پیداوار کے طریقوں کی اصلاح اور تقسیم خوراک، مارکیٹ کی رونق اور زرعی حاصلات کی بہتری بھی شامل ہے۔ اس ادارے کے ارکان، انفرادی اور اجتماعی طور پر مسئلہ غذائیت اور آبادی کے معیار زندگی کو بہتر بنانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

**تنفر۔** نفرت اور تنفر قریب قریب ہم معنی لفظ ہیں۔ عربی لفظ تنفر کا مادہ "نفر" بمعنی بھاگنا یا دور ہو جانا ایک شخص دوسرے سے تنفر اختیار کرتا ہے۔ اُسے وہ کسی نہ کسی وجہ سے پسند نہیں کرتا اور اس سے نفرت اختیار کرتا ہے۔ قومیں، ملک اور حکومتیں بسا اوقات ایک دوسرے سے تنفر اختیار کرتی ہیں۔ تنفر اور تعصب محل اور موقع میں مختلف ہوتے ہیں۔ تعصب میں طرفداری اور یکطرفہ میلان کا مفہوم شامل ہوتا ہے۔ بجائیکہ تنفر میں معقول وجہ کی بنا پر نفرت کا وجود پایا جاتا ہے۔ مسلمان اور مسلمان افراد کے مابین تنفر نہیں ہونا چاہیے۔ حضورؐ نے فرمایا: "کل مومن اخوۃ۔" "مسلمان بھائی بھائی ہیں" اور اس مسلسل تصور سے آپس کا تنفر دور ہو جاتا ہے۔

**تنفس۔** (Deep Breathing) گہرے سانس لینا نہایت عمدہ ورزش ہے۔ اور جسمانی تندرستی اور خوبصورتی کا ایک ذریعہ ہے۔ اس کی مشق آہستہ آہستہ کرنی چاہیے۔ تازہ ہوا ناک کے ذریعے پھیپھڑوں کے اندر لیجانی چاہیے اور جہاں تک ممکن ہو سینہ کو زیادہ سے زیادہ پھیلانا چاہیے۔ بعد ازاں سانس کو جس حد تک ممکن ہو پھیپھڑوں کے اندر روکنا چاہیے۔ جب انقباض یا بے چینی محسوس ہو تو آہستہ آہستہ ہوا کو منہ کے رستے خارج کرنا چاہیے۔ ہوا کا اخراج جتنا آہستہ اور دیر میں ہو اتنا ہی اچھا ہے۔ تدریجی طور پر اوقات بتدریج متعدد بار کرنا چاہیے۔

**تنکو عبدالرحمٰن۔** ملایا اور سیام کی سرحد پر ایک چھوٹی سی ریاست قدح کے سلطان اور عبدالحمید شاہ کے پانچویں فرزند تنکو عبدالرحمٰن ۱۹۰۳ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم قدح کے مقامی مکتب میں ہوئی پھر بنکاک اور پینانگ کے انگریزی اسکولوں میں پڑھتے رہے۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے انگلستان چلے گئے۔ جہاں کیمبرج میں تاریخ اور قانون کی تعلیم حاصل کی مگر کوئی ڈگری لیے بغیر واپس آگئے

تیس سال کی عمر میں وہ قدح سول سروس میں شامل ہو کر ملایا کے بعض اضلاع میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد وہ دوبارہ انگلستان گئے اور بیرسٹر بن کر لوٹے اور کوالالمپور کی وفاقی حکومت کے محکمہ قانون میں ایک اعلیٰ عہدہ پر فائز ہوئے

دوسری جنگ عظیم کے بعد ایک ممتاز رہنما داتو عون بن جعفر نے "یمنو" نامی ایک سیاسی جماعت قائم کی۔ مگر نظریاتی اختلاف کی بنا پر جب وہ مستعفی ہو گئے تو تنکو عبدالرحمٰن اس جماعت کے صدر مقرر ہوئے۔ انتخابات میں ان کی جماعت کو نمایاں کامیابی حاصل ہوئی اور وہ ملایا کے وزیر اعظم مقرر ہو گئے۔

**تنہا۔** مولوی محمد یحییٰ نام، تنہا تخلص۔ [illegible] میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد آپ نے ۱۹۱۱ء میں بی۔ اے پاس کیا۔ اور بعد میں ایل۔ ایل بی کر کے وکالت

شروع کر دی۔ پہلے غازی آباد میں پھر میرٹھ میں وکالت کرتے رہے۔ تقسیم ہند کے بعد پاکستان آ گئے۔ اور لاہور میں سکونت پذیر ہوئے۔

آپ کو بچپن ہی سے شعر گوئی کا شوق تھا۔ آپ کی نظمیں مختلف رسائل و اخبارات میں چھپتی رہیں۔

۱۹۱۲ء میں سب سے پہلی کتاب "شاعرانہ خیالات" شائع کی۔

آپ کے کلام میں یہ خصوصیت ہے کہ آپ اپنی بیانیہ نظموں کو اپنے تخیل کی پرواز سے خیالی اور فرضی نہیں بناتے۔ اور جہاں تک ممکن ہوتا ہے، واقعات کے بیان کرنے میں مبالغہ اور شاعرانہ رنگینیٔ خیال سے کام نہیں لیتے۔

آپ کا قلم ہر قسم کی نظمیں لکھنے پر قادر ہے۔

آپ سیر المصنفین کے مصنف اور تاریخ امریکہ کے مؤلف ہیں اس کے علاوہ شاعرانہ خیالات، تاریخ مغربی یورپ کے خیالات اور جنگ وغیرہ کے مترجم بھی ہیں۔

## توازن۔ (Equilibrium) - دہ

حالت جس میں کوئی چیز یا مخروط ان تمام قوتوں (Forces) کے زیرِ اثر جو اس پر کام کر رہی ہوں ساکن رہے۔ اگر تھوڑی حرکت کے بعد وہ چیز اپنی اصلی حالت پر آ جائے تو اسے مستحکم توازن (Scable Equilibrium) کہیں گے۔ اگر حرکت کے بعد وہ چیز اپنی اصلی حالت چھوڑ کر کسی دوسرے پہلو پر ساکن ہو تو ایسا توازن سائنس میں غیر مستحکم (Unstable) کہلائے گا۔

## توازنِ ادائیگی۔ (Balance of Payment)

کسی ملک اور باقی دنیا کے مابین اقتصادی تعلقات کے مالی نتائج کا خلاصہ جو کم و بیش ایک سال کے عرصہ پر حاوی ہوتا ہے۔ یہ خلاصہ عملاً دو نمبر ستونوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ ایک طرف تو ایسے لین دین ہوتے ہیں۔ جن سے غیر ملکی نقدیات کا مطالبہ منتج ہوتا ہے، بالفاظِ دیگر پاؤنڈ یا روپے، ڈالروں، فرانکوں وغیرہ کے بدلے بیچنے پڑتے ہیں اور دوسرے ایسے لین دین ہوتے ہیں جن کی ادائیگی پونڈوں یا روپوں میں ہوتی ہے بالفاظ دیگر غیر ملکی نقدیوں کو پونڈوں کے بدلے خریدنا پڑتا ہے۔

## توازنِ تجارت۔ (Balance of Trade)

کسی ملک کے برآمد شدہ اور درآمد کردہ مالوں کی قیمتوں کے فرق کو توازنِ تجارت کہتے ہیں۔ اگر کسی ملک کی درآمد اس کی برآمد کی قیمت سے کم ہو تو کہا جاتا ہے کہ تجارت کی رفتار اس ملک کے حق میں بہتر جاری ہے۔ اگر صورت برعکس ہو تو کہا جائے گا کہ تجارت کی رفتار اس ملک کے خلاف ہے۔ اس حساب میں ان اخراجات کو بھی شامل کرنا ہوتا ہے۔ جو قیمتوں کے علاوہ ہوں۔ مثلاً کرایہ آمد و رفت / محصولات، بیمہ اور قرضوں کا سود وغیرہ۔ ان اخراجات یا مصارف کو اقتصادی اصطلاح میں غیر مرئی درآمدات (Invisible Imports) کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

## توازنِ قوت۔ (Balance of Power)

یہ ایک ایسا نظریہ ہے۔ جس کے تحت ایک خاص علاقہ کی قوتوں کو مساوی قوت یعنی سیاسی اقتدار حاصل ہونا چاہیے۔ اور ایسی صورت حال پیدا نہیں ہونی چاہیے۔ کہ ان میں سے کوئی ایک قوم یا چند قوموں کا گٹھ جوڑ دوسروں پر بھاری ہو جائے۔ اس حکمت عملی کے نکات حسب ذیل ہیں۔

(۱) کسی ایک قوم یا مجموعۂ اقوام کے قبضہ اختیار میں بہت زیادہ طاقت نہ آنے دینا۔

(۲) جہاں یہ ممکن نہ ہو۔ وہاں ایک مضبوط فریق مخالف پیدا کر دینا۔ تاکہ طاقت کا پلڑا ایک طرف نہ ہو جائے۔

(۳) کمزور قوتوں کو ایک واحد گٹھ جوڑ یا اتحاد میں لا کے کسی قوم کے خلاف لا کھڑا کرنا۔ تاکہ اس کی موجودہ یا متوقع طاقت میں کمی واقع ہو جائے۔ یا کمزور قوموں کا گٹھ جوڑ کر کے بعد ازاں ان کی قیادت اختیار کر لینا تاکہ اپنی طاقت میں واضح اضافہ ہو جائے۔

## توانائی۔ (Energy) - ہر وہ چیز جو کام

کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اپنے اندر توانائی لیے ہوتے ہے۔ مثال کے طور پر بندوق سے نکلی ہوئی گولی کی توانائی یہ ہے کہ گولی جس جگہ پر پڑے گی اسے توڑ پھوڑ دے گی۔ ڈائنا مائٹ اپنی توانائی کے ذریعہ بھاری پتھروں کو اکھاڑ دیتا ہے۔ آبشار کی توانائی پن چکی (Turbine)

کو چلانے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ سورج کی شعاعوں کی توانائی ہماری نشوونما، حرکاتِ جسمانی اور ہمارے کام کرنے کی قوت کی کفیل ہے۔ ہر قسم کی توانائی (برقی، میتانیکی، حرارت، روشنی وغیرہ) پیدا کر کے مشینیں چلائی جا سکتی ہیں اور ایک قسم کی توانائی کو دوسری قسم کی توانائی میں حسبِ ضرورت مناسب آلات کی مدد سے بدلا جا سکتا ہے۔

**توپ۔** ( Cannon ) کہا جاتا ہے کہ اس کی ایجاد ایک جرمن راہب برتھولڈ شوارز ( Berthold Schwartz ) نے ۱۳۱۳ء میں کی تھی اور آہنی خول میں محبوس گولوں کا استعمال ۱۷ویں صدی میں شروع ہوا۔ عجائب گھر لاہور کے سامنے استادہ توپ عہدِ ماضی کی یادگار ہے اور مرکب دھاتوں کی نادر صنعت کاری کا نمونہ ہے۔

**توپ خانہ۔** ( Artillery ) توپ خانہ بذاتِ خود اور توپ چلانے کا فن۔ توپ خانے کئی قسم کے ہوتے ہیں اول فیلڈ یا میدانی توپ خانہ جس میں میدانی اور پہاڑی ٹینک شکن اور قلعہ شکن سب توپیں شامل ہیں۔ دوم ہوائی توپ خانہ جو صرف ہوائی جہازوں کی مار کے لئے ہوتا ہے۔ سوم ساحلی توپ خانہ جو ساحلِ سمندر کی حفاظت کے لئے ہوتا ہے میدانی توپ خانے کی توپیں اب تمام تر مشینوں سے چلتی ہیں اور ان کی نقل و حرکت بھی مشینوں سے ہوتی ہے۔ سوائے خچر توپخانوں کے جو پہاڑی مقامات کے لئے مخصوص ہوتا ہے۔ وہ توپ خانے جو گھوڑوں کے ذریعے کھینچے جاتے ہیں وہ بھی پہاڑی مقامات کے لئے مخصوص ہو گئے ہیں۔ پرانی توپوں کے نمونے قلعہ لاہور کے عجائب گھر میں پائے جاتے ہیں۔ احمد شاہ ابدالی کی توپ "زمزمہ" جو لاہور عجائب گھر کے سامنے رکھی ہے وہ انگریزوں کی عملداری سے پہلے کے فن کا بہترین نمونہ ہے۔ ہندو پاکستان میں توپ دبارہ وہ پہلے پہل بابر کے ساتھ آئے۔ جس کی تاب ہاتھیوں کی فوج



نہ لا سکی اور اسی لئے بد مقابل کے سامنے ٹھہر نہ سکی

**توپ روئی۔** ( Gun-cotton ) یہ ایک بہت طاقتور دھماکے دار مسالہ ہے جو صاف شدہ روئی کو ایک تیزابی آمیزے میں تر کرنے سے بنتا ہے۔ اس آمیزے میں ۳ حصے تیزاب گندھک اور ایک حصہ تیزاب شورہ ہوتا ہے۔ اگر اس کو ویسے جلایا جائے تو بغیر دھماکے کے تیزی سے جل جاتا ہے۔ لیکن اگر اس کو کسی بند چیز میں ٹھونس کر بھر دیا جائے تو عام بارود سے پانچ گنا قوت سے دھماکا ہوتا ہے اس مسالے سے پہلے اور کئی ایک دھماکے دار اشیاء تیار کی جاتی ہیں۔ توپ روئی تیار کرنا قانوناً منع ہے اور کوئی شخص بغیر لائسنس تجارتی اغراض کی خاطر اسکو تیار نہیں کر سکتا۔ ۱۹۴۷ء میں جب تقسیمِ ملک اور تخلیقِ پاکستان پر فسادات رونما ہوئے تھے تو توپ روئی اور یونانی آتش کا آزادانہ استعمال ہوا تھا اور غنڈوں نے سکھی جائدادوں کی بہت سی تباہی کی تھی۔ ایسی اشیاء کو مکانات میں آگ لگانے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا جو ایک دفعہ مشتعل ہونے پر بجھائی نہ جا سکتی تھی اس قسم کی خطرناک اشیاء لوگ چوری چھپے تیار کرتے رہتے ہیں اور آتش یونانی تو سینہ بسینہ چلی آ رہی ہے۔

**توثیق۔** ( Assent ) آئینی منظوری یا رضامندی اور اجازت جو صوبہ کے گورنر یا صدرِ جمہوریت کی طرف سے ایسے بل کو دی جائے۔ جو صوبائی اسمبلی یا مرکزی اسمبلی نے پاس کیا ہو۔ اس رضامندی اور اجازت کے بعد ہی بل ایکٹ بن جاتا ہے۔

برطانیہ میں بل پارلیمنٹ تیار کرتی ہے اور رضامندی اور اجازت بادشاہ ثبت کرتا ہے۔ پارلیمنٹ کے پاس کردہ بل کو بادشاہ بالعموم منظور کر لیتا ہے البتہ اسکاچ ملیشیا بل ۱۷۰۷ء کو ملکہ این نے نامنظور کیا۔ شاہی رضامندی اور اجازت عام طور پر دار الامراء دیتا ہے۔ گو دار العوام کے نمائندے بھی اس میں شامل ہوتے ہیں بادشاہ کی جگہ رضامندی اور اجازت کی رسم کو شاہی کمشنر سرانجام دیتے ہیں۔

**توثیق۔** ( Ratification ) بین الاقوامی معاہدوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان پر دستخط ہو چکنے

کے بعد متعلقہ مملکتوں کے رئیس ان کی توثیق کر دیں۔ عام طور پر دستور ہے کہ رئیس مملکت کی منظوری سے پیشتر معاہدہ کو پارلیمان کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تاکہ وہ اس کی تصدیق کر دے۔

**توحید** ۔ خدا کو ایک ماننا۔ اسلام کا سب سے اہم اصول ہے۔ اس کا اطلاق ذات اور صفات دونوں پر ہوتا ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کو اسلام قبول کرتے وقت لا الٰہ الا اللہ کہنا، اور اس پر اعتقاد رکھنا لازمی ہے۔ بالفاظ دیگر خدا کی ذات یکتا ہے اور کوئی اس کا ساتھی نہیں ہو کوئی اس کا ہم پلہ یا ہم مرتبہ نہیں ہو۔ صرف وہی با اختیار ہے۔ اور اس کے کاموں میں نہ کوئی دخل دے سکتا ہے۔ نہ اسے کسی قسم کی امداد کی ضرورت ہے۔ حتی کہ اس کے نہ اولاد ہے نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے۔

صوفیائے کرام کے نزدیک توحید کے معنی یہ ہیں کہ صرف خدا کا وجود ہی وجود اصلی ہے۔ وہی اصل حقیقت ہے۔ باقی سب مجاز ہے۔ دنیاوی چیزیں انسان حیوان، مناظر قدرت سب پیدا کی ہوئی ہیں۔ معتزلہ صفات کو نہیں مانتے اور ذات ہی کو توحید کا مرکز قرار دیتے ہیں چنانچہ علماء نے اس سلسلے میں علم کی ایک علیحدہ شاخ قائم کی ہے۔ جس کو علم التوحید والصفات کہتے ہیں اور اس سلسلے میں بہت سی موشگافیاں کی ہیں۔ لیکن خلاصہ سب کا یہی ہے کہ خدا کی ذات واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ مسلمانوں کا تو ایمان ہے کہ:۔

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا (اقبال)

**توران** ۔ وسط ایشیا کے اس علاقے کو توران کہتے ہیں جس میں ترک، تاتاری اور ترکمان وغیرہ نسل کے لوگ آباد ہیں۔ یہ علاقہ ایک طرف منگولیا تک پھیلتا چلا گیا ہے اور دوسری طرف روس کی قفقاز تک کے علاقے کو اپنی مغربی سمت کے پھیلاؤ میں لئے ہوئے ہے۔ یہ وہی علاقہ ہے جس پر کبھی شاہنامۂ فردوسی کا تورانی فرمانروا افراسیاب حکمران تھا اور جس کی رعایا کی مرکی جنگوں میں ایران کا مشہور پہلوان رستم پہلوان معرکہ آرا نظر آتا ہے آج کل یہ علاقہ عملاً چین اور سوویٹ روس کے علاقوں میں بٹ کر رہ گیا ہے۔ اور اس کے سنکیانگ، ترکستان، ازبکستان، ترکمنستان قزاقستان، آذربائیجان وغیرہ ناموں کے ساتھ کئی حصے بکھرے ہو گئے ہیں۔

**تورانیت** ۔ ( Pan-Turanism ) ترکی کے مشہور انقلاب پسند لیڈر انور پاشا مرحوم کی سیاسی تحریک اس تحریک کا مقصد ترکوں، تورانیوں اور روسی مسلمانوں کو ایک نظام میں متحد کرنا اور ان میں سیاسی اور ملی اتحاد پیدا کرنا تھا۔ انور پاشا مرحوم غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی طرح ترکی عروج اور اتحاد کے علمبردار تھے۔ سیاسی جنگ دو اور انحاک میں لاپتہ ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ روسی عسکریوں کے ہاتھ آئے اور قتل کر دیئے گئے۔

**توراۃ یا توریت** ۔ وہ آسمانی کتاب جو حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوئی تھی۔ اور جس کا قرآن پاک میں جگہ جگہ ذکر آتا ہے۔ نص قرآنی یہ ہے کہ یہودیوں نے اس میں حسب ضرورت ترمیم کر لی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گو اس میں تقریباً وہی قصص اور احکام پائے جاتے ہیں جو قرآن شریف میں ہیں۔ لیکن عقائد اور مسائل میں زمین و آسمان کا فرق پایا جاتا ہے اور وہ تمام باتیں جو اسلام کو سچا مذہب ثابت کرتی ہیں اس میں سے نکال دی گئی ہیں۔ اس لئے جب حضورؐ سے توراۃ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کتابوں کو نہ سچ کہو نہ غلط۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ہم اللہ اور اس کی کتابوں پر ایمان لائے۔ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں یہودی توریت کے مضامین کو اچھی طرح سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف میں ان کو اس پر مطعون کیا گیا ہے کہ وہ بعض باتیں ظاہر کرتے ہیں اور بعض کو چھپا لیتے ہیں۔ مؤخر الذکر باتوں میں حضورؐ کے سچے پیغمبر ہونے کی بھی شہادت ہے۔ ان سے یہ بھی کہا گیا تھا کہ اگر سچے ہو تو توراۃ لاؤ اور سب کے سامنے پڑھاؤ۔

**توقیر طاہر گنگوہی** ۔ گنگوہ کا قصبہ ضلع سہارنپور (یو۔پی) میں واقع ہے۔ توقیر طاہر اسی سرزمین میں پیدا ہوئے اور وہیں تربیت پائی اور ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ ادبی شوق اور تصنیف و تالیف کا ذوق شروع سے تھا۔ اور اچھی نثر اور عمدہ نظم لکھنا ان کا شیوہ ہو گیا۔ مختلف رسائل میں ان کی نظمیں چھپتی رہی ہیں اور انہیں خاصی تربیت حاصل ہوئی ہے۔

**توکل** ۔ لغوی معنی بھروسہ کرنے کے ہیں۔ اللہ

سے بھلائی کی امید رکھنا۔ اور اپنی نیک کوششوں اور جائز جدوجہد میں اس پر یہ بھروسہ رکھنا کہ وہ انہیں رائیگاں نہیں جانے دے گا۔ اور ان کا ثمرہ انہیں ضرور ملے گا۔ توکل سے پیشتر احتیاط شرط ہے۔ محنت اور احتیاط سے کام لو اور نتیجہ خدا پہ چھوڑ دو۔

**تولّیت۔** (TRUSTEE SHIP) دیکھو انتداب

**تولید نباتات** - (PROPAGATION OF PLANT) مختلف ذرائع اختیار کر کے پودے اپنی نسل بڑھاتے ہیں جنگلی پودے خود بھی پھولتے پھلتے رہتے ہیں۔ ان کی بہار ریاض پر موقوف نہیں ہے۔ لیکن فن باغبانی کے ذریعے باغوں میں پیدا ہونے والے پودوں کی افزائش نسل میں سرعت اور ترقی کا امکان ہو سکتا ہے۔ جس کے چند طریق حسب ذیل ہیں۔

۱۔ تخم ریزی:- مورث (PARENT) درخت یا پودے کے بیج بو کر نئے پودے اگانا۔ مضبوط اور تندرست بوٹے پیدا کرنے کے لئے لازم ہے کہ بیج تازہ ہو پرانے بیج بسا اوقات جمتے بھی نہیں ہیں۔

۲۔ شاخ لگانا۔ مورث بوٹے کی شاخ یا قلم لے کر گملوں میں لگائی جاسکتی ہے۔ جی رانیم فجیاس، پریوٹ (سفید پھولوں اور سیاہ پھل کی سدابہار جھاڑی جو باڑ لگانے کے کام آتی ہے) اور سرخ و سیاہ کشمکش ان پودوں میں سے بعض کے نام ہیں جنہیں مندرجہ بالا طریقہ پر بویا جاسکتا ہے۔

۳۔ سدابہار جھاڑیوں مثلاً میکلا ئلمس ڈیزی (Mischa Elmas Daises) کی جڑیں موسم خزاں میں کھود کر باغ میں دوسرے مقامات پر جا بجا لگائی جاسکتی ہیں۔

۴۔ بہت سی جھاڑیوں کی شاخیں موڑ کر زمین میں گاڑ دی جاتی ہیں۔ جب وہ شاخیں جڑوں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ تو انہیں کاٹ کر مورث پودے سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے! اور ایک نیا پودا پیدا ہو جاتا ہے۔

۵۔ بعض پودوں (مثلاً آلو) کا تنا جو زیر زمین ہوتا ہے۔ اکھاڑ کر دوسری جگہ لگا دیا جاتا ہے۔ اور نیا پودا لگ جاتا ہے۔

**تونسہ بیراج** - یہ بیراج کالاباغ ہیڈورکس سے ۸۰ میل جنوب کی طرف اور دریائے سندھ پہ واقع ہے اور مغربی پاکستان کا بند رھواں اور دریائے سندھ کا چوتھا بیراج ہے۔ اس کی تعمیر پر ساڑھے بارہ کروڑ روپیہ صرف ہوئے ہیں۔ اس میں سے دو نہریں نکالی گئی ہیں۔ جن میں سے ایک ضلع مظفر گڑھ کو اور دوسری ڈیرہ غازیخاں کو سیراب کرے گی۔ اس براج سے لاکھوں ایکڑ زمین ہی سیراب نہیں ہو گی۔ بلکہ کئی دوسرے فوائد بھی حاصل ہوں گے۔ ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کی تکمیل سے ڈیرہ غازی خاں تک جانے کے لئے خشکی کا راستہ نکل آیا ہے۔ اور پختہ سڑک کی تعمیر سے ڈیرہ غازی خاں کا دوسرے حصوں سے براہ راست تعلق قائم ہو گیا ہے۔ اب اس سڑک کو لورالائی اور کوئٹہ تک پہنچانے کے انتظامات کئے جارہے ہیں۔

**توہین** (تہمت، ازالہ حیثیت عرفی) جرائم کی قسمیں ہیں اور یہ سب جرائم باہم ملتے جلتے ہیں۔ ازالۂ حیثیت عرفی ایک جامع اصطلاح ہے جو توہین اور تہمت پر حاوی ہے۔ ان سب جرائم کا مفہوم ہے۔ کسی کی رسوائی کرنا، یا اس کی نیکنامی پر دھبہ لگانا یا محض کسی پہ الزام لگانا۔

**تھائی لینڈ** - (THAI LAND) جنوب مشرقی ایشیا کا ایک آزاد ملک ہے۔ پہلے اس کا نام سیام تھا۔ رقبہ دو لاکھ ایک سو اڑتالیس مربع میل اور آبادی دو کروڑ لے لگ بھگ ہے۔ جو ہندوستانی، منگول، چینی اور تبتی نسلوں پر مشتمل ہے۔ دارالحکومت بنکاک ہے۔ باشندے تقریباً سب کے سب بدھ مت کے پیرو ہیں۔ خاص پیداوار چاول ہے۔

اس ملک کے ساتھ مغربی ممالک کا تعلق انیسویں صدی میں شروع ہوا! اگرچہ یہ ملک بظاہر آزاد رہا۔ لیکن انگریزوں نے آہستہ آہستہ اپنا اثر و رسوخ بہت بڑھا لیا۔ اور سیام کو ملایا میں اپنے مقبوضات انگریزوں اور ہند چینی میں روس اور کمبوڈیا کے علاقے فرانس کی نذر کرنے پڑے۔

۱۹۵۱ء کے آئین کی مدد سے حکمرانی کے فرائض بادشاہ سرانجام دیتا ہے۔ اس کی مدد کے لئے ۲۴۶

ممبروں کی ایک اسمبلی تھی لیکن ۱۹۵۷ء میں فیلڈ مارشل ٹھنارت کے فوجی انقلاب کے بعد اسمبلی ختم کر دی گئی بادشاہ کے اختیارات بھی کم کر دیئے گئے۔ اور ملک پر عملاً فوجی راج قائم ہو گیا۔

**تہجد**۔ وہ نماز جو رات کے آخری حصے میں صبح ہونے سے قبل پڑھی جاتی ہے۔ اس کا بہت ثواب ہے اور قرآن پاک میں بھی اس کی فضیلت کا بیان ہے۔ آنحضرت صلعم نے ماہ رمضان میں بالخصوص اس کی تاکید کی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ جو شخص یہ نماز پڑھتا ہے۔ اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ آپ ازواج مطہراتؓ کو اس واسطے بیدار فرما دیتے تھے اور حضرت علیؓ و فاطمہؓ کو بھی آپ کے گھر جا کر بیدار فرمایا ہے۔ صحابہ کرامؓ بھی بہت پابندی سے اس نماز کو ادا فرماتے تھے۔ آنحضرت صلعم نے مسجد نبوی میں ایک جگہ اس واسطے مخصوص فرمادی تھی۔ رمضان میں ایک شب بہت سے صحابہ آپ کے پیچھے شریک ہو گئے۔ دوسری شب اس سے زیادہ اور تیسری شب جب بہت زیادہ جمع ہو گئے۔ تو چوتھی شب آپ تشریف نہیں لائے تاکہ کہیں یہ نماز امت پر فرض نہ کر دی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ مسجد اور گھر دونوں جگہ پڑھی جا سکتی ہے اس میں وتروں کے ساتھ ۸ یا ۱۰ رکعتیں پڑھی جاتی ہیں۔

**تمدن**۔ (CIVILISATION) عربی زبان کا لفظ جس کے لغوی معنی کسی جگہ کو سکونت کے قابل بنانے یا شہر کو بسانے کے ہیں۔ عرف عام میں تمدن سے مراد کسی قوم یا ملک کی طرز معاشرت یا شہری زندگی کا طریقہ ہے۔ بعض اوقات تمدن کو تہذیب کے معنی میں بھی استعمال کرتے ہیں۔

**تہ خانے**۔ (CATACOMBS) زمین دوز عمارت جو گرمیوں میں آرام کرنے یا خطرے کے وقت پناہ لینے یا سامان رکھنے کے لئے بنائی جاتی ہے۔ بعض اوقات تہ خانوں میں قیدی بھی رکھے جاتے تھے اور لاشیں دفن کی جاتی تھیں۔ سب سے مشہور تہ خانے روم میں ہیں۔ عیسائیت کے ابتدائی دور میں جب اٹلی میں عیسائی بڑی چھوٹی تعداد میں تھے۔ اور غیر عیسائی شہری ان پر مظالم توڑتے تھے۔ تو عیسائیوں نے اپنے مردوں کو دفن کرنے اور جان کے خوف سے پناہ لینے کی خاطر یہ کثرت تہ خانے کھود رکھے تھے۔ یہ تہ خانے اوپر نیچے کئی منزلوں میں کھودے گئے تھے۔ ان تہ خانوں پر مضبوطی کے لئے ڈاٹ اور محراب بھی بنے ہیں۔ یہ کئی میل لمبے ہیں لیکن آج کل چھ میل سے زیادہ اندر جانا ممکن نہیں۔ ان تہ خانوں میں ساٹھ ہزار آدمی پناہ لے سکتے تھے۔

ایشیا اور مصر میں بھی تہ خانوں کا رواج پایا جاتا تھا۔ برصغیر پاک و ہند کے متعدد مندروں، شاہی محلوں اور قلعوں میں تہ خانے اب بھی موجود ہیں۔ پچاس ساٹھ برس پہلے تک قریب ہر بڑے گھر میں تہ خانہ ایک ضروری چیز سمجھا جاتا تھا جہاں لوگ گرمیوں کی دوپہر آرام سے گذارتے تھے۔

**تہذیب التہذیب**۔ فن "اسماء الرجال" کی مشہور کتاب جو بارہ جلدوں میں ہے۔ اسے حافظ ابن حجر نے آٹھ برسوں میں مرتب کیا۔ حیدرآباد (دکن) سے دوبارہ شائع کی گئی۔ عربی ممالک مثلاً شام اور مصر میں متعدد بار چھپ چکی ہے۔

**تہذیب الکمال**۔ فن اسماء الرجال کی سب سے زیادہ جامع اور مستند کتاب ہے۔ جو علامہ مزی (یوسف بن الزکی) کی تصنیف ہے۔ جنہوں نے ۷۴۲ھ میں وفات پائی۔ علاؤ الدین مغلطائی المتوفی ۷۶۲ھ نے تیرہ جلدوں میں اس کا تکملہ لکھا۔ علامہ ذہبی المتوفی ۷۴۸ھ نے اس کا اختصار کیا۔ اور کئی محدثین نے اس کے خلاصے مرتب کئے اور تقریظیں تحریر کیں۔

**تہذیب و تمدن** ۔ بربریت اور جہالت سے باہر نکالنا۔ ایک کامل منظم ریاست میں تبدیل کرنا، روشن خیال اور شائستہ بنانا۔ ارتقائے تمدن کا ترقی یافتہ مرحلہ اور تمام مہذب ریاستیں، تہذیب کے مفہوم میں شامل ہیں۔ تمدن "مدن" سے ہے۔ "مدن" سے مدینہ وغیرہ الفاظ بھی ہیں۔ مل جل کر رہنے کا طریق، طرز شہریت کی زندگی تہذیب و تمدن کا سلسلہ اتنا ہی قدیم ہے جتنا کہ خود وجود عالم اور ہستی دنیا۔ حضرت آدمؑ سے تہذیب و تمدن کا سلسلہ چلا آتا ہے۔ یونانی، رومن، آرین اور چینی تہذیبیں قدیم ہیں۔ ایشیائی اور یورپی تہذیب کا باہم فرق ہے۔ یورپ بروئے تہذیب و تمدن میں آگے ہے۔ اور ایشیا پیچھے۔ شمالی امریکہ بھی یورپی تہذیب کا ہم پلہ ہے۔ جنوبی امریکہ اور افریقہ تہذیب و تمدن میں رفتہ رفتہ بڑھ رہے ہیں۔

قوموں اور ملکوں کا تہذیب و تمدن بہت حد تک مذہب، حکومت اور طرز حکومت سے وابستہ ہوتا ہے۔ پاکستان کا تہذیب و تمدن اسلامی ہے۔ بھارت کا تہذیب و تمدن غیر اسلامی اور ہندوانہ ہے۔ علی ہذا القیاس جیسی جیسی حکومتیں ویسے تہذیب و تمدن کے سلسلے۔ تہذیب و تمدن کا معیار انفرادی نہیں ہوتا بلکہ اجتماعی اور قومی ہوتا ہے۔

**تہران** (دیکھو طہران)

**تہران کانفرنس** (دیکھو طہران کانفرنس)

**تھرکوا، احمد جان** ۔ برصغیر کا مایہ ناز اور استاد کامل طبلہ نواز۔ ۱۹۱۲ء میں ریاست رام پور (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی مشق اپنے والد کی زیر نگرانی شروع کی اور پھر ذاتی لیاقت و ریاضت سے اس فن میں ایسا کمال پیدا کیا کہ جگت استاد کہلائے۔ پاک و ہند کے بڑے بڑے موسیقار اور سازندے ان کی سنگت کو باعث فخر سمجھتے ہیں۔ کافی عرصہ لکھنؤ اور دہلی ریڈیو سٹیشنوں سے منسلک رہے۔ آج کل بمبئی میں مقیم ہیں۔

**تھرماس بوتل** ( Thermos Flask )
چائے، دودھ یا برف کو ان کی حرارت یا خنکی کے درجے پر برقرار رکھنے کے لئے جس بوتل میں رکھا جاتا ہے۔ وہ تھرماس بوتل کہلاتی ہے۔

اس بوتل کا بیرونی خول دھات کا بنا ہوتا ہے جس پر باہر پالش کر دی جاتی ہے۔ تاکہ ہوا کی تپش کا اس پر اثر کم ہو۔ خول کے اندر کارک یا نمدے کی تہ دی جاتی ہے۔ جس کے اندر ہوا کی موجودگی بیرونی حرارت کو اندر منتقل ہونے سے روکتی ہے۔

نمدے کے اندر دوہری دیوار کے شیشے کی ایک بوتل ہوتی ہے۔ اس دوہری دیوار کے درمیان سے ہوا خارج کر دی جاتی ہے اور بوتل کی اندرونی سطح پر عمدہ پالش کی ہوتی ہے۔ جس سے حرارت کے اندر منتقل ہونے کی قوت بے حد کم ہو جاتی ہے۔ اور اس میں متعلقہ اشیاء چوبیس گھنٹے تک گرم رہ سکتی ہیں۔

**تھرمامیٹر** ( Thermometre )
حرارت کی کمی و بیشی معلوم کرنے کا آلہ۔ اسے عربی میں میزان الحرارت یا مقیاس الحرارت اور فارسی میں تابدرجہ نما کہتے ہیں۔ یہ تقریباً ۵ انچ لمبی شیشے کی نلی ہوتی ہے۔ جس میں خالص پارہ بھرا ہوتا ہے۔ اور باہر درجوں کے نشان لگے ہوتے ہیں۔ نیچے کی طرف سے پارے کی لکیر شروع ہوتی ہے۔ اور جہاں سے یہ لکیر شروع ہوا سے درجۂ انجماد کہتے ہیں۔ کیونکہ وہاں پارہ جمع رہتا ہے۔ جب کسی وجہ سے پارہ کو گرمی پہنچتی ہے تو وہ اوپر کی طرف چڑھنا شروع ہو جاتا ہے اور گرمی کی کمی و بیشی کے ساتھ اوپر چڑھتا اور نیچے اترتا رہتا ہے۔ بخار کی حالت میں انسان کا درجۂ حرارت معلوم کرنے کے لئے درجۂ انجماد کا حصہ انسان کے منہ میں زبان کے نیچے چند منٹوں کے لئے رکھ دیا جاتا ہے۔ اور پارہ حرارت کے

درجہ تک پہنچ کر رک جاتا ہے پھر اسے باہر نکال کر پڑھ لیا جاتا ہے اور صحیح درجۂ حرارت معلوم ہو جاتا ہے۔
بچے اور مریض کی بغل یا ران اور پیٹ کے درمیانی جوڑ کی جگہ پر رکھ کر بھی درجہ حرارت معلوم کیا جا سکتا ہے

**تھرموسٹاٹ۔** (Thermostat) ایک آلہ جس کے ذریعے سے حرارت یا گرمی درجۂ حرارت پر قائم رکھی جا سکتی ہے۔ اس کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک قسم میں ایک خاص حرارت پیما آلہ استعمال کیا جاتا ہے۔ جس میں یہ بندوبست ہوتا ہے کہ جب پارہ کسی خاص بلندی تک پہنچ جاتا ہے تو گرمی پہنچانے والی برقی رو کا سلسلہ از خود منقطع ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح درجہ حرارت ضرورت سے زیادہ بلند ہونے نہیں پاتا۔ گرمی کم ہونے کی وجہ سے پارہ گرنے لگے تو ایک خاص بلندی پر پہنچ کر برقی رو کا سلسلہ پھر خود بخود جاری ہو جاتا ہے۔ اور گرمی پہنچنے لگتی ہے۔

**تھل پروجیکٹ** (Thal Project) حکومت پاکستان بنجر اور ریگستانی علاقوں کی کاشت اور آبادی کی طرف خاص توجہ مبذول کر رہی ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں اضلاع میانوالی ڈیرہ غازی خان اور مظفر گڑھ وغیرہ کے اکثر علاقوں کو جو مدتوں سے غیر مزروعہ اراضیات اور بنجر زمینوں پر مشتمل تھے تقسیم کے بعد زیر کاشت لایا اور آباد کیا جا رہا ہے اور اس طرح لاکھوں ایکڑ زمین کو آباد کیا جا رہا ہے۔ جہاں آدمی کا گزر محال تھا وہاں اب شادابی اور زرخیزی اپنے جوبن پر ہے۔ چنانچہ آبادکاری کی یہ مہم تھل پروجیکٹ کے نام سے موسوم ہے اور جس نظام کے ماتحت یہ سارا سلسلہ جاری ہے۔ اسے ٹی۔ ڈی۔ اے (تھل ڈیویلپمنٹ اتھارٹی) کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ حکومت مغربی پاکستان کے ایک بلند پایہ حاکم اس نظام کے چیئرمین یا صدر ہیں۔
ٹیوب ویل اسٹیشن، شہر اور قصبے اور دیہات اس سابقہ ریگستان یا تھل کی زینت بن رہے ہیں۔ بجلی سے روشنی اور آبپاشی ہو رہی ہے۔ ریتوں کے انبار اور سنگلاخ ٹیلے ہموار کیے جا رہے ہیں۔ ریت کی جگہ گلزاروں اور گلکاریوں نے لے لی ہے۔ سالانہ لاکھوں کروڑوں من پیداوار اجناس کی ہو رہی ہے۔

لیاقت آباد، جوہر آباد وغیرہ ناموں کے بڑے بڑے شہر آباد ہو چکے ہیں۔ ریل اور موٹریں چل رہی ہیں ٹریکٹر اپنا کام کر رہے ہیں اور ملیں اور مشینیں دن رات کام میں لگی ہوئی ہیں۔ بڑے بڑے کارخانے اور ملیں دن رات نکاسی میں مصروف ہیں۔
فوجی پنشنر، دریا برد، سیم اور تھور زدہ اراضیات والے لوگ۔ تھوڑی تھوڑی زمینوں کے مالک اور بے خانماں افراد اور تباہ حال مہاجر تھل کالونی میں آباد کیے جا رہے ہیں۔ تھل کے بعض حصوں میں حکومت زمینیں قیمتاً بھی فروخت کر رہی ہے۔ ابھی لاکھوں ایکڑ اراضی آبادی اور کاشت کی متقاضی ہے۔ لوگ دھڑا دھڑ تھل میں جا رہے ہیں اور اس کی آبادی میں حکومت سے پورا پورا تعاون کر رہے ہیں۔
تھل پروجیکٹ اور اس کی کامیابی نے ثابت کر دیا ہے کہ کیسا بھی علاقہ ہو انسانی کوششیں اس میں بروئے کار لائی جائیں تو آناً فاناً جنگل بھی منگل بن سکتا ہے۔

**تھوک فروش۔** (Wholesaler) تاجر لوگ جو کافی مقدار میں مال خرید لیتے ہیں۔ اور پھر دکانداروں کے پاس فروخت کر دیتے ہیں۔ تھوک فروش دو طرح کے ہوتے ہیں (۱) جو کسانوں یا کانوں سے جنس تجارت خرید کر کارخانے والوں کے ہاتھ بیچتے ہیں (۲) وہ جو کارخانے والوں سے مصنوعات خرید کر چھوٹے تاجروں میں تقسیم کرتے ہیں۔ تھوک فروشوں یا آڑھتیوں سے معاہدہ کرنے سے کسانوں وغیرہ کو یہ فائدہ ہے کہ ان کے مال کی نکاسی فوراً ہو جاتی ہے۔ کسان کا کام غلہ پیدا کرنا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ بیچنے کے طریقوں سے بھی واقف ہو۔ آڑھتی صرف فروخت کے فن میں مہارت رکھتا ہے۔ اور اس وجہ سے مال پیدا کرنے والوں کے سر سے ایک بھاری بوجھ اتر جاتا ہے۔ ملک میں مختلف اجناس کے لیے مختلف تھوک فروش ہوتے ہیں۔

**تھوہر** (ناگ پھنی)۔ ایک پھولدار جنگلی پودا جو خشک جگہوں میں خوب پھلتا ہے۔ اس کی سو کے قریب اقسام ہیں۔ کانٹے دار ہونے کے باعث اکثر باڑوں کی شکل میں لگایا جاتا ہے۔ اس کے تنے اور ٹہنیوں سے ایک سفید گاڑھا دودھ نکلتا ہے اور اس سبب سے

اور تیز کانٹوں کے سبب سے جانوروں کی قطع و برید سے محفوظ رہتا ہے۔ اس کی جڑیں زیرِ زمین آبی تہ تک پہنچتی ہیں۔ اور وہیں سے یہ ضروری نمی حاصل کرتا ہے۔ اس کے پتے پیدا ہوتے ہی گر جاتے ہیں۔ اور بعد میں اس کا تنہ ہی پتوں کا کام دیتا ہے۔ پاکستان میں دو قسم کے تھوہر عام ہیں۔ ایک پچھتر تھوہر جس کے تنے جوتے کی طرح کے ٹکڑوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔ اور دوسرا ڈنڈا تھوہر جو بالکل ڈنڈوں کی طرح ہوتا ہے۔ پہلے کے کانٹے لمبے ہوتے ہیں۔ اور دوسرے کے چھوٹے چھوٹے۔ دونوں قسموں سے دودھ نکلتا ہے اور دونوں باڑھ کے لئے موزوں ہیں۔ پچھتر تھوہر کو ناگ پھنی کہتے ہیں۔

**تھیٹر** ( Theatre ) : ایسی عمارت جو بالخصوص اس لئے بنائی جاتی ہے کہ اس میں تماشائی جمع ہو کر ڈرامہ، ناٹک وغیرہ دیکھیں۔ ہندوستان میں زمانۂ قدیم سے ناٹک اور نوٹنکیاں وغیرہ رائج تھیں۔ کالیداس ہندوستان کا مشہور ڈرامہ نویس گزرا ہے۔ انگلستان میں ملکہ الزبتھ کے زمانہ سے تھیٹر کی بنا پڑی اور سب سے پہلا مستقل تھیٹر لندن میں بنایا گیا۔ یونان میں اس سے بہت پہلے تھیٹر کی عمارات بنائی جا چکی تھیں۔ ان کے کھنڈرات اب بھی ایتھنز میں محفوظ ہیں۔ یہ تھیٹر حضرت عیسیٰ کے زمانہ سے بہت پہلے بنائے گئے تھے۔

انگلستان میں تھیٹر کے قیام سے پہلے کلیساؤں میں ناٹک کھیلے جاتے تھے۔ یہ ناٹک اور ڈرامے مذہبی رسومات یا عبادت کا ایک جزو تصور کئے جاتے تھے۔ اور ان کے ذریعہ انجیل مقدس کی کہانیاں ڈراموں کی صورت میں عوام کے سامنے پیش کی جاتی تھیں۔ اس کے بعد پھر بارگاہوں پر ناٹک کھیلے جانے لگے۔ کچھ عرصہ اور گزرا تو ڈرامہ کھیلنے والے لوگوں کے گروہ بن گئے۔ جو مختلف شہروں اور مضافات میں گھوم کر ناٹک دکھاتے پھرتے تھے۔ یہ ڈرامے کسی سرائے کے احاطے میں دکھائے جاتے تھے۔ احاطے کے ایک سرے پر ڈرامہ کھیلا جاتا تھا۔ اس کے گرد کی دیواروں میں لکڑی کے برآمدے بنے ہوتے تھے۔ جن میں تماشائی بیٹھ جاتے تھے۔ کچھ تماشائی احاطہ میں بھی جمع ہو جاتے تھے۔



شروع شروع میں جب مستقل عمارتیں محض تماشے دکھلانے کی غرض سے بنائی گئیں۔ تو وہ سرائیں کے نمونے کی تھیں۔ شیکسپیئر کے زمانہ میں یہ دائرے یا مربعے کی شکل میں ہوتے تھے۔ جن کے تین طرف کی دیواروں میں تماشائیوں کے بیٹھنے کے لئے برآمدے بنے ہوتے تھے۔ برآمدوں پر چھت ہوتی تھی لیکن تھیٹر کے فرش پر چھت اور نشستیں نہ ہوتی تھیں۔ تماشائیوں کو صحن میں کھڑے ہو کر ڈرامہ دیکھنا پڑتا تھا۔ تھیٹر کا چبوترا ( Stage ) موجودہ زمانہ کے ( Stage ) سے زیادہ چوڑا ہوتا تھا۔ اس کی پشت پر ایک اور اندرونی سٹیج ہوتا تھا جس پر پردے پڑے رہتے تھے۔ اگر کسی سین کے لئے سٹیج زیادہ کشادہ کرنا پڑ جاتا تو پردے پیچھے کی طرف دھکیل دیئے جاتے تھے۔ اندرونی سٹیج کے اوپر ایک شہ نشین بنی ہوتی تھی جسے روميو جولیٹ وغیرہ کھیلوں میں استعمال کیا جاتا تھا۔ شہ نشین کے اوپر ایک اور منزل ہوتی تھی جسے عوام "ہیون" ( Haven ) کہتے تھے۔ یہاں ساز و سامان، نیز گویّے اور اداکاروں کے لباس رکھے جاتے تھے۔ اداکار تبدیل لباس کے لئے اس کمرے میں آتے جاتے تھے۔ اس زمانہ میں سٹیج اور تماشائیوں کے درمیان پردہ نہ ہوتا تھا۔ کسی بھی سین کو سجانا ہوتا تو عوام اسے دیکھتے رہتے تھے۔ روشنی اور منظری کا بھی بندوبست نہ تھا۔ اداکاروں کے مکالموں ہی سے اندازہ ہو سکتا تھا کہ کیا منظر ہے۔ تماشائی یہ مکالمے سن کر اپنی تخیل سے اس منظر کی ذہنی تصویر مکمل کر لیا کرتے تھے۔ اتنا ضرور ہے کہ اس زمانہ میں لباس اور رنگ برنگی پوشاکوں کا خاص اہتمام کیا جاتا تھا۔ ڈرامائی اشخاص کو ان کے پارٹ کے مطابق اچھے سے اچھے کپڑے پہنائے جاتے تھے۔

اس کے بعد کی صدیوں میں تھیٹر کی باقاعدہ طور پر تکمیل ہوئی۔ اس پر چھت بنانے کا بھی رواج ہو گیا۔ مصنوعی ذرائع سے روشنی کا بھی بندوبست کیا جانے لگا۔ پہلے شمعوں سے روشنی کی جاتی تھی۔ پھر گیس استعمال ہونے لگی اور آخر میں بجلی سے کام لیا جانے لگا۔ سٹیج کے سامنے خندق میں ساز بجانے والے وغیرہ بھی بٹھائے جانے لگے۔

موجودہ تھیٹر میں تماشائیوں کے آرام کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ ہر ایکٹ کے بعد پردہ ڈال دیا جاتا ہے تاکہ دوسرے سین کے لئے سٹیج آراستہ کیا جا

سکے۔ ایک لوہے کے پردے کا بھی بندوبست کیا جاتا ہے۔ تاکہ اگر آگ لگ جائے تو سٹیج کو باقیماندہ تھیٹر سے علیحدہ کیا جا سکے۔ اس کے علاوہ سٹیج کے تمام پردے اور سامان ایسے ہوتے ہیں۔ جن پر آگ اثر انداز نہ ہو سکے۔ سٹیج پیچھے کی طرف ڈھلوان بنایا جاتا ہے۔ بعض تھیٹروں کی کمپنیاں گھومنے والا سٹیج بناتی ہیں۔ تاکہ آسانی سے سین بدلے جا سکیں۔ سٹیج پر تیز روشنی والے بجلی کے بلب استعمال ہوتے ہیں۔ جو چھت میں لکڑی کے تختوں پر لگے ہوتے ہیں۔ کناروں پر اور بھی تیز روشنیاں آویزاں ہوتی ہیں۔ جنہیں فلڈ لائیٹس ( Flood Lights ) کہتے ہیں۔ فلڈ لائٹ کبھی کبھی چبوترے کی سطح پر اس کے کچھ پیچھے بھی لگائی جاتی ہے۔ اس کی شعاعیں اوپر کی جانب بلند ہو کر اداکاروں کے چہرے پر پڑتی ہیں۔ اگر کسی ایکٹر کے چہرے پر اور بھی تیز روشنی پھینکنا مقصود ہو تو اسے تھیٹر کے پچھلے حصے سے شعاعوں کے دھارے ( Beam ) کی شکل میں ڈالا جاتا ہے اور اسے سپاٹ لائٹ (Spot Light) کہتے ہیں۔ ان روشنیوں پر مختلف رنگ کے جلیٹین کے خول چڑھے ہوتے ہیں تاکہ اگر گوناگوں رنگ دکھلانے مقصود ہوں۔ تو آسانی سے ایسا کیا جا سکے۔ تیز روشنی کی وجہ سے اداکاروں کو اپنے چہروں پر پوڈر و غازہ وغیرہ خوب لگانا پڑتا ہے۔ ایسا نہ کریں تو ان کا اپنا رنگ پیلا پیلا اور زرد دکھائی دے گا۔ (نیز دیکھو ایمفی تھیٹر)

## تھیاسفی

( Theosophy ) ۱۸۷۵ء میں نیویارک کے مقام پر ایک تنظیم معرض وجود میں آئی۔ جس نے بعد ازاں اپنا صدر دفتر مدراس کے نزدیک ایک مقام اڈیار کو منتقل کر لیا۔ تھیوسوفی نظریات کے مطابق مذہبی اختلافات بے حقیقت ہیں اور تمام مذاہب بنیادی طور پر ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔ اس کے باوجود یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ تھیوسوفی نظریات کی اساس ہندو مذہب کے نظریات پر رکھی گئی ہے۔

**تھیلا۔ (مچھلی)** تازہ پانی کی عام اور مشہور مچھلی جو اکثر ساکن پانی مثلاً جوہڑ یا تالاب میں پائی جاتی ہے اور یورپ اور ایشیا میں عام ہے۔ اس کی لمبائی دو فٹ تک دیکھی گئی ہے اور عمر کا اندازہ چالیس سال تک ہے اس نسل کی اور بھی بیشمار مچھلیاں یورپ کے سمندروں میں پائی جاتی ہیں جن کے یورپی نام روچ، راڈ، ڈیسی چب، لمین، چینج، منو، باربیل، بریم اور بلیک ہیں۔ ایک قسم کی سنہری مچھلی جو عموماً شیشے کے مرتبانوں میں سجاوٹ کے طور پر پالی جاتی ہے۔ وہ بھی اسی قسم کی ہوتی ہے اور وہاں سے پاکستان میں درآمد کی جاتی ہے۔

## تھیلی دار جانور

( Pouched Mammals ) ان جانوروں کے پیٹ میں باہر کی طرف ایک تھیلی ہوتی ہے۔ جس میں ان کے بچے بیٹھے رہتے ہیں ایسے جانور آسٹریلیا میں اکثر پائے جاتے ہیں جن میں کنگرو والابی (چھوٹا کنگرو) کوالا۔ وومبیٹ، بینڈی کوٹ اور خانخبر شامل ہیں۔ امریکہ کا جانور اپوسم جو پانی میں رہتا ہے وہ بھی اسی زمرے میں آتا ہے۔ یہ جانور در اصل زمانہ قدیم کے دودھ پلانے والے جانوروں ( Mammais ) سے تعلق رکھتے ہیں۔ دوسرے خطوں میں تو ان کی نسلیں ختم ہو گئیں۔ لیکن آسٹریلیا کی سرزمین میں یہ اب تک موجود ہیں۔ جہاں ان کی بہت سی قسمیں اس وجہ سے بن گئی ہیں کہ ان کے مقابلے میں وہاں دودھ پلانے والے جانوروں کی اعلیٰ اقسام موجود نہ تھیں۔ اعلیٰ اقسام کے نسل جانور انسان نے آسٹریلیا میں پہنچائے۔ ان جانوروں کی بھاگنے والی، کودنے والی۔ درختوں میں رہنے والی اور پانی میں رہنے والی کئی ایک قسمیں ہیں۔ ان کے بچے پیدائش کے وقت ایک انچ سے بھی چھوٹے ہوتے ہیں۔ اور کچھ عرصہ تک تھیلی میں رہ کر ماں کا دودھ پیتے ہیں۔ کنگرو کے بچے کافی بڑے ہو کر بھی خطرہ کے وقت بھاگ کر ماں کے پیٹ کی تھیلی میں پناہ لیتے ہیں۔

کنگرو کے پیر کافی بڑے ہوتے ہیں۔ جن کی مدد سے یہ جانور خوب جست لگا سکتا ہے۔ دم بھی خوب موٹی اور مضبوط ہوتی ہے جو توازن قائم رکھنے اور سہارا دینے میں امداد دیتی ہے۔ کوالا یوکلپٹس کے درختوں میں رہتا ہے اور پتے کھاتا ہے۔ سمور کے تاجروں نے اس جانور کا اس قدر شکار کیا ہے۔ کہ اب اس کی تعداد بہت کم رہ گئی ہے اور اس کا شکار قانوناً جرم قرار دیا گیا ہے۔ تھیلی دار جانوروں کے بچے اکثر ماں کی پیٹھ پر ہی رہتے ہیں اور ماں انہیں ادھر

# تِتلِیاں

ریگل فرٹلاری

سفنکس

بینڈڈ پرپل

ہمنگ برڈ کیڑا

استندہامیہ

پرومیتھا کیڑا

پیلی تتلی

کیسکرڈم

گلف فرٹلاری

ٹائگر سوالو ٹیل

سپرنگ ایزرڈ

کرم قد

اوپر سے گھرتی ہے۔

**تیج** ۔ ( Fustic ) ایک لکڑی جو رنگنے اور رنگائی کے عمل میں کام آتی ہے۔ ہندوستان یورپ اور امریکہ میں عام ہے۔ ہندوستان میں اس کو تیج کی لکڑی کہتے ہیں۔ اور پھل کو تیج پھل۔ تیج پت (اس کے پتوں) سے زرد رنگ حاصل ہوتا ہے۔

**تیتریاں** نہایت اچھے رنگ والے پردار کیڑے ہیں۔ ان کے خواص یہ ہیں۔ جسم پر شفاف پروں کے دو جوڑے پروں کے اوپر باریک پوڈر کی مانند چھلکے۔ جو پروں کو نہایت خوشنما رنگ دیتے ہیں۔ تیتریوں میں بھی پردار کیڑوں کی طرح چار مختلف دور گزرتے ہیں۔ ابتداء میں انڈے انڈوں سے سنڈیاں پھر کرائی سیلیں اور آخر میں مکمل کیڑے بن کر ظاہر ہوتے ہیں۔ مختلف قسم کے کیڑوں کے کرائی سیلیس مختلف ہوتے ہیں۔ لیکن سنڈی کی حالت میں کاٹنے والے جبڑے سب میں ہوتے ہیں۔ سبز اور تر و تازہ پتے ان کا من بھاتا کھاجا ہے۔ جب کیڑے مکمل ہو جاتے ہیں تو ان سے چوسنے والی نالی نمودار ہو جاتی ہے جس کے ذریعے وہ پھولوں کا رس چوستے ہیں۔

ان تیتریوں کی بیشمار قسمیں ہیں۔ لیکن تین زیادہ مشہور ہیں۔

اوّل گوبھی کی تیتری۔ اس تیتری کا رنگ سفید ہوتا ہے۔ جسم پر کالے کالے داغ یا گل ہوتے ہیں پروں کے آخری حصّے بالکل سیاہ ہوتے ہیں۔ دوم آک کی تیتری یہ تیتری جسامت میں بڑی ہوتی ہے۔ اس کا رنگ سُرخی مائل ہوتا ہے۔ اس کے پروں پر سُرخی مائل بھورے اور نیلے رنگ کے داغ ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ کہیں کہیں زرد نشان بھی دیکھے جاتے ہیں۔ لیکن اصلی آک کی تیتری کے پروں پر سفید یا سیاہ رنگ کے دھبّے ہوتے ہیں۔ سوم۔ لیموں کی تیتریاں۔ اس تیتری کا رنگ سیاہ اور پروں پر سرخی مائل بھورے اور نیلے رنگ کے داغ ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ کہیں کہیں زرد نشان بھی ہوتے ہیں۔

پہلی قسم کی تیتریوں کے انڈے چھوٹے چھوٹے اور زرد رنگ کے ہوتے ہیں۔ ان کی تلاش بڑی آسان ہے۔ عام طور پر گوبھی کی تیتری کے انڈے گوبھی کے پتوں پر اور آک کی تیتری کے انڈے آک کے پتوں پر پائے جاتے ہیں۔ اور کبھی کبھی ان کی نچلی سطح سے چپٹے نظر آتے ہیں۔ اور بڑی درستی کے ساتھ برابر فاصلے پر بچھے ہوتے ہیں۔ اور پتوں پر کوئی جگہ بیکار یا خالی نہیں ہوتی۔

تیتریاں بہت سمجھدار ہوتی ہیں۔ عموماً ان پتوں پر انڈے دیتی ہیں۔ جو ان کے بچوں کے کھانے کے قابل ہوں لیکن ابتدائی حالت میں یہ خود اپنے انڈوں کے خول ہی کھا کر گزارہ کر لیتی ہیں۔

**تیتر** ۔ یہ بھورے یا سیاہی مائل بھورے پروں والا ایک پرند ہے۔ جس کی دُم اور بازو چھوٹے ہوتے ہیں یہ ایک اڑان میں زیادہ دور نہیں جا سکتا۔ تیتر عام طور پر زیر کاشت زمین کے آس پاس جھاڑیوں میں رہتا ہے اس کی غذا اجناس کے بیج اور کیڑے مکوڑے ہیں۔

تیتر کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں اور عام طور پر ملکوں کے ناموں پر منسوب کیا جاتا ہے۔ مثلاً یونانی تیتر عربی تیتر، ہندوستانی تیتر وغیرہ۔ مختلف قسموں کے پر مختلف رنگوں کے ہوتے ہیں۔ ایک قسم ایسی بھی ہے۔ جس کی ٹانگیں اور چونچ سُرخ رنگ کے ہوتے ہیں۔ ہندوستان میں سیاہی مائل تیتر کو کالا تیتر کہتے ہیں۔

تیتر کی آواز تیز اور بلند ہوتی ہے۔ شام کے وقت گاؤں سے باہر یا جنگل میں بہت سے تیتر ایک ساتھ بولتے ہوئے بہت بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ اکثر جگہ سے آواز کی خاطر پالا جاتا ہے لوگ اس کو پیٹی پر بٹھا کر لئے پھرتے ہیں۔ اور اس کی مدد سے دوسرے تیتر پکڑتے ہیں۔ ہندوستان اور پاکستان کے اکثر شہروں میں تیتروں کی آپس میں لڑائی بھی ہوتی ہے۔

جسے "باؤ" کہتے ہیں۔ ہزاروں روپے کی ہار جیت ہوتی ہے تیتر کا شکار بھی ہوتا ہے۔ لیکن اندھا دھند مارے جانے کے خدشے سے ہمارے ملک میں اس کے شکار پر کچھ پابندیاں عائد ہیں۔

**تیر اندازی** ۔ (Archery) تیر و کمان کے صحیح استعمال اور نشانہ اندازی کے کمال کا مظاہرہ قدیم زمانے میں نہایت ہی ضروری اور معزز فن تھا۔ جنگ اور شکار میں اس کی سخت ضرورت تھی۔ ایشیا سے یہ فن روم اور یونان والوں نے سیکھا۔ لیکن اب آتشیں حربوں کی ایجاد کے بعد یہ فن بیکار ہو گیا ہے پھر بھی ممالک یورپ نے جابجا مختلف تفریح گاہوں میں اس کی مشق کو قائم رکھا ہے اور اکثر نشانہ اندازی کے مقابلے بھی ہوتے رہتے ہیں۔ کمان عموماً چھ فٹ طویل اور تیر دو فٹ ہوتا ہے۔ تیروں میں اکثر طاؤس یا ترکی بط کے پر لگے ہوتے ہیں۔

ہندوپاکستان کی جنگلی اور وحشی قوموں میں ابھی تک تیر اندازی رائج ہے۔ اور ان کی نشانہ بازی حیرت انگیز ہے۔ خود یورپ میں تیر اندازی قدیم سے چلی آتی تھی۔ لیکن قرون وسطیٰ تک اس کا رواج مدھم پڑ گیا۔ اب محض کھیل اور تفریح کے طور پر امریکہ اور یورپ میں مرد اور عورتوں کا مشغلہ بن گیا ہے۔

**تیرنا** ۔ (پیراکی اور شناوری) (Swimming) تیرنے کے معنی ہیں بغیر آلات کی مدد کے پانی کے اندر حرکت کرنا۔ اس کا پہلا اصول یہ ہے کہ سر کو پانی کی سطح سے اوپر رکھا جائے۔ نیز تیراک کو اپنے اوپر اعتماد ہونا چاہیئے ہاتھوں اور پیروں کی حرکات بیک وقت ہموار ہونا چاہیں اول اول پانی کی سطح پر ہاتھ پاؤں ڈھیلے چھوڑ کر لیٹنے کی مشق کر لینی چاہیئے۔ اس کے بعد دونوں ہاتھ پانی کی سطح پر یکے بعد دیگرے پھیلاتے جاؤ اور آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ پیروں سے پانی کو دباتے جاؤ۔ جیسا کہ سائیکل چلاتے وقت پیڈل (Paddle) کو حرکت دیتے ہیں۔ اس کے بعد پوری کوشش کر کے ماہر تیراک بننا آپ کا کام ہے۔

مبتدیوں کو سمندر میں تیرنے کی مشق نہیں کرنا چاہیئے۔ جب تک وہ لہروں کی زد سے بچنے کا طریقہ نہ سیکھ لیں۔

تیرنا سیکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ساکن اور کم گہرے پانی میں مشق کی جائے۔ مثلاً تالاب یا حوض میں۔

**تیزاب** (Acid) ایک بہت تیز اور انتہا درجے کا ترش مادہ جو پانی میں حل ہو جائے۔ اس کی بہت سی اقسام ہیں اور ہائیڈروجن سب کا لازمی جز ہے اور اکثر ایسے بھی ہیں جن میں آکسیجن کے عناصر ہوتے ہیں۔ دونوں کی تمیز کے لئے دو لفظ "آکسی" اور "ہائیڈرو" مقرر ہیں۔ مثلاً ہائیڈرو سیانک ایسڈ اور ہائیڈرو کلورک ایسڈ۔ ایسڈ مرکبات کے رنگ کو تبدیل کر دیتا ہے۔ اس کی وجہ سے بسا اوقات پتھر اور کپڑے دھونے والا سوڈا پانی میں حل ہو کر غائب ہو جاتے ہیں۔ پانی میں حل شدہ ایسڈ استعمال کرنے میں بہت مدد ہوتا ہے۔ یہ دھات کو کھا جاتا ہے۔ حیوانی جسم کو اس کی چھینٹ آگ سے زیادہ تیزی کے ساتھ جلا دیتی ہے۔ اس کی چند مشہور قسمیں حسب ذیل ہیں۔ سلفورک ایسڈ، نائٹرک ایسڈ، ہائیڈرو کلورک ایسڈ۔ ایسیٹک ایسڈ، ہائیڈرو سیانک ایسڈ، آکزیلک ایسڈ، کاربالک ایسڈ، سائٹرک ایسڈ، بنزوئک ایسڈ، سیلیسیلک ایسڈ اور ٹارٹرک ایسڈ۔

**تیزآب شورہ** ۔ شورے کا تیزاب انگریزی اصطلاح میں نائٹرک ایسڈ (Nitric Acid) اور لاطینی اصطلاح میں ایکوا فارٹس (Acquafortis) کہلاتا ہے۔ اس کا فارمولا ($H.NO_3$) ہے۔ یہ ایسڈ نائٹروجن، ہائیڈروجن اور آکسیجن کا مرکب ہے۔ اسے پہلے پہل ریمن لل (Raimon Lull) تیرھویں صدی کے کیمیاوی سائنس دان نے نائٹر (شورہ) اور چینی مٹی کو باہم حرارت دے کر تیار کیا تھا۔ اور اس کی اصل ماہیت کی توضیح کاونڈش (Cavendish) نام کے سائنس دان نے اٹھارویں صدی کے آخر میں کی۔

**تیسری سلطنت** ۔ (Third Empire) ایک سیاسی اصطلاح جو بسا اوقات نازی دور حکومت کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ اس رنگ میں پہلی سلطنت کو روما کی سلطنت سمجھا جاتا ہے۔ جو ۱۸۰۶ء میں مٹ گئی۔ اور دوسری سلطنت سے بسمارک کا دور

حکومت مراد لیا جاتا ہے جو ۱۸۱۴ء سے ۱۹۱۸ء تک قائم رہا۔

**تیغِ حلبی** ۔ حلب ملک شام کا ایک شہر ہے وہاں کا فولاد اور اس سے بنی ہوئی تلواریں خاص طور پر مشہور رہیں۔ اور قدیم زمانے میں بیش قیمت تلواریں وہیں سے آتی تھیں۔ حلبی فولاد بنانے اور اس سے بنی ہوئی تلوار کو پانی دینے اور اس پر جلا دینے کا فن اس زمانے میں کمال پر تھا۔ کہتے ہیں کہ فولاد سے ایک تلوار تیار کر لی جاتی تھی۔ اور اس پہ پانی چڑھانے کے لئے تھالیں (دھونکنیاں) آگ اور دیگر لوازم غلام سے اٹھوا کر جنگل میں لیجائے جاتے تھے۔ وہاں پہ آگ سلگا کر تلوار گرم کر کے سرخ کی جاتی اور غلام دھونکنیوں کو چلاتے چلاتے پسینے سے شرابور ہو جاتا۔ جب یہ حالت ہوتی اور تلوار سرخ ہو جاتی۔ تو جلد سے جلد نکال کر اسی غلام کے جسم میں بھونک دی جاتی۔ اس طرح سے جو تلوار گرم خون کی پانی لیتی۔ وہ نہایت چمکدار، چمکدار، تیز اور خوبصورت ہوتی اور ریشم کا کپڑا اگر ہوا میں پھینک کر اس پہ ڈالا جاتا تو اس کے دو ٹکڑے ہو جاتے۔ کہتے ہیں کہ سلطان صلاح الدین ایوبی کے پاس اسی قسم کی تلوار تھی۔ جس سے انہوں نے یہی کرشمہ یورپین بادشاہوں کو دکھایا۔

**تیل** ۔ تیل کی تین بڑی قسمیں ہیں۔ مہک اور خوشبو دینے والا تیل جو مصنوعی طریقہ سے تیار کیا جاتا ہے۔ معدنی تیل جو پٹرولیم اور مٹی کے تیل کی صورت میں چشموں سے نکلتا ہے۔ چربی کا تیل جو جانوروں کی چربی یا پھولوں اور سبزیوں وغیرہ میں سے نکالا جاتا ہے۔

مہک اور خوشبو دینے والا تیل بیشتر حالتوں میں مائع ہوتا ہے۔ جو بیج یا پھول سے نکالا جاتا ہے۔ اور مختلف کیمیاوی طریقوں سے اس میں مہک پیدا کی جاتی ہے۔ جو اڑ سکتی ہے۔ ایسا تیل پودوں کے بیجوں اور چھلکوں سے نکالا جاتا ہے جو بدنی اور جسمانی مالش کے علاوہ خوراک کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔

معدنی تیل خام حالت میں نکلتا ہے جسے صاف کر کے پٹرول اور مٹی کا تیل بنایا جاتا ہے۔ ایران اور سعودی عرب میں وسیع پیمانہ پر اس کے چشمے پائے جاتے ہیں۔

تیل میں زیادہ تر کاربن اور ہائیڈروجن کے اجزا پائے جاتے ہیں۔ اس لئے وہ بہت جلد آگ پکڑ لیتا ہے اور عام طور پر پانی میں حل نہیں ہوتا۔ زیادہ سردی کے باعث بعض قسم کے تیل منجمد ہو جاتے ہیں۔ مثلاً سبزیوں کا تیل۔

مچھلی کا تیل کاڈ مچھلی سے نکالا جاتا ہے۔ جو یورپ کے سمندروں میں عام پائی جاتی ہے۔ یہ تیل کئی بیماریوں کے لئے مفید ہوتا ہے۔

مچھلی کا تیل صابن سازی اور وارنش میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

**تیل بنولہ** ۔ بنولہ کپاس کے بیج کو کہتے ہیں۔ اس کو پیلنے سے ایک تیل نکلتا ہے۔ جو بنولہ کا تیل کہلاتا ہے۔

ایک مقوی غذا ہے۔ اس کو صاف کر کے اور دیگر اشیاء ملا کر مصنوعی بنایا جاتا ہے۔ جس کو عرف عام میں بناسپتی گھی کہتے ہیں۔ اس گھی کو عام لوگ استعمال کرتے ہیں۔ بنولے کا تیل صابن سازی کے کارخانوں میں بھی بہت کھپتا ہے اور اس سے اچھا صابن تیار ہوتا ہے۔ بشرطیکہ اس کے ساتھ اور تیل بھی ملائے جائیں بعض دفعہ یہ تیل زیتون کے روغن کی جگہ بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں یہ تیل سب سے عمدہ اور کثرت سے لائل پور میں تیار ہوتا ہے۔ اور وہیں اس سے بناسپتی گھی اور صابن تیار کئے جاتے ہیں۔ اب یہ تیل بجائے کولہوؤں کے تمام تر مشینی کارخانوں کے ذریعے تیار ہوتا ہے۔ لیکن اس کے پیلے جانے کا اصول وہی ہے۔

**تیل کو آگ لگنے کا درجہ حرارت** ۔ تیل کی تین نمایاں قسمیں ہیں۔ ضروری، معدنی اور مقررہ یا روغن سب کے سب تیل بیشتر کاربن اور ہائیڈروجن کے مرکب ہوتے ہیں۔ سب قسمیں آتشگیر ہوتی ہیں اور بالعموم پانی میں گھل نہیں سکتے۔

مختلف قسم کے تیلوں کے آگ لگنے کا درجہ حرارت مختلف ہوتا ہے معدنی قسم میں پٹرولیم کے آگ لگنے کا درجہ حرارت دوسری قسموں سے مختلف ہوتا ہے۔ مٹی کے تیل اور تارپین کے آگ لگنے کا درجہ حرارت

بالکل علیحدہ علیحدہ ہوتا ہے ۔

**تیمارداری ۔** ( Nursing ) ۔ ایک فن ہے جو سیکھنے سے حاصل ہوتا ہے اور اس میں بڑی محنت اور مطالعہ کی ضرورت ہوتی ہے ۔ پھر بھی اکثر لوگ اس کی اہمیت کا صحیح اندازہ نہیں کرتے ۔ طبی اداروں اور ہسپتالوں میں تیمارداری کے کام پر نرسیں مامور ہوتی ہیں ۔

ایک کامیاب تیماردار خاتون (نرس) کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنے اندر اخلاقی خوبیاں رکھتی ہو ۔ مثلاً حزم و احتیاط ، صبر ، خلوص ، استقلال وغیرہ اور ان سب سے بڑھ کر انکی ہمدردی اور شفقت اس کے سینے میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی چاہیئے ۔ وہ ان سب خوبیوں کی مالک ہو ۔ علاوہ ازیں اس کا لباس صاف ستھرا ہو ، بیماروں کے ساتھ نرمی سے پیش آنے والی ۔ اپنی نقل و حرکت میں خاموش ۔ ان تھک اور اعلیٰ درجے کی عقل و دانش رکھتی ہو ۔ اس کے علاوہ بقدر ضرورت ظرافت اور خوش مزاجی کا وصف بھی اپنے اندر رکھتی ہو ۔

نرس کو ہمیشہ ہمدردی سے پیش آنا چاہیئے ۔ اور اپنے کام کو کبھی ناگوار فرض یا مصیبت نہیں سمجھنا چاہیئے ۔ مریضوں میں حوصلہ اور امنگ پیدا کرتے رہنا چاہیئے یہاں تک کہ انتہائی مایوس کن حالات میں بھی اسے امید اور سکون کے ساتھ کمربستہ رہنا چاہیئے ۔ بدن اور لباس کی صفائی نہایت اہم ہے اور جس نرس کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہے وہ اپنی صحت کا بھی خیال رکھے گی ۔

اعلیٰ درجے کی کامیاب نرس وہ ہے جو ڈاکٹر کی ہدایات کی تفصیلات پر غور کرے اور اس کی ہدایات پر پورا عمل کرے ۔ اس کے طریقوں پر نکتہ چینی نہ کرے ڈاکٹر اور نرس کے درمیان جب تک پورا پورا تعاون نہ ہو مریض کی مشکل آسان نہیں ہو سکتی ۔

**تیمور لنگ ۔** ( Tamerlane ) ۔ (۱۳۳۶ - ۱۴۰۵ء) سمرقند کے قریب بمقام کیش ایک منگول سردار کے گھر پیدا ہوا ۔ ابتدائی عمر بڑی پر خطر اور صبر آزما گزری ۔ جس میں اس کی بیویوں نے کئی بار اس کی جان بچائی ۔ ۱۳۶۹ء میں سمرقند کے تخت پر قابض ہو گیا ۔ اور اس کے بعد ان فتوحات پر چل نکلا جن کا خصوصی پہلو وہ بربریت اور درندگی ہے ۔ جس کا تجربہ دنیا کو پہلے منگول حملہ آوروں سے حاصل ہو چکا تھا ۔ جہاں زمانۂ جنگ کے دوران میں تیمور ظلم و تشدد کا مرتکب ہوا ۔ وہاں اس نے زمانۂ امن میں آرٹ و سائنس کی سرپرستی بھی کی ۔ اور اپنی رعایا کی بہبودی کا ہر طرح خیال رکھا ۔ کہتے ہیں کہ شہنشاہ تیمور لنگڑا تھا ۔ اور اسی لیے اسے "تیمور لنگ" کے نام سے موسوم کرتے ہیں ۔

**تیمم ۔** تیمم کے لغوی معنی (عبادت کا ارادہ کرنا ہیں) اصطلاح میں سفر ، بیماری یا پانی کی عدم موجودگی کی صورت میں خشک مٹی سے وضو یا غسل کر کے نماز کے لیے تیار ہونا ہے ۔ تیمم صرف ہاتھوں اور چہرہ کا ہوتا ہے ۔ تیمم کرنے سے پہلے وضو یا غسل جس کے بدلے میں تیمم کیا جا رہا ہو کی نیت کی جاتی ہے ۔ پھر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور ہاتھوں کی انگلیاں پاک اور خشک مٹی یا ریت پر رکھی جاتی ہیں تاکہ مٹی اچھی طرح ان سے چمٹ جائے ۔ اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر اول ہتھیلیوں کو جھاڑتے ہیں تاکہ فاضل مٹی گر جائے ۔ بعد ازاں پہلے دونوں ہاتھوں کو کہنی تک دونوں طرف سے پاک کیا جاتا ہے جیسے پانی سے وضو کے وقت کرتے ہیں اور پھر دوبارہ ہتھیلیوں اور انگلیوں کو مٹی لگانے اور پہلے کی طرح جھاڑنے کے بعد تیمم کیا جاتا ہے ۔ بحالت غسل جنابت کی صورت میں ایک دفعہ وضو کے بدلے تیمم کرنے کے بعد دوبارہ غسل کی نیت کر کے صرف ہاتھوں اور چہرے کا تیمم کیا جاتا ہے ۔

**تین بڑے** ( Big Three ) دوسری عالمگیر جنگ کے دوران میں اور اس کے بعد یہ اصطلاح امریکہ روس اور برطانیہ کے لیے استعمال ہوتی رہتی ہے ۔ اور ان کے سربراہوں کے لیے بھی ۔ یعنی پہلے روزویلٹ ، سٹالن اور چرچل کے لیے اور پھر ٹرومین ، سٹالن اور چرچل کے لیے اور بعدہٗ آئزن ہاور ، مالنکوف اور چرچل کے لیے ۔ اب بھی تین بڑے کی اصطلاح مذکورہ بر سہ ممالک پر حاوی ہے ۔

**تیونس ۔** ( Tunis ) ۔ تیونس شمالی افریقہ کی سابق فرانسیسی نو آبادی ہے جس کا رقبہ اڑتالیس ہزار مربع میل اور ۱۹۳۶ء کی مردم شماری کے لحاظ سے آبادی پچیس لاکھ کے قریب ہے ۔ جس میں عظیم اکثریت

عربوں کی ہے۔ فرانسیسی، اطالوی اور یہودی قلیل تعداد میں آباد ہیں۔

۱۸۸۱ء میں فرانسیسیوں نے تیونس پر قبضہ کر لیا۔ اور وہاں اپنا ایک ریذیڈنٹ جنرل مقرر کر دیا۔ تمام اختیارات دراصل ریذیڈنٹ کے ہاتھ میں تھے۔ بادشاہ محض برائے نام تھا۔ تین عربوں اور آٹھ فرانسیسیوں پر مشتمل ایک کابینہ (Cabinet) بنی تھی۔ جس میں ریذیڈنٹ وزیر خارجہ کے فرائض انجام دیتا تھا۔ تیونس پر فرانسیسی قبضہ اٹلی کو ناگوار گزرا۔ انیسویں صدی کے وسط میں اطالوی باشندے تیونس میں جا کر آباد ہونے لگے تھے۔ اور اطالوی فسطائیوں نے تیونس کو اٹلی کے ساتھ شامل کرنے کی کوششیں شروع کر دیں۔

دوسری عالمگیر جنگ سے پہلے ہی تیونس کے عربوں کے درمیان قوم پرستی اور سیاسی بیداری کے آثار نمایاں ہونے لگے تھے۔ جب ۱۹۳۹ء میں فرانس پر جرمنوں نے قبضہ کر لیا تو تیونس کے بادشاہ محمد المنصف نے محوری طاقتوں سے راہ و رسم پیدا کر لی مگر تیونس کا الحاق وشی (Vichy) حکومت کا ہے رہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اطالوی اور جرمنی فوجوں نے تیونس پر قبضہ کر لیا۔ ۱۹۴۳ء میں جب اتحادیوں نے تیونس کو آزاد کرایا تو سیدی محمد المنصف کی جگہ اس کے چچا زاد بھائی سیدی محمد الامین کو تخت پر بٹھا دیا۔

۱۹۵۶ء میں اہل تیونس کی حصول آزادی کی خاطر فرانسیسی حکومت سے متعدد سخت جھڑپیں ہوئیں جن میں ان کے بہت سے وطن پرست کام آئے۔ بالآخر حکومت فرانس نے داخلی و خارجی دباؤ کے زیر اثر تیونس کو آزاد کر دیا اور یہاں حبیب بورقیبہ کی زیر سرکردگی ایک قومی حکومت قائم ہوئی۔ بعد ازاں بورقیبہ نے بادشاہ کو معزول کر کے ملک کو جمہوریہ قرار دے دیا اور خود صدر کے عہدے پر فائز ہو گئے۔

تیونس

# ٹ

**ٹاٹا** ۔ ( Tata ) پارسی صنعت کاروں اور تاجروں کا خاندان ۔ جمشید جی نوشیروان جی ٹاٹا نے جو ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۰۴ء میں فوت ہو گئے ۔ خاندانی کاروبار کی بنیاد رکھی ۔ ٹاٹا کے کاروبار میں بمبئی میں کپاس اور ریشم کی ملیں، بہار کے لوہے اور فولاد کے کارخانے سیمنٹ کے کارخانے بنک، ہوائی راستے، بیمہ اور بجلی کی کمپنیاں اور ہوٹل وغیرہ شامل ہیں ۔

**ٹاٹا نگر** ۔ ( Tatanagar ) صوبہ بہار میں ایک قصبہ ہے ۔ لوہے کے کاروبار اور برآمد کے لئے مشہور ہے ۔ جمشید جی نوشیروان جی ٹاٹا نے اسے آباد کیا ۔ اور اسی نام پر مشہور ہے ۔ لوہے کی سلاخیں، شہتیر، گرڈر، دروازے، مشینیں اور ریلیں یہاں عام بنتی ہیں ۔ ٹاٹا کمپنی کی ساختہ اشیاء نفاست، مضبوطی اور پائداری میں مشہور ہیں ۔

**ٹارٹری** ۔ ( Tartric Acid ) ایک قسم کی ترشی یا ایسڈ جو انگور کے رس میں بطور پوٹاش کے نمک کے پایا جاتا ہے ۔ یہ بڑی بڑی سفید اور شفاف کرسٹلوں کی شکل میں پایا جاتا ہے جو پانی میں حل ہو جاتے ہیں اسکے نمک دوائیوں میں استعمال ہوتے ہیں اور مسہلوں وغیرہ کا کام دیتے ہیں ۔ اس کا استعمال سکنجبین اور فرحت افزا مشروبات مثلاً شربتوں میں بھی ہوتا ہے ۔

**ٹاسکانینی** ۔ ( Toscanini ) دنیا کا مشہور آرکسٹرا کنڈکٹر ( Orchestra Conductor ) اور معروف موسیقار ۱۸۶۷ء میں اٹلی میں ایک غریب درزی کے گھر پیدا ہوا اور چار پانچ برس کی عمر ہی میں اس میں موسیقی کا رجحان نمایاں ہو گیا ۔ نو برس کی عمر میں ایک ایسے سکول میں داخل ہونا پڑا ۔ جہاں طلباء کو کھانے میں گوشت تک نہیں ملتا تھا ۔ چنانچہ ہفتے میں ایک یا دو بار گوشت ملتا تو وہ اسے دوسرے لڑکوں کے پاس فروخت کر کے کوئی ساز خرید لیتا یا اپنا موسیقی سننے کا شوق پورا کر لیتا ۔

انیس برس کی عمر میں وہ میلان کے لاسکالا ہاؤس میں آرکسٹرا کنڈکٹر بن گیا اور دس سال تک مسلسل یہ خدمات سرانجام دیتا رہا ۔ پھر دس سال تک اس نے نیویارک فل ہارمونک سمفنی کے سلسلہ میں آرکسٹرا کنڈکٹ کیا ۔ اس نے کوئی سات مرتبہ نیویارک کے میٹروپولیٹن اوپیرا ہاؤس میں اپنے فن کا مظاہرہ کیا بعد ازاں انہوں نے نیشنل براڈکاسٹنگ کمپنی کے لئے سمفنی کا آرکسٹرا کنڈکٹ کیا ۔ اس کمپنی کے آرکسٹرا کنڈکٹر کی حیثیت سے اس نے موسیقی کو عروج پر پہنچا دیا ۔ ۱۹۵۴ء کو ٹاسکانینی نے این ۔ بی ۔ سی ۔ سمفنی آرکسٹرا کنڈکٹ کیا اور یہ اس کے فن کا آخری مظاہرہ تھا ۔ کیونکہ اسی کنسرٹ میں پروگرام کے خاتمہ کے بعد اس کے ریٹائر ہونے کا اعلان کر دیا گیا ۔ ۹۰ برس کی عمر میں ایک رات سوتے میں اس کا انتقال ہو گیا ۔

**ٹالسٹائے** ۔ ( Tolstoy ) لیو نکولائی وچ ( Leo- Nicolaievich ) (۱۸۲۸ء ۔ ۱۹۱۰ء) کاؤنٹ مشہور ترین روسی افسانہ نگار، معتبر فطرت، اس کے مشہور ناول وار اینڈ پیس (War and Peace) میں طرح طرح کے کرداروں کا مطالعہ ہے اور نپولین کی روس پر فوج کشی کے واقعات مسلسل مرقعوں کی صورت میں پیش کئے گئے ہیں ۔

اس کا ایک اور ناول اناکیرینینا (Anna - Karonina) ناکامیاب شادی کی ایک روح فرسا داستان ہے ۔ ٹالسٹائی معلم اخلاق ہے بحیثیت زندگان سے

نے بڑی ہمدردی ہے اور وہ نچلے طبقے کے لوگوں کی کسانوں کا بھی اتنا ہی اچھا مفسر ہے جتنا امراء اور عمائدین کا۔

ٹالسٹائی نے تمدنی اور مذہبی مضامین پر بھی بیشمار کتابیں تصنیف کی ہیں اور عیسائی تعلیمات پر اپنے تاثرات کو پیش کیا ہے۔ اخلاقی ڈرامے۔ اور چھوٹی اور مختصر حکایات بھی تحریر کی ہیں۔

**ٹالمی (حکمران)** (PTOLMY) شاہان مقدونی کے ایک خاندان کا نام جس نے مصر پر حکمرانی کی۔ ٹالمی اول جو سکندر مقدونی کا ایک جرنیل تھا ۳۲۳ ق م میں مصر پر قبضہ جمایا اور اسی نام کے بارہ بادشاہ یکے بعد دیگرے اس کے جانشین بنے۔ ٹالمی سیزدہم کو ۴۸ ق م میں اس کی ہمشیرہ قلوپطرہ نے قتل کر دیا جس کی ۳۰ ق م میں موت ہوئی اور اس قلوپطرہ کی وفات کے ساتھ ہی ٹالمی خاندان کا بھی خاتمہ ہو گیا۔

**ٹالمی (سائنس دان)** (PTOLMY) ۱۲۷ اور ۱۵۱ عیسوی کے درمیان اسکندریہ میں بھی ٹالمی نام کا ایک سائنس دان ہوا جس نے زمین کو مرکز کائنات قرار دیا اور دعویٰ کیا کہ چاند، سورج، ستارے سب اس کے گرد چکر کاٹتے ہیں۔ اس نظریے کی درستی کوپرنیکس (COPERNICUS) نے ۱۵۴۳ عیسوی میں کی اور اپنا وہ مشہور و معروف نظریہ پیش کیا جس کی رو سے سورج کائنات کا مرکز ٹھہرا اور چاند، زمین وغیرہ اس کے گرد گھومنے والے سیارے قرار پائے۔

**ٹانسل** (TONSILS) منہ کے اندر گلے کے دو غدود جو کھانے جانے کی حرکت کو کنٹرول کرتے ہیں۔ ان کا فعل ابھی تک اتنا واضح نہیں ہے البتہ ان میں بیماری کے جراثیم رہتے ہیں اور بسا اوقات انہیں عمل جراحی سے نکال دیا جاتا ہے۔

**ٹانکے** ۔ (STITCHES) ٹانکے کپڑوں میں بھی لگتے ہیں، اور لوہے، تانبے اور دھاتوں کے ٹکڑوں میں بھی لگتے ہیں۔ کپڑوں میں سوئی دھاگے سے لگتے ہیں اور دھاتوں میں کیل کا ٹکڑا اور دھاتوں کے ٹکڑوں سے۔ درزی کپڑے قمیص کرنے کے سینے سے پیشتر انہیں ٹانکتے ہیں۔ جوتے پر بھی ٹانکے لگتے ہیں۔ لکڑی پر بھی کیل کانٹے سے اور لکڑی کے ٹکڑوں سے ٹانکے لگتے ہیں۔

**ٹارکوئی نیس** (TARQUINIUS) روم کا آخری بادشاہ جس نے روایت ہے کہ ۵۳۴ ق م سے ۵۱۰ ق م تک حکومت کی اور جب اس کے بیٹے سیکسٹس نے لوکریشیا کی آبرو ریزی کی تو بادشاہ کو شہر بدر کر دیا گیا۔

**ٹانگانیکا** ۔ (TANGANYKA) یہ پہلے مشرقی افریقہ میں جرمن نوآبادی تھی۔ اب انگریزوں کے زیر انتظام ہے۔ زراعت اور مویشی پالنے کی صنعت اس علاقے میں خوب ترقی پر ہے۔ قہوہ، کپاس اور کھالیں برآمد ہوتی ہیں۔ مونگ پھلی کی کاشت وسیع پیمانے پر ہوتی ہے۔ کلمنجارو ایک مردہ آتش فشاں پہاڑ ہے اس پہاڑ کے ارد گرد سفید فام کے کچھ ہزار آباد ہیں۔ دار السلام یہاں کا خاص شہر اور بندرگاہ ہے۔

**ٹائبر** ۔ (دریا) (TIBUR) اٹلی کا مشہور دریا ہے جس پر اس ملک کا دار الحکومت روم واقع ہے۔ یہ دریا کوہ اپینائن (APENNINE) سے نکلتا ہے، اریزو (AREZZO) اور ٹسکنی (TUSCANY) کے علاقوں میں اس کی رفتار نہایت تیز ہوتی ہے اس لئے جہاز رانی کے قابل نہیں ہے۔ لیکن سو میل ادھر اس میں کشتیاں چل سکتی ہیں۔ اس کی لمبائی تقریباً دو سو ساٹھ میل کے قریب ہے۔ روم سے پندرہ میل کے فاصلے پر بحیرۂ روم میں گرتا ہے۔

یہ تقریباً ۶۵۰۰ میل علاقے کو سیراب کرتا ہے اور ملک اٹلی کے میدانی علاقوں کا سب سے بڑا دریا ہے۔ قدیم زمانے میں تاریخی لحاظ سے نہایت اہم سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ ماضی کے اطالوی شاعروں نے جا بجا ٹائبر سے اپنے حسن تخیل میں خطاب کیا ہے۔

۲۴-۱۹۱۹ء لندن یونیورسٹی میں بازنطینی اور جدید یونانی زبانوں، ادب اور تاریخ کے پروفیسر رہے۔ ۱۹۲۵ء میں لندن سکول آف اکنامکس میں بین الاقوامی تاریخ کے ریسرچ پروفیسر مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۳ء میں دفتر خارجہ میں محکمۂ ریسرچ کے ڈائریکٹر مقرر کئے گئے۔

تصانیف: "قومیت اور جنگ" (۱۹۱۵ء)

"بین الاقوامی امور کا ایک جائزہ" (۱۹۲۴ء)

"سفر چین" (۱۹۳۱ء)

"مطالعہ تاریخ" (چھ جلدوں میں) (۳۹-۱۹۳۴ء)

"تمدن کا امتحان" (۱۹۴۸ء)

۱۹۵۷ء میں پاکستان کی سیاحت کی۔ اور متعدد مقامات پر تاریخی موضوعات پر لیکچر دیے۔

## ٹاؤن پلیز (Town Plays)

تھیٹروں اور ڈراموں کی ابتداء چرچ یا گرجاؤں سے ہوئی۔ جہاں بائیبل کی تعلیمات کو اسٹیج کیا جاتا تھا جب رش ہوا تو چرچ کے کھلے احاطوں کو مظاہرہ کیلئے استعمال کیا جانے لگا۔ روز افزوں ترقی اور پبلک انہماک کو دیکھ کر تجارتی طبقوں نے ان تھیٹروں اور ڈرامائی کھیلوں کو شہر بہ شہر گاڑیوں پر لیجانا شروع کر دیا اور جگہ بہ جگہ انہیں دکھلایا۔ چنانچہ ان کھیلوں اور ڈرامائی کرتبوں کو ٹاؤن پلیز کے نام سے موسوم کیا گیا۔

## ٹاؤن کمیٹی (Town Committee)

چھوٹی قسم کی میونسپل کمیٹی جو ٹاؤن یا قصبے کی کمیٹی ہوتی ہے۔ ٹاؤن کمیٹی کے ارکان بھی منتخب ہوتے ہیں۔ اس کے قیام کے لئے کم از کم آبادی کی تعداد مقرر ہوتی ہے۔ ٹاؤن کمیٹی کے علاوہ یہاں ٹاؤن کمیٹی بھی ہوتی ہے جو چھوٹے قصبوں سے متعلق ہوتی ہے۔

ٹاؤن کمیٹی کے سپرد ضلع کی صحت، صفائی، ابتدائی تعلیم، چنگی، محصولات اور اسی قسم کی دوسری شہری ضروریات کے انتظام ہوتے ہیں۔

ٹاؤن کمیٹیوں کو حکومت شہری سہولتوں کے انتظام کی خاطر گرانٹ یا امداد بھی دیتی ہے۔

## ٹاؤن ہال (Town Hall)

شہر یا قصبے کی میونسپل یا ٹاؤن کمیٹی کا وہ ہال جس میں ارکان کمیٹی کے اجلاس ہوتے ہیں۔ یا جس میں اس کے دفتری کاروبار کے شعبے رکھے جاتے ہیں۔ ٹاؤن ہال، ٹاؤن کمیٹی کی عمارات کا ضروری حصہ ہوتا ہے۔ بعض وقت ٹاؤن ہال کا نام میونسپل ہال یا کمیٹی ہال بھی رکھ دیا جاتا ہے۔ ٹاؤن ہال بعض مقتدر ارکان یا صدر کے نام پر بھی موسوم ہوتے ہیں۔

## ٹیٹر یا سانپ (Rattle Snake)

سانپ کی ایک قسم جس کی دم سخت کھردری اور کھوکھلی ہوتی ہے۔ امریکہ میں اس کی ابتدائی نوع بھی پائی جاتی ہے دم جب ہلتی ہے تو اس سے ایک طرح کی کھڑکھڑاہٹ پیدا ہوتی ہے۔ یہ پاتال اور بنجر زمینوں میں ہوتا ہے اور امریکہ کی سرزمین میں جا بجا پایا جاتا ہے اس کا زمینی رنگ خاکستری یا بسا اوقات زرد اور سیاہی مائل ہوتا ہے۔ اور اس پر خطیعت کی دھاریاں ہوتی ہیں۔ اس کی لمبائی آٹھ فٹ تک ہوتی ہے۔

## ٹڈی (Locust)

آک کے ٹڈے کی قسم کا کیڑا لیکن اس سے بہت طاقتور ہوتا ہے۔ یہ کیڑے گرم ملکوں میں رہتے ہیں۔ اور اگر ان کی پیدائش کی روک تھام نہ کی جائے تو بہت آفت کے پرکالے ثابت ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ کروڑوں کی تعداد میں ان کے جھنڈ کے جھنڈ کسی علاقے پر چھا جاتے ہیں۔ اور تمام قسم کی فصل یا درختوں کے پتے جو ان کے راستے میں آئیں چٹ کر جاتے ہیں اور ملک قحط سالی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ یہ کیڑے اپنے انڈے بھی چھوڑتے جاتے ہیں۔ جو آئندہ سال کی تباہی کا پیش خیمہ ہوتے ہیں۔ جب ان کے نکل

آتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گھنے بادل آرہے ہیں اور بعض دفعہ تو زمین پر ان کی ایک ایک فٹ تہ چڑھ جاتی ہے۔

ان کے انڈے فنا کر دینے چاہئیں۔ لیکن اگر بچے نکل آئیں تو ان کے راستے میں کھائیاں کھود دینی چاہئیں۔ تاکہ یہ ان میں گر کر باہر نہ آسکیں پھر ان کو دبا دینا چاہیئے۔ لیکن اگر ان کے پر نکل جائیں تو پھر ان کا تدارک بہت مشکل ہوتا ہے۔ لیکن بلند آواز اور ٹین وغیرہ بجانے سے اڑنے لگتے ہیں۔

پاکستان میں دو قسم کے ٹڈی دل آتے ہیں ایک سرخ رنگ کے اور دوسرے زرد رنگ کے۔ ہر دو کی عادات اور خوراک ایک جیسی ہوتی ہیں۔ ان کی روک تھام کرنے کے لئے ایک باقاعدہ محکمہ ہوتا ہے جو ہر سال دورہ کرکے ان کو تلف کرتا ہے۔ موجودہ زمانے میں ہوائی جہازوں کے ذریعہ دوائیاں چھڑک کر ان کو ہلاک کیا جاتا ہے۔

**ٹڈی درخت** (Locust Tree) (اس درخت کو انگریزی میں لوکسٹ ٹری کہتے ہیں اور اس کا سائنسی اور علمی نام سیرٹونیا سلیقوا ہے فلسطین کے جنگلوں میں عام ہے۔ حضرت مسیحؑ سے پہلے ایک اور نبی کا ظہور ہوا تھا۔ جن کو یہودی اور عیسائی یوحنا اور مسلمان یحییٰ نبی کہتے ہیں۔ ان کا ذکر انجیل کے چاروں نسخوں میں آتا ہے کہ یہ اونٹ کے بالوں کے کپڑے پہنتے تھے۔ کمر میں چمڑے کا پٹکا باندھتے تھے۔ اور جنگلوں میں رہتے تھے۔ جنگلی شہد اور ٹڈیاں ان کی خوراک تھی۔ ہر چہار اناجیل میں اسی طرح مرقوم ہے لیکن اسلامی روایات اور زمانہ حال کی تحقیقات کے بموجب ان کی خوراک ٹڈیاں نہ تھیں۔ بلکہ ٹڈی درخت کا پھل تھا۔ جو مٹر کے دانوں کے برابر ہوتا ہے یہ پھل کچا بھی کھایا جاسکتا ہے اور اس کا آٹا بھی پیس سکتے ہیں۔ اس درخت کا پھل راج ماش کے دانوں کی طرح ہوتا ہے۔ جو ۷ نزا اب تک مقدس یوحنا



کی روٹی کہلاتا ہے۔

**ٹراٹسکی** (Trotsky Leo Davidovich). روسی سیاستدان۔ ۱۸۷۹ء میں پیدا ہوا۔ مقام پیدائش (Khorson) ۲۲ سال کی عمر میں انقلابی جدوجہد کی وجہ سے اسے سائبیریا میں جلاوطن کر دیا گیا۔ ۱۹۰۵ء کی روسی تحریک میں نمایاں حصہ لیا جس کی وجہ سے اسے دوبارہ جلاوطن کر دیا گیا۔ چند ماہ بعد فرانس میں بھاگ کر چلا آیا اور پھر ۱۹۱۷ء تک روس میں واپس نہ آیا۔ لینن کی حکومت میں اس کے سپرد وزارت خارجہ اور وزارت جنگ کی گئی۔ اور عہد لینن میں با اختیار رہا۔ مگر سٹالن کے عہد حکومت میں سیاسی نظریہ کے اختلاف کی بناء پر اسے سرحد ترکستان پر جلاوطن کر دیا گیا۔ اور بعدہٗ روس بدر کر دیا گیا۔ اس کے بعد اسے فرانس، ناروے یا میکسیکو کے ممالک میں اقامت اختیار کرنے کی اجازت دے دی گئی اس کے پیروکاروں پر ظلم و تشدد کی بوچھاڑ رہی۔ اور اکثر کو قتل کر دیا گیا۔ ٹراٹسکی کی ایسی اور سیاسی نظریوں کے طرح روس سے باہر بعض مقامات پر پائے جاتے ہیں چنانچہ ۱۹۳۸ء کے جلسے میں اسے فورتھ انٹرنیشنل کی روح رواں قرار دیا گیا۔ ۱۹۴۰ء میں میکسیکو میں اپنے ایک پرانے ساتھی کے ہاتھوں قتل ہوا۔
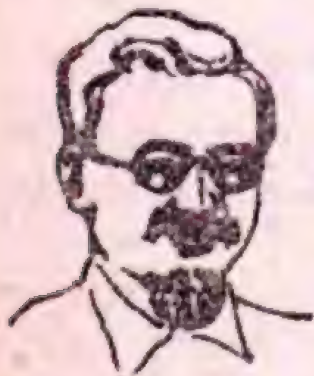
**ٹرافی کرکٹ** (Trophycricket) مشہور عالم اور ہر دلعزیز کھیل کرکٹ کے میچ بسا اوقات عام تفریح اور مشق کے لئے ہوتے ہیں اور بعض اوقات میچ ٹرافی یا انعام جیتنے کی شرط پر ہوتے ہیں۔ جو ٹیم یا فریق جیت جائے اسے ٹرافی متعدد شکلوں میں دی جاتی ہے جیسے کپ، میڈل یا اس قسم کی دیگر اشیاء بھی ہوتی ہیں۔ جنہیں ٹرافی کہتے ہیں۔ پاکستانی بین الاقوامی کرکٹ ٹیم متعدد مواقع پر ٹرافی جیتنے میں کامیاب ہوئی ہے۔

**ٹرام وے** (Tramway). سڑک پر بچھی

ہوئی ریلیں ٹرام وے اور ان پر چلنے والی گاڑیاں ٹرام کہلاتی ہیں۔ ٹرام کا آغاز ۱۷۷۶ء میں کرنلیمری کانون میں ہوا۔ مگر سطح زمین پر ایسی گاڑیاں ابتداً گھوڑوں سے کھینچی جاتی تھیں ان کا سو جا استعمال امریکہ کے مشہور شہر نیویارک میں ۱۸۳۲ء میں ہوا۔ اس کے بعد یہ انگلستان اور دیگر ممالک میں رائج ہوئیں۔ بھارت کے شہروں بمبئی اور کلکتہ اور پاکستانی شہر کراچی کے مخصوص علاقوں میں بھی چلتی ہیں۔

## ٹرانزکشن

(TRANSACTION) باہمی تجارتی معاملہ یا سودا یا لین دین جو دو اشخاص، اقوام یا ممالک کے درمیان ہو۔ حکومت امریکہ دنیا بھر کے اکثر ممالک سے تجارتی یا امدادی سلسلے میں معاملہ کرتی رہتی ہے اور اس کا کاروبار اور قول اقتصادیات عالم پر حاوی ہے۔ برطانیہ اور یورپ کا معاملہ اور تجارتی اور اقتصادی لین دین بھی دنیا کے اکثر ممالک سے ہے۔

## ٹرانسپورٹ

(TRANSPORT) خشکی اور تری کی نقل و حمل اور آمد و رفت یا اس کے ذرائع۔ ٹرانسپورٹ کسی ملک کا نہایت اہم محکمہ ہوتا ہے چنانچہ محکمہ یا وزارت ٹرانسپورٹ کم و بیش ہر متمدن ملک میں پائے جاتے ہیں۔
پاکستان میں ٹرانسپورٹ کے ذرائع یوماً فیوماً ترقی پذیر ہو رہے ہیں۔ اور اس لحاظ سے ہمارے ملک میں بھی یہ محکمہ بڑے وسیع اور عظیم ذمہ داریوں کا حامل ہے۔

## ٹرانسفارمر

(TRANSFORMER) ایک برقی رو سے دوسری مختلف قوت کی رو پیدا کرنے کا آلہ۔ اس کے ذریعے کم برقی قوت کو زیادہ اور زیادہ کو کم برقی قوت کی رو میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ اس آلہ میں لوہے کی سلاخ پر تاروں کے دو لچھے پرائمری اور



سکنڈری لپٹے ہوتے ہیں۔

## ٹرانسمیٹر

(TRANSMITTER) ریڈیو اسٹیشن میں ایک مرکزی آلہ اور جامع الصوت ذخیرہ جس میں مشینیں اور تاریں لگی ہوتی ہیں۔ امواج کا فضا میں انتشار ہوتا ہے۔ ٹرانسمیٹر پاس کرنے یا پہنچانے کا ذریعہ۔ ریڈیو کی طرح بجلی اور روشنی کے بھی ٹرانسمیٹر ہوتے ہیں۔ بے تار برقی کے سلسلے میں ڈائنمو اور ڈینٹکول سے کام لیا جاتا ہے۔ بی ایکر ریڈار ٹرانسمیٹر میں تحقیقی آوازیں وغیرہ ارسال ہوتی ہیں

## ٹرانسوال

(TRANSVAL) جنوبی افریقہ کی یونین کا ایک صوبہ۔ جنوبی روڈیشیا اس کے شمال میں ہے۔ موزمبیق اس کے مشرق میں ہے۔ نٹال اس کے جنوب میں ہے اور کیپ کا صوبہ اس کے جنوب مغرب میں ہے۔ وال اور لمپوپو اس کے بڑے بڑے دریا ہیں۔ جوہانسبرگ میں سونے کی کانیں پائی جاتی ہیں۔ شمال میں پریٹوریا کے قریب ڈائمنڈ کی کانیں ہیں۔ کوئلہ اور لوہے کی کانیں بھی ہیں۔ مویشی اور بھیڑیں پائی جاتی ہیں۔ گندم، مکی، تمباکو اور پھل پیدا ہوتے ہیں۔ پریٹوریا کے مقام پر مختلف قسم کی صنعتیں اور لوہے اور فولاد کے کارخانے بھی پائے جاتے ہیں۔
صوبے کی حکومت ایک ایڈمنسٹریٹر کے سپرد ہے جس کی اعانت کے لئے ایک صوبائی کونسل اور انتظامی کمیٹی موجود ہے۔ انگریزی اور افریقی سرکاری زبانیں ہیں۔ بڑے بڑے شہر پریٹوریا (دارالحکومت)، جوہانسبرگ، جرمسٹن وغیرہ ہیں۔ پریٹوریا یونین کا انتظامی دارالحکومت بھی ہے۔
ٹرانسوال پر برطانوی قبضہ ۱۸۷۷ء میں ہوا۔ لیکن ۱۸۸۱ء میں جمہوری نظام قائم ہو گیا۔ گو بوئر اقتدار قائم رہا۔ ۱۸۹۹ء تا ۱۹۰۲ء کی بوئر جنگ کے بعد ٹرانسوال ایک نوآبادی بن گیا۔ اور ۱۹۱۰ء میں جنوبی افریقہ کی یونین کا صوبہ بن گیا۔ رقبہ ۱۱۰۴۵۰ مربع میل اور آبادی ۱۹۵۱ء میں ۴۸۱۲۳۰۷ نفوس پر مشتمل تھی جس میں ۱۱۶۴۷۷۵ یورپین آبادی بھی شامل تھی۔

ٹراونکور۔ (TRAVANCORE) جنوبی

ہندوستان کی ایک ریاست جو مغربی گھاٹ اور بحیرۂ عرب کے مابین واقع ہے۔ اس کی آبادی زیادہ تر ہندوؤں پر مشتمل ہے۔ مگر عیسائی بھی کافی تعداد میں پائے جاتے۔ اس کا دارالحکومت ٹراونڈرم ہے۔ ٹراونکور کا کل رقبہ ۷۶۰۰ مربع میل اور آبادی ۰۰۰۰۰۰ ۵ کے لگ بھگ ہے

**ٹراوٹ** (TROUT) ٹراوٹ ایک قسم کی مچھلی ہے جو سامن مچھلی سے ملتی جلتی ہے لیکن اس سے قدرے چھوٹی ہوتی ہے۔ زیادہ تر شمالی سرد علاقوں کی جھیلوں، دریاؤں اور سمندروں میں پائی جاتی ہے برطانیہ کے سمندروں میں نصف سے ایک پونڈ تک وزن کی ٹراوٹ مچھلی عام ملتی ہے۔ اس کی پشت زرد ہوتی ہے اور اس پر بھورے رنگ کے داغ ہوتے ہیں اندر سے اس کی جلد سفید اور چمکیلی ہوتی ہے دریاؤں اور جھیلوں کی ٹراوٹ مچھلی سمندری ٹراوٹ مچھلی سے کچھ مختلف قسم کی ہوتی ہے سمندری مچھلی سفید اور چمکیلی ہوتی ہے۔ اس کے مقابلے میں دریاؤں اور جھیلوں کی مچھلیاں نیلے یا بھورے رنگ کی ہوتی ہیں ٹراوٹ مچھلی پاکستان کے بعض دریاؤں میں بھی پائی جاتی ہے۔

**ٹرائے** (شہر) (TROY) ایشیائے کوچک کا ایک قدیم شہر جو ضلع ٹروڈ (TROAD) میں واقع تھا ہومر کی تصنیف ایلیڈ (ILLIAD) میں شہر کے یونانی محاصرے اور تباہی کی تفصیل موجود ہے۔ یہ شہر دس سال کے محاصرے کے بعد یونانیوں کے ہاتھ آیا اور یہ واقعہ ۱۱۸۴ ق م کا ہے شلیمن کی کھدائی پر بہت سے تاریخی شہروں کے نشانات برآمد ہوئے

**ٹرائے** (وزن) (TROY AN EIGHT) ٹرائے ایک وزنی پیمانہ ہے جس کا استعمال سونے، چاندی، اور جواہرات میں ہوتا ہے۔ اس وزنی معیار میں ۲۴ گرین ایک پینی کے برابر ہوتے ہیں۔ ۲۰ پینی وزن ایک ٹرائے اونس کے برابر ہوتے ہیں اور بارہ اونس ٹرائے ایک پونڈ کے برابر ہوتے ہیں

**ٹرسٹ** (TRUST) سرمایہ دارانہ معیشت میں آزادیٔ کار اور آزادی مقابلہ ہر شخص کو حاصل ہے مثلاً اگر کوئی شخص صابن کا کارخانہ کھولنا چاہے تو عام طور پر حکومت اسے اس سے منع نہیں کرتی۔ نہ ہی وہ اسے اپنے حریف کارخانہ داروں کے مقابلہ پر کم یا زیادہ قیمت پر صابن فروخت کرنے سے روک سکتی ہے یہ صورت حال سے جہاں کارخانہ داروں کو فائدہ پہنچتا ہے وہاں بعض اوقات نقصان بھی پہنچتا ہے۔ نقصان کے احتمال کے سدباب کی خاطر سرمایہ داروں نے یہ طریقہ ایجاد کیا ہے کہ ایک ہی قسم کے کارخانے ایک واحد رشتے میں منسلک ہو جائیں اور اس طرح باہمی مقابلے سے نجات پا کر زیادہ سے زیادہ منافع حاصل کریں۔ اس طریق کار کو ٹرسٹ (TRUST) قائم کرنا کہتے ہیں۔

تعلیمی اداروں اور درسگاہوں وغیرہ کے لئے بھی ٹرسٹ قائم ہیں جو وقف شدہ جائداد یا سرمایہ کا انتظام کرتے اور اپنے اداروں اور درسگاہوں وغیرہ کو چلاتے ہیں۔ اس قسم کے ٹرسٹ کے ارکان مقررہ قواعد کے مطابق منتخب یا نامزد ہوتے ہیں۔

**ٹرنر** (TURNER) (خراد) یا خرد کا کام کرنے والا خراد کا کام لکڑی لوہے پیتل وغیرہ پر ہوتا ہے خراد پر لکڑی لوہے اور پیتل وغیرہ کے کام کے لئے مختلف قسم کی مشینیں ہوتی ہیں۔ کسی زمانے میں خراد کا کام دستی ہوتا تھا لیکن اب یہ کام بجلی کی پاور اور مشینوں کے ذریعے سے ہوتا ہے چرخے تکلوں کا سامان اور اس قسم کی چیزیں جن میں قطع و برید، گولائی یا مخروطیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ خراد پر درست ہوتی ہیں۔ انگریزی لفظ کے لغوی معنی گھمانے والا یا پھیرنے والا ہیں اور یہی عمل سارے سلسلے میں نمایاں ہوتا ہے۔

**ٹرومین ہیری ایس** (HARRY TRUMAN) ممالک متحدہ امریکہ کے ۳۳ ویں صدر (۱۹۴۵ تا ۱۹۵۳) ۔ ۱۸۸۴ میں ریاست مزوری کے ایک چھوٹے سے قصبے میں پیدا ہوئے تعلیم سے فارغ ہو کر وکالت شروع کی پہلی جنگ عظیم میں میجر کے عہدے تک پہنچے۔ ۱۹۳۵ء میں ڈیماکریٹک پارٹی کی طرف سے سینیٹ

کے ممبر چنے گئے۔ جنوری ۱۹۴۵ء میں امریکہ کے نائب صدر منتخب ہوئے اور روزویلٹ کے انتقال پر صدر بن گئے۔ جاپانی شہروں پر ایٹم بم پھینکنے کا حکم ٹرومین نے دیا تھا۔ ۱۹۴۸ء میں وہ دوبارہ امریکہ کے صدر چنے گئے۔ ۱۹۵۲ء کے بعد سے مزوری میں گوشہ نشینی کی زندگی گزارتے ہیں۔ اولاد میں فقط ایک لڑکی ہے جس کی شادی نیویارک کے ایک اخبار نویس سے ہوئی ہے۔ لڑکی ایک مشہور موسیقار ہے۔

**ٹریٹسکے ہائنرش فان** (TREITSCHKE HEINRICH VON) (۱۸۳۴ء - ۱۸۹۶ء) ایک جرمن مورخ جسے تحریک پرشا کا بانی خیال کرتے ہوئے جرمن حب الوطنی کا پیغمبر اول سمجھا جاتا ہے۔ ہائنرش فان ایک جرمن یونیورسٹی میں تاریخ کا استاد تھا۔ اس کے لیکچر بے حد جوشیلے اور پر اثر ہوتے تھے اور ان میں وہ پرشیا کے قدیم رنگوں کو ہمیشہ ایک مثالی اور قابل تقلید شخصیت کا حامل ظاہر کرتا تھا۔

**ٹریڈ مارک** (TRADE MARK) رجسٹری شدہ الفاظ یا نشان جو بنانے والا اپنی مصنوعات کے لئے مقرر کرے۔ یہ نشان یا علامت ایک ہی قسم کی مختلف مصنوعات میں تمیز پیدا کرنے کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ رجسٹری کرا لینے سے نقل کا اندیشہ نہیں رہتا۔ اس کے علاوہ ٹریڈ مارک کسی مال کو مشتہر کرنے میں بھی مدد دیتا ہے۔ کارخانے کی شہرت کے ساتھ ساتھ یہ نشان مصنوعات کی عمدگی اور نفاست کا بھی ضامن ہو جاتا ہے اور اس طرح تجارتی شہرت کا ایک اہم جزو تصور کیا جاتا ہے۔

**ٹریڈ یونین** (TRADE UNION) کسی صنعت کے مزدوروں کی انجمن جو ان کے حقوق کے تحفظ کے لئے قائم کی جائے۔ یہ انجمن مزدوروں کی اجرت، کیفیت خدمت وغیرہ معاملات پر خاص نظر رکھتی ہے۔ انگلستان میں یہ انجمنیں صنعتی انقلاب کے پیدا کردہ حالات کی وجہ سے قائم کی گئیں۔ ان کی کہانی ڈیڑھ سو برس پرانی ہے۔ شروع شروع میں ان انجمنوں کو شبہ کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ مبادا یہ سیاسی طور پر خطرناک ثابت ہوں۔ چنانچہ ۱۸۰۰ء میں انہیں غیر قانونی جماعتیں قرار دے دیا گیا۔ لیکن ۲۵ سال بعد پابندیاں ہٹا دی گئیں۔ اور ان انجمنوں کے لئے ترقی کی راہیں کھل گئیں۔ ابتداً یہ انجمنیں تربیت یافتہ اور ماہر مزدوروں کے لئے بنائی گئی تھیں۔ لیکن انیسویں صدی میں رفتہ رفتہ انہوں نے عام مزدوروں کو بھی اپنی آغوش میں لے لیا۔ موجودہ زمانہ میں یہ انجمنیں عام ہیں۔ اور دنیا کے گوشے گوشے میں پائی جاتی ہیں۔ پاکستان میں بھی ان کا رواج بڑھ رہا ہے۔

(نیز دیکھو انجمن سازی)

**ٹریکٹر** (TRACTOR) مختلف قسم کا انجن جو زراعت کے کام اور سڑکوں کی تعمیر وغیرہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ عام طور پر یہ پٹرول یا ڈیزل انجنوں کے ذریعہ سے چلتے ہیں تو بڑی مشینوں کے لئے بعض اوقات اسٹیم انجن استعمال ہوتا ہے یا برقی طاقت کے انجن کام کرتے ہیں۔ ٹریکٹروں کے نیچے یا تو عام پہیے ہوتے ہیں یا چین دار پہیے ہوتے ہیں۔

پاکستان میں علاقہ تھل اور بنجر اور غیر آباد زمینوں کی درستی ٹریکٹروں کے ذریعہ سے ہوئی ہے۔ ٹریکٹر سے آبپاشی اور زراعت دونوں ہو سکتی ہیں۔ ٹریکٹر مختلف ساختوں کے ہوتے ہیں۔ مثلاً میسی، فیلڈ مارشل، فورڈسن وغیرہ۔ پاکستان میں بھی ٹریکٹر سازی کو کامیاب بنانے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔

**ٹرینیڈاڈ** (TRINIDAD) جزائر غرب الہند کا ایک جزیرہ جسے کولمبس نے دریافت کیا۔ اور ۱۷۹۷ء سے برطانیہ کے قبضہ میں ہے۔ ۱۹۴۱ء میں امریکہ نے ۹۹ سال کے لئے اسے اجارے پر لیا۔

یہ جزیرہ وینزویلا کے ساحل سے شمال مشرق کی سمت واقع ہے اور خلیج پاریا (PARIA) اسے امریکہ کے ساحل سے جدا کرتی ہے۔ علاقہ زیادہ تر پہاڑی ہے۔ لیکن زمین کافی زرخیز ہے، کوکو، کافی، شکر، سنگترے اور

ناریل کی کاشت کی جاتی ہے۔ پٹرولیم اور اسفالٹ کثیر مقدار میں نکالا جاتا ہے۔

ٹوباگو (TOBAGO) ٹرینیڈاڈ (TRINIDAD) کی نوآبادی ہے۔ جس میں زیادہ تر فرانسیسی بستے ہیں۔ ٹوباگو اور ٹرینیڈاڈ کی مجموعی آبادی ۸۰۰۰۰۰ سے زیادہ اور رقبہ ۱۹۸۰ مربع میل ہے۔ زیادہ تر حبشی لوگ آباد ہیں جن میں سے بعض مشرف با اسلام ہو چکے ہیں۔ اسفالٹ، پٹرولیم، چینی اور کوکو باہر بھیجی جاتی ہے۔

## ٹکٹ

(TICKET) یعنی پروانہ، اجازت نامہ۔ ٹکٹ کئی قسم کے ہوتے ہیں، ڈاک کے، ریلوے کے، سینماؤں کے، ولائتی کے، ہوائی جہازوں کے، بحری جہازوں کے، اجازت ناموں کے، عدالتوں کے اور رسید کے وغیرہ وغیرہ۔

ٹکٹوں کی ابتدا اور ان کا رواج زمانہ قدیم سے ہے۔ ہر ملک میں وہاں کی اپنی پسند کے ٹکٹ رائج ہوتے ہیں۔ پوسٹل ٹکٹوں پر عموماً بادشاہ وقت کی تصویر یا ملکی یادگاروں کی تصویریں ہوتی ہیں۔ سب سے پہلے پوسٹل ٹکٹ برطانیہ میں پہلی بار انگلینڈ کے سر رولینڈ ہل (SIR ROWLAND HILL) کی سفارش پر زیر استعمال میں آئے۔

پاکستان میں ملکی آزادی، جمہوریت کے انعقاد وغیرہ کے مواقع پر یادگاری پوسٹل ٹکٹ جاری ہوئے جن پر یادگاری تصویریں ثبت ہیں۔

## ٹکٹ جمع کرنا

(PHILATELY) ٹکٹ جمع کرنا ایک دلچسپ مشغلہ ہے۔ ... لفافوں پر سے استعمال شدہ ٹکٹ اتار کر ایک کاپی میں ترتیب سے چپکا دیے جاتے ہیں۔ ان ٹکٹوں میں مختلف ملکوں کے عجیب و غریب قسم کے ٹکٹ ہوتے ہیں۔ بعض ٹکٹوں پر اس ملک کے بادشاہ یا کسی اور بڑے شخص کی تصویر ہوتی ہے۔ بعض پر اس علاقے کے کسی مشہور تاریخی مقام کی تصویر چھپی ہوتی ہے۔ غرضیکہ ان ٹکٹوں سے ان ممالک کے متعلق کچھ نہ کچھ معلومات بھی حاصل ہو جاتی ہیں۔ جن لوگوں کے عزیز و اقارب یا دوست بیرونی ملکوں سے انہیں خط بھیجتے ہیں۔ ان سے اس قسم کے ٹکٹ مہیا ہو سکتے ہیں۔ یوں بھی ہو سکتا ہے کسی شخص کے پاس ایک ہی قسم کے ایک سے زائد ٹکٹ ہوں تو وہ کسی دوسرے ٹکٹ جمع کرنے والے کو جس کے پاس کسی اور قسم کا کوئی زائد ٹکٹ ہو اپنا ٹکٹ تبادلے میں دے کر اس سے اپنی ضرورت کا ٹکٹ لے سکتا ہے۔ اس طریقے سے ٹکٹ جمع کرنے والوں کو ایک دوسرے سے بہت مدد ملتی ہے۔

## ٹکسال

(MINT) ایک ادارہ جس میں ملک کے سکے بنتے ہیں۔ برطانیہ میں ایک ہی ٹکسال ہے۔ یہ ٹاور ہل کے مقام پر ۱۸۱۰ء سے قائم ہے۔ ٹکسال کا افسر اعلیٰ چانسلر آف دی ایکسچیکر یا وزیر خزانہ ہوتا ہے۔

پاکستان کا ٹکسال لاہور میں ہے، جو ایک عظیم الشان ادارہ ہے۔ اس ٹکسال میں پاکستانی سکے بنتے اور ڈھلتے ہیں۔ پاکستان میں ٹکسال کے افسر اعلیٰ کو منٹ ماسٹر (MINT MASTER) کہتے ہیں۔

ٹکسال کا محکمہ پاکستان کی وزارت مالیات کے ماتحت ہے۔

## ٹکسالی زبان

(CURRENT LANGUAGE) ٹکسالی زبان سے مراد وہ ٹھیٹھ زبان یا بولی ہے جو کسی خطے، ملک یا سرزمین میں مروج ہے۔ مثلاً کہتے ہیں ٹھیٹھ انگریزی، ٹھیٹھ اردو وغیرہ وغیرہ۔ دہلی اور لکھنؤ کی اردو کسی عہد میں ٹکسالی اردو سمجھی جاتی تھی لیکن تقسیم ملک کے بعد اس کی یہ حیثیت آہستہ آہستہ ختم ہو رہی ہے۔ پنجاب کی اردو استاد اور رواج میں ٹکسالی معیار کی حامل بن چکی ہے۔ عرب میں عہد عرب کی زبان محاورہ اور صرف و نحو اور محاورہ و استعمال کے لحاظ سے ٹکسالی گردانی جاتی ہے۔

## ٹماٹر

(TOMATO) ٹماٹر ایک قسم کی سبزی ہے جو دنیا کے قریباً تمام گرم خطوں میں کاشت کی جاتی ہے۔ پودے کے ساتھ زرد رنگ کے چھوٹے چھوٹے اور گول گول پھول لگتے ہیں جن کے ساتھ سرخ یا زرد رنگ کا پھل لگتا ہے۔ یہی ٹماٹر کہلاتا ہے۔

ٹہنیاں بہت نازک ہوتی ہیں۔ اور ٹماٹر کا وزن سہار نہیں سکتیں اس لیے پودے کو سہارا دے کر کھڑا رکھنا پڑتا ہے۔ ٹماٹر کا چھلکا نرم اور اس میں سے ملائم گودا اور بیج نکلتے ہیں۔

ٹماٹر سبزیوں میں ڈال کر پکایا جاتا ہے۔ اس کا شوربا نہایت لذیذ ہوتا ہے۔ بعض ملکوں میں ٹماٹر کی چٹنی تیار کر کے بند ڈبوں میں باہر بھیجی جاتی ہے۔ اٹلی میں ٹماٹر کے بیجوں کا تیل نکال کر اسے صابن میں استعمال کیا جاتا ہے
ٹماٹر انگریزی لفظ (Tomato) کی تصحیف ہے

## ٹموتھی مائیکل ہیلے۔ (T. M. Healy)

(۱۸۵۵ — ۱۹۳۱) آئرلینڈ کا ایک محب وطن جو ۱۹۲۲ء میں آئرش فری سٹیٹ (Irish Free State) کے معرض وجود میں آنے پر اس کا پہلا گورنر جنرل بنا۔ بڑا آتش بیان مقرر تھا جسے مزاح پیدا کرنے کا بھی ملکہ حاصل تھا اور اس وجہ سے اس کی تقریریں بڑی دلچسپ اور پرزور ہوا کرتی تھیں

## ٹنڈرا کا خطہ۔ (The Tundra Region)

بحیرہ منجمد شمالی کے ساحلوں کے ساتھ ساتھ امریکہ، یورپ اور ایشیا میں ٹنڈرا کے علاقے ہیں۔ جہاں سال کے بیشتر حصوں میں زمین برف سے ڈھکی رہتی ہے اور مٹی کی تہیں منجمد ہو جاتی ہے۔ یہ خطہ دائرہ قطب شمالی میں واقع ہے۔ اس لئے موسم سرما قریباً آٹھ ماہ تک رہتا ہے اور سخت سردی ہوتی ہے۔ گرمیوں میں زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت ۵۰ ہوتا ہے۔

بارش زیادہ تر گرمیوں میں ہوتی ہے۔ جب برف پگھلتی ہے تو جنوبی حصے کے گرم علاقوں میں بیریوں والی جھاڑیاں چھوٹی چھوٹی گھاس اور پھول وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔ درختوں کا نام و نشان تک نہیں

لوگ خانہ بدوش ہیں اور رینڈیر نام کا جانور پال کر اس کا گوشت کھاتے ہیں اور کھال پہنتے ہیں اور چربی سے روشنی کرنے کا کام لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ کتوں والی گاڑی کے ساتھ کتے جوت کر سامان ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجاتے ہیں۔ اس کے علاوہ قطبی ریچھ، لومڑی، [وہیل مچھلی]، سیل اور والرس پائے جاتے ہیں۔

یہاں کے باشندوں کو شمالی امریکہ میں اسکیمو کہتے ہیں۔ یورپ میں انہیں لیپس (Lapps) اور روس/ایشیا میں سیمویڈز (Samoyedes) کہتے ہیں۔

## ٹنکچر آیوڈین (Tincture of Iodine)

ٹنکچر آیوڈین ایک زہریلا محلول یا لوشن ہے جسے آیوڈین میں حل کر کے بنایا جاتا ہے اور بڑے کام کی چیز ہے۔ یہ دوا جراثیم کو ہلاک کر دیتی ہے عموماً چوٹ، رگڑ وغیرہ لگنے پر لگائی جاتی ہے۔ اس کے لگانے سے خون جو زخم سے بہہ رہا ہو بند ہو جاتا ہے۔ اور جراثیم زخم کے اندر داخل نہیں ہو سکتے۔ ورم پر لگانے سے بھی افاقہ ہوتا ہے۔ چہرے پر آنکھ کے قریب یا گلے میں لگانے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ زیادہ تیز قسم کی ٹنکچر آیوڈین جلد پر لگانے سے جلد جل جاتی ہے۔ اس لئے زخم کے مطابق تیز یا کم تیز ٹنکچر آیوڈین استعمال کرنی چاہیے۔

## ٹوپی۔ (Cap)

سر کا لباس۔ یہ کئی قسم کی ہوتی ہے۔ اگر اس کا مقصد محض نمائش ہو تو زرکاری اور جواہرات سے مزین ہوتی ہے۔ ورنہ سادہ ہوتی ہے۔ سر کی حفاظت کے لئے گرمی میں جو ٹوپی پہنی جائے۔ وہ سولا ہیٹ کی طرح بڑے حاشئے والی ہو تو اچھی ہے مگر انگریزی لباس میں ہیٹ ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جو گرم آب و ہوا میں مفید ترین ہے۔ خود انگلستان میں جہاں دھوپ نہیں ہوتی وہاں انگریز اور قسم کی ٹوپیاں بھی پہنتے ہیں۔
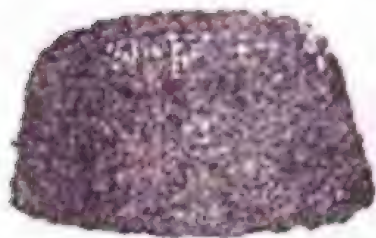
ٹوپی کی بیش قیمت شکل تاج شاہی ہے جو جواہرات اور بیش قیمت اشیاء سے مرصع ہوتا ہے ایشیا میں زردوزی کلاہ جو وسط ایشیا کا لباس ہے۔ بہت ہر دلعزیز ہے پاکستان میں جناح کیپ اور ہندوستان میں گاندھی کیپ زیادہ رائج ہیں۔

## ٹورنامنٹ۔ (Tournament)

ازمنۂ وسطیٰ کے دوران میں یورپ میں جاگیردارانہ نظام معیشت قائم تھا جس کے مطابق سماج میں دو اہم طبقات تھے۔ ایک بڑے بڑے زمینداروں کا اور دوسرا ان کے مزارعین کا۔ زمیندار خود کھیتی باڑی کا کام نہیں کرتے تھے۔ یہ کام ان کے مزارعین کے

سپرد تھا۔ ان کا اپنا وقت دلچسپ مشاغل کی نذر ہو جاتا تھا جن میں فنونِ سپاہ گری کی تحصیل اور مشق خاص اہمیت رکھتی تھیں۔ زمیندار ان مشاغل کے دوران میں ایک دوسرے سے مصنوعی لڑائیاں بھی لڑتے جن میں وہ شرطیں وغیرہ لگاتے۔ ان باہمی مقابلوں کے لئے بھی وہ ٹورنامنٹ کا لفظ استعمال کرتے تھے۔ ویسے کرکٹ، فٹ بال، ہاکی وغیرہ کھیلوں کے لئے مختلف قسم کی ٹیموں کے درمیان جو مقابلے ہوتے ہیں۔ ان کے کل اجتماع کو بھی ٹورنامنٹ کہتے ہیں۔

**ٹوکری**۔ ایک ظرفی ساخت جو بید یا توت (Willow) یا توت وغیرہ کے مواد سے بنتی ہے۔ ٹوکریاں کئی قسم کی ہوتی ہیں۔ بائیسکلوں پر لگانے والی، سودا سلف والی، چارے اور بھوسے والی، ٹوکریاں پھٹے سے بھی بنتی ہیں جو معمولی استعمال کے لئے ہوتی ہیں اور جلد شکستہ ہو جاتی ہیں۔ ولایت کی بنی ہوئی ٹوکریاں بڑی خوبصورت ہوتی ہیں۔ پاکستانی ٹوکریاں بھی ساخت میں خوبصورتی، نفاست اور شکل کے لحاظ سے ترقی پذیر ہیں۔

دیہات اور کاشتکاری علاقوں میں ٹوکریاں توت کی چھڑیوں سے بنتی ہیں، اور یہ ٹوکریاں زیادہ تر گوبر، چارہ وغیرہ اٹھانے کے کام آتی ہیں، بڑے بڑے ٹوکرے بھی بنتے ہیں جو سامان بھرنے اور اشیاء کے منتقل کرنے کے کام آتے ہیں۔

**ٹوکری بُننا**۔ (Basket Making) یہ ایک گھریلو دستکاری ہے اور اس میں ٹوکریوں کے علاوہ چٹائیاں اور ضرورت کا دوسرا سامان بھی شامل ہے۔ اس میں بید زیادہ تر استعمال ہوتا ہے۔ جب بید کی شاخیں کام میں لائی جائیں تو استعمال سے قبل ان کو اچھی طرح سے پانی میں بھگو لینا چاہیئے۔ اس سے بید کی لچک میں اضافہ ہو جاتا ہے پہلے موٹی موٹی شاخوں کا ایک ڈھانچہ تیار کیا جاتا ہے بعد ازاں اس کے گرد پتلی شاخیں بنی جاتی ہیں یہ کام مختلف نمونوں کے مطابق ہوتا ہے۔

ٹوکری بناتے وقت پہلے اُس کی بنیاد یعنی پیندا بنا لینا چاہیئے۔ یہ پہیئے کی طرح گول ہوتا ہے۔ بنائی نیچے سے اوپر کو ہوتی ہے۔ بڑے ٹوکرے، کپڑوں والی ٹوکریاں وغیرہ نہایت آسانی سے بنی جا سکتی ہیں لیکن بعض چھوٹی ٹوکریاں اور صندوقچیاں جو سامان زینت رکھنے کے لئے استعمال ہوتی ہیں بعض اوقات اعلیٰ درجے کی مہارت اور صنعت کاری کا نمونہ ہوتی ہیں اور ان سے جدت ٹپکتی ہے۔

چونکہ ٹوکریوں کی بنائی کا کام زیادہ تر دستی ہوتا ہے اور اس میں صرف انگلیاں کام کرتی ہیں۔ لہٰذا اس پیشے میں بیشتر نابینا لوگ کھپائے جاتے ہیں۔

**ٹوکیو**۔ (Tokyo)۔ جاپان کا مشہور شہر جو ۱۸۶۸ء سے اس کا دارالحکومت چلا آتا ہے۔ اس سے پیشتر اسے ییڈو (Yedo) کہتے تھے۔ ٹوکیو کی آبادی دسمبر ۱۹۵۰ء ۵۳۸۵۰۷۱ کے قریب تھی لیکن گزشتہ ۸ سال کے عرصہ میں اس میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔ جاپان میں حال ہی میں جو مردم شماری ہوئی ہے اس کے مطابق اس شہر کی آبادی ۸۰۰۵۸۸۲۵ تک پہنچ گئی ہے۔ اور اب یہ دنیا کا سب سے بڑا شہر ہے۔ اس سے قبل لندن کو اپنی ۸۲۲۴۳۴۰ کی آبادی پر یہ فخر حاصل تھا۔

**ٹھٹھہ**۔ (Thatta)۔ کراچی سے ۶۰ میل مشرق کی طرف سندھ کے ڈیلٹا پر واقع ہے۔ پرانا شہر موجودہ شہر سے تین میل شمال مغرب کی طرف ہے۔ پرانے شہر کے آثار مکلی کی پہاڑیوں پر اور ان کے دامن میں اب بھی موجود ہیں۔ پرانے اور نئے شہر کے درمیان ایک بہت بڑا قبرستان ہے۔ جس میں بکثرت قبریں ہیں۔ پندرھویں صدی عیسوی میں ٹھٹھہ کی شان و شوکت عروج پر تھی۔ یہ علم و فن اور تجارت و صنعت کا مرکز تھا۔ اور یہاں کے ہنرمند پارچہ باف بڑا نفیس کپڑا تیار کرتے تھے۔ مکلی کی پہاڑی کے آثار دو قسم کے ہیں۔ ایک تو فتح پور سیکری کے طرز تعمیر سے ملتے جلتے ہیں۔ ان میں پتھر استعمال ہوا ہے۔ دوسری قسم کے آثار اینٹوں کی عمارتوں کے ہیں جنہیں رنگا رنگ کی ٹائلوں سے مزین کیا گیا ہے۔ ٹھٹھہ کے

مقام پر شاہ جہانی مسجد اور دیگر مساجد و مقابر کی مینا کاری مسلم عہد حکومت میں آرٹ کی ترقی کی ترجمانی کرتی ہے۔ ٹھٹھہ میں کئی ایک قدیم عمارات اور مزارات قابل دید ہیں۔

**ٹیبل ٹینس۔(Table Tennis)** اندرون مکان کا کھیل، دو یا چار کھلاڑیوں کے درمیان کھیلا جاتا ہے۔ گیند مرغی کے انڈے کے برابر سلولائڈ کی ہوتی ہے۔ لکڑی کے چھوٹے چھوٹے گول بلے ہوتے ہیں۔ جنھیں پکڑنے کا ہتھا لگا ہوتا ہے۔

یہ کھیل میز پر کھیلا جاتا ہے جس کی لمبائی ۹ فٹ، چوڑائی ۵ فٹ اور اونچائی ۲ فٹ ۶ انچ ہوتی ہے۔ میز کے کناروں پر ایک سفید پٹی بنی ہوتی ہے جس کا عرض ¾ انچ ہوتا ہے۔ میز کے بیچ میں ۶/۴ انچ اونچا ٹینس کا سا جال تنا رہتا ہے۔ کھلاڑی باری باری گیند کو بلے سے مارتے ہیں۔ عموماً گیند جب ایک بار ٹپا کھاتی ہے۔ تب کھلاڑی اُسے بلے سے مار کر جال کی دوسری طرف پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر گیند جال میں اٹک جائے یا میز کے باہر گرے یا کھلاڑی اسے کھیلنے سے قاصر رہا ہو تو حریف مقابل کو ایک پوائنٹ مل جائے گا۔ جو پہلے اکیس پوائنٹ بنائے وہ کھیل جیت جاتا ہے۔ اگر دونوں کے بیس بیس پوائنٹ ہو جائیں تو پھر جیتنے کے لیے کل دو پوائنٹ بنانے پڑتے ہیں۔ ہر پانچ پوائنٹ کے بعد سروس بدلی جاتی ہے۔

سروس کرتے وقت یہ خیال رکھنا پڑتا ہے کہ پہلے سروس کنندہ کے اپنے احاطہ میں گیند ایک مرتبہ ٹپا کھائے ایسا نہ ہو تو اُسے ایک پوائنٹ کا نقصان ہوگا اگر سروس کرتے وقت گیند جال میں ٹکرا کر پرے حصہ میں گرے تو وہ سروس شمار نہ کی جائے گی جب چار کھلاڑی کھیل میں حصہ لیتے ہیں تو ایک طرف کے کھلاڑی باری باری بلا مارتے ہیں کوئی کھلاڑی یکے بعد دیگرے دو مرتبہ گیند پر ضرب نہیں لگا سکتا۔

**ٹیپو سلطان،** میسور کے آخری حکمران اور حیدر علی سلطان میسور کے صاحبزادے۔ ان کا نام فتح علی تھا۔ لیکن اپنے عرفی نام ٹیپو سے مشہور ہیں ۱۷۵۰ء میں پیدا ہوئے۔ باپ کے انتقال کے بعد سلطنت میسور کی عنان حکومت ۱۷۸۲ء میں ان کے ہاتھ آئی۔ اس وقت انگریز مشرقی ہندوستان پر چھائے ہوئے تھے۔ ان کے انگریزوں سے کئی مقامات پر مقابلے ہوئے جن میں انگریزوں کو شکستیں اٹھانی پڑیں۔

میدان جنگ میں ناکام ہو کر انگریزوں نے ایک انگریز کو صوفی منش درویش کے لباس میں میسور بھیجا جس نے سلطان کے خلاف عوام کو بھڑکانا شروع کیا اور بڑے بڑے افسران کو بھاری بھاری رشوتیں دے کر ورغلایا۔ ان غداروں میں میر صادق، میر غلام علی میر قاسم علی اور دیوان پورنیا خاص طور پر قابل ذکر ہیں اب انگریزوں کو جنگوں میں کافی کامیابی ہوئی یہاں تک کہ میسور کا پایہ تخت سرنگا پٹم محاصرے میں آگیا۔ دیوان پورنیا اور صادق عین میدان جنگ میں انگریزوں سے جا ملے۔ بالآخر یہ مرد مجاہد ۴ مئی ۱۷۹۹ء کو جنگ میں لڑتا ہوا شہید ہوا۔

**ٹیٹو، مارشل۔ (Marshal Tito)** یوگوسلاویہ کا سیاست دان۔ جوزف بروز (Josip Broze) نام ہے اور ٹیٹو عرف۔ ۱۸۹۲ء میں پیدا ہوا۔ سیاسی زندگی کا آغاز ۱۹۲۳ء میں کیا اور اشتمالی سرگرمیوں کے باعث جیل بھیج دیا گیا۔ رہا ہونے پر وطن سے باہر چلا گیا۔ دوسری جنگ عظیم سے کچھ دن پہلے یوگوسلاویہ لوٹ آیا اور جب جنگ شروع ہوئی تو وطن کی آزادی کے لیے برسر پیکار رہا ۱۹۴۳ء میں ملک کی آزادی کی خواہاں جماعت کا صدر بنا اور عملاً یوگوسلاویہ کا آمر مطلق بن گیا۔

بعض ازاں ٹیٹو کا بعض مسائل پر

روس سے اختلاف ہوگیا اور جون ۱۹۴۸ء میں اس نے کمنفارم سے علیحدگی کا اعلان کردیا۔

## ٹیٹوف، گھرمن، میجر۔

میجر گھرمن ستیپانووچ ٹیٹوف۔ روس کا دوسرا خلاباز۔ ۱۹۳۶ء میں مشرقی سائبیریا (روس) کے ایک گاؤں پولکو دینی کرنب میں پیدا ہوا ثانوی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اسٹالن گراڈ میں فضائیہ کے تربیتی اسکول میں داخل ہوگیا۔ بعد ازاں روسی فضائیہ میں نمایاں کارنامے انجام دیئے اور عملی کارکردگی پر سرٹیفکیٹ آف میرٹ حاصل کیا۔ ۱۹۶۹ء میں ینگ کمیونسٹ لیگ کا ممبر بنایا گیا۔

۶ اگست ۱۹۶۱ء کو ٹیٹوف نے خلا میں کامیاب پرواز کی۔ ۲۵ گھنٹے تک خلا میں رہا اور زمین کے گرد سترہ چکر لگائے۔ اس نے چار لاکھ چونتیس ہزار نوسو ساٹھ میل کا سفر کیا جو چاند پر جانے اور آنے کے برابر ہے۔ اس کے خلائی جہاز ووستوک دوم کا وزن ۴½ ٹن تھا۔ اس جہاز نے زمین کے گرد ہر چکر ۸۸ منٹ میں پورا کیا۔ ۲۵ گھنٹے کے خلائی سفر میں میجر ٹیٹوف نے وہ تمام وظائف حیات پورے کئے جو ۲۴ گھنٹے میں زمین پر ایک انسان کرتا ہے۔ خلائی جہاز کا کنٹرول میجر ٹیٹوف کے ہاتھ میں تھا سفر کے دوران میں اس نے ریڈیو کے ذریعے زمین سے رابطہ قائم رکھا۔ ایک ٹیلی وژن کیمرا اس کی تمام حرکات اور سکنات کی تصاویر زمین پر بھیجتا رہا۔

## ٹیکا۔

کسی بیماری کو روکنے کے لیے جسم میں کوئی دوائی یا خوناب (Serum) داخل کرنا۔ ٹیکا پچکاری کے ذریعے کیا جاتا ہے جس میں ایک کھوکھلی سوئی لگی ہوتی ہے۔ پہلے دوائی اس پچکاری میں بھر لیتے ہیں اور پھر پچکاری کو دباکر سوئی کے ذریعے جسم میں داخل کر دیتے ہیں چیچک کے ٹیکے میں نشتر سے کام لیتے ہیں کیونکہ اس حالت میں دوائی گاڑھی ہوتی ہے۔

ٹیکا کس طرح ایجاد ہوا؟ اس کے متعلق یہ دلچسپ واقعہ مشہور ہے کہ ۱۷۶۸ء میں انگلستان کے چھوٹے سے ہسپتال میں ایک گوالن مشورے کے لیے آئی۔ ڈاکٹر نے باتوں باتوں میں چیچک کا ذکر چھیڑ دیا جو ان دنوں خطرناک طور پر پھیلی ہوئی تھی گوالن نے جواب دیا کہ مجھ پر چیچک کا حملہ نہیں ہوسکتا کیونکہ مجھے گائے تھن ؛ نکل چکی ہے۔ آس پاس کے عوام کا بھی یہی عقیدہ تھا ایک طالب علم ایڈورڈ جینر (EDWARD JENNER) نے اس بات کو توجہ سے سنا۔ اور اس بات پر غور کرتا رہا ۱۷۷۳ء میں اس نے اپنے گاؤں میں ڈاکٹری کی دکان کھولی اور آئندہ بیس سال اسی گائے تھن کے متعلق تحقیقات میں معروف رہا۔ اس کی تحقیقات سے ثابت ہوگیا کہ واقعی جن لوگوں کے گائے تھن نکلتی ہے ان کو چیچک بالکل نہیں نکلتی پس اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ اگر کسی شخص کو گائے تھن کا ہلکا سا مرض خود لگا دیا جائے تو وہ چیچک جیسے مہلک مرض سے محفوظ ہو سکتا ہے۔ ۱۷۹۶ء میں اس نے اس بارے میں پہلا تجربہ کیا یعنی گاؤ تھن کے بیماروں کی کھال سے پیپ لے کر متعدد بچوں کو ٹیکہ لگایا۔ پھر ان بیماروں کے زخموں کی پیپ سے دوسروں کے بھی ٹیکے لگا دیئے۔ اگلے سال یعنی ۱۷۹۷ء میں اس نے اپنا پہلا زبردست اور کامیاب تجربہ کیا۔ یعنی چار بچوں کے جنہیں گاؤ تھن کا ٹیکہ لگایا گیا تھا۔ چیچک کا ٹیکا لگا دیا۔ اور چاروں میں سے کسی کو بھی چیچک نہ نکلی ٹیکے کی دوا بھی ڈاکٹر ایڈورڈ جینر نے دریافت کی تھی جو "ویکسین" کہلاتی ہے۔ یعنی گائے سے حاصل کی ہوئی دوا۔ یہ دوائی بچھیوں سے حاصل کی جاتی ہے اور چونکہ یہ بچھیوں کے تھنوں پر ہوتی ہے اس لیے گائے کے دودھ کو ہمیشہ ابال کر پینا چاہئے۔ چیچک کے بعد طاعون کے ٹیکے کا رواج ہوا اور اب تو کم و بیش ہر بیماری کا ٹیکہ ایجاد ہوگیا ہے بلکہ مقوی ادویات بھی ٹیکہ کے ذریعے داخل کی جاتی ہیں۔

## ٹیکس (محصول)

ٹیکس کی تاریخ کئی ہزار برس پرانی ہے ہزاروں برس پہلے روم، مصر اور یونان کی تہذیبوں کے عروج کے زمانہ میں لوگ

زمینداروں سے مالگزاریاں اور عام اشیاء کی نقل و حرکت کا جو محصول لیا جاتا تھا۔ یہ بھی ایک قسم کا ٹیکس ہی تھا۔ لیکن اس دور میں حکومتوں کی آمدنی یقینی نہیں تھی۔ بعد کے زمانے میں حکومتوں نے ٹیکس کی حقیقی نوعیت کو سمجھ لیا اور معاشیات کے ماہرین نے اسے فیصلہ کن شکل دیدی۔ موجودہ زمانے کے ٹیکس اور پرانے زمانے کے محصول میں یہ فرق ہے کہ آج کا ٹیکس ایسا پیمانہ ہے جس سے چیزوں پر ٹیکس لگا کر ان کی مارکیٹ کو وسیع یا محدود کیا جاتا ہے۔ پرانے زمانے میں محصول کا مقصد یہ تھا کہ اشیاء کی قیمتوں میں سے حکومتوں کا حصہ ادا کیا جائے۔ آج کل دو قسم کے ٹیکس عائد کئے جاتے ہیں یعنی بالواسطہ یا بلاواسطہ۔ ان طریقوں سے حکومتیں ضروری اشیاء دولت اور جائداد وغیرہ پر ٹیکس لگاتی ہیں۔ انکم ٹیکس اور موت ٹیکس پہلے پہل برطانیہ میں بالترتیب ۱۷۹۰ء اور ۱۷۹۶ء میں عائد ہوا۔ برطانیہ کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ وہاں میگنا کارٹا (Magna Carta) اور بل آف رائیٹس (Bill of Rights) سے ٹیکسوں کے نفاذ میں بڑی مدد ملی۔ برطانیہ کے بعد فرانس امریکہ آسٹریلیا۔ روس برصغیر پاک وہند اور دوسرے ملکوں میں بھی ٹیکس کا یہی طریقہ رائج ہوا۔
ٹیکس ماہوار آمدنی پر بھی ہوتا ہے۔ اور تجارتی کاروبار کے منافعات پر بھی۔ تجارتی کاروبار کے منافعات پر جو ٹیکس عائد ہوتا ہے اسے نفع اندوزی کا ٹیکس کہتے ہیں۔ تنخواہ دار ملازموں کے محکمے ماہوار ٹیکس وضع کر لیتے ہیں۔ اور سرکاری خزانوں میں جمع کر دیتے ہیں۔ بجائیکہ تجارتی کاروبار کرنے والے اپنے اپنے سالانہ نقشے پیش کرتے ہیں اور حلقے کے انکم ٹیکس آفیسر ان کے ٹیکسوں کی تشخیص اور براہ راست وصولی کرتے ہیں۔ ٹیکس عائد کرنے کی حدود مقرر ہیں اور حدود سے آمدنی جس قدر زیادہ ہوگی اسیقدر ٹیکس میں اضافہ ہو سکے۔

**ٹیکساس** (Texas) جمہوریہ امریکہ کی سب سے بڑی ریاست جو آبادی کے لحاظ سے پانچویں درجہ پر ہے۔ اس کا رقبہ ۲۶۷۳۳۹ مربع میل اور آبادی ۷٬۷۱۱٬۱۹۴ افراد پر مشتمل ہے۔ ۱۸۳۵ء سے پہلے یہ ریاست میکسیکو کا ایک حصہ تھی۔ مگر اس سال یہ میکسیکو سے علیحدہ ہو گئی اور ۱۸۴۵ء تک خود مختار رہنے کے بعد جمہوریہ امریکہ کے وفاقی نظام میں شامل ہو گئی۔ اس کا دارالحکومت آسٹن ہے۔

**ٹیکسی** - (Taxi) کرایہ پر چلنے والی موٹر کو کہتے ہیں۔ ہر ٹیکسی میں سرکاری حکم سے ایک میٹر لگا ہوتا ہے۔ جو وقت اور فاصلہ گزرنے کے ساتھ خود بخود کرایہ بھی دکھاتا رہتا ہے۔ لیکن بعض جگہ ایسے میٹر کے بغیر بھی ٹیکسیاں چلتی ہیں۔ سفر کرنے والوں کی آسانی کے لئے حکومت ٹیکسی کا مناسب کرایہ مقرر کر دیتی ہے۔

کراچی، لاہور اور ڈھاکہ ایسے بڑے بڑے شہروں میں ٹیکسیاں عام چلتی ہیں۔ بعض کمتر درجے کے شہروں میں بھی ٹیکسی کا سلسلہ تو ہے۔ لیکن اتنا منظم اور باضابطہ نہیں۔

**ٹیگور** - (Tagore) رابندرناتھ ٹیگور (۱۸۶۱ء — ۱۹۴۱) بنگلہ زبان کا شہرۂ آفاق شاعر اور افسانہ نویس ہے۔ ۱۹۱۳ء میں ادب کی خدمت کے صلے نوبل پرائز nobel prize انعام بھی ملا۔ ٹیگور کے کلام میں مشرقی اثرات خاص طور پر نمایاں ہیں اور ان کے اشعار موسیقیت سے اس قدر لبریز ہیں کہ انہیں سن کر بے اختیار ایک کیف و مستی کا عالم طاری ہو جاتا ہے۔ آپ کا تخیل بھی کافی بلند ہے اور اس میں کوئی کلام نہیں کہ رابندرناتھ ٹیگور کی شاعری تلسی داس اور والمیکی کے ہم پایہ ہے۔ ۱۹۱۵ء میں آپ کو سرکار برطانیہ کی طرف سے نائٹ ہڈ (Knighthood) کا اعزاز ملا اور سر رابندرناتھ بن گئے۔ ۱۹۱۹ء میں جب انگریزوں نے ہندوستانیوں پر جلیانوالہ باغ وغیرہ میں مظالم ڈھائے تو آپ نے اپنا سر کا خطاب واپس کر دیا۔ نوبل انعام سے جو روپیہ حاصل ہوا تھا اس سے آپ نے شانتی نکیتن نامی درسگاہ اور یونیورسٹی کو قائم کیا

جو اب تک کامیابی سے چل رہی ہے۔

**ٹیلے۔** پہاڑی چٹانیں یا مٹی کے بڑے بڑے ڈھیر۔ یہ لفظ ریت کے ڈھیروں کے لئے خاص طور پر استعمال ہوتا ہے۔ ریت کے ٹیلے دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک وہ جو عارضی ہوتے ہیں اور ہوا کے زور سے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے رہتے ہیں دوسرے وہ جن کی بنیاد پختہ ہوتی ہے اور وہ صدیوں تک ایک جگہ قائم رہتے ہیں اور سخت سے سخت آندھی بھی ان کو اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکتی۔ جھل ضلع میانوالی میں منکیرہ نامی ایک پرانا قلعہ ہے۔ تاریخ مخل میں لکھا ہے کہ راجہ رنجیت سنگھ نے جب اس قلعہ کو فتح کیا تو شہر کے مشرق کی طرف ایک ریت کے بلند ٹیلے پر اپنی توپیں نصب کیں۔ اگر منکیرہ میں لوگوں سے پوچھا جائے تو وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ فلاں ٹیلے پر سے توپیں چلائی گئیں۔ یہ ٹیلہ اب تک اپنی جگہ پر قائم ہے کراچی سے آتے وقت صادق آباد ریلوے سٹیشن سے خانپور تک جنوب کی طرف نظر دوڑائیں تو ریت کے پہاڑوں کا ایک سلسلہ نظر آئے گا۔

**ٹیلی پرنٹر۔ (Teleprinter)** تغرافی مشین جو کلیدی بورڈ (Key Board) سے چلتی ہے اور جس کے ذریعے سے آمدہ پیغام خود بخود طبع ہوتا جاتا ہے یہ تغرافی ٹرانسمٹر شکل کا آلہ ہے جس کے ساتھ ٹائپ رائٹر کلیدی بورڈ ہوتا ہے اور ایک ٹائپ پرنٹنگ تغرافی ریسیور ہوتا ہے۔ ترسیل کنندہ اسٹیشن کا آپریٹر مخصوص کلید کو دباتا ہے اور وصول کنندہ اسٹیشن پر عبارتی پیغام خود بخود پرنٹ ہوتا جاتا ہے۔ ٹیلی پرنٹر کے ذریعہ سے آپریٹر ۶۰ سے زیادہ الفاظ فی منٹ بھیج سکتا ہے مخصوص پیغام متعدد اسٹیشنوں پر یک وقت طبع ہوتا جاتا ہے۔ دستی سگنل خارج از استعمال ہو رہا ہے اور اس کی جگہ ٹیلی پرنٹر کو دی جا رہی ہے ٹیلی پرنٹر کو سستم اخباری ایجنسیاں اور ٹیسے اور محکمہ پولیس کے لوگ وسیع پیمانہ پر استعمال میں لا رہے ہیں۔

**ٹیلی پیتھی۔ (Tele Pathy)** کسی آدمی کے اپنے خیالات دوسرے میں منتقل کر دینے کا خفیہ علم یا عمل۔ یہ علم مدت سے زیر عمل ہے۔ لیکن سائنسدان اس پر یقین نہیں رکھتے تھے۔ اب اکثر سائنسدان اس کو اپنے ذاتی تجربے کی بنا پر تسلیم کر چکے ہیں۔ اور اس پر متعدد کتب اور رسالے شائع ہو چکے ہیں۔ سب سے عمدہ لٹریچر ڈاکٹر رائس کی تصنیف ہے۔ ڈاکٹر موصوف کا خیال ہے کہ خیالات منتقل کرنے کی طاقت کم و بیش ہر شخص میں پائی جاتی ہے۔ اس نے تمام دعووں کو اپنے معمل میں تجربات کے ذریعے ثابت کیا ہے۔ اس کا طریق کار یہ تھا کہ وہ اپنے معمل میں تاش کے پتوں کی طرح کے پتوں کی ایک گڈی رکھتا تھا۔ ان پتوں پر چار قسم کے سادہ ڈیزائن منقش تھے۔ عامل گڈی میں سے ایک ایک کارڈ اٹھاتا جاتا تھا اور معمول محض عامل کے چہرے پر نظر ڈال کر اُن پتوں کی حقیقت بتاتا جاتا تھا۔ چنانچہ ایک بارہ سالہ بچے نے تاش کی تمام گڈی کے ہر پتے کی کیفیت صحیح صحیح بتا دی۔

**ٹیلی فون۔ (Telephone)** ایک آلہ ہے جس سے ہزاروں میل پر دوسرے شخص سے بات چیت کی جا سکتی ہے اس آلہ کا موجد سکاٹ لینڈ کا ایک باشندہ ڈاکٹر بل تھا۔ جو بہروں کو فن تقریر سکھایا کرتا تھا۔ ۱۸۷۶ء میں ڈاکٹر موصوف نے اپنے تجربے میں مکمل کامیابی حاصل کی۔ لیکن اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا حق امریکہ کے مشہور موجد ایڈیسن کے سر ہے۔

اس ایجاد کی بنیاد اس اصول پر ہے کہ انسانی آواز سے ہوا میں لہریں پیدا ہوتی ہیں۔ جس طرح کہ ساکن پانی میں پتھر پھینکنے سے ہوتی ہیں۔ عملی طور پر برقی رو اس قسم کی لہروں کو اپنے ساتھ لے جاتی ہے۔ اب اگر کسی برقی تار کے دونوں سروں پر دو پردے لگا دیئے جائیں تو وہ برقی رو سے ملحق ہو جائیں گے۔ اور جب ایک پردے کے سامنے کھڑے ہو کر باتیں کریں تو اس سے ہوا میں جو تموّج پیدا ہوگا۔ اس کی لہریں برقی رو کے ساتھ ساتھ پردے تک جا پہنچیں گی۔ اور وہ پردہ ویسی ہی لہریں ہوا میں اس سرے پر پیدا کر دے گا۔ پس اگر ایک پردے کے سامنے گفتگو کی جائے تو دوسرے پردے کے ساتھ دوسرا شخص کان لگا کر اس تمام گفتگو کو سن سکے گا۔ یہ تمام

کام ایک ہی برقی چکر سے لیا جاتا ہے۔ جس میں دو بری تار ایک سرے سے دوسرے سرے تک جاتی ہے ایک میں مثبت رو ہوتی ہے اور دوسری میں منفی۔ اس میں زیر زمین رابطہ بالکل نہیں ہوتا۔ جو برقی رو اس میں کام کرتی ہے وہ متبادل نہیں ہوتی۔ بلکہ بالکل راست ہوتی ہے۔

دور دراز کے مقامات پر ٹیلیفون سے باتیں کرنے کے لئے بے تار کے آلے لگائے جاتے ہیں یہ بھی بخوبی کام دیتے ہیں۔ لیکن اس پر جو باتیں کی جاتیں وہ راستے میں یا دنیا کے کسی حصے میں سنی جا سکتی ہیں۔ اس لئے ان کو خفیہ زبان میں بھیجنا پڑتا ہے! اسی اصول کے تحت ہم ریڈیو کے ذریعے گانے اور خبریں سنتے ہیں۔ لیکن ہمارا ریڈیو یکطرفہ ٹیلیفون ہے۔ اس میں ہم سن سکتے ہیں لیکن سنا نہیں سکتے۔ دوسرے ٹیلیفون مدھم ہوتا ہے اور ریڈیو بلند آواز۔ اب تو تحریریں بطور تقریریں بھی ریڈیو کے ذریعہ نشر ہو سکتی ہیں۔ ہوائی یا سمندری جہازوں کو جو پیغامات دیئے جاتے ہیں وہ بھی ٹیلیفون کے ذریعے دیئے جاتے ہیں۔ ٹیلیفون انگریزی لفظ ہے۔ جس کے معنی دور کی آواز کے ہیں۔

**ٹیلی ویژن۔ (Television)** ریڈیو کے ذریعے سے ان مناظر کا عکس اور تصویر جو کسی فاصلے پر ظہور پذیر ہو رہے ہوں ۱۸۸۳ء میں ٹیلی ویژن کا اصول اختیار کیا گیا جس کی رو سے روشنی برقی حرکات میں منتقل ہو سکتی ہے اور پھر ان حرکات کو دوبارہ روشنی میں منتقل اور مبدل کیا جا سکتا ہے۔ ٹیلی ویژن میں ایک جانب ٹرانسمیٹر ہوتا ہے۔ اور دوسری جانب ریسیور۔ ٹیلی ویژن کا عملی مظاہرہ جے ایل بیرڈ (J. L. Baird) نے ۲۶ جنوری ۱۹۲۶ء کو لندن میں کیا اور ۱۹۲۹ء میں برٹش براڈکاسٹنگ کارپوریشن نے بیرڈ کی ٹیلی ویژن مشین کو عملی طور پر استعمال کیا۔ ۱۹۳۲ء سے آگے بی۔ بی۔ سی نے اعلیٰ پیمانے پر اور وسیع تعداد میں اس کا استعمال کیا چنانچہ



۲ نومبر ۱۹۳۶ء کو انگلستان میں پبلک ٹیلی ویژن سروس کا آغاز الیگزینڈرا پیلس واقع شمالی لندن سے ہوا۔ مارکونی کمپنی کا کیمرہ ٹیلی ویژن میں کام آتا ہے ٹیلی ویژن میں آواز اور شکل یکجا پہنچتے ہیں اور ہر سیکنڈ میں پچیس تصویریں اور مناظر بنتے جاتے ہیں۔

**ٹیمز (Thames)**۔ برطانوی دریا جس پر دارالحکومت لندن واقع ہے۔ یہ دریا کاٹس والڈ Cotswold نام کی پہاڑیوں سے نکلتا ہے اور اس کی ابتدائی شاخیں لیک لیڈ (Laklade) کے مقام پر مجتمع ہوتی ہیں۔ دریا پر بہت سے پل بنے ہوئے ہیں اور سب سے مشہور پل ٹاور برج (Tower Bridge) کا ہے۔ اس دریا کے نیچے دو بڑی سرنگیں ہیں۔ اور دو پیدل چلنے والوں کے لئے چھوٹی سرنگیں ہیں۔ دریا کو عبور کرنے کے لئے دو مشہور پل واقع وولوچ (Woolwich) اور گریوز اینڈ (Gravesend) بنے ہوئے ہیں۔ دریا کے منبع پر جہاں بندرگاہ لندن کے حکام کا کنٹرول ہے۔ لمبائی منبع سے دہانے تک ۲۱۰ میل ہے۔

**ٹین۔ (Tin)** کیمیائی اور معدنی عنصر۔ نقرئی سفیدی کا حامل چمکدار معدن جو بہت نرم اور لچکدار ہوتا ہے۔ اصل حالت میں پایا جا سکتا ہے۔ لیکن بالعموم دوسری معدنوں سے فراہم ہوتا ہے ٹین کے مشہور پیدا کرنے والے ممالک ملایا، انڈونیشیا، نائجیریا اور بولیویا ہیں۔

ٹین کے کنستر، ڈبے، لوٹے، گھڑے، لیمپ اور دیئے وغیرہ بنتے ہیں اور سگرٹوں اور چاکلیٹ کے غلافی اور ٹینی ریکٹ بھی بنتے ہیں۔ نیز ولایتی مٹھائیوں کے ٹینی غلاف بنتے ہیں جنہیں نقرئی ورق کے نام سے موسوم کر سکتے ہیں۔ ٹینی چیزیں اور ظروف ساخت کئے جاتے ہیں۔ ٹین کے مخلوط پیوٹر، سولڈر، برانز وغیرہ ہیں۔ کسی وقت ٹین سستے آئینوں کی پشت پر پارہ کے اختلاط کے ساتھ استعمال ہوتا تھا۔ جس میں چہرے کا انعکاس ہوا کرتا تھا۔ ٹینی آکسائڈ رنگی پاؤڈر یا

شیشے کو پالش کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

## ٹینس لان۔ ( Lawn Tennis ) لان

ٹینس کا آغاز فرانس کی سرزمین سے ہوا۔ ابتداءً یہ کھیل صرف طبقۂ رؤساتک محدود تھا۔ انگلستان میں یہ کھیل ۱۲ ویں صدی کے لگ بھگ آیا۔

یہ کھیل گھاس یا سخت سطح کے کورٹ پر کھیلا جاتا ہے۔ کورٹ پر باقاعدہ لائنیں ڈالی جاتی ہیں۔ گیند ربڑ کی بنی ہوتی ہے اور اندر سے کھوکھلی ہوتی ہے۔ اس کے اوپر فلالین چڑھا ہوتا ہے۔ اس کا قطر ۲½ انچ اور وزن دو اونس ہوتا ہے۔ کھیل دو کھلاڑیوں کے درمیان اسنگلز ( Singles ) یا کھلاڑیوں کے دو جوڑوں کے درمیان ڈبلز ( Doubles ) کھیلا جاتا ہے۔ اگر سنگلز کھیل ہو تو باہر کی دو لائنوں کو خارج کر دیتے ہیں اور اندرونی لائنوں سے میدان کی حد بندی ہوتی ہے۔ یہ فیصلہ کہ کون پہلے سروس شروع کرے اور کون سا کھلاڑی کس طرف کا میدان لے۔ اس طرح ہوتا ہے کہ بلے کو ہاتھ میں چکر دیتے ہیں اور کھیل اس لئے کہ بلا ٹھہر جائے ایک کھلاڑی رف ( Rough ) یا سموتھ ( Smooth ) پکارتا ہے۔ اس کا اشارہ اس رنگین ڈوری کی طرف ہوتا ہے جو ریکٹ کے نیچے والے حصے میں لگی ہوتی ہے اور ایک طرف چکنی اور دوسری طرف کھردری ہوتی ہے۔

یہ فیصلہ ہو جانے کے بعد کھلاڑی اپنے اپنے میدان میں آجاتے ہیں۔ سروس کرنے والا داہنی جانب بنیادی لائن کے پیچھے کھڑا ہو کر گیند کو اچھال کر ریکٹ سے مارتا ہے اور اسے جال کے پار مد مقابل کے داہنے مستطیل میں ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ جال کی بلندی سروں پر ۳ فٹ ۶ انچ اور درمیان میں ۳ فٹ ہوتی ہے۔ اگر گیند وہاں نہ پہونچ سکے تو وہ دوسری مرتبہ سروس کر سکتا ہے۔ اگر یہ بھی نہ پہنچے تو سروس کرنے والا ایک پوائنٹ ہار جاتا ہے اگر سروس کی گیند جال کے تار سے ٹکرا کر ٹھیک جگہ پر پہنچ جائے تو اسے لٹ ( Let ) کہتے ہیں اور سروس پھر کرنا پڑتی ہے۔ سروس ٹھیک ہو جائے تو مد مقابل کے کھلاڑی کو اسے واپس لوٹانا پڑتا ہے۔ مبادا سروس کنندہ کو ایک پوائنٹ مل جائے گیند جال کے کبھی ایک طرف کبھی دوسری طرف آتی جاتی رہتی ہے۔ جب تک کہ یہ کھیل سے خارج نہ ہو جائے یعنی جال میں نہ اٹک جائے یا مقابل میدان کی حدود سے باہر نہ جا گرے۔

جس کھلاڑی کے مارنے سے گیند کھیل سے خارج ہوتی ہے وہ اس پوائنٹ کو ہار جاتا ہے۔ اگر کوئی کھلاڑی گیند کے ایک مرتبہ ٹپہ کھانے کے بعد اسے واپس نہ کر سکے تو وہ اس پوائنٹ کو ہار جاتا ہے۔ یعنی اگر گیند نے دو ٹپے کھائے ہیں۔ یا اسے واپس نہیں کیا جا سکا ہے تو پوائنٹ جاتا رہے گا۔ سروس ٹھیک پڑ جانے کے بعد گیند کی لوٹا پھیری کے دوران میں کوئی کھلاڑی اسے زمین پر ٹپہ کھانے سے پہلے بھی بلے سے مار سکتا ہے اسے وولی ( Volley ) کہتے ہیں۔ سروس کے بعد سروس کرنے والا کورٹ میں جس مقام پر بھی چاہے جا سکتا ہے۔ ہر پوائنٹ کے بعد سروس کنندہ کو اپنی جگہ بدلنی پڑتی ہے۔ پہلے داہنی طرف سے سروس کی جاتی ہے پھر بائیں طرف سے اور گیند کو آڑی سمت داہنے مستطیل میں پھینکنا پڑتا ہے۔

نمبروں کا شمار حسب ذیل ہے۔ پہلے پوائنٹ کی جیت ۱۵ گنی جاتی ہے۔ دوسرے پوائنٹ کے ۳۰ تیسرے پوائنٹ کی ۴۰ چوتھا پوائنٹ جیت کر کھیل ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر فریقین نے تین تین پوائنٹ بنائے ہوں تو اسے ڈیوس ( Deuce ) کہتے ہیں اس کے بعد جو فریق بھی مسلسل دو پوائنٹ جیت لے گا وہ کھیل جیتے گا۔ فریقین میں سے جو پہلے چھ کھیل جیت لے گا وہ سٹ ( Set ) جیتے گا لیکن اگر دونوں نے پانچ پانچ کھیل جیتے ہیں تو پھر جو مسلسل دو کھیل جیتے گا وہی سٹ ( set ) جیتے گا۔ بڑے بڑے مقابلوں کا فیصلہ اس طرح ہوتا ہے کہ پہلے تین سیٹ کون بناتا ہے چنانچہ جو بھی پہلے جیتے گا مقابلہ جیت جائیگا

**ٹینک** - ( Tank ) اصطلاح میں ایک قسم کی جنگی گاڑی ہے۔ جسے بکتر بند گاڑی کہتے ہیں۔ یہ گاڑی موٹر کار کی طرح ہوتی ہے۔ جس کے چاروں طرف فولاد کی موٹی چادر چڑھی ہوتی ہے اور چلنے کے لئے پہیوں کے بجائے دندانہ دار موٹی زنجیریں لگی ہوتی ہیں جو اسے ہر قسم کی زمین پر چلنے میں مدد دیتی ہیں۔ ٹینک کے اندر مشین گنیں لگی ہوتی ہیں اور ان کو استعمال کرنے والا عملہ بھی ٹینک کے اندر ہوتا ہے۔ جو باہر سے دکھائی نہیں دیتا۔ ٹینک کے اوپر باہر جھانکنے کے لئے کوئی جگہ بنی ہوتی ہے۔

یہ گاڑی برطانیہ کی ایجاد ہے اور ۱۹۱۶ء میں پہلی مرتبہ جنگ عظیم میں استعمال ہوئی۔ ابتدائی ٹینک بہت بھاری ہوا کرتے تھے بعد میں ہلکے ٹینک بنائے گئے۔ جو نہ صرف پہاڑوں پر آسانی سے چڑھ سکتے تھے۔ بلکہ ان کے ذریعہ دریاؤں کو بھی آسانی سے عبور کیا جا سکتا تھا۔ زمین پر وہ چالیس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چل سکتے تھے۔

دوسری جنگ عظیم میں جرمنی نے جن ٹینکوں کو استعمال کیا۔ وہ بہترین قسم کے ٹینک تھے۔ اور جرمنی کی ابتدائی کامیابی کا سب سے بڑا ذریعہ اس کے یہی ٹینک تھے۔
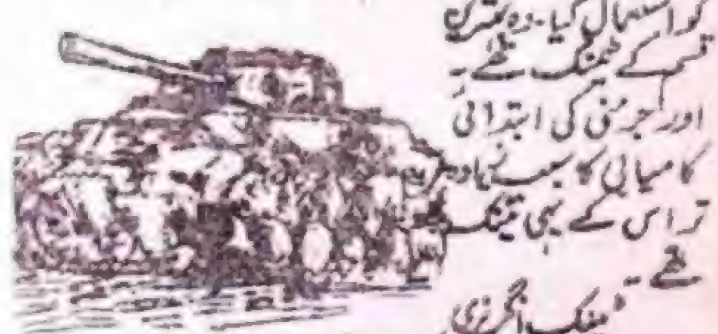
ٹینک انگریزی لغت میں عام تالاب کو بھی کہتے ہیں۔

**ٹینی سن** ( Tennyson ) (۱۸۰۹ — ۱۸۹۲) انگلستان کا ایک مشہور شاعر۔ اس کی سب سے مشہور نظم "یادیں" ہے۔ جو اس نے اپنے ایک دوست ہیلم کی وفات پر قلم بند کی تھی۔ ٹینی سن کو اپنی زندگی میں کافی مقبولیت حاصل ہوئی مگر ۲۰ویں صدی میں وکٹورین طرز زندگی و ادب سے روگردانی کے ساتھ لوگ اس کے کلام سے بھی لاپرواہ ہو گئے ہیں۔

**ٹینیسی** ( Tennessee ) جمہوریہ امریکہ کی ایک ریاست جس کا رقبہ ۴۲۲۴۶ مربع میل اور آبادی ۳۲۹۱۷۱۸ ہے نیشول اس کا دارالحکومت اور میمفس اس کا سب سے بڑا شہر ہے۔

**ٹینیسی ویلی اتھارٹی** (Tennessee Valley Authority) ٹینیسی وادی کا با اختیار محکمہ۔ جمہوریہ امریکہ کا وہ حصہ جہاں سے دریائے ٹینیسی گزرتا ہے۔ کسی وقت بڑا زرخیز علاقہ تھا۔ نوآبادکاروں نے برسہا برس سے ہر موسم میں لہلہاتی ہوئی فصلیں کاٹیں۔ اور آئندہ فصل کے لئے بیج بو دیئے۔ اس مسلسل کاشتکاری کا نتیجہ یہ ہوا کہ زمین میں جو قوت پرورش تھی۔ وہ آہستہ آہستہ زائل ہو گئی۔ حتیٰ کہ ایک وقت آیا جب یہی زرخیز میدان بنجر اور ناکارہ اراضی میں تبدیل ہو گیا۔

اسی طرح موہنجوداڑو (واقع سندھ) کی کھدائی سے پتہ چلتا ہے کہ وہ علاقہ جو اب بے آب و گیاہ ریگستان دکھائی دیتا ہے کسی زمانہ میں لہلہاتی ہوئی فصلوں سے ڈھکا رہتا تھا اور وہ ریگستان میں اس لئے تبدیل ہو گیا تھا کہ کاشتکاروں نے اس اراضی کی قوت پرورش کو برقرار رکھنے کا خیال نہیں کیا۔ بہرحال ۱۹۳۳ء میں امریکہ کے صدر مسٹر روزویلٹ نے دریائے ٹینیسی پر بند بندھوایا جس سے ٹینیسی وادی کو عظیم الشان پیمانہ پر سیراب کرنے اور برقی بجلی سے آراستہ کرنے کا انتظام کیا گیا کہاں تو دریا کی تاخت و تاراج سے یہ لق و دق صحرا اور بھی برباد ہو چکا تھا۔ اور کہاں اب یہ سائنس کے زرعی علم کی بدولت لہلہاتا، ہوا سبزہ زار دکھائی دینے لگا۔

ٹینیسی وادی کا انتظام کرنے کا ادارہ بہت حد تک وفاقی حکومت سے علیحدہ ایک آزاد خودمختار محکمہ ہے اس کا انتظام جمہوری اشتراک عمل کے اصولوں پر مقامی تنظیموں کی مدد سے کیا جاتا ہے۔ وفاقی حکومت صرف اس حد تک دخل انداز ہوتی ہے کہ وہ اس منصوبہ کی عام نگہداشت اور نگرانی کرتی رہتی ہے۔ ٹینیسی وادی

منصوبے سے امریکہ کی سات ریاستوں کو یعنی ۵۵ ہزار
مربع میل رقبہ اور ۴۵ لاکھ افراد کو پچھلے پندرہ برس سے
فائدہ پہنچ رہا ہے۔

**ٹینیل، سر جان - (Tenniel Sir Joun)**
(۱۸۲۰ء - ۱۹۱۴ء) - مشہور مصوّر اور کارٹونسٹ
لندن میں پیدا ہوا۔ ۱۸۵۰ء میں لندن کے



مشہور مزاحیہ اخبار "پنچ" میں کارٹونسٹ
کی حیثیت سے شامل ہوا اور تقریباً ۵۰
سال تک اپنے مزاحیہ کارٹونوں سے لوگوں
کو ہنساتا رہا۔ اس نے "ایلس اِن
ونڈر لینڈ" اور کئی دوسری کتابوں کو
مصوّر بھی کیا جن کی وجہ سے اسے
لازوال شہرت نصیب ہوئی۔

# ث

**ثابت بن ضحاکؓ** ۔ نام ثابت ۔ کنیت ابوزید قبیلہ اشہل ۔

حضورؐ کے صحابی تھے ۔ آپ نے رسول اللہؐ سے ۱۴ احادیث روایت کی ہیں ۔ غزوہ حمراء الاسد اور خندق میں شمولیت کی ۔

رسول اللہؐ کے وصال کے بعد شام میں سکونت پذیر ہوئے ۔ بعد ازاں بصرہ میں منتقل ہو گئے ۔

آپ بعثتِ نبوی کے تیسرے سال پیدا ہوئے اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے زمانے میں سنہ ۶۴ھ میں وفات پائی ۔

**ثابت بن قیسؓ** ۔ نام ثابت ۔ کنیت ابو محمد لقب خطیب رسول اللہؐ ۔ قبیلہ خزرج ۔

ہجرت سے پیشتر اسلام لائے ۔ کئی غزوات میں آنحضرتؐ کے ہمراہ رہے ۔ ام المومنین حضرت جویریہؓ غزوہ مریسیع میں اسیر ہو کر حضرت ثابت کے حصہ میں آئیں ۔ جنہیں رسول اللہؐ نے رقم ادا کر کے آزاد کرا لیا ۔ اور اپنے عقد میں لے لیا ۔

سنہ ۹ھ میں بنو تمیم کے وفد کے سامنے رسول اللہؐ کے حکم سے آپ نے جو جوابی خطبہ دیا ۔ اسے سن کر بنو تمیم کے لوگ دنگ رہ گئے ۔ اور حضرت ثابتؓ کی فصاحت کا اعتراف کیا ۔ سنہ ۱۱ھ میں طلیحہ پر فوج کشی کے وقت انصار حضرت ثابتؓ کے ماتحت تھے ۔

جب وہ آیت نازل ہوئی جس میں مسلمانوں کو رسول اللہؐ کے سامنے اونچا بولنے سے منع کیا گیا ہے ۔ تو حضرت ثابتؓ کو فکر دامن گیر ہوئی ۔ خود اپنے گھر میں سر جھکا کر بیٹھ رہے ۔ لوگوں نے پوچھا تو فرمایا کہ مجھے اکثر رسول اللہؐ کے سامنے اونچی آواز سے بولنا پڑتا ہے ۔ اس باعث مجھے ضرور جہنم میں جانا پڑے گا ۔ جب رسول اللہؐ کو اس بات کا علم ہوا ۔ تو آپ نے فرمایا خدا کی قسم ثابت جہنمی نہیں ۔ بلکہ میں اسے جنت کی بشارت دیتا ہوں ۔ یہ تھی آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کی اعلیٰ مثال

سنہ ۱۲ھ میں مسیلمہ کذاب سے مقابلہ کرتے ہوئے آپ شہید ہوئے ۔

آپ بڑے عظیم المرتبت صحابی اور انصار میں سے ہیں ۔

**ثابت بن دحداح** ۔ نام ثابت ۔ کنیت ابو الدحداح ۔ قبیلہ بلی کے خاندان انیف سے تھے

ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے ۔ اور بہت سی جنگوں میں حصہ لیا ۔ جنگ احد میں جب مسلمان بددل ہو کر لڑائی سے کترانے لگے ۔ تو حضرت ثابتؓ نے انتہائی ثابت قدمی کا ثبوت دیا ۔ اور چلا چلا کر مسلمانوں کو جنگ کے لئے ابھارتے رہے ۔ قریش کے چند جانباز شجاعوں نے ان کی شجاعت دیکھ کر ان پر حملہ کر دیا ۔ تاکہ مسلمانوں کی ہمت افزائی کرنے والا کوئی باقی نہ رہے ۔ چنانچہ حضرت خالد کے نیزہ سے (جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے) زخمی ہو کر گر پڑے ۔ گھر لا کر ان کا علاج کیا گیا جس سے عارضی طور پر تندرست ہو گئے ۔ لیکن جنگ حدیبیہ کے بعد زخم پھر ابھر آئے اور وفات پا گئے ۔

صدقہ اور سخاوت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے ۔ کئی مرتبہ انہوں نے مالی قربانی کی اور اللہ کی راہ میں بے شمار دولت خیرات کی ۔

**ثابت محمود** ۔ مصری ماہر امور خارجہ ہیں ۔ سنہ ۱۸۸۸ء میں پیدا ہوئے ۔ کیمبرج میں تعلیم پائی ۔ سنہ ۱۹۲۰ء میں شاہی محلات کے واعظ مقرر ہوئے ۔ سنہ ۱۹۲۴ء میں لندن میں فرسٹ سیکرٹری بنا کر بھیجے گئے ۔ سنہ ۱۹۴۵ء میں ایران میں سفیر بن کر گئے ۔ سنہ ۱۹۲۶ء کے دوران یونان میں مصری وزیر مختار تھے ۔

**ثاقب بدایونی** - بدایون (بھارت) کے رہنے والے۔ نثر اور نظم دونوں میں طبع آزمائی کرتے تھے۔ اکثر رسائل میں ان کے مضامین اور اشعار طبع ہوتے رہتے ہیں۔

**ثاقب زیروی** - محمد صدیق نام، ثاقب تخلص ۱۹۰۸ء میں تحصیل قصور کے ایک چھوٹے سے گاؤں ہاریوالہ میں پیدا ہوئے۔ مگر ان کے والد رحیم اللہ بخش خاں ہجرت کرکے زیرہ (ضلع فیروزپور) چلے گئے۔ اس لیے ثاقب صاحب زیروی کہلاتے ہیں۔ طبع شعر و شاعری کے لیے اوائل عمر ہی سے موزوں تھی۔ دسویں کرکے لاہور چلے گئے۔ اور احسان دانش کے ہم نشیں رہے۔
آپ کے کلام میں سلاست کے ساتھ ساتھ درد و کرب اور سوز بھی پایا جاتا ہے۔ آپ نے قلبی احساسات اور جذبات کو بڑے مؤثر پیرائے میں قلمبند کیا ہے۔ نظمیں اور غزلیں مختلف رسائل میں چھپتی رہی ہیں۔

**ثاقب کانپوری** - ابو محمد نام۔ ثاقب تخلص ۱۹۰۰ء میں کانپور میں پیدا ہوئے۔ چھوٹی عمر میں شاعری شروع کی۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کی شاعری کی شہرت پھیل گئی۔
۱۹۲۷ء میں ایک انعامی مقابلے میں حصہ لینے پر آپ کو انجمن ارباب علم پنجاب کی طرف سے طلائی سورۃ، نقد انعام اور خطاب "سحر طراز" ملا۔ ۱۹۳۶ء میں آپ کا کلام "مشاہد درد" کے نام سے شائع ہوا۔

**ثاقب لکھنوی** - مرزا ذاکر حسین نام، ثاقب تخلص۔ ۲ جنوری ۱۸۶۹ء بمحلہ گلاب خانہ آگرہ میں پیدا ہوئے۔ لیکن آپ کے والد آغا محمد عسکری قزلباش لکھنؤ چلے گئے۔ اس لیے ثاقب صاحب نے لکھنؤ ہی میں نشو و نما پائی۔
بچپن سے ہی آپ کو شعر و شاعری کا شوق تھا۔ آپ ہر وقت فکر سخن میں منہمک رہتے۔ ۱۹۰۶ء میں سفارت خانہ ایران (کلکتہ) میں ملازم ہوئے۔ ۱۹۰۴ء سے مہاراجہ محمود آباد نے وظیفہ مقرر کر دیا۔
آپ کو فارسی میں اعلیٰ اور عربی اور انگریزی میں بقدر ضرورت مہارت حاصل ہے۔ کلام میں پختگی پائی جاتی ہے اور سوز و گداز کے ساتھ ساتھ فلسفے کی چاشنی بھی موجود ہے۔

**ثالثی** (Arbitration) مقابل اور مخالف فریقین کے درمیان تنازعات اور اختلافات کے فیصلہ کرنے کا طریق جس کی رو سے وہ باہم معاہدہ کرکے تیسرے فریق کے فیصلے کو قبول کرتے ہیں۔ قلمرو برطانیہ میں ثالثی کی تعریف اور وضاحت قانون ثالثی ۱۹۳۴ء میں کر دی گئی ہے۔ فیصلہ دہندہ فریق کو ثالث (Arbitrator) یا ریفری کہتے ہیں اور اس کا انتخاب غیر محدود ہوتا ہے۔ اور اس کا فیصلہ قانوناً مسلم ہوتا ہے۔ ثالث کے لیے لازم ہے کہ قانونی اہلیت اور امر متنازعہ سے متعلق خصوصی واقفیت کا حامل ہو۔
ثالثی دیوانی قانون کے گوناں گوں شعبوں پر حاوی ہوتی ہے مثلاً معاہدہ یا اجارہ شکنی، تجاوز حدود فریقین، مسائل جائداد، انشورنش یا بیمہ کی ذمہ داریاں، اور ہتک آمیز افعال وغیرہ۔
اسی طرح اقوام کے باہمی تنازعات بین الاقوامی ثالثی کے ذریعہ طے کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ ہیگ کے مقام پر سنہ ۱۹۰۰ء میں بین الاقوامی تنازعات کے فیصلے کے لیے ایک مستقل عدالت قائم کی گئی۔ جو بدستور اپنا کام کر رہی ہے۔
صنعتی تنازعات کے فیصلوں کے لیے صنعتی بورڈ مقرر کئے جاتے ہیں جو مالکوں اور ملازموں کے ارکان پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اور جن کے صدر کو بسا اوقات حکومت مقرر کرتی ہے۔ اور وہ آزاد اور غیر متعلق ہوتے ہیں۔ پاکستان میں بھی ثالثی کا

قانون برطانوی لائنوں پر چل رہا ہے۔

**ثریا۔** (Pleiadis) آسمان پر چند ستاروں کا جھرمٹ ہے جو ثریا کہلاتا ہے۔ آسمان پر سب سے نمایاں روشنی اسی جھرمٹ کی ہوتی ہے۔

زمانہ قدیم میں یونانیوں کا خیال تھا کہ ستاروں سے زمین کے ہر واقعہ کا حساب لگایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ وہ ستاروں کے ذریعہ کھیتی باڑی، طوفان، اور موسم وغیرہ کے حالات جان لیا کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اسی مقصد کے لیے آسمان کے سب سے روشن حصہ (ثریا) کو آماجگاہ بنایا۔ ثریا کے ہر ستارے کو وہ ایک دیوتا سمجھتے تھے۔ اور ہر ستارہ (دیوتا) سے وہ الگ الگ کام منسوب کرتے تھے۔

قدیم ہیئت دان ٹالمی نے آسمان پر ثریا کی کل تعداد ۴۸ بتائی۔ اور اس وقت تک یہ تعداد ۸۰ تک پہنچ چکی ہے۔ ان کے علاوہ بھی کئی ثریا ہیں لیکن وہ نظر نہیں آتے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ثریا کے ستارے دوسرے سب ستاروں اور سیاروں سے بلند ہیں۔

**ثعلب مصری۔** (Salep) ثعلب عربی لفظ ہے جس کے معنی لومڑی کے ہیں۔ ثعلب مصری ایک پودے کی جڑ کا نام ہے جو لومڑی کے خصیے کی طرح ہوتی ہے۔ تاثیر کے لحاظ سے یہ مغلظ و باہی ہے۔

**ثقافت۔** (Culture) عربی لفظ ہے جس سے مراد کسی قوم یا طبقہ کی تہذیب و ترقی سے ہے۔ قوموں کی ثقافت بتدریج ترقی کرتی ہے اور اس کا معیار قوموں کے تمدن، طرز زندگی، اقتصادی خوشحالی، تعلیم، اوضاع و اطوار اور انسانی خصائص پر



مبنی ہوتا ہے۔ انفرادی ثقافت جس قوم یا طبقے میں زیادہ ہوگی اسی قدر قومی ثقافت کا وجود نمایاں ہوگا۔

**ثقافت اسلامیہ۔** مراد اسلامی تہذیب و تمدن سے ہے، ثقافت اسلامی کا اطلاق اسلامی تاریخ، سیاست، علوم و فنون، مدارج تمدن اور عملی زندگی پر ہوتا ہے۔ اہل اسلام دنیا کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں اسلام کے نام لیوا موجود نہ ہوں۔ ان کی ثقافت متحدہ الاصل ہے جس کی بنا قرآن پاک، حدیث، تاریخ اور فلسفۂ مذہب ہے۔ اسلام نے جس ثقافت کو پیش کیا ہے وہ بنی نوع انسان کی دینی اور دنیوی نجات کا واحد ذریعہ ہے۔

"ادارہ ثقافت اسلامیہ" لاہور علوم اسلامی کے موضوع پر مختلف قسم کی کتابیں پیش کر رہا ہے جو تمدن پر اسلام کی حقیقی روح کو نمایاں کرنے میں مفید ثابت ہو رہی ہیں۔

**ثقل۔** (Gravity) مراد زمین کی کشش کا مرکز ہر چیز کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ مثلاً کتاب کے نیچے سے میز کا تختہ ہٹ جائے تو وہ زمین کے مرکز کی طرف بڑھنے کی کوشش کرے گی۔ اسی کشش کی بدولت ہر چیز وزن رکھتی ہے وزن دراصل وہ قوت ہے جو مخالف سمت میں زمین کی کشش کے برابر مزاحمت پیدا کر کے کسی چیز کو گرنے سے روکتی ہے

یہ تو معلوم نہیں کہ زمین کا مرکز ہر چیز کو اپنی طرف کیوں کھینچتا ہے۔ لیکن اتنا ہم ضرور جانتے ہیں کہ دنیا کی ہر چیز خواہ وہ دانہ گندم کے برابر ہو یا چاند تاروں کے برابر اپنے گرد و پیش کی ہر چیز پر کشش کا زور صرف کرتی ہے۔

**ثقیف** (قبیلہ) عرب کا مشہور قبیلہ جو بہت جنگجو تھا اور طائف اور اس کے گرد و نواح میں آباد تھا۔ آخر تک کفر کا ساتھ دیتا رہا۔ فتح مکہ کے بعد

انہوں نے ہوازن کے ساتھ مل کر مسلمانوں کا مقابلہ کیا جس میں ایک دفعہ مسلمانوں کے قدم بھی اکھڑ گئے۔ اس جنگ میں ان کے ایک فرقہ نے جو بنو مالک کہلاتا تھا بڑی پامردی کا ثبوت دیا۔ لیکن جب شکست ہوئی تو بھاگ کر طائف چلے گئے اور سال بھر کی رسد کا انتظام کر کے قلعہ بند ہو گئے ان کا رئیس عروہ بن مسعود طائف میں بہت تجربہ کار تھا اور منجنیقوں (تیر پھینکنے کا آلہ) کے استعمال کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت احتیاط سے کام لینا پڑا۔ بیس دن تک محاصرہ جاری رہا لیکن قلعہ فتح نہ ہو سکا چونکہ حضور صلعم کا مقصد جنگ نہیں تھا بلکہ تبلیغ بھی اس واسطے اپنے خدا سے دعا فرمائی کہ قبیلہ ثقیف کو نیکی کی ہدایت دے اور محاصرہ اٹھا لیا۔ دعا مقبول ہوئی اور چند ہی روز کے بعد ان کا سردار مالک بن عوف خود حضورؐ کے پاس مدینہ آیا اور مشرف باسلام ہوا۔ اس کے ساتھ ہی عروہ بن مسعودؓ نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ اور پھر سارا قبیلہ اسلام لے آیا۔

**ثمامہ بن آثالؓ**۔ نام ثمامہ۔ کنیت ابوامامہ یمامہ کے سردار تھے۔ گرفتار ہو کر مدینہ آئے اور آتے ہی اسلام قبول کر لیا۔ واپس یمامہ پہنچ کر انہوں نے مکہ کو غلہ جانا رکوا دیا جس سے مکہ میں غلے کا قحط پڑ گیا۔ چنانچہ کفار مکہ نے رسول اللہ سے درخواست کی۔ جس پر آپ نے ثمامہ کو لکھا اور غلہ دوبارہ مکہ بھیجا گیا۔

مسیلمہ کذاب ان کا ہم وطن تھا۔ اس کے خلاف مرتدین کی سرکوبی میں حضرت ثمامہ نے بڑی سرگرمی سے حصہ لیا۔ اور انہی جنگوں میں شہید ہو گئے۔

آپ اپنے وقت کے ممتاز عربی شاعر بھی تھے۔

**ثمامہؓ بن عدی**۔ خاندان قریش سے تعلق رکھتے تھے۔ اسلام کے ابتدائی ایام میں مسلمان ہوئے۔ اور مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی۔ جنگ بدر اور اس کے بعد کی جنگوں میں وقتاً فوقتاً شریک ہوتے رہے۔

حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں صنعاء یمن کے حکمران بنے۔ اور حضرت عثمانؓ کی شہادت کے



وقت تک اسی عہدہ پر فائز رہے۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر ملنے پر بے اختیار رو پڑے اور ایک دردناک خطبہ دے کر فرمایا کہ "آج خلافت سلطنت سے بدل گئی۔ اور جو شخص جس چیز پر قابض ہو گا اسی کو کہا جائے گا۔"

**ثمر، عبدالکریم**۔ ایک اچھے شاعر اور ماہر صحافی ہیں تقسیم کے بعد امرتسر سے منتقل ہو کر لاہور آئے اور یہیں مقیم ہیں۔ خال خال نظمیں بعض رسائل میں چھپتی ہیں۔ مجموعہ کلام "لوح و قلم" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

**ثوابت** (دیکھو ستارے)

**ثوبانؓ**۔ مشہور صحابی۔ نام ثوبان کنیت ابوعبداللہ یمن کے مشہور خاندان حمیر سے ہیں ابتدا میں غلام تھے رسول اللہؐ نے خرید کر آزاد کر دیا جس کے بعد عمر بھر حضورؐ کے ساتھ رہے۔ رسول اللہؐ کی وفات کے بعد رملہ (شام) کو چلے گئے۔ جہاں سے حمص منتقل ہو گئے اور وہیں مکان بنا لیا۔ اور اسی جگہ ۵۴ھ میں وفات پائی۔

آپ حضورؐ کے خادم خاص تھے اور مسلسل آنحضرتؐ کی خدمت میں رہنے کا موقع ملا۔ آپ نے رسول اللہؐ کی بیشمار حدیثیں حفظ کر رکھی تھیں۔ بڑے بڑے نامور صحابہ آپ سے آ کر کئی باتیں دریافت کیا کرتے تھے۔ کتب احادیث میں ۱۲۷ احادیث آپ سے مروی ہیں۔

**ثوری امامؒ**۔ سفیان بن سعید نام ہے اور الثوری کے لقب سے مشہور ہیں۔ علوم دینی میں امام مسلّم ہیں اور ان کا تقویٰ، زہد، پرہیزگاری اور حفاظت زبان زد خاص و عام ہیں۔ آپ مجتہد اماموں میں سے ایک ہیں۔ حضرت جنیدؒ جو صوفیاء کے امام سمجھے جاتے ہیں۔ امام الثوری کے مسلک پر ہی تھے۔ آپ کی وفات ۱۶۱ھ میں ہوئی۔

**ثویبہؓ**۔ ابولہب کی لونڈی تھیں جو بعد میں مشرف باسلام ہوئیں۔ شیر مادر کے بعد حضور نے پہلا دودھ جو پیا وہ انہی کا تھا۔ حضرت ثویبہؓ نے حمزہ بن عبدالمطلبؓ، جعفر بن ابی طالبؓ اور ابوسلمہ بن عبدالاسد المخزومی کو بھی دودھ پلایا تھا۔

# ج

**جابر بن حیان**۔ (Geber) عرب علم کیمیا کا بانی مبانی جو ۷۲۱ء کے لگ بھگ شہر کوفہ میں پیدائش پذیر تھا۔ الرازی (۹۲۵ء) کے بعد جابر کا نام ازمنۂ وسطیٰ کی کیمیائی سائنس کے میدان میں سب سے بڑھ کر نمایاں اور درخشاں ہے۔ اپنے مصری اور یونانی پیشروؤں کی طرح جابر بھی اس نظریے کا حامی تھا کہ نیلوی دھاتیں مثلاً ٹین، سکہ، رانگا اور تانبا ایک پوشیدہ مواد کے ذریعہ سونے چاندی میں منتقل ہو سکتی ہیں۔ چنانچہ اسی مواد کی تلاش کے لئے اس نے اپنی جدوجہد وقف کر رکھی تھی۔ جابر نے کیمسٹری کے نظریاتی اور تجرباتی میں متقدمین سے بڑھ کر کامیابی حاصل کی — اور متعدد کیمیائی مرکب معلوم کئے۔ اس کی تصنیفات بائیس سے ستائیس تک بتلائی جاتی ہیں جن میں سے پانچ زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں — جن میں کتاب الرحمۃ، کتاب التجمیع اور الزیبق الشرقی شامل ہیں۔ جابر کی تصنیفات چودھویں صدی عیسوی کے بعد یورپ اور ایشیا میں بڑی مستند کیمیاوی کتب خیال کی جاتی ہیں۔ جابر بن حیان نے ارسطو کے دھات کے عناصر کے نظریے کی جو ترمیم کی وہ اٹھارھویں صدی میں مروجہ کیمسٹری کے آغاز تک بڑی کامیابی کے ساتھ بحال رہی ہے۔

**جابرؓ بن زید**۔ کنیت ابوالشعثاء، قبیلہ ازد، تابعین میں سے تھے۔ حدیث اور فقہ میں انہیں کمال حاصل تھا اور اپنے زمانہ کے بہت بڑے عالم تھے۔ بے شمار احادیث زبانی یاد تھیں اور بہت سی روایات ان سے منسوب ہیں۔ اگرچہ سرکاری طور پر آپ کوفہ کے قاضی نہ تھے لیکن آپ ہی کو بصرہ کا سب سے بڑا قاضی اور مفتی سمجھا جاتا تھا۔ خواجہ حسن بصریؒ کی عدم موجودگی میں افتاء میں ان کی قائم مقامی کرتے تھے۔

حجاج نے اپنے زمانۂ گورنری میں دیگر صحابہ اور تابعین کے ساتھ انہیں بھی قید کر دیا تھا۔

۱۰۳ھ میں وفات پائی۔

**جابر بن سلیم**۔ المعروف فرج بن سلیم، سسلی کا ایک نامور محقق اور مترجم جس نے امام الرازی کی تصنیف "الحاوی" کا ترجمہ ۱۲۷۹ء میں کیا اور ابن جزلہ کی کتاب "تقویم الابدان" کا ترجمہ مع حواشی اور اضافہ جات ۱۲۸۱ء میں کیا۔

**جابرؓ بن عبداللہ**۔ نام جابر، کنیت ابو عبداللہ، قبیلہ خزرج۔ وفات ۷۸ھ بعمر ۹۴ برس۔

عقبۂ ثانیہ میں والد سمیت مسلمان ہوئے۔ والد حرام کے نقیب مقرر ہوئے اور غزوہ احد میں شہید ہوئے۔

غزوہ خندق میں رسول اللہؐ کے ہمراہ خندق کھودنے میں شامل ہوئے۔ غزوۂ حنین اور تبوک میں بھی شمولیت کی اور حجۃ الوداع میں بھی شامل تھے۔ ۳۷ھ میں "صفین" کی جنگ میں حضرت علیؓ کی طرف سے لڑے۔

اشاعت حدیث ان کی زندگی کا مقصد رہا اور بڑی کوششوں سے آپ نے احادیث اکٹھی کیں۔ حدیث کی موجودہ کتب میں بے شمار احادیث آپ سے مروی ہیں۔ رسول اللہؐ کو جب بھی قرض کی ضرورت ہوتی، آپ انہی سے لیتے۔ ایک مرتبہ ادائیگی کے وقت خوشنودی کے طور پر اصل رقم سے کچھ زیادہ دیا۔ نبی اکرمؐ کو آپ سے بہت محبت تھی۔

آپ نہایت سادہ مزاج تھے۔ باوجود آسودہ حال ہونے کے سادہ خوراک کھاتے اور جب بھی کوئی مہمان آ جاتا، بجائے تکلف کرنے کے جو کچھ گھر میں حاضر ہوتا اسے پیش کر دیتے۔

۷۴ھ میں حجاج مدینہ کا گورنر مقرر ہوا۔ اس نے حضرت جابر کے ہاتھوں پر بھی مہر لگوا دی۔ اخیر عمر میں بہت ناتواں اور نابینا ہو گئے تھے۔ ۷۸ھ میں انتقال فرمایا اور وصیت فرما دی تھی کہ حجاج جنازہ نہ پڑھائے۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ کے فرزند نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

آپ کا مکان مسجد نبوی سے ایک میل کے فاصلہ پر تھا جس کے قریب آپ نے ایک اور مسجد تعمیر کی تھی۔

**جاپان**۔ (Japan) جزیرہ بحرالکاہل میں واقع ہے۔ اس میں چار جزیرے بڑے بڑے ہیں، ہونڈو، ہوکائیڈو، شکوکو اور کیوشو۔ ان چاروں جزیروں کے درمیان میں پہاڑ ہیں ان کے ارد گرد

ساحلی علاقوں کی تنگ پٹیاں ہیں۔ ان بڑے جزیروں کے ارد گرد چھوٹے جزیروں میں اہل جاپان آباد ہیں جاپان میں آتش فشاں پہاڑ بہت ہیں جن کی وجہ سے جلد جلد زلزلے آتے رہتے ہیں۔ آب و ہوا معتدل ہے۔ سطح جات پر تنغ جنگلوں اور نرکل کی جھاڑیوں سے ڈھکی ہوئی ہیں لیکن نشیب کے میدانوں میں جنگلوں کو صاف کر کے چاول، چائے، کپاس اور گنے کی کاشت ہوتی ہے۔ درمیانی اضلاع میں ریشم کے کیڑے پالے جاتے ہیں اور باقلا وغیرہ نام کی پھلیاں پیدا ہوتی ہیں۔ آبادی کا نصف سے زیادہ حصہ کاشت کاری اور ماہی گیری کے ذریعہ روزی حاصل کرتا ہے۔ ملک میں ریشمی و سوتی کپڑے بننے نیز جہاز بنانے کے بڑے بڑے کارخانے موجود ہیں۔ جاپان وسیع پیمانہ پر سستے کھلونے بنانے میں بھی بڑا مشہور رہا ہے۔ ٹوکیو (صدر مقام) اور اوساکا جہاں میں اور کارخانے بکثرت ہیں بجزیرہ ہونشو کے خاص شہر ہیں۔

تاریخ: صدیوں سے یہاں شہنشاہوں کی حکومت رہی ہے اور جاگیردارانہ اصولوں پر ملک کا نظم و نسق چلتا رہا ہے۔ ۱۸۶۸ء میں اس ملک نے صنعت و حرفت کی طرف رجوع کیا اور بڑے بڑے کارخانے قائم ہوئے۔ جاپان نے ۱۹۰۴ء میں روس کی بحری فوج کو شکست دی اور پہلی جنگ عظیم میں انگریزوں کا ساتھ دیا۔ انیسویں صدی کے آخری حصہ میں جاپان کی یہ کوشش رہی کہ ایشیا کے بڑے ممالک پر قبضہ کر کے سلطنت کو وسعت دی جائے۔ چنانچہ ترقی کرنے کے بہانہ یہ بتایا گیا کہ ملک کی آبادی بہت بڑھ گئی ہے اور زیادہ زمین حاصل کئے بغیر گذارا مشکل ہے چنانچہ ۱۸۹۵ء میں چینیوں سے فارموسا، روس سے کوریا (۱۹۰۵ء) کوریا والوں سے کوریا (۱۹۱۰ء) جرمنوں سے ٹوٹچو (۱۹۱۲ء) بحرالکاہل میں جرمنوں سے جزائر مارینا اور کارولین (۱۹۱۹ء) چین سے مانچوریا (۱۹۳۲ء) چینیوں سے کچھ اور بڑے صوبے (۱۹۳۷ء کے بعد) اور فرانسیسی ہند چینی کے کچھ حصے (۱۹۴۰ء) چھین لئے گئے۔
۱۹۴۰ء میں جاپان نے جرمنی اور اٹلی کے ساتھ معاہدہ کر لیا۔ اگلے سال جاپان نے اچانک امریکہ کے بحری اڈے پرل ہاربندرگاہ پر حملہ کر دیا تو امریکہ اور برطانیہ نے اس کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ جاپانیوں نے فروری ۱۹۴۲ء میں انگریزوں سے سنگاپور چھین لیا اور اسی سال مارچ میں رنگون (برما) پر بھی قابض ہو گئے لیکن مئی میں ان کے بحری بیڑے کو کورل سی میں شکست ہوئی اور جزیرہ میڈوے کی لڑائی میں جاپانی مغلوب ہوئے۔ ۱۹۴۴ء میں امریکہ کی بڑی فوجوں نے او رجیما پر قبضہ کر لیا۔ یہ مقام جاپان سے ۷۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ۱۹۴۵ء میں انگریزوں کا دوبارہ رنگون پر قبضہ ہو گیا۔ اگست ۱۹۴۵ء میں ہیروشیما اور ناگاساکی پر پہلے ایٹم بم گرائے گئے۔ ۱۵ اگست ۱۹۴۵ء کو جاپان نے غیر مشروط طور پر ہتھیار ڈال دیئے۔

**جاٹ** - ایک قدیم نسل جس کے افراد زیادہ تر پنجاب میں پائے جاتے ہیں اور پیشہ ان کا زراعت ہے۔ ان کی اصل اور نسلی ارتقاء کے بارے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ مثلاً امریکی مورخ پروفیسر حتی کا خیال ہے کہ یہ لوگ ابتداً خانہ بدوش تھے۔ "فتوح البلدان" نام کی عربی کتاب میں انہیں "زط" لکھا گیا ہے۔

**جادو** - (Magic) جادو واقعات کو غیر فطری طور پر وجود میں لانے کا فن ہے۔ یہ علم ہر زمانے میں ہر قوم کے افراد کے عقیدے میں داخل رہا ہے اور مختلف اشخاص ہر جگہ اس کا دعوے کرتے چلے آتے ہیں۔ قدیم مصر کے پجاری اسی دعوے پر اپنی عبادت اور مذہب کی بنیاد رکھتے تھے۔ چنانچہ قربانیاں جادو ہی کی بنا پر کی جاتی تھیں۔ قدیم مصری، بابلی، ویدک اور دیگر روایتوں میں دیوتاؤں کی طاقت کا ذریعہ بھی جادو ہی کو خیال کیا جاتا تھا۔ یورپ میں باوجود عیسائیت کی اشاعت کے جادو کا رواج برابر جاری رہا۔ افریقہ میں اب تک ایسے ڈاکٹر موجود ہیں جو جادو کے علاج کا صرف دعویٰ ہی نہیں کرتے بلکہ ان کے دعووں کو عوام بھی اکثر تسلیم کرتے اور ان سے خائف رہتے ہیں۔ جادو کئی شکلیں اختیار کرتا ہے مثلاً بیمار کا تندرست کرنا، بد روحوں کا نکالنا، پیشین گوئیاں کرنا اور ذاتی خواہشات کی تکمیل وغیرہ۔
سیاہ علم یا کالا جادو جنوں، دیووں اور بد روحوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کا ذریعہ ہے اور سفید علم یعنی سفید جادو نیک روحوں اور فرشتوں کے ساتھ ملاتا ہے۔ اس کے

علاوہ قدرتی جادو قدرت کے واقعات میں تصرف کے قابل بناتا ہے۔ رمل، جفر، جوتش اور نجوم بھی اسی کی شاخیں ہیں جو توہم پرستی پر مبنی ہیں لیکن فی زمانہ مہذب ممالک میں ہاتھ دیکھنے والا بھی قانونی شکنجے میں آسکتا ہے۔ ہمارے ہاں بھی جادو کئی شکلوں میں تسلیم کیا جاتا ہے۔ مثلاً تعویذ گنڈے جن اور بھوت کا چمٹنا اور نکالنا وغیرہ۔ بنگال جادو کا گھر سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ سب سے پہلے اسی جگہ جلیبد کا زیادہ چرچا تھا۔ اب نئی روشنی کے تحت جادو کا اثر کم ہوتا جا رہا ہے۔

## جارج اوّل - (George I)

(۱۶۶۰ء تا ۱۷۲۷ء) انگلستان کا بادشاہ جو دراصل ہینوور واقع جرمنی کا حکمران تھا بلکہ این کی وفات پر قانون وراثت مجریہ ۱۷۰۱ء کی رو سے ۱۷۱۴ء میں انگلستان آ کر تخت نشین ہوا۔ جارج اوّل انگریزی زبان سے بے بہرہ تھا۔ اس لئے کابینہ کی مجلسوں میں شرکت نہیں کرتا تھا۔ اس بات کا بعدازاں انگلستان کی تاریخ پر بہت اہم اثر پڑا اور اس سے انگلستان میں آئینی حکومت کو فروغ حاصل ہوا۔ اس کے وزیراعظم کا نام سر رابرٹ والپول تھا ۱۶۹۴ء میں اس نے اپنی ملکہ کو بدچلنی کی بنا پر طلاق دے کر اسے سمندر پار اپنی وفات ۱۷۲۶ء تک قید رکھا۔ دریں اثناء اس نے خود متعدد داشتاؤں کے ساتھ بدچلنی کی زندگی بسر کی۔

## جارج دوم - (برطانیہ) George II (Britain)

(۱۶۸۳ء تا ۱۷۶۰ء) انگلستان کے تخت پر ۱۷۲۷ء سے ۱۷۶۰ء تک متسلط رہا۔ اس کا عہد تاریخ انگلستان میں کافی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ ۱۷۵۹ء میں ولف Wolfe نے کیوبک کے مقام پر فتح حاصل کر کے کینیڈا پر برطانوی تسلط قائم کیا۔ نیز اس کے عہد میں رابرٹ کلائیو Robert Clive کی مساعی سے انگریزوں نے ہندوستان پر غلبہ حاصل کیا۔



## جارج دوم (یونان) (George II) (Greece)

(پ ۱۸۹۰ء) یونان کا موجودہ بادشاہ۔ اس کے باپ شاہ کانسٹن ٹائن (Constantine) کو اتحادیوں نے جرمنوں سے ہمدردی رکھنے کے باعث تخت سے اتار کر جلاوطن کر دیا تھا۔ جارج دوم خود بھی جرمنوں سے دوستی کا دعوےٰ رکھتا تھا۔ اس لئے اتحادی اس کی جگہ اس کے چھوٹے بھائی کو تخت نشین کرنا چاہتے تھے۔ دریں اثناء انہوں نے ۱۹۲۰ء میں کانسٹن ٹائن کو یونان واپس آ کر تخت نشین ہونے کی اجازت دے دی اور ۱۹۲۲ء میں تخت سے دست برداری پر انہوں نے جارج دوم کو اس کی جگہ تخت یونان پر بٹھایا۔ ۱۹۲۴ء میں اسے بھی تخت سے دست بردار ہونے پر مجبور کیا گیا۔ مگر نومبر ۱۹۳۵ء کو استصواب رائے کے بعد اسے دوبارہ تخت نشین ہونے کی اجازت دے دی گئی۔

## جارج سوم - (George III)

(۱۷۳۸ء تا ۱۸۲۰ء) ہینوور اور انگلستان کا بادشاہ جو ۱۷۶۰ء کو انگلستان کے تخت پر بیٹھا۔ اپنے دونوں پیشروؤں کے برعکس انگلستان سے وابستگی رکھتا تھا۔ اس کی خانگی زندگی بے عیب تھی اور اس کے بندہ نیک تھے۔ جارج سوم اکثر خرابی دماغ کا شکار رہا جس کے باعث اس نے بھی امور مملکت میں زیادہ حصہ نہیں لیا۔ پہلے دونوں بادشاہوں اور جارج سوم کے ۶۰ سالہ عہد حکومت کا یہ اثر ہوا کہ آئینی طرز حکومت انگلستان کی روایت بن گیا۔ اس کے عہد حکومت میں امریکہ آزاد اور خود مختار ہو گیا اور فرانس میں انقلاب کے بعد نپولین برسراقتدار آیا جس سے انگلستان کا مقابلہ عرصہ دراز تک رہا۔ وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل ہند پر مقدمہ جارج سوم کے دور حکومت میں چلایا گیا تھا۔

## جارج چہارم - (George IV)

(۱۷۶۲ء تا ۱۸۳۰ء) انگلستان اور ہینوور Hanover کا عیش پرست بادشاہ ۱۸۲۰ء میں تخت نشین ہوا۔ اپنے باپ کے پاگل ہونے پر ۱۸۱۱ء کو اس کا قائم مقام بنا۔ اس کا چال چلن اچھا نہیں تھا اور اس کے غیر اہم عہد حکومت کے سب سے زیادہ قابل ذکر واقعات غالباً اس کے معاشقے ہیں جن میں ایک دفعہ اس نے ایک اداکارہ مسز رابنسن سے تعلق رکھا اور پھر ۱۷۸۵ء میں شاہی قانون شادی کی پرواہ

ذکر کرتے ہوئے خفیہ طریقہ پر مسز فنز ہربرٹ سے، جو رومن کیتھولک فرقہ سے تعلق رکھتی تھی، شادی کر لی۔ اس کے عہد میں ۱۸۲۴ء سے ۱۸۲۶ء تک جنگ برما ہوئی۔

**جارج پنجم۔ (George V)** (۱۸۶۵ء تا ۱۹۳۶ء) انگلستان، آئرلینڈ اور سمندر پار برطانوی مقبوضات کا حکمران۔ ایڈورڈ ہفتم کا دوسرا بیٹا تھا جو ۱۸۹۲ء میں اپنے بڑے بھائی کے وفات پانے پر ولی عہد بنا۔ ۱۸۹۳ء میں اس نے شادی کی۔ ۱۹۱۱ء میں تاج پوشی کے بعد ہندوستان آیا۔ اس کے عہد میں عورتوں کو حق رائے دہندگی حاصل ہوا۔ ۱۹۲۲ء میں آئرلینڈ کو آزادی حاصل ہوئی۔ ۱۹۲۴ء کو برطانیہ میں پہلی مزدور وزارت (Labour Ministry) قائم ہوئی۔ ۱۹۳۵ء میں ہندوستان کو نیا دستور عطا ہوا۔

**جارج ششم۔ (George VI)** (۱۸۹۵ء تا ۱۹۵۲ء) اپنے بھائی ایڈورڈ ہشتم کے تخت سے دستبردار ہونے پر دسمبر ۱۹۳۶ء میں تخت انگلستان پر بیٹھا۔ اس کے عہد حکومت میں دوسری جنگ عظیم ہوئی۔ موجودہ برطانوی حکمران ملکہ الزبتھ ثانیہ جارج ششم کی بیٹی ہیں۔

**جارج برنارڈ شا۔** دیکھو "شا، جارج برنارڈ"

**جارج ٹاؤن (برطانوی) (George Town)** برطانوی گی آنا (British Guiana) کا دارالحکومت جو دریائے ڈمیرارا کے دہانے پر واقع ہے۔ اس شہر کا سنگ بنیاد ولندیزوں نے ۱۷۸۱ء میں رکھا۔ اس کی آبادی ۶۷ ہزار کے قریب ہے۔ بعض عمارات نہایت خوبصورت بنی ہوئی ہیں۔ دستکاری، صابن، بوٹ اور چاکلیٹ یہاں کی خاص مصنوعات ہیں۔

**جارج ٹاؤن (پینانگ) George Town** جزیرہ پینانگ واقع شریف نو آبادی کا دارالحکومت ہے سنگاپور کے بعد ملایا کی اہم ترین بندرگاہ ہے۔ یہاں سے ٹین، چینی اور چاول کثیر مقدار میں برآمد ہوتے ہیں۔ آبادی ایک لاکھ سے اوپر ہے۔

**جارج سینٹ۔ (George Saint)**

جارج سینٹ انگلستان کے مربی اور سرپرست مذہبی بزرگوں میں سے تھے۔ عام خیال یہ ہے کہ جارج سینٹ ملک آرمینیا میں پیدا ہوئے اور ۳۰۳ء میں فلسطین میں عیسائیوں کے قتل عام کے دوران میں مارے گئے۔ جارج سینٹ کو تصویروں میں ایک سفید گھوڑے پر سوار اور ایک اژدہا کو مارتے ہوئے دکھایا جاتا ہے۔ اور عام عقیدے کے مطابق اژدہا دراصل شیطان ہے۔ جو انسان کو گمراہ کرتا ہے۔ ۲۳ اپریل کو برطانیہ میں ہر سال جارج سینٹ کی برسی منائی جاتی ہے۔

**جارجیا (امریکہ) (Georgia America)** جمہوریہ امریکہ کی ابتدائی ۱۳ ریاستوں میں سے ایک ریاست فلوریڈا اور جنوبی کیرولینا کی ریاستوں کے مابین بحر اوقیانوس پر واقع ہے۔ اس کا دارالحکومت اٹلانٹا اور سب سے بڑی بندرگاہ سوانا (Savannah) ہے۔ اس کے علاقہ میں کئی دریاؤں کا گزر ہوتا ہے اس کا بیشتر حصہ نشیب میں واقع ہے جہاں دلدلیں بہت ہیں۔ پہاڑوں میں گندم اور پھلوں کی بڑی اعلیٰ فصلیں تیار ہوتی ہیں۔ نشیبی زمین میں چاول اور ساحل کے ساتھ ساتھ کپاس بافراط ہوتی ہے۔ ۱۷۳۲ء میں اس ریاست کا نام جارج دوم کے نام پر جارجیا رکھا گیا اسے جیمز اوگل تھارپ نے دریافت کیا۔ اس کا رقبہ ۵۹ ہزار مربع میل، اور آبادی ۳۴۴۴۵۷۸ افراد پر مشتمل ہے۔

**جارجیا (روس) (Georgia Russia)** کوہ قاف کی ایک جمہوریہ جو اب روس کے زیر تسلط ہے اس کا رقبہ ۲۶ ہزار مربع میل ہے اور آبادی ۳۵۰۴۲۹۰ افراد کے قریب۔ یہاں کی سب سے اہم پیداوار چائے ہے علاوہ ازیں یہاں سے کپاس، تمباکو، شراب اور ریشم برآمد کئے جاتے ہیں۔ معدنیات میں سب سے اہم پیداوار مینگانیز ہے۔ اس کے علاوہ کوئلہ اور تیل کے ذخیرے بھی پائے جاتے ہیں۔ جارجیا کی تاریخ بڑی پرانی ہے۔ تقریباً دو ہزار برس تک یہاں بادشاہت قائم رہی جس کے دوران میں اس پر اہل مقدونیہ، ترکوں، منگولوں اور ایرانیوں نے حملے کئے۔ ۱۸۰۱ء میں اسے روس نے اپنے قبضہ میں کر لیا۔ ۱۹۱۸ء میں یہ خود مختار ہو کر جمہوریہ بن گئی۔ مگر ۱۹۲۱ء میں ماسکو کی اشتراکی حکومت نے اس کو پھر روس میں شامل کر لیا۔ اس کا سب سے بڑا شہر طفلس ہے۔

**جارحیت** ۔ (Aggression) بین الاقوامی مواعید کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کسی حکومت کا مسلح جارحیت کے استعمال پر اتر آنا۔ ماضی میں اس کی تعریف مختلف شکلوں میں کی جاتی رہی ہے۔ مثلاً اعلانِ جنگ، حملہ، بمباری، ناکہ بندی اور فوج کی نقل و حرکت یا باہمی جھگڑوں کے پر امن تصفیے سے انکار یا بین الاقوامی اداروں (مثلاً لیگ آف نیشنز) کے کہنے کے باوجود جنگ بند کرنے سے گریز ۔ یہ تمام کوائف جارحیت کے مترادف ہیں۔ چنانچہ متعدد ذرائع سے جارحیت کا سدِ باب کرنے کی کوششیں کی گئی ہیں۔ مثلاً میثاقِ انجمنِ اقوام، معاہدہ باہمی استمداد، منشورِ جنیوا، معاہدہ پیرس اور اقوامِ متحدہ کا منشور جس کی رو سے جنگ کو خلافِ قانون قرار دے دیا گیا۔ دوسری جنگ کے بعد نورمبرگ میں جنگی جرائم کی سماعت کرنے والے ٹریبونل کا یہی خیال تھا کہ جرمنی نے واضح طور پر ایک جارحانہ حکمتِ عملی وضع کرکے اس پر عمل درآمد کیا تھا اور اس نظریے کے ماتحت مختلف نازی رہنماؤں کو جن کے متعلق خیال تھا کہ انہوں نے متذکرہ حکمتِ عملی وضع کرنے اور اس پر عمل درآمد کرانے میں حصہ لیا تھا، قابلِ مواخذہ سمجھا گیا۔ اسی طرح جون سنہ ۱۹۵۰ء میں جو شمالی کوریا اور جنوبی کوریا میں جنگ چھڑی تو اقوامِ متحدہ نے کثرتِ رائے سے شمالی کوریا کو جارح قرار دیا اور اقوامِ متحدہ کی افواج (جن میں امریکہ کے علاوہ پندرہ اور اقوام کی فوجیں شامل تھیں) شمالی کوریا کے خلاف جنگ میں شامل ہو گئیں ادھر کمیونسٹ چین اور روس درپردہ شمالی کوریا کی امداد پر کمربستہ ہو گئے۔ اس جنگ میں لاکھوں انسان کام آئے۔ کوریا تباہ و برباد ہو کر رہ گیا۔ آخر جولائی سنہ ۱۹۵۳ء کو فریقین کے درمیان عارضی صلح نامہ ہو گیا۔ اور ایک سیاسی کانفرنس میں دونوں ممالک کے مستقبل کے تصفیے کی تجویز پاس کی گئی۔

**جارودؓ بن عمرو**۔ نام بشر، کنیت ابو المنذر، لقب جارود۔ قبیلہ عبد قیس کے سردار تھے جس نے زمانۂ جاہلیت میں قبیلہ بکر بن وائل کو لوٹ کر اس کا صفایا کر دیا تھا اسی لئے جارود لقب پڑا۔ ابتدا میں آپ مذہباً عیسائی تھے۔ سنہ ۱۰ھ میں مدینہ میں مسلمان ہو گئے۔ فتنۂ ارتداد کے زمانہ میں ان کا سارا قبیلہ پھر مرتد ہو گیا۔ لیکن جارودؓ اسلام پر ثابت قدم رہے اور چونکہ اپنے قبیلہ کے سردار تھے۔ اس لئے بہت سے لوگوں کو مرتد ہونے سے روک دیا اور بہتوں کو پھر سے مسلمان کیا۔

رسول اللہؐ کی چند احادیث بھی آپ سے منسوب ہیں بحرین کے گورنر کی شراب نوشی کی شکایت آپ ہی حضرت عمرؓ کے پاس لے کر آئے تھے اور اس پر حد جاری کرنے کا اصرار کیا تھا۔

**جاز**۔ (Jazz) موسیقی کی ایک رقصی طرز۔ جو آج کل ناچ گھروں میں زیادہ مروج ہے۔ باقاعدہ راگنی کے کچھ پردوں کو محذوف یا منقطع کرکے یہ طرز نکالی جاتی ہے۔ جاز کے بینڈ میں مختلف قسم کے باجے استعمال ہوتے ہیں لیکن تیز آواز کے باجے اور ایسے باجے جن پر چوٹ پڑتی ہے، زیادہ مرغوب ہیں۔ بگل، ڈھول (جن پر بھی کبھی کپڑا مڈھ کر آواز کی تیزی کم کی جاتی ہے)، ارگن، بینجو، پیانو، سب ہی بینڈ میں شامل ہوتے ہیں کچھ باجے ناچتے وقت تال دینے کے لئے اور کچھ سُروں کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ امریکہ کے حبشیوں کے گانوں سے جاز کی طرز ایجاد ہوئی اور اس کا سلسلہ افریقہ کی وحشی قوموں کے گانوں تک پہنچتا ہے۔

**جاسوسی ناول** (Detectives) ایسے ناول جن میں سازشوں، خفیہ قتل و غارت اور پوشیدہ جنسی جرائم کو دلکش انداز میں بیان کیا گیا ہو، جاسوسی ناول کہلاتے ہیں۔ اگرچہ ناول کی بنیاد مشرقی داستان گوئی سے پڑی مگر یونان اور یورپ نے اسے پروان چڑھایا اور جاسوسی ناول کے بانی بھی اہلِ یورپ ہی ہیں۔ اٹھارہویں صدی عیسوی میں جہاں رچرڈسن (Richardson) اور فیلڈنگ Fielding نے ناول کو انگریزی ادب کا ایک ضروری جزو بنا دیا وہاں جاسوسی ناول بھی جو بیشتر عشق و محبت کی ناقابلِ یقین کہانیوں پر مبنی ہوتے تھے، ہر دلعزیزی کے حامل رہے۔ ہوریس والپول Horace Walpole کا کیسل آف اٹرانٹو Castle of Otranto اور مسز ریڈکلف Mrs Redcliffe اور سر آرتھر کانن ڈائل Sir Arthur Connan Doyle کی تحریریں بہت مقبول ہو گئیں۔

جاسوسی ناولوں کی مافوق الفطرۃ کہانیاں نہ صرف ذہن انسانی کی راست پسندی پر بُرا اثر ڈالتی ہیں، بلکہ انسان کو غیر قانونی اور غیر فطری وسائل استعمال کر کے نفس پرستی کی لذت پر اکساتی ہیں اردو میں بھی جاسوسی ناولوں کا رواج یورپی تقلید میں دن بدن بڑھ رہا ہے۔ لیکن زیادہ تر مغربی تحریروں کے تراجم ہو رہے ہیں۔ اس ضمن میں تیرتھ رام فیروزپوری کے ناول قابل ذکر ہیں۔

**جافرے جوزف** - ( Joffre Joseph ) (۱۸۵۲ء تا ۱۹۳۱ء) فرانس کا یہ مشہور جرنیل ۱۸۵۲ء میں پرینیز Pyrenees میں پیدا ہوا اور ۱۹۱۱ء میں فرانسیسی افواج کا چیف آف جنرل سٹاف مقرر ہوا۔ ۱۹۱۴ء میں جب جرمن فوجوں نے بلجیم پر حملہ کیا تو جوزف جافرے نے ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور قومی ہیرو مشہور ہو گیا۔ اسی لڑائی میں جوزف جافرے کو فرانسیسی افواج کا سپریم کمانڈر مقرر کر دیا گیا اور اسے مارشل کا اعزازی درجہ عطا کیا گیا مگر ۱۹۱۶ء میں جانڈ سومی Somme کے بعد وہ مستعفی ہو گیا اور اس کی جگہ نول Nivelle کو دے دی گئی۔

**جاگیردارانہ نظام** - Feudal System ( Feudalism ) وہ معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی نظام جو جدید قومی حکومتوں کے قیام سے پہلے یورپ اور ایشیا کے اکثر ممالک میں جاری تھا۔ اس نظام کی بعض صورتیں یہ تھیں کہ بادشاہ کی طرف سے مختلف افراد کو ان کی خدمات کے صلے میں زمینوں کے وسیع رقبے جاگیر کے طور پر عطا کئے جاتے تھے۔ یہ جاگیردار اپنی جاگیروں میں رہنے والے باشندوں کو بطور مزارعین رکھتے تھے۔ زمین کا لگان وغیرہ خود جاگیردار اپنے لئے وصول کرتے تھے۔ ان کی حیثیت مزارعین و دیگر مقامی باشندوں کے لئے ایک حکمران سے کم نہیں ہوتی تھی۔ مزارعین بے چارے جاگیردار کے ظلم و ستم کی چکی میں پستے رہتے تھے۔ ان کو کسی قسم کے سیاسی حقوق حاصل نہیں ہوتے تھے۔ ان کی حالت عام جانوروں کی حالت سے چنداں بہتر نہ تھی۔ آج کل بھی بعض ممالک میں اس قسم کی مثالیں مل جاتی ہیں۔ پاکستان کے بعض علاقوں میں بھی یہ نظام قدیم لائنوں پر چل رہا تھا لیکن مارشل لاء کے بعد ملک میں تمام جاگیریں ختم کر دی گئی ہیں۔

**جال** - جال سوت یا رسی سے بنا ہوا ہوتا ہے مچھلی پکڑنے کا جال شکل میں بٹیر وغیرہ پکڑنے کے جال سے مختلف ہوتا ہے۔ کسی کے جال میں پھنسنا محاورہ ہے۔ جس کا مفہوم کسی کے دھوکے میں آنے سے ہے۔ جال بچھانا، دھوکے کی چال چلنا جس میں دوسرا شخص آ جائے یا دوسرا شخص دھوکہ کھا جائے۔
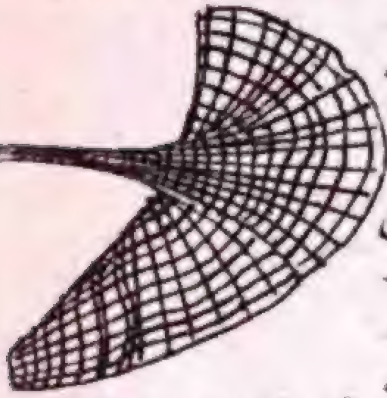
**جالوت** - حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں ایک مغرور بادشاہ تھا۔ عرب مورخ مسعودی کا بیان ہے کہ فلسطین میں بربر قوم آباد تھی اور یہ ان کا بادشاہ تھا۔ اس کے باپ کا نام بولرد تھا۔ اس نے بنی اسرائیل پر حملہ کیا۔ اردن کے علاقہ میں لڑائی ہوئی۔ اس طرف سے طالوت اپنی فوجیں لے کر مقابلے کے واسطے بڑھے اور انہوں نے اعلان کر دیا کہ جو کوئی اس کو مارے گا، اسے آدھی سلطنت انعام میں دی جائے گی اور شہزادی سے نکاح کر دیا جائے گا چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام نے گوپھن سے پتھر مار کر اس کو ہلاک کر دیا۔ مورخ طبری کے نزدیک وہ عاد و ثمود کی قوم سے تعلق رکھتا تھا اور اس نے اسرائیلیوں کو بہت پریشان کر رکھا تھا۔ حتیٰ کہ تبرکات اور تابوت سکینہ بھی بنی اسرائیل سے چھین کر لے گیا تھا۔ انجیل کی روایات بھی اسلامی روایات کے مطابق ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ انجیل میں اس کا نام گولیتھ لکھا ہے جو غالباً جالوت ہی کی ایک لفظی شکل ہے۔

**جالینوس** - (Galen) (۱۳۱ء تا ۲۰۱ء) مشہور یونانی طبیب۔ کئی ایک شہروں میں بالخصوص اسکندریہ

میں علم طب کی تعلیم حاصل کر کے بالآخر روم میں سکونت پذیر ہوا۔ جہاں وہ شہنشاہ کا ذاتی طبیب بھی بنا۔ جالینوس نے کئی ضخیم کتابیں لکھی ہیں جن میں سے ۸۳ کے قریب تو اب بھی موجود ہیں۔ ان میں سے چند فلسفہ پر بھی ہیں۔ جالینوس نے قدیم طب پر بڑا احسان کیا۔ مگر جیسا کہ طبیعیات کے میدان میں ارسطو کے بعض غلط نظریات صدیوں تک علم و دانش کا راستہ مسدود کئے رہے۔ اسی طرح جالینوس کے نام کی عظمت نے علم طب میں ترقی پسند اضافوں کی راہ مسدود کر دی چنانچہ علم طب میں صحیح اضافہ اس وقت شروع ہوا جب ۱۶۲۸ء میں ہاروے Harvey نے پہلی بار قطعی طور پر ثابت کر دیا کہ دورانِ خون کے بارے میں جالینوس کے نظریات غلط ہیں۔ جالینوس کی کتابوں کا عربی میں ترجمہ غالباً ۷۹۶ء اور ۸۰۶ء کے درمیان ہوا۔

**جام اور جیلی**۔ پھلوں کو شکر کے ساتھ پکانے سے جو لئی سی بن جاتی ہے اسے جام کہتے ہیں۔ جیلی بھی میوہ جات کا نرم اور شفاف مرکب ہے لیکن کبھی کبھی ہڈیوں اور کھال کے لیسدار مادے کو جما کر بھی جیلی بنائی جاتی ہے۔

جام یا جیلی بنانے کے لئے ہمیشہ تازہ پھل استعمال کرنا چاہئیں۔ اول پھلوں کو تھوڑی دیر کے لئے پانی میں ابالتے ہیں تاکہ ان کا چھلکا آسانی سے اتر سکے۔ چھلکا اتارنے کے بعد شکر کے قوام میں تھوڑا سا عرقِ لیموں ڈال کر پکاتے ہیں۔ یہاں تک کہ پھل اور قوام یکجان ہو جاتے ہیں۔ جیلی میں صرف پھلوں کا رس شکر کے قوام کے ساتھ ملا کر پکایا جاتا ہے اور جب مرکب گاڑھا ہو جاتا ہے تو برتنوں میں بھر کے جما لیا جاتا ہے۔

**جامع برق**۔ (Electric Battery) بیٹری جس میں برقی رو کے دوڑنے سے پتّرے ضائع نہیں ہوتے بلکہ ان کی ترکیب کیمیائی میں تبدیلی واقع ہوتی ہے بسمت مخالف سے برقی رو دوڑانے پر الیکٹرولیسس Electrolysis سے پیدا شدہ ہائیڈروجن اور آکسیجن پتّروں کو ان کی اصلی حالت میں لے آتی ہے۔ سادہ جامع برق میں پتّرے جست یا اس کے کسی اکسائیڈ (Oxide) کے ہوتے ہیں۔

**جامع بیان العلم**۔ کسی ایسی تصنیف سے مراد ہے جو علوم و فنون کے مختلف شعبوں پر حاوی ہو اور واقفیتِ عامہ کے موضوعات پر مشتمل ہو۔ انسائیکلوپیڈیا یا مخزنِ علوم و فنون اس قسم کی تصنیف کا دوسرا نام ہو سکتا ہے۔

**جامع مسجد**۔ (Jum'a Mosque) جامع مسجد سے مراد وہ مسجد ہے جس میں زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی تعداد بیک وقت نماز ادا کر سکے۔ جامع مسجد کا محلِ وقوع عام طور پر مرکزی حصہ شہر میں ہوتا ہے اس کی وسعت اور گنجائش میں حتی الامکان یہ اہتمام رکھا جاتا ہے کہ جمعہ، عیدین اور جمعۃ الوداع کے مواقع پر شہر کی بڑی اکثریت اس میں سما سکے۔ دراصل جامع مسجد کی تعمیر اور قیام صرف ایک مخصوص فریضہ مذہبی ادا کرنے کی غرض سے نہیں ہوتا بلکہ مقصد یہ ہوتا ہے کہ شہر اور بیرونِ شہر کے مسلمان زیادہ سے زیادہ تعداد میں پانچ وقت اور ہر ہفتہ اور ہر سال میں چند مرتبہ یکجا ہوں اور اخوت اور مساوات کے مظاہرے کے علاوہ اپنے مسائل پر غور کر سکیں اور آپس میں تبادلۂ خیال کر کے اپنے تعلقات اور رشتوں کو استوار کر سکیں۔ عالمِ اسلام کی چند مشہور ترین جامع مسجدوں کے نام یہ ہیں:

جامع مسجد دہلی۔ شاہی مسجد لاہور، مسجد سلطان حسین (مصر)، مسجد ایاصوفیہ (ترکی)، مسجد قرطبہ (اسپین)۔ مسجد قرطبہ اپنی وسعت اور معماروں کے فنی کمال کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہے لیکن افسوس کہ عیسائی تسلط کی وجہ سے اب غیر آباد پڑی ہے۔

**جامعہ ازہر**۔ (Azhar University) قاہرہ کی مشہور مسجد اور یونیورسٹی۔

(۱) مسجد۔ بنو فاطمہ نے جب مصر کو فتح کر کے قاہرہ کو اپنا دار الحکومت بنایا تو اس وقت جوہر الکاتب صقلبی نے جو ابو تمیم کا سپہ سالار تھا ۳۵۹ھ میں اس کی بنیاد ڈالی جو دو برس بعد ۳۶۱ھ/۹۷۲ء میں تیار ہو گئی۔ اس کے بعد مختلف بادشاہوں نے اس میں اضافہ کیا۔ اس کے لئے جائیدادیں وقف کیں اور اس کی خوشنمائی پہ بہت سا روپیہ صرف کیا۔

(۲) یونیورسٹی۔ مسجد کے ساتھ ساتھ تعلیم بھی شروع کی گئی اور قرون وسطیٰ میں یہ دینی اور دنیوی تعلیم کا سب سے بڑا مرکز بن گئی۔ چونکہ دور دور سے طلباء آتے تھے اس لئے اس کی حیثیت اقامتی درسگاہ کی ہو گئی۔ آج بھی نصف سے زیادہ لڑکے اقامت گاہوں میں رہتے ہیں۔ شروع شروع میں یہاں صرف دینی تعلیم دی جاتی تھی لیکن جب اس کے مقابلے میں دنیوی علوم کے کالج قائم ہوئے تو ازہر نے بھی علوم متعارفہ کے شعبے قائم کئے اور ۱۹۳۰ء میں پرائمری، ثانوی، ڈگری اور عالم (ایم۔ اے) کے مدارج قائم کئے اور تعلیم کو مسجد سے نکال کر کالجوں میں منتقل کر دیا۔ اب صرف دینیات کا شعبہ بدستور مسجد سے وابستہ ہے۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ (دہلی) اسلامی ہندوستان کے تعلیمی اداروں میں ایک دلچسپ ادارہ ہے اس کی بنیاد ۱۹۲۰ء میں مولانا محمد علی جوہر مرحوم نے چند دوسرے رفقاء کی امداد سے ڈالی تھی اس زمانے میں حکومت انگلشیہ کے خلاف عدم تعاون کی تحریک زوروں پر تھی اور قومی اداروں کو حکومت کے اثر و امداد سے آزاد کرانے کی کوشش ہو رہی تھی چنانچہ مولانا محمد علی علی گڑھ گئے اور بہت سے طلباء کو اپنا ہم خیال بنا لیا۔ ادھر کالج کے منتظمین کا خیال تھا کہ جب تک کالج کے طلبا سرکاری ملازمت کے خواہاں ہیں۔ اس سے عدم تعاون حماقت ہے۔ مولانا کالج کو آزاد کرانے میں کامیاب نہ ہو سکے لیکن انہوں نے جامعہ ملیہ اسلامیہ کی علیحدہ بنیاد ڈال دی جو ۱۹۲۵ء میں دہلی منتقل ہو گئی یہاں حکیم اجمل خاں مرحوم اور ڈاکٹر انصاری مرحوم نے



بہت مدد کی اور ڈاکٹر ذاکر حسین شیخ الجامعہ کے حسن تدبر اور انتظامی قابلیت سے جامعہ نے دن دونی رات چوگنی ترقی شروع کر دی اور اب یہ یونیورسٹی اپنی مخصوص عمارت میں اوکھلا (قرول باغ) کے مقام پر بدستور قائم ہے۔

جامعہ ملیہ کی تاسیس کچھ ایسے حالات میں ہوئی کہ اس کی عملی صورت میں کئی باتیں علی گڑھ کالج سے اس قدر مختلف ہیں کہ جامعہ ملیہ کو علی گڑھ کالج کے خلاف رد عمل ہی سمجھا جاتا تھا لیکن غور سے دیکھا جائے تو ایسا نہ تھا بلکہ ان دونوں اداروں کے درمیان نصب العین کا فرق تھا۔ علی گڑھ کالج کا سب سے اہم عملی مقصد ایسے طلباء کی نشوونما ہو گیا جو حکمران قوم کے علوم وفنون اور زبان حاصل کر کے ملکی حکومت میں حصہ لے سکیں اور خود سر سید مرحوم کا یہ خواب کہ فلسفہ ہمارے دائیں ہاتھ اور سائنس ہمارے بائیں ہاتھ اور کلمہ سر پہ تاج کی مانند ہو گا، شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا بلکہ ادارہ اپنے ابتدائی مقصد کے گرد ہی گھومتا رہا۔ اس نے حالی اور شبلی جیسی نامور ہستیاں پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی۔

جس کا رد عمل جلد ہی ندوۃ العلماء اور دار المصنفین اعظم گڑھ کی بنیاد کی شکل میں ہوا۔ لوگ یہی خیال کرتے تھے کہ جن لوگوں نے مسجد کی چٹائیوں پر بیٹھ کر تعلیم پائی ہے، ان میں تو سر سید، محسن الملک اور وقار الملک، شبلی و حالی جیسی ہستیاں پیدا ہو گئیں انہوں نے نیچرل شاعری اور ایک جدید ادب کی بنیاد ڈالی لیکن جو لوگ علی گڑھ سے فارغ التحصیل ہوئے وہ فقط اس قابل ہوئے کہ کسی معمولی دفتر کے کل پرزے بن جائیں یعنی وہاں طالب علم صرف مادی نقطہ نظر سے تعلیم حاصل کرتے تھے۔ ایثار، قربانی، محنت اور مستعدی سے یکسر بے بہرہ ہو گئے۔

جامعہ ملیہ کی بنیاد اگرچہ شروع میں حریفانہ تھی لیکن بعد میں خود سر سید کے خواب کی تعبیر ثابت ہونے لگی اور کیوں نہ ہوتی، اس کے بانی خود علی گڑھ کے طالب علم رہ چکے تھے اور اس کے شیخ ڈاکٹر ذاکر بھی وہیں کے تربیت یافتہ تھے اور علی گڑھ کے مداح بھی تھے۔ چنانچہ انہوں نے سر سید کے اصلی خیال کو عملی جامہ پہنانا شروع کیا اور چند خصوصیات اس میں

پیدا کیں۔

(۱) سب سے امتیازی خصوصیت اساتذہ کا ایثار اور قربانی ہے۔ ان اساتذہ میں سے بعض ایسے ہیں کہ انہوں نے اپنی جائیداد بیچ کر یورپ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے اور اس کے بعد نہایت معمولی مشاہروں پر اپنی قوم کی خدمت کر رہے ہیں۔

(۲) جامعہ کی دوسری صفت اساتذہ اور طلبا کی سادہ زندگی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ سادگی کے بغیر ایثار بھی ممکن نہیں اور صرف انسان کو خرچ پورا کرنے کے لئے ضمیر فروشی کرنی پڑتی ہے۔ کفایت شعاری کی تعلیم اس ادارے میں عملاً ہوتی ہے۔

(۳) تیسری صفت اس ادارے کی صنعت و حرفت کی تعلیم ہے اور یہ ضروری بھی تھی کیونکہ جامعہ نے سرکاری ملازمت کو اپنا نصب العین کبھی نہیں بنایا لیکن چونکہ طلباء کے اقتصادی مستقبل کا سوال حل کئے بغیر کوئی درسگاہ زندہ نہیں رہ سکتی تھی۔ اس لئے حرفہ کو تعلیم کا بنیادی جزو قرار دیا گیا۔ یہ جامعہ کی تدریس کا سب سے اہم پہلو ہے کیونکہ تعلیم عام ہونے کی وجہ سے ملازمت کا دائرہ بالکل محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ جن حرفوں کی اس جگہ تعلیم ہوتی ہے۔ ان میں نجاری، قفل سازی، پارچہ بافی، ڈیری فارمنگ اور کیمیاوی صنعتیں ہیں جن سے طلباء آسانی کے ساتھ اپنی روزی کما سکتے ہیں۔

(۴) چوتھی قابل ذکر خصوصیت جامعہ کی علمی زندگی ہے۔ جامعہ ادب و اشاعت علم کا ایک مرکز ہے۔ وہاں ایک اردو اکیڈمی ہے جس سے ملحقہ ایک دارالاشاعت ہے۔ جہاں سے بہت بڑی تعداد میں قابل قدر کتب شائع ہوتی ہیں۔ جن میں بچوں کے لئے افسانے، ناول، سوانح اور معلوماتی کتب ہیں۔ جامعہ نے بہترین ہندو اہل علم و قائدین کے خیالات اردو میں منتقل کئے ہیں۔ مسلمان اپنے انتہائی عروج کے زمانے میں بھی دیگر اقوام سے علمی روابط رکھتے تھے۔

موجودہ وقت میں یعنی تقسیم کے بعد اگرچہ ہندی کی ترویج کے باعث ادارہ ایک نئی صورت اختیار کر رہا ہے تاہم اس میں مسلمانوں کے لئے صحیح راستے کے امکانات موجود ہیں۔

**جان بپٹسٹ۔** ( John Baptist ) مسیحی پیشوا اور پیغمبر۔ زکریا اور الیزبتھ کا بیٹا جو مسیحؑ کی والدہ مریمؑ کا ہمشیرزاد بھائی تھا۔ پیدائش اور نسل کی رو سے نصرانی تھا۔ مسیحؑ کی آمد کا اعلان کیا۔ اردن میں اسے بپتسمہ دیا۔ ہیروڈ انٹی پاس نے سلومی کی تحریک پر اسے سولی پر چڑھایا۔

**جان بُل۔** ( John Bull ) انگریزوں کا روایتی نام۔ اس کا اولین تحریری ذکر آربتھ ناٹ کی کتاب "تاریخ جان بُل" میں ہے جو ۱۷۱۲ء میں شائع ہوئی۔ اس کے بعد اس لفظ کو عام مقبولیت حاصل ہو گئی اور اس سے انگریز مراد لئے جانے لگے۔

**جان بنین۔** (John Bunyan) انگریز واعظ (۱۶۲۸ء تا ۱۶۸۸ء) شہرۂ آفاق انگریزی کتاب Pilgrim's Progress کا مصنف۔ بیڈفورڈ انگلینڈ کے قریب ایک ادنےٰ گھرانے میں پیدا ہوا۔ باپ کا پیشہ برتن مرمت کرنا تھا اور بیٹے نے بھی یہی پیشہ اختیار کیا۔ ابتدا سے وعظ و نصیحت کی دھن تھی اور غریب ہمسایوں میں پرچار کی بدولت حکومت نے اسے بارہ تیرہ برس کے لئے نظر بند کئے رکھا۔ دوران حبس میں ۱۶۷۸ء میں اس نے اپنی عالمگیر شہرت کی حامل Pilgrims Progress تصنیف کی۔ یہ کتاب انگریزی ادب عالیہ کی علمبردار ہے۔ علاوہ ازیں اور بھی کتابیں لکھیں جن کی تعداد ساٹھ کے قریب ہے۔ مگر ان میں سے متداول صرف چند ایک ہیں۔

**جاندار طبقہ۔** ( Animal Class ) حیوانات کی کل دنیا کو جاندار کہتے ہیں لیکن موجودہ سائنس کی رو سے اب نباتات کو بھی جاندار طبقے میں شامل کیا جاتا ہے اس جاندار طبقے میں کئی قسم کے درجے ہیں اور ان درجوں میں بھی جانوروں کی کئی اصناف شامل ہیں

بڑے بڑے درجے یہ ہیں:

اوّل۔ امیبا کی قسم کے نہایت سادہ اور مختصر جانور۔ مونگے کے کیڑے بھی انہیں میں شامل ہیں۔

دوم۔ کرم یا گینڈوے کی قسم کے بغیر ہڈی و اعضاء کے جانور۔

سوم۔ کیڑے مکوڑے۔ جن میں اندرونی ہڈیوں کی جگہ بیرونی ڈھال سی ہوتی ہے جو ڈھانچے کو قائم رکھتی ہے۔

چہارم۔ موتیا جانور۔ جو لعاب کی طرح کے جسم رکھتے ہیں اور سیپیوں میں رہتے ہیں۔ سیپی دراصل جانور کا بیرونی پنجر ہوتا ہے جو اندرونی جسم کی جگہ ہوتا ہے۔

پنجم۔ ستارہ مچھلی کی قسم کے جانور۔ یہ بھی گھونگوں اور سیپیوں میں رہتے ہیں۔

ششم۔ ریڑھ کی ہڈی والے جانور۔ جن کی مزید پانچ اقسام ہیں۔

(۱) مچھلی کی قسم کے آبی جانور۔

(۲) مینڈک کی قسم کے دوجائی جانور۔

(۳) سانپ گرگٹ اور کچھوے کی قسم کے رینگنے والے جانور

(۴) فضا میں اڑنے والے جانور یعنی پرندے ان میں نہ اڑنے والے پردار جانور بھی شامل ہیں۔ یہ سب کے سب انڈے دیتے اور بچوں کو چوگے سے پالتے ہیں۔

(۵) چمگادڑ کی قسم کے دودھ پلانے والے پرندے۔

ہفتم۔ نباتات، جن میں درخت اور پودے شامل ہیں۔ درخت عمر میں انسان کی عمر طبعی سے بھی کئی گنا بڑے ہوتے ہیں اور پودے عموماً چھ ماہ سال دو سال کے بعد فنا ہو جاتے ہیں۔

## جانسٹن سر ہیری ہملٹن۔

(۱۸۵۸ء تا ۱۹۲۷ء) مشہور برطانوی سیاح۔ لندن میں پیدا ہوا۔ ۱۸۸۹ء میں اس نے نیاسا یعنی وسطی افریقہ پر برطانوی انتداب قائم کیا۔ ۱۸۹۱ء سے ۱۸۹۶ء تک برطانوی وسطی افریقہ کا کمشنر رہا۔

## جانسن، ایمی۔

(۱۹۰۳ء تا ۱۹۴۱ء) مشہور برطانوی ہواباز خاتون۔ جس نے ۱۹۳۲ء میں بحر اطلانتک عبور کر کے دنیا کو حیرت میں ڈال دیا تھا۔ ایک ہوائی حادثہ میں ماری گئی۔

## جانسن، انڈریو۔ (دیکھو انڈریو، جانسن)۔

## جانسن سیموئیل ڈاکٹر Dr. Samuel Johnson

(۱۷۰۹ء تا ۱۷۸۴ء) ایک انگریز ادیب اور لغت نویس پیدائش لچفیلڈ (انگلینڈ) ایک تاجر کتب کا بیٹا تعلیم آکسفورڈ میں حاصل کی۔ آغاز ایک بورڈنگ سکول کے اجرا سے کیا جو چل نہ سکا۔ لندن میں رہائش اختیار کی۔ میگزینوں میں مضامین لکھنا شروع کیے اور پارلیمنٹ کے مباحثات رپورٹ کرنا شروع کیے۔ ۱۷۴۷ء سے ایک بڑی انگریزی لغت کا آغاز کیا جو ۱۷۵۵ء میں شائع ہو گئی۔ بہت سی کتابیں اور رسالے تصنیف کیے۔ ۱۷۶۲ء میں شاہِ انگلینڈ نے اسے ۳۰۰ پونڈ سالانہ کی پنشن عطا کی۔ اس کے علمی رفیق، باس ویل Boswell نے اس کے سوانح حیات ثبت کیے ہیں، جو انگریزی سوانح عمریوں میں مشہور ترین ہے۔

## جانسن، بنجمن۔ (دیکھو بنجمن جانسن)۔

## جان متھائی (ڈاکٹر)

۱۸۸۶ء میں مدراس میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے مدراس کرسچن کالج اور لندن سکول آف اکنامکس میں تعلیم حاصل کی۔ کچھ عرصہ آکسفورڈ یونیورسٹی میں بھی زیرِ تعلیم رہے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد مدراس ہائیکورٹ میں وکالت کرتے رہے۔ حکومت مدراس کے محکمہ امداد باہمی میں آفیسر آن سپیشل ڈیوٹی Officer on Special Duty رہے۔ بعد ازاں پانچ سال تک مدراس یونیورسٹی میں اقتصادیات کے پروفیسر رہے۔ ۱۹۲۲ء میں مدراس کی قانون ساز کونسل (Council) کے رکن بنائے گئے اور پھر ہندوستان کے ٹیرف بورڈ (Tariff Board)

کے صدر مقرر ہوئے۔ سرکاری ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد وہ ٹاٹا کمپنی میں ملازم ہو گئے اور چار سال بعد اس کمپنی کے ڈائرکٹر مقرر ہوئے۔ آزادی کے بعد وہ ہندوستان کے وزیر خزانہ بنائے گئے۔ وزارت سے علیحدگی کے بعد سٹیٹ بنک آف انڈیا کے مرکزی بورڈ کے صدر مقرر ہوئے۔

**جاں نثار اختر۔** مشہور شاعر سنہ ۱۹۱۴ء میں گوالیار میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی اور وہیں سے میٹرک پاس کیا۔ سنہ ۱۹۳۹ء میں علی گڑھ یونیورسٹی سے ایم۔ اے درجہ اول میں پاس کیا۔ سنہ ۱۹۴۰ء میں آپ وکٹوریہ کالج گوالیار میں اردو کے لیکچرار مقرر ہوئے۔

علی گڑھ کے دوران قیام میں مختلف قسم کی ادبی خدمات انجام دیں۔

موجودہ دور کے نامور شعرا میں بہت بلند مقام کے مالک ہیں۔ ان کی شاعری میں رومانی اور انقلابی دونوں عنصر پائے جاتے ہیں۔

آپ کی نظموں کا ایک مجموعہ "سلاسل" کے نام سے شائع ہو چکا ہے اور دوسرا مجموعہ ترتیب دے رہے ہیں۔

**جانور۔ (Animals)** یوں تو ہر جاندار شے اس لفظ کے مفہوم میں داخل ہے لیکن علم الحیوانات میں جانور مخصوص ہے اس مخلوق کے لئے جو انسان اور پودوں کے علاوہ ہے۔ یوں تو یہ مسلمہ امر ہے کہ پودے اور جانور ایک ہی اصل سے ہیں لیکن جانوروں میں چلنے پھرنے کی صلاحیت ہے اور پودے اس سے معذور ہیں۔ جانوروں میں آلات تنفس وانہضام وتوالد وتناسل واخراج نمایاں ہیں لیکن پودوں میں یہ کیفیت ظاہری طور پر نمایاں نہیں۔ گو آلات خوردبین کی مدد سے اس کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے علم نباتات کے ماہرین نے بہت سے انکشافات پودوں کی حیات کے متعلق کئے ہیں جن کا تذکرہ اپنی جگہ پر کیا گیا ہے۔

**جانوروں کی فوری طبی امداد۔ First Aid to Animals** پالتو جانوروں کی فوری امداد کے بارے میں اگر بعض بدیہی باتیں کارآمد اور مفید ثابت نہ ہوں تو سلوتری ڈاکٹر کو بلانا چاہئے۔ ہڈی ٹوٹ جائے یا حادثہ پیش آجائے تو فوراً جانور کو حیوانات کے شفاخانے میں پہنچانا چاہئے۔

کتے اور بلی کو جو بیماریاں لاحق ہوتی ہیں ان کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کو ان کے حسب حال خوراک نہیں ملتی۔ کتا اور بلی دونوں گوشت خور جانور ہیں اور دونوں تازہ شکار کا گوشت مزے سے کھاتے ہیں۔ ان جانوروں کو حسب خلاف عادت سبزی ترکاری یا روٹی دی جائے گی تو یہ کچھ عرصے کے بعد بیمار ہو جائیں گے۔ کتا اگرچہ مردار کھاتا ہے لیکن سڑے ہوئے یا باسی گوشت سے اسے پرہیز کرانا چاہئے۔ باسی مچھلی یا باسی گوشت سے بلی اور کتے کی سانس بدبودار ہو جاتی ہے اور ان کے معدوں میں ریاح پیدا ہوتے ہیں۔ اس کا باعث ایسی ناموافق خوراک بھی ہو سکتی ہے جس کے چبانے میں دانتوں اور مسوڑھوں کا استعمال نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ان کو ماس خورہ کی شکایت ہو جاتی ہے۔ نرم و نازک ہڈیاں جو جلد ٹوٹ سکتی ہوں۔ ان جانوروں کو نہیں دینی چاہئیں کیونکہ ان ہڈیوں کے ریزے نگل لئے جائیں تو غشائی جھلیوں میں زخم ہو جاتے ہیں۔

فوری سردی اور فوری گرمی کے اثرات سے پالتو جانوروں کو محفوظ رکھنا چاہئے۔

**جاوا۔ (Java)** مملکت انڈونیشیا کے اجزائے ترکیبی میں سے ایک جزیرہ۔ اس کا رقبہ بشمول مدورا ۵۰،۷۵۰ مربع میل ہے اور آبادی ۴،۲۰،۰۰،۰۰۰ کے قریب ہے۔ اس میں کئی ایک آتش فشاں پہاڑ ہیں۔ آب و ہوا گرم ہے اور ساحل پر غیر صحت بخش۔ پہاڑ گھنے جنگلات سے ڈھکے ہوئے ہیں جن میں ساگوان کی لکڑی بافراط پائی جاتی ہے۔ میدانی علاقہ زرخیز ہے۔ دیگر مزروعات کے علاوہ کافی چائے نیشکر اور تمباکو بھی کاشت کئے جاتے ہیں۔ برآمدات میں سب سے اہم چیز ربڑ ہے۔ جاوا کے باشندے زیادہ تر ملائی لوگ ہیں۔ تقریباً چھ لاکھ کے قریب چینی بھی آباد ہیں اور ان کے علاوہ دیگر قوموں کے افراد معتدبہ تعداد میں موجود ہیں۔ یہاں کے ملائی لوگ اپنے گردو نواح کے تمام نسلوں سے زیادہ شائستہ واقع ہوئے ہیں۔

**جائیداد۔ Property** جائیداد فارسی لفظ ہے جس کے معنی ملکیت، مال اسباب، جاگیر، اثاث البیت اور پیداوار وغیرہ ہیں۔ اقتصادیات اور معاشیات میں وہ تمام چیزیں کسی شخص کی جائیداد کہلاتی ہیں جنہیں وہ حصول دولت کے لئے استعمال کرتا ہے۔ جائیداد دو طرح کی ہوتی ہے۔ منقولہ اور غیر منقولہ۔ تمام ایسی چیزیں جو اپنی جگہ سے سرک نہ سکیں اور ایک جگہ سے دوسری جگہ نہ لے جائی جاسکیں جائیداد غیر منقولہ کہلاتی ہیں۔ زمین، مکانات، زمین مسکنی، زمین مزروعہ وغیرہ جائیداد غیر منقولہ کے ضمن میں آتی ہیں اس کے مقابلے میں جائیداد منقولہ مثلاً مال اسباب، غلہ، زیور نقدی وغیرہ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاسکتے ہیں۔ منقولہ جس کی نقل مکانی ہو سکے اور غیر منقولہ جس کی نقل مکان نہ ہو سکے۔

**جائزہ Surveying** سطح زمین اور اس کے متعلقات کو کاغذ پر نقشے کی صورت میں کسی مقررہ پیمانے کے مطابق ظاہر کرنا سروے یا Surveying کہلاتا ہے۔ جائزے کے دو طریقے سادہ Plane اور جیوڈیٹک Geodetic عام مروج ہیں۔ سادہ طریقہ جس میں زمین کے جغرافیائی حالات کا مطالعہ Topography اور علم بحار رود انہار Adrography بھی شامل ہے عام طور پر محدود رقبے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس طریقہ میں سطح زمین کو ایک ہموار میدان تصور کیا جاتا ہے اور گولائی Curvature کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ جیوڈیسی Geodesy طریقہ میں سطح زمین کی گولائی وغیرہ کو پیش نظر رکھا جاتا ہے اور بڑے رقبہ جات کے جائزے میں اس طریقے کو استعمال کیا جاتا ہے۔ زمین جائزے کا سب سے آسان طریقہ رقبے کو مختلف مثلثوں میں تقسیم کرکے ان مثلثوں کا رقبہ معلوم کرنا ہوتا ہے۔

جائزے کے لئے ایک خاص آلہ جس میں دوربین قطب نما اور لیولنگ گلاس Levelling Glass لگا ہوتا ہے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس آلے کا نام تھیوڈولائٹ Theodolite ہے۔ تھیوڈولائٹ کے علاوہ آہنی فیتے اور جریبیں بھی استعمال ہوتی ہیں۔

**جائزۂ ارضی۔ Geology. Geological Survey** جائزہ ارضی سے مراد زمین یا اس کے کسی حصے کا مطالعہ ہے جس سے معلوم ہو سکے کہ اس کی ساخت کیسی ہے معدنیات کس قسم کی ہیں سطح کس طرح کی ہے اور مٹی کس خاصیت کی ہے۔ انسان نے ابتدائے آفرینش ہی سے اپنے ارد گرد کی چیزوں کا جائزہ لینا اور ان کو اپنی بساط کے مطابق سمجھنا شروع کیا مگر پرانے زمانے کے لوگوں نے یہ باتیں نہ تو دوسرے لوگوں کو بتائیں اور نہ کوئی اس قسم کی یادداشت لکھی جس سے ان کی معلومات ہم تک پہنچ سکیں۔

جائزہ ارضی کئی وجوہ سے بڑا اہم اور ضروری ہے اس سے انسان کو نئی نئی باتیں معلوم کرنے کا موقع ملتا ہے اور وہ اپنے ارد گرد جس زمین کو دیکھتا ہے، اس کے متعلق زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ انسان کی زمین کے متعلق معلومات جتنی زیادہ ہوتی ہیں، اتنی زیادہ فراست کے ساتھ وہ زمین کے وسائل کو استعمال کرکے اپنی زندگی کے معیار کو بلند کرتا چلا جاتا ہے۔ زمین کا اکثر حصہ چٹانوں کی صورت میں ہے جنہیں مٹی اور ٹوٹی ہوئی چٹانوں کے ذرات نے گھیر رکھا ہے۔ یہ چٹانیں کئی قسم کی ہیں اور مختلف طریقوں سے بنی ہیں۔ آتشی چٹانیں، تہ دار چٹانیں اور متغیر چٹانیں، ان کی بڑی بڑی قسمیں ہیں۔ چٹانوں کے مطالعہ سے معلوم ہو جاتا ہے کہ جب یہ چٹان بنی اس وقت یہاں کی زمین کی کیفیت کیا تھی۔ جن چٹانوں میں پرانے پودوں اور جانوروں کے آثار اور پنجر ملتے ہیں اور جو اب تبدیل ہو کر پتھر کی صورت اختیار کر چکے ہیں۔ ان سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس علاقے میں کون کون سے جانور پائے جاتے تھے۔ معدنیات کی مختلف قسمیں بھی مختلف چٹانوں میں بکھری ہوئی ملتی ہیں۔

**جائے پناہ۔ Asylum : Protection** جائے پناہ کے معنی امن اور حفاظت کی جگہ ہیں۔ اصطلاحاً ایسے محفوظ شہر یا علاقے کو کہتے ہیں جہاں آدمی بوقت ضرورت اپنی جان بچانے کے لئے پناہ لیتا ہے۔ یہودیوں میں بہت پرانے زمانے سے یہ رواج چلا آتا تھا کہ اگر کوئی شخص بغیر ارادے کے محض اتفاقیہ طور پر کسی جرم کا مرتکب ہوتا تو انتقام کی زد سے بچنے کے لئے محفوظ شہر میں چلا جاتا تھا محفوظ شہر میں داخل ہو جانے کے بعد انتقام لینے والوں کو یہ حق حاصل نہ تھا کہ وہ اس سے باز پرس کریں یا اسے کسی قسم کا گزند پہنچائیں۔ قدیم زمانے میں اس قسم کی پناہ گاہیں دنیا کے اکثر حصوں میں موجود تھیں۔

آج کل ہوائی حملوں کے بچاؤ سے حفاظتی تہ خانے یا زمین دوز عمارتیں بڑے بڑے شہروں میں جا بجا تعمیر کی جاتی ہیں تاکہ جنگ کے وقت شہری آبادی وہاں پناہ گزین ہو سکے۔ ہوائی حملوں سے بچاؤ کے لئے ترقی یافتہ ملکوں میں عوام کو مسلسل تربیت دی جاتی ہے۔ اس سلسلے کو ہوائی حملے کی حفاظتی تدابیر Air Raid Precautions کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ پاکستان میں وقتاً فوقتاً اس قسم کی تربیت پبلک کو دی جاتی ہے۔

**جبّارؓ بن صخر۔** نام جبّار، کنیت ابوعبداللہ، قبیلہ خزرج، خاندان مسلمہ۔

عقبۂ ثانیہ کے وقت اسلام لائے۔ غزوہ بدر اور اس کے بعد سب غزوات میں شمولیت کی۔

حساب میں بہت ماہر تھے، اس لئے دارالخلافہ میں محاسب اور خازن کا عہدہ ان کے سپرد کیا گیا۔

خیبر فتح ہونے پر عبداللہؓ بن رواحہ کے بعد جبارؓ کو خارص مقرر کیا گیا اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے عہد خلافت تک آپ اسی عہدہ پر فائز رہے۔

مسند میں کچھ احادیث بھی ان سے مروی ہیں۔

آپ انصار میں اعلیٰ پائے کے صحابی سمجھے جاتے ہیں۔

۳۰ھ میں حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں بعمر باسٹھ ۶۲ سال وفات پائی۔

**جبرالٹر۔** (دیکھو جبل الطارق)

**جبرائیل علیہ السّلام۔** Gabriel ایک جلیل القدر فرشتے کا نام نامی جو انبیاء علیہم السلام کی طرف وحی لاتے تھے۔ حضورؐ کے پاس تو بعض اوقات عام انسانی صورت میں بھی تشریف لائے اور حضورؐ سے ایمان اور احسان وغیرہ کے متعلق سوالات کئے ــــ جن کے جوابات سے عام مسلمان مستفید ہوتے کہا جاتا ہے کہ معراج میں یہی حضورؐ کے ساتھ تھے لیکن ایک خاص مقام سے آگے حضورؐ اکیلے ہی تشریف لے گئے

**جبر و قدر** (مسئلہ) انسان کے اضطراری اور اختیاری فعل۔ دنیا میں یہ مسئلہ ہر مذہب و ملت اور نظامِ فلسفہ میں بحث کا موضوع بنا ہوا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ جب خدا نے انسان کو بنایا تو اس نے اس کے ہر قول و عمل کی بھی بنیاد رکھ دی جس کا تبدیل کرنا انسانی طاقت سے باہر ہے۔ اس کو عام لوگ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جو کچھ ہوتا ہے قسمت کا نوشتہ ہوتا ہے اور قسمت کے لکھے کو کوئی چیز نہیں مٹا سکتی۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ ایسا نہیں ہے، بلکہ ہم اپنے قول و فعل میں بالکل مختار ہیں اور ان کو ایسی صورت میں ڈھال سکتے ہیں جن سے خاطر خواہ نتائج حاصل ہوں۔ ایک تیسرا گروہ بھی ہے جو کہتا ہے کہ خدا نے ہمیں پیدا کر کے نیکی اور بدی کی تمیز عطا کر دی ہے اور ایک ضابطہ قائم کر دیا ہے جو قانون قدرت کہلاتا ہے اگر ہم اس ضابطہ کے خلاف چلیں تو نقصان اٹھائیں گے اگر اس کی پیروی کریں گے تو فائدہ میں رہیں گے اور اس انتخاب فعل میں ہم بالکل مختار ہیں۔ غرضیکہ اس مسئلہ کا فیصلہ ابتدائے آفرینش سے لے کر اب تک بحث و تمحیص کا موضوع بنا ہوا ہے۔

**جبر و مقابلہ۔** (دیکھو الجبرا)

**جبری بھرتی** Conscription دورانِ جنگ میں یا اس سے کچھ پہلے خصوصاً دفاعی ضروریات کے پیش نظر ہر تندرست اور جوان شخص کو خواہ وہ کسی پیشے کا ہو، فوج میں معینہ مدت کے لئے لازمی طور پر بھرتی کر لیا جاتا ہے۔ بسا اوقات زمانۂ امن میں بھی لوگوں کی کافی تعداد میں فوجی تربیت دینے کی غرض سے جبریہ بھرتی کر لی جاتی ہے تاکہ بصورتِ جنگ ان کی خدمات سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔

**جبیرؓ بن مطعمؓ۔** کنیت ابو محمد۔ خاندان قریش آپ کے والد مطعم نے حالتِ شرک و کفر میں بھی رسول اللہ صلعم کی بڑی مدد کی۔ اور حضرت خدیجہؓ اور ابو طالب کی وفات کے بعد رسول اللہؐ نے ان سے پناہ طلب کی تو انہوں نے ہر طرح ان کی مدد کی۔

جنگ احد میں جبیرؓ نے اپنے غلام وحشی کو حضرت حمزہؓ کے قتل پر مامور کیا اور اس کے عوض میں اسے آزاد کرنے کا وعدہ کیا چنانچہ حضرت حمزہؓ اسی غلام کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

آپ فتح مکہ سے قدرے پیشتر مسلمان ہوئے اور صرف جنگ حنین میں شریک ہوئے ۵۰ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔

آپ نے حضورؐ کی کم و بیش ۶۰ احادیث روایت کی ہیں۔

**جبڑا Jaws** جبڑے منہ کے ڈھانچے کا اہم جزو ہیں۔ جبڑے کے دو حصے ہوتے ہیں اوپر کا جبڑا اور نیچے کا جبڑا نیچے کے جبڑے کی ہڈی چہرے کی ہڈیوں میں سب سے بڑی ہوتی ہے یہ افقی صورت میں ہوتی ہے، مگر اس کے پچھلے سرے پر دو عمودی ابھار (فراز) ہوتے ہیں۔ دانتوں کی جڑیں انہی دونوں جبڑوں میں ہوتی ہیں۔ اوپر اور نیچے کے جبڑے چار جوڑی مضبوط پٹھوں کی بدولت حرکت کرتے اور کھلتے اور بند ہوتے ہیں۔

**جبل ارارات Ararat Mountain** علاقہ آرمینیا کا ایک پہاڑ جس پر حضرت نوحؑ کی کشتی کا ٹھیرنا بتلایا جاتا ہے۔ اس کی بلندی سترہ ہزار فٹ ہے جو تی اس کی آتش فشاں ہے۔ ارارات آرمینیا کا بھی قدیم نام ہے۔

نیز صوبہ کردستان میں واقع آسٹریلیا کے ایک شہر کا بھی نام ہے جو گندم اور اون کی تجارت کا مرکز ہے۔ یہاں انگوروں کی بیلیں بکثرت پائی جاتی ہیں اور کانوں سے سونا نکلتا ہے۔ آبادی پانچ ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔

**جبل الطارق۔ Gibraltar** ہسپانیہ کے جنوب میں تاج برطانیہ کی ایک نوآبادی جو سطح سمندر پر بڑھی ہوئی ایک پہاڑی پر واقع ہے۔ یہ پہاڑی لمبائی میں ۲ ۱/۲ میل اور چوڑائی میں ۳/۴ میل کے برابر ہے۔ سطح سمندر سے اس کی بلندی ۱۴۰۰ فٹ کے قریب ہے۔ ہسپانیہ کے قطعۂ ارض سے ایک ریگستانی قطعہ کے ذریعہ منسلک ہے، جس کی لمبائی ڈیڑھ میل ہے۔ جبرالٹر کا اصل نام مسلم فاتح طارق کے نام پر "جبل الطارق" تھا مگر اب یہ لفظ بگڑ کر صرف "جبرالٹر" رہ گیا ہے۔ انگریزوں نے اس پر ۱۷۰۴ء میں قبضہ کیا تھا۔

**جبل اٹینا Etna Mountain** جزیرہ نما سسلی کے مشرقی ساحل پر ایک آتش فشاں پہاڑ ہے۔ بلندی ۱۰,۷۵۸ فیٹ ہے۔ یہ پہاڑ اپنی بے شمار اور تباہی خیز آتش فشانیوں کے لئے مشہور ہے۔ اس کی رصد گاہ Observatory جو ۱۸۸۰ء میں تعمیر ہوئی۔ سطح سمندر سے ۹۰۷۵ فیٹ بلند ہے اور یورپ میں بلند ترین آباد مسکن ہے۔

**جبلہ بن الایہم غسانی۔** بنو غسان کا آخری بادشاہ سلطنت غسان، عرب اور شام کے درمیان عربوں کی ایک ریاست تھی جو قیصر روم کی باج گذار تھی۔ جنگ یرموک (۶۳۶ء) میں جبلہ ابن الایہم بازنطینی لشکر کے ساتھ مسلمان عربوں کے خلاف لڑا۔ شکست کے بعد جبلہ نے اسلام قبول کر لیا۔ قبول اسلام کے بعد وہ بڑے شاہانہ کرّ و فر کے ساتھ اسلامی دارالخلافہ میں آیا۔ جہاں اس کا شایان شان استقبال ہوا۔ ایک روز کعبہ کا طواف کرتے ہوئے جبلہ کے شاہی چوغے پر ایک بدو کا پاؤں پڑ گیا۔ جبلہ نے اس کے منہ پر طمانچہ رسید کر دیا جس سے بدو کا ایک دانت ٹوٹ گیا۔ بدو حضرت عمرؓ کی عدالت میں حاضر ہو کر انصاف کا طالب ہوا۔ حضرت عمرؓ نے جبلہ کو بلا کر پوچھا "تم نے اپنے ایک مسلمان بھائی کو کیوں مارا؟" جبلہ نے جواب دیا "اس نے میری توہین کی اگر وہ متبرک جگہ پر نہ ہوتا تو میں اسی وقت اسے قتل کر دیتا۔" حضرت عمرؓ نے کہا "یہ الفاظ تمہارے جرم کو ثابت کرتے ہیں۔ لہٰذا یا تو تم بدو سے معافی مانگو یا مقررہ سزا بھگتو۔" جبلہ نے کہا "لیکن میں بادشاہ ہوں اور وہ ایک معمولی آدمی۔" حضرت عمرؓ نے فرمایا "شاہ ہو یا گدا، تم دونوں مسلمان ہو اور اس لئے اسلام کی نظر میں برابر ہو۔" جبلہ نے درخواست کی کہ سزا کل تک کے لئے موقوف رکھی جائے تاکہ بدو کی رضامندی

سے یہ درخواست منظور ہوتی مگر جبلہ بن الایہم نے رات کی تاریکی میں راہ فرار اختیار کی اور قسطنطنیہ پہنچ کر دوبارہ عیسائی ہوگیا۔

**جپسم** ۔ Gypsum ایک قسم کا معدنی مرکب ہے جس میں ہائیڈریٹ کیلشیم سلفیٹ Calcium Sulphate Hydrate شامل ہے۔ یہ مصنوعی کھاد بنانے میں کثرت سے استعمال کیا جاتا ہے اس کے علاوہ کیلشیم کے نمک اور پلاسٹر آف پیرس وغیرہ بنانے میں بھی استعمال ہوتا ہے ۔ سیمنٹ بنانے والے کارخانے بھی اسے استعمال کرتے ہیں۔ جپسم Gypsum مغربی پاکستان میں بافراط دستیاب ہوتا ہے۔ یہ پاکستان کی بہت قیمتی معدنی دولت ہے اور اس کے معلومہ ذخیرے ایک اندازے کے مطابق تین کروڑ ٹن کے قریب ہیں گو اس کی سالانہ اوسط پیداوار اس وقت سولہ ہزار ٹن ہے۔

**جتھہ بندی کی دفعات** ۔ "Unlawful Assembly" Sections تعزیرات پاکستان کی دفعات جو جتھہ بندی اور گروہ سازی کے مختلف پہلوؤں سے مختص ہیں۔ یہ دفعات ۱۴۱ سے ۱۴۹ تک کے سیکشنوں پر حاوی ہیں اور غیر مسلح یا مسلح ہونے کی صورت میں ایک دوسری سے امتیاز کے درجوں اور سزاؤں کے تفاوت کی حامل ہیں۔

**جیٹ انجن** Jet Engine کسی ایسے بیلن Cylinder کا تصور کیجئے جو ایک طرف سے کھلا ہو اور اس کے اندر دھماکے سے اڑ جانے والی گیس بھری ہوئی ہو۔ گیس کو آگ لگے گی اور دھماکے کا دباؤ بیلن کے بند حصہ پر پڑے گا تو بیلن اس سمت میں آگے بڑھے گا۔ چنانچہ جیٹ انجنوں کی اساس اسی اصول پر ہے اور ایسے انجنوں والے ہوائی جہاز کافی بلندی پر بہت تیز رفتار سے اڑ سکتے ہیں۔ پٹرول اور ہوا کو مخلوط کر کے اڑنے والی گیس تیار ہوتی ہے۔ ایک بادگیر آلے Impellor کے ذریعہ سے ہوا انجن کے سامنے والے حصے سے فراہم کر کے کھینچ لی جاتی ہے۔ آگ لگنے والے Combustion Chambers میں پیہم تیز تواتر کے ساتھ آگ لگتی رہتی ہے اور اس جلتی ہوئی ہوا کا مستقل دھارا یکساں طور پر بھاپ نکاس گون Exhaust Pipe پر سے ہوتا ہوا بھاپ نکاس نلکی Exhaust Cone میں پہنچتا ہے جہاں سے یہ انجن کے پچھلے حصے میں نکل جاتا ہے۔ باہر نکلتے وقت اس کے دباؤ کی وجہ سے ایک چرخی Turbine گھومنے لگتی ہے۔ چرخی ایک دھرے کو گھماتی ہے اور دھرے سے بادگیر پرزہ Impellor چلتا رہتا ہے جو انجن کے سامنے سے ہوا جمع کرتا رہتا ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے خاص بات یہ ہے کہ جیٹ انجن کو آگے بڑھنے کے لئے اپنے پیچھے کثیف ہوا کی موجودگی کی ضرورت نہیں ہے جس کو انجن کی بھاپ Exhaust Gas دھکا دے کر جہاز کو آگے بڑھائے۔ یہ انجن تو اس وجہ سے آگے بڑھتا ہے کہ آگ لگنے والے خانوں میں ہوا دھماکہ سے اڑ کر مشین کو آگے کی طرف دھکیلتی رہتی ہے۔ اس اعتبار سے جیٹ انجن کو پنکھے سے چلنے والے انجن Propeller Engine پر فوقیت حاصل ہے۔ کیونکہ یہ زیادہ بلندی پر بھی اڑ سکتا ہے جہاں ہوا کی کثافت بہت کم ہوتی ہے۔

**جج** ۔ (Judge) وہ افسر جو قانون کے اعلیٰ امتحانات پاس کرنے کے بعد قانون سے کماحقہ واقفیت رکھتا ہو اور اسے کسی دیوانی یا فوجداری عدالت کی صدارت پر فائز کیا گیا ہو۔

پاکستان میں دیوانی عدالتوں کے جج سول جج کہلاتے ہیں اور فوجداری ماتحت عدالتوں کے جج مجسٹریٹ کہلاتے ہیں البتہ فوجداری عدالت بالا سیشن جج کی عدالت ہوتی ہے اور سیشن جج کو دیوانی اختیارات کی عدالت بالا کی حیثیت سے ڈسٹرکٹ جج کہتے ہیں۔

**جدہ** ۔ (Jeddah) سرزمین حجاز کی مشہور بندرگاہ جہاں بیت اللہ کے حاجی اترتے ہیں۔ بحیرۂ قلزم کے کنارے واقع ہے۔ مکہ سے مغرب کو تقریباً ۴۶ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے اسے ایرانی تاجروں نے حضرت عثمانؓ کے زمانے میں آباد کیا لیکن اس کی تجارتی اہمیت پندرھویں صدی سے چلی آتی ہے۔ اس وقت جدہ کا مقام ہندوستان اور مصر کے درمیان تجارتی مرکز بنا ہوا تھا۔ آبادی چالیس ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔

**جدی** (Capricorn) منطقۃ البروج میں سے ایک برج کا نام جس کی شکل بکری کی سی ہے۔ انگریزی میں اس کو Capricorn کہتے ہیں۔ اس برج کے نام پر ایک فرضی خط خطِ استوا سے ۲۳½ درجے جنوب کو اور اس کے متوازی کرۂ زمین کے اردگرد کھینچا گیا ہے ایسا ہی ایک خط خطِ استوا کے شمال میں فرض کیا گیا ہے جس کو خطِ سرطان کہتے ہیں۔ سرطان بھی مذکورہ بروج میں سے ایک برج ہے جس کی شکل کیکڑے کی سی ہے اور انگریزی میں اس کو (Cancer) کہتے ہیں۔ کرۂ زمین پر جو خطِ سرطان اور خطِ جدی فرض کئے گئے ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ سورج ان کے درمیانی حلقے میں رہتا ہے اور کبھی ان سے باہر شمال یا جنوب کو نہیں جاتا جب سورج خطِ سرطان پر پہنچتا ہے تو دن رات برابر ہوتے ہیں اور جب خطِ جدی پر پہنچتا ہے تو بھی یہی حالت ہوتی ہے۔ اس کے بعد سورج کی واپسی شروع ہو جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ خطِ سرطان اور جدی کا درمیانی حلقہ ہمیشہ سخت گرم ہوگا۔ چنانچہ اس کو گرم خطہ ہی کہتے ہیں جب سورج خطِ سرطان یا جدی پر پہنچتا ہے تو اس نام کے برجوں کے سامنے ہوتا ہے اس لئے ان خطوط کے بھی یہ نام رکھے گئے ہیں۔

**جدی امراض** (Hereditary Diseases) یا آبائی بیماریوں کی تعداد بہت کم ہے جو صحیح معنوں میں جدی یا پشتینی کہلائی جا سکتی ہیں مرگی اور گنٹھیا بیشتر آبائی امراض میں شمار کئے جا سکتے ہیں کچھ اور امراض بھی ہیں جو عام نہیں ہیں مثلاً ایک نوع کا اندھا پن جس میں دماغ پر بھی برا اثر پڑتا ہے یا معمولی قسم کا یرقان جس کا سبب خون کے سرخ ذرات میں کمزوری ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں اگر آباؤ اجداد کسی مرض کا شکار رہ چکے ہیں تو اولاد میں ان امراض کا مقابلہ یا مدافعت کرنے کی صلاحیت کم ہوتی ہے۔ ان امراض میں تپ دق خاص طور پر قابلِ ذکر ہے ہڈیوں کی کمزوری اور ان کا آسانی سے ٹوٹ جانا، یا پنڈلیوں کی نسوں کا پھول جانا اور ابھر آنا یا آنت اترنے کا مرض بھی خاندانی اثرات پر مبنی ہوتا ہے۔ آبائی امراض اور پیدائشی امراض میں فرق ہے۔ آخر الذکر قسم میں وہ بیماریاں شامل ہیں جن کے جراثیم پیدائش سے قبل جسم میں داخل ہوتے ہیں۔ مثلاً سوزاک یا آتشک یا جو بڑھاپے کی شکل مسخ ہونے سے تعلق رکھتی ہوں جس کا سبب بچے کی غلط نشو و نما ہے۔ بہ نسبت جسمانی خرابیوں کے ذہنی اور دماغی بے اعتدالیاں زیادہ تر ورثہ میں منتقل ہوتی ہیں بعض خاندانوں میں خللِ دماغ نسلاً بعد نسلٍ منتقل ہوتا رہتا ہے۔ یہی حال اعصابی بیماریوں کا ہے

وراثتہً بیماری منتقل ہونے کا موجودہ تخیل کم و بیش اس ثابت شدہ نظریہ کا مرہونِ منت ہے جس کی اساس جسمانی میلان پر رکھی گئی ہے۔

**جدید امریکی نظریات**۔ جدید امریکی نظریوں میں پسماندہ ملکوں کی خارجی امداد خاص طور پر شامل ہے چنانچہ ۱۶ جنوری ۱۹۵۶ء کو پریزیڈنٹ آئزن ہاور نے امریکی کانگریس سے درخواست کی کہ وہ ایشیا، مشرقِ وسطیٰ کے ممالک افریقہ اور لاطینی امریکہ کے پسماندہ ملکوں کی اقتصادی امداد میں معقول اضافے کی منظوری دے چنانچہ ۴۴ کروڑ ڈالر کی مجموعی خارجی امداد کی منظوری کی کانگریس سے درخواست کی گئی۔ جو ان ممالک کو یکم جولائی ۱۹۵۶ء سے دی جائے جس کا معتدبہ حصہ اقتصادی تجاویز پر صرف ہو اور باقی فوجی امداد پر خرچ کیا جائے۔ پریزیڈنٹ آئزن ہاور نے ۲ اگست ۱۹۵۶ء کو اس نظریہ پر زور دیا کہ امریکہ کی آزاد اور جمہوری اقتصادیات دوسری اقوام کے یقیناً ممد اور معاون ہوں گے۔ نیز یہ کہ ریاست ہائے متحدہ کی بہبود اس کی اس اہلیت پر موقوف ہے کہ وہ دوسری اقوام کے ساتھ تعاون اور فیاضی کا سلوک کرے۔ نیز ڈالر کی جو رقم خارجی امداد پر خرچ کی جائے گی وہ معاوضہ کی سبب بڑھ کر حاصل ہوگی۔ امریکی صدر کی اقتصادی کوششیں جدید امریکی نظریوں کی ترجمان ہیں۔

**جدید ترقیات** (Modern Improvements) خانگی ضروریات کے اعتبار سے دیکھا جائے تو گذشتہ پچیس تیس برس میں اتنی ترقی ہوئی ہے کہ اس سے قبل دو تین صدیوں میں بھی نہیں ہوئی تھی۔

بیسویں صدی کے آغاز میں دنیا کو یکایک احساس ہوا کہ چونکہ عورت کی زندگی کا بیشتر حصہ گھر کی نذر ہو جاتا ہے اس لئے گھر کو عمدہ، قابلِ رہائش اور آرام دہ بنایا جائے نیز عورت کی زندگی کو آسان اور خوشگوار بنایا جائے۔

قرونِ ماضی کے لوگ شاید عورت کے نقطۂ نظر سے سوچ ہی نہیں سکتے تھے۔

ٹیلیفون، بجلی، مرکزی حرارت کا انتظام اور ریڈیو اگرچہ ہمارے لڑکپن کے زمانے سے چلے آتے ہیں لیکن اب تجرباتی دور سے نکل چکے ہیں آج کل یہ ایجادات تعیشات نہیں بلکہ ضروریاتِ زندگی میں داخل ہو چکی ہیں۔

مکان کی تعمیر میں ایسبسٹاس (Asbestos) نہایت اہم ایجاد ہے۔ یہ مواد ہلکا اور ارزاں ہے اور آگ کا اس پر اثر نہیں ہوتا عملی اعتبار سے کافی مضبوط ہے۔ چھوٹے مکان کے لئے یہ ناگزیر چیز ہے۔

گزشتہ جنگ عظیم کے بعد سے بڑے بڑے مکانوں اور رہائش گاہوں کی جگہ چھوٹے چھوٹے مکانوں نے لے لی ہے اور ان کا رواج بہت عام ہو رہا ہے۔ بڑے بڑے مکانوں میں پہلے نوکروں کا اسٹاف رکھنا پڑتا تھا لیکن اب چھوٹے مکانوں میں اس کی قطعاً حاجت نہیں۔ موجودہ عہد کی ترقیات اور محنت کے بچاؤ کی تدبیروں پر عمل کرنے سے عورت کے گھریلو دھندے بہت مختصر ہو گئے ہیں اور وہ روزمرہ کا گھریلو کام کاج بآسانی ختم کر لیتی ہے بلکہ گھر سے باہر سیر و تفریح کے لئے بھی اسے کافی وقت مل جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

**جذام** (کوڑھ) (Leprosy) ایک موذی مرض جو خاص قسم کے جراثیم کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے۔ اس مرض کی خاصیت یہ ہے کہ مریض کی جلد میں خاص قسم کے ابھار پیدا ہو جاتے ہیں۔ اعصاب متورم ہو جاتے ہیں اور وہ خاص حصۂ جسم جس میں اعصاب کی شاخیں ہوتی ہیں بےحس ہو جاتا ہے ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیاں بےحس ہو کر رہ جاتی ہیں، چہرہ ورم کے باعث بالکل بدل جاتا ہے اور مریض کی شکل بہت خراب ہو جاتی ہے۔

جذام متعدی مرض ہے اور جذامیوں کا تندرست آدمیوں کے قریب رہنا خطرے سے خالی نہیں۔ مرض پیدا ہونے سے قبل علامات یہ ہیں:

حرارت کا بڑھنا، نزلہ ہونا، جسم کا بوجھل سا ہو جانا، غنودگی طاری رہنا اور کثرت سے پسینہ آنا۔

بعض اوقات یہ علامات اتنی خفیف ہوتی ہیں کہ ان کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ مرض کی پختہ علامت تمام جسم پر نہایت مہین سیاہی مائل خشخاشی دانوں کا نکلنا ہے پھر رفتہ رفتہ جسم پر ابھار پیدا ہو جاتے ہیں۔ ابروؤں کے بال جھڑنے لگتے ہیں۔ ناک کی نرم ہڈی موٹی ہو جاتی ہے۔ کانوں کے زیریں حصے سوج جاتے ہیں اور چہرے کی ہیئت بدل جاتی ہے۔ علاج صرف ماہر معالج کر سکتے ہیں، پرہیز کی انتہائی ضرورت ہوتی ہے۔

**جذبی** معین احسن نام جذبی تخلص ۱۹۱۲ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم جھانسی میں ہوئی۔ اس کے بعد ایک عرصے تک تعلیم کے سلسلے میں آگرہ، لکھنؤ اور دہلی میں قیام رہا۔ ۱۹۳۶ء میں عربک کالج دہلی سے بی اے پاس کیا۔ پھر ملازمت کے سلسلے میں بمبئی چلے گئے۔ پھر بھوپال چلے آئے اور ایک سال بعد لکھنؤ چلے گئے ۱۹۴۲ء میں علی گڑھ یونیورسٹی سے اردو کا ایم۔ اے پاس کیا۔ پھر دہلی کے رسالہ "آج کل" کے ادارے میں منسلک ہو گئے۔

جذبی نے باقاعدہ شاعری ۱۹۲۹ء سے شروع کی کلام میں ابتدا ہی سے سنجیدہ فکر جھلکتا ہے ان کے کلام میں غمِ عشق اور غمِ روزگار کا لطیف امتزاج ملتا ہے۔ آپ کی غزلیں اپنے اختصار کے باوجود ربط، تسلسل اور ہم آہنگی کی حامل ہیں۔

آپ کے کلام کا ایک مجموعہ "فروزاں" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

**جذر** ۔ (Square Root) اس عدد کو کہتے ہیں جو اپنی ذات میں ضرب دیا جائے تو عدد کا مل حاصل ہو ۔۔ مثلاً چار کا جذر دو ہے اور دو ضرب دو چار بنتے ہیں۔ عدد کامل کی دو قسمیں ہیں:

منطق اور اصم

منطق (گویا ہونے والا) وہ ہوتا ہے جو فی الحقیقت جذر رکھتا ہو مثلاً چار یا نو۔

اصم (گونگا) وہ عدد جو فی الحقیقت جذر نہ رکھتا ہو بلکہ عمل کے بعد اس کی کسر بچ جائے مثلاً پانچ یا دس

جذر کی تعریف ریاضی دانوں نے یوں کی ہے کہ ایسی مقدار جسے بذاتہٖ ضرب دی جائے تو اس سے وہ عدد پیدا ہو جس کی مقدار جذر ہے۔

**جراثیم** ۔ (Bacteria) جمع ۔ واحد جرثومہ ۔ ننھی ننھی زندہ اور چلتی پھرتی ہستیاں اتنی چھوٹی ہوتی ہیں

انہیں صرف خوردبین کے ذریعہ سے دیکھا جا سکتا ہے ان کی تعداد میں چند ہی گھنٹوں میں حیرت انگیز طور پر اضافہ ہو جاتا ہے۔ افزائش نسل کا طریقہ یہ ہے کہ جراثیم دیکھتے ہی دیکھتے بڑھ کر بیچ میں سے کٹ جاتے ہیں اور چوبیس گھنٹے کے عرصہ میں ہزاروں لاکھوں نسلیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ قد و قامت اور شکل کے اعتبار سے جراثیم کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں۔ گول شکل کے جراثیم کوکی (Cocci) کہلاتے ہیں۔ سلاخ کی شکل والے کو بیسلی (Bacilli) کہتے ہیں اور وہ جو کاگ نکالنے والے اوزار کی شکل کے ہوتے ہیں سپریلا (Spirilla) کہلاتے ہیں۔ بہت سی اقسام کے جراثیم جسم انسانی میں نشوونما پاتے ہیں۔ ہمارے جسم میں رہ کر یہ کچھ زہریلے مادے پیدا کرتے ہیں جن سے ہم بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ علم طب مغربی نے متعدد قسم کے جراثیم کو ہلاک کرنے اور ان کی حرکات پر قابو پانے کے ضمن میں بڑی مفید معلومات فراہم کی ہیں اور ان کوششوں کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ بعض جراثیم ہمارے لئے نقصان دہ نہیں ہیں۔ ایسے جراثیم کی تعداد بھی کافی ہے جس سے انسان کو فائدہ پہنچتا ہے۔ مثال کے طور پر وہ جراثیم جو ہماری آنتوں میں رہتے ہیں نہ صرف ہمیں کھانا ہضم کرکے اسے جزو بدن بنانے میں امداد دیتے ہیں بلکہ یہ حیاتین (Vitamins) کے مرکب کرنے میں بھی کارہائے نمایاں انجام دیتے ہیں۔ اگر دنیا سے ہر قسم کے جراثیم کا خاتمہ ہو جائے تو ان ضروری جراثیم کے نہ ہونے سے انسانی زندگی کا بھی قلع قمع ہو جائے۔

**جراثیم کش ادویہ-Antiseptics** یہ وہ مادے ہیں جو مرض کے جراثیم فنا کرتے یا کمزور کرتے ہیں اور تمام عضوی مادے کو گلنے سڑنے سے روکتے ہیں۔ دودھ یا ناخالص پانی کو ابال لیا جائے تو یہ بھی ایک طرح کا جراثیم کش علاج ہے۔ جراثیم کش ادویہ کا سب سے اہم عمل یہ ہے کہ وہ انسانی تکالیف کو بہت حد تک کم کر دیتی ہیں۔ کامیاب عمل جراحی کے لئے یہ ضروری ہے کہ ڈاکٹر تمام آلات، پٹیوں اور زخموں بلکہ اپنے ہاتھوں اور دستانوں کو بھی خوب اچھی طرح سے صاف کر لے۔

آسان ترین جراثیم کش دوا بوریکس Borax اور بورک ایسڈ Boracic Acid ہے۔ پوٹاسیم پرمینگنیٹ، سرکہ اور کوئلہ بھی اسی قبیل سے ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر اہم جراثیم کش دوائیں جو بکثرت استعمال ہوتی ہیں کاربالک ایسڈ، آیوڈین، فارمل ڈی ہائیڈ، پرکلورائیڈ آف مرکری، یوکلپٹس اور جدید مرکبات مثلاً لائسول اور آیوڈوفارم ہیں۔

**جرّاحی (علم الجراحت) - Surgery** جسم کے زخموں یا جسمانی بیماریوں کا علاج چیرنے پھاڑنے یا آپریشن کے ذریعہ۔ علم الجراحت میں قدیم اطبا نے نہایت قابل قدر بنیادی اور قیمتی خدمات انجام دی ہیں مثلاً ابوالقاسم زہراوی کی شہرۂ آفاق تصنیف کتاب الید (التعریف)، علی بن عباس مجوسی کی الملکی (کامل الصناعۃ) اور امام رازی کے اعمال جراحی وغیرہ مشہور ہیں۔ مشرق میں یہ فن انحطاط پذیر ہو کر نااہل جراحوں کے ہاتھوں میں چلا گیا لیکن یورپ کے دانشوروں نے اس کی بنیادوں پر بڑی ترقی کی۔ آج کل سرجری میں جو آلات مستعمل ہیں ان میں بہت سے آلات اطبائے قدیم نے ایجاد کئے تھے۔

کامیاب آپریشن کے راستہ میں تین دشواریاں ہوتی ہیں، خون کا بہنا، صدمہ اور جراثیم۔ آج کل آپریشن کے دوران میں خون اتنا ہی بہتا ہے، جتنا نکسیر پھوٹتے وقت ناک سے۔ زخم کو جراثیم سے بچانے کے لئے آلاتِ جراحی کو ابال کر اسپرٹ سے صاف کر لیا جاتا ہے۔

**جرثومہ۔** جراثیم جمع (دیکھیے جراثیم)

**جُرجی زیدان۔** عیسائی مصری ادیب مورخ اور افسانہ نویس۔ ۱۴ دسمبر ۱۸۶۱ء کو شام کے ایک عرب پادری کے گھر پیدا ہوا۔ ابتدائی تعلیم و تربیت پہلے بیروت کے ایک کلیسا اور پھر مدرسہ میں حاصل کی۔ جہاں سے عربی کے علاوہ فرانسیسی زبان بھی سیکھی۔ ۱۸۹۱ء میں شادی ہوئی اور ۱۸۹۲ء میں اس نے قاہرہ سے الہلال کا اجرا کیا جو آج تک مسلسل شائع ہو رہا ہے۔ ماہنامہ الہلال عربی زبان کا ایک دیدہ زیب جریدہ ہے جو نہ صرف مصر بلکہ تمام دنیا میں اپنی خوشنمائی کی وجہ سے قابل قدر ہے۔ جرجی زیدان

اپنی وفات (۱۹۱۴ء) تک "الہلال" کا مدیر رہا اور اب اس کا بھتیجا ابراہیم زیدان اس کا مدیر ہے۔ عربی زبان اور ادب میں جرجی زیدان نے بڑا کام کیا۔ "تاریخ التمدن الاسلامی" اور "تاریخ آداب اللغۃ العربیۃ" کے علاوہ جرجی زیدان بہت سے اسلامی تاریخی ناولوں کا بھی مصنف ہے۔ جن میں "فتاۃ غسان" وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

**جرگہ** (دیکھو شاہی جرگہ)

**جرمن خفیہ پولیس۔** (دیکھو گسٹاپو)

**جرمنی** Germany وسطی یورپ کا ایک ملک جو دوسری جنگ کے بعد چار حصوں میں منقسم ہو گیا مغربی جرمنی کا رقبہ ۹۵۷۶۵ مربع میل اور آبادی ۴۵۵۰۰۰۰۰ افراد کے قریب ہے اور اس کا موجودہ علاقہ ان قطعہ ہائے اراضی پر مشتمل ہے جن پر برطانوی، امریکی اور فرانسیسی فاتح افواج مسلط ہیں۔ یکم جنوری ۱۹۳۸ء کو جرمنی سے ۱۸۰۰۰۰ مربع میل کا وہ علاقہ مراد لیا جاتا تھا جس کے جنوب میں سوئٹزرلینڈ، اطالیہ اور چیکوسلوواکیہ واقع تھے، اور شمال میں بحیرۂ شمالی، بحیرۂ بالٹک اور ڈنمارک تھے۔ اس کے مغرب میں فرانس، بلجیم اور ہالینڈ کی مملکتیں تھیں اور مشرق میں پولستان اور لتھوانیا کی ریاستیں تھیں۔ اس کی آبادی سات کروڑ کے قریب تھی، یعنی فرانس کی آبادی سے تقریباً دو گنی۔ آسٹریا اور سوڈٹن لینڈ کے الحاق کے بعد اس کا رقبہ ۲۰۹۰۰۰ مربع میل بن گیا جس کی آبادی ۸ کروڑ تھی۔ یکم جنوری ۱۹۳۸ء میں جرمنی کی جو حیثیت تھی دوسری جنگ عظیم کے بعد وہ برقرار نہ رہ سکی، اور اب اس کے تین حصے کر دیئے گئے ہیں جن میں ایک پولستان سے ملا دیا گیا ہے دوسرے حصے کو مشرقی جرمنی کہتے ہیں۔ اس پر روس کی حکومت کا بالاستقلال تسلط ہے۔ تیسرا علاقہ وہ ہے جسے ہم نے اوپر مغربی جرمنی کہا ہے۔ جرمنی کی مختصر تاریخ حسب ذیل ہے:

ایک ہزار برس تک (یعنی شارلیمان سے بسمارک تک) جرمنی ایک غیر متحدہ قوم تھی۔ جو چھوٹی چھوٹی حکومتوں اور جاگیردارانہ ریاستوں میں منقسم تھی۔ اطالیہ کی طرح اس کی قومیت سب سے آخر میں معرض وجود میں آئی ہے۔ اس کی ابتدائی آفرینش کانفیڈریشن کی صورت میں ۱۸۰۶ء میں رومۃ الکبریٰ کی سلطنت کے زوال کے بعد جس میں جرمنی بمنزلہ دل کے تھا، اور ۱۸۱۵ء میں نپولین کے زوال کے بعد ہوئی جب آسٹریا، پرشیا اور دیگر چھوٹی چھوٹی جرمن ریاستوں پر مشتمل ایک کنفیڈریشن قائم کی گئی۔ اس کا مرکزی نظام حکومت کمزور تھا۔ آسٹریا اور پرشیا نے ایک دوسرے پر تفوق حاصل کرنے کے لئے کوششیں کیں جن کا نتیجہ بالآخر ۱۸۶۶ء کی جنگ کی صورت میں رونما ہوا جس کے اختتام پر بسمارک نے آسٹریا کو کنفیڈریشن سے نکال دیا اور ۲۵ ریاستوں کو ملحق کر کے (جن میں ۲۲ بادشاہتیں تھیں) پورے کے پورے جرمنی کو پرشیا کی زیر قیادت ایک وفاقی (فیڈرل) نظام میں منسلک کر دیا۔ ۱۸۷۰ء کی فرانکو پرشیا جنگ نے اس وفاقی اتحاد کو اور بھی مضبوط کر دیا۔ ۱۸۷۱ء سے ۱۹۱۸ء تک بسمارک کے خواب کی یہ تعبیر دنیا کی سیاست میں ایک زبردست قوت کے طور پر نمایاں رہی۔ پہلی جنگ میں جرمنی کے ہارنے پر قیصر ولیم دوم تخت سے دستبردار ہو کر ہالینڈ میں عزلت گزیں ہو گیا اور کچھ عرصہ کے لئے ۱۹۱۹ء کے بعد جرمنی جمہوریہ بن گیا۔ معاہدہ ورسیلز کی سخت گیر شرائط نے اور ملک میں بے روزگاری و مالی تباہ حالی نے پہلے اشتمالی جماعتوں اور بعد ازاں نازی تحریک کو تقویت دی۔ ۱۹۳۳ء میں ہٹلر برسر اقتدار آیا۔ ۱۹۳۴ء میں صدر جمہوریہ جان ہنڈنبرگ فوت ہو گیا جس پر ہٹلر نے وزارت عظمیٰ اور صدارت کے عہدوں کو یکجا کر کے جرمن پارلیمان کو خفیہ طور پر آگ لگوا کر پارلیمانی طرز حکومت کا خاتمہ کر دیا اور آمریت اختیار کر لی چونکہ ہٹلر اشتراکیت اور اشتمالیت کی دشمنی کے لئے مشہور تھا اس لئے ابتدا میں برطانیہ اور امریکہ نے اس کی حکومت کی اس خیال سے امداد کی کہ وہ یورپ میں طاقت کا توازن قائم رکھے گا اور روس کی اشتمالیت کا استیصال [illegible] میں ہٹلر نے معاہدہ لوکارنو کے خلاف رائن لینڈ پر قبضہ کر لیا۔ ۱۹۳۶ء میں اس نے معاہدہ ورسیلز کی عدم پابندی کا اعلان کر دیا اور ۱۹۳۸ء میں اس نے آسٹریا پر قبضہ کر لیا۔ فرانس نے ان تمام اقدامات کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور کئی بار برطانیہ سے تعاون کی درخواست کی تاکہ ہٹلر کے خلاف مؤثر قدم اٹھایا جائے مگر برطانیہ نے یہ سمجھ کر کہ ہٹلر روس کی طرف مشرقی یورپ میں بڑھ رہا ہے، خاموشی اختیار کی۔ جب ہٹلر نے جرمن اقلیتوں کو دوسروں کے چنگل سے آزاد کرنے کے لئے غوغا شروع کیا تو برطانیہ نے یہی سمجھ کر کہ چیکوسلوواکیہ کو ہضم کر جانے سے جرمنی بالآخر روس کا رخ کرے گا ۱۹۳۸ء میں سوڈٹن لینڈ اس کے

حوالہ کر دیا۔ اس کے بعد جرمنی کا تمام چیکوسلوواکیہ پر قابض ہو جانا قدرتی بات تھی۔ مارچ ۱۹۳۹ء میں یہ بھی ہو گیا لیکن برطانیہ پھر بھی ٹس سے مس نہ ہوا۔ اب برطانیہ چیکوسلوواکیہ اور کسی حد تک فرانس کے ساتھ اپنی غداری کے فوائد سے استفادہ کرنے کے خواب دیکھنے لگا مگر ہٹلر نے معاً آسٹریا کے راستہ روس کی طرف رُخ کرنے کی بجائے یکم ستمبر ۱۹۳۹ء کو پولینڈ پر حملہ کر دیا جس پر برطانیہ اور فرانس نے جرمنی کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا۔ ہٹلر نے اس وقت سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت روس سے تقسیم پولستان پر معاہدہ کر لیا اس کے بعد وہ یلغار شروع ہوئی جس میں سب سے پہلے فرانس جیسی عظیم طاقت کو ۱۴ دن کی لڑائی کے بعد ہتھیار ڈالنے پڑے اور جرمنی تمام مغربی و وسطی یورپ پر چھا گیا ۲۲ جون ۱۹۴۱ء کو جرمنی نے روس پر حملہ کیا اور مئی ۱۹۴۵ء کو خود ہتھیار ڈال دیئے جس کے بعد اس کی موجودہ ہیئت عمل میں آئی۔

**جرمنی خسرہ**۔(German Measles) چھوت کی بیماری ہے۔ عام خسرہ سے کسی قدر مختلف ہوتی ہے تمام جسم پر سرخی نمودار ہوتی ہے یا کہیں کہیں سرخ داغ نکلتے ہیں اس بیماری میں زیادہ پیچیدگی نہیں ہوتی۔ یہی مرض بعد میں خسرہ بھی ہو سکتا ہے۔

خسرہ کی یہ صورت جرمنی کی آب و ہوا سے مختص ہے اور اسی لئے اس کا یہ نام ہے۔

**جرمنی کے سیاہ جنگلات** (دیکھو بلیک فارسٹ)

**جریانِ خون** (دیکھو سیلانِ خون)

**جریدہ**۔ جریدہ کے لفظی معنی علٰحدہ شدہ، مخصوص شدہ مجرد اور مفرد کے ہیں۔ اصطلاحاً اخبار یا رسالہ کو کہتے ہیں۔

پندرھویں صدی عیسوی سے قبل اٹلی اور چین میں روزانہ خبروں کے خلاصے شائع ہوتے تھے مگر موجودہ طرز کے اخباروں کی بنیاد سترھویں صدی کے خبرناموں سے پڑی ۱۶۹۰ء تک انگلستان میں آج کل کی طرح کے اخبارات شائع ہونے لگے تھے مگر صحیح اخبار بیسویں صدی عیسوی کی پیداوار ہیں۔ اخبارات حکومت کا چوتھا رکن سمجھے جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ رائے عامہ کو منظم کر کے عوام کو خبردار کرنے اور ان کے مطالبات کو منوانے کی جو طاقت رکھتے ہیں وہ دوسرے سب ارکان سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ صحافت کا ادارہ ایک درسگاہ، ایک عدالت اور ایک مجلس مباحثہ کے علاوہ ایک تجارتی منڈی بھی ہے۔

ہندو پاکستان کے برصغیر میں اخبارات کو وجود میں لانے والی برطانوی حکومت تھی۔ اگرچہ دورِ مغلیہ میں بھی دارالمملکت اور صوبوں کے صدر مقامات اور دیگر اہم شہروں میں وقائع نگار موجود رہتے تھے۔

ان وقائع نگاروں کا سب سے بڑا فرض مرکزی حکومت کو رعایا کے رجحانات سے آگاہ کرنا اور ان کی شکایات پر روشنی ڈالنا تھا۔ قلمی اخبارات کا آغاز اوائل دورِ مغلیہ میں ہو چکا تھا مگر اس کے زوال کے بعد ملک میں ایسے اخبارات خال خال تھے۔

مغلیہ دور کے اخبار نویسوں میں عظیم اعظم الامراء اور مرزا علی بیگ کے اسماء خصوصیت سے مشہور ہیں۔ ۱۷۶۸ء میں ایک پادری ولیم بولٹس William Bolts نے برصغیر ہندو پاکستان میں ایک مطبع قائم کرنے کی کوشش کی۔ مگر کامیاب نہ ہوا۔ اس کے بارہ برس بعد جیمس ہکسٹس نے ۱۷۸۰ء میں پہلا ہندوستانی انگریزی اخبار "بنگال گزٹ" شائع کیا لیکن ذاتیات میں مداخلت کا الزام لگا کر عدالت عالیہ کلکتہ نے اس کی اشاعت بند کرا دی "بنگال گزٹ" کے کچھ عرصہ بعد متعدد اخبار جاری ہوتے جن میں سے "انڈین گزٹ" خاص طور پر مشہور ہے۔ ۱۷۹۹ء میں لارڈ ولزلی نے اخبارات پر محاسبہ کی پابندی لگا دی۔ لارڈ منٹو نے اخبارات پر اور کڑی پابندیاں عائد کر دیں جو ۱۸۱۰ء تک قائم رہیں اس دوران میں ڈاکٹر جیمز برائس (James Bryce) نے ایشیاٹک مرر Asiatic Mirror جاری کیا جو بہت مقبول ہوا۔ ۱۸۱۰ء میں ایک پادری نے ہفتہ وار "ولک ورشن" جاری کیا جسے دیسی زبانوں کا اولین اخبار سمجھنا چاہیئے۔ اس کی دیکھا دیکھی کئی اخبار نکلے جو ملک کی زبانوں میں شائع ہوتے تھے۔ ۱۸۳۵ء میں سر چارلس مٹکاف نے پریس ریگولیشنز کو منسوخ کر کے اخبارات کو تمام پابندیوں سے آزاد کر دیا ۱۸۵۰ء تک اخبارات کی آزادی برقرار رہی لیکن ۱۸۵۷ء میں قانون پابندی زبان Gagging Act نافذ کر کے صحافت پر جاری پابندیاں لگا دی گئیں۔ اس وقت کے اخبارات فرینڈ آف انڈیا Friend of India دوربین Doorbun اور سلطان الاخبار پر احتساب قائم کر دیا گیا

۱۸۶۷ء میں سابقہ قوانین کو منسوخ کر کے پریس اینڈ رجسٹریشن آف بکس ایکٹ Press and Registration of Books Act نافذ کر دیا گیا۔ یہ قانون نافذ ہونے کے بعد بھی دیسی اخبارات حکومت پر نکتہ چینی کرتے رہے حتیٰ کہ ۱۸۷۸ء میں لارڈ لٹن نے پریس کمیشن ڈیپارٹمنٹ Press Commission Department کی وساطت سے ملکی اخبارات کی آزادی کو اور بھی محدود کر دیا

ان پابندیوں کی شدت کے پیش نظر ۱۸۸۲ء میں برطانیہ کے وزیر اعظم گلیڈسٹون Gladstone کو بھی دارالعوام میں ان پابندیوں پر سخت نکتہ چینی کرنا پڑی چنانچہ لارڈ رپن نے جب گورنر جنرل کا عہدہ سنبھالا تو پریس کمیشن ڈیپارٹمنٹ کو توڑ دیا اور ان پابندیوں کو نرم کر دیا۔

۱۸۸۹ء میں قانون راز ہائے حکومت Officials Secrets Act وضع کیا گیا۔ اس قانون کا مقصد یہ تھا کہ اگر کسی ذریعے سے کسی اخبار پر حکومت کے کسی خاص راز کا انکشاف ہو جائے تو وہ اس کی اشاعت نہ کرے اور اگر اس قانون کی خلاف ورزی کرے تو اسے سزا ملے۔

انیسویں صدی عیسوی کے آخر میں جب بمبئی میں طاعون کا مہلک مرض پھیلا اور وبا کی روک تھام کا مناسب انتظام نہ ہو سکا تو عام لوگوں کو شکایت پیدا ہوئی۔ اخبارات نے بھی حکومت پر نکتہ چینی کی جس کا نتیجہ ضوابط طاعون Plague Regulations کی صورت میں رونما ہوا اور ۱۸۹۸ء میں مجموعہ تعزیرات ہند Indian Penal Code میں دفعہ ۱۵۳ الف بڑھا دی گئی جس کے تحت اخبارات اور اخبار نویسوں کو سزائیں دی جانے لگیں۔ اس کی وجہ یہ قرار دی گئی کہ رعایا اور حکومت کے مابین دشمنی پھیلانے والوں کو سزا دینا ضروری ہے۔ یہ دفعہ ابھی تک نافذ ہے لیکن یہ قانون بھی سابقہ قوانین کی طرح حکومت کو نکتہ چینی کی زد سے محفوظ نہ رکھ سکا اور بیسویں صدی کے اخبار "کیسری" اور "یوگنتر" جو مرہٹی زبان میں شائع ہوتے تھے حکومت پر بدستور تنقید کرتے رہے۔ دیسی اخبارات کی تنقید سے بچنے کے لئے ۱۹۰۸ء میں "اشتعال جرائم بذریعہ اخبارات" Newspapers Incitement of Violance کا قانون وضع کیا گیا جس کی رو سے حکومت کو اخبارات کے چھاپہ خانوں کی ضبطی کا حق حاصل ہو گیا۔ ۱۹۱۰ء میں اس پر پریس ایکٹ Press Act کا اضافہ کر دیا گیا۔

لارڈ ریڈنگ کے عہد میں ۱۹۲۲ء میں مجلس تحقیقات قوانین اخبارات Press Law Committee مقرر کی گئی جس کی سفارش پر پریس ایکٹ کی پابندیوں کو نرم کر دیا گیا لیکن ۱۹۲۲ء میں انڈین سٹیٹس پروٹیکشن ایکٹ Indian State Protection Act کے نام سے جو قانون نافذ کیا گیا۔ اس میں تنقید کرنے والے اخبارات کو قابل سزا قرار دیا گیا۔ اس قانون کے خلاف انگریزی، اردو، ہندی، مرہٹی اور بنگالی، غرض تمام دیسی اخبارات نے احتجاج کیا مگر حکومت نے اپنے رویے میں کوئی تبدیلی نہ کی۔ آخر انگریزی عہد تک یہ پابندیاں قائم رہیں جن میں اکثر ابھی تک بہ تغیر ہند و پاکستان میں بدستور قائم اور نافذ ہیں (نیز دیکھو صحافت)

**جریر (شاعر)** مشہور عربی شاعر جو قبیلہ بنو تمیم کی شاخ کلیب سے تھا۔ عربی شاعر فرزدق بھی قبیلہ تمیم سے تھا۔ جریر حجاج بن یوسف گورنر عراق کا درباری شاعر تھا۔ جریر اور فرزدق ہمعصر تھے اور دونوں کی آپس میں بڑی رقابت تھی جریر ہجو گوئی میں بہت مشہور تھا۔ وفات فرزدق سے چند ماہ بعد ہوئی۔

**جریرؓ بن عبداللہ (صحابی)** کنیت ابوعمر۔ قبیلہ بجیلہ کے سردار تھے۔ رسول اللہؐ کی وفات سے قریباً پانچ ماہ پیشتر مسلمان ہوئے اور حجۃ الوداع میں آپ کے ہمرکاب رہے۔

یمن کے صنم کدہ ذی الخلیفہ کو جو کعبہ یمانی کے نام سے مشہور تھا، مسمار کرنے کا کام رسول اللہؐ نے آپ کے سپرد کیا چنانچہ ۱۵۰ سواروں کی معیت میں آپ یہ کام کر کے واپس آئے۔

حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں عراق کی جنگ میں شریک ہوئے۔ ایک موقعہ پر قبیلہ بجیلہ کے سردار بنائے گئے اور ایرانیوں کے خلاف نبرد آزما رہے۔

جنگ یرموک میں بھی بڑی بے جگری سے لڑے اس کے بعد عمرو بن مالک نے جلولا کو فتح کیا اور جریرؓ کو چار ہزار مسلح فوج دے کر اس کی حفاظت پر مقرر کیا۔ ایرانیوں کے خلاف ایک جنگ میں آپ نعمان بن مقرن کے ماتحت جرنیل کی حیثیت سے لڑے۔

حضرت عثمانؓ کے عہد میں ہمدان کے گورنر مقرر ہوئے۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ نے بیعت کے لئے امیر معاویہ کو انہی کے ہاتھ خط روانہ کیا تھا لیکن معاویہؓ نے بیعت سے انکار کر دیا۔

۵۵ھ میں قرقیسیا میں وفات پائی۔

آپ اس قدر حسین و جمیل تھے کہ حضرت عمرؓ آپ کو امت اسلامیہ کا یوسف کہا کرتے تھے۔

آپ نے رسول اکرمؐ کی متعدد احادیث روایت کی ہیں جو مستند کتب احادیث میں منقول ہیں۔

**جڑ** ۔ (Root) پودوں اور درختوں کا وہ حصہ جو زمین کے نیچے پھیلتا چلا گیا ہو، جڑ کہلاتا ہے

جڑوں کی دو خاص قسمیں ہیں: اصلی جڑ اور بیرونی جڑ۔ اصلی جڑ شاخ در شاخ زمین پر پھیل جاتی ہے۔ جو جڑیں ان کے علاوہ پودے کے کسی حصے سے نکل سکتی ہوں وہ بیرونی جڑیں (Adventitious) کہلاتی ہیں۔
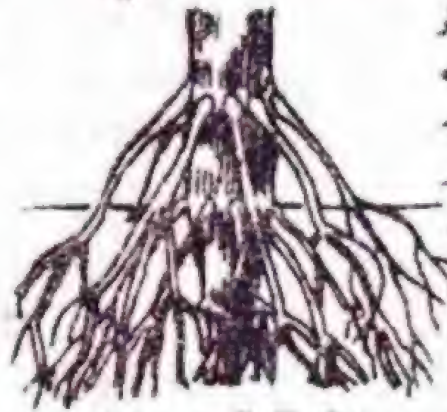
جڑیں پودے کو زمین میں مضبوطی سے گاڑے رکھتی ہیں۔ زمین سے غذا اور پانی جذب کرتی ہیں ان میں غذا کو جمع رکھنے کا خزانہ بھی ہوتا ہے بعض صورتوں میں انہی کی مدد سے پودے پانی میں تیرتے ہیں۔ بعض پودوں مثلاً شیشم اور شہتوت کی جڑیں افزائش نسل کے کام آتی ہیں۔

جڑ نہایت زود حس حصہ ہے۔ پانی، روشنی یا کیمیائی اشیاء یا کسی بھی ٹھوس چیز سے لگ جائے تو پودے کی بالیدگی پر اس کا بہت بڑا اثر پڑتا ہے جڑ کی ایک خاص صفت یہ ہے کہ وہ روشنی سے دور اندھیرے کی طرف بڑھتی ہے اور پانی کی طرف بھی زیادہ رغبت رکھتی ہے۔ جڑ کے راستہ میں اگر کوئی سخت چیز حائل ہو جائے تو اپنے آپ کو بچانے کے لئے راستہ بدل لیتی ہے۔

**جڑی بوٹیوں کی عادت** Use of Drugs اگر کوئی شخص جڑی بوٹیوں کے استعمال کا بری طرح سے عادی ہو گیا ہو تو اس کی یہ عادت چھڑانے کے لئے مریض کے دوست یا رشتہ دار کو کڑی نگرانی کی ضرورت ہے لیکن مریض کی اپنی قوت ارادی کا اس میں بڑا دخل ہے ذاتی کوشش کی اس قدر شدید ضرورت ہوتی ہے کہ بہت کم مریض اس میں کامیاب ہوتے ہیں اور علاج قریب قریب ناممکن ہو جاتا ہے۔ اکثر حالتوں میں اس قسم کی عادت یوں پڑتی ہے کہ مریض درد رفع کرنے یا بے خوابی کو دور کرنے کے لئے خواب آور دوائیں استعمال کرتا ہے۔ یہ عادت سخت خطرناک ہے۔ دوائیں صرف اس وقت استعمال کرنی چاہئیں جب کہ ڈاکٹر سفارش کرے۔ اگر کوئی شخص جڑی بوٹی کی عادت کا غلام ہو گیا ہو اور واقعی اس سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہو تو اسے اپنے کو کسی ماہر کے سپرد کرنا چاہئے یا اسے کسی ایسی علاج گاہ میں داخل کرنا چاہئے جو اس قسم کی عادات چھڑانے میں نام پیدا کر چکی ہو۔ ایسی علاج گاہوں میں یہ عادت بتدریج چھڑائی جاتی ہے یعنی دوا کی مقدار روزانہ کم کرتے کرتے بغیر دوا کے مریض کو مطمئن کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور اس کی توجہ دیگر دلچسپیوں کی طرف مائل کی جاتی ہے حتیٰ کہ اس کا دماغ اور ہاتھ دوسرے کاموں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

قدیم زمانے میں جڑی بوٹیاں ہمیشہ مفید سمجھی جاتی تھیں۔ عہد حاضرہ کی دریافت یہ ہے کہ جڑی بوٹیوں کا بکثرت استعمال فائدے سے کہیں زیادہ نقصان کرتا ہے

**جزیرہ** ۔ (Island) جزیرہ خشکی کا ٹکڑا جو چاروں طرف پانی سے گھرا ہوا ہوتا ہے۔ دنیا کے ہر سمندر میں چھوٹے بڑے جزیرے موجود ہیں۔ ان میں کئی پرانے آتش فشاں پہاڑوں کے بالائی حصے ہیں جو سمندر کی سطح سے باہر نکل آتے ہیں۔ بحر الکاہل کے جزائر ہوائی اسی قسم کے جزیرے ہیں۔

منطقہ حارہ کے سمندروں میں جہاں پانی گرم ہے اکثر جزائر مونگے کے بنے ہوتے ہیں۔ سمندر میں کروڑوں ننھے ننھے جاندار ہوتے ہیں جنہیں مونگا یا مرجان کہتے ہیں یہ سمندر میں ایسی جگہ نشوونما پاتے ہیں جہاں پانی کم گہرا صاف اور گرم ہو۔ مونگے کے جزائر انہی کیڑوں کے پنجر یا ڈھانچوں سے بنتے ہیں۔

کہیں کہیں مونگے کی چٹانیں ساحل کے ساتھ ساتھ چلتی ہیں انہیں ریف Reef کہتے ہیں۔ ان کے اور ساحل کے درمیان ایک چھوٹی سی جھیل ہوتی ہے۔ آسٹریلیا کے مشرق میں مونگے کی چٹانوں کا ایک طویل سلسلہ ہے جو گریٹ بیریئر ریف Great Barrier Reef کہلاتا ہے بعض جزیروں کے چاروں طرف مرجانی حلقے اور بیچ میں

ایک جھیل ہوتی ہے۔ ان کو اٹول Attol کہتے ہیں دنیا کا سب سے بڑا جزیرہ گرین لینڈ (Green-land) ہے جس کا رقبہ پاکستان سے تقریباً دو گنا ہے مشہور اور اہم جزائر کے حالات اپنی اپنی جگہ دیکھیے

**جزیرہ نما** Peninsula خشکی کا حصہ جو سمندر میں دور تک چلا گیا ہو۔ بعض اوقات جزیرہ نما لفظی طور پر تو نہیں لیکن قریب قریب مجموعی طور پر پانی سے گھرا ہوتا ہے۔

**جزیہ**: وہ ٹیکس جو اسلامی حکومت غیر مسلموں سے ان کی حفاظت کی غرض سے لیتی ہے۔ اہل فقہ کے نزدیک جزیہ صرف اہل کتاب ہی سے لیا جا سکتا ہے جن میں یہودی عیسائی، مجوسی اور صابی شامل ہیں۔

جب اہل اسلام کسی ملک پر جہاد کے بعد قبضہ کرتے ہیں تو وہاں کی غیر مسلم رعایا کے سامنے اسلام قبول کرنے یا مسلمانوں کی اطاعت اختیار کرنے کا سوال رکھا جاتا ہے اور دوسری صورت میں وصولی جزیہ کے عوض ان کے جان و مال کی حفاظت کی جاتی ہے۔ ان کو اہل ذمہ یا ذمی کہا جاتا ہے اور ان کو اپنے طور پر عبادت کرنے کی آزادی ہوتی ہے۔

عورتوں، بوڑھوں، بچوں، اپاہجوں اور پاگلوں کو اس جزیہ سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے کیونکہ نہ تو ان کے خلاف جنگ کی جاتی ہے اور نہ ان سے جنگ میں شامل ہونے کی توقع ہوتی ہے۔ جزیہ علاوہ نقد کے جنس کی صورت میں بھی دیا جا سکتا ہے۔ اس کی وصولی ہر ایک کی حیثیت کے مطابق ہوتی ہے۔ شروع میں ایک دینار فی کس مقرر تھا یا جہاں پر چاندی کا سکہ رائج تھا وہاں ۱۲ درہم۔ امیر طبقے کے لئے ۴ دینار یا ۴۸ درہم مقرر تھے بعض مورخین نے جزیہ اور خراج کو ہم معنی تصور کیا ہے مگر یہ غلط ہے۔

**جست**: (Zinc) یہ ایک سخت نیلگوں دھات اور عنصر ہے جو بہت کم درجہ حرارت پر پگھل جاتا ہے نم دار ہوا کی وجہ سے اس پر زنگ نہیں لگتا چنانچہ اسے لوہے کی چادروں پر چڑھایا جاتا ہے تاکہ وہ موسمی اثرات سے محفوظ رہیں۔ جست بجلی کی بیٹریوں اور بلاکوں کے چھاپنے میں بھی کام آتا ہے۔ اسے پیتل میں بھی ملاتے ہیں اور یہ مرکب کئی طرح پر کارآمد ہوتا ہے۔

**جسم**: (Body) ہر اس منجمد یا رقیق چیز کو کہتے ہیں جس میں ذیل کی چھ شرائط پائی جائیں۔

(۱) ابعاد ثلاثہ۔ طول، عرض، عمق (گہرائی یا بلندی)

(۲) شکل رکھتا ہو۔ تھوڑی بہت جگہ ضرور گھیرے خواہ پہاڑ ہو خواہ خشخاش کا دانہ

(۳) امتناع تداخل۔ جسم کے ایک جگہ ہوتے ہوئے دوسری چیز اس جگہ نہیں رہ سکتی۔ بلکہ اگر اس میں اسے زبردستی شامل کیا جائے تو اس کی جسامت زیادہ ہو جائے گی۔

(۴) عدم تحرک۔ بغیر حرکت دیئے کے خود بخود حرکت نہیں کر سکتا۔ اور جسم متحرک ٹھہرائے بغیر نہیں ٹھہر سکتا ہے۔

(۵) قبول قسمت۔ ہر جسم کے لاانتہا حصے ہوتے ہیں۔ اس لئے اگر اس کے حصوں کو زیادہ سے زیادہ حصوں پر تقسیم کریں تو ہر حصہ خود آلات تقسیم کے ذریعے قسمت پذیر ہو سکتا ہے۔

(۶) کشش۔ کشش اتصال یا کشش ثقل رکھتا ہو

**جسمانی تربیت**: (Physical Training) صحت جسم اور قوت ذہنی کا انحصار بہت حد تک جسمانی تربیت پر ہے۔ پورے جسم کی باقاعدہ نشوونما اور تندرستی میں صحیح طریقے سے بیٹھنے کھڑا ہونے چلنے اور کام لینے کا بڑا دخل ہے جسمانی تربیت کے ذریعے لوگوں میں دلکش حرکات سے دلچسپی پیدا کر کے ان کی صحت کو بہتر بنایا جا سکتا ہے کیونکہ اس تربیت میں آزادانہ کھیل، فٹ بال کی حرکات اور عام جسمانی ورزش کے لئے مناسب مواقع بہم پہنچائے جاتے ہیں۔ کسرتی جسم کی ورزشوں کے ذریعے جسم میں لچک پیدا ہوتی ہے اور اعصاب مضبوط، تندرست اور متوازن بن جاتا ہے لیکن ورزش کی کامیابی کا انحصار اس کی درستی پر ہے۔ اگر یہ درست نہ ہو تو تربیت جسمانی نہ صرف نامکمل رہ جاتی ہے بلکہ اس سے جسم میں مختلف نقائص مثلاً کمر کا ٹیڑھا پن، ہاتھ یا پاؤں کی کمزوری اور سانس کی خرابی وغیرہ پیدا ہو جاتی ہے۔

**جسمیات**: (Proteins) جسمیات وہ اجزاء ہیں جو دودھ، انڈا، گوشت اور مچھلی میں پائے جاتے ہیں اور جسم کے ٹوٹے ہوئے اور مرجھائے اعضا کو پھر سے بناتے اور طاقت بخشتے ہیں۔ زہریلے مادوں کو جسم سے خارج کرتے اور ہضم ہونے میں مدد دیتے ہیں۔ جسمیات

معدے کا عرق Gastric Juice یا اس کے ضروری عنصر Pepsin بنانے میں بھی مدد دیتے ہیں۔

دہی، آٹا، ارہر کی دال، مونگ، اڑد، مسور اور مٹر میں بھی لحمیات کی کافی مقدار ہوتی ہے۔

لحمیات میں نائٹروجن، کاربن، آکسیجن اور ہائیڈروجن ہوتی ہیں اور ان کی شناخت یہ ہے کہ انہیں ہلکے شورے کے تیزاب میں گرم کرکے اس میں کاسٹک پوٹاش کا حل ڈال لیا جائے تو رنگ زرد ہو جاتا ہے۔

**جسیم الدین**۔ بنگالی زبان کے مشہور شاعر۔ ۱۹۱۶ء میں لکھنا شروع کیا اور اب تک ان کی نظموں کے تقریباً ڈیڑھ درجن مجموعے، متعدد ڈرامے اور ہزاروں کی تعداد میں گیت شائع ہو چکے ہیں۔ ان کی طویل منظوم کہانیوں کا انگریزی میں اور گیتوں کا متعدد یورپی اور ایشیائی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ جسیم الدین دراصل مشرقی پاکستان کے گاؤں اور دیہاتی لوگوں کے شاعر ہیں۔ ان کے کردار دہقان، ماہی گیر، گڈریئے اور خانہ بدوش ہوتے ہیں۔ وہ اچھے شاعر ہونے کے علاوہ بڑے اچھے موسیقار بھی ہیں۔

**جعفر**۔ نام سید جعفر عباس۔ جعفر تخلص۔ ۱۱ جولائی ۱۹۱۱ء کو پیرکوٹ (سہارن پور) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم عربک کالج دہلی میں پائی۔ بی۔ اے الہ آباد یونیورسٹی سے کیا۔ ایم۔ اے اور ایل ایل بی کی ڈگریاں علی گڑھ یونیورسٹی سے حاصل کیں۔ اس کے بعد آپ نے سہارن پور میں پریکٹس شروع کی اور آج تک وہیں ہیں۔

سخن گوئی میں مرزا غالب کی قائم کردہ شاہراہ آپ کو بے حد پسند ہے اور آپ مرزا غالب کو فن شاعری کا گل سرسبد سمجھتے ہیں۔

**جعفر برمکی**۔ آل برامکہ کا جد اعلیٰ برمک، آتش پرستوں کا مشہور روحانی رہنما تھا۔ برمک کے بیٹے خالد نے اسلام قبول کر لیا اور عباسی خلافت کے قیام میں بہت مددگار ثابت ہوا۔ اسی خدمت کے صلہ میں خلیفہ سفاح نے خالد کو اپنا وزیر مقرر کیا۔ خالد کے بعد اس کا بیٹا یحییٰ اپنی قابلیت کی بنا پر ہارون الرشید کا اتالیق مقرر ہوا۔ جب ہارون کو خلافت ملی تو وزیر کی حیثیت سے یحییٰ ابن خالد تمام سیاہ و سفید کا مالک بن گیا۔ یحییٰ کے چار بیٹے فضل، جعفر، موسیٰ اور محمد تھے۔ یحییٰ کے بڑھاپے کی وجہ سے وزارت کے تمام امور فضل کے ہاتھوں میں آ گئے لیکن فضل نے مسند وزارت جعفر کے سپرد کر دی۔

جعفر شجاعت، انامروری اور فیاضی میں بے نظیر تھا۔ رعب داب کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے امرا بھی اس کے سامنے مرعوب رہتے تھے لیکن اکثر امرا اور اراکین دربار برمکیوں سے حسد کرنے لگے تھے اور چھپ چھپ کر ہارون کو ان کے خلاف اکساتے رہتے تھے۔ ہارون جعفر سے بدظن ہو گیا اور محرم ۱۸۷ھ میں اسے قتل کرا دیا۔

**جعفر صادقؑ (امام)**۔ نام جعفر، کنیت ابو عبد اللہ، لقب صادق۔ عام مشہور نام جعفر صادق۔ آپ امام محمد ملقب بہ باقر کے صاحبزادے اور چھٹے امام ہیں۔ آپ کی والدہ محترمہ حضرت ابوبکر کے پوتے قاسم بن محمد کی لڑکی تھیں۔
(پیدائش مدینہ ۸۰ھ ۶۹۹ء)
آپ کے والد باقر بڑے پایہ کے عالم تھے انہی کے شاگردوں میں امام اعظم ابو حنیفہ النعمان جیسے اکابر ملت تھے۔

آپ حافظ حدیث تھے اور فقہ میں وہ کمال حاصل تھا کہ امام ابو حنیفہؒ بھی تسلیم کرتے تھے کہ ان سے بڑا عالم انہوں نے کبھی نہیں دیکھا۔

آپ بڑے جری، نڈر اور بے خوف تھے اور بڑے بڑے رؤسا اور سلاطین کے سامنے بھی حق بات کہنے سے کبھی دریغ نہ کرتے۔
۱۴۸ھ (۷۶۵ء) میں وفات پائی۔

**جعفر طیارؓ**۔ نام جعفر، کنیت ابو عبد اللہ، والد کا نام عبد مناف (ابو طالب)۔ آنحضرتؐ کے چچازاد اور حضرت علیؓ کے سگے بھائی تھے۔

رسول اللہؐ حضرت علیؓ کی معیت میں نماز ادا کر رہے تھے کہ جعفرؓ وہاں پہنچ گئے۔ یہ نظارہ دیکھ کر ان کے دل پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ یہ بھی مسلمان ہو گئے۔

دوسرے مسلمانوں کے ہمراہ آپ نے حبشہ کو ہجرت کی اور شاہ حبشہ کے سامنے مسلمانوں کی طرف سے بوقت گفتگو نمائندگی کا فرض آپ نے ادا کیا اور شاہ حبشہ کی دریافت پر اس کے ہر سوال کا نہایت مدلل اور جامع جواب دیا۔ حبشہ میں ۷ سال گذارنے کے بعد ۷ھ میں واپس

مدینہ آ گئے۔

سنہ ۸ھ میں جب موتہ پر لشکر کشی ہوئی تو کفار کی ایک لاکھ کی جمعیت سے خلاف حضرت زیدؓ بن حارثہ کی سرکردگی میں چند ہزار مسلمان نہایت بے جگری سے لڑے۔ زیدؓ بن حارثہ کے شہید ہو جانے پر حضرت جعفر سپہ سالار مقرر ہوئے اور نہایت جاں بازی اور بہادری سے لڑ کر شہید ہوئے۔ ان کی شہادت کے بعد حضرت خالدؓ بن ولید (سیف اللہ) امیر لشکر بنے۔

حضور نبی اکرمؐ کو آپ سے بہت محبت تھی اور اکثر اپنی زبان سے آپ کی عظمت کا اعتراف کیا کرتے تھے۔

**جعفر، میر** - دیکھو میر جعفر۔

**جعل سازی** - کسی شخص کے دستخط یا تحریر کی نقل اتارنا جس سے ذاتی منفعت مقصود ہو لیکن دوسرے کے نقصان کی غرض سے۔ اس عنوان میں کسی چیز کی تحریر کی نقل اتارنا، کسی کے دستخط کا چربہ اتارنا، کسی کی تحریر کو کسی دوسرے کی تحریر ظاہر کرنا سب شامل ہیں۔

تحریر کے علاوہ کسی قسم کی دھوکا دہی بھی فریب اور جعل سازی ہوتی ہے بشرطیکہ یہ کام دھوکے کی نیت سے کیا گیا ہو۔ سنہ ۱۸۶۱ء تک انگلستان میں اس قسم کے جرم کی سزا موت تھی۔ چنانچہ اسی قانون کے ماتحت بنگال کے تاریخی شخص نند کمار کو پھانسی دی گئی لیکن اسی قانون کی خلاف ورزی پر اوما چند بنگالی کے ساتھ دھوکا کرنے والے انگریز جرنیل کلائیو سے اسی زمانے میں پرسش تک نہ کی گئی۔ موجودہ تعزیرات پاکستان میں یہ جرم دفعہ نمبر ۴۶۲ کے تحت آتا ہے۔

**جعلی حساب بنانا** - Falsification of Accounts جعلی حساب بنانے کی سزا ۱۸۷۵ء کے قانون کے مطابق سات سال تک قید با مشقت مقرر ہے کسی کمپنی کے عہدہ داران ہوں یا حکومت کے ملازمین ہوں یا کسی ہوٹل کے خانساماں ہوں یا کسی دوسرے کاروبار کے ملازمین سب اس قانون کے تحت آتے ہیں۔

**جغرافیہ** - (Geography) اس علم کا آغاز بطور سائنس مصر و یونان میں ہوا۔ زمانہ قدیم کے جغرافیہ دانوں کی بعض تحریریں بڑی دلچسپ ہیں مثلاً سٹرابو Strabo جو ایک اطالوی جغرافیہ دان تھا، اس خیال کا مالک تھا کہ سمندر کا پانی ایک بہت بڑے دریا کی طرح کسی ڈھلان پر بہتا رہتا ہے۔ ارسطو کا یہ خیال تھا کہ فضا میں سے ہوا زمین میں داخل ہو کر محبوس ہو جاتی ہے اور جب وہ فضا میں واپس آنے کے لئے جدوجہد کرتی ہے تو زلزلہ پیدا ہوتا ہے مگر ان عجیب و غریب خیالات کے ساتھ ساتھ قدیم یونانیوں نے بعض حیرت انگیز دریافتیں بھی کیں مثلاً ۲۰۰ ق م کے قریب اراسطاتینس Eratosthenes نے مصر کے مشرق و مغرب میں مدوجزر کی لہروں میں تناسب معلوم کرنے پر یہ اعلان کیا کہ بحر اوقیانوس اور بحر ہند آپس میں منسلک ہیں۔ اس کی ایک اور دریافت قابل ذکر ہے، جس کے مطابق اس نے یہ بتایا کہ دور مغرب میں شمال سے جنوب تک کوئی ملک ضرور واقع ہے۔ اس کے ۱۷۰۰ سال بعد کولمبس نے اسی ملک امریکہ کو دریافت کیا۔

اراسطاتینس نے جو ۲۷۶ سے ۱۹۴ ق م تک گزرا ہے، کرہ ارض کی جسامت کا بہت حد تک صحیح اندازہ لگایا لیکن اس کی اس دریافت کا غالباً جغرافیہ کے ضمن میں ذکر نہیں کرنا چاہئے کیونکہ یہ انکشاف سکندریہ اور Syene (Assuan) کا درمیانی فاصلہ ناپ کر علم ریاضی کی مدد سے کیا گیا تھا۔

علم جغرافیہ میں کرہ ارضی کے خط و خال، زمین، پانی، ہوا، نباتات، حیوانات اور انسان کے آپس کے تعلقات سے بحث ہوتی ہے۔ اس علم کی خاص خاص شاخیں یہ ہیں۔ طبیعی، نباتاتی، حیواناتی، اقتصادی، تاریخی، ریاضیاتی، طبقاتی اور سیاسی یا ملکی۔

**جفر (علم)** آئندہ کے حالات کا علم جفر کہلاتا ہے ظہور اسلام سے پہلے عربوں میں کاہن موجود ہوتے تھے۔ جو منتر جنتر اور مختلف عملوں کے ذریعے بیماریوں کا علاج کرتے اور آنے والے واقعات کے لئے پیشگوئیاں کرتے تھے۔ مسلمانوں نے کاہنوں کے سب طور طریقوں کو اپنا لیا اور منتروں کے علاوہ قرآن کریم کی آیات سے وہی کام لینا شروع کر دیا اور رفتہ رفتہ علوم رمل اور جفر وغیرہ ان میں گھر کر گئے۔

ہارون الرشید کے زمانے میں ایک نجومی برصغیر ہند و پاکستان سے خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حساب

کر کے بتایا کہ خلیفہ کی زندگی صرف ایک سال اور ہے۔ ہارون الرشید نے یہ سن کر کھانا پینا اور روزمرہ کے تمام مشاغل ترک کر دیئے لیکن یحییٰ برمکی نے نجومی کو پھانسی دے کر خلیفہ کا وہم دور کیا۔

اسلام اس قسم کے اوہام اور خیالات کی تردید کرتا ہے مگر باوجود اسلام کی مخالفت کے اس قسم کے علوم نے اسلامی خیالات کو متاثر کیا ہے اور کسی حد تک مذہبی عقائد کا جزو بن گئے ہیں۔

**جست۔** (Hg) ایک قسم کا سفید بے قاعدہ اور لطیف [illegible]

**جگ۔** (Jug) خانگی استعمال کے ظروف میں سے ایک قسم کا برتن شکل مخروطی اور منہ اوپر کی جانب۔ جس میں پانی یا مائع شے ڈال کر اسے پُر کر لیا جاتا ہے۔ پکڑنے کے لئے ایک طرف کو ہینڈل یا دستہ لگا ہوتا ہے۔

**جگت بھاشا۔** (Esperanto) ایک عام اور مصنوعی زبان ہے جسے وارسا کے ڈاکٹر لڈوگ زامن ہوف نے [illegible] میں یورپ کی زبانوں کے مصادر سے الفاظ بنا کر سادہ گرامر کے ذریعہ اس لئے ایجاد کیا کہ مختلف زبانوں کے بولنے والے اس زبان میں تبادلۂ خیالات کر سکیں لیکن یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔

**جگدیش چندر بوس۔** سر جے۔ سی۔ بوس۔ علم نباتات کے مشہور ہندوستانی ماہر اور ممتاز سائنسدان۔ انہوں نے اپنا مطالعہ پودوں کے اعصابی سسٹم کے لئے مخصوص کر رکھا تھا جس میں انہیں بے شمار نتائج میسر آئے۔ کلکتہ کے نامی گرامی بوس ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے بانی مبانی اور فیلو آف رائل سوسائٹی تھے۔ ۱۹۱۷ء میں حکومت نے علمی خدمات کے صلے میں سر کا خطاب دیا۔ ۱۸۵۸ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۳۷ء میں وفات پائی۔

**جگر۔** (Liver) کلیجہ۔ سرخ رنگ کا عضو ہے جو پیٹ میں داہنی طرف پسلیوں کے نیچے ہوتا ہے۔ جگر چند عرق تیار کرتا ہے جو غذا کو ہضم کرنے، خون کو صاف رکھنے اور جسم کا زہر نکالنے کا کام کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ جگر میں زائد غذا بھی جمع رہتی ہے اور ضرورت کے وقت کام آتی ہے۔ جگر کے مرض کی خاص علامت یرقان ہے۔

**جگر بریلوی۔** اردو کے مشہور شاعر، بھارت کے ایک شہر بریلی میں ۱۸۹۰ء میں پیدا ہوئے۔ ادیب، شاعر اور افسانہ نویس کے طور پر مشہور ہیں۔ کلام سادہ اور مسلسل ہوتا ہے۔ خیالات کی آمد اور روانی قابل تعریف ہے۔ وطن مالوف ہی میں مقیم ہیں۔

**جگر مراد آبادی۔** نام علی سکندر اور جگر تخلص۔ مراد آباد کے رہنے والے تھے۔ فارسی اور اردو کی کافی استعداد رکھتے تھے۔ خوش وضع، خلیق اور منکسر المزاج تھے۔ بزرگوں کا وطن دہلی تھا۔ آپ کے مورث اعلیٰ مولوی محمد سمیع شاہجہان اعظم کے استاد تھے لیکن عتاب شاہی کی وجہ سے دلی کو چھوڑ کر مراد آباد وطن اختیار کرنا پڑا۔ آپ کی شاعری کی شہرت بیسویں صدی کے ربع اول میں آپ کی غزلیات کا پہلا دیوان "داغ جگر" شائع ہونے پر ہوئی۔ آپ کے کلام میں تصوف کا رنگ غالب ہے۔

حضرت جگر میں واردات قلب کو اپنے خاص انداز میں بیان کر دینے کی قدرت پائی جاتی ہے۔ وہ دوسروں کے قلوب کو اپنے کلام سے گرما دیتے اور جوش و اثر پیدا کر دیتے ہیں۔

آپ تیرہ چودہ برس کے سن سے شعر کہنے لگے تھے۔ آپ کا کلام شگفتہ، شیریں اور دل نشین ہوتا ہے

عام طور پر ہند و پاکستان کے مشاعروں میں شریک ہوتے رہے ہیں۔ ہندوستان کی ساہتیہ اکیڈمی نے آپ کے مجموعہ کلام "آتش گل" کو ۱۹۵۵ء سے ۱۹۵۷ء تک کے عرصہ کی بہترین تصنیف قرار دیا اور ہندوستان کے وزیر اعظم پنڈت نہرو نے آپ کو پانچ ہزار روپے کے انعام سے نوازا۔ آپ ستمبر ۱۹۶۰ء میں انتقال فرما گئے۔

**جگنو**۔ ایک قسم کا سبز رنگ کا بھونرا جس کے بدن کے آخری حصے پر فاسفورس کی طرح کے مادے سے روشنی نکلتی ہے۔ یہ روشنی مادہ میں بہ نسبت نر کے زیادہ ہوتی ہے لیکن نر اڑ سکتا ہے اور مادہ کے پر نہیں ہوتے۔ اگر بہت سے جگنو، ململ کے کپڑے میں باندھ لیے جائیں تو معمولی لیمپ کے برابر روشنی ہو جاتی ہے۔

**جلاٹین**۔ (Gelatine) (دیکھو سریش ماہی)

**جلال لکھنوی**۔ حکیم سید ضامن علی نام اور جلال تخلص ہے۔ ۱۸۳۴ء میں حکیم سید اصغر علی داستان گو کے ہاں لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ نواب آصف الدولہ کے مدرسے میں تعلیم پائی اور اپنا آبائی پیشہ طبابت اختیار کیا۔ زمانے کے رنگ کے مطابق بچپن ہی میں شعر و سخن کا شوق پیدا ہوا لیکن کچھ عرصہ بعد حکمت کی بجائے شاعری کو اپنا مستقل فن بنا لیا۔ میر علی خان ہلال اور استاد اشک سے اصلاح لیا کرتے تھے۔ جلال مشاعروں میں بچپن سے جاتے۔ استادوں کا کلام سنتے اور اپنی غزلیں سناتے لیکن ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی نے ان صحبتوں کو درہم برہم کر دیا اور شاعروں کو بجائے تخیل شعری کے شکم پروری کی فکر ہوئی۔ جلال لکھنؤ کو چھوڑ کر نواب یوسف علی خان والیٔ رامپور کے ہاں چلے گئے۔ جہاں ان کے والد داستان گو زمرے میں ملازم تھے۔ تقریباً بیس برس تک وہ دربار رامپور سے منسلک رہے لیکن کونسل آف ایجنسی کے قیام کے بعد ریاست منگرول چلے گئے مگر ناموافق آب و ہوا کے باعث جلد ہی لکھنؤ واپس چلے آئے جہاں ۷۶ برس کی عمر میں ۲۰ اکتوبر ۱۹۰۹ء کو انتقال کیا۔

**جل پری**۔ سمندری پریوں کے قصے کہانیاں، زبان زد خاص و عام ہیں لیکن ان کا وجود محض افسانہ ہے کیونکہ جن اجسام کو غلطی سے پریاں سمجھ لیا گیا ہے وہ سمندری جانور ہیں جن کا دھڑ تو مچھلی کا سا ہوتا ہے اور سر بیل کی طرح کا۔ جب اس کو سیدھا کھڑا کیا جائے تو بالکل انسانی جسم جیسی انسانی شکل معلوم ہوتی ہے۔ سمندر میں یہ جانور بالکل سیدھا پانی سے ابھرتا ہے اور فاصلے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی عورت کھڑی ہے۔ اس لئے اس کو روایتوں میں پری فرض کر لیا گیا ہے۔ اس جانور کے دھڑ میں پسلیاں ابھری ہوئی ہیں جن کی مدد سے یہ پانی میں حرکت کرتا ہے۔ نیز اس کے جسم کے اندر ایک قسم کے پھکنے ہوتے ہیں جن کی مدد سے یہ پانی کے اوپر تیرتا رہتا ہے۔ اس قسم کے جانور بحیرہ قلزم میں بہت ہیں اور الف لیلہ وغیرہ میں جو ان جل پریوں کی کہانیاں درج ہیں وہ انہیں جانوروں پر مبنی ہیں۔ (نیز دیکھو بنت البحر)

**جل جانا**۔ (Burns) جل جانے کا بڑا خطرہ یہ ہے کہ نظام عصبی کو سخت صدمہ پہنچتا ہے نیز خون میں زہر شامل ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ جلے ہوئے حصوں سے جلا ہوا تمام ڈھانپنا نہایت ضروری ہے۔ اگر کپڑے تن سے چپک جائیں تو انہیں چھڑاؤ نہیں بلکہ کاٹ دو۔ پکرک گاز (Picric Gauz) پانی میں تر کر کے زخم کو ڈھانپ دو۔ یہ نہ ہو تو کپڑے کا ایک صاف ٹکڑا لے کر بورک ایسڈ والے پانی میں بھگو لو۔ اس کو نچوڑ کر زخم پر رکھو۔ یہ چیزیں ہنگامی ضرورت کے لئے ہر گھر میں موجود رہنا چاہئیں۔ معمولی جلن والے مقامات پر کیرن آئل (Carron Oil) لگا دینا کافی ہے جو السی کے تیل اور چونے کے پانی کی برابر مقدار سے بنتا ہے یا چونے کا پانی اور پوٹاشیم پرمینگنیٹ ملا کر لگایا جاتا ہے۔ جب جلد سرخ ہو جائے تو صرف ویزلین یا زیتون کا تیل لگا دو۔ اور نرم صاف روئی رکھ کر ڈھیلی پٹی باندھ دو۔ اگر آبلے پڑ جائیں تو ڈاکٹر کو دکھاؤ اور اس کے مشورے کے بغیر ان آبلوں کو ہرگز نہ چھیڑو۔

اگر ابلتے پانی سے جسم کا کوئی حصہ جل جائے تو سوڈا باریک کر کے ایک تہ پٹی رکھو۔ پھر کھریا کے سفوف میں تیل یا انڈے کی سفیدی ملا کر زخم پر لگاؤ اور خوب مضبوطی سے پٹی باندھ دو تاکہ ہوا باہر نکل جائے۔

اگر مریض کا دل صدمے کی وجہ سے بیٹھا جاتا ہو تو جلے ہوئے زخموں کے علاج سے پہلے اس حالت کا علاج کرنا چاہیے۔ گرم اور جوش آور چیزیں پلاؤ اور مریض کو گرم کپڑوں سے ڈھانک دو۔ پیروں کے نیچے گرم پانی کی بوتل رکھو۔ انتہائی تکلیف کی حالت میں مریض کو گرم پانی کے ٹب میں بٹھا دینا چاہیے۔

**جلد۔** (Skin) حیوانوں کے جسم کا پوست، جو اندرونِ جسم کے اعضا، رگوں، پٹھوں وغیرہ کو حفاظت سے رکھتا ہے اور جسم کے اندر کی خالی جگہوں کو بلغمی جھلی (Mucus Membrane) سے ملاتا ہے۔ مچھلیوں اور رینگنے والے جانوروں کی جلد پر فلس پیدا ہوتے ہیں۔ چڑیوں کے پیروں کی جلد پر بھی فلس نما مادے پیدا ہوتے ہیں۔ مینڈک کی کھال سپاٹ ہوتی ہے۔ چڑیوں کی جلد پروں سے ڈھکی رہتی ہے اور دودھ پلانے والے جانوروں کی کھال (جن میں انسان بھی شمار ہوتا ہے) پر بال، روواں، سخت ریشے (Bristles) یا پوستین ہوتا ہے۔ انسان کی جلد میں کئی تہیں ہوتی ہیں جو خانوں (Cells) سے بنی ہوتی ہیں۔ کھال کی اندرونی تہ ڈرمس اور بیرونی تہ اپی ڈرمس کہلاتی ہے۔ باریک باریک شریانیں جن میں خون دوڑتا رہتا ہے ڈرمس میں خون پہنچاتی رہتی ہیں۔ باریک باریک نسوں کے سلسلے بھی یہیں سے شروع ہو کر احساس لمس کو دماغ تک پہنچاتے رہتے ہیں۔ گرمی، سردی، تکلیف اور راحت کا احساس بھی ان ہی نسوں کے توسل سے دماغ تک منتقل ہوتا رہتا ہے۔ اپی ڈرمس کے زیریں حصہ میں جو خانے ہوتے ہیں ان میں زندگی ہوتی ہے۔ یہ بڑے ہو ہو کر دو حصوں میں منقسم ہوتے رہتے ہیں اور اس طرح یہ نئے خود بخود پیدا ہوتے جاتے ہیں۔ جب یہ خانے بالائی سطح پر آتے ہیں تو یہ چپٹے ہو کر مردہ ہو جاتے ہیں اور بالآخر پپڑی بن کر جلد سے جدا ہو جاتے ہیں۔ ہر بال ایک خانہ نما سے پیدا ہوتا ہے جسے پیلا (Papilla) کہتے ہیں۔ یہ خانے ڈرمس میں ہوتے ہیں۔ ہر بال کی جڑ میں ایک ننھا سا غدود چکنائی پیدا کرتا رہتا ہے اور اس چکنائی کی وجہ سے بال آسانی سے اُگ آتا ہے۔ یہ چکنائی بالوں کو تندرست رکھنے کے لیے بھی ضروری ہے۔ بال کی جڑ میں ایک چھوٹا سا پٹھا بھی ہوتا ہے جب یہ سکڑتا ہے تو بال کھڑا ہو جاتا ہے۔ جلد میں ایسے گچھے دار غدود بھی ہوتے ہیں جو پسینہ پیدا کرتے ہیں۔ یہ غدود نظام جسمانی میں حرارت کا توازن قائم رکھنے کے لیے بہت ضروری ہیں۔ اگر خون کا درجہ حرارت بلند ہو جاتا ہے تو یہ غدود ایک نمکین سیال مادہ (پسینہ) خارج کرنے لگتے ہیں جب پسینہ خشک ہوتا ہے اور سیال حالت سے بخارات میں تبدیل ہوتا ہے تو جلد ٹھنڈی ہو کر خون کا درجہ حرارت بھی گرا دیتی ہے اور جسمانی حرارت میں توازن برقرار رہتا ہے۔ موسم سرما میں پسینے کے غدود اپنا کام بند کر دیتے ہیں۔

**جلد سازی۔** (Book Binding) کسی کتاب کے اوراق کو ترتیب وار یکجا جمع کر کے سینے اور جلد بندی کر کے پھٹ جانے سے محفوظ کر دینے کا فن جلد سازی کہلاتا ہے۔ جلد سازی کا کام آج کل عام طور پر مشینوں کی مدد سے کیا جاتا ہے مگر پس ماندہ ممالک میں نیز چمڑے کی جلد سازی میں سارا کام ہاتھوں سے ہوتا ہے۔

جلد سازی کے جدید کارخانوں میں کتاب کے مختلف جزوں کو تہ کر کے سلائی مشین کی مدد سے سیا جاتا ہے۔ یہ مشین ان جزوں کو سی کر ایک جان کر دیتی ہے۔ سلائی کے بعد ایک مشین کی مدد سے مقررہ سائز کے مطابق کتاب کی تین اطراف سے کٹائی کی جاتی ہے جس میں فالتو کاغذ کٹ جاتا ہے اور کتاب کے تمام اوراق ایک جیسے لمبے چوڑے باقی رہ جاتے ہیں۔

کٹائی کے بعد کتاب کی پشت پر لئی لگائی جاتی ہے اور اس کے بعد مطلوبہ سائز کا گتہ اور اس پر خوبصورت قسم کا کاغذ لگا کر جلد بندی کا کام پورا کر دیا جاتا ہے۔ چمڑے کی جلدوں پر بیل بوٹے بنانے اور سنہری حروف لکھنے کا کام عام طور پر ہاتھوں سے کیا جاتا ہے۔ ہاتھ سے جلد بندی کرتے وقت پچھلے وقتوں میں "شکنجے" کا استعمال کیا جاتا تھا۔

**جلد کے دانے۔** (Rashes) جلد پر دانے مختلف امراض کی صورت میں پیدا ہوتے ہیں۔ متعدی بیماریوں کی شکل میں جو دانے نمایاں ہوتے ہیں، وہ ان بیماریوں کے علاج کے ساتھ کافور ہو جاتے ہیں۔ بعض

جلدی امراض کی بدولت بھی جسم پر دانے نکل آتے ہیں مثلاً کھجلی، اگزیما وغیرہ کی صورت میں۔ ان مختلف حالتوں کے لئے مرہم اور انتا بثر وزدائیاں مقرر ہیں۔

**جلد کی خراش اور سوزش کا علاج** — Chilblain, To Cure ابتدائی حالت میں تلی کے تیل اور کافور سے تیار کیا ہوا لیپ لگایا جائے تو مفید ہوتا ہے لیکن پھٹے ہوئے دانے اور زخم اس سے اچھے نہیں ہوتے۔ ایسی حالت میں بورلیسک Boracic کا پلستر لگانا چاہئے۔ اس قسم کے مریضوں کو کھلی ہوا میں خوب ورزش کرنی چاہئے اور جسم پر خوب مالش کرانی چاہئے اگر روزانہ یہ عمل کیا جائے تو مریض جلد اچھا ہو جائے گا۔ انگیٹھی پر ہاتھ پاؤں نہیں تاپنے چاہئیں۔ اس سے سوزش میں اضافہ ہوتا ہے۔

**جلدی امراض** — (Skin Diseases) بہت سی جلدی بیماریاں ایسی ہیں جو خون کی اندرونی خرابیوں کا نتیجہ ہوتی ہیں اور بہت کم ایسی ہیں جو کسی مقامی سبب کا نتیجہ ہوں۔ سرخ باد ایک مقامی بیماری ہے جو نہایت تکلیف دہ ہے اور بغیر کسی ظاہری سبب کے بڑھتی چلی جاتی ہے۔ نائی کے استرے سے بھی جلد میں زہر سرایت کر جاتا ہے اور باوجود علاج کے بہت دیر میں جا کر اچھا ہوتا ہے۔ جلدی امراض کے علاج کے لئے کسی ماہر ڈاکٹر سے مشورہ کرنا چاہئے یا پھر ایسے ہسپتال میں علاج کرانا چاہئے جہاں خاص طور پر جلدی بیماریوں کا علاج ہوتا ہو۔ علاج میں کثرت سے گرم پانی سے دھونے اور صابن کے استعمال کی ضرورت ہے۔ نیز ہاضمے کو درست کرنا چاہئے۔ پھوڑے پھنسیوں پر گرم ٹکور کرنا چاہئے لیکن یہ خون کی گندگی کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ داد پر گندھک کا مرہم لگانا چاہئے لیکن اس سے دیر میں فائدہ ہوتا ہے۔ ٹنکچر آیوڈین زیادہ موثر ہے لیکن داغ دے جاتی ہے۔ جن مقامات پر مرض زیادہ نمایاں نہ ہو وہاں کاشک پوٹاش لگانا چاہئے۔

**جلسۂ تقسیم اسناد** — Convocation ہر جامعہ، دارالعلوم اور کالج کے ایسے جلسے سال بسال منعقد ہوتے ہیں جن میں جامعہ وغیرہ کا رئیس یا ملک کا کوئی دوسرا فاضل شخص، فارغ التحصیل طلبا کو سندیں عطا کرتا ہے۔ فارغ التحصیل طلبا مخصوص قسم کا لباس، جو عام طور پر لبادہ جبوں کی صورت میں ہوتا ہے پہن کر آتے ہیں اور اپنے درجات کی سندیں حاصل کرتے ہیں۔ آج کل پنجاب یونیورسٹی کے بی۔ اے یا بی ایس سی گریجوایٹوں کو سندات اپنے اپنے کالجوں میں دی جاتی ہیں جہاں تقسیم اسناد کے اجلاس منعقد ہوتے ہیں اور اکثر مقامات پر تقسیم اسناد کے ساتھ تقسیم انعامات کا کام بھی سرانجام دیا جاتا ہے۔

**جلق** — Masturbation جنسی خواہشات کو خود اپنے آپ پورا کرنا۔ مذہبی، معاشرتی، اخلاقی، طبی نقطۂ نگاہ سے مضر ہے۔ نوجوانوں میں اس عادت کے امکانات ہوتے ہیں۔ اس زمانہ میں ان کے دماغ کو دلچسپ مشاغل میں لگائے رکھنا ضروری ہے تاکہ ذہن اس طرف منتقل نہ ہونے پائے۔

**جلندھر (استسقا)** — Dropsy خلیوں میں پانی بھر جانا جس کا سبب قلب کی یا گردوں کی بیماری یا جگر کی خرابی کی وجہ سے دورانِ خون میں رکاوٹ کا واقع ہو جانا ہو سکتا ہے۔ جلندھر کا علاج فی الواقعہ اس عضو کا علاج ہوتا ہے۔ جس کی بیماری کی وجہ سے جلندھر پیدا ہوا ہو۔ پانی خارج کرنے کے لئے مسہل وغیرہ دیئے جاتے ہیں یا ایسی تدابیر اختیار کی جاتی ہیں جن سے پسینہ آ کر پانی نکل جائے۔ اکثر اوقات بدن میں چھید کر کے نلکی سے بھی پانی نکالا جاتا ہے۔

**جلیانوالہ باغ** — شہر امرتسر (مشرقی پنجاب) کا مشہور مقام اور جائے اجلاس جو اب یادگار بن گیا ہے۔ ترک موالات اور آزادی کی تحریک کے دنوں میں، نہتے مجمع پر جنرل ڈائر متعینہ امرتسر نے گولی چلائی جس سے بہت سے اشخاص ہلاک ہوئے اور لوگوں میں بڑا جوش و خروش پیدا ہوا اور آزادی کی لہر، سارے ملک میں دوڑ گئی۔

**جلیل مانک پوری** — حافظ جلیل حسن نام جلیل تخلص۔ ۱۲۸۲ھ میں بمقام مانک پور (اودھ) پیدا ہوئے دس گیارہ برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ طالب علمی کا اکثر زمانہ لکھنؤ میں گذرا۔
بچپن ہی سے شاعری کا شوق تھا۔ امیر مینائی کی شاگردی

اختیار کی۔ استاد نے رام پور میں "امیر اللغات" کی تدوین کی ادارت جلیل ہی کے سپرد کی تھی۔

۱۳۱۸ھ میں حیدر آباد (دکن) گئے اور وہاں "محبوب الکلام" (دیوان میر محبوب علی) کی ترتیب و اشاعت ان ہی کے سپرد ہوئی۔ آپ نے ۱۳۳۲ھ میں "تذکیر و تانیث" کے موضوع پر ایک کتاب مرتب کی۔ پھر اختر مینائی کی شرکت سے دکن کی ایک صحیح تاریخ سرکار نظام کے حکم سے مرتب کی۔ ۱۳۲۳ھ میں حضرت داغ کی وفات کے بعد نواب میر محبوب علی خاں نظام دکن نے انہیں جلیل القدر کا خطاب عطا کر کے اپنا استاد مقرر کیا۔ میر عثمان علی خاں نے انہیں اپنا استاد اور شاعر دربار مقرر کیا اور نواب فصاحت جنگ بہادر اور امام الفن کے القاب مرحمت فرمائے۔

امیر مینائی کی زندگی کے حالات پر بھی آپ نے ایک کتاب تحریر کی تھی جو ۱۹۲۷ء میں شائع ہوئی تھی۔

آپ کے شاگرد وں میں بہت سے نغز گو شاعر ہیں۔

آپ نے جنوری ۱۹۴۶ء میں بمقام حیدر آباد دکن وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

**جماعت بندی کا طریق۔** پارٹی سازی یا جماعت بندی خاص اصولوں اور طریقوں کے ماتحت عمل میں آتی ہے۔ پارٹیاں مختلف ملکوں میں مختلف بنیادوں پر بنائی جاتی ہیں اور بنیادی اتحاد پر پارٹی یا جماعت کی تنظیم ہوتی ہے۔ اس غرض کے لئے ابتدا میں ایک عارضی کمیٹی بنائی جاتی ہے جو پارٹی یا جماعت کے قواعد و ضوابط وضع کرتی ہے اور کارکردگی کے اصول تجویز کرتی ہے۔ پھر ایک اجلاس میں صدر اور سیکرٹری اور دوسرے عہدیداروں کا انتخاب ہوتا ہے اور اس طرح پارٹی کے کام کا منظم آغاز ہوتا ہے۔

پارٹی کا ایک وہپ (Whip) مقرر ہوتا ہے جو جماعت بندی اور تنظیم کی خاطر ارکان کو وقتاً فوقتاً ہدایات بھیجتا ہے۔ پارٹی یا جماعت کی ایک مجلس انتظامیہ یا مجلس عاملہ ہوتی ہے جو ارکان کی مختصر سی تعداد پر مشتمل ہوتی ہے اور پارٹی کے فیصلوں اور پالیسی وغیرہ کو عملی جامہ پہناتی ہے اور قواعد و ضوابط کو نافذ کرتی ہے۔

جماعت بندی کی اصطلاح درس گاہوں کی کلاسوں اور جماعتوں پر بھی جاری ہوتی ہے جہاں جماعت بندی تعلیمی سال کے خاتمے پر عمل میں آتی ہے۔



**جماعتی ضبط۔** (Party Discipline) اراکین پر جماعت کا اختیار جس کی وجہ سے وہ جماعت کی ہدایات کے مطابق عمل کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ یہ ہدایات خواہ جمہوری اصولوں کے مطابق ہوں یا آمرانہ طور پر جاری کی جائیں تمام اراکین کے لئے ان کا ماننا ضروری ہے۔ یہی چیز ہے جس پر کسی انتخاب کے موقع پر یا کسی قانون ساز ادارے میں بحث کے وقت کسی جماعت کی طاقت اور استحکام کی آزمائش کا انحصار ہوتا ہے۔

**جماعتی نظام حکومت۔** Party Government موجودہ دور کی نیابتی جمہوریت میں مجلس قانون ساز میں جس سیاسی جماعت کے ارکان کی اکثریت ہوتی ہے اسی جماعت کا سرگروہ اپنی حکومت قائم کرتا ہے۔ چنانچہ جماعت کے نظریات کی ترویج شروع ہو جاتی ہے اور مخالف جماعت کے نظریات کو پس پشت ڈال دیا جاتا ہے لیکن رفتار زمانہ اور حالات و واقعات کے زیر اثر اکثریت و اقلیت تغیر پذیر ہوتی رہتی ہیں اس لئے ملک کی مختلف سیاسی جماعتوں میں مسلسل کشمکش جاری رہتی ہے اور بعض اوقات ناجائز وسائل اور ذرائع کے استعمال سے بھی گریز نہیں کیا جاتا۔ جہاں عوام مختلف مذاہب کے پیرو ہوں وہاں یہ کشمکش کبھی کبھی خطرناک صورت بھی اختیار کر لیتی ہے۔ برصغیر ہند و پاکستان میں آزادی سے پہلے کانگریس اور مسلم لیگ کی کشمکش اسی طرح کی تھی۔ ہندو اکثریت نے مسلمان اقلیت کو اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش کی اور ان کے سیاسی حقوق کی پامالی شروع کر دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب پاکستان قائم ہوا تو برصغیر کے لاکھوں افراد کا خون بہہ گیا۔

**جمال الدین افغانی۔** سید محمد بن صفدر، ولادت اسعد آباد کابل ۱۸۳۸ء/۱۲۵۴ھ۔ وفات ۱۸۹۷ء قسطنطنیہ۔

انیسویں صدی کے مشہور مسلمان مفکر اور اسلامی سیاست کے زبردست راہبر تھے۔ انہوں نے اسلامی سلطنتوں کو بیدار کرنے اور ان کو مغربی طاقتوں کے اقتدار سے آزاد کرانے کے سلسلے میں بڑی جد و جہد کی۔ ان کا خیال تھا کہ تمام اسلامی سلطنتیں ایک خلیفہ کے ماتحت متحد ہو کر مغربی اقتدار کو یک قلم موقوف کر دیں اور اس طرح ایک مضبوط اسلامی بلاک بن جائے۔ اس کام کے واسطے انہوں نے زبان اور

قلم سے کام لیا۔ ۱۰ برس کی عمر تک تعلیم حاصل کر کے حج کو گئے پھر امیر دوست محمد والیِ افغانستان کے ہاں ملازم رہے لیکن وہاں کی خانہ جنگی سے تنگ آ کر ہندوستان، قاہرہ اور قسطنطنیہ کا سفر کیا۔ انگریزوں نے ان کو اپنے واسطے خطرناک تصور کیا اور ہندوستان میں نظربند کر دیا۔ یہاں بھی دعائی تحریک کو ریاست حیدرآباد میں چلاتے رہے۔ وہاں سے نکلنے کے بعد کچھ عرصہ کے لیے امریکہ اور لندن گئے۔ ۱۸۸۴ء میں انہوں نے اپنا مشہور اخبار "العروۃ الوثقیٰ" نکالا جس میں انگریزوں کی مصری اور ہندوستانی پالیسی کو بےنقاب کیا۔ آخر زمانہ قسطنطنیہ میں گذرا اور وہیں ۹ مارچ ۱۸۹۷ء میں انتقال کیا۔

لیکن چالیس پینتالیس برس کے بعد افغانی حکومت نے ان کی لاش ۱۹۴۴ء تابوت میں بند کر کے کابل میں دفن کی اور مدفن پر ایک نہایت عمدہ مقبرہ تعمیر کیا۔

**جمال عبدالناصر کرنل**۔ سابق مصری فوجی افسر اور موجودہ مصری حکومت کے صدر۔ ۱۹۵۲ء کے فوجی انقلاب کی روحِ رواں تھے۔ انقلاب کے بعد جنرل نجیب نے انہیں نائب وزیراعظم مقرر کیا۔ ۱۹۵۴ء میں نجیب کو معزول کر کے وزیراعظم بن گئے۔ انقلابی اور معاشرتی اصلاحات کے حامی ہیں۔ جنگِ فلسطین میں سرگرم حصہ لے چکے ہیں۔ ۱۹۵۳ء میں مصر کو جمہوریہ قرار دیا اور خود اس کے صدر بنے۔

**جمال میاں، فرنگی محل**۔ فرنگی محل لکھنؤ کا طبقۂ علماء علمِ دینی اور مسائلِ مذہبی میں خاص شہرت کا حامل ہے۔ جمال میاں اسی طبقے کے معتبر رکن ہیں اور تبحرِ علمی اور ادبی ذوق میں نمایاں حیثیت کے مالک ہیں۔

**جمبوری**۔ (Jamboree) یہ اصل اس سے بزمِ نشاط یا پینے پلانے کی محفل مراد تھی مگر اب اس سے بوائے سکاؤٹس ایسوسی ایشن کے قومی یا بین الاقوامی اجتماع مراد لیے جاتے ہیں۔ نیز ایک قسم کے تاش کے کھیل میں وہ پتّا ہاتھ مراد ہوتا ہے جس میں پانچ چوٹی کے کارڈ ہوں۔

**جمرہ**۔ کنکری یا چھوٹی ٹھیکری مارنا لوازمِ حج میں سے ہے۔ وادیِ منیٰ میں تین ڈھیر ہیں جنہیں جمرۃ الاولیٰ، جمرۃ الوسطیٰ اور جمرۃ الکبریٰ کہتے ہیں یہ سب قریب قریب ہیں۔ پہلے دو کے گرد پتھر کے ستون ہیں اور تیسرے کے گرد دیوار ہے۔ حاجی ۱۰ ذی الحجہ کو جمرۃ الکبریٰ پر سات سات کنکریاں مارتے ہیں۔ اس کے علاوہ ۱۱، ۱۲، ۱۳ کو تینوں ڈھیروں پر سات سات کنکریاں پھینکتے ہیں گویا سارے حج میں کل ۷۰ کنکریاں پھینکی جاتی ہیں۔ اور ہر دفعہ تکبیر کہنا ضروری ہوتا ہے۔

اس طرح پر کنکریاں پھینکنے کی مختلف وجوہ بیان کی گئی ہیں لیکن عام خیال یہ ہے کہ یہ دراصل سنتِ ابراہیمی ہے اور جمرہ وہ مقامات ہیں جہاں شیطان حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو بہکانے کے واسطے آیا تھا۔ لیکن انہوں نے اس کو پتھر مار کر ہٹا دیا جب یہ واقعہ تین مرتبہ پیش آیا اور آپ نے تینوں مرتبہ اس کو ہٹا دیا۔ چنانچہ وہی سنت آج تک چلی آتی ہے۔ جمرۂ کبریٰ کو آج بھی بڑا شیطان کہا جاتا ہے۔

**جمع**۔ محکمہ مال کی ایک مخصوص اصطلاح ہے جس سے مراد کسی گاؤں یا تعلقہ سے مالیہ کی وہ رقم ہوتی ہے جو ہر ششماہی میں حکومت کو واجب الادا ہوتی ہے۔ یہ رقم مقررہ لگان کی ہی دوسری صورت ہے۔ گاؤں کا نمبردار اسے فرداً فرداً اس کے اندراج کے مطابق وصول کرتا ہے جسے پٹواری متعلقہ نے کھاتہ یا چٹھہ پر درج کر رکھا ہوتا ہے۔ اس جمع پر بغرض وصولی نمبردار کو پنجوترہ یا کل جمع پر پانچ فیصدی معاوضہ ملتا ہے۔

جمع حساب کا ایک قاعدہ بھی ہوتا ہے جس کی رو سے دی ہوئی رقوم کو اکائی، دہائی اور سینکڑوں وغیرہ کے اعداد ترتیبی کی رو سے اکٹھا کیا جاتا ہے۔ جمع کے علاوہ دوسرے تین بنیادی قاعدے تفریق، ضرب اور تقسیم

کے ہوتے ہیں۔

**جمعبندی۔** ( Jama'bandi ) جمعبندی کے لغوی معنی اکٹھا کرنے یا جوڑنے کے ہیں۔ کسی منتشر چیز کو یکجا کرنے کو بھی جمعبندی کہا جاتا ہے۔ بندوبست مال میں جمعبندی سے مراد وہ فردات ہوتی ہیں جن پر زمین کی اقسام مع پیمائش و نام مالک و کاشتکار نیز معاملہ سرکاری درج ہوتا ہے۔ ان فردات کی مدد سے ہر فصل پر مالیہ زمین کی وصولی کی جاتی ہے۔ گاؤں کے پٹواری کے پاس نیز تحصیل میں ہر گاؤں کی مفصل جمعبندیوں کا ریکارڈ ہوتا ہے۔ انہیں جمعبندیوں کی مدد سے گاؤں کا نمبردار معاملہ سرکاری وصول کرکے تحصیل میں داخل کرتا ہے اور اس خدمت کے عوض اسے کل وصول شدہ لگان کا پانچ فیصدی حصہ بطور کمیشن ملتا ہے۔ اسے پنجوترہ کہتے ہیں۔ جمعبندی میں انتقال اراضی بھی درج کی جاتی ہے۔ مثلاً ایک مالک زمین کے مرنے پر اس کے ورثاء کا نام مع تعداد رقبہ درج کیا جاتا ہے۔ اس طرح زمین کے ہر قطعہ کے مالک اور اس کے ذمہ سرکاری مالیہ کا گوشوارہ بن جاتا ہے۔ ذیل میں ایک خاکہ جمعبندی کا نمونہ ہے

| نمبر کھیوٹ، کھتونی | نمبر پتی | نام مالک مع ولدیت و احوال | نام کاشتکار مع ولدیت و احوال | نمبر خسرہ | مقدار رقبہ | قسم زمین | ذریعہ آبپاشی | شرح لگان | تفصیل لگان | مطالبہ سالانہ | کیفیت اندراجات |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | | | | | | | | | | |

**جمعہ۔** ( Friday ) ہفتہ کا ساتواں دن، جو مسلمانوں کے نزدیک نماز جمعہ کی وجہ سے قابل احترام ہے اور اس کی فضیلت تمام دنوں سے زیادہ ہے۔ اس دن شہر یا بستی کے تمام مسلمانوں پر ایک مسجد میں جمع ہوکر خطبہ سننا اور نماز ادا کرنا فرض ہے لیکن اگر ایک جگہ جمع نہ ہو سکیں تو کئی مقامات پر بھی نماز جمعہ ہو سکتی ہے۔ جس میں دو رکعتیں ہوتی ہیں۔ ابتداءً عیدین کی نماز کی طرح خطبہ بعد میں ہوا کرتا تھا۔ لیکن حضرت معاویہؓ نے اس کو نماز سے پہلے کردیا۔ اس روز نماز سے قبل غسل کرنا، صاف کپڑے پہننا اور خوشبو لگانا سنت ہے۔ جمعہ کو سید الایام کہتے ہیں اور قرآن شریف میں ایک سورت بھی اس نام کی ہے۔

نیز یورپ میں ہفتہ کا چھٹا روز جو اوڈن Odin کی بیوی (Frigga) یا ( Freyja ) کے نام پر ( Friday ) کہہ کر پکارا گیا۔ اہل یورپ اسے منحوس دن خیال کرتے ہیں کیونکہ اس دن حضرت عیسیٰ صلیب پر چڑھائے گئے تھے۔ حضرت عیسیٰ کی یاد میں رومن کیتھولک فرقہ کے لوگ اس دن گوشت کھانے سے پرہیز کرتے ہیں

**جمعۃ الوداع۔** ماہ رمضان کے آخری جمعہ کو جمعۃ الوداع کہتے ہیں۔ رمضان کا مہینہ اہل اسلام میں خیر و برکت کا مہینہ تصور کیا جاتا ہے اور اس میں سحر اور افطار تراویح اور عبادت کی وجہ سے ایک خاص برکت اور رونق رہتی ہے۔ چنانچہ مسلمان اس مہینے کو اس اہتمام سے رخصت کرتے ہیں جیسے کوئی اپنے عزیز مہمان کو الوداع کہے۔ اس آخری جمعے کی نماز کو زیادہ سے زیادہ باجماعت ادا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اسی طرح اس دن ہر دیندار مسلمان کوشش کرتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کے روزے افطار کرواکر ثواب حاصل کرے عام طور پر اس دن مسجدوں میں ختم قرآن بھی ہوتا ہے۔

**جمعیت (انجمن)** (Association) لوگوں کے کسی خاص طبقے کے محدود عزائم اور اغراض کے تحت بننے والے خاص گروہ کو جمعیت کہا جاتا ہے۔ اس کی تشکیل لوگوں کی طرف سے خود عمل میں لائی جاتی ہے جو پائدار نہیں ہوتی۔ بلکہ اس طبقہ کے عزائم اور اغراض کے تکمیل تک پہنچتے ہی اس کا وجود ختم ہوجاتا ہے۔ اس طبقہ کے سب افراد کا مقصد ایک ہی ہوتا ہے۔ جیسے کسی جماعت کے طلباء امتحان دے کر پاس ہونے کی غرض سے ایک ساتھ تعلیم حاصل کرتے اور امتحان دیتے ہیں۔ جس کے بعد درسگاہ کو چھوڑ دیتے ہیں اور ان کی جمعیت ختم ہوجاتی ہے۔ چنانچہ دنیا بھر میں مختلف موقعوں پر مختلف مقاصد کے لئے جمعیتیں بنتی اور مٹتی آئی ہیں۔

قرابت داری کی بنا پر خاندان، قوم، قبیلہ، نسل

کے نام سے جمعیتیں قائم ہوئیں اور جغرافیائی لحاظ سے ایرانی پنجابی، بنگالی، پاکستانی، امریکی وغیرہ جمعیتیں عالم وجود میں آئیں اور معاشی جمعیتیں جیسے انجمن مدیران جرائد، ٹریڈ یونین وغیرہ اور سیاسی و مذہبی جمعیتیں بھی دنیا بھر میں موجود ہیں۔
اسکولوں، کالجوں اور عام درسگاہوں میں جمعیت یا ایسوسی ایشن کا قیام اور وجود بھی آئے دن کے تدریسی نظام میں شامل ہے۔

**جمعیتُ الاقوام۔ (League of Nations)** صلحنامہ ورسیلز Treaty of Versailles کی رو سے ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے صدر ولسن کے ایما پر عہدنامہ صلح میں شریک ممالک نے فیصلہ کیا کہ کسی مرکزی مقام پر ایک انجمن اقوام قائم کی جائے جو بین الاقوامی جھگڑوں کا تصفیہ کرے۔ چنانچہ اس فیصلے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ۲۸ جون ۱۹۱۹ء کو ورسیلز کے مقام پر اکتیس بڑی قوموں کے نمائندے جمع ہوئے۔ اور انجمن کے قواعد و ضوابط تیار کیے گئے اور انجمن مذکورہ باقاعدہ طور پر قائم ہو گئی اس کا مستقل دفتر جنیوا (واقع سوئٹزرلینڈ) میں تھا۔ اس کے قواعد کے مطابق اس کے ممبر ایک دوسرے کے ساتھ خفیہ سیاسی عہد و پیمان نہیں کر سکتے تھے۔ اس کا پہلا اجلاس ۱۹۲۰ء میں ہوا ابتدا میں ۴۷ قوموں نے جمعیت الاقوام میں شرکت کی۔ مگر رفتہ رفتہ ان کی تعداد گھٹتی ہو گئی۔
جرمنی میں نازی پارٹی اور اٹلی میں فسطائیت کے عروج کے ساتھ ساتھ جمعیت الاقوام کا اثر ختم ہوتا گیا ہے۔ یہاں تک کہ دوسری جنگ عظیم کی ابتدا سے پہلے یہ ادارہ محض برائے نام رہ گیا۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران میں اپریل ۱۹۴۶ء میں جمعیت الاقوام کا خاتمہ ہو گیا اور جنگ کے بعد ادارہ اقوام متحدہ (UNiteD Nations) نے اس کی جگہ لے لی۔

**جمنا (دریا)۔** دریائے جمنا کوہ ہمالیہ کے علاقے جمنوتری سے نکلتا ہے اور ۸۶۰ میل جنوب کی طرف بہتا ہوا الہ آباد کے مقام پر دریائے گنگا سے جا ملتا ہے۔ دہلی، برندابن، متھرا اور آگرہ کے شہر دریائے جمنا کے کنارے واقع ہیں۔ الہ آباد سے متھرا تک اس میں کشتیاں چل سکتی ہیں۔
چنبل، بیتوا اور کین دریائے جمنا کے معاون ہیں جو بندھیاچل سے نکلتے ہیں۔ ہندو گنگا کی طرح جمنا کو بھی مقدس سمجھتے ہیں۔
کانپور کے قریب دریائے جمنا سے نہر جمن شرقی نکالی گئی ہے جو گنگا اور جمنا کے درمیانی دوآبہ کو سیراب کرتی ہے۔ دہلی سے ذرا نیچے نہر آگرہ دریائے جمنا ہی سے نکالی گئی ہے۔

**جمناسٹک۔ (Gymnastics)** جسمانی تربیت کا ایک طریقہ جو ہمیں زیادہ تر اہل یونان سے حاصل ہوا ہے یہ لوگ بچوں کی تعلیم میں جسمانی تربیت کو ایک اہم مقام دیتے تھے اور انہیں کشتی لڑنا، دوڑنا، چھلانگ لگانا اور نیزہ پھینکنا ضرور سکھلاتے تھے
کشتی بالعموم برہنہ کی جاتی تھی اور چونکہ یونانی زبان میں برہنہ کے لئے (Gumnos) کا لفظ ہے۔ اس لئے اس طریقہ کو (Gumnastike) اور بعدازاں (Gymnastics) کے نام سے موسوم کیا جانے لگا۔

**جمودُ۔ (Inertia)** مادّے کی وہ خاصیت کہ اگر وہ خارجی قوت سے متاثر نہ ہو تو ساکن رہے گا یا ایک خط مستقیم میں مساوی رفتار سے حرکت کرے گا مثلاً ایک ریل کا ڈبہ۔ اگر سکون کی حالت میں ہے تو اسے حرکت میں لانے کے لئے خارجی قوت درکار ہے۔ خواہ کتنی ہی کم مزاحمت پر قابو پانا مقصود ہو۔ چنانچہ ڈبہ ایک دفعہ حرکت میں آجائے گا تو اسے سکون کی حالت میں واپس لانے کے لئے ایک اور قوت درکار ہوگی۔ یہ قوت بریک لگانے سے پیدا ہوتی ہے۔ مادے کی یہی خاصیت جس کی وجہ سے وہ اپنی سکون یا حرکت کی حالت کو بہ رضا و رغبت تبدیل نہ کرنے جمود کہلاتی ہے۔

**جمہُورِیّت۔** Democracy جمہوریت کی دو بڑی قسمیں ہیں۔ قدیم یا بلاواسطہ جمہوریت Direct Democracy اور جدید یا بالواسطہ جمہوریت Indirect

Democracy

قدیم یا بلاواسطہ جمہوریت میں قوم کی مرضی کا اظہار براہِ راست افراد کی رائے سے ہوتا ہے۔ اس قسم کی جمہوریت صرف ایسی جگہ قائم ہو سکتی ہے جہاں ریاست کا رقبہ بہت محدود ہو اور ریاست کے عوام کا یکجا جمع ہو کر غور و فکر کرنا ممکن ہو۔ اس قسم کی جمہوریت یونان قدیم کی شہری مملکتوں میں موجود تھی۔ آج کل یہ طرزِ جمہوریت صرف سوئٹزرلینڈ کے چند شہروں اور امریکہ میں نیو انگلینڈ کی چند بلدیات تک محدود ہے۔

دوسری طرف جدید وسیع مملکتوں میں تمام شہریوں کا ایک جگہ جمع ہونا اور اظہارِ رائے کرنا طبعاً ناممکنات میں سے ہے۔ پھر قانون کا کام اتنا طویل اور پیچیدہ ہوتا ہے کہ عمراں کے مطابق تجارتی اور صنعتی زندگی قانون سازی کے جھگڑے میں پڑ کر جاری نہیں رہ سکتی۔ اس لیے جدید جمہوریت کی بنیاد نمائندگی پر رکھی گئی ہے۔ چنانچہ ہر شخص کے مجلس قانون ساز میں حاضر ہونے کی بجائے رائے دہندگی کے ذریعے چند نمائندے منتخب کر لیے جاتے ہیں جو ووٹروں کی طرف سے کام کرتے ہیں۔

جمہوری نظامِ حکومت عوام کے دلوں میں نظامِ ریاست کا احترام پیدا کرتا ہے کیونکہ اس میں نظامِ حکومت خود عوام یا عوام کے نمائندوں کے ذریعہ پایۂ تکمیل تک پہنچتا ہے۔ مگر یہ جذبہ صرف اس وقت کارفرما ہوتا ہے جب عوام کی صحیح نمائندگی ہو اور اراکینِ مملکت کا انتخاب صحیح ہو۔

**جمہوری حکومت۔** (Democratic Government) اس نظامِ حکومت میں مملکت کی حاکمیت کے اختیارات ملک کے عام باشندوں کو حاصل ہوتے ہیں۔ ملک میں پورا نظام ان کی مرضی کے مطابق انہی کی کثرتِ رائے سے قائم کیا جاتا ہے اور حکومت کے تمام ذرائع اور طاقتیں عوام کے فائدے کے لیے وقف ہوتی ہیں۔

اس نظام کی بھی دو صورتیں ممکن ہیں۔ ایک بلاواسطہ یا اساسی جمہوریت Direct or Pure Democracy اور بالواسطہ یا نیابتی جمہوریت Indirect or Representative Democracy جمہوری حکومت کا طریق دنیا کے اکثر ممالک میں رائج ہے۔

**جمہوریہ۔** (Republic) ایک ایسی ریاست، جس میں حکومت کا سرچشمہ عوام ہوتے ہیں اور اپنے نامزد یا منتخب کردہ نمائندوں کے ذریعے حکومت کرتے ہیں۔ عام طور پر جمہوریہ کا سربراہ صدر کہلاتا ہے۔ صدر کا انتخاب یا تو براہِ راست عوام خود کرتے ہیں یا پھر بالواسطہ انتخاب کے ذریعے عوام کے نمائندے اس کو منتخب کرتے ہیں۔ انڈونیشیا، ہندوستان، ترکی، مصر، فرانس وغیرہ وغیرہ جمہوریہ ہیں۔

**جمیکا۔** (Jamarca) چشموں کی سرزمین۔ ایک برطانوی نوآبادی ہے جو بحیرہ کریبین Crabean میں واقع ہے اور جزائر غرب الہند کا ایک حصہ ہے۔ کیوبا کے مشرقی کنارے سے ۹۰ میل جنوب میں واقع ہے اس کا رقبہ ۴۴۵۰ مربع میل ہے اور آبادی ۱۶۳۸۵۰۰ کے قریب ہے۔ اسے کولمبس نے ۱۴۹۴ء میں دریافت کیا تھا۔ جمیکا کے ساحلی علاقہ کی آب و ہوا گرم ہے اور ضیق النفس کی باعث ہے مگر اندرونِ ملک آب و ہوا خوشگوار اور لطیف ہے۔

**جن۔** ایک آتشی مخلوق ہے جو نظر نہیں آتی اس کا رتبہ انسانوں سے کمتر ہے۔ قرآن مجید میں ان کا جابجا ذکر ہے اور ایک سورت بھی اس نام کی ہے۔ ان کی خصوصیات یہ ہیں کہ وہ ذہین اور غیر مرئی ہیں لیکن اپنی شکل بدل کر انسان کے سامنے بھی آ سکتے ہیں۔

انسانوں کی طرح یہ بھی مسلمان، کافر، مشرک ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلعم انسانوں کے علاوہ ان کی ہدایت کے واسطے بھی مبعوث ہوئے تھے۔ حضرت سلیمان نے ان کو اپنے قابو میں کر لیا تھا اور ان سے طرح طرح کے مشکل کام لیے۔

قصہ کہانیوں خصوصاً الف لیلہ و لیلہ کی داستانوں میں جنوں کا ذکر بہت کثرت سے آیا ہے اور اکثر قومیں ان کے وجود کو مانتی ہیں۔

**جنابت۔** عربی لفظ ہے بمعنی بُعد، دوری۔ وہ ناپاکی جس میں غسل فرض ہو جاتا ہے۔ ناپاکی کی وجہ سے چونکہ نماز سے (جو فرض اولین ہے) دوری ہو جاتی ہے اس لیے اسے جنابت کہا گیا ہے۔ عورت سے مباشرت کا دوسرا نام

جنابت ہے۔ ایسی حالت میں مرد یا عورت نہ قرآن شریف پڑھ سکتے ہیں نہ اسے چھو سکتے ہیں اور نہ مسجد میں جا سکتے ہیں۔ حج کے ایام میں اگر کسی پر غسل جنابت واجب ہے تو وہ خانہ کعبہ کا طواف بھی نہیں کر سکتا۔ جنابت کے حامل کو "جُنبی" کہتے ہیں۔

## جناح محمّد علی۔ (دیکھو قائد اعظم)

**جنازہ** ۔ اسلام میں میّت یا مُردے کے تابوت کو کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں گو اس کے بارے میں کچھ نہیں آیا لیکن احادیث، سنت نبوی اور فقہ سے اس کی تفصیلات کا صحیح علم ہو جاتا ہے۔

وفات کے بعد میت کو قبلہ رُو لٹا دیا جاتا ہے۔ آنکھیں بند کر دی جاتی ہیں۔ پھر اس کو نیم گرم پانی سے غسل دیا جاتا ہے پھر کفن پہنایا جاتا ہے۔ مردوں کو تین اور عورتوں کو پانچ کپڑے دیئے جاتے ہیں۔ کفن کے لئے لازم ہے کہ کپڑا پاک ہو۔ لیکن شہدا کو نہ غسل دینے کی ضرورت ہے نہ کفن پہنانے کی بلکہ ان کو خون آلود کپڑوں ہی میں دفن کر دیا جاتا ہے۔ مرد کے جنازے کو چارپائی پر اور عورت کو گہوارہ کے اندر رکھ کر چار آدمی کندھے پر آہستہ آہستہ لے جاتے ہیں اور تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد لوگ کندھا بدلتے رہتے ہیں۔ باقی لوگ پیچھے چلتے اور کلمہ پڑھتے جاتے ہیں۔ کسی پاکیزہ اور موزوں مقام پر جنازہ کی نماز ہوتی ہے اس کے بعد میت کو بہت احتیاط سے قبر میں اتارا جاتا ہے اور قبلہ رخ کر کے دفن کر دیا جاتا ہے۔ یہ کام قریب ترین رشتہ داروں کا ہے۔ جنازہ میں شرکت فرض کفایہ ہے۔ فرض کفایہ چند اشخاص کے شامل ہونے سے پورا ہو جاتا ہے۔

**جنّت** ۔ Paradise جنّت کے لفظی معنی باغ۔ جمع جنّات اصطلاح میں وہ مقام جو کامیاب طریق سے زندگی بسر کرنے والوں کو موت کے بعد حاصل ہوگا۔ وہ ایسے باغات پر مشتمل ہوگا جن میں نہریں چل رہی ہوں گی۔ ہر قسم کے پھل اور دیگر نعمتیں بافراط ہوں گی۔ حور و غلمان اور محلات ہوں گے اور سب سے بڑھ کر حق تعالیٰ کا جلوہ ہوگا۔

جنّت میں مبتذلہ گناہ کے کام یا باتیں نہیں ہوں گی اہل جنت کو ایک دوسرے سے میل ملاپ اور بات چیت میں بہت زیادہ حظ حاصل ہوگا۔ جنت میں انسانوں کا ذہنی اور روحانی ارتقا جاری رہے گا۔ قرآن پاک میں ہے کہ جو آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سرور اہل جنت کو وہاں حاصل ہوگا۔ اس دنیا میں انسان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

**جنّتُ البقیع (البقیع)** مدینہ منورہ کا مشہور قبرستان جس میں اہل بیت کے مزار ہیں۔ ہجرت نبوی کے وقت یہ ایک میدان تھا جس میں لمبی لمبی گھاس اور خاردار جھاڑیاں تھیں۔ سب سے پہلے اس میں عثمانؓ صحابی دفن ہوئے اس کے بعد آنحضرت صلعم کی صاحبزادیاںؓ، پھر صاحبزادے ابراہیمؑ اور ازواج مطہراتؓ مدفون ہوئیں۔ اس وقت سے اس کی عظمت بہت بڑھ گئی اور یہاں صرف خاص خاص لوگ ہی دفن کئے جانے لگے۔ شروع شروع میں قبریں خام مٹی کی تھیں لیکن پھر ان پر مقبرے اور قبّے بھی تعمیر ہونے لگے۔ چنانچہ حضرت امام حسنؓ کا مقبرہ بہت اونچا بنایا گیا۔ جو لوگ مدینہ منورہ جاتے تھے وہ اس قبرستان میں جا کر ضرور فاتحہ پڑھتے تھے لیکن نجدی حکومت قائم ہونے کے بعد یہ تمام قبّے اور مقبرے گرا دیئے گئے اور اب یہ قبرستان ایک منہدم شدہ عمارات کا ڈھیر نظر آتا ہے۔ یہ قبرستان مدینہ منورہ کے جنوب مشرقی گوشے پر واقع ہے اور اس میں داخل ہونے کے واسطے ایک دروازہ ہے جو باب البقیع کہلاتا ہے۔

**جنتری** ۔ اس میں سال کے دنوں اور تاریخوں کے علاوہ ضروری تہواروں کے وقت، فن نجوم کے مطابق رفتار سیارگان اور ان کے اثرات اور ضروری سیاسی معلومات درج ہوتی ہیں۔ (نیز دیکھو تقویم)

**جنرل اسمبلی** General Assembly مجلس اقوام متحدہ کا وہ مشاورتی ادارہ جس میں تمام رکن اقوام کو نمائندگی حاصل ہے اور جو اس ادارہ میں ایک ایک ووٹ کے مالک ہیں۔ یہ ہر اس معاملے پر غور کر سکتی ہے جس پر مجلس اقوام متحدہ ایسا کرنے کی مجاز ہو۔ بشرطیکہ وہ معاملہ سلامتی کونسل Security Council کے روبرو پیش نہ کیا گیا ہو۔ اس ادارے کے قیام کا مقصد یہ ہے کہ وہ بین الاقوامی طور پر قانونی، اقتصادی، معاشرتی، تعلیمی اور صحت سے متعلقہ امور

پر مختلف ممالک کے مابین گہرے تعاون اور رابطے کو فروغ دے۔

یہ اپنے متعلقہ اداروں کی رپورٹوں پر غور کرتی ہے اقوام متحدہ کا میزانیہ منظور کرتی ہے اور سلامتی کونسل اور دیگر متعلقہ اداروں کے نئے اراکین کی منظوری دیتی ہے۔ مگر بوقت ضرورت خصوصی اجلاس Special Sessions بھی بلا سکتی ہے۔

**جنریٹر** Generator مشین جو بجلی پیدا کرتی ہے۔ یہ مشینیں دو طرح کی ہوتی ہیں:

(۱) وہ جو ایک سمت میں بہنے والی برقی رو پیدا کرتی ہیں

(۲) وہ جو بار بار آگے پیچھے دوڑنے والی برقی رو پیدا کرتی ہیں۔

اول الذکر ڈائرکٹ کرنٹ جنریٹر Direct Current Generator اور آخر الذکر آلٹرنیٹنگ کرنٹ جنریٹر Alternating Current Generator کہلاتی ہیں۔ ڈائرکٹ کرنٹ پیدا کرنے والی مشین میں ایک رو ٹر ہوتا ہے جس میں تاروں کے لچھے نرم لوہے کے آرمیچر پر لپٹے ہوتے ہیں۔ یہ پرزہ دو ساکن مقناطیسوں کے درمیان مقناطیسی میدان کے اندر تیزی سے گھومتا ہے۔ مقناطیس کو سٹیٹر کہتے ہیں۔ لچھوں میں برقی رو پیدا ہو کر کمیوٹیٹر تک پہنچتی ہے جہاں اسے کاربن یا تانبہ کے برش اکٹھا کر کے باہر کے برقی موروں تک منتقل کر دیتے ہیں۔ اس پیدا شدہ برقی رو میں سے تھوڑی سی آرمیچر اور لچھوں کی درمیانی مقناطیسی توانائی پیدا کرنے کے لئے استعمال کر لی جاتی ہے۔ آلٹرنیٹنگ بجلی پیدا کرنے والی مشین آلٹرنیٹر کہلاتی ہے۔ اس میں مقناطیس گھومتے ہیں اور یہ روٹر کہلاتے ہیں۔ آرمیچر ساکن رہتا ہے اور اسے سٹیٹر کہتے ہیں۔ یہ مشین بھاپ کے انجنوں، بجلی کے انجنوں اور چرخاب سے چلتی ہے۔ اس لحاظ سے جنریٹر وہ مشین ہے جو میکانکی توانائی کو برقی توانائی میں تبدیل کر دیتی ہے۔

**جنگ** War جنگ کے معنی لڑائی جھگڑا ہیں۔ اصطلاحاً دو منظم گروہوں کے درمیان ہونے والی ایسی لڑائی کو کہتے ہیں جس میں ہتھیاروں کا آزادانہ استعمال کیا جائے۔ فریقین جنگ کا سیاسی طور پر آزاد اور خود مختار ہونا بھی لازمی شرط ہے تاکہ وہ طاقت کے بل بوتے پر اپنے ان حقوق کے حاصل کرنے کی اخلاقی وجوہ رکھتے ہوں، جو فریق مخالف نے طاقت کے زور سے غصب کر رکھے ہوں اور ان کے دوبارہ حصول کا سوائے جنگ کے کوئی اور چارۂ کار نہ ہو۔

جنگ کی دو بڑی قسمیں بین الاقوامی جنگ International War اور خانہ جنگی Civil War ہیں۔ بین الاقوامی جنگ دو آزاد ملکوں یا ریاستوں کے درمیان لڑی جاتی ہے اور خانہ جنگی ایک ہی ملک یا ریاست کے باشندوں کے درمیان۔

**جنگ آزادی امریکہ**۔ دیکھو امریکہ کی جنگ آزادی۔

**جنگ آزادی ہند ۱۸۵۷ء**۔ جنگ آزادی ہند کا آغاز ۱۸۵۷ء میں بنگال میں ڈم ڈم اور بارک پور کے مقامات پر ہوا چنانچہ دیسی سپاہیوں نے ان کارتوسوں کے استعمال سے انکار کر دیا جن میں ان کے خیال کے مطابق سور اور گائے کی چربی لگی تھی۔ اور حکومت ہند نے ان سپاہیوں کو غیر مسلح کر کے فوجی ملازمت سے برخاست کر دیا۔ لکھنؤ میں بھی یہی واقعہ پیش آیا۔ برخاست شدہ سپاہی ملک میں پھر کر فوجوں کو انگریزوں کے خلاف ابھارنے لگے۔

۹ مئی ۱۸۵۷ء کو میرٹھ میں ایک رجمنٹ کے سپاہیوں کو جنہوں نے مذکورہ بالا کارتوسوں کے استعمال سے انکار کیا تھا، دس دس سال قید بامشقت کی سزا دی گئی جس طریقے سے یہ حکم سنایا گیا وہ بھی تہذیب سے گرا ہوا تھا۔ دیسی سپاہیوں نے انگریز افسروں کو ہلاک کر کے ان قیدیوں کو آزاد کر دیا اور میرٹھ سے دہلی کی طرف بڑھنے لگے۔

میرٹھ کے سپاہیوں کی دہلی میں آمد سے دہلی کی فوجیں بھی بگڑ گئیں اور دہلی کے مغل تاجدار بہادر شاہ کی تخت نشینی کا اعلان کر دیا۔ اس اعلان کے بعد بغاوت کی آگ دور دور تک پھیل گئی۔

جنرل نکلسن نے انگریز اور سکھ فوجوں کی مدد سے تقریباً چار مہینے تک دہلی کو محاصرہ میں لئے رکھا ۱۴ ستمبر کو کشمیری دروازہ توڑ دیا گیا۔ جنرل نکلسن اس لڑائی میں مارا گیا مگر انگریز اور سکھ فوجوں نے دہلی پر قبضہ کر کے بہادر شاہ کو گرفتار کر کے رنگون بھیج دیا اور ان کے دو بیٹوں اور ایک پوتے کو گولی سے اڑا دیا گیا۔ دہلی پر انگریزوں کا قبضہ ہو جانے سے ہر جگہ جنگ آزادی کی رفتار مدھم ہو گئی۔ مارچ ۱۸۵۸ء میں لکھنؤ پر دوبارہ انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔

دہلی، لکھنؤ، کانپور اور جھانسی کے علاوہ چند اور مقامات بھی دوبارہ انگریزوں کے تصرف میں آ گئے۔ اگست ۱۸۵۸ء میں برطانوی پارلیمنٹ نے ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت کا خاتمہ کر کے ہندوستان کو تاج برطانیہ کے سپرد کر دیا۔

انگریزی حکومت اس جنگ آزادی کو غدر کے نام سے موسوم کرتی ہے کیونکہ اکثر مقامات پر ہندوستانی فوجوں نے بغاوت کر دی تھی۔ عام طور پر اس کے دو سبب بیان کیے جاتے ہیں اول یہ کہ ایسٹ انڈیا کمپنی نے ہندوستان کے تمام صوبے اور کئی ریاستیں یکے بعد دیگرے اپنی حکومت میں شامل کر لیے تھے جس کی وجہ سے قدرتاً ہندوستانیوں کے دلوں میں کمپنی کے متعلق شکوک پیدا ہو گئے دوسرا سبب یہ ہے کہ ان دنوں جو کارتوس فوجوں میں رائج کیے گئے تھے وہ عام خیال کے مطابق سور اور گائے کی چربی سے آلودہ تھے اور انہیں بندوقوں میں ڈالنے سے پیشتر دانتوں سے کاٹنا پڑتا تھا۔ ہندو اور مسلمان فوجی سپاہیوں نے اسے مذہب کے منافی سمجھا اور ان میں کھلبلی مچ گئی۔

جن سپاہیوں نے ان کارتوسوں کے استعمال سے انکار کر دیا، ان کی فوجی وردیاں ان کے جسم سے اتار دی گئیں اور اسی وقت بیڑیاں پہنائی گئیں۔ ان قیدیوں میں بہت سے ایسے تھے جنہوں نے انگریزوں کی خاطر بڑی بڑی قربانیاں کی تھیں اور مختلف لڑائیوں میں عدیم المثال بہادری دکھائی تھی۔ یہ بات انہیں اور ان کے ساتھی فوجی سپاہیوں کو بہت ناگوار گزری۔

دہلی کی فتح کے بعد انگریزی فوجوں نے شہری آبادی سے خوفناک انتقام لیا۔ لوگوں کو بے دریغ قتل کیا گیا سینکڑوں کو پھانسی پر چڑھایا گیا۔ ہزاروں نفوس کو توپوں سے اڑا دیے گئے۔ ان میں مجرم بھی تھے اور بے گناہ بھی۔ شروع شروع میں مقتولوں میں کوئی تمیز نہیں کی جاتی تھی مسلمان بھی تلوار کے گھاٹ اتارے گئے اور ہندو بھی لیکن جلدی ہی انگریزی فوج کے سکھ سپاہیوں نے قتل و غارت میں فرقہ وارانہ رنگ اختیار کر لیا مسلمان چن چن کر قتل کیے گئے۔ بہت سے مقتدر اور متمول مسلمانوں کی جائدادیں تباہ ہو گئیں اور وہ کوڑی کوڑی کو محتاج ہو گئے۔ انہی ہولناک مظالم کا اعادہ اُن مقامات پر بھی کیا گیا جہاں بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی تھی۔ بغاوت کا نعرہ "انگریزوں کو ہندوستان سے نکال دو" تھا اس لیے اس میں تمام ایسے عناصر شامل ہو گئے جنہیں انگریزوں سے نقصان پہنچا تھا۔ ان میں ہم رنگی مفقود تھی۔ سب اپنے اپنے خیال کے مطابق جنگ آزادی کے لیے لڑ رہے تھے۔ متضاد عناصر ایک مشترکہ دشمن کے خلاف یکجا تو ہو گئے تھے لیکن وہ وطنیت اور قومیت کے تصور سے ناآشنا تھے اور ہر ایک کے دل میں اپنی عظمت اور حکومت کو دوبارہ حاصل کرنے کا جذبہ کارفرما تھا۔ ابوظفر بہادر شاہ جس کی بادشاہت کا اعلان باغی سپاہیوں نے کر دیا تھا نہ بادشاہت کی صلاحیت رکھتا تھا اور نہ باغیوں کی مخالفت کرنے کی طاقت اس میں تھی۔ اس میں اتنی اہلیت نہ تھی کہ ان متضاد عناصر کو متحد کر کے کسی اعلیٰ نصب العین کے لیے کام میں لاتا۔ باغیوں نے دہلی میں لوٹ مار اور غارت مچا کر عام لوگوں کی ہمدردیوں کو کھو دیا تھا۔ ۱۸۵۷ء کی بغاوت ناکام رہی کیونکہ یہ تحریک صحیح قسم کے پرچار کے فقدان کی وجہ سے عوام کو متاثر نہ کر سکی۔ پنجابی مسلمانوں نے اس لیے اشتراک عمل نہ کیا کہ انگریزوں نے انہیں سکھ حکومت کے بے پناہ تشدد سے نجات دلا کر ذلت انگیز محکومی سے نکالا تھا اور سکھ دلّی کی پرانی شہنشاہیت سے انتقام لینے کے لیے انگریزوں سے مل گئے تھے۔

## جنگ افغانستان (اول و دوم) Afghan Wars

انگریزوں کے ساتھ افغانستان کی دو جنگیں ہوئی ہیں پہلی جنگ ۱۸۳۹ء میں شروع ہوئی اور اس کے دوران میں دوست محمد خان فرمانروائے افغانستان کو شکست ہونے پر انگریزوں نے اسے تخت سے اتار دیا اور اس کی جگہ اپنے پٹھو شاہ شجاع کو کابل کے تخت پر بٹھا دیا۔ مگر انگریزوں کے خلاف افغانستان میں بغاوت برپا ہو گئی اور دوست محمد خان دوبارہ کابل کے تخت پر متمکن ہو گیا۔ اس جنگ کا خاتمہ حقیقت میں ۱۸۴۹ء میں ہوا جب گجرات (پنجاب) کے مقام پر پٹھانوں اور سکھوں کو انگریزوں نے شکست دی۔ دوسری جنگ افغان ۸۰-۱۸۷۸ء میں ہوئی جس کے خاتمہ پر انگریزوں نے قندھار اور جلال آباد پر قبضہ کر لیا اور انہیں افغانستان کی خارجہ حکمت عملی پر اثر انداز ہونے کا حق حاصل ہو گیا۔

**جنگِ انگورہ** ۔ یہ جنگ ۱۴۰۲ء میں عثمانی ترکوں اور تیموری ترکوں کے درمیان ہوئی۔ سلطان بایزید یلدرم مغرب میں نکوپلس کی جنگ میں یورپ کی متحدہ افواج کو فیصلہ کن شکست دینے کے بعد قسطنطنیہ کے دروازے پر دستک دے رہا تھا کہ مشرق میں تیمور لنگ کی شکل میں ایک نیا فتنہ نمودار ہوا جس نے بایزید کو یورپ کی تسخیر کے بجائے خود اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ چنانچہ وہ اپنی مہم کو ادھوری چھوڑ کر ایشیائے کوچک کی طرف روانہ ہوا۔ انگورہ کے میدان میں دونوں افواج کا سامنا ہوا۔ بایزید کے ساتھ ۱۲۰۰۰۰ ہزار فوج تھی اور تیمور کی فوج اس سے چھ گنا زیادہ تھی۔ پھر دونوں تجارب ترک تھے۔ ایک وطن سے بہت پہلے کے نکلے ہوئے دوسر تازہ وارد۔ وطن کی محبت نے عثمانی سپاہ میں بہت جوش مارا۔ اس پر تیمور کے جاسوسوں نے بھی بڑا کام کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عثمانی ترک تذبذب میں پڑ گئے۔ بہت سے دشمن سے جا ملے اور جو باقی رہے انھوں نے بے دلی سے مقابلہ کیا۔ صرف ینی چری کے جو اس نے سلطان کے جھنڈے تلے سرفروشی کا پورا پورا حق ادا کیا۔ لیکن دشمن کی کثیر اور تازہ دم افواج کے سامنے یہ مختصر فوج کب تک ٹھہرتی۔ بڑی خوں ریز جنگ کے بعد تیمور کو فتح حاصل ہوئی۔ بایزید یلدرم اور اس کا ایک بیٹا جنگ میں زندہ گرفتار ہوئے۔ بایزید یلدرم نے آٹھ ماہ تیمور کی قید میں رہ کر قیدِ حیات سے نجات پائی۔ جنگ انگورہ کا شمار دنیا کی فیصلہ کن جنگوں میں ہوتا ہے۔ کیونکہ اس نے یورپ میں عثمانی ترکوں کے بڑھتے ہوئے سیلاب کا رخ پھیر دیا۔

**جنگِ برطانیہ** ۔ دوسری عالمگیر جنگ میں جنگِ برطانیہ تاریخ عالم کی فیصلہ کن جنگوں میں سے ہے۔ یہ ہوائی لڑائی ۱۰ جولائی سے ۳۱ اکتوبر ۱۹۴۰ء تک جاری رہی۔ اسے پانچ ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلا دور ۱۰ جولائی سے ۷ اگست تک کا ہے جو ہوائی حملوں کا ابتدائی دور کہلاتا ہے۔ دوسرا دور ۸ اگست سے ۲۳ اگست تک کا ہے جس میں جرمن جہازوں نے برطانیہ کے اہم ساحلی مقامات پر حملے کیے۔ تیسرا دور ۲۴ اگست سے ۶ ستمبر تک کا ہے۔ اس دور میں فائٹر کمانڈ Fighter Command کے ہوائی اڈوں پر حملے ہوئے۔ چوتھا دور ۷ ستمبر سے ۳۰ ستمبر تک کا ہے جس میں بڑے بڑے بمبار طیاروں کی مدد سے دن کے وقت لندن پر بم برسائے گئے۔ پانچواں دور لندن پر رات کے وقت ہوائی حملوں کا دور ہے جس میں لڑاکا بمبار ہوائی جہاز استعمال ہوئے۔ یہ دور یکم اکتوبر سے آخر اکتوبر تک جاری رہا۔
جنگ کی ابتدا میں جرمنوں کا پلہ بھاری رہا کیونکہ ان کے پاس فرانس اور ہالینڈ کے ہوائی اڈے تھے۔ اس کے علاوہ جرمنی کی طیارہ سازی کی صنعت بڑی تیزی سے ہوائی جہاز تیار کر رہی تھی تاہم ہوائی قوت کی برتری کے باوجود برطانوی رائل ایر فورس کے سامنے جرمنوں کی پیش نہ گئی اور انہیں زبردست نقصان اٹھانے کے بعد لڑائی سے ہاتھ روکنے پڑے۔ اس جنگ میں تقریباً ساڑھے سترہ سو جرمن ہوائی جہاز تباہ ہو گئے۔

**جنگِ بوئر** Boer War ۔ بوئر دراصل ولندیزی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں کاشتکار۔ اس اصطلاح کا اطلاق ان ولندیزی نژاد لوگوں پر ہوتا ہے جو جنوبی افریقہ میں آباد ہیں۔ جنگ بوئر جنوبی افریقہ کے ان نوآبادکاروں اور انگریزی حکومت کے درمیان ہوئی تھی۔ اس کا آغاز اکتوبر ۱۸۹۹ء کو ہوا جب بوئر لوگوں نے نٹال پر حملہ کر دیا تھا۔ اس کا خاتمہ معاہدہ پریٹوریا پر ہوا جو دونوں فریقوں کے درمیان مئی ۱۹۰۲ء کو طے پایا۔ جنگ کے ابتدائی دور میں یعنی پہلے چھ ماہ برطانیہ کو ہزیمت اٹھانا پڑی مگر جب برطانوی افواج کا سپہ سالار لارڈ رابرٹس مقرر ہوا اور اس کا چیف آف سٹاف لارڈ کچنر تعینات ہوا تو لڑائی کا رخ پھر گیا اور آخر کار بوئروں کو ہتھیار ڈالنے پڑے۔ مسٹر چرچل کو اس جنگ کے دوران میں بڑی شہرت حاصل ہوئی۔

**جنگِ پلاسی** ۔ یہ لڑائی ۲۳ جولائی ۱۷۵۷ء کو سراج الدولہ نواب بنگال اور انگریز جرنیل کلایو کے درمیان ہوئی۔ پلاسی کلکتہ سے ۷۰ میل کے فاصلے پر دریائے بھاگیرتی کے کنارے قاسم بازار کے قریب واقع ہے۔ انگریز جرنیل کلائو تمام بنگال پر قبضہ کرنا چاہتا تھا۔ شاہنشاہ دہلی پہلے ہی سے اس کے ہاتھ میں کٹھ پتلی تھا۔ بنگال پر قبضہ کرنے کے لئے بلیک ہول کا فرضی افسانہ تراشا گیا اور میر جعفر سے سازش کی گئی۔ میر جعفر سراج الدولہ کے نانا علی وردی خاں کا بہنوئی تھا۔ اس کو نوابی کا لالچ دے کر توڑ لیا گیا اس کے علاوہ ایک اور ممتاز شخصیت امی چند نامی ایک سیٹھ

ساہو کار کو سازش میں شریک کیا گیا لیکن اس کو تیس لاکھ روپیہ دینے کا جو معاہدہ کیا گیا وہ جعلی تھا۔ ان تمام باتوں سے یہ صاف نظر آتا ہے کہ کلائو کو بہادری کی نسبت دھوکے اور دغا بازی پر زیادہ بھروسہ تھا۔

غرض کلائو اپنی روایتی ۳۰۰۰ فوج کو لے کر نواب پر چڑھ آیا۔ نواب کے پاس بقول مورخین ۵۰۰۰۰ پیادے اور ۱۸۰۰۰ سوار اور ۵۳ توپیں تھیں لیکن اس فوج کا اکثر حصہ میر جعفر کے زیر کمان کلائو سے مل چکا تھا۔ اس لئے نواب بیچارہ دھوکے کا شکار ہو کر میدان جنگ میں ناکام ہوا اور بھاگ کر جان بچانے کی کوشش میں گرفتار ہو کر میر جعفر کے بیٹے میرن کے ہاتھ سے قتل ہوا۔

انگریز مورخوں کا یہ دعویٰ کہ کلائو نے ۳۰۰۰ سپاہیوں کی مدد سے نواب کی لاتعداد فوج پر فتح پائی، قرین قیاس نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ۵۰۰۰۰ میں سے ہر ایک کے حصے میں ۳۰۰۰ کی بوٹی تک نہیں آسکتی۔ در اصل خود نواب کی فوج کا بیشتر حصہ اپنے گھر کو آگ لگا رہا تھا۔ نیز یہ کہنا کہ میر جعفر آخر دم تک کلائو کے ساتھ نہ ملا بالکل غلط ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اس کو انگریز کبھی نواب نہ بناتے۔ یہ اسی شخص کی غداری تھی جس کے باعث بنگال میں اسلامی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ اس پر بھی اگر سراج الدولہ کا سپہ سالار نہ مرتا تو نتیجہ کچھ اور ہوتا۔ سپہ سالار کو جو میر جعفر کے ساتھ شریک نہ تھا میر جعفر ہی کے آدمیوں نے قتل کر ڈالا اور اس کے وفادار فوج بھی بدحواس ہو گئی۔ کلائو کے صرف ۲۰ آدمیوں کا مارا جانا اور ۵۰ کا زخمی ہونا تعجب خیز نہیں۔ کیونکہ توپ خانہ کو بھی پہلے ہی خرید لیا گیا تھا اور توپوں میں پانی ڈلوا دیا گیا تھا۔

لڑائی کے بعد کلائو مرشد آباد پہنچا جو ان دنوں بنگال کا دار الحکومت تھا۔ مغل تیتی شاہ دہلی سے پہلے ہی میر جعفر کی تقرری کا فرمان حاصل کیا جا چکا تھا۔ چنانچہ اس کو گدی پر بٹھا دیا گیا لیکن یہ نوابی کیا تھی۔ میر جعفر کو انگریزوں کی نفر و امداد کے سلسلے میں تمام خزانہ اور ذاتی زر و جواہر کلائو کی نذر کرنا پڑے جن میں سے ہر انگریز افسر کو معقول حصہ دیا گیا۔ صرف کلائو کا حصہ ۲۵۱۰۰۰۰ روپے تھا۔ اس کے علاوہ ایسٹ انڈیا کمپنی کو ایک کروڑ روپیہ کلکتہ کے نقصان کے عوض اور حملہ کی پاداش میں دیا گیا۔ اس کے علاوہ بنگال میں چوبیس پرگنہ کا زرخیز علاقہ بھی کمپنی کی نذر ہوا۔ ۱۷۶۵ء میں شاہ عالم نے اس تمام علاقے کا

محاصل جو ۲۴۰۰۰۰ ہوتا تھا کلائو کو بخش دیا اور اس طرح سے تقریباً سارا بنگال انگریزوں کے تسلط میں آگیا۔ چند روز بعد انگریزوں نے میر جعفر کو بھی بے دست و پا دیکھ کر اس کے داماد میر قاسم کو نواب بنا دیا لیکن یہ شخص نہایت خوددار منچلا اور سمجھدار نکلا۔ اس نے ایسے انتظامات شروع کئے جن سے انگریزوں کے چھکے چھوٹنے شروع ہو گئے اور پٹنہ میں ۲۰۰ انگریز قتل کر دیئے گئے۔ میر قاسم نے دیگر مسلمان نوابوں کو متحد کر کے بکسر کے مقام پر بڑی بہادری سے انگریزوں کا مقابلہ کیا جس میں ایک ہزار انگریز مارے گئے لیکن پھر غداری اور سازش اپنا رنگ لائی اور میر قاسم کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی اور انگریز بلا شرکتِ غیرے بنگال پر قابض ہو گئے۔

جنگِ تراوڑی ۱۱۹۱ء اور ۱۱۹۲ء میں سلطان شہاب الدین محمد غوری اور دہلی و اجمیر کے حکمران پرتھوی راج رائے پتھورا کے درمیان ہوئی۔ ۱۱۹۱ء میں سلطان محمد غوری بٹھنڈا کا قلعہ فتح کر کے واپس لوٹنے ہی والا تھا کہ پرتھوی راج ایک لشکر کثیر لے کر مقابلے پر صف آرا ہو گیا۔ بڑے گھمسان کا رن پڑا لیکن عین اس وقت جب شہاب الدین قلب فوج کو کامیابی سے لڑا رہا تھا، ہندو افواج نے مسلمانوں کا دایاں اور بایاں بازو توڑ دیا۔ سلطان پھر بھی نہایت بہادری اور جواں مردی سے لڑتا رہا۔ یہاں تک کہ ہندو فوج نے اسے زخمی پر زخمی کر دیا۔ قریب تھا کہ وہ گھوڑے سے نیچے گر پڑے مگر ایک جاں نثار لپک کر سلطان کے پیچھے بیٹھا اور گرتے کو سنبھال کر میدانِ جنگ سے نکال لے گیا۔ مسلمانوں کو شکست ہوئی اور انہوں نے لاہور آکر دم لیا۔ اس شکست نے سلطان شہاب الدین پر خواب و خور حرام کر دیا اور وہ اگلے سال شکست کا دھبہ دھونے کے لئے ایک لشکر جرار لے کر لاہور آیا اور رائے پتھورا کو دعوت مبارزت دی۔ پرتھوی راج بھی غیظ و غضب میں آگیا اور اس نے تمام راجاؤں کو اپنی امداد کی دعوت دی۔ تقریباً ڈیڑھ سو ہندو راجاؤں نے رائے پتھورا کا ساتھ دیا۔ تراوڑی کے میدان میں معرکہ کارزار گرم ہوا۔ شہاب الدین نے اپنے لشکر کے چار حصے کر کے چار سپہ سالاروں کی قیادت میں دیئے کہ باری باری حملہ کریں۔ راجپوت بھی دائیں بائیں سے دست ہو کر بڑی بہادری اور دلیری سے لڑے۔ دوپہر تک جنگ

کا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ سلطان نے فوج کو منظم پسپائی کا حکم دیا ہندوؤں نے خیال کیا کہ سلطانی فوج کے پاؤں اکھڑ رہے ہیں۔ لہٰذا بے ترتیبی سے پیچھا کرنے لگے۔ اس پر سلطانی فوج کے تازہ دم گروہ نے بھی حملہ کر دیا۔ بڑی گھمسان کی جنگ کے بعد راجپوتوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ رائے پتھورا ہنگامۂ کارزار میں کام آیا۔ مسلمانوں کی یہ فتح بہت بڑی کامیابی کی حامل تھی چنانچہ اسلامی فوج فتح کے پرچم لہراتی ہوئی پہلی بار دہلی میں داخل ہوئی۔

## جنگ ترکی و روس Russo-Turkish War

وہ تین معرکے جو روس اور ترکی کے مابین ۱۸۲۷ - ۱۸۲۹، ۱۸۵۴ - ۱۸۵۶ اور ۱۸۷۷ - ۱۸۷۸ میں ہوئے۔ سب سے پہلی لڑائی کا خاتمہ معاہدہ ایڈریانوپل کی شکل میں ہوا جس کے مطابق یونان کو خود مختاری حاصل ہوئی۔ دوسری جنگ کے بعد معاہدہ پیرس عمل میں آیا جس کی رو سے ترکی کی سالمیت برقرار رکھنے کا یقین دلایا گیا۔ تیسری لڑائی معاہدہ سٹیفانو پر ختم ہوئی جس کے ذریعے بلقانی ریاستوں Balkan States کو خود مختاری حاصل ہوئی۔

## جنگ ترکی و یونان Turko-Greek War

پہلی جنگ عظیم کے خاتمہ پر جب ترکی کو شکست ہوئی تو اتحادیوں نے اس کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اس کے حصے بخرے کر دیئے اور یونان کو سمرنا پر قابض ہونے کی اجازت دے دی۔

غازی مصطفیٰ کمال نے ترک مجاہدین کے ہمراہ یونان کے اس اقدام کے خلاف علم جہاد بلند کر دیا اور بالآخر انہیں ستمبر ۱۹۲۲ء میں سمرنا سے نکال باہر کیا اور اتحادیوں کو بھی غازی موصوف سے صلح کرتے ہی بنی۔ اس طرح اتاترک نے ترکی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آزاد اقوام کی فہرست سے خارج ہونے سے بچا لیا اور اب ان کا لگایا ہوا پودا نئے سرے سے سرسبز و شاداب ہو چکا ہے۔

**جنگِ ٹروجن** - یونانی اساطیر کے مطابق جنگ ٹروجن تیرھویں اور بارھویں صدی کے درمیان تین دیویوں کی مخاصمت کی بنا پر لڑی گئی اور ٹرائے Troy کا مشہور شہر اس جنگ میں تباہ ہوا۔ یونان کے مشہور شاعر ہومر نے اس جنگ کے متعلق بہت سی غیر فانی نظمیں لکھی ہیں۔ یونانی روایات کے مطابق پیلیوس Peleus اور تھیٹس Thetis کی شادی کے موقع پر تمام دیوتا اور دیویاں جمع ہوئیں مگر ایرس Eris کو شرکت کی دعوت نہ دی گئی۔ ایرس اپنے آپ آ پہنچی اور آتے ہی سونے کا ایک سیب حاضرین کی طرف پھینکا جس پر لکھا تھا "سب سے زیادہ خوبصورت کے لئے"۔ ہیرا Hera جو زیوس Zeus کی بیوی اور آسمان کی دیوی تھی ایتھنا Athena جو حکمت کی دیوی تھی اور افرودیتہ Aphrodite جو محبت کی دیوی تھی۔ تینوں اس سنہری سیب کی دعویدار ہوئیں جب جھگڑا بڑھا تو ٹرائے کے بادشاہ پریام Priam کے بیٹے پارس Paris کو اس کے تصفیہ کے لئے بھیجا گیا۔ تینوں دیویوں نے پارس کو اپنی اپنی قدرت کے مطابق رشوت پیش کی مگر پارس نے افرودیتہ کی رشوت جو دنیا کی خوبصورت ترین عورت کی محبت کی صورت میں تھی، قبول کر لی اور وہ سنہری سیب اسے دے دیا۔

پارس کی طرف سے افرودیتہ کو سیب پیش کئے جانے پر ہیرا اور ایتھنا پارس اور ٹرائے کی سخت دشمن ہو گئیں۔ پارس کو ایک دفعہ افرودیتہ کی رفاقت میں سپارٹا جانے کا اتفاق ہوا جس کے بادشاہ مینیلاؤس Menelaus کی بیوی ہیلن Helen اس وقت تمام دنیا کی عورتوں میں سب سے زیادہ خوبصورت تھی۔ پارس بادشاہ کا مہمان تھا اس لئے اسے ہیلن سے ملنے کا موقع ملا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پارس اسے بھگا کر ٹرائے لے گیا۔

مینیلاؤس نے تمام یونانی بادشاہوں اور شہزادوں سے مدد مانگی جن میں اوڈیسیوس Odysseus بھی شامل تھا۔ دو سال کی تیاری کے بعد اس مشترکہ یونانی فوج نے ٹرائے Troy پر حملہ کر دیا۔ اہل ٹرائے بھی مقابلے کے لئے پوری طرح تیار تھے۔ نو سال تک یونانیوں نے ٹرائے کا محاصرہ کئے رکھا مگر کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ آخر تنگ آ کر لکڑی کے گھوڑے والی مشہور چال چلی۔ اور ٹرائے کو فتح کرنے میں کامیاب ہوئے۔

ٹرائے کا شہر ایشیائے کوچک کے ساحل پر درۂ دانیال کے کنارے واقع تھا اور اس کے کھنڈرات اب تک موجود ہیں۔

## جنگ جرمنی و فرانس - Franco-Russain War

سنہ ۱۸۷۰-۷۱ء اس جنگ کا اعلان ۱۹ جولائی سنہ ۱۸۷۰ء کو فرانس کے شہنشاہ نپولین سوم نے کیا۔ اسے یہ خیال تھا

کہ جرمن وزیرِ اعظم کونٹ بسمارک کے گستاخانہ رویہ کا اسی طرح جواب دیا جا سکتا ہے. چنانچہ اس نے اطالیہ اور آسٹریا کی حمایت کے زعم میں اور اس خیال سے کہ جرمنوں کو میدانِ جنگ میں فوجیں لانے میں چھ ماہ لگ جائیں گے لڑنے کا فیصلہ کر لیا مگر نپولین سوم یہ بھول گیا کہ جرمنوں سے لڑائی مول لینے کا صحیح وقت وہ تھا جب وہ آسٹریا سے برسرِ پیکار تھے. اسے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ جرمن فوجوں کی کمان ایک ایسے شخص کے ہاتھوں میں ہے جو آج بیسویں صدی میں بھی بہترین جرنیل خیال کیا جاتا ہے چنانچہ ان غلطیوں کا نتیجہ قدرتی طور پر شکست کی صورت میں مترتب ہوا.

## جنگِ جزیرہ نما Peninsular War

وہ جنگ جو ہسپانیہ اور پرتگال کی سرزمین پر ۱۸۰۸ء سے ۱۸۱۴ء تک جاری رہی. اس جنگ کا آغاز نپولین کے حملے سے ہوا.

## جنگِ جمل

**جنگِ جمل** حضرت عثمانؓ کی شہادت اور حضرت علیؓ کی خلافت کی خبر حضرت عائشہ صدیقہؓ کو مکہ معظمہ میں پہنچی، جہاں وہ حج کی نیت سے تشریف لے گئی تھیں. حضرت عائشہؓ کو اس خبر سے بڑا قلق ہوا اور وہ حضرت عثمانؓ کے قصاص کے ارادہ سے بصرہ کی جانب روانہ ہوئیں. اسی دوران میں حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ جیسے بعض بڑے بڑے صحابہ بھی حضرت علیؓ سے ناراض ہو کر حضرت عائشہؓ کے پاس پہنچ گئے. یہ صحابہ اپنی ناراضی کا سبب قصاصِ عثمانؓ کے سلسلے میں حضرت علیؓ کی طرف سے تاخیر بتاتے تھے.

خلیفہ شہید کا انتقام لینے کے لیے جب یہ جمعیت بصرہ کے قریب پہنچی تو وہاں کے حاکم عثمان بن حنیف نے اسے روکنا چاہا مگر عثمانؓ کو شکست ہوئی اور حضرت عائشہؓ کے ہمراہیوں نے بصرہ پر قبضہ کر لیا. بہت سے ایسے لوگ جو حضرت عثمانؓ کے قتل میں شریک سمجھے جاتے تھے پکڑ کر لائے گئے اور قتل کیے گئے.

حضرت علیؓ کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو وہ بصرہ کو روانہ ہو گئے کوفے سے بھی ایک فوج ان کی مدد کو پہنچ گئی. حضرت علیؓ کو حضرت ام المومنینؓ کا اس امر پر اتفاق ہو گیا کہ اول تمام ملک میں امن و سکون کی فضا پیدا کی جائے اور پھر قصاصِ عثمانؓ کا کام کیا جائے ورنہ امت میں پھوٹ پڑ جائے گی مگر بعض لوگ جنہیں مصالحت میں اپنی خیر نہ معلوم ہوتی تھی، دونوں فریقوں کو ایک دوسرے سے بدظن کرنے میں کامیاب ہو گئے اور بدحواسی کے عالم میں جنگ شروع ہو گئی. یہ پہلا موقع تھا کہ مسلمانوں کی تلواریں مسلمانوں کی خوں ریزی کے لیے بے نیام ہوئیں. بڑی خوں ریز جنگ تھی جس میں حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ دونوں کام آئے — حضرت عائشہ صدیقہؓ ایک اونٹنی پر سوار ہو کر فوج کو لڑا رہی تھیں. اس لئے اس کو جنگِ جمل کہتے ہیں (جمل عربی میں اونٹ کو کہتے ہیں). حضرت علیؓ نے دیکھا کہ جب تک اونٹنی قائم ہے اس وقت تک بصری فوج پسپا نہیں ہوگی اس لئے حکم دیا کہ اونٹنی کے پاؤں کاٹ دیئے جائیں. ایک بہادر نے بڑھ کر حکم کی تعمیل کی اور اونٹنی بیٹھ گئی. اونٹنی کا بیٹھنا تھا کہ بصری فوج نے ہمت ہار دی اور میدان چھوڑ کر بھاگ نکلی. اس جنگ میں تقریباً دس ہزار مسلمان کام آئے.

حضرت علیؓ حضرت ام المومنینؓ کی خدمت میں پہنچے اور مصالحت کی گفتگو کے بعد انہیں بڑی عزت کے ساتھ واپس مدینہ روانہ کیا اور کچھ فاصلہ تک پاپیادہ خود ساتھ گئے.

جنگِ جمل کے بعد مدینہ منورہ کی بجائے کوفہ دارالخلافت قرار پایا.

## جنگِ جہلم

**جنگِ جہلم** ۳۲۶ قبلِ مسیح میں سکندر نے دریائے سندھ کو عبور کر کے دریائے سندھ اور جہلم کے درمیان ٹیکسلا کی ریاست میں قدم رکھا. جہاں کا راجہ امبھی راجہ پورس سے عداوت رکھتا تھا. پورس کی سلطنت دریائے جہلم اور چناب کے درمیان واقع تھی. راجہ امبھی نے سات سو سوار، تین ہزار پیدل سپاہی اور بہت سا مال و دولت بطور تحفہ سکندر کو پیش کیا اور اسے پورس پر حملہ کرنے کی ترغیب دی.

سکندر دریائے جہلم تک بلا روک ٹوک بڑھتا گیا. دوسرے کنارے پر راجہ پورس تیس ہزار پیدل فوج، چار ہزار سوار، دو سو ہاتھی اور تین سو رتھ لے کر مقابلے کے لئے تیار کھڑا تھا. سکندر نے رات کے وقت دریائے جہلم عبور کیا اور دلن چڑھے تک بارہ ہزار فوج کے ساتھ پورس کو گھیر لیا. دونوں فوجوں میں نہایت شدید جنگ ہوئی. یونانی تیر اندازوں نے ہاتھیوں کا منہ پھیر دیا اور وہ اپنی ہی فوج کو روندتے ہوئے بھاگ نکلے. بہت سی ہندوستانی فوج میدانِ جنگ میں کام آئی. راجہ پورس خود بھی زخمی ہو کر گرفتار ہوا. سکندر نے پورس سے پوچھا کہ اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟

پورس نے دلیرانہ انداز میں جواب دیا: "جو بادشاہوں کے شایان شان ہو"۔ سکندر اس جواب سے اتنا خوش ہوا کہ نہ صرف پورس کی سلطنت اسے واپس کر دی بلکہ مفتوحہ علاقے کا کچھ حصہ بھی اسے دے دیا۔

## جنگ چین و جاپان Sino-Japanese War

(۱۸۹۴ء - ۱۸۹۵ء) یہ اس رقابت کا شاخسانہ تھی جو چین اور جاپان کے درمیان کوریا پر قبضہ کے بارے میں ۱۰ برس سے چلی آتی تھی۔ ۲۵ جولائی ۱۸۹۴ء کو جاپانیوں نے ایک برطانوی جہاز ڈبو دیا جس میں چینی سپاہی کوریا کی امداد کو جا رہے تھے۔ ۲۰ جولائی کو کوریا اور جاپان کے درمیان جھڑپیں شروع ہوئیں۔ پہلی اگست کو چین اور جاپان نے ایک دوسرے کے خلاف اعلان جنگ کیا۔ چینیوں کو پے در پے شکستیں ہونے کے باعث اپریل ۱۸۹۵ء میں چین اور جاپان کے درمیان صلحنامہ شمونوسکی کی رو سے جنگ کا خاتمہ ہو گیا۔

## جنگ دریائے نیل Battle of the Nile

جولائی ۱۷۹۸ء میں نپولین اپنی فوج سمیت اسکندریہ کی بندرگاہ میں پہنچ کر سرزمین مصر پر پاؤں رکھنے میں کامیاب ہو گیا لیکن اگلے ہی مہینہ برطانوی امیرالبحر لارڈ نیلسن Nelson اپنا بیڑا لے کر آن پہنچا اور اس نے فرانسیسی بحری جہازوں کے گرد گھیرا ڈال دیا۔ خلیج ابوکر Aboukir Bay کے مقام پر دونوں بحری فوجوں کے درمیان جنگ ہوئی جس میں فرانسیسی جہاز تباہ و برباد ہو گئے اور کچھ عرصہ کے لئے نپولین مصر میں محصور ہو گیا۔ اس لڑائی کو جنگ نیل کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

## جنگ روہیلہ

روہیلے پٹھان جن کا آبائی وطن پشاور کے قریب تھا۔ اٹھارہویں صدی عیسوی کے شروع میں صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ کے اضلاع کٹیہر (بریلی) اور روہیل کھنڈ اور سنبھل پر حملہ آور ہوئے اور ایک طاقتور اسلامی ریاست قائم کر لی مگر اتنے مضبوط نہ تھے کہ تنہا مرہٹوں کا مقابلہ کر سکتے۔ ۱۷۷۲ء میں روہیلوں کے سردار نواب حافظ رحمت خاں نے شجاع الدولہ نواب اودھ سے صلح کر کے ایک عہدنامہ پر دستخط کئے جس کی رو سے شجاع الدولہ کی مرہٹوں کے خلاف امداد کے عوض خزانہ اودھ میں چالیس لاکھ روپیہ داخل کرنا منظور کیا۔

۱۷۷۳ء میں جب مرہٹوں نے روہیلوں کے خلاف یلغار کی تو نواب اودھ اور انگریز کمپنی کی مشترکہ فوج نے روہیلوں کا ساتھ دیا اور مرہٹے پسپا ہو گئے۔ شجاع الدولہ نواب اودھ نے فوراً ہی چالیس لاکھ روپوں کا مطالبہ کیا مگر نواب رحمت خاں نے تنگ دستی کے سبب مہلت طلب کی۔ شجاع الدولہ نے مہلت دینے سے انکار کر دیا اور روہیلوں پر بدعہدی کا الزام لگا کر انگریزی فوج کی مدد سے روہیل کھنڈ پر حملہ کر دیا۔ روہیلوں کو شکست ہوئی اور نواب رحمت خاں میدان جنگ میں کام آیا۔ نواب اودھ اور انگریز کمپنی کی فوج نے اہل روہیل کھنڈ سے نہایت شرمناک سلوک کیا جس کی مثال تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ وارن ہیسٹنگز اس میں برابر کا شریک تھا۔

## جنگِ سموگڑھ

اگست ۱۶۵۷ء میں جب شاہجہان بیمار ہوا اور علالت نے نازک صورت اختیار کر لی تو داراشکوہ نے بھائیوں کے بہی خواہوں کو نظربند کر دیا اور ساتھ ہی کوشش کی کہ یہ خبر پھیلنے نہ پائے۔ داراشکوہ کی اس حرکت نے عوام میں بداعتمادی پیدا کر دی اور لوگوں کو شاہجہان کی موت کا یقین ہو گیا۔ دارا کے بھائیوں نے لشکر جرار لے کر پایہ تخت پر چڑھائی کر دی۔ دارا نے مراد اور اورنگ زیب کی فوج پر حملہ کیا۔ سموگڑھ کے مقام پر گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ دارا کے ہاتھی کو راکٹ لگا اور اس وجہ سے وہ بھڑک اٹھا۔ چنانچہ ہاتھی کو چھوڑ کر دارا گھوڑے پر سوار ہوا۔ لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ دارا ہلاک ہو گیا ہے۔ دارا کی فوج کے حوصلے پست ہو گئے وہ میدان چھوڑ کر بھاگ نکلی اور میدان اورنگ زیب کے ہاتھ رہا۔ فتح کے تیسرے روز اورنگ زیب آگرے میں داخل ہوا اور کاروبار سلطنت خود سنبھال لیا۔

## جنگ سومنات

سومنات گجرات (ہندوستان) کا ایک قدیم قصبہ۔ جزیرہ نمائے کاٹھیاواڑ کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ ساتھ ہی ایک ہندو معبد اور مندر ہے۔ اس پر سلطان محمود غزنوی نے گیارہویں صدی کے دوران میں یورش کی اور اس کی محافظ ہندو فوجوں کو شکست فاش دی۔ ۱۸۴۲ء میں لارڈ ایلنبرا افغانستان سے سومنات کے مبینہ دروازے واپس لایا۔ جو اب تک قلعہ آگرہ میں محفوظ بتلائے جاتے ہیں۔ جنگ سومنات سلطان محمود غزنوی کی وہ جنگ ہے جو اس نے اس مقام پر ہندو راجاؤں، مہاراجوں اور پجاریوں

کے ساتھ کی اور جس کی بدولت اس سرزمین پر اسلام کا بول بالا ہوا۔

## جنگِ صد سالہ۔ Hundred Years War

(۱۳۳۰ء ۔ ۱۴۵۲ء) یہ جنگ برطانیہ اور فرانس کے مابین ایک سو سال تک جاری رہی۔ اس کا آغاز ۱۳۳۸ء میں ہوا جب ایڈورڈ سوم نے فرانس کے تخت کا مالک ہونے کا دعویٰ کیا۔ کریسی اور پلشیئر کی فتوحات کے بعد ۱۳۶۰ء میں صلحنامہ ہوا۔ ۱۳۶۹ء میں پھر لڑائی چھڑ گئی۔ مگر ۱۳۸۰ء تک انگلستان نے اپنے تمام فرانسیسی مقبوضات کھو دیئے۔ ۱۴۰۳ء میں پھر لڑائی شروع ہوئی اور فرانس کو بار بار شکستیں ہوئیں اور شاہ انگلستان ہنری پنجم کو فرانس کے تخت کا جائز وارث تسلیم کر لیا گیا۔ اسی اثنا میں جون آف آرک Joan of Arc نے میدانِ عمل میں قدم رکھا اور لڑائی کا نقشہ بدل دیا۔ ۱۴۵۲ء میں جنگ صد سالہ کا اختتام ہوا جب ماسوا کیلے کے انگلستان سرزمین فرانس پر اپنے تمام مقبوضات کھو چکا تھا۔

## جنگِ صفّین

جنگ جمل سے فارغ ہو کر حضرت علیؓ امیر معاویہؓ کی طرف متوجہ ہوئے کیونکہ امیر معاویہؓ نے حضرت علیؓ کی بیعت سے انکار کر دیا تھا اور حضرت علیؓ کے خلاف لوگوں کو منظم کرنے کے لئے حضرت عثمانؓ کے خون آلود کپڑے اور ان کی زوجہ محترمہ حضرت نائلہؓ کی کٹی ہوئی انگلیاں دکھا دکھا کر انہیں ابھارنے کی کوشش کر رہے تھے انہوں نے حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے انتقام لینے کے بہانے ایک بڑی جمعیت بھی پیدا کر لی تھی۔

حضرت علیؓ نے قاصد بھیج کر امیر معاویہؓ سے بیعت لینے کی ایک اور کوشش کی مگر ناکامی ہوئی۔ اب اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ تھا کہ فوج کشی کر کے انہیں بیعت پر مجبور کیا جائے۔ چنانچہ ایک لشکر جرار لے کر حضرت علیؓ کوفہ سے روانہ ہوئے۔ امیر معاویہ ساٹھ ہزار شامیوں کو لے کر مقابلے کے لئے نکلے اور صفین کے میدان میں دریائے فرات کے کنارے خیمہ زن ہوئے۔

دونوں طرف امت کے بہی خواہ صحابہ کافی تعداد میں موجود تھے جو نہیں چاہتے تھے کہ مسلمانوں میں باہمی خون ریزی ہو۔ جنگ کو روکنے کی کوششیں شروع ہوئیں جو پورے تین مہینے جاری رہیں مگر مصالحت کی کوئی صورت پیدا نہ ہو سکی اور دونوں فوجوں میں جنگ چھڑ گئی۔

شروع شروع میں معمولی جھڑپیں ہوتی رہیں۔ ایک دستہ میدان میں آتا اور خفیف سی لڑائی کے بعد واپس ہو جاتا۔ یہاں تک کہ رجب کا مہینہ آ پہنچا جس کے احترام میں جنگ ملتوی کر دی گئی۔

رجب کے ختم ہونے پر شعبان ۳۷ھ میں فریقین پوری قوت کے ساتھ میدان میں اتر آئے اور خونریز جنگ شروع ہو گئی جو تین مہینے تک جاری رہی کہا جاتا ہے کہ اس لڑائی میں ستر ہزار مسلمان کام آئے۔

لیلۃ الحریر کے فیصلہ کن معرکے میں اپنی فوجوں کی شکست محسوس کرتے ہوئے حضرت معاویہؓ نے ایک عجیب چال چلی جس سے جنگ رک گئی۔ چنانچہ ایک صبح کو جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو حضرت امیر معاویہؓ کے آدمی قرآن پاک کے نسخے نیزوں پر اٹھائے ہوئے آگے بڑھے اور بلند آواز سے پکارنے لگے کہ ہمارے اور آپ کے درمیان یہ کتاب ہے۔ یہ تجویز نہایت کارگر ثابت ہوئی اور حضرت علیؓ کے سمجھانے کے باوجود عراقی فوجوں نے لڑائی سے ہاتھ روک لیے۔

امیر معاویہؓ کی طرف سے عمرو بن العاصؓ اور حضرت علیؓ کی طرف سے ان کی مرضی کے خلاف محض فوج کے اصرار پر ابو موسیٰ اشعریؓ ثالث مقرر ہوئے۔ بڑی بحث و تمحیص کے بعد ثالثوں نے فیصلہ کیا کہ خلیفہ کا انتخاب از سر نو ہونا چاہیے۔ معاملہ طے ہونے کے بعد دونوں نمائندے دومۃ الجندل میں آئے۔ اشعریؓ نے منبر پر کھڑے ہو کر اپنے متفقہ فیصلہ کا اعلان کر دیا مگر جب عمرو بن العاصؓ کی باری آئی تو انہوں نے معزولی کے بجائے حضرت معاویہؓ کے جانشینِ عثمانؓ ہونے کا اعلان کر دیا۔ اس کے بعد امیر معاویہؓ کے ساتھیوں نے انہیں مستقل خلیفہ محصور کر دیا اور خلافت کا جھگڑا جوں کا توں باقی رہا۔ شہادت حضرت علیؓ کے بعد حضرت معاویہؓ مسلم خلیفہ بنے۔

## جنگِ عظیم (اوّل) World War I

(۱۹۱۴ء ـــ ۱۹۱۸ء) پہلی جنگِ عظیم کا آغاز ۲۸ جون ۱۹۱۴ء کے اس واقعہ سے ہوا کہ کسی سلاو Slav دہشت پسند نے آسٹریا کے شہزادہ فرڈی ننڈ Ferdinand کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ ۲۸ جولائی کو آسٹریا نے سربیا Serbia کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا۔ ۱۵ اگست کو آسٹریا کے رفیق جرمنی کی فوجیں ہالینڈ Holland اور بیلجیم کے ممالک کو روندتی ہوئی فرانس کی سرزمین تک پہنچنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ جرمنوں نے فرانس پر حملہ آور ہونے کے لیے جو منصوبہ تیار کیا تھا اس میں یہ قرار پایا تھا کہ فرانس کے شمالی ساحل کے ساتھ ساتھ ہو کر فرانس کی راجدھانی پیرس پر اس طرح حملہ کیا جائے جیسے پھیلے ہوئے بازو کی درانتی وار کرتی ہے۔ فرانسیسی فوج کا ہائی کمان اس منصوبہ کو نہ بھانپ سکا اور اس نے اپنی مشرقی سرحد پر سے جرمنوں پر ۱۴ اگست کو حملہ کر دیا۔ چونکہ یہ حملہ کسی تدبیر و منصوبہ کے ماتحت نہیں ہوا تھا اور مناسب احتیاط نہیں برتی گئی۔ لہٰذا جرمنوں نے جو پہلے ہی گھات لگائے بیٹھے تھے ایک بھرپور وار کیا اور فرانسیسی واپس ہٹنے پر مجبور ہو گئے۔ اس کے بعد جرمنوں نے اپنے حملہ کی اسکیم کو جسے شلفن منصوبہ Schlieffen Plan کہتے ہیں اور جو ۱۹۰۵ء سے تیار پڑا تھا، عملی جامہ پہنانا شروع کیا۔ اس سے جلد ہی فرانس کے دارالحکومت کو خطرہ لاحق ہوا۔ فرانس کی بدقسمتی سے اس وقت اس کی بے نظیر افواج کی قیادت جافرے Jofferi کے ہاتھوں میں تھی جو مدبر سپہ سالار ثابت نہ ہوا۔ انگریزوں کا جرنیل ہیگ Haig بھی جرمنوں کے جرنیلوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ لہٰذا ایسا معلوم ہونے لگا کہ پیرس چند دنوں میں ہی ہار جائے گا مگر وہاں ایک ہونہار فرانسیسی جرنیل گیلینی Gallieni نام کا نمودار ہوا جس نے جرمنوں پر وہ کاری وار کیا کہ انہیں پریشانی کے عالم میں پیچھے ہٹتے ہی بنی۔ اس کے بعد جرمنوں کی پیشقدمی رک گئی اور آئندہ چار برس تک کبھی تھوڑا سا جرمن بڑھ آتے تو کبھی فرانسیسی مگر انگریزوں نے کوئی خاص کارِ نمایاں انجام نہ دیا۔ نہ انہوں نے اس وقت تک فاش Foch جیسا جرنیل پیدا کیا تھا جس کی زیرِ قیادت اتحادیوں کو بالآخر فتح نصیب ہوئی۔ اس کے سپاہیوں نے وردون Verdun جیسی خونریز لڑائی لڑی جس میں فرانس کے ... ۳۱۵ آدمی بڑی بہادری سے لڑ کر مارے گئے۔ جرمن جرنیلوں میں سب سے زیادہ نام جن اشخاص نے پایا وہ لوڈنڈارف Luden Dorff اور ہنڈنبرگ Hindenburg تھے۔ فرانسیسی جرنیلوں میں فاش اور پتیان Petain قابلِ ذکر ہیں۔ انگریزوں میں لارڈ ایلن بائی Allenbye ہے۔ پہلی جنگِ عظیم کا خاتمہ ۱۱ نومبر ۱۹۱۸ء کو ۵ بجے صبح ہوا اور اتحادیوں کو فتح و نصرت حاصل ہوئی۔

## جنگِ عظیم (دوم) World War II

(۱۹۳۹ء ـــ ۱۹۴۵ء) دوسری جنگِ عظیم کا بیج اسی وقت بو دیا گیا تھا جب معاہدہ ورسیلز Versailles پر دستخط ہوئے تھے لیکن اس کا باقاعدہ آغاز ۳ ستمبر ۱۹۳۹ء کو ہوا۔ جب پولینڈ پر جرمنی حملہ آور ہوا اور برطانیہ نے جرمنی کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا۔ ۱۹۱۹ء سے ۱۹۳۹ء تک کی یورپین تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ برطانیہ اس کا خواہاں تھا کہ ہٹلر زیادہ سے زیادہ طاقت پکڑ جائے۔ اسی غرض سے برطانیہ نے چیکوسلواکیہ (زیکوسلواکیہ) کے حصے بخرے کئے اور پھر پورے چیکوسلواکیہ پر جرمنوں کا قبضہ ہونے پر بھی برطانیہ اسی واسطے خاموش رہا کہ ہٹلر کی حکومت مضبوط ہو جائے تاکہ ہٹلر روس پر حملہ کرے مگر جب ہٹلر نے روس پر حملہ کرنے کی بجائے پولینڈ پر حملہ کر دیا تو خداوندانِ لندن گھبرا اٹھے اور انہوں نے پولینڈ کی حمایت میں نازی جرمنی کے خلاف تلوار اٹھائی۔ جنگِ عظیم (دوم) کے اہم واقعات یہ ہیں:

یکم ستمبر ۱۹۳۹ء۔ جرمنی نے پولینڈ پر حملہ کیا۔

۳ ستمبر۔ برطانیہ اور فرانس نے جرمنی کے خلاف اعلانِ جنگ کیا۔

۲۸ ستمبر۔ جرمنی اور روس میں پولینڈ کی تقسیم کے بارے میں معاہدہ۔

۳۰ نومبر۔ روس نے فن لینڈ پر حملہ کیا۔

۹ اپریل ۱۹۴۰ء۔ جرمنی نے ڈنمارک پر قبضہ کر لیا اور ناروے پر حملہ کیا۔

۱۰ مئی۔ جرمنی نے بلجیم، ہالینڈ اور لکسمبرگ پر حملہ کیا۔ چرچل وزیرِ اعظم بنا۔

۱۰ جون۔ اٹالیہ نے فرانس کے خلاف اعلانِ جنگ کیا۔

۱۴ جون۔ جرمنی نے پیرس پر قبضہ کر لیا۔

۲۲ جون۔ فرانس نے ہتھیار ڈال دیئے۔

۲۷ ستمبر۔ جرمنی اطالیہ اور جاپان کا سہ طاقتی معاہدہ۔
۱۳ اپریل ۱۹۴۱ء روس اور جاپان کا معاہدۂ غیر جانب داری۔
۲۲ جون۔ روس پر جرمنی کا حملہ۔
۲۵-۲۹ اگست۔ برطانیہ اور روس کا ایران پر حملہ اور قبضہ
۷ دسمبر۔ جنگ میں اعلان کے بغیر جاپان کی شمولیت۔
۸ دسمبر۔ جاپان کے خلاف امریکہ کا اعلان جنگ۔
۱۱ دسمبر۔ جرمنی اور اطالیہ کی طرف سے امریکہ کے خلاف اعلان جنگ۔
۲۶ جولائی ۱۹۴۳ء مسولینی کی حکومت کا تختہ الٹ گیا اور وہ گرفتار ہوا۔
۹ ستمبر ۱۹۴۳ء۔ اطالیہ نے اتحادیوں کے آگے ہتھیار ڈال دیے۔
۶ جون ۱۹۴۴ء۔ اتحادی فوجیں سرزمین فرانس پر اتر پڑیں۔
۲۸ اپریل ۱۹۴۵ء۔ مسولینی کو پھانسی۔
۱ مئی ۱۹۴۵ء۔ ہٹلر نے خودکشی کر لی۔
۷ مئی ۱۹۴۵ء۔ جرمنی نے ہتھیار ڈال دیے۔
۱۴ اگست ۱۹۴۵ء۔ جاپان نے ہتھیار ڈال دیے۔

**جنگِ قادسیہ**۔ بویب کی شکست سے ایرانی سخت برہم ہوتے انہوں نے ملکہ آرزمی دخت کو تخت سے علیحدہ کر کے یزدگرد کو اپنا بادشاہ مقرر کیا اور رستم کو مسلمانوں کے مقابلے کے لئے منتخب کیا۔ حضرت عمرؓ نے رستم کے مقابلے کے لئے سعد ابن ابی وقاص کی سرکردگی میں مجاہدین کی ایک تازہ دم فوج روانہ کی جس میں حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت عبدالرحمٰنؓ ابن عوف بھی موجود تھے۔
حضرت سعدؓ نے قادسیہ کے مقام پر جا کر ڈیرے ڈالے۔ رستم کے پاس ایک لاکھ بیس ہزار فوج تھی۔ محرم ۱۴ھ میں دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں۔ لڑائی شروع ہوئی تو ایرانی جنگی ہاتھیوں نے مسلمانوں کا بڑا نقصان کیا۔ دوسرے دن مسلمانوں نے بھی اونٹوں کو کالے برقعے پہنائے جن کی ہیبت سے ایرانی گھوڑے بدکنے لگے۔ مسلمانوں نے مل کر ہاتھیوں پر اس بے جگری سے حملہ کیا کہ وہ بدحواس ہو کر خود اپنی فوجوں کو روندنے لگے۔ رستم خود مقابلے کے لئے آیا مگر رستم گھبرا کر بھاگ نکلا اور پانی میں کود کر جان بچانا چاہی کہ ہلال نامی ایک مسلمان غلام نے اسے پکڑ کر قتل کر دیا۔ ایرانیوں کو اس جنگ میں شکست فاش ہوئی اور مسلمان غالب آئے۔ فریقین کے تقریباً تیس ہزار آدمی اس جنگ میں کام آئے جن میں اکثریت ایرانیوں کی تھی۔

**جنگِ قنوج**۔ جنگِ قنوج ۱۵۴۰ء میں ہمایوں اور شیر شاہ کے درمیان ہوئی۔ ہمایوں نے بنگال کا علاقہ شیر شاہ کے سپرد کر کے اس سے صلح کر لی تھی لیکن جب مغل فوج مطمئن اور بے خوف ہو گئی تو شیر شاہ کی فوجوں نے اچانک حملہ کر دیا اور ہمایوں کو سخت نقصان پہنچا۔ اس عہد شکنی کا بدلہ لینے کے لئے ہمایوں نے قنوج پر حملہ کر دیا۔ شیر شاہ بھی مقابلے کے لئے آ موجود ہوا۔ قنوج کے مقام پر خونریز جنگ ہوئی جس میں ہمایوں کو شکست ہوئی۔ شیر شاہ نے دہلی اور آگرہ کے بعد شمالی ہندوستان اور پنجاب کو بھی اپنے قبضے میں لے لیا۔

**جنگِ کریمیا**۔ Crimean War
۱۸۵۳ء-۱۸۵۶ء کے دوران میں عثمانی ترکوں اور زار روس کے درمیان ہوئی جس میں انگریز اور فرانسیسی ترکوں کے حلیف تھے۔ زار روس نکولس اول عثمانی سلطنت کی عیسائی رعایا اور مقدس مقامات کی حفاظت کے بہانے بعض علاقوں پر اپنا اقتدار چاہتا تھا۔ برطانیہ اور فرانس کے نزدیک روس کا یہ اقتدار بحیرۂ روم میں ان کی اجارہ داری کے منافی تھا۔ اکتوبر ۱۸۵۳ء میں ترکوں نے عمر پاشا کی زیر کمان دریائے ڈینیوب پار کر کے روسیوں کو شکست دے کر پسپا کر دیا۔ جنوری ۱۸۵۴ء میں برطانیہ اور فرانس نے ترک بندرگاہوں کی حفاظت کے لئے اپنا بحری بیڑہ بحیرۂ اسود میں بھیج دیا اور ۲۸ مارچ ۱۸۵۴ء کو روس کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ ستمبر ۱۸۵۴ء میں برطانوی اور فرانسیسی افواج جزیرہ نما کریمیا میں اتریں۔ اور قلعہ سیبسٹوپول کا محاصرہ کر لیا۔ اس محاصرے نے بہت طول کھینچا اور محاصرین کو موسم کی خرابی اور افسروں کی بدانتظامی کی وجہ سے شدید مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ محاصرے کے دوران میں اتحادی افواج نے بعض تاریخی کارنامے انجام دیے۔ خصوصاً انگریزی فوج کے چھ سو سپاہیوں کے ایک دستے لائٹ بریگیڈ نے بڑی بہادری دکھائی۔ ان کی اس بہادری، قربانی اور فرض شناسی کے کارنامے کو مشہور انگریزی شاعر ٹینی سن نے Charge of the

Light Brigade کے عنوان سے نظم کر کے زندۂ جاوید کر دیا ہے۔ اسی طرح زخمی سپاہیوں کے لئے مس فلورنس نائٹ انگیل Florence Nightingale کی طبی خدمات ہمیشہ یادگار رہیں گی۔ اس جذبۂ خدمت نے بعد میں نرسنگ Nursing کے شعبہ کی تنظیم میں بنیاد کا کام دیا۔ طویل اور صبر آزما محاصرے کے بعد ستمبر ۱۸۵۵ء میں روسیوں نے خود ہی سیبسٹوپول کو تباہ کر کے خالی کر دیا اور فروری ۱۸۵۶ء میں روس صلح پر آمادہ ہو گیا۔ مارچ ۱۸۵۶ء میں معاہدۂ پیرس کی رو سے فریقین میں سمجھوتہ ہو گیا۔ روس اپنے ناجائز مطالبات سے دست بردار ہو گیا۔ سلطان روم نے خطِ ہمایوں کے ذریعہ اپنی رعایا کو حقوق دینے کا اعلان کیا اور ڈینیوب کی ریاستوں کا تسلط دول یورپ کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا۔

**جنگ کنواہا**۔ پانی پت کی لڑائی میں رانا سانگا نے بابر کو امداد دی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ بابر لوٹ مار کے بعد واپس چلا جائے گا اور دہلی پر قبضہ کرنا آسان ہو جائیگا۔ لیکن جب رانا سانگا نے دیکھا کہ بابر برصغیر ہند و پاکستان سے جانے کا ارادہ نہیں رکھتا تو دوسرے ہندو راجوں کی مدد سے بابر کو بزور شمشیر ملک سے نکالنے پر آمادہ ہو گیا۔ بابر کو رانا سانگا کے ارادے کا علم ہوا تو اپنی فوج لے کر آگرے سے نکلا اور فتح پور سیکری کے قریب کنواہا کے مقام پر خیمہ زن ہوا۔ یہیں رانا سانگا بھی ایک لشکر جرار لے کر آ پہنچا جس میں جرنیل صلاح الدین اور حسن خاں میواتی بھی شامل تھے۔

مغل فوج تھکی ماندہ ہونے کے علاوہ تعداد میں بھی بہت کم تھی اس لئے ان کی ہمتیں پست ہو چکی تھیں مگر بابر کی ایک تقریر نے ان میں دوبارہ جوش پیدا کر دیا اور وہ اس بے جگری سے لڑے کہ تعداد کی کثرت اور شجاعت کے باوجود رانا اور اس کی فوجوں کو شکست ہوئی اور میدان بابر کے ہاتھ رہا۔

رانا سانگا میدان سے بھاگ نکلا۔ حسن خاں میواتی، راول اودے سنگھ، مانک چند چوہان، رائے چندر بھان ڈوگرہ اور بہت سے نامی گرامی سردار اس جنگ میں کام آئے۔

## جنگِ کوریا Korean War

۱۹۴۵ء میں شمالی کوریا اور دار الحکومت سیول کے علاقہ میں جاپانیوں کے خلاف بغاوت برپا ہوئی اور باغی عوام نے مرکزی مجلس عوام People's Central Committee قائم کر کے عارضی جمہوری حکومت کے قیام کا اعلان کر دیا۔ اس اعلان کے چندی روز بعد کوریا میں امریکہ اور روس کی فوجیں پہنچ گئیں۔ اور ملک کو دو حصوں شمالی اور جنوبی کوریا میں تقسیم کر دیا گیا۔ ۱۹۴۵ء سے لے کر ۱۹۴۸ء تک کوریا کا ایک حصہ روس اور ایک حصہ امریکہ کے قبضے میں رہا۔ اس لئے لوگوں پر اس دوگونہ تسلط کا برا اثر پڑا اور دونوں طرف کے باشندے ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش کرنے لگے۔ ۱۹۴۸ء میں شمالی کوریا میں قومی مجلس عالیہ کے انتخابات کرائے گئے جس میں جنوبی کوریا کے کمیونسٹوں نے بھی حصہ لیا اور سارے کوریا میں قومی حکومت قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا مگر جنوبی کوریا کے باشندوں نے نئی حکومت اور نیا آئین منظور کر کے سنگمان ری کی صدارت میں نئی جمہوری حکومت قائم کر لی۔ ۱۹۵۰ء میں جنوبی کوریا میں عام انتخابات ہوئے جن میں کچھ کمیونسٹ بھی منتخب ہو گئے۔ ان انتخابات کے بعد کوریا کو متحد کرنے کی تحریک جاری ہوئی اور جون ۱۹۵۰ء کے اواخر میں شمالی کوریا نے جنوبی کوریا پر حملہ کر دیا۔ جنوبی کوریا نے اس حملے کا سختی سے جواب دیا لیکن پھر اس کی فوجوں میں بھگدڑ مچ گئی اور اسے شکست ہونے لگی۔ ادارۂ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل Security Council نے شمالی کوریا کو حملہ آور قرار دے کر امریکہ کو اس حملے کی مدافعت کا ذمہ دار بنایا اور اقوام متحدہ سے فوجی اور اخلاقی امداد کی اپیل کی۔

کوریا کی جنگ میں چینی فوجوں کی مداخلت سے اور بھی الجھن پیدا ہو گئی اور صلح کی بات چیت جو ۱۹۵۱ء میں شروع ہوئی تھی، دو سال تک جاری رہی۔ ۲۷ جولائی ۱۹۵۳ء کو پنمنجوم Panmunjom کے مقام پر فریقین میں صلحنامہ پر دستخط ہوئے اور یہ فیصلہ ہوا کہ اقوام متحدہ کی نگرانی میں استصواب کرا کر دونوں حصوں کو متحد کر دیا جائیگا لیکن ابھی تک اس فیصلہ کو عملی جامہ نہیں پہنایا جا سکا۔

## جنگِ مکڈن۔ Battle of Mukden

۱۸۹۵ء میں جب جاپان نے چین کو شکست دی تو روس، جرمنی اور فرانس نے مطالبہ کیا کہ وہ پورٹ آرتھر Port Arthur کا علاقہ خالی کر دے جسے اس نے چین کی شکست کے بعد اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا۔ جاپان

کو مجبوراً یہ مطالبہ تسلیم کرنا پڑا مگر تین سال بعد جب روس نے پورٹ آرتھر پر قبضہ کر لیا تو جاپان کو بڑا غصہ آیا۔ تھوڑے عرصہ بعد روس نے منچوریا پر اپنا قبضہ جمانے کی خاطر مختلف حیلے بہانے استعمال کرنے شروع کیے۔ جاپان نے جو پورٹ آرتھر کے معاملہ میں روس سے پہلے ہی ناراض تھا، اسے مجبور کیا کہ وہ منچوریا سے اپنی فوجیں واپس بلا لے۔ روس نے اپنی فوجیں واپس بلانے کی بجائے جنگ کے موقف کو پسند کیا حالانکہ وہ اس لڑائی کے لیے پہلے سے تیار نہ تھا۔

جاپان نے اعلان جنگ کیے بغیر پورٹ آرتھر کے روسی بیڑے کو غرق کر دیا اور بندرگاہ کا محاصرہ کر لیا۔ فروری ۱۹۰۵ء میں اویاما Oyama نے روس کے سب سے بڑے جرنیل کروپاٹکن Kuropatkin کو مکڈن کے مقام پر شکست فاش دی۔ بالآخر صدر روزویلٹ، Roosevelt نے روسی اور جاپانی نمائندوں کو امریکہ بلایا اور صلحنامہ پورٹس ماؤتھ Ports Mouth جس پر ۲۹ اگست ۱۹۰۵ء کو دستخط ہوئے مرتب کر کے پورٹ آرتھر روس کے اور منچوریا جاپان کے تصرف میں دے دیا۔

مکڈن Mukden جس کا موجودہ نام شنیانگ ہے پہلے منچوریا کا صدر مقام تھا اور اب شمال مشرقی چین کے صوبہ لیوننگ کا سب سے بڑا شہر ہے۔ پکنگ سے شمال مشرق کو ۳۸۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے ۱۹۲۶ء میں اس کی آبادی ۳۵۰۰۰۰ افراد پر مشتمل تھی۔

**جنگِ نہاوند۔** عراق پر قبضہ کے بعد مسلمانوں نے خوزستان بھی اپنے قبضہ میں لے لیا۔ یزدگرد شاہ ایران کو جب اس کی اطلاع ملی تو مردان شاہ کی زیر سرکردگی ڈیڑھ لاکھ کا ایک لشکر جرار نہاوند روانہ کیا۔ حضرت عمرؓ ایرانیوں کے مقابلے کے لیے خود میدان جنگ میں آنا چاہتے تھے مگر صحابہؓ کی مخالفت کی وجہ سے یہ ارادہ ترک کر کے آپؓ نے نعمانؓ بن مقرن کو سپہ سالار بنا کر روانہ کیا۔ مسلمانوں نے سفیر بھیج کر مصالحت کی کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ آخر نہایت گھمسان کا رن پڑا۔ مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ مگر حضرت نعمانؓ نہایت بہادری سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اس لڑائی میں ایرانیوں کی کمر ہمت ٹوٹ گئی اور وہ پھر کبھی بھی مسلمانوں کا مقابلہ نہ کر سکے۔ تھوڑی ہی مدت میں اسلامی فوج نے ہمدان، رے، طبرستان، آذربائیجان، آرمینیا، فارس، کرمان، سیستان اور مکران پر قبضہ کر لیا۔



**جنگِ نہروان۔** جنگِ صفین کے خاتمہ پر حضرت علیؓ کے حامیوں کی ایک جماعت ان کے سخت خلاف ہو گئی۔ چنانچہ ان لوگوں نے علوی فوج سے علیحدگی اختیار کر لی اور شبث بن ربعی کی سرکردگی میں مقام حروراء میں جا کر ڈیرے ڈال دیئے۔ اس گروہ کی تعداد بارہ ہزار کے قریب تھی۔ بعد میں یہ گروہ خارجی کے نام سے مشہور ہوا۔ کچھ دن بعد کوفہ، بصرہ اور مدائن میں بھی خارجیوں کے ہمنوا پیدا ہو گئے اور ان کی تعداد کافی بڑھ گئی۔ کوفہ کے خارجی خفیہ طور پر نہروان پہنچے اور باقی مقامات کے خارجیوں کو بھی نہروان پہنچنے کی دعوت دی۔ چنانچہ اس جگہ پر ایک بہت بڑا اجتماع ہو گیا۔

نہروان پہنچ کر خارجیوں نے اپنی سرگرمیاں تیز کر دیں۔ وہ لوگوں کو حضرت علیؓ کی حمایت سے روکتے اور جو ان کی تائید نہ کرتا اسے بیدردی سے قتل کر دیتے تھے چنانچہ بہت سے مسلمان خارجیوں کے ہاتھوں تہ تیغ ہوئے حضرت علیؓ نے ان کی ہدایت کے لیے ایک قاصد بھیجا مگر خارجیوں نے اسے بھی ہلاک کر ڈالا۔ ان حالات میں حضرت علیؓ نے خارجیوں کا سدباب کرنے کے لیے نہروان کا رخ کیا۔

نہروان پہنچ کر حضرت علیؓ نے خود ان کے پاس جا کر انہیں سمجھایا مگر خارجی راہ راست پر نہ آئے۔ بالآخر مجبور ہو کر ابو ایوبؓ انصاری کو حکم دیا کہ امان کا جھنڈا لے کر کھڑے ہو جائیں اور جو خارجی اس جھنڈے کے گرد جمع ہو جائیں ان کو امان دی جائے۔ بہت سے خارجی حالات کا رنگ دیکھ کر اس جھنڈے کے نیچے آ گئے اور کچھ کوفہ واپس چلے گئے تاہم چار ہزار کے قریب خارجی باقی رہ گئے۔

حضرت علیؓ نے اب بھی جنگ میں پہل کرنا مناسب نہ سمجھا۔ یہاں تک کہ خارجیوں نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور اس بے جگری سے لڑے کہ بڑے بڑے مسلمان بہادر حیران رہ گئے۔ ایک خونریز جنگ کے بعد خارجیوں کو شکست ہوئی اور سارے کے سارے یکے بعد دیگرے میدان جنگ میں کام آئے۔

**جنگِ واٹرلو۔ Battle of Waterloo** فرانس کے لوگ لوئی ہژدہم کی حکومت سے تھوڑے

ہی عرصے میں متنفر ہو گئے اور نپولین جیسے بہادر جرنیل کو بادشاہ بنانے کی فکر کرنے لگے چنانچہ ملک کے کچھ حصوں میں بغاوت کی تیاریاں ہونے لگیں۔ نپولین کو جب جزیرہ ایلبا Elba میں اس صورت حال کا علم ہوا تو بھاگ کر فرانس پہنچا۔ اہل فرانس نے اس کا پرتپاک خیر مقدم کیا اور ایک دفعہ پھر اس کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔

دوسری طرف یورپ کی طاقتوں نے فیصلہ کر رکھا تھا کہ نپولین کو فرانس کا بادشاہ نہ بننے دیں گی۔ چنانچہ انگلستان اور پرشیا کی متحدہ فوجوں نے واٹرلو واقع بیلجیم کے مقام پر نپولین کو ۱۸ جون ۱۸۱۵ء کے دن شکست فاش دی۔ نپولین کو انگریزوں نے جلاوطن کر کے جزیرہ سینٹ ہیلینا St. Helena بھیج دیا۔ جہاں چھ سال بعد ۱۸۲۱ء میں اس کی وفات واقع ہوئی۔

## جنگ ہائے بلقان۔ Balkan Wars

پہلی جنگ بلقان ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو شروع ہو کر ۳۰ مئی ۱۹۱۳ء کو صلحنامہ لندن کی رو سے ختم ہوئی۔ اس جنگ میں ایک طرف ترکیہ اور دوسری طرف بلغاریہ، سربیا اور یونان تھے اس جنگ کے خاتمہ پر ترکیہ کو اس تمام مغربی علاقہ سے دست بردار ہونا پڑا جس کے ایک کونے پر اینوز اور دوسرے پر میدیا ہے۔ اس کے علاوہ کریٹ بھی اس کی عملداری سے نکل گیا۔ بالفاظ دیگر ترکیہ کا یورپ میں اقتدار ختم ہو گیا۔

دوسری جنگ بلقان ۲۹ جون ۱۹۱۳ء کو شروع ہو کر ۳۰ جولائی ۱۹۱۳ء کو ختم ہوئی۔ اس کا آغاز ایسے ہوا کہ بلغاریہ کے جنرل سواتے نے اپنے وزیر اعظم کو مطلع کئے بغیر اور اس کی اجازت حاصل کئے بغیر سربیا اور یونان کی فوجوں پر حملہ کر دیا۔ بلغاریہ کی حکومت نے اس اقدام سے بے تعلقی کا فوراً اعلان کر دیا مگر سربیا اور یونان کو ایک بہانہ ہاتھ آگیا تھا۔ انہوں نے حکومت بلغاریہ کے اعلان کے باوجود یہی مناسب خیال کیا کہ جنگ جاری رکھیں۔ معلوم ہوتا ہے بلغاریہ کے جرنیل کے اس عاقبت نااندیشانہ اعلان جنگ سے پیشتر سربیا اور یونان نے بلغاریہ پر حملہ کرنے کا فوجی پلان (منصوبہ) تیار کر رکھا تھا جس پر وہ فوراً عمل پیرا ہو گئے۔ بعد ازاں ان کی دیکھا دیکھی رومانیہ اور ترکیہ نے بھی بلغاریہ پر دھاوا بول دیا جس کے باعث بلغاریہ کو فوری شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔ اور ۱۰ اگست ۱۹۱۳ء کو عہد نامہ بخارسٹ پر دستخط کرنے پڑے جس کی رو سے سربیا اور یونان کا مقدونیہ کے ان علاقوں پر تسلط تسلیم کر دیا گیا جن پر انہوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ ۲۲ ستمبر ۱۹۱۳ء کو سربیا نے البانیہ پر حملہ کر دیا اور ان علاقوں پر جو معاہدہ لندن کی رو سے اسے عطا کر دیئے گئے تھے، قابض ہونا چاہا مگر ۱۸ اکتوبر کو آسٹریا نے سربیا کو الٹی میٹم دے دیا کہ البانیہ کے ان علاقوں میں سے آٹھ روز کے اندر اپنی فوجیں نکال دے جس پر سربیا نے گھٹنے ٹیک دیئے۔ ۲۹ ستمبر کو معاہدہ قسطنطنیہ ہوا جس کی رو سے ترکیہ نے بلغاریہ سے اپنے بعض علاقے واپس لے لئے۔

**جنگ یرموک**۔ مشہور اسلامی جرنیل حضرت خالد بن ولید دمشق، حمص اور اردن کو فتح کرتے ہوئے دریائے یرموک کے کنارے پہنچ گئے۔ بقیہ اسلامی فوج بھی پہلے یہاں پہنچ چکی تھی۔ رومیوں نے واقوصہ کے مقام پر جس کے ایک طرف پہاڑ اور دوسری طرف دریا تھا ڈیرے ڈال دیئے اور مسلمانوں سے مقابلے کی تیاریاں کرنے لگے۔ مسلمانوں نے متفقہ طور پر خالد بن ولیدؓ کو اپنا سپہ سالار اعلیٰ تسلیم کیا جنہوں نے اسلامی فوج کو ۴۰ دستوں میں تقسیم کر دیا۔ رومیوں نے بھی بڑے منظم طریقے سے صف آرائی کی مگر مسلمان تیر اندازوں کے سامنے ان کی کوئی پیش نہ گئی اور میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ چونکہ پشت پر پہاڑ، ایک جانب دریا اور دوسری طرف مسلمان فوج تھی اس لئے بھاگنے کا کوئی رستہ نہ ملا۔ بہت سے مارے گئے اور ایک لاکھ کے قریب دریا کی نذر ہو گئے یرموک کے فیصلہ کن معرکے کے بعد رومیوں کی ہمت ٹوٹ گئی۔ حاکم شام ہرقل نے شام کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ کر روم میں رہائش اختیار کر لی اور چند ماہ بعد سارا شام مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔

**جنگ یمامہ**۔ یہ جنگ خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر

صدیقؓ کے عہد خلافت میں بنو حنیفہ کے سردار مسیلمہ کذاب مدعی نبوت کے خلاف ہوئی۔ بڑی خونریز جنگ تھی مسلمانوں کے سپہ سالار خالد بن ولید تھے۔ بنی حنیفہ نے بڑی پامردی سے مقابلہ کیا لیکن بالآخر شکست کھائی۔ مسیلمہ کذاب لڑتا ہوا مارا گیا اور اس کے پیروؤں نے بھاگ کر قلعے میں پناہ لی پھر حضرت خالدؓ کے پاس آ کر صلح کر لی اور ارتداد ترک کر کے دوبارہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ مسیلمہ کی بیوی سجاح، جو خود نبوت کی دعویدار تھی، شوہر کے قتل کے بعد کہیں لاپتہ ہو گئی۔

**جنگل۔** جنگل، بن، نخلستان یا خودرو درختوں کی زمین کو کہتے ہیں جہاں درخت افراط سے ہوں اور روئیدگی بکثرت ہو۔ خط استوا کے قریب جنگلات کی افراط ہے کیونکہ روئیدگی کے لئے پانی اور سورج کی روشنی کی ضرورت پڑتی ہے جو استوائی خطے کو قدرت نے وافر مقدار میں دے رکھی ہے۔

جنگلات کسی ملک کی معاشی دولت کا بہت بڑا جزو ہوتے ہیں۔ ان سے عمدہ قسم کی عمارتی لکڑی، جڑی بوٹیاں جو دوا سازی میں کام آتی ہیں، گھٹیا قسم کی لکڑی جو جلانے کے کام میں لائی جاتی ہے اور اسی طرح کی دوسری قیمتی چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔ جنگلات ہی سے چراگاہوں کا کام بھی لیا جاتا ہے۔

کسی خطۂ زمین کی آب و ہوا اور بارش برسانے میں بھی جنگلات اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ماہرین زراعت کے اندازے کے مطابق ایک زرعی ملک کو سیلاب وغیرہ سے بچانے کے لئے اس کا کم سے کم بائیس فی صدی رقبہ جنگلات پر مشتمل ہونا چاہئے۔

خشک علاقے میں جنگلات ہوں گے تو آندھیاں کم چلیں گی اور گرد و غبار آبادی کی تکلیف کا سبب نہیں بنے گا۔

**جنگل لگانا (درخت لگانا)** Afforestation

جنگلات کی سائنس نے واضح کر دیا ہے کہ ان کا وجود بڑا اہم اور ان کے فوائد بے شمار ہیں: زمین کی زرخیزی، بارش برسانے، موسم اور آب و ہوا کی درستی، مٹی کو سیلاب میں بہہ جانے سے روکنے — اور لکڑی کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے جنگلات کی اشد احتیاج ہے۔ اس لئے کٹے ہوئے درختوں کی جگہ دوسرے درخت لگانا یا بنجر زمینوں میں جنگلات لگا کر ان کو کارآمد بنانا ایک اعلیٰ مقصد کا حامل ہے۔ اسی غرض کے لئے پاکستان نے جنگلی درختوں کا سینکڑوں من بیج تھرپارکر، سندھ کے ریگستانی علاقے میں ہوائی جہاز کے ذریعہ بویا ہے۔ ممالک یورپ میں اس کا مستقل انتظام ہے۔ برطانیہ نے لاکھوں ایکڑ زمین خرید کر کے جنگلات لگانے کا کام ۱۹۱۹ء سے شروع کر رکھا ہے۔ پاکستان میں سال میں متعدد بار "درخت لگانے کے ایام" منائے جاتے ہیں اور لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں نئی پود لگائی جاتی ہے۔

**جنگلی بھینس** Bison ایک جنگلی چوپائے کا نام ہے جو گائے بیل سے قدرے مختلف لیکن بھینس کے مشابہ ہوتا ہے۔ دودھ پلانے والا جانور ہے اس کو امریکی بھینس یا جنگلی بھینس بھی کہتے ہیں لیکن یہ بھینس سے بہت سی باتوں میں مختلف ہے۔ اس کی کھوپڑی چھوٹی لیکن ہموار، ٹھوڑی پر داڑھی کا گچھا، جب سردی کا موسم آتا ہے تو سر اور بدن کے اگلے حصے پر لمبی ایال بھی اگ آتی ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک یورپ میں ہوتی ہے۔ دوسری امریکہ میں۔ چونکہ یہ جانور روز بروز کم ہوتا جا رہا ہے اس لئے اس کے شکار پر اب سخت پابندی ہے۔

انگریزی لفظ Bison کے معنی ایک قسم کے جنگلی بیل کے بھی ہیں جس کا وجود اندرون "لتھوینیا" تک محدود ہے اور کوہستانی جنگلوں میں پایا جاتا ہے۔

**جنگلی چوہا۔** Wild Rat دراصل یہ چوہا نہیں ہوتا بلکہ چوہے کی قسم کا ایک بڑا سا جانور ہوتا ہے۔

جس کے بدن پر ہرن کی طرح کے کانٹے ہوتے ہیں جب خطرہ ہوتا ہے تو یہ گول گیند سا بن جاتا ہے اور جسم پر کانٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جس سے حملہ آور کو نقصان کا احتمال ہوتا ہے۔ خوراک اس کی کیڑے مکوڑے ہوتے ہیں۔ اکثر رات کو باہر نکلتا ہے۔ اسی قسم کا ایک جانور امریکہ میں پایا جاتا ہے۔ اس کے جسم پر سخت ہڈی کا ایک خول ہوتا ہے۔ یہ جانور جسے وہاں کے لوگ آرماڈیلو Armadillo کہتے ہیں، سوائے چیونٹی کے کچھ نہیں کھاتا۔

**جنگی جرائم۔** War Crimes دوسری جنگ عالمگیر سے قبل اگر کچھ افراد یا افراد کی جماعتیں ایسے کام کرتی تھیں جو تسلیم شدہ بین الاقوامی قانون جنگ کے منافی ہوں تو وہ کام جنگی جرائم متصور ہوتے تھے مثلاً مفتوحہ ممالک کے باشندوں یا غیر فوجیوں کا جنگی سرگرمیوں میں مصروف ہونا۔

حارضی صلح ہو جانے کی صورت میں بھی قتل و غارت اور غدارانہ کارروائیاں جاری رکھنا یا صلح کے سفیروں پر گولی چلانا جنگی جرائم کے ذیل میں آتا تھا۔

دوسری جنگ عالمگیر کے بعد بین الاقوامی جنگی ٹریبونل نے یہ باتیں بھی جنگی جرائم میں شامل کر دیں:

جارحانہ جنگ کے منصوبے باندھنا، شہری آبادی کو قتل کرنا یا ان سے بدسلوکی کرنا یا غلامانہ مزدوری کرانے کے لئے لوگوں کو دوسرے ملک میں لے جانا اور دیگر انسانیت کش جرائم۔

**جنگی جہاز** Battleship جنگی جہاز، ان بڑے بڑے مضبوط بحری جہازوں کو کہتے ہیں جو لڑائی کے وقت حادثات کا مقابلہ کر سکیں اور دشمن کے جہازوں کو تباہ کرنے کی طاقت رکھتے ہوں۔ یہ جہاز ہر قسم کے چھوٹے بڑے اسلحہ جنگ سے لیس ہوتے ہیں۔ آج کل کے جنگی جہاز قدیم زمانے کے بحری جہازوں کے نمونے پر بنائے گئے ہیں۔

ان قدیم جہازوں کو وڈن وال Wooden Walls کہتے تھے۔ انگلستان کا سب سے پہلا جدید طرز کا جنگی جہاز ایچ۔ ایم۔ ایس ڈریڈناٹ H. M. S. Dreadnought سنہ ۱۹۰۶ء میں بنا۔ اس کا وزن اٹھارہ ہزار ٹن کے قریب تھا۔

**جنگی تاوان۔** دیکھو تاوانِ جنگ

**جنم اشٹمی۔** کرشن جی کی پیدائش کا دن "جنم اشٹمی" کہلاتا ہے۔ یہ بھادوں کے آخری پندرھواڑے کا آٹھواں دن ہوتا ہے۔ اسی دن کنھیا جی نے بھی جنم لیا تھا۔ برصغیر ہند و پاکستان میں کرشن جی کے پجاری اس دن ایک ہنڈولے کے اندر کرشن جی کی مورتی رکھ کر آدھی رات کو اس کی پوجا کرتے ہیں اور بڑے اہتمام سے جشن مناتے ہیں۔

**جنم بھومی۔** جنم بھومی ہندی کا لفظ ہے جس کے معنی مسقط الراس، مولد، ولادت گاہ یا وطن اور دیس ہیں۔ انسان کو روز ازل ہی سے اپنے وطن سے محبت رہی ہے۔ غاروں میں رہنے والے انسان بھی اپنے دیس سے اسی طرح محبت رکھتے تھے جس طرح آج کا ایک محب وطن شہری اپنے ملک سے محبت کرتا ہے۔ گو وطن کی محبت نے دنیا میں بے لوث اور شاندار حکومتیں قائم کیں اور عظیم الشان انقلاب برپا کئے لیکن بسا اوقات وطن پرستی نے تعصب کی صورت اختیار کر کے نوع انسانی میں کشت و خون اور فتنہ و فساد بھی برپا کیا ہے اور وطن پرستی کے نیک جذبہ کی افراط و تفریط عظیم جانی اور مالی نقصان کا باعث بھی بنی ہے۔

**جنم پتری** (زائچہ) کسی شخص کی پیدائش کے وقت کی بنا پر اس کی تمام زندگی کے واقعات کی پیشگوئی اور ان کے اندراج کا ورق یا قرطاس۔ یہ ورق علم نجوم کے ماہر پیدائش کے وقت ستاروں کے اجتماع اور قران کو دیکھ کر مرتب کرتے ہیں۔ یہ در اصل ایک حساب ہوتا ہے اور بعض دفعہ اس کے مطابق واقعات ظاہر بھی ہو جاتے ہیں لیکن اصل حالات خدا ہی کو معلوم ہوتے ہیں۔ علم نجوم کے علاوہ علم جوتش اور رمل کو بھی کام میں لایا جاتا ہے اور بعض نشانات اور علامات سے بھی مدد حاصل کی جاتی ہے

پہلے زمانے میں ہر شاہی دربار میں رمل و نجوم و جوتش کے ماہر موجود ہوتے تھے اور سلطنت کے بیشتر کام ان کے مشورے سے سر انجام پائے جاتے تھے لیکن اب اس قسم کی توہم پرستی سرے سے ناپید ہو رہی ہے۔

مذہب اسلام کے پیرو بحیثیت جماعت اس کے قائل نہیں چنانچہ جب محمد بن قاسم سندھ پر حملہ آور ہوا، تو مذہب اسلام قریباً خالص حالت میں تھا اور جب راجا داہر نجومیوں کے ارشادات اور فیصلوں کے تابع ہو کر چل رہا تھا عربی جرنیل واقعات اور مواقع کے مطالعہ پر اپنی حرکات کی بنیاد رکھتا تھا، اور نتیجہ تمام دنیا کو معلوم ہے

کہتے ہیں کہ جب سلطان محمود غزنوی سومنات پر حملہ کرنے کے لیے پہنچا تو ہندو فوج اس علاقے کی ماندی فوج پر فوری حملے کے حق میں تھی لیکن برہمنوں نے مہورت اس کے خلاف بتلایا تھی کہ دوسرے روز یہ فوج ماندہ ہو گئی اور نہ صرف سومنات کو فتح کیا بلکہ بھیم راجہ انہلواڑہ کو بھی ساتھ ہی شکست دے دی۔

**جنم دن (یوم پیدائش)** جنم دن کے معنی "یوم پیدائش" یا "روز ولادت" کے ہیں۔ تقریباً ساری دنیا میں یوم پیدائش پر خوشی منانے اور تحفے تحائف دینے کا رواج ہے۔ سالگرہ کا دن بھی پرانے زمانے میں بچے کی عمر میں بہت زیادہ اہمیت رکھتا تھا۔ ولادت کے دن ایک مختصر سا زائچہ جسے "جنم کنڈلی" کہتے تھے، تیار کر کے بچے کی عمر، قسمت اور زندگی بھر کے احوال و احکام کا تعین کیا جاتا تھا۔ جنم دن یا سالگرہ عمر کی گنتی میں بھی بڑی ممد اور معاون سمجھی جاتی ہے جس میں عمر کے شمار کی خاطر کلاوہ میں ہر سال ایک گانٹھ کا اضافہ کر دیا جاتا ہے اور عمر کے شمار کے وقت ان گانٹھوں کو گن لیا جاتا ہے۔

**جنوب مشرقی ایشیا۔ (South East Asia)** براعظم ایشیا کا جنوب مشرقی حصہ جس میں بھارت پاکستان، برما، نیپال، لنکا، انڈونیشیا، ویت نام (ہند چینی) ملایا، فلپائن، کوریا، تھائی لینڈ (سیام)۔

اس حصہ زمین کا رقبہ چوراسی لاکھ بیس ہزار مربع میل کے قریب اور آبادی کم و بیش ایک ارب پانچ کروڑ کے لگ بھگ ہے۔



**جنوب مغربی افریقہ۔ (South West Africa)** براعظم افریقہ کے پرتگیزی مغربی افریقہ، شمالی روڈیشیا اور جنوبی افریقہ کی متحدہ حکومت کے علاقے کا درمیانی حصہ۔

۳۱۷۷۲۵

اس کا رقبہ تین لاکھ سترہ ہزار سات سو پچیس مربع میل اور آبادی چار لاکھ سینتالیس ہزار کے لگ بھگ ہے اس آبادی میں پچاس ہزار کے قریب یورپی باشندے ہیں۔ پہلی جنگ عظیم سے قبل یہ علاقہ جرمنی کے قبضہ میں تھا۔ جنگ کے خاتمہ پر یہ علاقہ جنوبی افریقہ کی متحدہ حکومت کے سپرد کر دیا گیا۔

یہ ملک دو انتظامی اضلاع میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر ضلع کا انتظام ایک مجسٹریٹ کے سپرد ہے۔ ویسے جنوبی افریقہ کا گورنر جنرل ایک ناظم مقرر کرتا ہے مجلس قانون ساز ۱۸ اراکین پر مشتمل ہے جن میں سے ۱۲ منتخب اور ۶ نامزد ہو سکتے ہیں۔

ہیرے، ٹین اور جستے کی کچ دھاتیں یہاں سے دوسرے ممالک کو بھیجی جاتی ہیں لوگوں کا ذریعہ معاش کان کنی اور پرورش حیوانات ہے۔ ونڈہاک دارالسلطنت اور بڑا شہر ہے جو ملک کے درمیانی حصے میں واقع ہے۔

جنوب مغربی افریقہ کا معاملہ اقوام متحدہ کے سامنے پیش ہے اور ابھی تک اس علاقے کے مستقبل کا کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا۔ جنوبی افریقہ کی حکومت اسے اپنی تحویل میں لینا چاہتی ہے اور ابھی تک یہ علاقہ اس کے ماتحت ہے۔ مگر بین الاقوامی تولیت کی رو سے جنوبی افریقہ کی حکومت ادارہ اقوام متحدہ کی اجازت کے بغیر اس کی حیثیت میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتی۔

**جنوبی افریقہ۔ (South Africa)** براعظم افریقہ کا وہ حصہ جو راس امید (Cape of Good Hope) نٹال Natal، ٹرانسوال (Transwal) اور اورنج فری سٹیٹ (Orange Free State) پر مشتمل ہے۔ اس کا رقبہ [illegible] ہزار مربع میل کے قریب اور آبادی ایک کروڑ پچیس لاکھ کے لگ بھگ ہے جس میں سے پچیس لاکھ کے قریب یورپین، ساڑھے تین لاکھ کے قریب ایشیائی باشندے باسٹھ ہزار کے قریب ملایا کے اور باقی افریقی باشندے ہیں۔

جنوبی افریقہ میں سونے کی بڑی بڑی کانیں ہیں۔

اور دنیا کے سونے کا تقریباً چالیس فی صدی حصہ یہاں سے برآمد ہوتا ہے۔ سونے کے علاوہ ہیرے، کوئلے، تانبے، پلاٹینم اور لوہے کی کانیں بھی کثرت سے ہیں۔ گندم، تلی اور پھل بافراط پیدا ہوتے ہیں۔ گلہ بانی اور کان کنی بڑے بڑے ذرائع معاش ہیں۔ جنوبی افریقہ میں ان [illegible] پاکستانیوں، یورپی، اور غیر یورپی مقامی باشندوں اور ہندوؤں کے مسائل بڑے الجھے ہوئے ہیں اور رنگ اور نسل کا تعصب زوروں پر ہے۔

جنوبی افریقہ میں برطانوی پارلیمنٹ کے منظور کئے ہوئے قانون کے مطابق متحدہ حکومت قائم ہے یہی حکومت جنوبی مغربی افریقہ کا انتظام بھی کرتی ہے۔

جنوبی افریقہ میں وفاقی پارلیمانی (دو ایوان) کا نظام حکومت رائج ہے۔ شاہِ انگلستان انتظام کے لئے ایک گورنر جنرل مقرر کرتا ہے جو حکومت کا سربراہ اور رکن اعلیٰ ہوتا ہے۔

جنوبی امریکہ۔ (South America) یہ ایک براعظم ہے جو شمالی امریکہ کے جنوب میں شمالی منطقہ حارہ سے بحر منجمد جنوبی تک پھیلا ہوا ہے۔ اس براعظم کا دو تہائی حصہ منطقہ حارہ کے درمیان واقع ہے لیکن کوہستان اینڈیز کی چوٹیاں برف سے ڈھکی رہتی ہیں۔ انتہائی جنوب میں گلیشیروں کی افراط ہے۔ کوہستان اینڈیز میں بہت سے آتش فشاں پہاڑ ہیں جن میں سے بعض اب بھی آتش فشانی کرتے رہتے ہیں۔ ان پہاڑوں اور مشرقی سطوحات مرتفع کے درمیان میدانی علاقے ہیں جو دریاؤں کی آوردہ مٹی سے بنے ہیں۔ یہ میدان دریائے اورینوکو، ایمزن اور پلیٹ اور ان کے معاون دریاؤں کے اردگرد واقع ہیں۔ دریائے ایمزن کا طاس گھنے استوائی جنگلات کا علاقہ ہے۔ اس کے شمال اور جنوب میں وسیع و عریض میدانی علاقے ہیں اور جنوب میں آگے بڑھ کر دریائے پلیٹ کے دہانہ پر معتدل گھاس کے میدان ہیں۔ شمالی چلی اور پیرو میں گرم ریگستان ہیں اور جنوبی ارجنٹائن اور پیٹاگونیا میں سرد ریگستان ہیں۔

آبادی کا بیشتر حصہ ساحلی نشیبی میدانوں میں یا اینڈیز کی معتدل سطح مرتفع پر آباد ہے۔ جنوبی امریکہ کی آبادی حبشی، یورپین اقوام اور امریکہ کے قدیم باشندوں کی مخلوط آبادی ہے۔ قدیم باشندے، استوائی جنگلات اور سوانا کے میدانوں میں رہتے ہیں۔ رسل و رسائل کے ذرائع انتہائی ناکافی ہیں۔ ملکی تقسیم حسب ذیل ہے:

ری پبلک آف ارجنٹینا، برازیل، چلی، پیراگوئے، یوروگوئے، پیرو، بولیویا، ایکویڈور، کولمبیا، وینزویلا۔

اس کے علاوہ انگریزی، ولندیزی اور فرانسیسی گیانا کی نوآبادیات ہیں۔ شروع شروع میں اہل ہسپانیہ و پرتگال نے نوآبادیات قائم کی تھیں اور ان کی زبانیں اب تک بطور سرکاری زبانوں کے مستعمل ہیں۔ برازیل میں پرتگالی زبان اور دوسرے مقامات پر ہسپانوی زبان رائج ہے۔

ملک کے اصلی قدیم باشندے انکا تھے۔ ان لوگوں نے علوم و فنون میں کافی ترقی کی تھی اور کافی مہذب تھے۔ انہوں نے بڑے بڑے شہر آباد کئے۔ سڑکیں بنوائیں اور آب پاشی کے نئے مصنوعی ذرائع اختیار کئے لیکن ان کی نسل موجودہ زمانہ میں قدامت پسند اور نسبتاً غیر مہذب ہے (نیز دیکھو امریکہ اور شمالی امریکہ)

جنوبی ویٹ نام۔ (دیکھو ویٹ نام)

جنوبی ہند۔ (South India) جنوبی ہند میں مدراس، میسور، اڑیسہ، حیدرآباد دکن، بمبئی وغیرہ کے علاقے شامل ہیں۔ اب بھارت میں ان علاقوں کی تقسیم مختلف پردیشوں کی شکل میں ہے۔ مدراسی ریاستیں، میسور اور حیدرآباد دکن اور دوسری دکنی ریاستیں بھارت میں مدغم ہو چکی ہیں ——— ہر پردیش کا نظم و نسق ایک گورنر کے ماتحت ہے جو بھارتی نظام حکومت کی رو سے براہِ راست صدر انڈین جمہوریت یا انڈین یونین کے ماتحت ہوتے ہیں لیکن پردیش کا نظم و نسق چلانے کے لئے صوبائی اسمبلی اور وزارتیں ذمہ دار ہوتی ہیں۔ جنوبی ہند کا کوئی حصہ پاکستان میں شامل نہیں ہے۔

جنوبی ہند پر مسلمانوں کا قبضہ۔ جنوبی ہند پر سب سے پہلے ۱۲۹۴ء میں علاؤالدین خلجی نے اپنے زمانۂ شہزادگی میں حملہ کیا اور خاندیش اور برار سے گزر کر دیوگری کے راجہ کو شکست دی جس نے خراج کے وعدہ پر صلح کر لی۔ ۱۳۰۶ء میں سلطان علاؤالدین نے ملک کافور کو جنوبی ہند کی تسخیر پر مامور کیا۔ ملک کافور نے دیوگری کے

باغی راجہ کو شکست دے کر وارنگل فتح کیا اور دریائے کرشنا جمنا کے معبر پر قبضہ کر لیا۔ ملک کافور جنوبی ساحل کے آخری سرے تک جو فتح کیا اور فتح کی نشانی کے طور پر مدورا میں ایک مسجد تعمیر کروائی اور پھر واپس دہلی کا رخ کیا۔ علاؤ الدین خلجی کی وفات پر دیوگری اور وارنگل نے بغاوت کر دی۔ ۱۳۲۳ء میں شہزادہ جونا خاں (محمد تغلق) نے انہیں شکست دے کر دوبارہ سلطنتِ دہلی میں شامل کر لیا۔ ۱۳۲۹ء میں سلطان محمد تغلق نے دہلی کے بجائے دولت آباد (دیوگری) کو دارالسلطنت بنایا اور شمالی ہند سے بہت سے مسلمان جنوبی ہند میں آ کر آباد ہو گئے۔ سلطان محمد تغلق کے عہد میں جنوبی ہند (میسور اور مالابار سمیت) مسلمانوں کے قبضہ میں تھا۔ ۱۳۴۶ء میں ظفر خاں کو دکن کا گورنر مقرر کیا گیا، جس نے ۱۳۴۷ء میں مرکز دہلی سے علیحدہ ہو کر آزاد بہمنی سلطنت کی بنیاد رکھی۔ بہمنی سلطنت میں چودہ بادشاہ گزرے اور انہوں نے ۱۵۱۸ء تک حکومت کی۔ بہمنی سلطنت کے ساتھ ہی ۱۳۳۶ء میں جنوبی ہند میں وجے نگر کی ہندو ریاست بنی جس کا مقصد مسلمانوں کے حملوں کو روکنا تھا۔ بہمنی سلطنت اور وجے نگر کی ہندو حکومت اکثر برسرِ پیکار رہتی تھیں۔ بہمنی سلطنت کے زوال کے بعد اس کے آثار پر بیدر شاہی، عماد شاہی، نظام شاہی، عادل شاہی اور قطب شاہی پانچ چھوٹی چھوٹی اسلامی حکومتیں قائم ہوئیں۔ بہمنی سلطنت کے زوال پر وجے نگر کی ہندو حکومت بڑی مضبوط ہو گئی اور دکن کے مسلمان سلاطین کو آپس میں لڑا کر انہیں کمزور کرنے لگی۔ بالآخر ۱۵۶۵ء میں جنگ تلی کوٹہ میں مسلمان سلاطین نے متحد ہو کر وجے نگر کو شکست فاش دی۔ اور اس کے علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ گولکنڈہ اور بیجاپور کی سلطنتوں کے عہد میں اردو ادب اور زبان نے خوب نشوونما پائی۔ بالآخر یہ چھوٹی چھوٹی سلطنتیں ۱۶۸۶ء اور ۱۶۸۷ء میں اورنگزیب عالمگیر نے فتح کر کے مغل سلطنت میں شامل کر لیں۔

**جنوری۔** (January) یورپین کیلنڈر کا پہلا مہینہ جو اطالیہ کے ایک قدیم دیوتا (Janus) کے نام پر موسوم کیا گیا۔ یہ دیوتا وقت کی تقسیم اور ہر کام کے آغاز و افتتاح کے وقت صدارت کے فرائض انجام دیتا تھا۔

**جنونِ سگ گزیدگی۔** (Rabies Hydrophobia) کتوں کی ایک بیماری جو انسان کو لاحق ہو جاتی ہے پانی کا خدشہ (Hydrophobia) اس کی ایک علامت ہے پاگل کتوں کے کاٹنے سے بنی نوع انسان میں یہ مرض پیدا ہوتا ہے۔ "پاسچر انسٹی ٹیوٹ" میں اس مرض کی انتہائی تحقیق اور ریسرچ ہو چکی ہے جس کی بدولت بنی نوع انسان میں اس مرض کے خطرات بہت حد تک کم ہو چکے ہیں۔ برطانیہ میں کتوں کے داخل ہونے سے پیشتر چھ ماہ کی کوارنٹین (احتیاطی نگرانی) لازم ہوتی ہے اور اس طرح سے یہ مرض برطانیہ میں قریب قریب ختم ہو چکا ہے۔

**جنید بغدادیؒ۔** ابو القاسم بن محمد بن جنید بغداد کے مشہور صوفی بزرگ۔ سری السقطی کے بھتیجے اور شاگرد تھے بغداد میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی اور ابو ثور سے فقہ پڑھی۔ پھر کچھ عرصہ تک حارث المحاسبی کے ساتھ رہ کر فن کی تکمیل کی۔ پھر تصوف کی طرف متوجہ ہوئے اور اس میں بھی بہت سے مدارج طے کئے۔ ۲۹۸ھ میں وفات پائی۔ ان کی مشہور تصنیف ایک ہی ہے جو مختلف رسائل پر مشتمل ہے۔ اس میں ان کے خطوط بھی شامل ہیں اور تصوف کے پیچیدہ مسائل پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے تفرقہ اور جمع اشیاء کے مسئلہ پر بھی سیر حاصل بحث کی گئی ہے اور فنا کے بارے میں بھی تفصیلی بحث ملتی ہے۔ حلاج ان کے زبردست معتقد تھے لیکن علمائے شریعت ان سے خوش رہتے تھے۔ صوفیائے سلسلہ کی تشکیل میں ان کا زبردست ہاتھ ہے اور صوفیا کے نزدیک ان کا مرتبہ بہت بلند سمجھا جاتا ہے۔ ان کے بارے میں روایات کثرت سے ہیں لیکن ان روایات کی صحت تحقیق طلب ہے۔

**جنین۔** (Embryo) یعنی کچا بچہ۔ پودے یا جانور میں پیدائش اور نشوونما کے ابتدائی مراحل ہوتے ہیں اس کی ابتدا اس وقت سے ہوتی ہے جب انڈے کا خانہ (Egg Cell) بارآور ہوتا ہے اور اس سے دو خانے بنتے ہیں۔ بیج کا اُگنا اس سلسلہ کی آخری کڑی ہے جانوروں میں بھی جنین کی پہلی منزل انڈے کا بارآور ہونا ہے اور آخری منزل انڈے یا بچے کا پیدا ہونا ہے۔

**جنیوا۔** (Geneva) سوئٹزرلینڈ کا ایک شہر

جو اسکاٹ لم کے ایک صوبہ کا دارالحکومت ہے۔ اس کا رقبہ ۱۰۹ مربع میل، اور آبادی ۱۷۱۰۰۰ افراد کی ہے۔ شہر جنیوا جولیس سیزر کے وقت سے پہلے [illegible] کچھ عرصہ روم اور برگنڈی کے زیر قبضہ رہنے سے بعد [illegible] گیا کیلون (Calvin) کے تبلیغی دور میں یہ شہر پروٹسٹنٹ تحریک کا مرکز بن گیا۔ ۱۷۹۸ء میں اس پر پولین نے قبضہ کیا۔ زوال نپولین کے بعد ۱۸۱۵ء میں اس نے سوئٹزر لینڈ کی کنفیڈریشن میں شرکت کی۔ ۱۸۴۶ء کے بعد شہر کو بہت خوبصورت طریق پر دوبارہ تعمیر کیا گیا۔ اس شہر کو ادبی اور تاریخی روایات بھی حاصل ہیں۔ روسو [illegible] میں پیدا ہوا تھا۔ ۱۹۱۹ء میں یہ انجمن اقوام عالم (League of Nations) کا صدر مقام بن گیا۔ ان دنوں عالمی مزدور ادارہ (I.L.O.) کا دفتر بھی یہیں واقع ہے۔

**جنیوا کانفرنس (چار بڑوں کی) (Geneva Conference)** چار بڑوں، امریکہ، برطانیہ، روس اور فرانس کی یہ کانفرنس ۱۹۵۵ء کے آخر میں امن عالم اور جرمنی کے مسئلہ کے تصفیہ کے لیے منعقد ہوئی مگر ناکام رہی اور چار بڑے کسی فیصلہ پر نہ پہنچ سکے۔ ناکامی کے جملہ اسباب میں سے ایک جرمنی کے اتحاد کا مسئلہ تھا روس جرمنی کو متحد کرنے پر رضامند ہے مگر اس کے نزدیک جرمنی کو مغربی جمہوریتوں سے الگ رہنا چاہیے اور ان سے کسی قسم کا فوجی اور دفاعی معاہدہ نہ کرنا چاہیے بلکہ جو معاہدے اس وقت تک مختلف طاقتوں سے اس کے ہو چکے ہیں انہیں بھی کالعدم قرار دے دینا چاہیے اس کے برعکس مغربی طاقتیں یورپ کے دفاع اور جرمنی کے اتحاد میں اس کی اس جبری غیر جانبداری کو تسلیم کرنے پر تیار نہ تھیں۔ کانفرنس کی ناکامی کی ایک اور وجہ تخفیف اسلحہ کی تجویز اور ایٹم بم (Atom Bomb) کے عدم جواز کا قصہ تھا روس ایٹم بم کے قطعی امتناع اور رفتہ رفتہ اسلحہ جنگ کی مقدار اور فوجوں کی تعداد میں تخفیف کا حامی تھا لیکن وہ اس پر رضامند نہ تھا کہ خفیہ طور پر ایٹم بم بنانے کی کوششوں کی نگرانی کے لیے کوئی ادارہ قائم کیا جا سکے۔ دوسری طرف مغربی طاقتیں ایٹمی بم سازی پر نگرانی رکھنے کے لیے اس قسم کے ادارے کا وجود ضروری سمجھتی تھیں۔

**جَو۔ (Barley)** اناج کی ایک قسم جو گیہوں کے مشابہ ہوتا ہے اور پاکستان میں عام ہے چونکہ یونانی طب کی رو سے جو ٹھنڈی تاثیر رکھتا ہے۔ اس لیے زیادہ تر گرمیوں میں بہت کھایا جاتا ہے۔ گیہوں سے سستا پڑتا ہے اور غریب لوگ اس کی روٹیاں یا ستو بنا کر کھاتے ہیں۔ اس سے بیئر (Beer) یا بوزہ نامی شراب بھی کشید کی جاتی ہے۔ جو کو پانی میں بھگو دیا جاتا ہے اور جب پھوٹ آتے ہیں تو خمیر اٹھا کر شراب کشید کر لی جاتی ہے۔ راولپنڈی میں اس قسم کی شراب بنانے کا ایک کارخانہ ہے۔ یہ شراب بھی نہایت سرد تاثیر رکھتی ہے اور یورپین لوگ جو ہند و پاکستان کی گرمی برداشت نہیں کر سکتے، اسی کا استعمال کرتے ہیں۔ جو جانوروں کو بھی کھلا [illegible] در بیماروں کو بھی پکا کر [illegible] اس مقصد کے لیے ان کو خاص طور پر صاف کیا جاتا ہے اس صاف شدہ جو کو انگریزی میں پرل بارلے (Pearl Barley) یعنی موتی نما جَو کہتے ہیں۔

**جُوا۔ (Gambling)** کسی بھی چیز پر شرط لگانا اور ہار جیت کے فیصلہ پر ہارنے والے سے رقم مشروطہ حاصل کرنا جوا ہے جو کھیل بھی بازی لگا کر کھیلا جائے وہ جوئے میں شمار ہوتا ہے۔ اسلام میں جوئے (میسر) کی سختی سے ممانعت ہے اور اسے حرام قرار دیا گیا ہے جوئے سے پیدا ہونے والے تباہ کن نتائج کی بنا پر اسے قانوناً بھی ایک قبیح اور قابل تعزیر جرم قرار دیا گیا ہے۔ جوا کھیلنے والے لوگ جہاں جمع ہوتے ہیں اس کو "قمار خانہ" یا "جوا خانہ" کہا جاتا ہے اور جواریوں کے جماؤ کو "پھڑ" جمنا کہتے ہیں۔ جس شخص کے گھر میں جوا کھیلا جاتا ہے وہ ہر جواری سے تھوڑی تھوڑی رقم وصول کرتا ہے اس رقم کو "نال" کہتے ہیں۔ دنیا کے بیشتر ممالک میں قمار بازی قانوناً جرم ہے اور الہامی مذاہب نے بھی اسے حرام قرار دیا ہے۔

تعلیم حاصل کرنے چلا گیا مگر تعلیم مکمل نہ کرسکا اور
اور زبان پڑھانے لگا۔ ۱۹۰۷ء میں اس نے اپنی
نظموں کا ایک مجموعہ شائع کیا اور ۱۹۱۴ء میں کہانیوں
کا ایک مجموعہ "ڈبلن کے باسی" کے نام سے
شائع کیا۔ اس کی "نوجوان فنکار کی داستان"
(۱۹۱۶ء) تھی دراصل اس کی آپ بیتی کے آثار
لیے ہوئے ہیں۔ تکنیک کے لحاظ سے یہ کتاب جوائس
کے شہرۂ آفاق ناول "یولیسیز" کی پیش رو
ہے۔ جوائس نے "یولیسیز" میں ڈبلن کے فقط ایک دن کے
حالات قلم بند کیے ہیں۔ اس کی تکنیک بہت
عجیب ہے کیونکہ حقیقت پسندانہ واقعہ نگاری کو لاشعوری
خیالات کے بہاؤ سے ملا دیا گیا ہے۔ اس کتاب نے
انگریزی داں دنیا میں سنسنی پھیلا دی اور امریکہ اور
برطانیہ میں ضبط کر لی گئی۔ ۱۹۳۹ء میں اس کی آخری
تصنیف "فنی گنس ویک" شائع ہوئی۔

جوائس کی تحریریں اس ذہنی پراگندگی، اخلاقی
انحطاط اور معاشرتی بے راہ روی کی عکاسی کرتی ہیں
جو پہلی جنگ عظیم اور اس کے بعد مغربی تہذیب میں بہت
عام تھی۔ وہ الجھی ہوئی نسل سے تعلق رکھتا تھا۔

## جولائی کا انقلاب (JULY REVOLUTIONS)

پیرس کا انقلاب ۲۷ تا ۲۹ جولائی ۱۸۳۰ء جس
نے چارلس دہم کی بادشاہت کا تختہ الٹ دیا۔ نپولین
کی شکست کے بعد فاتحین نے چارلس دہم کو فرانسیسیوں
کی مرضی کے خلاف ان پر مسلط کیا تھا۔

**جودھپور** (JODHPUR) راجپوتانہ
واقع ہندوستان کی سب سے بڑی ریاست جس پر
انگریزوں کو ۱۸۱۸ء میں تسلط حاصل ہوا۔ اس کا
رقبہ ۳۵ ہزار مربع میل ہے اور آبادی ۲۱۲۶۰۰۰
نفوس کے قریب ہے۔ حکومت کا صدر مقام اسی
نام کا ایک شہر ہے۔ اب یہ ریاست منجملہ دیگر
ریاستوں کے بھارت میں ضم ہو چکی ہے۔

**جوڈ** (JOAD C.E.M) پیدائش ۱۸۹۱ء
مشہور برطانوی فلسفی۔ ۱۹۱۴ء میں سول سروس میں شامل
ہوئے اور ۱۹۳۰ء میں سبکدوش ہونے پر برک بیک کالج
لندن میں فلسفہ اور نفسیات کے شعبے کے سربراہ مقرر ہوئے۔
برینز ٹرسٹ (BRAINS TRUST) کے رکن
کی حیثیت سے نشری بیانات کے ذریعے وسیع شہرت
حاصل کی۔ ان کی بے شمار تصانیف میں سے LIFE OR
VALUE (1929) GUIDE TO MODERN
THOUGHT, GUIDE TO PHILOSOPHY. A
CRITIQUE OF LOGICAL (POSITIVISM)
دنیا بھر میں مقبول ہو چکی ہیں۔

**جوڑ** (JOINTS) جسم کے جن حصوں میں دو یا اس سے
زائد ہڈیاں آپس میں ملتی ہیں وہ جگہ جوڑ کہلاتی ہے اور
ہڈیاں رباط سے بندھی ہوتی ہیں۔

جہاں ہڈیاں مل کر حرکت بھی کر سکیں وہ متحرک جوڑ
کہلاتا ہے اور اگر جائے اتصال پر وہ حرکت نہ کر سکیں
تو اسے غیر متحرک جوڑ کہتے ہیں۔

کولہے اور شانے کے جوڑ ایسے ہیں جہاں ہڈی
زیادہ آزادی کے ساتھ حرکت کر سکتی ہے اور عضو اس
ہڈی پر گھوم سکتا ہے۔ یہ جوڑ سب سے مضبوط ہوتے
ہیں اور گولی اور پیالی والے جوڑ (BALL & SOCKET
JOINTS) کہلاتے ہیں۔

کہنی اور گھٹنے کے جوڑ قبضے والے جوڑ
(HINGE JOINTS) کہلاتے ہیں۔ علاوہ ازیں جسم میں کئی
اور جوڑ ہیں مثلاً پھسلنے والا جوڑ جس میں ہڈیوں کے کنارے
ایک دوسرے پر پھسل سکتے ہیں۔ ہڈی کے جوڑ جن کے
کنارے آری نما ہوتے ہیں۔ چول دار جوڑ جن میں ایک ہڈی کی
نوک دوسری ہڈی میں بنے ہوئے نشیب میں رہتی ہے۔

**جوڑوں کے درد کا بخار**۔ انسانی جسم کے اعصاب
اور جوڑ یا انفرادات عضلی سوداوی سوزش یا شدت کے پیدا ہونے
کی وجہ سے درد کرنے لگ جاتے ہیں۔ تھکا دینے والے
علاوہ اس درد کی بڑی وجہ مزاج کی افتاد یا طبیعت کا انداز
ہوتا ہے۔ یہ درد بڑھ جائے تو ظاہری حرارت یا بخار کی
صورت اختیار کر لیتا ہے۔ مالش یا اور سینکائی اس قسم
کے بخار کا خاص علاج ہیں۔ گردش حالات، فروٹ سالٹ،
یا اس قسم کے دوسرے مرکبات استعمال کرنے سے جوڑوں
کے درد کی شدت کم ہو جاتی ہے اور حرارت میں تخفیف
ہو جاتی ہے۔

## جوڑوں کی سوجن (التہابِ مفاصل)

(ARTHRITIS) بیماری جس کی عام طور پر دو قسمیں ہوتی ہیں، ایک تو جوڑوں کا خفیف ہو جانا یا پتھرا جانا جس کا نام طب کی اصطلاح میں تحجر مفاصل (RHEUM-ATOLD ARHRITIS) ہے اور دوسری التہاب مفاصل (ORTEO ARTHRITIS) پہلی قسم میں عام طور پر حملہ چھوٹے چھوٹے جوڑوں پر ہوتا ہے جن میں انگلیوں اور کلائی کے جوڑ شامل ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ جسم میں حلق کے بتے (TONSILS) اور دانتوں کی جڑیں بھی متاثر ہوتی ہیں۔ دوسری قسم میں حملہ بڑے جوڑوں مثلاً کولھوں (HIPS) اور گھٹنوں کے جوڑوں پر ہوتا ہے مگر دوسرے جوڑوں پر بھی حملہ ہو سکتا ہے۔ اس کی وجہ عام ہڈیوں اور نرم ہڈیوں (CARTILAGE) کی کمزوری ہے۔ اس مرض کا علاج بڑا دشوار ہے اور اس کے لئے خاص تجربہ گاہوں میں داخل ہونا پڑتا ہے۔ تحجر کی صورت میں مرض کی بنیاد تلاش کرنا ضروری ہے۔ مرض کی شدت میں اعضا کو کھپچی باندھنا (SPLINTING) علاج فزیکل اور بجلی کا علاج مفید ہو سکتا ہے۔ مریض کے لئے متوازن غذا ضروری ہے۔

## جوزا

(GEMINI) منطقۃ البروج کا ایک برج۔ منطقۃ البروج کو ہندی زبان میں راس چکر اور انگریزی میں زوڈیک (ZODIAC) کہتے ہیں۔ یہ آسمان پر ایک مفروضی دائرہ نما حلقہ ہوتا ہے جس کے باہر نظام شمسی کا کوئی سیارہ کسی وقت بھی نہیں جاتا۔ اس پٹی یا چکر کو بارہ برجوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ان کے نام ان ستاروں کی بنائی ہوئی شکلوں پر رکھے گئے ہیں جو ان کے درمیان واقع ہیں۔ ان بروج میں سے ایک کا نام جوزا ہے جو توام بچوں کی شکل کا ہوتا ہے۔ اس برج میں دو بڑے بڑے ستارے ہیں جن کو کیسٹر اور پلکس کہتے ہیں۔ یہ دو بڑے ستارے بغیر دوربین کے نظر آتے ہیں اور باقی چھوٹے نظر نہیں آتے۔ یہ نام قدیم یونانی دیوتاؤں کے نام پر رکھے گئے ہیں۔ بلکہ اساطیر میں یہی ستارے دیوتا خیال کئے جاتے تھے۔

## جوزیفائن

(JOSEPHINE) (۱۷۶۳ء-۱۸۱۴ء) اصلی اس نے ۱۷۹۶ء میں نپولین اعظم سے شادی کی۔ یہ عورت دراصل ایک نئی بستی جزیرے کی رہنے والی تھی (ویسٹ انڈیز)۔ ۱۵ برس کی عمر میں فرانس آئی۔ ۱۷۷۹ء میں اس نے ایک فرانسیسی نواب سے شادی کی جو دورِ دہشت کے دوران میں گلوٹین کا شکار ہوا۔ ۱۸۰۴ء میں نپولین کے شہنشاہ بننے پر فرانس کی ملکہ بنی۔ نپولین سے اس کے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ جس پر اس نے ۱۸۰۹ء میں طلاق دے دی۔ نپولین بعض اوقات کہتا تھا کہ اس سے صرف اس کی ماں اور جوزیفائن نے محبت کی تھی۔ مگر مورخین کا خیال ہے کہ یہ کہنا زیادہ درست ہوگا کہ نپولین سے صرف ایک انسان نے محبت کی اور وہ اس کی ماں تھی۔ اور نپولین نے خود غرض و خود پسند ہونے کے باوجود جس انسان سے محبت کی وہ جوزیفائن تھی۔

## جوش، سلطان حیدر

سلطان حیدر جوش ۹ نومبر ۱۸۹۶ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کے خاندان سے ہیں۔ شیخوپورہ ضلع بدایوں میں متعدد اساتذہ سے فارسی زبان کی درسی کتابیں پڑھیں اور پھر بدایوں کے مشن سکول میں چوتھی جماعت میں داخل ہوئے لیکن ایک سال بعد ہی دہلی چلے گئے۔ میٹرک پاس کر لینے کے بعد ایم۔ اے او کالج علی گڑھ میں داخل ہوئے ۱۹۱۷ء کی ہڑتال کی وجہ سے فرسٹ ایئر سے ہی تعلیم کو خیرباد کہنا پڑا۔ پھر نائب تحصیلدار، پھر ڈپٹی کلکٹری سے ریٹائر ہوئے۔ کالج کے زمانے سے آپ نے مضمون نگاری شروع کردی تھی اور شروع میں "مخزن" لاہور میں اپنے مضامین شائع کراتے رہے۔

اس کے بعد بہت سے افسانے اور مضامین لکھے جو ملک کے متعدد ادبی رسائل کے صفحات کی زینت بن کر خراجِ تحسین وصول کر چکے ہیں۔

چند افسانوں کے مجموعے "فسانۂ جوش" اور "جوشِ فکر" کے عنوانات سے شائع ہوئے ہیں۔

ان کا انداز بیان دلکش اور عبارت چست ہوتی ہے۔ زبان کی روانی اور تراکیب کی ندرت سے عبارت میں جاذبیت

اور کشش پیدا کرتے ہیں۔

**جوش ملسیانی** - پنڈت لبھو رام نام ضلع جالندھر میں ۱۸۸۳ء میں پیدا ہوئے۔ دنیائے شعر میں آپ جوش ملسیانی کے نام سے مشہور ہیں۔ فارسی اور اردو کے اعلیٰ امتحانات پاس کرنے کے بعد آپ جالندھر کے ڈسٹرکٹ بورڈ کے شعبۂ تعلیم میں بطورِ مدرس ملازم ہو گئے اور تمام عمر معلمی میں گزار دی۔

بچپن سے شعر و سخن کا ذوق تھا۔ طبع موزوں رکھتے تھے۔ بہت جلد شہرت حاصل کر لی۔ غزل گوئی میں آپ کو یدِ طولیٰ حاصل ہے۔ بہت سے نو آموز جوان آپ کے شاگرد ہیں۔ آپ کے لڑکے بالمکند عرش بی۔ اے۔ بھی ایک خوش گو شاعر ہیں۔

جوش ملسیانی کا کلام نہایت سادہ، دلکش، شگفتہ اور فصیح ہے۔ زبان شیریں اور دل نشین ہے۔ آج کل دہلی میں مقیم ہیں۔

**جوش ملیح آبادی** - شبیر حسین نام اور جوش تخلص شاعری، کئی پشتوں سے خاندان میں ہے۔ ان کے پردادا حسام الدولہ تہور جنگ نواب فقیر محمد خاں گویا کا شمار لکھنؤ اودھ کی صفِ اول میں شمار ہوتا ہے۔ دادا نواب محمد احمد خاں بہادر تعلقدار کسمنڈی تھے جن کے دیوان کا نام "مخزنِ آلام" ہے۔ والد نواب محمد بشیر احمد خاں رئیس، شعلہ بھی ایک نہایت خوش گو شاعر تھے۔

جوش صاحب ۱۸۹۶ء میں ملیح آباد میں پیدا ہوئے سیتاپور، لکھنؤ، علی گڑھ اور آگرے میں تعلیم پائی لیکن والد کی ناوقت وفات کے باعث تعلیم ترک کر کے اپنی آبائی جائداد کے انتظام میں مصروف ہو گئے۔ ان کی ناتجربہ کاری اور ابنائے زمانہ کی چیرہ دستیوں سے جائداد کا ایک بڑا حصہ تلف ہو گیا۔ جوش صاحب والد کے انتقال کے چند سال بعد جامعہ عثمانیہ حیدرآباد کے دار الترجمہ میں بحیثیت ناظر ادبی کام کرنے لگے۔ وہاں سے پنشن لے کر دہلی آ گئے اور ایک بلند پایہ ادبی رسالہ "کلیم" کے نام سے نکالتے رہے۔ آپ کو شعر گوئی کا شوق نو برس کی عمر سے ہے۔

جوش صاحب کی شاعری ان کے اپنے تاثرات کا مرقع ہے۔ وہ حسن اور شباب کے نغمے الاپنے میں جو جوش اور سرمستی سے معمور ہیں، کمال رکھتے ہیں۔ چند سال پہلے ان کی نظموں کا ایک مجموعہ "روحِ ادب" کے نام سے شائع ہوا تھا۔ بعد کا کلام پانچ جلدوں میں "شعلہ و شبنم"، "نقش و نگار"، "فکر و نشاط"، "جنون و حکمت" اور "شاعر کی راتیں" کے نام سے طبع ہو چکا ہے۔

حیدرآباد کے قیام کے زمانے میں آپ پر حُبِ وطن کا نشہ طاری ہوا اور آپ کی شاعری نے قومی اور وطنی رنگ اختیار کیا اور سالہا سال تک انقلاب انگیز نظمیں لکھیں۔ اسی لئے آپ کو "شاعرِ انقلاب" بھی کہتے ہیں۔

آپ بلا کے طباع اور قادر الکلام شاعر ہیں۔ زبان بہت صاف اور شستہ ہے۔ نئی ترکیبوں کی آپ کے یہاں کوئی کمی نہیں۔ آپ دہلی کے سرکاری ماہنامہ "آجکل" کے مدیرِ اعلیٰ رہ چکے ہیں۔ ۱۹۵۵ء میں ہجرت کر کے کراچی آ گئے۔

**جوشاندہ** - طبی اصطلاح میں ان ادویات کو کہا جاتا ہے جنہیں جوش دے کر مریض کو دیا جائے۔ اس کا فارسی میں مصدر "جوشیدن" یا "جوشانیدن" ہے۔ جوشاندہ کے معنی "جوش دیا ہوا" کے ہیں۔ طب یونانی میں کھانسی زکام اور نزلہ میں ذیل کا جوشاندہ مریض کو پلایا جاتا ہے:

گل بنفشہ، کتیرا، عناب، گاؤ زبان، خطمی، ملیٹھی، مویز منقیٰ اور سپستان۔ جوشاندہ کا پانی باریک کپڑے میں چھان کر اور ٹھنڈا کر کے مریض کو پلایا جاتا ہے۔

**جولائی** - (July) یورپین کیلنڈر کا ساتواں مہینہ۔ اس ماہ میں یورپین کیلنڈر کا صحیح کرنے والا جولیس سیزر (Julius Caesar) پیدا ہوا جس کے اعزاز میں اس ماہ کا نام جولائی رکھا گیا۔

**جون** - (June) یورپین کیلنڈر کا چھٹا مہینہ

جو غالباً روم کی دیوی جونو (Juno) کے نام پر جون مشہور ہوا۔

**جُوں** (Louse) چھوٹا سا کیڑا ہے جو خون چوستا ہے۔ جوں دو قسم کی ہوتی ہے سر کی جوں اور کپڑوں کی جوں۔ یہ بخار پھیلاتی ہے۔ ڈی ڈی ٹی پوڈر سے سر کی جوں مر جاتی ہے۔ کپڑے کی جوں مارنے کے لئے کپڑوں کو بھاپ دی جاتی ہے۔ سر اور جسم کو غلیظ رکھنے سے جُوں پیدا ہو جاتی ہے۔

**جون آف آرک** (Joan of Arc) (۱۴۱۲ء تا ۱۴۳۱ء) انگلستان اور فرانس کی صد سالہ جنگ کے دوران میں فرانس کے ایک گمنام گاؤں میں غریب دہقان کے گھر میں پیدا ہوئی۔ اس کے وجود میں ایک ایسی دوشیزہ برسرِ پیکار نظر آتی ہے جس نے میدانِ جنگ میں قدم رکھتے ہی لڑائی کا نقشہ بدل دیا۔ کہاں فرانس شکستوں پر شکستیں کھا رہا تھا اور کہاں اس کے آتے ہی انگریزوں کو سر پہ پاؤں رکھ کر بھاگنا پڑا۔ جون سادہ مزاج مذہبی خیال کی لڑکی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ ایک روز وہ فرانس کی حالت زار پہ کڑھ رہی تھی کہ سنا اس کے کانوں میں آواز آئی کہ "اٹھ اور فرانس کی آزادی اور عزت کی خاطر تلوار اٹھا۔" جب یہی آواز چند دن بعد پھر اس کے کانوں میں آئی تو جون اس خدائی فرمان کی تابعداری میں اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ پہلے شاہ چارلس ہفتم کو ملنے گئی مگر اجازت ملاقات حاصل نہ ہونے پر ولی عہد سے ملی اور اسے کہا کہ میں آپ کو آزادی دلانے پر مامور کی گئی ہوں مہربانی فرما کر مجھے فوجوں کی کمان سپرد کی جائے۔ جب اس کی اجازت مل گئی تو لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ فرانسیسی فوجوں کو کامیابی نصیب ہو رہی ہے اور وہ انگریزوں کو میدان جنگ سے بھگانے میں کامیاب ہو گئی ہیں۔ جون جیسی بہادر اور پاکیزہ دوشیزہ کا انجام بڑا حسرت ناک ہوا کیونکہ اسے چند غدار فرانسیسیوں نے قید کر کے انگریزوں کے حوالے کر دیا۔ جنہوں نے اسے چار ماہ قید رکھ کر اخلاق اور پاکیزگی کی اس دیوی کو زندہ چتا میں جلا دیا۔

**جوناگڑھ** تقسیم سے قبل کاٹھیاواڑ کی ایک والی ریاست تھی اور کئی تعلقوں میں بٹی ہوئی تھی جن میں مانگرول وغیرہ جاگیریں شامل تھیں۔ رقبہ ۳۳۳۷ مربع میل اور آبادی ۸۱۵۵۳۵ نفوس پر مشتمل تھی۔ اب یہ ریاست ہندوستان کے صوبہ سوراشٹر کا ایک حصّہ ہے ساحل سمندر پر واقع ہونے کی وجہ سے اس علاقہ کی آب و ہوا بڑی خوشگوار ہے۔

پندرھویں صدی تک جوناگڑھ ہندو ریاست تھی۔ ۱۴۷۲ء میں سلطان محمود بیگڑہ نے اس علاقے کو فتح کیا اور اس وقت سے ۱۹۴۷ء تک یہ ریاست مسلمانوں کے قبضے میں رہی۔ اکبر کے عہد میں جب گجرات فتح ہو کر مغلوں کی حکومت میں شامل ہوا تو جوناگڑھ بھی صوبہ گجرات کا حصہ قرار دیا گیا۔ محمد شاہ کے عہد حکومت میں، جب صوبہ داروں نے اپنی اپنی جگہ خود مختاری کا علم لہرایا تو ایک گجراتی سردار شیر خاں بابی نے جوناگڑھ کا علاقہ گجرات کے حاکم سے چھین لیا۔ چنانچہ اس ریاست کے حکمران آخر تک اسی خاندان کے فرد رہے اور اس کے سابق حاکم اور ولی عہد بھی اسی خاندان کے افراد ہیں۔ بابی اصل میں پٹھانوں کے یوسف زئی قبیلے کی ایک شاخ ہے۔ ریاست کے سابق حکمران جو کراچی میں مقیم تھے مہابت خانجی رسول خانجی سوم کے نام سے یاد کئے جاتے تھے۔ اکتوبر ۱۹۴۷ء میں جوناگڑھ کے حکمران کراچی آ گئے اور چند ہی روز بعد جوناگڑھ سے پاکستان کے الحاق کا اعلان کر دیا لیکن حکومت ہند نے اسے تسلیم نہیں کیا اور ریاست پر قبضہ کر لیا۔ پاکستان کی طرف سے معاملہ اقوام متحدہ کی سیکیورٹی کونسل میں پیش ہوا لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہ ہو سکا۔ نواب جوناگڑھ نے ۱۹۵۹ء میں وفات پائی۔

**جونا پُور**۔ تاریخ میں سلطان فیروز شاہ تغلق رفاہ عامہ کے کاموں کے لئے بہت مشہور ہے۔

جونپور کا شہر بھی سلطان فیروز شاہ تغلق نے اپنے عہد حکومت میں تعمیر کرایا۔ جوناخاں نے جو بعد میں السلطان المجاہد ابوالفتح محمد شاہ کا لقب اختیار کر کے تخت سلطنت

ہوا فیروز شاہ کا چچازاد بھائی تھا اور اس کے انتقال کے بعد فیروز شاہ کو حکومت نصیب ہوئی۔ چنانچہ شہر جونپور کا نام اسی جونا خاں کے نام پر رکھا گیا۔

جونپور ان دنوں بنارس ڈویژن (بھارت) کا ایک بڑا شہر اور ضلع کا صدر مقام ہے۔

**جونپور کے قاضی** یہ ایک مشہور تلمیح ہے جو کسی شخص کی کم عقلی کے اظہار کے لئے استعمال ہوتی ہے کہتے ہیں کہ ایک استاد اپنے شاگردوں کو پڑھا رہا تھا اور انہیں اس طرح ڈانٹ ڈپٹ کر رہا تھا کہ اگر میں اتنی محنت سے کسی گدھے کو پڑھاتا تو وہ بھی انسان بن جاتا۔ استاد کے یہ الفاظ ایک کمہار نے سن لئے اور سن کر اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کیوں نہ وہ اپنے گدھے کو انسان کی صورت میں تبدیل کروا لے۔ چنانچہ کمہار اپنا گدھا لے کر استاد مذکور کے پاس پہنچا اور اس سے درخواست کی کہ میرے گدھے کو پڑھا کر آدمی بنا دیں۔ استاد نے کمہار کو بہتیرا سمجھایا مگر کمہار نے ان تمام باتوں کو ٹال مٹول سمجھ کر استاد کی کسی بات کی پرواہ نہ کی اور اپنے گدھے کو مدرسے میں چھوڑ کر چلتا بنا۔

تھوڑے دنوں کے بعد کمہار کو خیال پیدا ہوا کہ وہ اپنے گدھے کو جو اب آدمی بن چکا ہوگا، واپس لے آئے چنانچہ اس خیال سے وہ دوبارہ استاد کے پاس پہنچا اور اپنی امانت کی واپسی کا مطالبہ کرنے لگا۔ استاد نے، جو کمہار کی بے وقوفی کا قائل ہو چکا تھا، اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے کہہ دیا کہ تمہارا گدھا پڑھ لکھ کر آدمی بننے کے بعد جونپور چلا گیا ہے، جہاں آج کل وہ قاضی کے فرائض انجام دے رہا ہے۔

کمہار خوشی خوشی جونپور پہنچا اور وہاں کے قاضی سے اپنے ساتھ چلنے پر اصرار کرنے لگا۔ جب قاضی صاحب زیادہ برہم ہوئے اور کمہار کی ضد پر بگڑنے لگے تو کمہار نے احسان جتانے کی غرض سے سارا واقعہ کہہ سنایا۔ قاضی صاحب یہ واقعہ سن کر بہت ہنسے اور کمہار کو سمجھا بجھا کر رخصت کر دیا۔

**جونک** جونک سانپ کی طرح کا دو تین انچ لمبا کنڈلی مار کیڑا ہے جس کا خون سرخ، سبز یا ہلکے نیلے رنگ کا اور شریانوں تک محدود ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک دھڑکنے والی شریان جو اوپر کی طرف ہوتی ہے دل کا کام دیتی ہے۔

جونکیں زیادہ تر تالابوں کے اندر پانی میں رہتی ہیں۔ انسانوں اور جانوروں کے بدن کے ساتھ چمٹ کر اس کا خون چوس لیتی ہیں اور جب کافی مقدار میں خون چوس کر پھول جاتی ہیں تو بدن کو چھوڑ دیتی ہیں۔

جونک کو بگڑے ہوئے پھوڑے پھنسیوں پر لگا دیا جاتا ہے اور اس طرح وہ گندے اور غلیظ مواد کو چوس کر گر پڑتی ہے۔ یہ سلسلہ علاج کے طور پر ہوتا ہے۔

**جوہر** (Atom) (دیکھو ایٹم)

**جوہر (ست)** کسی ٹھوس چیز کا جوہر جس چیز کا ست نکالنا ہو۔ اس کو پانی، الکحل، اسپرٹ یا ایتھر میں ملا کر اس طرح سے رگڑا جاتا ہے کہ اس چیز کا جوہر اس مائع میں حل ہو جاتا ہے جس میں اسے ڈالا گیا ہو۔ پھر اس محلول کو نتھار کر پانی یا اسپرٹ کو اڑا دیا جاتا ہے۔ اور ٹھوس ست باقی رہ جاتا ہے۔ اس عمل کے لئے ضروری ہے کہ صرف وہ مائعات لی جائیں جن میں اس ٹھوس کا جوہر قابل حل ہو اور نیز وہ مائع بعد میں آسانی سے اڑائی جا سکے۔ مولی کا نمک بھی اسی طرح تیار کیا جاتا ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ مولیوں کو خشک کر کے جلا دیا جاتا ہے اور راکھ کو پانی میں ڈال کر ملایا جاتا ہے اس طرح کہ مولی کے نمک جو راکھ میں ہوتے ہیں، پانی میں حل ہو جاتے ہیں۔ پھر اس پانی کو نتھار کر سکھا لیا جاتا ہے اور مولی کا اصل نمک ٹھوس حالت میں باقی رہ جاتا ہے۔ ست نکالنے کا طریق ایسنس (Essence) نکالنے کے عمل سے بالکل مختلف ہے۔ (Essence) وہ تیل ہوتا ہے جو کسی پودے کی جڑوں، تنوں، شاخوں، پھولوں یا پھلوں کو کولھو میں پیلنے سے حاصل ہوتا ہے۔

**جوہر افیون** (Morphia) سفید کرسٹل کی شکل میں ہوتا ہے۔ بیماری میں خواب آوری کی خاطر، دوا کے طور پر یا احساس درد دور کرنے کے لئے اس کے ٹیکے بالعموم لگائے جاتے ہیں۔

**جوہر، مولانا محمد علی** - محمد علی نام اور جوہر

تخلص ہے ۱۸۷۸ء میں ریاست رام پور میں پیدا ہوئے مولانا کی عمر دو سال کی تھی جب ان کے والد کا انتقال ہو گیا۔ والدہ مذہبی خصوصیات کا مرقع تھیں اس لئے مولانا محمد علی کو بچپن ہی سے تعلیمات اسلامی سے گہرا شغف ہو گیا۔ ابتدائی تعلیم رامپور اور بریلی میں پائی اور اعلیٰ تعلیم کے لئے علی گڑھ چلے گئے۔ بی۔ اے کا امتحان اس شاندار کامیابی سے پاس کیا کہ الٰہ آباد یونیورسٹی میں اول آئے۔ آئی۔ سی۔ ایس کی تکمیل کے لئے آکسفورڈ گئے۔ واپسی پر رامپور اور بڑودہ کی ریاستوں میں ملازمت کرتے رہے مگر جلد ہی ملازمت سے دل بھر گیا اور کلکتہ جاکر "کامریڈ" نام کا انگریزی اخبار جاری کیا۔ مولانا کی لاجواب انشاء پردازی اور ذہانت طبع کی بدولت نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرون ہند میں بھی "کامریڈ" بڑے شوق سے پڑھا جاتا تھا۔ انگریزی تبحر علمی کے علاوہ مولانا کی اردو دانی بھی مسلم تھی انہوں نے ایک اردو روزنامہ "ہمدرد" بھی جاری کیا تھا جو بے باکی اور بے خوفی کے ساتھ اظہار خیال کا کامیاب نمونہ تھا۔ جدوجہد آزادی میں سرگرم حصہ لینے کے جرم میں مولانا کی زندگی کا کافی حصہ قید و بند میں بسر ہوا تحریک عدم تعاون کی پاداش میں کئی سال جیل میں رہے۔

۱۹۱۹ء کی تحریک خلافت کے بانی مولانا محمد علی جوہر ہی تھے۔ ترک موالات کی تحریک میں بھی وہ مسٹر گاندھی کے برابر کے شریک تھے۔ جامعہ ملیہ دہلی جس نے قابل تعریف قومی خدمات انجام دی ہیں مولانا محمد علی ہی کی تخلیق ہے۔

جنوری ۱۹۳۱ء میں گول میز کانفرنس میں شرکت کی غرض سے انگلستان گئے یہیں آپ نے آزادی وطن کا مطالبہ کرتے ہوئے فرمایا تھا: "اگر تم (انگریز) میرے ملک کو آزاد نہ کرو گے تو میں واپس نہیں جاؤں گا اور تمہیں میری قبر بھی یہیں بنانا ہوگی۔" مولانا کا کہنا درست ثابت ہوا اور اسی دوران میں آپ نے لندن میں انتقال فرمایا تدفین کی غرض سے ان کی نعش بیت المقدس لے جائی گئی اور وہیں آپ دفن ہوئے۔

مولانا کو اردو شعر و ادب سے بھی دلی شغف تھا۔ بے شمار غزلیں اور نظمیں لکھیں جو مجاہدانہ رنگ سے بھرپور ہیں۔ زبان نہایت شیریں، دل نشین اور سحر انگیز ہے۔

## جوہری توانائی۔ Atomic Energy

۱۹۴۶ء کے جوہری توانائی کے ایکٹ Atomic Energy Act, 1946 کے مطابق وہ توانائی یا طاقت جو جوہر کے داخلی گزشتوں یا سلسلوں سے حاصل کی جائے۔ یہ توانائی اور طاقت اس توانائی سے مختلف ہوتی ہے جو کیمیائی عمل اور سلسلوں سے حاصل ہوتی ہے اور جس کا حصول ان الیکٹرون سے ہوتا ہے جو ایٹم کے ماحول پر محیط ہوتے ہیں۔

(نیز دیکھو ایٹمی توانائی)

## جوہری توانائی کا ادارہ۔ Atomic Energy commission

یہ ایک ایسا ادارہ ہے، جسے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے سنہ ۱۹۴۶ء میں قائم کیا تھا اور آج کل سلامتی کونسل کے ماتحت برسرکار ہے اس کے ذمہ یہ فرائض ہیں کہ جوہری قوت پر کنٹرول عاید کرنے کے لئے جوہری ہتھیاروں اور دیگر ایسے مہلک ذرائع کو جن سے نوع انسان کی ہلاکت وسیع پیمانے پر عمل میں آسکتی ہے ممنوع قرار دینے کے لئے اور جوہری قوت کے استعمال کا مؤثر بین الاقوامی معائنہ کرنے کے لئے تجاویز پیش کرے اس ادارہ کے اختیارات وسیع کرنے کے لئے امریکہ نے ... پیش کیا تھا جس میں بعض اعتراضات کے پیش نظر کچھ تبدیلیاں کی گئیں اور اسے لالی اینتھل منصوبہ کے نام سے یاد کیا جانے لگا۔ امریکہ کے پیش کردہ منصوبہ کا مقصد یہ ہے کہ جوہری توانائی کو پرامن اغراض کیلئے استعمال کیا جائے مگر اس پر روس اور امریکہ میں مصالحت نہیں ہو سکتی کیونکہ روس اپنے اداروں اور کارخانوں کے معائنہ کی اجازت دینے پر رضامند نہیں ہے وہ اسے اپنی سالمیت کے منافی سمجھتا ہے۔ اسی طرح اس کی طرف سے پیش کردہ بعض ترمیمات کو امریکہ ماننے کے لئے تیار نہیں اور اس طرح ایک تعطل سا پیدا ہو گیا ہے۔

**جوہری وزن۔** (Atomic Weight) کسی عنصر کے جوہر اور آکسیجن کے جوہر کے اوزان میں جو نسبت پائی جائے وہ اس عنصر کا جوہری وزن کہلاتی ہے۔

سائنسدانوں نے معلوم کیا ہے کہ ہر شے نہایت چھوٹے چھوٹے ذرات سے مل کر بنی ہے چنانچہ ایسے ہر چھوٹے ذرے کو جوہر کا نام دیا گیا ہے۔ عناصر کے جوہروں کا ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے کے لئے ہائیڈروجن کے جوہر کا وزن اکائی تسلیم کیا گیا ہے کیونکہ ہائیڈروجن تمام عناصر میں ہلکی ہوتی ہے۔ اس کے مقابلہ میں آکسیجن کے جوہر کا وزن ۱۶ ہوتا ہے۔ گویا وہ ہائیڈروجن سے ۱۶ گنا بھاری ہوتی ہے۔ چنانچہ اگر جوہری وزن کے سلسلہ میں کسی عنصر کے جوہر کا آکسیجن کے جوہر کے تناسب سے وزن کیا جائے، تو آکسیجن کا جوہری وزن ۱۶ تسلیم کرنا پڑتا ہے۔

جب آکسیجن کا جوہری وزن ۱۶ ہو تو ہائیڈروجن کا جوہری وزن ۱٫۰۰۸ ہوگا۔

**جوہنسبرگ۔** (Johannesburg) ٹرانسوال (جنوبی افریقہ) کا سب سے بڑا شہر اور سونے کی کانوں کا مرکز ہے۔ یہ شہر ۱۸۸۶ء میں سونے کی کانوں کی دریافت کے بعد بسایا گیا۔ ٹرانسوال کے سرویئر جنرل (Surveyor General) جوہنز رسک، (Johannes Rissik) کے نام پر اس کا نام جوہنز برگ رکھا گیا۔ یہاں کی عدالتوں کی عمارات، ایسکن ہاؤس (Escon House) جو الیکٹرسٹی سپلائی کمیشن (Electricity Supply Commission) کا ہیڈ کوارٹر ہے اور دوسرے دفاتر، سٹی ہال (City Hall)، یونیورسٹی اور رصدگاہ کی تعمیرات قابلِ دید ہیں۔

جوہنزبرگ جنوبی افریقہ کی بہترین تجارتی منڈی اور صنعتی مرکز ہے۔ ۱۹۴۸ء میں یہاں ایک بین الاقوامی ہوائی مستقر (International Aerodrome) تعمیر کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں یہاں کپڑے بننے کے کافی کارخانے موجود ہیں۔

۱۹۵۱ء کی مردم شماری کے مطابق اس کی آبادی آٹھ لاکھ سات ہزار کے لگ بھگ تھی۔ جن میں سے تین لاکھ سے کچھ زیادہ یورپی اور باقی مقامی باشندے ہیں۔

**جوہور۔** (Johore) ایک چھوٹی سی ریاست، جو جزیرہ نمائے ملایا کے بالکل جنوب میں واقع ہے اس کا رقبہ سات ہزار پونے چھ سو مربع میل کے قریب اور آبادی تقریباً تین لاکھ ہے۔ یہ ریاست ملایا کی وفاقی حکومت میں شامل نہیں ہے۔ جوہور کا حاکم جسے سلطان کہتے ہیں۔ برطانوی نمائندے کی مدد سے حکومت کرتا ہے جوہور کی سب سے بڑی پیداوار ربڑ ہے جو کثیر مقدار میں برآمد کی جاتی ہے۔ آبادی میں اسلامی عنصر کی اکثریت ہے۔

**جویریہؓ (رضی اللہ عنہا)** جویریہ نام، قبیلہ خزاعہ کے خاندان مصطلق سے ہیں سلسلہ نسب یہ ہے جویریہؓ بنت حارث بن ابی ضرار بن حبیب بن عائذ بن مالک بن جذیمہ (مصطلق) بن سعد بن عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو مزیقیاء۔ آپ کے والد حارث ابن ابی ضرار خاندان بنو مصطلق کے سردار تھے۔ حضرت جویریہ کا پہلا نکاح اپنے ہی قبیلہ میں مسافع بن صفوان (ذی الشفر) سے ہوا تھا، جو مشرف بہ اسلام نہیں ہوا تھا۔

ابن اسحٰق کی روایت ہے کہ آپ غزوہ مریسیع کے اسیران جنگ میں سے تھیں۔ قاعدہ کے مطابق آپ کو لونڈی بن کر رہنا پڑتا۔ اسوا اس کے کہ آپ زر مال ادا کر کے آزادی حاصل کریں۔ سو آپ نے اپنے آقا ثابت بن قیس سے کہا کہ وہ آپ سے کچھ روپے لے کر انہیں آزاد کر دیں۔ چونکہ حضرت جویریہؓ کے والد بنو مصطلق کے سردار تھے۔ اس لئے آپ کو لونڈی بننا گوارا نہ تھا آپ امداد کی خاطر رسول اللہؐ کے پاس پہنچیں مگر انہوں نے آپ کے حسن اور شیریں کلامی کو دیکھ کر کہا میں تمہاری طرف سے یہ روپیہ ادا کر دیتا ہوں اور تم میرے عقد میں آجاؤ۔ حضرت جویریہؓ راضی ہو گئیں اور رسول پاکؐ نے آپ سے نکاح کر لیا آپ ۶۵ برس کے سن کو پہنچ کر سنہ ۵۶ھ میں فوت ہوئیں۔

**جہاد۔** خدا کی راہ میں لڑنا اور جانی اور مالی قربانی سے دریغ نہ کرنا۔ قیام امن و امان اور مظلوم کو ظالم کے ظلم و ستم سے نجات دلانے کے لئے ہتھیار اٹھانا اور اس مقصد کے حصول کے لئے جنگ کے کسی متعلقہ شعبہ میں خلوص نیت سے خدمات انجام دینا جہاد کہلاتا ہے جو مذہب اسلام کے بنیادی معتقدات میں سے ہے۔

قرآن مجید میں جہاد پر خاص زور دیا گیا ہے۔ اسی جذبۂ جہاد کی وجہ سے مسلمان دنیا میں کامیاب اور کامگار رہے اور اس مقدس فریضہ سے روگردانی کے باعث تنزل اور انحطاط کی پستیوں میں گرتے چلے گئے۔

**جھاڑی**۔ اس لفظ سے چھوٹا اور خاردار درخت مراد ہے۔ خطِ استوا کی دونوں جانب تقریباً ۸ درجہ عرض بلد شمالی اور جنوبی تک اونچے اونچے درختوں کے گھنے جنگلات پھیلے ہوتے ہیں۔ یہاں تمام سال شدید گرمی پڑتی ہے اور سارا سال کثرت سے بارش ہوتی ہے۔ اس لئے پودوں کو نشو و نما پانے کا خوب موقع ملتا ہے لیکن پندرہ درجہ عرض بلد کے بعد بارش کی قلت ہو جاتی ہے اور سال کا بیشتر حصہ موسم خشک رہتا ہے۔ اس گرم اور طویل خشک موسم کی بدولت یہاں کی نباتات چھوٹی اور پست قامت جھاڑیوں کی شکل میں ہوتی ہیں، جو برسات کے موسم میں سرسبز نظر آتی ہیں اور خشک موسم میں بے برگ و بار ہو جاتی ہیں۔

**جہاز اور کشتیاں**۔ اہلِ مصر نے غالباً سب سے پہلے دریائے نیل میں جہاز رانی شروع کی اور اس قسم کی بڑی بڑی کشتیاں بنائیں جنہیں جہاز کہنا بے جا نہ ہوگا۔ اٹھائیسویں صدی قبل مسیح کی مصری تصویروں میں اس قسم کی کشتیاں دکھائی گئی ہیں۔ اہلِ فونیشیا نے ان مصری جہازوں میں مناسب ترمیم کے بعد انہیں بہتر بنایا اور ان کی رفتار میں کافی اضافہ کیا۔

ناؤ یا کشتی بنانے کا خیال جنگلی اقوام کو غالباً اس وقت سوجھا ہوگا جب انہوں نے لکڑی کو پانی پر تیرتے ہوئے دیکھا۔ کچھ تجربوں کے بعد کھوکھلی لکڑی کی شکل کی ناؤ معرضِ وجود میں آئی اور بادبان کا استعمال بھی ہونے لگا۔ دریاؤں اور جھیلوں پر سفر کرنے کے بعد باہمت ملاحوں نے سمندر کے کنارے کنارے کشتیاں چلانا شروع کیں۔

سمندروں کے پار نئے ملکوں کی دریافت اور تجارت کے شوق نے اہلِ فرنگ کو نئی قسم کی کشتیاں بنانے کی ضرورت کا احساس دلایا۔ چنانچہ سپین، پرتگال اور انگلستان وغیرہ نے اس طرف توجہ کی اور نئی طرز کے جہاز بنائے۔ انگلستان کی صنعت فولاد سازی نے جہاز سازی میں بہت زیادہ امداد دی اور اس ملک نے جہاز سازی میں دوسرے ممالک کو مات کر دیا۔ ایک امریکی موجد جان سٹیونز (John Stevens) نے انیسویں صدی کی ابتدا میں بھاپ سے چلنے والے جہاز کا خاکہ تیار کر لیا مگر امریکہ کے کاریگر اسے عملی جامہ نہ پہنا سکے اور پہلا دخانی جہاز ۱۸۳۶ء میں انگلستان ہی میں تیار ہوا۔

جہازوں اور کشتیوں کی کئی قسمیں ہیں۔ جنگی جہاز، سفری جہاز، جو محض مسافروں کے لانے لے جانے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں اور مال بردار جہاز زیادہ مشہور ہیں۔

عرب جہازران بھی فن جہازرانی میں کافی مہارت و شہرت رکھتے تھے۔ اسلامی دور میں ان کے جہاز خلیج فارس سے چل کر اور بحرِ ہند سے گزر کر چین تک جاتے تھے۔ بحرِ ہند اور بحر الکاہل کے اکثر جزائر میں ان کی مستقل آبادیاں قائم ہو گئیں۔ عربوں کی جہازرانی کا دوسرا راستہ یہ تھا کہ وہ عدن میں بحرِ احمر میں آ کر افریقی ساحل کے ساتھ ساتھ جنوبی افریقہ کی بندرگاہوں میں داخل ہوتے تھے۔ مسلمان اپنے زمانۂ عروج میں بحرِ روم پر مکمل طور پر قابض تھے۔ اور عیسائی سلطنتوں کے بیڑوں کی ان کے سامنے کوئی حقیقت نہ تھی۔ ۲۲۵ھ میں ایک عرب جہازران سلیمان نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ بحر الکاہل سے ہو کر بحرِ بیرنگ کو عبور کرتے ہوئے قطب شمالی کے برفستانی علاقوں میں پہنچا جا سکتا ہے اور پھر وہاں سے بحرِ اوقیانوس کو پار کر کے جبرالٹر کے راستے بحرِ روم میں داخل ہو سکتے ہیں۔ عرب جہازرانوں کی تاریخ میں قطب نما کا ذکر بھی اکثر ملتا ہے۔

قدیم زمانے میں جہاز لکڑی کے بنتے تھے اور بادبانوں کے ذریعے موافق ہوا کی مدد سے سفر طے کرتے تھے۔ معمولی طوفان بھی آ جاتے تو ان کے غرقاب ہونے کا اندیشہ رہتا تھا۔ ان کی رفتار بھی بہت سست تھی۔ اٹھارھویں صدی میں آہنی جہاز بننے لگے اور انہیں سٹیم سے چلانے کی کوشش کی گئی۔ سب سے پہلا دخانی جہاز ۱۸۳۸ء میں لورپول کی بندرگاہ سے روانہ ہوا

اس کا وزن ۱۸۰ ٹن تھا اور زیادہ سے زیادہ ۵ (Knots) کی رفتار سے سفر کر سکتا تھا۔

پچھلی صدی میں فنِ جہاز سازی اور جہاز رانی نے حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ آج کل کے جہاز تیرتے ہوئے محل ہیں جن میں مسافروں کے لئے سامانِ آسائش میسّر ہوتے ہیں۔ جہاز میں تیرنے کے لئے تالاب اور ورزش گاہیں، سینما ہال، دارالمطالعہ اور نئی وضع کے حماموں کا انتظام ہوتا ہے۔ بچوں کے کھیلنے کے لئے الگ جگہیں ہوتی ہیں۔ جہاز میں پہلے اور دوسرے درجے کے مسافروں کے لئے وسیع اور کشادہ کھانے کے کمرے اور نشست گاہیں مقرر ہیں۔ تیسرے درجے کے مسافروں کو بھی بہت سی سہولتیں حاصل ہیں۔ جہازوں کا وزن بائیس تیئیس ہزار ٹن سے لے کر پچاس ہزار ٹن تک ہوتا ہے اور ان کی رفتار پچھلی صدی کے جہازوں سے بہت زیادہ ہے۔ ہر جہاز میں کئی ہزار مسافر سفر کر سکتے ہیں۔ سمندری سفر کو محفوظ اور آرام دہ بنانے کے انتظامات اعلیٰ پیمانے پر کیے جاتے ہیں۔ ہر ایک جہاز میں متعدد لائف بوٹ اور لائف بیلٹ کے علاوہ آگ بجھانے کے سامان، تار برقی، ٹیلیفون اور بے تار برقی کے آلے مناسب جگہوں پر نصب ہوتے ہیں۔

**جہاز رانی**۔ جہاز رانی سے مراد محفوظ بحری سفر کی اہلیت اور جہاز کی نگہداشت کی صلاحیت ہے۔ موجودہ جہاز ران مستقل زمینی نشانات، روشنی کے میناروں اور مقناطیسی قطب نماؤں سے استفادہ کر کے مطلوبہ سمت میں محفوظ بحری سفر کی قدرت رکھتے ہیں۔ جہاز کی رفتار انہیں سفر کے مقررہ وقت کے اندر طے کرنے میں امداد دیتی ہے۔ وائرلیس (Wireless) کے ذریعے وہ حالاتِ عالم سے آگاہی حاصل کرتے رہتے ہیں لیکن پرانے زمانے کے جہاز رانوں کو یہ سہولتیں حاصل نہ تھیں۔ ان کے جہاز لوہے کی بجائے لکڑی کے ہوتے تھے تو ان کے لئے سمندری طوفانوں کا مقابلہ کرنا مشکل ہوتا تھا۔ سمت معلوم کرنے کے لئے انہیں قطبی ستارے کا سہارا لینا پڑتا تھا۔ ان تمام باتوں کے باوجود قدیم عرب، مصر اور فنیشیا کے جہاز رانوں نے دنیا کے مختلف ممالک کی سیاحت کی اور ان سے باقاعدہ تجارتی مراسم پیدا کئے۔ ۱۲۵۴ء میں اطالوی سیاح مارکوپولو نے سیاحت شروع کی اور بحیرہ ایڈریاٹک اور یونان کے جنوب سے ہو کر خلیج باسفورس تک جا پہنچا۔ پھر بحیرۂ اسود کو پار کر کے روس تک پہنچ گیا۔ ۱۲۹۲ء میں مارکوپولو نے چین سے جاوا اور سماٹرا کے راستے لنکا تک کا سفر کیا۔

کولمبس نے اپنے بحری سفر کے دوران میں امریکہ دریافت کیا۔ مشہور پرتگیز جہاز ران واسکوڈے گاما نے اہل یورپ کو ہندوستان پہنچنے کا راستہ بتایا۔ میگلن نے سمندری سیاحت سے ثابت کیا کہ زمین گول ہے۔ امیرالبحر سکاٹ نے قطب جنوبی کی مہم سر کی۔

ابن بطوطہ، ایک مشہور مسلمان سیاح تھے جو ۱۳۰۴ء میں **طنجہ** (مراکش) میں پیدا ہوا تھا۔ اپنی سیر و سیاحت کے دوران میں بہت سے سمندری سفر کئے۔ ہندوستان سے وہ جہاز کے ذریعہ سے جاوا اور سماٹرا گیا۔ پھر شمال کی طرف روانہ ہوا اور انڈوچائنا اور جنوبی چین تک پہنچا۔ تیسری صدی ہجری کے آغاز میں ایک مشہور عربی سیاح اور تاجر سلیمان نامی خلیج فارس سے روانہ ہو کر بحرِ ہند کو عبور کرتا ہوا بحر الکاہل سے ہو کر چین میں داخل ہوا۔ ان کے علاوہ مسعودی (چوتھی صدی ہجری)، ابوحامد غرناطی اندلسی (چھٹی صدی ہجری) اور بزرگ بن شہریار (چوتھی صدی ہجری) مشہور مسلمان سیاح اور جہاز ران ہو گزرے ہیں۔ جنہوں نے بحرِ ہند اور بحرِ چین کو پوری طرح چھان مارا۔ پرتگالی جہاز ران واسکوڈے گاما ایک عرب جہاز ران احمد بن ماجد کی رہنمائی میں ۱۴۹۸ء میں ہندوستان پہنچا۔

## جہاز کو متنبہ کرنے والا نشان —

(Buoy) لوہے یا لکڑی کا ایک نشان سا ہوتا ہے، جو عام طور پر ساحل کے قریب ایسی جگہوں پر لگا دیا جاتا ہے جہاں چٹانیں یا ریتلی زمین ہو تاکہ جہاز اس نشان کو دیکھ کر خطرے سے آگاہ ہو سکیں۔

یہ نشان مختلف قسموں کے ہوتے ہیں۔ عام طور پر لوہے کے بنے ہوتے ہیں۔ لوہے کی پلیٹوں کو ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح کس دیا جاتا ہے کہ وہ بیچ میں سے خالی رہیں تاکہ پانی میں آسانی سے تیر سکیں۔ چٹان یا خطرے کی جگہ پر یہ نشان تیرتا رہتا ہے۔ خطرے سے آگاہ کرنے کے علاوہ جہازوں کو

مختلف قسم کی ہدایات دینے کے لئے بھی اس نشان کا استعمال کیا جاتا ہے۔ بعض نشانات صرف رات کے وقت مدد دیتے ہیں اور بعض تاریکی، دھند اور غبار کے موقع پر۔

سمندر میں کسی جگہ اگر پانی کے نیچے کام کرنے والے یا انجینئر کسی کام میں مصروف ہوں تو ایسی جگہوں پر نشان کے ذریعہ جہازوں کو آگاہ کر دیا جاتا ہے کہ وہ اس طرف نہ آئیں۔ (نیز دیکھو بوائے)

**جہاز کے مال کی بلٹی۔** (Bill of Lading) دستاویز جو جہاز کا مالک تاجر کو دیتا ہے جس میں مال کی رسید، مال لے جانے کا کرایہ، مال کی ملکیت اور دیگر کوائف متعلقہ مال درج ہوتے ہیں۔

**جہاں آرا شاہ نواز، بیگم۔** بیگم جہاں آرا شاہنواز ۱۸۹۶ء میں سر محمد شفیع مرحوم کے گھر پیدا ہوئیں۔ کوئین میری کالج (Queen Mary College) لاہور میں تعلیم پائی اور میاں شاہ نواز مرحوم بار ایٹ لا سے شادی ہوئی۔ ۱۹۲۰ء میں بیگم شاہنواز نے پردے کو خیرباد کہا اور پبلک لائف میں داخل ہو گئیں۔ انہوں نے متعدد مجلسی اور تعلیمی تحریکوں میں حصہ لیا ہے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کی پہلی خاتون ممبر ہیں۔ ۱۹۲۰ء میں سوشل ریفارمر کانفرنس کی نائب صدر منتخب ہوئیں۔ ۱۹۳۰ء میں امپیریل کانفرنس (Imperial Conference) لندن میں اپنے باپ کی سیکرٹری کی حیثیت سے کام کرتی رہیں۔ ۱۹۳۰ء اور ۱۹۳۲ء میں راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں خواتین کی مندوب کے طور پر شریک ہوئیں۔ ۱۹۳۷ء میں دوبارہ پنجاب اسمبلی کی رکن چنی گئیں۔ متعدد سیاسی اور ثقافتی تحریکوں کی رہنمائی کر چکی ہیں۔ تحریک حقوق نسواں کی ممتاز رہنما ہیں۔

**جھانسی۔** (Jhansi) اتر پردیش، یو۔ پی واقع ہندوستان کا ایک کمشنری جس کا رقبہ ۳۶۲۰ مربع میل اور آبادی ۲،۶۶،۰۰۰ افراد سے لگ بھگ ہے۔ لارڈ ڈلہوزی کی گورنر جنرل شپ کے زمانہ میں جون ۱۸۵۷ء میں ایک بہادر مرہٹہ عورت نے انگریزوں کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تھا۔

**جھانسی کی رانی۔** ۱۸۵۷ء میں جنگ آزادی کے شروع ہوتے ہی جھانسی کی رانی لکشمی بائی نے انگریزوں کی مخالفت شروع کر دی۔ تانتیا ٹوپی بھی جو نانا صاحب کا فوجی افسر تھا، رانی سے آ ملا۔ اپریل ۱۸۵۸ء میں انگریز جرنیل سر ہیو روز نے جھانسی پر چڑھائی کی اور رانی اور تانتیا ٹوپی کو شکست دے کر جھانسی پر قبضہ کر لیا۔ رانی مردانہ لباس پہن کر انگریز فوج کے مقابلے کے لئے نکلی اور اپنی فوجوں کی کمان کرتی ہوئی میدان جنگ میں کام آئی۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں جن وطن پرست اور غیور ہندوستانیوں نے حصہ لیا ان میں جھانسی کی رانی کا نام ایک ممتاز مقام کا حامل ہے۔

**جہاں شاہی، محمد شفیع۔** (Djahan Shahi, Muhammad Shafi) ایرانی قانون داں ہیں ۱۸۸۰ء میں پیدا ہوئے۔ طہران میں تعلیم پائی اور اسلامی قانون کا خاص طور پر مطالعہ کیا۔

۱۹۳۲ء میں جج اور ۱۹۳۶ء میں ایران کے چیف جسٹس مقرر ہوئے۔

**جہانگیر، نور الدین محمد (مغل بادشاہ)۔** (۱۵۶۹ء - ۱۶۲۷ء) - نور الدین محمد جہانگیر، جسے شہزادگی کے زمانہ میں اس کا باپ اکبر پیار سے "شیخو بابا" کہا کرتا تھا اور ایرانی دربار سلیم کے نام سے پکارتا تھا، ۲۴ اکتوبر ۱۶۰۵ء کو اپنے باپ کے بعد تخت نشین ہوا۔ مئی ۱۶۱۱ء میں جہانگیر نے مہر النسا

نور جہاں سے شادی کی۔ عدل جہانگیری تاریخ میں مشہور ہے "تزک جہانگیری" اس مغل بادشاہ کی خود نوشت سوانح عمری ہے۔

**جہلم (دریا)** دریائے جہلم کوہ ہمالیہ سے نکل کر کشمیر کے علاقے سے گزر کر پنجاب میں داخل ہوتا ہے۔ تریمو کے مقام پر پنجاب کے دوسرے دریاؤں سے مل جاتا ہے اور ان سے مل کر دریائے سندھ میں جا گرتا ہے اس لحاظ سے دریائے جہلم کو دریائے سندھ کے مشرقی معاونوں میں شامل کیا جاتا ہے۔ رسول کے مقام پر دریائے جہلم سے نہر رتر جہلم نکالی گئی ہے جو ضلع شاہ پور کو سیراب کرتی ہے۔ رسول کی پن بجلی کا منصوبہ اسی دریا کا مرہون منت ہے۔ نہر اپر جہلم منگلا (ریاست کشمیر) کے مقام پر سے نکالی گئی ہے اور ضلع گجرات کے بعض علاقوں کو سیراب کرتی ہے۔

آب پاشی کے علاوہ دریائے جہلم کشمیر کی عمارتی لکڑی لانے کا کام دیتا ہے۔ ریاست کشمیر میں عمارتی لکڑی کی برآمد کا سب سے بڑا اور آسان ذریعہ یہی دریا ہے سکندر اور پورس کی مشہور لڑائی دریائے جہلم کے کنارے لڑی گئی تھی۔ سکندر نے اس فتح کی یادگار میں دریائے جہلم کے کنارے دو شہر آباد کئے۔ پہلا شہر بالکل اس مقام پر واقع تھا جہاں لڑائی ہوئی تھی اور دوسرا دریا کے اس پار یونانی کیمپ میں بسایا گیا۔ اس شہر کو سکندر اعظم نے اپنے محبوب اسپ تازی بوسیفالس سے منسوب کیا جو اس لڑائی میں کام آیا تھا۔ موجودہ شہر جہلم اسی دوسرے شہر کے مقام پر آباد ہے

**جہلم (شہر)** یہ شہر اس نام کے دریا کے عین کنارے پر واقع ہے اور دریا کا پانی شہر کے مکانات اور عمارات کے ساتھ ٹکرا کر چلتا ہے۔ اس شہر کے پاس ہی "بوسے فالا" کا قصبہ سکندر اعظم نے پورس پر فتح حاصل کرنے کی یاد میں ۳۲۶ ق م میں آباد کیا تھا "بوسے فالس" سکندر اعظم کا محبوب اسپ تازی تھا جو اسی جنگ جہلم میں کام آیا۔ یہ قصبہ اب بے نشان ہو چکا ہے اور جہلم کا شہر کم و بیش اسی جگہ پر واقع ہے۔

شہر جہلم لکڑی کی تجارت اور برتن اور شیشہ سازی کے کارخانوں کے لئے مشہور ہے۔ آب و ہوا مرطوب ہے گندم، مکی، باجرہ مضافات کی عام پیداوار ہے۔

**جھنڈا۔** (Flag) تکونی یا مستطیل شکل کا کپڑے کا ٹکڑا جو کسی بانس وغیرہ کے ایک سرے پر بندھا ہوتا ہے اس کپڑے پر مختلف رنگ اور مختلف نشانات ہوتے ہیں جو کسی قوم یا ملک کے نشان کو ظاہر کرتے ہیں۔

قدیم زمانہ میں جنگ کے موقع پر مصری لوگ مختلف رنگوں اور نشانات کی لکڑی کی تختیاں ساتھ رکھا کرتے تھے جو ان کے عہدوں کو ظاہر کرتی تھیں۔ رومن لوگوں کے عہد میں ان تختیوں نے جھنڈے کی شکل اختیار کی چنانچہ وہ لوگ جنگ کے وقت سرخ رنگ کا جھنڈا اڑایا کرتے تھے۔ ان کی دیکھا دیکھی دوسرے ملکوں میں اس کا رواج ہوا۔ اور ہر ملک نے اپنا ایک خاص قسم کا جھنڈا بنایا۔ ریڈ کراس Red Cross کا جھنڈا جس کی ابتدا سوئٹزر لینڈ سے ہوئی سوئٹزر لینڈ کے جھنڈے سے ملتا جلتا ہے صرف رنگوں کا اختلاف ہے۔ روس کا جھنڈا سرخ رنگ کا ہے جس پر ہتھوڑے اور درانتی کی تصویر ہے برطانوی جھنڈے کا رنگ سرخ اور اس پر ایک کونے میں سرخ اور نیلی لکیریں ہوتی ہیں۔ جاپان کا جھنڈا سفید اور درمیان میں سرخ دائرہ ہوتا ہے۔ بھارتی جھنڈے میں زرد، سبز اور سفید رنگ اور درمیان میں چکر سا بنا ہوتا ہے۔ پاکستانی جھنڈے میں زیادہ حصہ سبز اور تھوڑا سفید ہوتا ہے اور درمیان میں چاند تارا بنا ہوتا ہے۔

**جھنڈا لہرانے کا دن۔ Flag Hoisting Ceremony** ہر ملک کا اپنا جھنڈا ہوتا ہے جسے بلند رکھنا اہل ملک کا اولین فرض سمجھا جاتا ہے۔ زندہ اور بہادر قومیں اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دینے سے بھی دریغ نہیں کرتیں۔ قومی جھنڈے عام طور پر قومی تقریبات کے مواقع پر سرکاری عمارات پر لہرائے جاتے ہیں اور انہیں سلامی دی جاتی ہے جب جھنڈا لہرانا مقصود ہوتا ہے تو اسے تہہ کر کے اور مضبوط ڈوری سے باندھ کر مستول کے ساتھ لٹکا دیا جاتا ہے۔ جھنڈا لہرانے والا شخص جو ملک کا کوئی معتبر آدمی ہوتا ہے جھنڈے کے نیچے کھڑا ہو کر رسی کو کھینچتا ہے جس سے جھنڈا کھل کر

بڑی شان کے ساتھ ہوا میں لہرانے لگتا ہے۔ اس وقت، قومی ترانہ بجایا جاتا ہے اور لوگ جھنڈے کو سلامی دیتے ہیں۔

**جہنم۔** دوزخ یا کھولتا کنواں۔ دنیا کے تمام مذاہب جن میں نیکی و بدی کے تصور کے ساتھ جزا اور سزا پر بھی اعتقاد ہے۔ جنت اور جہنم کو تسلیم کرتے ہیں۔ جہنم وہ جگہ ہے جہاں نافرمان اور بداعمال لوگوں کو سزا ملتی ہوگی۔ جہنم کا جو نقشہ قرآن پاک میں جگہ جگہ پیش کیا گیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ یہ آگ کی بھٹی ہوگی جس کا ایندھن پتھر اور انسان ہوں گے۔ اہل دوزخ کو پینے کے لئے پیپ اور گرم پانی ملے گا۔ جو پگھلے ہوئے تانبہ کی مانند ہوگا۔ وہ اسے جرعہ جرعہ پئیں گے مگر پھر بھی وہ منہ کو جلا دے گا۔ ان کی غذا زقوم ہوگی یہ ایک درخت ہے جو دوزخ کی تہہ سے نکلتا ہے اور اس کا خوشہ سانپ کے پھن کی طرح ہوتا ہے۔ اہل دوزخ گرم دھوئیں میں رہیں گے لیکن وہاں ان کو موت نہیں آئے گی۔ قدیم یونانیوں اور شامیوں کے نزدیک جہنم کے سات طبقے ہیں اور اہل اسلام کا بھی یہی خیال ہے۔ امام غزالی اور علامہ سیوطی نے دوزخ کے بہت مکمل خاکے پیش کئے ہیں لیکن ان کی تفصیلات میں بہت اختلاف ہے نیز اس امر میں بھی بہت اختلاف ہے کہ دوزخ کس جگہ ہے نیز یہ کہ جہنم تصور ہے یا فی الواقع کوئی جگہ ہے

**جہیز۔** (Dowry) جہیز عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی اسباب اور سامان کے ہیں اصطلاحاً اس سروسامان کو کہتے ہیں جو لڑکی کے نکاح میں اس کے ہمراہ دیا جاتا ہے۔ جہیز دینے کی رسم بہت پرانے زمانے سے چلی آتی ہے۔ ہر ملک اور علاقے میں جہیز مختلف صورتوں میں دیا جاتا ہے لیکن وہ عام طور پر زیورات، کپڑوں، نقدی اور روزانہ استعمال کے برتنوں پر مشتمل ہوتا ہے برصغیر ہند و پاکستان کے ہندوؤں میں کنیا دان کی رسم انتہائی شدت اختیار کر چکی ہے۔ اکثر متوسط اور غریب طبقے کے لوگ محض اس لئے اپنی لڑکیوں کے لئے اچھے شوہر انتخاب نہیں کر سکتے کہ وہ جہیز میں لڑکی کو مال و زر دینے سے قاصر ہوتے ہیں۔

**جھیل۔** (Lake) پانی کا وہ قطعہ جس کے چاروں طرف خشکی ہو۔ لیکن جھیل کی یہ صحیح تعریف نہیں ہو سکتی کیونکہ جوہڑ یا تالاب کے بھی چاروں طرف خشکی ہوتی ہے۔ اور وہ جھیل نہیں کہلا سکتے اور سمندر کے بھی کنارے ہوتے ہیں اور وہ جھیل نہیں کہلا سکتا۔ جھیل ان دونوں کے بین بین ہے۔ یعنی پانی کا وہ قطعہ جو بہت بڑا ہو اور اس کے چاروں طرف خشکی ہو۔ اس قسم کی جھیلیں شمالی امریکہ کی جھیل سپیریئر (Superior) مشیگن (Michigan) اور اونٹیریو (Ontario) وغیرہ ہیں جو دریائے سینٹ لارنس St. Lawrence کو پانی دیتی ہیں۔

افریقہ کا ایک کثیر رقبہ بھی جھیلوں سے پٹا ہے۔ جن میں البرٹ نیانزا (Albert Nyanza) اور وکٹوریا نیانزا (Victoria Nyanza) دریائے نیل کے منبع پر خصوصاً مشہور ہیں۔ ان کے علاوہ تنگانیکا (Tonganyika) نیاسا (Nyasa) چاڈ (Chad) وغیرہ بھی بڑی بڑی جھیلیں ہیں۔ دیگر ممالک میں بھی جھیلیں ہیں لیکن بہت چھوٹی چھوٹی۔ سوئٹزرلینڈ اپنی خوبصورت جھیلوں کے لئے مشہور ہے انگلستان کا جھیلی علاقہ شاعر ورڈزورتھ (Wordsworth) کی ولادت گاہ ہونے کے باعث مشہور ہے۔ جرمن اور ترکی میں بھی جھیلیں خوشنما منظر پیش کرتی ہیں کشمیر میں ولر اور ڈل نہایت خوبصورت اور بہت بڑی بڑی جھیلیں ہیں ہندوستان میں کلر، سانبھر، چلکا اور پلی کٹ بڑی بڑی جھیلیں ہیں۔ علاقہ سندھ میں سب سے عمدہ اور نفیس جھیلیں ہیں جن میں رن آف کچھ تقریباً خشک ہو رہی ہے لیکن منچھر، کینجھر، بلاہیا، جولی، ہمیرول وغیرہ بہت پر رونق ہیں علاقہ پنجاب کی جھیلوں کو چھمب کہتے ہیں اور اس قسم کی جھیلیں بہت ہیں۔ وسط ایشیا میں کیسپین (Caspian Sea) بحیرہ خزر اتنی بڑی جھیل ہے کہ اس کو بحیرہ یعنی چھوٹا سا سمندر کہتے ہیں۔ صحرائے گوبی میں بھی اس قسم کی کئی ایک جھیلیں ہیں اور چین میں تو بیشمار جھیلیں ہیں۔ قزاقستان میں بالکش اور ارال بڑی جھیلیں ہیں۔ سائبیریا میں بیکال بہت بڑی جھیل ہے۔

**جھیلی رہائش گاہیں۔** قدیم زمانے میں لوگ اپنے گھر پانی میں بنایا کرتے تھے تاکہ دشمنوں اور جنگلی جانوروں سے جو اس زمانے میں عام تھے محفوظ رہیں یعنی جھیل کے درمیان لکڑی کے کھمبے گاڑ کر ان پر عمارت تعمیر کی جاتی تھی اور اس میں عارضی پلوں اور بعض دفعہ

تختہ نما کشتیوں یا محض شہتیروں کے ذریعے پہنچ جایا کرتے تھے۔ اس قسم کے گھروں کے کھنڈرات تمام دنیا میں دریافت ہوئے ہیں۔ ان گھروں کے نیچے خشک جھیلوں میں سے جانوروں کے پنجر، مٹی کے برتن، پتھر کے ہتھیار اور دیگر بے شمار اشیا ملی ہیں۔ بعض جانوروں کے پنجر ایسے بھی برآمد ہوئے ہیں جن میں پتھر کے تیر ترازو پیوست ہیں۔ ان کھنڈرات اور آثار قدیمہ سے اس وقت کے حالات معاشرہ و تمدن پر بہت روشنی پڑتی ہے۔

**جھینگا مچھلی۔** ایک قسم کی مچھلی ہے جس میں بجائے اندرونی ڈھانچے کے بیرونی جوڑدار پسلیاں ہوتی ہیں۔ سر اور دونوں پہلوؤں پر زرہ کی طرح سخت خول ہوتا ہے۔ اس کا منہ نہیں ہوتا بلکہ سونڈ کی طرح سلسلے ایک سوراخ پیدا ہوتا ہے جس کے راستے غذا معدے تک پہنچ جاتی ہے اور معدے کے اندر ہی چبانے کا سارا سلسلہ ہوتا ہے۔

جسمانی اعضا کے لحاظ سے جھینگا مچھلی دوسری سب مچھلیوں سے مختلف ہے۔

**جی. احمد۔** مسٹر جی احمد ۱۹۲۰ء میں سرکاری ملازمت سے منسلک ہوئے اور ۱۹۴۰ء تک دہلی اور پنجاب میں مختلف سرکاری عہدوں پر متعین رہے۔ [illegible] میں ڈپٹی کمشنری کی حیثیت سے لئے گئے۔ قیام پاکستان کے بعد پاکستان کی مرکزی خفیہ پولیس کے انچارج مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۰ء سے ۱۹۵۵ء تک وزارت داخلہ، وزارت اطلاعات و نشریات اور ریاستوں اور قبائلی علاقوں کی وزارت میں سیکرٹری کے عہدے پر مامور رہے۔ اس کے بعد ان کو اقوام متحدہ میں پاکستان کی مستقل نمائندگی کے فرائض سونپے گئے۔ آج کل پاکستان کے منصوبہ بندی کمیشن کے صدر ہیں۔

**جی. ایم. سید (مسٹر G. M. Syed)** مسٹر جی ایم سید ضلع دادو (سندھ) کے رہنے والے ہیں اور پیروں کے ایک مشہور خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ سیاسی زندگی کا آغاز کراچی لوکل بورڈ کے ایک رکن کی حیثیت سے کیا اور کچھ عرصہ بعد اس بورڈ کے صدر چن لئے گئے۔ وہ پہلے مسلمان تھے جو اس بورڈ کے صدر منتخب ہوئے۔ شروع شروع میں مسٹر سید یونائیٹڈ پارٹی United Party کے ممبر تھے مگر بعد میں وہ اس جماعت سے الگ ہو گئے۔ ۱۹۳۵ء میں وہ سندھ اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ تین سال بعد وہ مسلم لیگ میں شامل ہو گئے اور سابق سندھ میں مسلم لیگ کو مقبول بنانے کے لئے خاصا کام کیا۔ اسی لئے قائد اعظم مرحوم نے انہیں آل انڈیا مسلم لیگ (All India Muslim League) کی مجلس عاملہ کا رکن بنا دیا۔ ۱۹۴۶ء کے عام انتخابات میں مسٹر سید اور مسلم لیگی رہنماؤں کے درمیان امیدواروں کے انتخاب کے مسئلے پر اختلاف پیدا ہو گیا۔ چنانچہ مسٹر سید نے مسلم لیگ کا ٹکٹ واپس کر دیا مگر انتخابات میں کامیاب رہے اور سندھ اسمبلی میں حزب اختلاف کے قائد چن لئے گئے۔ قیام پاکستان کے بعد انہوں نے مسٹر عبدالمجید سندھی کے ساتھ مل کر ترقی پارٹی اور پھر عوامی محاذ قائم کیا۔ وحدت مغربی پاکستان کے بعد وہ سابق نیشنل پارٹی میں شامل ہو گئے۔

سابق سندھ کے دوسرے جاگیردار رہنماؤں کی روایات کے برعکس مسٹر سید کو مطالعہ کا بے حد شوق ہے۔ اور وہ خود کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔

**جیروسکوپ (چرخی) - (Gyroscope)**

بحری جہازوں، ہوائی جہازوں اور آبدوزوں کے لئے سمت معلوم کرنے کا کام سب سے زیادہ اہم ہے۔ مگر معمولی قطب نما برقی موٹروں کی موجودگی میں صحیح طور پر کام نہیں دے سکتے۔ کیونکہ بجلی سے روشنی یا برقی رو کے علاوہ مقناطیسی تاثر بھی خارج ہوتا ہے اور وہ مقناطیسی قطب کو ٹھیک کام کرنے سے روکتا ہے۔ اس مشکل کو حل کرنے کے لئے مشینی قطب نما یعنی جیروسکوپ ایجاد کیا گیا ہے۔ یہ زمین کے مقناطیسی قطب کے تاثر سے محفوظ ہوتا ہے اسی لئے سمت کے تعین کے بارے

میں صحیح رہنمائی کرتا ہے۔

جیرو سکوپ ایک تیز گھومنے والا چکر ہے جو اپنے محور کو ہمیشہ ایک ہی سمت میں رکھتا ہے اور اسے ہر اس قوت کے اثر سے بچاتا ہے جو اس کی سمت کو تبدیل کرنے کی کوشش کرے۔

**جے پور** ( Jaipur ) راجپوتانہ واقع ہندوستان میں ایک ریاست جس کا رقبہ ۱۵۶۰۰ مربع میل ہے اور آبادی ۲۶۱۳۰۰۰ کے قریب ہے۔ اس کے دارالحکومت کا نام بھی جے پور ہے۔ ریاست جے پور اب بھارت میں مدغم ہو چکی ہے۔

**جیفرسن، ٹامس۔** Thomas Jefferson (۱۷۴۳ء۔ ۱۸۲۶ء) امریکی ریاستدان جس کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ "اعلان آزادی" کو قلم بند کرنے کا اعزاز اسی کو حاصل ہوا۔ ۱۷۸۳ء میں اس نے امریکہ میں اعشاری نظام رائج کرایا۔ ۱۷۸۵ء میں فرانس میں وزیر با اختیار تعینات ہوا۔ ۱۸۰۱ء سے ۱۸۰۹ء تک جمہوریہ متحدہ امریکہ کا صدر منتخب ہوا۔ اس کی صدارت کے دوران میں لوئی زیانہ Louisiana کی ریاست خریدی گئی اور امریکہ میں بردہ فروشی خلاف قانون قرار دی گئی۔

**جیکسن اینڈریو۔** ( Andrew Jackson ) (۱۷۶۷ء۔ ۱۸۴۵ء) جمہوریہ امریکہ کا ساتواں صدر۔ اینڈریو جیکسن ۱۸۲۳ء میں امریکی سینیٹ ( Senate ) کا رکن بنا۔ اس کے پانچ برس بعد اور پھر دوبارہ ۱۸۳۲ء میں صدر منتخب ہوا۔ اپنے پیشروؤں کی نسبت اس نے صدارتی ویٹو ( Veto ) کا استعمال زیادہ کیا۔

**جیل۔** (دیکھو قید خانہ)

**جیلان (گیلان)** شمال مغربی فارس کا ایک صوبہ جو بحیرہ کیسپین کے مغربی ساحل اور کوہ البرز کے درمیان واقع ہے۔ یہ نشیب میں واقع ہے اور اس کا بحیرہ کیسپین کے ساتھ کا علاقہ غیر صحت بخش ہے جہاں دلدلیں بہت ہیں اس کا جنوبی حصہ بتدریج بلند ہوتا گیا ہے اور اس کی آب و ہوا صحت بخش ہے۔ یہاں جنگلات بہت ہیں جن میں جانور بکثرت پائے جاتے ہیں لوگ ایرانی النسل ہیں اور فارسی بولتے ہیں۔

جیلان نام کا بغداد کے پاس ایک گاؤں بھی ہے۔ مشہور بزرگ شیخ عبدالقادر جیلانی یہیں کے رہنے والے تھے۔

**جیلی فش (دریائی جانور)** Jelly Fish جیلی فش ایک قسم کی مچھلی ہے جس کا جسم سفید اور نہایت شفاف ہوتا ہے بعض مچھلیوں کی شکل ایک چھوٹے دستے والی چھتری اور بعض کی گھنٹی جیسی ہوتی ہے۔

اس کی جلد پر ڈنک مارنے والے اعضا ہوتے ہیں جن سے یہ چھوٹے چھوٹے جانوروں کو ڈس کر بے ہوش کر دیتی اور پھر نہیں نگل جاتی ہے۔ انسان کو کاٹ کھائے تو وہ بھی تھوڑی دیر کے لئے حواس باختہ ہو جاتا ہے۔

جیلی فش سمندر کی سطح پر تیرتی ہے۔ بعض دفعہ خشکی پر آ کر آرام کرنے لگتی ہے اس وقت بے حس و حرکت بالکل اس طرح پڑی ہوتی ہے جیسے کوئی پتھر پڑا ہو۔

**جیمسبوک** (Gemsbok) جنوبی افریقہ کے ایک بہت بڑے بارہ سنگے کا نام ہے۔ اس کے سینگ سیدھے اور بہت لمبے لمبے اور دم گچھے دار ہوتی ہے ماتھے سے نیچے کی طرف ایک سیاہ دھاری اور بدن کا رنگ مٹیالا ہوتا ہے۔ یہ بہت تیز دوڑنے والا جانور ہے۔

**جی معین الدین، مسٹر۔** ۱۹۰۶ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ ایچیسن کالج اور گورنمنٹ کالج لاہور میں

▲ اگوانوڈان — ۹۰ فٹ لمبا، ماقبل تاریخ کی ایک قسم

▲ پلیسیوسارس

◄ بلوچی تھیریم

► برانٹوسارس

▲ سٹیگوسارس

# معدوم جانور

◄ ٹائٹینوتھیریم

► بریکیوسارس

تعلیم حاصل کی۔ سنہ ۱۹۲۰ء میں آکسفورڈ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد اگلے سال انڈین سول سروس میں شامل ہو گئے۔ سنہ ۱۹۲۳ء میں ان کا تقرر پنجاب میں ہوا۔ قیام پاکستان کے بعد حکومت آزاد کشمیر کے مشیر اعلیٰ اور گلگت (بلتستان) میں پولیٹیکل ریزیڈنٹ مقرر ہوئے۔ سنہ ۱۹۵۲ء سے سنہ ۱۹۵۵ء تک وزارت صحت و تعمیرات کے سیکرٹری رہے۔ اس کے بعد نہری پانی کے تنازع کے سلسلہ میں پاکستان کے نمائندے مقرر ہوتے رہے۔ پاکستان کے وفد کے قائد کی حیثیت سے سنہ ۱۹۵۵ء سے سنہ ۱۹۵۹ء تک واشنگٹن میں مقیم رہے۔ اب بھی اسی عہدے پر فائز ہیں۔

**جینر** ۔ (Jenner) سنہ ۱۷۴۹ء ۔ سنہ ۱۸۲۳ء۔ ایڈورڈ جینر، امریکہ کا ایک طبیب جس نے چیچک کی روک تھام کے لئے ٹیکہ ایجاد کیا تھا۔

**جین مت** ۔ (Jainism) ہندوستان کا ایک مذہب، جسے چھٹی صدی قبل مسیح میں اشاعت اور ترویج حاصل ہوئی۔ اس کے بانی کا نام مہاویر تھا جو مہاتما بدھ کا ہم عصر تھا۔ جینیوں کے دو فرقے ہیں جن میں سے ایک فرقہ لباس بالکل برہنہ ہو جاتا ہے۔ ان کے بعض مندر ہندوستانی فن تعمیر کے نادر نمونوں میں سے ہیں۔

جین مت کے پیرو جینی یا جین کہلاتے ہیں، گوشت نہیں کھاتے، چھنا ہوا پانی پیتے ہیں، ناک کے نتھنوں پر کپڑا تہ کیا ہوا باندھے رکھتے ہیں اور کپڑے کی دھجیوں کی ایک جھاڑو سے راستہ صاف کرتے جاتے ہیں کہ کہیں جیو ہتیا نہ ہو جائے۔

**جیوپالیٹکس** ۔ (Geopolitics) جیوپالیٹکس کا مدعا یہ ہے کہ وطن پرستی، قوم پرستی اور نسل پرستی کے جذبات کو اتنا ابھارا جائے کہ ایک قوم تمام دنیا پر حکومت کرنے کی خواہش کرنے لگے۔ جیوپالیٹکس کی بنیاد نازی پارٹی کے دور اقتدار میں جرمنی میں پڑی، جہاں اس بات کی اشاعت پر بہت شد و مد سے کام لیا گیا کہ زمین کے بعض خطے ایسے ہیں جہاں حاکم قوم پیدا ہوتی ہے اور بعض ایسے ہیں جہاں غلام اور محکوم قومیں پیدا ہوتی ہیں۔ اس نظریہ کا سب سے بڑا عالم ہٹلر کا عزیز دوست ہاؤس ہوفر تھا۔ دوسری جنگ عظیم کے خاتمہ تک اس موضوع پر ہر سال درجنوں کتابیں شائع ہوتی رہیں۔ نازیت سے نیشنل سوشلزم کی بنیادی نظریہ ہے۔

اس نظریے کا ماحصل یہ ہے کہ انسان کا تعلق زمین سے ایسا ہی ہے جیسے درختوں اور حیوانات کا ہے۔ جس طرح عمدہ گیہوں اور اچھے گنے کا پودا ایک خاص قسم کی زمین میں پیدا ہوتا ہے، اسی طرح اچھا انسانی دماغ بھی کسی اچھی جگہ پیدا ہوتا ہے اور پرورش پاتا ہے۔ لہٰذا ایشیا اور افریقہ جہاں یورپ اور امریکہ جیسے اعلیٰ اناج اور پھل پیدا نہیں ہوتے وہاں اہل یورپ اور اہل امریکہ جیسے اعلیٰ دماغ بھی پیدا نہیں ہو سکتے۔ اس اصول کو بنیاد مان کر جیوپالیٹکس میں یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ جرمنی کی سرزمین بجائے خود سب سے اعلیٰ انسان پیدا کرتی ہے اور اسی لئے دنیا بھر کے انسانوں پر اہل جرمنی ہی کو حکومت کرنے کا حق حاصل ہے کیونکہ دنیا کے دوسرے لوگ جرمنوں سے کمتر ہیں۔ چنانچہ ہٹلر نے خود لکھا ہے:

"جرمن حکومت کا بلند ترین مقصد یہ ہے کہ نسلی اور نسبی خصوصیات کے ان بنیادی عناصر کو پوری قوت سے ابھارا جائے جو تہذیب و تمدن کو نشوونما دے کر ایک بلند ترین انسانیت کا حسن و جمال پیدا کرتے ہیں۔ وہ بلند ترین انسانیت جس کی ترقی کا انحصار صرف اس نسل کے اقتدار پر منحصر ہے جو تہذیب کو اپنانے کے قابل ہو۔"

**جیوجٹسو** ۔ (Ju Jitsu) جاپانیوں کا کشتی لڑنے کا طریقہ۔ اس فن میں تشریح الاعضا کے گہرے مطالعہ کی ضرورت ہے اس لئے کہ پہلوان حریف کے نہایت نرم و نازک مقامات پر ضرب لگاتا ہے، جس کا برداشت کرنا آسان نہیں ہوتا۔ جیوجٹسو کے ماہر ایسے ایسے داؤں پیچ کرتے ہیں جو دوسری متمدن دنیا میں نفرت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ اس فن میں قوت، زور اور مضبوطی کی اتنی ضرورت نہیں ہوتی۔ ہاں، اس فن کا جاننے والا اپنا بچاؤ بخوبی کر سکتا ہے۔

جیومیٹری

**جیومیٹری** (Geometry) جیومیٹری علم ریاضی کی ایک شاخ ہے جو جگہ یا مقام کی ماہیت، اس کی حقیقت حال اور اس کی صحیح دریافت سے تعلق رکھتی ہے۔ اس علم کی ابتدا غالباً مصر سے ہوئی۔ جہاں دریائے نیل میں وقتاً فوقتاً طغیانی آتی رہتی تھی چنانچہ قدیم مصری لوگ اپنی فصلوں اور زمینوں کی حفاظت کے لئے زاویئے وغیرہ بنا کر حساب لگایا کرتے تھے۔ مصریوں کی ابتدا کے بعد یونانیوں نے اسے ترقی پر پہنچایا اور اسے ایک باقاعدہ علم کی شکل دی۔ تھیلز، فیثاغورث اور اقلیدس وغیرہ یونانی ریاضی دانوں نے ۳۰۰ ق م میں جیومیٹری میں بہت سی نئی باتیں دریافت کیں اور ان کا اضافہ کیا۔ سترھویں صدی عیسوی میں جیومیٹری کے علم میں بہت کچھ ترقی اور اضافہ ہوا۔

# چ

**چاپ اسٹکس** (Chop Sticks) لکڑی اور ہاتھی دانت کی باریک اور نوکدار تیلیاں جن سے چینی اور جاپانی لوگ چاول کھاتے ہیں۔ ان تیلیوں سے خوراک اٹھانا ہمارے لئے محال ہے لیکن یہ لوگ اس پھرتی سے چاول اٹھاتے اور جلدی جلدی کھاتے ہیں۔ کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے اگر ہم لوگ چمچے لے کر ان کے ساتھ کھانے بیٹھیں تو وہ لوگ کھانا پہلے ختم کر لیں گے۔

**چار آئینہ** ۔ فولاد کی چار پلیٹیں سی ہوتی تھیں جو سینے، پشت اور دونوں رانوں پر لڑائی کے موقع پر باندھ لی جاتی تھیں ۔ جن پر تیر تلوار، بھالا نیزہ اثر نہیں کرتے یہ اگلے وقتوں کی جنگوں کے بچاؤ کی تدبیریں تھیں ۔ آجکل جنگ میں اس قسم کی تمام تدبیریں بیکار ہیں ۔

**چار بڑے** (Big Four) ۱۹۱۹ء میں پیرس میں منعقدہ امن کانفرنس میں یہ اصطلاح ان چار سیاسی سربراہوں کے لیے استعمال کی گئی :- (۱) کلیمنسو۔ (۲) آرلینڈو (۳) لائیڈ جارج (۴) ولسن۔

اور دوسری عالمگیر جنگ میں یہ اصطلاح حسب ذیل چار سربراہوں کے لیے استعمال کی گئی :- ۱۔ چیانگ کائی شیک (۲) چرچل (۳) روزویلٹ (۴) اسٹالن اور بعد ازاں اٹیلی۔ چیانگ کائی شیک۔ سٹالن اور ٹرومین کے لیے۔

**چار قل** ۔ قرآن پاک کی آخری سورتوں میں سے چار سورتیں "قل" کے لفظ سے شروع ہوتی ہیں "قل یا ایہا الکفرون قل ہو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق" اور "قل اعوذ برب الناس" چار قل انہی سے مراد ہیں۔ ان سورتوں کا ورد خوف و خدشہ اور شیطانی وسواس دور کرنے کے لئے تیر بہدف ثابت ہوتا ہے ۔ جنگ و جدل اور امن و آشتی میں ان کا وظیفہ کرنا پناہ اور حفاظت کا ذریعہ ہوتا ہے اور ان سے تسکین قلب حاصل ہوتی ہے ۔

**چارکول** (لکڑی کا کوئلہ) ( Charcoal )

چارکول عام طور پر لکڑی کو جلا کر بنایا جاتا ہے لیکن کبھی کبھی دوسری نباتات اور ہڈیوں کو بھی چارکول بنانے کے لئے استعمال کر لیتے ہیں۔ لکڑی کو خاص قسم کی بھٹی میں ایک مقررہ وقت تک جلایا جاتا ہے اور اس امر کی احتیاط کی جاتی ہے کہ لکڑی میں کاربن رہے اور جل کر راکھ نہ ہو جائے ۔ کبھی شکر کو جلا کر بھی کاربن حاصل کیا جاتا ہے اور اس سے سو فی صدی کاربن حاصل ہوتا ہے ۔ ہڈیوں کے جلانے سے صرف دس فیصدی تک کاربن مہیا ہو سکتا ہے پہلے جہاں لکڑی کی افراط تھی لکڑی کے بڑے بڑے ڈھیر لگا کر انہیں آگ لگا دی جاتی تھی اور کچھ دیر جلنے کے بعد کوئلہ الگ کر لیا جاتا تھا مگر اب کوئلہ بنانے کے لئے خاص قسم کی بھٹیاں استعمال کی جاتی ہیں اور کئی قیمتی چیزیں اس طرح پر حاصل کی جاتی ہیں ۔ لکڑی کا کوئلہ عام طور پر ایندھن کی جگہ استعمال کیا جاتا ہے لیکن اس میں گیسوں کے جذب کرنے کی جو قوت ہے اس کی وجہ سے اس سے بہت سے کام لئے جا سکتے ہیں یہ کوئلہ بارود بنانے کے بھی کام آتا ہے ۔

**چارلی چپلن** ۔ ایک نامور اداکار اور فلم ساز ۱۸۸۹ء میں انگلستان میں پیدا ہوا اور پانچ برس کی عمر میں پہلی مرتبہ اسٹیج پر آیا اس کے بعد امریکہ چلا گیا جہاں اس نے کیسٹون سٹوڈیوز کے لئے کئی چھوٹی چھوٹی فلمیں تیار کیں پچیس برس کی عمر میں اس نے اپنی فلمیں تیار کرنے کا سلسلہ

شروع کیا ساتھ ہی ساتھ کئی فلموں میں کام کیا اور اپنی بے مثال ظرافت اور مزاح کی بدولت بہت مقبول ہوا۔ سنہ ۱۹۴۰ء میں اس کی پہلی ناطق فلم کی نمائش ہوئی۔ اس سے پہلے اس نے صرف خاموش فلمیں تیار کیں۔ اپنی فلم "لائم لائٹ" کی نمائش کے سلسلہ میں جب وہ انگلستان آرہا تھا تو امریکی حکومت نے اس کا ویزا ضبط کر لیا مگر دلچسپ بات یہ ہے کہ جب اس فلم کی نمائش لندن میں ہوئی تو انگلستان کی شہزادی مارگریٹ نے اس کا افتتاح کیا اور یورپ کی کئی حکومتوں نے اپنے ملک میں حق شہریت عطا کرنے کی پیشکش کی آج کل یہ عظیم فن کار سوئٹزرلینڈ میں مقیم ہے۔

چار مغز۔ مغز خربوزہ۔ مغز کدو۔ مغز خیارین اور مغز بادام بسا اوقات مغز بادام کی جگہ ککڑی کے مغز کو دیجاتی ہے یہ مغز اکثر دوائیوں اور سردائیوں میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ بہت مقوی اور مفید ہیں۔ دماغی طاقت کے لئے دودھ اور شکر میں گھوٹ کر استعمال کئے جاتے ہیں ان میں روغن اور پروٹین کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے۔

چار مینار۔ سلطان قلی قطب شاہ کی بنائی ہوئی تاریخی یادگار اس کا سنگ بنیاد سنہ ۹۹۹ھ میں رکھا گیا جس جگہ یادگار چار مینار واقع ہے وہاں کبھی موضع چچلم واقع تھا۔ جس میں بعض روایتوں کے مطابق سلطان قلی قطب شاہ کی محبوبہ بھاگ متی رہا کرتی تھی۔ چار مینار کی عمارت ۱۸۹ فٹ بلند ہے اور شہر حیدر آباد (دکن) کے عین وسط میں واقع ہے چار مینار کے چوک سے شہر کے چاروں طرف سڑکیں نکلتی ہیں۔

چار یارؓ۔ اس ترکیب کے لغوی معنی چار دوستوں کے ہیں۔ یہ لفظ رسول کریمؐ کے چار اصحاب خلفائے راشدین کے لئے استعمال ہوتا ہے جن کے اسمائے گرامی حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ حضرت علی مرتضےٰؓ ہیں یہ چار یار تاریخ اسلام کے



آسمان پر درخشاں و تاباں سیاروں کے مانند جگمگاتے نظر آتے ہیں۔

چاسر جیوفرے۔ Geoffery Chauser انگلستان کا ایک مشہور شاعر ہے انگریزی شاعری کا باپ کہا جاتا ہے۔ سنہ ۱۳۴۰ء میں لندن میں پیدا ہوا۔ بچپن ہی میں شاہی محل میں ملازم ہوگیا۔ ان دنوں برطانیہ میں ایڈورڈ سوم کی حکومت تھی۔ بادشاہ چاسر کے حسن کارکردگی سے بہت خوش تھا انہی دنوں انگلستان سے فرانس کو ایک مہم روانہ کی گئی جس میں چاسر بھی شامل تھا۔ اس مہم میں چاسر کو فرانس میں قیدی بنا لیا گیا لیکن شاہ انگلستان نے تاوان ادا کر کے اسے چھڑا لیا۔ اس کے بعد اسے اٹلی اور چند دیگر ممالک میں برطانیہ کے سفیر کی حیثیت سے بھی جانا پڑا۔

سنہ ۱۳۶۰ء میں اس کی شاعرانہ زندگی کا آغاز ہوا۔ اور چند ہی سالوں میں اس نے ایسی موثر نظمیں لکھیں جن سے سارے انگلستان میں اس کی شاعری کی دھوم مچ گئی۔ اس کی نظموں کا انگلستان کے لوگوں پر وہی اثر ہوا جو اٹلی میں ڈینٹے Dante کی نظموں کا ہوا تھا۔ بلکہ شاعری میں انگریزوں کے ہاں اسے ڈینٹے سے بھی بلند تسلیم کیا گیا ہے۔

سنہ ۱۴۰۰ء میں وفات پائی اور ویسٹ منسٹر ایبے کے اس قبرستان میں دفن کیا گیا جو انگلستان کے ممتاز شاعروں کے لئے مخصوص ہے۔

چاسوبل۔ (Chasuble) رومن کیتھولک پادریوں کا ایک مخصوص لباس جس کو وہ ماس کے وقت پہنتے ہیں ماس ایک خاص عبادت کا نام ہے۔ جو حضرت مسیحؑ کی موت سے پیشتر آخری ضیافت فصح کی یاد میں اسی دن کی جاتی ہے۔ اس ضیافت کا اصطلاحی نام عشائے ربانی ہے یعنی خداوند کا عید فصح کے دن کا مخصوص کھانا جو رات کے وقت کھایا گیا۔ اس کھانے کے موقعہ پر جو بطور یادگار کھایا جاتا ہے، شامل ہونے والے تمام آدمی ایک بن سلا اور بنا ہوا کرتہ پہنتے ہیں۔ کیونکہ انجیل کی روایت کے مطابق حضرت مسیحؑ کا کرتہ بن سلا سراسر بنا ہوا تھا اور جب آپ کو صلیب دینے کے بعد سپاہیوں نے آپ کے کپڑے تقسیم کئے تو کپڑے ادھیڑ کر تقسیم کئے گئے اور کرتہ جو ادھڑ نہیں سکتا تھا بذریعہ قرعہ اندازی

تقسیم کیا گیا رومن کیتھولک پادریوں کا یہ مخصوص لباس سینے اور پشت پر ایک چوغے کی شکل میں ہوتا ہے اور بازو ننگے رہتے ہیں۔

**چاک مٹی۔ ( Chalk )** جپسم قدرتی طور پر زمین میں موجود ہوتا ہے۔ چاک مٹی اسی جپسم سے تیار ہوتی ہے جپسم کو ۱۲۰ سینٹی گریڈ درجے کی حرارت پہنچنے پر اس میں سے کچھ عناصر کا پانی خارج ہو جاتا ہے اور جو کچھ باقی بچ جاتا ہے اس کو چاک مٹی کہتے ہیں۔ چاک مٹی کو جب پانی میں گھولا جاتا ہے تو خشک ہو کر سخت ہو جاتی ہے اور خشک ہونے کے ساتھ ساتھ اس کا حجم بھی کسی قدر بڑھ جاتا ہے۔ چاک مٹی کو سانچوں میں ڈال کر اس سے کئی قسم کی چیزیں بنائی جاتی ہیں۔ چنانچہ تختہ سیاہ پر لکھنے کا چاک بھی اسی مٹی سے بنتا ہے چاک مٹی کو کھریا مٹی بھی کہتے ہیں۔

**چاکولیٹ ۔(Chocolate)** مختلف رنگوں کی مٹھائی کی وہ ٹکیاں جو بازار میں عام ملتی ہیں گرم ممالک میں کوکو کا درخت ہوتا ہے۔ جس کی پتیاں چائے جیسی ہوتی ہیں۔ یہ درخت سیب کے درخت جتنا بڑا ہوتا ہے جس میں ۵ - ۷ سال کے بعد پھل لگتا ہے ٹہنیوں کے ساتھ ہزارہا خوشنما پھول ہوتے ہیں جن میں سے چند درجن ٹہنیوں کے ساتھ کوکو کی سخت پھلیاں بن جاتی ہیں۔ پھر ہر پھل کے اندر دو درجن درجن کوکو کے بیج ہوتے ہیں۔ پھلوں کو توڑ کر بیج نکال لئے جاتے ہیں جنہیں دھوپ میں خشک کر لیا جاتا ہے۔ ۶ - ۷ ایکڑ زمین میں کوکو کے جتنے درخت ہوں ان سب کی پھلیوں میں سے ایک ٹن کے قریب خشک بیج فراہم ہو جاتے ہیں۔

کوکو کے بیج خشک کرنے کے بعد انہیں چاکولیٹ بنانے کی فیکٹری میں بھیج دیا جاتا ہے جہاں انہیں صاف کر کے پکایا جاتا ہے۔ اس کے بعد انہیں پیس کر سفوف بنا لیتے ہیں اس سفوف میں مٹھاس اور خوشبو وغیرہ ملا کر اس کی لیٹی سی بنا لیتے ہیں اس لیٹی کو سانچوں میں ڈھال کر اس کی لمبی ڈلیاں تیار کر لیتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹنے کے بعد اس کا چاکولیٹ تیار ہو جاتا ہے

( Chocolate Ice-cream ) انڈہ، چینی اور تازہ دودھ ایک پینٹ تیار کرو۔ پھر ۲ اونس چاکلیٹ، نصف پیالی دودھ اور آدھا پونڈ شکر تیار رکھو کسٹرڈ کو ٹھنڈا ہونے کے لئے چھوڑ دو۔ چاکلیٹ کو کوٹ کر دودھ میں ملا لو۔ بعد ازاں شکر

کا اضافہ کرو۔ خوب پھینٹ لو اور اس میں کسٹرڈ ملا لو۔ پھر جمنے کے لئے چھوڑ دو۔

فروٹ آئس کریم Fruit Ice-cream ایک پنٹ کسٹرڈ لیجئے آدھا پنٹ تازہ ملائی اور چار اونس پھل کے کرسٹل یا Crystal کسٹرڈ ٹھنڈا ہو جائے تو اس میں ملائی ڈال کر خوب ہلا لو۔ بعد ازاں میوے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے اس پر پھیلا دو۔ پھر جمنے کے لئے رکھ دو۔ جب سخت ہو جائے تو بڑی طشتری میں ملائی کے ہمراہ مہمانوں کے آگے پیش کرو۔

**چالان۔ ( Challan )** قانونی اصطلاح ہے انگریزی میں بھی یہی لفظ ہے پولیس جرائم قابل دست اندازی کی تفتیش کر کے مجرموں کا چالان کرتی ہے بالفاظ دیگر انہیں عدالت میں بغرض سزا بھیجتی ہے۔ مجرموں کی سزا یا بریت شہادتوں پر موقوف ہوتی ہے پولیس زیر دفعہ ۱۶۱ ضابطہ فوجداری ملزموں کے خلاف گواہوں کے بیان لیتی ہے اور چالان مکمل کر کے عدالت متعلقہ میں بھیجتی ہے۔

**چال چلن: ( Character )** کسی ملازم کا آقا اس بات کا پابند نہیں ہے کہ ملازم کے چال چلن اور عادات و اطوار کے بارہ میں سوالات کا جواب دے۔ لیکن اگر وہ کوئی معلومات بہم پہنچائے تو وہ صحیح ہونی چاہئیں خواہ وہ معلومات کسی نوعیت کی ہوں کوئی اہم واقعات یا حالات چھپائے نہ جائیں۔ اگر بعض ضروری امور کو مخفی رکھا گیا اور اس کے لئے آقا کو نقصان پہنچا تو سابق آقا اس کا ذمہ دار گردانا جائے گا۔ اور اسے ہرجانہ ادا کرنا پڑے گا۔ اگر دیدہ و دانستہ وہ جھوٹی معلومات بہم پہنچائے گا تو اسے سزا بھگتنی پڑے گی اور اس پر تعزیر لگے گی۔

اگر ملازم یا نوکر کے چال چلن کے مطابق آقا صحیح حالات بیان کر دے، خواہ وہ حالات ملازم کے موافق ہوں یا مخالف تو نوکر آقا کے خلاف اس وجہ سے قانونی چارہ جوئی کا مجاز نہیں ہے کہ اس نے اس کے متعلق ایسی معلومات بہم پہنچائی ہیں جس سے اس کی شہرت اور نیک نامی معرض خطر میں پڑ گئی ہے یا اس کی معاش پر ان معلومات کا برا اثر پڑا ہے قانونی زبان میں اسے آقا کا خاص حق سمجھا جاتا ہے۔

ایک شخص دوسرے شخص کے چال چلن کے بارے میں تیسرے شخص کو غلط سلط باتیں لکھے یا بتلائے تو اس کا یہ فعل ہتک

عزت ( Defamation ) کے ضمن میں سے آئے گا اور وہ قابل مواخذہ ہوگا۔

**چالسی ڈڈنی۔** ( Chalcedony ) بلور کی قسم کا ایک قیمتی پتھر جس کی رنگت سفید موم کی مانند ہوتی ہے۔ زیورات اور تمغے کے ہار اور مالا بنانے میں اکثر کام آتا ہے جوڑیوں میں بھی جڑا جاتا ہے سفید بالائی کے رنگ کا عام ہوتا ہے۔ اس کی ایک چمکدار اور نارنجی رنگ کی قسم بھی ہے جس کو کارنیلین Cornelian کہتے ہیں اور ذرا بھوری سی قسم کو سرڈ ( Surd ) کہتے ہیں باقی قسموں کے نام اور رنگ حسب ذیل ہیں کریسو پراس Chrisoprass ہلکا سیب جیسا سبز، پلازما (Plasma) جو نک کے رنگ کا سبز بلڈ سٹون (Blood Stone) سبز زمین پر سرخ داغ۔

**چالبیٹ واٹر یا چشمے Chalybeate Waters**
وہ پانی جس میں لوہے کا عنصر حل شدہ صورت میں پایا جائے اس قسم کے پانی پہاڑی چشموں میں اکثر ملتے ہیں۔ اور بیمار کے لئے خون افزا اور مقوی ثابت ہوتے ہیں دنیا کے ہر ملک میں ہوتے ہیں پاکستان کے ضلع میانوالی میں نہر نمل کے دہانے پر ایک چشمہ ہے جس کے پانی میں گندھک اور لوہے کی آمیزش ہے۔ یہ پانی نہایت ہاضم ہے اور دور دور سے لوگ اس کے پینے کے لئے آتے ہیں۔ اس کا رنگ گندھکی زرد اور نیلا سا ہے۔ اردگرد کی پہاڑیوں میں لوہا عام پایا جاتا ہے۔ نمل میانوالی کے راستے موسیٰ خیل کے پاس ہے۔ اگر اس پانی کو بوتلوں میں بند کر کے فروخت کیا جائے تو کافی منافع حاصل ہو۔

**چاند (قمر)** ( Moon ) زمین کا طفیلی سیارہ جو زمین سے ۲۳۸۸۵۷ میل کے فاصلے پر ہے چاند میں ارضیات کے مطالعہ کی ابتدا (Galileo) سے ہوئی جس نے ۱۶۰۹ء میں اعلان کیا کہ چاند بجائے قرص کے ایک کرہ ہے جو کرہ ارض کے مشابہ ہے۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ اس کی سطح پر پہاڑ اور کوہ آتش فشاں کے دہانے موجود ہیں اور سمندر بھی ہے۔ لیکن سمندر والا معاملہ جلد غلط ثابت ہو گیا۔ البتہ نباتات کی موجودگی کا خیال اس وقت تک پایا جاتا تھا۔ لیکن جدید ترین تحقیقات سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ چاند کی سطح کی خارجی پرتیں آتش فشانی کی راکھ اور پتھروں کی بنی ہوئی ہیں۔ چاند میں نہ ہوا ہے، نہ پانی اور نہ کسی قسم کی حیات اس کا درجہ حرارت دن کے وقت نہایت گرم اور رات میں نہایت سرد رہتا ہے لیکن سطح سے چند فٹ نیچے کا ٹمپریچر غالباً پانی کے نقطہ انجماد پر رہتا ہے چاند کی سطح پر گہرے گہرے نشانات پڑے ہوئے ہیں لیکن ان نشانات کا باعث پانی ہوا یا موسم کا اثر نہیں اس کے علاوہ: چاند کی جاذبہ کی کشش کو کرہ ارض کی جاذبہ کی کشش سے صرف ۱/۶ کی نسبت ہے وہاں نہ پانی ہے نہ برف، نہ کرہ ہوائی کی کوئی چادر ہے جو آفتاب کی شعاعوں کا تصادم ہلکا کر سکے اور سطح سے گرمی کے نکاس کو روک سکے۔ درجہ حرارت دن کے وقت ۱۲۰ سنٹی گریڈ ہوتا ہے اور رات کو صرف ۲۰۰ رہ جاتا ہے اور یہ تغیر بعض دفعہ ایک گھنٹے کے اندر اندر رونما ہو جاتا ہے۔ سطح پر پہاڑ اور آتش فشانی دہانے بیشمار ہیں اور بعض پہاڑوں کی بلندی ۲۵ ہزار فٹ ہے اور ایک آتش فشاں دہانے کی گہرائی چوبیس ہزار فٹ ہے جس کی وجہ ماہرین ارضیات کے نزدیک چاند میں جاذبہ کی کمی اور ہوائی عدم مزاحمت ہے چاند کی سطح نرم اور اسفنجی ہے اور وہ موصل جاذب حرارت بھی ہے۔ چاند کے ایک دن میں ہمارے پندرہ دن ہوتے ہیں۔ گویا چاند ۲۹ - ۳۰ دن میں اپنے محور کے گرد ایک چکر کاٹتا ہے۔ اور اسی مدت میں زمین کے گرد اپنے مدار پر ایک گردش پوری کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ہمیشہ اس کی ایک جانب کا ملاحظہ کرتے ہیں اس تحقیقات میں مزید کاوشیں جاری ہیں۔

مذہب اسلام میں نماز خسوف (سورج گہن) اور کسوف (چاند گہن) پڑھنا مسنون ہے۔ جب سورج کو گہن لگے تو بھی خدا کی عبادت اور اس کی یاد کرو اور جب چاند کو گہن لگے تو بھی خدا کی عبادت کرو اور اس کی یاد کرو۔ خسوف و کسوف اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے نشانات ہیں اور اس لحاظ سے اس کی بندگی کی تلقین کی گئی ہے۔

**چاند بی بی** (ملکہ) حسین نظام شاہ احمد نگر (دکن) کی لڑکی تھی۔ مروجہ علوم کی تکمیل کے بعد باپ نے خود نبی سپہگری میں طاق کر دیا تھا۔ فنون مصوری اور موسیقی اس کا محبوب مشغلہ تھا۔ اس کی شادی علی عادل شاہ مرداں والئے بیجاپور سے ہوئی۔ باوجود پردہ نشین ہونے کے جب کبھی میدان جنگ میں آ کر لڑتی بڑے بڑے شیر مردوں کا پتہ پانی کر دیتی۔ اکبر اعظم نے شہزادہ مراد کو احمد نگر کی

تنیر کرنے بھیجا لیکن اس شیر دل خاتون نے اس کو ۱۵۹۵ء میں بے نیل مرام واپس ہو جانے پر مجبور کر دیا۔ دوسرے سال دانیال کی فوج سے گوداوری کے کنارے زبردست مقابلہ کیا۔ بالآخر ۱۵۹۹ء میں اکبر خود مقابلہ پر آیا۔ احمد نگر کے قلعدار حمید خاں کی سازش اور غداری کی وجہ سے سپاہیوں نے اس بہادر خاتون کو محل کے اندر گھس کر بے خبری میں قتل کر دیا اور اس واقعہ کے بعد سنہ ۱۶۰۰ء میں اکبر کا قبضہ احمد نگر پر ہو گیا۔

اس کی زندگی میں ایک دفعہ اس کے محل کی چھت پر دو مسلح آدمی رات کے وقت علی عادل کے قتل کی نیت سے آپہنچے۔ قدموں کی چاپ سن کر سلطانہ چاند بی بی تیغ بکف چھت پر آئی اور دونوں حملہ آوروں کو وہیں مار کر ڈھیر کر دیا تب علی عادل بیدار ہوا اور ملکہ کی تلوار کو چوم لیا۔ دوسرا واقعہ یہ ہے کہ سلطانہ اپنے میکے سے بیجاپور پالکی پر آ رہی تھی، کچھ سپاہی بھی ہمراہ تھے۔ راستے میں ڈاکوؤں نے حملہ کر کے اس کے محافظ سپاہیوں کو ہلاک کر دیا تب سلطانہ خود تلوار سونت کر پالکی سے نکل آئی اور ڈاکوؤں کو مار بھگایا۔

**چاند گہن** (Lunar Eclipse) زمین سورج کے گرد گھومتی ہے اور چاند زمین کے گرد گھومتا ہے۔ زمین اور چاند اپنی روشنی سورج سے حاصل کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کے گرد گھومتے ہوئے یہ سیارے سال میں دو مرتبہ ایک دوسرے کے سامنے آ جاتے ہیں۔ جب ایسا ہوتا ہے تو ایک سیارے کا سایہ دوسرے پر پڑتا ہے یہی گہن ہے۔ زمین کا جو سایہ چاند پر پڑتا ہے وہ چاند گہن کہلاتا ہے۔

چاند گہن کا موسم "ساکن" نہیں ہے بلکہ ہر سال پچھلے سال کے مقابلے میں ۱۹ دن پہلے شروع ہوتا ہے۔ چاند گہن کے ساتھ جو توہمات وابستہ ہیں وہ سائنسی اعتبار سے بالکل غلط ہیں یہ فطرت کا ایک طبعی مظاہرہ ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔

**چاندی۔** (Silver) سفید رنگ کی ایک قیمتی دھات ہوتی ہے۔ جس سے زیورات اور خورد و نوش کے برتن بنائے جاتے ہیں۔ چونکہ یہ دھات بہت نرم ہوتی ہے اس لئے اسے سخت بنانے کے لئے کسی قدر تانبا ملایا جاتا ہے (عموماً ۲۵ حصے چاندی میں ۷.۵ حصے ہوتا ہے)۔

چاندی زمین سے نکالنے کے بعد گرم کر کے سلفورک ایسڈ سے دھوئی جاتی ہے۔ پھر اسے کوٹ کر اشیا یا زیورات مطلوبہ کی شکل میں ڈھال لیا جاتا ہے۔ گرم کرنے سے یہ نرم ہو جاتی ہے اس لئے اسے گرم کر کے مختلف شکلیں دی جا سکتی ہیں۔ چاندی کے زیورات یا برتنوں پر نقش و نگار کرنے کے لئے بھی اسے گرم کیا جا سکتا ہے تاکہ سطح اچھی ملائم ہو جائے اور کھدائی کی جا سکے۔

آجکل تو رواج کم ہے لیکن پچھلے وقتوں میں اس سے سکے بنائے جاتے تھے۔

جنوبی امریکہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے جنوبی حصے آسٹریلیا کے مشرقی ساحل۔ روس برما، میکسیکو (جو چاندی کا گھر ہے) ایریزونا، نیوادا، جرمنی۔ آسٹریلیا، سپین میں چاندی بہت پائی جاتی ہے۔

**چاندی کی صفائی۔** (Silver Cleaning) ایک بڑی سی چینی کی طشتری میں گرم پانی ڈالو اس میں تین چمچے نمک اور تین چمچے بائی کاربونیٹ آف سوڈا ملاؤ جب کبھی چاندی کے چمچے، کانٹے یا چاندی کی بنی ہوئی کسی اور چیز پر سے دھبے مٹانا مقصود ہو تو چینی کی طشتری میں اتنی بڑی جستی چادر رکھو جو طشتری کے پیندے کو ڈھانک لے۔ بعد ازاں چاندی کی چیز اس کے اندر ڈبو دو دو تین منٹ کے بعد وہ بالکل صاف شفاف ہو جائے گی۔ استعمال کے بعد جست کا ٹکڑا طشتری میں سے نکال لینا چاہیے۔

**چانسلر۔** (Chancellor) قدیم رومن حکومت کے نظام میں ایک بڑے عہدے کا نام تھا۔ برطانوی حکومت میں لارڈ ہائی چانسلر شاہی مہر کا محافظ، دارالامرا یا ہاؤس آف لارڈز کا صدر اور بادشاہ کا قانونی مشیر ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ وزیر مالیات کو بھی چانسلر آف دی ایکسچیکر کہتے ہیں۔ کسی یونیورسٹی کے سب سے بڑے ناظم کو بھی چانسلر کہتے ہیں۔ اور اس کے نائب کو وائس چانسلر۔ پاکستان میں یہ لفظ انہیں معنی میں مستعمل ہے۔ چنانچہ پنجاب یونیورسٹی سندھ یونیورسٹی۔ اور پشاور یونیورسٹی کے چانسلر گورنر مغربی پاکستان اور کراچی یونیورسٹی کے چانسلر جمہوریہ پاکستان کے پریزیڈنٹ ہیں۔ وعلی ہذا القیاس۔

**چاول۔** (Rice) چاول دنیا کی کثیر آبادی کی خوراک ہے۔ اس کی کاشت سب سے پہلے چین میں شروع ہوئی اور اب دنیا کے وسیع رقبے پر کم و بیش ہر ملک میں ہونے لگی ہے۔

شکل و صورت، رنگ و بو اور ذائقے کے اعتبار سے چاول کی بیشمار قسمیں ہیں جو مختلف طبعی حالات اور آب و ہوا میں پیدا ہوتی ہیں لیکن عام طور پر چاول کو دو بڑی قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ قسم اول میں وہ چاول شامل ہیں جو اونچے مقامات یعنی پہاڑی علاقوں میں پیدا ہوتے ہیں اور قسم دوم میں میدانی علاقوں میں کاشت کئے جانے والے چاول شامل ہیں۔

چاول کو اچھی خاصی گرمی اور کثیر بارش کی ضرورت ہوتی ہے اس سے عام طور پر اس کی کاشت منطقہ حارہ اور گرم منطقہ معتدلہ کے نشیبی علاقوں میں کی جاتی ہے جہاں کا درجہ حرارت ستر درجے سے زیادہ اور اوسط بارش چالیس انچ سالانہ سے زیادہ ہو۔ ایسی جگہوں پر بھی اس کی کاشت کامیاب ثابت ہوتی ہے جہاں دریاؤں اور نہروں سے بکثرت پانی کھیت سینچنے کے لئے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ چاول کے لئے ایسی زمین مفید ہوتی ہے جس میں پانی کافی عرصہ ٹھہر سکے۔ ریتلی اور چکنی مٹی اس کے لئے خاص طور پر مفید ہوتی ہے۔ چین برصغیر ہند و پاکستان، برما، سیام، ہند چینی، جزائر شرق الہند، مصر، بحیرہ روم کے مشرقی ساحل مڈغاسکر، برازیل کے مشرقی ساحل، جنوبی ریاستہائے متحدہ امریکہ، فرانس کا کیپیا اور شمالی اٹلی میں کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔

**چاہ بابل۔** بغداد سے جنوب کی طرف تقریباً پچپن میل کے فاصلہ پر ایک چوکور کنواں ہے جس کا قطر تین فٹ کے قریب ہے۔ کنکر پھینکنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں پانی موجود ہے۔ اس کنوئیں میں کہا جاتا ہے کہ ہاروت و ماروت الٹے لٹکے ہوئے ہیں اور قیامت تک لٹکے رہیں گے علمائے یہود کا کہنا ہے کہ زمین پر قیام کے دوران میں ہاروت اور ماروت کی نگاہ ایک خوبصورت عورت زہرہ پر پڑی اور وہ اس کی قربت کے طلبگار ہوئے۔ زہرہ کے کہنے پر انہوں نے شراب نوشی، بت پرستی اور قتل و غارت تک سے گریز نہ کیا یہاں تک کہ زہرہ کو بھی اسم اعظم سکھا دیا۔ زہرہ اسم اعظم کی برکت سے آسمان پر چلی گئی ہے اور ہاروت و ماروت خدا کے غضب میں مبتلا ہو کر چاہ بابل میں قید ہوئے۔

قرآن پاک میں بھی ہاروت اور ماروت کا نام آیا ہے مگر مذکورہ قصے کی طرف کوئی اشارہ موجود نہیں ہے۔

**چاہ نخشب۔** وہ روایتی کنواں جس میں سے حکیم عطا ابن مقنع نے شعبدے کے طور پر سیمیائی اجزاء کی ترکیب سے ایک چاند نکالا تھا۔ نخشب ترکستان کے ایک شہر کا نام ہے جس کی نسبت سے، ماہ مقنع کو ماہ نخشب کہتے ہیں۔ مشہور ہے کہ حکیم مذکور نے شہر کے باہر ایک کنواں بنوایا جس میں سے اندھیری راتوں میں ایک چاند نکل کر ہوا میں معلق ہو جاتا اور چار چار کوس تک اس کی روشنی سے ہر چیز منور ہو جاتی۔

**چاہ یوسف۔** بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کو سیر کرانے کے بہانے جنگل میں لے گئے اور باہم مشورہ کر کے انہیں ایک ایسے کنوئیں میں ڈال دیا جو عرصہ سے خشک پڑا تھا۔ جو زی اسماعیلیوں کا ایک قافلہ سامان تجارت لئے شام سے مصر کی طرف جا رہا تھا۔ کنواں دیکھ کر اہل قافلہ نے پانی کے لئے اس میں ڈول ڈالا۔ جسے پکڑ کر حضرت یوسفؑ کنوئیں سے باہر آ گئے۔ قافلہ والوں نے انہیں غلام کے طور پر اپنے قافلے میں شامل کر لیا اور مصر لے گئے۔

چاہ یوسفؑ نواح شام میں طبریہ کے نزدیک واقع ہے اور اس پر ان دنوں ایک گنبد بنا ہوا ہے۔

**چائے۔** (Tea) چائے کا پودا گرم اور مرطوب علاقوں کی پیداوار ہے۔ اس کا اصلی وطن چین ہے۔ مون سون ہواؤں کا خطہ جہاں گرمیوں کے علاوہ سردیوں میں بھی کسی قدر بارش ہو جاتی ہے اس کے لئے نہایت موزوں ہے۔ اوسط درجے کی گرمی اور کثرت باراں اس کے پتوں کے لئے بہت مفید ہے۔ ۴۵ سے زیادہ اور ۹۰ سے کم درجہ حرارت اور ۱۰۰ انچ سالانہ بارش کا اوسط اس کے لئے بہت مفید ہے۔ زیادہ پانی جلنے کے پودوں کی جڑوں کو نقصان پہنچاتا ہے اس لئے پہاڑی ڈھلوانوں پر اس کی کاشت زیادہ ہوتی ہے میدانوں میں بھی جہاں زمین کی ڈھال مناسب ہے اور پانی آسانی سے بہہ سکے۔ نیز زمین ہلکی اور بھربھری

ہو اس کی کاشت کی جا سکتی ہے ۔ چین ۔ لنکا ۔ برصغیر ہند وپاکستان ۔ جاپان اور جاوا اس کی پیداوار کے لئے مشہور رہیں تاہم ۔ نیپال جیسا برازیل اور کیلیفورنیا میں بھی اس کی کاشت ہونے لگی ہے ۔

**چترال ۔** ( Chitral ) پاکستان کی ایک ماتحت ( Protectorate ) ریاست جو کشمیر کے شمال مغرب میں واقع ہے ۱۸۹۵ء میں انگریزوں کی ماتحتی میں آئی ۔ اور انہوں نے وہاں اپنی فوجیں مقیم کر دیں فوجی نقطہ نظر سے ایک اہم مقام ہے ۔ کیونکہ کوہ ہندو کش میں واقع دروں کی نگرانی کرتی ہے ۱۹۴۷ء میں جب پاکستان کی حکومت معرض وجود میں آئی تو چترال نے پاکستان کا جزو بننا منظور کرلیا اور اپنی مرضی سے اس کی رکنیت اختیار کرلی ۔

**چتکبرا ، ابلق ۔** جس جانور کے جسم پر سیاہ سفید یا مختلف النوع داغ یا نشان ہوں اسے چتکبرا یا ابلق رنگ قرار دیتے ہیں ۔ چیتے کی کھال اسی صنف کی ہوتی ہے ۔ چتکبرا محاورے میں اس آدمی یا ادارہ کو بھی کہتے ہیں جو مختلف تبدیلیوں کا مرقع یا ایسے اصولوں کا حامل ہو اور جسے رنگ بدلتے دیر نہ لگے ۔

**چٹاگانگ ۔** ( Chittagong ) ضلع بنگال میں مشرقی پاکستان کے ساحل پر ایک بندرگاہ جسے قیام پاکستان کے بعد کافی اہمیت حاصل ہوگئی ہے ۔ کلکتہ سے ۲۲۰ میل مشرق کو واقع ہے یہاں سے چاول ، چائے اور دیگر خام مال دساور کو جاتا ہے ۔

**چٹانیں ۔** Rocks ہر وہ غیر دھاتی مادہ جو زمین کے پوست ( Lithosphere ) میں ہے ۔ خواہ چکنی مٹی جیسا نرم ہو ۔ یا پتھر یا دھات کی طرح سخت ۔ چٹان کہلاتا ہے ۔ اس کی تین قسمیں ہیں آتشی Igneous تہ در تہ Sedimentary اور متغیرہ Metamorphic

(۱) آتشی چٹانیں زمین کے اندر پگھلے ہوئے گرم مادہ سے بنتی ہیں ۔ جو زمین کی سطح کے اوپر آ کر ٹھوس بن جائے یا نیچے ہی میں ہی ٹھنڈا ہو جائے ۔ آتشی چٹانوں سے مزید تین قسم کی چٹانیں بن جاتی ہیں

(الف) آتش فشانی چٹانیں ( Volcanic Rocks ) جو سطح زمین پر پہنچ کر تیزی سے ٹھنڈی ہو جاتی ہیں ۔

(ب) عمقی چٹانیں ( Hypabyssal Rocks ) یہ سطح زمین سے کچھ فاصلے پر ٹھنڈی ہو کر ٹھوس بن جاتی ہیں اور قلمی ( Crystalline ) شکل اختیار کر لیتی ہیں

(ج) پلوٹانک چٹانیں ( Plutonic Rocks ) یہ سطح زمین سے بہت نیچے زیادہ مقدار میں ٹھنڈی ہو کر ٹھوس بن جاتی ہیں ۔ اس قسم کی چٹانوں میں فلسپار ، ابرق اور کوارٹز جیسی دھاتیں پائی جاتی ہیں ۔

(۲) تہ در تہ چٹانیں ۔ ابتدائی چٹانوں کے ذرات کے ٹوٹنے پھوٹنے سے بنتی ہیں ۔ سورج ، دریا ، ہوا ، اور کہر کے عمل سے یہ ذرات میں تبدیل ہو کر کئی قسم کی شکلیں اختیار کر لیتی ہیں ۔

(الف) ہوا کے اثر سے صحرا کی ریت اور ٹیلے کی شکل اختیار کر لیتی ہیں ۔ (ب) پانی کے عمل سے آبی یعنی دریائی ، جھیلی اور سمندری اور نامیاتی چٹانوں کی تشکیل ہوتی ہے تہ در تہ چٹانوں کی ایک قسم برفانی چٹانیں ہیں ۔ جنہیں گلیشیر چٹانیں کہتے ہیں یہ برف کے بڑے بڑے تودے پہاڑوں میں سے پگھل کر میدان میں آ جاتے ہیں اور اپنے ساتھ چٹانی ذرات لا کر ان کی موٹی تہ زمین میں بچھا دیتے ہیں ۔

(۳) متغیرہ چٹانیں ۔ Metamorphic Rocks تہ در تہ اور آتشی چٹانیں بہت زیادہ گرمی کی وجہ سے اپنی اصل حالت بدل کر دوسری شکل اختیار کر لیتی ہیں چاک اور چونے کے پتھر سے سنگ مرمر چکنی مٹی سے سلیٹ ریت کے پتھر سے Quartzite وغیرہ تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں

**چٹنیخ** ۔ ( Chetnik ) یہ اصطلاح یوگوسلاویہ کی ان باقاعدہ اور بے قاعدہ افواج کے سپاہیوں کے لئے ہوتی ہے جو جرمن فوج کا یوگوسلاویہ پر قبضہ ہو جانے کے بعد اسے پریشان کرنے کے لئے اس پر وقتاً فوقتاً حملے کرتے رہتے تھے ۔ ان افواج کی قیادت جنرل میخائلوش Mikhailovich کرتے تھے ۔ جو یوگوسلاویہ کی جلاوطن حکومت کے وزیر جنگ تھے ۔ یہ افواج سیاسی طور پر ملک کے سرب ( Serb ) حصے کا باقی ملک پر غلبہ چاہتی تھیں ۔ ان افواج کا بالآخر مارشل ٹیٹو کی پارٹی سے جسے اتحادیوں کی حمایت حاصل تھی ، تصادم ہوا جس میں مارشل ٹیٹو کو کامیابی اور فتح حاصل ہوئی ۔

**چٹیل میدان** ۔ ایشیا میں چٹیل میدان صحراؤں کے کناروں کے ساتھ ساتھ پائے جاتے ہیں ان میدانوں میں گھاسوں کے علاوہ کوئی نباتاتی آثار نہیں ملتے ۔ یہ منچوریا ، منگولیا ، ترکستان جنوبی سائبیریا ، ایشیائے کوچک ، ایران ، اور عرب میں پھیلے ہوئے ہیں اور ان کا مجموعی رقبہ تمام یورپ کے رقبے سے بھی بہت بڑا ہے ۔ یہ علاقے بہت حد تک ناقابل زراعت ہیں کیونکہ سمندر سے دوری یا انتہائی بلندی کی بدولت یہاں بارش ضرورت کے مطابق نہیں ہوتی البتہ چراگاہوں کا کام خوب دیتے ہیں اور برسات کے دنوں میں جب گھاس اگنا شروع ہوتی ہے تو خانہ بدوش گلہ بان قبیلے ایک چراگاہ سے دوسری چراگاہ میں پھرتے رہتے ہیں ۔ جب گھاس سوکھ جاتی ہے اور سوکھ کر زرد رنگت اختیار کر لیتی ہے تو یہ چراگاہیں بالکل صحرا نظر آنے لگتی ہیں اور گلہ بان نخلستانوں کی طرف چلے جاتے ہیں ۔

یورپ میں چٹیل میدان ایشیا اور یورپ کی سرحد کے پاس واقع ہیں ۔

**چچا سام** ۔ ( Uncle Sam ) حکومت جمہوریہ امریکہ کو مزاحیہ نام جو غالباً ۱۸۱۲ء کی لڑائی میں وضع کیا گیا ۔ اس نام کی بابت قیاس غالب ہے کہ جنگ کے دوران میں سرکاری سامان پر U. S کے حروف ثبت ہوتے تھے جنہیں چچا سام سے آمدہ سامان قرار دیا جانے "U" کا حرف Uncle ( چچا ) کے لئے اور S کا حرف Sam سام کے لئے ۔

**چراغ** ۔ ( لیمپ ، بتی ، شمع ) زمانہ قدیم میں چراغ محض ایک برتن ہوتا تھا ۔ جس میں جلنے والا مادہ ڈالا جاتا تھا اور روئی کی بتی کے ذریعے اس مادے کو جلا کر روشنی کر دی جاتی تھی قدیم انگلستان میں یہ سینگ سے بنایا جاتا تھا ۔ بازاری لیمپ بھی پہلے پہل تیل سے جلائے جاتے تھے پھر گیس سے جلنے لگے اور اب ان کی جگہ بجلی کے قمقموں نے لے لی ہے ۔

۱۷۸۴ء میں فرانس کے ایک شخص مسمی آرگنڈ نے گول بتی والا تیل لیمپ ایجاد کیا ۔ جس کے نیچے سے ہوا جا کر شعلہ کو آکسیجن دیتی تھی ۔ اور وہ کافی تیز روشنی دیتا تھا ۔ یہی لیمپ بعد میں چھت پر لٹکایا جانے لگا ۔ اور جرمنی کے کارخانہ ڈٹمار نے اس میں بہت ترمیمات کیں ۔ اس وقت کے رائج لیمپوں میں ، بیشمار قسم کے برقی لیمپ ، گیس لیمپ مٹی کے تیل سے جلنے والے لیمپ ، زیر آب جلنے والے لیمپ اور کانوں میں جلنے والے لیمپ ہیں ۔

قرون وسطیٰ کے اسلامی بادشاہوں کے محلات میں شمع جلانے کا دستور تھا ۔ ان شمعوں میں کافور اور دیگر خوشبویات جلائی جاتی تھیں لیکن عام لوگ اس وقت سرسوں کا تیل یا تارے میرے کا تیل جلانے کے کام میں لاتے تھے ۔ چربی سے بھی چراغ جلاتے تھے ۔ پھر بھی شمع ایک مہذب آلہ روشنی کا خیال کیا جاتا تھا جبھی شاعروں نے اس کو اپنے کلام میں باندھا ہے جب وہ رات کو شعر کہتے تھے ۔ تو شمع کو کس طرح بھول سکتے تھے ۔

سے اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات ہنس کر گزار یا اسے رو کر گزار

**چراغ دہلوی** ؒ :- شیخ نصیر الدین محمود نام بخلاف دوسرے بزرگوں کے آپ کو سماع سے دلچسپی نہیں تھی ۔ بلکہ عبادت ، ریاضت اور تقویٰ کی طرف زیادہ توجہ تھی سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے ان کو اپنا جانشین اور خلیفہ مقرر کیا اور انہوں نے نہ صرف دہلی میں اشاعت اسلام کا کام سرانجام دیا بلکہ اپنے اپنے خلیفوں کو دوسرے مقامات پر بھی تبلیغ و اشاعت کے واسطے روانہ کیا ۔ آپ کے مشہور خلیفہ سید گیسو دراز تھے جن کو دکن بھیجا گیا تھا علاوہ زبانی تبلیغ کے اپنے قلم سے بھی اسلام اور دین کی بڑی خدمت کی اور سوے اوپر کتابیں تصنیف کیں ۔ جن میں

تفسیر قرآن مجید، مشارق الانوار حدیث پر اور اسی طرح فقہ تصوف وغیرہ، موضوع پر بھی، بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ مدت العمر دہلی ہی میں رہے اور ۱۳۵۶ء میں انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار دہلی میں "چراغ دہلی" کے نام سے مشہور ہے

**چراغاں۔** یہ لفظ چراغ سے ہے۔ کسی مبارک تہوار کے موقع پر عمارتیں اور مکانات وغیرہ پر چراغ جلانا اور روشنی کرنا۔ مزاروں۔ خانقاہوں اور تکیوں پر بھی بعض عوام چراغ جلاتے ہیں جمہوری جشنوں کے موقع پر پبلک کے افراد رہائش گاہوں پر چراغاں کرتے ہیں۔ پاکستان میں عید میلاد النبیؐ۔ شب معراج، شب برات، یوم استقلال، یوم جمہوریت کے موقعوں پر سرکاری اور انفرادی طور پر چراغاں کی جاتی ہے، بجلی کے قمقمے، موم بتیاں وغیرہ، چراغاں کا ذریعہ ہیں۔ مساجد اور معابد پر بھی چراغاں ہوتا ہے۔

**چراغاں کا میلہ:۔** ہر سال ماہ مارچ کے آخری ہفتہ اور اتوار کو چراغاں کا میلہ جو سابق پنجاب کا سب سے بڑا میلہ ہے اور جو بالعموم شالامار باغ میں لگتا ہے۔ اگرچہ اسے مادھو لال حسینؒ کی یادگار سمجھا جاتا ہے لیکن دراصل یہ ایک موسمی میلہ ہے۔

اس میلے کے موسم اور فصلوں سے متعلق ہونے کا ایک بڑا ثبوت یہ ہے کہ مسلمان فقرا کے عرس عام طور پر قمری مہینوں کے حساب سے ہوتے ہیں۔ لیکن مادھو لال حسین کا عرس شمسی مہینے کے حساب سے ہوتا ہے۔ دراصل لاہور کے نواح میں مادھو لال حسین سے پہلے بھی آغاز بہار میں ایک میلہ لگتا تھا اتفاق سے ایک مرتبہ مادھو لال حسین کا عرس انہی تاریخوں ہی میں آپڑا جو میلے کے لئے مخصوص تھیں اور یہ دونوں یادگاریں اکٹھی منائی گئیں۔ اس واقعہ کے بعد یہی مناسب سمجھا گیا کہ آئندہ دونوں یادگاریں ایک ساتھ منائی جائیں۔

چراغاں کا میلہ مسلمانوں سے مخصوص نہیں بلکہ تقسیم ہند سے پہلے ہندو اور سکھ بھی اس میں شریک ہوتے تھے۔ میلے میں زیادہ تعداد کسانوں کی ہوتی ہے۔ جو اپنی اپنی منڈلیوں کے ساتھ گاتے بجاتے اور ناچتے کودتے آتے ہیں۔ اس موقع پر جو گیت گائے جاتے ہیں ان میں ہزل کا عنصر غالب ہوتا ہے۔ پھر ان میں پرانے گیت کم ہوتے ہیں اور موقع کی مناسبت سے نئے گیت گھڑ لیے جاتے ہیں۔ ان اشعار میں جو اس موقع پر گائے جاتے ہیں "بولیاں" خصوصی حیثیت کی حامل ہوتی ہیں عوام دیگیں چڑھاتے، کھانے پکاتے اور کھاتے اور جشن اور عیش مناتے ہیں۔

**چراغ حسن حسرت** (دیکھو حسرت چراغ حسن۔)

**چربی اور تیل** - جانداروں کے جسم میں گوشت کے ساتھ سفید رنگ کی ایک چکناہٹ سی پائی جاتی ہے۔ جو چربی کہلاتی ہے جانوروں کی چربی سے تیل نکالا جاتا ہے جو مختلف غذاؤں اور دوائیوں میں استعمال ہوتا ہے وہیل مچھلی کا تیل بہت مشہور ہے جو وہیل کی چربی سے نکلتا ہے اور ذیابیطس کی بیماری کے لئے بہت مفید ہوتا ہے وہیں وہیل کی چربی کو خشک کر کے اس کے ٹکڑے کاٹ کر دکانوں پر فروخت کئے جاتے ہیں۔ اور غذاؤں میں گھی کے طور پر چربی استعمال ہوتی ہے۔

تیل نکالنے کے لئے چربی کو پگھلا کر اس میں مسالہ جات کی آمیزش کی جاتی ہے اور پگھلنے کے بعد چربی کے نیچے جو ٹکڑیاں بچ جائیں۔ وہ صابن بنانے کے کام آتی ہیں۔

**چرچ آف سکاٹلینڈ Church of Scotland**

مسیحی مشن کی یہ شاخ بھی چرچ آف انگلینڈ کے ساتھ اس وقت وجود میں آئی جب پوپ سے الحاق توڑ دیا گیا اس کے دو حصے تھے، جو ۱۹۲۹ء میں ۹۰ برس کی علیحدگی کے بعد پھر سے متحد ہو گئے۔ اس کلیسا کا سب سے بڑا عہدیدار موڈریٹر (Moderator) کہلاتا ہے جس کا انتخاب سال بسال ہوتا ہے۔ اس جماعت کا نظام جمہوری ہے۔ اور ہر فیصلہ مخصوص جماعتیں کرتی ہیں جن کے نام کرک (چرچ) سیشن، سنڈ، پریسبیٹری اور جنرل اسمبلی ہیں۔ سکاٹلینڈ کے مربی اور سرپرست بزرگ کا نام سینٹ اینڈریو ہوتا ہے وہ لازمی طور پر اس جماعت سے تعلق رکھتا ہے۔ چنانچہ لاہور ریلوے کالونی میں بھی ایک ایسا گرجا موجود ہے ان کے علاوہ ہر چھاؤنی میں بھی سینٹ اینڈریو کے گرجے موجود ہیں جن میں ہائی لینڈرز اور سکاچ پلٹنیں عبادت کیا کرتی تھیں ان لوگوں کے جانے کے بعد یہ گرجے بھی بے رونق ہو گئے۔

پاکستان میں اس کلیسا کا سب سے بڑا مرکز

سیالکوٹ ہے جہاں ان کی زیر نگرانی ایک اول درجے کا کالج دو لڑکوں کے ہائی سکول اور ایک دو لڑکیوں کے ہائی سکول ہیں۔ جن میں ہر مذہب و ملت کے لوگ تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ جلال پور جٹاں اور سیالکوٹ میں مردانہ اور زنانہ ہسپتال اور گجرات میں زنانہ ہسپتال بھی بہت شاندار کام کر رہے ہیں۔ جلال پور جٹاں میں آنکھوں کا ہسپتال سب سے پرانا ہسپتال ہے اور سیالکوٹ میں مرے کالج ایک کالج کے سوا سب سے پرانا کالج ہے۔ علامہ اقبال مرحوم اوائل میں اسی کالج کے طالب علم تھے۔ اس کے علاوہ ٹیکس آباد اور شادیوال وغیرہ میں بھی ان کے ادارے ہیں۔ یہ مشن سابق میں بہت اچھا کام کرتا رہا ہے۔ ہندوستان میں ان کا سنٹر کلکتہ ہے۔ جہاں ان کا اسکاٹش چرچز کالج "بہترین درسگاہوں میں شمار ہوتا ہے اس کے علاوہ کھیانگ ردار جانگ" اور چمبہ اور جموں میں بھی ان کے مراکز ہیں۔ جو پہلے سب کے سب سیالکوٹ کے مرکز سے وابستہ تھے۔

## چرچ آف انگلینڈ Church of England

انگریزی کلیسا اور انگریز عیسائیوں کا مذہبی نظام۔ انگریزی کلیسا پہلے پاپائے روم کے ساتھ ملحق تھا۔ جیسا کہ تمام دنیا کے رومن کیتھولک ملکوں کا مذہبی نظام آج کل بھی ہے لیکن اس سے یہ سمجھنا چاہئے کہ عیسائی مذہب انگلستان میں رومن علامت کے ساتھ داخل ہوا۔ سب سے پہلے ۵۹۷ء میں مقدس آگسٹین نے انگریزوں کو عیسائی مذہب سے روشناس کرایا اور بمقام کینٹربری واقع کینٹ میں اپنا ڈیرہ جمایا۔ اوائل میں مقدس آگسٹین کی جماعت بھی کلیسائے روم کا ایک جزو تھی۔ لیکن صحیح معنوں میں انگریزی چرچ نارمن فتح کے بعد پوپ کے انتظامی اقتدار کے تحت آیا اس پر بھی یہ جماعت مکمل طور پر کسی وقت بھی پوپ کے زیر تحت نہ آئی اور اس کا نام کیتھولک چرچ آف انگلینڈ ہی رہا۔ اصطلاحات کے دور میں پوپ کے جوئے کو مکمل طور پر اتار پھینکا گیا اور شاہ انگلستان امیر جماعت و محافظ دین قرار پایا۔ یہ جماعت اب حسب ضابطہ انگلستان کی شاہی مذہبی جماعت ہے اور ملک کا ایک اہم محکمہ بنی ہوئی ہے اس جماعت کے بشپ یعنی لاٹ پادری اپنے عہدے کی بنا پر برطانوی پارلیمنٹ کے دارالامرا کے ممبر ہوتے ہیں اور کسی قانون سازی کے موقع پر مزاحم ہو سکتے ہیں۔ گویا قانون سازی کے ہر مرحلے پر ملک کے ضمیر کا کام دیتے ہیں۔ چنانچہ ایڈورڈ ہشتم کی تخت سے دستبرداری میں اسی طبقہ کا ہاتھ تھا۔ باوجود اس بات کے سولھویں صدی عیسوی میں مذہبی آزادی کا اصول تسلیم کر لیا گیا۔ اور اب ہر مذہب و ملت کے لوگ انگلستان میں بلا خوف و خطر اپنی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ چنانچہ رومن کیتھولک لوگ بھی دوبارہ آکر اپنے راہب خانے قائم کر چکے ہیں اور دینی امور میں پوپ کے ماتحت ہیں یہ سب کچھ ہے مگر انگلستان کے دو تہائی نونہال نمائندہ بچے چرچ آف انگلینڈ ہی کے گرجوں میں جا کر بپتسمہ لیتے ہیں۔

جماعت کے انتظامی امور کے لئے کل انگلستان دو فرقوں میں منقسم ہے۔ جن میں ۴۳ ضلع ہیں کینٹربری کا آرچ بشپ کل نظام کا سردار ہے۔ اس کے انتظامیہ عہدے کا نام پرائمیٹ Primate ہے اس کے زیر تحت انگلینڈ ویلز اور آئرلینڈ کے پروٹسٹنٹ گرجے ہیں۔ آرچ بشپ کا حلقہ اقتدار صرف انگلینڈ ہے۔ ہر صوبے کی علیحدہ علیحدہ سالانہ کنونشن یا جلسہ ہوتا ہے اس میں عقیدہ کے متعلق تمام امور فیصل ہوتے ہیں اس کے علاوہ ایک چرچ اسمبلی ہے۔ جس میں پادریوں کے علاوہ دیگر ارکان بھی شامل ہوتے ہیں۔ یہ صرف انتظامی امور کے لئے منعقد ہوتی ہے اس اسمبلی کے وضع کردہ قوانین پارلیمنٹ میں جاتے ہیں۔ جو ان کو رد تو کر سکتی ہے لیکن ان میں ترمیم نہیں کر سکتی اور اگر منظور کرے تو شاہی مہر لگ کر دیگر قوانین کی طرح نافذ العمل ہوتے ہیں۔ لاہور بھی چرچ آف انگلینڈ کا ایک ضلع یا ڈائیوسس (Diocese) ہے جو بشپ آف لاہور کی نگرانی میں ہے۔

اس جماعت کے تبلیغی ادارے۔ نارووال، پشاور اور بنوں کوہاٹ وغیرہ میں ہیں اور ان کے ماتحت کئی ایک سکول اور کالج اور تبلیغی ادارے چلتے ہیں۔

## چرچل سرونسٹن

۳۰ نومبر ۱۸۷۴ء کو بلین ہیم پیلس میں پیدا ہوئے والد لارڈ رنڈولف چرچل اور والدہ ایک امریکن خاتون "جینی جیروم" تھیں۔ جو نیویارک کی رہنے والی تھیں۔ چرچل نے ہیرو اور سینڈہرسٹ میں تعلیم پائی۔ ۱۸۹۵ء میں برطانوی فوج میں ملازم ہوئے۔ اسی سال ہسپانوی فوج کے ساتھ کیوبا میں خدمت انجام دی۔ اس کے بعد ہندوستان اور جنوبی افریقہ میں متعین رہے بوئروں کی جنگ میں گرفتار ہوئے اور بڑی جرأت کے ساتھ وہاں سے بچ نکلے۔ ۱۹۰۰ء میں وہ پہلے پہل قدامت پسند پارٹی کے ممبر

کی حیثیت سے پارلیمنٹ میں منتخب ہوئے اور ۱۹۰۴ء میں لبرل پارٹی کے ساتھ جا ملے۔ اس کے بعد انہوں نے تیز رفتاری سے ترقی کی پہلے بورڈ آف ٹریڈ کے صدر ہوئے ۱۹۰۸ء سے ۱۹۱۰ء تک پھر ہوم سیکرٹری (۱۹۱۰ء) اور اس کے بعد ۱۹۱۱ء میں امارت بحری کے فرسٹ لارڈ بنائے گئے اور ان کو حکم دیا گیا کہ بحری بیڑے کو جنگ کے لئے تیار کریں۔

دو جنگوں کے درمیان دس سال تک چرچل نے وزارت کے کسی عہدے پر کام نہ کیا۔ لیکن جب ۱۹۳۹ء میں دوسری جنگ عظیم چھڑ گئی تو چرچل امارت بحری کے فرسٹ لارڈ بنائے گئے اور فرانس کی شکست سے پہلے موسم بہار میں وزیر اعظم مقرر ہو گئے۔

۱۹۴۵ء کے وسط میں لیبر پارٹی برسر اقتدار آ گئی چرچل پھر مخالف پارٹی کے لیڈر بن گئے جنگ کے بعد کے چند سال انگلستان کے لئے بے حد مشکلات کے تھے۔ اکتوبر ۱۹۵۱ء کے عام انتخابات میں قدامت پسند پارٹی دوبارہ برسر اقتدار آ گئی۔ اور مسٹر چرچل پھر وزیر اعظم بن گئے۔ اب وہ عملی سیاسیات سے الگ ہو چکے ہیں۔ ویسے پارلیمنٹ کے رکن ہیں۔

مسٹر چرچل فطین و ذہین سیاست دان کے علاوہ بلند پایہ ادیب اور شگفتہ نثر نگار بھی ہیں انہوں نے پہلی جنگ عظیم کی تاریخ لکھی جس کی چار جلدیں ہیں ۱۹۴۸ء میں دوسری جنگ عظیم کے متعلق ان کی یادداشتوں کا پہلا مجموعہ شائع ہوا ان کے علاوہ اور کئی ایک کتابوں کے مصنف ہیں۔ ۱۹۵۳ء میں انہیں ادب کا نوبل پرائز ملا۔ مصوری ان کا فرصت کے اوقات کا مشغلہ ہے۔

**چرخ (لگڑ بگڑ)**: ایک قسم کا گوشت خور جانور ہے جس کا قد بڑے کتے یا بھیڑیئے کے قد کے برابر ہوتا ہے۔ اس کی رنگت خاکستری اور زردی مائل ہوتی ہے زرد جسم پر گچھے دار بال ہوتے ہیں۔ لگڑ بگڑ کی ایک قسم ایسی بھی ہے۔ جس کے جسم پر کالے رنگ کی دھاریاں یا گول داغ ہوتے ہیں گردن اور اگلے حصے کی ہڈیاں ایسی جڑی ہوئی ہوتی ہیں کہ بظاہر ایک ہی ہڈی معلوم ہوتی ہے۔ اس کا پچھلا حصہ بہت کمزور ہوتا ہے۔ اس لئے مضبوط طاقتور اور تیز بھاگنے

والے جانوروں کا شکار نہیں کر سکتا۔ چھوٹے چھوٹے کمزور جانوروں اور مرے ہوئے حیوانوں سے اپنا پیٹ بھرتا ہے۔ دن بھر چھپا رہتا ہے اور رات کے وقت شکار کی تلاش میں نکلتا ہے۔ لگڑ بگڑ کے دانت اور جبڑے بڑے مضبوط ہوتے ہیں اس لئے سخت سے سخت ہڈی چبا کر کھا جاتا ہے۔ اس کی آواز پاگل آدمی کے قہقہوں سے اس قدر ملتی جلتی ہے کہ بعض اوقات دونوں کا تمیز کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

**چرخاب**: پانی کے زور سے چلنے والے پہیئے کو کہتے ہیں۔ جس میں چھوٹے چھوٹے پنکھے سے لگے ہوتے ہیں۔ جب پانی ان پنکھوں سے ٹکرا کر گذرتا ہے تو انہیں پیچھے کو دھکیلتا ہے اور پانی کی طاقت جو ان پنکھوں کو حرکت دینے پر صرف ہوتی ہے چرخاب کے گھومنے کا باعث بن جاتی ہے۔ بن بجلی کی پیدائش چرخاب ہی کی مرہون منت ہے جو جنریٹر Generator کے چلنے کے لئے طاقت فراہم کرتا ہے۔

**چرخہ**: بالعموم لکڑی سے بنتا ہے اور سوت کاتنے اور دھاگہ بننے کے کام آتا ہے۔ بڑے بڑے چکر کو گھمانے کیلئے ایک دستہ لگا ہوتا ہے اس چکر پر ایک مضبوط دھاگہ چڑھا ہے جو دوسری طرف لوہے کے تکلے کو گھماتا ہے اور چرخہ تکلا دھنکی ہوئی روئی کو کاتتا چلا جاتا ہے اور اسی پر وہ دھاگا لپٹتا چلا جاتا ہے۔ عوامی روایت کے مطابق چاند میں ایک بڑھیا چرخہ کاتتی نظر آتی ہے قدیم وقتوں میں شہروں اور دیہات میں چرخہ کاتنے کا رواج بہت تھا لوگ ہاتھ سے سوت کاتتے پھر جلاہے اور بافندے اس سوت کو بنتے

اور کپڑا تیار کرتے تھے آج کل یہ تمام کام مشینوں اور کلوں کے ذریعہ سے ہوتا ہے
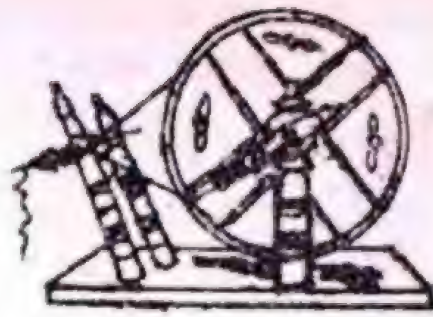
**چرخی** ( Gyroscope ) ایک بھاری پہیّہ یا چکر جو اس طرح پر استوار اور قائم ہوتا ہے کہ ہر ماحول میں حرکت کر سکتا ہے۔ اس کا نمایاں خاصّہ یہ ہوتا ہے کہ جب اُسے حرکت دی جائے اور پھر اسے اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے تو وہ ایک ہی پہلو کر اختیار کئے جائے خواہ اس کا کُرۂ ارضی سے تعلق کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ جہاز رانی میں "چرخی" کا استعمال بڑا مثبت اور مفید ثابت ہوتا ہے اور مقناطیسی کمپاس کے مقابلے پر، بالخصوص فولادی جہازوں میں، اس کا وجود درستی اور صحت کا کفیل ہوتا ہے۔

**چرم سازی**۔ ( Leather ) وہ فن جس کے ذریعہ چمڑے کی کار آمد چیزیں مثلاً بیگ کا خانہ، چمڑے کا بٹوا، پنسل کیس وغیرہ چمڑے ہی سے تیار کی جاتی ہیں۔ ہر چیز کے لئے مختلف قسم کا چمڑا استعمال کرنا پڑتا ہے۔ سب [illegible] گرم، بھیڑ کا چمڑا، اور بچھڑے کا چمڑا عموماً استعمال میں آتے ہیں۔ اوزاروں میں چھیدنی بھی ہوتی ہے جس کی مدد سے تسمہ پرونے کے لئے سوراخ بنائے جاتے ہیں۔ چھیدنی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک وہ جسے چمڑے پر رکھ کر اوپر سے ہتھوڑی مارتے ہیں اور تب چھید بنتا ہے۔ دوسری وہ جس میں پلاس کی طرح دو دستے ہوتے ہیں۔ یہ چھید والی چھیدنی کام کو بہت آسان بنا دیتی ہے اور اس کی مدد سے مختلف ناپ کے ہر قسم کے سوراخ بنائے جا سکتے ہیں۔ ایک مضبوط لکڑی کے ہموار تختے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ جس پر رکھ کر چمڑا کاٹا جا سکے۔ چمڑے کے ہر ٹکڑے کو احتیاط سے کاٹنا چاہئے۔ تاکہ زیادہ چمڑا ضائع نہ ہو۔ کترنوں کو کسی بکس میں جمع کرتے رہنا چاہئے۔ جو چیز بنانی ہو پہلے اس کا نمونہ کاغذ تراش کر بنا لینا چاہئے۔ پھر چمڑے کو تختے پر پھیلا کر نمونہ اس کے اوپر رکھئے اور پنسل لے کر اس کا خاکہ کھینچ لیجئے۔ اس کے بعد اسے کاٹنا چاہئے۔

اگر ایک سیدھ میں کاٹنا ہو تو لائن پر لوہے کا تختہ رکھئے اور رانپی کو عموداً رکھ کر اور اسے مضبوطی سے پکڑ کر کاٹ لیجئے۔ جس قسم کی چیز بنانی ہے اس کی مناسبت سے چھیدوں کے درمیانی فاصلے کا تعین کیا جائے گا۔ عموماً چھیدوں کے درمیان چوتھائی انچ کا فاصلہ ہوتا ہے اور کنارے سے ان کا فاصلہ ایک تہائی انچ رہے تو ٹھیک ہے۔ چھید بناتے وقت چمڑے اور چھیدنی کے نیچے والے چمڑے کے درمیان فاصلہ رکھنا چاہئے تاکہ چمڑا خراب نہ ہو اور صاف چھید بنیں۔ سوراخ مکمل ہو جانے کے بعد تسمہ پرویا جاتا ہے۔ تسمہ چمڑے کے دو ٹکڑوں کو جوڑنے نیز خوبصورتی کی غرض سے پروتے ہیں تسمے کی موٹائی اتنی ہو کہ وہ آسانی سے سوراخوں میں سے نکل جائے۔ اس کے ایک سرے کو نوکدار بنا لینا چاہئے۔ تاکہ پرونے میں دشواری نہ ہو۔ ممکن ہو تو تسمہ اتنا لمبا لیجئے کہ سارا کام مکمل ہو جائے۔ تسمہ کی لمبائی چمڑے کی لمبائی سے تین گنا ہونی چاہئے جس میں تسمہ پرونا ہے اگر تسمہ چھوٹا پڑا ہو۔ اور دوسرا جوڑنا پڑے تو پہلے ہی انہیں سی لینا چاہئے اور احتیاط یہ برتنا چاہئے کہ جوڑ پروتے وقت الٹی طرف آئے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ تسموں کو چپکایا جائے چپکانا ہو تو نئے تسمے کو الٹی طرف سے اور پرانے کو سیدھی طرف سے چھیل کر ہموار کر لیجئے اور جس جگہ چپکانا ہو وہاں لئی لگا کر جوڑ لیجئے۔ تھوڑی دیر رکھا رہنے دیجئے تاکہ دونوں تسمے اچھی طرح جڑ جائیں اور پھر کام شروع کر دیجئے۔ اگر پتلے چمڑے کے ٹکڑوں کو جوڑنا ہے، تو انہیں ہاتھ یا مشین سے سی لیجئے۔ کسی ایک سیدھی سادی چیز کو بنا کر چرم سازی کے خاص خاص اصولوں سے واقفیت ہو جائے گی اور اس بنیادی علم کے بعد دوسری چیزیں بنانے میں زیادہ دقت نہ ہو گی۔

پنسلوں کے رکھنے کے لئے غلاف بنانا ہو تو چمڑے کا ایک ٹکڑا ۱۱ انچ ضرب ۳ انچ کاٹ لیجئے۔ اس کا اوپر کا سرا تراشتے وقت باہر کی طرف تھوڑا خم رکھئے

اس کے بعد ایک ٹکڑا ریٖ۲ انچ × ۱۲ انچ کا کاٹیے اور اس کا اوپر کا حصہ تہ کرتے وقت اندر کی طرف تھوڑا خم دے دیجئے دونوں ٹکڑوں کے کنارے کنارے چاروں طرف چھید بنا لیجئے۔ لیکن احتیاط یہ برتیئے کہ دونوں ٹکڑوں کو اوپر نیچے رکھا جائے تو سوراخ بالکل ایک دوسرے پر چپاں رہیں۔ چمڑا پتلا ہو تو دونوں ٹکڑوں کو اوپر نیچے رکھ کر ایک ساتھ چھید بنائے جا سکتے ہیں اگر ایسا ممکن نہ ہو تو پہلے ایک ٹکڑے میں چھید بنا لیجئے۔ پھر دوسرا ٹکڑا اس کے نیچے رکھ کر پہلے چھیدوں کی مطابقت سے نیچے والے ٹکڑے میں بھی چھید بنا لیجئے چھید بن چکیں تو پھر تسمہ پرویا جا سکتا ہے۔

دونوں ٹکڑوں کو اوپر نیچے رکھ لیجئے۔ جب سب چھیدوں میں تسمہ پرو دینا ہو تو ہر کونے والے سوراخ میں سے دو مرتبہ تسمہ نکالئے اگر سب چھیدوں میں بھی تسمہ پروتے رہیئے تاکہ زیبائش برقرار رہے۔ جب سب سوراخوں میں سے تسمہ لگایا جا چکے تو پہلے حصہ کا اوپر کا سرا تہ کر کے خول کے اوپر لے آئیے اور تہ کو خوب دبا دیجئے تاکہ چمڑے میں شکن بن جائے آخر میں پچ بٹن لگا کر پنسل دان مکمل کر دیجئے کنگھی کے لئے غلاف بنانا ہو تو چمڑے کے دو ٹکڑے کاٹ لیجئے ایک ۷ انچ × ۲ انچ اور دوسرا ۲½ انچ × ۱۲ انچ اور جس طرح پنسل کا غلاف بنایا ہے ویسے ہی اسے بنا لیجئے۔

**چڑھ چپنا:۔ Boom** زمانۂ قدیم سے یہ دستور چلا آتا ہے کہ بندرگاہوں پر سمندر میں کچھ فاصلہ پر لکڑی کے بڑے بڑے تختے مضبوط زنجیروں اور تاروں سے باندھ دیئے جاتے ہیں۔ تاکہ دشمن کے جہاز بندرگاہ میں داخل ہو کر حملہ نہ کر سکیں۔ یہ تختے چڑھ چپنا Boom یا پورٹ روک کہلاتے ہیں۔

بادبانی جہازوں کے نیچے ایک مضبوط بلّی ہوتی ہے جس سے جہاز کا مستول باندھا جاتا ہے۔ یہ بلّی بھی چڑھ چپنا یا پورٹ روک کہلاتی ہے۔

**چڑیا:۔ Sparrow** ایک عام چھوٹا سا پرندہ ہے۔ جسے پالا نہیں جاتا مگر ہر گھر میں موجود ہوتا ہے۔ رائی کے دانے اور چھوٹے چھوٹے کیڑے اس کی غذا ہیں۔ نہایت پھرتیلا اور چالاک ہوتا ہے۔ بعض لوگ اس کا گوشت



بڑے شوق سے کھاتے ہیں آنکھوں اور سر کے امراض اور جگر اور گردہ کے لئے مفید ہے۔ فالج، لقوہ اور استرخاء میں بھی نافع ہے۔ تاثیر میں گھریلو چڑیا کا گوشت جنگلی کے مقابلے میں زیادہ گرم ہوتا ہے

**چڑیا گھر۔ Zoological Gardens ; Zoo** ایک جگہ جہاں قسم قسم کے عجیب و غریب جانور جمع کئے جاتے ہیں اور ان کی دیکھ بھال اور نگہداشت ہوتی ہے۔ مقصد تعلیم ہوتا ہے۔ تاکہ علمی تحقیقات کرنے والوں کو ان سے مدد مل سکے۔ اس قسم کے نباتاتی ادارے بھی ہو سکتے ہیں۔ ہر ملک اور صوبے نے اپنے چڑیا گھر جدا جدا رکھے ہیں۔ پاکستان میں صرف لاہور کا چڑیا گھر اپنے وجود کے باعث کچھ اہمیت رکھتا ہے۔ کراچی کا چڑیا گھر برائے نام ہے اس میں بہت کم جانور ہیں

لاہور کے چڑیا گھر میں بھی اب جانور بہت کم رہ گئے ہیں۔ اس کے کئی طبقے ہیں۔ پہلے طبقے میں کئی قسم کے ہرن ہیں۔ جن میں پارہ سنگھا، چکارہ، بارہ سنگھا ہیں۔ ان کے علاوہ اڑیال اور بھونکنے والے ہرن بھی موجود ہیں۔ دوسرے طبقے میں بندروں کی مختلف اقسام ہیں اور پاس ہی ایک مارخور رکھا ہے۔ اس کے آگے ایک ہاتھی ہے۔ پھر چیتوں کی مختلف اقسام ہیں۔ اس کے آگے ملکی و غیر ملکی طوطے ہیں۔ پھر کبوتر آتے ہیں آگے شیر اور شیر ببر اور لکڑ بگڑ نظر آتے ہیں۔ پھر مختلف قسم کی چڑیاں، پرندے۔ مرغ اور خرگوش آتے ہیں اس کے بعد آبی پرندوں کا تالاب ہے۔ جس میں تیرنے والے اور چلنے والے پرندوں کی بہت سی اقسام ہیں۔ ساتھ ہی مور اور مورنیاں رنگدار اور سفید اپنا ناچ اور رنگ دکھاتی ہیں۔ اژدہا اور دو دو اپنی خوبصورتی کی نمائش دکھاتے ہیں۔ باہر آئیں تو نیل گائے کا احاطہ ملتا ہے۔ جہاں کئی ایک نیل گائے اور بڑے بڑے ہرن کھڑے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے جانور ہیں۔ لیکن کئی ایک نوع روز بروز کم ہوتے جا رہے ہیں پہلے شتر مرغ اور کینگرو بھی ہوا کرتے تھے۔ لیکن اب نہیں ہے

**چشتی، خواجہ معین الدینؒ۔** رک بہ معین الدین چشتی خواجہ

**چشتیہ۔** فقراء اور درویشوں کا مسلک اور سلسلہ جن کے بانی بعض لوگوں کے نزدیک ابو اسحاق نام کے بزرگ ہیں جو حضرت علیؑ کی نویں پشت سے ہیں۔ یہ بزرگ بقول اُن لوگوں کے ایشیائے کوچک سے آئے اور چشت نام کے ایک گاؤں میں جو علاقہ خراسان میں واقع ہے، مقیم ہو گئے۔ بعض کے نزدیک وہ شام میں اقامت پذیر ہو گئے اور وفات پر وہیں دفن ہوئے۔ برعکس اس کے کئی دوسرے لوگ اس سلسلے کا بانی بندہ نواز نام کے بزرگ کو قرار دیتے ہیں۔ پھر کئی اور لوگ اس مسلک کا بانی چشت کے خواجہ احمد ابدال کو سمجھتے ہیں اور برصغیر ہندوپاکستان میں اس کا مبلغ خواجہ معین الدین حسن چشتیؒ کو قرار دیتے ہیں جن کے خلیفہ ثانی خواجہ قطب الدین کاکیؒ تھے (وفات ۶۳۳ھ مطابق ۱۲۳۵ عیسوی) جو قطب مینار دہلی کے پاس دفن ہوئے۔ پھر ان کے خلیفہ بابا فرید شکر گنجؒ تھے جو ۶۶۴ھ مطابق ۱۲۶۵ء میں فوت ہوئے اور جن کا مزار پاک پتن ضلع منٹگمری مغربی پاکستان میں ہے۔ بابا فریدؒ کے دو مرید تھے۔ علی احمد صابر جن کا مزار رڑکی کے قریب پیران کلیئر میں ہے۔ ان کے مرید سلسلہ کی چشتی کے نام سے موسوم ہیں۔ ان کے دوسرے ممتاز مرید نظام الدین اولیاءؒ تھے (وفات ۷۲۵ھ مطابق ۱۳۲۵ عیسوی) جن کا مزار دہلی میں ہے اور جن کے پیرو نظامی کہلاتے ہیں۔

**چشمہ (عینک)** ضعفِ بینائی کو روکنے یا نظر کمزور پڑ جانے کی صورت میں آنکھوں پر چشمہ لگایا جاتا ہے۔ جسے عام طور پر عینک کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ نظر کی کمزوری کی نسبت سے مثبت یا منفی درجوں کی عینک لگائی جاتی ہے۔ ڈاکٹر آنکھوں کا امتحان کرتے ہیں اور پھر عینک کے نمبر دیتے ہیں اور اسی نمبر کے شیشوں کو عینک میں لگوایا جاتا ہے۔ دور اور نزدیک کی بینائی کے لئے مختلف نمبر کے چشمے ہوتے ہیں۔ بسا اوقات ایک آنکھ کے شیشے کا نمبر دوسری آنکھ کے شیشے کے نمبر سے مختلف ہوتا ہے۔ بشرطیکہ دونوں کی بینائی کی قوت مختلف ہو۔ شیشوں کے مدارج خوبی اور لطافت کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں۔ اعلیٰ قسم کے شیشے زیادہ قیمتی اور شفاف ہوتے ہیں اور اسی نوع اور معیار کے عام شیشے ارزاں اور کمتر درجہ کے ہوتے ہیں۔ عینک ہر وقت بھی لگائی جا سکتی ہے اور صرف دیکھنے اور پڑھنے اور مطالعہ کے وقت بھی لگ سکتی ہے۔ سرمے کا روزمرہ کا استعمال عینک کی ضرورت کو کم کر دیتا ہے۔

**چشمہ (آب گرم)** بعض چشموں کا پانی دوسرے چشموں کی نسبت نمایاں طور پر گرم ہوتا ہے۔ ایسے چشموں کو گرم چشمے کہتے ہیں۔ ان کے گرم ہونے کی مختلف وجہیں ہیں۔ ان کا پانی زمین کے گرم طبقات میں سے گزر کر آتا ہے اور اس وجہ سے گرم ہو جاتا ہے۔ بعض چشموں کا پانی کچھ ایسے طبقات ارض سے گزرتا ہے جن کے کئی مادے کیمیائی طریق پر پانی سے ملتے ہیں اور عمل کیمیائی سے حدت پیدا ہو کر پانی گرم ہو جاتا ہے۔ ان باتوں کے علاوہ آتش فشاں علاقے سطح زمین کے کمزور حصے سمجھے جاتے ہیں۔ اس لئے کمزور قشر ارض کے بہت سے مادے آسانی سے پانی کے ساتھ مل جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ گرم چشمے عام طور پر آتش فشاں پہاڑوں کے قرب و جوار میں پائے جاتے ہیں۔

**چشمۂ حیوان** (دیکھو آب حیات)

**چشمے۔** زمین دوز پانی ہمیشہ زمین کے اندر چھپا نہیں رہتا بلکہ کسی نہ کسی صورت میں موقع ملنے پر باہر نکل کر بہنے لگتا ہے۔ اگر یہ پانی سطح زمین پر کسی قدرتی شگاف یا سوراخ کے ذریعے ایک رو کی شکل میں نکلے تو اسے چشمہ کہتے ہیں۔ قشر ارض مختلف چٹانوں سے مرتب ہے جن میں سے بعض مسامدار اور نفوذ پذیر اور بعض غیر مسامدار اور غیر نفوذ پذیر ہوتے ہیں۔ اگر کسی جگہ اوپر کی چٹان مسامدار ہو تو بارش کا پانی اس میں اچھی طرح جذب ہوتا رہتا ہے اور اس کی ڈھال کے ساتھ ساتھ نیچے کی جانب سرکتا رہتا ہے۔ جب کوئی غیر نفوذ پذیر چٹان اس کے راستہ میں حائل ہو جاتی ہے تو پانی کا نیچے کی جانب سرکنا بند ہو جاتا ہے اور نفوذ پذیر چٹان میں جمع ہونے لگتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ چٹان پانی سے اس قدر بھر جاتی ہے کہ بالآخر کسی کمزور مقام پر پانی اپنے دباؤ کی وجہ سے باہر نکلنے کا راستہ بنا لیتا ہے۔

پہاڑوں اور ریگستانوں وغیرہ میں جہاں پانی مشکل سے دستیاب ہوتا ہے چشمے کا وجود نعمت غیر مترقبہ ہے۔ ریتیلے علاقوں میں آبادی چشموں کے آس پاس ہی پائی جاتی ہے۔ نخلستان انہی چشموں سے سرسبز و شاداب ہیں۔ چشموں کا پانی عموماً نہایت صاف اور صحت بخش ہوتا ہے جو دریا چشموں سے نکلتے ہیں ان میں سال بھر طغیانی آتی ہے۔ خشک موسم میں پانی کی مقدار کم ہوتی ہے بلکہ تمام سال ایک جیسے بہتے رہتے ہیں۔ گرم پانی سرد پانی کی نسبت زیادہ محلل ہوتا ہے۔ بعض گرم پانی کے چشموں میں اکثر و بیشتر معدنی مادے حل ہو جاتے ہیں۔ ورشی (فرانس) کے چشموں کے پانی میں کاربن ڈائی آکسائیڈ تحلیل ہوتی ہے اور اس میں قدرے جوش پیدا ہو جاتا ہے اس پانی کو بوتلوں میں بھر کر فرانس کے اکثر مقامات پر فروخت کیا جاتا ہے۔ برصغیر پاکستان و ہند کے کئی گرم چشموں میں گندھک حل ہوتی ہے اور جو لوگ جلد کے امراض میں مبتلا ہوتے ہیں وہ ان چشموں میں نہا کر فائدہ اٹھاتے ہیں۔

**چغتائی عبدالرحمن**۔ پاکستان کے نامور مصور جن کی تخلیقات کو مشرق کے علاوہ مغرب میں بھی بے حد سراہا گیا ہے۔ چغتائی ۲۱ ستمبر ۱۸۹۷ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ میو سکول آف آرٹس (نیشنل کالج آف آرٹس) لاہور میں تعلیم حاصل کی ۱۹۲۸ء میں مرقع چغتائی شائع کیا جس میں مرزا غالب کے کلام کی مصورانہ تشریح کی گئی ہے۔ اس مرقع کو ہاتھوں ہاتھ لیا گیا۔ ۱۹۳۴ء میں آپ نے نقش چغتائی شائع کیا۔ ان دنوں آپ عمر خیام کے علاوہ علامہ اقبال کے کلام کو بھی مصور کر رہے ہیں۔ آپ کی تصویروں کی نمائش یورپ کے تمام مشہور ممالک میں ہو چکی ہے۔ چغتائی نے اب تک ڈیڑھ ہزار کے قریب تصویریں بنائی ہیں۔ آپ مصوری کے علاوہ فن کے نقاد بھی ہیں اور افسانہ نگار بھی۔ آپ کے افسانوں کے دو مجموعے "لگان" اور "کاجل" کے نام سے چھپ چکے ہیں۔

**چقندر** (BEET) چقندر۔ شلجم اور مولی کی قسم کا پودا ہے جو نہ صرف سبزی کے طور پر کھایا جاتا ہے بلکہ شکر بنانے کے کام بھی آتا ہے۔ شکر بنانے کے لئے اس کی کاشت مختلف ممالک میں وسیع پیمانے پر ہونے لگی ہے اور کئی قسم کی آب و ہوا میں بویا جا سکتا ہے۔ منطقہ معتدلہ میں بعض شکر کی غرض سے بویا جاتا ہے۔ نشوونما کے وقت اس کو دھوپ اور کافی بارش کی ضرورت ہوتی ہے لیکن پکنے



کے وقت خشک موسم درکار ہوتا ہے۔ ہیر پھیر کی مشق چقندروں سے جو کہ پیداوار کے لئے بہت مفید ہے۔

ان علاقوں میں جہاں گنا نہیں ہوتا، خصوصاً مغربی اور وسطی یورپ میں چقندر کی کاشت روز بروز ترقی پر ہے۔ جن میں روس، ریاستہائے متحدہ امریکہ، چیکوسلوواکیہ، پولینڈ، آسٹریا، ہنگری، فرانس، بلجیم، ہالینڈ اور اٹلی میں یہ بافراط پیدا ہوتا ہے۔

**چکارہ**۔ ایک قسم کا ہرن (دو دو چار سینگ والا چوپایہ) جو نہایت خوبصورت اور تیز رفتار جانور ہے اور بکری کے خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کا جسم ہلکا ٹانگیں لمبی، سینگ مڑے ہوئے، گول سی گردن اور متوازی آنکھوں میں چمک پائی جاتی ہے۔ موسم کے لحاظ سے اس کا رنگ بدلتا رہتا ہے چنانچہ سردی میں بالکل سیاہ اور گرمی میں نیلے رنگ کا ہوتا ہے۔ ان کے غزل دہلی کے ارد گرد جنگلوں میں دوڑتے پھرتے ہیں۔ اور دوڑتے وقت جب چوکڑی بھرتے اور قلابازیاں لگاتے ہیں تو نہایت بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ دہلی کے ارد گرد چونکہ اہل ہنود کی اکثریت تھی جو گوشت نہیں کھاتے تھے۔ اس لئے وہاں تو ان کی ہستی قائم رہی لیکن پاکستان سے بالکل نابود ہو گئے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ شہنشاہ جہانگیر کے وقت میں لاہور کے قریب ان کی نہایت کثرت تھی اور مقام شیخوپورہ جہانگیر کی خاص شکارگاہ تھا۔ جہاں اب بھی اس کا تعمیر کردہ ہرن مینار اور تالاب اس کے خاص ہرن ہنسراج کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ شاہ دولہ دریائی مشہور فقیر جن کا مزار گجرات میں ہے ہرن پالنے کے بہت شوقین تھے۔ ان کا ایک خوبصورت ہرن کوڑیوں سے سجا ہوا تھا۔ جنگل میں چر رہا تھا۔ کہ شہنشاہ جہانگیر کی نظر اس پر پڑ گئی۔ بادشاہ نے اس کے مالک کا پتہ لگانے کا حکم دیا جب یہ معلوم ہو گیا۔ کہ یہ ہرن حضرت شاہ دولہ دریائی کا ہے۔ تو بادشاہ نے ان کے بلانے کا فرمان جاری کیا۔ شاہ دولہ کو پہلے ہی معلوم ہو گیا کہ یہ بلاوا ان کے ہرن کی وجہ سے ہے چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ اے ورمیجنہ (ہرن کا نام) تو نے پھنسا کر دیا۔ چنانچہ آپ سامنے ہوئے اور بادشاہ اور نورجہاں ان کی صحبت سے بہت خوش ہوئے۔ جب انہوں نے خدمت پوچھی تو شاہ دولہ نے کہا۔ کہ ایک زمیندار ایک ندی پر پل بنانے نہیں دیتا۔ اس کو حکم دیا جائے کہ پل کی تعمیر میں رکاوٹ نہ ڈالے۔ کیونکہ خلق خدا کو بہت تکلیف ہوتی ہے

چنانچہ ایسا ہی حکم جاری کیا گیا۔ خود جہانگیر کا پالتو ہرن منسراج اس
قدر خوبیوں کا مالک تھا کہ جہانگیر نے اس کو ہی کا شکار بھی
بند کرا دیا تھا۔ چکارہ قسم کے ہرن بہاولپور اور سیالکوٹ والی
کے جنگل میں خال خال نظر آتے ہیں۔ یا چڑیا گھر لاہور کی زینت ہیں۔

**چقماق (چقماق) (FLINT)** ہلکے مٹیالے
رنگ کا ایک پتھر جو اتنا سخت ہوتا ہے کہ اس سے شیشہ بھی
کاٹا جا سکتا ہے۔ انسان نے سب سے پہلے چقماق ہی کی
مدد سے آگ جلائی۔ صدیوں تک چقماق کے دو ٹکڑوں
کو آپس میں سختی کے ساتھ متصادم کر کے چنگاریاں پیدا کی جاتی
رہیں پھر جب دھات کا زمانہ آیا تو چقماق کے صرف ایک
ٹکڑے سے لوہے کی مدد سے آگ پیدا کی جانے لگی۔ بعد میں
چقماق کی اس خصوصیت کو ابتدائی بندوق چلانے کے لئے بھی
استعمال کیا گیا۔ آگ پیدا کرنے کے علاوہ پتھر کے زمانے میں
انسان اپنے تمام ہتھیار اور اوزار بھی چقماق ہی سے بناتا
تھا۔ دنیا بھر کے آثارِ قدیمہ کی کھدائی میں پتھر کے یہ ہتھیار
بکثرت دستیاب ہوئے ہیں جو متعلقہ ملکوں کے عجائب گھروں
میں موجود ہیں۔ ان ہتھیاروں سے مختلف ملکوں اور نسلوں
کے انسانوں کے طرزِ زندگی اور معیارِ معاشرت پر کافی روشنی
پڑتی ہے۔ اس پتھر کو پیس کر اس کے سفوف کو ظروف سازی
میں بھی استعمال کیا جاتا ہے مگر یہ استعمال دورِ جدید ہی
میں شروع ہوا ہے۔

پتھر کے دور کو ابتدائی زمانے کے چقماقی ہتھیار بڑے
سیدھے سادے ہیں۔ لیکن اس دور کے آخری حصے کے ہتھیار
زیادہ نفاست سے تیار کئے گئے ہیں اور ان پر پالش تک
موجود ہے۔ یہ پتھر افراط سے دستیاب نہیں ہوتا اس لئے
مصنوعی چقماق بھی تیار کیا جانے لگا ہے۔ جنگ کے
زمانے میں جب دیا سلائیاں بہت کم تعداد میں تیار ہو رہی تھیں
تو مصنوعی چقماق سے بہت کام لیا گیا۔ پیٹرول اور گیس کے
لائٹروں میں یہی چقماق استعمال ہوتا ہے۔ یہ مصنوعی چقماق
بعض فلزاتی معدنیات سے تیار ہوتا ہے۔

**چکنی مٹی (CLAY)** تمام قسم کی مٹی جو بھربھری
نہ ہو اور گوندھ کر مختلف خوبصورت شکلوں میں موڑی جا سکے
سب سے خالص چکنی مٹی چینی مٹی (CHINA CLAY) ہوتی ہے
جس کو پورسلین (PORCELIN) بھی کہتے ہیں اس سے نہایت
خوبصورت برتن تیار کئے جاتے ہیں۔ جن کو چینی کے برتن
کہتے ہیں۔ اس قسم کی چکنی مٹیاں چین جاپان اور امریکہ میں
بہت پائی جاتی ہیں۔ ان کے مختلف نام چائنا کلے، ٹامک
فرنچ چاک وغیرہ ہیں۔ کئی ایک مٹیاں آگ سے اثر پذیر
نہیں ہوتیں ان کو فائر کلے (FIRE CLAY) کہتے ہیں۔
اور ان سے ایسی اینٹیں بنائی جاتی ہیں جو آگ کی بھٹیوں
اور بوائلروں میں لگائی جاتی ہیں۔ چینی کاری کی ٹائلیں بھی
اسی قسم کی مٹیوں سے بنتی ہیں۔ ہمارے ملک میں اس قسم کی
مٹیاں ضلع گوجرہ خانیوال میں ہوتی ہیں۔ یہ خاکی رنگ کی
ہوتی ہیں اور ملتانی مٹی کہلاتی ہیں۔ کھیوڑہ اور کوہستان
نمک میں بیشمار قسم کی مٹیاں ہیں جن کے بارے میں تحقیقات
مفید ثابت ہو سکتی ہے۔

**چکوا (سرخاب)** ایک آبی پرندہ ہے اور موسم سرما
میں دھان کی کٹائی کے بعد کھیتوں میں چرتا نظر آتا ہے
یہ پرندہ مرغابی کی صنف سے ہے۔ اس کا رنگ سرخی مائل
ہوتا ہے اس لئے اسے سرخاب بھی کہتے ہیں۔ چکوے کا
شکار بہت شوق سے کھیلا جاتا ہے۔ ایک تو شاید اس لئے
کہ دوسرے پرندوں کے مقابلے میں چکوا نایاب ہے دوسرے
اس کا گوشت بہت لذیذ ہوتا ہے یہ پرندہ گرمیوں کا موسم
پاکستان میں نہیں گزارتا۔ شمال کے سرد ملکوں کی طرف ہجرت
کر جاتا ہے مگر ادھر موسم بدلتا ہے اور ہوا میں خنکی پیدا ہونے
لگتی ہے۔ ادھر چکوا بھی یکا یک نمودار ہو جاتا ہے۔

**چکوترا۔** سنگترے اور لیموں کی قسم کا ایک پھل ہے
جو جسامت میں درمیانے درجے کے خربوزے کے برابر
ہوتا ہے چکوترا تقریباً استوائی خطے میں پیدا ہوتا ہے یہ
گچھوں کی صورت میں ہوتا ہے اور دور سے دیکھنے پر انگور
کی طرح دکھائی دیتا ہے۔ ترنج اور نارنج سے پیوند
کرا کر پایا جاتا ہے۔ اطبا کے نزدیک اس کا چھلکا اور شگوفہ
سرد اور خشک ہوتا ہے۔ مگر اندرونی حصہ گرم اور تر ہوتا ہے
چکوترا قاطع صفرا اور حدت خون کا مسکن ہے۔ شراب کے خمار
کو دور کرتا ہے۔ گرم امراض میں اس کا استعمال مفید ہے
تشنگی کو فائدہ مند ہے روح کو فرحت دیتا ہے۔

**چکور (کبک)** تیتر کی قسم کا ایک پرندہ جو تمام
یورپ اور ایشیا میں پایا جاتا ہے۔ یہ قد میں سیاہ تیتر کے برابر
ہوتا ہے۔ لیکن اس کی چونچ زرد رنگ کی ہوتی ہے چاندنی
میں بہت خوش ہوتا ہے۔ اس پرندے کا گوشت بڑا لذیذ

ہوتا ہے اور اسی لئے اس کا شکار کیا جاتا ہے ۔ یہ پرندہ پہاڑوں میں زیادہ پایا جاتا ہے اور اصلاً کوہستانی پرندہ ہے۔ اس لئے اس کو کبک دری کہتے ہیں پاکستان کے کوہستان نمک میں اکثر ملتا ہے۔ یہاں اس کی مخصوص آواز ہر جگہ سنی جاتی ہے یہ پرندہ بھٹ تیتر سے بالکل مختلف ہے جو اعلاً ریتیلے میدانوں میں پایا جاتا ہے۔ اور تیتر سے قد سے مختلف ہوتا ہے۔ کوہ سلیمان کے دامن کی وادی سندھ میں جو چکور ہوتا ہے۔ وہ کسی قدر چھوٹا ہے۔ فارسی اردو ادب میں اس پرندے کو چاند کا عاشق تصور کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ چاندنی میں کلیلیں کرتا ہے اور چاند کی طرف لپک کر اڑتا ہے شاعروں نے اس مضمون کو شعروں میں باندھ کر نئے نئے خیالات پیدا کئے ہیں۔ جو لطیف ہونے کے علاوہ نادر اور اچھوتے بھی ہیں۔ مثال کے طور پر ؎

دامن کوہسار میں ایک دری جو ہنستا ہے
چاند کا پیغام کہیں چاندنی نے لا دیا ہوا

چکور جب بولتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ہنس رہا ہے۔ اسی آواز کو شاعر نے چکور کے ہنسنے سے تعبیر کیا ہے فرانکولن ایک خاص قسم کا چکور ہے جو جزیرہ قبرص میں پایا جاتا ہے۔

**چکّی ناگ** (RATTLE SNAKE)
چکی ناگ ایک زہریلا سانپ ہے جو ۸...۱۰ انچ لمبا ہوتا ہے اور کنڈلی مار کر بیٹھتا ہے۔ زمین پر رینگتے وقت اس کی دم میں سے چکی کی طرح آواز نکلتی ہے۔ اور اسی لئے یہ چکی ناگ کہلاتا ہے۔

**چلّی** (CHILLE) لاطینی امریکہ کی ایک ریاست جس کا رقبہ ۲۸۶۳۲۲ مربع میل ہے اور آبادی ۷۶۴۰۶۵۰ افراد کے قریب ہے۔ اس کا دارالحکومت سانتیاگو (SANTIAGO) ہے۔ یہ ریاست کوہ انڈیز اور بحرالکاہل کے درمیان ایک چھوٹا سا قطعہ ارض ہے جس کی چوڑائی زیادہ سے زیادہ ۱۰۰ میل ہے اس کی لمبائی شمال سے جنوب تک ۲۵۰۰ میل ہے شمالی حصے میں بارش کثرت سے ہوتی ہے اور جنگلات وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ وسطی حصہ معتدل آب و ہوا کا حامل ہے۔ بہت زمانے تک چلی کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا تھا۔ کہ لاطینی امریکہ کی چار ریاستوں میں یہ سب سے زیادہ پرامن ہے۔ مگر ۱۹۲۴ء میں اس کی پرامن ریاست کا دور



ختم ہو گیا اور یہاں بھی اسی قوت آزمائی اور دہشت پسندی کا مظاہرہ ہونے لگا جس کے باعث دیگر لاطینی حکومتیں بدنام ہیں۔ چلی کی آبادی تقریباً سفید فام لوگوں پر مشتمل ہے۔ اس کی اراضی کا صرف ۱۲ فیصدی حصہ قابل کاشت ہے جس پر بڑے بڑے زمیندار قابض ہیں۔ تانبہ، نائٹریٹ، آیوڈین اور شورہ اس کی خاص برآمدات ہیں۔

**چمڑا۔** (LEATHER) جانوروں کی کچی کھالوں سے تیار کیا جاتا ہے اسے رگڑ کر بال، چکنائی اور نرم ریشے علیحدہ کر دئیے جاتے ہیں باقیماندہ کھال کو درختوں کی چھالوں کے ست اور کرومیم کے نمکین مرکبات (CHROMIOM) (SALTS) کے ذریعہ اس طرح کمایا جاتا ہے کہ کھال پانی میں نہیں گلتی اور نہ پانی یا کسی دوسری چیز سے گلتی سڑتی ہے۔

**چلیپا۔** عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰ کو مصلوب کیا گیا تھا۔ اس صلیب کو انگریزی میں کراس عربی میں صلیب اور فارسی میں چلیپا کہتے ہیں۔ عیسائیوں کے مذہبی رہنماؤں کے علاوہ عام راسخ العقیدہ عیسائی بھی نقرئی یا طلائی چلیپا اپنے گلے میں لٹکائے رکھتے ہیں۔ گرجوں کے کلسوں اور پیشانیوں پر بھی چلیپا کا نشان ہوتا ہے۔ جس طرح مسلمان کسی کے انتقال کی خبر سن کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہیں اسی طرح عیسائی ہاتھ کے اشارے سے اپنے سینے پر چلیپا کا نشان بناتے ہیں۔ (نیز دیکھئے صلیب)

**چمگادڑ** (BAT) ایک اڑنے والا پرندہ جو دوسرے پرندوں کے برعکس اپنے بچوں کو دودھ پلایا کرتا ہے اس کے لمبے لمبے بازوؤں، پنجوں، پیروں اور دم پر جھلی کی ایک بڑی سی چادر منڈھی ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ اڑتی ہے قیام کی حالت میں یہ الٹی لٹکتی ہے چمگادڑیں غاروں کھوہوں اندھیرے مکانوں اور ویران جگہوں میں رہتی ہیں غروب کے وقت خوراک کی تلاش میں ادھر ادھر اڑتی نظر آتی ہیں۔ بیشتر مچھر اور دوسرے کیڑے مکوڑے ان کی مرغوب غذا ہیں۔

**چناب۔** (CHENAB) ماسوا دریائے سندھ کے مغربی پاکستان کے دریاؤں میں سب سے بڑا دریا ہے۔ اس کی لمبائی ۶۰۰ میل کے قریب ہے جموں کے قریب اس کا نام توی ہے۔ اور قدیم ہند و ادب و تاریخ میں اسے چندر بھاگا کہا جاتا تھا پر چناب

اور دریائے چناب اور لنک NR اپر کینال مشہور نہریں نکلتی ہیں ہیڈ مرالہ چناب پر بنا ہوا ہے اور قابل دید ہے۔

**چنار**۔ ایک قسم کا درخت ہے۔ کہتے ہیں کہ جب اس کی شاخیں ایک دوسرے سے رگڑ کھائیں تو ان سے آگ نکلتی ہے کوہستانی علاقوں اور پہاڑوں کی پیداوار ہے ذوق کہتے ہیں سہ

بجھنے کی دل کی آگ نہیں زیر خاک بھی
ہوگا درخت گور پہ میری چنار کا

شاعروں کے تخیل میں چنار کا بھی حصہ ہے یہ درخت اونچا اور سیدھا ہوتا ہے۔ لکڑی کا بیشتر جلانے کے کام آتی ہے

**چنبیلی** (JASMINE) ایک قسم کا پھول جسے یاسمن بھی کہتے ہیں۔ نیز ایک بہت خوشبودار پھول کی بیل جو برصغیر پاک و ہند کی عام طور پر ہوتی ہے۔ یہ بیل مضبوط پائیدار اور بہت گھنی ہوتی ہے پتے بھی مضبوط اور چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں پھول بے حد نازک اور خوشبودار ہوتا ہے چنبیلی اودھ کے علاقے میں بکثرت ہوتی ہے سفید تیل کو اس کے پھولوں میں بسا کر اس کا تیل بھی کشید کیا جاتا ہے جو بہت خوشبودار اور مفید ہوتا ہے چنبیلی کا عطر بھی نکالا جاتا ہے۔

**چُن چُنے**۔ یہ کیڑے عام طور سے بچوں کے پیٹ میں پائے جاتے ہیں ½ سے ⅓ انچ تک لمبے ہوتے ہیں اور مادہ نر سے دو تین گنا بڑی ہوتی ہے۔ بچے ان کیڑوں کے انڈوں کو نگل لیتے ہیں۔ اور انڈے انتڑیوں میں پہنچ کر کیڑوں کو جنم دیتے ہیں چن چنے بڑی آنت میں پائے جاتے ہیں اور مادہ بڑی آنت کے سرے پر انڈے دیتی ہے بچوں میں چنچنوں کی وجہ سے دانت پیسنے خواب میں خوف کھانے کی عادت پیدا ہو جاتی ہے اور رنگ پیلا اور طبیعت چڑچڑی ہو جاتی ہے۔

**چنچیلا**۔ (CHINCHILLA) جنوبی امریکہ کا ایک گلہری نما جانور جو اوپر سے نیلے رنگ کا ہوتا ہے اور نیچے سے سیاہ اور سفید۔ اس کے بدن پر نرم گرم اور خوبصورت بال ہوتے ہیں۔ ان بالوں کے لئے اس کا شکار کیا جاتا ہے۔ یہ بڑا شوخ اور چنچل ہوتا ہے اور اغلب ہے کہ اس کا نام ہندی لفظ چنچل ہی کا بگاڑ ہو۔

**چندرگپت** (CHANDRA GUPTA) ہندوستان کا ہندو حکمران چندرگپت موریا سے مختلف ہے اور اسے چندرگپت ثانی کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں یہ گپتا خاندان سے تھا۔ آغاز میں کشان خاندان کا باجگزار تھا مگر ۳۲۰ء میں اس نے اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ اور کشان حکومت کے خلاف بغاوت کر دی اور کامیاب ہوا۔

**چندرگپت موریا** (CHANDRA GUPTA MORIA) ہندوستان کی تاریخ میں اس نام سے دو حکمران ہو گزرے ہیں۔ پہلا چندرگپت موریا سکندر مقدونی کا ہم عصر ہے جو اس سے ملنے کے لئے پنجاب بھی آیا تھا۔ مگر کسی وجہ سے سکندر اعظم کو چندرگپت ناپسند ہو گیا اور اس نے اس کی گرفتاری کے احکام نافذ کئے جس پر سکندر اعظم کا معزز ملاقاتی مع اپنے وزیر کوٹلیہ کے بڑی مشکل سے جان بچا کر بھاگا۔ عام خیال ہے کہ چندرگپت موریہ ایک نیچ ذات کی عورت سے مگدھ کے بادشاہ نندہ کا بیٹا تھا جس نے کوٹلیہ کے مشورہ پر اپنے باپ کی حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش کی مگر ناکام ہوا اور بھاگ کر پنجاب پہنچا تاکہ سکندر اعظم کی مدد سے وہ سلطنت مگدھ پر قابض ہو جائے۔ بالآخر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا اور کئی برس تک پاٹلی پتر جس کا موجودہ نام پٹنہ ہے حکمران رہا۔

**چندریگر، ابراہیم اسمٰعیل**۔ مسٹر ابراہیم اسمٰعیل چندریگر شہید ملت لیاقت علی خاں کی کابینہ کے وزیر صنعت و تجارت اور سابق صوبہ جات سرحد اور پنجاب کے سابق گورنر ۱۸۹۷ء میں پیدا ہوئے۔ بمبئی یونیورسٹی سے قانون کی ڈگری حاصل کر کے احمد آباد میں وکالت کرنے لگے۔ ۱۹۲۴ء میں احمد آباد میونسپل کارپوریشن کے ممبر ہو گئے

اور ۱۹۳۶ء میں بمبئی اسمبلی کے رکن چنے گئے۔ اسی سال حیدرآباد کو چھوڑ کر بمبئی آ گئے اور اگلے سال بمبئی اسمبلی میں مسلم لیگ پارٹی کے ڈپٹی لیڈر منتخب ہوئے ۱۹۴۰ء سے ۱۹۴۵ء تک بمبئی مسلم لیگ کے صدر بھی رہے ۱۹۴۶ء میں جب مسلم لیگ بھی برصغیر کی عارضی حکومت میں شامل ہوئی تو لیگ کے نمائندہ کی حیثیت سے وزارت تجارت کا قلمدان ان کے سپرد کیا گیا اس سال انہوں نے جنیوا میں اتحادی قوموں کی تجارتی کانفرنس میں برصغیر کی نمائندگی بھی کی۔

قیام پاکستان کے بعد وہ یہاں کی اولین وزارت میں وزیر صنعت و تجارت مقرر ہوئے ۱۹۴۹ء میں افغانستان میں پاکستانی سفیر کے عہدہ پر فائز کئے گئے ۱۹۵۰ء میں سابق صوبہ سرحد اور بعد ازاں پنجاب کے گورنر بنائے گئے۔ جب خواجہ ناظم الدین کی وزارت برطرف ہوئی تو مسٹر چندریگر بھی عہدے سے الگ ہو کر کراچی میں وکالت کرنے لگے۔ ۱۹۶۰ء میں کراچی میں انتقال کیا۔

## چنگیز خاں: (Ghenghiz Khan)

سنہ ۱۱۶۲ء تا ۱۲۲۷ء اصل نام تیموجن تھا۔ چنگیز لقب جس کے معنی ہیں کامل سپاہی۔ دریائے اونون کے کنارے ایک خیمہ میں پیدا ہوا ابھی تیرہ برس کی عمر کا تھا کہ دیرینہ مخاصمت (Feud) پر مبنی ایک لڑائی میں اس کے باپ کو شکست ہوئی اور وہ مارا گیا۔ اس طرح چھوٹی سی عمر میں چنگیز خاں کو اپنے قبیلے کی سرداری سنبھالنا پڑی برسر اقتدار آتے ہی چنگیز نے شجاعت اور بے خوفی اور فوجی چالوں سے بہرہ وری کا ثبوت دینا شروع کیا اور تھوڑی ہی مدت میں اپنے باپ کا انتقام بھی لے لیا اور تمام منگول قبائل پر ذاتی تسلط قائم کر لیا اس کے بعد لشکر کشی کا وہ دور شروع ہوا جس کے دوران میں منگول (یعنی بہادر) فوجوں نے اس وحشت و بربریت کا مظاہرہ کیا کہ سن کر دور دراز رہنے والوں کے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے چنگیز کی فوجوں کی یلغار کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۲۲۷ عیسوی میں جب اسے موت نے آن دبوچا تو اس وقت اس کی سلطنت کی حدود ایک طرف دریائے والگا سے بحرالکاہل تک اور دوسری طرف سائبیریا سے خلیج فارس تک پھیلی چلی گئی تھیں

مورخین کا خیال ہے کہ چنگیز کی کامیابی کا راز اس کی ماں ہوکم کی تربیت اور اس کے جرنیلوں سوبتائی وغیرہ کی قابلیت میں مضمر ہے۔

## چنوردم۔ یا چڑیا۔

تمام سال علاقہ پنجاب میں رہنے والا پرندہ ہے۔ لمبائی سات انچ کے قریب ہوتی ہے یعنی چڑیا اور بلبل کے بین بین ہوتا ہے۔ درختوں کے گھنے جھنڈ میں شوق سے رہتا ہے۔ اس کا رنگ کچھ سیاہ کچھ سفید لیکن زیادہ سیاہی مائل ہوتا ہے۔ ابرو سفید دُم سیاہ اور سفید۔ دُم کو جب پھیلاتا ہے۔ تو چنور سی بنا لیتا ہے۔ کیڑے پکڑنے کے لئے ایک ٹہنی سے اترتا ہے اور پکڑ کر دوسری پر جا بیٹھتا ہے کیڑے کھاتے وقت دُم زور زور سے ہلاتا ہے۔ جس سے ٹک ٹک کی آواز پیدا ہوتی ہے درخت کے نیچے کھڑے آدمی اس کا گیت سن سکتے ہیں بلکہ دوستوں کو بھی سنا سکتے ہیں۔ کیونکہ جب یہ ایک درخت پر بسیرا لیتا ہے تو وہیں کا ہو رہتا ہے۔ اکثر اپنی دُم پھیلا کر پر ٹہنی سے نیچے کی طرف کرتا ہے اور پھر ٹہنی کے گرد یوں گھومتا ہے گویا ناچ کرتا ہے مکھی مار ہونے کے باعث انسان کا دوست پرندہ ہے اپریل یا مئی میں اپنا گھونسلا تیار کرتا ہے۔ گھونسلہ اس کا صاف ستھرا اور پیالہ نما ہوتا ہے۔ اور گھاس پھوس اور پتوں سے تیار کیا جاتا ہے۔ اس میں مکڑی کا جالا بھی استعمال کرتا ہے یہ گھونسلے عموماً درختوں کی پتلی شاخ پر ہوتے ہیں۔ اس پرندے کو آم کا درخت بہت پسند ہے اور اسی پر اپنا گھونسلہ بناتا ہے۔

## چو۔ این۔ لائی (Chou-En-Lai)

چو این لائی چین کی عوامی جمہوریہ کے وزیر اعظم ۱۸۹۸ء میں پیدا ہوئے۔ مڈل تک چین میں تعلیم پائی اور ۱۹۱۷ء میں جاپان جا کر واسیدا یونیورسٹی میں داخل ہوئے مگر ڈیڑھ سال کے بعد واپس آ گئے اور چین میں ہی تکمیل تعلیم میں مصروف رہے۔ ۱۹۲۰ء میں اعلیٰ تعلیم کی غرض سے پیرس گئے اور دو سال تک وہاں مقیم رہے کچھ مدت انگلستان اور جرمنی میں بھی رہے اور ۱۹۲۴ء میں واپس آ کر چین کی کمیونسٹ پارٹی میں شامل ہو گئے اور ملٹری اکاڈمی میں پروفیسر مقرر ہوئے سیان میں جب مارشل چیانگ کائی شیک گرفتار ہوئے تو چو این لائی کی کوششوں سے ہی انہیں رہائی ملی۔ اس واقعہ کے بعد چو این لائی کو بھی

حکومت اور کمیونسٹ پارٹی کے درمیان رابطہ افسر کے فرائض انجام دیتے رہے اور جب چین پر کمیونسٹوں کا قبضہ ہوا تو انہیں وزیر اعظم اور وزیر خارجہ بنایا گیا۔

**چوپائے** Quadrupeds حیوانات کی وہ قسم جس کے چار پاؤں یا چار ٹانگیں ہوں ان میں درندے اور چرندے دونو شامل ہیں۔ مثلاً گائے بھینس گدھا، گھوڑا، شیر چیتا، ریچھ، وغیرہ سے لے کر کتا، گیدڑ بلی وغیرہ تک چوپاؤں میں شمار کئے جاتے ہیں۔

**چودہ نکات مسٹر جناح کے**
**Mr. Jinnah's Fourteen Points**

۱۹۲۸ء میں سائمن کمیشن Simon Commission کی رپورٹ کی مخالفت کرتے ہوئے کانگرس نے پنڈت موتی لال نہرو کی صدارت میں ایک کمیٹی بنائی جس نے تمام اہل ہند کے مطالبات آزادی حکومت برطانیہ کے سامنے پیش کرنے کے لئے ایک مسودہ تیار کیا اس میں مسلمانوں کے حقوق کو قطعی طور پر نظر انداز کر دیا گیا۔ چنانچہ مسلم لیگ نے مجبوراً قائد اعظم مسٹر جناح کی رہنمائی میں مسلمانوں کے مطالبات چودہ نکات کی صورت میں مرتب کئے اور اعلان کیا کہ مسلمان کسی ایسے دستور حکومت کو تسلیم نہ کریں گے جس میں ذیل کے چودہ نکات کو تسلیم نہ کیا گیا ہو۔

(۱) ہندوستان میں ایک ایسی وفاقی Federal حکومت قائم کی جائے Government جس میں باقی ماندہ اختیارات صوبوں کو حاصل ہوں Residuary Powers۔

(۲) کسی صوبے کو اصلاحات سے محروم نہ رکھا جائے اور ہر ایک میں کامل خود اختیاری حکومت ہو۔

(۳) ہر صوبے کی مقننہ میں اکثریت کو اقلیت یا مساوات کی حد تک ہرگز نہ پہنچایا جائے اور اقلیتوں کو پوری نمائندگی دی جائے۔

(۴) مرکزی مقننہ میں مسلمانوں کی کم از کم ایک تہائی نمائندگی ہو۔

(۵) ہر مذہب کو عقیدہ، تبلیغ، تنظیم اور عبادت وغیرہ



کی آزادی حاصل ہو۔

۶۔ انتخاب جداگانہ اصول پر ہو۔ مگر ہر قوم جب چاہے اس حق سے دستبردار ہو سکتی ہے۔

۷۔ صوبوں کی تقسیم میں آئندہ کوئی ایسی تبدیلی نہ کی جائے جو صوبہ سرحد، پنجاب اور بنگال کی مسلم اکثریت پر اثر انداز ہو۔

۸۔ اگر کسی تحریک، قرارداد یا مسودہ قانون کو کسی قوم کے تین چوتھائی ارکان اپنے قومی مفاد کے خلاف سمجھتے ہوں تو اسے مقننہ میں پاس نہ کیا جائے۔

۹۔ صوبہ سندھ کو بمبئی سے الگ کر کے ایک مستقل صوبہ بنایا جائے۔

۱۰۔ سرحد اور بلوچستان میں دوسرے صوبوں کے برابر اصلاحات نافذ کی جائیں۔

۱۱۔ دستور میں ایسی گنجائش رکھی جائے کہ ذمہ دار عہدوں اور سرکاری ملازمتوں میں صلاحیت اور کارکردگی کے لحاظ سے مسلمانوں کو بھی برابر حصہ مل سکے۔

۱۲۔ دستور اساسی میں ایسے کافی تحفظات رکھے جائیں۔ جن سے مسلم کلچر، تہذیب و تمدن کی حفاظت و ترقی، اور مسلمانوں کی تعلیم، زبان، رسم الخط، پرسنل لا اور مسلم اداروں کی ترقی و امداد کے لئے حکومت کے وظائف میں سے مناسب حصہ دیا جائے

(۱۳) مرکزی اور صوبائی کابینہ میں کم سے کم ایک تہائی مسلم وزراء ہوں۔

۱۴۔ مرکزی مقننہ (Central Legislature) دستور اساسی میں اس وقت تک کوئی ترمیم یا تبدیلی نہ ہو جب تک وفاق ہند کے تمام صوبے اور ریاستیں اُسے تسلیم نہ کریں۔

ان نکات کے ذریعہ کانگرس کا ہندوستان میں ہندو راج قائم کرنے کا منصوبہ ناکامیاب ہو گیا اور اس نے ان نکات کی شدید مخالفت کی۔

**چودہ نکات (وڈرو ولسن)**
**President Wilson's Fourteen Points**

وڈرو ولسن صدر امریکہ نے ۸ جنوری ۱۹۱۸ء کو امریکی کانگریس کے اجلاس میں ذیل کے چودہ نکات پیش کئے جو ان کی رائے میں جنگ عظیم کے بعد عالمی امن کی بحالی کے لئے ضروری تھے۔

(۱) کوئی بین الاقوامی مفاہمت نجی نوعیت کی نہ ہو۔ سیاسی سرگرمیاں عوام سے مخفی نہ رکھی جائیں۔

(۲) اپنے سمندر کی حدود کے باہر بحری جہازرانی کی قطعی آزادی ہو۔

(٣) اقتصادی رکاوٹیں ختم اور امن پسند اقوام کے درمیان تجارتی مساوات قائم ہو۔
(٤) قومی اسلحہ بندی میں امکانی حد تک کمی کی جائے۔
(٥) نوآبادیوں کے تمام مطالبات کا غیر متعصبانہ اور غیر جانبدارانہ تصفیہ کیا جائے۔
(٦) تمام روسی علاقے کو خالی کیا جائے اور بین الاقوامی میدان میں روس سے تعاون ہو۔
(٧) بلجیم کو خالی کیا جائے اور اسے مکمل اقتدار اعلیٰ دیا جائے
(٨) فرانسیسی علاقہ واپس کیا جائے اور فرانس کو پرشیا سے جو نقصان پہنچا ہے اس کی تلافی کی جائے۔
(٩) اٹلی کی سرحدوں میں ترمیم کی جائے۔
(١٠) آسٹریا اور ہنگری کو آزادانہ ترقی کا موقع دیا جائے
(١١) رومانیہ۔ سربیا۔ اور مانٹی نیگرو کو خالی کیا جائے اور مقبوضہ علاقے واپس کئے جائیں۔
(١٢) سلطنت عثمانیہ کے ترک علاقے کو خود مختاری ملنے کی ضمانت دی جائے۔
(١٣) پولینڈ کی خود مختار مملکت قائم ہونا چاہئے۔
(١٤) اقوام عالم کی ایک عام انجمن بننی چاہئے تاکہ تمام قوموں کو آزادانہ ترقی کی ضمانت مل جائے۔

## چور بازاری (BLACK MARKET)

ایک اصطلاح جو پہلی جنگ عظیم کے دوران میں فرانس میں رائج ہوئی۔ اور جو قانونی طور پر ممنوع تھی اور سودے بازی کے لئے استعمال ہوتی تھی۔ ایسے سودے خفیہ طور پر یا تاریکی میں سرانجام پاتے تھے۔ دوسری جنگ عالمگیر کے زمانے میں یہ اصطلاح وسیع پیمانے پر ایسی سودے بازیوں کے متعلق استعمال ہونے لگی۔ جو راشننگ قیمتوں کے قانون اور قوانین کے خلاف ورزی کے طور پر سرانجام پاتی تھیں۔

آج کل جن اشیاء کی قیمتوں پر کنٹرول کیا جاتا ہے وہ مقررہ نرخوں پر عام بازار میں دستیاب نہیں ہو سکتیں۔ مگر مقررہ قیمتوں سے زیادہ دام پیش کرنے پر ذخیرہ اندوز یہی اشیاء بہم پہنچا دیتے ہیں۔ یہ بھی چور بازاری کہلاتی ہے چور بازاری کسی ملک یا قوم کی ترقی کی راہ میں بڑی زبردست رکاوٹ اور لعنت ہے۔

## چوف (CHOUGH)

انگلستان کے کوّے کا نام ہے کورنوال کے ساحلی علاقے پر پایا جاتا ہے۔ رنگ سیاہ لیکن چونچ، پاؤں اور ٹانگیں سرخ اور باقی بالکل عام کوے کے مانند۔ دونوں میں فرق کم پہچانا جاتا ہے۔ کوے کے لئے فارسی لفظ زاغ ہے۔ جو چوف سے بالکل مشابہ ہے۔ بلکہ کوّا اور چوف یا کوف بھی مشابہ ہیں۔ اس بات سے انڈو یورپین اور انڈو ایرانین قوموں کے تمدنی اور لسانی اتحاد کا پتہ چلتا ہے۔

## چوکر (ROSTS)

طفیلی اور گند خور پودوں کی وہ قسم ہے جو سماروغ کہلاتی ہے اور قیمتی اناج گندم وغیرہ کو برباد کرتی ہے۔ اسے چوکر کہتے ہیں یہ زیادہ تر پھول دار پودوں کی پتیوں پر پائے جاتے ہیں لیکن اکثر تنے بھی ان کی زد میں آجاتے ہیں۔

گندم میں بیماری پیدا کرنے والا چوکر عام ہے اور یہی پیداوار کو سب سے زیادہ نقصان پہنچاتا ہے اسے پکسینیا (PUCCINIA) کہتے ہیں جو عموماً پتیوں پر پایا جاتا ہے رفتہ رفتہ پودے کے جسم سے باہر ایک قسم کا تخمک نمودار ہوتا ہے جسے موسم گرما کا تخمک (URADOSDORE) کہتے ہیں۔ اور جو سرخی مائل ہوتا ہے اس تخمک سے بیماری خوب تیزی کے ساتھ پھیلتی ہے اور پودے کو کھانے لگتی ہے موسم سرما کے تخمک موسم بہار میں آ گئے ہیں وہ بھی گرما کے تخمک کی طرح نشوونما پا کر پودے کو تباہ کر سکتے ہیں۔

## چولھا

در و دیوار اور چھت کی طرح چولھا بھی ان چیزوں میں شامل ہے جن کے بغیر گھر صحیح معنوں میں گھر نہیں کہلا سکتا۔ چولھے کئی طرح کے بھی ہوتے ہیں۔ پختہ بھی اور آہنی بھی۔ ترقی یافتہ ممالک میں جہاں برقی قوت عام ہے برقی چولھے بھی استعمال ہوتے ہیں۔ پاکستان میں بھی سوئی گیس کی برکت سے چولھے اور ایندھن کا تصور بدلنے والا ہے مگر فی الحال برصغیر میں وہی چولھے استعمال ہوتے ہیں جن میں اپلے، جھاڑ جھنکار، لکڑی اور کوئلہ جلایا جاتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں فی الحال ہوٹلوں کو عمل دخل حاصل نہیں ہے اس لئے گھر اور چولھے کو ایک دوسرے کا مترادف سمجھا جاتا ہے اسی لئے چولھے پیچھے پردیس اور چولھے آگ رکھنے پانی بھرنا کی کہاوتیں اب تک مستعمل

**چونا۔** (LIME) چونا سفید رنگ کا سفوف ہے جو سفید رنگ کے پتھر یا کھریا کو بھٹی میں جلا کر بنایا جاتا ہے جلانے سے کاربن ڈائی آکسائیڈ نکل کر پتھر کا سفوف باقی رہ جاتا ہے۔ اس سفوف پر اگر پانی ڈالا جائے تو اسے جذب کر لیتا ہے اور سخت گرم ہو کر جب اس سے حرارت خارج ہو جاتی ہے تو بجھ جاتا ہے۔ یہ چونا عمارتوں کے اندر دیواروں پر سفیدی کرنے کے کام آتا ہے۔ پان میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ کھاد کے طور پر کھیتوں میں بھی استعمال ہوتا ہے اور اس میں ریت ملا کر تعمیری کاموں میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ چونے کے پانی میں کاربن ڈائی آکسائیڈ گزاری جائے تو کیمیاوی عمل کی وجہ سے چونا پھر کھریا بن جاتا ہے اور پانی سے علیحدہ ہو کر دودھیا رنگ دیتا ہے۔

چونے کے پتھر اور چکنی مٹی کو مناسب نسبت سے ملا کر ڈھلوان بھٹی میں آگ دینے پر جو آمیزہ تیار ہوتا ہے اُسے باریک کر کے اس میں تھوڑا کیلشیم سلفیٹ ملا کر اس سے سیمنٹ تیار کرتے ہیں جو خشک ہونے پر پتھر کی طرح سخت ہو جاتا ہے اور اس پر پانی بھی اثر نہیں کرتا۔

**چونچ** وہ بیچ پرندوں کا منہ ہے یا دانہ و تنکا چگنے کا ذریعہ جس سے پرندے خوراک اپنے پیٹ میں پہنچاتے ہیں۔ ہر پرندے کی چونچ مختلف قسم کی ہوتی ہے۔ جو پرندے تالاب یا کم گہرے پانی میں رہتے ہوں ان کی چونچ لمبی اور نرم ہوتی ہے تا کہ وہ کیچڑ کو کرید کر اس میں سے اپنی خوراک کیڑے مکوڑے کر چگیں۔ تالابوں کے کنارے رہنے والے پرندوں میں سے بعض کی چونچ چمچے جیسی ہوتی ہے مثلاً بطخ، بگلا وغیرہ۔ سارنگ کی لمبی چونچ کے علاوہ ان کی گردنیں بھی لمبی ہوتی ہیں تا کہ وہ پانی میں دور دور تک اپنی خوراک تلاش کر سکیں۔

بحری پرندوں کا گذارہ زیادہ تر مچھلی پر ہوتا ہے اور مچھلی چونکہ پانی میں پھسل جاتی ہے اور آسانی سے قابو نہیں آ سکتی اس لئے نسبت سے بحری پرندوں کی چونچ میں تیز دانت ہوتے ہیں تا کہ وہ مچھلی کو مضبوطی کے ساتھ اپنی گرفت میں لے سکیں۔ ایسے پرندوں کی چونچ کے ساتھ بلینڈر کی طرح کی تھیلی جلد ہوتی ہے جب مچھلی کو پکڑنے کے لئے پانی میں غوطہ لگاتے ہیں۔ تو بہت سا پانی جس میں مچھلیاں بھی ہوتی ہیں ان بلینڈروں میں بھر جاتا ہے اور وہ پھول جاتے ہیں۔ باہر آنے پر پرندہ اس پانی کو خارج کر دیتا ہے جس سے بلینڈر خالی ہو کر اپنی اصل حالت پر آ جاتا ہے۔ اور مچھلیاں پرندے کی خوراک بنتی ہیں۔

**چونے کا پانی۔** بجھے ہوئے چونے کو پانی میں حل کرنے سے بنتا ہے۔ کیمیاوی تجربات میں مستعمل ہے۔ پیٹ میں تیزابی مادوں کی زیادتی کی وجہ سے کھٹی ڈکاریں آئیں یا پیٹ اپھر جائے تو بطور دوا تیزاب کا اثر زائل کرنے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ بجھا ہوا پانی، جس میں چونا بجھایا ہوا ہو۔ دوا کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ ؎

پانی طبیب دے ہے جسے ہیں کیا بجھا ہوا
بے دل بھی زندگی سے ہمارا بجھا ہوا

**چوہا** (RAT) چوہا اور اس کی ملتی جلتی قسم کے جانور، دودھ پلانے والے جانوروں کے اس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن کے کترنے والے دانت کثرتِ استعمال سے گھستے رہتے ہیں اور ان کی جگہ نئے دانت پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ ایسے جانور روڈنٹس (RODENTS) کہلاتے ہیں۔ چوہا درخت پر بھی چڑھ سکتا ہے اور پانی میں بھی تیر سکتا ہے۔ باورچی خانوں اور کھانے کے گوداموں میں چوہے قیامت برپا رکھتے ہیں ان کی وجہ سے بیماریاں بھی پھیلتی ہیں۔ محکمہ صفائی کی بڑی کوشش رہتی ہے کہ چوہوں کی تعداد بڑھنے نہ پائے۔

دریائی چوہا۔ دریاؤں کے کناروں میں بل بنا کر رہتا ہے اور اپنے نارنجی رنگ کے کثیر دانتوں سے پودوں کو کترتا رہتا ہے۔ جنگلی چوہے جھاڑیوں میں بل بناتے ہیں اور چھپے رہتے ہیں۔ صاف میدان میں نہیں رہتے بلکہ جھاڑیوں کی قطار ہی میں دوڑتے پھرتے ہیں۔ گھاس، بیج اور پھلوں کی گٹھلیاں ان کی مرغوب غذا ہے۔ بروش آبی اور جنگلی چوہوں کی قوت شامہ عام طور پر چوہوں جیسی نہیں ہوتی۔

درختوں میں رہنے والے چوہے چڑھنے اور

جست لگانے میں زیادہ مشاق ہوتے ہیں یہ اوپر سے بادامی اور ان کا نیچے کا حصہ سفید رنگ کا ہوتا ہے۔ سینہ کا رنگ نارنجی ہوتا ہے۔ ان کی آنکھیں کان اور مونچھیں بڑی بڑی ہوتی ہیں۔ مونچھیں ہر وقت کانپتی رہتی ہیں۔ فصلی چوہے چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ یہ انگلستان میں فصل کے موقع پر غلہ میں گول گول گھونسلے بنا لیتے ہیں۔ غلہ کھاتے وقت یہ اپنی دُم شاخ میں لپیٹ کر لٹک جاتے ہیں اور آرام سے غلہ کھاتے رہتے ہیں۔ ان کا رنگ بھی بادامی اور سبزی مائل ہوتا ہے۔ یہ اتنے چھوٹے ہوتے ہیں کہ کئی کئی مل کر ایک اونس کے برابر ہوتے ہیں۔ گھریلو چوہے جنس وغیرہ کھا جاتے ہیں۔ لکڑی اور کاغذ بھی کتر ڈالتے ہیں غرضیکہ کافی نقصان کرتے ہیں ان کا رنگ نیلیا ہوتا ہے اور ان کی دُمیں لمبی لمبی ہوتی ہیں۔ پالتو چوہے سفید، سیاہ اور ہلکے بادامی رنگ کے بھی ہوتے ہیں۔ سائنس داں چوہوں پر بیماریوں کے سلسلہ میں تجربات کرتے رہتے ہیں۔ کچھ چوہے گلہری کی شکل کے ہوتے ہیں۔ یہ درختوں میں گھاس سے گھونسلے بناتے ہیں اور سردیوں میں عرصہ تک زیر زمین رہتے ہیں۔ ان کی آنکھیں چمکدار اور سیاہ ہوتی ہیں اور ان کے کانوں اور دُم پر نرم بال ہوتے ہیں۔

**چھاپنا** ( Printing ) صدیوں پہلے اہل چین نے دریافت کیا کہ کسی تحریر یا نقش کو کسی لکڑی یا اسی طرح کی سخت چیز پر کندہ کر کے اور سیاہی لگا کر کاغذ پر اُتارا جا سکتا ہے۔ چنانچہ ۱۳۵۰ء میں یورپ میں ایسے ٹھپوں کی مدد سے کتابیں چھپنے لگی تھیں۔ مگر موجودہ پریس کی ایجاد جو بہت سے دوسرے علوم و فنون کی محتاج تھی پندرھویں صدی عیسوی میں ہوئی۔ قابل انتقال ٹائپ (Movable Types) کا موجد گیوٹن برگ (Gutenberg) ہے آغاز میں ٹائپ ہاتھ سے بنا کر ایک ڈھانچے میں جما دیا جاتا تھا۔ اور اس پر سیاہی لگا کر کاغذ چپکا دیا جاتا تھا۔ آجکل بھی ٹائپ ہاتھ سے جمایا جاتا ہے مگر اس کام کے لئے مشینیں بھی ایجاد ہو چکی ہیں اور عام طور پر آجکل چھپائی کا تمام کام مشینوں کے ذریعے ہوتا ہے

**چھاپے خانہ** ( Press ) چھاپہ خانہ کی ایجاد اہل چین نے حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے صدیوں پہلے کی اور یہ فن غالباً عرب تاجروں کے توسط سے پندرھویں صدی کے لگ بھگ یورپ میں پہنچا بہرحال یورپ میں سب سے پہلے ۱۴۵۴ء میں جرمنی میں جان گوٹنبرگ ( Johann Gutenberg ) نے چھاپہ خانہ قائم کر کے سستی کتابیں چھاپنے کا کام شروع کیا۔ ۱۴۵۳ء میں عثمانی ترکوں نے قسطنطنیہ فتح کر لیا تھا جس کے باعث یونانی علوم کے ماہرین وہاں سے ہجرت کر کے یورپ کے مختلف ممالک میں پھیل گئے اور اس طرح احیائے علم (Revival of Learning) کا باعث بنے۔ چھاپہ خانہ کی ایجاد نے وقت کے ایک ضروری تقاضے کو پورا کیا اور یورپ میں نشاۃ ثانیہ ( Renaissance ) کے لئے راستہ ہموار کیا۔ جرمنی میں پہلا چھاپہ خانہ کھلنے کے ۲۰ برس بعد انگلستان میں پہلا مطبع کیکسٹن (Caxton) نے قائم کیا تھا۔

**چھپکلی** ( Lizard ) رینگنے والے جانوروں کا ایک گروہ ہے اس قسم کے جانوروں کا قد و قامت چند انچوں سے لے کر چھ فٹ تک ہوتا ہے۔ چھپکلی کی یہ بڑی قسم افریقہ میں پائی جاتی ہے۔ بیشتر چھپکلیوں کے چار پیر ہوتے ہیں۔ پیر کا اگلا سرا پنجوں کی شکل کا ہوتا ہے۔ سری وغیرہ ٹھنڈے مقامات پر بغیر پیر کی رینگنے والی چھپکلیاں بھی پائی جاتی ہیں۔ چھپکلی کی دُم کٹ جائے تو دوسری پیدا ہو جاتی ہے۔ عام چھپکلی کی لمبائی تقریباً پانچ انچ ہوتی ہے یہ مکانوں میں اور گھاس کے میدانوں میں پائی جاتی

ہیں۔ اور تیزی سے حرکت کرتی ہیں بعض قسم کی چھپکلیاں سردیوں میں زمین کے اندر چلی جاتی ہیں چڑیا گھر میں کئی قسم کی چھپکلیاں دیکھی جا سکتی ہیں۔

**چھتری یا کھشتری۔** آریوں نے برصغیر ہند و پاکستان میں داخل ہو کر اپنا زیادہ وقت جنگ و جدل میں گزارنا شروع کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں خوبیت زندگی مہیا کرنے اور دوسرے فرائض سرانجام دینے میں بڑی دقت پیش آنے لگی۔ انھوں نے محسوس کیا کہ نہ تو ساری قوم اپنا وقت لڑائیوں میں صرف کر سکتی ہے اور نہ ساری قوم محض مذہبی فرائض اور زرعی و تجارتی کاروبار میں مصروف رہ سکتی ہے۔ ان حالات کے پیش نظر انھوں نے سماج کو کئی حصوں میں بانٹ دیا۔ چنانچہ فوجی خدمات، ملکی حفاظت، دشمن کی روک تھام اور ملکی انتظام کا کام جس جماعت کے سپرد کیا گیا اُسے چھتری یا کھشتری کا نام دیا گیا۔ ہندو لوگ کھشتری کو بگاڑ کر کھتری کہتے ہیں اور ہندو پاکستان میں یہ ایک ذات ہے۔ اس سے ملتی جلتی اور قدرے کمتر "اروڑہ" نام کی ذات ہے۔ یہ ذاتیں ہندوؤں کی ہیں۔

**چھری کانٹا:۔** Cutlery وہ سامان جو مغربی دسترخوان پر استعمال میں آتا ہے جس کے ذریعہ طعام نوشی کی جاتی ہے ایک زمانہ تھا کہ انگلستان اور یورپ کے دیگر لوگ ہماری طرح بلاواسطہ دائیں ہاتھ سے کھانا کھاتے تھے۔ چنانچہ شاہ ہنری ہشتم جو پرندوں کا بڑا شوقین تھا ہاتھ سے کھانا کھاتا تھا۔ چھری کانٹے کا عام استعمال تیرھویں صدی کے لگ بھگ شروع ہوا۔ طبقہ امرا میں اس کا عام استعمال سولہویں صدی میں شروع ہوا۔ جیمز اول کے عہد تک کھانے کی تقریبات میں بھی مہمان جیبوں میں اپنی اپنی چھریاں ساتھ لاتے تھے۔ کانٹوں کا استعمال بھی اسی فرمانروا کے عہد میں شروع ہوا۔ مصر قدیم میں جیسا کہ قرآن حکیم کی سورہ یوسف کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے، لوگ کھانے کی میز پر چھری کا استعمال کرتے تھے۔

**چھڑی۔** (Stick) ہاتھ میں پکڑنے کی لاٹھی یا لکڑی جو صاف اور منقش یا سیدھی ہوتی ہے۔ بید کی بھی بنی ہوتی ہے اوپر کا سرا گول منقش والا یا ہاتھ کی گرفت کے مطابق گول اور مڑا ہوا ہوتا ہے۔ لمبائی اس کی تین چار فٹ تک ہوتی ہے یا اس سے حسب ضرورت زیادہ۔ بعض شوقین لوگ چاندی کی چھڑیاں بھی بنواتے ہیں۔ اُستاد کے ہاتھ میں چھڑی ہوتی ہے سیر و سفر کرنے والے لوگ ہاتھ میں چھڑی لئے ہوتے ہیں کتے بلی کو چھڑی سے مارتے ہیں چور چکار کو بھی چھڑی سے زدوکوب کرتے ہیں

چھچھوندر۔ (دیکھو کرم خور جانور)

**چھلکا۔** کسی لکڑی، پھل یا اشیائے خوردنی کا خارجی خول مثلاً ببول کا چھلکا۔ آم کا چھلکا پیاز کا چھلکا وغیرہ چھلکا بیرونی سطح پر ہوتا ہے اُسے اتار کر اندر کی چیز کو استعمال کیا جاتا ہے خواہ کھڑ بنانے کے لئے یا کھانے کے لئے یا عام استعمال کے لئے۔ چھلکا موٹا بھی ہوتا ہے اور پتلا اور باریک بھی۔ کیلے کا چھلکا خطرناک شے ہے آدمی اس پر سے پھسل پڑتا ہے اور اس کے جسم کو نقصان پہنچنے کا خدشہ ہوتا ہے۔

**چھوت** CONTAGION بیماریوں کا اُڑ کر لگنا۔ چھوت کی بیماریاں جراثیم کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں جو بیمار کے پاس اُٹھنے بیٹھنے سے تندرست آدمی کے جسم میں منتقل ہو جاتے ہیں اور اُسے بیمار کر دیتے ہیں۔ زکام، تپ دق وغیرہ اُڑ کر لگنے والے امراض ہیں۔ چھوت کی بیماریاں بھیں

اور دوسرے کیڑے مکوڑوں کے ذریعہ سے بھی پھیلتی ہیں بلکہ امراض ایسے بھی ہیں جو مریض کے جسم سے اپنا جسم مس کرنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ ان متعدی امراض کے بعد ضروری ہے کہ مریض کے جسم، کپڑوں اور اس کمرے کو جس میں وہ رہا ہے عفونت ربا ادویات سے اچھی طرح پاک صاف کیا جائے۔ مریض کا بستر اور کپڑے لسول سولوشن سے دھوئے جائیں۔ مریض تو دوار بولک کو خون پانی میں حل کرکے غسل کرے کمروں کو فورمیلین کی بھاپ سے صاف کیا جائے۔

## چھوت چھات کے جراثیم دور کرنا۔

Disinfecting کسی مکان میں کوئی وبائی بیماری پھوٹ پڑے تو محکمہ حفظان صحت کے افسران اُس مکان کی صفائی اور چھوت چھات کو دور کرنے کا انتظام کرتے ہیں۔ تمام کپڑے، لحاف، رضائیاں اور گدے وغیرہ وہاں سے ہٹا کر اُن کو بھاپ دی جاتی ہے۔ اس سے بڑی چیزیں مثلاً دریاں اور قالین وغیرہ پر فارمالین چھڑک دی جاتی ہے۔ پھر مکان کی تمام کھڑکیاں، دروازے اور روشن دان بند کر دئے جاتے ہیں اور ان پر صفائی کا غذ چپکا دیا جاتا ہے پورے بند کر دئے جاتے ہیں۔ یا اُن کو ڈھک دیا جاتا ہے گندھک بیمار کے کمرے میں جلائی جاتی ہے۔ اس طرح کہ گندھک ایک کڑھائی میں رکھی جاتی ہے اور کڑھائی ایک بھرے ہوئے پانی کے ٹب میں۔ اس سے آگ لگنے کا اندیشہ جاتا رہتا ہے۔ پھر سات گھنٹے تک یہ عمل کیا جاتا ہے بعد ازاں کمرے کی صفائی ہوتی ہے۔ دیواروں پر بھی چھڑک دی جاتی ہے اور دیواری کاغذ اتار لیا جاتا ہے دیواروں پر نیا کاغذ لگانا چاہیئے اور اُن پر نئے سرے سے روغن کرنا چاہیئے۔ فرش چھوت دفع کرنے والی دوا سے خوب رگڑ کر صاف کرنا چاہیئے اور کمرے کی میزوں کرسیوں اور دیگر سامان آرائش کو خوب اچھی طرح پالش کرنا چاہیئے کھڑکیاں چند روز تک کھلی رکھنی چاہییں تاکہ تازہ ہوا مکان کے اندر اچھی طرح سے داخل ہوتی رہے کھانے پکانے کے برتنوں میں بھی چھوت کا مادہ دفع کرنے کی دوا ڈالنی چاہیئے اور بعد ازاں انہیں خوب اچھی طرح گرم پانی سے صاف کر لینا چاہیئے۔ پرانی کتابیں، ردی اخبار وغیرہ اور دیگر کاغذات جن کی چنداں ضرورت نہ ہو جلا دینے چاہییں۔

## چھوت کی بیماریاں Contagious Diseases

کسی مریض کے جسم سے مس ہو کر اس بیماری کا دوسرے شخص میں منتقل ہو جانا۔ اس میں اور اڑ کر لگنے والے امراض میں فرق ہوتا ہے۔ کچھ امراض مثلاً نزلہ زکام چھوت سے بھی لگتے ہیں اور اڑ کر بھی لگتے ہیں۔ سیتلا بالخصوص چھوت سے لگتی ہے۔ اور ایک جلدی بیماری جس میں چھوٹے چھوٹے پھنسیاں نکلتی ہیں صرف چھوت سے لگتی ہے۔ جراثیم اپنی مرضی کے مطابق اڑتے پھرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے اگر زکام کے مریض کی ناک کے پاس بیٹھنے سے پرہیز کیا جائے تو پھر اس کے اڑ کر لگنے کا احتمال کم ہوتا ہے۔

## چھوٹی آنت۔

تقریباً بیس فٹ لمبی نالی جو پیٹ میں معدے سے بڑی آنت تک پھیلی ہوتی ہے چھوٹی آنت کا کام معدے سے آنے والے کیلوس Chyle کو ہضم کرنا اور اس ہضم شدہ غذا کو جذب کرنا ہے۔ پتلی سیال غذا کو انتڑیوں کی حرکات اسی طرح آگے دھکیلتی ہیں۔ جس طرح خوراک کی نالی نوالے کو معدے کی طرف دھکیلتی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ خوراک کی نالی میں یہ حرکات جلد اور چھوٹی آنت میں آہستہ آہستہ ہوتی ہیں۔

## چھینٹ،

ایک رنگ برنگ کا چھاپہ شدہ سوتی کپڑا انگریزی میں اس قسم کے کپڑے کو چنٹز Chintz کہتے ہیں۔ اور غالباً یہ چھینٹ ہی کا بگاڑ ہے۔ عام قسم کی چھینٹیں پہلے بخارا سے آیا کرتی تھیں۔ لیکن اب ولایتی اور جاپانی کپڑے نے سب کو مات کر دیا ہے اور چھینٹیں بہت بہت بڑھیا قسم کی آنے لگی ہیں۔ جن پر خاص قسم کی چمک ہوتی ہے۔

موجودہ زمانے میں ریشمی چھینٹیں بھی بہت خوبصورت ڈیزائن میں ملتی ہیں۔ چھینٹیں پردے اور رضائیاں وغیرہ بنانے کے کام میں آتی ہیں۔

## چیانگ کائی شیک

(Chiang Kai-Shek) چین کا مشہور جرنیل جو چین میں اشتمالی (کمیونسٹ) حکومت قائم ہو جانے کے باعث آج کل فارموسا کے چھوٹے سے جزیرہ میں اپنی حکومت

کا صدر دفتر منتقل کر چکا ہے۔ چیانگ کائی شیک کی حکومت کو امریکہ کی حمایت حاصل ہے۔ چنانچہ باوجود اس امر کے کہ چین کی سرزمین پر اب مارشل چیانگ کو کہیں بھی تسلط حاصل نہیں پھر بھی اقوام متحدہ میں چین کی طرف سے نمائندگی اور رکنیت کا حق ابھی تک اسی کی حکومت کو حاصل ہے۔ مارشل چیانگ کائی شیک کے سر سے سایۂ پدری اوائل عمر میں ہی اٹھ گیا تھا۔ مگر اس کی ماں غیر معمولی کردار کی ماں تھی جس کی زیر تربیت چیانگ نے جلد ہی ذہانت اور قابلیت کا ثبوت بہم پہنچانا شروع کیا۔ جوان ہونے پر چیانگ فوج میں بھرتی ہو گیا اور چار برس تک ٹوکیو کے فوجی کالج میں بھی زیر تعلیم رہا۔ ١٩٢٥ء میں اس نے جدید چین کے بانی ڈاکٹر سن یت سین کی ایک لڑکی سے شادی کر لی۔ ١٩٢٧ء میں اس نے چین کی عنانِ حکومت اپنے ہاتھوں میں لے لی ١٩٣٧ء میں جب جاپان نے چین پر حملہ کیا تو مارشل چیانگ کائی شیک کی فوجی قابلیت آشکار ہوئی جب کہ اس نے اسلحہ کی کمی کے باوجود جاپانی افواج کو کئی مقامات پر نیچا دکھایا۔

چیتا پنگ — یہ لفظ خالص ہندی اور پاکستانی ہے اور انگریزی میں بھی اسی طرح مستعمل ہے۔ یہ لفظ دراصل چترا ہے۔ اور ایک گوشت خور بلی نما چکبرے چوپائے کا نام ہے۔ جو ایشیا اور افریقہ میں ہر جگہ پایا جاتا ہے۔ اس کے بدن کی سفید زمین پر سیاہ رنگ کے داغ ہوتے ہیں۔ جن کو چتر کہتے ہیں اور اسی وجہ سے جانور کو چترا یا چیتا کہتے ہیں پاکستان میں کھیرتھر اور کالا چٹا پہاڑ پر پایا جاتا ہے۔ چیتا مردم خور بھی ہوتا ہے اور چونکہ موذی جانور ہے۔ اس لئے اس کے شکار کی ممانعت نہیں۔ یہ جانور شیر سے بہت چھوٹا ہوتا ہے اور شیر اور چیتے میں ایک فرق یہ بھی ہے۔ کہ شیر کے بدن پر دھاریاں ہوتی ہیں اور چیتے کے بدن پر گول داغ۔ ملک راجستھان چترا سے چیتا بنا جیسے کرشن سے کشن۔ ہندوستان میں ہمالیہ کی ترائی میں عام پایا جاتا ہے۔ اور مشرقی پاکستان میں سندر بن کے جنگلی شیر کے ساتھ یہ بھی ملتا ہے۔

چیچک — (Small Pox) متعدی اور تکلیف دہ بیماری ہے۔ شروع میں تیز بخار ہوتا ہے۔ تیسرے روز دانے نکلنے شروع ہو جاتے ہیں۔ دانوں میں پیپ پڑ جاتی ہے۔ تمام جسم میں درد، منہ ناک آنکھوں سے پانی جاری ہوتا ہے دس گیارہ دن کے بعد دانے خشک ہونے لگتے ہیں۔ ان کا کھرنڈ بھی بیماری پھیلاتا ہے۔ اس بیماری میں کان، آنکھ حلق وغیرہ کی پیچیدگیاں پیدا ہونے کا خدشہ ہوتا ہے جسم اور خاص طور پر چہرے پر دانوں کے داغ باقی رہتے ہیں

چیچک کا ٹیکا۔ چیچک کے ٹیکے کی دوا حاصل کرنے کے لئے پہلے بچھڑوں کے جسم میں چیچک کے جراثیم داخل کئے جاتے ہیں۔ جب بچھڑوں کے جسم پر چیچک کے آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں تو انہیں بڑی احتیاط سے رکھا جاتا ہے تاکہ بچھڑا اتر یا خراب زمین پر بیٹھ کر دانوں کو خراب نہ کر دے۔ جب آبلے تیار ہو جاتے ہیں تو ان کی رطوبت کو اکٹھا کر لیا جاتا ہے اور دوسرے جراثیم سے محفوظ کرنے کے لئے اس میں گلیسرین ملائی جاتی ہے۔ اس طرح بہت سے جراثیم جو اتفاقیہ دوا میں مل جاتے ہیں تلف ہو جاتے ہیں۔

چیچک کا ٹیکہ عام طور پر دائیں بازو کی بالائی اور بیرونی سطح پر لگایا جاتا ہے۔ ٹیکہ لگانے کی جگہ کو اچھی طرح صاف کرنے کے بعد تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر تین چار مختلف مقامات پر دوا لگا کر نشتر سے جلد کو قدرے تراشا جاتا ہے تاکہ دوا خون میں مل جائے۔ بعض حالتوں میں آبلے پھول جاتے ہیں تو ایسی صورت میں ان پر سرسوں کا تیل گرم کر کے لگایا جاتا ہے۔ آبلے اس سے جلدی درست ہو جاتے ہیں۔ کئی دوسری دوائیں بھی

علاج کی خاطر لگائی جاتی ہیں۔ (نیز دیکھو ٹیکا)

**چیخوف** - ( Chekhov ) انتون پیولووچ چیخوف (۱۸۶۰ - ۱۹۰۴) روسی تمثیل نگار و مصنف۔ ایک کسان کے ہاں پیدا ہوا۔ ماہم کی طرح انتون چیخوف کو بھی طبابت کی تعلیم دی گئی تھی مگر اس نے طبابت کو ذریعہ معاش بنانے کی بجائے انشا پردازی اختیار کی۔ چیخوف روس کے چوٹی کے افسانہ نگاروں میں شمار ہوتا ہے یہاں تک کہ ٹالسٹائی نے بھی اپنے لڑکے کو چیخوف کی کہانیاں پڑھنے کی ہدایت کی تھی۔

**چیک** - ( Cheque ) کسی بنک کے نام ایک تحریری فرمائش کہ فلاں شخص یا فرم وغیرہ کو رقم جو چک پر درج ہو ادا کر دی جائے۔ اگر چک پر دو متوازی خطوط کے درمیان اینڈ کو .Co & لکھ دیا جائے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ بنک سے فوراً اور براہ راست روپیہ حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ چک پانے والا شخص اس روپیہ کو بنک کے توسط سے اپنے حساب میں جمع کرا سکتا ہے۔ ایسا کرنے سے چک محفوظ ہو جاتا ہے مبادا کوئی غلط شخص اس سے فائدہ اٹھائے۔ ایسا چک کروسڈ چک Crossed Cheque کہلاتا ہے۔

بنک میں روپیہ جمع کرنے یا اس سمجھوتے کے بعد کہ بنک سے روپیہ قرض لیا جا سکتا ہے، چک جاری کرنے کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔

اگر کروسڈ Crossed Cheque ایسے بنک پر جاری کیا جائے جہاں روپیہ دینے اور لینے والے دونوں کا حساب ہو تو بنک اول الذکر کے حساب میں سے یہ رقم مجرا کر کے اتنی ہی رقم کا اضافہ روپیہ پانے والے کے حساب میں کر دے گا۔ اگر ان دونوں کے حسابات مختلف بنکوں میں ہیں تو ہنڈی گھر Clearing House کے ذریعہ دونوں بنک اپنی اپنی حساب فہمی کر لیتے ہیں۔

**چیکوسلواکیہ** زیکوسلواکیہ Czechoslovekia وسطی یورپ کی ایک مملکت جو دوسری جنگ عظیم سے پہلے جمہوریہ تھی اور اب روس کے زیر تسلط ہے۔ بطور جمہوریہ یہ ۱۹۱۸ء میں معرض وجود میں آئی اور یہ مملکت آسٹریا کے علاقوں بوہیمیا، موریویا، سائلیشیا اور ہنگری کے صوبوں سلووکیا، اور روتھینیا کے ملا دینے سے عمل میں آئی۔ رقبہ ۴۹ ہزار مربع میل ہے اور آبادی ۱۴۰۰۰۰۰۰ نفوس ہے جن میں سے ۸۷۰۰۰۰۰ چیک ۲۷۰۰۰۰۰ سلووک (یا سلواک) ۷۰۰۰۰۰ ہنگرین نسل کے اور ۳۰۰۰۰۰۰ جرمن نژاد افراد ہیں۔ دارالحکومت پراگ ( Prague ) ہے۔ اس کا پہلا صدر میسارک تھا جو ۱۹۱۸ء میں منتخب ہوا۔ اس کے بعد ۱۹۳۵ء میں ڈاکٹر بینیز منتخب ہوا۔ ۱۹۱۸ء میں تشکیل مملکت کرتے وقت ۳۲۲۵۰۰۰ جرمن اور ۷۰۰۰۰۰ ہنگرین باشندوں کو ان کی مرضی کے خلاف اس جمہوریہ میں شامل کر لیا گیا تھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گو ملک کا نظام حکومت جمہوریت پر مبنی تھا اور اس سے تمام اجزائے ترکیبی کو مطمئن ہو جانا چاہیئے تھا۔ لیکن ۱۹۳۸ء تک چیکوسلواکیہ کی سیاست پر اقلیت کا غلبہ قائم رہا۔ علاوہ ازیں چیک اور سلووک لوگ بھی متحد و متفق نہیں تھے۔ اور روتھینیا کے باشندے خود مختاری کے خواہاں تھے جس کے باعث اندرون ریاست مسلسل آویزش رہی۔

اکتوبر ۱۹۳۸ء کو اس کا وہ حصہ جہاں جرمن نسل کے لوگ آباد تھے۔ جسے سوڈیٹن لینڈ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے ہٹلر کو دے دیا گیا۔ اور ایش Aech ایگر Eger کارلس بیڈ Carlsbad میرین بیڈ Marien Bad کے اضلاع نازی جرمنی کے قبضہ میں آ گئے ادھر جرمنی کی دیکھا دیکھی پولینڈ اور ہنگری نے بھی اپنے علاقوں کا مطالبہ شروع کیا جس کی بناء پر ( Teschen ) کے ضلع کا کچھ حصہ پولستان کو اور نومبر ۱۹۳۸ء میں سلووکیا اور روتھینیا کے بعض حصص ہنگری کو دے دیئے گئے۔

اکتوبر کے مہینہ میں صدر بینیز اپنے منصب سے مستعفی ہو کر بیرون ملک چلا گیا۔ اس کے بعد جج ہاچا (Judge Hacha) صدر منتخب ہوا اور جمہوریہ چیکوسلواکیہ، سلوواکیا اور روتھینیا کے صوبوں پر حاوی ہو گئی اس دوسری جمہوریہ پر عملاً چیک زرعی جماعت قابض تھی جس نے پہلے نازیوں کی حوصلہ افزائی کی تھی اس کے دور اقتدار میں ہٹلر چیکوسلواکیہ پر بدستور دباؤ ڈالتا رہا۔ اسی اثناء میں جب نازی ریشہ دوانیوں کے باعث ۱۰ مارچ ۱۹۳۹ء کو صوبہ سلواکیہ میں بغاوت رونما ہوئی تو ہٹلر نے اس موقع سے فائدہ اٹھا کر ۱۵ مارچ ۱۹۳۹ء کو اپنی فوجیں یہاں داخل کر دیں اور ہاچا کی حکومت کو اپنی سرپرستی میں لے لیا۔ دوسری جنگ عظیم شروع ہونے پر ڈاکٹر بینیز نے پیرس میں

آزادی چیکوسلواکیہ کی خاطر ایک تنظیم قائم کی جس کا صدر دفتر بعد ازاں لندن تبدیل کر دیا گیا اور اسے چیکوسلواکیہ کی حکومت قرار دیا گیا۔ جنگ کے خاتمہ کے بعد سوڈیٹن لینڈ سے جرمنوں کا اخراج کیا گیا اور ان کی جگہ چیک باشندوں کو بسایا گیا۔ ہنگری اور یوکرستان کو جو علاقے دیئے گئے تھے وہ بھی واپس لے لئے گئے البتہ روتھینیا کے علاقہ پر روس کا تسلط برقرار رہا۔ یہ سب کچھ ۹ مئی ۱۹۴۵ء تک عمل میں آیا۔

اس کے بعد کمیونسٹوں نے اندرونِ ملک گڑبڑ شروع کر دی اور ۲۰ فروری ۱۹۴۸ء کو غیر اشتمالی وزراء نے اپنے استعفے صدر جمہوریہ ڈاکٹر بینز کو پیش کر دیئے جس نے ۲۵ فروری ۱۹۴۸ء کو فوج کا مختار ہونے کے باوجود ایک بار پھر کمزوری کا مظاہرہ کیا اور اشتمالی حکومت ملک میں قائم کر دی ۷ جون ۱۹۴۸ء کو وہ بھی اپنے عہدہ سے مستعفی ہو گیا۔ اور اس طرح چیکوسلواکیہ پر کمیونسٹوں کا مکمل تسلط ہو گیا۔

**چیل۔** چیل ایک شکاری پرندہ ہے جس کا قد تقریباً دو فٹ ہوتا ہے۔ اس کی رنگت سیاہی مائل خاکستری اور چونچ دوسرے گوشت خور پرندوں کی طرح نوکدار ہوتی ہے۔ چیل زیادہ تر آبادی میں یا آبادی کے قریب رہتی ہے۔ چیل کی نظر بہت تیز ہوتی ہے۔ بلند پروازی میں بہت مشہور ہے جھپٹا مارنے اور شکار کو پنجوں میں دبوچ کر لے اڑنے میں چیل تمام شکاری پرندوں سے زیادہ ہوشیار ہے۔ مرغی کے چوزے، چوہے اور سانپ اس کی مرغوب غذا ہیں۔ جھپٹنے میں اس قدر ہوشیار اور تیز ہے کہ بعض اوقات آدمی کے ہاتھ میں سے گوشت یا زرد اور سرخ رنگ کی کوئی دوسری چیز جسے وہ گوشت کی بوٹی سمجھے اڑا لے جاتی ہے۔ شاید ہی دنیا کا کوئی حصہ ایسا ہو گا جہاں چیل کی برادری کا کوئی فرد موجود نہ ہو لیکن برصغیر پاکستان و ہند یورپ اور امریکہ میں چیلیں کثرت سے پائی جاتی ہیں



**چیلیانوالہ۔** ( Chilianwala )
ضلع گجرات پنجاب میں ایک قصبہ جہاں ۱۸۴۹ء میں انگریزوں اور سکھوں کے مابین دوسرا زبردست مقابلہ ہوا اس میں سکھوں کو شکست ہوئی۔ اس سے پیشتر سکندر مقدونی اور راجہ پورس کے درمیان بھی یہاں ایک جنگ ہوئی تھی۔ چیلیانوالہ ریلوے لائن پر واقع ہے۔

**چین۔** (China) مشرقی ایشیا کا ایک وسیع اور گنجان آباد ملک رقبہ ۳۳۸۹۲۲۰ مربع میل ہے اور آبادی ۶۵ کروڑ کے قریب جس میں اب نہایت تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے دارالحکومت پیکنگ Peiking ہے چین کی سرزمین کو بہ آسانی دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ایک حصہ شمالی ہے اور دوسرا جنوبی۔ ان دونوں علاقوں میں بالعموم خانہ جنگی رہی ہے۔ بہر حال یہ ایک واقعہ ہے کہ جنوبی چینی تہذیب کا گہوارہ رہا اور اس کی زبان شمالی چین کی بولی سے مختلف ہے شمالی حصہ میں خشک کہر آلود سردیاں ہوتی ہیں اور گرمیوں میں بارش ہوتی ہے۔ جنوبی حصہ نسبتاً گرم آب و ہوا کا خطہ ہے۔

چین کے لوگوں کا پیشہ زیادہ تر کاشتکاری ہے۔ شمالی حصہ میں گندم کپاس جوار وغیرہ بوئی جاتی ہے اور جنوبی حصہ میں چاول چائے نیشکر ریشم اور نیل کی پیداوار ہوتی ہے۔ معدنیات بھی بافراط پائی جاتی ہیں۔ لوہا، تانبا اور کوئلہ کثیر مقدار میں دستیاب ہوتے ہیں۔ کوئلہ تو تقریباً ہر صوبہ میں پایا جاتا ہے۔ دنیا بھر میں سرمہ کا ۶۰ فی صدی حصہ چین سے درآمد ہوتا ہے۔ عوام کا مذہب بدھ مت ہے۔ طبقہ امرا میں عام طور پر کنفیوشس مذہب کے پیرو پائے ہوتے ہیں۔

جدید چین کی تاریخ کا آغاز ۱۹۱۱ء سے ہوتا ہے۔ جب کہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۱ء کو وہاں انقلاب آیا اور مانچو شہنشاہیت پر زوال آیا۔ ۱۹۱۲ء میں یہاں جمہوریہ قائم ہوئی۔ ۱۹۱۵ء سے ۱۹۱۶ء تک مانچو خاندان کو پھر سریرآرائے سلطنت کرنے کی ناکام کوششیں ہوئیں ۱۹۲۰ء میں کنٹن نے ایک جداگانہ جمہوریہ کا اعلان کیا۔ ۱۹۲۲ء میں شمالی اور جنوبی چین کے مابین خانہ جنگی کا آغاز ہوا۔ ۱۹۳۱ء میں جاپان نے چین پر حملہ کیا۔

اور چینی ماؤ زے تنگ کی قیادت میں کمیونسٹوں نے چین پر قبضہ کر کے پیش قدمی شروع کی۔ یکم اکتوبر ۱۹۴۹ء کو چین میں عوامی جمہوریہ یعنی اشتراکی حکومت قائم ہوئی اور مارشل چیانگ کائی شیک کی برائے نام حکومت فارموسا کے جزیرہ میں منتقل ہو گئی۔

**چینائل**۔ ایک قسم کا نرم ریشمی دھاگہ جو کشیدہ کاری، زر بفتی، فیتہ سازی یا غالیچہ کاری اور پردوں پر بیل بوٹے کاڑھنے میں استعمال ہوتا ہے چونکہ ریشم پہلے پہل چین میں تیار ہوا تھا اور اس قسم کا سوت چین ہی سے آیا تھا۔ اس لئے اس کا نام چینی دھاگہ یا "چینائل" ہوا۔ جس طرح کہ سفید مٹی کے برتن جو پہلے پہل چین میں بنے تھے۔ اب خواہ کہیں تیار ہوں، چینی کے برتن ہی کہلاتے ہیں۔

**چین پر کمیونسٹوں کا قبضہ**:۔ ۱۹۱۷ء کے انقلاب کے بعد روس نے چین میں اپنے حقوق سے دستبرداری کا اعلان کر دیا مگر شانتنگ پر بدستور جاپان کا قبضہ رہا اور غیر ملکوں کے حقوق بھی اسی طرح باقی رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چینی غیر ملکیوں خصوصاً اہل برطانیہ کے شدید مخالف ہو گئے۔ غیر ملکیوں کی مخالفت کے ساتھ باہمی اختلافات بھی بڑھتے رہے یہاں تک کہ ۱۹۲۳ء میں ڈاکٹر سن یات سین اشتراکی روس کی امداد سے اپنی سیاسی جماعت کومن تانگ کو نئے سرے سے منظم کرنے لگے اور چین کو غیر ملکی شہنشاہیت سے نجات دلانے پر کمر بستہ ہو گئے۔ ۱۹۲۵ء میں ڈاکٹر سن یات سین انتقال کر گئے اور اُن کی جگہ جنرل چیانگ کائی شیک کو ملی جنہوں نے جنوبی چین کے کئی سربراہوں کو شکست دی اور ۱۹۲۸ء میں شمالی چین کو فتح کر لیا۔ چیانگ کائی شیک نے ان صوبوں پر بھی چڑھائی کی جو کمیونسٹوں کے زیر اثر تھے۔ اس طرح چین میں چیانگ کائی شیک کی حکومت قائم ہو جانے کے باوجود خانہ جنگی جاری رہی۔ ۱۹۳۷ء میں جاپان نے چین پر حملہ کر دیا جس کی وجہ سے جنرل چیانگ کائی شیک کو کمیونسٹوں کے ساتھ صلح کرنا پڑی تاکہ جاپان کا مشترکہ مقابلہ کیا جا سکے لیکن اسی اثنا میں دوسری عالمگیر جنگ شروع ہو گئی۔ جس نے جاپان اور چین کی جنگ کو عالمگیر جنگ کا حصہ بنا دیا۔ جب جنگ ختم ہوئی تو چین میں دوبارہ خانہ جنگی شروع ہو گئی اور وہ اسلحہ جو اتحادیوں اور امریکہ نے جاپان کے خلاف لڑنے کے لئے دے رکھا تھا چینیوں نے ایک دوسرے کے خلاف استعمال کرنا شروع کیا۔ اس جنگ میں چیانگ کائی شیک کو شکست ہوئی اور چین کی نیشنلسٹ حکومت فارموسا میں منتقل ہو گئی۔ چنانچہ یکم اکتوبر ۱۹۴۹ء کو چین کی عوامی جمہوریہ کے قیام کا اعلان کر دیا گیا اور چینی کمیونسٹ پارٹی کے رہنما ماؤ زے تنگ کو اس کا پہلا صدر منتخب کیا گیا۔

**چین جیسی آب و ہوا کا خطہ**۔ (China Type Climate Zone) اسے منطقہ معتدلہ کا مون سون Monsoon کا خطہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ خطہ گرم منطقۂ معتدلہ میں براعظموں کے مشرقی کناروں پر واقع ہے۔ جس میں چین کا بہت سا علاقہ، مغربی جاپان، جنوب مشرقی ریاستہائے متحدہ امریکہ، آسٹریلیا کا جنوب مشرقی ساحل، جنوب مشرقی برازیل اور جنوبی افریقہ وغیرہ شامل ہیں۔ موسم سرما میں سرد خشک ہوائیں خشکی سے سمندر کی طرف چلتی ہیں۔ گرمیوں میں زیادہ گرمی پڑتی ہے۔ جنوب مشرقی تجارتی ہوائیں سارا سال چلتی رہتی ہیں۔ مگر بارش زیادہ موسم گرما میں ہوتی ہے اور گرمیوں میں تیز اور تند آندھیاں آتی ہیں۔

عام طور پر اخروٹ، کافور، بید، چیل، چائے، بانس اور شہتوت پائے جاتے ہیں۔ چائے، کافور، عمارتی لکڑی، سرس اسی خطے کے جنگلات کی مشہور پیداوار ہیں۔

ریاستہائے متحدہ امریکہ کے کپاس کے حلقہ کی پیداوار دنیا میں سب سے زیادہ ہے۔ آب و ہوا اس کی کاشت کے لئے زیادہ مفید ہے۔ چین کی چائے اور چاول کی پیداوار دنیا کے تمام علاقوں کی مجموعی پیداوار کے برابر ہے نائال (جنوبی افریقہ) میں اچھی قسم کا کوئلہ ملتا ہے اور کھانڈ، چاول، چائے اور پائن ایپل Pine Apple کی کاشت ہوتی ہے۔ جنوبی برازیل (امریکہ) میں بھیڑ بکریاں چرانے کا کام عام ہے۔

سارے خطے میں معدنیات بہت کم ہیں۔ چین میں کوئلہ اور لوہا بہت ملتا ہے۔

آبادی بہت زیادہ ہے۔ چنانچہ چین اور جاپان دنیا کے گنجان آباد ممالک اسی خطہ میں ہیں۔

**چینی (کھانڈ)** (Sugar) چینی ایک جدید پیداوار ہے جس کی ابتدا برصغیر پاکستان و ہند سے ہوئی قدیم یونان اور روما اپنی تہذیب کے عروج کے زمانے میں بھی اس سے بے خبر تھے اور مٹھاس کے لئے شہد استعمال کیا کرتے تھے۔ آج سے تقریباً دو ہزار سال پہلے برصغیر پاکستان و ہند کے باشندوں نے شکر سازی کا کام شروع کیا، لیکن کئی صدیوں تک یہ لوگ شکر کو محض دوا کے طور پر استعمال کرتے رہے البتہ کبھی کبھی دعوتوں کے موقعوں پر اُسے مہمان کی تواضع کی غرض سے بھی پیش کیا جاتا تھا۔

عربوں نے دوسری بہت سی چیزوں کے علاوہ گنا بھی مغربی دنیا تک پہنچایا۔ انہوں نے اسے۔ مصر سسلی اور سپین میں کاشت کیا جہاں سے بارہویں اور تیرھویں صدی کے دوران میں اہل یورپ نے اسے حاصل کیا اور اس کی کاشت شروع کی تاہم چودھویں صدی تک مغربی دنیا میں بھی شکر صرف دوا کے طور پر استعمال ہوا کرتی تھی۔

نپولین کے زمانے تک شکر صرف گنے سے حاصل کی جاتی تھی مگر جب یورپی اتحادیوں نے فرانس کا محاصرہ کرکے اسے شکر حاصل کرنے سے روک دیا تو فرانس میں چقندر کی کاشت اور اس سے شکر بنانے کا کام شروع ہوا۔ چنانچہ آجکل یورپ اور امریکہ میں شکر سازی کی خاطر چقندر کی کاشت عام ہو گئی ہے۔

چینی کی تیاری کے لئے اول گنے کا رس نکالا جاتا ہے۔ پھر اس کو مختلف دواؤں کی مدد سے صاف کرکے اس قدر جوش دیا جاتا ہے کہ اس کا پانی بخارات بن کر اڑ جاتا ہے اور وہ ایک گاڑھے قوام کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ قوام کو مزید حرارت کی مدد سے شکر کی صورت میں تبدیل کیا جاتا ہے اور شکر کو صاف کرنے کے بعد کھانڈ تیار ہوتی ہے۔ اس زمانے میں چینی (کھانڈ) مشینوں کی مدد سے تیار کی جاتی ہے اس لئے زیادہ صاف شفاف اور چمکیلی ہوتی ہے۔ پاکستان کے دونوں حصوں میں چینی کے ۱۵ کارخانے قائم ہو چکے ہیں جن میں مردان کا کارخانہ پریمیئر شوگر ملز ایشیا کا سب سے بڑا کارخانہ ہے۔

**چینی کے برتن:-** (China Ware) مٹی کے برتنوں کی ایک قسم جو دیکھنے میں خوش وضع اور چھونے میں نہایت ملائم اور ہموار ہوتے ہیں ان برتنوں کی صنعت کا آغاز چین سے ہوا جہاں کی مٹی آہنی اجزا سے خالی ہونے کے باعث آوا میں سے نکلنے پر سفید رنگ کی نکلتی تھی۔ چین سے یہ فن پندرھویں صدی میں وینس کے سیاحوں کی بدولت اطالیہ میں پہنچا اور اٹھارہویں صدی تک اطالیہ یورپ میں اس صنعت کا مرکز رہا۔ اس کے بعد جرمنی اور فرانس نے اس صنعت کی نقل شروع کی۔ اور وہاں بھی چینی کے برتن بننے لگے۔

**چینی مٹی** China Clay ایک قسم کی سفید مٹی پانی اور دوسرے مائعات میں حل نہ ہونے والی جس سے چینی کے برتن بنائے جاتے ہیں بعض خاص چٹانوں پر صدیوں کے موسمی تغیرات کا اثر پڑنے سے یہ مٹی بن جاتی ہے۔ بھگونے سے اس میں لچک پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے اسے مختلف سانچوں میں بآسانی ڈھالا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر تیز حرارت پہنچائی جائے تو یہ سخت ہو جاتی ہے اور پھر کبھی پانی کے اثر سے نرم نہیں ہو سکتی۔

**چیونٹی۔** Ant تین حصے والے کیڑوں میں سے ایک مشہور کیڑا ہے۔ جس کی کم و بیش چھ ہزار کے قریب قسمیں ہیں۔ ہر قسم کی شہد کی مکھیاں، زنبور اور بھڑیں اس میں شامل ہیں۔ یہ کیڑے سوشل زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان کی بیشمار نوآبادیاں ہوتی ہیں۔ اور ہر نوآبادی میں تین قسم کے کیڑے رہتے ہیں مادہ یا ملکہ جو صرف انڈے دیتی ہے۔ نر جو کوئی کام نہیں کرتا سوائے اختلاط کے۔ کارندے یا کام کرنے والے یہ آخری نوع نہ نر ہوتی ہے نہ مادہ۔ اس کے تولیدی اعضا بیکار ہوتے ہیں۔ اس قسم کے کیڑوں کی نوآبادیوں میں اعلیٰ پیمانے پر تقسیم کار اور مختلف محکمے اور نظام ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ پولیس اور فوج کی طرح کے گروہ بھی ہوتے ہیں۔ ہر ایک چھتہ یا بل تقسیم کار کے لحاظ سے ایک مکمل ادارہ ہوتا ہے۔ ان میں سے بعض قسم کے کیڑے دوسری قسم کے کیڑوں کے انڈے بچے بھی چرا لے جاتے ہیں اور ان سے جو کارندے پیدا ہوتے ہیں وہ ان کے غلام تصور ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ سبز مکھی کی قسم کے کیڑوں کو دوسرے کیڑے پال رکھتے

ہیں۔ اور اُن کو تیار کر کے اُن کے بدن سے ایک شہد
نما رس حاصل کرتے ہیں گویا یہ اُن کے دودھ دینے
والے مویشی ہوتے ہیں۔ بعض چھتوں میں مہمان بھی
دیکھے گئے ہیں۔ جو اکثر گبریلے اور شہد پیلی مکھی کی قسم
کے کیڑے ہوتے ہیں۔ کئی قسم کے کیڑے اناج، شہد
اور دیگر خوراک کا ذخیرہ جمع رکھنے کے عادی ہیں۔ جس کو
وہ انتہائی قحط کے وقت اور نا خوشگوار موسم میں استعمال
کرتے ہیں۔ امریکہ میں چیونٹیوں کی ایک خاص قسم
پائی گئی ہے۔ جو کھمبی کی قسم کی ایک باریک روئیدگی پر
گزارہ کرتی ہے اور ایک تیار کردہ تہ خانے میں اس
روئیدگی کی خود کاشت کرتی ہے۔ یہ کیڑے تین حصے
والے کیڑے کہلاتے ہیں۔ ایک حصہ سر، دوسرا چھاتی
اور تیسرا پیٹ۔ جو موٹا حصہ کہ سب سے آخر ہوتا ہے



وہ اس کا پیٹ ہوتا ہے۔ پر اور پیر بازو درمیانے حصے
سے تعلق رکھتے ہیں اور سر میں ننھے ننھے آنکڑے سے
ہوتے ہیں۔ لیکن ان اعضا کا عمل و نوع مختلف کیڑوں
میں مختلف ہوتا ہے۔

امریکہ اور افریقہ میں چیونٹیاں بہت اونچے
اور ٹیلہ نما گھر بناتی ہیں۔ وہاں کئی ایک جانور ایسے
ہیں جو انہیں چیونٹیوں پر پلتے ہیں۔ ایک یونانی سیاح
شمالی پاکستان کے شمال میں ایک ایسی چیونٹی کا ذکر
کرتے ہیں جو سونا کھود کر باہر کرتی تھی اور قد میں بلی
کے برابر ہوتی تھی۔ جب کوئی سونا اٹھاتا تو اس پر
حملہ کر دیتی تھی یہ بات حقیقت ہو یا افسانہ لیکن اصلیت یہ ہے کہ چیونٹیاں
بل کھودتے وقت بہت گہرائی تک چلی جاتی ہیں اور
بعض تو نمی بھی پانی کی تہ سے ہی حاصل کرتی ہیں۔

# ح

**حاتم طائی۔** طائی طے سے صفت نسبتی زمانہ جاہلیت میں عرب کے مشہور قبیلہ طے کا سردار اپنی نیکی شرافت، مہمان نوازی، دریا دلی اور سخاوت کے باعث قبائل عرب میں بہت مشہور تھا۔ اس کے متعلق بہت سی حکایات زبان زد خاص و عام ہیں۔ بلکہ ادبیات میں حاتم اور سخاوت کو ہم معنی سمجھا جاتا ہے۔ حضور صلعم کی بعثت سے پہلے فوت ہو چکا تھا۔ زمانہ جاہلیت میں جن چند خدا پرست لوگوں کا ذکر کیا جاتا ہے ان میں حاتم طائی کا نام بھی شامل ہے۔

جب قبیلہ طے کے افراد جنگی قیدیوں کی حیثیت سے آنحضرت صلعم کی خدمت میں پیش کئے گئے تو ان میں حاتم طائی کی بیٹی اور بیٹا عدی بن حاتم طائی بھی شامل تھے آنحضرت صلعم نے باپ کی خاندانی عظمت اور شان و سخاوت کی قدر کرتے ہوئے حاتم طائی کی بیٹی کو رہا کر دیا۔ لیکن سخی اور باہمت باپ کی بیٹی نے عرض کی کہ یہ کیوں کر ممکن ہے کہ میں آزادی کا لطف اٹھاؤں اور میرے قبیلے کے مرد و زن قید میں رہیں۔ چنانچہ سخی باپ کی بیٹی کے یہ الفاظ سن کر آنحضرت صلعم بہت متاثر ہوئے اور سب قیدیوں کو اسی وقت رہا کر دیا۔

**حاتم ظہور الدین شیخ۔** شیخ ظہور الدین نام حاتم تخلص، سنہ ۱۱۱۱ھ میں شاہ جہان آباد میں پیدا ہوئے والد سپاہی پیشہ تھے۔

حاتم نے سولہ سترہ برس کی عمر سے شعر کہنا شروع کر دیا تھا۔ پہلے رمز تخلص کرتے تھے پھر حاتم، اور حاتم ہی کے نام سے مشہور ہوئے۔

پہلے عمدۃ الملک امیر خاں کی مصاحبت اختیار کی لیکن بعد میں ترک دنیا کر کے توکل اختیار کیا۔ اور تقریباً چھیاسی برس کی عمر میں ۱۱۹۷ھ میں وفات پائی۔ آپ کا دیوان بہت بڑا تھا۔ لیکن نادر شاہ کے حملے کے وقت ضائع ہو گیا۔ بعد ازاں ایک اور دیوان مرتب کیا۔ جس کا نام دیوان زادہ رکھا گیا۔ جس میں تقریباً ۵۰۰۰ اشعار ہیں۔ آپ کے بہت سے شاگرد تھے جن میں مرزا رفیع سودا نے بڑا نام پایا۔

حاتم ابتدائی شعرا میں ممتاز درجہ رکھتے ہیں۔ آپ نے اردو زبان کی صفائی میں بہت حصہ لیا۔ اور کافی عرصہ تک مشق سخن کرتے رہے۔ آپ کے کلام میں سادگی اور صفائی پائی جاتی ہے۔

آپ فارسی میں بھی شعر کہتے تھے۔ آپ نے اپنے زمانے کے حالات مسلسل غزلوں، قطعوں اور مثنویوں میں بیان کئے ہیں۔ جس سے اس عہد کی تصویر آنکھوں کے سامنے آ جاتی ہے۔

**حاجز** (منفعل کرنے والا)۔ حاجز عربی لفظ "مادہ حجز" سے ہے۔ بمعنی کترانا، رکنا، پیچھے ہٹنا وغیرہ۔ اسم فاعل حاجز "روکنے والا، تاک میں ڈالنے والا، پریشان کرنے والا، منفعل، یا شرمسار کرنے والا۔ اصطلاحاً ایسے انسان کو کہتے ہیں جس کے افعال اور اعمال اوروں کو پریشان یا شرمسار کریں۔ یا جس کی تنبیہ اور تہدید اوروں کو شرم و خجالت کا منہ دکھلائے۔

**حارثؓ بن سراقہ۔** قبیلہ خزرج کے نجار خاندان سے ہیں۔ ہجرت سے پہلے والدہ سمیت مشرف باسلام ہوئے غزوۂ بدر کے روز سب سے پہلے گھوڑے پر سوار ہو کر میدان جنگ کو روانہ ہوئے۔ اور ایک حوض پر پانی پینے گئے حبان بن عرقہ نے تیر مارا۔ اور وہ میں شہید ہو گئے۔ انصار میں سب سے پہلے شہادت انہیں نصیب ہوئی۔

والدہ کے بہت فرماں بردار اور اطاعت گذار تھے اور والدہ کو بھی ان سے بہت محبت تھی۔ والد ہجرت سے پہلے ہی وفات پا چکے تھے۔ عبادت اور ریاضت میں بہت بڑھے ہوئے تھے۔

**حارثؓ بن عمیر** قبیلہ ازد سے تعلق رکھتے تھے۔

فتح مکہ سے کچھ دن پہلے مسلمان ہوئے۔ رسول اللہ صلعم نے شرحبیل بن عمر حاکم بصریٰ کے پاس دعوتِ اسلام کا خط انہیں دے کر روانہ کیا۔ راستے میں مقام موتہ پر شرحبیل سے ملاقات ہوئی۔ جس نے خط لے کر انہیں قتل کر دیا۔ حضورؐ نے ان کے قتل کو شرحبیل کی طرف سے اعلان جنگ جانا۔ اور زید بن حارثؓ کی سرکردگی میں سریہ موتہ روانہ کیا۔ اسی جنگ میں حضرت زیدؓ اور جعفر طیارؓ وغیرہ شہید ہوئے۔

**حارثؓ بن مالک** ۔ سلسلہ نسب الحارث بن مالک بن قیس بن عوذ قبیلہ بنو لیث بن بکر۔ مشہور صحابی جن سے عبید بن جریج اور الشعبی نے احادیث روایت کی ہیں۔ العقیل کے قول کے مطابق الحارث بن ملک القرشی قبیلہ العامری سے ہیں۔

**حارثؓ بن نوفل** ۔ خاندان قریش اور قبیلہ بنو ہاشم، ان کے والد نوفل رسول اللہ کے چچا زاد بھائی تھے۔ جو غزوہ خندق سے پہلے مسلمان ہوئے۔ اور حضرت حارث بھی ان کے ساتھ اس سعادت میں شریک تھے رسول اللہ نے انہیں جدہ کا امیر مقرر کیا حضرت ابوبکرؓ کے دورِ خلافت میں معزول کر دئے گئے۔ حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں پھر اسی عہدہ پہ مامور ہوئے۔ آپ نے بصرہ میں مستقل رہائش اختیار کر لی۔ اور حضرت عثمانؓ کے عہد میں بعمر ۷۰ برس وہیں وفات پائی۔

**حارثؓ بن ہشام** ۔ کنیت ابوعبدالرحمن مشہور دشمن اسلام ابوجہل کے حقیقی بھائی اور مکہ کے فیاض لوگوں میں سے تھے۔ جنگ احد اور بدر میں مشرکین کی حمایت میں لڑے۔ مگر فتح مکہ کے روز اسلام لائے اور غزوہ حنین میں اسلام کی مدافعت میں تلوار اٹھائی۔ اس کے بعد مکے میں قیام پذیر ہو گئے حضرت ابوبکرؓ کے دورِ خلافت میں شام کی مہم پر گئے۔ اور فحل، اجنادین اور یرموک کی جنگوں میں بڑی شجاعت دکھائی۔ یرموک کی جنگ میں نہایت بے جگری سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔

**حاطبؓ بن ابی بلتعہ** ۔ کنیت ابومحمد اور ابوعبداللہ والد کا نام ابوبلتعہ، سکونت یمن۔

ایام جاہلیت کے مشہور شاعر تھے۔ شہسواری میں بھی کمال شہرت رکھتے تھے۔ ہجرت سے پہلے مسلمان ہوئے اور تمام جنگوں میں نمایاں حصہ لیا۔ ۶ھ میں آپ مقوقس شاہ مصر کے پاس رسول اللہ کا خط لے کر گئے تھے شاہ مصر نے خط پڑھ کر اسے بڑی تکریم کے ساتھ ہاتھی دانت کے ایک ڈبہ میں بحفاظت تمام رکھ دیا۔ اور حاطبؓ کو بیش قیمت تحائف اور ماریہ اور سیرین دو لونڈیاں دلدل نام ایک خچر اور بہت سے قیمتی ملبوسات دے کر رخصت کیا جب آنحضرت نے چپکے سے مکہ پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا تو حاطبؓ نے مکہ والوں کو آگاہ کرنے کے لئے ایک خط لکھا جس کی آنحضرت کو اطلاع ہوگئی۔ آپ نے حاطبؓ سے پوچھا تو انہوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور عرض کیا کہ انہوں نے مرتد ہو کر خط نہیں لکھا۔ بلکہ صرف اسی لئے کہ ایام جاہلیت میں قریش سے ان کے بڑے اچھے تعلقات تھے۔ اور ان کے بہت سے قرابت دار مکے میں مقیم تھے چنانچہ رسول اللہؐ نے معمولی سرزنش کے بعد ان کا قصور معاف کر دیا۔ خلیفہ اول کے زمانے میں دوبارہ سفیر بنا کر مصر بھیجے گئے۔ ۳۰ھ میں بعمر ۶۵ برس وفات پائی۔ آپ بہت سخت مزاج اور صاف گو تھے۔ تجارت ذریعہ معاش تھا۔ مرتے وقت چار ہزار دینار نقد اور متعدد مکان چھوڑے۔

**حاضری پکارنا** ۔ Roll-Call کسی سکول میں یا دیگر اداروں میں طلبہ یا کارکنوں کی حاضری پکارنا۔ اسمبلی میں بھی اراکین کی حاضری پکارنا تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ کورم Quorum پورا ہونے کے لئے مطلوبہ تعداد موجود ہے یا نہیں۔

**حافظ قرآن** ۔ ہر وہ مسلمان شخص جو قرآن شریف کو ابتدا سے آخر تک حفظ کرے۔ حافظ قرآن کہلاتا ہے۔ یا محض حافظ۔ چونکہ نابینا اشخاص اکثر قرآن شریف کے حافظ ہوتے ہیں۔ اس لئے مجازاً ہر نابینا شخص کو بھی حافظ کہتے ہیں۔

**حافظ ابن حجر عسقلانیؒ** ۔ ۱۳۷۲ء میں پیدا ہوئے

نو برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ حافظ ابن حجر مشہور محدث تھے۔ انہیں قاہرہ کا قاضی القضاۃ مقرر کیا گیا۔ آپ نے ۱۴۴۹ء میں وفات پائی۔ حافظ ابن حجر کی مشہور تصنیفات "بلوغ المرام" اور سیرۃ الصحابہ آٹھ جلدوں میں ہے۔

**حافظ شیرازی**۔ خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی۔ فارسی کے بہت بڑے غزل گو شاعر آٹھویں صدی ہجری کے اوائل میں ایران کے مشہور مردم خیز خطے شیراز میں پیدا ہوئے۔ آغاز ہی سے شعر و تصوف کے مطالعہ کے شوقین تھے جو انہوں نے شیخ محمود عطار سے حاصل کیا۔ اس کے بعد کچھ عرصے تک وہ اپنے مربی اور سرپرست حاجی قوام الدین کے قائم کردہ مدرسے میں تفسیر قرآن کی تعلیم دیتے رہے۔ انہوں نے حافظ تخلص اس لئے اختیار کیا کہ وہ قرآن مجید کے حافظ تھے۔ حافظ چونکہ نظر کا بہت وسیع المشرب تھے۔ اس لئے تنگ نظر اہل ظاہر کی صحبت ان کے لئے ناگوار ثابت ہوئی۔ چنانچہ انہوں نے تصوف اور شاعری کی طرف اور زیادہ توجہ کی۔ ان کے رفقا ان اشغال کو پسندیدہ نہ سمجھتے تھے۔ اسی کش مکش کا سراغ ان کے کلام میں بھی ملتا ہے۔ کہ وہ شیخ زاہد اور واعظ اور صوفی پر بے دردی سے طنز اور رندوں اور مے کشوں سے محبت کا اظہار کرتے ہیں۔

اگرچہ خواجہ حافظ قطعات قصائد، رباعیات اور مثنویات میں بھی فرد ہیں۔ لیکن ان کی شاعری کا اصل میدان غزل ہے۔ اور دیوان حافظ ہی وہ کتاب ہے جس پر ان کی عظمت کا قصر کھڑا ہے۔

حافظ کے مقبرے پر جو قطعہ تاریخ درج ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ نے خاصی عمر پائی اور ۷۹۱ھ (۱۳۸۹ء) میں انتقال کیا۔

**حاکم اعلیٰ** Supreme Authority کسی نظام عدلیہ کی انتہائی عدالت یا کسی انتظامی محکمہ کا اعلیٰ حاکم جن کے احکام آخری اور فیصلہ کن اور حتمی ہوں اور جن کی مزید اپیل نہ ہو سکے۔ پاکستان سپریم کورٹ عدالتی رنگ میں اور صدر مملکت انتظامی رنگ میں حاکم اعلیٰ Supreme Authority کہلائیں گے۔ "اعلیٰ" تفضیل بعض کا صیغہ ہے۔

قرآن پاک میں خدا تعالیٰ کی ذات کے لئے "احکم الحاکمین" کے الفاظ مخصوص ہیں۔ جو کسی انسان کی ذات کے لئے مخصوص نہیں ہو سکتے۔

**حاکمیت**۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حکومت کی ضرورت اس قدرتی خواہش کا نتیجہ ہے جس کے تحت عوام ایک سخت گیر قوت کو اپنے اوپر فائز دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور اس کے آگے جواب دہ اور منضبط رہنا چاہتے ہیں۔ اس مکتب فکر کے مطابق حکومت کو عوام کی رائے خاطر میں نہیں لانی چاہئے۔ کیونکہ بقول ان کے عوام کی رائے ہمیشہ غیر راسخ مذبذب اور ڈانواڈول ہوتی ہے اس مکتب فکر کی منشا پر جس نظام حکومت کی تشکیل ہوتی ہے وہ انداز حکومت بہت حد تک مطلق العنان ہوتا ہے اور اسے Authoritarianism کہتے ہیں۔ یہ اصطلاح جمہوریت کی ضد ہے۔ مگر مجرد مطلق العنانی سے مختلف ہوتی ہے۔ تحکم پسند حکومتوں کی غالی صورت فسطائی نازی اور اشتراکی حکومتیں ہیں۔ بعض سیاسی مفکرین کے خیال کے مطابق ہر وہ حکومت جس میں رئیس مملکت کے یا کسی حکومت کے اختیارات بہت وسیع ہوں اس نظام حکومت کو حاکمیت پر مبنی کہا جا سکتا ہے۔ چنانچہ وہ امریکی صدر کو کہ اگرچہ اس کا چناؤ جمہوری طریقوں سے ہوتا ہے تحکم پسندانہ حکومت کا مظہر کہتے ہیں۔ کیونکہ امریکی دستور کے تحت رئیس مملکت کو بڑے وسیع اختیارات حاصل ہیں۔

**حالی الطاف حسین خواجہ**۔ خواجہ الطاف حسین حالی ۱۸۳۷ء میں بمقام پانی پت پیدا ہوئے تھے۔ آپ کا شجرۂ نسب انصار مدینہ کے ایک قبیلے سے جا ملتا ہے آپ کی تعلیم و تربیت باقاعدہ نہیں ہوئی۔ کیونکہ بچپن ہی میں آپ کی والدہ کو دماغ مختل ہو گیا۔ اور ۹ برس کی عمر میں والد کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا۔ آپ نے قرآن مجید بھی حفظ کیا۔ پانی پت میں منطق فلسفہ، حدیث اور فقہ وغیرہ کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد دہلی چلے گئے۔ وہاں سے

ایک عربی رسالہ جاری کیا۔ اور مرزا غالب کی شاگردی اختیار کی۔ ۱۸۵۷ء میں غدر کا ہنگامہ برپا ہو گیا اور حالی واپس پانی پت چلے آئے۔ کچھ عرصہ قیام کے بعد آپ کو لاہور میں پنجاب گورنمنٹ بک ڈپو میں ایک اسامی مل گئی۔ سنہ ۱۸۹۱ء میں آپ اینگلو عربک سکول دہلی میں مدرس مقرر ہو گئے۔ چند ماہ چیف کالج لاہور میں بھی قیام کیا۔ اس اثناء میں آپ کا ریاست حیدرآباد سے ایک سو روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر ہو گیا۔ چنانچہ آپ ملازمت چھوڑ کر علمی، ادبی اور قومی مشاغل میں مصروف ہو گئے۔

کرنل ہالرائیڈ ڈائریکٹر سررشتہ تعلیمات پنجاب نے ۱۸۷۴ء میں جن جدید ادبی مشاعروں کی بنیاد ڈالی تھی مولانا حالی ان مشاعروں کی روح رواں تھے۔ آپ نے برکھا رت، حب وطن، رحم و انصاف، نشاطِ امید وغیرہ نظمیں انہیں مشاعروں کے لئے لکھی تھیں۔ آپ سرسید کی تحریک تعلیم کے معاون اور مداح تھے۔ ان ہی کے ایما سے آپ نے مسدس مدوجزر اسلام لکھی۔ جو مسدس حالی کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے بعد حالی قومی شاعر کہلانے لگے۔ آپ بہت بڑے مصلح قوم تھے۔ مسلمانوں کو بیدار کرنے کے لئے انہوں نے اپنی زندگی وقف کر دی۔ آپ کی منظوم تصانیف یہ ہیں۔

(۱) مثنویاں (۲) مسدس حالی (۳) شکوۂ ہند (۴) دیوان حالی اور چند نظمیں۔ (۵) مناجات بیوہ اور چپ کی داد (۶) مراثی غالب حکیم محمود خاں اور تباہی دہلی (۷) مجموعہ نظم حالی، مجموعہ نظم فارسی۔

نثر میں یہ ہیں۔ تریاقِ مسموم (۲) علم طبقات الارض (۳) مجلس النساء دو حصے (۴) حیاتِ سعدی (۵) مقدمہ شعر و شاعری (۶) یادگارِ غالب (۷) حیاتِ جاوید (۸) مضامین حالی۔ آپ اردو شاعری میں مجدد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ نیچرل شاعری کے بانی مبانی ہیں۔ آپ کے کلام میں سوز و گداز، شیرینی اور تاثیر بدرجۂ اتم موجود ہے۔

نثر میں بھی آپ کا درجہ کچھ کم نہیں۔ سادگی اور وقار آپ کے طرز نگارش کی خصوصیات ہیں۔

**حام** حضرت نوحؑ کے دوسرے بیٹے تھے جن کا توریت میں بھی مفصل ذکر ہے۔ لیکن قرآن شریف میں نام نہیں آتا۔ اسی واسطے مفسرین میں اختلاف ہے۔ جو لوگ توریت کی روایت کو صحیح سمجھتے ہیں۔ وہ ان کو حضرت نوحؑ کا وہ نافرمان لڑکا بتاتے ہیں۔ جو کشتی میں سوار نہیں ہوا تھا۔ بلکہ طوفان میں غرق ہو گیا تھا۔ برخلاف اس کے طبری نے غرق ہونے والے لڑکے کو حضرت نوحؑ کا چوتھا بیٹا لکھا ہے۔ اور اس کا نام کنعان بتایا ہے۔ حام کے متعلق لکھا ہے۔ کہ وہ بچنے والے تین لڑکوں میں سے ایک تھے۔ اور طوفان ختم ہونے کے بعد جب زمین کی تقسیم ہوئی تو حام کو مصر، سوڈان، حبش اور نوبہ کے علاقے ملے۔ ان کی اولاد سیاہ فام تھی کہتے ہیں کہ نمرود بھی انہیں کی نسل سے تھا۔ سام کی اولاد رنگ کی گوری ہے۔

**حامد اللہ افسر**۔ (دیکھو افسر حامد اللہ)

**حامد علی خاں**۔ مولانا ظفر علی خاں مرحوم کے چھوٹے بھائی ہیں۔ شاعری آپ کو ورثہ میں ملی ہے۔ تحریک عدم تعاون کے زمانے میں فیشنل کالج لاہور سے بی۔اے پاس کیا۔ ۱۹۲۵ء میں ماہنامہ "ہمایوں" کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ اور قریباً بیس سال تک "ہمایوں" کی ادارت کے فرائض انجام دیئے۔

آپ شاعر بھی ہیں، اور اچھے نثر نگار بھی۔ نظم بھی کہتے ہیں۔ اور غزل بھی۔ کلام سلیس ہے۔ اور اپنے اندر پختگی رکھتا ہے۔ طرز نگارش دلکش اور موثر ہے۔ آج کل مکتبہ فرینکلن سے وابستہ ہیں۔

**حامل زر**۔ حامل زر اس ریشہ دار ڈنٹھل کا ایک نہایت نازک حصہ ہے جو پھول کی چوٹی پر ہوتا ہے اور اس کے اندر باریک دانے ہوتے ہیں جنہیں زیرہ کہا جاتا ہے۔ حامل زر چاروں طرف سے بند ہوتا ہے جب پھول کھلنے لگے تو خود بخود پھٹ جاتا ہے۔ اور اس میں سے زیرہ نکل کر زمین پر بکھر جاتا ہے۔

**حامی اور مخالف**۔ (yes and No) رائے کے زبانی اظہار کا طریقہ۔ کسی تجویز پر رائے دیتے وقت صدرِ مجلس حاضرین سے کہتا ہے کہ وہ بیک وقت اپنی رائے کا اظہار ہاں یا نہ کہہ کر کریں۔ چنانچہ وہ "ہاں" یا "نہ" والی آوازوں کی نسبتہً نمایاں فوقیت یا بلند آہنگی کے پیشِ نظر تجویز کی موافقت یا مخالفت کا اندازہ لگاتا ہے۔ بالفرض اس طرح کوئی اندازہ نہ لگا سکے۔ تو پھر ان سے ہاتھ کھڑے کرنے کے لئے یا خود کھڑے ہو کر رائے ظاہر کرنے کو کہا جاتا ہے۔

**حائض یا حائضہ**۔ وہ عورت جو حالت حیض میں ہو اسلام سے قبل بھی اسے ناپاک سمجھا جاتا تھا اور وہ دعوتوں اور قربانیوں میں حصہ نہیں لے سکتی تھی۔ اسلام نے بھی اس کو ناپاک ہی کہا ہے۔ اور اس زمانہ میں عورت نہ نماز پڑھ سکتی ہے نہ طواف کر سکتی ہے۔ نہ قرآن پاک کو چھو سکتی نہ پڑھ سکتی ہے۔ اور نہ روزہ رکھ سکتی ہے۔ ایسی حالت میں مسجد میں داخل ہونا بھی منع ہے۔ جب تک حیض کی مدت گزرنے کے بعد غسل نہ کر لے۔ ناپاک ہی متصور ہوتی ہے۔ اس دوران میں اس کے ساتھ مباشرت کی بھی ممانعت ہے۔ لیکن اور کاموں میں وہ حسبِ معمول حصہ لے سکتی ہے۔ یہودیوں کے ہاں اس زمانہ میں عورت سات روز کے لئے اچھوت سمجھی جاتی ہے۔

**حبابؓ بن منذر**۔ نام حباب، کنیت ابو عمر، قبیلہ خزرج۔ ہجرت سے قبل مسلمان ہوئے۔ تمام غزوات میں شمولیت کی۔ غزوہ بدر میں قبیلہ خزرج کا علم ان کے ہاتھ میں تھا۔ جنگ بدر کے موقع پر جنگ کے متعلق جتنی تجاویز آپ نے پیش کیں، رسول اللہؐ نے سب قبول فرمائیں۔ غزوہ احد کے وقت رسول اللہؐ کے حکم کے مطابق دشمن کے لشکر میں خفیہ طور پر جا کر وہاں سے حالات معلوم کر کے نبی اکرمؐ تک پہنچائے۔ آپ شاعر بھی تھے۔ اور زیادہ تر مذہبیہ اشعار کہا کرتے تھے۔ خطبہ اس قدر فصاحت و بلاغت سے دیتے تھے کہ لوگ بے ساختہ آپ کی تعریف کرنے لگتے تھے۔
علم الحدیث کے ماہر تھے۔ اور رسول اللہؐ کی بیشتر احادیث سن کر محفوظ رکھیں۔ مسند میں کئی احادیث ان سے مروی ہیں۔

حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں بعمر ۵۰ سال وفات پائی۔

**حبُّ الوطن**۔ Patriotism۔ وطن سے محبت کے جذبے کو حُبّ الوطن کہتے ہیں۔ حبّ الوطن کے آثار قدیم زمانے سے ملنے لگتے ہیں۔ انسان جس علاقے یا ملک میں پیدا ہوتا اور پروان چڑھتا ہے۔ اس کے ماحول سے اسے ایک قدرتی لگاؤ ہوتا ہے۔
جب اس کے وطن پر کسی مصیبت یا ابتلا کا وقت آتا ہے تو اس فطری لگاؤ کے اثر سے جذبۂ حبّ الوطن کو تحریک ہوتی ہے۔ اور انسان وطن کی خدمت پر کمر بستہ ہو جاتا ہے۔ موجودہ دور میں بعض ملکوں اور قوموں میں حبّ الوطنی نے تنگ نظری کی صورت اختیار کر کے اس فطری جذبے کو بڑا گھناؤنا سا بنا دیا ہے۔ لیکن فطری حبّ الوطن اس تعصب سے بہت مختلف ہے۔ اس میں انسان اپنے وطن سے محبت کرتا ہے۔ اور جہاں اپنے وطن کی دشمنوں سے حفاظت کرتا ہے وہاں دوسری اقوام اور ان کے وطن کی آزادی کا احترام بھی کرتا ہے۔

**حبش، حبشہ** (ابی سینیا) —— Abyssinia —— Ethiopia براعظم افریقہ میں ایک ملک ہے۔ سوڈان اور صومالی لینڈ کے درمیان واقع ہے۔ عدیس ابابا اس کا صدر مقام اور ڈری ڈلوا، ہرار، گوندر اور گمبیلا مشہور شہر ہیں۔
اونچی سطح پر واقع ہے۔ ندی نالے اور پہاڑ بہت ہیں۔ گرمیوں میں بارش خوب ہوتی ہے جس کی وجہ سے قہوہ اور کپاس پیدا ہوتی ہے۔
اس ملک سے ہاتھی دانت اور گوند باہر جاتے ہیں۔
یہ ایک قدیم سلطنت ہے جو شاہِ حبشہ کے ماتحت ہے۔ رسول اللہ صلعم کے زمانے میں مکہ سے مسلمان ہجرت کر کے اس ملک میں پناہ گزیں ہوئے تھے۔ اور اس وقت کے شاہ حبشہ (نجاشی) نے ان سے اچھا سلوک کیا تھا۔ ۱۹۳۵ء میں اٹلی کے زیر تسلط ہو گیا تھا۔ مگر شاہ حبشہ نے یو۔ این۔ او کی مدد سے اسے پھر واپس لے لیا۔

**حبشی**۔ ملک افریقہ کی ایک قوم جس کے افراد نہایت سیاہ فام اور کریہ المنظر ہوتے ہیں۔ ان کے بعض چھدرے اور ہونٹ بہت موٹے موٹے، دانت سفید اور آنکھیں چھوٹی چھوٹی ہوتی ہیں۔ اصل حبشی وہ ہیں جو ملک حبش یا

حبشہ میں پیدا ہوئے ہوں۔ لیکن فی زمانہ یہ نام افریقہ کے تمام سیاہ فام باشندوں کو دیا جاتا ہے۔ بلکہ اگر یہ لوگ دیگر ممالک میں بھی جاکر قیام پذیر ہوں تو پھر بھی حبشی ہی کہلائیں گے۔ مشہور قبائل یا اقوام جو حبشی کہلاتی ہیں یہ ہیں۔

گولڈ کوسٹ کے اصلی باشندے جو اشانتی کہلاتے ہیں۔ نائیجیریا کے یروبا خط استوا کے شمال و جنوب میں۔ لوٹے قد کے اصلی باشندے صحرائے کلہاری کے بشمین، جنوبی افریقہ کے ماٹ ماٹ اور ہنٹو وغیرہ۔ یہ تمام لوگ اپنے روایتی قصوں اور کہانیوں پر بے حد فخر کرتے ہیں۔ یہ قصے کہانیاں ان کے ہاں بیشمار ہیں۔ ان کی مخصوص تہذیب اور مخصوص موسیقی اور مخصوص ناچ ہیں جن میں سے زولو قوم کا ناچ، سب سے اعلیٰ ہوتا ہے اس نسل کے ۲ کروڑ پچاس لاکھ لوگ ملک امریکہ میں موجود ہیں۔ یہ لوگ وہاں غلام بنا کر لے جائے گئے تھے۔ اور آزاد ہونے کے بعد اب مستقل طور پر وہیں آباد ہو گئے ہیں۔ بلکہ علوم و فنون، میں امریکیوں سے بڑھ چڑھ کر حصہ لینے لگے ہیں۔ قدیم ہند میں بھی اس قوم کے افراد نمایاں خدمات سرانجام دے چکے ہیں۔ اور علاؤ الدین خلجی کا جرنیل ملک کافور بھی حبشی ہی تھا۔ ملک عنبر ایک اور جرنیل بھی اسی قوم سے تھا۔ سید یعقوب اور سدی سمان بھی دو مشہور جرنیل ہوئے ہیں۔ خلفائے بغداد کے حرم کی حفاظت پر اسی قوم کے لوگ متعین ہوتے تھے۔ یہ لوگ اپنے ملک میں تو بہت جاہل اور توہم پرست ہوتے ہیں۔ اور جب ان کی صحیح تربیت کی جائے تو بہت جاں نثار و وفادار ثابت ہوتے ہیں۔ دکن کے مسلمان بادشاہوں کے ہاں اس قوم کے بہت جرنیل تھے۔

**حبشیوں کی تجارت** زمانہ قدیم سے یہ دستور چلا آتا تھا کہ جنگی قیدیوں اور شکست خوردہ قوموں کے مرد اور عورتوں کو فروخت کیا جائے حتیٰ کہ یونان کی جمہوریتوں میں بھی غلاموں کی ایک کثیر تعداد موجود تھی جو کھیتی باڑی اور گھر کا کام کاج کرتے تھے۔ مگر اٹھارویں صدی میں مغربی لوگوں نے افریقہ سے حبشی غلاموں کو لا کر منڈیوں میں فروخت کرنے کی جو رسم ایجاد کی وہ اپنی نظیر آپ تھی

اس میں شبہ نہیں کہ یہ طریقہ تجارت دراصل مغربیوں نے اہل عرب سے سیکھا تھا۔ تاہم انہوں نے اس کام کو منظم اور باتدبیر طریقہ پر شروع کیا۔ دنیا یہ جلدی ہی بھول گئی کہ مغربیوں نے "انسانی تجارت" کا کام عربوں سے سیکھا تھا۔ سنہ ۱۲۰۰ء کے بعد اگلی صدی میں کوئی بیس لاکھ حبشی زبردستی افریقہ سے پابہ زنجیر لاکر صرف امریکہ میں فروخت کئے گئے۔ یہ تجارت اس قدر منفعت بخش ثابت ہوئی کہ اس میں حصہ لینے کے لئے حکومتوں نے اجازت ناموں (Licences) کے حصول کی پابندی لگا دی۔ صرف ان اجازت ناموں کے اجرا سے ہسپانوی سرکاری خزانہ میں ایک خطیر رقم آنے لگی۔ اور ۱۷۱۳ء میں ہسپانیہ کی جنگ تخت نشینی War of Succession کے خاتمہ پر جب صلحنامہ یوٹریخٹ (Utrecht) کی شرائط طے ہونے لگیں تو انگلستان نے ان انسانی جسموں کی تجارت میں اجارہ حاصل کرنے پر اصرار کیا۔

حبشیوں کی تجارت میں جس طرح انگلستان پیش پیش رہا اس طرح اس کو ترک کرنے والے ممالک میں بھی سب سے آگے رہا۔ اور ۱۸۰۷ء میں ولیم ولبر فورس William Welberforce کی مساعی کی بدولت انگلستان میں انسانوں کی تجارت ممنوع قرار دی گئی۔ برطانوی نو آبادیوں میں یہ قانون ۱۸۳۳ء میں منظور ہوا۔ فرانسیسی نوآبادیوں میں ۱۸۴۸ء میں ولندیزی نوآبادیوں میں ۱۸۶۳ء میں اور جمہوریہ متحدہ امریکہ میں خونریز خانہ جنگی کے بعد یکم جنوری ۱۸۶۳ء کو منظور ہوا۔

**حبیب ابراہیم رحمت اللہ** ۱۹۱۲ء میں پیدا ہوئے۔ بمبئی میں تعلیم پائی اور قانون کی سند حاصل کی۔ ہندوستان کے تجارتی میدان میں وہ بڑی اہم حیثیت کے مالک تھے اور بے شمار تجارتی اداروں کے ڈائرکٹر اور کئی تجارتی انجمنوں کے عہدیدار رہے۔ سنہ ۱۹۴۶ء میں حکومت ہند نے جو غذائی وفد امریکہ اور انگلستان بھیجا تھا مسٹر رحمت اللہ اس کے رکن تھے۔ اس کے علاوہ حکومت ہند کی جہاز رانی کمیٹی اور حکومت بمبئی کے ہاؤس پینل کے رکن رہے قیام پاکستان کے بعد وہ انگلستان میں پاکستان کے ہائی کمشنر رہے۔ اور پھر فرانس میں اپنے ملک کے سفیر رہے وہ سابق سندھ اور سابق پنجاب کے گورنر اور پاکستان کے وزیر تجارت بھی رہ چکے ہیں۔

**حبیب اشعر دہلوی۔** دہلی کے رہنے والے تقسیم کے بعد پاکستان آگئے۔ اردو کے صاحب طرز ادیب ہیں اور کئی کتابوں کے مصنف۔

**حبیب الرحمٰن خاں شیروانی۔** ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۶۶ء میں علیگڑھ کے قریب موضع بھیکن پور میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم آگرہ کالج میں حاصل کی۔ اسی زمانہ میں تصنیف و تالیف کا شوق پیدا ہوا۔ مختلف رسائل اور اخبارات میں مضامین لکھنے شروع کئے۔ "الندوہ" لکھنؤ کے ایک عرصہ تک ایڈیٹر رہے۔ ۱۹۱۸ء میں انہیں ریاست حیدر آباد میں صدر الصدور کے فرائض سونپے گئے۔ ۱۹۲۲ء میں نواب صدر یار جنگ بہادر کا خطاب سرکار نظام سے ملا۔ ۱۰-۱۲ سال بعد اپنے فرائض منصبی سے سبکدوش ہو کر علیگڑھ کے قریب اپنی گڑھی "حبیب گنج" میں آگئے۔

مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانی کا شمار بیسویں صدی کے نصف اول کے نامور مشاہیر ہند میں ہوتا ہے۔ آپ ملک کے تقریباً سبھی مشہور اداروں سے منسلک رہے ہیں۔ جامعہ عثمانیہ کے آپ پہلے وائس چانسلر تھے۔ آپ کا کتب خانہ ہندوستان کے چند اہم کتب خانوں میں ایک ہے جس میں بعض نادر مخطوطات عالمگیر شہرت رکھتے ہیں۔ آپ کی تصانیف درجن کے قریب ہیں۔ جن میں "علمائے سلف" اور "نابینا علما" خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ اردو مکاتیب کے سلسلہ میں مولانا حبیب الرحمٰن شیروانی مرحوم اور مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کے نام اردو دان طبقے میں بڑی شہرت رکھتے ہیں۔

**حبیب الرحمٰن مولانا۔** مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی تحریک احرار کے مشہور اور سرگرم کارکن تھے۔ مولانا ذکریا ان کے والد ایک ممتاز عالم دین تھے۔ مولانا حبیب الرحمٰن نے تحریک خلافت اور بعد میں تحریک احرار میں بڑے انہماک سے حصہ لیا۔ اور متعدد بار جیل میں بھیجے گئے۔ تحریک کانگریس سے ان کا تعلق تھا۔ اچھے مقرر اور آزاد خیال رہنما تھے۔ ۲ ستمبر ۱۹۵۶ء کو دہلی میں انتقال کیا۔

**حبیب اللہ خاں امیر۔** افغانستان کے حکمران ۱۹۰۱ء سے ۱۹۱۹ء تک — امیر حبیب اللہ خاں ۱۲۸۹ھ میں سمرقند میں پیدا ہوئے۔ امیر عبدالرحمٰن کی وفات پر شاہ افغانستان ہوئے۔ ملک میں اسلامی شریعت کے مطابق احکام نافذ کئے۔ سڑکیں بنوائیں۔ ۱۹۰۵ء میں ہندوستان کی سیاحت کی۔ دوران سیاحت میں امیر مرحوم نے اسلامیہ کالج لاہور کی بنیاد رکھی۔ علیگڑھ کالج ملاحظہ کیا۔ اور دونوں اسلامی درسگاہوں کا گرانقدر وظیفہ مقرر کیا۔ چند ماہ کی سیاحت کے بعد جب واپس کابل پہنچے۔ تو افغانستان میں نئی طرز پر مدرسے جاری کئے۔ ایک عربی مدرسہ بھی قائم کیا جس میں ترک استاد مقرر کئے گئے۔ پہلی جنگ عظیم میں ترکی اور جرمنی کا ایک فوجی وفد امیر کی حمایت حاصل کرنے افغانستان آیا۔ امیر نے اس وفد کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ لیکن بڑی دوراندیشی سے افغانستان کو دوران جنگ میں غیر جانبدار رکھنے میں کامیاب رہے۔ فروری ۱۹۱۹ء میں جلال آباد کے مقام پر امیر حبیب اللہ خاں کو کسی نے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔

**حبیب النجار۔** انطاکیہ کے مشہور ولی اور بزرگ، جن کا مزار شریف سپلس (Saplus) کی پہاڑی پر ہے۔ انجیل میں ان کا ذکر اگابس کے نام سے آتا ہے۔ اور اہل اسلام کا خیال ہے کہ سورۃ یٰسین میں جس شخص کا ذکر ہے وہی بزرگ تھے۔ مفسرین کا خیال ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس سرزمین میں دو پیغمبروں کو بھیجا جن کو ان لوگوں نے جھٹلایا اور پھر جب تیسرے پیغمبر کو بھیجا تو ان لوگوں نے ان کو منحوس کہا، جھٹلایا اور قتل کر دینے کی دھمکی دی۔ اس وقت یہ دوڑے ہوئے آئے اور انہوں نے چلا کر کہا کہ یہ سچے نبی ہیں۔ لیکن نتیجہ برعکس نکلا، لوگ بجائے ان کی بات ماننے کے ان پر ٹوٹ پڑے اور ان کو قتل کر کے کہنے لگے "جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ"۔ مرتے وقت بھی انہوں نے کہا کہ کاش! یہ لوگ حقیقت کو سمجھ لیں۔

مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ پہلے یہ کافر تھے اور لکڑی کے بت بنایا کرتے تھے جس کی وجہ سے ان کا لقب نجار ہوا مگر بعد میں پیغمبروں پر ایمان لے آئے یہ بھی مشہور ہے کہ جب ان کو شہید کر دیا گیا تو وہ تین دن تک اپنا کٹا ہوا سر ہاتھوں میں لئے پھرتے رہے۔ اور اس کی زبان سے توحید الٰہی کے کلمات نکلتے رہے۔

**حبیبؓ بن عمرو۔** مشہور صحابی۔ سلسلہ نسب یوں ہے۔ حبیب بن عمرو بن محصن الانصاری از بنو عمرو بن مبذول بن غنم بن مازن بن النجار۔ ان صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے

جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔ آپ راستے ہی میں چلے جا رہے تھے کہ دشمن کے وار سے شہید ہو گئے۔

**حبیب بن مسلمہ** ۔ حبیب بن مسلمہ بن مالک الاکبر بن وہب بن ثعلبہ بن وائلہ بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر بن مالک القرشی الفہری، کنیت ابو عبدالرحمٰن انہیں حبیب الروم بھی کہتے ہیں۔ بوجہ رومیوں کے ہاں بکثرت آنے جانے کے۔ حضرت عمرؓ بن الخطاب نے انہیں الجزیرہ کے علاقوں کا حاکم بنا دیا جبکہ عیاضؓ بن غنم معزول ہوئے۔ اور ان کے علاوہ انہیں آرمینیہ اور آذربائیجان مستقل کر دیئے۔ بعد میں انہیں بھی معزول کر دیا گیا۔ اور عمیر بن سعید عامل ہوئے۔ اہل شام حبیب بن مسلمہ کے بڑے مداح تھے۔ آپ بڑے فاضل اور خدا رسیدہ تھے۔ جنگ صفین وغیرہ میں حضرت معاویہؓ کا ساتھ دیا۔ حضرت معاویہ نے انہیں آرمینیا کا عامل بنا کر بھیجا۔ اور وہیں ۴۲ھ میں وفات پائی۔

**حبیب سید** ۔ اردو کے مشہور اور ممتاز اخبار نویس ۱۸۹۱ء میں جلال پور جٹاں (علاقہ پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ مشن ہائی سکول وزیر آباد سے میٹرک کیا۔ پھر لاہور چلے آئے اور رسالہ "پھول" اور "تہذیب نسواں" کے ایڈیٹر مقرر ہوئے اس کے بعد کلکتے چلے گئے۔ اور وہاں اخبار "رسالت" میں کچھ عرصہ کام کیا۔ سید صاحب نے کلکتے سے اپنا ذاتی اخبار "نقاش" بھی جاری کیا تھا جس نے بے پناہ مقبولیت حاصل کی۔ بعد ازاں لاہور میں آکر "سیاست" جاری کیا جسے حکومت نے بند کر دیا۔ ۱۹۴۷ء کے آغاز میں روزنامہ "غازی" نکالا لیکن چند برس بعد یہ بھی بند ہو گیا۔ ۱۹۵۱ء میں آپ نے لاہور میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

سید صاحب نہایت ہی بے باک اور نڈر اخبار نویس تھے۔ آپ نے اس آزاد خیالی اور بے خوفی کی پاداش میں کئی بار قید و بند کے مصائب برداشت کئے۔

**حتی** Hittites ۔ غیر سامی النسل قدیم مشرقی لوگ جن کی تعمیر کردہ یادگار عمارات کے کھنڈرات ایشیائے کوچک اور شام میں کئی مقامات پر پائے گئے ہیں۔ ان کا ذکر انجیل میں بھی پایا جاتا ہے۔ ان کی حکومت جاگیردارانہ نظام کی آئینہ دار تھی۔ ان پر عورت حکمرانی نہیں کر سکتی تھی۔ ڈیوڑھی کا استعمال سب سے پہلے انہوں نے کیا۔ یہ لوگ سلام کرتے وقت مٹھی بھینچ کر نازیوں کی طرح بازو آگے بڑھاتے تھے۔ ایک جنگجو قوم تھی، ساتویں صدی قبل مسیح میں صفحۂ ہستی سے مٹ گئے۔ انسانی نسلوں کا مطالعہ کرنے والوں کا خیال ہے کہ لمبی ناک جو اب اہل یہود کا امتیازی نشان سمجھی جاتی ہے دراصل حتی لوگوں کی عطا کردہ ہے۔ جسے باہمی اختلاط سے یہودیوں نے حاصل کیا۔

**حتی ڈاکٹر محمد** ۔ انڈونیشیا کی تحریک آزادی کے ایک ممتاز رہنما، ڈاکٹر محمد حتی یا محمد عطا ۱۹۰۲ء میں جاوا کے ایک معزز خاندان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کرنے کے بعد انہیں اعلےٰ تعلیم کے لئے یورپ بھیج دیا گیا۔ یورپ میں تعلیم حاصل کرنے کے علاوہ ڈاکٹر حتی ہالینڈ میں مقیم انڈونیشی طلبا کو بھی منظم کرنے لگے ۱۹۲۷ء میں آپ کو برسیلز کی "بین الاقوامی مخالف شہنشاہیت کانفرنس" کا صدر منتخب کیا گیا۔ پنڈت نہرو سے ان کی ملاقات بھی اسی موقعہ پر ہوئی۔

انڈونیشیا سے واپس آکر انہوں نے ڈاکٹر سیکارنو کے ساتھ مل کر ایک قوم پرست جماعت بنائی۔ اور وطن کی جدوجہد آزادی میں سرگرم حصہ لینے لگے۔ دوسری جنگ عالمگیر میں جب انڈونیشیا پر جاپان کا قبضہ ہوا تو ۱۹۴۳ء کے اواخر میں وہ ڈاکٹر سیکارنو کے ساتھ انڈونیشیا کے مستقبل پر گفت و شنید کے لئے ٹوکیو گئے۔ جب جاپان کے ارباب حل و عقد نے ان کے مطالبات تسلیم نہ کئے تو واپس آکر جاپان کے قبضہ و اقتدار کے خلاف بھی جدوجہد شروع کر دی۔ جاپان کی شکست کے بعد ۱۹ اگست ۱۹۴۵ء کو ڈاکٹر حتی نے انڈونیشیا میں جمہوری حکومت کے قیام کا اعلان کر دیا۔ چند سال تک ہالینڈ سے کشمکش جاری رہی بالآخر انڈونیشیا مکمل آزادی حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔ ڈاکٹر محمد حتی انڈونیشیا کے پہلے وزیر اعظم اور بعد میں نائب صدر رہے۔

**حتی فلپ خوری** Hitti, Philip Khuri ۔ امریکن مستشرق ہیں جو اپنی شہرۂ آفاق کتاب "تاریخ عرب" (History of the Arabs) کے لئے مشہور ہیں ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئے۔ بیروت کی امریکن یونیورسٹی اور کولمبیا یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی۔ تعلیم کے بعد ۱۹۱۵ء میں کولمبیا یونیورسٹی کے مشرقی شعبہ میں لیکچرار مقرر ہو گئے۔ ۱۹۱۹ء میں بیروت

کی امریکن یونیورسٹی میں بطور پروفیسر آ گئے۔ اور آٹھ سال تک وہاں رہے۔ اس کے بعد پرنسٹن یونیورسٹی (امریکہ) میں چلے گئے۔ امریکن اورنٹیل سوسائٹی اور امریکن ہسٹاریکل ایسوسی ایشن American Historical Association کے رکن ہیں۔ ۱۹۱۶ء میں کتاب "اسلامی ریاست کی ابتدا" لکھی۔ اس کے بعد کئی اور کتابیں لکھیں جن میں سے ایک "مسلم فرقوں کے خصائص" کے متعلق بھی ہے۔ ۱۹۲۷ء میں ان کی مشہور کتاب "تاریخ عرب" اور ۱۹۴۳ء میں ایک اور مختصر کتاب "عرب The Arabs" شائع ہوئی۔ "تاریخ عرب" کا اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

**حج** - اسلام کے ارکان میں سے پانچواں رکن ہے اور ہر صاحب استطاعت تندرست عاقل اور بالغ مرد اور عورت پر فرض ہے۔ لیکن عورت کے واسطے ضروری ہے کہ وہ کسی محرم مرد کے ساتھ ہو۔ حج کو سنت ابراہیمی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی ابتدا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے ہوئی ہے۔ زمانہ جاہلیت میں بھی جبکہ کفار نے خانہ کعبہ کو بت خانہ بنا رکھا تھا۔ حج کی رسم برابر جاری رہی۔ گو اس میں بعض مشرکانہ اور خلاف تہذیب باتیں بھی شامل ہو گئی تھیں۔

حج میں تین فرائض ہیں، ایک احرام باندھنا، دوسرے وقوف اور تیسرے طواف۔ حج کی ابتداء ۸ ذی الحجہ سے ہوتی ہے اور ۱۳ ذی الحجہ کو تمام رسوم ختم ہو جاتی ہیں۔ سب سے پہلے میقات پر احرام باندھا جاتا ہے۔ اور پھر دو رکعت نفل پڑھ کر لبیک کہتے ہوئے کعبہ جا کر طواف کیا جاتا ہے۔ اور مسجد حرام میں جا کر نماز پڑھی جاتی ہے۔ اس کے بعد منیٰ قیام اور وقوف ہوتا ہے۔ جمرہ یعنی کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ قربانی کی جاتی ہے اور بال ترشوائے جاتے ہیں۔ پھر طواف کر کے احرام کھولا جاتا ہے۔ اور آخری تین ایام میں منیٰ جا کر کنکریاں پھینکی جاتی ہیں۔

**حجاب امتیاز علی** - لاہور کے سید امتیاز علی تاج کی بیوی محترمہ ہیں۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ اور افسانے اور کہانیاں لکھتی ہیں۔ اور ان کے مجموعے بھی شائع ہو چکے ہیں۔ شادی سے پیشتر حجاب اسمٰعیل کے نام سے موسوم تھیں۔ مدراس کی اصل میں اور اولین ہندوستانی ہوا باز خاتون ہیں۔ "تہذیب نسواں" جس کی مدیر و مہتمم مسز محمدی بیگم تھیں، بیگم حجاب کی ادارت میں نکلتا رہا۔

**حجاج بن علاط رضؓ** - نام حجاج، کنیت ابو محمد جنگ خیبر سے قبل مدینہ میں اسلام لائے۔ اور ان کے اسلام لانے کی محرک قرآن کی چند آیات تھیں۔ جو آپ نے اتفاقاً کسی سے سنی تھیں مسلمان ہونے کے بعد مکہ گئے، تاکہ اپنا مال واسباب اور بیوی بچوں کو مدینہ لے آئیں۔ چنانچہ بڑے حیلوں سے اپنا مال و متاع قریش کے قبضہ سے نکال کر مدینہ لائے۔ اس دوران میں خیبر فتح ہو چکا تھا۔ اور رئیس خیبر حی ابن اخطب کی لڑکی رسول اللہ صلعم کے نکاح میں آ چکی تھیں۔

آپ بہت دانشمند تھے۔ اور اپنا سب روپیہ اور سامان مکہ سے لے کر مدینہ چلے آئے تھے چنانچہ یہاں اپنا ذاتی مکان بنایا اور ایک مسجد بھی تعمیر کرائی۔

حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں وفات پائی۔

آپ متموّل ترین صحابہ میں سے تھے۔ بنو سلیم کی کانیں ان ہی کی ملکیت تھیں۔ ان کے دو لڑکے تھے۔ ایک معرض جو جنگ جمل میں شہید ہو گئے۔ دوسرے نصر جو اس قدر حسین وجمیل تھے کہ عورتیں ان پر شیدا ہو جایا کرتیں اس لئے حضرت عمرؓ نے انہیں مدینہ سے بصرہ بھیج دیا تھا۔

**حجاج بن یوسف ثقفی** - دور بنو امیہ میں عراق کا مشہور اور نامور گورنر، طائف میں معمولی مدرس تھا لیکن اپنی لیاقت اور قابلیت سے عبدالملک بن مروان کا دست راست بن گیا۔ پہلے حجاز کا گورنر مقرر ہوا لیکن جب عراق میں بغاوت ہوئی تو اس کو وہاں بھیج دیا گیا۔ جہاں اس نے اہل کوفہ کو مطیع کیا۔ اس کے بعد خارجیوں کی بغاوت کو فرو کیا۔ پھر ابن اشعث اور زنبیل کی بغاوتوں کا خاتمہ کیا۔

عبداللہ ابن زبیر نے جب خلافت کا دعوےٰ کیا تو اسے ہی مقابلہ کے واسطے بھیجا گیا۔ اور اس نے کعبہ پر منجنیق سے پتھر برسائے جس سے خانہ کعبہ کی عمارت کو نقصان پہنچا۔ ولید کے زمانہ میں بھی اس کا مرتبہ بہت بلند رہا۔ اسی زمانہ میں اس نے محمد بن قاسم کو سندھ کی مہم پر روانہ کیا۔ اور ہر موقع پر اس کی رہنمائی کرتا رہا۔ پورے بیس برس تک عراق کا حکمران رہا اور ۹۵ھ میں انتقال کیا۔ قرآن پاک پر اعراب لگانے کا طریقہ اسی نے جاری کیا۔ نہایت بلند پایہ خطیب، عالم اور اعلیٰ درجہ کا سیاست دان تھا۔

**حجاز** ۔ Hejaz ۔ سعودی عرب کا ایک صوبہ جو بحیرہ قلزم کے ساتھ مغربی ساحل پر واقع ہے ۔ اس کا رقبہ تقریباً ڈیڑھ لاکھ مربع میل ہے ۔ مکہ اور مدینہ کے شہر اسی صوبہ میں واقع ہیں ۔ قدیم وجدید عرب تہذیب کا گہوارہ ۔ ۱۹۱۳ء تک ترکیہ کے زیر تسلط رہا ۔ آجکل اس پر اور باقی ملک پر سعودی خاندان کے بادشاہوں کی حکومت ہے ۔

**حجام** ۔ حجامت کرنے والا نائی جو دراصل "نائی" تھا ۔ انگریزی میں اس کو باربر Barber کہتے ہیں جو دراصل قدیم فارسی ترکیب "بال بر" کا بگاڑ ہے ۔ پاکستان میں یہ لوگ اور بھی کئی ایک پیشے کرتے ہیں ۔ مثلاً شادی غمی کا پیغام دینا ، جراحی کا کام ، ختنہ کرنا ، مہمانوں کی خاطر تواضع کا کام ، اور حقہ وغیرہ تیار کرنے کا کام ۔ بلکہ سابق میں رشتے ناطے بھی یہی لوگ کرایا کرتے تھے ۔ اب آہستہ آہستہ باقی پیشے چھوڑتے جاتے ہیں ۔

حجام برصغیر کے دیہاتی نظام کا ایک جزو ہیں ۔ لیکن اب آہستہ آہستہ حجام اپنے تمام دیگر فرائض چھوڑ رہے ہیں ۔ بلکہ اب تو حجامت بنانے کے لئے بھی ان کی دکان پر ہی جانا پڑتا ہے ۔ جس کو یورپ کی تقلید میں لوگ سیلون Saloon کہتے ہیں ۔ اب بال کاٹنے کے علاوہ بال بنانے سنوارنے گھنگھریالے کرنے کا کام بھی یہی لوگ کرتے ہیں ۔

**حجۃ الوداع** ۔ آنحضرت صلعم کا آخری حج جب سارے عرب میں اسلام کا نور پھیل گیا تو سنہ ۱۰ ہجری میں آنحضرت صلعم نے آخری بار حج کا ارادہ کیا ۔ ۲۶ ذیقعد (۲۳ فروری سنہ ۶۳۲ء) کو حضور صلعم مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے ۔ نوے ہزار مسلمان آپ کے ہمراہ تھے ۔ اطراف عرب سے بھی جوق در جوق لوگ آنے شروع ہوئے ۔ حج کے موقع پر ایک لاکھ چالیس ہزار مسلمانوں کی جمعیت موجود تھی ۔

نویں ذوالحجہ کو حضور صلعم نے ناقہ پر سوار ہو کر میدان عرفات میں وہ آخری اور مشہور خطبہ دیا جو اسلامی تاریخ میں "خطبۃ الوداع" کے نام سے مشہور ہے ۔ اور جس میں درحقیقت تعلیمات اسلام کا نچوڑ اور خلاصہ ہے ۔ آپ نے فرمایا " جاہلیت کے تمام دستور و مراسم میرے پاؤں کے نیچے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اے لوگو بیشک تمہارا رب ایک ہے ، اور تمہارا باپ ایک ہے ۔ عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر ، سرخ کو سیاہ پر اور سیاہ کو سرخ پر کوئی فضیلت نہیں ۔ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے ، برتری صرف تقوے کے سبب ہے ۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے ۔ غلاموں کے ساتھ برابر کا سلوک کرو ، جو خود کھاؤ وہی ان کو کھلاؤ اور جو خود پہنو وہی ان کو پہناؤ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عورتوں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو ۔ تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے ۔ ان سے نرمی اختیار کرو اور مہربانی سے پیش آؤ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جس طرح تم اس مہینہ ، اس دن اور اس مقام کی حرمت کرتے ہو اسی طرح تمہارا خون اور تمہارا مال ایک دوسرے پر حرام ہے ۔ نہ کسی کا حق مارو ، نہ کسی پر ظلم کرو ۔ میں تم میں ایک چیز چھوڑے جاتا ہوں ۔ اگر تم نے اس کو مضبوط پکڑ لیا ، تو گمراہ نہ ہو گے ۔ اور وہ چیز کتاب اللہ ہے ۔

اس الوداعی خطبہ کے بعد حضور صلعم نے مجمع کو مخاطب کر کے فرمایا " قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تم سے میری نسبت پوچھے گا تو تم کیا جواب دو گے ؟ " صحابہ نے بیک زبان عرض کیا " ہم کہیں گے کہ آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا ۔ اور اپنا فرض ادا کر دیا " یہ سن کر آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور تین بار کہا " اے خدا ! تو گواہ رہنا " عین اسی وقت قرآن مجید کی یہ آخری آیت نازل ہوئی ؛ " اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا " آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا ؛

**حجرِ اسود** ۔ Black Stone ۔ بیت اللہ کا وہ سیاہ پتھر جو کعبہ شریف کی دیوار میں لگا ہوا ہے ۔ حج کے دنوں میں طواف اسی مقام سے شروع کیا جاتا ہے ۔ اور ہر طواف پر یا تو اسے بوسہ دیا جاتا ہے یا اسے ہاتھ چھو کر ہاتھ کو چوم لیا جاتا ہے ۔ صحیح طور پر علم نہیں کہ یہ پتھر کہاں سے آیا ہے اور کیوں اس قدر مقدس سمجھا جاتا ہے ۔ بعض کا خیال ہے کہ حضرت جبریل ؑ اس پتھر کو جنت سے لائے تھے ۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ حضرت ابراہیم ؑ کے زمانہ سے مقدس سمجھا جاتا ہے ۔ زمانہ جاہلیت میں بھی اس کو مقدس سمجھا جاتا تھا ۔ اور اس کو بوسہ دیا جاتا تھا ۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ گو اس زمانہ میں خانہ کعبہ کے اندر سینکڑوں بت رکھے تھے مگر اس پتھر کو کبھی نہیں پوجا گیا ۔ آنحضرت صلعم رکن الیمانی اور حجر اسود کو بوسہ دیا کرتے تھے ۔ ایک عام روایت یہ بھی ہے کہ ابتداً یہ پتھر سفید تھا ۔ لیکن بعد میں یہ سیاہ ہو گیا کیونکہ اکثر گناہگار لوگ بھی اس کو بوسہ دیا کرتے ہیں ۔

**حُجر بن عدی** ۔ لقب خیر۔ کندہ کے شاہی خاندان سے تھے ۔ ۹ھ میں مسلمان ہوئے ۔ پہلی بار حضرت علیؓ کے عہدِ حکومت میں معرکۂ قادسیہ میں حصہ لیا ۔ اس کے بعد جنگ مدائن میں شرکت کی ۔ جلولا کے معرکہ میں سعدؓ بن ابی وقاص نے اپنی فوج کے ایک دستہ پر انہیں افسر مامور کیا ۔ جنگ جمل اور صفین میں حضرت علیؓ کی طرف سے لڑے اور امیر معاویہؓ کے اشد ترین دشمنوں میں سے تھے ۔ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد عراق کے گورنر زیاد کی شکایت پر امیر معاویہؓ نے انہیں شام بلوا کر ۵۱ھ میں قتل کر دیا ۔
آپ ایک بہت بڑے عالم اور فاضل صحابی سمجھے جاتے ہیں ۔

**حجم** ۔ Volume ۔ وہ جگہ جو کوئی جسم گھیرتا ہے اس جسم کا حجم کہلاتا ہے ۔ حجم چھوٹے پیمانہ پر مکعب انچ کی اکائی سے ناپا جاتا ہے ۔ مکعب انچ سے اتنی جگہ مراد ہے جو وہ مکعب جس کا ہر ضلع ایک انچ ہو گھیرتا ہے ۔ بڑے پیمانہ پر حجم مکعب فٹ یا مکعب گز کے ذریعہ سے ناپا جاتا ہے ۔ اور بہت بڑے اجسام کا حجم ناپنے کے لئے مکعب میل کو پیمائش کی اکائی تصور کیا جاتا ہے ۔

**حد** ۔ بمعنی انتہا ، احاطہ ، ایک چیز کا دوسری سے جدا کرنا ، ایک ملک اور دوسرے کی درمیانی سرحد ، باز رکھنا اور گناہگار کو سزا دینا ۔ قرآن پاک کی اصطلاح میں وہ احکام امر و نہی جن کے مطابق مسلمانوں کو عمل کرنا چاہئے ۔ قانون شریعت یا اسلامی شریعت میں کسی جرم کی وہ سزا جو تبدیل نہ کی جا سکے مثلاً زنا کی پاداش میں سنگساری ، شراب پینے کے عوض درے مارنا یا چور کا ہاتھ کاٹ دینا ۔
اسلام میں ان جرائم کا ارتکاب انسانی نہیں احکام خداوندی کی حدود سے تجاوز کرنا ہے ۔ اس لئے مجرم کو سزا بھی خدا کی مقرر کردہ ہی دی جاتی ہے ۔ فلسفہ اور منطق کی اصطلاح میں حد کے معنی تعریف کے ہیں " تعریفات جرجانی " میں " حد وہ صفات ہیں جو ایک چیز کو دوسرے سے ممیز کرتی ہیں " علم الافلاک " میں حد برج کے ساتھ حلقہ علاقہ کے معنی میں آتا ہے ۔ علم تصوف میں حد سے مراد انسان اور مخلوق ہے ۔ اور اس کے مقابلہ میں خدا تعالےٰ کی ذات کو لامحدود کہا جاتا ہے ۔

**حُدودُ اللہ** ۔ مذہب کی طرف سے انسانی زندگی کی فلاح و بہبود کے لئے بعض حد بندیوں کا نام حدود اللہ ہے ۔ اسلامی نقطۂ نظر سے حدود اللہ کے بنیادی ارکان یہ ہیں ۔ ایمان لانا اور نیک کام کرنا ۔ ایمان میں اللہ کی وحدانیت اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا ماننا ۔ نیک کاموں میں نماز ، روزہ ، حج ، زکوٰۃ اور وہ سب احکام ربانی شامل ہیں ۔ جو بنی نوع سے معاملہ کے سلسلے میں قرآن مجید کے ذریعہ مسلمانوں کو دئیے گئے ہیں ۔ جو لوگ حدود اللہ سے تجاوز کرتے ہیں انہیں " ظالم " قرار دیا گیا ہے ۔

**حُدَیبیہ** ۔ مکہ معظمہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر ایک کنواں اور اسی کے نام پر ایک گاؤں تھا ۔ جہاں ۶ھ میں آنحضرت صلعم نے کفار مکہ سے ایک معاہدہ صلح کیا ۔ اس سال آپ ہجرت کے بعد پہلی مرتبہ حج کی غرض سے مکہ تشریف لے گئے تھے ۔ اور عمرہ کا قصد فرمایا تھا لیکن کفار مکہ نے آپ کو روکنے اور جنگ کرنے کا قصد کیا ۔ اس طرف مسلمان بھی جوش میں بھرے تھے ۔ اور بہت ممکن تھا کہ طرفین میں جنگ شروع ہو جاتی ۔ لیکن آنحضرت صلعم نے وقت کی مناسبت سے صلح کر لی جس کو صلح حدیبیہ کہتے ہیں ۔ اس میں طے پایا کہ آنحضرت صلعم اس سال تو واپس تشریف لے جائیں اور اگلے سال آکر حج فرمائیں ۔ لیکن تین روز سے زیادہ مکہ میں قیام نہ فرمائیں ۔ نیز یہ کہ ہتھیاروں میں صرف تلوار لائیں ۔ اور وہ بھی نیام میں رکھیں ۔ اس کے علاوہ مسلمانوں پر آنے جانے کی بھی پابندی عائد کر دی گئی بظاہر یہ شرائط مسلمانوں کے خلاف تھیں ۔ لیکن قرآن پاک نے اس کو فتح مبین کے لفظ سے تعبیر کیا ہے ۔ کیونکہ مسلمانوں کی آئندہ تاریخ پر اس کا بہت اچھا اثر پڑا ہے ۔

**حدیث** ۔ بمعنی نئی بات جدید قول ۔ اصطلاح میں آنحضرت صلعم کا عمل یا فرمان مبارک ۔ اسلام نے چونکہ خدا کے حکم کے ساتھ پیغمبر صلعم کے حکم ماننے کا بھی حکم دیا ہے ۔ اس لئے حدیث بھی مسلمانوں کے لئے جزو ایمان ہے چنانچہ مختلف صحابہؓ نے حضورؐ کے تمام اقوال کو نہایت دیانتداری اور اہتمام کے ساتھ یاد رکھا ۔ اور ان کے جانشینوں نے جو تابعین کہلاتے تھے ۔ ان کو صحابہ سے لے کر اپنے جانشین یعنی تبع تابعین کو تبلایا ۔ حتیٰ کہ اب محدثین کی ایک جماعت پیدا ہو گئی جنہوں نے ان احادیث کو جمع

جوابوں کے جمع کیا۔ ان کو روایت اور روایت کے اصولوں پر جانچا۔ جو حدیثیں ضعیف نظر آئیں، جن کے راوی معتبر نہ تھے، یا جو مشتبہ نظر آئیں ان کو خارج کر دیا، اور باقی کو صحیح تسلیم کیا۔ اس کام کے لئے انہوں نے دور دراز کے سفر کئے، اور بے انتہا تکلیفیں اٹھائیں۔ ابتدائی کتابوں میں چھ کو بہت مستند سمجھا گیا ہے، اور انہیں صحاح ستہ کا نام دیا گیا ہے۔ ان میں بھی بخاری اور مسلم کو سب پر فضیلت حاصل ہے۔ مذہب اسلام کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے علاوہ قرآن پاک کے حدیث کا جاننا بھی ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام اسلامی مدارس اور درسگاہوں میں حدیث کو ایک لازمی مضمون قرار دیا گیا ہے۔

**حذیفہؓ بن یمان**۔ نام حذیفہ، کنیت ابو عبداللہ لقب صاحب السر، قبیلہ غطفان، خاندان عبس۔ والدین کے ہمراہ اوائل عمر میں ہی مسلمان ہو گئے تھے۔

غزوہ احد میں عورتوں کی حفاظت پر مقرر کئے گئے۔ اس جنگ میں آپ کے والد غلطی سے ایک مسلمان کے ہاتھوں سے مارے گئے۔

عہد نبوت کے بعد آپ عراق میں سکونت پذیر ہو گئے۔ عراق فتح ہونے پر حضرت عمرؓ نے آپ کو نواحِ دجلہ کے بندوبست کا افسر مقرر کیا۔

۱۸ھ میں حضرت عمرؓ نے نہاوند پر لشکر کشی کی۔ اس جنگ میں حذیفہؓ کو میمنہ کا افسر مقرر کیا گیا۔ جو جنگ کے دوران میں امیر لشکر کے شہید ہو جانے پر سپہ سالار بنائے گئے۔ نہاوند میں ایک بڑا آتشکدہ تھا اس کے موبد نے امان مانگی اور حضرت حذیفہؓ کو اس کے عوض میں گرانقدر جواہرات دئے جو انہوں نے حضرت عمرؓ کو بھیجے۔ حضرت عمرؓ نے غصے میں آ کر لوٹا دئے، اور کہا کہ فروخت کر کے لشکریوں میں تقسیم کر دو۔ اور جنگ جاری رکھو۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ وہ جواہرات ۴ کروڑ درہم میں فروخت ہوئے۔ نہاوند فتح کر کے آپ اپنے اصل عہدہ پر واپس آ گئے۔ ۲۲ھ میں حذیفہؓ نے آذربائیجان فتح کیا، پھر موقان اور جیلانی پر قبضہ کیا۔ اس دوران میں آپ کو عہدہ سے معزول کر دیا گیا، اور مدائن کا حاکم بنایا گیا۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت سے ۴۰ روز بعد ۳۶ھ میں انتقال کیا۔

آپ ہر وقت رسول اللہؐ کی صحبت میں رہتے، اور یہی وجہ ہے کہ آپ کو بہت سی احادیث یاد رہیں۔ آپ رسول اللہؐ کے محرم راز بھی تھے۔ آپ نے بہت سی احادیث روایت کی ہیں۔

**حرا (غار)** مکہ معظمہ سے تین میل کے فاصلہ پر منیٰ کے راستے میں پہاڑ پر ایک غار ہے۔ غار حرا بطول چار گز اور عرض دو گز ہے۔ آنحضرت صلعم نبوت عطا ہونے سے پیشتر غار حرا میں کئی کئی دن تک گوشہ نشین رہا کرتے تھے۔ اور اللہ تعالے کی طرف دھیان لگا کر مراقبہ میں بیٹھے رہتے اور اس کی عظمت و بزرگی پر غور و فکر کرتے۔ دل میں ایک تلاش و جستجو تھی جو آنحضرت صلعم کو ہر وقت بے چین رکھتی تھی۔ حتیٰ کہ چالیس برس کی عمر میں ایک روز غار حرا میں ہی فرشتہ غیب سے وحی لے کر حضور صلعم کے سامنے آیا۔ اور کہا "پڑھ"۔ آپ نے فرمایا "میں پڑھنا نہیں جانتا"۔ فرشتہ نے آپ کو زور سے سینہ سے لگایا، اور پھر کہا "پڑھ"۔ حضور نے پھر وہی جواب دیا۔ تین بار ایسا ہوا۔ حتیٰ کہ فرشتہ نے یہ ساری آیت پڑھی۔ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ۔ (اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو جس نے تمہیں پیدا کیا) آنحضرت صلعم نے آیت دہرائی اور فرشتہ چلا گیا۔

**حرارت** (Heat) برقی اور مقناطیسی قوتوں کی طرح یہ بھی ایک قسم کی توانائی ہے۔ کیمیاوی طور پر ایندھن جلانے سے میکانی طریقہ میں (Mechanically) رگڑنے سے اور برقی طریقہ میں مزاحمت (Resistance) سے حرارت پیدا ہوتی ہے۔

حرارت ناپنے کی اکائی کا نام کلوری (Calorie) ہے۔ ایک کلوری حرارت کی وہ مقدار ہے جو گرام پانی کا درجۂ حرارت ایک درجہ سنٹی گریڈ بلند کرنے میں درکار ہوتی ہے۔ ایندھن (کوئلہ ڈیزل پٹرول وغیرہ) کی ترتیب اس لحاظ سے کی جاتی ہے کہ اس کا ایک گرام جل کر کتنی کلوری پیدا کرتا ہے۔ خوراک بھی جسم انسانی کو حرارت دیتی ہے۔ جسے کلوری میں ناپا جاتا ہے۔ کھانے کی افادیت کا اندازہ اس بات سے کرتے ہیں۔ کہ کس کھانے کا ایک گرام جسم کو کس مقدار میں کلوری دیتا ہے۔ حرارت کو میکانی توانائی میں تبدیل کرنے کے لئے انجن استعمال کئے جاتے ہیں۔

**حرارت کے انجن**۔ (Heat Engines) وہ آلات جن میں حرارت کے ذریعہ حرکت پیدا کی جائے حرارتی

کے انجن کہلاتے ہیں۔ اور جس چیز کو جلا کر انجن میں حرارت پیدا کی جائے وہ "عامل" (Working Substance) کہلاتی ہے۔ اور اسی کے نام پر انجن کا نام ہوتا ہے۔ مثلاً پیٹرول کا انجن، بھاپ کا انجن، گیس کا انجن، تیل کا انجن، ڈیزل کا انجن وغیرہ۔

بعض انجنوں میں "عامل" شے کو انجن کے اندر ہی جلایا جاتا ہے۔ ایسے انجن اندرونی محترق انجن (Internal Combustion Engine) یا چار ضربی انجن (Four Stroke) کہلاتے ہیں۔ کیونکہ ان کا عمل چار ضربوں میں مکمل ہوتا ہے۔

بھاپ کے انجن میں پانی سے بھاپ انجن کے بوائلر (Boiler) میں تیار کر کے داخل کی جاتی ہے۔

**حرارت غریزی**۔ بقدیم "غ" انسانی جسم کا اندرونی درجۂ حرارت۔ تندرست انسان کا درجۂ حرارت ۹۸٫۴ سنٹی گریڈ ہوتا ہے۔ جب اس درجۂ حرارت میں کمی بیشی ہو جاتی ہے تو انسان بیمار ہو جاتا ہے۔ حرارت غریزی دیکھنے کے لئے "تھرمامیٹر" استعمال کیا جاتا ہے۔

**حرارۃ**۔ حرارۃ اور حرارت مترادف لفظ ہیں۔ یعنی گرمی، بخار وغیرہ۔ حرارت کی کئی اقسام ہیں، آگ کی حرارت، سورج کی حرارت، موسم کی حرارت، جسم کی حرارت وغیرہ۔ آگ کی حرارت سے کھانا تیار ہوتا ہے اور اشیاء گرم کی جاتی ہیں مشینوں کے لئے حرارت کی ضرورت ہوتی ہے جو خواہ آگ سے حاصل کی جائے، یا بجلی وغیرہ سے۔ سورج کی حرارت قدرتی چیز ہے۔ اور سب مخلوق پر یکساں تقسیم ہوتی ہے۔ اب سورج کی حرارت کو مرکوز کر کے اس سے ایسے کام لئے جانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جو آگ یا بجلی وغیرہ سے لئے جاتے ہیں موسمی حرارت سال کے چند مہینوں کے لئے مخصوص ہے جسم کی حرارت معمولی (Normal) ہو تو صحت اور زیادہ ہونے پر بخار کی حالت ہوتی ہے۔ حرارت غریزی جسم کی داخلی حرارۃ ہوتی ہے جو صحت جسمانی اور بقائے حیات کے لئے ضروری اور لازمی ہے۔

**حراست گاہیں**۔ (Concentration Camps) جنوبی افریقہ میں ۱۸۹۹ء سے ۱۹۰۲ء تک برطانوی اور ولندیزی نژاد بوئروں میں جنگ کے دوران میں بوئر چھاپہ مار دستوں کی مار دھاڑ سے تنگ آ کر برطانوی فوجوں نے تمام بوئر آبادی کو چند خیموں میں جمع کر دیا تھا۔ تاکہ چھاپہ مار دستوں کی کوئی امداد نہ کر سکیں۔ اس طرح ان حراست گاہوں کی بنا پڑی جن کے باعث بعد ازاں ہٹلر کی حکومت بھی بدنام ہوئی۔

جنوبی افریقہ کی جنگ کے دوران میں جب برطانوی افواج نے چھاپہ مار دستوں کے خلاف حراست گاہوں کا حربہ استعمال کیا تو انگلستان اور دیگر ممالک میں اس کی بڑی مخالفت ہوئی۔ حالانکہ یہ حراست گاہیں برائے نام تھیں۔ جرمنوں نے اس طریق کار کو ۱۹۳۳ء میں اختیار کیا جب ہٹلر نے برسر اقتدار آ کر اپنے سیاسی مخالفوں کو نظر بند کرایا۔ شروع شروع میں تو ہٹلر کے عہد حکومت میں بھی ان "خیموں" میں اسیروں پر کوئی بے جا سختی نہیں ہوئی۔ مگر بعد ازاں ۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۵ء تک کے زمانۂ جنگ کے دوران میں نظر بندوں پر سختیاں بھی کی گئیں اور یہودیوں پر مظالم بھی ڈھائے گئے۔ جرمنی کی طرح، آسٹریا، سپین، فرانس، چیکوسلواکیہ، اور پولینڈ میں بھی یہ حراست گاہیں قائم کی گئیں۔

**حرام**۔ مقدس اور مذہبی قانون کی رو سے جس چیز کی ممانعت کی گئی ہو وہ حرام ہے۔ اور اس کے علاوہ باقی سب چیزیں حلال کی جاتی ہیں۔ کھانے کے سلسلہ میں قرآن مجید (سورۃ المائدہ) کی رو سے یہ چیزیں حرام ہیں۔ مردہ جانور، خون، سؤر کا گوشت، وہ جانور جو غیر اللہ کے نام سے ذبح کیا جائے، گلا گھونٹ کر مارا ہوا، چوٹ لگا کر مارا ہوا، وہ جانور جو بلندی سے گر کر مر جائے، وہ جو کسی جانور کے سینگ مارنے سے مر جائے، وہ جسے درندہ پھاڑ کھائے۔ مردار، سؤر، اور غیر خدا کے نام پر ذبح کئے ہوئے جانوروں کے علاوہ جنہیں حرام بتلایا گیا ہے اگر وہ ایسی حالت میں ہوں مرنے سے پہلے انہیں ذبح کر لیا جائے تو حرام نہیں ہوتے۔

قرآن مجید (سورۃ النساء) کی رو سے نکاح کے لئے ان رشتوں کی عورتیں حرام ٹھہرا دی گئی ہیں۔ مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں، بھانجیاں، دودھ پلانے والی مائیں، بیویوں کی مائیں، بیویوں کی پچھلی اولاد، بہوئیں، بیک وقت دو بہنوں سے نکاح۔ کسی کی منکوحہ

عورت سے نکاح - رضائی بہنیں -

**حرام بن السلمی** - مشہور صحابی، پورا نام حرام بن ابی کعب الانصاری السلمی ہے - حرام بن ابی کعب کے نام سے پکارے جاتے ہیں متعدد غزوات میں شریک ہوئے اور کئی حدیثوں کے راوی ہیں -

**حرام بن ملحان** رض - نام حرام لقب قاری، ام سلیم کے بھائی تھے - جو آنحضرت کی خالہ اور مشہور صحابی حضرت انس بن مالک کی والدہ تھیں -

مدینہ کے انصار میں سے تھے قرآن پاک اور حدیث پر اتنا عبور تھا کہ نجد میں مبلغ بنا کر بھیجے گئے، درس و تدریس کے باعث قاری لقب پڑا -

ایک دفعہ ایک قبیلے کے پاس جا کر اعلان کیا کہ میں حضرت محمد کی رسالت کے متعلق کچھ کہنے آیا ہوں - اس قبیلہ کے لوگ دین اسلام کے سخت دشمن تھے چنانچہ جونہی انہوں نے تقریر شروع کی ایک شخص نے پیچھے سے نیزے کا وار کیا جو ایک پہلو سے داخل ہو کر دوسرے پہلو میں سے نکل گیا - اور آپ شہید ہو گئے -

جب آنحضرت کو پتہ چلا، تو آپ نے رنج والم کی وجہ سے قاتلین کے حق میں بار بار بددعا کی -

**حرب فجار** - عرب میں زمانہ جاہلیت کی سب سے مشہور اور خطرناک لڑائی قریش اور قیس کے قبیلہ میں ہوئی، قریش کا سپہ سالار اعظم حرب بن امیہ تھا جو ابو سفیان کا باپ اور امیر معاویہ کا دادا تھا - قریش کے تمام خاندانوں نے اس معرکہ میں الگ الگ فوجیں قائم کی تھیں - آل ہاشم کے علمبردار زبیر بن عبد المطلب تھے - اور اسی صف میں جناب رسول پاک بھی شریک تھے - مگر آپ نے خود کسی پر ہاتھ نہیں اٹھایا - بڑے زور کا معرکہ ہوا - اول قیس اور پھر قریش غالب آئے اور بالآخر صلح پر خاتمہ ہو گیا - اس لڑائی کو فجار اس لئے کہتے ہیں کہ یہ ان مہینوں میں ہوئی تھی جن میں لڑائی کرنا ممنوع ہے -

**حر بن یزید ریاحی** - بنو تمیم کا ایک فوجی سردار تھا ابن زیاد نے امام حسین رض کے آنے کی خبر سن کر سب سے پہلے اسی کی سرکردگی میں ایک ہزار سپاہیوں کا ایک دستہ روانہ کیا تھا - وہ حضرت امام حسین ؑ کے دائیں بائیں لگا رہا - اور انہیں میدان کربلا میں لے آیا - اس وقت اسے یہ خیال نہیں تھا کہ معاملہ اس حد تک پہنچ جائے گا - لیکن جب اس نے دیکھا کہ ابن زیاد بالکل کسی سمجھوتے پر نہیں آتا تو اپنے سابقہ رویے پر متاسف ہوا - اور رکائی یا ذات کے طور پر جنگ شروع ہونے سے قبل اپنے بھائی، بیٹے اور غلام سمیت حضرت امام حسین ؑ کے ساتھ مل گیا - اور ساتھی کے پہلو بہادری سے لڑتے ہوئے شہادت کی دولت پائی -

**حرف** - وہ کلمہ ہے جو تنہا اپنے پورے معنی نہ دے بلکہ اسموں اور فعلوں یا دو جملوں کے ساتھ مل کر اپنے پورے معنی ظاہر کرے - حرف کے کام، دو اسموں کو ملانا دو فعلوں کو ملانا، دو چھوٹے جملوں کو ملا کر ایک جملہ بنانا، اسموں اور فعلوں کا ایک دوسرے سے تعلق ظاہر کرنا ہے - استعمال کے لحاظ سے حروف کو چار بڑے بڑے گروہوں میں تقسیم کیا جاتا ہے

(۱) وہ حروف جو اسموں اور فعلوں کے باہمی تعلق کو ظاہر کرنے کیلئے استعمال ہوتے ہیں - مثلاً کا، کے، کی، کو وغیرہ -

(۲) وہ حروف جو تخصیص کا کام دیتے ہیں - مثلاً کا ہم ایک صرف، فقط، بس، وغیرہ -

(۳) وہ حروف جو دو اسموں، دو فعلوں اور جملوں کو ملاتے ہیں - مثلاً اور، پھر، کہ وغیرہ -

وہ حروف جو جملوں کے قائم مقام ہوتے ہیں، مثلاً ارے، ہاں، او، ہائے، اف، رے، اخاہ، تف، ہاں ہاں وغیرہ -

**حرفہ** (پیشہ) صنعت و حرفت کے لفظ حرفت کو حرفہ بھی لکھ دیا جاتا ہے - اصطلاح میں خصوصی کاروبار مراد ہے پیشے عام ہیں "زراعت کا پیشہ، دستکاری کا پیشہ، درزی کا پیشہ، عام دوکانداری کا پیشہ، تجارت کا پیشہ" وغیرہ وغیرہ۔

پیشہ اور ذات مختلف چیزیں ہیں لیکن ہمارے ملک میں بسا اوقات پیشے پر ہی غلطی سے ذات یا قومیت مبنی کر دی جاتی ہے خاص طور پر پیشہ کسی ذات کی ملکیت نہیں ہو سکتا - انسان جو چاہے پیشہ اختیار کرے - تعلیم و تمدن اور ارتقائے تہذیب کے ساتھ ساتھ اب ملک میں پیشے کی قومیت کو ذات کی خصوصیت سے علیحدہ سمجھا جانے لگا ہے - انگلینڈ اور امریکہ اور دوسرے ترقی یافتہ ممالک میں ذات کا مفہوم سوسائٹی سے یکسر اٹھ چکا ہے - پیشے اور ذات

کے مسئلے نے اسلامی اخوت کے اصول کو بہت بڑی حد تک مسخ کر رکھا ہے جس کی اصلاح ضروری ہے۔

**حرکت کے قانون** سے مراد حرکت کے بنیادی قوانین ہیں خاص طور پر وہ تین قانون جو نیوٹن (Newton) نے مقرر کئے ہیں۔ اور جو درج ذیل ہیں۔

(۱) وہ مکمل سکون کی حالت جس میں کوئی چیز ہے یا مسلسل حالت حرکت جو ایک خط مستقیم میں جاری ہے تبدیل نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ کوئی اور قوت اگر اسے ایسا کرنے کیلئے مجبور نہ کردے اور یہی قوت نیوٹن کا پہلا قانون حرکت ہے

(۲) حرکت کی یہ تبدیلی اس قوت کے متناسب ہوگی۔ جو حرکت کا رخ تبدیل کرنے کے لئے استعمال کی گئی ہے اور ٹھیک اسی رخ پر عمل میں آئے گی۔ جس رخ پر اثر انداز قوت عمل کر رہی ہے۔

(۳) ہر حرکت کے لئے بالکل اسی قوت اور طاقت کا ایک متقابل اور بالعکس ردعمل بھی ہوتا ہے۔

یہ ہیں حرکت کے وہ تین قدرتی قوانین جن کو نیوٹن نے دریافت کیا۔ گویہ تینوں قوانین اس وقت سے اس دنیا پر اثر انداز ہیں جب سے کہ موجودہ نظام عالم قائم ہے اور اس وقت تک اپنا اثر و نفوذ قائم رکھیں گے۔ جب تک کہ یہ نظام قائم ہے۔

**حرم۔** حرم سے کنیزیں مراد لی جاتی ہیں مگر یہ لفظ محلات کے اس حصہ کے لئے بھی بولا جاتا ہے جہاں حرم کے سوا اور کوئی مرد داخل نہیں ہو سکتا۔ محلات کے مخصوص حصے میں کنیزیں، لونڈیاں اور بیویاں رکھنے کا طریقہ جس کے باعث مسلمان بادشاہ بڑے بدنام ہیں، دراصل بازنطینی شہنشاہوں کی اختراع ہے جو مذہباً عیسائی تھے۔

**حرم، حرام، حریم،** ہم معنی الفاظ ہیں۔ وہ جگہ یا چیز جس کی عزت یا حرمت کی جائے۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے شہروں کو الحرمین شریفین کہتے ہیں۔ کیونکہ اول الذکر میں خانہ کعبہ ہے۔ اور آخر الذکر میں آنحضرت صلعم کا روضہ اطہر ہے بیت المقدس کی مسجد اقصےٰ کا شمار بھی حرم میں ہوتا ہے۔ بادشاہی محلات کے زنانہ حصہ کو بھی حرم ہی کہا جانے لگا۔ اور پھر بادشاہ یا سردار کی بیوی یا بیویوں کو بھی یہی لقب دیا گیا۔ کیونکہ وہ ایسے علاقے میں رہتی تھیں جو قابل احترام سمجھا جاتا تھا۔ اور وہاں کسی غیر کو جانے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔ (۲) بعض روکا گیا، یا منع کیا گیا۔ وہ چیزیں یا باتیں جن کو اسلام نے ناجائز قرار دیا ہے۔

**حرم سرا۔** اُمرا اور سلاطین وغیرہ کے گھروں کا باوقار نام "حرم سرائے" ہوتا ہے۔ اور اسی نسبت سے جو معتمد خدام وہاں کام کاج کرتے ہیں انہیں "خواجہ سرا" کہتے ہیں۔ "سرا" اور سرائے" مترادف الفاظ ہیں، جن سے مراد "گھر" "مقام" یا جگہ ہیں۔

قدیم اسلامی ممالک میں بسا اوقات "حرم سرا" اور "محل" کا مفہوم یکساں ہوتا تھا۔ (نیز دیکھو حرم)

**حروفِ تہجی۔** (Alphabets) فقرہ لفظوں سے مل کر بنتا ہے اور لفظ سادہ آوازوں سے سادہ آوازوں کو تقریر و تحریر میں لانے کے لئے جو علامتیں استعمال کی جاتی ہیں انہیں حروف یا حروفِ تہجی کہتے ہیں۔ اردو زبان میں اکیاون سادہ آوازیں ہیں اور ہر آواز کو ایک حرف سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ لہٰذا اردو زبان میں اکیاون حروف ہیں جن کی شکلیں یہ ہیں۔

(ا، ب، بھ، پ، پھ، ت، تھ، ٹ، ٹھ، ث، ج، جھ، چ، چھ، ح، خ، د، دھ، ڈ، ڈھ، ذ، ر، رھ، ڑ، ڑھ، ز، ژ، س، ش، ص، ض، ط، ظ، ع، غ، ف، ق، ک، کھ، گ، گھ، ل، لھ، م، مھ، ن، نھ، و، ہ، ھ، ی، ے)

**حزب اختلاف یا حزب مخالف** (Opposition)

ہر جمہوری ملک کی مجلس قانون ساز میں مختلف سیاسی پارٹیاں ہوتی ہیں، جن میں ایک یا ایک سے زیادہ جماعتیں، آپس میں مل کر ملی جلی حکومت قائم کر لیتی ہیں۔ باقی جو جماعتیں مجلس قانون ساز میں رہ جاتی ہیں انہیں قدرتی طور پر برسر اقتدار جماعتوں سے اصولی اختلافات ہوتے ہیں۔ جن کی بنا پر وہ بالعموم حکومت وقت کی پالیسیوں پر معترض رہتی ہیں۔ ایسی جماعتوں کو حزب مخالف (Opposition) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

برطانی سیاست میں حزب مخالف کو بھی اتنی ہی ذمہ دار جماعت خیال کیا جاتا ہے جتنا برسر اقتدار جماعت کو چنانچہ برسر حکومت جماعت کو "ہز مجسٹیز اپوزیشن" کہا جاتا ہے اور حزب مخالف کے سربراہ کو دو ہزار پونڈ سالانہ سرکاری خزانہ سے ملتا

تنخواہ کے دیا جاتا ہے۔ لیکن ۱۹۴۵ء کے عام انتخابات کے بعد جب برطانی قدامت پسند پارٹی کو شکست ہوئی اور مسٹر چرچل حزبِ مخالف کے سربراہ چن لیے گئے تو آپ نے اپنے اس عہدہ کی تنخواہ وصول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

**حساب۔** (Arithmetic) علم ریاضی کی ابتدائی شاخ کا تعلق عدد اور گنتی سے ہے۔ اس کی بنیاد گننے وزن کرنے اور ناپنے کے سہ گانہ اعمال پر ہے۔ اوائل میں علم ریاضی صرف حساب ہی پر ختم ہو جاتی تھی۔ لیکن عربوں اور ہندوؤں نے اس میں نئے شعبے داخل کیے۔ چنانچہ جبر و مقابلہ (الجبرا) جو حساب کی عمومی صورت یا حرفی حساب ہے عربوں ہی کی ایجاد ہے۔ اس میں حروف کے ذریعے سے عملی اصولوں پر بحث ہوتی ہے۔ اہل ہند نے حساب اور روزمرہ کے حساب میں نہایت کارآمد اور سہل الحصول گُر وضع کیے۔

علم ریاضی عموماً اور حساب خصوصاً صحیح علم ہیں۔ صحیح علم وہ ہے جس میں اصولوں کے صحیح ہونے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہ ہو۔ مثلاً سائنس کا اصول کہ اجسام حرارت سے پھیلتے ہیں۔ برف کو پانی بناتے وقت غلطی ہو سکتی ہے اس لیے یہ علم صحیح نہیں۔ کیونکہ اس میں ابھی تکمیل کی گنجائش ہے۔ لیکن دو اور دو چار ہوتے ہیں اور دنیا کی کوئی طاقت چار کو پانچ نہیں بنا سکتی۔

**حسابی مشین۔** (Calculating Machine) ٹائپ کی مشین کے فریم کی شکل کی ایک مشین جو رقوم اور اعداد کا اندراج کرتی ہے۔ اور ان کا ٹوٹل یا میزان یا ضرب وغیرہ کا نتیجہ مہیا کرتی ہے۔ اس قسم کی مشین کو (Calculating Machine) کہتے ہیں۔ اس قسم کی مشین کا اصول ۱۸۳۵ء میں چارلس بابیج Charles Babbage نے قائم کیا۔ ان دنوں جو دفاتر میں حسابی مشین چل رہی ہے اس کی تکمیل ۱۹۴۹ء میں مانچسٹر (Manchester) میں ہوئی۔

**حسانؓ بن ثابت۔** نام حسان۔ کنیت ابوالولید لقب شاعرِ رسول اللہؐ۔ قبیلہ خزرج۔ آخر عمر میں اسلام لائے ہجرت کے وقت ۶۰ برس کی عمر تھی۔ ضعفِ قلب کے باعث کسی غزوہ میں شامل نہ ہوئے۔ غزوۂ خندق میں عورتوں کے ساتھ قلعہ میں تھے۔ آپ ہمیشہ جان کی بجائے زبان سے جہاد کرتے رہے۔ چنانچہ جب ایک یہودی قلعہ کے ارد گرد منڈلاتا ہوا پایا گیا، تو حضرت صفیہؓ نے حسان سے کہا کہ اسے قتل کرے۔ جس پر حسان نے معذوری ظاہر کی۔ چنانچہ حضرت صفیہؓ نے خیمہ کی چوب نکال کر یہودی کے سر پہ دے ماری اور اسے مار ڈالا۔ پھر حسانؓ سے کہا کہ اس کا سامان اتار لے۔ حسان نے جواب دیا کہ مجھے سامان کی ضرورت نہیں۔

حضرت عائشہؓ پر تہمت لگانے والوں میں حسانؓ بھی غلطی سے شریک ہو گئے تھے۔ ۹ھ میں بنو تمیم کے ایک وفد نے رسول اللہؐ کے سامنے آکر اپنی قوم کی تعریف میں اشعار پڑھے۔ حضور علیہ السلام نے حسانؓ کو حکم دیا کہ اٹھ کر اس کا جواب دو۔ آپ نے اسی قافیہ اور ردیف میں فوراً شعر پڑھ کر برجستہ ایسا جواب دیا کہ وہ لوگ شرمندہ ہو گئے۔

رسول اللہؐ کی وفات پر حسانؓ نے بڑے پُر درد مرثیے لکھے۔ آنحضرتؐ کی چند احادیث بھی آپ سے روایت ہوئی ہیں۔ شاعری کے لحاظ سے جاہلیت کے بہترین شاعر تھے۔ کفار کی ہجو اور مسلمانوں کی شان میں آپ نے بے شمار اشعار کہے ہیں۔ ایک دفعہ مسجدِ نبوی میں شعر پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے منع کیا، تو فرمایا میں تم سے بہتر شخص کے سامنے اشعار پڑھا کرتا تھا۔ جاہلیت میں شراب پیتے تھے۔ لیکن مسلمان ہونے پر قطعاً ترک کر دی۔ ۱۲۰ برس کی عمر میں امیر معاویہؓ کے زمانہ میں وفات پائی۔

**حسان بن نعمان۔** اموی عہد کا ایک مسلمان جرنیل۔ خلیفہ عبدالملک کے زمانہ میں حسان بن نعمان کی سرکردگی میں چالیس ہزار مسلمانوں کی فوج شمالی افریقہ میں بربروں کی سرکوبی کے لیے بھیجی گئی۔ حسان نے قیروان اور قرطاجنہ فتح کر لیے۔ لیکن بربریوں کی ملکہ داہیہ سے شکست کھا کر برقہ واپس لوٹ آئے۔ پانچ برس بعد ۸۰ھ میں کمک ملنے پر دوبارہ آگے بڑھے اور ملکہ داہیہ کو شکست دے کر شمالی افریقہ میں اسلامی تسلط و اقتدار بحال کیا۔

**حسرت، چراغ حسن۔** چراغ حسن نام حسرت تخلص ۱۹۰۴ء میں ریاست پونچھ کشمیر میں پیدا ہوئے۔ تعلیم لاہور میں پائی۔ حصولِ تعلیم کے بعد شملے میں ایک سکول میں مدرس مقرر ہوئے۔ انہی ایام میں ان کو انگریزی ادب سے واقفیت پیدا کرنے کا موقع ملا۔ شملے سے کلکتے چلے گئے

وہاں مولانا آزاد کے اخبار "پیغام" میں کام کرنے لگے۔ ۱۹۲۰ء
میں مولانا ظفر علی خاں کلکتے گئے تو حسرت کو اپنے ساتھ
لاہور لے آئے۔ یہاں آپ روزنامہ زمیندار کے
ادارے سے منسلک ہوئے اور زمیندار کا مزاحیہ کالم
لکھنے لگے۔ بعد ازاں کئی اخبارات مثلاً انصاف، احسان
احرار اور شہباز میں کام کیا۔ پھر خود ایک ہفت روزہ شیرازہ
کے نام سے جاری کیا جو ادبی اور فکاہی اعتبار سے بہت
بلند پایہ پرچہ تھا۔

اس کے بعد آپ آل انڈیا ریڈیو میں ملازم ہو گئے
کچھ عرصہ حکومت پنجاب کے ہفت روزہ پنچایت کے ایڈیٹر
بھی رہے۔ ۱۹۳۹ء میں فوجی اخبار کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔
اور ترقی کر کے میجر کے عہدے پر پہنچ گئے۔
فوجی ملازمت کے
سلسلے میں برما اور ملایا بھی
گئے فوجی ملازمت سے
سبکدوش ہونے کے بعد
روزنامہ امروز کے ایڈیٹر
مقرر ہوئے۔ مگر ۱۰ جولائی
۱۹۵۱ء کو مستعفی ہو کر
کراچی چلے گئے۔ وہاں
پاکستان ریڈیو میں قومی پروگرام مرتب کرنے لگے۔ ۲۶ جون
۱۹۵۵ء کو وفات پائی۔

حسرت نے شعر و شاعری کا شوق وراثت میں پایا تھا۔
ادب میں حسرت کی شہرت ان کے فکاہی مضامین کے باعث
ہوئی۔ آپ کا سیاسی جغرافیہ آپ کے فکاہی رجحان کا نقش اولیں
ہے۔ فکاہی مضامین میں حسرت کا نام سندباد جہازی تھا۔
آپ نے غزلیں بھی کہی ہیں۔ آپ کو صحت زبان کا بہت خیال
تھا۔ غزلوں میں ان کی زبان نہایت پاکیزہ، شگفتہ اور بامحاورہ ہے۔

**حسرت موہانی مولانا۔** نام فضل الحسن اور حسرت تخلص
وطن قصبہ موہان ضلع اناؤ ہے۔ اسی لئے موہانی کہلاتے ہیں۔ ۱۸۷۵ء
میں پیدا ہوئے۔ خاندان میں زمینداری، دولت اور علم و فضل سب
کچھ تھا۔ ان کا سلسلۂ نسب حضرت امام موسیٰ رضا علیہ السلام تک
پہنچتا ہے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد آپ نے بی۔ اے کی ڈگری علی
گڑھ کالج سے حاصل کی۔ اس کے بعد سیاست اور ادب کے میدان
میں کود پڑے۔

حسرت شاعر اور ادیب اور ایک نڈر سیاست دان کی حیثیت
سے برعظیم پاکستان و ہند میں بہت مشہور ہیں۔ اگرچہ تمام عمر طوق و
سلاسل میں گزری لیکن کسی وقت بھی شعر و ادب کا دامن ہاتھ سے
نہ چھوڑا۔ خود فرماتے ہیں۔ ؎

ہے مشق سخن جاری چکی کی مشقت بھی
اک طرفہ تماشا ہے حسرت کی طبیعت بھی

آپ نے "اردوئے معلیٰ" کے نام سے ایک رسالہ جاری
کیا جس کے ذریعہ مدتوں اردو علم و ادب کی خدمت کی۔ مولانا کو
تصوف سے بھی لگاؤ تھا۔ اردو غزل میں مولانا حسرت کا پایہ بہت
بلند ہے۔ ان کی شاعری کا
ذخیرہ ان کی غزلیات ہیں۔
آپ نے عمر بھر غزل ہی
کہی۔ حسرت کے ادبی
شوق نے شعرائے اردو
کے منتخب کلام کو محفوظ
کر دیا ہے۔ اور یہ ان کا
ایسا کارنامہ ہے کہ اس کی
جس قدر تعریف کی جائے کم ہے۔

اس کے علاوہ شرح دیوان غالب، نکات سخن، اور
دیوان حسرت دس حصوں میں، آپ کی دیگر تصنیفات ہیں۔ ۷۵
برس کی عمر میں ۱۳ مئی ۱۹۵۱ء کو لکھنؤ میں وفات پائی۔

**حسن البنا، شیخ** مصر کی نیم فوجی انجمن اخوان المسلمین
(Muslim Brotherhood) کے بانی اور قائد۔ شیخ
حسن البنا ۱۹۰۶ء میں قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ قاہرہ یونیورسٹی میں
۱۹۲۷ء تک تعلیم حاصل کی اور اس کے بعد شہر اسماعیلیہ کے
ایک مدرسہ میں معلم ہو گئے۔ شیخ حسن البنا بڑے حساس اور
سنجیدہ انسان تھے۔ تاریخ اسلام کا انہوں نے گہرا مطالعہ کر
رکھا تھا۔ اتحادِ اسلامی تحریک سے وہ بڑے متاثر تھے۔ ۱۹۲۹ء
میں انہوں نے "اخوان المسلمین" کی بنیاد رکھی۔ اور بہت جلد مصر
کے مزدوروں اور کسانوں میں پھیل گئی۔ اور چند برس کے بعد
کئی دوسرے ممالک میں باقاعدہ اس کی شاخیں قائم ہو گئیں
۱۹۴۹ء میں شیخ حسن البنا کو قاہرہ کے ایک بازار میں شہید کر دیا گیا۔

**حسن الحاضرہ۔** "الحاضرہ" کسی ملک یا قوم یا سوسائٹی
کی تہذیب و ثقافت یا اس کے کلچر سے مراد ہے۔ نیز اس
لفظ سے مراد شہری زندگی بھی ہے۔ اور بمقابلہ اس کے البادیہ
سے مراد صحرائی یا دیہاتی زندگی ہوتی ہے۔ "حسن الحاضرہ" کی

ترکیب شہری تمدن کی عمدگی یا نفاست پر دلالت کرتی ہے۔
"حسن المحاضرہ" نام کی کتاب بھی عربی میں ہے اور مصر کی طبع شدہ ہے۔

## حسن البصریؒ

**حسن البصریؒ**۔ نام حسن، کنیت ابو سعید، والد کا نام یسار، علم و فضل کے لحاظ سے بہت بڑے عالم اور روحانی لحاظ سے ولی اللہ سمجھے جاتے ہیں۔ ان کے والد اور والدہ دونو غلام اور لونڈی تھے۔ پیدائش ۲۱ھ۔ ان کی ماں ام سلمہؓ (ام المومنین) کی لونڈی تھیں۔ اس لئے ان کے سایۂ عاطفت میں رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ اور لڑکپن میں تمام ازواج نبی اکرمؐ کے گھروں میں آنے جانے کا موقع حاصل ہوا۔
آپ کے زمانہ میں بہت سے صحابہ کرام زندہ تھے۔ لہٰذا ان سے احادیث کے بارہ میں آپ نے بہت سا استفادہ کیا۔

ان کی ذات تصوف اور علم باطن کا سرچشمہ تھی۔ تمام اکابر صوفیا آپ کو شیخ الشیوخ مانتے ہیں۔ اور ان کے تمام اقوال تعلیم تصوف کا نصاب تصور کیے جاتے ہیں۔
۱۱۰ھ میں (شب جمعہ) انتقال ہوا اور بصرہ میں دفن ہوئے۔ آپ بے حد خوبصورت تھے۔ اور کپڑے بھی بڑے نفیس اور قیمتی پہنا کرتے تھے۔ لباس اور شان و شوکت کا بھی خاص خیال رکھا کرتے تھے۔ اکثر دوسرے ملکوں سے قیمتی کپڑے منگوا کر پہنا کرتے تھے۔

## حسن بن جابر

**حسن بن جابر** حضورؐ کے صحابی۔ ابن ابی جابر السلمی کے نام سے بھی موسوم ہیں۔ حضورؐ کے ہمراہ "طائف" میں موجود تھے۔ ان سے بھی چند ایک احادیث مروی ہیں۔

## حسن بن صباح

**حسن بن صباح**۔ اسماعیلیہ فرقہ میں فدائیوں یا "قاتلوں" کا بانی حسن بن صباح نظام الملک طوسی کا ہم عصر تھا۔ اسے قدیم حمیری شاہی خاندان کی نسل کا فرد ہونے کا دعوےٰ تھا۔ لیکن نظام الملک کے قول کے مطابق اس کے باپ دادا طوس میں کھیتی باڑی کا کام کرتے تھے۔ حسن بن صباح کی تاریخ پیدائش معلوم نہیں۔ نوجوانی کے عالم میں بنو فاطمیہ کو راتی جن کر ۴۷۱ھ میں تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے لئے قاہرہ گیا۔ ۴۸۳ھ میں حسن بن صباح نے اپنے فدائیوں کی مدد سے مازندران کے "قلعہ الموت" پر قبضہ جما لیا۔ اور آس پاس کے علاقے فتح کر کے ایک چھوٹی سی خود مختار ریاست قائم کرلی۔ فاطمی خلفا اس کی بڑی عزت و توقیر کرتے تھے۔ اور مشرقی ممالک میں انہوں نے اُسے اپنا نائب خصوصی مقرر کر رکھا تھا۔ حسن نے اسماعیلیہ فرقہ میں داعی اور رفیق کے علاوہ ایک خاص گروہ ان لوگوں کا قائم کیا جن کو فدائی (Assassins) کہتے تھے۔ یہ فدائی اپنی جان پر کھیل کر حسن کے ہر حکم کی تعمیل کرتے تھے۔ بڑی بڑی نامور ہستیاں فدائیوں کے خنجر کا شکار ہو گئیں۔ ۴۸۵ھ میں مشرق کا مشہور سیاست دان نظام الملک طوسی بھی ایک فدائی کے ہاتھوں قتل ہوا۔ حسن بن صباح خود ۵۱۸ھ میں فوت ہوا۔

## حسن بن علیؓ

**حسنؓ بن علیؓ** (امام حسنؓ) حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے بڑے بیٹے تھے۔ ۳ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد عراق میں ان کی خلافت کا اعلان کیا گیا۔ لیکن اپنے حامیوں سے جھگڑا ہو جانے کے باعث خلافت سے دل سرد ہو گیا۔ اور امیر معاویہؓ کے حق میں دستبردار ہو گئے۔ معاویہؓ نے ان کے کہنے کے مطابق انہیں پچاس لاکھ درہم سالانہ اور ایران کے ایک ضلع کا مالیہ اور ان کے چھوٹے بھائی حسینؓ کو بیس لاکھ درہم سالانہ دینا منظور کیا۔
۴۵ برس کی عمر میں بمقام مدینہ وفات پائی۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آپ کو زہر دیا گیا تھا۔ درویش سیرت اور عالم تھے۔

## حسن، ذکی محمد

**حسن، ذکی محمد** (Hasan, Zaki Muhammad) مصری مورخ اور یونیورسٹی پروفیسر ہیں ۱۹۰۸ء میں پیدا ہوئے۔ قاہرہ اور پیرس میں تعلیم پائی۔
۱۹۳۴ء میں مسلم آرٹ کے عجائب خانہ واقع قاہرہ کے کیوریٹر (Curator) مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۹ء میں فواد اول یونیورسٹی میں فیکلٹی آف آرٹس کے لیکچرار رہے۔ ۱۹۴۰ء میں مسلم آثارِ قدیمہ کے پروفیسر اور دو سال بعد فیکلٹی آف آرٹس کے ڈین Dean ہو گئے۔ ۱۹۵۰ء سے مسلم آرٹ کے عجائب خانہ واقع قاہرہ کے ڈائرکٹر ہیں۔ آپ نے مسلم آرٹ کا خوب مطالعہ کیا ہے۔ اور اس پر کئی کتابیں لکھی ہیں۔ چنانچہ بعض عربی تصنیفات یہ ہیں۔
"مصر میں مسلم آرٹ" "اسلام میں مصوری" "فاطمیوں کے خزانے" "قرونِ وسطیٰ میں عرب ممالک کا دستور خطاطی" "اسلامی عہد میں ایرانی آرٹ" "اسلام کے خزانے" "فواد اول یونیورسٹی عجائب خانہ میں مسلم آرٹ" وغیرہ۔

**حسن سلیم** (Hasszn Saleem) مصر کے ماہر آثارِ قدیمہ اور مورخ ہیں۔ ۱۸۸۷ء میں پیدا ہوئے۔ معمولی پرائمری سکول ٹیچر تھے۔ اپنی ہمت اور محنت سے پی ایچ ڈی ہوئے۔ اور پیرس ذی آثاتک تعلیم کے لئے گئے۔
۱۹۲۸ء میں قاہرہ یونیورسٹی میں تعمیرات کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ قاہرہ یونیورسٹی نے جزا میں جو کھدائی شروع کرائی تھی اسی سال اس کے ڈائرکٹر بھی مقرر کر دیئے گئے۔ ۱۹۳۷ء میں جب حکومت نے جزا کی کھدائی کا کام اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اس کے لئے ایک خاص محکمہ کھول دیا تو انہیں اس محکمہ کا ڈائرکٹر مقرر کیا گیا۔
تصنیفات انگریزی میں تاریخ مصر دو ترکی "تاریخ یورپ" تاریخ محموکین، تاریخ محمد علی کا ایک ورق، مصری مذہب کی تاریخ، جزا کے آثارِ قدیمہ۔
(عربی میں) "قدیم مصر" قدیم مصر کی جغرافیائی تقسیم "قدیم مصری ادب" وغیرہ۔

**حسن لطیفی**۔ مصر کی وزارتِ امورِ خارجہ سے متعلق ہیں۔ اور ملک کے ممتاز سیاستدانوں میں سے ہیں۔ جامعہ ازہر قاہرہ اور یورپین یونیورسٹیوں کے فارغ التحصیل ہیں۔

**حسن، میر** (دیکھو میر حسن)

**حسن نظامی خواجہ**۔ خواجہ حسن نظامی دہلی میں ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۸۷۸ء میں پیدا ہوئے۔ حضرت نظام الدین اولیاؒ کی خواہر کی اولاد سے تھے اور ان کا حلقۂ اثر بہت وسیع تھا۔
آپ کو ابتداء ہی سے اخبارات میں مضامین لکھنے کا شوق تھا۔ اردو نثر میں آپ ایک خاص طرز کے موجد تھے۔ جسے ادبی حلقوں میں بہت پسند کیا گیا۔ ان کی خصوصیت یہ ہے کہ نہایت معمولی مضامین کو نہایت دلکش اور موثر طریقے سے نبھاتے اور نئے نئے الفاظ وضع کرتے۔ عبارت نہایت سادہ اور دلکش ہوتی ہے فقرے بالکل چھوٹے چھوٹے اور عام فہم۔
آپ سادگی اور البیلے پن سے الفاظ میں انسانی جذبات کی تصویر کھینچتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مصورِ فطرت کہلاتے ہیں عنوان قائم کرنے میں بھی آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا۔
خواجہ صاحب کی تصانیف بے شمار ہیں جن میں طمانچہ برخسار یزید، سیپارۂ دل، بیگمات کے آنسو، کرشن بیتی، یزید نامہ، محرم نامہ، اور غدر دہلی کے افسانے بہت مشہور ہیں۔
۱۹۴۷ء کے فسادات میں دہلی گئی تو اہل و عیال کو لے کر حیدر آباد دکن چلے گئے۔ لیکن جب حالات بہتر ہوئے تو واپس آ گئے۔ اور وہیں ۱۹۵۵ء میں انتقال کیا۔

**حسنی عبدالرزاق** (Hassani, Abdul Razzaq) عراقی مورخ اور مصنف ہیں۔ یوں تو سرکاری ملازمت میں تھے۔ لیکن ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ ۱۹۰۳ء میں پیدا ہوئے۔ بغداد ٹریننگ کالج میں تعلیم پائی سرکاری ملازمت میں پہلے اکاؤنٹنٹ تھے۔ پھر سپرنٹنڈنٹ ہو گئے۔
تصانیف "عراق کا بینوں کی تاریخ" (چار جلدیں)
"عراق، غلامی اور تولیت میں" (دو جلدیں)
"تاریخ احیائے عراق" "عراقی پریس کی تاریخ"
"عراقی شہروں کی تاریخ" "تعارف شیعیت"
"عراق کے پرستاران ابلیس" "خوارج"
"فوجی انقلاب کے اسرار" "سفر عراق"
"پھانسی کے سائے تلے" "عراق کی لوک کہانیاں"

**حسینؓ ابن علیؓ (امام حسینؓ)** حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے دوسرے بیٹے ۴ھ ہجری میں بمقام مدینہ پیدا ہوئے۔ حضرت علیؓ کی خلافت کے زمانہ میں سیاست میں کوئی حصہ نہ لیا۔ امام حسنؓ کی دستبرداری کے بعد مدینہ آ گئے۔ ان کی وفات کے بعد امیر معاویہؓ کی زندگی تک سیاست سے الگ تھلگ رہے۔
امیر معاویہؓ کا بیٹا یزید فاسق و فاجر تھا حضرت امام حسینؓ نے اس کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر جنگ ہوئی۔ اور دسویں محرم ۶۱ھ کو آپ کربلا کے میدان میں شہید ہو گئے (تفصیل کے لئے دیکھو کربلا کا سانحہ)

**حسین ابن علی** (۱۸۵۴-۱۹۳۱) حجاز کا بادشاہ اور شریف مکہ جس نے ۱۹۱۶ء میں ترکوں کے خلاف بغاوت کر کے عرب و حجاز کی خود مختاری کا اعلان کیا۔ اسے اتحادیوں

کی خبر اور اعانت حاصل تھی۔ ۱۹۲۴ء میں نجد کے فرمانروا سے شکست کھا کر اپنے تخت سے دست بردار ہو گیا۔ انگریزوں نے اس کے ایک فرزند عبد اللہ کو اردن اور دوسرے بیٹے فیصل کو عراق کی بادشاہت پر فائز کیا۔

**حسین احمد مدنی حضرت مولانا۔** شیخ الہند ۱۲۹۶ھ میں اتر پردیش (بھارت) کے ضلع اناؤ کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم دیوبند میں پائی۔ اور حضرت مولانا محمود حسن شیخ الہند سے کسب فیض کیا۔ حضرت شیخ الہند کی صحبت میں آپ کے دل میں حب الوطن کے جذبات پیدا ہوئے۔ اور آپ نے سیاسیات میں حصہ لینا شروع کیا۔ ۱۹۱۲ء کے اواخر میں حجاز تشریف لے گئے۔ اور مدینہ منورہ کے دار الحدیث میں تعلیم دینے لگے۔

۱۹۱۴ء کی جنگ چھڑی تو دیگر مسلمان رہنماؤں کیساتھ آپ نے بھی ترکوں کے حق میں آواز بلند کی۔ ان دنوں حضرت شیخ الہند بھی مدینہ ہی میں تھے۔ شریف مکہ نے دونوں حضرات کو انگریزوں کے سپرد کر دیا جنھوں نے انہیں مالٹا بھیج دیا جنگ کے بعد آپ کو رہائی نصیب ہوئی۔ اس کے بعد ۱۹۲۱ء میں خلافت اور ترک موالات کے سلسلے میں آپ پر بغاوت کا مقدمہ چلا اور تین سال کی سزا ہوئی۔ قید کاٹنے کے بعد آپ درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ اور سیاسی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیتے رہے۔

حضرت مولانا ایک متبحر عالم تھے۔ مولانا محمود حسن کے بعد آپ کو شیخ الہند کا خطاب دیا گیا۔ آپ دار العلوم دیوبند کے اعزازی صدر رہتے۔ آپ کے شاگردوں اور معتقدوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچی ہے۔ دسمبر ۱۹۵۷ء میں انتقال ہوا۔

**حسین اعلیٰ۔** ایران کے بڑے پرانے سیاستدان ہیں۔ ویسٹ منسٹر سکول اور لندن یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی اور بعد ازاں بیرسٹری کا امتحان بھی پاس کیا۔ میڈرڈ، واشنگٹن، پیرس اور جنیوا میں اپنے ملک کے سفیر رہے۔ سنہ ۱۹۲۰ء کی امن کانفرنس میں ایران کی نمائندگی کی۔ وہ ایرانی اسمبلی کے رکن اور مختلف وزارتی عہدوں پر مامور رہ چکے ہیں۔ وہ برطانیہ میں بھی ایران کے سفیر رہ چکے ہیں۔ سنہ ۱۹۳۱ء میں ایران کے نیشنل بنک کے گورنر بنے اور اگلے سال شاہی وزیر بنا دیئے گئے۔ پانچ سال تک امریکہ میں ایران کے سفیر رہے۔ امریکہ سے واپسی پر انہوں نے ایران کی وزارت خارجہ سنبھالی



اور پھر وزیر اعظم مقرر ہو گئے۔

ایک بار یہ جب گروہ اپنے وزراء کے ہمراہ مشہور ایرانی پیشوا علامہ آیت اللہ کاشانی کے لڑکے کی فاتحہ خوانی کے لئے شاہی مسجد تہران میں گئے تو کسی شخص نے ان پر ریوالور سے حملہ کر دیا۔ مگر وہ بال بال بچ گئے۔

**حسین شہید سُہروردی۔** (دیکھو سہروردی حسین شہید)

**حُسین، طٰہٰ۔** (Hussain, Taha)۔ مشہور مصری مصنف اور ماہر تعلیم ہیں۔ ۱۸۸۹ء میں پیدا ہوئے۔ قاہرہ اور پیرس کی یونیورسٹیوں سے تعلیم حاصل کی۔ سنہ ۱۹۳۰ء میں فواد اول یونیورسٹی میں عربی ادب کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ اور بیس برس تک اس عہدہ پر فائز رہے۔ فاروق اول یونیورسٹی اسکندریہ کے ریکٹر (Rector) بھی رہ چکے ہیں۔ ۱۹۵۰ء میں وزیر تعلیم مقرر ہوئے۔

پیرس، طہران، دمشق، بغداد اور میڈرڈ کی کئی ادبی انجمنوں کے رکن ہیں۔ چالیس سے اوپر کتابیں لکھ چکے ہیں جن میں ناول بھی ہیں۔ اور قدیم فرانسیسی اور یونانی کتابوں کے ترجمے بھی۔ عربی ادب، اور جدید مصر کے تعلیمی مسائل پر بھی ان کی متعدد تصانیف موجود ہیں۔ نابینا ہیں۔ ڈاکٹری ڈگری بھی رکھتے ہیں۔

**حسین فاطمی ڈاکٹر۔** (دیکھو فاطمی حسین ڈاکٹر)

**حسین مکماہن معاہدہ۔** (Hussain-Mcmohan Agreement)۔ یہ اصطلاح اس سلسلۂ خط و کتابت کیلئے استعمال ہوتی ہے جو جولائی سنہ ۱۹۱۵ء سے جنوری سنہ ۱۹۱۶ء تک شاہ حسین (شریف مکہ) اور برطانوی نمائندے سر ہنری مکماہن کے درمیان ہوئی۔

شریف مکہ اپنی اس غداری کے عوض جس کا ثبوت اس نے پہلی جنگ عظیم کے درمیان میں ترکوں کے خلاف علم بغاوت بلند کر کے دیا تھا تمام جزیرہ نما عرب پر متمکن ہونا چاہتا تھا۔ لیکن انگریز اس کی اس خواہش کی تکمیل پر رضامند نہیں تھے۔ پھر انہیں ترکوں، عیسائی عربوں، نیم خود مختار عرب سرداروں کے علاوہ عراق عرب میں برطانوی مفادات اور فرانس سے اپنے مواعید کا بھی خیال رکھنا ضروری تھا۔ اس لئے ان کی یہ خط و کتابت نتیجہ خیز ثابت نہ ہو سکی۔

اس حقیقت کے پیشِ نظر اس خط و کتابت کو سمجھوتہ یا معاہدہ کا نام دینا درست نہیں ہے۔

**حسینی الحاج مفتی امین**۔ سابق مفتی اعظم فلسطین جو اپنے مجاہدانہ کارناموں کے باعث تمام دنیائے اسلام میں احترام سے دیکھے جاتے ہیں۔ آپ یروشلم اور الازہر یونیورسٹی قاہرہ کے فارغ التحصیل ہیں۔

پہلی جنگِ عظیم کے دوران میں عثمانی فوج میں افسر تھے۔ ۱۹۲۱ء میں مفتی فلسطین مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۲ء میں تازندگی سپریم مسلم کونسل کے صدر منتخب ہوئے۔ ۱۹۳۱ء میں "ورلڈ مسلم کانفرنس" منعقدہ یروشلم کے صدر چنے گئے۔ ۱۹۳۶ء میں عرب ہائر کمیٹی برائے فلسطین کے صدر بنائے گئے۔

آپ یہودیوں کو فلسطین میں بسائے جانے کے سخت مخالف تھے۔ ۱۹۳۷ء میں اسی وجہ سے آپ کو فلسطین سے نکلنا پڑا۔ پہلے آپ لبنان، عراق اور ایران میں رہے۔ دوسری جنگِ عظیم کے دوران میں یورپ چلے گئے۔ اور انگریزوں کے خلاف نازیوں کی مدد کرتے رہے۔ جنگ کے بعد ۱۹۴۶ء میں شاہ فاروق کے مہمان کی حیثیت سے مصر میں پناہ گزین ہوئے۔ ورلڈ مسلم کانفرنس منعقدہ کراچی (۱۹۵۱ء) میں شرکت کی اور اس کے صدر منتخب ہوئے۔ ۱۹۵۲ء میں دوبارہ کراچی تشریف لائے۔ اور علمائے اسلام کانفرنس کے صدر منتخب ہوئے۔

آپ کو شروع ہی سے پاکستان کے مسلمانوں سے ہمدردی تھی۔ آپ پاکستان بننے سے پہلے بھی ایک بار یہاں تشریف لائے تھے اور علامہ اقبال مرحوم کے پاس بطور مہمان ٹھہرے تھے۔ آپ نمایاں اور ممتاز بین الاقوامی حیثیت کے مالک ہیں۔

**حسینی علی عباس**۔ علی عباس حسینی ۱۸۹۹ء میں پارہ ضلع غازی پور (صوبجات متحدہ) میں پیدا ہوئے۔ آپ کا خاندان مفتیوں اور قاضیوں کا تھا۔ تمام ارکان عالم اور متقی تھے۔

آپ نے عربی، فارسی کی تعلیم کے بعد ۱۹۱۹ء میں کیننگ کالج لکھنؤ سے بی اے پاس کیا۔ اور ۱۹۲۱ء میں الٰہ آباد ٹریننگ کالج سے ایل۔ ٹی کی ڈگری لی۔ اسی سال صیغۂ تعلیمات میں ملازمت کر لی۔ ۱۹۲۲ء میں تاریخ میں ایم اے کیا۔ آپ نے ۱۹۱۸ء میں سب سے پہلا ناول "سر سید احمد پاشا" لکھا۔ پھر افسانے لکھنے شروع کئے۔ آپ کے افسانوں کے مجموعے "رفیق تنہائی"، "باسی پھول"، "آئی سی ایس" اور "کچھ ہنسی نہیں ہے" وغیرہ بہت مشہور ہیں۔

طرزِ نگارش میں حقیقت نگاری تحلیل نفسی اور ہلکی ظرافت ہے۔ بیان میں سلاست، روانی اور توازن ہے۔ آپ اردو کے ایک بلند پایہ نثر نویس اور ادیب ہیں۔

**حسینی، میر بہادر علی**۔ میر بہادر علی حسینی فورٹ ولیم کالج کلکتہ میں میر منشی تھے۔ آپ نے کئی ایک مشہور ادبی کتابوں کا ترجمہ کیا۔ اور کئی ایک کتابیں تصنیف کیں۔ چند تصانیف یہ ہیں:

(۱) اخلاق ہندی۔ یہ مفرح القلوب کا سلیس اردو ترجمہ ہے۔ جو ڈاکٹر گلکرائسٹ کی فرمائش پر ۱۸۰۳ء میں کیا۔
(۲) نثر بے نظیر یعنی مثنوی میر حسن۔
(۳) خلاصہ گرامر ڈاکٹر گلکرائسٹ۔
(۴) ترجمہ تاریخ آسام۔

ان کے علاوہ قصۂ لقمان اور قرآن شریف کے ترجمے میں بھی انہوں نے شرکت کی تھی۔

**حشر کاشمیری آغا**۔ آغا محمد شاہ کاشمیری ۱۸۷۹ء میں شہر بنارس (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ آپ کاشمیری الاصل تھے آپ کا خاندان بنارس میں شالوں کی تجارت کرتا تھا۔ عربی فارسی اور دینیات کی تعلیم آپ نے بنارس ہی میں پائی اور قرآن مجید کے ۱۷ پارے بھی حفظ کئے۔ لیکن والد صاحب کی مخالفت کی وجہ سے انگریزی تعلیم حاصل نہ کر سکے۔

آغا صاحب کو بچپن ہی سے شاعری کا شوق تھا چونکہ طبیعت موزوں تھی اس لئے چھوٹی عمر ہی میں شعر کہنے لگے جب سن شعور کو پہنچے تو ڈراما نویسی شروع کی۔ اسی دوران میں آپ نے انگریزی ڈراما نویس شیکسپیئر وغیرہ کے کئی ڈرامے اردو میں منتقل کئے۔ شہید ناز، مرید شک، اسیر حرص، خوبصورت بلا، سفید خون وغیرہ اردو ڈرامے اور سور داس، ستیابن باس، گنگا اترن۔ ان کے ہندی ڈرامے بہت مشہور و مقبول ہیں۔

آپ انڈین شیکسپیئر کہلاتے ہیں۔ اردو میں ڈرامے کی داغ بیل آپ ہی نے ڈالی۔ ذہین اس قدر تھے کہ رات بھر میں ایک ڈرامہ لکھ ڈالتے تھے۔ ساری عمر تھیٹریکل کمپنیوں میں بسر ہوئی

آپ کے بعض ڈرامے فلمائے بھی گئے۔ اور اسٹیج ڈراموں کی طرح انہیں بھی بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔
بحیثیت شاعر بھی آغا صاحب کا مرتبہ بہت بلند ہے آپ ایک قادر الکلام اور بدیہہ گو شاعر تھے۔ بخصوصاً آپ کی مناجات سے

آہ جاتی ہے فلک پر رحم لانے کے لئے
بادلو ہٹ جاؤ دیدو راہ جانے کے لئے

اور اردو نظم شکریہ یورپ اردو ادب کے لئے سرمایۂ ناز ہیں۔ ۱۹۳۵ء میں آپ ایک فلم بنانے کے لئے لاہور تشریف لائے اور یہیں ۲۸ اپریل ۱۹۳۵ء کو ۵۶ برس کی عمر میں انتقال ہوا۔

**حشر** (قیامت) دنیا کے تقریباً تمام مذاہب میں روز حشر کا ذکر اور تصور پایا جاتا ہے۔ حشر کے دن دنیا کا خاتمہ ہو جائیگا اور انسانوں کے اعمال کے مطابق انہیں جزا و سزا دی جائے گی اسلامی تصور کے مطابق حشر کے روز بیت المقدس سے۔ حضرت اسرافیل اپنا صور پھونکیں گے۔ اور تمام ذی روح مر جائیں گے۔ پھر دوبارہ صور پھونکنے پر تمام لوگ جو ابتدائے آفرینش سے دنیا میں پیدا ہوئے اور فوت ہوئے اپنی اپنی قبروں اور مدفنوں سے جی اٹھیں گے۔ اور میدان حشر میں اکھٹے ہوں گے۔ جہاں خداوند تعالےٰ اس روز عدل و انصاف کریں گے۔ اس لحاظ سے حشر کو یوم الحساب بھی کہتے ہیں۔ حشر کے دن ہر شخص کو اس کا نامۂ اعمال دیا جائے گا۔ جن لوگوں نے نیک کام کئے ہوں گے ان کے داہنے ہاتھ میں اور جن لوگوں نے برے کام کئے ہوں گے ان کے بائیں ہاتھ میں پشت کی طرف سے۔ اس کے بعد جزا و سزا کے طور پر نیک لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ اور بد جہنم کی راہ لیں گے۔

**حشر و نشر**۔ حشر و نشر کا مفہوم بھی وہی ہے جو قیامت کا ہے۔ حشر اکٹھا ہونا، اور نشر پھیلنا، اٹھنا وغیرہ۔
اسلامی عقیدہ کے مطابق ایک دن آئے گا جب کہ لوگ اپنے دنیا کے اعمال کی جزا یا سزا پانے کے لئے پھر سے اٹھائے جائیں گے۔ [نیز دیکھو حشر، قیامت]

**حشیش** - (دیکھو بھنگ)

**حصّہ** (Share)۔ کاروباری اصطلاح میں حصے سے مراد وہ رقم ہے جو کوئی شخص کسی کمپنی کے سرمایہ میں لگاتا ہے۔ اور اس طرح کمپنی میں بقدر اپنے حصے کے شریک ہوتا ہے۔ اگر کسی کمپنی کا سرمایہ ایک لاکھ روپیہ ہے جو دس دس روپیہ کے دس ہزار حصوں میں منقسم ہے تو وہ شخص جس نے ایک حصہ خریدا ہے کمپنی کے $\frac{1}{10000}$ کا مالک ہے۔ ایک خاص بازار میں حصص کی خرید و فروخت ہوا کرتی ہے جسے سٹاک ایکسچینج Stock Exchange کہتے ہیں یہ خرید و فروخت دلالوں کے ذریعہ ہوتی ہے جنہیں سٹاک بروکر Broker کہا جاتا ہے۔ دس روپیہ کے حصہ کی سطحی قیمت Nominal Value دس ہی روپے ہوگی۔ لیکن اگر کمپنی کو منافع ہوتا رہے تو اس کے حصص کا بازاری نرخ بڑھ جائے گا۔ کیونکہ حصہ داروں کو زیادہ منافع مل رہا ہے اس کے برعکس اگر کمپنی کو نقصان ہوا ہے تو حصص کی قیمت گر جائے گی۔ حصص کی خرید و فروخت ان کے بازاری نرخ کے اعتبار سے ہوتی ہے نہ کہ سطحی قیمت کے اعتبار سے۔ ان کی یہ قیمتیں اخباروں میں بھی شائع ہوتی رہتی ہیں۔ سٹاک (Stock) بھی حصے سے ملتی جلتی چیز کا نام ہے۔ مثلاً اگر کسی کمپنی کا سرمایہ دس ہزار روپے ہے۔ اور اسے سو سٹاک میں منقسم کیا گیا ہے تو دس سٹاک کا مالک کمپنی کے $\frac{1}{10}$ کا مالک تصور کیا جائے گا۔ حصص کی طرح سٹاک بھی سٹاک ایکسچینج میں دلالوں کی معرفت خرید و فروخت کئے جاتے ہیں۔ اور ان کا بازاری نرخ بھی کمپنی کی کامیابی اور ناکامی کے ساتھ بڑھتا گھٹتا رہتا ہے۔
جدی اور آبائی جائیداد کا بھی حصہ ہوتا ہے۔ جسے تقسیم حصہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ کسی کام میں شرکت کا ہونا یا ہاتھ کا ہونا بھی بعض اوقات حصہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

**حطیم**۔ عربی لفظ مادہ "حطم" سے ہے۔ بمعنی پاش پاش کرنا ٹکڑے ٹکڑے کرنا وغیرہ حطیم اور حطمہ۔ اور حطمہ ہم معنی ہیں جن سے مراد دوزخ کا طبقہ یا جہنم کا دروازہ ہے۔ اسے یہ نام اسلئے دیا گیا ہے کہ جو چیز اس میں ڈالی جائے وہ پاش پاش ہو جاتی ہے۔ یا پس جاتی ہے۔ یا بھسم ہو جاتی ہے۔

**حفاظت**۔ افراد اور سوسائٹی میں حفاظت کا مسئلہ بڑا اہم اور ضروری ہے۔ لوگ اپنی حفاظت آپ بھی کرتے ہیں۔ اور ان کی حفاظت حکومت کے ذمہ بھی ہوتی ہے۔ خود اپنی حفاظت کے لئے اشخاص کے پاس اسلحہ ہوتے ہیں۔ دیہات اور شہروں میں عام پہرے یا چوکیدار کی پہرے کا انتظام ہوتا ہے۔ رات کے وقت حفاظت زیادہ ضروری اور لازمی

ہوتی ہے۔ سرکاری چوکیدار پہرے کے لئے مقرر ہوتے ہیں۔ یا لوگوں کو بھی خود پہرہ کا انتظام کرنا پڑتا ہے۔ جیسے ٹھیکری پہرہ کہتے ہیں۔ حفاظتی اسلحہ میں بندوق، رائفل، پستول اور ریوالور وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ اسلحہ کے رکھنے کے لئے حکومت سے لائسنس لینا پڑتا ہے۔

حکومت نے ماتحت آبادی کی حفاظت کے لئے پولیس اور ملٹری رکھی ہوتی ہے۔ انفرادی اور تمدنی رنگ میں آدمی کی حفاظت پولیس کے ذمہ ہوتی ہے۔ اور کسی دشمن کے حملہ آور ہونے کی صورت میں حفاظت کا کام ملٹری کے ذمہ ہوتا ہے۔ اگر سوسائٹی کے کسی طبقہ میں پولیس کی مداخلت کارگر ثابت نہ ہو تو اس حالت میں بھی ملٹری کو طلب کیا جاتا ہے۔ زندگی کے ساتھ ساتھ جائیداد اور اثاثہ کی حفاظت بھی لازم ہوتی ہے۔

**حفاظت خود اختیاری۔** اپنی آپ حفاظت کرنا حکومت کے حفاظتی نظام میں تو پولیس اور ملٹری وغیرہ شامل ہیں۔ لیکن انفرادی حفاظت کے لئے اسلحہ کا ہونا ضروری ہے۔ دیسی قسم کے لٹھ، ہرسوٹے اور ڈنڈے بھی پاس رکھنا بسا اوقات حفاظت کی کفالت متصور ہوتے ہیں۔ متمدن ممالک میں حفاظت خود اختیاری بدرجہ اتم موجود ہوتی ہے۔ متوسط تہذیب و ترقی کے افراد میں بھی حفاظتی ذریعے موجود ہوتے ہیں۔

تہذیب کے ابتدائی دور میں بدوی اور جنگلی بود و باش میں بھی وحشی جانوروں اور درندوں سے خود کو محفوظ رکھنے کے لئے لوگ تیر و تفنگ پاس رکھتے تھے۔ اور ڈھال اور کمان ان کے لوازم تھے۔ تلوار اور نیزہ بھی رکھتے تھے۔ آج کل ان شہری دفاع کی تربیت اور اس کے ذریعے اور طریقے حفاظت خود اختیاری کا جزو ہیں۔ شہری دفاع کے نظام سے تعاون انفرادی اور تمدنی حفاظت کا ضامن ہے۔

**حفاظتی دستہ۔** فوجی نظام میں جب فوج مہم پر مارچ کر رہی ہو یا حملے کی خاطر آگے بڑھ رہی ہو یا پیش قدمی کر رہی ہو تو ایک مخصوص دستہ عام حفاظت پر مامور ہوتا ہے۔ جو فوج کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ اور آگے پیچھے دائیں بائیں نظر رکھتا ہے، کہ دشمن کے آدمی چھپکے سے یا اچانک حملہ آور تو نہیں ہو رہے ایسی صورت میں حفاظتی دستے کو کام فوج کے بچاؤ کی خاطر دشمن کی مدافعت کرنا ہوتا ہے۔

قصبوں، قصبوں اور گاؤں میں بھی بسا اوقات فوج کے حفاظتی دستے تعینات کر دیئے جاتے ہیں۔ بارڈر پولیس (Border Police) حفاظتی دستہ کی ایک شکل ہے جن ممالک کی سرحدوں پر خطرات کا امکان رہتا ہے، وہاں بارڈر پولیس کا وجود ضروری ہوتا ہے۔

بعض اوقات حفاظتی دستے کے مصارف کا کفیل اس علاقے کی آبادی کو ہونا پڑتا ہے جہاں اس قسم کے دستے تعینات کئے جائیں۔

**حفصہؓ۔** جناب رسول پاک کی ازواج مطہرات سے ہیں۔ اور حضرت عمر فاروقؓ کی صاحبزادی۔ پہلے قریش کے فرد خنیس بن حذافہ کے ساتھ بیاہی ہوئی تھیں۔ اور جنگ بدر میں بیوہ ہو گئیں جنگ احد کے بعد حضورؐ کے نکاح میں آئیں۔ آپ لکھنا پڑھنا جانتی تھیں۔ ۴۵ھ میں ۶۰ برس کی عمر میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

**حفظانِ صحت۔** (Hygiene)۔ ایسے اصول اور طریقے جن کی پابندی سے قوم کی انفرادی اور اجتماعی صحت معیاری درجہ تک بلند کی جا سکتی ہے۔ رفاہ عام کے لئے شفاخانے وغیرہ کھولنا حکومت کا فرض ہے۔ لیکن اپنی صحت اور تندرستی کا خیال رکھنا ہر شخص کی ذاتی ذمہ داری ہے حفظانِ صحت کے اصولوں پر عمل پیرا ہونے کے لئے مندرجہ ذیل باتوں کا ہونا ضروری ہے۔ مناسب غذا، لباس ضرورت کے مطابق ورزش اور آرام، صاف ستھرا رہنے کی عادتیں، روشنی، گرمی، صفائی، پانی وغیرہ کے متعلق معلومات، گندگی، غلاظت دور کرنے اور نالیوں وغیرہ کا معقول انتظام، مکھیوں مچھروں اور جراثیم سے بچنے کے طریقے، اور عفونت وبا اور دیات کا علم بھی ضروری ہے جسم کی صفائی کے سلسلہ میں جلد، بال، ناخن دانت اور لباس کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہئے جسم کی گندگی جلد کے مسامات کے ذریعہ خارج ہوتی رہتی ہے۔ اس گندگی کو نیز میل اور مٹی کو صابن سے غسل کرتے وقت صاف کرتے رہنا چاہئے۔ بالوں، ناخنوں اور دانتوں کو صاف نہ کیا جائے تو ان میں جراثیم گھر کر لیتے ہیں جن سے خوراک وغیرہ میں سمیت پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ ان کو باقاعدہ صاف کیا جائے تو پھر کوئی اندیشہ نہیں رہتا۔

صبح کو پاخانہ جانا بھی ایک اچھی عادت ہے۔ اس سلسلہ میں پابندی وقت کا خیال رکھا جائے تو قبض کی شکایت پیدا نہیں ہوتی۔ بیٹھتے، کھڑے، چلتے پھرتے وقت جسم کو سیدھا رکھنا چاہئے۔ جو لوگ جھک کر بیٹھنے کے عادی ہوتے ہیں۔ ان کے پھیپھڑے پوری طرح ہوا سے نہیں

بھرتے اور جسم آکسیجن کا خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ مگر خفقان صحت کے شبیے کم و بیش ملک کے ہر ضلع اور علاقے میں موجود ہوتے ہیں۔

**حفیظ الرحمٰن مسٹر**۔ ۱۹۰۲ء میں ضلع میمن سنگھ کے ایک قصبہ "گورات" میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۵ء میں ڈھاکہ یونیورسٹی سے ایم اے کیا۔ اور بنگال سول سروس کے مقابلے میں شریک ہوئے اور کامیاب رہے۔ ۱۹۴۷ء میں غیر منقسم بنگال میں محکمہ لوکل سیلف گورنمنٹ اور صحت عامہ کے ڈپٹی سکریٹری مقرر ہوئے۔ بعد ازاں ڈھاکہ کے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے عہدے پر مامور ہوئے۔ اور کچھ ہی عرصے بعد انہیں حکومت مشرقی پاکستان کا ڈائرکٹر ٹیکسٹائلز اور پھر محکمہ سول سپلائز میں فراہمی و تقسیم کا ڈائرکٹر مقرر کیا گیا۔ کچھ مدت حکومت مشرقی پاکستان کے ڈائرکٹر جنرل سول سپلائز بھی رہے۔

۱۹۵۴ء میں اتحادی قوموں کے ایک ادارے کی کانفرنس میں شرکت کرنے جینوا گئے۔ واپسی پر انہیں حکومت مشرقی پاکستان کے منصوبہ بندی بورڈ کا جوائنٹ سکریٹری مقرر کیا گیا۔ ۱۹۵۵ء میں مرکزی وزارت خوراک و زراعت کے جوائنٹ سکریٹری مقرر ہوئے۔ اور ۱۹۵۷ء میں اسی عہدے سے ریٹائر ہوئے۔

ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد مشرقی پاکستان کے محکمۂ خوراک میں افسر بکار خاص مقرر ہوئے۔ ملک میں فوجی انقلاب (اکتوبر ۱۹۵۸ء) کے بعد آپ کو نئی مرکزی کابینہ میں وزیر خوراک و زراعت کا عہدہ تفویض کیا گیا۔ ۱۹۵۸ء میں صدر پاکستان نے ان کی خدمات کے اعتراف میں انہیں "ستارۂ قائد اعظم" کا تمغہ عطا کیا تھا۔

**حفیظ جالندھری**۔ محمد حفیظ نام، حفیظ تخلص، وطن جالندھر۔ ۱۹۰۰ء میں پیدا ہوئے۔ ابھی تعلیم مکمل نہیں ہوئی تھی کہ فکر معاش میں مبتلا ہو گئے۔

ذوقِ شعر شروع ہی سے مبداء فیاض نے عطا کر رکھا تھا۔ ملک الشعرا شیخ غلام قادر گرامی جالندھری سے استفادہ کیا جو دربار خسرو دکن نظام حیدر آباد کے استاد تھے۔



حفیظ کی شاعری کو گرامی کی استادی اور شیخ عبد القادر کی دستگیری نے بہت چمکا دیا۔

دوسری جنگ عظیم کے دوران میں حکومت ہند نے انہیں جنگی پراپیگنڈا کے محکمہ کا افسر اعلیٰ مقرر کیا۔ اور خان بہادر کا خطاب بھی عطا کیا۔ ان کا سب سے بڑا کارنامہ شاہنامہ اسلام ہے جو اسلامی فتوحات کی منظوم تاریخ ہے جس پر قوم نے انہیں فردوسیٔ اسلام کا خطاب دیا ہے۔

حفیظ نے نظم میں ایک نئی راہ نکالی اور حب وطن کے نشے میں بہت اچھی نظمیں کہیں۔ ان کی شاعری ایک طرف تو شباب کی مستانہ ترنگوں کی تصویر کشی اور جوانی کی حسین امنگوں کی چہرہ کشائی کرتی ہے۔ دوسرا پہلو منظر نگاری ہے۔ جس کو شاعر نے اچھوتی تشبیہات سے دلکشی اور دلربائی کا جامہ پہنایا ہے۔

آپ کا اندازِ بیان نہایت دل نشین اور دلکش ہے۔ بات میں بات پیدا کرنا حفیظ کی شاعری کا ایک امتیاز ہے۔ تخیل بلند، بندش چست اور قوافی پُر زور ہوتے ہیں۔

شاہنامہ اسلام کے علاوہ نظم میں تین مجموعے نغمہ بار، نثیریں، تلخ و زار۔ اور سوز و ساز بہت مقبولیت حاصل کر چکے ہیں۔ نثر میں سات طبع زاد افسانوں کا ہفت پیکر نام کا مجموعہ چھپ کر اہل ذوق سے خراج تحسین وصول کر چکا ہے۔

**حفیظ جونپوری**۔ نام محمد حفیظ اور وطن جونپور۔ حضرت امیر مینائی کے شاگردوں میں سے ہیں۔ کلام میں سوز و گداز پایا جاتا ہے۔ ایک مقبول عام غزل کا مقطع ملاحظہ ہو:

> پی لو دو گھونٹ کہ ساقی کی رہے بات حفیظ
> صاف انکار میں خاطر شکنی ہوتی ہے

**حفیظ سید ڈاکٹر**۔ حفیظ سید ۱۹۰۰ء میں ضلع غازی پور کے ایک قصبہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے لکھنؤ اور الٰہ آباد کے مدارس اور کالجوں میں تعلیم پائی۔ اس کے بعد لندن یونیورسٹی سے ڈاکٹر آف فلسفہ کی ڈگری حاصل کی۔ اردو، فارسی، ہندی کا فن تعلیم اور فلسفہ وغیرہ مضامین میں آپ اچھی خاصی مہارت رکھتے ہیں۔ اور سندیں بھی حاصل کی ہیں۔ آپ عرصہ تک سکول

اور سلطوں میں پڑھاتے رہے ہیں۔

آپ نے فنِ تعلیم، فلسفہ اور اردو لٹریچر پر بے شمار مضامین لکھے ہیں۔ مختلف کتابوں پر دیباچے تحریر کئے ہیں۔ انگریزی اور اردو رسائل میں اکثر آپ کے بلند پایہ مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔ آپ کی تحریر میں صفائی، سلاست اور اختصار پایا جاتا ہے۔ آپ خیالات کی درستی اور صحت پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ زبان میں گلکاری کو پسند نہیں کرتے۔ آپ اپنے طرزِ انشاء میں فرانسیسی زبان سے زیادہ متاثر ہیں۔

تصنیف و تالیف کے سلسلے میں آپ کی مشہور کتابیں یہ ہیں: کلیاتِ بحری، سکھ بچیلا، ہدٰی مست اور اشوک فرائض والدین۔ اس کے علاوہ مختلف رسائل مثلاً نگار، ادیب، ہمایوں وغیرہ میں آپ کے اکثر مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔

فرانسیسی زبان میں بھی آپ کی ایک کتاب ہندوستان کے فلسفہ پر شائع ہوئی ہے۔

## حفیظ ہوشیارپوری

وطن ہوشیارپور تھا۔ اور اسی نسبت سے حفیظ ہوشیارپوری کے نام سے مشہور ہوئے۔ حالانکہ عرصۂ دراز تک لاہور ہی میں مقیم رہے ہیں۔

حفیظ نے ایم اے تک تعلیم پائی اور ۱۹۳۶ء میں ایم اے (فلسفہ) پاس کیا۔ ریڈیو پاکستان میں ملازم ہیں۔ لاہور ریڈیو اسٹیشن کے ڈائرکٹر بھی رہ چکے ہیں۔ آج کل کراچی میں ہیں۔

زمانۂ طالب علمی سے شعر و سخن سے شغف رہا۔ فارسی ادب کا آپ نے بہت مطالعہ کیا ہے۔ اور فنِ شعر سے پوری پوری واقفیت رکھتے ہیں۔

تاریخ گوئی میں آپ کو بہت مہارت حاصل ہے۔ آپ نے غزلیں اور نظمیں بھی بے شمار کہی ہیں جو اکثر ادبی رسالوں میں شائع ہوتی رہی ہیں۔

## حقِ اجتماع (Right of Assembly)

کسی بھی مقصد کے پیشِ نظر لوگوں کو پُرامن اجتماع کا حق ہے۔ جب کبھی کسی اجتماع میں نقضِ امن کا خطرہ ہو تو حکومت اپنے قانون کی رُو سے اس قسم کے اجتماع کو ناجائز قرار دے دیتی ہے اور اس کو روک دیتی ہے۔ چنانچہ



اس غرض کے لئے حکومت دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کر دیتی ہے، جس کی رُو سے اجتماع ممکن نہیں ہوتا۔

حقِ اجتماع تمدن کا لازمہ اور افراد کا فطری حق ہے۔ لیکن جہاں امن عامہ کی بحالی کا سوال درپیش ہو، وہاں حکومت شہریوں کو اس حق سے وقتی طور پر اور ہنگامی حالات کے ماتحت محروم کر سکتی ہے۔

## حقِ استرداد (Veto)

وہ آئینی اختیارات جو کسی انفرادی شخصیت یا قومی نمائندہ کو حاصل ہوتے ہیں، جن کے ذریعے وہ کسی منظور شدہ یا زیرِ غور قرارداد کی کارروائی روک سکتا ہے۔ مثلاً صدرِ پاکستان قومی اسمبلی کی کسی زیرِ غور تجویز پر مزید کارروائی روک سکتے ہیں۔ یا منظور شدہ قرارداد کو واپس، ملتوی یا مسترد کر سکتے ہیں۔

اقوامِ متحدہ میں سیکیورٹی کونسل کے پانچ بنیادی ارکان یعنی امریکہ، برطانیہ، روس، فرانس اور چین میں کوئی ایک ممبر ان اختیارات سے کام لے کر کونسل کی کسی کارروائی میں تعطل پیدا کر سکتا ہے۔

## حقِ اشاعت (Copy Right)

کسی کتاب یا مضمون کو چھاپنے اور شائع کرنے کا حق۔ یہ حق مصنف یا اس کے پبلشر کو ہوتا ہے۔ کوئی دوسرا شخص بغیر اجازت اس کو یا اس کے کسی حصہ کو شائع نہیں کر سکتا۔ مطبوعات اور کتابوں کے سرورق پر عموماً درج ہوتا ہے کہ "جملہ حقوق محفوظ ہیں"۔ چنانچہ ان حقوق سے مراد حقوقِ اشاعت ہوتے ہیں۔

## حقِ خود ارادیت (Self-Determination)

ایک سیاسی نظریہ جس کی رُو سے عام لوگوں کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنے ملک میں اپنی پسند کے مطابق حکومت اور دیگر اداروں کی تشکیل کر سکیں۔ یہ اصطلاح پہلے پہل جنگِ عظیم (۱۹۱۴ء–۱۹۱۸ء) کے دوران میں اتحادیوں نے جرمن اور اس کے حواریوں کے خلاف مشرقِ وسطیٰ اور وسطی یورپ کے ممالک میں پراپیگنڈا کرنے کے لئے استعمال کی، کیونکہ یہ ممالک جرمنی اور ترکی کے محکوم تھے۔ سابق امریکی پریذیڈنٹ ولسن نے اپنے ۱۴ نکات میں اس اصول کا بھی ذکر کیا تھا۔ اور پھر ۱۹۴۱ء میں امریکہ اور برطانیہ نے اس اصول کو دوبارہ منشورِ اوقیانوس میں واضح طور پر بیان کیا۔

## حقِ رائے دہندگی، حقِ رائے دہی (Franchise)

(اس اصطلاح کے مختلف مفہوم ہیں (۱) کسی ذمہ داری یا کسی کے حاکمانہ اختیارات سے قانونی طور پر علاحدگی یا استثنیٰ (Franchise)
(۲) عام حق یا مخصوص حق جو کسی شخص یا جماعت کو دیا گیا ہو
(۳) سلطنت کی ہیئت ترکیبی میں پورے حقوق کے ساتھ شمولیت۔
(۴) حق شہریت،
(۵) عام انتخابات میں حق رائے دہی (خصوصاً پارلیمنٹ یا کونسل کے ممبروں کے انتخابات میں)
(۶) وہ اصول جس پر اس حق کے حاصل کرنے کی استعداد کا فیصلہ ہوتا ہے۔

**حقنہ** (دیکھو اینما)

**حقوق العباد**۔ بندوں کے حقوق بندوں پر۔ اسلام میں معاشرتی نظام کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ اسی لئے اسلامی تعلیمات میں بار بار حقوق اللہ سے زیادہ حقوق العباد پر زور دیا جاتا ہے۔ میدانِ حشر میں حقوق العباد کے متعلق ہی زیادہ پرسش ہوگی۔ اور اس سلسلہ میں کوئی معمولی سے معمولی فروگذاشت بھی قابلِ معافی نہ ہوگی۔ حقوق العباد میں انسان کو اپنے بیگانے، اقارب و احباب، مساکین و یتامیٰ، مہمان و مسافر، ملک و ملت کے متعلق اپنے فرائض انجام دینے ہوتے ہیں۔ ماں باپ اور دیگر رشتہ داروں سے نیک سلوک، بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی، جانوروں کو دکھ نہ پہنچانا، آدابِ مجلس، آدابِ گفتگو، آدابِ ملاقات وغیرہ یہ سب آئین اور کام حقوق العباد میں شمار ہوتے ہیں۔

**حقوق اللہ**۔ شریعت اسلامی کی رُو سے خدا کے حقوق بندے پر، مثلاً اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور کسی کو اس کا شریک نہ ماننا۔ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے پیغمبروں پر ایمان لانا۔ اور ان کے بتائے ہوئے احکام پر عمل کرنا۔ خدا کی عبادت کرنا، یعنی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، وغیرہ ارکان اسلام کی پابندی یہ سب حقوق اللہ میں شمار ہوتے ہیں۔

**حقوق شہریت** (Rights of Citizenship) ایک شہری کی حیثیت سے جو حقوق آدمی کو حاصل ہوں مثلاً حفاظتی حقوق، حفظانِ صحت سے متعلقہ حقوق، آمد و رفت، بود و باش، پانی، ہوا، روشنی اور دیگر لوازم کے حصول سے متعلق حقوق، تعلیم و تمدن، تنظیم، تہذیب و ترقی اور ارتقائے معیار کے بارے میں انسانی حقوق۔

حقوق شہریت صرف تعلیم یافتہ اور شہری طبقے سے مخصوص نہیں ہیں۔ بلکہ ان کا اطلاق ہر قسم کی اور ہر نوع کی سوسائٹی پر ہوتا ہے۔ مثلاً ایک دیہاتی بھی کہہ سکتا ہے کہ فلاں فلاں میرے حقوق شہریت ہیں۔

**حقوق فطری**۔ پیدائشی حقوق جو انسانی مخلوق کو حاصل ہیں۔ اٹھنا بیٹھنا، لکھنا پڑھنا، کھانا، پینا، سونا جاگنا وغیرہ وغیرہ۔ سب باتیں اسی زمرہ میں آتی ہیں۔ آجکل اس بات کا مختلف ممالک میں چرچا ہے کہ آزادی ہمارا پیدائشی حق ہے۔ اور یہ کہ انسان فطرۃً آزاد پیدا ہوا ہے۔

"آزادی" کے فطری حق کو بسا اوقات غلط سمجھا جاتا ہے۔ اور اس کا استعمال غلط ہوتا ہے۔ آزادی، ضبط و نظم کے نظر انداز کرنے کا نام نہیں۔ اور نہ ہی من مانی کارروائیاں کرنا اس کے مفہوم میں داخل ہے۔ بلکہ خود کو منضبط اور منظم کرنا آزادی کے حصول اور آزادی کے استعمال کی اولین شرط ہے۔

**حکاکی**۔ ایک فن یا پیشہ۔ حکّاک عربی لفظ ہے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اور مادہ حک سے مشتق ہے۔ بمعنی رگڑنا، کھرچنا یا کسنا وغیرہ۔ حکاکی میں "ی" نسبتی ہے یعنی رگڑنے یا کسوٹی پر کسنے کا کام۔ بعض لوگ دھاتوں کو رگڑ کر انہیں ہموار کرتے ہیں۔ مثلاً آلات کے یا مشینی خرادوں پر "رگڑائی" کا کام ہوتا ہے۔ رگڑائی کا کام دستی بھی ہوتا ہے۔

صراف لوگ بسا اوقات سونے کو کسوٹی پر کس کر پرکھتے ہیں۔

حکاکی کا فن اور پیشہ زمانہ قدیم سے ہے۔ پہلے دستی ہوا کرتا تھا۔ لیکن اب بجلی اور توانائی قوت کے استعمال کے ساتھ حکاکی مشینوں کے ذریعہ سے کی جاتی ہے۔

**حکم بن عمرو غفاریؓ**۔ مشہور صحابی۔ رسول اللہ کی زندگی میں اسلام لائے۔ بصرہ میں آباد ہونے پر وہاں مستقل سکونت اختیار کی۔ جنگ صفین میں حضرت علیؓ کی دعوت کے باوجود ان کی حمایت کرنے سے انکار کر دیا۔ امیر معاویہؓ کے زمانہ خلافت میں خراسان کے گورنر مقرر ہوئے۔ اور وہیں ۵۰ھ میں وفات پائی۔

**حکمتِ عملی** ۔ (Policy) ۔ پالیسی یا طرزِ معاملہ جو تمدن یا مملکت کے نظام میں افراد یا حکام استعمال میں لائیں انفرادی حیثیت سے کہتے ہیں کہ فلاں شخص کی "حکمت عملی" بڑی کامیاب ہے ۔ یا فلاں شخص "حکمتِ عملی" سے بے بہرہ ہے ۔ چال یا کارروائی جو کسی اہم نتیجے میں عمل میں لائی جائے کسی حکومت کی عام پالیسی یا کسی حکمران کا عملی نظریہ جسے وہ نظامِ حکمرانی میں استعمال میں لائے ۔

آئے دن عیار اور ہوشیار آدمی کے رویئے کے بارے میں بھی اس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے ۔ جو شخص کسی قسم کے اتھر جوڑ سے یا دو رُخی چالوں سے کسی کام یا مقصد میں کامیاب ہو جائے ۔ اس کے لئے بھی اس کا استعمال ہوتا ہے ۔ مگر یہ مفہوم سیاسی اور تمدنی اصطلاح میں داخل نہیں

**حکومت** ۔ ( Government کسی مملکت کے اداروں، منصوبوں اور خیالات کو ظاہر کرنے اور اس کا نظام چلانے کے لئے حکومت کی تشکیل عمل میں لائی جاتی ہے ، اور اچھی حکومت مملکت کی فلاح و بہبود اور بُری حکومت مملکت کی تباہی و بربادی کا موجب ہوتی ہے ۔ مملکت کی طاقت اور کمزوری کا اندازہ بھی اس کی حکومت سے لگایا جاتا ہے ۔ دنیا میں کئی قسم کی حکومتیں قائم ہیں جو علیحدہ علیحدہ طور طریق سے چلتی ہیں ۔ مثلاً شخصی حکومت ۔ Autocratic Government

اعیانی حکومت Oligrachic Government

جمہوری حکومت Democratic Government

وحدانی حکومت Unitary Government

اور وفاقی حکومت federal Government

وغیرہ جن میں سے موجودہ دور میں ، شخصی ، اعیانی اور جمہوری حکومتیں ۔ دنیا میں بیشتر رائج ہیں ۔

عام طور پر ہر حکومت کے پیش نظر مندرجہ ذیل اغراض و مقاصد ہوتے ہیں ۔

(۱) شہریوں کے مال و جان کی حفاظت کرنا ۔

(۲) ملک کو بیرونی دشمنوں کے حملہ سے بچانا ، اور اندرونی جھگڑے طے کرنا ۔

(۳) ملک میں عدل و انصاف ، اخلاق اور اجتماعی ترقی کے لئے قوانین بنانا ، اور انہیں رائج کرنا ۔

(۴) رعایا کی تعلیم و ترقی اور معاشرتی حالت کی اصلاح کے لئے کوشاں رہنا وغیرہ وغیرہ ۔

**حکومت امراء** ۔ Plutocracy ۔ متمول طبقے کی حکومت اگرچہ اس اصطلاح کو علم سیاسیات (پولیٹیکل سائنس) نے تسلیم نہیں کیا اور نہ ہی اس کا استعمال روا رکھا ہے ۔ تاہم یہ اصطلاح غیر مکتبی سیاسی ادب میں ضرور دیکھنے میں آتی ہے ۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران میں نازی پروپیگنڈا نے اسے خوب استعمال کیا ۔ جس کے باعث اب یہ اصطلاح پہلے کی نسبت زیادہ معروف و مستعمل ہے ۔

دوسری جنگِ عظیم کے دوران میں برطانیہ کی حکومت ہٹلر کی حکومت کو آمریت پر قائم قرار دیتی تھی ۔ اور خود اپنی حکومت کو جمہوریت پر کارفرما ظاہر کر کے فخر کرتی تھی ۔ ڈاکٹر گوئبلز نے جو اس وقت جرمنی کی وزارت نشریات و اطلاعات پر فائز تھے اس کے جواب میں طنزاً کہنا شروع کیا کہ برطانی حکومت "جمہوریت پسند" نہیں ۔ بلکہ ثروت پسند ہے اور اس کی باگ ڈور عوام کے نمائندوں کے ہاتھ میں نہیں بلکہ امیر گھرانوں کے چند افراد کے ہاتھ میں ہے ۔ زمانہ مابعد جنگ میں اب روس بھی جو دوسری جنگ عظیم میں برطانیہ اور امریکہ کا حلیف تھا ۔ ان جمہوری حکومتوں کو یہ طعنہ دے رہا ہے ۔ (نیز دیکھو اشرافیہ)

**حکومت الٰہیہ** ۔ حکومت الٰہیہ سے مراد وہ نظامِ حکومت ہے جس میں اللہ کے نازل کردہ احکام و قوانین کی فوقیت کو من و عن تسلیم کیا جائے اور انہی کے مطابق ہدایات ، اور زندگی ، قوانین وضع کئے جائیں ۔ جو مملکت بھی اس بنیادی نظریہ پر اساسِ حکومت قائم کرے گی ۔ اس کیلئے قانون کے لانے والے اور اس پر عمل کر کے دکھانے والے کے نقشِ قدم پر چلنا ناگزیر ہوگا ۔ "خلیفۃ اللہ فی الارض" ہونے کی وجہ سے انسان مجبور ہے ۔ کہ اللہ تعالےٰ کی اطاعت و فرمانبرداری سے سرِ مو انحراف نہ کرے ۔ آپس کے معاملات ہوں یا عبادات انہیں اسی طرح کر دکھائے جیسا کہ قانون کے لانے والے نے اپنی زندگی میں نموناً کر کے دکھایا تھا ۔ عدل و انصاف کے صرف وہی اصول مملکت میں نافذ کرے جو اللہ کی طرف سے پہنچے ہوں ۔ نیز دنیا و مافیہا میں زندگی کو ایسے ڈھب پر گامزن کرنے کی کوشش کرے جس کے برخلاف سے آخرت کی جواب دہی کا تاثر پیدا ہو ۔ اللہ کو "ملکِ الناس" سجان کر دنیوی زندگی کے تمام شعبوں میں قوانینِ الٰہیہ کی پابندی کو عملاً لازم کر دینا ہی حکومتِ الٰہیہ کے قائم کر دینے کے مترادف ہے ۔

تکوینی حیثیت سے عملاً حکومت الٰہیہ قائم ہے۔ چاند، سورج، زمین، سیارگان، ملائکہ، جن و انس سب وہی کچھ کرتے ہیں جو ان سب کا پیدا کرنے والا چاہتا ہے۔ فقط جن و انس ایسی مخلوقات ہے جسے چند معاملات میں آزادیٔ رائے بخشی گئی ہے اور اسی آزادیٔ رائے کی بنا پر انسان اور جنات جزا و سزا کے مستحق گردانے گئے ہیں۔ چنانچہ خلیفۃ اللہ فی الارض کے منصب و مقام کو پہچان کر اس پر عمل پیرا ہونا ہی منشاء الٰہی کو پورا کرنا ہے۔ اس کے برعکس آزاد روش ہونا منشاء الٰہی کے خلاف اور حکومت الٰہیہ کے منافی ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے بہت واضح طور پر سمجھا دیا ہے کہ وہ خلیفۃ اللہ فی الارض ہے اور اس کا فرض ہے کہ زندگی کے ہر شعبے میں اطاعت و فرمانبرداری کو اپنا شعار بنائے چنانچہ کہا گیا ہے کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ "میں نے جن و انس کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ ہماری اطاعت و فرمانبرداری کریں۔"

**حکومتِ بلدیہ۔ Municipality** شہر یا قصبہ کی منتظم جماعت جو عوام کے منتخب نمائندوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ برِ صغیر ہند و پاک میں میونسپل ایکٹ (Municipal Act) لارڈ رپن وائسرائے ہند (۱۸۸۰ء-۱۸۸۴ء) کے عہد میں نافذ ہوا جس کی رو سے میونسپل کمیٹیوں اور ڈسٹرکٹ بورڈوں کی بنیاد قائم ہوئی۔ ان میں کچھ ممبر سرکار نامزد کرتی تھی باقی عوام کے منتخب نمائندے ہوتے تھے۔ حکومت بلدیہ کے منتخب یا نامزد نمائندے مل کر اپنا صدر یا میئر Mayor منتخب کرتے اور مختلف کاموں کے لئے کمیٹیاں بناتے ہیں۔ حکومت بلدیہ کے اختیارات کی تخصیص ملکی قانون میں کر دی جاتی ہے۔ حکومتِ بلدیہ اپنے مالیاتی نظام کے لئے محاصل وصول کرتی اور مختلف ٹیکس لگاتی ہے۔ اس کے علاوہ آمدنی کے لئے مختلف کاروبار بھی کرتی ہے۔ مثلاً وہ شہر کے عوام کو گیس، پانی، بجلی، مقامی ٹرانسپورٹ اور مکانات وغیرہ مہیا کرنے کے عوض روپیہ وصول کرتی ہے۔ اور اس طرح وصول شدہ منافع اور آمدنی کو عوام کے فلاح و بہبود کے کاموں میں خرچ کرتی ہے۔ حکومتِ بلدیہ کے فرائض میں عوام کی صحت، تعلیم و تربیت اور شہر کی صفائی جیسے اہم امور ہیں۔

حکومتِ بلدیہ عموماً وزارتِ صحت کی نگرانی میں ہوتی ہے۔ بعض ملکوں اور صوبوں میں وزارتِ بلدیات کا قلمدان علیحدہ بھی ہوتا ہے۔ میونسپلٹی اگر بہت بڑی ہو جائے تو پھر اسے "کارپوریشن" میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً لاہور کارپوریشن اور کراچی کارپوریشن۔ کارپوریشنوں کا انتظام بھی میونسپل لائنوں پر ہوتا ہے۔

**حکومت خود اختیاری (Government Self-Determination)۔** محکوم ملک کے باشندوں کے سیاسی آزادی کے حقوق۔ حکومت خود اختیاری کا اصول سنہ ۱۹۱۷ء میں ولسن صدر ریاست ہائے متحدہ امریکہ نے پیش کیا۔

پہلی جنگ عظیم کے بعد معاہدہ ورسیلز اور دوسرے سمجھوتوں کی بنیاد اسی اصول پر رکھی گئی اور ۱۹۱۸ء کے بعد یورپ اور دوسرے ملکوں کے محکوم باشندوں اور اقلیتوں نے وقتاً فوقتاً اسی حق کے مطابق اپنے لئے حکومتِ خود اختیاری کا مطالبہ کیا۔

**حکومتِ کابینہ۔ Cabinet Government** ۱۸۳۱ء میں جبکہ انگلستان کی عنان حکومت وگ (Whig) پارٹی کے ہاتھ میں تھی انگلستان کی پارلیمانی اصلاح کی خاطر برسرِ اقتدار جماعت کی طرف سے ایک مسودہ قانون پیش کیا گیا جس پر دار العوام کے اراکین آپس میں مساوی تعداد کے گروہوں میں بٹ گئے۔ وزیر اعظم نے اس پر پارلیمان کو برخاست کرا کے نئے انتخابات کا اعلان کر دیا۔ نئے انتخابات کے دوران میں عوام نے بڑے جوش و خروش کا مظاہرہ کیا اور کئی ایک ان پرانے ممبران کو جنہوں نے مسودہ قانون کی مخالفت کی تھی دار العوام کیلئے دوبارہ منتخب کرنے سے انکار کر دیا۔

انتخابات کے بعد جب وگ وزارت کی دوبارہ تشکیل ہوئی تو دار العوام کے سامنے ایک نیا مسودہ قانون پیش کیا گیا جو بھاری اکثریت سے منظور ہو گیا۔ مگر دار الامراء نے اسے پاس کرنے سے انکار کر دیا۔ جس پر عوام بپھر گئے۔ انہوں نے تقاضا شروع کر دیا کہ دار الامراء کو منسوخ اور موقوف کر دیا جائے۔ انہوں نے برمنگھم میں ایک جلسہ کیا جس میں ۲ لاکھ افراد حاضر تھے۔ یہ بھی اعلان کیا گیا کہ اگر پارلیمانی اصلاحات کا مسودہ قانون منظور نہ کیا گیا۔ تو وہ ٹیکس دینے سے انکار کر دیں گے۔ برسٹل میں کچھ دکانیں بھی لوٹی گئیں اور مکانات نذر آتش کر دیئے گئے۔ اب وگ پارٹی نے ایک بار پھر قانون اصلاحات جسے ۱۸۳۲ء کا قانون اصلاحات کہا جاتا ہے، پیش کیا۔ مگر دار الامراء نے اسے پھر رد کر دیا جس

بعد وزیر اعظم نے استعفیٰ داخل کر دیا۔ قصہ مختصر قانون اصلاحات بالآخر منظور ہو گیا۔ اور یہ قرار پایا کہ آئندہ وزراء اپنے عہدوں پر صرف اسی صورت میں فائز رہیں گے جب انہیں بادشاہ اور دارالامراء کی حمایت حاصل ہونے کی بجائے دارالعوام کی اکثریت کی حمایت اور تائید حاصل ہو۔ اس طریق کار کو "کابینہ کی حکومت" یا "حکومت کابینہ" بھی کہتے ہیں۔

**حکومتِ مطلق** (Totalitarian State)
ایسی حکومت جو گذشتہ جنگ عظیم سے پہلے جرمنی یا اٹلی میں تھی جس میں فوجی حکام اپنی مسلح جماعت کے بل پر اقتدار حاصل کر کے جمہوریہ من مانی حکومت کرتے ہیں۔ سلسلہ در سلسلہ چھوٹے بڑے حکام کو یہ نظام مثل ایک اھرام (Pyramid) کے ہوتا ہے جس کی چوٹی کو حاکم مطلق (Dictator) کہہ سکتے ہیں۔ حاکم مطلق نہ صرف پارلیمان سے متعلق بلکہ دوسری تمام طاقتیں اختیار کر کے مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت کے نام پر بغیر چون و چرا اس کی اندھا دھند تقلید کی جائے۔ سیاسی معاملات یا نظریات کے اختلاف کو یہ حاکم برداشت نہیں کر سکتا۔ جمہوریت پسند عناصر کو جلاوطن کر دیا جاتا ہے۔ یا اذیتیں دے کر مار دیا جاتا ہے۔ حاکم مطلق پر کسی معاملہ میں اعلانیہ نکتہ چینی یا تنقید بھی نقاد کے لئے پیغام موت ہوتی ہے۔

**حکیم بن حزام**۔ سلسلۂ نسب حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی القرشی الاسلامی، کنیت ابو خالد، حضرت خدیجہ بنت خویلد ام المومنین کے برادر زادے۔ انکی پیدائش بوجہ اضطراری خود کعبہ میں ہوئی۔ قریش کے اشراف میں سے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ جاہلیت میں اور زمانۂ اسلام میں۔ عام الفیل سے بارہ یا تیرہ برس پیشتر تولد ہوئے۔ فتح مکہ کے سال اسلام لائے۔ حکیم بن حزام کی عمر کے ساٹھ سال زمانۂ جاہلیت میں گزرے اور ساٹھ ہی سال اتباع اسلام میں گزرے۔ خلافت معاویہؓ کے زمانے میں شہر مدینہ میں ۵۴ھ میں فوت ہوئے جب کہ ان کی عمر ایک سو بیس سال کی تھی۔ سردار قبیلہ، فاضل اجل، متقی اور مالدار تھے۔

روایت ہے کہ جاہلیت میں ایک سو غلام آزاد کئے اور انہیں ایک سو اونٹ انعام میں دیئے۔ اسی طرح پر ان کی مروت، سخاوت اور خدا ترسی کے بارے میں کئی ایک روایات مشہور ہیں۔

**حلال**۔ وہ چیز یا بات جو مذہب اسلام کی رو سے جائز ہو۔ مثلاً کھانوں میں صرف وہ غذا جس کو طیب کہا گیا ہے حلال ہے۔ مکروہ، نجس یا غلیظ چیزوں کو غیر حلال یا ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ قرآن پاک میں اس بات کا خاص طور پر حکم ہے کہ اچھی طیب چیزیں کھاؤ۔ شراب اور نشہ دینے والی چیزوں کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح تجارت میں منافع حلال ہے اور ربا یا سود حرام اور ناجائز ہے۔ عورتوں سے شادی اور نکاح کے سلسلے میں قرآن پاک میں حلال اور حرام کا فرق واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔

**حلالہ (تحلیل)** یعنی کسی چیز کو شرعاً جائز بنا لینا۔ قبل از اسلام عرب میں دستور تھا کہ کوئی شخص اگر اپنی بیوی کو طلاق دیتا اور پھر اس سے شادی کرنا چاہتا تو جب تک وہ دوسرے کے عقد نکاح میں آنے کے بعد اس سے طلاق حاصل نہ کر لیتی پہلے کی زوجہ نہ بن سکتی تھی۔ اسلام نے اس طریقہ کو اس وجہ سے قائم رکھا کہ لوگ اپنی بیویوں کو آسانی سے طلاق نہ دے سکیں کیونکہ دوسرے سے شادی کرنا دراصل ایک قسم کی ذلت اور سزا ہے جو فریقین کو ملتی ہے جنہوں نے خواہ مخواہ نکاح فسخ کیا۔

حدیث میں اس کی سخت مذمت کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ جو شخص حلالہ کرتا ہے اور جس شخص کے واسطے حلالہ کیا جاتا ہے اس پر خدا کی لعنت ہے۔ حضرت عمرؓ ان کو زانیوں کے زمرہ میں رکھتے تھے۔ کیونکہ جو شخص درمیان میں نکاح کرتا ہے وہ اگر اس ارادہ سے نکاح کرے کہ ایک رات یا ایک معینہ وقت کے بعد بیوی کو طلاق دیدے گا یا صورت اس شرعی رکاوٹ کو دور کرنے کے واسطے نکاح کرے تو ایسا نکاح جائز نہیں ہوتا۔ اسلام نے حلالہ اور اس قسم کی دوسری تمام جاہلی رسموں کو حرام کر دیا ہے اور ان کے لئے بھی وہی حد شرعی مقرر کی ہے جو زنا کیلئے موجود ہے۔

**حلب** Aleppo۔ شمالی شام کا ایک شہر جو زمانۂ قدیم میں ایک بہت بڑا تجارتی مرکز تھا۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران میں ترکوں نے لارڈ ایلن بی (lord Allinby) کے پرزور حملے کی [illegible] اس کی کل آبادی تقریباً ۱۱۷۰۰۰۰ افراد پر مشتمل ہے۔ عراقی تیل کی پائپ لائن کا آخری نقطہ ہے۔

**حلف** (Oath of Allegiance) کسی بات کا عہد کرنا اور اس پر کاربند رہنا۔ حلف انسان کی معاشرتی

زندگی میں اخلاقی لحاظ سے ایک اہم فریضہ سمجھا جاتا ہے۔ حکومت اور حکومت کے مختلف اداروں میں حلف اٹھانے کی رسم بھی اسی لئے ہے۔ جس شخص کے سپرد ذمہ داری کا کوئی کام یا عہدہ سونپا جاتا ہے اسے اپنے فرائض دیانت داری اور وفاشعاری سے انجام دینے کے لئے ایک مخصوص حلف اٹھانا پڑتا ہے۔ حکومت کے اراکین، سربراہ اور وزراء رسماً عدلیہ کے جج کے روبرو حلف نامہ پڑھتے ہیں اسی طرح عدلیہ کے جج اپنے تقرر کے وقت حکومت کے سربراہ کے روبرو حلف اٹھانے کی رسم ادا کرتے ہیں۔

**حلف الفضول۔** زمانہ جاہلیت میں جب متواتر لڑائیوں نے عربوں کے سینکڑوں گھرانے تباہ کر دیئے اور ان کے اخلاق میں سفاکی آگئی تو جنگِ فجار سے واپسی پر زبیر بن عبدالمطلب نے یہ تجویز پیش کی کہ خاندانوں اور عداوتوں کو نظرانداز کرتے ہوئے مظلوموں کی حمایت کی جائے اور کوئی ظالم مکہ میں رہنے نہ پائے۔ چنانچہ خاندان ہاشم، زہرہ اور تیم عبداللہ بن جدعان کے گھر میں جمع ہوئے اور انہوں نے اس معاہدہ پر صاد کیا۔ یہ معاہدہ "حلف الفضول" کہلاتا ہے۔ اس معاہدے میں حضورؐ بھی شریک تھے۔

**حلق۔** (Pharynx) منہ کی پشت پر غذا کو نیچے اتارنے کا جو راستہ بنا ہوتا ہے وہ حلق کہلاتا ہے۔ یہ راستہ اوپر کی طرف سے ناک سے تعلق رکھتا ہے۔ درمیان میں منہ ہے۔ جس کے نیچے دو نالیاں ہیں۔ ایک سانس کی نالی (Wind Pipe) اور دوسری غذا کی نالی (Gullet) کہلاتی ہے۔ سانس کی نالی پر ایک عضلاتی ڈھکن کھڑا رہتا ہے جو اس کی حفاظت کرتا ہے۔ جب کوئی چیز نگلی جاتی ہے۔ تو ایک طرف نرم تالو (Soft Palate) ناک کے راستہ کو بند کر دیتا ہے۔ اور دوسری طرف سانس کی نالی کا عضلاتی ڈھکن (Epiglottis) نالی کے منہ کو بند کر دیتا ہے تاکہ غذا سانس کی نالی میں نہ جانے پائے۔

**حلق کا ورم۔** (Croup) سانس کی نالی میں کسی جگہ ورم ہونے سے یہ بیماری ہو جاتی ہے۔ کھانسی اٹھتی ہے۔ سانس لینے میں دقت ہوتی ہے۔ گردن سینکنے اور مچھلی کا تیل پلانے سے فائدہ ہوتا ہے۔

**حلق کے غدود کا ورم۔** (Tonsilitis) یہ تکلیف خناق سے بہت ملتی جلتی ہے۔ لیکن دونوں کی تشخیص میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ اس لئے کہ غدود بسا اوقات وجع المفاصل کے سبب سے بھی متورم ہو جاتے ہیں۔ طبی امداد حاصل کرنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ غفلت سے درد سر یا خناق پیدا ہو جاتا ہے (جبکہ غدودوں پر سفید دھبے ظاہر ہو جاتے ہیں)۔ بعد ازاں غدودوں کے خلیوں کے اندر سوزش اور پیپ پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر حلق کے غدود بچے کی نشوونما میں حارج ہو رہے ہوں۔ تو ڈاکٹر کے مشورہ سے انہیں کٹوا دینا چاہئے۔ عمل جراحی کے لئے موسم بہار یا گرما کا موسم موزوں ہے۔
حلق کے اندر ٹنکچر آیوڈین لگانے اور غرارے کرانے سے تکلیف کم ہو جاتی ہے۔ مریض کا جسم گرم رکھنا چاہئے۔

**حلق میں اٹکنا۔** (Choking) اگر کسی شخص کے گلے میں غذا کا نوالہ یا کوئی اور چیز اٹک جائے تو فوری تدبیر کرنی چاہئے اگر پشت پر ہاتھ مارنے یا کھانسنے کا کوئی اثر نہ ہو تو انگلی منہ میں ڈالو جو حلق کی پشت تک پہنچے اور رکاوٹ کو نکالنے کی کوشش کریں۔ اگر اس سے رکاوٹ رفع نہ ہو تو کم از کم اس کا اتنا فائدہ ضرور ہوگا کہ مریض کو متلی ہوگی۔ اور اگر قے ہو جائے تو نوے فیصدی اٹکی ہوئی چیز کے خارج ہونے کا امکان ہے۔ اگر کسی طرح کامیابی نہ ہو تو نشتر کے ذریعے سانس کی نالی میں شگاف دے کر رکاوٹ کو باہر نکال لو۔ لیکن یہ عمل جراح کو کرنا چاہئے۔ اگر مریض چھوٹا ہو تو اس کی ٹانگیں اوپر کو کر دو اور سر نیچے کی طرف، بعد ازاں پشت پر آہستہ آہستہ ہاتھ مارو۔ بعض اوقات ایک لمبی پنسل یا کوئی اور ایسی ہی چیز حلق میں ڈالی جائے تو تکلیف رفع ہو جاتی ہے۔ لیکن اس میں اس امر کی بہت احتیاط کرنی چاہئے کہ کہیں حلق میں زخم یا خراش نہ آنے پائے۔

**حلقۂ اثر۔** (Sphere (Zone) of Influence) سیاسی اصطلاح میں ان علاقہ جات یا ممالک کا حلقہ جن میں کسی خاص نظریہ کی داعی طاقت کا اثر ورسوخ ہو اور وہ علاقہ یا ملک اس طاقت کے نظریات سے متفق اور ہم نوا ہو۔ حلقۂ اثر کے لحاظ سے اس وقت دنیا کے مختلف ممالک دو گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ ایک گروہ ان ممالک کا ہے جو اینگلو امریکی سیاست کے حلقۂ اثر میں داخل ہیں ان ممالک کو اینگلو امریکن بلاک کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا

ہے۔ ان کا نظریہ سرمایہ داری کو فروغ دینا ہے۔ دوسرا گروہ ان ممالک کا ہے جو سوویٹ روس کے حلقہ اثر میں شامل ہیں۔ یہ ممالک سرمایہ داری کے خلاف اور اشتراکیت کے حامی ہیں۔ دونوں گروہ اپنے اپنے حلقہ اثر کو بڑھانے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ جدید دنیا کی بہت سی الجھنیں اسی کشمکش کی پیداوار ہیں۔

## حلقۂ نیابت (Constituency)

جمہوریت کی اصطلاح میں ایک مخصوص علاقہ جس کے باشندے اپنا ایک نمائندہ منتخب کرتے ہیں۔ وہ ان کے خیالات کی ترجمانی اور حقوق کی نگہبانی حکومت کے مختلف اداروں میں کرتا ہے۔ حلقۂ نیابت کی تقسیم و تخصیص مختلف اداروں کی نوعیت کے لحاظ سے کی جاتی ہے۔ حکومت بلدیہ میں تعدادِ نمائندگی کے لحاظ سے شہر کو مختلف حلقوں یا وارڈوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اسی طرح صوبجات یا ملک کی مقننہ (قانون ساز اسمبلی) کی نمائندگی کے لئے مختلف اضلاع وغیرہ کو مختلف حلقہ ہائے نیابت میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔

## حلیمہ سعدیہ رضؓ

بنی ہوازن کی ایک بدوی خاتون تھیں۔ اس قبیلہ کو بنی سعد بھی کہتے تھے۔ یہ قبیلہ فصاحت و بلاغت میں مشہور تھا۔ دستورِ عرب کے مطابق بدوی خواتین سال میں دو مرتبہ مکہ میں آتی تھیں۔ اور شرفاء کے نو مولود بچوں کو پرورش اور تربیت کے لئے اپنے ساتھ لے جاتی تھیں۔ حضورؐ کی پیدائش کے بعد حلیمہ سعدیہ آپؐ کو اپنے ساتھ لے گئیں دو برس کے بعد جب واپس لائیں تو مکہ میں وبا تھی۔ حضورؐ کی والدہ محترمہ نے حضورؐ کو پھر انہی کے ساتھ واپس بھیج دیا۔ ابن اسحاق کے مطابق حضورؐ چھ برس تک ان کے پاس رہے۔ آپ مشرف باسلام ہو گئی تھیں۔

## حمّاد۔

([illegible] تا [illegible])

م مختذو کے ساتھ۔ بنو اُمیّہ کے دور میں زمانۂ قبل از اسلام کا شعر و شاعری کی تدوین کی اولین کوشش حماد نے کی۔ انہیں حماد الراویہ بھی کہتے ہیں۔ الراویہ بمعنی روایت کنندہ یا روایات کو نقل کرنے والا۔ پیدائش کوفہ میں ہوئی، والد دیلمی (ایرانی) جنگی قیدی تھے۔ حماد کسی قدر تکلف کے ساتھ عربی بولتے تھے۔ عرب روایات کے بارے میں ان کی یاد اور حافظہ بےنظیر تھا۔ السبعات المعلقہ " (المعلقات) کی تدوین و تجمیع کا سہرا حماد کے سر ہے۔ بنو اُمیّہ کے خلیفہ الولید الثانی کے ایک سوال کے جواب میں اس نے صرف جاہلیت کی نظمیں اور قصائد ہر ردیف ہجی کی ذیل میں کم از کم ایک سو اور بے انتہا پڑھنے کی پیشکش کی۔ چنانچہ ولید موصوف نے اعادتاً دکاچا تقریباً انتیس سو قصائد سنے اور حماد کو ایک لاکھ درہم کی رقم انعام میں عطا کی۔

## حمام۔ (Bath)

غسل کرنے کی جگہ۔ قرونِ وسطیٰ میں ان کا بہت رواج تھا۔ یہ حمام تین طبقوں میں ہوتے تھے۔ پہلا طبقہ قدرتی حرارت پر ہوتا تھا۔ اس کمرے میں ایک حوض اور فوارہ ہوتا تھا جس میں پانی اصلی قدرتی حرارت پر رہتا تھا نہانے والے اس میں کپڑے اتار کر مالش وغیرہ کراتے۔ اس کے بعد دوسرے کمرے میں جاتے جو قدرے گرم ہوتا تھا۔ جہاں بدن کی صفائی اور میل وغیرہ اترتا۔ کچھ دیر یہاں ٹھہرنے کے بعد تیسرے کمرے میں جاتے جو سب سے گرم ہوتا۔ حتیٰ کہ تمام کمرے کی ہوا اور حوض کا پانی بھی بہت گرم ہوتا۔ یہاں غسل کرنے والے کو زور کا پسینہ آجاتا۔ اور اس طرح اس کے اندر کی صفائی بھی ہو جاتی۔ اس کے کچھ دیر بعد غسل کنندہ پھر درمیانی طبقہ میں آجاتا۔ اور پھر پسینہ وغیرہ دفعتہً جب اس کا بدن اس معتدل حرارت پر آجاتا تو پھر پہلے کمرے میں آجاتا اور یہاں کچھ دیر گزارنے پر کپڑے پہن کر باہر نکل آتا۔

اس عمل میں کوئی تین چار گھنٹے لگ جاتے۔ اس لئے یہ کام ہمیشہ چھٹی کے دن کیا جاتا تھا۔ عورتوں کے لئے بھی باریاں مقرر تھیں۔ جب کوئی شخص حمام سے باہر آتا تو بھوک سے نڈھال ہو جاتا اور فوراً قریب کے نان بائی کی دوکان پر گلہ بانوں پر ٹوٹ پڑتا اور شکم پُر کر لیتا۔ ان حماموں میں نہانے سے بدن پر وہی اثر ہوتا تھا جو اب علاج غسل سے ہوتا ہے۔ یہ حمام تمام یورپ اور شہر لندن میں بھی قائم کئے گئے تھے۔ اور ٹرکش باتھ (Turkish Bath) کہلاتے تھے۔ حمام درحقیقت ایرانی الاصل ہیں اور آگرہ اور دہلی کے قلعوں میں شاہی حمام ان کی یاد کو تازہ کرتے ہیں۔ گجرات پنجاب کے اکبری قلعے میں بھی اب تک ایک حمام ہے۔ جس کے پرانے نگہبانوں کی اولاد اسے اب تک چلا رہی ہے۔

## حمائل

حمائل۔ وہ شے جو گلے میں یا کاندھے سے لٹکائی

جائے۔ عام طور پر یہ لفظ چھوٹی تقطیع کے کلام مجید یا تعویذ کے واسطے مستعمل ہوتا ہے۔ شمالی افریقہ میں اس کو حرز، عربوں میں حمایہ یا حافظ اور ترکی میں یافتہ، نسخہ یا حمائل کہتے ہیں۔ اس کو چمڑے کے کیس، موم جامہ یا سونے اور چاندی کے پتروں سے منڈھ لیا جاتا ہے اور گلے میں پہن لیا جاتا ہے۔ یا بازو پر باندھ دیا جاتا ہے۔ اسی طرح بچوں کو ہر قسم کی بیماریوں اور آفتوں سے محفوظ رکھنے کے لیے ان کو گلے میں پہنا دیا جاتا ہے۔

پاکستان اور ہندوستان میں حمائل چھوٹی تقطیع کے قرآن شریف اور تعویذوں کی ہیکل کو بھی کہتے ہیں۔ اور اس کو برکت کے لیے اپنے پاس رکھا جاتا ہے۔ بعض لوگ جو سفر میں اپنے ساتھ بڑا قرآن شریف نہیں رکھ سکتے تلاوت کے لیے حمائل شریف ساتھ رکھتے اور استعمال کرتے ہیں۔

## حمزہؓ بن عبدالمطلب :

حضورؐ کے چچا اور شیر بھائی تھے۔ شروع میں اسلام کے مخالف تھے لیکن بعثت کے دو برس بعد جب ابوجہل حضورؐ کی مخالفت میں حد سے تجاوز کر گیا تو حضورؐ کی حمایت کے جوش میں اسلام قبول کر لیا۔ بجد جری اور دلیر تھے۔

دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کی۔ جنگ بدر میں حصہ لیا اور خوب داد شجاعت دی۔ جنگ احد میں وحشی نامی غلام نے ان پر چھپ کر نیزہ پھینکا جس سے شہادت پائی۔ مشہور ہے کہ ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے جوش انتقام میں ان کا کلیجہ نکال کر کچا چبایا۔ اور ان کی لاش کا مثلہ کیا۔

## حمزہ بن علی بن احمد :

دروز قوم کے مذہبی نظام کا بانی، متعدد کتب کا مصنف جسے دروزی کتب مقدسہ میں خاص امتیاز حاصل ہے مورخ النویری کے خیال کے مطابق وہ علاقہ زوزان (فارس) کا باشندہ تھا اور ابتداء میں اس کا پیشہ نمدہ سازی تھا۔ [illegible] مطابق [illegible] یا بقول (حمزہ بن علی) اس سے دو سال قبل اس نے اپنے عقائد کا اعلان کیا۔ وہ مصر میں غالباً [illegible] میں وارد ہوا۔ لیکن جونہی اس نے قاہرہ کی ایک مسجد میں اپنے عقائد کا اعلان کیا عوام میں فساد برپا ہو گیا اور ایک عرصہ تک اسے خلیفہ کی پناہ میں عزلت اور تنہائی کی زندگی گزارنا پڑی۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ۴۱۱ھ مطابق ۱۰۲۰ء میں خلیفہ کے معدوم پتہ ہونے کے بعد اس کا اپنا انجام کیا ہوا؟ تاہم دروزوں کے مذہبی نظام میں اسے حاکم الزمان، عقل عالم کا امتیازی درجہ حاصل ہے اور وہ اسے ہادی اعظم کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

## حمص :

شام کا ایک قدیم شہر، دمشق سے ۸۵ میل شمال کی جانب دریائے ارانطس کے مشرقی کنارے ایک خوش سواد وادی میں آباد ہے۔ حمص ریلوے سٹیشن بھی ہے یہاں ریشمی اور سوتی کپڑے کے کارخانے ہیں۔ قدیم زمانہ میں حمص سورج دیوتا کے مندر کی وجہ سے مشہور تھا ۲۷۲ء میں اورلین نے حمص پر قبضہ کر لیا۔ رومیوں کے بعد حمص بازنطینی حکومت کا بڑا مرکز رہا۔ ۶۳۵ء میں خالدؓ بن ولید نے اس کو فتح کیا۔ حمص کی آبادی ایک لاکھ سے زیادہ ہے۔

## حمنہؓ بنت جحش :

نام حمنہ۔ حضرت زینبؓ کی ہمشیر تھیں۔ آپ کا نکاح حضرت مصعبؓ بن عمیر سے ہوا۔ اور ان ہی کے ہمراہ دائرہ اسلام میں آئیں۔ آپ نے بھی مدینہ کو ہجرت کی اور جنگ احد میں شرکت کی اس لڑائی میں حضرت حمنہ کے شوہر حضرت مصعبؓ بن عمیر نے شہادت پائی۔ اس کے بعد انہوں نے حضرت طلحہؓ سے جو عشرہ مبشرہ میں سے تھے نکاح کیا۔ سنہ وفات صحیح طور پر معلوم نہیں البتہ حضرت زینبؓ کی وفات تک زندہ تھیں اور حضرت زینبؓ نے ۲۰ھ میں وفات پائی۔ حضرت طلحہؓ سے حضرت حمنہؓ کے دو لڑکے پیدا ہوئے، محمدؒ اور عمران۔ محمدؒ سجاد کے لقب سے مشہور تھے۔

## حمید احمد خاں، پروفیسر :

ادیب و نقاد۔ عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن سے بی اے کی ڈگری لی اور یونیورسٹی میں اول آئے۔ پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے پاس کر کے کیمبرج یونیورسٹی میں داخل ہوئے اور وہاں سے ایم لٹ کی سند حاصل کی۔ اسلامیہ کالج لاہور میں انگریزی ادب کے پروفیسر مقرر ہوئے اور پروفیسر محمد شریف کے مستعفی ہو جانے کے بعد پرنسپل ہو گئے۔ انگریزی کے علاوہ اردو ادب کا بھی اچھا ذوق رکھتے ہیں۔ ان کے تنقیدی مضامین ملک کے ادبی رسالوں میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اردو کو

قومی زبان بنانے کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔

## حمید الحق چودھری، سیاست دان۔

۱۹۰۳ء میں نواکھلی کے گاؤں رام نگر میں پیدا ہوئے۔ بی۔ ایس سی اور بی ایل کے امتحانات پریزیڈنسی کالج اور یونیورسٹی لاء کالج کلکتہ سے پاس کئے۔ ۱۹۳۰ء میں کلکتہ ہائیکورٹ کے نائب مشیر قانون مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۶ء میں بنگال کی مجلس قانون ساز کے رکن منتخب ہوئے اور تھوڑے دنوں بعد ایوان کے صدر چنے گئے۔ ۱۹۴۷ء میں پاکستان دستور ساز اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ تقسیم کے فوراً بعد انہیں ناظم الدین وزارت میں لے لیا گیا۔ ۱۹۴۹ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پاکستانی وفد کی قیادت کی۔ ۱۹۵۴ء میں پاکستان کی دوسری دستور یہ کا انتخاب ہوا تو مسٹر حمید الحق بھی اس کے رکن منتخب ہوئے اور ستمبر ۱۹۵۵ء میں انہیں مرکزی کابینہ میں شامل کر لیا گیا۔ بعدازاں وزارتی ردو بدل ہوا تو کابینہ سے الگ ہو گئے۔ ۱۹۵۸ء میں آپ کو دوبارہ مرکزی کابینہ میں لے لیا گیا۔ لیکن جو محکمہ پیش کیا گیا تھا اسے آپ نے قبول نہیں کیا۔ اس کے بعد ملک میں مارشل لاء نافذ ہو گیا۔ آج کل ڈھاکہ میں مقیم ہیں۔

## حمید اللہ خاں، نواب

وسطی ہند کی سابق ریاست بھوپال کے فرمانروا۔ ۹ ستمبر ۱۸۹۴ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۵ء میں علی گڑھ کالج سے بی اے کیا۔ مئی ۱۹۲۶ء میں والدہ کی تخت سے دستبرداری کے بعد ریاست کی زمام حکومت سنبھالی۔ کئی برس تک ریاستی حکمرانوں کے ایوان (چیمبر آف پرنسز) کے چانسلر رہے۔ لندن میں منعقدہ گول میز کانفرنسوں میں ریاستی حکمرانوں کی نمائندگی کی۔ مئی ۱۹۴۹ء میں ہندوستانی حکومت نے بھوپال کو اپنی نگرانی میں لے لیا اور نواب صاحب کا وظیفہ مقرر کر دیا۔

حمید اللہ خاں روشن خیال حکمران اور بیدار مغز سیاست دان تھے کھیلوں سے بہت شغف تھا۔ پولو کے بین الاقوامی کھلاڑی تھے۔ ۴ فروری ۱۹۶۰ء کو انتقال کیا۔

## حمید نظامی:

پاکستان کے مشہور صحافی ۱۹۱۸ء میں سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ میں پیدا ہوئے۔ اسلامیہ کالج لاہور سے بی اے اور ایف سی کالج سے ایم اے پاس کیا۔ ۱۹۳۷ء میں پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر ہوئے۔ شیرازہ، ہمایوں اور ادبی دنیا میں افسانے، مضامین اور خاکے لکھے۔ باقاعدہ صحافتی زندگی کا آغاز ایسوسی ایٹیڈ پریس آف انڈیا میں ملازمت سے ہوا۔ بعد ازاں اورینٹ پریس سے منسلک ہو گئے۔ مارچ ۱۹۴۰ء میں لاہور سے ہفت روزہ "نوائے وقت" جاری کیا۔ جو چار سال بعد روزنامہ ہو گیا۔ ۱۹۵۱ء میں حکومت وقت پر کڑی نکتہ چینی کے باعث نوائے وقت بند کر دیا گیا۔ بندش کے زمانے میں اُنہوں نے علی الترتیب "جہاد" اور "نوائے پاکستان" شائع کیا۔

مسٹر حمید نظامی نے صحافیوں کی عالمی تنظیموں کے جلسوں میں شرکت کے لیے یورپ امریکہ اور جاپان کا دورہ بھی کیا۔ ۲۲ فروری ۱۹۶۲ء کو اچانک دل کا دورہ پڑا ۲۵ فروری کو انتقال ہو گیا۔

## حنبلی:

امام احمد بن محمد بن حنبل کے پیرو کار۔ حنبلی، سُنی مسلمانوں کے چار بڑے گروہوں میں سے ایک ہیں۔ حنبلی فقہی معاملات میں قیاس یا رائے کو نہیں مانتے۔ اور اپنے مسلک کی بنیاد زیادہ تر قرآن اور ان احادیث پر رکھتے ہیں جو مسند امام احمدؒ میں درج ہیں۔ حنبلی حدیث اور سُنت کے مُقلد ہیں حنبلیوں کی تعداد قدرے کم ہے اور وہ زیادہ تر شام اور عراق میں آباد ہیں۔ (نیز دیکھیو احمدؒ بن حنبل)

## حنظلہؓ بن ابی عامر:

نام حنظلہ، لقب غسیل الملائکہ قبیلہ اوس کے خاندان عمرو بن اوف سے تھے۔

آپ کے والد ابو عامر کو اسلام سے سخت نفرت تھی۔ ۸ھ میں جب مکہ فتح ہوا تو ابو عامر روم بھاگ گیا۔ اور ہرقل کے پاس پناہ لی۔

حنظلہؓ کے دل میں حُبِ ایمانی کا اتنا جذبہ تھا کہ آپ اکثر کہتے تھے اگر رسول اللہؐ کا حکم ہو تو میں اپنے باپ کو قتل کر آؤں لیکن رسول اللہ نے منع فرمایا۔

صرف جنگ احد میں شرکت کی اور اسی جنگ میں ابوسفیان بن حرب سے مقابلہ کرتے وقت شہید ہوئے۔ انصار میں ان کا درجہ بہت بلند ہے اور اپنے قبیلہ

میں بہت ہی احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

**حنظلہ بن ربیع** ۔ کنیت ابو ربعی۔ حضورؐ کے کاتب تھے۔ اور آپ کے خطوط وغیرہ لکھا کرتے تھے۔ غزوہ طائف سے قبل بنی ثقیف کے پاس سفیر بنا کر بھیجے گئے۔ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں جنگ قادسیہ میں شرکت کی۔ کوفہ میں مقیم رہے۔ بعد ازاں قرقیشیا چلے گئے۔ امیر معاویہؓ کے دور حکومت میں وہیں وفات پائی۔
رسول اللہؐ کی چند احادیث آپ سے بھی روایت کی گئی ہیں۔

**حنفی** ۔ امام ابو حنیفہؒ کے پیرو اور ان کے معتقد "حنفی" کہلاتے ہیں۔ مسلمانوں میں حنفی، حنبلی، مالکی اور شافعی چار گروہ مشہور ہیں۔ امام موصوف قرآن پاک اور حدیث کی روشنی میں، قیاس اور رائے سے کام لیکر اجتہاد اور استنباط مسائل کرتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ اور ان کے شاگرد اور تلامیذ امام یوسف اور محمد بن الحسن الشیبانی نے فقہ اسلامی کی باضابطہ تدوین کی۔ (نیز دیکھو ابو حنیفہؒ)

**حنفیت** ۔ حنفی مکتب خیال (حنفیت) کی بنا عراق میں رکھی گئی، خلافت عباسیہ کا سرکاری مذہب حنفیت تھا۔ مشرقی ممالک بالخصوص خراسان اور ترکستان میں یہ مذہب کامیابی کے ساتھ فروغ پذیر ہوا۔ لیکن عباسی حکومت کے زوال کے ساتھ حنفیت کی طاقت اعتدال پر آنا شروع ہو گئی۔ عثمانی سلطنت کے عروج کے ساتھ حنفیت کو دوبارہ عروج حاصل ہو گیا۔ چنانچہ سلاطین عثمانیہ کا سرکاری مذہب بھی حنفیت تھا۔ اور قدیم عثمانی مقبوضات میں حنفی مسلک کے ماننے والوں کی تعداد ابھی تک زیادہ ہے۔ وسط ایشیا، افغانستان، ترکستان، بخارا، سمرقند اور ہندوپاکستان میں حنفی مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ مغربی (افریقی) ممالک میں بھی دوسرے مسالک کے ساتھ ساتھ حنفیت پر اعتقاد رکھنے والے لوگ بھی اچھی خاصی تعداد میں بستے ہیں۔ (نیز دیکھو ابو حنیفہؒ)

**حنوط کرنا** ۔ (Embalming) ادویات و مسالہ جات کے ذریعے کسی لاش کو گلنے سڑنے سے محفوظ کرنا۔ یہ فن قدیم مصر میں انتہائی درجے تک پہنچ گیا تھا اور ہزاروں سال پہلے کی حنوط کی ہوئی لاشیں اب تک محفوظ پائی گئی ہیں۔ جن کو ممی کہتے ہیں۔ لفظ ممی مومیائی کا بگاڑ ہے۔
لاش کو تین طریقوں سے حنوط کیا جاتا تھا۔ ان میں سے سب سے عمدہ طریق سب سے زیادہ مصارف کا تھا۔ اس طریق سے صرف شاہی خاندان یا امرا کی لاشیں ہی حنوط کی جاتی تھیں۔ حنوط کرنے میں کئی ایک ماہر کام کرتے تھے۔ کچھ تو مخصوص آلات کے ذریعے کھوپڑی کو بھیجے سے خالی کرتے تھے۔ دیگر لاش کے پہلو میں سوراخ کر کے انتڑیاں باہر نکال لیتے تھے۔ اس مطلب کے لئے وہ ملک حبش سے درآمد کردہ ایک پتھر استعمال کرتے تھے جو استرے کی طرح تیز ہوتا تھا۔ جسم کے اندرونی اعضا خارج ہونے کے باعث جو خلا پیدا ہوتے تھے ان کو خوشبویات اور خوشبودار ادویات سے پُر کر دیا جاتا تھا۔ جو ماہرین جسم کی قطع و برید پر مامور ہوتے وہ اپنا کام کر کے بھاگ نکلتے کیونکہ لوگ ان کے وحشیانہ کام کے باعث ان سے نفرت کرتے اور جب ان کو بھاگتے ہی بلکہ اس وقت بھی ان پر پتھروں کی بارش کرتے لیکن جو لوگ جسم میں خوشبویات ڈالتے ان کے ساتھ باعزت سلوک کیا جاتا۔ خوشبویات جو داخل کی جاتی تھیں وہ عنبر لوبان دارچینی، کافور اور کئی اور قسم کے مسالے ہوتے تھے جو انہیں فن کاروں کے ساتھ ختم ہو گئے۔ جب یہ مسالے لاش میں اچھی طرح رچ جاتے تو سارے جسم کو باریک ململ کی پٹیوں میں لپیٹ دیا جاتا اور تمام پٹیاں آپس میں ایک رقیق گوند کے ذریعے جوڑ دی جاتیں۔ ان پٹیوں کی اوپر کی سطح پر اعلیٰ درجے کی خوشبوئیں لیپ کر دی جاتیں۔ اس طرح سے تمام بیرونی اعضا یہاں تک کہ پپوٹوں اور بھوؤں کے بال تک بھی قدرتی حالت میں محفوظ رہتے۔ جب لاش پوری طرح سے حنوط ہو چکتی تو وہ ورثا کے حوالے کر دی جاتی۔ وہ اس کو ایک صندوق میں رکھ دیتے جو عین لاش کے مطابق لمبا ہوتا۔ اور پھر اس کو مقبرے میں رکھ دیتے یا گھروں میں محفوظ جگہ رکھ دیتے۔ جہاں ان کے بچے ان کو دیکھ دیکھ کر ویسی ہی شہرت حاصل کرنے کی تمنا کرتے۔
شاہی تاجداروں کی لاشیں زمین دوز تہ خانوں میں مکلف ساز و سامان کے ساتھ رکھی جاتیں اور ان پر شاندار

مینار بناتے جاتے ۔ مصر کے مشہور مخروطی مینار دراصل شاہی مقبرے ہی ہیں جن کے اندر ان کی لاشیں بالکل محفوظ حالت میں پائی گئی ہیں ۔

**حنیف** ۔ امر حق پر صادق رہنے والا۔ سچے دین کا حامی اور ماننے والا قرآن پاک میں یہ لفظ کئی جگہ آیا ہے اور خاص طور پر حضرت ابراہیمؑ اور ان کے دین کے بارے میں استعمال ہوا ہے اور اس کے مقابلے میں بت پرستوں کا تذکرہ ہے ۔ حنفائے الہیٰ سے مراد وہ لوگ ہیں جو ہر طرح کی صعوبتیں برداشت کرتے اور حقانیت پر قائم رہتے ہیں ابن ہشام کی روایت کے مطابق حنیف کے معنی مسلمان کے ہیں ۔ اس لئے اسلام کو "حنیف السنت" اور "حنیف الفطرۃ" کہا گیا ہے ۔ ظہور اسلام کے وقت عرب میں جہاں اور مذاہب رائج تھے وہیں بعض لوگ حنیفی مذہب کے بھی پیرو تھے ، جو حضرت ابراہیمؑ کا مذہب تھا ۔ چنانچہ ورقہ بن نوفل اسی عقیدہ کے تھے ۔ حنیف سچے اور کامل موحد کو بھی کہتے ہیں ۔ یہ شرک کی عین ضد ہے ۔

**حنیف محمد** ۔ (کرکٹ کھلاڑی) گجرات کاٹھیاواڑ کے ایک متوسط الحال خاندان کا فرد ہے ۔ ۱۹۳۴ء میں پیدا ہوا ۔ تقسیم ملک کے بعد اپنے خاندان سمیت پاکستان آ گیا اور کراچی میں سکونت اختیار کر لی ۔

حنیف نے جب ٹسٹ کرکٹ میں حصہ لیا تو اس وقت وہ دنیا کا سب سے کم عمر ٹسٹ کھلاڑی تھا ۔ ۱۹۵۱ء میں انگلستان کی ٹیم کے مقابلے میں اس نے بڑے شاندار کھیل کا مظاہرہ کیا ۔ ۱۹۵۴ء میں پاکستان کی کرکٹ ٹیم نے انگلستان کا دورہ کیا ۔ تو اس وقت بھی حنیف نے انگلستان کی ٹیم کے مقابلہ میں اوپننگ بیٹسمین Opening Batsman کی حیثیت سے بڑے اچھے کھیل کا مظاہرہ کیا ۔ ۱۹۵۲ء میں اس نے امرتسر میں ہندوستانی ٹیم کے مقابلہ میں ایک سو اکیس رنز بنائے تھے ۔ دوسری اننگز میں اس نے پھر ایک سو زائد رنز بنائے اور آوٹ نہیں ہوا ۔ اس نے پہلی ٹسٹ سنچری Test Century جنوری ۱۹۵۵ء میں بہاولپور کے میدان میں بنائی تھی ۔ اس وقت اس نے ہندوستانی ٹیم کے مقابلہ میں ۱۴۲ رنز بنائے ۔ جنوری ۱۹۵۸ء میں جب پاکستان کی ٹیم غرب الہند گئی تو حنیف محمد نے غرب الہند کے مقابلہ میں پہلے ٹسٹ میچ میں ۳۳۷ رنز بنا کر نہ صرف ٹرپل سنچری بنائی بلکہ پاکستانی ٹیم کو شکست سے بچا لیا ۔

**حُنین** (اوطاس) ۔ غزوہ ۸ھ / ۶۳۰ء ۔ طائف اور مکہ معظمہ کے درمیان ایک وادی ہے ۔ اس کو اوطاس بھی کہتے ہیں ۔ فتح مکہ کے بعد ہوازن اور ثقیف کے قبیلوں نے جو بہت بہادر سمجھے جاتے تھے اور اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے ۔ حضور صلعم سے جنگ کرنے کی ٹھان لی اور مالک بن عوف کی سرداری میں حملہ آور ہوئے مکہ حال ہی میں فتح ہوا تھا ۔ اور وہاں کے نومسلم جوق در جوق مال غنیمت کے لالچ میں آ کر حضورؐ کے گرد جمع ہو گئے اس طرح مسلمانوں کی تعداد ۱۵ ہزار ہو گئی ۔ پہلے حملہ میں مسلمان غالب رہے مگر قبل اس کے کہ لڑائی ختم ہوتی یہ نو مسلم مال غنیمت پر ٹوٹ پڑے دشمن نے یہ دیکھ کر دوبارہ حملہ کر دیا اور مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے ۔ لیکن تھوڑی ہی دیر میں حضورؐ نے مہاجر و انصار کو آواز دیکر اپنے گرد جمع کر لیا معرکہ پھر شروع ہو گیا ۔ اور یکدم لڑائی کا رنگ بدل گیا ۔ کفار بھاگ نکلے اور گرفتار ہونے لگے ۔ بنو مالک (ثقیف کا ایک گروہ) آخر تک لڑتا رہا مگر ناکام رہا اس کے بعد درید نے "اوطاس" میں جم کر مقابلہ کیا لیکن وہ بھی پسپا ہوا ۔ اور اس طرح مسلمانوں کو نمایاں کامیابی ہوئی اور دشمن کے ہزاروں آدمی گرفتار ہوئے ۔

**حوّا** ۔ (Eve) حضرت آدم علیہ السلام کی بیوی کہا جاتا ہے کہ جنت میں سوتے وقت حضرت آدم کی بائیں پسلی سے حوّا کی تخلیق ہوئی ۔ چونکہ وہ زندہ آدمی سے بنائی گئیں ۔ اس لئے ان کا نام "حوّا" رکھا گیا ۔ ان کا نام قرآن مجید میں نہیں آتا ۔ صرف زوجہ آدم کا ذکر کئی مقام پر ہوا ہے ۔ آدم و حوّا دونوں کو شجر ممنوعہ کا پھل کھانے سے روکا گیا ۔ دونوں ہی اس حکم خداوندی کو بھول گئے اور وسوسہ شیطانی سے اسی درخت کا پھل کھا بیٹھے ۔ پھل کھاتے ہی احساس گناہ ہوا اور توبہ استغفار میں لگ گئے ۔ اللہ جل شانہٗ نے معاف تو کر دیا مگر مشیت میں زمین کو آباد کرنے کا وقت آ گیا تھا ۔ تخلیق آدم کے وقت ہی بتا دیا گیا تھا کہ زمین پر ایک خلیفہ یا نائب کا تقرر ہونے والا ہے ۔ اس لئے آدم و حوّا دونوں کو زمین پر اتار دیا گیا ۔ جدہ کے باہر سمندر کے کنارے حضرت حوّا کی قبر کا نشان موجود ہے ۔

یہودیوں کی روایات کے مطابق آدم اور حوا کی شادی میں خدا، جبرئیل اور دوسرے فرشتے شامل تھے۔ جنت سے نکلنے کے بعد آدم اور حوا نے مکہ کا سفر کیا۔ اور خدا کی عبادت کی اور یہیں حوا کو پہلا حیض آیا۔ کہا جاتا ہے کہ دس قسم کی سزائیں حوا اور اس کی بیٹیوں کے لئے تجویز ہوئیں۔ جن میں حیض آنا، حمل اور وضع حمل کی تکالیف شامل ہیں۔ اور پھر کہا گیا کہ اگر وہ اپنے خاوند کی وفادار رہے گی۔ تو اس کے ساتھ جنت میں جائے گی۔ اور اگر وہ بچہ کی پیدائش کے دوران میں وفات پا جائے تو شہید کا مرتبہ پائے گی۔ کہا جاتا ہے کہ حوا حضرت آدم کے دو سال بعد فوت ہوئیں۔ اور ان کے پہلو میں دفن کی گئیں۔

## حواری

یعنی ساتھی، سفید پوشاک یا سفید کپڑے والا۔ یہ لفظ حبشی زبان سے لیا گیا ہے اور بالعموم حضرت عیسیٰ کے ساتھیوں کے لئے استعمال ہوتا ہے جن کی تعداد ۱۲ تھی۔ آنحضرت صلعم نے بھی دوسری بیعت عقبہ کے موقع پر بارہ انصار کو حواری بنایا تھا۔ جن میں سے ۹ خزرج کے اور ۳ اوس میں سے تھے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ سب قریش ہی تھے۔ حضرت زبیرؓ بن العوام کو بھی حواری کہا جاتا ہے۔

## حواس (Senses)

وہ اعضا جن کی وجہ سے کوئی انسان یا حیوان اپنے گردوپیش کی دنیا سے باخبر ہوتا ہے۔ حواس پانچ ہیں جنہیں حواس خمسہ کہا جاتا ہے۔ دیکھنا، سونگھنا، چھونا (لمس)، چکھنا اور سننا۔ ان سے متعلق ہر عضو (آنکھ، ناک، جلد، زبان اور کان) ایک خاص قسم کے ہیجان کو قبول کرتے ہوئے۔ رگوں کے ذریعہ اسے دماغ تک منتقل کرتا ہے۔ آنکھ کا تعلق دیکھنے سے، کان کا سننے سے اور توازن قائم رکھنے سے، جلد کا تعلق لمس سے ہے، زبان کا ذائقہ سے اور ناک کے کچھ حصے کا سونگھنے سے ہے۔

مختلف جانداروں میں ان حواس کی اہمیت مختلف ہے۔ یہ انسان بہ نسبت ناک کے آنکھ سے زیادہ کام لیتا ہے۔ لیکن کتا ناک سے زیادہ کام لیتا ہے۔ کچھ جانوروں کے اعضاء حواس انسان سے مختلف ہوتے ہیں مثلاً کیڑے اپنے حاس دموچھوں سے سونگھنے کا کام لیتے ہیں ٹڈے کے کان اس کے پچھلے پیروں میں لگے ہوتے ہیں۔ قوت حس کا احساس سب سے زیادہ انگلی کے پوروں، ہونٹوں اور زبان پر ہوتا ہے۔ بالوں (خصوصاً جانوروں کی مونچھوں) کو چھونے سے لمس محسوس ہوتا ہے۔ کیوں کہ بالوں کی جڑوں میں بھی لمس کے اعضا موجود ہوتے ہیں۔ لمس کے بے شمار چھوٹے چھوٹے اعضاء ساری جلد پر پھیلے ہوتے ہیں۔ ان میں ہر عضو نس کے ذریعہ دماغ سے پیوستہ ہوتا ہے یہ اعضاء گرمی، سردی اور درد یا راحت کے متعلق نہایت ذکی الحس ہوتے ہیں۔ سونگھنے اور چکھنے میں گہرا تعلق ہوتا ہے زبان پر ذائقہ کے اتنے چھوٹے چھوٹے خلیے (cells) ترتیب وار لگے ہوتے ہیں جنہیں صرف خوردبین سے دیکھا جا سکتا ہے۔ اور خلیے نوک زبان پر بھی ہوتے ہیں۔ وہ نمکین یا میٹھی چیز کا احساس کرتے ہیں۔ جو دائیں بائیں جانب ہوتے ہیں وہ ترشی اور نمکینی کو محسوس کرتے ہیں اور جو پیچھے کی طرف ہوتے ہیں۔ وہ کڑواہٹ یا تلخی کو محسوس کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کڑوی دوا پینے کے بعد حلق کی تلخی دیر میں جاتی ہے ناک کا وہ حصہ جو خوشبو یا بدبو کی تمیز کرتا ہے ناک میں اوپر جا کر صرف دو مربع انچ کھال ہوتی ہے۔ چنانچہ ہوا کے اندر کے وہ ذرات جن میں خوشبو ہوتی ہے ناک سے گذرتے وقت اس جلد سے ٹکراتے ہیں اور خوشبو محسوس ہونے لگتی ہے۔



## حواسِ خمسہ

عربی ترکیب ہے جس کے معنے ہیں پانچ حِسیں یعنی حسِ سامعہ (آواز سننے کی قوت) حسِ باصرہ (دیکھنے کی قوت) حسِ شامہ (خوشبو اور بدبو کو سونگھنے کی قوت) حسِ ذائقہ (چکھنے اور ذائقہ محسوس کرنے کی قوت)، حسِ لامسہ (اشیاء کو محسوس کرنے کی قوت)۔ یہ سب حواسِ خمسہ ظاہری کہلاتے ہیں۔ ان کے علاوہ پانچ باطنی حواس ہیں جنہیں حواس خمسہ باطنی کہتے ہیں اور وہ یہ ہیں

(۱) حسِ مشترک: یعنی ظاہری محسوسات کا وہ اثر جو اندرون جسم پر ہوتا ہے

(۲) حسِ خیال: یہ حس مشترک کا لازمی حصہ ہے جو موقع پر حاضر کر دیتا ہے۔

(۳) حسِ وہم: یہ حس محسوسات کے معانی کو سمجھنے کے مادہ کا نام ہے

(۴) حسِ حافظہ: جو وہم کا خزانہ ہے اور روزانہ لازمی طور سے محسوس ہوتا ہے۔

(۵) حسن متصورہ :- یہ قوائے نفسانیہ کی قوت محرکہ ہے :-

## حواصل - (دیکھو بیلی کن)

**حور :-** عربی لفظ حوراء کی جمع جو احور کی تانیث ہے۔ یعنی سفید فام اور خوب صورت عورت جنت کی دوشیزائیں۔ جن کی آنکھیں خاص طور پر بہت خوبصورت ہوں گی۔

قرآن پاک میں جہاں جہاں جنت کی نعمتوں کا ذکر ہے وہیں ان کا بھی تذکرہ ہے ان کو دُرِ مکنون سے تشبیہہ دی گئی ہے۔ ان کی دوشیزگی کا اس طرح ذکر کیا گیا ہے کہ اس سے قبل ان کو کسی انسان یا جن نے ہاتھ نہ لگایا ہو گا۔ ان کا قیام خیموں میں ہو گا۔ بعض مفسرین اور تذکرہ نویسیوں نے ان کے شمائل کے متعلق مختلف خیال آرائیاں کی ہیں۔ ان کے لباس اور جواہرات کی تفصیل بیان کی ہے۔ اور بتایا ہے کہ ان کا خمیر مشک، عنبر، اور کافور وغیرہ سے تیار کیا گیا ہے صوفیائے کرام نے بھی ان کے متعلق اپنے خیالات کا موقع بہ موقع اظہار کیا ہے۔

**حوض کوثر :-** وہ تالاب جس کے کنارے پر محشر کے روز آنحضرت صلعم اپنی امت سے ملیں گے۔ حوض کوثر کا پانی دودھ کی طرح سفید اور شہد کی طرح میٹھا ہو گا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جو شخص حوض کوثر کا پانی ایک دفعہ پی لے گا اسے پھر کبھی پیاس نہیں لگے گی۔

**حیا صغرا بیگم :-** صغرا بیگم نام حیا تخلص [illegible] میں حیدر آباد میں پیدا ہوئیں روایت کے مطابق آپ کی تعلیم گھر پر ہی ہوئی۔ اور فارسی کے ساتھ کچھ انگریزی کی بھی تعلیم پائی۔

حیدر آباد سے آپ نے ایک رسالہ "النساء" شائع کیا۔ پھر لاہور سے رسالہ تہذیب النسا آپ کی ادارت میں شائع ہوتا رہا۔ حضرت جلیل سے تلمذ تھا۔ آپ نے کئی کتابیں بھی لکھی ہیں۔

**حیا :- (لکھنوی)**
کنیز فاطمہ نام، حیا تخلص، آبائی وطن ضلع بارہ بنکی ہے۔ مگر قیام بیشتر لکھنؤ میں رہنے کی وجہ سے لکھنوی مشہور ہیں۔

والد چودھری نعمت اللہ لکھنؤ کے کامیاب بیرسٹر تھے۔ تعلیم حیا صاحبہ کی خانگی ہے جو ذاتی مطالعہ سے خاصے معیار کی حامل ہے۔ اردو فارسی کی استعداد اچھے پایہ کی ہے۔ شعر و ادب کا مذاق شستہ ہے۔

ادبی ماہنامہ "حیا" آپ کی ادارت میں نکلا کرتا تھا اور نسوانی طبقہ میں بہت مقبول تھا۔

**حیات اللہ انصاری :-** صحافی اور ادیب ۱۹۱۲ء میں لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ فرنگی محل کے عربی مدرسے سے سند حاصل کی۔ علی گڑھ سے بی۔ اے کیا۔ ابتدا میں ترقی پسند ادب کی تحریک سے وابستہ رہے۔ پھر کانگریس میں شامل ہو گئے کچھ دنوں ہفتہ وار "ہندستان" کے ایڈیٹر رہے پھر اپنا اخبار "قومی آواز" نکالا جو قوم پرست مسلمانوں کا ترجمان ہے۔

اخبار نویسی کے علاوہ افسانے بھی لکھتے ہیں ۱۹۳۶ء میں افسانوں کا ایک مجموعہ "انوکھی مصیبت" لکھنؤ سے چھپا تھا جو بعد میں "بھرے بازار میں" کے نام سے لاہور سے شائع ہوا۔ بین الاقوامی انعام یافتہ فلم "نیچا نگر" کی کہانی بھی انہی کی کاوش کا نتیجہ تھی۔

**حیات بعد الممات -**
حیات یعنی موت مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا۔

مذہب اسلام میں پہلا رکن ایمان ہے اور اس کا ایک لازمی جزو حیات بعد الممات پر عقیدہ رکھنا بھی ہے کفار کا بالعموم یہی عقیدہ ہے کہ مرنے کے بعد انسانی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا ہے یا پھر وہ تناسخ کے اصول پر اسی روح کے دوسرے جسم میں منتقل ہو جانے کے قائل ہوتے ہیں۔ کفار عرب بھی یہی کہتے تھے کہ مرنے کے بعد جسم خاک میں مل جاتا ہے۔ ہڈیاں بھی گل سڑ کر مٹی ہو جاتی ہیں پھر دوبارہ انسان کس طرح پیدا ہو سکتا ہے لیکن اسلام نے اس عقیدہ کو باطل گردانا اور بتایا کہ جو خدا ایک دفعہ پیدا کرتا ہے وہ دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے خدائے تعالیٰ نے قرآن پاک میں جگہ جگہ اس حقیقت کو صاف طور پر بتایا ہے کہ قیامت میں سب لوگ دوبارہ زندہ ہوں گے ان کے اعمال کے بموجب جزا و سزا کا فیصلہ ہوگا اور سب کو خدا کے حضور میں پیش ہونا پڑے گا جو لوگ اس عقیدہ کے منکر ہیں وہ دراصل خدا کی طاقتوں اور اس سے ملاقات کے منکر ہیں اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے قرآن پاک میں ان بزرگوں کا بھی ذکر ہے جنہوں نے استعجاب کے طور پر خدا سے دریافت کیا تھا کہ مرنے کے بعد انسان دوبارہ کس طرح زندہ ہو سکتا ہے اور خدا تعالیٰ نے جانوروں اور انسانوں کو دوبارہ زندہ کر کے ان کو دکھا دیا تھا۔

## حیاتیات (BIOLOGY)

علم جس میں حیوانات اور نباتات کی بناوٹ، ان کی زندگی کے طریقوں اور ان کے باہمی تعلقات سے بحث ہوتی ہے اس علم کے دو حصے ہیں حیوانات (ZOOLOGY) اور نباتات (BOTANY)

## حیاتین (VITAMINS)

کیمیائی مرکبات جو غذا میں شامل ہوتے ہیں اور صحت کے لئے ضروری ہیں سائنس دانوں کو حیاتین کا علم پہلی جنگ عظیم کے بعد ہوا۔

حیاتین الف (A) افزائش و نمو کے لئے ضروری ہے اگر جسم میں وٹامن اے کا جز کم ہو جائے تو وزن گرنے لگتا ہے انتڑیوں میں مواد پیدا ہوتا ہے کھال میں خشکی آ جاتی ہے اور بینائی خراب ہو جاتی ہے وٹامن اے دودھ، مکھن، انڈے اور مچھلی کے تیل میں کافی مقدار میں ملتی ہے۔

حیاتین ب (B) کی کمی سے مرگی، ہسٹیریا اور اعصابی شکایتیں پیدا ہوتی ہیں۔ مٹر، دال، چھلیوں، دودھ، گوشت پھل اور سبزی میں وٹامن بی افراط سے ملتی ہے۔

حیاتین ج (C) کی کمی سے نزلہ، زکام، آنکھ کی تکلیف، دانتوں کا درد اور دوسری بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ وٹامن سی مالٹے، سنگترے، لیمو، ٹماٹر وغیرہ میں پائی جاتی ہے۔

حیاتین د (D) چربی، گھی، مکھن وغیرہ میں ہوتی ہے وٹامن ای تخلیق نسل کے لئے ضروری ہے اس کی کمی سے اسقاطِ حمل کا اندیشہ ہوتا ہے۔ وٹامن ای کیسول اور چھلیوں میں ملتی ہے۔

## حیدر آباد (دکن)

ہندوستان کی ایک سابقہ مسلم ریاست، رقبہ ۸۲،۷۰۰ مربع میل اور آبادی ۱۶،۵۰۰،۰۰۰۔ برصغیر ہندوستان کی سب سے بڑی ریاست تھی۔ مغلیہ سلطنت کے زوال پر آصف جاہ صوبیدار دکن نے ایک خود مختار ریاست کی بنیاد ڈالی ریاست حیدر آباد میں سابق بہمنی سلطنت کے بیشتر علاقے شامل ہیں تقسیم ہند کے بعد ریاست حیدر آباد انگریزوں کے اثر سے آزاد ہو کر خود مختار بنی۔ لیکن ۱۹۴۸ء میں بھارت نے فوج کشی کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور اسے یونین میں مدغم کر لیا۔

(شہر حیدر آباد) ریاست حیدر آباد کا دارالحکومت اور ہندوستان کا چوتھا بڑا شہر ہے قطب شاہی سلطنت کے سلطان قلی قطب شاہ نے ۹۹۵ھ میں اپنی محبوبہ بھاگ متی کے نام پر "بھاگ نگر" بسایا۔ بھاگ متی کو "حیدر محل" کا خطاب ملا، تو شہر کا نام بدل کر حیدر آباد ہو گیا حیدر آباد قدیم دارالحکومت گولکنڈہ سے دس میل کے فاصلے پر موسیٰ ندی کے کنارے آباد ہے۔ حیدر آباد

قدیم اور جدید فن تعمیرات کا مرکز ہے۔ محلات، مساجد، بازار، عثمانیہ یونیورسٹی کالج، مدرسے اور ہسپتال شہر کے اہم مقامات ہیں۔ نیز یہ شہر ریلوں کا مرکز ہے آبادی تقریباً آٹھ لاکھ ہے۔

## حیدرآباد (سندھ)

سابق صوبہ سندھ کا ایک مشہور شہر جو دریائے سندھ کے ڈیلٹا کے سرے پر واقع ہے۔ یہاں کی مصنوعات ریشم، ظروف اور شیشے کے برتن وغیرہ ہیں اس شہر کی بنیاد ۱۷۶۸ء میں پڑی اور ۱۸۴۳ء تک سندھ کا دارالحکومت رہا۔ ان دنوں یہاں پر فوجی ہیڈ کوارٹر بھی قائم ہیں۔ ۱۹۴۱ء کی مردم شماری کے مطابق آبادی ڈیڑھ لاکھ کے قریب تھی جو اب بڑھ کر چھ لاکھ تک پہنچ چکی ہے

## حیدر بخش حیدری

حیدر بخش حیدری ۔ اردو کے مشہور مصنفین میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کے طرز نگارش کی خصوصیات چھوٹے چھوٹے فقرے، الفاظ کی چستی، سادگی بیان مگر معنی آفرینی کے ساتھ ساتھ دلکشی اور جاذبیت ہیں۔

سید ابوالحسن کے بیٹے اور دلی کے رہنے والے تھے۔ آباؤ اجداد نجف معلی کے باشندے تھے "قصہ مہر و ماہ" ۱۲۱۴ھ میں تصنیف کیا۔ فورٹ ولیم کالج کلکتہ کے ڈاکٹر گل کرسٹ نے اسے بہت پسند کیا اور انہیں کالج کی ایک منشی گری پر ممتاز کیا۔ آرائش محفل، قصہ لیلیٰ مجنوں، طوطا کہانی، تاریخ نادری، گلزار دانش، ہفت پیکر وغیرہ ان کی مشہور تصانیف ہیں۔

## حیدر علی، سلطان

حیدر علی، سلطان ۔ ۱۷۲۲ء میں بدی کوٹ میں پیدا ہوئے سلطان حیدر علی کا باپ فتح محمد بالا پور کا قلعدار تھا۔ حیدر علی جب پانچ برس کے تھے تو ان کا باپ مارا گیا اور وہ اپنی ماں کے ہمراہ سرنگاپٹم چلے گئے سرنگاپٹم میں حیدر علی کے چچا نے انہیں فنون سپہ گری سکھائے۔ ۱۷۵۲ء میں حیدر علی نے راجہ میسور کی ملازمت اختیار کر لی اور بڑی بہادری سے مرہٹوں کے حملوں سے ریاست کو بچایا۔ ۱۷۵۵ء میں راجہ نے انہیں اپنی فوج کا سپہ سالار بنا دیا۔ میسور کی بدانتظامی اور راجہ کی نااہلی کے سبب بالآخر حیدر علی نے ۱۷۶۶ء میں راجہ کا وظیفہ مقرر کر کے حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی۔ حیدر علی کی تخت نشینی کے وقت ریاست میسور میں صرف ۳۳ گاؤں تھے۔ مگر انہوں نے تھوڑے ہی عرصے میں اسی ہزار مربع میل کے علاقہ میں اپنی حکومت قائم کر لی۔ انگریزوں کے خلاف سلطان حیدر علی نے دو جنگیں لڑیں۔ پہلی جنگ میسور ۱۷۶۶ء تا ۱۷۶۹ء میں حیدر علی نے مدراس کی دیواروں کے نیچے پہنچ کر انگریزوں کو صلح پر مجبور کر دیا۔ دوسری جنگ میسور ۱۷۸۰ء تا ۱۷۸۴ء میں حیدر علی نے کرنل بیلی اور میجر منرو کو فیصلہ کن شکستیں دیں۔ اسی جنگ کے دوران میں دسمبر ۱۷۸۲ء میں سلطان حیدر علی نے وفات پائی۔

سلطان حیدر علی ان پڑھ تھے۔ مگر وہ بڑے بہادر اور بیدار مغز حکمران تھے۔ وہ پانچ مختلف زبانوں میں بات چیت کر سکتے تھے ان کی قوت حافظہ بہت تیز تھی۔ وہ بیک وقت کئی احکامات جاری کرتے اور لکھواتے وقت ہر حکم کی عبارت میں تسلسل قائم رکھتے۔ بڑے حساب دان تھے اور پیچیدہ گتھیوں کو فوراً حل کر لیتے تھے۔ شخصی خوبیوں کو بھانپنے میں انہیں کمال حاصل تھا۔ ان میں تعصب نام کو بھی نہیں تھا حیدر علی ہر مذہب اور فرقے کے لوگوں سے یکساں سلوک کرتے اور عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے میں کسی سے رعایت نہ کرتے تھے۔
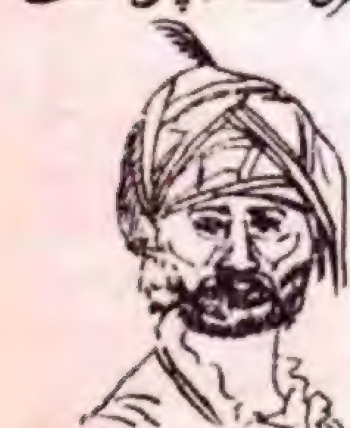
سلطان حیدر علی بہت دور اندیش، عزم اور حوصلے کے مالک تھے۔ ان کی عقابی نگاہوں نے مغل سلطنت کے زوال، ہندوستان کی طوائف الملوکی اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے استعماری منصوبوں کو بھانپ لیا اور ہندوستان کی جدوجہد آزادی کی داغ بیل ڈالی جو ملکی غداروں کی ریشہ دوانیوں کی بدولت ان کی اپنی اور ان کے جوان ہمت فرزند ٹیپو سلطان کی زندگی

میں ثمر آور نہ ہو سکی۔ لیکن برصغیر ہندوستان کی جنگ آزادی کی تاریخ میں سلطان حیدر علی کا نام سر فہرست آتا ہے۔

**حیدری، سر اکبر** ۱۸۶۹ء میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم بمبئی میں پائی۔ ۱۸۸۸ء میں محکمہ مالیات ہند میں ملازم ہوئے اور ترقی کر کے صوبجات متحدہ کے اسسٹنٹ اکاؤنٹنٹ جنرل بن گئے۔ اس کے بعد بمبئی اور مدراس میں ڈپٹی اکاؤنٹنٹ جنرل اور کنٹرولر خزانہ کے فرائض انجام دینے کے بعد فنانشل سیکرٹری مرکزی محکمہ داخلہ ہندوستان، اکاؤنٹنٹ جنرل حیدرآباد اور پھر ۱۹۲۰ء میں اکاؤنٹنٹ جنرل بمبئی بنے، سرکاری عہدوں کے علاوہ سر اکبر حیدری بہت سی تجارتی کمپنیوں کے مینجنگ ڈائرکٹر بھی رہے۔ ۱۹۱۰ء میں سر اکبر حیدری نے آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کی صدارت کے فرائض سرانجام دیئے اور اسی زمانے میں عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد کی تاسیس اور اردو کو اعلیٰ تعلیم کے لئے ذریعہ تعلیم بنانے میں سر اکبر حیدری نے سرگرم حصّہ لیا۔ گول میز کانفرنسوں میں سر اکبر حیدری ریاست حیدرآباد کے وفد کے سربراہ تھے۔ ۱۹۴۱ء تک آپ حیدرآباد کے وزیر اعظم رہے اور پھر وائسرائے ہند کی اگزیکٹو کونسل کے رکن بن گئے۔ تقسیم ہند کے بعد سر اکبر حیدری آسام کے گورنر بنے اور ۱۹۴۹ء میں وفات پائی۔ حکومت نے ان کی قابلیت کے پیش نظر "سر" اور کئی دوسرے خطابات عطا کئے۔

**حیروغلیفی** ( Hieroglyphies )
"متبرک تحریر" کا وہ اسلوب ہے جو حروف تہجی کی اختراع سے پیشتر مصر قدیم میں رائج تھا۔ اس میں تصاویر کے ذریعہ مطلب بیان کیا جاتا تھا۔ جیسے جدید انگریزی میں بچوں کے ایک کھیل "رگیس Regus" میں کیا جاتا ہے۔

**حیض** ۔ ( Menstruation )
جوان عورت کے رحم سے خون آنا۔ اگر حمل نہ ہو تو ہر ماہ آتا ہے۔ دودھ پلانے کے زمانے میں بھی بعض عورتوں کو نہیں آتا۔ ۴۵ سال کی عمر کے بعد عام طور پر بند ہو جاتا ہے۔ پانچ سے سات دن تک آتا ہے۔
(نیز دیکھیو حائض، حائضہ)

**حیوان** (Animal) ہر ذی حیات کا تعلق نباتات یا حیوانات سے ہے۔ کچھ ایسے بھی ہیں مثلاً جراثیم یا سمارو غ (Fungi) جن کے درجات بنانے میں مشکل پیش آتی ہے۔ حیوانات کا سلسلہ بہت دراز ہے۔ سلسلہ کی پہلی کڑیاں وہ سادہ حیوانات ہیں جنہیں خوردبین کے بغیر نہیں دیکھا جا سکتا۔ آگے بڑھ کر اسی سلسلہ میں انسان بھی آتا ہے جو اپنے وجود میں ایک عالم چھپائے ہوئے ہے۔ مچھلیاں پرند چرند سب حیوان ہیں۔ حیوانی زندگی نباتات پر منحصر ہے ہم جو گوشت کھاتے ہیں وہ بھی نباتات کی وجہ سے کسی جانور کا جزو بدن بنا تھا۔

**حیوان مطلق** ۔ حیوان کا اطلاق ہر جاندار چیز اور مخلوق پر ہوتا ہے۔ حیوان مطلق وہ جاندار مخلوق ہے جس میں انسان شامل نہیں ہے۔ یعنی جان اور زندگی تو اس میں ہے لیکن گویائی، عقل اور نفسیات انسانی اس میں نہیں ہے۔
محاورہ اور اصطلاح میں ایسے آدمی کو بھی حیوان مطلق کہہ دیتے ہیں جو عقل و فکر سے بے بہرہ ہو اور جس میں انسانی تدبّر اور شعور کی کمی ہو۔

**حیوان ناطق** ۔ (Rational Animal)
حیوان ناطق سے مراد انسان ہے، جو جاندار بھی ہے اور جس میں قوت ناطقہ اور گویائی بھی موجود ہے۔ حیوان کا لفظ حیات کے مادہ سے منسلک ہے۔ چنانچہ "چشمہ حیوان" اس زندگی بخش پانی کے چشمے سے مراد ہے۔ جس سے تمتع کر کے انسان ہمیشہ تک زندہ رہ سکتا ہے۔ "آب حیوان" کی ترکیب بھی اردو میں موجود ہے۔

**حیوانانی کوئلہ** ۔ حیوانات کی ہڈیوں کو جلانے کے بعد ان سے جو کوئلہ حاصل ہوتا ہے وہ سیاہ اور مسامدار ہوتا ہے۔ اس کوئلہ میں دس فیصدی کاربن کی مقدار شامل ہوتی ہے اور اسے اشیاء کا رنگ کاٹنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔
لال شکر کے محلول میں تھوڑا سا کوئلہ ملا کر اسے ایک نلی میں ڈال کر گرم کیا جائے۔ بعد ازاں اسے نکالیں تو معلوم ہو گا کہ محلول کا رنگ کٹ گیا ہے۔

# خ

**خاران** - بلوچستان کی ایک ریاست زیادہ حصہ ریگستان ہے۔ کچھ علاقہ زرخیز ہے جس میں گندم، مکی، انگور، سردا، شہتوت، خرما اور انار کاشت ہوتے ہیں۔ ریاست پندرہ نیابتوں میں تقسیم ہے۔ رقبہ ۱۸۵۰۰ مربع میل آبادی ۳۳۸۳۳۔ خاران مرکزی شہر ہے۔

**خارپشت** - (Porcupine) سیہہ یا سیہی - ایک جانور جس کے جسم پر کانٹے ہوتے ہیں۔ قدرت نے یہ کانٹے اس کی حفاظت کی خاطر پیدا کر رکھے ہیں۔ خطرہ یا خوف کے موقع پر یہ جانور اپنا منہ خاردار کھال میں داخل کر لیتا ہے اور گیند کی طرح زمین پر لڑھکتا رہتا ہے۔

بیابان اور بنجر زمینوں پر اور خاردار جھاڑیوں کے نیچے اس کا مسکن اور بود و باش ہوتی ہے۔ پنجابی میں اسے "کنڈیلا" کہتے ہیں۔ جو خار یعنی کانٹے کی رعایت سے ہے۔

**خارجہؓ بن زید بن ابی زبیر** - قبیلہ خزرج کے خاندان اغر سے تھے۔ بیعت عقبہ میں اسلام قبول کیا۔ ہجرت کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مدینہ آکر انہی کے ہاں قیام کیا۔ اپنی بیٹی حبیبہ حضرت ابوبکرؓ کے عقد میں دی۔ ام کلثوم بنت ابی بکر انہی کے بطن سے تولد ہوئیں۔ اس بناء پر حضرت خارجہؓ حضرت ابوبکرؓ کے اسلامی بھائی ہونے کے علاوہ ان کے خسر بھی تھے۔ حضرت خارجہؓ جنگ بدر میں شریک ہوئے اور امیہ بن خلف کو کئی آدمیوں کے ساتھ قتل کر ڈالا۔ جنگ احد میں حضرت خارجہ نہایت بہادری سے لڑے اور نیزوں کے دس سے اوپر زخم کھا کر شہید ہوئے۔

آپ کے بھتیجے سعدؓ بن ربیع بھی اسی جنگ میں شہید ہوئے اور دونوں ایک ہی قبر میں اتارے گئے۔

**خارجہؓ بن حذافہ سہمی** - زمانہ جاہلیت میں بہترین عرب شاہسواروں میں سے تھے۔ فتح مکہ میں مسلمان ہوئے۔ اور حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں فتوحات مصر کے مواقع پر جنگی خدمات انجام دیں۔ حضرت عمرؓ نے جن چار افسروں کے ماتحت چار ہزار کی کمک مصر روانہ کی۔ ان میں ایک افسر آپ تھے۔ فتح مصر کے بعد عمروؓ بن العاص نے خارجہؓ بن حذافہ کو حاکم مصر بنایا اور جب مزید فتوحات کر کے واپس آئے تو انہیں مصر کے عہدۂ قضاء پر مامور کیا۔

جنگ صفین کے بعد خارجیوں نے حضرت علیؓ، معاویہؓ، اور عمروؓ بن العاص کے خلاف سازش قتل کے سلسلہ میں عمرو بن العاص کی بجائے غلطی سے آپ کو قتل کر دیا (رمضان سنہ ۴۰ھ)

رسول اکرمؐ کی چند احادیث کے راوی بھی ہیں۔

**خارجی** - عراقیوں کا ایک گروہ جو جنگ صفین کے موقع پر حضرت علیؓ سے علیحدہ ہو گیا تھا۔ خارجیوں نے پہلے قرآن کو حکم تسلیم کرتے ہوئے حضرت علیؓ کو لڑائی بند کرنے پر مجبور کیا۔ جب حضرت علیؓ ثالث مقرر کرنے کی تجویز پر رضامند ہوئے تو یہی لوگ اس تجویز کے خلاف ہو گئے۔ اب ان کا نعرہ تھا۔ اِنِ الحُکمُ اِلّا لِلّٰہِ ... چنانچہ بارہ ہزار خارجیوں نے شعث بن راسبی کی سرکردگی میں علوی فوج سے علیحدہ ہو کر مقام حروراء میں جا کر پڑاؤ ڈالا۔ حضرت علیؓ عبداللہ بن عباسؓ کے ہمراہ ان کے پاس گئے اور علیحدگی کا سبب پوچھا۔ خارجیوں نے آپ کی ایک نہ سنی اور کہا کہ "خلافت کے معاملہ میں ثالثی قبول کرنا کفر ہے۔ اگر ہم نے گناہ کیا تھا اب ہم اس گناہ سے توبہ کرتے ہیں۔ اگر آپ بھی غلطی کا اعتراف کر کے توبہ کر لیں تو ہم آپ کا ساتھ

دیں گے، ورنہ آپ کے خلاف جہاد کریں گے۔ حضرت علیؓ کے سمجھانے بجھانے پر بھی خارجی راہِ راست پر نہ آئے بلکہ حضرت علیؓ کی عملی مخالفت شروع کر دی اور کوفہ، بصرہ میں اپنے عقائد کی اشاعت کرنے لگے۔

خارجیوں کا عقیدہ یہ تھا کہ دینی معاملات میں انسان کو حکم بنانا کفر ہے اور جو لوگ ایسے فیصلوں کو تسلیم کرتے ہیں وہ کافر اور واجب القتل ہیں۔ خارجیوں کے اعتقاد کے مطابق حضرت علیؓ خلیفہ برحق تھے۔ ان کی بیعت ہر مسلمان پر لازم تھی۔ جن لوگوں نے اس سے انکار کیا وہ اللہ اور رسول صلعم کے دشمن تھے۔ اس لئے معاویہؓ اور ان کے حامی گشتنی اور گردن زدنی ہیں۔ ان کے ساتھ کسی قسم کی صلح کرنا از روئے قرآن کفر ہے۔ حضرت علیؓ نے چونکہ ان کے ساتھ مصالحت کرنے اور حکم قرآنی میں ثالث بنانے کا جرم کیا ہے۔ اس لئے اب ان کی خلافت بھی ناجائز ہو گئی ہے۔ لہٰذا علیؓ اور معاویہؓ دونوں کے خلاف جہاد لازم ہے۔

حضرت علیؓ نے خارجیوں کی فتنہ انگیزی کا سدِ باب کرنے کے لئے اسی ہزار کے لشکر جرار کے ساتھ نہروان کا رُخ کیا۔ خارجی بڑی بے جگری سے لڑے اور ایک خونریز جنگ کے بعد شکست کھائی۔ نہروان کی جنگ میں حضرت علیؓ نے خارجیوں کی قوت کو کچل دیا۔ لیکن خارجیوں کی شورش پھر بھی باقی رہی۔ خارجیوں نے حضرت علیؓ، امیر معاویہؓ اور عمروؓ بن العاص کو بیک وقت قتل کرنے کا پروگرام بنایا۔ چنانچہ حضرت علیؓ ایک خارجی ابن ملجم کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ امیر معاویہؓ زخمی ہوئے اور عمروؓ بن العاص اتفاق سے بچ گئے۔ اس کے بعد امیر معاویہؓ کے عہد میں جس قدر بغاوتیں اور شورشیں ہوئیں وہ سب خارجیوں کی پیدا کردہ تھیں۔ خارجی اپنے عقائد کے بڑے پکے اور جاں نثار تھے۔ اعتقادات کے لئے جان پر کھیل جانا ان کے لئے معمولی بات تھی۔ ایثار اور خلوص میں وہ جنون کی حد تک بڑھے ہوئے تھے۔ کوفہ اور بصرہ ان کے دو بڑے مرکز تھے۔ فارس اور عراق میں بھی خارجیوں کی کافی تعداد تھی۔ خارجی بنو امیہ کے جانی دشمن تھے۔ وہ بار بار حکومت سے ٹکرائے آخر کئی خونریز معرکوں کے بعد حجاج بن یوسف نے سختی سے ان کا خاتمہ کیا۔

## خارش (دیکھئے کھجلی)

## خارکوف

**خارکوف**۔ (KHARKOVE) سوویٹ روس کے صوبے یوکرین (UKRAINE) کا سب سے بڑا شہر۔ ۱۹۳۴ء تک خارکوف یوکرین کا دارالحکومت رہا۔ صنعتی اور تجارتی مرکز ہے۔ زراعتی مال، گھوڑے اور اون اہم اشیاء ہیں۔ خارکوف میں یونیورسٹی بھی ہے۔ آبادی ۹۳۴۰۰۰ ہے۔

## خاکہ اُڑانا

**خاکہ اُڑانا**۔ انگریزی میں اس کا صحیح مترادف کیریکیچر (CARICATURE) ہے اور کارٹون (CARTOON) کا تصور اس سے قدرے مختلف تھا مگر دونوں ہم معنی ہو چکے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ خاکہ اڑانے یا کارٹون بنانے سے کسی کی تضحیک ہی منظور ہو۔ اس کا مقصد تضحیک بھی یقیناً ہو سکتا ہے مگر اس کی سب سے بڑی قوت طنز ہے۔ اسی لئے یہ قطعی ضروری نہیں کہ اچھا مصور کارٹونسٹ بھی ہو۔ کامیاب خاکہ نگار کے لئے اپنے معاشرے اور اپنے زمانے کے حالات و کوائف پر عبور حاصل کرنا ضروری ہوتا ہے کیونکہ طنز خلا میں نہیں پنپ سکتا۔ خاکوں میں متعلقہ شخصیتوں کی صورتوں میں مبالغے کی حد تک کچھ ایسی تبدیلیاں کی جاتی ہیں کہ ان تبدیلیوں کے باوجود دیکھنے والا پہلی نظر ہی میں اس شخصیت کو پہچان لے۔ انگلستان میں پنچ (جاری شدہ ۱۸۴۱ء) خاکوں کا بہترین نمائندہ ہے مگر اب دنیا کے ہر مشہور اخبار کے عملے میں کارٹونسٹ کی موجودگی ضروری قرار پا چکی ہے۔ یورپ میں لو اور دکی اور پاکستان میں انور اور اجمل مشہور کارٹونسٹ ہیں۔

## خاکی

**خاکی**۔ خاک سے بنا ہوا یعنی انسان کہا جاتا ہے کہ حضرت آدمؑ کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے بنایا اور پھر اس میں اپنی روح پھونکی۔ فرشتوں کے لئے نوری اور شیطان کے لئے ناری کا لفظ ہے۔

نیز خاکی، فوجی وردی کا رنگ جو برطانوی افواج نے جنوبی افریقہ کی جنگ میں اختیار کیا۔ خاکی رنگ کا کپڑا اب بھی دولتِ مشترکہ برطانیہ کے ممالک میں بری افواج کی وردیوں کے لئے استعمال ہوتا ہے اس قسم کی وردی کو محض خاکی کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں۔

## خالدؓ بن سعید العاص

۔نام خالد، کنیت ابو سعید۔ مکہ میں مسلمان ہوئے اس جرم کی پاداش میں ان کے رشتہ داروں نے انہیں بہت بری طرح زدوکوب کرنا شروع کیا۔ چنانچہ عرصہ تک مکہ میں روپوش رہے۔ اور آخر حبشہ کی ہجرت کے وقت اپنی زوجہ اُمیمہ، اور بھائی عمرو کو ساتھ لے کر وہاں چلے گئے۔ پھر غزوہ خیبر کے دنوں میں حبشہ سے مدینہ آ گئے۔ اور سب غزوات میں رسول اللہ کے ساتھ شریک ہوئے۔

آپ پڑھے لکھے تھے اس لئے رسول اللہؐ کے خطوط بھی لکھتے پڑھتے تھے۔ سنہ ۹ھ میں بنو ثقیف کے وفد سے رسول اللہؐ کی طرف سے آپ نے ہی گفتگو کی۔ اور ان کے ساتھ معاہدہ بھی آپ نے ہی تحریر کیا۔ رسول اللہ نے آپ کو یمن کا گورنر بنایا۔ اور آپ نے دونوں بھائیوں ابانؓ اور عمرؓ کو نجران اور تیماء کا گورنر مقرر فرمایا۔ رسول اللہؐ کے وصال کے بعد آپ نے گورنری سے استعفیٰ دے دیا۔ اور حضرت ابو بکرؓ (خلیفہ اول) کے اصرار کے باوجود اس عہدے پر بحال رہنے سے انکار کر دیا۔ اور مدینہ چلے آئے کیونکہ ان کی خلافت پر ان کو اعتراض تھا۔ لیکن چند ماہ بعد انہوں نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کر لی۔ اہل ارتداد کی سرکوبی میں نمایاں حصہ لیا۔ شام کی فوج کشی میں بھی آپ کو ایک دستے کا امیر بنایا گیا۔ اور فتوحات شام ہی کے دوران میں آپ نے شہادت پائی۔

آپ کی ایک بیٹی ام خالد رسول اللہ کے مشہور صحابی حضرت زبیرؓ بن العوام کے عقد میں تھیں۔

## خالدؓ بن عرفطہ

۔رسول اکرمؐ کی زندگی میں ہی میں مسلمان ہوئے۔ اور آپ کے وصال کے بعد فتوحات ایران میں شرکت کی۔ جنگ قادسیہ میں سعد بن ابی وقاص نے انہیں فوج کے ایک دستے کا امیر بنایا۔ فتح قادسیہ کے بعد انہوں نے ساباط فتح کیا۔ سنہ ۴۱ھ میں امیر معاویہؓ کی طرف سے لڑ کر ان کے مخالف ابن حوثا کو قتل کیا۔ جس کے قتل ہونے پر امیر معاویہؓ کے خلاف بغاوت فرو ہو گئی۔

سنہ ٦٠ھ میں بمقام کوفہ وفات پائی۔ رسول اکرمؐ کی چند احادیث بھی آپ سے مروی ہیں۔



## خالدؓ بن ولید

۔پورا نام خالدؓ بن ولید بن مغیرہ المخزومی تھا۔ مشہور جرنیل تھے۔ جنگ احد میں فوج کفار کے میمنہ کی کمان انہی کے ہاتھ میں تھی۔ سب سے پہلے انہی کے دستے نے پیش قدمی کی۔ لیکن مسلم فوج کے تیر اندازوں نے ان کا منہ پھیر دیا۔ بعد میں خالد ہی نے پیچھے کا درہ خالی دیکھ کر وہاں سے حملہ کیا۔ اور مسلمانوں کی فتح کو شکست سے بدلنے کی کوشش کی۔ سنہ ۸ھ میں خالد نے اسلام قبول کیا۔ جنگ موتہ میں اعلیٰ سالاروں کی شہادت کے بعد مسلم فوج کو قابلیت سے بچا لائے۔ اور حضورؐ سے "سیف اللہ" کا خطاب پایا۔ فتح مکہ کے موقع پر بھی ایک دستے کے سردار تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد بنی خزیمہ کی طرف سفیر بنا کر بھیجے گئے۔ اگلے برس دومۃ الجندل کی مہم میں حصہ لیا۔

سنہ ۱۰ھ کے شروع میں حضورؐ نے انہیں بنو حارث کو دعوت اسلام دینے کے لئے نجران بھیجا۔ اور بنو حارث نے بغیر کشت و خون کے اسلام قبول کر لیا۔

حضرت ابو بکرؓ نے انہیں طلیحہ بن خویلد کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ انہیں شکست دینے کے بعد خالدؓ نے بنو تمیم پر چڑھائی کی۔ بنو تمیم کے ہتھیار ڈال دینے کے بعد مالک بن نویرہ کے قبیلے نے بھی ہتھیار ڈال دیئے۔ مگر کسی غلط فہمی کے باعث مالک قتل ہو گئے۔ اور خالد نے ان کی بیوہ سے نکاح کر لیا۔ معاملہ حضرت ابو بکرؓ کے پاس پہنچا۔ وہ خالد کی صفائی سے مطمئن ہو گئے۔ اور حضرت عمرؓ کے احتجاج کے باوجود خالدؓ کو اپنے عہدے پر برقرار رکھا۔ اس کے بعد مسیلمہ کذاب کے خلاف مامور ہوئے مسیلمہ نے یمامہ کے پاس شکست کھائی اور قتل ہوا۔

سنہ ۱۲ھ میں خالدؓ ایران کی مہم پر بھیجے گئے۔ ایرانیوں کو شکست دینے کے بعد وہ رومیوں کے خلاف مامور کئے گئے۔ اور انہیں پے در پے شکستیں دیں۔ ان لڑائیوں میں انہوں نے خاص طور پر حیرت انگیز فوجی کارنامے

انجام دیے۔ ۱۳ھ میں رومی شکست کھا کر دمشق کی طرف پسپا ہو گئے۔ ۱۴ھ میں دمشق بھی فتح ہو گیا۔ اسی دوران میں حضرت عمرؓ نے اعلیٰ کمان خالدؓ کے بجائے ابو عبیدہؓ بن جراح کے سپرد کر دی۔ تاہم خالدؓ ان کے ماتحت لڑائیوں میں حصہ لیتے رہے۔

جنگ یرموک میں اسلامی رسالے کی کمان انہی کے پاس تھی اور بہت حد تک انہی کی جنگی قابلیت کے باعث مسلمانوں نے باوجود قلت تعداد کے فتح حاصل کی۔ اس کے بعد خالدؓ نے رومیوں کو ایک اور شکست دینے کے بعد قنسرین پر قبضہ کر لیا۔

آپ کچھ عرصے کے لئے شام کے کچھ علاقے کے گورنر بھی رہے۔ ۲۱ھ میں وفات پائی۔

خالدؓ بن ولید اور حضرت عمروؓ بن العاص اسلام کے مشہور جرنیل ہیں۔

## خالد اختر، محمد

خالد اختر، محمد:۔ محمد خالد اختر سابق ریاست بہاول پور کی ایک مشہور شخصیت مولوی اختر علی کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ ان کا وطن مالوف ڈنگہ (ضلع گجرات) ہے۔ گجرات کے دادا بسلسلۂ ملازمت بہاولپور گئے اور وہیں مستقل قیام کر لیا۔ محمد خالد اختر نے بہاول پور کالج میں تعلیم پائی، پھر انجینئرنگ کالج لاہور سے بی۔ ایس سی کا امتحان پاس کر کے انگلستان چلے گئے۔ انجینئرنگ کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد پاکستان واپس آئے۔ ان دنوں پاور ہاؤس خان پور کے انچارج ہیں۔ بے حد وسیع المطالعہ اور ادیب ہیں۔ آپ کے مضامین طنز و ظرافت کے شگفتہ نمونے ہوتے ہیں۔ ایک مجموعہ بھی چھپ چکا ہے۔ آپ کی عمر چالیس برس کے قریب ہے۔

## خالد تصدق حسین

خالد تصدق حسین۔ ڈاکٹر تصدق حسین خالد ۲ نومبر ۱۹۰۱ء کو پشاور میں پیدا ہوئے۔ آپ کا خاندان علم دوستی کے لئے مشہور ہے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم راولپنڈی میں حاصل کی۔ ایف اے بھی وہیں سے کیا اور بی۔ اے گورنمنٹ کالج لاہور سے۔ ۱۹۲۶ء میں انگریزی ادبیات میں ایم۔ اے کیا۔ پھر پنجاب کے مختلف اضلاع میں بطور ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر متعین رہے۔ ۱۹۳۵ء میں قبل از وقت پنشن پا کر اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلستان گئے۔ لندن یونیورسٹی سے



بی۔ اے آنرز اور پی۔ ایچ۔ ڈی کے امتحانات پاس کئے۔ ۱۹۳۵ء میں بیرسٹر بن کر آ گئے۔ اور اس وقت سے لاہور ہائی کورٹ میں پریکٹس کر رہے ہیں۔

آپ کو شعر و شاعری سے بچپن ہی سے مناسبت تھی۔ ابتدائی کلام میں غالب اور اقبال کا رنگ غالب ہے۔ بعد ازاں آپ نے کلام میں کئی نئے اسلوب رائج کئے۔

ڈاکٹر تصدق نے سب سے پہلے اردو شاعری میں نظم آزاد کو رائج کیا اور اسے فروغ دیا۔ آج یہ صنف سخن ہمہ گیر مقبولیت حاصل کر چکی ہے۔

آپ کی منظومات کا مجموعہ بعنوان "سرود نو" چھپ چکا ہے۔

آپ کے کلام کی نمایاں خصوصیت ان کی جدت ہے۔ ان کی منظومات ان کے تجارت کا مترنم الفاظ میں دلکش اظہار ہیں۔ آپ کے کلام کی دوسری خصوصیت ایجاز و بلاغت ہے یعنی آپ کم سے کم الفاظ میں زیادہ سے زیادہ مطلب ادا کرتے ہیں۔ آپ کی تشبیہات اور استعارات بھی جدید ہیں۔ آپ کے کلام میں اخلاقی وجاہت پائی جاتی ہے۔ اور اس کا اثر پڑھنے والوں کے دلوں پر اخلاقی عظمت اور وقار کے گہرے نقوش چھوڑ جاتا ہے۔

## خام اشیاء یا مواد

خام اشیاء یا مواد (RAW MATERIAL)

ایسی قیمتی اشیاء جو زمین سے معدنیات یا نباتات کی صورت میں برآمد ہوتی ہیں اور جن سے نہایت ضروری چیزیں بنائی جاتی ہیں۔ مثلاً لوہا، کوئلہ، تانبا، روئی، پٹ سن، ربڑ وغیرہ چونکہ ان اشیاء کی تقسیم دنیا کے مختلف خطوں میں غیر مساوی ہے۔ اس لئے بعض ملک ان اشیاء کے وسائل پر قابض رہنے کے لئے استعمار پسندانہ حکمت عملی پر عمل پیرا رہتے ہیں۔

## خان آرزو

خان آرزو۔ میر سراج الدین علی، خان آرزو۔ ۱۰۹۹ھ میں پیدا ہوئے اور مختلف علوم و فنون مروجہ حاصل کئے۔ ۱۴ سال عمر میں ہی شعر کہنا شروع کیا جوانی میں لکھا

میں منصب دار مقرر ہوئے ۔ شہزادہ فرخ سیر کے عہد ۱۱۳۰ھ میں دہلی واپس آئے ۔ نادر شاہ کے حملۂ دہلی کے بعد لکھنؤ چلے گئے ۔ جہاں ۱۱۶۹ھ (مطابق ۱۷۵۶ء) میں انتقال کیا ۔ لاش حسب وصیت دہلی لائی گئی ۔ اور وہیں پیوند زمین ہوئے ۔ خان آرزو فارسی اور اردو دونوں کے اُستاد تھے گو اردو میں کم شعر کہتے تھے ۔ مگر اس زمانے کے شعرائے اردو کے حیثیت اُستاد مانے جاتے تھے ۔ میر تقی میر ۔ مرزا رفیع سودا ، خواجہ میر درد ، سب ان کو اپنا اُستاد مانتے تھے ۔ تقریباً پندرہ تصانیف خان آرزو کے نام منسوب کی جاتی ہیں ۔ ایک دیوان فارسی ، شرح سکندر نامہ قصائد عرفی ، گلستان سعدی ، سراج اللغات فارسی ، غرائب اللغات اردو تذکرہ آرزو ، آپ کی مشہور و معروف تصنیفات ہیں ۔

## خان خاناں

**خان خاناں** ۔ عبدالرحیم نام ، خانخاناں خطاب شہنشاہ اکبر کا مشہور رتن اور بیرم خان کا فرزند ۹۶۴ھ میں لاہور میں پیدا ہوا ۔ بیرم خاں کے قتل (۹۶۹ھ) کے بعد جب کہ اس کی عمر ابھی پانچ سال کی تھی اکبر نے اسے اپنے پاس بلا لیا اور شہزادوں کے ساتھ پرورش کی ۔ ۹۸۰ھ میں ترم مرزا کی نگرانی میں دے دیا گیا ۔ ۹۹۰ھ میں خانخاناں کو جہانگیر کا اتالیق بنایا گیا ۔ مختلف معرکوں میں سپاہیانہ جوہر دکھائے اور کئی بغاوتوں کو فرو کیا ۔ بعہد جہانگیر ۱۰۳۶ھ میں وفات پائی ۔

خان خاناں ایک بہادر سپاہی اور بڑا عالم فاضل آدمی تھا ۔ عربی ، فارسی ، ترکی ، سنسکرت اور ہندی کا ماہر تھا ۔ علم اور اہل علم کا سرپرست تھا اور اس کے ہاں سے اکثر شاعر اور عالم وظیفے پاتے تھے ۔

## خاندان

**خاندان** (DYNASTY) چند قریبی رشتہ داروں ، ماں ، باپ ، بہن ، بیٹی ، داماد ، لڑکا ، بھائی وغیرہ جن کا آپس میں نسلی تعلق ہو ، کے مشترکہ گروہ کو خاندان کہا جاتا ہے ۔ یہ معاشرے اور انسانی تمدن اور تہذیب کا بنیادی ادارہ اور اس کا ایک لازمی حصہ ہوتا ہے ۔ خاندان میں سب سے بڑی عمر والے کو عموماً خاندان کا سربراہ سمجھا جاتا ہے ۔ اور صدر مملکت کی طرح اسے بھی خاندان کا صدر تصور کیا جاتا ہے ۔ گو دیگر بالغ افراد کو بھی



درجہ بدرجہ اہمیت حاصل ہوتی ہے ۔

خاندان کے ہر فرد پر خاندان کے دیگر لوگوں کے افعال ، کردار اور سیرت کا بڑا اثر ہوتا ہے اور معاشرے میں بعض دفعہ کسی شخص کی قدر و قیمت کا اندازہ اس کے خاندان کی عظمت سے بھی لگایا جاتا ہے ۔ بنا بریں معاشرے میں خاندان کو نسلی لحاظ سے ہمیشہ محفوظ رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے ۔

## خاندانِ تغلق (TUGHLAQ DYNASTY)

ہندوستان میں خلجی خاندان کے بعد ۱۳۲۱ء میں سلطان غیاث الدین تغلق نے دہلی پر تغلق خاندان کی حکومت قائم کی ۔ یہ خاندان ۱۴۱۲ء تک حکمران رہا ۔ اور اس کے بعد سید خاندان برسر اقتدار آیا ۔ سلاطین تغلق کے نام یہ ہیں ۔

غیاث الدین (۱۳۲۱ء تا ۱۳۲۵ء) محمد تغلق (۱۳۲۵ء تا ۱۳۵۱ء) فیروز شاہ (۱۳۵۱ء تا ۱۳۸۹ء) تغلق شاہ ، محمد شاہ ، نصیر الدین سکندر شاہ اور نصیر الدین محمود شاہ (۱۳۸۹ء تا ۱۴۱۲ء)

تغلق خاندان کے دو بادشاہ زیادہ نامور ہوئے ہیں ۔ محمد تغلق ایک سخت گیر حاکم تھا ۔ متعصب مورخوں نے اس کو پاگل کہا ہے مگر یہ درست نہیں ۔ اس نے چند غلط اور ناممکن العمل اقدام ضرور کئے ۔ مثلاً پایۂ تخت دہلی سے دولت آباد منتقل کیا ۔ خراسان اور چین پر ناکام حملہ کیا ۔ تانبے کا سکہ رائج کیا ۔ مگر مجموعی حیثیت سے دیکھا جائے تو وہ ایک اچھا بادشاہ ہو گزرا ہے ۔ دینداری ، انصاف پسندی اور غریب پروری اس کی نیک طبیعت میں داخل تھی ۔ محمد تغلق کے زمانے میں مشہور عرب سیاح ابن بطوطہ ہندوستان آیا اور نو برس یہاں رہا ۔ فیروز شاہ تغلق اسی خاندان کا سب سے ممتاز بادشاہ گزرا ہے ۔ بہت دین دار اور منصف مزاج تھا ۔ تمام زندگی رفاہ عام کے کاموں اور علم کی ترویج و ترقی میں کوشاں رہا ۔ بے شمار ہسپتال ، مساجد ، یتیم خانے ، سرائیں اور مدارس قائم کئے ۔ بیکاری کو دور کرنے کی خاطر دریاؤں پر پل بندھوا کر ملک میں نہریں کھدوائیں تاکہ زراعت بڑھے اور عوام خوش حال ہوں ۔ سخت سزائیں منسوخ کر دیں ۔ فیروز شاہ کے بعد خاندان تغلق کا زوال شروع ہوا اور ۱۳۹۸ء

میں امیر تیمور کے حملہ نے رہی سہی طاقت کا خاتمہ کر دیا۔ تیمور جاتے وقت خضر خاں کو نائب بنا کر چھوڑ گیا۔ گو آخری بادشاہ محمود تغلق نے جلد ہی دہلی پر دوبارہ قبضہ کر لیا لیکن ۱۴۱۲ء میں اس کی وفات کے بعد تغلق خاندان کا بالکل خاتمہ ہو گیا۔

تغلق عہد کی ایک قابلِ ذکر خصوصیت یہ ہے کہ دکھنی زبان پر شمالی ہند کی زبان کا مستقل اور نمایاں اثر اسی دور میں ہوا۔

## خاندانِ خلجی۔ (Khilji Dynasty)

مملوک سلاطینِ دہلی کے بعد سن ۱۲۹۰ء سے سن ۱۳۲۰ء تک خلجی بادشاہ ہندوستان پر حکمران رہے۔ خلجی خاندان کی بنیاد جلال الدین نے رکھی اور اس کے بعد اس کا بھتیجا علاؤ الدین تخت پر بیٹھا جس نے اپنی سلطنت کو وسعت دے کر سارے ہندوستان پر قبضہ کر لیا۔ علاؤ الدین کے بعد اس کے جانشین بڑے نااہل ثابت ہوئے اور بالآخر تغلقوں کے ہاتھوں خاندانِ خلجی کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ اس بات کا تعین نہیں ہو سکا کہ خلجی ترک تھے یا افغان البتہ تازہ ترین خیال یہ ہے کہ وہ ترک تھے جنہوں نے افغانستان میں سکونت اختیار کر کے افغانوں کے بہت سے اطوار بھی اپنا لئے تھے۔

## خاندانِ سادات۔ (Syed Dynasty)

یہ خاندان سن ۱۴۱۳ء سے سن ۱۴۵۰ء تک تختِ دہلی پر برسرِ اقتدار رہا۔ خاندانِ سادات کا پہلا حکمران سید خضر خاں اپنے آپ کو امیر تیمور کا نائب کہلواتا تھا۔ اور تیمور کے مرنے کے بعد اس نے اس کے بیٹے شاہ رخ مرزا، شاہِ سمرقند کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا۔ خاندانِ سادات نے سینتیس برس تک دہلی پر حکومت کی۔ اور اس میں چار حکمران گزرے ہیں۔ ان حکمرانوں میں سے کسی نے بھی کوئی خاص امتیاز حاصل نہیں کیا۔ ان کی حکومت پنجاب، دہلی اور نواحِ دہلی تک محدود تھی۔ خضر خاں کے جانشینوں کے نام یہ ہیں۔

سید مبارک (سن ۱۴۲۱ء تا سن ۱۴۳۴ء) سید محمد (سن ۱۴۳۴ء تا سن ۱۴۴۵ء) اور عالم شاہ (سن ۱۴۴۵ء تا سن ۱۴۵۰ء) عالم شاہ ایک کمزور اور سست مزاج حکمران تھا اور اسے جبری پنشن لے کر تختِ دہلی کو بہلول لودھی کے لئے خالی کرنا پڑا۔

## خاندانِ سُور۔ (Sur Dynasty) سُوری

خاندان سن ۱۵۴۰ء سے سن ۱۵۵۶ء تک ہندوستان میں برسرِ اقتدار رہا۔ شیر شاہ سُوری، جس کا اصلی نام فرید خاں تھا، سُوری خاندان کا بانی تھا۔ اس کا دادا ابراہیم سُور، بہلول لودھی کے عہدِ سلطنت میں ترکِ وطن کر کے ہندوستان آیا اور یہاں اسے ایک چھوٹی سی جاگیر مل گئی۔ سُور افغانستان کا ایک قبیلہ تھا۔ شیر شاہ نے پانچ سال حکومت کی، اس کے بعد نو برس تک سلیم شاہ سوری نے حکومت کی۔ اس کی وفات سن ۱۵۵۲ء کے بعد اس کا خورد سال بیٹا تخت نشین ہوا۔ مگر چند دنوں کے بعد اپنے ماموں عادل شاہ کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔ عادل شاہ نے حکومت کی باگ ڈور اپنے مشیر ہیمو بقال کے حوالے کر دی جسے ہمایوں نے شکست دے کر خاندانِ سُور کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

## خاندانِ غلاماں۔ (Slave Dynasty)

یہ خاندان سن ۱۲۰۶ء سے سن ۱۲۹۰ء تک ہندوستان میں برسرِ اقتدار رہا۔ خاندانِ غلاماں کے فرماں روا "مملوک سلاطینِ دہلی" بھی کہلاتے ہیں۔ قطب الدین ایبک مملوک سلطنت کا بانی اور ہندوستان کا سب سے پہلا مسلمان بادشاہ تھا۔ اس کے علاوہ شمس الدین التمش، ناصر الدین محمود، غیاث الدین بلبن اور سلطانہ رضیہ خاندانِ غلاماں کے بڑے جاہ و جلال والے حکمران گزرے ہیں۔ خاندانِ غلاماں کی حکومت میں منگولوں نے کئی بار پاک و ہند پر حملے کئے لیکن پسپا کر دیئے گئے۔ خاندانِ غلاماں کے عہد میں ہندوستان میں اسلامی اقتدار کے پاؤں جم گئے اور اس زمانے میں شعر و ادب نے نمایاں ترقی کی۔ امیر خسرو دہلوی اسی عہد کے نامور شاعر اور فن کار تھے۔

## خاندانِ لودھی۔ (Lodhi Dynasty)

یہ خاندان سن ۱۴۵۱ء سے سن ۱۵۲۶ء تک ہندوستان میں سریر آرائے سلطنت رہا۔ خاندانِ لودھی ہندوستان میں پہلا خالص افغان حکمران خاندان تھا۔ اس کا بانی

بہلول ایک منچلا افغان تھا۔ جس نے محض اپنے جوہرِ ذاتی کی بناء پر ترقی کی۔ لودھی خاندان نے چھوٹی چھوٹی کمزور ریاستوں کو جو آپس میں لڑا کرتی تھیں کچل کر ایک شاندار حکومت کی بنیاد ڈالی۔ خاندانِ لودھی کے تین بڑے بادشاہ ہو گزرے ہیں۔ بہلول لودھی (۱۴۵۱ء تا ۱۴۸۹ء) سکندر لودھی (۱۴۸۹ء تا ۱۵۱۷ء) ابراہیم لودھی (۱۵۱۷ء تا ۱۵۲۶ء) ۱۵۲۶ء میں شہنشاہ بابر نے پانی پت کی پہلی لڑائی میں ابراہیم کو شکست دے کر خاندانِ لودھی کی سلطنت کا خاتمہ کر دیا۔

## خاندانِ مُغلیہ (دیکھو مغل اور مغلیہ سلطنت)

**خاندیش** ۔ بمبئی (بھارت) کا ایک ضلع گجرات کاٹھیاواڑ کے جنوب میں۔ خلجیوں کے عہد میں مسلمانوں نے فتح کیا۔ تغلقوں کے عہد میں بھی سلطنتِ دہلی کا ایک صوبہ بنا رہا۔ فیروز تغلق نے ملک راجا فاروقی کو خاندیش کا صوبیدار مقرر کیا۔ تیمور کے حملہ کے بعد خاندیش کا صوبہ خود مختار ہو گیا۔ ۱۶۰۱ء میں اکبر نے خاندیش پر قبضہ کر لیا۔ مغلوں کے زوال پر مرہٹے خاندیش پر قابض رہے اور پھر انگریزوں کے قبضہ میں آیا۔ خاندیش کا موجودہ رقبہ ۹۹۱۸۰ مربع میل اور آبادی ۲،۲۳۹،۹۳۶ ہے۔ کپاس، گندم، پھل اور چاول کاشت ہوتے ہیں اور کافی مقدار میں برآمد ہوتے ہیں۔

**خان صاحب** (ڈاکٹر) ڈاکٹر خان صاحب خان عبدالغفار خاں کے بھائی تھے۔ ۱۸۸۳ء میں پیدا ہوئے۔ پشاور کے مشن کالج میں تعلیم پائی۔ اعلیٰ طبی تعلیم حاصل کرنے کے لئے انگلستان گئے۔ اور لندن میڈیکل سکول اور سینٹ تھامس ہسپتال میں تعلیم و تربیت حاصل کرتے رہے۔ اس کے بعد ہندوستانی فوج میں ملازم ہو گئے۔ جنگی ملازمت سے سبکدوش ہو کر پرائیویٹ میڈیکل پریکٹس شروع کر دی۔ ۱۹۳۰ء میں انہوں نے عملی سیاسیات میں حصہ لینا شروع کیا اور سات سال بعد سابق صوبہ سرحد میں پہلی کانگریسی وزارت قائم کی مگر جب کانگرس نے عدالتوں سے الگ ہونے کا فیصلہ کیا تو وہ بھی مستعفی ہو گئے۔ بعد ازاں انہوں نے سابق سرحد کی دوسری کانگریسی وزارت بھی بنائی۔

قیامِ پاکستان کے بعد ان کی وزارت برطرف کر دی گئی۔ اور ان کو ضلع ہزارہ میں نظر بند کر دیا گیا۔ چھ برس تک وہ اسی ضلع میں نظر بند رہے اور اس کے بعد بھی عملی سیاست سے الگ رہے۔ ۱۹۵۴ء میں انہیں مرکزی کابینہ میں لے لیا گیا اور وزارتِ مواصلات کا قلمدان ان کے سپرد ہوا۔ پھر آئندہ سال انہیں مغربی پاکستان کا وزیرِ اعلیٰ نامزد کیا گیا۔ ۱۹۵۷ء میں ان کی وزارت کو ختم کر کے صدر کی حکومت (President Rule) قائم کر دی گئی۔ خان صاحب سابق سیاسی جماعت ری پبلکن پارٹی کے بانی مبانی تھے۔ ۹ مئی ۱۹۵۸ء کو عطا محمد نامی ایک سابق پٹواری نے آپ کو لاہور میں قتل کر دیا۔

**خانہ بدوش** ۔ (Gypsies) ہندوپاکستان میں کئی ایک قومیں ایسی ہیں جو خانہ بدوش کہلاتی ہیں۔ کیونکہ یہ کسی جگہ قیام نہیں کرتیں بلکہ جابجا گھومتی پھرتی ہیں۔ ان لوگوں کی تمام زندگی اسی طرح گزر جاتی ہے۔ اس قسم کے لوگوں میں بازیگر، نٹ، گڈریے اور دیگر اقوام شامل ہیں۔ یہ لوگ کتے پالتے ہیں ٹوکریاں اور چھاج بناتے ہیں۔ سرکیاں بناتے اور بان بٹتے ہیں اور بھیک بھی مانگ لیتے ہیں۔ بعض قومیں مثلاً پیرنے، ناچ رنگ اور زرکاری میں مصروف رہتی ہیں لیکن یہ اب مقامی زندگی اختیار کرتی جا رہی ہیں۔ بازیگروں کی عورتیں سوئیاں بیچ کر روزی کما لیتی ہیں اور مرد جسمانی کرتب دکھاتے ہیں۔ بعض عورتیں مخصوص دوائیں بھی بیچتی ہیں۔

انگلستان میں جس خانہ بدوش قوم کو جپسی GYPSY کہتے ہیں وہ بھی پاک و ہند سے وہاں گئی ہے۔ ان کی زبان جو رومنی کہلاتی ہے خالص ہندی الاصل ہے۔ اس میں باہر زبانوں کے لفظ ملے جلے ہیں۔ ان لوگوں کے رنگ گندمی ہیں بال اور آنکھیں سیاہ ہوتی ہیں

سکے سے چمکدار دانت ہوتے ہیں۔ یہ لوگ چودھویں صدی میں یورپ میں داخل ہوئے۔ اور سولہویں صدی میں فرانس اور انگلستان جا پہنچے۔ یہ لوگ ٹوکریاں بناکر اور دیگر ایسے ہی پیشوں سے روزی کماتے ہیں۔ ان کی عورتیں لوگوں کی قسمت شناسی کرتی پھرتی ہیں۔ مگر خاص بات جس میں یہ لوگ مشہور ہیں۔ ان کی عورتوں کی خوبصورتی ہے جو یورپی آب و ہوا کا نتیجہ ہے

## خانہ بدوش قبائل۔ (Nomads : ) (Nomadic Tribes)

وہ لوگ جو پانی اور چراگاہوں کی تلاش میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ یہ لوگ نیم ریگستانی علاقوں اور ٹنڈرا Tundras میں عموماً پائے جاتے ہیں۔ رہنے کے لئے خیمے نصب کر لیتے ہیں۔ ان کے پاس بہت ضروری اور مختصر سامان زندگی ہوتا ہے۔ جسے جگہ جگہ لئے پھرتے ہیں۔ ٹنڈرا کے باشندے، اسکیمو، نیم خانہ بدوش ہوتے ہیں۔ کیونکہ [illegible] وہ کسی جگہ کچھ عرصہ کے لئے جم جاتے ہیں۔ لیکن ریگستانوں کی بدو اقوام اور ایشیائی میدانوں کے ترک صحیح معنوں میں خانہ بدوش ہوتے ہیں۔

## خانہ جنگی۔ (Civil War)

کسی ملک یا قوم کی آپس میں کشمکش اور لڑائی۔ جب ایک ملک کے باشندوں کا کسی بات پر اختلاف ہو جاتا ہے اور پُرامن سمجھوتہ کی کوئی امید نہیں رہتی تو خانہ جنگی ناگزیر ہو جاتی ہے۔ خانہ جنگی کا دلچسپ یا المناک پہلو یہ ہوتا ہے کہ اکثر قریبی رشتہ دار ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو جاتے ہیں۔ تاریخ میں خانہ جنگیوں کی کئی مثالیں ملتی ہیں۔ جنگ جمل اور جنگ صفین مسلمانوں کی خانہ جنگی کے ابتدائی خونیں معرکے ہیں۔ انگلستان میں کرامویل Cromwell اور چارلس اوّل (Charles I) کے درمیان لڑائی خانہ جنگی کے

تحت شمار ہوتی ہیں۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں ابراہیم لنکن (Abraham Lincoln) کے عہد صدارت میں غلامی کے مسئلہ پر خانہ جنگی شروع ہوئی۔ بہت سے مشرقی ممالک میں تخت نشینی کے موقع پر خانہ جنگی ناگزیر ہوتی تھی۔ لاطینی امریکہ میں آئے دن خانہ جنگیاں ہوتی رہتی ہیں۔

## خانہ داری (House-wifery)

گھر کے کاموں کو سلیقہ اور باقاعدگی سے چلانا ایک وسیع مضمون ہے جس کے تحت ہر قسم کی باتیں آتی ہیں۔ سب سے مقدم یہ امر ہے کہ کفایت شعاری سے ہر کام کیا جائے اور اسراف سے پرہیز کیا جائے۔ جتنی چادر ہو اتنے ہی پاؤں پھیلائے جائیں۔ اور آمدنی کو اہم مدوں پر خرچ کیا جائے۔ مکان کو صاف ستھرا اور ہر چیز کو قرینے سے رکھنا بھی اس ضمن میں آتا ہے۔ کیونکہ حفظان صحت کے اصولوں کی کڑی پابندی کے بغیر گھر کے افراد کی صحت ٹھیک نہیں رہ سکتی۔ امور خانہ داری میں غذاؤں کو بھی کافی اہمیت حاصل ہے۔ گھر کی مالکہ کو جاننا چاہیئے کہ اگر غذا مناسب اور معتدل نہ ہوئی تو اس سے گھر میں سب کی تندرستی اور صحت پر خراب اثر پڑے گا۔ امور خانہ داری میں مختلف قسم کے کپڑوں کی دھلائی کے طریقوں کا علم بھی ضروری ہے۔ جس کے بغیر سفید اور رنگین کپڑے گندے رہ سکتے ہیں۔ اور دیکھنے والے ان کے متعلق خراب رائے قائم کریں گے۔ اچھی گھر والی کو سلائی اور کڑھائی وغیرہ سے بھی کما حقہ واقفیت ہونی چاہیئے تاکہ کپڑے، چادریں، میز پوش اور پردے وغیرہ ٹھیک ٹھاک رہیں۔ ابتدائی طبی امداد سے بھی واقفیت ہونی چاہیئے تاکہ بوقت ضرورت ڈاکٹر کی آمد سے قبل مریض کی مناسب دیکھ بھال ہوتی رہے اور اس کی حالت بگڑنے نہ پائے۔ ضروری ضروری ادویات مثلاً ٹنکچر، اسپرو وغیرہ لازماً ایک الماری میں رکھی رہنی چاہئیں۔

## خانقاہ۔ (Monastery)

وہ جگہ جہاں راہب، صوفی، اور درویش قسم کے تارک الدنیا لوگ گوشہ نشینی اختیار کر کے عبادت اور ریاضت میں مصروف رہیں۔ تقریباً تمام مشرقی ممالک میں خانقاہیں بکثرت موجود ہیں۔ ہر مذہب کے ماننے والوں کی

خانقاہیں علیحدہ علیحدہ ہوتی ہیں۔ خانقاہ عموماً کسی بزرگ درویش کی قبر یا مزار پر بنائی جاتی ہے۔ "خان" یعنی بزرگ اور "قاہ" "نظاہر گاہ" فارسی کا بگاڑ ہے۔ جگہ یا مقام کسی زندہ بزرگ کا مقام یا مردہ کا مزار۔ قدیم ایرانی شعراء اور ادیبوں کے کلام میں خانقاہوں کا ذکر اکثر آتا ہے۔ یورپی ممالک میں بھی خانقاہوں کی قسم کے ادارے ہیں مگر وہاں تارک الدنیا لوگ نہیں ہوتے۔

## خانہ نظربندی (House-arrest)

یہ اصطلاح عام طور پر کسی بڑی شخصیت کو سرکاری حکم کے تحت اس کے گھر کی چار دیواری میں نظربند کرنے کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ ایسا شخص گھر سے باہر نہیں نکل سکتا۔ اس پر کڑی نگرانی ہوتی ہے۔ اور پولیس محکمہ اس کی نقل و حرکت کی رپورٹ پیش کرتا رہتا ہے۔

**خبابؓ** ۔ خبابؓ بن ارت۔ قبیلہ تمیم سے تھے۔ مکہ میں غلام بنا کر فروخت کئے گئے۔ لوہار کا کام کرتے تھے۔ یہ اس زمانہ میں اسلام لائے جب حضورؐ ارقم کے گھر میں مقیم تھے۔ اور ابھی صرف چھ سات اشخاص ایمان لائے تھے۔ انہیں سخت تکلیفیں دی گئیں یہاں تک کہ انہیں دہکتے ہوئے کوئلوں پر لٹا کر ایک شخص ان کی چھاتی پر بیٹھ گیا۔ اور پیٹھ جل کر برص کے داغ کی طرح بالکل سفید ہو گئی۔

خبازی ۔ ایک دوا جو جوشاندہ بنانے میں کام آتی ہے۔ خطمی خبازی ہم جنس دوائیں ہیں جو بیک وقت ایک ہی نسخے میں بالعموم کام آتی ہیں۔ اسے دوسری دواؤں کے ہمراہ بھگو کر جوش دیا جاتا ہے اور جب دو تین جوش آ جائیں۔ تو پھر مرکب جوشاندہ کو ٹھنڈا کر کے اور چھان کر اس میں چینی ملا کر پی لیتے ہیں۔ معدہ کی تبخیر اور انقباض اور سوء ہضم کی تکلیف کا علاج ہے۔

خبیبؓ بن عدیؓ الانصاری مشہور شہید۔ آنحضرت صلعم کے صحابی مدینہ منورہ کے رہنے والے اور انصار میں سے تھے جنگ بدر اور احد میں شریک ہوئے۔ احد کی لڑائی میں ہذیل کے آدمیوں کی ایک جماعت نے ان کو گرفتار کر لیا اور مکہ لے جا کر بطور غلام فروخت

کر دیا۔ اس طرح وہ بنو حارث کے ہاتھ لگے جس نے ان کو باندھ کر نیزوں سے زخمی کیا۔ اور پھر ہلاک کر دیا۔ مسلمان مؤرخوں نے اس واقعہ کو بہت تفصیل سے لکھا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے راہ حق میں نہایت صبر و شکر سے جان دی اور اس واقعہ کا کفار مکہ پر اتنا گہرا اور زبردست اثر ہوا کہ ابوسفیان جیسے سخت دل اور ظالم انسان نے اپنے کم سن بیٹے معاویہؓ کو چھاتی سے لگا لیا۔ سعیدؓ بن عامر جب اس واقعہ کو بیان کرتے تھے تو بیہوش ہو جاتے تھے یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ زمین اس وقت شق ہو گئی اور ان کی لاش اس میں سما گئی۔

ختم ۔ اہل اسلام کی اصطلاح میں پورے قرآن پاک کو تسلسل کے ساتھ شروع سے آخر تک پڑھنے کو ختم کہتے ہیں۔ بعض لوگ ایک ہی جلسہ میں علیحدہ علیحدہ پارے پڑھ کر ایک یا زیادہ مرتبہ قرآن پاک ختم کر دیتے ہیں۔ جیسے "قل" کے موقع پر ہوتا ہے۔ بعض وظیفہ کے طور پر سات یا چالیس دن میں ختم کرتے ہیں۔ اور رمضان کے مہینے میں تراویح کے ساتھ پورا قرآن مجید ختم کیا جاتا ہے۔ کبھی کبھی کوئی حافظ ایک ہی رات میں پورا قرآن پاک تراویح میں سنا دیتا ہے جس کو "شبینہ" بھی کہتے ہیں۔
اہل اسلام کے نزدیک پورا قرآن پاک ختم کر لینے کا بہت ثواب ہے۔ اسی لئے جب بچے پہلی مرتبہ پورا قرآن پاک پڑھ کر ختم کرتے ہیں۔ تو ان کے والدین اس خوشی میں جلسہ کرتے اور لوگوں کو مدعو کر کے مٹھائی تقسیم کرتے ہیں۔ اور اس کو ایک سعادت اور برکت تصور کرتے ہیں۔
"ختم پڑھنا" دعوت طعام یا حصول ثواب کیلئے کھانے پر آیات اور ادعیہ قرآنی کا پڑھنا۔ امام مسجد یا کوئی دوسرے عالم بزرگ ختم پڑھتے ہیں۔ اور دعائیں مانگتے ہیں۔

ختن ۔ شمال مغربی چین کے صوبہ سن کیانگ کا ایک شہر تجارتی مرکز ہے۔ آبادی تقریباً پچاس ہزار نفوس پر مشتمل ہے جو زیادہ تر مسلمان ہیں۔ یہاں کے ہرن بہت مشہور ہیں۔

**ختنہ (ختان)** عضوِ تناسل کی اگلی کھال کو کاٹنا، حضرت ابراہیمؑ کے زمانے سے یہ رسم چلی آ رہی ہے۔ مسلمانوں سے قبل یہودی اور زمانہ جاہلیت کے عربوں میں بھی اس کا رواج تھا۔ مسلمانوں میں ختنہ لازمی ہے حتیٰ کہ اگر بچپن میں کسی وجہ سے نہ ہو سکے تو اس قسم کی بہت سی مثالیں ہیں کہ لوگوں نے بڑے ہو کر خود اپنی ختنہ کرائی ہیں۔ امام بخاریؒ نے مسلمانوں کی خصوصیات اور علامات بیان کرتے ہوئے جہاں اور باتوں کا ذکر کیا ہے وہاں ختنہ کو بھی خصوصی علامت قرار دیا ہے امام شافعیؒ ختنہ کو واجب سمجھتے ہیں اور مردوں کے علاوہ عورتوں کے ختنہ کے بھی قائل ہیں۔ مگر دیگر ائمۂ فقہ اس کو سنتِ نبوی اور سنتِ ابراہیمی کہتے ہیں۔ اس امر میں اختلاف ہے کہ ختنہ کب ہونا چاہیے لیکن افضل یہی سمجھا جاتا ہے کہ بچپن ہی میں ہو جانا چاہیے عوام میں اس رسم کو اتنی اہمیت حاصل ہے کہ بسا اوقات اس کو "مسلمانی" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ گویا جب تک بچہ کا ختنہ نہ ہو وہ صحیح معنوں میں مسلمان نہیں سمجھا جاتا۔

**خدائی خدمت گار۔** خدائی خدمت گار تحریک کے بانی خان عبدالغفار خان (بادشاہ خان) ہیں۔ انہوں نے اس کا آغاز ۱۹۲۹ء میں کیا جیسا کہ نام سے ظاہر ہے۔ ابتدا میں جماعت کا دائرہ عمل صرف خدمتِ خلق تک محدود تھا لیکن بعد میں سابق صوبہ سرحد میں بعض ایسے واقعات ہوئے جن کے باعث "خدائی خدمت گار" تحریک بھی سیاست کے میدان میں آ گئی۔ یہ تحریک سابق صوبہ سرحد میں کافی مقبول ہوئی۔ قیامِ پاکستان کے بعد بھی یہ جماعت برقرار رہی مگر ۱۹۴۸ء میں جب خان عبدالغفار خان اور اس تحریک کے دوسرے رہنما گرفتار کر لئے گئے تو اس جماعت پر بھی پابندی عائد کر دی گئی۔ خدائی خدمت گار اپنے سرخ لباس کی وجہ سے "سرخ پوش" بھی کہلاتے تھے۔

**خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا** وہ خاتون جو سب سے پہلے نبی آخر الزماں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔ جب کہ حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس سال اور حضورؐ کی عمر پچیس سال تھی۔ جب آپ کو نبوت ملی اور حضورؐ نے دعوتِ اسلام دی تو انہوں نے سب سے پہلے لبیک کہی۔ پچیس برس تک رسولِ پاک کی رفاقت فرمائی۔ حضورؐ کی ساری اولاد انہیں کے بطن سے ہوئی۔ حضرت فاطمہؓ ان کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں۔ حضرت خدیجہؓ اپنے بلند اخلاق اور نیکی کی وجہ سے مکہ میں "طاہرہ" کے لقب سے یاد کی جاتی تھیں۔

آنحضرت سے پہلے ان کے یکے بعد دیگرے دو نکاح ہوئے لیکن دونوں شوہر جلد ہی فوت ہو گئے۔ دولت مند خاتون تھیں۔ تجارت کرنے لگیں۔ اپنا مال قریش کے ساتھ شام بھیجتیں۔ آنحضرت کی نیکی اور دیانت ملک بھر میں مشہور تھی۔ حضرت خدیجہ نے ایک تجارتی قافلے کے ساتھ اپنا مال آنحضرت کی نگرانی میں بھیجا۔ اس دفعہ نفع پہلے سے دگنا ہوا۔ حضرت خدیجہ آپ کی راست بازی اور دیانت سے بہت متاثر ہوئیں۔ چنانچہ نکاح کا پیغام بھیجا۔ جو قبول کر لیا گیا۔ نکاح کے پندرہ برس بعد آنحضرت پر غارِ حرا میں پہلی وحی اتری تو آپ بہت پریشان ہوئے۔ حضرت خدیجہ نے آپ کو تسلی دی اور اپنے چچیرے بھائی کے پاس لے گئیں جو توریت و انجیل کے بڑے عالم تھے۔ انہوں نے فرمایا۔ یہ وہی فرشتہ ہے جو موسیٰؑ پر اترا تھا۔ اور آپ اللہ کے نبی ہیں۔

عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ نے اسلام قبول کیا۔ کفار نے آنحضرت پر بڑی بڑی سختیاں کیں۔ حضرت خدیجہؓ ہر حالت میں اپنے جلیل القدر شوہر کی غم خواری کرتیں اور ان کو اطمینان دلاتیں کہ آپ ضرور کامیاب ہوں گے۔ نبوت کے ساتویں برس قریش نے رسولِ پاک اور ان کے گھرانے والوں کو ایک گھاٹی "شعب ابی طالب" میں نظر بند کر دیا۔ یہ زمانہ بڑی مصیبت کا تھا لیکن حضرت خدیجہؓ اس وقت بھی رسولِ پاک کی ہر مصیبت کی رفیق تھیں۔ آپ نے ہجرت سے دسویں برس ماہِ رمضان میں وفات پائی۔

**خدیجہ بیگم فیروزالدین۔** خدیجہ بیگم نام۔ حافظ فیروزالدین مرحوم ملتان کے والد۔ سابق سرحدی صوبہ میں ایک ذمہ دار عہدہ پر مامور تھے۔ محترمہ خدیجہ بیگم ایم۔ اے ایم۔ او۔ ایل اور ڈی لٹ۔ میں سابق مغربی پنجاب

کے محکمۂ تعلیم کی پراونشل سروس میں تھیں کئی برس تک گورنمنٹ کالج برائے خواتین امرتسر کی پرنسپل رہی ہیں۔ لڑکیوں کی تعلیم و تربیت اور اسلامی زندگی کی ترویج میں بڑی دلچسپی لیتی رہی ہیں۔ مسلم خواتین کے تمدن کی اصلاح ان کا خاص مطمح نظر ہے۔ پردے کی سخت پابند ہیں۔ اور نیشنل کانفرنس لاہور منعقدہ ۱۹۵۵ء میں خطبہ استقبالیہ دیا۔ اور نہ صرف سر سے پاؤں تک پردے میں تھیں بلکہ ہاتھوں پر بھی پردے کی خاطر دستانے پہنے ہوئے تھیں۔ ان کے اصلاحی مضامین اکثر رسالوں اور انگریزی اور اردو اخبارات میں شائع ہوتے ہیں۔

**خدیجہ مستور** ۔ خدیجہ مستور کا شمار اردو کے صفِ اوّل کے افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے۔ لکھنؤ میں پیدا ہوئیں۔ وہیں تعلیم پائی۔ کچھ عرصہ بمبئی میں قیام رہا۔ تقسیم کے بعد لاہور آ گئیں۔ افسانوں کے تین مجموعے "کھیل"، "بوچھار" اور "چند روز اور" کے نام سے چھپ چکے ہیں۔

آپ رسالہ "سنگ میل" اور "رودِ ادب" کے علاوہ ادارت میں بھی شامل رہی ہیں۔

طنزیہ اور ہجو آمیز مضامین لکھنے میں بھی انہیں کافی ملکہ حاصل ہے۔

**خدیو** ۔ (Khadiv) مصر کے حکمران اعلیٰ کا لقب تھا۔ مصر پہلے اسلامی ترک سلطنت کا ایک صوبہ تھا اور اس کے حاکم یا والی مرکزی ترکی حکومت سے مقرر ہو کر آیا کرتے تھے۔ ان کو "خدیو مصر" کہتے تھے۔ مدتوں یہ سلسلہ جاری رہا لیکن جب اسمٰعیل پاشا نے سلطان ترکی سے مصر کی صوبہ داری کے موروثی حق کو تسلیم کرا لیا تو یہ لفظ بادشاہ مصر کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔ سلطنت ترکیہ کے انتشار پر ۱۹۱۹ء میں انگریزوں نے پان اسلام ازم (Pan Islamism) کے خدشے سے نجات حاصل کی۔ اور اس سلطنت کے حصے بخرے کر کے ہر حصے پر اپنا ایک پٹھو بٹھا دیا۔ چنانچہ مصر پر بھی ایک شخص کو شاہ فواد کا لقب دے کر مسند نشین کر دیا۔ یہ مداخلت مصریوں کے دلوں میں خار کی طرح کھٹکتی رہی چنانچہ انہوں نے ۱۹۵۲ء میں شاہ فواد کے بیٹے شاہ فاروق کو ملک بدر کر کے اپنی آزاد حکومت قائم کر لی۔ جس کے صدر سابق فوجی کرنل جمال عبدالناصر ہیں۔ اور جمہوریہ مصر کامیابی کے ساتھ چل رہی ہے۔ خدیو مصر سے پہلے مصری حکمرانوں کے القاب مختلف ہوتے تھے۔

**خذلان** ۔ یعنی راہ میں یا درمیان میں چھوڑ دینا، مدد نہ کرنا وغیرہ۔ مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے۔ اور عقیدہ قدر سے متعلق ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ انسان مجبور محض ہے۔ اور وہی کرتا ہے جو خدا اس سے کراتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں دوسرا گروہ کہتا ہے کہ انسان کو اختیار حاصل ہے کہ وہ خواہ نیکی کا راستہ اختیار کرے یا بدی کا۔

یہ بحث دراصل سورۃ آلِ عمران کی اس آیۃ سے شروع ہوتی ہے کہ اگر خدا تم کو چھوڑ دے تو اس کے بعد تمہاری کون مدد کرے گا؟ اس لئے مومنوں کو ہمیشہ خدا پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ اس سے امام رازیؒ نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مومن خدا کی مدد ہی سے مومن بنتا ہے۔ اسی طرح فاسق بھی خدا کے حکم سے فسق اور برائی کا راستہ اختیار کرتا ہے۔ جب اللہ کسی کی مدد کرتا ہے تو شعور اور تمیز غالب آ جاتی ہے اور آدمی نیک کام کرنے لگ جاتا ہے۔ لیکن اگر اللہ کسی کو چھوڑ دیتا ہے تو پھر حرص و ہوا کا غلبہ ہو جاتا ہے اور اس سے گمراہی (ضلال) اور فسق پیدا ہوتا ہے۔ ابن حزم کے نزدیک خذلان اسی لئے ہدایت اور توفیق کی ضد ہے۔

**خراسان** ۔ گذشتہ دور میں ایران کا نہایت وسیع اور اہم صوبہ رہا ہے۔ خراسان میں پہلے وہ تمام علاقہ شامل تھا جو اب شمال مغربی افغانستان ہے۔ مشرق میں پہلے یہ صوبہ بدخشاں تک جاتا تھا۔ اور اس کی شمالی سرحد دریائے جیحوں اور خوارزم تھے۔ نیشاپور، مرو، ہرات اور بلخ خراسان کے دارالحکومت رہے ہیں۔ اب خراسان کا صدر مقام مشہد ہے۔ اور مشرقی خراسان مع شہر ہرات افغانستان کی

حدود میں شامل ہے۔ سنہ [illegible]ھ میں اسلام کے مشہور جرنیل قتیبہ بن مسلم نے خراسان کو ہمیشہ کے لئے اسلامی حکومت میں داخل کر لیا۔ بعد کی اسلامی تاریخ میں خراسان کو بڑی اہمیت حاصل رہی ہے خصوصاً بنو عباسیہ کے زوال میں خراسانیوں کا بڑا ہاتھ تھا۔ خراسان بہت مدت تک مختلف انقلابوں اور فتنوں کا گہوارہ بنا رہا ہے۔ خراسان کے شمال میں پہاڑ ہیں یا کوہ البرز کی وادیوں میں اناج، تمباکو اور ادویات کے لئے جڑی بوٹیاں بوئی جاتی ہیں۔ یہاں سونے اور چاندی کی کانیں بھی ہیں۔ موجودہ خراسان کا رقبہ ۱۲۴،۹۹۹ مربع میل ہے اور آبادی تقریباً بیس لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔

## خراش ( Abrasions )

جلد پر رگڑ لگنے، جلد کا چھل جانا۔ طب کی اصطلاح میں معمولی خراش کو "خدش" کہتے ہیں اور اگر پورا چمڑا اُدھڑ جائے تو "سلخ" کہتے ہیں۔ خراش کی صورت میں اگر کسی متعدی بیماری کا اندیشہ نہ ہو تو اس کا علاج آسانی سے ہو سکتا ہے۔ صابون اور پانی سے دھونے کے بعد اس پر کوئی مانع عفونت Antiseptic دوا لگا دیں اور صاف پٹی باندھ دیں تو آرام آجاتا ہے۔

## خردہ فروش ( Retailer )

وہ دکاندار جو براہ راست اشیاء، جنس یا پیداوار کو عوام کے ہاتھ فروخت کرتے ہیں۔ خردہ فروش پیداوار ( Production ) کے سلسلہ کی آخری کڑی ہوتا ہے۔ یہ سلسلہ کچا مال پیدا کرنے والے سے شروع ہو کر یہاں ختم ہوتا ہے۔ خردہ فروش کو اپنے تجربہ کی بنا پر علم ہوتا ہے کہ بستی والوں کو کس قسم کا مال درکار ہے۔ چنانچہ اس کی اطلاعات سے فائدہ اٹھا کر صنعتی اور بڑے بیوپاری مال فراہم کرتے ہیں۔

## خرطوم ( Khartum )

سوڈان کا دارالحکومت قاہرہ سے ۱۱۰۰ میل جنوب میں دریائے نیل کے مغربی کنارے پر واقع ہے۔ قدیم زمانہ میں غلاموں کی تجارت کا خاص مرکز تھا۔ ۱۸۸۵ء میں محمد بن مہدی سوڈانی نے خرطوم کا محاصرہ کر کے جنرل گارڈن کو فیصلہ کن شکست دی۔ ۱۸۹۸ء میں لارڈ کچنر نے دوبارہ خرطوم پر انگریزی اور مصری پرچم لہرایا۔ خرطوم، سوڈان کا تعلیمی اور تجارتی مرکز ہے۔ آبادی ۵،۱۰۰۰ کے قریب ہے۔

## خرقہ

اُونی کپڑے کے ٹکڑوں کا جُبّہ۔ خرقہ عموماً نیلے یا سیاہ رنگ کا ہوتا ہے۔ خرقہ تصوف کی اصطلاح میں ایک ظاہری علامت ہے جس سے فقر اور درویشی کا اظہار ہوتا ہے۔ اکثر صوفیائے کرام نے اس قسم کا لباس پہننے سے گریز کیا ہے۔ ان کے نزدیک خرقہ پوشی اگر رضائے الٰہی کے لئے ہے تو بے فائدہ ہے۔ کیونکہ خدا باطن کا حال بہتر جانتا ہے۔ اور اگر یہ انسانوں کو دکھانے کے لئے ہے تو بھی مہمل ہے۔ اگر درویش کا موقف تلاش حق ہے۔ تو اسے ظاہری خرقہ کی ضرورت نہیں بقول علی ہجویری (داتا گنج بخش) ظاہری لباس باطن کی حرارت صوفی کو بناتی ہے۔ اس نظریہ کے باوجود خرقہ پوشی کی رسم عموماً اختیار کی گئی ہے۔

خرقہ صوفی کو تین برس کی ریاضت اور مجاہدے کے بعد ملتا ہے۔ جو مرید اپنے شیخ یا پیر کی خدمت میں حاضر رہ کر انجام دیتا ہے۔ اس مدت کے گزرنے کے بعد خرقہ پوشی کی رسم ادا کی جاتی ہے۔ خرقہ دو قسم کا ہوتا ہے "خرقۃ الارادہ" اور "خرقۃ التبرک"۔ پہلی قسم کا خرقہ افضل سمجھا جاتا ہے۔ عام زبان میں خرقہ کو "گودڑی" کہتے ہیں۔ گودڑی پوش درویش شہروں اور دیہات میں عام طور پر دیکھے جاتے رہیں۔

## خرگوش

لفظی معنی ہیں گدھے کے سے لمبے کانوں والا۔ یہ جانور یورپ اور ایشیا میں ہر جگہ عام ہے۔ اس میں خصوصیت یہ ہے کہ اس کے چار سامنے کے دانت جو اوپر کے جبڑے میں ہوتے ہیں۔ ایک قطار میں نہیں ہوتے بلکہ ایک جوڑی دانتوں کی دوسری جوڑی کے پیچھے ہوتی ہے۔ کان لمبے ہوتے ہیں۔ دُم چھوٹی سی لیکن پچھے دار اور اوپر کا ہونٹ چرا ہوا ہوتا ہے۔ مختلف رنگوں کا ہوتا ہے۔ خاکی، سفید، ابلق، سیاہ، سرخ، لیکن سفید عام طور پر پایا جاتا ہے۔ یہ جانور دوڑنے میں بہت تیز ہے۔ اور بچ نکلنے میں چالاک ہے۔ اس لئے اس کا شکار مشکل سے ہوتا ہے۔ تازی کتے اس کے پیچھے چھوڑے جاتے ہیں۔ عوام کہتے ہیں کہ یہ جب تو اگر دریا کا لفظ سن لے تو دوڑ نہیں سکتا۔ چنانچہ شکاری

لوگ یہی لفظ استعمال کرتے ہیں۔

یہ جانور جھاڑیوں میں گھاس پھوس کا گھر بنا کر رہتا ہے۔ اس کی اگلی ٹانگیں بالکل چھوٹی ہوتی ہیں۔ اس لئے پھدک پھدک کر دوڑتا ہے۔ جگالی کرتا ہے لیکن اس کے کھر پھٹے ہوئے نہیں ہوتے۔ مسلمان اس کا گوشت کھا لیتے ہیں۔ لیکن یہودی نہیں کھاتے کیونکہ ان کے ہاں صرف ان جانوروں کا گوشت کھانا جائز ہے جو جگالی کرتے ہوں اور جن کے کھر پھٹے ہوئے ہوں۔ سور کے کھر پھٹے ہوتے ہیں لیکن وہ جگالی نہیں کرتا۔ خرگوش جگالی کرتا ہے۔ لیکن اس کے کھر پھٹے نہیں ہوتے۔ اس لئے ان کے ہاں دونوں حرام ہیں۔ خرگوش پالے بھی جاتے ہیں۔ لیکن یہ زمین کھود کر بلوں میں رہنا پسند کرتے ہیں۔ اور ڈربوں کو ناپسند کرتے ہیں۔

## خروشیف، نکیتا (Nikita Khrushchev)

۱۸۹۴ء میں یوکرین کے سرحدی علاقے میں ایک مزدور خاندان میں پیدا ہوئے۔ والد ایک کان میں کام کرتے تھے۔ ابتدائی زندگی میں مسٹر خروشیف نے مویشی چرائے۔ اس کے بعد یوکرین کی ایک فیکٹری میں معمولی لوہار کے طور پر کام کرتے رہے۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران میں روسی فوج میں بھرتی ہوئے اور جنگ کے آخری زمانے میں کمیونسٹ پارٹی میں شامل ہو گئے۔ انقلاب کے وقت انہوں نے سرخ فوج کے ساتھ زار کے خلاف جنگوں میں حصہ لیا۔ ۱۹۲۱ء میں پھر یوکرین گئے اور لوہے کی کانوں میں کام کرنے لگے ساتھ ہی انہوں نے ہائی سکول میں داخلہ بھی لے لیا۔ ۱۹۲۹ء سے ۱۹۳۱ء تک انہوں نے ماسکو کی صنعتی اکاڈمی میں تعلیم پائی۔ بعد ازاں ماسکو کی ضلع کمیونسٹ پارٹی کے سیکرٹری مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۵ء میں ماسکو کی علاقائی کمیٹی کے فرسٹ سیکرٹری ہو گئے۔ اس کمیٹی کے سپرد اس علاقے کی صنعتی ترقی اور ماسکو کی زیر زمین ریل کی تعمیر کا کام تھا۔ اس سلسلے میں انہیں آرڈر آف لینن کا اعزاز دیا گیا۔

۱۹۲۷ء میں وہ سپریم سوویٹ کے ممبر منتخب ہوئے، اور ۱۹۳۸ء میں یوکرین کی کمیونسٹ پارٹی کے فرسٹ سیکرٹری مقرر کئے گئے۔ ۱۹۴۱ء میں جب نازی جرمنی نے روس پر حملہ کیا تو مسٹر خروشیف نے یوکرین میں گوریلا دستوں کو منظم کیا۔ اور جرمن فوجوں کو بھاری نقصان پہنچایا۔ ۱۹۴۹ء میں روس میں زرعی کام کی نگرانی کا کام سنبھالا۔ ۱۹۵۳ء میں مارشل اسٹالن کی وفات کے بعد وہ کمیونسٹ پارٹی کے فرسٹ سیکرٹری منتخب ہوئے۔ اور مارچ ۱۹۵۸ء میں مارشل بلگانن کے مستعفی ہونے کے بعد وزیر اعظم کے عہدے پر فائز ہوئے۔

**خزاعہ۔** قدیم عرب (زمانہ قبل از اسلام) کے ایک نامور قبیلے کا نام ہے۔ کعبے پر پہلے یہ لوگ قابض تھے۔ کعبہ کے سب سے پہلے بانی حضرت آدمؑ تھے۔ طوفان نوح کے بعد اس کی دوبارہ تعمیر حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے کی۔ بنو جرہم کے زمانہ تک کعبہ کی پاسبانی حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں رہی اور بنو جرہم کے بعد بنو خزاعہ جنہوں نے کعبہ میں بت پرستی کی ابتدا کی۔ اس پر قابض ہوئے۔ بنو خزاعہ کے بعد قریش کعبے کے متولی بنے۔ جنہوں نے حضرت اسماعیلؑ کے مسلک کو جاری رکھا۔ دوران تعمیر میں حضرت اسماعیلؑ نے حضرت جبرائیل سے حجر اسود حاصل کیا۔ جو عمارت کے جنوب مشرقی گوشے میں آج تک نصب ہے اور زیارت حج میں شامل ہے۔

**خزاں۔** جہاں تک ہند و پاکستان کا تعلق ہے۔ سال میں چار موسم ہوتے ہیں۔ اوّل بہار جو ۱۵ فروری سے ۱۵ مئی تک رہتی ہے۔ گرما جو ۱۶ مئی سے ۱۵ جولائی تک رہتا ہے۔ برسات جو ۱۶ جولائی سے ۱۵ ستمبر تک رہتی ہے۔ اور خزاں یا سرما جو ۱۵ ستمبر سے ۱۴ فروری تک رہتا ہے۔ مگر مذکورہ بالا تاریخیں کوئی قطعی اور

حتمی نہیں ہیں۔ خاص حالات کے باعث یہ موسم آگے پیچھے ہوتے رہتے ہیں۔

موسموں کی بنیاد زمین کی حرکت کے باعث ہے جو سورج کے گرد ایک نیم بیضوی مدار پر حرکت کرتی ہے۔ جب زمین کا وہ حصہ جس میں ہم رہتے ہیں۔ سورج کے قریب تر ہوتا ہے تو ہم گرمی محسوس کرتے ہیں۔ اور جب دور چلا جاتا ہے۔ تو ہم سردی محسوس کرتے ہیں۔ اور ان کے درمیان ملا جلا موسم ہوتا ہے۔ دراصل موسم دو ہی ہیں۔ سردی اور گرمی۔ انتہائی گرمی میں پانی بخارات بن کر اوپر اٹھتا ہے اور پھر سرد ہو کر نیچے گرتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ برسات کا موسم آ گیا یعنی برسات گرمی ہی کا حصہ ہے۔ اسی طرح انتہائی سردی سے درختوں کے پتے گل سڑ کر نیچے گر پڑتے ہیں۔ اور ہم کہتے ہیں کہ خزاں آ گئی۔ جو دراصل انتہائی سردی ہے۔ اور سردی ہی کے موسم کا حصہ ہے۔

ان موسموں کو انسانی زندگی سے بھی تشبیہ دی جاتی ہے۔ بہار اور خزاں کی تشبیہ فارسی شاعری میں اکثر باندھی جاتی ہے۔ اور اردو میں بھی تقریباً یہی حال ہے۔ ہندی اور ہندوستانی میں بہار کی جگہ برسات کے رنگین اور شاداب موسم کو زیادہ سراہا جاتا ہے وجہ یہ ہے کہ ایران میں بہار کے موسم میں برف پگھلنی شروع ہوتی ہے اور روئیدگی پھوٹتی ہے۔ اور سرسبزی اور تر و تازگی پھیلتی ہے۔ چونکہ پاک و ہند برفانی ملک نہیں اس لئے ان میں بہار کی کیفیت موسم برسات میں پیدا ہوتی ہے جو ایران میں نہیں ہوتا۔ اس لئے ہندی شاعری میں خصوصاً اور اردو میں عموماً بہار کی جگہ برسات کی زیادہ تعریف کی جاتی ہے۔ خزاں ایک بے رونق موسم شمار ہوتا ہے جو بہار کی ضد ہے (نیز دیکھو پت جھڑ)

**خراج** ۔ قدیم ایرانی اور رومی سلطنت میں قاعدہ تھا کہ مفتوحہ علاقہ کے لوگوں سے سالانہ ایک معینہ رقم وصول کی جاتی تھی جس کو "خراج" کہتے تھے۔ مسلمانوں نے جب دوسرے ممالک کو فتح کیا تو انہوں نے بھی مفتوحہ ملک کے غیر مسلم لوگوں سے یہ محصول لینا شروع کر دیا۔ لیکن اس میں اتنی تبدیلی کر دی گئی کہ جن غیر مسلموں کو بدستور اپنی مزروعہ زمینوں پر قابض رہنے دیا جاتا۔ انہی سے یہ ٹیکس وصول کیا جاتا تھا۔ جو عام طور پر جنس کی شکل میں ہوتا تھا۔ ابتدائی دور میں اس قسم کی بھی مثالیں موجود ہیں۔ کہ یہ مزارع مسلمان ہو گئے لیکن ان پر ٹیکس بھی بدستور قائم رہا۔ عباسیوں کے دور تک یہی کیفیت رہی لیکن بعد میں ان نومسلموں نے یہ کہہ کر خراج دینا بند کر دیا کہ چونکہ ہم "عشر" ادا کرتے ہیں۔ اس لئے خراج کی مزید رقم عائد نہیں ہونی چاہیئے۔

یہ ٹیکس بعض اوقات گاؤں یا شہر اور بسا اوقات تمام ضلع پر لگایا جاتا تھا۔ مسلمانوں نے جنس کی بجائے نقدی کی صورت میں بھی وصول کرنا شروع کر دیا تھا۔

"خراج" عام اصطلاح میں سرکاری مالیہ یا لگان کو بھی کہتے ہیں۔ جو اراضی مملوکہ پر عائد ہوتا ہے۔ اور جس کا اندراج کاغذات مال میں ہوتا ہے۔

**خزرج** ۔ مدینے کا ایک مشہور قبیلہ جو قبیلہ اوس کا مدمقابل تھا۔ مدینہ کی ہجرت سے چند سال پیشتر یوم بعاث کی جنگ ان ہر دو قبائل کے مابین واقع ہوئی۔ ان ہر دو قبائل کی اصل یمن سے تھی۔ قبیلہ خزرج کے لوگ شروع سے حضورؐ کی تعلیم میں دلچسپی لینے لگے اور ان کا ایک وفد عکاظ کے مقام پر آپ کا دینی اور الہامی پیغام سننے کی خاطر حاضر ہوا۔

سپین میں خاندان بنو نصر (۱۲۳۲ء تا ۱۴۹۲ء) کا بانی محمد بن یوسف ابن نصر تھا۔ جو بالعموم "ابن الاحمر" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ لوگ اپنے آپ کو مدینہ کے ممتاز قبیلہ خزرج کی اولاد مانتے تھے اور اس سے اپنا سلسلۂ نسب منسلک کرتے تھے۔

**خزیمہؓ بن ثابت انصاری** ۔ نام خزیمہ، کنیت ابو عمارہ لقب ذوالشہادتین، خاندان ساعدہ قبیلہ خزرج۔ ہجرت سے پیشتر مسلمان ہوئے اور تمام غزوات میں شرکت کی۔ جنگ جمل میں جب شامی افواج نے حضرت عمار بن یاسرؓ کو شہید کیا تو آپ تلوار اٹھا کر یہ کہتے ہوئے ان کے خلاف برسر پیکار ہو گئے۔ کہ میں نے رسول اللہؐ سے سنا تھا کہ عمارؓ کو باغی گروہ قتل کرے گا" اور لڑتے ہوئے شہید ہو گئے (۳۷ھ)

آنحضرتؐ نے ایک بدو سے گھوڑا خریدا ابھی آپ نے دام ادا نہیں کئے تھے۔ کہ بدو نے کسی اور سے زیادہ قیمت طے کر لی اور رسول اللہؐ کے مطالبہ پر اس

نے جواب دیا کہ میں نے گھوڑا آپ کے ہاتھ نہیں بیچا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میں تم سے خرید چکا ہوں جس پر اس بدو نے کہا کہ گواہ لائیے۔ اس پر اور سب مسلمان تو خاموش رہے لیکن خزیمہؓ نے بڑھ کر کہا کہ میں گواہ ہوں کہ تم نے رسول اللہؐ کے ہاتھ گھوڑا فروخت کیا ہے۔ چونکہ سودا کرتے وقت خزیمہؓ وہاں موجود نہ تھے اس لئے رسول اللہؐ نے ان سے پوچھا کہ تم کس طرح گواہی دیتے ہو؟ آپؐ نے فرمایا میں آپ کی بات کی تصدیق کرتا ہوں۔ اس پر آپ نے خوش ہو کر خزیمہؓ کو "ذوالشہادتین" کا لقب دیا یعنی ان کی شہادت دو آدمیوں کی شہادت کے برابر کر دی۔

جوش ایمان اور محبت رسولؐ آپ کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ ہر وقت رسول اللہؐ کی صحبت میں رہنے کی کوشش کرتے تھے۔ اور آپ کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ کو ہمیشہ یاد رکھتے تھے۔ آپ نے رسول اللہؐ کی ۳۸ احادیث بیان کی ہیں جو کتب احادیث میں موجود ہیں۔

آپ ایک بلند پایہ صحابی تھے۔ اور انصار میں بڑی عزت اور مرتبہ کے مالک تھے۔

## خسرو، امیر (دیکھو امیر خسرو)

## خسرو پرویز

خسرو پرویز۔ ساسانی سلطنت کا تیئسواں تاجدار (۵۹۰ء سے ۶۲۸ء) تک تخت ایران پر متمکن رہا۔ خسرو پرویز نے رومیوں کو بہت سی لڑائیوں میں شکست دے کر ایشیائے کوچک، شام اور فلسطین کے اکثر شہروں کو تباہ کر ڈالا۔ اس عظمت اور کامرانی کے دوران میں جب آنحضرت صلعم کی طرف سے خسرو پرویز کو دعوت اسلام پہنچی تو اس نے آپ کا دعوت نامہ چاک کر دیا اور حضورؐ کی شان میں نازیبا کلمات کہے۔ رومی شہنشاہ ہرقل نے سابقہ شکستوں کا انتقام لینے کے لئے ساسانی مملکت پر حملہ کیا تو ایرانیوں کو ہزیمت کا منہ دیکھنا پڑا۔ اس پر وہاں پر خسرو پرویز ۶۲۸ء میں اپنے چھوٹے بیٹے کے حق میں تخت و تاج سے دست بردار ہو گیا۔ اور اسی سال اپنے بڑے بیٹے کے ہاتھوں قتل ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ خسرو پرویز ساسانی بادشاہوں میں عیش و عشرت کا سب سے زیادہ دلدادہ تھا۔

## خسرہ (Measles)

بیماری جو عام طور پر چھوٹے بچوں کو ہوتی ہے۔ لیکن بڑے بھی اس سے محفوظ نہیں۔ جب اس مرض کی چھوت لگ جائے تو اس کے دس یا پندرہ دن بعد مریض کو بخار شروع ہو جاتا ہے۔ مریض کو تین ہفتے کے لئے الگ تھلگ کر دینا چاہیئے یا کم از کم اس وقت تک کے لئے جبکہ سرخ دانے اوپر سے غائب ہو جائیں۔

**علامات**:۔ زکام جس کے ساتھ حرارت ہو۔ ناک اور آنکھیں بہتی ہوں۔ چھینکیں آتی ہوں بعد ازاں چہرے اور کندھوں پر ابھرے ہوئے دانے وغیرہ۔

**علاج**:۔ بستر پر لٹا دینا چاہیئے۔ سردی سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔ کیونکہ ٹھنڈ لگ جانے سے بہت ہی خراب نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ خسرہ کا علاج کرتے وقت کمرے کی کھڑکیاں کھلی رکھنا غلطی ہے دیر تک کھلا رکھنا تو کافی ہے۔ کمرے کی ہوا کو خوب رکھنا چاہیئے۔ خسرہ میں پھیپھڑوں کی نالی میں نمونیا کا بھی خطرہ ہے۔ اگر ہوا گرم اور مرطوب ہو تو خطرہ بہت کم ہوتا ہے۔ بیماری دور ہو جانے کے بعد بھی مریض کو ہلکی اور زود ہضم غذا دینی چاہیئے۔ خسرہ ایک ایسی بیماری ہے کہ جس میں بد خوری زیادہ ہوتی ہے۔ ابھی تک اسی مرض کے دفعیہ کے لئے چیچک کی طرح کا کوئی ٹیکہ ایجاد نہیں ہو سکا لیکن سائنس دان تحقیقات میں مصروف ہیں اور امید ہے کہ مستقبل قریب ہی میں وہ کوئی ٹیکہ ایجاد کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے

## خسرہ جرمنی (دیکھو جرمنی خسرہ)

## خسوف (دیکھو سورج گرہن)

## خضاب - (Dyes)

بالوں پر خضاب لگانا کوئی اچھا یا معقول فعل نہیں ہے۔ طبی نقطۂ نظر سے اس کے کیمیاوی اجزاء بالوں کو جلاتے یا انہیں کمزور کر دیتے ہیں خصوصاً ایسے خضاب جن میں پائیروگیلک ایسڈ (Pyrogallic Acid) اور پوٹاشیم پرمینگنیٹ (Potassium Permanganate) شامل ہوں۔ بالوں کی سفیدی روکنے کے لئے ایک بے ضرر نسخہ یہ ہے کہ تیز کالی چائے کا پانی اور اتنی ہی مقدار میں

الکحل سے لی جائے۔ اس کے اندر ایک مٹھی بھر پسا ہوا نمک ملا کر استعمال کیا جائے۔ اس سے بالوں کی قبل از وقت سفیدی رک جاتی ہے۔ اور بالوں کی خوب نشوونما ہوتی ہے۔

## خضر، بحیرہ (دیکھو بحیرۂ خضر)

**خضر علیہ السلام** :- مشہور پیغمبر خواجہ خضر بھی کہلاتے ہیں۔ قرآن پاک میں ان کا تذکرہ اس طرح ہے کہ حضرت موسیٰؑ مجمع البحرین کو جا رہے تھے کہ راستہ میں ان کی ملاقات حضرت خضرؑ سے ہوئی اور یہ دونوں ساتھ ہو گئے۔ ایک جگہ انہوں نے ایک کشتی میں سوراخ کر دیا۔ دوسری جگہ ایک لڑکے کو ہلاک کر دیا۔ حضرت موسیٰؑ بار بار ان کی وجوہ دریافت کرتے تھے۔ جن کو انہوں نے بیان تو کر دیا لیکن ان سے الگ ہو گئے۔

ایک دوسرا قصہ جو ان کے متعلق مشہور عام ہے۔ ان کا سکندر کے ساتھ سفر کرنا ہے۔ جس میں یہ دونوں آب حیات کی تلاش میں روانہ ہوتے ہیں۔ سکندر ایک گھاٹی میں راہ بھول کر رہ جاتا ہے اور خضرؑ چشمۂ آب حیات کا پانی پی لیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ قیامت تک زندہ رہیں گے۔ ان کا کام دنیا میں سمندر اور دریاؤں پر لوگوں کی مدد کرنا ہے۔ ان کے اصل نام، صحیح زمانے اور خاندان کا کچھ حال معلوم نہیں بعض لوگ ان کو پیغمبر بھی نہیں مانتے کیونکہ اس امر کا بھی پتہ نہیں چلتا کہ انہوں نے کسی قوم کو ہدایت کی ہو۔

**خط** :- خط، لکیر کو بھی کہتے ہیں۔ اصطلاحاً کسی کا طریق تحریر یا طرز نوشت۔ خط کسی زبان میں ہو سکتا ہے۔ ہمارے یہاں انگریزی اور اردو زیادہ مروج ہیں۔

اچھے خط کی خاطر مشق آغاز ہی میں ہونی چاہیئے اور جتنا لکھا جائے اتنا خط اچھا ہوتا ہے کسی نے کہا ہے ؎

گر تو مے خواہی کہ باشی خوش نویس
مے نویس و مے نویس و مے نویس

انگریزی اردو میں ٹائپ بھی موجود ہے۔ مگر جہاں ہاتھ سے لکھنا ہو، وہاں ٹائپ کا سوال پیدا نہیں ہوتا ذاتی خطوط لوگ اپنے ہاتھ سے تحریر کرتے ہیں اور انہیں ٹائپ کرانا مناسب نہیں سمجھا جاتا۔

دستاویزوں کی تحریر یا تصدیق یا تثبیت کا مسئلہ پیدا ہو جائے تو تحریر کو جانچنے اور تحریر کی تصدیق کرنے اور یقین کی تحریر یا دستخط کو پرکھنے کے لئے "ہینڈ رائٹنگ ایکسپرٹ" (Hand-writing Expert) ماہرین خط ہوتے ہیں۔ سرکاری بھی ہوتے ہیں غیر سرکاری بھی ہوتے ہیں۔ انہیں اپنے فن میں کمال حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ بڑی تحقیق و تلاش کے ساتھ اس امر کا پتہ چلا لیتے ہیں کہ آیا کسی کے دستخط ہیں یا کہ نہیں ہیں۔

خط کی ابتداء پہلے تصویروں سے ہوئی اور رفتہ رفتہ ان کی جگہ حروف تہجی نے لے لی اور آجکل کی نوشت تحریر کی شکل پیدا ہوئی۔

## خط استواء (Equator) یعنی

وسطی خط یہ وہ فرضی خط ہے جو کرۂ زمین کے عین وسط میں قطبین سے برابر فاصلے پر شرقاً غرباً کھینچا گیا ہے۔ اور کرۂ زمین کو دو برابر حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ اس خط سے ہر ایک قطب ۹۰ درجے پر واقع ہے۔ اس خط سے ۲۳½ درجے شمال کی طرف ایک خط اس کے متوازی کھینچا گیا ہے۔ جس کو "خط سرطان" کہتے ہیں۔ ایسے ہی ۲۳½ درجے پر جنوب متوازی خط کو "خط جدی" کہتے ہیں۔ سورج اپنی ظاہری گردش میں ان خطوط سے کبھی پار نہیں جاتا۔ بلکہ ان ہی خطوط کے بین بین رہتا ہے۔ اس لئے ان ہر دو خطوط کے درمیان ہمیشہ سخت گرمی رہتی ہے۔ اور اس درمیانی خطے کو "منطقہ حارہ" یعنی گرم خطہ کہتے ہیں۔ چونکہ یہ خطہ گرم ہوتا ہے اس لئے تجارتی ہوائیں تمام تر خط استوا کی طرف ہی چلتی ہیں۔

## خطبہ (Sermon) بمعنی تقریر،

لوگوں سے خطاب کرنا۔ اسلام نے خطبہ کو بہت اہمیت دی ہے کیونکہ اسی کے ذریعہ سے امام یا مذہبی رہنما اپنے خیالات کا اظہار عام لوگوں کے سامنے کر سکتا ہے۔ جمعہ اور عیدین کی نماز کے علاوہ حج کے موقع پر بھی خطبہ دیا جاتا ہے۔ ان موقعوں پر مسلمانوں کے اجتماع سے فائدہ اٹھا کر مختلف قسم کی ہدایات دی جاتی ہیں۔ اور یہی دراصل اس کی غرض و غایت تھی۔ حضور علیہ ک

کے موقع پر بالخصوص فوج اکٹھی کرنے کا حکم دیتے۔ یا کسی بات کی تاکید و تنبیہ فرماتے تھے۔ اسی طرح خلفائے راشدین اور دوسرے بزرگ حاضرین کو فرائض کی ادائیگی اور ایسی باتوں سے روکنے کے واسطے جو من حیث العموم مضر یا مخرب الاخلاق ہوں، اس موقع سے کام لیتے تھے۔ یہ سب اس وقت تک تھا جب لوگوں کی مادری زبان عربی تھی۔ لیکن موجودہ صورت میں جب کہ صرف عربی عبارات اس طرح پڑھ دی جاتی ہے کہ مقتدیوں کو اس کا مفہوم نہیں معلوم ہوتا۔ اس کی افادیت ختم ہو گئی ہے اور اسی واسطے لوگ خطبہ جی لگا کر سنتے بھی نہیں۔ لہٰذا عربی خطبے کی تشریح، سامعین کی زبان میں ضروری ہے۔

**خطبۂ جمعہ**۔ جمعہ کی نماز اور پنج وقتہ نماز میں بڑا فرق یہ ہے کہ اوّل الذکر میں نماز سے قبل خطبہ ہوتا ہے۔ جب تمام لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔ تو امام منبر پر بیٹھتا ہے اور موذن سامنے کھڑے ہو کر اذان کہتا ہے۔ اس کے ختم ہونے پر امام منبر پر لوگوں کے سامنے منہ کر کے کھڑا ہوتا ہے اور خطبہ پڑھنا شروع کرتا ہے۔ شروع میں خدا کی تعریف اور قرآن پاک کی آیات ہوتی ہیں۔ اور پھر ضروری امور بتائے جاتے ہیں۔

خطبہ کے دو حصے ہوتے ہیں۔ پہلا حصہ ختم ہونے پر امام تھوڑی دیر کے لئے منبر پر بیٹھ جاتا ہے۔ پھر کھڑے ہو کر دوسرا خطبہ پڑھتا ہے۔ جس میں آنحضرت صلعم، اہل بیت اور صحابۂ کرام کی تعریف اور حاکم وقت کے واسطے دعا ہوتی ہے۔ ابتداً یہ خطبہ موقع اور وقت کے مطابق ہوا کرتا تھا۔ لیکن اب مختلف مہینوں اور تہواروں کے واسطے لکھے ہوئے عربی خطبے ہوتے ہیں۔ جو پڑھ دیئے جاتے ہیں۔

**خطِ تاریخ** Date Line

زمین اپنے محور پر ۲۴ گھنٹوں میں گردش مکمل کرتی ہے۔ گویا وہ ۳۶۰ درجوں کو ۲۴ گھنٹوں میں طے کرتی ہے۔ یعنی ایک درجے کے طے کرنے میں ۴ منٹ خرچ ہوتے ہیں۔ چونکہ زمین مغرب سے مشرق کی طرف چکر کاٹتی ہے۔ اس لئے مشرقی ممالک میں سورج پہلے نکلتا ہے۔ اور مغربی ممالک میں دیر سے چنانچہ جب گرین وچ (Greenwich) میں دن کے بارہ بجتے ہیں تو ڈھاکہ میں شام کے چھ بجے کا وقت ہوتا ہے کیوں کہ ڈھاکہ گرین وچ سے ۹۰ درجے مشرق میں واقع ہے۔ اسی طرح جو مقام گرین وچ سے ۹۰ درجے مغرب کو ہے وہاں صبح کے چھ بجے ہوں گے۔

پس جو مقامات گرین وچ سے مشرق کو ہیں۔ وہاں ہر درجے طول بلد کے بعد وقت ۴ منٹ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اور جو مقامات کہ اس مرکزی جگہ سے مغرب کو ہیں۔ ان میں ہر درجے طول بلد کے بعد ۴ منٹ گھٹتے چلے جاتے ہیں۔ اگر اسی طرح مشرق اور مغرب کو بڑھتے چلے جائیں تو ۱۸۰ درجہ طول بلد (یہ ایک ہی خط ہوگا۔ کیونکہ کل کرۂ زمین ایسے ۳۶۰ حصوں میں منقسم ہے) مشرق یا مغرب پر وقت پورے چوبیس گھنٹے بڑھ یا گھٹ جائے گا۔ اور اس جگہ ہماری تاریخ غلط ہو جائے گی چنانچہ اس خط پر پہنچ کر جہاز ران اپنی گھڑیاں ایک دن پیچھے یا آگے کر لیتے ہیں۔ تاکہ تاریخ کا حساب ٹھیک رہے۔ ۱۸۰ درجے کا خط طول بلد ہے۔ جس کو اسی وجہ سے خطِ تاریخ کہتے ہیں۔

**خطِ تصویری کی تحویل**۔ مصری تصویری خط تو ایک معمے کی صورت اختیار کئے رہا لیکن آخر کار ایک فاضل محقق شمپولین (Champollion) نامی نے تعلیمیہ ستون دریافت کئے جن کے اوپر ٹالیمیس (Ptolemaeus) اور کلیوپٹرا (قلوپطرہ) کے نام درج تھے۔ یہ نام ان یونانی حکمرانوں کی اپنی زبان یعنی یونانی میں درج تھے۔ ان ستونوں پر تصویری رسم الخط میں تحریریں بھی تھیں پس شمپولین نے یہ صحیح نتیجہ اخذ کیا کہ تصویری عبارت میں بھی کسی نہ کسی جگہ یہی نام ضرور آئے ہوں گے۔

دیگر محققین نے یہ پہلے ہی ثابت کر دکھایا تھا کہ اس قسم کے نیم بیضوی حلقوں میں شاہی نام لکھے ہوتے ہیں۔ پس اس نے نتیجہ نکالا کہ یہ وہ نام ٹالیمیس اور قلوپطرہ کے ہیں۔ یہ دونوں نام بھی نیچے کی شکل میں انگریزی اور اردو حروف میں اس طرح لکھے ہیں جس طرح یونانی میں بھے بائیں بیٹھنے کے نشانات کو ہم رومن ہندسوں سے نامزد کیا گیا ہے اور دائیں بیٹھنے کے نشانات کو انگریزی ہندسوں میں پہلا نشان جو بائیں خانے میں تعبیر کیا گیا ہے۔ وہ اگر ٹالیمیس کا پہلا حرف ہے۔ تو پ ہوگا۔ پس چونکہ کلیوپٹرا کا

نمبر ۵ ہند سرپ ہے۔ اس لیے یہ ایک ہونے چاہئیں۔ چنانچہ وہ ایسے ہی ہیں۔ لیکن ب اور د میں ۲ اور ۷ دونوں ٹ ہیں۔ لیکن ایک جیسے نہیں اس لئے فاضل محقق کو دقت محسوس ہوئی لیکن اس کو جلد معلوم ہوگیا کہ ٹ دو طرح لکھا جاتا ہے۔ دراصل شروع اور درمیان میں ٹ مختلف طرح کو لکھا جاتا ہے۔ اس کے بعد ب کے ۷ اور ۹ نشانات د کے ۴ اور ۲ سے ہوبہو مشابہ نکلے۔ پس یہ د اور ل ہوئے (ل شیر ببر) کی تصویر ہے۔ شاید مصری میں بھی اس کو لاتن (Lion) ہی کہتے ہوں۔ کیوں کہ یورپ میں تو یہ ہوتا ہی نہیں۔ حروف ۷ اور ۳ سے وہ بہت شش و پنج میں پڑ گیا۔ لیکن اس کو جلد ہی معلوم ہوگیا کہ مصری لوگ حرکاتی حروف کی پرواہ نہیں کرتے۔ بلکہ بعض دفعہ چھوڑ دیتے ہیں۔

اس سے فاضل محقق نے یہ نتیجہ نکالا کہ تصویری رسم الخط میں تصویریں الفاظ یا ان کے حصوں کی عکاسی نہیں کرتیں بلکہ اصوات یا حروف کی جگہ لیتی ہیں۔ خوش قسمتی سے ایک اور بھی بڑی تحریر ہاتھ لگی جس پر مسلسل عبارت یونانی اور مصری کتابی اور تحریری دونوں خطوں میں درج تھی۔ اس کے مطالعہ سے تمام مصری ابجد کا نظام ظاہر ہوگیا اور اس کی کتابی (تصویری) اور تحریری (لکیردار صورتیں) ہر دو واضح ہوگئیں جن کے نمونے دیئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کا ایک اور خط بھی تھا۔ جو مختصر نویسی میں استعمال ہوتا تھا۔ چنانچہ محققین نے اس کا بھی پتہ لگا لیا۔

ب د

Ptolemaios کلیوپیٹرا Kleopatra

کلیوپیٹرا ۱۰ ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱ ٹالمیوس 123456789

۱۔ کلیوپیٹرا کا ک ہے
3 کلیوں کی ی ہے۔
۶۔ اور ۹ دو جگہ آ ہے
۷۔ کلیوپیٹرا کی ٹ ہے
۵۔ کلیوپیٹرا کی ت ہے
۱۰۔ نشان تانیث

(۲ ۱ اور 5 دونوں طرف پ
۲ ٹالمی کی ٹ ہے۔
۳ اور ۸ دونوں میں و ہے۔
۴ اور ۶ دونوں طرف ل ہے۔
۵ ٹالمی کا م ہے
۷ ٹالمی کا ا ہے۔
۷ ٹالویسوس کا س ہے۔

تصویری خط کا کتابی نمونہ — اسی خط کا تحریری نمونہ

**خطِ شکستہ** ۔ خطِ شکستہ ٹوٹے پھوٹے حروف کو کہتے ہیں اور خطِ نستعلیق سیدھے سادے حروف کو۔ خطِ نسخ بھی خطِ شکستہ سے اپنی اصل ہیئت اور سادگی کی بدولت مختلف ہوتا ہے۔ جب آدمی نے لکھنا شروع کیا تو پھر آہستہ آہستہ یا جلد لکھنے کا سوال پیدا ہوا۔ قلت وقت کے باعث بعض وقت کسی تحریر کو جلد لکھنا پڑتا ہے اور اس جلدی میں طرزِ خط شکستہ شکل اختیار کر لیتی ہے۔ انگریزی خط میں شکستہ کا سوال کم پیدا ہوتا ہے۔ البتہ ایک شخص خوشخط ہوگا تو دوسرا بدخط ہو سکتا ہے۔ مگر اردو میں خطِ شکستہ کی محاورے اور مشق کی رو سے ایک خاص طرز بن چکی ہے۔

**خطِ غبار** ۔ جب حروف طرف نقطوں سے تحریر کئے جائیں اور کوئی باہم ملی ہوئی لکیر اس میں نہ ہو۔ تو اسے خطِ غبار کہتے ہیں۔ جیسے سامنے لکھا ہوا حرف

"خسرو"

خسرو

R

**خطِ گلزار۔** تحریر میں الفاظ کو جب پھولوں کی شکل میں لکھا جائے یا ان کو سادہ طریق میں لکھ کر ان کے اندر پھولوں کی طرح نقش و نگار بنائے جائیں۔ تو ایسے لکھنے کو خطِ گلزار کہتے ہیں۔ مثلاً ملاحظہ ہو سامنے کا انگریزی حرف آر "R"۔

**خطمی۔** عموماً "ط" سے لکھتے ہیں۔ ویسے "ت" سے بھی صحیح ہے۔ خبازی کی ہم جنس دوا ہے۔ جو جوشاندہ بنانے کے کام آتی ہے۔ خطمی خبازی اور خطمی وغیرہ کو بھگو رکھتے ہیں۔ اور جب ان کا اثر عام پانی میں آجائے تو پھر مرکب اور مخلوط کو خوب جوش دیتے ہیں۔ اسی لئے اس کا نام جوشاندہ پڑ گیا ہے۔ پھر ٹھنڈا کر کے اور چھان کر اس میں میٹھا ڈال کر پی جاتے ہیں۔ غلبہ صفرا، سوءِ ہضم اور ثقلِ معدہ کے لئے مفید ہے۔

**خطّے** (Regions) دنیا کو حرارت کے حالات کے مطابق پانچ بڑے حلقوں میں تقسیم کیا گیا ہے (۱) استوائی (۲) منطقہ حارہ (۳) گرم منطقہ معتدلہ (۴) سرد منطقہ معتدلہ۔ (۵) سخت سرد منطقہ معتدلہ

ان حلقوں کو سمندر سے دوری اور نزدیکی کے حساب سے مزید ۱۲ بڑے قدرتی خطوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(ا) گرم حلقہ (The Hot Belt) میں

(۱) استوائی خطہ (Equatorial Region)

(۲) سوڈان کا خطہ۔

(۳) گرم صحرا (Hot Desert) اور

(۴) موسمی ہواؤں کا خطہ۔ (The Monsoon Region) شامل ہیں۔

(ب) گرم منطقہ معتدلہ (The Warm Temp. Belt) میں

(۵) بحیرہ روم کا خطہ۔ (The Mediterranean Region)

(۶) سٹیپ کا خطہ۔ (The Steppes)

(۷) چین کا خطہ۔ (The China Type) شامل ہیں۔

(ج) سرد منطقہ معتدلہ (The Cool Temp. Belt) میں

(۸) شمال مغربی یورپ کا خطہ۔ (The North Western European Type)

(۹) سرد منطقہ معتدلہ کا بری آب و ہوا کا خطہ۔ (The Cool Temperature And Continental Region) اور

(۱۰) لارنس کا خطہ۔ (The Lawrencian Type) شامل ہیں

(د) سخت سرد منطقہ۔ (The Cold Temperature Belt.) میں

(۱۱) سخت سرد حلقہ یا جنگلات کا مخروطی حلقہ (The Cold Temperature or Coniferous Forest Belt. اور

(۱۲) ٹنڈرا (Tundras) شامل ہیں۔

**خطیب عبدالحمید۔** سعودی عرب کے ماہر امورِ خارجہ ہیں۔ ۱۸۹۵ء میں پیدا ہوئے مسجد الحرام مکہ میں تعلیم پائی۔

پاکستان میں سفیر رہ چکے ہیں۔ ان کے زمانۂ سفارت میں سعودی عرب اور پاکستان کے درمیان دوستانہ روابط زیادہ گہرے ہوئے

تصنیفات:۔ تفسیر قرآنِ پاک (عربی)، سیرتِ رسولِ پاک (عربی) جواہرِ اسلام (عربی، انگریزی)

**خفیہ اجلاس - ( Secret Session )**
مجلس قانون ساز کا خفیہ اجلاس جس میں عام لوگوں کو جانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ ارکانِ مجلس سے بھی یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ اس اجلاس میں پیش کردہ مسائل کو خفیہ رکھیں۔ عام طور پر ایسے اجلاس میں اس قسم کے اہم ترین قومی مسائل پیش کئے جاتے ہیں جن کا انکشاف قومی مفاد کے منافی ہوتا ہے۔

**خفیہ پولیس - ( Criminal Investigation Department ) (C. I. D.)**
پولیس کی ایک شاخ جس کا منصب جرائم کی تحقیقات کرنا ہے۔ خفیہ پولیس کا انتخاب عموماً باوردی پولیس سے ہی کیا جاتا ہے۔ انگلستان میں خفیہ پولس کا محکمہ ۱۸۷۸ء میں قائم کیا گیا جس میں ۸۰۰ سپاہی ایک اسسٹنٹ کمشنر پولیس کے ماتحت تھے۔ اہم جرائم کی تحقیقات کے لئے خفیہ پولیس کی ایک الگ شاخ سکاٹ لینڈ یارڈ Scotland Yard کے نام سے قائم کی گئی۔ اس کی تعداد پانچ سو ہے۔ سکاٹ لینڈ یارڈ خفیہ پولیس کا شمار دنیا کی چند مشہور پولیس تنظیموں میں ہوتا ہے۔ خفیہ پولیس کا محکمہ اب تقریباً ہر ملک میں قائم ہے۔

**خفیہ درآمد و برآمد - (دیکھو سمگلنگ)**

**خفیہ سروس - ( Secret Service )**
مختلف جرائم کی خفیہ تفتیش کرنے والا پولیس کا ایک شعبہ۔ اس ادارے کے فرائض میں حکومت کے بڑے بڑے عمال کی جانی حفاظت بھی شامل ہوتی ہے۔ نیز ملکی امن و تحفظ کی تخریبی سرگرمیوں میں مصروف رہنے والے اشخاص کے خلاف اور غیر ملکی جاسوسوں اور غدارانِ وطن کے خلاف چھان بین کرنا بھی اس شعبے کے ذمے ہوتا ہے۔

**خفیہ ووٹ - ( Vote By Ballot )**
خفیہ ووٹ دینے کا طریقہ جس کے ذریعے میونسپلٹی، ڈسٹرکٹ بورڈ یا کونسل کے لئے پبلک اپنے نمائندے انتخاب کرتی ہے یہ طریق جانب داری، رشوت خوری اور بغض و عناد کو روکنے کا بہترین ذریعہ ہے اور تمام ممالک میں رائج ہے۔ اس طریق کی ایجاد انگریزوں نے ۱۸۷۰ء میں کی جب "لندن سکول بورڈ" کا انتخاب عمل میں آیا۔ اب تمام مہذب ممالک میں اسی طریق سے انتخاب ہوتے ہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ ہر ایک ووٹر کو ایک پرچی دی جاتی ہے۔ جس پر زیرِ عمل انتخاب کے تمام امیدواروں کے نام ہوتے ہیں۔ انتخاب کنندہ اپنی پسند کے امیدوار کے نام کے سامنے نشان لگا کر پرچی مقفل بکس کے اندر ڈال دیتا ہے۔ وقت مقررہ کے بعد صندوق کھول کر پرچیاں شمار کر لی جاتی ہیں۔ یہ کام ایک ذمہ دار افسر کے سامنے ہوتا ہے۔ اس طرح جس کے حق میں پرچیوں کی تعداد زیادہ ہو، وہ کامیاب تصور ہوتا ہے۔ اس طریق میں پرچی ڈالنے والے کا نام ظاہر نہیں ہوتا۔

**خلافت - ( Caliphate )**
اسلامی حکومت جو آنحضرت صلعم کے انتقال کے بعد قائم ہوئی۔ حضورؐ کی زندگی میں علاوہ مذہبی پیشوائی اور رہنمائی کے ایک قسم کی حکومت بھی مسلمانوں کے ہاتھ میں آگئی تھی۔ اس لئے ضروری تھا کہ حضورؐ کے انتقال کے بعد آپ کا کوئی جانشین مقرر کیا جائے۔ چنانچہ ممتاز صحابہ سقیفہ بنو ساعدہ میں جمع ہوئے۔ اور حضرت ابوبکرؓ کو آپ کا جانشین مقرر کر لیا گیا ان کا لقب خلیفہ یا نائبِ رسول ہوا۔ اس وجہ سے اس قائم شدہ اسلامی مملکت کو خلافت کہا گیا۔

یہ ایک قسم کا جمہوری نظام تھا جس میں خلیفہ کو انتظامی اور عدالتی اختیارات دیئے گئے تھے۔ لیکن اس کو تمام کام قرآن، حدیث اور سنت کے مطابق سرانجام دینے پڑتے تھے اور اس پر ہر معمولی انسان بھی اعتراض کر سکتا تھا۔ خلیفہ کا انتخاب بھی ہوتا تھا لیکن ایک خلیفہ بوقتِ وفات صحابہ میں سے کسی کو نامزد بھی کر سکتا تھا۔ لیکن امیر معاویہؓ کے زمانہ سے بیٹے کو نامزد کرنے کا دستور ہو گیا۔ اور خلافت رفتہ رفتہ سلطنت میں تبدیل ہو گئی۔ گو نام بدستور خلافت ہی رہا۔ خلیفہ دنیائے اسلام کا مذہبی اور سیاسی سربراہ سمجھا جاتا تھا۔ لیکن بعد میں مذہبی اقتدار علماء کے ہاتھ میں پہنچ گیا۔ اور صوبے خود مختار ہو گئے۔ اور گو خلافت بیسویں صدی کے آغاز تک قائم رہی۔ مگر اس کا اقتدار ختم ہو گیا تھا۔

**خلافت (تحریک)** پہلی جنگ عظیم کے بعد ترکوں کی حمایت میں ہند و پاکستان کے مسلمانوں کی برطانوی حکومت کے خلاف جد و جہد کی تحریک۔ پہلی جنگ عظیم میں ترکی نے جرمنی کا ساتھ دیا تھا۔ چنانچہ ورسائی کے معاہدہ کے بعد اتحادیوں نے ترکوں سے بھی سیورے کے مقام پر ایک معاہدہ کیا۔ اس معاہدہ کی شرطیں بڑی سخت تھیں۔ برطانیہ اور فرانس نے ترکوں کی سلطنت کے حصے بخرے کر لئے تھے۔ رولٹ ایکٹ نے پہلے ہی لوگوں میں ہیجان پیدا کیا ہوا تھا۔ معاہدہ سیورے نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ ہند و پاکستان کے مسلمان بیحد برانگیختہ ہوئے۔ اور تحریک خلافت دیکھتے ہی دیکھتے سارے برصغیر میں پھیل گئی۔

تحریک خلافت میں مولانا محمد علی، مولانا شوکت علی، مولانا ابو الکلام آزاد، حکیم اجمل خاں، ڈاکٹر مختار احمد انصاری، مولانا ظفر علی خان، مولانا حسرت موہانی، وغیرہ جیسے بڑے بڑے مسلمان قائدین شریک تھے۔ تحریک خلافت نے مسلمانوں کے دلوں میں بڑا جوش اور ولولہ پیدا کر دیا تھا۔ اسی زمانے میں "انڈین نیشنل کانگریس" نے حکومت کے خلاف ترک موالات (Non-Cooperation) کی تحریک شروع کی۔ مسلمان اور ہندو کانگریس کے جھنڈے تلے متحد ہو گئے۔ خلافت اور ترک موالات دونوں تحریکوں میں ہم آہنگی پیدا ہو گئی۔ مسلمانوں نے کونسلوں اور سرکاری ملازمتوں کا مقاطعہ شروع کر دیا۔ علی گڑھ یونیورسٹی کے مقابلہ میں جامعہ ملیہ کی بنیاد رکھی گئی۔ مسلمانوں نے کثرت سے اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کیا۔ بہت سے مسلمان اپنی جائداد بیچ کر افغانستان کی طرف ہجرت کر گئے۔ مالابار کے موپلے بڑے زور سے حکومت کے خلاف اٹھے اور بڑی بہادری سے لڑے لیکن بڑی بے رحمی سے کچلے گئے۔ مسلمانوں اور ہندوؤں کی اس متحدہ تحریک نے ہندوستان میں برطانوی حکومت کی بنیادیں ہلا دیں۔ لیکن جب ۱۹۲۲ء میں ترکوں نے مصطفٰے کمال پاشا کی رہنمائی میں خلافت کا جوا اپنے کندھوں سے اتار پھینکا تو ہند و پاکستان میں خلافت کی تحریک خود بخود سرد پڑ گئی۔

**خلافت راشدہ** ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد یکے بعد دیگرے آپ کے چار عزیز ترین اصحاب اور رفقائے کار مسند خلافت پر رونق افروز ہوئے جنہیں خلفائے راشدین کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:۔

حضرت ابو بکر رض صدیق، حضرت عمر فاروق رض، حضرت عثمان غنی رض اور حضرت علی مرتضےٰ رض۔

خلفائے راشدین نے اسلام کے جمہوری اصولوں کو حرف بحرف عملی جامہ پہنا کر پیش کیا اور دور راشدہ ہی صرف وہ دور ہے جس کو ہم حقیقت میں اسلامی، عوامی اور جمہوری دور کہتے ہیں۔ اس دور میں اسلام نے بڑی ترقی کی، ایران، مصر، روم، شام سب اسلام کے زیر نگین آ چکے تھے۔ اور دنیا میں ہر طرف اسلام کو ایک مستحکم اور زندہ قوت تسلیم کر لیا گیا تھا۔ خلافت راشدہ کا زمانہ حضور کے وصال سے لیکر ۴۰ھ تک رہا۔

**خلجی** - (دیکھو خاندان خلجی)

**خلع** ۔ (دیکھو طلاق)

**خلق قرآن** ۔ فرقہ معتزلہ کا عقیدہ کہ قرآن مخلوق ہے اور خدا کی صفات اس کی ذات سے الگ نہیں جو لوگ قرآن کو غیر مخلوق اور صفات الہیٰ کو قائم بالذات سمجھتے تھے معتزلین انہیں مشرک اور گمراہ تصور کرتے تھے۔ معتزلین یہ کہتے ہیں کہ قرآن پاک کے خیالات رسول اللہ صلعم کو القا ہوتے اور ان خیالات کو حضور نے خود الفاظ کا جامہ پہنایا۔ مامون عباسی کے زمانہ میں جب حکومت کا مذہب اعتزال تھا۔ خلق قرآن کا فتنہ شدت اختیار کر گیا۔ اور علمائے اسلام سے اقرار لیا جانے لگا کہ قرآن قدیم نہیں بلکہ مخلوق ہے۔ اس مسئلہ پر ہزاروں علماء قتل کر دیئے گئے۔ چنانچہ امام احمد بن حنبل پر بھی بڑے مظالم ہوئے۔

**خلیج** ۔ ( Bay ) سمندر کے اس حصے کو کہتے ہیں۔ جو خشکی میں دور تک چلا گیا ہو مثلاً خلیج بنگال، خلیج فارس وغیرہ۔

بہت تنگ خلیج کو لنگر گاہ اور فراخ خلیج کو بہانہ کہتے ہیں۔

محاورہ میں کہتے ہیں کہ دو شخصوں کے درمیان خیالات اور عقائد کی رو سے خلیج حائل ہے۔ خلیج کا استعمال

اختلاف کے تصور کو شدید تر کرتا ہے۔

## خلیج بنگال۔ ( Bay of Bengal )

بحر ہند کا وہ حصّہ جو ہندوستان اور برما کے درمیان واقع ہے۔ اس میں ندیاں گنگا، برہم پترا، ایراوتی، گوداوری اور کرشنا آکر گرتے ہیں۔ اس کی مشہور بندرگاہیں کلکتہ، چاٹگام (چٹاگانگ) اور رنگون ہیں۔

## خلیج فارس۔ ( Persian Gulf )

خلیج فارس تجارتی نقطۂ نظر سے دنیا کے اہم ترین آبی علاقوں میں شمار ہوتی ہے۔ اس کا عرض تقریباً ڈیڑھ سو میل ہے۔ اور یہ ایران، عراق اور بعض عرب ریاستوں کو بحیرہ ہند سے ملاتی ہے۔ خلیج فارس کے ساحل پر دو مشہور ایرانی بندرگاہیں خرم شہر اور بندر شاہ پور واقع ہیں۔ عراق کی مشہور بندرگاہ بصرہ بھی خلیج فارس کے کنارے پر ہی واقع ہے۔ سعودی عرب کے خام تیل کا معتدبہ حصّہ بھی خلیج فارس ہی کی ایک بندرگاہ سے برآمد کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ کویت، قطار اور بحرین کی ریاستیں بھی خلیج فارس کے علاقے سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان میں سے کویت خلیج فارس کے شمال مغربی کنارے پر آباد ہے۔ تیل کی وجہ سے ان ریاستوں کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہو گئی ہے۔ بحرین موتیوں کی تجارت کا بھی مرکز ہے۔ یہاں خلیج فارس سے موتی نکالے جاتے ہیں۔ موتیوں کا کاروبار سال میں چھ مہینے ہوتا ہے۔ اور اس دوران میں مختلف ممالک سے موتیوں کے تاجر بحرین جا پہنچتے ہیں۔

## خلیجی رَو۔ ( Gulf Stream )

یہ رَو ایک سمندری رَو ہے۔ سمندری لہر اور رَو میں بڑا فرق ہے۔ لہر میں پانی کے قطرے اسی جگہ آگے پیچھے ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن رَو میں سمندری پانی میں بھی دریا کی طرح بہاؤ جاری ہو جاتا ہے۔ اگرچہ یہ بہاؤ محدود ہوتا ہے۔ خلیجی رَو بھی ایسی ہی ایک رَو ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ خلیج میکسیکو ( Gulf of Maxico ) سے شروع ہوتی ہے۔

یہ گرم پانی کی رَو ہے۔ ۳۶ سے ۴۰ میل چوڑی ہے۔ اس کا پانی ۸۰ درجے فارن ہائٹ کی حرارت رکھتا ہے اور ۵ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتا ہے۔



آبنائے فلوریڈا ( Florida ) سے نکل کر یہ امریکی ساحل کے متوازی شمال کی طرف چلتا جاتا ہے اور کچھ عرصہ بعد شمال مشرق کی طرف اپنا رخ پھیر لیتا ہے۔ نیو فونڈ لینڈ کے پاس اس کی چوڑائی قریباً ۳۰۰ میل کے قریب ہو جاتی ہے۔ اور حرارت ۷۰ درجے رہ جاتی ہے۔ آہستہ آہستہ یہ مزید مشرقی رخ اختیار کرتی جاتی ہے حتیٰ کہ جزائر برطانیہ اور ناروے کے ساحلوں سے جا ٹکراتی ہے۔

اس خلیجی رَو کی وجہ سے قدرت کا ایک نہایت عجیب مظاہرہ وجود میں آتا ہے۔ ناروے اور برطانیہ میں بہت زیادہ سردی اور انجماد کی کیفیت ہونی چاہیے۔ لیکن اس گرم رَو کے باعث وہاں کی آب و ہوا اعتدال کی طرف مائل ہو جاتی ہے۔ اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس کی کوئی بندرگاہ کسی وقت میں بھی برف کے انجماد کے باعث بند نہیں ہونے پاتی۔ حالانکہ لیبریڈار ( Labrador ) جو اسی عرض بلد پر واقع ہے۔ سال میں ۹ ماہ برف سے اٹا رہتا ہے۔ اسی طرح ناروے کی بندرگاہیں ہمیشہ کھلی رہتی ہیں۔ اور آئس لینڈ کی جو اسی عرض بلد میں ہے برف کے سبب سے بند رہتی ہیں۔

لیکن زمانۂ حال کے محقق یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ اس رَو کا برطانیہ کی آب و ہوا پر اثر ڈالنے کا واقعہ محض افسانہ ہے اور اس میں کوئی حقیقت نہیں۔ ان لوگوں کا خیال ہے کہ یہ رَو امریکی رَو کے ساتھ ۲۰ میل فی یوم کے حساب سے چلتی ہے۔ لیکن نیو فونڈلینڈ کے مشرق میں باقی سمندر سے اس کا امتیاز کرنا بہت مشکل ہے۔ جس کا مطلب یہ لوگ یہ لیتے ہیں کہ جزائر برطانیہ کے نزدیک پہنچنے سے پہلے ہی یہ رَو ختم ہو کر غائب ہو جاتی ہے۔ یہ رَو در اصل شمالی اوقیانوس کے سطحی بہاؤ کا ایک ضمنی حصّہ ہے۔ اور شمالی امریکہ سے یورپ کی طرف رخ کی تبدیلی ہواؤں کے رخ کے سبب سے جو اس کی سطح پر چلتی ہیں۔ یہ ہوائیں یورپ کی طرف آتی ہیں۔ لامحالہ گرم رَو سے ضرور حرارت لے کر آتی ہوں گی۔ لیکن چونکہ یہ ہوائیں خود گرم خطوں سے آتی ہیں اس لئے برطانیہ وغیرہ کی آب و ہوا میں اعتدال ان ہواؤں کے سبب ہے نہ کہ آبی رَو کے باعث۔ اگر یہ سمندری رَو آبنائے فلوریڈا پر یہ رخ بدل لیتی تو پھر بھی برطانیہ کی آب و ہوا پر مطلق اثر نہ ہوتا۔ کیونکہ حرارت کے باعث

وہ ہوائیں ہیں جو گرم خطوں سے آتی ہیں نہ کہ آبی رَو
بہرحال خلیجی رَو کا وجود مسلّم ہے اور اس سے تمام
سائنس دان متفق ہیں۔ اس رَو کے علاوہ اور بھی بے شمار
رَوئیں ہیں جو کہ سطح سمندر پر چلتی رہتی ہیں۔ لیکن یہ رَو سب
سے بڑی ہے۔

**خلیفہ**۔ عربی لفظ بمعنی بعد میں آنے والا جانشین،
نائب۔ "خلف" سے نکلا ہے جس کی ضد "سلف"
ہے۔ حضور نبی اکرم صلعم کی وفات کے ساتھ یہ جھگڑا
اُٹھ کھڑا ہوا کہ حضورؐ کا جانشین کون ہوگا اور قریب تھا
کہ مہاجرین اور انصار کے درمیان تصادم ہو جائے کہ
حضرت عمر رضؓ نے لوگوں کو یہ حدیث یاد دلائی کہ امام
قریش میں سے ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے ہی سب سے
پہلے حضرت ابوبکر رضؓ سے بیعت کر لی۔ اور اس طرح
حضرت ابوبکر رضؓ مسلمانوں کے رہنما اور حضورؐ کے
پہلے جانشین مقرر ہوئے رفتہ رفتہ تمام مسلمانوں نے
آپ سے بیعت کر لی۔ اور آپ خلیفہ کہلانے لگے۔
بوقت وفات انہوں نے حضرت عمر رضؓ کو اپنا جانشین
مقرر فرمایا۔ ان کے زمانہ میں خلیفہ کو لوگ امیرالمومنین
کہنے لگے اور پھر یہی خلیفہ کا لقب ہو گیا۔ حضرت عمر رضؓ
نے چند لوگوں کو خلافت کے واسطے تجویز کیا۔ جن میں
سے بعض دست کش ہو گئے۔ اور حضرت عثمان رضؓ
اور ان کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ خلیفہ ہوئے۔
چند روز حضرت امام حسن رضؓ نے بھی خلافت
کی لیکن وہ دستکش ہو گئے۔ اور امیر معاویہ رضؓ نے مسند
خلافت سنبھالی۔ انہوں نے اپنے بیٹے کو جانشین
بنایا اور اس وقت سے خلافت سلطنت میں تبدیل
ہو گئی۔ ابتداءً خلیفہ مسلمانوں کا مذہبی اور سیاسی
رہنما یا پیشوا ہوتا تھا۔ وہ ہر معاملہ کو قرآن پاک اور
سنتِ رسولؐ کی رو سے طے کرتا تھا۔ اور اہم معاملات
میں صحابہ سے مشورہ لینا ضروری سمجھتا تھا۔
"خلیفہ" کا لفظ حضرت آدمؑ کے لئے بھی استعمال
ہوا ہے۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً
(قرآن پاک) "میں زمین میں خلیفہ مقرر کرنے والا
ہوں"۔ خلیفہ بعض لوگوں کا لقب بھی ہوتا ہے۔ پیروں
کے بھی خلیفے ہوتے ہیں۔ عوام بسا اوقات حجام کو
بھی خلیفہ کہتے ہیں۔

**خلیق الزماں** (چودھری) یو۔پی کے رہنے
والے اور اودھ کے ایک زمیندار گھرانے سے تعلق
رکھتے ہیں۔ اوّل اوّل ان کا نام تحریک خلافت کے
دوران میں سننے میں آیا۔ کافی عرصہ تک کانگریس کے
سرگرم کارکن رہے۔ بعد میں مسلم لیگ میں شامل ہو
گئے۔ چودھری صاحب کچھ عرصہ لکھنؤ میونسپل بورڈ
کے صدر اور یو۔پی اسمبلی میں لیگ پارٹی کے رہنما
بھی رہے۔ اعلان آزادی کے بعد وہ ہندوستان میں ہی
مقیم رہے۔ چنانچہ ہندوستان کی آئین ساز اسمبلی میں
انہیں مسلم لیگ پارٹی کا قائد چن لیا گیا۔ مگر کچھ عرصہ بعد
وہ اچانک پاکستان چلے آئے۔ ۱۹۴۸ء میں انہیں
کل پاکستان مسلم لیگ کا ناظم مقرر کیا گیا۔ اور اگلے
سال انہیں کل پاکستان مسلم لیگ کا صدر چن لیا گیا مگر
ایک سال کے بعد انہوں نے مسلم لیگ کی صدارت سے
استعفیٰ دے دیا۔
چودھری صاحب مشرقی پاکستان کے گورنر اور
انڈونیشیا میں پاکستان کے سفیر بھی رہ چکے ہیں۔

**خلیق، میر**۔ میر مستحسن نام، خلیق تخلص۔ آپ کے
والد میر حسن تھے جو مثنوی "سحرالبیان" کے مصنف
تھے۔ میر انیس مرحوم خلیق ہی کے بیٹے تھے جنہوں
نے مرثیہ گوئی میں ایسا کمال پیدا کیا کہ آج تک ان
کا جواب پیدا نہ ہو سکا۔
خلیق نے فیض آباد اور لکھنؤ میں تعلیم و تربیت
پائی۔ چھوٹی عمر میں شاعری شروع کی پہلے والد سے اصلاح
لیتے رہے۔ پھر مصحفی سے اصلاح لینے لگے۔
شروع میں غزلیں کہیں بعد میں مرثیہ کہنے
لگے۔ آپ نے اس صنف کو کمال تک پہنچا دیا۔ تمام
عمر آپ نے مرثیے ہی کہے۔ آپ کے بیٹے میر انیس
نے بھی عمر بھر مرثیے ہی کہے۔

**خلیل الرحمٰن** (سید) بریگیڈیئر سابق پاکستانی سفیر۔
۱۹۰۴ء میں ڈیرہ غازی خان میں پیدا ہوئے۔
والد خان بہادر سید سلمان شاہ۔ گورنمنٹ کالج لاہور
اور ٹمپل لندن میں مراحل تعلیم طے کئے۔ تقسیم سے
پیشتر مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ ۱۹۴۶ء میں پنجاب
مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ ۱۹۴۶ء

میں جیل بھی بھیج دیئے گئے۔ ۱۹۵۱ء میں پاکستان آئین ساز اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے پھر پاکستانی کابینہ میں منسٹر آف سٹیٹ مقرر ہوئے اور بعد میں برما میں پاکستانی سفیر مقرر ہوئے۔ سر اکبر حیدری مرحوم کی پوتی سے آپ کی شادی ہوئی تھی۔

**خلیہ** ۔ ( Cell ) انسانی جسم ایک مشین کی طرح ہے۔ جو لاکھوں کروڑوں چھوٹے چھوٹے پرزوں سے بنا ہے۔ ان میں سے بہت سے پرزے خوردبین کے بغیر نہیں دیکھے جا سکتے۔ جسم کا ایسا ہر پرزہ اپنی منفرد حیثیت میں خلیہ یا سیل ( Cell ) کہلاتا ہے۔

**خمار بارہ بنکوی** ۔ محمد حیدر خاں نام خمار تخلص۔ والد کا نام غلام حیدر خاں بہار۔ ۱۹۱۹ء میں بارہ بنکی میں پیدا ہوئے۔ اردو فارسی کی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ انگریزی سکول سے میٹرک پاس کیا۔ انٹرمیڈیٹ کے ساتھ سلسلہ تعلیم کو ختم کر دیا۔ شعر گوئی کا شوق بچپن سے تھا۔

ابتدا میں اپنے عم محترم جناب علی حیدر خاں قرار سے اصلاح لی۔ پھر ذاتی مطالعہ اور ذوقِ سلیم کو ہی اپنا مصلح بنایا۔

آپ کے مجموعہ کلام کا نام "بادہ" ہے۔ آپ کا کلام سرور انگیز اور حیات پرور ہے۔ زبان میں سلاست اور روانی پائی جاتی ہے۔

**خمخانۂ جاوید** ۔ اردو کے شعراء کا تذکرہ چار ضخیم جلدوں میں باعتبار حروفِ تہجی، لالہ سری رام، ایم۔ اے نے مرتب کیا اور نولکشور پریس لکھنؤ نے ۱۹۰۸ء میں شائع کیا۔ "خمخانۂ جاوید" شعراء اردو کا ایک جامع تذکرہ ہے۔ جس میں قدیم اور جدید تقریباً سب شعراء کا ذکر کیا گیا ہے۔

**خمر** ۔ ( Wine ; Liquor ) یعنی شراب اور نشہ۔ زمانۂ جاہلیت میں عرب کثرت سے شراب خوری کے عادی تھے اور اس کی وجہ سے دوسری برائیوں میں مبتلا ہو جاتے تھے۔ حتیٰ کہ عبادت میں بھی بدمستیاں کرتے تھے۔ قرآن پاک نے سب سے پہلے تو شراب کی مذمت کی پھر نشہ کی حالت میں نماز پڑھنے کو منع کیا گیا۔ اور اس کے بعد صاف الفاظ میں شراب پینے کشید کرنے اور بیچنے کی ممانعت کر دی گئی اور شراب کو ممنوع اور حرام قرار دیا گیا۔ شراب کی حرمت کے متعلق بہت سی احادیث بھی ہیں۔ اور اس کو "ام الخبائث" کہا گیا ہے۔ شراب عموماً انگور، گیہوں، جو اور کھجور سے بنائی جاتی ہے۔ اور ان سب کو فقہاء نے حرام اور ناجائز قرار دیا ہے اور شراب کی ایک قسم جسے نبیذ کہتے ہیں بعض فقہا کے نزدیک جائز ہے لیکن محتاط لوگ اس کو بھی حرام گردانتے ہیں۔ شراب پینے کی سزا حضرت ابوبکرؓ نے ۴۰ درّے مقرر کی تھی۔ لیکن حضرت عمرؓ نے صحابہ کرامؓ کے مشورہ سے بڑھا کر ۸۰ درّے کر دیئے کیونکہ لوگ شراب کے زیادہ عادی تھے۔

**خمیر** ۔ آٹے میں خمیر ڈال کر روٹی پکاتے ہیں۔ تو اس سے وہ پھول کر نرم ہو جاتی ہے۔ خمیر دراصل کھمبی کی قسم کے پودے ہوتے ہیں۔ جو بہت باریک قسم کی رودئیدگی ہوتی ہے۔ خمیر خود بھی پیدا کیا جا سکتا ہے۔ اور بازار سے بھی اس کا جوہر ملتا ہے۔ خود پیدا کرنے کے لئے آلو اور دوسری چیزیں استعمال کیا جاتا ہے۔ ان میں جراثیم یا رودئیدگی خود بخود پیدا ہو جاتی ہے جب چنے کے بیسن کو بھگو کر رکھیں تو اس میں خود بخود خمیر پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ پکوڑوں کے پھولنے کی بھی یہی وجہ ہوتی ہے۔

جن کارخانوں میں شراب کشید کی جاتی ہے۔ وہاں انگور، گیہوں، جو، یا گڑ وغیرہ کو پہلے خمیر دیا جاتا ہے۔ اور جب وہ اچھی طرح گل سڑ جاتے ہیں۔ تو ان سے شراب کے عرق کشید کر لئے جاتے ہیں۔ آٹے میں جو خمیر ہوتا ہے۔ اس میں بھی جراثیم پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور جب روٹی پکائی جاتی ہے تو کاربن ڈائی آکسائیڈ جو یہ جراثیم پیدا کرتی ہے۔ باہر نکلنے کی کوشش کرتی ہے اور روٹی پھول جاتی ہے۔ دنیا کے اکثر ممالک میں لوگ خمیری روٹی کھاتے ہیں۔ لیکن پاکستان کی کثیر آبادی ابھی تک پتیری یعنی بلا خمیر کی روٹی کھاتی ہے۔ صرف علاقہ سرحد اور بڑے شہروں میں خمیری نان پکتے ہیں۔ جس روٹی کو ہم ڈبل روٹی کہتے ہیں۔ وہ بھی خمیری روٹی

ہوتی ہے جس کا خمیر اعلیٰ درجے کا ہوتا ہے۔ خمیری روٹی کھانے کا رواج قدیم سے ہے۔ چنانچہ بنی اسرائیل جب مصر سے باہر نکلے تو ان کو آٹا خمیر کرنے کی مہلت نہ ملی اور اسی طرح انہوں نے کپڑوں میں باندھ لیا۔ اور بعد میں جب اس خروج کی یاد میں عید مناتے تھے۔ تو بےخمیری روٹی خاص طور پر اسی یاد میں پکاتے تھے۔ خمیر کے جراثیم بکٹیریا (Bacteria) کی اس قسم سے ہیں جو بنی نوع انسان کے دوست ہیں۔ اور مضر صحت نہیں ہیں۔ خمیری روٹی پیٹ میں قدرے ریح پیدا کرتی ہے۔

## خناق۔

(Diptheria) ایک خاص قسم کے جراثیم اس مرض کا موجب ہوتے ہیں۔ علامات مرض یہ ہیں کہ حلق خراب ہو جاتا ہے اور گلے کی گلٹیوں پر سیاہی مائل سفید جھلیاں چپک جاتی ہیں۔ یہ جھلی پھیل کر تالو اور کوے کو بھی ڈھک لیتی ہے اور نیچے کی طرف حنجرے اور نرخرے تک بھی بڑھ جاتی ہے۔ جراثیم حلق میں تیزی سے ایک زہریلا مادہ پیدا کر دیتے ہیں۔ جو خون میں جذب ہو کر مریض کو بہت کمزور کر دیتا ہے۔ اس مرض میں نظامِ قلبی اور عصبی کے مراکز کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے اور حرکتِ قلب بند ہونے یا سانس نہ لے سکنے کی وجہ سے موت واقع ہو جاتی ہے۔

خناق سے بچوں کو محفوظ رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ایک سال کی عمر میں گھوڑے کے کیلوس (Serum) سے بنی ہوئی دوا کا ٹیکہ لگوا دیا جائے اور پانچ سال کی عمر ہونے پر پھر ٹیکہ لگوا دیا جائے۔ بیمار ہو جانے پر اگر شروع ہی میں محفوظ رکھے ہوئے گھوڑے کا کیلوس استعمال کر لیا جائے تو ڈرامائی نتائج حاصل ہوتے ہیں اور آن کی آن میں شفا ہو جاتی ہے۔ یہ چیز نہایت ضروری ہے کہ یہ کیلوس [illegible] کے خراب ہونے سے پہلے ہی مریض کے جسم میں داخل کر دیا جائے۔ اگر سانس لینے میں دقت ہونے لگے تو ہوا کی نالی پر عمل جراحی کرنا چاہیئے۔

**خنجر لکھنوی۔** مرزا فدا علی نام، خنجر تخلص ۱۸۹۲ء میں لکھنؤ میں پیدا ہوئے آپ کے آباؤ اجداد شرفائے لکھنؤ میں سے تھے۔

آپ کی زندگی کا کافی حصہ کلکتہ میں گزرا جہاں ان کے خاندان کے نصف سے زیادہ افراد آخری تاجدار اودھ کے ساتھ چلے گئے تھے۔ آپ کی تعلیم اردو فارسی تک محدود ہے۔

آپ کو ۱۶-۱۷ سال کی عمر میں شاعری کا شوق اور مضمون نویسی کا چسکا پڑا۔ اس کے بعد عرصہ تک یہ سلسلہ جاری رہا اور اخباروں اور رسالوں میں نظمیں چھپتی رہیں۔ پھر نثر نویسی کا آغاز ہوا۔ اولاً خیالی مضامین لکھے جو رسائل میں شائع ہوتے رہے۔ رفتہ رفتہ یہ شوق نثر نگاری ناول نویسی میں مبدل ہو گیا۔ ۱۹۰۹ء میں آپ کا پہلا ناول "ظالم عشاق" عرف ڈوبلس کے نام سے شائع ہوا۔

اس کے بعد آپ کے متعدد ناول لاہور، دہلی، بجنور، بمبئی اور لکھنؤ میں شائع ہوئے۔ آپ نے مختصر افسانے بھی سینکڑوں لکھے ہیں ان کا ایک مجموعہ "جنت نگاہ" کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے کچھ شاعروں کے تذکرے بھی لکھے ہیں۔

## خواب۔

(Dream) نیند کی حالت میں انسان جو کچھ دیکھتا ہے۔ اسے خواب کہتے ہیں۔ خواب کے متعلق مختلف نظریے ہیں۔ بعض لوگ خواب پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور بعض لوگ اسے نہیں مانتے۔ ماہر نفسیات فرائیڈ (Freud) کے خیال میں خواب انسان کی تحت الشعوری خواہشات کا مظہر ہے۔ انسان میں جو جذبات پوشیدہ طور پر پرورش پاتے رہتے ہیں، سوتے وقت غیر شعوری طور پر وہی خیالات خواب میں نظر آنے لگتے ہیں۔ لیکن ان نظریات کے باوجود بعض خواب ایسے بھی ہوتے ہیں جو ان حالات کا نتیجہ نہیں ہوتے اور انسان خواب میں ایسی باتیں دیکھتا ہے جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتیں۔ گو خواب کی صحیح تشریح کرنا تو ممکن نہیں لیکن خواب کی اہمیت کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں۔

کہا جاتا ہے کہ موت اور نیند کی حالت میں فرق یہ ہے کہ موت کی حالت میں روح کلیتاً جسم سے علیحدگی اختیار کر لیتی ہے جب کہ نیند کی حالت میں روح اگر کبھی جسم کا ساتھ چھوڑتی ہے تو دماغ کے ساتھ اس کا رابطہ قائم رہتا ہے۔ اس عالم میں روح جہاں جاتی اور جو کچھ کرتی، دیکھتی اور سنتی ہے، دماغ

کو اس کی پوری اطلاع مل رہی ہے۔ چنانچہ اطلاع کو خواب کہہ سکتے ہیں۔ خواب میں انسان بہت سی ایسی باتیں دیکھتا ہے جنہیں وہ جسمانی طور پر نہیں دیکھ سکتا۔ بعض دفعہ انسان پیش آنے والی باتوں کو خواب میں دیکھتا ہے۔ بعض خواب بڑے صاف اور عام فہم ہوتے ہیں۔ اور بعض میں پیچیدگی ہوتی ہے۔ جن کی تعبیر عقل کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ بہر حال خواب ایک مابعد الطبیعیاتی مسئلہ ہے جس کی باقاعدہ اور مثبت تشریح ممکن نہیں ہے۔

**خواتؓ بن جبیر** - نام خوات، کنیت ابوعبداللہ و ابوصالح، قبیلہ اوس۔ ہجرت سے قبل مسلمان ہوئے حضورؐ کے زمانہ میں تمام غزوات میں شرکت کی۔ اور حضرت علیؓ کے زمانہ میں جنگِ صفین میں بھی شامل ہوئے۔

نڈر اور شجاع تھے اسی وجہ سے رسول اللہؐ نے انہیں پا پیادہ سوار مقرر کیا تھا۔ شاعر مزاج اور زندہ دل صحابی تھے۔ آخری عمر میں بصارت جاتی رہی تھی۔

**خواتین** - ( Ladies ) خواتین کا لفظ "خاتون" کی جمع ہے بمعنی محترم عورت، معزز خاندان کے نسوانی ارکان۔ یہ لفظ محض عورت وغیرہ کے استعمال کے مقابلے میں زیادہ شستہ، مہذب اور باوقار ہے ترقی یافتہ مسلمان عورتوں کے لئے "خواتین" کا اطلاق خاص مناسبت کا حامل ہے۔ پاکستان میں اس لفظ کا استعمال اب عام ہو رہا ہے۔

جلسوں میں مردوں کو حضرات اور عورتوں کو خواتین کے نام کے ساتھ مخاطب کرتے ہیں۔ خواتین کی انجمنیں بھی پاکستان میں بنی ہوئی ہیں۔ جو باہمی اصلاح اور طبقہ نسواں کے بہبود کی کوشش کرتی رہتی ہیں۔

A. P. W. A. (آل پاکستان ویمن ایسوسی ایشن) کل پاکستان کی انجمن خواتین جس کی ابتداء بیگم رعنا لیاقت علی نے کی اور جس کے مرکزی صدارت کے فرائض انہوں نے انجام دیئے، پاکستانی عورتوں کی بہبود کے لئے بڑے وسیع پیمانے پر کام کر رہی ہے۔ اس انجمن کا صدر دفتر کراچی میں ہے جس کی شاخیں ملک کے بڑے بڑے شہروں میں ہیں۔

طبقہ خواتین بظاہر تقلید مغرب کا دلدادہ ہے۔ فیشن کی پیروی تو یہ طبقہ چاہتا ہے۔ مگر اوصاف کی نہیں خواتین مغرب کے اوصاف و محاسن مثلاً تعلیم و تہذیب سلیقہ شعاری، خانہ داری، ضبط و انضباط، خدمت وطن خدمت خلق، خلوص، ایثار وغیرہ صفات خواتین میں مجموعی طور پر آجائیں تو ہماری قومی ترقی میں وہ بہت ممد و معاون ہو سکتی ہیں۔

**خواجہ سرا** - وہ افسر جو شاہی محلات کا انچارج ہوتا ہے۔ اور جسے انگلستان میں قریب قریب "لارڈ چیمبرلین" کہتے ہیں۔ ہندوستان میں اسلامی حکومت کے وقت جو خواجہ سرا ہوتے تھے۔ ان کو شاہ وقت کے مزاج میں بڑا دخل ہوتا تھا۔ بلکہ بعض وقت تو تمام کام انہیں کی رائے پر موقوف ہوتا تھا۔ اور بادشاہ ان کے مشورے کے بغیر اپنے ذاتی اور ملکی معاملات میں کچھ نہیں کرتا تھا محلات کے اندر جو شخص کام کاج پر مامور ہوتے تھے وہ عموماً خوجے یعنی ہیجڑے ہوتے تھے۔ اور ان کو محض اس کام کے لئے عمل جراحی سے خنثیٰ بنا دیا جاتا تھا۔ انگلستان کا لارڈ چیمبرلین جو شاہی محلات کا انچارج ہوتا ہے۔ ملک کے بڑے بڑے سرداروں میں ممتاز درجہ رکھتا ہے۔ اور بادشاہ کی پریوی کونسل کا بھی ممبر ہوتا ہے۔ اس کا تقرر حکومت وقت کرتی ہے۔ اس کا اصلی کام شاہی گھرانے کی نگرانی اور انتظام ہوتا ہے۔

**خوارزمی** (؟ - ؟) محمد ابن موسیٰ الخوارزمی۔ خوارزم (Khiva) میں پیدا ہوئے۔ جو آمو دریا کے نچلے حصہ میں واقع تھا۔ اسلام کی تاریخ اور سائنس میں اسے بہت بلند مرتبہ حاصل ہے۔ اس نے سب سے پہلے عربوں میں علم حساب کو ترقی دی۔ یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ علم الجبرا جس کے باعث بعد ازاں عرب ریاضی دان مشہور ہوئے۔ اسی کی اختراع تھی۔ خوارزمی کی کتابوں کے ترجمے سولہویں صدی عیسوی تک یورپ کے مدارس میں بطور نصاب داخل رہے۔

**خوبانی** - ( Apricot ) ایک گٹھلی دار پھل ہے۔ آرمینیا، منگولیا اور شمالی چین اس کا اصلی وطن ہے لیکن اب یہ سارے یورپ میں پھیل چکا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک باغبان نے سنہ ٹی

( Henry VIII ) کے زمانہ میں اس نے انگلستان کی سرزمین کو روشناس کیا۔ فرانس اور کیلیفورنیا میں اس کی باقاعدہ کاشت ہوتی ہے جہاں سے دوسرے مقامات کو اسے ٹین کے ڈبوں میں محفوظ کر کے بھیجا جاتا ہے۔

خوبانی کے بارے میں "آم کے آم گٹھلی کے دام" "یا ایک دام میں دو مزے" کی مثل صادق آتی ہے۔ گٹھلی کے اوپر شیریں اور لذیذ میوہ ہوتا ہے۔ اور پھر گٹھلی کے اندر گودا ہوتا ہے بچے گٹھلی توڑ کر نکالتے اور کھاتے ہیں۔

**خوب چند** ۔ ہندوستانی ماہر امور خارجہ ہیں۔ ۱۹۱۱ء میں پیدا ہوئے دہلی اور آکسفورڈ میں تعلیم پائی۔

۱۹۳۵ء میں آئی۔سی۔ایس ہوئے ۱۹۳۹ء میں گورنمنٹ آف انڈیا کے محکمہ دفاع کے انڈر سیکرٹری ( Under Secretary Of Defence Department ) ہوئے۔

بعد میں اسسٹنٹ فنانشل ایڈوائزر ملٹری ہو گئے ۱۹۴۶-۴۷ء میں وزارت دفاع میں ڈپٹی سیکرٹری تھے ۱۹۴۸-۵۰ء میں جرمنی بھیجے گئے اور انڈین ملٹری کمیشن کے لیڈر مقرر ہوئے۔ اسی سال جرمنی میں اتحادی کمان کی طرف سے ہندوستانی وزیر مختار مقرر کئے گئے۔ ۱۹۵۰-۵۲ء میں پاکستان میں ڈپٹی ہائی کمشنر تھے ۱۹۵۲ء میں عراق میں وزیر مختار بنائے گئے۔

**خوجہ** ۔ برصغیر ہند و پاکستان کا ایک مسلمان فرقہ۔ خوجوں کی اپنی روایات کے مطابق ان کا تعلق ہندوؤں کی ایک شاخ لوہانہ سے ہے جو زیریں سندھ، کچھ اور گجرات میں آباد تھی اور اب بھی انہی علاقوں میں آباد ہے۔ خوجے، پندرھویں صدی عیسوی میں ایک ایرانی اسماعیلی مبلغ پیر صدرالدین کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ خوجہ کا لقب بھی اسی بزرگ کا تجویز شدہ ہے۔ جو فارسی میں خواجہ کا مترادف اور ہندی لفظ ٹھاکر یا سردار کا ہم معنی ہے۔ لوہانہ کھشتری قوم تھی اور ان میں اب بھی ٹھاکر کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

خوجہ قوم مذہبی اعتبار سے تین مسلکوں میں منقسم ہے۔ (۱) اسماعیلی خوجے، جن کی تعداد زیادہ ہے۔ یہ خوجے آغا خاں کو اپنا مذہبی رہنما مانتے ہیں۔ (۲) سنی خوجے، جو زیادہ تر بمبئی میں آباد ہیں۔ (۳) اثنا عشریہ خوجے، جن کی تعداد چند ہزار ہے اور جو بمبئی اور زنجبار میں آباد ہیں۔ سنی اور عشریہ خوجے آغا خاں کے پیرو نہیں ان تینوں مسلکوں کے خوجے، دوسرے مسلمانوں سے اس بنا پر مختلف ہیں کہ وہ اپنی آبائی ہندوانہ روایات اور ذات پات کے سختی سے پابند ہیں۔ یہ رسم و رواج زیادہ تر شادی، بیاہ اور وراثت سے متعلق ہیں۔ اور انہیں ہندوستان میں قانونی حیثیت حاصل ہے۔ لیکن ان کا مذہب سے قطعاً کوئی واسطہ نہیں ہے۔

خوجہ کوئی مذہبی فرقہ نہیں۔ اور نہ ہی کوئی دوسرا شخص جو ان کا ہم مذہب ہو، خوجہ کہلا سکتا ہے۔ اگر کوئی خوجہ اسلام سے منحرف بھی ہو جائے تو وہ خوجہ کہلا سکتا ہے۔ آغا خاں کے ہند و پاکستانی پیرو یعنی اسماعیلی سارے خوجہ قوم سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ ان میں دوسرے ہندو فرقوں کے لوگ بھی شامل ہیں۔ خوجہ ایک بڑی امیر اور تجارت پیشہ قوم ہے یہ قوم بمبئی، کچھ، کاٹھیاواڑ، جنوبی سندھ، گجرات، زنجبار، مشرقی افریقہ اور دوسرے بڑے بڑے تجارتی مراکز مثلاً کلکتہ، مدراس، رنگون، اور دیگر بڑے شہروں میں آباد ہے۔ اسماعیلی خوجوں کی تعداد دو لاکھ کے قریب ہے۔

**خود ارادیت** (Self-datermination)

خود ارادیت سے وہ نظریہ مراد ہے جس کی رُو سے غلام قوموں اور ملکی اقلیتوں کو خود مختاری ( Autonomy ) کا اہل اور حق دار سمجھا جاتا ہے۔ اس نظریہ کو سیاسیات عالم میں عملی طور پر دخل اس وقت حاصل ہوا جب جمہوریہ امریکہ کے صدر ولسن ( Wilson ) نے ۱۹۱۶ء میں اپنے شہرۂ آفاق چودہ نکات پیش کئے۔ پہلی جنگ عظیم کے خاتمہ پر ورسیلائی ( Versailles ) کا جو صلحنامہ ہوا۔ اس کی اساس اسی نظریہ پر رکھی گئی۔ ۱۹۱۸ء کے بعد سے کئی اقوام نے حصول آزادی کے لئے اس نظریہ کا حوالہ دیا ہے۔ جیسے چیکوسلاویکیہ میں سوڈٹن جرمنوں نے، فلیمنگز ( Flemings ) نے بلجیم میں کروٹس ( Croats ) نے یوگوسلاویہ

میں اور ہندوؤں اور مسلمانوں نے برصغیر پاک و ہند میں۔

## خود اعتمادی (SELF-CONFIDENCE)

ایک نفسیاتی کیفیت ہے۔ انسان اپنے آپ پر اعتماد رکھتے ہوئے کوئی کام کرے تو اس میں کامیابی کے قرائن زیادہ ہوتے ہیں۔ خود اعتمادی خدا کے خوف سے اور نبی کے اتباع سے پیدا ہوتی ہے۔ انسان کی خود اعتمادی کا معیار اس کے کیریکٹر کی بلندی پر ہوتا ہے۔ اسلام میں "لیس للانسان الا ما سعیٰ" کی تعلیم پر زور دیا گیا ہے۔ مسلمان جتنی نیک سعی کرے گا۔ اتنا ہی ثمر حاصل کرے گا۔ اقوام اور ملکوں کی ترقی بھی خود اعتمادی کے جذبے پر منحصر ہوتی ہے اور کاوش اور وسعت نظر خود اعتمادی کے لوازم ہیں۔

## خودکشی (SUICIDE)

کسی شخص کا اپنے آپ کو قصداً اور غیر قدرتی طریق پر ہلاک کر لینے کا عمل خودکشی کہلاتا ہے۔

۵۰ فی صد لوگ دماغی خرابی کی وجہ سے خودکشی کرتے ہیں اور پندرہ فی صد سے بھی کم ایسے لوگ ہیں جو عضوی بیماری کی وجہ سے خودکشی کر لیتے ہیں۔ عضوی بیماری بھی دراصل دماغی توازن درہم برہم کر دیتی ہے۔ اس لئے اس طرح اپنے آپ کو ہلاک کرنے والوں کا تعلق بھی دماغ کے عدم توازن ہی سے ہوتا ہے۔ سرطان (CANCER) کے مریض بہت کم خودکشی کرتے ہیں۔ لیکن سوء ہضم کے مریض اپنے تئیں سرطان کا مریض سمجھ کر خودکشی کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ مردوں میں عمر کے ساتھ خودکشی کی شرح بڑھتی جاتی ہے۔ لیکن عورتوں میں پچیس برس کی عمر کے بعد خودکشی کا رجحان تقریباً ختم ہو جاتا ہے۔ عورتوں کے مقابلے میں مرد اور حبشیوں کے مقابلے میں سفید فام لوگ زیادہ تعداد میں اپنے آپ کو ہلاک کرتے ہیں۔

صرف امریکہ میں خودکشی کرنے والوں کی سالانہ تعداد ۱۶۷ ہے۔ جاپان میں خودکشی کو ایک مقدس اور بہادرانہ فعل سمجھا جاتا ہے۔ اور ذرا ذرا سی بات پر لوگ اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالتے ہیں۔ جاپانی زبان میں اس کا نام ہراکری ہے۔

## خود کفالتی (SELF-SUFFICIENCY)

کسی ملک کا تمام ضروریات زندگی کے سلسلے میں خود کفیل ہونا مشکل ہے۔ مگر ہر ملک کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اجناس و اشیاء کی پیداوار میں اتنا اضافہ کرے کہ ان میں خود کفالتی کے درجے تک پہنچ جائے۔ خود کفالتی ملک کی معاشی خوش حالی اور امن و سکون کی ضامن ہوتی ہے اور جنگ کے زمانے میں تو جب دوسرے ملکوں سے اجناس و اشیاء کی رسد میں رکاوٹیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ خود کفالتی ملک کے استحکام کا سب سے بڑا سہارا ثابت ہوتی ہے۔

## خود مختاری (AUTONOMY)

جدید جمہوریتوں کے آئین ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ مگر ان میں سے کم و بیش ہر حکومت کے اندر ایسے علاقے یا ادارے موجود ہیں جو خود مختار کیے جانے کے مستحق ہیں۔ مثلاً پاکستان کو لیجئے۔ یہ ایک وفاقی ریاست ہے اور اگرچہ ملکی سالمیت کی ذمہ دار و نگہبان مرکزی حکومت ہے جس کا دارالحکومت راولپنڈی ہے۔ مگر اس وفاقی ریاست نے اپنے اجزائے ترکیبی یعنی مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان کو "خود مختاری" دے رکھی ہے۔ اور یہ صوبے ایک محدود دائرہ عمل کے اندر آزاد اور خود مختار ہیں۔ نظم و نسق کی اس خود اختیاری کو آٹانومی (AUTONOMY) کہتے ہیں۔ پھر ان صوبوں کے اندر مزید ایسے ادارے ہیں۔ جنہیں اپنے لیے قواعد و ضوابط مرتب کرنے کی اجازت ہے اور صوبائی حکومت اور علاقائی عدالتیں انہیں تسلیم کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر جامعہ پنجاب یا بلدیہ لاہور کو لیجئے۔ یہ قوانین و ضوابط ادارے پاس کریں۔ صوبائی حکومت ان میں حتی الوسع مخل نہیں ہوتی۔

ایسی حکومتیں جو وحدانی (UNITARY) ہوں۔ ان میں بھی بعض اوقات ایسے علاقے ہوتے ہیں جن کو بعض خصوصی مراعات دے دی جاتی ہیں جیسے برطانیہ اور اطالیہ کی وحدانی (UNITORY) حکومتوں کے تحت شمالی آئرستان اور سسلی کو خود مختاری حاصل ہے۔ اطالوی حکومت میں ایک اور بات بھی دیکھنے میں آتی ہے۔ وہاں جنوبی ٹائرول کے جرمن نژاد اطالویوں کو بھی خود مختاری حاصل ہے۔ بالخصوص دیگر ایسی ریاستوں میں جہاں کئی قومیں یا نسلیں آباد ہوں اور وہ مجموعی لحاظ سے ملک میں اقلیت رکھتی ہوں

ہے. جو گذشتہ زمانہ میں اکثر جہاز رانوں کو ہو جایا کرتی تھی۔ وجہ یہ تھی کہ ان کو تازہ پھل اور سبزیاں جن میں وٹامن زیادہ ہوتے تھے میسر نہ آتی تھیں۔ لیکن اب اس امر کی دریافت کے بعد ان اشیاء کے مہیا کرنے کا مستقل انتظام ہو گیا ہے، اور بیماری جاتی رہتی ہے۔ بچوں میں ہڈیوں کی بیماری عام طور پر حیاتین کی کمی کے باعث ہوتی ہے۔

**خورد بین** - ( Microscope ) معمولی شیشے سے کسی چیز کا عکس محدود طریقہ سے بڑھتا ہے۔ مگر مرکب خورد بین میں چھوٹی چیز بہت زیادہ بڑی دکھائی دیتی ہے۔ اس میں کم از کم دو شیشے استعمال ہوتے ہیں۔ پہلا شیشہ کسی چیز کو بڑھاتا ہے، اور دوسرا شیشہ پہلے شیشہ کے عکس میں اضافہ کرتا ہے۔

عموماً جراثیم یا چھوٹوں سے باریک ذرات خورد بین میں دیکھے جاتے ہیں۔ جس چیز کا مطالعہ مقصود ہوتا ہے اس کے نیچے آئینہ رکھ کر تیز روشنی پیدا کی جاتی ہے۔ سورج یا بجلی کی روشنی بھی اکثر اس چیز پر ڈالتے ہیں۔ ان چیزوں کو کسی شیشہ کے ٹکڑے پر رکھ کر خورد بین میں دیکھتے ہیں۔ یہ شیشہ سلائڈ ( Slide ) کہلاتا ہے۔

چھوٹی چھوٹی چیزوں، پودوں کے رگوں اور ریشوں اور جانوروں کے جسم کے چھوٹے چھوٹے خانوں ..... (Cells) کا مطالعہ کرنے کے لئے خورد بین ایک نہایت ضروری اور کارآمد آلہ ہے۔

**خوری، بشارہ شیخ** - لبنانی قانون دان، اور سیاست دان ہیں۔ سنہ ۱۹۲۵ء سے پارلیمنٹ کے رکن ہیں۔ سنہ ۱۹۴۳ء میں پہلی بار جمہوریہ لبنان کے صدر منتخب ہوئے اور سنہ ۱۹۵۲ء میں مستعفی ہو گئے۔

**خوری، سامی، شیخ** - لبنانی ماہر امور خارجہ ہیں۔ سنہ ۱۸۹۶ء میں پیدا ہوئے۔ سینٹ جوزف یونیورسٹی



(Saint Joseph University ) بیروت میں تعلیم پائی۔

سنہ ۱۹۲۱ء میں مجسٹریٹ تھے۔ سنہ ۱۹۲۷ء میں محکمہ انصاف کے ڈائرکٹر جنرل ہو گئے۔ سنہ ۱۹۳۹ء میں کونسل آف سٹیٹ کے صدر منتخب ہوئے۔ سنہ ۱۹۴۳ء میں محکمہ خارجہ کے ڈائرکٹر جنرل مقرر ہوئے۔ سنہ ۱۹۴۵ء میں مصر میں وزیر مختار مقرر ہو گئے۔ سنہ ۱۹۴۶ء میں اسی عہدے پر سعودی عرب اور سنہ ۱۹۵۰ء میں حبشہ منتقل ہوئے۔

**خوری، فارس** - شامی قانون دان ہیں۔ سنہ ۱۸۷۹ء میں پیدا ہوئے۔ امریکی یونیورسٹی بیروت میں تعلیم پائی۔ سنہ ۱۹۱۴-۱۹۰۸ء میں عثمانی پارلیمنٹ کے رکن تھے۔ سنہ ۱۹۱۹ء میں شامی یونیورسٹی میں قانون کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ سنہ ۱۹۲۰-۲۲ء میں وزیر فنانس اور وزیر تعلیم رہے۔ سنہ ۱۹۳۶-۳۹ء میں شامی پارلیمنٹ کے صدر رہے۔ سنہ ۱۹۴۴-۴۵ء میں وزارت اعلیٰ پر فائز رہے۔

اکثر بین الاقوامی کانفرنسوں میں شامی وفد کے لیڈر رہے ہیں۔ دمشق، عراق اور قاہرہ کی عرب اکاڈیمیوں کے نیز امریکی سوسائٹی کے رکن ہیں۔

تصنیفات میں، شاعری میں جنگ، مالیات کی سائنس، ضابطہ دیوانی، مشہور ہیں۔

**خوری، وکٹر** - عیسائی مذہب کے لبنانی قانون دان اور ماہر امور خارجہ ہیں۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئے لبنان اور فرانس میں تعلیم پائی۔

سنہ ۱۹۴۳ء میں لبنانی لیگیشن ( Legation ) لندن میں کونسلر تھے۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے پہلے اجلاس میں اپنے ملک کے نمائندہ بن کر گئے۔ سنہ ۱۹۴۷ء سے برطانیہ میں وزیر مختار تھے۔

**خوزستان** - میدیا کے جنوب اور زیریں میسو پوٹیمیا ( Mesopotamia ) کے مشرق میں ایک زرخیز صوبہ کسی زمانے میں اس کے بڑے شہر تستر اور اہواز تھے۔ خوزستان اب ایران کا ایک حصہ ہے اور ایرانی تیل کا بڑا مرکز ہے۔ یہاں کھجور اور کپاس کی کاشت ہوتی ہے۔ رقبہ ۳۰۰۴۰ مربع میل اور آبادی ۶۵۰۰۰۰ نفوس پر مشتمل ہے۔

**خوشبویات۔** ( Scents ) روح یا تیل یا عرق، جو پھولوں، نباتات یا دیگر ذرائع سے حاصل کیے جائیں۔ خوشبوئیں جو کہ پھولوں سے حاصل کی جاتی ہیں ان میں سے مشہور یہ ہیں۔ گلاب، یاسمین، نارنگی کے پھول کی خوشبو، بنفشہ وغیرہ۔ ہیلیوٹراپ قسم کی خوشبو ونیلا یا بادام سے حاصل کی جاتی ہے۔ نباتاتی جڑی بوٹیاں جن سے خوشبو حاصل ہوتی ہے، وہ رس بیری، دھنیا، لیمونڈر وغیرہ ہیں لیکن نارنگی کے چھلکے، لیموں کے چھلکے، مشک نافہ اور صندل سے بھی عمدہ قسم کی خوشبویات تیار کی جاتی ہیں۔ اور عام طور پر بازاروں میں بک رہی ہیں۔

**خوشحال خاں خٹک۔** پشتو زبان کا قادر الکلام اور مشہور شاعر ۱۶۰۵ء میں نواح پشاور کے ایک گاؤں اکوڑہ میں پیدا ہوا۔ اُس کا باپ شہباز خاں قبیلہ خٹک کا سردار اور مغلوں کی جانب سے علاقہ کا جاگیردار تھا۔ اوائل عمر میں یوسف زئی قبیلہ کے اکثر معرکوں میں شریک رہا۔ ۱۶۴۱ء میں باپ کے مرنے پر اپنے قبیلے کا سردار بنا۔

اورنگ زیب کے زمانہ میں خوشحال خاں کی خودسری کی شکایتیں دربار میں پہنچیں، جس پر اسے گرفتار کر لیا گیا۔ خوشحال خاں تین چار برس تک دہلی اور رنتھمبور کے قلعوں میں قید رہا۔ قید سے رہا ہو کر وطن واپس آیا۔ دل میں مغلوں کے خلاف انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی۔ یوسف زئی قبیلہ کے ساتھ مل کر شاہی فوج پر کئی حملے کیے اور اکثر معرکوں میں مغل افواج کو زک پہنچائی۔ حتیٰ کہ اورنگ زیب کو خود باغی افغانوں کی سرکوبی کے لیے آنا پڑا۔ اورنگ زیب نے باغی قبائل کو کئی شکستیں دیں، ہر طرف سے ناامید ہو کر خوشحال خاں نے آفریدیوں کے علاقہ میں پناہ لی۔

خوشحال خاں کا آخری زمانہ بڑی مصیبت اور پریشانی میں گزرا اور اسی علاقہ میں اس نے وفات پائی۔

خوشحال خاں

ایک بہت اچھا سپاہی بھی تھا اور شاعر بھی۔ اس نے تقریباً چالیس ہزار اشعار اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ جن میں تغزل سے بڑھ کر وافغانی رنگ ہے۔ اور بیشتر رجزیہ اشعار ہیں۔ جنہیں آج بھی افغان لوگ جھوم جھوم کر پڑھتے ہیں۔

**خول۔** ( Shell ) بہت سے جانوروں کے جسم پر سخت چھلکا یا خول ہوتا ہے۔ اس میں کیلشیم کاربونیٹ ( Calcium Carbonate ) کا عنصر ہوتا ہے۔ کچھوے وغیرہ جیسے جانوروں کا خول بڑا قوی اور سخت ہوتا ہے۔ یہ نام پرندوں کے انڈوں کے خارجی پردے کو بھی دیا جاتا ہے۔ اس میں بھی چونے کا کاربونیٹ ہوتا ہے۔

فولادی پردہ جس میں بارود ہوتی ہے۔ خول کہلاتا ہے، مثلاً کارتوس کا یا گولی کا خول جسے بندوق یا رائفل سے چلایا جاتا ہے۔ لوہے کے خول سنہ ۱۶۰۰ء کے قریب استعمال میں آنے لگے۔ پھر رفتہ رفتہ ان کی ساخت میں ترقی ہوتی گئی۔ پہلی جنگ عالمگیر کے زمانے سے خول کے نئے نئے نمونے مثلاً دھواں دار اور گیس دار خول زیر استعمال ہیں۔

**خولہ بنت ازورؓ۔** حضرت ضرارؓ کی بہن اور ازورؓ کی بیٹی۔ ازورؓ (والد) آنحضرتؐ کے عہد میں آپ کے سامنے ایک جنگ میں شہید ہوئے تھے۔ بہن بھائیوں میں والہانہ محبت تھی اور دونوں جام شہادت پینے کے مشتاق تھے۔ ان کی بوڑھی ماں مدینہ منورہ میں اکیلی رہتی تھیں۔ اور دونوں بہن بھائی شام اور مصر کی جنگوں میں شرکت کے لیے افواج اسلام میں شامل تھے۔ وہ اپنی غیر معمولی جرأت اور بہادری کی وجہ سے حضرت خالدؓ اور ابوعبیدہؓ اور ساری مسلمان فوج میں ہردلعزیز تھے اور اجنادین، یرموک اور انطاکیہ کے معرکوں میں بڑی بہادری سے لڑے۔

کہا جاتا ہے کہ سنہ ۱۹ھ میں اجنادین کی لڑائی کے موقع پر ضرار رومیوں کے ہاتھ گرفتار ہو گئے۔ حضرت خالدؓ ان کی رہائی کے لیے فوج کا ایک دستہ لے کر روانہ ہوئے۔ خولہ نے جب بھائی کی گرفتاری کا حال سنا تو بے قرار ہو گئیں اور اسی وقت سوار ہو کر اتنی سرعت

سے روانہ ہوئیں کہ فوج سے آگے جا کر سب سے پہلے رومیوں پر حملہ آور ہوئیں۔ اسی طرح کے اور کئی حیرت انگیز بہادری کے واقعات حضرت خولہؓ کی طرف منسوب ہیں۔ خولہ بنت ازورؓ کا نام قرونِ اولیٰ کی سرفروش اور بہادر مجاہد خواتین میں سرِفہرست ہے۔

**خولہؓ بنت حکیم۔** آنحضرت صلعم کی صحابیہ تھیں۔ حضرت عثمانؓ بن مظعون سے جو بڑے رتبہ کے صحابی تھے نکاح ہوا۔ مسلمان ہو کر مدینہ ہجرت کی۔ غزوہ بدر کے بعد ۲ھ میں عثمانؓ نے وفات پائی تو خولہؓ نے دوسرا نکاح کیا۔ خولہؓ نے بھی آنحضرت صلعم سے کم و بیش پندرہ ۱۵ حدیثیں روایت کی ہیں۔

**خون۔** ( Blood ) خون ایک پیچیدہ اور سیال مادہ ہے، جو سب جانداروں کے جسم میں پایا جاتا ہے۔ اور اسی پر ذی روح کی زندگی کا دارومدار ہے۔
انسانی جسم کا ۱/۱۲ حصہ خون ہوتا ہے جس میں بے شمار چھوٹے چھوٹے سرخ دانوں Red Corpuscles کی تعداد تقریباً پچاس لاکھ کے قریب ہوتی ہے۔ اور انہی کے باعث خون کا رنگ سرخ نظر آتا ہے۔ جن لوگوں میں سرخ دانوں کی کمی ہو جائے وہ کمزور اور بیمار ہو سکتے ہیں۔ سفید دانوں کی تعداد سرخ دانوں سے بہت کم ہوتی ہے۔ یہ دانے امراض کے جراثیم کو جسم میں داخل ہونے سے روکتے ہیں۔ ان کی مدافعت کرتے ہیں۔ اگر مدافعت کے دوران میں وہ مرض کے جراثیم سے مغلوب ہو جائیں تو انسان بیمار ہو جاتا ہے۔
جسم میں خون کا دورہ نہایت لازمی چیز ہے۔ دورہ رُک جائے تو انسان مر جاتا ہے۔ جسم میں خون ہی کی حرکت سے جسم کے ہر رگ و ریشے کو غذا اور آکسیجن ملتی ہے اور اور اسی کے ذریعہ جسم میں سے کاربن ڈائی آکسائڈ ( Carbon Dioxide ) اور دوسرے غیر ضروری فضلے خارج ہوتے رہتے ہیں۔
جسم کی جن نالیوں کے ذریعہ خون دل کی طرف جاتا ہے وہ وریدیں ( Veins ) کہلاتی ہیں اور جو دل سے خون کو باہر لاتی ہیں۔ وہ شریانیں Arteries کہلاتی ہیں۔

خون کے اندر حرارت ہوتی ہے جس کے باعث وہ جسم میں حرکت کرتا ہے۔ اگر یہ حرارت ختم ہو جائے تو خون منجمد ہو جاتا ہے اور ذی روح ہلاک ہو جاتا ہے۔

**خون بہا (دیت)۔** قدیم سوسائٹی میں خون کا بدلہ خون سے ممکن نہ ہوتا۔ تو تاوان کی شکل میں خون بہا (یعنی دیت) عائد کر دی جاتی۔ "بہا" سے مراد یہاں قیمت یا صلہ ہے۔ قدیم عرب تمدن اور دورِ جاہلیت میں یہ صورت عام تھی۔ اب بھی بعض ممالک اور اقوام میں خون بہا کی ادائیگی کی رسم مروج ہے۔ بسا اوقات دیہات میں خون کا بدلہ نقد یا جنس کی صورت میں وصول کر کے، مقدمِ قتل کو مقتول کے وارث لوداکر دیتے ہیں۔ اور شہادت کو قصداً کمزور کرا دیتے ہیں۔ یا گواہوں کو منحرف کرا دیتے ہیں۔
خون بہا نقد یا جنس یا ہر دو شکلوں میں ہوتا ہے۔

**خون بہنا۔** ( Bleeding ) جسم کے کسی حصے سے خون بہہ رہا ہو تو اس مقام پر براہِ راست دباؤ ڈال کر یا سے کھینچ کر خون بند کیا جا سکتا ہے۔ اگر بڑی یا درمیانہ درجے کی رگ ہو تو دباؤ کا عمل فوراً کرنا چاہیئے۔
خون بہنے یا جریانِ خون کا علاج کرنے کے لیے دورانِ خون کا علم ہونا ضروری ہے۔ یہ دوران قلب اور خون کی نالیوں کے ذریعہ ہوتا ہے۔ ان مؤخر الذکر نالیوں میں رگیں ہوتی ہیں۔ خون کو دل سے دیگر حصص جسم تک لے جاتی ہیں۔ ان کے علاوہ باریک نالیاں ہوتی ہیں جو بڑی رگوں کی شاخیں ہوتی ہیں اور ان سے نسبتیں چھوٹی نکلتی ہیں۔ ایک دوسری قسم کی رگیں ہوتی ہیں جو خون کو دل کی طرف لوٹاتی ہیں۔
جریانِ خون تین قسم کا ہوتا ہے، اول عروقی۔ اس میں خون چمکدار اور سرخ رنگ کا ہوتا ہے اور دل کی ہر حرکت سے اچھل کر نکلتا ہے۔ جتنا زیادہ زخم دل کے قریب ہوگا۔ اتنا ہی زیادہ خون کا بہاؤ ہوگا۔ اور اتنا ہی قدر زیادہ خطرہ ہوگا۔ دوم شریانی۔ اس صورت میں خون کا رنگ سیاہ ہوتا ہے اور آہستہ مگر لگاتار بہتا رہتا ہے۔ سوم نسیجی۔ اس صورت میں خون سرخ رنگ کا

ہوتا ہے۔ جیسا کہ عروقی قسم میں، اور خون اسی طرح سے بہتا ہے جیسے کہ پھوڑے سے بہتے اسفنج سے۔

خون کو روکنے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ زخم کے اوپر خون کے قطرے جما دیئے جائیں۔ شریانی یا عروقی زخم کی صورت میں ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھنے سے اس میں بڑی مدد ملتی ہے۔ خون اگر کسی بڑی رگ سے بہہ رہا ہو تو یہ علاج غیر مؤثر ہے۔ ایسی حالت میں پیچیدہ بند لگانے کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ زخم کے اس سرے پر باندھنا چاہیئے جو دل سے زیادہ قریب ہو جس جگہ بند لگانا ناممکن ہو وہاں رومال کو ٹھنڈے پانی میں تر کر کے اور تہ کر کے رکھ دیا جائے اگر خون باریک شریان سے مسلسل بہہ رہا ہو تو عضو کے گرد لکڑی کا ٹکڑا باندھ دینا چاہیئے۔ بشرطیکہ وہ عضو دل سے بعید تر ہو۔

اگر خون جسم کے کسی اندرونی حصے سے بہتا ہو تو فوراً ڈاکٹر کو بلوانا چاہیئے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ چہرہ زرد ہو جاتا ہے اور دورے پڑتے ہیں۔ جلد چپچپی ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں کسی قسم کی جوش آور چیز پینے کو نہ دو۔ سر نیچا رکھو اور جسم کو کمبل سے ڈھک دو۔ ٹھنڈے پانی کے چھینٹے سر پر ڈالو۔ اور ناک کے سامنے سونگھنے والے نمک ( Smelling Salts ) رکھو۔

## خون کا امتحان ۔ ( Blood Tests )

خون کی آزمائش مختلف ضرورتوں کے ماتحت مختلف طریقوں سے کی جاتی ہے۔ جسم میں خون کی کمی واقع ہو جائے تو سرخ جسیمے یا ذرے ( Red Corpuscles ) شمار کئے جاتے ہیں۔ مرض ذیابیطس میں خون کے اندر شکر کی مقدار معلوم کرنے کے لئے اس کی جانچ ہوتی ہے۔ گردے کے امراض میں نائٹروجن ( Nitrogen ) سے متاثرہ پیشاب کی مقدار معلوم کرنے کے لئے خون کی پڑتال کرتے ہیں۔ مختلف امراض کے جراثیم کو تباہ کرنے والے جسیمے ( Anti Bodies ) موجود ہوں تو اندازہ لگایا جاتا ہے کہ ان جراثیم سے متعلقہ امراض کے آثار موجود ہیں یا جسم ان کی مدافعت کے لئے تیار رہتا ہے۔ لہٰذا امراض متعلقہ کے پیدا ہونے کا امکان نہیں ہے۔ جہاں میعادی بخار یا آتشک کا شبہ ہو خون کی آزمائش اور جانچ کی جاتی ہے۔

## خون کا دباؤ ۔ ( Blood Pressure )

شریانوں میں خون کے دباؤ کا تعلق نبض کی رفتار سے ہوتا ہے۔ نبض تیز ہوگی تو دباؤ زیادہ ہوگا اور کم ہوگی تو دباؤ بھی کم ہوگا۔ نبض کی رفتار زیادہ سے زیادہ تیز ہونے پر جو دباؤ ہوتا ہے اسے طب کی اصطلاح میں انقباضی دباؤ ( Systolic Pressure ) کہتے ہیں۔ یہ دباؤ مختلف العمر اور مختلف المزاج آدمیوں میں ۱۰۰ سے ۱۵۰ ملی میٹر تک ہوتا ہے۔ دباؤ کو ایک خاص آلے سے ناپتے ہیں جس میں پارہ مندرجہ بالا بلندی تک چڑھ جاتا ہے۔ اگر سکون کی حالت میں پارہ اس سے زیادہ اونچائی تک جائے گا تو ایسی حالت خلاف معمول تصور کی جائے گی۔ لیکن تندرست آدمیوں میں ورزش کے فوراً بعد یا کسی جذباتی ہیجان کی وجہ سے خون کا دباؤ کافی بڑھ جاتا ہے۔ تمباکو نوشی بھی خون کے دباؤ میں زیادتی پیدا کر دیتی ہے۔

خلاف معمول خون کے دباؤ کی زیادتی کے مضر اثرات یا خطرات کا انحصار اس بات پر ہے کہ کیا کوئی بیماری اس علامت کا باعث ہوئی ہے۔ جس طرح بخار ہو جانا کسی بیماری کی علامت ہوتی ہے نہ کہ خود مرض۔ اسی طرح سے خون کے دباؤ کی زیادتی ( High Blood Pressure ) بھی بذات خود کوئی مرض نہیں بلکہ کسی نہ کسی بیماری کی علامت ہوتی ہے۔

## خون کا زہر آلود ہونا۔ ( Blood Poisoning )

خون میں زہریلے مادوں کا پیدا ہو جانا یہ بیماری خون میں زہریلے جراثیم کی افراط کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اور عموماً اس کی ابتدا کسی مقامی چھوت ( Localized Infection ) کی وجہ سے ہی ہوتی ہے۔ گذشتہ زمانے میں یہ مرض مرض الموت تصور کیا جاتا تھا۔ لیکن اب گندھک کی ادویات ( Sulpha Drug ) اور پنسلین ( Penicillin ) کے ایجاد ہو جانے سے یہ مرض قابل علاج ہو گیا ہے۔

## خون کے ذرات یا جسیمے۔ ( Blood Cells )

یہ ذرات دو طرح کے ہوتے ہیں۔ سرخ، سفید۔ سرخ ذرات کی ترکیب میں فولاد کا جزو ہوتا ہے اور یہ پھیپھڑوں سے آکسیجن لے کر اسے جسم کے ہر حصے تک پہنچاتے ہیں۔ یہ ذرات ہڈیوں

کی ڈگری لی۔ ۱۹۲۷ء میں اسلامیہ کالج میں پڑھانا شروع کیا۔ پاکستان قائم ہونے کے بعد زمیندارہ کالج گجرات کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ وحدتِ مغربی پاکستان کے قیام کے بعد محکمہ تعلیم کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر مقرر ہوئے ۱۹۵۶ء میں ڈپٹی سکریٹری اور فروری ۱۹۵۸ء میں ثانوی تعلیمی بورڈ کے چیئرمین بنے۔ انہوں نے حکومت کے مقرر کردہ تعلیمی کمیشن میں اہم فرائض سرانجام دیئے اور تعلیمی اصلاحات کی روشنی میں نصابی کمیٹی کے صدر کی حیثیت سے نیا نصاب مرتب کیا۔ ۱۹۶۱ء کے وسط میں پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر مقرر ہوئے۔ ۱۴ اکتوبر ۱۹۶۱ء کو حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال کر گئے۔

## خیال، نصیر حسین خاں، نواب - نواب

نصیر حسین خاں نام، خیال تخلص۔ ۲۱۔ مارچ ۱۸۸۰ء کو عظیم آباد، پٹنہ (صوبہ بہار) میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۹۷ء میں ۱۷ سال کی عمر میں آپ نے عظیم آباد سے "ادیب" نام کا ایک ماہوار علمی اور ادبی رسالہ جاری کیا۔ پھر کلکتہ چلے گئے۔ اور رسالہ بند ہو گیا۔ ہندو مسلم اتحاد کے حامیوں میں سے تھے۔ آپ کی "داستانِ اردو" اس جذبے کی پوری شاہد ہے۔ ۱۰ دسمبر ۱۹۳۲ء کو چناری ہاؤس علی گڑھ میں وفات پائی اور اپنے وطن عظیم آباد میں دفن ہوئے۔

## خیام، عمر۔ شاعر

ایران کے صوبہ خراسان میں بمقام نیشاپور پیدا ہوا۔ سنِ ولادت معلوم نہیں۔ اور نہ ہی اس کی زندگی کے دوسرے حالات کا پتہ چل سکا ہے۔ [illegible]ء میں سلطان ملک شاہ کے دربار میں بطور ماہر فلکیات تعینات ہوا۔ علم ریاضی کا بہت بڑا ماہر تھا۔ اس کی شہرت رباعیات کی بدولت ہوئی۔ انگریزی میں ان کا ترجمہ آئرلینڈ کے مشہور ادیب فٹنر جیرالڈ (FITZ GERALD) نے کیا۔ انگریزی کے علاوہ تمام بڑی بڑی زبانوں میں بھی ان کے تراجم ہو چکے ہیں۔ [illegible]ء میں وفات پائی۔

## خیبر (درہ)

پاکستان کی شمال مغربی سرحد پر پشاور سے چند میل دور ۳۳ میل طویل ایک طویل درہ ہے۔ جو اونچے اونچے خشک اور دشوار گزار پہاڑوں میں گھرا ہوا ہے۔ درہ خیبر کی چوڑائی ایک جگہ صرف دس فٹ ہے۔ پاکستان اور افغانستان کے درمیان آمد و رفت کا سب سے بڑا ذریعہ اور راستہ ہے۔ تاریخ میں اس کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ برصغیر ہند و پاکستان میں شمال مغرب کی طرف سے جتنے فاتح آئے وہ اسی کے راستے آئے۔ انگریزوں نے [illegible]ء میں اس پر قبضہ کیا۔ درہ خیبر جمرود سے شروع ہوتا ہے۔ اور تورخم پاک افغان سرحد کی آخری چوکی ہے۔

## خیبر (عرب)

خیبر مدینہ سے ۲۰۰ میل پر ایک نخلستان اور بستی تھی جہاں یہود آباد تھے۔ یہاں ان کے چھ قلعے تھے۔ جن میں قموص سب سے زیادہ مستحکم تھا۔ عرب میں یہی مقام یہود کی قوت کا مرکز تھا۔ جب انہوں نے حضور سے لڑنے کے لئے تیاری شروع کی تو حضورؐ نے بھی فوج جمع کی۔ اس موقعہ پر آپ نے پہلی مرتبہ علم تیار کرائے اور خاص علم جو حضرت عائشہؓ کی چادر سے بنایا گیا تھا حضرت علیؓ کو عطا فرمایا۔ مرحب پہلوان نے قموص کی مدافعت میں سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ آخر بیس دن کے محاصرہ کے بعد مرحب مارا گیا اور قلعہ حضرت علیؓ کے ہاتھوں فتح ہو گیا۔ یہودیوں نے مجبور ہو کر صلح کر لی۔ مزروعہ زمین پر یہودیوں کا قبضہ رہنے دیا گیا۔ اور یہ شرط طے پائی کہ پیداوار کا نصف ہر سال مسلمانوں کو دیا جائے گا۔ یہ واقعہ ۶۲۳ء کا ہے۔

## خیرات

نیک کام کرنا یا راہِ خدا میں کچھ دینا۔ اس کی مختلف صورتیں زکوٰۃ، قربانی، صدقہ وغیرہ ہیں۔ خیرات کے متعلق قرآن پاک میں جگہ جگہ احکام و ہدایت ہے۔ ایک جگہ فرمایا ہے۔ جب تک ان چیزوں میں سے جو تم کو عزیز ہیں خدا کی راہ میں خرچ نہ کرو گے، ہرگز فلاح نہیں پا سکو گے

اسلامی مسلک میں انفاق، احسان اور صدقہ الفاظ آتے ہیں۔ غلاموں کو آزاد کرنا، غریبوں کو کھانا کھلانا، یتیموں کی پرورش حتیٰ کہ مسلمانوں کو عاریۃً اپنے استعمال کی چیزیں دینا بھی خیرات کے زمرہ میں آتا ہے۔ والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اپنے عزیزوں، مسکینوں اور مسافروں کو فائدہ پہنچانا بھی خیرات ہے بلکہ نیت ہو تو ہنسنا بھی خیرات ہے۔ اور اس کا اجر اللہ کے نزدیک بہت بڑا ہے۔

خیرات اعلانیہ، پوشیدہ دونوں طرح جائز ہے لیکن اس کا احسان جتانا یا اس کا دنیاوی معاوضہ طلب کرنا معیوب ہے۔ خیرات ان لوگوں کو دینا چاہیے جو اس کے مستحق ہیں۔ خیرات کے غلط استعمال سے سوسائٹی کی اخلاقی حالت پست ہو جاتی ہے اور بلند پایہ اوصاف مفقود ہو جاتے ہیں۔

**خیرالدین باربروسہ۔** ترکی حکومت کے ایک یونانی جزیرہ کے یعقوب نام کے حاکم کا جو تھا لڑکا تھا۔ اس کا نام خضر اور لقب خیرالدین تھا۔ سرخ ریش ہونے کی وجہ سے "باربروس" مشہور ہوا۔ سنہ ۱۴۶۵ء میں اناطولیہ میں پیدا ہوا۔ اس نے جہاز رانی میں بڑا نام پیدا کیا۔ سنہ ۹۴۱ھ میں جب ہسپانیہ کی حکومت نے وہاں کے مسلمانوں پر ظلم و ستم کی قیامت برپا کر رکھی تھی اس وقت اس جانباز نے ہزاروں مسلمانوں کو اپنے جہازوں پر سوار کر کے الجزائر میں لا کر پناہ دی۔

سنہ ۱۵۳۸ء میں پاپائے اعظم نے "اتحاد مقدس" کے نام سے یورپ کی حکومتوں سے مل کر ایک زبردست بحری فوج تیار کی جو اس وقت کے مشہور امیر البحر کی ماتحتی میں مسلمانوں کے خلاف مذہبی جنگ کے لئے آئی تھی اس کو خیرالدین باربروسہ نے ایسی شکست دی کہ مدتوں یورپ اس کے نام سے کانپتا رہا۔ اس کو سلیمان اعظم نے اپنی فوج کا امیر البحر بنایا تھا۔ اس نے اپنی ذہانت سے ترکی کی بحری قوت کو دنیا کی سب سے بڑی طاقت بنا دیا تھا چنانچہ اس کے بعد مدتوں تک بحیرہ روم، بحیرہ قلزم، بحیرہ ایجین اور بحر ہند میں ترکی پرچم، بڑی شان و شوکت سے لہراتا رہا۔ ہسپانیہ کے مقابلہ میں فرانس کی امداد کر کے اس نے متعدد مقامات پر بھی قبضہ کر لیا اور فرانس کے بحری بیڑے کو بھی اس نے منظم کیا۔ یہ عظیم المرتبت امیر البحر نوے سال کی عمر میں سنہ ۱۵۴۶ء مطابق سنہ ۹۵۳ھ میں قسطنطنیہ کے مقام پر اس دنیائے فانی سے رخصت ہوا۔

**خیرپور۔** سندھ کی ایک سابق ریاست۔ رقبہ ۶۰۵۰ مربع میل اور آبادی ۳۲۵۰۰۰۔ ریاست خیرپور کو انگریزی عہد میں سنہ ۱۸۸۳ء میں باقاعدہ طور پر تسلیم کیا گیا۔ سنہ ۱۹۵۵ء میں خیرپور ریاست وحدت مغربی پاکستان میں شامل کر دی گئی۔ خیرپور نام کا شہر ریاست کا مرکزی مقام ہے اور لاہور، کراچی لائن پر ریلوے اسٹیشن ہے۔

**خیمہ زن ہونا۔** Camping
سیر و سیاحت کے دلدادہ اشخاص، سائیکلوں پر یا پیدل ایک دو دن کے لئے کسی پر فضا مقام پر پڑاؤ کرتے ہیں اور اپنے تمام ساز و سامان کو جو بہت ہلکا اور پائیدار ہوتا ہے خود لئے پھرتے ہیں۔ سفری خیمے اور ہلکا پھلکا سامان سفر خاص دکانوں پر مل سکتا ہے۔ فرش کے لئے روغنی کپڑے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ نمی اوپر نہ آ سکے۔ ایک خاص تھیلا Sleeping Bag جسے پہن کر زیر آسمان سویا جا سکے ان مواقع پر کارآمد ہوتا ہے۔ کھانا پکانے کے لئے سٹوو Stove المونیم کے برتن، پلاسٹک کی رکابیاں، پیالے، چاقو، چمچے، کرمچ کی بالٹی، اور ٹارچ Torch کا خاص طور پر بندوبست کرنا چاہیئے۔

خیمہ کسی خشک محفوظ مقام پر لگانا چاہیئے اس کا کھلا ہوا حصہ ہوا کے رخ کی دوسری سمت ہونا چاہیئے۔ برسات میں خیمہ کے بیرونی حصہ کو چھونا نہیں چاہیئے ورنہ ٹپکنے کا اندیشہ ہو جاتا ہے۔ حتی الوسع درختوں کے نزدیک لیکن ان کے عین نیچے نہیں ہونا چاہیے۔ درختوں کے قریب ہونے سے ایندھن کا بندوبست بآسانی ہو سکتا ہے۔ اگر مدت قیام زیادہ ہو تو بہتر بڑا اور مضبوط خیمہ استعمال کرنا چاہیئے۔

سامانِ سفر میں موٹے ربر کا فرش ہونا چاہیئے اور اشیاءِ خوردنی کے لیئے ایک خاص قسم کا بکس رکھنا چاہیئے۔ زمین کھود کر ٹٹی اور کوڑا کرکٹ پھینکنے کا مناسب بندوبست کرنا چاہیئے۔

**خیوا۔** ( Khiva ) وسط ایشیا میں بحیرہ ارال کا جنوبی علاقہ خیوا پہلے حکومت روس کے زیرِ حمایت ایک خود مختار ریاست تھی لیکن اب سوویٹ روس کی جمہوریہ "ازبکستان" میں شامل ہے۔ باشندے ازبک اور تاتاری نسل سے ہیں۔ زمین زیادہ صحرائی ہے جس میں وادیاں اور نخلستان ہیں۔ جن علاقوں میں آبپاشی کا انتظام ہے وہاں گیہوں، چاول، کپاس، اور پھل پیدا ہوتے ہیں۔ سرزمین خیوا کی آبادی تقریباً ۵۲۰،۰۰۰ ہے۔ شہر خیوا، (دارالحکومت) مرو سے ۳۰۰ میل شمال مغرب میں ایک نہر کے کنارے آباد ہے۔ کسی زمانے میں خیوا غلاموں کی تجارت کا مرکز تھا۔ آبادی ۴۰۰۰ نفوس پر مشتمل ہے۔

# خلا میں پرواز

سپوتنک

روسی کتا لائیکا جس نے خلا میں پرواز کی۔

# د

**داتا گنج بخشؒ۔** پورا نام مخدوم شیخ ابوالحسن علی ہجویری بن عثمان بن علی ہجویر غزنی کا ایک محلہ تھا جہاں آپ کی ولادت ۱۰۰۹ء میں ہوئی۔ تحصیل علم کے لئے مختلف ممالک کا سفر کیا۔ اس سے فراغت کے بعد ابوالفضل محمد بن الختالی کے مرید ہوئے۔ پیر کے حکم سے مخدوم ہجویری ۱۰۳۹ء میں وارد لاہور ہوئے۔ جس دن حضرت لاہور میں داخل ہوئے اسی دن حضرت شیخ حسن زنجانیؒ کا انتقال ہو گیا جو ان کے پیر بھائی تھے اور پہلے سے لاہور میں مقیم تھے۔ اس کے بعد آپ چونتیس ۳۴ سال تک لاہور میں مقیم رہ کر شریعت اسلامی سے اس کفرستان کو منور فرماتے رہے اور لاہور ہی میں ۱۰۷۲ء میں رحلت فرما گئے۔ داتا صاحبؒ کی واحد مطبوعہ تصنیف کشف المحجوب فارسی زبان میں موجود ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کی بہت سی دوسری تصنیفات بھی تھیں جو غزنی میں رہ گئیں اور اب نایاب ہیں۔

داتا صاحب کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ تصوف اسلامی وہ ہے جس کا ایک قدم بھی دائرہ شریعت سے باہر نہ ہو۔ ان کا مزار لاہور میں ہے جہاں ہر جمعرات کو زائرین کا ہجوم ہوتا ہے۔ ہر سال ماہ صفر کی بیس تاریخ کو سالانہ عرس کے موقعہ پر دو تین دن تک زبردست میلہ رہتا ہے ۱۹۵۳ء میں ان کی نو سو آٹھویں ۹۰۸ برسی منائی گئی تھی جس میں مجاوروں کے بیان کے مطابق ایک ہزار من گندم اور پانچ سو بکرے و بچھڑے گوشت سے نان حلیم پکا کر فقراء میں تقسیم کیا گیا۔ رائے راجو جو آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر شیخ ہندی ہوا اور زندگی بھر حضرت مخدوم کی ملازمت میں رہا۔ اسی کی اولاد آج تک مزار شریف کی مجاور ہے۔ حضرت مخدوم کی دو شادیاں والدین نے کر دی تھیں لیکن دونوں کا انتقال تھوڑے تھوڑے عرصے کے بعد ہو گیا پھر آپ نے شادی نہیں کی۔

مشہور ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ نے لاہور میں مخدوم ہجویریؒ کے مزار شریف پر چلہ کشی کی تھی اور بعد فراغت یہ شعر ارشاد فرمایا تھا ؎

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

اسی شعر نے آپ کو داتا گنج بخش مشہور کیا اور یہ شعر مزار شریف کی دیوار پر لکھا ہوا ہے۔ اکبر اعظم نے مزار شریف کے فرش کو سنگ مرمر سے مزین کیا اور چوکھٹ پر کواڑ لگوائے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ اپنے وقت میں ایک ہزار روپیہ سالانہ عرس کے موقعہ پر بطور نذرانہ دیا کرتا تھا۔

**داد۔** (Ring Worm) جسم پر باریک باریک دانے نکلتے ہیں جو ایک دائرے میں پھیلتے رہتے ہیں۔ کھجلی ہوتی ہے اگر سر میں داد ہو تو بال گرنے لگتے ہیں۔ مرہم یا ایکس ریز سے جاتا رہتا ہے۔ عام زبان میں اسے دھدر بھی کہتے ہیں۔

**دارا۔** (Darius) قدیم فارس میں اس نام کے تین حکمران گذرے ہیں: اوّل (۵۲۱-۴۸۵ ق م) یہ ہائسٹیسپس کا سب سے بڑا فرزند تھا، جو زرتشتی مذہب کا پیرو تھا۔ اس نے محکوم علاقوں کی بغاوتیں فرو کیں، سلطنت کی از سر نو تنظیم کی، افغانستان اور تھریس، مقدونیہ کو مسخر کر کے ایتھنز کے خلاف اعلان جنگ کیا۔ ۴۹۲ ق م میں اس نے ایک مہم یونان کے خلاف روانہ کی جسے میراتھان کے مقام پر شکست ہوئی۔ اس کے عہد حکومت میں ایک نہر کھود کر دریائے نیل کو بحیرہ قلزم سے منسلک کیا گیا۔ دوم (۴۲۴-۴۰۴ ق م) اسے اوخس Ochus یا نتھس (llaths) بھی کہتے ہیں۔ بادشاہ اردشیر

اول Artaxerxes I (۴۶۵-۴۲۴ ق م) کے ہاں ایک کنیز سے پیدا ہوا۔ اس نے اپنی ہمشیرہ Parysatis سے شادی کی اور اس کے زیر اثر رہا۔ اس کے عہد حکومت میں بغاوتیں ہوئیں۔ اس نے ایتھنز کے خلاف سپارٹا کی حمایت کی۔
سوئم۔ (۳۳۶-۳۳۰ ق م) اسے Codomannus بھی کہتے ہیں۔ خوش وضع اور پاکیزہ صفت انسان تھا۔ اس نے ۶ سال تک سکندر رومی کا مقابلہ کیا جن کے دوران میں اسے گرینی کس، اسّس اور اربیلا کے مقامات پر شکستیں ہوئیں۔ اس کی شکست کا سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ اس کی فوج غیر ملکیوں بالخصوص یونانیوں پر مشتمل تھی۔ ۳۳۰ ق م میں اپنے ایک نائب بیس کے ہاتھوں قتل ہوا۔ اس کی ہلاکت کے ساتھ ہی فارس کی شہنشاہیت کا خاتمہ ہو گیا۔

**دارالاستخارہ** ۔ Oracle ۔ قدیم یونان میں دارالاستخارہ ایسی جگہ ہوتی تھی جہاں دیوتا کسی پادری کے توسط سے گفتگو کرتے تھے عموماً سوالات کے جواب میں دیوتا اپنے ماننے والوں کو مشورہ دیا کرتے تھے۔ اکثر یہ مشورہ مبہم الفاظ پر مشتمل ہوتا تھا اور اس کے متعدد معنی نکالے جا سکتے تھے۔ ڈیلفی میں اپالوسوبالیتا کا دارالاستخارہ سب سے زیادہ مشہور تھا۔

**دارالاسلام** ۔ وہ ملک یا سلطنت جہاں اسلامی قانون نافذ ہو۔ وہاں کے باشندے مسلمان ہوں یا مسلمانوں کے مطیع ہوں خواہ ذمی ہوں یا غیر ذمی۔ ان غیر مسلموں کو بھی شہری حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ اور ان کے جان و مال کی حفاظت مسلمانوں پر فرض ہوتی ہے۔ نہ ہی امور کی دائیگی میں ان کے لئے سلطنت کی طرف سے کوئی روک ٹوک نہیں ہوتی۔ بعض علماء اس زمرہ میں صرف اہل کتاب ہی کو شامل کرتے ہیں لیکن اب عام طور پر تمام غیر مسلموں کا شمار ذمیوں ہی میں ہوتا ہے اور وہ بھی شہری آزادی میں رعایا کے حصہ دار سمجھے جاتے ہیں

**دارالتجربہ** ۔ لیبارٹری ( Laboratory ) وہ کمرہ یا عمارت جس میں سائنس کے تجربات کے لئے آلات وغیرہ موجود ہوں اور جہاں تجربے کیے جا سکے ہوں۔ ترقی یافتہ ممالک میں دارالتجربہ یا لیبارٹری کا وجود ایک اہم اور ضروری شے ہے برطانیہ امریکہ اور روس کے یہ ادارے آج کل ریسرچ اور تحقیقات جدیدہ میں اقوام عالم کی فہرست میں پیش پیش ہیں۔

**دارالترجمہ** ۔ ( Translation Bureau ) ایسا ادارہ جہاں مختلف زبانوں کی بلند پایہ کتابوں کے ترجمے اپنی یا کسی مخصوص زبان میں کئے جائیں۔ حیدرآباد دکن کا دارالترجمہ اس سلسلے میں تقسیم سے پیشتر ایک نامور اور ممتاز ادارہ تھا اور اس کا الحاق عثمانیہ یونیورسٹی کے ساتھ تھا۔ اسی ادارہ میں کئی یورپین مستند تصانیف کے تراجم ہوئے اور وضع اصطلاحات کا کام اردو میں ہوا۔ سائنس، ریاضی اور ٹکنیکل مضامین کی کتابیں خاص طور پر اردو کے قالب میں ڈھالی گئیں۔ دارالترجمہ کا وجود اب بھی قائم ہے لیکن وہاں اردو کی نمائندگی اب ہندی کر رہی ہے۔
دنیا کے بہت سے متمدن اور ترقی یافتہ ممالک میں حکومتوں نے سرکاری دارالترجمہ کھول رکھے ہیں جو ترجمہ اور نقل و استنباط کے سلسلے میں بڑا مفید کام کر رہے ہیں۔ لاہور، کراچی میں بھی اس قسم کے سرکاری ادارے موجود ہیں۔

**دارالامراء** ۔ House of Lords انگلستان کی پارلیمنٹ کا ایوان اعلےٰ جس کے ممبر تمام خطاب یافتہ شرفا ہوتے ہیں جن کو انگریزی میں پیئرز کہتے ہیں۔ پہلے پہل تمام پیئرز بلا لحاظ تعداد اس ایوان کے ممبر ہوتے تھے۔ اب یہ بھی آپس میں انتخاب کر کے تھوڑے سے ممبر بھیجتے ہیں۔ ان خطاب یافتگان کے علاوہ دونوں آرچ بشپ Arch Bishop اور ۲۴ انگریزی بشپ بھی اس ایوان کے ممبر ہوتے ہیں۔ اور ایوان میں کافی رسوخ رکھتے ہیں۔ صدر لارڈ چانسلر Lord Chancellor ہوتا ہے سابق میں اور اب بھی یہ دارالعوام کے پاس کردہ قوانین رد کر سکتے ہیں۔ لیکن اب دارالعوام نے یہ قانون پاس کر دیا ہے۔ کہ جو قوانین وہ تین بار متواتر پاس کر دے وہ اس ایوان کو منظور کرنا پڑیں گے۔ اگر نہیں تو وہ شاہی منظوری Royal Assent سے ان کی رضامندی کے بغیر ہی قانون بن جائیگا۔ یہ قانون ۱۹۱۱ء میں بنا اور صرف غیر مالی قوانین پر حاوی ہے۔ مالی امور سے متعلق تمام قوانین بھی یہ ایوان اعلےٰ

تین ماہ کے اندر اندر بجٹ پاس نہ کرے تو شاہی منظوری سے قانون بن جاتے ہیں۔ لارڈ چانسلر جو صدر ہوتا ہے وہ بادشاہ کا مشیر بھی ہوتا ہے۔

موجودہ صورت میں اس ایوان کے ۷۴۰ ممبر ہیں۔ لیکن اس ایوان کے اختیارات روز بروز کم ہوتے جا رہے ہیں۔ پادری بھی اگر کسی قانون پر متفقہ طور پر اڑ جائیں تو وہ بل پاس نہیں ہو سکتا۔ خود پادریوں کے متعلق جو قوانین وضع ہوتے ہیں۔ ان میں سے عقائد کے متعلق قانون تو تمام تر پادریوں کا ایک جرگہ وضع کرتا ہے جس کو کنونشن Convention کہتے ہیں۔ اور انتظامی قوانین پادریوں اور غیر پادریوں کی ایک انجمن پاس کرتی ہے۔ پارلیمنٹ ان قوانین کو بدل نہیں سکتی لیکن نامنظور کر سکتی ہے۔

**دارالحرب**۔ اہل اسلام مذہبًا دنیا کو دو حصوں میں منقسم کرتے ہیں ایک دارالحرب اور دوسرا دارالاسلام۔ دارالحرب وہ ملک یا سلطنت ہے جہاں مسلمانوں کی حکومت تو نہیں ہے لیکن محل وقوع یا آبادی کے لحاظ سے ایسی ہے کہ اگر جنگ کی جائے تو وہ دارالاسلام بن سکتی ہے اس لئے اسلامی سلطنت کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں جنگ کر کے اسے دارالاسلام بنا دے موجودہ دور میں چونکہ ایسا کرنا ممکن نہیں اس لئے اب دارالحرب ایسی سلطنت کو کہتے ہیں جہاں غیر اسلامی قانون نافذ ہو اور اسلامی قانون پر عمل نہ ہو سکے (۲) یا جہاں مسلمانوں کے لئے امن سے رہنا ممکن نہ ہو۔ بعض کا خیال ہے کہ اگر کسی ملک میں ایک اسلامی حکم بھی نافذ ہے تو وہ دارالحرب نہیں ہے جب کوئی اسلامی ملک دارالحرب بن جائے تو تمام اہل اسلام کا فرض ہے کہ وہاں سے ہجرت کر جائیں حتیٰ کہ اگر کوئی عورت شوہر کے ساتھ جانے سے انکار کر دے تو اس پر طلاق ہو جاتی ہے لیکن قرآن یا حدیث میں اس کا کہیں ذکر نہیں ہے۔

**دارالسلام**۔ یعنی سلامتی کا گھر۔ شہر بغداد کا امتیازی نام مدینۃ السلام یا دارالسلام تھا۔ بغداد کی بنیاد خلیفہ المنصور نے ۷۶۲ء میں رکھی۔ اور اسے اپنا جدید دارالحکومت بنایا۔ المنصور نے اس کا سرکاری نام "مدینۃ السلام" ہی تجویز کیا۔ یہ شہر چار سال کے عرصہ میں تعمیر ہوا۔ کوئی پچاس لاکھ اس پر خرچ آئے اور ہزارہا کاریگر اور مزدور کام کرتے رہے جو شام عراق اور مملکت کے دوسرے حصوں سے منگوائے گئے تھے۔

بسا اوقات "دارالسلام" کا لقب لوگ اپنی جدید تعمیرات کو بھی دے دیتے ہیں۔ کسی نے نیا گھر بنایا یا نئی عمارت کھڑی کی تو اسے تبرکًا دارالسلام کا نام دے دیا۔ بعض مسلمان بادشاہوں نے بھی اپنے محل یا دربار کو دارالسلام کے لقب سے موسوم کیا

نیز علاقہ ٹانگانیکا —— افریقہ کی بحری بندرگاہ اور دارالحکومت ہے پہلے یہ شہر جرمن ایسٹ افریقہ کا دارالحکومت تھا۔ یہاں بڑی عمدہ بندرگاہ ہے اندرون ملک کے ساتھ ریلوں کے ذریعے سے ملا ہوا ہے۔ آبادی اس شہر کی گذشتہ اعداد و شمار کے مطابق .... ۲ د ر تھی۔

**دارالصحت**۔ Sanatorium ایسے ہسپتال جہاں دق کے علاوہ مریض رکھے جاتے ہیں ایسے مریضوں کا علاج بہت طویل ہوتا ہے۔ ان ہسپتالوں میں مریضوں کی دیکھ بھال اور علاج کا خاص انتظام کیا جاتا ہے تازہ ہوا اور آرام کا بھی خیال رکھا جاتا ہے۔ اس قسم کے ہسپتال بالعموم پہاڑی مقامات پر واقع ہوتے ہیں۔

**دارالصلح**۔ اس کو دارالعہد بھی کہتے ہیں۔ دارالحرب اور دارالاسلام کے علاوہ علما نے مملکت کی ایک تیسری قسم دارالصلح بھی رکھی ہے کہ نہ اسلامی حکومت ہو اور نہ اس علاقہ کو بذریعہ شمشیر حاصل کیا گیا ہو۔ بلکہ اسے کسی معاہدہ یا صلح کے ذریعہ حاصل کیا گیا ہو۔ اس کی ابتدائی مثال نجران اور نوبیہ میں جہاں عیسائی آباد تھے اور ان سے معاہدہ کی بنا پر جزیہ یا خراج لیا جاتا تھا۔ وہاں کے لوگ اگر کوئی تحفہ بھیجیں تو اس کا شمار بھی خراج میں ہوگا۔ بعد میں اس کے متعلق یہ طے کیا گیا کہ جو علاقے صلح کے ذریعہ لئے جائیں وہاں کی زمین یا تو مسلمانوں کی وقف زمین ہو جاتی ہے یا اصل باشندوں کے پاس رہتی ہے جو ذمی ہو جاتے ہیں اور جزیہ یا خراج دینا منظور کر لیتے ہیں۔ اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو خراج دینا بند کر دیا جاتا ہے اور زمین مستقل طور پر ان کی ہو جاتی ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اس کو بھی دارالاسلام کہتے ہیں لیکن اگر وہ لوگ معاہدہ توڑ دیں تو پھر یہ علاقہ "دارالحرب" بن جاتا ہے۔

**دارالعلوم**۔ University دارالعلوم ایک

ادارہ ہوتا ہے جس میں طلبا رہائش اختیار کر کے تحصیل
علم کرتے ہیں۔ اس قسم کے اداروں کا آغاز اسلام کے
سنہری زمانے میں ہوا۔ چنانچہ بغداد اور قرطبہ کی یونیورسٹیاں
تمام دنیا میں مشہور ہوئیں۔ ان یونیورسٹیوں میں طلبا جمع ہو
جاتے تھے اور تحصیل علم کے زمانے میں نہایت سادہ
زندگی بسر کرتے تھے۔ مقصد یہ تھا کہ چونکہ وہ خود کما کر
دولت میں اضافہ نہیں کر رہے اس لئے ان کو عوام یا والدین
پر بوجھ ڈالنے کا کوئی حق نہیں۔ یہ طلبا اُن وظائف یا اوقاف
پر گزارہ کرتے تھے۔ جو اُمرا اور رؤسا کی طرف سے مقرر
تھے اور بعض حالتوں میں وہ ادھر اُدھر پھر کر مانگ لیتے
تھے جس کو وظیفہ کہتے تھے مگر اس کا مفہوم بھی زمانے
کے ساتھ تبدیل ہوگیا ہے جب طلبا اپنا نصاب ختم کر
لیتے تھے۔ تو ان کو جبہ اور دستار فضیلت عطا ہوتی تھی
اور فارغ التحصیل ہونے کے ثبوت میں سند دی جاتی تھی۔
یورپ میں قرطبہ یونیورسٹی کے نمونے پر یونیورسٹیاں
بنیں اور جبہ گون Gown بن گیا اور دستار ٹوپی۔ موجودہ
وقت میں یونیورسٹیاں درس و تدریس کا کام بھی کرتی ہیں
اور تحقیقات کا کام بھی لیکن علمی تحقیقات کیلئے اس وقت
بھی علیحدہ ادارے قائم تھے۔ چنانچہ اخوان الصفا کا ادارہ
تمام علمی دنیا میں مشہور ہے۔ دیوبند اور ندوہ ہندوستان میں
جو دارالعلوم ہیں وہ قدیم طرز پر ہیں۔ اور دارالمصنفین اعظم
گڑھ تحقیقاتی اور تصنیفی ادارہ ہے۔ انگلستان کی مشہور
یونیورسٹیاں آکسفورڈ اور کیمبرج ہیں۔ اور امریکہ میں ہارورڈ
سب سے پرانی یونیورسٹی ہے باقی تمام دنیا میں ہر ملک
کے اپنے اپنے تعلیمی ادارے کام کر رہے ہیں۔
خود پاکستان میں اس وقت کئی یونیورسٹیاں ہیں مثلاً پشاور
لاہور، حیدرآباد، کراچی، ڈھاکہ، راجشاہی۔ ان سب میں
لاہور میں سب سے پرانی اور وسیع یونیورسٹی ہے جس میں
تمام شعبے کام کر رہے ہیں۔ اسلامی تمدن کی سب سے
بڑی یونیورسٹی قاہرہ میں جامع ازہر ہے۔ لیکن بغداد
اور دمشق جو کبھی تعلیم کے گہوارے تھے۔ اب یونیورسٹیوں
سے خالی پڑے ہیں۔

**دارالعوام۔** House of Commons برطانوی
پارلیمان کا وہ حصہ جس میں دستوری قوانین زیر بحث آتے اور
پاس ہوتے ہیں۔ دوسری عالمگیر جنگ سے قبل دارالعوام کا
اجلاس اس عالی شان عمارت میں ہوا کرتا تھا جو ہاؤس آف



پارلیمنٹ کہلاتی ہے۔ دوران جنگ میں یہ عمارت ہوائی
حملے سے تباہ ہوگئی تھی۔ اب پھر اسے از سرِ نو اپنے نقشے
کے مطابق تیار کیا جا رہا ہے۔ بڑے کمرے کے وسط
میں ایک سرے سے دوسرے تک کشادہ راستہ ہے جس
کے دونوں جانب ارکان کے لئے نشستیں بنی ہوئی ہیں جو
دیواروں کی طرف بلند ہوتی چلی گئی ہیں۔ راستہ کے اختتام
پر ایک چبوترہ ہے جس پر میر مجلس Speaker کی کرسی ہوتی
ہے۔ میر مجلس جلسہ کی صدارت کرتا ہے اُسے سپیکر
اس لئے کہتے ہیں کہ ماضی میں اُسے عوام کے حق میں تقریر
کرنا پڑتی تھی اس وقت جبکہ کوئی درخواست بادشاہ کے
حضور میں پیش کی جاتی تھی۔ میر مجلس کی دائیں جانب کی نشستوں
پر حامیانِ حکومت بیٹھتے ہیں۔ نشستوں کی پہلی قطار ٹریژری
بنچ Treasury Benches کہلاتی ہے۔ اس پر وزیر اعظم
اور اس کی کیبنٹ کے وزرا بیٹھتے ہیں۔ اس قطار کے پیچھے
کی نشستوں پر دوسرے وزیر بیٹھتے ہیں۔ میر مجلس کی بائیں
طرف دوسری سیاسی جماعتوں کے ارکان بیٹھتے ہیں جو
مخالف پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔
پارلیمان کے اجلاس سے پہلے
شاہ کی افتتاحیہ تقریر ہوتی ہے۔ اس تقریر کو وزیر اعظم
اور اس کے دیگر وزرا تیار کرتے ہیں۔ اور یہ دارالامرا
میں پڑھی جاتی ہیں۔ جہاں شاہ اسے پڑھ کر سناتا ہے اس
میں حکومت کی حکمت عملی کا خاکہ درج ہوتا ہے۔ جب
یہ تقریر دارالامرا اور دارالعوام دونوں جگہ پڑھ دی جاتی
ہے اور ہر دو جگہ اس کی تائید ہو جاتی ہے تو پھر پارلیمان
اپنا کام شروع کر دیتی ہے۔ جو نئے قوانین پیش کرنا۔ ان
زیر بحث و تمحیص کرنا اور آرا کے شمار کے بعد انہیں ملک
کے دستور میں جگہ دینا ہوتا ہے۔
سوالات کا وقت۔ جمہوریت کے لئے یہ ضروری
ہے کہ ارکان کو وزرا سے سوالات کرنے اور حکومت
کی پالیسی پر آزادانہ نکتہ چینی کرنے کی اجازت ہو۔ یہ
طریقہ اختیار کرنے سے مخالف پارٹی کے ممبران عوام
کو باخبر کر دیتے ہیں کہ حکومت نے کس جگہ چوک یا غلطی
کی ہے۔ علاوہ ازیں اس نکتہ چینی کے ذریعہ سے وزرا
کو ان تلخ حقیقتوں سے متنبہ کر دیا جاتا ہے جو ان کی غفلت
شعاری کی وجہ سے رونما ہوں۔ متعلقہ وزیر سوالات
کا کافی اور تسلی بخش جواب دینے کی کوشش کرتا ہے اور
اس کے جواب کی روشنی میں عوام صحیح صورت حال کے

متعلق اپنی رائے قائم کرتے ہیں۔

پارلیمان کی برطرفی: معمولاً پارلیمان ہر پانچ سال کے بعد ختم کر دی جاتی ہے اور از سرِ نو انتخابات عمل میں لائے جاتے ہیں۔ اگر اس مدت سے پہلے حکومت کو کسی اہم قانون کے پاس کرانے کے سلسلہ میں شکست ہو جائے تو وزیر اعظم مندرجہ ذیل دو باتوں میں سے ایک بات کرے گا۔ (۱) وہ بادشاہ کو مشورہ دے گا کہ پارلیمان کو برطرف کر دیا جائے۔ اس صورت میں عام انتخابات کئے جائیں گے۔ (۲) وہ بادشاہ کو مشورہ دے گا کہ مخالف پارٹی کے رہنما کو بلا کر وزارت بنانے کی ذمہ داری اسے سونپ دی جائے۔

## دار المطالعہ library and Reading Room

دار المطالعہ ایک ادارہ ہوتا ہے۔ جہاں کسی سوسائٹی، انجمن، کمیٹی یا افراد کے زیر اہتمام اخبار بینی یا کتب بینی کا انتظام ہو۔ لائبریری اور ریڈنگ روم سے دار المطالعہ کا مفہوم کم و بیش ادا ہو جاتا ہے۔ دار المطالعہ اکثر قصبوں اور شہروں میں موجود ہوتے ہیں لندن کا ریڈنگ روم جو برٹش میوزیم میں واقع ہے دنیا کا عدیم النظیر دار المطالعہ ہے واشنگٹن کی کانگرس لائبریری اور دار المطالعہ بھی ممتاز حیثیت کے حامل ہیں۔ لاہور کی پبلک لائبریری اور ریڈنگ روم نایاب تصانیف، اخبارات اور رسائل پر مشتمل ہیں۔ کراچی کے سرکاری اور غیر سرکاری دار المطالعہ بھی اپنے بے مثل علمی ذخائر کی بدولت دنیا بھر میں مشہور ہیں۔

قومی و ملکی تمدنی اور شہری ترقی کی خاطر دار المطالعہ کا وجود لازمی ہے۔ بلکہ دار المطالعہ جتنے زیادہ ہوں گے اتنے ہی افراد روشن دماغ ہوں گے۔ اور اسی قدر ان کا تمدن اور ان کی لیاقت بلند پایہ ہوگی۔ بعض مخیر حضرات "دار المطالعہ" قائم کر کے دنیا میں اپنی یاد چھوڑ جاتے ہیں۔

## دار الندوہ

دار الندوہ۔ اس کے لفظی معنی "مجلس گھر" کے ہیں۔ یہ ایک عمارت تھی جو خانہ کعبہ کے بالمقابل تعمیر کی گئی تھی۔ اس کو آنحضرت صلی اللہ وسلم کے جد اعلےٰ قصی نے تعمیر کیا تھا۔ قریش اس میں اہم کاموں کے وقت جمع ہو کر مشورہ کیا کرتے تھے۔ گویا یہ قریش کی قومی اسمبلی تھی۔ جنگ و صلح اور دوسرے اہم معاملات اسی میں باہمی مشورہ سے طے ہوتے تھے۔ اکثر تقریبات مثلاً شادی وغیرہ بھی یہیں انجام پذیر ہوتی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا مشورہ بھی اساطین قریش نے یہیں بیٹھ کر کیا تھا۔ اس کا انتظام والضرام بنو اسد کے ذمہ تھا جو قریش کا ایک قبیلہ تھا۔

## دار الیتامیٰ Orphanage

دار الیتامیٰ۔ Orphanage یتامیٰ یتیم کی جمع ہے۔ دار الیتامیٰ سے مراد یتیم خانہ ہے۔ اسلامی ممالک میں ابتدا سے یتیم خانوں کا وجود قائم رہا ہے۔ کیا سرکاری طور پر اور کیا نیم سرکاری حیثیت میں اور کیا پبلک کی کوشش سے۔ انجمن حمایت اسلام لاہور کا یتیم خانہ جو ملتان روڈ پر واقع ہے۔ ایک قابل تعریف ادارہ ہے جو قوم کی مفید خدمات انجام دے رہا ہے۔ اس کا نام دار الشفقت تجویز کیا گیا ہے۔ یتیم خانے بچوں کے لئے بھی ہوتے ہیں اور بچیوں کے لئے بھی۔ لاہور میں متعدد یتیم خانے انفرادی کوشش یا مجلسی مساعی کا نتیجہ ہیں۔ یتیم خانوں میں اسلامی اور دنیوی تعلیم ہوتی ہے دستکاری اور صنعت و حرفت سکھلائی جاتی ہے۔ رہائش قیام و طعام و لباس اور جملہ حوائج کی کفالت منتظم یا منتظمین کے ذمہ ہوتی ہے۔ دار الیتامیٰ میں کریکٹر اور اخلاق تعمیر پر خاص طور پر زور دیا جاتا ہے۔ یتیموں کی پرورش اور ان کی حفاظت اور ان کے ساتھ دنیاداری اور ایمانداری کے برتاؤ کی اسلام میں خاص طور پر تاکید اور ہدایت کی گئی ہے۔ انگلستان اور امریکہ میں بھی یتیموں یا بچوں کے لئے ادارے موجود ہیں جنہیں بچوں کے گھر Children Houses یا اس قسم کے ناموں سے موسوم کرتے ہیں۔

## دارجیلنگ Darjeeling

معربی بنگال میں ایک صحت افزا مقام جو فوجی چھاؤنی بھی ہے سطح سمندر سے ۷۱۶۷ فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ یہاں پر چائے کی پیداوار بہت ہوتی ہے۔ ضلع دارجیلنگ کی آبادی ۷،۸۳،۰۰۰ ہوتی ہے۔ اور شہر کی آبادی ۲۲ ہزار کے لگ بھگ ہے۔

## دار چینی

دار چینی۔ دار کے معنی درخت کے ہیں۔ یعنی چین کا درخت۔ اگرچہ اس کے نام کو چین سے مناسبت ہے۔ لیکن دراصل یہ چین میں نہیں ہوتا۔ بلکہ جزائر شرق الہند East Indies میں جو جاوا اور سماٹرا پر مشتمل ہیں۔ پایا جاتا ہے۔ اس درخت کا چھلکا بطور مسالے کے کام آتا ہے اور کھانے کے گرم مسالے کا ایک جزو ہے۔ اس درخت کے پتے بھی بطور مسالے کے استعمال ہوتے

ہیں۔ اس مسالے سے خوشبو اور ذائقہ میں ایک خوبی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور پلاؤ اور قورمااس کے بغیر بے مزہ رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ انگریزی اور دیسی ادویات میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اور انگریزی نسخوں میں اس کو ذائقہ درست کرنے کے لئے ڈالتے ہیں۔

زمانہ قدیم میں عرب لوگوں کے ذریعے یہ مسالہ تمام دنیا میں پہنچتا تھا۔ اوراب ہر ملک کے سوداگر اس کی تجارت کرتے ہیں۔ جزائر شرق الہند بھی چین کے قریب ہی واقع ہیں۔ اس لئے اس کو اب بھی دار چینی ہی کہتے ہیں۔ علاوہ ازیں وہاں لونگ، الائچی، زیرہ وغیرہ بھی پیدا ہوتے ہیں۔ جو گرم مسالے کے اجزا ہیں۔

**دار کشی۔** سولی دینا قتل کے جرم کی پاداش میں یا ارتکاب قتل کی سزا کے طور پر موت کی سزا دی جاتی ہے موت کی سزا کی تکمیل کے لئے مجرم کو ہند و پاکستان میں سولی یا پھانسی دی جاتی ہے مجرم کو تختہ دار پر کھڑا کر دیا جاتا ہے ہاتھ پاؤں کی مشکیں کس دی جاتی ہیں۔ آنکھوں اور چہرے پر غلاف نما ٹوپی پہنا دی جاتی ہے۔ گلے میں پھانسی کا پھندا ڈالدیا جاتا ہے۔ جو اوپر سے آویزاں ہوتا ہے۔ پھر تختے کو پاؤں کے نیچے سے کھینچ لیا جاتا ہے اور مجرم کو پھندے سے پھانسی آجاتی ہے جسے کہ لٹک لٹک کر اس کی جان نکل جاتی ہے اور زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ اس پر متعینہ ڈاکٹر موت کی تصدیق کر دیتا ہے اور لاش نکلوا کر وارثوں اور لواحقین کے حوالہ کر دی جاتی ہے دار یا پھانسی کی سزا بالعموم جیلوں کے اندر دی جاتی ہے جہاں دار و رسن کا انتظام اور سامان موجود ہوتا ہے۔

بعض ممالک میں بجلی سے پھانسی دی جاتی ہے یعنی برقی رو سے مجرم کی زندگی ختم کر دی جاتی ہے اس طریق سے پھانسی میں زیادہ وقت نہیں لگتا بعض ملکوں میں مجرم کو گولی سے ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ قدیم تہذیب میں قاتل کی گردن مار دی جاتی تھی۔ یعنی تلوار سے سر قلم کر دیا جاتا تھا۔

**دار وئے بیہوشی۔** Anaesthetic جزوی یا کامل بیہوشی کے لئے کلوروفارم chloroform یا ایتھر Ether کا استعمال ہوتا ہے۔ اس کی ضرورت

اکثر عمل جراحی میں پیش آتی ہے۔ دانتوں پر اس طرح کے عمل کیلئے نائٹرس اوکسائیڈ Nitrous Oxide اور آکسیجن کو ترجیح دی جاتی ہے۔

مقامی طور پر عضو کو بے حس کرنے کے لئے کوکین اکوکین یا نوو وکین کو بذریعہ سوئی مطلوبہ مقام میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ یا کوئی دوسرا اسپرٹ مقامی طور پر لگادیا جاتا ہے جس کی انتہائی ٹھنڈک سے مقام مذکور بے حس ہو جاتا ہے۔

**داغ نواب مرزا خاں۔** نواب مرزا خاں نام۔ داغ تخلص۔ نواب شمس الدین خان کے بیٹے تھے ۱۸۳۱ء میں دلی میں پیدا ہوئے۔ ۶ برس کی عمر میں باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ ماں نے بہادر شاہ ابو ظفر کے ولی عہد مرزا فخرو سے عقد ثانی کر لیا۔ آپ بھی اپنی والدہ کے ہمراہ لال قلعہ میں رہنے لگے۔ وہیں نشو و نما پائی۔ اور تعلیم و تربیت حاصل کی۔ قلعہ میں دیگر علوم کے علاوہ شاعری کا بھی چرچا تھا۔ مرزا داغ کو بھی شاعری کا شوق ہوا۔ استاد ذوق کے شاگرد ہو گئے۔ مرزا داغ کی طبیعت شاعری کے لئے بہت مناسب اور موزوں تھی۔ اپنی خداداد ذہانت اور ذکاوت کی وجہ سے گیارہ بارہ سال کی عمر میں شعر کہنے لگے۔

ہنگامہ غدر سے ایک سال قبل مرزا فخرو نے وفات پائی۔ غدر کی مصیبتیں جھیلنے کے بعد آپ رامپور چلے گئے۔ اور ۲۴ سال تک نواب کلب علی خان کے پاس رہے نواب کے انتقال کے بعد آپ نے حیدرآباد کا رخ کیا۔ اور ملازم سرکار آصفیہ ہو گئے۔ پہلے ساڑھے چار سو روپیہ ماہوار تنخواہ مقرر ہوئی۔ پھر تھوڑے دنوں کے بعد ایک ہزار روپیہ ماہانہ مقرر ہو گیا۔ آپ اس جگہ نہایت فارغ البالی سے زندگی بسر کرنے لگے۔ دبیر الدولہ فصیح الملک وغیرہ کا خطاب پایا ۱۸ سال تک دکن میں قیام کر کے وہیں ۱۹۰۵ء میں ۷۴ برس کی عمر میں وفات پائی اور حیدرآباد ہی میں دفن ہوئے۔

دور آخر کے غزل گو شعراء میں داغ کا مرتبہ بہت بلند سمجھا جاتا ہے۔ ان کی غزلیں نرم و نازک بندشوں اور حسین و جمیل ترکیبوں کے امتزاج سے بھرپور ہیں استاد ذوق کے تیاانہ شاگرد دوں میں آپ کا شمار تھا۔ اور ذوق کے بعد تو دلی میں آپ کا طوطی ایسا بولا۔ کہ اس کی آواز

سے سارا ہندوستان گونجنے لگا اور اکناف ملک میں آپ کی شہرت کا ڈنکا بجنے لگا۔ پڑھنے کا انداز بڑا پیارا تھا۔ جب آپ مشاعرے میں غزل پڑھتے تو سننے والوں پر وجد سا طاری ہوجاتا تھا۔ عمر کا بیشتر حصہ سفروں میں گذرا۔

بڑے ظریف، خوش طبع، رنگین مزاج اور فصیح البیان تھے۔ گلزار داغ، مہتاب داغ، یادگار داغ معہ ضمیمہ اور مثنوی فریاد داغ آپ کی یادگار ہیں۔ اور جب تک اردو زبان قائم ہے۔ آپ کے کلام کی سادگی اور روانی یادگار زمانہ رہے گی۔

**دالمیشیا۔ Dalmatia** یوگوسلاویہ کا ایک علاقہ جو بحیرہ ایڈریاٹک کے شمال مشرقی ساحل کے ساتھ ساتھ واقع ہے۔ اس کا نصف حصہ مرغزار ہے اور صرف ⅛ حصہ قابل زراعت ہے۔ اناج، شراب، تیل اور شہد کی پیداوار ہوتی ہے۔ ۱۷۹۷ء سے ۱۹۱۸ء تک آسٹریا کے زیر تسلط تھا۔ اس عرصے کے دوران (۱۸۰۵ء تا ۱۸۱۵ء) زمانہ نپولین میں دالمیشیا اس کی قائم کی ہوئی اطالوی کٹھ پتلی حکومت کا حصہ تھا۔ ۱۹۱۸ء میں یہ سربیا اور مانٹی نیگرو کا حصہ بن گیا۔ معاہدہ ریپالو Rapallo کی رو سے ماسوا زارا کے اس کا تمام علاقہ یوگوسلاویہ کا حصہ قرار دے دیا گیا۔ اور زارا اطالیہ کا حصہ تصور ہونے لگا۔

**دام ہمرنگ زمین۔ Camouflage** شکاری شکار کی خاطر ایک قسم کا جال استعمال کرتے ہیں دیکھنے میں جو زمین کا ہمرنگ ہوتا ہے اور جہاں بچھا ہو وہ تو محض زمین نظر آتا ہے اس جال پر دانہ دنکا ڈال دیتے ہیں۔ جب شکاری پرندے اور جانور اس کے قریب چگنے لگتے ہیں تو دام میں پھنس جاتے ہیں اور شکاری انہیں اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔

فوج کے دستے یا رجمنٹیں جب لڑائی پر جاتے ہیں تو انہیں زمین کے ہمرنگ جال دیئے جاتے ہیں۔ یہ جال وہ فوج کی جیپ کاروں، موٹرگاڑیوں، ٹرکوں، گاڑیوں وغیرہ پر ڈال دیتے ہیں اور یہ سب ساز و سامان اس جال تلے نظر نہیں آتا اور اس طرح دشمن کے حملوں کی زد سے یہ چیزیں محفوظ رہتی ہیں۔

اس قسم کے دام کو بعض آدمیوں اور شاعروں نے بھی اپنے کلام میں پیش کیا ہے اور اس کو اپنے اشعار میں طرح طرح سے باندھا ہے۔

**دانت Teeth** ایک ساخت جو ریڑھ کی ہڈی والے جانوروں کے جبڑوں میں سے پیدا ہوتی ہے۔ دودھ پلانے والے جانوروں کے دانت مسوڑوں کے خانوں میں استخوانی مسالے سے جڑے ہوتے ہیں۔ دودھ کے دانت جلد ہی گر جاتے ہیں اور ان کی جگہ پکے اور مستقل دانت نکل آتے ہیں۔ دانت کی ہڈی Dentine پر سفید چمکدار اور سخت مادہ کی تہ چڑھی ہوتی ہے۔ جسے اینامل Enamel کہتے ہیں۔ دوران نشوونما میں جڑیں کھل جاتی ہیں تاکہ ہڈی میں خون اور ریشے پہنچ جائیں ہر جانور کی ضروریات خورد و نوش کی مطابقت میں سامنے کے دانت کچلیاں اور داڑھیں پیدا ہوتی ہیں۔ انسان کے ہر چوتھائی جبڑے میں دو سامنے کے دانت، ایک کچلی، دو چھوٹی اور تین بڑی داڑھیں ہوتی ہیں۔

دانتوں کی حفاظت اور صفائی از بس ضروری ہے کیونکہ فعل ہضم دراصل دانتوں ہی سے شروع ہوجاتا ہے۔ جب کہ لقمہ منہ میں چباتے ہیں۔ دانت اور مسوڑھے خراب ہوجائیں تو بہت سی بیماریوں کے پیدا ہونے کا امکان ہوجاتا ہے۔ پیدائش سے چھ ماہ کے اندر بچے کے دانت نکلنے شروع ہوجاتے ہیں۔ اس دوران میں وہ اکثر بیمار ہوجاتے ہیں اڑھائی سال کے عرصے میں بیس دانت نکل آتے ہیں۔ مگر یہ دودھ کے دانت ہوتے ہیں اور چھ سال کی عمر میں جھڑنے لگتے ہیں۔ اور پھر پکے اور مستقل دانت نکل آتے ہیں جو تعداد میں ۳۲ ہوتے ہیں۔ ان میں سے آخری چار داڑھیں ۲۰ یا ۲۱ سال کی عمر میں نکلتی ہیں۔

**دانت کا برش Tooth Brush** دانتوں کا برش حد سے زیادہ سخت نہیں ہونا چاہئے ورنہ مسوڑھے زخمی ہونے کا اندیشہ ہے۔ برش کے کناروں پر بال قدرے بڑے اور سخت ہوں تو دانتوں کے درمیان کی اور جڑوں

تک کی صفائی کر دیتے ہیں۔ برش کو استعمال کے بعد خوب صاف کر کے رکھنا چاہیے۔ بہتر یہ ہے کہ اسے جرثوم کش دوا کے محلول میں صاف کیا جائے۔ بعد ازاں اسے خشک کر لینا چاہیے اور کیل سے لٹکا دینا چاہیے۔

## دانت کا منجن یا پیسٹ - Dentifrice

ایک سادہ اور گھریلو قسم کا منجن جو کھریا مٹی کے سفوف میں تھوڑے کافور ملانے سے بنتا ہے۔ ایک عمدہ منجن آٹھ حصے Cuttle-fish اور ایک حصہ Myrrh ملانے سے تیار ہوتا ہے۔ آج کل بازار میں اچھی قسم کے منجن اور پیسٹ دستیاب ہو سکتے ہیں۔ جو قیمت میں ارزاں بھی ہیں لہٰذا گھر میں تیار کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ البتہ عمدہ قسم کے جرثوم کش مرکبات شامل ہونا چاہئیں۔

## دانتوں کا ہسپتال - Dental Hospital

ان ہسپتالوں میں صرف دانتوں کا علاج ہوتا ہے۔ اور ان کے تحت الگ ہسپتال اور تربیتی ادارے قائم ہیں چنانچہ پنجاب میں مرکزی ڈینٹل کالج اور ہسپتال موجود ہیں۔ دانتوں کی خرابی تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔ اس لئے اس کا بروقت علاج معالجہ اور اس کی فنی نگہداشت لازمی ہے۔ موجودہ زمانے میں دانتوں کے ہسپتال نہایت ترقی یافتہ صورت میں پائے جاتے ہیں دانت اکھاڑنے، لگانے کے علیحدہ شعبے ہیں۔ اور دانت نکالنے اور صاف کرنے کی مشین بھی بہت اعلیٰ قسم کی ہیں۔ اس ساز و سامان کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ تاریخ پر نظر ڈالتے ہوئے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اس قسم کے ہسپتالوں کی ایجاد بھی مسلمانوں ہی سے ہوئی۔ چنانچہ خاندان عباسیہ کے خلیفہ المنصور نے بغداد میں ایک ایسا بیمارستان ہسپتال قائم کیا جس میں خصوصیت کے ساتھ دانتوں کے علاج کا سامان مہیا کیا گیا۔ بیمارستان میں دانتوں کے ماہرین مخصوص متعین کئے گئے۔ جو مریضوں کے خراب دانت نہایت عمدگی کے ساتھ نکالتے اور ان کی جگہ مصنوعی دانت لگاتے تھے۔ دانتوں کے اکھاڑنے کے لئے جو آلات استعمال ہوتے تھے وہ آج بھی معمولی سے تغیر کے ساتھ استعمال میں آ رہے ہیں۔

## دانتوں کی حفاظت - Care of Teeth

مسواک یا برش کے استعمال کے بغیر دانتوں کی صحت اور خوبصورتی قائم نہیں رہ سکتی۔ ایک زمانہ ایسا تھا کہ دانتوں کی صفائی غیر ضروری سمجھی جاتی تھی۔ لیکن آج کل جب کہ ہم مختلف قسم کی غذائیں کھاتے ہیں اس کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔ لہٰذا صفائی کی اس تدبیر پر جتنا بھی وقت خرچ کیا جائے اسے ضائع نہیں سمجھنا چاہیے۔ برش کے بال چھوٹے لیکن زیادہ سخت نہیں ہونے چاہئیں۔ برش کے ہمراہ اچھی قسم کا منجن استعمال کرنا چاہیے۔ اور ہر ایک دانت کو الگ الگ صاف کرنا چاہیے۔ برش کا استعمال اوپر سے نیچے اندر باہر اور اطراف میں کرنا چاہیے۔ تاکہ سارے دانت ہر جانب سے صاف ہو کر چمکنے لگیں۔ بعد ازاں کسی اچھے قسم کے محلول سے کلی کرنی چاہیے۔ ہائیڈروجن پیراکسائیڈ Hydrogen Paroxide کے دس قطرے برش پر چھڑک کر دانتوں پر مل دیئے جائیں تو دانت سفید اور چمکدار ہو جاتے ہیں۔ دانتوں کی جڑیں کمزور ہو جائیں تو کسی اچھے ماہر دندان ساز سے مشورہ کرنا چاہیے۔ جن لوگوں کے دانت مضبوط ہوں انہیں نیم یا کیکر کی تازہ مسواک استعمال کرنی چاہیے۔ چھوٹے بچوں کو شروع ہی سے دانت صاف کرنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔

## دانتے - ( Dante )

مشہور اطالوی فلسفی شاعر۔ دانتے ۱۲۶۵ء میں اٹلی کے شہر فلورنس Florence میں پیدا ہوا۔ ۱۲۹۵ء میں سیاست میں سرگرم حصہ لینے لگا۔ ۱۳۰۲ء میں اسے ملک بدر کر دیا گیا اور ۱۳۲۱ء میں اس نے جلاوطنی میں وفات پائی۔ دانتے کی فلسفیانہ نظم ڈیوائن کامیڈی Divine Comedia قرون وسطیٰ کی عظیم ترین نظم مانی جاتی ہے یہ نظم دانتے نے ۱۳۰۰ء سے ۱۳۲۱ء کے درمیانی عرصہ میں لکھی۔ ڈیوائن کامیڈی میں عقل اور ایمان دونوں کی رہنمائی میں جنت اور جہنم کا ایک خیالی سفر بیان کیا گیا ہے۔

## دانیال وزرہ - (دیکھو زرہ دانیال)

**دانیال نبی۔** Danial یہودیوں کے ایک پیغمبر جو عنفوانِ شباب میں جنگی قیدی ہو کر بابل گئے وہاں آپ کو شاہی دربار میں خدمات پر مامور کیا گیا۔ ۳ سال کی تربیت کے بعد آپ نے فقید المثال ذہانت و قابلیت کا ثبوت دیا جس کی بنا پر آپ رفتہ رفتہ بلند ترین مناصب پر پہنچے۔ بل شیزر کے عہد میں دیوار پر جو مشکل تحریر لکھی گئی تھی اس کا ترجمہ آپ نے کیا اور بتایا کہ اس کی حکومت تباہ و برباد ہو جائے گی۔ آپ کی کامیابی سے بعض درباری حسد کرنے لگے۔ اور انہوں نے بادشاہِ وقت کو آپ سے بدظن کر کے انہیں تبدیلی مذہب کا حکم دلوایا۔ جب حضرت دانیال نے انکار کیا تو آپ کو شیروں کے پنجروں میں پھینک دیا گیا۔ مگر خدا کی قدرت سے شیروں نے انہیں کوئی نقصان نہ پہنچایا۔ آپ فارس کے بادشاہ سائرس اعظم کے ہم عصر تھے۔

**دائرہ۔** ( Circle ) گول مدور شکل جس کے گھیرے پر ہر نقطہ مرکز Centre سے برابر فاصلہ پر ہوتا ہے۔ خط جو گھیرے پر کسی دو نقطوں کو ملائے وتر Chord کہلاتا ہے۔ یہ دائرہ کے مرکز سے گذرتا ہے۔ کوئی بھی خط جو مرکز کو گھیرے اور کسی نقطے سے ملائے نیم قطر Radius کہلاتا ہے۔

پیمائش کے ذریعہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ گھیرا لمبائی میں قطر کا ۳ ۱/۷ ہوتا ہے۔ اس نسبت کا حساب لگانے کے مختلف طریقے ہیں۔ اس کی صحیح مقدار دراصل ۳٫۱۴۱۶ ہے۔ اور اسے یونانی لفظ پائی $\pi$ کے ذریعہ تحریر میں ظاہر کیا جاتا ہے۔

دور = $\pi$ × قطر

یا د = $\pi$ ق

قطر چونکہ دو نیم قطر کے برابر ہوتا ہے اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ:۔

دور = ۲ $\pi$ × نیم قطر

یا دور = ۲ $\pi$ ن جس میں ن سے مراد نیم قطر ہے۔ دائرہ کا رقبہ نیم قطر کے مربع کا ۳ ۱/۷ ہوتا ہے چنانچہ

دائرہ کا رقبہ = $\pi$ ن۲

مثال کے طور پر ایک دائرہ جس کا نیم قطر ۴ فٹ ہے اس کا رقبہ ۳ ۱/۷ × ۴۲ یا ۵۰ مربع فٹ ہو گا۔ رقبہ نکالنے کے دوسرے طریقے یہ ہیں۔

(۱) قطر کا مربع × $\frac{\pi}{4}$

(۲) دور کا مربع × ۰۷۹۵۸

(۳) دور × ۱/۲ نیم قطر

دائرے کا وہ حصہ جو دو نیم قطر اور گھیرے کے کچھ حصے سے گھرا ہو قطعۂ دائرہ Sector کہلاتا ہے۔ دو نیم قطر دائرے کو دو قطعات میں تقسیم کرتے ہیں ایک قطعۂ صغیرہ Minor Sector اور دوسرا قطعۂ کبیر Major Sector کہلاتا ہے۔

دائرے کے قطعہ کا تعین دونوں نیم قطروں کے درمیانی زاویہ سے کیا جاتا ہے۔ ۹۰ درجہ کے قطعہ میں پورے دائرے کا ۹۰/۳۶۰ = ۱/۴ حصہ ہوتا ہے۔

اگر قطعۂ دائرہ کا رقبہ معلوم کرنا ہو تو سارے دائرے کا رقبہ نکال کر قطعہ کے برابر اس کی کسر لینا چاہئے۔

وتر اور دور کا درمیانی حصہ سیگنٹ Segment کہلاتا ہے۔ دور کے قطعہ کو آرک arc کہا جاتا ہے۔
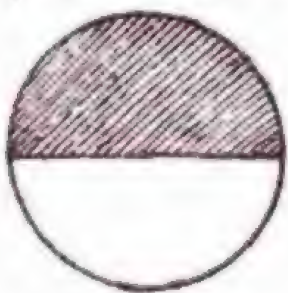
ایسا خط جو دائرے کے باہر کسی نقطہ سے شروع ہو کر دور کو صرف ایک نقطہ پر چھوتے ہوئے گذر جائے مماس Tangent کہا جاتا ہے۔ نقطۂ مماس Point of Contact سے کھینچا ہوا نیم قطر مماس پر عمود ہو گا۔

سیکنٹ Secent سے وہ خط مراد ہے جو دائرے کے باہر کسی مقام سے شروع ہو کر اسے دو مقامات پر کاٹے۔

**دائرہ اختیار۔** Jurisdiction کسی سیاسی یا قانونی ہیئت کے حاکموں کا کسی مخصوص علاقے یا لوگوں پر یا کسی مخصوص دائرہ عمل میں عامل ہونے کا حق و اختیار

کسی عدالت کے دائرہ اختیار سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ وہ کسی مخصوص علاقے کے مخصوص نوعیت کے مقدمات کو سماعت کرنے کا قانونی طور پر حق رکھتی ہے۔

**دائرۃ المصنفین**۔ وہ ادارہ جس میں مصنفین مل کر کام کرتے ہوں اور آئے دن تصنیفات کو شائع کرتے ہوں۔ ان تصنیفات کی اشاعت کا کام اور خود مصنفین کی سرپرستی ایک ادارہ کے ذمہ ہوتی ہے جو دائرۃ المصنفین یا دارالمصنفین کہلاتا ہے۔ دارالمصنفین اعظم گڑھ جس کی بناء مولانا شبلی مرحوم نے ڈالی اسی قسم کا ایک ادارہ ہے جس نے ادبیات، شعر و شاعری، علوم و فنون، اور تواریخ وغیرہ پر کتابیں شائع کر کے ملک کی بہت بڑی خدمات سرانجام دی ہیں۔

ملک کی بعض اشاعتی فرمیں اور نشری ادارے مصنفین کی خدمات کتابوں کے تصنیف کرنے کی خاطر حاصل کر لیتے ہیں۔ لیکن اس قسم کا انتظام دارالمصنفین کے نظام سے مختلف ہوتا ہے اور اس کی نوعیت کچھ اور ہوتی ہے۔

تقسیم سے پیشتر عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد دکن میں بھی مصنفین کا شعبہ موجود تھا۔ حکومت وقت بھی سرکاری کتب اور لٹریچر کی نشر و اشاعت کے لئے دائرۃ المصنفین قائم کر لیتی ہے جس کا تعلق بیشتر پریس برانچ سے ہوتا ہے۔

**دائرۃ المعارف**۔ مراد علوم و فنون کا مخزن۔ دائرۃ المعارف کے مفہوم کو انسائیکلوپیڈیا کی اصطلاح سے بھی ادا کیا جاتا ہے۔ جو ادب، تاریخ، واقعات، مطالعۂ قدرت، سائنسیات پر حاوی ہوتا ہے۔

دارالمصنفین اعظم گڑھ (انڈیا) کے زیر اہتمام معارف نام کا ماہوار رسالہ بھی شائع ہوتا ہے جو معلوماتی ادبی اور تحقیقی لحاظ سے ایک بلند پایہ مجلہ ہے۔

**دائرۂ قطب جنوبی**۔ (دیکھو دائرہ قطب جنوبی)

**دائرۂ قطب شمالی**۔ دائرہ جو خط استوا سے ساڑھے چھیاسٹھ درجہ شمال اور جنوب پر اور قطبین سے ساڑھے ۲۳ درجے کے فاصلہ پر شمال اور جنوب میں فرض کیا گیا ہے اس میں جو خط استوا سے شمال کی طرف ہے۔ وہ دائرہ قطب شمالی کہلاتا ہے اور جو جانب جنوب ہے وہ دائرہ قطب جنوبی کہلاتا ہے۔

**دائرۂ نصف النہار**۔ وہ بڑا دائرہ ہے۔ جو قطب شمالی اور قطب جنوبی پر سے گذر کر زمین کو شرقاً و غرباً دو برابر حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔

**داؤ**۔ ضرب رسانی اور مار پیٹ کے کم و بیش چھ قوانین اور داؤ پیچ ہیں۔ طمانچہ، باہرہ، کرکٹ، پالٹ، سر اور تول۔

طمانچہ وہ ہوتا ہے۔ جو دائیں طرف سے جسم کے کسی عضو اعلیٰ پر لگایا جائے۔ اور باہرہ وہ جو بائیں طرف سے عضو اعلیٰ پر لگایا جائے۔

دائیں طرف سے حصہ اسفل پر لگائی جانے والی ضرب کو کرکٹ اور بائیں طرف سے لگائی جانے والی کو پالٹ کہا جاتا ہے۔

سر پر لگائی جانے والی کو سر اور نیزہ کی طرح سیدھی شکم یا سینہ پر لگائی جانے والی ضرب کو تول کہتے ہیں۔

سر سے پاؤں تک کی چوٹوں کے کل ۴۹ داؤ ہیں مگر مشہور ان میں سے صرف چھ ہیں۔

**داؤد (علیہ السلام)** داؤد پیغمبر۔ ان کو خلیفۃ اللہ بھی کہا گیا ہے۔ طالوت کے زمانہ میں تھے۔ اور ان کی فوج کے ساتھ جالوت سے لڑنے کے واسطے گئے اور ایک پتھر سے اس کو ہلاک کیا۔ پھر طالوت کے وعدہ کے مطابق اس کے داماد اور جانشین مقرر ہوئے۔ اس کے مرنے پر اور بقول بعض اس کو قتل کر کے بادشاہ بنے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کے صاحبزادے حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم و دانائی عطا فرمائی تھی اور دونوں کا شمار جلیل القدر انبیاء میں ہوتا ہے۔

آپ پر آسمانی کتاب زبور نازل ہوئی تھی جس کو آپ نہایت خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے حتیٰ کہ جانور بھی آپ کی آواز سننے کے واسطے جمع ہو جاتے تھے۔ اسی واسطے لحن داؤدی کی ترکیب آج تک مشہور ہے۔ دوسرا معجزہ آپ کا یہ تھا کہ خدا نے ان کے ہاتھ میں

لوہا نرم کر دیا تھا یعنی آپ نے لوہے سے زرہ بنانے کا کام لیا تھا۔ کردستان اور بغداد کے قریب کچھ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو داؤدی کہتے ہیں یہ آپ کی قدیم اُمت کہی ہیں۔

**داؤد بن دینار**۔ نام داؤد۔ کنیت ابوبکر۔ طہمان القشیری کے غلام تھے۔ اصل وطن سرخس تھا لیکن بصرہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ اور یہاں کے مفتی بنائے گئے۔

قرآن اور حدیث، اور فقہ کے جید عالم تھے۔ اور ان علوم میں اتنا مرتبہ حاصل کیا۔ کہ انہیں امام حافظ اور مفتی کہا جاتا ہے۔

حدیث کے سلسلہ میں انہیں بہت سے صحابہ سے ملنے کا موقعہ ملا۔ اور ان سے انہوں نے استفادہ کیا۔ ان کی مرویات کی تعداد ۲۰۰ تک پہنچتی ہے۔

خیاطی آپ کا پیشہ تھا۔ جو آپ نے عمر بھر جاری رکھا۔ اور اسی سے گذر اوقات کرتے تھے۔ ۱۳۹ھ میں حج سے واپس آتے ہوئے راستہ میں وفات پائی۔

**داؤد پوتہ، شمس العلماء ڈاکٹر**۔ سندھ کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ معمولی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔ پھر کراچی آ گئے اور ایک تعلیمی ادارے کے ہوسٹل میں ملازم ہو گئے۔ اور محض اپنی ذہانت اور محنت کے بل پر میٹرک کیا۔ اس کے بعد ڈی جے کالج میں داخل ہو گئے اور وہاں سے امتیازی طور پر بی۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ بی۔ اے کرنے کے بعد سندھ مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے اور اس دوران میں ایم۔ اے کیا۔ کچھ عرصہ بعد انگلستان گئے اور وہاں سے پی۔ ایچ۔ ڈی (کنٹب) کی ڈگری لی۔ کراچی واپس آئے تو آپ کو ڈائرکٹر آف ایجوکیشن مقرر کیا گیا اور ساتھ ہی سندھ مسلم کالج کے اعزازی پرنسپل بھی بنائے گئے۔

ڈاکٹر صاحب ایک عالم متبحر اور بلند پایہ محقق تھے فارسی، عربی اور انگریزی تینوں زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ علامہ سید سلیمان ندوی کے انتقال کے بعد قاہرہ یونیورسٹی میں پاک و ہند کی اعزازی فیلو شپ کی جگہ خالی ہوئی تو آپ ہی کو اس کے لیے منتخب کیا گیا۔ حکومت نے علمی و ادبی خدمات کے صلے میں آپ کو شمس العلماء کا خطاب دیا تھا۔ ۲۲ نومبر ۱۹۵۵ء کو کراچی میں انتقال کیا۔

**داؤد خاں (سردار)** نادر شاہ کے بھتیجے اور موجودہ شاہ افغانستان ظاہر شاہ کے چچازاد بھائی ۱۹۰۹ء میں پیدا ہوئے اور بچپن ہی میں فرانس بھیج دیے گئے۔ اکیس سال کی عمر میں کابل واپس آئے اور پیادہ فوج کے افسروں کے اسکول میں داخل کر دیے گئے۔ نادر شاہ کے بھتیجے کی حیثیت سے داؤد خان کی تربیت پر افسروں کے اس اسکول میں توجہ بھی خاص طور پر دی گئی۔ شاہی خاندان سے تعلق کی بنا پر انہیں ۲۳ سال کی عمر ہی میں میجر جنرل اور مشرقی صوبہ کا کمانڈنٹ Commandant بنا دیا گیا۔ تین سال بعد انہوں نے ظاہر شاہ کی بہن سے شادی کی اور اسی سال انہیں مشرقی صوبہ کا گورنر اور ساتھ ہی جنرل آفیسر کمانڈنگ بنا دیا گیا۔ ان دونوں حیثیتوں سے کام کرنے کے دوران میں داؤد خان نے جلد ہی لوگوں پر اپنی دھاک بٹھائی اور افغانستان میں لوگ ان سے بہت ڈرنے لگے۔ شاہی خاندان کے بعض افراد کے قلوب میں ان کے خلاف حسد کا جذبہ بھی پیدا ہوا لیکن ظاہر شاہ کے سب سے طاقتور چچا جو اس وقت وزیر اعظم کی حیثیت سے حکومت چلا رہے تھے داؤد خاں کی سرپرستی کرتے رہے۔ انہیں وزیر جنگ اور وزیر داخلہ کا عہدہ مل گیا جس سے فوج ان کے اثر میں آ گئی۔ اپنی طاقت کے استحکام کے لئے انہوں نے ملک میں جاسوسوں کا جال پھیلایا اور ۱۹۵۳ء میں بالآخر وہ افغانستان کے وزیر اعظم بن گئے۔

**دُبِّ اصغر**۔ لفظی معنی چھوٹا ریچھ۔ Small Bear چھ ستاروں کے ایک جھرمٹ کا آخری ستارہ قطبی ستارہ سے بالکل ملحق ہوتا ہے۔ اسے ریچھ کی دُم بھی کہتے ہیں اور عربی میں ریچھ کے لئے دُبّ اصغر کا لفظ ہے۔ یہ جھرمٹ بھی قطبی تارے کے گرد ۲۴ گھنٹے میں پورا چکر کاٹتا ہے۔ قطبی ستارے کے نزدیک ہوگا

دب اصغر
قطب تارا
دب اکبر

ایک اور جھرمٹ ہے۔ جس کو کیسی اوپایا ملکۂ کرسی نشین " کہتے ہیں۔ اس کی شکل انگریزی حرف W کی سی ہے۔ اس سے ذرا جنوب کو روشن ستاروں کا ایک اور جھرمٹ ہے جس کو شکاری کہتے ہیں۔ اس جھرمٹ میں ل شکاری کا سر ہے ب اور ج اس کے بازو اور کندھے ہیں۔ د ک کے تین ستارے اس کی پیٹی ہیں ک کی پیٹی میں تلوار ہے یہ بھی تین ستارے ہیں۔ م اور ن اس کے پاؤں ہیں۔ اور ط نہایت روشن ستارہ ذرا فاصلہ پر اس کا کتا ہے۔ جو پیچھے پیچھے چلا آرہا ہے۔

## دُبّ اکبر۔ Great Bear یعنی بڑا ریچھ۔

بنات النعش کبریٰ شمالی کی طرف آسمان پر سات ستاروں کا ایک جھرمٹ ہے۔ مذکورہ بہر سہ نام اسی جھرمٹ کے ہیں۔ کسی نے اس کی شکل ریچھ کی سی پائی اس نے ریچھ کہہ دیا۔ دوسرے نے اس کو ہل کی مانند پایا۔ امریکہ والوں نے الٹی طرف سے دیکھا تو ڈپیر ( Dipper ) یعنی دستہ والا پیالہ کہہ دیا۔ کسی نے انہیں سے ہمیشہ اکٹھے رہنے کی بنا پر سات سہیلیاں کہہ دیا۔ لیکن سب سے عمدہ نام بنات النعش ہے جس کو مرزا غالب نے اپنے مشہور شعر میں باندھا ہے۔

تھیں بنات النعش گردوں دن کو پردے میں نہاں
شب کو ان کے جی میں کیا آئی کہ عریاں ہو گئیں

یہ مشہور سات ستارے ایک دوسرے کی نسبت سے ہمیشہ اسی حالت میں پائے جاتے ہیں جیسی کہ وہ دیکھے جاتے ہیں اور ان میں سے وہ بیرونی ستارے ا ب اس طرح واقع ہیں کہ اگر انسان کے لانے والے خط کو بڑھایا جائے تو ہمیشہ قطبی ستارے سے جا ملے۔ یہ ساتوں ستارے چوبیس گھنٹوں میں قطبی ستارے کے گرد پورا چکر کاٹ لیتے ہیں لیکن ان کو جب بھی دیکھو یہ اپنی پوزیشن پہ قائم ہوں گے۔ اور اب کی بھی وہی حالت ہوگی جو مندرجہ ذیل شکل سے ظاہر ہے۔

## دبیر سلامت علی۔

۱۸۰۳ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ والدہ کی سے لکھنؤ آئے تھے۔ آپ خاندانی شاعر نہ تھے البتہ لڑکپن سے مرثیہ پڑھنے کا شوق تھا۔ اور اس شوق نے ہی آپ کو ایک لاثانی مرثیہ گو بنا دیا۔ طبع موزوں رکھتے تھے۔ علمی استعداد معقول رکھتے تھے۔ اس لئے مرثیہ گوئی میں جلد ترقی کر گئے۔

آپ میر مظفر حسین ضمیر۔ کے شاگرد تھے۔ آپ تمام عمر مرثیہ ہی کہتے رہے۔ اور ہزاروں مرثیے قطعات سلام۔ اور رباعیات کہیں۔ ایک مرثیہ بے نقطہ بھی لکھا۔

آپ نے ۱۸۷۵ء میں لکھنؤ میں انتقال کیا۔

مرزا دبیر، میر انیس کی طرح فن مرثیہ گوئی کے کامل استاد تھے۔ آپ پُرگو اور قادر الکلام شاعر ہیں۔ آپ کے الفاظ زوردار، تخیل بلند، تشبیہات نئی اور مضامین تازہ ہوتے ہیں۔ آپ آیاتِ قرآن کا مفہوم خوب نظم کرتے ہیں۔

## دجّال۔

بتشدید جیم۔ مسیح الدجال بھی کہتے ہیں اور کذاب بھی کہتے ہیں۔ دجّال کے معنی فریبی یا دھوکہ دینے والے کے ہیں قرآن پاک میں اس کا تذکرہ تو نہیں ہے۔ لیکن احادیث وروایات میں اس کی تفصیلات کم و بیش موجود ہیں۔ اس کا رنگ سرخی مائل اور جسم بھدا ہوگا۔ صرف ایک آنکھ ہوگی جو پیشانی پر لگی ہوگی اور سرخ حرفوں سے ماتھے پر کافر لکھا ہوگا۔ اور گدھے پر سوار ہوگا۔ اس کے آنے سے پہلے کا زمانہ بہت سخت ہوگا۔ اور لوگوں کی اخلاقی اور مذہبی حالت بہت خراب ہو چکی ہوگی وہ کسی دور دراز علاقے سے چلتا ہوا عرب تک پہنچے

گا۔ اور کئی ملک فتح کرے گا، لیکن مکہ اور مدینہ پر قبضہ نہیں کر سکے گا۔ اس کے پیرو منافق ہوں گے۔ سب سے پہلے یہودی اس کو لبیک کہیں گے اور جوق در جوق لوگ اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔ بالآخر حضرت مسیح آئیں گے اور اس کو شام یا بقول بعض لد فلسطین میں ہلاک کر دیں گے۔

**دُجانہ (سٹیٹ)** سابق پنجاب کی ایک چھوٹی سی ریاست جو دہلی کے مغرب میں واقع ہے۔ اب اس ریاست کا الحاق بھارت سے ہو چکا ہے۔ مشہور شہر بھی "دجانہ" نام کا ہے علاقے کی زمین زرخیز اور آبادی گنجان ہے۔

**دجلہ دریا۔** Tigris مغربی ایشیا کا ایک دریا جو کردستان کی پہاڑیوں سے نکل کر عراق کے میدان کو سیراب کرتا ہوا، دریائے فرات کے ساتھ آملتا ہے اس کے بعد دونوں دریاؤں کے مجموعی دھارے کو شط العرب کہتے ہیں۔ یہ دریا بغداد تک یعنی ۵۰۰ میل تک جہازرانی کے قابل ہے اس کے کنارے نینوا Nineveh اور Seleucia و Ctesiphon کے آثار قدیمہ پائے جاتے ہیں قط Kut بغداد سامرا Sammara اور موصل کے شہر آباد ہیں۔ دریا میں تقریباً ہر سال طغیانی آجاتی ہے۔ جس سے گرد و نواح کا علاقہ خوب سیراب اور زرخیز ہو جاتا ہے۔

**دُخان۔** وہ دھواں جو زمین اور پہاڑوں سے نکلتا ہے زمین کے خشک اجزاء پر دھوپ کی گرمی اثر کرتی ہے۔ تمازت آفتاب کے باعث اجزائے زمین کی رطوبت جل کر زمین سے پیوست ہو جاتی ہے چنانچہ اس کے اجزاء گرمی سے خفیف اور سبک ہو کر اجزائے ہوا کے ساتھ بلند ہوتے ہیں اور دخان کہلاتے ہیں انہیں زمین کے آتشین بخارات بھی کہہ سکتے ہیں۔

**دُخانی جہاز** Steam Ships بحری جہاز جو بھاپ سے چلتے ہیں۔ یہ بھاپ Steam کوئلے سے بنتی ہے۔ جو انجن میں استعمال ہوتا ہے۔ مقررہ شرائط کے ماتحت تمام جہازوں کا رجسٹر کرایا جانا قانوناً لازمی ہوتا ہے۔ حکومت یا حکومت کے نبرد ڈ آف ٹریڈ کا رجسٹریشن سرٹیفکیٹ جہاز میں نمایاں مقام پر آویزاں کرنا پڑتا ہے دخانی جہازرانی کے بڑے بڑے ممالک برطانیہ، امریکہ، جاپان ناروے، جرمنی اور اٹلی ہیں۔ اور دنیا کے بڑے بڑے دخانی جہاز اس ترتیب سے ہیں نارمنڈی فرانسیسی ۸۳۰۰۰ ٹن کوین میری (برطانوی) ۸۱۰۰۰ ٹن بریمن (جرمن) ۵۱۰۰۰ ٹن، ریکس (اطالوی) ۵۱۰۰۰ ٹن لیویاتھن (امریکی) ۴۹۰۰۰ ٹن پاکستانی بحری بیڑے میں بھی تیزی سے دخانی جہازوں کا اضافہ ہو رہا ہے۔

**دخمہ یا مینار خاموشی۔** پارسی لوگ جو قدیم آتش پرستوں کے نمائندہ ہیں اپنے مردوں کو نہ جلاتے ہیں اور نہ ہی ان کو دفن کرتے ہیں۔ بلکہ لاش کو دھو دھلا کر ایک ۲۵ فٹ اونچے گول مینار پر رکھ آتے ہیں جہاں گدھ وغیرہ اس کو نوچ نوچ کر کھا جاتے ہیں۔ لاش رکھنے میں اونچ نیچ اور چھوٹے بڑے کی کوئی تمیز نہیں۔ مینار کو دخمہ اس لئے بنایا جاتا ہے۔ کہ ارد گرد کی ہوا خراب نہ ہو۔

پارسی لوگ اصل میں قدیم فارس کے باشندے ہیں۔ جب عربوں نے ان کے ملک پر یورش کر کے اس پر قبضہ کیا تو یہ لوگ ہندوستان بھاگ آئے۔ اور اپنی قدیم رسوم قائم رکھیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ساسانی حکومت کے دوران میں اہل فارس بھی مُردوں کو اسی طرح پھینک دیا کرتے تھے۔ جہاں کیانی بادشاہوں کے مقبرے اب تک محفوظ ہیں، ساسانی خاندان کے کسی بادشاہ کا کوئی مقبرہ دریافت نہیں ہوا۔ صرف ان کے مجسمے اور کتبے ملتے ہیں۔ اس سے ایک اور بات پیدا ہوتی ہے۔ ساسانی بادشاہوں کا دعوےٰ تھا کہ آتش پرستی کی تجدید میں وہ قدیم زرتشتی مذہب کو زندہ کر رہے ہیں اور زرتشتی مذہب کیانی بادشاہوں کا مذہب تھا لیکن اس رسم سے یہ امر مشکوک نظر آتا ہے۔ اور نیز یہ بھی کہ ساسانی بادشاہ کیانی خاندان سے ہیں۔ در اصل آتش پرستی

اہلِ ہند کا مذہب تھا زرتشت نے اسے اس کو موحدانہ رنگ دیا۔ اور ساسانی اس کو دوبارہ قدیم روش پر لے گئے۔

**دراوڑ**۔ Dravidians ۲۵۰۰ قبل مسیح کے قریب ہندوستان پر آریہ نسل کے لوگوں نے حملہ کیا۔ یہ لوگ قد آور، سفید فام اور خوش اندام تھے۔ برعکس ان کے شمالی ہندوستان پر اس وقت ایسے لوگوں کا تسلط تھا جن کے بارے میں آریوں کی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا رنگ سیاہ اور چہرے کے نقوش بد نما تھے۔ آریوں نے تو یہاں تک کہا کہ ان لوگوں کی ناک بھی نہیں تھی۔ نسل کے لحاظ سے ان لوگوں کو دراوڑ کہا جاتا ہے اور ان کے ہم نسل لوگ آج بھی جنوبی ہند میں پائے جاتے ہیں جو تامل، تیلگو زبانیں بولتے ہیں۔ دراوڑوں کا تمدن کسی طرح بھی آریہ نسل کے لوگوں کے تمدن سے کمتر درجہ کا نہ تھا۔

**دراوڑی**۔ (Dravidian) دراوڑ نسل کے افراد ہندوستان میں آریوں سے پیشتر آئے۔ آریوں نے انہیں جنوب کی جانب دھکیل دیا اور وہ دکن کے جنوب میں جا کر مقیم ہو گئے۔ بیشمار قبائل میں منقسم ہیں اور ہر ایک کی اپنی اپنی زبان ہے۔ مگر بنیاد مشترک ہے بعض خواندہ اور اکثر ناخواندہ ہیں۔ تامل قبیلے کے لوگ زیادہ ترقی یافتہ ہیں ان کی زبان تامل ہے۔

نیز اس لفظ دراوڑی کے مفہوم میں مرہٹی، تیلگو اور اڑیا زبانیں بھی شامل ہیں۔

**درازیٔ عمر**۔ Longevity کورنل یونیورسٹی امریکہ کے تین ڈاکٹر مینارڈ، مینکے اور آسڈل کئی سال سے درازیٔ عمر کا مسئلہ حل کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں انہوں نے اپنے تجربات کے لئے سفید چوہوں کو منتخب کیا جو عموماً انسانوں ہی سے غذا کھاتے ہیں سفید چوہا دو سو روز میں اپنی مدت حیات سے صرف اسی قدر صرف کر دیتا ہے جس قدر انسان ایک سال میں صرف کرتا ہے لہذا اگر انسان پر تمام عمر میں صرف ایک بار تجربہ کیا جا سکتا ہے تو اسی مدت میں چوہوں کی بارہ پشتوں کا مطالعہ ہو سکتا ہے۔ ان ڈاکٹروں نے اپنے پنج سالہ تجربہ کی بنا پر حال میں بیان کیا ہے کہ چوہوں کو ایسی غذا دینے سے جس سے شروع میں ان کی نشو و نما تیزی کے ساتھ ہو سکے۔ ان کی مدت حیات زیادہ ہو جاتی ہے۔ اس سے وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ مناسب غذا سے انسانی عمر میں بھی اضافہ ہو سکتا ہے۔ لیکن ابھی یقین کے ساتھ وہ اس خیال کا اظہار نہیں کرتے کیوں کہ تجربات جاری ہیں۔

ان ڈاکٹروں کی رائے کے بالکل خلاف کولمبیا یونیورسٹی کے ڈاکٹر ہنری شرمین ہیں جو چوہوں پر تجربہ کرنے میں امریکہ میں سب سے زیادہ ممتاز ہیں۔ وہ اپنے معملوں میں ہمیشہ ڈیڑھ ہزار چوہے رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنے تجربات سے یہ ثابت کیا ہے کہ سادہ اور معمولی غذاؤں کے استعمال سے نشو و نما تیز ہوتی ہے۔ اور چوہے زیادہ دنوں تک زندہ رہتے ہیں۔ اس مسئلہ پر تجربات جاری ہیں۔ نئے نئے محقق میدان میں اترتے آرہے ہیں۔ امید ہے کہ وہ اپنی مسلسل اور ان تھک کوششوں کے ذریعے جلد اس اہم مسئلے کے متعلق کسی ٹھوس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے۔ عام حالات میں تو پاکیزہ اور نیک زندگی۔ درازیٔ عمر کی ہمیشہ ضامن ہوتی ہے۔

**درآمدی محاصل**۔ Tariff حکومت کی طرف سے مختلف درآمدی اشیا پر عاید کردہ محاصل کی فہرست یا گوشوارہ۔

شروع شروع میں درآمدی محاصل محض آمدنی کی خاطر ہی عاید کئے جاتے تھے مگر بعد میں یہ محاصل ملکی صنعت و حرفت کے فروغ میں بہت ممد ثابت ہوئے کیونکہ ان کی وجہ سے غیر ملکی مال کی درآمد میں کمی ہو گئی اور ملکی صنعت کو مقابلے بازی سے تحفظ حاصل ہو گیا۔ خصوصاً صنعتی طور پر پسماندہ ممالک تو ملکی صنعتوں کے فروغ کے لئے بہت زیادہ شرح پر یہ محاصل عاید کر دیتے ہیں۔ تاکہ غیر ملکی مال بہت کم مقدار میں آ سکے۔ اور ملکی صنعت ترقی کر سکے۔

ان محاصل کے مخالفین اس خیال کے حامی ہیں کہ آزادانہ تجارت جو ان محاصل سے پاک ہو اس امر کی ضمانت دے سکتی ہے کہ ہر ملک وہی مال تیار کرے گا جس کے لئے وہ زیادہ سے زیادہ موزوں ہے۔ اور نیز ملکی باشندوں کو مناسب قیمت پر مطلوبہ شے مل سکے گی۔ ورنہ درآمدی محاصل کی صورت میں ملکی خریداروں

کو بھی بالواسطہ (INDIRECTLY) زیر بار ہونا پڑتا ہے۔

**دربار** ۔ کسی بادشاہ یا حاکم اعلیٰ کا رعایا کو شرف ملاقات بخشنا۔ پرانے مسلمان بادشاہوں کے وقت میں دربار عام ہوتے تھے۔ جہاں ہر شخص بلا روک ٹوک اپنی فریاد خود بادشاہ کے سامنے پیش کر سکتا تھا۔ مہینوں پر مقدمے لٹکے رہنے کی شکایت نہیں ہوتی تھی ۔ اس کے مقابلے میں دربار خاص ہوتا تھا جس میں خاص الخاص امراء اور مصاحبین کے سوا اور کوئی داخل نہ ہو سکتا تھا۔ یہ مجلس آج کل کے وزراء کی کابینہ کے مقابلے میں ہوتی تھی۔ انگریزی حکومت کے وقت بھی دربار ہوتے رہے جو دربار عام ہوتے ہوئے بھی خاص ہو گئے تھے۔ کیونکہ ان میں عوام کو جانے کی اجازت نہ ہوتی تھی۔ یہ دربار دراصل اشتہاری میلے ہوتے تھے اب یہ رسم تقریباً متروک ہو چکی ہے۔ کیونکہ درباروں کا تعلق زیادہ تر مطلق العنان بادشاہوں یا غیر ملکی حکمرانوں سے تھا۔ اور ان دنوں کا وجود ختم ہو چکا ہے۔

**درباری شاعر** (COURT POET) یونانی دیوتا اپولو (APOLO) شاعر نوازی میں مشہور ہے چنانچہ یونان قدیم میں حکمران شاعروں کو نوازتے تھے اور دربار میں ان کو خاص مراتب حاصل ہوتے تھے یونانیوں کی دیکھا دیکھی اٹلی میں بھی درباری شاعری کا رواج ہو گیا چنانچہ پیٹرارک اور تسو (TASSO) کو سب سے پہلے یہ اعزاز بخشا گیا۔ اٹلی کے بعد سارے یورپ اور انگلستان میں درباروں میں شاعروں کی موجودگی لازمی قرار پائی۔ یہ درباری شاعر بادشاہوں کے قصیدے لکھتے اور ان کا دل بہلانے کے لئے اشعار کہتے تھے۔ تقریباً تمام دنیا میں درباری شاعروں کی موجودگی کا پتہ چلتا ہے اور کوئی ملک ایسا نہیں ہے جہاں بادشاہت کے زمانے میں کوئی درباری شاعر موجود نہ ہو۔

**در بندی** (LOCK OUT) کارخانہ جات کے ملازم اور مزدوروں وغیرہ کو جب اپنے مطالبات کارخانہ والے منوانے ہوں تو وہ بعض اوقات ہڑتال کر دیتے ہیں اور کام کرنے سے انکار کر دیتے ہیں۔

اگر ہڑتال جائز مطالبات کے لئے کی گئی ہو نیز ہڑتال سے پہلے آجر کے ساتھ ہر قسم کی گفتگو ناکام ہو چکی ہو یعنی مزدوروں نے یہ انتہائی قدم حالات کے مکمل طور پر مایوس ہو کر اٹھایا ہو تو یہ ہڑتال کامیاب رہے گی مگر مشکل یہ ہے کہ مزدوروں کے مطالبات کی زد آجر کے مفادات پر پڑتی ہے۔ اس لئے ہڑتال کے مقابلے میں آجر در بندی (LOCK OUT) کا حربہ استعمال کرتے ہیں۔ مفہوم یہ ہے آجر ان مطالبات کو تسلیم نہ کرنے کی خاطر مزدوروں پر کارخانے یا دفتر کے دروازے بند کر دیتے ہیں۔

**درجۂ حرارت** (TEMPERATURE) کسی چیز کی حرارت کا درجہ یا گرمی۔ زمین کے کسی مقام پر گرمی کا دارومدار سورج کی بلندی، دن کی روشنی کی میعاد، سطح سمندر سے بلندی، سمندر سے فاصلہ، ہواؤں کے رخ، اور بارش کی مقدار پر ہوتا ہے۔ ہر گرمی و درجۂ حرارت میں تبدیلی پیدا ہوتی رہتی ہے۔ حرارت ناپنے کے لئے تھرمامیٹر استعمال ہوتا ہے۔ موسمیاتی مقامات (METEOROLOGICAL STATIONS) پر چار دن مقررہ وقفوں کے بعد درجۂ حرارت کا اندراج ہوتا رہتا ہے۔ اس کے بعد زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم درجۂ حرارت کا اندراج کر لیا جاتا ہے۔ پھر روزانہ ماہانہ اور سالانہ اوسط درجۂ حرارت معلوم کر لیا جاتا ہے۔ اور ان اعداد و شمار کے ذریعے سے موسمی نقشے تیار کئے جاتے ہیں۔

**درجۂ نوآبادیات** (DOMINION STATUS) نوآبادیات سے مراد وہ مملکتیں ہیں۔ جو تاج برطانیہ کی وفادار اطاعت گزار ہیں۔ لیکن اپنے داخلی اور خارجی امور میں ایک دوسرے کے ماتحت نہیں بلکہ سب مساوی درجہ کی ہیں، اپنی مرضی سے برطانوی جمہوری نظام میں شامل ہیں۔ دولت مشترکہ کی حیثیت سے خود مختار ہیں کینیڈا آسٹریلیا نیوزی لینڈ وغیرہ کو درجۂ نوآبادیات حاصل ہے۔

ایسی تمام مملکتوں میں گورنر جنرل تاج برطانیہ کا نمائندہ ہوتا ہے جسے مملکت کی کابینہ کی مرضی سے شاہ برطانیہ مقرر کرتا ہے اور ہر مملکت (DOMINION)

میں برطانیہ کا اور برطانیہ میں ہر مملکت کا ایک ہائی کمشنر رہتا ہے جس کی وساطت سے دونوں کے درمیان سلسلہ ہوتی ہے۔

بھارت اور پاکستان کی مملکتیں شروع شروع میں نوآبادیات کے درجہ کی حامل تھیں مگر اب وہ جمہوریتیں بن چکی ہیں۔ تاہم ان کا الحاق برطانوی دولت مشترکہ (COMMON WEALTH) کے ساتھ قائم ہے۔

## درخت اور پودے (TREES & PLANTS)

درخت بھی ایک طرح کی زندگی رکھتے ہیں جس کا ثبوت ان کی بالیدگی اور قوت تولید میں موجود ہے چنانچہ ہر بیج میں ایک جنین ہوتا ہے جو مناسب حالات کے تحت ایک درخت میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ بعض ماہرین حیاتیات کا خیال ہے کہ جاندار دنیا کے ان دو شعبوں یعنی حیوانات اور نباتات میں کوئی اہم اصولی فرق نہیں ہے۔ اور پودے اور جانور ایک ہی جدی نسل سے نکلے ہیں لیکن یہ بات ابھی تک محض ظن و قیاس کے مرحلے میں ہے اور اس کا کوئی مکمل ثبوت نہیں ملتا۔ البتہ اس میں شک نہیں کہ درخت میں بھی زندگی کی علامتیں پائی جاتی ہیں مثلاً سانس لینا غذا حاصل کرنا اور اس کو جزو بدن بنانا۔ بڑھنا۔ بیرونی اثرات سے متاثر ہونا اور بالآخر اپنی افزائش نسل کرنا۔ یہ ایسی علامتیں ہیں جو حیوانات میں بھی پائی جاتی ہیں ہاں یہ فرق ضرور ہے کہ درخت اسی جگہ قائم رہتا ہے۔ جہاں اس کا بیج پھوٹتا ہے اور وہ اسی زمین میں جما کھڑا رہتا ہے وہیں اس کا تنا اونچا ہوتا جاتا ہے۔ اور شاخوں اور پتوں میں بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

درخت آب و ہوا پر اچھا اثر ڈالتے ہیں بعض درختوں سے غذا کے ضروری اجزا اور دوائیں حاصل ہوتی ہیں۔

دنیا میں درخت نہ ہوں تو آب و ہوا میں خشکی کیسے پیدا ہو۔ کاربن ڈائی آکسائڈ جیسی کثیف شے کو کون جذب کرے ایندھن کہاں سے آئے اور عمارتی لکڑی کہاں سے حاصل ہو۔



## درخت لگانے کا ہفتہ (PLANTATION WEEK)

کسی ملک میں درختوں کی کمی گویا دولت کی کمی ہوتی ہے۔ چنانچہ مملکت پاکستان میں جنگلات کی نگہداشت اور درختوں کی افزائش پر خاص زور دیا جا رہا ہے۔ تمام مہذب ممالک میں سال بھر میں کم از کم دو موقعے ایسے رکھے جاتے ہیں جب کہ درخت لگانے کا ہفتہ منایا جاتا ہے۔ پاکستان میں محکمہ جنگلات (FOREST DEPARTMENT) شیشم اور سفیدہ بالخصوص اور دوسرے اشجار کی بالعموم قلمیں بلا قیمت تقسیم کرتا ہے۔ سبب کہ وسیع اور دوسرے رقبوں کے مالکوں کو ترغیب دی جاتی ہے کہ وہ درخت لگائیں اور ان کی حفاظت کر کے ان کی تعداد میں معتد بہ اضافہ کریں درختوں کی نرسری لگا چکنے کے بعد محکمہ جنگلات ان کی خود بھی نگہداشت کرتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ درخت لگانے والوں کو انعامات بھی دئے جاتے ہیں۔ اور ان کا پریس اور اخبارات میں ذکر بھی کیا جاتا ہے۔

## درد خواجہ میر

**درد خواجہ میر۔** خواجہ میر نام۔ درد تخلص۔ والد کا نام خواجہ محمد ناصر تھا اور تخلص عندلیب۔ ۱۷۲۱ء میں مقام دہلی پیدا ہوئے۔ ان کا خاندان پیری مریدی کے باعث معزز تھا۔ ملک کی بربادی۔ اسلامی سلطنت کی تباہی اور آئے دن کی غارت گری سے تنگ آ کر دہلی کے تمام اہل کمال ایک ایک کر کے دہلی سے چلے گئے۔ لیکن خواجہ میر درد نے دہلی کی مفارقت گوارا نہ کی۔ اور عمر بھر دہلی ہی میں مقیم رہے۔ غرض اس طرح درویشانہ اور قلندرانہ زندگی بسر کر کے میر درد نے ۶۸ برس کی عمر میں ۱۷۸۵ء میں وفات پائی۔ اور دہلی ہی میں دفن ہوئے۔

خواجہ صاحب صوفی منش بزرگ تھے۔ طبیعت میں قناعت اور استغنا کی فراوانی تھی۔ آپ نے کبھی کسی کی مدح سے اپنا قلم آلودہ نہیں کیا۔ اور نہ ہی کسی کی ہجو لکھی۔ آپ کو موسیقی سے بڑا لگاؤ تھا۔

ان کے مختصر دیوان کی منتخب غزلوں میں اخلاق تصوف کیفیات قلبی اور واردات حسن و عشق سبھی کچھ موجود ہیں۔ خواجہ میر درد پہلے بزرگ ہیں۔ جنہوں نے اردو غزل کی بنیاد عشق حقیقی پر رکھی۔ باایں ہمہ شیرینی لطافت اور رنگینی کو ہاتھ سے نہیں دیا۔ اور یہی چیزیں خاصۂ غزل ہیں۔

غزل کے علاوہ میر درد کی رباعیاں بھی ان کی شاعری میں خاص مرتبہ رکھتی ہیں۔

ان کا کلام نامانوس ترکیبوں، ثقیل الفاظ اور دوسرے عیوب سے بالکل پاک ہے۔

**دردِ زہ** ۔ بچے کی پیدائش میں بیشتر حاملہ کو درد کا خاص قسم کا دورہ ہوتا ہے جسے دردزہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ ایسی حالت میں بعض دواؤں یا اشیاء کا استعمال مفید رہتا ہے۔ کہتے ہیں کہ حوا اماں کو ممنوعہ شجر کا ثمر کھانے کی پاداش میں دردزہ کی سزا ملی لیکن یہ تاویل محض خیال ہے۔ دردزہ ایک طبعی اور فطری تکلیف ہے اور بطن انسانی سے دوسرے انسان کے اخراج کے لئے اس قسم کا درد اور تکلیف ایک لازمی امر ہے۔ ورنہ یہ تکلیف صرف چند گھنٹوں کے لئے ہوتی ہے۔ اور بچے کی تولید پر اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ گھی کے چند گھونٹ سیاہ مرچ کی خفیف سی ملاوٹ کے ساتھ ملانا یا مگنیشیا کے دودھ Milk of Magnesia کا تھوڑا استعمال درد کی شدت کو کم کر دیتا ہے۔ حاملہ کی نگہداشت اور معائنہ کے لئے کسی تجربہ کار دایہ یا کسی قابل لیڈی ڈاکٹر کا موجود رہنا اہل خانہ کی تسکین اور تسلی کا باعث ہوتا ہے۔

**دردِ سر** ۔ (دیکھو سر کا درد)

**دردِ قولنج** Colic Pain درد قولنج شدید قسم کا درد ہے جو جسم کے اندر پٹھوں اور عضلات کے ایک دم سکڑنے سے پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ عام طور سے انتڑیوں میں ہوتا ہے اگرچہ معدہ اور گردہ میں بھی ہو سکتا ہے۔ اس کی وجہ اکثر یہ ارتعاش ہوتا ہے جو معدہ میں کسی ہضم نہ ہونے والی غذا یا کسی انتڑی یا نالی میں کسی سخت چیز کے داخل ہو جانے سے پیدا ہوتا ہے۔ انتڑی یا نال کی دیواریں اس بات کی کوشش کرتی ہیں کہ یہ سخت چیز آگے کو کھسک جائے اس وجہ سے وہ سختی سے سکڑتی ہیں اور ان کے ایک دم اس طرح سکڑ جانے سے دردِ قولنج پیدا ہو جاتا ہے۔ خفیف سا مسہل اس کا عام علاج ہے۔

**دردِ کمر** ۔ کمر میں پٹھوں کے سکڑ جانے سے کھچاؤ اور درد محسوس ہونے لگتا ہے۔ ایسی حالت میں جھکنا یا کسی طرف سے مڑنا اور کروٹ لینا درد میں اضافہ کرتا ہے۔ بلکہ بعض مریضوں کو چھینک آنے یا کھانسی کی صورت میں بھی شدید درد کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ درد کمر کا مرض گٹھیا کی وجہ سے بھی ہوتا ہے۔ کبھی زیادہ بوجھ اٹھانے یا چوٹ لگنے سے بھی درد کمر کی تکلیف ہو جاتی ہے۔ درد کی شدت کی صورت میں کمر کو گرم پانی کی بوتلوں سے سینکنا اور بستر میں لیٹے رہنا مفید ہے۔ تیل وغیرہ کی مالش سے بھی درد کمر میں افاقہ ہو جاتا ہے۔ گرم حمام میں نہانا بھی اس مرض کے لئے فائدہ مند ہے۔ کمر کو گرم رکھنا دافع درد ثابت ہوتا ہے۔

**دردِ گردہ** ۔ یہ درد گردے میں پتھری Stone کی موجودگی اور اس کی مثانہ کی جانب حرکت سے شروع ہوتا ہے۔ اگر پتھری ایک جگہ مقیم رہے تو عام طور پر درد نہیں ہوتا۔ پتھری جب پیشاب کی باریک نالیوں میں سے گزرنے کی کوشش کرتی ہے تو نالی کے سکڑنے اور پتھری کی خراش سے نہایت شدید درد ہوتا ہے۔ اس کا فوری علاج آپریشن کے ذریعے پتھری کو خارج کر دینا ہے۔ جب گردوں میں تکلیف شروع ہو تو مریض کو پانی کثرت سے پینے کی عادت ڈالنی چاہئے۔ کبھی کبھی تپ دق اور سرطان Cancer کی وجہ سے بھی گردوں میں درد کی تکلیف پیدا ہو جاتی ہے۔

**دُرِ غلطان** یہ ایک قیمتی موتی ہے جو مروارید کی قسم سے ہے۔ بالکل گول ہوتا ہے۔ اسے دُرِ درج بھی کہتے ہیں (نیز دیکھو مروارید)

**درفشِ کاویانی** Gao Karvesh or Karval کاوہ ایک ایرانی لوہار کا نام ہے جس نے اپنے لڑکوں کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے ضحاک شاہ ایران پر یورش کر کے اصلی وارث فریدوں کو تخت نشین کر دیا تھا۔ ضحاک نے اس کے لڑکوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ایک اژدہا کے آگے پھینک دیا تھا۔ اس لڑائی میں کاوہ نے جو جھنڈا بلند کیا تھا وہ اس کی چرمی دھونکنی تھی۔ یہ اپنی قسم کا عجیب جھنڈا تھا۔ اسی لئے اس جھنڈے کا نام درفش کاویانی مشہور ہو گیا۔

**درگئی** ۔ Dargai مملکت پاکستان کے شمال

مغربی سرحدی علاقے میں پہاڑیوں کا ایک سلسلہ جن پر اسی نام کا ایک قصبہ آباد ہے۔ یہاں سے بہ کثرت پیداوار ہوتی ہے۔ ۱۸۹۷ء میں جنگ تیراہ کے دوران میں انگریزی فوجیں ادھر سے گزری تھیں۔

**دروز۔** جنوبی لبنان کا ایک مذہبی فرقہ جس کے پیرو Drouses تمام تر ایک شامی عربی قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی تعداد ایک لاکھ کے قریب ہے۔ یہ لوگ نہ تو عیسائی ہیں، نہ مسلمان بلکہ ان کا مذہب اسماعیلیت کی ایک انتہائی صورت ہے۔ اور قرامطہ سے ملتا جلتا ہے۔ اس فرقے کے لوگ عیسائیت کے سخت دشمن ہیں۔ اور ان کی تبلیغی جماعت کے اثرات ملتان تک محسوس ہو چکے ہیں۔ چنانچہ ان کے ایک مذہبی سردار نے ملتان کے ایک راجہ کو ایک تبلیغی خط لکھا تھا۔ جو اب تک ان کی مقدس کتاب کا ایک جزو ہے۔ یہ راجہ سومرہ خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ اس خاندان کا وجود اب تک سندھ میں باقی ہے اور راجہ کا نام پال درج ہے۔ دروزی لوگ تمام جبل دروز میں رہتے ہیں۔ جب فرانسیسیوں نے شام پر قبضہ کیا تو ان لوگوں نے ان کی سخت مزاحمت کی لیکن شکست کھائی اور وطن چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ لیکن ۱۹۳۷ء میں ان کو پھر واپس آنے کی اجازت مل گئی۔

**درویش۔** Darvesh مسلم فقیر جو اپنے مخصوص عقائد اور آئین کی رو سے نہایت عزلت اور عسرت کی زندگی بسر کرنے کے پابند ہوتے ہیں۔ ان کے بے شمار سلسلے ہیں اور اکثر ان میں سے سیلانی زندگی کے عادی ہوتے ہیں۔ ہمارے ملک میں قلندروں کا ایک فرقہ ہے جو اسی ذیل میں آتے ہیں۔ اس کے علاوہ سہروردی درویشوں کا سلسلہ ہے جن کو نوشاہی اور دریشاہی وغیرہ ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض ایسے ہیں جو عورتوں کی طرح رنگین کپڑے اور زیور پہنتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ جس طرح آراستہ عورت مرد کو بھاتی ہے اس طرح وہ بھی خدا کے نزدیک مقبول ہوں گے۔

درویشوں کے چار بنیادی سلسلے ہیں۔ نقشبندی، سہروردی، قادری، اور چشتی۔ ہر درویش اپنے سلسلے میں آخر کار ان میں سے کسی ایک کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ حضرت معین الدین چشتی اجمیری، خواجہ بختیار کاکی دہلوی، بابا فرید شکر گنج۔ پاک پتنی اور حضرت نظام الدین دہلوی چشتیہ سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ان درویشوں کے مقبرے آج بھی مرجع خاص و عام ہیں۔ یہ لوگ کوئی جاہل فقیر نہ تھے بلکہ فاضل اجل تھے۔ سہروردی سلسلے کے سب سے معزز درویش حضرت بہاؤ الدین ذکریا ملتانی ہوئے ہیں جن کا مزار ملتان قلعہ میں ہے۔ فارسی کے مشہور شاعر حضرت سعدی بھی اسی سلسلے کے درویش تھے۔ بلکہ اس سلسلے کے بانی حضرت شہاب الدین سہروردی کے مرید خاص تھے نقش بندی سلسلے میں حضرت مجدد الف ثانی کے نام سے ہر مسلمان واقف ہے۔ اور سلسلہ قادریہ کے بزرگوں کی گدیاں ملتان، اُچ اور بغداد میں ہیں۔

**درۂ بولان۔** Bolan Pass کوئٹہ بلوچستان اور قندھار افغانستان کے درمیان بلندی پر واقع ایک پہاڑی درہ جس میں سے ایک گہرا، تیز رفتار پہاڑی نالہ گزرتا ہے۔ اس کی سطح زمین کا جھکاؤ تقریباً ۹۰ فٹ فی میل ہے۔

**درۂ خیبر۔** (دیکھو خیبر درہ)

**درۂ دانیال۔** (Dardenelles) اس آبنائے کا جنوبی حصہ جو بحیرۂ اسود کو بحیرۂ روم سے ملاتی ہے۔ اندازاً یہ ۴۰ میل لمبی اور ایک میل سے ۴ میل تک چوڑی ہے۔ یہ آبنائے یورپ کو ایشیا سے جدا کرتی ہے اور اس نے تاریخ میں اس نے ایک اہم کردار ادا کیا ہے اس سے متعلق سب سے پہلا تاریخی واقعہ وہ ہے جب اردشیر Xerxes نے اس پر پل باندھا تھا۔ انگریزی شاعر بائرن نے اسے تیر کر پار کیا تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ لینڈر Leander کا کارنامہ کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا تھا۔ ترکی کے قبضہ میں چودھویں صدی میں آئی۔ روس کو چونکہ بحیرۂ روم میں داخل ہونے کے لئے اس میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا روس کی ہر حکومت اس پر قبضے کی خواہش مند رہی ہے۔ ۱۸۳۳ء میں جب زار روس نے مصر کے باغی محمد علی پاشا کے خلاف ترکی کے بادشاہ کی مدد کی تو معاہدہ کی رو سے روس کو درۂ دانیال میں خاص مراعات دیں۔ اور روسی جہازوں کو یہ حق دیا کہ وہ جب چاہیں آ جا سکیں۔ مگر یورپی طاقتوں کو یہ ناگوار گزرا۔ بالخصوص اس لئے کہ بصورت جنگ انہیں اس آبنائے میں جہاز داخل کرنے کی

اجازت نہ تھی۔ چنانچہ انہوں نے ۱۸۴۰ء میں لندن کی کنونشن کے ذریعہ ترکی پہ دباؤ ڈالا اور اس سے روسی مراعات منسوخ کرا دیئے۔ ۱۹۱۴ء تک یہ نظام رائج رہا۔ پہلی جنگ عظیم میں اتحادی طاقتوں نے درہ دانیال فتح کرنے کی کوشش کی مگر منہ کی کھائی۔ جنگ کے خاتمہ پر اتحادیوں نے گیلی پولی کا ساحل یونان کو دے دیا اور استنبول کو فتح کر لیا۔ ۱۹۲۲ء میں مصطفٰے کمال کی حکومت نے اسے یونانیوں سے واپس لے لیا۔ ۲۴ اگست ۱۹۲۳ء میں اسے لوزان کی کنونشن کی رو سے بین الاقوامی تحویل میں دے دیا گیا۔ اگرچہ روس نے انہی رعایات کے خلاف اس کی مخالفت کی۔ ۲۰ جولائی ۱۹۳۶ء کو مانٹرو کنونشن کی رو سے اس پر ترکیہ کا اختیار عملاً تسلیم کر لیا گیا۔ دوسری جنگ عظیم کے مابین ۱۹۴۰ء میں روس نے یہاں اپنے فوجی مستقر Base قائم کرنے کے لئے جرمنی کی رضامندی حاصل کرنا چاہی ۱۹۴۵ء میں روس نے ترکیہ پر دباؤ ڈالا اور کہا کہ دوستی کے معاہدہ پر بہت جلد دستخط کئے جائیں گے جب روس کو درہ دانیال میں عسکری مستقر قائم کرنے کی اجازت ملے گی۔ مگر جمہوریہ ترکیہ نے انکار کر دیا۔

دریا۔ کسی پہاڑ یا جھیل سے بہت سا پانی نکل کر جب خشکی پر دور تک بہتا چلا جاتا ہے۔ تو اسے دریا کہتے ہیں۔ دریا یا تو کسی دوسرے دریا سے جا ملتا ہے یا کسی سمندر یا جھیل میں جا گرتا ہے۔ دریا بذات خود مستقل بھی ہوتے ہیں اور معاون بھی۔ ایک دریا دوسرے دریا میں جا گرے تو وہ معاون کہلاتا ہے۔

دریافت امریکہ۔ Discovery of America ۱۴۹۲ء میں کرسٹوفر کولمبس Christoffer Columbus نے امریکہ کو دریافت کیا۔ جدید انکشافات سے معلوم ہوتا ہے کہ کولمبس سے سینکڑوں برس پہلے سرزمین امریکہ پر پاؤں رکھنے کا شرف ہندوستانیوں اور شاید وائکنگز Vikings کو حاصل ہوا۔ اگر ہندو امریکہ کے مصنف مسٹر چمن لال کے دعاوی درست ہیں تو زمانہ قدیم میں امریکہ ہندوستان کی ایک نوآبادی تھی۔ ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ میکسیکو میں مایا تہذیب کے آثار قدیمہ ہندوستانی اثرات کا ثبوت بہم پہنچاتے ہیں۔ اس کا فن تعمیر اس کا اصنام پرستانہ تصور، اور بود و باش کے طریقے ظاہر کرتے ہیں کہ کسی زمانہ میں وہاں ہندوستانیوں کی حکومت تھی۔ امریکہ کی دریافت کا سہرا بعض آدمی سکینڈ نیویا کے اولین باشندوں کے سر بھی باندھتے ہیں۔ لفظ امریکہ کا ماخذ ایک اطالوی سیاح امیرگو ویسپکی (Amerigo vespucci) کا نام بتایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اسی شخص نے ۱۴۹۷ء میں امریکہ دریافت کیا۔

دریائے ایراوتی۔ (دیکھو ایراوتی دریا)

دریائے ایلیب۔ (دیکھو ایلیب دریا)

دریائے ایمیزن۔ (دیکھو ایمیزن دریا)

دریائے برہم پتر (دیکھو برہم پتر دریا)

دریائے بیاس۔ (دیکھو بیاس دریا)

دریائے ٹائیبر (دیکھو ٹائیبر دریا)

دریائے ٹیمز (دیکھو ٹیمز دریا)

دریائے جمنا۔ (دیکھو جمنا دریا)

دریائے جہلم۔ (دیکھو جہلم دریا)

دریائے چناب۔ (دیکھو چناب دریا)

دریائے دجلہ۔ (دیکھو دجلہ دریا)

دریائے ڈنیوب۔ (دیکھو ڈنیوب دریا)

دریائے راوی۔ (دیکھو راوی دریا)

دریائے رائن۔ (دیکھو رائن دریا)

دریائے رون۔ (دیکھو رون دریا)

دریائے زرد۔ (دیکھو زرد دریا)

دریائے ستلج (دیکھو ستلج دریا)

**دریائے سندھ۔** (دیکھو سندھ دریا)

**دریائے سین۔** (دیکھو سین دریا)

**دریائے فرات۔** (دیکھو فرات دریا)

**دریائے کانگو۔** (دیکھو کانگو دریا)

**دریائے کوسی۔** (دیکھو کوسی دریا)

**دریائے گنگا۔** (دیکھو گنگا دریا)

**دریائے مس سی پی۔** (دیکھو مس سی پی دریا)

**دریائے نیل۔** (دیکھو نیل دریا)

**دریائے والگا۔** (دیکھو والگا دریا)

**دریائے ینگ سی کیانگ۔** (دیکھو ینگ سی کیانگ)

**دس احکام** (Ten Commandments)

موسوی شریعت کی رو سے اسرائیلی اُمت کو جو دس ابتدائی ہدایات دی گئیں وہ دس احکام کہلاتے ہیں۔ یہ احکام بنی اسرائیل کے عقیدے کے مطابق خداوند کریم نے حضرت موسیٰ پر نازل کئے جن کو پتھر کی دو سلوں پر کندہ کر کے لائے۔

توریت کی دوسری کتاب خروج میں ان کا اندراج موجود ہے۔ ان احکام کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے اول جو خاص خدا سے متعلق ہیں۔ دوم جو بنی نوع انسان سے متعلق ہیں۔ مختصر طور پر یہ احکام حسب ذیل ہیں۔

(۱) خدا کو وحدہٗ لاشریک جاننا (۲) بت پرستی سے قطعی پرہیز کرنا (۳) خدا کے سوا کسی اور کے آگے سجدہ نہ کرنا (۴) خدا کا نام بیفائدہ نہ لینا (۵) سبت کے دن کو پاک ماننا۔

ان پانچ احکام کا خلاصہ حضرت مسیح نے اس طرح بیان کیا ہے۔

اپنے خداوند سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان کے ساتھ پیار کرنا (۶) ماں باپ کی عزت کرنا (۷) خون نہ کرنا (۸) زناکاری نہ کرنا (۹) چوری نہ کرنا (۱۰) پڑوسی یا کسی آدمی کے خلاف جھوٹی گواہی نہ دینا اور



اس کے مال متاع یا زن بیوی کو اپنے اوپر حرام جاننا۔

اس آخری اور پانچویں حکم کا خلاصہ حضرت مسیح نے اس طرح بیان کیا۔

تو اپنے پڑوسی کو اپنے جیسا جان

پڑوسی کی تشریح میں ہر انسان کو پڑوسی بتایا ہے

**دستانے۔** Gloves ہاتھوں میں پہننے کی چیز دستانے کا لفظ فارسی "دست" سے نکلا ہے جس کے معنی ہاتھ کے ہیں۔ یا تو پشم کے بنے ہوتے ہیں۔ یا کسی مضبوط کپڑے یا چمڑے میں سے ابھر کر بنائے جاتے ہیں ان کی ساخت اور بناوٹ بنائی میں ہوتی ہے یا اگر چمڑے اور کپڑے کے دستانے ہوں تو قطع کر کے سلائی سے بنتے ہیں۔ سردی سے ہاتھوں کو محفوظ رکھنے کے لئے ہوتے ہیں۔ یا کرکٹ قسم کے کھیلوں میں ہاتھوں کی حفاظت کے لئے۔ کرکٹ کے کھیل میں وکٹ کیپر Wicket Keeper چمڑے کے دستانے اور پنڈے کے لگ گارڈ Leg Guard پہنتا ہے۔ دستانے بالخصوص زنانہ دستانے لومڑی کی کھال سے بھی بنتے ہیں۔ بجلی کا کام کرنے والے اشخاص بھی دستانے پہنتے ہیں اس طرح ہاتھ برقی رو سے محفوظ رہتے ہیں کاریگر دستکار اور صناع بھی بسا اوقات دستانے پہن لیتے ہیں تاکہ ان کے ہاتھ کام کی کوفت سے بچے رہیں۔

**دستاویزات۔** Certificates Documents دستاویز وہ سند ہے جو حکومت میونسپل کمیٹی کارپوریشن یا کمپنی کی طرف سے ملتی ہے اور سرمایہ کی ملکیت کو ظاہر کرتی ہے۔ سودی دستاویزات کا سود اگر کسی سال ادا نہ کیا جائے۔ تو اسے سال آئندہ کے منافع میں سے وضع کیا جا سکتا ہے۔ قانون کے لحاظ سے ہر وہ تحریر دستاویز سمجھی جاتی ہے جس کا لکھنے والا کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا عہد کرتا ہے۔ دستاویز ایک طرح سے کسی فرد یا جماعت کی طرف سے کسی ذمہ داری کے قبول

کرنے کا ثبوت ہے۔ دستاویزی ثبوت کی تحریر یا لکھی ہوئی چیز قانون میں زبانی شہادت یا ثبوت کے مقابلے پر دستاویزی شہادت یا ثبوت کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اور اُسے فائق اور قطعی سمجھا جاتا ہے۔

## دستبرداری - (Abdication)

تخت و تاج، حکومت یا کسی بڑے عہدے کو باقاعدہ رسمی اعلان کے ذریعہ چھوڑ دینا۔ اختیارات یا فرائض وغیرہ کسی دوسرے کے حوالے کر دینا۔ اپنے حقوق چھوڑ بیٹھنا۔ وغیرہ۔

مطلق العنان بادشاہ کسی وقت بھی اپنے اختیارات سے دستکش ہو سکتے ہیں مگر محدود اختیار بادشاہت میں ایسا نہیں ہو سکتا۔ مثال کے طور پر تخت انگلستان سے باقاعدہ طور پر دستبردار ہونے کے لئے ملکی پارلیمنٹ کے ہر دو ایوانوں (دار العوام اور دار الامراء) کی منظوری حاصل کرنا ضروری ہے۔ حکومت سے دستبرداری کی چند مشہور مثالیں یہ ہیں:- نکلس دوم شاہ روس ۱۵ مارچ ۱۹۱۷ء ولیم دوم قیصر جرمنی ۹ نومبر ۱۹۱۸ء چارلس اول شاہ آسٹریا و ہنگری ۱۱ نومبر ۱۹۱۸ء ایڈورڈ ہشتم شاہ انگلستان ۱۰ دسمبر ۱۹۳۶ء رضا شاہ پہلوی شاہ ایران ۱۹۴۱ء قانون میں کسی دعوے کا چھوڑ دینا یا کسی قانونی حق سے دستکشی کرنا یا وراثت سے علیحدگی وغیرہ وغیرہ بھی دستبرداری کی صورتیں ہیں۔

## دستورِ اساسی۔ (Constitution)

یہ ان ضابطوں اور اصولوں کے مجموعے کا نام ہے۔ جن پر کسی مملکت کے تمام قوانین اور حکومت کے اختیارات کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ اور جن کی رو سے حاکم اور محکوم کے باہمی تعلق کا تعین کیا جاتا ہے۔

دستورِ اساسی سے یہ معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ حکومت کون کون سے کام کرنے کی مجاز ہے اور شہری کن کن باتوں کا مطالبہ حکومت سے کر سکتے ہیں۔ اور اُن کے حقوق کیا ہیں۔ مملکت کے ہر فرد کے فرائض کیا ہیں۔ حکمرانی کے اختیارات کن کن لوگوں کے ہاتھ میں دیے جائیں گے۔ حکومت کی طرف سے باشندگانِ مملکت کے تحفظ کی ضمانت کیا ہو گی۔ اور کون کون سے آئینی ذرائع سے وہ اپنے حقوق منوا سکتے ہیں۔ یا اُن کی حفاظت کر سکتے ہیں۔

بعض ملکوں مثلاً امریکہ وغیرہ میں ایسا دستور کسی حد تک باقاعدہ تحریر میں لایا گیا ہے۔ جس کا فائدہ یہ ہے کہ شک وشبہ اختلاف اور نزاع کی صورت میں تحریر کی جانب رجوع کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اس میں ردوبدل کی گنجائش نہیں ہوتی۔ لیکن زیادہ تر ملکوں میں یہ دستور دستاویزی صورت میں محفوظ نہیں رکھا جاتا بلکہ اس مملکت کے عام اور مسلمہ اصولوں اور رسم و رواج کے مطابق ضوابط وضع کر لیے جاتے ہیں۔ اور یہ کسی طرح ممکن بھی نہیں کہ سارے کا سارا دستور ضوابط تحریر میں لایا جائے تحریری دستور میں محدود سے چند امور کو قلمبند کیا جا سکتا ہے۔

جن ملکوں میں دستور غیر تحریری صورت میں ہوتا ہے وہاں کچھ حصہ تحریر میں بھی لایا جاتا ہے مثلاً انگلستان میں منشورِ اعظم درخواست حقوق، مسودہ حقوق، قوانین اصلاحات پارلیمان وغیرہ کتاب آئین میں درج ہیں۔

موجودہ زمانہ میں لوگ غیر تحریری دستور پر تحریری دستور کو ترجیح دیتے ہیں۔ کیونکہ اس طرح ان کو اپنے حقوق کے پامال ہونے کا خدشہ کم رہتا ہے۔ اور شک وشبہ کی شکل میں وہ تحریری دستاویز کی جانب رجوع کر سکتے ہیں۔

## دستوری اجتماع۔ Convention

دستوری آئین میں، پارلیمنٹ کا غیر معمولی اجلاس کسی قومی ہنگامے کے موقع پر دستوری اجتماع پارلیمنٹ کے ایسے سیشن سے مختلف ہوتا ہے جو بادشاہ کے حکمنامہ کے ماتحت معمول کے طریق پر بلایا جائے مثلاً مانک Monk نے چارلس دوم کی تخت پر بحالی کے لئے پارلیمنٹ کا جو اجلاس طلب کیا تو وہ دستوری اجتماع تھا۔ اسی طرح پر ۱۶۸۸ء کی کنونشن بھی دستوری اجتماع کی شکل تھی۔ امریکہ میں اس اصطلاح کا اطلاق ان عوامی جلسوں پر بھی ہوتا ہے جو کسی پارٹی کے حامی دوران سال میں انتخاب صدر سے پیشتر منعقد کرتے ہیں۔

## دستوری بادشاہت۔ Constitutional Monarchy

یہ شخصی حکومت (Autocratic Government) بھی کہلاتی ہے اس میں ایک ہی شخص مملکت State کا کرتا دھرتا اور حاکم ہوتا ہے۔ جسے بادشاہ کہا جاتا ہے۔ وہ مالک تصور کیا جاتا ہے۔ لیکن ملک کے تمام کاموں میں براہ راست دخل نہیں دیتا۔ بلکہ تمام اختیارات مملکت کی انتظامیہ نافذ کرتی ہے جو خود قانون کے سامنے جوابدہ ہوتی ہے بادشاہ کو چند مراعات اور اختیارات

حاصل ہوتے ہیں۔ جو مختلف ملکوں میں مختلف نوعیت کے ہوتے ہیں۔ چنانچہ افغانستان اور ایران وغیرہ ممالک میں بادشاہ کو بہت زیادہ مراعات حاصل ہیں۔ لیکن اس کے برعکس انگلستان کا بادشاہ حکومت کے معاملات میں تداخل نہیں دیتا۔ اور محض برائے نام بادشاہ سمجھا جاتا ہے۔ سب کام انتظامیہ اور قانونیہ ہی کرتی ہے۔

**دستوری سفارشات۔** ایسی سفارشات جو دستور سازی کی خاطر کسی کمیشن یا کمیٹی کی طرف سے پیش کی جائیں۔ مثلاً ۱۲ ستمبر ۱۹۵۰ء کو مجلس دستور ساز پاکستان کی مقرر کردہ بنیادی اصولوں کی کمیٹی 'Basic Principles Committee' نے پاکستان کا نیا دستور مرتب کرنے کے لئے جو سفارشات پیش کیں، وہ دستوری سفارشات کہلاتی ہیں۔ ان کا خلاصہ یہ ہے۔

شق ۱۔ مسلمانوں کی زندگی کو قرآن اور سنت رسول کے مطابق ترتیب دیا جائے جس کے لئے حکومت ان کے تمام معاملات میں انہیں اسی مقصد کے لئے زیادہ سے زیادہ سہولتیں بہم پہنچائے۔ اور قرآن کی تعلیم لازمی قرار دی جائے۔ شراب خوری، جوا اور ہر قسم کی عصمت فروشی کو ممنوع قرار دیا جائے۔

شق ۲۔ مزدوروں اور کسانوں کے حقوق کا اس طرح تحفظ کیا جائے کہ کوئی شخص یا حکومت بے جا ناجائز فائدہ اٹھا کے ان کے حقوق کو پامال نہ کر سکے۔ اور تمام اقتصادی معاملات میں بلا لحاظ مذہب و ملت عوام کی ہر قسم کی بہتری اور بہبودی کے ذرائع استعمال کئے جائیں۔

شق ۳۔ مسلمانوں کے آپس کے تمام نسلی، مقامی، قبائلی، صوبائی تفرقے مٹا کر ان میں ایک ایسا جذبہ پیدا کیا جائے کہ وہ سب ملت کے استحکام اور اتحاد کو ہر بات میں مقدم سمجھیں۔

شق ۴۔ سرکاری ملازمتوں کے لئے انتخاب کرتے وقت مسلم امیدواروں کی قابلیت کے ساتھ ساتھ ان کے اسلامی کردار اور شعائر اسلام کی پابندی کو بھی ایک معیار قرار دیا جائے۔

شق ۵۔ تمام فوجی یا سول ملازمین کی ٹریننگ کے دوران میں ان کی دینی اور اخلاقی تربیت کا بھی انتظام کیا جائے۔ اور ایسے تمام ملازمین کو دینی فرائض کی پابندی اور شعائر اسلام پر عمل کے لئے



ہر قسم کی سہولتیں دی جائیں۔

شق ۶۔ قرآن و سنت کی توہین اور استہزاء اور دہریت و الحاد کی تبلیغ کو بذریعہ قانون روک دیا جائے۔

علاوہ ازیں صدر مملکت پانچ سال کے لئے ایک بورڈ مقرر کرے گا۔ جو زیادہ سے زیادہ پانچ ارکان پر مشتمل ہوگا۔ وہ اسلامی قوانین کے ماہر ہوں گے۔ اور مملکت کے لئے قانون وضع کریں گے۔ تاکہ کوئی قانون خلاف قرآن و سنت نہ ہو۔ صدر مملکت کو اختیارات تو کُل پاکستان پر حاصل ہوں گے۔ بشرطیکہ ان اختیارات کے استعمال کی از روئے قرآن و سنت ممانعت نہ کی گئی ہو۔ نیز انتخابی کمیشن اور انتخابی حلقوں کے تقرر کا بھی اسے اختیار دیا جائے۔

وفاقی مقننہ کی رکنیت کے لئے ذیل کی شرائط پوری کرنی ضروری قرار دی گئیں۔

(۱) پاکستان کا شہری ہو۔ (۲) عمر تیس سال سے کم نہ ہو (۳) لکھنا پڑھنا جانتا ہو۔ (۴) جس ولایت سے وہ منتخب ہونا چاہتا ہو۔ اس کی مجلس قانون ساز کی نشست پکڑنے کے لئے کسی رکن کے انتخاب میں ووٹ دینے کا حق رکھتا ہو۔

عدالتوں کے بارے میں یہ سفارش کی گئی کہ عدالت عظمیٰ اپنی صوابدید پر پاکستان کے کسی علاقہ کی کسی علم عدالت یا عدالت خاص کے کسی حق یا معاملہ میں صادر کردہ کسی فیصلہ، ڈگری، آخری حکم یا سزا کے خلاف اپیل کرنے کی عام اجازت دے سکتی ہے۔ بشرطیکہ عدالت عظمیٰ اس امر کی مجاز نہ ہو کہ مسلح افواج سے متعلق کسی قانون کے تحت قائم شدہ کسی عدالت یا کمیشن کے صادر کردہ حکم یا سزا کے خلاف اپیل کرنے کی خاص اجازت دے۔

**دستوریہ۔** Constituent Assembly
جب کبھی کوئی نئی مملکت منصۂ شہود پر آئے تو اس مملکت کے باشندے اپنے نمائندے منتخب کر کے ایک مجلس قائم کرتے ہیں جس کے ذمہ نو زائیدہ مملکت کے لئے آئین یا دستور وضع کرنا ہوتا ہے۔ تاکہ اس کے شہریوں کے حقوق اور فرائض واضح اور حکومت کی ذمہ داریاں اور حقوق عیاں ہو جائیں۔ اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ آئندہ نسلیں قوانین وضع کرتے وقت

دفعات اور مفہوم سے ہدایت اور رہنمائی حاصل کر سکتی ہیں۔

**دسہرہ۔** ہندوؤں کا مشہور تہوار ہے۔ قدیم زمانے میں موسمی تہوار تھا کیونکہ اس روز دن اور رات برابر ہو جاتے ہیں۔ اور موسم اعتدال پر آجاتا ہے۔ پھر اس تہوار پر مذہبی رنگ چڑھ گیا اور راون کے خلاف رام چندر جی کی فتح کی یادگار کے طور پر منایا جانے لگا اس طرح اس کی نوعیت زیادہ ہمہ گیر ہو گئی۔

بنگال میں اس تہوار کی حیثیت بالکل مختلف ہے وہاں اسے درگا پوجا کہتے ہیں اور اسے درگا کی فتح کی یادگار سمجھا جاتا ہے۔ مشرقی پاکستان کے ہندو بھی درگا پوجا ہی مناتے ہیں۔ ہندوستان کے بعض دوسرے حصوں میں بھی درگا کی پوجا کی جاتی ہے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس روز پانڈوؤں نے جنگ کی تیاریاں شروع کی تھیں۔ ہندوؤں میں بچوں کی تعلیم شروع کرنے کے لئے بھی یہی زمانہ مبارک سمجھا جاتا ہے۔ عام طور پر دسہرہ منانے کے لئے راون کا مجسمہ بنا کر اسے جلایا جاتا ہے۔

**دعا۔** یعنی مانگنا، پکارنا، طلب کرنا، خواہش کرنا، اصطلاحاً خدا سے مانگنا یا اس کی برکت طلب کرنا۔ اہل اسلام کے نزدیک خدا سے دعا مانگنا عبادت میں شامل ہے۔ خدا تعالیٰ نے خود بھی بعض دعائیں بتائی ہیں۔ کہ بندوں کو اس طریقہ پر یا ان الفاظ میں دعا کرنی چاہئے۔ اسی طرح بعض پیغمبروں نے مستجاب دعائیں کی ہیں ان کا بھی قرآن پاک میں ذکر ہے تاکہ عام مسلمان بھی ان موقعوں پر وہی دعا مانگیں۔ اسی طرح حدیث میں بھی بعض دعاؤں کا ذکر ہے۔ جناب آنحضرت صلعم نے بعض موقعوں پر مانگیں۔ یا ان کے مانگنے کا حکم دیا۔ علماء و فقہا نے بھی خاص خاص موقعوں کے واسطے دعائیں مقرر کی ہیں۔ ان میں سے بعض مثلاً دعائے حزب البحر بہت مقبول ہوئی ہیں اہل اسلام کا دعا پر بہت عقیدہ ہے اور ان کا خیال ہے کہ اگر صدق دل سے دعا مانگی جائے تو ضرور مقبول ہوتی ہے۔ دعا کی قبولیت کے اوقات بھی بتاتے ہیں۔ مثلاً پچھلی رات یا شب قدر میں مانگی ہوئی دعائیں ضرور مقبول ہوتی ہیں۔

**دعوت برمکی۔** Barmocide Feast

ایک افسانوی دعوت جس کا تذکرہ الف لیلہ میں کیا گیا ہے اس دعوت میں میزبانی کے فرائض ایک برمکی شہزادہ نے انجام دیئے جس نے ایک فقیر کے سامنے بار بار خالی طشتریاں رکھیں مگر مہمان فقیر نے بظاہر اس طرح خوش ہو کر ان رکابیوں سے کھانا شروع کیا کہ اسے اس تفریح طبع کے معاوضہ میں بالآخر کھانا بھی کھلا دیا گیا۔

**دعویٰ** Complaints : Suit استحقاق حق، حق کے لئے دیوانی یا فوجداری عدالت میں کسی پر اپنا حق ثابت کرنا یا حق تلفی کی تلافی کے متعلق درخواست دینا۔ اہل اسلام کے نزدیک حقوق العباد کی ملکیت ہیں اور وہ مجرم کو معاف کر سکتے ہیں۔ وہ خونبہا بھی لے سکتے ہیں اور قتل تک کے مجرم کو معاف کر سکتے ہیں لیکن بعض علماء کا خیال ہے کہ جرم انسان کے خلاف نہیں کیا جاتا بلکہ خدا نے جو حدود مقرر کی ہیں ان سے تجاوز کرنا گویا احکام خداوندی کی خلاف ورزی کرنا ہے اس لئے اسلامی حکومت کو خود مدعی ہونا چاہئے۔ ہر مسلمان کا بھی فرض ہے کہ وہ مجرم کو عدالت تک پہنچائے اور اس کو سزا دلائے۔

معمولی جرائم کے انسداد کے واسطے نسخہ ہوتا ہے۔ لیکن جن میں حد مقرر ہے۔ ان کے بارے میں قاضی یا جج کو خاص طور پر احتیاط کرنا ضروری ہے۔ دعویٰ کے لئے مدعا علیہ کو موقع دیا جاتا ہے کہ وہ یا تو اپنی صفائی پیش کرے یا اقرار جرم کرے۔ اگر جج کو خود معاملہ کا علم ہے تو وہ بغیر گواہ کے خود فیصلہ کر سکتا ہے۔ اگر ملزم اقرار کرے تو مزید کارروائی کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر انکار کرے تو پھر مدعی کو گواہ پیش کرنے ہوتے ہیں۔

قانون مروجہ میں جو جرم قابل دست اندازی ہیں ان میں مدعی حکومت ہوتی ہے اور ناقابل دست اندازی ہوں ان میں مدعی انفرادی یا شخصی ہوتا ہے۔

**دعوائے عام۔** کسی مسئلے کو عبارت میں پیش کر کے اس کے عام مفہوم کو ظاہر کرنا دعوائے عام کہلاتا ہے۔ مثلاً ایک ہندسی مسئلہ یہ ہے کہ کسی مثلث کے تینوں زاویوں کا مجموعہ دو قائموں کے برابر ہوتا ہے۔ تو یہ دعوائے عام ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ مثلث ا ب ج کے زاویوں کا مجموعہ دو قائموں کے برابر ہے تو یہ دعوائے خاص

ہے۔ یا یہ کہ اگر ایک خط مستقیم پر دوسرا خط استادہ ہو تو وہ متصلہ زاویے دو قائموں کے برابر ہوتے ہیں۔ دعوے عام ہے۔ اور یہ کہ خط اب پر ج د استادہ ہے تو زاویہ ا د ج، زاویہ ب د ج، دو قائمے دعوے خاص ہے۔ مدعائے عام اور مدعائے خاص کا بھی کم و بیش یہی مطلب ہے۔

### دفاع۔ (شہری) Civil Defence

اس تنظیم کا مطلب ہے ہوائی حملہ شہری مفاجاتی صورتِ حال اور حادثات کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کرنا فوج سول، پولیس، اور دیگر دفاعی عملہ سے تعاون کرکے ناگہانی صورت میں ملک کے بچاؤ کے لئے جدوجہد کرنا۔

عوام میں اس دفاعی ترتیب سے احساسِ شہریت پیدا ہوتا ہے۔ اور ملکی بچاؤ کی تدابیر سوچنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

پاکستان کے بڑے بڑے شہروں میں حکومت عوام کو اس سلسلے میں عملی تربیت دیتی ہے۔ اور مردوں کے علاوہ عورتوں کو بھی کافی حد تک تربیت دی جا رہی ہے۔ راولپنڈی مغربی پاکستان میں اس ترتیب کا ایک باقاعدہ سرکاری ادارہ قائم ہے اور مشرقی پاکستان میں بھی دفاع کا ادارہ قائم ہے۔

### دفتر اطلاعات سفر۔ Travelling Information Bureau

ہر متمدن اور ترقی یافتہ ملک میں ایک ایسا محکمہ بھی ہوتا ہے۔ جو بیرونی ممالک کا سفر کرنے والے اشخاص کے لئے سفر کی معلومات فراہم اور مہیا کرتا ہے۔ اور انہیں ہر قسم کی آسائش دلاتا ہے ہر محکمہ کا ایک دفتر ہوتا ہے جہاں متعلقہ سفر کنندہ بذات خود جا کر یا بذریعہ مراسلہ و خط و کتابت اطلاعات حاصل کرتا ہے۔

پاکستان کے مرکزی شہروں مثلاً کراچی، لاہور اور ڈھاکہ وغیرہ میں اس قسم کے دفاتر موجود ہیں۔

محکمہ اطلاعات سفر کی سفارش پر سفر کنندوں کو پاسپورٹ Passport یا ویزا Visa دئے جاتے ہیں۔ خارجی ممالک کے سفر سیر و سیاحت، تعلیم، تدریس، ٹریننگ اور تربیت یا اسی قسم کے دیگر اغراض کے لئے بھی سکتے

جاتے ہیں۔

### دفتری حکومت۔ Bureaucracy

بیورو کریسی وہ دفتری حکومت یا عمالیت، دراصل فرانسیسی نژاد لفظ ہے۔ اور اس طنز آمیز لفظ کا اطلاق ایسی عاملہ یا انتظامیہ پر ہوتا ہے جس کا کام ضابطہ پرستی کے باعث طوالت آمیز ہو۔ اس اصطلاح کو اٹھارویں صدی کے فرانس میں وضع کیا گیا تھا جب کہ بعض افراد کو نمائشی خطابات دے کر انہیں سرکاری عہدوں پر فائز کر دیا گیا تھا۔ نپولین کے دورِ حکومت میں سرکاری محکموں کو بیورو کہا جاتا تھا اور سرکاری عہدہ داروں کو بیورو کریسی کہا جانے لگا۔

اس قسم کے نظامِ حکومت کے ناقدین کی رائے ہے کہ اس نظام سے کام میں طوالت، تنگ نظری اور عدمِ توجہ پیدا ہوتی ہے اور عوام سے رعونت برتی جاتی ہے۔ مگر اس طریقِ کار کے حمایتی کہتے ہیں کہ اس سے فرض، باضابطہ پن، تسلسلِ کار اور اخلاص ٹپکتا ہے مگر ان دونوں مکاتبِ فکر کے علاوہ ایک نظریہ یہ بھی پایا جاتا ہے کہ جدید ریاستوں میں جہاں آئے دن حکومتیں پیچیدہ منصوبے تیار کرتی رہتی ہیں وہاں ضابطہ پرست عاملہ کا قوت حاصل کر جانا ناگزیر ہے۔ چنانچہ ٹراٹسکی کا ایک مقولہ اس ضمن میں پیش کیا جاتا ہے جس میں اس مشہور انقلاب پسند رہنما نے کہا تھا "کہ روس میں پرولتاریہ کی بجائے ضابطہ پرست عمال نے آمریت سنبھال لی ہے۔"

**دفینہ۔** یہ لفظ دفن سے ہے زمین میں دبا ہوا روپیہ، زیور یا خزانہ ملے تو قانوناً اس کی مالک حکومت ہوتی ہے۔ لیکن جو شخص خزینہ برآمد کرے اس کی محنت کے پیشِ نظر وہ اسی کو دے دیا جاتا ہے۔ اگر خزانہ دریافت کرنے والا کسی دوسرے کی زمین سے برآمد کرے۔ تو اسے دریافت کنندہ اور مالکِ زمین کے درمیان برابر تقسیم کر دیا جاتا ہے۔

### دق۔ (Tuberculosis)

متعدی اور مہلک بیماری ہے۔ ہر سال ہزاروں انسانوں کی جان لیتی ہے۔ بعض خاندانوں میں نسلاً چلتی ہے۔ غم اور فکر، غذا کا نقص، کثرت اور مرطوب مکانات اس

بیماری کو پھیلاتے ہیں۔ یہ مختلف شکلیں اختیار کر لیتی ہے پھیپھڑوں، آنتوں، ہڈیوں، جوڑوں وغیرہ میں کہیں بھی ہو سکتی ہے۔ اگر شروع ہی میں تشخیص ہو جائے اور پوری توجہ سے علاج کیا جا سکے تو کچھ امید ہو سکتی ہے ورنہ بعد از وقت تقریباً لاعلاج ہوتی ہے۔

پاکستان میں دق کے مریضوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے۔ اور اس کا مریض بیماری کے جراثیم دوسرے لوگوں میں تقسیم کر کے مرض کے دائرے کو بڑھاتا رہتا ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق ملک میں ہر سال کم از کم ایک لاکھ اشخاص اس موذی مرض کا شکار ہو کر لقمۂ اجل بن جاتے ہیں۔

**دل شاہجہان پوری** حکیم ضمیر الدین نام دل تخلص شاہجہانپور وطن ہے۔ یہ جگہ دہلی سے کوئی ڈھائی سو میل مشرق میں اور لکھنؤ سے تقریباً ایک سو میل مغرب میں واقع ہے۔

حضرت امیر مینائی کے شاگرد اور دور غزل گوئی میں استاد مانے جاتے ہیں۔ ۱۹۲۵ء کے دہلی کے مشہور مشاعرے میں شامل ہوئے اور سامعین سے داد تحسین حاصل کی۔ ان کا ایک مجموعہ کلام نغمہ دل کے نام سے شائع ہو چکا ہے اور ان کے کلام کے دوسرے مجموعے زیر ترتیب ہیں۔ ایک کہنہ مشق شاعر اور کامیاب غزل گو ہیں۔ طبابت ان کا آبائی پیشہ ہے اور زمینداری ان کا دل پسند مشغلہ ہے۔ ۱۹۶۰ء میں انتقال کیا۔

**دل۔ قلب** (HEART) دل چھاتی میں دونوں پھیپھڑوں کے درمیان واقع ہوتا ہے۔ یہ تقریباً مخروطی شکل کا چھوٹا سا عضو ہے جس کی نوک نیچے اور قدرے بائیں جانب جھکی ہوتی ہے یہ دو تہہ غلاف میں لپٹا ہوا ہوتا ہے جس میں ایک سیال مادہ بھرا ہوتا ہے۔ دل کے متواتر سکڑنے اور پھیلنے سے دوران خون جاری رہتا ہے۔ دل کی حرکت اس کے بعض حصوں کے سکڑنے اور پھیلنے سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ اور دل کا شمار اعضائے رئیسہ میں ہوتا ہے اور جسمانی صحت کا بہت حد تک انحصار اسی پر ہے۔ دل کی حرکت میں معمولی سی خرابی پیدا ہو جانے پر انسان شدید اور مہلک بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ گویا موت حرکت قلب کے بند ہو جانے کا دوسرا نام ہے۔

**دلائی لاما** (DALAI LAMA) تبت میں بدھ مت کا سردار لاما جو کرۂ ارض پر خدا کا مجسم اوتار خیال کیا جاتا ہے۔ جس وقت کوئی لاما فوت ہونے لگتا ہے تو وہ اپنی وفات سے قبل یہ ظاہر کر دیتا ہے کہ وہ اپنے آئندہ جنم میں کس گھرانے میں پیدا ہوگا۔ ان ہدایات کے پیش نظر اہل تبت بیان کردہ خاندان کے نوزائیدہ فرد کو دلائی لاما متوفی کی مسند اقتدار پر لا بٹھاتے ہیں۔

**دل محمد، خواجہ** ۔ ۱۸۸۴ء میں لاہور میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم یہیں حاصل کی۔ پھر پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے کیا اور ۵ جولائی ۱۹۰۷ء کو اسلامیہ کالج لاہور میں ریاضی کے لیکچرر مقرر ہوئے۔ عمر بھر اسی دانش گاہ سے منسلک رہے آخر میں اسی کالج کے پرنسپل بنے اور اسی حیثیت میں دسمبر ۱۹۳۴ء میں ریٹائر ہوئے۔ ایک اچھے شاعر اور ایک قابل ریاضی داں کا یک جا ہونا خاصا دشوار ہے اور خواجہ دل محمد کی شخصیت میں شعر و ہندسہ کی اس یکجائی کو بطور مثال پیش کیا جا سکتا ہے۔ آپ ریاضی کی ۴۴ درسی کتابوں کے مصنف تھے گیتا کا اردو نظم میں ترجمہ کیا۔ سورۂ فاتحہ کی منظوم تفسیر روح قرآن کے نام سے لکھی۔ بچوں کے لئے بھی آسان اردو میں نظمیں لکھتے تھے۔ یونیورسٹی کے فیلو اور سنڈیکیٹ کے رکن تھے۔ بیس سال تک مسلسل لاہور میونسپلٹی کے رکن رہے۔ لاہور کی ایک سڑک دل محمد روڈ اسی کی یادگار ہے۔ ۱۹۶۱ء کو اپنے ۷۷ ویں سال کی عمر میں لاہور ہی میں انتقال کیا اور یہیں دفن ہوئے۔

**دماغ** (BRAIN : MIND) یہ اعصاب کے کروڑوں خلیوں (CELLS) سے مل کر بنتا ہے۔ اعضائے رئیسہ میں قلب کے بعد یہ سب سے زیادہ اہم ہے۔ یہی وہ عضو ہے جس کا تعلق ذہن سے ہے۔ حواس خمسہ کے ذریعے اطلاعات اسی حصہ جسم میں پہنچتی ہیں جنہیں حافظے میں محفوظ کر لیا جاتا ہے۔ قوت تخیل، قوت فیصلہ اور اختراعات دماغ ہی سے وابستہ ہیں۔

دماغ کی پشت پر ایسے مراکز اعصاب واقع ہیں جنہیں زندگی سے براہ راست تعلق ہے۔ حرکت قلب، سانس کی آمد و رفت، فضلہ کا اخراج وغیرہ ان ہی مراکز کے تحت کام کرتے ہیں۔ محرک اعصاب (MOTOR) (NERVES) کا ان کے اوپر کی سطح پر واقع ہیں۔ مرکز بصارت پشت پر ہوتا ہے۔ دماغ کے بیشتر حصوں کے لئے قدرت نے جو فرائض عائد کئے ہیں ان کے متعلق وثوق سے کوئی رائے قائم نہیں کی جا سکتی کہ آیا وہ کیا کام انجام دیتے ہیں تاہم جسمانی کے معمولی طور پر ورم وغیرہ ہم جانے سے اکثر ان مقامات کی خرابیاں رونما ہو جاتی ہیں۔ یہ خرابیاں دماغ کے اگلے حصے میں نسبتاً آسانی سے پیدا ہو جاتی ہیں۔

**دُم دار تارا** (COMET) دُم دار تارے بھی سورج کے گرد اسی طرح گردش کرتے ہیں جس طرح دوسرے سیارے مگر دُم دار تارے کے راستے باقاعدہ شکل کے نہیں ہوتے۔ دُم دار تارے دیکھنے میں بالکل اس طرح نظر آتے ہیں جس طرح کسی ماہر کاریگر کا بنایا ہوا بڑا انار چھوٹ رہا ہے۔

بظاہر دُم دار تارے کے دو حصے ہوتے ہیں ایک سر اور دوسرا دُم لمبا سا ہے۔ یہ دُم دار تارے سے بھی اصل میں اسی آتشی گیس کا کرشمہ ہیں جس کے طوفان ہمیشہ سورج کی سطح پر نازل ہوتے رہتے ہیں۔ دُم دار تاروں میں سب سے مشہور ہیلیس کومٹ ہے۔ یہ سورج کے گرد سات سے پچھتر سال بعد ایک چکر لگاتا ہے۔ دوسرا دُم دار ڈونے سیپرز ہے جو ہزار دو سال بعد سورج کے گرد اپنی گردش پوری کرتا ہے۔

**دمشق** (DAMASCUS) شام کا دار الحکومت [illegible] جو دنیا کے قدیم ترین شہروں میں شمار ہوتا ہے۔ سطح سمندر سے ۲۲۰۰ فٹ بلندی پر واقع ہے۔ اس کے چاروں طرف باغات اور مرغزار ہیں۔ میدان کے گرد پہاڑیاں واقع ہیں۔ اس لئے باہر سے آنے والے مسافر کو پہاڑوں کے دامن میں سبز و پر رونق شہر کا نظارہ روح افزا معلوم ہوتا ہے۔ سینٹ پال یہاں ہی مشرف بہ عیسائیت ہوتے تھے۔ ۶۳۴ء میں اسے مسلمان عربوں نے عہد فاروقی میں فتح کر کے ۷۴۶ میں انہوں نے اسے پھر تسخیر کیا۔ ۱۹۱۶ میں یہ سیر معاہدہ کا مارا گیا۔ ۱۹۱۸ میں اتحادیوں نے اسے ترکوں سے چھینا۔ ۱۹۲۰ میں فرانسیسی وہیں داخل ہوئیں جس کے بعد یہاں دروزوں (DRUSE) کی بغاوتیں ہوئیں۔ اس کی آبادی ۴۰۰۰۰۰ کے قریب ہے۔ قدیم زمانے سے لے کر آج تک دمشق بہت بڑا تجارتی مرکز رہا۔ ۱۹۲۳ء میں یہاں ایک یونیورسٹی بھی قائم ہوئی۔ اس کا مشہور و معروف قلعہ ۱۲۱۹ء میں تعمیر ہوا تھا اور اس کی شاندار عمارت الجامع الاموی عربی سلاطین کی یاد گار ہے۔

**دمہ** (ASTHMA) ایک بیماری جس میں پھیپھڑے کی چھوٹی نالیوں میں تکلیف شروع ہوتی ہے۔ اور سانس کی آمد و رفت میں دشواری محسوس ہوتی ہے بالخصوص سانس باہر نکالنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ اس بیماری کے دورے بار بار ہوتے ہیں۔ دوران میں مریض کام کرنے کی صلاحیت کھو دیتا ہے۔ دوروں کی میعاد بدلتی رہتی ہے۔ شب کے وقت عموماً دورہ پڑتا ہے۔ نرخرے کی نالیوں کا متورم ہو جانا مرض دمے کا پیش خیمہ ہوتا ہے بلکہ بعد میں یہ مرض پیدا ہو جاتا ہے۔ اس طرح ایک خطرناک چکر پیدا ہو جاتا ہے۔ دورے سے نرخرے کی نالیوں کا متورم ہونا یا برانکائٹس (BRONCHITIS) اور پھر دمہ۔ اس مرض کے ورثے میں منتقل ہونے کا امکان اکثر ہوتا ہے۔ کبھی کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ بعض طبائع کسی خاص غذا کو قبول نہیں کرتیں یا کچھ خاص اشیاء یا جانوروں کی قربت کا ان پر برا اثر پڑتا ہے۔ اور دورہ پڑ جاتا ہے۔

ایڈرینالین (ADRENALINE) کا ٹیکہ لگانے اور ایفی ڈرین (EPHEDRINE) کی گولیاں استعمال کرنے سے نرخرے کی نالیوں کا تشنج اور کھانسی کا دورہ رک جاتا ہے۔ ایسی ورزشیں جن میں تنفس میں انداز سے گہرا سانس لیا جاتا ہے اس بیماری میں مفید ہوتی ہیں۔ بعض کتابوں میں اس قسم کی ورزشوں کی تشریح موجود ہے جو مطالعہ کی جا سکتی ہے جب ذیل پتے سے وہ کتابیں مل سکتی ہیں جن میں ان ورزشوں کا ذکر ہے۔ استھما ریسرچ کونسل، کنگز کالج سٹرینڈ لندن ڈبلیو سی ۲ (ASTHMA RESEARCH COUNCIL AT KINGS COLLEGE, STRAND LONDON W.C. 2)

ھِذش کے ذریعہ سے علاج کرنے والے طبیب سے ان ہدایتوں کا ملاحظہ کرا لینا زیادہ مناسب ہے۔

دمہ کے مریض کے لئے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ وہ حتی الامکان گرد و غبار سے بچتا رہے۔ پلاسٹک کے پردے نیز ربر یا لنولیم کا فرش استعمال کرنا گرد سے کافی حد تک محفوظ رکھ سکتا ہے۔ مریض کی موجودگی میں اس کے کمرے میں جھاڑو نہ دی جائے۔ گیلا کپڑا فرش پر پھیر کر کمرہ صاف کیا جا سکتا ہے۔ یا پھر ویکیوم کلینر Vacuum Cleaner سے صفائی کی جائے۔ بعض مریضوں کو ساحل سمندر کا قیام موافق آتا ہے لیکن مختلف حالات میں آب و ہوا کے بارے میں مریضوں کی ضروریات میں کافی فرق ہوتا ہے۔

**دن** ۔ وہ عرصہ جس میں سورج نظر آتا ہے۔ لیکن جب یہ لفظ وقت کے پیمانے کے طور پر استعمال کیا جائے تو اس کے معنی دن اور رات کے ہوتے ہیں جس کا اوسط اندازہ ۲۴ گھنٹے ہے۔ اور یہ وقت کی پیمائش کے لئے سہل ترین اکائی ہے۔ ۲۴ گھنٹے کا دن وہ عرصہ ہے جس میں زمین اپنے محور کے گرد پورا چکر لگا لیتی ہے اور یہ عرصہ کسی آسمانی ساکن ستارے کے طلوع اور غروب کے بعد دوبارہ طلوع کا درمیانی عرصہ ہوتا ہے۔ اس حالت میں اس کو یوم النجم ( Sideral Day ) کہتے ہیں اور جب اس کا سورج کے ساتھ اندازہ کیا جائے تو اسے یوم الشمس یا سولر ڈے Solar Day کہتے ہیں۔

چونکہ زمین کی گردش باقاعدہ نہیں اس لئے اس کی محوری گردش کا وقفہ ہر وقت یکساں نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کی سالانہ اوسط لے لی جاتی ہے جو ۲۴ گھنٹے کے برابر ہوتی ہے۔ اور یہی ہمارے وقت کا پیمانہ ہے۔ علم ہیئت کے ماہرین نجمی ہندسوں اور نجمی گھڑیوں کے ذریعے شمسی دن کی صحت کی پڑتال کرتے ہیں۔ حقیقتاً طور پر ۲۱ مارچ کا دن نجمی دن شمار کیا جاتا ہے کیونکہ اس تاریخ کو دن اور رات قریباً برابر ہوتے ہیں۔ اوسط شمسی دن ۲۳ گھنٹے ۵۶ منٹ اور ۴.۰۹ سیکنڈ کے برابر ہوتا ہے۔ یعنی اصل شمسی دن سے تقریباً ۴ منٹ کے چھوٹا ہوتا ہے۔

**دندان سازی** ۔ Dentistry دانتوں اور مسوڑھوں کے تحفظ اور علاج کا فن دندان سازی کہلاتا ہے۔ پائیوریا (ماسخورہ) وغیرہ کی بیماری کے باعث قدرتی دانتوں کے از کار رفتہ ہو جانے یا بڑھاپے کی وجہ سے دانتوں کے گر جانے پر ماہرین دندان سازی مصنوعی دانت لگا دیتے ہیں۔

دندان سازی کا سب سے پہلا مرکز بالٹی مور Baltimore میں ۱۸۳۹ء میں کھولا گیا۔ سلطنت برطانیہ کی کالج آف ڈینٹل سکول اور رائل ڈینٹل ہاسپٹل اینڈ سکول ۱۸۵۸ء اور ۱۸۶۰ء میں کھولے گئے۔ ۱۹۰۰ء میں دندان سازی کی بین الاقوامی انجمن جس کا نام انٹرنیشنل ڈینٹل فیڈریشن International Dental Federation ہے قائم ہوئی۔

قانون کی رو سے کوئی شخص دندان سازی کا پیشہ اختیار نہیں کر سکتا جب تک کہ اس نے کسی منظور شدہ تعلیمی مرکز میں دندان سازی کی باقاعدہ تربیت حاصل نہ کی ہو۔ اور باقاعدہ طور پر سند یافتہ نہ ہو۔

**دُنیا** World بمعنی جہان، کائنات مثلاً زمین یا اجسام فلکی۔ بعلاوہ زندگی کے ناظر سے حالات اور کوائف یا ہستی جو اس سے مختلف ہو یا عامیانہ مفاد اور معاملات یعنی نوع انسان۔ جہاں یا بنی نوع انسان کا ایسا حصہ جو کسی غرض یا مقصد سے متعلق ہو۔ یا زر پرست عیش کوش لوگ یا دنیا کے طریقے یا ان کی راہیں۔ اشخاص اور اشیاء بہ حیثیت مجموعی اور جب وہ کسی مخصوص شاخ سے متعلق ہوں۔ یہ چیزیں اور لوگ الغرض سب دنیا ہیں۔

دنیا عربی لفظ ہے اور معنی ( قریب، نزدیک ) اسم تفضیل کا مونث ہے۔ دُنیا کا مقابل لفظ آخرۃ ہے۔ گویا حال کی زندگی دُنیا ہے اور مابعد کی یا آنے والی زندگی آخرۃ ہے۔ اسلامی زندگی دنیا کے ماتحت ہوتی ہے یعنی اسلام میں دنیا کا تصور دین کے ماتحت رہنے کا ہے۔ دنیا کے کاموں میں خوب کوشش اور محنت کرو اور دین کے احکام کے مطابق دنیا کرو۔ محض دُنیا کا ہو رہنا اور دین کو فراموش کر دینا ایسا ہے جیسے قرار کے پیچھے لگ کا کے رہنا۔ آخرۃ میں کامیابی دین اور دنیا کی کامیابی پر موقوف ہے۔ دُنیا فانی ہے نیکی جو کر سکتے ہو کر لو۔ دُنیا میں اچھا نام پیدا کرو تاکہ آخرۃ میں بھی بول بالا ہو۔

**دنیا کی آبادی** (۱) جمعیۃ الاقوام کے شماریاتی سالنامہ ۳۷-۱۹۳۶ء کے مطابق دنیا کے مختلف ممالک اور براعظموں کی آبادی سے متعلق اعداد یہ ہیں۔

افریقہ ۱۵،۱۴،۰۰،۰۰۰
آسٹریلیا وغیرہ ۱،۰۴،۷۰،۰۰۰
یورپ ۳۹،۴۵،۴۰،۰۰۰
ایشیا (ر) ۱،۱۱،۶۳،۰۰،۰۰۰
روس ۱۷،۵۵،۰۰،۰۰۰
دنیا کی مجموعی آبادی ۲۶،۷۸،۴۰،۰۰۰
شمالی امریکہ ۱۴،۰۳،۰۰،۰۰۰
جنوبی امریکہ ۸،۸۲،۹۰،۰۰۰

(ب) ۱۹۵۱ء کے اعداد و شمار کے مطابق کل دنیا کی آبادی۔

کل دنیا ۲۴۲۳۶۹۸۰۰۰
ایشیا ۱۲۸۹۵۵۰۰۰۰
یورپ ۳۹۷۱۱۵۰۰۰
افریقہ ۱۹۶۳۹۹۰۰۰
امریکہ شمالی ۲۲۲۶۰۸۰۰۰
امریکہ جنوبی ۱۱۲۳۱۰۰۰
آسٹریلیا ۸۵۲۹۰۰۰
نیوزی لینڈ وغیرہ ۴۷۷۵۰۰۰
یورپی اور ایشیائی روس ۲۰۱۳۰۰۰۰۰

(ج) لیکن اب ۱۹۶۵ء کے اندازوں کے مطابق دنیا کی آبادی مذکورہ بالا مجموعی آبادی سے بڑھ کر تین ارب تک جا پہنچی ہے۔ ایشیا کی آبادی کی مجموعی تعداد کل دنیا کی آبادی کے نصف سے زائد ہے۔ چین دنیا کا سب سے زیادہ گنجان آباد ملک ہے اس ملک میں دنیا کی کل آبادی کا ایک چوتھائی حصہ آباد ہے۔ اسی طرح برصغیر ہند و پاک بھی بے حد گنجان ملک ہیں یہاں کل دنیا کی آبادی کا ۱/۵ حصہ آباد ہے۔

**دنیائے قدیم۔** دنیائے قدیم دنیائے جدید سے مختلف تھی۔ ان دونوں کے درمیان حد فاصل قائم کرنا تو مشکل ہے لیکن آج سے تقریباً ڈیڑھ ہزار سال پیشتر دنیائے قدیم کا دور ختم ہوا اور دنیائے جدید کا آغاز ہوا۔ دنیائے قدیم کی تہذیب بالکل خام اور ابتدائی اور آج کل کے اختراعات اور ایجادات سے خالی اور بے بہرہ تھی۔

دنیائے قدیم کی ابتدا وحشیانہ زندگی پر مبنی تھی لوگ جنگلوں میں رہتے تھے گھاس پھوس جنگلی پھلوں اور جنگلی پیداوار پر گزارہ کرتے۔ لباس اتنا سادہ کہ صرف شرمگاہ کو ڈھانک سکتے، تیر و کمان ساتھ رکھتے، اور وحشی درندوں اور جانوروں سے اپنی حفاظت کرتے۔ بال اور ناخن بڑھے ہوئے ہوتے اوزار نہایت بھدے اور بیڈول ہوتے۔ پتھر اور دھات کے زمانے دنیائے قدیم کے ابتدائی ادوار کے آئینہ دار تھے۔ انسان کی پرانی وضع اور دنیائے قدیم کا تمدن پہلو بہ پہلو چلتے ہیں۔

**دنیائے وحوش۔** وحشی جانوروں کی دنیا۔ انسان کی دنیا سے مختلف ہے علم الحیوان Zoology میں جانوروں کی جماعت بندی اور ان کے متقابل مطالعہ کے موضوع پر معلومات اور تشریحات ملتی ہیں۔ اولین اشخاص جنہوں نے حیوانی امور اور واقعات کو قلم بند کیا ہے حکیم ارسطو Aristotle اور پلینی Pliny تھے لیکن علم الحیوان کی عملی ابتدا لنی آس (Linnous) سے ہوئی جس نے پہلے پہل حیوانی جماعت بندی کا سسٹم قائم کیا گو یہ جماعت بندی متغیر ہو کر ارتقاء کی شکل اختیار کر چکی ہے۔

دنیائے وحوش کا سرسری مشاہدہ چڑیا گھروں Zoological Gardens میں ہو سکتا ہے جہاں دنیا جہاں کے جانوروں اور وحوش کی کچھ اقسام موجود رکھی جاتی ہیں اور انہیں نمائش اور مشاہدہ کی خاطر رکھا جاتا ہے۔ دنیا کے اکثر ممالک کے صدر مقامات یا بڑے شہروں میں چڑیا گھر ہوتے ہیں۔ لندن کے چڑیا گھر میں دنیائے وحوش کی بہترین اقسام موجود ہیں جن میں جانور، پرندے، اور رینگنے والے جانور بھی موجود ہیں۔ لندن کے اس ادارہ کا انتظام علم الحیوان کی سوسائٹی Zoological Society کے سپرد ہوتا ہے۔ لندن کے باغات وحوش کا افتتاح ۱۸۲۶ء میں ہوا۔ لاہور کے باغ جناح کا چڑیا گھر بھی اپنے جانوروں کے لئے مشہور اور ممتاز ہے۔ کراچی کا چڑیا گھر بھی نمایاں حیثیت کا حامل ہے۔

**دو ایوانی مقننہ** Bicameral Legislature
ایسی مجلس قانون ساز جو دو ایوانوں پر مشتمل

ہو۔ بائی کیمرل لیجسلیچر کہلاتی ہے۔ اس کی بہترین مثال برطانی پارلیمنٹ ہے جو دارالعوام (House of Commons) اور دارالامراء (House of Lords) پر تقسیم شدہ ہے۔

عام طور پر دو ایوانی مقننہ کے ایک ایوان کی رکنیت بلا واسطہ انتخابات کے ذریعہ عوامی نمائندوں کو حاصل ہوتی ہے۔ اور اگرچہ ان ایوانوں کو بالعموم ایوان زیریں کہا جاتا ہے۔ مگر طاقت و اختیار صحیح معنوں میں انہی کو حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ برطانی وزیر اعظم اور کابینہ کے دیگر ممتاز ارکان اسی ایوان زیرین یعنی دارالعوام کے ممبران ہوتے ہیں۔ دوسرے ایوان کے ارکان یا تو نامزد کردہ ہوتے ہیں یا خاص طبقات کے نمائندوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ جیسے برطانی دارالامراء کے ارکان نواب اور بڑے پادری (بشپ) ہوتے ہیں۔

ایسے ممالک میں جن کا نظام حکومت وفاقی ہے (جیسے امریکہ اور آسٹریلیا وغیرہ) ایوان بالا کے انتخابات عام رائے دہندگی کے اصول سے عمل میں نہیں آتے۔ بلکہ وفاق کے اجزائے ترکیبی کو مساوی نیابت دی جاتی ہے۔ آئرلینڈ کے ایوان بالا میں جسے وہ سینیٹ Senate کہتے ہیں، ارکان کا انتخاب پیشہ ورانہ نیابت کے اصول کے تحت عمل میں آتا ہے۔ فرانس میں ایوان بالا کو نمائندے میونسپل ذمہ داری علاقوں کے ذمہ ہے۔ روس کی قومیتوں کی کونسل میں مختلف نسلی تقسیموں کو نمائندگی عطا کی جاتی ہے۔ بہر حال ایوان بالا کا مقصد کم و بیش ہر جگہ یہی ہے۔ کہ عام رائے دہندگی کے اصول کو جس کے تحت ایوان زیریں کے لئے ملک کی بالغ آبادی میں سے انتخابات عمل میں آتے ہیں۔ نظر انداز کرتے ہوئے خاص طبقات پر مشتمل ایک ایوان قائم کیا جائے۔ خواہ یہ خاص طبقات نوابوں، پادریوں (برطانیہ)، انجنیروں، ڈاکٹروں وغیرہ پر مشتمل ہوں یا وفاقی نظام کو ترکیب دینے والے اجزاء پر مشتمل ہوں۔ دو ایوانی مقننہ کے حامیوں کا دعویٰ ہے کہ اس قسم کے آئین کے تحت جلد بازی سے کسی قانون کا منظور ہونا ناممکن ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جب بھی کوئی مسودہ قانون (بل) ایوان زیریں میں پیش ہوگا تو بعجلت منظور ہی اسے ایوان بالا میں بھی پاس ہونا پڑے گا۔ دونوں ایوان اسے منظور کر دیں تو وہ قانون Act بن سکے گا۔ اس طرح ایوان زیریں جس کے ارکان عام رائے دہندگی کے اصول کے تحت منتخب کئے جانے کے باعث ان پڑھ ہو سکتے ہیں، ناتجربہ کار ہو سکتے ہیں، کرتا دھرتا ہیں اور عجلت پسند ہو سکتے ہیں، اپنے مسودات قوانین کی ایوان بالا سے نظر ثانی کرا لیتے ہیں۔ یہاں یہ بیان کر دینا بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ دنیا کے اکثر ممالک کی قانون ساز مجلسیں دو ایوانی ہیں۔

## دو جماعتی نظام۔ Two Party System

ایسا ملک جس کی پارلیمان میں صرف دو سیاسی جماعتوں کو اثر و نفوذ حاصل ہو۔ ان میں سے ہی ایک اپنی اکثریت کی بناء پر حکومت تشکیل کرتی ہے۔ اور دوسری حزب مخالف کے کردار سرانجام دیتی ہے۔

برطانیہ میں عملی طور پر دو ہی جماعتیں ہیں لیبر Labour اور قدامت پسند Conservative امریکہ میں بھی دو ہی پارٹیاں ہیں ڈیموکریٹ Democrat اور ریپبلیکن Republican۔

## دو دستی برتن۔ Amphora

مٹی کا ایک بہت بڑا مٹکہ جس میں رومن لوگ شراب کا ذخیرہ رکھا کرتے تھے۔ تاکہ وہ پرانی ہو کر خوش ذائقہ ہو جائے۔ دراصل یہ لفظ فارسی لفظ آبخورہ کا بگاڑ ہے۔ رومن تہذیب یونانی تہذیب کے کھنڈرات پر تعمیر ہوئی اور خود یونانی تہذیب فارسی تہذیب کی جانشین تھی۔ اس لئے یہ لفظ فارس سے یونان کے وسیلہ سے روم پہنچا۔ حضرت مسیحؑ نے کانا کے گلیل میں جب معجزانہ طور پر پانی کو مے میں تبدیل کیا تو یہی مٹکے استعمال ہو رہے تھے۔ اور اس وقت رومیوں ہی کی حکومت تھی۔

## دُودھ۔ Milk

دُودھ پلانے والے مادہ جانوروں سے حاصل ہوتا ہے۔ اور یورپ اور امریکہ میں گائے کا دُودھ وسیع پیمانے پر بطور خوراک کے استعمال ہوتا ہے۔ اور جانوروں کی بہت بڑی تعداد کی پرورش محض دودھ کی خاطر کی جاتی ہے۔ گائے کے دودھ میں پانی، روغن، البیومن Albumen اور Lactose شامل ہوتے ہیں۔ برطانیہ میں جو دُودھ فروخت کی خاطر وقف ہوتا ہے اس میں لازمی طور پر کم از کم مقررہ

مقدار روغن اور نشاستہ دار مادے کی ہونا چاہئے۔ گذشتہ چند سالوں میں دودھ اور اس کی پیداوار کے متعلق بہت سے قوانین وضع ہوئے ہیں۔ دودھ کے خاص معیار کی قانونی وضاحت کر دی گئی ہے۔ اور دودھ کی پیداوار اور تقسیم مارکیٹنگ بورڈ کی نگرانی میں ہوتی ہے۔ پاکستان میں بھی دودھ کی پیداوار اور تقسیم کے بارے میں خاص توجہ دی جا رہی ہے خصوصاً دودھ کی افراط اور آبادی کی اشد ضرورت ہے۔ بلحاظ خود دودھ ایک مکمل خوراک ہے اور اسی لئے اس کی مکمل نگہداشت کی ضرورت ہے۔

دودھ کا وہ حصہ جو اس کی سطح پر نمایاں ہو جاتا ہے بالائی کہلاتا ہے۔ برطانیہ میں بالائی کے معیار یا مدارج مقرر ہیں۔ تازہ بتازہ دودھ میں پندرہ فی صدی البومن ہوتا ہے اور اس حالت میں انسانی استعمال کے قابل نہیں ہوتا تاوقتیکہ اسے جوش دے کر مستقل حالت میں نہ بدل دیا جائے۔ دودھ کی ملاوٹ پرکھنے کے لئے شہروں میں عملے مقرر ہیں جو آلات شیرپیما Lactometer سے خالص یا آمیزش دودھ کا امتحان کرتے ہیں۔

## دودھ دینے والے جانور Mammals

Mammalia جن جانوروں کے تھن ہوتے ہیں اور وہ اپنے بچوں کو دودھ پلاتے ہیں۔ انہیں دودھ پلانے والے جانور کہتے ہیں۔ مثلاً کتے، بلیاں، چوہے، گھوڑے، کنگرو وغیرہ۔ دودھ پلانے والے جانوروں میں ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ انڈے دینے کی بجائے زندہ بچے جنتے ہیں۔

## دوران خون۔ ( Circulation of the Blood )

دل جو ایک طرح کا عضلاتی پمپ ہے خون اپنی حرکت کے ذریعہ وقتاً فوقتاً دھکیلتا رہتا ہے جس کی وجہ سے خون تمام نسوں اور چھوٹی بڑی شریانوں میں ہر وقت گردش کرتا رہتا ہے اس میں دو خانے ہوتے ہیں جو الگ الگ کام کرتے ہیں۔ ہر خانے میں دو حصے ہوتے ہیں۔ اوپر کا خانہ اریکل Aurical اور نیچے والا وینٹریکل Ventrical کہلاتا ہے۔ رگیں جو قلب میں خون لاتی ہیں وینز (Veins) اور جو قلب سے خون لے جاتی ہیں آرٹریز Arteries کہلاتی ہیں۔ پھیپھڑوں سے تازہ آکسیجن لے کر خون بائیں اوریکل میں داخل ہوتا ہے یہ بھرنے پر سکڑتا ہے جس کی وجہ سے خون ایک والو Valve کے ذریعہ بائیں وینٹریکل میں داخل ہوتا ہے یہ دل کا سب سے بڑا اور مضبوط عضلات سے بنا ہوا خانہ ہوتا ہے۔ کیونکہ دراصل یہی حصہ پمپ کا کام کرتا ہے۔ اس کے سکڑنے پر چمکیلا سرخ خون سب سے بڑی شریان اورٹا Aorta میں دوڑتا ہے۔ یہ شریان مختلف شاخوں میں تقسیم ہو جاتی ہے اور اس طرح تازہ خون سر، ہاتھوں، پیروں اور جسم کے دوسرے حصوں تک پہنچ جاتا ہے۔

رگیں جلد کے برابر سے گزریں تو نبض محسوس کی جا سکتی ہے۔ نبض فی الحقیقت خون کی لہریں ہیں جو حرکت قلب کی وجہ سے پے در پے پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ دور دراز مقامات تک پہنچ کر رگیں بال کی طرح باریک ہو جاتی ہیں جنہیں کیپلریز Capillaries کہتے ہیں۔ ان میں سے گزرتے وقت خون کا دوران بہت آہستہ ہوتا ہے اور نبض محسوس نہیں کی جا سکتی۔ ان باریک شریانوں کی دیواروں کی راہ خون آکسیجن اور غذا جسم کے حصوں کو دیتا ہے اور غیر ضروری مادہ کو جذب کر لیتا ہے۔ یہی باریک شریانیں آپس میں مل کر بڑی بڑی رگوں وینز Veins میں آملتی ہیں۔ اور ان کے ذریعہ بیکار خون جو اپنی آکسیجن ضائع کر چکا ہے دل میں واپس آ جاتا ہے۔ ان رگوں میں جا بجا بیشمار والو Valves لگے ہوتے ہیں جو سست رو خون کو پیچھے واپس ہو جانے سے روکتے ہیں اور یہ تمام خون دائیں اریکل Right Auricle میں پہنچ جاتا ہے۔ یہاں سے یہ ایک والو Valve کے ذریعہ داہنے وینٹریکل میں پہنچتا ہے اور اس کے سکڑنے پر پلمونری آرٹری (Pulmanary Artery) کی راہ پھیپھڑوں تک پہنچ جاتا ہے پھیپھڑوں میں پہنچ کر یہ رگ باریک باریک شریانوں میں منقسم ہو جاتی ہے جن کی دیواروں کے ذریعہ خون اپنی کاربن ڈائی آکسائڈ اور آبی بخارات خارج کر دیتا ہے اور ہوا سے تازہ آکسیجن حاصل کر کے پھر چمکیلا سرخ رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ پلمونری وینز Pulmonary Veins اس خون کو پھر دل میں لے آتی ہے اور دوران خون کا یہ سلسلہ مکمل ہو جاتا ہے۔ یہ پورا دوہرا دور ( Double Circuit ) تقریباً دو منٹ میں

پورا ہو جاتا ہے۔ قلب اوسطاً ایک منٹ میں ۷۲ بار حرکت کرتا ہے اور اس اثناء میں اس میں سے ایک گیلن سے قدرے زیادہ خون گذر جاتا ہے۔

## دور انکشافات Age of Discoveries

قرون وسطیٰ کے لوگ عموماً اور اہل یورپ خاص طور پر زمین اور اپنے گرد و پیش کے متعلق بہت کم معلومات رکھتے تھے مگر صلیبی جنگوں Wars of Crusades کے بعد انہوں نے دور دراز کے بحری سفر کئے اور بہت سے کارہائے نمایاں سرانجام دئے یہ سب کچھ مسلمانوں سے میل ملاپ کا نتیجہ تھا۔ یورپ کے لوگوں میں بھی نامعلوم علاقوں کے حالات معلوم کرنے اور تجارت سے خاطر خواہ منافع حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ یہ زمانہ دور انکشافات کہلاتا ہے۔

چودھویں صدی میں پرتگیز جہازراں افریقہ تک کے ساحل پر جا پہنچے۔ ۱۴۹۸ء میں واسکوڈے گاما ہندوستان کے ساحل پر اترا۔ اسی زمانے میں کولمبس نے کیوبا سانٹوڈومنگو، جزائر غرب الہند اور جنوبی امریکہ کا ساحلی علاقہ دریافت کیا۔

کولمبس، واسکوڈے گاما اور دوسرے سیاحوں نے جو سمندری راستے معلوم کئے تھے مغربی تاجروں نے ان سے بڑا فائدہ اٹھایا، ہندوستان، چین اور کئی دوسرے ملکوں میں ان لوگوں نے تجارتی اڈے قائم کر لئے۔

## دوربین Telescope

ایک آلہ جس سے حلقہ نظر سے باہر کی اشیا کو دیکھا جاتا ہے۔ عام دوربین ایک لمبی نلکی سی ہوتی ہے۔ جس کے سروں پر دو محدب شیشے لگے ہوتے ہیں۔ ایک چھوٹا جس کے مقابل آنکھ لگائی جاتی ہے۔ دوسرا بڑا اور مقابل کے سرے پر جو دیکھنے والی شے کے مقابل رکھا جاتا ہے۔ ان دو کے علاوہ درمیان میں بھی دو محدب شیشے بعد سے لگے ہوتے ہیں جن کا مقصد محض یہ ہوتا ہے کہ اس شے کے عکس کو سیدھا کر دیں جس کا ملاحظہ منظور ہے کیونکہ اگر یہ نہ ہوں تو عکس الٹا پڑتا ہے۔ عدسہ زیر نظر شے کو قریب تر لا دیتا ہے۔ آنکھ والا شیشہ اس کو بڑا کر دکھاتا ہے۔ اس قسم کی دوربین انعطافی دوربین کہلاتی ہے۔ اور زیادہ بڑی نہیں بنائی جا سکتی جب بڑی دوربین درکار ہو۔ تو انعکاسی دوربین بنائی جاتی ہے۔ اس قسم کی دوربین بہت فاصلے پر کی اشیا کا نظارہ دیتی ہے اور اجرام فلکی کے مطالعہ کے لئے بہترین قسم ہے۔ اس میں اشیائے زیر مطالعہ کی کرنیں ایک بہت بڑے محدب آئینے پر پڑتی ہیں۔ اور پھر وہاں سے منعکس ہو کر چشمی عدسے پر پڑتی ہیں۔ جس سے وہ بہت صاف اور نزدیک نظر آتا ہے۔

دنیا کی سب سے بڑی دوربین امریکہ میں ہے۔ ماؤنٹ پلومر Mt Palomer کی مشاہدہ گاہ پر جو کیلے فورنیا California میں واقع ہے۔ ۲۰۰ انچ قطر والے لینز کی دوربین نصب ہے۔ یہ ۶۰ فٹ لمبی ہے اور اس کا وزن ۵۰۰ ٹن کے قریب ہے۔ اس کی تعمیر پر دس سال لگے اور لاکھوں روپوں کا صرفہ آیا۔ اس دوربین سے ستاروں کی طرف دیکھا نہیں جاتا بلکہ ستاروں کا عکس اس کے سب سے نچلے شیشے پر پڑتا ہے جہاں سے یہ اوپر کے ایک اور شیشے پر منعکس ہو کر ستاروں کی صحیح تصویر دکھاتا ہے۔

ماؤنٹ پلومر کی دوربین کے ذریعہ ان اجسام کے بھی فوٹو لئے جا سکتے ہیں جن کی بابت پہلے کوئی علم نہ تھا۔ یہ ان اجرام کو بھی دیکھ سکتی ہے جن سے روشنی کو ہم تک پہنچنے میں ۰۰۰،۰۰۵ لاکھ سال خرچ ہوتے ہیں۔ اسی مقام پر ایک اور دوربین ہے۔ جس سے کائنات کا نقشہ تیار کیا جائے گا۔ سب سے پہلی دوربین ۱۶۰۸ء میں لپرشے Lippershey نے بنائی تھی۔ دوسری گیلیلو نے لیکن سب سے پہلی انعکاسی دوربین کی ایجاد کا سہرا نیوٹن Newton کے سر ہے مسلمانوں کے عہد میں یہ مشاہدات دوسرے طریقوں سے کئے جاتے تھے۔

دورُخا۔ یعنی دو رخوں یا دو پہلوؤں والا۔

ایسے شخص سے مراد ہوتی ہے جو معاملہ اور برتاؤ میں یا تمدنی لین دین اور کاروبار میں ڈبل رویہ رکھتا ہو۔ ایسا شخص ایک فریق سے کچھ کہتا ہے اور دوسرے سے کچھ انگریزی میں ایسے شخص کو Double Dealing Double Faced کہتے ہیں دورُخا انسان قریب قریب منافق ہوتا ہے اور اس کی زبان یا افعال کا اعتبار لوگ کم کرتے ہیں۔

دورہ پڑنا۔ Fits اینٹھن، تشنج، اور اچانک طور پر بیہوشی طاری ہو جانا۔ عالم بیہوشی میں بھی مریض تشنج کی وجہ سے ہاتھوں پیروں کو زور سے بار بار حرکت دیتا ہے۔ اور بسا اوقات اپنی زبان کاٹ لیتا ہے۔ اکثر دورہ کی حالت میں پیشاب بھی خارج ہو جاتا ہے۔ تھوڑا چند منٹ کے بعد ہاتھ پیر مارنا بند ہو جاتا ہے اور پھر کچھ دیر تک بیہوشی یا نیم بیہوشی سی طاری رہتی ہے اگر مریض زور زور سے ہاتھ پیر مار رہا ہو تو جبراً انہیں پکڑنا نہ چاہیے بلکہ اعضا کا رخ بدل دینا چاہیے۔ تاکہ خود مریض کو یا پاس کھڑے ہونے والوں کو چوٹ نہ لگے۔

ہوش میں آنے کے بعد عموماً مریض کو یاد نہیں رہتا کہ اس پر کیا گزری ہے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مریض مشین کی طرح ایک خاص طریقہ سے کوئی غیر ذمہ دارانہ حرکت کرنے لگتا ہے۔ ایسے موقعہ پر اسے روکنا اور بیجا حرکت سے باز رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ بالغ آدمیوں کو اس قسم کے دورے پڑیں تو عموماً ان کا سبب مرگی ہوتی ہے یا گردوں کی بیماری کی وجہ سے جسم میں زہریلے مادے پیدا ہو جاتے ہیں۔ کبھی کبھی دماغ میں پھوڑا پیدا ہونے سے بھی ایسے دورے پڑتے ہیں۔ کسی ماہر اعصاب Neurologist سے صحیح مرض کی تشخیص کرائی جا سکتی ہے۔ دورے کا کوئی علاج نہیں ہے۔ صرف اتنا خیال رکھنا چاہیے کہ مریض اپنے آپ کو زخمی نہ کرے۔ رومال کو گرہ دے کر یا کسی لکڑی کے ٹکڑے کو دانتوں کے درمیان رکھ دینا چاہیے تاکہ زبان زخمی ہونے اور کٹ جانے سے بچ جائے۔

مرگی کے مریضوں کو اکثر فینوبار بٹون Phenobarbitone تھوڑی خوراکوں میں دی جاتی ہے تاکہ دماغ میں اعصاب کے سریع الحس خانوں Cells کو سکون مل سکے۔ طب مغرب کے کچھ ماہرین کا یہ نظریہ ہے کہ مرگی میں زہریلے مادے خون کے ذریعہ سے دماغ تک پہنچ جاتے ہیں۔ اسے روکنے کے لئے اپانوٹین Epanutin دی جاتی ہے۔ اس دوا کی خوبی یہ ہے کہ اس کے استعمال سے طبیعت میں پژمردگی اور بے قراری پیدا نہیں ہوتی۔

بچوں کو جو دورے پڑتے ہیں۔ ان کی علامتیں وہی ہوتی ہیں جن کا تذکرہ اوپر آیا ہے لیکن ان کا سبب اکثر و بیشتر مرگی نہیں ہوتا۔ بچوں کے دوروں کی وجوہات یہ ہو سکتی ہیں۔ جسم میں کیلشیم کی کمی، قبض، دانت نکلنا، کسی بخار پیدا کرنے والی بیماری کا آغاز مثلاً سیلاب جب بالغ شخص پر کسی متعدی مرض کا غلبہ ہوتا ہے۔ تو اس کو کپکپی چڑھتی ہے لیکن ایسی حالت میں بچے پر تشنج کا دورہ پڑتا ہے۔ دورہ پڑنے لگے تو بچے کو کمبل وغیرہ میں لپیٹ کر گرم رکھنا چاہئے۔ یہ بھی مناسب ہوتا ہے کہ اسے کسی نیم گرم پانی کے ٹب میں بٹھا دیا جائے تاآنکہ دورہ ختم ہو جائے۔ ٹب میں بٹھاتے وقت سر کی پشت پر ٹھنڈے کپڑے کی گدی باندھ دینی چاہیئے۔ دورہ ختم ہونے کے بعد بچے کو سلا دینا چاہئے۔ اگر قبض ہو تو حقنہ Enema کرا دینا چاہئے یا گلیسرین اور صابن کا سافہ استعمال کرنا چاہئے۔

خواب سے بیدار ہونے پر بچہ کا درجۂ حرارت لیا جائے۔ اگر بخار ہو تو بیماری کی دوسری علامت پر نگاہ رکھی جائے۔ مثلاً جسم پر چھلے پڑنا، کھانسی، الٹی وغیرہ۔ اور کسی ڈاکٹر سے رجوع کیا جائے۔ اگر بچے نے کاڈ مچھلی یا ہیلی بٹ مچھلی کا تیل استعمال نہیں کیا ہے تو اسے پوری خوراکوں میں فوراً شروع کر دینا چاہئے۔

اگر گردوں یا دماغ کی کسی خرابی کی وجہ سے دورے پڑنے شروع ہو جائیں تو اصل مرض کا علاج کرنا چاہئے ایسے موقعہ پر معالجہ کسی ایسے طبیب سے کرایا جائے جس نے گردوں یا دماغ کے امراض میں انفرادی طور پر مہارت حاصل کر رکھی ہو۔

دورِ ہیبت۔ Reign of Terror انقلاب فرانس کا وہ دور جو ۳۱ مئی ۱۷۹۲ سے ۲۷ جولائی ۱۷۹۴ تک جاری رہا اور جس کے دوران میں ہزاروں انسان تہ تیغ کر دئیے گئے۔

**دوزخ۔** (دیکھو جہنم)

**دوسری جنگ عظیم۔** (دیکھو جنگ عظیم دوم)

**دوستوفسکی۔** (Dostoievsky)
روسی ناول نگار۔ فیوڈر دوستوفسکی ۱۸۲۱ء میں ایک ڈاکٹر کے گھر پیدا ہوا۔ پہلے فوج میں ایک افسر بھرتی ہوا۔ اشتراکی جماعت میں حصہ لینے کی بنا پر ۱۸۴۹ء میں گرفتار ہوا۔ چار سال سائبیریا میں قید رہا۔ پھر روس سے باہر چلا گیا۔ ۱۸۷۱ء میں واپس آیا اور ۱۸۸۱ء میں فوت ہوا۔ دوستوفسکی حقیقت پسند ناول نگار تھا۔ اُس نے روسی ادیبوں کو بڑا متاثر کیا۔ بیسویں صدی میں وہ بیرونی دنیا میں بھی مشہور ہو گیا۔ اس کی چند مشہور تصانیف یہ ہیں۔ غریب لوگ ۱۸۴۶ء Poor Folk جرم و سزا Crime and Punishment Gambler جواری ۱۸۶۶ء احمق The Idiot آخری زمانہ کی بڑی تصنیف Brothers Karamazov ہے جو اس نے ۱۸۸۰ء میں موت سے چند ماہ قبل ختم کی۔ اس کے بہت سے ناولوں کا ترجمہ دنیا کی کئی زبانوں میں ہو چکا ہے۔

**دوطرفہ معاہدے۔** Bilateral Agreements
یہ اصطلاح ان معاہدوں کے لئے استعمال کی جاتی ہے جو صرف دو واضح فریقوں کے درمیان قرار پائیں۔ البتہ کئی معاہدے ایسے ہوتے ہیں جن میں طرفین کی جانب سے ایک سے زیادہ ممالک حصہ لیتے ہیں جیسے صلحنامہ ورسلائی جو جرمنی، برطانیہ، امریکہ، فرانس، اطالیہ، آسٹریا، ترکیہ وغیرہ کے مابین ہوا تھا۔ اس کے برعکس پاکستان کے روشن عہد لیاقت میں اس مملکت نے مختلف ممالک سے علیحدہ علیحدہ دوطرفی تجارتی معاہدے کئے تھے جن کی رو سے ہم اپنی خام اشیاء کے ساتھ ان ممالک کی بعض پیداواروں یا مصنوعات کا تبادلہ کر لیتے تھے کیونکہ تخفیف زر Devaluation کرنے کے باعث بعض دقتوں کا ازالہ اسی طرح کیا جا سکتا تھا۔ ان معاہدوں کو دوطرفی معاہدے اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ کسی عام اور متفقہ اصولوں کے ماتحت عمل میں نہیں آتے تھے۔ بلکہ ہر ملک کے ساتھ جداگانہ مذاکرات و تعلقات کا نتیجہ تھے

**دوگونہ اختیارات۔** Concurrent Powers
دو حاکم یا دو افسر ایک ہی حکومت یا نظام میں مساوی اور یکساں اختیارات کے حامل ہوں تو انہیں دوگونہ اختیارات والے قرار دیا جاتا ہے۔ اور وہ دوگونہ اساط عمل کے مالک ہوتے ہیں۔ یعنی ان کی Concurrent Jurisdiction ہوتی ہے۔
انتظامیہ و عدلیہ کے اختیارات بھی جب ایک ہی حاکم کے سپرد ہوں تو اس وقت بھی دوگونہ اختیارات کا مفہوم موجود ہوتا ہے۔

**دولت۔** Wealth اقتصادیات میں دولت سے روپیہ پیسہ مراد نہیں ہوتا۔ بلکہ دولت وہ سامان یا خدمات ہیں جنہیں روپیہ خرید سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ وہی چیزیں ہیں جن کی لوگوں کو ضرورت ہوتی ہے۔ اگر ان کی ضرورت نہ ہو تو ان کی کوئی قیمت نہیں۔
روزمرہ کی گفتگو میں دولت غریبی یا افلاس کی ضد سمجھی جاتی ہے۔ لیکن غریب سے غریب آدمی کے پاس بھی دولت ہوتی ہے کیونکہ اگر اس کے پاس اس کا نقدان ہوتا تو وہ زندہ نہ رہ سکتا۔ غریب شخص کے پاس کم سامان ہوتا ہے۔ رئیس کے پاس ہر قسم کے عمدہ سامان کی افراط ہوتی ہے۔ پیداوار کا سرمایہ ہوتا ہے کہ دولت پیدا کی جائے۔ سرمایہ اور محنت کی کارکردگی جتنی زیادہ ہوگی اتنی ہی زیادہ دولت پیدا کی جا سکے گی۔

**دولت مشترکہ۔** (Commonwealth)
وہ مملکتیں جو برطانیہ کی وفادار ہیں۔ اور انہیں درجہ نوآبادیات Dominion Status حاصل ہے یا جمہوریتیں ہیں جیسے پاکستان اور بھارت ان کے باہمی اتحاد کو دولت مشترکہ کہا جاتا ہے۔ پہلے سے برطانوی دولت مشترکہ British Commonwealth کہتے تھے۔
لیکن جب سے پاکستان، سیلون اور بھارت اس میں شامل ہوئے ہیں اس کا نام بدل دیا گیا ہے۔ اس برادری میں برطانیہ، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، کنیڈا، قبرص، گھانا، جنوبی روڈیشیا، سیلون، پاکستان، اور بھارت اور گھانا شامل ہیں۔
دولت مشترکہ کے مندرجہ ذیل مقاصد ہیں۔
۱ - دولت مشترکہ کے ارکان ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور اشتراک عمل کے ذریعہ دنیا

میں جمہوری اصولوں کے ذریعہ امن قائم کریں۔ اور بین الاقوامی مسائل میں انصاف کو پیش نظر رکھیں۔

۲ - انجمن اقوام متحدہ کے مقاصد کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں۔

۳ - جارحانہ جنگ سے باز رہ کر حصول مقاصد کے لئے ایک دوسرے کی مدد کریں۔

۴ - اپنے اپنے معیار زندگی کو بلند کریں اور پس ماندہ ملکوں کی مدد کریں۔

۵ - اپنی حکومت کے لئے اصول متعین کرتے وقت جہاں تک ہو سکے دوسرے ارکان سے مشورہ کریں۔

دولت مشترکہ کے ارکان کا دفتر لندن میں ہے جسے دفتر رابطہ دولت مشترکہ Commonwealth Relation Office کہتے ہیں۔ اس دفتر سے ہر رکن ملک کو دنیا کے ممالک کی خارجہ پالیسی کے متعلق ہر قسم کی اطلاعات ملتی ہیں۔ دولت مشترکہ میں پہلے جنوبی افریقہ بھی شامل تھا۔ لیکن ۳۱ مئی ۱۹۶۱ء کو وہ اس سے الگ ہو گیا۔ دولت مشترکہ کی ہر مملکت میں دوسرے رکن مملکت کے ہائی کمشنر مقیم ہوتے ہیں۔

**دولتمند۔** وہ شخص جس کے پاس مال و دولت وافر ہو۔ دولت کا مفہوم واضح ہے اور مند کی علامت اسم فاعل بنانے کے لئے آتی ہے۔ دولتمند کے پاس روپیہ پیسہ ہونا لازمی نہیں ہوتا۔ بلکہ دولتمند کے پاس سازوسامان، جائداد اور اثاثہ ہونا ضروری ہوتا ہے۔

کہتے ہیں کہ آدمی جتنا دولتمند ہو اتنا ہی محتاج ہوتا ہے۔ آنانکہ غنی تراند محتاج تراند۔ مال و دولت کو قرآن پاک میں فضل اللہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ حلال کمائی اور پاکیزہ روزی سے جو دولت میسر آئے وہ اللہ تعالے کا فضل و کرم ہوتا ہے۔

دنیا میں دولتمند کی عزت و توقیر ہوتی ہے اور مفلس اور قلاش کو کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ انسان کے پاس خداداد دولت ہو تو زکوٰۃ و صدقات کی شکل میں اسے فقرا اور مساکین میں تقسیم کرنے سے سوسائٹی میں اقتصادی اور معاشی مساوات پیدا ہوتی ہے۔ دولت کے صحیح استعمال سے خوف اللہ اور تقویٰ کے صفات پیدا ہوتے ہیں۔

**دومۃ الجندل۔** ربیع الاول ۵ھ میں حضورؐ کو خبر پہنچی کہ "دومۃ الجندل" نام کے مقام میں کفار کی ایک عظیم الشان فوج جمع ہو رہی ہے۔ حضورؐ ایک ہزار کی جمعیت کے ساتھ مدینہ سے نکلے۔ کفار کو خبر ہوئی تو وہ بھاگ گئے۔ یہ واقعہ غزوہ دومۃ الجندل کہلاتا ہے۔

**دوسری بوتل۔** ان دنوں بوتل شیشے کی ہوتی ہے۔ مگر زمانہ قدیم میں لکڑی، چمڑے یا لوہے وغیرہ کی برتنیں زیر استعمال رہتی تھیں۔ شیشہ سازی کی صنعت کے ساتھ شیشے کی بننے لگیں۔ شیشے کی بعض بوتلیں اس قسم کی بنی ہوتی ہیں کہ ان کے دو حصے ہوتے ہیں اور ایک حصے میں گرم پانی رکھا جائے تو دوسرے میں سرد کی گنجائش ہوتی ہے۔ یا ایسی بوتل جس کے دو منہ سوراخ یا نکاس ہوں۔ بچوں کے فیڈر Feeder جس کے دو پہلو یا دو رخ یا دو منہ ہوتے ہیں اور جن سے بیک وقت ایک سے زائد اشخاص تمتع کر سکتے ہیں۔

محاورہ میں ایسے شخص سے بھی مراد ہوتی ہے جس کی چال دو رخی ہو یا جس کا مسلک سوسائٹی میں دو رخا ہو۔

**دہابیہ (ذہابیہ)** Dahabiyah ایک قسم کی کشتی جو دریائے نیل پر چلتی ہے۔ اس پر دو مستول اور ایک بادبان ہوتے ہیں۔ سامنے سے چوڑی اور پیچھے سے تنگ۔ نہایت خوبصورت معلوم دیتی ہے۔ دریائے نیل کی جہاں بھی تصویر دیکھی جاتی ہے۔ اس پر یہ تصویر ضرور ہوتی ہے۔ مصری اور دیگر غیر ملکی لوگ اس کشتی کو بہت پسند کرتے ہیں۔ اور اس پر اکثر سیر تفریح کے لئے نکلتے ہیں۔

**دھات صاف کرنے کا فن (Metallurgy)**
کانوں سے نکلی ہوئی کچی دھاتوں کو پگھلا کر نیز دوسرے کیمیاوی طریقوں سے صاف کرنے کا علم۔ مختلف دھاتوں سے طرح طرح کے مجسمے بنانا بھی اسی علم سے متعلق ہے۔

**دھات کی پرت کا سطح زمین پر ابھر آنا۔** موسمی تغیر و تبدل اور سردی گرمی کی تبدیلیوں کی بدولت بسا اوقات

سطح ارضی پر دھات کا پرت بچھا نظر آتا ہے اور یہ اوپر کو ابھرا ہوا یا اٹھا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ زمین کی سطح کا کوئی حصہ بوجہ سردی کے سکڑ جاتا ہے اور ایک شگاف سا پیدا ہو کر زمین کے اندرونی حصے سے دھات کے پرت کے پرت باہر نکل آتے ہیں اور ان کے انباروں سے سطح ارضی بلند ہوتی نظر آتی ہے۔

**دھاتیں۔** (Metals) وہ ٹھوس اجسام جو زمین یا پہاڑوں کو کھود کر نکالے جاتے ہیں دھات کہلاتے ہیں۔ ان میں سے بعض آزاد حالت میں بھی زمین پر پڑے ملتے ہیں، سونا، چاندی، پلاٹینم سوڈیم اور پوٹاشیم نرم دھاتیں ہیں۔ پارہ مائع حالت میں ہوتا ہے باقی سب دھاتیں سخت ہوتی ہیں۔ سوڈیم اور پوٹاشیم کے سوا باقی سب دھاتیں پانی سے بھاری ہوتی ہیں۔

دھاتیں صاف ستھری حالت میں نہیں ملتیں بلکہ ان کے ساتھ مختلف ملاوٹیں بھی ہوتی ہیں۔ ایسے آمیزہ کو معدنیات Minerals کہتے ہیں۔

دو یا زائد دھاتوں کو ملا کر نئی دھات تیار کی جاتی ہے۔ مثلاً تانبا اور جست کی آمیزش سے پیتل تیار ہوتا ہے۔ جس سے بجلی کا سامان اور برتن بنائے جاتے ہیں قلعی اور تانبہ کو ملا کر کانسی Bronze تیار کی جاتی ہے۔ جس سے برتن اور مجسمے بنتے ہیں۔ قلعی اور سکے کو ملانے سے ٹانکا کی دھات بنائی جاتی ہے۔

چاندی اور سونے سے زیورات اور سکے بنائے جاتے ہیں۔ تانبہ بھی سکے بنانے کے کام آتا ہے۔ یہ تینوں دھاتیں تیز چمکدار ہوتی ہیں۔ اور ان کا باریک سے باریک ورق بنایا جا سکتا ہے نیز ان کے مرکبات پائیدار ہوتے ہیں۔

ٹن، سکہ، نکل، المونیم، اور لوہے کو آسانی سے مقناطیس بنایا جا سکتا ہے۔

**دھاگا۔** (دیکھو تاگا)

**دھان۔** ایک فصل کا نام ہے جو بالعموم اپنے یہاں جون جولائی کے مہینوں میں لگایا جاتا ہے۔ مئی کے مہینے میں اس کی پنیری بوتے ہیں اور پھر موسم برسات کے آغاز میں زمین جوت کر اور اس میں وافر پانی ڈال کر دھان کی پنیری لگا دیتے ہیں۔ دھان کی فصل گھنی کی قسم سے ہے جس سے چاول نکلتے ہیں۔ اس فصل کو پانی کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور بجائے نلائی کے اس میں سے تال نکالنا پڑتا ہے۔ تال گھاس یا ڈیلا یا اسی قسم کی دوسری خود رو سبزیاں ہوتی ہیں جو اصل فصل یا جنس کی طاقت یا روئیدگی کو ضائع کر دیتی ہیں۔ پاکستان کے نشیبی اور سیلابی علاقوں میں بالخصوص مشرقی بنگال میں اور مغربی پاکستان کے نہری رقبوں میں دھان کی کاشت بہت ہوتی ہے۔ برما وغیرہ دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی اس جنس کی پیداوار خاصی ہوتی ہے۔

**دھتورہ۔** ایک خود رو جنگلی پودا جو یورپ اور ایشیا میں ہر جگہ عام ہے۔ انسان کے لئے یہ زہر قاتل ہے۔ لیکن بطور دوا کے نہایت پراثر اور مجرب چیز ہے انگریزی نسخوں میں عام طور پر مستعمل ہوتا ہے۔ اور یونانی طب میں اس کو بیلاڈونا Belladona کہتے ہیں۔ اسی پودے کے عرق کا نام ایٹروپین Atropine ہے جو ایک مشہور دوا ہے۔ اسے آنکھوں میں ڈال کر پتلی پھیلاتے ہیں اور آنکھ کی بینائی کا جائزہ لیتے ہیں۔

**دہریہ۔** Atheist وہ شخص جو خدا کی ہستی کا قائل نہیں ہوتا نہ اس کی صفات کا قائل ہے۔ یہ لوگ عموماً مادے کو غیر فانی اور مستقل تسلیم کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ زمانہ ازلی اور ابدی ہے۔ اور اس زندگی کے بعد کوئی اور زندگی نہیں ہو سکتی۔ وہ معقولات کو نہیں مانتے اور صرف محسوسات کے قائل ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ قانون قدرت کا عمل دنیا کے ہر کام کا ذمہ دار ہے۔ اسی سے دنیا کی تکوین ہوئی اور اسی کے مطابق ان میں تغیر و تبدل ہوتا ہے۔ وہ ہر امر میں علل و اسباب تلاش کرتے ہیں۔ لیکن ان سب کے باوجود وہ ایک اعلیٰ و ارفع طاقت کے قائل ہیں جس کو وہ نیچر یا قدرت کے نام سے یاد کرتے ہیں لیکن قرآن پاک میں بتایا گیا ہے کہ جب ان پر کوئی آفت آتی ہے یا موت کا سامنا ہوتا ہے تو پھر یہ خدا ہی کو یاد کرنے

دھلائی

گئے ہیں۔ اور دل کی روشنی ان کو صحیح راستہ دکھانے لگتی ہے۔ یورپ میں ان کی باقاعدہ جماعتیں ہیں جو اپنے عقیدہ کی تبلیغ کرتی ہیں۔

**دھلائی۔** Laundering کپڑوں کو دھونا اور ان پر استری کرنا۔ مختلف قسم کے کپڑوں کے دھونے کے جدا گانہ طریقے ہیں۔ کپڑوں کی موٹی موٹی اقسام یہ ہیں: سوتی کپڑے، ریشمی، اور ریون وغیرہ مصنوعی ریشم کے کپڑے، اونی کپڑے۔

سفید اور پکے رنگ کے کپڑے نیم گرم پانی میں صابن گھول کر پندرہ سے بیس منٹ تک اس میں بھیگے رہیں۔ نچوڑنے کے بعد پھر انہیں گرم پانی میں صابن سے خوب مل کر دھویا جائے۔ اس کے بعد کم از کم تین بار انہیں صاف پانی میں سے نکالا جائے تاکہ صابن بالکل دور ہو جائے۔ سفید کپڑوں کو دھوپ میں خشک کیا جا سکتا ہے۔

سوتی چھینٹ جس کے رنگ پکے نہ ہوں صابن اور گرم پانی میں ڈبو کر نہیں رکھی جاتی بلکہ اسے نیم گرم پانی اور صابن سے جلدی جلدی دھو لیا جاتا ہے۔ ریشم اور ریون کو بھی نیم گرم پانی میں صابن ملا کر دھونا چاہیے۔ اور اسے ملنے کے بجائے ہاتھوں میں دبانا چاہیے تاکہ بھیگی ہوئی حالت میں کپڑا کھنچ نہ جائے۔ بعد میں تین مرتبہ صاف پانی بدل بدل کر صابن اچھی طرح نکال دینا چاہیے۔ اونی سوتی یا سابر کے چمڑے کے دستانوں کو بھی دھویا جا سکتا ہے مگر بکری کی کھال کے بنے ہوئے دستانوں کو ڈرائی کلین Dry Clean کرنا چاہیے۔ بکری کے چمڑے کے کچھ دستانوں پر لکھا ہوتا ہے کہ انہیں دھویا جا سکتا ہے۔ چنانچہ ان کے دھونے میں مضائقہ نہیں۔ دستانے پہن کر گرم صابن ملے پانی سے اس طرح دھوئیے۔ جیسے ہاتھ دھو رہے ہیں۔ پھر صاف پانی سے کئی بار دھو کر صابن نکال دیجئے۔ اور سوکھنے کے لئے لٹکا دیجئے۔ سوکھنے کے دوران میں دو تین بار انہیں پہنئے تاکہ شکل بگڑنے نہ پائے۔ یا پھر Stretchers استعمال کیجئے۔

اونی کپڑوں کو ایک ایک کر کے دھونا چاہیے جب ایک کپڑا صابن سے صاف ہو جائے اور پانی سے صابن نکال کر اسے سُکھا دیا جائے تب دوسرا کپڑا دھونے کے لئے لینا چاہیے۔ طشت میں گرم پانی میں خوب اچھی مقدار میں صابن گھولنے کے بعد کپڑا اس میں نرمی سے ہاتھوں میں دبایا جاتا ہے۔ یا احتیاط سے آٹے کی طرح گوندھا جاتا ہے۔ کپڑے پر جہاں دھبے زیادہ ہوں وہاں کچھ زیادہ صابن کا پانی لگا کر دیر تک نرمی سے تھپکنا چاہیے اور ہاتھوں میں بار بار دبانا چاہیے۔ کپڑا صاف ہو جانے تو طشت میں دو مرتبہ صاف اور گرم پانی بھر کر کپڑے کا صابن نکال دینا چاہیے۔ پانی بدلنے کے درمیان میں کپڑے کو ہاتھ سے دبا کر سابقہ سارا پانی نکال دینا چاہیے۔ اونی کپڑے کو کبھی مروڑنا نہیں چاہیے۔ دھو چکنے کے بعد کپڑے کو ہاتھ سے کھینچ کر اس کی اصلی شکل پر لے آنا چاہیے۔ اور سائے میں سکھانا چاہیے جہاں خشک ہوا کا گذر ہوتا رہے۔ اونی کپڑے کے سکھانے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اسے کسی بچھی ہوئی بغیر رونگیں کی چادر پر پھیلا دیا جائے۔ لیکن اس طرح پھیلانے سے پہلے ہاتھ سے کھینچ کر اسے اس کی اصلی شکل میں لے آنا ضروری ہے۔ اگر اونی کپڑا سوکھنے کے لئے لٹکایا گیا ہے تو اسے بار بار جھٹکتے رہنا چاہیے۔ اور ہاتھ سے کھینچ کر اصلی شکل میں لاتے رہنا چاہیے۔ بنی ہوئی چیزوں کو اس وقت استری کرنا چاہیے جب اُن میں ابھی تھوڑی سی نمی موجود ہو۔

رومالوں کو دھونے سے پہلے نمکین پانی میں ڈبو کر رکھنا چاہیے۔ ایک لوٹے پانی میں نمک کا ایک بڑا چمچہ کافی ہوگا۔ پانی میں متعدی جراثیم کو زائل کرنے والی دوا کی کچھ بوندیں بھی شامل کر لینی چاہئیں۔ گھنٹہ آدھ گھنٹہ بعد رومال نکال کر نچوڑ لیجئے پھر اسے صابن سے مل کر دھو لیجئے اور گرم پانی سے صابن نکال دینے کے بعد ایک بار ٹھنڈے پانی سے بھی دھو کر صاف کر لیجئے۔ اور اس کے بعد بیس منٹ تک پانی میں آبائیے۔ اس کے بعد دھو کر سوکھنے کے لئے پھیلا دیجئے۔ تھوڑی سی نمی باقی رہ جائے تو استری کر لیجئے۔

اونی موزوں کے دھونے کا بھی وہی طریقہ ہے جس طرح دوسری اونی چیزیں دھوئی جاتی ہیں۔ سوتی موزوں کے لئے پانی گرم ہو۔ تیز گرم نہ ہو۔ ایک ایک کر کے موزے دھوئے جائیں۔ اور ملنے کے بجائے انہیں ہاتھوں میں دبایا جائے۔ ایک مرتبہ گرم پانی سے صابن نکالنے کے بعد دو دفعہ ٹھنڈے پانی سے صاف کر دیا جائے۔ لٹکاتے وقت ایڑی کو اوپر رکھنا چاہیے یا پنجہ کو

ریشمی موزے ہوں یا مصنوعی ریشم کے ہوں دھونے کے لئے پانی صرف اتنا گرم ہو کہ اسے ہاتھ برداشت کر سکے انہیں پھرتی سے دھو لینا چاہئے اور پانی میں ڈبو کے رکھنا چاہئے تا کہ ریشم کھنچ نہ جائے۔ گرم پانی میں صابن ڈالنے کے بعد موزے کو دبا کر پانی نکال دینا چاہئے۔ سکھانے کے لئے انہیں کسی تولیے پر پھیلا دینا چاہئے اور احتیاط سے کھینچ کر اصل شکل پر لے آنا چاہئے۔ اگر سوکھنے کے لئے موزے لٹکائے جائیں تو انہیں یا تو ایڑی پر یا پنجہ پر لٹکایا جائے۔ ریشمی موزوں کو کبھی استری نہیں کرنا چاہئے۔ ریشمی موزوں کو زیادہ دیر چلانے کیلئے ضروری ہے کہ انہیں ہر مرتبہ کے استعمال کے بعد دھویا جائے۔

**دہلی۔** Delhi بھارت کا موجودہ دارالحکومت انگریزی راج کا صدر مقام اسے لارڈ کرزن Lord Curzon نے بنایا۔ اس سے پہلے کئی سلطنتوں اور بادشاہوں کی داستان عروج و زوال کا اس سرزمین نے مشاہدہ کیا۔ مغلوں کے عہد میں اسے خاص امتیاز حاصل ہوا۔ ۱۹۱۲ء میں دہلی کو چیف کمشنر کا علیحدہ صوبہ قرار دیا گیا۔ صوبے کا رقبہ ۲، ۵ مربع میل اور آبادی ۱۴۳۶۰۰۰ افراد پر مشتمل ہے۔

**دھند۔** (دیکھو کہر)

**دھواں۔** Smoke راکھ اور بغیر ایندھن کے باریک باریک ذرات گرم ہوا کے ساتھ آگ جلتے وقت اوپر اٹھتے ہیں۔ یہی دھواں ہے۔

دوران جنگ میں اہم مقامات کو دشمن کے طیارہ باروں سے چھپانے کے لئے دھوئیں کا بادل Smoke Screen پیدا کر دیا جاتا ہے۔ کچھ مخصوص لیمپوں میں بھاری قسم کا بیکار تیل ملا کر اس قسم کا دھواں پیدا کیا جاتا ہے۔

**دھوپ گھڑی۔** اس کی ایجاد کا سہرا قدیم مصریوں کے سر ہے۔ ۱۵۰۰ء قبل مسیح میں مصری بادشاہ تھتموس ثالث کے عہد میں دن کے گھنٹے شمار کرنے کے لئے ایک دھوپ گھڑی کی ایجاد ہوئی۔ جس کی ترکیب شکل سے ظاہر ہے۔ تختہ ط ط صبح کے وقت مشرق کی طرف کر دیا جاتا تھا اور اس کا سایہ تختی ک ک پر پڑتا جس طرح کہ شکل میں پہلے گھنٹے پر پڑ رہا ہے جوں جوں سورج بلند ہوتا تو یہ سایہ گھٹتا جاتا۔ اور ان نشانات پر جو گھنٹوں کے لئے مقرر ہیں گزرتا جاتا۔ عین دوپہر کے وقت جب سایہ چھٹے گھنٹے پر ہوتا ہے۔ ط ط کو گھما کر مغرب کی طرف کر دیا جاتا ہے اور اس کا سایہ بڑھتے بڑھتے پھر پہلے نشان پر پہنچ جاتا۔ اسی گھڑی کے ذریعے اہل یورپ نے دن کو بارہ گھنٹوں میں تقسیم کیا۔ اور یہی گھڑی ایجاد کے ہزار سال بعد یونان میں مروج ہوئی۔ اصل گھڑی جس پر شاہ تھتموس کا نام کندہ ہے۔ برلن کے عجائب گھر میں محفوظ ہے۔
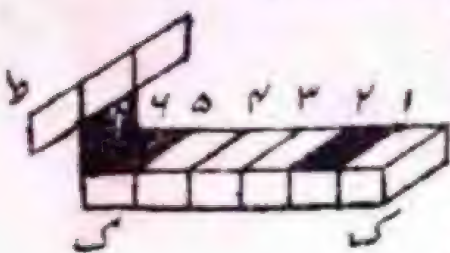
ط
۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶
ک ک

موجودہ زمانے کی دھوپ گھڑی کی بنیاد عرض بلد پر ہے اور اس لئے یہ قدیم مصری گھڑی سے زیادہ درستی کے ساتھ وقت کا اندازہ مہیا کرتی ہے۔ یہ گھڑی ہر عرض بلد کے لئے مختلف ہوتی ہے۔ بالفاظ دیگر ایک تیار شدہ گھڑی صرف انہیں مقامات پر کام دے سکتی ہے جو اس عرض بلد پر واقع ہیں جس کے مطابق وہ گھڑی تیار کی گئی ہے۔

مثال کے طور پر شہر لاہور کو لیجئے جو ½۳۱ عرض بلد پر واقع ہے اب ایک موٹی گتہ کا ٹکڑا (ا ب ج د) اس طرح کا لیں کہ زاویہ ب ۹۰ کا ہو اور زاویہ ا عرض بلد یعنی ½۳۱ کے برابر ہو۔ اور سطح ب ج ک ل ۳ انچ مربع ہو۔ اس کے بعد ایک گتے کا ٹکڑا لے کر اس پر ۲ اور ½۲ انچ نصف قطر کے دو ہم مرکزی دائرے بنائیں اس گول حصے کے ۲۴ برابر حصے کریں۔ اور گھنٹوں کے نشان لگا دیں جس طرح کہ شکل میں دیا گیا ہے۔ اب اس گتے کے تیار شدہ ٹکڑے کو گھڑی کے حصہ کردہ ٹکڑے کی مربع سطح پر چسپاں کر دیں۔ اس طرح کہ ا کا ہندسہ نچلی طرف ہو۔ اور گتے کے گول چکر کے عین مرکز میں ایک لمبی سوئی (ع) لٹکا دیں کہ گتے کی سطح کے ساتھ زاویہ قائمہ بنائے۔ پس

دھوپ گھڑی تیار ہے۔ یہ لاہور کا مقامی وقت نہایت صحت سے بتائے گی بلکہ اسی عرض بلد پر تمام جگہوں کے لئے کار آمد ہو گی۔

دھوتی۔ جسم کے زیرین حصے کا لباس جو تہ بند لنگی۔ پاجامہ، شلوار، پتلون یا کمر کا قائم مقام ہوتا ہے دھوتی بیشتر ہندو لباس کا حصہ سمجھی جاتی ہے گو مسلمان مرد اور عورتیں بھی اس کا استعمال کر لیتے ہیں۔ دہری بھی ہوتی ہے اور اکہری بھی۔ کنارے طول میں دھاری دار ہوتے ہیں۔ بسا اوقات لمبائی کے درمیانی حصے میں دھاری بنی یا بُنی ہوتی ہے۔ باریک بھی ہوتی ہے اور موٹی بھی۔ عام ہندو لوگ دھوتی پہنتے ہیں اس کا سرا آگے کی طرف سے پیچھے کو لے جا کر کمر میں اڑس لیتے ہیں اور یہ طریق اُن کے شعار اور لباس کی علامت ہوتی ہے۔

دُھونی۔ (Fumigation) کسی عمارت یا جہاز کو گندگی سے پاک کرنا مقصود ہو تو تمام دروازے اور کھڑکیاں بند کرنے کے بعد عمارت یا جہاز کے اندرونی حصے میں ایسی گیس بھر دی جاتی ہے۔ جو عفونت ربا ہوتی ہے اور جراثیم کو ہلاک کر دیتی ہے۔ اس مقصد کے لئے عموماً سلفر ڈائی آکسائڈ اور سیانائڈ فورملڈی ہائڈ کی تبخیر استعمال کی جاتی ہے۔

دہی۔ Curd دہی دودھ کی منجمد شکل ہوتی ہے۔ جس میں دودھ کے سب اجزا موجود ہوتے ہیں دہی صحت اور تندرستی کے لئے بہت مفید ہے۔

دہی میں ایک قسم کا تیزاب ہوتا ہے جسے Lactic Acid کہتے ہیں۔ اس تیزاب کے باعث دہی زود ہضم ہو جاتا ہے۔

دہی بنانے کے لئے دودھ کو جوش دے کر ٹھنڈا کر لیا جاتا ہے اور اس میں تھوڑی سی ترشی یا لسی ملا کر اُسے ڈھک دیتے ہیں۔ سردی ہو تو اُسے گرم جگہ پر رکھا جاتا ہے۔ ۱۰-۱۰ گھنٹے کے بعد وہ دہی بن جاتا ہے۔ گلاس میں تھوڑا سا دودھ ڈال کر اس میں چند قطرے لیموں یا سرکے کے ڈالیں، دودھ پھٹ کر پنیر سے الگ اور پانی الگ ہو جاتے ہیں۔ پنیر سکا یہ مرکب بھی دہی ہی کہلاتا ہے۔ جس میں چربی ملی ہوتی ہے۔ اس سے رس گلے اور مٹھائیاں وغیرہ بنائی جاتی ہیں۔ یہ اس دہی سے بالکل مختلف ہوتا ہے۔ جو دودھ کو جما کر بنایا جاتا ہے۔

دھیال پرندہ۔ یہ چڑ چڑ کرنے والا پرندہ ہے اس کی لمبائی تقریباً آٹھ انچ اور رنگ نہایت خوبصورت ہوتا ہے۔ چھاتی کے زیریں حصے کے سوا تمام جسم سیاہ اور چمکدار ہوتا ہے۔ دم کے بیرونی پر قدرے سفید ہوتے ہیں۔ اور بازو کے پر سفید اور دھاری دار ہوتے ہیں مادہ اور نر کے رنگ میں بڑا فرق ہے۔ مادہ سیاہی مائل بھوری مگر نر کالا سیاہ سنگ موسے کی طرح کا ہوتا ہے دونوں اپنی دُم بار بار اونچی نیچی کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ اکثر اوپر کی جانب کھڑی رکھتے ہیں۔ یہ پرندے بھی انسان کے خیر خواہ ہیں اور جھاڑیوں اور باغوں میں دیوار کے ساتھ جہاں کیڑے مکوڑے بکثرت ہوں آتے نظر آتے ہیں خوراک ان کی کیڑے مکوڑے ہیں۔

یہ پرندے سارا سال مغربی پاکستان میں رہتے ہیں اور جوڑا جوڑا بن کر رہتے ہیں۔ ہر ایک جوڑا اپنے لئے ایک علاقہ مخصوص کر لیتا ہے جس میں ان کی جنس کے دوسرے پرندے نہیں آتے اس کے انڈے فیروزی رنگ کے ہوتے ہیں جن پر سُرخ چتے ہوتے ہیں۔ گھونسلہ درختوں کی کھوہ۔ گرداموں مکانوں اور اصطبلوں میں بناتا ہے۔ ان کی ایک اور قسم بادامی پُشت بھی ہوتی ہے جس کو دا ما کہتے ہیں یہ پرندے باغوں اور بنجر زمینوں اور چھوٹی چھوٹی گھنی جھاڑیوں میں بکثرت ملتے ہیں۔ نر نہایت خوبصورت سیاہ مخمل یا بھورے رنگ کا ہوتا ہے اس کے پروں پر ایک سفید دھاری اور دُم کے نیچے ایک شوخ سُرخ نشان ہوتا ہے یہ پرندہ اپنی دُم ہمیشہ اٹھائے

رکھتا ہے۔ اس کو عام زبان میں کالی چڑیا بھی کہتے ہیں

**دیاسلائی۔** (Matches) دیاسلائی عام طور پر لکڑی کی وہ سلائی ہے جس کے ایک سرے پر جلنے والا مسالہ لگا ہوتا ہے۔ ابتدا میں یہ مسالہ سُرخ رنگ کا فاسفورس Phosphorous ہوتا تھا۔ جسے اگر لکڑی پر بھی گھسا جاتا تو اس سے آگ پیدا ہوتی تھی۔ وہ دیاسلائی بہت خطرناک سمجھی جاتی تھی۔ اور اس سے خود بخود آگ پیدا ہو جانے کا خدشہ رہتا تھا۔ یہ ۱۸۳۱ء میں فرانس کے ڈاکٹر چارلس Dr. Charles نے ایجاد کی اور جو مزدور یہ دیاسلائی تیار کرتے تھے فاسفورس کے زہریلے اثرات سے ان کی صحت کو نقصان پہنچتا تھا۔ چنانچہ ۱۸۵۰ء میں فاسفورس کی دیاسلائی خلاف قانون قرار دے دی گئی اور اس کی جگہ سلفائڈ آف فاسفورس ( Sulphide of Phosphorous ) استعمال ہونے لگا۔ یہ مسالہ فاسفورس ہی سے بنایا جاتا تھا۔ لیکن خالص فاسفورس کے مسالہ کی طرح خطرناک نہ تھا۔ اس دیاسلائی کو ایک ایسے کاغذ پر رگڑ کر جلایا جاتا تھا۔ جس پر اس مسالے کی ایک بولی سی تہ چڑھی ہوتی تھی۔ ایسی دیاسلائیوں کو ایک ڈبے میں جس کے دونوں طرف مسالے کا کاغذ چڑھا ہوتا بند کر دیا جاتا اور یہ ماچس محفوظ دیاسلائی ( Safety Matches ) کہلاتی ہے اس لئے کہ اس کے خود بخود جل اٹھنے کا خطرہ نہیں ہے۔

**دیاشنکر نسیم پنڈت۔** پنڈت دیاشنکر کول نام تخلص نسیم، والد پنڈت گنگا پرشاد کول خواجہ حیدر علی آتش کے شاگرد اور مثنوی گلزارِ نسیم کے مصنف ہیں۔ اور معزز کشمیری خاندان کے رکن تھے ۱۲۲۶ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۶۰ھ میں عین شباب میں بعمر ۳۲ سال انتقال کیا۔ مثنوی گلزار نسیم اردو میں مثنوی میر حسنؔ کے جواب میں ہے۔ اس کا سن تصنیف ۱۲۵۴ھ اور سن اشاعت ۱۲۶۰ھ ہے بہت مقبول ہوئی اور اس کے اکثر اشعار ضرب المثل بن چکے ہیں۔ پنڈت دیاشنکر کے نام کو اس مثنوی کی بدولت بڑی شہرت نصیب ہوئی ہے۔

**دیانرائن نگم۔** منشی دیانرائن نگم ۲۲ مارچ ۱۸۸۲ء کو کانپور میں پیدا ہوئے۔ آپ نے کانپور کے ایک معزز کائستھ گھرانے میں جنم لیا بچپن ہی سے ہونہار اور بلا کے ذہین تھے۔

ہوش سنبھالا تو اردو فارسی اور انگریزی کی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی ۱۹۰۲ء میں کرائسٹ چرچ کالج کانپور سے بی۔اے کیا۔

زندگی کے ابتدائی دور میں ہی انہوں نے فضل و کمال کے جوہر آشکار کرنے شروع کر دئیے۔ ابتدا میں مخزن لاہور میں مضامین چھپوائے۔ لیکن جلد ہی کانپور سے اپنا ذاتی ماہنامہ "زمانہ" کے نام سے نکالنا شروع کر دیا جس نے تقریباً نصف صدی تک علم و ادب کی بہترین خدمات انجام دیں۔

اس کے علاوہ اپنے سیاسی ذوق کی تسکین کے لئے اخبار "آزاد" نکالا جس نے ملک کی سیاسی ترقی میں سرگرم حصہ لیا۔ اور اسے فرقہ وارانہ ذہنیت سے ہمیشہ پاک رکھا۔

منشی صاحب ۱۹۱۵ء میں آنریری مجسٹریٹ بھی ہو گئے تھے۔

آپ معاشی، سیاسی، علمی، ادبی، تعلیمی اور اخباری مشاغل میں ہر وقت مصروف رہتے تھے۔

کوئی زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ کانپور ہی میں آپ کا انتقال ہو گیا۔

**دیانند سرسوتی پنڈت۔** ہندوستان میں آریہ سماج اور شدھی کا بانی اور لیڈر۔ آج کل کے ہندوؤں میں سوسائٹی دو گروہوں میں منقسم ہے سناتنی اور آریہ سماج سناتنی ہندو بُت پرستی اور مورتی پوجا کے قائل ہیں اور آریہ سماج کے پیرو اس کے خلاف ہیں۔ پنڈت دیانند سرسوتی نے ہندوؤں کے عقائد کی اصلاح کے لئے قدم اٹھایا اور بیسویں صدی کے آغاز میں آریہ سماج اور شدھی کی تحریک شروع کی۔ اپنے عقائد کی نشر و اشاعت میں پاکستان و ہند کے دوسرے مذاہب کی تعلیم پر بھی اعتراضات کئے۔ اور مذہبی منافرت کو ہوا دی۔ آریہ سماج کے کارکنوں نے اپنے علیحدہ مذہبی اور تعلیمی ادارے قائم کئے۔ لاہور کا ڈی اے وی کالج آریہ سماج ہی کا تھا۔ جہاں اب اسلامیہ کالج لاہور (سول لائنز) منتقل ہو چکا ہے۔

دیانند کے ستیارتھ پرکاش نام کی کتاب شائع کی

اور حضورؐ کی شان اور دین اسلام کے بارے میں فضول اعتراضات کئے جن کا دندان شکن جواب مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم نے اپنی تصنیف حق پرکاش میں دیا۔ اس جیسے ایک دوسرے متعصّب آریہ سماجی راج پال نامی نے رنگیلا رسول نام کی بیہودہ کتاب لکھی جس کا جواب مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم نے مقدس رسولؐ کی شکل میں لکھا اور ان اشتعال انگیز اور افتراپردازانہ تحریروں کو ہمیشہ کے لئے ساکت اور خاموش کر دیا۔

**دیبل۔** کراچی سے ۲۰ میل دور بھمبھور کے مقام پر قدیم بندرگاہ مسلمانوں نے ہندوستان میں سب سے پہلے اسی بندرگاہ پر اپنا جھنڈا لہرایا تھا۔ یہاں ہندوؤں کے مندر کثرت سے تھے۔ وہ اسے دیول کہتے تھے مگر عربوں نے دیول کا دیبل بنالیا۔ راجہ داہر کے زمانے میں یہ سندھ کی سب سے بڑی بندرگاہ تھی۔ [illegible] کی کھدائی میں یہاں سے ایسے آثار ملے ہیں جو اسلامی دور سے تعلق رکھتے تھے۔

(نیز دیکھئے فتح دیبل)

**دیت۔** یعنی جرمانہ، خون بہا، وہ روپیہ جو کسی خون کے عوض اس کے اعزا یا وارثوں کو دیا جائے۔ اس کی مقدار شرع نے دس ہزار درہم مقرر کی تھی۔ اہلِ اسلام کے نزدیک کسی کے قتل ہو جانے یا زخمی کر دئے جانے پر جو رقم دی جائے وہ دیت کہلاتی ہے۔ زمانہ جاہلیت میں ایک جان کے بدلے دس اونٹ مقرر تھے لیکن جب حضرت عبدالمطلب نے اپنے بیٹے کی جان بچانے کے واسطے دس مرتبہ دیت دی تو اسی وقت سے اس کی شرح سو اونٹ ہو گئی۔ حضرت عمرؓ نے اس کی شرح روپے کی شکل میں مقرر کی اور اس وقت سے یہ طے ہو گیا کہ جان کے بدلے مقتول کے وارث قاتل سے سونے کے سکوں میں ایک ہزار اور چاندی کے سکوں میں بارہ ہزار درہم تک وصول کر سکتے ہیں۔ دیت کی دو قسمیں کی گئی ہیں دیتِ مُغلّظہ اور دیتِ مخففہ۔ چنانچہ عورتوں اور بچوں سے دیت نہیں لی جاتی۔ بعض صورتیں ایسی بھی ہیں جن میں دیت کی شرح مقرر نہیں کی گئی، اور اس کا تعین قاضی یا حاکم کی مرضی پر منحصر ہے۔

**دیر (ریاست)۔** دیر نام کی ریاست سابق صوبہ سرحد میں واقع ہے۔ اور اس کی ہمسایہ چترال اور سوات کی ریاستیں ہیں۔ ریاست کا حکمران نواب کہلاتا ہے۔

علاقہ پہاڑی ہے اور آب و ہوا عمدہ ہے۔ پیداوار مختلف اجناس پر مشتمل ہے۔ آبادی قدرے گنجان ہے۔

**دیمک۔** White Ant تین حصے والا کیڑا ہے اور چیونٹیوں سے کئی باتوں میں ملتا ہے۔ یہ کیڑے بھی مل جل کر بستیوں میں رہتے ہیں۔ ان کی جماعتوں میں کارکن زیادہ ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ نر اور ایک یا ایک سے زیادہ رانیاں بھی ہوتی ہیں۔ ان سب کے پر ہوتے ہیں۔ ان میں بھی چیونٹیوں اور شہد کی مکھیوں کی طرح کارکن ہوتے ہیں دیمک سب سے چھوٹی اور پھرتیلی ہوتی ہے۔ اور رانیاں سب سے بڑی ہوتی ہیں کارندہ دیمکوں کے پر نہیں ہوتے۔

دیمک روشنی سے نفرت کرتی ہے پروں والے نر یا پردار رانیاں صرف برسات کے موسم میں اپنے گھروں سے باہر آتی ہیں، اور گروہ در گروہ ہوا میں اڑتی نظر آتی ہیں بعض کے پر خود بخود گر پڑتے ہیں پرندے ان کے گرد منڈلاتے ہیں اور ان پر جھپٹتے رہتے اور پکڑ پکڑ کر کھاتے جاتے ہیں جو رانی مرنے سے بچ جائے وہ زمین پر گر پڑتی ہے اس کے پر جھڑ جاتے ہیں۔ یہ رانی پھر سے نئی بستی بناتی ہے۔

برسات میں نر اور رانیاں ہوا میں اڑتی ہیں۔ کارکن دیمکیں ان دنوں اپنے زمین دوز گھروں سے باہر نکلتی ہیں۔ مگر بہت ہی کم دکھائی دیتی ہیں۔ اگر انہیں کبھی خوراک جمع کرنے کے لئے بل سے باہر آنا پڑے تو وہ پودوں اور ریشوں کو چبا کر اور مٹی میں ملا کر چھوٹی چھوٹی سرنگیں بنا لیتی ہیں۔ تاکہ اندر ہی اندر وہ اپنا کام سرانجام دے سکیں کیونکہ ان کو روشنی سے سخت نفرت ہے۔

دیمک کی خوراک زندہ اور مردہ نباتات کے ریشے ہیں۔ لیکن سوکھی لکڑی اس کا من بھاتا کھاجا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ گھروں کے سامان اور کتابوں کو یہ بہت بڑی طرح تلف کر دیتی ہے۔ غلوں کو چٹ کر جاتی ہے۔ درختوں کو بھی سخت نقصان پہنچاتی ہے

گنے کے ننھے ننھے پودے اور گیہوں پر ٹوٹ ٹوٹ پڑتی ہے۔ آم کا درخت بھی ان کو بہت مرغوب ہے۔ یہ عجیب بات ہے، کہ جب تک یہ کیڑے بہت نقصان نہ کر لیں۔ ان کا پتہ نہیں چل سکتا۔ پہلے زمین کے نیچے بل بناتے ہیں۔ پھر وہاں سے سرنگیں کھود یا بنا کر چلتے رہتے ہیں۔ جب ان کی بنائی ہوئی چھتے دار سرنگ نظر آجائے تو اس وقت ان کا پتہ چلتا ہے۔ یہ کیڑے صرف ایک ہی چیز سے گھبراتے ہیں اور وہ چیز مٹی کا تیل ہے۔ جہاں جہاں یہ ظاہر ہوں وہاں مٹی کے تیل میں نیلا تھوتھا ملا کر لیپ کر دینا چاہئے۔ لیکن فصل پر مٹی کا تیل ہرگز نہ ڈالا جائے۔ بلکہ کھیتوں میں ان کے بل تلاش کر کے کھود دیے جائیں اور ان کے گھونسلے جلا دیے جائیں۔ یا مٹی کے تیل، فنائل یا کھولتے پانی میں ڈبو دینے چاہئیں۔

**دین** ۔ لفظ دین بہت وسیع معنی کا حامل ہے۔ دنیا کی کسی زبان میں بھی اس کا ہم معنی اور ہم پلہ لفظ موجود نہیں۔ یہ خالص قرآنی اصطلاح ہے۔ کلام عرب میں یہ لفظ مختلف معنوں میں مستعمل ہے۔

(۱) غلبہ و اقتدار، حکمرانی و فرماں روائی، دوسرے کو اطاعت پر مجبور کرنا، اس پر اپنی قوت قاہرہ استعمال کرنا، اس کو اپنا غلام اور تابع امر بنانا وغیرہ۔

اس معنی کے لحاظ سے دیان اس کو کہتے ہیں جو کسی ملک یا قوم یا قبیلہ پر غالب و قاہر ہو اور اس پر فرمانروائی کرے، چنانچہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو سید الناس و دیان العرب کہا جاتا ہے۔ اور اسی لحاظ سے مُدِین غلام مدینہ لونڈی اور ابن مدینہ لونڈی زادے کو کہتے ہیں۔

(۲) اطاعت، بندگی، خدمت، کسی کے لئے مسخر ہو جانا، کسی کے تحت امر ہونا، کسی کے غلبہ و قہر سے دب کر اس کے مقابلہ میں ذلت قبول کر لینا۔ اسی معنی کے لحاظ سے اطاعت شعار قوم کو قوم دِیْنٌ کہتے ہیں۔

(۳) شریعت، قانون، طریقہ، کیش و ملت، رسم و عادت، حدیث شریف میں وارد ہے وانہ علیہ السلام کان علی دین قومہ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے پہلے اپنی قوم کے دین پر تھے یعنی نکاح، طلاق، میراث اور دوسرے تمدنی و معاشرتی امور میں انہی قاعدوں اور ضابطوں کے

دین

پابند تھے جو آپ کی قوم میں رائج تھے۔

(۴) جزائے عمل، بدلہ، مکافات، فیصلہ، محاسبہ، قرآن کریم میں کفار کا یہ قول نقل فرمایا گیا ہے۔ ءَاِنَّا لَمَدِیْنُوْنَ کیا مرنے کے بعد ہم سے حساب لیا جانے والا ہے اور ہمیں بدلہ ملنے والا ہے، اسی معنی میں لفظ دیّان بمعنی قاضی و حاکم عدالت آتا ہے۔ چنانچہ کسی بزرگ سے جب حضرت علیؓ کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کَانَ دَیَّانَ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ بَعْدَ نَبِیِّھَا۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ اس وقت کے سب سے بڑے قاضی تھے۔

ان تفصیلات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ دین ذہن میں چار بنیادی تصورات پیدا کرتا ہے۔

(۱) غلبہ و تسلط، کسی ذی اقتدار کی طرف سے۔
(۲) اطاعت تعبد اور بندگی صاحب اقتدار کے آگے جھک جانے والے کی طرف سے۔
(۳) قاعدہ و ضابطہ اور طریقہ جس کی پابندی کی جائے۔
(۴) محاسبہ اور فیصلہ، اور جزا و سزا۔

قرآنی زبان میں لفظ دین ایک پورے نظام کی نمائندگی کرتا ہے۔ جس کی ترکیب چار اجزا سے ہوتی ہے۔ (۱) حاکمیت و اقتدار اعلیٰ، (۲) حاکمیت کے مقابلہ میں تسلیم و اطاعت، (۳) وہ نظام فکر و عمل جو اس نظام فکر و عمل کے زیر اثر بنے (۴) مکافات جو اقتدار اعلیٰ کی طرف سے اس نظام کی وفاداری و اطاعت، یا سرکشی و بغاوت کے صلہ میں دی جائے۔

چنانچہ قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی فِی دِیْنِ اللّٰہِ کا محاورہ استعمال ہوا ہے۔ اس سے مراد یہی چار معانی ہیں۔ یعنی اقتدار اعلیٰ اور اس اقتدار کو تسلیم کر کے اس کی اطاعت و بندگی قبول کرنا، اللہ کے دین کا مطلب یہ ہے کہ انسان حاکمیت، فرماں روائی اور حکمرانی کا حق صرف اللہ کے لئے مختص کر دے۔ اور اپنی اطاعت و بندگی کو اللہ کے لئے خالص کر دے۔ چنانچہ اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ، ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ، لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ اور بہت سی دیگر آیات میں دین سے مراد قانون، ضابطہ، شریعت، طریقہ اور وہ نظام فکر و عمل ہے جس کی پابندی میں انسان زندگی بسر کرتا ہے اور وہ اقتدار جس کی سند پر کسی ضابطہ و نظام کی پابندی کی جاتی ہے اللہ کا اقتدار ہے تو آدمی اللہ کے دین میں ہے۔ اگر وہ کسی بادشاہ کا اقتدار ہے تو آدمی بادشاہ کے دین میں ہے اگر وہ پنڈتوں اور پروہتوں کا اقتدار ہے تو آدمی انہی کے

دین میں ہے۔ اور اگر وہ خاندان، برادری، یا جمہور قوم کا اقتدار ہے تو آدمی انہی کے دین میں ہے۔ الغرض جس کی سند کو آخری سند اور جس کے فیصلہ کو منتہائے کلام مان کر آدمی کسی کے طریقے پر چلتا ہے تو اسی کے دین کا وہ پیرو ہے۔
لہٰذا دین سے مراد پورا نظام زندگی ہے جس میں تمام اعتقادی، نظری، اخلاقی اور عملی پہلو شامل ہیں۔

**دینار۔** دینار کا لفظ یونانی لاطینی Denarius کی تحریف ہے۔ عہد خلافت میں سونے کے سکے کا یونٹ تھا۔ اس کی قیمت تخمیناً دس شلنگ یا ۲۰ء۳ ڈالر تھی جو پاکستانی سکے کے مطابق سات روپے کے لگ بھگ بنتی ہے۔ حضرت عمر کے زمانہ خلافت میں دینار کی قیمت دس درہم تھی جو بعد میں بارہ درہم تک بڑھ گئی۔

**دلیو۔** (دیکھو تن)

**دیوار عظیم (دیوار چین)۔** حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے تقریباً دو سو سال پہلے چین کے بادشاہ شی ہوانگ تی نے اپنے ملک کو دشمنوں کے حملوں سے محفوظ کرنے کے لئے شمالی سرحد پر ایک دیوار بنانے کی خواہش کی۔ اس دیوار کی ابتدا چین اور منچوکو کی سرحد کے پاس سے کی گئی۔ چین کے دشمن اس زمانے میں ہنز اور تاتار لئے جو وسط ایشیا میں کافی طاقتور سمجھے جاتے تھے۔ یہ دیوار خلیج لیاؤتنگ سے لے کر منگولیا اور تبت کے سرحدی علاقے تک پھیلی ہوئی ہے۔ دیوار چین کی لمبائی تقریباً پندرہ سو میل ہے اور یہ بیس سے لے کر تیس فٹ تک اونچی ہے۔ اس کی چوڑائی نیچے سے پچیس فٹ اور اوپر سے بارہ فٹ کے قریب ہے۔ ہر دو سو گز کے فاصلے پر پہریداروں کے لئے مضبوط پناہ گاہیں بنی ہوئی ہیں۔

**دیواروں پر رنگ کرنا۔ Distempering** دیواروں پر رنگین کاغذ چسپاں کرنے کی بہ نسبت آج کل لوگ ان پر خوبصورت رنگ کرنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔
رنگوں کے انتخاب میں حسن ذوق کو بہت کچھ دخل ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی دیکھنا ہوتا ہے کہ کمروں میں روشنی اور دھوپ کا کس حد تک گزر ہوتا ہے۔ مثلاً جن کمروں میں زیادہ دھوپ آئے وہاں ہلکے رنگ کے روغن مناسب ہوں گے۔ جن کمروں میں روشنی کا گزر کم ہو ان کی دیواروں پر شوخ رنگ بھلے معلوم ہوں گے۔ کمرے کی چھت اور دیواروں پر بیک وقت روغن کرنا ہو، تو پہلے چھت پر رنگ کرنا چاہئے۔ اور بعد ازاں دیواروں پر۔

**دیواروں کے لئے سامان۔ Material for Walls**
اگر آپ کمرے کی دیواروں پر روغن کرنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے آپ کو مناسب رنگوں کا انتخاب کرنا چاہئے۔ رنگ کی عموماً دو قسمیں ہیں ایک رنگ پانی والا روغن ہے جس میں تیل کی آمیزش ہو۔ اس میں کئی ایک ایسے فوائد ہیں جو دیگر دیواری روغنوں میں نہیں ہوتے۔ یہ روغن چھتانے سے چھٹتا نہیں۔ اس میں صفائی رہتی ہے۔ اور گاڑھا ہو جانے کے بعد دھلنے سے نکھر جاتا ہے۔ اس پر کوئی دوسرا روغن کرنا ہو تو اسے صاف کئے بغیر ہو سکتا ہے۔ پانی والے روغن مختلف قسم کے رنگوں میں دستیاب ہوتے ہیں۔ جو ایک دوسرے کے ساتھ ملائے جا سکتے ہیں۔ اس طرح سے آپ اپنی پسند کا جس قسم کا روغن کرنا چاہیں تیار کر سکتے ہیں۔
دوسری قسم کا روغن وہ ہے جو پانی یا تیل کے علاوہ اور چیزوں کی آمیزش سے تیار ہوتا ہے۔ یہ مختلف شکلوں میں فراہم ہو سکتا ہے۔ بہترین روغن وہ ہے جو لیپ کی شکل میں ہوتا ہے۔ اس میں پانی کی مناسب مقدار ڈال کر خوب حل کر لو۔ پھر یہ استعمال کے قابل ہو جائے گا۔

**دیواری کاغذ کی مقدار کا اندازہ۔** دیواری کاغذ کول قرطاس کی شکل میں فروخت ہوتا ہے۔ جو بارہ گز لمبا اور اکیس انچ چوڑا ہوتا ہے۔ جس کے ساتھ نصف انچ سادہ کاغذ فالتو ہوتا ہے۔ کاغذ کی مقدار کا اندازہ کرنے کے لئے فرش سے چھت تک کی اونچائی فٹوں میں ناپ لو۔ پھر اکیس انچ کے برابر اعراض کی تعداد معلوم کرو۔ ان دونوں

کر آپس میں ضرب دو۔ اس طرح کمرے کا کل طول معلوم ہو جائے گا۔ اس جواب کو چھتیس پر تقسیم کرو اس لئے کہ ایک قرطاس میں اتنے ہی فٹ ہوتے ہیں۔ حاصل تقسیم معلوم ہو جائے گا کہ کتنی تعداد میں قرطاس درکار ہوں گے۔ ہر چھ قرطاس کے ہمراہ ایک مزید قرطاس کی گنجائش رکھ لیں تاکہ ضائع شدہ کاغذ کی کمی پوری ہو جائے۔ اگر نمونہ بہت بڑا ہو تو ہر چار قرطاس کے ساتھ ایک مزید کی گنجائش رکھ لو۔ ہمیشہ ضرورت سے کسی قدر زائد کاغذ خریدو۔ تاکہ قطع و برید کے بعد پورا آجائے۔

## دیوالہ۔ (Bankruptcy)

جب کوئی افراد یا کمپنیاں یہ دیکھتی ہیں کہ وہ اپنے قرضہ جات کی ادائگی سے قاصر ہیں۔ تو تنازعہ درمیان میں آجاتا ہے۔ اور خود قرض دار یا اس کے قرض خواہوں میں سے کوئی ایک عدالت میں دیوالیہ ہونے کی درخواست دے دیتا ہے۔ اور سول جج دیوالیہ پن کا حکم صادر کر دیتا ہے۔ اس کی رو سے ایک افسر Receiver مقروض کی جائداد اپنے اختیار میں لے لیتا ہے۔ قرض دار اپنے حالات کے متعلق بیان حلفی دیتا ہے۔ اور اس کے معاملات کی باقاعدہ جانچ پڑتال شروع ہو جاتی ہے۔ قرض خواہ ایک میٹنگ منعقد کر کے مقروض کو اس میں بلاتے ہیں۔ اس میں سمجھوتے کا بھی امکان ہوتا ہے اور نکلنے قرض کا راضی نامہ عدالت سے منظور کرایا جاتا ہے۔ راضی نامہ کی صورت میں قرض دار اقرار کر لیتا ہے کہ وہ مثال کے طور پر روپیہ میں پندرہ آنے یا بارہ آنے اپنے قرض خواہوں کو ادا کر دے گا جسے یہ لوگ منظور کر لیتے ہیں۔ البتہ راضی نامہ نہ ہونے کی صورت میں عدالت قرض دار کو از روئے قانون دیوالیہ قرار دے دیتی ہے۔ اور قرض خواہ اس کی جائداد کے لئے کسی شخص کو متولی مقرر کرتے ہیں۔ دیوالیہ متولی کو تمام روئداد سے آگاہ کرتا ہے۔ متولی حساب کتاب کا جائزہ لیتا ہے۔ حساب میں دھوکہ بازی سے کام لیا گیا ہو تو اسے بھی منکشف کرنے کی کوشش کرتا ہے اور جائداد کو فروخت کر کے قرض خواہوں کے مطالبات جس حد تک پورے کئے جا سکتے ہوں، پورے کرتا ہے۔

**دیوالی**۔ ہندوؤں کا یہ تہوار اس حقیقت کا مظہر سمجھا جاتا ہے۔ کہ بالآخر سچ جھوٹ پر فتح پا کر رہتا ہے۔ لیکن اس حقیقت کے متعلق مختلف جگہوں پر مختلف افسانے مشہور ہیں۔

برصغیر پاک و ہند کے شمالی حصہ میں اس دن راجہ رام چندر جی کے بن باس سے بخیریت گھر لوٹنے کی سالگرہ منائی جاتی ہے۔ دیئے اور چراغ ان کی واپسی کی خوشی میں جلائے جاتے ہیں۔ اس دن ان کا بن باس ہی ختم نہیں ہوا تھا، بلکہ امن و آشتی کا ایک نیا دور شروع ہوا تھا۔ بعض محققین کا خیال ہے کہ دیوالی کے تہوار کو دولت کی دیوی لکشمی سے بعد میں منسوب کیا گیا ہے۔ اس رات لکشمی کے بت کے سامنے چاندی کے سکوں کے انبار لگائے جاتے ہیں اور ان پر سندور چھڑکا جاتا ہے۔ تمام رات دیئے جلتے رہتے ہیں۔

مغربی اور مشرقی بنگال کے ہندوؤں کے نزدیک اس دن کالی دیوی نے تمام گمراہ لوگوں کو سزا دی۔ چنانچہ تمام مردوں اور عورتوں نے اس کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے اور اپنے گذشتہ گناہوں پر اظہار افسوس کرتے ہوئے آئندہ کے لئے گناہوں سے توبہ کی۔ دیوالی کے تہوار پر بنگالی ہندو کالی دیوی کی پوجا کرتے ہیں اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے جانوروں کی قربانی کی جاتی ہے۔

جنوبی ہندوستان کے لوگ دیوالی کے موقعہ پر گھروں میں روشنی ہی نہیں کرتے البتہ وہ اس دن منہ اندھیرے اٹھ کر اشنان کرتے ہیں اور نئے کپڑے پہن کر دوستوں اور عزیزوں کے ہاں جاتے ہیں۔ ان کے عقیدہ کے مطابق وشنو دیوتا نے اس دن گناہ کی تمام قوتوں پر غلبہ حاصل کر لیا تھا۔

**دیوان**۔ (حسابی نکتہ دان) Accuary تشریحات حساب کے ضروری نکات کا ماہر بالخصوص زندگیوں کا بیمہ کرنے والی کمپنیوں کا وہ عملہ جو ممکن الوقوع انسانی حادثات کا اندازہ لگا سکے اور اس کے حسابات کی نگرانی کرے۔ ۱۸۴۸ء میں جب ایسے حساب دانوں کی باقاعدہ انجمن قائم ہو چکی تب سے یہ لفظ اس خاص معنی میں استعمال ہونے لگا۔ اس سے پہلے یہ لفظ سینٹ Senate کی کارروائیوں کے کاتب کے لئے استعمال ہوتا تھا۔

**دیوانِ خاص** (دیوان ثانی) دیوان خاص کے ممبر دیوان زیریں کی طرح براہ راست انتخاب کے ذریعے سے لئے جاتے ہیں بلکہ انہیں عام طور پر نامزد کیا جاتا ہے یا ہاؤس آف لارڈز کے ممبروں کی طرح باپ کے بعد بیٹے کو ممبر

بنایا جاتا ہے۔ ریاست ہائے متحدہ میں سینیٹ یا سیکنڈ چیمبر Second Chamber کے ممبران کو مملکتیں States نامزد کرتی ہیں لیکن دولت مشترکہ میں ان کا باقاعدہ انتخاب عمل میں لایا جاتا ہے۔ بہت سے برطانوی مقبوضات میں دیوان خاص کو ایگزیکٹو کونسل کے نام سے پکارا جاتا ہے اور اس کے ارکان کو نامزد کیا جاتا ہے۔ انگلینڈ میں اس کے کچھ ممبر نامزد کئے جاتے ہیں اور کچھ انتخاب کے ذریعے لئے جاتے ہیں۔

**دیوان عام**۔ دیوان عام سے مراد ایوان زیریں ہے جس کے اوپر دیوان خاص ہوتا ہے دیوان عام کے ارکان رائے عامہ سے منتخب ہوتے ہیں اور نامزد نہیں ہوتے۔ دنیا کی اکثر مملکتوں میں دیوان خاص اور دیوان عام دونوں ہوتے ہیں۔

دیوان خاص اور دیوان عام شاہجہان اعظم کی زمانے کی یادگار بھی ہیں۔ دیوان خاص امرا اور وزرا کا شاہی دربار ہوا کرتا تھا اور دیوان عام پبلک دربار ہوتا تھا جس میں عوام اپنی شکایات شاہ کے حضور میں پیش کیا کرتے تھے۔ دیوان عام کا منظر شاہی جلوس کا حامل بھی ہوا کرتا تھا۔

عہد خلافت میں دیوان کا لفظ عدالت اور دفتر وغیرہ کے معنی میں بھی مستعمل تھا۔ دیوان شاعر کا مجموعہ کلام بھی ہوتا ہے۔

**دیوان سنگھ مفتون**۔ دیوان سنگھ نام اور مفتون تخلص کرتے ہیں۔ دہلی کے ہفت روزہ اخبار ریاست کے ایڈیٹر تھے۔ آغاز میں توجہ زیادہ ہندوستانی ریاستوں کی طرف رہی لیکن تقسیم کے بعد اب پالیسی ہموار اور ہمہ گیر سیاست سے متعلق ہے۔ اخبار ریاست کافی پڑھا جاتا ہے اور تیس سال کے قریب وہ شائع ہوتا رہا۔ ایڈیٹر دیوان سنگھ مفتون کئی بار قید و بند کی مصیبتیں بھی برداشت کر چکے ہیں۔ مستقل اور اٹل مسلک کے بیباک اور نڈر اخبار نویس اور دلیر صحافی ہیں ۱۹۵۵ء میں آپ نے مالی پریشانیوں کی بنا پر اخبار بند کر دیا تھا۔

**دیوانی ملازمتیں**۔ Civil Service حکومت کا وہ شعبہ جو قوانین کے نفاذ اور سرکاری خدمات کی بجا آوری پر نگرانی رکھتا ہے۔ ہر محکمہ کے افسر اعلیٰ کو وزیر Minister کہتے ہیں وزیر اعظم کا تقرر سربراہ اعلیٰ کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ وزیر اعظم عموماً اپنی سیاسی جماعت کے لائق اور سربرآوردہ افراد کو وزارت کے لئے منتخب کرتا ہے۔ وزرا کی یہ جماعت جسے کیبنٹ Cabinet کہتے ہیں، ملک کی حکومت تصور کی جاتی ہے۔

**دیوبند (دارالعلوم)**، ۱۵ محرم الحرام ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۶۶ء بروز پنج شنبہ کو اس کی بنیاد رکھی گئی، اس کے بانی مولینا محمد قاسم صاحب نانوتوی تھے۔ جامع ازہر مصر کے بعد اسلامی دنیا کی سب سے بڑی اسلامی یونیورسٹی ہے۔ جہاں اس وقت ڈیڑھ ہزار سے زیادہ طلباء مختلف اطراف اور ممالک سے آکر تعلیم حاصل کر رہے ہیں شیخ الہند مولینا محمود الحسن (اسیر مالٹا) کے زمانہ میں اس مدرسہ کی سب سے زیادہ شہرت ہوئی۔ اور ان کی شیخیت کے زمانے میں سب سے ممتاز طلبہ پیدا ہوئے۔ جنہوں نے ملک میں سیاسی اور علمی خدمات کو بطریق احسن سرانجام دیا۔ شیخ الاسلام مولینا شبیر احمد صاحب عثمانی، شیخ الہند ثانی مولینا حسین احمد مدنی، مولینا عبیداللہ صاحب سندھی، مولینا اعزاز علی صاحب مولینا محمد یعقوب صاحب، مولینا احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور۔ مولینا مفتی کفایت اللہ صاحب مولینا انور شاہ صاحب، جیسے اکابر علماء پیدا کئے۔ جنہوں نے اپنے علم اور تقویٰ کے باعث اسلام کے نام کو ہندوستان اور دیگر اسلامی ممالک میں زندہ رکھا۔ آج کل اس کے مہتمم مولینا قاری محمد طیب صاحب ہیں اور شیخ الحدیث مولینا حسین احمد صاحب مدنی ہیں۔ قصبہ دیوبند بھارت کے صوبہ یوپی میں ہے جس کی شہرت محض دارالعلوم کی بدولت ہے۔

**دیوبندی**۔ دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل فاضل اور طالب علم یا دیوبندی تعلیمات کے متبع کو کہتے ہیں۔ فارغ التحصیل ہونے اور امتحان پاس کرنے پر دستاربندی ہوتی ہے جو عموماً سبز رنگ کا عمامہ ہوتا ہے دستاربندی کے ساتھ سند فضیلت بھی عطا ہوتی ہے۔ دیوبندی خود کو فقہ حنفی کے پابند سمجھتے ہیں لیکن عام حنفیوں کے مقابلے میں ان کے عقائد میں توحید کی جھلک زیادہ ہوتی ہے دینیات اور عربی کے اساتذہ کی بیشتر تعداد دیوبندی ہے۔

## دیوجان کلبی (دیکھو ڈایوجینز)

**دیودار۔** ایک تناور اور چتہ درخت جس کی لکڑی بہت سفید ہوتی ہے۔ دیو کے معنی جن کے ہیں اور دار درخت کو کہتے ہیں۔ یعنی درختوں کا جن یا سردار۔ انگریزی لفظ سیدار اسی لفظ کا بگاڑ معلوم ہوتا ہے۔ یہ درخت کوہ ہمالیہ کی وادیوں میں عام ہے۔ اس کا تنا بہت موٹا تیر کی طرح سیدھا اور لمبائی میں بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اس کی لکڑی نرم اور ملائم ہوتی ہے۔ اور اس کی تراش آسانی سے ہو سکتی ہے۔ اسی لئے کواڑوں اور چھتوں میں بہت کام آتی ہے سامان بھی بنتا ہے لیکن مضبوط نہیں ہوتا۔ پہاڑوں میں جنگلات کے جنگلات کھڑے ہوتے ہیں جن سے انتخاب کر کے سرکاری افسران جنگلات ایک مقررہ موسم میں کٹائی کا حکم دیتے ہیں۔ آرہ کش کاٹ کاٹ کر گیلیاں اور شہتیریاں بناتے ہیں جن کی لمبائی یکساں ہوتی ہے۔ ان گیلیوں کے گٹھے بنا کر دریا میں بہا دیئے جاتے ہیں جن پر بعض دفعہ مالک یا ان کے آدمی بھی سوار ہو جاتے ہیں۔ اور یہ گٹھے میدانی منڈیوں میں پہنچ جاتے ہیں۔ اس قسم کی منڈیاں دریا کے کنارے ہوتی ہیں۔ اور ہمارے ہاں جہلم اور وزیر آباد میں بہت بھاری منڈیاں تھیں۔ لیکن اب چونکہ جنگلاتی پہاڑ پاکستان کے زیر تحت نہیں رہے اس لئے یہ منڈیاں پر رونق نہیں رہیں۔ اب خیر آباد کی منڈی قلعہ اٹک کے مقابل موجود ہے۔ لیکن ملک میں لکڑی کی قلت بڑی محسوس ہو رہی ہے۔

دیودار کے خوبصورت اور دراز تنوں کا اگر نظارہ دیکھنا ہو۔ تو سرینگر کی جامع مسجد میں تشریف لے جائیے۔ تمام مسجد میں جتنے ستون ہیں وہ دیودار کے نہیب اور دراز تنے ہیں جن کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ اس قد بلند اور یکساں نمونے کے ستونوں کی فراہمی میں بھی کافی سرمایہ خرچ ہوا ہوگا۔ کہتے ہیں کہ یہ مسجد کئی دفعہ جل کر پھر تعمیر ہوئی ہے اور ہر بار اسی قسم کی بنی ہے۔

**دیہاتی۔** پاکستان ایک زرعی ملک ہے۔ اس کی دیہی آبادی کل آبادی کا پچاسی فیصد ہے۔ دیہات سے مراد آبادی کے ایسے یونٹ ہیں جہاں تحصیلی یا شہری میونسپل کمیٹیاں موجود نہ ہوں۔ دیہات یا تو پنچائتیں ہوتی ہیں اور یا ان کا اپنا نجی نظام ہوتا ہے نمبردار اس نظام کی روح رواں ہوتا ہے۔ اس کے ماتحت چوکیدار ہوتا ہے۔ پٹواری زرعی ریکارڈ رکھتا ہے۔ اور جمعبندی اور خسرہ گرداوری وغیرہ اس کی تحویل میں ضروری کاغذات ہوتے ہیں۔ پٹواری کا حلقہ ایک یا زیادہ دیہات پر زرعی رقبے کے تناسب سے حاوی ہوتا ہے۔ دیہات میں صفائی اور حفظان صحت کا کوئی خاص انتظام نہیں ہوتا۔ تاوقتیکہ گاؤں کی پنچائت یا سربرآوردہ اشخاص کوئی خاص انتظام قائم نہ کریں۔ بعض دیہات میں تعلیم کا پرائمری یا زیادہ سے زیادہ مڈل تک کا سلسلہ ہوتا ہے۔ اور اکثر میں نہیں ہوتا۔ دیہاتی لوگ تھوڑی زمین ہی کے مالک ہوتے ہیں اور نقد روپیہ ان کے پاس قلیل مقدار میں ہوتا ہے۔ مگر اجناس کے نرخ بڑھ جانے کی وجہ سے بڑے بڑے دیہاتی زمیندار شہریوں سے بھی زیادہ خوشحال ہیں۔ اوضاع و اطوار میں دیہاتی سادہ اور مشقت پسند ہوتے ہیں۔ اوائل میں دیہات تھے جن سے رفتہ رفتہ شہری آبادیاں بنتی گئیں۔ دیہاتی کا رجحان عام طور پر شہر کے حق میں ہوتا ہے گو بعض شہری لوگ دیہات کی زندگی کو پسند کرتے ہیں۔

**دیہاتی روایات۔** ساری دنیا کے دیہات کرۂ ارض کی قدیم ترین آبادیاں ہیں۔ لہٰذا ان کی اہمیت تاریخی کم اور معاشرتی زیادہ ہے۔ گو بعض اوقات کوئی دیہات دریا برد یا تباہ و برباد ہو جائیں تو ان کی جگہ کم و بیش انہی ناموں پر نئے گاؤں آباد ہو جاتے ہیں۔ دیہاتی آبادیوں میں دنیوی علم و فضل کم ہوتا ہے البتہ دینی علم کی ترقی [illegible] اور قرآن پاک کی تعلیم ناظرہ یا حفظ، مع ترجمہ یا بلا ترجمہ کا انتظام ہوتا ہے لباس سادہ اور خوراک سادہ ہوتی ہے، آمدنی کم اور خرچ بھی کم ہوتا ہے شہری سوسائٹی کے تکلفات اور فیشنوں سے آزاد ہوتے ہیں۔ دیہاتی تہذیب اور دیہاتی رسم و رواج شہری تہذیب اور شہری تمدن سے مختلف ہوتے ہیں۔

دیہاتیوں میں آپس کے اختلافات، زر، زن اور زمین کی بناء پر اکثر ہوتے ہیں۔ آبادی کے اس طبقے اور قطعے میں مقدمہ بازی بھی عام ہوتی ہے۔ خاندانی نزاع، نسلی تنازعات اور مذہبی جھگڑے اور فسادات ان میں عام ہوتے ہیں۔ گھروں کا بجٹ بہت کم [illegible] ہے۔ دیہاتی قرضہ لینے میں بہت دلیر ہوتے ہیں زرعی پیداوار کی فراوانی اور اجناس کے نرخ گراں ہو جانے کی وجہ سے دیہات کی اقتصادی اور معاشی حالت بہتر ہو

گئی ہے۔ میلے ٹھیلے۔ اور کھیل کبڈی دیہاتی روایات کا حصّہ ہیں۔ حکومت بدی اور غلط دیہاتی روایات کی اصلاح کے لئے منظم کوشش کر رہی ہے۔

**دیئے کا گل۔** Lamp Black یہ کاربن کا ست ہوتا ہے۔ جو شعلوں کے دھوئیں میں ہوتا ہے۔ پہلے پہل یہ دیسی دیوں پر گل ظروف رکھنے سے حاصل کیا جاتا ہے۔ لیکن موجودہ وقت میں اس کی بہت زیادہ مانگ کے سبب بھٹیوں میں کاربنی مادے جلا کر حاصل کیا جاتا ہے۔ بڑی بڑی بھٹیوں میں نمک، بروزہ یا مٹی کا تیل جلاتے ہیں۔ اور ان سے جو دھواں اٹھتا ہے وہ بھٹی کی دیواروں یا چمنی کی سطح پر کاربن کے ذرات پھیلا دیتا ہے۔ انہیں جمع کر کے ڈبوں میں بند کر کے فروخت کیا جاتا ہے۔ بازار میں رنگ و روغن فروخت کرنے والوں کے پاس انگریزی ناموں سے بکتا ہے۔ یہ گل کئی کام آتا ہے، چھاپے کی سیاہیوں میں یہی پڑتا ہے۔ تمام سیاہ روغنوں میں رنگ دینے والی یہی چیز ہوتی ہے۔ دیسی سیاہیوں اور ڈرائنگ کی سیاہیوں میں بھی یہی استعمال ہوتا ہے۔ بجلی کے آرک لیمپ میں جو کاربن لگائے جاتے ہیں۔ وہ اسی گل کو دبا کر تیار کئے جاتے ہیں۔ یہ کاربن سلاخ کی شکل میں ہوتے ہیں۔

دیسی سیاہی کے لئے سب سے عمدہ گل بادام کے چھلکوں کو جلانے سے حاصل ہوتا ہے۔ اس سیاہی کا دوسرا اہم جزو گوند ہوتا ہے یہ گوند کیکر کا ہوتا ہے اور کسی دوسرے درخت کا کارآمد نہیں ہوتا۔

# ڈ

**ڈاج، بے یارڈ۔** Dodge, Beyard

امریکی ماہر تعلیم۔ ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئے۔ پرنسٹن اور کولمبیا یونیورسٹیوں میں تعلیم پانے کے علاوہ ایک مذہبی درسگاہ سے بھی استفادہ کیا۔

پچیس برس کی عمر میں بیروت آ گئے اور وہاں کے شامی پروٹسٹنٹ کالج میں اسسٹنٹ ہو گئے۔ آٹھ برس وہیں رہے۔ ۱۹۲۰ء میں مشرق قریب کی ریلیف کے سلسلہ میں شامی اور فلسطینی علاقے کے مینیجنگ ڈائرکٹر بنائے گئے۔ ایک سال بعد بیروت کی امریکن یونیورسٹی میں آ گئے اور ۱۹۴۷ء تک وہیں رہے۔ ۱۹۴۸ء میں فلسطینی مہاجروں کی امداد کے سلسلے میں اقوام متحدہ کے مشیر مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۱ء سے پرنسٹن یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں۔ لبنان، شام، یونان، مصر، پولینڈ، برطانیہ اور فرانس سات ملکوں سے مختلف قسموں کے اعزازات حاصل کر چکے ہیں۔

**ڈار۔** پرندوں کا جھنڈ، مثلاً کوئلوں کی ڈار۔ جانوروں کا ڈار کہنا بھی جائز ہے۔ محاورہ میں مبالغہ کرنا، ایک پرندہ دیکھ پانا اور اسے ڈاروں کے ڈار باندھنا، تھوڑی بات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا وغیرہ۔

ڈار کشمیری اقوام کی ایک ذات بھی ہے، کوئی بٹ ہیں کوئی ڈار وغیرہ۔

**ڈارون۔** Charles Robert Darwin

چارلس رابرٹ ڈارون ایک فاضل حکیم جس نے ارتقا کا نظریہ Theory of Evolution قائم کیا۔ کرۂ ارضی پر زندگی کی جو مختلف قسمیں موجود ہیں ان کو سائنسی طور پر سمجھایا کہ وہ کیوں کر پیدا ہوئیں۔ اس نے بتایا کہ پودوں اور حیوانوں کی صورت میں تبدیلیاں کم و بیش فوری طور پر ہوتی ہیں اگر ماحول ان سے موافق ہو تو وہ تبدیلیاں باقی رہتی ہیں۔ اور اگر ساز گار نہ ہو تو غائب ہو جاتی ہیں۔

۱۲ فروری ۱۸۰۹ء کو شروزبری Shrewsbury میں پیدا ہوا۔ پہلے ڈاکٹری کی تعلیم کے لئے ایڈنبرا بھیجا گیا۔ لیکن جب معلوم ہوا کہ وہ ڈاکٹری سیکھنے کے ناقابل ہے تو اس کے باپ نے اسے پادری بنانے کے لئے کیمبرج بھیج دیا وہاں ڈارون کو بعض نئے دوست ملے جن کی صحبت کا اثر یہ ہوا کہ وہ مذہبی تعلیم چھوڑ کر سائنس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

۱۸۳۱ء میں جب ڈارون تعلیم سے فارغ ہوا۔ تو وہ علم الحیوانات کے ماہر کی حیثیت سے بیگل (Beagle) جہاز کے بحری سفر پر بھیج دیا گیا۔ یہ بحری سفر کوئی پانچ سال تک جاری رہا اور ڈارون کو جنوبی امریکہ کے گرد اور مغربی بحرالکاہل کے بہت سے جزیروں میں چکر لگانے کا موقع ملا۔ ان مختلف علاقوں میں اس نے بے شمار زندہ اور متحجر جانور دیکھے جن سے اس نے یہی نتیجہ نکالا کہ بقائے اصلح Survival of the Fittest کا اصول صحیح ہے۔ یعنی صرف وہی نوع باقی رہتی ہے جو دوسری انواع سے زیادہ صلاحیت رکھتی ہے اگرچہ ڈارون نے اس نظریے کا خاکہ پہلے ہی تیار کر لیا تھا۔ لیکن ۱۸۵۹ء میں اس نے اپنی مشہور کتاب۔ اصل انواع Origin of Species شائع کی جس پر خوب ہنگامہ مچا۔ ڈارون کی دوسری کتاب "صورات انسان" Descent of Man ۱۸۷۱ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں اس نے انسان کے آباؤ اجداد کا پتہ چلانے کے لئے اپنے نظریۂ ارتقا کو استعمال کیا۔ یہ کتاب عام انسانوں تک بھی پہنچی چنانچہ اس پر اور بھی زیادہ بحث مباحثہ ہوا۔ اس سے تین سال پہلے اس نے ایک اور کتاب

میں یہ بتایا تھا کہ پودوں اور جانداروں میں خانگی زندگی سے کیا کیا تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں ۔ اس کے علاوہ بھی ڈارون نے بہت سی کتابیں لکھیں ۔
ڈارون ۱۹ اپریل ۱۸۸۲ء کو فوت ہوا اور انگلستان کے مشہور قبرستان ویسٹ منسٹر ایبے Westminster Abbey میں دفن کیا گیا ۔

## ڈارون کا نظریہ Darwinian Theory

انگریزی سائنس دان چارلس رابرٹ ڈارون نے یہ نظریہ پیش کیا کہ کرہ ارضی پر نباتات اور حیوانات کی جو انواع دیکھنے میں آتی ہیں یہ ابتدا زمانہ سے اسی طرح نہیں چلی آئیں اور نہ ہی تخلیق ارض کے وقت سے یہاں اپنی موجودہ ہیئت میں موجود ہیں ۔ اس نے اپنے نظریہ کے ثبوت میں جانوروں کی ہڈیوں کے ایسے ڈھانچوں کو پیش کیا جن پر ہم غور کرنے سے اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ کسی وقت یہاں ۹ فٹ لمبے بچھو چلتے پھرتے تھے یا ایسے ڈینوسار Dinosaurs تھے جو ۴۰ فٹ لمبے تھے ۔ "بقائے اصلح" Survival of the Fittest کے قانون کے تحت صرف وہ انواع زندہ رہ گئیں جو دیگر انواع حیوانات اور آب و ہوا کا مقابلہ کر سکیں یا گھوڑے اور ہاتھی کی طرح ارتقائی دور سے گزر کر ترقی یافتہ جسمانی ساخت اختیار کر سکیں ۔ ڈارون کے خیال کے مطابق انسان بھی فی نفسہٖ اسی طرح پیدا نہیں ہوا تھا ۔ جس طرح آج دنیا میں نظر آتا ہے ۔ بلکہ اس نے بندر سے جو بذات خود دیگر انواع سے ترقی کر کے بوزنہ بنا ہے ، موجودہ انسانی ہیئت اختیار کی ہے ۔ حیاتیات کے ماہرین نے ڈارون کے نظریات کو بہت تسلیم کر لیا ہے اور یہ مان لیا ہے کہ کرہ ارضی پر نباتات ، حیوانات ، طیور اور بحری و بری جانداروں کا تمام سلسلہ تخلیق بقائے اصلح اور ارتقا کے اصولوں سے دوچار رہا ہے ۔

**ڈاڑھی ۔** Beard ٹھوڑی اور گالوں پر کے بال جو بالغ ہونے پر اگتے ہیں اور جو مردانگی کا نشان ہیں ۔ قدیم زمانے میں یورپ اور ایشیا میں اس کو تقدس کا درجہ دیا جاتا تھا ۔ اب بھی اہل اسلام کے مذہبی شعار میں داخل ہے ۔ اور یہودیوں اور رومن کیتھولک پادریوں میں بھی اس کو عزت کی نشانی سمجھا جاتا ہے ۔
جب بنی اسرائیل مصر میں غلامی کی زندگی بسر کیا کرتے تھے تو ان کو ڈاڑھی منڈانے کی اجازت نہ تھی ۔ اس لئے وہ اپنی ڈاڑھیوں کو لمبا چھوڑ دیا کرتے تھے اور اسی نشانی سے ان میں اور مصریوں میں تمیز ہوتی تھی ۔ کیوں کہ مصری ڈاڑھی کو منڈا دیا کرتے تھے ۔ یہودیوں کے اس رواج کے باعث ڈاڑھی ایک عزت کی نشانی بن گئی اور موجودہ یہودی اب اس کو بہت عزت کی نشانی سمجھتے ہیں ۔
قدیم یونان اور روم میں ہمیشہ سے ڈاڑھی کا صفایا کرنے کا رواج چلا آتا ہے ۔ بلکہ جو لوگ ڈاڑھیاں رکھتے تھے ان کو شرفا میں شمار نہیں کیا جاتا تھا ۔ لیکن باوجود اس کے وہاں ڈاڑھیاں رکھنے والے بکثرت پائے جاتے تھے ۔ کیوں کہ ڈاڑھی دانائی کا نشان سمجھی جاتی تھی ۔
سکندر یونانی نے اپنی فوج میں ڈاڑھی رکھنا ممنوع قرار دیا تھا بلکہ فوجی سپاہی ہر ملک میں بغیر ڈاڑھی کے ہی دیکھے گئے ہیں ۔ حتی کہ مذہب اسلام میں بھی جہاں ڈاڑھی ایک مذہبی شعار ہے جنگ کے وقت اس کا منڈانا ناجائز سمجھا گیا ہے ۔ روس میں پیٹر اعظم کے وقت اور انگلستان میں اس سے کچھ عرصہ پیشتر ڈاڑھی والوں پر ایک ٹیکس بھی لگایا جاتا تھا ۔ اور ڈاڑھی رکھنا صرف شاہی اعزاز سمجھا جاتا تھا ۔ چنانچہ انگلستان کے تمام بادشاہ ڈاڑھی رکھتے چلے آئے ہیں ۔ ایڈورڈ ہشتم نے اس رسم کو بھی خیرباد کہہ دیا اور اس کے جانشین بھائی نے اس کی تقلید کی ۔
ڈاڑھی کی بہتات ان ممالک میں پیدا نہیں ہوتی جن کے باشندے قدرتی طور پر اس سے محروم ہیں ۔ مثلاً چین ، جاپان ، کوریا ، ملایا ، ہند چینی ، برما ، تبت ، نیپال اور وہ تمام علاقہ جس میں منگول نسل کے لوگ بستے ہیں ۔ بعض دفعہ عورتوں کی بھی ڈاڑھی دیکھی جاتی ہے ۔ لیکن یہ عیب اور منحوس سمجھی جاتی ہے ۔

**ڈاک (محکمہ)** پہلے زمانہ میں صرف بادشاہ یا امرا گھوڑوں کے ذریعہ ڈاک بھیج سکتے تھے عوام کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ اپنے دور افتادہ اعزاء یا احباب کی خیریت آسانی سے منگا سکیں ۔ رسل و رسائل میں کم وقت صرف ہونے کے لئے جگہ جگہ چوکیاں بنا دی گئی

تھیں تاکہ گھوڑے بدلے جا سکیں۔ انگلستان وغیرہ میں بھی اس زمانہ میں ڈاک لے جانے کا یہی طریقہ تھا اور جو لوگ گھوڑوں کا بندوبست کرتے تھے وہ "پوسٹ ماسٹر" کہلاتے تھے۔ ہمارے ملک میں ڈاک کا سب بندوبست انگریزوں ہی کے زمانہ میں شروع ہوا۔ اور خود انگلستان میں طویل مراحل کو طے کرنے کے بعد ڈاک کا نظام مکمل ہوا۔ جیمس اول کے زمانہ سے کچھ پہلے ایسے لوگوں کی ایک جماعت جا بجا اضلاع میں پیدا ہو گئی تھی جن کا کام محض چٹھی رسانی تھا۔ انہیں "پوسٹ لڑانے" (Post Boy) کہتے تھے۔ ان کی تنظیم کرنے کے لئے "پوسٹ ماسٹر جنرل" مقرر کیا گیا۔ جیمس اول کے زمانہ میں خطوط کی ترسیل و ترسیل میں کافی تیزی پیدا ہو گئی۔ اس زمانہ میں چٹھی کو ایک میل تک لے جانے کی اجرت دو پنس تھی اور یہ اجرت چٹھی ارسال کرنے سے پہلے ہی ادا کرنی پڑتی تھی۔

دورنگز نامی ایک انگریز نے یہ تجویز پیش کی کہ کسی خاص ضلع کی چٹھیوں کو ایک علیحدہ تھیلہ میں جمع کر کے اس شہر کے ڈاک منشی کے پاس وہ تھیلہ بھیجنا چاہیئے۔ تھیلہ آنے پر ڈاک منشی ان لوگوں کی ایک فہرست بنا کر باہر دیوار پر لٹکا دیتا تھا جن کی چٹھیاں اس کے پاس ہوتی تھیں اور اشخاص متعلقہ اپنی اپنی چٹھیاں وصول کر لیتے تھے۔ باہر جانے والی چٹھیاں بھی لوگوں کو خود جا کر جمع کرانا پڑتی تھیں۔ اور اجرت پہلے ہی دینا پڑتی تھی۔ اب ۸۰ میل تک کی اجرت دو پنس اور ۸۰-۱۴۰ میل کی اجرت ۴ پنس اور اس سے زیادہ فاصلہ تک چٹھی لے جانے کی اجرت ۸ پنس قرار دے دی گئی۔ جو چٹھی اسکاٹ لینڈ جاتی تھی اس پر ۸ پنس خرچ کرنا پڑتے تھے۔ پہلے کی نسبت اب بہت کم پیسوں میں چٹھیاں جانے لگیں۔ رفتہ رفتہ مزید اصلاحات ہوتی رہیں پہلے قیمتی پارسل وغیرہ "پوسٹ لڑانے" کو خود لے جانا پڑتے تھے۔ اکثر رہزن حملہ آور ہو کر ان کو چھین بھی لیا

کرتے تھے۔ چنانچہ یہ فیصلہ ہوا کہ ڈاک وغیرہ مسلح گارڈ کے ہمراہ گاڑی میں بھیجا جایا کرے۔ یہ تبدیلی ۱۸۴۰ء میں رونما ہوئی اور اس کی وجہ سے لوگ زیادہ چٹھیاں لکھنے لگے ۱۸۴۰ء میں ٹکٹ ایجاد ہو گئے اور سر رولنڈ ہل (Sir Roland Hill) نے ایک پنس والے کارڈ رائج کر دیئے۔ ریلوں کے رواج سے ڈاک بذریعہ ریل آنے جانے لگی۔ اس زمانہ میں ہوائی جہازوں سے بھی ڈاک لے جانے کا کام لیا جاتا ہے۔ پیغامات بھیجنے کا اس سے بھی زیادہ تیز ایک اور طریقہ ہے جسے "تار برقی" کہتے ہیں۔ علاوہ ازیں ٹیلیفون کے ذریعہ زبانی اطمینان بخش طریقہ سے پیغامات ارسال کئے جا سکتے ہیں یہ طریقہ ایڈیسن اور بیل (Bell) نے ایجاد کیا تھا اور اس کی وجہ سے بے شمار کاروباری و نجی معاملات دور دراز سر انجام دیئے جاتے ہیں۔

رسل و رسائل کا تازہ ترین ذریعہ وائرلس ہے اس کی وجہ سے بغیر کسی تار یا رشتہ کے دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک آن واحد میں پیغامات پہنچائے جا سکتے ہیں۔

ہمارے ملک میں بڑے شہری اور قصباتی ڈاک خانوں سے ڈاک کے سربمہر تھیلے دیہاتی یا برانچ آفسوں میں ہرکارے لے جاتے ہیں جن کے کندھے پر ڈاک کا تھیلا اور ہاتھ میں ڈنڈا یا عصا ہوتا ہے۔ ہرکارے ایک طرف تو ڈاک کا تھیلا دیتے ہیں اور دوسری طرف تیار شدہ تھیلے لے کر شہری اور دیہاتی ڈاک خانوں میں لے آتے ہیں۔

## ڈاک (گودی) Dock : Dockyard

سمندر کے کنارے بندرگاہ پر ایک بحری احاطہ جس میں جہاز سامان لادنے یا مرمت کے لئے کھڑے کئے جاتے ہیں۔ یہ ڈاک تین قسم کے ہوتے ہیں۔

پہلی قسم میں تر ڈاک آتے ہیں۔ یہ محض گہرے پانی کے بیٹھ سلکے ہوتے ہیں۔ جن کے ساتھ پلیٹ فارم

بنے ہوتے ہیں۔ ان پلیٹ فارموں پر سامان لادنے کے آلات نصب ہوتے ہیں۔ جن کے ذریعے سامان آسانی سے جہاز میں لادا یا اس سے اتارا جا سکتا ہے۔

دوسری قسم نیم خشک ڈاک کی ہے۔ اس میں جہاز کو ایک احاطے میں داخل کر کے پھاٹک بند کر دیا جاتا ہے۔ اور مشینی پمپوں کے ذریعے احاطہ کا پانی نہایت سرعت سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح تمام احاطہ خشک کر کے مذکورہ جہاز ریل نما سہاروں پر ٹکا دیا جاتا ہے۔ اور چونکہ جہاز کا زیریں حصہ بالکل ننگا ہو جاتا ہے اس لئے اس کی مرمت ہو سکتی ہے جس کے بعد پانی داخل کر کے اس کو دوبارہ تیرا کر باہر لایا جاتا ہے

خشک ڈاک بالکل ساحلی زمین پر ہوتا ہے۔ ریل کی طرح کے کھمبوں پر جہاز تعمیر کیا جاتا ہے اور تکمیل پر اسے سرکا کر سمندر میں ریلوں ہی کے ذریعے دھکیل دیا جاتا ہے۔ جو ڈھلواں شکل میں بنے ہوتے ہیں۔

ڈاک کی ایک اور قسم تیرنے والے (Floating) ڈاک ہیں۔ یہ تمام ترچوبی اور آہنی ہوتے ہیں۔ جب کوئی جہاز مرمت کے لئے بندرگاہ میں نہ آسکے تو یہ ڈاک تیرا کر جہاز کے پاس لے جائے جاتے ہیں۔ اور سمندر ہی میں ان پر جہاز چڑھا کر مرمت کر دی جاتی ہے۔

## ڈاکٹر آف لاز (L L. D.) Doctor of Laws

ایک ڈپلوما یا ڈگری، جو قانون کے فضلاء کو عطا کی جاتی ہے۔ یہ ڈگری اکتسابی بھی ہوتی ہے اور اعزازی بھی۔ عموماً ولایت کی یونیورسٹیوں میں یہ ڈگری ملتی ہے۔ وہاں قانون کی عام ڈگری حاصل کر کے امیدوار داخلہ لیتے ہیں اور پھر مقررہ کورس کے بعد امتحان میں بیٹھتے ہیں۔ اور کامیابی کی صورت میں انہیں یہ ڈگری ملتی ہے مخفف ایل ایل ڈی ہے۔

پنجاب یونیورسٹی اور دوسری چند ایک پاکستانی یونیورسٹیوں کو اس کی اعزازی ڈگری کا بھی اختیار ہے جو ممتاز ہستیوں کو عطا کی جاتی ہے۔ دیگر ممالک کے سربر آوردہ اشخاص کو بھی یہ اعزازی ڈگری عطا کی جاتی ہے۔

## ڈاکٹر آف لٹریچر Doctor of Literature (D. Lit.)

ادبیات کی یہ ڈگری اور ڈپلوما یورپین اور امریکن یونیورسٹیاں دیتی ہیں۔ جو مطالعہ کی مقررہ میعاد پر، امتحانی کامیابی پر دی جاتی ہیں۔ انگریزی زبان اور السنۂ شرقیہ اور دنیا کی بعض دوسری زبانوں اور علم و ادب میں ڈاکٹر آف لٹریچر کی ڈگری دی جاتی ہے۔ "ڈی لٹ" اس کا مخفف ہے۔

فاضل اشخاص، پاکستان میں رہ کر بھی اس ڈگری کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ مقررہ تحقیقات کر کے اور مقالہ یا Thesis لکھ کر امتحان پاس کرتے ہیں۔ مقالہ وغیرہ کو جانچ پڑتال کے لئے ولایت کی یا کسی دوسرے ملک کی یونیورسٹیوں میں بھیجا جاتا ہے۔ جہاں ممتحن اس کا جائزہ لیتے ہیں اور نصابی معیار پر پرکھتے ہیں اور پھر نتیجہ کا اعلان کرتے ہیں۔

## ڈاکٹر آف میڈیسن Doctor of Medicine (M.D.)

"میڈیسن" طبی مواد کو کہتے ہیں پنجاب یونیورسٹی میں اس ڈگری کا براہ راست وجود نہیں۔ البتہ ریسرچ کی بنا پر ولایت کی یا امریکن یونیورسٹیوں سے اس کی سند مل سکتی ہے ایم ڈی اس کا مخفف ہے۔ ایم بی۔ بی ایس کا امتحان پاس کرنے پر ایم ڈی کی تیاری کی جاتی ہے۔ پاکستان میں معدودے چند ایم ڈی ہیں۔

## ڈاک خانہ۔ (Post Office)

متمدن دنیا میں رسل و رسائل اور خط و کتابت کی ترسیل کا ذریعہ ہے۔ ابتداء میں ترسیل کا ذریعہ ہرکارے یا جانوروں کی سواریاں تھیں، اب مروجہ آسانیوں کی ترویج پر ڈاک اور تار وغیرہ اس کے ذریعے ہیں، کم و بیش ہر قصبے یا شہر میں ایک یا زیادہ ڈاک خانے ہوتے ہیں۔ کارڈ یا لفافہ خرید کر کاتب لکھتے ہیں اور مکتوب الیہ کا نام اور پتہ لکھ کر لیٹر بکس میں ڈال دیتے ہیں۔ جہاں سے منتظمین اسے منزل مقصود پر پہنچا دیتے ہیں۔

**ڈالر۔** (DOLLAR.) ایک مشہور امریکی سکہ جس کی قیمت انگریزی ۵ شلنگ کے برابر ہوتی تھی۔ لیکن ۱۹۴۹ء سے پونڈ کی قیمت گرنے کی وجہ سے اب صرف ۵ شلنگ کے برابر رہ گیا ہے یہ قیمت ریاستہائے متحدہ امریکہ کے ڈالر کی ہے۔ کینیڈا کا ڈالر اس سے کچھ زیادہ قیمت کا ہوتا ہے۔ ریاستہائے متحدہ کا ڈالر پاکستانی پانچ روپے کے قریب ہوتا ہے۔

**ڈالری ممالک** DALLAR COUNTRIES وہ ممالک جن کی کرنسی ڈالر کے ساتھ وابستہ ہو اور وہ بیرونی ممالک میں ڈالر ہی کو معیاری سکہ فرض کرکے کاروبار کریں۔ یہ ممالک اس لحاظ سے ریاستہائے متحدہ امریکہ کے سکے کے تابع ہوتے ہیں۔ ان کے مقابلے پر وہ ممالک ہیں جن کے سکے انگریزی پونڈ کے معیار کے مطابق گھٹتے بڑھتے ہیں۔ چونکہ پونڈ سونے کا سکہ ہے اور خالص سونے کو سٹرلنگ STERLING بھی کہتے ہیں اس لئے یہ ممالک بھی اسی نسبت سے "سٹرلنگ ممالک" (STERLING COUNTRIES.) کہلاتے ہیں۔

پاکستان سٹرلنگ حلقے میں شامل ہے کیونکہ اس کے زرمبادلہ کا نظام اسی کے ساتھ وابستہ ہے۔

**ڈالمیا، رام کشن سیٹھ۔** (DALMIA) ہندوستان کے چند چوٹی کے صنعت کاروں اور سرمایہ داروں میں سے ایک۔ سمنٹ، کاغذ اور چینی کے کئی بڑے کارخانوں، بجلی کے سامان اور ہوائی جہاز کی فیکٹریوں، زرعی فارموں، اور ایک بیمہ کمپنی کے مالک ہیں۔ بھارت بنک کے نام سے ان کا ایک بنک بھی ہے۔ ان کے بزرگ کئی پشتوں سے مارواڑ کے اونچے خاندان میں شمار کئے جاتے ہیں۔ مگر ان کا قدیمی تعلق پنجاب کی ایک ریاست کے ڈالمہ نامی گاؤں سے ہے۔ اس لئے ڈالمیا ان کا خاندانی نام ہوگیا۔ سیٹھ ڈالمیا کے والد اپنے علاقے کے متمول ترین آدمی تھے لیکن ایک روز وہ اپنی تمام دولت سے دست کش ہو گئے۔ ان کا کہنا تھا کہ میں اب افلاس کے مزے لوٹنا چاہتا ہوں جو امیروں کی قسمت میں نہیں ہیں چنانچہ سیٹھ ڈالمیا کو بارہ سال کی عمر میں دس روپیہ ماہوار پر ملازمت اختیار کرکے زندگی شروع کرنا پڑی۔

**ڈام (دیکھو کُشتہ)**

**ڈان (اخبار)** (DAWN) کراچی کا ایک موقر انگریزی روزنامہ۔ قائد اعظم علیہ الرحمتہ کے ایما پر ۱۹۴۲ء میں دہلی سے اس کا اجرا ہوا۔

اس کے پہلے ایڈیٹر ایک عیسائی صحافی مسٹر پوتھن جوزف تھے۔ اس کے بعد مسٹر محمود حسین مقرر ہوئے اور ان کے بعد مسٹر الطاف حسین جو تا حال اس سے وابستہ ہیں۔ حصول پاکستان کے سلسلے میں اس اخبار کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

**ڈان ژوان** (DON JUAN.) ایک ذہنی کردار جو ہسپانیہ کے ایک اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ ڈان ژوان کی داستان بیان کرتے وقت کہا جاتا ہے کہ اس نے ایک معزز گھرانے کی لڑکی کی عصمت برباد کی جس پر لڑکی کے باپ سے اس کا مقابلہ ہوا۔ ڈان ژوان کو اس مقابلہ میں فتح ہوئی اور اس نے اس خوشی میں ایک دعوت دی جس کے دوران میں اس نے مرحوم مقتول کے بت کو کھانے میں شامل ہونے کے لئے کہا۔ چنانچہ وہ بت دعوت کی میز پر آیا اور اس نے ڈان ژوان کو مجبور کیا کہ اس کے ہمراہ آئے۔ ڈان ژوان جب اس کے پیچھے پیچھے گیا تو مجسمہ نے اسے اس کی بدکردار زندگی کے باعث جہنم کی اتھاہ گہرائیوں میں دھکیل دیا۔ ڈان ژوان کے اس کردار کو کئی ایک انشا پردازوں نے اپنی تصانیف میں استعمال کیا۔ لارڈ بائرن نے بھی اسے اپنی مشہور نظم میں بیان کیا ہے۔

**ڈائری۔** (DIARY) روزنامچہ جس میں یادداشت کے طور پر ذاتی واقعات و خیالات کا اندراج کیا جاتا ہے۔ مغل بادشاہوں بابر، اکبر

جہانگیر کی ڈائریاں "تزکِ بابری" اور تزکِ جہانگیری تاریخی شہرت اور اہمیت رکھتی ہیں۔

## ڈاہومے - (DAHOMEY.)

افریقہ کی ایک جمہوریہ اس کے مشرق میں نائجیریا، مغرب میں ٹوگو اور شمال میں وولٹا اور نائجیریا ہیں۔ کل رقبہ ۴۴ ہزار مربع میل اور آبادی ۲۱ لاکھ ۳۴ ہزار کے لگ بھگ ہے ۱۸۵۱ء میں یہاں فرانسیسیوں نے قدم جمائے اور ۱۹۶۰ء میں اسے آزادی ملی۔

ڈاہومے کے اہم شہروں میں پورٹو نوو، کوتونو، وغیرہ اور ابومے شامل ہیں۔ پورٹو نوو صدر مقام ہے کوتونو ڈاہومے کی بندرگاہ اور اہم تجارتی مرکز ہے۔ مقامی آبادی زیادہ تر زراعت پیشہ ہے۔ ملک میں تین سو کے لگ بھگ پرائمری اور سیکنڈری اسکول ہیں۔

## ڈائریکٹر (DIRECTOR.)

کسی اخبار یا ادارہ کی پالیسی کے اندر کسی کمپنی یا فرم کو چلانے والے۔ محکمہ تعلیم کے ڈائریکٹر، پوسٹ اور ٹیلی گراف کے ڈائریکٹر یا ڈائریکٹر جنرل وغیرہ۔ مینیجنگ ڈائریکٹر رہنمائی کے علاوہ اخبار، ادارے وغیرہ کے منتظم بھی ہوتے ہیں۔ ڈائریکٹر اعزازی بھی ہوتے ہیں اور تنخواہ دار بھی۔ سرکاری محکموں کے ڈائریکٹر عام طور پر تنخواہ دار ہوتے ہیں۔ کسی کمپنی یا فرم کے ڈائریکٹر وقتاً فوقتاً بدلتے رہتے ہیں۔ سرکاری محکموں کے ڈائریکٹر بھی ایک مقام یا ایک شعبے سے بدل کر دوسرے مقام یا شعبے میں لگا دیئے جاتے ہیں۔ ڈپٹی ڈائریکٹر اور اسسٹنٹ ڈائریکٹر کے عہدے ان کے نیچے ہوتے ہیں۔

## ڈائریکٹری - (DIRECTORY.)

کوائف نامہ ہدایات کی کتاب، دستور العمل یا مجموعہ سرنامہ جات۔ ایک کتاب جس میں کسی ملک یا کسی ایک علاقے کے خاص پیشہ وروں، تجارت پیشہ لوگوں یا فرموں اور کارخانوں کے پتے مع مخصوص پیشوں کے درج ہوں۔

اس قسم کی کتاب سے جس قوم کا مکمل اور درست پتہ چاہیں فوراً مل سکتا ہے۔ مثلاً اگر کسی خاص صنعت یا پیشہ کی فرموں کی تلاش ہو تو ان کے پتے بھی مل سکتے ہیں۔ اس قسم کی ڈائریکٹری تجارتی ڈائریکٹری TRADE DIRECTORY کہلاتی ہے۔ ایک اور ڈائریکٹری بھی ہوتی ہے جسے ٹیلیفون ڈائریکٹری کہتے ہیں۔ اس میں تمام ایسے اشخاص کے پتے اور ٹیلیفون کے نمبر درج ہوتے ہیں۔ جنہوں نے اپنے ہاں ٹیلیفون لگوا رکھا ہے۔

## ڈائس (کھیل) (DICE.)

ایک کھیل جو کمرے کے اندر بیٹھ کر کھیلا جاتا ہے۔ اس میں ہاتھی دانت کے چھوٹے چھوٹے مکعب پھینکے جاتے ہیں۔ ان مکعبوں پر چھوٹے چھوٹے سیاہ داغ بنے ہوتے ہیں۔ مکعبوں یا منکوں کو پھینک کر ان کے اوپر کے رخ پر نشانات کا مجموعہ دیکھا جاتا ہے۔ جو شخص زیادہ داغ یا نشان حاصل کرے وہ جیتتا ہے منکے کی ہر سطح پر مختلف نشانات بنے ہوتے ہیں۔
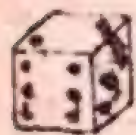
یہ صورت ڈائس کی ہے، جو انگریزی کھیل ہے۔ پانسہ میں ان مہروں کی تعداد کے مطابق ایک خانہ دار چوپڑ پر مہروں کو آگے پیچھے کیا جاتا ہے اور مخالف کے مہروں کو جو زد میں آجائیں مار دیا جاتا ہے۔
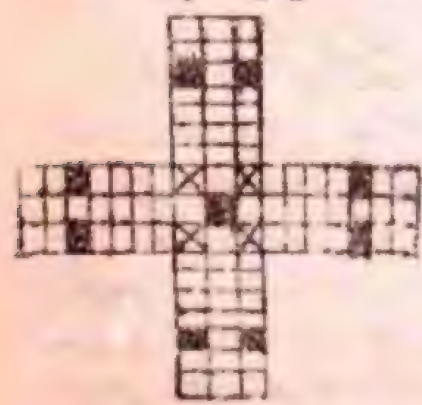
یہ ہندوستانی اور پاکستانی کھیل ہے۔ منکوں کی جگہ بعض دفعہ کوڑیاں بھی استعمال کی جاتی ہیں۔ ڈائس سے خاص جوا کھیلنے میں کام لیا جاتا ہے۔ لیکن پانسہ یا چوپڑ تفریحاً کھیلتے ہیں۔ ڈائس کی مناسبت سے ہر جوئے کے انگریزی حرز کے مثال کو ڈائس (DICE.) کہتے ہیں۔

**ڈائس** (چبوترا) (Dais) کسی کمرے، ہال، یا پنڈال میں ایک نمایاں چبوترہ جو سائبان، کرسیوں اور روشوں سے آراستہ ہو۔ یہ جگہ کسی جلسہ گاہ میں صدر اور معززین کے لئے مخصوص ہوتی ہے یا کمرۂ جماعت میں مدرس کی نشست گاہ کے طور پر کام آتی ہے۔ بازاروں اور میلوں میں قمار باز کمپنیاں اپنے کرتب کمیں لگا کر جوا کھیلنے کے جو اڈے قائم کرتی ہیں ان کو بھی ڈائس کہہ دیا جاتا ہے۔ کیونکہ ابتدا میں یہ کھیل یا قمار خانے اس قسم کے چبوتروں پر دکھائے جاتے تھے۔ پاکستان میں عام طور پر ایسے چبوترے یا پلیٹ فارم کے معنی میں آتا ہے، جس پر کھڑے ہو کر مقرر حاضرین کے سامنے تقریر کرتا ہے۔

**ڈائن** (چڑیل) جن، بھوت، آسیب۔ توہم پرستوں کے نزدیک ایک مخلوق ہے جو بنی نوع انسان کے لئے مضرت رساں ہے۔ چنانچہ ڈائن کی بابت مشہور ہے کہ وہ بچوں کا کلیجہ نکال لیتی ہے۔ ڈائن کا تصور ایک عورت کی مانند ہے جو اپنی غیر فطری طاقت کی وجہ سے مخلوق کی زحمت کا باعث بنتی ہے، اور انسان کی سخت دشمن ہے۔

یہ عقیدہ کوئی ہمارے ملک تک ہی محدود نہیں بلکہ انگلستان میں بھی ازمنۂ وسطیٰ تک چڑیلوں پر نہ صرف یقین کیا جاتا تھا بلکہ ان کی تلاش جاری رہتی تھی تاکہ ان کو فنا کیا جائے اور عدالتیں بے دریغ محض اس بنا پر قتل کا فتویٰ دے دیتی تھیں کہ مجرم کو لوگ چڑیل سمجھتے ہیں۔ یہ تو عدالتی کارروائی تھی لیکن اس سے پہلے یہ رواج تھا کہ جس عورت پر چڑیل ہونے کا شبہ ہوتا اس کا جائزہ لیا جاتا۔ جائزہ اس طرح پر ہوتا کہ اس عورت کو پانی میں پھینک دیا جاتا اگر وہ ڈوبنے سے بچ جاتی تو وہ ڈائن سمجھی جاتی اور فنا کر دی جاتی لیکن اگر ڈوب جاتی تو وہ ڈائن تصور نہ ہوتی اور محض تجربہ کی نذر ہو جاتی۔ ہر حالت میں اس کی موت یقینی تھی۔ ڈائنیں یا چڑیلیں مختلف طریق سے انسان کی ایذا رسانی کا موجب ہوتیں۔ کبھی تو یہ تمہیں جانیں کبھی قتل کر دیتیں۔ کبھی بیماری کی صورت میں لاحق ہو جاتیں۔

انگلستان میں ڈائنوں کو فنا کرنے کا قانون ۱۷۳۶ء تک رائج تھا اور اس سے قانونی طور پر ۳۰۰۰۰۰ بے قصور جانیں فنا کی گئیں۔ اس قانون کے تحت آخری جان ۱۷۱۶ء میں لی گئی جب ایک عورت اور اس کی نو سالہ بچی کو بے دریغ پھانسی کے تختہ پر لٹکا دیا گیا۔ پاکستان میں اب بھی جب دیہاتی مائیں اپنی بچیوں سے ناراض ہوتی ہیں تو ان کو چڑیل اور ڈائن کہہ کر پکارتی ہیں۔ جو علامت حقارت اور نفرت ہے۔ ویسے ڈائن کا وجود محض وہم اور افسانہ ہے۔

**ڈائنا۔** (Diana) ڈائنا (دیانا) ایک قدیم یونانی دیوی کا نام ہے جس کے ہاتھ میں ایک کمان ہوتی ہے۔ اس کے مجسمے اسی کمان کی وجہ سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ یونانی اس دیوی کو بہت مقدس سمجھتے تھے۔ اور انہوں نے شہر افسس میں اس کا ایک عالیشان مندر تعمیر کرایا تھا۔ یہ مندر دنیا کے سات عجائبات میں سب سے بڑا عجوبہ خیال کیا جاتا تھا یہ عالیشان عمارت قدیم مصر کے معبد واقع کرناک کے نمونے پر تعمیر کی گئی تھی۔ اس کی اندرونی لمبائی ۴۲۵ فٹ اور چوڑائی ۲۹۰ فٹ تھی۔ اور چھت کو ۱۲۷ منقش ستون سنبھالے کھڑے تھے۔ اس کے مقابلے میں سومناتھ کے مشہور مندر میں صرف ۵۶ ستون تھے ان ستونوں میں سے ہر ایک کسی بادشاہ کی یادگار تھا۔ جو ایک ہی سلسلے کے یکے بعد دیگرے جانشین تھے۔ اس مندر کی بنیاد شاہ تلیسیفون نے رکھی تھی۔ لیکن اس کے بعد اس کے ہر جانشین نے اس کی توسیع اور آرائش میں بڑھ چڑھ کر سرگرمی دکھائی۔ سکندر یونانی کی پیدائش کے دن ایک سردار مسمی ارسطراسوتس نے اس کو آگ لگا کر تباہ کرنے کی کوشش کی اور قدرے کامیاب بھی ہو گیا۔ پھر اسے از سر نو تعمیر کیا گیا۔ اس تعمیر میں تمام دنیا کے لوگوں نے افسس والوں کی مدد کی خود سکندر بھی جب برسر اقتدار آیا تو اس نے انجینئروں کو حکم دیا کہ اس کی خوبصورتی اور زیبائش میں اضافہ کریں۔ اس مندر کے صدر دروازہ پر ایک قربان گاہ بنائی گئی تھی جس پر سب سے پہلی قربانی ہوئی تھی۔ اس کے بعد مندر کے صحن میں جس کو اڈیٹم (Adytum) کہتے تھے ایک اور قربان گاہ تھی، جس کو منبر شیریں نباتات کہتے تھے۔ اس پر

بخورات اور خوشبوئیں جلانے کی تقریب پیش ہوتی تھی۔ دیوی کے خاص مسکن کے در پر ایک تیسرا منبر تھا جس کا نام منبر شیریں بوشیاں تھا۔ اس پر خالص ترین خوشبوئیں بھی جلائی جاتی تھیں اس حجلے میں ریشمی ارغوانی پردہ کے پیچھے ڈیانا دیوی کا مرمرین مجسمہ تھا

**ڈائنامائٹ۔** (Dynamite) تیز پھٹنے والا بم، ڈائنامائٹ سے عمارات اڑانے کا کام لیا جاتا ہے۔ ڈائنامائٹ نائٹروجن اور کیسل گہر (Kiesel Guhr) کے مرکب سے بنتا ہے اسے سویڈن کے کیمیا دان الفرڈ نوبل نے ۱۸۶۳ء-۱۸۶۷ء میں ایجاد کیا تھا۔

**ڈائنمو۔** (Dynamo) ایک برقی مشین جس کے دو حصے ہوتے ہیں۔ جب ان میں حرکت ہوتی ہے تو حرارت سے بجلی پیدا ہوتی ہے۔ ڈائنمو فیراڈے نے ۱۸۳۱ء میں دریافت کیا تھا۔ موٹر گاڑیوں اور سائیکلوں میں لگایا جاتا ہے اور حرکت کے دوران میں بجلی کی روشنی مہیا کرتا ہے۔

**ڈاؤننگ سٹریٹ۔** (Downing Street) دارالحکومت لندن کی ایک گلی کا نام ہے جہاں مکان نمبر ۱۰ پر برطانوی وزیر اعظم کی سرکاری رہائش ہے۔ اس کے بالمقابل برطانوی دفتر خارجہ ہے۔ دفتر نوآبادیات اور وزارت داخلہ بھی یہیں ہے۔

برطانوی وزیراعظم کی سرکاری اقامت گاہ صدیوں سے اسی مقام پر ہے اور تبدیل نہیں کی گئی۔ انگریز قوم قدیم روایات سے محبت کرتی ہے اور صدیوں کی روایات کو بھولنے پر تیار نہیں چنانچہ اس زمانے میں بھی جب کہ بہترین موٹر کاریں دستیاب ہو سکتی ہیں خاص تقریب کے موقع پر فرمانروائے برطانیہ آج سے کئی صدیوں پیشتر کی ساختہ گھوڑا گاڑی میں محل

سے نکلتے ہیں اور جلوس کی شکل میں جاتے ہیں۔

**ڈائیوجینز (دیو جانس کلبی)** Diogenes, the Cynic

۴۱۲ سے ۳۲۴ق م یونان کا ایک فلسفی جو فلسفہ "کلبیت" Cynicism کا پیروکار تھا۔ سینوپ (Sinope) میں پیدا ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ دیوتاؤں کی ماتا کے مندر کی ایک سرنگ میں رہتا تھا فلسفہ "کلبیت" میں اس نے بڑا نام پیدا کیا۔ دیانتدار انسان کی تلاش میں روز روشن میں ہاتھ میں بتی لے کر شہر میں پھرا کرتا تھا۔

**ڈبلن۔** Dublin آئرلینڈ کا صدر مقام جو سمندر کے کنارے واقع ہے۔ رقبہ ۵۶ء۳ مربع میل اور آبادی ۶۹۱۵۰۰ کے قریب ہے لفی Liffey واحد دریا ہے جو اس علاقے میں بہتا اور اسے دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے اور اس دریا پر ۱۰ پل ہیں۔

ڈبلن میں ٹرنٹی کالج (Trinity College) مشہور یونیورسٹی ہے۔ اور فینکس پارک (Phoenix Park) مشہور تفریح گاہ ہے۔ اوکنل سٹریٹ مشہور بازار ہے جو پہلی جنگ عظیم میں تباہ و برباد ہو گیا تھا۔ اسے دوبارہ تعمیر کیا گیا تھا۔ بڑا ڈاک خانہ کسٹم ہاؤس اور عدالتوں کی عمارات قابل دید ہیں

پاپلین (ایک قسم کا ریشمی کپڑا) اور وسکی (Whisky) ڈبلن کی مشہور مصنوعات ہیں۔

تاریخی یادگاروں میں ۱۳۴ فٹ اونچا ایک ستون ہے جو نیلسن کا ستون (Nelson Pillar) کہلاتا ہے۔

**ڈبنچر** (Debentures) وہ دستاویز جو کوئی کمپنی روپیہ قرض لیتے وقت دیتی ہے۔ اس دستاویز کا اندراج ۲۱ دن کے اندر رجسٹرار کے دفتر میں ہونا ضروری ہے۔ کمپنی کا دیوالہ نکل جانے کی صورت میں بھی ان دستاویزوں کی رقوم کی ادائیگی مقدم سمجھی جاتی ہے۔

**ڈپٹی کمشنر۔** (Deputy Commissioner) ضلع کا حاکم اعلیٰ، مخفف ڈی سی ہے۔ پاکستان میں اس

عہدہ کی متعدد حیثیتیں ہوتی ہیں ڈپٹی کمشنر کا اطلاق عام انتظامی حیثیت سے ہوتا ہے۔ کلکٹر محکمہ مال کے ضلع بھر کے افسر اعلیٰ کی حیثیت رکھتا ہے اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا اطلاق قانون فوجداری کے افسر اعلیٰ کی حیثیت سے ہوتا ہے۔ بڑی ذمہ داری کا عہدہ ہے کمشنر کے ماتحت ہوتا ہے اور اس کے سامنے جواب دہ ہوتا ہے۔ ڈپٹی کمشنر کے تحت اسسٹنٹ کمشنر، افسر مال، تحصیلدار مجسٹریٹ وغیرہ ہوتے ہیں۔ افسران ضلع کی ترقی و تنزل کے بارے میں رپورٹ کرنے کا بھی اسے اختیار ہوتا ہے۔ عام طور پر سی ایس۔ پی ایسی عہدہ پر لگائے جاتے ہیں۔ پر اسے پی سی ایس بھی تعینات ہو سکتے ہیں۔

**ڈپلوما۔ (Diploma)** سرٹیفکٹ جو امتحان پاس کرنے پر دیا جاتا ہے۔ ڈگری بھی کہتے ہیں۔ یونیورسٹی یا انسٹی ٹیوٹ ڈپلوما عطا کرتے ہیں۔ مختلف علوم وفنون کے علیحدہ علیحدہ ڈپلومے ہوتے ہیں۔ مثلاً سائنس، کامرس، انڈسٹری، ہیلتھ وغیرہ۔ یونیورسٹی میں ڈپلوما یا ڈگری کی ابتدا گریجویٹ سے ہوتی ہے اصطلاحاً سرٹیفکٹ کا اطلاق ایف اے کے امتحان تک ہوتا ہے۔ اور ڈپلوما اور ڈگری، بی۔ اے اور اوپر کے امتحانات کے لئے مخصوص ہوتے ہیں۔ پاکستان کی یونیورسٹیاں، علمی ادارے اور تعلیمی بورڈ ایک دوسرے کے سرٹیفکٹ اور ڈپلوما یا ڈگریاں تسلیم کرتے ہیں۔

**ڈپلومیسی۔ (حکمت عملی) (Diplomacy)** مختلف ملکوں کی حکومتوں سے روابط قائم رکھنا۔ قدیم زمانے سے ایک حکومت دوسری حکومت کے پاس خاص ایلچی یا سفیر بھیجا کرتی تھی۔ سترھویں صدی میں یورپ میں ڈپلومیسی کا طریقہ رائج ہوا اور مستقل سفیر مقرر ہونے لگے۔ جدید زمانے میں ڈپلومیسی حکومت کا ایک شعبہ ہے۔ اس شعبے میں سفیر اور اس کا عملہ نیز فوجی، تجارتی اور صحافتی اتاشی (Attache) جو سفیر کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں شامل ہوتے ہیں۔ عام گفتگو میں یہ لفظ چالبازی یا ہوشیاری کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ "ڈپلومیسی" والے شخص کو ڈپلومیٹ کہتے ہیں۔

**ڈپوزٹ اکاؤنٹ۔ (Deposit Account)**

جب بنک جمع کی مد میں روپیہ وصول کرتا ہے تو گاہک کے ساتھ یہ سمجھوتہ ہوتا ہے کہ وہ اس رقم کو ایک معینہ مدت کے بعد نوٹس یا اطلاع دے کر نکال سکتا ہے۔ اطلاع کی مدت دو ہفتہ، مہینہ، یا سال جو مقرر ہو، ہو سکتی ہے اس قسم کے بیوپار پر بنک سود دیتا ہے۔ اس کے علاوہ جس طرح بنک لوگوں کا روپیہ بطور امانت اپنے پاس جمع رکھتا ہے اسی طرح بنک اپنے گاہکوں کو روپیہ بطور قرض بھی دیتا ہے۔ بنک کا منتظم طالب قرض کے تمام حالات وکیفیات سے واقفیت پیدا کرتا ہے۔ کہ کتنی مدت کے لئے قرض درکار ہے۔ ادائیگی کی کیا صورت ہوگی؟ کیا ضمانت دی جا سکتی ہے؟ (گاہک کی دیانت داری بھی اس کی بہت بڑی ضمانت ہوتی ہے) اس قرض پر بنک سود لیتا ہے۔ طالب قرض کو دراصل روپیہ نہیں دیا جاتا بلکہ اس کے نام کا حساب کھول کر اسے چیک بک دی جاتی ہے۔ اور اس کو اجازت ہوتی ہے کہ وہ بمقدار قرض چیک جاری کر سکے۔ اس طرح جو چیک جاری کئے جاتے ہیں۔ ان میں اور ایسے شخص کے چیک میں جس نے بنک میں روپیہ جمع کرا دیا ہے کوئی فرق نہیں ہوتا بنک رازدارانہ طریقے سے چیک کی ادائیگی کرتا رہتا ہے۔

اگر کوئی شخص چیک میں اتنی رقم لکھ دے جو اس کے حساب میں جمع نہیں ہے اور بنک کو اس کی دیانت داری پر شبہ ہو تو بنک اس چیک کی ادائیگی نہیں کرے گا بلکہ اس پر انگریزی کر دٹ آر۔ ڈی (Refer to Drawer) لکھ دے گا۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ چیک جاری کنندہ کو واپس کر دیا جائے۔

شروع شروع میں بنک قائم ہونے تو یہ نجی کاروبار کی حیثیت رکھتے تھے۔ لیکن اب یہ بڑی بڑی کمپنیوں کی شکل میں ہیں۔ پاکستان کا سب سے بڑا بنک "دی سٹیٹ بنک آف پاکستان" ہے۔ ڈاکخانوں میں بھی روپیہ جمع کرایا جاتا ہے۔ انہیں "پوسٹ آفس سیونگز بنک" کہتے ہیں۔ یہ بنک نہ تو روپیہ قرض دیتا ہے نہ ہی چیک بک جاری کرتا ہے۔ اس میں صرف روپیہ بطور امانت جمع کرایا جاتا ہے۔ جس پر حکومت سود دیتی ہے۔ عندالضرورت روپیہ فوراً واپس کر دیا جاتا ہے یا نوٹس دینے کی میعاد مقرر ہوتی ہے۔

روپیہ محفوظ رکھنے اور روپیہ قرض دینے کے علاوہ

بنک اور بھی سی مفید خدمات انجام دیتا ہے جواہرات، زیورات، اور دستاویزات وغیرہ بنک میں حفاظت سے رکھی جا سکتی ہیں۔ بنک اپنے گاہکوں کی طرف سے مقررہ ماہانہ چندے جو کلبوں یا انجمنوں کو دئے جاتے ہیں' ادا کرتا رہتا ہے۔ اسی طرح سے بیمہ کا پریمیم بھی ہر سال یا چھٹے مہینے یا ہر تیسرے مہینے بنک کے ذریعہ ادا کیا جا سکتا ہے۔

**ڈرافٹ۔** (Draft) ایک قسم کی تحریر ڈرافٹ مالی حساب کتاب اور ادائیگی کے سلسلہ میں بنک کی طرف سے بنایا جاتا ہے۔ مثلاً ایک مقام سے دوسرے مقام پر روپیہ بھیجنا ہو اور ہر دو مقامات میں بنکاری ادارے موجود ہوں، تو ایک جگہ روپیہ جمع کر کے دوسرے مقام کے بنک کے نام ڈرافٹ خرید لیا جاتا ہے۔ اور وہاں پر ڈرافٹ کا روپیہ وصول کیا جاتا ہے۔ ڈرافٹ دہندہ بنک اس خدمت کے لئے کچھ کمیشن وصول کرتا ہے۔ مکتوب الیہ کو منی آڈر کی بجائے ڈرافٹ بھیجنا زیادہ محفوظ اور کم خرچ ہوتا ہے اور اس طرح وقت بھی کم لگتا ہے۔

ڈرافٹ کی اصطلاح اس آئینی مسودے کے لئے بھی استعمال ہوتی ہے جسے عارضی طور پر بحث و تمحیص کے لئے لکھا گیا ہو۔

اس فوجی دستے کو بھی "ڈرافٹ" کہتے ہیں جو کسی دوسری جگہ فوجی یونٹ میں شمولیت کے لئے بھیجا جاتا ہے۔

**ڈرام۔** Dram عربی لفظ درہم کا یونانی بگاڑ ہے۔ اس صورت میں درہم ایک چاندی کا سکہ ہو گا۔ جو پاکستانی دس آنے کے برابر ہوا کرتا تھا۔ ایک وزن جو ڈاکٹری اوزان میں ⅛ اونس کے برابر ہوتا ہے۔ اور دیگر اوزان میں $\frac{1}{16}$ اونس کے برابر۔ بالفاظ دیگر ڈاکٹری اونس ۸ ڈرام کا اور پونڈ ۱۲ اونس کا ہوتا ہے۔ اور عام اونس ۱۶ ڈرام کا اور پونڈ ۱۶ اونس کا ہوتا ہے۔

ڈرام دو قسم کے ہوتے ہیں ایک فلوئیڈ ڈرام Fluid Dram یعنی مائعات کو ناپنے کے پیمانے اور دوسرے وزن جن سے ٹھوس اشیاء کے وزن لیتے ہیں۔ تفصیل یہ ہے۔

(۱) وزن عام۔

۱۶ ڈرام = ایک اونس
۱۶ اونس = ایک پونڈ
۱۴ پونڈ = ایک سٹون
۲ سٹون = ایک کوارٹر
۴ کوارٹر = ایک ہنڈرڈ ویٹ
۲۰ ہنڈرڈ ویٹ = ایک ٹن

(۲) وزن ڈاکٹری۔

۲۰ گرین = ایک سکروپل
۳ سکروپل = ایک ڈرام
۸ ڈرام = ایک اونس
۱۲ اونس = ایک پونڈ

(۳) پیمانہ۔

۶۰ منم = ایک ڈرام
۸ ڈرام = ایک اونس
۱۶ اونس = ایک پونڈ
۸ پونڈ = ایک گیلن

**ڈراما۔** Drama نظم یا نثر کا وہ شاہ پارہ جو انسانی زندگی کے کسی پہلو کی عکاسی کرے اور جسے اسٹیج پر حرکات و سکنات کے ساتھ مکالموں اور تقریروں کی صورت میں ادا کیا جائے۔

ڈراما کی ابتدا انسانی زندگی کی نقالی سے ہوئی۔ اصنام پرستی نے ڈراما کو فروغ دیا، عبادات اور مذہبی رسومات میں ڈراما کو بڑی اہمیت دی گئی۔ رفتہ رفتہ ڈرامے نے مذہبی حدود کو توڑا اور زندگی کے دوسرے شعبوں، ادبیات اور فنون لطیفہ میں ممتاز جگہ حاصل کر لی۔ قدیم یونانی ڈراما دو قسم کا تھا حزنیہ Tregedy اور طربیہ Comedy حزنیہ کو زیادہ اہمیت حاصل تھی حکیم ارسطو نے ڈراما کے چھ لازمی جزو بتائے ہیں۔ قصہ، کردار، الفاظ، خیال، آرائش اور موسیقی اور سب سے زیادہ اہمیت قصہ کے تسلسل کو دی ہے۔

یورپ میں احیائے علوم کے بعد ڈراما کو بڑا فروغ نصیب ہوا اور اکثر بڑے بڑے ڈراما نگار پیدا ہوئے جنہوں نے جدید زمانے تک ڈراما کو بڑی عظمت

بعض ان میں شیکسپیئر، بن جانسن، مالیر، گولڈ سمتھ، شیریڈن گوئٹے، شلر، وکٹر ہیگو، ری موسیلیٹ، گالز ورد ی، برنارڈ شا وغیرہ بڑی شہرت کے مالک ہیں۔ سنسکرت ڈرامے نے بھی یونانی ڈرامے کے ساتھ ساتھ جنم لیا۔ کالیداس اور بھوبھوتی کے نام سنسکرت ڈرامے میں تاریخی شہرت رکھتے ہیں۔ خصوصاً کالیداس کا شکنتلا کلاسیکی ڈرامے کا بے نظیر شاہکار ہے۔

اردو ڈرامے کی ابتدا اسلامی سلطنت کے زوال کے موقع پر ہوئی۔ امانت کی "اندر سبھا" اردو زبان کا پہلا منظوم ڈراما ہے۔ جو واجد علی شاہ والئے اودھ کے عہد میں لکھا گیا۔ اور کافی عرصہ تک پارسی تھیٹریکل کمپنیوں کی اسٹیج کی زینت بنا رہا۔ اندر سبھا کی دیکھا دیکھی انیسویں صدی کے آخر تک کچھ اور ڈرامے بھی لکھے گئے جن کا معیار پست تھا۔ بیسویں صدی میں اردو ڈرامے کو فروغ نصیب ہوا۔ آغا حشر، حکیم احمد شجاع، امتیاز علی تاج وغیرہ نے اردو ڈرامے کو زندگی سے قریب لانے اور فنی ترقی دینے میں بڑا کام کیا۔ دیگر زبانوں کے مشہور ڈراموں کے اردو تراجم بھی کئے گئے لیکن بحیثیت مجموعی ابھی اردو ڈراما بہت پس ماندہ اور محتاج اصلاح ہے۔

**ڈرائی کلیننگ۔** (Dry cleaning) میل، چکنائی یا دوسری قسم کے داغ دھبے کپڑوں پر سے دور کرنے کے لئے تارپین اور بن زین مفید ہیں۔ لیکن معمولی گھر کے کام کاج کے لئے پٹرول کا استعمال زیادہ موثر ہے کپڑے خوب اچھی طرح پٹرول میں ڈبو کر نکال دینے چاہئیں۔ خشک ہونے پر برش سے صاف کر لینے چاہئیں۔ بعض اوقات ہوائی جہاز کا پٹرول بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس میں بدبو نہیں ہوتی۔ اسپرٹ کسی قسم کی بھی ہو انتہائی آتش گیر ہوتی ہے۔ لہٰذا اس کو آگ اور دھوئیں سے دور رکھنا چاہیئے مبادا کسی قسم کا حادثہ ہو جائے۔

**ڈرائیڈن، جان۔** (John Dryden) انگریزی کا مشہور شاعر اور ڈراما نویس جان ڈرائیڈن ۱۶۳۱ء میں پیدا ہوا۔ ۱۶۶۸ء میں پارلیمنٹ کا ممبر بنا لیکن ۱۶۸۸ء میں پارلیمنٹ سے الگ کر دیا گیا۔ آخری زمانہ بڑی مصیبت میں گزرا۔ ۱۷۰۰ء میں وفات پائی۔ اس کا (Virgil) کا ترجمہ اور اس کی نظمیں اور افسانے مشہور اور ہر دل عزیز ہیں۔

**ڈربن** (Durban) جنوبی افریقہ کی ایک بندرگاہ جو نٹال میں واقع ہے۔ اس کی آبادی ۱۹۰۰۰ ام کے قریب ہے۔ جس میں سے ۱۲۹۶۰۰ افراد یورپین ہیں

**ڈربی۔** (Derby) انگلستان بلکہ کل دنیا کی سب سے بڑی گھوڑ دوڑ کا نام ہے۔ وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ دوڑ لارڈ ڈربی نے ۱۷۸۰ء میں شروع کرائی تھی۔ لارڈ ڈربی اپنی کونٹی کا بارھواں جانشین تھا۔ ۱۹۵۱ء میں اس دوڑ پر ۱۹۳۸۷ پونڈ کا انعام مقرر ہوا تھا۔ جو دوڑ اس نام سے انگلستان میں ہوتی ہے اس میں وقت کے وہ بہترین بچھیرے اور بچھیریاں مقابلے میں آتے ہیں جن کی عمر صرف تین سال تک ہو۔ دوڑ کا چکر ۱½ میل ہے اور مقابلہ تمام دنیا کے لئے کھلا ہے اس دوڑ پر لوگ روپیہ لگاتے ہیں۔ اور جن بچھیروں پر وہ شرط لگاتے ہیں ان کے جیتنے پر ان کو انعام ملتا ہے جو ایک اچھی خاصی رقم ہوتی ہے۔ سر آغا خاں مرحوم کے گھوڑے اور گھوڑیاں عموماً ہر سال مقابلے میں جیتا کرتے تھے۔ ڈربی کی گھوڑ دوڑ کے لئے گھوڑوں کی تیاری دیکھ بھال اور خوراک پر بڑی بڑی رقمیں صرف کی جاتی ہیں۔

**ڈروئڈز۔** (Driuds) برطانیہ میں آباد قدیم سیلٹک (Cel tic) نسل کے پجاری یا راہب تھا یہ لوگ مناظر قدرت اور مخصوص دیوی دیوتاؤں کی پرستش کرتے تھے۔ اس کے علاوہ توہم پرست اور

مخصوص علامات کے قائل تھے ۔ اور شاہ بلوط کے درخت کو پروردگار کا مظہر سمجھتے تھے ۔ ان لوگوں کی مذہبی رسوم اکثر شاہ بلوط کے جھنڈوں میں بجالائی جاتی تھیں۔ اور مزلٹو (Mistletoe) کو جو شاہ بلوط کے درخت پر اکاس بیل کی طرح پھیلتی ہے انسان کی طفیلی حیثیت کا نشان سمجھتے تھے ۔ سٹون ہنج اور ایوبری کے مقام پر جو پتھروں کے جید دائرے بنے ہوئے ہیں وہ انہیں لوگوں کی یادگار خیال کئے جاتے ہیں۔

یہ لوگ قوم دروز (Drluds) سے بالکل مختلف ہیں۔ جو جبل دروز واقع شام میں سکونت پذیر ہے ۔ ان کا مذہب قرامطی فرقے کی ایک شاخ ہے ۔ یہ لوگ خالص عرب ہیں لیکن مذہبی طور پر عربوں سے بالکل الگ ہیں۔

**ڈریجر** ۔ (Dredger) دریاؤں، جھیلوں اور دوسرے پانیوں میں سے کیچڑ نکالنے اور پانی کے نیچے زمین کھودنے کا آلہ ڈریجر کہلاتا ہے پانی کو گہرا کرنے، دریاؤں کی بندرگاہوں کو چوڑا کرنے، موریچے، کھائیاں یا پشتے (Dykes) بنانے، پلوں کے ستونوں کے لئے بنیادیں کھودنے اور روشنی کی بنیاد وغیرہ تعمیر کرنے میں جو مشینیں استعمال کی جاتی ہیں وہ ڈریجر پر رکھی جاتی ہیں جو پانی میں بہتا رہتا ہے۔ اور پانی میں جہاں چاہیں اسے ٹھہرا سکتے ہیں۔

ڈریجر میں اٹھانے کا ایک بڑا آلہ بھی ہوتا ہے جسے کرین (Crane) کہتے ہیں۔ اور ایک چلانے کا انجن لگا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ موٹے تاروں کے رسے ہوتے ہیں جن کے ساتھ کھودنے کے آلے ہوتے ہیں۔ یہ رسے پانی میں پھینک دئے جاتے ہیں۔ اور کرین کی حرکت سے وہ پانی کے نیچے زمین کو کھودتے ہیں۔ وہی کرین کھدی ہوئی مٹی کو باہر پھینکتا رہتا ہے۔

---



**ڈریک، سر فرانسس** . Sin Framcis (Drake) (۱۵۴۰ء ـــ ۱۵۹۶ء) انگلستان کا ایک مشہور جہازران جو ملکہ الزبتھ اول (Queen Elrmabeth.I) کا ہم عصر تھا۔ برطانی تاریخ میں پہلا شخص ہے جس نے دنیا کے گرد چکر لگایا۔ ڈریک بحری قزاق بھی تھا۔ ۱۵۸۷ء میں اس نے ہسپانیہ کی بندرگاہ کیڈز میں داخل ہو کر ہسپانیہ کے ۳۳ جہاز تباہ کر دئے اور جس وقت ہسپانی بحری بیڑے آرمیڈا Armpda نے انگلستان کے خلاف چڑھائی کی تو ڈریک برطانیہ کی طرف سے نائب امیر البحر تھا۔

**ڈریو، جیرالڈ آگسٹن** ۔ (Drew Gerald Augustin) امریکی ماہر امور خارجہ ہیں۔ ۱۸۹۷ء میں پیدا ہوئے۔ کیلیفورنیا اور میڈرڈ یونیورسٹیوں میں تعلیم پائی۔

۱۹۲۶ء سے فارن سروس میں ہیں۔ پہلے برازیل اور پھر کئی دیگر چھوٹے چھوٹے ممالک میں امریکی سفارت خانوں کے سافور رہے۔ ۱۹۳۴ء میں پیرس میں قونصل (Consul) مقرر ہوئے۔ بلقان کے معاملات میں خاص دسترس رکھتے ہیں۔ اقوام متحدہ میں بھی کئی خدمات سر انجام دے چکے ہیں۔ ۱۹۵۰ء میں اردن میں امریکہ کے وزیر مختار مقرر ہوئے ۱۹۵۲ء میں Foreign Services کے ڈائرکٹر جنرل بنے۔

**ڈزرائیلی، بنجمن** ۔ Benjamin Disraeli (۱۸۰۴ء ـــ ۱۸۸۱ء) انگلستان کا ایک یہودی النسل وزیر اعظم جس نے انگلستان کے لئے نہر سویز کے حصص خرید کر برطانوی سامراج Imperialism پر احسان عظیم کیا اس نے متعدد ناول بھی لکھے ہیں۔

(Vivian Grey) اس کا پہلا اور مشہور ناول ہے جو اس نے ۱۸۲۶ میں لکھا۔ لارڈ بیکنس فیلڈ اس کا خطاب ہے۔

**ڈسٹرکٹ بورڈ۔** (District Board)
اس بورڈ کے ارکان کی تعداد مختلف اضلاع میں بلحاظ تناسب آبادی مختلف ہوتی ہے۔ اس کا ایک صدر اور ایک نائب صدر ہوتا ہے۔ بورڈ کا کام ضلع کے دیہات میں مندرجہ ذیل امور انجام دینا ہوتا ہے۔

عوام کی صحت اور تعلیم سے متعلقہ جملہ امور کی نگاہ داشت کرنا، عوام کے حقوق کی حفاظت کرنا، رفاہِ عام کے کام کرنا۔

ذرائع آمد و رفت کا انتظام کرنا، سڑکیں بنوانا، ہسپتال، مسافر خانے، کنوئیں، تالاب، وغیرہ تعمیر کرانا سڑکوں کے کنارے درخت لگانا۔ اسکول جاری کرنا اور وبائی امراض کے وقت عوام کو ٹیکے وغیرہ لگانا اور انہیں بیماریوں سے بچانے کی کوشش کرنا۔

اچھے مویشیوں کی افزائش نسل، آمد و رفت کے لئے سواریوں کا انتظام، اور گھریلو صنعتوں کی توسیع اور ترقی بھی بورڈ کی کارگزاری کا حصہ ہوتے ہیں۔

اخراجات سے عہدہ برآ ہونے کے لئے صوبہ کی مالگزاری میں سے ایک آنہ فی روپیہ کے حساب سے بورڈ کو ملتا ہے۔ اس کے علاوہ کبھی کبھی غیر معینہ رقم بھی حکومت کی طرف سے اسے مل جاتی ہے۔ علاوہ ازیں حیثیت ٹیکس اور بعض دوسرے ٹیکس بھی بورڈ کے محاصل کا ذریعہ ہوتے ہیں۔

ضلع کے زمین داروں کی آمدنی، موٹر بسوں، میلوں کی نمائش، ندی نالوں اور گھاٹوں کی زمین اور بازاروں میں بکنے والی اشیاء پر محصول وصول کرنے سے بورڈ کافی روپیہ حاصل کر لیتا ہے۔ اس طرح سرکاری اور عوام سے حاصل کئے گئے روپیہ سے یہ بورڈ اپنے عملہ کو تنخواہیں دیتا اور دیگر سب اخراجات



کو پورا کرتا ہے۔

بورڈ کے ارکان کا انتخاب مقررہ میعاد کے بعد ہوتا ہے۔ اور اقلیتوں کے لئے نشستیں مخصوص ہوتی ہیں۔ انتخاب عموماً چار سال کے لئے ہوتا ہے۔ البتہ صوبائی حکومت اس میعاد میں توسیع بھی کر سکتی ہے۔ ارکان کے عدم اعتماد کی صورت میں بورڈ کا صدر برطرف کیا جا سکتا ہے۔

ڈسٹرکٹ بورڈ کے کسی رائے دہندہ کے لئے چند شرائط مقرر ہیں۔

مثلاً وہ اپنے ضلع کا باشندہ ہو، ۲۱ برس سے عمر کم نہ ہو، اسے کسی لمبے عرصے کے لئے قید کی سزا نہ دی گئی ہو۔ وہ دیوالیہ یا مخبوط الحواس نہ ہو وغیرہ۔

بورڈ اپنے سارے کام کمیٹیوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔ ہر کمیٹی کے تین تین چار چار ارکان ہوتے ہیں۔ ہر کمیٹی کو علیحدہ علیحدہ چند ایک کام دیئے جاتے ہیں۔ اور ہر ایک کا الگ چیئرمین Chairman ہوتا ہے۔ پورے بورڈ کا ایک تنخواہ دار سیکرٹری ہوتا ہے۔ جو سارے کام کی نگرانی کرتا ہے۔ علاوہ اس کے تنخواہ دار ڈاکٹر اور ایک انجینیر بھی ہوتا ہے ان کے علاوہ محرر اور چپراسی اور دوسرے ملازم ہوتے ہیں جو ڈسٹرکٹ بورڈ سے تنخواہ پاتے ہیں۔

سب کمیٹیوں میں تعلیمی کمیٹی زیادہ اہم ہوتی ہے۔ اس کے ذمہ ضلع میں مڈل اور پرائمری اسکول کھولنا ہے۔ استادوں کا تقرر اور تبادلہ بھی یہی کمیٹی کرتی ہے۔

مہینہ میں کم از کم ایک دفعہ بورڈ کی ان تمام کمیٹیوں کا اجلاس ضروری ہوتا ہے۔

**ڈس ٹمپر۔** (Distemper) ایک قسم کا رنگ دار روغن جو دیواروں اور پردوں پر سفیدی کی جگہ پھیرا جاتا ہے۔ اس میں اور سفیدی میں یہ فرق ہے کہ سفیدی عارضی ہوتی ہے اور یہ دیرپا۔ اس قسم کے روغن کے دو اہم اجزا ہوتے ہیں ایک رنگ دوسرا سریش یا گوند جو اس کو دیوار کے ساتھ چپکا دیتا ہے۔ یہ چپکنے والا مادہ اس قسم کا ہوتا ہے جو پانی میں حل ہو سکے تاکہ اس کو جب مرضی ہو پتلا یا گاڑھا کیا جا سکے۔ اعلیٰ درجہ کے مکانوں، دفتروں، سینما کی عمارتوں اور دیگر خوش نما

عمارتوں کی دیواروں پر اسی قسم کے روغن پھیرے جاتے ہیں اردو ۔ زبان میں بھی اس کو "ڈس ٹیمپر" ہی کہتے ہیں ۔

**ڈسکس ۔** Discus دھات یا پتھر کا ایک بھاری طشت نما قرص جو قدیم رومی اور یونانی لوگ جسمانی کسرت میں استعمال کیا کرتے تھے ۔ اس کو ایک خاص مقررہ مقام سے ایک ہاتھ سے پھینکا جاتا تھا ۔ اور جس کا نشانہ سب سے دور پڑتا ۔ وہ جیت جاتا تھا ۔ اس کھیل کے بعد گولا پھینکنے کا رواج ہوا جو اب تک چلا آتا تھا اور گولائی کی وجہ سے قرص سے بہتر تھا ۔ لیکن اولمپک (Olympic) کھیلوں کے عالمی اجراء سے ڈسکس اب پھر مشہور عام ہو گیا ہے ۔ اور اس کے مقابلے ہر ٹورنمنٹ میں ہوتے ہیں ۔ قواعد و ضوابط کے مطابق اس قرص کا مقررہ وزن اور حلقہ ہوتا ہے ۔ اور یہ مرکز میں موٹا ہوتا ہے ۔ کھیل کا سامان بیچنے والوں سے ہر جگہ مل جاتا ہے یہ لفظ Disk (قرص) سے بالکل مختلف ہے ۔ جو عام لفظ ہے اور جس کا اطلاق اصطلاح میں ستاروں کی گول سطح پر ہوتا ہے یہ سطح دراصل دور سے چپٹی سی ٹکیہ نظر آتی ہے ۔

**ڈک بل (جانور)** Duck-billed Platipus استوائی خطے کا ایک پوستین والا شیر دار جانور جو آسٹریلیا میں پایا جاتا ہے ۔ اس کے اگلے پاؤں بڑے مضبوط اور طاقتور ہوتے ہیں اور ان سے بڑی آسانی کے ساتھ کھدائی کر لیتا ہے ۔ اس کی تھوتھنی یا چونچ بطخ کی طرح ہوتی ہے ۔ مادہ انڈے دیتی ہے ۔



**ڈکٹا فون ۔** (Dictaphone) ایک مشین کا نام ہے جو بڑے بڑے دفتروں میں استعمال ہوتی ہے ڈکٹا یعنی ڈکٹیشن کے معنی املا کے ہیں جو لکھائی جائے اور فون کے معنی بولنے یا آواز نکالنے کے ہیں ۔ اس مشین میں موم کا ایک سلنڈر Cylinder ہوتا ہے جو گراموفون کے ریکارڈ کی طرح گھومتا رہتا ہے ۔ جب کوئی افسر کوئی چٹھی، رپورٹ یا کسی قسم کی یادداشت ٹائپ کرانا چاہتا ہے تو وہ اس مشین کو حرکت میں لا کر اس کے ہارن میں اپنا تقریری ڈرافٹ بولتا جاتا ہے ۔ اور وہ تقریر موم کے سلنڈر پر نقش ہو کر ریکارڈ ہوتی چلی جاتی ہے ۔ اور جب تقریر ختم ہو جاتی ہے تو مشین بند کر کے ٹائپ کرنے والے کے سپرد کر دی جاتی ہے ۔ ٹائپ کنندہ ہیڈ فون یعنی سننے کا آلہ کانوں سے لگا کر اس کے برقی تار سے اس مشین سے ملا کر اس کو چلاتا ہے ۔ اور افسر کی تقریر اس سے سنتا اور ٹائپ کرتا چلا جاتا ہے ۔ یہ ظاہر ہے کہ اس مشین سے وقت میں بہت بچت ہوتی ہے ۔ اور بار بار سٹینو گرافر کو بلانا نہیں پڑتا ۔ اس کے علاوہ اس کے وجود سے شارٹ ہینڈ لکھنے کی زحمت سے بھی نجات ملتی ہے کیونکہ اس کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی ۔

**ڈکٹیٹر ۔** (Dictator) رومن عہد میں ڈکٹیٹر ایک قسم کا مجسٹریٹ ہوتا تھا جسے غیر معمولی حالات میں چھ ماہ کے عرصہ کے لئے غیر معمولی اختیارات تفویض کئے جاتے تھے ۔ جدید زمانہ میں ڈکٹیٹر کسی ملک کے ایسے حکمران کو کہتے ہیں جو آئینی حدود سے متجاوز اختیارات کا مالک ہو ۔ انیسویں صدی میں لاطینی امریکہ (Latin America) میں ایسے حکمرانوں کی کئی مثالیں ملتی ہیں ۔ یورپ میں اسی زمانہ میں صرف نپولین سوم ایسا حکمران تھا ۔ البتہ پہلی جنگ عظیم کے بعد یورپ میں کئی ڈکٹیٹر بنے جن میں اتاترک، مسولینی، ہٹلر، فرانکو وغیرہ قابل ذکر ہیں ۔

**ڈکنز، چارلس ۔** Charles Dickens (۱۸۱۲ء — ۱۸۷۰ء) انگلستان کا ایک مشہور ناول نویس جو بحریہ کے ایک محرر (کلرک) کا بیٹا تھا ۔ چارلس

ڈکنز کی اوائل زندگی بڑے نامساعد حالات میں گزری جس کی جھلک اس کی ان تحریروں سے ملتی ہے جن میں اس نے آلور ٹوسٹ (Oliver Twis) یا ڈیوڈ کاپر فیلڈ، (David Copperfield) کی زندگی کا نقشہ پیش کیا ہے۔ اس نے عملی زندگی کا آغاز ایک وکیل کے منشی کی حیثیت سے کیا۔ بعد ازاں اس نے شارٹ ہینڈ سیکھ لی اور ایک اخبار کا وقائع نگار ہو گیا۔ ان دونوں ملازمتوں میں ڈکنز کو وہ سب مواد دستیاب ہوا۔ جو بعد ازاں اس نے اپنے ناولوں میں استعمال کیا۔ ڈکنز کے اسلوب کا امتیازی پہلو یہ ہے کہ وہ غم انگیز واقعات بیان کرنے کے بعد ممتا ایسا انداز تحریر اختیار کر لیتا ہے کہ اپنی شگفتگی کے باوجود غم کی سابقہ کیفیت گہری ہو جاتی ہے۔ اس انداز تحریر کی توجیہ غالباً اس طرح کی جا سکتی ہے کہ ڈکنز ایک ایسے دور میں پیدا ہوا جب انگریزی ناول پراپیگنڈا کا ذریعہ نہیں بنا تھا۔ یہ صورت بعد ازاں ٹامس ہارڈی (Thomas Hardy) کے دور میں پیدا ہوئی۔ نہ ہی سیاسی خیالات نے ہی کے زمانے میں وہ اہمیت حاصل کی تھی جو اب انہیں حاصل ہے۔ بالفاظ دیگر ڈکنز کے ناول محض انسانی کیفیات سے دل چسپی رکھتے ہیں۔ انہیں کسی مذہبی فلسفیانہ یا سیاسی نظریہ کی اشاعت مطلوب نہیں ہے

## ڈگری۔ Degree

سند جو امتحان پاس کرنے پر ملتی ہے۔ ہمارے یہاں بی۔ اے کے امتحان سے اس کی ابتدا ہوتی ہے۔ کم تر درجوں کے امتحانات میں کامیابی کے لئے سرٹیفکٹ دیئے جاتے ہیں مثلاً میٹریکولیشن سرٹیفکٹ انٹرمیڈیٹ سرٹیفکیٹ وغیرہ

دیوانی عدالتوں سے جو فیصلے کی ڈگری ملتی ہے اس کا تلفظ بھی غلط العام ڈگری ہے لیکن دراصل انگریزی میں اسے Decree لکھا جاتا ہے۔ مدعی کے حق میں ہوتی ہے یا اس کے خلاف۔ مدعا علیہ کے حق میں ہوتی ہے یا اس کے خلاف۔ (Decree) کا لفظ بطور فعل (Verb) یا بطور اسم (Noun) حسب موقع استعمال ہوتا ہے مثلاً (Court has decreed) یا (Court has awarded decree) ہر دو صورتوں میں مفہوم یہ ہوگا کہ عدالت نے ڈگری دے دی ہے وغیرہ وغیرہ۔

## ڈل (جھیل)

وادیٔ کشمیر میں ہے۔ سری نگر کا شہر جھیل ڈل کے کنارے آباد ہے جھیل ڈل پُر فضا ہے اور دنیا کی چند ممتاز سیرگاہوں میں شمار ہوتی ہے۔

## ڈلس، جان فاسٹر۔ (John Foster Dulles)

(۱۸۸۸ء–۱۹۵۹ء) امریکی مدبر اور سابق وزیر خارجہ۔ واشنگٹن میں پیدا ہوئے۔ آپ ایک کامیاب وکیل تھے۔ وکالت کا پیشہ ترک کر کے سیاسیات میں حصہ لینا شروع کیا۔ کچھ عرصہ اقوام متحدہ میں امریکہ کے مستقل مندوب رہے اور ۱۹۵۰ء سے ۱۹۵۲ء تک امریکی وزیر خارجہ مسٹر ایچی سن (Acheson) کے مشیر کی حیثیت سے کام کیا۔ پھر ان کی وفات پر اسی عہدہ پر فائز ہوئے۔ آپ کا شمار صف اول کے امریکی مدبروں میں ہوتا تھا۔

## ڈلہوزی، لارڈ۔ Lord Dalhousie

لارڈ ڈلہوزی ۱۸۱۲ء میں پیدا ہوا۔ ۱۸۳۷ء میں ہاؤس آف لارڈز کا ممبر بنا۔ اور ۱۸۴۸ء میں ہندوستان کا گورنر جنرل بن کر آیا۔ لارڈ ڈلہوزی کے عہد میں برما کی اور سکھوں کی دوسری لڑائی ہوئی۔ اور پنجاب پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔ ڈلہوزی نے ہندوستانی ریاستوں کے الحاق پر بڑی سختی سے عمل کیا۔ ستارا، جھانسی، ناگپور، کرناٹک اور اودھ کے علاوہ اور کئی ریاستیں انگریزوں کے قبضہ میں آ گئیں۔ بہادر شاہ آخری مغل تاجدار کو بھی نوٹس مل گیا کہ وہ شاہی قلعہ کا آخری تاجدار ہے۔ الحاق کے اس مسئلہ نے ہندوستانی حکمرانوں میں بے چینی کی ایک ایسی لہر پیدا کر دی جو انقلاب ۱۸۵۷ء کا ایک سبب بنی۔ لارڈ ڈلہوزی نے اپنے عہد میں رفاہ عام کی خاطر محکمہ تعمیرات قائم کیا جس نے کئی سڑکیں نہریں

اور پل تعمیر کئے۔ ڈاک کے دو پیسے کے ٹکٹ بھی جاری کئے گئے۔ ریل گاڑی اور تار کا سلسلہ بھی ڈلہوزی کے عہد میں شروع ہوا ۱۸۵۶ء میں ڈلہوزی خرابی صحت کی بنا پر انگلستان چلا گیا اور وہیں ۱۸۶۰ء میں اس کا انتقال ہو گیا۔

ڈم ڈم۔ (Dum Dum) مغربی بنگال کا ایک قصبہ جو کلکتہ سے ۶ میل شمال مشرق میں واقع ہے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کا آغاز اسی قصبے سے ہوا تھا۔ یہاں ایک فوجی چوکی اور مختصر سا اسلحہ کا کارخانہ ہے۔ چنانچہ ڈم ڈم کی گولی اسی نام سے منسوب ہے۔ یہاں اعلیٰ پایہ کا ہوائی اڈہ بھی ہے۔

ڈمبرٹن اوکس کانفرنس۔ (Dumbarton Oak's Conference) بلوط کے درختوں تلے "ڈمبرٹن" کی جاگیر واقع واشنگٹن میں منعقدہ کانفرنس جو ۷ اکتوبر ۱۹۴۴ء کو ختم ہوئی اور دو بار منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی پہلی نشست میں امریکہ اور برطانیہ نے روس سے گفت و شنید کی اور دوسری نشست میں امریکہ اور برطانیہ نے چین سے بات چیت کی۔ نتیجۃً بین الاقوامی تنظیم کے منشور سے متعلق ایک تجویز منظور کی گئی جس کی تفصیلات کا فیصلہ بعد میں کیا جانا تھا۔ اس تجویز کا عام خاکہ کم و بیش انجمن اقوام سے مشابہ تھا تاہم یہ تجویز ایک مضبوط تر اور با اختیار مجلس اور جارحیت کو ختم کرنے کے لئے مسلح افواج کے قیام کا باعث بنی۔

ڈنڈ۔ ورزش کی ایک قسم ہے۔ جس کی مختلف صورتیں اور مختلف نام ہیں۔ عام طور پر ڈنڈ دونوں ہاتھ زمین سے بلند رکھ کر پاؤں ہاتھوں کی اونچائی سے کسی قدر نشیب میں رکھ کر لیٹ کر پیلے جاتے ہیں جس سے بازوؤں اور دیگر چھوٹے چھوٹے جوڑوں میں طاقت پیدا ہوتی ہے۔

پہلوانوں کے ڈنڈ کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو ایک دوسرے کے مقابل تین بالشت کشادہ اور دونوں پیروں کو ہاتھوں کی نسبت اڑھائی بالشت کے فاصلہ پر رکھ کر ہاتھوں اور پیروں کے درمیان پانچ بالشت کا فاصلہ چھوڑ کر ڈنڈ پیلے جاتے ہیں۔ احتیاط یہ ہوتی ہے کہ دوران حرکت ہاتھ پیر، منہ، گردن اور سر وغیرہ کو خم نہ دیا جائے اور سر اور سینہ کو آگے کی طرف اکڑا دیا جائے منہ بند کر کے ناک کے راستہ سانس آہستہ آہستہ دیر سے لیا جائے۔

ڈنڈ پیل لینے کے بعد عموماً ٹہلتے رہنا چاہیے لیٹنا یا ایک جگہ بیٹھنا یا کھڑا ہونا مناسب نہیں۔ ڈنڈ کی اور بھی کئی قسمیں ہیں مثلاً شیر ڈنڈ، چکر ڈنڈ، ہنومان ڈنڈ اور نل ڈنڈ وغیرہ۔

ہنومان ڈنڈ کو ناگ ڈنڈ بھی کہتے ہیں۔ جو سب سے زیادہ مشکل ہے۔ اس کا یہ طریقہ ہے کہ چارپائی پر اپنے جسم سے کچھ زیادہ وزن رکھ کر دونوں پاؤں اس کی رسی میں پھنسا کر تمام بدن کو ڈنڈ کے طریق پر پھیلا دیتے ہیں اور ہاتھ کا سہارا کسی چیز پر نہیں دیتے اور جس طرح سانپ لہراتا ہے۔ اس طرح صرف پنجوں کے بل تمام بدن کو معلق لہرا کر سمیٹ لیتے ہیں۔

برعظیم پاکستان و ہند میں پہلوانی قسم کے مذکورہ طریقہ ڈنڈ کا عام رواج ہے۔ جاپان کے چند علاقوں میں بھی ناگ ڈنڈ کی مشق کی جاتی ہے۔

ڈنک۔ Sting ڈنک لگنے کی صورت میں احتیاط سب سے بہتر ہے۔ لیونڈر کا تیل چہرہ، ہاتھوں اور پنڈلیوں پر مل لیا جائے تو ڈنک کا اثر نہیں ہوتا۔ یوکلپٹس زیادہ زود اثر ہے۔ لیکن اس کی بُو ناگوار ہوتی ہے۔ ڈنک سے جو درد یا جلن ہوتی ہے اس کو دور کرنے کے لئے "امونیا" کا محلول استعمال کرنا چاہیے۔ دیہات میں بھی بعض جڑی بوٹی دوائیں رائج ہیں۔ ڈنک کے زہر کا اثر زائل کرنے کے لئے بازار میں پیٹنٹ ادویہ عام ملتی ہیں۔

بھڑ ڈنک مار دے تو فوراً جسم کے اس حصے پر استرے یا تیز چاقو سے دو آڑے نشان بنا دو اور مقام زخم کے نیچے اور اوپر دو پٹیاں باندھ دو۔ اس سے زہر پھیلنے نہیں پائے گا اور گندہ زہر آلودہ خون اسی دم نکل جائے گا۔

**ڈنکرک** Dunkirk مئی ۱۹۴۰ء کے
اواخر میں بلجیم میں واقع ڈنکرک کے مقام پر نازی افواج
اور انگریزی افواج کے درمیان تاریخی جنگ ہوئی جس
نے یورپ کی سرزمین سے چار سال کے لئے برطانوی
فوجی طاقت کا خاتمہ کر دیا اس جنگ کی وجہ سے اگرچہ
انگریز اپنا کوئی سامان نہیں بچا سکے تاہم وہ اپنے
تین لاکھ سپاہی بچا کر لے جانے میں کامیاب ہو گئے
اس وقت سے یہ لفظ کسی عام محاورے میں استعمال
ہونے لگا ہے۔ اور اس کا مفہوم کوئی ایسی پوزیشن
چھوڑ دینے سے ہوتا ہے۔ جہاں کوئی بچاؤ کی صورت
ممکن نہ ہو۔

**ڈنمارک** ۔ (Denmark) سکنڈے نیویا کی تین
ریاستوں میں سب سے چھوٹی حکومت رقبہ ۱۶۵۰۰
مربع میل ہے اور آبادی ۴۰۱۲۰۰۰ افراد پر مشتمل
ہے۔ دارالحکومت کوپن ہیگن Copenhagen
ہے۔ جس کی آبادی ۹۲۷۰۰۰ کے لگ بھگ ہے
اس پر شاہ فریڈرک نہم (پیدائش ۱۸۹۹ء) ۱۹۴۷ء
سے اپنے باپ کے بعد سے حکومت کر رہا ہے اس
کی حکومت جمہوری اور پارلیمانی طرز کی ہے۔ ڈنمارک
نشیب میں واقع ہے اور اس کا کوئی حصہ سطح سمندر
سے ۵۰۰ فٹ سے زیادہ بلند نہیں ہے اس لئے
یہاں کوئی دریا نہیں بہتا۔ البتہ چند ایک جھیلیں ہیں
ملک کا بیشتر حصہ قابل زراعت اراضی پر مشتمل ہے
لہذا اناج کے کھیت اور چراگاہیں عام دیکھنے میں
آتی ہیں۔ معدنیات بہت کم پائی جاتی ہیں۔ اس لئے
ملک کی ایک تہائی آبادی کا پیشہ زراعت اور
کاشتکاری ہے۔

چودھویں صدی میں ڈنمارک ۔ سویڈن
Sweden اور ناروے Norway سے ملحق تھا
اور ان پر اسے غلبہ حاصل تھا ۱۵۲۳ء میں سویڈن خود
مختار ہو گیا اور اگلی صدی میں دونوں ممالک کے
درمیان جنگ چھڑ گئی ڈنمارک کو اس میں شکست
ہوئی اور اس نے یورپ کی سیاسیات میں دخل دینا
ترک کر دیا حتیٰ کہ عہد نپولین میں اس نے نپولین کی
طرفداری میں انگلستان کے خلاف تلوار اٹھائی۔
۱۸۱۴ء میں صلح نامہ کیل (Kiel) کی رو سے جو
کوپن ہیگن کے مقام پر نیلسن Nelson کی فتح کے
بعد عمل میں آیا، ناروے بھی خود مختار ہو گیا ۱۸۶۴ء
میں اس پر آسٹریا اور پرشیا نے شلزوگ ہالسٹن قضیہ
کی بنا پر یورش کر دی۔ ڈنمارک کا مذہب لوتھری طریق
Lutheranism ہے جو ۱۵۳۶ء سے ملک کا
سرکاری مذہب بھی ہے۔



**ڈوبنا**۔ Drowning ڈوبنے کی وجہ یہ ہوتی
ہے کہ سانس کی نالیوں میں پانی داخل ہو جاتا ہے۔
بدیہی علاج یہ ہے کہ پانی جلد از جلد خارج کیا جائے
اور پھیپھڑوں میں ہوا بھری جائے۔

سب سے پہلے طبی امداد First Aid کا
انتظام کرو، نیز کمبلوں، خشک کپڑوں اور نشاط آور شربات
کا ڈاکٹر کا انتظار نہ کرو بلکہ فوراً اپنا علاج شروع کر دو۔
اگر موسم معتدل ہو تو کھلی ہوا میں علاج جاری رکھو۔ مریض
کا چہرہ، گردن اور سینہ ہوا کے رخ رکھو۔ تنگ کپڑے
اتار دو خصوصاً کمربند اور بریسز Brases ۔ منہ سے
پانی اور کائی وغیرہ نکالو۔ حلق کی پشت تک منہ میں
انگلی ڈال کر رکاوٹ دور کرو۔

مریض کو پیٹ کے بل لٹا دو اور چہرہ ایک
طرف کر دو بازو سر کے اوپر کی طرف پھیلا دو۔ اس
ترکیب سے منہ کے راستے سارا پانی نکل جائے گا۔
زبان باہر نکل آئے گی اور سانس کی نالی کا دہانہ
ہوا کے لئے کھل جائے گا۔ اس عمل کو جاری رکھنے
کے لئے برابر منہ کو صاف کرتے اور اس میں سے
رطوبت نکالتے رہو۔

مریض کے پہلو بہ پہلو گھٹنے ٹیک کر اسے گھوڑا
سوار کی طرح کر دو۔ ہاتھوں کو اس کی نچلی پسلیوں پر رکھو۔
تمہارے انگوٹھے متوازی ہوں اور مریض کے بدن
کو قریباً مس کر رہے ہوں۔

اپنے بازو سیدھے کرو اور آگے کو جھکو حتیٰ کہ
آہستہ آہستہ تمہارے جسم کا بوجھ کلائیوں پر پڑے
اور سینے کی پشت کے نچلے حصے پر اندر کی جانب دباؤ
ڈالو۔ یہ عمل کرتے وقت "ایک دو تین" گنو پیچھے کی
جانب دباؤ ڈالنے کے فوراً بعد اپنے جسم کو پیچھے کی
جانب حرکت دو تاکہ دباؤ کم ہو جائے لیکن تمہارے
ہاتھ مریض کے بدن سے اوپر نہیں اٹھنا چاہئیں یہ

آگے پیچھے کی حرکات جاری رکھو اور ان میں فصل نہ ہو پیڑو کو مت دباؤ۔ صرف پسلیوں کو۔ کافی قوت استعمال کرو ہر بار دباؤ کم کرنے کے بعد ہاتھوں کو مت ہلاؤ۔

اس عمل کو متواتر جاری رکھو تاوقتیکہ ڈاکٹر نا امیدی ظاہر نہ کر دے۔ کثرت سے ایسے لوگ بچا لئے گئے ہیں جن کو سانس نہیں آتی تھی۔ اور بظاہر مردہ معلوم ہوتے تھے۔

جب طبعی طور پر مریض سانس لینے لگے تو مصنوعی تنفس کا عمل بند کر دو۔ لیکن مریض کی نگرانی کرو اگر دوبارہ تنفس بند ہو جائے تو پھر وہی عمل دہراؤ۔

جہاں تک ہو سکے مریض کو گرم فلالین کے کپڑوں، گرم پانی کی بوتلوں اور گرم پانی میں بھیگی ہوئی فلالین کے ذریعے گرمی پہنچاؤ یہ چیزیں رانوں ٹانگوں، اور بغلوں کے درمیان رکھنی چاہئیں جب بیمار کچھ حلق کے نیچے اتارنے کے قابل ہو جائے تو اسے برانڈی اور گرم پانی اور گرم قہوہ پلاؤ۔ اسے پیدل گھر نہ لے جاؤ۔ اور جب تک ڈاکٹر معائنہ نہ کرے اس کو حرکت نہ کرنے دو دن کا باقی حصہ اسے پلنگ پر آرام سے سونے دو

**ڈوپلے جوزف** Joseph Dupleix (۱۶۹۷ء — ۱۷۶۳ء) ایک فرانسیسی سوداگر جو چندر نگر کے مقام پر فرانسیسی کارخانہ کا سربراہ تھا۔ اور پھر ۱۷۴۲ء میں فرانسیسی بستیوں کا گورنر بنا۔ بہت قابل انسان تھا۔ اور اگر فرانس میں رقابت کی بناء پر اس کی مخالفت نہ پیدا ہوتی اور اسے واپس وطن نہ بلایا جاتا تو شاید جوزف ڈوپلے انگریزی اقتدار کو ہندوستان میں قدم مضبوط نہ کرنے دیتا۔ ڈوپلے وہ پہلا مغربی ہے جس نے دیسی لوگوں اور ہندوستانیوں کو فوج میں بھرتی کیا۔ اور انہیں انگریزوں کے خلاف منظم سپاہی بنا کر لڑوایا۔

**ڈوڈو** — Dodo ایک عجیب قسم کا پرندہ جو صرف جزائر ماریشس Mauritius میں پایا جاتا ہے۔ یہ پرندہ ان جزائر میں سترھویں صدی تک موجود تھا۔ لیکن اس کے بعد بالکل دیکھا نہیں گیا۔ اس کا جسم بھدا اور ٹانگیں چھوٹی چھوٹی ہوتی تھیں یہی وجہ ہے کہ یہ زبردست اور ہٹیلے جانوروں کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا اور نہ ہی اڑ سکتا تھا۔ اس لئے آہستہ آہستہ معدوم ہو گیا۔

دراصل پہلے ان جزائر میں آبادکار لوگ نہ تھے اور خونخوار جانور بھی کم تھے لہٰذا یہ پرندے بے خوف و خطر زندگی بسر کرتے تھے۔ آبادکاروں کے وارد ہوتے ہی یہ معدوم ہونے شروع ہو گئے۔ کیونکہ ان کے ساتھ آنے والے کتوں نے جلد ہی ان کو تر نوالہ بنانا شروع کر دیا اور یہ اپنے آپ کو بچانے سے قاصر رہے۔ اب صرف ان پرندوں کی تصاویر ملتی ہیں اور تصاویر بھی وہی ہیں جو ولندیزی آبادکاروں نے ان کو عجیب الخلقت سمجھ کر بنائیں۔

**ڈوری** — مضبوط رسّی۔ ڈور بھی کہتے ہیں۔ مگر اس صورت میں مراد وہ سوتی ڈوری ہوتی ہے جس سے پتنگ اڑایا جاتا ہے۔ "ڈوری گوندھنا" محاورہ بھی ہے۔ جس کا مفہوم بخت ور کرنا، شریکِ سازش ہونا وغیرہ۔ "ڈورے" اور ڈوری کم و بیش یکساں مفہوم کے الفاظ ہیں۔ "ڈورے ڈالنا" محاورہ میں اپنی طرف کھینچنا یا مائل کرنا، اپنا ہمخیال بنانا وغیرہ۔ ڈوری رسی سے بنی ہوتی ہے یا سوت

سے بڑی ہوتی ہے +

**ڈوکھوبورتائی ۔** روس کے ایک مذہبی فرقے کا نام ہے جو اٹھارھویں صدی عیسوی کے ملک جنگ وجود میں آیا۔ اس کا بانی پیرا کوپ لوکین نامی ایک شخص تھا۔ اس فرقے کے لوگ حضرت یسوع کی الوہیت کے منکر ہیں رسومات اور تعزیہات کے مطلق قائل نہیں۔ بت پرستی سے سخت بیزار اور متنفر ہیں۔ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ بائبل رموز و کنایات کا ایک مجموعہ ہے۔ انیسویں صدی کے وسط میں عیسائی پادریوں کے ایما پر ان کو کوہ کاکیشش میں جلا وطن کر دیا گیا۔ ان مظالم سے تنگ آکر ۱۸۹۹ء میں ان کے ۰۰۰، ۷ ہزار آدمی کینیڈا میں جاکر آباد ہو گئے۔ چنانچہ اس وقت بھی ان کی اولاد وہیں بستی ہے۔

**ڈولفن۔** (Dolphin) ویل مچھلی کی ایک خاص قسم جس کی لمبائی ۶ فٹ ۸ انچ تک دیکھی گئی ہے۔ یہ بھی ویل کی طرح دودھ پلانے والا بحری جانور ہے لیکن برخلاف ویل کے اس کی تھوتھنی لمبی اور تیز ہوتی ہے۔ یہ خاص طور پر چست و چالاک جانور ہے۔ اور تمام معتدل حلقے کے سمندروں میں ملتا ہے۔ بمقابلہ ویل کے یہ اکیلا دوکیلا نہیں پھرتا بلکہ ان کے غول کے غول ایک جگہ سے دوسری جگہ تیرتے پھرتے ہیں۔ ان کی ایک چھوٹی قسم دریائے گنگا اور امیزن کے دہانوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ یہ قسم ۱۵ سے ۲۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے پانی میں سفر کر سکتی ہے۔ ویل مچھلی انسان پر بھی حملہ کر دیتی ہے۔ لیکن ڈولفن بے ضرر ہے بلکہ انسان سے خائف رہتی ہے
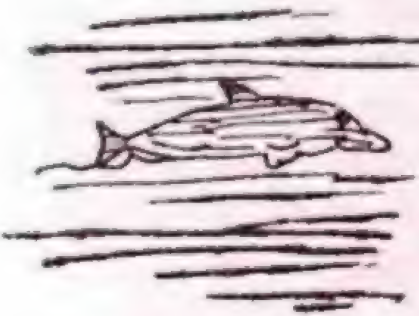
**ڈوم۔** ڈوم اور میراثی اپنے یہاں کی "نیچ" قومیں ہیں۔ میراثی، ڈوم اور بھانڈ مترادف الفاظ ہیں اور ان سے مراد گانے بجانے والا طبقہ ہے۔ ڈوم مذکر ہے اور ڈومنی مؤنث۔ ڈوم گانے بجانے میں مشاق ہوتے ہیں اور مسخرے اور مضحکہ انگیزی کے ماہر ہوتے ہیں۔ طنزاً کسی سیاہ رنگ کے آدمی یا پھکڑ انسان پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے تحقیر کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے مثلاً کہتے ہیں "ڈوم کہیں کا" وغیرہ۔ قدیم سوسائٹی میں اس کا تذکرہ زیادہ آتا ہے اور آج کے دن کے تہذیب و تمدن میں اس کا ذکر کم دیکھنے میں آتا ہے۔ غالباً اس لئے کہ روز بروز ذات پات کی تمیز دنیا جہاں سے اٹھ رہی ہے۔

**ڈومینکن جمہوریہ ۔** Duminican Republic جزائر غرب الہند (امریکہ) میں ایک قدیم ترین نوآبادی۔ کولمبس نے ۱۴۹۲ء میں دریافت کی۔ درمیانی علاقہ پہاڑی ہے شمالی و شرقی زیریں علاقے بڑے زرخیز ہیں۔ نیشکر، کیلا، چاول تمباکو، کافی۔ کوکو پیدا ہوتے ہیں۔ جنوبی علاقہ بنجر ہے۔ باشندے زیادہ تر ہسپانوی نسل سے ہیں۔ اکثریت مخلوط یورپی، انڈین اور افریقی نسل کے لوگوں کی ہے ڈومینکن ۱۸۲۱ء میں خود مختار ہوئی اور ۱۸۴۴ء میں موجودہ جمہوریہ کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ ڈومینکن کے لوگوں کی زبان ہسپانوی ہے۔ مذہب رومن کیتھولک۔ رقبہ ۱۹،۳۳۲ مربع میل آبادی ۲،۲۷۷،۰۲۶ (۱۹۴۹ء)

**ڈومینوز (ایک کھیل)** Dominoes ایک اطالوی کھیل جس کا آغاز اٹھارھویں صدی میں ہوا موقع اور مہارت کا کھیل ہے۔ جس میں ۲۸ مستطیل شکل کے لکڑی یا ہاتھی دانت وغیرہ کے ٹکڑے ہوتے ہیں خود یہ ٹکڑے ڈومینوز کے نام سے موسوم ہوتے ہیں۔ کھیل کے تختے کی سطح پر ایک سے چھ تک نقاط ہوتے ہیں۔ ایک "ڈومینو" خالی ہوتا ہے۔ اور باقیوں میں ۶:۱، ۶:۲ وغیرہ، اور ۵:۱، ۵:۲ وغیرہ کی نسبتیں ہوتی ہیں۔

**ڈونیٹز۔** جرمن امیر البحر ۱۸۹۱ء میں پیدا ہوا۔ پہلی جنگِ عظیم میں یہ ایک جرمن یو بوٹ U-Boat کا کمانڈر تھا اسی جنگ میں برطانیہ کا جنگی قیدی بنا۔ دوسری جنگ عظیم میں ۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۵ء تک وہ جرمن نیوی کا کمانڈر انچیف رہا۔

جرمنی کی شکست پر ہٹلر کا جانشین بنا۔ ۱۹۴۶ء میں نورمبرگ کی فوجی عدالت نے اس کو دس سال قید کی سزا دی۔

**ڈوور (آبنائے)** Dovar یہ آبنائے انگلستان اور فرانس کو ایک دوسرے سے جدا کرتی ہے۔ اور انگلش چینل کو بحیرۂ شمالی سے ملاتی ہے آبنائے ڈوور ۲۲ میل چوڑی ہے۔ اور اس کی کم سے کم چوڑائی ۱۸ میل ہے ساحل انگلستان کی بندرگاہ کا نام بھی ڈوور ہے۔ جہاں سے فرانس کا فاصلہ بہت کم ہے۔

**ڈویژن۔** Division فوجی اصطلاح میں فوج کا ایک یونٹ جس کا افسر اعلیٰ جرنیل کہلاتا ہے ایک ڈویژن میں فوج کے سارے شعبے ہوتے ہیں ڈویژن عام طور پر دس ہزار سپاہیوں اور ۴۵۰ افسروں پر مشتمل ہوتا ہے۔ سوار ڈویژن میں دو بریگیڈ ہوتے ہیں۔

**ڈھاک۔** پاکستان اور ہندوستان کا ایک مشہور خودرو درخت۔ یہ انگور کے خاندان سے ہے لیکن اس کی بیل نہیں ہوتی تناور درخت ہوتا ہے۔ اس پر نہایت خوبصورت نارنجی رنگ کے پھول آتے ہیں۔ لیکن پھل کوئی نہیں آتا صرف لکڑی کام کی ہے جس سے جلانے کا کوئلہ حاصل ہوتا ہے اور بس۔

اردو ادب میں جو "ڈھاک کے تین پات" کا محاورہ ہے اس سے مراد یہی ڈھاک کا بے ثمر پھل ہوتا ہے۔ اس درخت کے پتے تین تین کے گچھوں میں ہوتے ہیں۔ جن سے تین پات کی ترکیب نکلی۔ مشاہدہ میں آیا ہے کہ یہ درخت وہیں خودرو ہوتا اور نشوونما پاتا ہے جہاں کسی وقت خون گر چکا ہو۔ اور اس امر کی تصدیق اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ انگور جو اس کا ہم نسل ہے اس کی کھاد بھی خون ہی ہے چنانچہ پانی پت، کیتھل، تھانیسر کے میدانوں میں ڈھاک کے جنگل کے جنگل کھڑے ہیں۔ اور پاکستان میں جہاں بھی یہ درخت پایا جاتا ہے وہاں تحقیقات پر لڑائی کا وجود ثابت ہو جاتا ہے۔ چنانچہ چیلیانوالہ اور گجرات کے میدانوں میں بھی یہ درخت پایا گیا ہے اور لالہ موسیٰ سے ملکوال تک سفر کرتے وقت چیلیانوالہ سٹیشن کے نزدیک لائن کے ساتھ ساتھ دیکھا جاتا ہے۔

ڈھاک کی قسم کا ایک درخت انگلستان میں بھی پایا جاتا ہے جس کو ڈینز بلڈ Danes Blood یعنی "ڈنمارک کے لوگوں کا خون" کہتے ہیں ڈنمارک کے لوگ قدیم زمانے میں انگلستان پر حملہ آور ہوتے تھے۔ اور جس جگہ گھمسان کی لڑائی ہوئی وہاں ایک قسم کا درخت خودرو پیدا ہو گیا جس کو یہ نام دیا گیا۔ اس کی بابت بھی یہی مشہور ہے کہ یہ ڈین (Dane) لوگوں کے خون پر اگا ہے۔

**ڈھاکہ۔** Dacca مشرقی پاکستان کا دارالحکومت جو دریائے برہم پتر کے ایک معاون دریا کے کنارے پر واقع ہے۔ مغلیہ دورِ حکومت میں یہاں کی بنی ہوئی ململ چاردانگ عالم میں شہرت رکھتی تھی۔ ۱۹۲۱ء میں یہاں ایک یونیورسٹی قائم ہوئی۔ جسے تقسیم برصغیر کے بعد کافی اہمیت حاصل ہو گئی ہے۔ ڈھاکہ ہی ضلع کا نام بھی ہے۔ شہر کی آبادی ۴ لاکھ کے قریب ہے۔ اور ضلع کی چونتیس لاکھ کے قریب۔

**ڈھانچا۔** Skeleton ہڈیوں کا پنجر جو جسم کو اٹھائے ہوئے ہے، پٹھوں کے ذریعہ اعضاء کو ہلنے جلنے میں مدد دیتا ہے اور اعضائے رئیسہ، دل، دماغ، پھیپھڑوں وغیرہ کو اپنے پنجر میں محفوظ رکھتا ہے۔ ریڑھ کی ہڈی رکھنے والے تمام جانوروں کے ڈھانچے قریب قریب ایک ہی ساخت کے ہوتے ہیں۔ خرگوش، چڑیاں، چھپکلیاں، انسان سب کے کھوپڑیاں اور ریڑھ کی ہڈیاں ہوتی ہیں۔ جو ہاتھوں، پیروں، پسلیوں وغیرہ سے جڑی ہوتی ہیں۔ جن جانوروں کے ریڑھ کی ہڈی

نہیں ہوتی ان کا ڈھانچہ اوپر ہوتا ہے اور اس کے اندر پٹھے وغیرہ ہوتے ہیں۔ جیسے کیڑے مکوڑے۔ کچھ ہڈیاں اس طرح جڑی ہوتی ہیں کہ وہ حرکت نہیں کرسکتیں جیسے کھوپڑی کی ہڈیاں۔ اور کچھ رباط Ligaments کے ذریعہ اس طرح جڑی ہوتی ہیں کہ وہ حرکت کرسکیں۔

جوڑ تین طرح کے ہوتے ہیں (ا) قلابے کی طرح کے Hinge Type جیسے انگلیوں کے جوڑ (ب) خول میں گیند کی طرح کے Socket Type جیسے کندھا۔ (ج) پھسلواں قسم کے Gliding Type جیسے کلائی۔ جوڑوں پر ہڈیوں کے سرے نرم کرکری ہڈی Cartilage سے ڈھکے ہوئے ہوتے ہیں جو جوڑوں کو آسانی سے گھومنے میں مدد دیتی ہے۔

ہڈیوں کو مضبوط ہونا چاہیئے لیکن زیادہ بھاری نہ ہوں۔ ہڈیوں کا بالائی خول بھاری اور سخت ہوتا ہے۔ اس کے نیچے جالی دار ہڈی ہوتی ہے اور بیچ میں گودا ہوتا ہے۔ چپٹی گودے والی ہڈیوں (جیسے پسلی کی ہڈیاں) میں خون پیدا ہوتا رہتا ہے۔ ریڑھ کی ہڈی ۳۳ ٹکڑوں سے مل کر بنتی ہے۔ اس کے اندر حرام مغز ہوتا ہے۔ ہڈیوں کے ان مہروں کے درمیان کرکری ہڈی ہوتی ہے۔ تاکہ ہڈیوں کے ہلنے جلنے سے کرخت آواز پیدا نہ ہو۔ انسان کی نشوونما کے دوران میں پیڑو کی ہڈی کے اوپر کے چند مہرے Vertebrae مل کر یک جان ہو جاتے ہیں تاکہ جسم کا وزن آسانی سے سنبھالا جا سکے۔

**ڈھول۔** Drum لکڑی کا ایک کنستر نما خول جس کے ہر دو جانب کچا چمڑا منڈھ دیا جاتا ہے۔ اس چمڑے پر لکڑی سے ضربیں لگا کر اس کو بجاتے ہیں۔ اور یہ بہت بلند آواز دیتا ہے۔ دیسی ڈھول اتنا خوبصورت نہیں ہوتا لیکن اس کی آواز بہت دور تک جاتی ہے نقارہ جو شاہی لوازمات میں شمار ہوتا تھا یہ بھی ڈھول ہی کی ایک قسم ہے۔ ڈھول دراصل سب سے قدیم آلۂ موسیقی ہے۔ اور ادب اردو میں اس نام سے کئی تراکیب وجود میں آئی ہیں۔ جیسے "ڈھول کا پول" "دور کے ڈھول سہانے" "بڑے پیٹ والے کو "ڈھول" کہہ دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

انگریزی ڈھول زیادہ خوبصورت اور کئی قسم کا ہوتا ہے۔ تین قسمیں زیادہ مشہور ہیں۔ باس ڈرم اس کا چکر لکڑی کا ہوتا ہے یہ ڈھول وہی ہے جو انگریزی قسم کے بینڈ میں سب سے بڑا ہوتا ہے کیٹل ڈرم یہ بالکل تاشے یا نقارے کی صورت میں ہوتا ہے۔ سائیڈ ڈرم یہ باس ڈرم کی طرح کا بہت چھوٹا ڈھول ہوتا ہے۔ اس کے دونوں طرف چمڑا ہوتا ہے۔ لیکن دو چھڑیوں سے ایک ہی طرف سے بجایا جاتا ہے۔ بینڈ کا چھوٹا ڈھول بھی ہوتا ہے۔ یہ عام قسم کے ڈھول پیچ لیور سے اس طرح فٹ کئے جاتے ہیں کہ ان کے چمڑے کو کس کر سخت یا ڈھیلا کیا جا سکتا ہے۔ مردنگ یا طبلہ بھی ایک قسم کا ڈھول ہی ہوتا ہے۔

میلوں اور اسی طرح کی تفریحی تقریبات میں پنجاب اور سندھ وغیرہ کے علاقوں میں ڈھول بجانے والے جنہیں عوام "شیخ" کے لفظ سے پکارتے ہیں کئی کئی دن ڈھول بجاتے رہتے ہیں۔ تاکہ لوگوں میں میلے یا تقریب کی تشہیر ہو۔ اور عوام جوق در جوق جمع ہو سکیں۔ ٥

**ڈیبرے، مچل۔** Michel Debre

مسٹر مچل ڈیبرے فرانس کے وزیر اعظم ۱۹۱۲ء میں پیدا ہوئے۔ فرنچ سکول آف سائنسز سے ڈگری لینے کے بعد قانون کی تعلیم حاصل کی ۱۹۳۴ء میں فرانس کے اعلیٰ ترین انتظامی ادارہ کے آڈیٹر مقرر ہوئے۔ بعد ازاں انہوں نے مراکش میں فرانسیسی ریزیڈنٹ جنرل کے تحت کام کیا۔ دوسری جنگ عالمگیر شروع ہوئی تو وہ فوج میں کیولری افسر مقرر ہوئے جنگ کے دوران جرمنوں نے انہیں قید کر لیا لیکن ۱۹۴۰ء میں وہ جیل سے بھاگ گئے اور جرمنوں کے خلاف گوریلا جنگوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ان کے والد یہودی تھے مگر وہ خود کیتھولک ہیں جنوری ۱۹۵۸ء میں جنرل ڈیگال فرانس کے صدر منتخب ہوئے

توانسوں نے مسٹر ڈیرسے کو وزیر اعظم نامزد کیا۔

**ڈی پرورک، کاؤنٹ بائرن۔** Deprorok. Count Byron امریکی ماہر آثار قدیمہ ہیں۔ ۱۸۹۶ء میں پیدا ہوئے۔ فوک سٹون، پیرس اور جینوا یونیورسٹی میں تعلیم پائی۔
۱۹۲۳ء میں امریکہ کے ادارہ آثار قدیمہ میں لیکچرار مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۰ء میں کارتھیج (Cartnage) کی کھدائی کے لئے جو مہم روانہ ہوئی تھی اس کے ڈائریکٹر جنرل مقرر ہوئے۔ اور پانچ سال تک وہاں رہے۔ وہاں سے آکر تونس (Tunis) کے ساحل کے قریب غرق شدہ آب دوز کشتیوں کی دریافت کے لئے گئے افریقہ کے صحرائے اعظم، صحرائے لیبیا، میکسیکو، گوئٹے مالا، حبشہ اور عرب میں کئی ایک مشہور آثار قدیمہ دریافت کئے دوسری جنگ عظیم کے دوران میں پہلے امریکی محکمہ جنگ کی اکاڈیمی میں لیکچرار رہے اور پھر آزاد فرانس حکومت کے ساتھ منسلک ہوئے۔ فرانسیسی حکومت نے ۱۹۲۵ء میں جو مہم شمالی افریقہ اور صحرائے اعظم میں آثار قدیمہ کی دریافت کے لئے بھیجی تھی اس کے ڈائریکٹر تھے۔ بہت سے اعزازات سے نوازے جا چکے ہیں۔
آپ کی تصنیفات، جن میں سے بعض کے اردو تراجم بھی ہو چکے ہیں کارتھیج کی کھدائی گم شدہ افریقی دیوتا، پر اسرار صحرا، سلطے سے نیچے وغیرہ وغیرہ ہیں۔

**ڈیٹرائٹ۔** (Detroit) جمہوریہ امریکہ کی ریاست مشی گن (Michigan) کا سب سے بڑا شہر جو اس نام کے ایک دریا کے کنارے واقع ہے اس کا سنگ بنیاد ۱۷۰۱ء میں فرانسیسیوں نے رکھا تھا۔ اس کی کل آبادی ۱۵۷۹۰۰۰ کے قریب ہے۔

**ڈیٹونیٹر** (Detonator) ہر شے جو دھماکے کی آواز دے بھک سے اڑنے والی شے مثلاً پٹاخہ وغیرہ۔ خاص ڈیٹونیٹر جو محکمہ ریلوے میں استعمال ہوتے ہیں، وہ ٹین کی چھوٹی چھوٹی ڈبیاں سی ہوتی ہیں۔ جن کو بوقتِ ضرورت ٹین کے پتر دل سے جو ان کے ساتھ ملحق ہوتے ہیں، ریلوے کی لائن پر جڑ دیا جاتا ہے۔ جب انجن ان کے اوپر سے گزرتا ہے تو زور کے دھماکے کی آواز نکلتی ہے۔ یہ عمل اس وقت کیا جاتا ہے جب کسی وجہ سے اصل سگنل نظر نہ آئیں اسی وجہ سے ان کو فاگ سگنل Fog Signtl بھی کہتے ہیں جب ڈرائیور ان پٹاخوں کی آواز سنتا ہے تو اس کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اسٹیشن قریب ہے اور راستہ درست ہے۔ بعض دفعہ معزز افسران کی آمد و رفت پر بھی یہ پٹاخے چلائے جاتے ہیں۔ جو گزرنے والی گاڑی میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ لیکن یہ ان کا ناجائز استعمال ہے۔ اور افادیت کے نقطہ نگاہ سے قابل اعتراض۔

**ڈی۔ ڈی۔ ٹی۔** D. D T. ایک جراثیم کش دوا کا نام ہے۔ جو سائنسدانوں نے مختلف اجزا کی ترکیب سے تیار کی ہے اس کی ایجاد سے پہلے جو دوا اس کام آتی تھی اس کا نام Flit تھا لیکن وہ اس قدر موثر نہ تھی جس قدر یہ ہے۔ اس دوا میں جو اجزا ڈالے گئے ہیں وہ تبخیر سے جلد نہیں اڑ جاتے اس لئے اس کا اثر دیر تک قائم رہتا ہے اس دوا کو باغوں، کھیتوں اور طیریائی علاقوں میں ہوائی جہازوں کے ذریعے چھڑکا جاتا ہے اس دوا کا نام ان اجزا کے ابتدائی حروف سے مرکب ہے۔ جن سے کہ وہ بنائی گئی ہے۔ پورا نام بھی انہیں دوائیوں کا مجموعی نام ہے جو یہ ہے۔ ڈائی کلورو، Dichloro- ڈائیفنائل (Diphenyl) ٹری کلوروتھین (Trichlorothene)

**ڈیرنگر، ڈیوڈ۔** (Diringer. David) مشرق آثار قدیمہ کے مشہور برطانوی ماہر ہیں۔ ۱۹۰۰ء میں پیدا ہوئے۔ فلورنس یونیورسٹی کے فارغ التحصیل ہیں۔
اکتیس برس کی عمر میں فلورنس یونیورسٹی میں لیکچرار مقرر ہوئے تین سال بعد وہیں پروفیسر ہو گئے۔
دوسری جنگ عظیم کے دوران میں دفتر جنگ لندن کے ساتھ منسلک ہو گئے اور اس دفتر سے نکلنے والے جنگی اخبار کی ادارت کے فرائض سرانجام دیتے رہے آج کل کیمبرج یونیورسٹی میں لیکچرار ہیں۔ بائبل

کے آثار قدیمہ اور تاریخ تحریر پر کافی عبور رکھتے ہیں اور ان کے متعلق بہت سی دل چسپ اور مفید کتابیں لکھ چکے ہیں۔

**ڈیرہ دون۔** اترپردیش (یو۔پی) کا شہر، ضلع کا نام بھی ڈیرہ دون ہے۔ ڈیرہ دون میں ملٹری اکیڈیمی اور کالج ہے۔ آبادی ۱۸۳،۰۷۸۵ ہے۔ آب و ہوا کے لحاظ سے سرد اور صحت افزا مقام ہے۔

**ڈیری فارم۔** Dairy Farm دودھ اور دودھ سے بنی ہوئی چیزوں کے مہیا کرنے کا ادارہ مثلاً مکھن، پنیر، خشک دودھ وغیرہ ۱۹۳۱ء میں انگلستان میں ملک مارکیٹنگ Milk Marketing بورڈ بنا جس کے تحت ایک تحقیقی ادارہ ڈیری ریسرچ انسٹی ٹیوشن سکاٹ لینڈ قائم ہوا اور اس کی شاخیں مختلف شہروں میں کھولی گئیں تاکہ ڈیری فارموں کے متعلق تعلیم و تربیت دی جائے ڈیری فارموں کا رواج مہذب ملکوں میں روز افزوں ہے۔ پاکستان میں بھی ڈیری فارم کافی تعداد میں کھل چکے ہیں اور فوجی مراکز اور چھاؤنیوں میں خالص دودھ اور اس سے ساختہ اشیا کے مہیا کرنے میں خاص خدمات سرانجام دیتے رہتے ہیں۔ اچھی نسل کی گائے بھینس بھی ان ڈیری فارموں میں موجود رہتی ہیں۔

**ڈیزائن۔** Design بمعنی غرض، مقصد پست ارادہ، ذہنی تجویز، خاکہ، نقشہ، ڈھانچہ یا نمونہ کسی مختلف پیمائش یا مواد یا تفصیلات کے کام کا، مثلاً عمارت کا ڈیزائن، کپڑے کا ڈیزائن نفسیاتی اور تعمیری ہر دو مفہوم پر حاوی ہوتا ہے۔ قبل از وقت کسی آسامی کے لیے آنے والے افسر یا حاکم کے نامزد کرنے کا فعل مثلاً کہتے ہیں گورنر (Designate) وغیرہ وغیرہ۔

صنعت اور کاریگری "ڈیزائن" کا ارتقاء تہذیب و ترقی کے ساتھ ساتھ ہو رہا ہے۔ جوں جوں انسان کا ذہنی شعور بڑھتا چلا جا رہا ہے، تعمیری، ملبوساتی اختراعی فیشنی وغیرہ ڈیزائنوں میں ترقی ہوتی چلی جا رہی ہے۔ تمدن کی سادگی اور ڈیزائن کی ترویج ہم معنی نہیں۔

ہیں۔

**ڈیزل انجن۔** Diesel Engine داخلی حرارت سے چلنے والے انجنوں کی ایک قسم جو مٹی کے غیر خالص تیل سے چلائے جاتے ہیں۔ اس تیل کو بھی "ڈیزل" کہتے ہیں اس قسم کے انجن کے سلنڈر (Sylinder) میں ہوا داخل کر کے اس کو اتنا دباؤ دیا جاتا ہے کہ یہ دباؤ ۵۰۰ پونڈ فی مربع انچ تک ہو جاتا ہے۔ اور اس دباؤ کی وجہ سے اندرونی حرارت ۸۰۰ تک پہنچ جاتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب اس سلنڈر میں تیل چھوڑا جائے تو وہ جھٹ جل اٹھتا ہے۔ اور گیس میں تبدیل ہو کر سلنڈر کو دھکا دیتا ہے جو پہیوں سے وابستہ ہوتا ہے اور ان کو چلانے کا باعث ہوتا ہے۔

اس انجن کی ایجاد ۱۸۹۰ء میں ہوئی اور اس وقت سے اب تک اس میں بہت سے اضافے اور خوبیاں پیدا کر دی گئی ہیں۔ چنانچہ اب تو ریلوے انجن اور موٹر بس بھی اس سے چلنے لگے ہیں۔ جو انجن پیٹرول کروڈ آئل اور ڈیزل آئل سے چلتے ہیں ان کا بنیادی اصول ایک ہی ہے۔ یعنی داخلی حرارت، لیکن خاص ڈیزل انجن ایک جرمن کی ایجاد ہے۔ جس نے مٹی کا گندہ تیل جلا کر پیٹرول کے خرچ سے نجات دی اب یہ انجن نہایت سستے داموں چلائے جا سکتے ہیں۔ داخلی حرارت والے انجنوں کی متعدد اقسام ہیں۔ ریل کے انجن، بسوں کے انجن اور اپنی جگہ قائم رہنے والے انجن جو چکیاں چلاتے ہیں یا پمپ سے پانی نکالتے ہیں۔ ایندھن Fuel یعنی تیل کے لحاظ سے ان کی ساخت میں تھوڑا تھوڑا فرق ہوتا ہے اور اس لحاظ سے ان کی قسمیں یہ ہیں۔

(۱) کروڈ آئل انجن Crude Oil Engine جن میں مٹی کا غیر مصفا تیل جلایا جاتا ہے۔ اس قسم کے انجن عموماً ساکن ہوتے ہیں۔

(۲) ڈیزل انجن Diesel Engine جن میں ڈیزل آئل جلتا ہے۔ یہ کروڈ آئل سے مصفا تر ہوتا ہے

(۳) کیروسین آئل انجن Kerosine Oil Engine ان میں مٹی کا وہ تیل جلتا ہے جو لیمپوں میں جلایا جاتا ہے

اور سابقہ ہر دو تیلوں سے صاف ہوتا ہے۔

(۴) پیٹرول انجن Petrol Engine یہ پیٹرول (یعنی مٹی کے تیل کی خالص ترین حالت) سے جلتا ہے گویا مٹی کے تیل کا ست اس میں جلایا جاتا ہے۔ موٹر کاروں اور ہوائی جہازوں میں پیٹرول سے چلنے والے انجن ہی لگائے جاتے ہیں۔ داخلی حرارت سے چلنے والے انجنوں کے برخلاف خارجی حرارت والے انجن بھی ہوتے ہیں۔ یہ بیشتر بھاپ سے اٹھتے اور بھاپ سے چلتے ہیں۔ ان کی حرارت کا ذریعہ بوائلر Boiler ہوتے ہیں جو انجن سے باہر ہوتے ہیں۔ ان میں کوئلے یا تیل سے آگ جلاکر اندرونی پانی کو گرم کیا جاتا ہے۔

## ڈیکارٹ، رین Rene Descartes

(۱۵۹۶ء — ۱۶۵۰ء) فلسفہ جدید کا باوا آدم، فرانس میں پیدا ہوا۔ اس کی پیدائش کے چند دن بعد اس کی ماں تپ دق کے باعث فوت ہوگئی اور رین ڈیکارٹ کی پرورش ایک دایہ کے سپرد ہوگئی جس نے اسے نہایت شفقت اور محبت کے ساتھ پالا۔ بچپن میں وہ ایک نحیف الجثہ لڑکا تھا، چنانچہ سکول کے اساتذہ نے بھی اس کی خرابیٔ صحت کے پیش نظر اس کو سکول دیر سے آنے کی اجازت دے دی۔ ان مراعات سے اس نے پوری طرح فائدہ اٹھاتے ہوئے کم سنی ہی میں مشہور اساتذہ کی ہر مضمون پر کتابیں پڑھ ڈالیں۔ جوان ہونے پر اس نے کچھ وقت اوباشی اور عیاشی کی نذر کیا۔ اس کے بعد فوج میں ملازمت اختیار کر لی ۳۳ برس کی عمر میں وہ ترک وطن کرکے ہالینڈ چلا گیا۔ جہاں وہ عمداً گمنامی اور سکون کی زندگی گزارنے لگا۔ آخری عمر میں ڈیکارٹ کی شہرت سویڈن کی ملکہ سجا یا تک پہنچی تو اس نے اسے اپنے ملک آنے کی دعوت دی۔ کافی پس و پیش کے بعد ۱۶۴۹ء میں ڈیکارٹ نے یہ دعوت قبول کرلی۔ وہاں پہنچنے پر اس کو سویڈن کی آب و ہوا راس نہ آئی اور وہ نمونیا کے باعث فوت ہوگیا۔ کہا جاتا ہے کہ مرنے سے پہلے جب جرمن شاہی ڈاکٹر نے اس کی فصد کھولنا چاہی تو ڈیکارٹ نے انکار کرتے ہوئے یہ دلچسپ فقرہ کہا: "تم فرانسیسی خون کا ایک قطرہ بھی زمین پر نہیں گراؤ گے۔" مرنے سے پہلے اس کے الفاظ یہ تھے "اٹھنے کا وقت آگیا، بلا انتظار کرتی ہوگی"۔ جب ضعف اور نقاہت نے بستر سے نکلنے کی اجازت نہ دی تو یہ کہہ کر ہمیشہ کے لئے آنکھیں بند کرلیں "روح کے اٹھنے کا وقت آگیا"۔

## ڈیکسٹرین۔ Dextrin

ایک قسم کا گوند ہوتا ہے جو میدے سے نکالا جاتا ہے یہ وہاں استعمال ہوتا ہے جہاں چپکانے میں صفائی کے عمل کو ملحوظ رکھنا ہو۔ چونکہ یہ بالکل سفید رنگ کا ہے۔ اس لئے اس کام کے لئے نہایت موزوں ہے تمام قسم کے ٹکٹوں اور لفافوں کے ڈھکنوں پر یہی گوند چپکا ہوتا ہے۔ اس میں ایک خوبی یہ ہے کہ اس کا محلول زیادہ گاڑھا نہیں ہوتا اور خشک کو معمولی تری سے گیلا کیا جا سکتا ہے۔ یہ چیز ڈیکسٹروز Dextrose سے بالکل مختلف ہے۔ اس شکر یا کھانڈ کا نام ہے جو میدے سے تیار کی جاتی ہے۔

## ڈیکن آرتھر۔ Arthur Deacon

انگلستان کے نامور مزدور لیڈر تھے۔ ۶۵ برس کی عمر میں وفات پائی۔ انگلینڈ کی ٹریڈ یونین کانگرس کے سیکرٹری جنرل تھے۔ جس کے ارکان کی تعداد اسی لاکھ سے زائد ہے۔ اگرچہ وہ کبھی وزارت میں شامل نہیں ہوئے مگر لیبر پارٹی کی وزارت پر ان کا خاصہ اثر رہا۔ مسٹر ایٹلی کے حامیوں میں سے تھے۔

## ڈی گال۔ (De Gaulle)

جنگ عالمگیر (۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۵ء) میں فرانس کی شکست کے بعد فرانس کی تحریک مدافعت کے رہنما جنرل چارلس ڈیگال ۱۸۹۰ء میں پیدا ہوئے پیرس میں تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے بعد فوج میں ملازمت کرلی پہلی جنگ عظیم میں زخمی ہوکر جرمنی میں نظر بند رہے فرانس واپس آکر پیرس کی عسکری تربیت گاہ میں استاد مقرر ہوئے ۱۹۴۰ء میں فرانس کے نائب وزیر جنگ بنے۔ فرانس کی شکست کے بعد انگلستان چلے گئے اور وہاں آزاد فرانسیسی قومی کمیٹی قائم کی اور اس کے

صدر منتخب ہوئے ۔ ۱۹۴۲ء میں جب اتحادیوں نے شمالی افریقہ پر قبضہ کر لیا تو ڈیگال نے فرانسیسی مقبوضات میں آزاد فرانسیسی حکومت قائم کر لی جرمنی کی شکست کے بعد ۱۹۴۴ء میں اس حکومت کے ساتھ ڈیگال بھی فرانس چلے گئے اور ۱۹۴۶ء تک فرانس کی عبوری حکومت کے صدر رہے ۔ پھر بعض سیاسی اختلافات کی وجہ سے اپنے منصب سے مستعفی ہو گئے ۔ لیکن ۱۹۴۷ء میں پھر سیاسیات میں حصہ لینے لگے اور ایک سیاسی جماعت منظم کی جس نے فرانسیسی پارلیمنٹ میں کافی نشستیں حاصل کر لیں لیکن ۱۹۵۱ء میں یہ جماعت جلد ہی داخلی انتشار کا شکار ہو کر ختم ہو گئی اور جنرل ڈیگال سیاسیات سے کنارہ کش ہو گئے ۔

کچھ عرصہ بعد ان کے حامیوں نے ایک نئی جماعت "گالسٹ سوشل ری پبلک پارٹی"
Gaullist Social Repubilc Party
بنائی جس کے عملاً سربراہ جنرل ڈیگال ہی تھے ۔ جون ۱۹۵۸ء میں وہ دوبارہ سیاسی میدان میں اتر پڑے ۔ اس وقت فرانس سیاسی بدنظمی کا شکار تھا ۔ اور کوئی سیاسی جماعت اس قابل نہ تھی کہ وزارت بنا سکے ادھر الجزائر میں فرانسیسی فوجوں نے بغاوت کر دی تھی ۔ اور باغی جنرل ڈیگال کو سربراہ حکومت بنانے کے لئے اصرار کر رہے تھے ۔ اسی افراتفری کے عالم میں جنرل ڈیگال نے فرانس کے وزیر اعظم کا عہدہ سنبھالا اور انہی کے ایماء پر فرانس کا نیا آئین مرتب کیا گیا جس میں صدر کو وسیع اختیارات تفویض کئے گئے دسمبر ۱۹۵۸ء میں انہوں نے وزیر اعظم کے عہدے سے استعفا دے دیا اور جنوری ۱۹۵۹ء میں فرانس کے صدر مقرر ہوئے ۔

**ڈیگوبا** ۔ بدھ مذہب کا سٹوپ یا ٹوپ جس میں بانئے مذہب کی ہڈیاں اور دیگر جسمانی یادگاریں محفوظ ہوتی ہیں ۔ یہ عمارت گول مخروطی ہوتی ہے ۔ اور بعض حالتوں میں بہت بلند ہوتی ہے ۔ ہندوستان اور پاکستان میں اس قسم کی عمارتوں کو سٹوپ یا ٹوپ کہتے ہیں اور برما میں اسے ڈیگوبا کہا جاتا ہے ۔ یہ لفظ "پیگوڈا" Pagoda سے بالکل مختلف ہے ۔ جو بدھ کی ہڈیوں، ناخنوں یا بالوں وغیرہ پر نہیں بنایا جاتا بلکہ عبادت کے لئے ایک مندر ہوتا ہے ۔ جس میں بدھ مذہب کے چینی یا برمی لوگ عبادت کرتے ہیں اس قسم کی عبادت گاہ کے پاس عموماً ایک "ڈیگوبا" بھی ہوتا ہے مانڈلے آوا اور رنگون واقع برما میں اس قسم کی نہایت شاندار عمارتیں موجود ہیں ۔

**ڈیلٹا** ۔ Delta کسی دریا کے دہانے کے قریب اس کی منتشر شدہ شاخوں کی دریائی جگہ ۔ چونکہ اس کی شکل لازمی طور پر سہ کونہ ہوتی ہے اس لئے یونانی حرف △ (ڈیلٹا) کی مناسبت سے اس کو بھی "ڈیلٹا" کہنے لگے ۔ اس قسم کی زمین عموماً بہت زرخیز ہوتی ہے ۔ پاکستان میں دریائے سندھ کا ڈیلٹا دنیا کے بہت بڑے ڈیلٹوں میں سے ہے ۔ اس کے علاوہ دریائے نیل واقع ملک مصر کا ڈیلٹا بھی قدیم سے مشہور چلا آتا ہے ۔ افریقہ میں دریائے نائجر کا ڈیلٹا بھی بہت بڑا ہے اور امریکہ میں دریائے مسیسی پی کا ڈیلٹا خاص طور پر قابل ذکر ہے ۔ بھارت میں دریائے گنگا کا ڈیلٹا بھی بہت بڑا ہے ۔ لیکن چونکہ اس کے عین دہانے کے قریب اس میں ایک اور بڑا دریا برہم پتر آملتا ہے اس لئے یہ بے ہنگم ہو کر دلدلیں پیدا کر دیتا ہے ۔ اور کچھ زیادہ مفید نہیں ۔

**ڈیمارچہ** ۔ Demurrage انگریزی لفظ کا بگاڑ ہے ۔ ایک قسم کا تاوان یا جرمانہ ۔ ڈیمارچہ اس بک شدہ مال پر وصول کیا جاتا ہے جو ریلوے گوداموں یا بندرگاہوں وغیرہ میں ایک خاص میعاد سے زیادہ مدت تک ادائیگی اور وصولی کے لئے پڑا رہتا ہے ۔

سواری گاڑیوں اور مال گاڑیوں کے ڈیمارچے کی شرحیں مختلف ہوتی ہیں ۔ سواری گاڑی کا ڈیمارچہ آج کل ۳ آنہ یومیہ ہوتا ہے ۔ اور مال گاڑی کا ایک آنہ فی یوم کے حساب سے شمار ہوتا ہے بندرگاہوں کے مال کی شرحیں وزن اور وقت کے لحاظ سے مختلف

اور گوناگوں ہوتی ہیں۔

**ڈیملر۔** (Daimler) (۱۸۳۴ء۔۱۹۰۰ء) ایک جرمن انجینئر جس نے پٹرول کی مدد سے چلنے والی موٹر کار ایجاد کی۔

**ڈین** (Dean) یونیورسٹی کے کسی شعبے کا نگرانِ اعلیٰ۔ کیمبرج اور آکسفورڈ یونیورسٹیوں اور اس کے بعد اکثر دوسرے ممالک کی یونیورسٹیوں میں ڈین کا عہدہ قائم ہوا۔ ڈین یونیورسٹی کے کسی ایک یا مختلف شعبہ جات کے نظم و نسق کا نگرانِ اعلیٰ ہوتا ہے۔ نیز رومن کیتھولک چرچ کا ایک عہدیدار بھی ڈین کہلاتا ہے۔

**ڈینا گراف۔** (Dynagraph) یہ ایک نہایت عجیب و غریب مشین کا نام ہے جو ریل کے انجن میں لگائی جاتی ہے۔ اس کے لگانے کا مقصد یہ ہے کہ ریل کے انجن اور ریلوے لائن کے متعلق مفید مطلب واقفیت حاصل کی جا سکے۔ یہ مشینیں ریلوے لائن کی اور ریل گاڑی کی رفتار اور صرف شدہ کوئلے اور پانی کی مقدار کا ریکارڈ خود بخود کرتی جاتی ہیں۔ اگر لائن کسی جگہ خراب ہو تو ان کو دیکھنے سے پتہ چل سکتا ہے۔ کہ نقص کس جگہ واقع ہے۔ اور نیز یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ فلاں وقت میں فلاں جگہ گاڑی کسی رفتار سے جا رہی تھی۔ اور اس وقت تک کتنا کوئلہ خرچ ہو چکا تھا۔ اب ایسی بھی مشینیں وجود میں آچکی ہیں جو سامنے سے آنے والی گاڑی کا پتہ دے دیتی ہیں۔ چنانچہ اگر چلتی گاڑی کو ٹھہرانا ہو تو کئی اسٹیشن دُور فاصلے پر سے ہی ٹھہرا سکتے ہیں۔

**ڈینز۔** Danes سیکنڈے نیویا کے قبائل کا ایک عامیانہ نام۔ ان لوگوں نے نویں اور دسویں صدی عیسوی میں انگلستان اور فرانس کے علاقوں پر حملہ کر کے ان کا بہت سا حصہ مسخر کر لیا۔ ان کے حملے ۷۹۰ء میں شروع ہوئے اور ان کے لیڈر اگبرٹ Egbert ([illegible] — ۸۳۹ء) کے جانشینوں نے انگلستان کے بہت سے علاقہ پر قبضہ کر لیا حتےٰ کہ الفریڈ اعظم Alfred the Great نے انہیں شکست دے کر مار بھگایا۔ اس کے بعد ایڈورڈ اور ایتھلریڈ کے زمانوں میں بھی ان لوگوں نے انگلستان پر حملے کئے اور ان کے ایک قائد سویگن Swegen اور اس کے فرزند کینیوٹ Canute نے انگلستان پر حکومت کی۔

**ڈینزگ۔** (Danzig) بحیرہ بالٹک کی ایک بندرگاہ جو دریائے وسچولا پر واقع ہے۔ اسے جرمنوں نے ۱۳۱۰ء میں فتح کیا۔ جس کے بعد اگرچہ یہاں جرمن باشندے آباد ہو گئے مگر یہ بندرگاہ آزاد رہی اور اس میں دیگر قوموں کے جہاز آ جا سکتے تھے ۱۴۵۵ء تا ۱۷۹۳ء یہ شہر پولینڈ کی حکومت کے زیرِ تسلط رہا۔ ۱۷۹۳ء میں جب پولینڈ کی تیسری تقسیم ہوئی تو یہ جرمنی کے علاقے پرشیا میں مدغم ہو گیا۔ ۱۹۱۹ء کے صلحنامہ ورسیلائی نے اسے جرمنی سے الگ کر کے اس کے شہریوں کی مرضی کے خلاف پولینڈ کی زیرِ نگرانی "شہر آزاد" قرار دے دیا۔ مارچ ۱۹۳۹ء میں ہٹلر نے پولینڈ کی حکومت سے اس کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ پولینڈ نے اس سے انکار کر دیا، گو وہ اور اس سے زیادہ برطانیہ، اس کو چند مراعات دینے کے لئے تیار تھے۔ پہلی ستمبر ۱۹۳۹ء کو ہٹلر نے اسے حاصل کرنے کے لئے پولینڈ پر حملہ کر دیا اور دوسری جنگ عظیم کا آغاز ہو گیا۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد انجمن اقوام کی کارکردگی سے ڈینزگ کا علاقہ ۷۵۴ مربع میل قرار دیا گیا تھا اور اس کی آبادی ۴ لاکھ تھی۔

**ڈینیوب (دریا)** (Danube) یورپ کے دریاؤں میں سے دوسرا سب سے بڑا دریا ہے۔ بلیک فارسٹ (Black Forest) کی مشرقی ڈھلوانوں میں سے نکلتا ہے۔ اور ایک ہزار سات سو پچاس میل تک بہنے کے بعد رومانیہ سے ہوتا ہوا بحیرہ اسود Black Sea میں جا گرتا ہے۔ رومانیہ کے علاقے میں اس میں جہاز رانی بھی ہوتی ہے۔ لنز Linz ویانا، براٹسلاوا Bratislava بوڈاپسٹ۔ بلگریڈ بریلا، Braila اور گلاٹی Galati اس کے کنارے مشہور شہر واقع ہیں۔ ۱۹۲۰ء میں

روس نے سابقہ اداروں کو نظر انداز کرتے ہوئے ایک نیا ڈینوب کمیشن (Danube Commission) قائم کیا روس کے حامی ممالک بھی اس معاملہ میں روس کے ہمنوا تھے لیکن برطانیہ، فرانس، اور امریکہ اور پھر دنوں بعد یوگوسلاویہ نے بھی اس کمیشن کو ماننے سے انکار کر دیا ڈینوب نہر کے ذریعے رائن Rhine سے ملا ہوا ہے۔

## ڈینوب کمیشن۔ Danube Commission

ایک بین الاقوامی ادارہ جو دریائے ڈینوب پر آزاد جہازرانی کے انتظامات کی نگرانی کرتا ہے۔ یہ تنظیم ۱۸۵۶ء کے صلح نامہ پیرس کی رو سے معرض وجود میں آئی۔ بظاہر اس کمیشن کو اس لئے قائم کیا گیا تھا کہ اس کے مشورہ سے دریائے ڈینوب کے دہانہ کی صفائی کی جائے اور اسے قابل جہازرانی رکھا جائے۔ مگر اس تنظیم کے قائم کرنے کا اصل مقصد یہ تھا کہ رومانیہ کا وہ تمام علاقہ جو ترکی کے زیر تسلط تھا یورپین طاقتوں کی ریشہ دوانیوں کی آماج گاہ بن جائے۔

## ڈینوسار۔ Dinosaurs

ڈینوسار خشکی کا ایک بہت بڑا جانور تھا جو سبزیاں کھاتا اور چھوٹے جانوروں کا شکار کرتا تھا۔ یہ جانور زمانہ قدیم میں جب کہ روئے زمین پر ابھی انسان کا وجود نہ تھا بہت کثیر تعداد میں موجود تھے۔ اب ان کی نسل ناپید ہے۔ البتہ ان کے بجز عجائب گھروں میں اب تک رکھے ہوئے ہیں۔ تاریخی لحاظ سے یہ جانور بہت ہی اہمیت رکھتا ہے۔

## ڈینیل، جان پال سیبرک۔ Daniel, Jonn Paul Sea Brooks

۱۹۱۵ء میں پیدا ہوئے۔ آکسفورڈ یونیورسٹی میں تعلیم پانے کے بعد سوڈان پولیٹیکل سروس میں آ گئے۔ ۱۹۳۶ء میں پہلے پہل سوڈان میں اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ کمشنر مقرر ہوئے۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران میں سوڈان کی دفاعی جنگ کے سلسلہ میں قابل قدر خدمات سر انجام دیں۔ جنگ کے بعد ڈسٹرکٹ کمشنر کے عہدے پر ترقی پائی۔ ۱۹۵۰ء میں یونیورسٹی کالج خرطوم میں بطور سینیئر لیکچرار پبلک ایڈمنسٹریشن مقرر ہوئے۔ اور آج کل وہیں فیکلٹی آف لاء کے ڈین ہیں۔

## ڈیورنڈ لائن۔ (Durand Line)

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء سے پیشتر جب پاک و ہند برصغیر پر برطانیہ کا قبضہ تھا اس وقت برطانیہ کو ہر وقت یہ فکر لاحق رہتی تھی کہ شمال مغربی سرحد پر روس کا اقتدار نہ بڑھ جائے یا خود افغانستان کی حکومت شمال مغربی سرحدی صوبہ کے اندر گڑبڑ پیدا نہ کرا دے ان اندیشوں سے نجات حاصل کرنے کی خاطر تاج برطانیہ کے نمائندہ مقیم ہند یعنی وائسرائے ہندوستان نے افغانستان سے مذاکرات کرنے کے بعد ۱۸۹۳ء میں ایک عہد نامہ کیا جس کی رو سے یہ قرار پایا کہ شمال مغربی سرحدی صوبے سے تعلق رکھنے والے قبائلی علاقہ کی مغربی سرحد واضح کر دی جائے اور اس کے پار سرزمین افغانستان کی حد کو تسلیم کر لیا جائے۔ ادھر افغانستان نے قبائلی علاقہ کو وائسرائے ہند کی عملداری میں قبول کر لیا اور معاہدہ پر دستخط کر دیئے۔ مگر ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو کابل کی حکومت کو یہ ناگوار گزرا۔ اس نے خط ڈیورنڈ کی موجودہ حیثیت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور یہ دعویٰ کر دیا کہ دریائے اٹک تک کا علاقہ کابل کی فرمانروائی میں ہے۔ کیونکہ بقول اس کے اس علاقہ کے لوگ افغانوں کے ہم نسل اور ہم زبان ہیں۔

کابل کی حکومت کی شہ پاکر اور بھارت کے فتنہ پردازوں کی تحریک پر صوبہ سرحد کے نام نہاد سیاسی رہنماؤں نے "پختونستان" قائم کئے جانے کا مطالبہ پیش کر دیا۔ پٹھان بحیثیت نسلی امتیاز کے افغانستان میں بھی اقلیت رکھتے ہیں۔ پختونستان کے مطالبہ کو کابل اور نئی دہلی کے ارباب بست و کشاد نے خوب اچھالا مگر اس تمام پراپیگنڈا اور ریشہ دوانیوں کا نتیجہ کچھ بھی نہ نکلا۔

شمال مغربی سرحدی صوبہ کے عوام نے اور قبائلیوں نے پاکستان کا ساتھ دیا۔ جس کے جواب میں کراچی حکومت نے بھی فراخدلی اور اعتماد کا ثبوت دیتے ہوئے قبائلی علاقہ سے اپنی فوجوں کو نکال لیا۔ البتہ صوبہ سرحد کی خان وزارت کو حلفِ وفاداری نہ اٹھانے کے باعث عہدوں سے برطرف کر دیا گیا اور حفظِ ماتقدم کے طور پر "سرخ پوش" Red Shirts تحریک کے سرکردہ کارکنوں کو جنوری سنہ ۱۹۵۲ء تک نظر بند رکھا گیا۔ اس تمام عرصہ میں پاکستان کی نوزائیدہ مملکت پر نازک دور بھی آئے مگر پختونستان کا مسئلہ اس کے لئے کبھی بھی تشویش کا باعث نہ بن سکا۔ کابل کی حکومت نے پاکستان سے دوستانہ رویہ اختیار کرنے کی بجائے زیادہ سے زیادہ مخالفت اختیار کرلی مگر حکومت پاکستان اس سے بھی مشتعل نہیں ہوئی اور اس نے ظاہر شاہ حکومت سے فراخدلانہ برتاؤ روا رکھا۔ بلکہ اس نے افغانستان کو عطا کردہ تجارتی مراعات کو بھی برقرار و بحال رہنے دیا۔

اس کیفیت کا ذکر دلچسپی سے خالی نہیں کہ قبائلیوں نے کابلی حکومت کا صرف ایک بار جب کہ افغانستان نے سنہ ۱۹۱۹ء میں ہندوستان پر حملہ کیا تھا ساتھ دیا اور وہ بھی صرف وزیریوں نے محض چند ایام کے لئے اس کے برعکس قبائلیوں نے افغانستان حکومت پر کئی بار حملے کئے ہیں۔ مثلاً سنہ ۱۹۲۴ء میں خوست کے منگل پٹھانوں نے بعض وزیر قبیلوں کے ہمراہ افغانستان حکومت کے خلاف اعلان جنگ کر دیا تھا اور کابلی حکومت کی درخواست پر وائسرائے ہند نے اس بغاوت کو فرو کرنے کے لئے برطانوی ہوائی جہاز روانہ کئے تھے اسی طرح سنہ ۱۹۳۳ء میں شامی پیر کی زیر قیادت وزیرستان کے قبائل نے افغانستان کی حکومت کو لوہے کے چنے چبلوائے تھے۔ سنہ ۱۹۴۵ء میں بھی جب جنوب مشرقی افغانستان کے صافیوں نے بغاوت کا علم بلند کیا تو کسی ایک مہمند دل نے ان کا ساتھ دیا تھا ان تاریخی حوالجات سے پتہ چلتا ہے کہ افغان اور برطانوی چپقلش میں اگر قبائلی غیر جانبدار رہ سکتے تھے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ حکومت پاکستان کے بھی وفادار نہ رہیں۔ یوں بھی جنگ کشمیر میں پاکستانی سپاہیوں کے دوش بدوش قبائلی پٹھانوں نے دادِ شجاعت دے کر یہ ثابت کر دیا کہ وہ پاکستان کے ہمنوا ہیں اور اس کی خاطر اپنی جانیں تک قربان کر سکتے ہیں۔

**ڈیوس کپ۔** Davis Cup ٹینس کی ایک ٹرافی جسے جیتنے کے لئے بین الاقوامی مقابلے ہوتے ہیں۔ اسے سنہ ۱۹۰۰ء میں ایک امریکی کھلاڑی نے جس کا نام ڈوائٹ۔ ایف ڈیوس تھا پیش کیا۔ سنہ ۱۹۳۹ء میں آسٹریلیا نے ڈیوس کپ امریکہ سے جیتا۔

**ڈیوک۔** Duke برطانیہ کی داخلی حکومت میں شاہی رتبہ کے بعد سب سے بڑا بلند اعزاز۔ یہ خطاب اوائل میں شاہی خاندان کے لئے مخصوص تھا۔ لیکن بعد میں تمام سلطنت کے نامی اشخاص کے لئے بھی جائز کر دیا گیا۔

یہ خطاب بادشاہ کی طرف سے عطا ہوا ہے۔ اور شہزادے عموماً بلاتخصیص ڈیوک ہی ہوتے ہیں شاہ جارج ششم تخت نشینی سے پہلے ڈیوک آف یارک Duke of York تھے اور ایڈورڈ ہشتم تخت سے دست برداری کے بعد ڈیوک آف ونڈسر Duke of Windsor ہوئے۔ ان کے دوسرے بھائی بھی اسی طرح ڈیوک ہیں۔ موجودہ ملکہ ایلزبتھ ثانیہ کے خاوند بھی ڈیوک آف ایڈنبرا Duke of Edinburgh ہیں۔ عوام میں سے جس شخص نے اپنی لیاقت اور خدمات سے یہ خطاب پایا وہ مشہور جنرل ولزلی Wellesley تھے جنہوں نے واٹرلو Waterloo کی جنگ فتح کی اور ڈیوک آف ولنگٹن Duke of Wellington کا خطاب پایا۔ اس خطاب کے ساتھ لازمی طور پر ایک جاگیر ہوتی ہے جس کا نام خطاب کا جزو ہوتا ہے۔ اگر یہ خطاب عورت کو ملے تو وہ ڈچز Duchess کہلاتی ہے۔ اسی طرح ڈیوک کی بیوی یا بیوہ بھی ڈچز کہلاتی ہے۔

**ڈیوکریز۔** Dukeries سے مراد نوٹنگھم شائر واقع انگلستان کا وہ جنگل ہے جو اس قسم کے ڈیوک نوابوں کی مشترکہ شکارگاہ ہے۔

**ڈیوک آف ایڈنبرا۔ Duke of Edinburgh فلپ ماؤنٹ بیٹن Philip Mountbatten**
جارج اوّل شاہ یونان کے پوتے اور ملکہ وکٹوریہ کے پڑپوتے ہیں ۱۹۲۱ء میں کورفو کے مقام پر پیدا ہوئے۔ انگلستان میں تعلیم و تربیت پائی اور برطانوی بحریہ میں کرنل کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ جنگِ عالمگیر دوم میں بحیرہ روم اور بحر اوقیانوس میں حصہ بامعنی انجام دیں۔ ۲۰ نومبر ۱۹۴۷ء کو ملکہ الزبتھ ثانیہ سے شادی ہوئی اور ڈیوک آف ایڈنبرا کا خطاب ملا۔

**ڈیوک آف ونڈسر۔ Duke of Windsor**
ایڈورڈ ہشتم ڈیوک آف ونڈسر ۱۸۹۴ء میں پیدا ہوئے۔ جارج پنجم کی تاجپوشی کے موقع پر "پرنس آف ویلز" بنائے گئے۔ پہلی جنگ عظیم میں ایک فوجی افسر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں اور جنگ کے بعد مختلف ممالک کی سیاحت کی۔ والد کے انتقال کے بعد انگلستان کے بادشاہ ہوئے۔ لیکن تھوڑے عرصہ بعد دسمبر ۱۹۳۶ء میں اپنی محبوبہ کی خاطر تخت و تاج سے دستبردار ہو کر انگلستان سے چلے گئے کچھ عرصہ بعد انہیں ڈیوک آف ونڈسر بنا دیا گیا۔ اور دوسری جنگِ عظیم میں فوجی خدمات انجام دینے کے بعد وہ کبھی انگلستان میں مقیم ہوتے ہیں اور کبھی فرانس، امریکہ وغیرہ میں۔

**ڈی ویلرا Eamon De Valera (۱۸۸۲ء)**
آئرلینڈ کا مشہور سیاست دان جو جمہوریہ امریکہ میں بمقام نیویارک پیدا ہوا اس کا باپ ہسپانوی اور ماں آئرش تھی۔ ڈی ویلرا بچپن میں ہی آئرلینڈ آ گیا جہاں اس نے دورانِ تعلیم و تدریس قابلیت کا مظاہرہ کیا ۱۹۱۶ء میں پہلی بار سیاسی سرگرمیوں کے باعث گرفتار ہوا۔ اسے موت کی سزا کا حکم سنایا گیا مگر ان دنوں چونکہ برطانیہ پہلی جنگِ عظیم میں امریکہ کی شمولیت کا خواہاں تھا اس لئے ڈی ویلرا کو جو نیویارک میں پیدا ہونے کے باعث بظاہر امریکی تھا، رہا کر دیا گیا۔ ۱۹۱۸ء میں اسے پھر گرفتار کیا گیا۔ مگر ڈی ویلرا جیل سے بھاگ کر ۱۹۱۹ء میں امریکہ پہنچ گیا۔ ۱۹۳۲ء سے ۱۹۴۸ء اور ۱۹۵۱ء میں آئرلینڈ کا وزیر اعظم بنا۔

**ڈیوی، ٹامس (Thomas Admund Dewey)**
امریکی سیاست دان ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئے تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد اول اول وکیل کی حیثیت سے شہرت حاصل کی۔ ایک دو سال امریکہ کے اٹارنی (Attorney) بھی رہے۔ بعد ازاں انہیں امریکہ میں منظم جرائم کا سراغ لگانے اور ان کے خلاف قانونی کارروائی کرنے پر مامور کیا گیا۔ انہوں نے تین مرتبہ نیویارک کی گورنری کا عہدہ حاصل کیا۔ ۱۹۴۴ء میں امریکہ کے صدارتی انتخابات میں روزویلٹ آنجہانی کے مقابلے میں کھڑے ہوئے مگر ناکام رہے چار سال بعد صدر ٹرومین کا مقابلہ کیا مگر پھر شکست کھائی۔

مسٹر ڈیوی بہت سی کتابوں کے مصنف بھی ہیں اور امریکہ کی کئی یونیورسٹیوں سے انہیں اعزازی ڈگریاں مل چکی ہیں۔

**ڈیوی، سر ہمفری۔ Davy Sir Humphry**
سر ہمفری ڈیوی مشہور انگریز ماہر کیمیا۔ ۱۷۷۸ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۲۹ء میں جنیوا میں فوت ہوا۔ ۱۸۰۲ء سے ۱۸۱۲ء تک رائل انسٹی ٹیوشن آف لنڈن میں پروفیسر رہا۔ سائنس میں بہت سے کامیاب تجربات کئے "سیفٹی لیمپ" Safety Lamp کی ایجاد اس کا بڑا کارنامہ ہے۔

---

# ذ

**ذات الجنب** ۔ ایک مرض جس کی وجہ سے پسلی کے نیچے درد ہوتا ہے۔ اور جسم میں انقباض سا پیدا ہو جاتا ہے کھانسی اور بخار بھی اس عارضے میں شامل ہیں اور سانس کی تنگی بھی محسوس ہوتی ہے۔ ذات الجنب کی دو قسمیں ہیں: حقیقی اور غیر حقیقی، جب درد، ورم اور بخار بیک وقت ہوں تو حقیقی ہوتا ہے۔ اور اگر بخار ساتھ نہ ہو تو غیر حقیقی۔ پسلی کے نیچے ورم پیدا ہو جاتا ہے یا ریح یا سرد مواد وہاں پر باعث فساد ہوتا ہے۔ خالص مرض کا علاج بالعموم فصد ہوتا ہے اور غیر خالص میں فصد منع ہے۔ آسان سا علاج یہ ہے کہ ایک رتی افیم میں کیلومل ملا کر تین گولیاں باندھ لی جائیں اور انہیں وقفوں کے ساتھ دن بھر میں تین دفعہ پانی کے ہمراہ کھا لیا جائے۔ نیز اگر چار ماشے چھکڑی کا سفوف، گرم پانی کے ساتھ کھا لیا جائے تو یہ علاج بھی بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ جنب پہلو یا پسلی کو کہتے ہیں۔

**ذات الریہ** ۔ ایک مرض جس میں پھیپھڑوں کے اندر ورم پیدا ہو جاتا ہے۔ سانس اکھڑ جاتی ہے اور دم لینا مشکل ہو جاتا ہے کھانسی کے ساتھ بخار بھی ہو جاتا ہے نمونیا اس کے ساتھ شامل ہوتا ہے خشک بیماری کے آثار یہ ہیں۔ پہلو میں درد، سانس میں تکلیف اور تھوڑی تھوڑی خشک کھانسی یہ بیماری کپکپی اور بخار سے شروع ہوتی ہے اور جوں جوں اکی مواد پھیپھڑے اور سینے کے درمیان میں اکٹھا ہوتا جاتا ہے، درد کی تکلیف بڑھتی جاتی ہے۔ اگر یہ مواد فوراً خشک نہ ہو جائے تو پھر ایمپیما (Empyoma) کا مرض پیدا ہو جاتا ہے۔

**ذات الصدر** (Pleurisy) سینے کا درد پھیپھڑوں کی جھلی میں ورم ہو جانے کا مرض۔ بہت تیز بخار کے ساتھ سینہ میں درد ہوتا ہے۔ اور سانس لینے میں دقت ہوتی ہے۔ پانی یا پیپ بھی پڑ جاتی ہے۔ مریض کو بالکل حرکت نہ کرنے دی جائے اور اس کے جسم کو گرم رکھا جائے چائے کا تھوڑا استعمال مفید ہوتا ہے،

**ذات پات کا نظام** ( Caste System ) خاص ہندوستان اور ہندو سوسائٹی کا تحفہ ہے۔ اور کسی دوسرے ملک یا سوسائٹی میں نہیں پایا جاتا۔ زمانہ قدیم سے ہندو سوسائٹی کو چار ذاتوں میں تقسیم کیا گیا ہے پہلا مذہبی گروہ برہمن، جو علم و دین کے محافظ تھے۔ دوم چھتری جو دنیاوی امور کے محافظ تھے۔ سوم ویش جو زراعت یا تجارت سے دولت پیدا کرتے تھے چہارم شودر جو خدمت کرنے کے لئے مخصوص تھے۔

ان سب کی پیشوں کے لحاظ سے آگے متعدد تقسیمیں ہو گئیں چنانچہ موجودہ زمانے میں ذات ایک پیشہ ور انہ گروہ ہے۔ یہاں تک کہ اب اگر ایک بڑھئی کی اولاد کوئی اور کام کرنے بھی لگ جائے تو اس کی ذات یا قومیت بڑھئی رہے گی۔ بدھ مذہب نے اس تفرقہ کو کچھ دیر کے لئے مٹایا تھا۔ لیکن یہ مٹائے نہ مٹ سکا نتیجہ یہ ہوا کہ چھوت چھات اور اچھوت قومیں وجود میں آئیں جن کی زندگی باوجود علم و فضل کے نہایت تلخ گذرتی ہے اور انسانی حقوق تک سے ان کو محروم رکھا جاتا ہے

**ذاتی تحفظ** Self-defence کسی شخص کا پوری طاقت سے کسی حملہ کے خلاف اپنی مدافعت کرنا نیز کسی حکومت کے اپنی سرحدوں کی اپنی مسلح افواج کے ذریعے حفاظت کرنا۔ اپنی حفاظت افراد اقوام اور ریاستوں کا طبعی اور فطری حق ہے۔

**ذاکر** ۔ عربی اسم فاعل مادہ ذکر سے ہے۔ یاد کرنا۔ ذاکر یعنی یاد کرنے والا خدا کا ذکر کرنے والا تسبیح پڑھنے والا، اللہ کی حمد بجا لانے والا قرآن پاک کا ارشاد ہے واذکروا اللہ کثیراً اللہ کو بہت یاد کیا کرو اسی طرح ذاکرین کی بہت تعریف کی گئی ہے۔ اصطلاح میں ذاکر اہل تشیع کے ہاں شہادت امام کا ذکر کرنے والا یعنی عاشورا میں مرثیے پڑھنے والا۔ ذاکر کہتے ہیں محرم پڑھنے گیا تھا۔ شیعی ذاکر نے حادثہ کربلا کے کچھ عرصہ بعد مرثیہ خوانی کا کام شروع کر دیا۔ اور آج تک یہ سلسلہ چلا آتا ہے۔ لکھنؤ اور یوپی کے بعض حصص کے ذاکر اپنی رقت آمیز الاپ کے لئے مشہور ہیں۔

**ذاکر حسین** ۔ مشرقی پاکستان کے سابق گورنر ۱۹۵۸ء

میں ضلع چٹاگانگ کے موضع نگونہ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم چاٹگام ہی میں پائی ۱۹۱۶ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا اور ۱۹۲۰ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے بی۔ اے کیا۔ بعد ازآں ڈھاکہ چلے گئے ستمبر ۱۹۲۲ء میں محکمہ پولیس کی ملازمت کر لی۔ انڈین پولیس سروس میں شامل ہونے کے بعد موصوف نے متحدہ بنگال کے مختلف اضلاع میں متعدد عہدوں پر کام کیا۔ قیام پاکستان کے بعد آپ مشرقی پاکستان کے پہلے انسپکٹر جنرل مقرر ہوئے بعد ازاں آپ کو پاکستان سروس کمیشن کا چیئرمین بنایا گیا اکتوبر ۱۹۵۸ء کے انقلاب کے بعد گورنر مشرقی پاکستان کے عہدے پر فائز ہوئے اور بعد میں پاکستان کے وزیر داخلہ بنے۔

**ذاکر حسین، ڈاکٹر۔** شیخ الجامعہ (پرنسپل) جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی ان دنوں جامعہ ملیہ، جامعہ نگر اوکھلا دہلی میں واقع ہے ۱۹۲۰ء ۱۹۲۱ء کے زمانہ میں جبکہ تحریک خلافت زوروں پر تھی، مولانا محمد علی جوہر مرحوم نے ترک موالات کی تحریک شروع کی۔ اور اس سلسلے میں درسگاہوں کو سرکاری اعانت ترک کر دینے اور اپنا قومی نصاب تعلیم وضع کرنے کی تلقین کی۔ چنانچہ پہلے پہل جامعہ ملیہ کا قیام علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے مقابلے پر خود علی گڑھ کے مقام پر عمل میں آیا اور بعدہٗ اُسے دہلی میں منتقل کر لیا گیا۔ جب سے ڈاکٹر ذاکر حسین جو جرمن یونیورسٹی کے ڈاکٹر ہیں اور علم و فضل میں نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ جامعہ کے صدر (پرنسپل) رہے ہیں جامعہ کے نصاب میں علاوہ دینی اور دنیوی تعلیم کے تجارتی اور صنعتی تعلیم کا شعبہ بھی شامل ہے۔

ڈاکٹر ذاکر حسین تقسیم کے بعد مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے وائس چانسلر مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۷ء سے وہ بہار اسٹیٹ کے گورنر ہیں۔

**ذبیح اللہ (لقب حضرت اسمٰعیل)**

(دیکھو اسماعیل علیہ السلام)

**ذبیحہ:** یہ لفظ ذبح سے ہے (خدا کے نام پر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر حلال جانور کو ذبح کرنا۔ ذبیحہ جانور جو اس طرح پر ذبح کیا گیا ہو۔ بندوق یا تیر وغیرہ سے جو شکار کیا گیا ہو، اس پر فائر کرتے وقت تکبیر



یعنی بسم اللہ اللہ اکبر کے الفاظ پڑھے جاتے ہیں اور وہ بھی ذبیح ہوتا ہے مسلمان کا ذبیحہ یہودی اور عیسائی بھی کھاتے ہیں اور بعض مسلمان فقہا اور متکلمین کے نزدیک یہودی اور عیسائی کا ذبیحہ مسلمان کھا سکتے ہیں۔ گویا منجملہ یہودیوں اور عیسائیوں کے اہل کتاب کا ذبیحہ مسلمان کے لئے جائز ہے اور مسلمان کا ذبیحہ اہل کتاب کے لئے جائز ہے۔

**ذخیرہ، ذخیرہ اندوزی۔** (Stock ; Hoarding) اکٹھا کرنے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ذخیرہ اس جنگل کو بھی کہتے ہیں جو خود پرداختہ ہو۔ پودوں کی کیاریوں کو بھی ذخیرہ کہتے ہیں۔ جہاں سے پودے دوسری جگہ لے جا کر لگائے جاتے ہیں اناج یا دوسری اجناس کو جمع کرنے کو بھی ذخیرہ کہتے ہیں۔ اسی سے ذخیرہ اندوزی کی اصطلاح بنی ہے۔ ذخیرہ اندوزی کا اقتصادی مفہوم یہ ہے کہ جنس یا غلہ وغیرہ اس غرض کے لئے جمع کیا جائے کہ گراں ہونے پر اُسے فروخت کیا جائے۔ قلت جنس اور غلہ کے دور میں اس قسم کی ذخیرہ اندوزی کے دفعیہ کے لئے حکومت قانون بناتی ہے اور اس کے ذریعہ ذخیرہ اندوزی کی روک تھام کرتی ہے۔ بسا اوقات ذخیرہ اندوزوں کو اس جرم کی پاداش میں سزا بھی دی جاتی ہے۔

**ذکاء اللہ مولانا۔** خان بہادر شمس العلماء، مولانا ذکاء اللہ مرحوم ۱۸۳۲ء میں دہلی میں پیدا ہوئے بارہ برس کی عمر میں دہلی کالج میں داخل ہوئے تعلیم ختم کرنے کے بعد وہیں ریاضی کے پروفیسر ہو گئے، پھر ڈپٹی انسپکٹر مدارس ہوئے ۱۸۷۲ء میں وہ میور سنٹرل کالج الہ آباد میں عربی اور فارسی کے پروفیسر ہو گئے ۲۶ برس ملازمت کرنے کے بعد پنشن پائی ۱۹۱۰ء میں دہلی میں فوت ہوئے۔

تعلیم نسواں کی خدمات کے صلے میں گورنمنٹ سے خلعت پایا، علمی اور تاریخی خدمات کی وجہ سے پندرہ سرٹیفکیٹ انعام اور خطابات خان بہادر اور شمس العلماء ملے۔ آپ کی تصانیف بے شمار تھیں آپ عربی و فارسی کے علاوہ علم ریاضی میں زبردست دسترس رکھتے تھے، اور اس وقت کے بڑے بڑے ماہرین ریاضی نے آپ کو خراج تحسین پیش کیا۔ اس کے علاوہ تاریخ جغرافیہ، ادب اخلاق، طبیعات کیمیا اور سیاسیات میں ایک ماہر کی حیثیت

رکھتے تھے۔

آپ کی تحریریں نہایت سلیس اور صاف ہیں۔ آپ نے طلبا کے لئے تقریباً ڈیڑھ سو کتابیں لکھیں۔

مولانا مرحوم بحیثیت ریاضی دان، مترجم اور مؤرخ کے مشہور ہیں۔ آپ نے تاریخ ہند دس جلدوں میں بڑی محنت سے لکھی ہے۔ آخری عمر میں تعلیم اسلام لکھ رہے تھے کہ نا تمام چھوڑ کر فوت ہو گئے۔

**ذکرِ میر۔** اردو کے مشہور شاعر میر تقی میر کی خود نوشت سوانح عمری فارسی میں ہے۔ زبان رنگین، شیریں اور فصیح ہے سادگی اور بے ساختہ پن اس کا اصلی حسن ہے۔ جو شروع سے آخر تک جلوہ نما ہے "ذکرِ میر" میں میر تقی نے اپنی زندگی کے علاوہ اپنے دور کے ہنگامہ خیز حالات کا نقشہ بھی کھینچا ہے۔ انجمن ترقی اردو نے ۱۹۲۸ء میں پہلی بار شائع کی۔

**ذمہ دارانہ حکومت۔ (Responsible Government)** ایسی جمہوری حکومت جس میں مجلس انتظامیہ یا عاملہ یعنی وزارت اسی وقت تک برسرِ اقتدار رہ سکتی ہے۔ جب تک اس کو پارلیمان کے ارکان کی اکثریت کا اعتماد حاصل ہو۔ وہ اپنے تمام افعال کے لئے پارلیمان کے سامنے جوابدہ ہوتی ہے اور پھر پارلیمان کے ارکان اپنی کارگذاری کے لئے رائے دہندگان یعنی عوام کے روبرو جوابدہ ہوتے ہیں۔ عوامی مطالبہ کی صورت میں صدر حکومت پارلیمان کو توڑ سکتا ہے اور نئے انتخابات کا حکم دے سکتا ہے۔ جس کے بعد اکثریت کی حامل پارٹی وزارت تشکیل کرتی ہے۔ بہر صورت حکومت کا اصل سرچشمہ عوام ہی ہوتے ہیں۔

**ذمّی (اہلِ ذمّہ)** اہلِ کتاب جن کو مسلمان کی سلطنت میں پناہ دی گئی ہو اُن سے جزیہ لیا جاتا ہے جس کے عوض ان کو فوجی خدمات سے مستثنیٰ کر کے ان کی جان و مال کی حفاظت کی جاتی ہے۔ وہ لوگ اپنے فرائض مذہبی کو ادا کر سکتے ہیں اور گرجاؤں یا مذہبی عمارتوں کی مرمت کرا سکتے ہیں لیکن نئی عبادت گاہیں قائم نہیں کر سکتے یہ لوگ اپنا مذہبی پیشوا بھی مقرر کر سکتے ہیں لیکن کوئی ایسا کام نہیں کر سکتے جس سے امن عامہ میں خلل پڑے یا مذہبی منافرت پیدا ہو۔ جب اہل اسلام کسی ملک پر قبضہ کرتے ہیں تو وہاں کے لوگ اگر اطاعت اختیار کر کے جزیہ دینے پر آمادہ ہو جائیں تو اُن کو اہلِ ذمّہ یا ذمّی کہا جاتا ہے۔ ابتداءً یہ رعایت صرف عیسائیوں، یہودیوں اور صابئین کے واسطے مخصوص تھی لیکن بعد میں دوسرے مذہبوں کے ساتھ بھی برابر کا سلوک کیا جانے لگا۔ بعض سلاطین نے ان کے واسطے مخصوص لباس بھی معیّن کر دیا تھا۔



**ذمّیہ (فرقہ)** لفظ ذمّ سے نکلا ہے جس کے معنی ہجو یا برائی کرنے کے ہیں۔ اہل اسلام کا ایک فرقہ ہے جس کا عقیدہ ہے کہ نبوّت حضرت علیؓ کا حق تھا نہ کہ آنحضرت صلعم کا۔ ان کے خیال میں آنحضرت صلعم کا درجہ حضرت علی کے بعد ہے۔ اس فرقہ کا بانی ایک شخص علباء بن زراع تھا جس کے متعلق کوئی زیادہ علم نہیں ہے۔ بعض لوگ ابو ہاشم جبائی کے پیروؤں کو بھی ذمّیہ کہتے ہیں۔

**ذَنْب (بسکونِ نون)** عربی لفظ ہے یعنی گناہ جمع اس کی ذنوبؔ ہے۔ قرآن پاک میں گناہوں (ذنوب) کی بخشش کے لئے جابجا دعائیں مذکور ہیں اور اُن کے غفران کی خاطر ادعیہ کا ذکر ہے یعنی دعاؤں اور خلوص نیت سے پچھلے گناہ بخشے جاتے ہیں اور آئندہ گناہ کے ارتکاب سے مسلمان محفوظ رہتا ہے۔ خدا تعالےٰ کی صفت غافر الذنوبؔ ہے یعنی گناہوں کا بخشنے والا۔ اسلام کے مقابلے پر ہندومت کے عقائد میں پچھلے گناہوں کی بخشش یا مغفرۃ نہیں ہو سکتی اور گنہگار کو باوجود استغفار کے کئے ہوئے گناہوں کی سزا بھگتنی پڑتی ہے۔

**ذَنَب (بفتحہ نون)** عربی لفظ یعنی دُم۔ جمع اُس کی اذناب ہے۔ دُم جانور کے جسم کا آخری حصّہ ہوتی ہے بعض جانوروں کی دُم قصداً کاٹ دی جاتی ہے یا چھوٹی کر دی جاتی ہے گھوڑے کی دم کی قطع و برید کر دی جائے تو اس قسم کے گھوڑوں کو "الخیل المذنبۃ" یعنی دُم کٹے گھوڑے کہتے ہیں اس قسم کے گھوڑے میدانِ کارزار میں بہت عمدہ کام آتے ہیں۔ فوجی رسالوں کے گھوڑے عموماً دُم کٹے ہوتے ہیں۔

**ذوار بعۃ الاضلاع (Quadrilateral)** علم جیومیٹری میں ایک قسم کی شکل ہے جو کور کہتے ہیں۔ اس کے چار ضلع ہوتے ہیں۔ سب ضلعوں کا مساوی ہونا ضروری

اس تیسری مہم میں ذوالقرنین کو ایک ایسی قوم سے سابقہ پڑا جس نے یاجوج اور ماجوج قبائل کی تباہ کاریوں کا شکوہ کرتے ہوئے اپنے اور ان کے درمیان دیوار قائم کرنے کی درخواست کی۔ ذوالقرنین نے اُن کی درخواست قبول کر لی اور دو پہاڑوں کے درمیان جس راہ سے وحشی قبائل تاخت کیا کرتے تھے وہاں لوہے کی تختیوں کے پگھلے ہوئے تانبے سے ایک سد بنا دی۔

ذوالقرنین کی شخصیت کے بارے میں مختلف قیاس آرائیوں سے کام لیا گیا ہے۔ بعض میں اُسے سکندر مقدونی قرار دیا گیا ہے۔ اور بعض میں یمن کے حمیری بادشاہوں میں سے کسی کو ذوالقرنین کہا جاتا ہے۔ لیکن روایت قرین قیاس نہیں بعض محققوں کے خیال میں فارس کا بادشاہ سائرس یا خورس، ذوالقرنین تھا۔ یہ بادشاہ ۵۹ ق م میں ہوا اور اس نے مشرق و مغرب اور شمال میں فتوحات حاصل کیں۔ اور وقت کے جابر و قاہر شاہنشاہوں کے برعکس اس نے عدل و رحم پر اپنی حکومت کو مستحکم اور استوار کیا۔

**ذوالکفل**:۔ ایک پیغمبر۔ ذوالکفل علیہ السلام کا ذکر قرآن مجید کی دو سورتوں سورہ انبیاء اور سورہ ص میں آیا ہے۔ اور دونوں میں صرف نام مذکور ہے حالات کا کوئی تذکرہ نہیں۔ قرآن اور حدیث کے علاوہ تورات بھی اس ذکر میں خاموش ہے البتہ چند آثار اور روایات نقل کئے گئے ہیں جن کی سند منقطع ہے۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ذوالکفل بنی اسرائیل میں حضرت الیسع کے بعد مامور کئے گئے۔

**ذوالمجنہ**:۔ المجنہ مادہ جن سے ہے۔ چھپانا، پوشیدہ رہنا، حفاظت کرنا وغیرہ۔ ذوالمجنہ حفاظت اور تحفظ کا مالک۔ المجنہ اسی لئے ڈھال کو بھی کہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی صفات میں انسان کے تحفظ اور پناہ کا مفہوم شامل ہے۔ جن بمعنی پوشیدہ یا چھپی ہوئی مخلوق کم و بیش یہی تصور اور اسی تاویل کا حامل ہے۔

**ذوالمعارج**۔ المعارج عروج اور عرج سے ہے، سیڑھیاں، بلندیاں۔ بلندیوں کا مالک۔ خدا تعالیٰ





کی صفت ہے جو آسمانوں اور بلندیوں کا مالک ہے۔ معراج النبی اپنی مادوں سے یعنی مقام بلندی پر پہنچنا۔ معراج میں حضور کو بلندیوں پر پہنچایا گیا ہے اور عالم بالا کی سیر کرائی گئی۔

**ذوالنورین**:۔ خلفائے راشدین کے تیسرے رکن حضرت عثمان بن عفان کا لقب۔ حضرت خلیفہ ثالث کی شادی پہلے حضورؐ کی بیٹی حضرت رقیہؓ سے ہوئی اور حضرت رقیہؓ کی وفات کے بعد پھر اُن کا نکاح حضورؐ کی دوسری بیٹی حضرت اُم کلثومؓ سے ہوا اسی نسبت سے آپ کو ذوالنورین کہتے ہیں۔ النورین، النور کی تثنیہ ہے۔ اور یہ دو نور حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ ہیں۔

(دیکھو عثمان بن عفان)

**ذوالنون مصری** پیدائش ۷۹۶ء وفات ۸۵۹ء

ثوبان بن ابراہیم نام ابوالفیض کنیت مصر کے مشہور صوفی بزرگ۔ ان کی زندگی کے حالات پوری طرح معلوم نہیں۔ علم کی جستجو میں بہت سفر کئے آخر قاہرہ میں قیام کیا جہاں معتزلی عقیدے کی مخالفت پر گرفتار کر کے بغداد بھیج دیئے گئے وہاں کچھ عرصہ قید رہے۔ بعد میں رہا کر دیئے گئے۔ قاہرہ کے قریب جیزہ میں انتقال کیا اور وہیں مدفون ہوئے۔

صوفیا کے نزدیک ان کا مرتبہ بہت بلند ہے معرفت کے متعلق انہوں نے ہی مختلف مدارج مقرر کئے جن کو مقامات کہتے ہیں۔ انہوں نے چند کتابیں بھی تصنیف کیں لیکن اب وہ نایاب ہو گئی ہیں۔ خلیفہ متوکل علی اللہ سے اُن کی جو گفتگو خودداری کے بارے میں ہوئی بہت مشہور ہے۔ بعض اشعار اور اقوال بھی آپ سے منسوب ہیں۔

**ذوق شیخ محمد ابراہیم**۔ شیخ محمد ابراہیم نام، ذوق تخلص۔ ۱۷۸۹ء میں محمد رمضان نامی ایک غریب سپاہی کے گھر دلی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم حافظ غلام رسول شوق سے حاصل کی۔ حافظ صاحب شعر کا ذوق رکھتے تھے ہر وقت شعر و شاعری کی محفل گرم رہتی تھی ذوق کو سب سے زیادہ موافق ماحول ملا۔ تو ابتدائی عمر ہی میں شعر و شاعری کا شوق پیدا ہو گیا۔ شعر کہنا شروع کیا۔ پہلے حافظ شوق سے اور بعد میں شاہ نصیر سے اصلاح لینے لگے۔ شاہ نصیر دلی کے استاد کی غزل میں اصلاح دیا کرتے تھے۔ شاہ نصیر دکن چلے

گئے تو ولی عہد کی غزلوں کی اصلاح کا کام شیخ محمد ابراہیم ذوق کے سپرد ہوا شیخ کی عمر ابھی ۱۹ سال کی تھی۔ کر شاہی دربار میں ایک قصیدہ پڑھا جس پر خوش ہو کر بادشاہ نے انہیں خاقانیٔ ہند کا خطاب عطا کیا۔

ذوق غالب کے ہم عصر اور سلطنت مغلیہ کے آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر کے استاد تھے۔

ذوق نے اردو شاعری میں جدید انداز بیان اونچے خیالات اور روز مرہ کے محاورات استعمال کئے اور انہیں زیادہ سے زیادہ دلنشیں اور شیریں بنانے کی کوشش کی قصائد میں ذوق کو جو مرتبہ حاصل ہے۔ وہ کسی شاعر کو نصیب نہیں ہوا۔

آپ بہت قناعت پسند تھے، مرتے دم تک دلی نہ چھوڑی۔ "ذوق جائے کون پر دلی کی گلیاں چھوڑ کر" ان کا مشہور مصرع ہے ذوق بلا کے قادر الکلام اور زبان کے حاکم اور فن شعر کے بادشاہ تھے۔

اُن کی شاعری میں تصنع اور تکلف بالکل نہیں کلام میں روانی اور ترنم خوب ہے۔ اُن کی غزلیں تازگی مضامین خوبیٔ محاورہ سادگی اور صفائی کے لئے مشہور ہیں

اُستاد ذوق تقریباً پچاس سال تک شعر و شاعری کرتے رہے۔ مگر افسوس ہے کہ اُن کا سارا کلام ہنگامہ غدر میں ضائع ہو گیا البتہ اُن کے شاگرد رشید مولانا محمد حسین آزاد مرحوم نے باقیماندہ کلام دیوانِ ذوق کے نام سے مرتب کیا۔ ۱۸۵۴ء میں ۶۷ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ مرنے سے تین گھنٹے پہلے یہ شعر کہا ؎

کہتے ہیں ذوق آج جہاں سے گذر گیا
کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے

**ذہانت** (Intelligence)۔ اشیاء کے درمیان رشتہ معلوم کرنے کی قابلیت اور تجربہ سے فائدہ اٹھانے کی اہلیت کا نام ذہانت ہے۔ ذہنی معائنے ذہانت کا درجہ ظاہر کرتے ہیں اور ذہنی پیمانے ذہانت کی مقدار کا اندازہ لگانے میں مدد دیتے ہیں۔ ذہنی معائنوں کا آغاز ایک ماہر نفسیات الفریڈ بینٹ (Alfred Binet) نامی نے کیا جو فرانس کا باشندہ تھا اس کو اس کام پر فرانسیسی حکومت نے مقرر کیا تھا۔ غرض یہ تھی کہ کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے کند ذہن بچوں کا پتہ لگایا جا سکے۔ تاکہ اُن کو الگ کر کے ذہین بچوں کی ترقی کے راستے سے رکاوٹ دور کی جا سکے اور اس طرح سے تعلیم پر جو روپیہ ضائع ہوتا ہے اُس میں تخفیف کی جا سکے۔

بینٹ نے سوالات کا ایک ایسا سلسلہ بنایا جس کو مختلف گروہوں کے سامنے رکھ کر معلوم کیا گیا کہ ہر بچہ ان میں سے کتنے سوالات کا جواب دے سکتا ہے۔ سوالات کو اس قسم کے حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ کہ ایک حصہ میں اکثر سوالات دس سال کے بچے حل کر سکتے تھے اور دوسرے میں ۱۱ سال کے بچے اکثر سوالات کے جواب جانتے تھے۔ اگر کوئی بچہ جس کی عمر طبعی ۱۲ سال کی ہوتی صرف دس سال کی عمر کے بچوں کے سوالات حل کر سکتا۔ تو اس کی ذہنی عمر دس سال شمار ہوتی اگرچہ اس کی عمر طبعی ۱۲ سال ہوتی برخلاف اس کے اگر ۱۰ سال عمر طبعی کا لڑکا ۱۲ سال عمر کے لڑکوں کے سوالات حل کر لیتا تو اس کی ذہنی عمر ۱۲ سال شمار ہوتی اگرچہ اس کی طبعی عمر ۱۰ سال ہی ہوتی پہلی حالت میں اس کا ذہانت نما $\frac{۱۰}{۱۲} \times ۱۰۰$ یعنی ۸۳ فی صدی ہوتا اور دوسری حالت میں $\frac{۱۲}{۱۰} \times ۱۰۰ = ۱۲۰$ فی صدی جو ایک غیر معمولی حالت ہے۔

موجودہ وقت میں اس قسم کے جائزے دیئے جاتے ہیں جن میں اکتساب کو دخل نہ ہو۔ کیونکہ ہم اکتساب کو نہیں بلکہ اکتسابی طاقت کو ناپنا چاہتے ہیں اس سلسلے میں مندرجہ ذیل نتائج مسلم ہو چکے ہیں (۱) اوسط ذہانت میں مرد و عورت میں کوئی فرق نہیں (۲) مختلف نسلوں میں ذہانت کا کوئی فرق نہیں (۳) نکمے لوگ اکثر پست ذہانت کے ہوتے ہیں (۴) ذہانت فطری ہوتی ہے اور چودہ سال کی عمر کے بعد نہیں بڑھ سکتی۔

**ذہبی (علامہ)** علامۃ الذہبی اسلام کے مشہور مؤرخ ہیں آپ ۱۲۷۴ء میں پیدا ہوئے اور ۱۳۴۸ء میں فوت ہو گئے۔ "دول الاسلام" (اسلامی حکومتیں)

آپ کی مشہور و معروف تصنیف ہے جو دو جلدوں میں ہے۔ کتاب کی ترتیب تاریخوار سنین کے مطابق ہے ۱۳۲۴ھ میں حیدر آباد دکن سے بھی اس کا ایک ایڈیشن شائع ہوا ہے۔

ذیابیطس ( Diabetes ) پیشاب میں شکر آنا
اس مرض کی چند علامتیں یہ ہیں، پیاس کی شدت، بار بار کافی مقدار میں پیشاب آنا وزن کم ہو جانا بعض حالتوں میں مریض خوب موٹا تازہ بھی رہتا ہے اور اسے پیاس بھی زیادہ نہیں لگتی۔ ایسے مریضوں کی تشخیص دوران خون کی کسی تکلیف یا بینائی کی کمی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ ذیابیطس کے مریض کے پیشاب میں شکر آتی ہے لیکن شکر اکثر اوقات ایسے لوگوں کے پیشاب میں بھی پائی جاتی ہے جنہیں یہ مرض نہیں ہوتا۔ تشخیص کے لئے خون کی جانچ پڑتال کرنا ضروری ہے۔

ذیابیطس کی وجہ یہ ہے کہ لبلبہ ( Pancreas ) کسی وجہ سے ایک خاص قسم کا مادہ پیدا کرنے سے قاصر ہو جاتا ہے۔ جسے انسولین ( Insulin ) کہتے ہیں۔ یہی وہ مادہ ہے جو ہماری غذا کے نشاستہ یا شکر کو قوت میں تبدیل کرنے کے لئے ضروری ہوتا ہے اگر مریض انسولین کا ٹیکہ لیتا رہے تو بیماری کی تمام علامات زائل ہو جاتی ہیں۔ ایسی خوراک سے پہلے جس میں نشاستہ یا شکر کی زیادتی ہو انسولین کا ٹیکہ لے لینا ضروری ہے۔ جب تک انسولین کا استعمال ہوتا رہے گا علامات مرض دبی رہیں گی۔ ابھی تک ذیابیطس کا ایسا علاج معلوم نہیں ہو سکا جس کے بعد لبلبہ کی اصلاح ہو جائے اور وہ پھر سے انسولین پیدا کرنا شروع کر دے۔

اس مرض میں اگر علاج معالجہ نہ کیا جائے تو چکنائی ہضم نہیں ہوتی اور غیر ہضم شدہ چکنائی سے زہر پیدا ہوتے پیدا ہو جاتے ہیں۔ جن کے اثر سے مریض بیہوش ہو جاتا ہے۔ اس اضطراری حالت کا علاج بھی یہی ہے کہ انسولین کا ٹیکہ لگایا جائے اگر یہ دوا ضرورت سے زیادہ مقدار میں دے دی جائے تب بھی بیہوشی طاری ہو جاتی ہے۔ اور اس کے بعد مریض کو شکر دی جاتی ہے چنانچہ ذیابیطس کے مریض اور اس کے تیمار داروں کو ٹھیک ٹھیک معلوم کر لینا چاہئے کہ بیہوشی کی وجہ بیماری ہے یا انسولین کی ضرورت سے زیادہ مقدار میں خوراک کیونکہ دونوں حالتوں میں علاج ایک دوسرے کی ضد ہوتا ہے۔

ذی الحجہ۔ اسلامی کیلنڈر کا بارھواں (۱۲) مہینہ ذی الحجہ کی ۹ تاریخ کو مسلمان فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے میدان عرفات میں جمع ہوتے ہیں اور ۱۰ تاریخ کو قربانی کی سنت ادا کرتے ہیں۔ اس دن کو عید الاضحیٰ کہتے ہیں۔ عید الفطر کی تقریب سارے عالم اسلامی میں مسنون ہے

ذی قعدہ :۔ اسلامی کیلنڈر کا گیارھواں مہینہ ہے

ذیلدار۔ کسی گاؤں کا سربراہ نمبردار ہوتا ہے اور متعدد گاؤں یا دیہات سے مل کر "ذیل" بنتی ہے دیہات کے اس حلقہ میں، نمبرداروں کے اوپر ایک سفید پوش ہوا کرتا تھا اور سفید پوش سے اوپر حلقے کا ذیلدار ہوتا تھا۔ دیہات کے حلقہ کی عام انتظامی نگرانی مالیے کی وصولی کی نگہداشت، افسران مالی اور پولیس کی آؤ بھگت یا دیگر مقرر کنندہ افسروں کے آرام و آسائش کے انتظامات کی دیکھ بھال، ذیلدار کے ذمہ ہوتی تھی۔ جس طرح پنجاب کے اضلاع میں ذیلدار ہوا کرتا تھا۔ اسی طرح بہاولپور اور سندھ وغیرہ کے علاقوں میں تمن دار ہوتے تھے۔ نمبردار کو مالیہ کی فراہمی پر مجوزہ رقم کا پانچ فیصدی ملتا ہے۔ جبکہ سفید پوش اور ذیلدار کی ششماہی تنخواہ مقرر ہوتی تھی۔

پنجاب میں تقسیم کے بعد ذیلدار اور سفید پوش کے عہدے ختم کر دئے گئے ہیں البتہ نمبردار کا عہدہ قائم ہے سرحدی صوبہ میں ذیلدار اور سفید پوش کے علاوہ نمبردار کا عہدہ بھی ختم کر دیا گیا تھا۔

# ر

**رابعہ بصریؒ۔** پیدائش ۹۵ھ/۷۱۳ء۔ وفات بصرہ ۱۸۵ھ/۸۰۱ء مشہور ولی خاتون قیس بن عدی قیسیہ قبیلے سے تھیں صوفیائے کرام میں ان کا مرتبہ بہت بلند تھا۔ ایک غریب گھرانے میں پیدا ہوئیں۔ بچپن ہی میں بردہ فروش ان کو اٹھا کر لے گئے اور ان کو بطور لونڈی کے فروخت کر دیا۔ ان کے آقا نے ان کی نیکی، خدا پرستی اور عبادت گزاری کو دیکھ کر آزاد کر دیا۔ اس کے بعد وہ تارک الدنیا ہو گئیں اور عبادات میں اوقات بسر کرنے لگیں۔ پہلے کچھ عرصہ بادیہ میں رہیں اور پھر بصرہ میں مقیم ہو گئیں۔ اسی وجہ سے ان کو رابعہ بصری کہا جاتا ہے۔ لوگوں کو ہمیشہ نیکی کی تلقین کرتی رہتی تھیں اور اکثر لوگ نصیحتیں سننے کے لئے حاضر رہتے تھے۔ چنانچہ ان کے پند و نصائح بہت مشہور ہیں۔ گو اکثر فاقہ ہو جاتا مگر کسی سے کچھ نہ مانگتی تھیں۔ اس کے ساتھ ہی بہت مخیر تھیں اور جو کچھ ملتا اس میں سے اپنی ضرورت سے قطع نظر بہت سا خیرات کر دیتی تھیں، بعض کتابوں میں ان کی کرامتیں بھی بتائی گئی ہیں۔

**راجپال۔** ایک عاقبت نااندیش ہندو جس نے رنگیلا رسول نامی کتاب لکھی جس میں حضورؐ کی ذات پر سوقیانہ حملے کئے گئے تھے۔ یہ شخص ۱۹۲۹ء میں علم دین غازیؒ نام کے ایک غیرت مند کلمہ گو کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ یہ واقعہ لاہور میں ہوا۔ راجپال ایک معمولی تعلیم کا فرد تھا اور اس نے محض اشتعال انگیزی اور قومی منافرت کی خاطر یہ کمینہ حرکت کی اور اسے اس شر انگیزی کا خمیازہ بھگتنا پڑا۔

**راجپوت۔** (Rajputs) ایک ہندو نسل جو ذات کے کھشتری تھے اور اب ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں میں پائے جاتے ہیں ان کے نسب و نژاد کے بارے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ تاہم اس پر سب متفق ہیں کہ وہ راجاؤں کی اولاد سے ہیں۔ بلکہ بعض مورخین کا یہ بھی خیال ہے کہ راجپوتوں میں سے کئی ایک سفید ہنز (White Huns) کی اولاد ہیں۔ سمندر گپت جو گپتا خاندان سے تعلق رکھتا تھا کے عہد حکومت کے بعد راجپوتوں نے کئی ایک چھوٹی چھوٹی ریاستوں پر قبضہ جما کر خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ اور عرصہ تک شمالی ہندوستان میں اہم کردار ادا کیا۔

**راجپوتانہ** (Rajputana) راجپوتانہ کا علاقہ غیر منقسم پنجاب کے جنوب میں واقع ہے۔ اس کی مشہور ریاستیں جودھ پور، بیکانیر اور میواڑ ہیں۔ کوہ اراول اس کے جنوب کی جانب ہے۔ صحرائے تھار شمال اور مغرب میں واقع ہے اکثریت یہاں کی راجپوت ہے جو ہندو مذہب کی پیرو ہے۔ یہ علاقہ قریباً ۲۳ ریاستوں پر مشتمل ہے جن کا مجموعی رقبہ ۱۳۱,۲۰۰ مربع میل ہے اور آبادی ۱۱,۵۱۲,۰۰۰ ہے بارش کی کمی کی وجہ سے بیشتر علاقہ بنجر ہے۔

**راج کیکڑا۔** کیکڑے بچھو کی طرح کے جانور ہیں۔ جو پانی میں آزاد یا سیپی نما گھروں میں رہتے ہیں۔ لیکن یہ کیکڑے بہت چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ راج کیکڑا اسی قسم کا ایک بڑا جانور ہے۔ جو امریکہ، جاپان ہندوستان اور جزیرہ نما ملایا کے ساحلوں پر ملتا ہے اس پر ایک ڈھال کی شکل کا سیپ ہوتا ہے۔ جس کے پچھلے حصے کے باہر ایک لمبی نوکیلی ریڑھ کی ہڈی نکلی رہتی ہے اس کے بدن کے تین نمایاں حصے ہوتے ہیں جو ایک دوسرے سے ملحق ہوتے ہیں اس قسم کے کیکڑے جو امریکہ میں ہوتے ہیں "نعل نما" کیکڑے ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کی شکل گھوڑے کے نعل یا کھری کے مشابہ ہوتی ہے۔ ۱۸ انچ سے دو فٹ تک لمبے ہوتے ہیں۔ اس قسم کے بڑے بڑے کیکڑوں کے پتھر شدہ اجسام بھی ملے ہیں جو بہت قدیم ہیں۔ لیکن چھ اقسام زندہ

بھی دیکھی جا رہی ہیں۔

آسمانی "منطقۃ البروج" میں ایک برج اسی کیکڑے کے نام پر ہے۔ جس کو اس کے عربی نام "برسرطان" کہتے ہیں۔ کیونکہ اس برج میں جو ستارے ہیں وہ سرطان ہی کی شکل بناتے ہیں۔

اہل اسلام میں کیکڑے اور اس قماش کے تمام جانور مکروہ سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن امریکی اور یورپی لوگ ان کو بطور خوراک کے استعمال کرتے ہیں۔

**راج گوپال اچاریہ** (دیکھو راجہ جی)

**راج مچھیرا** (رام چڑیا) شوخ رنگ کے پروں والے پانی میں چلنے والے پرندے جن کے ۲۰ خاندان اور ۲۰۰ کے قریب اقسام ہیں۔ بڑی اقسام صرف مچھلیاں کھاتی ہیں۔ چھوٹی قسمیں کیڑے مکوڑے بھی چٹ کر جاتی ہیں۔ اس قسم کے تمام پرندوں کی چونچ لمبی ہوتی ہے۔ یورپ اور امریکہ میں اس کی صرف دو قسمیں ملتی ہیں۔ لیکن ایشیائی ممالک میں ان کی متعدد اقسام ہیں۔ برطانیہ کا یہ پرندہ نہایت خوبصورت اور خوشنما ہوتا ہے اکثر ندیاؤں اور ندی نالوں پر ملتا ہے۔

**راجندر پرشاد (ڈاکٹر)** جمہوریہ بھارت کے پہلے صدر ۳ دسمبر ۱۸۸۴ء کو صوبہ بہار کے ضلع سارن میں پیدا ہوئے۔ ابتدا میں اردو، فارسی اور ہندی کی مکمل تعلیم حاصل کی۔ ۱۸ برس کی عمر میں میٹرک پاس کیا۔ پریزیڈنسی کالج۔ کلکتہ سے ایم اے ایل ایل بی پاس کرکے ۱۹۱۱ء میں وہاں وکالت شروع کر دی۔ ۱۹۱۶ء میں پٹنہ چلے آئے۔ ۱۹۲۰ء میں گاندھی جی کے خیالات سے متاثر ہو کر وکالت ترک کر دی اور سیاسیات میں سرگرمی سے حصہ لینے لگے۔ چار بار انڈین نیشنل کانگرس کے صدر منتخب ہوئے۔ کانگرسی تحریک کے سلسلے میں متعدد بار جیل جا چکے ہیں۔ "راجن بابو" عرف ہے۔

اخبار نویسی سے بھی کچھ شغف رہا ہے۔ چنانچہ سرچ لائٹ (Searchlight) پٹنہ کی بنیاد انہوں نے ہی ڈالی تھی ہندی کا ایک ہفتہ وار اخبار "دیش" بھی نکالتے رہے ہیں۔ چند کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ کتاب "تقسیم شدہ ہندوستان" میں پاکستان کے نظریہ کی شدید مخالفت کی تھی۔ ہندی کے پرزور حامی ہیں۔ گاندھی جی کے بڑے مداح اور معتقد ہیں۔ دسمبر ۱۹۴۶ء میں ہندوستان کی آئین ساز اسمبلی کے صدر منتخب ہونے اور بھارت کے جمہوریہ بن جانے پر ۲۶ جنوری ۱۹۵۰ء سے اس کے صدر ہیں۔

**راجندر سنگھ بیدی** - اردو کے ایک ممتاز افسانہ نویس یکم ستمبر ۱۹۱۵ء کو بمقام لاہور چھاؤنی پیدا ہوئے۔ لاہور ہی میں تعلیم پائی۔ سکول اور کالج کی زندگی میں ادبیات کا بہت شوق رہا۔

ایف اے پاس کرنے کے بعد پوسٹ آفس میں ملازم ہو گئے دن بھر دفتر میں کام کرتے اور رات کو بیٹھ کر افسانے لکھتے۔

زندگی میں کئی ایک جذباتی تجربات اور مشاہدات نے لکھنے پر اکسایا۔ اور پھر آپ نے لکھنا ہی اپنا ذریعہ معاش بنا لیا۔ کچھ عرصہ لاہور ریڈیو سٹیشن کے لئے ڈرامے لکھتے اور مشق کرتے رہے۔ تقسیم کے بعد بھارت چلے گئے اور وہاں بھی افسانے اور ڈرامے لکھنے کا شغل جاری ہے۔ آج کل بمبئی میں ہیں اور فلموں کے لئے کہانیاں اور مکالمے لکھ رہے ہیں۔ "دانہ و دام" "گرہن" "بےجان چیزیں" اور "لمس" آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔

**راج ہنس** - راج ہنس ایک قسم کی بڑی مرغابی ہے اس کی چونچ بطخ کی چونچ سے زیادہ دندانہ دار ہوتی ہے۔ یہ عموماً گھاس پات پر گذارہ کرتا ہے۔ اس غرض کے لئے قدرت نے اس کی چونچ کے کناروں پر چھوٹے چھوٹے خار نما دندانے پیدا کر دیئے ہیں جو گھاس وغیرہ کھانے میں بہت مدد کرتے ہیں۔

پاؤں عموماً چپو دار ہوتے ہیں اور زمین پر اتر کر غذا حاصل کرتا ہے۔ اس کی کئی قسمیں اور رنگ ہیں۔ زمین پر گھاس پھوس کے گھونسلے بنا کر رہتا ہے مادہ [illegible] انڈے دیتی ہے۔ یہ پرندے عموماً پانی کے قریب رہتے ہیں

**راجہ پرکاش چند۔** دہلی کی بربادی پر جس طرح صوبہ اودھ الگ ہو کر خود مختار ہو گیا اسی طرح راجہ پرکاش چند (مہتاب رائے) نے نظامت بنگال سے علیحدگی اختیار کر کے بہار میں اپنی آزاد حکومت قائم کر لی۔ چونکہ خود بھی شاعر تھے اور شعراء اور ادباء کے قدردان تھے۔ اس وجہ سے عظیم آباد شعر و سخن کا مرکز بن گیا۔ یہاں باہر سے بھی شاعر آئے اور خود عظیم آباد کے متعدد مقام میں بہت سے شاعر پیدا ہو گئے۔ چنانچہ علم دوست حکومت کی سرپرستی شعر و سخن کی اشاعت اور ترقی کا باعث ہوئی۔ یہ دور اٹھارویں صدی کے آخری حصے کا ہے۔

**راجہ جی۔** سری گوپال اچاری المعروف راجہ جی [illegible]ء میں جنوبی ہند ضلع سیلم کے تعلقہ ہوسور کے ایک موضع میں پیدا ہوئے۔ سنٹرل کالج بنگلور میں تعلیم پائی اور پریذیڈنسی کالج مدراس سے وکالت کی ڈگری حاصل کی اور بیسویں صدی کے آغاز میں ضلع سیلم میں وکالت شروع کر دی۔ موصوف بھارت کے بہترین مدبر اور روشن خیال سیاست دان ہیں۔ ابتدا ہی سے چھوت چھات سے نفرت اور نشہ بندی کی تحریک سے دلچسپی رکھتے ہیں۔

راجہ جی کی سیاسی زندگی کا آغاز مسٹر تلک آنجہانی کے خیالات کی حمایت اور مسز اینی بیسنٹ کی تحریک "ہوم رول" کے ساتھ دلچسپی سے ہوا۔ ۱۹۱۹ء میں رولٹ ایکٹ کے بعد جو واقعات پیش آئے راجہ جی ان سے بہت متاثر ہوئے اور وہ عدم تعاون کی تحریک میں شامل ہو گئے اور اسی سلسلہ میں متعدد بار قید و بند کی مصیبتیں بھی جھیلیں۔ نمک کے قانون کے خلاف گاندھی جی نے جو ستیہ گرہ کیا تھا۔ راجہ جی اس میں بھی شریک تھے گاندھی جی کے ڈانڈی مارچ کی طرح ترچنا پلی سے ودارنیام کی طرف ان کا مارچ بھی مشہور ہے۔ جب پنڈت موتی لال نہرو اور مسٹر سی آر داس نے سوراجیہ پارٹی کے نام سے ایک نئی پارٹی قائم کی تو راجہ جی نے اس کی مخالفت کی۔ ۱۹۳۷ء میں جب کانگرس نے انتخابات عمومی میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا تو مسٹر راج گوپال اچاری نے مدراس میں کانگرس کی پہلی وزارت بنائی اور جب دوسری عالم گیر جنگ شروع ہوئی تو وہ کانگرس کے فیصلہ کے مطابق سب سے پہلے اپنے عہدہ سے مستعفی ہو گئے۔

راجہ جی نے کانگرس اور مسلم لیگ میں دیانت دارانہ سمجھوتہ کرانے کی انتہائی کوشش کی ایک فارمولا بھی وضع کیا۔ قائد اعظم محمد علی جناح سے تبادلہ خیالات بھی کیا اپنی حقیقت پسندی کی بنا پر ہندو راج کے حامیوں سے نبھ نہ سکی۔ چنانچہ کچھ عرصہ کانگرس سے علیحدہ رہنے پر مجبور ہوئے۔ تقسیم ہند کے بعد راجہ جی مغربی بنگال کے گورنر بنا دیے گئے۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی سبکدوشی پر آپ کو بھارت کا گورنر جنرل بنا دیا گیا۔ چنانچہ ۲۶ جنوری ۱۹۵۰ء تک آپ اس عہدہ پر متمکن رہے۔ بھارت کے جمہوریہ بننے پر راجہ جی مئی ۱۹۵۱ء میں بھارتی کابینہ میں شامل ہو گئے۔ آئین ہند کے نافذ ہونے پر نئے انتخابات کے سلسلہ میں آپ نے صوبہ مدراس کی کانگرسی قیادت سنبھال لی اور کانگرسی وزارت قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن کانگرسی رہنماؤں سے اختلاف کی بنا پر آپ وزارت اور کانگرس دونوں سے مستعفی ہو گئے اور اپنی ایک الگ سیاسی جماعت بنائی جس کا نام سوتنتر پارٹی ہے۔ آپ ایک ممتاز انگریزی ادیب اور مقرر بھی ہیں۔ بھارت کے روشن دماغ مدبرین میں آپ کا پایہ بہت بلند ہے۔

**راجہ رام موہن رائے** (دیکھیے رام موہن رائے)

**رازی** (امام) علامہ فخر الدین ابو عبداللہ محمد بن عمر بن الحسینی ۵۴۴ھ/۱۱۴۹ء میں رے میں پیدا ہوئے۔

جہاں ان کے والد ضیاالدین عمر خطیب تھے۔ اس لئے وہ ابن الخطیب بھی کہلاتے ہیں۔ رازی شافعی اور اشعری عقیدہ رکھتے تھے۔ وہ خوارزم میں معتزلہ عقائد کے خلاف تبلیغ کے لئے گئے لیکن وہاں سے بخارا اور سمرقند جانے پر مجبور ہوئے۔ ۵۸۰ھ میں رازی غزنی اور پنجاب آئے اور بالآخر ہرات میں مستقل سکونت اختیار کی اور ایک مدرسہ میں شیخ الاسلام کی حیثیت سے تدریس میں معروف ہو گئے۔ سلطان علاؤ الدین محمد خوارزم شاہ آپ کا سرپرست تھا۔ یہاں ان کے کئی لوگ دشمن بن گئے۔ ۱۲۰۹ء میں انہیں زہر دیا گیا جس سے جانبر نہ ہو سکے۔ علامہ رازی نے علوم دین کو فلسفیانہ پیرائے میں پیش کیا۔ وہ ابو بکر محمد ابن سینا اور فارابی کے بڑے معترف تھے اور اپنے فلسفہ کی بدولت وہ امام غزالی کے خلاف تھے۔ رازی نے علمائے وقت سے کئی مناظرے بھی کئے۔

## رازی ابن زکریا (دیکھو الرازی)

## راس۔ ( Cape )

خشکی کا وہ قطعہ جو سمندر میں دور تک پھیلا گیا ہو۔ جیسے راس کماری راس امید وغیرہ

جزیرہ نما

راس

## راس المال (Capital ; Stocks & Shares)

وہ روپیہ جو کسی کاروبار میں فائدہ اٹھانے یا مزید دولت حاصل کرنے کی غرض سے لگایا جائے۔ راس المال کہلاتا ہے۔ روپے کے علاوہ بلڈنگ، مشینری، سٹاک وغیرہ بھی راس المال شمار ہوتے ہیں۔

وسیع تر معنوں میں کسی قوم کے ذرائع آمدنی جو تجارت یا صنعت وحرفت کے لئے مخصوص ہوں اس قوم کا "راس المال" کہلاتے ہیں۔

اجتماعی زندگی میں "راس المال" کو بڑی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ اور اس کی ملکیت سے متعلق دو مختلف طریقے ہیں ایک یہ ہے کہ جو شخص کسی کاروبار میں روپیہ لگاتا ہے اسے اس سے نفع اندوز ہونے کا پورا پورا حق ہے اور اس پر کوئی پابندی عائد نہیں کی جا سکتی۔ دوسرے گروہ کا کہنا ہے کہ چونکہ تمام منافع کارکنوں کی محنت کا ثمرہ ہوتے ہیں۔ اس لئے مالک کو تمام منافع لینے کا حق نہیں پہنچتا۔ نیز اس گروہ کا یہ خیال ہے کہ تمام صنعتی اور کاروباری ادارے گورنمنٹ کی تحویل میں ہونے چاہئیں تاکہ منافع کی تقسیم منصفانہ ہو۔ انہی نظریاتی اختلافات کی وجہ سے سرمایہ اور مزدور کا اختلاف شروع ہوا ہے اور ابھی تک کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہو سکا جس کو منصفانہ کہا جا سکے۔

دراصل یہ تمام نزاع ذہنی اور دماغی تربیت کے ناقص ہونے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ جس کے تحت موجودہ انسان عاقبت کو فراموش کر کے صرف اسی دنیا کو سب کچھ سمجھنے لگا ہے مال و دولت اور شاہانہ ٹھاٹھ منتہائے نظر ہو کر رہ گیا ہے آخرت کی جوابدہی کا خیال کبھی قریب بھی پھٹکنے نہیں پاتا۔ اسلام نے اس کے متعلق واضح ہدایات دی ہیں اور تبدیلی دل و دماغ کو اس میں بڑی اہمیت دی گئی ہے اگر دل و دماغ صالح ہونگے تو نزاعات کے مواقع بہت کم پیدا ہونگے۔ بصورت دیگر خرابی بڑھتی چلی جائے گی۔ جہاں مشینری، عمارات روپیہ اور سٹاک وغیرہ راس المال ہے وہاں مزدور بھی راس المال کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے مالک کا فرض ہے کہ اپنے اس جاندار راس المال کی نہ صرف حفاظت کرے اس کی تندرستی اور فلاح وبہبود کا بھی خیال کرے تاکہ کام بہتر سے بہتر طریق پر ہو۔ مزدور خود بخود ماحول سے متاثر ہو کر خوشدلی سے تمام کام سرانجام دے گا۔ اور نزاعات پیدا ہونے کا بہت کم موقع ہو گا۔

## راس امید۔ (Cape of Good Hope)

جنوبی افریقہ کا ایک صوبہ جس کا رقبہ ۲۷۷۱۱۳ مربع میل اور آبادی ۴۳۰۰۷۰۸ افراد ہے ان میں ۹۲۶۹۴۸ یورپین، ۲۴۰۸۹۹۹ جنوز (حبشی) اور ۴۰۸۰۶۵۹ ایشیائی وغیرہ ہیں۔ بھیڑیں اور شتر مرغ پالنا یہاں کی سب سے بڑی صنعت ہے۔ اسے پرتگالیوں نے ۱۴۸۶ء میں دریافت کیا۔ ۱۶۵۲ء میں اس پر ولندیزوں نے قبضہ کیا۔ جن سے ۱۸۰۵ء میں اسے برطانیہ نے چھین لیا۔

## راسپوٹین - (Gregory Rasputin)

(۱۸۷۲ء-۱۹۱۶ء) انقلاب روس سے پیشتر روس کے دربار کا

متولی تھا۔ راسپوٹین در اصل ایک ماہی گیر کا ناخواندہ لڑکا تھا جس نے عورتوں پر بالخصوص ملکۂ روس پر خاص اثر و رسوخ پیدا کر رکھا تھا۔ اسے بالآخر روس کے بعض مقتدر آدمیوں نے جن میں شاہی خاندان کے افراد بھی شامل تھے، قتل کر دیا۔ اس کے قاتل شہزادہ یوسف نے اپنی خود نوشت سوانح عمری میں راسپوٹین کی موت کے بارے میں بعض عجیب و غریب انکشافات کئے ہیں

**راست اقدام** - (Direct Action) سیاسی اصطلاح میں راست اقدام کسی جماعتی جدوجہد میں اس منزل یا مرحلے کا نام ہے جب حصول مقصد کے لئے تمام آئینی ذرائع بیکار ثابت ہوں۔ اور کسی جماعت کو ایسے وسائل اختیار کرنا پڑیں۔ جن سے قانون شکنی کا پہلو نکلتا ہو۔ راست اقدام میں عموماً پرامن ذرائع سے اپنی ناراضی یا بے اطمینانی کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ مثلاً حکومت کی عاید کردہ بعض پابندیوں کو توڑتے ہوئے جیل جانا۔ حکومت کے عطا کردہ خطابات واپس کرنا اور بعض صورتوں میں سرکاری ملازمتوں، عدالتوں اور حکومت کے دیگر اداروں سے عدم تعاون کرنا۔

بعض حالتوں میں حکومت کی سختی سے راست اقدام میں عدم تشدد کے بجائے تشدد بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ حکومت اور جماعت دونوں کے لئے۔ یہ بڑی خطرناک صورت ہوتی ہے۔ راست اقدام کی اصطلاح مسلم لیگ کی تحریک پاکستان کے سلسلے میں بھی ۱۹۴۶ء میں استعمال کی گئی تھی۔ ۱۹۱۹ء میں انڈین نیشنل کانگریس اور خلافت کی تحریک میں راست اقدام کو ستیہ گرہ اور ترک موالات کا نام دیا گیا تھا۔ اس عمل کو "سول نافرمانی" بھی کہا جاتا ہے۔

**راستے کا حق** - کسی فرد یا اشخاص کے مجمع کا کسی دوسرے شخص کی اراضیات یا زمین پر گزرنے کا حق یہ حق آسائش یا اکرام کی شکل میں ہوتا ہے نہ کہ کسی منفعت کی صورت میں۔ رسم و رواج اجازت یا ضرورت کے ذریعے سے بیس سال کے مسلسل استعمال سے حاصل ہو جاتا ہے۔ "راستے کا حق" ترک استعمال یا عدم استعمال کی وجہ سے بیس سال یا اس سے کمتر عرصے میں، بشرطیکہ قصد و ارادہ واضح ہو، ضائع ہو جاتا ہے۔

**راسخ** (مشہور اردو شاعر) شیخ غلام علی نام۔ راسخ تخلص۔ ۱۱۶۲ھ میں عظیم آباد (پٹنہ) میں پیدا ہوئے ۱۲۲۱ھ تک آپ کلکتہ۔ غازی پور، لکھنؤ اور دلی کی سیاحت میں مصروف رہے۔ ۱۲۲۱ھ میں اپنے وطن مالوف کو واپس آئے اور عمر کا بقیہ حصہ یہیں گزارا۔ شاعری میں آپ میر کے شاگرد تھے۔

آپ نے ۷۶ سال کی عمر میں ۱۲۳۸ھ میں بہ عہد غازی الدین حیدر انتقال کیا۔

آپ کے کلیات میں بہت سے قصیدے ہیں غزلوں کا دیوان اور چھوٹی بڑی چودہ مثنویاں ہیں۔ زبان بہت پاکیزہ اور طرز بیان نہایت صاف اور سادہ ہے آپ کے کلام میں تصوف کا رنگ بھی پایا جاتا ہے۔

**راس کماری** (Cape Camorin) ایک نشیبی اور ریتیلا خشکی کا قطعہ جو بھارت کے انتہائی جنوب میں ہے اور ریاست ٹراونکور کی حدود میں واقع ہے۔

**راس منڈل** - (Zodiac) راس چکر، منطقۃ البروج، آسمان کا وہ حصہ جس میں سورج، چاند اور خاص خاص سیارے گردش کرتے ہیں۔ پرانے زمانے کے نجومیوں نے اسے بارہ برابر حصوں یا راسوں میں تقسیم کیا تھا۔ ہر راس میں کچھ ستارے ہوتے ہیں اور اسے خاص نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

**راس میجیلان** - جنوبی امریکہ میں واقع ہے پرتگالی ملاح فرڈیننڈ میجیلان (Ferdinand Magellan) نے ۱۵۲۰ء میں اسے دریافت کیا اور اسی کے نام پر اس کا نام راس میجیلان پڑ گیا

**راشد الخیری** (علامہ) علامہ راشد الخیری ۱۸۶۸ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ آباؤ اجداد میں ایک صاحب مولانا ابوالخیر خیراللہ تھے۔ ان ہی کی نسبت سے "الخیری" کہلائے۔

ناول نگاری میں ڈپٹی نذیر احمد مرحوم کے رنگ کا تتبع کیا۔ البتہ ناول اور افسانہ لکھنے میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ ان کے مضامین عموماً عورتوں کی تعلیم و ترقی اور ان کی دکھ بھری زندگی سے متعلق ہوتے ہیں۔

عبارت نہایت درد انگیز ہوتی ہے۔ اسی لئے "مصور غم" کے لقب سے مشہور ہیں۔ دلی کی نکھری اور ستھری زبان لکھتے ہیں ہر لفظ اثر میں ڈوبا ہوا اور درد و غم سے شرابور ہوتا ہے اور قصّے کا انجام اس قدر دردناک دکھاتے ہیں کہ سخت سے سخت دل انسان کی آنکھوں سے بھی بے اختیار آنسو نکل جاتے ہیں۔ ان کی تصانیف بکثرت ہیں جن میں سے اکثر طبقہ نسواں کی اصلاح کے موضوع پر ہیں۔

ان میں "صبح زندگی"، "شام زندگی"، "نوحہ زندگی"، "عروس کربلا"، "الزہرا"، "شراب مغرب"، وغیرہ خاص طور پر مشہور ہیں۔ ۱۹۳۶ء میں انتقال کیا اور دہلی میں دفن ہوئے۔

**راشد علی گیلانی**۔ عراق کی ۱۹۴۰ء کی جنگ آزادی کے۔۔ جناب سید راشد علی گیلانی ۱۸۹۲ء میں پیدا ہوئے ترکی لاکالج میں تعلیم حاصل کی۔ ابتدا میں ان کا تقرر رائل بورڈ کے اعلیٰ افسر کی حیثیت سے ہوا۔ ۱۹۲۴ء میں وہ شاہ عراق کے پرائیویٹ سیکرٹری مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۴ء میں وزارت عدلیہ کے عہدہ جلیلہ پر متمکن ہوئے ۱۹۳۰-۳۶ء میں وزارت داخلہ اور وزارت خارجہ کے عہدوں پر سرفراز رہے۔ لیکن ۱۹۳۶ء میں سیاسی کشمکش اور ہنگاموں کی بدولت جلاوطن کر دیئے گئے۔ کچھ عرصہ بعد عراق آنے کی اجازت مل گئی۔ ۳۱ مارچ ۱۹۴۰ء کو وزیراعظم عراق جنرل نوری سعید پاشا کے مستعفی ہونے کے بعد وزیراعظم مقرر ہوئے لیکن اسی سال دسمبر تک مستعفی ہونا پڑا۔

سید راشد علی عراق میں برطانیہ کی مداخلت کو ناپسند کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے ۴ اپریل ۱۹۴۱ء کو علم بغاوت بلند کر کے حکومت پر قبضہ کر لیا اور امیر عبداللہ کو ریجنٹ کے عہدہ سے علیحدہ کر دیا۔ سید راشد علی کے یقین دلانے کے باوجود کہ وہ برطانیہ اور عراق کے معاہدات کے پابند رہیں گے۔ حکومت برطانیہ نے عراق کے تیل کے چشموں کی حفاظت کے بہانے بصرہ میں اپنی فوج اتار دی۔ راشد علی نے اس پر اعتراض نہ کیا لیکن فوج کا پہلا دستہ ابھی منزل مقصود پر پہنچنے نہ پایا تھا کہ برطانیہ نے مزید فوج بھیجنے کا ارادہ کیا۔ اس پر برطانی اور عراقی فوجوں کے مابین تصادم ہو گیا اور انقلاب عراق کے ایک ہی ماہ بعد سید راشد علی کو عراق سے بھاگنا پڑا۔ ۱۹۴۵ء کے آغاز میں موصوف ایک فرانسیسی جہاز پر ملازم ہو کر مارسلز سے سعودی عرب پہنچنے میں کامیاب ہو گئے اور امیر ابن سعود نے عربی مہمان نوازی کی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اپنی پناہ میں لے لیا۔ بعد میں آپ شام چلے گئے۔

جولائی ۱۹۵۸ء میں عراقی انقلاب کے بعد سید راشد بغداد واپس آ گئے۔ لیکن کچھ عرصہ بعد عراق کو متحدہ جمہوریہ میں مدغم کرنے کے سوال پر جنرل عبدالکریم قاسم سے آپ کا اختلاف ہو گیا اور آپ کو دوبارہ ترک وطن کرنا پڑا۔ آج کل قاہرہ میں مقیم ہیں۔



**راشد، ن۔ م**۔ پورا نام نذر محمد راشد ہے اور تاریخی نام "ظفر عمر"۔ یکم اگست ۱۹۱۰ء کو بمقام اکال گڑھ ضلع گوجرانوالہ پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہی ہوئی ۱۹۲۶ء میں میٹرک پاس کیا۔ ۱۹۳۲ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم۔ اے کیا۔ ۱۹۳۹ء سے ریڈیو کے محکمہ میں ملازم ہوئے۔ اور رفتہ رفتہ سٹیشن ڈائرکٹر بن گئے۔

گورنمنٹ کالج لاہور کے تعلیمی زمانے میں ہی آپ کی ادبی قابلیت اجاگر ہونا شروع ہوئی۔ آپ کالج کے رسالہ "راوی" کے ایڈیٹر رہے۔ اور ادبیت میں سید احمد شاہ صاحب بخاری اور تاثیر صاحب مرحوم سے فیض حاصل کیا۔

آپ نے شاعری میں ایک نئی راہ نکالی جسے آزاد شاعری کہتے ہیں اس سلسلے میں آپ کو کافی حد تک ہدف تنقید بھی ہونا پڑا۔ لیکن آپ کا تتبع اکثر نئی پود کے شعرا نے کیا۔

آپ کی مشہور تصنیف "ماورا" ہے اس کے علاوہ بہت سی نظمیں ملک کے مختلف رسالوں میں

چھپتی رہی ہیں۔ آپ کو اردو، انگریزی اور فارسی کے علاوہ عربی، فرانسیسی، ہندی اور روسی پر بھی قدرت حاصل ہے۔

**راشن بک (راشن کارڈ) (Ration Book)** مختلف ضروری اشیاء مثلاً گندم، آٹا، چینی، کپڑا اور پٹرول وغیرہ پر حکومت قلت کے پیش نظر کنٹرول کر لیتی ہے اور پھر ان کی تقسیم حصہ رسدی یا ماہواری راشن کی صورت میں کی جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں ہر شخص کو ایک راشن بک یا راشن کارڈ دیا جاتا ہے۔ جس میں اس کے حاصل کردہ راشن کا اندراج ہوتا ہے۔ نیز اس میں اس کے افراد خانہ اور راشن کی مقدار بھی درج ہوتی ہے۔ راشن کارڈ کی تجدید ہر سال ہوتی رہتی ہے۔ گندم آٹا اور چینی راشن کے بنیادی لوازم ہیں اور کپڑا پٹرول وغیرہ ہنگامی اشیاء ہیں۔

**راشن سسٹم (Ration System)** اشیائے خوردنی مثلاً گندم، چاول اور چینی کی تقسیم بلحاظ تعداد اور مقدار۔ خوراک کی یہ تقسیم آج کل حکومت کے ذمہ ہوتی ہے۔ حکومت اجناس کو اپنے قبضہ میں کر لیتی ہے اور شہریوں کو فی کس کے حساب سے راشن دیتی ہے۔ راشن سسٹم کی ضرورت اس زمانے میں محسوس کی جاتی ہے جب ملک میں قحط کا اندیشہ ہو۔ راشن سسٹم کی قدیم ترین مثال مصر میں بھی ملتی ہے۔

جب حضرت یوسفؑ نے زندان میں عزیز مصر کے خواب کی تعبیر بتائی اور آپ کو متوقع قحط کی روک تھام کے لئے وزیر خوراک بنایا گیا تو حضرت یوسف نے سات سال کے لئے ذخیرہ جمع کر لیا اور قحط کے ایام میں اس ذخیرے کو راشن بندی کے طور پر فروخت کیا۔

جدید دور کی عالمگیر جنگوں میں "راشن سسٹم" کی ضرورت محسوس کی گئی۔ چنانچہ دوسری جنگ عظیم کے دوران میں اکثر ممالک راشن بندی کرنے پر مجبور ہو گئے۔ ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں راشن بندی کا سسٹم رائج ہوا۔ اور برصغیر پاک و ہند کے اکثر بڑے شہروں میں یہ سلسلہ ابھی تک باقی اور جاری ہے۔

**راضی باللہ بن المقتدر۔** المقتدر عباسی

سنہ ۳۲۰ھ میں راہی ملک عدم ہوا۔ اس کا بھائی قاہر اس کا جانشین بنا۔ لیکن صرف ڈیڑھ برس حکومت کر سکا۔ ۳۲۲ھ میں المقتدر کا بیٹا راضی باللہ تخت خلافت پر متمکن ہوا اور سات برس تک حکمران رہا۔ سلطنت کا نظام چونکہ بہت ابتر حالت میں تھا اور بادشاہ میں یہ صلاحیت نہ تھی کہ کوئی بہتری کی صورت بنا سکے۔ اس لئے مجبوراً اس نے والیٔ بصرہ محمد بن رائق کو "امیر الامراء" کا خطاب دے کر کاروبار سلطنت کا مطلق العنان حاکم بنا دیا۔ لیکن انتشار جو سلطنت میں رونما ہو چکا تھا۔ نہ رک سکا۔ راضی باللہ نے ۳۲۹ھ میں وفات پائی اور اس کا بھائی المتقی اس کی جگہ بادشاہ بنا۔ راضی باللہ کا عہد حکومت "امیر الامراء" کا عہدہ قائم کرنے کے لئے مشہور ہے۔ یہ "امیر الامراء" آئندہ دو سو برس تک عباسی حکومت میں سیاہ و سپید کے مالک بنے رہے۔

**رافضی۔** مادہ رفض عربی زبان میں چھوڑ جانے والے کو کہتے ہیں۔ الاشعری کے قول کے مطابق سب سے پہلے وہ لوگ رافضی کہلائے جنہوں نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی خلافت کو تسلیم نہ کیا بعض لوگوں کے نزدیک عبداللہ بن سبا کے ساتھی سب سے پہلے رافضی کہلائے۔ لیکن بعد میں عام طور پر تمام شیعوں کو رافضی کے ناخوشگوار لقب سے پکارا جانے لگا۔

**رافع بن خدیجؓ۔** نام رافع۔ کنیت ابوعبداللہ قبیلہ اوس۔ بنو حارثہ کے رئیس اور سردار تھے۔ ہجرت کے زمانہ میں ابھی کم سن ہی تھے۔ لیکن مشرف باسلام ہو چکے تھے۔ بوجہ صغر سنی کے رسول اللہؐ نے انہیں جنگ بدر میں شرکت کی اجازت نہ دی۔ اگلے سال پھر آپ نے اصرار کیا تو اجازت مل گئی۔ چنانچہ اسی جنگ میں سینہ پر ایک تیر لگا۔ کھینچنے پر تیر تو باہر نکل آیا۔ لیکن اس کی نوک ٹوٹ کر جسم کے اندر رہ گئی۔

دوسرے غزوات میں بھی شرکت کی۔ معرکہ صفین میں حضرت علی کا ساتھ دیا۔ سینے کا زخم ابھرا اور ۷۴ھ میں خلیفہ عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں بعمر ۸۶ سال وفات پائی۔ احادیث کی کتب میں ان کے سلسلہ سے ۷۸ روایتیں نقل کی گئی ہیں۔ اور بڑے

بڑے صحابہ کرامؓ آپ سے احادیث پوچھا کرتے تھے
ایک دفعہ خلیفہ مردان کی عدالت سے کسی پھلدار درخت کاٹنے کے جرم میں ایک شخص کو ہاتھ کاٹنے کی سزا دی گئی۔ حضرت رافع فوراً خلیفہ سے کہنے لگے۔ رسول اللہؐ نے پھل کی چوری کے سلسلہ میں قطع ید کی ممانعت کی ہے چنانچہ مردان نے یہ حکم بدل دیا۔

آپ رسول اللہؐ کے بلند پایہ صحابہ میں سے ہیں۔

**رافع بن مالکؓ** ۔ نام رافع، کنیت ابو مالک وابو رفاعہ، قبیلہ خزرج۔ انصار مدینہ میں سب سے پہلے جس گروہ نے آنحضرتؐ کی قیام گاہ پر حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ ان میں سب سے پہلے شخص حضرت رافعؓ تھے۔ آپ نے رسول اللہؐ کی بیعت کی۔

آپ بنو زریق کے نقیب مقرر کئے گئے اور اشاعت اسلام میں بڑی سرگرمی دکھاتے رہے۔ بنی زریق کی مسجد میں سب سے پہلے قرآن پاک آپ نے پڑھا۔ اور جتنا جتنا قرآن پاک سن آتے تھے۔ واپس آکر بنو زریق کی مسجد میں سنا دیا کرتے تھے۔ اور جو سورہ بھی نازل ہوتی۔ فوراً لکھ کر لوگوں کو سناتے۔ غرضیکہ قرآن پاک سے بہت زیادہ دلچسپی رکھتے تھے۔ ۳ھ میں غزوہ احد میں شہید ہوئے۔

انصار میں آپ ایک جلیل المنزلت بزرگ سمجھے جاتے ہیں اور رسول اللہؐ کے معزز صحابی خیال کئے جاتے ہیں

**راکٹ** ۔ ( Rocket ) ایک میکانکی ایجاد جو مصنوعی سیاروں کے لئے استعمال ہوتی ہے راکٹ سلنڈر کی شکل کا ہوتا ہے جس کا ایک سرا کھلا ہوا اور دوسرا بند ہوتا ہے۔ اس کے اندر تیزی سے جلنے والا ایندھن Fuel ہوتا ہے جب یہ آگ پکڑتا ہے تو گرم گیسوں کا دھارا تیز رفتار سے کھلے ہوئے سرے میں سے خارج ہوتا ہے گیسوں کے تیز اخراج کی وجہ سے بند سرے پر دباؤ بڑھ جاتا ہے۔ اور "راکٹ" آگے کو بڑھتا ہے۔

شروع شروع میں راکٹ محض تفریح کے لئے استعمال ہوتے تھے۔ لیکن دوسری بڑی جنگ میں جرمنوں نے اسے جنگی مقاصد کے لئے استعمال کیا اور جرمن دی ٹو ۲۔ V راکٹوں نے لندن میں وہ تباہی مچائی کہ تقریباً آدھا شہر مسمار ہو گیا۔

**راک فیلر** ( Rockfeller ۱۸۳۹ - ۱۹۳۷ )
امریکی سرمایہ دار جسے "دولت کا بادشاہ" بھی کہا جاتا ہے ۱۸۷۰ء میں اس نے "سٹینڈرڈ آئل کمپنی" ( Standard Oil Coy. ) کا سنگ بنیاد رکھا اور ۱۹۱۱ء تک اس کا صدر رہا۔ راک فیلر کی امارت کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ اس نے اپنی زندگی کے دوران میں ۵۰۰,۰۰۰,۰۰۰ ڈالر سے زیادہ مالیت کی خیرات کی اور تعلیمی اداروں کی امداد کی۔

**راکھ بدھ** ( Ash Wednesday ) "ایش راکھ" کو کہتے ہیں اور "ویڈنز ڈے" بدھ کا دن ہے۔ اس لئے اس کے معنی راکھ والے بدھ کے ہیں۔ عیسائی مذہب میں روزے کے دنوں میں ایک بدھ کا دن مقرر ہوتا ہے۔ جس دن تمام رومن کیتھولک عیسائی اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اور عجز و انکسار کے طور پر اپنے سروں پر راکھ ڈالتے ہیں۔ پوپ گریگوری اعظم (Gregory) نے چھٹی صدی میں اس رسم کا آغاز کیا تھا۔ اور اس کی پابندی پر سخت حکم لگایا تھا۔

**راکشش** ۔ یعنی وحشی لٹیرے۔ غیر مہذب
جب آریہ لوگ پہلے پہل ہندوستان میں داخل ہوئے تو یہاں کے اصلی باشندوں کو جنوبی ہند کی طرف دھکیل دیا۔ اور کچھ لوگوں کو شودر کا لقب دے کر اپنا غلام بنا لیا۔ آریہ لوگ ہندوستان کے ان اصلی باشندوں کو نفرت سے راکشش بھی کہتے تھے۔ ایک عرصہ تک وسطی ہند کے خانہ بدوش بھی راکشش کے قابل مذمت نام سے پکارے جاتے رہے۔

**راکھی بندھن۔** ایک ہندو تیوہار جو "ساون" کے مہینے میں ہوتا ہے۔ اسے "سلونو" یا "رکھڑی" کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں۔ "رکھو" "راکھی" "رکھشا" حفاظت ہم معنی الفاظ ہیں۔ بہنیں بھائیوں کی یا عزیز عزیزوں کی کلائیوں میں پھوندار اور رنگا رنگ ڈوری باندھتی ہیں جسے "رکھشا بندھن" بھی کہتے ہیں۔ راکھی بندھن کا تیوہار ابرش (برکھا) سے مناسبت رکھتا ہے بقول شاعر ؎

راکھیاں لیکے سلونو کی برہمن نکلیں!
تار بارش کا تو ٹوٹے کوئی ساعت کرنی

**راکی کوہ۔ ( Rocky Mountains )** شمالی امریکہ میں ۴ ہزار میل لمبا ایک پہاڑی سلسلہ ہے جو میکسیکو کی سطح مرتفع سے شروع ہوکر ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی وسطی ریاستوں کے ساتھ ساتھ شمال کو کینیڈا اور الاسکا کی آخری حد تک بڑھتا چلا گیا ہے۔ اسی سلسلہ کوہ میں سے بہت سے بڑے دریا نکلتے ہیں دریائے مسوری بھی اسی سلسلہ کوہ سے نکلتا ہے۔

اسی سلسلہ کوہ کی مشہور چوٹی البرٹ (Albert) ہے جو کولوروڈو کے علاقے میں ۱۴۴۱۹ فٹ بلند ہے ورنگ میں فرنٹل کی چوٹی ۱۳۷۹۰ فٹ اور کینیڈا اور ایلاسکا کی سرحد پر لوگان کی چوٹی ۱۹۸۵۰ فٹ بلند ہے ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں البرٹ کی چوٹی سب سے بلند چوٹی ہے۔ اسی پہاڑی سلسلہ میں کینیڈا کے علاقے میں بہت سے گلیشیر ( Glaciers ) ہیں۔ اور سونا، چاندی، تانبا اور دیگر معدنیات کی بھی افراط ہے۔

**رال۔** مٹی کے تیل سے نکالی جاتی ہے اس کا رنگ سیاہ یا سیاہی مائل بھورا ہوتا ہے۔ اسے مصنوعی طریق سے بھی تیار کیا جاتا ہے۔

**رام بابو سکسینہ** (دیکھو سکسینہ رام بابو)

**رام چندر جی۔** ہندوؤں کی ایک مذہبی کتاب رامائن سے پتہ چلتا ہے کہ زمانہ ماقبل تاریخ میں سورج بنسی خاندان کا جسرتھ یا دسرتھ نام کا راجہ تھا۔ اس کی تین بیویوں سے چار لڑکے تھے۔ رام چندر، لکشمن، سترگن اور بھرت۔ ان میں رام چندر جی سب سے بڑے تھے اور نہایت شہزور اور دلیر اور بیباک تھے۔ اپنے عزیزوں کے علاوہ رعایا میں بھی بہت ہر دلعزیز تھے۔ ان کی شادی راجہ جنک کی لڑکی سیتا سے ہوئی تھی۔ یہ راجہ مستقلاً پوری میں رہتا تھا۔ جو آج کل جنک پور کے نام سے مشہور ہے اور حدود نیپال میں واقع ہے۔ سوتیلی ماں کی سازش سے رام چندر جی کو چودہ سال کا بن باس اختیار کرنا پڑا۔ جہاں ان کے ساتھ ان کی بیوی سیتا اور ایک بھائی لکشمن بھی تھا۔ لنکا کا راجہ راون ایک روز ان بھائیوں کی غیر حاضری میں سیتا جی کو لے بھاگا۔ دونوں بھائیوں نے دکن کے راجہ سگریو کی مدد سے لنکا پر حملہ کرکے اٹھارہ دن کی جنگ کے بعد راون کو مار کر سیتا جی کو رہا کرایا۔ یہ راجہ باز قوم کا تھا اور اس کا سپہ سالار ہنومان تھا۔ چنانچہ اسی فتح کی خوشی میں دسہرہ کا تہوار منایا جاتا ہے۔ اس اثنا میں چودہ سال کی مدت پوری ہو چکی تھی اور یہ لوگ اجودھیا آگئے۔ ان کی آمد کی خوشی میں گھر گھر چراغاں ہوا جس کی یاد آج تک دیوالی کے تہوار کی شکل میں منائی جاتی ہے۔ ہندو رام چندر جی کو وشنو کا ساتواں اوتار مانتے ہیں اور ان کی پرستش کرتے ہیں۔

**رام راج۔** رام راج یا ہندو راج دو متبادل اصطلاحیں ہیں اور ایک ہی مفہوم میں استعمال ہوتی ہیں۔ غیر منقسم ہندوؤں کی اتنی بھاری اکثریت تھی کہ دس کروڑ ہونے کے باوجود مسلمان کسی گنتی اور شمار میں نہیں آسکتے تھے۔ انگریز مصلحتاً مجبور تھا کہ ہندو کو آگے بڑھائے اور مسلمان کو دبا کر رکھے چنانچہ اقتدارِ حکومت میں حصہ دار بن کر ہندو نے ہمیشہ یہ کوشش کی کہ کوئی غیر ہندو اقتدارِ حکومت میں حصہ دار نہ بن سکے۔ یہی وجہ تھی کہ انگریزی حکومت کے تمام دفاتر کا دروازہ عام طور پر مسلمانوں پر بند تھا۔ ہندو من مانی کاروائیاں کرتے تھے اور انگریز

حکمران خوشامدی ہندو کی ہر بات مانتا تھا۔ جب سیاسی اقتدار بتدریج غیر منقسم ہندوستان کو سونپا جانے لگا تو مسلمانوں نے محسوس کیا کہ وہ انگریزوں اور ہندوؤں کی دوہری غلامی میں مبتلا ہیں اور ہندو کا مل طور پر ایک ہندو نظریاتی حکومت اس ملک پر مسلط کرنے کے لئے تل گیا ہے۔ موجودہ نظریہ جمہوریت کے مطابق خالص ہندو کی حکومت بنتی تھی۔ بدیں وجہ مسلمان نے اس ہندو راج یا رام راج کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ مسلمان کو ایک جداگانہ قوم ثابت کر کے پاکستان کا نظریہ پیش کیا۔ مسلمانوں کے لیے ہندوستان کو تقسیم کرنے کا مطالبہ کیا تاکہ رام راج کی دستبرد سے مسلمان محفوظ رہ سکیں جس کے تحت ان کی تہذیب تمدن کا تباہ ہو جانا یقینی تھا۔ چنانچہ پاکستان رام راج کے بالمقابل "مسلم راج" کے نظریہ پر قائم ہوا۔

رام منوہر لوھیہ (ڈاکٹر) ۱۹۱۰ء میں پیدا ہوئے۔ دور غلامی میں ہمیشہ کانگریس سے منسلک رہے مگر کانگریس کے اندر بھی وہ سوشلسٹوں کے گروہ سے تعلق رکھتے تھے۔ چنانچہ جب سوشلسٹوں نے کانگریس سے علیحدہ ہونے کا فیصلہ کیا تو ڈاکٹر لوھیہ نے بھی کانگریس سے قطع تعلق کر لیا۔ ایک زمانے میں وہ کانگریس سوشلسٹ اخبار کے ایڈیٹر بھی رہے۔ وہ کل ہند کانگریس سوشلسٹ پارٹی کے جنرل سیکرٹری بھی رہ چکے ہیں۔ جنگ کے زمانے میں حکومت نے انہیں گرفتار کر لیا اور دو برس تک جیل میں رہے۔

ڈاکٹر لوھیا نے کانگریس کی تحریک اور سرگرمیوں کے متعلق کئی پمفلٹ لکھے ہیں۔ انہوں نے ڈبلن یونیورسٹی سے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری بھی حاصل کر رکھی ہے۔

رام موہن رائے۔ راجہ۔ بانی برہمو سماج راجہ رام موہن رائے ۱۷۷۲ء میں بنگال میں پیدا ہوئے وہ بنگالی اور سنسکرت کے علاوہ عربی، فارسی اور انگریزی کے بھی بڑے فاضل تھے۔ اسلام اور عیسائی مذہب کی تعلیمات نے ان پر بڑا اثر کیا اور انہوں نے ہندو سماج کے سدھار کا کام شروع کیا۔ ۱۸۲۸ء میں برہمو سماج کی بنا ڈالی۔ انہوں نے مورتی پوجا کی مخالفت کی اور خدا کی وحدانیت کی تعلیم دی۔ ستی کی خوفناک رسم کو ختم کرنے میں بھی انہوں نے بڑا کام کیا۔ اس کے علاوہ عورتوں کے حقوق اور اپنی قوم کی تعلیم و تربیت پر زور دیا۔ ۱۸۳۰ء میں آپ انگلستان گئے اور ۱۸۳۳ء میں برسٹل (Bristol) کے مقام پر وفات پائی۔



رونتجن (Wilhelm Konrad Rontgen) ولیم کونارڈ رانتجن ۱۸۴۵ء۔ ۱۹۲۳ء ایکس رے کی شعاعوں کو اتفاقی طور پر دریافت کرنے والا۔ پروشیا کا رہنے والا تھا۔ ۲۷ مارچ ۱۸۴۵ء کو لینپ (Lennep) میں پیدا ہوا۔ ہالینڈ میں اور زیورخ (Zurich) کی یونیورسٹی میں تعلیم پائی۔ ۱۸۶۹ء میں گیسن (Giessen) میں ادارۂ طبیعیات کا ڈائریکٹر مقرر ہوا۔ اور آخر میں ورزبرگ (Wurzburg) کی یونیورسٹی میں تم کر بیٹھ گیا۔ اسی جگہ اس نے اپنی مشہور دریافت انجام دی۔

۱۸۹۵ء کا ذکر ہے کہ ایک دن رونتجن شیشے کی ایک نلی میں سے جو سیاہ کاغذ میں پوری طرح لپٹی ہوئی تھی اور جس میں سے ہوا بالکل خارج کر دی گئی تھی، بجلی کی رو گزار رہا تھا۔ اگرچہ سیاہ کاغذ کی وجہ سے بجلی کی رو سے کوئی روشنی دکھائی نہ دیتی تھی لیکن اس نے دیکھا کہ جس وقت بجلی کی رو نلی میں جاتی ہے پاس پڑے ہوئے بیریم پلاٹینو سائنائیڈ (Barium Platinocyamid) کے ذرّے چمک اٹھتے ہیں۔ اس نے نلی اور اس کاغذ کے درمیان جہاں وہ ذرّے پڑے تھے، مختلف قسم کی اشیاء رکھ کر دیکھیں۔ لیکن یہی معلوم ہوا کہ ان اشیاء کا سایہ کاغذ پر پڑتا ہے۔ مزید تجربے کئے تو ثابت ہو گیا کہ تابکاری ان مادوں سے گزر جاتی ہے۔ جن میں سے معمولی روشنی نہیں گزر سکتی۔

آخر تمام اہل علم نے مان لیا کہ یہ دریافت ڈاکٹری کے لئے بے حد مفید رہے گی۔ امریکہ میں پہلی ہی آزمائش کے وقت ایک مریض کی ٹانگ میں بندوق کی گولی صاف نظر آ گئی۔ ان شعاعوں کا نام ایکس ریز "X-Rays" یعنی نامعلوم شعاعیں رکھا گیا۔

رونتجن نے بجلی اور مقناطیس کے متعلق بہت سی مفید دریافتیں کیں۔

۱۹۰۱ء میں اسے طبیعیات کا نوبل پرائز

اور ۱۸۹۶ء میں رائل سوسائٹی کا "رمفرڈ تمغہ" دیا گیا۔ تاریخ وفات ۱۰ فروری ۱۹۲۳ء عیسوی ہے۔

**رانگ یا رانگا** (Tin) ایک نرم دھات کی طرح کا عنصر جو تھوڑی گرمی سے پگھل جاتا ہے۔ چونکہ نمی سے اس پر زنگ نہیں لگتا۔ اس لئے یہ قلعی کرنے کے کام میں آتا ہے۔ بعض اوقات لوہے کی پتلی پتلی چادروں پر بھی اکثر زنگ سے بچانے کے لئے قلعی کر دی جاتی ہے۔

**راوی** (دریا) علاقہ پنجاب میں دریائے سندھ اور اس کے معاون دریائے جہلم، دریائے چناب، دریائے راوی اور دریائے ستلج بہتے ہیں۔ دریائے راوی ضلع کانگڑہ میں درہ روتنگ سے نکلتا ہے اور ساڑھے چار سو میل لمبا ہے۔ مغربی پاکستان کا دارالحکومت لاہور اسی دریا پر واقع ہے۔ دریائے راوی اور دریائے چناب کا درمیانی علاقہ دوآبہ رچنا کہلاتا ہے۔ دریائے راوی کی بڑی بڑی نہریں یہ ہیں۔ اپر باری دوآب مادھوپور (بھارت) سے نکلتی ہے۔ اس کی قصور برانچ پاکستان کو سیراب کرتی ہے۔ نہر لوئر باری دوآب کے ہیڈورکس بلوکی میں ہیں۔ یہ نہر اضلاع ملتان اور منٹگمری کو سیراب کرتی ہے۔ انہار ثلاثہ۔ ان میں دریائے راوی، چناب اور جہلم کی تین نہریں، اپر جہلم، اپر چناب اور لوئر باری دوآب شامل ہیں۔ لوئر باری دوآب کی منٹگمری اور ملتان کو سیراب کرنے کے لئے راوی کا پانی کافی نہ تھا۔ چنانچہ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے چناب کا پانی بلوکی کے مقام پر بذریعہ نہر اپر چناب دریائے راوی میں ڈالا گیا اس سے نہر لوئر چناب کا پانی کم ہو گیا۔ اور گوجرانوالہ، شیخوپورہ، لائلپور اور جھنگ کے اضلاع کے لئے پانی ناکافی ثابت ہونے لگا۔ چنانچہ منگلا کی نہر اپر جہلم کا پانی خانکی کے مقام پر دریائے چناب میں ڈالا گیا۔ اضلاع



لائلپور، گوجرانوالہ، منٹگمری اور ملتان کی نہری آبادیاں انہار ثلاثہ کی بدولت ہی سیراب ہوتی ہیں۔ ان میں اعلیٰ قسم کی گندم اور امریکن کپاس پیدا ہوتی ہے۔

**رائٹ برادران**۔ انسان کو پر پرواز بخشنے والے دو امریکی بھائی۔ بڑے کا نام ولبر رائٹ (Wilber) (Right) اور چھوٹے کا اورول رائٹ (Orville) (Right) تھا بالترتیب ۱۶ اپریل ۱۸۶۷ء اور ۱۹ اگست ۱۸۷۱ء کو ملون (انڈیانا) اور ڈیٹن (اوہایو) میں پیدا ہوئے دونوں عمر بھر کنوارے رہے پہلے ڈیٹن میں سائیکل کا کاروبار کرتے تھے لیکن ایک جرمن انجینئر کے ہوائی تجربوں سے دلچسپی پیدا ہو گئی۔ انہوں نے ہوا کے دباؤ وغیرہ اہم معاملات کے متعلق معلومات جمع کیں اور بالآخر انہوں نے ایک ہوائی جہاز بنا لیا جس کی طاقت چار سلنڈر، بارہ ہارس پاور کے انجن سے حاصل کی گئی تھی۔ ہوا باز سمیت مشین کا وزن ساڑھے سات سو پونڈ تھا اور جب کٹی ہاک کے مقام پر انہوں نے اپنا یہ جہاز اڑا کر دکھایا تو دنیا حیران رہ گئی۔

بعد ازاں وہ یورپ چلے گئے اور مختلف ممالک کے فرمانرواؤں کو اپنی ہوا بازی کے کمالات دکھائے امریکہ واپس آئے تو حکومت نے ان سے تیس ہزار ڈالر میں ایک ہوائی جہاز خریدا۔ فوج میں باقاعدہ ہوا بازی کا سکول کھولا گیا جس میں اورول استاد مقرر ہوا۔ ولبر ۱۹۱۲ء میں فوت ہوا اور اورول رائٹ ۱۹۴۸ء میں۔

**رائن (دریا)** (Rhine) یورپ کا مشہور دریا ہے جو سوئٹزرلینڈ سے نکلتا ہے۔ اور جھیل کانسٹینس (Constance) سے لے کر بیسل (Basel) تک سوئٹزرلینڈ اور جرمنی کی سرحد بناتا ہے۔ بیسل کے بعد جرمنی اور فرانس کے درمیان حد فاصل کا کام دیتا ہے اور (Barlsruke) کے قریب جرمنی میں داخل ہو جاتا ہے۔ پھر ہالینڈ کی سرحد پار کر کے

یہ دو حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے اور آخر کار بحر شمالی میں جا گرتا ہے۔ ۱ میل تک اس میں جہاز رانی ہو سکتی ہے۔ اس کی لمبائی تقریباً سات سو میل ہے۔

**رائے، ایم۔ این:- Roy, M. N.** بنگال کے ایک دیہاتی سکول ماسٹر کے گھر پیدا ہوئے۔ اصل نام نریندر ناتھ ۔ ۱۹۰۳ء میں انقلابی تحریک میں سرگرم حصہ لینے لگے۔ پہلی جنگ عظیم میں غدر پارٹی میں شامل ہو کر جرمنی سے ہندوستان میں اسلحہ بہم پہنچانے کی بات چیت میں اہم حصہ لیا اور ناکامی پر ہندوستان سے فرار ہو کر چین پہنچے۔ چین سے امریکہ پہنچے اور وہاں۔ ایم این رائے کا نام اختیار کر کے کٹر اشتراکی بن گئے۔ میکسیکو میں اشتراکی پارٹی کی تنظیم کی اور جنوبی امریکہ کی ریاستوں میں اشتراکی خیالات کا پرچار کیا۔ لینن نے انہیں روس بلا کر بین الاقوامی اشتراکی مجلس کے مشرقی شعبہ کا منصرم بنا دیا۔ اسی دوران میں رائے کو چین میں اشتراکی پارٹی کی تنظیم کے لئے بھیجا گیا۔ ۱۹۱۸ء میں اختلافات کی بنا پر رائے کو کمیونسٹ انٹرنیشنل Communist International کی رکنیت سے خارج کر دیا گیا۔ اور وہ جرمنی اور فرانس ہوتے ہوئے پندرہ برس کی جلاوطنی کے بعد ۱۹۳۰ء میں چپکے سے ہندوستان میں چلے آئے۔ ۱۹۳۱ء میں بمبئی میں پکڑے گئے۔ کانپور میں مقدمہ چلا۔ چھ سال کی سزا ہوئی۔ ۱۹۳۶ء میں رہائی کے بعد کانگریس میں شامل ہوئے لیکن دوسری عالمگیر جنگ کے آغاز میں اتحادیوں کی حمایت کی بنا پر ایم این رائے کو کانگریس سے خارج کر دیا گیا۔

**رائے بطور مشورہ۔ (Advisory Opinion)** کسی تجربہ کار اور ماہر شخص کی رائے جو عام معاملات زندگی میں رہنمائی کی خاطر حاصل کی جائے۔ اس قسم کی رائے اخلاقی اور ناصحانہ ہوتی ہے اور اس میں رائے لینے والے کے لئے کوئی پابندی نہیں ہوتی۔ عموماً بزرگ اور معمر اشخاص سے نوعمر اور ناتجربہ کار اشخاص مشورہ آمیز رائے لیتے ہیں۔ اسلامی تمدن میں تو اس قسم کی رائے مذہباً اور اخلاقاً ناگزیر قرار دی گئی ہے۔ چنانچہ قرآن پاک کا ارشاد ہے أَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ۔ مسلمان آپس میں صلاح مشورے اور رائے سے کام کرتے ہیں۔ حضورؐ نے باہمی استصواب رائے۔ اور صلاح مشورے کی بڑی تاکید فرمائی۔ عام کہاوت ہے " ایک اور ایک گیارہ " انسان دوسرے کے صلاح مشورے سے کام کرے تو ارادہ میں تقویت اور مقصد میں کامیابی ہوتی ہے۔

رائے بطور مشورہ مخلص اور بے لوث اشخاص سے لینی چاہئے۔ ورنہ افشائے راز کا مفت کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ ماں۔ باپ کی رائے نوجوانوں کے لئے اپنے عزائم اور مقاصد میں مقدم ہے۔

**رائے دہندگی۔ (Voting)** بیلٹ (Ballot) کے ذریعہ سے یا ہاتھوں کے مظاہرے یا دیگر ذرائع سے افراد کی رائے کو کسی فعل یا کاروائی کے خلاف یا حق میں یا کسی تجویز یا طرز عمل کے خلاف یا حق میں معلوم کرنا۔ ووٹنگ یا رائے دہندگی کہلاتا ہے یہ طریق بالخصوص پارلیمنٹ اسمبلی، میونسپل کمیٹی یا کونسل یا کسی دوسرے ادارے کے انتخاب کے لئے عمل میں لایا جاتا ہے۔

سیاسیات میں بھی کسی مخصوص مسئلے پر ووٹنگ ہو سکتی ہے اس کے لئے معمول کا ذریعہ ریفرنڈم (Referendum) یا رائے دہندگی جمہور (Plebiscite) ہوتے ہیں۔ بیلٹ کے ذریعے سے ووٹنگ کا طریق رازداری کی خاطر انگلینڈ میں اول اول ۱۸۷۲ء میں اختیار کیا گیا۔ چنانچہ اسے قانونی اور دستوری شکل دینے کے لئے ۱۸۷۲ء میں بیلٹ ایکٹ پاس کر دیا گیا۔ پاکستان میں بھی انہی اصولوں پر رائے دہندگی کا نظام چل رہا ہے۔

**رائے عامہ۔ (Public Opinion)** جمہوریت کی اصطلاح میں جمہور یا عام لوگوں کا کسی بات پر اتفاق کرنا ہر اچھی حکومت رائے عامہ کا احترام کرتی ہے۔ اسلام کے نظام خلافت میں رائے عامہ کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ چنانچہ خلیفہ اول حضرت ابوبکرؓ کا انتخاب رائے عامہ کے ذریعہ سے ہوا۔ موجودہ جمہوری نظام میں انتخابات Elections رائے عامہ معلوم کرنے کا بڑا ذریعہ ہیں۔ جدید زمانہ میں پریس یا اخبارات بھی رائے عامہ کے ترجمان سمجھے جاتے ہیں۔

**رائے عامہ کا تخمینہ۔ (Roll of Public Opinion)** امریکہ، برطانیہ اور دیگر ترقی یافتہ مغربی ممالک میں جہاں جمہوری اقدار مقبول عام ہیں اور رائے عامہ کا احترام کیا جاتا ہے وہاں

وقتاً فوقتاً اخباروں یا دیگر غیر سرکاری ذرائع سے رائے عامہ کے رخ کا اندازہ لگانے کی کوشش کی جاتی ہیں۔ مثلاً شاہ جارج ششم کے عہد حکومت تھا شہزادی الزبتھ کی شادی کے بارے میں اخبارات نے عوام کی رائے معلوم کرنے کی کوشش کی تھی۔ چنانچہ ایک روز برطانی اخبارات میں شہزادہ فلپ مونٹ بیٹن اور شہزادی الزبتھ کی ایک ایسی تصویر نکلی جس سے لوگوں میں چرمے گوئیاں ہونے لگیں اور وہ ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ آیا دونوں میں منگنی ہو گئی ہے۔ شہزادی الزبتھ کے والد شاہ جارج ششم کو اپنے پیشرو شاہ ایڈورڈ ہشتم کا حشر یاد تھا کہ کس طرح انہیں ایک عامی خاتون سے شادی کرنے کے باعث تخت برطانیہ سے دست بردار ہونا پڑا تھا۔ لہذا انھوں نے لوگوں کی قیاس آرائیوں کو غلط فہمی پر محمول کرتے ہوئے فوراً اعلان کر دیا کہ شہزادی الزبتھ اور شہزادہ فلپ مونٹ بیٹن کے مابین منگنی نہیں ہوئی اور نہ ہونے کی توقع ہے۔ مگر برطانوی اخبارات نے اس معاملہ کو اہم خیال کرتے ہوئے اس کے بارے میں رائے عامہ معلوم کرنے کے انتظامات کیے۔ جس سے یہ پتہ چلا کہ برطانوی عوام شاہ ایڈورڈ ہشتم کے معاملہ پر بھی متاسف ہیں اور شہزادی الزبتھ اور شہزادہ فلپ مونٹ بیٹن کی شادی پر انہیں کوئی اعتراض نہیں۔ جب رائے عامہ کا اس طرح اندازہ ہو گیا تو شاہ جارج ششم نے بھی ان دونوں کو آپس میں شادی کرنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔

ترقی یافتہ ممالک میں غیر سرکاری ذرائع سے عوامی رائے معلوم کرنا بھی نہایت ضروری خیال کیا جاتا ہے۔ جہاں ہماری حکومت کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ وہاں ہمارے عوام کو بھی یہ یاد رکھنا چاہیے کہ انہیں گم گشتہ بھیڑوں کی طرح فتنہ پرداز اور خود غرض رہنماؤں کے پیچھے ہلڑ بازی کی خاطر نہیں چل نکلنا چاہیے۔ اور اپنی حکومت پر غلط دباؤ نہیں ڈالنا چاہیے۔

**رَب** ۔ لفظ رب بڑے وسیع معنوں کا حامل ہے۔ ربوبیت اسی سے مشتق ہے۔ لغوی



اور معنوی اعتبار سے رب کا لفظ ان مفہومات پر حاوی ہے۔

(۱) پرورش کرنے والا ضروریات بہم پہنچانے والا، تربیت اور نشوونما دینے والا۔

(۲) کفیل، خبرگیر دیکھ بھال اور اصلاح حال کا ذمہ دار۔

(۳) وہ جو مرکزی حیثیت رکھتا ہو، جس پر متفرق اشخاص مجتمع ہوتے ہوں۔

(۴) سید، مطاع، سردار ذی اقتدار، جس کا حکم چلے، جس کی فوقیت اور بالادستی تسلیم کی جائے۔ جس کو تصرف کے اختیارات ہوں۔

(۵) مالک، آقا، مربی۔

یہ لفظ قرآن میں موقع اور محل کے اعتبار سے ان سب معانی میں استعمال ہوا ہے۔ کہیں ان میں سے کوئی ایک یا دو معنی مراد ہیں، کہیں اس سے زائد، اور کہیں پانچوں معنی اس کے اندر جمع ہو گئے ہیں۔ چنانچہ آیات قرآنی ملاحظہ ہوں۔

(۱) قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْٓ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ط یوسف ۲۰
اس نے کہا کہ پناہ بخدا: وہ تو میرا رب ہے۔ جس نے مجھے اچھی طرح رکھا۔

(۲) قُلْ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَیْءٍ ۔ انعام ۲۰
کہو، کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور رب تلاش کروں، حالانکہ ہر چیز کا رب وہی ہے۔

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِیْلًا ۔ مزمل
وہ مشرق و مغرب کا رب ہے جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے لہذا تو اسی کو اپنا وکیل (اپنے سارے معاملات کا کفیل و ذمہ دار) بنالے۔

(۳) هُوَ رَبُّكُمْ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ( ۳ ۔ ثُمَّ اِلٰی رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ (الزمر)
وہ تمہارا رب ہے اور اسی کی طرف تم پلٹا کرے جاؤ گے پھر تمہارے رب کی طرف تمہاری واپسی ہے۔

ذیل کی دو آیتوں میں ارباب سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جنہیں لوگوں نے مطلقاً اپنا رہنما اور پیشوا مان کر امر و نہی، ضابطہ و قانون، اور تحلیل و تحریم کا مختار و مالک تسلیم کر لیا ہو۔ اور جنہیں بجائے خود حکم دینے اور منع کرنے کا حق دار سمجھا جاتا ہو۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۔ توبہ — انھوں نے اللہ کے بجائے اپنے علماء اور درویشوں کو اپنا رب بنا لیا۔

وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۔ آل عمران — اور ہم سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنائے۔

فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۔ قریش — لہذا انہیں اس گھر کے مالک کی عبادت کرنی چاہیے۔ جس نے ان کے رزق رسانی کا انتظام کیا ہے اور انہیں بد امنی سے محفوظ رکھا ہے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۔ صفّت — تیرا رب جو عزت و اقتدار کا مالک ہے ان تمام صفات عیب سے پاک ہے جو یہ لوگ اس کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

ان شواہد سے نہ صرف لفظ رب کے معانی بالکل غیر مشتبہ طور پر معین ہو جاتے ہیں بلکہ یہ بھی واضح اور متعین ہو جاتا ہے کہ بلا استثنا تمام انبیا علیہم السلام نے لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کی کہ اللہ کی شان ربوبیت میں کوئی شریک نہیں ہے۔ کسی کے پاس کوئی ایسی سند نہیں ہے کہ وہ دعوے کرے، اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ۔ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ یا میں ان داتا ہوں یا بلا شرکت غیرے میں قانون ساز اور حکم چلانے والا ہوں، یا میں غلطی سے مبرا ہوں، یا مجھے اللہ کی بادشاہت میں کچھ دخل ہے۔ یہ تمام نظریات اور فاسد خیالات دنیا میں فساد کا باعث بنتے رہے ہیں اور آج تک ہم سنتے چلے آ رہے ہیں۔ کہ بادشاہ غلطی نہیں کر سکتا بادشاہ اور پارلیمنٹ بے عیب ہیں غرض انسان نے ابتدائے آفرینش سے آج تک صفات ربوبیت اختیار کرنے کی جتنی کوششیں کی ہیں ان سب کا سرچشمہ یہی غلط فہمی ہے کہ انسان کو خالق ارض و سماء نے قطعی آزاد چھوڑ کر موت و زندگی رزق و خوشحالی بھلائی اور برائی کے اختیارات تفویض کر دیے ہیں۔ اسی غلط فہمی نے فرعون کی زبان سے اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى، نمرود کی زبان سے اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ اور انگریز قوم سے King and Parliament can do no Wrong بادشاہ اور پارلیمنٹ



معصوم عن الخطا ہیں) کے الفاظ نکلوائے۔

یہ لوگ اپنی اپنی قوم کے پروردگار بن جاتے ہیں اور کچھ ایسا ہی رویہ اختیار کرتے ہیں۔ جس سے ان کی بڑائی، عظمت اور شانِ ربوبیت دنیا کو ظلم و طغیان اور فساد سے معمور کر دیتی ہے۔ ربوبیت ان صفات کی حامل ہے جو سب رب میں موجود پائی جائیں، یعنی کسی اور کے آگے جوابدہ نہ ہونا خود آخری اور انتہائی اختیار Authority ہونا مخلوقات کی تمام قسم کی ضرورتوں کا کفیل ہونا۔ تصرف کے مکمل اختیارات رکھنا کہ کوئی ٹوک نہ سکے، ربوبیت انہی لوازم کی حامل ہے۔ انگریزی زبان میں (Sovereignty) کا لفظ کسی حد تک ربوبیت کا مفہوم ادا کرتا ہے۔ گو بالکل نہیں۔ "رب کا متبادل" "رب" ہے اور بس!

**ربڑ** Rubber ایک قسم کے درخت سے لیس دار مائع کی شکل میں نکل کر ٹھوس صورت اختیار کر لیتا ہے۔ ربڑ کا درخت برازیل (Brazil) میں دریافت ہوا۔ اور پھر وہاں سے جنوب مشرقی ایشیا میں لایا گیا۔ اور اب دنیا کا ۹۵ فی صدی ربڑ انہی علاقوں میں پیدا ہوتا ہے۔ ربڑ پیدا کرنے والے مشہور ملک ملایا، انڈونیشیا، لنکا، ہند چینی، سیام بورنیو، ساراواک، وادی ایمیزن، اور مغربی افریقہ کے بعض علاقے ہیں۔ ربڑ کا درخت ۶۰ فٹ تک اونچا ہوتا ہے اور اس کا گھیرا ۳ فٹ ہوتا ہے۔ یہ درخت قریباً سات سال کے عرصہ میں تیار ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد درخت کے تنے میں سوراخ کیا جاتا ہے اور سوراخ کے منہ پر برتن لٹکا دیا جاتا ہے۔ جو ربڑ سے پر ہو جاتا ہے۔ ایک دفعہ ربڑ نکال لینے کے بعد عموماً درخت کاٹ دیا جاتا ہے۔

موجودہ زمانہ میں ربڑ کی مانگ بہت بڑھ گئی ہے۔ ۱۸۴۰ء میں ربڑ کی کل پیداوار برازیل، بولیویا اور پیرو میں صرف ۳۰،۰۰۰ ٹن تھی اور ۱۹۵۱ء میں

ربڑ کی عالمی پیداوار ۰۰۰،۰۰۰،۰۰،۱ ٹن سے اوپر تھی۔ ربڑ کا استعمال دنیا بھر کی صنعتوں کا ضروری جزو بن چکا ہے۔

## ربن ٹراپ

(یوآخم فان) ربن ٹراپ، جرمن نازی لیڈر ۱۸۹۳ء میں رائن لینڈ میں پیدا ہوا۔ پہلی جنگ عظیم میں حصہ لینے کے بعد مے فروشی کا پیشہ اختیار کیا۔ ۱۹۳۲ء میں نازی پارٹی کا رکن بنا اور بہت جلد امور خارجہ میں ہٹلر کا مشیر خاص بن گیا۔ ۱۹۳۶ء-۱۹۳۸ء میں برطانیہ میں جرمنی کا سفیر رہا اور ۱۹۳۸ء-۱۹۴۵ء تک جرمنی کے وزیر خارجہ کی حیثیت سے کام کیا۔ جرمنی کی جارحانہ کارروائیوں میں ربن ٹراپ کا بڑا ہاتھ تھا۔ ۱۹۴۶ء میں نورمبرگ (Nuremburg) کی فوجی عدالت میں ربن ٹراپ پر مقدمہ چلایا گیا اور اسے سزائے موت دی گئی۔

**ربوبیت۔** (دیکھو رب)

**ربیعؓ بن زیاد۔** صحابہؓ میں سے ہیں۔ نسب ربیع بن زیاد بن الربیع الحارثی۔ بنو الحارث بن کعب کے قبیلے سے ہیں۔ ابو موسیٰ الاشعری نے ۱۷ھ میں انہیں مناذر کی جنگ پر بھیجا اور اسے لڑ کر فتح کر لیا۔ [illegible] رہے۔ ان کے بھائی المہاجر بن زیاد اس جنگ میں کام آئے۔ حضرت معاویہؓ نے اپنے دور خلافت میں عبد الرحمٰن بن سمرۃ کو سجستان کی گورنری سے معزول کر کے ربیع بن زیاد کو وہاں کا حاکم مقرر کیا۔ اس نے ترکوں پر غلبہ حاصل کیا۔ سجستان کے گورنر بنے رہے حتیٰ کہ جب کوفہ کے گورنر المغیرۃ بن شعبۃ فوت ہوئے تو حضرت معاویہؓ نے انہیں بصرہ سمیت کوفہ کا حاکم مقرر کر دیا۔ مگر زیاد نے ربیع بن زیاد الحارثی کو سجستان کی گورنری سے علیحدہ کر کے انہیں خراسان کا حاکم بنا دیا۔ چنانچہ انہوں نے بلخ پر چڑھائی کی اور اسے فتح کر لیا۔ زیاد کہتے ہیں کہ میں نے ربیع بن زیاد کی سی مثبت تحریریں کبھی نہیں دیکھیں یا تو وہ اختیار منفعت کی خاطر لکھتے اور یا دفع مضرت کیلئے۔

**ربیعؓ بنت معوذ بن عفراء۔** ربیع نام، قبیلہ خزرج کے خاندان بنو نجار سے ہیں۔ سلسلہ نسب یہ ہے ربیع بنت معوذ بن حارث بن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار۔ والدہ کا نام ام یزید تھا۔ جو قیس بن زعوراء کی بیٹی تھیں۔ حضرت ربیعؓ اور ان کے تمام بھائی عفراء کی اولاد مشہور ہیں۔ عفراء ان لوگوں کی دادی تھیں۔ آپ ہجرت سے پہلے مسلمان ہوئیں۔ آپ کی شادی ایاس بن بکیر لیثی سے ہوئی۔ ۲۵ھ تک اپنے خاوند سے علیحدہ ہو گئیں۔ آپ کی وفات کا سال نامعلوم ہے۔

**ربیع بن یوسف۔** عباسی خلیفہ منصور کا وزیر۔ منصور کو ربیع بن یوسف پر بڑا اعتماد تھا۔ چنانچہ منصور کی وفات تک وزارت کے عہدہ پر متمکن رہا۔ خلیفہ مہدی کے زمانہ میں بھی امور سلطنت میں اسے کافی دخل تھا۔ ربیع بن یوسف نے ۱۷۰ھ میں وفات پائی۔

**رپن، لارڈ** (Ripon) ۱۸۲۷ء-۱۹۰۹ء

لارڈ لٹن Lytton کے مستعفی ہونے پر ۱۸۸۰ء میں ہندوستان کا وائسرائے مقرر ہوا۔ اپنے عہد میں افغانستان کی دوسری لڑائی (۱۸۷۸-۱۸۸۱) سے پیدا شدہ مسائل کو حل کیا اور امیر شیر علی کے بھتیجے امیر عبد الرحمٰن کو (۱۸۸۰ تا ۱۹۰۱) افغانستان کا امیر بنایا (امیر) نے انگریزوں کا دوست رہنے کا وعدہ کیا اور انگریزوں نے ہر سال اسے بارہ لاکھ روپیہ وظیفہ دینے کا وعدہ کیا۔ اس کے علاوہ افغانستان کے معزول شدہ امیر یعقوب خاں کے بھائی ایوب خاں نے مشہد کے مقام پر اپنے آپ کو انگریزوں کے حوالے کر دیا جو اسے لاہور لے آئے اور یہاں وہ ۱۹۱۴ء تک زندہ رہ کر فوت ہوا۔

لارڈ رپن نے اپنے عہد حکومت میں میونسپل ایکٹ اور لوکل فنڈ ایکٹ نافذ کئے۔ جن سے میونسپل کمیٹیوں اور ڈسٹرکٹ بورڈوں کی بنیاد قائم ہوئی۔ دیہات

کے انتظام کے لئے ہر ضلع میں ایک ڈسٹرکٹ بورڈ قائم ہوا جس کے ذمے سڑکوں کی مرمت کرنا اسکول اور ہسپتال کھولنا اور دیہاتیوں کی صحت کا خیال رکھنا قرار پایا۔ ۱۸۸۲ء میں لاہور میں پنجاب یونیورسٹی قائم ہوئی۔ اور ملک میں بہت سے پرائمری اور مڈل سکول کھولے گئے۔ نمک کا محصول کم کر دیا گیا اور ورنیکلر پریس ایکٹ منسوخ کر کے دیسی اخبارات کو آزادی دی گئی۔ لیکن یہ شرط لگا دی گئی کہ حکومت کے خلاف قابل اعتراض مضامین لکھنے والے پر مقدمہ چلایا جائیگا۔ ۱۸۸۱ء میں لارڈ رپن نے میسور کی ریاست معزول شدہ راجہ کرشن ۱۸۳۱ء کے متبنّی کو اس کے بالغ ہو جانے پر دے دی۔ ۱۸۸۴ء میں وہ مستعفی ہو کر واپس انگلستان چلا گیا۔

**رتھ** Chariot دو پہیوں والی گھوڑا گاڑی جو زمانۂ قدیم میں جنگوں اور کھیل تماشوں میں استعمال ہوتی تھی۔ بڑی ہلکی ہوتی تھی تاکہ تیز دوڑ سکے۔ اسے دوڑوں میں دو اور بصورت دیگر چار گھوڑے کھینچتے تھے۔ جنگی اغراض کے لئے اسمیں رتھ بان اور سپاہی ہر دو کی پناہ کے سامان ہوتے تھے رتھوں کی شکلیں مختلف ملکوں میں مختلف ہوتی تھیں ایران اور قدیم برطانیہ میں جنگی رتھوں کے پہیوں کیساتھ گھومنے والی درانتیاں اور چھریاں نصب کر دی جاتی تھیں تاکہ دشمن ہلاک ہوتے چلیں۔ قدیم یونان اور روما میں رتھوں کی دوڑ کھیل تماشے کی ایک دلپسند شکل تھی۔

**رٹ** Writ رٹ ایک حکمنامہ ہے جو کسی عدالت بالخصوص "ہائی کورٹ" کی طرف سے انتظامیہ کے افسر یا متعلقہ شخص کے نام کسی کام کی انجام دہی کے لئے جاری کیا جائے۔ انگریزی قانون میں رٹ کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ شروع شروع میں یہ بادشاہ، کلیسا یا "چانسری" Chancery کی طرف سے جاری ہوتی تھیں۔ مگر انیسویں صدی کے آغاز میں یہ اختیارات عدلیہ کے سپرد کر دیئے گئے۔ موجودہ دور میں پانچ قسم کے رٹس اہم سمجھے جاتے ہیں۔

(۱) رٹ آف ہیبیس کارپس Writ of Habeas Corpus اس رٹ کا مقصد کسی شخص کو غیر آئینی نظر بندی یا قید سے رہا کرانے کے سلسلے میں فوری مدد بہم پہونچانا ہوتا ہے۔ اس رٹ کی بنیاد انفرادی آزادی کے تحفظ پر مبنی ہے۔

(۲) رٹ آف سرشیاری Writ of Certiorari یہ رٹ عدالت عالیہ کی طرف سے فوجداری اور دیوانی کی چھوٹی عدالتوں کے نام جاری کی جاتی ہے اس کے تحت عدالت عالیہ ماتحت عدالت سے کسی ایسے مقدمے کا تمام ریکارڈ طلب کر سکتی ہے جو اس کے پاس فیصلہ کے لئے پڑا ہو۔

(۳) رٹ آف پروہبیشن Writ of Prohibition اس رٹ کے تحت عدالت عالیہ کسی ماتحت عدالت کو کوئی ایسا فیصلہ کرنے سے روک سکتی ہے جو اس عدالت کے دائرۂ اختیار سے باہر ہو۔

(۴) رٹ آف منڈیمس (Writ of Mandamus) اس کے تحت عدالت عالیہ کسی شخص، افسر کارپوریشن یا ماتحت عدالت کو کسی خاص فرض کے سر انجام دینے کا حکم دے سکتی ہے۔ یا مذکورہ افراد یا حکام کو کسی خاص کام کے کرنے سے منع کر سکتی ہے۔

(۵) رٹ آف کو وارنٹو (Quo Warranto) اس رٹ کی رو سے عدالت عالیہ کسی شخص سے جو کسی عہدے پر فائز ہو یہ پوچھ سکتی ہے کہ وہ کس حق کے تحت اس عہدے پر فائز رہنے کا حقدار ہے اس میں اپنا حق ثابت کرنے کی ذمہ داری مدعا علیہ پر ہوتی ہے۔ کسی عہدہ کے تحت حاصل ہونے والے اختیارات کے ناجائز اور غلط استعمال کو بھی اسی رٹ کے تحت چیلنج کیا جا سکتا ہے۔ دستور پاکستان کی رو سے مذکورہ اقسام کے رٹس عدالت ہائے عالیہ پاکستان میں نافذ ہیں۔

**رجب** (نام مہینہ)۔ عربی کا ساتواں مہینہ زمانہ جاہلیت میں بھی اس کو مقدس اور حرمت کا مہینہ سمجھا جاتا تھا۔ اس ماہ میں عمرہ کی رسم ادا کی جاتی تھی

اور جنگ حرام سمجھی جاتی تھی۔ قریش اور قیس کے قبیلہ میں ایک جنگ اسی مہینہ میں ہوئی تھی۔ جس کو جنگ فجار (فجور سے مشتق ہے) کہتے ہیں اس میں حضور بھی شریک ہوئے تھے لیکن آپ نے کسی پر تلوار نہیں چلائی۔ اہل اسلام اس مہینہ کو اس واسطے متبرک سمجھتے ہیں کہ اسی ماہ کی ستائیسویں شب کو واقعۂ معراج ہوا۔ چنانچہ اس شب کو آج تک شب معراج کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

## رچرڈ اول Richard I (1199-۱۱۵۷)

انگلستان کا بادشاہ جو ۱۱۸۹ء میں تخت نشین ہوا۔ انگریز مورخین اسے "شیر دل" Lion-hearted کہنا پسند کرتے ہیں۔ رچرڈ اول نے صلیبی جنگوں میں حصہ لیا۔ یہاں اس کے غنیم سلطان صلاح الدین ایوبی نے اس کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا۔ ایک دفعہ جب رچرڈ بیمار ہوگیا تو سلطان صلاح الدین اس کی تیمارداری کے لئے بھی تشریف لائے تھے۔

**رحمت خان حافظ۔** روہیل کھنڈ میں روہیلے پٹھانوں کا آخری بہادر سردار ۱۷۷۲ء میں نواب وزیر اودھ اور حافظ رحمت خاں میں معاہدہ ہوا کہ مرہٹوں کے حملہ کی صورت میں نواب اور انگریز روہیلوں کی مدد کریں گے۔ جس کے عوض روہیلہ سردار نواب اودھ کو چالیس لاکھ روپیہ دے گا۔ ۱۷۷۳ء میں مرہٹوں کا حملہ پسپا کردیا گیا۔ حافظ رحمت خان نے تنگدستی کے باعث روپیہ کی ادائیگی کے لئے مہلت مانگی لیکن نواب اور انگریزی افواج نے روہیل کھنڈ کو غصب کرنے کے لئے یلغار کردی۔ ۲۳- اپریل ۱۷۷۴ء کو روہیلوں کو شکست ہوئی اور حافظ رحمت خاں میدان جنگ میں شمشیر بدست شہید ہو گئے۔

## رحمٰن، ایس اے جسٹس Justice S. A. Rahman

سپریم کورٹ کے جج۔ ایس اے رحمٰن ۱۹۰۳ء میں وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ ایم اے پنجاب یونیورسٹی کے ہیں، ایک سال بعد یعنی ۱۹۲۵ء میں سیدھا آئی سی ایس کی حیثیت سے آکسفورڈ گئے۔ دو سال کی تربیت کے دوران میں اسی یونیورسٹی سے السنہ شرقیہ میں آنرز کیا، ۱۹۲۸ء میں آئی سی ایس ہوئے اور پنجاب کے مختلف اضلاع میں ایس ڈی او اسسٹنٹ کمشنر اور ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کی حیثیت سے کام کیا۔ ۱۹۴۶ء میں ہائی کورٹ لاہور کے جج مقرر ہوئے اور ۱۹۴۷ء میں بنگال باؤنڈری کمیشن کے پاکستانی رکن بنے جھمپیر کے حادثہ ریلوے کی تحقیقات بھی آپ کے سپرد ہوئی۔ متروکہ املاک کے کسٹوڈین کی حیثیت سے بھی کام کیا۔

۱۹۵۰ء میں پنجاب یونیورسٹی کے اعزازی وائس چانسلر بھی مقرر ہوئے۔ پنجاب یونیورسٹی سنڈیکیٹ کے مستقل رکن ہیں۔ سرکاری زبان کمیٹی کے صدر اور ترجمہ بورڈ اور بزم اقبال کے رکن رہ چکے ہیں۔ ترقی ادب کے سرکاری بورڈ کے بھی رکن ہیں پنجاب پبلک لائبریری کے چیئرمین اور المجرا دیا پاکستان کونسل کے صدر رہ چکے ہیں۔ ڈاکٹر آف لاز کی اعزازی ڈگری کے حامل ہیں۔ علامہ اقبال مرحوم کی مشہور عالم مثنوی "اسرار خودی" کا اردو نظم میں بھی ترجمہ کیا ہے۔ نظم اور نثر دونوں لکھتے ہیں۔ ایک اچھے شاعر اور بلند پایہ ادیب ہیں اور نفسیاتی اور علمی مسائل میں بڑی دلچسپی لیتے ہیں۔ ۲۰ اپریل ۱۹۵۵ء کو آپ سپریم کورٹ کے جج مقرر ہوئے۔

**رحمت علی، چودھری۔** لفظ پاکستان کے خالق۔ چودھری رحمت علی مرحوم۔ ۱۸۹۳ء میں ضلع ہوشیارپور کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ جالندھر سے میٹرک کا امتحان پاس کرکے اسلامیہ کالج لاہور میں داخلہ لیا اور یہیں سے ۱۹۱۹ء میں بی۔ اے کیا ۱۹۳۰ء میں اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلستان چلے گئے جہاں قانون کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد سے مرحوم کی زندگی کا بیشتر حصہ انگلستان میں گزرا۔ ۱۹۳۳ء میں انہوں نے ایک پمفلٹ لکھا۔ جس میں ہندوستان میں مسلمانوں کے لئے علیحدہ اور آزاد وطن کا مطالبہ کیا گیا اور اس کے لئے پاکستان کا لفظ تجویز کیا گیا تھا چودھری صاحب مرحوم کے پیش کردہ لفظ کو بڑی

مقبولیت حاصل ہوئی اور غیر مسلم اخبارات بھی مجوزہ ملک کو پاکستان کے نام سے پکارنے لگے۔ چودھری صاحب کی زندگی کا بیشتر حصہ انگلستان میں گزرا۔ قیام پاکستان کے بعد کچھ عرصے کے لئے یہاں آئے لیکن انگلستان چلے گئے اور وہیں کیمبرج میں فروری ۱۹۵۱ء میں انتقال کیا۔

رحیم ہنگرو۔ سابق سندھ کا بدنام ڈاکو۔ ابھی ایک برس کا تھا کہ باپ مر گیا حروں کے کیمپ میں پرورش پائی اور سابق سندھ کے ایک مدرسے میں چند جماعتوں تک تعلیم بھی حاصل کی لیکن جوان ہو کر ڈاکو بن گیا۔ ۱۹۴۲ء میں جب سابق سندھ میں حروں کی بغاوت کو کچلنے کے لئے مارشل لا نافذ ہوا تو ہنگرو کو گرفتار کر لیا گیا مگر ہنگرو ہتھکڑی سمیت جیل سے فرار ہو گیا۔ دس برس تک پولیس اس کے تعاقب میں رہی لیکن اس نے کھی ڈنڈ کے ۲۵ مربع میل دلدلی علاقے کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنا لیا اور پولیس کی کوششوں کو ناکام بناتا رہا۔ پولیس کے ایک ہزار سپاہی کھی ڈنڈ اور اس کے آس پاس کے علاقے میں بھیجے گئے اور انہوں نے ۵۰ دن تک گھیرا ڈالے رکھا۔ حکومت اتنی پریشان ہو گئی تھی کہ اس علاقے پر بمباری تک کرنے کے بارے میں سوچ رہی تھی لیکن آخر ۱۹۵۲ء میں ہنگرو اپنے چار ساتھیوں کے ہمراہ گرفتار کر لیا گیا۔ اس نے جیل سے فرار ہونے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ عدالت نے اسے پھانسی کی سزا کا حکم سنایا۔ چنانچہ ۱۹۵۵ء میں اسے پھانسی دے دی گئی۔

رُخسانہ۔ باختریا کے فرمانروا (Oxyartes) کی بیٹی جو قلعہ سوگدیانہ (Sogdiana) کی تسخیر ۳۲۷ ق۔ م کے موقعہ پر سکندر مقدونی کے ہاتھ لگی اور اس کے عقد میں آئی۔ سکندر کی وفات کے بعد رخسانہ اپنے بیٹے کے ہمراہ اپنی ساس اولمپس (Olympus) کے پاس چلی گئی تھی۔ مگر کیسینڈر (Cassander) نے ۳۱۱ ق م میں تینوں کو ہلاک کر دیا۔

رخش۔ رستم کا وہ شہرہ آفاق گھوڑا جو جنگ، شکار اور سیر و شکار میں ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا، جس کی جرأت دلیری کی لئے ہر خاص و عام میں رستم کے ساتھ ساتھ لئے پھرتی تھی سے زیادہ سبک رو ہرن سے زیادہ تیز رو صحرائی دیگر جلدوں پر اپنی پیٹھ پر پہلوان کو لئے اڑا اڑا پھرتا تھا اور موقع پڑنے پر دیووں سے بھڑ جاتا اژدہاؤں سے الجھا تا تھا۔

کہتے ہیں کہ رستم کے ایک ہفتخواں میں کسی خوفناک جنگل میں رات نے ان دونوں کو آلیا۔ رستم نے رخش کو سختی سے ہدایت کی کہ اگر کوئی خطرہ پیش آئے تو اسے جگا دینا اور از خود کچھ نہ کرنا۔ یہ کہہ کر رستم تو سو گیا مگر رخش جاگتا رہا ابھی کچھ رات گزری تھی کہ رخش کو دور سے ایک مہیب سا سایہ اپنی طرف آتا نظر آیا جب ذرا قریب آیا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک دیو پیکر اژدہا ہے جو رستم پر حملہ کیا چاہتا ہے۔ اب رخش میں انتظار کی تاب کہاں ایک ہی جست میں اژدہے کے سر پر تھا اور اپنے مضبوط دانتوں سے اس کی گردن چبا رہا تھا۔ اژدہا بھی کوئی معمولی تن و توش کا نہ تھا اپنی لپیٹ میں پورے کے پورے رخش کو لے کر جو ایک ہی بل دیا تو رخش بلبلا اٹھا رستم کی آنکھ بھی کھل گئی اور اس نے اٹھتے ہی شمشیر خارا شگاف کا ایک ایسا بھرپور ہاتھ مارا کہ اژدہا خاک پر ڈھیر تھا۔ اور رخش ندامت سے گردن جھکائے سامنے کھڑا تھا۔

رزمیہ نظم۔ (Epic) ایک طویل نظم جس میں کسی قوم یا فرد کے بہادرانہ کارناموں کی مسلسل داستان منظوم ہو۔ اس قسم کی نظم عموماً مثنوی ہوتی ہے اور نفس مضمون میں بعض دفعہ غیر فطری واقعات کو بھی داخل کر لیا جاتا ہے۔ لیکن یہ کوئی خوبی نہیں ہوتی۔ یورپ میں اس قسم کی قدیم اور مشہور رزمیہ نظمیں ایلیڈ (Illiad) اور اوڈیسی (Odessy) ہیں جو مشہور قدیمی یونانی شاعر ہومر (Homer) کی تصنیف ہیں۔ ان کے علاوہ اینیڈ (Anead) بھی یونانی شاعر ورجل (Virgil) کا شاہکار ہے۔ انگریزی میں ملٹن (Milton) کی پیراڈائز لاسٹ Paradise Lost بھی اسی قسم کی نظم ہے۔ ہندوستان میں مہابھارت اور رامائن دو مشہور رزمیہ نظمیں ہیں۔ یہ دونوں نظمیں سنسکرت کی ہیں۔ فردوسی کا شاہنامہ اور نظامی کا سکندر نامہ فارسی کی مشہور رزمیہ نظمیں ہیں اردو میں شاہنامہ اسلام (مصنف حفیظ جالندھری) بھی اسی قسم کی ایک کتاب ہے۔ اس میں تاریخ اسلام کو نظم کے پیرائے میں پیش کیا گیا ہے۔

رزمیہ گیت۔ بزم اور رزم دو مشہور اور

# آزاد ملکوں کے قومی پرچم

اور متضاد اصطلاحات ہیں، سکون اور آرام و آسائش کی محفل کو بزم کہتے ہیں اور "رزم" سے مراد تگ و دو جستجو اور جنگ ہے۔ جنگ کا اطلاق بہ نسبت دیگر معانی کے زیادہ ہوتا ہے۔ رزمیہ گیت ایسے ہوتے ہیں۔ جنہیں سن کر جنگ کی امنگ اور بہادری کے کارناموں کا ولولہ پیدا ہوتا ہے۔ دوران جنگ میں بھی میدان جنگ میں جانے سے پیشتر جنگجو بہادروں کو رزمیہ گیت سنائے جاتے ہیں اور وہ تخت یا تختہ کے شوق میں کارزار کی طرف بڑھ بڑھ کر قدم مارتے ہیں رزمیہ گیت کم و بیش ہر اس زبان میں موجود ہیں جس کے بولنے والے جنگ و جدل کے خواہاں اور اس کی چاشنیوں سے لذت اندوز ہوتے ہیں۔ قدیم ہندوستان کی کتابیں رامائن اور مہابھارت جا بجا رزمیہ اشعار کے نمونے بھی پیش کرتی ہیں۔ عربی ادب میں رزمیہ گیت، دیگر سرزمینوں کے ادب سے کہیں زیادہ ہیں۔ کتاب "الاغانی" تصنیف قاضی ابوالفرج الاصفہانی میں رزمیہ عربی گیتوں کے محرک اور ہیجان انگیز نمونے موجود ہیں علاوہ ازیں رزمیہ گیت اخلاقی حیات و ممات پر اکساتے تھے۔ رزمیہ گیت دنیاوی زندگی کی بے ثباتی اور حیات جاودانی کی افضلیت کے شاہد ہوتے ہیں جامد اقوام میں زندگی کا معیار "بزم" اور زندہ اقوام میں معیار حیات "رزم" ہوتا ہے۔

## رسا رامپوری۔

رسا تخلص۔ سابق ریاست رام پور وطن مالوف۔ حضرت داغ جس زمانہ میں رامپور کی ملازمت میں آئے یہ ان کے ہمعصر تھے۔ ان کے جاننے اور دیکھنے والے ابھی تک رامپور میں موجود ہیں۔ شعر کہتے تھے اور ان کے اشعار کے نمونے "بحر الفصاحت" میں موجود ہیں۔

کہتے ہیں کہ داغ کا رنگ سیاہی مائل تھا اور وہ رامپور کی ملازمت میں بحیثیت "داروغہ اصطبل" داخل ہوئے۔ ان کی آمد پر ایک پھبتی کہی گئی جو بقول بعض، رسا سے منسوب ہے ؎

شہر دہلی سے آیا ایک مشکی ہو آتے ہی اصطبل میں داغ ہوا

## رس بھری (Raspberry)

ایک قسم کا پھل جو مشروبات کے لئے استعمال ہوتا ہے رس بھری کا پودا انگلستان اور یورپ کے چند ممالک میں ہوتا ہے۔ رس بھری کا پھل سرخ، زرد اور سفید رنگ کا ہوتا ہے۔

## رسکن۔ (John Ruskin)

جان رسکن برطانوی مصنف اور نقاد ۱۸۱۹ء میں لندن میں پیدا ہوئے۔ آکسفورڈ میں تعلیم حاصل کی ۱۸۴۳ء میں ماڈرن پینٹرز Modern Painters کتاب لکھی اس کے بعد کئی دوسری کتابیں تصنیف کیں۔ ایک کتاب میں اس نے فلسفۂ آرٹ پر بحث کی سب سے پہلی کتاب "ماڈرن پینٹرز" کی پانچویں اور آخری جلد ۱۸۶۰ء میں مکمل ہوئی۔ اسکے بعد رسکن نے اپنی زندگی سماجی کاموں کے لئے وقف کر دی اور اس سلسلہ میں اس نے تقریروں کا سلسلہ شروع کیا۔ علاوہ ازیں چھوٹے چھوٹے کتابچے بھی لکھے Sesame & Lilies انگریزی ادب میں آپ کی مشہور کتاب ہے۔ سماجی ضروریات کی خاطر ایک ادارے کو ۵ ہزار پونڈ کی خیرات دی۔ زندگی کے آخری ایام "برنٹ وڈ" میں گزارنے کے بعد ۱۹۰۰ء میں وفات پائی۔

## رسل، برٹرنڈ Russel

(دیکھو برٹرنڈ رسل)

## رسل و رسائل

(دیکھو نقل و حمل)

## رسول (Apostle)

جمع رسل لفظی معنی کے اعتبار سے ہر "پیغام بر" کو کہتے ہیں۔ لیکن یہ لفظ ان کے لئے خاص طور پر استعمال ہوتا ہے۔ جو خدا کی طرف سے دنیا والوں کے پاس کوئی پیغام لائیں (دیکھو پیغمبر یا رسول)

**رُسوا، مرزا محمد ہادی** ۔ اردو کے اولین ناول "امراؤ جان ادا" کے خالق۔ منیش آباد (یو پی) کے رہنے والے تھے۔ آغاز جوانی میں لکھنؤ چلے گئے ۔ یہیں ادبی زندگی کا آغاز کیا۔ امراؤ جان ادا کے علاوہ آپ نے "ذات شریف" اور "انشاء راز" وغیرہ ناول بھی تصنیف کئے۔ لیکن ان میں وہ فنی اور تکنیکی خوبیاں نہیں جن سے امراؤ جان ادا متصف ہے۔ یہ ناول انیسویں صدی کا وہ معرکہ آرا ناول ہے جو ناول کی تکنیک پر پورا اترتا ہے اور اسے اردو ادب میں سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے۔ مرزا صاحب آخر عمر میں سلسلہ ملازمت حیدر آباد دکن چلے گئے تھے ۔ اور وہیں انتقال کیا۔

**رُسول ہائیڈرو الیکٹرک اسکیم۔** Rasul Hydroelectric Scheme اسے رسول ہائیڈل ورکس بھی کہتے ہیں۔ رسول (ضلع گجرات) سے ۲۲ ہزار کلوواٹ بجلی حاصل کی جائے گی۔ ۲۸ شہروں کو بجلی مہیا کرنے کے علاوہ دو آبہ چج اور رچنا میں ٹیوب ویل لگائے جائیں گے۔ تاکہ سیم کا سد باب ہو سکے۔ چنانچہ آغاز ۱۹۵۶ء سے بجلی پیدا ہونا شروع ہو گئی ہے۔

رسول ہائیڈل ورکس کی اسکیم کے علاوہ میانوالی اور ڈیرہ غازی خاں کے اضلاع میں ۲۵ کروڑ روپے کی لاگت سے ۲ لاکھ کلوواٹ بجلی حاصل ہوگی۔ میانوالی میں نہر تھل کے اضلاع میں پانی سے ایک لاکھ ۲۵ ہزار کلوواٹ بجلی پیدا کی جائے گی۔ ۱۹۵۲ء سے ان منصوبوں کی تعمیر شروع ہے۔

**رسولی** Tumour ابھرا ہوا حصہ، جسم کے کسی حصہ یا عضو پر ہو سکتی ہے۔ عمل جراحی سے نکالی جاتی ہے اگر کسی نازک عضو پر ہوتی ہے تو خطرناک ہوتی ہے۔ رسولی سادہ بھی ہوتی ہے اور ضرر رساں بھی، آخر الذکر میں سرطان (پھوڑا) اور سرکوما بھی شامل ہوتے ہیں۔ سادہ رسولی اعصاب اور اعضا اور ہڈی پر بھی نمایاں ہو سکتی ہے عمل جراحی سے ہر دو قسم کا علاج ہوتا ہے۔ گو ایکس رے اور ریڈیم سے بھی افاقہ ہو سکتا ہے۔

**رسولی باپ** Godfather حضرت مسیحؑ کے اصحاب میں سب سے پہلے مریدوں کا طبقہ "رسولی باپ" کہلاتا ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جو حضرت مسیحؑ کے حواریوں کے بعد جانشین ہوئے اور ان میں بالخصوص وہ بزرگ شمار ہوتے ہیں جنہوں نے صحائف چھوڑے ہیں۔ ان صاحب صحیفہ بزرگوں نے عیسائی مذہب کی بہت سی رسومات کی بنیاد رکھی اور رسولی کلمہ بھی وضع کیا۔ عیسائیوں میں یہ کلمہ ایمان کی پہلی شرط ہے " میں اس خدا پر جو پروردگار اور کل کائنات کا مالک ہے۔ ایمان رکھتا ہوں اور یسوع مسیحؑ اس کے اکلوتے بیٹے پر بھی جو کنواری مریم کے بطن سے روح القدس کی مدد سے پیدا ہوا۔ ایمان رکھتا ہوں" اس کے مقابلہ میں اہل اسلام کا کلمہ یہ ہے " خدا کے سوا کوئی خدا نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں" جو نہایت مختصر۔ موثر۔ جامع اور واضح ہے۔

مقدس رسولی باپ یہ ہیں ۔

برناباس۔ کلیمنٹ، ہرماس، اگناتیس، پولی کارپ، (پولیکارپ) ان کی تجویز کردہ گدیوں یا اسامیوں پر جو اصحاب سلسلہ وار متمکن ہوتے چلے آئے ہیں، وہ رسولی جانشین کہلاتے ہیں۔

**رسّی اور تندی۔** Rope& Gut رسی اور تندی نے تمدنی ایجادات اور صنعت و حرفت کی دنیا میں بہت بڑا کام کیا ہے۔ رسی سن، سنکو نے اور پٹ سن وغیرہ کی ہوتی ہے۔ باریک رسی چارپائیاں پیڑھیاں اور کرسیاں وغیرہ بننے کے کام آتی ہے موٹی رسی سے اَدوان وغیرہ بنتی ہے۔ باریک رسیوں سے موٹے رسے بنتے ہیں۔ جو مویشی باندھنے، پینگیں لٹکانے، کشتیوں اور جہازوں تک کے باندھنے میں کام آتے ہیں۔ بازی گری اور نٹوں کے تماشوں کھیلوں میں موٹے رسے خوب کام دیتے ہیں۔ مشینوں کی چرخیوں کو چلانے اور مختلف اشیا کو حرکت دلانے کے لئے رسے رسے جاتے ہیں۔ پٹ سن جو رسی اور رسیوں کا جزو اعظم ہے۔ مشرقی پاکستان کی خاص الخاص پیداوار ہے اور اس کی برآمد غیر ممالک کو محض رسی اور رسے بنانے اور بوریاں بننے کی خاطر ہوتی ہے۔

تندی جانوروں کی آنتوں سے بنتی ہے۔ آنتوں

کو صاف کرتے ہیں اور پھر انہیں خشک کر کے اور کیمیائی مسالے وغیرہ استعمال کر کے باریک تندی کی شکل میں منتقل کر لیتے ہیں۔ فیتہ اور ربکیٹ تندی سے بنتے ہیں۔ روئی دھلنے کے لئے مینچے کو تندی درکار ہوتی ہے۔ سپورٹس کے اکثر کاموں میں تندی برتی جاتی ہے سیالکوٹ سے جو سپورٹس کا سنٹر ہے۔ تندی دنیا بھر کے ممالک کو برآمد ہوتی ہے۔ تندی، رسی سے مضبوط تر ہوتی ہے اور دیرپا ہوتی ہے۔ رسی کو چوہا بہت کم کاٹتا ہے۔ لیکن تندی کو چوہے اور دوسرے جانور نہ صرف کاٹتے ہیں بلکہ بھوکے ہوں تو اسے کاٹ کر کھا بھی لیتے ہیں۔ بعض کیمیائی دواؤں کے لگانے سے تندی کٹنے اور کھائے جانے سے محفوظ ہو جاتی ہے۔

**رشوت** Bribery, Corruption ناجائز آمدنی، جو سرکاری یا غیر سرکاری اہل کار وغیرہ اپنی معینہ تنخواہ کے علاوہ ناجائز طور پر لوگوں سے وصول کرتے ہیں۔ رشوت روپے پیسے کی صورت میں بھی ہوتی ہے اور جنس کی صورت میں بھی۔ رشوت کا لینا اور دینا دونوں باتیں قانون کی نظر میں برابر کا جرم ہیں۔ رشوت ستانی معاشرے کا ایک قبیح فعل ہے اس کی گرم بازاری سے اکثر ملک کا نظام حکومت درہم برہم ہو جاتا ہے۔ حکومت نے "انسداد رشوت ستانی" کا Anti-corruption Department محکمہ بھی قائم کر رکھا ہے۔ جو رشوت ستاں اہل کاروں اور ملازموں کا چالان کرتا اور عدالتوں سے انہیں سزا دلواتا ہے مگر رشوت کا اصل علاج انسانی ضمیر، اخلاق اور دیانتداری میں مضمر ہے جس قدر تزکیہ نفس شامل حال ہو گا۔ اسی قدر رشوت مفقود ہو گی۔

**رشید احمد صدیقی۔** پروفیسر رشید احمد صدیقی نے طنز و مزاح میں ایک بالکل نئی راہ اختیار کی ہے انہوں نے ادب میں شوخی، لفظوں کے معنی اور مضمون کے الفاظ ایجاد کئے ہیں۔ اور صرف الفاظ کے ہیر پھیر سے ہی مضامین میں مزاحیہ دلچسپی پیدا کر دی ہے آپ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں اردو کے پروفیسر ہیں۔ اور موجودہ دور کے نثر نویسوں اور مزاح نگاروں میں ممتاز درجہ رکھتے ہیں۔

**رشید اختر ندوی۔** رشید اختر نام۔ والد کا نام سید محمد شاہ۔ ۱۹۱۵ء میں گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم گوجرانوالہ میں ہوئی۔ مذہبی اور عربی تعلیم ندوۃ العلوم لکھنؤ میں پائی۔ دہلی یونیورسٹی سے بی۔ اے پاس کیا۔ آپ کا پیشہ صحافت ہے آپ اردو کے مقبول ادیبوں میں سے ہیں۔ لاہور میں مقیم ہیں۔ سوز دروں۔ ساز شکستہ، سودائی، ہرجائی اورنگ زیب "ہمارے بزرگ" وغیرہ آپ کی مقبول اور دلچسپ کتابیں ہیں۔ آپ نے بیشتر ناول نویسی کی ہے طرز نگارش سلیس اور دل نشین ہے

**رشید جمال ڈاکٹر۔** یوپی کے ایک مقالہ نویس اور متوسط پایہ کے ادیب، مضامین۔ نثر بعض رسائل میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ "رشید جمال" نام کے ایک عراقی ماہر سیاسیات بھی ہیں جو وہاں کی وزارت داخلہ سے منسلک اور ممتاز مشیر ہیں۔

**رشید جہاں ڈاکٹر۔** ایک ترقی پسند ادیبہ، لکھنؤ وطن مالوف۔ روس میں علاج کے لئے گئیں اور وہیں فوت ہو گئیں۔ شوہر بھارت ہی میں ہیں۔

**رشید، عبدالقادر۔** عراقی انجینیر ہیں ۱۸۹۱ء میں پیدا ہوئے۔ بیروت اور استنبول میں تعلیم پائی۔ ۱۹۱۴ء میں بصرہ کے ایک ثانوی سکول Secondary School میں ریاضی کے استاد تھے۔ پھر ترکی فوج میں بطور افسر شامل ہو گئے۔ ۱۹۲۴ء میں عراقی دستہ کے سیکرٹری مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۶-۳۲ وزرا کی کونسل میں رہے۔ اس کے بعد وزیر خارجہ مقرر ہوئے۔

**رشیلیو۔** Richelieu (۱۵۸۵ - ۱۶۴۲) فرانس کا شہرہ آفاق وزیر اعظم جو فرانس کا سب سے بڑا سیاست دان ہو گزرا ہے۔ اس نے اپنے دور اقتدار میں پروٹسٹنٹ فرقہ کی سیاسی قوت ختم کی۔ مگر انہیں مذہبی آزادی ضرور دی۔ امرا کی طاقت کو کمزور کر کے

شاہی قوت کو بڑھایا۔ اس کے علاوہ اس نے مالیات فوج اور دیگر محکموں میں قابل قدر اصلاحات نافذ کر کے ملک کو بیش قیمت فائدہ پہنچایا۔ رشیلیو بڑا راسخ العقیدہ رومن کیتھولک Roman Catholic تھا۔ بلکہ وہ خود بھی پادری رہ چکا تھا۔ اسی لئے اسے کارڈینل Cardinal رشیلیو بھی کہتے ہیں۔ مگر اپنے ذاتی عقائد کے برخلاف اس نے فرانس کی بہتری کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے یورپین سیاست میں پروٹسٹنٹ Protestant طاقتوں کا ساتھ دیا۔

## رصدگاہ

رصدگاہ Observatory رصدگاہ سے مراد وہ مشاہدہ گاہ ہے جہاں ستاروں سیاروں اور اجرام فلکی کی دوری حجم رفتار اور دیگر امور متعلقہ کو معلوم کرنے کے لئے بڑی بڑی دوربینیں، اصطرلاب اور ہر قسم کے دوسرے آلات نصب ہوتے ہیں۔ سب سے پہلی رصدگاہ مسیح سے ۳۰۰ سال قبل بطلیموس سوتر نے اسکندریہ میں قائم کی۔ پھر اس کے بعد ۸۲۹ء میں مغربی ایشیا میں مسلمانوں نے مختلف مقامات پر رصدگاہیں تعمیر کیں جہاں سے یہ علم یورپ میں پہنچا اور وہاں بھی رصدگاہیں تعمیر ہونا شروع ہو گئیں۔

یورپ میں پہلی رصدگاہ جو تعمیر ہوئی ڈنمارک میں ۱۵۷۶ء میں تعمیر ہوئی جو صرف ۱۵۹۷ء تک قائم رہی۔ اس کے بعد ۱۶۶۷ء میں پیرس میں ۱۶۷۵ء میں گرینوچ میں اور ۱۷۰۹ء میں برلن میں رصدگاہیں تعمیر ہوئیں۔

انیسویں صدی عیسوی میں رصدگاہوں کی تعمیر میں بڑی تیزی سے اضافہ ہونا شروع ہو گیا۔ خاص طور پر برطانیہ اور دوسرے مغربی ممالک میں رصدگاہوں کی تعمیر و ترقی پر کافی توجہ دی گئی۔ اور انہیں اپنے زمانے کی بڑی بڑی قوت کی دوربینوں اور دوسرے جدید آلات سے مسلح کیا گیا۔ چنانچہ مندرجہ ذیل رصدگاہیں آج دنیا کی بہت بڑی رصدگاہیں سمجھی جاتی ہیں۔ ہیلوان روس۔ ولسن (کیلیفورنیا) فلیگ سٹاف (اریزونا) ماؤنٹ پلومر (کیلیفورنیا) ماؤنٹ پلومر کی رصدگاہ اپنی ۲۰۰ انچ قطر کی دیو قامت دوربین کی وجہ سے تمام دنیا میں مشہور ہے۔

## رضا شاہ پہلوی

رضا شاہ پہلوی۔ پورا نام رضا بن عباس علی ایران کے علاقہ 'سوادکوہ' میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد اس علاقے کے سردار تھے۔ معمولی تعلیم کے بعد رضا خاں کو فوجی کام میں لگا دیا گیا۔

پہلے پہل محض ایک معمولی سپاہی کی حیثیت سے فوج میں شامل ہوئے۔ رفتہ رفتہ ترقی کر کے والد کے عہدہ پر پہنچ گئے۔ کرمان شاہ میں انہیں قزاقوں اور لٹیروں کی سرکوبی کے لئے مامور کیا گیا۔ یہ لٹیرے کسی طرح قابو میں نہ آتے تھے، عین اس وقت جبکہ گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی۔ رضا شاہ کے ساتھی بھاگ کھڑے ہوئے، لیکن ان کے ارادے اور دلیری میں فرق نہ آیا اور وہ اسی جوش و خروش سے چند سپاہیوں کو لے کر لڑتے رہے اس واقعے سے آپ بہت مشہور ہو گئے اور فوج میں کافی ہردلعزیز ہو گئے۔ چنانچہ ایرانی حکومت نے آپ کو ہمدان کی فوج کا سردار بنا دیا۔

۱۹۱۹ء میں روسی انقلاب کے بعد ایران سے روس اور برطانیہ کا اثر بہت حد تک اٹھ گیا چنانچہ یہ موقع تھا کہ رضا شاہ اپنی قابلیت کے جوہر دکھاتے، آپ نے چند ہی دنوں میں قوم کے دلوں میں وطن کی محبت کی آگ بھڑکا دی، آپ کو وزیر جنگ بنا دیا گیا اس کے دو سال بعد آپ وزیر اعظم بن گئے، آپ اتنے ہردلعزیز ہو گئے کہ خود ایرانیوں نے شاہ قاچار کو تخت سے اتار کر رضا خان کو اپنا سرتاج اور بادشاہ بنا لیا۔ بادشاہ بن کر اپنے ملک کی مالی اور فوجی حالت کو مضبوط کیا اور دوسرے ملکوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کئے۔

دوسری جنگ عظیم کے دوران میں رضا شاہ پہلوی روس اور برطانیہ کے اثر سے آزاد رہنا چاہتے تھے۔ اس لیے روس اور برطانیہ نے مل کر ایران پر فوج کشی کر دی۔ رضا شاہ کو گرفتار کر کے جلاوطن کر دیا گیا، اسی جلاوطنی کے عالم میں ۲۶ جولائی ۱۹۴۴ء کو آپ نے وفات پائی۔

**رضا ہمدانی۔** مرزا رضا حسین ہمدانی، قلمی نام رضا ہمدانی، ایرانی نژاد۔ پشاور میں پانچ پشتوں سے آباد، پیشہ ڈاکٹری، میٹرک۔ منشی فاضل اور پشتو فاضل کے امتحانات پاس کئے ہیں۔ اردو فارسی، پشتو، انگریزی اور کشمیری زبان جانتے ہیں۔

آپ شعر، اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں کہتے ہیں۔ سالہا سال بزم سخن۔ پشاور اور ادبستان پشاور کی نظامت کے عہدے پر رہے۔ فی الحال انجمن ترقی اردو (سرحد) کے سیکرٹری ہیں۔ ۱۹۳۶ء میں ماہنامہ "ندا"۔ ۱۹۳۹ء میں ہفتہ وار "شباب" پشاور سے اور ۱۹۴۰ء میں ہفتہ وار اخبار "شباب" لاہور سے نکالا۔ تصنیفات۔ (۱) مراۃ الاسلام۔ اسلامی مضامین کا ایک مجموعہ (۲) جمال الدین افغانی۔ سوانح حیات جمال الدین افغانی (۳) "منتخب ادب" (نوٹ) (۳ سے ۷ تک خاطر غزنوی اور رضا ہمدانی کی مشترکہ تصانیف ہیں) (۴) خوشحال خاں کے افکار (۵) رحمان بابا کے افکار (۶) ادبیات سرحد۔ جلد اول (۷) اٹک کے اس پار صوبہ سرحد کے کلچر، شاعری، ادب و تہذیب کی مکمل انسائیکلوپیڈیا۔ ۶۰۰ صفحات کی کتاب ہے۔

آپ نے ۱۹۳۶ء میں ایک معیاری ماہنامہ "سنگ میل" کے نام سے نکالا۔ جس کا سرحد نمبر، اردو ادب کا ایک بڑا کارنامہ ہے۔

رضا صاحب افسانے، ڈرامے اور تنقیدی مقالے بھی لکھتے ہیں۔ اصناف سخن میں آپ نے غزل نظم، رباعی، قطعے سب ہی میں طبع آزمائی کی ہے آپ کا ذوق تغزل سلجھا ہوا ہے۔ ادبی جماعتوں کے آپ بڑے سرگرم کارکن ہیں۔

پشتو ادب کو دنیا سے متعارف کرانے میں آپ کو اولیت حاصل ہے۔

**رضوان، فتحی۔** مصری سیاستدان ہیں۔ نجیب کابینہ میں بطور وزیر اطلاعات لئے گئے۔ اس کے بعد وزیر قومی قیادت اور وزیر مملکت بنائے گئے "نیشنلسٹ پارٹی" کے سابق لیڈر ہیں۔

**رضی الدین صدیقی (ڈاکٹر)** سابق وائس چانسلر پشاور یونیورسٹی پیدائش ۱۹۰۸ء ڈاکٹر رضی الدین صدیقی جامعہ عثمانیہ کے فارغ التحصیل ہیں۔ زمانہ طالب علمی ہی سے دنیا کے سائنسی حلقوں میں متعارف ہو گئے تھے۔ پہلے انگلستان اور بعد ازاں جرمنی اور فرانس میں ایٹمی توانائی اور نظریہ اضافیت پر تحقیقاتی کام کیا۔ ان کا معرکۃ الآرا مقالہ "نظریہ اضافیت" پر تھا اس کے علاوہ ان کی شہرت "کوانٹم تھیوری" پر کام کرنے کے سلسلے میں بھی بہت ہوئی اور ۱۹۴۰ء میں ان کا نام نوبل پرائز Nobel Prize کے سلسلے میں بھی لیا گیا۔ لیکن جنگ کے باعث پرائز نہ مل سکا۔

ڈاکٹر صاحب نے "نظریہ اضافیت" پر ایک کتاب بھی لکھی ہے یورپ اور امریکہ کے معیاری سائنسی رسالوں میں موصوف کے عالمانہ اور فاضلانہ مقالے شائع ہوتے ہیں۔ بین الاقوامی شہرت کے سائنس دان اور ریاضی دان ہیں۔ اس کے علاوہ آپ ادب اور شاعری کا بڑا شستہ ذوق رکھتے ہیں۔ تنقیدی مضامین بھی لکھتے ہیں

**رضیہ سجاد ظہیر۔** ترقی پسند ادیبہ کامریڈ سید سجاد ظہیر کی اہلیہ محترمہ لکھنؤ میں مقیم ہیں۔ آپ کا ناول "کانٹے" حال ہی میں طبع ہوا ہے۔

**رضیہ سلطان۔** رضیہ سلطان، سلطان شمس الدین التمش کی بیٹی تھی۔ مسلمانوں میں یہ پہلی عورت ہے جو تخت دہلی پر جلوہ افروز ہوئی۔ قدرت نے اس میں وہ تمام خوبیاں جمع کر دی تھیں جو ایک عادل بادشاہ میں ہونی چاہئیں۔ وہ اگرچہ ایک عورت تھی، مگر دل و دماغ مردوں سے بہتر پایا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ التمش اسے بیٹوں سے زیادہ عزیز رکھتا تھا اور جب کبھی مہلت پر جاتا تو امور سلطنت رضیہ کے سپرد کر جاتا ایک مقتدر

پر تو اس نے اس خواہش کا اظہار بھی کیا کہ اس کے بعد رضیہ ہی اس کی جانشین ہو۔ مگر امراء و وزراء نے اس تجویز کی مخالفت کی۔

التمش کی وفات کے بعد اس کا بیٹا رکن الدین تخت دہلی پر متمکن ہوا۔ لیکن اپنی نااہلیت کی وجہ سے چھ ماہ بعد تخت و تاج سے محروم کر دیا گیا اب سلطنت کا بار رضیہ کے نازک کندھوں پر ڈالا گیا۔ رضیہ نے تخت سلطنت پر قدم رکھتے ہی اپنی عقل مندی اور ہوشیاری سے ثابت کر دیا کہ وہ حکمران بننے کی اہل تھی، اس نے مجبوراً پردہ ترک کر دیا اور کھلے بندوں دربار کرنے لگی۔

سلطنت کے متعلق رپورٹیں سن کر احکام جاری کرتی۔ مظلوموں اور مصیبت زدوں کی داستانِ درد سن کر ان کی امداد کرتی، عدل و انصاف کرتی اور بوقت ضرورت گھوڑے پر سوار ہو کر سپاہ کے دوش بدوش داد شجاعت دیتی۔ لیکن سہ

اسے روشنیٔ طبع تو بر من بلا شدی

امراء و وزراء کو نظم و ضبط اور پھر ایک خاتون کے ذریعہ ناپسند نہ تھا۔ چنانچہ سرچڑھے سرداروں نے سازشیں شروع کر دیں۔ ملک اعز الدین حاکم لاہور نے علم بغاوت بلند کر دیا۔ اس کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئی۔ راستے میں ترکی سرداروں نے اس کے باڈی گارڈ یاقوت حبشی کو قتل کر کے رضیہ کو گرفتار کر لیا اور ملک التونیہ کے پاس بھیج دیا۔ دہلی واپس پہنچ کر سرداروں نے التمش کے بیٹے معز الدین بہرام شاہ کو تخت دہلی پر بٹھا دیا۔ رضیہ نے ملک التونیہ سے شادی کر لی اور دونوں نے مل کر دہلی کا رخ کیا۔ لیکن ملک غیاث الدین بلبن کے ہاتھوں شکست کھا کر بھٹنڈہ لوٹی۔ کچھ عرصہ بعد پھر قسمت آزمائی کی مگر دوبارہ شکست کھائی اور ہندو جاٹوں کے ہاتھوں قتل ہو گئی۔ رضیہ سلطانہ نے اکتوبر سنہ ۱۲۳۶ء سے اکتوبر یا نومبر سنہ ۱۲۳۹ء تک حکومت کی۔

## رعایات و تحفظات Probation and Security

سیاسی اصطلاح میں وہ تمام فرامین یا چارٹر جو حکومت کی طرف سے جاری ہوتے ہیں اور لوگوں کے لئے ان میں مراعات اور تحفظات کی یقین دہانی ہوتی ہے۔

اس قسم کے فرامین یا چارٹر کسی نئے بادشاہ کی تخت نشینی یا تاجپوشی یا آغاز حکمرانی کے موقعے پر جاری کئے جاتے ہیں۔ یا کسی سالگرہ یا جشن حکومت منائے جانے پر۔

## رعایت ( Privilege ; Concession )

کسی پس ماندہ ملک کی طرف سے کسی غیر ملکی حکومت یا کمپنی کو اس امر کی اجازت دینا کہ وہ اس کے بعض ملکی وسائل سے متمتع ہو یا اس کی سرزمین میں ریلوں، ٹیلیگراف وغیرہ کا نظام قائم کرے۔ عام طور پر اس قسم کی مراعات حاصل کرنے والی حکومتیں ایسی مراعات کے نتیجے میں ان پسماندہ ممالک پر اقتصادی اور سیاسی غلبہ حاصل کر لیتی ہیں۔ چنانچہ اس ضمن میں ہندوستان میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی مثال ہمارے سامنے ہے۔

آج کل بھی پس ماندہ ممالک کو مالی امداد حاصل کرنے کے عوض بڑے بڑے ممالک کو سیاسی، اقتصادی اور تجارتی مراعات دینا پڑتی ہیں۔

**رعنا۔ لیاقت علی خان بیگم۔** پاکستان کے پہلے وزیر اعظم خان لیاقت علی خان مرحوم کی بیوہ۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ معاشیات میں ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی ہے۔ قیام پاکستان کے بعد آپ نے سوشل اصلاح کاموں، خصوصاً عورتوں کی بیداری میں بڑا حصہ لیا اور اپوا (APWA) All Pakistan Women Association اور ویمن نیشنل گارڈ کی تنظیم کی۔ اقوام متحدہ کے ساتویں اجلاس (سنہ ۱۹۵۲ء) میں وہ پاکستان کے مندوب کی حیثیت سے شریک ہوئیں سنہ ۱۹۵۴ء میں انہیں ہالینڈ میں سفیر پاکستان مقرر کیا گیا۔ بیگم رعنا کے دو بیٹے ہیں۔ اکبر اور اصغر

**رفاعہؓ بن رافع زرقی**۔ نام رفاعہ، کنیت ابومعاذ، ان کے والد رافعؓ قبیلہ خزرج کے اولین مسلمان تھے۔ جنہوں نے بیعت عقبہ سے دو سال پہلے مع چھ اور اشخاص کے اسلام قبول کیا تھا۔

حضرت رفاعہؓ نے عقبہ ثانیہ میں رسول اللہؐ کی بیعت کی بعد پھر تمام غزوات میں رسول اللہؐ کے ہمرکاب رہے جنگ جمل کے موقع پر حضرت علیؓ کا ساتھ دیا اور حضرت علیؓ کی عراق کو روانگی کے وقت رفاعہ بھی آپؓ کے ساتھ تھے۔

۴۱ھ میں امیر معاویہؓ کے عہد خلافت میں وفات پائی۔ آپ ہمیشہ رسول اللہ کے ہمرکاب رہتے تھے حضورؐ کی بہت سی احادیث آپ کو یاد تھیں جو کتب حدیث میں مروی ہیں۔

**رفاہِ عام** Public Works عوام کی فلاح و بہبود اور آرام و آسائش کے کام۔ قدیم زمانہ میں بادشاہ اپنی رعایا کی سہولت کے لئے سڑکیں، نہریں، پل اور کاروان سرائوں کی تعمیر کیا کرتے تھے۔ چنانچہ شیر شاہ سوری کے زمانہ کی بنائی ہوئی عظیم شاہراہ اور دیگر عمارات رفاہِ عام کے کاموں پر دلالت کرتی ہیں۔ انگریزی عہد حکومت میں لارڈ ڈلہوزی کے زمانہ میں رفاہ عامہ کا محکمہ قائم ہوا اور رفتہ رفتہ ترقی کرتا گیا۔ رفاہ عامہ کا محکمہ موجودہ زمانہ میں انسانی تہذیب و تمدن کی ترقی کا مظہر ہے اور اقوام عالم کی آسائش اور خوشحالی کا حامل ہے

**رفتار** Velocity وہ خاص فاصلہ جو کسی مدت میں طے کیا جائے، رفتار کہلاتا ہے جیسے ریل گاڑی ایک گھنٹے میں ۴۰ میل طے کرے تو ۴۰ میل فی گھنٹہ اس کی رفتار کہلائے گی۔ زمانہ قدیم میں جب لوگ پاپیادہ چلتے تھے یا جانوروں پر سواری کیا کرتے تھے تو رفتار کو کوئی اہمیت حاصل نہ تھی مگر سائنس کے موجودہ دور میں رفتار کو بھی بہت زیادہ اہمیت حاصل ہو گئی ہے۔ ریل گاڑی کی اوسط رفتار پچاس ساٹھ میل فی گھنٹہ ہوتی ہے موٹر کار اور لاری کی اوسط رفتار بھی تقریباً یہی ہے۔ دوڑ کی خاص کاریں ۳۰۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے بھی چلتی ہیں۔ بحری جہاز ۱۵، ۲۰ میل فی گھنٹہ کی اوسط رفتار سے چلتے ہیں تیز رفتار بحری جہاز ۳۵، ۴۰ میل کی رفتار سے بھی چل سکتے ہیں۔ مشہور برطانوی بحری جہاز کوئین میری Queen Marry کی رفتار ۳۵ میل فی گھنٹہ ہے۔

۱۹۰۵ء میں رائٹ برادرز نے پہلا ہوائی جہاز تیار کیا جو ۵۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے پرواز کرتا تھا۔ اس رفتار میں تدریجاً ترقی ہوتی گئی اور اب ایسے جہاز بھی ہیں جو ۷۰۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے اڑ سکتے ہیں۔ اس رفتار سے اڑنے والے ہوائی جہاز سے گردن باہر نکالیں تو گردن ٹوٹ جاتی ہے۔

پہلی جنگ عظیم کے خاتمہ پر جرمنی نے ایک ایسا جہاز تیار کیا جو ۶۰۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے اڑ سکتا تھا اس کے علاوہ اس نے ایک راکٹ Rocket تیار کیا جو تین ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے زمین سے ۶۰ میل اونچا اڑ سکتا تھا۔

اور آج تو روسی راکٹ ۲۵۰۰۰ میل فی گھنٹے کی رفتار سے چاند تک جا پہنچے ہیں اور نہیں کہا جا سکتا کہ یہ رفتار کہاں تک پہنچنے والی ہے!

روشنی کی رفتار سب سے زیادہ ہوتی ہے ایک سیکنڈ میں روشنی ۱۸۶۰۰۰ میل طے کر لیتی ہے

**رفتار پیما و رفتار نما** Tachometer; Tachograph اس قسم کے آلات موٹروں اور موٹر بسوں میں لگائے جاتے ہیں۔ ان پر رفتار کا اندراج خود بخود ہوتا جاتا ہے اور نیز یہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ کسی خاص وقت پر کار یا بس کی رفتار کیا تھی۔ اس قسم کے آلات لگانے کا مقصد حادثات کی روک تھام ہوتا ہے اور یہ بھی پتہ چل سکتا ہے کہ کسی وقوعہ کے وقت گاڑی کس رفتار پر چل رہی تھی۔ "ٹاکو گراف" ایک نہایت ہی عجیب و غریب آلہ ہے۔ اس سے ایک ہی نظر میں معلوم ہو جاتا ہے کہ گاڑی کس وقت اور کس جگہ تک جا چکی ہے اور کس وقت کس کس جگہ پر کتنی دیر تک ٹھہری رہی ہے اور کل سفر کا کتنا حصہ طے کر چکی ہے اور دوران سفر میں کتنی کتنی رفتار پر چلتی رہی ہے۔ یہ آلہ نہایت مفید ثابت ہو رہا ہے۔ کراچی شہر میں جہاں حادثات آئے دن کثرت سے رونما ہوتے رہتے ہیں ان آلات کے اجراء پر غور کیا جا رہا ہے اور امید ہے کہ جلد ہی ان کا استعمال شروع ہو جائے گا۔

**رفض یا بدعت** (Heresy) عقائد و رسوم عیسائیت خفیہ اور غیر قانونی رہی، اتنی دیر تک اس کی تنظیم بڑی سادہ تھی۔ نہ کوئی ایسے مذہبی مسائل ہی پیدا ہوتے تھے جو کلیسا کی بقا کے لئے خطرناک معلوم ہوں مگر جیسے جیسے عیسائیت کو مقبولیت عام حاصل ہونے لگی، نظریاتی الجھنیں بھی پیدا ہونے لگیں۔ کثرت سے شروع میں ان کے سلجھانے کے لئے مسیحی علما کے مشورے صد با اور بیں ، مسلکی جلسے ہوئے مگر بعد ازاں یہ جلسے بھی ناکام ثابت ہونے لگے، کیونکہ علما میں خود اختلافات رونما ہونے لگے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کلیسا کے اندر علما کا ایک ایسا عنصر پیدا ہو گیا جو تعداد کے لحاظ سے اقلیت میں تھا مگر اس کے باوجود نظریاتی لحاظ سے اتنا شدید مرعقا کہ ایک جدا فرق معلوم ہوتا تھا۔ ان لوگوں نے اپنے عقائد اور تشریحات کو تبدیل کرنے سے انکار کر دیا جس کی بنا پر علما کی اکثریت نے انہیں بدعتی اور رافضی کہا۔ ان کے خیالات کو بعض اوقات شہنشاہوں تک نے قبول کیا۔ عیسائی بدعتیوں یا رافضیوں میں سب سے زیادہ مشہور ایریش Arius تھا۔

**رفیع الدین (شاہ)** دیکھیے شاہ رفیع الدین

**رفیق** - (Comrade) اشتراکی پارٹی کا رکن اشتراکی پارٹی کا ہر رکن دوسرے رکن کو کامریڈ ، ساتھی یا رفیق کے لقب سے پکارتا ہے۔ اس میں کسی ادنیٰ یا اعلیٰ کی تخصیص نہیں ہوتی۔ اشتراکی ریاست میں حکومت کے سربراہ سے لے کر ایک معمولی عہدیدار چپراسی یا مزدور تک ہر شخص "رفیق" کہلاتا ہے۔ "رفیق" کا لفظ پکارتے وقت اس کے اصل نام کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے۔

**رقبہ** (Area) کسی سطح کی وسعت یا مقدار مثلاً مثلث کا رقبہ، مستطیل کا رقبہ، مربع کا رقبہ، چوکور کا رقبہ وغیرہ وغیرہ۔

مثلث کا رقبہ = قاعدہ × عمود، مستطیل کا رقبہ = طول × عرض، مربع کا رقبہ = ضلع کا مربع۔

مکان کا رقبہ، کلاس کا رقبہ، قصبے یا شہر کا رقبہ ملک کا رقبہ، براعظم کا رقبہ، دنیا کا رقبہ۔ دیہہ یا دیہات کا زرعی رقبہ۔ فرد واحد کی ملکیت ارضی کو بھی رقبہ کہتے ہیں نیز



کسی سرزمین کو بھی رقبہ کہتے ہیں۔ موت کے بعد کا مرقد یا مقبرہ مجازاً قبر اور اس کے حدود کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

**رقبہ مشتہرہ کمیٹی** Notified Area Committee پانچ ہزار سے کم نفوس کی آبادی والے علاقوں میں میونسپل کمیٹی کی طرح اس کمیٹی کی تشکیل بھی عمل میں لائی جاتی ہے اور اس کے فرائض بعینہ وہی ہیں، جو میونسپل کمیٹی کے ہوتے ہیں اور اس کے اخراجات بھی محاصل اور جرمانوں وغیرہ سے پورے کئے جاتے ہیں۔

اس کے ارکان میونسپل کمیٹی کے ارکان سے کم ہوتے ہیں اور رائے شماری سے منتخب کئے جاتے ہیں۔

**رقص (ناچ)** Dance ساز کی تال گت کے ساتھ انسان کی جسمانی حرکات جو فنی، تفریحی یا جسمانی کسرت کا ذریعہ ہوں۔ ناچ اور رقص انسان کے خمیر میں ہے۔ ہر قوم اور ملک میں کسی نہ کسی شکل میں ان کا رواج ہے۔ یورپ نے اس فن کو کمال تک پہنچایا ہے اور فنی اور تفریحی حیثیت کے علاوہ کسرتی پہلو پر بھی زور دیا ہے۔ ناچ میں جسم کی دلفریب حرکات کو آلات موسیقی کی گت یا طبلے کی تھاپ کے ساتھ ہم آہنگ کیا جاتا ہے اور یورپ میں شوقیہ یا پیشہ ورانہ حیثیت سے عام ہے۔ چنانچہ یورپ اور امریکہ میں اس فن کی بے شمار درسگاہیں ہیں۔

قدیم زمانے میں یہ ایک مذہبی مشغلہ تھا اور مندروں تک محدود تھا، جہاں دیوداسیاں باقاعدہ اس کی تعلیم حاصل کرتی تھیں لیکن اب عام لوگ بھی ناچ کی تعلیم حاصل کرتے ہیں اور صنف نازک خاص طور پر اس کی طرف مائل ہے۔ آج کل ہر فیشن ایبل ریسٹوران یعنی "طعام خانے" میں ناچ کے لئے بینڈ موجود ہوتے ہیں، جہاں لوگ مختلف قسم کے ناچ کرتے ہیں۔ یورپی ناچ کی بہت سی اقسام ہیں، جن کی تعلیم ماہر فن سے حاصل ہو سکتی ہے۔

پاکستان میں مذہبی وجوہات کے باعث ناچ کی فنی حیثیت کی طرف بہت کم توجہ دی جا رہی ہے لیکن یہاں بھی سکولوں اور کالجوں کی تعلیم یافتہ لڑکیاں اور دیہات کی ان پڑھ لڑکیاں خاص خاص موقعوں پر اپنے دل کا غبار نکال لیتی ہیں۔ مردانہ ناچ میں "سرحد کا خٹک ناچ" ہو دیدنی لوگ نہایت شوق سے دیکھتے ہیں۔

اور ان کو ترک کر دینے سے انسان سخت سزا کا مستوجب ہوتا ہے۔

**رکوع**۔ نماز کی ہر رکعت میں قراءت ختم ہونے کے بعد رکوع کیا جاتا ہے۔ رکوع کے معنی جھکنا یا سر جھکانا ہے۔ اس میں دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ کر سر نیچے کو جھکا دیا جاتا ہے۔ نظریں فرش پر گڑ جاتی ہیں اور تین یا پانچ یا سات مرتبہ "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم" کا کلمہ پڑھا جاتا ہے۔ اس کے بعد نمازی "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" کہتا ہوا کھڑا ہو جاتا ہے۔ ایک رکعت میں ایک ہی رکوع ہوتا ہے۔ 'رکعت' اور 'رکوع' کا مادہ ایک ہی ہے۔

**رگبی فٹ بال** Football Rugby

اس کھیل میں دونوں طرف پندرہ پندرہ کھلاڑی ہوتے ہیں گیند بیضوی شکل کی ہوتی ہے اور جب وہ لڑھک رہی ہو یا اچھل رہی ہو تو کھلاڑیوں کو اسے ہاتھ سے اٹھانے کی اجازت ہوتی ہے کھلاڑی گیند ہاتھ میں اٹھائے ہوئے بھاگتا ہے۔ فریق مخالف کا کھلاڑی اس کا پیچھا کرے تو وہ گیند اپنے کسی ساتھی کی طرف پھینک دیتا ہے۔ اب وہ گیند لئے ہوئے دوڑ جاری رکھتا ہے اور اسے ٹھکرا کر دشمن کے گول میں پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ گول کی بلیاں ۱۱ فٹ اونچی ہوتی ہیں۔ دونوں بلیوں میں ½۱۸ فٹ کا فاصلہ ہوتا ہے۔ گیند کا محیط ۳۰ سے ۳۱ تک ہوتا ہے اور وزن ۱۳ یا ۱۴ اونس۔ میدان کا طول ۱۱۰ گز، عرض ۷۵ گز ہوتا ہے۔ دونوں طرف گول کے پیچھے گول کے اندر کا رقبہ ۲۵ گز ہوتا ہے جب کسی قاعدے کی خلاف ورزی یا فاؤل Foul ہوتا ہے تو اسکرم بنایا جاتا ہے جس میں دونوں طرف کے آٹھ آٹھ فارورڈ آمنے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں اور اپنے سروں کو جھکا لیتے ہیں۔ اب گیند دونوں قطاروں کے درمیان پھینکی جاتی ہے۔ اور اس پر قبضہ کرنے کے لئے جنگ شروع ہو جاتی ہے۔ جو کھلاڑی دشمن کے گول کے اندر والے رقبہ میں سب سے پہلے زمین پر گیند کو



چھوئے، وہ پہلی کوشش کا حقدار ہو جاتا ہے اور اسے تین پوائنٹ ملتے ہیں۔ 'پوائنٹ' کے شمار کرنے کا طریق مختلف ملکوں میں مختلف ہے۔

**رگ چڑھنا** Cramp، جسم کے کسی حصہ میں عضلات کا اینٹھنا یا مڑ جانا۔ سردی میں انگڑائی اور جمائی لیتے وقت جبڑے میں اکثر یہ تکلیف ہو جاتی ہے۔ ملنے سے تکلیف جاتی رہتی ہے۔

**رگڑ** Friction جب دو جسموں کی سطحیں حرکت کی حالت میں آپس میں رگڑ کھاتی ہیں تو مزاحمت پیدا ہو کر حرکت کو بند کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اگر دونوں سطحیں ٹھوس ہیں تو ان کے درمیان میں تیل یا چکنائی لگانے سے مزاحمت کم ہو جاتی ہے۔ اب حرکت دیر تک جاری رہنے کے بعد بند ہوگی۔ اگر آپس میں رگڑ کھانے والی چیزوں میں ایک ٹھوس ہے اور دوسری مائع تو ٹھوس سطح کو چکنا اور ہموار کر دینے سے رگڑ اور مزاحمت میں کمی واقع ہو جائیگی۔ تیل کے استعمال کے بعد بھی ہماری مشینوں میں رگڑ کی وجہ سے توانائی کافی مقدار میں ضائع ہوتی ہے یہ توانائی رگڑ کی وجہ سے حرارت میں تبدیل ہو کر ضائع ہو جاتی ہے اور ارد گرد کی ہوا کو گرم کر دیتی ہے۔

پرانے زمانے میں ہمارے آباؤ اجداد پتھروں کو ایک دوسرے سے رگڑ کر چنگاری پیدا کرتے تھے اور آگ جلانے کے لئے یہی طریقہ استعمال ہوتا تھا۔

**رمضان**۔ اسلامی سال کا نواں مہینہ ہے جس میں مسلمانوں کو پورے مہینے کے روزے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ سال بھر میں یہ مہینہ سب سے زیادہ بابرکت سمجھا گیا ہے کیونکہ اس مہینہ کا نام قرآن پاک میں آیا ہے۔ اسی مہینہ میں قرآن پاک نازل ہوا۔ توریت بھی اسی مہینہ میں اتری تھی اور شب قدر کا گو قرآن پاک میں تعین نہیں ہے لیکن محدثین کے نزدیک یہ رات اسی مہینے میں رہتی ہے

آنحضرت صلعم کی زندگی میں بھی چند واقعات ایسے ہوئے جنہوں نے اس مہینے کی اہمیت کو دوبالا کر دیا:

ہو۔ رمضان مبارک کو سید الشہدا امام حسینؓ کی پیدائش ہوئی۔ ۱۰ رکو حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہوا۔ ۱۷ رکو بدر کا معرکہ پیش آیا۔ جس میں مسلمانوں کو کفار کے مقابلے میں پہلی بار کامیابی حاصل ہوئی۔ ۱۹ کو مکہ فتح ہوا اور ۲۱ رکو حضرت علیؓ کی شہادت واقع ہوئی اور ستائیسویں شب کو لیلۃ القدر ہوتی ہے۔ اس مہینے کی عبادت بہت زیادہ مقبول ہوتی ہے نماز تراویح بھی اسی مہینے کی خاص عبادت ہے۔ رمضان المبارک کے اختتام پر عید کا تہوار ہوتا ہے۔

**رملہ۔** فلسطین Palestine کا ایک قدیم قصبہ جسے ۶۳۴ عیسوی میں خالد بن ولیدؓ نے فتح کیا تھا۔ اموی خلیفہ سلیمان بن عبدالملک نے یہاں ایک نیا شہر بسایا اور یہاں رہائش اختیار کی۔ اس کے محلات کے آثار پہلی جنگ عظیم تک ملتے تھے۔ ۱۰۹۹ء میں صلیبی عیسائیوں نے رملہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے ۹۰ برس بعد سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے اسے دوبارہ فتح کر کے اسلامی مملکت میں شامل کر لیا۔

**رموزِ مملکت۔** ”رموزِ مملکت خویش خسرواں دانند“ فارسی کا مشہور مقولہ ہے۔ اس کے معنی ہیں کہ اپنی سلطنت کی رمزیں یا نکتے خود بادشاہوں ہی کو معلوم ہوتے ہیں اور دوسرے لوگ کیا جانیں کہ کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا۔
بسا اوقات اسمبلی یا پارلیمنٹ میں کوئی پیچیدہ سوال وزیر یا رکن متعلقہ سے پوچھا جاتا ہے تو اس کا مختصر جواب یہ ملتا ہے کہ جواب پبلک مفاد میں نہیں دیا جا سکتا۔ اس قسم کی باتیں منجملہ دوسری باتوں کے ”رموزِ مملکت“ کہلاتی ہیں۔ حکومت کی ہر بات یا پالیسی اگر عوام کو معلوم ہونے لگے یا عوام اس کی کاوش میں لگے رہیں تو پھر نظم و نسق کا کام چلنے سے رہ جائے اور حکومت کا وقار خطرے میں پڑ جائے۔ دنیا میں افراد اور اداروں کے اپنے اپنے منصب اور فریضے ہوتے ہیں اور منصب اور فریضہ کو متعلقہ اشخاص اور ادارے ہی بہتر سمجھتے ہیں۔ چنانچہ مشہور ہے کہ جس کا کام اسی کو ساجھے۔ ”تقسیم کار“ کے اصول کے ماتحت حکومت کا کام بھی رموز اور مصالح کا مجموعہ ہوتا ہے اور بادشاہ یا حکام ہی انہیں بہتر سمجھتے ہیں۔
حکومت کی داخلہ اور خارجہ پالیسی (بالخصوص) رموزِ سلطنت کی حامل ہوتی ہے جن کا بتانا (بالعموم) عوام سے ضروری ہوتا ہے۔

**رموزی، ملا۔** ملا رموزی ۲۴ مئی ۱۸۹۶ء کو بھوپال میں پیدا ہوئے۔ خاندانی سلسلہ سے سید افغانی ہیں۔ ابتدا میں حافظ قرآن ہوئے۔ پھر چند سے مقامی مدارس میں تعلیم کے بعد انہوں نے دارالعلوم، الٰہیات کانپور سے اعزازی سند فضیلت حاصل کی۔ مادری زبان پشتو تھی۔
ملا رموزی صاحب قلم ہونے کے ساتھ ساتھ خطیب کے با اثر مقرر اور آتش بیان خطیب بھی تھے۔
ان کا خود ایجاد کردہ ظریفانہ اسلوب تحریر ”گلابی اردو“ کے نام سے مشہور و مقبول عام ہے۔
”ننھے میاں کی والدہ“ کے فرضی کردار سے انہوں نے خواتین پاکستان و ہند کی جو اصلاحی خدمات انجام دی ہیں انہوں نے ان کی مقبولیت کو گھر گھر میں عام کر دیا ہے۔ آپ نے غزل کے دو دیوان چھوڑے ہیں۔ آپ کی جنگی نظمیں اردو ادب کا نادر ذخیرہ ہیں۔ بھوپال ہی میں انتقال کیا۔

**رنجیت سنگھ۔** پنجاب میں سکھوں کی حکومت قریباً تیس برس کے قریب رہی لیکن یہ حکومت ایسی ابتر تھی کہ اب تک سکھا شاہی کے معنی بدامنی اور افراتفری کے لئے جاتے ہیں۔ سکھوں کا ایک نامور راجہ رنجیت سنگھ تھا جو ایک معمولی زمیندار مہاں سنگھ کا بیٹا تھا یہ لوگ پہلے لوٹ مار کرتے تھے لیکن جب رنجیت سنگھ نے شاہ زمان، والیٔ کابل کی توپیں دریائے جہلم سے نکلوا کر اس کے پاس بھجوا دیں تو شاہ زمان نے اس کو پنجاب کی حکومت کا پروانہ لکھ دیا۔ اس طرح سے رنجیت سنگھ باقاعدہ طور پر راجہ تسلیم کر لیا گیا۔ اس کے بعد اس نے شیخ حکم دین لاہور کے کلید بردار کو گانٹھ لیا اور بھنگی سرداروں کو جو لاہور پر حکومت کرتے تھے نکال کر شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح ہوتے ہوتے تمام پنجاب پر قابض ہو گیا اور پھر ملتان اور کشمیر پر بھی قبضہ کر لیا۔

ان فتوحات سے اس کی طاقت اس قدر بڑھ گئی کہ مشرقی پنجاب کے بہت سے رئیسوں نے انگریزوں کی پناہ میں آنا شروع کر دیا۔ ان میں سے ایک ریاست پٹیالہ کی بھی تھی۔ اس ریاست کا مورث اعلیٰ ایک جاٹ سردار آلا سنگھ تھا جس نے احمد شاہ ابدالی کی فوج کی ضیافت کی تھی اور اس نے خوش ہو کر اس کو ایک پٹی جاگیر میں بخش دی تھی جو پٹی آلا یا پٹیالہ کہلاتی۔ انگریزوں کی اس حمایت کے باعث رنجیت سنگھ کے ساتھ انگریزوں نے عہد نامہ کر لیا کہ وہ ستلج سے مشرق میں بالکل نہیں آئے گا لیکن مغرب میں جہاں چاہے بڑھے۔ انگریز اس کے مزاحم نہیں ہوں گے۔ اس بات میں بھی انگریزوں کی ایک چال تھی۔ مغلیہ سلطنت کے بقایا لیے پردہ در پردہ مسلمان حکومت کو اپنا دشمن سمجھتے تھے کیونکہ ان کو خطرہ تھا کہ مسلم طاقتیں متحدہ محاذ پھر سے قائم نہ کر لیں اس لئے انہوں نے رنجیت سنگھ کے ذریعے اسلامی طاقتوں کو کچلنے کا بندوبست کر دیا۔ چنانچہ ملتان، بہاولپور، منکیرہ، کشمیر، پشاور اور کابل تک کا تمام مغربی علاقہ انگریزی سیاست کی بدولت اس کے قبضے میں آ گیا۔

رنجیت سنگھ خود بھی بیدار مغز تھا اور اپنی فوج کو اعلیٰ پیمانے پر منظم رکھتا تھا لیکن عہد و پیمان میں کچا اور بدعہدی کا پکا تھا۔ جس قسم کی دغابازی اس نے دیگر ریاستوں سے کی وہی اس کے اہلکار رعایا کے ساتھ کرتے تھے۔ کسی کی جان و مال محفوظ نہ تھی۔ رنجیت سنگھ کی کامیابی کا راز مسلمانوں کی عیش پرستی، اخلاقی گراوٹ، نفاق اور رنجیت سنگھ کے یورپی جرنیلوں کی بہادری تھی۔ اس کا مشہور جرنیل ہری سنگھ نلوا خیبر میں افغانوں کے ہاتھ سے قتل ہوا اور وہیں اس کی سمادھ ہے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی سمادھ قلعہ لاہور کے بالمقابل واقع ہے۔

**رنگ Colour**
سرخ، اودے، نیلے پیلے وغیرہ جتنے بھی رنگ ہیں سب روشنی کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ حالانکہ روشنی کا اپنا رنگ نہیں ہوتا سوائے رنگ کی سفیدی۔ روشنی تمام قسم کے رنگوں کے ملنے سے ہی سفید ہو جاتی ہے۔ گلاب ہمیں اس وجہ سے سرخ دکھائی پڑتا ہے کہ یہ سورج کی صرف سرخ شعاعوں کو منعکس کرتا ہے اور باقی تمام رنگوں کو جذب کر لیتا ہے۔ اسی طرح صرف سبز روشنی کو منعکس کرنے کی وجہ سے درختوں کے پتے سبز دکھائی دیتے ہیں۔ چنبیلی کے سفید پھول کسی بھی رنگ کی شعاعوں کو جذب نہیں کرتے وہ سب ہی کو منعکس کر دیتے ہیں اور اس لئے سفید معلوم ہوتے ہیں۔ کوئلہ ہر رنگ کو جذب کر لیتا ہے اور روشنی کی غیر موجودگی کی وجہ سے سیاہ معلوم ہوتا ہے۔ سیاہی بذات خود کوئی رنگ نہیں ہے۔ دراصل رنگ کے نہ ہونے کا نام سیاہی ہے۔

اگر روشنی شیشہ کے منشور شلثی Glass Prism میں سے گزاری جائے تو وہ مختلف رنگوں میں ٹوٹ جاتی ہے۔ اکثر گھروں میں جب سورج کی روشنی شیشے کے فانوس وغیرہ میں سے گزرتی ہے تو سامنے کی دیوار پر جابجا روشنی، بنفشی، نیلی، سبز، زرد، نارنجی اور سرخ رنگ کی دھاریاں بن جاتی ہیں جنہیں اچھی طرح مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ ان رنگین دھاریوں کو سپکٹرم Spectrum کہتے ہیں۔ چنانچہ یہی رنگ قوس قزح میں بھی سورج کی روشنی کے پانی کے معلق قطرات میں سے ہو کر گزرنے کی وجہ سے دکھائی دیتے ہیں۔

**رنگ اندھا پن Colour Blindness** ۔ رنگوں میں تمیز نہ کر سکنا، بالخصوص سبز اور سرخ میں۔ کچھ لوگوں کو رنگ کی مطلق تمیز نہیں ہوتی۔ انہیں ہر چیز سیاہی مائل سفید نظر آتی ہے۔ یہ مرض اکثر اوقات ورثہ میں ملتا ہے اور عورتوں کی نسبت مردوں میں زیادہ عام ہوتا ہے۔

**رنگ روغن Paint and Varnish** ۔ پختہ مکانوں اور عمارتوں، تصویروں، لکڑی اور لوہے کی چیزوں کو رنگ روغن کی ضرورت ہوتی ہے کیا مضبوطی اور استحکام کی خاطر اور کیا خوبصورتی اور زیبائش کے لئے رنگ کرنا اور روغن لگانا ضروری ہوتا ہے۔
پندرھویں صدی میں آئل پینٹنگ Painting in Oil اور اٹھارھویں صدی میں واٹر کلر پینٹنگ Water-colour Painting کے طریقے رواج پذیر ہوئے۔ یہ قدیم رنگ روغن مختلف انواع کے تھے۔ مثلاً چاک کی سفیدی یا سفیدہ سکہ۔ معدنی نیلگوں مواد پھر بعد میں سبزیوں وغیرہ کے رنگ استعمال میں آنے لگے آج کل رنگ روغن زرد، سبز اور سرخ وغیرہ سلفائڈوں

آکسیجن اور کرومیم کے اختلاط اور تانبے اور لوہے کی مختلف اقسام کے اختلاط سے حاصل کئے جاتے ہیں۔ پینٹنگ کے مختلف طریقے، ادارے اور انواع ہیں مثلاً اطالوی، فلیمش، ہسپانوی وغیرہ یورپ کے ممالک میں انیسویں اور بیسویں صدی کے بڑے بڑے نامور پینٹر اور رنگ ساز گزرے ہیں جنہوں نے اپنے اظہار فنی کمال سے دنیا کے سامنے پیش کیا اور داد و تحسین حاصل کی۔

پاکستان میں بھی اس فن کی طرف خاصی توجہ دی جا رہی ہے اور اسے کمال تک پہنچانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔

## رنگ کاٹ سُفوف۔ Bleaching Powder

خشک اور بجھے ہوئے چونے پر کلورین Chlorine کے عمل سے ایک قسم کا سفوف تیار کیا جاتا ہے جو سوتی کپڑوں اور کاغذ کے گودے کا رنگ کاٹنے کے کام آتا ہے۔

کپڑے کو پہلے ہلکے کاسٹک سوڈے میں سے گزارا جاتا ہے تاکہ اس پر اگر چکنائی کا کوئی دھبا پڑا ہو تو وہ دور ہو جائے۔ کپڑے کو بعد ازاں صاف پانی سے دھو کر رنگ کاٹ سفوف کے محلول میں سے گزارا جاتا ہے۔ اس کے بعد پھر اسے کسی ہلکے ایسڈ کے محلول میں سے گزارتے ہیں تاکہ کلورین Chlorine کا اثر زائل ہو جائے۔ پھر سوڈیم سلفیٹ کے محلول میں سے گزار کر صاف پانی سے دھو کر خشک کر لیتے ہیں۔ اس طرح کرنے پر کپڑے کا رنگ صاف کٹ جاتا ہے۔

## رنگون۔ Rangoon

برما کا دارالحکومت اور اہم بندرگاہ جو خلیج مرتبان سے ۲۰ میل تک کے اندر دریائے ایراوتی کے دہانہ پر واقع ہے۔ رنگون کی یونیورسٹی بھی ہے جہازوں کے لئے وسیع ڈاک یارڈ موجود ہیں۔ چاول، ہاتھی دانت، تیل، دیودار وغیرہ یہاں کے برآمدات ہیں گزشتہ اعداد و شمار کی رو سے آبادی ساڑھے چار لاکھ کے قریب ہے۔

## رواحؓ بن زنباع

حضورؐ کے صحابی کنیت ان کی ابو زرعہ ہے اور قبیلہ جذام ہے۔ احمد بن زبیر کہتے ہیں کہ قبیلہ جذام سے جن اصحاب نے حضورؐ سے حدیثیں روایت کی ہیں، ان میں ایک روح بن زنباع ہیں۔ قبیلہ جذام کی نسبت میں اختلاف ہے بعض محققین اسے سعد بن عدنان سے منسوب کرتے ہیں اور بعض یمن کے سبا کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

## رواں۔ دیکھو جگت موہن لال رواں۔

## روایتی قصے۔ Fiction

وہ کہانیاں جن کا وجود مشکوک ہو یا وہ کہانیاں جن میں غیر فطرتی اور غیر ممکن واقعات کا ذکر ہو۔ اس صنف میں تمام غیر یقینی روایات، توہمات، تشبیہات اور رسومات کی بابت مروجہ عقائد شامل ہیں۔ اس قسم کے قصوں میں لوگ بڑی دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں اور قصہ خواں ان کو کہہ کر جیب اور کانوں بجا کر سناتے رہتے ہیں۔ یہ قصے اکثر منظوم ہوتے ہیں اور درحقیقت منظوم قصے ہی باقی رہتے ہیں، باقی فنا ہو جاتے ہیں۔

پاکستان میں اس قسم کے بیشمار قصے رائج ہیں مثلاً راجہ رسالو کا قصہ جس میں وہ جنوں اور دیووں کو ہلاک کرتا ہے۔ "تو معمول بادشاہ اور شمس رانی" کا قصہ۔ سیف الملوک اور بدیع الجمال کا قصہ، گوگا پیر کا قصہ، راجہ سرکپ اور اس کی بہنوں ابا، کپی، منڈکی و دھنڈی کا قصہ، قصہ شاہ بہرام وغیرہ۔

موجودہ زمانے میں لوگ اصلی تاریخی قصوں میں بھی غیر فطری عنصر داخل کر دیتے ہیں جو نہایت معیوب بات ہے۔

## روبس پیئر Robespierre (۱۷۵۸ء تا ۱۷۹۴ء)

انقلاب فرانس کا ایک ممتاز رہنما ہے "دور دہشت" کے اثنا میں انتہائی تفوق حاصل ہوا۔ انقلاب سے پیشتر روبس پیئر منصف کے عہدہ پر فائز تھا مگر اس زمانہ میں وہ اس قدر نرم دل تھا کہ اسے یہ گوارا نہ تھا کہ مجرموں کو سزائے موت کا حکم دے لہٰذا وہ اپنے عہدہ سے مستعفی ہو گیا مگر جب انقلاب برپا ہوا تو یہی نرم دل روبس پیئر بے شمار لوگوں کے خون کا پیاسا دکھائی دینے لگا۔ اس نے شاہ اور ملکہ فرانس کے علاوہ ہزاروں لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارا اس کا ستارۂ اقبال جولائی ۱۷۹۳ء سے جولائی ۱۷۹۴ء تک عروج پر رہا جس کے بعد بالآخر اسے بھی دوسروں کی طرح اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑے۔ روبس پیئر راسخ العقیدہ مذہبی انسان تھا اور اس نے مذہب کی مخالفت کرنے

والے لوگوں کو خاص طور پر اپنا شکار بنایا۔ اپنے ہمعصروں میں وہ بے لوث ہونے کے باعث از حد دیانت دار (Incorruptible) اور صاحب ضمیر انسان مشہور تھا۔

روبوٹ۔(Robot) اس لفظ سے ایسے آلات یا مشینیں مراد ہیں جو انسان کا یا انسانی دماغ کا سارا کام انجام دیں۔ ہوائی جہاز اور پانی کے جہازوں کے تو ایسے جو جہاز کو خود چلاتے رہتے ہیں اس کی ایک مثال ہیں۔ یہ لفظ چیکوسلوویکیائی زبان کا ہے جس کے معنی "کام" ہیں۔ کارک کیپک نے اپنے ڈرامے آر یو آر میں اس لفظ کو ان کل پرزوں کے بنے ہوئے آدمیوں کے لئے استعمال کیا تھا جو انسانی شکل کے تھے اور انسانوں جیسا کام کرتے تھے۔

روپیہ۔(Rupee) چاندی سے مخلوط دھات کا ایک سکہ جو برصغیر پاکستان و ہند میں مالیات کی ایک پونت کے طور پر رائج ہے۔ ایک روپیہ ایک شلنگ چھ پنس کے برابر ہوتا ہے ایک روپیہ ۱۶ آنے، ۶۴ پیسے یا ۱۹۲ پائیوں میں تقسیم ہوتا تھا۔ اب پاکستانی روپیہ بھی اعشاری نظام کے تحت ۱۰۰ پیسے کا حامل ہے۔ اور پاکستان اور بھارت کے روپے کی مالیت برابر ہے۔

روپیہ - Currency پاکستان کے سکوں کی اکائی خود روپیہ ہے انگلستان کے سکوں کی اکائی پونڈ Pound ہے جس میں بیس شلنگ اور ہر شلنگ بارہ پنس ہوتے ہیں۔ امریکہ کا سکہ رائج الوقت ڈالر Dollar کہلاتا ہے جس میں ایک سو سینٹ ہوتے ہیں پانچ سینٹ کا نکل اور دس سینٹ کا ڈائم ہوتا ہے فرانس کا سکہ فرینک franc ہے جس میں ایک سو سنٹائم ہوتے ہیں۔ اٹلی میں لیرا Lira چلتا ہے جو ایک سو سینٹیسمی کے برابر ہوتا ہے ہندوستان میں بھی روپیہ چلتا ہے۔ روس کا سکہ روبل ہے اس میں سو کوپک ہوتے ہیں جرمنی کا سکہ مارک ہے وغیرہ وغیرہ

روپیہ لگانا - Investment روپے کو کسی ایسے کاروبار میں لگانا جس سے باقاعدہ آمدنی کی صورت پیدا ہو جائے فرض کیجئے آپ دس ہزار روپیہ اس طرح لگانا چاہتے ہیں تو اس کی کئی ایک صورتیں ہو سکتی ہیں:

(۱) یا تو آپ کسی کمپنی کے حصص خرید لیں اس صورت میں کمپنی میں آپ کا بھی حصہ ہو گیا کمپنی کے منافع میں سے آپ کو اپنا حصہ ملتا رہے گا

(۲) آپ کوئی جائداد خرید لیں۔ اگر کل آمدنی میں سے ٹیکس و دیگر اخراجات ادا کرنے کے بعد آپ کو معقول آمدنی ہوتی ہے تو روپیہ مناسب طریقہ پر لگایا گیا ہے۔

(۳) آپ گورنمنٹ کو روپیہ قرض دے کر سود کے ذریعہ آمدنی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس طریقہ پر آپ کے منافع کی آمدنی نسبتاً کم ہوگی لیکن یہ باقاعدہ آپ کو ملتی رہے گی اور کسی قسم کے نقصانِ سرمایہ کا احتمال نہیں ہوگا۔

روٹری کلب - Rotary Club سب سے پہلی روٹری کلب ۱۹۰۵ء میں امریکہ میں قائم ہوئی بعد ازاں ۱۹۱۱ء میں انگلستان میں اسی قسم کی ایک کلب قائم ہوئی جس کا موجودہ نام "روٹری انٹرنیشنل" ہے ۱۹۳۱ء تک جزائر برطانیہ اور آئرلینڈ میں ان کلبوں کی تعداد ۲۵۵ تک پہنچ گئی تھی۔ روٹری کلب کے قیام کے اغراض و مقاصد یہ ہیں:

(۱) ہر قسم کے کاروبار کی بنیاد جذبہ خدمت پر ہونی چاہئے

(۲) تجارت اور صنعت و حرفت میں اعلیٰ اخلاقی اقدار کی ترویج

(۳) روٹری کلب کا ہر رکن اپنی ذاتی، کاروباری اور سماجی زندگی میں خدمت کے نصب العین کو پیش نظر رکھے

(۴) زیادہ سے زیادہ خدمت کے خیال سے دوستوں اور آشناؤں کی تعداد میں اضافہ کرنا

(۵) تمام مفید پیشوں کی قدر و قیمت کو تسلیم کرنا نیز ہر رکن کا اپنے پیشہ کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا تاکہ سماج کی زیادہ سے خدمت کا موقع ملے۔

(۶) تاجروں اور پیشہ وروں کے عالمی اتحاد اور یگانگتی باہمی سمجھوتے اور خوشنودی کے ذریعہ سے بین الاقوامی امن اور خوش حالی پیدا کرنا جس کے تحت خدمت کا جذبہ کارفرما ہو۔

عام قاعدے کے مطابق ایک شعبہ تجارت یا ایک حرفہ یا ایک لائن کا ایک ہی نمائندہ روٹری کلب کا رکن بن سکتا ہے

چونکہ شروع میں اراکین کلب کے اجلاس باری باری

سے By Rotation ایک دوسرے کے گھر میں منعقد ہوا کرتے تھے۔ اس لئے اس کا نام روٹری کلب مشہور ہو گیا

## روٹی کا پھل لانے والا درخت

Bread-fruit Tree جنوبی سمندر کے جزیروں میں ایک خودرو پودا ہوتا ہے جس پر تربوز نما پھل لگتا ہے اور اس پھل کا گودا بھی تربوز ہی سا ہوتا ہے لیکن اس کو کھانے سے پیشتر چلغوزے سے یا نرم کے پھل کی طرح بھوننا پڑتا ہے جس کے بعد یہ بالکل ڈبل روٹی کی طرح بن جاتا ہے۔ ذائقہ بھی اسی طرح ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے انگریز لوگ اسے بریڈ فروٹ ٹری Bread-fruit Tree یعنی 'روٹی کے پھل والا درخت' کہتے ہیں۔ یہ پھل نہایت لذیذ اور مقوی ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی دوسرے ممالک میں بھی رفتہ رفتہ کاشت ہونے لگی ہے۔

**روح و نفس**) سائنس دم صحیح طور پر ابھی نہیں بتا سکتا کہ روح کیا چیز ہے۔ جب صحابہ کرامؓ نے اس کے بارے میں حضور صلعم سے سوال کیا تو خدا تعالے نے قرآن پاک میں اس کا جواب یہ دیا کہ روح خدا کا حکم ہے اور آپ کو اس کے بارے میں بہت کم علم دیا گیا ہے۔ روح اور نفس کا ذکر قرآن پاک میں جگہ جگہ آیا ہے۔ مثلاً ہم نے اپنی روح آدمؑ کے جسم میں پھونکی یا حضرت مریمؑ کے جسم میں پھونکی۔ امام اشعری کہتے ہیں کہ وہی روح جو حضرت آدم علیہ السلام کے جسم میں پھونکی گئی تھی، نسلاً بعد نسل انسانوں میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔

بعض لوگ ارواح کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ ہر انسان یا حیوان کے لئے علیحدہ روح ہوتی ہے۔ انسان مر جاتا ہے مگر روح ازلی اور ابدی ہے۔ وہ نہیں مرتی۔ بلکہ برزخ میں چلی جاتی ہے۔ بعض لوگ انتقال روح کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ روح ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔ اسی کو مسلمانوں میں حلول اور ہندوؤں یا بدھوں میں تناسخ Transmigration of Souls کہتے ہیں۔ انسان اور حیوان کے علاوہ جنات اور فرشتوں میں بھی روح ہوتی ہے۔ روح اور نفس ایک ہی چیز ہے اس کے بارے میں بھی علماء کے درمیان اختلاف ہے۔

**روح اقبال**: شاعر مشرق علامہ اقبالؒ کے کلام پر ڈاکٹر یوسف حسین خاں کی تصنیف۔ 'روح اقبال' ۱۹۴۲ء میں پہلی بار طبع ہوئی۔ اس کے بعد اس کے متعدد ایڈیشن چھپے۔ 'روح اقبال' کے تین حصے ہیں جن میں علی الترتیب 'اقبال اور آرٹ'، 'اقبال کا فلسفہ تمدن' اور 'اقبال کے مذہبی اور مابعد الطبیعی تصورات' پر بڑے دلکش پیرائے میں روشنی ڈالی گئی ہے۔

## رودبار انگلستان English Channel

پانی کا وہ ٹکڑا جو جنوبی انگلستان کو شمالی فرانس سے جدا کرتا ہے، رودبار انگلستان کے نام سے مشہور ہے۔ مغرب میں بحر اوقیانوس سے جا ملتا ہے۔ مشرق میں رودبار ڈوور Dover کے ذریعہ بحیرۂ شمالی North Sea کو ملاتا ہے۔ کیلے (فرانس) اور ڈوور (انگلستان) کا درمیانی فاصلہ صرف ۲۱ میل ہے۔

۱۹۵۰ء میں ایک مصری نوجوان حسن عبدالکریم نے اس فاصلہ کو صرف ۱۰ گھنٹے اور ۵۰ منٹ میں عبور کر کے ایک ریکارڈ قائم کیا جسے آج تک نہیں توڑا جا سکا۔ ۱۹۵۸ء میں ایک امریکی خاتون گرٹیا اینڈرسن نے گیارہ گھنٹے میں رودبار عبور کیا۔ اس مقابلے میں مشہور پاکستانی تیراک بروجن داس نے بھی حصہ لیا تھا وہ دوسرے نمبر (۱۴ گھنٹے ۲۵ منٹ) پر آیا۔ بروجن پہلا پاکستانی تیراک ہے جس نے رودبار عبور کرنے میں کامیابی حاصل کی۔

رودبار عبور کرنے کے مقابلے کا آغاز ۱۹۵۱ء میں ہوا۔ اس کا محرک وبلی کینیڈا کا ایک لکھ پتی بلی بٹلن تھا جس نے مقابلہ جیتنے والے تیراک کے لئے ایک ہزار پونڈ کا کپ اور تقریباً دو ہزار پونڈ نقد انعام دینے کا اعلان کیا تھا۔ یہ مقابلے ہر سال ہوتے ہیں۔

## رودبار، جزائر Channel Islands

یہ جزائر رودبار انگلستان میں فرانس کے شمال مغربی ساحل سے کچھ دور واقع ہیں۔ ان کا رقبہ پچھتر مربع میل اور آبادی ۱۹۵۱ء کی مردم شماری کے مطابق ایک لاکھ تین ہزار کے قریب ہے۔ جرسی Jersy، Alderney اور سارک (Sark) بڑے بڑے جزیرے ہیں۔ یہاں کی آب و ہوا معتدل ہے اور زمین زرخیز ہے۔

سبزیاں، پھل اور پھول کثرت سے پیدا ہوتے ہیں جو انگلستان کو بھیجے جاتے ہیں۔

نارمنوں (Normans) نے ان جزائر کو فتح کیا اور اس وقت سے انگریزوں کے قبضے میں چلے آتے ہیں۔ یہاں کی سرکاری زبان فرانسیسی ہے گو انگریزی زبان بھی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ مقامی سکوں کے علاوہ انگریزی سکے بھی استعمال کئے جاتے ہیں۔ جزائر کے قوانین الگ ہیں اور انگریزی پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے قوانین کا یہاں اطلاق نہیں ہوتا جب تک کہ پارلیمنٹ میں خاص طور پر اس کی صراحت نہ کر دی جائے۔

سنہ ۱۹۴۰ء میں جرمنوں نے ان جزائر پر قبضہ کر لیا جو سنہ ۱۹۴۵ء تک قائم رہا۔

**رودِ تغذیہ (رودِ غذا) (Alimentary Canal)**

غذا کی وہ نالی جس کے ذریعہ غذا معدہ میں پہنچ کر ہضم ہوتی ہے اور فضلہ خارج ہوتا ہے اور جس سے متعلقہ غدود ہضم۔ انسان میں اس کی لمبائی ۳۰ فٹ ہوتی ہے۔ یہ نالی کیڑے مکوڑوں اور ان سے اوپر کے تمام جانوروں میں ہوتی ہے۔ دودھ پلانے والے جانوروں میں اس کا سلسلہ منہ سے شروع ہوتا ہے جس میں دانت، زبان اور لعاب پیدا کرنے والے غدود شامل ہوتے ہیں۔ پھر نرخرا آتا ہے جو کچھ دور چل کر پھیل جاتا ہے۔ یہ حصہ معدہ ہے۔ ایک "والو" یا پٹھہ جو صرف نوالہ گزرتے وقت کھلتا ہے معدہ کو چھوٹی آنتوں سے ملاتا ہے۔ ان آنتوں کے پہلے خم پر پتہ اور لبلبہ کی نالیاں آملتی ہیں۔ جن کے ذریعہ سے کچھ رطوبتیں غذا میں شامل ہو کر ہضم میں سہولت پیدا کرتی ہیں۔ چھوٹی آنتوں کا پچھلا سرا جس مقام پر بڑی آنتوں سے ملتا ہے وہاں کیڑے کی شکل کا معائے زائدہ (Appendix) ہوتا ہے۔ بڑی آنتوں تک پہنچتے پہنچتے غذا فضلے میں تبدیل ہو جاتی ہے اور یہ سلسلہ مقعد پر ختم ہو جاتا ہے۔



**رودِ کوثر۔** شیخ محمد اکرام سی۔ ایس۔ پی کی تصنیف رودِ کوثر میں اکبری عہد کے آغاز سے لے کر اسلامی حکومت کے زوال تک اسلامی ہندوستان کی مذہبی اور روحانی تاریخ سرسری طور پر بیان کی گئی ہے۔

**رودکی۔** فارسی شاعری کا باوا آدم۔ رودکی کا پورا نام جعفر بن محمد تھا۔ سمرقند کے قریب رودک نام کے گاؤں کا رہنے والا تھا۔ رودکی نابینا تھا۔ اسے فارسی شاعری کی تقریباً سب اصناف کا بانی کہا جاتا ہے۔ رودکی نہایت پرگو شاعر تھا۔ جامی اپنی بہارستان میں اس کے اشعار کی تعداد ایک لاکھ تین سو کے لگ بھگ بتاتے ہیں۔ رودکی نے "کلیلہ و دمنہ" کو بھی نظم کا جامہ پہنایا۔ نصر بن احمد شاہ بخارا کا درباری شاعر تھا اور موسیقی اور چنگ بجانے میں بھی ماہر تھا۔

**روڈس (جزیرہ) (Rhodes; Rhodes Island)**

بحیرۂ میڈیٹرینین (متوسط) میں ایک جزیرہ ایشیائے کوچک کے جنوب مغربی ساحل سے ۱۲ میل دور۔ رقبہ ۴۹ × ۲۱ مربع میل ہے۔ علاقہ کوہستانی اور جنگلاتی ہے۔ آب و ہوا خوشگوار اور زمین زرخیز ہے۔ انگور اور بعض دوسرے پھل، نباتات سے پیدا ہوتے ہیں۔ غلہ بھی تھوڑی مقدار میں پیدا ہوتا ہے۔ آبادی زیادہ تر یونانی ہے۔ اسفنج، قالین اور شراب یہاں کی مشہور برآمدات ہیں۔ قدیم تاریخ میں اس جزیرہ کا اکثر ذکر آتا ہے۔ ترکوں نے سنہ ۱۵۲۲ء میں اس جزیرہ کو عیسائیوں سے لے لیا۔ سنہ ۱۹۲۳ء سے وہ اطالوی مقبوضات میں ہے اور بحری اڈہ بنا ہوا ہے۔ رقبہ اس کا ۵۴۰ مربع میل اور آبادی ۶۲۰۰۰ نفوس پر مشتمل ہے۔

**روڈس سیسل جان۔ (Rhodes Cecil John)**

(سنہ ۱۸۵۳ء۔ سنہ ۱۹۰۲ء) جنوبی افریقہ کا سیاستدان سنہ ۱۸۸۱ء میں کیپ لیجسلیچر (Cape Legislature) کا رکن بنا اور سنہ ۱۸۹۰ء میں وزیر اعظم بن گیا۔ روڈس نے جنوبی افریقہ کی فیڈریشن اور افریقہ کی برطانوی نوآبادیات کا بلاک بنانے کی کوشش کی۔ سنہ ۱۸۹۶ء میں اسے وزارت عظمیٰ سے مستعفی ہونا پڑا۔ روڈس نے آکسفورڈ یونیورسٹی میں دولت مشترکہ کے ممالک، نوآبادیات، ریاست

باشندے متحدہ امریکہ اور جرمنی کے طالب علموں کے لیے وظائف روڈس سکالرشپ مقرر کیے۔ روڈس ایک مخیّر اور مصلح انگریز تھے۔

## روڈیشیا، جنوبی (Southern Rhodesia)

وسطی افریقہ میں تاج برطانیہ کی ایک نوآبادی جس کا رقبہ ۱۵۰۳۳۳ مربع میل اور آبادی ۲۰۹۵۰۰۰ افراد پر مشتمل ہے جن میں سے ۱۷۸ ہزار یورپین، ۱۰،۵۰۰ ایشیائی اور ۱۹۰۷۰۰۰ افریقی لوگ ہیں۔ دارالحکومت سیلسبری (Salisbery) ہے۔

## روزنبرگ (Alfred Rozenburg)

الفریڈ روزنبرگ۔ جرمن نازی پارٹی کا رہنما۔ ۱۸۹۳ء میں بمقام ٹیلن (Tallinn) پیدا ہوا۔ مصنف پر ایک کتاب بیسویں صدی کا افسانہ بھی لکھی۔ وہ جرمن نسل کی فوقیت کا بڑا علمبردار تھا۔ نازی جماعت کی تربیت اسی کے سپرد تھی۔ نیورمبرگ (Nuremburg) کی فوجی عدالت میں جنگی مجرم کی حیثیت سے اس پر مقدمہ چلایا گیا اور ۱۹۴۶ء میں سزائے موت دی گئی۔

## روزویلٹ، فرینکلن (Franklin Roosevelt)

(۱۸۸۲ء تا ۱۹۴۵ء) امریکہ کا مشہور سیاست دان جو تین دفعہ امریکہ کا صدر منتخب ہوا۔ ۱۹۰۴ء تک تعلیم ختم کر کے وکالت شروع کی۔ ۱۹۱۰ء میں میدان سیاست میں آیا۔ ۱۹۱۲ء میں بحریہ کا نائب وزیر بنا۔ ۱۹۲۰ء میں نائب صدر کے عہدہ کے لیے انتخاب لڑا مگر ناکام رہا اور دوبارہ وکالت کرنے لگا۔ اگست ۱۹۲۱ء میں اس کی دونوں ٹانگیں فالج کے عارضہ سے بیکار ہو گئیں اس کے باوجود سیاست میں سرگرم عمل رہا۔ ۴ مارچ ۱۹۳۳ء کو پہلی بار صدر جمہوریہ امریکہ منتخب ہوا۔ اس کی صدارت کے دوران میں نیا استحقاق (New Deal) معرض وجود میں آیا جس سے اس کا نام امریکی تاریخ میں زندۂ جاوید ہو گیا۔ ۱۹۳۶ء، ۱۹۴۰ء اور ۱۹۴۴ء میں بھی صدر منتخب ہوا۔ ۱۲ اپریل ۱۹۴۵ء کو فوت ہوا۔
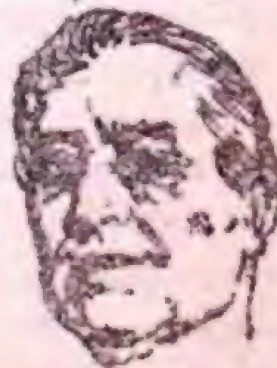


## روزویلٹ، تھیوڈور (Theodore Roosevent)

امریکہ کا چھبیسواں صدر جو ۱۸۵۸ء میں نیویارک میں پیدا ہوا۔ ۱۸۸۱ء میں مجلس قانون ساز کا ممبر منتخب ہوا۔ ۱۸۹۷-۹۸ء میں بحریہ میں بطور نائب سیکرٹری رہا۔ ۱۸۹۸ء کی جنگ ہسپانیہ میں حصہ لیا۔ ۱۸۹۹ء سے ۱۹۰۰ء تک صدر امریکہ میکنلے کا نائب مقرر ہوا اور ۱۹۰۱ء میں اس کی جگہ صدر بنا۔ ۱۹۰۹ء میں اس عہدے سے ریٹائر ہوا۔ جنگ عظیم کے دوران میں امریکی مداخلت کی حمایت اور اس کی وکالت کی۔ روزویلٹ نے چند تاریخی اور سیاسی قسم کی کتابیں بھی لکھیں جن میں سے دو کتابیں (A Naval War of 1812) اور (The Winning of the West) مشہور ہیں۔

## روزہ (Fast)

روزہ کا حکم عام طور پر ہر مذہب میں ہے جو کسی غم یا مصیبت سے نجات پانے کے لیے رکھا جاتا تھا۔ بنی اسرائیل اور یہودیوں میں بھی یہی رواج تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے بیٹے کی علالت کے موقع پر متعدد دنوں کا روزہ رکھا تھا۔ قرآن پاک نے اس طرح حکم دیا ہے کہ "اے مسلمانو! جس طرح دوسری قوموں پر تم سے پہلے روزہ فرض کیا گیا تھا۔ اسی طرح تم پر بھی کیا گیا" اور اس کے واسطے رمضان کا مہینہ مقرر کیا گیا ہے کیونکہ اس مہینے کی ستائیسویں رات پہلی وحی نازل ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ ہی عبادت کا بھی حکم دیا گیا۔ مسافروں، مریضوں یا بہت بوڑھے لوگوں کو قضائی اجازت دی گئی ہے لیکن

فرض روزہ کو توڑنے کا کفارہ بہت سخت رکھا گیا ہے۔
علاوہ فرض روزوں کے کفارہ کے طور پر بھی روزہ رکھا جاتا ہے اور نفلی روزوں کی بھی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ روزہ کا اصل مقصد تزکیۂ نفس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ روزہ رکھ کر غریبوں کے دکھ درد اور خصوصاً فاقہ کشی کا صحیح اندازہ ہو سکتا ہے اور اس وقت لوگ مساکین کی حالت کو زیادہ بہتر طریقہ پر سمجھ کر ان کی مدد کریں گے۔

**روس** ۔ (Union of Soviet Socialist Republics) یہ دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے جو کرۂ ارض کے چھٹے حصے پر پھیلا ہے رقبہ ۸۲۲۴۶۰۰ مربع میل اور آبادی بیس کروڑ نفوس۔ دارالحکومت ماسکو ہے جو ملک کا سب سے بڑا شہر بھی ہے۔
روس نہ صرف ایشیا میں مشرق سے مغرب تک پھیلا ہوا ہے بلکہ اس کا مغربی حصہ تو سطح یورپ تک پہنچتا ہے۔ ٹرانس سائبیرین ریلوے (Trans Siberian Railway) بحر الکاہل کے کنارے کے مقام ولاڈی واسٹک (Vladivostok) کو لینن گراڈ (Leningrad) سے ملاتی ہے۔ روس کا جو حصہ یورپ میں واقع ہے وہ نشیبی علاقہ ہے کوہ قاف (Caucasus) اور کوہ یورال (Urals) اس سے مستثنیٰ ہیں جو اسے سائبیریا (Siberia) سے علیحدہ کرتے ہیں۔ مشرقی حصے کے قریب سائبیریا کے میدانوں کے کنارے کنارے سطح مرتفع اور جنوب میں اونچے اونچے پہاڑ ہیں شمال کا تمام ساحل بحر منجمد کے شمالی دائرے کے اندر واقع ہے جس کے کنارے کنارے ٹنڈرا کا برفانی علاقہ ہے۔ جس میں سوائے خود رو گھاس اور جھاڑیوں کے کچھ پیدا نہیں ہوتا۔ سال کے بیشتر حصہ میں یہ میدان برف سے ڈھکے رہتے ہیں، اور گرمیوں میں جب برف پگھل جاتی ہے، تو گھاس اور جھاڑیوں والے میدان کس قدر چراگاہوں میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ملک کو متعدد بڑے بڑے دریا سیراب کرتے ہیں جن میں لینا (Lena) ینیسی (Yenisie) اوب (Ob) وولگا (Volga) ڈون (Don) اور نیپر (Dnieper) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔
ٹنڈرا کے علاقہ میں منگول خانہ بدوش اقوام بارہ سنگھے کے شکار پر گزر اوقات کرتی ہیں۔ یہ لوگ اپنی ضروریات کی



تمام چیزیں بارہ سنگھے ہی سے حاصل کرتے ہیں۔ سردی کی شدت کی وجہ سے زمانۂ ماضی میں یہ علاقہ ترقی نہ کر سکا اب یہاں تیل، نمک اور کچھ دوسری معدنیات کی تلاش جاری ہے۔ ٹنڈرا کے جنوب میں صنوبری جنگلات کے علاقہ نے کافی ترقی کر لی ہے۔ یہاں شہتیر اور سمور معقول مقدار میں دستیاب ہوتا ہے۔ سائبیریا کے میدانوں میں گندم، جئی، رائی وغیرہ کی کاشت ہوتی ہے اور مویشی پالے جاتے ہیں ٹرانس سائبیرین ریلوے کے کنارے کنارے بہت سے شہر آباد ہو گئے ہیں۔ جنوب میں ترکستان کا بیشتر علاقہ ریگستان ہے لیکن کہیں کہیں وادیاں ہیں پہاڑیوں کے دامن میں نخلستان بھی ہیں۔ تاشقند، سمرقند اور مرو قدیمی شہر ہیں جو نخلستانوں کے کنارے کنارے آباد ہیں۔ یہاں سے قافلے گزرتے ہیں کپاس میوہ جات اور تمباکو کی کاشت ہوتی ہے۔ نیم صحرائی علاقوں میں خانہ بدوش کرغیز اقوام گھوڑے، مویشی اور بھیڑ بکریاں پالتی ہیں۔ کوئلہ اور کچھ دوسری معدنیات اس علاقہ میں پائی جاتی ہیں اور صنعت و حرفت نے خوب ترقی کی ہے۔
روس کے اس حصہ میں جو یورپ میں واقع ہے پیداوار کے ویسے ہی خطے ہیں جو ایشیائی روس میں پائے جاتے ہیں۔ شمال میں ٹنڈرا کا برف سے ڈھکا ہوا خطہ ہے۔ خلیج دوینا (Dvina) پر آرک اینجل (Archangel) کی بندرگاہ ہے اور بحر منجمد شمالی کے ساحل پر مرمانسک (Murmansk) واقع ہے۔ یہ بندرگاہ کبھی یخ بستہ نہیں ہوتی۔ جنوب میں یوکرین (Ukraine) کا سیاہ مٹی والا علاقہ ہے جس میں اجناس خوب پیدا ہوتی ہیں۔ اس خطہ میں جورجیا (Georgia) اور کریمیا (Crimea) بھی واقع ہیں ان مقامات کی آب و ہوا بحر روم کی آب و ہوا ہے جہاں میوہ جات، انگور، سنگترہ، شراب اور غلہ پیدا ہوتا ہے۔ کوہ قاف میں باکو اور گروزنی کے اردگرد تیل کے چشمے ہیں جو دنیا کے بہترین چشموں میں شمار ہوتے ہیں۔ اوڈیسا (Odessa) بحر اسود کی خاص بندرگاہ ہے۔ اس علاقہ میں معدنیات کی افراط ہے۔ ڈون کے طاس (Basin) میں کوئلہ کی کانوں کے اردگرد بہت سے کارخانے قائم ہو گئے ہیں۔ سٹالن گراڈ (Stalingrad) کیف (Kiev) خارکوف (Kharkov) اور روسٹوف (Rostov) یہاں کے بڑے بڑے شہر ہیں۔ کوہ یورال میں بھی جا بجا لوہا اور کوئلہ ملتا ہے۔ وسطی روس کے گھاس کے میدانوں

ہیں، جنہیں سٹیپس (Steppes) کہتے ہیں غلہ بالخصوص گندم، چقندر اور دوسری فصلیں فراوانی سے پیدا ہوتی ہیں۔ فصلیں اجتماعی اصول پر پیدا کی جاتی ہیں۔ چھوٹے چھوٹے کھیتوں کی بجائے کئی کئی میل لمبے کھیت ہوتے ہیں۔ ٹریکٹروں اور دوسری مشینوں کے ذریعے کھیتی باڑی کی جاتی ہے۔ روس کا صدر مقام ماسکو صنعتی مرکز ہے۔ سابق پایۂ تخت لینن گراڈ جو کہ شمال میں واقع ہے، بھاری مشینوں اور جہاز سازی کے لئے مخصوص ہے۔ بحیثیت بندرگاہ کے یہ صرف گرما میں یخ بستہ نہیں ہوتا ہے۔ کارخانوں اور صنعت پر حکومت کا تصرف ہے۔

ملک کی آبادی کا بیشتر حصہ زمین سے کسب معاش کرتا ہے پھر بھی انقلاب روس سے لے کر اس وقت تک کی تھوڑی مدت میں پنج سالہ ترقی کے منصوبوں کو عملی جامہ پہنا کر پیداوار میں پہلے کی نسبت کہیں زیادہ اضافہ ہو گیا ہے۔

روس ۱۶ جمہوری حکومتوں کی ملی جلی حکومت ہے۔ ان میں سب سے بڑی روس ہے۔

تاریخ: جس زمانہ میں وائکنگ (Viking) قوم انگلستان کی طرف بڑھی، اسی زمانہ میں اس کی ایک شاخ روس آ گئی اور قوم کو روسی قوم میں مدغم کرنے میں مدد دی۔ تیرھویں صدی کے آخری زمانہ میں روس نے تاتاریوں کے حملوں کی وجہ سے بڑا نقصان اٹھایا۔ اس کے بعد صدیوں تک روس زار بادشاہوں کے قبضہ میں رہا۔ ان کی حکومت میں رعایا مفلوک الحال اور غیر تعلیم یافتہ تھی۔ ملک میں منصب داری نظام رائج تھا جو انیسویں صدی تک قائم رہا۔ انیسویں صدی کے اخیر میں ایک تحریک 'انقلاب تحریک نہیلزم' زور پکڑ گئی۔ اس کا منشا نئے سرے سے سماج کی تنظیم و تشکیل کرنا تھا چنانچہ پولیس اور انقلاب پسند عناصر میں مستقل طور پر تصادم ہوتا رہا۔

۱۸۹۶ء میں روس نے چین کی بندرگاہ آرتھر پر قبضہ کر لیا اور اسے ماسکو اور لینن گراڈ سے بذریعہ ریل منسلک کر دیا۔ ۱۹۰۴ء میں جاپانیوں سے جنگ چھڑی تو روسی بحری طاقت کو زبردست زک اٹھانا پڑی اور بری لڑائیوں میں روس کے تقریباً چار لاکھ سپاہی ہلاک ہوئے۔ بندرگاہ آرتھر اور شمالی ریلوے لائن پر جاپان کا قبضہ ہو گیا۔ اس شکست سے ملک میں بے اطمینانی کی لہر دوڑ گئی۔

پہلی جنگ عظیم کے اختتام پر جس میں روس نے بہت نقصان اٹھایا تھا۔ بولشویک انقلاب ہوا۔ زار بادشاہوں کا سلسلہ اس انقلاب نے منقطع کر دیا اور بالآخر یونین آف سوویٹ سوشلسٹ ری پبلکس (U.S.S.R.) قائم کی گئی۔ یہ ایشیائی اور سلافی النسل لوگوں کی ایک بہت بڑی انجمن اتحاد ہے جو وسطی یورپ سے بحرالکاہل تک پھیلی ہوئی ہے۔ اس انقلاب کا بانی مبانی لینن (Lenin) تھا۔ لینن کا جانشین سٹالن بنا جس کا ۱۹۵۳ء میں انتقال ہوا ہے۔ سٹالن نے اپنے معرکۃ الآرا پنج سالہ منصوبوں کے ذریعے ملک کی کایا پلٹ دی اور اسے ترقی یافتہ ممالک کی صف اول میں لا کھڑا کیا۔ بے شمار کارخانے قائم کئے گئے اور ملک میں خوشحالی کا دور دورہ شروع ہو گیا۔

دوسری جنگ عظیم میں جرمنی نے جب پولینڈ (Poland) پر حملہ کیا تو روس نے بھی اس ملک پر چڑھائی کر کے آدھا پولینڈ دبا لیا۔ اس طرح جرمنی پورے پولینڈ پر قابض نہ ہو سکا۔ اس کے بعد روس نے فن لینڈ (Finland) پر بھی قبضہ کر لیا کیونکہ لینن گراڈ سے اس کی سرحد ملتی تھی۔ ۱۹۴۰ء میں استونیا (Estonia)، لٹویا (Latvia) اور لتھوینیا (Lithuania) سوویٹ یونین میں شامل کر لئے گئے۔ جب جرمنی ۱۹۴۱ء میں روس پر حملہ آور ہوا تو برطانیہ اور دوسری اتحادی طاقتوں نے روس کو سامان جنگ مہیا کر کے امداد دی۔ یہ سامان آرک اینجل اور خلیج فارس کی راہ سے روس بھیجا جاتا تھا۔ ۱۹۴۲ء میں برطانیہ اور روس کے درمیان عہد نامہ ہوا جس کی رو سے ان ملکوں نے ایک دوسرے کو مدد دینے کا وعدہ کیا۔ جرمنی کی فوجیں بڑھتے بڑھتے لینن گراڈ اور ماسکو تک پہنچ گئیں لیکن بالآخر روس کو فتح اور جرمنی کو ناکامی ہوئی۔

## روسو (Jean Jacques Rousseau)

(۱۷۱۲ء - ۱۷۷۸ء) فرانس کا مشہور فلسفی اور انشاپرداز، جس کی تحریریں فرانس میں انقلاب برپا کرنے کا سبب بنیں۔ روسو ایک گھڑی ساز کے ہاں پیدا ہوا۔ اپنی زندگی کا بیشتر حصہ نہایت ادنیٰ کاموں پر صرف کیا مثلاً وہ بیرا اور کوچوان بھی رہا۔ اس نے اپنی زندگی میں کئی ایک معاشقے کئے اور بعض ناپسندیدہ حرکات بھی کیں جن کا اس نے اپنی خود نوشت سوانح عمری میں اعتراف کیا ہے۔ اس کی سب سے زیادہ مشہور کتاب 'معاہدہ عمرانی' ہے۔ اس بلند پایہ مفکر اور صاحب طرز

اور یہ کی زندگی کا انجام غالباً خودکشی سے ہوا۔

روسو کی پہلی تصنیف کیونکر معرض وجود میں آئی اس کی داستان بڑی دلچسپ ہے۔ کہتے ہیں کہ روسو ۳۷ برس کا تھا کہ ۱۷۴۹ء میں ایک روز اسے پتہ چلا کہ جو شخص اس مضمون پر — کیا سائنس اور آرٹ کی ترقی نے اخلاقیات کی اصلاح کی ہے یا انہیں بگاڑا ہے — بہترین مضمون لکھے گا، اسے انعام ملے گا۔ روسو اس وقت پیرس کے ایک معمولی ہوٹل میں رہتا تھا اور زندگی میں ہر طرح ناکام ثابت ہو چکا تھا۔ روسو نے جب اپنا مضمون مقابلہ میں بھیجا تو وہ پسند کیا گیا اور اسے انعام ملا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ روسو کو اس کا پہلی بار پتہ چلا کہ وہ غیر معمولی ادبی استعداد کا مالک ہے۔

**روش صدیقی**۔ شاعر۔ عزیز صدیقی نام، روش تخلص۔ ۱۰ جولائی ۱۹۱۱ء کو جوالاپور ضلع سہارنپور میں پیدا ہوئے۔ ابتدا میں اردو، فارسی کی تعلیم گھر پر ہی ہوئی۔ پھر ہندی، سنسکرت اور انگریزی سے بھی بقدر ضرورت واقفیت پیدا کی۔ سات سال کی چھوٹی عمر میں شاعری کا آغاز ہوا۔ ابتدا میں غزلیں کہیں ۱۹۲۶ء کے بعد ان کی نظم نگاری کا آغاز ہوا۔ روش صدیقی دورِ جدید کے رومانی شعراء میں ایک خاص اہمیت رکھتے ہیں۔

**روشنائی** (Ink) تحریری کام کے لئے رنگدار مسالا، یہ کئی قسم کا ہوتا ہے۔ دیسی قسم کی روشنائیاں سیاہ رنگ کی ہوتی ہیں اور ان میں لیمپ کا کاجل اور گوند نمایاں اجزا ہوتے ہیں۔ بلو بلیک روشنائیاں نیلے رنگ کی ہوتی ہیں اور خشک ہو کر سیاہ ہو جاتی ہیں۔ اس قسم کی سیاہی کے



اجزا مازو کا ست، سلفیٹ آف آئرن یعنی سبز توتیا اور نیلا رنگ ہیں۔ تیزاب کے قطرے بھی ڈالے جاتے ہیں۔ اس سیاہی کے علاوہ اور روشنائیاں سبز، سرخ اور جامنی رنگ کی بھی ہوتی ہیں۔ مہر لگانے والی سیاہی میں گلیسرین اور رنگ ضروری اجزا ہیں اور کاپینگ (Copying) یعنی نقلیں چھاپنے والی روشنائی میں گلیسرین کے علاوہ چینی بھی پڑتی ہے۔ چھاپے خانوں میں جو سیاہیاں استعمال ہوتی ہیں وہ سبز رنگ کی بھی ہوتی ہیں لیکن اکثر سیاہ روشنائی زیادہ استعمال ہوتی ہے۔ کپڑوں پر لکھنے کی روشنائی میں نائٹریٹ آف سلور، گوند، ایمونیا اور سوڈیم کلورائیڈ استعمال ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ بے شمار قسم کی اور بھی روشنائیاں ہیں جن میں پتلی تحریروں کی سیاہی، بلو پیپر پر لکھنے کی سیاہی، ٹائپ پر چھاپنے کی سیاہی، تصویریں چھاپنے کی سیاہیاں اور کئی ایک قسم کے رنگ اور روغن بھی شامل ہوتے ہیں۔

**روشنی** (Light) شعاعی اثر توانائی کی ایک قسم جو ہماری آنکھوں پر اثر انداز ہوتی ہے۔ یہ عموماً کسی بہت گرم چیز سے پیدا ہوتی ہے۔ حالانکہ کچھ حالات کے تحت ٹھنڈے اجسام مثلاً چمکدار مچھلیاں اور سمارو غ وغیرہ سے بھی روشنی پیدا ہوتی ہے جس راستہ پر توانائی سفر کرتی ہے اسے شعاع (Ray) یا کرن کہتے ہیں۔ شعاعیں بالکل سیدھ میں سفر کرتی ہیں لیکن جب یہ کسی چکنی سطح سے ٹکراتی ہیں تو کچھ قوانین کے تحت پلٹ جاتی ہیں یا منعکس ہو جاتی ہیں۔ روشنی کی کرن کسی کثیف تر جسم میں داخل ہونے پر بھی اپنے راستہ سے کچھ قوانین کے تحت جھک جاتی ہے۔ ابھی تک سائنس دانوں کو ٹھیک ٹھیک پتہ نہیں ہے کہ روشنی دراصل ہے کیا۔ کچھ روشنیاں ایسی ہیں جنہیں انسان کی آنکھ دیکھ لیتی ہے اور کچھ ایسی بھی ہیں جنہیں آنکھ نہیں دیکھ سکتی۔ ہمیں معلوم ہے کہ روشنی کی رفتار ۱۸۶۳۲۵ میل فی سیکنڈ ہے۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ طول موج (Wave Length) کے اختلافات کی وجہ سے مختلف شعاعیں مختلف رنگ پیدا کرتی ہیں۔ دن کی روشنی میں سب رنگ ملے جلے رہتے ہیں ہر چیز کچھ رنگوں کو جذب کرتی اور باقی کو منعکس کر دیتی ہے یہی کرنیں آنکھ پر پڑ کر وہ رنگ پیدا کرتی ہیں جو ہماری عقل کے نزدیک اس چیز کا رنگ ہوتا ہے۔ مثلاً گلاب کا پھول اس وجہ سے سرخ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اور تو سب رنگ اپنے اندر جذب کر لیتا ہے صرف سرخ رنگ کی شعاعوں

کو منعکس کرتا ہے جب یہ شعاعیں آنکھ پر پڑتی ہیں تو گلاب ہمیں سرخ معلوم ہوتا ہے۔

روشنی خواہ وہ کسی چیز سے بھی پیدا ہو کر ہم تک پہنچے، اپنے مرکب رنگوں میں سپیکٹروسکوپ (Spectroscope) کے ذریعہ توڑی جا سکتی ہے تو اس کو جانچا جا سکتا ہے۔ سورج کی روشنی کا یہ اثر ہے کہ پودوں کا سبز عنصر کلوروفل دن کے وقت ہوا میں سے کاربن ڈائی آکسائیڈ جذب کر کے اسے اپنا جزو بدن بناتا ہے۔ روشنی سے کسی شخص یا کائنات کو محروم رکھا جائے تو اس کی جلد اور جسم میں خرابیاں پیدا ہو جائیں گی۔

شفاخانوں میں مختلف طول موج کی شعاعیں کچھ مخصوص بیماریوں کا علاج کرنے کے کام آتی ہیں۔ روشنی کی وجہ سے نہ صرف ہم دیکھتے ہیں بلکہ زندہ بھی رہتے ہیں۔

## روشنی اور حرارت ـ (Light & Heat)

گزشتہ دس پندرہ سال کے عرصے میں روشنی اور حرارت حاصل کرنے کے نت نئے آلات معرض وجود میں آ چکے ہیں۔ آج کل پرانے ذرائع پر انحصار کرنا قابل قدر کارکردگی اور وقت کا ضائع کرنا ہے اور غالباً خانگی مصارف میں بھی اضافہ کرنا ہے۔ گیس اور برقی روشنی جس سے ہم طرح طرح کے بیش بہا فوائد حاصل کرتے ہیں، آج سے پچیس تیس برس قبل ان کا تصور بھی ہمارے دماغوں میں نہیں آ سکتا تھا۔

حرارت حاصل کرنے اور بچانے کے سلسلے میں بھی بہت کچھ ترقیاں ہوئی ہیں۔ پرانا چولھا جس میں ایندھن جلا کرتا تھا، ترقی یافتہ ممالک میں اب ہمیشہ کے لئے بجھ گیا ہے۔ اس کی جگہ گیس کے چولھے اور دیگر برقی چولھوں نے لے لی ہے۔ جن اضلاع میں بجلی یا گیس قریب تر ہو کسی ایک سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ اگر بجلی گھر کسی بستی سے بہت دور ہوں اور حکومت کی طرف سے کوئی انتظام نہ ہو تو تھوڑا اس بستی میں روشنی اور گرمی حاصل کرنے کے پرانے طریقے اختیار کئے جائیں گے۔ جن اضلاع میں گیس اور بجلی دونوں ہوں وہاں یہ دیکھنا چاہئے کہ ان میں ارزاں تر ذریعہ کونسا ہے۔

پاکستان کے بڑے بڑے شہروں میں بجلی آ چکی ہے اور سندھ کی ہائیڈرو الیکٹرک سکیم کی بدولت اب چھوٹے قصبوں میں بھی پہنچ جائے گی۔ اس سے بستیاں روشن ہونے کے علاوہ کارخانے بھی بجلی کی طاقت سے چلنے لگیں گے۔ حال ہی میں بلوچستان میں سوئی گیس (Sui Gas) دریافت ہوتی ہے۔ آئندہ چند برسوں میں اس کے ذریعے گرمی اور روشنی بہت سستے داموں دستیاب ہو سکے گی۔ اگر کسی ایک ذریعے سے فائدہ اٹھایا جائے تو اس کی ناکامی کی صورت میں دوسرا انتظام پہلے ہی سے کر رکھنا چاہئے۔

## روشنی کا مینار (Lighthouse)

بحری خطرات سے بچنے کے لئے خصوصاً جب وائرلیس (Wireless) کی امداد حاصل نہ ہو، جہاز چلانے والوں کو نقشے پر کچھ معین نقطوں یا مخصوص مقامات کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ ان کی مدد سے سمندر میں اپنے مقام کا علم ہو سکے اور خطرناک علاقوں سے بچا جا سکے۔ رات کے وقت یا دن کو جب مطلع ابر آلود ہو اور کہر کی وجہ سے نگاہ دور تک کام نہ کر سکے۔ ان معین مقامات پر اونچے مینار بنا کر بالائی حصہ میں تیز روشنی کی جاتی ہے۔ جس جگہ مینار بنانے دشوار ہوتے ہیں وہاں جہاز لنگر انداز کر کے ان پر مینار سے بنائے جاتے ہیں۔ گیس جلا کر یا بجلی کے ذریعہ روشنی پیدا کی جاتی ہے اور اس روشنی کو شیشوں اور منعکس آئینوں کے ذریعہ سیدھی کرنوں میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ میناروں میں تمیز کرنے کے لئے یہ کرنیں مختلف زاویوں سے مختلف وقفوں کے بعد مشین کے ذریعے مینار سے باہر پھینکی جاتی ہیں اس طرح سے جہاز ران ہر مینار کو پہچان لیتے ہیں۔
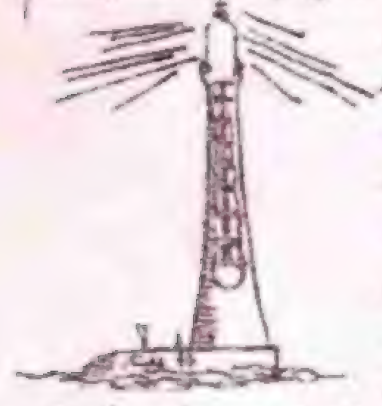
مینار کو طوفانی حملوں سے محفوظ رکھنے کے لئے انجینیئرنگ میں انتہائی ہنرمندی برتی ہوتی ہے۔ بعض مقامات پر جہاز کو روشن کر کے مینار کا کام لیا جاتا ہے۔ یہ جہاز ایک ہی جگہ تیرتے رہتے ہیں اور انہیں خطرناک مقامات کے ارد گرد باندھ دیا جاتا ہے۔

**روغنی برتن۔** برتن اتنے ہی قدیم ہیں جتنے کہ ہماری تہذیب اور ہمارا تمدن۔ مگر روغنی برتن زمانہ مابعد کی اختراع ہیں۔ یہ برتن عام طور پر مارل (Marl) نام کی مٹی (چکنی مٹی) سے بنائے جاتے ہیں۔ وہ اس طرح پر کہ اس مٹی کے ساتھ چونا، ریت ایک اور زمین کی نسبت سے ملا دی جاتی ہے تاکہ مٹی سکڑ

نہ سکے۔ مٹی کو پہلے صاف کر لیا جاتا ہے۔ اسے دھویا جاتا ہے اور اسے کم از کم چند ماہ کے لیے کسی مرطوب جگہ میں رکھ دیا جاتا ہے۔ پھر ریت کو مٹی کے ساتھ گوندھا جاتا ہے اور بعدہٗ مقررہ شکل میں اسے برتن ساز کے چکر پر ڈھال لیا جاتا ہے۔ پھر تیار شدہ ظروف کو بھٹی یا تنور میں پہلی آگ کی خاطر ڈال دیا جاتا ہے جہاں اس کو بسکٹ کا سا رنگ دے دیا جاتا ہے۔ پھر ان پر مطلوبہ رنگ اور پینٹ کر دیا جاتا ہے اور پھر اسے دوسری آگ ۸۰۰ سے ۹۰۰ درجے سنٹی گریڈ تک دی جاتی ہے۔ اس طرح پر روغنی برتن کی تشکیل اور تکمیل ہو جاتی ہے۔

روغنی تصاویر۔ روغنی تصاویر عام تصویروں سے مختلف ہوتی ہیں جو سادہ ہوتی ہیں اور رنگ اور روغن کے بغیر ہوتی ہیں۔ روغنی تصاویر کا رنگ روغن آئل پینٹنگ (Oil Painting) یا واٹر کلر پینٹنگ (Water-colour Painting) کے دستور پر ہوتا ہے۔ تصاویر کے رنگ روغن مختلف قسم کے ہوتے ہیں اور مختلف طریقوں سے حاصل کئے جاتے ہیں۔ سلفائڈ اور آکسائڈ عام طور پر استعمال میں آتے ہیں۔ روغنی تصاویر کے رنگ پختہ اور مستقل ہوتے ہیں۔ یورپ اور امریکہ نے کئی روغنی تصاویر (Coloured Pictures) بنانے والے پیدا کئے ہیں۔

روکھ جوئیں۔ (Aphids) ایک قسم کی چیونٹیوں کی طرح کی مکھیاں جو اکثر فصلوں پر چمٹی رہتی ہیں اناج کو بڑی سرعت کے ساتھ تلف کرتی جاتی ہیں۔ ان کو پودے کی جوئیں بھی کہتے ہیں۔ یہ بہت کثرت سے پھیلتی ہیں۔ ان میں عجیب بات یہ ہے کہ مادہ نر کے بغیر بھی انڈے دیتی جاتی ہے جن سے دل کے دل نکل پڑتے ہیں۔ چونکہ یہ پودوں کی رطوبت چوستی ہیں اس لئے اکثر بجزیوں کی طرح سر کے بل پودوں یا درختوں سے چمٹی نظر آتی ہیں۔

رومی، مولانا۔ مولانا جلال الدین رومیؒ ۱۲۰۷ء میں بلخ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد بہاء الدین اپنے زمانے کے مشہور عالم تھے۔ علاؤ الدین محمد خوارزم شاہ سے ان کی ان بن ہو گئی۔ اس لیے وطن کو خیر باد کہہ کر سفر بسلسلہ حج کرنا پڑا۔ مولانا رومؒ اس وقت صغر سن تھے۔ جاتے ہوئے نیشاپور کے مقام پر فرید الدین عطار سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے رومی کو گود میں لے کر بہت سی دعائیں دیں اور ان کی زندگی کی بابت پیشگوئی کرتے ہوئے مناسب تعلیم و تربیت کی تلقین کی۔ حج سے فارغ ہو کر والد انہیں ایشیائے کوچک کے شہر قونیہ میں لے آئے اور یہیں بس گئے۔ روم میں سکونت اختیار کرنے کی وجہ سے مولانا رومی کے نام سے مشہور ہوئے۔
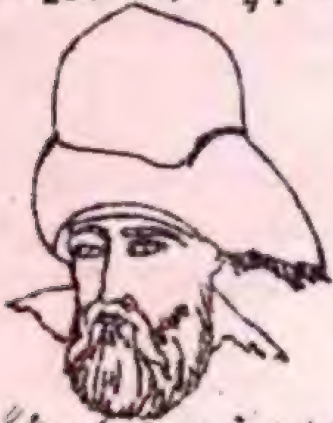
مولانا رومی کا زمانہ بڑا پر آشوب تھا لیکن یہ حالات مولانا کی ذہنی ترقی میں حارج نہ ہو سکے اور مختلف علوم کے حصول میں بدستور مشغول رہے۔ اکتسابِ علوم و فنون کے بعد انھوں نے اپنی توجہ علم روحانیت کے حاصل کرنے میں لگائی۔ پہلے اپنے باپ کے ایک شاگرد پھر برہان الدین ترمذیؒ کی شاگردی میں رہے اور پھر ایک صوفی درویش شمس تبریزؒ کی صحبت اختیار کی۔ شمس تبریز اور مولانا رومی کی ملاقات کے متعلق مختلف روایات بیان کی جاتی ہیں۔ بہرحال شمس تبریز سے ان کی عقیدت والہانہ عشق کے درجہ تک پہنچ گئی تھی اور جب شمس تبریز مولانا رومی کے مریدوں اور شاگردوں کے تنگ کرنے پر قونیہ سے چلے گئے تو ان کے فراق میں رومی نے جو غزلیں کہیں وہ دیوان شمس تبریزؒ کے نام سے مشہور ہیں۔ ۱۲۴۷ء میں شمس تبریز کی وفات پر مولانا رومی نے صوفیانہ درویشی کا ایک سلسلہ ان کی یادگار میں قائم کیا جس کے پیرو مولوی یا تصوف کی اصطلاح میں سماعی کہلاتے ہیں۔

مولانا جلال الدین رومی کے دیوان میں غزلیات رباعیات اور ترجیع بند سبھی کچھ پایا جاتا ہے اور سب کی سب صوفیانہ خیالات سے پُر ہیں مگر جو چیز مولانا کی شہرت و عظمت کا باعث اور ان کا شاہکار ہے وہ ان کی مثنوی ہے جس کے متعلق یہ شعر مشہور ہے

مثنوی مولوی معنوی
ہست قرآں در زبان پہلوی

مثنوی مولانا روم دنیا کی مشہور ترین نظموں میں شمار ہوتی ہے اس میں مولانا نے تمام مسائل تصوف کو حکایات اور نصیحت آموز افسانوں سے حل کر دیا ہے۔

مولانا جلال الدین رومی نے ۱۲۷۳ء میں وفات پائی۔

اور ترینہ میں ہی مدفون ہوئے۔

**روما/روم (ROME)** سلطنت روما کا دار الحکومت چلا آتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا سنگ بنیاد ۷۵۳ ق م میں رومولس (ROMULUS) نے رکھا جس کے متعلق روایت سننے میں آتی ہے کہ بوقت پیدائش اسے اور اس کے جڑواں بھائی ریمس (REMUS) کو غیر آباد علاقہ میں چھوڑ دیا گیا اسے ایک مادہ بھیڑیئے نے اپنا دودھ پلایا اور بعد ازاں ایک گڈریئے نے پال پوسا۔

روم کی تاریخ کی ابتدا ایک چھوٹے سے شہر سے ہوئی مگر بعد ازاں یہ شہر ایک عظیم الشان سلطنت کا مرکز بن گیا۔ رومہ نے ۵۱۰ ق م سے ۴۷۶ء تک قوت و اقتدار حاصل کیا اور ۴۷۶ء میں ایسے وحشی حملہ آوروں نے تاخت و تاراج کیا۔ ازمنۂ وسطیٰ میں عیسائیت کا مرکز اعلیٰ تھا اور پاپائے اعظم کی مسند اقتدار جس کے باعث اس کی چمک دمک آب و تاب میں اضافہ ہو گیا۔

**رومانیت (ROMANTICISM)** فنون لطیفہ میں یہ اصطلاح اس رجحان کی نمائندگی کرتی ہے۔ جس کا آغاز یورپ میں اٹھارویں صدی عیسوی کے نصف آخر میں ہوا ورڈز ورتھ، کالرج، بائرن، شیلے، کیٹس ہوگو، شومان، جیمز، براہمز اور ڈیلکرائے وغیرہ اپنے اپنے فنون میں رومانیت کے نمائندے ہیں رومانیت میں تخیل کو منطق پر ترجیح دی جاتی ہے اور رومانیت پسند فن کار فنون کی کلاسیکل مثالوں کی بے رحم ضابطہ پرستی اور مکمل مثالیت کو خیرباد کہہ دیتا ہے۔ عشق و محبت، غم و غصہ اور دوسرے بنیادی انسانی جذبات کے نقوش ہی تمام فن پاروں کے موضوع ہوتے ہیں مگر رومانیت پسند فن کاروں کے ہاں ان جذبات کی انتہائی شدت ہوتی ہے اور یہی شدت رومانیت کا محور ہے۔

**رومانیہ (RUMANIA)** رومانیہ جنوب مشرقی یورپ کی ایک مملکت ہے۔ اس کے شمال میں روس اور یوکرین، جنوب میں بلغاریہ اور مشرق میں بحیرہ اسود ہے۔ یہ ترکی کے دیرینہ مقبوضات مالڈیویا (MOLDAVIA) اور والاچیا (WALLACHIA) پر مشتمل ہے۔ ۱۸۶۱ء میں یہ علاقے ایک ہی حکمران کے ماتحت کر دیئے گئے ۱۸۷۸ء میں روس نے ڈوبروجا (DOBRUJA) کا علاقہ رومانیہ کو دے دیا۔ ۱۸۸۱ء میں مملکت رومانیہ کو آزاد ریاست کی حیثیت سے تسلیم کر لیا گیا۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد ٹرانسیلوانیا (TRANSYLVANIA) بیسارابیا (BESSARABIA) وغیرہ کے علاقے بھی اس کو مل گئے۔

۱۹۴۰ء میں ٹرانسلوانیا، بیسارابیا اور جنوبی ڈوبروجا کے علاقے بالترتیب ہنگری، روس اور بلغاریہ کے حوالے کر دیئے گئے۔ آئرن گارڈ برسر اقتدار آ گئے کیرول ثانی (KAROL II) کو تخت سے دستبردار ہونا پڑا۔ کیرول کا بیٹا مائیکل تخت نشین ہوا ۱۹۴۱ء میں جرمنی کی قیادت میں رومانیہ نے روس کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ ۱۹۴۴ء میں جرمنی کی شکست کے بعد رومانیہ روس کے زیر اثر آ گیا۔ جنگ کے اختتام پر ٹرانسلوانیا پھر رومانیہ کو مل گیا۔ ۱۹۴۷ء میں مائیکل تخت سے دستبردار ہو گیا۔ اب یہاں کمیونسٹ طرز کی حکومت قائم ہے۔

رومانیہ کا موجودہ رقبہ ۹۱،۶۷۱ مربع میل ہے اور ۱۹۶۶ء کی مردم شماری کی رو سے آبادی ۱۹،۱۰۵،۰۵۶ افراد پر مشتمل ہے ڈینیوب (DANUBE) سب سے بڑا دریا ہے جو دوسرے چھوٹے چھوٹے معاونوں کو لے کر بحیرہ اسود میں جا گرتا ہے یہ ایک بڑا زرخیز میدانی علاقہ ہے۔ یہاں کی زمین افراط سے اناج کثیر مقدار میں پیدا ہوتا ہے۔ غلہ اور تیل، پٹرول، لکڑی اور مویشی یہاں کی آمدنی کے ذرائع ہیں۔ گندم، جوار، باجرہ یہاں کی بڑی فصلیں ہیں۔ لوگ کثرت سے مویشی، بھیڑیں اور سور پالتے ہیں۔ یہ زیادہ تر زرعی ملک ہے۔ معدنی تیل، پٹرول، نمک، گیس، کوئلہ اور لوہا یہاں کی معدنی دولت ہے قومی زندگی کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ خود کسان بڑی بڑی زمینوں کے مالک ہیں۔ لوگوں کی اکثریت یونانی کلیسائی پیرو ہے۔

روم، بحیرہ۔ دیکھو بحیرہ روم

**روم، برلن محور (ROMA BERLIN AXIS)** جرمنی اور اٹلی کی باہمی مشورہ اور تعاون کی بنا پر ایک ورسائی سے مفاہمت ہوئی جو بعد میں فوجی اتحاد پر منتج ہوئی۔ یہ اصطلاح مسولینی نے یکم نومبر ۱۹۳۶ء کو پہلے پہل اس معاہدے کے لئے استعمال کی جو جرمنی اور اٹلی کے وزرائے خارجہ نے باہمی طور پر طے کیا تھا جس کی رو سے جرمنی نے اٹلی سے ایبے سینیا کا الحاق تسلیم کر لیا تھا اور آپس میں ایک دوسرے سے قیام امن کے سلسلے میں مشورہ جاری رکھنے پر اتفاق کر لیا گیا تھا بعد میں جاپان نے جرمنی اور ہٹلر نے اٹلی کی سیاست کر کے اس باہمی اتحاد کو اور بھی تقویت بخشی۔ باہم فوجی اتحاد کا معاہدہ ۲۲ مئی ۱۹۳۹ء کو طے پایا۔

**رومۃ الکبریٰ / پاپائیت (HOLY ROMAN EMPIRE)**

اس سلطنت کا نام جس کو سنگ بنیاد شارلیمان (CHARLEMAGNE) (چارلس اعظم) نے ۸۰۰ء میں رکھا۔ یہ سلطنت ۱۸۰۶ء تک قائم رہی جس زمانے میں یہ معرض وجود میں آئی۔ اس وقت پاپا نے اعظم کے کلیسا کو دشمنوں کے نرغہ سے بچا رکھا تھا۔ ایک شارلیمان تھا جو پاپائے اعظم کا طرفدار تھا۔ اس پر پاپا نے اعظم نے خوش ہو کر شارلیمان کو شہنشاہ کا خطاب دیا۔

**رومن** (ROMAN) مراد رہا روم کے باشندے قدیم رومن سلطنت کے لوگ۔ یورپ اور برطانیہ پر رومن کا ایک تاریخی واقعہ ہے رومن ایمپائر (HOLY ROMAN EMPIRE) اس سلطنت کا نام ہے جو چارلس اعظم نے ۸۰۰ء میں قائم کی تھی۔ جسے ۱۸۰۶ء میں ختم کر دیا گیا۔ یہ سلطنت مغرب کی تعمیر مملکت روما کی تمہید تھی اور چارلس اعظم کی کلیسائے پاپائی کی حمایت اس کی تخلیق کی ذمہ دار تھی۔ ۸۰۰ء سے ۱۸۰۶ء تک رومن ایمپائر مغربی نظام اقدارات کی حامل رہی اور ۱۲۳۹ء میں اس کا مرکز اور صدر مقام آسٹریا کو تبدیل کر دیا گیا۔ اب اس کی شان رفتہ رفتہ کم ہونے لگی حتیٰ کہ ۱۸۰۶ء میں آخری بادشاہ فرانسس ثانی نے پاپائی خطاب کو چھوڑ دیا اور جنگ واٹرلو کے بعد اس کی تجدید نہ ہو سکی۔

**رومن اعداد** (ROMAN NUMERALS) اعداد لکھنے کے اس نظام میں ہندسوں کے بجائے حروف استعمال ہوتے ہیں یہ طریقہ پرانے زمانے میں اہل روما استعمال کرتے تھے۔ آج کل بھی کتبوں اور تاریخوں کے لکھنے میں یہ طریقہ کبھی کبھی استعمال ہوتا ہے۔

(I) ایک ہے (II) دو ہے (III) تین ہے۔ اس کے بعد علامت (V) پانچ استعمال ہوتی ہے اس کے بائیں جانب (I) لکھ دیا جائے تو گویا اس میں سے ایک کم کر دیا گیا چنانچہ (IV) چار ہے (V) پانچ ہے۔ اب اگر (I) اس کے دائیں جانب لکھ دیں تو گویا ایک کا اضافہ ہو گیا چنانچہ (VI) چھ ہے (VII) سات ہے (VIII) آٹھ ہے۔ اس کے بعد علامت (X) دس استعمال ہوتی ہے (IX) نو (X) دس (XI) علی الترتیب نو، دس گیارہ (XIII) تیرہ ہے (XIV) چودہ ہے۔ دس کا جمع پانچ یعنی ایک (XV) پندرہ ہے (XIX) انیس ہے (دس جمع دس جمع دس یعنی ایک (XXXIII) تینتیس ۳۳ ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

بڑے اعداد کے لئے بھی یہی طریقہ ہے (L) پچاس ہے۔ چنانچہ (XL) چالیس ہوگا (LX) ساٹھ ہوگا۔ (LXXXVIII) اٹھاسی ہوگا۔ پچاس جمع تیس جمع پانچ جمع تین (C) سو ہے چنانچہ (XC) نوے ہے۔ (CCIX) دو سو نو ہے (D) سے ۵۰۰ مراد ہوتی ہے (M) ہزار کو کہتے ہیں چنانچہ (MCMXLVIII) ۱۹۴۸ ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

**رومن قوم کی خودکشی** ۔ قدیم رومن سلطنت اپنے زمانے کی نہایت طاقت ور مملکت تھی لیکن اس کا بھی وہی حشر ہوا جو ہر عیش پسند قوم کا ہوا کرتا ہے۔ چونکہ لوگ بیشمار فتوحات کے باعث بہت امیر ہو گئے تھے وہ اپنے عیش و عشرت میں غرق رہتے تھے اور ان کے بچوں کی پرورش اور تعلیم کا کام ان کے غلاموں کے سپرد ہو گیا جو نہایت پست ذہنیت کے، بد چلن اور بد عادت ہوتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نظم و ضبط کی تعلیم بالکل جاتی رہی اور اس کی جگہ فضول مباحثوں اور مناظروں نے لے لی عوام گلیڈی ایٹر (GLADIATORS) کے تماشوں کے بے حد شائق ہو گئے۔ ان تماشوں پر بے شمار جانور اور انسان کتوں کی طرح اپنی جان قربان کر دیتے تھے۔ عوام کو بھی حکومت کی طرف سے مفت تقسیم ہوتی تھی۔ جو گورنر باہر کے صوبوں میں مقرر ہو کر جاتے تھے وہ مطلق العنان بادشاہ ہو جاتے۔ اور رعایا کے لوٹنے اور ان سے رشوت لینے اور ان کو بیشمار دیگر طریقوں سے تنگ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے تھے۔

اس فراہمی دولت اور عیش و عشرت کے ساتھ ساتھ رومن لوگ قانون سازی میں مشغول ہو گئے تاہم آہستہ آہستہ امیر آدمی دیہات میں زمین خرید خرید کر جائدادیں بنانے لگے اور غریب بے کار ہو کر شہروں میں جمع ہونے لگے اور دنگے فساد ہونے لگے۔ تماشہ گاہوں کے لئے جنگلی جانوروں کی مانگ میں اضافہ ہو گیا۔ تماشے کی چھٹیاں پہلے سال بھر میں ۶۶ ہوتی تھیں پھر دو سو کر دی گئیں یعنی نصف سال کام نہ ہوتا تھا۔

سب سے بڑھ کر یہ ہوا کہ شادی ذریعہ تمسخر ہو گئی طلاق عام ہو گئی۔ اکثریت نے شادی کرنا ہی چھوڑ دیا۔ بچوں کو پیدا ہوتے ہی مار دیا جاتا۔ بعض دفعہ ان کو ڈبو کر مار دیا جاتا تھا جس شخص کا کوئی وارث ہوتا۔ اس کو کسی ضیافت یا مجلس میں

دعوت نہ دی جاتی تھی۔ ان میں صرف بے اولاد بلائے جاتے تھے اور اس قسم کے لوگ نیکی کے مجسمے خیال کئے جاتے تھے۔ مثلاً ایک عورت اپنے بچے پر رو رہی تھی اور سینیکا نامی حکیم نے اس کو تسلی دیتے ہوئے کہا کہ تو بڑی خوش قسمت ہے کہ تیرا بچہ مر گیا کیونکہ اب تیری وراثت کے خواہاں تیری خدمت کریں گے۔ یہ تھے ان کے فلاسفروں کے دماغ! ایسی قوم کی فوجی طاقت کیا رہ سکتی ہے چنانچہ وہ روز بروز کمزور ہوتی گئی اور ۴۱۰ء میں جب گاتھ (Goth) (جرمن) قوم ان پر چڑھ آئی تو یہ لوگ ان کا مقابلہ نہ کر سکے۔ ان دنوں ملک رومانیا میں اس قوم کے چند آدمی ملتے ہیں اور بس۔

## رومن کیتھولک (Roman Catholic)

عیسائی فرقہ جو روم میں مقیم پوپ کو انتہائی تقدس کا حق دار خیال کرتا ہے۔ اس فرقہ کے تابعین کی کل تعداد ۳۰ کروڑ سے زیادہ خیال کی جاتی ہے جن میں سے اکثر اطالیہ، ہسپانیہ، فرانس، پولینڈ، بلجیم، جنوبی امریکہ وغیرہ میں ہیں۔ ۱۸۲۹ء سے قبل انگلستان میں اس فرقہ کے پیرو کئی ایک شہری حقوق (Civil Rights) سے محروم تھے۔

**رومی کتب خانے۔** جولیس سیزر کے قتل اور خانہ جنگیوں کے بعد جب شہنشاہ آگسٹس تخت نشین ہوا تو سلطنت روما کو نصف صدی امن اور خوشحالی نصیب رہی۔ یہ زمانہ لاطینی ادب کا عہد زریں خیال کیا جاتا ہے۔ کتابوں کا شوق اس قدر بڑھا کہ کتب خانہ گھروں کا ایک ضروری جزو بن گیا۔ ان کتب خانوں کا رخ عموماً مشرق کی طرف ہوتا تھا تاکہ صبح کی روشنی پہنچ سکے اور کتابیں آفتاب کی تمازت سے محفوظ رہیں۔ گھروں میں کتب خانوں کے لئے جو کمرہ مخصوص ہوتا تھا، وہ عموماً چھوٹا ہوتا تھا لوگ کتابیں اٹھا کر دوسرے کمرے میں پڑھنے کے لئے لے جاتے تھے۔ پڑھنے کے کمرے میں صوفے بچھے رہتے تھے جن پر لیٹ کر پڑھنے کی بھی اجازت تھی۔

یہ حالات خانگی کتب خانوں کے تھے۔ پبلک یعنی عوامی کتب خانہ بہت کشادہ ہوتا تھا۔ اس میں مشہور آدمیوں کی تصاویر آویزاں ہوتیں۔ بعد میں لوگ اپنے ذاتی کتب خانوں کو بھی اسی طرح آراستہ کرنے لگے۔ علوم و فنون کے سرپرست رومن دیوتا اور دیویوں کے مجسمے بھی عموماً نصب ہوتے تھے۔ کتب خانوں سے تعلق رکھنے والوں کا ایک طبقہ الگ تھا اس میں آزاد، آزاد شدہ غلام اور غلام تینوں قسم کے لوگ شامل تھے۔ ان کے سپرد مختلف خدمتیں تھیں۔ کچھ نوکروں کے متعلق خطوط لکھنا، سیکرٹری کا کام انجام دینا اور حساب کتاب رکھنا تھا۔ کچھ کتابیں لکھتے یا ان کی نقل کرتے تھے۔ بعض صرف الماریوں سے نکالنے اور دینے پر مامور تھے۔ یہ لوگ کتابوں کی جلد بندی بھی کرتے تھے اور صفائی کے بھی ذمہ دار تھے۔

کتابوں کے لکھنے کے لئے جو کاغذ استعمال ہوتا تھا وہ ایک قسم کے مصری سرکنڈے کی چھال یا گودے سے تیار کیا جاتا تھا جس کو پیپرس کہتے تھے۔ یہی لفظ ہے جس سے انگریزی لفظ پیپر (کاغذ) نکلا ہے لیکن اس چھال کا لاطینی نام لبر تھا۔ اسی سے لفظ لائبریری وجود میں آیا۔ جب مصر میں سرکنڈے کی کاشت بند ہو گئی تو پرگامم کے لوگوں نے جو سلطنت روما کی ایک ماتحت سلطنت تھی، بھیڑ اور بکریوں کی رنگی ہوئی کھالوں کو کاغذ کے طور پر استعمال کرنا شروع کیا۔ یہ کاغذ روما میں بہت مقبول ہوا۔ اسی پر [illegible] کی کتاب سنہری روشنائی سے لکھی گئی۔ پرگامم کی نسبت سے اس کو پرگامنم کہتے تھے۔ یہی اب پارچمنٹ کہلاتا ہے۔ کتابیں سرخ اور سیاہ دونوں قسم کی روشنائیوں سے لکھی جاتی تھیں جن کے لئے قلم دان میں علیحدہ علیحدہ دواتیں ہوتی تھیں۔ ان کے نمونے آج بھی برٹش میوزیم، لندن میں موجود ہیں۔

اہل روما کی خوشحالی کے ساتھ ذاتی اور عوامی کتب خانے بھی زیادہ ہوتے گئے اور کتابوں کی مانگ نے ایک ایسا طبقہ پیدا کر دیا جس نے کتب فروشی کو اپنا ذریعہ معاش بنا لیا۔ کتب فروشی کی دوکانیں اکثر روما کے مشرقی حصے میں واقع تھیں۔ دوکاندار کتب فروشوں کے اشتہارات اپنی دوکانوں کے دروازوں پر چسپاں کر دیتے تھے۔ نئے ایڈیشن پر لوگ ٹوٹ ٹوٹ پڑتے تھے۔ قیمت بھی چنداں زیادہ نہ ہوتی تھی۔

## رومیل، فیلڈ مارشل (Erwin Rommel, Field Marshal)

اروِن رومیل (۱۸۹۱ء تا ۱۹۴۴ء) نازی جرمنی کا مشہور جرنیل جس نے جنگ افریقہ میں بہت نام پیدا کیا۔ فن حرب کے نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو جرنیل رومیل خاص اہمیت کا مالک نہیں تھا کیونکہ جرمنی ایک ایسا ملک ہے جہاں کئی ایک نامور جرنیل پیدا ہوتے رہے ہیں حتیٰ کہ رومیل کے اپنے زمانہ میں جوڈل (Jodl) اور رنسٹیڈٹ (Runstedt) وغیرہ کو جو مقام حاصل تھا وہ رومیل کو حاصل نہ ہو سکا اور نہ وہ اس کا مستحق تھا تاہم رومیل کی ذات

رومانوی خصوصیات کی حامل تھی یعنی اس کی نظر پسندی، تدبر، ندامائی کارکردگی اور خطرات میں گھرے رہنے کے باوجود ہمت نہ ہارنے کی صلاحیت ایسی خصوصیات ہیں جو جرمنوں سے نہیں ملتیں۔ علاوہ ازیں رومیل اپنے جنگی قیدیوں سے مشفقانہ برتاؤ روا رکھنے کا عادی تھا۔ دوسری جنگ عظیم کے آخری دور میں جب اسے یہ احساس پیدا ہو گیا تھا کہ جرمنی جنگ جیت نہیں سکتا تو صلح سے اگر کوئی چیز مانع ہے تو وہ ہٹلر کی خود پسندی ہے تو رومیل اس سازش میں شامل ہو گیا جو ہٹلر کو مسند اقتدار سے اتارنا چاہتی تھی۔ یہ سازش ناکام رہی اور رومیل نے خودکشی کر لی۔

**رون (دریا)** (Rhone) جنوبی یورپ کا مشہور دریا ہے۔ سوئٹزرلینڈ سے نکلتا ہے اور جنیوا کی جھیل سے ہوتا ہوا فرانس میں داخل ہو جاتا ہے جہاں اس میں جہاز رانی بھی ہو سکتی ہے یہاں اور بھی کئی دریا اس میں آ ملتے ہیں۔ آرلس Arles, کے قریب دو حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے جن میں سے ایک تو جنوب مشرق کی جانب اور دوسرا جنوب مغرب کی طرف بہتا ہے بالآخر دونوں حصے مارسیلز MARSAILLES کے مغرب میں بحیرۂ روم میں جا گرتے ہیں۔
رون (Rhone) کی کل لمبائی پانچ سو میل کے قریب ہے۔

**رونق:** پیارے لعل، پیارے لعل نام، رونق تخلص۔ دہلی کے ایک معزز خاندان میں پیدا ہوئے ابتدا سے شعر گوئی کا شوق تھا۔ مولانا [illegible] سے اصلاح لیتے تھے۔ آپ شاعر ہی نہیں بلکہ بلند پایہ صحافی بھی تھے۔ کلام کے دو مجموعے "رونق سخن" اور "کلام رونق" کے نام سے چھپ چکے ہیں۔ آپ نعت بھی کہتے تھے۔ کلام میں سلاست اور روانی پائی جاتی ہے۔

**روہر** (Ruhr) مغربی جرمنی کا ایک صنعتی اور تجارتی علاقہ جو فولاد اور کوئلے کی پیداوار کا مرکز ہے۔ اس کا رقبہ تقریباً پانچ [illegible] مربع میل اور آبادی [illegible] لاکھ کے قریب ہے۔

**روہیل کھنڈ:** سابق صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ کا ایک شمالی علاقہ جس پر اٹھارھویں صدی عیسوی میں ایک افغان قبیلہ جسے تاریخ میں روہیلوں کے نام سے یاد کرتے ہیں، قابض تھا۔ اسی قبیلہ کی نسبت سے اس علاقہ کو روہیل کھنڈ کہتے ہیں۔ موجودہ زمانے میں اس علاقہ کو بریلی کا ضلع کہتے ہیں۔ انگریزوں نے روہیلوں کو [illegible]ء میں تابع فرمان کیا۔

**رہائش** (Housing) یورپ میں صنعتی انقلاب کے بعد رہائش ایک اہم معاشرتی مسئلہ بن گیا جب صنعتوں کے فروغ سے چھوٹے چھوٹے گاؤں تیزی سے قصبوں اور شہروں میں تبدیل ہونے لگے تو شروع شروع میں ان آبادیوں میں جو بغیر کسی منصوبہ بندی کے بنیں، صحت اور صفائی کی حالت بڑی خراب تھی چنانچہ انیسویں صدی کے وسط میں رہائش کے متعلق اصلاحی تجاویز سوچی جانے لگیں۔
۱۸۹۰ء میں انگلستان میں رہائش کا قانون بنا لیکن ۱۹۰۹ء سے پہلے کسی منصوبہ پر عمل نہ ہو سکا۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد رہائش کا مسئلہ اور زیادہ اہمیت اختیار کر گیا۔ اور ۱۹۳۰ء میں ایک نیا ہاؤسنگ ایکٹ (Housing Act) پاس ہوا۔ رہائش کا مسئلہ تمدن کے اس جدید دور میں دنیا کے ہر ملک کو درپیش ہے۔
خود پاکستان میں بھی یہ مسئلہ حکومت اور پبلک کی خاص توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے۔

**رہبانیت** یعنی ترک دنیا اور ترک لذات۔ بعض مذاہب مثلاً بدھ مت اور جین مت میں رہبانیت جزو ایمان اور ذریعہ نجات قرار دیا گیا ہے۔ عیسائیوں کے مذہب میں بھی اس کا بڑا مرتبہ ہے لیکن قرآن پاک میں اس کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے اس کا حکم نہیں دیا بلکہ لوگوں نے خود اس کو اختیار کر لیا ہے۔ آنحضرت صلعم سے قبل عرب اور دوسرے ممالک میں رہبانیت کا زیادہ رواج تھا۔ راہب زیادہ تر خانقاہوں اور جنگلوں میں رہا کرتے تھے اور بہت باخدا اور برگزیدہ سمجھے جاتے تھے۔
حضور نے فرمایا لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ
اسلام میں رہبانیت جائز نہیں۔

**رہبر کمیٹی** (Steering COMMITTEE) کسی قانون ساز مجلس یا دیگر جمہوری اداروں میں اکثریت

والی جماعت سے تعلق رکھنے والے ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی جس کا یہ کام ہوتا ہے کہ پارٹی کے مجوزہ قوانین کو منظوری کے لیے پیش کرے اور انہیں منظور کرانے میں سہولتیں بہم پہنچائے۔ یہ کمیٹی مجوزہ قوانین میں کانٹ چھانٹ کرنے کے علاوہ ان کی منظوری کے لیے ضروری ووٹوں کا اور دیگر امور کا بھی اہتمام کرتی ہے

(ربن رکھنا، دیکھیے گور رکھنا)

**رئیس احمد جعفری۔** آگرہ میں پیدا ہوئے اور وہیں بی اے تک تعلیم حاصل کی بمبئی جا کر صحافت کا آغاز کیا اور سفر نامہ خلافت، ہندوستان اور انقلاب کے ایڈیٹر رہے قیام پاکستان کے بعد لاہور آ گئے اور یہیں مقیم ہیں۔

جعفری صاحب نہایت ہی زود نویس اور بسیار نویس ادیب ہیں۔ ادب کی ہر صنف پر شاید ہی کوئی موضوع ایسا ہو جس پر آپ نے کچھ نہ لکھا ہو۔

بے شمار علمی، ادبی، تاریخی اور تنقیدی کتب کے مصنف ہیں سوانح اور ناول آپ کا محبوب موضوع ہے سیرت محمد علی حیات قائد اعظم اور بہادر شاہ ظفر اور اس کا عہد آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔

**رئیس امروہوی۔** قصبہ امروہہ بھارت کے رہنے والے تقسیم کے بعد کراچی آ گئے اور کراچی کے اخبار جنگ کے عملہ ادارت میں شامل ہو گئے۔

طنزیہ مضامین اور رباعیاں خوب لکھتے ہیں۔

**ریاست** (State) سیاسی طور پر ایک منظم مملکت جو کم و بیش آزاد ہوتی ہے اور ایک مستقل اور معین علاقے کی مالک ہوتی ہے

کسی بڑی وفاقی جمہوریہ کا ایک حصہ مثلاً ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی کوئی ریاست یا پاک و ہند کی کوئی سابق ریاست مگر یہ ریاستیں آزاد نہیں ہوتیں بلکہ مرکزی یا وفاقی حکومت کے تابع ہوتی ہیں۔

**ریاست فاصل** (NO MANS LAND)۔ دو بڑی ریاستوں کے درمیان بعض اوقات ایسی ایک چھوٹی سی ریاست موجود ہوتی ہے یا قائم کر دی جاتی ہے جس کے وجود کا صرف یہ فائدہ ہوتا ہے کہ دونوں مملکتوں کے مابین آویزش کے امکانات نسبتاً کم ہو جاتے ہیں چنانچہ برطانیہ کے دور تسلط میں حکومت ہندوستان نے اسے نہایت ضروری سمجھا کہ اس کے شمال میں افغانستان کی حکومت قائم رہے تاکہ روس سے بُعد حاصل ہو جائے اور اس طرح امکانات جنگ بھی کم ہو جائیں۔ اگر دو بڑی ریاستوں کے درمیان فاصل ریاست نہ ہو تو پھر دونوں مملکتیں اپنی سرحد سے متصل کچھ علاقہ چھوڑ دیتی ہیں اور فوجیں پیچھے ہٹا لیتی ہیں اس علاقہ کو بے مملکتی علاقہ یا (Noman's Land) کہتے ہیں

پاکستان اور ہندوستان کے مابین چونکہ فاصل ریاست موجود نہیں لہٰذا دونوں مملکتوں نے بعض سرحدات پر اپنی فوجیں پیچھے ہٹا کر ایسا ہی بے مملکتی علاقہ وضع کرایا ہے تاکہ باہمی آویزش اور تصادم کے امکانات کم ہو جائیں۔

**ریاست ہائے بالٹک** (Baltic States)

بحیرہ بالٹک کے مشرقی ساحل پر واقع یعنی فن لینڈ، ایستھونیا، لیٹویا اور لیتھونیا۔

ان ممالک کا ریاستی نظام پہلی جنگ عظیم کے بعد عمل میں آیا۔ آخر الذکر تین ریاستوں پر دوسری جنگ عظیم کے دوران ہی میں روس نے قبضہ کر لیا تھا

**ریاض خیرآبادی۔** ریاض احمد نام ریاض تخلص ۱۸۵۳ء میں بمقام خیرآباد (ضلع سیتاپور) پیدا ہوئے۔ آپ کے والد سید طفیل احمد بڑے پائے کے عالم تھے خیرآباد کا عہدہ قضا آپ ہی کے خاندان سے مخصوص تھا۔

ریاض نے ابتدا میں فارسی وغیرہ اپنے والد سے پڑھی پھر خیرآباد کے قدیم مدرسے میں داخل ہو گئے یہیں شاعری کا شوق دامنگیر ہوا اور آپ اسیر کے شاگرد ہو گئے ان کے انتقال کے بعد امیر مینائی کو کلام دکھانے لگے

ریاض نے ۱۸۷۲ء میں 'ریاض الاخبار' کے نام سے خیرآباد میں مطبع قائم کیا اور اخبار ریاض الاخبار جاری کیا جس کی نثر میں شاعری کا لطف تھا۔ پھر ماہنامہ 'تار برقی' نکالا جو گورکھپور میں نکلا۔ ریاض جاری کیا ۱۸۸۱ء میں آپ نے 'فتنہ' اور 'عطر فتنہ' کے نام سے ادبی و مزاحیہ رسالے جاری کیے ان مشاغل کے ساتھ چند انگریزی ناولوں کے ترجمے بھی کیے ۱۹۰۷ء میں مہاراجہ محمود آباد کی کوشش ریاض اور ان کے خاندان کو لکھنؤ لے آئی جہاں مہاراجہ صاحب نے ان کی پنشن مقرر کر دی اور

حضرت ریاض خانہ نشین ہو گئے۔ ۱۹۳۴ء میں وفات پائی۔ اور خیرآباد میں اپنے آبائی قبرستان میں دفن ہوئے۔
آپ کے کلام میں صفائی اور سوز بہت ہے
"ریاض رضوان" کے نام سے آپ کا دیوان چھپ گیا ہے۔ آپ کے کلام کی بڑی خصوصیت آپ کے خمریات ہیں جن میں شوخی مزاج اور طنز کا پہلو نمایاں ہے۔ اگر آپ کو اردو کا خیام کہا جاتے تو بجا ہے۔
بذاتِ خود پاکباز، متدین اور درویش صفت۔ منشیات کو دیکھنے تک کے روادار نہیں تھے۔

## ریاضتِ جسمانی (Physical Culture)

ریاضتِ جسمانی کا ایک خاص پہلو یہ ہے کہ سینے اور شکم کے اعصاب کی نشوونما کی جائے۔ تیز تنفس کا عمل صحیح طریق پر ہو۔ کسی خاص حصہ جسم کے اعصاب پر اتنا زور نہ دیا جائے کہ دوسرے اعصاب پر اس کا برا اثر پڑے۔ اس لئے کہ ریاضتِ جسمانی سے اصل غرض یہ ہے کہ سارے بدن کی پورے طور پر یکساں نشوونما ہو۔ آپ تیراکی، رقص، شہسواری، خطابت، موسیقی غرض کسی چیز میں دوسروں سے آگے بڑھنا چاہیں تو ریاضتِ جسمانی بہرحال آپ کے لئے ضروری ہے۔ تمام تعلیمی مراکز میں اس کی اہمیت مسلّم ہو چکی ہے اور ورزش نصابِ تعلیم کا باقاعدہ جزو قرار دے دی گئی ہے۔

## ریاضی (Mathematics)

ایک مشہور علم جس میں اعداد اور مقداروں سے بحث ہوتی ہے۔ ریاضی کی شاخیں یہ ہیں:
حساب۔ ان سوالات کو حل کرنا ہے جن میں اعداد یا مقدار واضح ہو۔
جبر و مقابلہ۔ ایک قسم کا حساب جس میں اعداد کے بجائے حروف استعمال کئے جاتے ہیں۔ اس کے ذریعہ وہ سوالات آسانی سے حل ہو جاتے ہیں جو محض حساب سے حل کئے جائیں تو بڑی دقت ہو
علم ہندسہ (Geometry) یا علم خطوط زاویوں اور شکلوں سے بحث کرتا ہے۔ علم ہندسہ کے علاوہ اس سے ٹھوس ہندسوی شکلوں (مخروط، بیلن نما شکلیں وغیرہ) سے بحث کی جاتی ہے
کونکس (Conics) کا تعلق بیضوی، شلجمی اور دوری اشکال کے علم ہندسہ سے ہے
کوآرڈینیٹ جیومیٹری۔ اس میں جبر و مقابلہ کا اطلاق علم ہندسہ پر ہوتا ہے۔ تعدیل مبادلہ (Equations) کو خطوط ریاضی کے ذریعہ ظاہر کیا جاتا ہے۔

## ریت (Sand)

چٹانوں کے ٹوٹ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جانے سے ریت بنتی ہے۔ یہ عمل سورج، برف، پالا، بارش وغیرہ اجسام اور اشیا کے ذریعہ صدیوں تک جاری رہتا ہے۔ تب کہیں ہزاروں سالوں کے بعد پتھر ریت میں تبدیل ہوتے ہیں۔ شیشہ گری میں ریت کو استعمال کیا جاتا ہے نیز سیمنٹ میں ریت ملا کر اسے عمارات میں استعمال کیا جاتا ہے۔ مختلف کاموں میں ریت بڑے کام اور استعمال کی شے ہے۔

## ری پبلکن پارٹی (Republican Party)

ایک امریکی سیاسی جماعت ۱۸۵۴ء میں قائم ہوئی۔ شروع میں یہ جماعت ان تمام لوگوں کا متحدہ محاذ تھی جو غلامی کی توسیع کے خلاف تھے۔ ۱۸۶۰ء میں ابراہم لنکن اس جماعت کے تحت پہلے ری پبلکن صدر منتخب ہوئے۔ اس کے بعد ۱۹۳۲ء تک یہ جماعت امریکہ میں برسر اقتدار رہی۔ (صرف ۱۸۸۴ء میں اور ۱۹۱۲ء میں ڈیموکریٹک پارٹی کے امیدوار کامیاب رہے) ۱۹۳۲ء میں ری پبلکن پارٹی کے ہاتھ سے اقتدار چھن گئی مگر ۱۹۵۲ء میں اسے پھر اقتدار حاصل ہو گیا اور ۱۹۶۰ء کے انتخابات تک یہی پارٹی برسر اقتدار رہی۔ مگر ڈیموکریٹک پارٹی نے انتخابات جیتے اس لئے اب وہی برسر اقتدار ہے۔

## ریچھ (Bear)

گوشت خور اور دودھ پلانے والا جانور ہے جو انسان کی طرح پاؤں کے تلوؤں کے بل چل سکتا ہے۔ آسٹریلیا کے سوا تمام ممالک میں پایا جاتا ہے بھورا ریچھ ۷ سے ۸ فٹ تک لمبا ہوتا ہے اور اس کے کندھوں پر کا فاصلہ ۳ فٹ تک ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ سیاہ و سفید ریچھ بھی پائے جاتے ہیں امریکہ کا ریچھ دو رنگا ہوتا ہے۔ پاکستان و ہند میں سیاہ اور بھورے رنگ کا ہوتا ہے قطبی ریچھ بالکل برف کی طرح سفید رنگ کا ہوتا ہے

اور اس کی خوراک خالص گوشت ہوتی ہے جب کہ باقی اقسام کے ریچھ پودے، جڑیں اور پھل بھی کھا لیتے ہیں۔ ریچھ کی چربی طبی خواص رکھتی ہے اور کئی ایک بیماریوں میں اس کی مالش کی جاتی ہے بالخصوص جوڑوں کے درد میں۔

**ریحانہ** نام ریحانہ۔ باپ کا نام شمعون۔ قبیلہ بنو قریظہ۔ غزوہ بنو قریظہ کے بعد اسیر ہو کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لائی گئیں۔ ام المنذر بنت قیس کے گھر ٹھہرائی گئیں۔ رسول اللہؐ نے انہیں کئی بار مسلمان ہونے کی دعوت دی لیکن ہر بار انکار کرتی رہیں۔ آخر ایک دن خود بخود دل اسلام کی طرف مائل ہو گیا اور مسلمان ہو گئیں چونکہ پہلا خاوند حکم قتل ہو چکا تھا اس لئے رسول اللہؐ نے ان سے عقد کر لیا۔

نبی اکرمؐ کو ان سے بہت محبت تھی اور ان کی ہر فرمائش پوری کرتے تھے۔

رسول اللہؐ کے وصال سے چند ماہ پیشتر وفات پائی۔ آپ بہت حسین اور خوش اخلاق تھیں۔

**ریڈ انڈین** (Red-Indian) امریکہ کے قدیم اور اصلی باشندے۔ جن کو جنگلی باشندہ سمجھا جاتا ہے کولمبس ہندوستان کی تلاش میں امریکہ پہنچ گیا۔ اس نے غلطی سے سمجھا کہ یہی ہندوستان ہے اور یہاں کے باشندے ہندی ہیں چنانچہ آج تک وہاں کے قدیم باشندوں کو ہندی کہا جاتا ہے۔ ان کا رنگ سرخ یا تانبے کے رنگ کا ہوتا ہے۔ سیاہ کڑے اور سیدھے بال۔ گالوں کی ہڈیاں ابھری ہوئی، سیاہ اور اندر دھنسی ہوئی آنکھیں اور طویل القامت ہوتے ہیں۔ یہ قوم اب انحطاط پذیر ہے۔ یہی حال آسٹریلیا کے قدیم باشندوں کا بھی ہے امریکہ میں ان کی تعداد تین لاکھ پچاس ہزار کی ہے۔ اور کئی قبیلوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان کو پوری شہری آزادی حاصل ہے لیکن یہ محض دکھاوے کی دعوے ہے۔



**ریڈ کراس (صلیب احمر)** (Red Cross) انجمن صلیب احمر کے اغراض و مقاصد میں تمام دنیا میں صحت عامہ کو فروغ دینا اور مصائب و آلام میں سسکتے ہوئے انسانوں کو آرام بہم پہنچانا ہے اس تحریک کا بانی سوئٹزر لینڈ کا ایک سیاح ہنری ڈیونٹ تھا۔ کئی سے انجمن صلیب احمر کا نشان بھی اس ملک کے قومی جھنڈے کے نشان کے مطابق سرخ کپڑے پر سفید صلیب کا نشان مقرر کیا گیا ہے

اب یہ ایک مدیم مثال عالمگیر تحریک بن چکی ہے تقریباً تمام مہذب ممالک میں اس کی شاخیں قائم ہیں دوران جنگ میں انجمن صلیب احمر میدان جنگ میں غیر جانبدارانہ طور پر زخمیوں کی دیکھ بھال کرتی ہے

پاکستان میں بھی اس انجمن کی شاخ قائم ہے اس کے سرپرست جمہوریہ پاکستان کے صدر ہیں نیز سکولوں میں بھی جونیئر ریڈ کراس سوسائٹیاں قائم ہیں۔

اس تحریک کا صدر دفتر جنیوا (Geneva) میں ہے

**ریڈی ایٹر** (Radiator) وہ آلہ جو انتشارِ حرارت کے کام آتا ہے چپٹی نالیوں کے جال کی شکل میں ہوتا ہے۔ مدعا یہ ہوتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ دھات کی سطح ہوا کے سامنے رہے۔ جب یہ آلہ کام کر رہا ہوتا ہے تو بائلر (Boiler) سے گرم پانی یا بھاپ پیدا ہو کر ان نالیوں میں آتی ہے دھات کے ارد گرد کی ہوا گرم ہو کر ہلکی ہو جاتی ہے اور اوپر کو اٹھتی ہے۔ نیچے سے ہر اس کی جگہ لیتی رہتی ہے۔ اس طریقے سے جو جنبش میں رہ کر گرم ہو جاتی ہے اور سارے کمرہ کو گرم کر دیتی ہے۔ انگریزی نام ریڈی ایٹر۔ دراصل اس آلہ کے لئے کوئی درست مفہوم کا حامل نہیں ہے۔ کیونکہ گرمی پھیلانے کا مذکورہ بالا طریقہ انگریزی میں کنوکشن کہلاتا ہے۔

**ریڈیائی علمِ نجوم** اجرام فلکی سے پیدا ہونے والی ریڈیائی لہروں کے مطالعہ کا علم۔ ریڈیائی علم نجوم کہلاتا ہے فلکی کائنات کی ریڈیائی لہریں ایک سنٹی میٹر سے لے کر بیس پندرہ سنٹی میٹر تک لمبی ہوتی ہیں۔ کہکشاں کے پورے راستے میں جو لہریں پیدا ہوتی ہیں ان کے چشمے ان ستاروں کے درمیانی حصے میں ہیں جو کہکشاں کے مجموعہ میں شامل

ہیں۔ اس کہکشاں میں بہت ہی لطیف گیس کے بڑے بڑے بادل بھی شامل ہیں جو سینکڑوں برس میں جمع ہوتے ہیں۔ جب یہ بادل بہت زیادہ گرم ستاروں کے پاس آجاتے ہیں جن کی سطح کی حرارت ہزاروں ڈگری تک ہوتی ہے، تو بین النجوم گیس میں بھی ہزاروں ڈگری حرارت پیدا ہو جاتی ہے اور اس میں سے ریڈیائی لہریں پیدا ہوتی ہیں۔

کہکشاں کی ریڈیائی لہروں کا تعلق کائناتی شعاعوں سے بھی ہے۔ بڑے میل کی بلندی پر ابتدائی کائناتی شعاعیں زمین کی فضا کے ایٹمی ذرات نیوکلائی سے ٹکرا کر قوت کا بہت بڑا حصہ کھو بیٹھتی ہیں۔ اس طرح نئے ذرات جنم لیتے ہیں جو سمندر کی سطح بلکہ زمین پر بھی پیوست ہو جاتے ہیں۔ بین النجوم مقناطیسی خطہ کائناتی شعاعوں کو کہکشاں کے دائرے سے باہر نہیں نکلنے دیتا۔ اس لئے یہ شعاعیں لاکھوں برس تک مقناطیسی خطے میں گردش کرتی رہتی ہیں اور انہی کی وجہ سے برقی اور مقناطیسی لہریں پیدا ہوتی ہیں۔

**ریڈیم** (Radium) ایک بہت نادر و نایاب دھات نما عنصر ہے۔ ابتداء میں یورینیم کے ایک اکسائڈ پچ بلنڈ میں پایا گیا۔ ریڈیم ایک شعاع زن (Radio-active) عنصر ہے اور اسے سرطان (Cancer) کے علاج میں استعمال کیا جاتا ہے۔ وہ معدنیات جن سے ریڈیم نکالا جا سکتا ہے چیکوسلوواکیہ، بیلجیم کانگو، امریکہ، آسٹریلیا، پرتگال اور جنوبی افریقہ میں پائی جاتی ہیں۔

انگریزی میں علامتی فارمولا (Ra) ہے۔ ایٹمی نمبر ۸۸ ہے اور ایٹمی وزن ۲۲۶٫۰۵ ہے۔

**ریڈیو** ۔ دیکھو لاسلکی

**ریڈیو آئی سوٹوپ** ۔ آئی سوٹوپ دو یونانی لفظوں کا مرکب ہے۔ آئی سوس (Isos) کے معنی ہیں ایک جیسا اور ٹوپس (Topos) کا مطلب ہے جگہ۔ مراد یہ ہے کہ کسی عنصر کے آئی سوٹوپ وزن میں مختلف ہوتے ہیں تاہم ان کی کیمیاوی خصوصیات یکساں ہیں۔ ریڈیو آئی سوٹوپ ایٹمی توانائی کی بھٹی میں تیار کئے جاتے ہیں۔ اس میں یورینیم کے بے شمار ذرات کو توڑا جاتا ہے۔ اس عمل سے حیرت انگیز حرارت بھی پیدا ہوتی ہے اور وہ طاقتور ایٹمی ذرات بھی خارج ہوتے ہیں جنہیں نیوٹرون کہتے ہیں۔ یہی حرارت اور برق مقناطیسی نیوٹرون ایٹمی توانائی کے پرامن استعمال کی بنیاد ہیں۔ صنعتی کارخانوں کے لئے کفایت شعاری سے برقی قوت پیدا کرنے میں اس حرارت کا استعمال اب کوئی دور کی بات نہیں۔ ریڈیم کی طرح چمکتے ہوئے نیوٹرونز کو پہلے ہی بیش بہا کاموں میں استعمال کیا جا رہا ہے۔ گندھک، آیوڈین اور دوسری کئی چیزوں پر ایٹمی توانائی کا عمل کیا جا رہا ہے۔ ان چیزوں کو ایٹمی توانائی کی بھٹی میں متصادم کیا جاتا ہے، تو ان سے شعاعیں پیدا ہونے لگتی ہیں۔ پھر یہ یا تو بیمار شدہ انسانی یا حیوانی اجسام یا پودوں اور پیڑوں میں غرض جہاں بھی پہنچتی ہیں، ان کا پتہ لگ سکتا ہے کیونکہ یہ ان کے اندر داخل ہو کر بھی چمکتی رہتی ہیں۔ جن چیزوں پر ایٹمی توانائی کا عمل کیا جاتا ہے انہیں ریڈیائی آئی سوٹوپ یا ریڈیو ایکٹو آئی سوٹوپ کہا جاتا ہے۔

**ریڑھ کی ہڈی** - (Spinal Chord) ریڑھ کی ہڈی جسم میں وہ سب سے بڑی اور سب سے مضبوط ہڈی ہے جس پر جسم کی دوسری ہڈیوں اور ڈھانچے کا دارومدار ہوتا ہے۔ حقیقتاً یہ ایک ہڈی نہیں ہوتی بلکہ ہڈیوں کا ایک سلسلہ ہوتا ہے۔ جس کی لمبائی جوان آدمی میں تقریباً ۲۷ انچ ہوتی ہے اور یہ سلسلہ ۳۳ بے قاعدہ ہڈیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ جو ریڑھ کے مہرے (Vertebrae) کہلاتے ہیں۔ ان مہروں کے تین حصے ہوتے ہیں۔ پہلا جسم، دوسرا دو افقی شاخیں اور تیسرا ریڑھ کی شاخ۔

ریڑھ کا اصل حصہ ۲۶ مختلف ہڈیوں سے مل کر بنا ہے، جو ایک دوسری سے اس طرح بندھی ہیں کہ ان میں لچک پائی جاتی ہے اور ہم اپنی کمر کو آگے پیچھے، جدھر چاہیں موڑ سکتے ہیں۔ اچھلنے کودنے، دوڑنے اور کروٹ لینے میں بھی سہولت رہتی ہے۔ اس ہڈی کے سلسلے میں چار خم ہیں جن کے باعث کمر پر بوجھ اٹھانے میں آسانی رہتی ہے۔ کوئی جھٹکا لگے تو اس کا اثر دماغ تک نہیں پہنچتا۔ سینے اور پیٹ کے جوف کی وسعت زیادہ

ہو جاتی ہے۔

غلط طریقہ پر چننے پھرنے یا بیٹھنے سے بچوں کی ریڑھ کی ہڈی میں خم پیدا ہو کر ان کی جسمانی ساخت بد نما ہو جاتی ہے اور دماغوں کی قوت میں کمی پیدا ہو کر ان کی پرورش صحیح نہیں ہو سکتی۔

**ریشم** ۔ (Silk) نرم اور خوش نما تار جو ریشم کے کیڑے سے پیدا ہوتا ہے اور کپڑا بننے کے کام آتا ہے یہ کیڑا کرم کے انڈے سے پیدا ہوتا ہے۔ ایک ماہ کے عرصہ میں پل جاتا ہے اور پھر اپنے اردگرد کوکون کی شکل میں حفاظتی تار لگاتا جاتا ہے۔ یہ تار یا دھاگہ خام مواد ہوتا ہے جو چین، جاپان، اٹلی اور فرانس میں پیدا ہوتا ہے۔ کوکون کے تار پھر آپس میں بٹے جاتے ہیں اور ایک باقاعدہ دھاگے کی شکل اختیار کرتے جاتے ہیں۔ پھر ان دھاگوں سے سوت بناتے ہیں اور اسے دھو کر رنگ لیتے ہیں اور ریلوں (Reels) پر چڑھا لیتے ہیں۔

کتا ہوا ریشم ایک کمتر درجہ کی قسم ہوتی ہے جو کٹے ہوئے کوکون سے حاصل کی جاتی ہے۔ ریشم کے معیاری نمونے میکلسفیلڈ کے ریشمی تھان اور ڈمن کی پاپلین ہیں۔ خود پاکستان میں بھی ریشمی کپڑے بنے جاتے ہیں اور چین، جاپان، اٹلی اور فرانس سے بھی ریشم درآمد ہوتا ہے۔

**ریشم کا کیڑا** ۔ (Silkworm) ریشم ایک باریک چمکدار اور ملائم سوت کا نام ہے جو ریشم کے کیڑے سے حاصل کیا جاتا ہے۔ زمانہ قدیم میں یہ سونے کے برابر تل کر بکتا تھا اور مصری مقبروں سے اس کے ٹکڑے برآمد ہوتے ہیں۔ یہ صنعت تمام یورپ اور ایشیا کے ممالک میں جاری ہے۔ ریشم کا کیڑا جس سے یہ ریشہ پیدا کیا جاتا ہے ایک قسم کی تیتری کا لاروا ہوتا ہے۔ اس کا اصل وطن چین ہے لیکن اب کشمیر، علاقہ پنجاب، ہندوستان اور تمام یورپین ممالک میں پالا جاتا ہے۔

کیڑا شہتوت کے پتوں پر پلتا ہے اور جب پیوپا کی حالت پر آتا ہے تو اپنے بدن سے ایک قسم کا لعاب نکال کر ایک ریشہ نکالتا ہے۔ جسے اپنے جسم کے گرد ایک خول کی طرح لپیٹتا چلا جاتا ہے۔ یہی خول ریشم کے سوت کی ریل ہے۔ یہ کیڑا اس میں پڑا رہتا ہے اور بعد میں جب پوری تیتری بن جاتا ہے تو اس میں سے سوراخ کر کے باہر نکل آتا ہے اور اڑ جاتا ہے۔ اس طرح ریشم کی [illegible] ریل ضائع ہو جاتی ہے۔ اس لئے جب یہ کیڑے کر یہ [illegible] کوکون، خول یا ریل کو مکمل کر چکتے ہیں تو ان کو گرم پانی میں ڈال کر ہلاک کر دیا جاتا ہے اور ریشمی چرخیوں کے ذریعے کوکون کے تار اتار لئے جاتے ہیں جو بہت باریک ہوتے ہیں۔ کوکون سفید بھی ہوتے ہیں، سنہرے بھی اور نیلے بھی۔ ان سے ریشم کے مختلف درجے حاصل ہوتے ہیں۔ ان کیڑوں کے انڈے محکمہ زراعت کے افسروں سے مل سکتے ہیں۔ ایک کیڑا چار سو کے قریب انڈے دیتا ہے۔

اگرچہ مصنوعی ریشم کی ایجاد سے اصل ریشم کا کام ماند پڑ گیا ہے تاہم اصل ریشم کی مانگ بدستور سابق ہے کیونکہ اس کی چمک دمک اور شان نرالی ہوتی ہے۔

**ریفریجریٹر** ۔ (Refrigerator) گرمیوں کے موسم میں کھانے پینے کی اشیا کو ٹھنڈا رکھنے اور انہیں خراب ہونے سے بچانے کے لئے ایک قسم کی الماری میں رکھا جاتا ہے جو ریفریجریٹر کہلاتی ہے۔ ایسی الماری میں اشیا رکھنے کے لئے خانے بنے ہوتے ہیں۔ ان کے گرد نالیاں ہوتی ہیں جن کا تعلق الماری کے اس نچلے حصے سے ہوتا ہے جہاں بجلی موٹر کے ذریعہ ایک پمپ چلتا رہتا ہے۔

یہ پمپ سلفر ڈائی آکسائڈ کو مائع میں تبدیل کرتا رہتا ہے۔ یہ مائع نالیوں میں سے گزرتی ہے اس کی تبخیر ہوتی رہتی ہے جس کے باعث الماری میں خنکی پیدا ہو جاتی ہے۔

**ٹمپریچر** (Temperature) کو مرضی کے مطابق بنانے کے لئے ٹھنڈک کی رفتار کو کم یا زیادہ کیا جا سکتا ہے۔

بعض ریفریجریٹروں میں از خود کام کرنے والے آلے لگے ہوتے ہیں جب ریفریجریٹر ایک مخصوص ٹمپریچر تک ٹھنڈا ہو جاتا ہے تو آلہ موٹر کو روک دیتا ہے اور

جب ٹمپریچر بڑھنے لگے تو موٹر کو چلا دیتا ہے۔

ریفریجریٹر کے اصول پر زمین دوز بڑے بڑے کمرے بنائے گئے ہیں جن کی دیواروں پر موٹے کارک یا کسی کم گرم ہونے والی شے کی موٹی تہیں چڑھا دی جاتی ہیں۔ ان کمروں میں گوشت، آلو، پھل، ترکاریاں مچھلی وغیرہ گرمی کے موسم میں رکھ دیتے ہیں جو خراب نہیں ہوتے۔ یہ کمرے کولڈ سٹوریج (Cold Storage) کہلاتے ہیں جن کا رواج پاکستان کے شہروں اور قصبوں میں عام ہو رہا ہے۔ البتہ ان کی کارکردگی کے لئے بجلی ضرور لازم ہوتی ہے۔

## ریگولیٹنگ ایکٹ ۱۷۷۳ء

(Regulating Act) پاکستان اور ہندوستان پر ایسٹ انڈیا کمپنی کی عملداری کے زمانہ میں برطانوی پارلیمان نے یہ ایکٹ منظور کر کے کمپنی کے نظام حکومت میں مندرجہ ذیل اصلاحات کیں۔

(۱) بنگال کے گورنر کو ہر صوبجات پر گورنر جنرل مقرر کر کے مدراس اور بمبئی کے صوبے بھی اس کے ماتحت کر دیئے۔

(۲) گورنر جنرل کو مشورہ دینے کے لئے چار ارکان کی ایک کمیٹی بنائی گئی جس میں کثرت رائے سے فیصلے ہوتے تھے اور گورنر جنرل کو کاسٹنگ ووٹ (Casting Vote) دینے کا حق حاصل تھا۔

(۳) کلکتہ میں ایک عدالت عالیہ قائم کی گئی جو براہ راست شاہ برطانیہ کے ماتحت تھی۔

(۴) کمپنی کے لئے یہ لازم قرار دیا گیا کہ ہر سال اپنی سالانہ کارگزاری کی رپورٹ برطانوی پارلیمان کے سامنے پیش کرے۔

اس ایکٹ کو ہندوستان میں برطانوی حکومت کا سنگ بنیاد (Foundation Stone) کہا جاتا ہے

## ریلوے

ریلوے۔ (Railways) سنہ ۱۶۹۰ء میں کوئلے کی کانوں میں لکڑی کی پٹڑیاں بچھائی گئی تھیں تاکہ نقل و حمل میں آسانی رہے۔ سنہ ۱۸۰۰ء میں پہلی عوامی ریلوے چلائی گئی جسے گھوڑے کھینچتے تھے۔ واٹ (Watt) اور دیگر موجدین کی کوششوں سے پہلا بھاپ کا انجن تیار کئے جانے پر سنہ ۱۸۰۰ء میں پہلی مشینی گاڑی (Mechanical Train) چلائی گئی۔ ۱۸۲۵ء میں سٹیفن سن وغیرہ کی کوششوں سے ایسا انجن تیار ہوا جس کی رفتار ۵ میل فی گھنٹہ تھی۔ اب تو دنیا بھر کے ممالک میں ریلوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ انجنوں اور گاڑیوں کی ساخت اور رفتار انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔

## ریمبراں

ریمبراں (Rembrandt) ہالینڈ کا ایک مصور ہے تاریکی تصاویر بنانے میں کمال حاصل تھا۔ ایک متمول کارخانہ دار کا لڑکا تھا۔ سنہ ۱۶۰۶ء میں لائیڈن میں پیدا ہوا اور لنڈن کے ایک مشہور مصور سوانن برچ (Swanen Burrh) سے مصوری سیکھی۔ کچھ عرصہ تک ایمسٹرڈم (Amsterdam) میں بھی یہ فن سیکھتا رہا جہاں اس نے مستقل رہائش اختیار کر لی اور اسی فن کی بدولت بہت سی دولت پیدا کی۔ لیکن ۱۶۵۶ء میں بیوی کی وفات کے بعد پیسے پیسے کو محتاج ہو گیا اور اس کی بنائی ہوئی تصویریں کوڑیوں کے مول فروخت ہونے لگیں لیکن اس نے ہمت نہ ہاری۔ اور بہتر سے بہتر تصاویر بناتا رہا۔

اس کی تصاویر برطانیہ کے عجائب گھر میں آج تک موجود ہیں۔ ان تصاویر میں (Anatomy Lesson) (Night Watch) اور (Woman Taken to Adultry) بہت مشہور ہیں جو برطانیہ کی نیشنل گیلری (British National Gallery) میں محفوظ ہیں۔

## رینان

رینان۔ (Ernest Renan) جوزف ارنسٹ رینان فرانسیسی فلسفی اور مذہبی مورخ ۱۸۲۳ء میں پیدا ہوا۔ ابتدا میں پادری بننے کے لئے تعلیم پائی لیکن بعد میں بائیبل کی تاریخی تحقیقات میں مصروف ہو گیا۔ اس کی کتاب حیات مسیح (Life of Jesus) ۱۸۶۳ء میں پیدا ہوئی جو بہت مقبول ہوئی۔ بعد میں سینٹ پال، مارکس، ایریمس اور تاریخ اسرائیل

لکھی۔ مذہب اور علم کی بحث میں رینان کو مشرقی فیلسوف سید جمال الدین افغانیؒ کا مقابلہ کرنا پڑا۔ رینان نے ۱۸۹۲ء میں وفات پائی۔

**رینڈیر (Reindeer)** ہرن کی طرح سینگ والا ایک پالتو جانور جو ٹنڈرا کے میدانوں میں پایا جاتا ہے۔ وہاں کے لوگ اس کا دودھ پیتے ہیں۔ اس کے بالوں سے کمبل بنتے ہیں اور اس کی کھال سے پوشش کا کام لیتے ہیں۔ رینڈیر کو برف پر پھسلواں گاڑیوں کے آگے بھی جوتتے ہیں۔

**رینگنے والے جانور (Creeping Animals)** وہ جانور مراد ہیں جو عموماً پیٹ یا ننھی ننھی ٹانگوں کے بل زمین پر رینگتے نظر آتے ہیں ان کی کئی قسمیں ہیں اور ہر ایک اپنی زعیت کے اعتبار سے مختلف ہے۔ مثلاً چھپکلی، گوہ اور سنسا ایک ہی وضع کے ہیں۔ سانپ ایک علیحدہ زعیت کا جانور ہے۔ کیکڑا ایک اور قسم ہے اسی طرح خراطین یا کیچوا جو اکثر بارش کے بعد فوراً زمین سے نکل آتا ہے ایک جدا زعیت کا سفید جانور یا کیڑا ہے۔

موجودہ محققین نے رینگنے والے جانوروں کو بڑی بڑی پانچ قسموں میں تقسیم کیا ہے چنانچہ کچھوا اور گھڑیال بھی انہی میں شمار کئے جاتے ہیں۔



**ریوند چینی (Rhubarb)** ریوند چینی ایک پودا ہے جو کئی سال تک رہتا ہے۔ یہ پودا ایک لمبی اور دار چینی کی شکل میں اُگتا ہے جس کے سروں پر چوڑے اور بڑے بڑے پتے ہوتے ہیں۔ اس کی ٹہنیاں خوراک کے طور پر کھائی جاتی ہیں اور جڑیں جلاب کے طور پر استعمال ہونے کے علاوہ بہت سی دواؤں میں بھی استعمال ہوتی ہیں۔

# ز

**زار روس:** شاہان روس کا لقب۔ ۱۹۱۷ء میں روسی شہنشاہیت کے ساتھ یہ لقب بھی ختم ہو گیا۔ زار لاطینی لفظ "سیزر" کی تحریف ہے۔ روس میں یہ لقب سب سے پہلے پیٹر اعظم (۱۶۷۲ء - ۱۷۲۵ء) نے اختیار کیا تھا۔

**زارینہ:** زار شہنشاہ روس کا خطاب تھا۔ زارینہ کا لفظ اس کا مؤنث ہے۔ ملکۂ روس کو زارینہ کہتے تھے۔

**زاغلول پاشا:** (Zaghlul) سعد زاغلول پاشا (۱۸۵۷ء - ۱۹۲۷ء) ایک مصری سیاستدان جس نے انگریزوں کے خلاف مصری سیاست میں تہلکہ مچا دیا تھا۔ ۱۹۲۱ء میں انگریزوں نے اسے جلاوطن کیا۔ ۱۹۲۴ء میں وہ وفد پارٹی کا سربراہ بنا۔ مصطفٰے نحاس پاشا سعد زاغلول کا دست راست تھا اور وفات پر وفد پارٹی کی وزارت عظمٰی کے منصب پر فائز ہوا۔ شاہ فاروق کی تخت سے علیحدگی کے وقت پر وفد پارٹی برسر اقتدار تھی۔

**زال:** ایران کے پہلوان، رستم کے باپ کا نام ہے جس کے بال پیدائش سفید تھے۔ مجازاً بڈھے، پھوس آدمی کو بھی کہتے ہیں۔

**زاویہ:** تکیہ، حجرہ، کوٹھی، کیسہ، زاویہ عربی لفظ ہے اور زوی بمعنی مڑنا، کونہ بنانا، ایک طرف کو ہو جانا۔ زاویہ تکیے کو بھی کہتے ہیں۔ جہاں انسان زندگی سے منہ موڑ کر گوشہ نشین ہو کر بیٹھ جاتا ہے، اور یاد خدا میں مصروف ہو جاتا ہے۔ مسجد یا خانقاہ کے ساتھ جو حجرہ ہوتا ہے، اسے بھی زاویہ کہتے ہیں۔ حجرہ بھی مسجد یا خانقاہ کے ایک طرف کو یا پہلو میں ہوتا ہے۔ کسی گلی محلے میں یا کسی بڑی عمارت میں، ایک جانب کو کوٹھڑی سی بنا لیتے ہیں، اسے بھی اس نام سے تعبیر کر دیتے ہیں۔ بسا اوقات کسی شاندار بنگلے یا عمارت کو صاحب خانہ انکسار کے طور پر زاویہ کا نام دے دیتا ہے۔ کوٹ یا قمیص میں جو ایک پہلو پر کیسہ لگا ہوتا ہے، اسے بھی مجازاً "زاویہ" کے نام سے موسوم کر دیتے ہیں۔ کسی مساحتی شکل (کون، چوکور وغیرہ) میں زاویہ ہوتا ہے۔ "زاویہ نگاہ" "نقطہ نظر" کو بھی کہتے ہیں۔ مثلاً کسی مضمون یا تقریر کو مختلف زاویہ ہائے نگاہ سے جانچا جاتا ہے

**زاویے (Angles):** ایک دوسرے کو قطع کرنے والے دو خطوطِ مستقیم کے مقام اتصال پر کا کونہ یا کونے۔ زاویے کی پیمائش اس دائرے کے میلی درجوں میں ہوتی ہے جس کا مرکز زاویہ کا راسی نقطہ ہو۔ اگر کسی دائرے کے محیط کو ۳۶۰ برابر حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ اور نقاط تقسیم مرکز سے ملائے جائیں۔ تو دائرے کا وہ رقبہ جو دو متصل خطوط کے درمیان واقع ہو گا۔ ایک درجہ رقبہ کہلائے گا۔ اور جو کونہ راس پر بنے گا وہ ایک درجہ کا زاویہ کہلائے گا۔ اس طرح سے کل چکر میں ۳۶۰ درجے ہوئے۔ اب اگر کسی کونے کی پیمائش مطلوب ہو۔ تو دیکھ لیا جاتا ہے کہ اس میں کتنے درجے ہیں۔ اس بات کا اندازہ کرنے کے لیے ایک آلہ استعمال کیا جاتا ہے جس کو "پروٹریکٹر" (Protractor) یا "جانچہ" کہتے ہیں۔ یہ لکڑی، دھات یا پلاسٹک وغیرہ کا ایک نصف دائرہ ہوتا ہے۔ جس پر درجوں اور ان کے کسور کے نشانات لگے ہوتے ہیں۔ اور اس کو مطلوبہ کونے پر جما کر دیکھ لیا جاتا ہے کہ اس میں کتنے درجے ہیں۔ اس آلہ میں ۱۸۰ درجوں کے نشانات لگے ہوتے ہیں۔ جو گھڑی کی سوئیوں کی حرکت

کے رُخ اور ریز اس کے اُلٹ ہوتے ہیں۔ تاکہ جس طرف بھی زاویہ کا رُخ ہو اس کی پیمائش ہو سکے۔

زاویہ کی تین بڑی قسمیں ہیں۔ زاویہ قائمہ جو ۹۰ درجے کا ہوتا ہے اور اس طرح ہر دائرے میں چار قائمے زاویے ہوتے ہیں۔ زاویہ حادہ جو زاویہ قائمہ سے چھوٹا ہوتا ہے اور زاویہ منفرجہ جو قائمہ سے بڑا ہوتا ہے۔

زاویہ کی نشان دہی ا بؔ ج سے ہوتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ا ب ج ایک زاویہ ہے جس کی راس نقطہ ب پر ہے یعنی زاویہ کا نام لیتے وقت کوئی سے تین حروف استعمال کیے جا سکتے ہیں۔ لیکن راسی نقطہ ہمیشہ درمیان میں آئے گا اور ^ زاویہ کا نشان ہے۔ درجوں کا اظہار بھی نشان کے ذریعہ ہوتا ہے جیسے 75° جس کے معنی ہیں 75 درجوں کا زاویہ۔ زاویہ کے ایک درجے کو 60 برابر حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جس میں سے ہر ایک کو منٹ (Minute) کہتے ہیں۔ اور ہر منٹ ساٹھ حصوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ جس میں سے ہر ایک کو سیکنڈ (Second) کہتے ہیں۔ گھڑی کے منٹ اور سیکنڈ بھی درجوں کے حصے ہیں۔ صرف فرق یہ ہے کہ گھڑی کا درجہ جس کو گھنٹہ کہتے ہیں زاویہ کے درجے سے بڑا ہوتا ہے۔ یعنی زاویہ کے درجے سے 15 گنا کیوں کہ یہ تقسیم دن رات سے تعلق رکھتی ہے۔ جس کا شمار ۲۴ گھنٹے کا ہوتا ہے۔ زاویہ کی اور بھی بہت سی قسمیں ہیں

## زاہد حسین

زاہد حسین۔ پاکستان کے ممتاز ماہر اقتصادیات ۱۸۹۵ء میں پیدا ہوئے۔ علی گڑھ کالج اور لاہور میں تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں چیف کمشنر کی حیثیت سے فرائض سر انجام دیے ۱۹۳۷ء میں حکومت حیدر آباد نے ان کی خدمات حاصل کیں اور وزیر مالیات مقرر کیا۔ تقسیم ملک کے بعد وہ پاکستان چلے آئے۔ اور اگست ۱۹۴۷ء میں ہندوستان میں پاکستان کے پہلے ہائی کمشنر مقرر ہوئے۔ اپریل ۱۹۴۸ء تک اسی عہدے پر فائز رہے اس کے بعد انہیں پاکستان اسٹیٹ بنک کا پہلا گورنر مقرر کیا گیا۔ ۱۹۵۳ء میں حکومت نے منصوبہ بندی بورڈ کی تشکیل کی۔ تو آپ اس کے صدر مقرر ہوئے۔ دسمبر ۱۹۵۶ء تک اسی عہدے پر مامور رہے۔ انہی کی رہنمائی میں پاکستان کا پہلا پنج سالہ منصوبہ تیار ہوا جس میں ملکی معیشت کے استحکام کے لیے زرعی اصلاحات کی سفارش کی گئی تھی۔ مگر اس وقت کا متمول طبقہ ان اصلاحات کے خلاف تھا اس لئے انہیں منصوبہ بندی بورڈ کی صدارت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ بعد ازاں ۱۹۵۷ء تک وہ محصولات کی تحقیقاتی کمیشن کے صدر رہے۔ ۱۴ نومبر ۱۹۵۷ء کو ۶۲ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

## زاہدی فضل اللہ جنرل

زاہدی فضل اللہ جنرل۔ ایران کے سابق وزیر اعظم جو بہت پُرانے سپاہی اور سیاست دان ہیں۔ ۱۹۵۱ء میں انہوں نے ڈاکٹر مصدق کی حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش کی مگر ناکام رہے ۱۹۵۲ء میں انہیں مارشل لاء کے تحت گرفتار کر لیا گیا۔ اور بعد میں رہا کر دیئے گئے۔ جب شہنشاہ ایران ملک سے فرار ہو گئے۔ تو وہ جنرل زاہدی کو وزیر اعظم مقرر کر گئے۔ چنانچہ ۲۲ اگست ۱۹۵۳ء کو وہ ڈاکٹر مصدق کی حکومت کا تختہ الٹنے میں کامیاب ہو گئے ڈاکٹر مصدق کو جیل بھجوا دیا اور ان کے دستِ راست اور ایران کے سابق وزیر خارجہ ڈاکٹر حسین فاطمی اور کئی فوجی افسر گولی کا نشانہ بنے۔ انہوں نے ایرانی تیل کے بارے میں ایک مخلوط آئل کمپنی سے معاہدہ کر لیا۔ جس میں امریکہ، برطانیہ اور فرانس کے علاوہ بعض دوسرے یورپی ممالک کی تیل کمپنیوں کو بھی رکنیت حاصل ہے۔ ان میں سب سے زیادہ حصے سابق اینگلو پرشین آئل کمپنی کے ہیں۔

## زائچہ

زائچہ۔ (Horoscope) جنم پترا، کنڈلی، وہ کاغذ جو نجومی لوگ بچے کی پیدائش کے وقت بناتے ہیں اس میں ولادت کی تاریخ، وقت، ماہ، سال وغیرہ درج ہوتے ہیں اور پیدائش کے وقت کے مطابق بچے کی تمام عمر کے نیک و بد کا حال بتایا جاتا ہے۔ اردو میں "زائچہ بنانا" انگریزی میں ( Co Cast ) کہتے ہیں۔

نیز مٹی کی شکلیں بھی جو رمال قرعہ ڈال کر بناتے ہیں زائچہ کہلاتی ہیں۔

## زائد منافعوں پر محصول

زائد منافعوں پر محصول۔ (Excess Profit Tax) ایسا محصول جو اس قسم کی آمدنیوں پر عاید کیا جاتا ہے جو معمول سے زیادہ تجاوز کر جائیں۔ خاص طور پر یہ محصول جنگ کے دوران میں عاید کیا جاتا ہے تاکہ لوگوں کو زیادہ منافع اندوزی سے باز رکھا جا سکے۔ چنانچہ دوسری جنگ عالمگیر کے دوران میں امریکہ نے ایسی آمدنیوں پر جو ۱۹۳۶ء تا ۱۹۳۹ء کی اوسط آمدنیوں سے متجاوز ہو گئی تھیں۔ غیر معمولی ٹیکس عاید کر دیا تھا۔ چنانچہ دس ہزار ڈالر تک کی آمدنی کو مستثنےٰ قرار دے کر اس سے زائد آمدنیوں پر ۹۵ فیصد تک یہ ٹیکس عاید کیا گیا۔ اکثر ممالک میں عام حالات میں بھی آمدنی میں اضافے کے ساتھ ساتھ ٹیکس میں بھی بتدریج اضافہ کر دیا

جاتا ہے۔

## زبان (Tongue)

ایک عضلاتی عضو جو منہ میں ہوتا ہے۔ زبان بولنے، غذا کا ذائقہ معلوم کرنے اور غذا کو منہ میں گھمانے میں مدد دیتی ہے۔ بیماریوں کی وجہ سے اس پر سفیدی جمع ہو جاتی ہے۔ جو بیشتر نقل معدہ کی علامت ہوتی ہے۔ پیاس کی حالت میں خشک ہو کر تکلیف دیتی ہے

## زبان (Language)

بول چال، بات چیت، گفتگو، لسان، محاورہ، بولی، الفاظ یا کلمات جو زبان اور منہ سے نکالے یا بولے جاتے ہیں۔ انسان کو قدرت نے علم اور بیان کی طاقت سے نواز کر اشرف المخلوقات قرار دیا ہے خَلَقَ الْاِنْسَانَ، عَلَّمَہُ الْبَیَانَ میں انسان کی اسی نطق اور قوتِ گویائی کی طرف بہت بلیغ اشارہ کیا گیا ہے۔

زبان ایک ایسا طاقت ور ذریعہ ہے جس سے ہم اپنا مافی الضمیر اور مفہوم دوسرے ہم جنسوں تک پہنچاتے ہیں، اور ان سے اُن کا مُدعا اور مفہوم اخذ کرتے ہیں، علمی تہذیبی اور ثقافتی ترقیات زبان کے بغیر ممکن نہیں، زبان کی حیثیت ایک ایسی بنیاد کی ہے جس کے بغیر روزمرہ کی زندگی کی گاڑی ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں چل سکتی۔ جس طرح مچھلی پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی یا پانی، ہوا اور غذا کے بغیر زندگی ممکن نہیں اسی طرح تہذیب و تمدن اور تمام علوم زبان کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ یہ ایک قدرتی عطیہ ہے جو انسان کو حیوانِ نباتات اور حیوانات سے ممیز کرتا ہے۔

ابتدا میں ایک مدت مدید تک نسلِ انسانی کی زبان ایک ہی تھی۔ حادثاتِ زمانہ، خصوصاً طوفانِ نوح کے بعد انسانی آبادی جبل جودی پر اتر کر بڑی سرعت سے بڑھی، اور تلاشِ رزق میں مختلف سمتوں میں پھیل گئی۔ آب و ہوا اور جغرافیائی اختلافات کی وجہ سے اختلافِ زبان و رنگ و بو پیدا ہوا، اور یہی اختلاف بالآخر نیا کی بڑی بڑی زبانوں کو جنم دینے کا باعث بنا،

عربی زبان کو ام الالسنہ کہا جاتا ہے۔ اس کی وجہ دراصل یہ ہے کہ بنی آدم کی اصل زبان عربی تھی۔ عبرانی اسی کی بگڑی ہوئی ایک شکل ہے۔ محققینِ لسانیات اس امر پر متفق ہیں۔ کہ سامی زبانیں اصل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اور عربی سامی زبانوں میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور جامع زبان ہے۔ جس کی وسعت کو دنیا کی کوئی دوسری زبان نہیں پہنچ سکتی۔ اُم الالسنہ کی حیثیت سے ایسا ہونا ناگزیر ہے



**زبدۃ الحکما** - ہمارے ملک میں علم طب کی سب سے اعلیٰ ڈگری ہے، جو ڈاکٹری کے ایم۔ ڈی کے مترادف ہے۔ ڈاکٹر تو محض طبیب ہی ہوتے ہیں۔ مگر "زبدۃ الحکما" کی سند رکھنے والا ایک بہت بڑا عالم، فاضل اور حکیم سمجھا جاتا ہے "زبدۃ الحکما" میں نہ صرف طب پڑھائی جاتی ہے بلکہ فلسفہ الٰہیات، علم کلام اور اخلاقیات کا بھی علم شامل ہوتا ہے عربی میں حکیم کا لفظ دانا اور مدبر وغیرہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اور صرف طبیب کا لفظ ان معنوں میں آتا ہے جن میں حکیم کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔

## زبرجد (سنگ یشب) (Blood Stone)

ایک سبز رنگ کا پتھر ہے جس پر خونی رنگ کے دھبے ہوتے ہیں۔ یہ قیمتی پتھر ہے۔ دہلی کے لال قلعے کے محلات اور دیوانِ عام میں اور نیز آگرہ میں اعتماد الدولہ کے مقبرے پر اس پتھر کے بے شمار نگینے جڑے ہیں۔ چوں کہ اس پر خونی رنگ کے دھبے ہوتے ہیں۔ اس لئے اسے انگریزی میں "بلڈ سٹون" (Blood Stone) یعنی خونی پتھر بھی کہتے ہیں

**زبور** - قرآن پاک میں جن چار آسمانی کتابوں کا ذکر ہے اُن میں پہلی کتاب یہی ہے جو حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔ حضرت داؤد علیہ السلام جب اس کو پڑھا کرتے تھے تو علاوہ جن و انس کے وحوش و طیور بھی اس کو سننے کے واسطے جمع ہو جایا کرتے تھے۔ اصل کتاب اب دنیا سے ناپید ہو چکی ہے اور اس کے متعلق بہت کم علم ہے اس کا کچھ حصہ موجودہ توریت میں شامل ہے اور اسے حضرت داؤد کے گیت کہا جاتا ہے، اس کا ترجمہ بہت زمانہ گزرا عربی میں بھی ہو چکا تھا لیکن اس امر میں بہت شبہ ہے کہ وہ اصل بھی ہے یا نہیں۔ زبور شامی، عبرانی اور قبطی زبانوں میں بھی مروج ہے اور اس کے معنی "تحریر یا کتاب" کے ہیں۔

**زبیر بن العوام** - نام زبیر۔ کنیت ابو عبداللہ۔ لقب حواریِ رسول اللہ۔ حضرت محمدؐ کے پھوپھی زاد بھائی تھے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے داماد۔

ہجرت سے ۲۸ سال پہلے پیدا ہوئے۔ سولہ برس کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ پہلے حبشہ اور پھر مدینہ کو ہجرت کی۔ جنگ بدر میں بڑی جانبازی سے لڑے اور دیگر غزوات میں بھی بڑی شجاعت دکھائی۔ فتح مکہ کے روز رسول اللہ کے

ذاتی دستے کے علمبردار تھے۔ جنگ فسطاط میں حضرت عمرؓ نے چار افسروں کی معیت میں چار ہزار مجاہدین کی کمک مصر روانہ کی ان میں ایک افسر حضرت زبیرؓ تھے۔ اور اس جنگ کی فتح کا سہرا آپ کے سر ہے۔

جنگ جمل میں حضرت علیؓ اور امام حسنؓ کے مخالفین کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ لیکن جلد ہی رسول اللہؐ کی ایک پیشین گوئی کو یاد کر کے اپنے اس عقیدہ سے تائب ہو گئے۔ جس پر مخالفین حضرت علیؓ میں سے جرموز نامی نے نماز میں آپ کو شہید کر دیا۔

رسول اللہ سے قربت رکھنے کے باعث بے شمار احادیث جانتے تھے۔ لیکن بہت کم احادیث بیان کر سکے۔ مروجہ کتب احادیث میں بعض احادیث آپ سے مروی ہیں۔

آپ بڑے عالم، حد سے زیادہ شجاع اور دلیر، مستقل مزاج اور مساوات پسند تھے۔ آپ تاجر تھے۔ اور اس کی بدولت کافی سے زیادہ دولت مند تھے۔ آپ صاحب جائداد بھی تھے آپ کا ایک مکان کوفہ میں، ایک مصر میں، دو بصرہ میں اور گیارہ مکان مدینہ میں تھے۔ علاوہ ازیں کافی زمین اور باغات آپ کی ملکیت تھے۔ اس کے باوجود بہت سادہ لباس پہنتے اور سادہ غذا کھاتے تھے۔ البتہ میدان جنگ میں ہمیشہ اعلیٰ قسم کے اور عمدہ ریشمی کپڑے پہن کر جاتے تھے آپ کا شمار رسول اللہ کے افضل اور ممتاز صحابہ میں ہوتا ہے

## زبیرؓ بن عبیدہ

زبیرؓ بن عبیدہ قبیلہ اسد سے تھے اور صحابی اور پہلے مہاجرین میں سے تھے۔ ابو عمر محمد بن اسحاق کی روایت سے بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ بنو غنم بن دودان ابن اسد بن خزیمہ میں سے جن اصحاب نے مدینے کی طرف ہجرت کی ان میں الزبیر بن عبیدہ تمام بن عبیدہ اور سنجرہ بن عبیدہ بن الزبیر بھی تھے۔

## زچگی

**زچگی** (Confinement) بچے کی پیدائش سے کچھ دن پیشتر عورت کا صاحب فراش ہونا۔ یہ زمانہ ہسپتال یا ایسے ادارہ میں بسر کرنا چاہیئے جہاں زچہ و بچہ کی دیکھ بھال ہوتی ہے لیکن اگر ضرورۃً یا مصلحتاً بچے کی پیدائش گھر ہی میں ہونا چاہیئے تو اس کے لیئے ایسا کمرہ منتخب کیا جائے جہاں شور و غل نہ ہو اور جو مکان کے ایک طرف واقع ہو۔ کمرہ میں صرف ایک بستر ہونا چاہیئے۔ یہ بہتر ہو گا۔ اگر فرش پر موم جامہ بچھا دیا جائے۔ کمرہ میں غیر ضروری فرنیچر یا زوائدات نہیں ہونی چاہئیں۔ اگر گرم ٹھنڈے پانی کے نلکوں کا بندوبست نہ ہو۔ تو کم از کم اسٹوو پر پانی کے لیئے دو برتن ضرور رہنے چاہئیں اور کافی مقدار میں گرم پانی کا بندوبست کر لینا چاہیئے۔ خاص خاص چیزیں جن کا بندوبست کر لینا چاہیئے یہ ہیں: موم جامہ کی چادر، پردے، روئی، کوئی تعفن ربا دوا، سپرٹ کی بوتل، بورک لوشن (Boric Lotion) صاف تولئے، صابن، اور ناخن صاف کرنے کا برش۔

## زحل

**زحل** (Saturn) کیوان یا سنیچر ایک سیارہ جو زمین سے بعید ترین فاصلے پر ہے۔ اس کے گرد آٹھ چاند ہیں۔ نجومیوں کا خیال ہے کہ جو بچہ اس کے سائے میں پیدا ہوتا ہے وہ سست، کاہل، سرد مہر اور تاریک خیال ہوتا ہے۔

نیز قدیم یونانی اور لاطینی علم الاصنام میں اسے دیوتاؤں کا باپ تصور کیا جاتا تھا۔ جو مسرت اور فراوانی کے جذبات کا حاکم تھا۔ اس کے فرزند جوپیٹر (Jupiter) نے اسے تخت سے اتار دیا۔ اور خود حاکم بن بیٹھا

## زخم

**زخم** - (Wound) زخم بدن کا وہ حصہ ہے جو چوٹ لگنے یا کسی نوکیلی چیز کے چبھ جانے کے باعث پھٹ گیا ہو۔ اور یہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ بند زخم اور کھلا زخم۔

اگر کسی چوٹ کے باعث کھال پر بظاہر کوئی نشان نہ ہو۔ بلکہ کھال کے نیچے گوشت کے ریشے ٹوٹ گئے یا پھٹ گئے ہوں۔ اور سخت تکلیف ہوتی ہو۔ تو یہ اندرونی چوٹ کہلاتی ہے اور یہ زخم بند زخم کہلائے گا

اگر کسی چوٹ لگنے سے کھال پھٹ جائے یا چھل جائے اور اس کے نیچے کی رگیں اور ریشے نظر آنے لگیں۔ تو یہ کھلا زخم کہلائے گا۔

زخموں کی اور بھی کئی قسمیں ہیں۔ مثلاً معمولی زخم۔ گہرے تیز دھار کے آلہ مثلاً چاقو، تلوار وغیرہ کے زخم یا بندوق کی گولی کے زخم۔

زخم کی صورت میں پہلے خون کو فوراً بند کرنے کی فکر کرنی چاہیئے۔ دیرینہ زخم کے گندے اور بیرونی مادے کو نکال دینا چاہیئے۔ معمولی زخم کی حالت میں خشک مرہم پٹی کرنا مفید رہتا ہے

کسی دافع عفونت دوا مثلاً سپرٹ وغیرہ سے زخم کو اچھی طرح دھو کر مرہم پٹی کرنے سے اس میں جراثیم پیدا ہونے

کا خدشہ نہیں رہتا۔ ایسی پٹی پر گرم یا بعض حالتوں میں ٹھنڈے پانی کی ٹکور بھی مفید رہتی ہے۔

## زراعت (Agriculture)

زمانہ قبل از تاریخ سے انیسویں صدی عیسوی کے اختتام تک زراعت کا پیشہ ایک حالت پر رہا۔ آلات زراعت اور طریقہ زراعت دونوں ایک حالت پر چلتے آئے۔ اور زراعت سے مقصود صرف زمین کا کھودنا، جوتنا اور آباد کرنا تھا۔ موجودہ دور ترقی نے اس کے حلقہ کو بہت وسیع کر دیا ہے نئے آلات مختلف کھادوں اور مناسب دواؤں کا استعمال شروع ہو گیا ہے۔ اس کو ایک مستقل سائنس بنا کر اس کی باقاعدہ تعلیم کالجوں میں دی جاتی ہے اور نت نئی تحقیقات ہوتی رہتی ہیں۔

موجودہ زمانہ میں زراعت سے مراد اناج پیدا کرنا۔ تمباکو اور سویابین پیدا کرنا۔ پھل اور ترکاریاں پیدا کرنا۔ مویشی پالنا، زراعت کی ضرورت کے علاوہ دودھ اور گوشت کی غرض سے بڑے پیمانہ پر مرغی خانہ قائم کرنا۔ خرگوش اور گلہری کا ان کی کھالوں کی غرض سے پالنا۔ شہد کی مکھیاں اور بکریاں پالنا وغیرہ ہیں۔ اب ہل کا کام ٹریکٹر سے لیا جاتا ہے۔ زمین کو مختلف کھادوں کے علاوہ بجلی کی طاقت کے ذریعہ قوی بنایا جاتا ہے۔ مختلف طریقے زمین کی سیرابی کے لئے ایجاد ہو چکے ہیں اور ان کے لئے جداگانہ آلات بنائے گئے ہیں۔ پودوں کی بیماریوں کا علاج دواؤں کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ آب پاشی کے لئے بجلی یا تیل سے چلنے والے ٹیوب ویل (Tube Well) نصب کئے جاتے ہیں، گویا مشینی زراعت نے دستی کشاورزی اور کاشت کی جگہ رفتہ رفتہ لے لی ہے۔ امریکہ کا فنِ زراعت اس وقت دنیا میں پیش پیش ہے اور پسماندہ ممالک کے لئے قابلِ تقلید ہے۔

## زراعت کی تنظیم (پاکستان میں)

پاکستان میں زراعت کی ترقی کی خاطر مرکزی اور صوبائی حکومتوں میں الگ الگ محکمے وزارتیں قائم ہیں۔

مرکزی وزارت کا کام جا بجا زراعتی کالج کھولنا، جدید زراعتی طریقوں کو ملک میں رائج کرنا، ٹڈیوں اور پودوں کے دشمن کیڑوں سے ملک کو بچانا، زراعتی قرضے دینا، ملک کی پیمائش کرنا، آب پاشی کے ذرائع پیدا کرنا۔ غرضیکہ ملک میں تمام زراعتی امور سے عہدہ برآ ہونا ہے۔ ان سب امور کے لئے مرکزی وزارت میں ذیل کے محکمے ہوتے ہیں:

۱۔ امداد باہمی اور مارکیٹنگ کا محکمہ۔
۲۔ پودوں کی حفاظت کا محکمہ۔
۳۔ امداد باہمی کی انجمنوں کا نگران محکمہ۔
۴۔ شکر، گڑ اور بناسپتی تیل وغیرہ بنانے والا محکمہ۔

یہ محکمے صوبائی زراعتی محکموں کو اس معاملے میں ہدایات بھی دیتے ہیں۔

صوبائی حکومتوں کے تحت جو زراعتی محکمے ہیں۔ ان کا کام اپنے صوبے میں ایسے ہی مفید زراعتی امور کا انجام دینا۔ اور زراعتی کاموں کی دیکھ بھال کرنا ہے۔

مشرقی پاکستان کا محکمہ زراعت ایک ڈائرکٹر اور چار اسسٹنٹ ڈائرکٹروں پر مشتمل ہے۔ مغربی پاکستان میں علیحدہ علیحدہ حلقوں کے علیحدہ علیحدہ اسسٹنٹ ڈائرکٹر اور ان کے ماتحت عملے ہیں۔ اور سارے صوبہ کے لئے ایک اعلےٰ ڈائرکٹر مامور ہے۔

## زرافہ (Giraffe)

دنیا میں جتنے جانور پائے جاتے ہیں۔ ان سب میں یہ جانور ممتاز ہے۔ کیوں کہ یہ قد میں سب سے اونچا ہے جب یہ پوری طرح جوان ہوتا ہے۔ تو اس کا قد ۱۸ فٹ سے ۲۰ فٹ تک ہو جاتا ہے یہ جانور پچھلی طرف سے نیچا ہوتا ہے۔ لیکن اس کی گردن اور اگلا حصہ بہت لمبوترے ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ اونچے سے اونچے درخت پر سے بھی پتے اتار کر کھا سکتا ہے۔ وطن اس کا افریقہ ہے۔ افریقہ کے سوا کہیں نہیں ہوتا۔ رنگ ہرن کی طرح ہلکا شربتی ہوتا ہے لیکن بدن پر سیاہ رنگ کے داغ ہوتے ہیں۔ زبان بھی بہت لمبی ہوتی ہے۔ افریقہ سے یہ جانور دیگر ممالک میں لے جایا جاتا ہے۔ لیکن اس کے لئے جہاز پر خاص چھتے بنانے پڑتے ہیں۔ کیوں کہ یہ جہاز کے معمولی چھتوں میں مشکل سے سما سکتا ہے۔

## زرتشت (زردشت) (Zoroaster)

ایران کا ایک مذہبی رہنما اور زرتشتی (پارسی) یا آتش پرست فرقے کا بانی۔ مسیح سے غالباً ایک ہزار برس پہلے گزرا

ہے۔ پارسیوں کی مذہبی کتاب زند اوستا میں اسے پیغمبر بتایا گیا ہے اس کتاب میں زرتشت کے عقائد درج ہیں۔ زرتشت کا مذہب کئی پہلوؤں سے آریوں کے پرانے مذہب سے ملتا جلتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہندوستانی اور ایرانی دونوں آریائی نسل سے ہیں۔ اگرچہ زرتشتی مذہب میں بھی دیوی، دیوتا موجود ہیں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ زردشت ایک خدا کا قائل تھا جس کو وہ "آہورمزدا" کہتا تھا۔ "گاتھا" کی تحریر کے مطابق نیکی اور بدی کے دو خدا ہیں۔ ایک "مزدا" اور دوسرا "اہرمن" اور ان دونوں کے اوپر "آہورمزدا" ہے جو مالک کل ہے

زرتشتی عقیدہ کے لوگ میناروں میں آگ جلا کر اس کی پرستش کرتے ہیں۔ اور اپنے مردوں کو جلاتے یا دفن نہیں کرتے بلکہ ویرانوں میں پھینک آتے ہیں تاکہ انہیں گدھ اور پرند نوچ کر کھا جائیں (نیز دیکھو آتش پرست)

## زرد خطرہ (Yellow Peril)

زرد لوگوں کی نسل کی تعداد کو ان کی زیادتی کے پیش نظر سفید نسل کے لوگ اپنے لئے خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ گذشتہ چند سالوں میں زرد نسل کے لوگ خود اسی طرح ایک دوسرے کے خلاف لڑتے رہے ہیں جس طرح گوری نسل کے لوگ، اور یقیناً یہ جنگیں نسلی منافرت کی بناء پر ہی لڑی گئیں۔

## زرد (دریا) (Yellow River or Hwang-ho):-

ملک چین کا ایک بڑا دریا جس کی لمبائی ۲۷۰۰ میل کے قریب ہے، اس کی ابتدا تبت میں ہوتی ہے اور اس کا منبع سطح سمندر سے ۱۴۰۰۰ فٹ بلند ہے۔ صوبہ کنسو میں سے ہو کر گزرتا ہے۔ شینسی اور شانسی کے علاقوں کو جدا کرتا ہے علاقہ شانٹونگ کو عبور کرتا ہے اور بالآخر خلیج پیچیلی میں جا گرتا ہے۔ اس دریا کا سب سے بڑا معاون وائی ہو ہے۔ دریا اپنے ساحل کو وقتاً فوقتاً شکستہ کر دیتا ہے اور غیر معمولی رقبوں میں طغیانی برپا کر دیتا ہے۔ اس نے اپنا راستہ کئی بار بدلا ہے ۱۹۳۸ء میں چین اور جاپان کی کشمکش کے دوران میں، دریا کے ساحل شکستہ ہوگئے۔ اور ضلعات کے لمبے چوڑے خطے سیلاب کی زد میں آگئے۔ اور متعلقہ محاذوں پر جنگ ملتوی ہوگئی۔ دریائے زرد اسے اس وجہ سے کہتے ہیں کہ زرد رنگ کا مواد گھل گھل کر اس کے پانی میں بہتا رہتا ہے

## زرعی اتحاد (Agricultural Cooperation)

زراعت کی پیداوار کو باقاعدہ طور پر اجتماعی حیثیت سے بیچنا یا سامان زراعت ہل۔ بیل اور بیج وغیرہ خرید کرنا۔ اس کی بھی مختلف ممالک میں مختلف صورتیں ہیں۔ مثال زراعت پیشہ لوگوں کی ایک انجمن ہوتی ہے جو اپنے اراکین کی پیداوار کے لئے ایک نرخ آپس کے مشورہ سے مقرر کرتی ہے۔ اور ان کو خرید لیتی ہے۔ بعد کو وہ انجمن ان کو باہر بیچتی ہے اور جو منافع ان سے حاصل ہوتا ہے وہ بھی اسی رکن کا ہوتا ہے جس سے وہ چیز انجمن نے خرید کی تھی۔ منافع کا انحصار پیداوار کی مانگ پر ہے۔ اس بات پر کہ وہ ملکی ضرورت کی چیز ہے یا غیر ملکوں کو برآمد ہونے والی شے ہے۔ انگلستان سے زیادہ ڈنمارک اس اتحاد میں کامیاب ہے۔ پاکستان میں یہ اتحاد سردست برائے نام ہی ہے اور اس میں بہت ترقی کی ضرورت ہے۔ اس انجمن کا کام کبھی کبھی حکومت انجام دیتی ہے۔

## زرعی اصلاحات (Land Reforms) -

زراعت اور زراعت پیشہ لوگوں کی بہبود کے لئے جو وسائل اختیار کیے جاتے ہیں وہ "زرعی اصلاحات" کہلاتے ہیں۔

پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور یہاں کے اسی فی صد لوگوں کا ذریعہ معاش کھیتی باڑی ہے۔ اس لئے قیام پاکستان کے ساتھ ہی یہاں زرعی اصلاحات کی ضرورت محسوس کی جانے لگی تاکہ ملک غذائی معاملات میں نہ صرف خود کفیل ہو بلکہ اپنی پیداوار کا معتدبہ حصہ برآمد کر کے معقول زرمبادلہ بھی کما سکے۔

پاکستان میں زرعی اصلاحات کا وعدہ قیام پاکستان سے قبل ۱۹۴۳ء میں پنجاب مسلم لیگ کے منشور میں کیا گیا تھا۔ ملکی تقسیم کے بعد پاکستان مسلم لیگ کی مجلس عاملہ نے اس مسئلہ پر غور و خوض کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی جس نے ۱۹۴۹ء کے اواخر میں رپورٹ پیش کی اس رپورٹ میں جاگیروں کے خاتمہ اور موروثی کاشت کاروں کو مالکانہ حقوق دینے کا اعادہ کیا گیا تھا۔ لیکن چونکہ متمدر طبقہ جس میں جاگیرداروں اور بڑے زمینداروں کی اکثریت تھی۔ زرعی اصلاحات کے خلاف تھا، اس لئے اس تجویز کو عملی جامہ نہ پہنایا جا سکا۔ پھر ۱۹۵۲ء میں دولتانہ وزارت نے پنجاب میں زرعی اصلاحات کا ایک قانون نافذ کیا۔ مگر اس کے فوراً ہی بعد نون وزارت برسر اقتدار آگئی اور یہ قانون کالعدم قرار دے دیا گیا۔

یکم مئی ۱۹۵۱ء کو قومی منصوبہ بندی بورڈ نے ملک کے زرعی نظام میں زبردست تبدیلیوں کی سفارش کی۔ مگر جب یہ سفارشات ۱۹۵۱ء میں پاکستان کی قومی اقتصادی کونسل کے اجلاس میں پیش ہوئیں تو کونسل نے انہیں مسترد کر دیا۔

۷ اکتوبر ۱۹۵۸ء کے انقلاب کے بعد فوجی حکومت نے جہاں قومی زندگی کے دیگر شعبوں میں دور رس تبدیلیاں کیں وہاں زرعی اصلاحات کا بھی اعلان کیا۔ مارشل لاء کے ایک خاص ضابطہ کے ذریعہ ملک میں تمام جاگیرداریاں ختم ہو گئیں۔ اور زمینداروں کو زیادہ سے زیادہ پانچ سو ایکڑ نہری یا ایک ہزار ایکڑ بارانی زمین اپنے قبضہ میں رکھنے کی اجازت دی گئی اس سے زائد تمام زمین حکومت مزارعوں میں تقسیم کر دے گی۔

## زرعی زمین

(Agricultural Land) زمین کی اوپر کی سطح جو چٹانوں کے ریزوں، مٹی، ریت اور نباتات کی گلے سڑے اجزا سے مل کر بنی ہوتی ہے، افزائش پیداوار کی خاطر کاشت کے لئے نہایت ممد و مددگار ہے۔ نمی، حرارت کی کمی بیشی، پھر کیمیائی اثرات اور کیڑے مکوڑوں کے عمل سے اس کی نشوونما ہوتی ہے۔ ڈھلوانوں یا ایسی جگہوں پر جہاں کی وجہ سے سورج کی روشنی نہیں پہنچ پاتی یہ مرجھائے ہوئے پتے اور نباتات ایک عمدہ قسم کی کھاد میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور زمین کی زرخیزی کا باعث بنتے ہیں۔

## زرعی قرضہ

(Agricultural Loan) اس بات کی ابتدا ہی سے کوشش ہو رہی ہے کہ زراعت پیشہ لوگوں کو طویل مدت یا قلیل مدت کے لئے آسان شرائط پر قرضے دئیے جائیں۔ تاکہ وہ عام قرضہ دہندوں کے کڑے سود کی گرفت سے نجات پائیں اور زراعت کی پیداوار بڑھائی جا سکے۔ اس غرض کے لئے انجمن امداد باہمی جس کو کوآپریٹو سوسائٹی (Cooperative Society) کہتے ہیں قائم ہے۔ وہ طویل مدت کے لئے قرضے مزارعین کو زمین کی ضمانت پر دیتی ہے اور قلیل مدت کے قرضے کاشت شدہ فصل کی ضمانت پر۔

یہ انجمن امداد باہمی اپنے حصے بنکوں کے اصول پر فروخت کر کے روپیہ جمع کرتی ہے اور اس جمع شدہ روپے کو اپنی ماتحت انجمنوں کو یا اپنے ارکان کو مناسب ضمانت پر قرض دیتی ہے۔ یہ طریقہ کار پاکستان اور بھارت میں حسب ضرورت کامیاب ہو رہا ہے۔

## زرعی نہریں

(Irrigation Canals) زرعی نہروں کو پاکستان کی اقتصادی زندگی میں بڑا دخل حاصل ہے مغربی پاکستان میں بارش اتنی مقدار میں نہیں ہوتی کہ یہاں کی فصلوں کی ضروریات پوری ہو سکیں۔ چنانچہ نہروں کی مدد سے ضرورت کے مطابق آب پاشی کے لئے پانی مہیا کرنے کا بڑا ذریعہ یہاں کی نہریں ہیں۔ سردی کے موسم میں عموماً دریاؤں میں بھی پانی کم ہو جاتا ہے۔ نہروں کا فائدہ یہ ہے کہ ایک دریا کا پانی دوسرے دریا میں ڈال کر مقام مقصود تک بآسانی پہنچایا جا سکتا ہے۔ کوٹری بیراج، سکھر بیراج، بھنگ بند وغیرہ بند اسی مقصد کے لئے بنائے گئے ہیں کہ ان سے نہریں نکال کر مطلوبہ علاقوں کو سیراب کیا جا سکے۔

نہروں کے ذریعہ آب پاشی کا طریقہ بہت قدیم ایام سے دنیا میں رائج ہے۔ چنانچہ عراق میں نہر معقل، نہر سعد، نہر ابو موسیٰ اور نہر امیر المومنین خلافت راشدہ کے زمانہ میں بنائی گئی تھیں۔

نہر زبیدہ عباسیہ دور کا بہت بڑا اور حیرت انگیز کارنامہ ہے۔ یہ نہر خلیفہ ہارون الرشید عباسی کی بیوی زبیدہ مرحومہ نے تعمیر کرائی تھی۔ یہی وہ نہر ہے جس سے آج تک مکہ معظمہ، منیٰ، مزدلفہ اور عرفات تک پانی کا دھارا پہنچتا ہے جس سے حج کے اور دیگر ایام میں لاکھوں انسان و حیوان سیراب ہوتے ہیں۔ یہ نہر تمام پختہ اور اوپر سے بند ہے اور مقررہ مقامات پر کھول دی گئی ہے۔ مکہ معظمہ میں باب عمرہ کے مقام پر اس سلسلہ پر ٹنکیاں لگا دی گئی ہیں۔ تاکہ پانی ڈولوں کے ذریعہ نکالا جا سکے۔

مغربی پاکستان کی بیشتر نہریں راوی، چناب اور جہلم دریاؤں سے نکالی گئی ہیں اور انہی ناموں سے منسوب ہیں۔ چناب سے دو نہریں اپر اور لوئر پہلے نکالی گئی تھیں۔ ان کے علاوہ ایک "لنک کینال" (Link Canal) بعد میں نکالی گئی ہے۔ جو آب پاشی کے اغراض کو پورا کرنے کے لئے ہے۔

## زر مبادلہ

(Exchange) دور جدید میں ایک دور افتادہ ملک پر بھی امریکہ، برطانیہ، جاپان اور ایسے صنعتی ملکوں کی اقتصادی حالت کے اتار چڑھاؤ کا فوری اثر پڑتا ہے۔ اور پھر ان بڑے ملکوں کی داخلی اور خارجی تجارت پر دوسرے ممالک کا بھی اثر ہوتا ہے بالفاظ دیگر اب ایسا زمانہ آگیا ہے کہ دوست دشمن سب ایک دوسرے سے اقتصادی طور پر منسلک ہیں۔ کم از کم یہ کوئی ملک بھی دعوے نہیں کر سکتا کہ وہ اقتصادی طور پر آزاد

اور خود کفیل ہے۔ لہٰذا ہر حکومت کو اس کی ضرورت ہے کہ وہ سوچ سمجھ کر خرچ کرے۔ بالخصوص بھارت، پاکستان جیسے ممالک کو کیوں کہ وہ اقتصادی لحاظ سے صنعتی ممالک کے زیادہ دست نگر ہیں۔ یہ دو ملک اور ان جیسے کئی اور ممالک دوسروں سے تجارت کرتے وقت برطانوی سکہ یا امریکی سکہ کو لین دین کا ذریعہ بناتے ہیں لہٰذا ان کی ہمیشہ یہی کوشش ہوتی ہے کہ جتنا بھی غیر ملکی زرِ مبادلہ (Foreign Exchange) بچ جائے بہتر ہے۔ اس مقصد کی خاطر زرِ مبادلہ کی آمد نی اور خرچ پر ضوابط عاید کئے گئے ہیں تاکہ بے جا مصارف نہ ہوں۔ جب ڈالر اور سٹرلنگ کے محتاج اور طلب گار ممالک کی درآمدات برآمدات سے بڑھ جاتی ہیں۔ تو اس سے ان کی ساکھ کم ہو جاتی ہے اور ان کے سکے کی قیمت گر جانے کا ڈر پیدا ہو جاتا ہے اور اگر وہ گر جائے تو ممالک غیر سے اشیائے ضروری (مثلاً ادویات، فولاد، سامانِ جنگ وغیرہ) دستیاب ہونا محال ہو جاتا ہے اور اگر دستیاب ہو بھی جائے تو مہنگے داموں یا سیاسی مراعات کے عوض میں حاصل کرنا پڑتا ہے۔

## زرِ محفوظ

زرِ محفوظ (Reserve Fund) حکومتوں یا بینکوں یا کاروباری اداروں میں کچھ رقوم ہر سال حسبِ ضابطہ اپنے ذرائع کے مطابق محفوظ کر لی جاتی ہیں تاکہ ہنگامی ضرورتوں میں کام آ سکیں، اور آئندہ کے ترقیاتی منصوبوں میں کام آ سکیں۔ اس قسم کی رقوم کو زرِ محفوظ (Reserve Fund) کہتے ہیں۔ حتی الامکان کوشش یہ ہوتی ہے کہ زرِ محفوظ کو بجائے کم کرنے کے بڑھایا جائے۔ تاکہ آئندہ کے ترقیاتی پروگرام مکمل کئے جائیں۔ ملکوں، بینکوں اور اداروں کی اقتصادی بہبود کی خاطر زرِ محفوظ کا تحفظ ایک لازمی چیز ہے۔

## زرہ بکتر

زرہ بکتر۔ (Armour) پرانے زمانے میں جب لڑائی تلوار، نیزہ اور تیر تفنگ سے ہوتی تھی۔ تو سپاہی آہنی لباس، خود اور دستانے زیبِ تن کرکے لڑائی میں آتے تھے اور ان ہتھیاروں سے ان کی بخوبی حفاظت ہو جاتی تھی۔ لیکن بندوق اور لڑاکا طیارے، بم اور توپ کی لڑائی میں یہ سب بےکار ہیں اور اس لئے ان کا رواج نہیں رہا۔

اس قسم کے آہنی لباس کی کئی شکلیں ہوتی تھیں۔ بعض وقت یہ آہنی خود، اور زرہ پر مشتمل ہوتا تھا جن کے نیچے ریشمی چغے پہنے جاتے تھے۔ بعض دفعہ بکتر اور چادروں کے ٹکڑے باندھے جاتے تھے۔ چار آئینہ یعنی چھاتی پر کے چھوٹے چھوٹے پلیٹ دو آگے دو پیچھے، بڑی بڑی ڈھالیں، دستانے، خود، چلتے اب اسی میں شامل ہیں۔ اصل زرہ آہنی حلقوں سے بنی ہوتی تھی۔ اب چونکہ تیر، کمان، کٹار، خنجر، تلوار، نیزے اور تیر چلے گئے ہیں۔ اس لئے ان کا رواج بھی جاتا رہا۔ لاہور قلعہ کے عجائب گھر میں ان کے متعدد نمونے ہیں جن کا مشاہدہ دلچسپی سے خالی نہیں۔ اب توپ اور بندوق کی لڑائی میں یہ ہتھیار بجائے فائدے کے نقصان کا باعث ہوتے ہیں

## زکوٰۃ

زکوٰۃ۔ اسلام کا تیسرا رکن ہے۔ اور قرآن پاک میں نماز کے ساتھ ہی ساتھ زکوٰۃ کا بھی حکم بار بار دیا گیا ہے۔ مکہ معظمہ کی زندگی تک چوں کہ مسلمانوں کی مالی حالت اچھی نہ تھی اس واسطے زکوٰۃ کا حکم بہت بعد یعنی ۹ ہجری [illegible] میں نازل ہوا۔ جو شخص عاقل بالغ اور صاحبِ نصاب ہو اس کو سال بھر کی بچت پر چالیسواں حصہ خدا کے نام پر نکال دینا چاہئے جس کا مصرف غریبوں کی امداد ہے اور جو لوگ خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے اُن کو عذابِ خداوندی کی خبر دی گئی ہے۔ صاحب نصاب وہ لوگ ہیں جن کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی ساڑھے سات تولہ سونا یا اتنی ہی قیمت کا مالِ تجارت یا مویشی ہوں اس کے غلہ اور پھلوں میں کھجور اور انگور پر بھی زکوٰۃ مقرر کی گئی ہے جو فصل تیار ہونے پر ادا کرنی چاہئے۔ اگر کوئی شخص مقروض ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کو قرض دیا ہے اور اس کی وصولی پر وہ صاحبِ نصاب ہو جائے گا تو اس پر بھی زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے۔ آنحضرت صلعم کے وصال پر بعض لوگوں نے زکوٰۃ دینا بند کر دیا تھا لیکن حضرت ابوبکرؓ نے ان کے خلاف جہاد کیا اور زکوٰۃ سختی سے وصول کی۔ اسلامی حکومتوں میں زکوٰۃ بھی دوسرے محاصل کی طرح وصول کی جاتی تھی لیکن اب یہ انفرادی طور پر غربا اور مساکین کو دی جاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ ایک طرف تو لوگ زکوٰۃ ادا ہی نہیں کرتے اور دوسری طرف اس کا مصرف بھی غلط ہوتا ہے۔

## زکام

زکام (Cold) اڑ کر لگنے والی بیماری جو انتہائی چھوٹے چھوٹے زہریلے جراثیم وائرس (Virus) کی ایک قسم کے ذریعہ پیدا ہوتی ہے۔ موسم سرما میں یہ بیماری ہو جاتی ہے گلے کا خراب ہونا، چھینکیں آنا، ناک بہنا، کھانسی اور کبھی کبھی نزدہ یا سینہ میں درد، اس بیماری کی عام علامتیں ہیں۔ اکثر حرارت بھی ہو جاتی ہے، زکام کی حالت میں ضروری ہے

کہ مریض آرام کرے یا کم از کم مکان کے اندر رہے۔ گلے کی سوزش دور کرنے کے لیے غرارے کرے اور مخصوص سونگھنے کی ادویات استعمال کرے۔ ہلکی غذا کھانا ضروری ہے۔ تندرستی اور توانائی معیاری ہو تو زکام پاس نہیں پھٹکتا۔ تھکاوٹ یا گھر سے باہر دیر تک سردی میں رہنے کی وجہ سے توانائی کم ہوتی ہے تو جراثیم غلبہ حاصل کر لیتے ہیں اور زکام لگ جاتا ہے۔ اب تک یہ مرض لا علاج سمجھا جاتا رہا ہے۔ لیکن سالسبری میں برطانیہ کے طبی تحقیقاتی ادارہ نے حال ہی میں اس سلسلے میں جو تحقیق کی ہے اس سے امید بندھتی ہے کہ اس مرض کا کوئی شافی علاج دریافت کیا جا سکے گا۔ زکام والے کی چھینکوں کی زد سے دور رہنا چاہیے اور اس کے تولیہ وغیرہ کو استعمال نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ بیماری تیزی سے اڑ کر لگتی ہے۔

**زکریا علیہ السّلام**۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے والد حضرت مریمؑ کے وصی تھے۔ آپ نے خدائے تعالیٰ سے فرزند ہونے کی دعا مانگی جو مقبول ہوئی اور ان کو فرشتے نے حضرت یحییٰ کی پیدائش کی بشارت دی۔ اور اس کی یہ نشانی بتائی کہ آپ تین روز تک صرف اشاروں سے گفتگو کر سکیں گے۔ یہ معبد کے متولی تھے لیکن جب بوڑھے ہو گئے تو انہوں نے یہ عہدہ یوسف نجار کے سپرد کر دیا۔ بعض روایات میں مذکور ہے کہ آپ کفار کے خوف سے ایک درخت کے کھوکھلے تنے میں چھپ گئے تھے۔ مگر کفار نے آپ کا دامن دیکھ لیا اور اس درخت کو چیر دیا جس سے آپ کی شہادت ہو گئی۔

**زکوسلوویکیا**۔ دیکھو چیکوسلواکیہ۔

**زلزلہ (بھونچال)**۔ (Earthquake)

زمین کی حرکت، اضطراب کو کہتے ہیں۔ آفتاب کی گرمی سے زمین کی سطح گرم ہونے پر اس کے اندر بخارات اور دخان دونوں پیدا ہوتے ہیں۔ جب یہ بہت مقدار میں جمع ہو جائیں۔ تو وہ نہایت زوردار حرکت سے زمین کے مسامات کو شق کر کے نکلتے ہیں۔ اگر وہ اپنے ضعف کے باعث مسامات کو شق نہ کر سکیں تو ان کی حرکت اور اضطراب سے اس قطعۂ زمین کو جنبش ہوتی ہے۔ اسے زلزلہ کہتے ہیں۔

جہاں زمین سخت ہو اور کوہستان زیادہ ہوں وہاں اس کی نوعیت شدید قسم کی ہوتی ہے۔ شورہ دار اور ریگستانی زمین میں مسامات کھلے ہونے کے باعث زلزلہ کا زور کم ہوتا ہے۔

بعض دفعہ زلزلہ سے زمین شق ہونے پر اس میں سے آبی چشمہ نکل آتا ہے۔ زلزلے کے وقت اندرونی بخارات بلطیف اور دخان کثیف کے باہم ٹکرانے سے زمین کے نیچے آواز پیدا ہوتی ہے۔

جب مواد دخانی زمین میں بند ہوتا ہے تو اس میں ایک طرح کی چکنائی ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ بہت نرم رہتا ہے۔ بوقت حرکت جب وہ زمین کو پھاڑ کے باہر نکلتا ہے۔ تو وہ چکنائی بھی باہر آتی ہے۔ جو ہوا کی گرمی سے یکدم سلگ اٹھتی ہے۔ اور شعلہ بن جاتی ہے پھر زمین پر یہ مواد دور دور تک پھیل جاتا ہے اسے "لاوا" کہتے ہیں۔

**زلزلہ پیما** (Seismograph : Seismometter) ایک آلہ جس سے زمین کی وہ جنبش جو زلزلہ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے ناپ لی جاتی ہے۔ اس آلہ میں ایک قلم کسی وزنی لٹکن (Pendulum) سے وابستہ ہوتا ہے۔ یا یہ قلم کسی ایسے وزن سے بڑا ہوا ہوتا ہے جس کا توازن ذرا سی جنبش سے متزلزل ہو جاتا ہے قلم کی نوک بیلن پر چڑھے ہوئے کاغذ کو چھوتی ہے۔ یہ بیلن برابر آہستہ آہستہ گھومتا رہتا ہے۔ ذرا بھی زمین ہلے گی تو قلم کا خط جو کاغذ پر بنے گا۔ ٹیڑھا ٹیڑھا ہوگا جسے دیکھ کر ماہرین یہ بتا جاتے ہیں کہ زلزلہ کہاں سے آیا، کتنی شدت کا تھا اور کب تک رہا اور دیگر کوائف جو اس سے متعلق ہو سکتے ہیں۔ معلوم ہو جاتے ہیں۔

**زلزلے (پاکستان و ہند ۳۴-۱۹۳۵ء)**

۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء کو بہار (انڈیا) میں ایک سخت زلزلہ آیا، جس سے ہزاروں جانیں تلف ہو گئیں اس زلزلہ میں عجیب عجیب واقعات ظہور پذیر ہوئے کسی جگہ زمین شق ہو کر جھیل بن گئی اور کسی جگہ دیہات کا نام و نشان تک باقی نہ رہا کہتے ہیں کہ ایک مولوی صاحب مسجد میں وعظ کر رہے تھے، کہ زلزلہ آگیا وہ مسجد سے نکل کر کھیتوں کی طرف بھاگے کہ زمین پھٹ گئی اور مولوی صاحب اس میں غائب ہو گئے، چند منٹ بعد زمین پھر شق ہوئی اور مولوی صاحب اچھل کر باہر

آ گئے۔ مولوی صاحب کا کہنا ہے کہ اندر زمین پہیوں کی مانند چل رہی تھی اور بڑی خوفناک آوازیں آ رہی تھیں۔

۳۱ مئی ۱۹۳۵ء کو رات کے تین بجے کوئٹہ (پاکستان) میں ہیبت ناک زلزلہ آیا جس سے کوئٹہ کا عظیم الشان شہر تین منٹ میں کھنڈروں کا ڈھیر بن کر رہ گیا، اس زلزلہ میں قریباً ۲۰ ہزار جانیں تلف ہوئیں، کوئی عمارت باقی نہ رہی۔ یہ زلزلہ بہار کے زلزلہ سے بھی زیادہ شدید اور تباہ کن تھا۔ حکومت وقت نے زلزلہ زدگان کی زبردست مالی امداد کی۔ جو لوگ بچ کر لاہور، امرتسر وغیرہ پہنچے اُن کا یہ حال تھا کہ بعد میں زلزلہ کے نام سے ہی اُن پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا۔

## زمان و مکان (Time and Space)

زمان یعنی وقت مسلسل بقا اور میعاد کی پیمائش اور اندازہ۔ زمانِ مطلق، مادہ یا حرکت سے غیر متعلق ہوتا ہے اور مسلسل، غیر محدود، اور لامتناہی طور پر قابلِ تقسیم و تجربہ ہوتا ہے۔ زمان متقابل کے ذریعے جسمانی نتائج کے حوالہ سے میعاد کا اندازہ اور پیمائش ہوتی ہے۔

مکان یعنی جگہ ہر سہ حدود میں توسیع یعنی طول، عرض اور بلندی کی وسعت اور مقدار کانٹ کے نظریہ کے مطابق مکان زمان کی طرح، کوئی معقول حقیقت نہیں ہوتی بلکہ محض ایک فاعلی شکل ہوتی ہے جس کے ذریعہ ہم حقیقت کا تصور کر گزرتے ہیں جو بذاتِ خود لامکان اور لامحدود ہوتی ہے۔

آئن سٹائن کا نظریہ اضافت سہ گونہ حدود کے اصول کے خلاف ہے اور اس میں ساختی نظریہ چار حدود پر مبنی ہے۔ یعنی کسی واقعہ کی پوزیشن کے تعین اور اس کے مقام کی سہ گونہ حدود کے تعین کے لئے چار کو انکف لازم آتے ہیں۔ بالفاظ دیگر کسی واقعہ کی پوزیشن کا تعین مکانی زمان میں ہوتا ہے۔ اور یہ مکانی زمان اپنے خواص میں غیر ساختی ہوتا ہے۔

## زمانہ۔ (Time ; Age)

یعنی وقت، اصطلاحی طور پر یہ لفظ مختلف طور پر استعمال ہوتا ہے۔ امن و آسائش اور فارغ البالی کے لحاظ سے کائنات کی زندگی کو چار زمانوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ پہلا سنہری زمانہ جس میں عوام کو بلا مشقت فارغ البالی کی زندگی میسر تھی۔ اور وہ پھلوں اور سبزیوں پر ہی گزارہ کرتے تھے۔ دوسرا روپہلی زمانہ جب لوگ قدرتی پیداوار پر قانع رہے لیکن خدا کی طرف سے غافل ہو گئے تیسرا پیتلی زمانہ جب مادیت نے زور پکڑا اور جنگ و جدل نے فروغ پایا۔ بعض دفعہ کسی نامور ہستی یا اہم تاریخی واقعہ کے نام پر زمانہ کا نام رکھا جاتا ہے۔ مثلاً رامائن اور مہابھارت کے زمانے کو "شجاعت کا زمانہ" کہتے ہیں۔ اسی طرح اسلام کا "سنہری زمانہ" عرب کا زمانہ جاہلیت، ہجرت کا زمانہ۔ آثارِ قدیمہ کے ماہر زمانہ قبل از تاریخ کو مختلف طور پر تقسیم کرتے ہیں۔ مثلاً سب سے قدیم پتھر کا پرانا زمانہ تھا۔ پھر پتھر کے نئے زمانہ کا آغاز ہوا۔ اس کے بعد تانبے کا زمانہ آیا پھر برنج کا زمانہ اور سب سے آخر لوہے کا زمانہ جو اس وقت چل رہا ہے۔ سب سے پہلے زمانے میں لوگ پتھر کے ہتھیار استعمال کرتے تھے۔ دوسرے میں پتھر کے خوب صورت ہتھیار بننے لگے تیسرے میں تانبے کے اور چوتھے میں برنج کے ہتھیار وجود میں آئے۔ اور اب ہر اوزار اور ہتھیار لوہے سے تیار کیا جاتا ہے۔

ہندوؤں کے نزدیک بھی زمانہ چار جگوں میں تقسیم کیا گیا ہے پہلے کو ست جگ یعنی سچا زمانہ کہتے ہیں اور آخری کو کلجگ یعنی مصیبت کا زمانہ۔ ان کے خیال کے مطابق اب کلجگ یعنی مادیت اور مصیبت کا زمانہ چل رہا ہے۔ جو جنگ مہابھارت سے شروع ہوا تھا۔ انسانی زندگی کے مدارج کو بھی زمانے کہتے ہیں مثلاً بچپن کا زمانہ، جوانی کا زمانہ، ادھیڑ عمر اور بڑھاپے کے زمانے وغیرہ۔ ہر روز نئے نئے زمانے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ مثلاً ایٹم کا زمانہ، سائنس کا زمانہ، دوست کاری کا زمانہ وغیرہ۔

جب زمانہ کی تخصیص نہ ہو تو اس سے مراد موجودہ زمانہ ہوتا ہے۔ لیکن اشارۃً دَور کے معنی بھی پائے جاتے ہیں

زمانے میں صحبت بُری اِک بلا ہے  
بچو اس سے بچو یہ قہرِ خدا ہے (رطب ہر زمانہ)

یا

زمانہ تیرا مبتلا ہو رہا ہے  
تجھے بھی خبر ہے کہ کیا ہو رہا ہے (منعم کی دنیا)

زمانہ ہم خود ہیں اور بدنام ہم ہمیشہ زمانہ کو کرتے ہیں حالانکہ عیب اور نقص ہمارے اپنے اندر ہوتا ہے۔

تاریخی طور پر تین زمانے ہیں۔ قدیم زمانہ جو سن عیسوی سے پہلے کا ہے۔ وسطی زمانہ جو سن عیسوی کے ہزار سال بعد تک ہے۔ اور زمانۂ حال جو چل رہا ہے۔ اور سنہ ۱۵۰۰ء کے بعد شروع ہوا۔

علامہ اقبال مرحوم بھی زمانہ کی تقسیم اپنے رنگ میں کر گئے تھے وہ بھی دن کہ خدمتِ استاد کے عوض  
دل چاہتا تھا ہدیۂ دل پیش کیجئے

بدلا زمانہ ایسا کہ لڑکا پس از سبق
کہتا ہے ۔ ماسٹر سے کہ بل پیش کیجئے

## زمانۂ انکشافات (Age of Discoveries)

یوں تو نت نئے انکشافات زمانۂ قدیم سے لے کر آج تک برابر ہوتے چلے آئے ہیں لیکن بیسویں صدی کا دور خصوصیت سے "زمانۂ انکشافات" کہلاتا ہے۔ اس دور میں بجلی اور بجلی کے کرشمے اور کارنامے: بجلی کی گھنٹی، بجلی کی آنکھ، فلوریسنٹ لیمپ، جادو کی آنکھ، سوچنے والی مشین، بیٹری کی ورما، بجلی کے بینائی لیمپ، فیوز، نیون لائٹ، ٹیلی وژن، برقی ٹیلیگرافی، ٹیلیگرام، ٹیلی پرنٹر، ٹیلی فون، مائیکروفون، وائرلیس، ریڈیو، بحری وائرلیس، ایکس رے، سمندر پار کی ریڈیو ٹیلی فون سروس، ریڈیم، ایکس ریز، ایٹم، ایٹمی طاقت، ایٹمی بم، سپر کنڈکٹر کا مستقبل، راڈار، ویلڈنگ، مقناطیس کے تجربے، مقناطیسی کنڈکٹر پر مشتمل ہیں، میکانکی طاقت اور توانائی کے لئے، بوتے پر اور حرکت اور اس کے اصول پر، ہوائی پہیل، والو، سیفٹی والو، پسٹن، گیئر، آٹوموبائل، موٹر سائیکل، موٹر کار، ٹیم انجن، سٹیم ٹربائن، اسٹرنگ، کمبشن انجن، پٹرول انجن، موٹر کار اور ہوائی جہاز کے انجن، ڈیزل انجن، سپیڈ کنٹرول، الیکٹرک موٹر، سلائی مشین، ایلی ویٹر، ٹریکٹر، بائیسکل پمپ، واٹر پمپ، فضائی تسخیر کے سلسلہ میں فضائی نیوی گیٹر، ہوائی جہاز، شاک ابزاربر، زیپلن جٹ پروپلشن، ایر بیٹر، بمبر، فائٹر، فوجی دستوں کے لئے ہوائی جہاز، پیراشوٹ، بیلون بیراج، راکٹ اور مصنوعی سیاروں پر مشتمل ہیں۔ کشش ثقل اور مقناطیس کی ذیل میں بحری کمپاس، (قطب نما) جیرو کمپاس وغیرہ بیسویں صدی کے کرشمے ہیں: حرارت کی تسخیر کے سلسلہ میں تغیر، تبخیر اور حرارت کے تحت تھرمامیٹر، ریفریجریشن اور تھرماس فلاسک، دھاتوں اور گیسوں کی ذیل میں سب میرین (Submarine) امریکی ایٹمی سب میرین، لیکٹو میٹر، ہائیڈرو میٹر، پٹرول پیمپ گیس برائے موٹر کار، ٹیئر گیس (Tear Gas) انیمو میٹر (Anemometer) بیروگراف (Barograph) بیرومیٹر (Barometer) روشنی کی سائنس کے تحت مائیکرو سکوپ (Microscope) ٹیلی سکوپ (Telescope) پیری سکوپ (Periscope) سپکٹروسکوپ (Spectroscope) متحرک تصاویر (Moving Pictures) فوٹو کرامی (Photocromy) فوٹو انگریونگ (Photo Engraving) فوٹو میٹر (Photometer) فوٹو فون (Photophone) فوٹو ٹائپ (Phototype) عام انکشافات اور ایجادات



میں حسابی مشینیں، کرونوگراف (Chronograph) کرونومیٹر (Chronometer) ڈیشن کلاک، واچ ٹسٹنگ (Watch Testing) فائر ایکس ٹنگشر (Fire Extinguisher) جیروسکوپ (Gyroscope) لائٹ شپ (Light Ship) مائیکروٹوم (Microtome) مائیکرو میٹر (Micrometer) سٹیتھوسکوپ (Stethoscope) ہیلکومیٹر (Halcometer) ملکنگ مشین (Milking Machine) گفتگو سمجھنے کی مشین، بارش لانے والے ذرائع، ریپنگ مشین (Reaping Machine) تھراشنگ مشین (Thrashing Machine) ٹروتھ سیرم (Truth Serum) اور آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔

زمانۂ برف (دیکھو برف کا زمانہ)

## زمانۂ جاہلیت (Age of Ignorance)

یہ اصطلاح عرب اور اہل عرب کے اس دور کے لئے مختص ہے جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے تھا اور اسلام کی روشنی کو ابھی تک انہوں نے قبول نہیں کیا تھا۔ ۸ھ میں مکہ فتح ہوا، بیت اللہ سے تمام بت نکال باہر کئے گئے، شرک اور کفر کے تمام نشانات کالعدم ہو گئے، پورا عرب اسلام لے آیا، خدائے وحدہ لاشریک کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حلف لے لیا گیا، جہالت کا دور دورہ ختم ہو گیا اور ہر طرف امن و امان قائم ہو گیا۔

دور جاہلیت کی خصوصیات یہ تھیں:۔

(۱) ہر طرف قتل و غارت گری کا بازار گرم تھا، بات بات پر جنگ و جدال برپا ہو جاتی تھی، دشمنی اور کینہ صدیوں تک جاری رہتا تھا۔

(۲) جوا اور شراب کی بدمستیاں عام تھیں۔ احترام و ادب مفقود تھا۔

(۳) شرک، بت پرستی، اور کفر عام تھا۔

(۴) فواحش و بدعات کو دین کا درجہ دے دیا گیا۔

(۵) چھوٹی چھوٹی معصوم بچیوں کو زندہ گڑھوں میں دبا دیا جاتا تھا۔

(۶) خواتین کو متروکہ جائداد سمجھا جاتا تھا۔

(۷) چوری چکاری عام تھی۔

(۸) بڑے محفوظ اور ادنیٰ لوگ غیر محفوظ تھے۔

(۹) بڑے اگر جرم کریں تو سزا نہ ملتی تھی - ادنیٰ طبقہ کے لوگ بدترین سزا کے مستحق سمجھے جاتے تھے -
اسلام نے ان تمام برائیوں کو عملاً ختم کر دیا اور اسی کے ساتھ دَورِ جاہلیت کا خاتمہ ہو گیا -

**زمرّد** - ایک سبز رنگ کا بڑا خوش نما پتھر ہوتا ہے جو نگینہ کے علاوہ اکثر ادویات میں بھی استعمال ہوتا ہے - افغانستان، کشمیر، پاکستان، ہندوستان، کینیڈا، آسٹریلیا اور افریقہ میں پایا جاتا ہے - دَوا کے طور پر تقویتِ قلب معدہ اور دماغ کے لئے خاص طور سے مفید ہے - ماہرین اسے سیلکا کی ایک بدلی ہوئی شکل بتلاتے ہیں - بڑا خوش رنگ اور جاذبِ توجہ ہوتا ہے - اس کی کئی قسمیں ہیں اور صرف جوہریوں یا مخصوص ذوق کے لوگوں سے مل سکتا ہے -

**زمزم (آبِ)** حجرِ اسود کے سامنے مطاف کے کنارے دیوارِ کعبہ سے ۳۳ گز کے فاصلے پر چار گز چوڑا اور ۶۹ گز گہرا ایک کنواں ہے جسے چاہ زمزم کہتے ہیں -
جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بی بی ہاجرہ اور بیٹے اسمٰعیل کو مکے میں لائے - تو اس جگہ میں خار دار جھاڑیوں کے سوا کچھ نہ تھا خانۂ کعبہ کی جگہ سرخ پتھر کا ایک ٹیلا تھا - بی بی ہاجرہ وہاں اتریں جہاں آج کل حطیم ہے -
مشکیزے کا پانی ختم ہوا تو پانی کی تلاش شروع کی لیکن کہیں سراغ نہ ملا - حضرت اسمٰعیل پیاس سے بیتاب ہو کر ایڑیاں رگڑ رہے تھے - خدا کی قدرت کہ عین اسی جگہ پانی کا چشمہ ابل آیا -

جس طرح عام چشمے ایک مدت تک جاری رہ کر خشک ہو جاتے ہیں - اسی طرح یہ چشمہ بھی لاپتہ ہو گیا - سینکڑوں سال بعد رسول خدا صلعم کے جدِ امجد حضرت عبد المطلب کو خواب میں اس چشمے کی جگہ چاہ زمزم کھودنے کی بشارت ہوئی - بعد میں رفتہ رفتہ پانی خشک یا کم ہو جانے کی وجہ سے اس کی گہرائی میں اضافہ ہوتا رہا -

رسول خدا صلعم کو جس طرح خاص شہر مکہ سے محبت تھی آپ اس کنوئیں کے پانی کو بھی پسند فرماتے تھے اور جو شخص اس کا پانی آپ کی خدمت میں تحفۃً پیش کرتا اُس سے مسرت کا اظہار فرماتے تھے اس لئے مسلمان اس پانی کو متبرک سمجھتے ہیں اور حاجی لوگ تحائفِ حج میں سے اس کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں - اور چھوٹی چھوٹی ٹین کی کپیوں میں بھر کر گھر لاتے ہیں - جن



کو زمزمی کہتے ہیں -

**زمزمہ** - عجائب گھر، مال روڈ، لاہور کے چوک پر ایک توپ پڑی ہے - جسے زمزمہ کہتے ہیں - یہ توپ احمد شاہ ابدالی کے حکم سے اُس کے وزیر شاہ ولی نے ۱۷۶۱ء میں بنوائی تھی - اس کا گولہ آہنی ہوتا تھا ۱۷۶۱ء میں احمد شاہ ابدالی نے پانی پت کی لڑائی میں اسے مرہٹوں کے خلاف اس ہوشیاری سے استعمال کیا کہ مرہٹوں کی قوت کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو گیا، اس قسم کی توپیں دوسری قسم کی توپوں کے مقابلہ میں متحرک تھیں "زمزمہ" کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ساٹھ برس تک کام کیا، اور آخر کار ۱۸۱۸ء میں ملتان کی لڑائی میں بے کار ہو گئی، اب لاہور کے عجائب خانہ کے سامنے شاہراہ پر پڑی ہے -

## زمین

**زمین** (Earth) وہ سیارہ جس پر ہم آباد ہیں - یہ نارنگی کی طرح گول ہے اور اس کے اجزا سے تمام برّ اعظم اور سمندر ظہور میں آئے ہیں - اس کے چاروں طرف دو سو میل تک ہوا ایک غلاف کی شکل میں پھیلی ہوئی ہے - جسے کرۂ ہوائی (Atmosphere) کہتے ہیں - اس کا حجم ۲۵۹۸۸۰۰۰۰۰۰۰ مکعب میل ہے - خشکی کا رقبہ ۵۷۵۰۳۳۲۲۰ مربع میل، سطح سمندر کا رقبہ ۱۴۱۱۲۴۹۸۰ مربع میل، وزن ۶۰۰۰ ٹریلین ٹن محیط ۲۴۸۹۰٫۲ میل اور سطحی رقبہ ۱۹۶۹۵۸۲۴۰ مربع میل ہے - زمین پر سب سے اونچی چوٹی ایورسٹ ہے جو سطح سمندر سے ۲۹ ہزار ایک سو چالیس فٹ بلند ہے - اور سب سے گہری جگہ فلپائن کے قریب سمندر میں ہے! اس کی گہرائی ۳۴ ہزار ۴ سو ۳۰ فٹ ہے - زمین بھی نظام شمسی میں شامل ہے اور یہ سورج کے گرد دو قسم کی حرکتیں

کرتی ہے۔ روزانہ اور سالانہ۔

روزانہ گردش (Rotation) کے سلسلے میں زمین اپنے محور (Axis) کے گرد ۲۴ گھنٹوں میں ایک چکر لگاتی ہے جس سے دن اور رات پیدا ہوتے ہیں۔

سالانہ گردش (Revolution) میں سورج کے گرد ۳۶۵ دن ۵ گھنٹے ۴۸ منٹ اور ۴۶ سکنڈ میں ایک چکر کاٹتی ہے اور اس کا مدار (Orbit) چونکہ بیضوی شکل کا ہے۔ اس لئے سورج سے اس کا فاصلہ مختلف وقتوں میں مختلف ہوتا ہے۔ کبھی نزدیک کبھی دور۔ جس سے موسم پیدا ہوتے ہیں یعنی گرمی، سردی، بہار اور خزاں۔
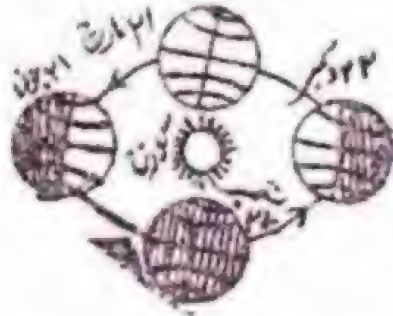
زمین کی عمر کا تعین کرنے کی کوششیں ابھی جاری ہیں۔ اب تک یہ خیال تھا کہ زمین نے دو ارب برس پہلے کائنات میں الگ اکائی کی حیثیت اختیار کی۔ لیکن ایک نظریہ کے مطابق اس کی عمر چار ارب اسی کروڑ برس ہے۔ اس کی تخلیق کے بارے میں بھی مختلف نظریات ہیں۔ ایک نظریہ کے مطابق زمین اور دوسرے سیارے پہلے سورج ہی کا حصہ تھے پھر کسی حادثہ کی وجہ سے اس سے الگ ہو گئے اور اس کے گرد گھومنے لگے۔ ایک اور نظریہ کے مطابق یہ اجرام فلکی گرم گیس کی تبرید اور انجماد سے معرض وجود میں آئے۔ زمین کے اندرونی حصے کے متعلق عام خیال یہ ہے کہ اس کے اندر پگھلا ہوا لوہا ہے جو روز بروز ٹھنڈا ہوتا جا رہا ہے۔ زمین پر اس کی تخلیق کے دن ہی سے تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ بعض مقامات پر جہاں کسی زمانے میں سمندر ٹھاٹھیں مارتا تھا اب بلند و بالا پہاڑ کھڑے ہیں۔ جن مقامات پر خشکی تھی وہاں سمندر ہے۔ زمین کی اوپر کی تہ نرم مٹی کی ہے اور اس کے نیچے تمام تر چٹانیں ہیں۔ جن میں مندرجہ ذیل معدنیات پائی جاتی

ہیں۔ آکسیجن ۴۶ فی صدی۔ سلیکن ۲۸ فی صدی۔ ایلومینیم ۸ فی صدی سوڈیم اور پوٹاشیم ۳ فی صدی۔ لوہا ۴½ فی صدی۔ کیلسیم ۳½ فی صدی میگنیشیم ۲⅕ فی صدی۔ ٹیٹانیم ½ فی صدی۔ ہائیڈروجن ⅕ فی صدی اور گندھک وغیرہ فاسفورس ⅕ فی صدی۔

## زمین دوز (خفیہ) (Under Ground)

اصطلاح میں ایسے سیاسی مخالف گروہ جو حکومت وقت کی کھلم کھلا مخالفت کرنے کے ناقابل ہوں یا کرنا نہ چاہتے ہوں۔ وہ روپوش ہو کر خفیہ طور پر مخالفانہ سرگرمیوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اشتراکی کارکن اُن ممالک میں جہاں اُن کی جماعت کو خلاف قانون قرار دے دیا جاتا ہے۔ اسی طور پر اپنی سرگرمیاں جاری رکھتے ہیں۔ دورانِ جنگ میں جرمن مقبوضہ ممالک میں اس قسم کی بہت سی خفیہ جماعتیں وجود میں آ گئی تھیں اور ان جماعتوں نے ملکی آزادی کے سلسلے میں نمایاں کام کیا۔

## زمین دوز ریلوے (Under Ground Railways)

لنڈن میں اولین زمین دوز ریلوے گاڑیاں ۱۸۵۵ء میں چلائی گئیں۔ ریلوے کے زمین دوز اسٹیشنوں نے دوسری جنگ عظیم میں انگریزوں کی بڑی امداد کی۔ کیونکہ جرمن طیاروں کی بم باری کے دوران میں لنڈن کے لوگ ریلوے گاڑیوں کی انہیں زمین دوز سرنگوں میں پناہ گزین ہو جاتے تھے۔

## زمین کی تقسیم (Division of Earth)

زمین دو قطعوں پر منقسم ہے۔ پہلے قطعہ میں برِ اعظم ایشیا، آسٹریلیا، یورپ اور افریقہ ہیں اور دوسرے قطعہ میں شمالی اور جنوبی امریکہ واقع ہیں۔

حرارت آفتاب کے لحاظ سے زمین تین حصوں میں منقسم ہے۔ منطقہ حارّہ، معتدلہ، باردہ۔ ان تینوں حصوں کے متعلق تفصیلات اپنی اپنی ذیل میں دیکھیے۔

## زنا (زناکاری)

اہل اسلام کے نزدیک اپنی بیوی یا منکوحہ کے سوا کسی دوسری عورت سے مباشرت کرنے کا نام زنا ہے۔ اہل اسلام سے قبل عرب میں اس کو گناہ نہیں سمجھا جاتا تھا۔ بلکہ یہ فعل دوسرے قبیلے کی حق تلفی متصور ہوتا تھا۔ اسلام نے اس کی سختی سے مخالفت کی اور قرآن پاک میں اس کے متعلق بہت سخت احکامات موجود ہیں۔ اس کی

سزا رجم یا سنگ ساری تک مقرر کی گئی ہے۔ دوسرے مذاہب اور اقوام میں بھی اس کو بہت بری نظر سے دیکھا جاتا ہے زنا بالجبر کی صورت میں سزا صرف مرد ہی کو ملتی ہے۔ لیکن اس کے علاوہ مرد اور عورت دونوں کے واسطے یکساں سزا مقرر ہے۔ زنا ثابت کرنے کے واسطے چار آدمیوں کی عینی شہادت لازمی ہے اور اس کے شرائط اتنے سخت رکھے گئے ہیں کہ جب تک زانی خود اقرار نہ کرے ثبوت مشکل ہی سے مل سکتا ہے۔ یہ اس واسطے کیا گیا ہے کہ لوگ کسی پر اتہام نہ لگا سکیں۔ زانی اور زانیہ کے لئے اگر آزاد ہو تو سو درے اور اگر غلام یا باندی ہو تو پچاس درّے کی سزا مقرر ہے۔ انگلینڈ میں "زنا کاری" قانون کے مواخذہ میں نہیں آتی، گو یہ فعل دعوے یا طلاق کے مقدمے کی بنا بن سکتا ہے اور اس میں ہرجانہ عائد ہو سکتا ہے۔ عہد قدیم میں زنا کی سزا اکثر اوقات موت ہوا کرتی تھی۔ اور اس کے نظائر "عہد نامہ قدیم" میں موجود ہیں۔

## زنجبار۔

(Zanzibar) یہ مشرقی افریقہ میں انگریزی کالونی (Colony) اور زیر حمایت علاقہ (Protectorate) ہے۔ جو جزیرہ ہائے زنجبار، پمبا اور اصل افریقہ کے کچھ علاقہ پر مشتمل ہے۔ شہر زنجبار اس کا دار السلطنت ہے۔ آب و ہوا گرم اور ناخوشگوار ہے۔ دیگر گرم علاقوں کی مانند یہاں بھی پیداوار کثرت سے ہوتی ہے۔ جس میں لونگ، چھالیا، ناریل، گندم، جو، باجرہ اور دالیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ہاتھی دانت، انڈیا ربڑ اور گوند برآمد کئے جاتے ہیں۔

آبادی عموماً سواحلی بولنے والے حبشیوں کی ہے۔ اونچے طبقہ کے لوگ عرب مسلمان ہیں جو ایک سلطان کے ماتحت ہیں جسے انگریز ریذیڈنٹ (Resident) کی ہدایات پر عمل کرنا ہوتا ہے۔

زنجبار کا مجموعی رقبہ ۱۰۲۰ مربع میل ہے اور آبادی ۲۳۵۰۰۰۔ خود دار السلطنت زنجبار کی آبادی ۴۵۳۰۰ ہے

## زنجی بغاوت

(۸۶۹ – ۸۸۳) خاندان عباسیہ کے پندرہویں بادشاہ المعتمد کے عہد حکومت میں کلدیہ میں رونما ہوئی۔ یہ بغاوت شورہ (Salt Petre) کی کانوں میں کام کرنے والے حبشی مزدوروں نے ایک شخص جو اپنا نام علی ابن محمدؐ بتاتا تھا کے زیر قیادت ستمبر ۸۶۹ء میں کی۔ چونکہ شورہ کی کانیں دریائے فرات کے کنارے ایک ایسی جگہ واقع تھیں۔ جس کے ارد گرد دلدلیں ہی دلدلیں تھیں اس لئے اس بغاوت کو فرد کرنے میں پورے پندرہ برس لگے۔ اور ۵ لاکھ کے قریب آدمی کھیت رہے۔ "زنجیوں" (حبشیوں) کا رہنما (صاحب الزنج) غالباً عرب النسل تھا جو مورخ طبری کی رائے میں "خدا کا دشمن" اور "بد قماش" تھا۔ اس شخص نے اپنے آپ کو حضرت علیؓ کا جانشین ظاہر کیا اور یہ بھی دعویٰ کیا کہ وہ مسیح ہے اور ان لوگوں کو برسراقتدار طبقہ کے ظلم و استبداد سے نجات دلائے گا حکومت وقت نے اس کی سرکوبی کے لئے فوج پر فوج بھیجی مگر کامیابی اس وقت نصیب ہوئی جب خلیفہ المعتمد کا بھائی الموفق فوج لے کر بذات خود اس کے خلاف میدان میں اترا۔ اور المختارہ کے قلعہ کو جہاں ان حبشی شرپسند مزدوروں کا راہنما رہتا تھا۔ فتح کرنے میں کامیاب ہوا۔ کہتے ہیں کہ علی ابن محمدؐ نے ایک دفعہ شاہی افواج میں سے اتنے آدمی ہلاک کر دیئے تھے کہ انہیں دفن کرنا مشکل ہو گیا تھا۔ لہٰذا اس نے حکم دیا کہ نعشوں کو دریا میں پھینک دیا جائے تاکہ وہ بذریعہ دریا بصرہ پہنچیں تو لواحقین خود انہیں پانی میں سے نکال کر دفن کریں۔

## زندگی۔

(Life) حیات، عمر۔ سانس آنے کا نام زندگی ہے۔ زندگی دنیا کی بھی ہے۔ اور آخرت کی بھی۔ دنیا کی زندگی اچھی گزرے تو آخرت میں اس کا اچھا صلہ ملے گا۔ اور حیات بعد از ممات، پاکیزہ اور خوشگوار ہوگی۔ انسان کی اوسط زندگی پچاس سے ستر سال ہے اور زندگی بہت تھوڑی بھی ہوتی ہے، اور بسا اوقات سو سال سے اوپر بھی ہوتی ہے۔ زمانہ قدیم میں بعض روایات کے مطابق، انسانوں کی عمر سینکڑوں سال کی ہوا کرتی تھی۔ زندگی کے تین حصے ہوتے ہیں بچپن، جوانی، اور بڑھاپا۔ بچپن کے عادات و خصائل جوانی میں ساتھ جاتے ہیں اور جوانی اچھی گزرے تو بڑھاپا اچھا گزرتا ہے۔ اور اگر جوانی بد عنوانیوں اور بداعتدالیوں کی نذر ہو جائے تو بڑھاپا امراض اور پریشانیوں کا مجموعہ ہو جاتا ہے۔ زندگی باقاعدہ گزارنی چاہیئے۔ وقت، مشاغل، کام اور آرام کے لحاظ سے دن رات کا پروگرام معین ہونا چاہیئے۔ طعام اور خورونوش کا وقت مقرر اور مقدار معتدل ہونی چاہیئے۔

اصل زندگی "اسلامی زندگی" ہے، یعنی وہ زندگی جو احکام اسلام کے مطابق گزرے، قرآن پاک کی تعلیم اور حضورؐ کا اسوۂ حسنہ رہنمائی کے مشعل ہدایت ہیں۔ زندگی آخرت ہی کی طرح

انسان کی ہمدردی اور خدمتِ خلق کے جذبہ اور عمل سے سرشار ہونی چاہیئے۔ قوم کی خدمت اور انسانی ترقی کا احساس زندگی کے لوازم میں سے ہے۔ ع جیتا ہے وہ جو مرچکا ہو قوم کے لئے۔ جینے کو تو سب جیتے ہیں مگر اصل جینا وہ ہے جو خدا اور رسول کی اطاعت میں بسر ہو۔ انسانی زندگی کو حیوانی زندگی سے ممتاز اس کا روحانی پہلو کرتا ہے۔ انسان زندہ رہنے کے لئے کھاتے ہیں اور حیوان کھانے کی خاطر زندہ رہتے ہیں

## زندگی مابعد۔ (Life After Death)

آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تک تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی مبعوث ہوئے۔ سب نے یک زبان یہ تعلیم دی کہ اس دنیا و مافیہا کو پیدا کرنے والا ایک اور صرف ایک خدائے وحدہٗ لاشریک ہے۔ اس کی خدائی اور حکمرانی میں قطعاً کسی کو دخل نہیں ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام بلا استثناء اس کے بندے اور رسول ہیں اور انہیں کسی قسم کا اختیار نہیں دیا گیا کہ وہ کوئی ایسی بات زبان سے نکالیں جو اللہ جل شانہٗ نے نہ فرمائی ہو۔ وہ کامل طور پر خدائے وحدہٗ لاشریک کے فرمانبردار اطاعت گذار بندے ہیں اور تمام انسانوں کو یہی تعلیم دیتے ہیں کہ انہی کی طرح تمام انسان اللہ کے فرمانبردار اور اطاعت گذار بن کر ابدی آرام و آسائش کے حقدار بن جائیں۔

انبیاء علیہم السلام کی معرفت یہ علم بھی تمام انسانوں کو دیا گیا ہے کہ دنیا فانی ہے۔ اس کو بقا نہیں۔ ایک دن یہ سب کچھ نیست و نابود ہو جائے گا۔ کچھ مدت گذر جانے کے بعد تمام مخلوقات کو دوبارہ پیدا کیا جائے گا۔ ہر ایک کے اعمال کا محاسبہ کیا جائے گا۔ اور استحقاق کے لحاظ سے جزا یا سزا دی جائے گی۔

جن لوگوں کے اعمال رب العالمین کے ریکارڈ کے مطابق اچھے ہوں گے انہیں جنت میں داخل کیا جائے گا، جہاں ابدی راحت اور آرام ہوگا۔ محنت و مشقت، فسق و فجور، کینہ و دشمنی اور لغویات کا نام و نشان نہ ہوگا۔ نیز خدائے وحدہٗ لاشریک کا دیدار بھی نصیب ہوگا۔ جنت ایسی جگہ ہے جہاں خوشی اور انبساط، پاکیزگی اور صفائی، خوب صورتی اور جمال نمایاں ہوگا۔

اس کے برعکس جن لوگوں کے اعمال کا ریکارڈ خراب ہوگا انہیں جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ کچھ لوگ ہمیشہ ہمیشہ اس عذاب میں مبتلا رہیں گے۔ کچھ لوگ سزا پانے کے بعد معاف کر دیئے جائیں گے اور جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ یہ اس لئے کہ اللہ جل شانہٗ بڑے رحیم و کریم ہیں اور اپنی مخلوق کو بلاوجہ عذاب میں مبتلا کرنا نہیں چاہتے۔ جہنم بہت بری جگہ ہے۔ جہاں آگ میں جلنا ہوگا مگر موت نہ آسکے گی۔

## زوال بغداد

زوال بغداد۔۔ جمادی الثانی ۶۴۰ھ کو بنی عباس کا آخری تاجدار المستعصم باللہ تختِ سلطنت پر بیٹھا۔ محرم ۶۵۶ھ میں چنگیز خاں کے پوتے ہلاکو خان نے بغداد کا محاصرہ کر لیا۔ وزیر ابن العلقمی نے تاتاریوں کا ساتھ دیا۔ محاصرہ تقریباً چالیس دن تک جاری رہا۔ بالآخر المستعصم نے ہتھیار ڈال دیئے اور رعایا کو ہتھیار ڈال دینے کا مشورہ دیا۔ بغداد کے دروازے کھول دیئے گئے۔ لیکن ہتھیار ڈالنا بھی بغداد اور سلطانِ بغداد کو بچا نہ سکا۔ ۲۰ صفر ۶۵۶ھ کو ہلاکو خان نے مستعصم کو قتل کر دیا اور بغداد میں قتل عام کا حکم دے دیا۔ قتلِ عام اتنے بڑے پیمانے پر ہوا کہ دریائے دجلہ میں پانی کی بجائے خون بہنے لگا۔ علوم و فنون کے تمام ذخائر جلا کر خاک کر دیئے گئے۔ بغداد کھنڈرات کا ڈھیر بن کر رہ گیا۔ سلطنتِ عباسیہ کا چراغ اسی طرح گل ہو گیا جس طرح ۱۳۲ھ میں بنو امیہ کا ہوا تھا۔

اسبابِ زوال کے متعلق صرف اتنا کہہ دینا بھی کافی ہے کہ

"شمشیر و سناں اوّل طاؤس و رباب آخر"

کا اثر عمل میں آیا۔ تاہم پانچ سو برس کی تاریخ عروج و زوال میں ایسے حقائق ہیں جن کا بیان دلچسپی کا حامل ہے۔ جس طرح بنو امیہ کے حصولِ اقتدار کی تعمیر میں ایک خرابی کی صورت مضمر تھی۔ اسی طرح بنو عباس کی تعمیر میں ایک بنیادی نقص تھا۔ معاویہ بن ابو سفیان (جنہیں عموماً امیر معاویہ کہا جاتا ہے) نے جب بنو امیہ کی حکومت کی داغ بیل ڈالی تو انہوں نے قصاصِ عثمان (رضی اللہ عنہ) کا بڑی بلند آہنگی سے دعویٰ کیا تھا لیکن جس وقت اقتدار ان کی گود میں آگرا تو بیس برس کی حکومت کے دوران میں ایک دن کے لئے بھی انہیں قصاصِ عثمان کا خیال نہ آیا۔ منتہائے نظر چونکہ حصولِ اقتدار تھا اس لئے تمام بلند بانگ دعاوی مقصد حاصل ہوتے ہی ختم ہو گئے۔ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد وہ ایک جابر و قاہر سلطان کی حیثیت سے تختِ سلطنت پر متمکن ہوئے۔ خلافت کے بجائے شہنشاہیت کا دور شروع ہوا۔ اسلام نہیں بلکہ قبائلی عصبیت پر حکومت کی بنا قائم ہوئی۔ اسلام اور خلافت چھپ گئے۔ بادشاہت، سیاست اور ڈپلومیسی گرم ہو کر منظرِ عام پر آگئی۔ حضرت علیؓ اور ان کے خاندان سے نہایت ناروا سلوک کیا گیا۔ قدرتی طور پر لوگوں کی ہمدردیاں حضرت علیؓ اور ان کے خاندان سے وابستہ ہو گئیں۔ بنو عباس نے اس رجحان سے فائدہ اٹھا کے بنو امیہ پر کاری ضرب لگا دی۔ جب اقتدار ان کے ہاتھ آگیا۔ تو انہوں نے بھی علویوں کیساتھ

وہی سلوک کیا جو بنی اُمیہ نے کیا تھا، چنانچہ بتدریج لوگوں کی ہمدردیاں جاتی رہیں اور بدگمانیاں پھیل گئیں، عیش و نشاط، نااہل حکمران، شیعہ سنّی کا تصادم، دیلمیوں اور سلاجقہ کا اقتدار، یہ سب وہ عوامل ہیں جنہوں نے مل کر بغداد کو تباہ کر ڈالا۔ حکومت کے بنانے اور بگاڑنے میں عوام کو قطعاً دخل نہ تھا اور نہ ان کا مشورہ شامل تھا۔ کمزور بادشاہوں کے تختِ سلطنت پر بیٹھتے ہی اوّل اوّل نیم آزاد ریاستوں کا قیام عمل میں آیا۔ بالآخر بادشاہ کا وجود ایک علامت یا نشان سے زیادہ نہ رہ گیا۔ مگر ظاہری وضعداری قائم رہی۔ قدرت نے سنبھلنے کی بہت لمبی مہلت دی مگر صدائے برنخواست، آخر کار ہلاکو خان کے حملے سے بنو عباس کی سلطنت اور بغداد کا کامل طور پر خاتمہ ہو گیا۔

## زوالِ نبلنگ (Nibeling Enlied)

جرمنی کی ایک رزمیہ نظم جو غالباً بارہویں صدی عیسوی میں قلم بند ہوئی۔ اس میں جرمنی کے ایک قبیلہ نبلنگ کے بہادرانہ زوال کو رقت انگیز پیرایہ میں کسی نامعلوم شاعر نے بیان کیا ہے۔ گو اس نظم کو معرضِ وجود میں آئے صدیاں گزر چکی ہیں۔ مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کا زوال تاثر اب بھی اثر انگیز ہے۔ اور جس کسی کو بہادری، جوانمردی، صداقت، وفا، پُرخطر زندگی اور بااصول انتقام پسندی مرغوبِ خاطر ہے اسے یہ نظم اپیل کرے گی۔

**زوالِ یونان** - قدیم مملکتِ یونان کا عروج دنیا کی تاریخ میں ایک مشہور و معروف واقعہ ہے۔ قدیم یونان کئی ایک خود مختار اور آزاد ریاستوں میں منقسم تھا آئی اونین (Ionin) اسے اولین (Aeolian) اور ڈورین (Dorian) اوّل الذکر نے پہلے پہل سائنس، لٹریچر اور فنون کو ترقی دی۔ ۸۰۰ ق م تک تجارت ترقی پر تھی، نوآبادیات بحیرہ اسود کے پاس اور اٹلی کے حدود میں بسائی گئیں۔ اور تھریس اور سسلی بھی قائم کی گئیں۔ چھٹی صدی قبل مسیح میں ایتھنز، سولن کے ماتحت ایک عظیم الشان شہر بن گیا۔ چوتھی صدی ق م میں، فارس کے بادشاہ دارا نے تھریس اور مقدونیہ پر تسلط جما لیا لیکن اس کی تسخیرِ یونان کی مہم ناکام رہ گئی۔ اور اس کے جانشین بھی تسخیرِ یونان میں کامیاب نہ ہو سکے۔

ایتھنز کی طاقت پریکلز کے ماتحت بہت بڑھ گئی۔ لیکن سپارٹا کے ساتھ طویل جنگ کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۴۰۴ ق م میں اس کی آزادی کا خاتمہ ہو گیا۔ سپارٹا نے اب ایتھنز کی قلمرو کو اپنے تسلط میں لیا لیکن اس کی طاقت بھی ۳۶۲ ق م میں ختم ہو گئی پھر اسکندرِ اعظم کے زمانے میں یونان کی مملکت قلمرو مقدونیہ میں مدغم ہو گئی۔ اسکندر کی سلطنت کوہ ہندوکش اور دریائے سندھ تک وسعت پذیر ہو گئی۔ اس نے کوشش کی کہ مشرق کے سارے ممالک یونان کے تصرف میں آ جائیں لیکن زندگی نے وفا نہ کی اور اس کا پروگرام نامکمل رہ گیا۔ اسکندر کی وفات پر یہ سلطنت اس کے جرنیلوں میں تقسیم ہو گئی۔ ۱۹۷ ق م میں یونانی قلمرو کی تسخیر کا روما کی طرف سے آغاز ہوا۔ اور ۱۴۶ ق م تک کارنتھ کی تخریب ہو گئی اور یونانی آزادی کا خاتمہ ہو گیا۔ پھر وقت اسی طرح گزرتا گیا حتیٰ کہ تیسری صدی عیسوی میں اقوام وانڈیل اور گوتھ نے یونان کو روند ڈالا لیکن وہ بعد میں ۱۲۰۴ء تک بازنطینی مملکت کا حصہ بنا رہا۔ ۱۴۶۱ء تک یونان کے بیشتر حصے کو ترکوں نے تسخیر کر لیا اور ترکی تسلط ۱۸۲۹ء تک قائم رہا۔ پھر یونان کی جنگِ آزادی ترکی کامیابی سے ہوئی جس میں انگلینڈ، روس اور فرانس نے یونان کی دل کھول کر مدد کی۔ ۱۹۱۲ء کی جنگِ بلقان میں یونان کو مقدونیہ، ایپی رس اور متعدد جزائر مل گئے اور پہلی جنگِ عالمگیر کے بعد اسے یورپی ترکی کا بیشتر حصہ مل گیا۔ اب تک یونان کا طرزِ حکومت محدود بادشاہت پر مشتمل تھا۔ لیکن ۱۹۲۳ء میں ترکی سے مزید جنگ کے بعد جمہوریت قائم ہو گئی۔ اس جنگ میں یونان اُن علاقوں کا کچھ حصہ کھو بیٹھا جو اسے پہلی جنگِ عالمگیر کے بعد ملا تھا۔ ۱۹۳۵ء میں بادشاہت کا نظام پھر سے برسرِ اقتدار آ گیا۔

یونانِ قدیم کا لٹریچر دنیائے ادب کا ایک قیمتی ورثہ ہے چنانچہ یونان کے مشاہیر اور فضلا میں ہومر، ہیسیوڈ، ہیروڈوٹس، تھیوسی ڈائڈس، افلاطون، ڈیماستھنیز، ایسکیلس، سوفوکلیز، یوری پائڈس، پنڈار، ارسٹوفینز، سقراط، ارسطو اور سلیفو وغیرہ بھی شامل ہیں۔

**زُود نویس** - زود نویس، مختصر نویس سے مختلف ہوتا ہے۔ مختصر نویس، اختصار نویسی (Short-hand) کا ماہر ہوتا ہے۔ اور زود نویس وہ شخص جو کسی عبارت یا مضمون کو کسی دوسرے شخص کے مقابلے پر تھوڑے وقت میں تحریر کرنے

"زود" فارسی لفظ ہے یعنی "جلد جلد" اور "جلدی"
اردو میں شکستہ خط نسبتاً جلد لکھا جاتا ہے اور نستعلیق اور نسخ تحریر کرنے میں دیر لگتی ہے۔ زود نویسی اچھی صفت ہے لیکن شرط یہ ہے کہ لکھا ہوا پڑھا جائے۔ زود نویسی کی مہارت بار بار اور زیادہ لکھنے سے ہوتی ہے۔ عموماً دفاتر اور مطابع کے اشخاص زود نویس ہوتے ہیں عرضی نویس (Petition Writers) زود نویسی میں مشاق ہوتے ہیں۔ اردو ٹائپ بھی زود نویسی کا ایک ذریعہ ہے۔ زود نویس لوگ بالعموم بدخط ہوتے ہیں۔ اور دیر نویس خوش خط۔ البتہ متقدمین بیک وقت زود نویس بھی تھے اور خوش خط بھی۔ بعض لوگوں کے رسم الخط کو آسانی سے پڑھنے کے لیے مشق درکار ہوتی ہے۔ چنانچہ دفتروں کے افسروں کا لکھا ہوا ماتحت محاورہ اور مشق کی وجہ سے، بہ نسبت بیرونی اشخاص کے آسانی سے اور جلد پڑھ سکتے ہیں۔ قلمی نسخوں کا مطالعہ زود نویسی اور جلد پڑھنے کی مہارت پیدا کرتا ہے۔

**زور، سید محی الدین قادری** - ادیب، انشاپرداز، افسانہ نویس، نقاد، شاعر، مدیر، جرنلسٹ، پروفیسر، ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور ۸ رمضان المبارک ۱۳۲۳ھ کو جہاں آباد ثانی یعنی آصفیہ راجدھانی میں پیدا ہوئے۔ آپ نے [illegible] میں جامعہ عثمانیہ سے ایم۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ اور پھر سرکاری وظیفہ پر اردو کی اعلیٰ تعلیم کے لئے یورپ چلے گئے اور لندن یونیورسٹی سے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ [illegible] میں جامعہ عثمانیہ میں شعبۂ اردو کے پروفیسر مقرر ہوئے۔

آپ کو ابتدا ہی سے ادبی ذوق رہا ہے۔ ڈاکٹر زور میں تصنیف و تالیف کا ذوق ۱۶ سال کی عمر میں پیدا ہوا۔ اردو میں آپ کی سب سے پہلی کتاب "روح تنقید" ۱۹۲۵ء میں شائع ہوئی اس کے بعد آپ کی متعدد کتابیں شائع ہوئیں۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ "ادارۂ ادبیات اردو" کا قیام ہے جس کی بنیاد ذوقِ عمل اور یقینِ محکم پر رکھی گئی ہے۔
آپ کی مشہور تصانیف یہ ہیں:-
"[illegible] مقالات"، "تین شاعر"، "اردو کے اسالیب بیان"، "اردو شہ پارے"، "عہد عثمانی میں اردو کی ترقی"، "محمود غزنوی کی بزم ادب"، "ہندوستانی لسانیات"، "فن انشا پردازی"، "طلسم تقدیر"، اور "تازیانہ"، "سیر گولکنڈہ"، "تدریج غالب"، "مکتوبات شاد عظیم آبادی" وغیرہ
آپ نے مختلف شاعروں کے کلام پر تبصرے بھی لکھے ہیں۔

آپ کی تصانیف کئی یونیورسٹیوں کے نصاب میں داخل ہیں۔
ڈاکٹر زور کو کسی زمانے میں شعر گوئی کا بھی ذوق رہا ہے۔ لیکن آپ کا شمار بیشتر اردو کے بلند پایہ ادیبوں و محققوں میں ہوتا ہے۔

**زورِ بیان** - کلام کی برجستگی اور تقریر کے تاثر "زورِ بیان" پر ہی دلالت کرتے ہیں۔ اچھے اچھے مقررین کی تقریر سننے اور بلند پایہ مقررین کی تقریریں مطالعہ کرنے سے اپنے آپ میں زورِ بیان کی صلاحیت پیدا ہوتی جاتی ہے۔ برطانوی پارلیمنٹ کے برک (Burke) اور دوسرے ممتاز مقررین کی تقریریں پڑھنے والے میں زورِ بیان کی تحریک ہوتی ہیں۔ مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم میں زورِ قلم بھی تھا اور زورِ بیان بھی! خود پاکستان میں بھی، ایسے ایسے مقرر موجود ہیں جن کے زورِ بیان کی بدولت اسمبلی کے اجلاسوں میں یا پبلک مجمعوں میں خوشگوار اثرات پیدا ہوتے ہیں اور خاطر خواہ نتائج نکلتے ہیں۔

**زولو** - (Zulus) بنٹو حبشی نسل کا ایک فرقہ جو ابتدا میں افریقہ کے جنوب مشرقی ساحلی علاقے میں آباد تھا۔ زولو لوگ بہتر جسمانیت، اور ذہنی قوت کے مالک ہوتے ہیں، اور وہ خاموش خانہ بدوش زندگی کو پسند کرتے ہیں۔ [illegible] میں ان پر انگریزی حملہ ہوا مگر انہوں نے ایک انگریزی دستے پر قابو پا کر سپاہیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جس پر انتقام کی آگ بھڑک اٹھی اور انگریزوں نے ان پر یلغار کر کے انہیں تہ تیغ اور منتشر کر دیا۔ افریقی علاقہ جس میں زولو آباد ہیں "زولولینڈ" کے نام سے موسوم ہے۔
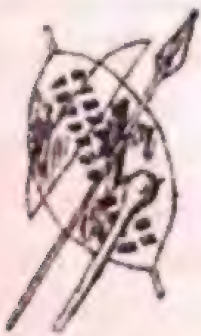
## زہر اور اُن کے تریاق
(Poisons & their Antidotes)
زہر کے اثرات کو دور کرنے کے لیے یہ اصول ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ ہمیشہ نمکیات، تیزابوں کی کاٹ کرتے ہیں اور علیٰ ہذالقیاس تیزاب، زہروں کے تریاق ہوتے ہیں۔ جب زہر پیٹ میں

چلا جائے اور وہ خراشدار یا تیزابی نہ ہو، تو سب سے پہلے قے کرانی چاہیے۔ قے اور دوا تیار کرنے میں اِس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ وہ زہر کے اثر سے مکمل نہ ہو جائے۔ رائی کا پانی یا شاہترہ کی شراب ہمیشہ بے ضرر قے لانے والی دوا ہوتی ہے۔ زہر خورانی اگر تیزاب سے ہو تو انڈے کی سفیدی ملا کر یا زیتون کا تیل، یا تازہ دُودھ، مریض کو پلانا چاہیے۔ اگر یا گلو رد خارم نگل لیا جائے تو اس کا کوئی کیمیاوی تریاق نہیں ہے اِس حالت میں سر اور سینے پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے دینے چاہئیں یا کپڑا بھگو کر اُوپر رکھنا چاہیے، نیز مصنوعی طریق پر تنفس کا عمل جاری کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

افیم زیادہ مقدار میں کھالی جائے تو اس کا تریاق تیز قہوہ ہے لیکن اِس کے ساتھ اِس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ مریض کو حتی الامکان سونے نہ دیا جائے۔ ذیل کے زہروں کے تریاق یہ ہیں:۔

| | |
|---|---|
| سُرمہ | شاہترہ |
| سنکھیا | لوہے کا برادہ پانی میں |
| تانبا | انڈے کی سفیدی |
| پارہ | انڈوں کی سفیدی، دُودھ، میدہ اور پانی، آشِ جو، یا السی کی چائے۔ |
| چاندی | نمک اور پانی |
| ٹین | دُودھ |
| جست | زیتون کا تیل، دُودھ، یا انڈے کی سفیدی |

**زہر باد**۔ ایک مرض ہے جو انسانوں کو بھی لاحق ہوتا ہے اور جانوروں کو بھی۔ داخلی بھی ہوتا ہے اور خارجی بھی۔ داخلی جسم کے اندر رہتا ہے اور زہر سارے جسم میں یا جسم کے کسی خاص حصے میں پھیل جاتا ہے۔ خارجی زہر باد جسم پر نمایاں ہو جاتا ہے اور ورم یا ناسور یا پھوڑے کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ خارجی کا علاج جراحی ہے۔ لیکن ابتدائی حالت میں ٹیکہ لگوانا مفید ہوتا ہے۔ گھی اور سیاہ مرچ کا استعمال بھی خالی از فائدہ نہیں ہوتا۔ اسہال آنے سے زہر باد کی شدت کم ہو جاتی ہے اور اسی لیے بعض معالج مریض کو جلاب کا مشورہ دیتے ہیں۔

جانوروں کے زہر باد کا علاج کسی اچھے ماہر سے کرانا چاہیے۔ اور انہیں سلوتر خانہ میں فوراً پہنچانا چاہیے۔

زہر باد کا مرض بالعموم خون کی خرابی سے لاحق ہوتا ہے۔

**زہر خوری** (Poisoning) زہر خوری کی صورت میں فوراً ڈاکٹر کو بلوانا چاہیے اور سارا ماجرا ڈاکٹر کو صحیح صحیح سنا دینا چاہیے۔

اگر ہونٹ اور مُنہ جلے ہوئے ہوں یا اُن میں درد ہوتا ہو تو قے آور دوا نہ دیجیے۔ بلکہ زہر جو مریض نے نگل لیا ہے اس کو پتلا اور بے اثر کرنے کے لیے مریض کو خوب پانی پلائیے۔ جلدی سے مُنہ صاف کر دیجیے اور اگر تیزاب کا شبہ ہو تو مریض کو چونے کا پانی پلایا جائے یا پانی میں سفیدی ملا کر یا کھریا مٹی کا سفوف حل کر کے دیا جائے۔ اگر یہ چیزیں دستیاب نہ ہوں تو آخری صورت یہ ہے کہ چھت کا پلستر اتار کر اُس کو باریک کر لیں اور پانی میں حل کر کے مریض کو پلائیں۔ جلدی میں ایسا نہ ہو کہ مریض پلستر کے ریزے نگل جائے اِس سے رکاوٹ پیدا ہو گی۔ گھونٹ بھر ارنڈی کا تیل بھی مفید ہوتا ہے۔ اگر کسی کھاریا کا سٹک سوڈا، کاسٹک پوٹاش اور امونیا وغیرہ کا شبہ ہو تو پتلا سرکہ یا لیموں کا رس پلائیں۔

مُنہ اگر جلا ہوا ہو اور کوئی مضر کیمیاوی مادہ نگل لیا گیا ہو تو مریض کو قے آور دوا دیں۔ رائی اور پانی کا محلول ایک اچھا قے آور ہے۔ نمک بھی خوب قے لاتا ہے۔ لیکن یہ اکثر نگلے ہوئے زہر میں مل کر حالت خراب تر کر دیتا ہے۔ اجزا کو گرم پانی میں حل کریں۔ حلق کے اندر کوئی پر پھیریں یا چمچے کی دستی زبان کے آخری سرے پر رکھیں۔ بہر کیف کوئی بھی معقول تدبیر کریں جس سے مریض کو قے ہو جائے۔

اگر مریض سونا چاہے تو جیسے بھی ممکن ہو اس کو بیدار رکھنا چاہیے۔ یہاں تک کہ ڈاکٹر سونے کا مشورہ دے۔ مریض کو خوب تیز گرم قہوہ پلا کر کھلی ہوا میں پھرانا چاہیے۔ اگر قہوہ دستیاب نہ ہو تو چائے بھی پلا سکتے ہیں۔

اگر مریض دوا کے نگلنے یا سانس لینے میں کوئی دقت محسوس کرے تو گرم کپڑے یا گرم پانی سے گردن کے آس پاس ٹکور کریں اور مریض کو ٹھنڈی چائے یا ٹھنڈا قہوہ پلائیں۔

**زہرہ**۔ (Venus) نظامِ شمسی کا ایک سیارہ جو کرۂ ارض سے جسامت میں ذرا کم ہے۔ اس کا قطر ۷۷۰۰ میل ہے۔ سُورج سے اس کا اوسط فاصلہ ۶۷،۲۰۰،۰۰۰ میل ہے۔ جس کے گرد یہ ۲۲۴ء۵ دن میں اپنی گردش پوری کرتا ہے۔ محققین کا خیال ہے کہ اس میں مختلف ذی حیات چیزوں کا ہونا نا ممکن نہیں۔

**زہری** (امام) پورا نام امام محمد بن مسلم بن شہاب زہری سن پیدائش ۵۱ھ سال وفات ۱۲۴ھ۔ قریشی الاصل تھے غزوات کے متعلق پہلی مستقل تصنیف انھوں نے لکھی۔ اپنے

زمانے کے بہت بڑے عالم تھے۔ علوم حدیث اور فقہ میں یکتا تھے۔ امام بخاریؒ کے شیخ الشیوخ ہیں۔ حدیث اور روایات قلم بند کرنے کے لئے مدینہ منورہ میں گھر گھر گئے۔ بنو امیہ کا خلیفہ عبدالملک بن مروان ان کا بہت قدر دان تھا۔ ہشام بن عبدالملک نے اپنے بچوں کی تربیت ان کے سپرد کر رکھی تھی۔

## زہریلے پودے (Poisonous Plants)

خود رو یا کاشت کردہ زہریلے پودے دنیا کے اکثر ممالک میں پائے جاتے ہیں۔ مثلاً دھتورہ، جلانواں، آک، شیکران وغیرہ ان میں سے اکثر بڑے مفید طبی خواص کے حامل ہیں۔ اور دواؤں میں استعمال ہوتے ہیں۔ بہت سے سمارونغ قسم کے پودے بھی زہریلے ہوتے ہیں۔ مثلاً سانپ کی چھتری وغیرہ۔

## زہریلی پھولدار جھاڑی (پرنم) چھوٹے چھوٹے

خود رو درخت جو بالعموم صحرائی علاقوں اور ریگستانوں میں اُگتے اور پیدا ہوتے ہیں۔ پرنم نام کی جھاڑی کو پھول تو خوشنما لگتے ہیں لیکن اس کے پتے، ٹہنیاں اور خود دو پھول زہریلے مواد سے اٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور کوئی شخص اگر اس جھاڑی کی کوئی چیز غلطی سے کھا لے تو اسے فوراً قے کرائی جانی چاہیے اور زہر کش ادویہ کا استعمال کرانا چاہیے۔ پاکستان میں بہت کم دیکھنے میں آئی ہے۔ معروف تھا (واقعہ سندھ) میں اس کا وجود کہیں کہیں ہے۔ لیکن اس کا امتیاز اسی صنف کے دوسرے پودوں اور دیگر جھاڑیوں سے ذرا مشکل ہوتا ہے۔

## زیاد بن ابی سفیان

۔ امیر معاویہ نے عرب کے تمام نامور مدبروں کو اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔ صرف زیاد جسے ابو سفیان کا لڑکا سمجھا جاتا تھا اور جسے مؤرخین بنظر احتیاط صرف "زیاد بن ابیہ" (زیاد بیٹا اپنے باپ کا) کہنے پر اکتفا کرتے ہیں حضرت علیؓ کے حامیوں میں رہ گیا تھا۔ یہ امیر معاویہ کا سخت مخالف تھا۔ اور حضرت علیؓ کے زمانہ سے فارس کا والی چلا آرہا تھا۔ اس نے امیر معاویہؓ کی خلافت تسلیم نہیں کی تھی۔ آخر ۴۲ھ میں مغیرہ بن شعبہ نے اس کو اپنے حسن تدبر سے امیر معاویہؓ کی اطاعت پر راضی کر لیا اور امیر معاویہؓ نے اسے مغیرہ بن شعبہ کی مدد کے لئے کوفہ بھیج دیا۔

پھر ۴۴ھ میں بعض شہادتوں کی بنا پر کہ ابوسفیانؓ نے جاہلیت میں اس کی ماں سے نکاح کر لیا تھا اسے اپنا سوتیلا بھائی تسلیم کر لیا۔ عام خیال یہ ہے کہ یہ محض امیر معاویہؓ کی ایک سیاسی چال تھی۔ ورنہ ابوسفیانؓ نے اس کی ماں سے کبھی نکاح نہیں کیا تھا۔ چنانچہ پہلے اسے طنزاً زیاد ابن ابیہ کہا جاتا تھا لیکن امیر معاویہؓ کے اسی اعلان کے بعد وہ زیاد بن ابی سفیانؓ کہلانے لگا۔ ۴۵ ہجری میں زیاد بصرے کا والی مقرر ہوا۔ یہ لوگ شورش پسند مشہور تھے۔ زیاد نے انہیں چند برسوں میں درست کر دیا۔ ۵۰ ہجری میں مغیرہ کے انتقال کے بعد اُسے بصرہ اور کوفہ دونوں کا والی بنا دیا گیا۔ یہ پہلا شخص تھا جو ان دونوں شورش پسند شہروں کا حاکم بنایا گیا۔ وہ ہر دو مقامات میں چھ چھ ماہ رہتا تھا۔

اس کے باوجود امیر معاویہؓ نے اپنے بعد اپنے بیٹے یزید کو نامزد کرنا چاہا تو زیاد نے اس تجویز کو دل سے ناپسند کیا۔ کیوں کہ وہ یزید کو اس ذمہ داری کا اہل نہیں سمجھتا تھا۔

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بصرہ میں جو معقل نامی نہر کھدوائی گئی تھی، زیاد نے اُسے دوبارہ کھدوا کر صاف کرایا۔

## زیادؓ بن لبید

۔ نام زیاد، کنیت ابو عبداللہ۔ قبیلہ خزرج، خاندان بیاضہ۔ بیعتِ عقبہ کے موقع پر اسلام لائے۔ مدینہ کے چار انصار کی ایک جماعت جس میں زیادؓ بھی شامل تھے، مدینہ پہنچی۔ اور وہاں سے صحابہ کے ہمراہ ہجرت کر کے واپس مدینہ آئے۔ چنانچہ یہ چاروں بزرگ انصار بھی کہلاتے ہیں اور مہاجر بھی۔

رسول اللہ کے ساتھ آپ نے سب غزوات میں حصہ لیا۔ آپ عالم فاضل اور فاضل صحابہ میں سے ہیں۔ اور چند ایک احادیث بھی آپ سے مروی ہیں۔

۹ھ میں آنحضرتؐ نے آپ کو یمن کے علاقہ حضرموت کا عامل مقرر کیا۔ اور صدقات کا محکمہ بھی انہی کے سپرد فرمایا۔

آنحضرتؐ کی وفات پر اہل یمن مرتد ہو گئے۔ تو آپ نے ابوبکر صدیقؓ کے حکم سے شاہان کندہ پر حملہ کر کے انہیں شکست دی۔ اور اشعث بن قیس کو گرفتار کر کے دارالخلافہ میں بھیج دیا۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں بھی اسی عہدہ پر فائز رہے۔ بعد میں کوفہ میں سکونت اختیار کر لی۔

امیر معاویہؓ کے دورِ خلافت کے پہلے سال یعنی ۴۰ھ میں وفات پائی۔

## زیارت

۔ کسی مقدس چیز یا مقام کو دیکھنے کے

واسطے جانا۔ لیکن بالعموم اس کا اطلاق کسی بزرگ کے مقبرہ یا آنحضرت صلعم کے روضہ پر جا کر فاتحہ خوانی کرنے پر ہوتا ہے۔ مردوں کے علاوہ عورتیں بھی بہت کثرت سے مزاروں پر جاتی اور علاوہ فاتحہ خوانی کے طرح طرح کی منتیں مانتی ہیں مثلاً اولاد یا شفا کے لئے یا شوہر کی محبت کے واسطے۔ اور جب یہ مراد پوری ہو جاتی ہے تو اسی مزار پر آکر نذر اور چڑھاوے چڑھاتی ہیں۔

بعض لوگ قبروں کو سجدہ بھی کرتے ہیں۔ گذشتہ صدی میں محمد بن عبدالوہاب نے اس بدعت کو بہت سختی سے روکا اور مرحوم شاہ ابن سعود نے عربوں اور اہل حجاز سے یہ عادت تقریباً ترک کرا دی۔ اب وہاں صرف آنحضرت صلعم کے روضہ مبارک کی زیارت کی اجازت ہے۔

لیکن پاکستان اور ہند میں زیارت کا رواج بڑھتا جا رہا ہے۔ اور ہر سال ہزاروں کی تعداد میں زائرین دور اور نزدیک سے آتے اور عرس وغیرہ میں شرکت کرتے ہیں۔ اس قسم کی زیارتیں اسلام میں عبادت کا جزو تو نہیں ہیں البتہ یاد خدا کو دلوں میں تازہ کرنے کا ذریعہ ہو سکتی ہیں۔

**زیبرا** (Zebra) قریب قریب گھوڑے کی شکل کا خشکی کا ایک جانور ہے۔ جو کبھی کیپ کالونی اور نٹال کے علاقے میں کثرت سے ملتا تھا۔ اب صرف جنوبی افریقہ اور زنگولا کے علاقوں میں پایا جاتا ہے۔ ایبے سینیا اور شمالی لینڈ میں بھی ملتا ہے۔

اس کی ٹانگیں چھوٹی، کان لمبے، جسم سفید، چمکدار اور اس پر سیاہ یا بھورے رنگ کی دھاریاں ہوتی ہیں۔ جنوبی افریقہ کے زیبرے قد آور اور ایبے سینیا اور شمالی لینڈ کے قدرے چھوٹے ہوتے ہیں۔ ان کے کان سفید اور دم لمبی ہوتی ہے یہ دریائے اورنج (River Orange) کے شمالی میدانوں میں گھومتے پھرتے ہیں۔

**زیٹا** (Zeta) حرارت پیدا کرنے کی ایک مشین۔ لفظ زیٹا زیرو انرجی تھرمو نیوکلیر اسمبلی (Zeta Zero Energy Thermo) (Nucleur Assembly) کا مخفف ہے۔ یہ مشین ۵۰ لاکھ ڈگری حرارت پیدا کر سکتی ہے۔ اور اس کی ایجاد سے ہائیڈروجن بموں کو پرامن مقاصد کے لئے استعمال کرنے کی گنجائش پیدا ہو گئی ہے۔ اس مشین پر تحقیقات کا کام پہلے پہل کیمبرج کی یونیورسٹی لیبارٹری میں ۱۹۴۷ء میں جان کاکروفٹ (اب سر جان کاکروفٹ) اور والٹن نامی دو نوجوان سائنس دانوں نے شروع کیا تھا۔ اس وقت یہ تحقیقات کی گئی تھی کہ بھاری ہائیڈروجن کا مرکز تیز حرارت کی مدد سے دوسرے بھاری ہائیڈروجن کے مرکز سے مل سکتا ہے۔ اس طرح بے پناہ حرارت پیدا ہوگی سورج کی مرکزی حرارت ڈیڑھ کروڑ ڈگری کے قریب ہے۔ زیٹا کی دریافت کے بعد سائنس دانوں نے اس حرارت کا ایک تہائی حصہ پیدا کر لیا ہے اور خیال ہے کہ چند سال کے اندر اندر زیٹا سے سورج کی مرکزی حرارت سے زیادہ گرمی پیدا کی جائے گی۔ اگر ایسا ہوا تو پھر اس سے صنعتی اور تجارتی دنیا میں ایک انقلاب عظیم برپا ہو جائے گا۔

**زیدؓ بن ارقم**۔ نام زید۔ کنیت ابو عمر۔ قبیلہ خزرج خاندان حارث۔ بچپن میں والد فوت ہو گئے اس لئے ان کے چچا عبداللہ بن رواحہ نے جو ایک بہت بڑے صحابی گزرے ہیں ان کی پرورش کی۔

آنحضرتؐ کے ۱۷ غزوات میں سے ۱۷ میں آپ نے شرکت کی۔ اور خلفائے راشدین میں سے حضرت علیؓ سے بڑی الفت تھی۔ اور جنگ صفین میں انہی کی طرف سے لڑے۔

علم و فضل میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔ اعلیٰ پائے کے صحابہ بھی کئی باتوں میں آپ سے مشورہ لیتے تھے اور حدیثیں اتنی یاد تھیں کہ دور دور سے لوگ پوچھنے آتے تھے۔ آپ کی کل روایتوں کی تعداد ۷۰ ہے۔ جو کتب احادیث میں ہم تک پہنچی ہیں۔

ان کے عہد میں لوگ احادیث کی تصدیق انہی سے کر لیتے تھے۔

آپ کوفہ میں رہتے تھے۔ اور بنو کندہ کے محلہ میں گھر بنوا رکھا تھا۔ ۶۸ھ میں کوفہ ہی میں انتقال کیا۔ اس وقت کوفہ میں مختار بن ابی عبید ثقفی کا دور تھا۔

**زیدؒ بن اسلم**۔ نام زید۔ کنیت ابو اسامہ۔ حضرت عمرؓ کے غلام تھے۔ قرآن پاک، احادیث، اور فقہ میں بڑے

پایہ کے عالم تھے۔ حدیث میں ان کا دائرہ علم بہت وسیع تھا۔ مسجد نبوی میں درس حدیث دیا کرتے تھے۔ بڑی بارعب شخصیت کے مالک تھے۔ اس وجہ سے دوران درس کسی کو بولنے کی مجال نہ ہوتی۔

فقہ میں خاص طور سے آپ کو زیادہ دسترس حاصل تھی اور اس کمال کے باعث آپ فقیہِ مدینہ شمار ہوتے تھے۔

سنہ ۱۳۶ھ میں انتقال کیا۔ آپ کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔

**زیدؓ بن ثابت**۔ نام زید۔ کنیت ابوسعید، ابوخارجہ، ابوعبدالرحمٰن۔ القاب مقری۔ فرضی، کاتب الوحی، حبرالامت۔ قبیلہ خزرج۔ خاندان نجار۔

رسول اللہؐ کے نہایت برگزیدہ اور جلیل القدر انصار صحابہ میں سے تھے۔ جنہوں نے ۱۱ برس کی عمر میں مدینہ میں اسلام قبول کیا۔

ان کے والد ہجرت سے ۵ سال قبل اسلام سے پیشتر کی جنگ (یوم بعاث) میں کام آئے۔ اس وقت زیدؓ کی عمر ۶ سال تھی

بچپن ہی میں قرآن مجید پڑھنا شروع کر دیا تھا اور جب رسول اللہؐ مدینہ تشریف لائے تو ۱۷ سورتیں حفظ کر چکے تھے

غزوۂ خندق اور اس کے بعد کے سب غزوات میں رسول اللہؐ کے ہمراہ لڑے۔ جنگ یمامہ میں جو مسیلمہ کذاب کے ساتھ لڑی گئی تھی، حضرت زیدؓ بھی زخمی ہوئے۔ اس جنگ میں قریباً ۷۰ حفاظ قرآن شہید ہوئے تھے۔ اس لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو فکر دامن گیر ہوئی کہ اگر سارے حفاظ ختم ہو گئے تو قرآن محفوظ نہ رہ سکے گا۔ چنانچہ آپ نے قرآن پاک لکھ کر محفوظ کر لینے کا حکم دیا۔ اور یہ کام حضرت زیدؓ نے انجام دیا۔ کیونکہ آپ قرآن پاک کے حافظ بھی تھے۔ اس کارِ عظیم کی انجام دہی میں ۵ اور فاضل صحابہ کرام نے آپ کا ہاتھ بٹایا۔

جب حضرت ابوبکرؓ کا نام خلافت کے لئے تجویز ہوا تو سب سے پہلے حضرت زیدؓ نے اس کی تائید کی۔

چونکہ آپ کو رسول اللہ کی طرف سے مختلف زبانوں میں تحریر کردہ خطوط کے جواب لکھنے پڑتے تھے۔ اس لئے رسول اللہ کے کہنے پر آپ نے ۱۵ دن میں عبرانی اور سریانی لکھنے پڑھنے کی مہارت پیدا کر لی۔ آپ غیر معمولی فہم و ادراک کے مالک تھے۔

حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت میں مدینہ کے قاضی مقرر ہوئے۔ اور سلطنتِ اسلامیہ کے سب سے بڑے بیت المال کے جو مدینہ میں تھا، افسر مقرر ہوئے۔ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں انصار اور مہاجرین کی مجلس مشورے میں انصار کی طرف سے آپ رکن بھی تھے۔

حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ اپنے اپنے عہدِ خلافت میں جب کبھی کسی کام سے باہر جاتے تو حضرت زیدؓ کو اپنا جانشین خلیفہ مقرر کر جاتے تھے۔

رسول اللہؐ کے زمانہ میں اور ان کے بعد بھی مالِ غنیمت تقسیم کرنے کا کام اکثر آپ ہی کے سپرد ہوتا اور صحابہ کے وظائف کی تقسیم کے سلسلہ میں انصار صحابہ کو وظائف حضرت زیدؓ خود تقسیم کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کو اپنے اپنے عہدِ خلافت میں ان پر پورا پورا اعتماد تھا۔

صحابہؓ میں سب سے بڑے عالم سمجھے جاتے تھے۔ خاص کر قرآن پاک کی قرأت میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے

رسول اللہؐ کی بے شمار احادیث آپ کو یاد تھیں۔ جو بعد میں آپ نے روایت کیں۔ ایسی حدیثوں کی تعداد ۹۲ ہے۔ آپ فقہ میں مجتہد صحابہؓ میں سے تھے۔ اور مدینہ منورہ کے مفتی اعظم بھی تھے۔ علم حساب میں بھی مانے ہوئے تھے۔ اس لئے ملک کے حساب سے متعلقہ تمام امور آپ ہی انجام دیتے تھے۔

مروان بن حکم جو مدینہ منورہ کا عامل تھا آپ سے دوستانہ تعلقات رکھتا تھا۔ امیر معاویہؓ کے عہد میں ۵۶ برس کی عمر میں سنہ ۴۵ھ میں وفات پائی۔

**زیدؓ بن حارثہ**۔ نام زید۔ کنیت ابواسامہ۔ لقب حِبِّ رسولؐ۔ قبیلہ بنی قضاعہ۔ عکاظ کے بازار میں غلام کے طور پر فروخت ہوئے اور حکیم بن حزام نے خرید کر اپنی پھوپھی ام المومنین حضرت خدیجہ بنت خویلدؓ کی خدمت میں پیش کیا جن کی وساطت سے نبی اکرمؐ کی غلامی کا شرف ملا۔

زیدؓ کو بچپن میں چند لٹیروں نے پکڑ کر فروخت کر دیا تھا۔ اس لئے ان کے والدین نے ان کی گمشدگی کے بعد ان کی تلاش جاری رکھی۔ جب انہیں زیدؓ کے متعلق اطلاع ملی۔ تو وہ رسول اللہؐ کے پاس آئے۔ اور زرِ فدیہ کے عوض اپنے بیٹے کو آزاد کر کے واپس لینے کا مطالبہ کیا لیکن زیدؓ نے والد کے پاس جانے سے انکار کر دیا جس پر رسول اللہؐ نے خانہ کعبہ میں جا کر اعلان کر دیا۔ کہ آج سے زیدؓ میرا فرزند ہے میں اس کا وارث ہوں اور یہ میرا وارث ہے۔ چنانچہ حضرت زیدؓ کے والد اس بات

سے خوش ہو گئے اور واپس چلے گئے۔

اسی روز کے بعد حضرت زیدؓ بن حارثہ، زید بن محمدؐ کے نام سے پکارے جانے لگے۔ اور رسول اللہؐ ان سے بیٹوں کی طرح ہی برتاؤ کرتے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ ہر شخص کو اپنے نسب کے مطابق پکارا جائے۔ تو پھر آپ کو زیدؓ بن حارثہ کہہ کر پکارا جانے لگا۔

آپ غلاموں میں سب سے پہلے اسلام لانے والوں میں سے ہیں۔ رسول اللہؐ نے حضرت حمزہؓ سے آپ کی مواخاۃ کرادی۔ اور ام ایمن سے جو رسول اللہؐ کی کنیز تھیں نکاح کرادیا انہی کے بطن سے حضرت اسامہ بن زیدؓ تولد ہوئے۔

مہاجرین کے ساتھ آپ نے مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی جہاں رسول اللہ نے اپنی پھوپھی زاد بہن زینب بنت جحشؓ سے انکا نکاح کرادیا۔ لیکن جلد طلاق تک نوبت پہنچ گئی جس کے بعد آنحضرتؐ نے حضرت زینبؓ سے خود نکاح کر لیا۔

آپ تیر اندازی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے چنانچہ تمام غزوات میں آپ نے تیر اندازی کے جوہر دکھلائے۔ سنہ ۶ھ میں بنی سلیم کی سرکوبی کی۔ اسی سال پانچسو مجاہدین کا لشکر لے کر حمی کو فتح کیا۔

سنہ ۸ھ میں رسول اللہؐ نے موتہ پر حملہ کر کے تین ہزار مجاہدین کا لشکر ان کی سرکردگی میں روانہ کیا جس میں مجاہدین نے فتح حاصل کی۔ لیکن حضرت زیدؓ بن حارثہ (بعمر ۵۰ برس) شہید ہو گئے۔

آپ نے ساری زندگی رسول اللہؐ کی خدمت اور اُن کے قدموں میں گذاری۔ اور رسول اللہؐ تا زیست انہیں بمنزلہ بیٹے کے تصور کرتے رہے۔ صحابہ میں آپ بہت بڑا درجہ رکھتے ہیں۔

**زیدؓ بن خطابؓ** :- نام زید۔ کنیت ابو عبدالرحمن۔ ماں کا نام اسماء۔ حضرت عمرؓ کے سوتیلے بھائی، عمر میں اُن سے بڑے تھے، اور ان سے پہلے مسلمان ہوئے۔ مہاجرین کے پہلے قافلہ کے ساتھ مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی۔ اور جنگ بدر و دیگر سارے غزوات میں شرکت کی۔

جنگ اُحد میں اتنا جوش آگیا کہ زرہ اتار کر ننگے بدن لڑنے لگے۔ حضرت عمرؓ کو بھائی سے بڑی محبت تھی۔ اس لئے اپنی زرہ انہیں پہنادی۔ مگر تھوڑی دیر تک پہنے رکھنے کے بعد وہ بھی اتار کر پھینک دی۔

عہد صدیقی میں مرتدین کی گوشمالی میں انہوں نے



بڑا کام کیا۔ اور مشہور مرتد نہار بن عنفوہ جس کے متعلق رسول اللہؐ نے اس وقت پیش گوئی کی تھی جبکہ وہ ابھی مسلمان تھا انہی کے ہاتھوں مارا گیا۔

جنگ یمامہ میں جو مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی علم اسلامی انہی کے ہاتھ میں تھا۔ اور اسی جنگ میں بڑی بے جگری سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ حضرت عمرؓ کو ان سے والہانہ محبت تھی لیکن اس کے باوجود جب اُن کی شہادت کی خبر سنی تو بے اختیار فرمایا: "میرا بھائی دو نیکیوں میں مجھ سے سبقت لے گیا۔ مجھ سے پہلے اسلام لایا۔ اور مجھ سے پہلے شہادت پائی۔"

آپ رسول اکرمؐ کی متعدد احادیث کے راوی بھی ہیں۔

**زیدؓ بن دُثنہ** :- قبیلہ خزرج کے خاندان بیاضہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ غزوہ احد اور بدر میں شریک ہوئے۔ غزوہ احد کے بعد رسول اللہؐ نے قبیلہ عضل اور قارہ کے لوگوں کی خواہش پر حضرت خبیبؓ اور حضرت زیدؓ کو اشاعت اور تبلیغ اسلام کے لئے ان کے ساتھ روانہ کیا۔ راستے میں مشرکین نے ان دونوں کو گرفتار کر لیا۔ اور حضرت زیدؓ کو قتل کرنے کیلئے لے چلے۔ ابو سفیان نے آپ سے پوچھا۔ کہ "اگر تمہاری بجائے ہم محمدؐ کو قتل کر دیں اور تم اپنے گھر میں خوش رہو۔ تو کیا تم پسند کروگے؟" حضرت زیدؓ نے جواب دیا۔ "خدا کی قسم۔ میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میں گھر میں آرام سے بیٹھا رہوں اور محمدؐ کو کانٹا بھی چبھے۔"

یہ سن کر ابو سفیان بہت متاثر ہوا۔ اور بیساختہ اس کی زبان سے نکلا: "ہم نے محمدؐ کے اصحاب سے زیادہ جاں نثار کسی اور کو نہیں پایا۔" اور تنعیم میں لے جاکر انہیں شہید کر دیا۔ یہ واقعہ سنہ ۳ھ کا ہے۔

**زیدؓ بن سعنہ** :- بنی اسرائیل میں سے تھے۔ اور ابتدا میں یہود کے بہت بڑے عالم تھے۔ حضرت محمدؐ کو دیکھتے ہی شکل و صورت سے ان کی نبوت کا یقین کر لیا۔ کیونکہ تورات میں جتنی نشانیاں آنحضرتؐ کے متعلق مذکور تھیں وہ سب پوری تھیں۔ البتہ عادات اور خصائل سے متعلق دو نشانیاں دیکھنی باقی تھیں۔ چنانچہ انہوں نے خود ہی ایسی صورتیں پیدا کیں کہ آنحضرتؐ کی ان دو عادات کا بھی پتہ چل جائے۔ چنانچہ جب ان کی بھی تصدیق ہو گئی تو آپ ایمان لے آئے۔ اور بہت سے غزوات میں رسول اللہؐ کے ہمراہ شریک جنگ ہوئے۔ غزوہ تبوک میں

بڑی بہادری سے لڑے۔ اور مدینہ واپس جاتے ہوئے راستہ میں وفات پائی۔

**زیدؓ بن علی** ۔ زید بن علی امام زین العابدینؒ کے فرزند تھے ۸۰ھ میں ایک خادمہ کے بطن سے جس کا نام حوریہ تھا پیدا ہوئے۔ یہ خادمہ مختار نے امام زین العابدین کو پیش کی تھی۔

ہشام بن عبدالملک ۱۰۵ھ میں تخت نشین ہوا۔ بنو امیہ کی خاندانی حکومت تو قائم ہی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ علوی اور بنو عباس بھی کوشاں تھے کہ حکومت اُن کے خاندان میں منتقل ہو جائے۔ امام حسینؓ کی شہادت کے بعد امام زین العابدین کے انکار پر محمد بن الحنیفہ، مختار ثقفی کے کہنے پر حصول حکومت کے لئے تگ و دو کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے۔ محمد بن الحنیفہ کے بعد ان کے صاحبزادے ابو ہاشم عبداللہ ان کے جانشین ہوئے۔ سلیمان بن عبدالملک نے اُن کو زہر دلوا کر مروا دیا۔ ابو ہاشم عبداللہ نے محمد بن علی بن عباس کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ محمد بن علی نے ۱۰۰ھ میں عراق اور خراسان میں بنو عباس کی خلافت کو قائم کرنے کے لئے داعیوں کو روانہ کیا تھا۔

ہشام کے زمانہ میں علویوں اور بنو عباس کی جد و جہد کے علاوہ، امام زین العابدین کے فرزند زیدؓ بن علی نے خروج کیا۔ یوسف بن عمر والیٔ مدینہ نے آپ کو بہت پریشان کیا تنگ آ کر زیدؓ بن علی کوفہ چلے گئے۔ امام حسینؓ کی طرح عراقیوں پر اعتبار کر کے خلافت کا دعویٰ کر دیا۔ بعض روایات کے مطابق امام ابو حنیفہ نے بھی آپ کے دعویٰ خلافت کی تائید کی جب خلافت عین وقت پر عراقیوں نے آپ کا ساتھ چھوڑ۔ یا آپ نے چونکہ شیخین رضی اللہ عنہما سے بیزاری کا اظہار نہیں کیا اور ان کی خلافت کو برحق مانا اس لئے شیعانِ علی آپ سے علیحدہ ہو گئے۔ اسی لئے یہ لوگ رافضی (چھوڑنے والے) کہلاتے ہیں۔ مگر آپ نے قلت تعداد کے باوجود مردانہ وار مقابلہ کیا۔ مگر شکست کھائی اور جام شہادت نوش کیا۔ زید بن علی نہایت خوش شکل، غیور اور بہادر ہونے کے علاوہ نہایت فصیح اور بلیغ خطیب بھی تھے۔ عربی کتابوں میں ان کے اشعار بھی ملتے ہیں۔

**زیرِ اقتدار ممالک** ۔ (Dominions) کسی بڑی سلطنت کے مقبوضات یا زیرِ اثر ممالک بخصوصاً سلطنت برطانیہ کے زیرِ اثر ممالک۔ سلطنت برطانیہ میں دو قسم کے ممالک تھے۔ ایک جن میں انگریز نو آبادکار مقیم تھے۔ ان کو اندرونی طور پر مکمل آزادی حاصل تھی۔ دوم ہندوستان اور دیگر مقبوضات یا مفتوحات جن کے دیسی باشندوں پر انگریز حکمران تھے۔ دوسری جنگ عظیم کے اختتام پر مسلسل جد و جہد کے بعد آخری قسم کے مقبوضات کو بھی آزادی ملی۔ ان ممالک میں ہندوستان اور پاکستان شامل ہیں۔ سلطنت برطانیہ اب دولت مشترکہ برطانیہ (British Commonwealth) کہلاتی ہے۔ اور پاکستان اور ہندوستان دیگر نوآبادیوں کی طرح اس کے ممبر ہیں۔ ان کے مفاد پر مشترکہ طور پر نگرانی کی جاتی ہے لیکن انگریز نوآبادیوں کو اب بھی خاص مراعات حاصل ہیں پہلے یہ تمام ممالک "زیرِ اقتدار ممالک کہلاتے تھے" اور اب صرف دولت مشترکہ کے ممبر ہیں۔

**زیرگی** ۔ (Pollination) وہ عمل جس سے پھولوں میں بیج پیدا ہوتے ہیں۔ پودوں میں بھی حیوانوں کی طرح نر اور مادہ اعضا ہوتے ہیں۔ زیرہ یا زرِ گل جس پودے کا نر مادہ تولید ہوتا ہے۔ عمل زیرگی کے وقت زیرہ کا ذرہ پھول کے سر بقچہ (Stigma) تک پہنچ کر نر مادۂ تولید کو بیج دان تک پہنچا دیتا ہے۔ سر بقچہ پودے کا مادہ عضو ہوتا ہے۔ اگر یہ عمل ایک ہی پھول میں واقع ہو تو اسے "سیلف پولینیشن" اور اگر ایک ہی قسم کے الگ الگ پھولوں میں ہو تو "کراس پولینیشن" کہلاتا ہے۔ ثانی الذکر عمل زیرگی شہد کی مکھیوں کی وجہ سے آسانی سے انجام پا جاتا ہے مکھیاں شہد کی تلاش میں ایک سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے پھول میں اڑتی رہتی ہیں۔ کسی پھول میں زیرہ تیار ہوتا ہے اور وہ اُن کے پروں پر لگ جاتا ہے۔ جب یہ مکھی ایسے پھول میں داخل ہوتی ہے جس کا سر بقچہ مادہ عضو بالغ ہو چکا ہو اور اس میں رطوبت پیدا ہو گئی ہو۔ تو زیرہ سر بقچہ سے چپک کر کیمیاوی تبدیلیوں کے بعد سر بقچہ کے ڈنٹھل کی باریک نالی میں سے ہوتا ہوا بیج دان (Ovary) تک پہنچ جاتا ہے۔ اور کچھ عرصہ کے بعد بیج پیدا ہو جاتے ہیں بہت سے پھولوں میں پہلے سر بقچہ پک کر تیار ہو جاتا ہے اس سے عمل زیرگی میں سہولت پیدا ہو جاتی ہے۔ کچھ پودوں میں ہوا کے ذریعہ سے عمل زیرگی انجام پاتا ہے۔ زیرہ کے باریک باریک ذرات دوشِ ہوا پر اکثر دور دور دراز مسافت طے کر کے اُن پھولوں تک پہنچتے ہیں جن کے سر بقچے تیار ہوں ایسے پودوں کے پھولوں کی پنکھڑیاں بہت چھوٹی بلکہ نہ

ہونے کے برابر ہوتی ہیں اور ان میں رنگ خوش بو کچھ نہیں ہوتی ان میں جلدی پھول پیدا ہو جاتا ہے اور یہ پتوں کے اوپر نکلا رہتا ہے۔ گھاس کا پھول اس کی ایک مثال ہے۔

جن پھولوں میں شہد کی مکھیوں یا دوسرے کیڑوں مکوڑوں کی وجہ سے عمل زیرگی انجام پاتا ہے اُن کے پتے خوب چمکیلے اور رنگین ہوتے ہیں۔ اور ان میں خوشبو بھی ہوتی ہے۔ یہ سب باتیں کیڑوں مکوڑوں کے لئے جاذبیت رکھتی ہیں۔ کیڑے رنگ اور خوشبو سے متاثر ہو کر اُن کے پاس رس چوسنے کے لئے پہنچ آتے ہیں۔ بہت سے کیڑے زیرے کو کھاتے بھی ہیں۔ یہ زیرہ ان کے پروں اور ٹانگوں سے چمٹ کر ان پھولوں تک جا پہنچتا ہے جن کے سر بیج تیار ہوں اور اس طرح آسانی سے زیرگی (Pollination) کا عمل ہوتا رہتا ہے۔

## زین الدین عراقی حافظ

پیدائش خواف ۱۳۵۶ء – وفات مابین ۱۴۳۳ء مشہور صوفی بزرگ ابو بکر محمد بن تونیتی نام۔ زینیہ فرقے کے بانی ہیں مصر سے خرقہ حاصل کیا اور پھر وسط ایشیا میں آکر مقیم ہو گئے۔ دمشق بیت المقدس اور مصر کا سفر کیا اور مختلف لوگوں کو اپنی بیعت سے مشرف کیا۔ علمی قابلیت بہت اچھی تھی اور بہت سی تصانیف یادگار چھوڑی ہیں جن میں "رسالۃ الوصایا" بہت مشہور ہے جس کو بیت المقدس میں تصنیف کیا تھا۔ دوسری کتاب عبادت اور ریاضت پر مشہور تصنیف ہے۔ ان کے ایک پوتے جن کا نام زین العابدین ہی تھا، شہنشاہ بابر کے ہمراہیوں میں سے تھے اور انھوں نے "توزک بابری" کا فارسی میں ترجمہ کیا تھا۔ مابین میں انتقال کیا لیکن وہاں سے آپ کی لاش پہلے درویش آباد اور پھر عیدگاہ ہرات میں منتقل کر دی گئی۔

## زین العابدین (علی بن حسینؓ)

نام علی۔ کنیت ابوالحسن حضرت امام حسینؓ کے فرزند تھے۔ کربلا کے میدان میں سب اہل بیت کی شہادت کے بعد صرف آپ ہی بچ سکے۔ جن سے امام حسینؓ کا نام باقی رہا۔ آپ ایران کے آخری تاجدار یزدگرد کے نواسے تھے۔ تاریخ میں آپ "امام زین العابدین" کے نام سے مشہور ہیں۔

ولادت سنہ ۳۸ھ۔ واقعہ کربلا کے موقع پر بیمار تھے اس لئے اس جنگ میں آپ شریک نہ ہو سکے لیکن جنگ کے خاتمہ پر گرفتار ہو کر ابن زیاد کے سامنے پیش ہوئے جس نے عورتوں کے ساتھ آپ کو بھی رہا کر دیا۔ لیکن تمام اہل بیت کی شہادت کے بعد آپ دل شکستہ ہو چکے تھے۔ اس لئے مدینہ میں آکر عزلت نشینی اختیار کر لی۔

اس دوران میں عبداللہ بن زبیر اور یزید کی باہمی جنگ میں بھی غیر جانبدار رہے۔ اور مختار ثقفی قاتل جو امام حسینؓ کے قاتلوں سے انتقام لینے کا اعلان کر کے یزید کے خلاف معرکہ آرا ہوا، کی دعوت پر بھی امام نے اس کا قطعی ساتھ نہ دیا۔

سنہ ۹۴ھ میں مدینۃ الرسول میں وفات پائی۔

آپ علم دین میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ رسول اللہ کی قربت کی وجہ سے اکثر احادیث جانتے تھے۔ جو آپ نے روایت کی ہیں۔

فقہ کے معاملہ میں مدینہ کے سات مشہور فقہا کے بعد آٹھواں درجہ آپ کا ہے۔

## زین العابدین (مصور)

پاکستان کے مایۂ ناز تجریدی آرٹسٹ بین الاقوامی شہرت کے مالک۔ وطن مالوف مشرقی پاکستان۔ سنہ ۱۹۴۳ء میں جب انھوں نے قحط بنگال کی تصویریں بنائیں تو ان کی شہرت سارے ملک میں پھیل گئی۔ ان تصویروں میں سماج اور انسانی معیشت پر ایسے بھرپور طنز کئے گئے تھے کہ بڑے بڑے نقاد جھوم اٹھے۔ ان دنوں آپ گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف آرٹس (ڈھاکہ) سے منسلک ہیں۔

## زینبؓ ام المساکین

زینب نام تھا سلسلہ نسب یہ ہے۔ زینب بنت خزیمہ بن عبداللہ بن عمر بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ چونکہ فقرا اور مساکین کو نہایت فیاضی کے ساتھ کھانا کھلایا کرتی تھیں۔ اس لئے ام المساکین کی کنیت کے ساتھ مشہور ہو گئیں۔ آنحضرتؐ سے پہلے عبداللہ بن جحشؓ کے نکاح میں تھیں جنھوں نے جنگ احد میں شہادت پائی۔ اس سال رسول اللہ نے آپ سے نکاح کیا۔ نکاح کے بعد رسول پاک کے حرم میں صرف دو یا تین مہینے رہنے پائی تھیں کہ اُن کا انتقال ہو گیا۔ حضرت خدیجہؓ کے بعد رسول اللہ کی یہ دوسری بیوی تھیں جنھوں نے حضورؐ کی زندگی میں وفات پائی۔ بوقت وفات آپ کی عمر ۳۰ برس کی تھی۔ آپ کی نماز جنازہ رسول اللہ نے پڑھائی۔

**زینبؓ بنت ابی سلمہ** ۔ زینب نام ۔ قبیلہ مخزوم سے ہیں ۔ سلسلۂ نسب یہ ہے ۔ زینبؓ بنت ابی سلمہ عبداللہ بن عبدالاسد بن عمرو بن مخزوم ۔ آپ حبشہ میں حضرت ام سلمہؓ کے بطن سے پیدا ہوئیں ۔ اور ان ہی کے ساتھ کچھ زمانہ کے بعد مدینہ کو ہجرت کی ۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ نے دودھ پلایا ۔ پہلے برہ نام تھا ۔ آنحضرتؐ نے آپ کا نام زینب رکھا سنہ ۴ھ میں حضرت ابوسلمہؓ نے وفات پائی تو حضرت ام سلمہؓ رسول خداؐ کے عقد نکاح میں آئیں ۔ اس وقت زینبؓ شیر خوار تھیں ۔ والدہ ماجدہ کے ساتھ آنحضرتؐ کی آغوش میں تربیت میں آئیں ۔ جب حضرت زینبؓ جوان ہوئیں تو ان کی شادی حضرت عبداللہ بن زمعہ بن اسود اسدی سے ہوئی ۔ اُن سے آپ کے دو لڑکے پیدا ہوئے ۔ جن میں ایک کا نام ابو عبیدہ تھا ۔ سنہ ۶۳ھ میں حرہ کی لڑائی میں دونوں کام آئے ۔ آپ خود سنہ ۷۳ھ میں فوت ہوئیں ۔ یہ طارق کی حکومت کا زمانہ تھا ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جنازہ میں شریک ہوئے ۔

**زینبؓ بنت ابی معاویہ** ۔ زینب نام ، رائطہ عرف ، قبیلہ ثقیف سے تھیں ۔ سلسلہ نسب یہ ہے ۔ زینب بنت عبداللہ ابی معاویہ بن معاویہ بن عتاب بن اسعد بن غاضرہ بن حطیط بن جشم ابن ثقیف ۔ آپ کا نکاح حضرت عبداللہ بن مسعود سے ہوا ۔ چونکہ اُن کا کوئی ذریعۂ معاش نہ تھا اور زینبؓ دستکار تھیں ۔ اس لئے اپنے شوہر اولاد کی خود کفیل رہیں ۔

ابو عبیدہ جو اپنے زمانہ کے مشہور محدث گزرے ہیں حضرت زینبؓ کے نور نظر تھے ۔ بارگاہِ نبوت میں آپ کو خاص درجہ حاصل تھا ۔ ایک دن آپ رسول خداؐ کے سر کی جوئیں دیکھ رہی تھیں ، مہاجرین کی اور عورتیں بھی بیٹھی تھیں ۔ ایک مسئلہ پیش ہوا ۔ تو انھوں نے اپنا کام چھوڑ کر بولنا شروع کیا ۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تم آنکھ سے نہیں بولتی ہو ۔ کام بھی کرو اور گفتگو بھی !

**زینبؓ بنت جحش اسدیہ** ۔ ام المومنین امیمہ بنت عبدالمطلب کی لڑکی تھیں ۔ کنیت ام الحکم تھی مدینہ میں شروع ہی میں آ گئی تھیں ۔ آنحضرتؐ نے ان کی شادی اپنے متبنیٰ زید بن حارثہؓ سے کر دی تھی ، ناچاقی کی وجہ سے جب سنہ ۵ھ میں زید نے ان کو طلاق دے دی ۔ تو حضورؐ نے خود ان سے نکاح فرمایا ۔ اس پر افترا پردازوں نے یہ طوفان اٹھایا کہ حضورؐ نے اپنی بہو سے نکاح کر لیا ۔ کیوں کہ عرب میں دوسری کافر قوموں کی طرح منہ بولے لڑکے کو اصل بیٹا ہی سمجھا جاتا تھا ۔ لیکن وحی نازل ہوئی جس میں بتایا گیا کہ "منہ بولے" کی اسلام میں کوئی حیثیت نہیں ۔ اور اس شادی نے ایک بہت اہم اور پیچیدہ مسئلہ کو حل کر دیا ۔ حضرت زینبؓ کو ہمیشہ فخر رہا کہ ان کے بارے میں قرآن پاک کی آیات نازل ہوئیں شادی کے وقت آپ کی عمر ۳۰ برس کی تھی اور ۵۰ برس کی عمر میں انتقال فرمایا ۔ بہت سخی تھیں ۔ اور خود آنحضرت صلعم نے آپ کے اس وصف کو سراہا ۔ ایک روز حضرت عمرؓ نے ان کو بارہ ہزار درہم دیئے ۔ لیکن آپ نے سب خیرات کر دیئے ۔

**زینبؓ بنت نبی کریمؐ** ۔ آنحضرت صلعم کی سب سے بڑی صاحبزادی ، حضرت خدیجہؓ کے بطن سے تھیں آپ کی شادی اپنے ماموں زاد بھائی ابی العاصؓ بن ربیع سے ہوئی تھی ہجرت کے وقت آپ طائف میں تھیں ۔ ان کے شوہر غزوۂ بدر کے موقع پر مسلمانوں سے لڑے اور گرفتار ہو گئے حضرت زینبؓ نے اپنا ایک ہار جو حضرت خدیجہؓ کی ملکیت تھا اور اُن کو جہیز میں ملا تھا زرِ فدیہ کے طور پر بھیجا ۔ اس کے بعد وہ مدینہ چلی آئیں ۔ ان کے شوہر دوبارہ گرفتار ہوئے مگر اُن کی سفارش سے رہا کر دیئے گئے ۔ سنہ ۶ھ میں وہ مسلمان ہو گئے اور اب ان کی دوبارہ شادی ہوئی ۔ سنہ ۸ھ میں اسقاطِ حمل کی وجہ سے اُن کا انتقال ہو گیا ۔ اُن کے دو بچوں کا زمانہ طفولیت ہی میں انتقال ہو گیا تھا ۔ لیکن امامہ جن کا حضرت فاطمہؓ کے بعد حضرت علیؓ سے نکاح ہوا تھا ۔ بقیدِ حیات رہیں ۔

**زینت** ۔ عربی لفظ مادہ "زین" ہے ۔ آرائش ، آراستگی ، بناؤ سنگار ، وغیرہ ۔ بیشتر یہ نام عورتوں کا بھی ہوتا ہے ۔ مثلاً زینت بیگم ، زینت النساء وغیرہ ۔ قرآن پاک میں ہے ۔ خذوا زینتکم عند کل مسجد ۔ مساجد میں عمدہ اور صاف ستھرے لباس میں جایا کرو ۔

جہاں مسلمان کے لیے طہارت ، صفائی اور پاکیزگی کی تعلیم ہے ، وہاں اُسے حسب توفیق عمدہ لباس زیب تن کرنے کی بھی تلقین ہے ۔ لباس کی زینت اور ستھرا پن باآخر قومی وقار کی علامت سمجھا جاتا ہے "الناس باللباس" لوگ اچھے لباس میں ممتاز نظر آتے ہیں ۔ زینت اور آرائش طبقۂ نسواں کے زیادہ شایانِ شان ہے ۔

**زینت محل** ۔ نواب "زینت محل" بہادر شاہ ظفر خاندانِ مغلیہ کے آخری تاجدار کی نامور ملکہ، جو زمانہ جلا وطنی میں بھی، رنگون میں شاہِ موصوف کے ساتھ رہیں۔ بڑی روشن خیال اور نہایت شائستہ خاتون تھیں اور علم و ادب کی بھی دلدادہ تھیں۔

**زینو فون** (Xenophone) (۴۳۴ ـ ۳۵۵ ق۔م) یونانِ قدیم کا ایک مشہور فرد جو فلسفے کا مورخ، اور جرنیل تھا۔ زینو فون سقراط (Socrates) کے احباب اور تلامذہ میں سے تھا۔



**زیّ** ۔ عربی لفظ، بمعنی لباس۔
"زیّ" کا مفہوم مخصوص لباس اور یونی فارم (Uniform) کا بھی ہے۔
"زیّ" قومی اور جنسی شعار کا بھی حامل ہے۔
سوانگ رچانے کے موقع پر جو لباس پہنتے ہیں اسے بھی "زیّ" سے موسوم کر دیتے ہیں۔

# ژ

ژالہ (دیکھو اولا)

**ژالہ باری** ۔ ژالہ باری قریب قریب دنیا کے ہر حصے میں ہوتی ہے۔ گرم ملکوں میں تو عام ہوتی ہے ۱۸۸۸ء میں مراد آباد (بھارت) میں ژالہ باری کا ایسا طوفان آیا تھا جس کی مثال نہیں ملتی۔ اس طوفان میں دو سو افراد ہلاک ہو گئے تھے۔ ۱۹۲۹ء میں امریکہ میں چند منٹ کی ژالہ باری سے برٹ فورڈ کے قریب ڈھائی لاکھ پونڈ کا تمباکو ضائع ہو گیا تھا۔ یہ اولے ادھ سیر وزنی تھے۔ ۶ جولائی ۱۹۲۸ء میں ٹیکساس میں جو اولے پڑے ان کا قطر ساڑھے ۴ انچ اور وزن تین پاؤ سے زیادہ تھا دہلی کے پرانے سرکاری ریکارڈ میں خود دہلی میں برف کے سیر سیر بھر کے اولے گرنے کے واقعات محفوظ ہیں ۱۹۴۷ء میں سڈنی کے قریب غالباً سب سے زیادہ وزنی اولے گرے۔ ان کا وزن دو دو سیر تھا۔ اس طوفان کے بعد ۵۰ افراد کو ہسپتال لے جانا پڑا۔ اور متعدد کاروں کی چھتوں میں سوراخ ہو گئے تھے۔

**ژند و اوستا** ۔ ایران کے قدیم مذہبی رہنما زرتشت کی الہامی کتاب جو آتش پرستوں کی مقدس کتاب ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ اصل کتاب ژند تھی اور اوستا اس کی شرح لیکن اکثر اوستا کو اصل اور ژند کو اس کی تفسیر بتاتے ہیں۔ بہر حال یہ کتاب زرتشت نے لکھی لیکن اب اس کا صرف ایک ناتمام حصہ باقی ہے باقی سکندر کے حملوں کے وقت ضائع ہو گیا تھا۔ اس کتاب کی زبان قدیم فارسی تھی۔ جو سنسکرت سے ملتی جلتی تھی مولانا آزاد کا خیال ہے کہ ژند سب سے قدیم کتاب ہے اور ژند کے معنی چقماق کے اس جزو کے ہیں جس سے آگ نکلتی ہے۔ جب یہ کتاب بہت مشکل ہو گئی اور انقضائے زمانہ کے ساتھ زبان مردہ ہو گئی۔ تو اس وقت کی مروجہ زبان میں اس کی شرح لکھی گئی جس کا نام پاژند رکھا گیا۔ پاژند چقماق کے دوسرے حصے کو کہتے ہیں۔ اور ژند کے پاژند کے ساتھ ٹکرانے سے گویا نور جلوہ گر ہوتا ہے۔ جب پاژند بھی قابل فہم نہ رہی تو اس کی شرح لکھنی پڑی جس کا نام اوستا رکھا گیا۔ قدیم آتش پرست لوگ ایران سے مفقود ہو چکے ہیں۔ کیونکہ تمام ایران اب مذہب اسلام کا پیرو ہے۔ ہاں ان کی ایک نو آبادی بمبے کے ساحل پر اور خال خال آبادی تمام ہندوستان میں پائی جاتی ہے۔ ان کے پاس جو ژند و اوستا ہے۔ وہ صرف پرانے اوستا کا اکیسواں باب بتایا جاتا ہے۔ گویا ۲۰ باب اس کے مفقود ہو چکے ہیں۔ اور ایک باقی ہے۔ موجودہ اوستا ساسانی زمانے کی پیداوار ہے۔ جبکہ اردشیر بن بابک نے زرتشتی مذہب کی از سر نو تجدید کی تھی۔ اور اوستا کے پراگندہ اجزا کو جمع کر کے کتابی شکل دی گئی۔ پارسی لوگ اب بھی اس کی تقدیس پر ایمان رکھتے ہیں۔ زبان سنسکرت کے مشابہ ہے۔ ایک فقرہ ملاحظہ ہو: آشیم وہو وہیشتم استی۔ اُستا استی اُستا ہمابیا اشائے وہیشتائے اشم۔ یعنی دوستی خدائی نعمت ہے رحمت ہے اور فراواں رحمت ہے اور تقدس سے بہتر چیز ہے اور جو چاہتی ہے کرتی ہے۔ (نیز دیکھو اوستا)

**ژنگ** (مانی کی تصاویر کا مجموعہ) مانیکیزم Manichaeism ایک مذہبی سسٹم یا ادارہ ہے جس کا بانی مانی نام کا ایک ایرانی تھا۔ مانی ثنویت کے عقیدہ کا قائل تھا یعنی یزدان خدا، روح اور روشنی اور اہرمن، شیطان، مادہ اور تاریکی جزوی طور پر اس کی بنیاد زرتشتی مذہب پر تھی اور عرصہ تک مانی کا مذہب بالخصوص مشرق میں مسیحیت کا حریف رہا ہے۔ جنوبی فرانس کے اکثر لوگ کسی زمانہ میں مانی کے پیرو تھے۔ ہپو کا مقدس آگسٹائن مسیحیت اختیار کرنے سے قبل عقیدۃً مانیکی تھا۔

اپنے عقائد کی تشریح میں مانی نے ایک کتاب بھی تحریر کی جو تصاویر سے مزین تھی۔ ایسی تصویریں جو جداگانہ یزدان اور اہرمن کے تصورات کی ترجمانی کرتی تھیں چنانچہ تصاویر کے اس مجموعہ کا نام ژنگ یا ارژنگ تھا یہ مجموعہ اب نایاب ہے اور مانوی لٹریچر بھی مفقود ہے۔

# س

## سات عجائبات - Seven Wonders

قدیم دنیا میں سات مقامات ایسے تھے۔ جن پر بنا شدہ عمارت دنیا کے عجائبات میں شمار ہوتی تھیں۔ یہ عمارتیں حسب ذیل تھیں۔ (۱) مصر کے مخروطی مینار (اہرامِ مصر) (۲) کاریا کے بادشاہ طوسولاس کا شاندار مقبرہ (۳) افسس میں ویانا دیوی کا مندر (۴) بابل کی دیواریں اور معلق باغیچے۔ یہ باغ شاہ بابل نے بلند عمارتوں کے اوپر لگوائے تھے۔ تاکہ اس کی پہاڑی ملکہ اپنا گھر کا سا ماحول پا سکے (۵) جزیرہ روڈس میں ہشت دھاتی مجسمہ جس کی ٹانگوں کے درمیان سے جہاز گزر جاتے تھے۔ اور جو تمام بندرگاہ کو اپنی ٹانگوں کے درمیان لئے کھڑا تھا (۶) اولمپیا میں سونے اور ہاتھی دانت سے بنا ہوا جیو پیٹر دیوتا کا مجسمہ (۷) فروز یا سکندریہ کا روشنی کا مینار جو یونانی شاہ مصر ٹالمی Ptolemy نے تعمیر کرایا تھا۔

یہ سات عمارات دنیا کے مسلمہ عجائبات میں شمار ہوتی تھیں اور ان کو دیکھنے کے لئے لوگ دور دراز سے آتے تھے۔ جہاں تک موجودہ دنیا کا تعلق ہے ان سے کہیں بہتر عجائبات وجود میں آ گئے ہیں۔ لیکن ان کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ان کا درجہ وار تسلسل قائم کرنا بیحد مشکل ہے۔ مزید برآں اب ایسے عجائبات بھی ہو گئے ہیں جو عمارتی نہیں مثلاً ریل، ہوائی جہاز، ایٹم وغیرہ جن کو ہم عجائبات شمار نہیں کرتے۔

## ساحر بریلوی - پنڈت امرناتھ مدن نام۔

ساحر تخلص [illegible] میں بمقام بریلی پیدا ہوئے۔ چھوٹی عمر میں ہی اردو فارسی میں خاصی واقفیت حاصل کر لی۔ بچپن میں اردو فارسی کے ہزاروں اشعار ازبر تھے۔ یہی ذوقِ شعر آپ کی سخن گوئی کا محرک ہوا۔ چنانچہ جب اکبر آباد انگریزی تعلیم حاصل کرنے کے لئے گئے تو وہاں مشاعروں میں شریک ہونا شروع کیا۔ پھر بسلسلۂ ملازمت اجمیر چلے گئے۔ مدت تک عہدہ تحصیلداری پر فائز رہے۔ پنشن لینے کے بعد جب قیام دہلی میں ہوا۔ تو آپ نے بزمِ سخن کی بنیاد ڈالی۔

ساحر صاحب نثر نگار بھی تھے۔ آپ نے کئی کتب تصنیف و ترجمہ کیں۔ ساحر، شنیدہ ران کا ترجمہ۔ گیتا فارسی فیضی کا ترجمہ "اسرارِ حقیقت و رموزِ معرفت" وغیرہ چند کتابیں آپ کی سعیٔ فکر کا نتیجہ ہیں۔ آپ نے دوسری جنگِ عالم کے دوران میں انتقال فرمایا۔

ساحر کا دیوان موسوم بہ "کفرِ عشق" اٹھارہ سو صفحات کا حامل ہے۔ جس میں غزلیات، مثلث، مسدس، قطعات، رباعیات وغیرہ سب چیزیں موجود ہیں۔ صرف قصیدہ کا وجود عنقا ہے۔

## ساحر قدوائی - صفی اللہ خاں نام۔ ساحر تخلص

۲۲۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۷ء کو بریلی میں پیدا ہوئے۔ آبائی وطن قصبہ ککراؤ ضلع بدایوں۔ خاندانی پیشہ زمینداری اور طبابت۔ ابتدائی تعلیم کے بعد میٹرک پاس کیا۔ اور کچھ عرصہ بعد خاندانی پیشہ کی طرف رجوع کیا۔ اور بریلی میں میڈیکل پریکٹس شروع کر دی۔

شعر و ادب کا شوق بچپن ہی سے تھا۔ شاعری کی ابتدا اسکول کے مشاعروں اور نثر نگاری کی تمہید مقامی اخبارات سے ہوئی۔ پھر آپ نے "دارالادب" کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا۔ جس کا مقصد خاص اردو زبان و ادب کی ترویج و اشاعت تھا۔ اپنی نگرانی میں آپ نے دو ماہوار رسالے مشاہد اور مہمان آدا جاری کئے۔ بعد ازاں آپ دہلی چلے گئے اور رسالے بھی وہیں منتقل کر دیئے گئے۔ کچھ عرصہ آپ نے ریڈیو کے لئے بچوں کا پروگرام، اور ریکارڈ اور فلم کمپنیوں کے لئے گانے اور مضامین نظم و نثر لکھے۔

آپ نے بے شمار نظمیں، غزلیں، مضامین اور

افسانے لکھے ہیں۔ اردو ادب کا کوئی شعبہ نہیں، جس پر آپ نے کم یا زیادہ قلم فرسائی نہ کی ہو۔ دو مختصر مجموعہ ہائے کلام جذبات، اور دو شہ پارے شائع ہو چکے ہیں۔

**ساحر لدھیانوی** ۔ عبدالحی نام۔ ساحر تخلص۔ ۱۹۲۲ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۷ء میں خالصہ ہائی سکول لدھیانہ سے میٹرک پاس کیا۔ گورنمنٹ کالج لدھیانہ میں داخل ہوئے اور ساتھ ہی سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے لگے۔ بی، اے فائنل میں گورنمنٹ کالج چھوڑ کر اسلامیہ کالج لاہور میں داخل ہوئے لیکن امتحان نہ دے سکے۔ تعلیم کو خیرباد کہہ کر "ادب لطیف" "شاہکار" اور پھر "سویرا" میں کام کیا۔ پاکستان بننے کے بعد ۱۹۴۸ء میں مستقل طور پر بمبئی چلے گئے اور فلموں کے لئے گانے لکھنے لگے۔ شاعری کا آغاز ۱۹۳۸ء سے ہوا۔ رومانی نظمیں بھی کہیں اور سیاسی و سماجی بھی۔ مجموعہ کلام "تلخیاں" ہے جو شائع ہو چکا ہے۔

**ساحل** ۔ خشکی اور سمندر کے درمیان حدِ فاصل یا کنارہ۔ ساحل دو طرح کا ہوتا ہے۔ صاف اور کٹا پھٹا شکستہ یا کٹا پھٹا ساحل، سمندری جہازوں کے لنگر ڈالنے کے لئے بہت مفید ہوتا ہے۔ دنیا کی تمام اچھی قدرتی بندرگاہیں اسی قسم کے ساحل پر واقع ہیں۔ ساحل سے ملحقہ خشکی کا وہ علاقہ جس پر سمندر کی مرطوب اور معتدل ہوا کا اثر ہوتا ہے، "ساحلی علاقہ" کہلاتا ہے۔

**ساحلی علاقے** ۔ ساحلی علاقہ سے مراد وہ علاقہ ہے جو سمندر کے ساحل کے ساتھ ساتھ واقع ہو۔ ساحلی علاقے کے باشندے ماہی گیری، جہاز رانی، شناوری، اور غوطہ زنی میں مشاق اور ماہر ہوتے ہیں۔ ساحل ندی، نالے اور دریا اور سمندر کا ہوتا ہے۔ سنگلاخ ساحل کو سمندری طوفان اور امواج کا کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔ ساحلی ملک بوجہ اپنے محل وقوع کے تجارتی مشاغل میں پیش پیش ہوتے ہیں۔ ساحلی علاقے بندرگاہوں کے لئے بھی مشہور ہوتے ہیں۔ ساحلی علاقوں کے باشندے مقابلتہً مستعد اور محنت و مشقت کے عادی ہوتے ہیں۔

**سادات** ۔ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت علیؓ کی اولاد جو حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے بطن سے ہوئی، سادات کہلائی۔ کربلا کے سانحہ میں قافلۂ سادات میں سے صرف ایک فرد، امام زین العابدین زندہ و سلامت بچے اور انہی کی اولاد بعد میں دنیا میں پھیلی۔

**سادہ ٹافی** ۔ Plain Toffee (اجزائے ترکیبی۔ ایک پونڈ چینی۔ دو اونس مکھن۔ چینی اور مکھن کو باہم ملا لو۔ دھیمی دھیمی آنچ پر پکاؤ۔ برابر ہلاتے رہو تاکہ جلنے نہ پائے۔ جب سرد پانی میں ڈال کر اس کی جانچ کر لی جائے اور وہ ٹوٹنے لگے تو چوکور ٹین کے سانچوں میں ڈالو، جن کو پہلے سے مکھن سے چکنا کر لیا گیا ہو۔ بعد ازاں اس کو اسی حالت میں چھوڑ دو تاآنکہ وہ جم جائے۔ پھر چھری سے ٹافیاں علیحدہ علیحدہ کر لو۔

**سار کا علاقہ** ۔ Saar Territory
وہ علاقہ جو صلح نامہ ورسیلز کی رو سے جرمنی سے جدا کر کے ۱۵ برس کے لئے انجمن اقوام متحدہ کی تولیت میں دے دیا گیا تھا۔ مگر ۱۹۳۵ء کے استصواب رائے کے بعد (جس میں ۴ لاکھ ۷۷ ہزار ووٹ جرمنی سے الحاق، ۴۶ ہزار ووٹ انجمن اقوام متحدہ کی تولیت، اور ۲ ہزار ووٹ فرانس سے الحاق چاہتے تھے) یہ علاقہ جرمنی کو دے دیا گیا۔ اس کا رقبہ ۹۶۵ مربع میل اور آبادی ۸۷۴۴۵۰ کے قریب ہے۔

**سارنگ** ۔ سارنگ موسیقی کے ایک بڑے آلے کا نام ہے جس میں مختلف قسم کے ساز اور راگ جمع ہوتے ہیں۔ سارنگی ایک مختصر سا آلہ موسیقی ہوتا ہے۔ سارنگ ایک بحری جانور بھی ہوتا ہے، جو شناوری اور تیراکی میں بڑا تیز ہوتا ہے۔

**سارہ (حضرت)** حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عم زاد اور زوجۂ مطہرہ۔ عراق سے مصر کی ہجرت

کے موقع پر سارہ آپؑ کے ہمراہ تھیں۔ مصر کے سفر میں مصر کے بادشاہ نے حضرت ابراہیمؑ کی بزرگی اور عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے اپنی بیٹی ہاجرہ کو اُن کی زوجیت میں دے دیا۔ جو اُس زمانے کے رواج کے مطابق پہلی اور بڑی بی بی کی خدمت گذار قرار پائیں۔ حضرت سارہ سے ابھی تک کوئی اولاد نہ ہوئی تھی۔ جب حضرت ہاجرہ کے بطن سے اسمٰعیل پیدا ہوئے تو بتقاضائے بشریت حضرت سارہ کے دل میں رشک کا جذبہ پیدا ہو گیا اور اُنہوں نے حضرت ابراہیمؑ سے اصرار کیا کہ ہاجرہ اور اسمٰعیل کو کسی دوسری جگہ بھیج دیا جائے۔ حضرت ابراہیمؑ کو یہ اصرار بہت ناگوار گذرا لیکن مصلحتِ الٰہی بھی یہی تھی۔ چنانچہ سارہ کا مطالبہ مان لیا گیا اور حضرت ابراہیمؑ ہاجرہ اور اسمٰعیلؑ کو سرزمین حجاز میں چھوڑ آئے۔ توراۃ کی روایت کے مطابق حضرت اسمٰعیل کی پیدائش کے تیرہ برس بعد سارہ کے بطن سے حضرت اسحٰق پیدا ہوئے۔ کہتے ہیں کہ اس وقت حضرت ابراہیمؑ کی عمر سو برس اور سارہ کی عمر نوے برس تھی۔

## سازشِ بارود Gun Powder Plot

۵ نومبر ۱۶۰۵ء کو جیمز اوّل شاہ انگلستان کے عہد میں چند افراد نے جو رومن کیتھولک فرقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ بادشاہ اُمرا اور پارلیمان کے دیگر اراکین کو بارود سے اُڑا دینے کا منصوبہ تیار کیا تھا مگر اس منصوبہ کے عمل میں آنے سے پیشتر ہی اس سازش کا راز طشت از بام ہو گیا۔ جس پر اس کے شرکا کو گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا۔ اس سازش کے سرگروہ گائی فاکس Guy Fawkes اور رابرٹ کیٹسبی Robert Catsby تھے ان کو مقدمہ چلا کر موت کی سزا دی گئی۔ انگریز لوگ آج بھی اس واقعہ کو بطور تمثیل اسی طرح پیش کرتے ہیں جس طرح اہلِ ہنود دسہرے میں راون کو پیش کرتے ہیں۔

## ساسانی / ساسانیہ Sassanids

شاہانِ فارس کی ایک شاخ جو ۲۲۶ سے ۶۳۷ عیسوی تک ایران پر حکمران رہی۔ نوشیروانِ عادل اسی خاندان کا چشم و چراغ تھا۔

## ساغر نظامی

نام محمد صمد یار خاں تخلص ساغر۔ والد کا نام ڈاکٹر احمد یار خاں۔ ۲۱ دسمبر ۱۹۰۵ء کو علی گڑھ میں پیدا ہوئے۔ مذہبی اور اردو فارسی کی تعلیم گھر پر ہی ہوئی۔ انگریزی تعلیم گورنمنٹ ہائی سکول اور علی گڑھ کالج میں ہوئی۔

شروع میں اپنا کلام سیماب اکبر آبادی کو دکھایا۔ اور پھر ۱۹۲۳ء میں مولانا سیماب کی شرکت میں آگرہ سے رسالہ "پیمانہ" جاری کیا۔ پھر لاہور چلے آئے۔ اور یہاں پیمانہ کی ادارت کے علاوہ تصنیف و تالیف کا کام بھی کرتے رہے۔

آپ نے خواجہ حافظ کے دیوان کی غزلوں کا اُردو منظوم ترجمہ بھی کیا۔ ۱۹۲۶ء میں واپس اپنے وطن چلے گئے۔ اور ماہنامہ "مستقبل" جاری کیا۔ ۱۹۲۸ء میں ایک نیم مزاحی اور ادبی اخبار "علی گڑھ پنچ" جاری کیا۔ ۱۹۲۹ء میں ہفتہ وار "استقلال" شائع کیا۔ پھر آپ مظفر گڑھ چلے گئے۔ اور وہاں متعدد نثر کی کتابیں لکھیں۔ ازاں بعد میرٹھ آ گئے جہاں ادارہ "ادبی مرکز" کی بنیاد ڈالی۔ ایک مکتبہ بھی قائم کیا اور اپنا کلام "بادۂ مشرق" کے نام سے شائع کیا۔ وہاں سے رسالہ "ایشیا" بھی جاری کیا۔ ۱۹۳۲ء کے بعد آپ نے فلم کمپنیوں میں (قصہ نویس) مکالمہ نگار اور شاعر کی حیثیت سے کام کرنا شروع کیا۔ آج کل آل انڈیا ریڈیو سے منسلک ہیں۔ آپ کے کلام کے دو مجموعے "صبوحی" اور "مشرق" اور "رنگ محل" مشہور ہیں۔ اور افسانوں کا مجموعہ "کہکشاں" بھی چھپ چکا ہے۔ نظام الدین اولیا سے عقیدت کی بنا پر آپ اپنے آپ کو نظامی لکھتے ہیں۔

## سافوکلیز Sophocles

(۴۹۵–۴۰۶ ق۔م) یونانِ قدیم کا ایک المیہ تمثیل نگار جو ایتھنز کا باشندہ تھا۔ اس کے ڈرامہ "ایڈی پس" کو فرائڈ Freud نے دنیا کے تین بہترین ڈراموں میں شمار کیا ہے۔

## ساگوان

Teak Wood۔ لکڑی کی ایک قسم۔

ساگوان کے درخت کے لئے گرم مرطوب آب ہوا کی ضرورت ہے۔ اس لئے یہ مون سون کے خطے میں زیادہ ہوتا ہے۔ ساگوان کی لکڑی بہت مضبوط اور پائیدار ہوتی ہے اور اسے دیمک نہیں لگتی۔ ریل کی گاڑیاں ساگوان کی لکڑی سے بنائی جاتی ہیں۔ انگریزی میں اسے Teak Wood کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

**سال** Year وہ مدّت جو کرّہ ارض کو سورج کے گرد ایک مکمل چکر لگانے کے لئے درکار ہوتی ہے۔ جنتری میں سال ۳۶۵ دن کا ہوتا ہے۔ لیکن ٹھیک مدّت جس میں زمین یہ گردش پوری کرتی ہے ۳۶۵¼ دن سے ذرا کم ہے۔ چنانچہ سال کا حساب ٹھیک رکھنے کے لئے اُس عیسوی سن میں جو چار پر تقسیم ہوتا ہو (مثلاً سنہ ۱۹۵۶ء) سال ۳۶۶ دن کا شمار کیا جاتا ہے اور اسے لیپ ایر Leap Year کہتے ہیں۔ جس سن کی اکائی اور دہائی صفر ہو (مثلاً سنہ ۲۰۰۰ء) اُس کے لیپ ایر ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ ۴۰۰ پر تقسیم ہو۔ اس حساب سے سنہ ۳۰۰۰ء "لیپ ایر" نہیں ہوگا۔

**سالتمامی حساب** Balance Sheet فرد سالتمام سال ختم ہونے کے بعد کاروبار کی سالانہ آمدنی اور خرچ کا ایک پرچہ تیار کیا جاتا ہے جس سے ایک نظر میں مالک (کمپنی بینک وغیرہ) اپنے کاروبار کی حالت کو سمجھ سکتا ہے۔ اس سے اِن باتوں کا پتہ چلتا ہے:۔

(۱) گذشتہ سال کی تجارت کا نتیجہ۔
(۲) کاروبار کی موجودہ مالی حالت۔
(۳) کاروبار کی موجودہ ترقی کا مقابلہ گذشتہ سال سے

سالتمامی حساب کی تیاری کے لئے قانونی ہدایات مقرر ہیں۔ یہ حساب فرد، نفع و نقصان کا ایک تجزیہ ہوتا ہے۔

اسے کمپنی کے منتظمین یا کاروبار کے مالک کی طرف سے کسی محاسب کی جانچ پڑتال کے بعد شائع کیا جاتا ہے۔

**سالک، عبدالمجید** - عبدالمجید نام۔ سالک تخلص۔



۱۲ دسمبر سنہ ۱۸۹۴ء کو بٹالہ میں پیدا ہوئے۔ بی۔ اے تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد مختلف چھوٹی چھوٹی ملازمتیں کرنے کے بعد سنہ ۱۹۱۵ء میں 'تہذیبِ نسواں' اور 'پھول' کے اسسٹنٹ ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ سنہ ۱۹۲۰ء میں روزنامہ 'زمیندار' کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ زمانۂ خلافت میں ایک سال جیل بھی کاٹی۔

اپریل سنہ ۱۹۲۷ء میں مولانا سالک نے غلام رسول صاحب مہر کی رفاقت میں اپنا ذاتی اخبار 'انقلاب' جاری کیا۔ جو بائیس تئیس سال تک جاری رہا۔

مولانا سالک نے چودہ سال کی عمر میں شعر کہنا شروع کیا۔ حضرت رسا رامپوری سے شرف تلمذ حاصل کیا۔

مولانا سالک نثر اور نظم دونوں میدانوں کے شہسوار تھے۔ آپ شاعر، انشا پرداز، نقاد، ظرافت نویس، خوش گو مقرر اور اخبار نویس تھے۔

سالک صاحب نے دارالاشاعت پنجاب کے لئے نثر کی متعدد کتابیں لکھیں ٹیگور کی دو کتابوں کا ترجمہ بھی کیا۔ آپ نے "سرگذشت" کے نام سے اپنے حالات زندگی بھی لکھے ہیں۔ آپ کو اردو اور فارسی دونوں زبانوں پر عبور حاصل تھا۔

۲۷ ستمبر سنہ ۱۹۵۹ء کو شام کے وقت آپ کا یکایک انتقال ہو گیا۔

**سالک، علم الدّین، پروفیسر** - علم الدین سالک فارسی کے ایم۔ اے ہیں اور اسلامیہ کالج لاہور میں فارسی کے لکچرار ہیں۔ اس منصب پر وہ کئی سالوں سے مامور ہیں۔ علمی اور ادبی ذوق رکھتے ہیں اور تاریخی تجسس اور تحقیق کا بہت شوق ہے۔ علمی اجتماعات میں مقالے پڑھتے ہیں۔ مختلف رسالوں اور اخبارات میں ان کے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔

**سالک رام** - یہ لفظ سنسکرت اصل کا ہے، لفظی معنی "سال بھر کے درختوں کا باغ" ہیں۔ ہندوؤں کے

ہال آدمی کا نام بھی ہے۔ ایک چھوٹے سے پہاڑ کا نام بھی ہے جو بھارت میں واقع ہے۔

**سالمؓ (مولیٰ ابی حذیفہ)** نام سالم۔ کنیت ابوعبداللہ۔ آبائی مسکن اصطخر ان۔ مدینہ میں ایک آزاد شدہ غلام کی حیثیت تھی۔ انہیں حضرت ابو حذیفہ رضؓ نے اپنا متبنیٰ بنالیا تھا اور اس طرح پر سالمؓ بن ابی حذیفہ کے نام سے مشہور ہوئے۔

مکہ میں حضرت ابو حذیفہ رضؓ کے ساتھ دین اسلام قبول کیا۔ اور انہی کے ساتھ مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی۔

غزوہ بدر اور اس کے بعد کی تمام لڑائیوں میں شرکت کی۔ حضرت ابو بکر رضؓ کے عہد خلافت میں مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ یمامہ میں بڑی جوانمردی دکھائی۔ اور خوب جنگ کی۔ اور مہاجرین کے علمبردار کی حیثیت سے ایسی ثابت قدمی سے لڑے کہ ایک ہاتھ کٹ جانے پر دوسرے سے جھنڈا سنبھالا۔ اور جب دوسرا ہاتھ بھی قلم ہوگیا۔ تو جھنڈا سینہ سے چمٹا لیا۔ اور اس حالت میں شہید ہوئے کہ زمین پر ان کا سر حضرت ابو حذیفہ رضؓ کے قدموں پر پڑا تھا۔

آپ بہت ہی خوش گلو تھے۔ اور قرآن پاک اس خوش الحانی سے پڑھتے تھے۔ کہ آپ کو فنِ قرأت کا امام کہا جاتا ہے۔ اور صرف اسی فن کی بدولت تمام صحابہؓ میں آپ کو ممتاز درجہ حاصل تھا۔

**سالمن** ۔ (Salmon) چاندی کی طرح چمکدار سفید رنگ کی مچھلی، جو اپنے رنگ اور ذائقہ کی وجہ سے نہایت پسندیدہ ہوتی ہے۔ سالمن شمالی یورپ اور شمالی امریکہ کے سمندروں میں عام پائی جاتی ہے۔ تولید نسل کے لئے یہ مچھلی سمندر کا نمکین پانی چھوڑ کر تازہ پانیوں مثلاً دریاؤں وغیرہ میں آجاتی ہے۔

**سالمہ** ۔ Molecule (تتفذیم ل) طبیعات اور کیمیا کی اصطلاح میں دو یا زائد عناصر کے جوہروں Atoms کے مرکب کا چھوٹے سے چھوٹا ذرہ سالمہ کہلاتا ہے۔

ایک مرکب کے تمام سالمے ایک ہی قسم کے ہوتے ہیں لیکن مختلف مرکبات کے سالمے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔

پانی کے سالموں کی جسامت کا اندازہ لارڈ کلون کے اس مقولہ سے کیا جا سکتا ہے کہ اگر ایک قطرہ پانی کو اتنی وسعت دی جائے کہ وہ زمین کے برابر ہو جائے تو پانی کے سالمے اسی نسبت سے بڑھ کر کرکٹ کی گیند سے کسی قدر چھوٹے رہ جائیں گے۔

**سالنامے** ۔ Annuals اخبارات رسائل اور جرائد کے سالانہ نمبر جنہیں خاص اہتمام سے ترتیب دیا جاتا ہے اور ضخامت میں غیر معمولی ہوتے ہیں۔ سالنامے بالعموم تصاویر اور نقشوں سے بھی مزین ہوتے ہیں۔

**سالویشن آرمی** ۔ Salvation Army

(دیکھو مکتی فوج)

**سامان آرائش** ۔ Cosmetics چہرہ صاف ستھرا اور نکھرا ہوا مطلوب ہو تو گھٹیا درجے کا صابن یا کریم استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔ گرم پانی سے جس کے اندر یوڈی کلون Eau-De-Cologne ملایا گیا ہو منہ دھو کر صابن اچھی طرح جلد سے دور کر دینا چاہیئے۔ نرم تولیہ سے منہ خشک کر کے آہستہ آہستہ کریم ملنی چاہیئے۔ خانہ ساز کریم کا آسان نسخہ حسب ذیل ہے:۔

نصف اونس اسپرماسیٹی Spermaceti میں آہستہ آہستہ ایک اونس سفید موم آگ پر رکھ کر حل کرو۔ جب یہ دونوں چیزیں یکجان ہو جائیں تو ان میں ڈیڑھ اونس لائیٹ پیرافین اور ایک اونس گلیسرین ملاؤ۔ ٹھنڈا ہو جانے پر عرق سنگترہ کے چند قطرے ملا کر آہستہ آہستہ ہلاؤ۔ بس کریم تیار ہے۔ طبقہ نسواں کے آرائشی سامان میں سرخی، پوڈر اور لپ سٹک وغیرہ بھی شامل ہیں۔

**سامانیہ** ۔ Sammanids دورِ عباسیہ کا ایک حکمران خاندان۔ اس خاندان کا بانی سامان بلخ کا ایک سردار تھا۔ ۸۱۹ء میں خلیفہ مامون الرشید نے اس کے پوتے احمد کو فرغانہ کے علاقے کا حاکم مقرر کیا۔ احمد کے بعد اس علاقے کی حکومت اس کے بیٹے نصر کے ہاتھ آئی۔ نصر کا چھوٹا بھائی اسمٰعیل جو اس کا جانشین ہوا۔ بڑا لائق حکمران تھا۔ وہ اپنی ہمت اور قابلیت کی بدولت ایک بہت بڑی مملکت کا فرماں روا بن گیا جس

کا ایک سرا چین سے اور دوسرا خلیج فارس سے ملا ہوا تھا۔ سامانیوں کی حکومت تقریباً سو برس تک قائم رہی۔ بخارا اس حکومت کا صدر مقام تھا۔ اس عہد میں سمرقند اور بخارا نے بڑی ترقی کی۔ علمی چرچوں کے لحاظ سے یہ شہر اس زمانے میں بغداد کے ہم پلہ تھے۔ سامانی سلاطین علم و ہنر کے بڑے قدر دان تھے۔ اُن کی سرپرستی میں عربی کے علاوہ فارسی علم و ادب نے بڑی ترقی کی۔

**سامرا**۔ بغداد سے ۶۰ میل شمال کی طرف دریائے دجلہ کے کنارے خلفائے بنی عباس کی فوجی چھاؤنی۔ معتصم باللہ عباسی نے یہ شہر آباد کیا اور وہاں فوجی بارکوں کے علاوہ محلات بھی تعمیر کرائے۔ کچھ عرصہ بعد معتصم نے دارالخلافہ کو بھی سامرا میں منتقل کر لیا۔ تقریباً ساٹھ برس تک سامرا خلفائے بنی عباسیہ کا پایۂ تخت بنا رہا۔ خلیفہ متوکل علی اللہ نے سامرا کی عمارات اور آبادی میں اور اضافہ کیا۔ یہ دراصل سُرّ من رای (جس نے دیکھا خوش ہوا) کی تخریب ہے۔

**سامراج** - (Imperialism) سامراج اُن پالیسیوں کا مظہر ہے جن کا محور غیر ممالک کی تسخیر ہو۔ امپیریلزم کا استعمال شروع شروع میں انگلستان میں ۱۸۹۰ء میں ہوا۔ جبکہ برطانی سیاست دانوں میں ایسا طبقہ پیدا ہو گیا تھا۔ جو برطانی سلطنت کو وسعت پذیر دیکھنا چاہتا تھا۔ یہ لوگ اپنے آپ کو برملا شہنشاہیت پسند کہتے اور اس پر فخر کرتے تھے۔ کیونکہ اُس وقت لفظ سامراج کو مذموم نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اب اس لفظ کو بالعموم ناپسندیدہ معانی میں استعمال کیا جاتا ہے اور اس سے ملک گیری کی جابرانہ حکمت عملی مراد لی جاتی ہے۔ خواہ وہ حکمت عملی برطانیہ کی ہو خواہ امریکہ کی اور خواہ روس کی۔ لفظ سامراج کے ساتھ نوآبادیات کا لفظ بھی ذہن میں آجاتا ہے کیونکہ دراصل دونوں کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ سامراجی پالیسیوں کا نتیجہ نوآبادیات ہیں۔ اور دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم سمجھے جاتے ہیں۔

**سامرسٹ ماہم** - William Somerset Maugham ولیم سامرسٹ ماہم انگلستان کا مشہور ادیب جسے ملکۂ الزبتھ دوم کے یوم پیدائش کے موقع پر امتیازی خطاب عطا ہوا تھا۔ اس قسم کا خطاب حاصل کرنے والوں کی تعداد صرف ۶۵ ہے جس میں انگلستان کے وزیر اعظم سر ونسٹن چرچل بھی شامل ہیں۔

سامرسٹ ماہم ۱۸۷۴ء میں لنڈن میں پیدا ہوا۔ گو تعلیم اس نے طب کی حاصل کی مگر خود کو بجائے طب کے ادب کے لیے وقف کر دیا اور بہت جلد اس کا شمار انگلستان کے نامور ناول نویسوں اور افسانہ نگاروں میں ہونے لگا۔ ۱۹۳۸ء میں اُس نے سمنگ اپ (Summing up) کے عنوان سے اپنے حالات زندگی بھی تحریر کئے۔ فریڈرک نام اس کا بڑا بھائی ہے جس کو ۱۹۳۰ء میں "وائی کاؤنٹ" بنایا گیا۔

**سامری**۔ حضرت موسیٰ کے زمانہ میں قصبہ سامرہ کا رہنے والا ایک شخص جس کا قصہ اور ذکر قرآن پاک میں موجود ہے۔ حضرت موسیٰ ؑ جب کوہ طور پر گئے ہوئے تھے اور حضرت ہارون ؑ کو بنی اسرائیل کی نگرانی کے واسطے چھوڑ گئے تھے تو اس شخص نے بنی اسرائیل کو بہکا کر بجائے خدا پرستی کے بُت پرستی کی طرف مائل کیا اور سونے کا ایک بچھڑا بنایا جس کے منہ سے آواز نکلتی تھی۔ چنانچہ تمام قوم نے اس کی پرستش شروع کر دی۔ حضرت ہارون ؑ نے لاکھ سمجھایا مگر سامری کا جادو اتنا زبردست تھا کہ کسی پر کوئی اثر نہ ہوا۔ جب حضرت موسیٰ ؑ واپس تشریف لائے تو انہوں نے سامری سے مواخذہ کیا جس کے جواب میں اس نے کہا کہ میں نے وہ کچھ دیکھا جو دوسروں کو دکھائی نہیں دیتا۔ مفسرین نے اس کی تشریح یوں کی ہے کہ اس نے حضرت جبرئیل ؑ کو دیکھا تھا اور اُن کے گھوڑے کے نقش قدم کی مٹی مصنوعی بچھڑے کے حلق میں ڈال دی جس سے وہ بولنے لگا۔ اس بچھڑے کو تو حضرت موسیٰ ؑ نے آگ میں پھینک دیا اور سامری کو یہ سزا ملی کہ جب تک وہ زندہ رہا انسانوں سے دور بھاگتا تھا اور اگر کوئی قریب آتا تو چلا اُٹھتا کہ مجھے ہاتھ نہ لگانا!

"سحر سامری" ادب میں بھی ایسے شخص کے لئے آتا ہے جس نے دغا اور فریب سے عوام کو اپنے پیچھے لگا رکھا ہو۔

**ساموراۓ** ۔ ایک جاپانی اصطلاح۔ جاپان کے زمانۂ سلف میں جاگیرداروں کا طبقہ جس میں فوجی اور نچلے درجے کے شرفا شامل تھے۔ اُن کو اس امر کا استحقاق حاصل ہوتا تھا کہ وہ دو تلواریں کمر سے باندھیں نیز انہیں عوام کی

کی زندگی اور موت پر بھی اختیار حاصل ہوتا تھا۔ بعد میں یہ اصطلاح تمام جاپانی جاگیرداروں کے لئے استعمال ہونے لگی اور پھر آخر میں جاپانی فوجی افسروں کو اسی لقب سے یاد کیا جانے لگا۔ اصل "سامورائے" طبقہ سنہ ۱۸۷۱ء میں ختم ہو گیا تھا مگر ان کے جانشین دوسری جنگ عالمگیر میں جاپانی ملوکیت کی توسیع کے سلسلہ میں، بہت بڑی اہمیت کے مالک خیال کئے جاتے ہیں۔

**سان** — (Grindstone) سان پتھر کی وہ سل یا پتھری ہوتی ہے جس پر چاقو، چھری، اُسترے یا دوسرے آہنی اوزار تیز کئے جاتے ہیں۔ سان کا پتھر عام پتھر نہیں بلکہ خاص قسم کا خالص پتھر ہوتا ہے جسے "سنگِ سان" کہتے ہیں۔ اس پتھر میں یہ خاصیت ہوتی ہے کہ وہ بجائے گھسنے کے لوہے کو گھساتا ہے اور اوزار کی دھار کو تیز کرتا ہے۔ سنگِ سان بالعموم مٹیالے یا سفید رنگ کا ہوتا ہے۔ سان بڑی بھی ہوتی ہے جو چرخے یا فیتے سے چلتی ہے۔ اس طرح کہ سان والا نیچے سے پاؤں کے ساتھ پائے کو دباتا ہے اور چرخے یا فیتے کے ذریعے سے سان کا گول چکر حرکت کرنے لگتا ہے اور اس چکر کی گولائی پر سان والا اوزار تیز کرنے لگتا ہے حتیٰ کہ وہ حسبِ ضرورت تیز دھار ہو جاتے ہیں۔

**سانپ** — (Snake) رینگنے والے لمبے لمبے حشرات جن کے پیر نہیں ہوتے۔ نچلے جبڑے کے دو حصے ہوتے ہیں جو الگ الگ حرکت کر سکتے ہیں۔ قدرت نے اس جانور کو قوتِ سامعہ سے محروم رکھا ہے۔ یہ اپنا منہ کھول کر اپنے سر سے زیادہ موٹے جانور کو نگل سکتا ہے۔ آنکھوں پر پپوٹے نہیں ہوتے۔ زبان جو آگے سے دو شاخہ ہوتی ہے بار بار آگے پیچھے لہراتی رہتی ہے کیونکہ اس سے لمس یا چھونے کے ذریعہ محسوس کرنے کا کام لیا جاتا ہے۔ وقفوں کے بعد سانپ اپنی جلد جسے "کینچلی" کہتے ہیں بدلتا رہتا ہے۔

زہریلے سانپوں کے کچھ دانتوں میں خول ہوتا ہے جن کا تعلق زہریلے غدودوں سے ہوتا ہے۔ کاٹنے کے بعد سانپ پلٹتا ہے۔ تب غدودوں کا زہر دانت کے ذریعہ جس انسان یا جانور کو کاٹا گیا ہو اُس کے بدن میں پہنچ کر اکثر موت کا باعث بن جاتا ہے۔ پاکستان



کے سانپوں میں سیاہ رنگ کا ناگ Cobra بہت زہریلا اور خطرناک ہوتا ہے۔ یہ اکثر جنگل میں راستہ روک کر اپنا پھن پھیلا کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ لاٹھی کا وار اکثر خالی جاتا ہے۔ بجلی کی سی تیزی کے ساتھ حملہ کرتا ہے۔ انگلستان کا خطرناک سانپ ایڈر ہے جس کے جسم پر لہریا سا بنا ہوتا ہے اور سر پر ضرب کا نشان (×) ہوتا ہے۔ اس کی لمبائی مشکل سے دو فٹ ہوتی ہے لیکن یہ گھاس میں پائے جانے والے بے ضرر سانپ سے قدرے موٹا ہوتا ہے۔ اکثر لوگ اس کے دھوکے میں گھاس کے سانپ کو مار دیتے ہیں جو بے ضرر ہوتا ہے۔ ایڈر دھوپ سینکنے کا بڑا شائق ہوتا ہے۔ لیکن گھاس کا سانپ نم جگہوں میں رہنا پسند کرتا ہے۔ اور پانی میں اکثر تیر کر مینڈک پکڑتا ہے۔ اس کی لمبائی چار فٹ کے لگ بھگ ہوتی ہے۔

سردیوں میں ہر ملک کے سانپ زمین کے نیچے چلے جاتے ہیں اور وہاں پورا موسم سرما گزارنے کے بعد اوپر آجاتے ہیں۔

امریکہ کے زہریلے سانپوں میں ٹیٹریا سانپ Rattle Snake مشہور ہے جس کی دُم سے چلتے وقت چکی چلنے کی سی آواز آتی ہے۔ یہ دُم کھردری اس طرح بنتی ہے کہ ہر مرتبہ جب یہ سانپ کینچلی بدلتا ہے تو اس کی کھال کا کچھ حصہ دُم سے لگا رہ جاتا ہے اور وہ رفتہ رفتہ ناہموار ہو کر چلتے وقت چکی کی سی آواز پیدا کرنے لگتی ہے۔

سانپوں کی بے شمار قسمیں ہیں:۔ 'پائتھن' تیس تیس فٹ لمبے سانپ ہوتے ہیں۔ یہ اپنے شکار کے گرد بل ڈال کر اُسے جکڑ کر مار دیتے ہیں۔ اور بکری کے برابر جانور کا شکار آسانی سے کر لیتے ہیں۔ اگر کھانے کو کچھ نہ ملے تو کئی کئی ہفتے فاقہ کر سکتے ہیں۔

پاکستان و ہند میں قدیم باشندوں کا ایک طبقہ ہے جو ہر طرح کے سانپ پکڑنے اور جڑی بوٹی یا منتروں کے ذریعہ سانپ کے کاٹے کا علاج کرنے میں بڑا مشاق ہے۔

بے ضرر سانپ ہر شخص کو اپیل نہیں کرتے لیکن انہیں پالا جائے تو دلچسپ ہوتے ہیں اور نقصان نہیں پہنچاتے۔

بالخصوص احالیہ کا گھاس کا سانپ بے حد خوبصورت اور دلچسپ ہوتا ہے۔ سانپ گھُن سے کیڑے، مکھیاں اور حشرات الارض کھاتا ہے۔ ایک دفعہ پیٹ بھر جائے تو کئی دن تک اسے کھانے پینے کی حاجت نہیں ہوتی۔ گھاس میں رہنے والے کچھ سانپ ایسے ہیں جو ایک بدبودار مادہ اپنے منہ سے خارج کرتے رہتے ہیں۔ جب یہ طیش میں ہوں تو ان کو چھیڑنا نہیں چاہیئے۔ ان کو ایسے پنجروں میں رکھنا چاہیئے جن کا سامنے کا حصہ شیشے کا ہو۔ انہیں گرمی کی ضرورت ہے اور جب دھوپ اچھی طرح سے نکل آئے تو ان کے پنجرے سورج کی روشنی میں رکھ دینے چاہئیں۔ ان کے پنجروں میں کافی نرم نرم گھاس موجود رہنی چاہیئے اور کینچلی اتار دینے کے لئے چند تنکوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

سانپ کا کاٹنا۔ اگر سانپ نے کاٹا ہو تو زہر کو جہاں تک ممکن ہو چوس کر تھوک دینا چاہیئے اور زخم کے اندر تیز قسم کی کھار ڈال دینی چاہیئے۔ یا پھر زخم پر گرم گرم تار لگا کر اسے جلا دینا چاہیئے یا بجلی کے ذریعے اسے جلانا چاہیئے۔ اس سے بھی آسان تر علاج یہ ہے کہ زہریلے حصے کو کاٹ کر کھلا کر دیا جائے اور بعد ازاں زخم کے اندر پوٹاسیم پرمانگنیٹ کے کرسٹل Crystals خوب رگڑ دئے جائیں۔ گرم ملکوں میں سانپ کاٹ لے تو مریض کو برانڈی اور وسکی پیٹ بھر کر پلائی جاتی ہے اور ایک تیز نشتر سے زہریلے حصے کو کاٹ کر پھینک دیا جاتا ہے۔ یہ ایک دلیرانہ مگر بے خطا علاج ہے۔

## سانپ کی چھتری Fungus

علم نباتات میں یہ نام مجازی ہے۔ سانپ کی چھتریوں کی مختلف قسمیں جو برسات میں بکثرت پیدا ہو جاتی ہیں، سماروغ، کھمبیاں، پھپھوندی، خمیر وغیرہ ہیں۔ اور یہ سب پھپھوندی کے پودوں کے ایک بڑے گروہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ سماروغ عام پودوں کی طرح اپنی غذا حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ ان کے اندر سبز رنگ کا مادہ Chlorophyll نہیں ہوتا۔ یہ اپنی غذا یا تو گلے سڑے پودوں سے حاصل کرتے ہیں یا آکاس بیل کی طرح کسی اور پودے یا جاندار کا خون چوس کر نشوونما پاتے ہیں۔ مثلاً سماروغ میں دھاگے جیسی باریک سفید شاخوں کا گچھا سا ہوتا ہے۔ اس حصے سے تولید نسل ہوتی ہے۔ ہر کھمبی اور سانپ کی چھتری کسی قسم کے سماروغ کا وہ حصہ ہوتی ہے جس سے نسل بڑھتی ہے۔ اس کے اندرونی حصہ میں باریک ذرات جیسی چیز کا ایک ڈھیر پیدا ہو جاتا ہے۔ جس کے ہر ذرے میں کھمبی یا کلاہ باراں پیدا کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ سماروغ عموماً انسان کے لئے مضر ہوتے ہیں۔ لیکن بعض مفید بھی ہیں۔ خمیر سے تندوری روٹیاں بنتی ہیں۔ پنسلین جو ایک پھپھوندی سے ہے بہت سی بیماریوں میں تیر بہدف ہے۔

**سانس (تنفس، آلۂ تنفس)** حیاتِ انسانی کا نہایت ضروری عمل ہے۔ سانس کے ذریعہ جسم اپنی تمام ساختوں کے لئے ضروری آکسیجن Oxygen حاصل کرتا اور کاربن ڈائی آکسائڈ Carbon Dioxide خارج کرتا ہے۔ سانس ناک کے سوراخ یا نتھنوں کے ذریعہ لیا جاتا ہے اور حلق سے گذر کر ہوائی نالی سے ہوتا ہوا پھیپھڑوں میں پہنچ جاتا ہے۔ پھیپھڑے سانس لینے کے ضروری اعضاء ہیں۔ پھیپھڑوں میں گیسوں کا تبادلہ ہوتا ہے۔ اور یہ ہوا سے کبھی خالی نہیں ہوتے۔

سانس لینے کی رفتار مختلف حالات میں مختلف ہوتی ہے۔ عورتوں میں سانس کی رفتار مردوں سے زیادہ تیز ہوتی ہے۔ پیدائش کے وقت بچہ ایک منٹ میں ۴۰ مرتبہ سانس لیتا ہے۔ سال بھر کے بعد یہ رفتار کم ہو کر ۲۴ مرتبہ فی منٹ اور جوانی میں ۱۶ سے ۱۸ مرتبہ فی منٹ رہ جاتی ہے۔ سانس پہلے اندر کو کھینچا جاتا ہے اور پھر باہر نکالا جاتا ہے اور دونوں کے درمیان تھوڑا سا وقفہ ہوتا ہے۔ سانس کی رفتار کو کم یا زیادہ کرنے والی ضروری اور اصلی بات خون میں کاربن ڈائی آکسائڈ کی مقدار ہے۔ یہ تیزابی گیس سانس لینے کے مرکز کو حرکت دلاتی ہے۔ اس لئے خون میں اس کی مقدار زیادہ ہونے سے سانس کی رفتار بڑھ جاتی ہے (یعنی سانس تیز ہو جاتا ہے) اپنے ارادے یا مرضی سے بھی سانس لینے کی حرکت ——— یا رفتار کو کم یا زیادہ کیا جا سکتا ہے لیکن کوئی زیادہ حد تک نہیں۔ کیونکہ یہ عمل خود اختیاری اور غیر ارادی ہے اور جلد ہی ارادے یا مرضی کے اثر سے باہر ہو جاتا ہے یا اس پر غالب آ جاتا ہے۔

سانس لینے میں دو قسم کی یعنی سانس اندر کھینچنے

اور باہر نکالنے کی حرکتیں ہوتی ہیں۔ سانس اندر کھینچنے کی حرکت عضلات کے عمل سے ہوتی ہے۔ پردۂ شکم کے سکڑنے سے سینے کے جوف میں کشادگی پیدا ہوتی ہے۔ لچکدار پھیپھڑے پھیل کر اس بڑھے ہوئے جوف کو بھر دیتے ہیں اور پھیلتے وقت دھونکنی کی طرح ہوا کو اندر کھینچتے ہیں۔ سانس لینے کے عضلات کے ڈھیلے ہو جانے سے سینے کا جوف پھر چھوٹا ہو جاتا ہے اور پھیپھڑے سکڑ کر اندر کی ہوا کو باہر نکالتے ہیں۔ یہ سانس باہر نکلنے کا عمل ہے۔ جھٹکے اور زور سے ہوا باہر نکالنے سے ایک خاص آواز پیدا ہوتی ہے جسے کھانسی کہتے ہیں۔ آہ بھرنا، جمائی لینا، گہرا اور لمبا سانس لینا، سستی، کمزوری اور بیماری کی حالت میں دل کی کمزوری کی علامات ہیں۔ جسم سے بکثرت خون نکل جانے سے بھی یہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

(نیز دیکھو تدبیر تنفس اور تنفس)

**سان فرانسسکو — San Francisco** ریاستہائے متحدہ امریکہ کی ایک ریاست کیلیفورنیا کا دارالحکومت اور ساحل بحر الکاہل پر ایک اہم بندرگاہ۔ اس کی ترقی کا آغاز ۱۸۴۸ء میں ہوا جب کہ یہاں پر سونے کی کانیں دریافت ہوئیں۔ سان فرانسسکو میں تیل صاف کرنے، پھل اور گوشت ڈبوں میں بند کرنے کے کارخانے ہیں۔ ۱۹۰۶ء میں زلزلہ نے شہر کو تقریباً بالکل برباد کر دیا تھا اور ہزاروں انسان لقمۂ اجل بن گئے تھے۔ موجودہ آبادی (۱۹۵۰) ۷۶۰۷۶۳ افراد پر مشتمل ہے۔ اس شہر میں کئی تاریخی اجتماع ہو چکے ہیں۔ ۱۹۵۱ء میں صلحنامہ جاپان کی کانفرنس اسی شہر میں ہوئی تھی۔ لیکن اہم ترین اجتماع ۲۵ اپریل ۱۹۴۵ء میں ہوا۔ جس میں ۵۰ قوموں کے نمائندوں نے شرکت کی۔ اس اجتماع میں اقوام متحدہ کا منشور تیار کیا گیا۔

**سان فرانسسکو کانفرنس — San Francisco Conference** ۲۵ اپریل ۱۹۴۵ء کو سان فرانسسکو میں اقوام عالم کے ۸۵۰ مندوب جمع ہوئے تاکہ باہمی مشاورت سے ایک تنظیم قائم کی جائے جو دنیا بھر میں بقائے امن کی کوشش کرے۔ ۲۶ جون کو اس کانفرنس نے اپنا کام پایۂ تکمیل کو پہنچا دیا اور پچاس اقوام کے نمائندوں کے دستخطوں سے وہ معرکۃ الآرا میثاق Charter شائع کیا جو بعد ازآں اقوام متحدہ کا چارٹر U. N. Charter کہلایا۔ ۲۴ اکتوبر ۱۹۴۵ء تک میثاق کی توثیق ۲۹ قوموں نے کر دی اور چونکہ اس غرض کے لئے اسی قدر تعداد مطلوب تھی لہٰذا ان کے دستخطوں کے ساتھ اقوام متحدہ کی تنظیم بھی معرض وجود میں آگئی۔

**سان مرینو — San Marino** ایک خود مختار جمہوریہ جو اطالیہ کی سرزمین پر واقع ہے۔ اسے یورپ کی سب سے پرانی قلمرو تسلیم کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس کا سنگ بنیاد ۳۰۰ عیسوی میں رکھا گیا تھا۔ اس کا رقبہ ۳۸ مربع میل ہے اور اس کی آبادی ۱۲۱۰۰ افراد پر مشتمل ہے۔

**ساورکر، ونائیک دمودر** — آل انڈیا ہندو مہاسبھا کے لیڈر، ساورکر ۱۸۸۳ء میں پیدا ہوئے۔ فرگوسن کالج پونا میں تعلیم حاصل کی۔ کم عمری ہی میں قومی تحریک میں حصہ لینا شروع کیا۔ سیاسی معاملات کے سلسلہ میں ساورکر کو انگلستان بھیجا گیا جہاں ۱۹۱۰ء میں ناسک سازش کے سلسلہ میں گرفتار ہوئے لیکن مارسیلز میں جہاز سے فرار ہو گئے۔ دوبارہ گرفتار ہو کر ملک معظم سے بغاوت کے جرم میں پندرہ سال قید ہوئی۔ چودہ برس انڈمان میں گذار کر رتناگری میں کئی سال تک نظر بندی کی زندگی گذاری۔ ۱۹۳۷ء میں بمبئی گورنمنٹ نے آزاد کر دیا۔ ہندو مہاسبھا کا صدر منتخب ہو کر ساورکر نے ہندوستان کی فرقہ وارانہ اور سیاسی کشیدگی میں نمایاں حصہ لیا۔

**سائبیریا — Siberia** سے بالعموم ایشیائی روس مراد لیا جاتا ہے۔ اس کا رقبہ ۲۱۰۰۰۷۱ مربع میل ہے اور آبادی ۱۱۳۳۶۰۰۰ نفوس ہے۔ کوئلہ، لوہا، تانبہ اور دوسری معدنی مواد کثیر مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ ملک کا بیشتر حصہ غلے کی پیداوار کے لئے مخصوص ہے۔ بین الاقوامی اہمیت کی اور ممتاز فضائی شاہراہیں سائبیریا سے ہو کر گزرتی ہیں۔

**سائپرس — (Syprus)** (دیکھو قبرص)

**سائرس اعظم** - Cyrus the Great (۵۵۰-۵۳۰ ق-م) اس نے اپنے دادا کی حکومت کا تختہ الٹ کر میڈیز Medes کے تخت پر قبضہ کیا اور ایرانی شہنشاہیت کا سنگِ بنیاد رکھا۔ اس کی سلطنت کی سرحدیں ایک طرف دریائے سندھ سے بحیرہ روم اور دوسری طرف کوہ قاف سے بحرِ ہند تک پھیلی ہوئی تھیں۔ باہمت اور رحم دل حکمران تھا۔ مذہبی امور میں دخل انداز نہیں ہوتا تھا۔ مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کے خیال کے مطابق قرآنِ پاک کا "ذوالقرنین" یہی بادشاہ تھا۔ اسے بالآخر سیتھیوں Sythians میں سے مساغطی Massagaetae لوگوں کے ہاتھوں شکست ہوئی جس کے بعد ملکہ طومائرس Tomyris نے اس کا سر کاٹ کر ایک ایسے تھیلے میں ڈال دیا جو انسانی خون سے لبریز تھا۔

**سائرل آف سکندریہ** Cyrli of Alexandria (۳۷۶ء - ۴۴۴ء) ایک عیسائی واعظ جس کی وجہ سے اسکندریہ میں، یونانی فلسفہ کی ایک معلمہ "ہائی پیشیا" جو حسن اور پاکیزہ اخلاق کی بناء پر ممتاز اور مشہور تھی ۴۱۵ء میں درسگاہ سے واپس آتے وقت سرِ بازار نہایت شرمناک طریق پر ہلاک کر دی گئی۔ چنانچہ اس سانحہ پر انگریزی میں چارلس کنگز نامی انگریز مصنف نے ایک مؤثر ناول تحریر کیا ہے۔

**سائفن** - Syphon یہ ایک مڑی ہوئی نالی ہوتی ہے جس کے ذریعہ بلندی پر رکھے ہوئے برتن کی سیّال یا مائع چیز کسی نیچے رکھے ہوئے برتن میں منتقل کی جا سکتی ہے۔ پہلے نلکی کو سیال چیز سے بھر لیا جاتا ہے تاکہ اس کے اندر کی ہوا خارج ہو جائے۔ پھر اس کا اوپر کا سرا بھرے ہوئے برتن میں ڈبو دیا جاتا ہے۔ اس کے ڈوبتے ہی سیال چیز نلکی کے ذریعہ دھار کی شکل میں نیچے والے برتن میں گرنے لگتی ہے۔

**سائیکلنگ** - (Cycling) یہ ایک مشکل اور صبر آزما تفریحی مشغلہ ہے۔ خواہ ملکی سائیکلوں پر دوڑ کا مقابلہ ہو یا نسبتاً غیر آباد سڑکوں پر کئی میل کی دوڑ ہو۔ ملک کے دیہاتی علاقہ جات دیکھنے کا بھی یہ ایک مرغوب ذریعہ ہے۔ اس مقصد کے لئے مخصوص قسم کی مضبوط سائیکلیں استعمال کی جاتی ہیں۔ حالانکہ سائیکل سوار کو صرف سڑک پر ہی چلنا پڑتا ہے اور وہ سڑک سے ہٹ کر کھلے جنگلات کے مناظر سے لطف اندوز نہیں ہو سکتا پھر بھی وہ پیدل چلنے والوں کی نسبت بہت زیادہ مسافت طے کر سکتا ہے۔ سائیکل پر جاتے وقت کمر سے سامان نہیں باندھنا چاہیئے۔ ضرورت کی تمام چیزیں تھیلیوں میں رکھ کر کیریر پر باندھ لینی چاہئیں۔ سائیکل کے اوزاروں کے علاوہ ضروری کپڑے، نقشے، قطب نما، چاقو، ٹارچ، فرسٹ ایڈ کا سامان وغیرہ ساتھ رکھنا ضروری ہے۔ دن کے لئے ناشتہ ڈبوں میں رکھا جا سکتا ہے۔ پانی کے لئے چھاگل درکار ہے۔ رات کا کھانا پڑاؤ پر آسانی سے مل سکتا ہے۔

پاکستان میں ایسی انجمنوں کی ضرورت ہے جو سائیکلوں پر لمبے سفر کرنے والوں کو راستہ کے ایسے مقامات کی فہرست دے سکیں جہاں کم خرچ پر رات کے لئے قیام و طعام کا بندوبست ہو سکے۔ دوسرے ملکوں میں اس قسم کی سہولتیں آسانی سے مل جاتی ہیں۔ آئے دن سننے دیکھنے میں آتا رہتا ہے کہ فلاں ملک کے نوجوان سائیکلوں پر ساری دُنیا کا سفر کر رہے ہیں۔

سائیکل کے پہیوں اور دوسرے کل پرزوں کو باقاعدہ تیل دیتے رہنا چاہیئے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ ٹائروں کے لئے تیل اور گرمی مضر ہے۔ پنکچر جوڑنا ہو تو سوراخ کے ارد گرد کی جگہ خوب صاف کر کیجئے۔ سولیوشن لگا کر تھوڑا ٹھہریئے۔ جب وہ قریب قریب خشک ہو جائے تو پیوند چسپاں کیجئے اور ٹیوب پر تھوڑا سا پسا ہوا کھریا چھڑک دیجئے۔ گدی کے چمڑے کے نیچے والے حصہ پر روغن ڈبن Dubbin لگانا چاہیئے اور اسے خشک رکھنا چاہیئے۔

**سائیگان** - (Saigon) ویٹ نام کا مشہور شہر ہے جسے مشرقِ بعید کا پیرس بھی کہا جا سکتا ہے جنوبی ویٹ نام اور باغی گروہوں کے مابین اولین جنگی

چپقلش اسی شہر میں ہوئی۔ یہ شہر دراصل کوچین چائنا سے تعلق رکھتا ہے۔ اور اس کا صدر مقام بھی ہے فرانسیسیوں نے بھی اپنی سلطنت کے صدر مقام کے لئے اسی شہر کو منتخب کیا۔ یہ شہر دریائے سائیگان کے کنارے آباد ہے اور سمندر سے کوئی چالیس میل دُور واقع ہے۔ ان دنوں سائیگان کی آبادی کوئی پندرہ لاکھ کے لگ بھگ ہے۔ یہ شہر ان دنوں ویٹ نام کا سب سے بڑا تجارتی مرکز اور اہم بندرگاہ ہے۔ چاول صاف کرنے اور لکڑیاں چیرنے کے اس شہر میں کئی کارخانے ہیں۔ کپڑے، صابن اور ربڑ کے کارخانے بھی اس شہر میں کثیر تعداد میں موجود ہیں۔

## سائل دہلوی

سائل دہلوی ۔ ابوالمعظم مرزا سراج الدین احمد خاں نام اور سائل تخلص تھا۔ آپ نوابانِ لوہارو میں سے تھے۔ ۱۸۶۸ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ مرزا داغ دہلوی کے شاگرد اور اُن کے داماد بھی تھے۔ آپ کو اور آپ کی اہلیہ کو حیدرآباد (دکن) سے وظیفہ ملتا تھا۔
شعر و شاعری کا شوق اوائل عمر ہی میں ہوگیا تھا۔ عربی، فارسی، اور سنسکرت کے ساتھ ساتھ فنِ شاعری اور طب سے بھی واقف تھے۔
آپ نے ۱۹۴۵ء میں دلی میں وفات پائی۔ سائل نے ایک مثنوی "جہانگیر اور نور جہان" کے خیالات پر لکھی ہے۔ چھ دیوان مرتب کئے تھے۔ ہر دیوان میں تقریباً آٹھ نو ہزار اشعار ہیں۔

## سائمن کمیشن

سائمن کمیشن ۔ Simon Commission
۱۹۲۷ء میں برطانوی حکومت نے سات ارکان پر مشتمل ایک کمیشن ہندوستان روانہ کیا۔ تاکہ اس وقت تک ہندوستان میں جو اصلاحات ہو چکی تھیں۔ ان کے نتیجہ اور مزید اصلاحات کی رپورٹ برطانوی پارلیمان کے سامنے پیش کرے۔ اس کمیشن کی قیادت سر جان سائمن نے کی۔ اہلِ ملک نے اس کمیشن کی سخت مخالفت کی۔ کیونکہ کمیشن کے ارکان سب کے سب انگریز تھے۔ اور ہندوستان کے عوام اپنے مطالبات حکومت برطانیہ کے سامنے خود پیش کرنا چاہتے تھے۔ اس کمیشن نے کانگرس اور مسلم لیگ دونوں کی مخالفت کے باوجود دو سال کی تحقیق کے بعد اپنی رپورٹ برطانوی پارلیمان میں پیش کر دی۔ اور حکومت نے اس پر مناسب کارروائی کی۔



## سائنس

سائنس ۔ Science سائنس وہ علم ہے۔ جس میں کائنات کا مشاہدہ اور مطالعہ کیا جاتا ہے۔ نئی نئی باتیں دریافت اور عجیب و غریب معلومات حاصل کی جاتی ہیں۔ ریڈیو، ٹیلیفون، تار برقی، فوٹوگرافی، سینما، ہوائی جہاز، تار پیڈو، ریل، موٹر وغیرہ ایجادات اسی علم کے طفیل معرضِ وجود میں آئیں۔ طبی سائنس کے ذریعے بیشمار بیماریوں کی وجوہات اور ان کے علاج کا پتہ لگایا گیا۔
یہ علم جس قدر اہمیت رکھتا ہے اُسی قدر وسیع بھی ہے اور دنیا کے تمام علوم میں یہی ایک علم ایسا ہے جو بنی نوع انسان کی زندگی میں ایک انقلاب عظیم برپا کرنے کا موجب ہے۔ اور جس کی بدولت ہم آئے دن کی ترقیات کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

## سبت

سبت ۔ Sabbath ہفتے کا آخری دن شنبہ
سبت یہودیوں کا مقدس دن ہوتا ہے۔ اُس روز کاروبار بند رہتا ہے۔ یہودیوں کے عقائد کی رُو سے خدا نے چھ روز میں کائنات کی تخلیق کی اور ساتویں یعنی سبت کے روز آرام فرمایا۔ عیسائیوں نے سبت کا دن حضرت عیسیٰؑ کے قبر سے جی اُٹھنے کی یاد میں، ہفتے کے پہلے روز یعنی اتوار کو بنا لیا۔

## سبز کھاد (پتوں کی)

سبز کھاد (پتوں کی) پتے جب گل سڑ جاتے ہیں تو وُہ کھاد کا کام دیتے ہیں۔ لوگ بالعموم ان پتوں کو جھاڑ کر کھیتوں میں مدفون کر دیتے ہیں یا انہیں مٹی کے ڈھیروں تلے دبا دیتے ہیں حتیٰ کہ وہ مالیدہ ہوکر کھاد بن جاتے ہیں اور افزائش نسل اور جنس کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔

## سبزیاں

سبزیاں Vegetables تازہ سبزیاں
جس قدر بھی ہوں ان کو خوب پکانے کی ضرورت ہے۔ اس سے ان کے ریشے ملائم ہوکر زود ہضم بن جاتے ہیں۔ پکانے کے لیے تھوڑا پانی استعمال کرنا چاہیئے۔ آلوؤں میں سے بہترین غذائی جوہر حاصل کرنے کے لیے اُن کو کھولتے پانی میں ڈالنا چاہیئے۔ اگر ٹھنڈے پانی میں ڈال کر پکانے کی کوشش کی جائے گی۔ تو بہت سا نشاستہ پانی میں حل ہو جائے گا۔ چونکہ تمام سبزیاں سب سے زیادہ زود ہضم ہیں۔ مگر ان کو جب ... پکالیا جائے تو ان کی ملائم گودے ... بن جاتی ہیں۔ گویا یہ کھانے سے قبل ہی آدھی ہضم ہو چکی ہے۔

چینا گھاس کو جسے انگریزی میں Asparagus کہتے ہیں۔ گٹھیوں کی شکل میں باندھ لینا چاہیئے اور اُس کو پانی میں سیدھا کھڑا کرنا چاہیئے در آں حالیکہ اُس کے سبز سرے پانی سے باہر ہوں۔

مٹر یا سیم کے دانے بارہ منٹ سے لے کر آدھ گھنٹے تک اُبالے جاتے ہیں لیکن خشک مٹر جن کے اندر سو فیصدی غذائی قدر ہوتی ہے بارہ گھنٹے تک ٹھنڈے پانی میں بھگوئے جاتے ہیں اور بعد ازاں اُن کو دیر تک اُبالا جاتا ہے۔ گاجروں میں نمک اور قدرے چربی ملانے کے بعد اُن کو کھولتے ہوئے پانی میں ڈالنا چاہیئے۔ اور بیس منٹ تک اُبالنا چاہیئے۔ چھوٹی گاجروں کو چھیلنے یا تراشنے کی ضرورت نہیں۔ جوش کھاتے ہوئے پانی میں ڈالنے سے پہلے انہیں اچھی طرح سے دھو لینا چاہیئے۔ عام جسمانی صحت اور تندرستی کی خاطر ڈاکٹر اور طبیب سبزیوں کے استعمال کی سفارش کرتے ہیں۔

**سبزیوں اور پھلدار پودوں کی کاشت۔** سبزیوں اور پھلوں کی کاشت بیک وقت ایک دلچسپ شغل بھی ہے اور ایک نفع بخش پیشہ بھی، لیکن خالص تجارتی نقطۂ نظر سے اس اہم امر کو پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ کاشتکار یا باغبان جو اس میدان میں قدم رکھے اُسے نہایت اعلےٰ قسم کی ترکاریاں اور پھل پیدا کرنے چاہئیں۔ نیز اس کا بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ منڈی کے لئے کس وقت رسد فراہم ہو سکتی ہے۔

اچھا موقع اور محل انتخاب کرنے کے بعد زمین زیر کاشت کو ہر سال کم از کم ایک مرتبہ خوب گہرا کھودنا چاہیئے۔ زمین کی سطح صاف اور چکنی ہو تو کھدائی آسانی سے ہو سکے گی۔ سطح کی مٹی کو ہموار کرنے کے لئے حسب ضرورت کھاد بھی ڈالنی چاہیئے۔

سبزیاں: مٹر اور سیم۔ Vegetables ان دونوں سبزیوں کے لئے ہلکی اور گرم مٹی درکار ہے۔ نیز زمین کی کھدائی کافی گہری کرنی پڑتی ہے اور کھاد اس کے اندر خوب اچھی طرح ملانی چاہیئے۔ سیم کے بیج الگ الگ آٹھ یا دس انچ کے فاصلے پر بوئے جاتے ہیں۔ لیکن مٹر کے بیج بکھیر دئے جاتے ہیں۔ خشک موسم میں سیّال کھاد بھی کھیتوں میں ڈالنی چاہیئے۔ اس سے پودوں کا قد بڑھتا ہے۔

**سبطِ حسن۔** ایک ترقی پسند ادیب اور سیاسی کارکن اسی پاداش میں کئی بار جیل گئے۔ وطن مالوف لکھنؤ تھا۔ تقسیم کے بعد پاکستان آ گئے اور یہاں بھی دو بار قید ہوئے۔ ۱۹۵۷ء میں پروگریسیو پیپرز لمیٹڈ (لاہور) کے زیر اہتمام اُردو کا مشہور ہفت روزہ "لیل و نہار" شائع ہوا تو آپ اس کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ لیکن تین سال بعد استعفا دے دیا۔

**سبوتاژ (تخریبی عمل)** قانونی اور معاشرتی اصطلاح میں ملک کی پیداوار خصوصاً صنعتی پیداوار میں دیدہ و دانستہ رد کاوٹیں ڈالنا، مثلاً مشینری کو خراب کر دینا۔ آگ وغیرہ لگا دینا، ذرائع آمد و رفت میں رکاوٹیں ڈالنا۔ ریلوے وغیرہ کے پل اُڑا دینا، لائن اکھاڑ دینا وغیرہ، عام طور پر اس قسم کی کاروائیاں دشمن کے ایجنٹ اور تخریب پسند عناصر کیا کرتے ہیں۔

دراصل یہ لفظ فرانسیسی لفظ "سابوت" سے بنا ہے۔ یہ اصطلاح صنعتی اور پیداواری ہے جس کے معنی لکڑی کا جوتا، مشینری میں لکڑی کا جوتا ڈال دینا "یعنی چلتے اور منظم کام میں رکاوٹ ڈال دینا۔

**سبھاش چندر بوس۔** ہندوستان کی تحریک آزادی کا ایک مخلص اور جانباز سپاہی۔ سبھاش بوس ۲۳ جنوری ۱۸۹۷ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۹ء میں کلکتے سے بی۔ اے پاس کر کے اعلےٰ تعلیم کے لئے کیمبرج چلے گئے۔ ۱۹۲۰ء میں آئی۔ سی۔ ایس کے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ لیکن سرکاری ملازمت قبول نہ کی۔ ۱۹۲۴ء میں پہلی بار گرفتار ہوئے۔ ۱۹۳۰ء میں دوسری مرتبہ گرفتار ہوئے اور قید کے دوران میں ہی کلکتہ کارپوریشن کے میئر چنے گئے۔ ۱۹۳۱ء میں رہا ہو کر پھر گرفتار کر لئے گئے۔ خرابیٔ صحت کی بنا پر یورپ

جانے کی اجازت مل گئی۔ سنہ ۱۹۳۶ء میں ہندوستان واپس آئے اور آتے ہی بمبئی میں گرفتار کر لئے گئے۔ سنہ ۱۹۳۷ء میں رہا ہوئے۔ (۱۹۳۸-۳۹ء) میں انڈین نیشنل کانگریس کے صدر منتخب ہوئے۔ (۱۹۳۹-۴۰ء) میں دوبارہ صدر چنے گئے لیکن اس بار کانگریس ہائی کمان سے اختلافات کی بناء پر انہیں مستعفی ہونا پڑا۔ کانگریس سے علیحدہ ہو کر اپنی ایک علیحدہ جماعت "فارورڈ بلاک" کے نام سے بنالی۔ جس میں بیشتر کانگریس کے بنگالی ممبر شامل تھے۔ سنہ ۱۹۴۱ء میں سبھاش بوس پر اسرار طور پر گھر سے غائب ہو گئے اور چند ماہ بعد جرمنی جا پہنچے۔ برلن سے ٹوکیو پہنچ کر سبھاش بوس نے ہندوستان کو انگریزی تسلط سے نجات دلانے کے لئے ایک "آزاد ہند فوج" بنائی جس میں جاپان کے ہندوستانی جنگی قیدی شامل تھے۔ سنہ ۱۹۴۵ء میں سبھاش چندر بوس ایک ہوائی حادثے کا شکار ہو کر وفات پا گئے۔

**سپارٹا** Sparta یونان قدیم کی ایک قصباتی ریاست جس کا سنگ بنیاد کسی شخص لیسی ڈیمان Lacedemon نے رکھا اور اسے اپنی بیوی کے نام پر سپارٹا کا نام دیا۔ لائی کرگس Lycurgus اس کا دستور ساز تھا۔ سپارٹا کو تاریخ عالم میں اس لئے اہمیت حاصل ہے کہ اس کے شہری بڑے جری اور بہادر واقع ہوئے تھے اور سپاہیانہ زندگی کے شیدائی تھے کہا جاتا ہے کہ جس وقت کسی اہل سپارٹا کے ہاں لڑکا پیدا ہوتا تو ریاست کے چند ممتاز و سرکردہ افراد نوزائیدہ بچہ کو دیکھتے اگر انہیں وہ کافی مضبوط دکھائی نہ دیتا اور یہ قرین قیاس معلوم ہوتا کہ بچہ بڑا ہو کر جری سپاہی نہیں بن سکے گا تو وہ اسے ہلاک کر دیتے۔

**سپاہ گری اور بہادری** — سپاہ گری اور بہادری کا فن ابتدائے زمانہ اور آغاز تہذیب سے چلا آتا ہے۔ شروع شروع میں شانہ بشانہ اور دست بدست جنگ ہوا کرتی تھی۔ اور سپاہی اور بہادر آدمی آمنے سامنے کھڑے ہو کر اور برسر مقابلہ آکر شمشیر اور تلوار سے لڑتے تھے۔ پھر اس جنگ کی جگہ تیر و کمان اور تفنگ و کمند نے لی جو کچھ فاصلے سے لڑی جاتی تھی۔ بعدہ تیر و تفنگ کی جگہ بندوق نے اور گولی بارود نے لی اس کے بعد توپ اور مشین کی جگہ کی باری آئی اور آج یہ حالت ہے۔ کہ میلوں سے گولے پھینکے جاتے ہیں۔ یا اوپر سے بم گرائے جاتے ہیں۔ اور آناً فاناً شہروں کے شہر اور ملکوں کے ملک تباہ و برباد اور مسمار ہو جاتے ہیں۔ ایٹم بم عہد جدید کی ایجاد ہے۔ اور اس سے دور دور کوسوں تک کے علاقے ایک چنگاری سے تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔

سپاہ گری اور بہادری کا دور قریب قریب ختم ہو چکا ہے۔ اور اب جسمانی شجاعت اور بدنی طاقت کی جگہ گولا بارود اور جوہری بموں نے لے لی ہے۔

**سپرٹ** (Methylated Spirit) ایتھل و میتھل الکحل سے مخلوط ایک مائع۔ اس میں تھوڑا رنگ اور پیرافین بھی اسی لئے ملا ہوتا ہے۔ کہ اسے نشہ آوری کے لئے نہ پیا جا سکے۔

میتھل بہت سے کاربنی مرکبات کا نام ہے۔ بعض ملکوں میں صنعتی مقاصد کے لئے استعمال ہونے والی میتھیلیٹڈ اسپرٹ پر محصول نہیں لیا جاتا۔

**سپردگی (تحویل)** ایک چیز کا کسی شخص کی ذمہ داری میں دینا یا اس کے قبضے میں دے کر منتقل کرنا سپردگی یا تحویل کہلاتا ہے۔ چھوٹی سے چھوٹی چیز سے لے کر بڑی سے بڑی چیز تک سپردگی اور تحویل کے زمرے میں آتی ہیں۔ جس شخص کے سپرد کوئی چیز کی جائے اسے سپردار کہتے ہیں اور سپردار کے ذمہ داری کے فعل کو عام اصطلاح میں سپرداری کہتے ہیں۔ "حوالہ" کا لفظ بھی تحویل کے مادہ سے ہے۔ حوالے کرنا اور تحویل میں دینا کم و بیش یکساں مفہوم کے الفاظ ہیں۔

**سپرو، ڈاکٹر سر تیج بہادر** — ایم اے، ایل ایل ڈی، کے سی ایس آئی۔ سابق متحدہ ہندوستان کے سرکردہ لبرل رہنما سپرو ۱۸۷۵ء میں پیدا ہوئے۔ سنہ ۱۹۱۰ء میں کانگریس کے ۲۵ ویں اجلاس میں سیکرٹری تھے۔ ترک موالات کے زمانہ میں کانگریس سے علیحدہ ہو گئے۔ امپیریل لیجسلیٹو کونسل کے ممبر اور حکومت ہند کے (۱۹۲۰-۲۳ء) میں قانونی

مشیر رہے۔ تینوں گول میز کانفرنسوں میں شریک ہوئے۔ اس کے بعد پریوی کونسل کے ممبر بنے۔ کانگریس اور حکومت کی کشمکش کے دوران میں مصالحت کے فرائض سر انجام دیتے رہے۔ سر تیج بہادر سپرو سیاسیات کے علاوہ اردو زبان اور ادب کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے اور اس زبان کے بڑے حامی تھے۔ "تاریخ ادب اردو" (مصنفہ رام بابو سکسینہ) کی تقریظ سر تیج بہادر سپرو نے لکھی۔ اور بے شمار اجلاس اردو کی اشاعت و ترویج کے لئے ان کی صدارت میں ہوئے۔

**سپوتنک** - (Sputnik)
(دیکھو مصنوعی سیارے)

**سپیکر** - Speaker اسمبلی، پارلیمان یا مقننہ کے صدر کا لقب۔ اگرچہ عام طور پر برسر اقتدار پارٹی کا رکن ہوتا ہے مگر منتخب ہو جانے کے بعد اس سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ غیر جانبدارانہ طور پر تمام فرائض سر انجام دے گا۔

**سپین** - Spain عربی میں اندلس۔ بر اعظم یورپ کے جنوب مغرب میں ایک بہت بڑا جزیرہ نما۔ جبرالٹر (جبل الطارق) کی آبنائے سپین کو بر اعظم افریقہ سے جدا کرتی ہے اور پیرینیز کا سلسلہ ہائے کوہ سپین کو یورپ سے علیحدہ کرتا ہے۔ علاقہ زیادہ تر پہاڑی ہے۔ پہاڑوں کے درمیان وادیاں اور میدان ہیں۔ سلسلہ کوہ شرقاً غرباً پھیلا ہوا ہے۔ سیرا نوادا کا پہاڑی سلسلہ سب سے بلند ہے۔ بلند ترین چوٹی مولہاسن ۱۱،۴۲۰ فٹ بلند ہے۔ وسطی علاقہ گرمیوں میں گرم خشک اور سردیوں میں سرد خشک۔ شمالی مغربی علاقے میں بارش ہوتی ہے۔ باقی سپین کو دریا سیراب کرتے ہیں۔ دو تہائی آبادی کا ذریعہ معاش زراعت ہے۔ پیداوار میں انگور، ناشپاتی، کھجور اور ... میں گیہوں، مکئی، آلو، نیشکر پیدا ہوتے ہیں۔



معدنیات میں تانبا، چاندی، پارہ، لوہا، کوئلہ شامل ہیں۔ لیکن سپین صنعتی اعتبار سے بہت پسماندہ ہے۔ بارسلونا میں کپڑے، کاغذ اور دھات کے کارخانے ہیں۔ میڈرڈ دارالحکومت ہے۔ دوسرے بڑے شہر بارسلونا، ویلنشیا، قرطاجنہ، المیریہ، ملاغہ، کیڈیز ہیں اور بندرگاہیں مرسیا، غرناطہ، سیویل (اشبیلیہ) قرطبہ، سارا گوسا، بلباؤ، ٹولیڈو (طلیطلہ) وغیرہ ہیں۔

۳۱ مارچ ۱۹۴۷ء کو سپین کے ڈکٹیٹر جنرل فرانکو نے نئے دستور کا اعلان کیا جس میں بادشاہت کے قیام کا فیصلہ کیا گیا۔ گو فرانکو کی زندگی میں سپین میں کوئی بادشاہ نہ ہوگا۔ سپین کا رقبہ ۱۹۴،۲۳۲ مربع میل ہے۔ آبادی (۱۹۵۰ء) ۲۸،۶۲۶،۸۳۰۔ رومن کیتھولک سرکاری مذہب ہے۔ تعلیمی اعتبار سے سپین بارہ حصوں میں تقسیم ہے۔ اور ہر حصے کی اپنی الگ یونیورسٹی ہے۔ ابتدائی تعلیم لازمی اور مفت ہے۔

سپین کی تاریخ بہت قدیم ہے اور یہ سرزمین کئی انقلابات زمانہ سے دوچار ہوئی۔ ۲۰۶ ق م میں سپین رومن سلطنت کا جزو بنا۔ گاتھ قوم ۴۱۴ء میں سپین پر حملہ آور ہوئی اور ۷۱۱ء تک یہاں حکمران رہی۔ آخری گاتھ بادشاہ راڈرک نے مشہور مسلمان جرنیل طارق بن زیاد سے ۱۹ جولائی ۷۱۱ء کو میدان جنگ میں فیصلہ کن شکست کھائی۔ اور عربوں نے تھوڑے سے عرصہ میں موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد کی ماتحتی میں شمالی سپین کے مختصر سے پہاڑی علاقے کے سوا سارے سپین پر قبضہ کر لیا۔ عیسائیوں نے شمال کی ان پہاڑیوں میں مدافعت جاری رکھی۔ عربوں نے ۱۲۵۰ء تک سپین پر بڑی شان و شوکت سے حکمرانی کی۔ اموی سلاطین کا عہد سپین کے عروج، ترقی اور خوشحالی کا زمانہ تھا۔ اس زمانہ میں دوسرے یورپی ممالک پر تاریکی اور جہالت کے پردے پڑے ہوئے تھے اور سپین تہذیب و تمدن اور علم کے میدان میں دنیا بھر کی رہنمائی کر رہا تھا۔ قرطبہ، اشبیلیہ اور غرناطہ کی یونیورسٹیاں علم و فن کا مرکز بنی ہوئی تھیں۔ اموی سلطنت کے انتشار پر سپین کئی چھوٹی چھوٹی اسلامی ریاستوں میں بٹ گیا۔ اس زوال و انتشار سے شمال کی عیسائی ریاستوں نے متحد ہو کر بڑا فائدہ اٹھایا اور رفتہ رفتہ سب علاقے مسلمانوں سے چھین لئے۔ افریقہ کے مرابطین اور موحدین حکمرانوں نے سپین میں گرتے ہوئے

اسلامی اقتدار کو کچھ عرصہ تک سنبھالا دیا لیکن کیسٹائیل اور اراگون کی عیسائی ریاستوں نے مسلمانوں کے روز افزوں نفاق سے فائدہ اٹھا کر ۱۲۵۰ء تک طلیطلہ، قرطبہ، اشبیلیہ پر قبضہ کر کے مسلمانوں کو جنوبی سپین کی طرف دھکیل دیا۔ یہاں سیرا نوادا کے پار اُن کی چھوٹی سی مملکت غرناطہ ۱۴۹۲ء تک ہسپانوی مسلمانوں کا آخری حصار اور سپین کی خوشحالی اور فارغ البالی کا آخری مرکز بنی رہی۔

۱۴۶۹ء میں ملکہ ازابیلہ اور بادشاہ فرڈیننڈ کی شادی نے کیسٹائیل اور اراگون کی دونوں عیسائی مملکتوں کا اتحاد قائم کر دیا۔ اور دونوں ملکوں کی فوجوں نے مل کر ۱۴۹۲ء میں مسلمانوں کے آخری حصار غرناطہ کو فتح کر لیا اور آئندہ پچاس سال کے عرصہ میں مسلمان مکمل طور پر سپین سے خارج کر دیئے گئے۔ اس اخراج کے ساتھ ہی سپین کی ترقی اور خوشحالی کا زمانہ بھی قصۂ ماضی بن کر رہ گیا۔ گو فرڈیننڈ، ازابیلا، چارلس اول اور فلپ دوم کے عہدِ حکومت میں سپین فوجی اعتبار سے یورپ کی ایک بڑی طاقت شمار ہوتا تھا۔ اور اسی زمانہ میں مشہور ہسپانوی جہازران کولمبس نے امریکہ دریافت کیا۔ لیکن ۱۵۸۸ء میں ساحل انگلستان پر بحری بیڑے کی تباہی سے سپین کی فوجی طاقت میں بھی ضعف آ گیا۔ اس زوال کا بڑا سبب مذہبی اور شہری آزادی کا خاتمہ۔ مسلسل جنگیں اور مسلمانوں اور یہودیوں کا اخراج بتایا جاتا ہے۔ جس سے سپین کی معاشی حالت درہم برہم ہو گئی تھی۔

سترھویں صدی عیسوی میں سپین دنیا کا پس ماندہ ملک شمار ہونے لگا۔ ۱۸۰۸ء میں نپولین بونا پارٹ نے سپین پر قبضہ کر لیا۔ یہ قبضہ ۱۸۱۴ء تک رہا۔ اس کے بعد سپین مسلسل خانہ جنگیوں کا گہوارہ بن گیا۔ ۱۹۳۱ء میں سپین میں ری پبلک (جمہوری) حکومت قائم ہوئی۔ ۱۹۳۶ء میں "پاپولر فرنٹ" بائیں بازو کی طاقتوں کی مدد سے برسرِ اقتدار آیا۔ اور سپین میں بہت سی زرعی اصلاحات نافذ کیں جس سے جاگیردار طبقہ اور کلیسا حکومت کے خلاف متحد ہو گئے۔

اسی اثناء میں جنرل فرانکو کے ماتحت فوجی انقلاب سے جنوب اور شمال مغرب میں نیشنلسٹ گروپ برسرِ اقتدار آ گیا۔ لیکن میڈرڈ اور بارسلونا میں ری پبلک کے سپاہیوں اور عوام نے مل کر انقلاب کو دبا دیا۔ سپین میں خانہ جنگی بڑے زور سے چھڑ گئی۔ جرمنی اطالیہ اور مراکشی عربوں نے جنرل فرانکو کا ساتھ دیا۔ روس ری پبلک کی حمایت کرتا تھا۔ جنوری ۱۹۳۹ء میں بارسلونا اور اپریل ۱۹۳۹ء میں میڈرڈ پر جنرل فرانکو کا قبضہ ہو گیا۔ جنگ اختتام پذیر ہوئی اور سپین میں "فاشی آمریت" کا قیام عمل میں آیا۔ دوسری جنگِ عالمگیر میں سپین اگرچہ غیر جانبدار رہا، لیکن اس کی ہمدردیاں محوری طاقتوں کے ساتھ تھیں۔

**ستار**۔ یہ موسیقی کا ایک اونچا اور لمبا سا آلہ ہوتا ہے جس پر تاریں اور سُر لگے ہوتے ہیں۔ اور موسیقار اُو بجا ترنگ اور طریقے کے مطابق ستار سے سُر نکالتا ہے۔ ستار گو ایشیائی ممالک کی ایجاد ہے بالخصوص قدیم ہندوستانی گویوں کی لیکن اس کا رواج موجودہ دور میں یورپ اور امریکہ میں بھی عام ہے۔ ستار کی آواز بڑی مست اور نشہ آور ہوتی ہے اور اس کی سحر آفرینی بے مثال ہے۔

**ستارہ** Fixed Star اجرامِ فلکی ستارے کہلاتے ہیں۔ لیکن ستارہ سے بالعموم وہ اجرامِ فلکی مراد ہیں جو ہمارے نسبتاً بہت چھوٹے نظامِ شمسی سے باہر ہیں۔ مقابلتہً ستاروں کا مقام معین ہوتا ہے اور ان کے گروہ بوقلموں مرقعوں کی شکل میں آسمان پر نظر آتے ہیں۔ ستارے اور سیارے Planets دو مختلف چیزیں ہیں۔ ستارے ایک جگہ قائم ہیں اور سیارے سورج کے گرد گردش کرتے ہیں۔

**"ستارہ افریقہ"**۔ یہ دنیا کا سب سے بڑا ہیرا ہے جو آج سے تقریباً پچپن سال پیشتر ٹرانسوال میں ہیرے کی کان سے برآمد ہوا۔ کان کے مینجر مسٹر ویلز نے اسے برآمد کیا۔ یہ ایک نیگوں رنگ کا ہیرا تھا جس کا حجم ۲" × ۲½" تھا جو غالباً اس وقت تک کے برآمد شدہ بڑے سے بڑے ہیرے سے تین گنا تھا۔ جب یہ ہیرا انگلستان پہنچا

تو اسے ایڈورڈ ہفتم کے سامنے پیش کیا گیا اور بادشاہ کے معائنہ کے بعد اسے بینک میں رکھوا دیا گیا۔ اس کی قیمت کا اندازہ ڈیڑھ لاکھ پونڈ کیا گیا۔ شاہ ایڈورڈ ہفتم نے اسے "ستارۂ افریقہ" کا نام دیا اور اسے بعد ہ شاہی چھڑی میں جڑ دیا گیا۔ باقی کے پانچ ٹکڑے ملکہ انگلینڈ اور مارے کے کالر کے لئے منتخب ہوئے جو بعد میں ملکہ میری کے حصے میں آئے۔

**ستارہ مچھلی**۔ پانچ بازوں والی سمندری مچھلی۔ (Star-fish)۔ اس کے بازو ایک مرکزی قرص سے نکلتے ہیں۔ اس کا منہ ایک ڈھیلے ڈھالے تھیلے کی طرح معدہ میں کھلتا ہے۔

اس مچھلی کے دانت نہیں ہوتے۔ اس لئے شکار کو معدے میں ڈال دیتی ہے۔ جہاں اسے چبانے کا کام خود بخود انجام پاتا ہے۔ اس کے سارے جسم پر قینچی کی طرح کاٹنے والے اعضاء ہوتے ہیں۔ اور جلد بہت سخت ہوتی ہے جو اس کی جسمانی حفاظت کا کام دیتی ہے۔ زیادہ تر انگلستان کے سمندروں میں ملتی ہے۔

**ست بھائی**۔ پرندے ہیں جو سات سات یا کم کی ٹولیوں میں اکثر نظر آتے ہیں۔ ان کے نام کی وجہ بھی یہی ہے۔ رنگ مٹیالا۔ قد چھوٹا، پر ڈھیلے اور غلیظ، دُم تک پر گھسٹتی رہتی ہے۔ چونچ زرد اور کشادہ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کرم خور پرندے ہیں۔

ست بھائی ہمیشہ ٹولیوں میں اڑتے پھرتے ہیں۔ دراصل یہ سات بھائی یا بہنیں نہیں ہوتیں بلکہ ایک سالم کنبہ ہوتا ہے۔ جو عموماً اکٹھا رہتا ہے۔ یہ پرندے اکثر باغوں اور جھاڑیوں میں پھدکتے نظر آتے ہیں۔ اور کسی وقت خاموش نہیں رہتے بلکہ مسلسل چڑچڑاہٹ جاری رہتی ہے جو بعض وقت لڑائی اور بعض دفعہ معمولی گفتگو کی مانند ہوتی ہے۔ جب ٹہنیوں اور خشک پتوں کو الٹ پلٹ کر کیڑوں کی تلاش کرتے ہیں تو ان کی چڑچڑاہٹ برابر جاری رہتی ہے۔

ست بھائی دیر تک نہیں اڑ سکتے معمولی اڑان کے بعد فوراً ہی نیچے اتر آتے ہیں اونچا اڑنے کی ان میں ہمت نہیں ہوتی۔ جب تھوڑا سا فاصلہ طے کرنا ہو تو چوہے کی طرح اپنی لمبی اور لچکدار دُم زمین کے اوپر گھسیٹتے ہوئے بھاگتے ہیں اور جب لمبا فاصلہ طے کرنا ہو۔ تو گلہری کی طرح پھرتی سے درختوں کی ٹہنیوں پر پھدکتے ہوئے عین چوٹی پر جا پہنچتے ہیں۔ پھر جس طرف جانا ہو۔ ادھر ترچھے اڑ کر ہوا میں تیرتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ رات کو بھی قطار میں ایک دوسرے کے قریب سوتے ہیں اس وقت بھی ان کی آواز لگاتار سنائی دیتی ہے۔ جوں جوں رات گذرتی ہے ان پر نیند غالب آتی جاتی ہے اور آواز دھیمی پڑنے لگتی ہے۔ حتٰی کہ یکے بعد دیگرے تمام سو جاتے ہیں۔

اپریل یا مئی میں ان کی ٹولیاں منتشر ہو جاتی ہیں۔ ہر نر مادہ کی تلاش کرتا ہے۔ پھر دونوں مل کر گھونسلہ بناتے ہیں جو پیالے کی شکل کا ہوتا ہے۔ اس گھونسلے میں دیگر متفرق چیزوں کے علاوہ بڑ کی آویزاں جڑوں کے ریشے بھی ہوتے ہیں۔ مادہ پانچ انڈے دیتی ہے جو خوشنما نیلے رنگ کے ہوتے ہیں۔ ان سے پانچ بچے نکلتے ہیں جو ماں باپ کے ساتھ مل کر سات ہو جاتے ہیں۔ جب کوئی ان کے گھونسلے کے پاس آتی ہے تو نر دلیری سے مقابلہ کر کے اس کو مار بھگاتا ہے۔

**ستلج (دریا)** دریائے ستلج جھیل مانسرور سے نکلتا ہے۔ فیروزپور کے قریب دریائے بیاس اس سے مل جاتا ہے۔ پنج ند کے مقام پہ راوی، چناب اور جہلم بھی اس سے مل جاتے ہیں۔ اس دریا میں فیروزپور تک خوب کشتیاں چلتی ہیں۔ رام پور، روپڑ، لدھیانہ اور فیروزپور، اس کے کنارے مشہور شہر ہیں۔

**ستمبر** September عیسوی سال کا نواں مہینہ پرانے رومن کیلنڈر میں یہ مہینہ ساتواں تھا اور اسی نام کی مناسبت سے اس کو ستمبر کہتے ہیں۔

**ستی**۔ ہندوؤں کی ایک قدیم رسم۔ جب کسی عورت کا شوہر مر جاتا تو وہ عورت بھی چتا میں اس کے ساتھ جل کر

مرجاتی۔ بیوہ عورت چونکہ ہندو سوسائٹی میں بڑی حقارت کی نظر سے دیکھی جاتی تھی اس لئے کئی عورتیں کسمپرسی کی زندگی بسر کرنے کی بجائے رضاکارانہ طور پر خاوند کے ساتھ چتا میں جل مرتی تھیں۔ رفتہ رفتہ ستی کی رسم بڑی بھیانک شکل اختیار کر گئی جب کہ زبردستی بیوہ عورتوں کو اپنے خاوند کی چتا میں جلنے پر مجبور کیا جانے لگا۔ مسلمان سلاطینِ دہلی خصوصاً علاؤ الدین اور اکبر نے ستی کی رسم دور کرنے کی بہت کوشش کی اور بہت حد تک کامیاب بھی ہوئے لیکن مکمل طور پر اس کا انسداد نہ کر سکے۔ ۱۸۲۹ء میں لارڈ ولیم بنٹنگ نے راجہ رام موہن رائے کی مدد سے ستی کی رسم کو ایک قانون کے ذریعہ ممنوع قرار دے کر اسے بالکل بند کرا دیا۔

## سٹابری Straw Berry سٹابری

یورپین ممالک خصوصاً انگلستان کا ایک پودا ہے جس کے پھول سفید یعنی جنگلی گلاب سے مشابہ اور پتے چوڑے اور دندانہ دار ہوتے ہیں۔ پھل کی سطح پر زرد رنگ کے چھوٹے چھوٹے دانے ہوتے ہیں۔ جو کھانے میں بہت لذیذ ہوتے ہیں۔ ان دانوں کو زمین میں دبا یا جائے تو پودا اُگ آتا ہے۔

سٹابری کا پودا حقیقتاً خود رو اور جنگلی پودا ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں اس کا پھل لذیذ اور کھانے کے قابل نہیں ہوتا۔ البتہ جب اُسے مصنوعی طریقے پر باغوں میں کاشت کیا جاتا ہے۔ تو نہایت عمدہ لذیذ اور خوشبودار پھل دیتا ہے۔ کاشت کے تین سال بعد پودے کے ساتھ پھل لگتا ہے۔

یورپ کے ملکوں میں کھانے کے علاوہ اس کے پھل سے چٹنی اور مربہ بنایا جاتا ہے۔ جو ڈبوں میں بند کر کے دوسرے ممالک کو بھیجا جاتا ہے۔

## سٹاک ایکسچینج Stock Exchange

تجارتی حصص اور سٹاکس کی خرید و فروخت کا ادارہ۔ یورپ میں اسے بورس Bourse بھی کہتے ہیں جس کے معنی بٹوہ Purse کے ہیں۔ لندن کا سٹاک ایکسچینج ۱۷۷۳ء میں بنایا گیا۔ اس کی مالک ایک نجی کمپنی ہے اور اس کا انتظام منتخب ممبروں کی ایک کمیٹی کرتی ہے۔ اس کمیٹی کے ممبر بروکرز Brokers اور جابرز میں تقسیم ہوتے ہیں اوّل الذکر پبلک کے لئے کمیشن پر حصص کی خرید و فروخت کرتے ہیں۔ اور ثانی الذکر قانونی اعتبار سے صرف بروکرز سے معاملہ کرتے ہیں۔ "سٹاک ایکسچینج" کمپنی ہفتے میں دو روز حساب کتاب کے لئے وقفہ رکھتی ہے۔

## سٹاف کالج کوئٹہ

پاکستان کا مشہور فوجی ادارہ ۱۹۰۵ء میں قائم ہوا۔ یہ کالج ملک کے اُن معدودے چند فوجی اداروں میں سے ہے۔ جو تقسیم ہند کے موقع پر پاکستان کے حصے میں آ گئے۔ اس کالج کا کام پاکستانی افواج کے ان افسروں کو دوسرے گریڈ میں جانے کے لئے تربیت دینا ہے۔ جن کی ملازمت چھ سے بارہ برس کے درمیان ہوتی ہے۔

علاوہ ازیں کمان اور سٹاف کی تقرری کے لئے ان کی اعلیٰ پروفیشنل تعلیم کا انتظام بھی اس کالج میں ہوتا ہے۔

اسٹاف کالج کوئٹہ کی بنیاد فیلڈ مارشل لارڈ کچنر نے، کمانڈر انچیف کی حیثیت سے، ۱۹۰۵ء میں دیولی میں رکھی۔ اور ۱۹۰۷ء میں یہی کالج کوئٹہ میں منتقل ہو گیا۔ برطانیہ کے سٹاف کالج سے اس کالج کا اب بھی گہرا تعلق ہے۔ سٹاف کالج کوئٹہ ایک ایسا ادارہ ہے جس پر کوئی فوج فخر کر سکتی ہے۔ کالج لائبریری جس میں کوئی بیس ہزار کے قریب کتابیں ہیں ایک نادر اور اصطلاحی کتب خانہ ہے۔ ۱۹۴۸ء میں قائد اعظم مرحوم اور مس فاطمہ جناح نے اس کالج کا معائنہ کیا اس کے بعد خان لیاقت علی خان مرحوم، شہنشاہِ ایران، شاہ عراق، ملک غلام محمد گورنر جنرل پاکستان،

فیلڈ مارشل مرحوم مسلم - اور کئی دوسرے زعما وقتاً فوقتاً اس کالج میں گئے ہیں اور ادارہ کی کارکردگی کو انہوں نے بنظرِ استحسان دیکھا ہے -

**سٹاک ہالم** Stock Holm سویڈن کا دارالحکومت اور بندرگاہ سٹاک ہالم کی آبادی ساحل اور جزیرے پر پھیلی ہوئی ہے جو پلوں کے ذریعہ ملے ہوئے ہیں - سویڈن کے اہم تعلیمی ادارے اور صنعتی مراکز سٹاک ہالم میں ہیں - یہاں جہاز سازی، لوہے، کپڑے اور چینی کے کارخانے ہیں - آبادی ۱۹۵۰ء میں ۷۴۳،۲۱۵،۱ تھی -

**سٹالن، مارشل** Stalin روس کا نامور مدبر اور وزیرِ اعظم - (۱۸۷۹ - ۱۹۵۳) سٹالن دراصل خطاب ہے جو لینن نے عطا کیا تھا اور اس کے معنی ہیں "مردِ آہنی" اس کا اصل نام Jugashvili ہے - اگرچہ اسے Joseph Vissarionovitch بھی کہتے ہیں - سٹالن ایک موچی کا بیٹا تھا - اس کی ماں کی خواہش تھی کہ سٹالن پادری بنے اور اس غرض سے اسے ایک مذہبی درسگاہ میں داخل بھی کرایا گیا مگر سٹالن جلد ہی وہاں سے بھاگ نکلا اور اشتمالی جماعت کا رکن بن گیا - انقلاب ۱۹۱۷ء کے بعد کچھ عرصہ پارٹی کے اخبار پراودا Pravada کا مدیر رہا - ۱۹۱۸ء تا ۱۹۲۰ء میں اس محاذ پر جہاں بعد ازاں سٹالن گراڈ کا شہر تعمیر کیا گیا، روسی فوج کا سالارِ اعلیٰ تعینات ہوا - اس کے بعد روسی اشتمالی جماعت کا سیکرٹری منتخب ہوا - ۱۹۲۴ء میں لینن کی وفات پر روس کا "آمرِ مطلق" نامزد ہوا - سٹالن نے برسرِ اقتدار آنے کے بعد اپنے حریفوں جن میں ٹراٹسکی وغیرہ جیسے نامور لوگ بھی تھے، اپنے راستے سے ہٹانا شروع کیا - جب اس کا راستہ صاف ہو گیا اور اس کے سابق حریف موت کے گھاٹ اتر گئے یا جلاوطن ہو گئے تو سٹالن نے ملکی تعمیر کی طرف رجوع کیا - اور اس نے اپنے ۲۹ سالہ عہدِ حکومت میں روس کو اس اقتدار و کامرانی سے ہمکنار کیا جو شاید ویسے اس ملک کو اتنی جلدی حاصل نہ ہوتی - سٹالن کی حکمتِ عملی واقعیت پرست تھی - گو اس کا طریق کار بعض اوقات ابن الوقتی، Opportunism کا آئینہ دار تھا جیسے جرمنی سے معاہدہ کر کے پولستان کے حصے بخرے کرنا مگر اس نے اپنے اشتمالی نظریات سے ذرہ بھر دست برداری سے کام نہیں لیا - سٹالن نے سیاسیاتِ لینن Leninism پر ایک کتاب بھی لکھی ہوئی ہے - سٹالن کا ذاتی کردار لینن کے چلن سے جدا گانہ نوعیت کا ہے اور اس میں بربریت کا ایک ایسا قوی عنصر موجود ہے جس کی بناء پر لینن خود اسے اتنا پسند نہیں کرتا تھا - بلکہ مرنے سے کچھ عرصہ پہلے تو اس کا خواہاں تھا کہ سٹالن کو روس کی وزارتِ عظمےٰ (جو دراصل آمریت کی حامل ہے) سے علیحدہ کر دیا جائے -

**سٹرلنگ** Sterling برطانوی کرنسی (سکہ) جس کی مخصوص اکائی پاؤنڈ سٹرلنگ ہے - یہ اصطلاح دراصل ایک جرمن لفظ "ایسٹرلنگ" سے لی گئی ہے - جو ایک چاندی کا سکہ ہے - انگلستان میں یہ اصطلاح قرونِ وسطےٰ میں رائج ہوئی - جب یہی لفظ چاندی کے لئے بولا جاتا ہے تو اس کے معنی ہوتے ہیں - خالص اور اصلی -

**سٹرلنگ حلقہ** Sterling Area وہ ممالک جن کا کرنسی کا نظام برطانوی سٹرلنگ نظام سے وابستہ ہے - دولِ مشترکہ کے ممالک کے علاوہ اس رقبے میں ناروے، سویڈن، ڈنمارک، فن لینڈ، فرانس، ہالینڈ، بلجیم، ارجن ٹائن، بولیویا، برازیل، کولمبیا، پرتگال، پرتگال، جاپان، اور مشرقِ وسطےٰ کے ممالک شامل ہیں -

یہ ممالک دوسری جنگِ عالمگیر کے دوران میں اس امر پر رضامند ہو گئے کہ وہ جو مال برطانیہ کو برآمد کریں گے اس کی قیمت سے برطانیہ سے ہی مختلف سامان خرید کریں گے نیز یہ کہ دیگر ممالک میں ان کے برآمدی مال کی قیمت بھی برطانوی سٹرلنگ میں تبدیل کرائی جائے گی اور ان کے حساب میں "بنک آف انگلینڈ" کے ہاں درج ہو جائے گی - اس طرح سے برطانیہ کو اس رقبے میں تجارت کا اجارہ حاصل ہو گیا -

## "سٹریٹ فورڈ آن اوان" Stratford-on-Avon

وارورک شائر Warwickshire (انگلستان) کا ایک تجارتی قصبہ۔ اوان کے دائیں کنارے پر آباد ہے۔ سٹریٹ فورڈ شیکسپیر کی جنم بھومی اور مدفن کی وجہ سے زیادہ مشہور ہے۔ این ہاتھوے کی کاٹج بھی اس کے قریب ہی ہے۔ شیکسپیئر میموریل تھیٹر (تعمیر کردہ ۷۷-۱۸۷۹ء) ۱۹۲۶ء میں جل گیا تھا۔ جدید عمارت کا افتتاح ۱۹۳۲ء میں ہوا۔ آبادی ۱۹۵۱ء میں ۱۴,۹۸۰ نفوس پر مشتمل تھی۔

## سٹنسل Stencil

ایک موم آلود کاغذ یا دھات کا پترہ۔ جس پر حروف، الفاظ یا کوئی ڈیزائن بنا ہوتا ہے۔ جب اس پترے کو کسی سطح پر رکھ کر رنگ پھیرتے ہیں تو ڈیزائن سطح پر نقش ہوتا ہے۔ اس طرح سے بیشمار ایک ہی قسم کے نقش حاصل ہو سکتے ہیں۔ اگر موم آلود کاغذ پر ٹائپ کر کے اس کی مومی سطح کو کاٹ دیا جائے اور اس قطع شدہ مومی کاغذ کو کسی صاف تختے پر رکھ کر سیاہی پھیری جائے تو تمام سطح پر صاف کاغذ پر نقش آ جائے گا اور اس طرح اس سے سینکڑوں کاپیاں چھاپی جا سکتی ہیں۔ معمولی سائکلوسٹائل اور گیسٹیٹنر مشینیں اسی اصول پر کام کرتی ہیں۔ یہ طریق بہت مفید رہا ہے۔

سائن بورڈ لکھنے والے بھی ٹین کے سٹنسل استعمال کرتے ہیں۔ اس سے کام بڑی سرعت سے سرانجام پاتا ہے۔ کالجوں کے طلباء بھی سائنس کے نقشہ جات بنانے کے لئے اس قسم کے سٹنسل استعمال کرتے ہیں۔ جو لوگ بیل بوٹوں اور کھدائی کا کام کرتے ہیں انہوں نے اسی قسم کے سٹنسل رکھے ہوتے ہیں۔ جن سے لکڑی پر نشان کر کے کھدائی کا آغاز کرتے ہیں۔

## سٹنسل کا کام Stencilling

ایک آسان فن جو سیکھنے میں کافی ہر دلعزیز ہے۔ دھات یا دبیز کاغذ کی نقش ساز تختی جس میں حروف یا نقش وغیرہ کاٹ کر بنا دئیے جاتے ہیں اور اس کے ذریعہ سے کسی سطح پر نقاشی کی جاتی ہے۔

شروع شروع میں آسان سی تصویر منتخب کر کے کاغذ پر کھینچ لینی چاہیئے۔ پھر اس تصویر کو روغنی سٹنسل کاغذ پر منتقل کیا جا سکتا ہے۔ نقشہ مکمل ہو جائے تو سٹنسل کاغذ کو شیشہ پر رکھ کر کسی تیز نوک والے چاقو سے تصویر کاٹ لیجئے۔ اب نقش ساز تختی مکمل ہو گئی جس کسی سطح کو سجانا مقصود ہو اس پر اس تختی کو رکھ کر اوپر سے سٹنسل برش جس میں تھوڑا سا رنگ بھر لیا گیا ہو پھیر دیجئے۔ ایسا ہی نقش نیچے اتر آئے گا۔ پانی کے رنگ، روغنی رنگ حتیٰ کہ معمولی رنگ سب استعمال ہو سکتے ہیں لیکن یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ کوئی سا رنگ بھی زیادہ نمی نہ رکھتا ہو۔

مندرجہ بالا سٹنسل کو "پوزیٹو" کہتے ہیں۔ اگر کٹی ہوئی تصویر یا نقش کو کسی سطح پر رکھ کر اوپر سے برش پھیر لیا گیا ہو تو ایسی سٹنسل "نیگیٹو" کہلائے گی۔ کسی خاص نمونے کو بار بار دہرانا مقصود ہو تو سٹنسل استعمال کی جاتی ہے لیکن اسے بارڈروں کی آرائش کے لئے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ علاوہ ازیں ایسے اشتہارات جن میں حروف یا اعداد ہوں سٹنسل کی مدد سے تیار کر لئے جاتے ہیں۔ یا اس کے ذریعے نقول وغیرہ آسانی سے بنائی جا سکتی ہیں۔

## سٹیپ کا خطہ (منطقۂ معتدلہ کے گھاس کے میدان) Steppe Lands

سٹیپ کا خطہ معتدلہ میں ۳۰° عرض بلد سے ۵۰° عرض بلد کے درمیان براعظموں میں واقع ہے۔ اس میں وسطی ریاستہائے متحدہ امریکہ کا مغربی حصہ جنوبی افریقہ کی سطح مرتفع Velds (پمپاز جنوبی امریکہ) کا علاقہ، بحیرہ کیسپین سے لیکر وسطی ایشیا کے پہاڑوں تک کا علاقہ شامل ہیں۔

یہ علاقے سمندروں سے بہت زیادہ فاصلے پر ہیں۔ اس لئے آب و ہوا گرمیوں میں سخت گرم اور سردیوں میں سخت سرد ہے۔ سالانہ بارش کی اوسط قریباً ۲۰ انچ ہے۔ اور بارش موسم بہار اور گرما کے شروع میں ہوتی ہے۔

یہ زیادہ تر گھاس کے علاقے ہیں۔ انتہائی خشک آب و ہوا اور سخت سردی کی وجہ سے درخت نہیں اگتے۔ موسم سرما میں سٹیپ کا میدان برف سے ڈھکا رہتا ہے۔

اس علاقے میں خانہ بدوش لوگ بھی ہوتے ہیں۔ چرواہے جو مویشی پال کر زندگی بسر کرتے ہیں اور زراعت پیشہ لوگ بھی آباد ہیں۔ کیونکہ بارانی علاقوں میں زمین قابل کاشت ہوتی ہے۔ چنانچہ زرعی مقامات پر تمباکو، کپاس شہتوت اور پھلوں کی کاشت ہوتی ہے۔

مویشی پال کر ان کے چمڑے، ہڈیوں اور سینگوں کی تجارت کی جاتی ہے۔

امریکہ کے پریریز کے علاقہ میں گیہوں بویا جاتا ہے۔

اور یہ علاقہ اس پیداوار کے لحاظ سے دُنیا بھر میں اوّل ہے۔ معدنیات بہت کم ہیں۔ صرف ریاست ہائے امریکہ میں کوئلے کی پیداوار سے زراعتی صنعت کو ترقی دی گئی ہے۔

## سٹیتھو سکوپ Stethoscope

یہ ایک ڈاکٹری آلہ ہے۔ جسے کانوں کے ساتھ لگا کر دل اور پھیپھڑوں کی آواز سن کر ان کی کیفیت کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ یہ آلہ ۱۸۱۶ء میں ایک فرانسیسی ڈاکٹر لینک آر۔ ٹی R. T. Laennec نے ایجاد کیا تھا۔ اور آجکل اسے سب ڈاکٹر اور طبیب استعمال کرتے ہیں۔

یہ آلہ ربڑ کی دو نلکیوں پر مشتمل ہوتا ہے جو ایک طرف الگ الگ اور دوسری طرف ایک چوڑی پلیٹ کے ساتھ لگی ہوتی ہیں۔ پلیٹ کو دل یا پھیپھڑوں کی جگہ پر لگا کر دوسرے سرے کانوں سے لگائے جاتے ہیں۔ اور دل اور پھیپھڑوں کی حرکت کی آواز سنی جا سکتی ہے۔

## سٹیج Stage

اونچا چبوترہ یا پلیٹ فارم جو کسی میدان یا ہال کمرے میں بنایا جائے۔ عام طور پر جلسوں وغیرہ کے موقعہ پہ سٹیج تیار کیا جاتا ہے۔ تاکہ اس پر جو کچھ بھی کیا جائے وہ دور تک صاف دکھائی دے۔

ابتداء میں اس کی ضرورت اُس وقت پیش آئی۔ جب کہ تھیٹر وغیرہ کی ابتداء ہوئی تھی۔ تھیٹر میں کام کرنے والے اداکاروں کے لئے لکڑی یا اینٹوں وغیرہ کی پختہ سٹیج بنائی جاتی تھی۔ تاکہ تماشائی انہیں بخوبی دیکھ سکیں۔ جلسوں وغیرہ کے موقعہ پر بھی مقرر اور خاص اشخاص کے لئے ایک اونچا چبوترہ بنا دیا جاتا تھا۔ جہاں تقریر کرنے والے کو کھڑا کیا جاتا تھا۔

## سٹیفنسن، جارج George Stephenson

(۱۷۸۱-۱۸۴۸) ایک انگریز موجد اور انجینئر جو بڑے غریب گھرانے میں پیدا ہوا۔ مگر اس کے باوجود اس نے اپنی محنت سے دولت بھی کمائی اور عزت بھی حاصل کی۔ جارج سٹیفنسن نے ۱۸۱۴ء میں تیز رفتار انجن بنا کر ریل گاڑی کا استعمال ممکن العمل بنایا۔ ۱۸۱۵ء میں سیفٹی لیمپ بھی ایجاد کیا۔ اُسے ۱۸۲۳ء میں دُنیا کی اوّلین ریلوے سٹاکٹن اور ڈارلنگٹن کا انجینئر مقرر کیا گیا اور ۱۸۲۶ء میں لورپول اور مانچسٹر ریلوے کا۔ ۱۸۲۹ء میں اپنے مشہور "راکٹ" کے صلے میں پانچ سو پونڈ انعام ملا۔

## سٹیم انجن Steam Engine

ایک مشین جس کے پرزے بھاپ کے زور سے حرکت میں آتے ہیں۔ سٹیم انجن کے بارے میں مارکوئس وارسسٹر Marquis Warcester نے ۱۶۶۳ء میں تحقیق کی اور ایک فرانسیسی پاپن Papin نے ۱۶۹۰ء میں ایک سلنڈر نما شکل کا سٹیم انجن بنا کر اسے عملی صورت دی۔ اس کے بعد دوسرے لوگوں نے اس میں بہت سی تبدیلیاں کیں۔ ۱۸۲۹ء میں جارج سٹیفنسن George Stephenson نے سٹیم انجن کو کامیابی کے ساتھ ریل گاڑی کے لئے استعمال کیا۔ ۱۸۰۲ء میں ولیم سمنگٹن William Symington نے پہلی سٹیم انجن کشتی بنائی۔

## سٹیمر Steamer

(دیکھو دخانی جہاز)

## سٹیم سٹچ Stem Stich

یہ ایک سادہ اور صاف ستھری سلائی ہوتی ہے۔ جسے کشیدہ کاری میں عموماً حاشیہ ڈالنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس میں دھاگہ ہمیشہ سوئی کی دائیں جانب رکھا جاتا ہے۔

## سٹینوگرافی، مختصر نویسی Stenography

مختصر نویسی کا فن زمانہ قدیم سے چلا آتا ہے۔ ابتداء میں اس کی کئی شکلیں تھیں لیکن اس کا باقاعدہ استعمال سولھویں صدی میں شروع ہوا۔ بعد میں بیشمار طریق ایجاد ہوئے جن میں سے پیسون کا سب سے بڑھیا تھا۔ اس کے بعد پٹمین کا نظام ایجاد ہوا جو صوتی بنیادوں پر تھا۔
سیکھنے میں سہل اور عمل میں آسان۔ چنانچہ اب تک یہی سسٹم مفید اور سہل شمار کیا جاتا ہے۔ اس سسٹم سے تحریری رفتار کا ریکارڈ ۳۰۰ حروف فی منٹ ہے۔ انگریزی

کے علاوہ اب دیگر زبانوں میں بھی مختصر نویسی کے ابجد وضع ہو گئے ہیں۔ چنانچہ اردو کا شارٹ ہینڈ بھی پاکستان کے محکمۂ پولیس میں مستعمل ہے۔

سٹینو گرافی کا جو مفہوم آج کل ہے۔ اس میں مختصر نویسی کے علاوہ ٹائپ رائٹری بھی شامل ہے۔ اب زمانہ اس قدر ترقی کر گیا ہے کہ مختصر نویسی بھی چند دنوں کی مہمان ہے۔ کیونکہ اب ایسی مشینیں ایجاد ہو گئی ہیں جن میں لکھانے والا اپنی تقریر بھر دیتا ہے۔ ٹائپ کرنے والا یہ مشین لے جاتا ہے۔ اور اس کو چلا کر ہیڈ فون کے ذریعے تمام تقریر سن کر ٹائپ کرتا رہتا ہے اور پھر اسے متعلقہ افسر کے پیش کر دیتا ہے۔

**سجاد حسین منشی** ۔ اردو کے اولین مزاحیہ اخبار "اودھ پنچ" (لکھنؤ) کے بانی اور ایڈیٹر۔ ۱۸۵۶ء میں کاکوری میں پیدا ہوئے۔ میٹرک کا امتحان کیننگ کالج لکھنؤ سے پاس کیا اور کچھ دنوں مختلف ملازمتیں کر کے ۱۸۷۷ء میں اپنا مشہور اخبار "اودھ پنچ" نکالا اور اپنی ذاتی قابلیت اور وسیع المشربی سے بہت جلد ہم مذاق دوستوں کا ایک حلقہ بنا لیا۔ منشی سجاد حسین پہلے شخص ہیں۔ جنہوں نے ہندوستان میں ایک ظریفانہ رنگ کا اردو اخبار نکال کر ملکی سیاست، معاشرت، زبان اور ادب کی خدمات انجام دیں۔ منشی صاحب کی اپنی تحریریں واقفیت اور معلومات کے ساتھ ساتھ مزاح و ظرافت، اور لطائف و کوائف سے بھری ہوتی تھیں۔ عبارت میں بے ساختگی اور شستگی نمایاں تھی۔ ان کے وہ فرضی ناصحانہ خطوط جو ہندوستانی رؤسا کے نام "اودھ پنچ" میں لکھے گئے، ایک انوکھے اندازِ ظرافت کے حامل ہیں۔ منشی صاحب ناول نگار بھی تھے۔ "حاجی بغلول"، "طرحدار لونڈی" "پیاری دنیا" "احمق الذی" "میٹھی چھری"، "کایا پلٹ"، "حیات شیخ چلی" وغیرہ ناول ان کے مخصوص طرزِ تحریر کی نمائندگی کرتے ہیں۔

۱۹۰۱ء میں منشی سجاد حسین پر فالج کا حملہ ہوا، اور ایک عرصہ تک جسمانی عوارض میں مبتلا رہے ۱۹۱۲ء میں "اودھ پنچ" بند ہو گیا اور ۱۹۱۵ء میں وہ خود بھی وفات پا گئے۔

**سجاد حیدر یلدرم سید** ۔ سجاد حیدر یلدرم مشہور ادیب اور قابل مصنف تھے۔ ۱۸۸۰ء میں نہٹور (ضلع بجنور بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۰۱ء میں علی گڑھ سے بی۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ "خیالستان" اور دوسری کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ طبعزاد افسانے لکھنے میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ انگریزی اردو کے علاوہ ترکی اور عربی بھی جانتے تھے۔ آخری عمر میں علی گڑھ یونیورسٹی کے رجسٹرار مقرر ہو گئے تھے۔ اور یہیں ۱۹۴۳ء میں وفات پائی۔

**سجاوٹ** ۔ سجاوٹ، آرائش یا خوبصورتی کے معنوں میں آتا ہے۔ کسی کی آمد پر کسی مکان، عمارت یا کمرے کو آراستہ پیراستہ کرنا۔ اپنے لباس کو خوش شکل بنانا، اپنی شکل و صورت کو دل پسند بنانا۔ زینت اور خوبصورتی کے سامان مہیا کرنا۔ یہ سب باتیں سجاوٹ میں داخل ہیں۔

سجاوٹ ایک نفسیاتی جذبہ کے تابع ہے۔ جس قدر کوئی جگہ اور مقام وغیرہ آراستہ پیراستہ ہو گا اسی قدر وہ جاذب نظر ہو گا۔ یورپ اور امریکہ میں سجاوٹ ایک لازمی جزو ہے۔ نفاست پسندی اور آرائش و زینت کو زندگی کا حصہ خیال کیا جاتا ہے۔ جس قدر لوگ تعلیم اور تہذیب میں بڑھے ہوئے ہوں گے اسی قدر سجاوٹ کا خیال انہیں زیادہ ہو گا۔ فرنیچر، تصاویر، چلمن، پردے وغیرہ سجاوٹ کا اہم جزو ہیں۔

**سجدہ** ۔ سجدہ سر اور ماتھے کا زمین پر ٹیکنا۔ اصطلاح میں سجدہ نماز کا لازمی اور اہم جزو ہے، رکوع کے بعد سجدہ آتا ہے وہ اس طرح کہ زمین پر دونوں ہاتھ رکھے جاتے ہیں۔ اور پھر آہستہ سے پیشانی کو دونوں ہاتھوں کے درمیان زمین پر رکھا جاتا ہے۔ ایک رکعت میں دو سجدے ہوتے ہیں۔

سجدہ قرآن پاک میں مختلف مقامات پر مرقوم ہے، جہاں سجدے کا مقام آئے تلاوت قرآن کے تسلسل میں سجدہ بجا لایا جاتا ہے۔ اس قسم کا "قرآنی سجدہ" کہلاتا ہے۔ قرآن کو پڑھتے وقت سجدہ بجا لا کر پھر تلاوت شروع کر لی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کریں، فرشتوں نے خدا تعالیٰ کے حکم پر سر جھکایا شیطان نے سجدہ سے انکار کیا اور وہ ہمیشہ کے لئے راندۂ درگاہ ربی ہو گیا۔ سجدہ اطاعت کا لازمی جزو ہے۔ اطاعت سے ضبط قائم رہتا ہے۔ اور اسی سے دنیا کے امن و امان میں مدد ملتی ہے۔ جو لوگ قبروں یا مزاروں یا زندہ انسانوں کو سجدہ کرتے ہیں وہ گناہ کے

مرتکب ہوتے ہیں۔ شریعت میں سجدہ صرف ذاتِ خدا کے لئے مخصوص ہے۔

**سجدۂ سہو** ۔ اگر نماز پڑھنے کے دوران میں کوئی ایسا سہو یا غلطی ہو جائے جس سے نماز کا کوئی فرض یا رکن ساقط ہو جائے تو اس صورت میں اگر نمازی سجدہ سہو کر لے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی بلکہ تکمیل کو پہنچ جاتی ہے۔ سہو کے معنی بھول چوک یا فروگذاشت کے ہیں۔ یہ سجدہ آخری تشہد کے بعد کیا جاتا ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ تشہد کے بعد نمازی صرف دائیں طرف سلام پھیرتا ہے اور پھر دو سجدے بجا لاتا ہے۔ اس کے بعد تشہد، درود اور دعا پڑھ کر نماز ختم کر دیتا ہے اگر نماز باجماعت میں امام سے کوئی واجب ترک ہو جائے تو اس کو مع سارے مقتدیوں کے سجدہ سہو کرنا چاہیئے۔ لیکن نماز باجماعت میں اگر کسی مقتدی سے سہو ہو جائے تو اس کے واسطے سجدۂ سہو ضروری نہیں۔

**سحر رامپوری** ۔ عابد علی بیگ نام، سحر تخلص، دسمبر ۱۹۱۷ء کو ریاست رامپور (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں حاصل کی "منشی کامل" کا امتحان الٰہ آباد سے پاس کیا۔

شاعری کا آغاز ۱۹۳۴ء سے ہوا۔ بہت سی مایوسیوں کے بعد آپ نے "فطرت" ہی کو اپنا رہبر بنا لیا۔ شعر کہنا شروع کر دیئے۔ اور کسی استاد سے بے نیاز رہے۔

آپ نے نظمیں، قطعے اور غزلیں لکھی ہیں۔ آپ کا مذاق سلجھا ہوا ہے۔ اور کلام سلیس اور دلکش ہے۔

آپ کے ایک مجموعۂ کلام کا نام "نقشِ ناتمام" ہے۔

**سخت پانی** Hard Waters جب پانی زمین پر بہتا ہے یا اس کے اندر جذب ہوتا ہے۔ تو اس میں بہت سے معدنی مرکبات حل ہو جاتے ہیں۔ جس پانی میں کیلشیم اور میگنیشیم کے بائی کاربونیٹ زیادہ حل ہو جائیں۔ اس میں عارضی سختی پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسا پانی صابن سے جھاگ پیدا نہیں کرتا۔ اور کپڑا دھونے میں مانع ہوتا ہے۔

کسی غار کے منہ پر سخت پانی جب قطرہ قطرہ ہو کر گرتا ہے۔ غار کی چھت اور اس کے فرش پر کاربونیٹ علیحدہ ہو کر ستونوں کی شکل بنا لیتے ہیں۔ چنانچہ چھت پر سے نیچے کی طرف کاربونیٹ کے جو ستون لٹکتے ہیں۔ وہ سٹیلیکٹائٹ Stalactite اور جو کچھ فاصلے پر پیدا ہوتے ہیں وہ سٹیلیگمائٹ، Stalagmite کہلاتے ہیں۔ یہ منظر عام طور پر ان غاروں میں نظر آتا ہے جو نمک وغیرہ کی چٹانوں کے قریب ہوں۔

**سدا بہار** ۔ ایسے درخت یا پودے جو سارا سال ہرے بھرے رہیں۔ اور پت جھڑ کا کبھی ان پر کوئی اثر نہ ہو۔ نئے پتے، پرانے پتوں کے ساتھ ان کی آغوش میں پرورش پاتے رہتے ہیں۔ صنوبر کی قسم کے درخت سوائے لارچ Larch کے سب "سدا بہار" کہلاتے ہیں۔ ہولی Holly بکس Box یو Yew وغیرہ درخت سدا بہار ہوتے ہیں۔

**سُدرشن، مہاشہ** ۔ مہاشہ سُدرشن موجودہ زمانے کے ترقی پسند ادیبوں میں ایک خاص درجہ رکھتے ہیں، پہلے آپ لاہور میں رہتے تھے اور اب بھارت میں مقیم ہیں۔ متعدد ہندی، اردو رسالوں کے ایڈیٹر رہے۔ منشی پریم چند کی بہت سی خصوصیات ان میں موجود ہیں۔

سُدرشن بے شمار کتابوں کے مصنف اور مترجم ہیں۔ "محبت کا انتقام" پہلے ہندی میں لکھا تھا اور پھر اردو میں ترجمہ کیا۔ اس پر پنجاب گورنمنٹ نے ۵۰۰ روپے انعام دیا۔ کچھ دنوں "چندن" نام اردو رسالہ نکالتے رہے۔ لوگ اس کو بہت شوق سے پڑھتے تھے۔ آپ نے کئی فلموں کی کہانیاں بھی لکھیں۔

**سڈ** The Cid گیارھویں صدی کے ایک ہیرو کا نام جس کی یورپین لوگ قریب قریب پرستش کیا کرتے تھے۔ بلکہ اب بھی کرتے ہیں۔ اس کا اصل اور پورا ہسپانوی نام "ڈان روڈ ریگوڈیاز وایئور" Don-Rodrigo Diaz Viver ہے۔ اس کی شہرت اور نیکنامی کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ محض بیس برس کی عمر ہی میں

وہ اسپینی فوج کا سپہ سالار بن گیا۔ اور اُس نے نہایت کامیابی سے عربوں کو سپین سے خارج کرنے کی مہم سرانجام دی۔ اس شخص کا تمام نظموں، قصّوں اور ڈراموں اور افسانوں میں ہیرو کے طور پر ذکر کیا جاتا ہے۔ اور اس کے کارناموں کو بہت بڑھا چڑھا کر بیان کیا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسپین سے عرب اپنی عیش پسندی اور اخلاقی پستی کی بدولت خارج ہوئے نہ کہ کسی "جون آف آرک" یا "سڈ" کی کوششوں سے۔

بعض مؤرّخوں کا خیال ہے کہ یہ ایک عربی نژاد مسلمان تھا جو ایک عورت کی خاطر عیسائی بن گیا۔ اسلامی مؤرّخ اس کا نام "ڈون جان الولرا" لکھتے ہیں۔ جس لڑکی پر یہ فریفتہ ہُوا تھا اس کا نام ازبیلا تھا۔ وہ بھی مسلمان تھی اور جبراً عیسائی بنائی گئی تھی۔ اصلی نام اس کا آمنہ تھا۔ آخر کار یہ نوجوان آمنہ ہی کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اور آمنہ کو عیسائیوں نے پھانسی دے دی۔

## سڈنی (Sydney)

نیو ساؤتھ ویلز کا دارالحکومت اور آسٹریلیا کا سب سے بڑا شہر۔ دنیا کی ایک خوبصورت بندرگاہ "جیکسن" پر آباد ہے۔ بندرگاہ کا پُل، جو دنیا میں فنِ انجینئری کا قابلِ دید نمونہ ہے۔ شمالی اور جنوبی ساحل کو ملاتا ہے۔ سڈنی بہت سی خوبصورت عمارات پر مشتمل ہے جن میں یونیورسٹی، آرٹ گیلری، عجائب گھر، کتب خانے، گرجا گھر، اور ہسپتال شامل ہیں۔ ریلوں کا بڑا مرکز ہے۔ زمین دوز برقی ریلوے زیرِ تعمیر ہے۔ سڈنی آسٹریلوی بحری افواج کا بڑا مرکز ہے۔ آبادی ۱،۵۰۰،۰۰۰ ہے جو آسٹریلیا کی کل آبادی کا پانچواں حصّہ ہے۔ سڈنی کا شہر آسٹریلیا کا بڑا صنعتی مرکز بھی ہے۔

سڈنی Sydney نووا اسکوشیا (کینیڈا) کا دوسرے درجہ کا شہر بھی ہے اور ہیلی فیکس سے ۲۵۰ میل شمال مشرق کو واقع ہے۔ اس شہر میں فولاد کے کارخانے ہیں اور ایک اہم تجارتی بندرگاہ ہے۔ آبادی اس کی پچیس ہزار کے قریب ہے۔

## سراب Mirage

"فریبِ نظر" جس میں انسان کبھی کبھی ریگستان سے گزرتے وقت مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس قسم کا دھوکہ گرمیوں میں دوپہر کو لمبی سڑکوں پر بھی ہو سکتا ہے۔ جھُلسی ہوئی گرم زمین تیزی سے اپنی حرارت ملحقہ ہوا کو دیتی ہے۔ ہوا گرمی پاکر پھیلتی ہے جس کی وجہ سے اس کی کثافت میں کمی واقع ہوتی ہے اور فضاؤں کی روشنی اپنے راستہ سے ہٹ کر دیکھنے والے کی آنکھ تک پہنچتی ہے اور اُسے ایسا محسوس ہوتا ہے گویا زمین پر پانی چمک رہا ہے۔

کہتے ہیں کہ اسی قسم کا دھوکہ ملکہ بلقیس (سبا) کو ہوا جب کہ وہ حضرت سلیمان کے محل میں داخل ہو رہی تھیں۔ آبگینہ رنگ صحن کو ملکہ نے پانی خیال کیا اور موزے اُتارنے لگیں مگر جلد انہیں غلطی کا احساس کرا دیا گیا۔ غالباً اسی احساس نے انہیں دینِ فطرت اختیار کرنے پر راغب اور مجبور کیا۔

## سراج الدّولہ، نواب

بنگال کے نواب علی وردی خاں کی وفات (۱۷۵۶ء) پر اُس کا نواسا سراج الدولہ تقریباً چوبیس برس کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ سراج الدولہ بڑا لائق اور ہونہار نوجوان تھا اور انتظامی معاملات کی بڑی سوجھ بوجھ رکھتا تھا۔ اُس نے انگریزوں کو بنگال میں مزید قلعے بنانے اور مورچہ بندیاں کرنے کی اجازت دینے سے صاف انکار کر دیا۔ اور جب انگریزوں نے حیلے بہانے کرکے اُس کے احکام کی تعمیل سے بچنا چاہا۔ تو اُس نے پہلے قاسم بازار کے برطانوی کارخانے پر قبضہ کیا۔ اور پھر کلکتہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس قبضہ کے سلسلہ میں بعض مؤرّخوں نے سراج الدولہ کو مطعون کرنے کے لیے "حادثۂ بلیک ہول" Black Hole کالی کوٹھڑی کا ذکر کیا ہے۔ لیکن موجودہ تحقیقات نے اس افسانہ کو بالکل بے بُنیاد ثابت کر دیا ہے۔

کلکتہ پر سراج الدولہ کے قبضہ کی خبر مدراس پہنچی تو کلائیو کو فوج دے کر سمندر کے راستے بھیجا گیا۔ کلائیو اور سراج الدولہ کی فوجوں میں ایک جھڑپ بھی ہوئی لیکن ہار جیت کا کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ البتّہ کچھ دنوں کے بعد انگریزوں سے سراج الدولہ کا ایک معاہدہ ہو گیا۔ اس معاہدہ کے بعد کلائیو نے سیاسی چال چل کر نواب کے سپہ سالار میر جعفر کے ضمیر کا سودا کر لیا۔ اور جب سازش مکمل ہو گئی تو کلائیو نے حملہ کا آغاز کر دیا۔ ۱۷۵۷ء میں پلاسی کی جنگ لڑی گئی۔ عین جنگ کے موقع پر میر جعفر غدّاری کر کے افواج سمیت انگریزوں سے جا ملا۔

سراج الدولہ شکست کھا کر مرشد آباد کی طرف بھاگا۔ لیکن راستے میں پکڑا گیا اور میر جعفر کے بیٹے کے ہاتھوں بڑی اذیت سے شہید ہوا۔

**سراج الدین، فواد** ۔ مصری سیاستدان ہیں۔ ۱۹۴۲-۴۳ء میں وزیر زراعت تھے، ۱۹۴۲-۴۴ء اور ۱۹۵۰-۵۲ء میں وزیر داخلہ رہے۔ اسی دوران میں کچھ عرصہ وزیر فنانس بھی رہے۔ وفد پارٹی کے سیکرٹری جنرل بھی رہ چکے ہیں۔ ۱۹۵۳ء میں وفد پارٹی سے استعفا دے دیا تھا۔

**سراج اورنگ آبادی** ۔ ولی دکنی کے ہم عصر اور اردو کے مشہور شاعر۔ سید سراج الدین نام ۱۱۲۷ھ میں اورنگ آباد (دکن) میں پیدا ہوئے اور وہیں تعلیم و تربیت پائی۔ سراج اورنگ آبادی ایک درویش منش بزرگ تھے۔ ولی کی طرح ان کے کلام میں بھی سادگی اور شگفتگی ہے۔ سراج نے ایک دیوان فارسی کا اور ایک دیوان اردو غزلیات کا جس میں پانچ ہزار اشعار ہیں اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ ایک مثنوی "بوستان خیال" بھی ہے جس میں ایک ہزار سات ابیات ہیں۔ یہ مثنوی ۱۱۴۷ھ میں تمام ہوئی۔ اس کے علاوہ متقدمین اور معاصرین شعراء کے فارسی کلام کا انتخاب "منتخب دیوانہا" کے تاریخی نام سے ۱۱۶۹ھ میں مرتب کیا۔ سراج اورنگ آبادی نے جمعہ کے روز ۴ شوال ۱۱۷۷ھ کو وفات پائی۔

**سراج اوغلو** ۔ ترکی کے ماہر قانون و اقتصادیات اور سیاست دان ہیں۔ پہلے وزیر فنانس تھے۔ ۱۹۳۲ء میں وزیر انصاف، ۱۹۳۸ء میں وزیر خارجہ، اور ۱۹۴۲ء میں وزیر اعظم بنے۔ ۱۹۴۴ء میں دوبارہ وزیر خارجہ مقرر ہوئے۔

**سراغ رساں** Detective خفیہ پولیس کے افسر جو مشکل مقدمات کے کھوج لگانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ ان کی تفتیش کے طریقہ کی بنیاد اس پر ہوتی ہے کہ ملزم کو ان کی حرکات کا پتہ نہ چلے تاکہ وہ متعلقہ شہادت کا تدارک یا دفعیہ کرنے سے محروم رہیں۔ سراغ رساں شہادت اور واقعات کا پھندا اس طرح تیار کرتے ہیں کہ ملزم کا اس سے بچ نکلنا محال ہوتا ہے۔ خفیہ پولیس کا نظام اب دنیا کے ہر ملک میں جاری و ساری ہے۔ جس کے تحت ملکی، سیاسی، انتظامی جرائم کی تحقیقات اور مجرموں کی گرفتاریاں عمل میں آتی ہیں۔ ہندوستان میں شہنشاہ اورنگ زیب نے اس محکمے کو منظم شکل دی۔ اس زمانے میں سراغ رساں کو "پرچہ نویس" کہتے تھے۔ بعدہٗ انگریزوں نے اسی نظام میں ترمیم و تجدید کر کے اپنا نظام تیار کیا۔ جس کی بہترین مثال "لندن کا سکاٹ لینڈ یارڈ" ہے۔ جو سراغ رسانوں کے ہیڈ کوارٹر کا نام ہے۔

**سراقہ بن عمرو بن عطیہ** ۔ سلسلہ نسب: سراقہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مالک بن النجار الانصاری۔ حضورؐ کے ممتاز صحابی تھے۔ غزوہ، بدر، احد، خندق، حدیبیہ، خیبر اور عمرۃ القضاء میں شمولیت کا انہیں فخر حاصل ہے۔ جنگ موتہ میں شہید ہوئے۔

**سُراقہ بن مالک بن جعشم** ۔ حضورؐ کے مکہ سے ہجرت فرما جانے کے بعد جب کفار نے حضورؐ اور حضرت ابوبکرؓ کی گرفتاری کے لئے ایک سو اونٹ کے انعام کا اعلان کیا تو سراقہ بن جعشم آپؐ کے تعاقب میں نکلا۔ جب وہ آپؐ کے قریب پہنچا تو اس کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گر پڑا۔ ترکش سے فال کے تیر نکالے کہ حملہ کرنا چاہیئے یا نہیں۔ جواب میں "نہیں" نکلا۔ انعام زیادہ تھا۔ اس فال کے باوجود سوار ہو کر آگے بڑھا۔ لیکن اب کے گھوڑے کے پاؤں ٹخنوں تک زمین میں دھنس گئے۔ گھوڑے سے اتر پڑا۔ پھر فال دیکھی۔ اب بھی وہی جواب تھا۔ اب سمجھ گیا کہ حضورؐ کے ساتھ تائید ایزدی ہے۔ چنانچہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر تحریری امان کی درخواست کی۔ حضرت ابوبکرؓ کے غلام عامر بن فہیرہ نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر "فرمانِ امان" لکھ دیا۔ حضورؐ نے اسے فرمایا "میں تمہارے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن دیکھتا ہوں"۔

سراقہ بعد میں اسلام لے آئے اور حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب ایران فتح ہوا تو انہوں نے کسریٰ کے کنگن بھی پہنے، اور حضورؐ کی دعا مستجاب ہوئی۔ ۲۴ھ میں حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں وفات پائی۔

حضورؐ کی متعدد احادیث بھی آپ نے بیان کی ہیں۔ آپ بلند پایہ عربی شاعر بھی تھے۔

**سرپرست** Guardian قانون کی اصطلاح میں وہ شخص جو قانونی طور پر کسی نابالغ بچے کی نگہداشت تربیت اور اس کی جائیداد کے نظم و نسق کا مختار ہو۔ انگریزی قانون میں سرپرستی کی غرض کے لئے نابالغ کی عمر ۲۱ سال تک ہے۔ سرپرست عموماً باپ یا کوئی دوسرا بزرگ یا قریبی رشتہ دار ہوتا ہے یا جوڈیشنل سرپرست جسے ہائی کورٹ کا چانسری ڈویژن نامزد کرتا ہے۔ سکاٹ لینڈ میں سرپرست یعنی "اتالیق" ہوتا ہے۔ سرپرستی کے دوران میں نابالغ کے لئے شادی کے موقع پر سرپرست کی رضامندی حاصل کرنا ضروری ہے۔ البتہ عدالت اگر چاہے تو اسے غیر ضروری قرار دے سکتی ہے۔

**سرتے خامہ**۔ بچوانا لینڈ Bechuana Land (افریقہ) کے باسنگ واٹو قبیلے کا سردار جسے آج سے چند سال پیشتر سفید نسل کی ایک عورت سے شادی کرنے کے جرم میں جلا وطن کر دیا گیا تھا سو وہ اور اس کی بیوی اس وقت لنڈن کے مضافات میں زندگی گزار رہے ہیں۔ بچوانا لینڈ برطانوی ریذیڈنٹ کمشنر کی نگرانی میں ہے اور اس علاقے پر برطانیہ کی بلاواسطہ حکومت ہے۔

سرتے خامہ کی تعلیم لنڈن اور آکسفورڈ میں ہوئی۔ لنڈن کے دوران قیام ۱۹۴۷ء میں اسے ایک برطانوی لڑکی مس روتھ ولیم سے محبت ہو گئی اور دونوں نے شادی کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ بعد ازاں سرتے خامہ کو لنڈن میں بلا کر اس پر طرح طرح کے دباؤ ڈالے گئے اور سفید عورت سے شادی کرنے پر اسے جاگیر سے محروم کر دینے کی دھمکی دی گئی مگر جب وہ نہ مانا تو اسے پانچ سال کے لئے سرداری سے برطرف کر دیا گیا۔ اور اس عرصے میں اسے وطن جانے کی بھی ممانعت کر دی گئی۔

**سرجری** Surgery

(دیکھو جرّاحی)

**سرحداتی کمیشن** Boundry Commission

۳ر جون ۱۹۴۷ء کے اعلان کے بموجب پاکستان اور ہندوستان کی سرحدات کا تعین کرنے کے لئے پنجاب سرحداتی کمیشن اور بنگال سرحداتی کمیشن کا وجود عمل میں آیا۔

پنجاب سرحداتی کمیشن میں سر سیرل ریڈ کلف صدر، جسٹس دین محمد، جسٹس محمد منیر، جسٹس مہر چند مہاجن اور جسٹس تیجا سنگھ بطور ارکان شامل تھے۔

بنگال سرحداتی کمیشن میں سر سیرل ریڈ کلف صدر، جسٹس ابو صالح محمد اکرام، جسٹس ایس۔ اے۔ رحمٰن، جسٹس بی۔ کے۔ مکرجی، اور جسٹس سی سی بسواس بطور ارکان شامل تھے۔

چنانچہ ان دونوں کمیشنوں کے فیصلہ کو ہر دو مملکتوں نے ماننے کا اقرار کیا۔

**سرخ بخار**۔ ایک قسم کا بخار ہوتا ہے جس میں بدن پر پھنسیاں نمایاں ہو جاتی ہیں۔ اور درجہ حرارت تیز ہو جاتا ہے۔ نبض بڑے زور سے چلتی ہے۔ ملیریا کی طرح کونین اس کا خاص علاج نہیں بلکہ مسہل اشیاء کا استعمال مفید پڑتا ہے میعاد اس بخار کی کوئی طویل نہیں ہوتی۔

**سرخ چھٹی** Red Letter برطانیہ کے دفتر خارجہ کی شائع کردہ ایک چھٹی ۱۹۲۴ء کے عام انتخابات کے موقعہ پر برطانی دفتر خارجہ نے برطانیہ کی اشتمالی (کمیونسٹ) جماعت کے نام مشہور روسی رہنما زینوویف کا ایک خط شائع کیا تھا جس میں برطانی اشتمالیوں کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ مسلح بغاوت کر کے برطانی آئین کو تہ و بالا کر دیں۔ انگلستان کی "مزدور جماعت" (لیبر پارٹی) نے جو یقیناً اشتمالی نظریات کی علمبردار نہیں ہے۔ اس خط کو جعلی قرار دیا تھا۔ اور کہا تھا کہ برطانی قدامت پسند جماعت (کنزرویٹو Conservative) نے یہ خط اس لئے شائع کیا ہے کہ ووٹ دہندگان "مزدور جماعت" اشتمالی جماعت، اور ماسوا قدامت پسندوں کے دوسری جماعتوں سے بدظن ہو جائیں اور ان کے خلاف ووٹ دیں۔

**سرخی پاؤڈر**۔ عورتیں سرخی ہونٹوں پر لگاتی ہیں۔ اور پاؤڈر رخساروں اور چہرے پر۔ نسوانی بناؤ Make-up کے لئے تہذیب حاضرہ میں یہ چیزیں ضروری خیال کی جاتی ہیں۔ مغرب کی عورتیں اور مغرب زدہ ہندوستان اور

پاکستان کی خواتین سُرخی پاؤڈر کی بہت دلدادہ ہوتی ہیں۔
سُرخی پاؤڈر کی خاص ولایتی ڈبیاں ہوتی ہیں۔ تبدیلی کے ولایتی لگانے بنے ہوئے ہیں جن سے یہ چیزیں لگاتی ہیں۔ سُرخی پاؤڈر آخر مصنوعی سامان ہوتے ہیں۔ اور یہ حُسن اور آرائش بھی عارضی ہی ہے۔

## سردار اختر سیدہ

شہر لکھنؤ (بھارت) کی ادیبہ اور شاعرہ ہیں۔ حیدر آباد (دکن) میں منتقل ہو چکی ہیں اور وہیں سے بھارتی اور پاکستانی رسائل اور اخبارات میں مضامین بھیجتی رہتی ہیں جو وقتاً فوقتاً اشاعت پذیر ہوتے رہتے ہیں۔

## سرد اور گرم غسل Hot & Cold Baths

سرد غسل توانا اور تندرست آدمیوں کے لئے نہایت مفید ہیں اور اُن میں مستعدی اور نشاط پیدا کرتے ہیں۔ لیکن کمزور اور نحیف آدمی جن کا دورانِ خون درست نہ ہو ٹھنڈے غسل سے نقصان اُٹھاتے ہیں۔ اگر سرد غسل سے بازو اور ٹانگیں زرد ہو جائیں اور طبیعت میں کسل کا احساس پیدا ہو تو اسے ترک کر دینا چاہیئے۔ ایسے لوگوں کو نیم گرم پانی سے غسل کرنا چاہیئے۔ گرم غسل جسم کے مسام کھولنے کے لئے ضروری ہیں۔ پانی کی حرارت جسم کی اندرونی حرارت کے برابر ہونی چاہیئے۔ اور غسل ایسی جگہ کرنا چاہیئے۔ جہاں روشندان ہوا کے لئے کافی ہوں۔ پانی میں تھوڑے امونیا Ammonia ڈال لیا جائے اور عمدہ قسم کا صابن استعمال کیا جائے تو نہایت مفید ہے۔

غسل کرنے کے بعد بدن کو تولیہ سے خوب رگڑنا چاہیئے تاکہ دورانِ خون جلد تیز ہو جائے۔

## سرد بازاری (کساد بازاری) Slump

کسی چیز کی اقتصادی اور تجارتی مارکیٹ میں اتنی احتیاج اور ضرورت نہ ہو۔ تو یہ حالت سرد بازاری کہلاتی ہے۔ سرد بازاری کے دوران اشیاء کی قیمت گر جاتی ہے اور ان کے نرخ کم ہو جاتے ہیں۔ سرد بازاری ایک قدرتی شے ہے جو انسانی کوشش اور سعی کے احاطہ سے باہر ہے۔ "سرد بازاری" کا متقابل "گرم بازاری" بنانا غلط اور خلافِ رواج ہے۔ سرد بازاری کا چکر اقتصادیات اور اصطلاح میں ہمہ گیر ہوتا ہے۔ اور اشیاء کی نقل و حرکت اسے محدود نہیں کرتی۔

## سرد جنگ Cold War

بغیر کسی ظاہری جنگ کے انتہائی اقتصادی، نفسیاتی اور سفلتی کشمکش۔ چنانچہ دوسری جنگِ عالمگیر کے بعد روس اور اینگلو امریکی بلاک ایک دوسرے کے خلاف "سرد جنگ" جاری رکھے ہوئے ہیں۔ دراصل "سرد جنگ" میں باقاعدہ لڑائی سے احتراز کر باقی تمام اس قسم کے ہتھکنڈے استعمال کئے جاتے ہیں جن سے حریف ملک کو نیچا دکھایا جا سکے۔ اور اس میں احساسِ کمتری اور احساسِ شکست خوردگی پیدا کیا جا سکے۔ اس کو اعصابی جنگ بھی کہتے ہیں (نیز دیکھو عصابی جنگ)

## سرد منطقہ معتدلہ (برّی آب و ہوا کا خطہ)
Cool Temprature Continentai Type

یہ خطہ سرد منطقہ معتدلہ میں برّ اعظموں کے اندرونی حصّہ میں واقع ہے جس میں مغربی سائبیریا، اور منچوریا مشرقی یورپ، وسطی یورپ اور کینیڈا کے بعض علاقے شامل ہیں۔ یہ سب علاقے سمندر سے دُور ہیں۔

آب و ہوا برّی ہے۔ موسم سرما بہت طویل اور سخت سرد، درجہ حرارت، صفر سے بھی کم۔ اور موسم گرما کم گرم ہوتا ہے۔

بارش کم ہوتی ہے لیکن سارا سال ہوتی رہتی ہے۔ موسم بہار اور گرمیوں میں زیادہ ہوتی ہے۔

شمالی حصّوں میں عموماً جنگلات ہیں۔ جہاں کہیں گھاس کے سبزہ زار ہیں۔ وہاں مویشی اور بھیڑ بکریاں چرائی جاتی ہیں۔

کینیڈا کے پریری کے علاقوں میں گیہوں وسیع پیمانہ پر کاشت کیا جاتا ہے

شمالی امریکہ میں معدنیات زیادہ ہیں۔ کینیڈا میں کوئلے کی کانیں ہیں۔ روس میں کوہ یورال میں کئی قسم کی معدنیات ہیں۔ ماسکو کے قریب کوئلے کی کئی کانیں ہیں۔

سائبیریا کے بڑے دریا اوب۔ ینیسی اور لینا منجمد رہتے ہیں۔ اس لئے غیر مفید ہیں اور آبادی بہت کم ہے۔

## سردی سے ہاتھ پاؤں پھٹنا

مغربی پاکستان اور ملحقہ علاقوں کے موسم گرما میں شدت کی سردی پڑتی ہے۔ اور دیہات یا پسماندہ علاقوں کے غریب لوگ جو اپنے ہاتھ پاؤں گرم پانی اور صابن سے نہیں دھو سکتے

اور گرد و غبار کو صاف نہیں کر سکتے تو اس گرد و غبار کے جماؤ اور میل کچیل کے منجمد ہو جانے کی وجہ سے ہاتھ پاؤں پھٹ جاتے ہیں۔ اور ہاتھ پاؤں کی لکیریں پھٹنے لگتی ہیں۔ اس ہنگامی تکلیف کا علاج صابن کے استعمال میل کچیل کی صفائی اور ویزلین یا اس قسم کی ملین اشیاء کے استعمال سے ہوتا ہے۔ ہفتہ عشرہ میں ایک آدھ بار ہاتھ پاؤں دھو کر انہیں جھانویں یا کسی سخت شے سے رگڑ دینا چاہیئے۔ تاکہ میل چھوٹ جائے۔

## سرسام Delirium

ایک مشہور مرض ہے جو لُو لگنے اور سر کو سردی لگ جانے کی وجہ سے اس بیماری کی ابتداء ہوتی ہے۔ بلغمی طبائع سردی کے موسم میں اس مرض کا شکار جلد ہو جاتی ہیں۔ سرسام کے دوران میں سر چکرانے لگتا ہے۔ کھانسی کا دورہ شروع ہو جاتا ہے۔ لعاب دہن کافی مقدار میں گرنے لگتا ہے۔ چائے اور قہوہ کا استعمال مفید پڑتا ہے۔ بنفشہ کا استعمال دیسی دواؤں میں بڑا مؤثر ثابت ہوتا ہے۔ کسی قابل اور ماہر طبیب یا ڈاکٹر سے مشورہ کرنا چاہیئے۔

## سرشار، پنڈت رتن ناتھ "فسانۂ آزاد" کے خالق۔

پنڈت رتن ناتھ سرشار ایک معزز کشمیری خاندان سے تھے۔ ۱۸۴۷ء میں لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ چار برس کی عمر میں باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ عربی اور فارسی کی تعلیم مکتب سے حاصل کی۔ انگریزی کیننگ کالج لکھنؤ میں پڑھی مگر امتحان نہ دیا۔ سب سے پہلے ضلع سکول کھیری میں مدرس بنے۔ اسی زمانہ میں سرشار کو مضامین لکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ یہ مضامین "مراسلہ کشمیری" (لکھنؤ) اور "اودھ پنچ" (لکھنؤ) میں شائع ہوتے رہتے۔ ۱۸۷۸ء میں انہوں نے ایک انگریزی کتاب کا ترجمہ اردو میں کیا۔ اسی سال وہ "اودھ اخبار" کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ سرشار نے اپنی مشہور و معروف تصنیف "فسانۂ آزاد" کا سلسلہ اسی "اودھ اخبار" میں شروع کیا جو دسمبر ۱۸۷۹ء تک قائم رہا اور ۱۸۸۰ء میں "فسانۂ آزاد" کتابی صورت میں شائع ہو کر بہت مقبول ہوا۔ ۱۸۹۵ء میں سرشار ممبر کانگریس کی حیثیت سے مدراس گئے اور وہاں سے مہاراجہ سرکشن پرشاد کی دعوت پر حیدر آباد (دکن) میں چلے گئے۔ آخر عمر میں سرشار نے مے نوشی کی بڑی کثرت کر دی۔ ۱۹۰۲ء میں حیدر آباد میں اُن کا انتقال ہوا۔

سرشار بڑے وارفتہ مزاج انسان تھے۔ قوت حافظہ بہت قوی پائی تھی۔ تعصب اور مذہبیت سے بالکل بری تھے۔ اور طبعاً ظریف واقع ہوئے تھے۔ اُن کی اکثر تصانیف میں اُن کی لاپرواہی اور وارفتہ مزاجی کی جھلک نمایاں ہے۔ "فسانۂ آزاد" اُن کا شاہکار ہے۔ دیگر تصانیف "سیر کہسار"، "جام سرشار"، "کامنی"، "خدائی فوجدار"، "کڑم دھم"، "بچھڑی دلہن"، "طوفان بے تمیزی" اور "پی کہاں" وغیرہ ہیں۔

## سرطان۔ Cancer

اس ضمن میں مختلف قسم کی بیماریاں آتی ہیں لیکن سب امراض کی ایک مشترک خاصیت یہ ہے کہ جسم کے کسی نہ کسی حصّہ میں خلیے یا خانے Cells اپنے فرائض سے غافل ہو کر افزائش نسل میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے رسولی پیدا ہو جاتی ہے رسولی اگر کسی علاقہ میں محدود رہے تو یہ مرض ضرر رساں نہیں ہوتا۔ سرطان کے پھوڑے کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کے خلیے Cells علیحدہ ہو کر نسوں کے عرق کی نالیوں یا خون کی شریانوں میں بہہ کر جسم کے دوسرے حصّوں تک پہنچ جاتے ہیں اور وہاں ایک اور رسولی بنا دیتے ہیں۔ یہ ثانوی رسولیاں Secondaries کہلاتی ہیں۔ اگر ثانوی پھوڑوں کے پیدا ہونے سے پہلے ابتدائی رسولی کی بیخ کنی کر دی جائے تو عموماً مریض کو شفا ہو جاتی ہے لیکن ثانوی رسولیوں کے پیدا ہونے کے بعد علاج پیچیدہ اور مشکل ہو جاتا ہے۔ عمل جراحی سے علاج کیا جاتا ہے۔ لیکن مرض عموماً پھر اُبھر آتا ہے۔ دنیا میں اس مرض کا دور دورہ عام ہے اور طبی طبقہ اس کے دفعیہ اور علاج کی طرف خاص توجہ دے رہا ہے۔

## سر کا درد Headache

اس کی مختلف وجوہ ہو سکتی ہیں۔ دماغ پر زور پڑنا۔ بس یا ریل کے سفر کی تکان۔ تازہ ہوا کی کمی۔ ورزش کا نہ ہونا۔ قبض اور بھوک وغیرہ۔ سردرد کو ان باتوں سے افاقہ ہوتا ہے۔ آنکھیں بند کر کے

لیٹ جانا۔ مکان سے باہر ورزش کرنا۔ چائے قہوہ وغیرہ پینا۔ قبض دُور کرنے کی دوا یا اسپرین کھانا۔ علاج کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ درد سر کی وجہ دُور کر دی جائے۔ اگر روزمرہ سر میں درد رہتا ہو تو کسی ڈاکٹر سے رجوع کرنا چاہیئے۔

**سرکار، سر جادو ناتھ** مشہور بنگالی مورخ ۱۸۷۰ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۹۲ء میں ایم۔اے (انگریزی) میں اوّل رہ کر کامیابی حاصل کی۔ ڈھاکہ یونیورسٹی سے ۱۸۹۷ء میں ڈی۔لٹ کی ڈگری لی۔ ۱۸۹۸ء سے ۱۹۱۷ء تک پریذیڈنسی کالج اور پٹنہ کالج میں پروفیسر رہے۔ ۱۹۱۷ء سے ۱۹۱۹ء تک بنارس یونیورسٹی میں شعبۂ تاریخ ہند کے صدر رہے اور ۲۷-۱۹۲۶ء میں کلکتہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر رہے۔ سر جادو ناتھ سرکار نے تاریخ ہند خصوصاً اسلامی عہد پر کافی تحقیقاتی کام کیا ہے۔ مشہور تصنیفات یہ ہیں۔ "اورنگ زیب" ۵ جلدوں میں "سیواجی"، "مغل سلطنت کا زوال" Fall of the Mughal Empire جلدوں میں "مغل نظم و نسق" Mughal Administration اور "تاریخ ہند کے مختلف ادوار" India—Through the Ages

**سرکار شمالی** Northern Circars خلیج بنگال کے ساحل کے ساتھ ایک علاقہ کا پرانا نام جہاں آج کل گنجم، وزیگاپٹم، گوداوری اور کرشنا کے اضلاع آباد ہیں۔ یہ علاقہ ۸ سے ۱۰۰ میل تک چوڑا تھا اور ۱۷۶۶ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے قبضہ میں آیا۔ "سرکار شمالی" کا نام بھی کمپنی کی اختراع تھی۔ ان دنوں یہ علاقہ حلقۂ مدراس میں شامل ہے۔

**سرکاری بینچ (بنچ خزانہ)** Treasury Benches برطانوی پارلیمان کے دارالعوام میں سب سے اگلا بنچ یا نشست گاہ جس پر کابینہ کے وزراء بیٹھتے ہیں۔ اس کو سرکاری یا خزانے والا بنچ اس لئے کہتے ہیں کہ وزیر اعظم برطانیہ رسمی طور پر امیر خزانہ بھی ہوتا ہے۔
عام اصطلاح میں برسر اقتدار پارٹی (جس کی ملک میں حکومت ہوتی ہے) کی نشست گاہوں کو بھی "سرکاری بینچ" کہا جاتا ہے۔

**سرکاری کاروبار** Government Enterprise کسی



کاروبار کا سرکاری ادارے کی معرفت چلایا جانا۔ مثلاً بعض ممالک میں ریلوے نجی کمپنیاں چلاتی ہیں۔ مگر پاکستان میں یہ کاروبار خود حکومت چلاتی ہے۔ اسی طرح حکومت مختلف محکمے اور کارخانے وغیرہ بھی خود ہی چلاتی ہے۔ مثلاً بجلی کا محکمہ وغیرہ۔

**سرکاری مذہب** State Religion حکومت کی طرف سے اپنایا ہوا مذہب۔ سرکاری مذہب کے بڑے بڑے علماء، راہب وغیرہ کا تقرر حکومت خود کرتی ہے۔ اس کی تنظیم کی ذمہ دار خود حکومت ہوتی ہے بعض حالات میں اس کے نظریوں پر بھی حکومت حاوی ہوتی ہے اور اکثر حالات میں اس کے نظریوں پر خود حکومت اپنا اختیار رکھتی ہے۔ عام طور پر سرکاری مذہب کے اداروں کو حکومت دیگر مذاہب کے اداروں پر فوقیت دیتی ہے۔ اور ان سے بہت زیادہ ترجیحی سلوک کرتی ہے۔
انگلستان میں پروٹسٹنٹ چرچ کو سرکاری حیثیت حاصل ہے۔ اور بادشاہ خود اس کا سربراہ ہے۔
اٹلی میں رومن کیتھولک چرچ کو سرکاری پوزیشن حاصل ہے۔ پاکستان، مصر، عراق اور افغانستان میں سرکاری مذہب "اسلام" ہے۔

**سرکاسیہ** Circassia کوہ قاف کے مغرب میں ایک علاقہ جہاں سرکاسی نامی ایک قبیلہ آباد تھا اس کا امیر طبقہ کسی زمانے میں اسلام کا پیرو تھا اور نچلا طبقہ مخلوط عیسائیت کی ایک شاخ پر کاربند تھا یہ لوگ سامی النسل ہیں اور عادات اور خصائل میں عربوں سے ملتے جلتے ہیں۔

**سرکس** Circus تماشہ گاہ۔ سرکس میں شیر، چیتا، بندر، گھوڑا، بکری وغیرہ جانور اپنے کرتب دکھاتے ہیں۔ یہ جانور پہلے سدھائے جاتے ہیں۔ ان کو سدھانے والا "رنگ ماسٹر" کہلاتا ہے۔ جانوروں کے علاوہ سرکس میں کچھ ایکٹر بھی اپنے کرتب دکھاتے ہیں جن میں جمناسٹک، بائیسکل، مسمریزم وغیرہ کے کھیل شامل ہوتے ہیں۔ یہاں پر کردوں میں ایک یا دو کردار مزاحیہ بھی ہوتے ہیں جو وقتاً فوقتاً اپنی ظریفانہ حرکات سے تماشائیوں کے لئے تفریح طبع کا سامان پیدا کرتے ہیں۔

سرکس کے لئے ایک بہت بڑا خیمہ لگایا جاتا ہے۔ درمیان میں ایک میدان دائرے کی شکل میں چھوڑ کر، اس سے آگے تماشائیوں کے بیٹھنے کا بندوبست ہوتا ہے۔ ایک طرف جانوروں کا تماشا دکھانے کے لئے سلاخدار گول پنجرہ ہوتا ہے۔ سرکس والی کمپنیاں مختلف شہروں میں گھوم پھر کر تماشا دکھاتی رہتی ہیں۔ سرکس کا رواج یونانیوں نے ہوا۔ یونان میں سرکس کے لئے ایک بڑا سٹیڈیم Stadium تھا۔ جس میں بیک وقت پانچ لاکھ تماشائی بیٹھ کر سرکس کا تماشا دیکھ سکتے تھے۔

**سرکہ** Vinegar ایک سیّال شے، جس کا ذائقہ قدرے ترش ہوتا ہے۔ سرکہ عموماً اچار اور چٹنیوں میں یا قوتِ انہضام کی خاطر استعمال ہوتا ہے۔ سرکہ ایسی چیزوں کو جوش دے کر تیار کیا جاتا ہے جن میں الکحل کے اجزا ملے ہوتے ہیں۔ مثلاً انگور، نیشکر، آم، جو ہر شیر وغیرہ۔ عربی ممالک میں سرکہ کے استعمال کا رواج بہ نسبت دوسرے ممالک کے زیادہ ہے۔ لوگ کھانے کے ساتھ سرکہ کا تھوڑا بہت استعمال ضرور کرتے ہیں۔

**سرکے کا تیزاب** (Acetic Acid) نامیاتی تیزاب جو عموماً اشیائے خوردنی کو محفوظ رکھنے، مصنوعی ریشم بنانے اور فلم کی تیاری اور کئی دوسرے کاموں میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کا کیمیائی فارمولا ($CH_3$ COOH) ہے۔ اپنی خالص ہیئت میں یہ ایک سیّال اور بے رنگ مائع ہوتی ہے جس کی بُو ناخوشگوار اور دم گھٹنے والی ہوتی ہے۔ یہ سیال ۱۶،، درجہ سنٹی گریڈ پر ملثبت شکل اختیار کر لیتا ہے۔

**سرمایہ** (Capital) یہ لفظ مختلف معنوں میں اور مختلف مقامات پر استعمال ہوتا ہے۔ اقتصادی نظریات کے مطابق سرمایہ، پیداوارِ دولت (Production of Wealth) کا ایک ضروری جُزو ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص ایک کشتی بنا لے جس سے زیادہ مچھلیاں پکڑی جا سکیں اور کچھ غلّہ پس انداز کر لے جسے اگلی فصل کے موقع پر بطور بیج استعمال کیا جا سکے تو اس کی کشتی اور غلّہ اُس کا سرمایہ ہیں۔

پاکستان کی سڑکیں، ریلیں، جہاز، بندرگاہ اور کارخانے وغیرہ اس ملک کا سرمایہ ہیں۔ اس سرمایہ سے زیادہ دولت پیدا کی جا سکتی ہے۔ اس مادّی سرمایہ کے علاوہ مشینوں، جہازوں اور انجنوں کو چلانے کا علم ہمارا غیر مادّی سرمایہ ہے کیونکہ ایسے علم کے بغیر یہ سب مشینیں اور جہاز بیکار ہیں۔

لفظ سرمایہ کچھ اور محدود معنوں میں بھی مستعمل ہے۔ ساہوکار اسے روپے پیسے کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں جو بطور قرض مل سکے۔ اس قسم کا قرض دراصل پیداوارِ دولت میں مدد دیتا ہے۔ مقروض روپیہ سے کوئی اور مشین وغیرہ خرید لیتا ہے جس سے اُس کی آمدنی بڑھ جاتی ہے اور وہ قرض بمعہ سود جلد ہی واپس کر دیتا ہے۔

تجارت میں مشترک سرمائے والی کمپنیاں اس لفظ کو ایک خاص محدود مفہوم ادا کرنے کے لئے استعمال کرتی ہیں۔ ہر کمپنی کے پاس ایک خاص سرمایہ ہوتا ہے۔ جس کے حصص فروخت کر کے یہ سرمایہ فراہم کیا جاتا ہے۔ فنِ حساب نویسی (Accountancy) میں سرمایہ کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ کسی کمپنی کے املاک اُس کے قرضوں سے کس قدر زیادہ ہیں۔ سامانِ تجارت، مشینیں، جائداد اور تجارتی شہرت (Good will) وغیرہ سب اُس کمپنی کا سرمایہ ہیں۔

ایسا صنعتی نظام جس میں سرمایہ چند افراد کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور وہ اُجرت پر مزدور اور ملازمین کو رکھ کر آمدنی کا بیشتر حصّہ خود حاصل کر لیتے ہیں "سرمایہ دارانہ صنعتی نظام" کہلاتا ہے۔ اگر حکومت یہ کام اپنے ذمّہ لے لے تو وہ "اشتراکی حکومت" کہلائے گی۔

**سرمایہ داری** (Capitalism) سرمایہ داری اس معاشی نظام کو کہتے ہیں جس میں پیداوار اور تقسیم پیداوار وغیرہ کے ذرائع حکومت کے قبضۂ اختیار میں نہ ہوں، ہر شخص کو املاک حاصل کرنے کا حق حاصل ہو اور کاروباری زندگی میں جدوجہد کرنے کی ہر ایک کو اجازت ہو۔ سرمایہ داری معاشیات کی اصطلاح اُنیسویں صدی کے اوائل میں بعض اقتصادی ماہرین نے اختراع کی تھی۔ شروع شروع میں سرمایہ دار سے مراد صرف ایسا شخص تھا جس کے پاس سرمایہ ہو اور وہ اسے کاروبار میں لگائے۔ مگر اب اشتراکی ادب میں یہ لفظ حقارت انگیز اور تحقیر آمیز معانی اختیار کر گیا ہے۔ معیاری اشتراکی ادب میں اور ایم۔ این۔ رائے جیسے ہوشمند اشتراکیوں کی نگاہ میں سرمایہ داری نظام اور جاگیرداری

نظام میں نمایاں فرق ہے۔ اگرچہ وہ ان ہر دو معیشتوں کے خلاف ہیں۔ لیکن وہ ان میں سے خون آشام یا طفیلی (Parasitic) نظام صرف ثانی الذکر کو سمجھتے ہیں۔ اور اول الذکر کو وہ سماجی ارتقاء کی تاریخ میں مناسب مقام دینے کے لئے تیار ہیں۔ صاحب ادراک اشتمالی مفکرین اور سرمایہ دارانہ معیشت کے حامیوں میں اگر کوئی وجہ نزاع ہے تو یہ ہے کہ اشتراکیوں کا یہ خیال ہے کہ (۱) جو سماجی ترقی اشتراکی نظام میں ممکن ہے وہ سرمایہ دارانہ نظام میں ممکن نہیں بالفاظ دیگر سائنس کے کمالات نے قدرت کو مسخر کرنے کی جو راہیں کھول دی ہیں۔ ان پر اس وقت تک انسان گامزن ہو سکتا ہے۔ جب تک کہ سائنس کا اولین مقصد روپیہ کمانا نہ لیا جائے جیسا کہ اس وقت ہے۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ انسانوں کو آرام و آسائش بہم پہنچانا سمجھا جائے۔ اور سائنس کے ذریعہ حیات و ممات جیسے عقدوں کو حل کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سائنس دانوں کا کچھ حصہ اس وقت بھی ان دلچسپیوں میں اپنے اوقات صرف کر رہا ہے مگر اشتمالی مفکرین کی رائے میں وہ معدودے چند ایسے افراد ہیں۔ جنہیں روٹی کمانے کی فکر نہیں۔ اشتمالی کہتے ہیں کہ اگر انسان کو بحیثیت مجموعی روٹی کمانے کے فکر سے آزاد کر دیا جائے تو وہ اپنے اولین فرائض کی بجا آوری زیادہ خوش اسلوبی سے کرے گا۔ اور یہ اولین فرائض اشتمالیت کے نقطۂ نظر سے قدرت کی تسخیر ہیں۔ (۲) اشتمالیوں کا خیال ہے کہ انسان منافع کے لالچ کے بغیر بھی کام پر آمادہ کیا جا سکتا ہے۔ مگر سرمایہ داریت کے حامی اس سے اتفاق نہیں کرتے۔ اور وہ اپنے موقف کی حمایت میں روسی حکومت کی آمریت اور جبری محنت کے تصور کو پیش کرتے ہیں۔ (۳) اشتمالی سرمایہ دارانہ نظام کے تحت بے روزگاری کے مسئلہ کا حل نہ کر سکنے کا طعنہ دیتے ہیں (۴) جس کے جواب میں سرمایہ داریت کے حامی کہتے ہیں "روٹی کا مسئلہ تو آپ نے حل کر دیا مگر آپ نے انسان کو ضمیر کی آزادی سے محروم کر دیا، خدا سے منحرف کر دیا اور بحیثیت مجموعی اشتمالی ریاست کے ایک عام شہری کو غلام بنا دیا۔

سرمایہ دارانہ معیشت اور زندگی کا بہترین مظہر امریکہ ہے اور اشتراکیت کا سوویٹ روس۔

## سُرمہ (سنگ) (Antimony)

ایک ٹھوس کیمیاوی مادّہ، جو شکل میں دھات اور پتھر کے بین بین ہوتا ہے۔ لیکن زیادہ تر اوّل الذکر سے مشابہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اسے "دھات نما" بھی کہتے ہیں۔ سُرمہ کیمیاوی اجزاء کے طور پر استعمال میں آتا ہے خصوصاً ادویات میں اور رنگ سازی کے نسخوں میں اسے برتا جاتا ہے۔

"سُرمہ" باریک پیس کر آنکھوں میں بھی لگایا جاتا ہے اور بصارت کی تقویت کے لئے مفید ثابت ہوتا ہے۔

## سُرمہ (پنسل) (Lead Pencil) سُرمئی

پنسل لکھنے پڑھنے والوں کے استعمال کی عام چیز ہے سُرمہ ایک نرم سی دھات ہوتی ہے، جسے خاص مشینوں کے ذریعہ سے سلائی کی شکل میں تبدیل کر کے، لکڑی کے خول میں لگا دیتے ہیں اور پھر سُرمہ کی نوک نکال کر اس سے لکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ عام زبان میں اس سرمہ کو "سکّہ" بھی کہتے ہیں۔ سُرمئی پنسل کی صنعت مغربی پاکستان کے اکثر شہروں میں پائی جاتی ہے، شہر سیالکوٹ میں سُرمئی پنسل بکثرت تیار ہوتی ہے۔ یورپ اور امریکہ میں بھی پنسل سازی کی صنعت عام ہے۔ اور وہاں کی تیار شدہ پنسلیں دُنیا بھر میں مشہور ہیں۔

## سُرنگ (Mine)

ایک ہتھیار جو گولے کی شکل میں ہوتا ہے۔ اور اس میں دھماکہ سے اڑنے والا مادّہ بھرا ہوتا ہے۔ عام طور پر یہ ہتھیار بحری جہازوں کو تباہ کرنے کے کام میں آتا ہے۔ جہاز بچھی ہوئی سرنگ کے قریب سے گذرے یا اس سے متصادم ہو جائے تو دھماکہ پیدا ہوتا ہے جس سے جہاز اکثر غرق ہو جاتا ہے۔ سُرنگیں کئی طرح کی ہوتی ہیں۔

(۱) کنٹیکٹ مائن (Contact Mine) جو ایک لوہے کے لمبے رسّے کے ذریعہ سمندر کی تہ میں مضبوطی سے بندھی ہوتی ہے۔ کوئی چیز اس کے سینگوں Horns سے ٹکرا جائے تو یہ پھٹ جاتی ہے۔

(۲) مقناطیسی سرنگ (Magnetic Mine) اسے اکثر ہوائی جہاز سے پیراشوٹ کے ذریعہ سمندر پر گراتے ہیں۔ بناتے وقت میخیں ٹھونکنے اور ہتھوڑے مارنے کی وجہ سے جہازوں میں مقناطیسی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی کشش کی وجہ سے مقناطیسی سرنگ اڑ جاتی ہے۔

(۳) اکوسٹک لائن (Acoustic Mine)
پانی میں جہاز کی پتلیوں کے چلنے کی وجہ سے آواز کی لہروں میں ارتعاش پیدا ہوتا ہے جس کی وجہ سے یہ سرنگ سا پھٹ جاتی ہے۔

**سرنگیں اور زمین دوز ریلوے** ـ ولایت میں سرنگیں اور زمین دوز ریلوے بنی ہوئی ہیں اور ریلیں اسی طرح سے زمین کے نیچے چلتی ہیں جس طرح وہ زمین کے اوپر چلتی ہیں۔ سرنگوں کے اندر زمین دوز ریلوں کے اسٹیشن بنے ہوئے ہیں اور ان میں بھی کاروبار اسی طرح ہوتا ہے جس طرح کہ زمین کے اوپر۔ کوہستانی اور پہاڑی علاقوں میں سرنگیں اور زمین دوز سلسلے عام طور پر پائے جاتے ہیں۔ یورپ کے اکثر ممالک میں اور امریکہ کے بعض حصوں میں سرنگوں اور زمین دوز ریلوں کا سلسلہ باقاعدہ طور پر چلتا رہتا ہے۔ پاکستان اور ہندوستان میں زمین دوز ریلوں کا سسٹم مفقود ہے اور شاید کوئی وقت ایسا آجائے کہ یہاں بھی یہ سلسلہ رائج ہو جائے۔

**سروجنی نائیڈو** ـ ہندوستان کی مشہور خاتون، سیاسی رہنما اور شاعرہ۔ حیدر آباد، دکن میں ۱۳ فروری ۱۸۷۹ء کو پیدا ہوئیں۔ بارہ برس کی عمر میں مدراس یونیورسٹی سے امتحان میٹرکولیشن میں کامیابی حاصل کی۔ ۱۸۹۵ء میں حصول تعلیم کے لئے انگلستان گئیں۔ تین برس لندن اور کیمبرج میں گزار کر ۱۸۹۸ء میں واپس وطن آگئیں اور اسی سال ڈاکٹر جی نائیڈو، میڈیکل آفیسر انتظام سرکار سے شادی ہوئی۔ موسیٰ ندی کی طغیانی کے موقع پر متواتر دن رات امدادی کام کرتی رہیں جس پر شاہ ایڈورڈ ہفتم نے آپ کو "قیصر ہند" کا تمغہ دیا۔ ۱۹۱۴ء میں رائل سوسائٹی آف لٹریچر کی فیلو بنیں۔ ۱۹۱۵ء میں سروجنی ہندوستان کی ایک جادو بیان مقررہ تھیں۔ سوشل کانفرنس کلکتہ اور آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس دہلی کے عام اجلاس میں سروجنی کی فصیح و بلیغ تقریروں کی دھوم سارے ملک میں مچ گئی۔ سروجنی نائیڈو ، گاندھی جی کی پُرخلوص پیرو کار تھیں ۱۹۳۱ء کی گول میز کانفرنس میں بھی آپ نے شرکت کی۔

سیاست کے علاوہ شاعری کے میدان میں بھی سروجنی کو بڑی شہرت ملی۔ کم سنی سے شعر کہنے کا شوق پیدا ہوا۔ کئی زبانوں میں اُن کی شعری تخلیقات کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ انگریزی میں کئی کتابوں کی مصنفہ ہیں مثلاً (Golden Threshold) (Bird of Time) وغیرہ۔
انگریزی کے علاوہ اردو سے بھی انہیں بڑا لگاؤ تھا۔ تقسیم ہند کے بعد سروجنی نائیڈو کو صوبجات متحدہ کی گورنری دی گئی۔ ۲۔ مارچ ۱۹۴۹ء کو وفات پائی۔

**سرور جہاں آبادی** ـ منشی درگا سہائے نام۔ سرور تخلص۔ ۱۸۷۳ء میں جہاں آباد ضلع پیلی بھیت میں پیدا ہوئے۔ جہاں ان کے بزرگ قصبہ کے رئیس اور زمیندار تھے۔ اُردو فارسی کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد کچھ انگریزی بھی سیکھی۔ ایک کتاب "خون ناحق" تصنیف کی۔ جو آریہ سماجیوں میں بہت مقبول ہوئی۔
سرور جدید اُردو شاعری کے ایک رکن ہیں۔ آپ بہت جلد اور بے تکلف شعر کہتے تھے۔ تمام عمر مالی پریشانیوں میں گذری اور پریشانیوں سے تنگ آکر انہوں نے اپنا کلام بیچنا شروع کر دیا تھا۔
آپ نے ہر صنف میں طبع آزمائی کی لیکن "مسدس" خاص طور پر مرغوب تھی۔ مزاج میں حزن و یاس اور رنج والم غالب تھے، اسی لئے ان کے کلام میں درد اور سوز ہے۔ آپ کی نظمیں رسالہ "زمانہ" کانپور اور "ادیب" الہ آباد میں چھپتی تھیں۔ کثرت بادہ نوشی کی وجہ سے ۱۹۱۰ء میں ۳۷ سال کی عمر میں انتقال کیا۔

**سرور، رجب علی بیگ** ـ فسانۂ عجائب کے مصنف لکھنؤ کے سب سے قدیم اور مشہور نثار مرزا رجب علی بیگ سرور ۱۲۰۱ھ میں پیدا ہوئے۔ لکھنؤ میں ہی فارسی اور عربی کی تعلیم پائی۔ فن خطاطی، موسیقی اور شاعری میں درک رکھتے تھے۔ ظریف، بشاش بشاش اور خوش۔ ذاکی تھے۔ ۱۲۳۴ھ میں سرور کانپور چلے گئے۔ اور یہیں "فسانۂ عجائب" لکھی گئی۔ ۱۸۴۲ء میں سرور واجد علی شاہ کے درباری شعراء میں بمشاہرہ پچاس روپیہ ماہوار داخل ہوئے۔ سلطنت اودھ کے الحاق (۱۸۵۶ء) کے بعد سرور

بہت خستہ حال اور پریشان روزگار ہوگئے۔ ۱۸۵۹ء میں وہ بنارس چلے گئے۔ ۱۸۶۳ء میں سرور آنکھوں کے علاج کے لئے کلکتہ گئے اور مٹیا برج میں واجد علی شاہ سے بھی ملے۔ بنارس میں ۱۸۶۷ء (م ۱۲۸۴ھ) میں ان کا انتقال ہوا۔

سرور کا سب سے بڑا کارنامہ اُن کی تصنیف "فسانۂ عجائب" ہے۔ اس کا قصہ معمولی حسن و عشق کا افسانہ ہے۔ جس کے مضمون اور واقعات میں کوئی جدت نہیں اور عبارت اُس زمانے کی مروجہ فارسی کی تقلید میں پُرتکلف اور مقفیٰ و مسجع ہے۔ اس لحاظ سے سرور کا شمار اگلے زمانے کے لوگوں میں ہوتا ہے۔ سرور کی دیگر تصانیف "شمشیر خانی"، "شرر عشق"، "شگوفۂ محبت"، "گلزار سرور"، "شبستان سرور" وغیرہ ہیں جو اکثر فارسی کتابوں کے تراجم ہیں۔ ان سب کی عبارت "فسانۂ عجائب" کی طرح مقفیٰ اور مسجع ہے۔

**سروری عرفان اللہ بیگم** ۔ مغربی پاکستان کی مشہور خاتون جو قومی تحریکات اور طبقہ نسواں کی خدمت کے لئے نام پیدا کرچکی ہیں۔ پہلے آپ کی اقامت لاہور میں تھی جہاں مسٹر عرفان اللہ لاہور کارپوریشن میں چیف انجینئر تھے لیکن بعد میں اُن کے اسی عہدہ پر کراچی کارپوریشن میں فائز ہونے پر بیگم سروری کراچی میں قیام پذیر ہیں۔ آپ خواتین کی مسلم لیگ کی پریزیڈنٹ رہ چکی ہیں۔ اور انجمن خواتین پاکستان (APWA) کی سرگرم رکن ہیں۔ آپ کی سرگرمیاں اور اقوال و افعال بیشتر نسوانی بہبود اور قومی تربیت اور ترقی کے لئے وقف ہیں۔

**سرّی، حسین** ۔ مصری انجینئر اور سیاست دان ہیں۔ ۱۸۹۲ء میں پیدا ہوئے۔ مصر اور پیرس میں تعلیم پائی۔ ۱۹۱۶ء میں وزارت تعمیرات عامہ میں ملازمت اختیار کی۔ ۱۹۲۴ء میں اسی وزارت کے سیکریٹری جنرل ہوگئے۔ ۱۹۳۷ء میں وزیر تعمیرات عامہ مقرر ہوئے۔ (۱۹۴۰-۱۹۴۱ء) میں وزیر اعظم تھے۔

**سری رام، لالہ** ۔ لالہ سری رام ۱۸۷۵ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کا خاندانی سلسلہ راجہ ٹوڈرمل سے ملتا ہے۔ آپ کے والد آنریبل رائے بہادر مدن گوپال ایم۔اے بار ایٹ لا تھے۔

ابتدائی تعلیم دہلی میں پاکر اپنے والد کے ساتھ لاہور آگئے۔ وہاں ایم۔اے پاس کرنے کے بعد منصفی کا امتحان پاس کیا اور سول جج ہوگئے۔ ۱۹۰۷ء میں سرکاری ملازمت سے مستعفی ہوگئے۔ بقیہ عمر علمی مشاغل اور جائداد کے انتظام میں صرف کی۔

آپ تذکرۂ "ہزار داستان" المعروف "خمخانۂ جاوید" کے مصنف ہیں۔ یہ کتاب نظم اردو کی انسائیکلوپیڈیا یعنی "قاموس اعظم" کہلانے کی مستحق ہے۔ اس کے ذریعہ سینکڑوں گمنام شاعر روشناس ہوئے۔ آپ نے ۱۸۹۸ء میں "دیوان انور" اور ۱۹۰۲ء میں "مہتاب داغ" اور "ضمیمۂ مہتاب داغ" نہایت عمدگی سے شائع کیا تھا۔

**سریش** (Glue) ایک چپکنے والی چیز جسے ہڈیوں کے لیس دار چپکنے والے مادے جلاٹین (Gelatine) سے بناتے ہیں۔ لکڑی وغیرہ جوڑنے میں عموماً استعمال ہوتی ہے۔ نشاستہ اور شکر سے بھی سریش تیار ہوتی ہے۔ سیلولوز اور کیسین (جو دودھ کا جزو ہوتی ہے) کو حل کرکے بھی سریش بنتی ہے۔ سریش پاکستان میں بھی تیار ہوتی ہے اور شاہدرہ، راولپنڈی وغیرہ میں اس کے متعدد کارخانے ہیں۔

**سریش کا استعمال** ۔ بعض نوآموز لوگ سریش کو پیالے یا ٹین میں ڈال کر آگ پر رکھتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سریش جل کر خراب اور ناقابل استعمال ہوجاتی ہے۔ عمدہ سریش تیار کرنے کے لئے اُسے سریش کے مخصوص برتن میں پکانا چاہیئے۔ اس برتن کے دو خانے ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے سے متعلق۔ بڑا خانہ تین حصے گرم پانی سے بھر دیا جاتا ہے اور چھوٹے میں سریش ڈالی جاتی ہے۔ قبل ازیں سریش کے چھوٹے ٹکڑے کرکے اُس میں قدرے پانی ملا لیا جاتا ہے۔ ایسا کرنے سے جب تک باہر کے خانے میں پانی موجود رہتا ہے سریش جلنے نہیں پاتی۔ سریش جب اچھی طرح پگھل جائے تو لکڑی کے ساتھ آہستہ آہستہ بہنے لگتی ہے۔ اگر یہ جلد بہ نکلے تو سمجھ لو کہ ابھی پتلی ہے۔ جب گاڑھی ہو اور اسے پھیلانا مشکل ہو تو اس میں پانی ڈال کر گرم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

جوڑتے وقت خیال رکھنا چاہیئے کہ ٹوٹے ہوئے ٹکڑے ٹھیک ایک دوسرے کے ساتھ مل جائیں۔ اگر پہلے کسی اور گوند وغیرہ سے جوڑنے کی کوشش کی گئی ہو تو اس کے داغ

دھبے لکڑی کے ٹکڑوں سے دھو کر صاف کر لینے چاہئیں۔ تجربہ یہ ہے کہ لکڑی کے ٹکڑوں کو آگ دکھا کر گرم کر لیا جائے تاکہ سریش ٹھنڈی نہ ہو جائے۔ ٹوٹے ہوئے حصّوں پر سریش لگا کر ایک دوسرے کے ساتھ جوڑو۔ اور انگلیوں سے خوب دبا دو۔ ایسا کرتے وقت یہ بھی دیکھو کہ دبنے کے بعد سریش کی کافی مقدار باہر نکل آئی ہے۔ چھوٹے جوڑوں کے لئے بادامی کاغذ کے ایک طرف سریش لگا کر مرمّت شدہ حصّے پر رکھنا چاہیئے۔ کاغذ کے اوپر کے حصّے کو بھگو لو۔ اس پلستر سے شکستہ لکڑی کے ٹکڑے ایک دوسرے سے قریب تر ہو جائیں گے۔ جوڑ اگر بڑے ہوں تو ان پر سریش لگانے کے علاوہ کیلیں لگانے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ کیلوں کے لئے پہلے سے سوراخ کر لینے چاہئیں اور لگانے کے بعد کیلیں لگانی چاہئیں۔

کرسی کی ٹوٹی ہوئی ٹانگ مرمّت کرنی ہو تو جوڑوں پر گرم سریش لگاؤ اور شکستہ ٹکڑے ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ کر دبا دو۔ پھر مضبوطی سے باندھ دو اور اس کے اردگرد ڈوری لپیٹ دو۔ اگر کرسی کی ٹانگ دتری کونوں پر سے ٹوٹ گئی ہو تو شکستہ ٹکڑے ایک دوسرے پر رکھ کر تین چار سوراخ پیچ کش سے کر لو۔ سوراخ دونوں ٹکڑوں کے آرپار ہو جائیں۔ ان سوراخوں میں پیچ کس دو۔ پھر پیچ نکال لو۔ اور سریش کی مدد سے ٹوٹے ہوئے ٹکڑے جوڑ کر دوبارہ پیچوں کی مدد سے کس دو۔

**سریش ماہی** (Gelatine) ایک شفاف اور بلا ذائقہ مادّہ جو جانوروں کے پٹھوں اور نسوں کو پانی میں جوش دینے سے حاصل ہوتا ہے۔ اس کی کئی قسمیں ہیں۔ جن میں سے سریش ماہی جس کو انگریزی میں آئسن گلاس (Isin glass) کہتے ہیں۔ سب سے خالص ہوتی ہے۔ یہ سمندری مچھلیوں کے پھیپھڑوں اور جھلیوں سے حاصل کی جاتی ہے۔ دوسری قسم سریش عام ہے۔ جو مویشی اور چوپایوں کے کھروں۔ پایوں، ہڈیوں اور کھال سے بنائی جاتی ہے اور لکڑی کو جوڑنے اور دیگر عمارتی کاموں میں کام آتی ہے۔ کیمیائی رنگ میں اس کے اجزا کاربن، ہائیڈروجن، آکسیجن اور نائیٹروجن ہیں۔ سریش ماہی یا جیلیٹن چڑے جمانے سے لے کر فوٹوگرافی تک استعمال ہوتی ہے اور ایک نہایت مفید چیز ہے۔

**سریہ۔** غزوہ کے مقابلہ میں سریہ وہ جنگی سلسلہ جس



میں چند مسلح آدمی دشمنوں کے حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجے جائیں۔ جسے آجکل کے الفاظ میں "پٹرولنگ" (Patrolling) کہتے ہیں۔ تاریخ اسلام کے چند مشہور سرایا یہ ہیں: سریۂ غطفان (۲ھ) سریہ ابو سلمہ (۳ھ) سریۂ فدک (۶ھ) سریہ ذات سلاسل (۸ ہجری) وغیرہ

**سریۂ موتہ۔** صلح نامہ حدیبیہ کے بعد آنحضرت صلعم نے ہمسایہ بادشاہوں کو قبولِ اسلام کی دعوت دی۔ بنو غسان کے حکمران شرحبیل بن عمرو نے حضور صلعم کے قاصد حارث رضؓ کو شہید کر دیا۔ قصاص لینے کے لئے تین ہزار مجاہدین کو بھیجا گیا۔ غسان اور رومی لشکر کی تعداد ایک لاکھ تھی۔ موتہ کے مقام پر بڑے گھمسان کا رن پڑا۔ مسلمانوں کے تین سردار حضرت زیدؓ، حضرت جعفر بن ابی طالب اور حضرت عبداللہ بن رواحہ یکے بعد دیگرے کام آئے۔ بالآخر خالدؓ ابن ولید نے علم سنبھالا اور کمال تدبر کا ثبوت دیتے ہوئے لشکرِ اسلام کو دشمنوں کے نرغے سے نکال لائے۔

**سڑ جانا (خمیر اُٹھنا)** خمیر اٹھنا صحیح ہے اور خمیر ہونا غلط ہے۔ کسی کا گلنا سڑنا۔ اصطلاح میں اصل شے کا مواد چھوٹ جانا اور اس کی ہیئت اور اصلیت کا متغیر ہو جانا۔ محاورہ میں کسی چیز کا ناقابلِ استعمال حد تک خراب ہو جانا۔

**سڑکیں اور گلیاں** آمد و رفت کے ذرائع۔ انسان نے جب پہاڑوں اور غاروں کو چھوڑ کر بستیاں آباد کیں اور تمدن کی نشوونما ہوئی تو اس میں ذرائع آمد و رفت کو بڑی اہمیت حاصل ہوئی۔ سفر اور باربرداری کا ذریعہ جانور تھے اس لئے کچی سڑکیں بنائی گئیں۔ یہ سڑکیں عموماً بستی، قصبے یا شہر کے گرد و نواح تک محدود ہوتیں۔ دور دراز کا سفر جنگلوں اور ویرانوں میں سے گزر کر طے کیا جاتا۔ رفتہ رفتہ دوسرے شہروں کو ایک دوسرے سے ملانے کے لئے سڑکیں تعمیر کی جانے لگیں۔ رومیوں نے اپنے عروج کے زمانہ میں جب نئے شہر بسائے تو ان میں سڑکیں اور گلی کوچے بھی بنائے۔ پھر ان شہروں کو پختہ سڑکوں کے ذریعہ ایک دوسرے سے ملایا گیا۔ چنانچہ اس زمانے کی بعض سڑکیں آج تک موجود ہیں۔

ہندوستان کی پہلی بڑی سڑک بنگال سے پشاور تک

شیر شاہ سوری کے زمانہ میں بنائی گئی۔ موجودہ جرنیلی سڑک اُسی کے نقشِ قدم پر بنی ہے۔
سائنس کے دورِ جدید میں جب مشینی گاڑیاں اور موٹریں چلنے لگیں تو سڑکوں کی تعمیر میں بھی انقلاب آیا۔ کچی سڑکوں کی بجائے اینٹوں اور پتھروں کی پکی سڑکیں بنائی جانے لگیں۔ پھر تارکول کی سیاہ سڑکیں بنیں جو ربڑ کے پہیوں والی گاڑیوں کے لئے بڑی مفید تھیں۔ جدید زمانے کے متمدن ملکوں میں سڑکوں اور گلیوں کا ایک جال سا بچھا ہوا ہے۔ اور جس ملک میں آمد و رفت کے یہ ذرائع محدود ہوں اسے پسماندہ خیال کیا جاتا ہے۔

## سزائے بیگار (Penal Servitude)

یہ سزا "عبورِ دریائے شور" کے بدل کے طور پر تجویز ہوئی تھی۔ یہ کم از کم تین سال کے لئے ہے۔ پہلے سال کے ایک حصے میں قیدی دوسرے مجرموں سے الگ ایک کال کوٹھڑی میں بند رکھا جاتا ہے۔ بعد ازآں وہ دوسرے قیدیوں کے ساتھ محنت مشقت میں شرکت کرتا ہے۔ یہ اجتماعی محنت کھلی ہوا میں ہوتی ہے۔ اگر قیدی کا چلن درست ہو جائے تو اس کی سزا میں ایک چوتھائی تخفیف کر دی جاتی ہے۔
قید تنہائی میں مجرم کو ایک کال کوٹھڑی میں اکیلا بند کر دیا جاتا ہے۔ بعض ضدی اور ناقابلِ علاج مجرموں کے لئے تازیانے کی سزا مقرر ہے۔ عورتوں کو سزائے تازیانہ نہیں دی جاتی۔ عمر قید مجرم کے لئے ہوتی ہے۔ جو عملاً چودہ برس ہے۔ لیکن نیک چلنی کی وجہ سے مدتِ سزا میں رفتہ رفتہ کچھ کمی کر دی جاتی ہے۔

## سزائے قانون شکنی (Sanctions)

تحریری اور غیر تحریری قوانین کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف سزاؤں کی مختلف صورتیں ہیں اور معاشرتی رسوم و رواج کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف سوسائٹی میں مختلف سزائیں رائج ہیں
آج کل یہ اصطلاح عام طور پر بین الاقوامی قوانین اور مواعید کے خلاف اقدام کرنے والوں کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ یہ سزا عام طور پر دیگر ممالک کی طرف سے اس ملک کا عام مقاطعہ ہوتا ہے۔ مثلاً اس سے تجارتی، سفارتی اور اقتصادی تعلقات منقطع کر دیئے جاتے ہیں۔ بعض اوقات اس کے خلاف فوجی کارروائی بھی کی جا سکتی ہے۔ اقوامِ متحدہ کے منشور کی رُو سے "مجلسِ تحفظ" کو اس سزا کا اختیار حاصل ہے۔



## سسرو (Cicero) (۱۰۶-۴۳ ق م)

قدیم روم کا ایک سیاست دان جو اپنے وقت کا بہترین خطیب اور بلند پایہ انشا پرداز تھا۔

## سسلی (Sicily)

عربی میں صقلیہ۔ اٹلی کے جنوب میں بحیرۂ روم کا سب سے بڑا جزیرہ۔ علاقہ زیادہ تر پہاڑی ہے۔ آب و ہوا معتدل اور ساحلی مناظر بڑے دلکش ہیں۔ پھل بہت ہوتے ہیں۔ رقبہ ۹٫۹۲۵ مربع میل آبادی ۴٫۰۰۰٫۰۰۰۔
سسلی کی تاریخ بہت قدیم ہے۔ حضرت مسیحؑ سے بہت صدیاں پہلے سسلی آباد تھا اور مختلف قوموں کی توجہ کا مرکز بنا رہا۔ تاریخ کے مختلف ادوار میں یونانیوں، رومیوں، کارتھیجیوں، بازنطینیوں، عربوں اور نارمنوں نے یہاں اپنی حکومتیں قائم کیں۔ بنی اغلب کے حکمران زیادۃ اللہ نے ۲۰۸ھ (م ۸۲۳ء) میں سسلی پر چڑھائی کی اور ۲۱۶ھ (م ۸۳۱ء) میں پلرمو پر قبضہ کر لیا۔ تقریباً دو سو سال تک سسلی پر عرب حکمران رہے۔ ۱۰۷۱ء میں راجر اول کی سرکردگی میں نارمنوں نے پلرمو فتح کر کے ۱۰۹۱ء تک سارے سسلی پر قبضہ کر لیا۔ اس زمانے کے بعد "نارمن عرب" کلچر نے سسلی میں نشو و نما پائی۔ سسلی کے بڑے شہروں میں اب تک عربوں اور نارمنوں کے آثار ملتے ہیں۔ نارمن عہد کے بعد کئی صدیوں تک سسلی فرانس، جرمن، اور سپین کے نوابوں کی غارت گری کا مرکز بنا رہا۔ حتیٰ کہ ۱۸۶۰ء میں گری بالڈی نے سسلی کو اٹلی کے ساتھ ملا لیا۔ سسلی کے باشندے یونانی، اطالوی اور عربی مخلوط نسل کے ہیں۔ پلرمو بڑا شہر ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے اہم شہر مسینا، کٹانیا، ترا پانی، اور مرسالہ ہیں۔

## سطح (Surface)

یہ دو قسم کی ہوتی ہے۔ مستوی اور غیر مستوی یعنی ہموار اور ناہموار۔ سطح مستوی وہ ہے کہ اس پر جس قدر خطوطِ مستقیم کھینچے جائیں وہ سب ہر مقام پر اس سے برابر ملے رہیں۔ کہیں نشیب و فراز واقع نہ ہو۔ اور غیر مستوی اس کے برعکس ہے۔

**سطح پیما** (Spirit Level) ایک آلہ جسے معمار یہ معلوم کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں کہ کوئی سطح اُفقاً یا عموداً درست واقع ہے کہ نہیں۔

یہ آلہ مستطیل لکڑی کا بنا ہوتا ہے، جو ہر طرف سے بالکل سیدھی ہوتی ہے۔ اکثر اوقات پیتل کی پتریں لگا کر آلہ کی ہر سطح کو بالکل محفوظ رکھا جاتا ہے۔ لمبائی میں آلے کے بیچوں بیچ شیشہ کی ایک نلکی میں الکحل بھری ہوتی ہے جس میں ہوا کا ایک بلبلا ہوتا ہے۔ بسا اوقات کسی ایک سرے پر بھی ایسی ہی ایک اور نلکی ہوتی ہے۔ اُس میں بھی الکحل کے اندر بلبلا ہوتا ہے۔

بہت رقیق ہونے کی وجہ سے الکحل استعمال کی جاتی ہے اور اس کے استعمال کی دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ موسم سرما میں منجمد نہیں ہوتی۔ شیشے کی نلکی پر دو نشانات بنے ہوتے ہیں۔ اگر آلہ کو کسی ہموار سطح پر لٹا یا جائے تو بلبلا ان نشانات کے بیچ میں ٹھہرے گا۔ اگر اس میں فرق ہو تو سمجھ لیجئے کہ سطح اُفقاً ٹھیک واقع نہیں ہے اس طرح اگر آلے کو عموداً کسی دیوار سے لگا کر دیکھا جائے تو اگر دیوار بالکل سیدھی ہے تو بلبلا سرے والی نلکی کے نشانات کے درمیان میں ٹھہرے گا۔
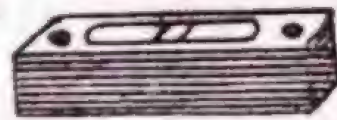
**سطح مرتفع** (Plateau) پتھریلی اور بنجر سرزمین۔ میدان کی نسبت بہت اُونچی اور اوپر جا کر میز کی سطح کی مانند چوڑی ہوتی ہے۔ اس قسم کی زمین سطح سمندر سے بتدریج بلند ہوتی ہوئی بعض اوقات تین ہزار فٹ کی بلندی تک پہنچ جاتی ہے۔ ایسی زمین کو جغرافیہ کی اصطلاح میں "سطح مرتفع" یعنی بلند اور ہموار زمین کہتے ہیں۔ تبت کی سطح مرتفع ایک مشہور مثال ہے۔

**سعدؓ ابن ابی وقاص** مشہور صحابیؓ اور اسلامی جرنیل۔ باپ کا نام مالک ابن وہب تھا۔ ۱۷ برس کی عمر میں مسلمان ہوئے۔ آپ کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہوتا ہے۔ بدر، اُحد اور دوسرے غزوات میں شریک ہوئے۔

حضرت عمرؓ نے ان کو ایران میں رستم کے خلاف افواج اسلامی کا سپہ سالار بنا کر بھیجا تھا۔ جنگ قادسیہ سنہ ۶۳۶ء میں گو بیمار تھے لیکن فوج کی برابر کمان کرتے رہے۔ یزدگرد کے فرار ہو جانے پر مدائن پر قبضہ کر لیا۔ کوفہ کے گورنر بنا دیئے گئے لیکن جب وہاں کے لوگوں نے ان کی شکایت کی تو حضرت عثمانؓ نے ان کو معزول کر دیا۔

حضرت عمرؓ نے ان کو بھی منجملہ اپنے جانشینوں کے تجویز فرمایا تھا مگر انہوں نے عہدہ خلافت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد لوگوں نے ان کو خلافت کے واسطے کھڑا کرنا چاہا مگر پھر انکار کر دیا۔ آپ نے حضرت علیؓ کی بیعت کی اور لعقیق چلے گئے اور وہیں سنہ ۶۷۰ء/۵۰ھ یا ۶۷۴ء/۵۵ھ میں بعمر ۷۰ سال انتقال فرمایا اور مدینہ منورہ میں دفن ہوئے۔

**سعدؓ بن حبتہ**۔ نام سعد۔ عرف ابن حبتہ جو ان کی والدہ تھیں۔ قبیلہ بجیلہ۔ والدہ کے ساتھ صغر سنی ہی میں اسلام قبول کیا اور ۱۵ برس کی عمر میں غزوہ خندق میں شرکت کی۔ حضورؐ نے ان کی جانبازی ملاحظہ فرما کر ان کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

آنحضرتؐ کے مقبول صحابہ میں سے ہیں۔ تین بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑی۔ حنفی فقہ کے دست راست اور اسلام کے سب سے پہلے قاضی القضاۃ امام ابو یوسفؒ انہی کی اولاد سے ہیں۔

رسول اللہؐ کے وصال کے بعد کوفہ میں مستقل رہائش اختیار کی۔ اور وہیں وفات پائی۔

**سعدؓ بن ربیع**۔ قبیلہ خزرج کے رئیس اور حضورؐ کے ممتاز صحابہ میں سے تھے۔ بیعت عقبہ اولیٰ میں مسلمان ہوئے۔ اپنے قبیلہ کے نقیب تھے۔ اسلامی اخوت کا بہترین مظاہرہ کرنے والے انصار میں سے ہیں۔ اپنے تمام مال ومتاع، جائداد، زمین وغیرہ میں سے نصف مہاجرین کو دے دیا۔ یہاں تک کہ دو بیویوں میں سے ایک بیوی بھی حضرت عبدالرحمنؓ مہاجر کو پیش کی۔ جنہوں نے یہ پیشکش بصد احترام شکریہ کے ساتھ واپس کر دی۔

تعلیم و تربیت بہت اچھی پائی تھی۔ اور کتابت بھی اچھی جانتے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ آپ کا بے حد

احترام کرتے تھے۔ اور دوسرے تمام صحابہؓ بھی آپ کی بہت عزت کرتے تھے۔

غزوہ اُحد میں دشمنوں کے نیزوں کے بارہ زخم آئے۔ اور شہادت پائی۔

آپ کے چچا خارجہ بن زید بن ابی زہیر بھی آپ کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کئے گئے۔

**سعدؓ بن زید** مشہور صحابی سعد بن زید الانصاری الاشہلی۔ بقول ابن اسحاق ان کا سلسلۂ نسب سعد بن زید زید بن مالک بن عبید بن کعب بن عبید الاشہل ہے غزوۂ بدر میں شریک تھے۔ اور بعد کے غزوات میں بھی شرکت اختیار کی اور حضورؐ کے ہمرکاب رہنے کا فخر حاصل کیا۔ جنگِ عقبہ میں بقول واقدی خاص طور پر شریک ہوئے اور کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔

**سعدؓ بن عائذ** حضرت عمارؓ بن یاسرؓ مشہور صحابی کے غلام تھے۔ اور سعد القرظ کے نام سے موسوم ہیں۔ حضورؐ نے انہیں مقام قباء میں اپنا موذن مقرر فرمایا۔ جب حضورؐ کا وصال ہو گیا اور حضرت بلالؓ نے اذان چھوڑ دی تو حضرت ابوبکرؓ نے سعد بن القرظ کو مسجد نبوی میں منتقل فرما دیا اور آپ اپنی وفات تک اذان دیتے رہے۔ اور بعدہٗ ان کے ورثاء امام مالکؒ کے زمانے تک موذن کا منصب ادا کرتے رہے بعض فضلا اس روایت کے بھی ذمہ دار ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اذان کی خاطر انہیں قباء سے مدینہ منتقل فرمایا۔ یہ بھی روایت ہے کہ آپ حضورؐ کے لئے اذان فرمایا کرتے تھے اور حضرت بلالؓ نے انہیں اپنے سفرِ شام سے پیشتر حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت میں اذان کی ذمہ داری سونپی۔

**سعدؓ بن عبادہ** - نام سعد - کنیت ابوثابت و ابوقیس۔ لقب سید الخزرج۔ قبیلہ خزرج۔ خاندان ساعدہ۔ خاندانی رئیس اور اپنے قبیلے کے سردار تھے۔ تیراکی اور تیر اندازی میں ماہر تھے۔ انصار میں صرف آپ ہی لکھنا جانتے تھے۔

بیعتِ عقبۂ ثانیہ میں اسلام لائے۔ اور وہ کارہائے نمایاں کئے کہ ان کا شمار بڑے پایہ کے مسلمانوں اور عظیم المرتبت صحابہ میں ہوتا ہے۔ ان کے مسلمان ہونے پر کفارِ قریش میں بہت ہی کھلبلی مچ گئی۔ انہیں علم تھا کہ سعدؓ کے مسلمان ہو جانے پر مسلمان بہت نڈر اور دلیر ہو جائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے ایک دو بار حضرت سعدؓ کو اذیت بھی پہنچائی۔

انصار نے بیعت کے وقت صرف یہ عہد کیا تھا کہ جو مدینہ پر چڑھ آئے گا۔ انصار اس سے لڑیں گے۔ ورنہ وہ کسی دوسری جنگ میں حصہ نہ لیں گے۔ جب جنگِ بدر کی تیاری شروع ہوئی، تو نبی اکرمؐ نے حضرت عمرؓ اور ابوبکرؓ سے جنگ میں شرکت کے متعلق بار بار دریافت کیا۔ حضرت سعدؓ وہاں موجود تھے۔ انہوں نے فوراً اعلان کر دیا۔ کہ انصار کی طرف سے میں ذمہ لیتا ہوں۔ وہ ہر معرکہ میں آپ کے پہلو بہ پہلو لڑیں گے۔

سنہ ھ میں جب آنحضرتؐ نے غابہ پر حملہ کیا۔ تو آپ کو ۳۰۰ آدمیوں پر مقرر کر کے مدینہ کی حفاظت کے لئے چھوڑ گئے۔ فتح مکہ کے دن اپنے قبیلہ کا جھنڈا اٹھائے افرادِ قبیلہ کے آگے آگے جا رہے تھے۔ میدانِ جنگ میں ہر جگہ انصار کے یہی علمبردار ہوتے تھے قبیلہ اوس اور خزرج میں کوئی ان کا ہم پلہ نہ تھا۔

رسول اللہؐ کی وفات کے بعد آپ چاہتے تھے کہ خلیفہ انصار میں سے منتخب ہو لیکن ایسا نہ ہو سکا جب حضرت ابوبکرؓ خلیفہ منتخب ہوئے، تو حضرت سعدؓ نے ان کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان کی فضیلت کے پیشِ نظر انہیں کچھ نہ کہا۔ آپ کے دورِ خلافت تک حضرت سعدؓ مدینہ میں بیمار رہے۔ بعد میں دمشق کے قریب حوران کے علاقے میں سکونت اختیار کر لی۔

سنہ ھ میں کسی نے آپ کو شہید کر کے غسل خانہ میں پھینک دیا۔ لاش دستیاب ہونے پر قاتل کی تلاش کی گئی۔ لیکن پتہ نہ چلا۔

آپ نے رسول اللہؐ کی احادیث تحریر کیں۔ اور ان کی اشاعت بھی کی۔ موجودہ کتب احادیث میں بیشتر احادیث آپ کی طرف منسوب ہیں۔

آپ بہت زیادہ نرم دل تھے۔ اور سخاوت کے بارہ میں تمام عرب میں مشہور تھے۔

غزوہ اُحد میں جب تمام مدینہ خطرہ میں پڑ گیا اور کفار کی کامیابی نظر آنے لگی تو آپ نے اپنا گھر چھوڑ کر رسول اللہؐ کے مکان پر پہرہ دینا شروع کر دیا۔

**سعدؓ بن مالک** ۔ مشہور اور ممتاز صحابی۔ نسب یوں ہے سعد بن مالک بن سنان بن عبید بن ثعلبہ بن الابجر کنیت "ابو سعید خدری" سے مشہور ہیں۔ غزوۂ "خندق" میں اور حضورؐ کے ساتھ کم و بیش دس غزوات میں شامل ہوئے۔ انہیں حضورؐ کی بہت سی روایتیں یاد تھیں۔ بلند پایہ انصار میں سے تھے۔ اور جید عالم اور فاضل تھے۔ ۷۴ھ میں فوت ہوئے۔ صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت نے ان سے روایت کی ہے۔

**سعدؓ بن معاذ** ۔ مشہور اور جلیل القدر انصاری تھے۔ قبیلہ عبد الاشہل کے سردار تھے۔ ہجرت سے پہلے مصعب بن عمیر کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور ان کے سلب سے ان کا تمام قبیلہ بھی مسلمان ہو گیا۔ ان کا اسلام لانا عقبہ اولیٰ اور عقبہ ثانیہ کے درمیان کا واقعہ ہے۔

بدر سے پہلے حضورؐ کو جاں نثاری کا یقین دلایا۔ جنگ میں قبیلہ اوس کا جھنڈا ان کے پاس تھا۔ اُحد میں حضورؐ کے آستانہ پر پہرہ دار مقرر ہوئے۔ اور حضورؐ کے ساتھ جو دو صحابیؓ ثابت قدم رہے ان میں سے ایک یہ تھے۔ بنو قریظہ انہی کے حکم سے جلا وطن ہوئے۔

غزوۂ خندق میں ایک کاری زخم لگا اور شہادت پائی۔

**سعدؓ بن وعب الجہنی** ۔ حضورؐ کے صحابی تھے۔ ان کے جدِ امجد غیان نام کے تھے۔ ان کے قبیلہ کے لوگ حضورؐ کے پاس قبولِ اسلام کی خاطر حاضر ہوئے۔ ان کا اصل وطن غواد تھا۔ حضورؐ کے استفسار پر جو انہوں نے اپنا وطن غواد بتلایا تو حضورؐ نے ان کے قبیلے کا نام رشدان میں اور مقام کا نام رشاد میں تبدیل فرما دیا۔

**سعد فہمی** ۔ مصری انجینئر اور یونیورسٹی پروفیسر ہیں۔ ۱۸۸۹ء میں پیدا ہوئے۔ مصر اور انگلستان میں تعلیم حاصل کی۔

۱۹۲۷ء میں قاہرہ کے انجینئرنگ سکول میں پروفیسر مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۶ء میں فنی تعلیم کے کنٹرولر بنائے گئے۔ تین سال بعد کنٹرولر صنعت و حرفت کے عہدہ پر منتقل ہو گئے۔ پھر سکولوں کے کنٹرولر جنرل بنائے گئے۔ وہاں سے ریلوے کے انسپکٹر جنرل ہوئے۔ ۱۹۴۲ء میں فاروق اوّل یونیورسٹی میں پروفیسر مقرر ہوئے۔ اور کچھ عرصہ بعد فیکلٹی آف انجینئرنگ کے ڈین کے عہدہ پر ترقی پائی۔

**سعدی** (شیخ) (۱۱۸۴ء تا ۱۲۹۲ء) ایران کے ایک بڑی شہرت کے مالک شاعر شیخ مصلح الدین شیرازی کا تخلص۔ یہ شاعر ایک پختہ کلام اور پیدائشی ادیب تھا۔ نظم و نثر میں برابر دسترس رکھتا تھا اور نثر اس قدر سلیس اور بلیغ لکھتا تھا کہ اس کا اب تک جواب پیدا نہیں ہو سکا۔ نظم کا نثر کے ساتھ پیوند لگا کر سلسلہ بیان قائم کرنا اسی کی ایجاد ہے۔ نثر میں اس کے چھوٹے چھوٹے فقرے ایک دفعہ زبان پر چڑھ جائیں تو بالکل نہیں نکلتے۔ مثلاً "دامن از کجا آرم کہ جامہ ندارم"۔ "چہ حرام زادہ مردمانند کہ سنگ ہا را بستہ و سگ ہا را کشادہ"۔ اس قسم کے فقرات میں ظہوری نے بھی شہرت حاصل کی ہے لیکن اس کے فقرات دقیق ہیں کہ سرح سے سمجھ میں آتے ہیں۔ برخلاف اس کے سعدی کا کلام نہایت سادہ ہے۔ نثر کے علاوہ نظم کی ہر صنف میں اس نے کمال دکھایا ہے۔ آخری خلیفۂ بغداد کی موت پر جو مرثیہ لکھا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ اور اس کا پہلا جملہ اس قدر درد ناک ہے کہ دل کو ہلا دیتا ہے۔ "آسماں را حق بود گر خون ببارد بر زمین"۔ قصیدے جو اپنے ممدوح سعد بن زنگی کی مدح میں لکھے ہیں۔ وہ بھی بہت بلند پایہ ہیں۔ اسی بادشاہ کی نسبت سے اس نے تخلص سعدی اختیار کیا۔ مثنوی اور پند لکھنے میں گلستاں اور بوستاں اس کے شاہکار ہیں۔ جن کی آج تک شہرت قائم ہے۔ غزل میں بھی وہ کمال حاصل کیا کہ آج تک کوئی ہمسر پیدا نہ ہو سکا۔

## سعودی عرب (Saudi Arabia)

جزیرہ نمائے عرب کے ان علاقوں کا مجموعی نام جن پر اب سلطان سعود کی حکومت قائم ہے۔ نجد اور حجاز دو اہم اور بڑے علاقے ہیں۔ رقبہ ۸،۵۰،۰۰۰ مربع میل اور آبادی ۶۱ لاکھ کے قریب ہے۔ حجاز کا دار الحکومت

مکہ معظمہ ہے اور نجد کا ریاض۔ لیکن اب مکہ معظمہ کو سعودی عرب کے دار الحکومت اوّل کی حیثیت حاصل ہے۔ اور ریاض کو دار الحکومت ثانی کی۔ سعودی عرب کے باشندے اہلِ اسلام ہیں۔ جدّہ مشہور بندرگاہ ہے۔ ترکوں کی تعمیر کردہ حجاز ریلوے مدینہ طیبہ اور دمشق کو ملاتی تھی لیکن فی الحال بند پڑی ہے۔ ۲۰ مئی ۱۹۲۷ء سے معاہدہ جدّہ کی رو سے سلطان عبدالعزیز ابن سعود کو سعودی عرب (نجد اور حجاز) کا خود مختار حکمران تسلیم کیا گیا۔ اس سے پہلے سلطان صرف نجد پر حکومت کرتا تھا۔ ۱۹۲۶ء میں انہوں نے حجاز فتح کیا اور ۱۹۳۲ء میں اپنی مملکت کا نام سعودی عرب رکھا۔ اس سے قبل یہ ملک بہت پسماندہ تھا۔ لیکن اب سعودی عرب میں سڑکوں کی تعمیر، زراعت کی توسیع اور معدنیات کی دریافت روز افزوں ترقی پر ہے۔

سعودی عرب کے مشرقی حصّہ میں تیل کے چشمے بھی دریافت ہوئے ہیں جن سے تیل برآمد کرنے کے حقوق "سٹینڈرڈ آئل کمپنی" کو حاصل ہیں۔ یہ کمپنی ۱۹۹۹ء تک تیل برآمد کرنے کی مجاز ہوگی اور اس تمام مدّت میں سلطان ابن سعود اور ان کے ورثاء کو پچاس کروڑ ڈالر کی رقم ادا کرے گی۔ کمپنی کے تین چوتھائی کارندے سعودی عرب کے باشندے ہیں۔ جن میں اعلیٰ عہدے دار بھی شامل ہیں۔ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان ایک جگہ سونے کی کانیں بھی موجود ہیں۔ جن سے اب جدید ذرائع کی بدولت سونا برآمد ہوتا ہے۔

سعودی عرب کے اندرونی علاقوں میں حکومت کی سرپرستی اور ہدایت کے ماتحت بڑے بڑے زراعتی ادارے قائم ہو چکے ہیں۔ اور نلوں کے ذریعہ سے پانی برآمد کر کے ہزارہا ایکڑ زمین کو سیراب کیا جا رہا ہے۔ ان نو سیراب علاقوں میں پھلوں، ترکاریوں اور اناج کی کاشت ہوتی ہے۔ گذشتہ پچیس برس کی مدّت میں سعودی عرب کے شہری اور فوجی انتظامات میں بھی اہم تغیرات رونما ہوئے ہیں۔ فوج کو نئے طریقہ پر تربیت دی گئی ہے اور اسے جدید اسلحہ سے لیس کیا گیا ہے۔ پولیس کے تمام اہم اسٹیشنوں کو وائرلیس کے ذریعہ سے ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ رکھا جاتا ہے۔

**سعی (صفا و مروہ)** یعنی کوشش۔ لیکن اہلِ اسلام کی اصطلاح میں صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان سات مرتبہ دوڑنا، لوازم حج اور عمرہ سے ہے۔ طواف کعبہ کرنے کے بعد حاجی پہلے صفا پر چڑھتا ہے پھر خانۂ کعبہ کی طرف منہ کر کے تین مرتبہ تکبیر (تہلیل) حمد و ثنا کہتا اور ہر مرتبہ ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگتا ہے۔ پھر مروہ کی طرف دوڑ کر جاتا ہے اور اس پر چڑھ کر یہاں بھی خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے تین تین مرتبہ تکبیر کہتا اور دعائیں مانگتا ہے۔ اسی طرح صفا اور مروہ کے سات پھیرے کرنے ہوتے ہیں۔ میدانی علاقہ میں دوڑنے اور چڑھنے اُترنے میں آہستگی اختیار کرنا ضروری ہے۔

**سعیدؓ بن العاص**۔ ماں کا نام ام کلثوم۔ خاندان بنی امیہ۔ ان کے والد عاص اپنے خاندان کے رئیس اور بڑے دبدبہ کے مالک تھے جو جنگِ بدر میں حضرت علیؓ کے ہاتھوں مارے گئے۔

جب آپ کا گھرانہ مسلمان ہوا تو اس وقت آپ کی عمر تقریباً ۸ برس کی تھی۔ آپ کی پیدائش ۱ھ میں ہوئی۔ اور حضرت عثمانؓ کے عہدِ خلافت میں شباب کو پہنچے چنانچہ خاندانی حفظِ مراتب کے طور پر حضرت عثمانؓ نے ۲۹ھ میں ولید بن عقبہ کی جگہ کوفہ کا گورنر مقرر کیا۔ اسی سال آپ نے جرجان اور طبرستان فتح کر لیا۔ ۳۴ھ میں گورنری سے ہٹا دیئے گئے۔ امیر معاویہؓ نے خلیفہ بننے کے بعد انہیں مدینہ کا عامل مقرر کیا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد انہیں معزول کر کے مروان کو ان کی جگہ گورنر مقرر کر دیا۔

وفات ۵۹ھ میں ہوئی۔

آپ بڑے شجاع اور بہادر تھے۔ خاندانی ثروت اور اقبال کی وجہ سے مزاج میں نخوت تھی۔ حضرت عثمانؓ نے قرآن پاک ترتیب دینے کے لئے صحابہ کی جو جماعت مقرر کی۔ اس میں آپ بھی تھے۔ آپ صحابہ کے زمرہ میں بڑے عالم اور فاضل سمجھے جاتے تھے۔

**سعیدؓ بن جبیر**۔ کنیت ابو عبداللہ۔ آپ ائمہ کبار میں سے ہیں۔ علم حدیث میں آپ لاثانی تھے۔ اور فقہ میں بھی کمال حاصل تھا۔ صحابۂ کرام سے وقتاً فوقتاً جو جو مسائل اور احادیث سنتے اپنے پاس لکھ کر محفوظ رکھ لیتے۔ قرآن پاک کے بہت اعلیٰ قاری تھے قرأت اور تفسیر کا فن انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے سیکھا۔

علمِ ریاضی کے بھی بڑے ماہر تھے۔

حجاج بن یوسف ثقفی ان کی بڑی تعظیم کرتا تھا۔ اس نے انہیں کوفہ کا قاضی مقرر کیا۔ لیکن آپ حجاج کو اس کے افعال کی وجہ سے ہمیشہ بُرا جانتے تھے۔ چنانچہ جب ابن اشعث نے حجاج اور بنو امیہ کے خلاف جنگ کی۔ تو سعیدؒ بن جبیر نے ابن اشعث کا ساتھ دیا۔ جب ابن اشعث کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ نکلا۔ تو سعید بن جبیر کو قید کر کے حجاج کے پاس لایا گیا۔ جس نے انہیں قتل کروا دیا۔

**سعید بن زید** ۔ کنیت ابو الاعور۔ والد کا نام زید۔ ایامِ جاہلیت میں عرب لڑکیوں کو زندہ گاڑ دیا کرتے تھے۔ حضرت زیدؓ نے انہیں اسی ظلم سے باز رکھنے کا طریقہ اختیار کر رکھا تھا کہ ایسی لڑکیوں کو ان کے والدین سے لے کر خود پال لیتے۔ اور جب وہ جوان ہو جاتیں۔ تو والدین کے سپرد کر دیتے۔ یا اُن کی اجازت سے خود ہی اس کی سرپرستی کا ذمہ لے لیتے۔

حضرت سعیدؓ بھی والد کی طرح بڑے رحمدل اور فیاض تھے۔ آپ بھائی بیوی حضرت فاطمہؓ کے حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔ حضرت فاطمہؓ حضرت عمرؓ بن خطاب کی ہمشیرہ تھیں۔ حضرت عمرؓ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے کہ انہیں اپنی ہمشیرہ فاطمہؓ اور بہنوئی سعیدؓ کے مسلمان ہونے کی خبر ملی۔ چنانچہ غضبناک ہو کر گھر میں داخل ہوئے۔ اور ہر دو کو زدوکوب کرنا شروع کر دیا۔ لیکن جب وہ دینِ اسلام پر مستقل مزاجی سے قائم رہے۔ تو حضرت عمرؓ خاموش ہو گئے اور کلامِ پاک سے متاثر ہو کر خود بھی مسلمان ہو گئے۔

آپ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی اور تمام غزوات میں رسول اللہؐ کا ساتھ دیا۔ دمشق اور یرموک کی جنگ میں بھی نمایاں حصہ لیا۔ اور حضرت ابو عبیدہؓ نے انہیں کچھ عرصہ کے لئے دمشق کا گورنر بھی مقرر کیا تھا۔ ۵۱ھ میں بعمر ۷۰ برس بمقام عقیق وفات پائی۔

آپ نہایت نیک خصلت اور سادہ زندگی بسر کرنے والے صحابہؓ میں سے تھے۔ آپ نے متعدد شادیاں کیں۔ اور کثیر الاولاد تھے۔

**سعیدؓ بن عامر بن حذیم** ۔ آپ غزوہ خیبر سے قبل مسلمان ہوئے اور مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی اور غزوہ خیبر اور بعد کے تمام جنگی معرکوں میں شریک ہوئے۔ حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت میں جنگِ یرموک کی امدادی فوج کے ہمراہ بھیجے گئے۔ انہی کے عہد میں حمص کے گورنر مقرر ہوئے۔ اور انہی کے عہدِ خلافت میں بعمر ۴۰ برس وفات پائی۔

گورنری کے زمانہ میں بھی فقیرانہ طریقہ سے رہتے تھے اور رعایا اور عوام کی فلاح و بہبود کا بڑا خیال رکھتے تھے۔

**سعیدؒ بن مسیب** ۔ نام سعید۔ کنیت ابو محمد۔ ان کے والد مسیب رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے۔ اور بڑے جلیل القدر صحابی تھے۔

سعیدؒ ۲؁ھ میں پیدا ہوئے۔ اور بالغ ہو کر وہ نام پیدا کیا کہ مدینہ کے سات مشہور فقہا میں ان کا شمار ہونے لگا۔ اور انہیں "فقیہ الفقہاء" کہا جانے لگا۔ آپ بہت بڑے امام اور محدث تھے۔ امام زین العابدین نے بھی آپ کو بہت عظیم المرتبت عالم کہا ہے۔

جابر بن اسود نے جو عبد اللہ بن زبیرؓ کے حق میں ان سے بیعت لینے آیا تھا۔ آپ کے انکار پر آپ کو کوڑے لگوائے۔ لیکن آپ نے بیعت نہ کی۔ عبد اللہ بن زبیر کے بعد عبد الملک خلیفہ ہوا۔ تو آپ نے اس کی بھی مخالفت کی۔ اس پر عبد الملک نے انہیں قید کر دیا۔ لیکن بعد میں رہا کر دیا۔

ولید کے عہدِ حکومت میں ۹۴؁ھ میں بعمر ۷۵ برس وفات پائی۔

محدثین اور اربابِ فن کے نزدیک ان کی روایات کا پایہ بہت بلند اور مستند ہے۔ حسن بصری جیسے بزرگ بھی کئی مسائل میں ان سے ہدایت حاصل کرتے تھے۔ آپ خواب کی تعبیر بتانے میں بڑے ماہر تھے۔ چنانچہ دُور دُور سے لوگ آپ سے تعبیریں پوچھنے آیا کرتے تھے۔

انہیں حکومت کی طرف سے وظیفہ ملتا تھا۔ جو انہوں نے لینا بند کر دیا۔ چنانچہ ان کی تیس ہزار کی رقم بیت المال میں جمع ہو گئی۔ کئی بار انہیں وصولی کے لئے بلایا گیا۔ لیکن ہر مرتبہ انکار سے کام لیا۔

**سفّاح** ۔ (دیکھو "ابو العباس سفّاحؒ")

**سفارت خانے** ۔ (Embassies) سیاسی

طور پر تمام متمدن اور مہذب ممالک اور ترقی یافتہ حکومتوں نے اپنے اپنے صدر مقامات میں سفارت خانے قائم کر رکھے ہیں جہاں غیر ملکی اور دیگر مملکتوں کے سفیر اپنے دفاتر سمیت رہتے ہیں۔ سفارت خانے اور ان کے حلقے بعض قانونی مراعات کے مجاز ہوتے ہیں۔ سفیروں کو بمقابلہ عام رعایا خصوصی امتیازات حاصل ہوتے ہیں۔ سفیر پختہ کار سیاست دان اور اپنی اپنی حکومتوں کے مفاد کے محافظ ہوتے ہیں۔ جن ممالک میں دوسرے ممالک کے سفیر ہوتے ہیں۔ ان کے اپنے انہی ممالک میں تعینات ہوتے ہیں۔

## سفارتی تھیلا (Diplomatic Pouch)

وہ سر بمہر تھیلا جس میں کسی ملک کے محکمۂ امورِ خارجہ اور دوسرے ممالک میں اس کے سفارتی نمائندوں کے درمیان سفارتی خط و کتابت کی ترسیل ہوتی ہے۔ عام طور پر ایسی خط و کتابت کی کوئی جانچ پڑتال نہیں کی جاتی۔ اور راستے میں بھی اسے مکمل طور پر محفوظ اور خفیہ رکھا جاتا ہے۔

## سفارتی مراعات (Diplomatic Privileges)

عام طور پر ایک سفیر جو کسی حکمران یا ملکی حکومت کا نمائندہ متصور ہوتا ہے۔ اس غیر ملک کے قوانین کے اطلاق سے مستثنیٰ ہوتا ہے۔ جہاں وہ بطور نمائندہ مقرر ہوتا ہے۔ اس غیر ملکی حکومت کی طرف سے اس کے فرائض کی انجام دہی کے سلسلے میں رکاوٹ نہیں ڈالی جاتی۔ علاوہ ازیں اس کا دفتر اس کا مکان اس کا خاندان، اور اس کا عملہ بھی کم و بیش مقامی قانون کے اطلاق سے مستثنیٰ ہوتا ہے۔ اس قسم کے سفارتی استحقاق، متمدن ممالک میں باہم متبادل ہوتے ہیں۔

بسا اوقات سفیر اور ان کے عملے بعض مقامی قوانین اور قواعد و ضوابط سے مستثنیٰ نہیں ہوتے۔ مثلاً ٹیکس کی ادائیگی سے متعلق قواعد اور بعض نجی قسم کے کاروبار سے متعلقہ ضوابط۔ نیز بعض مخصوص حالات میں غیر ملکی سفارتی ایجنٹ، رضاکارانہ طور پر مقامی قانون کے اطلاق کو قبول کر لیتے ہیں۔

## سفارتی ملازمت (Diplomatic Service)

کسی ملک کی حکومت میں سول سروس کے اس شعبہ کا نام جس کا منصب دوسرے ملکوں کی برسرِ اقتدار حکومتوں سے دوستانہ تعلقات استوار کرنا ہیں۔ اٹھارویں صدی عیسوی سے قبل یورپی ملکوں میں سفارتی ملازمت کے شعبہ کی تخصیص نہ تھی۔ ۱۸۱۸ء کے بعد سفارتی عملہ کو مختلف شعبوں میں تقسیم کیا گیا۔ سفارتی عملہ میں سفیر کے علاوہ مشیر اور سیکرٹری اور ملٹری، لیبر، کمرشل اور کلچرل اتاچی وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ پاکستان کے سفیر اور سفارتی عملے دنیا کے اکثر ممالک میں متعین ہیں۔

## سفانہؓ

مشہور صحابی عدی بن حاتم الطائی کی بہن تھیں۔ اور عیسائی قبیلہ طے سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان کا بھائی قبیلہ کا سردار تھا۔ جب مسلمان اس قبیلہ کی طرف بڑھے، تو عدی علاقہ چھوڑ کر چلے گئے۔ ان کی ہمشیرہ وہیں رہ گئی تھیں۔ جو دیگر قیدیوں کے ساتھ مدینہ لائی گئیں۔

سفانہؓ کی درخواست پر رسول اللہؐ نے انہیں آزاد کر دیا۔ لیکن تنہا واپس وطن جانے سے منع کیا۔ اور شایانِ شان سواری، لباس اور زادِ راہ وغیرہ کا انتظام کر کے انہیں واپس بھیجا۔

اپنے بھائی عدی بن حاتم کے پاس پہنچ کر انہوں نے رسول اللہؐ کی تعریف کی۔ اور انہیں مجبور کیا کہ مدینہ پہنچ کر ان سے ملیں۔ چنانچہ وہ مدینہ آ کر مسلمان ہو گئے۔ اور سفانہؓ بھی اسلام لائیں۔

## سفر

ایک مقام سے دوسرے مقام تک جانے کا نام سفر ہے۔ لغت میں سفر بمعنی چلنا۔ ایک جگہ سے روانگی اور دوسری جگہ میں انتقالِ مقام۔ سفر پیدل بھی ہوتا ہے، سواری کے جانور پر بھی، گاڑی پر بھی، ریل پر بھی اور موٹر کار یا بس پر بھی، ہوائی جہاز پر بھی۔ قدیم زمانوں میں سفر پیدل ہوتا تھا یا سواری کے جانوروں پر، یا بیل گاڑی یا گھوڑا گاڑی پر۔ پھر جوں جوں ریل، موٹر کار اور ہوائی جہاز کی ایجاد ہوئی تو ان کے ذریعہ بھی سفر کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

موٹر کار اور ہوائی جہاز کے ذریعے سے سفر نسبتاً مہنگا لیکن سہل الحصول اور سریع الحصول ہوتا ہے۔ بس کے ذریعے سے بھی سفر ارزاں اور سریع الحصول ہوتا ہے۔ سفر کی خاطر ان دنوں ریلوں اور بسوں کے جال بچھے

ہوتے ہیں۔

حدیثِ نبویؐ میں ہے "اَلسَّفَرُ سَقَرٌ وَّلَوْ کَانَ مِیْلًا" یعنی سفر اپنی شدت اور کوفت میں بمنزلہ دوزخ کے ہوتا ہے خواہ وہ میل بھی ہی کیوں نہ ہو۔ جو شخص سفر پر ہوتے ہیں اُسے مسافر کہتے ہیں۔ "سفرِ زندگی" محاورہ میں ایامِ زندگی یا عرصۂ زندگی سے مُراد ہوتی ہے۔ دُنیا کو مسافر خانہ بھی کہتے ہیں۔ عربی "اَسْفَرَ الصُّبْحُ" کا ترجمہ ہوگا "صبح خوب روشن ہوگئی"۔

**سفرنامہ** ۔ سفرنامہ، سفر کے تأثرات، حالات اور کوائف پر مشتمل ہوتا ہے۔ ابن بطوطہ عرب سیاح کا سرزمینِ ہند کا سفرنامہ اور سیاحت نامہ (کتاب الاسفار) مشہور تاریخی کارنامہ ہے۔ انگریزی زبان میں مارکوپولو کا سفرنامہ مشہور کتاب ہے۔ یورپین لوگ سفر اور سفرناموں کے بڑے مشتاق ہوتے ہیں۔ انگریزی میں سفروں (Travels) پر ہزاروں کتابیں موجود ہیں۔ اُردو میں سفرنامے ابھی اتنے زیادہ نہیں لکھے گئے۔ لیکن رفتار اور تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے اور اُردو ادب میں کتبِ اسفار کا کافی مواد جمع ہو رہا ہے۔

**سفنکس** (Sphinx) یونانی دیومالا، شہر تھیبس کی ایک دیوی جس کا سر عورت کا اور بدن شیر کا تھا۔ اس کی ایک پہیلی تھی جو اس کا جواب نہ دے سکتا اُسے مار ڈالتی۔ آخر اوڈی پس نے یہ پہیلی بوجھ لی جس پر اُس نے اپنے آپ کو پہاڑ پر سے گرا کر ہلاک کر ڈالا۔ معلوم ہوتا ہے اس کہانی کا ماخذ مصرِ قدیم کا ایک بُت ہے جس کا جسم شیر کا اور سر آدمی کا ہے۔ یہ بُت قدیم دُنیا کے سات عجائبات میں شمار ہوتا ہے۔

**سفوفِ سہاگہ** ۔ سہاگہ ایک سفید رنگ کی کیمیائی دوا ہے، جو مختلف نسخوں میں کام آتی ہے۔ سہاگے کا سفوف سوءِ ہضمی کو رفع کرتا ہے۔ نیز اگر سفوف کو کسی دھات پر کسا جائے تو اس کی درخشندگی اور چمک میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ سہاگہ قلعی لگاتے وقت بھی استعمال میں آتا ہے۔ "سونے پر سہاگہ" مشہور محاورہ ہے جس کا مفہوم وہی ہے جو "نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ" کا ہے۔

**سفیان بن عبداللہ الثقفی** ۔ سفیان بن عبداللہ بن ربیعۃ الثقفی اہلِ طائف میں شمار ہوتے ہیں حضرت عمر بن الخطاب کے عہد میں طائف میں عامل تھے اور عثمان بن ابی العاص کی علیحدگی پر مامور ہوئے جنہیں بحرین میں بطور عامل منتقل کر دیا گیا۔ ان کا شمار بصریوں میں ہوتا ہے۔ ان سے ان کے بیٹے عبداللہ بن سفیان نے روایت کی ہے اور علیٰ ہذا القیاس ابوالحکم بن سفیان، عروۃ بن الزبیر اور محمد بن عبداللہ بن عامر نے بھی اُن سے روایت کی ہے۔

**سفیان ثوری** ۔ سفیان ثوری، امام الثوری کے نام سے بھی موسوم ہیں۔ حدیث اور فقہ کے امام تھے، امام اعظمؒ کے ہمعصر تھے۔ اور وطن ان کا شہر کوفہ تھا۔ علم و فضل میں یکتائے روزگار تھے۔ عابد و متقی بدرجہ اتم تھے۔

**سفید پوش ملازم** White Collar Worker کسی دفتر کا ملازم۔ بہرحال ایک ایسا ملازم جو اس قدر مشاہرہ حاصل کرتا ہو جس سے وہ اپنی سفید پوشی قائم رکھ سکے۔

**سفیدہ (درخت)** (دیکھو ایش)

**سفیر** (Ambassador) ایک حکومت کا نمائندہ جو کسی دوسری حکومت کے صدر مقام میں سکونت پذیر ہو۔ اس کو اپنے ملک کی طرف سے مکمل اختیارات ہوتے ہیں کہ اہم معاملات میں دوسری حکومت سے گفت و شنید کرے۔ اس کو وہاں کے بادشاہ یا صدرِ حکومت سے ملاقات کا حق رہتا ہے۔ جس ملک میں وہ مقیم ہوتا ہے وہاں کے قوانین سے وہ اور اس کے عملہ کے ارکان بالاتر سمجھے جاتے ہیں۔

**سُقراط** (Socrates) یونان کا ایک قدیم مفکر جس کی شہرت آج تک قائم ہے۔ اس کا زمانہ (۴۶۹-۳۹۹ ق م) ہے۔ شکل و صورت میں بد ترین منظر تھا لیکن دانائی اور علم میں یگانۂ روزگار تھا۔ ملک کی حکومت میں جب یہ اپنے وقت پر تعینات ہوا تو اس نے اپنی لیاقت کے جوہر دکھائے۔ اور اپنے ارادے کی پختگی اور بلند حوصلگی سے نہایت عمدہ انتظام کیا۔ حالانکہ اس کا آبائی پیشہ سنگ تراشی اور مجسمہ سازی تھا۔ اس میں بھی اسے کمال حاصل تھا۔ جنگ میں بھی وہ ایک بہادر اور جری سپاہی ہونے کا ثبوت دے

چکا تھا۔ اس نے اپنی زندگی کو صحیح خیال اور پاکیزگی کی جستجو کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ وہ وقت کے دلاوروں اور اس زمانے کی رائے عامہ سے قطعی اختلاف رکھتا تھا۔ اور ان کی کھلم کھلا تردید و تضحیک کرتا تھا۔ اس نے اپنے شاگردوں کا ایک خاص گروہ تیار کیا جن میں نامی گرامی افلاطون بھی تھا۔ ان دونوں (استاد اور شاگرد نے دنیا میں صحیح فکر اور پر ضبط عمل کی بنیاد رکھی

لیکن سقراط کی بزرگی زیادہ تر اس کی موت کی وجہ سے ہے۔ یہ موت ایک ایسی قربانی تھی۔ جس کی دنیا میں نظیر مشکل سے ملے گی۔ کچھ لوگ جو اس کے مخالف تھے۔ اس کے ہمیشہ درپے آزار رہتے تھے۔ انہوں نے عدالت میں دعوے دائر کر دیا کہ یہ شخص رائے عامہ کے برخلاف عقیدہ رکھتا ہے۔ اور اس کے اعتقاد بدچلنی کی طرف راغب ہیں۔ وہ آسانی سے بچ سکتا تھا۔ لیکن اس نے اس بات کی ذرا پرواہ نہ کی بلکہ عدالت کو صاف صاف کہہ دیا کہ وہ مرتے دم تک اپنے مخصوص عقیدہ سے باز نہیں آئیگا۔ اس کی عدالتی تقریر میں سے ایک اقتباس ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

"اے ایتھنز کے رہنے والو! میں آپ کی دل سے عزت کرتا ہوں۔ لیکن میں بجائے تمہارے، خدا کی تابعداری کرنا زیادہ بہتر سمجھتا ہوں۔ اور جب تک میرا دم ہے میں سچائی کی تلاش اور اسے آپ تک پہنچانے سے دریغ نہیں کروں گا۔ آپ ایتھنز جیسے شہر کے باشندے ہیں جو ایک عظیم الشان شہر اور دانائی کا منبع ہے۔ تمہیں شرم آنی چاہیئے کہ اپنی تمام تر کوششیں زر کے حصول میں صرف کر دیتے ہو اور تمہیں پتہ نہیں کہ عزت اور وقار بھی کوئی چیز ہے اور روح کی پاکیزگی بھی کوئی اہمیت رکھتی ہے۔ دنیا میں کوئی ہستی نہیں جو مجھے موت کا خوف دلا کر سچ کہنے سے باز رکھ سکے۔ میں زیر ہونے کی نسبت مر جانے کو بہتر سمجھتا ہوں"۔ اس کے بعد اس نے خود زہر کا پیالہ منگایا اور اسے غٹ غٹ پی گیا اور تھوڑی دیر میں جان دے دی۔

## سکاٹ سر والٹر (Sir Walter Scot)

(۱۷۷۱ - ۱۸۳۲ء) پیدائش ایڈنبرا، اسکاٹ لینڈ۔ ایک نہایت ذہین اور ناول نویسی کے جملہ اقسام کا ماہر۔ عمر کے آخری حصے میں دیوالیہ ہو جانے کی وجہ سے اس کو سخت مالی نقصان اٹھانا پڑا۔ لیکن اس نے دوبارہ بہت دولت کمائی۔ اس کے مشہور ناول (Wan Hce) (Kenilworth) اور (The Talisman) ہیں۔ بچپن ہی میں فالج کے عارضے کی وجہ سے اس کی ایک ٹانگ معطل اور بیکار ہو گئی تھی۔

## سکاٹ لینڈ۔ (Scotland)

برطانیہ کا شمالی حصہ۔ یہ ملک سنگلاخ چٹانوں، پہاڑوں اور ناہموار علاقوں پر مشتمل ہے۔ اس کا ساحل بہت کٹا پھٹا ہے۔ یہاں کی جھیلیں اور کوہستانی مناظر بہت دلفریب ہیں۔ شمال اور مشرق کی آب و ہوا پیداوار کے لئے موزوں نہیں ہے۔ سطوحات مرتفع بھی ویران ہیں اور یہاں کی آبادی بہت چھدری ہے۔

کوٹ کا کپڑا ٹویڈ بننے کی صنعت کے علاوہ باقی تمام صنعت و حرفت کا مرکز وسطی وادیاں اور نشیب کے میدان ہیں۔ مغرب میں اور مشرقی ساحل کے نزدیک کوئلہ کی کانیں ہیں۔ انجینئرنگ کے کارخانے جن میں جہاز سازی کا کارخانہ بھی شامل ہے۔ گلاسگو (Glasgow) کے ارد گرد واقع ہیں۔ یہ شہر برطانیہ کے شہروں میں دوسرے نمبر پر ہے۔ ڈنڈی (Dundee) سن کی مصنوعات کا مرکز ہے۔ خاص بندرگاہیں یہ ہیں۔ مغرب میں گلاسگو، ڈنڈی اور لیتھ (Leith) مشرق میں ایبرڈین (Aberdeen) جو ماہی گیری کے لئے مشہور ہے ایڈنبرا (Edinburgh) ایک خوبصورت شہر اور اسکاٹ لینڈ کا صدر مقام ہے۔ یہ جگہ علوم و فنون کا مرکز بھی ہے۔

تاریخ:۔ پرانے زمانہ میں برطانیہ کا وہ حصہ جو اب سکاٹ لینڈ کہلاتا ہے۔ اس پر دو قومیں قابض تھیں۔ برٹنز (Britons) جو جنوب میں سٹرتھ کلائڈ میں رہتی تھی اور دوسری پکٹس (Picts) جو شمال اور جنوب مغرب میں

آباد تھی۔ کچھ عرصہ بعد آئرلینڈ سے اسکاچ قوم آگئی۔ یہ لوگ آرگل شائر (Argyllshire) میں آباد ہوئے اور ان ہی کے نام پر ملک کا نام اسکاٹ لینڈ پڑ گیا۔ اینگل (Angles) لوگوں نے جنوب مشرق میں لوتھیان (Lothians) پر قبضہ کر لیا۔ ڈینز نے شمالی اور مغربی جزیروں پر تسلط قائم کر لیا۔ اور ملک کے بعید ترین شمال مغربی حصہ پر بھی یہ لوگ قابض ہو گئے۔

نویں صدی عیسوی میں اسکاچ اور پکٹس ایک بادشاہ کے جھنڈے تلے متحد ہو گئے اور تقریباً دو سو برس بعد سنہ۱۰۱۸ء میں انہوں نے لوتھیان پر قبضہ کر لیا۔ اسی سال سکاٹ لینڈ میں سٹریتھ کلائڈ بھی شامل کر لیا۔ لیکن بعد میں کمبرلینڈ علیحدہ ہو کر انگلستان میں شامل ہو گیا۔ تیرھویں صدی میں الگزانڈر سوئم نے ناروے سے مغربی جزیرے چھین لئے۔ سنہ۱۱۲۴ء اور ۱۲۸۶ء میں اس ملک میں صرف پانچ بادشاہ گذرے جن کے زمانہ میں کافی ترقی ہوئی لیکن سنہ۱۲۸۶ء میں الگزانڈر سوئم کے انتقال پر تخت کا وارث مردوں میں کوئی نہ رہا۔ بلکہ حق وراثت شاہ ناروے کی تین سالہ دختر مارگریٹ کو پہنچتا تھا۔ چنانچہ ایک جہاز اس بچی کو لانے کے لئے روانہ کیا گیا لیکن یہ لڑکی راستہ ہی میں بیمار ہو گئی اور اورکینز کے مقام پر انتقال کر گئی۔ اب تخت کے تیرہ دعویدار پیدا ہو گئے۔ انگلستان کے بادشاہ ایڈورڈ اول سے درخواست کی گئی کہ وہ ان میں سے ایک کو منتخب کرے۔ اس نے جان بیلیل (Balrel) کو شاید اس امید پر منتخب کیا کہ یہ انگلستان کے اقتدار کے سامنے جھکے گا۔ جلد ہی لڑائی چھڑ گئی۔ ایڈورڈ کی فوجیں اسکاٹ لینڈ میں گھس گئیں۔ بیلیل کو پسپا کیا اور اسکاٹ لینڈ کا تاجپوشی کا پتھر اٹھا کر ویسٹ منسٹر ایبے میں رکھ دیا گیا۔ لیکن ایڈورڈ کی حکومت ہر دلعزیز نہیں تھی۔ چنانچہ اسکاٹ لینڈ کے رہبر ولیم والیس (William Wallace) اپنے ہم وطنوں کو جمع کر کے انگریزوں پر چڑھائی کی۔ کچھ غداروں نے ولیم والیس کو قتل کر دیا۔ تو رابرٹ بروس (Robert Bruce) سکاٹ لینڈ کا بادشاہ بن گیا۔ طویل طویل مقابلوں کے بعد اس نے انگریزوں کو سنہ۱۳۱۴ء میں بینک برن کے مقام پر شکست دی اور اسکاٹ لینڈ نے اپنی کھوئی ہوئی آزادی دوبارہ حاصل کر لی لیکن سنہ۱۶۰۳ء میں ملکہ الزبتھ کے انتقال پر اس کا چچا زاد بھائی کا پوتا



کا جیمس ششم) انگلستان کا بھی بادشاہ بنا دیا گیا اور اس طرح برطانیہ اعظمٰی ایک مملکت بن گئی۔ سنہ۱۷۰۷ء میں دونوں ملکوں کی پارلیمان متحد کر دی گئی جس کے اجلاس ویسٹ منسٹر میں ہونے لگے۔

گو اسکاچستان سنہ۱۷۰۷ء میں برطانیہ میں شامل ہو گیا پھر بھی اس نے اپنی رسوم و روایات کو برقرار رکھا جن کا تعلق حکومت برطانیہ کے ایک علیحدہ شعبہ سے ہے۔ اسکاچستان کا ملکی لباس اوضاع و اطوار، اور ناچ گانے بھی اب تک جداگانہ ہیں۔

## سکاٹ لینڈ یارڈ (Scotland Yard)

برطانوی پولیس کا ایک شعبہ ہے جو سپیشل کانسٹیبلوں پر مشتمل ہے جنہیں کوئی تنخواہ نہیں ملتی اور جو رضاکارانہ طور پر پولیس کا کام کرتے ہیں۔ انگلینڈ، سکاٹ لینڈ اور ویلز میں کم و بیش پچھتر ہزار سپیشل کانسٹیبل موجود ہیں۔ ہفتے میں چند گھنٹے وہ اس کام کے لئے وقف کرتے ہیں۔ انہیں دوران ڈیوٹی میں گرفتاری کرنے یا اس قسم کی کوئی دوسری کارروائی کرنے کا پورا پورا اختیار ہوتا ہے۔ عام پولیس کی وردی پہنتے ہیں البتہ وہ اوپر کو اٹھا ہوا چوٹی والا خود نہیں پہنتے بلکہ چپٹی ٹوپیاں پہنتے ہیں۔ ہتھیار کے طور پر ان کے پاس ایک معمولی سی لاٹھی ہوتی ہے یا پھر ذہانت اور قابلیت کا اوزار۔ ان سپیشل کانسٹیبلوں میں بعض پنشن یافتہ جرنیل ہیں، بعض بڑی کمپنیوں کے ڈائرکٹر ہیں۔ یہ ملازمت ہر برطانوی شہری پر کھلی ہوتی ہے البتہ اٹھارہ سال عمر کی شرط ہوتی ہے اور مہینے میں کم از کم آٹھ گھنٹے کی ڈیوٹی کی شرط ہوتی ہے۔ بعض اوقات خواتین کو بھی بھرتی کر لیا جاتا ہے۔

ان سپیشل کانسٹیبلوں کا طریقہ یہ ہے کہ حتی الامکان گرفتاری باقاعدہ کانسٹیبلوں سے کرائی جاتی ہے لیکن حسب ضرورت وہ خود بھی سارے کام کر سکتے ہیں۔

## سکاؤٹنگ - (Scouting)

یہ تحریک لارڈ رابرٹ بیڈن پاول (Badon Powall) ایک انگریز نے سنہ۱۹۰۸ء میں جاری کی تھی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ طلبا میں نیک چلن اور مضبوط ارادہ پیدا کر کے ان کو بہترین شہری بنایا جائے۔ یہ تحریک دنیا کے اکثر بڑے بڑے ممالک میں نہایت جوش و خروش سے چلائی

گئی ہے اور اس سے بہت عمدہ نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ طلباء کے چال چلن کے نشو و نما کے لئے بہترین اقدامات اختیار کئے جاتے ہیں اور ان میں مشاہدہ، فرمانبرداری، اور خود مختاری کی عادات کو مستحکم کیا جاتا ہے۔ ساتھ ہی ان کو اپنے بزرگوں اور حکومت سے وفاداری اور بنی نوع انسان سے ہمدردی کے جذبے کی قوت فروغ دینے کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ان کو اس قسم کی دستکاریاں اور ہنر سکھلائے جاتے ہیں جن کے ذریعے وہ اپنے اور دوسروں کے لئے مدد کا ذریعہ بن سکیں۔ مثلاً ان کو آگ بجھانے، کشتی چلانے، سائیکل چلانے، خفیہ پیغام رسانی کرنے، سگنل کا کام کرنے اور دیگر تمام ایسے مشاغل سکھائے جاتے ہیں۔ جو انہیں نیکی کے کاموں میں مدد دے سکیں۔ سکاؤٹ (Scout) اپنے دامن میں صبح ہوتے ہی ایک گرہ باندھ لیتا ہے۔ اور جب تک وہ ایک نیکی کا کام نہ کر لے وہ اس گرہ کو نہیں کھولتا۔ خفتے کو مارنا سکاؤٹ کا سب سے اولین فرض ہے کیونکہ اس کے بغیر وہ کوئی نیکی کا کام نہیں کر سکتا۔ سکاؤٹنگ کا نظام کل عالمی تحریک ہے۔ اور تمام ملکوں کے سکاؤٹ ایک مرکزی نظام سے ملحق ہیں۔ جس کا دفتر لندن میں ہے۔ سکاؤٹ گروپ ہر شہر اور قصبہ میں پائے جاتے ہیں۔ خاص کر سکول ان کا ایک مرکزی مقام ہوتا ہے۔ ان پر سکاؤٹ ماسٹر اور سکاؤٹ کمشنر مقرر ہوتے ہیں جو ان کی نگرانی کرتے ہیں۔ خدمتِ خلق کی خاطر اور انفرادی بہبود کے لئے یہ نہایت مفید تحریک ہے۔

**سکائی سکریپر** (Sky Scraper) آجکل بڑے بڑے شہروں میں گھنی آبادی اور جگہ کی قلت کے باعث بعض ملکوں میں عمارات کا رُخ بجائے لمبائی اور چوڑائی کے اونچائی کی طرف بلند کیا جاتا ہے تاکہ تھوڑی سی جگہ میں ہی ایک بڑی عمارت بن سکے۔ چنانچہ یہ عمارت آسمان کی طرف جاتی ہے۔ اور بہت بلند ہوتی ہے۔ اس لئے اس کو "سکائی سکریپر" کہتے ہیں۔ یعنی آسمان کو چیرنے والی۔ اس قسم کی عمارات دنیا کے تمام بڑے بڑے شہروں میں تعمیر کی جاتی ہیں۔ لیکن نیویارک اور امریکہ کی عمارات اپنی بلندی کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہیں۔ دنیا کی سب سے اونچی عمارت نیویارک میں ایمپائر سٹیٹ بلڈنگ (Empire State Building) ہے۔ جس کی اونچائی ۱۲۵۰ فٹ ہے۔ اس میں ۱۰۲ منزلیں ہیں۔ دوسری بڑی اس قسم کی عمارت شکاگو کی "رگلی ٹریبیون بلڈنگ" ہے جو ۱۰۲۲ فٹ بلند ہے۔ ان عمارتوں کے اوپر سیڑھیاں بھی بنی ہوتی ہیں اور لفٹ (Lift) یعنی برقی ہنڈولے بھی لگے ہوتے ہیں۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ سیڑھیوں پر چڑھنا تھکاوٹ اور تضیع اوقات کا باعث ہے اس لئے اگر لفٹ کا انتظام نہ ہو تو یہ تمام عمارتیں قریباً بیکار ہو کر رہ جائیں۔ بمبئی میں بھی اس قسم کی عمارات ہیں لیکن وہ چند منزلوں سے شاذ و نادر ہی اونچی جاتی ہیں۔ اور یہی خیال کراچی میں ہے جہاں سمندر کے کنارے اس قسم کی عمارات بنائی جا رہی ہیں۔ یہ تمام عمارات فولادی ڈھانچوں پر کنکریٹ اور سیمنٹ کے ذریعے تعمیر کی جاتی ہیں اور بھونچال وغیرہ کے اثرات سے محفوظ رہتی ہیں۔

**سکتہ** - (Apoplexy) ایک مرض ہے جس میں بطونِ دماغ میں سدّہ پڑ جانے سے تمام اعضا کی حس و حرکت معطل ہو جاتی ہے لیکن قلب و تنفس کی حرکت کسی قدر باقی رہتی ہے جو دقت سے محسوس ہوتی ہے اور مریض مثل مُردہ کے معلوم ہوتا ہے۔

جب دماغی عروق میں امتلا یا سدّہ ہوتا ہے تو ان سے آب خون (سیرم) تراوش پا جاتا ہے۔ چنانچہ اس صورت میں جو سکتہ پیدا ہوتا ہے اس کو "سکتہ بلغمی" (Serous Apoplexy) کہتے ہیں اور جب کبھی سخت سدّہ یا امتلا کے باعث عروق دماغ پھٹ کر خون جریان ہو جاتا ہے تو ایسے سکتہ کو سکتہ دموی (Sanguineous Apoplexy) کہتے ہیں۔

دماغ کے بعض حصوں میں سدّہ سے معمولی علامات ظاہر ہوتی ہیں لیکن اگر اس کا اثر ان اعصاب پر ہو جائے جو پٹھوں (Muscles) کی حفاظت کرتے ہیں۔ تو مجروح دماغ کی الٹی سمت کی طرف جسم پر فالج گرنا شروع ہو جاتا ہے۔

ایسے مریض کا فوری علاج یہ ہے کہ اسے ایک ایسے کمرے میں بستر پر لٹا دیا جائے جہاں روشنی براہِ راست نہ آئے اس کے جسم کے سخت کپڑے ڈھیلے کر دیئے جائیں۔ مصنوعی دانت اُتار دیئے جائیں تازہ ہوا دی جائے اور گرم رکھا جائے اگر وہ بے ہوش ہے تو گرم پانی کی بوتلیں اس کے قریب نہ رکھی جائیں ورنہ ان سے سخت جلن پیدا ہوگی۔ الکحل کسی شکل میں بھی نہ دی جائے کیوں کہ اس سے خون کا دباؤ بڑھ جاتا ہے۔ اور جریانِ خون زیادہ ہو جاتا ہے مفلوج اعضا کی پہچان یہ ہے کہ وہ دوسروں کی نسبت سخت ہو جاتے ہیں۔ اور یہ چیز کہنیوں اور گھٹنوں کو موڑنے سے معلوم کی جا سکتی ہے۔

## سیکریٹیریٹ (Secretariat)

وہ جگہ جہاں حکومت کے مرکزی دفاتر واقع ہوں یا خود مرکزی دفاتر کو بھی یہ نام دیا جاتا ہے۔ اصطلاح میں:

۱- کسی سکریٹری کا دفتر اور عملہ
۲- کسی بین الاقوامی ادارے کا انتظامیہ عملہ اور دفاتر مثلاً اقوامِ متحدہ کی سیکریٹیریٹ
۳- حکومت کے مرکزی دفاتر۔ جہاں مختلف محکموں کے سربراہ اور ان کا ماتحت عملہ بیٹھتا ہے۔ وزرائے حکومت بھی وہیں بیٹھتے ہیں۔ مثلاً "پنجاب سول سیکریٹیریٹ" یا "پاکستان سنٹرل سیکریٹیریٹ"

## سکرین (Succharin)

ایک سفید رنگ کا سفوف جو مصنوعی طور پر تیار کیا جاتا ہے اور چینی سے ۵۵۰ گنا میٹھا ہوتا ہے۔ لیکن ویسا مقوّی نہیں ہوتا۔ بلکہ غذائی طور پر اس کا اثر بالکل کالعدم ہوتا ہے۔ اسے چینی کی جگہ اس وقت استعمال کیا جاتا ہے۔ جب کہ چینی کا استعمال ممنوع ہو مثلاً ذیابیطس کی بیماری میں سوڈا واٹر میں جو مٹھاس ہوتی ہے وہ اکثر یہی سکرین ہوتی ہے۔ جنگ میں جب چینی میسّر نہ آتی تھی تب بھی سکرین استعمال ہوتی تھی۔

## سکسینہ، رام بابو۔

(تاریخ ادبِ اُردو) کے مصنف صوبجات متحدہ (اتر پردیش بھارت) کے رہنے والے تھے۔ ایم اے ایل ایل بی کرنے کے بعد سول سروس میں داخل ہوئے۔ ڈپٹی کلکٹری کے زمانہ میں لکھی، یہ کتاب اپنی طرز کی اب تک واحد تصنیف ہے۔ اس کے علاوہ "اُردو شعرائے زمانۂ حال" اور "اوراقِ پریشان" وغیرہ کے بھی مصنف ہیں۔ "تاریخ ادب اردو" ان کی انگریزی کتاب کا اردو ترجمہ ہے، جو مرزا محمد عسکری ہیڈ ٹرانسلیٹر، گورنمنٹ آف انڈیا نے کیا تھا۔

"تاریخ ادب اُردو" (History of the Urdu Literature)

## سکندرِ اعظم (Alexander the Great)

دُنیا کا ایک بہت بڑا فاتح۔ یونان کی ایک ریاست مقدونیہ کے بادشاہ فلپ نامی کا بیٹا تھا۔ باپ کے انتقال کے بعد تخت پر بیٹھا۔ اور آس پاس کے بہت سے چھوٹے چھوٹے ملکوں کو جو مقدونیہ کے دشمن تھے، زیر کیا پھر ۳۳۴ قبل مسیح میں ایران پر حملہ کرنے کا عزم کیا جو یونان کا ہمیشہ سے دشمن چلا آتا تھا۔

موسم بہار کے شروع میں سکندر تیس ہزار پیادہ اور پانچ ہزار فوج لے کر ایشیا کی طرف بڑھا اور اس ملک میں داخل ہو گیا جس کو آجکل ترکی کہتے ہیں مئی کے مہینے تک اس نے دریائے "گرے نیکس" کے کنارے پر ایرانی فوج کو شکست دے دی۔ پھر مشرق اور جنوب کا رُخ کر کے شام کے پورے ساحل پر قبضہ کر لیا اور ایران کی بحری طاقت کا خاتمہ کر دیا۔ مصر نے جنگ کیے بغیر ہی اطاعت قبول کر لی۔

اس کے بعد سات سال تک سکندر لڑتا بھڑتا مشرق کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ ایران میں سے گزر کر ہندوستان میں داخل ہو گیا۔ جہاں دریائے جہلم کے کنارے پورس سے اس کی لڑائی ہوئی جس نے سکندر کا جرأت اور بہادری سے مقابلہ کیا۔ مگر سکندر کی چال کامیاب رہی اور پورس کو شکست ہوئی۔ سکندر سارے برِ عظیم کو فتح کرنے کے منصوبے بنا رہا تھا مگر اس کی فوج نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ وہ بلوچستان کے راستے عراق کے شہر بابل میں پہنچا۔ جہاں اسے بخار ہوا اور دنیا کو فتح کرنے کی حسرت دل میں لیے ۳۳ برس

برس کی عمر میں فوت ہو گیا۔

سکندر کی حکمتِ عملی یہ تھی کہ جن ملکوں کو فتح کرتا، اُن کے باشندوں کے ساتھ یونانیوں کو مخلوط کر دیتا۔ اس طرح جن ملکوں میں اس نے یونانی تہذیب پھیلائی وہ صدیوں اُس سے متاثر رہے۔

**سکندر حیات خان، سر۔** سابق متحدہ پنجاب کے وزیر اعظم۔ سر سکندر حیات خان ۱۸۹۲ء میں پیدا ہوئے۔ ایم اے او کالج علی گڑھ اور لندن یونیورسٹی میں تعلیم پائی۔ پہلی جنگِ عظیم میں ریکروٹنگ آفیسر بنے، ۶۷ پنجاب رجمنٹ میں کمیشن ملا اور افغانستان کی چوتھی جنگ میں شریک ہوئے۔ اس کے بعد سیاست میں قدم رکھا اور پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے رکن بنے۔ ۱۹۳۰ء میں ریونیو ممبر پنجاب گورنمنٹ بنے۔ ۱۹۳۲ء اور ۱۹۳۴ء میں پنجاب کے عارضی گورنر بھی بنے۔ اس کے بعد ریزرو بینک آف کلکتہ کے گورنر بنائے گئے۔ سر فضل حسین مرحوم کی وفات پر یونینسٹ پارٹی کے لیڈر اور ۱۹۳۷ء میں انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کے تحت پنجاب کے پہلے وزیر اعظم بنے۔ مسلم لیگ کے اجلاس لکھنؤ میں سکندر جناح پیکٹ ہوا اور پنجاب کے اکثر مسلمان یونینسٹ ارکان مسلم لیگی بھی بن گئے۔ سر سکندر حیات خان نے دسمبر ۱۹۴۲ء میں وفات پائی۔

**سکندر ششم** (Pope Alexander VI)۔ پاپائے روم کے منصب پر آٹھ اشخاص سکندر کے نام سے فائز ہوئے۔ ان میں پوپ الیگزینڈر ششم خاص طور پر مشہور ہے اگرچہ اس کی شہرت نیک نامی کی بجائے بدنامی پر محمول ہے۔ اسے اپنی ہسپانوی نژاد ماں کے نام کی نسبت سے پوپ سکندر بورجیا (Borgia) بھی کہتے ہیں۔ ۱۴۹۲ء میں رشوت دے کر پوپ بنا۔ آوارہ منش اور عیاش طبع انسان تھا۔ اگرچہ پاپائے روم شادی نہیں رکھتا مگر اسکندر ششم کے کئی ایک بچے ہوئے۔ جن میں اس کی لڑکی لوکریشیا (Lucreria) اور سیزر بورجیا



(Cæsar Borgia) خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ ۱۵۰۳ء میں غالباً زہر دیئے جانے کے باعث موت واقع ہوئی۔

**سکندر مرزا** (سابق صدر اوّل پاکستان) میجر جنرل اسکندر مرزا ماہ نومبر ۱۸۹۹ء میں مرشد آباد (بنگال) میں پیدا ہوئے۔ ہز ہائی نس امیر الامراء رئیس الاحرار محابت جنگ نواب سر آصف قدر سید واصف علی نواب بہادر مرشد آباد کے بہت قریبی عزیز ہیں۔ تعلیم بمبئی میں ہوئی۔ ۱۹۱۹ء میں سینڈہرسٹ کے فوجی کالج میں داخل ہو گئے۔ سکندر مرزا پہلے ہندوستانی کیڈٹ ہیں جو اس کالج سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد ہندوستانی فوج میں ملازم ہوئے۔ ۱۹۲۱ء میں ان کو پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ میں منتقل کر دیا گیا اور ۱۹۲۷ء میں ایبٹ آباد کا اسسٹنٹ کمشنر مقرر کیا گیا۔ ۱۹۲۸ء میں ٹونک، ۱۹۳۰ء میں بنوں اور ۱۹۳۱ء میں نوشہرہ میں اسسٹنٹ کمشنر مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۳ء میں ضلع ہزارہ میں اور ۱۹۳۶ء میں مردان میں ڈپٹی کمشنر مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۸ء میں پولیٹیکل ایجنٹ خیبر تعینات ہوئے۔ ۱۹۴۰ء سے ۱۹۴۵ء تک ڈپٹی کمشنر پشاور رہے۔ ۱۹۴۵ء تا ۱۹۴۶ء پولیٹیکل ایجنٹ اوڑیسہ رہے۔ ۱۹۴۶ء میں غیر منقسم ہندوستان کے محکمۂ دفاع کے جائنٹ سکرٹری مقرر ہوئے۔ تقسیم کے بعد پاکستان کی وزارتِ دفاع کے سکرٹری کے عہدے پر فائز ہوئے۔ پھر انہیں چودھری خلیق الزمان کی جگہ مشرقی بنگال کا گورنر مقرر کیا گیا بعد ازاں وزیر داخلہ مقرر ہوئے۔ مسٹر غلام محمد کے مستعفی ہونے پر گورنر جنرل بنے اور ۱۹۵۶ء میں صدرِ مملکت کے عہدے پر فائز ہوئے لیکن نومبر ۱۹۵۸ء میں فوجی انقلاب کے بعد مستعفی ہو گئے اور انگلستان کی شہریت حاصل کی۔

**سکندریہ** (Alexandria) مصر کی سب سے بڑی بندرگاہ۔ جس کا سنگِ بنیاد ۳۳۲ ق م اسکندر مقدونی نے رکھا اور اسی کے نام سے مشہور ہوئی۔ زمانۂ قدیم میں یہ شہر علم و فن کا بہت بڑا مرکز تھا۔ اس کے بعد اسے تجارتی مرکز ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ مگر نہر سویز کے کھلنے سے جب مشرق و مغرب میں جہازوں کے ذریعہ بلاواسطہ تجارت ہونے لگی تو اس کی اہمیت میں قدرے فرق آگیا۔ یہاں غیر ملکی حملہ آور اکثر آتے رہے

بیں۔ ۱۷۹۸ء میں اس پر فرانسیسیوں نے اور ۱۸۰۱ء میں برطانویوں نے قبضہ کیا۔ ۱۸۸۲ء میں جب برطانیہ نے اس پر بمباری کی تو بہت سے آثارِ قدیمہ کو ضعف پہنچا۔ اسکندریہ قاہرہ سے ۱۳۰ میل مغرب کو واقع ہے۔ اس کی آبادی ۵،۷۲،۰۰۰ کے قریب ہے۔

## سکونیات

(Statics) دنیا میں کوئی چیز صحیح معنوں میں سکون کی حالت میں نہیں ہے۔ ہر چیز پر کششِ ثقل (Gravity) اور دوسری قوتیں مسلسل اثر انداز ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن اگر دو یا زیادہ قوتیں (Forces) مخالف سمت سے ایک چیز پر اثر انداز ہو کر متوازن ہو جائیں تو اس چیز پر ان کا اجتماعی اثر صفر کے برابر ہوگا اور وہ چیز یا جسم سکون کی حالت میں ہوگا۔ سکونیات وہ علم ہے جو متوازن قوتوں سے بحث کرتا ہے۔

کسی نقطہ پر قوت کی شدت اس قوت اور نقطہ سے قوت کی لائن کے عمودی فاصلہ کا حاصل ضرب ہوتی ہے۔ قوت ق کا نقطہ ف پر مومنٹ = ق × ل (یہاں ل نقطہ ف سے قوت کی لائن ق کا عمودی فاصلہ ہے)

بیرم یا لیور ایک سخت سلاخ (Rod) ہوتی ہے جو کسی ٹیک (Fulcrum) کے سہارے کسی نقطہ پر گھوم سکتی ہے۔ (۱) فلکرم دباؤ د اور وزن و کے درمیان میں ہے:- د × ا ف = و × ب ف (۲) فلکرم ف سرے پر ہے۔ د اوپر کی سمت میں دباؤ ہے۔ وزن و جو اٹھایا جا رہا ہے دباؤ اور فلکرم کے بیچ میں ہے:- د × ا ف = و × ب ف یعنی نقطہ ف پر دباؤ کی طاقت کا مومنٹ = نقطہ ف پر وزن کے مومنٹ کے۔ (۳) دباؤ فلکرم اور وزن کے درمیان ڈالا جا رہا ہے: د × ا ف = و × ب ف

قوتوں کے مثلث: تین قوتوں کے توازن کو مثلث کے اضلاع کے ذریعہ دکھایا جا سکتا ہے لیکن یہ نقشہ قوت کی مقدار اور سمت کو دکھلا سکے گا نہ کہ اس نقطہ کو جس پر قوتیں اثر انداز ہو رہی ہیں۔ پ، ک اور س تین قوتیں توازن کی حالت میں ہیں۔ اب س قوتوں کا مثلث ہے: اب قوت پ کے متوازی اور برابر ہے۔ ب س قوت ک کے متوازی اور برابر ہے۔ اس قوت س، کے متوازی اور برابر ہے۔ س برابر ہے پ اور ک کے مجموعی ماحصل کے:

اُن دو قوتوں کا مجموعی ماحصل (Resultant) دریافت کرنے کے لئے جو کسی نقطہ پر اثر انداز ہوں متوازی الاضلاع شکل مکمل کرنی چاہیئے اس کا وتر مجموعی ماحصل ہوگا۔

## سِکّہ

(Coin) دھات یا کاغذ کی ایک اشارتی قدر زر۔ جس کی اختراع کا شرف اہلِ لیڈیا (Lydians) کو حاصل ہے۔ سکّہ کی موجودہ شکل ایجاد ہونے سے پہلے تجارتی لین دین کے لئے کوئی مشترکہ قدر نہیں تھی۔ اور خرید و فروخت کرتے وقت اشیائے ضروریہ کا بلا واسطہ تبادلہ کر لیا جاتا تھا۔ اہلِ لیڈیا نے اس کی ایجاد ۷۰۰ ق م کے قریب کی۔ ان سے یہ اختراع یونان اور یورپ پہنچی۔

## سکّہ رائج الوقت

(Currency Money) ہر حکومت عوام کی سہولت کے لئے دھاتی سکّے اور نوٹ جاری کرتی ہے۔ ان کے ذریعہ آپس میں لین دین اور تجارت کی جاتی ہے۔ ہر ادائیگی کی ادائیگی کے وقت رسید طلب کی جا سکتی ہے۔ ۲۰ روپے سے زائد کی رسید پر ۲ ر کا ٹکٹ لگانا پڑتا ہے۔ اور ۲۵۰ سے زائد کی رسید پر ۴ ر کا۔

## سکھر بیراج

سکھر شہر سے تین میل کے فاصلے پر جہاں سے دریائے سندھ کا بہاؤ آہستہ ہو جاتا ہے۔ دنیا کا مشہور بند ہے۔ سکھر بیراج کی تعمیر ۱۹۲۳ء میں شروع ہوئی اور آٹھ سال کے عرصہ میں پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی۔ ۱۳ر جنوری ۱۹۳۲ء کو اس کا افتتاح ہوا۔

اس کی لمبائی ۴ ہزار سات سو پچیس فٹ ہے۔ اور اس کی چھیاسٹھ (۶۶) در ہیں۔ سکھر بیراج سے سات نہریں نکالی گئی ہیں۔ یہ نہریں تقریباً چھ ہزار چار سو میل لمبی ہیں۔ اور ان پر جگہ جگہ دو ہزار پل بنائے گئے ہیں۔ نہروں اور سکھر بیراج کی تعمیر میں حکومت کو بیس کروڑ روپے صرف کرنے پڑے۔ سکھر بیراج کی تعمیر سے

بندھ کے وہ علاقے جو حقیقۃً زرخیز تھے، مگر پانی کی کمی کی وجہ سے بنجر پڑے رہتے، سرسبز و شاداب ہو گئے ہیں۔

**سکے کے پھیلاؤ کو کم کرنا - (Deflation)**
اقتصادی مصلحتوں کے پیش نظر بعض اوقات کسی حکومت کو یہ ضرورت پیش آجاتی ہے کہ وہ اپنے روپیہ کے پھیلاؤ کو سمیٹے کیونکہ روپیہ عام ہو جانے کے باعث اس کی قوت خرید کم ہو جاتی ہے۔ اور اگر کوئی حکومت سرمایہ کے پھیلاؤ کو کم کر دے یعنی پہلے کی نسبت لین دین میں نوٹوں کی تعداد کم ہو جائے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ چیزوں کے بھاؤ گر جائیں گے۔ روپے کا سمٹاؤ بعض اوقات خود بخود بھی ہو جاتا ہے کیوں کہ تجارت دراصل ایک چکر ہے جس کے گھماؤ اور پھیر میں اس بات کا امکان بھی ہوتا ہے کہ خود بخود روپیہ سرکاری خزانوں میں زیادہ پہنچ جائے اور بازار میں کم رہ جائے۔ چنانچہ اس کا نتیجہ بھی وہی ہوتا ہے یعنی چیزوں کے بھاؤ گر جاتے ہیں۔

**سکہ کی قیمت گرا دینا (Devaluation)**
سکہ کے پھیلاؤ کو حدِ اعتدال پر لانے کے لئے اس کی قیمت میں کمی کرنا انگریزی میں (Devaluation) کہلاتا ہے۔ سکہ کی قیمت میں تخفیف بحیثیت مجموعی معاشی ترقیات کی معاون اور عوام کے حق میں مفید ہے۔ بشرطیکہ تخفیف مناسب حد تک ہو، اور اس قدر زیادہ نہ ہو کہ ناقابلِ برداشت بن کر سارے کاروبار کو درہم برہم کر دے۔ البتہ جن طبقوں کی آمدنی کی مقدار معین ہوتی ہے انہیں سکہ کی قیمت کے گرنے سے کم و بیش نقصان ضرور پہنچتا ہے۔
(نیز دیکھو تقلیل قدر زر)

**سکھ مت** - چودھویں اور پندرھویں صدی عیسوی میں ہندوستان میں اسلام اور ہندو دھرم کے اختلاط سے جن چند نئی مذہبی تحریکوں نے جنم لیا، اُن میں ایک سکھ مت ہے۔ سکھ مت کے بانی گورو نانک ۱۴۶۹ء میں پنجاب میں پیدا ہوئے۔ وہ ہندوستان کے اتحاد کے علمبردار تھے۔ اُن کی تعلیم میں توحید کے عقیدے پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اُن کے نزدیک انسان فقر پرہیزگاری اور عبادت کے ذریعے سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ وہ مذہب کے ظاہری رسوم کے قائل نہیں تھے اور ذات پات کے طریقے اور بت پرستی کی مخالفت کرتے تھے۔ اُن کے پیرو سکھ کہلائے۔ گورو نانک کا مقصد کوئی سیاسی جماعت قائم کرنا نہ تھا۔ اُن کے جانشین نو گورو ہوئے۔ جن کے زمانے میں کچھ تو اُن میں سے بعض کے شخصی اثر سے اور کچھ سیاسی واقعات کی وجہ سے، سکھ مت نے ایک سیاسی جماعت کی صورت اختیار کر لی۔ پہلے سات سکھ گوروؤں کے تعلقات مغل فرمان رواؤں سے بڑے خوشگوار رہے۔ البتہ آٹھویں گورو تیغ بہادر نے شاہی مقبوضات پر حملے شروع کئے اور گرفتار ہو کر قتل ہوا۔ آخری گورو گوبند سنگھ نے گدی پر بیٹھ کر ۱۶۹۵ء تک امن کی زندگی بسر کی اور اس عرصہ میں سکھ جماعت کی اصلاح و تنظیم کا کام جاری رکھا۔ سکھ مت میں "خالصہ" جماعت قائم کی۔ اُن کی تعلیم کے پانچ اصول یہ تھے۔ ایک خدا کی پرستش کرنا، گورو نانک اور دوسرے گوروؤں کی تعظیم کرنا، آدی گرنتھ کو اپنی مقدس کتاب ماننا، ایک خاص طریقہ سے ایک دوسرے کو سلام کرنا، ہر سکھ کے لئے یہ لازمی قرار دیا گیا کہ وہ کنگھی، کڑا، چاقو اور تلوار رکھے، اپنے بال نہ کٹوائے اور "کچھ" یعنی نیلا جانگھیا پہنے۔ اُن کے حکم سے سکھوں نے لفظ "سنگھ" کو جس کے معنی شیر کے ہیں اپنے نام کا جزو بنا لیا۔ ان ذریعوں سے گورو گوبند سنگھ نے سکھوں کو ایک منظم فوجی جماعت بنا دیا۔ جنہوں نے مغلوں کے زوال اور نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی کے حملوں کے بعد پنجاب میں تاخت و تاراج شروع کر دی اور انیسویں صدی کے آغاز میں ہندوستان کے شمال مغربی علاقوں میں ایک سکھ ریاست قائم کر لی جسے انگریزوں نے ۱۸۴۹ء میں ختم کر دیا۔ سکھ مت کے پیروؤں کی موجودہ تعداد تقریباً پینتالیس لاکھ ہے۔ تقسیم ہند کے بعد ان کی بیشتر تعداد مشرقی پنجاب اور بھارت میں آباد ہو گئی ہے۔

**سکیٹنگ - (Skating)** ایک کھیل ہے۔ اس کھیل میں لوہے کے بنے ہوئے 'پاؤں' کی مدد سے برف پر چلنے اور لڑھکنے کی مشق کی جاتی ہے۔ کھلاڑی کو جسمی توازن بھی قائم رکھنا پڑتا ہے۔ لوہے کے یہ پاؤں جوتے سے بندھے ہوتے ہیں۔ اوسط درجے کے انسانی جسم کا

سہارنے کے لئے برف کی تہہ ایک سے ڈیڑھ انچ تک موٹی ہونی چاہئے اس کھیل میں اچھی خاصی مشق اور بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ خصوصاً جب طوفان کا خطرہ ہو۔

**سنگِ آبی۔** سنگِ آبی کے لفظی معنی "آبی کتا"۔ اصطلاح میں ایک قسم کا تیراک جانور جو پانی کی سطح پر یا زیرِ آب رہتا ہے۔ اور شکل و صورت میں کسی حد تک سنگِ ارضی کے مشابہ ہوتا ہے۔ سنگِ آبی کی خوراک پانی ہی میں پیدا ہونے والی چیزیں ہوتی ہیں۔

**سگرٹ نوشی۔** امریکہ نے سولھویں صدی میں یورپ کو تمباکو سے متعارف کروایا تھا۔ سنہ ۱۵۵۶ء میں سپین کے باشندوں نے امریکی قبائل سے تمباکو نوشی سیکھی اور دس برس بعد تمباکو انگلستان پہنچا اس کے بعد یہ دُنیا کے گوشے گوشے میں پھیل گیا چنانچہ اس وقت یہ حالت ہے کہ ہر سال دُنیا میں تقریباً تیس لاکھ ٹن استعمال ہوتا ہے۔ سب سے پہلا سگرٹ سنہ ۱۷۵۰ء سے بھی پیشتر جنوبی امریکہ میں تیار ہُوا تھا۔ اگرچہ سگار سگرٹ سے پہلے وجود میں آیا لیکن سگار کے مقابلے میں سگرٹ کو زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی جنگِ عظیم کے دنوں میں صرف برطانیہ میں ہر ہفتے ڈھائی ارب سگرٹ تیار ہوتے تھے۔ یہ تعداد معمول سے کم ہے کیونکہ جنگ کے دنوں میں عام اشیاء پر خاصی پابندیاں عائد تھیں۔ اوّل اوّل سگرٹ ہاتھ سے بنائے جاتے تھے اور اب بھی بعض ملکوں میں قیمتی سگرٹ ہاتھ سے بنائے جاتے ہیں لیکن مشین سے تیار شدہ سگرٹ بہت مقبول ہیں مشینی سگرٹ مقابلتاً سستے ہوتے ہیں۔ سگرٹ سازی کا شمار دُنیا کی بڑی بڑی صنعتوں میں ہوتا ہے۔

امریکہ تمباکو کی صنعت میں سب سے آگے ہے سنہ ۱۹۳۷ء کے مقابلے میں سنہ ۱۹۵۱ء میں ریاستہائے امریکہ نے ڈھائی گنا زیادہ سگرٹ بنائے۔ آسٹریا اور جاپان میں بھی سگرٹ سازی کی رفتار دگنی ہو گئی۔ پرتگال میں سگرٹوں کی پیداوار میں چار گنا، ڈنمارک میں ۱۱ فیصدی، فرانس میں ۴ فیصدی، آئرلینڈ اور اٹلی میں دُگنا، سوئٹزرلینڈ میں ۲۸۷ فیصدی، برطانیہ میں ۴۰ فیصدی اور کینیڈا میں ۱۷۵ فیصدی اضافہ ہُوا۔ وعلیٰ ہٰذا القیاس۔

سگرٹ نوشی اکثر طبّی ماہرین کی رائے میں مرضِ سرطان کا سبب بن جاتی ہے۔ ایک مشہور ڈاکٹر فینک کی رپورٹ کے مطابق سگرٹ نوشوں میں پندرہ فیصدی دانتوں کے درد کے مریض، ۸ فیصدی پائیوریا کے مریض اور ۲۸ فیصدی زبان اور حلق کی بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ ایک اور ڈاکٹر بار کر نے بتلایا ہے کہ چاول کے بنے ہوئے کاغذ میں لپیٹے سگرٹ پینے والوں کے خون کا دباؤ معمول سے زیادہ ہوتا ہے جو لوگ ناک سے دھواں چھوڑتے ہیں انہیں دل کی بیماری لاحق ہو جاتی ہے۔ شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم اور شہنشاہ جارج ششم کی موت کا باعث بھی حد سے بڑھی ہوئی سگرٹ نوشی ہی تھی سگرٹ نوشی کا اگر کوئی فائدہ ہے تو یہی ہے کہ سگرٹ نوش تمباکو پر بھاری ٹیکس ادا کر کے قومی خزانے اور وزارتِ خزانہ کی مدد ضرور کر دیتے ہیں۔

**سگفریڈ لائن** (Siegefried Line) فرانس کی دفاعی لائن کے مقابلے میں جرمنوں نے مغربی جرمنی میں مغرب کی طرف سے حملے کی پیش بندی کے لئے مضبوط قلعہ بندیوں کی لائن بنائی تھی اس کو "مغربی دیوار" بھی کہتے تھے۔ عام خیال یہ تھا کہ اس کی تکمیل کے بغیر جرمن فوجیں ہالینڈ اور بیلجیم پر حملہ نہیں کر سکتی تھیں۔

**سگنل** (Signal) جہازوں، ہوائی جہازوں یا ریلوں اور اسی قسم کے دیگر اجسام کو اشارہ کرنے کی ترکیبیں سگنل کہلاتی ہیں جہازوں میں پہلے روشنی کے مناروں یا لمپوں سے کام کیا جاتا تھا۔ لیکن اب بحری اور ہوائی جہازوں میں نہ صرف ان کو اشارے دیئے جا سکتے ہیں۔ بلکہ اُن سے گفتگو بھی کی جا سکتی ہے۔ یہ تمام کام ریڈیو سگنل یا ریڈیو ٹیلیفون سے ہوتا ہے۔ اگر اس قسم کے سگنل نہ ہوں تو ہوائی جہازوں کے اترنے اور چڑھنے اور راستہ دریافت کرنے میں سخت دقت ہو اور بہت سے حادثات پیش آئیں۔ ریلوے میں بازوؤں اور بتیوں سے سگنل کا رواج ہے۔ اس محکمہ میں سب سے عمدہ سگنل "بلاک سگنل" ہوتے ہیں۔

اس نظام میں ایک گاڑی اپنے پیچھے آنے والی سے ایک خاص فاصلے پر علیحدہ رکھی جاتی ہے اور اس طرح کوئی حادثہ وقوع نہیں ہوتا لیکن یہ نظام صرف ڈبل یعنی دوہری لائن پر کارآمد ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ ریل پر برقی اور آبی سگنل اور صوتی بریک بھی ہوتے ہیں سڑک کے سفر میں جا بجا کھمبوں پر سگنل پلیٹ لگے ہوتے ہیں جن سے ڈرائیور کو موڑ، پھاٹک، ریلوے لائن، چوراہے، ہسپتال اور سکول وغیرہ کے وجود کا پتہ چل جاتا ہے اور وہ گاڑی کو محفوظ طریق پر گزارنے کے لئے چوکس ہو جاتا ہے۔ بڑے بڑے شہروں میں جو ٹریفک کا سپاہی ہاتھ سے اشارے کر کے چوراہے میں آمد و رفت کی نگرانی کرتا ہے۔

بھی یہ خود شغل کرتا ہے لیکن اب چوراہوں پر بتیوں کے سگنل رائج ہو رہے ہیں اور پاکستان میں کراچی، لاہور اور ڈھاکہ وغیرہ بڑے شہروں میں بجلی کی بتیوں کے سگنل زیر رواج ہیں۔

**سلاد۔** اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ سلاد صرف کچی سبزیوں اور کچے پھلوں کے آمیزے کا نام ہے اور یہ گرمیوں کے موسم کا ایک ٹھنڈا کھاجا ہے۔ تاہم مختلف طریقوں سے سلاد کو زیادہ مفید اور بہتر قسم کا کھاجا بنایا جا سکتا ہے اگر اس پر نمک، مرچ یا سرکہ وغیرہ ڈالنا ہو تو بالکل تازہ سبزی پر چھڑک لا جائے۔ بلکہ اس وقت جب اس کے استعمال کا وقت آ جائے۔ سلاد Lettuce کے اندرونی صاف پتوں کو دھونے کی ضرورت نہیں، بہرکیف اس سبزی کا جس قدر حصہ بھی دھویا جائے۔ دھونے کے بعد خشک کر لیا جائے اور بعد ازاں نمک مرچ مسالہ یا سرکہ ڈالا جائے۔ سلاد کی سبزیاں چھری سے ٹکڑے کرنے کی بجائے ہاتھوں سے توڑنا چاہیئے اور اس عمل کے لئے ضروری ہے کہ پہلے ہاتھوں کو زیتون کے تیل سے چکنا کر لیا جائے۔ جن سبزیوں کے ٹکڑے کرنے ہوں ان کے لئے چھری یا چاندی کی چھری استعمال کرنی چاہیئے۔ سلاد پر ڈالنے کے لئے بنے بنائے تیار مصالحے بازار سے ارزاں قیمت پر دستیاب ہو سکتے ہیں۔

ترشید و ناریل پھل کے سلاد میں نہایت نفیس اضافہ ہے۔ بہتر صاحب یہ ہے کہ پھل دو یا دو سے زیادہ قسم کے ہوں۔ سلاد میں ہر قسم کا تازہ پھل استعمال ہو سکتا ہے۔ اور اسے بحیثیت میٹھی طرح کے ہمراہ مہمانوں کے سامنے پیش کرنا چاہیئے۔

**سلادلو۔** معدنیات کی ایک قسم جو برتن بنانے یا ظروف سازی کے کام آتی ہے۔ رنگ سفید اور موڑنے توڑنے میں نرم ہوتی ہے۔ کیمیائی عمل سے خام مواد سے علیحدہ کی جاتی ہے۔

**سلام مچھلی شہری۔** عبدالسلام نام سلام تخلص۔ جنم بھومی ۱۹۲۱ء کو الہ آباد اور جونپور کے درمیانی قصبہ مچھلی شہر میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام عبدالرزاق ہے۔ ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں حاصل کی۔ انگریزی تعلیم کے لئے فیض آباد گئے لیکن ابھی نویں جماعت میں تھے کہ طالب علمی سے بڑھ کر کانگریسی اور انقلابی شاعر کہلانے لگے۔

آپ کو شاعری کا شوق بچپن ہی سے تھا۔ فیض آباد میں رسالہ "ہنر" کے ایڈیٹر رہے۔ پھر کچھ عرصہ الہ آباد



یونیورسٹی کی لائبریری میں اورینٹیل سیکشن کے انچارج رہے۔ ۱۹۴۳ء میں آل انڈیا ریڈیو میں بطور آرٹسٹ ملازم ہو گئے۔ آپ رومانی اور ترقی پسند شاعر تھا۔ کلام سادہ اور موثر ہے۔ آپ کے کلام کے دو مجموعے "میرے نغمے" اور "وسعتیں" مشہور ہیں۔

## سلامتی کونسل (Security Council)

سلامتی کونسل اقوام متحدہ کا ایک ذیلی ادارہ ہے جس کے سپرد دنیا میں امن و امان قائم رکھنا ہے۔ اس کے گیارہ ممبر ہوتے ہیں۔ ان میں پانچ مستقل ممبر ہیں۔ (امریکہ، روس، برطانیہ، فرانس اور چین) چین کی نمائندگی اب تک جزیرہ فارموسا کے سپرد ہے۔ بقیہ چھ ممبر دو برس کی مدت کے لئے جنرل اسمبلی کی دو تہائی اکثریت سے منتخب ہوتے ہیں۔ اقوام متحدہ کا کوئی رکن اگر سلامتی کونسل کا رکن نہ ہو مگر کونسل اس کے متعلق بحث کر رہی ہو تو اسے کونسل کے اجلاس میں بلایا جا سکتا ہے مگر یہ ووٹ دینے کا حقدار نہیں ہوتا۔ کونسل میں فیصلے سات ممبروں کی کثرت رائے سے ہوتے ہیں لیکن ان سات ممبروں میں پانچ مستقل ممبر ضرور شامل ہونے چاہئیں۔ ویسے اگر کوئی مستقل ممبر ووٹ نہ دے تو اس اقدام کو استرداد یا ویٹو (Veto) کا درجہ حاصل نہیں ہوتا۔ لیکن اگر وہ فیصلے کو ویٹو کر دے تو اس فیصلے کی قانونی حیثیت باقی نہیں رہتی۔ جب امن کو خطرہ لاحق ہو یا کسی ملک پر جارحانہ حملہ ہو چکا ہو تو سلامتی کونسل قیام امن کے لئے ضروری کارروائی کر سکتی ہے۔ کونسل کے زیر نگرانی ایک فوجی اسٹاف کمیٹی ہے جس میں پانچ مستقل ممبروں کے چیف آف سٹاف یا ان کے نمائندے ہوتے ہیں۔ یہ کونسل فوجی امور میں مشورے اور مدد دیتی ہے۔ کونسل کی صدارت ہر مہینے بدلتی رہتی ہے اور اس کی ترتیب انگریزی حروف ابجد کے لحاظ سے ہوتی ہے۔

**سلاوی یا سلافی۔** آریہ نسل کی ایک اہم شاخ جو مشرقی یورپ میں آباد ہے۔ سلاوی زیادہ تر سفید روس، روس، چیکوسلواکیہ، پولینڈ، جرمنی کے بعض علاقوں، اور آسٹریا، ہنگری، یوگوسلاویہ وغیرہ میں آباد ہیں۔ تاریخ کے آغاز سے ہی سلاوی قوم یورپ میں آباد نظر آتی ہے۔ پہلے یہ "کارپیتھین" کے گرد و نواح میں آباد تھے مگر ساتویں صدی عیسوی میں سلاوی قوم مذکورہ علاقوں میں آباد ہو گئی۔

پھیل گئی ۔ (نیز دیکھو بمہ سلادیاں)

## سلائی کی مشین

**سلائی کی مشین** ۔ (Sewing Machines) یہ خانگی کل جو کپڑے سینے کے لئے اکثر گھروں میں استعمال ہوتی ہے۔ سب سے پہلے ایک انگریز تھامس سینٹ (Thomas Saint) نے ۱۷۹۰ء میں ایجاد کی۔ آج کل جو صاف ستھری اعلےٰ درجے کی مشینیں استعمال ہوتی ہیں۔ سب اُس کی ترقی یافتہ شکلیں ہیں۔ ایک امریکن الیاس ہو نے (Elias Howe) بھی ایک مشین ایجاد کی جو زنجیری کڑیوں کی طرح بخیہ کرتی تھی۔ بعد ازاں والٹر ہنٹ (Walter Hunt) نے ۱۸۲۳ء میں ایک مشین تیار کی جو دوہرا بخیہ کرتی تھی۔ چنانچہ یہی مشین اب عام طور پر رائج ہے۔ سلائی کی مشینیں دو قسم کی ہیں۔ ایک شٹل والی، دوسری ریل والی۔ گھریلو مشینوں کے اندر شٹل ہوتا ہے۔ لیکن بڑی مشینیں جو پیروں سے یا بجلی کی طاقت سے چلتی ہیں اور جنہیں عموماً درزی اور موچی استعمال کرتے ہیں ان کے اندر ریل ہوتی ہے۔ دستانے بنانے اور جوتے سینے کے لئے خاص قسم کی مشینیں بنائی گئی ہیں۔ جو بیشتر کارخانوں میں کام آتی ہیں۔
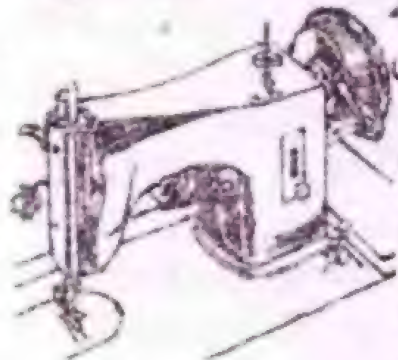
## سلجوق ترک

**سلجوق ترک** ۔ (Seljuk Turks) دسویں صدی کے شروع میں عالم اسلام کا شیرازہ بکھر چکا تھا۔ بنی امیّہ ہسپانیہ میں اور فاطمی خاندان مصر میں نزع کے عالم میں تھے۔ شمالی شام اور بالائی عراق میں عرب امراء خود مختار تختوں پر [illegible] رہے تھے۔ فارس اور اس کے مشرقی ممالک کے آل بویہ اور غزنویوں نے حصے بخرے کر لئے تھے۔ پھر اس پر طرہ یہ کہ شیعہ سُنی جھگڑوں نے رہا سہا باہمی اتفاق بھی ختم کر دیا تھا۔ اسلام کی اس ناگفتہ بہ حالت کے زمانہ میں ۹۵۰ء کے قریب چند نوجوان جو عزم اور شجاعت کی منہ بولتی تصویر تھے گھوڑوں پر سوار بخارا کی مملکت میں وارد ہوئے۔ یہ لوگ ترکمان غز یا ارغز قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ اور ان کا غز کے حکمران سے کسی بات پر تنازع ہو گیا تھا جس کی بناء پر یہ لوگ اس کی رعایا میں سے نکل کر سلطان بخارا کی خدمت میں آ حاضر ہوئے۔ یہاں انہوں نے سلجوق نامی سردار کی قیادت میں اسلام قبول کر کے پہلے اس کی اطاعت اختیار کی بعد ازاں امور مملکت میں تدریجاً راہ حاصل کر کے قوت و اقتدار حاصل کر لیا۔ ۱۰۳۷ء میں ان ترک [illegible] اسلام نے جنہیں بعد ازاں سلجوق ترکوں کے نام سے یاد کیا گیا مرو اور نیشاپور پر قبضہ کر لیا۔ ۱۸ دسمبر ۱۰۵۵ء میں یہ لوگ بغداد کے دروازوں پر جا پہنچے۔ اور خلیفہ وقت یعنی امیر المومنین القائم (۱۰۳۱-۱۰۷۵) نے ان کا استقبال اس طرح کرنا ہی مناسب خیال کیا گویا وہ اس کے نجات دہندہ ہیں۔ اگلے سال طغرل پھر بغداد آیا اور اسے خلیفہ نے سلطان کا خطاب عطا کیا۔ اور اس طرح سلجوق ترکوں کے حصول اقتدار کی داستان پر مہر تصدیق ثبت ہو گئی۔ ان کے زمانہ حکومت کا سب سے شاندار دور ملک شاہ (۱۰۷۲-۱۰۹۲) کا عہد حکمرانی ہے۔ جب کہ سلطنت کے حدود ایک طرف کاشغر و یرقند سے جا ملتے تھے تو دوسری طرف قسطنطنیہ اور بحیرہ کیسپین سے۔ فارسی زبان کا مشہور شاعر اور حساب دان عمر خیام اسی دور حکومت میں ہوا۔ صلیبی جنگوں میں شہرت پانے والا صلاح الدین ایوبی بھی اسی خاندان کا چشم و چراغ تھا۔ سلجوقوں کے اقتدار کو چنگیز خاں نے نیچا دکھایا۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد دونوں نسلیں ایک دوسرے میں مدغم ہو گئیں۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ سلجوق ترکوں کی کوکھ سے ایک اور ترک نسل (عثمانیوں) نے جنم لیا جنہوں نے اسلام کو پھر سربلندی سے ہمکنار کیا۔ اور اپنے نامور پیشروؤں کی روایات کو تازہ رکھا۔

## سلسبیل

**سلسبیل** ۔ جنت میں ایک چشمہ کا نام ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں بھی ہے۔ اہل جنت کے واسطے جن نعمتوں کا ذکر کیا گیا ہے ان میں سلسبیل (کے پانی) کا بھی ذکر ہے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ اس چشمہ یا نہر میں پانی کی بجائے شہد، دودھ اور شربت ہوگی جس کے پینے سے سرور حاصل ہوگا۔

## سلطان

**سلطان** ۔ سلطنت کا مالک بادشاہ۔ اکثر مسلمان بادشاہ اس لقب سے یاد کئے جاتے ہیں خصوصاً ترکی کے خلفاء سلطان کہلاتے تھے۔ سنہ ۱۹۲۲ء میں کمال اتاترک

نے ٹرکی میں جمہوریہ قائم کر کے "سلاطین" کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

مراکش، ایران، شرق اردن، سعودی عرب اور کابل کے حکمران آج کل بھی سلطان یا شاہ کہلاتے ہیں۔

"ملاکا" کے حاکم کو بھی سلطان کہتے ہیں۔ اسی طرح پر دنیا کے کئی ایک اسلامی ممالک ہیں جن کے حکمرانوں کو سلطان کہا جاتا ہے۔

**سلطان احمد، سر** ۱۸۸۰ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۶ء سے ۱۹۲۷ء تک بہار میں سرکاری وکیل رہے۔ پھر پٹنہ ہائی کورٹ کے جج، وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل میں کامرس ممبر اور لاء ممبر اور پھر پٹنہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر رہے۔ مسلم لیگ کی تاسیس کے وقت سے ہمیشہ مسلم لیگی سیاست کے ساتھ منسلک رہے۔ دوسری جنگ عالمگیر میں مسلم لیگ کی پالیسی کے خلاف وائسرائے کی کونسل میں شریک ہو گئے تو انہیں مسلم لیگ سے خارج کر دیا گیا۔ حکومت نے "سر" کا خطاب دے رکھا تھا۔ اور کئی دوسرے خطابات کے بھی حامل تھے۔

**سلطان الدین احمد**۔ مشرقی پاکستان کے سابق گورنر اور برما اور چین میں پاکستان کے سابق سفیر ۱۹۰۲ء میں ڈھاکہ میں پیدا ہوئے۔ ڈھاکہ یونیورسٹی سے ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کی اور ڈھاکہ ہی میں پریکٹس کے ساتھ ساتھ قانون کے پروفیسر بھی رہے۔ تین موقعوں پر ڈھاکہ یونیورسٹی کے قائم مقام وائس چانسلر بھی رہ چکے ہیں۔ کئی سال اسی یونیورسٹی کے اعزازی خزانچی بھی رہ چکے ہیں۔ ۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۲ء تک پاکستان انٹر یونیورسٹی بورڈ کے رکن تھے۔ اپنے صوبے کی امداد باہمی کی تحریک میں نمایاں حصہ لیا۔ آپ سٹیٹ بنک آف پاکستان کے بھی ڈائریکٹر رہ چکے ہیں۔ ۱۹۴۳ء سے ۱۹۴۷ء تک غیر منقسم بنگال کی قانون ساز کونسل میں ایک سربرآوردہ رکن کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ ۱۹۵۸ء میں مشرقی پاکستان کے عارضی گورنر بھی مقرر ہوئے تھے۔

**سلطان، جمیل**، شام کے ماہر تعلیم ہیں۔ ۱۹۰۹ء میں پیدا ہوئے۔ دمشق اور بیروت میں تعلیم پائی۔ اٹھارہ سال تک دمشق کے ثانوی سکولوں میں عربی کے استاد رہے۔ ۱۹۴۷ء میں شامی یونیورسٹی میں عربی لٹریچر کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ مشہور عربی تصانیف یہ ہیں:- "نہج البلاغۃ"، "جمید"، "عرب شاعری میں اوزان اور قافیہ"، "ابن رواحہ" — "شاعر رسول پاکؐ"۔

**سلطنت** (Empire)۔ تاریخ عالم میں بعض ممتاز اور نامور سلطنتیں وقتاً فوقتاً معرض وجود میں آتی رہی ہیں۔ مثلاً رومائی سلطنت جس کا دارالحکومت روما تھا۔ ۲۷ قبل مسیح میں آگسٹس کے عہد سے شروع ہو کر ۳۹۵ عیسوی تک تھیوڈوسیس کے دور تک قائم رہی۔ شرقی یا سلطنت بزنطین۔ اس کا دارالحکومت قسطنطنیہ تھا۔ دراصل یہ سلطنت رومائی سلطنت کا ایک حصہ تھی۔ ۳۹۵ء سے ۱۴۵۳ء تک قائم رہی۔ غربی سلطنت۔ اس کا دارالحکومت روما تھا۔ اور یہ ۳۹۵ء سے ۴۷۶ء تک قائم رہی۔ مقدس یا دوسری مغربی شہنشاہیت جس کا سنگ بنیاد شارلیمان اعظم نے رکھا۔ ۸۰۰ء سے ۹۰۱ء تک قائم رہی۔ جرمن یا مقدس رومی سلطنت۔ جس کا سنگ بنیاد ۹۶۲ء کو اوٹو اعظم نے رکھا۔ اس کا خاتمہ ۱۸۰۶ء کو ہوا جب کہ آسٹریا کا شہنشاہ فرانسس دوم تخت سے دست بردار ہوا۔ اس کے بعد اسی کی شاخ سے آسٹریا کی سلطنت پیدا ہوئی جو ۱۸۰۴ء سے ۱۹۱۸ء تک قائم رہی۔ جرمن سلطنت ۱۸۷۱ء سے ۱۹۱۸ء تک قائم رہی۔ فرانسیسی سلطنت کا سنگ بنیاد نپولین اول نے رکھا۔ یہ ۱۸۰۴ء تا ۱۸۱۵ء تک قائم رہی۔ اس کے بعد نپولین سوم کی قائم کردہ ریاست ۱۸۵۲ء سے ۱۸۷۰ء تک زندہ رہی۔ ہندوستانی سلطنت۔ اس کا سنگ بنیاد ۱۸۷۶ء میں برطانیہ نے رکھا۔

**سلفنامائڈ** (Sulphonamides)۔ جراثیم کش ادویات جو انسان کو نقصان نہیں پہنچاتیں۔ اور نمونیا وغیرہ کی حالت میں یا خون میں زہر ہونے کی صورت میں کھائی جاتی ہیں۔

**سلک** (Silk)۔ نرم اور ملائم ریشمی دھاگہ جو ریشم کے کیڑے سے حاصل کیا جاتا ہے۔ اور کپڑا بننے کے کام آتا ہے۔ انڈے سے ایک ماہ کے عرصہ میں کیڑا بن جاتا ہے۔ بہت سے کیڑوں کے دھاگے سے ایک

ریل کا مسلسل دھاگہ بُنا جاتا ہے۔ اس دھاگے کو مشین پر بُننے اور رنگنے کے بعد کھڈی یا کرگے کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔ چین، جاپان، فرانس اور اٹلی میں ریشم بہت ہوتا ہے۔ (نیز دیکھو ریشمی کپڑے)

**سلمان فارسیؓ** ۔ مجوسی نام مابہ تھا۔ لقب سلمان الخیر۔ کنیت ابو عبداللہ۔ وطن اصفہان۔ خاندان آب الملک۔

والد اصفہان میں زمیندار تھے۔ مذہباً مجوسی (آتش پرست) تھے۔ اور حضرت سلمانؓ سے اس قدر محبت تھی۔ کہ انہیں گھر سے باہر جانے نہ دیتے تھے۔ اور آتشکدہ کی دیکھ بھال ان کے سپرد کر رکھی تھی۔ بعد ازاں انہوں نے عیسائی مذہب اختیار کیا۔ لیکن روحانی تسکین کسی طرح نہ ہوئی۔ بالآخر ایک بڑے عیسائی راہب کے کہنے پر مدینہ کا سفر اختیار کیا۔ تاکہ رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ لیکن راستہ میں غلام بنا لیے گئے۔ اور فروخت ہوتے ہوئے مدینہ پہنچے۔ اسی اثنا میں رسول اللہؐ بھی مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آ چکے تھے۔ چنانچہ حضرت سلمان خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے۔ لیکن غلام ہونے کی وجہ سے کسی جنگ میں مسلمانوں کے ساتھ شریک نہ ہو سکتے تھے۔ بالآخر حضورؐ نے انہیں زر کتابت دیکر آزاد کرا دیا۔ ان کی آزادی کے بعد غزوہ خندق پیش آیا۔ جس میں انہوں نے نمایاں حصہ لیا۔ اس جنگ میں حضورؐ نے حضرت سلمانؓ کے مشورہ پر ہی خندق کھدوائی تھی۔ کیونکہ حضرت سلمانؓ ایران میں یہ طریقہ جنگ دیکھ چکے تھے۔ چنانچہ اسی خندق کے طفیل مسلمان کامیاب ہوئے۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایران پر فوج کشی ہوئی۔ جس میں انہوں نے نمایاں حصہ لیا۔ اور بعد میں مدائن کے گورنر مقرر ہوئے۔ حضرت عثمانؓ کے عہدِ حکومت میں وفات پائی۔ اور مدائن میں دفن ہوئے۔

آپ ہر وقت حضورؐ کے قرب میں رہتے۔ کیونکہ انہیں حضورؐ سے بہت انس تھا۔ چنانچہ بہت سی احادیث سننے کا موقع ملا اور کتب احادیث میں کئی روایات آپ سے منسوب ہیں۔

آپ رسول اللہؐ کے بڑے برگزیدہ صحابی ہیں۔ اور علم و فضل میں بہت ممتاز درجہ رکھتے ہیں۔

**سلمہؓ بن اکوعؓ** ۔ نام سنان۔ کنیت ابو ایاس۔ ۶ھ میں مسلمان ہوئے اور مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی۔ جہاں پہنچ کر حضورؐ کے پہلو بہ پہلو تمام غزوات میں شامل ہوئے۔ بیعتِ رضوان کے موقعہ پر تین مرتبہ رسول اللہؐ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔

ذی قردہ کی چراگاہ سے جب کفار آنحضرتؐ کے اُونٹ لے بھاگے۔ تو حضرت سلمہؓ نے تنہا ان کا تعاقب کیا۔ اور ماہر تیر انداز ہونے کے باعث اُن پر اس شدت سے تیر اندازی کی کہ وہ اُونٹ چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ بلکہ اپنی چادریں بھی چھوڑ گئے۔

فتح خیبر میں بھی نمایاں حصہ لیا۔ اس کے بعد ثقیف اور ہوازن کے غزوات میں شریک ہوئے۔ ۷ھ میں حضرت ابوبکرؓ کے زیر قیادت بنو فزارہ کی سرکوبی میں شریک ہوئے۔ اور واپسی پر کئی عورتیں گرفتار کر لائے جن میں ایک نہایت حسین لڑکی بھی تھی۔ آنحضرتؐ نے وہ لڑکی مکہ بھیج کر اس کے عوض میں اُن بہت سے مسلمانوں کو آزاد کرا دیا۔ جو کفار کے قبضہ میں تھے۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد مدینہ چھوڑ کر ربذہ چلے گئے۔ یہاں سے ۷۴ھ میں واپس مدینہ آئے اور اسی سال انتقال کیا۔

آپ بڑے دلیر، شجاع اور اعلےٰ تیر انداز تھے۔ پیدل دوڑنے میں سب صحابہؓ میں ممتاز تھے۔ رسول اللہؐ کی صحبت سے اکثر موقعوں پر فیضیاب ہوئے۔ چنانچہ آپ نے کثرت سے احادیث بھی سُن رکھی تھیں۔ جو بعد میں آپ نے روایت کیں۔ آپ کی مرویات کی تعداد ستر کے قریب ہے۔

**سلمہؓ بن ہشام** ۔ ماں کا نام ضباعہ اور رشتے میں مشہور دشمنِ اسلام ابوجہل کے بھائی تھے۔

ابتدائے اسلام میں مسلمان ہوئے اور ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے۔ کچھ عرصہ بعد جو واپس آئے تو ابوجہل نے انہیں قید کر دیا۔ دن رات مارتا رہتا۔ کھانا پینا بند کر دیا۔ مگر آپ دینِ اسلام پر قائم رہے۔ بعد میں رسول اللہؐ نے چند قیدیوں کے عوض ان کو مشرکین سے نجات دلائی۔ اور آپ مدینہ چلے آئے۔ جہاں پہنچ کر تمام جنگوں میں نمایاں حصہ لیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دورِ خلافت میں شام کی لشکر کشی میں شریک ہوئے۔ اور بڑی جانبازی سے لڑتے رہے۔ اور حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں ۱۴ھ میں "مرج روم" کے معرکہ میں شہید ہوئے۔

**سلوک** ۔ صوفیائے کرام کے ہاں ایک اصطلاح ہے جس کے معنی خدا کی نزدیکی حاصل کرنے کے واسطے ریاضت جد و جہد اور کوشش کرنے کے ہیں۔ طریقت میں داخل ہونے کے بعد شیخ کی ہدایت پر عمل کرنے سے یہ درجہ حاصل ہوتا ہے لیکن اس کے واسطے بہت محنت اور ریاضت کرنی پڑتی ہے۔ جو شخص اس پر عمل پیرا ہوتا ہے اس کو صوفیا کی اصطلاح میں "سالک" کہتے ہیں۔ سلوک کے چند مقررہ درجے یا مقامات بھی ہیں مثلاً پہلا درجہ "ذکر" ہے، اس کے بعد "غنا"، پھر "فقر"، اس کے بعد "علم" اور پھر "معرفت" وغیرہ۔

حافظ شیرازی کا سالک کے بارے میں شعر دیکھئے۔

ے بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

**سلوکس** ۔ سکندر اعظم کا ایک جرنیل۔ سکندر نے سلوکس کو اپنے مشرقی مقبوضات کا وائسرائے (نائب حاکم) بنا دیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ سکندر کی وفات کے بعد سلوکس نے ہندوستان پر دوبارہ چڑھائی کی اور چندرگپت موریا سے شکست کھا کر صلح پر مجبور ہوا۔ سلوکس کا یہ حملہ تاریخی اعتبار سے ثابت نہیں۔ البتہ چندرگپت موریا اور سلوکس کے درمیان ایک معاہدہ ہوا جس کی رو سے کوہ ہندوکش دونوں سلطنتوں کے درمیان سرحد قرار دی گئی اور چندرگپت نے سلوکس کو ۵۰۰ ہاتھی دیئے۔ ۳۰۲ ق م میں سلوکس نے اپنا ایک ایلچی "میگاستھینز" بھی چندرگپت کے دربار میں بھیجا۔ اس ایلچی نے ہندوستان کے جغرافیہ اور معاشرت کے بارے میں بہت سے دلچسپ حالات لکھے ہیں جن سے اس ملک کی تاریخ اور اس کے تمدن پر کافی روشنی پڑتی ہے۔

**سلولائیڈ** ۔ (Celluloid) پلاسٹک کی ابتدائی قسم جسے کہ ایک انگریز موجد الگزینڈر پارکس نے ۱۸۶۵ء میں ایجاد کیا جب کہ وہ مصنوعی سینگ بنانے کی کوشش کر رہا تھا۔ یہ چیز گن کاٹن (Gun Cotton) کافور اور سپرٹ کی مناسب آمیزش سے بنتی ہے۔ فوٹوگرافی اور سینما کی جو فلمیں بنتی ہیں وہ سلولائیڈ ہی کی ہوتی ہیں۔ ان پر روشنی سے اثر پذیر مصالحہ کا لیپ ہوتا ہے۔ جن فلموں کو فائر پروف بنانا ہو تو اس صورت میں سپرٹ کی جگہ ایسی ٹون استعمال کیا جاتا ہے۔

سلولائیڈ بہت کارآمد چیز ثابت ہوئی ہے۔ اس سے بچوں کے کھلونے، بجلی کا سامان، بوتلوں کے ڈھکنے وغیرہ بنائے جانے لگے ہیں۔ مگر اب اس کی جگہ بیکولائٹ جیسی اصلاح شدہ پلاسٹک کا استعمال شروع ہو گیا ہے اور اس سے طرح طرح کی اشیاء بلکہ پارچات بھی بننے لگ گئے ہیں۔

**سلیٹ** (Slate) عمدہ سیاہ نیلے رنگ کا پتھر جسے آسانی سے لکھنے کی تختیوں میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ سلیٹ اسکول کے بچوں کے استعمال کی عام شے ہے۔

سلیٹ کو چھت بنانے میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ موسمی تغیرات کی اس سے روک تھام ہوتی ہے۔ بعض سلیٹ کے بڑے بڑے تختے دیوار میں بھی نصب ہوتے ہیں۔ جن پر چاک سے لکھا جاتا ہے۔ سلیٹ کا وجود ویلز (Wales) کے شمال میں بہت پایا جاتا ہے۔

(To Slate) (سلیٹ کرنا) انگریزی کا محاورہ بھی ہے جس سے مراد کسی کو نکتہ چینی یا اعتراض کا نشانہ بنانا ہے۔

**سلیطؓ بن عمرو** ۔ نام سلیط۔ والد کا نام عمرو، ماں کا نام خولہ۔ خاندان قریش۔ اسلام کے ابتدائی ایام میں مسلمان ہوئے۔ اور مکہ سے حبشہ کو ہجرت کی۔ وہاں سے پھر مدینہ چلے گئے۔ اور تمام معرکوں میں رسول اللہؐ کے ہمرکاب رہے۔

سنہ ۷ھ میں رسول اللہؐ نے مختلف بادشاہوں کے پاس اپنے خطوط بھیجے۔ ان میں سے ایک خط ہوزہ بن علی حنفی کے پاس بھیجنے کی خدمت حضرت سلیطؓ کے سپرد ہوئی۔ ہوزہ نے خط کو قدر و منزلت کی نظر سے دیکھا۔ اور حضرت سلیطؓ کا بڑا احترام کیا۔ چنانچہ اس نے حضورؐ کی خدمت میں یہ جواب بھیجا۔ کہ میں پیروی کرنے کو تیار ہوں بشرطیکہ بعض امور میں ایک سردار کی حیثیت سے مجھے بھی شریک کر لیا جائے۔ لیکن آنحضرتؐ نے جواب دیا کہ تمہیں زمین کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا بھی نہیں دیا جائے گا۔

حضرت ابوبکرؓ کے دورِ خلافت میں مسیلمہ کذاب کی مشہور جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

**سلیم اغوث** ۔ انڈونیشیا کے سابق وزیر خارجہ۔ ۱۸۸۴ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدا ہی سے اپنے ملک کی

سیاسی اور اقتصادی تحریکوں میں سرگرم رہے۔ ۱۹۳۰ء میں اپنے ملک کی مزدور تحریک کے نمائندہ کی حیثیت سے جینوا کانفرنس میں شریک ہوئے۔ انڈونیشیا میں قیامِ جمہوریت کے بعد موصوف مشرقِ وسطیٰ کے ممالک کے ساتھ تجارتی اور سفارتی تعلقات قائم کرنے کے سلسلہ میں ان ممالک کا سفر بھی کر چکے ہیں۔ وہ عربی، ولندیزی، انگریزی اور جرمن زبانیں جانتے ہیں۔ اور ایک زبردست مقرر ہونے کی وجہ سے انڈونیشیا کی قومی تحریکوں میں بہت مفید ثابت ہوئے۔

**سلیم الزمان صدیقی ڈاکٹر**۔ ڈاکٹر سلیم الزمان صدیقی چودھری خلیق الزمان سے چھوٹے بھائی ہیں۔ لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ اور وہیں تعلیم حاصل کی۔ طب سے دلچسپی کے باعث حکیم اجمل خاں مرحوم ان پر خاص توجہ فرماتے تھے اور انہی نے صدیقی صاحب کو ۲-۲۴ ۱۹ء میں جرمنی بھیجا۔ جرمنی میں انہوں نے ایک بوٹی اسرول پر جسے چھوٹی چاند بھی کہتے ہیں تحقیقاتی کام کیا۔ اس بوٹی کو حکیم اجمل خاں مرحوم نے فشار الدم یا بلڈ پریشر (High Blood Pressure)، ہسٹیریا اور جنون وغیرہ کے علاج کے لئے استعمال کرنا شروع کیا تھا۔ ڈاکٹر سلیم الزمان جرمنی سے واپس آئے اور طبیہ کالج دہلی کے شعبہ ریسرچ کے ناظم مقرر ہوئے تو یہاں بھی انہوں نے اپنا تحقیقاتی کام جاری رکھا۔ انہوں نے "اجملین" کے نام سے اس کا جوہر نکالا جو آج یورپ میں بھی مذکورہ امراض کا مستند علاج تسلیم کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی خدمات جلیلہ کے عوض مغربی جرمنی کی فرینکفرٹ یونیورسٹی کے شعبہ طب نے آپ کو ڈاکٹریٹ کی سند عطا کی۔ ڈاکٹر صدیقی پاکستان کی سائنسی اور صنعتی تحقیقات کی کونسل کے صدر ہیں۔

**سلیم اوّل** سلطانِ ترکی۔ ۱۵۱۲ء تا ۱۵۲۰ء۔ بایزید دوم کا فرزند۔ ۱۴۶۷ء میں پیدا ہوا اور ستمبر ۱۵۲۰ء میں وفات پائی۔ ۱۵۱۲ء میں باپ کو تخت سے اتار کر خود تخت نشین ہوا۔ سلطان سلیم پکا سنی تھا۔ اس نے عثمانی ترکوں کی فتوحات کا رخ مغرب کے بجائے جنوب مشرق کی طرف موڑا اور ایران کی شیعہ سلطنت کے بانی شاہ اسمٰعیل صفوی سے جا ٹکرایا اور اسے شکست دے کر تبریز، کردستان، اور دیار بکر پر ۱۵۱۴ء میں قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد سلیم مملوک سلاطین کی طرف متوجہ ہوا اور ۱۵۱۶ء میں شام و فلسطین اور ۱۵۱۷ء میں مصر پر قبضہ کر لیا۔ مملوک کی سلطنت پر قبضہ کرنے سے متبرک مقامات مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ بھی عثمانی سلطنت میں شامل ہو گئے۔ اور ترکی سلطان کے القابات میں خادم الحرمین والشریفین کا لقب بھی شامل ہو گیا۔ سلیم قسطنطنیہ واپس آتے ہوئے مصر سے آخری عباسی خلیفہ المتوکل کو بھی اپنے ساتھ لے آیا۔ زندگی کے آخری ایام میں سلیم نے اپنی بحری اور بری افواج کی وسیع پیمانے پر تنظیم کی لیکن پیشتر اس کے کہ وہ کسی نئی مہم کا آغاز کرتا۔ اسے موت کا بلاوا آ گیا چنانچہ سلیم کی فوجی تیاریاں اس کے فرزند اور جانشین سلیمانِ اعظم کی فتوحات کا باعث بن گئیں۔

**سلیم دوم**۔ سلطان ترکی۔ ۱۵۶۶ء تا ۱۵۷۴ء۔ سلیمان اعظم کا فرزند اور جانشین ۱۵۲۴ء میں پیدا ہوا۔ اس کے عہد میں ۱۵۷۱ء میں جزیرہ سائپرس فتح ہوا۔ اور اسی سال یورپین ممالک کے متحدہ بحری بیڑے نے عثمانی بحری بیڑے کو لیپانٹو کے مقام پر شکست دے کر بحیرۂ روم سے ترکوں کے اقتدار کو ختم کر دیا۔ سلیم دوم نے چند ماہ میں نیا بحری بیڑہ تیار کر کے لیپانٹو کے نقصانات کی تلافی کر لی۔ مگر عثمانی سلطنت میں تنزل کا آغاز سلیم دوم کے عہد سے شروع ہو گیا۔

**سلیم سوم**۔ سلطان ترکی۔ ۱۷۸۹ء تا ۱۸۰۸ء۔ سلیم سوم ۱۷۶۱ء میں پیدا ہوا۔ تخت نشینی کے وقت ترکی اور روس کے درمیان جنگ جاری تھی۔ ۱۷۹۱ء میں عہد نامہ یاسی کی رو سے صلح ہو گئی۔ سلیم نے ۱۷۹۸ء میں روس اور برطانیہ سے نپولین کے حملہ مصر کے خلاف معاہدہ کیا۔ ۱۸۰۵ء میں سلیم نے ترکی افواج کی یورپین طرز پر از سرِ نو تنظیم شروع کی جس پر ۱۸۰۷ء میں ینی چری کی فوج نے بغاوت کر دی اور سلیم کو مصطفےٰ چہارم کے حق میں تخت سے دستبردار ہونا پڑا۔ ۲۸ مئی ۱۸۰۸ء کو اسے زندان میں قتل کر دیا گیا۔

**سلیم ناطقی**۔ ۱۹۰۱ء میں کانپور میں پیدا ہوئے۔ منشی کامل، دبیر کامل کے امتحانات پاس کرنے کے بعد آپ نے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۲۷ء میں بطور اسسٹنٹ چرچ کالجیٹ اسکول کانپور میں ملازمت اختیار کی۔ اور

اردو و فارسی کے سینئر ٹیچر لگ گئے۔

شعر گوئی کا شوق طالب علمی میں پیدا ہو گیا۔ آپ کو نظم و نثر لکھنے کا شوق ہے۔ مختلف رسائل میں آپ کے اشعار اور مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔ نظم و نثر کے تین مجموعے مرتب ہو چکے ہیں۔

**سلیم، وحید الدین، مولوی۔** مولوی وحید الدین سلیم۔ نامور نثار و ملک سے تھے۔ آپ کے والد حاجی مولوی فرید الدین پانی پت میں شاہ شرف علی قلندر رحمۃ اللہ کے مزار کے متولی تھے۔ سلیم، پانی پت میں پیدا ہوئے۔ وہیں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ اور پھر لاہور چلے گئے۔ وہاں انٹرنس اور منشی فاضل کے امتحانات پاس کئے۔ اور ریاست بہاولپور کے محکمہ تعلیم میں ملازم ہو گئے۔ پھر ریاست رامپور کے ہائی سکول کے ہیڈ مولوی ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد ملازمت چھوڑ دی اور پانی پت آ گئے۔ مولانا حالی کی وساطت سے سر سید سے ملاقات ہوئی جنہوں نے آپ کو اپنا پرائیویٹ سیکرٹری بنا لیا۔ آپ نے تصنیف و تالیف کے کام میں سر سید مرحوم کی بہت مدد کی۔ پھر آپ نے اپنا رسالہ "معارف" نکالا۔ جو کچھ عرصہ کامیابی سے چلا۔ پھر "علی گڑھ گزٹ" کے ایڈیٹر ہو گئے۔ بعد ازاں "مسلم گزٹ" لکھنؤ کے ایڈیٹر ہوئے۔ کچھ مدت لاہور میں "زمیندار" اخبار کے بھی چیف ایڈیٹر رہے۔

پھر آپ کو دارالترجمہ حیدرآباد میں بلا لیا گیا۔ وہاں آپ نے اپنی معرکتہ الآرا کتاب "وضع اصطلاحات" لکھی۔ جب عثمانیہ یونیورسٹی قائم ہوئی۔ تو آپ اردو کے پروفیسر مقرر ہو گئے۔

آپ کی طرز تحریر نہایت سلیس اور معنی خیز ہے۔ آپ اپنی تحریروں میں شیریں اور رسیلے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

**سلیمان علیہ السلام، حضرت** مشہور پیغمبر۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے تھے اور فہم و فراست میں مشہور ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ان کو جن و انس اور وحوش و طیور کا بادشاہ بنایا تھا۔ اور ساری مخلوق ان کے تابع تھی۔ ان کا تخت ہوا میں اڑتا تھا اور دنیا کے خزانے ان کے قبضہ میں تھے۔ ایک جگہ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ شیاطین (جن) ان کے واسطے سمندر سے قیمتی موتی نکال کر لایا کرتے تھے۔ قرآن پاک میں اُن کی زندگی اور نبوت کے حالات تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں خصوصاً ملکہ سبا، بلقیس کا واقعہ جس کے بارے میں ہُدہُد نے بیان کیا کہ وہ اور اس کی قوم سورج کی پرستش کرتی ہے۔ چنانچہ آپ نے اس کو دعوتی خط لکھا اور وہ خود حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئی۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ اس کے بعد آپ ملکہ بلقیس کو اپنے ازدواج میں لے آئے تھے۔ مسجد اقصیٰ جس کا قرآن پاک میں ذکر ہے آپ ہی نے بنوائی تھی۔ آپ مسجد میں عصا ٹیکے ہوئے کھڑے تھے کہ آپ کی روح قبض کر لی گئی اور جب دیمک نے ان کے عصا کو کھا لیا تب جا کر جنات کو علم ہوا کہ آپ کا انتقال ہو گیا ہے۔ آپ کی قبر بیت المقدس میں ہے۔

**سلیمان اعظم۔** ترکی کے سلطان سلیم اول کے صاحبزادے سنہ ۱۴۹۴ء میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد کے انتقال کے بعد سنہ ۱۵۲۰ء میں تخت خلافت پر متمکن ہوئے۔ سنہ ۱۵۲۲ء میں بحری قزاقوں سے جزیرہ روڈس کو پاک و صاف کیا۔ سنہ ۱۵۲۶ء میں ہنگری پر قبضہ کیا جو ڈیڑھ سو سال تک ترکی حکومت کا ایک صوبہ بنا رہا۔ سنہ ۱۵۲۸ء میں یورپ کی حکومتوں نے ایک متحدہ فوج تیار کی۔ اس کی اعانت کے لئے پاپائے اعظم سے جہاد کا فتویٰ حاصل کیا لیکن سلیمان اعظم نے یورپ کی اس متحدہ فوج کو زبردست شکست دی۔ سنہ ۱۵۳۲ء میں آسٹریا کی حکومت نے ترکی کو خراج دینا منظور کیا۔ اس بہادر اور بیدار مغز سلطان نے ایک زبردست بحری بیڑہ تیار کرایا جس کا امیر البحر خیر الدین باربروسہ تھا۔ اس بیڑہ نے کئی بار یورپ کی جنگوں میں کارہائے نمایاں سرانجام دئیے۔ بحر ہند، بحیرہ روم، بحیرہ عرب، بحیرہ قلزم، بحیرہ اسود، پر ترکوں کا کامل اقتدار قائم کر دیا۔ پرتگیزوں سے عدن، مسقط، اور ہرمز کے مقامات چھین کر ترکی حکومت میں شامل کئے۔ یمن، بغداد، آذربائیجان اور گرجستان، کو بھی ترکی حکومت میں ملا لیا۔ بغداد میں امام اعظم رح کا مقبرہ از سر نو بنوایا۔ یہ بہادر سلطان چھیالیس سال تک تخت خلافت پر جلوہ افروز رہ کر سنہ ۱۵۶۶ء میں بہتر سال کی عمر میں آسٹریا میں انتقال کر گیا۔ اور قسطنطنیہ میں مدفون ہوا۔

اس کی حکومت بغداد و ایران کے حدود سے لے کر یورپ میں بوڈاپسٹ (ہنگری) تک اور شمال میں کریمیا اور کوہ قاف سے لے کر عدن تک پھیلی ہوئی تھی افریقہ

میں مصر اور شمالی افریقہ اس کے زیرنگیں تھا۔ اس کے وقت میں ستر ہزار سلمان اسپین کے مظالم سے عاجز آ کر الجیریا میں آباد ہو گئے۔ یہ بہادر سلطان ایسے زمانہ میں تھا جب کہ یورپ میں نہایت زبردست اور نامی گرامی سلاطین موجود تھے اور مسلمانوں میں بھی طہماسپ صفوی اور اکبر اعظم کا دور دورہ تھا۔ لیکن سلیمان اعظم کے مقابلہ میں یہ سارے کے سارے کوئی حیثیت اور امتیاز نہیں رکھتے ہیں۔ یہ بادشاہ شاعر، عالم، اور زبردست مقنن بھی تھا۔ اس کے رعب سے یورپ، ایشیا، اور افریقہ کے بر اعظم لرزہ براندام رہتے تھے۔

## سلیمان بن عبدالملک

سلیمان بن عبدالملک۔ بنو امیہ کے ساتویں خلیفہ۔ سنہ ۹۶ھ مطابق ۷۱۵ء میں تخت خلافت پر متمکن ہوئے۔ سلیمان نے تخت نشین ہوتے ہی حجاج بن یوسف کے مقرر کئے ہوئے عاملوں کو معزول کر دیا۔ اور قتیبہ بن مسلم، موسیٰ بن نصیر، طارق بن زیاد، اور محمد بن قاسم جیسے نامور جرنیلوں کو ذلیل اور خوار کر کے قتل کرا دیا۔ سلیمان کے زمانہ میں ایک مہم قسطنطنیہ فتح کرنے کے لئے بھیجی گئی جس نے درۂ دانیال پار کر کے قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا۔ لیکن یہ محاصرہ ناکام رہا۔ سلیمان ناکامی کی خبر سن کر خود لشکر لے کر روانہ ہوا لیکن راستے ہی میں چند روز بیمار رہ کر سنہ ۹۹ھ وفات پائی۔

## سلیمان بن یسار

سلیمان بن یسار۔ نام سلیمان۔ کنیت ابو تراب۔ ام المومنین حضرت میمونہ کے غلام تھے۔ اور حضرت عائشہؓ کی خدمت بجا لانے کا بھی موقع ملا۔ علم حدیث اور فقہ میں وہ رتبہ حاصل کیا کہ مدینہ کے سات مشہور فقہا میں ان کا شمار ہونے لگا۔ اور مدینہ کے ممتاز ترین عالم سمجھے جانے لگے۔ آپ قرآن پاک کے بہترین قاری تھے۔ اور احادیث میں بڑے بڑے علماء نے آپ سے استفادہ کیا۔

آپ بہت بڑے زاہد اور متقی تھے۔ حسن سیرت کے علاوہ صورت بھی نہایت حسین تھی۔ سنہ ۱۰۷ھ میں بعمر ۷۳ برس انتقال فرمایا۔

## سلیمان ندوی، سید

سلیمان ندوی، سید۔ مولانا سید سلیمان ندوی ضلع پٹنہ کے موضع دیسنا میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد حکیم ابوالحسن صاحب بڑے متقی اور پرہیزگار تھے۔ اور عوام میں ان کی بڑی عزت و توقیر تھی۔ ابتدائی تعلیم گھر میں حاصل کرنے کے بعد آپ عربی کی اعلیٰ تعلیم کے لئے دارالعلوم ندوہ میں داخل ہو گئے۔ یہاں انہیں مولانا شبلی نعمانی کی صحبت میسر آئی۔

سنہ ۱۹۰۶ء میں فارغ التحصیل ہونے کے بعد جب آپ کی رسم دستار بندی عمل میں آئی تو آپ نے اس موقعہ پر عربی زبان میں ایسی فاضلانہ تقریر ارشاد فرمائی کہ تمام حاضرین دنگ رہ گئے۔ کچھ مدت آپ "ندوہ" کے ایڈیٹر رہے اور دارالعلوم میں تعلیم بھی دیتے رہے۔ جب اٹلی نے ترکی کے علاقہ طرابلس پر زبردستی قبضہ کر لیا۔ تو سید سلیمان اپنے تعلیمی مشاغل چھوڑ کر ادارہ "الہلال" (کلکتہ) میں شریک ہو گئے۔ جس کے ایڈیٹر مولانا ابوالکلام آزاد تھے۔ اس کے بعد آپ کچھ مدت پٹنہ کالج میں عربی اور فارسی کے پروفیسر رہے۔ دوسری جنگ عظیم میں ہندوستان کا جو وفد انگلستان گیا۔ سید سلیمان اس میں شریک تھے۔

حجاز میں شریف حسین کی حکومت کے بعد جب ابن سعود برسر اقتدار آیا۔ تو اس نے ایک موتمر طلب کی۔ جس میں سید سلیمان بھی شریک ہوئے۔ جہاں انہوں نے سلطان پر زور دیا کہ اسلامی نظام کے ماتحت جمہوری حکومت کی بنیاد رکھی جائے۔

سنہ ۱۹۱۴ء میں آپ نے اپنے استاد مولانا شبلی کی یاد میں دارالمصنفین اعظم گڑھ کی بنیاد رکھی۔ اور ماہنامہ "معارف" کا اجرا کیا تھا۔ دارالمصنفین نے بہت سی بلند پایہ تصنیفات شائع کیں۔

جب افغانستان پر نادر شاہ کا قبضہ ہو گیا۔ اس نے علامہ اقبال، سر راس مسعود اور سید سلیمان ندوی کو افغانستان آنے کی دعوت دی۔ تاکہ افغانستان میں ایک دارالعلوم کے قیام کے سلسلے میں ان سے مشورہ لیا جائے۔

سید سلیمان ندوی نے اپنی زندگی میں بے شمار بلند پایہ کتابیں تصنیف کیں۔ سب سے بڑا کام یہ کیا۔ کہ "سیرۃ النبی" کو جو ان کے استاد علامہ شبلی مرحوم مکمل چھوڑ گئے تھے مکمل کیا۔ اس کے علاوہ عربوں کی جہازرانی، "خطبات مدارس"، "عرب و ہند کے تعلقات"، "خیام"، "برید فرنگ"، "نقش سلیمانی"، "سیرۃ عائشہ"، "ارض القرآن"، "لغات جدیدہ" وغیرہ آپ کی بلند پایہ تصانیف ہیں۔

سنہ ۱۹۴۱ء میں علی گڑھ یونیورسٹی نے ان کی علمی سرگرمیوں کی بنا پر انہیں ڈی لٹ کی اعزازی ڈگری دی۔ آپ بھوپال میں قاضی کے عہدے پر بھی رہے اور سنہ ۱۹۵۰ء میں

بھوپال سے کراچی آ گئے اور پھر یہیں کے ہو رہے۔ آپ ایک جید شاعر بھی تھے۔

۲۲ نومبر ۱۹۵۳ء کو کراچی میں وفات پائی۔

## سماٹرا (Sumatra)

جمہوریہ انڈونیشیا کا ایک جزیرہ۔ ربڑ، چاول، تمباکو، چائے، شہتیر، کوئلہ، مٹی کا تیل اہم پیداوار ہیں۔ مشہور شہر "پڈانگ" ہے۔ تیرھویں صدی عیسوی میں مورخ یہاں آئے۔ سماٹرا کا رقبہ ۱۶۵۰۰۰ مربع میل ہے اور ۱۹۵۰ء میں آبادی ۸۰۲۵۰۰۰ نفوس پر مشتمل تھی۔ اکثریت مسلمانوں کی ہے۔

## سماجی خدمات (Social Services)

وہ خدمات جنہیں مرکزی یا مقامی حکومتیں یا میونسپل اور ڈسٹرکٹ بورڈ رفاہ عام کے لئے انجام دیتے ہیں۔ اس ضمن میں تعلیم، تعلیم بالغاں، سڑکوں، مکانوں کی تعمیر، حفظان صحت، بے روزگاری وغیرہ، ہر ہر جانب خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ در اصل سماجی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ پاکستان انشاءاللہ ترقی کے ابتدائی منازل جلد طے کر لیگا تو سماجی خدمات میں ضعیفوں کے لئے پنشن، بے روزگاروں کا وظیفہ وغیرہ باتیں بھی شامل ہو جائیں گی۔

انیسویں اور بیسویں صدی میں سماجی خدمات سے متعلق قوانین بہت سے ملکوں میں وضع کئے گئے ہیں۔ مغربی اور مشرقی پاکستان میں سماجی خدمات کے سرکاری محکمے قائم ہیں اور متعلقہ وزراء کے ماتحت فلاح و بہبود کا کام کر رہے ہیں۔

## سماروغ

حشرات الارض کی ایک قسم جو رینگنے والے جانوروں میں سے ہے۔ خشکی پر بھی رہتا ہے اور پانی میں بھی اس کی رہائش ہوتی ہے۔ درختوں پر چڑھ کر اپنی دیں دیں کی آواز سے شور پیدا کرتا رہتا ہے۔

## سمالی لینڈ (Somali Land)

افریقہ کے مشرقی ساحل کے کنارے کنارے ایک نشیبی علاقہ جو شروع میں اطالوی، انگریزی اور فرانسیسی سمالی لینڈ میں منقسم تھا اور جن کے صدر مقامات علی الترتیب موگا ڈیشو، بربرا اور جبوتی تھے۔

اس علاقہ میں افریقہ کی کچھ خانہ بدوش اقوام آباد ہیں جو بھیڑ بکریاں، مویشی اور اونٹ لئے ادھر ادھر گھومتی پھرتی ہیں۔ کچھ مقامات پر مکئی اور جوار پیدا ہوتی ہے۔ جبوتی واقع فرانسیسی سمالی لینڈ یہاں کی خاص بندرگاہ ہے۔

## سمٹس جنرل (General Smuts)

جنوبی افریقہ کا سیاست دان۔ کیپ کالونی میں ۱۸۷۰ء میں پیدا ہوا۔ کیمبرج میں تعلیم پائی۔ ٹرانسوال (Transval) واقع افریقہ ابلیر آباد ہو جانے کے بعد سمٹس ۱۸۹۸ء میں حکومت کا اٹارنی جنرل (Attorne General) مقرر ہوا۔ جنوبی افریقہ کی جنگ میں بوئر افواج کی قیادت کی۔ اس جنگ کے بعد انگریزوں اور بوئیروں میں صلح کرانے میں اہم حصہ لیا۔ یونین آف ساؤتھ افریقہ (Union of South Africa) کے قیام پر وزیر داخلہ اور وزیر دفاع بنایا گیا۔ ۱۹۱۹ء سے ۱۹۲۴ء تک وزیر اعظم رہا۔ ۱۹۳۹ء سے ۱۹۳۳ء تک وزیر عدلیہ۔ دوسری جنگ عالمگیر کے آغاز پر جنرل سمٹس پھر جنوبی افریقہ کا وزیر اعظم بنا اور ۱۹۴۸ء کی انتخابی شکست تک اسی عہدہ پر فائز رہا۔ ۱۹۴۸ء میں سمٹس کو کیمبرج یونیورسٹی کا چانسلر بنایا گیا۔ ۱۹۵۰ء میں وفات پائی۔

## سمجھوتا

دو ملکوں، دو قوموں یا دو افراد کے بین کسی معاملہ پر کوئی مفاہمت ہو جائے تو اسے عام زبان میں سمجھوتا کہتے ہیں۔ انگریزی میں اس کا مترادف لفظ (Under standing) ہے۔ سمجھوتا اور معاہدہ دو مختلف چیزیں ہیں۔ معاہدہ ایک قانونی اور لازمی چیز ہوتی ہے، لیکن سمجھوتا ایک اخلاقی اور تمدنی لازمہ ہوتا ہے۔ سمجھوتا، تعاون کے قریب قریب جا پہنچتا ہے اور اس میں اخلاقی پہلو زیادہ نمایاں ہوتا ہے۔

## سُم دار جانور

سم دار جانور شو ماده بڑے بڑے چوپائے ہیں، جن کے کھر ہوتے ہیں۔ اور جو اپنے بازوؤں اور ٹانگوں کو جسم کا بوجھ اٹھانے اور نقل و حرکت کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً گدھا، گھوڑا، گینڈا، زیبرا، گھوڑا، گائے، بھینس، بیل، ہرن، زرافہ، بکری، بارہ سنگے وغیرہ۔

**سمر ٹائم** (Summer Time) سمر ٹائم یعنی گرما کا وقت انگلستان میں شروع ہوا جب کہ ۱۹۱۶ء میں ایک قانون کے ذریعے رائج وقت یعنی گرینوچ کا وقت آگے کر دیا گیا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ لوگ کام کاج سے روزمرہ کے اوقات سے ایک گھنٹہ پیشتر فارغ ہو جائیں اور ملازمین بھی ایک گھنٹہ پہلے جا کر اپنا کام کاج دن کی روشنی میں کر لیں جس کی مقدار اس طرح بقدر ایک گھنٹے کے بڑھ جاتی تھی۔ اس وقت کا آغاز اپریل میں ہوتا تھا اور انجام ستمبر میں۔ یہ تو انگلستان کی کیفیت تھی جہاں دن گرمیوں میں بھی بہت چھوٹے ہوتے ہیں۔ جنگ عظیم میں اس قسم کا وقت ہندوستان میں رائج ہوا تھا جس کو "ولنگڈن ٹائم" کہتے ہیں کیونکہ اس کو لارڈ ولنگڈن وائسرائے ہند کے عہد میں رائج کیا گیا تھا۔ اس ترکیب کا یہ ضرور فائدہ ہے کہ سورج کی روشنی کو بچا کر شام کی طرف مجتمع کر دیا جاتا ہے جس سے صحت بھی درست رہتی ہے اور آدمی کے لئے کام کاج کا وقت بھی نکل آتا ہے۔ پاکستان میں بھی اس قسم کا انتظام کیا گیا تھا۔ جس کی رو سے مشرقی پاکستان کا وقت نصف گھنٹہ اور مغربی پاکستان کا ایک گھنٹہ آگے کر دیا گیا تھا۔ لیکن تجربے کی بنا پر اس میں ایک ترمیم کرنی پڑی اور مغربی پاکستان کے وقت کو دوبارہ نصف گھنٹہ واپس کرنا پڑا۔ اب مشرقی اور مغربی پاکستان میں ہر دو جگہ اصل ٹائم صرف نصف گھنٹہ آگے ہیں اور یہ انتظام گرمی سردیوں کے لئے مستقل انتظام ہے۔ پاکستان میں یہی وقت رائج ہے۔ اور یہی پاکستانی سٹینڈرڈ ٹائم کہلاتا ہے۔

**سمرقند** - جدید نام "زرافشاں"۔ سوویٹ روس کی ریاست ازبک کا اہم شہر۔ بخارا سے ۱۵۰ میل مشرق میں دریائے "زرافشاں" کے کنارے آباد ہے۔ ۱۳۶۹ء میں سمرقند تیمور لنگ کی سلطنت کا دارالحکومت بنا چنانچہ تیمور کے محلات اور اس کا مقبرہ اب بھی یہاں موجود ہیں۔ روسی قبضہ (۱۸۶۸ء) سے پیشتر سمرقند پر چین اور بخارا کے سلاطین حکمران رہے۔ انقلاب روس (۱۹۱۷ء) تک سمرقند اسلامی تہذیب و تمدن کا ایک اہم مرکز تھا۔ آبادی ۱۹۳۹ء میں ۱۳۴،۳۴۶ نفوس پر مشتمل تھی۔

**سمرنا** - جدید نام "ازمیر"۔ ایشیائے کوچک (ترکی) کے مغرب میں ساحل ایجین پر ایک مشہور شہر اور بندرگاہ ہے۔ اور ولایت یا صوبہ سمرنا کا مرکزی شہر ہے۔ ولایت سمرنا پہاڑوں کے درمیان زرخیز وادی ہے جس کا رقبہ ۵۲۹۰ مربع میل اور آبادی (۱۹۵۰ء) ۷،۶۸،۳۰۷ ہے۔ پھل، تمباکو، روغن زیتون، کپاس، گیہوں، نیشکر پیدا ہوتے ہیں اور ان اجناس کے علاوہ قالین اور نمک سمرنا کی بندرگاہ سے دساور کو بھیجے جاتے ہیں۔ سمرنا تاریخی اعتبار سے بہت قدیم شہر ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مشہور شاعر ہومر اس میں پیدا ہوا۔ ۱۶۸۸ء میں سمرنا زلزلے سے تباہ ہو کر پھر آباد ہوا۔ ۱۴۲۴ء سے سمرنا عثمانی ترکوں کے قبضہ میں ہے۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد عہد نامہ سیورے کی رو سے سمرنا اور اس کے علاقے یونانیوں کے قبضہ میں دے دیئے گئے۔ یونانی افواج نے اتحادیوں کی مدد سے سمرنا پر قبضہ کر کے مسلمانوں کا قتل عام شروع کر دیا۔ ۱۹۲۲ء میں ترکوں نے دوبارہ سمرنا فتح کر لیا۔ آبادی ۱۹۵۰ء میں ۱۹۸،۳۹۶ تھی۔

**سمرہؓ بن جندب** - نام سمرہ۔ کنیت ابو عبد الرحمن۔ والد صغر سنی میں ہی فوت ہو گئے۔ ہجرت کے بعد والدہ کے ساتھ مسلمان ہوئے۔ بوجہ کمسنی ابتدائی چند غزوات میں حصہ نہ لیا۔ بعد کی ساری جنگوں میں رسول اللہؐ کے ساتھ رہے۔

عہد نبویؐ کے بعد بصرہ میں سکونت اختیار کی۔ ۵۰ھ میں زیاد بن سمیہ حاکم کوفہ نے انہیں اپنا نائب مقرر کیا۔ حضرت علیؓ کے عہد میں فتنہ خوارج کے استیصال میں انہوں نے نمایاں حصہ لیا۔ زیاد کی وفات پر بصرہ اور کوفہ علیحدہ علیحدہ صوبے بنائے گئے۔ چنانچہ حضرت سمرہؓ کو بصرہ کا حاکم بنایا گیا۔

ایک دفعہ جسم میں اس قدر سردی سما گئی کہ باوجود آگ کے قریب بیٹھے رہنے کے بھی چین نہ آتا تھا چنانچہ کھولتے ہوئے پانی کی دیگ بھروا کر اس پر بیٹھے تاکہ کچھ افاقہ ہو۔ لیکن اس میں گر پڑے اور انتقال کر گئے۔ حضرتؐ نے آپ کے متعلق آگ میں جل کر مرنے کی پیشین گوئی فرمائی تھی۔

آپ نے رسول اللہؐ کی اکثر احادیث خوب یاد کر رکھی تھیں چنانچہ بہت سی احادیث آپ سے روایت کی گئی ہیں۔

**سمگلنگ** - (Smuggling) پوشیدہ طور پر خلافِ قانون درآمد یا برآمد کرنا۔ تاکہ چنگی یا کسٹم ڈیوٹی ادا نہ کرنی پڑے۔ انگلستان میں چودھویں صدی سے چنگی چوروں کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جانی شروع ہوئی تھی اور اس جرم کے سلسلہ میں پارلیمان نے متعدد قوانین بھی پاس کئے تھے۔

دُنیا کا شاید ہی کوئی ملک ہو جو سمگلنگ سے محفوظ رہا ہو۔ بعض بڑے بڑے سمگلر یہ کام عالمی پیمانے پر کرتے ہیں جن کی روک تھام کے لئے بین الاقوامی پولیس قائم کی گئی ہے۔ جس کا نام انٹرپول (Interpole) ہے۔ یہ پولیس دُنیا کی ۷۵ حکومتوں کو رسوائے زمانہ سمگلروں کی سرگرمیوں سے متعلق اطلاعات بہم پہنچاتی ہے۔

پاکستان میں بھی طویل بارڈر ہونے کی وجہ سے آئے دن سمگلنگ کی شکایات سننے میں آتی رہتی ہیں۔ اس قسم کا مال یا گاڑیاں جس میں یہ مال لے جایا جائے یا جہاز بحقِ سرکار ضبط کئے جا سکتے ہیں اور اس قسم کا کاروبار یا بیوپار کرنے والوں پر سخت جرمانہ کیا جا سکتا ہے۔ اگر ملزم بارڈر پولیس سے مزاحمت کرنے کی کوشش کرے تو اسے گولی مار دی جاتی ہے۔ پاکستان میں مارشل لاء کے نفاذ سے قبل یہ ناجائز کاروبار زوروں پر تھا۔ فوجی حکومت کے بعد ملک کے تمام بڑے بڑے سمگلر پکڑ لئے گئے اور انہیں ایسی عبرتناک سزائیں دی گئیں کہ اب یہ بیوپار قریب قریب ختم ہو چکا ہے۔

**سمندر** (آگ کا کیڑا) بفتح میم یہ کیڑا آگ میں پیدا ہوتا ہے اور آگ میں ہی بود و باش رکھتا ہے۔ رنگ سُرخ اور اعضاء مختصر سے ہوتے ہیں۔ آنکھیں اس کی چمکیلی اور روشن ہوتی ہیں۔ دیکھنے میں کم آتا ہے۔

**سُمندر** - (بضمہ میم۔ (دیکھو بحر)

**سمندر پھول** - ایک قسم کا کیڑا ہوتا ہے جو سمندر میں پایا جاتا ہے۔ اس کی شکل چونکہ پھول جیسی ہوتی ہے۔ اس لئے جب یہ کسی بحری چٹان کے ساتھ لگا ہو۔ تو ایسے معلوم ہوتا ہے۔ جیسے چٹان پر کوئی خوبصورت پھول کھلا ہے۔

یہ کیڑا بوقتِ ضرورت اپنے آپ کو سمیٹ کر چاروں طرف سے بند کر لیتا ہے۔ اور ایسی حالت میں پانی میں تیر کر ایک جگہ سے دوسری جگہ جا سکتا ہے۔

**سمندر بگلا** - بگلے سے ملتا جلتا سفید رنگ کا پرندہ جو سمندروں میں رہتا ہے اور جہازوں کے ساتھ ساتھ اُڑتا رہتا ہے۔ اس کی پُشت پر مٹیالے یا سیاہ نشانات ہوتے ہیں اور اس کے پنجے بطخ کے پنجوں کی طرح ہوتے ہیں۔ یہ پرندے سمندر کے کنارے کنارے چٹانوں میں گھونسلے بناتے ہیں۔ ان کی بعض قسمیں، موسمِ سرما گذارنے کے لئے، اندرونِ ملک میں آ جاتی ہیں۔

**سموآ** - (Samoa) مغربی بحر الکاہل میں ۱۴ آتش فشاں جزائر کا ایک مجموعہ جو فجی سے ۶۰۰ میل شمال مشرق میں واقع ہے۔ اس کے دو حصے ہیں جن میں سے ایک مغربی سموآ ہے جس کا رقبہ ۱۱۳۳ مربع میل اور آبادی ۶۳۴۸۰ افراد ہے۔ اس پر نیوزی لینڈ کا تسلط ہے۔ امریکی سموآ کا رقبہ ۷۶ مربع میل ہے اور اس پر جمہوریہ امریکہ کا قبضہ ہے۔ اس حصہ کی آبادی ۱۸۶۰۲ نفوس پر مشتمل ہے۔

**سمور** - (Ermine) ارمائن ایک سفید رنگ کا چھوٹا سا جانور ہے جو شمالی قطبی علاقوں میں پایا جاتا ہے۔ صرف دُم کی نوک سیاہ رہ جاتی ہے۔ لیکن جس موسم میں برف باری نہیں ہوتی سیاہ رنگ پھر سے عود کر آتا ہے۔ اس سفیدی کے باعث اس کی کھال بہت قیمت پاتی ہے اور اس کا شکار بڑے شوق اور رغبت سے عام کھیلا جاتا ہے۔ اعلیٰ طبقے کی معزز عورتوں کے گلے میں جو سمور کا "مفلر" دیکھا جاتا ہے وہ اسی جانور کا ہوتا ہے۔ یہ جانور علمِ حیاتیات کی رُو سے "نیولے" کے خاندان سے ہے۔

**سموسا** - اُردو کا لفظ ہے اور اسے مذکّر باندھتے ہیں۔ ایک مثلث شکل کی شے جس کے اندر قیمہ، ترکاری، میٹھا وغیرہ بھر کر تلتے ہیں اور اس عمل میں تیل یا گھی استعمال کرتے ہیں۔ سموسا پکانے میں آسان اور کھانے میں لذیذ ہوتا ہے۔ دعوتوں اور ضیافتوں میں اس کا عام رواج ہے۔

**سموناً** - (Leaven) وہ شے جو خمیر کرنے یا سمونے کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ عموماً آٹا گوندھنے میں کام آتی ہے۔ خمیر کرنے کے دوران میں کاربانک ایسڈ گیس کی وجہ سے آٹا ہلکا پھلکا اور نرم ہو جاتا ہے۔

**سموئل جانسن** - (Samuel Johnson)

(۱۷۰۹ء - ۱۷۸۴ء) انگلستان کا مشہور نقاد، ادیب اور شاعر۔ لچ فیلڈ میں پیدا ہوا۔ ابتدائی تعلیم لچ فیلڈ اور آکسفورڈ میں حاصل کی۔ ایک پرائیوٹ اسکول کھولا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا تو اپنے شاگرد ڈیوڈ گیرک کے ساتھ لندن آگیا۔

لندن میں "جنٹلمین میگزین" میں مضامین لکھنے شروع کئے اور پارلیمنٹ کی بحثیں بھی قلم بند کیں۔ لیکن مالی حالت مخدوش ہی رہی۔ سنہ ۱۷۴۹ء میں جانسن نے اپنی طنزیات (Vanity of Human Wishes) لکھیں اور ساتھ ہی اپنی ڈکشنری مرتب کرنا شروع کی جسے سنہ ۱۷۵۵ء میں شائع کیا۔ سنہ ۱۷۵۰ء میں اس نے رسالہ (The Rambler) اور سنہ ۱۷۵۸ء میں (The Idler) کا اجرا کیا۔ سنہ ۱۷۶۲ء میں بادشاہ نے اس کی پنشن تین سو پاؤنڈ مقرر کردی۔ سنہ ۱۷۶۳ء میں اس نے ایک لٹریری کلب بنائی جس میں رینالڈز، برک، گولڈ اسمتھ، اور گیرک ممبر تھے۔ جانسن کا شیکسپیر ایڈیشن سنہ ۱۷۶۵ء میں منظرِ عام پر آیا۔ سنہ ۱۷۷۹ء میں اس نے شاعروں کے سوانح حیات شائع کئے۔ جس میں جانسن کی بہترین تنقیدیں شامل ہیں۔ وفات پر ڈاکٹر جانسن ویسٹ منسٹر ایبے میں مدفون ہوا اور اس کا مکان یادگار کے طور پر محفوظ کر لیا گیا۔

**سموئل کوڈی** (Samuel Franklin Cody)

سیموئل فرینکلن کوڈی (۱۸۶۱ء - ۱۹۱۳ء) برطانی ہوا باز، جو پیدائش کے لحاظ سے امریکی تھا۔ مگر اپنی مرضی سے برطانوی شہری بن گیا۔ سنہ ۱۹۰۶ء میں اس نے ایک ایسی پتنگ تیار کی جو آدمی کو اوپر ہوا میں کھینچ کر اڑا سکتی تھی۔ سنہ ۱۹۰۸ء میں اس نے برطانیہ میں سب سے پہلی قابلِ پرواز مشین بنائی۔ جو ۲۷ منٹ تک ہوا میں اڑتی رہی۔ خود بھی سنہ ۱۹۱۳ء میں ایک ہوائی حادثہ میں مارا گیا۔

**سموئیل لارڈ** - (Lord Herbert Luis Samuel)

لارڈ ہربرٹ لوئیس سموئیل برطانوی دارالامرا میں لبرل پارٹی کے لیڈر رہے۔ سنہ ۱۸۷۰ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی زندگی لیورپول میں گزاری۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں پارلیمنٹ کے رکن منتخب ہوئے۔ سنہ ۱۹۰۹ء سے سنہ ۱۹۱۰ء تک وہ لنکاسٹر کے "چانسلر آف ڈچی" کے عہدہ پر متمکن رہے۔ سنہ ۱۹۱۵ء میں پوسٹ ماسٹر جنرل ہوئے۔ اسی زمانے میں دو تین دفعہ لوکل بورڈ کے صدر بھی رہے۔ سنہ ۱۹۱۸ء میں ہوم سیکرٹری بنے۔ سنہ ۱۹۲۰ء سے سنہ ۱۹۲۵ء تک فلسطین میں برطانیہ کے ہائی کمشنر رہے۔ سنہ ۱۹۳۱ء میں برطانیہ کی قومی حکومت میں وہ پھر سے ہوم سکرٹری مقرر ہوئے لیکن سنہ ۱۹۳۳ء میں انہوں نے اس عہدہ سے استعفیٰ دے دیا۔ سنہ ۱۹۳۷ء میں انہیں "وائی کونٹ" (Viscount) کا خطاب دیا گیا۔

**سمّیت سیسہ** - سمیت کا لفظ سَم بمعنی "زہر" سے ہے۔ سیسہ زہر آلود ہوتا ہے اور اگر اسے کسی طریق سے لعابِ دہن یا مائع سے لگ جائے تو سمیت سرایت کر جاتی ہے۔ لہٰذا سیسے کے قطعہ کو دھو کر اور صابن وغیرہ سے صاف کرکے ہاتھ منہ لگانا چاہیئے۔

سمیت سیسہ کے دفعیہ کے لئے بعض انگریزی دوائیں مؤثر اور مفید ہوتی ہیں۔ سمیت کے سرایت کر جانے کی صورت میں کسی لائق معالج یا ڈاکٹر کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔

**سمیتِ غذا** (Food Poisoning)

پُرانے زمانہ کا عفونتی زہر آلود نظریہ اب رد ہو چکا ہے۔ خیال کیا جاتا تھا کہ آنتوں میں غذا کے سڑنے سے زہریلے مادے پیدا ہوتے تھے جن سے مختلف علامات

مثلاً پیٹ چلنا یا کوئی بیماری مثلاً بخار، دردِ سر وغیرہ پیدا ہوتی تھیں۔ یہ سب باتیں غذا کے زہر کے تحت میں آتی تھیں۔ درحقیقت غذا کا سڑنا مضرتِ رساں نہیں ہے۔ سڑے ہوئے پنیر کو شوق سے کھایا جاتا ہے کیونکہ اس کی خوشبو اچھی معلوم ہوتی ہے۔

صرف وہی غذا زہریلے اثرات پیدا کرتی ہے جس پر نقصان دہ جراثیم کا اثر ہو گیا ہو۔ اشیائے خوردنی کے مختلف ہاتھوں میں سے گزرنے سے کہیں نہ کہیں جراثیم کا اثر ہو جاتا ہے۔ مثلاً اگر پکانے والے کے جسم میں میعادی بخار کے جراثیم موجود ہیں تو اس کے پکائے ہوئے کھانے میں اس بیماری کا اثر آ سکتا ہے۔ اور وہ سب آدمی جنہوں نے اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھایا ہے، میعادی بخار میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ وہ آدمی جس کی آنکھ بہہ رہی ہو یا جس کے ہاتھ پر کوئی پھوڑا ہو اگر کھانے کی چیزوں کو ہاتھ لگائے گا۔ تو کھانا کھانے والوں کی انتڑیوں میں سوزش پیدا ہو جانے کا امکان ہے۔ غذا کو زہریلا ہونے سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ گھی، دودھ، گوشت، پھل، سبزی وغیرہ کی دکانوں میں صفائی کا خاص خیال رکھا جائے۔ گھر میں جن کھانوں کو خوب پکا لیا گیا ہو وہ عموماً محفوظ ہوتے ہیں کیونکہ حرارت جراثیم کو ہلاک کر دیتی ہے۔ جو چیزیں بغیر پکائے ہوئے کھائی جاتی ہوں، مثلاً پھل، پیاز، سلاد وغیرہ انہیں اچھی طرح سے دھو لینا چاہئے۔ ڈبل روٹی کے ٹکڑے یا باسی روٹی پر جراثیم ہو سکتے ہیں۔ روٹی ہمیشہ ڈھک کر رکھنی چاہئے۔ بازاروں میں بھی ڈبل روٹی کاغذ میں لپٹی رہے تو بہتر ہوگا۔ باسی روٹی کو گرم کر کے استعمال کرنے سے [illegible] کا خدشہ مٹ جاتا ہے۔

**سمیہؓ**۔ خیاط کی بیٹی اور حضرت عمار بن یاسرؓ کی والدہ ہیں۔ آپ ابوحذیفہ بن مغیرہ مخزومی کی کنیز تھیں۔ آپ کا نکاح یاسر عنسی سے ہوا جو ابوحذیفہ کے حلیف تھے۔ ان سے آپ کے ہاں حضرت عمارؓ پیدا ہوئے۔ جن کی پیدائش پر ابوحذیفہ نے ان کو آزاد کر دیا۔ اسلام کی راہ میں آپ سب سے پہلی شہید ہیں۔ آپ کو ابوجہل نے برچھی مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ شہادت سے پہلے عرصہ تک آپ پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے گئے۔ جن میں ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ آپ کو مکہ کی جلتی ریت پر لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا کر دیا جاتا تھا۔

**سن**۔ ایک پودے کا نام جس سے ایک ریشہ حاصل ہوتا ہے۔ اس ریشے کو بھی سن کہتے ہیں۔ یہ پودا یکسالہ پودا ہے یعنی اس کی عمر ایک سال کی ہوتی ہے۔ ہمارے ملک میں بھی ہوتا ہے۔ اور اس کے ریشے سے رسے اور رسیاں بنائے جاتے ہیں۔ یا چادر یا ٹاٹ کا بان تیار کیا جاتا ہے۔ روس، جرمنی، ہالینڈ، اٹلی اور آئرلینڈ میں اس کی کاشت تجارتی اغراض سے کی جاتی ہے۔ ان ملکوں میں اس کے ریشے کو صاف کر کے باریک سوت کی شکل دی جاتی ہے اور اس سے ایک قسم کا کپڑا تیار کیا جاتا ہے جس کو ان ملکوں میں لنن (Linen) کہتے ہیں اور ایشیائی زبانوں میں "کتان" کہہ کر پکارتے ہیں۔

قدیم زمانے میں اس قسم کے کپڑے کو بیش قیمت خیال کیا جاتا تھا اور ساتھ ہی خیال تھا کہ یہ کپڑا چاندنی رات میں چاند کی کرنوں سے پھٹ جاتا ہے۔ بائیبل میں اس کا بار بار ذکر آتا ہے۔ کیونکہ یہ کپڑا اسرائیلی کاہنوں کا لباس تھا۔

ہمارے ہاں سن کے پودے کو تجارتی اور صنعتی اغراض سے کاشت نہیں کیا جاتا۔ وجہ یہ ہے کہ یہ پودا صنعتی ممالک میں عام ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی درآمد بہت مشکل ہے۔ اور خود ہمارے ملک میں کوئی کارخانہ نہیں جہاں اس کی کھپت ہو سکے۔ اس لئے یہاں صرف مقامی ضروریات کے مطابق کسان لوگ بو دیتے ہیں۔ ہمارے ملک میں اس کی جگہ سنکڑا یا جیوٹ کی کاشت ہوتی ہے۔ یہ بھی ایک ریشہ دار پودا ہے اور کثرت سے اور طویل ریشہ دیتا ہے۔ مشرقی پاکستان سے اس کی بہت برآمد ہوتی ہے اور وہاں اس کے کارخانے بھی ہیں جہاں بوریاں اور رسے تیار کئے جاتے ہیں۔ وہاں پر اسے "پٹ سن" کہتے ہیں۔

**سن (حکمت)**۔ کسی اہم واقعہ کے ظہور سے سالوں کا شمار کرنا۔ چنانچہ سن عیسوی کو عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے دن سے شروع ہونے کا ادعا کیا جاتا ہے۔ یہودیوں کے سن کا ۳،۰۰۰ قبل مسیح سے آغاز ہوتا ہے۔ بکرمی سمت راجہ بکرماجیت کے ساکھا لوگوں پر فتح پانے کی یادگار

۵۷ قبل مسیح میں شروع کیا گیا۔ اور ساکا سمت ۷۸ء میں شروع ہوا۔ اور سن ہجری حضورؐ کی ہجرت پر ۶۲۲ء میں وجود میں آیا۔

مگر جس سن کو حضرت عیسٰےؑ کی پیدائش سے منسوب کرتے ہیں۔ وہ حضرت مسیح سے بہت پہلے رائج تھا۔ یہ سمت دراصل قدیم رومن لوگوں کا ہے۔ جس میں ۴۵ء قبل از مسیح میں جولیس سیزر نے ترمیم کی۔ اس سن کو آٹھویں صدی مسیح میں عیسوی سمت کا نام دیا گیا۔ اس سے پہلے چھٹی صدی عیسوی میں ایک یونانی محقق نے حساب کر کے اس کو حضرت مسیحؑ کی پیدائش سے تطبیق دی لیکن اس کا حساب غلط تھا۔ اور اس کا مقرر کردہ سن سنہ ۱ء سے بقدر تین سال کے کم تھا۔ اب بھی حضرت مسیحؑ کی پیدائش ۲۵ دسمبر کو منائی جاتی ہے اور سال یکم جنوری سے شروع ہوتا ہے۔

## سناگوگ (Synagogue)

یہودیوں کا عبادت خانہ جہاں یہ لوگ جمع ہو کر خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ قوانین شرع کا مطالعہ کرتے اور مذہبی رسومات ادا کرتے ہیں۔ یہ مقامات سب سے پہلے اس وقت تعمیر کئے گئے جب یہودیوں کو پہلی بار جلاوطن کر دیا گیا تھا اور یہ لوگ بیت المقدس کے عبادت خانہ میں جا کر عبادت کرنے سے محروم ہو گئے تھے۔

## سنائی شاعر

فارسی زبان کا صوفی شاعر۔ وطن غزنی تھا۔ ابتداء میں سلطان بہرام شاہ کے دربار کا ایک رکن اور قصیدہ نگار تھا۔ پھر مدح سرائی سے ہٹ کر صوفیانہ مثنویاں لکھیں۔ اس نے سات مثنویاں لکھی ہیں۔ "حدیقۃ الحقیقت" سب سے زیادہ مقبول ہوئی۔ باقی چھ "طریق التحقیق" "غریب نامہ" "عشق نامہ"، "سیر العباد"، "کار نامہ" اور "عقل نامہ" ہیں۔

## سن بلوغت (Puberty)

وہ عمر جب بچہ جوان ہوتا ہے۔ اس زمانہ میں دماغ پر بوجھ ہوتا ہے۔ مزاج چڑچڑا ہو جاتا ہے۔ والدین اور بھائی بہن کی طرف سے رویہ تبدیل ہو جاتا ہے۔ اسی زمانہ میں پڑھائی کا بھی زور ہوتا ہے۔ اور امتحانات کی تیاری کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے اور بھی دقت اور سختی کا زمانہ ہوتا ہے۔

اس زمانہ میں بچوں کے آرام اور سکون کا خاص خیال رکھنا چاہیئے اور اگر ضرورت ہو تو ڈاکٹر سے مشورہ بھی کرنا چاہیئے۔

## سنبلہ (Virgo)

"منطقۃ البروج" کے بارہ برجوں میں سے ایک برج کا نام جس کے اندر کے ستارے ایک ایسی انسانی شکل بناتے ہیں جس کے سر پر مینڈھیاں گوندھی ہوں۔ چونکہ مشرق میں یہ حلیہ کنواری لڑکیوں کا ہوتا ہے۔ اس لئے اس برج کا نام بھی ایسا ہی رکھ دیا گیا۔ یا لاطینی لفظ ورگو (Virgo) کے معنی بھی کنواری لڑکی کے ہیں۔ جس کو خالص انگریزی میں ورجن (Virgin) کہتے ہیں۔ ہندی میں اس برج کو کنیا کہتے ہیں جس کے معنی بھی یہی ہیں۔ بعض قدیم لوگ مذکورہ بروج کو شمسی مہینوں کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ ہیئت دانوں کے قول کے مطابق سورج اس برج میں ۲۲ اگست کو داخل ہوتا ہے۔

## سنّت (رسول اللہ صلعم)

یعنی اتباع حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ قرآن پاک میں اہل اسلام کو حکم دیا گیا ہے کہ خدا اور اس کے رسول کا حکم مانو اس لئے احکام قرآنی کے بعد مسلمانوں کو حضور کی پیروی کرنی لازمی ہے اور اسی کو سنت کہتے ہیں اور اصول دین میں فرائض کے بعد اسی کا درجہ ہے۔ سنت کی تین شکلیں ہیں۔

(۱) حضورؐ کے وہ اقوال جن کا تعلق مذہب سے ہے۔

(۲) فعل یعنی وہ کام جو حضورؐ کرتے رہے ہوں یا جن کے کرنے کا آپ نے حکم دیا ہو اور

(۳) تقریر جس میں آپ نے کسی بات کے کرنے یا نہ کرنے کی ہدایت کی ہو۔ قرآن پاک میں ہر چیز کے صرف بڑے بڑے اصول دیئے ہیں اور ان کی تفصیلات آپ نے خود بتائی ہیں۔ خود عمل کر کے یا اپنے کسی قول سے یا قرآن پاک کے معانی و مطالب کی وضاحت فرما کر۔ مثلاً قرآن شریف میں نماز کا حکم ہے لیکن نماز پڑھنے کا طریقہ حضورؐ نے خود بتایا یا اسی طرح اپنے عمل سے بتایا کہ وضو اس طرح کرنا چاہیئے۔ اسی طرح علاوہ فرض نمازوں کے جو نمازیں آپ نے متواتر پڑھیں، جن کی فضیلت بیان فرمائی یا جن کی تاکید کی وہ بھی سنت ہیں۔ اس لئے

سنت کی دو قسمیں ہیں :- وہ جن کی تاکید فرمائی مؤکدہ کہلاتی ہیں اور وہ جن کی تاکید نہیں کی غیر مؤکدہ کہلاتی ہیں۔ عبادات کے علاوہ روزمرہ زندگی میں بھی بہت سی باتیں سنت ہیں۔

**سنٹری فیوگل مشین** (Centrifugal Machine) سنٹری فیوگل قوت کسی شے کو، دوسری چیز کے گرد گھومنے میں مخصوص فاصلے پر رکھتی ہے۔ چنانچہ سنٹری فیوگل مشین میں اس قوت سے کام لیا جاتا ہے۔ یہ مشین کپڑے خشک کرنے، چینی یا کھانڈ کو راب (شیرہ) سے جدا کرنے، دیگر سیال چیزوں کو صاف کرنے اور کریم نکالنے میں کام آتی ہے۔

**سنٹیاگو** (Santiago) چلی کا صدر مقام جو والپریزو (Valpraiso) سے ۹۰ میل جنوب مشرق کی طرف واقع ہے۔ اس کے چاروں طرف کوہ اینڈیس کی برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیاں نظر آتی ہیں۔
شہر جدید طرز پر بنا ہوا ہے۔ گلیاں فراخ اور پختہ اینٹوں سے بنی ہیں۔ عمارات بھی عمدہ ہیں۔ گرجا، یونیورسٹی، سکول اور عجائب گھر قابلِ دید ہیں۔ آبادی ۱۱۶۱۷۰۰ کے لگ بھگ ہے۔
کپڑا، چمڑا، مشینری اور آٹا تیار کرنے کے کارخانے موجود ہیں۔ عمدہ قسم کی شراب بھی بنائی جاتی ہے۔

**سن جلال الدین** ۔ یہ سنت جلال الدین شاہ خراسان نے ۱۴ مارچ سنہ ۱۰۷۹ء سے جاری کیا۔ نام کی وجہ تسمیہ ظاہر نہیں۔ اس کے مہینوں کے نام فارسی سال کے مطابق تھے۔ یہ سن نہ تو مقبول ہوا۔ اور نہ رواج پذیر ہوا۔ سوائے اس کے کہ تاریخ میں اسے معمولی مقام حاصل ہے۔

**سند اجارہ** ۔ اجارہ یعنی پٹہ یا جواز استعمال۔ سند اجارہ حکومت مجاز یا افرادِ مجاز کی جانب سے ایک اجازت نامہ ہوتا ہے جس کی رُو سے فریقِ ثانی کو یہ حق عطا ہوتا ہے کہ وہ معینہ وقت اور مقررہ میعاد تک کسی حق کو استعمال میں لائے۔ مثلاً ایسٹ انڈیا کمپنی کو حکومتِ برطانیہ کی طرف سے سندِ اجارہ حاصل تھی کہ وہ ہندوستان میں خصوصیت کے ساتھ تجارت کرنے اور سلسلۂ تجارت کو منظم کرنے کی حقدار ہے۔ افراد کو بھی اسی طرح پر سند اجارہ عطا ہوتی ہے۔

**سندِ تعارف** (Credential) سفیر کا تعیناتی مکتوب یا سند تعارف جو اسے اپنی حکومت کے سربراہ کی جانب سے ملتی ہے۔ سندِ تعارف اس ملک کے سربراہ یا حاکم کے نام لکھی جاتی ہے جہاں سفیر کو بھیجا جاتا ہے۔ جب سفیر اس ملک میں اپنی سفارتی ذمہ داریاں سنبھالتا ہے تو اس موقع پر سند تعارف پیش کرنے کی رسم ادا کی جاتی ہے۔ یہ رسم دوسرے ملک کے سربراہ کی جائے سکونت یا دفتر میں ادا کی جاتی ہے۔

**سندھ بیراج** (Sindh Barrage) سندھ بیراج کو سکھر بیراج کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں۔
(دیکھو سکھر بیراج)

**سندھ دریا** ۔ دریائے سندھ برصغیر پاکستان کے عظیم الشان دریاؤں میں سے ہے، اور اس کی لمبائی پاکستان کے اور دریاؤں سے زیادہ ہے۔ مغربی پاکستان کے بیشتر حصے کو سیراب کرتا ہے اور پنجاب اور سندھ کے اکثر علاقے دریائے سندھ کی بدولت سیراب ہوتے ہیں۔ سندھ کا ڈیلٹا ایک مشہور و معروف زرخیز علاقہ ہے۔

**سندھ علاقہ** ۔ وحدت مغربی پاکستان (One Unit) سے پہلے پاکستان کا ایک صوبہ تھا۔ رقبہ ریاست خیرپور سمیت ۵۴۱۳۶ مربع میل اور آبادی ۰۰۰،۷۸۸،۳ ہے۔ سندھ کے تین قدرتی حصے ہیں۔ (۱) مغربی حصہ میں خصوصی چھوٹی پہاڑیاں ہیں (۲) دریائے سندھ کی وادی بڑی زرخیز ہے (۳) مشرقی حصہ دور تک ریگستان ہے۔ جسے ریگستان "تھار" بھی کہتے ہیں۔ آب و ہوا گرمیوں میں سخت گرم اور سردیوں میں سخت سرد۔ بارش کم ہوتی ہے۔ آبپاشی کا انحصار دریائے سندھ کی نہروں پر ہے۔ سندھ میں گیہوں، جو، جوار، باجرہ، کپاس، تیل نکالنے والے بیج اور چاول کی کاشت بہت ہوتی ہے۔ دریائے سندھ کے کنارے آبادی گنجان ہے۔ ریگستانی اور مغربی پہاڑی علاقے میں آبادی کم ہے۔ سندھ پر ۷۱۱ء میں عربوں نے، محمد بن قاسم کی

سرکردگی میں چڑھائی کی اور اس کے بعد سندھ میں مسلمانوں کی حکومت قائم ہوگئی۔ ۱۸۴۳ء میں سندھ پر انگریزوں نے قبضہ کر لیا اور اسے صوبہ بمبئی کا ایک حصہ بنا دیا۔ ۱۹۴۷ء کے بعد سندھ پاکستان کا ایک صوبہ بن گیا۔ اور کراچی کا علاقہ وفاقی دارالحکومت بنا کر سندھ سے الگ کر لیا گیا۔ ۱۹۵۵ء میں صوبہ سندھ کو وحدتِ مغربی پاکستان میں مدغم کر دیا گیا۔

**سندھ ہائیڈرو الیکٹرک سکیم** - پانی سے بجلی حاصل کرنے والی اسکیمیں پاکستان کے مختلف حصوں میں زیرِ عمل ہیں۔ پنجاب کی ہائیڈرو الیکٹرک اسکیم رسول پراجیکٹ، سندھ ہائیڈرو الیکٹرک سکیم، مشرقی پاکستان اور صوبہ سرحد کی ہائیڈرو الیکٹرک اسکیمیں سب کی سب بجلی کی پیداوار کے لئے وقف ہیں۔ سندھ ہائیڈرو الیکٹرک سکیم سے کم و بیش سارے کے سارے صوبہ سندھ کو بجلی مہیا ہو رہی ہے۔ اس سکیم کے صدر مقام حیدرآباد اور سکھر ہیں۔ اور کراچی وغیرہ شہروں تک اسی سکیم کے ذریعہ سے بجلی مہیا کی جا رہی ہے۔

**سنڈھرسٹ** (Sandhurst) لندن کے جنوب مغرب میں ۴۵ میل کے فاصلے پر واقع، برطانیہ کے شاہی فوجی کالج کا مقام۔ یہیں پر سٹاف کالج بھی ہے۔

**سنڈیکلزم** (Syndicalism) انیسویں صدی کے اوائل میں فرانس کی سرزمین کو یورپ میں اشتراکیت کا سب سے بڑا مرکز خیال کیا جاتا تھا۔ مگر ۱۸۷۱ء کی بغاوت کے بعد فرانسیسی مزدور پیشہ طبقہ میں اشتراکی (سوشلسٹ) جماعت نے اپنا اثر و رسوخ کھو دیا اور فرانسیسی مزدوروں کی جماعتیں جنہیں سنڈیکیٹس (Syndicates) کہا جاتا تھا سوشلسٹ جماعتوں سے علیحدہ ہو گئیں۔ اور انہوں نے اپنے خیالات و لائحہ عمل کی جداگانہ تشکیل کرنا شروع کی۔ جس سے سنڈیکلزم کا طریق کار معرضِ وجود میں آیا۔ اس طریق کار کا ماحصل یہ ہے کہ ایک ملک کی مزدور جماعتیں (یونین) باہم منسلک ہو کر ایک وفاقی نظام اقتصادیات قائم کر لیں اور پھر ماورائے مملکت دوسرے اقتصادی وفاقوں سے منسلک ہو کر ایک بین الاقوامی معاشی ادارہ قائم کریں جسے حکمرانی کے وہ سب اختیارات حاصل ہوں جو اشتراکی (سوشلسٹ) نظامِ معیشت کے مطابق حکومت کو حاصل ہوتے ہیں۔ سنڈیکلزم اور سوشلزم کے معاشی افکار میں کوئی زیادہ فرق نہیں، بلکہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے ملتے جلتے نظریات رکھتے ہیں۔ اگر کوئی وجہ تفریق ہے تو یہ کہ سنڈیکلزم کے نظریات کے تحت حکومت یعنی غیر پیشہ ور سیاسی کارکنوں کی انتظامیہ کا وجود نہیں ہوتا۔

لفظ سنڈیکیٹ کے ان اصطلاحی معانی کے علاوہ عام برطانوی اور امریکی زبان میں اس سے تجارت پیشہ سرمایہ داروں کا گٹھ جوڑ مراد لیا جاتا ہے جیسے (Sugar Syndicates) یعنی چینی کے سوداگروں کی متحدہ تنظیم۔

**سنڈیکیٹ** (Syndicate) تجارتی زندگی میں سرمایہ داروں کی اس جماعت کا نام جو اہم کاروباری معاملات کے لئے گروہ بندی کرتی ہے۔ سنڈیکیٹ کا اہم ترین مقصد قیمتوں میں اضافہ کے ذریعہ منڈیوں پر اپنی اجارہ داری قائم کرنا ہوتا ہے۔ بعض یونیورسٹیوں میں انتظامیہ جماعت بھی سنڈیکیٹ کہلاتی ہے۔ جس کے ارکان کو بعض اصطلاحی شرائط کے ماتحت یونیورسٹی کے فارغ التحصیل گریجویٹ منتخب کرتے ہیں۔

**سنسر** (Censor) قدیم رومن نظامِ حکومت کے تحت ایک قسم کے افسر ہوتے تھے۔ جنہیں عوام کے متعلق تمام واقفیت بہم پہنچانے اور امن قائم رکھنے کے اختیارات حاصل ہوتے تھے۔ وہ لوگوں کے اخلاق، اطوار اور باہمی رویہ کی صحت کے ذمہ دار ہوتے تھے۔ موجودہ زمانے میں مجسٹریٹ کے بھی کم و بیش یہی فرائض ہیں۔ لیکن اب لفظ "سنسر" کے معنی محدود ہو کر رہ گئے ہیں۔ سنسر اب اُن افسروں کو کہتے ہیں جو جنگ کے دوران میں بین المملکتی خط و کتابت کی پڑتال کر کے ناجائز مراسلات کو ضبط کرتے ہیں یا امن کے دوران میں سینما کی فلموں، اور ریڈیو، ہمرہ گراموں کی پڑتال کرتے ہیں تاکہ کوئی خربِ اخلاق اور ناروا تحریر، تقریر، یا تصویر شائع نہ ہونے پائے

بالفاظ دیگر مجسٹریٹ اور "سنسر" اب الگ الگ آسامیاں ہیں۔

**سنسکرت** ۔ شمال مغربی ہندوستان کی وہ قدیم زبان جس کا تعلق آریہ نسل کی اُن زبانوں سے ہے جنہیں ۲۵۰۰ ق۔م کے قریب آریہ حملہ آور ہندوستان میں لائے۔ ہندوؤں کی قدیم مذہبی اور ثقافتی کتابیں یعنی وید وغیرہ اسی زبان میں ہیں۔ مہابھارت اور رامائن کی رزمیہ نظمیں بھی اسی زبان میں ہیں۔ کالی داس کے ڈرامے اور منظومات بھی اسی زبان میں ہیں۔ یہ زبان چونکہ تعلیم یافتہ طبقہ کی زبان تھی اس لئے امتدادِ زمانہ کے ساتھ صفحۂ ہستی سے معدوم ہو گئی۔ اور اس کی جگہ عام بول چال کی زبانیں زمانہ کے ہاتھوں برباد ہونے سے محفوظ رہ گئیں۔ کیونکہ وہ عام بول چال کی زبانیں تھیں۔

سنسکرت زبان قواعد کی رُو سے بعض کو الف میں عربی، عبرانی، اور دوسری سامی زبانوں سے ملتی جلتی ہے۔ پاکستان میں سنسکرت کا مطالعہ کرنے والے لوگ تو نہیں ہے البتہ بھارت میں صرف درسی نصاب میں یہ زبان شامل ہے

**سن فائن** (Sinn Fein) آئرستان (آئرلینڈ) کی ایک سیاسی تحریک جس نے انگریزی تسلط کے خلاف جدوجہد کی۔ اس تحریک کی کوششوں سے ۱۹۲۲ء میں آئرش فری سٹیٹ (Irish free State) معرضِ وجود میں آئی۔ مگر اس کامیابی کا ایک شاخسانہ یہ ہوا کہ سن فائن تحریک کی صفوں میں انتشار پیدا ہو گیا اور اس کے اراکین میں پھوٹ پڑ گئی۔

**سن کرنے والی دوا** (Anaesthetic)

وہ ادویات جو بڑے عملِ جراحی سے پیشتر مریض کو بیہوش کرنے یا احساسِ درد دور کرنے کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔ عموماً کلوروفارم یا ایتھر سنگھا کر بیہوشی طاری کرتے ہیں۔ معمولی آپریشن مثلاً دانت نکالنا وغیرہ ہو تو جسم کے مقامی حصہ متعلقہ کو ٹیکہ کے ذریعہ سُن کر دیتے ہیں۔ ایسی حالتوں میں عموماً نووکین (Novocaine) استعمال ہوتی ہے۔ مریض کے ہوش و حواس بجا رہتے ہیں اور عملِ جراحی ہو جاتا ہے لیکن مریض کو متعلق احساس نہیں ہوتا اور اسے درد وغیرہ کی تکلیف نہیں ہوتی۔

**سنکنگ فنڈ** (Sinking Fund) یہ فنڈ اُس رقم کا نام ہے جو اس غرض سے جمع کیا جاتا ہے کہ آئندہ چل کر کمپنی کا قرضہ ادا کیا جائے گا۔ یا اس کے ذریعے ہنگامی اخراجات پورے کئے جائیں گے۔ بعض کاروباری ادارے خوشحالی کے دنوں میں "سنکنگ فنڈ" قائم کرتے ہیں تاکہ وہ کاروباری بدحالی کے غیر معمولی اخراجات اور مصارف میں کام آئے۔ مثلاً عمارت کی تعمیر وغیرہ۔

**سنکونا** (Cinchona) جزائر غرب الہند واقع امریکہ کا ایک پودا جس کے چھلکے سے کونین جیسی تیر بہدف دوا حاصل ہوتی ہے۔ کونین ملیریا یعنی موسمی بخار کے لئے اکسیر ہے۔ یہ پودا اب سیلون، ہندوستان کے جاوا اور سماٹرا میں بھی کاشت کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں بھی اس کی کاشت کی جا رہی ہے۔

اس کی دریافت اس طرح پر ہوئی کہ جب یورپین لوگ شروع شروع میں امریکہ میں آباد ہوئے۔ تو ملیریا کے باعث ان کو سخت پریشانی اٹھانا پڑی۔ جلد ہی اُن کو معلوم ہو گیا کہ جب وہاں کے اصلی باشندوں کو ملیریا بخار ہوتا تو وہ کسی ایسے جوہڑ کا پانی پی لیتے جس میں درخت کھڑے ہوتے۔ اس جوہڑ کا پانی نہایت کڑوا ہوتا۔ اس کڑواہٹ کی وجہ دریافت کی گئی۔ تو معلوم ہوا کہ درختوں کی وجہ سے ہے۔ پھر تحقیقات کرتے کرتے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچی کہ سنکونا کے درخت کے چھلکے کی وجہ سے پانی کا ذائقہ کڑوا ہو جاتا ہے اور یہی خواص اسی میں ہیں۔ پھر اس کے چھلکے سے وہ خاص الخاص سفوف نکالا گیا۔ جو ملیریا کے جراثیم مارنے کے لئے موثر ہے اور یہی کونین تھی۔ جو اب سفوف یا ٹکیوں یا مکسچر کی صورت میں بیمار کو دی جاتی ہے۔

**سنکھیا** (Arsenic) یہ ایک کیمیاوی جز ہے جو لوہے اور دوسری دھاتوں سے نکالا جاتا ہے۔ سُرمہ سے اپنی معدنی حیثیت میں مشابہ ہے۔ ہوا بند مقام

پر لوہے کو انتہائی گرمی اور حدت پہنچا کر نکالا جاتا ہے۔ یہ زہر قاتل ہے لیکن قلیل ترین مقدار میں ڈاکٹر او طبیب اس کو مقویات کی جگہ پر بھی استعمال کرتے ہیں۔ اکثر کیڑوں کو مارنے کے لئے بھی اس کا استعمال ہوتا ہے۔ چوہے اس سے بہت جلد مر جاتے ہیں، اسی لئے عربی زبان میں اس کو سم الفار یعنی "چوہوں کا زہر" کہتے ہیں۔

**سنکیانگ** (Sinkiang) چین کا شمال مغربی صوبہ اور چینی ترکستان کا چینی نام۔ یہ علاقہ تبت کے شمال میں واقع ہے اور اس کی سرحد روس اور کشمیر سے ملتی ہے اس کا رقبہ [illegible] مربع میل اور آبادی ۴۳۶۰۰۰۰ نفوس پر مشتمل ہے جس میں سے ۱۰ فی صدی لوگ چینی اور باقی ۹۰ فی صدی مسلمان ہیں جو ترکمان، منگول، کرغیز، قزاق، مانچو وغیرہ میں آباد ہیں کاشغر اور ارومچی اس کے اہم مقامات ہیں سنکیانگ پر [illegible] میں روس نے قبضہ کر لیا تھا لیکن ۱۹۴۹ء میں چین کو واپس کر دیا۔

**سنگاپور** - شہر اور جزیرہ کا نام۔ جزیرہ نمائے ملایا کے جنوبی سرے پر مشرق بعید میں ہوائی اور سمندری راستوں کا اہم مرکز ہے۔ بحر ہند کو بحر الکاہل سے ملاتا ہے۔ سنگاپور جزیرہ کا رقبہ ۲۲۵ مربع میل ہے اور آبادی ۱۵۶۰۵۰۰ - شہر سنگاپور جزیرے کے جنوب میں آباد ہے۔ جو سمندری اور ہوائی افواج کا بڑا اڈہ ہے۔ ۱۸۱۹ء میں انگریزوں نے سنگاپور پر قبضہ کیا اور اپنے محل وقوع کی اہمیت کے پیش نظر سنگاپور بہت جلد ایک بڑا شہر بن گیا۔ چنانچہ اس کی آبادی دس لاکھ کے قریب پہنچ گئی۔ دوسری جنگ عالمگیر کے دوران میں سنگاپور پر جاپان کا قبضہ تھا۔ سنگاپور کی بندرگاہ دنیا کی چند اہم بندرگاہوں میں شمار ہوتی ہے۔ سنگاپور میں انناس اور [illegible] بہت ہوتے ہیں۔ آبادی میں دو تہائی چینی ہیں۔

**سنگ اسود** - یعنی سیاہ پتھر۔ سنگ اسود کو حجر اسود بھی کہتے ہیں جسے ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ نے تعمیر کعبہ کے موقع پر نصب کیا تھا۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو حجر اسود)

**سنگ تراشی** (Sculpture) دنیا میں سنگ تراشی کا فن زمانہ قدیم سے چلا آتا ہے۔ آغاز میں پتھر تراش کر بت اور مورتیاں بنائی جاتی تھیں۔ پتھر کا زمانہ تہذیب میں مشہور دور ہو چکا ہے جب کہ لوگ پتھر سے آگ نکالتے تھے اور پتھر کی چیزیں تراشتے تھے۔ پتھر کے زمانے کے بعد دھات کا زمانہ آیا۔ پتھر کے زمانے میں لوگوں نے سنگ تراشی کا آغاز کیا۔ پتھر سے اپنے خانگی استعمال کی اشیاء بھی بنانا شروع کیں۔ رفتہ رفتہ اس فن کو ترقی ہونا شروع ہوئی۔ اور آج سنگ تراشی کا ہنر اس قدر ارتقاء پذیر ہو چکا ہے کہ پتھر سے خوبصورت مجسمے تیار کئے جاتے ہیں۔ سل بٹے، ظروف بنائے جاتے ہیں، [illegible] پیالیاں اور سلائیاں بنائی جاتی ہیں۔ یورپ اور امریکہ میں تو سنگ تراشی کا فن کمال کو پہنچ چکا ہے۔ کتبے، مجسمے، پلیٹیں وغیرہ اس غضب کی تیار کی جاتی ہیں کہ انسانی عقل دیکھ کر حیران رہ جاتی ہے۔ پاکستان کے بڑے بڑے شہروں بالخصوص کراچی، ڈھاکہ، لاہور، راولپنڈی، پشاور وغیرہ میں سنگ تراشی کا فن بڑے عروج پر ہے اور وہ وقت دور نہیں جب کہ پاکستان، سنگ تراشی میں یورپ اور امریکہ سے کسی طرح پیچھے نہیں رہے گا۔

**سنگترہ** - (Orange) لیموں کی قسم کا ایک پھل جس کا چھلکا سخت، موٹا اور ڈھیلا ہوتا ہے۔ اس کو نارنگی یا نگترہ بھی کہتے ہیں۔ چونکہ چھیلنے میں آسان اور ذائقہ میں شیریں ہوتا ہے۔ اس لئے مرغوب پھلوں میں سے ہے۔ دو قسم کا ملتا ہے ایک شیریں جو میٹھا یا کھٹا میٹھا ہوتا ہے۔ یہ نارنگی یا سنگترہ کہلاتا ہے اسی کو انگریزی میں اورنج (Orange) کہتے ہیں۔ دوسرا بالکل اس کے مانند لیکن نہایت ترش جس کو ہم "کمب" کہتے ہیں۔ ان دونوں کا فرق چکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ محض دیکھنے سے بالکل معلوم نہیں ہو سکتا اس لئے اکثر لوگ اپنے احباب کے آگے مذاقیہ طور پر رکھ دیتے ہیں۔ اور جب ان کی پریشانی کا لطف اٹھا لیتے ہیں تو اصل سنگتروں سے تواضع کرتے ہیں۔ "کمب" صرف دھات کے برتنوں کو صاف کرنے کے کام آتا ہے۔ یا اس سے "سائٹرک ایسڈ" تیار کیا جا سکتا ہے۔ نارنگی کے چھلکوں کے گودے چھیل کر بطور مصالحہ کے کھانے میں ڈالتے ہیں اور ضرورت کے لئے انہیں خشک کر کے رکھ لیتے ہیں۔ پھولوں سے ایک خوشبودار تیل نکلتا ہے جس کو "نیرولی" کا تیل کہتے ہیں۔ اس کے پھول سے داب

سے لگائے جاتے ہیں۔ جو اکثر ذخیروں سے یا پودا فروشوں کے پاس سے مل سکتے ہیں۔

## سنگترے کا مارملیڈ (Orange Marmalade)

اجزائے ترکیبی یہ ہیں:- بارہ سنگترے، ڈیڑھ پونڈ شکر، چار میٹھی نارنگیاں، ڈیڑھ پائنٹ پانی (اگر سنگترے ایک پونڈ ہوں)

سنگترے صاف کر کے ان کا وزن کر لو۔ ایک بڑی کڑھائی میں ڈال کر اس میں پانی چھوڑ دو اور ڈیڑھ گھنٹے تک آہستہ آہستہ ابالو۔ بار بار ہلاتے رہو اور جب سنگتروں کا چھلکا نرم ہو جائے تو کڑھائی کو آگ پر سے اتار لو اور اسے ٹھنڈا ہونے دو۔ پھر پھل اور اس کا نچوڑ ایک الگ برتن میں ڈال دو۔ سنگتروں کے دو دو ٹکڑے کر لو۔ اور ان کا باریک چھلکا اتارنے کے بعد ان کو چھلنی میں رکھ کر خوب دباؤ۔ بیج وغیرہ نکال کر پھینک دو۔ کڑھائی میں سے باریک چھلکا نکال کر اس کی جگہ پانی بھر دو۔ چھلکے کے باریک باریک ریزے کر لو اور باقی چیزوں کے ساتھ انہیں بھی کڑھائی میں ڈال دو۔ پھر اس کو گرم ابالو۔ اور شکر کو خوب ہلاتے رہو۔ ڈیڑھ گھنٹہ تک مزید جوش دو، اور کفگیر چلاتے رہو۔ ایک ٹھنڈی طشتری پر قدرے شیرہ ڈال کر اس کو جانچ کر لو۔ جب وہ جمنے لگے تو مارملیڈ فوراً گرم مرتبانوں میں ڈال کر ان کا منہ کارک سے بند کر دو۔

**سنگرام، فیلڈ مارشل۔** سیام کے وزیر اعظم مارشل پائین سنگرام جو تیسری عالمگیر جنگ کو یقینی اور لازمی سمجھتے ہیں۔ چنانچہ امریکہ سے فوجی اور مالی امداد حاصل کرنے کے لئے امریکہ کا دورہ کر چکے ہیں۔ فیلڈ مارشل سنگرام کی عمر ساٹھ سال کے قریب ہے۔ وہ سیام کے امیر زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ پیرس میں فوجی تربیت حاصل کر چکے ہیں۔ سنہ ۱۹۳۲ء میں انہوں نے شاہ کو نئے آئین پر دستخط کرنے کے لئے مجبور کر دیا۔ اس سال کی بغاوت میں ان کا بہت بڑا ہاتھ تھا۔ سنہ ۱۹۳۸ء میں انہوں نے اپنے حریفوں کو شکست دے کر وزارت عظمیٰ کی گدی خود سنبھال لی اور بعد میں وہ سیام کے آمر مطلق بن بیٹھے۔ گذشتہ عالمگیر جنگ کے دوران میں انہوں نے جاپان کا ساتھ دیا تھا۔

**سنگرینی۔** سنگرینی ایک مرض کا نام ہے۔ اس



بیماری کے دوران میں انسان کے مثانہ میں پتھری سی پیدا ہو جاتی ہے یا سی پتھری کے اخراج کے لئے آپریشن کی ضرورت ہوتی ہے جو کسی ماہر ڈاکٹر اور قابل سرجن سے کرانا چاہیئے۔ پتھری عام علاج اور لاپروائی کی وجہ سے بڑی بھی ہو جاتی ہے اور اس صورت میں آپریشن کی شکل نازک ہو جاتی ہے۔ پیشاب کی دقت اور درد کا ہونا اس مرض کی بہت بڑی علامت ہے اور ابتداء ہی میں اس بیماری کی روک تھام کی کوشش کرنی چاہیئے۔

**سنگِ لرزاں۔** وہ چٹانیں جو ان پتھروں سے بنی ہوں جو ریت کے اوپر صدیوں تک دباؤ کے باعث وجود میں آئے ہوں۔ چونکہ یہ ریت کے ذرات سے بنی ہوتی ہیں۔ اس لئے ان کے ڈھیلے ذروں میں خلا رہتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اگرچہ یہ پتھر دوسرے پتھر کی طرح سخت ہوتے ہیں۔ لیکن ان کے ٹکڑوں کو دیکھنے پر ان میں ایک لچک سی نظر آتی ہے۔

پاکستان میں کم ہوتے ہیں لیکن ریواڑی سے سرسا کی طرف چھوٹی لائن سے سفر کریں تو ریواڑی سے تیسرا اسٹیشن "چرخی دادری" آتا ہے۔ یہ علاقہ ریاست جیند کا تھا اب مشرقی پنجاب (ہندوستان) میں شامل ہے۔ مذکورہ اسٹیشن کے ارد گرد جو پہاڑیاں ہیں۔ ان میں یہی پتھر پایا جاتا ہے۔ لوگ اسے ایک عجیب شے سمجھ کر اٹھا لے جاتے ہیں۔ پاکستان میں جلیوٹ ایک مقام ہے۔ وہاں شاہجہان کے وزیر نواب سعد اللہ خاں نے ایک مسجد تعمیر کرائی تھی۔ جس کے منارے سنگ لرزاں کے تھے اور ہلانے سے حرکت کرتے ہیں۔ لوگ دور دور سے انہیں دیکھنے آتے ہیں۔ جلیوٹ نواب سعد اللہ خاں کا مولد تھا۔ وہ یہیں ایک غریب گھرانے میں پیدا ہوئے۔ اس چٹان کا علمی نام "آرناشس راک" (Arinacious Rock) ہے۔ اس کے مقابلے کی "آرکیلیش راک" ہے۔ جو ریت پتھر اور چکنی مٹی سے بنی ہوتی ہے۔

**سنگِ مردہ۔** سنگِ مردہ سفید رنگ کا پتھر ہوتا ہے۔ جو دواؤں میں کام آتا ہے۔ در اصل یہ سخت پتھر کی ایک قسم ہوتی ہے جو مدھم ہو کر سختی اور صلابت کی بجائے نرمی اختیار [illegible] ہے۔ حل کرنے اور پیسنے

میں سنگِ مُردہ بہت جلد سفوف کی شکل قبول کر لیتا ہے۔ سنگِ جراحت اور سنگِ مُردہ باہم ملتی جلتی چیزیں ہیں۔ اور اکثر دواؤں کے طور پر کام میں آتی ہیں۔ مُردہ سنگ بیشتر کوہستانی علاقوں میں پایا جاتا ہے۔

## سنگِ مرمر

**سنگِ مرمر** (Marble) سفید رنگ کا صاف شفاف پتھر جس کی چکنا ہٹ اور صفائی دیکھنے اور چھونے سے تعلق رکھتی ہے۔ سنگِ مرمر کی قیمت عام پتھر سے کئی گنا بڑھ کر ہوتی ہے۔ دُنیا کی بڑی بڑی اور عظیم الشان عمارتوں پر سنگِ مرمر لگا ہوتا ہے۔ تاج محل آگرہ، بادشاہی مسجد لاہور، بادشاہی قلعہ لاہور، لال قلعہ دہلی، مقبرہ جہانگیر لاہور، اور اسی طرح کی دوسری عمارتیں جو سر بفلک کھڑی ہیں۔ سنگِ مرمر سے مزین اور آراستہ ہیں۔ سنگِ مرمر کے قطعے رگڑنے اور پالش کرنے سے تکمیل کی شکل اختیار کرتے ہیں۔

## سنگِ مصفّیٰ

**سنگِ مصفّیٰ** (Alabaster) ایک سفید پتھر ہے جو سنگِ مرمر کی طرح چکنا اور چمکدار ہوتا ہے۔ اس کا وجود قدیم زمانہ میں بھی پایا جاتا ہے۔ لیکن یہ ذرا سخت ہوتا تھا اس کو آج کل کاربونیٹ آف لائم یعنی چونہ اور کاربن کا مرکب کہا جاتا ہے۔ موجودہ دَور میں جو سنگِ مصفّیٰ استعمال ہوتا ہے وہ قدرے نرم ہوتا ہے اور سفید سنگِ مرمر سے بہت مشابہ ہوتا ہے۔ یہ سامانِ زیبائش کی ساخت میں کام آتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے مجسمے بھی اس کے بنائے جاتے ہیں۔ چونکہ یہ عام پتھر کے مقابلہ میں نرم ہوتا ہے اس لئے مصنوعات میں مناسب خمیدگی پیدا کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

## سنگین

**سنگین** (Bayonet) برچھی کی مانند ایک چھوٹا سا ہتھیار جو دستی لڑائی کے لئے بندوق کے دہانہ پر نصب کیا جاتا ہے۔ اس کا استعمال سب سے پہلے غالباً فرانس میں بے اون (Bayonne) کے مقام میں ہوا۔ اور اسی مناسبت سے اسے (Bayonet) کہا جاتا ہے۔ برطانوی فوج میں اس کا استعمال پہلی بار سترھویں صدی میں ہوا۔

آج کل سرکاری پہرہ دار اسے رائفل کے اوپر لگاتے ہیں۔ موجودہ سنگینیں اس قسم کی ہیں کہ رائفل اس کے آگے لگائے بھی فائر کر سکتی ہے۔ اس کے رائفل پر لگانے کے ضرورت اس لئے ہوتی کہ بعض دفعہ دشمن کی فوج بالکل قریب آ جاتی ہے۔ اور خطرہ ہوتا ہے کہ سپاہی کی چلائی ہوئی گولی اپنے ہی آدمی کو نہ لگ جائے۔ ایسی حالت میں جانبین گولی چلانا بند کر دینے کا بگل بجا دیتے ہیں اور لڑائی سنگینوں کے ذریعے شروع ہو جاتی ہے۔ پہرے دار کی رائفل پر بھی سنگین اس لئے ہوتی ہے کہ دشمن بسا اوقات بہت قریب آ جاتا ہے۔ اور گولی چلانے اور شست باندھنے کا موقعہ نہیں ملتا۔

## سنوسی تحریک

**سنوسی تحریک**۔ شمالی افریقہ کی مذہبی اور سیاسی تحریک جس کا بنیادی مقصد سنت اور شریعت پر عمل کرنا ہے۔ سنوسی تحریک کے بانی سید محمد بن علی تھے جو اٹھارویں صدی کے آخر میں الجزائر کے ایک قصبے "سنوس" میں پیدا ہوئے لیکن جب الجزائر پر فرانس کی گرفت مضبوط ہو گئی تو وہاں سے نکل آئے اور دُنیائے اسلام کی سیاحت کے بعد طرابلس کو اپنے قیام کے لئے منتخب کیا اور یہیں اپنی تحریک کی بنیاد رکھی، جس کا آغاز سنہ ۱۸۴۳ء کے لگ بھگ ہوا۔

سنوسی تحریک کے عقائد بڑے سیدھے سادے اور اصلاحی تھے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں ظاہر و باطن میں یکسانیت پیدا کرنا، اور ہر انسان کو بلا امتیاز مذہب و عقیدہ اپنا بھائی سمجھنا، اس تحریک کے بنیادی اصول تھے۔ سنوسی شیخ کے کام کا طریقہ "تربیت گاہ" پر مبنی تھا، جو صوفیوں کی خانقاہ، پروفیسروں کی یونیورسٹی اور انقلاب پسندوں کی جمعیت کے بین بین ایک ادارہ تھا۔ یہ "تربیت گاہ" شہر سے ذرا باہر ہوتی تھی۔ اور اس میں عبادت، مذہبی تعلیم اور فنِ حرب سکھائے جاتے تھے۔ سنوسی تحریک کی یہ "تربیت گاہیں" قوم میں اتنی مقبول ہوئیں کہ چند ہی سال میں ان کا سلسلہ مصر و سوڈان اور حجاز تک پھیل گیا۔ اور طرابلس کے ہر قریہ میں ایسی تربیت گاہیں بن گئیں۔

سنوسی تحریک کے پیرو اسلامی ممالک میں یورپ کے اقتدار کے سخت مخالف تھے۔ نجد کی "وہابی تحریک" سے "سنوسی تحریک" کے تعلقات بڑے خوشگوار تھے۔ اور دوسرے اسلامی فرقوں کے متعلق

سنوسی تحریک کا رویہ بڑا معتدل تھا۔ ۱۸۶۰ء میں سنوسی تحریک کے بانی نے وفات پائی۔ احمد الشریف اُن کے جانشین بنے اور سنوسی تحریک کا کام جاری رہا۔ ۱۹۰۲ء میں دوسرے جانشین نے وفات پائی تو تیسرا منتخب کیا گیا۔

اُنیسویں صدی کے نصف آخر سے لیکر اس وقت تک مراکش سے لیکر مصر اور سوڈان تک جتنی تحریکیں اُٹھیں وہ یا تو براہ راست سنوسی تحریک کی رہنمائی میں اُٹھیں یا اُن پر سنوسی تحریک کے گہرے اثرات پڑے۔ جنگ طرابلس ۱۲-۱۹۱۱ء میں سنوسیوں نے ترکوں سے مل کر اطالوی افواج کا سخت مقابلہ کیا۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران میں سنوسیوں نے پورے طرابلس پر قبضہ کر لیا۔ ۱۹۲۳ء میں لوزان کانفرنس نے طرابلس پر اطالیہ کا حق تسلیم کر لیا تو مسولینی نے ایک لشکر جرار تیار کر کے سنوسی تحریک کو کچل ڈالنے کی مہم شروع کر دی۔ مگر سنوسی عربوں نے جانبازی تک اطالوی افواج کا سخت مقابلہ کیا۔ اطالیہ نے یورپ میں سنوسیوں کے خلاف وسیع پیمانے پر پروپیگنڈا کیا اور یہ ظاہر کیا کہ سنوسی تحریک دراصل دُنیا سے عیسائیت کو ختم کر دینا چاہتی ہے اور یہ لوگ جاہل، غیر مہذب، جنونی، وحشی اور سفاک ہیں۔ برطانیہ اور فرانس نے اس پر اطالیہ کی مدد کی اور اپنے حلیفوں کے سامان جنگ اور اسلحہ کی مدد سے بالآخر ۱۹۲۷ء میں اطالیہ سنوسی تحریک کو عارضی طور پر کچلنے میں کامیاب ہو گیا۔ ۱۳ جنوری ۱۹۳۱ء کو سنوسی تحریک کے مرکز کفرہ میں اطالوی فوج اتری اور شہر پر قبضہ کر کے ظلم و بربریت کا طوفان برپا کر دیا۔ تین دن تک قتل عام جاری رہا۔ ہزار ہا معصوم خواتین کی بے حرمتی کی گئی اور کئی مذہبی رہنماؤں کو ہوائی جہاز میں بٹھا کر بلندی سے نیچے پھینکا گیا۔ طرابلس پر اٹلی کا قبضہ ہو گیا لیکن سنوسی تحریک کی روح زندہ رہی۔ دوسری جنگ عظیم میں سنوسیوں نے صحرائی لڑائیوں میں اتحادیوں کا ساتھ دیا اور جنگ کے خاتمہ پر طرابلس میں سنوسی شیخ کے ماتحت ایک خود مختار حکومت قائم کر دی گئی۔

**سنہری مچھلی** (Gold Fish) ایشیا کے مشرقی سمندروں کی ایک مچھلی جو اپنے چمکدار سنہری رنگ کے باعث "سنہری مچھلی" کہلاتی ہے۔ سمندروں کے علاوہ تالابوں اور دریاؤں میں بھی سنہری مچھلی رہتی ہے۔ لیکن ایسی مچھلیوں کا رنگ سنہری رنگ نہیں ہوتا بلکہ زرد، بھورا یا سیاہی مائل ہوتا ہے اور جسم پر سیاہ دھبے ہوتے ہیں۔ ایسی مچھلیوں کو صحیح طریقہ سے پرورش کیا جائے تو کچھ عرصہ بعد اس کا رنگ سمندر کی سنہری مچھلی کی طرح سنہری، سُرخی مائل یا سفید چمکیلا نکل آتا ہے۔

**سُنّی** (اہل السنتہ والجماعۃ) مسلمانوں کا سوادِ اعظم۔ سنت رسولؐ کے پیرو۔ خلفائے راشدین یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان ذوالنورینؓ، اور حضرت علی مرتضیٰؓ کی خلافت کو اسی ترتیب سے برحق ماننے والے اور قرآن پاک اور سنت رسولؐ پر عمل کرنے والے۔

**سَن یت سن** (Sun Yat Sen) (۱۸۶۶-۱۹۲۵ء) ایک چینی سیاستدان جو ابتداء میں طبابت کا کام کرتا تھا۔ ۱۸۹۵ء میں اس نے چین میں جمہوریہ قائم کرنے کے لئے ایک تنظیم کی داغ بیل ڈال دی۔ مگر جلد ہی اسے ملک چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔ بیرون ملک میں اس نے ۱۹۰۵ء میں کومنتانگ (Kuo Min Tang) کا سنگ بنیاد رکھا۔ جب ۱۹۱۱ء میں چین میں انقلاب آیا تو ڈاکٹر سن یت سن نے اس میں نمایاں کردار ادا کیا۔ جس کے اعتراف کے طور پر اسے چین کا پہلا صدر منتخب کیا گیا۔ مگر اگلے سال اس نے اپنے عہدہ سے استعفیٰ دے دیا اور ملک سے باہر چلا گیا۔ ۱۹۱۲ء اور ۱۹۱۵ء کے انقلابات میں بھی اس کا دست غیب کام کر رہا تھا۔ کینٹن کی حکومت قائم ہونے پر وہ ۱۹۱۷ء میں اس کا صدر رہا۔ ۱۹۲۱ء میں وہ ایک بار پھر چین کا صدر منتخب ہوا۔

**سَنِ یزدگردی**۔ یزدگرد ساسانی شاہان ایران کا

آخری تاجدار تھا۔ ان بادشاہوں کے زمانے میں ہر بادشاہ کے جلوس سے نیا سن شروع ہوکر اس کی موت پر ختم ہوجاتا تھا۔ شاہ یزدگرد ۶۳۲ء میں تخت پر بیٹھا۔ اور جلد ہی شاہانِ ساسان کا خاتمہ اس بادشاہ پر ہوگیا۔ لیکن اس کا سن بطور یادگار کے رہ گیا۔ اس سن میں بھی مصری سن کی طرح بارھواں مہینہ ۲۵ دن کا ہوتا تھا۔ ۱۰۷۹ء میں جلال الدین ملک شاہ سلجوقی والئے خراسان نے اس سن کو اپنے مصاحب عمر خیام مشہور ریاضی دان کی مدد سے شمسی حساب کے قاعدے پر مطابقت دے کر اس کا نام "سنِ جلالی" قرار دیا۔ مگر اس کی درستی میں حکیم عمر خیام سے ایک جزدی فروگزاشت ہوگئی۔ دسویں صدی ہجری بمطابق سولھویں صدی عیسوی میں جب جلال الدین اکبر نے ہندوستان کے تخت کو زینت دی۔ تو اپنے صدر دیوان ٹوڈرمل کے مشورہ سے مہینوں کے ایام میں تصرف کرکے اسے دفاتر سلطنت میں جاری کیا۔ مگر چونکہ اس زمانے میں فیضی وغیرہ کی تلقین سے دینِ الٰہی کے عقائد کی زور و شور سے اشاعت ہورہی تھی۔ اس لئے لوگ اس کو "سنِ سورج پرستی" سمجھنے لگے۔ اس وجہ سے دینِ الٰہی تو سرسبز نہ ہوسکا لیکن سنِ یزدجردی "سنِ الٰہی" کے نام سے باقی رہ گیا۔

اکبری عہد میں سن میں ۳۶۵ روز قائم کرکے دائرہ آفتابی کی غلط طور پر تقسیم کرلی گئی تھی۔ اور عمر خیام کی اصلاح جو اس نے ہر چوتھے سال یوم کبیسہ بڑھا کر کی تھی۔ اس پر کوئی توجہ نہیں دی گئی تھی۔ جس کے باعث سنِ الٰہی ہر چوتھے سال دائرہ آفتابی سے ایک روز کم چلتا آیا۔ سرکار نظام حیدرآباد دکن میں یہ سن ۱۹۴۸ء تک جاری رہا۔ مگر دائرہ آفتابی کے اختلاف کو دور کرنے کا جو طریقہ یہاں اختیار کیا گیا تھا۔ وہ ذرا ناموزوں تھا۔ اس لئے بڑی جنتری کی ۱۹۰۵ء میں مہاراجہ سر کرشن پرشاد کی وساطت سے درستی کے لئے اپیل کی گئی۔ جو نظام حیدرآباد نے منظور کرلی۔ چنانچہ ۱۹۰۶ء سے ۱۹۴۲ء تک یہ سال کامل درستی اور اصلاح کے ساتھ "دورِ شمسی" کے مطابق جاری رہا۔ گو یہ سن آتش پرستوں اور سورج پرستوں سے تعلق رکھتا تھا۔ تاہم مسلمانوں نے اس کی ترویج میں کوئی اعتراض نہیں کیا۔

## سینما (Cinema)

۱۸۷۲ء میں ایڈورڈ مائی برج (Muy Bridge) نے اُس اصول کا انکشاف کیا جس کی رو سے بعد ازاں متحرک تصاویر پردہ سیمیں پر رونما ہوئیں۔ مائی برج نے چند کیمروں کے باہمی مربوط عمل سے ایک گھوڑ دوڑ میں حصہ لینے والے گھوڑے کی مختلف حرکات کی تصاویر اتاریں۔ ان کے دیکھنے سے یہ احساس ہوتا تھا کہ اگر ترتیب کے ساتھ یہ تصاویر ایک ہی وقت میں ملاحظہ کی جائیں تو ذہن پر جامد حرکات کی مختلف کیفیات سے ایک متحرک تصویر پیدا ہوگی۔ ۱۸۸۹ء میں ایڈیسن نے ایک مشین ایجاد کی جس میں مختلف تصاویر ایک چکر پر گھوم کر متواتر خوردبین کے سامنے آئیں اور ان کا عکس دبیز شیشے کے ذریعہ منعکس ہوکر پردہ سیمیں پر بقدِ آدم نما متحرک تصاویر کی صورت میں رونما ہوتا۔ ایڈیسن کی اس مشین کو سینیٹوگراف (Cinematograph) مشین کہا جانے لگا۔

مسلسل فلم یا تصویر کا عکس تیز روشنی کی شعاع کے ذریعے سکرین یا سفید پردے پر ڈالا جاتا ہے۔ تصویروں کے مسلسل آنے سے حرکات و سکنات کا تسلسل قائم رہتا ہے۔ فلم کے گھومنے کی عام رفتار ۱۰ فٹ فی منٹ ہے۔ فلم کی ایک ریل ۴۰۰ سے ۲۰۰۰ فٹ طویل ہوتی ہے۔

پہلے پہل خاموش فلمیں دکھائی جاتی تھیں۔ ۱۹۲۶ء میں بولتی فلمیں دکھائی جانے لگیں۔ ابتدائی بولتی فلموں میں فلم کے ساتھ ساتھ گراموفون ریکارڈ بجایا جاتا تھا۔ لیکن اس سے حرکت اور آواز میں ہم آہنگی پیدا نہ ہوتی تھی۔ اس کے بعد فلم کے ایک کنارے پر آواز بھی ریکارڈ کی جانے لگی۔ جب فلم چلتی ہے۔ تو ساتھ ہی آواز بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ سکرین یا پردے کے پیچھے لاؤڈ اسپیکر ہوتا ہے۔ جو سینما کی مشین سے منسلک ہوتا ہے۔

سینما تفریح کا مقبولِ عام ذریعہ موجودہ صدی کی تخلیق ہے۔ امریکہ میں ہالی ووڈ صنعت فلم سازی کا بہت

بڑا مرکز ہے۔ پہلے فلمیں صرف سیاہ اور سفید رنگ کی ہوتی تھیں۔ جدید زمانے میں ترقی کرکے رنگین بننے لگی ہیں۔ ہالی ووڈ کے فلمساز زیادہ تر سینما سکوپ (Cinemascope) فلمیں بناتے ہیں۔ یہ طریقہ حال ہی میں ایجاد ہوا ہے اور اس کا سائز عام سائز سے دگنا ہوتا ہے۔

**سوات (ریاست)** سابق سرحدی صوبہ کی ایک ریاست۔ رقبہ چار ہزار مربع میل۔ آبادی تقریباً ساڑھے چار لاکھ۔ سوات کے قدرتی مناظر بڑے دلکش اور خوبصورت ہیں۔ یہ ریاست بڑی تیزی سے ترقی کے مراحل طے کر رہی ہے۔ آمدورفت کے لیے نئی نئی سڑکیں بن رہی ہیں۔ تعلیم کا چرچا سوات میں عام ہے۔ جابجا اسکول اور مدرسے کھل گئے ہیں۔ سیدو شریف دارالحکومت ہے۔ منگورہ سوات کا دوسرا بڑا شہر سیدو شریف سے دو میل کے فاصلہ پر ہے۔ دونوں شہروں کے درمیان "جہاں زیب ڈگری کالج" اور کئی خوشنما عمارات اور ہوٹل بن گئے ہیں۔ سوات کی موجودہ ترقی میں اس ریاست کے حکمرانوں میاں گل عبدالودود اور موجودہ والیٔ سوات محمد عبدالحق (جہاں زیب) کا بڑا ہاتھ ہے۔ سوات میں اس خاندان کی حکومت باقاعدہ طور پر ۱۹۲۶ء سے شروع ہوئی۔

**سواستیکا** (Swastika) یہ لفظ سنسکرت زبان کا ہے اور اس سے وہ نشان مراد ہے جو قدیم آریوں اور بدھ مذہب کے پیروؤں نے اختیار کیا تھا۔ ۱۹۲۵ء میں اسے ہٹلر نے نازی تحریک کے پرچم پر آویزاں کر لیا۔ سواستیکا نشان کی جائے پیدائش کے بارے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ بعض مؤرخین کا یہ خیال ہے کہ اس کا اصل وطن غالباً عراق تھا جہاں سے یہ ہندوستان اور مشرق بعید میں پہنچا۔ انگریزی میں اس نشان کو (Fylfot) بھی کہتے ہیں۔

**سوال حل کرنے کی مشین** (Calculating Machine) ان مشینوں کے ذریعہ جمع، تفریق، ضرب، تقسیم وغیرہ کے سوالات آسانی سے حل ہو جاتے ہیں۔ مشین پر ایک خانہ بنا ہوتا ہے جس میں جواب آ جاتا ہے یا از خود کاغذ پر چھپ جاتا ہے۔ اس کے علاوہ سائنس دانوں نے بہت پیچیدہ مگر مکمل مشینیں ایجاد کی ہیں جنہیں دارالتجربوں میں طبیعیات وغیرہ کی مشکل مساوات (Equations) حل کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

**سوائے ہوٹل**۔ اس نام کا ہوٹل لنڈن میں ہے اور ساری دنیا میں مشہور ہے۔ اسے قائم ہوئے ستر سال کے قریب ہو چکے ہیں لیکن اس کا نام ۱۲۴۶ء کے ایک تاریخی واقعہ سے ماخوذ ہے۔ ۱۲۴۶ء میں شہنشاہ ہنری سوئم نے لنڈن میں "سٹرانڈ" کے مقام پر "کاؤنٹ آف سوائے" کو محل بنانے کے لئے کچھ زمین عطا کی تھی۔ چنانچہ مذکورہ محل اسی قطعۂ اراضی پر تعمیر کیا گیا ہے اور اسی مناسبت سے اس کا نام "سوائے ہوٹل" رکھا گیا ہے۔ یہ ہوٹل مشاہیر زمانہ کا مسکن اور رہائش گاہ ہے۔

۱۹۵۳ء میں جب مشہور اداکار چارلی چیپلن امریکہ کو خیرباد کہہ کر لنڈن پہنچا تو وہ اپنی بیوی اور چار بچوں کے ساتھ اسی ہوٹل میں قیام پذیر ہوا۔

**سُوجی**۔ گیہوں کے آٹے کی ایک قسم۔ سوجی میدے کے برعکس موٹی اور دانہ دار ہوتی ہے۔ سوجی کا استعمال زیادہ تر مٹھائیوں میں ہوتا ہے۔ لائلپور اور دوسرے مقامات کی "فلور ملز" (Flour Mills) میں سوجی بکثرت تیار ہوتی ہے اور نہایت عمدہ قسم کی بنائی جاتی ہے۔ عام آٹے سے اس کا بھاؤ تیز ہوتا ہے۔
سوجی کا حلوا بھی بنتا ہے۔ بالعموم سفید رنگ کی گندم سوجی بنانے کے لئے انتخاب کی جاتی ہے۔

**سُود** (Interest) وہ رقم جو ادھار دیے ہوئے روپے کے صلہ میں مقررہ وقفوں کے بعد واجب الادا ہو جاتی ہے۔ سود مقررہ فیصد سالانہ کے حساب سے لگایا جاتا ہے۔ روپیہ جو قرض دیا جاتا

ہے اصل زر کہلاتا ہے۔ اگر واجب الادا ہونے پر سود ادا کیا جائے اور اس سود پر سود نہ لیا جائے تو اسے سود مفرد کہتے ہیں۔ اسے مندرجہ ذیل قاعدہ سے نکالا جا سکتا ہے۔

سود مفرد (Simple Interest) = اصل زر × مدت (سالوں میں) × $\frac{\text{شرح}}{100}$ مثلاً ۴۵۰۰ روپیہ پر ۶ فیصدی سالانہ کی رو سے ۳ سال کا سود = ۴۵۰۰ × ۳ × $\frac{6}{100}$ = ۸۱۰ روپے۔

اگر سود کو ہر مرتبہ جب کہ وہ واجب الادا ہو اصل زر میں جمع کر دیا جائے اور اس سود پر بھی سود محسوب کیا جائے تو اسے سود مرکب (Compound Interest) یا سود در سود کہیں گے۔ اس کے نکالنے کا قاعدہ یہ ہے۔ مثلاً

پہلے سود کا سود ۴۵۰۰ روپے پر = ۴۵۰۰ × $\frac{6}{100}$ = ۲۷۰ روپے۔

دوسرے سال کا سود ۴۵۰۰ + ۲۷۰ روپے پر = ۴۷۷۰ × $\frac{6}{100}$ = ۲۸۶٫۲ روپے

تیسرے سال کا سود ۴۷۷۰ روپے + ۲۸۶٫۲ روپے پر = ۵۰۵۶٫۲ × $\frac{6}{100}$ = ۳۰۳٫۳۷۲ روپے۔

سود مرکب = ۸۵۹٫۵۷۲ روپے = ۸۵۹ روپیہ - ۹ آنے - ۱ $\frac{103}{125}$ پائی

## سودا (مرزا محمد رفیع)

- مرزا محمد رفیع نام۔ سودا تخلص۔ ۱۷۱۳ء میں دہلی میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کے والد جو کابل کے رہنے والے تھے بہ سلسلۂ سوداگری دہلی میں قیام پذیر ہو گئے تھے۔ آپ کی تعلیم و تربیت بھی دہلی ہی میں ہوئی۔

ابتداء ہی سے رجحان طبیعت شاعری کی طرف تھا۔ پہلے سلیمان قلی خاں وداد کے شاگرد ہوئے۔ پھر شاہ حاتم کے۔ سودا اپنی جودت طبع کے باعث بہت جلد رتبۂ استادی حاصل کر لیا۔ چنانچہ شاہ عالم بادشاہ نے مشورہ اور اصلاح سخن کے لئے ان کو منتخب کیا۔ لیکن جب شاہ عالم کی قسمت کا ستارہ ڈوب گیا۔ تو سودا بھی دہلی کو چھوڑ کر فرخ آباد چلے گئے۔ کچھ مدت فیض آباد میں بھی قیام رہا۔ اور آخر نواب آصف الدولہ کے ساتھ لکھنؤ پہنچا۔ فراغت سے زندگی بسر کرنے لگے۔ ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۱ء میں ۷۰ سال کی عمر میں وفات پائی اور لکھنؤ میں دفن ہوئے۔

سودا پُر گو اور زود گو، مزاج میں ظرافت اور خوش طبعی بہت تھی۔ اپنے زمانے کے بہت بڑے استاد مانے گئے ہیں۔ اور آج تک لوگ آپ کی قادر الکلامی کے قائل ہیں۔

سودا کی ہمہ گیری نے کسی صنفِ سخن کو نہیں چھوڑا۔ قصیدے، غزلیں، مثنویاں، رباعیاں، قطعات تاریخیں، پہیلیاں، ترجیع بند، مخمس، مرثیے اور ہجویں سب کچھ کہا اور خوب کہا لیکن حقیقت یہ ہے کہ سودا محض اپنے قصائد اور ہجویات کی وجہ سے بہت زیادہ مشہور ہوئے۔ مرزا کی غزل میں درد و سوز کم اور زور و شکوہ زیادہ ہوتا ہے۔ طبیعت میں آمد ہے۔ اردو شاعری اس جامعیت کا کوئی دوسرا شاعر پیدا نہیں کر سکی۔

آپ نے کلیات کے علاوہ جس میں جمیع اقسام کا کلام بکثرت ہے۔ ایک "تذکرہ اردو شعراء" کا بھی لکھا تھا۔ جو اب ناپید ہے۔

## سودہؓ (حضرت) ام المومنینؓ

- اُن خواتین پاک میں سے تھیں جو ابتدائے اسلام لائی تھیں۔ انہوں نے بھی کفارِ مکہ کے ہاتھوں سخت تکلیفیں اٹھائیں۔ آخر اپنے بھائی مالک اور شوہر سکران کے ہمراہ دوسری ہجرت میں حبش چلی گئیں، وہاں سکران نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا اس لئے دونوں (بھائی اور بہن) مکہ معظمہ واپس آ گئے۔ سکران کے انتقال کرنے پر یہ بے یار و مددگار رہ گئیں۔ ان کی حالت زار دیکھ کر آنحضرت صلعم نے ان سے نکاح کر لیا۔ حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہو چکا تھا اور آپ کو ان کا بہت غم تھا۔ لڑکیوں کی پرداخت کا بھی خیال تھا چنانچہ خولہ بنت حکم نے ان سے آپ کی شادی کرا دی۔ اس وقت نبوت کا دسواں سال تھا۔ ہجرت نبوی کے پہلے ہی سال آپ مدینہ

صاحبزادیوں کے مدینہ تشریف لے آئیں اور مسجد نبوی میں سب سے پہلے آپ ہی کے لئے حجرہ تیار کیا گیا ہے۔ بہت سخی اور خوش خلق تھیں خود آنحضرت صلعم نے بھی ان کی سخاوت کی بہت تعریف فرمائی ہے۔ ان کے متعلق آپ نے فرمایا کہ یہ مجھ سے سب سے پہلے آملیں گی۔ چنانچہ آپ کے وصال کے بعد حضرت معاویہؓ کے زمانہ تک زندہ رہیں اور شوال ۵۴ھ میں انتقال فرمایا۔

## سوڈا (Soda)

سوڈیم کاربونیٹ، (Sodium Carbonate) ایک نہایت اہم کیمیاوی شے ہے۔ یہ سفید بلوریں یا سفوف کی شکل میں ہوتا ہے۔ آجکل کاروباری پیمانہ پر صنعتی اغراض کے لئے سوڈا، نمک اور امونیم کاربونیٹ سے تیار کیا جاتا ہے۔ اور بہت سی چیزوں میں استعمال ہوتا ہے۔

## سوڈان (Sudan)

شمالی افریقہ کا ایک ملک۔ مصر اور کینیا کے وسط میں واقع ہے۔ رقبہ ۹۶۷۵۰۰ مربع میل اور آبادی ۹۰ لاکھ کے قریب ہے۔ شہر خرطوم دار الحکومت ہے۔ دریائے نیل سے آبپاشی کرکے اعلیٰ درجے کی کپاس پیدا کی جاتی ہے۔ باجرہ لوگوں کی خاص غذا ہے۔

۱۸۹۹ء کے اینگلو مصری معاہدہ کے مطابق اس علاقے پر برطانیہ او مصر کی عملداری قائم تھی۔ مصر کا عمل دخل برائے نام تھا۔ عملاً انگریز ہی سارے ملک پر مسلط تھے جن سے نجات حاصل کرنے کے لئے سوڈانیوں نے کئی بار بغاوتیں کیں۔ جولائی ۱۹۵۲ء کے مصری انقلاب نے سوڈانی وطن پرستوں کو ... ملی اور انہوں نے اپنی جدوجہد تیز تر کر دی۔ مصریوں کی خواہش تھی کہ سوڈان مصر سے ملحق کر دیا جائے لیکن سوڈانیوں کی غالب اکثریت اس کے خلاف تھی۔ آخر ۱۲ فروری ۱۹۵۳ء کو سوڈان کی آزادی سے متعلق برطانیہ و مصر میں ایک سمجھوتا ہوا۔ نومبر و دسمبر ۱۹۵۳ء میں عام انتخابات ہوئے۔ ۹ دسمبر ۱۹۵۵ء کو سوڈانی پارلیمنٹ نے متفقہ قرارداد کے ذریعہ سوڈان کے ایک آزاد اور خود مختار مملکت ہونے کا اعلان کر دیا۔

لیکن یہ جمہوری حکومت صرف تین سال زندہ رہی۔ ۱۷ نومبر ۱۹۵۸ء کو فوج کے کمانڈر انچیف جنرل ابراہیم عبود نے پارلیمنٹ اور تمام سیاسی جماعتیں توڑ کر حکومت کے تمام اختیارات خود سنبھال لئے۔

## سوڈانی خطہ (Sudan Type of Natural Region)

سوڈانی خطہ، خط مدارین (Tropics) میں خط استوا اور صحرائی خطہ کے درمیان واقع ہے۔ جس میں سوڈان، زنجبار اور وادی نوکو کے علاقے شامل ہے۔

یہ خطہ سارا سال گرم رہتا ہے۔ خاص کر گرمیوں میں سخت گرمی پڑتی ہے۔ موسم سرما میں بارش ہوتی ہے۔ اور خشک تجارتی ہوائیں چلتی ہیں۔ اسی وجہ سے اس کی پیداوار گھاس کے میدان اور بکھرے بکھرے درخت ہیں۔ ریگستانوں کے کنارے بھی گھاس پیدا ہوتی ہے۔ اور دور دور فاصلوں پر درخت اُگتے ہیں۔ اکیشیا (Accacia) یوکلپٹس (Eucalyptus) اور سائیکامور (Sycamore) کے درخت عام ہوتے ہیں۔ گھاس چرنے والے جانور زیادہ پائے جاتے ہیں۔

ہرن، گھوڑا، زیبرا، زراف، بھیڑ بکری، شیر، چیتا اور بارہ سنگھا وغیرہ مختلف علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ آسٹریلیا میں کنگرو قسم کا جانور پایا جاتا ہے۔

لوگ خانہ بدوش ہیں۔ بھیڑ بکریاں وغیرہ پالتے ہیں۔ جب ایک جگہ گھاس ختم ہو جائے تو دوسری جگہ چلے جاتے ہیں۔ کاشت بہت کم ہوتی ہے، البتہ سوڈان مشرقی افریقہ اور روڈیشیا کے علاقوں میں کاشتکاری ترقی پر ہے۔ یہاں مصنوعی آبپاشی کے ذریعہ باجرہ، مکئی، کھجوریں، مونگ پھلی، تیل نکالنے کے بیج، اور کپاس کی کاشت کی جاتی ہے۔ مشہور معدنیات سونا روڈیشیا، کوئینز لینڈ اور وینزویلا میں اور قلعی کوئینز لینڈ میں ہوتی ہے۔

اس خطہ میں جنوبی امریکہ کا علاقہ اور آسٹریلیا کا کچھ شمالی حصے شامل ہیں۔

## سوڈیم (Sodium)

یہ ایک نرم چاندی کی طرح سفید دھات ہوتی ہے۔ اس پر تیزی سے

زنگ لگتا ہے۔ پانی پر اس کا عمل فوری اور تیز ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے پانی میں آگ لگ گئی ہے۔ جلد ہی کاسٹک سوڈا بن جاتا ہے اور ہائیڈروجن خارج ہو جاتی ہے۔ سوڈیم کم درجۂ حرارت پر پگھل جاتا ہے۔ چونکہ کیمیاوی طور پر سوڈیم بہت تیز ہوتا ہے۔ اسے کیمیاوی تجزیہ اور مختلف کیمیاوی اشیاء میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے مرکبات بھی بہت سے صنعتی کارخانوں میں بکثرت استعمال ہوتے ہیں۔ خاص خاص مرکبات یہ ہیں:- سوڈیم کلورائڈ (نمک روزمرہ کے استعمال کا) سوڈیم کاربونیٹ (سوڈا) سوڈیم اسٹریٹ اور پولیٹ (صابن) سوڈیم ہائپوکلورائٹ جو رنگ اڑانے کے کام آتی ہے۔ سوڈیم سلفیٹ، سوڈیم نائٹریٹ (شورہ) سوڈیم بائی کاربونیٹ جو بیکنگ پاوڈر کا خاص جزو ہوتا ہے۔

**سُؤر** - ایک جانور ہے۔ جس کو اہلِ اسلام غیر حلال اور اس کے گوشت کو حرام سمجھتے ہیں۔ ہندوستان میں پالتو حالت میں عام ملتا ہے۔ اس کو چوہڑے چمار اکثر پالتے اور رکھتے ہیں۔ دہلی کے ارد گرد دیہاتوں میں ان کے ریوڑ کے ریوڑ دیکھے جاتے ہیں۔ انگریز لوگ بھی اس کے گوشت کے بڑے شائق ہیں لیکن وہ جانور کو بہت صاف ستھرا رکھتے ہیں۔ توریت میں سؤر کے گوشت کھانے کی سخت ممانعت ہے جہاں صرف اُن جانوروں کو کھانے کی اجازت دی گئی ہے جو جگالی کرتے ہیں اور جن کے کھر پھٹے ہوتے ہیں۔ سؤر کے کھر تو پھٹے ہوتے ہیں لیکن جگالی نہیں کرتا۔ اس لئے خاص طور پر منع کیا گیا ہے لیکن عیسائی خاصکر یورپین اس کی پروا نہیں کرتے۔ طبی لحاظ سے بھی اس کا گوشت مضر قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ خون میں جراثیم اور فاسد مادّے پیدا کرتا ہے۔ پاکستان میں مشرقی جنگلی سؤر دریائے سندھ کی وادی میں ملتا ہے۔ اس کے لمبے لمبے ہاتھی کی طرح کے دانت اوپر کے ہونٹ کو چیر کر پچھلی طرف خم کھا جاتے ہیں۔

**سُورج** (Sun) آفتاب۔ خورشید۔ خاور۔ جس کے گرد زمین اور دوسرے سیارے گردش کرتے رہتے ہیں۔ سورج اور زمین کا درمیانی فاصلہ نو کروڑ تیس لاکھ میل ہے۔ اس کا قطر ۸۶۴۰۰۰ میل ہے۔ سورج کا درجۂ حرارت ۶ ہزار درجہ سینٹی گریڈ ہے لیکن یہ انگارے کی طرح روشن نہیں ہے۔ انگارے کو جلتے وقت آکسیجن کی ضرورت ہوتی ہے۔ سورج کو یہ ضرورت لاحق نہیں ہوتی۔

سپکٹرم سے تجزیہ کرنے پر سورج کی بناوٹ میں جو عناصر دریافت ہوئے ہیں۔ وہ سب کے سب زمین میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اس سے خیال ہوتا ہے کہ ابتداءً زمین سورج ہی کا حصہ تھی۔ سورج سے علیحدہ ہونے پر یہ زیادہ تیزی سے سرد پڑ گئی ہے۔ زمین کی بہت سی توانائی کا منبع اور سرچشمہ سورج ہی کی روشنی ہے بلاواسطہ یا براہِ راست یہ توانائی مثلاً پودوں کو ان کی غذا حاصل کرنے میں مدد دیتی ہے۔ بالواسطہ یہ توانائی مثلاً دریاؤں اور آبشاروں کو پیدا کرتی ہے۔

**سورج گرہن** - سورج گرہن اس وقت ہوتا ہے جب چاند زمین کے گرد اپنے راستے پر گردش کرتا ہوا زمین اور سورج کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ اس کا سایہ یا تو بالکل تاریک ہوتا ہے یا نیم تاریک۔ جن علاقوں میں سایہ تاریک ہوتا ہے وہاں مکمل سورج گرہن ہوتا ہے اور جہاں نیم تاریک ہوتا ہے۔ وہاں گرہن نامکمل ہوتا ہے۔ مکمل گرہن زیادہ سے زیادہ ۷½ منٹ تک رہتا ہے۔ اور اس کے بعد سورج کا مغربی سرا روشن ہونے لگتا ہے اور سوا گھنٹے بعد گرہن ختم ہو جاتا ہے۔

سورج گرہن نے انسانی کرۂ ارضی کو ہر دور میں متاثر کیا ہے۔ آج کل بھی اکثر لوگ سورج گرہن کے موقع پر مصروف عبادت ہوتے ہیں پسماندہ اقوام خوف و دہشت کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ تعلیم یافتہ اصحاب کائنات کے اس مظاہرہ کو دلچسپی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور سائنسدان سورج گرہن کا بڑی کاوش سے مشاہدہ کرتے ہیں۔

گرہن کے موقع پر مذہب اسلام میں نماز کسوف و خسوف کا ادا کرنا مسنون ہے۔ کسوف و خسوف سورج گرہن اور چاند گرہن کے عربی نام ہیں۔

**سُورۃ** ۔ جس طرح کتاب کے مختلف ابواب ہوتے ہیں اسی طرح قرآن پاک بھی مضامین کے لحاظ سے سورتوں میں تقسیم ہے ۔ جن کی مجموعی تعداد ۱۱۴ ہے ۔ اور ہر سورۃ کا جداگانہ نام ہے جو یا تو اس کے ابتدائی حروف سے لیا گیا ہے جیسے ق، ن وغیرہ یا اس کے مضمون سے متعلق ہے ۔ سورتوں کو عموماً دو حصوں میں منقسم کیا جاتا ہے ۔ ۱۔ مکی اور ۲۔ مدنی آنحضرتؐ کی نبوت کے ابتدائی ۱۳ سال مکہ معظمہ میں گذرے اور بقیہ ۱۰ سال ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں ۔ اوّل الذکر کی تعداد ۹۲ ہے اور آخرالذکر کی ۲۲ ۔ لیکن مدینہ والی سورتیں زیادہ طویل ہیں ۔ اور کل قرآن پاک کا تقریباً ایک ثلث ہیں ۔ کل سورتوں میں عموماً عقیدہ، خدا، رسولؐ اور فرشتوں کے علاوہ قیامت پر اعتقاد کے بارے میں آیات ہیں برخلاف اس کے مدینہ والی سورتوں میں احکامات ہیں ۔ پہلی میں عقائد و عبادات اور دوسری میں معاملات پر زور دیا گیا ہے ۔

بعض سورتیں ایک ساتھ نازل ہوئی ہیں لیکن زیادہ تر ایسی ہیں جو رفتہ رفتہ اور جداگانہ اوقات میں نازل ہوتی رہیں ۔

سورتیں قرآن مجید کے تیس پاروں میں منقسم ہیں ۔ سب سے طویل سورہ بقرہ ہے اور سب سے مختصر سورہ کوثر ۔ سورۃ "فاتحہ" اور سورۃ "والناس" علی الترتیب آغاز اور اختتام میں ہیں ۔

**سُورت** (شہر) صوبہ بمبئی (ہندوستان) کا شہر اور بندرگاہ ، دریائے تاپتی کے دہانے سے ۱۴ میل کے فاصلہ پر آباد ہے ۔ کپاس اور اناج یہاں سے برآمد ہوتے ہیں ۔ کپڑے اور قالین بافی کے کارخانے ہیں ۔ انگریزوں نے سب سے پہلے ۱۶۱۲ء میں یہاں اپنی تجارتی کوٹھی بنائی ۔ اور یہ شہر وسط ہند کا ایک اہم تجارتی مرکز بن گیا ۔

یہ شہر انگریزوں نے پرتگالی تاجروں سے چھینا تھا ۱۶۶۴ء اور ۱۶۷۰ء میں سیواجی نے مرہٹہ ڈاکوؤں کے ایک لشکر کے ساتھ اس شہر کو لوٹا ۔ لیکن انگریز تاجروں نے اسے شکست دے کر اپنے قلعہ کے پاس سے بھگا دیا ۔

اٹھارویں صدی میں ایسٹ انڈیا کمپنی کا مرکز بمبئی چلے جانے سے شہر سورت کی اہمیت بہت کم ہوگئی ۔ اس کی آبادی تقریباً ۱۱۰۰۰۰ افراد پر مشتمل ہے ۔

**سوزن** ۔ سوزن فارسی لفظ ہے جس کے معنی سوئی کے ہیں ۔ انگریزی میں اس کا مترادف لفظ (Needle) ہے ۔ سوئی کا ناکا بڑا باریک ہوتا ہے ۔ جس میں دھاگا ڈالتے ہیں اور پھر سلائی کرتے ہیں اور کپڑا وغیرہ سیتے ہیں ۔ محاورہ میں "سوئی کے ناکے میں سے اونٹ" کا گزرنا ایک ناممکن امر کا ممکن بنانا یا کسی نازک صورت حالات کا پیدا ہونا ہے ۔ چنانچہ قرآن پاک میں حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ" اس ارشاد میں نزاکت وقت اور نازک صورتِ حالات کا نقشہ دکھلایا گیا ہے ۔

**سوزن کاری** (Embroidery) بُن بولی

اشیاء پر کشیدہ کاری کا فن ۔ سوزن کاری بہت قدیم فن ہے ۔ بائیبل میں بھی اس کے بہت سے حوالے ملتے ہیں ۔ سوزن کاری اصل میں ہاتھ سے کرنے کا کام ہے لیکن اب زیادہ تر مشینوں کے ذریعہ کیا جاتا ہے ۔ انگلستان اور دوسرے یورپی ممالک میں یہ فن بہت مقبول ہے ۔ سوزن کاری کے لئے ایک سوئی درکار ہوتی ہے اور ایک گول فریم ، جو کشیدہ کاری کے دوران میں کپڑے کو کس کر رکھتا ہے ۔

**سوشلزم** (Socialism) اشتراکیت

ایک نظریہ اور تحریک جس کا مقصد یہ ہے کہ عوام کی بہتری کے لئے پیداوار کے ذرائع (یعنی صنعت و حرفت ذرائع نقل و حمل اور سامو کارہ وغیرہ) پر مشترکہ ملکیت اور کنٹرول کی بنا پر قوم کی اجتماعی تنظیم کی جائے ۔ اکثر اوقات سوشلزم یا اشتراکیت کو اشتمالیت (Communism) کا ہم معنی سمجھ لیا جاتا ہے ۔ مگر دونوں میں بہت فرق ہے ۔ سوشلزم کا نظریہ اشتمالیت کے نظریہ سے قدیم تر ہے ۔ سوشلزم طبقاتی کشمکش ، تشدد کے ذریعہ حصول اقتدار اور مزدوروں کی آمریت کے قیام کے خلاف ہے ۔

مگر یہی چیزیں اشتمالیت کے بنیادی مقاصد میں شامل ہیں۔ سوشلزم اعتدال پسندی کا حامی ہے۔ جس کی مثال برطانیہ کی لیبر پارٹی ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ جمہوری حکومت کے تحت جس میں شہریوں کو شہری آزادیاں حاصل ہوں رفتہ رفتہ سوشلسٹ معاشی نظام کو ترجیح دی جائے۔

## سوکارنو، احمد

انڈونیشی سیاست داں ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئے دوسری جنگ عظیم سے قبل ولندیزیوں کے خلاف تحریک آزادی کی قیادت کی۔ جنگ کے دوران جاپانیوں نے انڈونیشیا پر قبضہ کرکے یہاں ایک قومی حکومت بنائی اور احمد سوکارنو کو اس کا وزیر اعظم مقرر کیا۔ جنگ کے بعد سوکارنو حکومت نے مکمل خود مختاری کا اعلان کر دیا ۱۹۴۹ء میں انڈونیشیا جمہوریہ بن گیا اور سوکارنو اس کے صدر منتخب ہوئے۔

## سوکھے کی بیماری

(یہ بیماری بچوں سے مختص ہے۔ اس مرض میں بچہ بتدریج کمزور ہو کر بالکل سوکھ جاتا ہے اور بالآخر نہنگ اجل کا لقمہ بن جاتا ہے۔

اس کی عام علامات یہ ہیں:

پیاس، بے چینی، بھوک، دست، قے، مروڑ، اور پیٹ درد۔ بچہ ہر وقت کوئی چیز منہ میں رکھنی چاہتا ہے۔ ہر وقت دودھ وغیرہ پینے کے باوجود اس کی تشفی نہیں ہوتی۔ اطبا اس مرض کو "دق الاطفال" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

**اسباب مرض۔** والدین کے خون کی خرابی، کمزوری، ماں کے دودھ کی خرابی، بوجہ خرابی ایام ماہواری، معاشرت میں حفظان صحت کے اصولوں کی طرف سے لا پرواہی، مجامعت کے اصول اور اوقات کا لحاظ نہ کرنا ماں کا بچے کو ہیجان طبعی کی حالت میں دودھ پلانا۔ کیلشیم اور حیاتین کی کمی وغیرہ۔ بعض اوقات ماں یا باپ کی کمزوری بھی اس مرض کا سبب ہوتی ہے۔

اس بیماری میں ہڈیاں نرم رہتی ہیں۔ دانت پورے طور پر نہیں نکلتے۔ پیشانی باہر کو ابھر آتی ہے۔ کلائی اور گھٹنے کمزور ہوتے ہیں۔ ٹانگیں مڑ جاتی ہیں عام طور پر مچھلی کا تیل مفید ہوتا ہے۔

## سول ایوی ایشن

ایک سرکاری محکمہ جس کا کام ملک میں ہوائی جہاز چلانے والی غیر سرکاری کمپنیوں کی نگرانی، ہوائی اڈوں کا انتظام اور ہوا بازی کے شوق کو عام کرتا ہے۔ محکمہ کا سربراہ ڈائریکٹر جنرل کہلاتا ہے اور اس کے تحت کئی شعبے ہوتے ہیں۔

## سول سپلائی

ایک محکمہ جو مرکزی حکومت کی وزارت صنعت و حرفت کے ماتحت ہے۔ اس محکمہ کا کام مرکزی حکومت، صوبائی حکومتوں، اور عوام کے لیے صنعتی ضروریات کی اشیاء مہیا کرنا ہے۔

## سول سروس

یہ اصطلاح عام طور پر کسی حکومت کے غیر فوجی ملازمین کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی حکومت کے مختلف شعبوں کو درجہ بند اور غیر درجہ بند حکام اور ملازمین چلاتے ہیں۔

درجہ بند ملازمت کی خصوصیات میں یہ بھی ہے کہ یہ مقابلے کے امتحان پر مبنی ہوتی ہے اس میں تنخواہوں پنشنوں، ترقیوں اور معیار ملازمت وغیرہ کا واضح معیار ہوتا ہے۔ برعکس اس کے سیاسی تقرریاں غیر درجہ بند ملازمت کی مثال پیش کرتی ہیں۔ دیگر ممالک مثلاً انگلستان ہندوستان، پاکستان اور جرمنی میں بھی سول سروس کا ایک مربوط نظام قائم ہے۔

## سول لسٹ

کسی ملک کی حکومت کے ملازمین دو بنیادی شعبوں میں منقسم ہوتے ہیں۔ ملکی اور فوجی۔ سول

لسٹ ملکی شعبہ کے اعلےٰ ملازمین کی فہرست ہوتی ہے جسے ملکی حکومت سال بسال شائع کرتی ہے۔ اس میں اعلےٰ ملازمین کی تنخواہوں، گریڈوں اور دیگر حالات اور کوائف ملازمت کا مکمل اندراج ہوتا ہے۔ اس فہرست سے نہ صرف ہر افسر کی ملازمت کے کوائف حاصل ہوتے ہیں بلکہ ان سے خط و کتابت کرنے کے لیے ان کے صحیح نام اور القاب اور قابلیت وغیرہ کا پتہ بھی چلتا ہے۔ ہمارے ملک میں ہر صوبے کی سول لسٹ جُدا جُدا ہوتی ہے۔ اور مرکزی حکومت کے ملازمین کی اپنی علیحدہ فہرست ہوتی ہے۔ سول لسٹ کے علاوہ "ملٹری لسٹ" بھی ہوتی ہے

## سول میرج

(دیکھیو شادی، قانونی)

## سول نافرمانی

ہندوستانیوں کی طرف سے برطانوی راج کی پُر امن مخالفت۔ اس تحریک میں بہت سی چیزیں شامل تھیں۔ مثلاً انگریزی اشیاء کا بائیکاٹ شراب کی فروخت روکنے کے لیے رضاکاروں کی طرف سے جدوجہد، نمک کے محصول اور مالیہ کی عدم ادائیگی۔ حکومت سے عدم تعاون کرتے ہوئے بہت سے ہندوستانی سرکاری ملازمین کے استعفے اور پُر امن جلسے اور جلوس اور مظاہرے۔ ان تحریکوں میں گاندھی جی، مولانا محمد علی جوہر اور ڈاکٹر انصاری وغیرہ نے نمایاں حصّہ لیا۔

## سُومالیہ

افریقہ میں بحیرۂ عرب کے مغربی ساحل پر ایک جمہوریہ۔ رقبہ ۲ لاکھ ۸۱ ہزار مربع میل ہے۔ مگر آبادی صرف ۱۸ لاکھ ۶۴ ہزار ہے۔ باشندے مسلمان ہیں اور زیادہ تر زراعت پیشہ ہیں یا مویشی پالتے ہیں۔ مکئی، گنا، سورجمکھی، کپاس، اور کیلا سومالیہ کی خاص پیداوار ہے۔

جانوروں کی کھال بڑی تعداد میں برآمد کی جاتی ہے۔ پورے ملک میں کوئی ریلوے لائن نہیں ہے۔ صدر مقام موگادیشو ہے۔

سُومالیہ کا علاقہ انیسویں صدی میں سلطان زنجبار کی قلمرو میں شامل تھا۔ ۱۸۸۹ء میں سُومالیہ کے ساحلی علاقہ پر اٹلی نے قبضہ کر لیا۔ اس وقت سے دوسری جنگ عظیم تک سُومالیہ اٹلی کا مقبوضہ رہا دوسری جنگ عظیم میں انگریزی فوجوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ لیکن ۱۹۵۰ء میں اقوام متحدہ نے اس علاقے کو اٹلی کی امانت میں دے دیا کہ وہ سُومالیہ کی خود مختاری کے انتظامات مکمل کرے۔ چنانچہ ۱۹۶۰ء میں سُومالیہ آزاد ہو کر اقوام متحدہ کا رکن بن گیا۔

**سومنات:** شہر سومنات ریاست جوناگڑھ واقع گجرات کاٹھیاواڑ میں سمندر کے کنارے آباد ہے۔ سومنات کے مندر میں چاند دیوتا کا ایک قوی ہیکل بُت رکھا تھا جس سے ہندوستان بھر کے راجہ عقیدت رکھتے تھے۔ سورج گرہن اور چاند گرہن کے موقع پر یہاں ایک زبردست میلہ لگتا اور سونا، چاندی، ہیرے جواہرات اس بت کی نذر کیے جاتے تھے۔ مندر کے مصارف پورے کرنے کے لیے مختلف راجاؤں نے دس ہزار گاؤں وقف کر رکھے تھے۔

سلطان محمود غزنوی جب ہندوستان کے مختلف مقامات فتح کر رہا تھا تو بُت پرستوں کا خیال یہ تھا کہ ان پر یہ عتاب سومنات کی ناراضی کے باعث نازل ہوا ہے۔ سلطان کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے بُت کو توڑنے کا مصمم ارادہ کر لیا تاکہ لوگوں کی یہ غلط فہمی بھی دُور ہو جائے لیکن طویل طویل صحرائی سفر کا انتظام کوئی معمولی بات نہ تھی پھر شوکت پر

حملہ کرنا پورے ہندوستان کے خلاف اعلانِ جنگ کے برابر تھا مگر محمود نے ان تمام مشکلات پر فتح پائی۔ اور تیس ہزار بہادر سپاہیوں کے ہمراہ غزنی سے روانہ ہوا اور سومنات پہنچ گیا۔ سومنات کی حفاظت کے لئے ہندوستانی راجاؤں کا ایک لشکرِ جرّار موجود تھا۔ مگر محمود نے اسے کائی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا اور مندر کے اندر داخل ہو گیا۔ پجاری التجا کرنے لگے کہ بُت نہ توڑا جائے۔ انہوں نے محمود کو مُنہ مانگی دولت دینے کی پیشکش کی مگر سلطان نے یہ کہکر کہ "میں قیامت کے دن بُت فروش کہلانے کی بجائے بُت شکن کہلانا زیادہ پسند کرتا ہوں۔" اپنا گُرز بُت پر مارا جس سے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اس کے اندر سے اس قدر دولت نکلی جو سلطان کے وہم وگمان میں بھی نہ تھی اور اس طرح محمود کو اپنی دینداری اور بُت شکنی کا صِلہ مل گیا۔

**سونا** (Gold) ایک پیلی اور قیمتی دھات اور عناصر میں سے ایک۔ یہ اس قدر لوچدار ہوتا ہے کہ پیٹ کوٹ کر اسکے باریک باریک ورق بنائے جا سکتے ہیں اتنے باریک کہ ان میں سے روشنی گذر جائے۔ اس پر آسانی سے زنگ وغیرہ نہیں لگتا نہ ہی دوسری کیمیائی اشیاء کا اس پر زیادہ اثر ہوتا ہے۔ اس خاصیت کی وجہ سے اس کے بنے ہوئے زیورات ہزاروں برس تک خراب نہیں ہوتے۔

سونے کی کانیں خال خال مقامات پر اور کم وبیش تمام برِّاعظموں میں پائی جاتی ہیں۔

**سونچل، چڑیا کا میوہ** ۔ ایک قسم کی جڑی بُوٹی ہے۔ اس کی اونچائی ۶" سے ۱۲" ہے۔ کھیتوں اور نالیوں کے ساتھ ساتھ خود رَو ہوتی ہے۔ ابتدا میں اس پر پتے بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ پودا گرمی کا پودا ہے اور اس کے ننھے بیج کو شروع میں اوس سے بچاؤ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ پتے چھتری کا کام بھی دیتے ہیں اور پھول اور پھل کو چھپائے رکھتے ہیں۔ پتے گول اور سلوٹ والے اور انگلیوں کی طرح کی رگیں لئے ہوتے ہیں۔ یہ رگیں پتوں کے آخری گولائی پر ختم ہو جاتی



ہیں۔ پتی کے کنارے دندانہ دار اور ڈنڈی چھتری کی طرح ہوتی ہے۔ تنا روئیں دار ہوتا ہے۔

پھول بالکل چھوٹے اور پتوں کی ڈنڈی اور تنے کے مقامِ اتصال پر ہوتے ہیں اور ہلکا بنفشئی یا گلابی رنگ رکھتے ہیں۔ ان کا پیالہ بہت عجیب سا ہوتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے تین پر پتوں کے ساتھ نیچے کی جانب مڑے ہوئے کلی کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہ پر پھول کے ساتھ نہیں بڑھتے۔ پیالہ گل، تاج گل کے جھڑ جانے کے بعد بھی بڑھتا رہتا ہے اور آخر کار پھل کے گرد ایک حاشیہ دار جھالر بن جاتا ہے۔

پھل گول سخت اور ¼" چوڑا ہوتا ہے۔ اس میں بارہ سلوٹ دار مو سلیاں پہلو بہ پہلو واقع ہوتی ہیں۔ جو پک جانے پر خود بخود علیحدہ ہو جاتی ہیں۔ جب پتے ہٹ جانے پر پرندوں کو اس کا پھل نظر آ جاتا ہے۔ تو وہ چونچیں مار مار کر ان مو سلیوں کو الگ الگ کر دیتے ہیں کچھ کھا لیتے ہیں۔ کچھ گر پڑتا ہے۔ اور ہوا سے اڑ کر افزائشِ نسل کا باعث بنتا ہے۔ چڑیا اس پر اکثر ٹوٹ پڑتی ہیں۔ اس لئے اس کو "چڑیا کا میوہ" کہتے ہیں۔ اس کے نرم پتوں سے غریب لوگ ساگ بناتے ہیں جو پالک کی طرح مقوی اور ہاضم ہوتا ہے۔ اس کے دانے بھی میٹھے۔ بچے شوق سے کھاتے ہیں۔

**سونف، زیرہ، سویا اور اجوائن** ۔ یہ چاروں بیج ایک ہی وضع کے ہیں۔ اور ان کے پودوں کی شکل بھی ایک جیسی ہوتی ہے۔ ان کے پودوں کے پتے بال کے گچھوں کی طرح ہوتے ہیں جن پر پھول آ کر پھل لگتے ہیں۔ ان سب بیجوں میں سب سے چھوٹا سویا اور اس کے بعد اجوائن ہے۔ زیرہ ذرا بڑا ہوتا ہے اور سونف کا بیج سب سے بڑا۔ ان تمام بیجوں کے عرق اور جوشاندے ہاضم اور مفرح ہوتے ہیں اور دواؤں میں کام آتے ہیں۔ بازار میں جو دوا "گرائپ واٹر" کے نام سے بکتی ہے۔ وہ دراصل سوئے کا عرق ہوتا ہے جس میں ایک ایسی دوا کی ملاوٹ ہوتی ہے جو اس کو خراب ہونے نہیں دیتی۔ "ڈِل واٹر" بھی سونف کا عرق ہوتا ہے۔

زیرہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ سیاہ جو مسالوں میں

پڑتا ہے اور سفید جو طبّی اوصاف رکھتا ہے اور دواؤں میں کام آتا ہے۔ سونف اور اجوائن کا سفوف بنا کر بھی پھانکتے ہیں جو نہایت ہاضم ہوتا ہے اور سونف پر کھانڈ کا غلاف چڑھا کر بھی بطور مٹھائی کے کھاتے ہیں۔ چنانچہ "ڈِنگے کی سونف" تقسیم سے پیشتر مشہور مٹھائی تھی۔ "ڈِنگا" ضلع گجرات (مغربی پاکستان) میں ایک قصبہ ہے۔

**سونے کا سِکّہ** — مالیاتی نظام کے تحت سونا، چاندی اور تانبا کل ترقی یافتہ ممالک میں بالاتفاق زر کے واسطے مخصوص کیے گئے ہیں۔ سونے کے سِکّہ کی تین قسمیں ہیں۔ ایک تو اصل سونے کا سکّہ جس کا آزادانہ لین دین ہوتا ہے۔ دوسرے کاغذی نوٹ یا دیگر دھاتوں کے سکّے جو حکومت کی نگرانی میں بنتے اور چلتے ہیں اور حکومت اُن کی مالیت کی ضامن ہوتی ہے۔ تیسرے سونے کے بانڈز، جو حکومت کی نگرانی میں بنتے ہیں اور بین الاقوامی تبادلۂ زر میں اُن کی شرح مقرر ہوتی ہے۔ مثلاً اسٹرلنگ یا پونڈ اور ڈالر وغیرہ کی شرح۔ دُنیا کے اکثر ممالک اور ہمارے ملک میں دوسری اور تیسری قسم کے سکّوں کا رواج ہے۔ بحالیکہ سونے کی سلاخ قیمتاً خریدی اور بیچی جا سکتی ہے۔

**سوویٹ** (Soviet) دراصل یہ روسی زبان کا لفظ ہے۔ جو انگریزی لفظ کونسل یعنی مجلس کے مترادف ہے۔ ۱۹۰۵ء میں جب روس میں انقلاب ہوا تو اس کے نتیجہ کے طور پر پہلی بار مزدوروں کی مجلسیں "(سوویٹ)" قائم ہوئیں۔ مگر یہ انقلاب دیرپا ثابت نہ ہوا۔ اور اپنے مقاصد میں ناکامیاب رہا۔ ۱۹۱۷ء میں روس میں ایک دفعہ پھر انقلاب برپا ہوا۔ اس دفعہ حکومتِ زار کا تختہ الٹ گیا اور مزدور بیشلوگ برسرِ اقتدار آگئے۔ انہوں نے چھوٹی چھوٹی مجلسیں بنا لیں اور ان کے ہاتھ میں عنانِ حکومت دے دی۔ ایک نیا نظامِ حکومت وضع ہوا جو اب روس میں رائج ہے۔ اشتراکیت (سوشلزم) اور اشتمالیت (کمیونزم) ہر دو مکتبۂ فکر پارلیمانی طرزِ حکومت کے مخالف ہیں۔ وہ آمریت کے علمبردار ہیں اور چاہتے ہیں کہ مسلح انقلاب کے بعد ملک پر پرولتاریہ طبقہ کی آمرانہ حکومت قائم ہو جائے۔ لینن کے خیال کے مطابق پرولتاریہ کی آمریت مسلط کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے کارخانوں میں مزدور اپنی مجلسیں منتخب کریں۔ پھر کئی ایک ایسی مجلسیں مل کر اپنے نمائندے انتخاب کریں اور وہ اس سے اعلیٰ تر مجلس کا چناؤ کریں۔ علیٰ ہٰذا القیاس۔

بیسویں صدی کے شروع میں مقدونیہ میں ایسا طریق کار رائج العمل تھا۔ روس میں سوویٹ (مجلسوں) کو انتظامی اور قانون سازی معقول اختیارات حاصل ہیں۔ ۱۹۳۶ء کے بعد جب ہٹلر کے برسرِ اقتدار آجانے سے روس کی حکومت مغربی جمہوریتوں کو خوش کرنے کے درپے تھی۔ اس وقت روسی حکومت نے اپنے آئین پر پارلیمانی ملمع کرنے کی بھی کوشش کی اور انتخابات کا پہلا طریقہ ترک کر کے بلاواسطہ انتخابات کا طریقہ جو مغربی ممالک میں رائج ہے اختیار کر لیا۔

**سہیلی، علی** — ایرانی مدبر اور ماہرِ امورِ خارجہ ہیں۔ ۱۸۹۶ء میں پیدا ہوئے۔

۱۹۲۳ء اور ۱۹۲۴ء میں ماسکو اور لندن جانے والے خاص وفود کے رکن تھے۔ ۱۹۳۸ء میں وزیرِ خارجہ تھے۔ ۱۹۳۹ء میں افغانستان میں سفیر مقرر کیے گئے۔ ۱۹۴۰ء میں وزیرِ داخلہ، ۱۹۴۱ء میں وزیرِ خارجہ اور ۱۹۴۲ء اور ۱۹۴۳ء میں وزیرِ اعظم تھے۔ ۱۹۴۵ء میں فرانس میں سفیر تھے۔ وہاں سے برطانیہ منتقل کیے گئے۔ اور ۱۹۵۲ء تک وہاں رہے۔

**سوئٹزرلینڈ** (Switzerland) یہ یورپ کی ایک وفاقی جمہوری مملکت ہے جس کا نصف جنوبی حصہ کوہستان الپس میں واقع ہے۔ شمالی حصہ ایک سطح مرتفع اور کوہستانِ جورا پر مشتمل ہے۔ آبشاروں کی کثرت کی وجہ سے بن بجلی کی افراط ہے۔ یہاں کے کاریگر طرح طرح کے لذیذ کھانے تیار کرتے ہیں۔ پنیر، ڈبہ کا دودھ اور چوکولیٹ برآمد کی جاتی ہے۔ کوہستانِ الپس کے دلکش قدرتی مناظر سے لطف اندوز ہونے کے لئے اطرافِ عالم سے سیاح جوق در جوق یہاں جمع ہوتے ہیں۔ ہر سال برف کے کھیلوں میں حصہ لینے کے لئے بھی بہت سے شائقین آتے رہتے ہیں۔ صدر مقام برن سطح مرتفع کے وسط میں واقع ہے۔ شمال

مشرق میں زیورچ ایک مشہور شہر ہے یہاں کشیدہ کاری کا
کام اور کپڑا تیار ہوتا ہے۔ مغرب میں نیوچاٹل بڑی بڑے
گھنٹے بنانے کا مشہور کارخانہ ہے۔ جنوب مغرب کا مشہور
شہر جنیوا ہے۔ یہاں گھڑیاں گھنٹے وغیرہ بنائے جاتے
ہیں۔ یہ جگہ بین الاقوامی ریڈ کراس (صلیب احمر) کا صدر
دفتر بھی ہے۔ اس چھوٹے سے ملک میں جرمن فرانسیسی
اطالوی اور روش سب سرکاری زبانیں ہیں۔

سوئٹزرلینڈ کا رقبہ ۱۵۹۴۴ مربع میل اور آبادی
۵۲ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے جن میں سے ۳۱۰۰۰۰۰ جرمن
۸۵۰۰۰۰ فرانسیسی اور ۲۲۰۵۰۰ اطالوی ہیں۔ ملک کی آبادی
کا ۵۸ فی صدی حصہ پروٹسٹنٹ اور ۴۱ فی صدی رومن
کیتھولک ہے۔ صنعتی لحاظ سے یہ ملک بہت آگے ہے۔

## سوئی گیس

سوئی گیس۔ یہ گیس سابق صوبہ بلوچستان
کے ایک مقام سوئی سے برآمد ہوئی ہے اس لیے
اسے سوئی گیس کہا جاتا ہے۔ یہ مقام دریائے سندھ
ساتھ جانے والی سڑک پر کشمور نامی گاؤں سے ۴۲ میل
کے فاصلے پر ایک چھوٹی سی جگہ ہے۔ کشمور جیکب آباد
سے ۵۷ میل دور آخری سٹیشن ہے۔ سوئی کا فاصلہ
کراچی سے ۲۹۲ میل ہے۔ اس لیے سب سے پہلے
یہ گیس کراچی پہنچائی گئی۔ اس وقت کم از کم ۲۲ کھرب
مکعب فٹ سوئی گیس کا ذخیرہ موجود ہے جو ساٹھ
سال تک استعمال کیا جا سکتا ہے اور اس سے اتنی
حرارت پیدا کی جا سکتی ہے جتنی ۱۶ لاکھ ٹن کوئلے
سے سوئی گیس کاربن اور ہائیڈروجن کا مرکب
ہے اور اس سے نہ صرف صنعتوں کی ترقی کا کام لیا
جا سکتا ہے۔ بلکہ یہ پیداوار بڑھانے کے لیے مصنوعی
کھاد بنانے اور آب پاشی کے لیے کنوؤں سے پانی
نکالنے کے کام بھی آ سکتی ہے اس گیس کے متعلق
برما آئیل کمپنی نے ابتدائی تحقیقات کے بعد
جو رپورٹ تیار کی تھی اس میں اس کے لیے
دو پائپ لائنیں تیار کرنے کی تجویز پیش کی گئی تھی۔
ایک لائن شمالی مشرقی علاقوں کے لیے اور دوسری
جنوبی علاقوں کے لیے۔ اس کی ایک لائن سوئی
سے شروع ہو کر سکھر، دہرکی، حیدرآباد، کوٹری
جھمپیر اور لانڈھی سے ہوتی ہوئی کراچی تک لے
جائی گئی جو تقریباً ۳۵۰ میل لمبی ہے۔ اب یہ گیس



ملتان تک پہنچا دی گئی ہے اور یہاں سے اس کو
سرگودھا، لائل پور، حسن ابدال اور پشاور تک لے
جانے کے لیے لائنیں بچھائی جا رہی ہیں۔ پاکستان
میں کوئلے کی کمی کو اس قدرتی گیس نے بڑی حد
تک پورا کر دیا ہے۔

## سویابین

سویابین (SOY BEAN) ایک قسم
کی مٹر نما سبزی جو کھانے پکانے کے کام آتی ہے
یو۔ پی سائک
میں اس کی کاشت
اور پیداوار عام
ہے۔ پاکستان
اور بھارت
میں بھی ابتدائے
خریف پر اس
کی کاشت ہوتی
ہے۔ وہ موسم سرما
میں اس کی فصل
چھ لیتی چلتی ہے
اس کے دانے نکال کر پکائے جاتے ہیں۔ اوپر
کا چھلکا پھینک دیا جاتا ہے۔ یہ سبزی بڑی لذیذ
اور شیریں ہوتی ہے۔ بالعموم گوشت کے ساتھ
پکاتے ہیں۔

## سویڈن

سویڈن۔ (SWEDEN) جزیرہ نما سکنڈے
نیویا کا ایک ملک یورپ کے شمال میں واقع
ہے۔ رقبہ ۱۷۳۴۰۳ مربع میل ہے جس میں
۱۰۵۳۲ مربع میل جھیلیں بھی شامل ہیں۔ آبادی ۷۴
لاکھ ۲۶ ہزار کے قریب ہے۔ سویڈن کی حدیں
۶۱۰۰ میل تک پھیلی ہوئی ہیں۔ ان میں سے
۷۳۷۴ میل ساحلی علاقہ ہے۔ خشکی کی جانب
۱۰۳۰ میل کا سرحدی علاقہ ناروے اور ۳۳۳
میل کی سرحد فن لینڈ سے ملی ہوئی ہے۔
جغرافیائی تقسیم کے لحاظ سے سویڈن چار حصوں میں
منقسم ہے۔ (۱) شمالی پہاڑیوں اور جھیلوں کا علاقہ (۲)
مرکزی علاقہ جو ہالینڈ کی طرح سطح سمندر سے نیچے واقع ہے
(۳) جنوب اور جنوب مشرقی سطح مرتفع (۴) انتہائی جنوب کا نشیبی

علاقہ زیادہ تر آبادی کی ہے جس میں کثرت سویڈن کے لوتھری کلیسا سے تعلق رکھتی ہے۔ یہاں رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ بھی آباد ہیں۔ سویڈن لوہے اور فولاد کا سامان تیار کرنے، ہر قسم کے کاغذ اور گتہ بنانے اور کیمیاوی مرکبات تیار کرنے میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ شمالی علاقہ میں گھنے جنگلات بکثرت پائے جاتے ہیں۔ یہاں دیا سلائی، کاغذ، گتہ، اور لکڑی سے تیار ہونے والی مختلف اشیاء کے چھوٹے چھوٹے کارخانے قائم ہیں۔ ملک میں آئینی بادشاہت ہے۔

**سویز (نہر)** پورٹ سعید سے شہر سویز تک نہر سویز بحیرۂ روم اور بحیرۂ قلزم کو ملاتی ہے۔ اور یورپ اور مشرقی ممالک کے درمیان قریب ترین بحری راستہ کا کام دیتی ہے۔ فرانسیسی سویز کینال کمپنی ۱۸۵۸ء میں بنائی گئی تاکہ فرڈیننڈ ڈی لیسپس کے منصوبہ کو عملی جامہ پہنائے۔ نہر سویز کا ۱۸۶۹ء میں افتتاح ہوا۔ اور ۱۸۷۵ء میں ڈیزرائیلی (برطانوی وزیر اعظم) نے خدیو مصر سے ۱۷۶۶۰۲ حصے چالیس لاکھ پاؤنڈ میں خرید لیے۔
۱۸۸۸ء میں قسطنطنیہ کنونشن نے نہر سویز کو تمام اقوام کے لیے کھول دیا۔ اس وقت نہر سویز کی لمبائی ۱۰۴ میل ہے اور کم از کم چوڑائی ۱۹۷ فٹ ہے۔
قبل ازیں نہر سویز کا انتظام فرانس کے سپرد تھا اور کل ۶۵۲۹۳۲ حصوں میں سے ۲۹۵۰۲۶ حصے برطانیہ کے تھے۔ لیکن صدر ناصر نے ۱۹۵۶ء میں نہر سویز کو مصر کی قومی ملکیت قرار دے دیا اس سے سارے مغربی ممالک میں ہیجان بپا ہو گیا اور نومبر ۱۹۵۶ء میں برطانیہ فرانس اور اسرائیل نے مصر پر حملہ کر دیا یہ جنگ دنیا کی تیسری بڑی عالمی جنگ کی بنیاد بن سکتی تھی مگر روس کی دھمکی سے برطانیہ اور فرانس خوفزدہ ہو گئے جنگ فوراً بند کر دی گئی اور نہر سویز ہمیشہ کے لیے اس ملک کی قرار پائی جس میں سے وہ آغاز سے انجام تک گزرتی ہے۔ یہ نہر اسرائیل کے جہازوں کے سوا دنیا کے تمام ممالک کے لیے کھلی ہے۔

**سویق**۔ غزوہ ستو۔ سویق عربی میں ستو کو کہتے ہیں۔ معرکۂ بدر کے بعد ابو سفیان نے جو کفار قریش کا سردار بن گیا تھا قسم کھائی تھی کہ جب تک بدر کے مقتولین کا انتقام نہ لے لوں گا چین سے نہ بیٹھوں گا۔ اس لیے وہ دو سو شتر سواروں کے ہمراہ مدینہ پر چڑھ آیا پہلے یہود مدینہ سے مل کر حالات معلوم کیے۔ مگر جب معلوم ہوا کہ مسلمان ہوشیار ہیں تو مدینہ سے قریب ۳ میل دور عریض پر حملہ کر دیا۔ ایک انصاری سعد بن عمرو کو ہلاک کر دیا اور چند جھونپڑیوں میں آگ لگا دی۔ حضور صلعم کو جب اطلاع ہوئی تو آپ فوج لے کر نکلے مگر وہ فرار ہو گیا۔ حضور نے اس کا تعاقب کیا لیکن یہ لوگ تیزی سے نکل گئے اور اس بدحواسی میں "ستو" کی بوریاں پھینک گئے جس سے اس غزوہ کا نام "سویق" مشہور ہوا۔

**سویمبر**۔ راجپوت ہندوؤں کی ایک قدیم رسم۔ خاوند کے انتخاب کے لیے ایک مجلس جمع ہوتی تھی۔ لڑکی جس شخص کو اپنا بر منتخب کرتی اس کے گلے میں مالا یا پھولوں کا ہار ڈال دیتی تھی۔ سویمبر میں بعض اوقات امیدواروں کی سپہ گری اور بہادری کے مقابلے بھی ہوتے تھے اور جو جیت جاتا تھا، لڑکی اس کے گلے میں مالا ڈال کر اس بات کا اعلان کر دیتی کہ وہ امیدوار اس کا شوہر منتخب ہو گیا ہے۔

**سہروردی، حسین شاہد**۔ مسٹر حسین شاہد سہروردی سابق وزیر اعظم پاکستان کے بڑے بھائی اور مسٹر جسٹس سر زاہد سہروردی کے بڑے بیٹے ۲۴ اکتوبر ۱۸۹۰ء کو پیدا ہوئے۔ کلکتہ یونیورسٹی سے بی۔ اے کرنے کے بعد آکسفورڈ میں تعلیم پائی۔ ۱۹۳۲ء سے ۱۹۴۳ء تک کلکتہ یونیورسٹی میں فنون لطیفہ کے پروفیسر رہے۔ بعد ازاں ۱۹۴۷ء تک بنگال پبلک سروس کمیشن کے رکن رہے۔ تقسیم کے بعد ۱۹۵۱ء تک پاکستان پبلک سروس کمیشن کے رکن رہے۔ پھر ۱۹۵۲ء میں کولمبیا یونیورسٹی کے وزیٹنگ پروفیسر رہے۔ آپ ماہر لسانیات ہیں۔ اور

کی زبانیں بخوبی جانتے ہیں۔ ادب اور آرٹ کے ماہر نقاد ہیں۔ فاضل مصنف اور مترجم بھی ہیں۔ ۱۹۵۶ء میں آپ کو اسپین میں پاکستانی سفیر مقرر کیا گیا۔ اب بھی پاکستانی سفیر کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔

**سہروردی، حسین شہید** ۔ مسٹر جسٹس سر زاہد سہروردی مرحوم کے چھوٹے بیٹے اور مسٹر حسین شاہد سہروردی کے چھوٹے بھائی ہیں۔ اپنے آبائی وطن مدناپور (بنگال) میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ عالیہ کلکتہ میں ابتدائی تعلیم حاصل کی پھر کالج میں تعلیم پا کر ولایت چلے گئے اور بیرسٹری کرنے کے علاوہ کئی دوسری ڈگریاں حاصل کیں۔ انگریزی کے ایم۔ اے سائنس میں بی ایس سی اور قانون میں آکسفورڈ یونیورسٹی کے بی سی ایل ہیں۔

ترکِ موالات کی تحریک کے بعد کلکتہ کارپوریشن کے نائب میئر مقرر ہوئے اور بنگال لیجسلیٹو کونسل کے ممبر بھی بنے۔ ۱۹۳۵ء کی اصلاحات نافذ ہوئے پر انہیں وزارتِ بنگال میں لے لیا گیا۔ ۱۹۴۶ء کے انتخابات کے بعد انہوں نے وزارتِ بنگال مرتب کی۔ تقسیم کے بعد مسٹر سہروردی ہندوستان ہی میں رہے اور گاندھی جی کے ہمراہ فرقہ وارانہ فسادات کی روک تھام میں مصروف رہے اور حالات بہتر ہونے پر پاکستان چلے آئے۔ یہاں پر انہوں نے عوامی لیگ کو منظم کیا اور پاکستان کی مجلسِ دستور ساز کے بھی کچھ عرصہ رکن رہے پھر پاکستان کے وزیر قانون اور بعد میں وزیر اعظم بنے۔ وزیر اعظم کی حیثیت سے ان کے جانشین مسٹر چندریگر ہوئے جن کی جگہ بعد میں ملک فیروز خان نون نے لی۔

**سہروردی، عبداللہ المامون** ۔ مدناپور (بنگال) کا سہروردی خاندان بڑا ممتاز اور مشہور و معروف ہے۔ عبداللہ المامون سہروردی اس خاندان کے مایۂ ناز بزرگ ہو چکے ہیں۔ ایم۔ اے اور ایل ایل ڈی تھے اور اعلیٰ علم و فضل کے حامل تھے۔ بیسویں صدی کے اوائل میں اسلامیہ



کالج لاہور میں بھی کچھ عرصہ پرنسپل کے فرائض سرانجام دیئے۔ چند ایک تصنیفات بھی چھوڑی ہیں جو بیشتر تاریخِ اسلام کے موضوع پر ہیں۔

**سہگل، کے۔ ایل** ۔ برصغیر پاک و ہند کا مشہور گلوکار جس نے لوگوں کو اپنی آواز کے جادو سے دیوانہ بنا رکھا تھا۔ وطن جالندھر تھا مگر پیدائش ۱۱ر اپریل ۱۹۰۴ء کو ریاست جموں و کشمیر میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد یہ فنکار لاہور آ گیا۔ موسیقی کا شوق قدرت نے ودیعت کر رکھا تھا اور سہگل کے نام کا ڈنکا ہندوستان بھر میں بجنے لگا۔ گو سہگل اچھا بڑا ایکٹر تھا مگر اس کے گلے کا سوز اور آواز کا جادو اتنا غیر معمولی تھا کہ بہت کم لوگ اس کی اداکاری کے جوہر کے قائل ہوئے۔ سہگل پیدائشی فنکار تھا۔ اور "نیو تھیٹرز" کی زندگی میں اس نے کئی سالوں تک سرتوڑ کوشش کی اور بڑی محنت سے کام کیا۔ سہگل نے تقسیم کے دو سال بعد بھارت میں وفات پائی۔

**سہیل، اقبال احمد** ۔ اقبال احمد نام، سہیل تخلص اور امتیازی نام۔ اعظم گڑھ (یو۔ پی) کے رہنے والے تھے۔ ادیب اور شاعر تھے۔ مجموعہ کلام وفات کے بعد ان کے مداحوں نے شائع کیا۔ ۱۹۵۵ء میں فوت ہوئے۔

**سہیلؓ بن حنیف** ۔ نام سہیل، کنیت ابوسعد۔ ہجرت سے قبل مسلمان ہونے والے انصار میں سے ہیں۔ حضرت علیؓ سے مواخات ہوئی۔ اور ان کے عہدِ خلافت میں مدینہ کے امیر بنے۔ بعد میں کوفہ چلے گئے۔ جنگِ جمل کے بعد بصرہ کے حاکم بنے اور جنگِ صفین میں حضرت علیؓ کی طرف سے لڑنے کے بعد واپس کوفہ چلے آئے۔

بعد ازاں فارس کے حاکم بنے۔ اہل فارس نے بغاوت کر کے انہیں وہاں سے نکال کر دیا۔ اور ان کی جگہ زیاد بن ابیہ وہاں کے والی مقرر ہوئے۔ ۳۸ھ

میں کوفہ میں وفات پائی۔

نہایت خوبصورت نوجوان تھے۔ قد و قامت اور جسم اتنا موزوں تھا کہ دیکھنے والے سب تعریف کرتے تھے۔

راویانِ احادیث میں سے ہیں۔ متعدد تابعین نے آپ سے حدیثیں روایت کی ہیں۔ نہایت شجاع اور جری مجاہد تھے۔ راہِ خدا میں جہاد کرنے کے ہر وقت متمنی رہتے تھے۔

غزوۂ اُحد میں ان چند جاں نثاروں میں ایک آپ بھی تھے۔ جو میدانِ جنگ میں رسول اللہؐ کی حفاظت کے لئے ثابت قدمی سے جمے رہے۔

**سہیلؓ بن سعد** ۔ جاہلیت کا نام حزن تھا جسے حضورؐ نے بدل کر سہیل رکھا۔ کنیت ابو مالک، ابو یحییٰ۔ قبیلہ خزرج۔ والد کا نام سعد بن مالک جنہوں نے بعد حضرت سہیلؓ کے ہجرت سے پیشتر اسلام قبول کیا۔ جنگِ اُحد اور خندق کے وقت کمسن تھے ۱۱ھ میں جب ۱۵ برس کے ہوئے۔ تو حضورؐ کا وصال ہو گیا۔ ۹۱ھ میں بعمر ۹۶ برس وفات پائی۔

آپ انصار اور مشاہیر صحابہؓ میں سے تھے۔ رسول اللہؐ سے بہت محبت رکھتے تھے۔ رسول اللہؐ خطبہ دیتے وقت کھڑے کھڑے تھک جایا کرتے تھے۔ حضرت سہیلؓ جنگل سے ایک لکڑی کاٹ لائے۔ اور منبر کے پاس ایک ستون سا کھڑا کر دیا۔ تاکہ آپ تھک جانے کی صورت میں اس کا سہارا لے سکیں۔

۷۴ھ میں مدینہ کے گورنر حجاج بن یوسف ثقفی نے دیگر بزرگانِ دین پر ظلم و ستم کرنے کے ساتھ ان کی گردن پر بھی مُہر لگا دی تھی۔

آپ کی وساطت سے ۱۸۸ احادیث ہم تک پہنچی ہیں۔ جن میں سے ۲۸ پر سب متفق ہیں اور وہ کتب احادیث میں موجود ہیں۔

**سہیلؓ بن عامر** ۔ سہیلؓ بن عامر بن سعد الانصاری ان کا پورا نام ہے۔ حضورؐ کے ممتاز صحابی تھے۔ غزوۂ بیر معونہ میں شامل ہوئے اور شہادت کی سعادت حاصل کی۔

**سہیلؓ بن عمرو** ۔ کنیت ابو یزید۔ مشہور سردار قریش میں سے تھے۔ اسلام لانے سے پیشتر حضورؐ کے شدید ترین دشمن تھے۔ اور عام مجلسوں میں رسول اللہؐ کے خلاف تقریریں کرتے۔ اور جو اسلام قبول کرتا اس پر بہت سختی کرتے۔ صلح حدیبیہ میں قریش کی طرف سے صلح نامہ لکھنے پر بھی مامور تھے۔ اور انہوں نے ہی معاہدہ میں "رسول" کا لفظ لکھنے پر اعتراض کیا تھا۔

جنگِ حنین سے واپس آتے وقت مقام جعرانہ میں رسول اللہؐ کے ہاتھ پر بیعت کی اور مسلمان ہوئے۔ اور اس کے بعد اسلام کی ہر واقعہ میں ہر جگہ شجاعت کے کمالات دکھائے۔ جنگِ یمامہ میں ان کے بڑے لڑکے حضرت عبداللہؓ شہید ہوئے۔ جنگِ یرموک میں ایک دستے کے افسر تھے۔ شام کی مہم کے دوران میں ۱۸ھ میں وہیں مرضِ طاعون سے وفات پائی۔

آپ کے دو لڑکے عبداللہؓ اور ابوجندلؓ اسلام کے مشہور جانباز ہو گزرے ہیں۔ جنہوں نے راہِ اسلام میں لڑ کر شہادت حاصل کی۔

**سہیل عظیم آبادی** ۔ عظیم آباد (یوپی) کے رہنے والے اور نامور افسانہ نگار۔ مختلف رسائل میں مضامین اور کلام شائع ہوتا رہا ہے۔ ترقی پسند مصنفین کے زُمرے میں ان کا شمار ہے۔ ہندوستان میں مقیم ہیں۔

**ستیارے** (Planets) اجرامِ فلکی، یہ سورج کے گرد گردش کرتے ہیں۔ سیاروں کے برخلاف ستارے اپنی جگہ قائم ہیں اس لئے انہیں ثوابت (Fixed Stars) کہتے ہیں۔ بڑے اور اہم سیارے نو ہیں :۔

| | |
|---|---|
| عطارد | (Mercury) |
| زُہرہ | (Venus) |
| زمین | (Earth) |
| مریخ | (Mars) |
| مشتری | (Jupitor) |
| زُحل | (Saturn) |
| یُورانس | (Uranus) |
| نیپچون | (Neptune) |
| پلوٹو | (Pluto) |

ماہرین علم نجوم کے اندازے کے مطابق ... ہم کے قریب چھوٹے چھوٹے سیارے اور بھی ہیں۔ جن میں چار سیارے سیرز (Ceres) پلاس (Pallas) جونو (juno) اور ویسٹا (Vest a) نسبتاً بڑے ہیں۔

**سیاست نامہ** ۔ سلجوقی وزیر نظام الملک کی مشہور تصنیف۔ سیاست نامہ میں پچاس ابواب ہیں۔ اور ہر باب میں شاہی نظم و نسق، سیاسی کاروبار، اور ملکی انتظام پر بڑی خوبی سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ پروفیسر براؤن مرحوم کی رائے میں سیاست نامہ بہت ہی مفید اور دلچسپ فارسی نثر کی کتاب ہے۔ اس کتاب کا طرز نگارش سادہ، سہل اور عام فہم ہے۔

**سیاسی جماعتیں** (Political Parties) ۔ لوگوں کے ایسے گروہ، جن کی تنظیم کا مقصد ملکی حکومت کے نظم و نسق میں حصہ لینا ہوتا ہے۔ سیاسی جماعتیں عموماً لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے ایک منشور بناتی ہیں اور عوام کی تائید اور موافقت حاصل کرنے کے لئے اُن کے پاس جاتی اور اُن کی مدد سے اقتدار حاصل کرتی ہیں۔ موجودہ جمہوری زمانہ میں سیاسی جماعتوں کا رواج عام ہو گیا ہے۔ اور مختلف ممالک کی حکومتیں مختلف سیاسی جماعتوں کی کھینچا تانی سے اکثر بدلتی رہتی ہیں۔ برطانیہ کی سیاسی جماعتوں میں اہم ترین کنزرویٹو اور لیبر پارٹیاں ہیں۔ اسی طرح امریکہ میں ڈیموکریٹک اور ری پبلک اہم سیاسی جماعتیں ہیں۔ پاکستان میں بھی متعدد سیاسی جماعتیں تھیں جنہیں مسلم لیگ، عوامی لیگ، جماعت احرار، اور ری پبلیکن پارٹی زیادہ مشہور ہیں۔ مارشل لاء کے نفاذ کے بعد تمام جماعتیں توڑ دی گئیں اور سیاسی جماعتیں قائم کرنا خلافِ قانون قرار دے دیا گیا۔

**سیّال** ۔ سیّال مادّہ سیل ہے بمعنی بہنا، رواں ہونا۔ "سیّال" اس سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ سیال، مائعات کو کہتے ہیں اور جامد یا منجمد اس کا متقابل لفظ ہے۔ "سیال" اشیاء میں پارہ بھی ہے، جس کا شمار تو مائعات میں ہے۔ لیکن ہے وہ دھات، مائعات، دھاتوں سے علیحدہ ہوتی ہیں اور دھاتیں بالعموم بہنے والی نہیں ہوتیں۔

**سیالکوٹ** ۔ سابق صوبہ پنجاب کا مشہور صنعتی اور تجارتی شہر اور ضلع۔ سیالکوٹ دریائے چناب کے مشرقی جانب لاہور سے ۸۲ میل کے فاصلہ پر آباد ہے۔ سیالکوٹ میں کھیلوں کا سامان، لوہے کے ٹرنک اور آلاتِ جراحی وغیرہ بنتے ہیں۔ یہاں سوتی کپڑے اور موزے کاغذ کے کارخانے بھی ہیں۔ ضلع کی آبادی دس لاکھ سے زائد اور شہر کی آبادی ڈیڑھ لاکھ کے قریب ہے۔ ثانوی اور اعلیٰ تعلیم کا بھی بہت بڑا مرکز ہے۔ بلیکول کا کارخانہ بھی خاصہ ہے۔

**سیام** (دیکھو تھائی لینڈ)

**سیاہ فہرست** (Black List)
ایسے لوگوں، کتابوں یا جماعتوں کی فہرست جو کسی فرد واحد، جماعت یا حکومت کے نزدیک غیر پسندیدہ ہوں۔ بین الاقوامی تجارت میں ایسے افراد یا تجارتی فرموں کی فہرست جن کے ساتھ کوئی ملک اپنے شہریوں کو تجارت کرنے سے منع کر دے۔ مثال کے طور پر ریاستہائے متحدہ امریکہ نے دوسری جنگ عالمگیر کے زمانے میں غیر ممالک کے بعض ایسے افراد اور فرموں کی فہرست تیار کی تھی جن کے متعلق خیال تھا کہ اُن کے تعلقات محوری طاقتوں کے ساتھ ہیں۔

مزدوروں کی دنیا میں مالکان کا انتقامی حربہ یعنی اُن اشخاص کی فہرست جن کو کوئی فرم یا فرموں کا ایک گروہ ملازم رکھنے سے انکار کر دیتا ہے۔ بہت سے ممالک نے مزدوروں کی اس قسم کی "سیاہ فہرست" کی مختلف صورتوں کے سدِباب کے لئے قانون وضع کر دئے ہیں۔

عام غیر پسندیدہ افراد، جماعتوں، کتب یا دیگر اشیاء کی فہرست پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

حکومت کی خفیہ فہرستیں بھی بسا اوقات اسی قسم کے مواد کی حامل ہوتی ہیں۔

**سیاہ دست** (Black Hand) ۔ نیویارک واقع ریاستہائے متحدہ امریکہ کی ایک جماعت جو تادمِ استیصال کئی ایک خطرناک جرائم کی مرتکب ہوئی۔ اس کے اراکین زیادہ تر اطالوی نسل کے لوگ تھے۔ جنہوں نے تشہیر، قتل، آتش زنی، یا اغوا کا خوف دلا کر

روپیہ بٹورنے کا وطیرہ اختیار کر رکھا تھا۔ ان کا اشارتی نشان "خنجر گرفتہ سیاہ ہاتھ" تھا۔ اس جماعت کو بڑی مشکل سے ۱۹۱۴ء میں ختم کیا گیا۔

**سیاہی۔** (Ink) ایک سیال یا رقیق شے، جو کاغذ یا کسی دوسری ٹھوس چیز پر لکھنے کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ قدیم مصری تہذیب میں کوئلے کی سیاہی، (Carbon Ink) سے تختیوں پر لکھا جاتا تھا۔ یورپ میں بھی ایک عرصہ تک یہی سیاہی رائج رہی ہے۔ ہندوستان اور چین میں گوند اور لیمپ کی کالک کو ملا کر لکھنے کی پنسل بنائی جاتی ہے۔ موجودہ کیمیاوی مرکبات سے تیار شدہ سیاہی ہی نے باقی سب طریقوں کو مات کر دیا ہے۔

اب سیاہی کا اطلاق ہر رنگ کی روشنائی پر ہوتا ہے، نیلی، سیاہ، سرخ وغیرہ ہر قسم کی روشنائیاں اس کے تحت میں آتی ہیں۔ پاکستان میں بھی اس قسم کی روشنائیاں بننا شروع ہو گئی ہیں جو ولایتی ساخت کا مقابلہ کرتی ہیں۔

**سیاہی کے داغ مٹانا۔** تیزاب استعمال کرنے سے قبل، دودھ یا نمک اور لیموں کے ذریعے دھبے مٹانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اگر میز پوش پر، یا رومال پر، یا ہلکے کپڑے یا نمدے پر سیاہی گر جائے تو ایک برش بھر املی اس پر رگڑنا چاہیئے۔ داغ کے اوپر نمی رہ جائے تو اسے ایک دن کے لئے اسی حالت میں چھوڑ دینا چاہیئے۔ بعد ازاں آہستہ سے اسے چھیل دینا چاہیئے۔ پھر صاف چھیڑکے اور گرم پانی سے اس جگہ کو دھو دینا چاہیئے۔ یہ عمل کرتے وقت اگر داغدار کپڑا کسی تختے پر پھیلا دیا جائے تو اور بھی بہتر ہے۔

**سیب۔** ایک لذیذ اور غذائیت کے لحاظ سے نہایت طاقت بخش پھل۔ سیب کی ہزاروں قسمیں ہیں۔ جنہیں کھانے، پکانے اور مربّہ بنانے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ معتدل آب و ہوا، خصوصاً جس علاقے میں سردیوں میں بارش زیادہ ہو۔ وہاں سیب بہت ہوتا ہے۔ یورپ اور شمالی امریکہ میں سیب بہت ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، جنوبی افریقہ اور ایشیا کے بعض خطوں میں بھی ہوتا ہے۔

**سیتلا۔**

(دیکھو چیچک)

**سیٹ اسکوئر۔** (Set Squares) پتلی لکڑی یا دھات کے بنے ہوئے دو تکونی ٹکڑے ہوتے ہیں۔ جن کے ہر دو اطراف پر انچوں اور سنٹی میٹروں کے نشانات ہوتے ہیں۔ جیومیٹری میں ان کے ذریعے سے زاویے بنائے جاتے ہیں، اور متوازی خطوط بھی کھینچے جا سکتے ہیں۔

**سیّد احمد بریلوی۔** انیسویں صدی عیسوی کے ربع اوّل میں ہندوستان کی اسلامی تحریک، اصلاحِ دین اور جہاد و حریت کے علمبردار سید احمد شہید ۶ صفر ۱۲۰۱ھ (م ۲۹ نومبر ۱۷۸۶ء) کو رائے بریلی میں پیدا ہوئے۔ چار برس کی عمر میں مکتب بھیجے گئے لیکن سید صاحب کی طبیعت تحصیلِ علم کی طرف مائل نہ ہوئی۔ البتہ انہیں سپاہیانہ کھیلوں، فنونِ حرب، اور شناوری کا بہت شوق تھا۔ والد کا سایہ سر سے اٹھ جانے پر سترہ برس کی عمر میں تلاشِ روزگار کے لئے گھر سے چل دیئے۔ لکھنؤ میں ایک مسلمان نواب کے ہاں کچھ دنوں قیام رہا۔ پھر دہلی تشریف لے گئے۔ اور شاہ عبدالعزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے آپ کو شاہ عبدالقادر کے پاس اکبر آبادی مسجد میں بھیج دیا جہاں آپ نے فارسی اور عربی کی کتابیں پڑھیں۔ چند برس کے بعد آپ وطن لوٹ آئے اور تقریباً دو برس

وہیں آباد ہے۔ دوسری مرتبہ ۱۸۰۶ء میں وطن کو خیرباد کہا اور دہلی ہوتے ہوئے ۱۸۰۸ء میں نواب امیر خاں کی رفاقت میں شامل ہوئے۔ سات برس تک نواب کے ساتھ لشکری زندگی بسر کی۔ متعدد لڑائیوں میں ایک دستے کے امیر اور نواب کے مشیر خاص کی حیثیت سے شریک رہے۔ جب نواب نے انگریزوں سے صلح کر لی تو سید صاحب نواب سے علیحدہ ہو کر دہلی چلے آئے اور اصلاح و تجدید اور جہاد کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔

شاہ عبدالعزیز کے داماد مولانا عبدالحی اور بھتیجے مولانا اسماعیل اور اس خاندان کے دوسرے برگزیدہ حضرات آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ انہی دنوں پنجاب میں سکھوں کے ظلم و ستم کی روداد سننے میں آئی تو سید صاحب نے پہلے سکھوں کے خلاف جہاد کرنے کا فیصلہ کیا۔ مگر پہلے آپ فریضہ حج ادا کرنے کے لیے چار سو ہمراہیوں کے ساتھ ۱۲۳۶ھ (م ۱۸۲۱ء) میں کلکتہ کے راستے بیت اللہ کی سمت روانہ ہو گئے۔

حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ منورہ سے مشرف ہو کر تین برس کے بعد یہ قافلہ پھر اپنی منزل پر واپس آ گیا۔

جہاد کی تیاریوں کے بعد سید صاحب ۱۲۴۱ھ (م ۱۸۲۶ء) میں مجاہدین کی جماعت کے ساتھ جہاد کے ارادے سے نکلے اور راجپوتانہ، سندھ، بلوچستان، قندھار اور کابل سے ہوتے ہوئے یوسف زئی کے علاقہ میں جا پہنچے۔ شروع شروع میں مجاہدین کو بڑی کامیابی ہوئی۔ اکوڑہ کے میدان میں انہوں نے سکھوں کو شکست دی اور پشاور پر قبضہ کر لیا۔ لیکن رنجیت سنگھ برابر فوجیں بھیجتا رہا اور اپنے جاسوسوں کے ذریعہ اس نے بعض قبیلوں کے سرداروں کو رشوت دے کر مجاہدین کے مقابلے پر کھڑا کر دیا۔ سید احمد بریلوی نے افغانوں کی غداری سے تنگ آ کر کشمیر کو جہاد کا مرکز بنانے کا فیصلہ کیا اور جب آپ کے مجاہدین کشمیر کو جا رہے تھے تو افغانوں نے غداری کر کے سکھوں کو ان کی روانگی اور بالاکوٹ میں موجودگی کی اطلاع دے دی۔ سکھ افواج نے ۱۸۳۱ء میں بالاکوٹ کے مقام پر جو شمال مغربی سرحدوں پر وادی کاغان کے جنوبی سرے پر واقع ہے بے خبری میں مجاہدین کو گھیر لیا۔ سکھوں کی فوج مجاہدین سے کہیں زیادہ تھی۔ چنانچہ سید احمد بریلوی نے اپنے جانباز ساتھیوں سمیت ۲۴ ذی قعدہ ۱۲۴۶ھ یوم جمعہ (م ۶/ مئی ۱۸۳۱ء) کو بالاکوٹ میں بہادری سے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا۔

**سید احمد خاں، سر۔** مدبر، فلسفی اور مصنف ۱۷ اکتوبر ۱۸۱۷ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ ان کے بزرگ شاہجہان کے زمانے میں ہرات سے ہندوستان آئے اور یہاں ممتاز عہدے پائے۔ ننھیال کی طرف سے آپ خواجہ میر درد کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

سرسید کی والدہ نہایت دانشمند اور نیک دل خاتون تھیں۔ ان کی تربیت اور اخلاق کا سرسید کی زندگی اور سیرت پر گہرا اثر پڑا۔

آپ مدرسے کی پڑھائی پر تو زیادہ توجہ نہ دیتے مگر مطالعہ کا بے انتہا شوق تھا۔ ملازم ہونے کے بعد آپ نے تعلیم کی طرف زیادہ توجہ دی اور بڑا نام پایا۔ علم و ادب کی خدمت کے علاوہ آپ نے قوم کی بھی بہترین خدمات انجام دیں۔

سرسید بیک وقت ادیب، مصلح، نقاد، مقرر اور سیاستدان تھے۔ علی گڑھ کالج کا قیام مسلمانوں پر آپ کا وہ احسان عظیم ہے جس سے قوم کبھی سبکدوش نہیں ہو سکے گی۔ سرسید کے زمانے کے علماء نے انگریزی پڑھنا کفر قرار دے رکھا تھا۔ لیکن آپ نے مخالفت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے قوم کو انگریزی پڑھنے کی طرف توجہ دلائی۔ حقیقت میں اگر

دیکھا جائے تو مسلمانوں کی موجودہ تعلیم محض سرسید کی مساعی کی مرہونِ منت ہے۔

سرسید اردو زبان کے پہلے ادیب تھے جنہوں نے قومی، ملکی، مذہبی، معاشرتی، اصلاحی، اخلاقی علمی اور ادبی تحریروں میں بے ساختگی، جوش، استدلال اور متانت و ظرافت کے ذریعے ثابت کر دیا کہ اردو میں ہر قسم کے مضامین ادا کرنے کی قابلیت ہے۔

آپ کی تصنیفات میں "تہذیب الاخلاق"، "آثار الصنادید"، "جلاء القلوب"، "تحفۂ حسن"، "تحصیل فی جرح الساقل"، "قول متین"، "کلمۃ الحق"، "راہ سنت"، "سلسلۃ الملوک ہند"، "تاریخ بجنور"، "رسالہ احکام طعام اہل کتاب" مشہور ہیں۔

**سید احمد**: مشہور اردو لغت "فرہنگ آصفیہ" کے مؤلف۔ دہلی میں ۱۸۴۶ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مکتبوں میں ہوئی۔ اس کے بعد سرکاری مدرسہ میں تحصیل علم کی۔ ۱۸۶۸ء سے انہوں نے "فرہنگ آصفیہ" کے لیے مواد جمع کرنا شروع کیا۔ ۱۸۷۸ء میں انہیں "رسالۂ اردو لغت" پر ڈیڑھ ہزار روپیہ انعام ملا۔ اس رقم سے ان کی فرہنگ آصفیہ کی تیاری میں کچھ آسانیاں ہو گئیں۔ اسی اثناء میں صوبہ بہار کے انسپکٹر مدارس ڈاکٹر فیلن کو اردو انگریزی ڈکشنری تیار کرنے میں بھی مدد دیتے رہے۔ ۱۸۸۰ء کے بعد گورنمنٹ پنجاب کے سرکاری بک ڈپو میں نائب مترجم مقرر ہوئے۔ ۱۸۹۲ء میں فرہنگ آصفیہ مکمل ہوئی جس پر نظام گورنمنٹ نے پانچ ہزار روپیہ انعام اور پچاس روپیہ ماہوار بطور پنشن مقرر کئے۔

مولانا مرحوم کی اور بھی کئی مستند تصانیف ہیں جن میں "ارمغانِ دہلی"، "تکمیل الکلام در تحقیق الکلام"، "لغات النساء"، "تحریر النساء"، "اخلاق النساء"، "رسوم دہلی" اور "ضرب الامثال" قابل ذکر ہیں۔

**سیرالیون (Sierr ALvane)**
مغربی افریقہ کی ایک جمہوریہ اور سابق برطانوی نو آبادی۔ رقبہ ۲۷۹۲۵ مربع میل اور آبادی ۲۳ لاکھ ۷۰ ہزار ہے۔ جنوب مغرب میں بحر اوقیانوس ہے۔ فری ٹاؤن صدر مقام ہے جس کی آبادی ایک لاکھ تیس ہزار کے لگ بھگ ہے۔

سیرالیون نے اپریل ۱۹۶۱ء میں برطانوی اقتدار سے آزادی حاصل کی اور اکتوبر ۱۹۶۱ء میں اقوامِ متحدہ کا رکن بنا۔ باشندے مختلف افریقی قبائل سے تعلق رکھتے ہیں۔

**سیرت**: لغت میں انفرادی کیرکٹر یا کردار کسی شخص کی سوانح عمری اور حالات زندگی۔ اصطلاح میں آنحضرت صلعم کی سوانح عمری اور حالات زندگی اخلاق اور عادات کا بیان۔ اس لفظ کا استعمال سب سے پہلے ابن ہشام کی مشہور کتاب "سیرۃ ابن ہشام" سے ہوا۔ بعض نے "طبقات ابن سعد" کو سیرۃ کی پہلی کتاب کہا ہے۔ اس فن کو اس لئے ترقی ہوئی کہ جمیع اہل اسلام آنحضرت صلعم کے حالات زندگی، خصوصاً آپ کے اقوال و افعال سے واقف ہو کر اسی راستے پر چلیں۔ اس فن سے فن حدیث کو بھی تقویت پہنچی۔ پہلی صدی ہجری کے اندر ہی یہ فن بہت ترقی کر گیا۔ شروع شروع میں عرب کے پرانے دستور کے مطابق ان کو "مغازی آنحضرت صلعم" کہا جاتا تھا اور اس سلسلہ میں فتوحات اور معرکوں کا ذکر ہوتا تھا لیکن خلفائے راشدین اور اکابر صحابہ نے ان اقوال و افعال پر توجہ کی جن کا تعلق شریعت سے تھا۔ بنو امیہ کے زمانہ میں "مغازی" پر کتابیں بھی لکھی گئیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے احادیث جمع کرنے کا حکم دیا اور جامع دمشق میں اس کا درس شروع کر دیا گیا۔

**سیرت ابن ہشام**: علامہ ابن ہشام کی سوانح حضور پر مبسوط کتاب جو بیشتر احادیث اور تاریخی حوالہ جات سے مستند ہے۔ سیرۃ ابن ہشام کے ضروری حصص کا ترجمہ اردو میں ہو چکا ہے۔

**سیرت النبی شبلی**: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پر علامہ شبلی نعمانی مرحوم کی تصنیف۔ سیرت النبی چھ جلدوں میں ہے علامہ شبلی مرحوم نے اسے آخر عمر میں لکھنا شروع کیا تھا اور صرف پہلی جلد مکمل کرنے پائے تھے کہ انتقال ہو گیا باقی جلدیں ان کے شاگرد مولانا سلیمان ندوی

مرحوم نے اُستاد کی تجویز کے مُطابق پایۂ تکمیل کو پہنچایا ہیں۔ "سیرۃ النبیؐ" کا ترجمہ دنیا کی بیشتر زبانوں میں ہو چکا ہے۔

**سیرت عمر بن عبدالعزیز**۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے سوانح حیات پر مولانا عبدالسلام ندوی کی تصنیف ہے جو تاریخی واقعات اور کوائف کے لحاظ سے بڑی مستند اور معتبر کتاب ہے۔ مولانا عبدالسلام ندوی، دارالمصنفین اعظم گڑھ اور ندوۃ العلماء لکھنؤ سے وابستہ تھے۔

**سیرۃ ہارون**۔ خلیفہ ہارون الرشید جو دورِ عباسیہ کے نامور اور ممتاز خلیفہ تھے، ان کے سوانح حیات "سیرۃ ہارون" میں مرقوم اور مذکور ہیں۔ اصل کتاب عربی میں ہے جس کا ترجمہ اردو اور ترکی وغیرہ میں ہو چکا ہے۔

**سیر و سیاحت**۔ انسان کی فطری خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے لمحاتِ فرصت روزمرہ زندگی، ماحول اور کاروبار سے علیحدہ ہو کر اور ہٹ کر گزارے۔ چنانچہ سیر و سیاحت، لمحاتِ فرصت گزارنے کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ موجودہ زمانے میں سفری سہولتوں نے سیر و سیاحت کو عام لوگوں کے لئے بڑا آسان بنا دیا ہے۔ ریلوے سٹیشنوں پر سیر و سیاحت کے متعلق مصوّر اشتہارات بھی اس خواہش کو بیدار کرنے میں اہم حصہ لیتے ہیں۔

قدیم زمانے میں دور دراز ملکوں، پہاڑوں، صحراؤں، جنگلوں، اور سمندروں کا سفر عام لوگوں کے لئے ناقابلِ عمل تصوّر ہوتا تھا۔ یونان میں اولمپک کھیلوں کے زمانہ میں سیر و سیاحت کا جذبہ بضرور موجود ہوگا۔ وادیٔ نیل کے آثارِ قدیمہ پر قدیم سیاحوں کے کھدے ہوئے نام اُس زمانہ کی سیر و سیاحت کا پتہ دیتے ہیں۔ مصر اور بابل کی قدیم تہذیبوں میں مقدس مقامات پر زائرین کی آمد و رفت کا پتہ بھی چلتا ہے۔ لیکن اس قسم کے سفر و سیاحت کے متعلق وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ اس میں علم اور معلومات حاصل کرنے کا جذبہ کتنا تھا۔

حضورؐ کے اس فرمانِ مبارک نے کہ ہر صاحبِ استطاعت مسلمان زندگی میں ایک بار مکہ معظمہ حج بیت اللہ کے لئے ضرور جائے، سیر و سیاحت کے شوق کو مشرق میں بڑی مقبولیت بخشی۔ اور دُور دراز کے عالمِ اسلام سے ہر سال مسلمان مکہ معظمہ پہنچنے لگے۔ اس سے مسلمانوں میں سیر و سیاحت کا جذبہ عام ہو گیا۔ اس سیر و سیاحت میں علمی شوق بھی شامل تھا۔ چنانچہ ہر بڑا عالم، مکتب کی تعلیم سے فارغ ہو کر عموماً سیاحت کے لئے نکلتا تھا اور کتابی علوم سے زیادہ علم و تجربہ سیر و سیاحت کی بدولت حاصل کرتا تھا۔ شیخ سعدی شیرازی کی شہرۂ آفاق تخلیقات اس حقیقت کی شاہد ہیں۔ البیرونی کی "کتاب الہند" اور ابن بطوطہ کا "سیاحت نامہ" اور اسی طرح کے دیگر سفرنامے بھی اسی بات کا ثبوت ہیں۔ ظہورِ اسلام کے تین سو سال بعد یورپ کے عیسائیوں نے بھی زیارت کے لئے ہر سال یروشلم جانا شروع کیا۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ سیر و سیاحت کا شوق یورپ کے لوگوں میں بھی عام ہونے لگا۔

موجودہ زمانے میں سیر و سیاحت زیادہ تر تفریحی چیز بن کر رہ گئی ہے۔ دلکش، صحت افزا، اور تاریخی مقامات پر لوگ عام طور پر اسی مقصد سے جاتے ہیں۔ ان سیاحوں کے آرام و آرائش کے لئے تفریحی مقامات پر ہوٹل، آرامگاہ اور بنگلے بنے ہوتے ہیں۔ دفاتر سیر و سیاحت (Travel Bureau) بھی ان لوگوں کی سہولت اور سفری کوفت سے بچنے اور معلومات بہم پہنچانے کے لئے بنائے گئے ہیں۔

**سیرینؓ**۔ سیرینؓ اور ماریہ قبطیہؓ دو حقیقی بہنیں تھیں جنہیں مقوقس شاہِ مصر نے تحفہ کے طور پر رسول اللہؐ کے پاس بھیجا تھا۔ ماریہ قبطیہؓ سے آنحضرتؐ نے خود نکاح فرمایا۔ اور سیرینؓ، مشہور صحابی اور شاعر حسانؓ بن ثابت کے نکاح میں آئیں۔

یہ دونوں مذہباً نصرانی تھیں۔ ان دونوں کے ہمراہ ان کا بھائی مابور بھی آیا تھا۔ بہنوں نے مدینہ آ کر اسلام قبول کر لیا تھا لیکن بھائی (مابور) کافی عرصہ تک اپنے مذہب پر قائم رہے اور بہت دیر کے بعد مسلمان ہوئے۔

**سیزر، جولیس (Julius Caesar)** گائس جولیس (تقریباً ۱۰۲ – ۴۴ ق م) سب سے زبردست رومی حکمران اور سپہ سالار تھا۔ بڑے بڑے کارہائے نمایاں انجام دیئے اور بے شمار خطرات کا سامنا کرنے کے بعد روم کا ڈکٹیٹر (Dictator) منتخب ہوا۔ دورانِ حکومت میں اس نے ملک کے اندر بڑی اصلاحات

کیں۔ فوجی کمانڈر کی حیثیت سے اس نے فرانس کو زیر کیا۔ نیز برطانیہ کا کچھ حصہ اور تمام اٹلی کو فتح کیا۔ سارے یورپ میں اس نے رومن روایات قائم کیں۔ بروٹس اور کیسیس نے جو اس کے سیاسی دشمن اور حریف تھے، اس کو قتل کر دیا۔
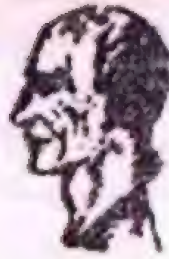
## سیسل بلاونٹ ڈی مل (Cecil Blount De Mille)

ہالی وڈ کے مشہور ہدایت کار۔ ۱۸۸۱ء میں میساچوسٹس میں پیدا ہوئے۔ فن ڈرامہ کی امریکی اکیڈمی سے تعلیم حاصل کی اور ایکٹر ہو گئے۔ مدتوں ڈراموں میں اداکاری کرتے رہے لیکن ساتھ ہی ساتھ ان کے دل میں ہدایت کار بننے کی خواہش بھی کروٹیں لیتی رہی۔ پہلے پہل انہوں نے سٹینڈرڈ اوپیرا کمپنی قائم کی۔ اس کے بعد مچلے کمپنی کا نظم و انصرام سنبھالا اور خود کئی ڈرامے لکھے۔ ۲۹ دسمبر ۱۹۱۳ء کو پانچ ریلوں کی پہلی خاموش فلم بنائی۔ ۱۹۲۴ء میں اس کمپنی سے انقطاع کے بعد "ڈی مل پکچرز کارپوریشن" قائم کی۔ ۱۹۲۸ء میں اپنی پہلی متکلم فلم "ڈائنامائٹ" بنائی۔ ۱۹۳۲ء میں پیراماؤنٹ کمپنی سے منسلک ہو گئے۔ سیسل ڈی مل کو امریکی فلمی صنعت کا باوا آدم سمجھا جاتا تھا۔ انہوں نے ۴۴ برس میں ۶۸ فلمیں بنائیں اور تاریخ کے رزمیہ ابواب فلمانے میں خاص شہرت حاصل کی۔ آپ نے ۱۹۵۹ء میں ۷۷ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

**سیسہ** - (Lead) نرم اور وزنی دھات اور عناصر میں سے ایک۔ نلوں وغیرہ کی مرمت کرنے والے کاریگر اور سیسہ گر اسے بہت استعمال کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں سیسہ بجلی کی بیٹریوں میں کافی مستعمل ہوتا ہے اور اس کے مرکبات رنگ و روغن بنانے کے کام میں آتے ہیں۔

دنیا کے بڑے بڑے اضلاع جہاں سیسہ ہوتا ہے۔ شمال مشرقی ہودی (امریکہ) بروکن ہل (آسٹریلیا) اور وسطی ہسپانیہ کے بعض حصے ہیں۔

**سیف الدین سیف**۔ پیدائش مارچ ۱۹۲۲ء۔ وطن امرت سر۔ ۱۹۳۹ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ بچپن سے سیاسی تحریکوں سے دلچسپی تھی۔ خاکسار تحریک میں شمولیت پر گرفتار ہو کر دو سال قید رہے۔ رہا ہو کر دوبارہ تعلیمی مشغلہ شروع کیا۔ بی اے فائنل میں کالج کے ارباب اختیار سے جھگڑ کر تعلیم کو خیرباد کہا اور تلاش معاش میں سرگرداں ہوئے۔ ۱۹۴۶ء میں فلمی لائن اختیار کی۔ تقسیم ہند کے بعد لاہور آ گئے۔ شاعری کا شوق بچپن سے تھا۔ سکول کے زمانہ طالب علمی میں ان کی نظمیں مختلف رسالوں میں چھپنے لگیں۔ سب اصناف سخن میں طبع آزمائی کی ہے لیکن غزل سے فطری لگاؤ ہے۔ ایک مجموعہ کلام "دور دراز" اور دوسرا "خم کاکل" ہے۔

## سیکسٹنٹ - (Sextant)

بہت دور کے اجسام کے درمیانی زاویے ماپنے کا آلہ۔ جب اجسام نزدیک واقع ہوں، تو ان کا زاویہ ماپنا آسان ہوتا ہے۔ لیکن جب یہ بہت فاصلے پر ہوں تو زاویہ ماپنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ اس قسم کے اجسام کا درمیانی زاویہ یا ان اجرام کا زمین پر زاویہ پہلے ایک اور آلہ سے متعین کیا جاتا تھا جس کو کواڈرنٹ (Quadrant) کہتے ہیں۔ لیکن اب اس کی جگہ "سیکسٹنٹ" نے لے لی ہے۔ یہ آلہ سروے اور جہاز رانی میں بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ اس پر ۶۰ درجے، ایک درجہ دار قوس پر بنائے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ ایک چھوٹی سی دوربین بھی ہوتی ہے تاکہ اجرام فلکی کا صحیح نظارہ حاصل ہو سکے۔ آلہ کے ساتھ دو چھوٹے چھوٹے آئینے بھی لگے ہوتے ہیں، تاکہ اجرام کے عکس سے ان کے نسبتی فاصلے کا اندازہ کیا جا سکے۔ قوسی آلہ (کواڈرنٹ) عربوں کی ایجاد تھا اور اس سے وہ بہت صحت کے ساتھ اس قسم کے اندازے کر لیا کرتے تھے لیکن اب اس آلہ کو جو کواڈرنٹ سے زیادہ درست نتائج دیتا ہے

کام میں لایا جاتا ہے۔ مثلاً اگر کسی مقام کا عرض بلد معلوم کرنا ہو تو اس آلہ کی مدد سے کسی ساکن ستارے سے زاویہ معلوم کر لیا جاتا ہے اور پھر اس سے عرض بلد کا تخمینہ نکالیا جاتا ہے۔ نصف کرۂ شمالی میں قطبی تارہ اس کام کے لئے بہت موزوں ہے۔ اگر اس کا افق کے ساتھ زاویہ اس آلہ کی مدد سے معلوم کر لیا جائے تو یہ زاویہ اس زاویے کے برابر ہوگا جو زیر بحث مقام زمین کے محور کے ساتھ مرکز پر بناتا ہے۔ پس یہی عرض بلد ہوگا۔ اس کے علاوہ اسی آلہ کی مدد سے جہاز راں سمندر میں ستاروں کی مدد سے اپنے راستے اور جائے وقوع کا اندازہ کرتے ہیں۔

## سیل۔ (Seal)

(دیکھو بحری بچھڑا)

**سیلازر۔** (Salazar) (۱۸۸۹ —) پرتگال کا آمر جو انتہائی غریب گھرانے میں پیدا ہونے کے باوجود انتہائی عروج سے ہمکنار ہوا ہے۔ ۱۹۲۶ء کے قریب سیلازر جامعہ میں اقتصادیات کی تعلیم دے رہا تھا کہ اسے اس وقت کے دونوں آمران نے جو مشترکہ طور پر پرتگال پر حکومت کر رہے تھے، ملک کی اقتصادی باگ ڈور سنبھالنے کو کہا۔ اس نے چند ماہ کام کرنے کے بعد استعفیٰ دے دیا کیونکہ اس کے منصوبوں کو عملی حیثیت نہیں دی جا سکتی تھی۔ ۱۹۲۸ء میں اسے پھر وزیر اقتصادیات تعینات کیا گیا۔ ۱۹۳۲ء۔ ۱۹۴۷ء میں وہ وزیر خارجہ بھی رہا۔ ڈاکٹر سیلازر راسخ العقیدہ رومن کیتھولک عیسائی۔ اور نہایت دیانت دار حکمران ہے۔ اس نے زندگی بھر شادی نہیں کی۔

**سیلان خون۔** جسم میں خون کی روانی، حرکت اور گردش کو سیلان خون کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ سیلان ایک آنکھ کا مرض بھی ہے جس میں آنکھوں میں پیپ رہتی ہیں اور درد ہوتا ہے۔ سیلان خون میں خرابی خون بہت مضر ہے۔ اور طب یونانی اور اس قسم کی صفی خون دوائیں، مفید اور موثر ہوتی ہیں۔ بعض انگریزی دوائیں بھی صفائی خون کے لئے مخصوص ہیں۔

(نیز دیکھو خون بہنا)

**سیلون** (Ceylon) ہندوستان کے جنوب میں ہیرے کی شکل کا ایک بڑا جزیرہ۔ قدیم نام لنکا۔ رام چندر جی اور راون کی جنگ کی وجہ سے اس جزیرہ کا نام ہندوستان کی قدیم تاریخ میں آتا ہے۔ اسلام کے ظہور سے بہت پہلے عربوں کے تجارتی تعلقات بھی اس جزیرے سے قائم ہو چکے تھے۔ چنانچہ فتح سندھ کا باعث اسی جزیرہ سے واپس آنے والے مسلمانوں کے چند جہاز تھے۔ چوتھی صدی عیسوی میں بودھ چینی سیاح فاہیان نے بھی اس جزیرہ کی سیاحت کی تھی۔

جغرافیائی اعتبار سے سیلون ہندوستان سے وابستہ ہے اور علمائے طبقات الارض کی رائے میں یہ کسی زمانہ میں مغربی گھاٹ کا حصہ تھا لیکن بعد میں ۳۲ میل عریض آبنائے نے اسے ہندوستان سے جدا کر دیا۔ اس آبنائے میں ریت کی چٹانیں اور بہت سے چھوٹے چھوٹے جزیرے ہیں اور ان کے درمیان جہاز رانی کا صرف ایک ہی راستہ ہے۔ سیلون کے وسط میں بلوری چٹانیں اور پہاڑ واقع ہیں۔ اور ان کے چاروں طرف ڈھلوان علاقہ اور ساحلی میدان ہیں۔ خط استوا کے قریب ہونے کی وجہ سے سیلون کا موسم سارا سال گرم مرطوب ہوتا ہے۔ اندرون ملک میں سرمہ، نیلم، یاقوت اور خام لوہا پایا جاتا ہے۔ سیلون کا ⅓ رقبہ قابل کاشت ہے۔ چاول، چائے، تمباکو، ناریل، لونگ، دارچینی، کافی، ربڑ اور سنکونا کاشت ہوتے ہیں۔

سیلون کا رقبہ ۲۵٫۳۰۰ مربع میل ہے۔ آبادی ساٹھ لاکھ ہے، جو بدھ، مسلمان، ہندو، اور عیسائیوں پر مشتمل ہے۔ کولمبو، سیلون کی بندرگاہ اور دارالحکومت ہے، اور مشرقی سمندروں کے بحری جہازوں کا بہت اہم مرکز ہے۔

سیلون کو سب سے پہلے ہالینڈ والوں نے اپنی نوآبادی بنایا۔ پھر فرانس والوں نے۔ اور آخر فرانس اور برطانیہ کی مشہور لڑائیوں کے دوران میں ۱۸۱۵ء میں اس پر برطانیہ کا قبضہ ہو گیا۔ ۱۰ فروری ۱۹۴۸ء کو ۱۳۲ سال کے بعد برطانوی حکومت نے سیلون کو آزادی دے دی۔ اور اب سیلون، پاکستان کی طرح، دولت مشترکہ کا ایک رکن ہے۔

**سیلویڈار** (Salvador) وسطی امریکہ کی ایک جمہوریہ جو بحر الکاہل کے کنارے واقع ہے۔ یہ ریاست وسطی امریکہ کی مملکتوں میں سب سے زیادہ گنجان آباد قلمرو۔

سے۔ اس کا رقبہ ۸،۱۷۲ مربع میل اور آبادی ۱۸۵۸۶۵۶ کے لگ بھگ ہے۔ دارالحکومت سان سیلویڈار (San Salvador) ہے۔ ساحل سمندر کے ساتھ اس کی لمبائی ۱۷۰ میل کے قریب ہے۔ آب و ہوا منطقہ حارّہ کے ممالک جیسی ہے۔ اس کی زمین بڑی زرخیز ہے جس میں کپاس، تمباکو، مکئی، نیل، نیشکر، ربڑ وغیرہ کی پیداوار ہوتی ہے۔ اس کے باشندے زیادہ تر ہسپانوی زبان بولنے والے "انڈین" (Indians) ہیں۔ سیلویڈار پر سنہ ۱۸۲۱ء تک ہسپانیہ کا تسلط رہا۔ اس کے بعد کچھ عرصہ سیلویڈار وسطی امریکہ کی کنفیڈریشن میں شامل رہا۔ مگر ۱۸۳۹ء میں اس کی رکنیت سے دستبردار ہو کر سیلویڈار نے خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ سنہ ۱۸۸۶ء میں اس کا دستور نافذ ہوا۔ سنہ ۱۹۳۲ء میں یہاں ایک بغاوت ہوئی جس کے دوران میں ۱۰ ہزار آدمی کھیت رہے۔

**سیم (باقلا)**۔ سیم، باقلا کی قسم کی اور مٹر کی مانند ایک سبزی ہوتی ہے، لیکن مٹر سے زیادہ پتلی اور لمبی ہوتی ہے۔ سیم اور باقلا مختلف النوع اشیاء ہیں۔ لیکن باہم بہت بڑی حد تک مشابہ ہیں۔ پاکستان میں سیم کی کاشت خوشگوار اور معتدل آب و ہوا میں عام ہوتی ہے۔

**سیماب اکبر آبادی**۔ عاشق حسین نام سیماب تخلص۔ سنہ ۱۸۸۰ء میں آگرہ میں پیدا ہوئے۔ وہیں تعلیم و تربیت پائی۔ زندگی کا بیشتر حصہ آگرہ ہی میں بسر کیا۔ قیام پاکستان کے بعد آگرہ سے کراچی چلے آئے۔ اور یہیں ۳۱ جنوری سنہ ۱۹۵۱ء کو ۷۱ سال کی عمر میں وفات پائی۔

آپ کو زمانۂ طالب علمی ہی سے شاعری کا شوق تھا۔ شروع میں داغ دہلوی سے اصلاح لی۔ ان کے انتقال کے بعد آپ نے پھر کسی کو غزل نہیں دکھائی اور بجائے خود استاد بن گئے۔ غزل کے علاوہ نظمیں بھی لکھنے لگے اور ملازمت ترک کر کے رسالے شائع کرنے لگے۔ پہلے 'پیمانہ' پھر 'تاج'، 'ثالث'، 'شاعر' یہ چند رسالے نکالے۔ اور پاکستان و ہند کا کوئی مشہور اور بڑا شہر ایسا نہیں ہے، جہاں آپ نے مشاعروں میں شرکت نہ کی ہو۔

آپ بہت کہنہ مشق، صاحب طرز اور قادر الکلام شاعر تھے۔

سیماب اکبر آبادی نے ربع صدی تک بے شمار تمدنی، اصلاحی اور قومی نظمیں لکھیں۔ علامہ اقبال کی مشہور نظم "شکوہ" کے انداز میں 'استغاثہ' کے عنوان سے ایک پُرجوش اور پُردرد نظم کہی۔ جو ملک کے قومی حلقوں میں بہت مقبول ہوئی۔

آگرہ میں قیام کے دوران میں آپ نے 'قصر ادب' کے نام سے تصنیف و تالیف کا ایک ادارہ قائم کیا تھا۔ جہاں نومشق اور مبتدی شعرا کے کلام اور مضامین پر اصلاح دی جاتی تھی۔ اس ادارے سے آپ کے تلامذہ کا حلقہ بہت وسیع ہو گیا۔ بہت سے نوجوان شاعر آپ سے خط و کتابت کے ذریعہ اصلاح لینے لگے۔

قیام پاکستان کے بعد کراچی چلے آئے جہاں باوجود ضعیفی کے اخبارات میں برابر نظمیں لکھتے رہے۔

دوسری جنگ کے دوران میں آپ نے جنگ کے واقعات پر متعدد نظمیں، قطعات اور رباعیات لکھیں۔ آپ نے تقریباً چالیس سال تک فکر سخن کیا۔ اس لئے آپ کے کلام کا ذخیرہ وافر ہے۔ بقول خود آپ نے ۲۸۴ کتابیں لکھی ہیں۔ آپ کے کلام کے متعدد مجموعے شائع ہو چکے ہیں مثلاً 'کار امروز' اور 'کلیم عجم'، 'صہبائے کہن'، 'بادۂ دوشیں'، 'نشید نو' وغیرہ۔

آپ پُرگو اور زودگو شاعر تھے۔ آپ کے کلام میں صفائی، شستگی اور جدّت پائی جاتی ہے۔

**سیم ماہی**۔ (Carp) [illegible] والی مچھلیوں میں ایک قسم سیم ماہی کی ہے جو عموماً تالابوں میں مل جاتی ہے۔ تقریباً ۳ فٹ لمبی ہوتی ہے۔ اس کی پیٹھ اور دم پر ایک ایک اور [illegible] اور بغل میں دو دو پنکھ ہوتے ہیں۔ جسم کے دونوں

طرف سر سے دمچی تک ایک بغلی لکیر ہوتی ہے۔ جبڑے کافی مضبوط ہوتے ہیں۔ لیکن دانت نہیں ہوتے۔

**سیمنٹ۔ (Cement)** ایک عمارتی مصالحہ جو چونے اور بٹومن کی طرح بھرنے اور جوڑنے کے کام آتا ہے۔ سیمنٹ بنانے کے لئے ایک خاص قسم کے پتھر کو بھٹیوں میں جلایا جاتا ہے، یا بھاپ سے بھون لیا جاتا ہے، یہ سطح چکنی ہوتی ہے۔

سیمنٹ کی سب سے عمدہ قسم وہ سیمنٹ ہے جس کو پورٹ لینڈ سیمنٹ کہتے ہیں۔ اس سیمنٹ کو جوزف اسپے ڈن نے ۱۸۲۴ء میں ایجاد کیا۔ سیمنٹ کئی قسم اور رنگ کا ہوتا ہے جو مختلف قسم کے عمارتی کاموں میں کام آتا ہے۔ پاکستان میں سیمنٹ کے بہت بڑے بڑے کارخانے موجود ہیں۔ جن میں واہ، داؤد خیل، روہڑی ڈنڈوت اور کراچی کے کارخانے زیادہ مشہور ہیں۔ سیمنٹ سخت کاغذ کے بڑے بڑے لفافوں اور بوریوں میں بند بازاروں میں عام فروخت ہوتا ہے۔

**سین (دریا) (Seine)** فرانس کا دریا ہے جو ڈیجون (Dijon) کے شمال مغرب میں سطح مرتفع لینگرس (Langres) سے نکلتا ہے اور شمال مغرب کی سمت میں تقریباً چار سو اکیاسی میل تک بہتا ہے۔ پیرس اور روئین کے پاس سے گزرتا ہوا لی ہاورے (Le Havre) کے قریب رودبار انگلستان میں گرتا ہے۔ یونے (Yoine) مارنے (Marne) اور اوسے (Osie) ناموں کے چھوٹے دریا بھی اس میں مل جاتے ہیں۔

**سینا پرونا۔** بنے ہوئے کپڑے سے پہننے کے لئے لباس تیار کرنا۔ لباس سینا پرونا انسان کی بنیادی ضروریات میں داخل ہے۔ سینے پرونے کا کام قدیم زمانے سے رائج ہے۔ پہلے یہ کام ہاتھ سے کیا جاتا اور سینے پرونے کے لئے صرف سوئی اور دھاگہ درکار ہوتا تھا۔ اب یہ کام سلائی کی مشینوں سے لیا جاتا ہے۔ سینے پرونے کا کام گھروں میں بھی ہوتا ہے، اور بازار میں درزی بھی کرتے ہیں۔ اکثر پاکستانی خواتین سینے پرونے کے کام میں مہارت رکھتی ہیں۔ بعض زنانہ اسکولوں اور کالجوں میں بھی سینے پرونے کا کام داخل نصاب ہوتا ہے۔

**سینیٹ۔ (Senate)** عام طور پر پارلیمان کا ایوان بالا۔ یہ نام قدیم "رومن سینیٹ" سے اخذ کیا گیا ہے جو حکومت کا اہم ادارہ تھا اور جس میں ۳۰۰ سے ۶۰۰ تک امراء اور مشاہیر بطور اراکین شامل ہوتے تھے۔

موجودہ دور میں سینیٹ کے قیام کا مقصد ایوان زیریں کے زیادہ پرجوش جمہوریت نواز اراکین کی سرگرمیوں پر اعتدال پسندانہ اثر ڈالنا ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ کا سینیٹ قابل ذکر ہے۔ اس میں ہر ریاست کے دو نمائندے شامل ہوتے ہیں۔ امریکی سینیٹ اہم صدارتی تقرریوں کی منظوری دیتا ہے۔ اور دو تہائی اکثریت سے معاہدات کی توثیق کرتا ہے۔ سربرآوردہ اشخاص کے اجتماع کو بھی سینیٹ کہتے ہیں۔ نیز بعض یونیورسٹیوں کی انتظامیہ جماعتیں بھی سینیٹ کہلاتی ہیں۔ مثلاً سینیٹ پنجاب یونیورسٹی۔

**سینٹ اگیتھا۔ (St. Agatha)** یہ صقلیہ (Sicily) کی ایک نیک کردار کنواری راہبہ تھی۔ جس نے پالرمو (Palermo) کے مقام پر ڈیسیس (Decius) کے عہد میں ۲۵۱ عیسوی کو جام شہادت نوش کیا۔ اس کی موت اہل مغرب کے ماتھے پر ایک کلنک کا ٹیکہ ہے کیونکہ اسے قتل کرنے والے درندوں نے اس کی چھاتیاں قینچی سے قلم کر دی تھیں۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اہل مغرب جو اہل مشرق کو "بلیک ہول" جیسے جھوٹے افسانوں کی بناء پر سفاک اور سنگدل قرار دیتے ہیں اس قسم کے کئی ایک وحشیانہ جرائم کے مرتکب ہو چکے ہیں۔ کنواری سنت اگینس (St. Agnes) کی شہادت واقع ۳۰۳ اور سنت جون (St. Joan Arc) کی شہادت واقع ۱۴۳۱ء صرف چند مثالیں ہیں۔ جو ان کی اصل فطرت کو بے نقاب کرتی ہیں۔ سنت اگیتھا کا تہوار ہر سال ۵ فروری کو منایا جاتا ہے۔

**سینٹ پال۔ (St. Paul)** ریاستہائے متحدہ کی ریاست منیسوٹا کا مرکزی شہر دریائے مسس پی

کے کنارے آباد ہے۔ ریلوے مرکز ہے۔ یہاں کی صنعتوں میں فلور ملز اور گوشت ڈبوں میں بند کرنا وغیرہ شامل ہیں۔ آبادی سنہ ۱۹۵۰ء میں ۳۱۰،۱۵۵ پر مشتمل تھی۔

"سینٹ پال" نامور مسیحی رسول کا بھی نام ہے، جس نے عیسائیت کو اپنی تبلیغ و اشاعت کے ذریعہ ایک عالمی مذہب کی حیثیت دلائی۔

## سینٹ پطرس (St. Peter)

آپ کا اصل نام سائمن تھا اور "پطرس" یعنی "چٹان" آپ کو حضرت عیسٰے کا عطا کردہ خطاب تھا۔ آپ مشرف بہ عیسائیت ہونے سے قبل بحیرہ گلیلی پر ماہی گیری کا کام کرتے تھے۔ آپ کو روما میں الٹا لٹکا کر مصلوب کیا گیا۔ "سینٹ پطرس" کی یادگار ہر سال ۲۹ جون کو منائی جاتی ہے۔

## سینٹ پیٹرک (St. Patrick)

آئرلینڈ کا قومی سینٹ، ۱۷ مارچ کو سینٹ پیٹرک کی برسی منائی جاتی ہے۔ سینٹ پیٹرک آئرش بہادری کا تمغہ بھی ہے جو سنہ ۱۷۸۳ء میں جاری کیا گیا۔ اس پر ملکہ کی تصویر ہوتی ہے۔ ربن نیلے رنگ کا ہوتا ہے۔ اور نائٹوں (Knights) کو دیا جاتا ہے۔

## سینٹ لارنس کے طاس کی آب و ہوا کا خطہ۔ (Lawretian Type of Regions)

یہ خطہ سرد منطقہ معتدلہ میں بڑا عظموں کے مشرقی کناروں پر واقع ہے جس میں ارجنٹائن کا کچھ حصہ، شمالی جاپان، منچوریا، دریائے سینٹ لارنس کا طاس، نیو فونڈلینڈ، اور ریاستہائے نیو انگلینڈ شامل ہیں۔

آب و ہوا سردیوں میں کم سرد اور گرمیوں میں کم گرم ہے۔ البتہ بعض علاقوں میں کیفیت مختلف ہے۔ بارش لانے والی ہوائیں سمندر کی طرف سے آتی ہیں لیکن بارش کم ہوتی ہے۔

بہت سے حصوں میں کانٹے دار جھاڑیاں اور ناقص چراگاہیں پائی جاتی ہیں۔ جنگلات بہت ہیں۔ مشرقی کینیڈا میں میپل اور منچوریا میں کئی قسم کے لاک، بیچ وغیرہ مشہور درخت ہیں۔ زراعت، کان کنی اور صنعت و حرفت عام پیشے ہیں۔

جاپان اعلےٰ پایہ کا صنعتی ملک ہے جہاں کان کنی بہت ہوتی ہے اور صنعت بھی عروج پر ہے۔ بحیرہ جاپان سے مچھلیاں پکڑی جاتی ہیں۔ آتش فشاں پہاڑ بہت ہیں جو گندھک اگلتے رہتے ہیں۔ ریشم بھی پیدا ہوتا ہے۔

## سینٹو۔ (CENTO: Central Treaty Organisation)

(دیکھو بغداد پیکٹ)

## سینٹ ہیلنا۔ (St. Helena)

بحر اوقیانوس جنوبی کا ایک جزیرہ، افریقہ سے ۲۰۰۰ میل مغرب میں واقع ہے۔ سینٹ ہیلنا ۱۶۵۱ء سے برطانوی مقبوضات میں شامل ہے۔ نپولین بونا پارٹ سنہ ۱۸۲۱ء میں جلاوطنی کی حالت میں یہیں فوت ہوا۔ "جیمز ٹاؤن" دارالحکومت ہے۔ سینٹ ہیلنا کا رقبہ ۴۷ مربع میل ہے اور آبادی سنہ ۱۹۴۹ء میں ۴۷۰۰ تھی۔

## سینگ

بیل، مینڈھا، ہرن اور بارہ سینگا وغیرہ بہت سے جانوروں کے سروں پر سینگ ہوتے ہیں۔ جن سے وہ دشمن پر حملہ کرتے ہیں اور اپنی جان کا بچاؤ کرتے ہیں۔

مرگ ہرن کی قسم کا ایک جانور ہے جس کے سینگ سب جانوروں سے زیادہ خوبصورت ہوتے ہیں۔ اور ان کی شکل اور لمبائی بھی مختلف ہوتی ہے۔

ایک قسم کا پہاڑی بکرا جو کوہ ایلپس میں پایا جاتا ہے، اس کے سینگ بعض دفعہ تین فٹ لمبے اور بہت مضبوط ہوتے ہیں۔

گینڈے کے سر پر آگے پیچھے دو سینگ ہوتے ہیں۔ جن میں سے اگلا سینگ بہت خطرناک ہوتا ہے۔ اور لڑائی کے وقت گینڈے کا زبردست ہتھیار یہی سینگ ہوتا ہے۔

جنوبی افریقہ میں ہرن کی قسم کا ایک جانور ہوتا ہے جس کے بدن پر سفید دھاریاں ہوتی ہیں۔ اس جانور کے سر پر ایک نہایت خطرناک اور کنڈل دار جوڑا سینگوں کا ہوتا ہے۔ جب یہ جانور گھنے جنگل میں پھرتا ہے تو اپنے سینگوں کو اپنے سر پر پیچھے کی طرف چپٹا لٹا دیتا ہے۔ تاکہ جھاڑیوں میں اُلجھ نہ سکیں۔ اور ضرورت کے وقت انہیں سیدھا کر لیتا ہے۔ "سینگ" ایک مچھلی بھی ہوتی ہے جو کھانے میں بہت لذیذ ہوتی ہے۔

**سینوٹاف۔** (Cenotaph) ایک خاص یادگار کا نام جو ایک تعمیر شدہ ستون کی شکل میں لندن کی مشہور عمارت "وائٹ ہال" کے احاطے میں نصب کی گئی ہے۔ یہ یادگار اُن تمام اشخاص کی یاد میں تعمیر کی گئی ہے۔ جو جنگِ عظیم اوّل میں سلطنتِ برطانیہ کی حفاظت میں لڑتے ہوئے کام آئے تھے۔ ان سپاہیوں میں تمام قوموں کے آدمی شامل تھے۔ اس یادگار کی نقاب کشائی ۱۱ر نومبر ۱۹۲۰ء کو شہنشاہ جارج پنجم نے کی تھی۔ یہ دن عارضی صلح کا دن ہوتا ہے جس کے بعد جنگ عظیم اوّل تقریباً ختم ہو گئی تھی۔ اس تاریخ کو ہر سال اس یادگار کے گرد اجتماع ہوتا ہے۔ اور اس پر پھولوں کے ہار چڑھائے جاتے ہیں۔



**سینہ۔** (Chest) جسم انسانی کا بالائی حصہ جسے پردۂ شکم، معدہ وغیرہ سے علیحدہ کرتا ہے۔ سینہ، پسلی کی ہڈیوں میں محفوظ رہتا ہے۔ ان ہڈیوں اور پردۂ شکم کی حرکت کی وجہ سے سینہ کا حجم گھٹتا بڑھتا رہتا ہے اور سانس سینہ میں بھرتا اور خارج ہوتا رہتا ہے۔ سینہ کے اندر دل، پھیپھڑے، اور خون کی بڑی بڑی شریانیں اور خاص خاص نسیں ہوتی ہیں۔

**سیواجی۔** سیواجی ۱۶۲۷ء میں شاہ جی بھونسلا، ملازم شاہ بیجاپور کے ہاں پونہ میں پیدا ہوا۔ فنونِ سپاہ گری کا بچپن ہی سے شائق تھا۔ ذرا ہوش سنبھالا تو چند پہاڑی نوجوانوں کو ساتھ ملا کر شہروں پر حملے مارنے اور لوٹ مار کا کام شروع کر دیا۔ مگر حکام بیجاپور نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی یہاں تک کہ عادل شاہ کی بیماری کے زمانے میں اس نے آس پاس کے علاقوں پر دست درازی شروع کر دی۔ اب اس کے پاس چالیس قلعے اور ایک زبردست فوج جمع ہو گئی تھی۔ حکومت بیجاپور کی طرف سے افضل خان کو اس کی سرکوبی کے لیے مقرر کیا گیا۔ سیواجی نے بظاہر اطاعت قبول کر لی مگر جب افضل خان سے تنہائی میں ملنے کا موقع ملا تو افضل خان کو ہلاک کر دیا۔ افضل خان کی فوج اس کی موت کی خبر سے پریشان ہو کر تتر بتر ہو گئی اور سیواجی کا حوصلہ اتنا بڑھ گیا کہ مغلیہ علاقے پر بھی ہاتھ ڈالنے لگا۔ اورنگ زیب عالمگیر نے دلیر خان اور جسونت سنگھ کو سیواجی کے فتنے کو فرو کرنے کے لئے بھیجا جنہوں نے مرہٹوں کے تمام قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ سیواجی نے اطاعت قبول کر لی مگر ایک دن موقعہ پا کر بغیر اطلاع دئے دارالحکومت سے بھاگ نکلا۔ دکن پہنچ کر گولکنڈہ کی مدد سے کئی دفعہ شاہی علاقے پر حملہ کرنے کی کوشش کی اور اسی کوشش میں ۱۶۸۰ء میں اس کا انتقال ہو گیا۔

**سیوطہ** (Ceuta) ہسپانوی بندرگاہ۔ جبل الطارق کے بالمقابل مراکش کے ساحل پر بڑی فوجی اہمیت کا مقام

ہے، قدیم زمانے سے قلعہ بند رہا ہے۔ ہرکولیس کے زمانے کے یہاں ستون ملتے ہیں۔ سبوطہ کے حاکم کونٹ جولین نے موسیٰ ابن نصیر کو سپین پر حملہ آور ہونے پر آمادہ کیا تھا۔ عربوں نے سپین پر حملہ کرتے وقت سبوطہ کو اپنی افواج کا صدر مقام (Base) مقرر کیا تھا۔ ان دنوں اس کی آبادی پچاس ہزار کے قریب ہے۔

## سیوطی، جلال الدین، علامہ

سیوطی، جلال الدین، علامہ سپندرھویں صدی عیسوی کی مشہور عالم علمی اور ادبی شخصیت۔ علامہ جلال الدین سیوطی سنہ ۱۴۴۵ء میں شمالی مصر کے ایک قصبہ "السیوط" میں پیدا ہوئے۔ ان کا خاندان ایران سے آیا تھا۔ والدہ ترکی النسل تھی۔ سیوطی کی عمر ساڑھے سات برس کی تھی جب ان کے والد فوت ہو گئے۔ آٹھ برس کی عمر میں انہوں نے قرآن مجید حفظ کر لیا۔
مختلف اساتذۂ زمانہ سے مختلف علوم و فنون سیکھے اور فارغ التحصیل ہو کر سنہ ۱۵۰۱ء تک قاہرہ میں مختلف علوم کے استاد رہے۔ فرائض منصبی سے سبکدوش ہو کر نیل کے ایک ٹاپو میں گوشہ نشینی اختیار کر کے یادِ الٰہی میں مصروف رہے اور سنہ ۱۵۰۵ء میں وفات پائی۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے علوم کے مختلف پہلوؤں، قرآن پاک، حدیث، فقہ، فلسفہ، تاریخ، لسانیات، خطابت وغیرہ پر پانچ سو سے زیادہ کتابیں تصنیف و تالیف کیں۔ ان میں وہ مختصر رسائل بھی شامل ہیں جو مختلف موضوعات پر لکھے گئے ہیں۔ بہت سی کتابوں کے اب صرف نام ہی باقی رہ گئے ہیں۔ سیوطی کی شہرت ان کی زندگی میں دور دور تک پھیل گئی تھی۔ اور مراکش سے ہندوستان تک ان کی قلمی کتابیں پڑھی جاتی تھیں۔

## سبھی

(دیکھو غار لشت)

# ش

**شا، جارج برنارڈ George Bernard Shaw** انگریزی کا بلند پایہ ڈراما نگار اور نقاد۔ ڈبلن کے ایک غریب خاندان سے تھا۔ ۲۶ جولائی ۱۸۵۶ء کو پیدا ہوا۔ موسیقی اور ڈراما کا ذوق اپنی والدہ سے ملا۔ بیس سال کی عمر میں ادیب بننے کا فیصلہ کیا اور لندن پہنچ گیا۔ یہاں اس نے نو سال انتہائی ناداری میں بسر کئے۔ اس نو سال کی مدت میں اس کو ادبیات سے صرف چھ پاؤنڈ آمدنی ہوئی۔ ۱۸۷۹ء اور ۱۸۸۳ء کے درمیان پانچ ناول لکھے لیکن وہ مدت تک شائع نہ ہو سکے اور آخر ایک اشتراکی رسالے میں چھپے۔ پھر جب اس نے کارل مارکس کی کتاب "کیپٹل" پڑھی تو اشتراکی بن گیا۔ ۱۸۸۴ء میں وہ فیبین سوسائٹی Fabian Society میں شامل ہوا جو اشتراکی عقائد کی تبلیغ و اشاعت کیلئے اسی سال قائم کی گئی تھی۔

اس کے بعد مختلف انگریزی رسائل میں عام کتابوں کے علاوہ ڈرامے اور آرٹ پر تنقید کرنے لگا۔ فیبین سوسائٹی میں اس نے جو تقریریں کیں وہ بہت مقبول ہوئیں اور مستقبل خوشگوار نظر آنے لگا۔ ۱۸۹۱ء اور ۱۸۹۶ء کے درمیان اس نے چار ڈرامے لکھے اور ان پر لمبی لمبی تمہیدیں بھی تحریر کیں۔ اگرچہ ۱۹۰۴ء سے پہلے اس کا کوئی ڈراما لندن کی سٹیج پر کھیلا نہیں گیا، لیکن ۹۵-۱۸۹۴ء تک وہ ایک اعلیٰ درجے کا صحافی اور مقرر [illegible] رچرڈ میلسفیلڈ نے ۱۹۱[illegible]ء ہی میں اس کا ڈراما "آرمز اینڈ دی مین" Arms and the Man پیش کیا اور اس کے بعد "شیطان کا شاگرد" Devil's Disciple بھی سٹیج کیا گیا۔ جرمنی میں بھی اس کو اسی زمانے میں مقبولیت حاصل ہوئی۔ لندن میں سب سے پہلے اس کا ڈراما "جان بل کا دوسرا جزیرہ" John Bull's other Island کامیاب ہوا۔ یہ آئرلینڈ والوں کے کردار پر ایک طنز تھا جس کی وجہ سے وہ ڈراما نگار کی حیثیت سے مشہور ہو گیا۔ اس کے بعد متعدد اور ڈرامے بھی لکھے اور اسّی سال کی عمر کے بعد اس نے "سینٹ جون" Saint Joan ہارٹ بریک ہاؤس Heartbreak House اور بیک ٹو میتھوسلا Back to Mathuselah لکھے جو اس کے بہترین ڈرامے ہیں۔

۲ نومبر ۱۹۵۰ء کو چورانوے سال کی عمر میں شا کا انتقال ہوا۔

**شاد عارفی۔** احمد علی خان نام۔ شاد تخلص ۱۹۰۰ء میں (ریاست) رام پور (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ آبا و اجداد یاغستان کے باشندے تھے۔ کم سنی ہی میں شعر کہنے لگے۔ کچھ عرصہ مولانا محمود شفق رام پوری سے اصلاح لی۔

جب ملک میں ترقی پسند تحریک کا چرچا ہوا تو دوسرے ذی شعور نوجوان شعراء کی طرح آپ بھی اس سے متاثر ہوئے اور حقیقت نگاری کو اپنا شعار بنایا۔

تقریباً تیس سال سے آپ کی منظومات علمی و ادبی رسائل میں شائع ہو رہی ہیں۔ نظموں میں محاکاتی رنگ ہوتا ہے۔ اس لئے شاعر محاکات کے لقب سے مشہور ہیں۔ بسنت رت، گنگا اشنان، اعجاز تصور اور جہاں میں تھا مشہور نظمیں ہیں اور بڑے بڑے نقادوں سے خراج تحسین وصول کر چکی ہیں۔

**شاد عظیم آبادی۔** علی محمد نام اور شاد تخلص۔ داغ اور حالی کے ہمعصر اور سادات عظام عظیم آباد سے تھے۔ ۱۹۲۶ء میں انتقال فرمایا۔ آپ کے زمانے میں قدیم شاعری کا دور دورہ تھا اور آپ نے جو کچھ لکھا اسی انداز میں لکھا ہے۔

ابتداء میں شاہ الفت حسین فریاد کے شاگرد ہوئے فقراء کی خدمت شعار تھا۔ اور تصوف سے بہرۂ وافی رکھتے تھے۔ آباء واجداد نادر گردی میں دہلی چھوڑ کر پٹنہ جا بسے تھے۔ آپ نے ۱۸۶۳ء میں پٹنہ سے ایک اخبار جاری کیا تصانیف کا ہمیشہ سے شوق تھا تقریباً ۳۵ کتابیں اور رسالے زندگی ہی میں چھپ گئے تھے۔

آپ کے کلام میں درد اور اثر نمایاں ہے۔ اور بازاری محاورات اور فحش الفاظ سے بالکل پاک ہے۔

شاد، مہاراجا سرکشن پرشاد۔ مہاراجہ سرکشن پرشاد نام۔ شاد تخلص۔ ۱۸۶۴ء میں پیدا ہوئے۔ مہاراجہ چندو لعل شاداں کے نواسے تھے۔ عربی اور فارسی کی تعلیم قابل استادوں سے پائی۔ انگریزی تلنگی اور مرہٹی میں بھی مہارت رکھتے تھے۔

شاعری میں نظام دکن نواب محبوب علی خاں کے شاگرد تھے۔ ۱۸۹۲ء میں نظام نے آپ کو مہاراجہ بہادر کا خاندانی خطاب عطا کیا۔ کچھ عرصہ حیدرآباد دکن کے وزیر اعظم بھی رہے۔ ۱۹۰۳ء اور ۱۹۱۰ء میں کے۔سی۔آئی۔ای اور جی۔سی۔آئی کے معزز خطابات ملے۔ آپ نے اپنی زندگی میں ادب اردو کی بہت سرپرستی کی۔ تصانیف کی تعداد چالیس کے قریب ہے۔ آپ نے جملہ اصناف سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔

دیوان اردو اور فارسی شائع ہو چکے ہیں ایک دیوان نعتیہ ہے۔

شادی۔ ہر قوم اور ہر مذہب میں بقاء نسل اور خانگی زندگی کے واسطے شادی کا طریقہ رائج ہے۔ اہل اسلام کے نزدیک شادی ایک مذہبی فریضہ ہے اور جن لوگوں کو قدرت ہے ان کو شادی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اسلام میں اس کا نام نکاح ہے اور اسے مقدس کہا جاتا ہے تجرد سے خاص طور پر منع کیا گیا ہے۔ قرآن پاک میں صاف طور پر بتایا گیا ہے کہ کن عورتوں سے نکاح جائز ہے اور کن سے نہیں۔ شادی کفو میں ہی بہتر بتائی گئی ہے۔ شادی کی تجویز مرد یا عورت دونوں کی طرف سے ہو سکتی ہے۔ اور اس میں عمر کی شرط عائد نہیں کی گئی۔ اگر لڑکی لڑکا یا دونوں نابالغ ہوں تو ان کی طرف سے ان کے ولی یا والدین منظوری دے سکتے ہیں لیکن اس صورت میں بالغ ہونے پر اگر وہ اسے پسند نہ کریں تو نکاح فسخ یا منسوخ ہو سکتا ہے۔ اسلام میں شادی ایک معاہدہ ہے جس کے واسطے میثاق کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس میں مرد اور عورت دونوں کی رضامندی ضروری ہے۔ شادی کے وقت یہ نیت رکھنی چاہیئے کہ یہ معاہدہ مدت العمر کے واسطے ہو رہا ہے خواہ بعد میں کسی وجہ سے یہ نیت بدل جائے۔ نکاح کے وقت، ایجاب وقبول، مہر کا تعین، گواہوں کی موجودگی اور خطبہ مسنونہ پڑھا جانا ضروری ہے۔

مختلف مذاہب اور ممالک اور قبیلوں میں شادی کے طریقے اور رسم ورواج علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اہل اسلام میں مرد پر عورت کا مہر بھی لازم ہے جسکی مقدار حسب استطاعت ہوتی ہے۔ اگر خاندان میں کوئی بیماری نسلاً چلی آرہی ہو تو آپس میں شادی نہیں ہونی چاہیئے کیونکہ اولاد بھی اس سے متاثر ہو جائے گی۔

شادی (قانونی) Civil Marriage

نکاح یا شادی کی ایک شکل تو یہ ہے کہ مرد اور عورت دونوں ایک مذہب اور ایک ہی ملک کے ہوں اور دوسری صورت یہ ہے کہ مرد ایک مذہب کا ہو اور عورت دوسرے مذہب کی۔ مسلمان مرد کا نکاح تو اہل کتاب عورت سے جائز ہے البتہ اگر کسی دوسرے مذہب میں شادی ہو تو نکاح کی رسم ملکی قانون کے تحت عمل میں آتی ہے جسے انگریزی میں سول میرج Civil Marriage کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ مسلمان مرد غیر مسلم عورت سے یا مسلمان عورت غیر مسلم مرد سے شادی کرنا چاہے تو اس کا انعقاد قانونی نوعیت کا ہوتا ہے جس میں ملکی عدالت کے سامنے شادی کی رسم ادا ہوتی ہے۔

شاذلیہ۔ شاذلیہ ایک فرقے کا نام ہے جس کے پیروکار اپنے عقائد میں اہل تشیع سے ملتے جلتے ہیں۔

دورِ عباسیہ میں اس فرقے کو کافی فروغ حاصل ہوا لیکن اب اس کے ماننے والے قریب قریب مفقود ہیں۔

**شارٹ ہینڈ** Short Hand تقریری الفاظ کو جلد سے جلد نقل کرنے کا فن شارٹ ہینڈ یا مختصر نویسی کہلاتا ہے۔ قدیم یونان اور اہل روما مختصر نویسی سے واقف تھے مگر یہ فن باضابطہ صورت میں پہلی دفعہ ۱۶۰۲ء میں وجود میں آیا۔ اس کا بانی جان وِلس John Willis ہے بعد میں تھامس شلٹن Thomas Shalton اور تھامس گرنی Thomas Gurney نے علم ہجا سے متعلق مختصر نویسی کو رواج دیا۔ مختصر نویسی کا صوتی نظام جس کا تمام تر انحصار الفاظ کی آوازوں پر ہے اٹھارہویں صدی عیسوی میں ایجاد ہوا۔ بعد میں اسحاق پٹمین Isaac Pitsman نے اسے عروج تک پہنچایا۔ پٹمین سسٹم کے علاوہ ایک دوسرا طریقہ "ڈٹن سسٹم" کے نام سے مشہور ہے۔ دونوں طریقوں سے مناسب مشق کے بعد دو سو اسی الفاظ فی منٹ تک کی رفتار حاصل کی جا سکتی ہے۔

**شاروا، ہربی بلاس۔** ہربی بلاس شاروا (ساروا) بھارت کے ایک سماجی کارکن ہو گزرے ہیں۔ انہوں نے ہندو عقائد اور رسم و رواج کی اصلاح کے سلسلہ میں بچپن کی شادی کو قانونی طور پر ممنوع کرایا چنانچہ شاروا (ساروا) ایکٹ کو آج سے کوئی چالیس سال پیشتر غیر منقسم ہندوستان کی آئین ساز اسمبلی نے پاس کیا جس کی رُو سے بلوغ سے پیشتر کی شادی کو ہندوؤں کے درمیان ممنوع اور قانوناً ناجائز قرار دیا گیا۔ حدِ بلوغ اٹھارہ سال لڑکوں کے لئے اور سولہ سال لڑکیوں کے لئے قرار دی گئی۔

ہندو سوسائٹی میں بچپن کی شادیوں کا عام رواج تھا۔ اور ایسے بھی واقعات موجود تھے جن میں نہایت کم سن بچیوں کے ساتھ عمر رسیدہ آدمیوں کی شادی کر دی جاتی تھی۔ چنانچہ ساروا ایکٹ نے اس قسم کی شادیوں کو بھی ناجائز قرار دیا۔

**شارلیمان۔** Charlesmagne (۷۴۲ء-۸۱۴ء) اسے چارلس یا کارل اعظم بھی کہتے ہیں۔ شارلیمان ہارون الرشید کے زمانہ میں فرانس کا حکمران تھا۔ اور اپنے ہم عصر کی طرح



تاریخ مغرب میں رومانوی شخصیت کا مالک ہے ۷۷۱ء میں باپ کی وفات پر تخت نشین ہوا۔ اس کے عہد میں فرانس کا تسلط فرانس، جرمنی اور اطالیہ پر قائم ہو گیا۔ شارلیمان نہ صرف ایک اعلیٰ پایہ کا سپاہی تھا بلکہ نظم و نسق قائم رکھنے کی اہلیت رکھتا تھا۔ نیز دستورِ زمانہ کے برعکس شارلیمان پڑھا لکھا فرماں روا تھا چنانچہ کہا جاتا ہے کہ اس کے تخت نشین ہونے پر پادریوں اور لاٹ پادریوں نے شارلیمان کو مبارک باد کے جو خطوط لکھے اس نے ان میں گرامر کی غلطیاں پانے پر پادریوں کی تعلیم کے لئے ایک مدرسہ کھول دیا۔ شارلیمان کو عیسائیت کے محافظین میں بھی شمار کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس نے پاپائے اعظم کے اشارہ پر اطالیہ پر حملہ کیا تھا۔

**شاعر قزلباش دہلوی، آغا۔** آغا مظفر بیگ قزلباش نام، شاعر تخلص۔ مورث اعلیٰ نادر شاہ درانی کے ساتھ ہندوستان آئے اور دہلی میں رہائش اختیار کی۔ والد کا نام عبد علی تھا۔ آغا شاعر دہلی میں ۵ مارچ ۱۸۷۱ء کو پیدا ہوئے۔ عربی اور فارسی کی تعلیم گھر پر پائی۔ فن شعر میں نواب احمد سعید خان طالب دہلوی کے شاگرد ہوئے۔

پچیس تیس برس کی عمر میں جب حیدر آباد گئے تو مرزا داغ کی شاگردی اختیار کی۔ آپ کا کلام قدیم اردو شاعری کا عمدہ نمونہ ہے۔ زبان میں سہل اور روانی ہے۔ قرآن مجید کا منظوم ترجمہ آپ کا بڑا کارنامہ ہے غزلیات کا مجموعہ 'تیر و نشتر' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ عمر خیام کی رباعیوں کا بھی منظوم ترجمہ کیا ہے۔ آغا صاحب کے مضامین کا مجموعہ خمارستان کے نام سے شائع ہوا۔ آویزۂ گوش، دامن مریم اور میر پیدا نہ بھی آپ کی تصنیفات ہیں۔

آپ نے گیارہ مارچ ۱۹۴۰ء کو وفات پائی۔

**شافعی امام** ۔ ابو عبداللہ محمد بن ادریس نام اور شافعی عرف ہے ۔ قریشی ہاشمی تھے ۷۶۷ء میں فلسطین میں پیدا ہوئے ۔ اور مکہ مکرمہ میں پرورش پائی ۔ ان کے والد بچپن ہی میں وفات پا گئے تھے امام موصوف کا زیادہ وقت بدوی لوگوں کی صحبت میں گزرتا تھا ۔ اور اس طرح انہوں نے عرب کی دورِ جاہلیت کی شاعری پر پوری طرح عبور حاصل کیا تھا ۔ وہ خود بھی بہت بڑے شاعر تھے ۔ اور اخلاقی شعر فرمایا کرتے تھے ۔ حدیث اور فقہ انہوں نے مکہ مکرمہ میں ہی پڑھی ۔ بیس سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں تشریف لے گئے ۔ اور ۷۹۶ء تک امام مالک بن انس کے پاس رہے ۔ اسی سال امام مالک بن انس کی وفات پر وہ یمن چلے گئے ۔ یمن سے علویوں کی حمایت کے شبہ میں گرفتار ہو کر آئے مگر خلیفہ ہارون الرشید نے ان کو رہا کر دیا رہائی پا کر کچھ عرصہ کے بعد وہ پھر بغداد لوٹ آئے ۔ لیکن ۸۱۴ء میں مصر چلے گئے اور ۸۲۰ء میں وہیں وفات پائی ۔

امام شافعی نے نہ صرف فقہ اور حدیث کے بارے میں تحقیق کی بلکہ فلسفہ قانون کے اصول بھی دریافت کئے ۔ لیکن وہ بیشتر علم فقہ میں ہی مشغول رہتے تھے ۔ اور ان احادیث پر زیادہ توجہ فرماتے تھے جن سے شرعی احکام کا کوئی ثبوت مل سکتا تھا

**شام** (Syria) مشرقِ وسطیٰ کی ایک سابق مملکت جو اب مصر میں مدغم ہو چکی ہے اور اس نئی مملکت کا نام متحدہ عرب جمہوریہ رکھا گیا ہے ۔ اس کے شمال میں ترکی، مشرق میں عراق، جنوب میں اسرائیل اور شرق اردن اور مغرب میں بحیرہ روم واقع ہے ۔ رقبہ ۶۶۰،۱۷ مربع میل اور آبادی قریباً $\frac{1}{2}$ ۳۲ لاکھ ہے ۔ دمشق بڑا شہر اور دارالخلافہ ہے جہاں ایک بڑی یونیورسٹی ہے ۔ دمشق کے علاوہ حلب، حمص اور حماۃ بڑے شہر ہیں ۔ انطاکیہ بحیرہ روم کے کنارے اہم بندرگاہ ہے ۔ ملک کے بیشتر حصے کو دریائے فرات سیراب کرتا ہے ۔ میدانوں میں ۔ گندم ۔ مکی ۔ تمباکو ۔ روئی اور انگور پیدا ہوتے ہیں ۔ اور چراگاہوں میں بھیڑ، بکریاں، گدھے، اونٹ اور گھوڑے پالے جاتے ہیں صابن، ریشمی کپڑا، تمباکو، چمڑا، اور دھات کے برتن یہاں کی مشہور صنعتیں ہیں ۔

ابتدا میں یہ ملک چھوٹی چھوٹی ریاستوں پر مشتمل تھا ۔ جو ہمیشہ اسرائیل کے ساتھ جنگ آزما رہتی تھیں ۔ اس کے بعد وقتاً فوقتاً یہ ملک اہل بابل، اہل فارس اور اہل مقدونیا (یونانیوں) کے قبضہ میں رہا ۔ ۱۵۱۶ء سے ۱۹۱۶ء تک اس پر ترکوں کی حکومت رہی ۔ اس کے بعد امیر فیصل والئی عراق یہاں کا حاکم بنا ۔ ۱۹۲۰ء سے ۱۹۴۱ء تک فرانس کے زیرِ اثر رہا ۔ اور ۱۹۴۶ء میں مکمل طور پر آزاد ہوا ۔ ۱۹۴۱ء تک لبنان کا علاقہ بھی اس میں شامل تھا ۔ مگر بعد میں اسے علیحدہ کر دیا گیا ۔ لبنان کی آبادی $\frac{1}{2}$ ۱۱ لاکھ کے قریب ہے ۔ اور اس میں مسلمانوں اور عیسائیوں کی آبادی تقریباً مساوی ہے (نیز دیکھو متحدہ عرب جمہوریہ)

**شاملات دِہ** ۔ زمین کے وہ ٹکڑے جو ہر گاؤں میں اجتماعی مفاد کی خاطر چھوڑے جاتے ہیں ۔ ان ٹکڑوں میں گاؤں کا ہر فرد اپنے مویشی چھوڑ سکتا ہے گھاس کاٹ سکتا ہے اور درختوں سے فائدہ اٹھا سکتا ہے ۔ شاملات کے تالاب اور جوہڑ وغیرہ سے مچھلیاں پکڑ سکتا ہے ۔ اور ان کا پانی استعمال میں لا سکتا ہے ۔ یہ ایک نہایت مفید تحریک تھی جو دیہاتی کمین اور مزدور پیشہ لوگوں کے لئے باعث رحمت تھی ۔ لیکن نہری نو آبادیوں میں اس دیرینہ رواج کو ملحوظ نہیں رکھا گیا ۔ اور پرانی آبادیوں میں بھی مادیت کی موجودہ رو چلنے سے یہ زمینیں غصب کی جا رہی ہیں ۔ اور وہ غریب دیہاتی جن کی اپنی زمینیں نہیں ہیں دیہاتی زندگی کو وبال جان سمجھ کر شہروں کا رُخ کر رہے ہیں ۔ اور اس طرح سے قدیم دیہاتی معاشرہ کا یہ نظام برباد ہوتا جا رہا ہے ۔ پاک و ہند میں شاملات دہ کے سب سے عمدہ رقبے ضلع رہتک اور حصار میں ہیں ۔ جنکو اہل دہ ، بنی یعنی چھوٹا جنگل کہتے ہیں ۔ یہ جنگل اور چوپال (یعنی دیہاتی سرائے) مقامی پنچایت کی نگرانی میں ہوتے ہیں ۔

**شاہ اسمٰعیل شہیدؒ** (دیکھو اسماعیل شاہ شہید)

**شاہ بلبل** ۔ (بہشتی مکھی مار) یہ پرندہ پاکستان کے خوبصورت پرندوں میں سے ہے ۔ اور بھارت میں نسبتہً زیادہ دیکھا اور پایا جاتا ہے ۔ یہ بھی آشیاں بدوش ہے ۔ گرمیوں میں اپریل سے ستمبر تک پنجاب کے میدانوں میں

رہتا ہے۔ اور سردیوں میں نقل مکانی کر جاتا ہے۔ اکثر باغوں میں دیکھا جاتا ہے۔ شکل و صورت اور قد و قامت کے لحاظ سے بلبل سے ملتا جلتا ہے۔ صرف نر کی دُم ذرا مختلف ہوتی ہے۔ مادہ کا رنگ کا کریزی، سر اور کلغی اسکی سیاہ اور بدن کا باقی حصہ اجلا سفید ہوتا ہے۔ ابتدا میں مادہ اور نو عمر بچے شکل و صورت میں ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں جب وہ دو سال کے ہوتے ہیں تو ان کی دم کے درمیانی حصے یعنی پر بڑھتے بڑھتے تا ہے سے لمبے ہو جاتے ہیں ۔ جھنڈی کی طرح دکھائی دیتے ہیں۔ جب تیسرا سال شروع ہوتا ہے تو ان کی حالت عجیب و غریب طریق پر تبدیل ہو جاتی ہے۔ وہ کریز کرتے ہیں اور ان کے سرخی مائل بھورے رنگ کے پر تبدیل ہو جاتے ہیں۔ ان کی جگہ سفید پر نکل آتے ہیں اس وقت یہ پرند بہت ہی خوبصورت نظر آتا ہے اور جھنڈے درختوں میں سیاہ سر اور کلغی اور لمبے لمبے دُسلی پر دُل سمیت اُڑتا ہوا بہت شاندار دکھائی دیتا ہے۔ اس کا گھونسلا بھی پیالہ نما ہوتا ہے نر اور مادہ باری باری سے انڈوں کو سیتے ہیں۔ جب نر انڈوں پر بیٹھا ہو تو اُسکی دُم کے لمبے فیتہ نما پر گھونسلے سے باہر نکلے اور گھونسلے سے نیچے لٹکے ہوتے ہیں۔ یہ بھی کرم کش اور مکھی مار پرندہ ہے اور انسان کا دوست ہے۔

**شاہ بلوط** Chestnut ایک خاص یورپی درخت ہے جو سپین میں عام ہوتا ہے۔ اس پر ایک قسم کا پھل لگتا ہے۔ جو بادام کے مشابہ ہوتا ہے لیکن اس سے بہت چھوٹا۔ اس کی گری کھانے کے کام آتی ہے اور تنے کی لکڑی فرنیچر کی چھوٹی چھوٹی چیزیں بنانے کے لئے کار آمد ہوتی ہے۔ اس درخت کی ایک قسم کا نام "ہارس چیسٹ نٹ" (یعنی گھوڑے کا بادام) ہے اس درخت کی لکڑی برش کی ڈنڈیاں اور کشتے بنانے کے کام آتی ہے۔ یا فرنیچر کی معمولی چیزیں بنانے میں لگتی ہے۔ انگلستان میں اس درخت کو سائے کے لئے لگاتے ہیں اور انگریزی نیچرل شاعری میں اس کے اکثر حوالے ملتے ہیں۔

**شاہ پرستی۔** بادشاہ کو خدا کا اوتار سمجھنا اور اس کا احترام غیر معمولی طور پر کرنا اور اس کے کہے یا لکھے یا فرمان کو خواہ وہ فوق الاستطاعت ہی کیوں نہ ہو، قبول کرنا اور ماننا، شاہ پرستی میں داخل ہے۔ جاپان میں مثال کے طور پر بادشاہ کی عزت و توقیر غیر معمولی اور انتہائی حد تک عوام کے دلوں میں داخل ہے اور لوگ بادشاہ کو اوتار کا درجہ دیتے ہیں۔ انگریز بھی جمہوریت کے بلند بانگ دعاوی کے باوجود طبعاً شاہ پرست ہیں۔ ایشیا کی قدیم تہذیب میں شاہ پرستی زوروں پر تھی لیکن اب اقتضاءِ وقت کے ساتھ ساتھ جوں جوں انسان پرستی کم ہوگئی شاہ پرستی بھی کم ہو گئی۔ بادشاہ کا احترام اب عقل و فکر اور انسانی شعور کی حد تک ہے اور اس سے بڑھ کر سجدہ سجود یا بے جا تعظیم کا سلسلہ قریب قریب مفقود ہو چکا ہے۔

**شاہ جہان۔** خاندانِ مغلیہ کا نامور بادشاہ۔ اصل نام شہزادہ خرم (جو تاریخ عالم میں شاہجہان کے نام سے مشہور ہے) سن پیدائش ۱۵۹۲ء باپ شہنشاہ جہانگیر کی وفات پر ۱۶۲۸ء میں تخت نشین ہوا۔ شاہجہان کو اپنی زندگی میں بہت سی لڑائیاں لڑنی پڑیں۔ اُسے خان جہاں لودھی اور پرتگیزوں سے بھی جنگ کرنا پڑی۔ اور ایران، گولکنڈہ اور بیجاپور کی حکومتوں کے خلاف بھی جنگ آزما ہونا پڑا۔ شاہجہان اعجوبۂ روزگار عمارتیں بنانے میں بے نظیر اور ابدی شہرت کا مالک ہے اس نے اپنے عہد میں کئی مشہور عمارتیں بنوائیں جن میں سے تاج محل (آگرہ) بہت مشہور ہے۔

شاہجہان کی سلطنت بہت مستحکم اور وسیع و عریض تھی۔ یہ بادشاہ نہایت ہی عاقل اور باتدبیر تھا۔ سخاوت اور فیاضی اس کی فطرت میں پڑی ہوئی تھی اور ہر شخص کو بادشاہ تک اپنی فریاد پہنچانے کی کھلی اجازت تھی۔ ۱۶۶۶ء میں بحالتِ نظربندی انتقال کیا۔

**شاہد احمد دہلوی۔** ۲۲ مئی ۱۹۰۶ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام مولوی بشیر الدین احمد اور دادا مولوی نذیر احمد مرحوم۔ ابتدائی تعلیم دہلی میں ہوئی۔ مڈل کا

امتحان علی گڑھ سے پاس کیا۔ ۱۹۲۳ء میں میٹرک اور بعد میں ایف ایس سی پنجاب یونیورسٹی سے کیا۔ پھر مشن کالج دہلی سے بی۔ اے آنرز پاس کیا۔ ۱۹۳۰ء میں دہلی سے ماہنامہ "ساقی" جاری کیا۔ گزشتہ تیس سال سے آپ ادب کی خدمت کر رہے ہیں۔ پہلا مضمون ۱۹۲۳ء میں لکھا تھا۔ اب تک چند کتابیں اور بیشمار مضامین لکھے ہیں۔ آجکل بھی آپ ماہنامہ ساقی کے ایڈیٹر ہیں جو تقسیم کے بعد کراچی منتقل ہو چکا ہے۔

موسیقی سے بھی تیس سال ربط ہے۔ ۱۹۳۶ء میں ترقی پسند تحریک شروع ہوئی تو آپ دہلی میں ترقی پسند ادیبوں کی انجمن کے سیکریٹری مقرر ہوئے۔ پھر آپ نے بزم تہذیب ادب قائم کی۔ اس انجمن نے ادب کے علاوہ ڈرامہ کے لئے بھی کام کیا۔ اور کم و بیش نو ڈرامے سٹیج کئے۔

شاہد انصاری فرنگی محل۔ شاہد انصاری، فرنگی محل، لکھنؤ کے رہنے والے، ایک عالم دین اور ادیب ہیں، ان کے مذہبی، اخلاقی اور ادبی مضامین اکثر دینی مجلّوں اور مذہبی رسالوں اور ادبی جریدوں میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ علمائے فرنگی محل میں ان کا درجہ نمایاں اور ممتاز ہے۔

شاہ دانہ۔ شاہ دانہ ایک قسم کا پھل ہے جس کا بیج عام طور پر دواؤں میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کی شکل و صورت اور جسامت بھی کے دانوں کی طرح ہوتی ہے۔ شاہ دانہ کا پودا معتدل آب و ہوا میں خوب نشو و نما پاتا ہے۔ افریقہ کے جنوبی اور ساحلی حصوں میں جہاں آب و ہوا خوشگوار ہے۔ وہاں کثرت سے پایا جاتا ہے یورپ اور ایشیا کے اکثر ممالک میں جہاں آب و ہوا معتدل اور مرطوب ہے، اس پودے کی پیداوار بکثرت ہوتی ہے۔

شاہ رفیع الدین۔ شاہ رفیع الدین دہلوی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے دوسرے صاحبزادے اور متبحر عالم اور درویش سیرت بزرگ تھے۔ بلند پایہ مفسر اور محدث تھے۔ قرآن پاک کا ترجمہ اور تفسیر انکی مستقل یادگار ہے۔ ان کے دوسرے بھائی شاہ عبدالعزیز، شاہ



عبدالقادر اور شاہ عبدالغنی تھے۔ یہ خاندان مفسرین محدثین اور فقہاء کا تھا اور ان کے عالمانہ لٹریچر نے عقائد اسلامی کی تعمیری اصلاح میں بہت بڑا کام کیا ہے

شاہ عبداللطیف بھٹائی۔ سندھ کے عظیم صوفی شاعر صحیح تاریخ ولادت و وفات کا کسی کو علم نہیں۔ آپ کی کافیاں سندھی زبان کا ایک لافانی سرمایہ سمجھی جاتی ہیں۔ ان کی سب سے بڑی خصوصیت خدا پرستی کا پرچار ہے۔ شاہ نے دینی کافیوں اور نظموں کا مواد عوامی کہانیوں سے اخذ کیا۔ نہایت ہلکی پھلکی اور میٹھی زبان استعمال کی تاکہ جاہل سے جاہل شخص بھی ان کے معانی و مطالب سے مستفید ہو سکے۔ سماع کے بیحد شائق تھے اور وصال بھی مجلس سماع ہی میں ہوا۔

شاہ صاحب کے عقیدت مندوں میں غلام شاہ نامی ایک شخص تھا۔ اس نے بھٹ شاہ کے مقام پر آپ کا روضہ تعمیر کرایا جو آج بھی مرجع خلائق ہے۔ یہاں ہر سال آپ کا عرس دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔

بھٹ شاہ میں ایک ثقافتی مرکز قائم کیا گیا ہے جس کے زیر اہتمام عجائب گھر، کتب خانہ، اور شعراء و ادبا کے لئے ایک اقامت گاہ زیر تعمیر ہے۔

شاہ عبدالعزیزؒ۔ مشہور مفسر اور محدث و شاہ ولی اللہؒ کے بڑے صاحبزادے تھے ۱۱۵۹ھ میں پیدا ہوئے۔ سترہ برس کی عمر میں تفسیر، حدیث اور فقہ میں فارغ التحصیل ہو گئے اور باپ کی جگہ علم حدیث کا درس دینا شروع کیا۔ آپ کی قابلیت کو دیکھ کر آپ کو کلکتہ کے علوم شرقی کے مدرسہ میں بلایا گیا لیکن آپ نے سادہ زندگی کو ترجیح دی اور اس عہدہ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حدیث کے علاوہ فقہ میں بھی دستگاہ کامل رکھتے تھے اور مشکل مسائل کو چشم زدن میں حل فرما دیتے تھے۔ ادب اور خصوصاً فن عروض کے ماہر تھے۔ اُستاد ذوق نے سب سے پہلے آپ ہی سے اصلاح سخن لی تھی۔ ان سے قبل مسلمان انگریزی پڑھنے کو ناجائز سمجھتے تھے۔ لیکن آپ نے ہی اس کے جواز کا فتویٰ دیا۔ شیعہ عقائد کی تردید میں کتابیں تصنیف کیں۔ ایک مجموعہ فتاوے بھی شائع کیا۔ چند عربی نظمیں بھی یادگار رہیں۔ لیکن آپ کی سب سے مشہور یادگاری تصنیف تفسیر عزیزی ہے

جس کے چار پارے بھی پورے نہ ہونے پائے تھے کہ ۱۲۲۸ھ میں بعمر ۷۹ برس آپ کا انتقال ہو گیا۔ دہلی میں مدفون ہوئے اور مومن نے ان کی تاریخ وفات کہی۔

**شاہ عبدالغنی۔** شاہ عبدالغنی دہلوی نامور اور ممتاز مفسر، محدث اور فقیہ، شاہ ولی اللہ دہلوی کے چھوٹے صاحبزادے تھے جنہوں نے اپنی زندگی خدمتِ دین کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ درس و تدریس اور اشاعتِ اسلام ان کا شب و روز کا مشغلہ تھا اور یادِ خدا میں ہمیشہ مصروف رہتے تھے۔ حلقہ ارادت میں ان کی صحبت اور ہمنشینی کی بدولت، جذبۂ ایثار اور خلوص موجزن رہتا تھا۔

**شاہ عبدالقادرؒ۔** شاہ ولی اللہؒ کے تیسرے صاحبزادے تھے۔ ۱۱۶۷ھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم والد بزرگوار سے حاصل کی۔ علم فقہ اور حدیث میں کمال حاصل کیا۔ گوشہ نشینی شروع ہی سے پسندِ خاطر تھی اس لئے دہلی کی اکبر آبادی مسجد کے ایک حجرے میں تمام عمر گزار دی۔ آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قرآن پاک کا با محاورہ اُردو میں ترجمہ فرمایا اور اس کا نام "موضح القرآن" رکھا جو ۱۲۰۵ھ/۱۷۹۱ء میں مکمل ہوا۔ یہ ترجمہ مفصل اور مکتفی ہے کہ اور مطالب القرآن کو بھی اچھی طرح سے واضح کرتا ہے۔ اور اُردو کی بھی ایک بلند پایہ تصنیف سمجھا جاتا ہے۔ تریسٹھ سال کی عمر میں ۱۲۳۰ھ میں بمقام دہلی وفات پائی۔

**شاہ غلام علی۔** شاہ غلام علیؒ شاہ ولی اللہؒ دہلوی مفسر اور محدث کے خاندان سے تھے اور متعدد کُتبِ دینی کے مصنف تھے۔ درویش سیرت اور صوفی مزاج بزرگ تھے۔ اور بدرجہ اتم خدا پرست اور دین دار تھے۔

**شاہ فدا حسین۔** محدثین اور فقہائے دہلی کے خاندان سے صوفی مشرب اور درویش سیرت سجادہ نشین تھے۔ درس و تدریس میں پاکیزہ زندگی گزاری اور بہبودِ عوام کو تمام زندگی اپنا مسلک بنائے رکھا۔

**شاہ محمد اسحٰق۔** شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی، اپنے علم و فضل کے لحاظ سے علمائے وقت میں ممتاز اور نمایاں حیثیت رکھتے تھے۔ ان کا سلسلہ نسب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے خاندان سے منسلک ہے۔ اسلاف کی زندہ تصویر اور علم و عمل کے مجسمہ تھے۔

**شاہ محمد غوث۔** ان کے آباؤ اجداد کا وطن گیلان تھا۔ وہاں سے وہ روانہ ہو کر افغانستان کے راستے پشاور پہنچے اور وہیں ڈیرے ڈال دیئے۔ شاہ محمد غوث پشاور ہی میں پیدا ہوئے اور عنفوانِ شباب میں اس شہر سے روانہ ہوئے اور ہندوستان کے مختلف حصّوں کی سیر کرتے ہوئے لاہور میں مقیم ہو گئے۔ والد کا نام سید حسن تھا جو پشاور میں فوت ہوئے۔ شاہ محمد غوث کے زمانے میں قادری سلسلے کو پنجاب میں بڑی وُسعت نصیب ہوئی۔ آپ نے ۱۱۶۷ھ میں لاہور میں انتقال فرمایا اور اپنی خانقاہ کے احاطے میں دفن ہوئے۔ ان کی بزرگی اور ولایت کی شہرت سکھوں کے زمانے میں ہوئی جبکہ انہوں نے خانقاہ کو منہدم کرنے کی کوشش کی اور خود منہدم ہو گئے۔ حضرت شاہ محمد غوث کا مزار مرجع خاص و عام ہے اور یہاں عقیدتمندوں کا سالانہ اجتماع ہوتا ہے۔ لاہور کے سرکاری دفاتر میں اس موقع پر مقامی تعطیل بھی ہوتی ہے۔

**شاہ محمد مخصوص اللہ۔** مغلیہ عہد کے آخری دَور کے مشہور عالم اور محدث تھے اور دہلی کے متقی بزرگوں کے ممتاز سربراہ اور سالک تھے۔ علم و عمل میں اسم بامسمّیٰ تھے اور فی الحقیقت خدا کے مخصوص بندوں میں سے تھے۔

**شاہ محمد یعقوب مہاجر مکی۔** شاہ محمد یعقوب مکّہ سے ہجرت کر کے سرزمین ہندوستان میں آئے۔ مختلف مقامات میں زاویہ نشین رہے اور اشاعتِ اسلام اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا اور بالآخر دہلی میں مقیم ہوئے اور وہیں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

**شاہ نصیر۔** شاہ نصیر، اُستادِ شاہ، شیخ محمد ابراہیم ذوق کے ہم اُستاد اور علم و عمل میں متبحر تھے۔ کہنہ مشق شاعر اور جید ادیب تھے۔ کلام چھوڑا مگر چھپا نہیں۔ دہلی کے

علمی حلقوں میں بڑے ہر دل عزیز اور واجب الاحترام اور بہادر شاہ ظفر کے حلقہ نشینوں میں سے تھے۔

شاہ ولی اللہؒ ۔ ۲۱ فروری ۱۷۰۳ء میں بزمانہ شہنشاہ اورنگ زیب غازیؒ پیدا ہوئے۔ سلسلہ نسب حضرت عمرؓ سے ملتا ہے۔ آپ کے والد شاہ عبدالرحیم ایک جید عالم تھے۔ اور درس و تدریس ان کا خاص شغل تھا۔ شاہ ولی اللہؒ کی تعلیم گھر پر ہی ہوئی۔ ساتویں سال سے روزہ اور نماز پابندی سے ادا کی پھر سلسلہ نقشبندیہ میں منسلک ہو گئے والد کی وفات پر ۱۷ برس کی عمر میں مسند سنبھالی۔ دو مرتبہ حج کو تشریف لے گئے۔ مدینہ شریف میں حدیث کا علم حاصل کیا اور ۱۷۳۲ء میں دہلی واپس تشریف لائے۔ اور اپنے باپ کے قائم کردہ مدرسہ رحیمیہ میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا جو آخر عمر تک جاری رہا۔ ۱۷۶۲ء میں انتقال فرمایا اور دہلی میں ہی دفن ہوئے۔

آپ کا سب سے بڑا کارنامہ قرآن پاک اور علوم قرآنی کی اشاعت ہے ۱۷۳۸ء میں آپ نے قرآن پاک کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا اور اس پر ایک سیر حاصل مقدمہ لکھا۔ اس سے علمائے وقت بہت برہم ہوئے اور آپ کے قتل تک کے درپے ہو گئے۔ پھر عربی میں ایک تفسیر "الفوز الکبیر" لکھی۔ اس کے علاوہ فقہ، اجتہاد اور تصوف پر متعدد کتابیں لکھیں آپ کی سب سے زیادہ مشہور تصنیف حجۃ اللہ البالغہ ہے جس میں شریعت اسلامی کے رموز و اسرار بیان کئے گئے ہیں۔

**شاہی ترجیحات ۔ Imperial Preference**

دولت مشترکہ کے ممالک نے برطانیہ سے اٹاوہ کے مقام پر ۱۹۳۲ء میں چند ایسے معاہدے کئے تھے جن کی رو سے ان کے اور برطانیہ کے مابین یہ قرار پایا تھا کہ ایک دوسرے کو بعض تجارتی مراعات دی جائیں اور درآمدات پر بمقابلہ دوسروں کے محصولات کم لگائے جائیں۔ نیز ایک دوسرے سے مال خریدنے کو ترجیح دی جائے۔ قیام پاکستان کے بعد ہماری حکومت نے بعض اشیاء کے بارے میں شاہی ترجیحات کو منسوخ کر دیا ہے اور بعض میں ترمیم کر رہی ہے۔ بھارت کی حکومت نے بھی یہی پالیسی اختیار کی برطانوی دولت مشترکہ میں اس طریق کار کو پہلی بار ۱۹۳۲ء میں اختیار کیا گیا تھا۔

**شاہی جرگہ ۔** شاہی جرگہ کا سسٹم برطانوی دور میں قائم ہوا اور حکومت نے نہ صرف اسے رواج دیا بلکہ ترقی بھی دی اور ۱۹۰۱ء میں اسے قانونی حیثیت دے دی گئی۔ اس وقت بلوچستان کے شاہی جرگہ میں قبائلی سردار اور چند دوسرے اہم اشخاص شامل ہیں اور انہیں دوسرے جرگوں کے مقابلہ میں بلند اور نمایاں مرتبہ حاصل ہے۔ شاہی جرگہ کے علاوہ بلوچستان میں تحصیل اور ضلع کے جرگے بھی موجود ہیں۔ شاہی جرگے کے اہم فرائض میں موجودہ قانون کی تشکیل، تشریح اور تصدیق کرنا اور قبائلی تنازعات حل کرنا ہیں۔ اگر دوسرے جرگے ناکام ہو جائیں تو ان کا فیصلہ بھی یہی ہے۔ اس کے علاوہ شاہی جرگہ حکومت کے اہم مسائل کے بارے میں حکومت کو مشورہ بھی دیتا ہے۔ قواعد کے مطابق اس کا اجلاس حسب ضرورت منعقد کیا جاتا ہے لیکن سال میں کم از کم ایک اجلاس ضروری ہوتا ہے۔ موجودہ جرگہ ۹۰ ارکان پر مشتمل ہے۔ جرگہ سسٹم بلوچستان کے علاوہ علاقہ سرحد اور پنجاب کے بعض اضلاع میں بھی موجود ہے۔ پنجاب کے چند اضلاع میں حال ہی میں جرگہ کے اختیارات ختم کر دئیے گئے ہیں کیونکہ مقامی باشندوں کا مطالبہ تھا کہ ان علاقوں میں ملک کے مروجہ قانون کی حکومت قائم کی جائے۔ سرحد اور بلوچستان میں بھی اس قسم کا مطالبہ ہو رہا ہے کہ جرگے غیر نمائندہ اور غیر جمہوری ہونے کی وجہ سے منسوخ کر دئیے جائیں۔

**شاہی حمام ۔** ہندوستان میں حمام مغل بادشاہوں کے زمانے میں بنائے گئے۔ ہر جگہ جہاں بادشاہ کے رہنے کا مکان یا قیام گاہ ہوتی وہاں یہ ضرور بنائے جاتے تھے۔ یہ حمام ترکی حماموں سے ملتے جلتے ہیں ان میں مختلف کمرے ہوتے ہیں جن کی گرمی آہستہ آہستہ بڑھتی ہے۔ حمام میں داخل ہوتے ہی پہلے گنگنے پانی کا ایک لوٹا جسم پر ڈال لیتے ہیں۔ پھر سنگ مرمر کی سل پر لٹا کر سارے بدن پر خوب صابن ملتے اور مالش کرتے ہیں۔ اس عمل کو "کیسہ اور مشتمال" کہتے ہیں۔ اس سے تمام بدن کے مسام کھل جاتے ہیں اور تمام بدن پسینہ پسینہ ہو جاتا ہے۔ پھر کوئی گرم شال اڑھا کر ایک قسم کے تھوڑے پر بٹھاتے ہیں۔ جہاں طبیعت بحال ہو جاتی ہے لیکن کچھ تکان سی محسوس ہوتی ہے۔

حمام قلعہ شاہی یا محلات شاہی کا ایک لازمی حصہ سمجھے جاتے تھے۔ جس میں بادشاہ اور بیگمات اور شہزادے نہایا کرتے تھے۔ زنانہ حمام بھی تھے۔ جو اب بھی کئی مقامات پر موجود ہیں۔ قلعہ آگرہ میں سنگ مرمر کے کمروں کا جو سلسلہ

ہے۔ ان میں حمام کے مخصوص کمرے بھی ہیں۔ انکو شیش محل کہتے ہیں۔ کیونکہ انکی دیواروں اور چھت پر کٹا ہوا ابرق اور آئینوں کے ٹکڑے زیبائش کے لئے نصب کئے گئے ہیں۔ حمام کے دو مخصوص کمروں میں ہزارہا تختیاں ہیں جن پر سنہری اور روپہلی پھول تختیوں پر لگائے گئے ہیں۔ یہ کمرے نہیں بلکہ بڑے بڑے دروازوں والے صندوق معلوم ہوتے ہیں۔ چھتوں کی لپائی ابرق کی ہے جس سے وہ تمام چاندی کی معلوم ہوتی ہے۔

دوسرے کمرے کے دروازے کے سامنے طاقوں کی تین قطاریں ہیں۔ اوپر سے نہر کی چادر بالائی طاقوں پر خوب پھیل کر گرتی ہے۔ پھر اس کا پانی حوض میں جمع ہو جاتا ہے اور اس سے نکل کر دوسری چادر نیچے والے طاقوں پر گرتی ہے۔

اس چادر میں خوبی یہ ہے۔ کہ اس کے نیچے چراغ جلتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ پھر پانی بہ کر ایک فوارے میں آتا ہے جو ان چراغوں کی روشنی میں جگمگ جگمگ کرتا ہے۔ فوارے سے پانی سنگ مرمر کی نہر میں کچھ دور بہ کر ایک دوسرے حوض میں گرتا ہے جہاں سے ایک اور فوارہ چھوٹتا ہے ان تمام عمارات کی مرمت ۱۸۷۵ء میں کی گئی تھی۔ شیش محل کے علاوہ سنہری برج میں بھی ایک زنانہ کمرہ ہے۔ اس کمرے کی ترتیب کچھ ایسی رکھی گئی ہے کہ نہاتے وقت چھت پر سے پھوار پڑتی ہے۔ اور یہ گویا موجودہ زمانے کے شاور باتھ Shower Bath کا نمونہ ہے۔

آگرہ کے بعد قلعہ دہلی کے حمام بھی بہت دلچسپ ہیں۔ زنانہ حمام کا فرش سنگ مرمر کا ہے جس میں پچی کاری کا خوبصورت کام ہے۔ دیواریں، دروازے اور چھت آراستہ ہیں۔ اس حمام کے تین حصے ہیں۔ یعنی تین بڑے کمرے ہیں چھت پر پتھر کے گنبد ہیں۔ ان سب کمروں میں پانی اس نہر سے آتا ہے جو شاہ سعادت خاں" کے نام پر موسوم ہے اور نہر بہشت کے نام سے مشہور ہے یہ نہر تمام شاہی محلات سے گزرتی ہوئی دیوان خاص کے بعد ان حماموں میں پہنچتی تھی۔ اور پھر اس کا پانی مغربی دروازے سے نکل جاتا تھا۔ ساتھ ہی ساون بھادوں کے آبشار اور ایک بڑے حوض کے مرکز میں جہاز محل بنا ہوا تھا۔

اس قسم کا ایک حمام اجمیر میں بھی تھا۔ ایک اور اکبر کا بنایا ہوا حمام گجرات پنجاب کے قلعے میں بھی موجود



ہے لیکن اکبر بادشاہ کے وقت کا سب سے عجیب حمام قلعہ اٹک میں اس جگہ واقع ہے جہاں اب "پمپنگ انجن" لگا ہوا ہے۔ اس حمام کے اندر سے دریا کا پانی بہتا ہوا گزرتا ہے اور ہر وقت دریا کے تازہ پانی سے غسل ہو سکتا ہے۔ عورتوں اور مردوں کے جدا جدا کمرے ہیں۔ لاہور کے قلعے میں بھی حمام تھے۔ جن میں سے ایک بہت بڑا حمام احاطہ جہانگیری کے مشرق میں اور دوسرا شیش محل کے ساتھ واقع ہے۔

بیجانگر کے ہندو راجاؤں کے محلات میں بھی حماموں کے نشانات پائے گئے ہیں۔ ان میں سے "رانیوں کے حمام" کے نشانات باقی عمارتوں سے زیادہ محفوظ ہیں۔ باہر سے اس عمارت میں کوئی خاص خوبی نظر نہیں آتی۔ عمارت کے بیچ میں ایک حوض ہے جو غالباً تیرنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ یہ حوض ۶ فٹ گہرا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ چاروں طرف محراب دار گیلری بنی ہوئی ہے اور ان سے آگے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر نشیمن بنے ہوئے ہیں۔ ان تمام دیواروں اور محرابوں پر نہایت عمدہ استر کاری ہو رہی ہے۔ لیکن چونکہ یہ محل سے نصف میل کے فاصلے پر ہے اس لئے یہ حمام معلوم نہیں دیتا۔ ممکن ہے کہ یہ باغ کے اندر بیٹھنے اور لطف اٹھانے کا شہ نشین ہو۔ جہاں اس قسم کی عمارت ایک لازمی جزو خیال کی جاتی تھی۔ (نیز دیکھو حمام)

شاہین۔ Hawk شکرہ۔ بہری اور شاہین یہ پرند عام طور سے پاکستان میں پائے جاتے ہیں۔ یہ چھوٹی چڑیوں، چوہوں اور کبوتروں وغیرہ کو بلندی سے دیکھ کر تیزی سے ان پر جھپٹتے ہیں اور اپنے قوی پنجوں میں دبا کر انہیں اٹھا لے جاتے ہیں۔ بہری شکار کرتے وقت کبھی کبھی ہوا میں معلق بھی ہو جاتی ہے۔ پہلے زمانہ کے آدمی شکروں کو تربیت دے کر ان کی مدد سے تیتر، کبوتر وغیرہ کا شکار کیا کرتے تھے۔ شکرہ ہرن پر بھی چھوڑا جاتا تھا اس کے سینگوں پر بیٹھ کر اپنی تیز چونچ سے ہرن کو اندھا کر دیتا تھا۔ مغل بادشاہوں

کے زمانہ میں بھی باز پالنا اور باز کے ذریعہ شکار کرنا ایک تفریحی مشغلہ تھا۔ اکبر بادشاہ خود باز اور چیتے وغیرہ پالنے کا شوقین تھا۔

قدیم زمانے میں شاہین کی پرورش محض شکار کی خاطر کی جاتی تھی۔ مگر شاہین کے ذریعہ شکار کا مشغلہ اب روزبروز کم ہو رہا ہے۔

**شائستہ اکرام اللہ بیگم۔** لنڈن میں پاکستان کے سابق ہائی کمشنر مسٹر اکرام اللہ کی اہلیہ محترمہ اور حسین شہید سہروردی کی چھوٹی ہمشیرہ۔ اعلیٰ تعلیم اور تمدن کی خاتون ہیں۔ پاکستان کی سابق قومی اسمبلی اور پارلیمنٹ کی رکن بھی رہ چکی ہیں۔ خواتین کی اصلاح و ترقی کے کاموں میں سرگرم حصہ لیتی ہیں۔

**شب برات۔** شعبان کی پندرھویں رات شب برات کہلاتی ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تمام رات عبادت میں گزارتے تھے۔ آنحضرتؐ کے فرمان اور عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ اس رات قبرستان میں جا کر مردوں کیلئے مغفرت کی دعا کرنے، خیرات دینے اور جاگنے کا بڑا ثواب ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ "اس رات پہلے آسمان پر حق تعالیٰ کا دربار لگتا ہے اور عام اعلان کر دیا جاتا ہے کہ کیا کوئی بخشش چاہنے والا ہے کہ میں اُسے بخش دوں۔ کیا کوئی رزق مانگنے والا ہے کہ میں اُسے رزق دوں۔ کیا کوئی مصیبت زدہ ہے کہ میں اسے نجات دوں۔ غرض تمام رات اسی طرح دربار رہتا ہے اور یہی منادی ہوتی رہتی ہے۔" چنانچہ خدا کے نیک بندے اس کے حضور میں شب بیداری اور ریاضت میں وقت گزارتے ہیں۔

**شب قدر۔** لیلۃ القدر کی بزرگی اس کے نام ہی سے ظاہر ہے۔ یہ رات سال بھر میں ایک دفعہ آتی ہے۔ حدیثوں سے پتہ چلتا ہے کہ شب قدر رمضان شریف کے آخری دس دنوں کے طاق میں ہوتی ہے۔ بعض حدیثوں میں ہے کہ وہ رمضان المبارک کی ستائیسویں رات ہے قرآن پاک میں لیلۃ القدر کا ذکر موجود ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس میں فرشتے خدا کے حکم سے خیر و برکت لیکر اترتے ہیں اور عبادت کرنے والوں کیلئے سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔ اس رات کا عمل صبح صادق تک رہتا ہے۔

**شب معراج۔** نبوت کے بارہویں سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ۲۷ رجب کی شب کو معراج حاصل ہوئی اس رات آپؐ مکہ معظمہ میں ام ہانیؓ کے گھر سو رہے تھے کہ جبریلؑ آپ کے پاس آئے اور اللہ تعالیٰ کا پیغام آپ تک پہنچایا۔ آپ نے "براق" کی سواری کی۔ پہلے بیت المقدس تشریف لے گئے اور اس کے بعد آسمانوں کی سیر کی اور سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے۔ اس کے بعد تن تنہا بارگاہ ایزدی میں باریاب ہوئے۔

اس واقعہ کی وجہ سے شب معراج بڑی بابرکت مانی جاتی ہے۔ ۲۷ رجب کی رات کو نفل پڑھے جاتے ہیں عبادت کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جاتا ہے۔

**شبلیؒ۔** ابوبکر بن جحدر۔ مشہور صوفی بزرگ ۸۶۱ء میں بمقام بغداد پیدا ہوئے۔ ان کے آباؤاجداد ماوراءالنہر سے آکر وہاں آباد ہوئے تھے۔ بغداد ہی میں علوم متعارفہ کی تعلیم پائی اور پھر دماوند کے والی مقرر ہوگئے لیکن پھر حضرت جنید بغدادیؒ کے ایک ہمراہی خیر نساج کے اثر سے تارک الدنیا ہوگئے اور سرکاری ملازمت ترک کر کے درویشانہ پند و نصائح کا آغاز کیا۔ حلاج کے مقدمہ اور اس کا انجام دیکھ کر ان کو بہت عبرت ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ خود انہوں نے بھی حلاج کے خلاف گواہی دی مگر یہ صریح بہتان ہے بعض اوقات ان کے منہ سے رموز تصوف سنکر لوگ ان کو بے دین کہدیا کرتے تھے اور آخر ان لوگوں نے پاگل خانہ بھجوا دیا مگر وہاں بھی انہوں نے اپنی روش ترک نہ کی اور تصوف کے نکات برابر بیان کرتے رہے۔ ان کی کوئی تصنیف نہیں ملتی لیکن ان کے اقوال کا ایک مجموعہ "شطح" کے نام سے ملتا ہے۔ حلاج سے ان کے تعلقات بہت گہرے تھے اور عقائد میں حضرت جنیدؒ کے حامی تھے۔ فقہ میں امام مالک کے پیرو تھے۔ طریقت میں حضرت جنیدؒ اور نصرآبادی کے بین بین ہیں۔ بغداد ہی میں وفات پائی (۳۳۴ھ/۹۴۵ء) اور وہیں اعظمیہ نامی قبرستان میں امام ابوحنیفہؒ کے مزار کے قریب دفن ہوئے۔

بعض مسلمان بچوں کے نام تبرکاً آپ ہی کے نام

پر لکھے جاتے ہیں۔

**شبلی نعمانی** - محمد شبلی نام، شبلی تخلص۔ ۱۸۵۷ء میں بندول نامی ایک گاؤں میں جو اعظم گڑھ میں واقع ہے پیدا ہوئے۔ آپ نے عربی، فارسی، فقہ، حدیث وغیرہ کی تعلیم قابل استادوں سے حاصل کی۔ ۱۷ سال کی عمر میں حج کو گئے۔

مولانا شبلی اپنے زمانے کے بہت بڑے عالم، مورخ، ناقد، فلسفی، شاعر، ماہر تعلیم، واعظ، مصلح، تجدد کا پیکر، فقیہ اور محدث تھے۔

مولانا شبلی نے جب ہوش سنبھالا تو انہیں مسلمانوں کی زبوں حالی پر بہت افسوس ہوا چنانچہ انہوں نے بھی مولانا حالی، سرسید اور اکبر الہ آبادی کی طرح ایک طرف قلم سے مسلمانوں کی اصلاح و ترقی کا کام شروع کیا اور دوسری طرف علمی اور تاریخی کتابیں اردو میں تحریر کرنا شروع کیں۔

مولانا شبلی کئی برس تک علی گڑھ کالج میں عربی کے پروفیسر رہے۔ بعد ازاں آپ نے لکھنؤ میں ایک علمی سوسائٹی کی بنیاد ڈالی جس کا نام ندوۃ العلماء رکھا۔ پھر اعظم گڑھ میں دارالمصنفین قائم کیا اور مشہور علمی اور ادبی رسالہ "معارف" جاری کیا۔

مولانا نے اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہے ہیں۔ زیادہ تر سیاسی، قومی اور اصلاحی نظمیں لکھی ہیں۔ غزل بھی کبھی کبھار کہی ہے۔

آپ کی تصانیف بکثرت ہیں۔ مشہور یہ ہیں: سیرۃ النبی (تکمیل سید سلیمان ندوی)، شعر العجم ۵ حصے، اورنگ زیب عالمگیر، الفاروق، المامون، سیرۃ النعمان، الغزالی، الکلام، علم الکلام، سوانح مولانا روم، موازنہ انیس و دبیر، مقالات شبلی، مجموعۂ نظم وغیرہ۔ آپ نے ۱۹۱۴ء میں انتقال فرمایا۔

**شبنم** - Dew (دیکھو اوس)



**شبیر احمد عثمانی، شیخ الاسلام** - جید عالم دین۔ ۱۰ محرم ۱۳۰۵ھ مطابق ۱۸۸۷ء یو۔پی کے ایک شہر بجنور میں پیدا ہوئے۔ دیوبند میں فقہ، حدیث، فلسفہ، منطق اور ادب کی تعلیم حاصل کی۔ شیخ الہند مولانا محمود الحسن کے خاص تلامذہ میں سے تھے۔

دیوبند سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد شیخ الاسلام نے دہلی کی مسجد فتح پوری میں کچھ عرصہ درس دیا۔ پھر دیوبند میں استاد مقرر ہوئے۔ دیوبند کانگرس کا گڑھ تھا لیکن شیخ الاسلام مسلم لیگ کے حامی تھے۔ ۱۹۴۵ء کے عام انتخابات میں آپ نے لیگ کی حمایت کی۔ صوبہ سرحد کے استصواب رائے عامہ میں بھی آپ نے بڑا حصہ لیا۔ قیام پاکستان کے بعد آپ مجلس دستور ساز کے رکن منتخب ہوئے اور مستقل طور پر کراچی میں سکونت اختیار کرلی۔ ۱۳ دسمبر ۱۹۴۹ء کو انتقال کیا۔ شرح صحیح مسلم تین جلدیں اور شیخ الہند کے ترجمہ قرآن کے حواشی آپ کی یادگار ہیں۔

**شتر مرغ** (OSTRICH) پرندوں میں سب سے بڑا پرندہ ہے۔ اس کا اصلی وطن عرب اور افریقہ کے ریگستان ہیں۔ شتر مرغ کا قد عام طور پر چھ فٹ سے آٹھ فٹ تک ہوتا ہے۔ آنکھیں بڑی، سر چھوٹا، گردن پتلی، ٹانگیں لمبی اور مضبوط اور پاؤں کھر جیسے ہوتے ہیں۔ رنگ کے لحاظ سے شتر مرغ سیاہ و سفید [illegible] اور بھورا ہوتا ہے۔ اس کے ناخن بہت تیز ہوتے ہیں۔

اناج اور گھاس اس کی عام خوراک ہے۔ بھوک کی حالت میں مٹی اور پتھر تک کھا لیتا ہے۔ پانی کے بغیر کئی دن تک زندہ رہ سکتا ہے۔ جسم زیادہ وزنی اور بازو اس کے مقابلے میں کمزور ہوتے ہیں۔ اس لیے اڑنے کی طاقت نہیں ہوتی۔ البتہ دوڑنے میں بہت تیز ہوتا ہے۔ اس

کی تیز رفتاری ضرب المثل ہے۔ شتر مرغ کے پر زیبائش کے لئے تقریباً ساری دنیا میں استعمال ہوتے ہیں۔

**شجاع الدین خلیفہ** ۔ خلیفہ شجاع الدین مرحوم، خلیفہ عماد الدین مرحوم کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ پنجاب یونیورسٹی کے ایم اے اور ولایت کے ایل۔ ایل۔ ڈی تھے۔ لندن سے بیرسٹری کا امتحان پاس کر کے لاہور میں وکالت شروع کی پنجاب یونیورسٹی کے سنڈیکٹ اور مختلف شعبوں کے اعزازی ناظم اور منتظم تھے۔ پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کے سالہاسال تک رکن رہے۔ بالآخر اسمبلی کے اسپیکر منتخب ہوئے اور مسلسل بیمار رہنے کی وجہ سے ۱۹۵۵ء میں وفات پائی۔ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس اور انجمن حمایت اسلام لاہور کی گراں قدر خدمات سرانجام دیں اور مسلمانوں کی ترقی اور بہبود کے لئے عمر بھر کوشاں رہے۔ بڑے کامیاب بیرسٹر اور قانون دان تھے۔

**شخصی حکومت** (AUTOCRATIC GOVERNMENT) شخصی حکومت کو بادشاہت اور ملوکیت بھی کہتے ہیں۔ اس میں ملک کی حاکمیت کے پورے اختیارات ایک ہی فرد کو حاصل ہوتے ہیں۔ اور وہ بادشاہ کہلاتا ہے۔ عام طور پر شخصی حکومت وراثت میں باپ سے بیٹے اور بیٹے سے پوتے کو ملتی ہے۔

بعض حالتوں میں ایسا بادشاہ مطلق العنان ہوتا ہے۔ جس کی حکومت کو ABSOLUTE (MONARCHY) کہتے ہیں۔ وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ کوئی اس سے باز پرس کرنے والا نہیں ہوتا۔ بعض حالتوں میں وہ صرف چند خصوصی اختیارات اور مراعات رکھتا ہے۔ اور ملکی انتظام مجلس عدلیہ اور انتظامیہ کرتی ہے۔ مثلاً یونان، سویڈن، جاپان اور انگلستان وغیرہ کی حکومتیں، ایسی حکومت کو CONSTITUTIONAL MONARCHY کہتے ہیں۔ (نیز دیکھو حکومت)

**شداد بن اوس** ۔ نام شداد۔ کنیت ابو یعلیٰ نیز ابو عبدالرحمٰن۔ قبیلہ خزرج۔ خاندان نجار۔ آپ اپنے سارے خاندان کے ساتھ اسلام لائے۔ کمسنی کے باعث عہد نبوی میں کسی غزوہ میں حصہ نہ لیا۔ وصال نبوی کے بعد ملک شام میں مقیم ہو گئے ۵۸ھ میں بعمر ۷۵ سال وفات پائی۔ اور بیت المقدس میں دفن ہوئے۔ رسول اللہ سے آپ نے بہت سی احادیث سنی تھیں۔ جن میں سے ۵۰ کے قریب احادیث آپ نے روایت کی ہیں۔

نہایت عابد اور پرہیزگار تھے۔ اکثر ساری ساری رات عبادت کرتے رہتے۔ حلیم الطبع اور کم سخن تھے۔ قیام بیت المقدس کے دوران میں انہوں نے اپنے علم و فضل کی وجہ سے دور دراز تک شہرت حاصل کی۔ لوگ ان کی خدمت میں آکر فیضیاب ہوتے تھے۔

**شرائط اتحاد** ۔ شرائط اتحاد سے مراد اس قسم کی شرائط ہوتی ہیں۔ جن کے ماتحت مملکتوں، قوموں یا افراد کے درمیان اتحاد عمل میں آتا ہے۔ اتحاد کی شرائط مختلف طبقوں یا گروہوں میں مختلف قسم کی ہوتی ہیں۔ مملکتوں میں شرائط اتحاد وسیع پیمانے یا اعلیٰ سطح پر ہوتی ہیں۔ باہم اتحاد قائم کرنے والی سلطنتیں اتحادی کہلاتی ہیں۔ گذشتہ جنگ عظیم میں برطانیہ، امریکہ، فرانس اور روس اتحادی تھے۔ اور دوسری جانب جرمنی، اٹلی اور جاپان اتحادی تھے۔

شرائط اتحاد توڑنے والوں سے تاوان وصول کئے جاتے ہیں یا ان کا ملکی اور سیاسی بائیکاٹ ہوتا ہے۔

**شرحبیل بن حسنہ** ۔ کنیت ابو عبداللہ۔ والد کا نام عبداللہ تھا۔ جن کے فوت ہونے پر والدہ حسنہ نے

سفیان انصاری سے شادی کرلی۔ اس لئے ماں کے نام سے منسوب ہوئے۔

دعوتِ اسلام کے آغاز میں ہی مسلمان ہوئے۔ اور مکہ سے حبشہ کو ہجرت کی۔ اور کافی عرصہ وہاں گزارا۔ بعد میں مدینہ آگئے اور ماں کے تعلق سے بنی زریق میں قیام کیا۔ حضرت ابوبکرؓ کے دورِ خلافت میں انہوں نے نمایاں کام کئے۔ سب سے پہلے معرکۂ بصریٰ میں افسر مقرر ہوئے۔ بعد میں سپہ سالارِ اعظم بنے اور اہل بصریٰ سے جزیہ کی شرط پر صلح کرلی۔ اس کے بعد اجنادین میں رومیوں کو شکست دی۔ اس معرکہ میں حضرت خالدؓ بن ولید بھی آپ کے ماتحت افسروں میں تھے۔ اس کے بعد دمشق، فحل، بیسان اور اردن کے مقامات فتح کئے۔

یرموک کے معرکہ میں حضرت خالدؓ سپہ سالار تھے۔ انہوں نے عمرو بن العاص کو میمنہ اور شرجیلؓ کو میسرہ پر افسر مقرر کیا۔ اس جنگ میں بھی مسلمانوں نے فتح پائی۔

۱۸ھ میں جبکہ شام میں اسلامی فتوحات جاری تھیں، طاعون کا مرض پھیلا۔ چنانچہ حضرت شرجیلؓ نے بھی اسی بیماری سے بعمر ۶۷ برس وفات پائی۔

آپ بڑے بہادر اور قوی ہیکل تھے۔ مجاہدانہ کمالات کے علاوہ آپ علم و فضل میں بھی شہرت رکھتے تھے۔ رسول اکرمؐ کی چند احادیث بھی آپ نے روایت کی ہیں۔

**شرح مبادلہ** ۔ شرح مبادلہ دو ملکوں کے سکوں کے باہمی تعلق کا دوسرا نام ہے کوئی بھی ملک اپنی ضرورت کی تمام اشیاء اپنی ہی حدود سے حاصل نہیں کرسکتا۔ اسے بہت سی چیزیں دوسرے ملکوں سے منگوانا پڑتی ہیں جب ایک ملک دوسرے سے خرید و فروخت کرتا ہے تو دو نو ملکوں کے سکوں کے درمیان تعلق قائم ہو جاتا ہے۔

۱۹۳۱ء میں انگلستان کا پونڈ سونے کا ہوتا تھا۔ امریکی سکہ جسے ڈالر کہتے ہیں اب تک سونے کا ہے۔ شرح مبادلہ تجارتی ضرورتوں اور تقاضوں کے مطابق بدلتی رہتی ہے۔

ایک ملک کے تاجر دوسرے ملک کے تاجر سے مال خریدتے وقت، اپنے ملک کے سکوں سے بنک ڈرافٹ خریدتے ہیں اور اسے دوسرے ملک کے تاجروں کے نام بھیج دیتے ہیں۔ بسا اوقات ایک ملک کی برآمدی تجارت بڑھ جاتی ہے اور دوسرے ملک کی برآمدی تجارت گھٹ جاتی ہے۔ اس کا انحصار پیداوار پر ہے جس ملک میں صنعتی یا زرعی پیداوار زیادہ ہوگی وہاں سے زیادہ مال باہر بھیجا جائے گا۔ اس وقت جتنی پیداوار امریکہ میں ہورہی ہے اتنی انگلستان میں نہیں ہورہی چنانچہ امریکی سکے کی مالیت انگلستان کے سکے کے مقابلہ میں بڑھی ہوئی ہے۔ آجکل ہندوستانی اور پاکستانی سکے کی قیمت مساوی ہے۔ ہندوستان نے ۱۹۴۹ء میں اسٹرلنگ کی قیمت گرجانے کے بعد اپنے سکے کی قیمت میں تخفیف کردی تھی۔

**شرر، عبدالحلیم** ۔ اردو کے تاریخی ناول نگار ۱۸۶۰ء میں لکھنؤ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم لکھنؤ میں حاصل کی۔ اور پھر کلکتہ اور دہلی میں تعلیم کے باقی مدارج طے کئے۔

آپ اردو کے مشہور انشاپرداز، ناول نویس اور مؤرخ تھے۔ ناول زیادہ تر تاریخی ہیں۔ جن سے اردو داں طبقے میں تاریخ بینی کا ذوق پیدا ہوا۔ ایک ماہانہ رسالہ "دلگداز" بھی جاری کیا تھا۔ ملک العزیز، ورجنا، فردوس بریں، ایام عرب، اور تاریخ سندھ وغیرہ ان کی مشہور کتابیں ہیں۔ آپ کے مضامین آٹھ جلدوں میں الگ شائع ہوئے ہیں۔

مولانا کو صحافت میں بھی بہت شہرت حاصل ہوئی کیونکہ تصنیف و تالیف کے علاوہ آپ نے بہت سے اخبارات اور رسائل کی ادارت کے فرائض بھی انجام دئے۔ ۱۹۲۶ء میں وفات پائی۔

**شرع** ۔ مسلمانوں کا مقدس قانون، جس میں قرآن مجید کی تعلیمات اور احکامات اور احادیث نبویؐ شامل ہیں۔

اسلامی نظام زندگی کا جامع اور مربوط ضابطۂ عمل، جسمیں قرآن پاک، حدیث نبوی، فقہ اسلامی اور اجتہاد کے موضوعات شامل ہیں۔ شرع شریف کو شریعت اسلامی کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں۔

"شرع" کے لغوی معنی چلنا اور آغاز کرنا وغیرہ ہیں اور شریعت سے مراد مسلک یا جادہ مستقیم ہے جس پر عمل پیرا ہونے کی مسلمان کو تلقین کی گئی ہے۔ جو باتیں شریعت اسلامی میں جائز نہ ہوں انہیں "غیر شرعی" کہتے ہیں۔

کسی نیک اور پرہیزگار مسلمان کیلئے "متشرع" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اور اسے "پابند شریعت" بھی

کہتے ہیں ۔ (نیز دیکھو شریعت)

**شرق اردن** ۔ شام، عراق اور حجاز کے درمیان اور دریائے اردن کے کنارے ایک اسلامی ملک ہے جس کا رقبہ چونتیس ہزار ساڑھے سات سو مربع میل اور آبادی چودہ لاکھ کے قریب ہے ۔ لوگ زیادہ تر عربی النسل ہیں ۔ عربی ان کی قومی زبان ہے ۔ ملک کا دو تہائی حصہ ریگستانی ہے اور پانچ اضلاع میں منقسم ہے ۔ حال ہی میں آب پاشی کے ذریعہ زراعت کو ترقی دی جا رہی ہے ۔ گیہوں اور جو خاص پیداوار ہیں ۔ ریگستان میں لوگ خانہ بدوش ہیں ۔ بھیڑوں اور بکریوں کی گلہ بانی ان کا عام پیشہ ہے ۔ زمین سے از قسم گندھک اور نمک کچھ معدنیات بھی فراہم ہوتی ہیں ۔ عمان دارالحکومت ہے جس کی آبادی پونے دو لاکھ ہے ۔ بیت المقدس دوسرا خاص اور قدیمی شہر ہے ۔ یہ شہر اسلامی اور عیسائی تہذیب کا مرکز اور بے شمار روایات کا حامل ہے ۔ لیکن بدقسمتی سے اتحادی ممالک کی سیاست نے ۱۹۴۷ء میں شہر کو عربوں اور یہودیوں میں بانٹ کر ان سب خصائص کو ختم کر دیا ۔

۱۹۱۸ء سے قبل شرق اردن خلافت عثمانی کا ایک حصہ تھا ۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد انگریزوں نے شریف حسین کی ترکوں کے خلاف امداد کے معاوضہ میں ان کے بیٹے عبداللہ بن جعفر کو شرق اردن کا امیر مقرر کیا لیکن ۱۹۴۶ء تک ملک برطانیہ کے زیر انتداب رہا ۔ اس سال شرق اردن کو مکمل آزادی ملی اور امیر عبداللہ ۱۹۵۱ء تک والی ملک رہے ۔ ۲۰ جون ۱۹۵۱ء کو امیر عبداللہ قتل کر دیے گئے ۔ چونکہ ان کے بیٹے طلال دماغی طور پر نااہل تھے اس لئے ۱۱ ، اگست ۱۹۵۲ء کو امیر عبداللہ کے پوتے حسین ابن طلال اردن کے والی بنے ۔

شرق اردن میں بادشاہ چند وزراء اور ایک منتخب پارلیمان کی مدد سے حکومت کرتا ہے ۔ شرق اردن کی فوج عرب لیجن کے نام سے مشہور ہے ۔ پندرہ ہزار افراد پر مشتمل یہ فوج اسرائیلیوں کے خلاف جوانمردی سے نبرد آزما ہوئی ۔ یہ فوج مکمل طور پر تربیت یافتہ ہے ۔

**شرق الاوسط** ۔ شرق الاوسط سے مراد وہ ایشیائی ممالک ہیں جو اکثر برِ اعظم کے وسط میں ہیں ۔ اور جنہیں انگریزی میں Middle East کہتے ہیں ۔ شرق الاوسط کو شرق وسطیٰ بھی کہتے ہیں صدیوں قبل یہ سرزمین دنیا کی بڑی بڑی تہذیبوں کا گہوارہ تھی اردن، عراق، مصر، شام وغیرہ شرق وسطیٰ یا شرق الاوسط میں شامل ہیں ۔ ایک طرف امریکہ اور برطانیہ اور دوسری جانب روس کے مابین شرق وسطیٰ کے ممالک رقابت اور مناقشہ کی آماجگاہ بنے ہوئے ہیں

**شرق الہند، جزائر** ۔ East Indies ان جزائر کے دو مجموعے ہیں ۔ سماترا سے تیمور تک سنڈا گروہ اور سیلیبس سے نیوگنی تک مولکس گروہ ۔ آخر الذکر جماعت میں بورنیو کا جزیرہ اور کچھ دوسرے چھوٹے جزیرے بھی شامل ہیں یہ جزائر ہالینڈ کے قبضے میں تھے لیکن ۱۹۴۹ء میں (جنگ عظیم کے بعد) آزاد و خود مختار ہو گئے ۔ اب صرف نیوگنی ولندیزوں کے قبضے میں ہے ۔ ان جزائر میں جاوا سب سے زیادہ ترقی یافتہ جزیرہ ہے ۔ یہاں سے شکر چائے ۔ قہوہ اور ربر برآمد ہوتی ہے ۔ چاول یہاں کی خاص غذا ہے ۔ ضروریات پورا کرنے کے لئے کچھ چاول درآمد کرنا پڑتا ہے ۔ سنکونا کی چھال سے ملیریا کی مشہور دوا کونین ۔ نیز گول مرچ اور مختلف قسم کے مصالحہ جات بھی پیدا ہوتے ہیں ۔ ولندیزی جزائر کا صدر مقام بٹاویا ( Batavia ) ہے اور یہ مقام مجموعہ جزائر کا بندرگاہ بھی ہے ۔ جزیرہ سماٹرا میں ربڑ اور تمباکو کی کاشت ہوتی ہے لیکن یہ جزیرہ جاوا کی طرح ترقی یافتہ نہیں ہے ۔ یہاں کی زمین میں ٹین اور پٹرول کے ذخائر موجود ہیں جن سے استفادہ کیا جا رہا ہے ۔ جزیرہ بورنیو میں پٹرول اور کوئلہ کے قیمتی ذخائر ہیں لیکن اس جزیرہ کے بیشتر حصے پر جنگلی اقوام آباد ہیں اور اس حصہ کا ابھی تک جائزہ نہیں لیا گیا ۔ دوسرے حصوں، شمالی بورنیو اور سراوک میں کھیتی باڑی زیادہ ہوتی ہے ۔ جزائر سیلیبس اور مولکس چھوٹے زرخیز جزیرے ہیں اور ابھی ترقی کے ابتدائی منازل طے کر رہے ہیں ۔ نیوگنی کا مغربی حصہ ولندیزیوں کے قبضہ میں ہے ۔ جنوب مشرقی حصہ پر آسٹریلیا کا تسلط ہے اور باقی ماندہ حصہ پر آسٹریلیا کے مقرر کردہ حکام کاروبارِ مملکت انجام دیتے ہیں ۔ بیشتر جزیرہ گھنے جنگلات سے ڈھکا ہوا ہے لیکن تھوڑا بہت ناریل اور کیلا پیدا ہو جاتا ہے ۔ سونے کی معمولی کانیں بھی پائی جاتی ہیں ۔ (نیز دیکھو انڈونیشیا)

**شرک۔** یہ لفظ توحید کی ضد ہے جس کے معنی خدا کو ایک جاننے کے ہیں۔ شرک کے معنی ہیں خدا کے ساتھ کسی کو شریک کرنا۔ شرک خواہ ذاتی ہو یا صفاتی دونوں برابر ہیں۔ خدا کے نزدیک سب سے بڑا گناہ شرک ہے جس کے متعلق کہا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ شرک کے گناہ کو کبھی معاف نہیں کریگا۔ شرک کی مختلف اقسام ہیں مثلاً بجز خدا کسی اور کی عبادت کرنا یا اس کے علاوہ کسی اور کو بھی خدا ماننا یا اس کی صفات میں کسی دوسرے کو شامل کرنا سب شرک ہیں۔ قدرتی طاقتوں کی پوجا کرنا، خدا کے لڑکے اور لڑکیاں بنا لینا، پتھروں، درختوں، ستاروں یا قبروں کو پوجنا بھی شرک کے دائرہ میں ہیں۔ خدا کے ساتھ بیٹا اور روح القدس یا یزدان کے ساتھ اہرمن کا تصور بھی شرک ہے۔

**شرکت۔** (Partnership) دو یا زیادہ آدمیوں میں ایسا سمجھوتا جس کی وجہ سے کوئی کاروبار مل کر کیا جا سکے۔ شرکت کے وقت دستاویز شرکت باقاعدہ ٹکٹ لگے ہوئے کاغذ پر لکھ کر اس کی رجسٹری کرائی جاتی ہے۔ اس میں ہر شخص کے حقوق، شرائط، نفع کی تقسیم اور نقصان کی ذمہ داری وغیرہ امور درج ہوتے ہیں۔ شرکت میں فائدہ یہ ہے کہ سرمایہ آسانی سے فراہم ہو جاتا ہے اور مختلف ذہانتوں اور اختلافِ طبع کے آدمی مل کر تقسیم کار کے ذریعہ کاروبار آسانی سے چلا لیتے ہیں لیکن شرکت کا سب سے زیادہ تاریک پہلو یہ ہے کہ اکثر ساجھیوں میں غلط فہمی یا جھگڑا ہو جاتا ہے اور شرکت کا خاتمہ ناکامی کی شکل میں ہو جاتا ہے۔ بالعموم شرکت اور شراکت کا مفہوم ہم معنی ہے۔

**شرکت محدود لمیٹڈ کمپنی** Limited Company

یہ کاروباری تنظیم بڑے پیمانے کے کاروباروں کیلئے مخصوص ہے اور موجودہ دور کی نہایت اہم اور پیدائش دولت کی جدید ترین تنظیم ہے۔ اسے دستکاریوں اور رسل و رسائل کی صنعتوں میں خاص طور پر کام میں لایا جاتا ہے۔ زراعت میں یہ تنظیم ابھی تک تقریباً مفقود ہے۔

مشترک سرمایہ کی انجمن میں متعدد افراد اپنے سرمایہ کی بنا پر اس طرح شامل ہوتے ہیں کہ کل سرمایہ کو مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ اور ہر حصہ کی قیمت مقرر کر دی جاتی ہے۔ یہ حصے فروخت کر دیے جاتے ہیں۔ خریدنے والے کو حصوں کی ایک محدود تعداد خریدنے کا اختیار ہوتا ہے۔ اس میں حصہ داروں کی ذمہ داری محدود ہوتی ہے اور ہر حصہ دار کو اپنے حصے کی قیمت کے مطابق نفع یا نقصان ہوتا ہے۔

**شریان۔** (Artery) حیوانی جسم کے اندر رگوں کا جال جو خون کو قلب سے لیکر جسم کے تمام حصوں کو پہنچاتا ہے۔ دو خاص شریانیں ہیں۔ ایک "اورطی" کہلاتی ہے جو قلب کے بائیں بطن سے نکل کر اپنی شاخوں کے ذریعہ دماغ اور دوسرے اعضاء کو خون پہنچاتی ہے۔ اور دوسری کو وریدِ شریانی کہتے ہیں یہ قلب کے دائیں بطن سے نکلتی ہے اور اپنی شاخوں کی وساطت سے گندے خون کو لنگ یعنی پھیپھڑے تک لاتی ہے، جہاں یہ عمل تنفس کے ذریعہ مصفیٰ ہو کر پھر جسم کی پرورش کے کام آتا ہے۔ ان کی شاخیں منبع سے نکلنے کے بعد بتدریج باریک ہوتی جاتی ہیں اور بالآخر وریدسے مل کر ان میں پیوست ہو جاتی ہیں۔

یہ خذائے نعالی سے مشابہ اور لچکدار ہوتی ہیں جن کے اندر نہایت باریک نالی خون کی آمد و رفت کے لئے بنی ہوتی ہے۔ یہ حسب ضرورت پھیلتی اور سکڑتی رہتی ہے۔

**شریح، قاضی۔** (دیکھو قاضی شریح)

**شریعت۔** خدا کے مقرر کئے ہوئے قوانین جن کی پابندی ہر مسلمان پر لازم ہے شریعت کہلاتے ہیں۔ شریعت کا دیوانی اور فوجداری ضابطہ مکمل ترین مجموعہ قوانین ہے جسے خالق کائنات کی ہدایت کے مطابق تشکیل دیا گیا ہے۔ شریعت میں انسانی زندگی کے ہر شعبے کے متعلق جامع اور واضح قوانین موجود ہیں۔ اعمال شریعت اعمال کی اچھائی اور برائی کی جانچ کی بنیاد ہے خلاف شرع اعمال چاہے وہ بظاہر کتنے ہی اچھے معلوم ہوں ضرر سے خالی نہیں ہو سکتے۔

شریعت کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی رضا اور مشیّت پر مبنی ہے اس لئے کسی فرد یا جماعت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اُس پر تنقید کرے اور اس میں اپنی مرضی کے مطابق کوئی تبدیلی کرے۔ اس لئے شریعت دنیا کے دوسرے مجموعہ ہائے قوانین سے اس معاملے میں مختلف ہے۔

**شریعت موسویؑ**۔ حضرت موسیٰؑ نے جس دین کی تعلیم دی وہ بھی دنیا کا اولین مذہب یعنی اسلام ہے۔ اسلام کی تعلیم انبیائے کرامؑ روزِ اول سے دیتے آئے ہیں۔ اس لئے حضرت موسیٰؑ کی تعلیم کو دینِ موسوی کا نام دینا اور اسلام سے جدا گانہ شریعت سمجھنا درست نہیں ہے۔ حضرت موسیٰؑ پر توریت نازل ہوئی اور وہ اپنی قوم کی اصلاح میں مصروف رہے مگر ان کی غیر حاضری میں بنی اسرائیل نے حضرت ہارونؑ کی کوئی پروا نہ کی اور خدائے واحد کی عبادت کو چھوڑ کر کفر و شرک میں دوبارہ مبتلا ہوئے۔ بالآخر بڑی مشکل کے بعد بنی اسرائیل نے کفر و شرک سے توبہ کی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کا پھر نفاذ ہوا مگر حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ کی وفات کے بعد بنی اسرائیل پھر گمراہی میں مبتلا ہو گئے۔

**ششکلی، کرنل ادیب**۔ شامی فوجی افسر اور سیاست دان ہیں۔ ۱۹۴۹ء میں فوجی بغاوت کر کے حکومت پر قابض ہو گئے۔ ۱۹۵۴ء میں ایک اور انقلاب ہوا جس کے بعد شام سے بھاگ گئے۔ آج کل مصر میں مقیم ہیں۔

**شطاریہ**۔ ایک سیاسی فرقہ جو عباس کے زمانہ میں پیدا ہوا۔ اس گروہ کے سیاسی عقائد دوسرے لوگوں کے نظریوں سے مختلف تھے۔ لفظ شطاریہ عیاری اور چابکدستی کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

**شطرنج**۔ (Chess) ایک کھیل جسے دو کھلاڑی ۶۴ سیاہ و سفید شطرنجی خانوں کے تختہ پر کھیلتے ہیں۔ ہر کھلاڑی کے پاس ۱۶ مہرے ہوتے ہیں۔ ایک کے پاس سفید اور دوسرے کے پاس سیاہ۔ اگلی قطار پیادوں کی ہوتی ہے پچھلی صف کے بیچ میں داہنی جانب بادشاہ اور اس کے بائیں جانب وزیر ہوتا ہے۔ بادشاہ کی داہنی جانب فیل۔ پھر گھوڑا اور آخری گھر پر رُخ ہوتا ہے۔ اسی طرح وزیر کے بائیں جانب ایک فیل۔ ایک گھوڑا اور ایک رُخ ہوتا ہے۔ ان مہروں کی چالیں حسبِ ذیل قواعد کے ماتحت ہوتی ہیں:- پیادہ ایک گھر آگے بڑھ سکتا ہے اور ایک گھر ترچھا بڑھ کر کسی بھی مخالف مہرے کو مار سکتا ہے۔ بادشاہ اپنے گرد و پیش ایک گھر چل سکتا ہے اور مخالف مہرے کو مار سکتا ہے۔ معاملِ بازی میں بادشاہ کو صرف ایک بار قلعہ بناتے وقت دو گھر سیدھا اور ایک گھر آڑا (ڈھائی گھر) چلنے کا حق حاصل ہے۔ فرزین ایک سمت میں سیدھا یا آڑا۔ آگے یا پیچھے جیسے بھی چلنا چاہے بڑھایا جا سکتا ہے۔ فیل جس رنگ کے گھر پر ہوگا اس پر ایک ہی سمت میں صرف آڑا جتنے گھر چاہے چل سکتا ہے۔ صرف یہی ایک ایسا مہرہ ہے جو دوسرے مہروں کو پھلانگ کر آگے پیچھے بڑھ سکتا ہے۔ رُخ ایک سمت میں آگے پیچھے دائیں بائیں جتنے گھر چاہے صرف سیدھا چل سکتا ہے۔ ایک خانہ میں بیک وقت صرف ایک مہرہ رہیگا۔ البتہ کوئی بھی مہرہ اپنی چال کی مطابقت میں چل کر مخالف مہرے کو مار کر اس کے خانے پر قابض ہو سکتا ہے۔

بادشاہ پیٹا نہیں جاتا۔ بازی کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ بادشاہ کو گھیر کر اس طرح مقید کر دیا جائے کہ اس کے لئے کوئی راہِ فرار نہ رہے اس مقصد کی تکمیل کا نام مات ہے جس کے بعد بازی ختم ہو جاتی ہے فریق مخالف کا مہرہ اس انداز سے بڑھے کہ بادشاہ اس کی زد میں آتا ہو تو اسے شہ کہتے ہیں۔ شہ کے بعد اگر بادشاہ کے لئے کوئی راستہ بچنے کا نہیں رہا ہے تو یہ مات ہوگی۔ اگر شہ کسی اور مہرے کو درمیان میں ڈال دینے سے بچ جاتی ہے اسے ادوب دینا کہتے ہیں۔ عموماً سفید مہروں کا درمیانی پیادہ ایک گھر آگے بڑھا کر بازی شروع ہوتی ہے۔ پھر سیاہ مہروں میں سے کوئی سا ایک بڑھایا جاتا ہے اور یکے بعد دیگرے چالیں ہوتی رہتی ہیں۔ پیادے اس غرض سے بڑھائے جاتے ہیں کہ وہ اہم مرکزی مقامات
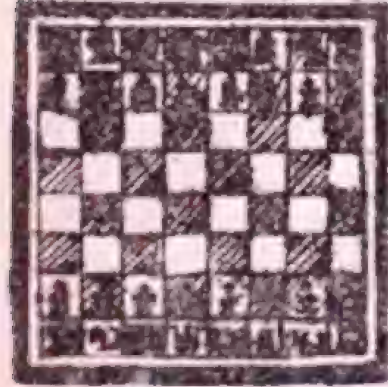
پر قابض ہو جائیں اور بڑے مہروں کا راستہ کھل جائے تا کہ وہ زیادہ کام کر سکیں شاطر کبھی کبھی اپنا قیمتی مہرا پٹوا کر کچھ چالوں کے بعد مات نکال لیتے ہیں۔ ہار جیت کا دار و مدار مہروں کی تعداد پر نہیں ہوتا۔ ایک کھلاڑی جس کے پاس نسبتاً کم مہرے ہیں بازی جیت سکتا ہے۔ کبھی کبھی بھری بازی میں مات ہو جاتی ہے۔ اور بسا اوقات سب مہرے پٹ پٹا کر گنے چنے مہرے رہ جاتے ہیں۔ اگر بسا طر پر صرف چار مہرے رہ جائیں تو اسے چومہری کہتے ہیں اور یہ بازی برابر چھوٹتی ہے۔ مہرے کم رہ جانے پر کوشش یہ کی جاتی ہے کہ پیادہ کو آخری گھر تک بڑھا کر مہرہ بنا لیا جائے۔ پیادہ جس مہرے کے گھر تک پہونچ جائے گا اُسی میں تبدیل ہو جائے گا۔

شطرنج میں بہت سوچ بچار کے بعد چال چلنا چاہیئے اکثر کئی کئی چالیں سوچنے کے بعد کھلاڑی اپنی چال چلتا ہے۔

یہ کھیل شاہانِ مغلیہ کو بہت پسند تھا اور اُس زمانہ میں گھر گھر اس کا چرچا تھا۔ شطرنج کھیلنے کا انگریزی طریق قدرے مختلف ہے۔ اس میں پیادہ کی پہلی چال ایک کے بجائے دو گھر ہوتی ہے اور بعد میں پیادہ ایک ہی گھر چلتا ہے ذہنی تربیت اور سوچ بچار کا مادہ پیدا کرنے کے لئے یہ کھیل مفید ہے۔

## شعاع زنی۔ (Radio-activity)

ریڈیم، یورینیم اور کچھ دوسرے عناصر کے ایٹم (Atoms) خود بخود ٹوٹ کر مختلف مادوں میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں اور ان مادوں کی شعاع زنی کرتے رہتے ہیں۔ یہ مادے ہیلیم کے مثبت برقی اثر رکھنے والے ایٹم، الیکٹران اور برق و مقناطیس کی ملی جلی چھوٹی لہروں (Waves) کی شکل میں متذکرہ بالا عناصر سے خارج ہوتے رہتے ہیں۔

شعاع زن عناصر (Radio-active Elements) رفتہ رفتہ کسی دوسرے عنصر میں تبدیل ہو جاتے ہیں تبدیلیوں کا یہ سلسلہ آخیر میں سیسے کی شکل اختیار کر لیتا ہے جو کہ شعاع زن نہیں ہوتا ہے۔ ان عناصر کی شعاع زنی نہ صرف فوٹوگراف کی پلیٹ پر اثر انداز ہوتی ہے بلکہ اس کے اثرات جیوا الوجود پر بھی پڑتے ہیں۔

## شعاعی علاج Radio-therapy

شعاعی علاج میں بنفشی شعاعیں Ultera-violet Rays انسانی یا حیوانی اجسام پر علاج کی خاطر ڈالی جاتی ہیں۔ اس ضمن میں بیماری کا علاج ایکس ریز X-Rays یا ریڈیم Radium سے کیا جاتا ہے۔ شعاعی علاج کے طریقے سرطان Cancer اور بعض جلدی امراض میں مفید ثابت ہوتے ہیں۔

## شعاعی مصوّری۔ Radiography

مصوّری کا وہ فن ہے جس میں ایکس ریز X-Rays کے ذریعہ تصاویر لی جاتی ہیں۔ ان تصاویر کے ذریعہ بعض امراض کی تشخیص کرنے میں مدد ملتی ہے۔ جسم کی ہڈیاں شکستہ ہو جائیں یا اکڑ جائیں تو شعاعی مصوّری کی تصاویر کے ذریعہ سے ان کا انکشاف فوراً ہو جاتا ہے۔

انسانی جسم کی تصاویر لینے کا یہ طریقہ ڈاکٹروں اور اطباء کے ہاں عام ہو چکا ہے اور اب داخلی اور بعض جسمانی امراض کی تشخیص بڑی آسان ہو گئی ہے۔

## شعب ابی طالب۔

مکہ معظمہ کے قریب کا ایک درہ جو خاندان بنو ہاشم کی موروث تھا۔ محرم سنہ ۷ نبوی میں مکہ کے تمام قبائل نے ایک معاہدہ تحریر کیا کہ جب تک بنو ہاشم حضور کو قتل کرنے کے لئے ہمارے حوالے نہ کر دیں اس وقت تک ان سے کوئی میل جول نہ رکھا جائے۔ یہ معاہدہ منصور بن عکرمہ نے لکھا اور اسے در کعبہ پر آویزاں کر دیا گیا۔

ابو طالب مجبور ہو کر تمام خاندانِ ہاشم کے ساتھ شعب ابو طالب میں پناہ گزین ہوئے۔ اور تین برس تک وہیں سخت عسرت کی زندگی بسر کی۔

آخر کفار نے خود ہی اس ظالمانہ معاہدہ کو چاک کر دیا۔

**شعبان**۔ ہجری سال کا آٹھواں مہینہ۔ جس کی ۱۴ تاریخ کو مسلمان شب برات کا تہوار مناتے ہیں۔ رات کو یادِ الٰہی میں مصروف رہتے اور اگلے دن روزہ رکھتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ سال بھر کی روزی اسی رات مقسوم ہوتی ہے۔ اس رات کو حلوہ بنایا اور کھایا جاتا ہے اور رواجاً آتشبازی چلائی جاتی ہے۔ آنحضرت صلعم نے نفلی روزہ رکھنے کے

واسطے اس بیٹے کے آخری ایام کی فضیلت بتائی ہے۔
اصلاحی کوششوں کی بدولت اب آتشبازی کا رواج کم ہو رہا ہے۔

شعبی، امام۔ المتوفیٰ ۱۰۴ھ۔ مشہور فقیہ اور محدث تھے۔ اور اکثر فنون اسلامی میں کمال رکھتے تھے۔ خلافت دمشق کی طرف سے سفیر بن کر قسطنطنیہ (ترکی) بھی گئے تھے۔ شہر کوفہ کے امام تھے۔ امام ابوحنیفہ کے ہمعصر تھے لیکن عمر میں اُن سے بڑے تھے۔

شعراء۔ واحد شاعر اور جمع شعرا۔ دنیا کے تمام ادبوں کی بنیاد شاعروں ہی نے رکھی۔ شعر کا وجود نثر سے بہت پہلے معلوم ہوتا ہے۔ قافیہ پیمائی انسان میں ایک فطری چیز ہے جو شعرا میں عام لوگوں سے زیادہ پائی جاتی ہے۔ شاعر کو پہلے جذبات کا حس ہوتا ہے پھر وہ دماغ کو کام میں لاتا اور سوچتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شعر جو مظہر جذبات ہے نثر پر مقدم ہے اور فکر دماغی کا نتیجہ ہے۔ فن تحریر کی ابتدا سے پہلے شعرا ہی تھے جن کا دل پسند کلام لوگ حفظ کر کے ایک دوسرے کو سناتے اور غیر محسوس طریقے پر ایک دوسرے کی تعلیم کے فرائض انجام دیتے تھے۔

انسانی تہذیب و ترقی میں شعرا کا بڑا ہاتھ ہے۔ جو کام بڑے بڑے جابر بادشاہ انجام نہ دے سکے وہ اکثر شعرا کے ہاتھوں انجام پا گئے۔ شاعروں نے بارہا مردہ قوموں میں روح پھونکی اور انہیں دنیا کی زندہ قوموں کے مقابلے میں لا کھڑا کیا۔ علامہ اقبال مرحوم کی مثال ہمارے سامنے موجود ہے۔ جنہوں نے اپنی مسلسل شاعرانہ کاوشوں سے مسلمانوں میں بیداری کی روح پیدا کی اور ان کے خفیہ جذبات کو زندہ کیا۔

شعرا میں بسا اوقات ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں چنانچہ قرآن پاک میں ایسے اشخاص کے بارے میں کہا گیا ہے کہ "یقولون ما لا یفعلون" (کہتے وہ ہیں جو کرتے نہیں)

شعلہ۔ (Flame) اشیاء ایک مخصوص درجہ تپش پر آگ پکڑ سکتی ہیں۔ یہ درجہ نقطہ اشتعال کہلاتا ہے۔ عمل احتراق سے جب اس قدر گرمی پیدا ہو جائے کہ ٹھوس اور مائع چیزیں گیس میں تبدیل ہونے لگیں اور گیسیں آگ پکڑنے لگیں تو شعلے اٹھنے لگتے ہیں۔ جب کسی جلتی ہوئی چیز کی تپش کسی وجہ سے نقطہ اشتعال سے کم ہو جاتی ہے تو وہ بجھنے لگتی ہے۔ ڈیوی (Davy) کا محفوظ لیمپ اسی اصول کے تحت بنایا گیا ہے کیونکہ کوئلے کی کانوں کے اندر محترق گیسیں موجود ہوتی ہیں اور جب معمولی لیمپ یا دیا سلائی جلائی جاتی ہے تو ان میں آگ لگ جاتی ہے اور وہ دھماکے کے ساتھ ایک دم جل اٹھتی ہیں۔

شعیب علیہ السلام۔ حضرت ہودؑ، صالحؑ اور لوطؑ کے بعد پیغمبر ہوئے اور اصحاب الایکہ پر مبعوث ہوئے تھے۔ قرآن پاک میں ان کو "اصحاب المدین" کے بھائی کہا گیا ہے۔ کیونکہ وہ بھی اُسی قوم سے تعلق رکھتے تھے جو مدین میں آباد تھی۔ یہ قوم امانت میں خیانت، کم تولی اور ناپ تول میں بہت بے ایمان تھی۔ آپ ان کو سمجھاتے اور خدا کے عذاب سے ڈراتے تھے لیکن وہ اپنی بے ایمانی اور بداعمالی سے باز نہ آتے تھے۔ آخر انہوں نے چند لوگوں کو حضرت شعیبؑ کے قتل پر متعین کر دیا اور وہ یقیناً ان کو پتھروں سے ہلاک کر دیتے مگر خدا تعالیٰ نے ان پر اپنا عذاب نازل فرمایا اور زلزلہ نے ان کو آ پکڑا۔ اور آپ معہ اہل خاندان اور ساتھیوں کے بچ گئے۔

روایات سے ثابت ہے کہ حضرت موسیٰؑ مصر سے بھاگ کر انہیں کے پاس پہنچ گئے تھے اور اُن کی ایک لڑکی سے شادی کی جس کے مہر میں بارہ برس تک بکریاں چرائیں۔ کہتے ہیں کہ آپ نے حضر موت میں وفات پائی۔ واللہ اعلم۔

شعیب (وزیر خزانہ پاکستان) دیکھو محمد شعیب

شفاء بنت عبداللہ۔ شفا نام۔ قبیلہ قریش کے خاندان عدی سے تعلق۔ سلسلہ نسب یہ ہے شفا بنت عبداللہ بن عبد شمس بن خلف بن صداد بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوئی۔ آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم تھا۔ آپ کا نکاح ابو حشمہ بن حذیفہ عدوی سے ہوا۔ آپ ہجرت سے قبل مسلمان ہوئیں۔ آپ کی وفات کا سنہ معلوم نہیں۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے ان کو بلا کر ایک چادر دی۔ اور عاتکہ بنت اسید کو جو ان کے پیچھے پیچھے ازخود آگئی تھیں، ان سے بہتر چادر دی۔ اس پر حضرت شفا ناراض ہو گئیں پھر کہا تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں۔ ان کو

مجھ سے بہتر چادر دی ۔ حالانکہ میں ان سے پہلے مسلمان ہوئی ۔ تمہاری نسبت تم بھی ہوں اس کے علاوہ تم نے مجھ کو طلب کیا تھا وہ خود چل آئیں حضرت عمرؓ نے جواب میں کہا "میں تمہیں عمدہ چادر دیتا لیکن جب یہ آگئیں تو مجھے ان کی رعایت کرنا پڑی کیونکہ یہ رسول اللہ سے نسبتاً قریب تر ہیں"

**شفق** ۔ Twilight سورج طلوع ہونے سے کچھ دیر پہلے اور غروب سے کچھ دیر بعد تک آسمان پر سورج کی ہلکی سی روشن شعاعیں نظر آتی ہیں ۔ جن کی روشنی زمین پر بھی اثر انداز ہوتی ہے ۔ لیکن غروب کے وقت جب سورج افق سے کچھ نیچے چلا جاتا ہے تو یہ شعاعیں کرۂ ہوائی کے صرف بالائی حصے کو روشن کرتی ہیں اور زمین پر تاریکی چھا جاتی ہے ۔

صبح اور شام کی یہ ہلکی روشنی شفق کہلاتی ہے ۔

**شفق شمالی** ۔ Aurora Borealis آسمان پر روشنی کی ایک شعاع شمالی عرض البلد کے ممالک میں عموماً رات کے وقت شمال کی جانب دیکھی جاتی ہے ۔ اسی طرح کی روشنی جنوب کی جانب جنوبی عرض البلد سے قربت رکھنے والے ملکوں میں بھی دیکھی جاتی ہے جس کو شفق جنوبی Aurora Australis کہتے ہیں ۔

**شفیق الرحمٰن** ۔ اردو کے مشہور افسانہ نگار ۔ تاریخ پیدائش ۹ نومبر ۱۹۲۰ء ۔ ایف ایس سی کے بعد ۱۹۴۲ء میں میڈیکل کالج لاہور سے ایم ۔ بی ۔ بی ۔ ایس کیا ۔ پھر انڈین میڈیکل سروس میں آگئے ۔ آجکل پاکستانی فوج میں ایک معزز عہدہ پر سرفراز ہیں ۔

آپ بڑے جلس سکھ اور خوش باش انسان ہیں ۔ سیر و سیاحت کے عاشق ہیں ۔ کرکٹ ، باکسنگ اور تیرنے کا بے حد شوق ہے ۔ اور بہت اچھے سپورٹسمین ہیں ۔ ۱۹۴۲ء میں آپ کے افسانوں کا پہلا مجموعہ "کرنیں" کے عنوان سے شائع ہوا ۔ جو بہت پسند کیا گیا ۔ ۱۹۴۳ء میں دوسرا مجموعہ شگوفے چھپا جو پہلے سے بھی زیادہ مقبول ہوا ۔

آپ کے افسانوں کے ایک اور مجموعہ کا نام مدوجزر ہے ۔ دو اور مجموعے حماقتیں اور مزید افسانے حال ہی شائع ہوئے ہیں ۔



**شفیق جونپوری** ۔ جونپور میں پیدا ہوئے ۔ اردو ، عربی اور فارسی اور انگریزی کی معمولی تعلیم جونپور ہی میں حاصل کی ۔

سات سال کی عمر سے شعر گوئی کا آغاز ہوا ۔ ابتدا نعت گو کی حیثیت سے ہوئی ۔ شاعری ورثہ میں ملی تھی ۔ آپ کے والد شاعر تھے اور صاحب دیوان بھی ۔

شفیق کی اردو ، فارسی اور عربی مطبوعہ تصانیف ۳۰ سے زیادہ ہیں ۔ قابل ذکر یہ ہیں ۔

(۱) ضیائے حجاز ۔ (سلام اور قصائد کا مجموعہ)
(۲) بانگ جرس ۔ (غزلیات اور نظموں کا مجموعہ)
(۳) خرمن عشق ۔ (عاشقانہ دیوان)
(۴) انسان اعظم ۔

**شقران صالح**ؓ ۔ نام صالح ۔ لقب شقران ۔ والد کا نام عدی ۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ مشہور صحابی رسول اللہ کے حبشی غلام تھے جنہیں بعد میں رسول اللہؐ نے قیمت دے کر خرید لیا آپ اسلام کے اولین دنوں میں مسلمان ہو گئے اور مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی اور وہیں مستقل طور پر سکونت پذیر ہو گئے ۔

عموماً جنگوں میں قیدیوں کی حفاظت کرتے تھے ۔ اور مال غنیمت سے حصہ لینے کے علاوہ قیدیوں کی حفاظت کرنے کا معاوضہ بھی قید کرنے والوں سے لیتے تھے اور اس طرح بہت منافع حاصل کرتے تھے ۔ غزوہ بدر میں انہوں نے محافظت کے فرائض اس دیانتداری اور محنت سے انجام دئیے کہ حضورؐ نے خوش ہو کر انہیں آزاد کر دیا ۔

رسول اللہ کی تجہیز و تکفین کے وقت اہل بیعت کے ساتھ مل کر کام کرتے رہے ۔

**شق قمر** ۔ چاند کا پھٹنا ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا روشن معجزہ ہے جو صحیحین (بخاری و مسلم) سے ثابت ہے اس کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ اہل مکہ نے آنحضرتؐ سے معجزہ طلب کیا ۔ آپ نے بحکم الٰہی انگلی کا اشارہ کیا اور چاند اس اشارے سے پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا ۔ کہتے ہیں کہ ہندوستان میں راجہ ملیبار نے اسی واقعہ کو دیکھ کر اسلام قبول کیا تھا ۔ ہاں جب کفار نے معجزہ شق القمر کو جھٹلایا اور اپنی نفسانی خواہشوں پر چل کر اسے جادو سے تعبیر کیا ۔ معجزہ شق القمر کا ذکر قرآن پاک میں سورہ "القمر" میں موجود ہے ۔

**شکار۔** پرندوں یا جانوروں کا خوراک یا تفریح طبع کیلئے پکڑنا یا مارنا یہ کئی طرح سے ہوتا ہے۔ بعض لوگ پھندوں اور جالوں سے زندہ جانور پکڑتے ہیں۔ بعض تیروں اور نیزوں سے شکار کرتے ہیں۔ اور اب بندوق اور رائفل سے بھی شکار ہوتا ہے۔ مچھلیاں کنڈی سے پکڑلی جاتی ہیں یا دھماکہ سے پانی کو اچھال کر مارلی جاتی ہیں۔

اس کے علاوہ شکار کی ایک اور قسم بھی ہے۔ یہ دیگر جانوروں یا پرندوں کی مدد سے کھیلا جاتا ہے۔ اس مطلب کے لئے خاص قسم کے کتے سدھائے جاتے ہیں جو بو سونگھنے اور تیز دوڑنے میں بے مثل ہوتے ہیں اگر کسی جانور کے پیچھے ڈال دئے جائیں تو اس کی بو سے کھوج لگاتے لگاتے اس کو جالیتے ہیں اس قسم کا شکار عموماً کتوں کے مقابلے کے لئے کھیلا جاتا ہے اور تفریح طبع کے طور پر آدمی گھوڑوں پر سوار ہو کر ساتھ ساتھ دوڑتے ہیں۔

سابقہ وقتوں میں کتوں کے علاوہ چیتے بھی شکار کے لئے پالے جاتے تھے اور ان کو باقاعدہ سدھایا جاتا تھا ان کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوتی تھی شکار کے نمودار ہوتے ہی ان کی پٹی کھول کر انہیں چھوڑ دیا جاتا تھا۔ اور یہ اس پر جھپٹتے تھے پرندوں کا شکار کرنے میں، باز، شاہین، بہری اور شکرہ استعمال ہوتے تھے۔ ان کا بھی وہی طریق تھا۔ جو چیتے کے شکار کا تھا۔ اس مطلب کے لئے باز سے شکار کرنے والے ماہر بڑی بڑی تنخواہیں پاتے تھے اور بادشاہوں کے اپنے بازوں کا محکمہ ہوتا تھا۔ جن پر میر شکار مقرر ہوتے تھے۔ لیکن بندوق کے رائج ہونے سے اس قسم کے شکاروں کا رواج پھیکا پڑ گیا ہے۔

قدیم مغل بادشاہوں کے وقت شکار کے فن کو باقاعدہ طور پر مخصوص محکموں کے سپرد کیا جاتا تھا۔ اور شاہی شکاروں کی کئی قسمیں تھیں "قمرگہ" کے شکار میں بیلدار شکار کو گھیر کر ایک احاطے میں جمع کر دیتے تھے۔ بادشاہ جا کر شکار کھیلتے پھر درجہ بدرجہ امرا کی باری آتی۔ ایک اور قسم کے شکار میں شکار کو ایک خاص مقام پر لایا جاتا اور جب وہ زد میں آ جاتا تو بادشاہ یا امیر جو پہلے ہی اس جگہ کو زد میں لیکر بیٹھا ہوتا گولی مار دیتا۔ اس کے علاوہ کتوں اور بازوں کے شکار بھی عام تھے۔ موذی جانوروں مثلاً شیر اور چیتوں کے شکار کا رواج بھی قدیم سے چلا آتا ہے۔ لیکن ہاتھی کا شکار شروع سے آج تک ممنوع ہے۔ شاہ جہانگیر کے وقت میں شیخوپورہ کے اردگرد ہرن ہی ہرن تھے۔ لیکن ان کو اس کثرت سے شکار کیا گیا کہ اب ان کا نام و نشان بھی نہیں رہا اس لئے موجودہ زمانے میں شکار کھیلنے کے لئے قوانین بنائے گئے ہیں جن جانوروں کی حفاظت مقصود ہوتی ہے ان کا مارنا یا پکڑنا سوائے سال کے خاص خاص موسموں کے ممنوع ہوتا ہے۔ انڈے اور بچے دینے کے موسم میں عموماً تمام جانوروں کا مارنا ممنوع ہوتا ہے۔ اس موسم میں مچھلی پکڑنا بھی ممنوع ہوتا ہے۔ کسان کے مددگار پرندوں مثلاً تلیر وغیرہ کے شکار کی بھی ممانعت کی جاتی ہے لیکن موذی اور فصل کو نقصان پہنچانے والے جانوروں کا شکار ہر موسم میں جائز ہے۔ جس موسم میں شکار ممنوع ہو، اس میں فروخت بھی نہیں ہو سکتا۔ شکار کرنے اور بیچنے کے لئے باقاعدہ لائسنس جاری ہوتے ہیں۔ جنکی سالانہ فیس ادا کرنی پڑتی ہے۔

**شکاگو۔** Chicago امریکہ کا دوسرا اور دنیا کا چھٹا سب سے بڑا شہر ہے۔ اس کی آبادی تقریباً چالیس لاکھ ہے اور رقبہ دو سو میل کے قریب ہے۔ دریا شکاگو شہر کو تین حصوں میں بانٹتا ہے جو پلوں کے ذریعے ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔ شکاگو صنعتی اور تجارتی لحاظ سے امریکہ کا بہت اہم شہر ہے۔ اس کا شمار دنیا کی عظیم ترین تجارتی منڈیوں میں ہوتا ہے۔ تقریباً بارہ سو تجارتی نمائشیں یہاں ہر سال لگتی ہیں۔ یہاں کی تجارت اور صنعت کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ دنیا کے پچاس کے قریب مختلف ممالک کے تجارتی نمائندے یہاں مقیم ہیں۔ صنعتی لحاظ سے شکاگو کے اردگرد کے اضلاع، امریکہ کے انتہائی ترقی یافتہ علاقوں میں شمار ہوتے ہیں۔

**شکر۔** Sugar گنے کے رس سے تیار کی جاتی ہے لیکن کچھ دوسرے پودوں کے عرق سے بھی اسے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ کیمیاوی اعتبار سے شکر کاربوہائیڈریٹ کے

ہے۔ پودے اس سے غذا حاصل کرتے ہیں۔ دوسرے ملکوں میں چقندر اور میپل سے شکر بنائی جاتی ہے جن میں اس کی افراط ہوتی ہے۔ خوب کھولا کر رس کا پانی علیحدہ کر دیا جاتا ہے جو گاڑھا ہو کر شکر اور شیرہ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

**شکر۔** اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں روحانی، ذہنی، جسمانی قوتوں اور اختیارات اور مال و متاع کا صحیح طور پر استعمال کرنا۔ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو صحیح حالت میں رکھنا اور انہیں ضائع نہ ہونے دینا اور نہ ضائع کرنا بھی شکر ہی میں داخل ہے۔ اس کے برعکس لفظ "کفر" اور "کفرانِ نعمت" ہے اور اس کا مفہوم ناشکر گزاری میں داخل ہے۔

**شکر بیل۔** Honeysuckle ایک قسم کی بیل جو جھاڑی کی شکل میں برطانیہ میں پائی جاتی ہے اور اکثر اوقات اس کی کاشت ہوتی ہے۔ اس کے سفید رنگ کے پھول ہوتے ہیں جو لبعد کو نباتاتی اختلاط کی بدولت زرد رنگ اختیار کر لیتے ہیں۔ اس کا پھل سرخ رنگ کے بیر ہوتے ہیں۔

**شکر خورہ۔** (پھل سنگھی) یہ ایک پرندہ ہے جو قد و قامت میں دوسرے پرندوں سے چھوٹا ہوتا ہے۔ یہ پرندہ مارچ کے مہینے میں جنوب سے آتا ہے۔ اور ستمبر میں واپس چلا جاتا ہے۔ صرف گرمیاں گزارنے کیلئے مغربی پاکستان آتا ہے۔ نر اور مادہ میں بہت فرق ہوتا ہے۔ نر کی وردی شوخ اور بھڑکیلی ہوتی ہے، مادہ انتہا خاموش ہوتی ہے۔ اس کے پروں کا رنگ بھی شوخ نہیں ہوتا۔ مادہ کے بالائی پر ہلکے سبز، اور بھورے اور نچلے زرد ہوتے ہیں۔ جب انڈوں پر بیٹھی ہو۔ تو پہچانی نہیں جاتی۔ نر چھاؤں میں کالا سیاہ معلوم ہوتا ہے۔ مگر روشنی میں خوشنما سبز اور نیلے رنگ کے پیروں کے باعث ہیرے کی طرح چمکتا ہوا نظر آتا ہے اسی وجہ سے انگریزی میں اسے سن برڈ ( Sun Bird ) کہتے ہیں۔ اس کے گھونسلے بڑے سادہ اور آرام دہ ہوتے ہیں جو گھاس پھوس، بال و پر، مکڑیوں کے جالے اور ایسی ہی نرم اور ملائم چیزوں سے بنائے جاتے ہیں۔ یہ گھونسلے ناشپاتی کی شکل کے جھاڑیوں یا برآمدوں میں پلنے جاتے ہیں۔ اگر اس پرندے کی حرکات کی طرف غور سے دیکھا جائے تو اس کے گھونسلے کا سراغ آسانی سے مل جائیگا ورنہ اس کا گھونسلا بہت مشکل سے نظر آتا ہے کیونکہ وہ اس کے گرد سوکھے ہوئے پتوں اور مکڑی کی ایک تہہ جما دیتا ہے اور یہ گھونسلا اندر سے خاص طور پر نرم آرام دہ اور محفوظ ہوتا ہے۔ اگر اس کے گھونسلے کے نزدیک روئی یا ریشم کے لچھے لٹکا دئے جائیں تو شکر خورے اس کو اکھاڑ اکھاڑ کر گھونسلہ بنانے میں صرف کر ڈالیں گے۔ گھونسلے میں ایک سوراخ نما دروازہ ہوتا ہے۔ جس کے آگے ایک چھوٹا سا چھجہ یا محراب ہوتی ہے۔ مادہ انڈوں پر بیٹھی ہوئی اس سوراخ میں سے اپنی چونچ باہر نکال لیتی ہے۔ اور اپنی گول چمکدار آنکھوں سے ٹکٹکی باندھ کر دور دور تک نظر دوڑاتی رہتی ہے۔ نر بڑا خوش الحان ہوتا ہے۔ اگرچہ قد میں چھوٹا ہے۔ مگر آواز بلند رکھتا ہے جب گاتا ہے تو اس قدر زور لگاتا ہے کہ بازو، دُم اور سارا بدن تھرتھر کانپنے لگ جاتا ہے۔ شکر خورے کی چونچ باریک اور خمدار ہوتی ہے۔ پھولوں کی نالیوں سے رس چوسنا اس کا خاص شغل ہے۔ یہ خوراک اس کو بہت بھاتی ہے۔ اس وجہ سے اس کو پنجاب میں پھل سنگھی اور انگریزی میں Honey-eater or sucker (شہد خور) بھی کہتے ہیں شکر خورہ کے بھی قریب قریب یہی معنی ہیں۔ شہد یا شکر پھولوں کی نالی میں ہوتا ہے جس میں سوراخ کر کے یہ پرندہ اپنی چونچ ڈال دیتا ہے۔ چونکہ اس عمل سے وہ ایک پودے کا غبار دوسرے تک پہنچا دیتا ہے اس لئے ان کی بار آوری کا باعث ہوتا ہے۔

**شکرقندی۔** آلو کی قسم کی ایک سبزی جو نہایت شیریں ہوتی ہے اس کی کئی قسمیں ہیں۔ ہمارے ہاں صرف دو قسمیں زیادہ مقبول ہیں سفید اور سرخ۔ یہ سبزی نرم اور ریتیلی زمین میں ہوتی ہے جس میں کھاد کثیر مقدار میں ڈالی گئی ہو سخت زمین میں اس کی جڑیں جگہ نہیں پکڑ سکتیں۔ اس کی کاشت کا طریقہ یہ ہے کہ ماہ فروری میں زمین تیار کر کے اس کی گٹھلیاں زمین میں دبا دو۔ جب ان سے بیلیں نکل کر خوب بڑھ جائیں تو ان کی قلمیں بنا کر اپریل سے مئی تک لگا دو۔ جن کھیتوں میں یہ پہلے لگائی جا چکی ہو وہاں خود بخود اس کی جڑیں پھوٹ

آیئں گی ان سے ہی قلمیں حاصل کی جاسکتی ہیں۔ یہ سبزی سطح سمندر سے ۰۰۰ ۵ فٹ سے بلندی پر نہیں ہوتی اس لئے پہاڑوں میں اس کی کاشت ممکن نہیں۔ بیلوں سے دو دو فٹ کی قلمیں کاٹی جاتی ہیں اور دو دو فٹ کے فاصلے پر ایک ایک فٹ کی دوری پر مینڈھیں بنا کر اس طرح زمین میں گاڑ دیں کہ ہر قلم کے دونوں سرے باہر نکلے رہیں اور صرف درمیانی حصے پر مٹی ہو۔ پھر اسے پانی دیدیں۔ صرف گٹھلیاں بھی لگائی جاسکتی ہیں۔ اگر بیلیں لگانے سے پیشتر تھوتھے کے پانی میں ڈبولی جائیں تو ان کو اسٹنج بیماری نہیں لگتی ورنہ فصل کے تباہ ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ شکرقندی نشاستہ دار سبزی ہے۔ جو بہت شیریں ہوتی ہے اس کو ابالنا نہیں چاہئے کیونکہ اس طرح اس کی مٹھاس جاتی رہتی ہے اگر چکنی مٹی یا ریت میں دبا کر اس کو بھون لیا جائے تو پھر اس کی مٹھاس اندر ہی اندر بند رہتی ہے اور یہ نہایت لذیذ معلوم ہوتی ہے۔ بچے اس کو بڑے شوق سے کھاتے ہیں اور دوکاندار اس کو بھون کر گلیوں میں بیچتے پھرتے ہیں۔

شکرہ۔ ایک چھوٹا سا شکاری پرندہ ہے جو قد میں تقریباً چھوٹے کوے کے برابر اور رنگ روپ اور وضع قطع میں باز سے مشابہ ہوتا ہے۔ بڑا پھرتیلا اور چالاک جانور ہے۔ چڑیا، بٹیر اور اس قسم کے چھوٹے چھوٹے پرندے اس کی دل پسند غذا ہیں۔ اونچے درختوں پر گھونسلا بنا کر رہتا ہے اور وہیں انڈے بچے دیتا ہے۔

شکریات۔ Carbohydrate شکریات مٹھاس کی وہ مختلف اقسام ہیں، جو سب کی سب ہمارے جسم میں ہضم ہو کر جذب ہو جاتی ہیں۔ شکر، نشاستہ، اناج، آلو، جو، اراروٹ، چاول، میووں اور میٹھے پھلوں میں شکریات کے اجزا کافی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ تھوڑی سی روٹی دیر تک چبائیں تو میٹھی معلوم ہوتی ہے۔ کچے چاول چبانے پر ان کے ذائقہ میں بھی مٹھاس محسوس ہوگی۔ ان اشیا کا نشاستہ منہ کے لعاب کے ذریعہ ہضم ہو کر شکر میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

شکریات کی پہچان یہ ہے کہ ان میں نشاستہ ضرور پایا جاتا ہے۔ شکریات کی دو قسمیں ہیں۔ خود شکر اور نشاستہ۔ شکر تو بحیثیت خود موجود ہوتی ہی ہے جو مٹھاس کی صورت میں ہم محسوس کرتے ہیں۔ نشاستہ میٹھا نہیں ہوتا لیکن ہضم ہونے پر شکر میں تبدیل ہو کر اس کی مٹھاس معلوم ہوتی ہے۔

شکریات ہمارے جسم کا ضروری عنصر ہیں۔ ان سے حرارت اور توانائی پیدا ہوتی ہے۔ شکر آکسیجن کے ساتھ مل کر گرمی پیدا کرتی ہے۔ اور اس میں کاربن ہائیڈروجن اور آکسیجن ہوتی ہے۔

جسمانی محنت کرنے والے لوگوں کی خوراک میں کاربوہائیڈریٹ زیادہ ہونے چاہئیں اور وہ انہی غذاؤں میں ہوتے ہیں جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

شکری القوتلی۔ سابق جمہوریہ شام کے سابق صدر ۱۸۹۱ء میں دمشق میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم دمشق میں حاصل کرنے کے بعد استنبول یونیورسٹی میں اعلیٰ تعلیم مکمل کی۔ ۱۹۱۳ء میں تعلیم سے فارغ ہونے پر باقاعدہ سیاسی زندگی اختیار کر لی اور شاہ فیصل کے دوش بدوش کام شروع کر دیا۔ حجاز میں بغاوت کے موقع پر ۱۹۱۵ء میں ترکی جرنیل جمال پاشا نے آپ کو گرفتار کر لیا لیکن بعد میں انہیں بھی منجملہ دوسرے افراد کے رہا کر دیا گیا۔ ۱۹۵۰ء میں جب شام کو فرانسیسی استعمار سے آزاد کرانے کی جدوجہد پورے زور سے شروع ہوئی تو فرانسیسی حکومت نے شکری کیلئے سزائے موت کا حکم سنایا لیکن یہ مصر کو فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے کچھ عرصہ بعد سزائے موت کا حکم واپس لے لیا گیا اور یہ دمشق میں پہنچے اور پھر سے پوری سرگرمی کے ساتھ اپنے ملک کی آزادی کی تحریک شروع کر دی۔ بالآخر فرانس، شام کو مکمل آزادی دینے پر مجبور ہو گیا اور ۱۹۴۳ء میں شکری شام کے پہلے صدر منتخب ہوئے۔

شکری نے ملک میں کئی اصلاحات کیں لیکن اسی دوران میں حسنی زعیم نے ان کی حکومت کا تختہ الٹ دیا اور انہوں نے اسکندریہ میں پناہ لی اور پانچ برس تک وہاں مقیم رہے۔ ۱۹۵۵ء میں واپس آئے اور انہیں پھر سے صدر مملکت منتخب کر لیا گیا۔ مصر سے شام کا الحاق انہی کی مساعی سے عمل میں آیا۔ اور دنیا کے نقشے پر ایک طاقتور عرب جمہوریہ متحدہ عرب جمہوریہ، ابھری۔ آج کل مستقل

سکونت قاہرہ میں ہے۔ سیاسیات سے عملاً کنارہ کش ہو چکے ہیں۔

**تشکیلی جراحی۔** (FACIAL OPERATION) یورپ اور امریکہ میں فنِ جراحی کو جو ترقی دی جا رہی ہے وہ اب اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ چہرہ کی فطری بدصورتی بھی عمل جراحی کے ذریعے دور کر دی جاتی ہے اور بدصورت سے بدصورت آدمی بھی ہسپتال سے نکلنے کے بعد اچھا خاصہ شکیل معلوم ہونے لگتا ہے۔ اس فن نے اب سے صدیوں پہلے بھی بہت کچھ ترقی کر لی تھی۔ چنانچہ بارہ سو برس پیشتر جب شاہنشاہ جسٹینین ثانی کی ناک میدانِ جنگ میں جاتی رہی تو اس کے جراحوں نے اسے از سرِ نو درست کر دیا تھا۔ اور چہرہ بالکل بدنما نہیں معلوم ہوتا تھا۔ سولہویں صدی میں بھی ایک مشہور اطالوی ڈاکٹر تاگلیاکوزی نے بعض ایسی حیرت انگیز ایجادیں کی تھیں جو آج تک مستعمل ہیں۔ کٹی ہوئی ناک کو درست کرنے کے لئے یہ ڈاکٹر ایک خاص طریقے سے مریض کا ہاتھ اس کی ناک پر باندھ دیتا تھا۔ کچھ دنوں بعد گوشت اور جلد ہاتھ سے منتقل ہو کر ناک پر آ جاتے تھے۔ تاہم اس فن میں جو ترقی آج ہوئی ہے اور پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ یورپ اور امریکہ میں ایسے ہسپتال کثرت سے کھل رہے ہیں جن میں خلقی بدصورتی یا وہ بدنمائی جو کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہو دور کر دی جاتی ہے۔ چہرے کی جھریاں یا عمر کی بختگی کے آثار جو چہرے پر ظاہر ہوں مٹا دیئے جاتے ہیں۔ وہ عورتیں جو اپنی عمر سے زیادہ نوجوان بننا چاہتی ہیں ان ہسپتالوں میں کثرت سے جاتی ہیں۔ مگر اس فن کے ماہر ڈاکٹروں کی تعداد ابھی بہت کم ہے۔ امریکہ کے ایک ڈاکٹر میکسویل مالٹز نے حال میں ایک کتاب "نئے چہرے نئے مستقبل" (NEW FACES NEW FUTURES) کے عنوان سے لکھی ہے جس میں بتایا ہے کہ برطانیہ میں اس قسم کے ڈاکٹروں کی تعداد خاصی موجود ہے اور امریکہ میں ان کی تعداد چالیس یا پچاس تک پہنچ چکی ہے۔ ڈاکٹر موصوف نے لکھا ہے کہ چہرے میں تبدیلی سے آدمی کی زندگی کا رخ بھی بدل جاتا ہے۔

**شکنجۂ آبی۔** (BRAMAH PRESS) اس کو ۱۷۹۵ء میں براماہ (BRAMAH) نامی ایک سائنسدان نے ایجاد کیا۔ یہ ایجاد بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ اس سے روئی اور اسی قسم کی دوسری چیزوں کے گٹھے باندھے جاتے ہیں اور دباؤ اس قدر ہوتا ہے کہ وہ بہت تھوڑی سے تھوڑی جگہ گھیرتے ہیں۔ یہ آلہ پانی کے دباؤ کے اس اصول پر قائم کیا گیا ہے کہ پانی کا دباؤ مشترک سطحوں کے رقبوں کے برابر ہوتا ہے۔ اس میں دو آہنی پلیٹ ہوتے ہیں۔ بالائی پلیٹ متحرک اور ایک بڑے لوٹے کے سرے پر لگا ہوتا ہے اور زیریں اپنی جگہ پر قائم ہوتا ہے۔ ہر دو ایک چوکھٹے میں بند ہوتے ہیں۔ متحرک پلیٹ ایک بڑے نل میں اوپر نیچے جا سکتا ہے اور یہ نل ایک پمپ سے مربوط ہوتا ہے۔ ایک جوڑ کو انسانی ذرائع یا دخانی طاقت سے گھما کر پمپ کے اندر پانی دھکیل جاتا ہے۔ اور پانی ایک خاص دباؤ سے نل میں دھکیلتا ہے۔ پمپ کی گولائی کا دباؤ بالائی چادر پر پڑتا ہے اور اس کی مقدار اصل مقدار سے اتنے گنا ہوتی ہے جتنے گنا پمپ کے دہانے کے رقبہ سے بالائی چادر کا رقبہ ہوتا ہے۔ اس معمولی قوت سے بے اندازہ دباؤ ڈالا جا سکتا ہے۔ اور جو چیز کہ دونوں پلیٹوں کے درمیان ہو وہ بھنچ کر تھوڑی سے تھوڑی جگہ اختیار کر لیتی ہے۔ اس قسم کے آبی شکنجے روئی کے کارخانوں میں دیکھے جا سکتے ہیں یا گراس فارموں (GRASS FARMS) میں گھاس کے گٹھے باندھنے میں استعمال ہوتے ہیں۔

**شماس بن عثمان۔** نام شماس۔ والد کا نام عثمان۔ بہت زیادہ خوش شکل ہونے کے باعث شماس نام پڑا۔ پہلے ابن عثمان کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ والدہ کے ہمراہ ہجرت سے پہلے مسلمان ہوئے اور انہی کی معیت میں مکہ سے حبشہ کو ہجرت کی۔ وہاں سے پھر مدینہ چلے آئے۔ جنگ بدر میں ثابت قدمی دکھائی اور جنگ احد میں بڑے کمالات کا مظاہرہ کیا۔ اگرچہ دوسرے مجاہدین میدان چھوڑ چکے تھے مگر آپ ثابت قدم رہے۔ یہاں تک کہ زخموں سے چور چور ہو گئے۔ جنگ کے بعد مجروح حالت میں مدینہ لائے گئے جہاں پہنچ کر آب جانبر نہ ہو سکے اور ۴۴ ہجری کی عمر میں ہی وفات پا گئے۔

**شمال مغربی یورپ جیسی آب و ہوا کا خطہ۔** یہ خطہ سرد منطقہ معتدلہ میں ۴۰ اور ۶۰ درجات عرض بلد کے درمیان براعظموں کے مغربی کناروں پر

پھیلا ہوا ہے۔ جس میں شمال مغربی یورپ، جنوبی چلی کا کچھ حصہ، نیوزی لینڈ کا جنوبی جزیرہ، تسمانیہ اور شمال مغربی ریاستہائے متحدہ امریکہ شامل ہیں۔

اس خطہ میں مغربی ہوائیں سارا سال بارش برساتی ہیں اور موسم سرما کم سرد اور موسم گرما کم گرم ہوتا ہے۔ لیکن کہیں کہیں سردیوں میں بہت زیادہ سردی ہوتی ہے۔

بعض علاقوں میں جہاں بارش بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اوک، ایش، برچ، بیچ، ایلم اور پیپل کے درخت ہوتے ہیں۔

اس خطہ کی آب و ہوا صحت بخش اور دماغی اور جسمانی طور پر مفید ہے۔ موسم گرما عموماً خوش گوار ہوتا ہے۔ بعض جگہ سردیوں کا موسم اتنا سرد ہوتا ہے کہ خواہ مخواہ محنت کرنے کو جی چاہتا ہے۔ چنانچہ لوگ بہت چست اور توانا ہیں۔

معدنیات کی فراوانی کی وجہ سے برطانیہ، جرمنی، فرانس، چیکوسلواکیہ اور بلجیم دنیا کے مشہور صنعتی مرکز بن گئے ہیں۔

جنگلات صاف کر کے تمام ضروری فصلیں بوئی جاتی ہیں مثلاً جو، جئی، گیہوں، رائی وغیرہ۔ سیب، ناشپاتیاں، آلوچے اور بہت سے دوسرے پھل بھی پیدا ہوتے ہیں۔

شمال مغربی یورپ میں کثرت سے کوئلہ اور لوہا ملتا ہے اس لیے وہاں بہت سی کانیں اور کارخانے ہیں اور آبادی گنجان ہے۔

## شمالی امریکہ:

(NORTH AMERICA) اس سے مراد وہ بر اعظم ہے جو شمال میں الاسکا اور جنوب میں آبنائے پناما تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کے مشرق میں بحر اوقیانوس ہے اور مغرب میں بحر الکاہل۔ یہ بر اعظم کینیڈا، نیو فونڈ لینڈ، ریاستہائے متحدہ امریکہ اور میکسیکو پر مشتمل ہے۔ اس کا رقبہ ۹۰ لاکھ ۵۵ ہزار مربع میل ہے اور آبادی ۲۴ کروڑ ساٹھ لاکھ۔ شمالی علاقہ جو ٹنڈرا کہلاتا ہے پورے سال برف سے ڈھکا رہتا ہے اور قریب قریب غیر آباد ہے۔ وسطی حصہ میدانی اور بہت زرخیز ہے۔ اس حصے میں بکثرت بڑی بڑی جھیلیں اور دریا ہیں۔ زرعی پیداوار گیہوں، مکئی، تمباکو اور کپاس ہے۔ معدنیات میں کوئلہ اور لوہا بہت بڑی مقدار میں ملتا ہے۔ یہ علاقہ صنعتی اعتبار سے بہت ترقی یافتہ ہے۔

## شمر ذی الجوشن

یزید کی فوج کا ایک جرنیل تھا جسے ابن زیاد نے اس کی سخت طبیعت کے باعث عمر بن سعد کی جگہ اپنے اس لشکر کا کمانڈر بنا کر بھیجا جو حضرت امام حسینؓ کے مقابلہ میں خیمہ زن تھا۔ چنانچہ اس نے حضرت امامؓ پر ناروا سختیاں کیں اور اسی کے حکم سے شہدائے لشکر حسینؓ کے سر قلم کیے گئے۔

یہ شخص پہلے حضرت علیؓ کے حامیوں میں سے تھا چنانچہ جنگ صفین میں آپ کی طرف سے بہت بہادری سے لڑا تھا۔ اور اپنی ایک بہن کی شادی بھی ان سے کر دی تھی۔ امام حسینؓ کے بھائی حضرت عباسؓ اس کے ہمشیرزادے تھے۔ مگر اب یہ یزید کے ساتھ مل چکا تھا۔

## شمس۔

(سورج) بابل کے سومیری دیوتا اتو کا سامی نام ۳ ہزار قبل مسیح میں وادی دجلہ و فرات کے ہر شہر میں شمس کی پوجا ہوتی تھی۔ شمس کے دو بڑے مندر سپارا اور لارسا میں تھے۔ مگر نینوا، اور عراق اور اسیریا میں بھی شمس کے معبد موجود تھے۔ چنانچہ گل گامش کی داستان میں شمس انسان کا مشفق و مہربان دیوتا ہے وہ انصاف اور نور کا دیوتا ہے۔ حمورابی نے اپنے قوانین کا سرچشمہ شمس ہی کو قرار دیا ہے۔ سومیری اور بابلی دیو مالا میں شمس چاند دیوتا سین کا بیٹا تھا۔

مگر قبل اسلام کی عرب دیو مالا میں شمس چاند دیوتا کی بیوی بن گیا۔ اس کی علامت غزال تھی۔ آرامی اور کنعانی قوموں میں شمس کو شمسا اور شمیس بھی کہتے ہیں۔

## شمس الدین ابن عبد اللہ سماترانی

جمالی ساترا کا صوفی۔ ۱۲۷۵ء میں پیدا ہوا ۱۲۹۳ء میں وفات پائی۔ مراۃ المومن اور مراۃ المحققین اس کی مشہور تصنیفات ہیں۔

## شمس تبریزی

مولانا جلال الدین رومی کے پیر و مرشد تبریز میں پیدا ہوئے۔ باپ علی بن ملک داؤد کپڑا بیچتے تھے۔ شیخ ابو بکر زنبیل باف شیخ رکن الدین سنجاسی اور بابا کمال الدین جنیدی سے شرف حاصل کیا پھر درویش ہو گئے اور سیر و سیاحت کرتے کرتے ۱۲۴۴ء میں قونیہ گئے وہاں مولانا روم سے ملاقات ہوئی مولانا ان کے گرویدہ ہو گئے مگر مولانا کے شاگردوں اور مریدوں کو یہ دوستی پسند نہیں آئی لہٰذا شمس تبریزی دمشق چلے گئے۔ کچھ عرصے کے بعد مولانا روم نے اپنے بیٹے بہاء الدین سلطان کو دمشق بھیجا کہ شمس تبریزی کو منا کر واپس لائے چنانچہ دوبارہ قونیہ تشریف لائے لیکن کچھ عرصے کے بعد پر اسرار طریقہ پر غائب ہو گئے۔ مورخین کا کہنا ہے کہ مولانا روم کے بیٹے یا شاگردوں نے شمس تبریزی کو قتل کر دیا۔

**شمسی مہینہ۔** Solar Month یہ مہینہ حرکت آفتاب کے اختلاف سے کبھی تیس دن کا ہوتا ہے۔ کبھی اس سے کم اور کبھی اس سے زیادہ۔ لیکن فارسی کے منجمین نے ہر ماہِ شمسی کو ۳۰ دن کا قرار دیا ہے۔ اس حساب سے حرکت آفتاب کی بدولت شمسی سال تو ۳۶۵ دن اور ایک دن کے ساتویں حصے کا ہوتا ہے۔ لیکن اہل فارس نے ۳۶۰ دن کا برس قرار دے کر پانچ دن جو زائد ہوتے ہیں۔ انہیں سال کے آخر میں اضافہ کر کے خمسۂ مسترقہ کا نام دے دیا ہے۔ اور کسر کیلئے چوتھے سال ایک دن زیادہ کر کے وہ اسے کبیسہ کہتے ہیں۔

**شمسی نظام۔** (Solar system) سورج اور نو سیارے عطارد (Mercury) زہرہ (Venus) زمین (Earth) مریخ (Mars) مشتری (Jupiter) زحل (Saturn) یورانس (Uranus) نیپچون (Neptune) اور پلوٹو (Pluto) مع اپنے ثانوی سیاروں (Satellites) کے نظام شمسی کہلاتے ہیں۔ یہ نظام اپنے عمل میں باقاعدہ اور اپنی حرکات میں منظم ہے۔

**شملہ کانفرنس۔** (Simla Conference) ۱۹۴۵ء میں جنگ یورپ کے ختم ہونے پر ہندوستان کے وائسرائے لارڈ ویول نے شملہ میں کانگرس اور مسلم لیگ کے راہنماؤں کی ایک کانفرنس بلائی۔ اور مرکز میں ان دونوں جماعتوں کی ایک عارضی حکومت قائم کرنے کی تجویز پیش کی۔ مسلم لیگ کے رہنما مسٹر محمد علی جناح (قائد اعظم) نے مطالبہ کیا۔ کہ لیگ کو مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت تسلیم کیا جائے۔ اور گورنر جنرل کی مجلس انتظامیہ (Executive) کے مسلمان ارکان کو نامزد کرنے کا حق صرف مسلم لیگ کو دیا جائے۔ مگر وائسرائے اور کانگرس دونوں نے اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ یہ کانفرنس ناکام اور بے نتیجہ ثابت ہوئی۔

**شنٹوازم —** Shintoism شنٹو کا لفظ جو در حقیقت شین تاؤ کا جاپانی مترادف ہے جس کا مطلب دیوتاؤں کا راستہ یا مسلک ہے اور کبھی جاپانی لوگوں کا مذہب تھا۔ اس مذہب کی رو سے حکمران خاندان سورج دیوی "امی تیراسو اومی کامی" کی اولاد سمجھا جاتا ہے اس لئے قدرت کے ساتھ ساتھ بادشاہ کی بھی پوجا کی جاتی ہے۔ شنٹوازم جاپان کا قومی مذہب ہے اور سورج دیوی کے مندر میں وہ آئینہ محفوظ رکھا ہوا ہے جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ یہ ساتویں صدی قبل مسیح میں دیوی نے بادشاہ جموں کو عطا کیا تھا۔

شنٹوازم کے مختلف تیرہ فرقے ہیں جن میں سے "سٹیٹ شنٹوازم" کو حکومت کی سرپرستی حاصل تھی۔ دوسری جنگ عظیم کے خاتمہ پر جنرل میکارتھر نے اس مذہب پر پابندیاں لگا دیں اور بادشاہ کی پوجا اور غیر مشروط وفاداری کا خاتمہ کر دیا۔ لیکن اخلاقی اور روحانی طور پر یہ مذہب اب بھی باقی ہے۔ اس مذہب کے پیرو صرف جاپان میں بستے ہیں۔

**شنگھائی۔** (Shanghai) چین کے صوبہ کیانگسو کا مشہور شہر ہے جس کی آبادی ۱۹۵۱ء کی مردم شماری کے مطابق پچپن لاکھ کے قریب تھی۔ شنگھائی مشرق بعید کی اہم ترین بندرگاہ ہے اور بہت بڑا صنعتی مرکز ہے۔ جہاز سازی کا کام وسیع پیمانے پر ہوتا ہے۔ سوتی، ریشمی، اور اونی کپڑے کے لئے بہت مشہور ہے۔ جہاز سازی اور کپڑے کے علاوہ لوہے اور کاغذ کے کارخانے بھی موجود ہیں۔ اور ریشم یہاں کی خاص برآمد ہے۔

**شوال۔** قمری سال کا دسواں مہینہ جس کی پہلی تاریخ کو عید الفطر ہوتی ہے۔ اس مہینہ کی فضیلت عید کی وجہ سے ہے ایک حدیث میں نفلی روزہ رکھنے کے واسطے عید کے بعد چھ دن کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

**شوپنہار۔** جرمن فلسفی تھا جو نطشے سے بہت پہلے ہو گزرا ہے۔ انیسویں صدی اس کا زمانہ ہے۔ نطشے کے فلسفہ کی بالواسطہ بنیاد، شوپنہار نے رکھی تھی۔ اس کی تصانیف موجود ہیں جن کے تراجم دوسری زبانوں میں بھی ہو چکے ہیں۔

**شور (علیگ)** مرزا منظور حسین نام۔ شور تخلص۔ جولائی ۱۹۱۰ء میں امراؤتی میں پیدا ہوئے۔ آبائی وطن

علی گڑھ سے۔ میٹرک سے لے کر ایم اے ایل ایل بی تک تعلیم علی گڑھ میں پائی۔ ۱۹۲۸ء میں جامعۂ پشاور میں شعبۂ ادبیات فارسی اور اُردو کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ ابتدا ہی سے آپ کو شعر گوئی کا شوق تھا۔ علی گڑھ کے دورانِ قیام میں آپ کا کلام علی گڑھ میگزین میں چھپتا رہا۔ نثر نگارش بھی شائع ہونے لگا۔ آپ ادب برائے زندگی کے قائل ہیں۔

**شور بازار مُلّا**۔ افغانستان کے مشہور مذہبی پیشوا اور عالمِ دین۔ افغانوں اور قبائلی پٹھانوں میں ان کا قائم روحانی اثر تھا۔ علاقے میں ان کا فتوے بھی چلتا تھا اور عوام میں خاص احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

ملا صاحب شور بازار حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد میں سے تھے اور سلسلۂ مجددیہ سے تعلق رکھتے تھے جو سلسلۂ نقشبندیہ کی ایک شاخ ہے۔ ملا صاحب جہادِ اسلامی کے حامی تھے۔ آخر ۱۹۴۸ء میں پاکستان بھی تشریف لائے تھے۔ وہ آزادیٔ کشمیر کی جنگ کو اسلامی اصولوں کے مطابق خیال کرتے تھے۔

**شورش کاشمیری**۔ آغا عبدالکریم نام۔ شورش تخلص۔ تحریکِ خلافت کے زمانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کو شعر و ادب کا شوق ابتدا ہی سے تھا۔ شروع میں لوگ انہیں ایک سیاسی مقرر ہی کی حیثیت سے جانتے تھے۔ چھوٹی عمر سے ہی آپ نے ملکی سیاسیات میں عملی حصہ لینا شروع کر دیا تھا۔ تقریر بہت اچھی کرتے تھے۔ اور صفِ اول کے مقررین میں شمار ہوتے تھے۔ کئی بار قید و بند کی صعوبتیں جھیلیں۔ آپ کے کلام میں علامہ اقبال اور آغا حشر کے رنگ کی جھلک پائی جاتی ہے نثر بھی آپ خوب لکھتے ہیں۔

قیامِ پاکستان کے بعد آپ نے لاہور سے "چٹان" کے نام سے ایک ہفت روزہ جاری کیا جس کا شمار اب اعلیٰ معیار کے پرچوں میں ہوتا ہے۔

غزل میں حسن و عشق کے جذبات کے علاوہ حالاتِ حاضرہ کی عکاسی بھی کرتے ہیں۔

طرزِ نگارش سلیس، پُرجوش اور عام فہم ہے۔

**شورہ**۔ Potassium Nitrate

شورہ ایک سفید قلمی مرکب ہے جس کے قلم لمبے سوئی نما ہوتے ہیں۔ گرم ممالک میں اکثر مقامات پر زمین پر جما ہوا ملتا ہے گرم پانی میں نہایت تیزی کے ساتھ حل ہو جاتا ہے۔ اور پانی میں حل ہوتے ہی محلول کا درجہ حرارت گر جاتا ہے۔ پگھلے ہوئے شورے میں کاربن یا گندھک جلنے لگتی ہے اور آکسائڈ بناتی ہے۔

کھاد، شیشہ سازی، بارود اور آتش بازی کیلئے اور گوشت کی حفاظت کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

زمین پر جمے ہوئے شورے کو جمع کرکے بار بار پانی میں حل کرنے کے بعد، اسے چھان کر صاف کیا جاتا ہے۔

**شوستری**۔ سید نور اللہ بن شریف مرعشی "شہید ثالث" علامہ دہر مشہور شیعہ عالم اور مجتہد۔ ایک عرصہ تک جہانگیر کے زمانے میں لاہور کے قاضی رہے۔ ایرانی الاصل ہونے کی وجہ سے ان کا بڑا رسوخ اور عزت تھی لیکن یہ بات سُنی علما کو ناگوار تھی۔ چنانچہ ان کے متعلق جہانگیر سے شکایت کی گئی۔ انہوں نے سنیوں کے رد میں اکثر کتابیں بھی تصنیف کی تھیں جن میں امامت کے امور کو واضح کرنے کے ساتھ ساتھ سنی مذہب کے خلاف لکھا گیا تھا۔ ۱۰۱۹ھ میں جہانگیر کے حکم سے ان کو قتل کر دیا گیا۔ چونکہ ان کا قتل مذہب کی وجہ سے عمل میں آیا اس لئے ان کو شہید کہا گیا ہے اور ان کا مرتبہ اتنا بلند سمجھا گیا ہے کہ ان کو "شہید ثالث" کہا جاتا ہے۔ ان کی دو تصانیف بہت مشہور ہیں۔ "مجالس المؤمنین" اس میں ان تمام اکابر کا ذکر ہے جنہوں نے مذہب امامیہ کے واسطے جانیں قربان کر دیں یہ کتاب فارسی زبان میں ہے دوسری جامع تصنیف "احقاق الحق" عربی زبان میں ہے جس میں مذہب امامیہ کا بیان اور اس کی تائید ہے۔

**شوق شاہجہان پوری**۔ پنڈت جگموہن ناتھ رینہ، والد کا نام پنڈت وشو شور ناتھ رینہ تھا ۱۸۸۴ء میں بمقام اندور پیدا ہوئے۔ تعلیم کے مختلف مراحل طے کرنے

کے بعد آپ ۳۰ سال تک ڈپٹی کلکٹری کے فرائض انجام دیتے رہے۔ ۱۹۳۰ء میں پنشن پائی۔ اور شاہجہان پور آکر مستقل سکونت اختیار کرلی۔

آپ کو شعر گوئی کا شوق ابتدا سے تھا۔ اور شوق تخلص فرماتے تھے۔ شروع میں امیر مینائی کے شاگرد ہوئے اُن کے انتقال کے بعد محمد نوح ذہیر ولی فہری اور پھر لیاقت علی تاباں سے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔

آپ کا ایک مختصر دیوان "پیامِ شوق" کے نام سے طبع ہوچکا ہے۔

اس کے علاوہ آپ کا تذکرہ شعرائے کشمیری پنڈتاں یعنی تذکرہ بہارِ گلشنِ کشمیر دو جلدوں میں شائع ہوچکا ہے۔

**شوق قدوائی** ۔ احمد علی نام۔ شوق تخلص ۱۸۵۲ء میں قصبہ بکور (مضافات لکھنؤ) میں پیدا ہوئے۔ کم سنی میں والد کا انتقال ہوجانے اور ۱۸۵۷ء کے ہنگامے میں آبائی جائداد تلف ہونے کے باعث بچپن بڑی مصیبت میں گزرا۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی اور پھر ایک عزیز کے یہاں بدایوں میں رہ کر سرکاری سکول میں انگریزی کی تعلیم لی۔

شعر و شاعری کا شوق بچپن ہی سے تھا۔ سن شعور کو پہنچے تو مظفر علی خان اسیر کے شاگرد ہوگئے۔ کافی عرصہ غزل گوئی کی اور ایک پورا دیوان مرتب کیا۔ تاہم ان کی شہرت کا دارومدار ان کی مثنویات پر ہے۔ اس میدان میں ان کا پہلا کارنامہ مثنوی ترانۂ شوق ہے۔ جو ۱۸۸۱ء میں شائع ہوئی۔ ان کی ایک اور مثنوی "عالمِ خیال" لافانی شہرت کی مالک ہے۔

شوق نے سر سید اور ان کے رفقا کی تحریکات کے زیرِ اثر اخلاقی اور قومی نظمیں بھی لکھیں اور انکی مسدس لیل و نہار، اور نظمیں حُسن، بہار، ایک حسین لڑکی اور بند حیا پل کی چاندنی رات، اردو شعری ادب کے لئے سرمایہ افتخار ہیں۔ شوق نے کافی عمر پائی اور ۱۹۲۵ء میں گونڈہ میں انتقال کیا۔

**شوکت تھانوی** ۔ محمد عمر نام۔ شوکت تخلص۔ ۲ فروری ۱۹۰۴ء کو تھانہ بھون (یو۔ پی) میں پیدا ہوئے۔ تقسیم کے بعد پاکستان آگئے۔ اور آٹھ دس سال ریڈیو پاکستان لاہور سے وابستہ رہے۔ اس کے بعد کراچی چلے گئے اور وہاں روزنامہ جنگ کے عملۂ ادارات میں شمولیت اختیار کرلی۔

شوکت تھانوی اردو کے مشہور مزاح نگار ادیب اور سنجیدہ ظرافت میں صاحبِ طرز انشاء پرداز ہیں آپ کے مضامین اکثر رسالوں میں چھپتے رہتے ہیں۔ شعر بھی کہتے ہیں۔ لیکن ان کی شہرت زیادہ تر مزاحیہ افسانوں، ناولوں اور مضامین کی وجہ سے ہے۔

اخبار نویسی سے آپ کا دیرینہ تعلق ہے۔ سید جالب مرحوم کے اخبار "ہمدم"، اخبار "ملت"، پھر روزنامہ طوفان اور ہفت روزہ سرپنچ کے ایڈیٹر رہے۔ تصانیف کی تعداد خاصی ہے جس میں سے دنیائے تبسم اور بحرِ تبسم وغیرہ مشہور ہیں۔

**شوگن** (جاپانی سپہ سالار) ایک جاپانی لقب جس کا مطلب ہے فوج کا سپہ سالار ہوا۔ یہ لقب جاپان کے جاگیرداروں کے سربراہ کے لئے بھی استعمال ہوتا تھا دراصل شوگن ہی جاپان کا حقیقی حکمران ہوتا تھا کیونکہ دیگر تمام شرفاء اور امراء بالواسطہ یا بلاواسطہ اسی کی تابعداری کرتے تھے۔ یہ لقب سب سے پہلے ۱۱۹۲ء میں حکومت کی طرف سے "یوری ٹومو" کو عطا کیا گیا تھا یوری ٹومو اور اس کے جانشین مکمل طور پر شہنشاہ پر چھا گئے مگر وہ اپنی طاقت زیادہ مستحکم نہ کرسکے تا آنکہ ۱۶۰۳ء میں شوگن ٹوکوگاوا ایاسو نے جاگیردارانہ طوائف الملوکی کا خاتمہ کرکے تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لئے اور اس کے پندرہ جانشینوں نے ۱۸۶۷ء تک جاپان پر حکمرانی کی۔ مگر ۱۸۶۷ء میں شہنشاہ میجی (متسو ہیٹو) نے ان کے تسلط کا خاتمہ کردیا۔ اور شوگن کا لقب متروک ہوگیا۔

**شومان** ۔ (Schuman) (۱۸۸۶ء–۱۹۶۳ء) فرانسیسی سیاست دان جو بمقام ہمبرگ پیدا ہوا پہلی جنگ

عظیم سے قبل یہ علاقہ جرمنی کا حصہ تھا اس لئے پہلی جنگ عظیم کے دوران میں شومان نے جرمنی کی طرف سے جنگ میں شرکت کی۔ جنگ کے خاتمے پر ۱۹۱۹ء میں وہ فرانسیسی پارلیمان کا رکن بنا۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران میں وہ فرانس کا نائب وزیر تھا۔ زوال فرانس کے بعد شومان کو جرمنوں نے قید کر لیا مگر وہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے بعد شومان نے جرمنوں کے خلاف زیر زمین سرگرمیوں میں حصہ لیا۔ اس نے یورپ کی اقتصادی بہتری کے لئے ایک منصوبہ پیش کیا جسے "شومان پلان" کہتے ہیں۔

شہاب الدین سہروردی۔ شہاب الدین سہروردی درویش سیرت اور صوفی صفت بزرگ تھے۔ آپ سلسلہ سہروردیہ کے بانی مبانی ہیں۔ مزار ان کا مرجع خاص و عام ہے۔ سہروردی طریقت کے ارادتمند پاکستان کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ہیں۔

شہاب الدین محمد غوری۔ غزنی اور ہرات کے درمیان ایک کوہستانی علاقہ ہے جو غور کہلاتا ہے۔ غیاث الدین یہاں کا حکمران تھا۔ ۱۱۷۳ء میں اس نے غزنی کی حکومت پر قبضہ کیا اور پھر اپنے بھائی شہاب الدین غوری کو یہاں کی حکومت سپرد کر کے خود غور چلا گیا۔ ۱۲۰۲ء میں غیاث الدین کے انتقال کے بعد شہاب الدین ہی غزنی اور غور کا بادشاہ بنا۔ اس نے ۱۱۷۵ء میں ہندوستان کا رخ کیا اور دس سال کے اندر ملتان، سیالکوٹ، پشاور، لاہور وغیرہ پر اپنی حکومت قائم کر لی۔ ۱۱۹۱ء میں تراوڑی کے میدان میں تھانیسر کے قریب پرتھوی راج سے شکست کھا کر واپس چلا گیا لیکن دوسرے ہی سال تھانیسر کے قریب پرتھوی راج کو شکست دے کر پھر دہلی اور اجمیر کو اپنی حکومت میں شامل کر لیا۔ اور اپنے ترکی غلام قطب الدین ایبک کو دہلی میں اپنا قائم مقام بنا کر خود واپس چلا گیا۔ ۱۱۹۴ء میں جے چند والئے قنوج کو شکست فاش دے کر قنوج اور بنارس پر قابض ہوا۔ قطب الدین ایبک نے شمالی ہند کے دوسرے مقامات پر قبضہ کر کے انہیں حکومت غوریہ میں شامل کیا۔ اس کے ایک امیر بختیار خلجی نے بغیر جنگ کے بہار اور بنگال پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح پورا شمالی ہند شہاب الدین محمد غوری کی حکومت میں آ گیا۔ یہ پہلا فاتح تھا جس نے ہندوستان میں اسلامی حکومت کی بنیاد ڈالی اس سے پہلے کے فاتحین آئے اور فتح کا ڈنکا بجا کر واپس ہو گئے۔ لیکن اس نے دہلی میں سلطنت قائم کر کے اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ ۱۵ مارچ ۱۲۰۶ء کو اس بہادر سلطان کو دریائے سندھ کے کنارے رات کے وقت خیمہ میں سوتے ہوئے قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد قطب الدین ایبک ہندوستان کا مطلق العنان بادشاہ ہو گیا۔

شہاب ثاقب۔ یہ اجرام فلکی نہ تارے ہوتے ہیں نہ سیارے بلکہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہوتے ہیں جو سیاروں کی درمیانی فضا میں پھرتے رہتے ہیں اور جب زمین کے کرۂ ہوائی میں داخل ہو جاتے ہیں۔ تو ہوائی رگڑ کے باعث ان میں چمک پیدا ہو جاتی ہے۔ ان میں سے کئی ایک زمین پر بھی آ گرتے ہیں۔ جو اجرام کہ زمین پر گرتے ہیں وہ لوہے کے ہوتے ہیں یا پتھر کے ٹکڑے چٹانی پتھروں کے ٹکڑے زیادہ گرتے ہیں۔ مگر جل بھن کر ان کی صورت بالکل کوئلہ ہو جاتی ہے۔ ۱۸۰۳ء میں ملک فرانس میں ۳۰۰۰ کے قریب اس قسم کے پتھر گرے ۱۸۶۰ء میں انگلستان میں اسی قسم کا ۲۳۷ پونڈ وزنی ٹکڑا گرا تھا۔ ایک ۳۶½ کا ٹکڑا جو گرین لینڈ میں گرا تھا۔ اب تک نیویارک میں محفوظ ہے۔ ۱۹۰۸ء میں سائبیریا میں ایک بہت بڑا ٹکڑا گرا تھا۔ جس کے گرنے سے اس قدر گرمی ہو گئی کہ ۱۰ میل کے چکر کے اندر تمام درخت جل کر خاک ہو گئے اور اس کے دھماکے کی لہریں واشنگٹن اور لندن تک ریکارڈ کی گئیں۔ اس کے گرنے کے سبب فضا میں گرد کا ایک ایسا بادل اٹھا۔ کہ اس کے ذرات پر چاند کی روشنی کی چمک پڑنے کے سبب کئی روز تک رات کو روشنی نظر آتی رہی۔ یہ تحقیق نہ ہو سکا کہ یہ گرد تارے کے ساتھ دم کی صورت میں آئی۔ یا زمین سے اٹھی۔ ۱۹۲۷ء میں اس جگہ

کا سامنا ہوا۔ اور ۱۰۰ ٹکڑے پائے گئے لیکن تارے کا کوئی حصہ دستیاب نہ ہوا۔ بیگم نامہ میں ذکر ہے۔ کہ سندھ میں بھی اس قسم کا تارا گرا تھا۔ لیکن چونکہ یہاں تحقیقات کا شوق نہیں اس لئے لوگ جستجو نہیں کرتے۔ اس قسم کے تارے زیادہ تر ماہ نومبر کے اوّل نصف میں گرا کرتے ہیں۔

شہاب، قدرتُ اللہ۔ قدرت اللہ شہاب سی۔ ایس۔ پی۔ اردو کے مشہور اور ممتاز ادیب۔ ۱۹۲۰ء میں گلگت (کشمیر) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہوئے۔ ۱۹۴۱ء میں انڈین سول سروس میں شامل ہوئے۔ ابتداء میں بہار اور اڑیسہ میں خدمات انجام دیں اور ۴۳ء۔ ۱۹۴۴ء میں بنگال میں متعین کئے گئے۔

حصول آزادی کے بعد حکومت آزاد کشمیر کے پہلے سیکرٹری جنرل مقرر ہوئے۔ اکتوبر ۱۹۵۴ء میں گورنر جنرل کے سیکرٹری کا عہدہ آپ کو تفویض کیا گیا۔ آج کل صدر مملکت کے سیکرٹری ہیں۔ پاکستان کے رائٹرز گلڈ کی تشکیل آپ ہی کی انتھک مساعی سے عمل میں آئی۔ آپ اس کے جنرل سیکرٹری ہیں۔ سرکاری مصروفیات کے بعد جتنا وقت میسر آتا ہے۔ لکھنے پڑھنے میں گزارتے ہیں۔ دو تصنیفات شائع ہو چکی ہیں۔ ایک طویل افسانہ (یا ناولٹ) "یا خدا" اور ایک افسانوں کا مجموعہ "نفسانے"۔ آپ کا انداز تحریر شگفتہ، دلآویز اور طنز آمیز ہوتا ہے۔ بے عیب زبان لکھتے ہیں۔

شہتوت۔ شہتوت ایک مشہور درخت ہے جس کے پتے ریشم کے کیڑے کی مرغوب غذا ہیں۔ یہ درخت درمیانی درجے کے شیشم کے برابر ہوتا ہے مگر پتے چوڑے اور پان کی وضع کے ہوتے ہیں۔ اس کا پھل تقریب ایک انگلی کے لمبا ہوتا ہے جن کا رنگ سفید یا قرمزی ہوتا ہے اور مٹھاس اور ذائقے میں لاجواب ہے۔

شہتوت کی لکڑی سے ہاکیاں کرکٹ کے بلے اور کھیلوں کا سامان بہت اچھا بنتا ہے کیونکہ اس میں کافی لچک ہوتی ہے۔ سایہ بڑا گھنا اور خوشگوار ہوتا ہے۔ پاکستان میں عام پیدا ہوتا ہے۔

شہد۔ شہد ایک عجیب و غریب اور پیچیدہ سیّال ہے جسے شہد کی ہزاروں مکھیاں لاکھوں پھولوں اور پودوں سے تیار کرتی ہیں اس میں بہت سی طبی جڑی بوٹیوں کا اثر بھی شامل ہوتا ہے۔ مکھیاں یہ ست اس طرح تیار کرتی ہیں کہ انسان کی بنائی ہوئی کوئی تجربہ گاہ اس کی نقل نہیں کر سکتی۔ ایک گرام شہد بنانے کے لئے شہد کی مکھی کو تقریباً ایک ہزار پھولوں سے رس جمع کرنا پڑتا ہے۔ شہد ہزاروں سال تک خراب نہیں ہوتا۔ چنانچہ ۱۹۲۳ء میں چند سائنسدان فرعونِ مصر طوتن خامن کے اہرام میں داخل ہوئے تو وہاں انہیں شہد سے بھرا ہوا ایک برتن ملا جو تین ہزار تین سو سال سے رکھا ہوا تھا اور بالکل درست حالت میں تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شہد میں بہت سے جراثیم کش اجزاء شامل ہوتے ہیں۔ جن میں جراثیم مارنے کے علاوہ شہد میں چھپھوندی کو ختم کرنے کی صلاحیت بھی ہوتی ہے۔ اس لئے پھوڑے کے یا آگ سے جلنے کے زخموں کا علاج پرانے زمانے میں شہد ہی سے کیا جاتا تھا۔ شہد کو دنیا کی قدیم ترین غذا اور بیماریوں کے قدیم ترین علاج کا درجہ حاصل ہے۔ بنی نوع انسان کو صدیوں پہلے اس کے معالجاتی فوائد کا پتہ چلا۔ چنانچہ قدیم مصر کے تصویری مخطوطات تک میں شہد کے فوائد کا ذکر ملتا ہے۔ قدیم یونان کی دیومالا میں دیوتاؤں کی جس غذا کا ذکر ہے وہ بھی شہد ہی سے تیار کی جاتی تھی۔ قدیم زمانے کا مشہور طبیب بقراط ۱۰۷ سال تک زندہ رہا اور اس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ ہمیشہ شہد کھاتا تھا۔ دنیا کی قدیم رزمیہ نظموں اور لوک کہانیوں کے سورماؤں کو جنگ میں زخم لگتے تھے تو جادوگر انہیں مندمل کرنے کے لئے سینکڑوں سال پرانا شہد استعمال کرتے تھے۔

شہد کی قسمیں مختلف ہوتی ہیں، ظاہری رنگت میں بھی اور مزے میں بھی ان قسموں کے نام ان پودوں کے مطابق ہوتے ہیں۔ آج کل سائنسدان تحقیق کر رہے ہیں کہ کیا مکھیاں انسان کی مرضی و مرض کے مطابق شہد تیار کر سکتی ہیں۔ چنانچہ متعدد تجربوں کے بعد سائنس دانوں نے کئی حیاتین والا طبی شہد حاصل کرنے کا ایک نوری طریقہ معلوم کر لیا ہے۔

پہلے مکھیوں کو پھولوں کی تلاش میں میلوں کا سفر کرنا پڑتا تھا لیکن اب جدید طریقوں کی دریافت کے بعد ان کو مصنوعی غذا خود مہیا کی جاتی ہے۔ ان کے چھتوں میں کھانے کی کٹوریاں رکھ دی جاتی ہیں جن میں خاص خاص میٹھے مرکبات ہوتے ہیں اور ان میں مختلف اشیاء مثلاً انڈا،

دودھ، اُبلے اور ترکاریوں کے رس اور کئی قسم کی دوائیں ملا دی جاتی ہیں۔ اس طرح سے کئی حیاتین والے شہد کا جو نمونہ حاصل ہوتا ہے، وہ اعلیٰ حیاتینی عمل کا حامل ہوتا ہے۔ چنانچہ ترقی یافتہ ملکوں میں ان دنوں مختلف ترکیبی تناسب کے شہد ہر وقت مل سکتے ہیں جن سے غذا اور علاج دونوں کا کام لیا جاتا ہے۔

**شہد کی مکھی۔** عام مکھی سے قدرے بڑی ہوتی ہے مگر بڑے کام کی ہے۔ پھولوں اور پھلوں کا رس چوس کر اس سے شہد بناتی ہے۔ چھتے میں تین طرح کی شہد کی مکھیاں موجود ہوتی ہیں جنہیں "ملکہ" "کارکن" اور "نکھٹو" کہتے ہیں۔ چھتے میں ان کی مجموعی تعداد ہزار سے لے کر دس ہزار تک ہوتی ہے مگر ان سب میں مادہ صرف "ملکہ" ہوتی ہے۔ ملکہ بھی انہی عام انڈوں میں سے کسی ایک انڈے سے پیدا ہوتی ہے جن سے کارکن پیدا ہوتے ہیں، البتہ کارکن ابتدا ہی میں کسی ایک انڈے کو ملکہ کے طور پر منتخب کر لیتے ہیں اور اس کی نگہداشت اور پرورش پر غیر معمولی توجہ دیتے ہیں۔ ملکہ ہی اپنے انڈوں سے چھتے کے تمام خانوں کو پُر کرتی ہے۔ نکھٹو نر ہوتے ہیں جو بہت کم عمر پاتے ہیں اور ملکہ کے انڈے دینے سے پہلے ہی مر جاتے ہیں۔ کارکن مکھیاں، جنسی اعتبار سے خنثیٰ کہلانے کی مستحق ہوتی ہیں۔ چھتہ بنانا اور شہد جمع کرنا انہی کارکن مکھیوں کا کام ہے۔ ملکہ سوائے انڈے دینے کے اور کوئی کام نہیں کرتی۔

**شہر** ([illegible])۔ عام طور پر ایسے قصبات جہاں کی آبادی گرد و پیش کے قصبات سے زیادہ ہوتی ہے، شہر کہلاتے ہیں۔ وہ قصبے بھی جو آبادی کے علاوہ کسی اور وجہ سے خصوصیت اور امتیاز کے مالک ہوں، شہر کہلاتے ہیں۔ برطانیہ اور فرانس میں کسی قصبے کے قدیم اور مرکزی حصے کو شہر اور نواحی آبادیوں کو مضافات (Suburbs) کہتے ہیں۔ [illegible] میں اوّل اوّل برمنگھم کو پہلی مرتبہ شہر قرار دیا گیا اور بعدہٗ باقی قصبوں کو شہر قرار دینے کا کام حکومت

کی نگرانی میں سرانجام پانے لگا۔

شہر اور قصبات، دیہات کے مقابلہ پر ہوتے ہیں۔ شہری زندگی اور قصباتی معیشت، دیہاتی زندگی کے مقابلہ پر بالعموم زیادہ مہذب اور متمدن ہوتی ہے اور سیاسی اور تمدنی تحریکات کی ابتدا کا سہرا بھی شہریوں کے سر ہوتا ہے۔

**شہری آزادی۔** (Civil Liberty) ان تمام آزادیوں کا مجموعہ جن کو موجودہ جدید جمہوری حکومتوں میں ایک فرد واحد بطور اپنے حق کے حاصل کرنے کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ ان میں مندرجہ ذیل چیزیں شامل ہیں۔ ذاتی نقل و حرکت (ایک جگہ سے دوسری جگہ آنا جانا، باہم اکٹھے ہونا، اور ایک دوسرے سے تعلقات قائم کرنا) مذہبی آزادی۔ اظہار خیال کی آزادی (تقریری اور تحریری ہر دو) وغیرہ وغیرہ۔

ریاستہائے متحدہ امریکہ کے دستور میں پہلی دس ترمیمیں اور منشورِ حقوق اہل امریکہ کو شہری آزادی عطا کرتا ہے۔ محض جمہوریت ہی افراد کی شہری آزادی کی ضامن نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ عام طور پر اکثریت شامل جماعت اقلیتوں کو دبا لیتی ہے اور حکومت بھی تاوقتیکہ دستوری قانون اس امر کا تحفظ نہ کرے اکثریت کو اس بالادستی سے روکنے کی کوشش نہیں کرتی۔ اشتراکیت اور فسطائیت شہری آزادیوں کو روا نہیں رکھتیں اگرچہ ان کے ملکی دستوروں میں اس کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ برطانوی سوشلزم باوجود اپنے اجتماعی اقتصادی اور معاشرتی قوانین کے شہری آزادیوں کو برقرار رکھنے کے حق میں ہے۔ اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ایک اصول آزادی بھی ہے جس میں شہری آزادی بصورت اولیٰ شامل ہے۔

آج کل شہری آزادیوں میں، دوسری آزادیوں کا اضافہ بھی ہوتا چلا جا رہا ہے۔ مثلاً اقتصادی اور سیاسی تحفظ کی کفالت، کام کرنے کی آزادی یعنی حکومت بیکاری کو دور کرنے کی پابندی، اور تعلیمی سہولتیں مہیا کرنا وغیرہ وغیرہ۔

**شہریت۔** Civics شہریت وہ علم ہے جس میں مدنی زندگی کے تمام مسائل پر بحث کی جاتی ہے۔ ضروری نہیں کہ یہ مسائل مقامی حیثیت رکھتے ہوں۔ اس میں قومی اور نیز

بین الاقوامی مسائل بھی زیرِ بحث لائے جاتے ہیں۔ شہریت میں زندگی کے ہر مسئلے پر اس طرح بحث کی جاتی ہے کہ اس کے ہر پہلو کی گذشتہ اور موجودہ صورت کا تجزیہ کیا جا سکے۔ اصلاحِ حال اور مستقبل کے متعلق تجویزیں بھی سوچی جاتی ہیں۔ معاشرے کے افراد کے ایک دوسرے پر حقوق اور فرائض انسان اور انسانی جمعیتوں کا ایک دوسرے سے تعلق اور اجتماعی زندگی کے مقامی اور بین الاقوامی مسائل کا مطالعہ شہریت کا اصل موضوع ہے۔

## شہری ذمہ داری (CIVIC RESPONSIBILITY)

اگر کوئی ملازم کسی فریق سے کسی قسم کا معاہدہ کرے جو بظاہر آقا کے مفاد کے لئے ہو، لیکن آقا کی اجازت اور رضامندی کے بغیر کیا گیا ہو تو اس کا ذمہ دار خود ملازم ہوگا۔ اس طرح ملازم اگر خلافِ قانون افعال کا مرتکب ہوگا، خواہ وہ آقا کے ایما سے کئے گئے ہوں یا بغیر اس کے ایما کے، تو وہ ذاتی طور پر اس کا جواب دہ ہوگا۔ اور آقا کے کاروبار کے سلسلے میں دیدہ و دانستہ فریب دہی کا مقدمہ اس پر چلایا جا سکتا ہے۔ نیز ایک سال کی میعاد پر رکھا ہوا ملازم بشرطیکہ بددیانتی کا مرتکب نہ ہو، اگر سال سے پہلے ہی برطرف کر دیا جائے تو آقا کو سال کے اختتام تک اس کی اجرت یا تنخواہ دینی پڑے گی۔

آقا اپنے ملازم کے علاج یا اسے طبی امداد بہم پہنچانے کا قانوناً پابند نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ ملازم کی مرضی یا علم کے بغیر ڈاکٹر کو بلوائے تو ڈاکٹر کی فیس اور دوا کی قیمت آقا کو ادا کرنی پڑے گی۔ بیماری کے ایام میں ملازم کی اجرت یا تنخواہ بدستور واجب الادا رہے گی۔ بشرطیکہ بیماری نامعلوم المیعاد نہ ہو۔

اگر کوئی مالک اپنے کاروباری یا خانگی ملازم کو الگ کرنا چاہے۔ تو وہ ایک ماہ کا نوٹس یا اس کے عوض ایک ماہ کی تنخواہ دے کر اسے برخاست کر سکتا ہے۔ اگر ملازم نے بددیانتی کی ہو تو وہ بغیر نوٹس کے کسی وقت بھی نکالا جا سکتا ہے۔ شہری ذمہ داریاں کی یہ چند مثالیں ہیں اور انہیں پر دوسری ذمہ داریاں حسبِ ضرورت قیاس کی جا سکتی ہیں۔

## شہری حقوق (CIVIC RIGHTS)

حکومت کی طرف سے اپنے شہریوں کو عطا کردہ منصفانہ اور مساویانہ حقوق جمہوری ممالک میں ان حقوق کو ایک شہری کے لئے حکومت کی طرف سے اور دیگر اشخاص کی طرف سے تحفظ کا ضامن تصور کیا جاتا ہے۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں ان کا مطلب یہ ہے کہ قانون کے تحفظ اور آزادی، مال اور جائداد اور زندگی سے بہرہ اندوز ہونے کے سلسلے میں تمام افراد کو مساویانہ حقوق حاصل ہوں۔

اسلامی نظریہ کے مطابق شہری حقوق کی بنیاد تین چیزوں پر ہے۔ آزادی، اخوت اور مساوات، اور تمدن میں یہ چیزیں بہترین نظریوں کی حامل ہیں۔

## شہری نوآبادیاں (GARDEN CITIES)

اس قسم کی نوآبادیاں تمام بڑے بڑے شہروں کے نزدیک بنائی جا رہی ہیں۔ غرض یہ ہے کہ اس طرح شہر کے اعلیٰ معیارِ زندگی اور دیہات کی کھلی اور کشادہ فضا کی خوبیوں کو یکجا جمع کر دیا جائے۔ ان نوآبادیوں میں مکانات کی طرز دلفریب اور ان کے احاطے کشادہ اور زمین بندی سے آراستہ اور پیراستہ رکھے جاتے ہیں۔ پاکستان میں اس قسم کی سب سے پرانی نوآبادی لاہور کا ماڈل ٹاؤن ہے۔ اس کے بعد گارڈن ٹاؤن اور گلبرگ بھی اس شہر میں آباد ہوئے۔ ڈھاکہ میں "دھرمنڈی" کی نوآبادی اسی طرز پر بنی ہے۔ اور کراچی میں اس قسم کی متعدد آبادیاں وجود میں آ رہی ہیں۔ پنجاب کے بڑے بڑے شہروں مثلاً ملتان، لائل پور، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، راولپنڈی، سرگودھا، جھنگ وغیرہ مقامات میں بھی اسی طرح کے قصبات بنائے جا رہے ہیں۔ یورپ، امریکہ اور ہندوستان وغیرہ میں بھی اس قسم کی نوآبادیاں کثرت سے تعمیر ہو رہی ہیں۔ پاکستان میں جنگل کے علاقے میں جو نوآبادیاں اور منڈیاں زیرِ تعمیر ہیں وہ اسی نمونہ کی ہیں۔ ان کے مکانات جدید طرز کے اور احاطے کھلے رکھے گئے ہیں۔

**شہری ہوابازی** (دیکھو سول ایوی ایشن)

**شہنشاہیت** (IMPERIALISM)
(دیکھو سامراج)

**شہید۔** شہدا جمع۔ اس لفظ کے کئی معنی ہیں۔ قرآن پاک میں دیکھنے والے یا گواہ کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے اور ان لوگوں کے لئے بھی جو راہِ خدا میں مارے جائیں یا جہاد میں کام آئیں۔ ادب میں یہ لفظ آخرالذکر معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں ایسے لوگوں کا بڑا رتبہ بیان کیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان کو مُردہ مت کہو، وہ زندہ ہیں۔ خدا ان کو روزی دیتا ہے۔ اور ان کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ منکر نکیر ان سے سوال بھی نہیں کرتے۔ ان کو دفن کرنے سے قبل غسل دینے یا کفن پہنانے کی ضرورت بھی نہیں ہوتی۔

مسلمان اسی وجہ سے اس موت کی تمنا کرتے ہیں۔ اور اس کو "طلب شہادۃ" کہتے ہیں۔ علاوہ جہاد میں شہید ہونے کے علماء نے بعض اور موقعوں پر موت واقع ہو جانے کو بھی شہادت کہا ہے۔ مثلاً ایک حدیث کے مطابق جو عورت زچگی کے باعث فوت ہو جائے وہ شہید ہے۔ جو مسلمان مذہب کے واسطے ظلم سہتے سہتے فوت ہو جائے وہ بھی شہید کہلاتا ہے بلکہ طاعون وغیرہ وباؤں میں فوت ہو جانے والوں کو بھی شہید کہتے ہیں۔ جس جگہ لوگ شہید ہوں اس کو "مشہد" اور جس جگہ کثرت سے شہداء فوت ہوں۔ اُسے "شہید گنج" یا گنج شہداء کہتے ہیں۔

**شہید انصاری۔** محمد صبغت اللہ نام شہید تخلص۔ ۱۳۰۱ھ میں لکھنو کے مشہور محلہ فرنگی محل میں پیدا ہوئے۔ سلسلہ نسب حضرت ابو ایوب انصاری تک پہنچتا ہے۔ عربی فارسی اردو کی تعلیم فرنگی محل کے دارالعلوم میں حاصل کی۔ اردو لکھنا اور عربی سے اردو میں ترجمہ کرنا مولانا عبدالحلیم شرر سے سیکھا اور اُن کے ساتھ مل کر عربی کی کتاب "الملل والنحل" اور تاریخ الاسلام کا اردو میں ترجمہ کیا۔ لکھنو کے اخبار مسلم گزٹ میں کچھ عرصہ کام کیا۔ پھر ہفتہ وار اخبار خادم الحرمین جاری کیا۔

ذوقِ شعر و سخن عہدِ طالب علمی ہی سے تھا۔ ابتداء میں اکبر الہ آبادی سے اصلاح لی۔ اُن کے انتقال کے بعد آرزو لکھنوی سے۔ اردو، فارسی اور عربی تینوں زبانوں میں شعر کہتے ہیں۔

**شیپرڈ، ایلن۔ کمانڈر** (SHEPARD ALAN)۔ خلا میں پرواز کرنے والا پہلا امریکی ہواباز۔ ایک ریٹائرڈ فوجی کرنل کا لڑکا ہے۔ ۱۹۲۳ء میں ایسٹ ڈیری میں پیدا ہوا۔ ۱۹۴۴ء میں نیول اکیڈمی سے کمیشن حاصل کیا۔ دوسری جنگ عظیم میں بحرالکاہل میں امریکی بحری فوج کی جنگی ٹیموں میں حصہ لیا اور جنگ کے بعد ہوائی بازی کے ایک پرائیویٹ سکول میں ہوائی بازی کی تربیت حاصل کی۔

شیپرڈ نے ۵ مئی ۱۹۶۱ء کو کیپ کینا ورل کے میزائل اڈے سے ریڈسٹون میزائل کے ذریعہ خلا میں پرواز کی اور پندرہ منٹ بعد اپنے خلائی کیبن سمیت بحرالکاہل میں اتر گیا۔ کمانڈر شیپرڈ نے خلا میں ۱۱۵ میل کی بلندی تک پرواز کی۔ پرواز کے دوران میں اس کے راکٹ کی انتہائی رفتار ۴۵۰۰ میل فی گھنٹہ تھی۔ وہ صرف ۵ منٹ تک بے وزنی کی کیفیت میں رہا۔ پرواز کے دوران میں اس نے ریڈیو کے ذریعہ زمین سے رابطہ قائم رکھا۔ کمانڈر شیپرڈ خلا میں پرواز کرنے والا پہلا انسان نہ تھا۔ اس سے قبل ۱۲ اپریل ۱۹۶۱ء کو روسی ہواباز میجر یوری گیگارین ۱½ گھنٹے تک خلا میں پرواز کر کے زمین کے گرد ایک چکر لگا چکا تھا۔

**شیپے** (SHNPE) (ایس ایچ اے پی ای)۔ دوسری جنگ عظیم کے ختم ہونے کے کچھ مدت بعد اتحادی ممالک میں سے ترکی

نے ایسی روش اختیار کر لی کہ مغربی طاقتیں اور ماسکو کی حکومت دو فریق معلوم ہونے لگے۔ چونکہ روس کا رقبہ بڑا ہے اس کی فوجی طاقت بھی بے پناہ ہے اور اس کا انداز حکومت آمریت پر مبنی ہونے کے باعث اسے اپنے عوام پر زندگی اور موت کے اختیارات حاصل ہیں۔ اس لئے قدرتی طور پر روسی حکومت بظاہر زیادہ طاقتور معلوم ہوتی ہے جس کی بناء پر مغربی طاقتیں اس سے خوف کھانے لگیں اور انہوں نے آپس میں ایسی تدبیریں سوچنا شروع کیں جن سے وہ اشتمالیت کے دیو کا مقابلہ کر سکیں۔ چنانچہ مئی سنہ ۱۹۵۰ء میں فرانس کے نامور وزیر خارجہ رابرٹ شومن R. Schuman نے یورپین ممالک کے سامنے ایک منصوبہ رکھا جس میں یہ تجویز کیا گیا کہ مغربی جمہوریتیں آپس میں مل کر ایک اقتصادی نظام کے تحت آ جائیں۔ برطانیہ نے اس کی مخالفت کی۔ مخالفت تو جرمنی نے بھی کی، بلکہ فرانس کے بعض حلقوں نے بھی کی مگر بالآخر فرانس، جرمنی، بلجیم، ولندیز، Netherlands لکسمبرگ، اور اطالیہ نے اس میں شمولیت اختیار کر لی۔ مشترکہ اقتصادی نظام اور اس طرح کی باتوں کا اثر یہ ہوا کہ بعض سیاست دان یہ بھی کہنے لگے کہ تمام مغربی یورپ کا سیاسی اتصال ( Union ) کر دیا جائے اور اس پر وفاقی حکومت قائم کر دی جائے۔ مگر یہ باتیں عملی صورت اختیار نہ کر سکیں۔ ایک اثر البتہ ضرور ہوا۔ وہ یہ کہ جن جذباتی اکساہٹوں کی بدولت اس طرح کے افکار معرض وجود میں آ رہے تھے ان کا ایک نتیجہ یہ ہوا کہ روس کے خلاف گٹھ جوڑ پیدا کرنے کا جذبہ عام ہو گیا۔ اور دسمبر سنہ ۱۹۵۰ء میں بارہ مغربی اقوام نے باہم وفاقی تنظیم میں منسلک ہو کر ایک فوج قائم کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس کا صدر مقام جسے عرف عام میں شیپے ( Shape ) یا اتحادی طاقتوں کا یورپ میں صدر دفتر Supreme Headquarters of the Allied Powers in Europe کہا جاتا ہے بمقام پیرس قائم ہوا۔ اور جنرل آئزن ہوور (سابق صدر جمہوریہ امریکہ) کو اس کا سالار اعلیٰ بنایا گیا۔

**شیث علیہ السلام۔** حضرت آدم علیہ السلام کے تیسرے بیٹے تھے۔ ہابیل کے قتل کے پانچ سال بعد پیدا ہوئے۔ اس وقت حضرت آدم کی عمر ۱۳۰ سال کی تھی۔ مرنے سے قبل حضرت آدم نے ان کو جانشین بنایا اور وہ تمام علوم جو ان کو معلوم تھے سکھا دیئے۔ حضرت آدمؑ کے انتقال کے بعد انہوں نے مکہ میں اقامت اختیار کی۔ ہر سال حج کیا کرتے تھے۔ حضرت آدمؑ کے بعد ان پر وحی آنے لگی۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے مٹی اور پتھر سے کعبہ کی عمارت بنائی۔ ۹۱۲ برس کی عمر پائی اور کوہ ابوقبیس کے دامن میں والدین کے پہلو میں دفن ہوئے۔

**شیر۔** عام شیر کا قد تقریباً پانچ فٹ ہوتا ہے۔ کم و بیش اس کا سارا جسم یکساں ہوتا ہے اور تمام بدن پر چھوٹے چھوٹے بال ہوتے ہیں۔ رنگ گہرا خاکستری اور اس پر سیاہ رنگ کی دھاریاں ہوتی ہیں۔ گرم ایشیائی ممالک اور افریقہ میں پایا جاتا ہے۔ انتہا درجے کا طاقتور ہوتا ہے یہاں تک کہ دریا میں شدید پا تیرتا ہے۔ درخت پر چڑھنے کی قابلیت نہیں رکھتا مگر درخت کے برابر لپک سکتا ہے۔

**ببر شیر۔** عام شیر سے قد میں قدرے بڑا اور سرمئی رنگ ہوتا ہے اور اس کے جسم کا اگلا حصہ پچھلے حصے کی نسبت زیادہ بھاری ہوتا ہے۔ گردن کی ایال کے باعث بڑا خوفناک دکھائی دیتا ہے شکار کو ہمیشہ پنجوں سے پکڑتا ہے اور تیز ناخنوں سے اسے آن واحد میں چیر پھاڑ ڈالتا ہے۔

ببر کی مادہ کی گردن پر بال نہیں ہوتے اور وہ قد میں بھی چھوٹی ہوتی ہے۔ شیر عام طور پر عمر میں صرف ایک بار جفتی کرتا ہے۔ شیرنی کسی سنسان جگہ بچے دیتی ہے اور ان کی اپنی جان سے زیادہ حفاظت کرتی ہے۔

**شیر افگن۔** علی قلی خان عرف شیر افگن ڈھاکہ کا گورنر تھا جس سے اکبر نے مہر النساء (نور جہاں) کی شادی کر دی۔ اکبر کی وفات کے بعد جب شہزادہ سلیم تخت نشین ہوا اور جہانگیر کا لقب اختیار کیا تو بہت سے صوبیداروں نے خود مختار ہونے کی کوشش کی جس میں سے ایک شیر افگن بھی تھا۔ جہانگیر کو جب شیر افگن کے ارادوں کا علم ہوا تو اس نے اسے دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ مگر شیر افگن ٹالتا رہا۔

بادشاہ نے قطب الدین کو شیر افگن کے پاس بھیجا مگر اس نے طیش میں آکر اسے قتل کر دیا لیکن قطب الدین کے آدمیوں نے وہیں "شیر افگن" کا کام بھی تمام کر دیا۔

**شیر شاہ سوری۔** پندرھویں صدی عیسوی کے وسط میں ایک شخص ابراہیم خان نامی مع اہل وعیال کے وارد ہندوستان ہوا۔ ایک فوجی خدمت کے صلے میں بہلول لودھی نے بہار کے علاقہ میں اس کو ایک جاگیر مرحمت کی۔ اس کا بیٹا حسن خان مع اہل وعیال کے اپنی جاگیر پر بہار چلا گیا اور وہیں سکونت پذیر ہوگیا۔ حسن خان کا بیٹا فرید خاں پندرہ سال کی عمر میں گھر سے بیزار ہوکر نواب جونپور کے پاس چلا گیا۔ نواب نے بڑے اعلیٰ پیمانہ پر اس کی تعلیم و تربیت کرائی۔ جوان ہوکر وہ مختلف رئیسوں کے پاس ملازمت کرتا رہا۔ سلطان محمد والی بہار نے تلوار سے شیر مارنے کے صلہ میں اس کو شیر خاں کا خطاب دیا۔ بالآخر سلطان محمد کے بعد حالات نے کچھ ایسا پلٹا کھایا کہ بہار کی عنان حکومت اس کے ہاتھ آگئی۔ پھر بنگال پر اس نے بزور شمشیر قبضہ کر لیا۔ اور ہمایوں سے دہلی و پنجاب کا تخت و تاج بھی حاصل کر لیا۔ ساٹھ سال کا سن تھا جب یہ شیر شاہ سوری کے لقب سے ہندوستان کے تخت سلطنت پر متمکن ہوا۔ پندرہ سال تک حکومت سوری خاندان میں رہی۔ تاآنکہ ۱۵۵۵ء میں ہمایوں نے دوبارہ ہندوستان آکر دہلی پر قبضہ کر لیا قلعہ کالنجر کے محاصرہ کے دوران میں بارود سے جل کر ۱۵۴۵ء میں شیر شاہ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ وفات سے قبل اس قلعہ کو بھی فتح کر لیا۔ صرف پانچ سال تک دہلی کے تخت پر متمکن رہا۔ لیکن اس کا زمانہ بڑے امن و امان کا رہا۔ اس نے مجموعہ ضابطۂ دیوانی اور فوجداری کی ترتیب دی۔ مالیہ کی وصولی کے لئے ملک کو ایک لاکھ سولہ ہزار پرگنوں میں تقسیم کیا۔ کلکتہ سے پشاور تک سڑک بنوائی جو آج تک شیر شاہی سڑک کہلاتی ہے۔ انگریزوں نے اس کا نام بدل کر "گرینڈ ٹرنک روڈ" رکھ دیا تھا۔ اس سڑک کے کنارے جگہ جگہ مسافر خانے اور سرائیں بنوائیں درخت لگوائے اور کنوئیں کھدوائے۔ اسی کے قوانین تھے جو تھوڑے رد و بدل کے بعد آئین اکبری کی تدوین میں کام آئے۔ اس کے زمانہ میں چوری، رہزنی، ڈاکہ خون وغیرہ کے جرائم سے ہندوستان بالکل پاک رہا۔ ایک زبردست سپہ سالار، دُور اندیش مدبّر اور حکمران تھا۔

**شیر علی میجر جنرل۔** نواب زادہ شیر علی نواب پٹودی کے دوسرے صاحبزادے ۱۹۱۳ء میں پیدا ہوئے، ایچی سن کالج لاہور میں تعلیم پائی۔ پھر ڈیرہ دون کے انڈین ملٹری کالج اور انگلستان کے شاہی فوجی کالج میں داخل ہوئے۔ ۱۹۳۳ء میں ہندوستانی افواج میں کمیشن ملا۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران فرسٹ پنجاب رجمنٹ کی پہلی بٹالین کی کمان سنبھالی۔ دوسری جنگ عظیم کے خاتمے کے بعد ۱۹۴۶ء میں واشنگٹن میں ہندوستانی افواج کے اتاشی مقرر ہوئے جولائی ۱۹۴۷ء میں پاکستان کے لئے اپنی خدمات پیش کردیں۔ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو حکومتِ پاکستان نے اپنا پہلا وفد آسٹریلیا بھیجا تو جنرل موصوف اس وفد میں بطور فوجی مشیر شامل تھے۔ وہاں واپسی پر پیراشوٹ دستے کے کمانڈر مقرر ہوئے کشمیر میں جنگ بندی کے معاہدے کے بعد ان کو وزیر امور کشمیر کا فوجی مشیر مقرر کیا گیا۔ ۱۹۵۱ء میں پاکستانی افواج کے ایڈجوٹنٹ جنرل کے عہدے پر فائز ہوئے ۱۹۵۵ء میں پاکستانی افواج کے چیف آف جنرل اسٹاف مقرر ہوئے بعد ازاں انہیں معاہدہ بغداد کی فوجی کمیٹی میں پاکستان کی طرف سے ڈپٹی کمشنر مقرر کیا گیا۔ وہ ایچی سن کالج کے بورڈ آف گورنرز کے نائب صدر اور وقار النساء گرلز کالج راولپنڈی کی گورننگ باڈی کے صدر بھی ہیں۔ حال ہی میں آپ کو ملایا میں پاکستان کا ہائی کمشنر مقرر کیا گیا ہے۔

**شیر محمد اختر۔** شیر محمد اختر ۱۹۰۹ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ گجرات میں میٹرک تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے جماعت احمدیہ کے جرائد پیغام صلح، اور لائٹ (Light) میں کام کیا۔ بعد میں روزنامہ شاہکار کی ادارت کے فرائض بھی سرانجام دئیے۔ "ہمایوں اور

"نفسیات" لاہور کے ایڈیٹر بھی رہے۔ فن افسانہ نگاری کی طرف آپ کی طبیعت ابتدا ہی سے مائل ہے۔ کہانیوں کی آپ نے پانچ کتابیں لکھی ہیں "جھوٹ" "سائے" "بادلوں میں" "ننگا پاؤں" "کالی بلی" مشہور ہیں۔
آپ نے ایک ایکٹ کے ڈرامے بھی لکھے ہیں اور ٹیگور وغیرہ کی کتابوں کے تراجم بھی کئے۔
"تجزیہ نفس" آپ کا محبوب مضمون ہے۔ آپ پہلے ادیب ہیں جنہوں نے نفسیات پر قلم اٹھایا۔ ۲½ سال تک متواتر "تہذیب نسواں" میں بچوں کی نفسیات پر مضامین لکھتے رہے۔
نفسیات پر مندرجہ ذیل کتابیں مشہور ہیں۔
(۱) بچوں کی نفسیات۔
(۲) نسبت زندگی۔
(۳) شخصیت اور کردار۔
(۴) زندگی کے نفسیاتی مسائل۔
(۵) نفسیات کی روشنی میں۔
(۶) خود اعتمادی۔
اس کے علاوہ آپ نے نفسیات پر بارہ کے قریب کتابچے بھی لکھے ہیں۔
آج کل "قندیل" لاہور کے ایڈیٹر ہیں۔

**شیرۂ روغن۔** Emulsion تیل اور پانی آپس میں نہیں ملتے۔ لیکن اگر صابن شامل کر دیا جائے اور ان تیلوں کو کسی بوتل میں بند کر کے خوب ہلایا جائے تو تیل باریک باریک گول ذرات میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ ہر ذرّے کے ارد گرد صابن کی باریک جھلی نمایاں ہوگی "شیرۂ روغن" اسی کا نام ہے تیل کے ذرات سارے پانی میں منقسم ہو جاتے ہیں۔ اب اگر بوتل کو ہلانا بند کر بھی دیا جائے تو تیل کے ذرات اسی طرح رہیں گے اور تیل پانی سے علیحدہ ہو کر اوپر نہیں آئے گا۔ سر میں لگانے کے بہت سے انگریزی تیل "شیرۂ روغن" ہوتے ہیں۔ پانی اور صابن سے کپڑا صاف ہونے کی بھی یہی وجہ ہے کہ مٹی اور چکنائی کے ذرے شیرۂ روغن بن کر دُھل جاتے ہیں۔
سکاٹ کا شیرۂ روغن Scott's Emulsion جو ایک انگریزی مرکب دوا ہے، پیٹ کے امراض (سُوءِ ہضمی وغیرہ) کے لئے ایک مؤثر چیز ہے۔



**شیریں۔** مشہور ایرانی شہنشاہ خسرو پرویز کی ملکہ تھی بادشاہ نے دارالحکومت سے کچھ فاصلے پر شکارگاہ میں اپنی محبوب ملکہ کے لئے ایک محل بنوایا تھا جو "قصر شیریں" کہلاتا تھا قصہ گو بیان کرتے ہیں کہ ایک دن شکار کھیلتے وقت شیریں کا دفعۃً فرہاد سے سامنا ہو گیا۔ فرہاد اس پر دل و جان سے فریفتہ ہو گیا اور دن رات "قصر شیریں" کے چکر کاٹنے لگا۔ جب خسرو پرویز کو اس کے عشق کا پتہ چلا تو اس نے فرہاد کے ذمہ پہاڑ کھود کر نہر نکالنے کا کام لگایا۔ خسرو کا خیال تھا کہ یہ کام اس سے انجام نہیں پا سکیگا۔ مگر فرہاد نے جذبہ عشق سے سرشار ہو کر کوہ بے ستون کے سینے کو چیر ڈالا اور نہر کو ایک طرح سے مکمل کر لیا۔
یہ دیکھ کر پرویز نے جھوٹ موٹ شیریں کی موت کی خبر اڑا دی۔ فرہاد خبر سن کر ہوش و حواس کھو بیٹھا اور تیشہ سے سر پھوڑ کر جان دے دی۔

**شیشہ۔** Glass ایک ٹھوس اور شفاف مادہ جو ریت کو دیگر اشیا کے ساتھ پگھلانے سے وجود میں آتا ہے۔ اس کی مشہور اور عمدہ صورتیں یہ ہیں۔ کرسٹل گلاس جس میں پوٹاس، ریت اور سیسے کے آکسائیڈ ڈالے جاتے ہیں۔ "ونڈو گلاس" یعنی دروازوں پر لگانے کا شیشہ جو ریت، سوڈا اور چونے سے بنتا ہے۔ بوہیمین گلاس جس میں پوٹاس چونہ اور سلیکا ہوتا ہے۔ "دروتل شیشہ" جس میں سوڈا، چونہ، المنیا، ریت اور آہنی آکسائیڈ ہوتا ہے۔ ایسے شیشے جو حرارت سے نہ ٹوٹیں اور پکانے والی صراحیوں یا دیگچیوں میں استعمال ہوتے ہیں ان میں بورن ڈالا جاتا ہے۔ شیشہ قدیم "فونیشیوں" کی ایجاد ہے اور قدیم مصری بھی اس سے واقف تھے۔ انہیں کے طفیل یہ روم میں آیا۔ قرون وسطیٰ میں شہر وینس شیشہ گری کی صنعت کے لئے مشہور تھا۔ لیکن سترہویں صدی کے بعد بوہیمیا اس کا مرکز بن گیا۔ کھڑکیوں میں شیشہ لگانے کا رواج سترھویں صدی میں رائج ہوا۔ لیکن قدیم مغل

عمارتوں میں شیشہ کا استعمال بالکل نظر نہیں آتا اگرچہ بلوری گلاس ، بوتلیں اور شیشیاں عام تھیں ۔ پاک و ہند میں شیشہ گری کی صنعت انگریزوں کے آنے سے پہلے بھی موجود تھی اور شہر نگینہ یو ۔ پی اس کا مرکز تھا ۔ لیکن اب جدید قسم کے کارخانے بھی بن گئے ہیں چنانچہ پاکستان کے کئی ایک مقامات پر یہ کارخانے کام کر رہے ہیں ۔ جو شیشہ سائنس کے کیمیاوی آلات میں استعمال ہوتا ہے وہ جینا واقع جرمنی سے آتا ہے اور جینا گلاس کہلاتا ہے ۔ پاکستان میں لاہور ، ملتان ، گکھڑ ، حیدرآباد اور جہلم وغیرہ میں شیشے کے کارخانے ہیں ۔

شیشے کا کپڑا ۔ شیشے سے کپڑا تیار کرنے کی عجیب و غریب صنعت حال ہی کی ایجاد ہے ۔ ٹوٹی ہوئی بوتلیں اور شیشے کے ٹکڑے جو محض ایک بیکار شے سمجھے جاتے تھے ۔ ان کے انبار کارخانوں میں جمع کئے جاتے ہیں ۔ جہاں برقی رو سے دہکنے والی بھٹیوں پر انہیں پگھلا کر ان کا لیس دار شیرہ بنا دیا جاتا ہے ۔ اس شیرے کو اگر لکڑی سے اٹھایا جائے تو اس میں سے باریک لمبا تار نکلتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ شیشے میں چپچپاہٹ ہوتی ہے جس کے طفیل شیشے سے دھاگا تیار کیا جاتا ہے ۔

اس شیرے کو ایک ایسے برتن میں جمع کیا جاتا ہے جس کے نیچے ایک بڑی چھلنی لگی ہوتی ہے ۔ چھلنی میں بال سے زیادہ باریک سوراخ ہوتے ہیں ۔ مشین کے دباؤ سے شیرہ ان سوراخوں میں سے نکل کر لمبے باریک تار بناتا ہے ۔ جو ایک ریل کے گرد لپٹتے جاتے ہیں ۔ یہی تار شیشے کا دھاگہ ہیں ۔ جس سے کپڑا تیار ہوتا ہے ۔ یہ دھاگہ سفید سلک White Silk جیسا ہوتا ہے ۔

شیشے کے کپڑے میں خاص صفت یہ ہوتی ہے کہ اسے آگ نہیں لگتی اور نہ ہی اس پر بجلی اثر کرتی ہے چنانچہ اس کے فیتے بجلی کے تاروں پر چڑھائے جاتے ہیں ۔ چونکہ یہ گرمی کو جذب کر لیتا ہے اس لئے گھروں کی اندرونی اور بیرونی دیواروں پر بھی لگایا جاتا ہے ۔ گرم پائپ اور گرم پانی کے بوائلروں میں بھی استعمال ہوتا ہے ۔ میل اس میں جذب نہیں ہوتا ۔ بلکہ اس کی سطح پر ہی رہتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ دھونے سے بہت جلد صاف ہو جاتا ہے اور سکڑتا بھی نہیں ۔

اس کی بتی چراغ میں ڈالی جائے تو ختم ہونے میں ہی نہیں آتی ۔

شیطان ۔ بمعنی خراب روحین ۔ انسان اور جن دونوں کے واسطے استعمال ہوتا ہے ۔ جو سرکش اور مغرور ہوں ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ میں شیطان ایک جن تھا جو علم اور طاقت میں دوسروں سے زیادہ تھا شیطان وہ بھی ہے جس کو کافر خدا کی جگہ پوجتے ہیں ۔ شیطان کے ساتھ ساتھ شیاطین کا لفظ بھی قرآن پاک میں آتا ہے ، جس کے معنے گمراہ کرنے والے لوگوں کے ہیں شیطان کے ساتھ ذریات کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے جس کے معنی نسل شیطانی کے نہیں بلکہ گروہ خبائث کے ہیں ۔ ہر آدمی کا ایک شیطان ہوتا ہے جو انسان کو خدا کا نافرمان بناتا ہے اور اسے برائی کی طرف مائل کرتا ہے اور مرد یا عورت ، کسی شکل میں ظاہر بھی ہو سکتا ہے ۔

لیکن بالعموم شیطان سے مراد ابلیس ہے ۔ جو آگ سے بنا ہے اور اس کی سرشت میں بغاوت اور سرکشی کوٹ کوٹ کر بھری ہے کہ وہ جو حضرت آدم کو سجدہ نہ کرنے کی پاداش میں ہمیشہ کے واسطے راندہ درگاہ رہے گا ۔ (نیز دیکھو ابلیس)

شیعان بنی امیہ ۔ مسلمانوں کی وہ سیاسی پارٹی جو حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کے جھگڑے میں بنی امیہ کی حامی تھی ۔

شیعانِ بنی اُمیہ کا اطلاق شیعان علیؓ کے مقابلے پر ہوتا ہے ۔

شیعانِ علیؓ ۔ امیر معاویہؓ کے زمانے میں مسلمانوں کی سیاسی پارٹی جو خلافت کو صرف اہل بیت کا حق سمجھتی تھی ۔ امیر معاویہؓ کی سخت مخالف تھی ۔ لیکن امام حسن کی خلافت سے دست برداری کے بعد ان کی ہمت پست ہو گئی اور یہ امیر معاویہؓ کے زمانے میں زیادہ تر خاموش رہے اور ان کے خلاف کسی ہنگامہ میں حصہ نہیں لیا ۔

شیعہ (اہل تشیع) وہ لوگ جو آنحضرت صلعم کے بعد حضرت علیؓ کو ان کا صحیح جانشین اور خلیفہ تسلیم کرتے ہیں ۔

ان کا خیال ہے کہ امامت کا انحصار علم پر ہونا چاہیئے اور چونکہ حضرت علیؓ کو حضورؐ نے "باب العلم" کہا ہے اس لئے ان کے نزدیک وہی خلافت کے حق دار تھے۔ یہ لوگ پہلے تین خلفا کو صحیح جانشین تسلیم نہیں کرتے۔ اس طرح ایک گروہ شیعان علی کا پیدا ہو گیا جن میں حضرت سلمان فارسیؓ ابوذر غفاریؓ اور مقداد بن اسود کندی سب سے زیادہ سربرآوردہ تھے۔ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد انہوں نے حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ کا ساتھ دیا اور بنی امیہ کے سخت مخالف رہے۔ چونکہ دنیاوی قیادت حضرت علیؓ کے خاندان میں نہ آسکی اس واسطے انہوں نے مذہبی امامت کو بنائے اقتدار بنایا اور اس عقیدہ پر قائم ہے کہ امامت اور اس کے ساتھ علم دین نسلاً بعد نسل اور سینہ بہ سینہ منتقل ہوتا ہے۔ چنانچہ اہل تشیع کے ہاں خدائے واحد، قرآن پاک اور امام پر ایمان لانا ضروری ہے اور بغیر اس کے نجات ممکن نہیں۔ اہل تشیع عموماً بارہ اماموں کو مانتے ہیں لیکن ان میں سے بعض فرقے ایسے بھی ہیں جو سب اماموں کو نہیں مانتے۔ بنو عباس کے زمانے میں شیعہ فرقہ کا زور ہو گیا۔ خصوصاً عراق اور ایران میں ان کو بہت عروج حاصل ہوا۔ یہ لوگ اپنے عقائد میں نہایت پختہ اور علوم مذہبی سے بہت شغف رکھتے ہیں اور اہل بیت کی محبت جزو ایمان سمجھتے ہیں۔ (نیز دیکھو اثنا عشری)

**شیفتہ نواب مصطفیٰ خان۔** نواب مصطفیٰ خان نام شیفتہ تخلص۔ فارسی میں حسرتی تخلص کرتے تھے۔

۱۸۰۶ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ نواب سرفراز الملک مرتضیٰ خاں کے بیٹے تھے۔ آپ نے بڑے اچھے طریقے پر تعلیم و تربیت پائی۔ فارسی عربی پڑھی اور علوم مروجہ حاصل کئے۔ فارسی اردو دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ فارسی میں غالب اور اردو میں مومن سے اصلاح لیتے تھے۔

آپ بڑے سخن سنج اور سخن فہم تھے۔ آپ کی شہرت ناقد کی حیثیت سے بہت زیادہ ہے۔ آپ کا تذکرہ "گلشن بیخار" آزادانہ تنقیدوں سے مالا مال ہے۔

آپ بزرگوں سے بے حد عقیدت رکھتے تھے۔

آپ کے دل میں مذہب کا احترام اور شریعت کی پابندی بہت تھی۔ حج بیت اللہ سے بھی مشرف ہوئے۔ مگر حج سے واپسی پر شعر گوئی ترک کر دی۔

۱۸۶۹ء ۱۲۸۶ھ میں تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کے کلیات فارسی اور اردو آپ کے بیٹے نواب محمد اسحاق خاں نے شائع کئے۔

**شیفیلڈ۔ Sheffield** انگلینڈ کا مشہور و معروف شہر جو چھری چاقو اُسترے اور دیگر آہنی اوزاروں کی ساخت کے لئے مشہور ہے۔ شیفیلڈ کے لوہے کے کارخانے اور مشینوں کی ساخت اور تیاری دنیا بھر میں مشہور ہے اور اس شہر کی مصنوعات کی برآمد دنیا کے گوشہ گوشہ میں ہوتی ہے۔ انگلینڈ کے قدیم شہروں میں سے ہے آبادی کوئی دس لاکھ کے قریب ہے شہر کا انتظام کارپوریشن کے سپرد ہے۔

**شیکسپیر (Shakespeare) :۔** ولیم (۱۵۶۴ء-۱۶۱۶ء) جان شیکسپیر اور میری آرڈن کا بیٹا تھا۔ سٹراٹ فورڈ۔ آن۔ ایون میں پیدا ہوا۔ اس کا خاندان مذکورہ مقام میں خاص اہمیت رکھتا تھا۔ کیونکہ جان شیکسپیر ایک متمول سوداگر تھا۔ ولیم شیکسپیر کی زندگی کے متعلق وثوق سے بہت کم باتیں معلوم ہیں۔ البتہ اتنا ضرور علم ہے کہ اس نے ۱۵۸۲ء میں این ہاتھوے سے شادی کی۔ ان کے تین بچے پیدا ہوئے۔ سُسانا، ہیمنٹ اور جوڈتھ جو جڑواں پیدا ہوئے تھے۔

بلاشبہ شیکسپیر نے بچپن میں اُن کمپنیوں کے ناٹک اور ڈرامے دیکھے ہوں گے جو ملک میں گھومتی پھرتی تھیں اور انہوں نے اس کی قوت تخیل پر تازیانہ کا کام کیا ہو گا۔

کیونکہ یہ امر بھی ثابت ہے کہ ۱۵۹۲ء میں وہ لارڈ چیمبرلین کی کمپنی کا ممبر بن گیا جو لندن میں سب سے بہتر اور کامیاب سمجھی جاتی تھی۔ یہاں اس کا خاص کام ڈرامے لکھنا تھا جنہیں دوسرے ایکٹر پبلک کے سامنے پیش کرتے تھے۔ اس زمانہ میں انگلستان میں تھیٹر بالکل نئی چیز تھے۔ ڈرامہ نگاروں کو کہانیوں کی تلاش میں تاریخ کی ورق گردانی کرنی پڑتی تھی۔ یا پرانے زمانہ کی ادبیات کا مطالعہ کرنا پڑتا تھا شیکسپیر اس کام میں مہارت رکھتا تھا۔ دوسرے ڈرامہ نویسوں کی طرح یہ بھی پرانی کہانیوں سے اپنے ڈرامے تیار کرتا تھا لیکن ایسا کرنے میں وہ پرانے کام کو جلا دے کر اس کا حلیہ ہی تبدیل کر دیتا تھا۔ شیکسپیر ایک پرگو شاعر تھا۔ اور بڑی سرعت سے تصنیف و تالیف کا

کام کرتا تھا۔ سال میں تقریباً دو نئے ڈرامے لکھ دینا اُس کا معمول تھا۔ ساتھ ہی وہ پہلے لکھے ہوئے ڈراموں پر نظرِ ثانی بھی کرتا رہتا تھا۔ جلد ہی اس شاعر نے مال و زر اور شہرت ہر دو حاصل کر لئے۔

۱۵۹۷ء میں اس نے سٹراٹ فورڈ میں ایک اچھا مکان خریدا جہاں وہ اپنی زندگی کے آخری ایام بسر کرنے کے لئے ۱۶۱۱ء میں رہنے لگا۔ شیکسپیر کے ڈراموں میں اور موجودہ زمانہ کے ڈراموں میں بڑا فرق ہے۔ کرسٹوفر مارلو کی طرح شیکسپیر بھی اپنے ڈراموں کے مکالمے نظم معرّا میں لکھتا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ڈرامے کے مکالموں میں بیساختگی، سادگی اور اصلیت کا عنصر کم ہوتا تھا لیکن اس خامی کا ازالہ منظوم مکالموں کی جذبات نگاری سے ہو جاتا تھا۔

علاوہ ازیں شیکسپیر کو ایسے سٹیج کے لئے ڈرامے لکھنے پڑے تھے جس پر پردے اور سینریاں نہیں ہوتی تھیں بلکہ یہ ایک چبوترے کی شکل میں ہوتا تھا جس کے تینوں جانب تماشائیوں کی نشستیں ہوتی تھیں۔ چنانچہ اداکاروں کی باتوں ہی سے پتہ چل سکتا تھا کہ کس قسم کا سین ہے اور ظاہر ہے کہ یہ کام بہ نسبت نثر کے نظم بہتر طریقہ سے انجام دے سکتی تھی۔

گو چند سطور میں اس امر کی وضاحت تو نہیں کی جا سکتی کہ شیکسپیر کو انگریزی ادبیات میں اتنا بلند درجہ کیوں حاصل ہے۔ پھر بھی اس کی چند امتیازی خصوصیات یہ ہیں۔

(۱) وہ شاعر پہلے ہے اور ادیب یا ڈرامہ نگار بعد میں ہے۔ اس کے لکھے ہوئے مکالموں میں سے ایسے بیشمار اقتباسات لئے جا سکتے ہیں جو بذات خود اعلیٰ پیمانہ کی معیاری نظمیں ہیں۔

(۲) وہ طربیہ نگار Comedian ہے اور اس ضمن میں اس نے بہت سے ڈرامے مشہورِ زمانہ ہیں۔ تمام انگریزی ڈراموں میں ٹویلفتھ نائٹ Twelfth Night سب سے زیادہ پُرلطف اور ایزیو لائک اِٹ As you like it سب سے زیادہ شاعرانہ اور تخیلی ڈرامہ ہے۔ اے مڈسمر نائٹس ڈریم A Midsummer Night Dream نہایت خوشگوار مزاح اور پریوں کی داستانوں کا نادر مجموعہ ہے۔

(۳) اس نے تاریخی ڈرامے بھی لکھے ہیں مثلاً "رچرڈ"، "ہیکلنڈ" اور "ہنری پنجم" حالانکہ یہ ڈرامے اصلی تاریخی واقعات کے مطابق نہیں ہیں۔ لیکن ان کی وجہ سے انگریز قوم کو اپنے ماضی کا صحیح نقشہ سمجھنے میں بڑی مدد ملی۔ گزری ہوئی قوتوں اور شخصیتوں کا مطالعہ کر کے انگریزوں نے اپنے مستقبل کے لئے اچھا خاصہ درسِ استحکام حاصل کیا۔

(۴) اُس نے مشہور المیہ ڈرامے Tragedies بھی لکھے ہیں جن کے متعلقہ کرداروں میں ہر رنگ کے انسانی جذبات کی فراوانی ہے۔ اور یہ جذبات نگاری فکر و تخیل کے لئے مثل غذا کے ہے۔ رومیو جولیٹ میں نوجوان عاشق اور اُس کی محبوبہ کی مسرتوں اور آلام کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ لیڈی میکبتھ Lady Macbeth میں ایک سنگ دل عورت کے حبِ جاہ کے واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ کنگ لیئر King Lear میں اس نام کے ضعیف العمر انسان کے ٹوٹے ہوئے دل کی ترجمانی کی گئی ہے۔ اینٹونی اور کلیوپیٹرا میں سازش، سازباز اور پوشیدہ تعلقات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

(۵) اُس شاعر میں حیرت انگیز طریقہ پر جدتِ خیال مضامین اور کرداروں ہر دو اعتبار سے پائی جاتی ہے۔ شیکسپیر کے جو ڈرامے آپ نے پڑھے ہوں یا دیکھے ہوں ذرا ان پر نظر ڈالئے اور اندازہ کیجئے کہ کیا کیا آرائش و زیبائش کے سامان، شاندار وردیاں، تلواریں، قلعے اور لڑائیاں، جہاز اور ان کا غرق ہونا، جامہ زیب امرا اور خواتین، سنجیدہ سپاہی، لڑکوں کے بھیس میں لڑکیاں، دور و دراز کے سفر، ریگستانی جزیرے، جادوگرنیاں، اور اُن کی خطرناک سازشیں، قاتل اور مقتولین، روحیں اور مردوں کی کھوپڑیاں وغیرہ عناصر اس شاعر نے کمالِ فن کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے رومانی ڈراموں میں جمع کئے ہیں۔ اگر کسی شاعر میں مندرجہ بالا گوناگونی اور تنوع محض سطحی طور پر ہی ہو تب بھی وہ بڑا شاعر سمجھا جاتا ہے لیکن شیکسپیر میں گوناگونی اور جدتِ خیال کے ساتھ عمق، گہرائی، اور متانت بھی ہے۔

**شیلے۔** (Shelley) انگلستان کا یہ مشہور شاعر ۱۷۹۲ء میں سسکس (Sussex) میں پیدا ہوا۔ شیلے کا باپ ایک کھاتا پیتا زمیندار تھا۔ ابتدائی تعلیم ایٹن Eton میں حاصل کی اور ۱۸۱۰ء میں حصول تعلیم کے لئے آکسفورڈ Oxford پہنچا۔ مگر یہاں سے ۱۸۱۱ء میں دہریت کی حمایت میں ایک کتابچہ لکھنے پر نکال دیا گیا۔ اس واقع کے بعد شیلے نے تمام عمر بے آرامی میں اور چل پھر کر گزاری ۱۹ سال کی عمر میں ہیریٹ سے شادی کی مگر تین سال بعد ہی بیوی سے علیحدگی اختیار کر لی۔ ہیریٹ کی خودکشی کے کچھ عرصہ بعد شیلے نے دوسری شادی کی مگر لارڈ ایلڈن نے اس پر نااہلی اور بے توجہی کا الزام لگایا کہ وہ ہیریٹ کے بطن سے بچوں کی پرورش ٹھیک طرح نہیں کر رہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۸۱۶ء میں شیلے نے انگلستان کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ دیا۔ اور بقیہ عمر اس نے اٹلی میں گزاری اس زمانے میں شیلے نے شہرہ آفاق ادب پارے تخلیق کئے جن کی وجہ سے وہ آج تک زندہ ہے۔ ۱۸۲۲ء میں کشتی کے حادثے میں ہلاک ہوا۔

**شیو جی۔** (Shiva) ایک ہندو اوتار اور دیوتا جو منجملہ دیگر ہندو دیوتاؤں کے ہے۔ شیو جی تباہی کا دیوتا ہے اور اسی طرح پر دوسرے دیوتاؤں کے ذمہ بھی ہندو روایات کے مطابق ، کوئی نہ کوئی کام ہے۔

# ص

**صابر کلیریؒ، مخدوم** (شیخ علاؤ الدین علی احمد نام صابر، لقب بابا فرید شکر گنج کے بھانجے اور داماد تھے والد ان کے حضرت عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ جد امجد حضرت شاہ سیف الدین عبدالوہاب اور پردادا حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمتے۔ موضع کھتوتوال جن ۵۹۲ھ/۱۱۹۶ء میں پیدا ہوئے بابا صاحب نے انھیں خود بڑی محبت سے تعلیم دی۔ صابریہ سلسلہ کی ابتدا آپ ہی نے کی۔ آپ صاحب کرامت بزرگ تھے اور آپ کا جلال مشہور ہے جس کے بارے میں اکثر روایتیں مذکور ہیں۔ پہلے آپ کو دہلی کی ولایت تفویض ہوئی تھی۔ لیکن بعد میں اُن کی سہارنپور کے قریب کلیر کا علاقہ سپرد کیا گیا۔ ۶۹۰ھ میں انتقال فرمایا اور اُس جگہ آپ کا مزار مبارک ہے جہاں ہر سال عُرس کے موقع پر ہزارہا آدمی عقیدت کے پھول چڑھاتے اور فیض حاصل کرتے ہیں۔

**صابو** - ( Sabu ) ہالی وڈ کا نامور ہندوستانی اداکار جو ریاست میسور کا رہنے والا ہے۔ نو برس کی عمر میں جب وہ مہاوت کی حیثیت سے کام کرتا تھا، ایک برطانوی فلم یونٹ نے اسے ایک فلم ایلیفنٹ بوائے کے لئے منتخب کیا اور اُسے لندن بھیج دیا گیا جہاں فلم کی تکمیل کے بعد اُسے سکول میں داخل کر دیا گیا تاکہ وہ انگریزی زبان سیکھ لے ۱۹۴۰ء میں اُسے بغداد کا چور فلم میں کام کرنے کے لئے ہالی وڈ جانا پڑا ۱۹۴۳ء میں وہ امریکہ کی ہوائی فوج میں بھرتی ہو گیا۔ جنگ میں صابو کو بیشمار تمغے ملے جنگ کے بعد جب اندازہ کیا گیا کہ کس فلم سٹار نے سب سے زیادہ تمغے حاصل کئے ہیں تو صابو کا نام سرفہرست رہا۔ جنگ کے بعد پھر وہ فلمی دُنیا میں شامل ہو گیا۔

**صابن** - ( Soap ) کسی القلی کو نباتاتی یا حیواناتی تیلوں یا چربیوں کے ساتھ ملانے سے بنتا ہے۔ لیکن جماداتی تیل اُس میں استعمال نہیں ہو سکتے۔ القلی کے طور پر عموماً کاسٹک سوڈا یا کاسٹک پوٹاش استعمال ہوتی ہے۔ جو صابن کپڑے دھونے کے لئے مخصوص ہیں اُن میں صرف کاسٹک سوڈا ہی برتا جاتا ہے۔ لیکن منہ دھونے اور حجامت کے صابنوں میں کاسٹک پوٹاش یا ہر دو استعمال ہوتے ہیں۔ صابن بننے کے عمل میں تیلوں کا وہ حصہ جو گلسرین کہلاتا ہے جُدا ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس کو اکٹھا کر کے علیحدہ کر لیا جاتا ہے۔ لیکن ٹرانسپیرنٹ سوپ میں اس کو علیحدہ نہیں کیا جاتا۔ اس سے صابن میں ملائمت آ جاتی ہے، صابن بنانے میں تیل اور القلی کے علاوہ خوشبو بھی ڈالتے ہیں۔

صابن بیشمار قسم کے ہیں۔ جن میں سے کپڑا دھونے کے صابنوں میں بروزہ، سلیکیٹ آف سوڈا سوپ سٹون اور دیگر قسم کے اجزا کی بھی بھرتی کی جاتی ہے۔ جو تیل صابن سازی میں استعمال ہوتے ہیں۔ اُن میں ناریل رتی، مہوہ، بنولہ، مونگ پھلی، نیم، اور سرسوں کے تیل زیادہ عام ہیں۔ مہوہ اور ناریل کو ملا کر برتنے سے گاڑھی جھاگ پیدا ہوتی ہے۔ جس صابن میں چربی استعمال کی جاتی ہے وہ بھی دھلائی کے لحاظ سے بہت عمدہ رہتا ہے۔ صابن بنانے کے کئی طریق ہیں۔ پختہ صابن کھولاؤ کے طریق سے بنایا جاتا ہے۔ جس میں صابن پانی کی ایک بڑی مقدار جمع کر لیتا ہے۔ اور مدتوں تک پڑا رہنے پر بھی خراب نہیں ہوتا۔ بلکہ اگر کوئی چیز اس میں زائد آ جائے تو وہ بھی حل ہو سکتی ہے۔ نیم کھولاؤ کا طریق بھی اسی طرح پر ہے۔ لیکن اس میں اجزا تول ناپ کر ڈالے جاتے ہیں سرد طریق سے جو صابن بنتا ہے۔ وہ جلد خراب ہو جاتا ہے۔

**صادق، عیسےٰ**۔ ایرانی ماہر تعلیم ہیں۔ پیرس، کیمبرج اور کولمبیا سے تعلیم حاصل کی۔

پہلے دس گیارہ برس وزارت تعلیم میں رہے۔ ۱۹۲۵ء مجلس دستور ساز کے رکن تھے۔ پھر نیشنل ٹیچرز کالج میں پروفیسر اور پریذیڈنٹ ہوگئے۔ ۱۹۳۴ء میں طہران یونیورسٹی میں آ گئے۔ ۱۹۴۱ء میں ہی یونیورسٹی کے چانسلر

مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۱ء سے ۱۹۴۲ء تک مختلف اوقات میں وزیر تعلیم بھی رہ چکے ہیں۔
تصنیفات:- اصول تعلیم۔ تعلیم کے نئے طریقے۔ تاریخ تعلیم (جدید ایران اور اس کا طریق تعلیم) (انگریزی میں) "امریکہ میں ایک سال" وغیرہ وغیرہ۔

## صاف کرنے کا کارخانہ Refinery

ایسا کارخانہ جس میں کچا، خام اور ناخالص مال جو کھیتوں یا کانوں وغیرہ سے حاصل ہوتا ہے، مختلف طریقوں سے صاف ستھرا اور آلائشوں سے پاک کیا جاتا ہے تاکہ یا تو اسے انسانی ضروریات کو پورا کرنے کے قابل بنا دیا جائے یا اس سے کچھ اور ضروری مصنوعات تیار کر لی جائیں، مثلاً شکر، تیل، لوہا، چمڑا وغیرہ۔
پاکستان میں اس قسم کے کارخانے، کراچی، ڈھاکہ، راولپنڈی اور لاہور وغیرہ میں موجود ہیں اور ان کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے۔

## صالح علیہ السلام

صالح علیہ السلام:۔ قوم عاد کی بربادی کے بعد قوم ثمود کو ترقی ہوئی۔ یہ عرب کے شمال میں الحجر کی پہاڑیوں میں آباد ہوئے جو شام اور حجاز کے درمیان واقع ہیں۔ ان کی رہنمائی کے واسطے حضرت صالحؑ کو جو انہیں میں سے تھے مبعوث کیا گیا لیکن انہوں نے ان کی بات نہ مانی قیامت کا مذاق اڑایا۔ اور معجزہ کے طلب گار ہوئے آپ کی دعا سے خدا تعالیٰ نے پہاڑوں سے ایک اونٹنی پیدا کی اور قوم کو بتایا کہ اگر اس کے ساتھ کوئی ناروا سلوک کیا گیا تو عذاب نازل ہوگا۔ مگر وہ کب ماننے والے تھے، سازش کر کے اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں اور حضرت صالحؑ سے کہا کر دیکھیں اب کیا عذاب آتا ہے۔ چنانچہ تین دن کے بعد ایک آتش فشاں مادہ پھوٹ نکلا اور وہ سب لوگ لاوے کے نیچے دب کر تباہ و برباد ہو گئے یہ لوگ پہاڑوں کو کھود کر اس میں نہایت وسیع اور خوبصورت مکانات تعمیر کرتے تھے، جن کے کھنڈرات حجر کے مغرب میں پائے جاتے ہیں صرف حضرت صالحؑ اور وہ چند لوگ جو ان پر ایمان لے آئے تھے بچ رہے باقی تمام قوم تباہ ہو گئی۔

## صالحہ عابد حسین

صالحہ عابد حسین:۔ صالحہ صاحبہ، عابد حسین صاحب کی اہلیہ اور خواجہ غلام السیدین صاحب کی ہمشیرہ ہیں۔
موصوفہ اس دور کی نثر نگار خواتین میں ایک بلند درجہ رکھتی ہیں۔
آپ کے افسانوں اور ڈراموں اور مضامین کا تعلق زیادہ تر ہماری تہذیب معاشرت اور گھریلو زندگی سے ہے زبان سادہ اور انداز بیان دلکش ہے، کہیں کہیں ظرافت کی لطیف چاشنی بھی ہے۔

## صائب

صائب (ایرانی شاعر) مرزا محمد علی نام صائب تخلص، تبریز کے ایک معزز خاندان میں پیدا ہوئے اصفہان میں تعلیم حاصل کی۔ تکمیل تعلیم کے بعد ہندوستان کا رخ کیا، عرفی کی طرح اپنے وطن سے زیادہ ہندوستان میں شہرت پائی۔ گورنر کابل نے ان کی بہت عزت افزائی کی اور صائب نے متعدد قصیدے اس کی مدح میں تصنیف کئے۔
ہندوستان میں بہت دیر نہیں ٹھہرنے پائے تھے، کہ بوڑھے باپ نے وطن واپس بلا لیا، مجبوراً اپنے محسن ظفر خاں سے رخصت لے کر وطن لوٹ گئے۔
صائب نے تمام اصناف شاعری میں طبع آزمائی کی ہے۔ وہ غزل کا ماہر استاد تھا، پروفیسر براؤن اس کی شاعری کا بڑا مداح ہے۔ ادبیات ایران میں اس نے صائب کے کلام کے پسندیدہ اشعار نقل کئے ہیں

## صابئین

صابئین:۔ حضرت یحیٰ کے ماننے والے عراق عرب کے عیسائی حران کے باشندے جن کے متعلق بعض لوگوں کا خیال ہے کہ کافر تھے قرآن پاک میں ان کو اہل کتاب کے زمرہ میں رکھا گیا ہے یہ لوگ ایک خالق کے معتقد تھے۔ جو غیر مخلوق، مقدس اور عاقل ہے اور اس تک صرف روحوں کے ذریعہ رسائی ہو سکتی ہے، یہ لوگ ستاروں اور سیاروں کی پرستش کرتے تھے اور انہیں کے نام اور رنگ پر معبد بناتے تھے، یہی نمازیں پڑھتے تھے۔ [illegible] شادیاں کرنے کی ممانعت تھی لیکن طلاق کا دستور تھا۔ سؤر، کتا اور شکار کا گوشت حرام سمجھتے تھے۔ ختنہ نہیں کراتے تھے اکثر لوگوں نے ان کو انسانی قربانی کا بھی مرتکب قرار دیا ہے۔
یہ لوگ عراق میں سکونت پذیر ہوئے تھے۔ اور حران ان کا مرکز تھا۔ خلیفہ مامون الرشید نے ان کی سرکوبی کا ارادہ کیا مگر ان کے علم و فضل کی وجہ سے رک گیا۔ مگر قاہر باللہ نے

اُن پر سختی کی۔ اُنکا سردار سنان بن ثابت مسلمان ہو گیا اور خلیفہ مطیع باللہ نے بھی ان کو رعائتیں دیں۔ دسویں صدی تک بغداد میں بہت سے صابئین موجود تھے لیکن گیارہویں صدی کے بعد اُن کا نام و نشان نہیں ملتا ان میں علوم و فنون کے بہت سے ماہر ہو گذرے ہیں۔

**صبا**: میر وزیر علی نام صبا تخلص، لکھنؤ میں پیدا ہوئے وہیں تعلیم و تربیت پائی۔ فارسی عربی کی تعلیم درجہ تکمیل تک حاصل کی آپ کو شعر و سخن سے فطری مناسبت تھی اور خواجہ حیدر علی آتش کے فیضِ صحبت سے بڑے پائے کے شاعر بن گئے۔

آپ ۱۲۷۱ھ میں گھوڑے سے گر کر ہلاک ہو گئے۔ آپ کا دیوان ۱۸۵۹ء میں پہلی بار شائع ہوا اس دیوان میں تقریباً دو سو صفحات ہیں۔ آپ زیادہ تر غزل گوئی ہی کرتے تھے۔ شعر کی ہر صنف پر آپ نے لکھا ہے

**صُبحِ مدینہ**: "صبحِ مدینہ" لفظاً ایک ایسا مرکب ہے جس سے دیارِ رسولؐ کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ "صبحِ مدینہ" نام کی ایک کتاب ہے جس میں سرزمین عرب ابتدائے اسلام، اشاعتِ دین اور فروغِ تمدنِ اسلامی کے حالات ہیں۔

**صبر**: مصائب کے مقابلہ میں مستقل مزاجی سے اصول پر قائم رہنا۔ اور ہمت نہ ہارنا بنی نوع انسان کے لئے صبر و استقامت ایک اہم اور لازم صفت ہے انبیاء اور اولیاء میں غیر معمولی صبر کا وجود ہمیشہ موجود رہا ہے۔ قرآن پاک میں صبر کرنے والے لوگوں کو خدا تعالیٰ کی امداد کا اور فتح و نصرت کا یقین دلایا گیا ہے ان اللہ مع الصّٰبرین ط حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر بحالتِ مرض، اور بحالتِ غم و فکر ایک مشہور واقعہ ہے۔ صبر کے استعمال سے تمدن کا امن و امان، اور سوسائٹی کا سکون بحال رہتا ہے۔ صبر کبھی کبھی طبیعتوں میں زیادہ ہوتا ہے۔ قوموں میں صبر و سکون زیادہ ہوتا ہے۔ وہ بالعموم فتح مند اور کامیاب ہوتی ہیں۔ صبر و استقلال اہلِ اسلام کا مذہبی شیوہ ہے۔

**صحابی**، صحابہؓ، یعنی ساتھی یا دوست۔ مگر اسلام میں آنحضرت صلعم کے رفقا کو کہتے ہیں۔ ابتداءً صرف اُن کو صحابی کہا جاتا تھا۔ جو آنحضرت صلعم کی صحبت سے مستفیض ہوئے۔ لیکن بعد میں جو ایک مرتبہ بھی آپ سے ملاقی ہوئے خواہ وہ نابالغ ہی کیوں نہ ہوں اُن کو بھی صحابہ کے زمرہ میں شمار کر لیا گیا۔ اُن میں سے سب سے آخر عامر بن واثلہ تھے جن کا ۱۱۰ھ میں انتقال ہوا۔ گویا حضورؐ کے وصال کے وقت ان کی عمر صرف دس برس کی تھی صحابہؓ نے حضور کے اقوال کو خود سُنا اور افعال کا بچشم خود مطالعہ کیا اس واسطے احادیث کی روایات بہت زیادہ انہیں سے مروی ہیں۔ اُن لوگوں کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہم (خدا ان سے راضی ہو) لکھا جاتا ہے۔ اُن میں سب سے بلند مرتبہ پہلے چار خلفائے راشدین ہیں۔ اس کے بعد عشرہ مبشرہ، پھر اصحاب بدر یعنی اُن صحابہ کا جو غزوۂ بدر میں شریک تھے اور پھر مہاجرین و انصار کا درجہ ہے۔

**صحابیاتؓ**: اسلام کا مقصد تمام دنیا کو، ایک سطح پر لانا تھا، اس نے اپنی تعلیمات احکام اور قوانین کے ذریعہ سے تمام دنیا کو مساوات کا پیغام دیا، اس تعلیم نے اخلاق، تمدن اور ریاست کا قالب ہی بدل دیا۔

اسلام سے پہلے جتنی تہذیبیں ہو گذری تھیں ان میں صنفِ نازک کے لئے کوئی مقام نہ تھا۔ مشرق میں عورت مرد کے دامن تقدس کا داغ شمار کی جاتی ہے۔ رہا اس کو گھر کا اثاثہ سمجھتا ہے۔ یونان اس کو شیطان کہتا ہے تورات میں اُسے لعنت ابدی کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ کلیسا اُس کو باغ انسانیت کا کانٹا تصور کرتا ہے۔ یورپ نے اُسے شہوانیت اور عیاشی کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔

اسلام میں عورت تخمِ اخلاق کی نکہت اور چہرہ انسانیت کا غازہ سمجھی جاتی ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ آدمی اپنے اہل کا راعی ہے اور اس سے اُن کے متعلق جواب طلب ہو گا۔ اور عورت شوہر کے گھر کی راعیہ ہے اور اُس سے اس کے متعلق باز پرس ہو گی

صحابیات سے مراد صنفِ نازک کا وہ مخصوص طبقہ ہے۔ جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، اسلام قبول کیا، اور اسلام پر آخر تک قائم رہیں۔ اُن کی

تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ہر ایک کا مختصر سا تذکرہ بھی ناممکن ہے صرف چیدہ چیدہ اور برگزیدہ صحابیات کے حالات مختلف کتب سیر میں ملتے ہیں۔

**صحاح ستّہ۔** حدیث شریف کی چھ مستند کتابوں کو صحاح ستہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہیں۔ (۱) صحیح بخاری۔ (۲) صحیح مسلم (۳) سنن ابو داؤد۔ (۴) سنن ابن ماجہ (۵) جامع ترمذی اور (۶) سنن نسائی یہ سب کتابیں تیسری صدی ہجری میں مرتب کی گئیں۔

صحیح بخاری میں مع مکررات ۷۲۷۵ احادیث ہیں یہ ۲۳۰ھ میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔ محمد بن اسمٰعیل ملقب بہ امام بخاری کی تالیف ہے ولادت ۱۹۴ھ وفات ۲۵۶ھ۔ صحیح مسلم میں تقریباً ۱۲۵۰۰ احادیث ہیں مسلم بن الحجاج القشیری مولف ہیں۔ ولادت ۲۰۶ھ وفات ۲۶۱ھ۔

سنن ابوداؤد میں ۴۸۰۰ احادیث ہیں۔ ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی مولف ہیں۔ ولادت ۲۰۲ھ وفات ۲۷۵ھ۔

سنن ابن ماجہ ۴۰۰۰ احادیث پر مشتمل ہے ابو عبداللہ محمد بن یزید القزوینی ابن ماجہ الربعی مولف ہیں۔ ولادت ۲۰۹ھ وفات ۲۷۳ھ۔

جامع ترمذی بہت مشہور اور مقبول تصنیف ہے گو مختصر ہے مجموعی فوائد کے اعتبار سے تمام کتابوں پر فوقیت رکھتی ہے۔ مؤلف کا نام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی ہے ولادت ۲۰۹ھ وفات ۲۷۹ھ

سنن نسائی، سنن کبریٰ اور سنن صغریٰ پر مشتمل ہے۔ مولف کا نام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی ہے۔ ولادت ۲۱۵ھ وفات ۳۰۳ھ۔

**صحائف (کتب سماوی)۔** اہل اسلام کے لئے جن چیزوں پر ایمان لانا فرض ہے انہیں میں صحیفے یا آسمانی کتابیں بھی ہیں۔ قرآن پاک میں ان کو دو ناموں سے یاد کیا گیا ہے۔ کتب اور صحائف۔ بظاہر ان میں کوئی فرق نہیں معلوم ہوتا لیکن مفسرین نے کہا ہے۔ کہ جن کتابوں کا قرآن پاک میں نام لے کر ذکر کیا گیا ہے وہ کتابیں ہیں اور باقی صحیفے۔ کتابیں چار ہیں۔ زبور جو حضرت داؤد علیہ السلام نازل ہوئی (۲) توراۃ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی (۳) انجیل جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اتری اور (۴) قرآن پاک جو آنحضرت صلعم پر نازل ہوا اور پچھلی تمام کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔ صحائف اس سے کم درجہ کی الہامی کتابیں ہیں۔ جو مختلف پیغمبروں پر نازل ہوئیں۔ لیکن جن کی تصریح قرآن پاک میں نہیں کی گئی۔ ان کتابوں میں صرف قرآن پاک ہی ایسی کتاب ہے جو ہر قسم کی تحریف سے محفوظ اور اپنی اصلی حالت میں موجود ہے۔ زبور تقریباً ناپید ہو چکی ہے اور توراۃ اور انجیل میں نہ صرف لفظی بلکہ معنوی اور بنیادی تبدیلیاں بھی ہو چکی ہیں جن کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے۔

**صحت بخش لباس Hygienic Clothing**

صحت بخش لباس کے لئے ضروری ہے کہ وہ آرام دہ اور موسم کے مطابق ہو۔ گرمی کا لباس مختصر اور ٹھنڈا ہونا چاہیئے اور سردی کے کپڑے کافی گرم ہونے چاہییں۔ چست لباس مضر صحت ہوتا ہے۔ لباس ڈھیلا ڈھالا ہونا چاہیئے۔ تاکہ چلنے پھرنے اور حرکت کرنے میں تکلیف نہ ہو۔ نیز پسینہ آئے تو بدن کی جلد کو بھی ہوا پہنچ سکے۔ جن لوگوں کو کثرت سے پسینہ آتا ہے ان کو جلد کے قریب کوئی نہ کوئی روئیں دار کپڑا پہننا چاہیئے تاکہ پسینہ جذب ہو۔ اس طریقہ سے نزلہ زکام کی بھی روک تھام ہوتی ہے۔ چست لباس سے بدن کو جکڑے رکھنے میں کوئی خوبی نہیں۔ ہوا جس قدر پھیپھڑوں کے لئے ضروری ہے اسی قدر جلد کے لئے بھی لازمی ہے۔

**صحت عامہ - Public Health**

بیماریوں کی روک تھام اور جسمانی صحت کو مختلف طریقوں سے فروغ دینے سے متعلق علم کا نام ہے ان مختلف طریقوں میں یہ باتیں شامل ہیں حفظان صحت، صفائی۔ وبائی اور متعدی امراض پر قابو پانا صفائی سے متعلق اصولوں کی لوگوں کو تعلیم دینا۔ ڈاکٹروں اور نرسوں کے محکموں کی تنظیم کرنا اور اس حقیقت کا احساس کرنا کہ صحت کا دارومدار صحت مند اور خوشگوار معیار زندگی پر ہے۔

صحت عامہ سے متعلق جدید تحریک گذشتہ صدی کے دور آخر میں جاری کی گئی تھی۔ جبکہ یہ حقیقت منظر عام پر آ گئی تھی۔ کہ بہت سی بیماریوں کا تدارک صفائی اور تعلیم کے ذریعے سے ہو سکتا ہے متمدن ممالک میں صحت عامہ کے اصولوں کے روز افزوں فروغ کی بنا پر وہاں سے بہت سے متعدی امراض مثلاً ہیضہ، پلیگ، چیچک، اور تپ محرقہ وغیرہ کا

قریب قریب بالکل خاتمہ ہو گیا ہے۔ علاوہ ازیں پاسچری طریقوں سے دُودھ کے جراثیم ہلاک کر دینے کی وجہ سے تپ دق کے مرض اور اموات اطفلال میں نمایاں حد تک کمی واقع ہو گئی ہے۔ صحت عامہ کے دیگر طریقوں میں بچوں کا لازمی ٹیکہ اور اُن کا لازمی طبی معائنہ بھی شامل ہے۔ علاوہ ازیں، بہتر رہائش، بہتر آمد و رفت کے ذرائع اور بہتر غذا بھی اُسی زمرے میں آتے ہیں۔

اقوام متحدہ نے اپنے منشور میں انسانوں کی صحت سے متعلق گہری وابستگی کا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ پس ماندہ ممالک میں صحت عامہ کے اصولوں کو فروغ دینے کے لئے یہ ادارہ کافی سرگرمی دکھلا رہا ہے۔ پاکستان میں بھی ابھی تک صحت عامہ کے طریقے پورے طور پر زیر عمل نہیں آئے ہیں۔ مگر حکومت سر توڑ کوشش کر رہی ہے کہ وہ عوام کو اس سلسلے میں زیادہ سے زیادہ سہولتیں۔ جلد از جلد پہنچانے کے قابل ہو سکے تاکہ اُن کا معیار صحت بلند ہو سکے۔

**صحت کے اصول**: بیماریوں سے بچنے اور صحت کو برقرار رکھنے کے چند قدرتی اصول ہیں جو صحت کے ابتدائی اصول کہلاتے ہیں۔

پہلی چیز ہوا ہے۔ جو ہر وقت ہمارے چاروں طرف موجود رہتی ہے اور ہم ناک کے راستے اُسے پھیپھڑوں میں پہنچاتے اور خارج کرتے رہتے ہیں۔ یہ ہوا کثیف اور خراب ہو تو صحت پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ لہذا ہوا کا تازہ اور صاف ہونا ضروری ہے کمرے میں روشن دان اور کھڑکیوں کا ہونا ضروری ہے۔ اگر کسی کونے میں انگیٹھی ہو تو اور بھی بہتر ہے تاکہ اس کے راستے کمرے کی غلیظ اور کثیف ہوا باہر جا سکے۔

صحت کے لئے تازہ اور صاف پانی بھی ضروری چیز ہے۔ کھانے سے قریباً ایک گھنٹہ پیشتر تازہ پانی پی لینے سے معدے کی رطوبت صاف ہو کر کھانا اچھی طرح ہضم ہو سکتا ہے۔ کھانے کے بعد بھی پانی پینا صحت کے لئے مفید ہوتا ہے۔ خراب پانی سے معدے کے بگڑ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

تازہ سبزیاں، گوشت، دودھ اور تازہ پھل عمدہ خوراک اور صحت کے لئے بہت مفید چیزیں ہیں۔ باسی سبزیاں اور گلے سڑے پھل صحت کے لئے سخت مضر ہیں۔ چلنا پھرنا اور کھیلنا کودنا بھی صحت کے لئے ضروری چیزیں ہیں اس کے بغیر بدن میں نہ صرف سستی عود کر آتی ہے بلکہ معدہ خراب ہو کر غذا ہضم نہیں ہوتی اور بیماریاں غلبہ پا لیتی ہیں۔

انسانی صحت کے لئے نیند بھی ایک نہایت ضروری چیز ہے۔ اسی سے جسم کو آرام ملتا ہے۔ اور اعضا کو تازگی نصیب ہوتی ہے جو جسم کی نشوونما کے لئے ضروری اور لازمی چیز ہے۔

**صحت گاہ۔** Sanitorium موجودہ زمانہ میں تمدن نے ہر لحاظ سے بڑی ترقی کر لی ہے۔ صنعتی اور سائنسی ترقی کے ساتھ ساتھ فن طب نے بھی تقریباً ایک نئی شکل اختیار کر لی ہے۔ اگلے وقتوں میں علاج معالجے کے انتظامات اتنے وسیع پیمانے پر نہ تھے، لیکن اب دنیا کے ہر ملک میں صحت افزا مقامات پر ایسے ادارے قائم ہیں۔ جہاں ایسے بیمار جو عام حالتوں میں تندرست نہیں ہو سکتے، صحت گاہوں میں داخل کر لئے جاتے ہیں اور تندرستی اور صحت بحال ہونے تک مریضوں کو قیام کرنا پڑتا ہے۔ بلاشبہ یہ صحت گاہیں بڑی مفید ہیں۔ مگر اُن تک پہنچنا اور وہاں کے اخراجات برداشت کرنا ہر ایک کے بس کا کام نہیں ہے۔ ایسے ادارے یا صحت گاہیں پاکستان میں مری اور ایبٹ آباد میں موجود ہیں اور نہایت محدود فوائد کی حامل ہیں چونکہ اُن کا مقصد بہت بلند ہے اس لئے ان کی افادیت کے پیش نظر ضرورت ہے کہ ان کی توسیع کی جائے غربا کی صحت کی خاطر انہیں مفت طبی اور معاشی سہولتیں بہم پہنچائی جائیں۔

**صحرا۔** وسیع قطعہ زمین جو ریتلا اور بے آب و گیاہ بیابان ہو۔ یہ خطے بالکل غیر آباد ہوتے ہیں اور جنگلی جانوروں تک سے خالی ہوتے ہیں۔ اُونٹ کے بغیر ان جگہوں میں سفر کرنا ناممکن ہوتا ہے اور صرف اس قسم کا سفر ایک حد تک ممکن ہوتا ہے دنیا کے مشہور ترین صحرا یہ ہیں۔

صحرائے اعظم افریقہ صحرائے اعظم گوبی یا شامو، صحرائے وسط ایشیا سٹیپز Steppes

صحرائے عربستان، ہندوستان کا صحرائے راجپوتانہ۔ پاکستان میں میانوالی کا تھل بھی صحرا تھا لیکن اسے اب آباد کیا جا رہا ہے۔ نہریں لائی گئی ہیں اور ٹیوب ویل لگ رہے ہیں۔ منڈیاں تعمیر ہو رہی ہیں ریلیں اور سڑکیں تیار ہو رہی ہیں۔ اگر دیگر صحراؤں کو بھی آباد کرنے کی کوشش کی جائے تو کامیابی کے بڑے بڑے امکان پیدا ہو سکتے ہیں۔

**صحرائی پھول Wild Flowers** جنگلوں میں طرح طرح کے پھول بغیر کسی دیکھ بھال یا توجہ کے کھلتے رہتے ہیں۔ یہ پودے بہت سخت جان ہوتے ہیں ذرا سی موافق مٹی اور معمولی سے پانی کے چھینٹے سے یہ ترو تازہ رہتے ہیں اُن کی بہار ریاض پر موقوف نہیں ہے یہ چمن آرائے روزگار کسی قدرت کا آدنی سا کرشمہ ہے۔ کہ نازک نازک صحرائی پھول، برف و برق و باد کے باوجود برقرار رہتے ہیں۔

موسم بہار میں انواع و اقسام کے بیشمار پھول بکثرت کھلتے ہیں۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے، جبکہ کلیاں کونپلوں سے پھوٹتی ہیں اور طرح طرح کی شکلیں اختیار کر لیتی ہیں۔ تاکہ اُن کے پیدا ہو جانے سے پودا سورج کی روشنی کے ذریعہ اپنی خوراک حاصل کر کے زندہ رہ سکے۔ بہار کے کچھ دن گذرنے کے بعد پھول پیدا ہو کر عروس صحرا کی سج دھج میں چار چاند لگا دیتے ہیں۔ پھولوں کی خوشبو اور شوخ رنگوں سے کیڑے مکوڑے اُن کی طرف کھنچ آتے ہیں اور عمل زیرگی شروع ہو جاتا ہے تاکہ پھل اور بیج پیدا ہو کر سلسلہ نسل آگے بڑھ سکے۔ بہار کے موسم میں گھروں سے باہر جا کر پھولوں اور پتوں کی واقفیت فراہم کرنا خالی از دلچسپی نہیں ہوتا۔ چنانچہ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار

**صحیح بخاری**۔ صحیح بخاری محمد بن اسمعیل المعروف امام بخاری کی تالیف ہے اس میں مع مکررات کے ۷۲۷۵ احادیث ہیں۔ یہ حدیث شریف کی مستند ترین کتاب ہے۔ قرآن مجید کے بعد اسے اصح الکتب کہا جاتا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اُسے ۲۱۲ھ میں ترتیب دینا شروع کیا اور اٹھارہ سال کے عرصہ میں یعنی تقریباً ۲۳۰ھ میں اس کی تکمیل کی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو تقریباً چھ لاکھ احادیث یاد تھیں۔ چنانچہ صحیح بخاری انہی احادیث کا انتخاب ہے امام بخاری کا سن ولادت ۱۹۴ھ اور سن وفات ۲۵۶ھ ہے۔

**صحیح مسلم**:۔ حدیث شریف کی نہایت مستند کتاب ہے۔ حجۃ الاسلام ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیری نیشاپوری اس کے مؤلف ہیں۔ ولادت باختلاف رائے ۲۰۴ھ یا ۲۰۶ھ اور سنہ وفات ۲۶۱ ہجری ہے۔ ابوالحسین کنیت عساکر الدین لقب اور مسلم اُن کا اسم گرامی ہے۔ عرب کے مشہور قبیلہ بنو قشیر کی طرف منسوب ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے بہت انس پیدا ہو گیا تھا۔ یہاں تک کہ اپنے استاد محمد بن یحییٰ ذہلی کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ کر امام موصوف کے ہو رہے۔ صحیح مسلم تقریباً ساڑھے چھ ہزار احادیث کا مجموعہ ہے۔

**صحیفۂ کارنمایاں**:۔ صحیفۂ کارنمایاں کی لفظی ترکیب کسی شاندار کارنامے کے ریکارڈ کی مظہر ہوتی ہے۔ افراد اور قوموں کے کارہائے نمایاں تاریخ میں، زریں حروف سے مزین ہیں۔ جن قوموں کے کارناموں کے ریکارڈ شاندار ہیں اُن کی آئندہ نسلیں آسمان ترقی پر درخشندہ ستاروں کی مانند چمکتی ہیں۔ صحیفہ اور صفحہ باہم ایک ہی مادہ سے متعلق اور منسلک ہیں۔ کارہائے نمایاں جو دنیا بھر میں ممتاز اور روشن ہوں۔

**صدرالدین خان آزردہ مفتی**۔ صدرالدین خاں نام، آزردہ تخلص، اور ثانوی نام۔ اپنے وقت کے مفتی تھے اور امور شرعیہ میں کافی دسترس رکھتے تھے عہد مغلیہ میں صدارالصدور تھے۔ جو ایک عدالتی اور قضا کا عہدہ تھا۔ غالب کے ہمعصر اور اُن کے دوستوں میں سے تھے۔ نثر کے چند ٹکڑے اور خال خال اشعار اُن کی یادگار ہیں۔

**صدقہ**۔ صدقہ اور خیرات دو مختلف النوع الفاظ ہیں۔ صدقہ وہ شے، جنس، مقدار یا رقم

ہوتی ہے۔ جیسے کسی مبتلا تکلیف یا مصیبت کے موقع پر مفلس مستحق یا یتیم اور غریب لوگوں میں تقسیم کیا جائے۔ اصطلاح میں صدقات خاص خاص مواقع کے لئے مخصوص ہوتے ہیں مثلاً بیماری کے دوران میں اور دعائے خیر کے وقت پر خیرات محض ہنگامی چیز ہوتی ہے۔ کوئی سی چیز ہو ویسے ہی تنگی ترشی کے موقع پر غربا میں تقسیم کر دی جائے۔ صدقہ کم و بیش تمام مذاہب اور تمدنوں میں جائز اور مروّج ہے اور اس داد و دہش میں ہر قوم اور فرقہ کے لوگ بطیب خاطر حصّہ لیتے ہیں۔

**صدقۂ فطر**: عیدین مسلمانوں کے مقدس اور اہم تہوار ہیں ان موقعوں پر اہل اسلام نہ صرف خدا کی عبادت کرتے اور دوگانہ ادا کرتے ہیں۔ بلکہ خدا کی راہ میں خیرات بھی کرتے ہیں تاکہ غربا کا بھی بھلا ہو۔ عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی کی جاتی ہے اور اس کا گوشت غربا اور مساکین میں تقسیم کیا جاتا ہے صدقہ فطر کے متعلق حکم یہ ہے کہ مرد، عورت بچہ کی طرف سے ایک صاع گیہوں یا جو جو چار سے دو سیر کے تک۔ جیسا ہوتا ہے نماز عید الفطر سے قبل دے دیا جائے۔ اگر نماز سے قبل ممکن نہ ہو تو فوراً بعد میں بھی دیا جا سکتا ہے۔ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں صدقہ فطر ایک جگہ جمع کر کے مستحقین میں تقسیم کر دیا جاتا تھا لیکن آج کل اس کو انفرادی طور پر فقراء میں تقسیم کیا جاتا ہے یہ طریقہ فی نفسہٖ غلط ہے اور اس سے مستحقین بالعموم محروم رہتے ہیں اور اس طرح صدقہ کا صحیح مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ صدقہ فطر بھی اسلامی نظم کے ماتحت بیت المال میں جمع ہونا چاہئے اور وہاں سے مستحقین کے مابین تقسیم ہونا چاہئے۔

**صدیقی، غلام حسین**: ایرانی فلسفی اور ماہر عمرانیات (Socialogist) ہیں ۱۹۰۵ء میں پیدا ہوئے۔

پہلے طہران یونیورسٹی میں فلسفہ اور عمرانیات کے لیکچرار اور پھر پروفیسر مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۳ء میں طہران یونیورسٹی کے سیکرٹری جنرل بنے ۱۹۵۲ء میں پہلے کچھ عرصہ کے لئے وزیر پوسٹ و رسائل اور پھر وزیر داخلہ بنائے گئے۔

**صرافہ**: صرّافہ سے صرّاف وغیرہ کے الفاظ ماخوذ ہیں۔ مادہ ان کا صرف ہے بمعنی صرف کرنا، خرچ کرنا، تبادلہ کرنا وغیرہ۔ بازار صرّافہ اقتصادی اور مالی اصطلاح میں وہ مارکیٹ ہوتی ہے۔ جہاں سونے، چاندی، ڈالر، پونڈ اور روپے وغیرہ کے نرخ اور زر تبادلہ متعین ہوتے ہیں انگریزی میں Exchange Market کہتے ہیں۔ دنیا کے بڑے بڑے شہروں میں بازارہائے صرّافہ موجود ہیں۔ بھارت کے ملک میں بمبئی کا بازار صرّافہ اور پاکستان میں کراچی کا بازار صرّافہ مشہور اور ممتاز بازار ہیں۔ چنانچہ ہر روز بازار کھلتے ہیں اور اُن میں اشیاء اجناس اور سونے چاندی وغیرہ کی شرحوں کا اعلان ہوتا ہے۔ اشیاء اجناس اور قیمتی مواد کے ریٹ مقرر ہو جاتے ہیں۔ جس قدر طلب اور مانگ اشیاء وغیرہ کی زیادہ ہو گی اُسی قدر اُن کے ریٹ زیادہ ہوں گے

**صفا و مروہ**: مکّہ کی دو پہاڑیاں ہیں۔ جن کے درمیان حج کے موقع پر حاجی سات مرتبہ دوڑتے ہیں اس عمل کو سعی کہتے ہیں۔ صفا اور مروہ دونوں لفظوں کے معنی پتھر یا پہاڑیوں کے ہیں۔ اس رسم کی ابتدا اس وقت سے ہوئی کہ جب حضرت ہاجرہؓ اپنے فرزند حضرت اسمٰعیل کے لئے پانی کی تلاش میں نکلیں اور ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان سعی و جستجو کرتی رہیں۔

عرب قدیم میں کفار مکہ بھی اس رسم کی پابندی کرتے تھے۔ ان پہاڑیوں پر انہوں نے دو بُت رکھ چھوڑے تھے۔ صفا پر اساف اور مروہ پر نائلہ کا بُت تھا امام شافعیؒ کی روایت کے بموجب ان دونوں نے خانہ کعبہ کے اندر بدکاری کی تھی جس کے سبب وہ پتھر بن گئے تھے اور ان کو عبرت کے واسطے دونوں پہاڑوں پر رکھ دیا گیا تھا۔ مسلمانوں نے جب خانہ کعبہ سے بتوں کو نکالا تو ان کو بھی اٹھا کر پھینک دیا۔ مروہ ہی وہ پہاڑی ہے جہاں حضرت ابراہیمؑ حضرت اسمٰعیلؑ کو ذبح کرنے کے واسطے لے گئے تھے۔ آنحضرت صلعم نے بھی اس پہاڑی پر خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔

**صفاریہ**: عباسیہ سلطنت کے کمزور بادشاہوں کے دورِ حکومت میں بہت سی چھوٹی چھوٹی نیم آزاد حکومتیں پیدا ہو گئی تھیں۔ صفاریہ بھی انہی میں سے ایک تھی۔ صفاریہ خاندان، سیستان اور تقریباً تمام فارس پر کم و بیش ۴۱ برس تک حکمران رہا تاآنکہ سامانیہ

خاندان نے اس کی جگہ لے لی صفاریہ خاندان کا دور حکومت ۸۶۷ء سے ۹۰۳ء تک ہے۔

اس خاندان کے بانی کا نام یعقوب ابن اللیث الصفار تھا۔ یہ ایک معمولی مس گر ٹھٹھیرا تھا جو عام سپاہی سے ترقی کرتے کرتے افواج کا سالار اعلیٰ بن گیا تھا۔ ۸۶۷ء میں گورنر سجستان کے انتقال پر حکمران بن بیٹھا اس خاندان کے ایک فرد نے طاقت کے نشہ میں بغداد پر بھی قبضہ کرنے کی کوشش کی مگر شکست کھائی اور پھر ایرانی علاقے پر قناعت کر کے بیٹھ رہا۔

## صفر Zero

ایک ہندسی شکل جو عربوں کی ایجاد ہے۔ عرب سے یورپ میں گئی۔ یونانی اس سے بے خبر تھے اس لئے اُن کو اُس کے بغیر حساب کے اندراج میں بڑی دقت ہوتی تھی۔ صفر حساب میں اسی طرح مفید ہے، جس طرح پہیہ مشینوں میں۔ صفر کے سبب سے کسور اعشاریہ وجود میں آئے۔ یہ نظام صفر کے بغیر ناممکن ہے۔ صفر کی مدد سے بہت بڑی بڑی رقوم کا اندراج آسانی سے ہو سکتا ہے۔ اس کے خواص بیشمار ہیں۔ جو حسابی اعمال پر اثر کرتے ہیں مثلاً کسی عدد کے دائیں طرف صفر ازیاد کرنے سے اس عدد کی قیمت دس گنا بڑھ جاتی ہے۔ اور بائیں طرف لکھنے سے رقم پر کوئی اثر نہیں پڑتا سوائے اس حالت کے جب صفر کے بعد اعشاریہ کا نشان ہو صفر کو صفر میں ضرب دینے سے صفر حاصل ہوتا ہے۔ اور کسی رقم کو خواہ کتنی بڑی ہو صفر کی طاقت دے کر اٹھانے سے صرف ایک حاصل ہوتا ہے۔ صفر کو صفر پر تقسیم کرنے سے کوئی خاص رقم جواب میں نہیں آتی بلکہ اس سوال کا جواب دنیا کی تمام رقوم ہیں مثلاً $\frac{۲-۲}{۲-۲} = ۱$ ، $\frac{۴-۴}{۴-۴} = ۲$ ، $\frac{۱۰-۱۰}{۱۰-۱۰} = ۵$ یہ تمام صفر پر صفر کی تقسیم کی مثالیں ہیں اب اگر کسی رقم کو صفر پر تقسیم کریں۔ تو جواب صفر نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک اتنی بڑی رقم حاصل ہوتی ہے۔ جس کا ہم اندازہ نہیں کر سکتے۔ مذکورہ بالا اصول اگر نہ آتے ہوں تو انسان نہایت مغالطے میں پڑ جاتا ہے۔ مثلاً ذیل کی مثال میں جو غلط فہمی ہے وہ انہیں کے باعث ہے۔

فرض کرو کہ ا = ب = ۱ یا (ا + ب) (ا - ب) = (ا - ب)

پس ا - ب = ۰ یا (ا + ب) = ۱

اور ا۲ - ب۲ = ۰ لیکن ا = ۱ اور ب = ۱ جو آپ نے پہلے فرض کر رکھا ہے پس ۱ + ۱ = ۱

پس ا۲ - ب۲ = ا - ب یا ۲ = ۱ جو غلط ہے۔

## صَفَر

(قمری مہینہ) سال ہجری کی ابتداء محرم کے مہینے سے ہوتی ہے۔ صَفَر بفتح ص بھی قمری سال کا ایک مہینہ ہے۔ جو شمار میں دسواں مہینہ ہے صفر کے بعد ذوالقعد آتا ہے اور اس سے پہلے جمادی الثانی۔

صفرا (دیکھو ب)

## صفراوی حملے Billious Attacks

صفراوی شکایت کی صورت میں سب سے بہتر یہ ہے کہ چوبیس گھنٹے کے لئے کھانا بند کر دیا جائے لیکن یہ علاج بچوں کے لئے نہیں بڑوں کے لئے ہے۔ اگر بچے کو کھانا کھانے یا دودھ پینے کے بعد قے ہو، یا پیٹ میں درد ہو یا درد سر ہو اور زبان بدلی ہو تو ڈاکٹر سے مشورہ کرنا چاہئے کہ کہیں بچے کی آنت میں تو کوئی خرابی یا تکلیف نہیں۔ اگر بچے کے چہرے پر قدرے زردی ہو سانس دقت سے آتی ہو، قبض ہو اور ہلکا سا درد ہو تو صحیح علاج اس صورت میں یہ ہے کہ کیلومل کے دو ایک گرین اُسے دے دئے جائیں نیز سوڈیم بائی کاربونیٹ اور مشتمہ دن میں تین بار دینا چاہئے

## صفر درجہ حرارت Zero Temperature

سائنس دانوں کے نزدیک صفر درجۂ حرارت منفی ۲۷۳ درجہ سنٹی گریڈ (۲۷۳ ) ہے۔ اس سے نیچے درجۂ حرارت پر تمام گیسیں منجمد ہو جاتی ہیں۔

ماہرین موسمیات کے نقطۂ نظر سے صفر درجۂ حرارت وہی ہے۔ جو سنٹی گریڈ تھرمامیٹر کا صفر درجہ یا فارن ہائٹ تھرمامیٹر کا ۳۲ درجہ ہوتا ہے۔ اس درجہ حرارت پر پانی منجمد ہو کر برف میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

## صفوانؓ بن امیہ

نام صفوان۔ کنیت ابو رہب عرب کے بہت معزز خاندان میں سے تھے ان کا باپ امیہ خاندان کا سردار اور سخت دشمن اسلام تھا بلال حبشیؓ اس کے غلام تھے۔ جنہیں اسلام قبول کرنے کے جرم میں یہ سخت سزائیں دیا کرتا تھا۔ جنگ بدر میں امیہ اپنے ہی غلام بلالؓ کے ہاتھوں مارا گیا۔

صفوان نے باپ کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے عمر کو بہت سا لالچ دے کر مدینہ بھیجا کہ رسول اللہ کو

کو قتل کر آئیے۔ چنانچہ وہ تلوار لے کر آنحضرتؐ کو قتل کرنے کے ارادہ سے آیا۔ لیکن مسلمان ہو گیا۔ جس سے صفوان کا جوش انتقام بڑھ گیا۔

اس حالت کفر میں بھی صفوانؓ کے اخلاق کا یہ عالم تھا۔ کہ رسول اللہؐ نے سنہ ۸ھ میں غزوہ خیبر کے سلسلہ میں آپ سے زرہیں مانگیں۔ چنانچہ دشمن اسلام ہوتے ہوئے آپ نے رسول اللہ کو عاریتاً اپنی زرہیں دے دیں۔ جو آپ نے جنگ کے بعد لوٹا دیں۔

فتح مکہ کے بعد بھی آپ اسلام نہ لائے۔ رسول اللہ نے عرب کو مسلمان ہونے کے لئے چار ماہ کی مہلت دے دی۔ چنانچہ اس دوران میں جنگ حنین اور غزوۂ طائف ہوا۔ آپ نے باوجود اسلام نہ لانے کے دوبارہ اسلحہ سے مسلمانوں کی مدد کی۔ بالآخر غزوہ طائف سے چند روز بعد مسلمان ہوئے اور حضرت عمرؓ کے زمانے میں جنگ یرموک میں اسلام کی مدافعت میں لڑے۔ اس لڑائی میں آپ ایک دستے کے افسر تھے۔ امیر معاویہؓ کے عہد خلافت میں وفات پائی۔ چند احادیث بھی روایت کی ہیں۔

**صفوانؓ بن معطل**۔ نام صفوان۔ کنیت ابوعمر سنہ ۵ھ میں مسلمان ہوئے۔ اور غزوہ خندق و دیگر غزوات میں رسول اکرمؐ کے ہمرکاب رہے۔ غزوات میں عموماً فوج کے آخری حصہ پر مامور ہوتے تھے۔ تاکہ فوج میں پیچھے رہنے والے لوگوں کی دیکھ بھال کر سکیں۔ چنانچہ غزوہ بنی مصطلق میں ام المومنین حضرت عائشہؓ پیچھے رہ گئیں تو صفوانؓ انہیں ساتھ لے کر لشکر میں شامل ہوئے جس پر چند منافقین کو غلط فہمی ہوئی۔ اور انہوں نے صفوانؓ اور حضرت عائشہؓ پر تہمت لگا دی۔ جس کی قرآن نے تردید کر دی۔ مشہور شاعر حسانؓ بن ثابت نے بھی بھولے پن سے حضرت صفوانؓ پر یہ الزام لگایا۔ جس پر جوش میں آ کر آپ نے ان پر تلوار چلا دی جس سے وہ زخمی ہو گیا۔

حضرت عمرؓ کے دور حکومت میں سنہ ۱۹ھ میں آرمینیہ کی فوج کشی میں شرکت کی۔ زوال ایران و روم کے سب معرکوں میں بھی شریک ہوئے۔

آپ کو مذہبی مسائل کی بڑی جستجو رہتی تھی۔ چنانچہ رسول اللہ سے اکثر عجیب عجیب سوالات پوچھتے رہتے تھے۔ جس سے آپ کی شرعی معلومات میں اضافہ ہو گیا تھا۔ چند احادیث رسول اللہؐ بھی آپ سے مروی ہیں۔

* * *



**صفّہ**:۔ یعنی سائبان۔ مسجد نبوی میں شمالی جانب ایک چبوترہ تھا۔ جس پر کھجور کے پتوں کا سائبان پڑا تھا اور دیواروں کی جگہ خالی تھی۔ یہ دراصل ایک قسم کا اقامتی مدرسہ تھا جہاں بے یار و مددگار صحابیؓ فقر و غنا کی زندگی بسر کرتے اور علوم قرآن و حدیث سیکھنے اور سیرۃ نبی کا مطالعہ کرتے تھے۔ انگریزی لفظ صوفہ غالباً اسی سے لیا گیا ہے۔ نیز دیکھو اصحاب صفّہ۔

**صفی**:۔ علی نقی نام اور صفی تخلص ۱۸۶۲ء میں لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ فارسی، عربی اور انگریزی کی تعلیم حاصل کی۔ سنہ ۱۸۷۹ء میں سرکاری ملازمت میں داخل ہوئے اور محکمۂ دیوانی میں مختلف مقامات اور مختلف عہدوں پر رہ کر سنہ ۱۹۲۳ء میں چالیس سال کام کرنے کے بعد پنشن پائی۔ فن شعر میں کسی کے شاگرد نہیں ہوئے خود اپنی طبیعت سے اس فن میں ترقی کی آپ کا شمار لکھنؤ کے ممتاز شعراء میں ہوتا ہے۔ آپ کو تمام اصناف سخن پر پوری قدرت حاصل ہے۔

آپ کی ایک مشہور مثنوی تنظیم الحیات ہے جس پر آپ کو ہندوستانی اکادمی الہ آباد نے ۵۰۰/- روپیہ کا انعام دیا تھا۔

آپ کی نظموں میں قومی درد پایا جاتا ہے۔

**صفیہؓ**:۔ نام زینب۔ جنگ خیبر میں اسیر ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں آئیں عرب میں مال غنیمت کے ایسے حصے کو جو بادشاہ کو ملے۔ "صفیہ" کہتے ہیں۔ اسی لئے آپ کا نام "صفیہ" پڑا۔

ان کا باپ قبیلہ بنو نضیر کا سردار تھا۔ اور ماں سموئل رئیس قریظہ کی لڑکی تھی اور دونوں بنو اسرائیل کے ممتاز افراد تھے۔

ان کی شادی پہلے سلام بن مشکم القرظی سے ہوئی اس سے طلاق لینے کے بعد کنانہ بن ابی الحقیق کے نکاح میں آئیں۔ جو رئیس خیبر کا بھتیجا تھا۔ اور جنگ خیبر میں مارا گیا تھا۔ صفیہؓ کے باپ اور بھائی بھی اسی جنگ میں مارے گئے تھے۔

سنہ ۷ھ میں رسول اللہ کے ساتھ آپ نے

حج کیا۔
۳۵ھ ہجری میں ایّام محاصرہ کے دنوں میں حضرت عثمان کی مدد کی۔ رمضان ۵۰ھ میں وفات پائی آپ کا قد چھوٹا تھا اور بہت حسین اور خوش خلق تھیں۔

## صفیہ رض (بنت عبدالمطلب) عبدالمطلب جدّ

رسول اللہ کی دختر تھیں۔ ماں کا نام ہالہ بنت وہب تھا جو حضرت آمنہ (یعنی آنحضرت کی والدہ ماجدہ) کی ہمشیر تھیں اس بنا پر حضرت صفیہ آنحضرت کی پھوپھی ہونے کے علاوہ آپ کی خالہ زاد بہن بھی تھیں۔ حضرت حمزہ بھی ہالہ سے پیدا ہوئے تھے۔ اس لئے وہ اور حضرت صفیہ رض حقیقی بھائی بہن تھے آپ کی شادی ابوسفیان بن حرب کے بھائی حارث سے ہوئی جس سے آپ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اس کے انتقال کے بعد آپ کا نکاح حضرت خدیجہ کے بھائی عوام بن خویلد سے ہوا جس سے حضرت زبیر رض پیدا ہوئے آنحضرت کی تمام پھوپھیوں میں یہ شرف صرف حضرت صفیہ رض کو حاصل ہے کہ انہوں نے اسلام قبول کیا۔ آپ نے ۲۰ھ میں ۷۳ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

## صقلیہ (دیکھو سسلی)

(دیکھو سسلی)

## صلاح الدین احمد

اردو کے مشہور اور مایہ ناز ادیب اور نقاد۔ تنقید کا نہایت ستھرا اور سلجھا ہوا مذاق رکھتے ہیں اور نہایت شستہ اردو لکھتے ہیں۔ اردو ناول نگاری۔ افسانہ نویسی اور شاعری پر ان کے تنقیدی مضامین ادبی دنیا اور علمی اور ادبی رسالوں میں بکثرت شائع ہو چکے ہیں خصوصیت سے ادب جدید پر ان کی تنقیدیں بڑی اہم ہیں۔ مولانا نے بیس سال قبل لاہور سے ایک ادبی ماہنامہ "ادبی دنیا" جاری کیا تھا جو اپنے وقت کا نہایت ہی وقیع اور ممتاز رسالہ تھا ان دنوں آپ اکادمی پنجاب۔ لاہور کے اشاعتی کاموں میں منہمک ہیں اور ساٹھ سال کی عمر ہونے کے باوجود فکر ابھی تک جوان ہے

## صلاحُ الدّین ایوبی

صلاح الدین کا اصلی نام یوسف تھا۔ اس کا باپ نجم الدین ایوب موصل کے امیر عمادالدین زنگی کے پاس ملازم تھا۔ ۱۱۳۸ء میں یہ بچہ پیدا ہوا جو آگے چل کر صلاح الدین ایوبی کے نام سے نامور ہوا۔

۱۱۴۶ء میں جب صلاح الدین آٹھ برس کا تھا عمادالدین زنگی اپنے غلاموں کے ہاتھوں مارا گیا اور اس کا چھوٹا لڑکا نورالدین محمود حلب کا امیر بن گیا۔ نجم الدین اور اس کا بھائی شیرکوہ اس کے حامی تھے۔ چنانچہ جب انہوں نے دمشق فتح کیا تو نورالدین محمود شام کا بادشاہ بن گیا۔ صلاح الدین کے لڑکپن کا زیادہ زمانہ دمشق میں گزرا۔

بارہویں صدی عیسوی کے آخر میں یورپ کے بعض پادریوں نے صلیبی جنگوں کی بنیاد رکھی اور بے شمار یورپی عیسائیوں کے لشکر شام و فلسطین میں بھیجے۔ تاکہ فلسطین اور آس پاس کے علاقے مسلمانوں سے چھین لیں اور بیت المقدس پر قبضہ کر لیں۔

مصر میں فاطمی خلفا کی حکومت تھی۔ نورالدین محمود نے سوچا کہ مصر میں مورچہ قائم کرنا ضروری ہے تاکہ ادھر سے عیسائی حملہ نہ کر سکیں اور بیت المقدس پر قبضہ آسان ہو جائے۔ چنانچہ اس نے شیرکوہ کو مصر بھیج دیا۔ جس کے ساتھ اس کا بھتیجا صلاح الدین بھی مصر چلا گیا۔ اس وقت وہ چھبیس سال کا تھا۔ وہاں عیسائیوں سے لڑائیاں ہوئیں شیرکوہ فوت ہوا تو صلاح الدین اس کی جگہ کار مختار بن گیا۔

خلیفہ بغداد نے صلاح الدین کو شام کا سلطان بنا دیا۔ اس زمانے میں تیسری صلیبی جنگ کے لئے یورپ سے فوجیں آنے لگیں۔ صلاح الدین نے کئی جنگوں میں ان کو شکستیں دیں اور دو اڑھائی برس کے بعد ۲۰ ستمبر ۱۱۸۷ء کو بیت المقدس کے سامنے پہنچ گیا۔ طویل محاصرے کے بعد فتح حاصل ہوئی اور ۲ اکتوبر ۱۱۸۷ء کو نوے برس کے بعد مسلمانوں کا قبلہ اول "حرم" ان کے قبضے میں آگیا۔

سلطان صلاح الدین ایوبی پہلا مسلمان بادشاہ تھا جس سے یورپ کے عیسائیوں کو سابقہ پڑا۔ سلطان نے عیسائیوں سے اس قدر عدل و احسان رحم و کرم اور دریا دلی

کا برتاؤ کیا کہ آج تک تاریخیں اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں سلطان بیت المقدس کو فتح کرنے کے بعد دمشق چلا گیا۔ ۱۱۹۳ء کے ماہ فروری میں ٹھنڈ لگ جانے کی وجہ سے بیمار ہو گیا اور اسی علالت میں وفات پائی اس وقت سلطان کی عمر ۵۵ برس کی تھی۔

## صلح جوئی Pacifism

صلح جوئی، ایک اصول: عقیدہ اور مسلک ہے کہ جس کی رو سے باہمی اختلافات اور تنازعات کی صورت میں معاشرے کو تشدد، جنگ اور سختی کا مرتکب نہ ہونا چاہئے۔ بلکہ ہر جھگڑے کا فیصلہ باہمی افہام و تفہیم کے ذریعہ سے طے کر لینا چاہئے، اس مسلک کے حامیوں کے خیال کے مطابق تشدد غیر انسانی فعل ہے اور عیسٰی علیہ السلام کی تعلیمات کے منافی ہے۔ چنانچہ سوسائٹی آف فرینڈز آج تک صلح جوئی کے مسلک پر کاربند ہے۔ اور مسلک کی پیرو اور لوگ بھی ہیں۔ مثلاً پیکس Pax جو ایرک گل Eric Gill نام کے رہنما نے قائم کیا اور صلح جو یونین Peace Pledge Union جسے ریورنڈ ڈک شیپرد Rev: Dick Sheppard نے قائم کیا۔

## صلوٰۃ (دیکھو نماز)

## صلیب Cross

وہ علامت یا لکڑی [illegible] ہوتی ہے جسے بعض عیسائی ہر وقت پہنے رکھتے ہیں تاکہ ان کے دلوں میں اس قربانی کی یاد ہر وقت تازہ رہے جو حضرت عیسٰیؑ نے مصالحت ہو کر اپنے پیروؤں کے گناہوں کا [illegible] ادا کر کے پیش کی ہے۔ ابتدائی [illegible] کا کہنا ہے [illegible] بطور ایک مذہبی [illegible] [illegible] حیثیت [illegible] بہت پہلے سے مستعمل تھی۔

صلیب احمر (دیکھو ریڈ کراس سوسائٹی)

## صلیبی جنگیں Crusades

گیارہویں اور تیرھویں صدی کے درمیان مغربی اقوام نے مسلمانوں کے قبضے سے ارض مقدس کو آزاد کرانے کی خاطر آٹھ فوجی مہمیں بھیجیں۔

پہلی جنگ ۱۰۹۶ سے ۱۰۹۹ تک رہی جس میں عیسائیوں کو شکست ہوئی اس کی زیادہ تر وجہ یہ تھی کہ عیسائی جانباز جغرافیہ سے بے بہرہ تھے۔ اور خشکی کے راستے آنے کے باعث ان کی مشکلات میں اور بھی اضافہ ہو گیا تھا۔ چنانچہ یہ امر قابل ذکر ہے کہ ۱۰۹۷ سے ۱۱۹۰ تک سات فوجیں ارض مقدس کو روانہ ہوئیں مگر ان میں سے صرف دو فلسطین پہنچنے کامیاب ہو سکیں۔

دوسری جنگ ۱۱۴۷ سے ۱۱۴۹ تک رہی اور تیسری جنگ ۱۱۸۹ سے ۱۱۹۱ تک جس کے دوران میں عیسائی جانبازوں کو پہلی بار کچھ کامیابی حاصل ہوئی اور انہوں نے ایکڑ کے مقام کو فتح بھی کر لیا جس کے بعد صلاح الدین کے ساتھ ان کا معاہدہ ہوا۔

چوتھی صلیبی جنگ ۱۲۰۱ سے ۱۲۰۴ تک پاپائے اعظم کی ایما پر جاری رہی مگر عیسائی فوجیں بنو زوینس تک پہنچی تھیں کہ انہیں قسطنطنیہ جانا پڑا تاکہ بزنطینی شہنشاہ کا تخت جو اس سے چھن گیا تھا اسے واپس دلائیں۔ شہنشاہ کی وفات پر عیسائیوں نے بالڈون کو اس کی جگہ تخت نشیں کیا۔ شہر کو لوٹا اور اسے پاپائے اعظم Innocent III کی عمل داری کا حصہ قرار دے کر چلتے تھے۔

پانچویں جنگ ۱۲۱۷ سے ۱۲۲۱ تک جاری رہی۔ لیکن اس میں بھی مغربی افواج کو ناکامیابی کا سامنا ہوا

چھٹی ۱۲۲۸ - ۱۲۲۹ تک۔ ساتویں ۱۲۴۸ء سے ۱۲۵۴ء تک اور آٹھویں ۱۲۷۰ء میں ہوئی ۱۲۹۱ میں ٹالمیوں کے زوال کے ساتھ صلیبی جنگیں بھی ترک کر دی گئیں۔

## صنعت اسلحہ سازی

انسان کو ابتدا سے ہی اسلحہ کی ضرورت رہی ہے اور ہر زمانہ میں کسی نہ کسی شکل میں اسلحہ سازی کا فن رائج رہا ہے شروع شروع میں ہتھیار پتھر اور لکڑی کے تھے۔ رفتہ رفتہ لوہے کے ہتھیاروں کا استعمال

شروع ہوا۔ تلوار، نیزہ، ڈھال، گرز اور خنجر استعمال ہونے لگے۔ لوہے کی زرہ اور خود بننے لگے۔ بارود کی دریافت کے بعد گولی، بندوق، اور توپ ایجاد ہو گئی اور موجودہ زمانہ میں تو نہ صرف گولی، بندوق، توپ، ٹینک بلکہ اس قسم کے خوفناک ہتھیار بننے لگے ہیں کہ انسانیت کانپ اٹھتی ہے۔ ایٹم بم، ہائیڈروجن بم، شعاع موت، بمبار ہوائی جہاز، آبدوز کشتیاں، اور جنگی جہاز موجودہ زمانہ کی اختراعات ہیں۔

طیارہ شکن توپیں، ٹینک شکن بندوقیں، دور مار توپیں وغیرہ ایسے ہلاکت آفرین ہتھیار بن چکے ہیں اور بن رہے ہیں کہ نہیں کہا جا سکتا ہے۔ کہ آئندہ جنگ میں کیا کیا نئے ہتھیار انسان کو حیرت زدہ کرتے رہیں گے۔

## صنعت پارچہ بافی

**صنعت پارچہ بافی۔** پہلے پہل کپڑا دیسی کھڈیوں پر بُنا جاتا تھا۔ لیکن انگلستان میں یہ صنعت مشینوں کے ذریعے شروع کی گئی اور دنیا میں تمام کپڑا یہیں سے جانے لگا۔ بعد میں امریکہ، جاپان اور روس نے بھی اس صنعت میں نمایاں ترقی کی اور اب ہندو پاکستان میں بھی یہ کام وسیع پیمانے پر شروع ہو گیا ہے۔ اگرچہ ترقی یافتہ کھڈیوں کا بھی بہت چرچا ہے تاہم فی زمانہ مشینی کپڑا نہایت عمدہ ہوتا ہے۔ لیکن جب پارچہ بافی کی گھریلو صنعت کو فروغ حاصل تھا۔ تو ہاتھ سے بھی عمدہ اور باریک کپڑا تیار ہوتا تھا۔ چنانچہ ڈھاکے کی ململ اس امر کی شاہد ہے۔

اب بھی شال کھیس، کامدانی، اور چاندنی وغیرہ مختلف ڈیزائن کے کپڑے ہاتھ ہی سے بُنے جاتے ہیں اور بہت قیمت پاتے ہیں۔ پاکستان میں پارچہ بافی کے بہت سے کارخانے مختلف جگہوں میں قائم ہو چکے ہیں۔ لیکن کھڈیاں اور پارچہ بافی کی دستکاریاں بھی ملتان، بھیرہ، لیہ، لاہور، سیالکوٹ وغیرہ میں وسیع پیمانے پر جاری ہیں۔ اگرچہ یہ گھریلو صنعت بھی مشینی دھاگے کی محتاج ہے۔ اور مشینی کارخانوں کے مقابلہ میں ان کی بقا تقریباً ناممکن ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ صنعت بالآخر کھیس، دریاں، جاجم، دریاں اور غالیچے بننے تک محدود ہو جائے گی۔

جب یورپ اور جاپان سے وغیرہ سے کپڑے کی درآمد نہ ہوتی تھی۔ تو مقامی کمی بخارا سے کپڑا درآمد کر کے پوری کی جاتی تھی۔ یہ کپڑا بھی ولایتی مشینی کپڑے کا مقابلہ کرتا تھا۔ اگرچہ ہاتھ کا بُنا ہوا ہوتا تھا۔ اس کا نام بھی "بخارا" ہی تھا۔ اور یہ ریشمی اور سوتی ہر دو قسم کا اور رنگ اور ڈیزائن میں کئی قسم کا ہوتا تھا اس کے نہایت نفیس نمونے لاہور کے عجائب گھر میوزیم میں محفوظ ہیں۔ جن کو دیکھ کر کاریگروں کے کمال کی داد دینی پڑتی ہے۔

زربافی اور زری کپڑے میں ریشم اور سونے کے باریک دھاگے کی ملاوٹ سے یا محض سونے کے باریک تاروں سے پارچہ طیار کرنے کا نام ہے۔ پرانے بادشاہوں کے وقت میں اس کا عام رواج تھا۔ اب آہستہ آہستہ یہ فن بھی مٹتا جا رہا ہے۔

## صنعتی انقلاب Industrial Revolution

۱۷۶۰ء اور ۱۹۳۰ء کے درمیان انگلستان میں سائنس کی نت نئی ایجادات کے باعث عوام کی زندگی میں جو انقلاب پیدا ہوا اور جس نے انگلستان کو زراعتی ملک سے صنعتی ملک میں تبدیل کر دیا اسے صنعتی انقلاب کہتے ہیں۔ جو اہم ایجادات اس انقلاب کا باعث بنیں ان میں سب سے مشہور کپڑا بُننے کی مشین ہے۔ جو آرک رائٹ نے ۱۷۶۹ء میں تیار کی۔ اور جس کے باعث دستی کام کرنے والے مزدور بیکار ہو گئے اور ان کی جگہ ایسے کارخانے قائم ہو گئے جن میں مشینیں خود بخود کپڑا تیار کرنے لگیں۔ دوسری اہم ایجاد جیمز واٹ کا سٹیم انجن تھا۔ جو پانی کی طاقت سے چلنے والی چکیوں کی جگہ استعمال ہونے لگا۔ ان ایجادات کے باعث دیہات کی آبادی کثرت کے ساتھ شہروں میں منتقل ہونے لگی۔ اس لئے کہ کارخانوں اور فیکٹریوں میں مزدوروں اور کاریگروں کی مانگ بڑھ گئی اس اثنا میں سٹیفنسن نے ریل کا انجن ایجاد کر لیا اور ۱۸۲۵ء میں انگلستان میں پہلی ریل گاڑی چلنے لگی۔ جس نے لوگوں کی زندگی کو اور زیادہ متاثر کیا۔ علاوہ ازیں نہریں اور سڑکیں جاری ہوئیں۔ معاشی زندگی کی تبدیلی نے لوگوں کی سیاسی زندگی کو بھی تبدیل کر دیا اور صنعتی سرمایہ داروں نے سیاسی میدان میں قدم رکھا غرضیکہ لوگوں کی زندگی میں ایک انقلاب عظیم برپا ہو گیا ہے

## صنعتی جمہوریت Industrial Democracy

صنعتی انقلاب نے مالک اور کارکن کے درمیان بہت سے پیچیدہ مسائل پیدا کر دیئے ہیں۔ انہی مسائل کو حل کرنے کے لئے ارباب حل و عقد نے بہت سی تجاویز پیش کی ہیں تاکہ کشمکش اور چپقلش کے امکانات کو کم کیا جائے کام خوشگوار طریق پر ہوتا رہے۔ مالک اور کارکن دونوں کا مفاد محفوظ رہے اور ایک دوسرے کے تعاون سے ایسی سازگار فضا پیدا ہو جائے جس سے باہمی اعتماد اور خوشدلی کو فروغ ہو کیونکہ صنعتی ترقی کے لئے اس طرح کی خوشگوار فضا کا ہونا از بس ضروری ہے۔

چنانچہ اس قسم کے تجربات کئے جا رہے ہیں کہ ملوں اور فیکٹریوں کے انتظام میں کارکنوں کو مشیر کے طور پر شریک اور منافع میں حصہ دار بنایا جائے چنانچہ اتحاد اور تعاون کے لئے زمین ہموار کرنے کی کوشش عملاً شروع کر دی گئی ہے۔ اور یہی صنعتی جمہوریت کی ابتدا ہے۔ ابھی یہ تجربات ابتدائی دور میں ہیں اور آئندہ ان سے بہتر نتائج پیدا ہونے کی توقعات ہیں۔

## صنعتی تمدن Industrialism

صنعتی انقلاب اپنی عمر کی تقریباً دو صدیاں گزرنے کے بعد نئی کروٹیں لے رہا ہے۔ اب سے صرف چند سال پہلے تک کارکن جو محض مزدور، کمین، اور غلام کی حیثیت رکھتا تھا۔ اب وہ ایک معزز شہری، ایک ووٹر اور ایک ایسا انسان ہے جس کے فطری اور انسانی حقوق کسی سے کمتر درجہ میں نہیں حکومت اس کی صحت و صفائی، حفاظت و نفاست، بیماری، بیروزگاری، بڑھاپا اور حادثات میں اس کی کفیل اور ذمہ دار ہے۔ خود معاشرہ میں کارکنوں کی انجمنیں ہیں۔ جو ان کے حقوق و مفادات کی بڑے اہتمام سے نگہداشت کرتی ہیں۔

انگلستان میں ایک نئے تجربہ کا آغاز کیا گیا ہے یہ تجربہ مانچسٹر کی ٹوٹل براڈ ہرسٹ لی کمپنی Tootal. Broodhurst Lee Company نے اپنے سائنٹیفک انتظام کے تحت شروع کیا ہے۔ کارکنوں کی تالیف قلوب ... اس ابتدائی سے روشناس کرانے اور کام کی عزت کو برقرار رکھنے کے لئے انسانی ہمدردی کو بروئے کار لایا جاتا ہے۔ چنانچہ صنعتی تربیت کے پہلو بہ پہلو نوجوان کارکنوں کی تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے۔ لڑکوں کے لئے انگریزی کے علاوہ حساب، فزکس، ریاضی اور ڈرائنگ، لڑکیوں کے لئے کھانا پکانا، سینا پرونا، اور خانہ داری کی تعلیم کو لازمی قرار دے دیا گیا ہے۔ یہ گھریلو کام کاج نہ صرف ایک باقاعدہ جدید ترین باورچی خانہ میں سکھائے جاتے ہیں، بلکہ بولٹن ملز Bolton Mills کے ایک مخصوص ماحولی کالج میں پڑھائے جاتے ہیں۔ تاکہ لڑکیوں کو معلوم ہو کہ ایک دن انہیں خود اپنے ہی گھر کی مالکہ بن کر انتظام کرنا ہوگا۔ ان ملوں کے تمام کارکنوں کے لئے۔ ایک لائبریری، ہاکی، فٹ بال، کرکٹ، والی بال اور بیڈمنٹن کی ... ہیں، رقص و سرود کی محفلیں اور سوسائٹیاں ایک دانتوں کا ہسپتال اور رفاہ عامہ کا ادارہ ہے جو ہر طرح سے کارکنوں کی فلاح و بہبودی کی دیکھ بھال ذمہ داری کے ساتھ کرتا رہتا ہے۔

مذکورہ فرم نے صنعتی انقلاب کو ایک نئے دھارے پر ڈالنے کی کامیاب کوشش کی ہے جو دوسروں کے لئے نمونہ بن کر باقاعدہ تحریک کی شکل اختیار کر سکتی ہے۔ چنانچہ اسے صنعتی تمدن کہنا بے جا نہ ہوگا۔

## صنعتی مال Production Goods

وہ مال مراد ہے جس کی مدد سے افزایش پیداوار ہو سکے۔ پیداوار کے معنی ایسا مال یا خدمات پیش کرنا ہیں جن کی لوگوں کو ضرورت ہو۔ انسان کی ضروریات دراصل دو طرح کی ہیں۔ فرض کیجئے صارفین Consumer کو جوتا درکار ہے۔ اب یہ جوتا برتنے والے مال Consumption Goods کے زمرہ میں شمار کیا جائے گا۔ اس کے برعکس فرض کیجئے کہ اس کارخانہ دار کو جس نے یہ جوتا تیار کیا تھا مشینوں کی ضرورت ہے جن کی مدد سے جوتے بنائے جاتے ہیں تو یہ مشینیں Production Goods صنعتی مال کہلائیں گی۔

ریل گاڑی، جہاز، موٹر لاریاں، سب صنعتی مال ہیں۔ کیونکہ یہ سامان کو ایسی جگہ سے جہاں اس کی ضرورت نہ ہو ایسی جگہ لے جاتی ہیں۔ جہاں اس کی وجہ سے افزایش پیداوار ہو سکے۔ روٹیاں استعمال میں آنے والا مال ہیں۔ لیکن تنور جس میں وہ روٹیاں پکائی گئی ہیں صنعتی مال ہیں فراک قمیض وغیرہ برتنے والا مال اور سینے کی مشین صنعتی مال ہیں کیونکہ انہی کے ذریعہ سے برتنے والا مال تیار کیا جاتا ہے۔ صنعتی مال بھی بالآخر برتا جاتا ہے اور گھس گھسا کر ختم اور بیکار ہو جاتا ہے۔ لیکن

یہ برتے جانے والے مال سے زیادہ چلتا ہے۔ مثلاً ایک ماچس کی تیلی بکس پر رگڑئیے۔ دیکھتے ہی دیکھتے آپ نے اسے برت لیا۔ لیکن وہ مشینیں جنہوں نے ان تیلیوں کو بنایا تھا۔ بہت زیادہ عرصے تک قائم رہیں گی

## صنعتی نفسیات Industrial Psychology

صنعتی نفسیات دراصل عام نفسیاتی اصولوں کا صنعتی مزدوروں پر اطلاق کا نام ہے جس کا مقصد ایک طرف تو یہ ہوتا ہے۔ کہ پیداوار میں اضافہ ہو دوسرے یہ کہ مزدوروں کا بہبود مقصود ہو۔ اس علم کی ابتدا امریکہ میں ہوئی جہاں ٹیلر نامی ایک شخص نے اس قسم کے تجارب کئے۔ یہ شخص انجینئر تھا اور ایک لوہے کے کارخانے کا انچارج تھا۔ اس نے نفسیات کے علم کے ذریعے اس قسم کے دستور العمل نافذ کئے (۱) صرف عمدہ ترین مزدور بھرتی کرنا (۲) کسی خاص کام کے انجام دہی کے لئے سادہ ترین حرکات کا مطالعہ کرنا (۳) زیادہ کارکردگی کی زیادہ اُجرت دینا۔

ان اصولوں پر کاربند ہو کر ... ہے کی پیداوار ۱۲½ ٹن فی مزدور سے بڑھا کر ۴۷½ ٹن فی مزدور کر لی اس کو دیکھ کر صنعتی نفسیات کے ماہروں نے اپنی توجہ ان امور پر مرکوز کر رکھی ہے (۱) ایسے مزدور تلاش کرنا جو کام کے لئے موزوں ترین ہو۔ (۲) تھکاوٹ اور اس کے اثرات کا مطالعہ اور عمدہ گرمی اور روشنی کا مزدوروں کی کارکردگی پر اثر یعنی مزدوروں کے عملی حالات کی بہتری۔

۱۸۹۸ء میں شکاگو کے ایک پروفیسر نے ثابت کیا کہ اصل چیز مزدوروں کی فلاح اور بہبود ہے یہ اگر کسی شکل میں بھی ہو تو مزدور بہت زیادہ کام کرے گا۔ اس بحث کا لب لباب وہی نکلا۔ جو صدیوں پہلے ایران کے ایک مشہور نغزگو شیخ سعدیؒ ان الفاظ میں کر گئے ہیں۔ ؎

مزدِ مزدور خوشدل کند کار بیش

**صنوبر (Fir)** مخروطی پتوں والے درختوں کی ایک قسم جن کو سوئی دار پتوں والے پودے بھی کہتے ہیں۔ یہ سدابہار درخت ہے اور اس کی لکڑی کئی کام آتی ہے۔ خصوصاً عمارتی کاموں میں بہت کھپتی ہے۔

اس کی بہت سی قسمیں ہیں۔ لیکن چار سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ اول روپہلی صنوبر جس کی چھال بالکل چاندی کی طرح چمکتی ہے۔ دوسری سنہری صنوبر جس کی جلد سنہرے رنگ کی ہوتی ہے۔ سوم انگریزی صنوبر جو دانہ دار ہوتا ہے۔ اور چہارم لبنان کا صنوبر جو سیاہ رنگ کا ہوتا ہے تمام قسم کے درخت بالکل سیدھے اور بلند ہوتے ہیں اور ان سے بروزہ اور تارپین حاصل ہوتے ہیں۔ پاکستانی پہاڑوں اور جموں کے جنگلوں میں یہ درخت عام ہیں۔ چنانچہ جلو میں بروزہ اور تارپین کا کارخانہ قائم کیا گیا ہے۔ یہ درخت چیڑھ کی قسم سے ہے۔ چونکہ یہ بلند اور سیدھا ہوتا ہے اس لئے فارسی ادب والے اس کو لمبے قد اور عمدہ چال سے تشبیہ دیتے ہیں۔

## صنوبری درخت: Ara caria

وہ تمام درخت جن کے پتے نوکیلے ہوتے ہیں یعنی چیڑھ، کیل، دیو ... اور سال وغیرہ ان درختوں کا جنسی نام آرن کیریا ہے ان سے بروزہ اور تارپین حاصل ہوتا ہے۔ اور لکڑی عمارتی کاموں میں کام آتی ہے۔

یہ تمام درخت علم نباتات کی اُس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں جسے جمنوسپرم Gymnosperm کہتے ہیں یہ نہ تو یکدانے ہوتے ہیں۔ نہ دو دانے بلکہ جمنوسپرم کہلاتے ہیں۔ کیونکہ ان کے بیضے دیگر پودوں کی طرح تھیلیوں میں بند نہیں ہوتے۔ بلکہ بالکل برہنہ ہوتے ہیں اور ... پولن، Pollen یعنی تولیدی جوہر جو غبار کی صورت میں ہوتا ہے کبھی اور پردانے کے ذریعہ سے نلی کے اندر نہیں پہنچتا۔ بلکہ خود اُڑ کر براہ راست بیضہ پر گر جاتا ہے۔ پھول بھی مخروطی شکل کے ہوتے ہیں۔ نر پھول پر تولیدی غبار پیدا ہوتا ہے اور مادہ پر بیضہ جس پر غبار براہ راست پہنچتا ہے۔ دیگر پھولوں کی طرح نلی کے ذریعے نہیں ... پودوں کی یہ جنس پھولدار پودوں کی ارتقائی منزل میں سب سے نچلے درجے پر ہے۔ ان سے نیچے وہی پودے ہوتے ہیں۔ جن پر پھول نہیں آتے۔

**صوفی**۔ صوفی کی اصطلاح آٹھویں صدی عیسوی کے اواخر میں استعمال ہونی شروع ہوئی۔ جابر بن حیان کوفی شیعہ اور ابوہاشم کوفی۔ اوّلین صوفی شمار کئے گئے ہیں۔ صوفی کے معنے ہیں پشمینہ پوش، پرہیزگار، و متقی، یا وہ شخص جس

نے خود کو جادۂ حق پر ڈال دیا ہو۔

سکندریہ میں ۱۹۹ھ میں ایک معمولی بغاوت ہوئی تھی، جسے بغاوت صوفیا کہتے ہیں۔ یہ لقب دراصل حضرت علی کے ہمدرد شیعوں کے لئے استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ اور اس کی ابتداء کوفہ سے ہی ہوئی تھی۔ محاسبی اور جاحظ کے قول کے مطابق یہ لقب اُن نیم شیعہ مسلک رکھنے والے کوفیوں کے لئے مستعمل ہے جنہوں نے ترکِ لحم کیا اور صرف سبزی خوری پر اکتفا کیا۔ اِن کا آخری لیڈر عبدک الصوفی ۲۵۰ھ میں فوت ہوا۔ اس وقت تک صوفی کا لقب کوفہ سے مخصوص تھا۔

پچاس سال کے اندر اندر یہ لقب تمام عراق کے صوفی منش لوگوں کے لئے عام ہوگیا۔ اور اس کے دوسو سال بعد تمام مسلمان ممالک میں اس لفظ کا استعمال مروّج ہوگیا۔ اس دوران میں، صوف یعنی سفید پشم کا پہننا جیسے ۱۱۰۰ھ تک عیسائی لباس ہونے کی وجہ سے حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ عالم اسلام کی صوفی منش بارگی کا فیشن بن گیا۔ بعض لوگوں نے اس قسم کے لباس اور اس مسلک کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ خصوصاً ابو ذر غفاری اور حذیفہ کی طرف منسوب کرنے کی بڑی کوشش کی ہے۔ اور حقیقتاً یہ توجیہ صوفی کے لئے اس کی اول الذکر توجیہ کے مقابلے میں زیادہ صحیح ہے۔

## صوفیہ Sofia

ملک بلغاریہ کا دار السلطنت اور مشہور شہر کبھی سلطنت عثمانیہ کا علاقہ ہونے کی حیثیت سے مشرقی روایات کا حامل تھا۔ ترکی سے علیحدہ ہونے کے بعد تقریباً تمام شہر جدید ترین نئی ساخت پر بنایا گیا ہے۔ یہاں ایک یونیورسٹی ہے۔ بڑی بھاری تجارتی منڈی ہے سوتی، ریشمی، کپڑا اور چمڑا بنانے کا مرکز ہے۔ اپنے گرم پانی کے معدنی چشموں کے لئے بہت مشہور ہے آبادی ۸۷۰۰۰۰ کے لگ بھگ ہے۔

## صہیبؓ بن سنان

کنیت ابو یحییٰ۔ والد کا نام سنان۔ والدہ کا نام سلمیٰ بنت مقید۔ مسکن الجزیرہ والد اور چچا کسریٰ (شہنشاہ ایران) کی طرف سے اُبلہ کے عامل تھے۔ رومی افواج ابلہ پر حملہ کے وقت انہیں بھی ساتھ لے گئیں۔ یہ اس وقت کمسن تھے۔ بڑا ہونے پر وہاں فروخت ہوگئے۔ اور بنو کلب خرید کر مکہ لے آئے جہاں رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوگئے۔ رومیوں میں سب سے پہلے مسلمان تھے۔ مہاجرین مکہ میں یہ سب سے آخری مہاجر تھے۔ جو ہجرت کر کے مدینہ گئے۔

آپ تیر اندازی میں کمال رکھتے تھے۔ لہذا تمام غزوات میں برابر شریک ہوتے اور اپنی تیر اندازی کے جوہر دکھاتے۔

حضرت عمرؓ کی وصیت کے مطابق ان کے بعد تین روز تک خلیفہ رہے۔ جب تک مجلس شوریٰ نے نئے خلیفہ کا انتخاب نہ کر لیا۔

۳۸ھ میں بعمر ۷۳ سال وفات پائی۔

آپ مہمان نوازی اور سخاوت میں مشہور تھے۔ حاضر جوابی بذلہ سنجی اور لطیفہ گوئی میں بھی بہت شہرت رکھتے تھے۔ حضورؐ کے معتقد اور ممتاز صحابہ میں شمار کئے جاتے ہیں۔

## صیہونیت (Zionism)

ایک تحریک جس کا مقصد فلسطین میں یہودیوں کے قومی وطن کا قیام تھا۔ یہ تحریک وسطی یورپ سے اٹھی مگر اس کی عملی امداد زیادہ تر امریکی اور یورپی یہودیوں نے کی۔ انیسویں صدی کے دوران میں اسلام دشمن تحریکیں یہودیوں کی اس تحریک کے لئے بہت ممد اور معاون ثابت ہوئیں بہرحال بہت سے یورپی یہودیوں کے نزدیک یہ تحریک جس کی اساس یہودی قومیت کے نظریہ پر تھی لغو اور بے معنی تھی۔

صیہونیت کی پہلی کانگرس سوئٹزرلینڈ میں باسیل کے مقام پر ۱۸۹۷ء میں منعقد ہوئی۔

۱۹۱۷ء میں انگریزوں نے بھی اعلانِ بالفور کی رو سے یہودیوں کے قومی وطن کے قیام کی تائید کی اور پہلی جنگ عظیم کے خاتمے پر در پردہ فلسطین میں اُن کو آباد کرنے میں مدد دینے لگے۔ اس صورت حال سے عربوں میں زبردست ہیجان پیدا ہوگیا اور وہ یہودیوں کی اس تحریک کی سخت مخالفت کرنے لگے۔ ۱۹۳۹ء میں انگریزوں نے ایک فلسطینی کمیشن مقرر کیا جس کی سفارشات کی بنا پر فلسطین میں یہودیوں کے مزید داخلے پر کچھ پابندیاں عاید کر دی گئیں۔ مگر اس کے باوجود وہ فلسطین میں زیادہ تعداد میں آباد ہوتے رہے۔ اور پھر دوسری عالمگیر جنگ کے دوران میں نازی مظالم کی بنا پر اُن کی بہت بڑی تعداد نے فلسطین میں پناہ لی۔

امریکہ کے صیہونی ادارے بہت متمول اور باثر ہیں
اُن کے زیر اثر اور انگریزوں کی خفیہ امداد سے انہوں
نے اسلامی ممالک کی مخالفت کے باوجود فلسطین کے



کچھ حصّے میں اپنی حکومت اسرائیل کے نام سے قائم
کر لی ہے تو عرب ممالک اور چند دیگر اسلامی ملکوں نے
اِس حکومت کو ابھی تک تسلیم نہیں کیا۔

# ض

**ضبط** (Discipline) دیکھو نظم و ضبط۔

**ضبط تولید** Birth Control دوران مجامعت مصنوعی ذرائع استعمال کر کے استقرار حمل سے باز رہنا۔ ابھی تک اس سلسلہ میں کوئی حتمی طریقہ وضع نہیں ہو سکا ہے بایں ہمہ ایام ماہواری کے بعد کچھ ایسے دن آتے ہیں جن میں عورت حاملہ نہیں ہو سکتی۔ ان ایام کو ضرورت جنسی کے لئے مختص کر کے کسی حد تک ضبط تولید کیا جا سکتا ہے۔ اس طریقہ کی اساس اس اصول پر مبنی ہے۔ کہ مہینہ میں صرف ایک بار عورت کے جسم میں انڈے کا Egg Cell پیدا ہوتا ہے اور یہ ایام ماہواری شروع ہونے سے ٹھیک چودہ دن پہلے ہوتا ہے۔ اگر یہ انڈا مرد کے مادہ منویہ سے ملنے نہ پائے تو یہ ۲۴ گھنٹوں کے بعد بیکار ہو جاتا ہے۔ چونکہ مرد کے مادہ تولید کے جراثیم صرف تین دن تک زندہ رہ سکتے ہیں۔ اس لئے استقرار حمل ماہواری شروع ہونے کے قبل سترھویں دن سے بارھویں دن تک ممکن ہے۔ جن عورتوں کی ماہواری میں بے قاعدگی نہیں ہوتی ان کے لئے یہ طریقہ کامیابی سے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اور جہاں حالت اس کے برعکس ہو وہاں اس طریقہ پر قطعی بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔

اس کے علاوہ جو طور طریقے مستعمل ہیں ان کی غرض و غایت صرف یہی ہے کہ مادہ منویہ کو رحم میں داخل ہونے سے باز رکھا جائے۔ مرد ربڑ کا غلاف اور عورت ایک مخصوص چھلا استعمال کر کے اس مقصد میں تھوڑی بہت کامیابی حاصل کر سکتے ہیں کچھ طریقے ایسے بھی ہیں جو۔ وہ تولید کے جراثیم کو ہلاک کر کے ضبط تولید میں مدد دیتے ہیں جو چھلا عورتیں استعمال کریں ضروری ہے کہ وہ ہمبستری کے کم از کم چھ گھنٹے بعد تک اپنی جگہ سے ہٹایا نہ جائے۔

مادہ تولید کے جراثیم کو ہلاک کرنے کے لئے مختلف ادویات کی گولیاں اور ٹیکے استعمال کئے جاتے ہیں لیکن ان طریقوں میں سے کوئی بھی کلی طور پر قابل اعتبار نہیں ہے۔ کچھ قسم کی جیلیاں Jellies بھی مستعمل ہیں اور اس سلسلہ میں سب سے بڑھ کر موثر ہیں۔ جب جراثیم کش ادویات کے ہمراہ استعمال کئے جائیں تو سو فی صد کے لگ بھگ کامیابی حاصل ہو جاتی ہے۔ رحم کے آلات جو دھات کے بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ اکثر مضر ثابت ہوتے ہیں۔ انہیں استعمال نہ کرنا چاہیئے۔

(جملہ ترتیب متن: "جب" کے بعد بائیں کالم کی پہلی سطر) کرنے والے رحم کے آلات یا چھلے اگر جراثیم کش ادویات

**ضحاک** (ایرانی بادشاہ) ضحاک دراصل ایک عرب کا بادشاہ تھا جو شہنشاہ جمشید والیٔ ایران کو قتل کر کے تخت نشین ہوا شاعر فردوسی نے اس کا ذکر اپنے شاہنامہ میں بھی کیا ہے۔ ضحاک مادہ ضحک کا زمانہ ایک ہزار قبل از مسیح سمجھا جاتا ہے۔ ضحاک مادہ ضحک بمعنی ہنسنا سے ہے۔ ضحاک کو یہ نام اس لئے دیتے ہیں کہ وہ بہت ہنسا کرتا تھا۔

**ضرار مسجد** (مسجد ضرار) اصطلاح میں ایسی مسجد کو کہتے ہیں جو کسی پیشتر سے موجود مسجد کے مقابلے پر اس کی ضرر رسانی کے لئے بنائی جائے۔ ضرار کا لفظ ضرر سے ہے بمعنی نقصان رسانی۔ مسجد ضرار کے کوائف اور شرائط فقہ میں موجود ہیں۔ بسا اوقات ائمہ مساجد براہ رقابت اور منافرت کسی دوسری مسجد کو ضرار کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں شریعت کی روشنی میں ان الزامات کا دیکھنا نہایت ضروری ہے مفت میں کسی مسجد کو مسجد ضرار کا نام دینا ازبس غلط اور اسلام کے لئے بالآخر نقصان دہ ہے۔

**ضرار بن ازور**:- مشہور اور ممتاز صحابی ضرار بن ازور اپنے قبیلہ کے امیر و کبیر آدمی تھے اونٹ جو عربوں کی بڑی دولت ہے، ایک ہزار ان کی ملکیت میں تھے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آ حاضر ہوئے اور عرض کی۔

میں نے دنیا کا سب کچھ چھوڑا اور آپ کو پایا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"تم گھاٹے میں نہیں رہے۔"

ضرار رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنی بہن خولہ بنت ازور سمیت مسلمان ہوئے تھے۔ دونوں بھائی بہنوں میں بے مثال محبت اور انس تھا۔ ضرار بڑے دلیر، شجاع اور جانباز مسلمان تھے اسلام کے لئے جان پر کھیل جانا فخر سمجھتے تھے زبردست شہسوار تھے۔ عموماً جنگ میں گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر لنگر لنگوٹ کس کر ننگے بدن ہی سوار ہوتے تھے زرہ وغیرہ استعمال نہ کرتے تھے۔ ان کی بہن خولہ بنت ازور بھی انہی کی طرح ایک نمونہ کی شجاع لڑکی تھی جو ہر جنگ میں اپنے بھائی کے ہمرکاب رہی۔ بھائی بہن کی عمر علی الترتیب ۲۰ اور ۱۶ یا ۱۷ برس تھی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں فتنہ ارتداد کے خلاف بڑی جان فروشی سے ہر لڑائی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اسلام ترک کرنے والوں کو سیدھے راستے پر لانے کے لئے جانبازانہ کوششیں کیں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بہت بڑے قابل اعتماد رفقا میں سے تھے۔ بنی تمیم کا مشہور سرغنہ مالک بن نویرہ انہی کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ جنگ یرامہ میں آپ نے بڑی جانبازی کے جوہر دکھائے اور بلا مبالغہ سینکڑوں دشمن اُن کے ہاتھ سے مارے گئے۔

جنگ اجنادین میں آپ ایک مرتبہ دشمنوں کے نرغے میں پھنس کر اسیر ہو گئے لیکن آپ کی نقاب پوش بہن خولہ بنت ازور نے ایسی شجاعانہ جنگ کی اور تیغ زنی اور فن سپہگری کا ایسا باکمال مظاہرہ کیا کہ اپنے بھائی کو دشمنوں سے رہا کرا لیا۔

جنگ یرموک میں جس کا فیصلہ ۲۰ اگست ۶۳۹ء کو ہوا، پہلے روز خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جن ۶۰ جانبازوں کو ساٹھ ہزار کے لشکر کفار سے لڑا دیا۔ اُن میں ضرار بھی تھے، اور شام کے وقت نیزہ اور تلوار ٹوٹ جانے کی وجہ سے مع اور چار ہمراہیوں کے رومیوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے اگلے روز خالد بن ولیدؓ نے کمال ہنرمندی اور بے مثال جرأت سے ان پانچوں کو رہا کرا لیا آپ اور آپ کی بہن خولہ فتوحات شام میں برابر شریک رہے اور سرفروشی اور فداکاری کی غیر فانی مثال قائم کر گئے۔

(ضرب) عمل ضرب / (Multiplication)

کسی عدد کو دوسرے عدد کی مقدار پر بڑھا لینے کو ضرب کہتے ہیں مثلاً ۵ کو ۶ سے ضرب دینے سے یہ مطلب ہے کہ پانچ کو چھ بار اکٹھا کر لیں۔

جن دو عدد کو باہم ضرب دیں ان میں سے ایک کو مضروب اور دوسرے کو مضروب فیہ اور تیسرے کو جو ان کی ضرب سے حاصل ہو حاصل ضرب کہتے ہیں عموماً بڑے عدد کو مضروب اور چھوٹے کو مضروب فیہ کہا جاتا ہے۔

عمل ضرب کی تین قسمیں ہیں (۱) مفرد کی ضرب مفرد سے یعنی اکائی کو اکائی سے ضرب دینا۔ (۲) مفرد کی ضرب مرکب سے اور (۳) مرکب کی ضرب مرکب سے۔

## ضربُ المثل (Proverb)

ضربُ المثل یعنی کہاوت۔ ایسا جملہ جو کسی نظیر یا واقعہ کے پیش نظر عام استعمال میں آنے لگے۔ ضرب المثلیں واقعات سے متعلق ہوتی ہیں۔ اہل زبان اور اہل محاورہ انہیں رواج دیتے ہیں اور پھر وہ عام استعمال میں آ جاتی ہیں۔ انگریزی زبان میں ضرب المثلوں کی بیسوں کتابیں موجود ہیں جو ہزاروں لاکھوں ضرب المثلوں پر مشتمل اور مبنی ہیں اردو میں ضرب المثلوں کی علیحدہ اور مستند کتابیں تو بہت کم موجود ہیں البتہ لغت کی کتابوں میں محاورات اور بول چال اور روزمرہ کی گفتگو میں ضرب المثلیں ضمناً مذکور ہیں۔ اردو کی ضرب المثلوں کی تدوین ایک مستقل اور ضخیم کتاب کی شکل میں ضروری نظر آتی ہے۔

## ضعفِ اعصاب (Neurasthenia)

جسمانی کمزوری کا نام ہے اعصابی یا دماغی ضعف طبیعت مشتعل اور برداشتہ رہتی ہے۔ کسی بیماری، تکان، بھوک، فکر یا رنج کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ سے کسی کام میں جی نہیں لگتا اور متلی سی ہوتی رہتی ہے۔

## ضمنی انتخاب (Bye-election)

جب کسی پارلیمنٹ، مجلس قانون ساز، مجلس دستور ساز، میونسپل کمیٹی، ڈسٹرکٹ بورڈ یا اسی نوعیت کی کسی مجلس کا کوئی رکن کسی وجہ سے متعلقہ مجلس کا رکن نہیں رہتا تو اس کی جگہ خالی قرار دے کر متعلقہ حلقے سے ایک نیا انتخاب بروئے عمل لایا جاتا ہے۔ چنانچہ اسی کو ضمنی انتخاب کہتے ہیں۔ ضمنی انتخاب کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں اور حسب ضرورت

اس کا انعقاد عمل میں آجاتا ہے۔

**ضمیر جعفری سید**۔ سید ضمیر جعفری جون ۱۹۱۶ء میں چک عبد الخالق ضلع جہلم (پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں ہی حاصل کی۔ بی۔ اے۔ اسلامیہ کالج لاہور سے کیا۔ اس کے بعد کچھ روز آپ نے لاہور کے ادبی ماہناموں کے دفاتر میں کام کیا۔

دوسری جنگ عظیم کے دوران فوج میں بھرتی ہو گئے۔ اور ترقی کر کے کیپٹن بن گئے۔ جنگ کے بعد پاکستان ریڈیو میں کچھ عرصہ کام کیا۔ ۱۹۴۹ء میں روزنامہ "غالب" لاہور کی ادارت سنبھالی۔ اس کے بعد راولپنڈی سے اپنا روزنامہ "بادشمال" جاری کیا۔ مگر وہ چل نہ سکا۔

ایام طفل سے آپ کو شعر گوئی کا شوق تھا۔ لیکن کسی سے اصلاح نہ لی۔ آپ نے غزلیں بھی کہی ہیں۔ اور نظمیں بھی نظموں میں مناظر قدرت کی خوب عکاسی کی ہے۔

**ضوافگنی**:۔ ضوافگنی کے لفظی معنی روشنی ڈالنا ہے۔ اصطلاح میں سورج کی روشنی یا دوسری روشنی کے انعکاس کے ذریعہ سے بعض امراض کا علاج کرنا ہے۔ آئے دن کے طبی تجربات میں ضیاافگنی سے بڑے بڑے سے فوائد اٹھانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اور روشنی کو مرکوز کر کے بجلی کے حصول کی سعی کی جارہی ہے۔ روشنی کے انعکاس کی خاطر اور ضیاء افگنی کو مرکوز کرنے کے لئے کئی قسم کے آلات اور ذرائع معرض ظہور میں آچکے ہیں۔ اور امریکہ اور یورپی ممالک میں اس ضمن میں رفتار ترقی بہت تیز جاری ہے۔ سورج کی روشنی قدرت کا عطیہ ہے اور اس عطیے کو سائنسی اور طبی اغراض میں استعمال کرنے کے لئے متمدن اور ترقی یافتہ ممالک کے ماہرین علوم ان تھک کوشش کر رہے ہیں۔

**ضیا جالندھری**۔ ضیاء جالندھری ایک ادیب اور شاعر ہیں اور متوسط طبقہ کے لکھنے والوں میں سے ہیں۔ ان کے مضامین مختلف رسائل اور جرائد میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ تقسیم کے بعد پاکستان میں مقیم ہیں اور ترقی پسند مصنفین کی جماعت سے منسلک ہیں۔

**ضیا جعفری**:۔ سید عنایت علی شاہ نام۔ ضیا تخلص جعفری اس لئے کہلاتے ہیں کہ آپ کا سلسلۂ نسب امام جعفر صادق سے ملتا ہے۔ ۱۹۰۵ء میں جاتری ضلع کیمبل پور میں پیدا ہوئے۔ والد انسپکٹر پولیس تھے۔ ابتدائی تعلیم کیمبل پور میں ہوئی پھر والد کے ہمراہ آپ پشاور چلے گئے! پھر پولیس میں سب انسپکٹر بھرتی ہو گئے آپ کو ابتداء سے شعر و سخن کا شوق تھا پولیس کی ملازمت طبیعت کے مناسب نہ تھی اس لئے جلد ہی مستعفی ہو گئے۔

آپ کا شمار دورِ حاضر کے اچھے اردو شعرا میں ہوتا ہے آپ کا کلام پختہ اور دل نشین ہے۔ آپ نے ہر صنفِ شعر میں طبع آزمائی کی ہے۔ غزل، نظم، قطعہ اور رباعی سب شائع ہو چکا ہے۔

**ضیاء الدین احمد، ڈاکٹر**:۔ لفٹنٹ کرنل ڈاکٹر ضیاء الدین احمد ایم۔ اے۔ (کنٹب) پی۔ ایچ۔ ڈی (گنٹ)، ڈی ایس سی، سابق وائس چانسلر اور ریکٹر Rector علی گڑھ مسلم یونیورسٹی ۱۸۷۶ء میں میرٹھ (بھارت) کے متوسط گھرانے میں پیدا ہوئے ۱۹ سال کی عمر میں بی۔ اے پاس کیا۔ اور کالج بھر میں اول رہے۔ علی گڑھ کے قیام کے دوران سر سید احمد خاں سے ملاقات ہوئی اور سر سید کے مشن سے اس قدر متاثر ہوئے کہ اپنی زندگی مسلمانوں کے لئے وقف کر دی۔

ڈاکٹر صاحب کو حکومت نے ڈپٹی کمشنری کا عہدہ پیش کیا مگر آپ نے اس کے مقابلے میں ایم۔ اے۔ او کالج میں صرف چالیس روپے ماہوار پر اسسٹنٹ ماسٹری کو ترجیح دی ۱۹۰۱ء میں آپ کیمبرج کے ٹرینٹی کالج Trinity College میں داخل ہوئے اور وہاں سے ایم۔ اے اور پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگریاں لیں۔ آپ نے سر آئزک نیوٹن سکالرشپ بھی حاصل کیا جو علم ریاضی کا بہت بڑا اعزاز ہے۔ ۱۹۰۹ء میں ہندوستان واپس آئے تو حکومت نے دوبارہ آپ کو اعلیٰ عہدوں کی پیش کش کی مگر آپ نے اُسے ٹھکرا دیا اور علی گڑھ میں مدرسی کا پیشہ اختیار کیا۔ ۱۹۱۹ء میں آپ کو کالج کا پرنسپل منتخب کیا گیا۔ ۱۹۲۰ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی قائم ہوئی تو آپ اس کے پہلے پرو وائس چانسلر بنائے گئے۔ لیکن جلد ہی اس عہدے سے مستعفی ہو گئے اور یورپ چلے گئے۔ ۱۹۳۰ء میں وطن واپس آئے اور مرکزی دستور ساز اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے ۱۹۳۷ء میں آپ کو

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کا وائس چانسلر منتخب کیا گیا۔ سنہ ۱۹۴۷ء میں آپ یورپ اور امریکہ کے دورے پر روانہ ہوئے اور لندن کے ایک ہسپتال میں چار ہفتے بیمار رہ کر ۲۳ دسمبر سنہ ۱۹۴۷ء کو رحلت کر گئے۔

ڈاکٹر ضیاء الدین ریاضیات کے ماہر کی حیثیت سے دنیا بھر میں مشہور تھے آپ نے اغیار کا یہ مفروضہ باطل کر دکھایا کہ مسلمان علم ریاضی میں مہارت و تبحّر حاصل نہیں کر سکتے۔

## ضیقُ النفس

(دیکھو دمہ)

# ط

**طارق بن زیاد** مشہور اسلامی جرنیل، شمالی افریقہ کے ایک فوجی سردار کا بیٹا تھا جب اس کا باپ فوت ہوا تو افریقہ کے گورنر موسیٰ بن نصیر نے اسے اپنا متبنیٰ بنا لیا سنو پال کا ہر کلیں نونہال نے ضروری تعلیم کے ساتھ بعض غیر ملکی زبانوں اور فنون سپاہ گری میں کمال پیدا کر لیا۔

اس زمانہ میں افریقہ میں بربری قبائل کی بغاوتوں نے ایک اودھم مچا رکھا تھا۔ موسیٰ بن نصیر نے اسی نوجوان کو فوج کی قیادت سپرد کی۔ اس نے قیروان کو اپنا صدر مقام بنا کر ۹۰ھ میں سارے بربری قبائل کو مطیع اسلام بنایا۔ افریقہ میں صرف قلعہ قیوطا (Ceuta) اور جزیرہ سبتہ گاتھ قوم کے گورنر کاونٹ جولین کے قبضہ میں بچ رہا تھا۔ اس پر حملہ کی تیاری میں طارق مشغول تھا کہ کاونٹ جولین نے موسیٰ بن نصیر کو ہسپانیہ پر حملہ کرنے کی ترغیب دی اور اپنی اطاعت کا وعدہ کیا جولین کی لڑکی فلورنڈا کے ساتھ راڈرک Roderick کے ناخوشگوار برتاؤ نے جولین کو اس کا مخالف بنا دیا تھا۔ چنانچہ سات ہزار کی جمعیت کے ساتھ طارق افریقہ سے جہازوں کے ذریعہ روانہ ہوا۔ اور جمعرات کے دن ۸ رجب ۹۲ھ مطابق ۳۰ اپریل ۷۱۱ء کو طارق اس پہاڑ پر اترا جو اب اسی کے نام پر جبل الطارق یا جبرالٹر کے نام سے موسوم ہے۔ یہاں پہنچ کر اس نے اپنے جہازوں کو جلا دیا جس کا مطلب یہ تھا کہ تخت یا تختہ۔ اب ہم واپس ہونے کے لئے نہیں آئے ہیں چنانچہ پیش قدمی شروع کر دی۔ متعدد فتوحات کے بعد رمضان ۹۲ھ میں راڈرک ایک لاکھ کی فوج سے طارق کے مقابلہ میں آیا جس کی [illegible]ت بارہ ہزار ہو چکی تھی۔ ایک خونریز جنگ کے بعد راڈرک کو بھاگنا پڑا اور بحالت فرار میں دریا میں ڈوب مرا مسلمان کامیاب ہو کر دوسرے قلعوں کی طرف متوجہ ہوئے

اب موسیٰ بن نصیر بھی اس کی مدد کو آ چکا تھا۔ دو سال کے اندر اندر پورا اسپین مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا۔ اب یہ فرانس اور اطالیہ کی طرف پیش قدمی کی فکر میں تھے کہ دربار خلافت سے طلبی پر موسیٰ اور طارق کو ۹۵ھ میں دمشق جانا پڑا ۹۶ھ میں خلیفہ ولید بن عبدالملک کے انتقال پر اس کا بھائی سلیمان تخت نشین ہوا ابو حجاج کے دوستوں اور رشتہ داروں پر اپنی ذاتی عداوت کا

بخار نکالنے لگا حجاج پہلے ہی سے فوت ہو چکا تھا۔ اور یہ دونوں عظیم فاتح انسان بھی اسی لپیٹ میں آ کر حالت کس مپرسی میں رحلت کر گئے۔

## طاس Basin

وہ تمام کا تمام حصہ زمین جسے کوئی دریا یا اس کی شاخیں سیراب کرتی ہوں اس دریا کا طاس کہلاتا ہے۔ دنیا کے مختلف دریاؤں کے طاس اُن کی وسعت اور افادیت کے لحاظ سے مختلف رقبوں اور سطح ارضی پر پھیلے ہوئے ہیں۔

## طاعون (پلیگ) Plague

یہ ایک بیماری ہوتی ہے۔ جس وقت آتی ہے وبا کی طرح پھیل جاتی ہے۔ پہلے پہل شدت کا بخار ہوتا ہے۔ اور دو تین روز بعد بدن کے کسی جوڑ پر ایک سرخ گلٹی رونما ہوتی ہے۔ جو دراصل لڑائی قدرت کی بدن سے زہر نکالنے کی کوشش ہوتی ہے۔ عموماً ہفتہ عشرہ میں بیمار ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن جو شخص اس بیماری سے بچ نکلے اس میں ایک قسم کے ٹیکہ کا اثر پیدا ہو جاتا ہے اور بعد میں اُسے بہت کم ہوتی ہے۔

یہ بیماری اصل میں ایک پسو کے کاٹنے سے ہوتی ہے۔ جو چوہے کے جسم پر پرورش پاتے ہیں۔ اگر چوہے تباہ کر دئے جائیں تو اس بیماری سے نجات مل سکتی ہے چنانچہ انہیں وجوہات کے علم کے باعث اس کی روک تھام کسی [illegible] ہو گئی ہے۔ پاک و ہند میں یہ بیماری گذشتہ سالوں میں بہت نقصان کر چکی ہے۔ چنانچہ ۱۹۱۰ء عیسوی تک لاکھوں آدمی اس سے تباہ ہوئے۔ لیکن اس کے بعد چوہے تلف کرنے کی مہم اور ٹیکہ کی ایجاد کے باعث اس میں بہت سی کمی واقع ہو گئی ہے اور اب اس وبا سے قریب قریب نجات مل گئی ہے۔

لندن اور انگلستان میں بھی اس بیماری سے بہت نقصان ہوا۔ لیکن جب لندن کی آتش زدگی سے تمام شہر جل کر راکھ ہو گیا۔ اور کھلے کھلے مکانات تعمیر ہوگئے تو اس بیماری کا نام و نشاں باقی نہ رہا۔ ہمارے

اپنے ملک پاکستان میں بھی اس بیماری کی کمی کی ایک وجہ کھلے مکانات کی تعمیر ہے۔ کیونکہ اس بیماری کے جراثیم اور پسو اندھیرے میں پرورش پاتے ہیں اور روشنی میں فنا ہو جاتے ہیں۔ انگریز اس کو بلیک ڈیتھ Black Death یعنی سیاہ موت کہتے ہیں۔

**طاغوت۔** عربی لفظ ہے۔ جو بمعنی بُت۔ جادو جادوگر، شیطان، گمراہوں کے سردار، سرکش، دیو اور کاہن استعمال ہوتا ہے مادہ اس کا طغیٰ اور طغیان وغیرہ ہے۔ طاغی طغیٰ کا اسم فاعل ہے۔ جس کے معنی ہیں سرکش، باغی، پھرا ہوا۔ حد سے نکلا ہوا اور مفسد، طاغیہ ایک طرح سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ جس کا مفہوم بجلی، عذاب کی چنگھاڑ، متکبر اور مغرور وغیرہ ہے۔ شرعی اصطلاح میں طاغوت سے مراد بالخصوص وہ شخص ہوتا ہے۔ جو ارتکاب جرائم میں یا ناجائز امور میں اپنے گروہ کا سرغنہ یا سربراہ ہو طاغوت کی سزا بمقابلہ اپنے پیروکاروں کے بہت زیادہ ہوتی ہے

**طالوت:** حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد اسرائیلیوں نے اپنے پیغمبر سے مطالبہ کیا کہ وہ خدا سے دعا کریں کہ انہیں ایک بادشاہ عطا کیا جائے پیغمبر نے کہا کہ وہ یقیناً اس کی نافرمانی کریں گے مگر ان کے اصرار پر خدا نے طالوت کو ان کا بادشاہ بنایا جو علم اور قوت بازو کے لحاظ سے فوق الفطرۃ تھا۔ مگر بنی اسرائیل نے حسب معمول اس پر اعتراض کیا کہ نہ تو اس کے پاس دولت ہے نہ ان کے مقابلہ میں وہ باعزت ہے پیغمبر نے کہا کہ اس کے حقیقی بادشاہ ہونے کی پہچان یہ ہے کہ تابوت سکینہ اور حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ کے تبرکات جو خدا کے دشمنوں کے قبضہ میں چلے گئے ہیں اس کے دروازہ پر آجائینگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور بنی اسرائیل کو طوعاً و کرہاً اسے بادشاہ تسلیم کرنا پڑا۔

جب یہ لوگ طالوت کے ساتھ جالوت کے خلاف جہاد کرنے کے واسطے روانہ ہوئے تو راستہ میں بادشاہ نے فوج کو حکم دیا کہ دریا میں سے صرف ایک چلو پانی پئیں۔ مگر انہوں نے اس حکم کو نہ مانا جس کی پاداش میں ان کے پیٹ پھول گئے۔ جنگ کے دوران میں طالوت نے ان سے وعدہ کیا کہ جو شخص جالوت کو مارے گا وہ نہائی سلطنت پائیگا اور ان کا جانشین بنے گا۔ چنانچہ حضرت داؤد نے اس کو ہلاک کر دیا اور اس کے جانشین بنے۔

**طائف۔** مکہ سے ۷ میل مشرق کیطرف ایک شاداب اور پُر فضا مقام ہے۔ جہاں کے باغات مشہور ہیں مکہ معظمہ میں ترکاریاں اور پھل یہیں سے آتے ہیں آنحضرت صلعم نے وادی شعب سے نکلنے کے بعد کفار مکہ کے علاوہ یہاں کے لوگوں میں بھی تبلیغ کے لئے سفر کیا۔ یہاں کے لوگ امیر اور بارسوخ تھے۔ آپ نے وہاں پہنچ کر ایک ذی اثر خاندان کو دعوت اسلام دی لیکن انہوں نے نہ صرف حضورؐ کا مذاق اڑایا بلکہ آپ کے پیچھے چند بدمعاش لگا دیئے جنہوں نے آوازے کسے اور پتھروں سے حضورؐ کے پاؤں زخمی کر دیئے اور آپ کو انگوروں کے ایک باغ میں پناہ لینا پڑی۔ فتح مکہ کے بعد جب کفار نے طائف میں پناہ لی تو آپ نے اس پر حملہ کر دیا۔ یہاں کے لوگ فنون جنگ میں ماہر ہونے کے علاوہ قلعہ شکن آلات کا استعمال بھی جانتے تھے۔ خالد بن ولید نے محاصرہ سختی سے کیا مگر مسلمانوں کی تمام قوت ان کی منجنیقوں کے مقابلہ میں بیکار ہو گئی۔ اس وقت تو اسلام کو واپس آنا پڑا لیکن بعد میں یہ لوگ خود ہی مسلمان ہو گئے۔

**طباشیر:** یہ لفظ تباشیر کا معرب ہے اور اس کے معنی ہیں بنسلوچن جو مشہور دوا ہے۔ نیز کھریا اور چاک مٹی جس کا رنگ سفید ہوتا ہے۔ طباشیر کی دوا ڈلی کی شکل میں ہوتی ہے۔ اور اس کے ساتھ الائچی خورد وغیرہ کو سفوف کر کے مرکب سا بنا لیتے ہیں جو مزاج کے سودا یا صفرا کو رفع کرنے کے کام آتا ہے۔ نیز اس قسم کے سفوف سے مزاج کی تبرید بھی ہوتی ہے۔ طباشیر اور چاک کی ڈلی کو شعرا نے اپنے کلام میں باندھا ہے اور اس کی سفیدی اور صفائی کو انہوں نے تمثیلاً پیش کیا ہے۔

**طباطبائی:** ۱۔ حضرت امام حسنؓ کے ایک پوتے حضرت اسمٰعیل نام کے تھے، جن کی زبان میں لکنت تھی اور بجائے "ق" کے "ط" تلفظ کرتے تھے چنانچہ ایک دفعہ عید کے دن والد سے قبا مانگتے ہوئے بجائے "قبا قبا" کے طبا طبا زبان سے ادا کرتے تھے لہٰذا اسی وجہ سے ان کا نام طبا طبا ہو گیا۔ حضرت اسمٰعیل طباطبا کی اولاد سے جو سید ہیں [illegible] کی

کہلاتے ہیں۔ طباطبائی اہل تشیع کا ایک فرقہ بھی ہے۔

طباطبائی، علی حیدر، تخلص نظم، سلطان احمد علی شاہ کے درباری شاعر تھے اور ۱۸۵۷ء کے انقلاب کے بعد مٹیا برج کلکتہ میں منجملہ دیگر احباب کے وارد ہوئے، جہاں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد حیدرآباد دکن میں چلے گئے اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔

نعتیہ قصائد کلام نظم کی امتیازی خصوصیت ہے اور تشبیہوں میں فلسفیانہ اور متصوفانہ مضامین نظم کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ تاریخی عنصر بھی ان کے قصائد میں موجود ہے۔

**طباعت**: کتابیں اور اخبار وغیرہ چھاپنا یا طبع کرنا۔ طباعت کا آغاز دراصل پندرھویں صدی میں ہوا جبکہ گٹنبرگ نے سیسہ کے ڈھلے ہوئے حروف ایجاد کئے۔ کیکسٹن نے یہ طریقہ انگلستان میں رائج کیا۔ حروف کو عبارت کی شکل میں ہاتھ سے ترتیب دے کر جوکھٹے میں جما دیا جاتا تھا۔ اور اُن پر روشنائی لگا کر کاغذ پر دبانے سے عبارت چھپ جاتی تھی۔ موجودہ زمانہ میں حروف سے عبارت مرتب کرنے کا کام مشین کے ذریعہ سے کیا جاتا ہے۔ اس مشین میں بھی ٹائپ کی مشین کی طرح حروف کی تختی جیسی ہوتی ہے جنہیں دبانے سے سیسہ کے حروف مرتب ہو جاتے ہیں۔ اگر کوئی تصویر یا نقشہ چھاپنا ہوتا ہے تو پہلے فوٹو لیا جاتا ہے، اور نگیٹو دھات کی تختی پر منتقل کر دیا جاتا ہے۔ اس تختی کو تیزاب میں ڈالنے سے وہ مقامات جو تصویر میں دکھانا مقصود نہیں ہوتے گل کر ڈھل جاتے ہیں اور تصویر کی سطح اردگرد کی دھات سے اُبھر آتی ہے۔

تصویر میں جہاں جہاں عکس اور روشنی Light & Shade کم یا زیادہ ہوتی ہے۔ اس کا فوٹو ایک ایسے پردے (Screen) کے توسط سے لیا جاتا ہے جس پر لکیروں کا جال سا بچھا ہوتا ہے۔ ایسا کرنے سے عکس اور روشنی مختلف پوائنٹس کے چھوٹے چھوٹے دانوں میں منقسم ہو جاتے ہیں۔ جب چھپائی کی جاتی ہے تو عکس اور روشنی کا اصلی روپ کاغذ پر اتر آتا ہے۔

موجودہ زمانہ میں مشینوں کے ذریعہ تیز رفتار سے چھپائی کرنے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ مشین کے ذریعہ ٹائپ کے حروف مرتب کرتے جاتے ہیں اور اُن کا سانچہ معہ تصاویر کے بلاک Block کے تیار کر لیا جاتا ہے۔ اس سانچے میں پگھلی ہوئی دھات انڈیل کر پلیٹ بنائی جاتی ہے جس پر عبارت اُبھری ہوئی ہوتی ہے یہ پلیٹ Plate اصل تحریر کے بالکل مطابق ہوتی ہے۔ پھر ان پلیٹوں کو لوہے کے سلینڈر پر لیدم کر پیچوں سے کس دیا جاتا ہے۔ اس سلینڈر کے اِدھر اُدھر دو اور سلینڈر گھومتے رہتے ہیں۔ ایک کاغذ کو دبا تار ہتا ہے اور دوسرا ایک خاص قسم کی جلد خشک ہو جانے والی سیاہی پلیٹ پر جما تا ہے۔

اگر کوئی ایسی تصویر بنانا ہوتی ہے۔ جس میں مختلف قسم کے رنگ ہوں تو تصویر کے عموماً چار فوٹو لے کر چار مختلف نگیٹو تیار کئے جاتے ہیں۔ یہ نگیٹو نہ صرف متذکرہ بالا پردے (Screen) کے توسط سے بنائے جاتے ہیں۔ بلکہ ہر مرتبہ مختلف رنگ کے فلٹر استعمال کئے جاتے ہیں۔ پہلے فلٹر سے تصویر کے تمام زرد مقامات کا عکس اُتر آئے گا۔ دوسرے فلٹر سے سُرخ مقامات کی علیحدہ شکل بن جائے گی۔ تیسرے سے نیلے رنگ کے مقامات اُتر آئیں گے اور چوتھے فوٹو سے تمام سیاہ مقامات کا عکس بن جائے گا پھر ہر عکس سے متعلق دھات کی پلیٹ بنائی جائے گی اور اسے تیزآب میں ڈال کر اُس سطح کو گلا کر صاف کر دیا جائے گا جو چھپائی کے لئے غیر ضروری ہے اب ہر پلیٹ پر اس کا مخصوص رنگ لگا کر باری باری کاغذ پر چھاپ لیا جائے گا۔ مثلاً زرد پلیٹ پر زرد رنگ، سُرخ پر سرخ، سیاہ پر سیاہ اور نیلی پلیٹ پر نیلا رنگ لگایا جائے گا۔ جب ایک ایک کر کے چاروں پلیٹوں کو ایک ہی جگہ کاغذ پر رکھ کر دبایا جائے گا تو اصلی تصویر کے بعینہٖ مطابق رنگین تصویر طبع ہو جائے گی۔

متذکرہ بالا قسم کی چھپائی کا طریقہ جس میں پلیٹ کی وہ سطح جسے چھاپنا مقصود ہوتا ہے اردگرد کی سطح سے اُبھری ہوئی ہوتی ہے، لیٹر پریس پرنٹنگ کہلاتا ہے گریوور پرنٹنگ Gravure Printing وہ طریقہ ہے جس میں عبارت یا تصویر کے نقوش تانبہ کی چادر پر کھرچ کر بنا دیے جاتے ہیں۔ چھپائی کا ایک اور طریقہ بھی ہے۔ جسے لتھوگرافی Lithography کہتے ہیں۔ اس میں پلیٹ کی وہ سطح جسے چھاپنا مقصود ہوتا ہے چکنی رکھی جاتی ہے جو روشنائی کو قبول نہیں کرتی۔ (دیکھئے چھاپہ)

**طبرستان**: بحیرۂ خضر یا بحیرۂ کیسپین کا جنوب مغربی ساحلی اور کوہستانی علاقہ ہے پچھلے زمانے میں لوگ مجوسی مذہب کے پیرو تھے۔ اور ان کے سردار برائے نام عباسی بادشاہ کے باجگزار رہتے منصور عباسی کے زمانہ میں بغاوت کے مرتکب ہوئے اس لئے ان کا تمام علاقہ طبرستان مع جیلان ۱۴۴ھ میں عباسیہ سلطنت میں شامل کر لیا گیا۔

**طبری**: (علامہ) علامہ ابن جریر ابو جعفر محمدؒ مشہور عرب مؤرخ ۲۲۴ھ میں بمقام آمل (طبرستان) پیدا ہوئے۔ ۷ برس کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد باپ کے ہمراہ رہے اور بغداد کا سفر کیا امام حنبلؒ سے تعلیم حاصل کرنا چاہتے تھے۔ لیکن ان کا انتقال ہو گیا۔ بصرہ اور کوفہ ہو کر بغداد واپس آ گئے۔ مصر جاتے ہوئے حدیث کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے شام میں ٹھہر گئے۔ پھر مصر گئے اور وہاں سے بغداد واپس آ گئے ایک مرتبہ طبرستان بھی گئے لیکن پھر بغداد میں مقیم ہو گئے اور وہیں ۳۱۰ھ میں انتقال کیا۔

علم حاصل کرنا اور سکھانا ان کی زندگی کا مقصد تھا اور ان کو جو عہدے پیش کئے گئے۔ ان کے قبول کرنے سے آپ انکار کرتے رہے۔ علم تاریخ کے امام تسلیم کئے گئے ہیں۔ اور ان کی کتاب تاریخ الرسل والملوک بہت مشہور ہے۔ قرآن پاک کی تفسیر جامع البیان معلومات کا ذخیرہ سمجھی جاتی ہے فقہ اور حدیث کے علاوہ شعر، عروض، علم ادب اور قواعد میں بھی ید طولیٰ حاصل تھا، ریاضیات اور فن طب کے بھی ماہر تھے۔ فقہ میں امام شافعیؒ کے عقائد کے موافق اور امام حنبلؒ کے عقائد کے مخالف تھے۔

علامہ طبری بڑے خوش خلق اور خوش اطوار تھے تمام عمر سادگی سے بسر کی۔ تصنیف و تالیف دن رات کا مشغلہ تھا چنانچہ کہتے ہیں کہ علامہ موصوف چالیس سال تک ہر روز تقریباً چالیس صفحات تحریر فرماتے رہے۔

**طبقات** (ابن سعد) ابن سعد کی مشہور تصنیف جو بارہ جلدوں پر مشتمل ہے پہلی دو جلدیں خاص حضورؐ کے حالات میں ہیں۔ باقی صحابہؓ اور تابعینؒ کے حالات پر مشتمل ہیں۔

یہ کتاب تقریباً ناپید ہو چکی تھی۔ اور دنیا کے کسی کتب خانے میں اس کا نسخہ موجود نہ تھا چنانچہ شہنشاہ جرمنی کو اس کی طبع و اشاعت کا خیال پیدا ہوا اور اس نے پروفیسر ساخو کو اس کام پر مامور کیا۔ وہ قسطنطنیہ مصر اور یورپ میں جابجا پھر کر اس کتاب کے اجزا فراہم کر کے لائے۔ یورپ کے بارہ پروفیسروں نے الگ الگ جلدوں کی تصحیح اپنے ذمہ لی چنانچہ نہایت اہتمام اور صحت کے ساتھ یہ نسخہ لیڈن (ہالینڈ) میں چھپ کر شائع ہوا۔ اور آج کل ایک مستند اور اہم تصنیف سمجھا جاتا ہے۔

**طبقات الارض (علم)** Geology

علم طبقات الارض وہ علم ہے جس میں زمین کی ساخت اور اس کی ہسٹری سے بحث ہوتی ہے اور بالخصوص ان چٹانوں کی کیفیت اور اصلیت سے بحث ہوتی ہے جن سے زمین کی سطح بنی ہوتی ہے۔ اس میں زندگی اور حیات کی ماضی کی شکلوں اور ادوار کا بھی مطالعہ شامل ہوتا ہے اس زندگی اور حیات کے ضمن میں حیوان اور نباتات ہر دو شامل ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ان کے فاسلوں سے ظاہر ہوتا ہے فاسلوں سے متعلق علم طبقات الارض کی شاخ خاص اہمیت کی حامل ہے جس کا سربراہ ایچ۔ سی۔ سار بی (۱۸۲۶ تا ۱۹۰۸ء) تھا۔ چنانچہ ایچ سی سار بی نے چٹانوں کی باریک سطحوں کے خوردبین سے معائنہ کا سسٹم جاری کیا۔ پاکستان میں علم طبقات الارض سے متعلق محکمہ Geological Survey of Pakistan کہلاتا ہے۔ جس کے صدر مقام کوئٹہ اور کراچی ہیں۔ اس محکمے کو پاکستان میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ (نیز دیکھو ارضیات)

**طبقاتی دشمنی**: صنعت و حرفت کی محیر العقول ترقی کے ساتھ ساتھ کئی نئے مسائل پیدا ہو گئے ہیں مالک اور مزدور تاجر اور صناع، دلال اور کمیشن ایجنٹ، دست و گریبان ہو رہے ہیں۔ جگہ جگہ نزاع کی صورتیں پیدا ہو رہی ہیں۔ ان کے وجوہات میں مالکوں کا غیر ہمدردانہ رویہ مزدوروں کا غیر معقول مطالبہ، تاجر اور صناع کا بلیک مارکیٹ کرنے کا رجحان، دلال اور کمیشن ایجنٹ کا تاجر اور صناع سے تعاون، ایسے مسائل ہیں۔ جنہوں نے زندگی کو دوزخ بنا رکھا ہے۔ تعلیم و تربیت کی صحیح بنیاد نہ ہونے سے یہ نزاع پیدا ہو رہے ہیں۔ دراصل سب کا مفاد مشترک ہے۔ مگر صحیح تعاون مفقود ہے اسی لئے مزدور اور مالک کی نزاع نے عداوت کی شکل اختیار کر لی ہے علاوہ ان کے

سرمایہ داری اور ذاتی ملکیت بھی ایک مسئلہ ہے۔ ان نزاعات کو کم کرنے کے لئے مانچسٹر (انگلستان) میں باہمی تعاون اور ہمدردی سے کام کو سرانجام دینے کے لئے نئے تجربات شروع کر دیئے گئے ہیں۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کے لئے ٹریننگ کے پہلو بہ پہلو تعلیم اور گھریلو زندگی کا عملی ماحول پیدا کر کے صحت و صفائی، اخلاق و تفریح وغیرہ کے لوازمات جو زندگی کو خوشگوار بنا سکتے ہیں، مہیا کرنے کی کامیاب کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ سب کچھ انگلستان کی طرف سے عمل میں لایا جا رہا ہے۔ کیونکہ انہیں احساس ہو گیا ہے کہ کارکن اور عمال بھی ان کا گراں مایہ سرمایہ ہیں اور ان کا تحفظ نہایت ضروری ہے۔ مزدور اب خوشدل کارکن بننے لگا ہے اور نزاع کی کم از کم صورتیں پیدا ہونے کے امکانات سامنے آ رہے ہیں۔

**طبقاتی کشمکش:** معاشرے کی مختلف اقتصادی حیثیتوں کے حامل طبقوں کی باہمی کشمکش۔

مارکس کی تعلیم میں اس اصولی مسئلے کو بہت اہم مقام حاصل ہے۔ اس کے خیال کے مطابق جدید ترقی دادانہ معاشرہ دو عظیم مخالف گروہوں میں تقسیم ہے یعنی بڑے بڑے سرمایہ دار اور مزدور طبقہ۔ سرمایہ داروں اور مزدوروں کی اس کشمکش کے نتیجے کے طور پر لوگوں کا متوسط طبقہ پستی کی جانب چلا جا رہا ہے۔ اس کے خیال کے مطابق انجام کار فتح مزدور طبقے کو حاصل ہوگی۔

نیز معاشرے کے دو مختلف طبقوں کی باہمی اور عام کشمکش کو بھی طبقاتی کشمکش کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

## طب و جراحت Medicine & Surgery

طب ایک ایسے کار آمد اور مفید تر علم کا نام ہے جس کے ذریعے سے امراض کے اسباب اور علامات سے پوری طرح واقفیت حاصل کی جاتی ہے اور امراض کی تشخیص کے بعد ان کے دفعیہ کے لئے مکمل علاج کیا جاتا ہے۔

مرض کی کیفیت کو سمجھنے کے لئے مریض کی حالت سے پوری واقفیت لازمی ہے اس لئے علم طب کو کئی شاخوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

جسم کی مختلف ساختوں اور اعصاب کے تغیرات جو امراض کے سبب سے پیدا ہوتے ہیں ان کا مطالعہ مار بڈ اناٹومی Morbid Anatomy کہلاتا ہے۔ ایٹی آلوجی Aetiology امراض کے اسباب کا علم ہے۔ پیتھالوجی Pathology جسم کے اندر مرض کے اسباب اور اس کے نقصان دہ نتائج کے علم کا نام ہے۔ بیکٹیریالوجی Bacteriology یا علم الجراثیم امراض متعدی پیدا کرنے والے جراثیم کے مطالعہ کو کہتے ہیں۔

تشخیص Diagnosis وہ طریقہ ہے جس سے امراض کو الگ الگ پہچانا جاتا ہے۔ چاہے ان کی علامات ایک دوسری کے مشابہ ہی کیوں نہ ہوں۔ پروگنوسس Prognosis کے ذریعے علامات مرض کے پیش نظر پتا لگا کر بتایا جا سکتا ہے کہ مرض کی مدت کتنی ہوگی۔ علامات خفیف ہوں گی یا شدید اور مریض شفایاب ہوگا یا جانبر نہ ہو سکے گا۔

علاج گویا کل علم طب کا ماحصل یا لب لباب ہے غذا، دوا، آرام، آلات اور شعاعوں کے ذریعے مرض کے دفعیہ کی پوری کوشش کی جاتی ہے۔ یونانیوں اور عربوں نے علم طب میں کمال حاصل کیا اور خلق خدا کو فائدہ پہنچایا۔ اہل یورپ نے جدید تحقیقات کے بعد اس میں بہت کچھ اضافہ اور ترمیم کی۔

طب کی طرح جراحت میں بھی جدید تحقیقات کے بعد بہت کچھ اضافہ کیا گیا ہے اور ان دنوں دل اور دماغ جیسے پیچیدہ اعضا پر عمل جراحی شروع ہو چکا ہے۔ جسم کے مختلف اعضا کی خرابیوں اور زخموں کے علاج کے لئے عمل جراحی بہت مفید ثابت ہوا ہے مگر اس کے انجام دینے کے لئے نہایت تجربہ کار اور دانا جراح سرجن کی ضرورت ہے۔ خون کا بہنا، جھٹکا لگنا اور زخم کا خراب ہو جانا عمل جراحی کے راستے میں سد راہ تھے۔ مگر آج کل ان تینوں امور پر بھی قابو پایا جا چکا ہے اور بڑی آسانی کے ساتھ آپریشن کئے جانے لگے ہیں۔

## طبیعات (علم) Physics

انگریزی کے مترادف لفظ فزیکل سائنس Physical Science کا مخفف ہے۔ اس علم کے احاطہ میں ہر وہ سائنس آتی ہے جس کا تعلق غیر ذی روح چیزوں سے ہے۔ روایتی حیثیت سے طبیعات میں میکانک، آواز، مقناطیسیت، برق، (سکون اور حرکت کی حالتیں)

روشنی، حرارت: اس کی شعاع افگنی اور انتقال/ برقی توانائی اور مادوں کی خصوصیات: مثلاً کثافت سطحی دباؤ Surface Tension وغیرہ شامل ہیں۔ حال ہی میں طبیعات کی ایک شاخ نے جس کا تعلق ایٹم کی بناوٹ اور کائنات کی بناوٹ اور ہیئت سے ہے بہت ترقی کر لی ہے۔

## طبی غسل

**طبی غسل** Medicinal Bath طبی غسل متعدد قسم کے ہیں۔ اور یہ ہمیشہ طبی ہدایات کے ماتحت ہوتے ہیں۔ ترکش یا نمر رزکی حمام؛ بھاپ کا غسل، مٹی کا غسل وغیرہ وجع مفاصل اور گنٹھیا کے لئے مفید ہیں۔ جو لوگ بیماری دفع ہونے کے بعد آرام کر رہے ہوں اُن کے لئے نمکین یا کھاری پانی سے غسل کرنا صحت بخش ہے۔ جلدی بیماریاں دور کرنے کے لئے اطبا اکثر گندھک کے چشموں میں غسل کا مشورہ دیتے ہیں۔

کراچی کے نزدیک منگا پیر کے مقام پر گندھک کے چشمے پائے جاتے ہیں۔ جہاں اکثر لوگ غسل کے لئے جاتے ہیں۔ ایسا ہی بعض دوسرے مقامات پر بھی قدرتی چشمے موجود ہیں۔ جہاں لوگ صحت کی خاطر غسل کرتے ہیں۔

## طرابلس

**طرابلس** ۔ Tripoli ملک لبنان کی بندرگاہ ہے جو بیروت سے چالیس میل شمال مشرق کی طرف واقع ہے۔ بہت پرانا شہر ہے اور عربوں کے عروج کے زمانے کی کافی روایات کا حامل ہے۔ دیگر اقوام کی یادگاریں بھی پائی جاتی ہیں۔ بیروت کے ترقی کر جانے کی وجہ سے اس کی تجارتی اہمیت بہت کم ہو گئی ہے موجودہ آبادی ۶۵۱۲۷ ہے۔

## طرابلس الغرب

**طرابلس الغرب**: بحیرہ روم کے جنوبی ساحل پر، لیبیا کے شمال مغرب میں ایک صوبہ ہے۔ اسی نام کی بندرگاہ اور دارالسلطنت بھی ہے۔ شمالی افریقہ میں تیونس کے مشرق میں واقع ہے۔ ۱۹۱۲ء میں اطالیہ نے اس علاقے پر قبضہ کر لیا۔ پہلے یہ ترکی مقبوضہ تھا۔ ساحلی علاقہ نیم صحرائی ہے عقبی علاقہ قابل زراعت ہے۔ زیادہ تر گندم اور جو کی کاشت کی جاتی ہے۔ بعض علاقے کھجور، سنگترہ اور زیتون کی کاشت کے لئے نہایت موزوں ہیں۔ ساحل کے قریب سپنج اور ایک بڑی قسم کی مچھلی کا شکار کھیلا جاتا ہے سب سے بڑا شہر اور دارالحکومت طرابلس ہے جس کی آبادی ۱۴۲۰۰۰ ہے۔ طرابلس ملک کا رقبہ ۳۴۲،۱۳۷،۱ مربع میل اور کل آبادی ۷۴۲،۹۰۰ ہے حفاظتی کونسل کے تحت ایک نیم آزاد آئینی بادشاہت ہے، جو لیبیا اور ڈیپولی پر بھی مشتمل ہے۔

## طرز

**طرز** ۔ Style ادبی مضامین اور انشا پردازی میں مخصوص رنگ اور طرز جس سے ایک مصنف دوسرے مصنف سے پہچانا جاتا ہے۔ اچھا طرز وہ ہے جو صاف، زوردار اور سادہ ہو۔ اس کو صریح ہونا چاہئے نہ کہ مبہم۔ الفاظ کے انتخاب میں انشا پرداز کو بہت احتیاط برتنی چاہئے۔ انگریزی معیاری طرز کا امتیاز یہ ہے کہ بہت زیادہ اہم لغت غیر ٹکسالی محاورے اور مبالغہ آمیز الفاظ استعمال نہ کرنا چاہیں۔ جو کچھ کہنا ہو صاف صاف بیان کیجئے لکھنے کے بعد نظر ثانی کیجئے اور ہر بیکار لفظ کو خارج از عبارت کر دیجئے۔ اچھے طرز نگارش کے لئے ضروری ہے کہ مناسب الفاظ برمحل استعمال کئے گئے ہوں۔ اچھی اور شستہ طرز کا معیار یہ ہے کہ لکھنے والا جو کچھ لکھے وہ پڑھنے والے کے دل میں فوراً اترتا جائے۔

## طریقت

**طریقت**: طریقت سے مراد وہ راستہ یا طریقہ ہے جس کے ذریعہ تزکیۂ نفس ہو سکے یعنی نفس انسانی گناہ، لہو و لعب اور اللہ کی نافرمانی و ناراضگی سے بچ کر ایسی راہ پر گامزن ہو جائے کہ وہ اللہ کا اور اللہ اس کا ہو جائے۔ اہل اسلام میں نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ طریقت کے چار سلسلے مشہور ہیں۔ یہ چاروں طریقے علی الترتیب خواجہ نقشبندیؒ، شیخ عبد القادر جیلانی المعروف غوث الاعظمؒ، خواجہ معین الدین چشتیؒ اجمیری اور خواجہ شہاب الدین سہروردیؒ کی طرف منسوب ہیں۔ ان طریقوں میں تزکیہ نفس کے لئے بہت تکلیف دہ ریاضتیں کرنی پڑتی ہیں۔

مگر طریقت یا تزکیہ نفس کا بہترین طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہے۔ جو آپ کے نقش قدم پر چلے گا۔ اُسے کسی قسم کے خدشات سے دوچار نہ ہونا پڑے گا۔ اور مقصود دلیا دقت حاصل ہو جائے گا۔ اس طریقہ میں گوشہ نشینی ترک دنیا اور دنیاوی تعلقات سے گریز کی ضرورت پیش نہیں آتی جیسا کہ باقی سب طریقوں میں لازم آتا ہے۔

شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت تزکیۂ نفس کے مختلف مدارج ہیں، جن کی بنیاد شریعت اسلامیہ کا حقیقی علم ہے۔ انسان ترقی کرتے کرتے اللہ

تعالٰی کی معرفت سے روشناس ہو جاتا ہے۔ اس روحانی ارتقاء کا انحصار اخلاص، دیانتداری اور اپنی زیرکی دانائی پر موقوف ہے۔

**طعام**: مراد کھانا پینا۔ اہل اسلام میں کھانا پینا بھی جزو مذہب ہے۔ کیونکہ قرآن پاک میں ہے کھاؤ پیو مگر اسراف نہ کرو۔ خدا کے دیئے ہوئے میں سے کھاؤ پیو کا جگہ جگہ حکم ہے۔ زیادہ روزہ رکھنے یا وجہ فاقہ کرنے کی ممانعت ہے۔ کھانے کے معاملہ میں حلال، حرام، اور مکروہ کا فرق لازم ہے۔ گوشت، ترکاری، پھل، اناج عام غذائیں بیان کی گئی ہیں۔ دودھ اور شہد کو بہترین غذا بتایا گیا ہے۔ مردار جانور، خون، خنزیر کا گوشت یا اس جانور کا گوشت جس پر سوا خدا کے کسی دوسرے کا نام لیا گیا ہو قرآن پاک کی رو سے ناجائز ہے۔ جن چیزوں کا قرآن پاک میں ذکر نہیں ان کو فقہا نے جائز، ناجائز اور مکروہ تین قسموں میں تقسیم کر دیا ہے ان میں زیادہ تر رسم و رواج کی پابندی کی گئی ہے بعض صورتوں میں ان کے درمیان اختلاف بھی ہے مثلاً گھوڑے کا گوشت۔ اہل کتاب کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا جائز ہے۔ تیر یا نوکیلے ہتھیار سے مارا ہوا شکار، کتے یا شکرہ کا پکڑا ہوا جانور اگر اس کو چھوڑتے وقت خدا کا نام لے لیا جائے اور اس سے خون بہہ جائے تو جائز ہے۔

**طغرائی فیروز الدین**: حکیم فیروز الدین طغرائی جو فارسی کے شاعر تھے اور ایران کے رہنے والے تھے ان کا مجموعہ نظم ان کی زندگی میں شائع ہو چکا ہوا تھا۔ طغرا ترکی لفظ ہے جس کے معنی ہیں ایک قسم کا پیچیدہ خط جس میں سناموں پر بادشاہوں کے نام اور القاب تحریر کئے جاتے ہیں۔ حکیم فیروز دین، امتیاز اور اعزاز کے طور پر طغرائی کہلاتے تھے۔ غزل گوئی میں ید طولٰی رکھتے تھے۔

**طغرائے امتیاز**: Coat of Arms
انگلستان میں ایسے خاندانوں کا امتیازی نشان اور اعزازنہ جس پر اس نامور خاندان کے جنگی اوزاروں کی تصویریں بنی ہوتی ہیں۔ یہ نشان نسل بہ نسل ہر جانشین کو پہنچتا ہے سابق میں یہ نشان حقیقی گدی نشین کے فوجی چغہ کی جیب پر بنا ہوتا تھا۔ اور بنیادی طور پر یہ ہے بھی فوجی اعزازنہ مگر اب یہ نشان صرف کمروں میں آویزاں رہتا ہے یا کاغذوں پر چھاپا جاتا ہے۔ یا مہروں کا نقش بنتا ہے۔

یہ نشان مختلف ریاستوں، اور حکمرانوں کے بھی الگ الگ اور مخصوص ہوتے ہیں، بلکہ اداروں اور محکموں نے اپنے اپنے مخصوص نشان رکھے ہوتے ہیں جو ممبران کے کوٹ کی جیبوں پر اکثر دیکھے جاتے ہیں۔ یہ کوٹ وردی کے ہوتے ہیں۔ اور بلیزر کہلاتے ہیں۔ ہر یونیورسٹی کے کاغذات پر اس کا امتیازی طغرا نقش ہوتا ہے ہر کالج اور ہر ادارے کا بھی الگ الگ نشان ہوتا ہے۔

**طفیل احمد خاں صحافی**: ممتاز صحافی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے گریجویٹ اور اقتصادیات کے ماہر ہیں۔ الہیات اور اقتصادیات حاضرہ پر ان کا مطالعہ بہت وسیع ہے۔ وہ ہند کے کئی روزناموں کے ایڈیٹر رہ چکے ہیں۔ کراچی میں مقیم ہیں۔

**طفیل بن عمرو دوسی**: نام طفیل۔ لقب ذوالنور قبیلہ دوس جو یمن کا ایک بڑا طاقتور قبیلہ تھا۔ آپ اپنے قبیلہ کے رئیس اور تاجر تھے۔ اور تجارتی سلسلہ میں مکہ میں رہتے تھے۔ قریش مکہ نے انہیں رسول اللہؐ سے اس قدر بدظن کر دیا کہ انہوں نے اپنے دونوں کانوں میں روئی ٹھونس لی۔ تاکہ محمدؐ کی تبلیغ سن ہی نہ سکیں۔ لیکن اتفاقاً رسول اللہؐ کی زبان سے قرآن پاک کی کچھ آیات سن لیں جن سے اسقدر متاثر ہوئے کہ مسلمان ہو گئے۔ اور قبیلہ میں واپس جا کر اپنے سب اہل خانہ اور دوسرے لوگوں کو اپنے وعظ و نصیحت سے مسلمان بنایا۔

دوس میں آپ کا ایک بڑا مضبوط قلعہ تھا۔ چنانچہ جب کفار نے رسول اللہؐ کو ہر طرح سے اذیت دینی شروع کی تو انہوں نے رسول اللہؐ کو اپنے قلعہ میں چلنے کی دعوت دی۔ اور آپ کی حفاظت کی ذمہ داری لی مگر آپ نہ گئے۔

مکہ سے ہجرت کے وقت آپ بھی صحابہ کے ہمراہ مدینہ چلے آئے اور اپنے وطن سے تقریباً ۸۰ مسلمان دوسی گھرانوں کو بھی ساتھ لے آئے۔ ان گھرانوں کے سب افراد نے غزوہ خیبر میں بڑی شجاعت دکھائی۔

دوس میں ایک بت پرست طبقہ ابھی تک موجود تھا۔ چنانچہ حضرت طفیلؓ کچھ صحابہ کو ساتھ لے کر وہاں پہنچے اور بتکدہ کو گرا کر بت کو نذر آتش کر دیا اور واپسی پر ۴۰۰ افراد کو مسلمان بنا کر اپنے ہمراہ مدینے لے آئے۔ غزوہ طائف میں شرکت ارتداد کے خلاف جنگوں میں بھی

نمایاں حصّہ لیا اس کے بعد جنگ یمامہ میں شریک ہوئے۔ اور ۱۱ھ میں اسی جنگ میں شہادت پائی آپ اپنے وقت کے عظیم المرتبت شاعر بھی تھے۔

**طلاق** Divorce عورت کا قیدِ نکاح سے آزاد کردینا یا مرد کا عورت کو قیدِ نکاح سے بالارادہ آزاد کردینا طلاق کی مختلف قسمیں ہیں۔ اسلام سے قبل عرب میں طلاق کی رسم تو تھی۔ لیکن طلاق دینے کا حق صرف مردوں کو تھا۔ عورتوں کو یہ حق نہ تھا۔ کہ وہ ناچاقی یا کسی اور بنا پر طلاق کا مطالبہ کرسکیں اسلام نے اس طریقہ میں بہت ہی اصلاحات کیں مثلاً طلاق بہت سوچ سمجھ کر دینی چاہئے عورت سے روپیہ وصول کرنے کی خاطر طلاق دینے کی ممانعت کردی۔ دوسری عورت سے شادی کرنے کے واسطے پہلی عورت کو طلاق دینے کی مذمّت کی۔ عورت کے واسطے عدّت مقرر کی تاکہ حمل کے بارے میں اختلاف نہ ہو۔

اسلام میں طلاق کی دو قسمیں ہیں (۱) طلاق بائن تین مرتبہ مختلف اوقات میں کلمات طلاق ادا کرنے سے عورت کو طلاق ہوجاتی ہے اور پھر اس وقت تک مرد پر حلال نہیں ہوتی جب تک وہ کسی دوسرے مرد سے شادی نہ کرے اور وہ اُسے طلاق نہ دے دے یا فوت نہ ہوجائے (ب) طلاق رجعی۔ اگر صرف دو مرتبہ طلاق دی گئی ہے تو مرد پھر رجوع کرسکتا ہے (۳) خلع جس کی رُو سے عورت مرد کو طلاق دے سکتی ہے

حلال اور مباح چیزوں میں طلاق کو خُدا سب سے زیادہ ناپسند کرتا ہے۔ نکاح کی طرح طلاق کو بھی عام اور پبلک ہونا چاہئے اور دو مرد گواہوں کی موجودگی لازمی ہے

**طلائی معیار** Gold Standard یہ کرنسی و سکّہ کا وہ نظام ہے جس میں بنک کے نوٹ ہر وقت ایک شرح مقررہ پر سونے میں تبدیل کئے جاسکتے ہیں۔ اس کی تین قسمیں ہیں: (۱) مکمل تناسب طلائی اس کی رُو سے مرکزی بنک اس کا پابند ہے کہ وہ اپنے جاری کردہ نوٹوں کو مطالبہ پر سونے میں تبدیل کردے۔ اور سونے کو مقررہ نرخوں پر خریدے اور بیچے۔ (۲) اسلاخی سونے کا تناسب۔ اس نظام میں سونے کے سکّے رائج نہیں ہوتے۔ نہ ہی نوٹوں کے بدلے سونا دیا جاتا ہے۔ مگر مرکزی بنک پر یہ ذمّہ داری ضرور عائد ہوتی ہے کہ وہ سونے کی خرید فروخت نہیں کرتا۔ بلکہ صرف ان غیر ملکی بنکوں کو جو سونے یا اسلاخی سونے کے نظام کے حامل ہوں بذریعہ ڈرافٹ روانہ کرتا ہے۔

**طلب و رسد** Supply Demand طلب و رسد زبان زد اقتصادی اور معاشی مسائل ہیں۔ اشیاء کی ضرورت اور ان کی احتیاج جس کے بغیر تمدنی اور معاشی زندگی ممکن نہ ہوسکے طلب کہلاتی ہے اور اس کے بالمقابل اشیاء کی سپلائی رسد کہلاتی ہے۔ طلب جس قدر زیادہ ہوگی اسی قدر رسد میں کمی واقع ہوتی جائے گی اور رسد اشیاء کی جس قدر زیادہ ہوگی اسی قدر طلب میں کمی واقع ہوتی جائے گی۔ طلب اور رسد جس قدر متوازن ہوں گے اسی قدر اقتصادی زندگی اور مالی معیشت ہموار رہے گی۔ اور قیمتیں متوازن رہیں گی۔ دُنیا کے تمام ترقی یافتہ ممالک اپنی طلب اور رسد کے معاملہ میں نہایت محتاط ہوتے ہیں۔ اور انہیں متوازن رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

**طلحہ بن عبیداللہ** رض۔ کنیت ابو محمدؐ لقب فیاض اور خیر پیدائش ہجرت نبوی سے ۲۴ برس قبل۔ ابتدائی آٹھ مسلمانوں میں سے ہیں۔ مشہور صحابی رسولؐ حضرت زبیرؓ بن عوام کے اسلامی بھائی تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کے اہل و عیال کے ہمراہ مکہ سے مدینہ ہجرت کی۔ اور تمام غزوات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جنگ اُحد میں جب مسلمان گھبرا کر بھاگ گئے تو طلحہؓ میدان میں ڈٹے رہے اور وہ جنگی کمالات دکھائے کہ ہر جگہ آپ کی شجاعت کا چرچا ہونے لگا اس جنگ میں آپ کے بدن پر ۷۰ سے زیادہ زخم آئے۔ ۹ھ میں جب رسول اللہؐ نے قیصر روم پر حملہ کرنے کے لیے عظیم الشان لشکر تیار کیا۔ تو اسی لشکر کی امداد کے لئے حضرت طلحہؓ نے بہت بڑی رقم دی جس کی وجہ سے رسول اللہؐ نے آپ کو فیاض کا لقب دیا۔

حضرت عمرؓ نے وفات سے پہلے اپنی جگہ جن چھ اشخاص میں سے خلیفہ منتخب کرنے کی تجویز پیش کی۔ ان میں حضرت طلحہؓ بھی تھے۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد جب باغیوں نے ملک میں شورش اور بدامنی برپا کردی۔ اور حضرت علیؓ کوفہ سے فوج لے کر بصرہ کی طرف بڑھے۔ تو حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ مقابلہ پر آئے دسویں جمادی الاول ۳۶ھ

میں دو نو افواج میں جنگ ہوئی حضرت زبیرؓ کسی وجہ سے جنگ سے کنارہ کش ہو گئے جس کی بنا پر آپ کا ارادہ بھی کمزور پڑ گیا اور جنگ سے ہاتھ روک لیا۔ لیکن مروان نے ایک تیر مارا جو پاؤں پر لگا اور اسی سے وفات پائی۔ اس وقت آپ کی عمر ۶۴ برس تھی۔

آپ بہت مالدار تھے۔ لیکن ساتھ ہی سخاوت اور خدا ترسی کا یہ عالم تھا کہ کسی موقع پر بھی اپنا مال راہ خدا میں صرف کرنے سے دریغ نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کے اسی وصف کی تعریف میں قرآن پاک کی سورہ احزاب میں ایک آیت بھی اشارۃً نازل ہوئی۔

اسلام لانے سے پیشتر آپ تجارت کرتے تھے بعد میں مدینہ آ کر زراعت کا پیشہ اختیار کیا۔ اور خیبر اور عراق عرب میں کافی اراضی آپ کی ملکیت تھی جن سے آپ کی روزانہ آمدنی اوسطاً ایک ہزار دینار تھی۔ وفات کے وقت آپ نے بائیس لاکھ درہم اور دو لاکھ دینار چھوڑے اور غیر منقولہ جائداد چھوڑی جس کی مالیت تین کروڑ درہم سے کم نہ تھی اس کے باوجود عمر بھر آپ سادہ خوراک کھاتے اور سادہ زندگی بسر کرتے رہے۔ البتہ کبھی کبھی رنگین اور قیمتی کپڑے پہن لیا کرتے تھے۔

**طلحہ بن عتبہ**۔ آپ قبیلہ اوس کے مؤرخین میں سے ہیں۔ غزوہ اُحد میں شریک تھے جنگ یمامہ میں شہید ہوئے حضورؐ کے جلیل القدر صحابی تھے متعدد احادیث بھی آپ سے مروی ہیں۔

**طلیبؓ ابن عمیر**۔ نام طلیب کنیت ابوعدی آپ کی والدہ اروی عبدالمطلب کی بیٹی اور آنحضرتؐ کی پھوپھی تھی۔ مکہ میں ابتدائے اسلام میں مسلمان ہو گئے اور اپنی والدہ کو بھی تبلیغ کے ذریعہ مسلمان کر لیا اسلام کے ان ابتدائی دنوں میں مشرکین مکہ رسول اللہ کو طرح طرح سے اذیتیں دیتے ان موقعوں پر حضرت طلیبؓ آپ کو ہر طرح سے بچاتے اور مشرکین سے مقابلہ کرنے سے بھی دریغ نہ کرتے۔ چنانچہ مشرکین کا سرغنہ ابو لہب جو رسول اللہؐ کو اذیت دینے میں سب سے آگے رہتا تھا۔ حضرت طلیب کا حقیقی ماموں تھا اسے حضرت طلیب نے بُری طرح مارا جس پر تمام مشرکین برانگیختہ ہو گئے۔ اور ابو لہب نے اپنی بہن سے شکایت کی۔ مگر



اُس نے کچھ نہ کہا۔

کفار مکہ کے مظالم سے تنگ آ کر جب مسلمانوں نے حبشہ کو ہجرت کی۔ تو آپ بھی مکہ سے حبشہ چلے گئے جہاں سے کچھ عرصہ بعد واپس مدینہ آ گئے۔ اور جنگ بدر اور بعد کے سب معرکوں میں جانبازی سے لڑے جمادی الاولیٰ ۱۳ھ کو جنگ اجنادین میں شہادت پائی اُس وقت آپ کی عمر ۳۵ برس تھی۔

**طنجہ** (TANJA) مراکش کی بندرگاہ اور سب سے بڑا تجارتی شہر جبل الطارق کے قریب ہی واقع ہے۔ اس کا انتظام ایک بین الاقوامی ادارہ کے سپرد ہے۔ جو برطانیہ، فرانس، امریکہ، سپین، اٹلی اور روس کے نمائندوں پر مشتمل تھا۔ لیکن اب روس اس ادارے سے علیحدہ ہو چکا ہے۔ اس کے جنوب میں قریب ہی مراکش اور ساتھ ہی سپین واقع ہے کیسابلانکا، رباط فیض اور مراکش کے شہروں کے ساتھ طنجہ کا فضائی راستہ قائم ہے۔ یہاں کی عمارتیں اور گلیاں پُر اسرار دکھائی دیتی ہیں آبادی ہر رنگ اور نسل کے لوگوں پر مشتمل ہے۔ جو تنوع اور رنگا رنگی اس شہر میں پائی جاتی ہے وہ دنیا کے شاید ہی کسی شہر میں پائی جاتی ہو۔ شہر کی زندگی بڑی سستی اور آرام دہ ہے ریٹائرڈ افراد کا یہ محبوب شہر ہے جہاں کوفت زدہ لوگوں کو بڑا سکون نصیب ہوتا ہے آبادی ایک لاکھ کے قریب ہے۔

**طواف** کسی چیز کے چاروں طرف گھومنا اہل اسلام کے نزدیک خانہ کعبہ کے چاروں طرف گھومنے کو طواف کہتے ہیں۔ اور جس جگہ کا طواف ہوتا ہے۔ اس کو مطاف کہتے ہیں۔ حج اور عمرہ کے موقع پر طواف لازمی ہے اور فرائض میں شامل ہے۔ طواف سے قبل اگر ضرورت ہو تو غسل ورنہ وضو کرنا لازمی ہے۔ طواف کی ابتدا حجر اسود سے ہوتی ہے۔ اور پہلے تین طواف جلد جلد کئے جاتے ہیں۔ جن کو رمل کہتے ہیں، باقی آہستہ آہستہ ہوتے ہیں، ہر طواف شروع کرنے سے قبل حجر اسود کو بوسہ دینا ضروری ہے۔ لیکن اگر ایسا نہ کر سکیں تو اس کو ہاتھ لگا کر ہاتھ چوم لینا چاہئے مرد اور عورتیں ساتھ ساتھ طواف کرتے ہیں۔

جاتی ہے۔ اس خلا کو پر کرنے کے لئے ٹھنڈی ہوا تیزی سے آتی ہے اور یہی ہوا طوفان باد یا جھکڑ کی شکل اختیار کر لیتی ہے اس کی تیزی اور تندی کا اندازہ اور آندھی کے رخ اور ہیر پھیر کے ذریعے صحیح طور پر کیا جا سکتا ہے۔ مشاہدہ بتاتا ہے کہ شمالی منطقے میں الٹا اور جنوبی منطقے میں سیدھا گھڑی کے رخ پر چلتا ہے بہت شدید اور چکر دار ہوتا ہے خط استوا کے پر سکون منطقے میں نہیں ہوتا، شمالی یا جنوبی پول کی طرف بڑھتے ہوئے بتدریج ختم ہوتا ہے۔

**طوفان نوحؑ**۔ یہ طوفان باراں تھا جو بہت قدیم زمانے میں حضرت نوح علیہ السلام کے وقت میں غضب الٰہی کے باعث آیا۔

طوفان کی وجہ انسانی بدی اور اس کے نتیجے کے طور پر ان کی بربادی بیان کی گئی ہے۔ اس طوفان سے پیشتر حضرت نوحؑ نے ایک کشتی بنائی تھی۔ جس میں انہوں نے اپنے بیٹوں سام اور حام اور یافث کو مع ہر جانور کے ایک ایک جوڑے کے کشتی میں بند کر لیا۔ اس کے علاوہ ان کے کنبے کے دیگر افراد نوکر چاکر اور ضروریات زندگی بھی داخل کئیں چنانچہ طوفان آیا اور تمام مخلوق کو تباہ کرتا چلا گیا۔ جب خدا کا غضب ٹھنڈا ہوا۔ تو اس نے ہوا چلا کر طوفان کو بند کیا اور کشتی کوہ اراراط پر جا لگی زمین خشک ہونے پر حضرت نوحؑ کی اولاد تمام روئے زمین پر پھیل گئی۔ سام سے سامی النسل لوگ پیدا ہوئے حام سے حامی یا حبشی اور یافث سے یافی یا آریائی۔

**طول بلد** (LONGITUDE) زمین اپنے محور پر مغرب سے مشرق کی طرف گھومتی ہے اگر ہم کوئی خط ایسا کھینچیں جو قطب شمالی سے خط استوا کو زاویہ قائمہ پر قطع کرتا ہوا قطب جنوبی تک پہنچ جائے۔ تو ایسے خط پر ایک ہی وقت دوپہر ہوگی ایسے خط کو نصف النہار کہتے ہیں یہ خط قطب شمالی سے جنوبی قطب تک نصف دائرے کی صورت میں جاتا ہے اور خط استوا کو زاویہ قائمہ پر قطع کرتا ہے اس قسم کے کل ۳۶۰ خط کرہ ارض کے گرد فرض کئے گئے ہیں جو دونوں جانب قطب شمالی اور جنوبی پر ملتے ہیں ہر خط کو خط نصف النہار کہتے ہیں لیکن ایک خط ایسا بھی ہونا چاہئے جس کے حوالے سے ایسے خطوط کے فاصلوں کا اندازہ کیا جا سکے۔ چنانچہ یہ خط وہ ہے۔ جو لندن کے قریب مقام گرین وچ سے گذرتا ہے یہ صفر شمار ہوتا ہے۔ اور اس کے دائیں بائیں ایک دو شمار کر لے اس کے عین مقابل ۱۸۰ درجے پر سلسلہ ختم ہو کر ۳۶۰ درجے پورے ہو جاتے ہیں طول بلد اسی مرکزی نصف النہار سے کسی جگہ کا فاصلہ ہے یہ بھی زاویوں میں ناپا جاتا ہے۔ چونکہ زمین کا محیط خط استوا پر زیادہ ہے اور جوں جوں قطب کی جانب چلتے جائیں تو وہ کم ہوتا جاتا ہے۔ اس لئے ہر دو طول بلد کا فاصلہ ہر جگہ یکساں نہیں ہوتا۔ چنانچہ خط استوا پر یہ ۶۹ میل کے قریب ہے اور ۱۰ عرض بلد پر ۶۸ میل۔ ۲۰ عرض بلد پر ۶۵ میل۔ ۳۰ عرض بلد پر ۶۰ میل ۴۰ پر ۵۳ میل ۵۰ پر ۴۴ میل ۶۰ پر ½۳۴ - ۷۰ پر ۲۳ میل ۸۰ پر ½۱۱ اور ۹۰ پر صفر جو قطب ہے اور جہاں تمام خطوط مل کر ایک ہو جاتے ہیں۔

**طہارت**۔ صفائی اور پاکی۔ اسلام نے طہارت پر بہت زور دیا ہے۔ حدیث ہے کہ طہارت نصف ایمان ہے۔ جسمانی طہارت کی طرح روح کی صفائی بھی بہت ضروری ہے۔ اسی واسطے روزے کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اصل روزہ وہی ہے۔ جس میں آنکھ، کان، زبان اور ہر عضو کا روزہ ہو۔ فقہ میں صرف جسمانی طہارت کا ذکر ہے۔ نماز اور دیگر ارکان کی ادائیگی کے واسطے بدن کی پاکی ضروری ہے۔ مثلاً اگر مباشرت کی گئی ہو۔ احتلام ہوا ہو یا عورت حیض و نفاس کی حالت میں ہو تو غسل واجب ہوتا ہے۔ نماز کے واسطے بدن کپڑے اور جائے نماز کی طہارت لازمی ہے اور بغیر اس کے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اس کی غرض پوری نہیں ہوتی نماز سے پہلے وضو بھی طہارت ہی کا ایک لازمہ ہے اور وضو کے ساتھ مسواک بھی پاکی اور صفائی کا ہی حصہ ہے۔ اسی طرح کپڑے سے اگر ناپاکی چھو جائے اور اس پر خون لگ جائے تو اس کو دھونا ضروری ہے طہارت پانی اور بعض صورتوں میں پاک مٹی سے بھی ہو سکتی ہے جسے تیمم کہتے ہیں۔

**طہیطی جزیرہ** (TAHITI ISLAND) سوسائٹی جزائر کی سب سے بڑا جزیرہ طہیطی ہے جو فرانس کے مقبوضات میں شامل ہے یہ جزیرہ مشرقی بحرالکاہل میں واقع ہے۔ سب سے پہلے ۱۷۶۷ء میں اہل مغرب کو اس کا علم ہوا اور ۱۸۴۲ء میں اس پر فرانس کا قبضہ

# طیارے

تھنڈر سٹریک فائٹر
ہوائی قلعہ

ایم۔ آئی۔ جی۔ فائٹر
ہیلی کاپٹر
آبی کشتی

آبی کشتی

جی۔ بی۔ ریسر

سپرٹ آف سینٹ لوئی

ہو گیا۔ بستہ میں اسے فیاپانی کا درجہ ملا۔ پپیتی اس کا صدر مقام ہے رقبہ ۴۰۲ مربع میل ہے۔ آبادی ۸۵ ہزار ایک سو ہے۔ اس جزیرے کے حسن نے خاص طور سے اہل مغرب کو گذشتہ ایک صدی میں بے حد متاثر کیا ہے اور فرانس کے مصوروں کی تو یہ عزیز ترین پناہ گاہ ہے۔ نامور فرانسیسی مصور پال گاگاں (۱۸۴۸ء۔ ۱۹۰۳ء) کا نام اس ضمن میں خاص طور سے قابل ذکر ہے۔ گاگاں دو بار اس جزیرے پر گیا۔ پہلی بار ۱۸۹۱ء میں دو برس یہاں گزار کر دو سال بعد پھر یہیں پہنچا اور اپنی موت تک (آٹھ برس) کا عرصہ یہیں گزارا اور یہیں دفن ہوا۔ گاگاں کے فن میں یہاں کے مناظر، باشندوں اور رومان پرور آب و ہوا کے نقوش بے حد نمایاں ہیں۔

**طہران** ۔ ایران کا دارالحکومت بحیرہ خزر کے جنوب میں تقریباً ۷۰ میل کی مسافت پر کوہ البرز کے دامن میں آباد ہے۔ شہر کے گرد ایک مضبوط فصیل ہے جس میں داخل ہونے کے لئے بارہ دروازے ہیں۔ مشہور عمارات میں قصر مرمر، دانش گاہ طہران اور چند دوسری عمارات ہیں۔ یہ شہر مغربی طرز جدید پر آباد کیا گیا ہے۔ یہاں کی مشہور مصنوعات صابن، چینی، تمباکو، قالین، ریشمی اور سوتی کپڑے ہیں۔ ۱۹۴۳ء میں اسی شہر میں پہلی مرتبہ اسٹالن، روزویلٹ اور چرچل ملاقات ہوئی تھی۔ ۱۹۶۶ء کی مردم شماری کی رو سے طہران کی آبادی دس لاکھ دس ہزار افراد پر مشتمل ہے

**طہران کانفرنس** (TEHRAN GONFERENCE)

۲۸ نومبر سے یکم دسمبر ۱۹۴۳ء تک طہران کے مقام پر روزویلٹ، چرچل اور اسٹالن کے درمیان ایک کانفرنس ہوئی جس کے نتیجے کے طور پر انہوں نے ایک مشترکہ اعلان پر دستخط کئے۔ اس اعلان کا خلاصہ یہ تھا کہ وہ جنگ اور امن کی حالت میں متحدہ طور پر جدوجہد کریں گے۔ نیز انہوں نے جرمنی کو مشرق، مغرب اور جنوب سے گھیرے میں لے کر اسے تباہ کرنے کی تجاویز کو قطعی طور پر مرتب کر لیا علاوہ ازیں انہوں نے اس یقین کا اظہار کیا کہ یہ معاہدہ دائمی امن کے قیام پر منتج ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے دوسری آزادی پسند اقوام کے تعاون کی خواہش کا بھی اظہار کیا۔

**طے (قبیلہ)** قبیلہ طے عرب کے ایک مشہور و معروف قبیلے کا نام ہے۔ حاتم طائی عرب کے مشہور اور نامور سخی اور فیاض مرد اسی قبیلے سے تھے۔ حاتم طائی زمانہ قبل از اسلام میں ہوئے ہیں۔ ایک دفعہ حضور کے سامنے حاتم کی بیٹی بھی کسی لڑائی میں اسیر ہو کر آئیں اور حضور نے اس سخی مرد کی یاد میں حاتم کی بیٹی کو آزاد کر دیا۔ قبیلہ طے کے لوگ بحیثیت تمام سخاوت اور فیاضی میں مشہور تھے۔ اس قبیلے کے اشخاص جواں مردی اور بہادری میں بھی مشہور ہو گزرے ہیں۔

**طیار** (دیکھو جعفر طیار)

**طیارہ** (دیکھو ہوائی جہاز)

**طیارہ بردار**

یہ ایک بحری مسلح جہاز ہوتا ہے جو خاص کر طیارہ برداری کے لئے بنایا جاتا ہے تاکہ سمندر میں بشرط ضرورت ہوائی حملے اور مدافعت کا کام انجام دے سکے۔ جنگی بحری جہاز اور کروزر پر بھی طیاروں کے رکھنے، پرواز کرنے اور اترنے کا انتظام ہوتا ہے لیکن طیارہ بردار ان کے علاوہ بحری جہازوں کی ایک علیحدہ قسم ہوتی ہے۔

**طیرانیات (علم پرواز)** (AERONAUTLES)

طیر معنی اُڑنا، طیور پرندے، طیرانیات وہ علم جس میں غباروں، ہوائی جہازوں اور راکٹ وغیرہ کی پرواز سے بحث ہوتی ہے۔ سائنسی دنیا میں علم پرواز نے بہت ترقی کر لی ہے۔ حتیٰ کہ اب روس اور امریکہ کے ہواباز چاند تک پہنچنے اور چاند کی دنیا اور کائنات دیکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہوائی سفر، ہوائی آمد و رفت اور ہوائی بار برداری اور ہوائی نقل و حمل کے سلسلے ہماری متمدن دنیا میں سہل الحصول اور سہل العمل ہو چکے ہیں اور دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں جہاں ملک کے تحفظ اور نگہداشت کے لئے فضائی یا ہوائی محکمہ قائم نہ ہو۔ اس ہوائی محکمے کا کمانڈر انچیف علیحدہ ہوتا ہے اور اس محکمے کے قواعد و ضوابط بالکل جداگانہ ہوتے ہیں۔ (نیز دیکھو فن پرواز، جیٹ طیارہ، ہوابازی، تسخیر فضا اور ہوا بازی)

# ظ

**ظاہری نسبت** ۔ ظاہری نسبت سے مراد دو چیزوں کا باہمی نسبتی تعلق یا ایک مقدار کا دوسری مقدار سے مقابلہ اور توازن ہے۔ علم جیومیٹری اور علم مساحت میں اکثر شکلیں اور نقشے بنائے جاتے ہیں۔ مثلاً ایک انچ کو ایک میل کی ظاہری نسبت سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ یعنی انچوں یا اسی قسم کی دوسری چھوٹی پیمائشوں سے میل یا میل وغیرہ کا تصور قائم کیا جاتا ہے۔ نقشہ کشی میں ظاہری نسبت بڑے کام کی اور اہم چیز ہے۔

**ظریف، سید مقبول حسین** ۔ سید مقبول حسین نام ظریف تخلص ۲۴ فروری ۱۸۷۰ء کو لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ آپ مولانا نجفی کے حقیقی بھائی اور شاگرد تھے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ بعد میں اعلیٰ تعلیم اس زمانے کے شرفا کی روایتی تعلیم کے مطابق حاصل کی اور اس کے بعد کتب بینی اور اہل علم کی صحبت سے آپ کی معلومات میں حیرت انگیز اضافہ ہو گیا۔

شعر گوئی کا شوق بچپن سے تھا۔ مولانا نجفی سے اصلاح لی۔ مولانا نے افتاد طبیعت پر نظر کر کے ظریف کو ظریفانہ اشعار کی مشق کرائی اور ظریف تخلص تجویز کیا۔ ۱۸۹۵ء سے ظریف کی ظریفانہ شاعری کے نمونے ظاہر ہونے لگے۔

ظریف نے نہ صرف زبان اور تخیل قدیم کی اصلاح کی کوشش کی بلکہ معاشرتی اصلاح کرنے کے لیے بھی اپنی شاعری کو ایک زبردست آلۂ کار بنایا۔

آپ کو لکھنؤ کی ٹکسالی زبان ورثے میں ملی تھی۔ کلام بہت زیادہ تھا۔ ۱۹۰۸ء میں گھر میں آگ لگ جانے کی وجہ سے برباد ہو گیا جس میں مختلف نظمیں اور غزلیں تھیں۔ ان کے کلام کا کچھ حصہ بچ گیا ہے جو تین حصوں میں چھپا ہے۔

(۱) حصہ اول۔ اس میں غزلیں بر حروف تہجی ہیں
(۲) حصہ دوم۔ اس میں تمام غزلیں اور متفرق اشعار ہیں۔
(۳) حصہ سوم۔ اس میں وہ تمام معرکۃ الآرا نظمیں تاریخ وار درج ہیں جن میں کسی کیریکٹر یا شخصیت کا خاکہ اڑایا گیا ہے۔

آپ بدرجۂ اول ظریف نگار تھے۔ ۱۲ دسمبر ۱۹۳۷ء کو لکھنؤ میں انتقال کیا اور وہیں دفن ہوئے۔

**ظفر اللہ خاں، چودھری** ۔ ۱۸۹۳ء میں پیدا ہوئے۔ لندن سے بیرسٹری کا امتحان پاس کر کے سیالکوٹ میں وکالت شروع کی۔ ۱۹۱۶ء سے ۱۹۳۵ء تک پنجاب اسمبلی کے رکن رہے۔ ۱۹۴۱ء سے ۱۹۴۲ء تک چین میں وائسرائے ہند کے ایجنٹ جنرل کے فرائض انجام دیئے۔ پھر پاکستانی وفد کے لیڈر کی حیثیت سے آپ نے اقوام متحدہ میں بڑی اہم کارکردگی دکھائی۔ آپ کئی سال تک پاکستان کے وزیر خارجہ رہے۔ مسئلہ کشمیر کے سلسلے میں بھی انہوں نے کئی دفعہ پاکستانی وفد کی قیادت کی۔

وزارت خارجہ سے علیحدگی کے بعد ہیگ (HAUGE) کی بین الاقوامی عدالت کے جج کے طور پر کام کرتے رہے ہیں۔

**ظفر بہادر شاہ** ۔ ابو ظفر سراج الدین بہادر شاہ اکبر شاہ ثانی کے بیٹے اور شاہ عالم کے پوتے تھے۔ ظفر تخلص کرتے تھے۔ ۱۷۷۵ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ ۶۲ سال کی عمر میں ۱۸۳۷ء میں اپنے والد اکبر شاہ ثانی کی وفات پر تخت نشین ہوئے۔

ظفر کو بچپن ہی سے شاعری کا شوق تھا۔ ہوش سنبھالا تو دہلی کی فضا شاعری سے معمور تھی۔ دربار سے بڑے نامی شعرا منسلک تھے۔ بادشاہ شعراء کی سرپرستی

کرتا تھا۔ ظفر ولی عہدی ہی میں اپنی مجلس شعر الگ گرم کرتے تھے۔ جس میں اکثر اساتذہ شریک ہوتے تھے۔

ظفر کے تخت پر بیٹھتے ہی اردو ادب نے عموماً اور اردو شاعری نے خصوصاً ایک نئی کروٹ لی۔ دلی ایک بار پھر علم و ادب کا مرکز بن گئی اور اردو زبان نے حیرت انگیز ترقی کی۔

ظفر نے ابتدا میں شاہ نصیر اور بقراری کو اپنا کلام دکھایا۔ بعد ازاں استاد ذوق سے تلمذ کیا۔ اور ان کے بعد یہ خدمت مرزا غالب کے سپرد ہوئی۔ حکومت انگریزی نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد آپ کو رنگون میں نظر بند کر دیا۔ جہاں آپ نوے سال کی عمر میں فوت ہو گئے۔

ظفر کے کلام کی بڑی خصوصیت سوز و گداز ہے۔ ذاتی مصائب اور زمانے کے پُر آشوب حالات نے ان کی شاعری کو درد و غم اور حسرت و یاس کا مرقع بنا دیا۔

**ظفر سراج الدین:** ادیب اور شاعر، جہلم کے ایک علمی اور ادبی گھرانے میں ۱۹۱۲ء میں پیدا ہوئے۔ بی۔ اے ایل ایل بی کرنے کے بعد وکالت شروع کی پھر ہوائی فوج میں ملازم ہوئے اور پھر تجارت کے میدان میں آ گئے شاعری کا اوائل عمر سے شوق ہے اور تقریباً ہر صنف میں طبع آزمائی کی ہے مجموعۂ کلام "زمزمۂ حیات" ہے اور افسانوں کا مجموعہ "آبگینے"

**ظفر علی خاں، مولانا۔** اردو کے مایہ ناز ادیب شاعر اور صحافی ۱۲۹۰ھ میں کوٹ مرتہ ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے آپ نے ابتدائی تعلیم مشن ہائی سکول وزیر آباد میں پائی۔ پھر علی گڑھ چلے گئے۔ جہاں سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد نواب محسن الملک مرحوم کے سیکرٹری مقرر ہو گئے۔ جو ان دنوں بمبئی میں تھے اس کے بعد حیدر آباد چلے گئے اور ایک مترجم کی حیثیت سے کام شروع کیا اور ترقی کرتے کرتے سیکرٹری ہوم ڈیپارٹمنٹ کے عہدے تک پہنچ گئے۔ حیدر آباد سے قطع تعلق کے بعد آپ نے لاہور سے روزنامہ "زمیندار" جاری کیا جس کے بانی ان کے والد مولوی سراج الدین احمد تھے۔ مولانا کی زندگی کا بیشتر حصہ سیاسیات میں گزرا۔ آپ بہت بڑے شاعر، زبردست مقرر اور بلند پایہ انشا پرداز اور نامور صحافی تھے۔

مولانا کو شعر و سخن کا شوق ابتدا سے تھا۔ کالج کی فضا سے ان کے کلام میں روز افزوں اضافہ ہوا مولانا کا کوئی تخلص نہیں تھا لیکن شعر خوب کہتے تھے نظموں میں مذہبی اور سیاسی عنصر غالب ہے۔ ہنگامی نظمیں خوب لکھتے تھے آپ کے کلام کا ایک مجموعہ بہارستان کے نام سے دوسرا نگارستان کے نام سے اور تیسرا چمنستان کے نام سے شائع ہوا۔ آپ کو اسلام سے عشق کی حد تک محبت تھی اور حضورؐ کے فدائی تھے معرکہ مذہب و سائنس غلبہ روم اور منظوم ڈرامہ جنگ روس و جاپان آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔ سن وفات ۱۹۵۶ء کرم آباد متصل وزیر آباد میں دفن ہوئے

**ظفر عمر بی اے۔** ظفر عمر بی۔ اے اردو کے مشہور اور ممتاز ناول نویس تھے۔ آپ کو جاسوسی ناول نگاری میں کمال حاصل تھا۔ آپ سپرنٹنڈنٹ پولیس رہ چکے تھے۔ اس لئے اس موضوع کو خوب نباہ لیتے تھے

آپ کے جاسوسی ناول نیلی چھتری، بہرام کی گرفتاری، چوروں کا کلب، بہت مشہور ہیں۔

آپ نے جو ناول لکھے وہ نہایت دلکش ہیں شروع سے آخر تک پڑھ جائیے کسی جگہ طبیعت نہیں اکتاتی دلچسپی برابر قائم رہتی ہے اور یہی آپ کی تحریر کا خاص وصف ہے وطن مالوف تھا دہلی تقسیم ہند میں لاہور آئے اور یہیں انتقال کیا۔

**ظُلم** ظلم اور استبداد مترادف الفاظ ہیں مفہوم اُن کا زیادتی، زبردستی، ناانصافی، غصب اور ناجائز معاملہ ہے۔ افراد باہم ایک دوسرے پر ظلم کرتے ہیں بعض بادشاہ رعایا پر ظلم کرتے ہیں مطلق العنانی کے دور میں بالعموم بادشاہ ظلم و استبداد سے کام لیتے ہیں۔ ظلم کی لفظی جمع مظالم ہے۔ انفرادی مظالم اور تمدنی مظالم اور شاہی مظالم کی روک تھام کے لئے قوانین بنائے جاتے ہیں ظلم کا انجام تباہی اور انہدام ہوتا ہے۔ بنیر ہونے کھیت دیکھا ہے کبھی شمشیر کا۔

بسا اوقات ظلم کا جواب صبر ہوتا ہے کہتے ہیں کہ مظلوم کی آواز کو خدا سنتا ہے ظالم لوگ اپنے آپ پر بھی ظلم کرتے ہیں ظالم اور مظلوم یکجا نہیں رہ سکتے اُن کا انجام علیحدگی پر منتج ہوتا ہے۔

**ظِہار** (بکسرہ ظ) عربی لفظ ہے اور قرآن پاک میں اس کی وضاحت موجود ہے۔ اصطلاح میں خاوند کا اپنی بیوی سے یہ کہنا کہ تو میری ماں کے برابر ہے اور مجھ پر حرام ہے۔ ایسی صورت میں مرد جب تک کفارہ نہ دے وہ عورت اس پر حرام ہوتی ہے کفارہ کی شکل یہ ہے کہ یا تو مرد ایک غلام آزاد کرے یا دو مہینے کے متواتر روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے نیز شرط یہ ہے کہ کفارہ جماع سے پہلے دیا جائے۔

**ظُہر** (بضمہ ظ) ظہر سے مراد دن ڈھلے کا وقت ہے ظہر کی نماز دن ڈھلے سے آدمی کے برابر سے قدرے زیادہ سائے تک ہوتی ہے ظَہر بفتح ظ کسی انسان یا کسی چیز کی پشت مراد ہوتی ہے۔ ظہیر کا لفظ اسی سے بنا ہے۔

**ظہوری** (ملا نورالدین) - فارسی کے مشہور اور نامور شاعر علم و فضل کے لحاظ سے ملا کے خطاب سے سرفراز تھے، ایرانی نسل کے تھے۔ اور ہندوستان میں وارد ہوئے اور بلاول شاہ حاکم بیجاپور کے دربار میں رہے۔ کم و بیش یہ زمانہ شہنشاہ اکبر کا تھا نثر ظہوری اور ساقی نامہ انہی کی تصنیف ہے۔

**ظہیر فاریابی**، حکیم ظہیر فاریابی چھٹی صدی ہجری کے فارسی شاعر جو ایرانی النسل کے تھے اور ایران میں تمام زندگی گذری حکیم، فلسفی، اور عالم اور فاضل بزرگ تھے ان کے قصائد بہت مشہور ہیں

**ظہیر کاشمیری**، ترقی پسند شاعر، وطن مالوف امرتسر تعلیم بی۔ اے تک عمر عزیز کا بیشتر حصہ لاہور میں گذرا۔ کئی ایک ادبی ماہناموں کی ادارت کی آجکل فلمی کہانیاں لکھ رہے ہیں مجموعہ کلام "عظمت آدم" حال ہی میں شائع ہوا ہے۔

# ع

**عابد ٹڈا (ٹڈا بھگت)** یہ ایک خوبصورت کیڑا ہے۔ جس کا جسم لمبا، باریک اور ملائم سا ہوتا ہے۔ اگلی ٹانگیں یوں جھکی رہتی ہیں۔ جیسے کوئی عبادت کر رہا ہو۔ اس حالت میں بہت ہی معصوم اور پارسا معلوم ہوتا ہے۔ مگر دراصل یہ مسکینی گربہ کی سی ہوتی ہے۔ یہ کیڑا جب اپنی ٹانگوں کو پھیلاتا ہے تو وہ ٹانگیں نہایت مہلک ہتھیار بن جاتی ہیں۔ کیونکہ ان کے اگلے حصوں پر آرے کی طرح دندانوں کی دو قطاریں ہیں۔ اور آخری خمدار حصے چاقو کی طرح تیز ہوتے ہیں۔ نیز ٹانگوں کے سرے سوئی کی طرح نوکیلے ہوتے ہیں۔

عابد ٹڈے سبز یا بھورے سفیدی مائل رنگ کے ہوتے ہیں۔ میدانوں اور باغوں کے گھنے پودوں پر رہتے ہیں اور ان کے ہم رنگ ہونے کی وجہ سے محفوظ رہتے ہیں۔ درختوں اور پتوں میں چھپکر دوسرے ٹڈوں تیتریوں اور اس قسم کے دوسرے کیڑے مکوڑوں کے شکار کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں لیکن بظاہر ایسے دکھائی دیتے ہیں کہ گویا عبادت میں مصروف ہیں۔ جونہی شکار ان کے قریب آتا ہے جھٹ سے ٹانگوں سے وار کرتے ہیں اور اس غریب کو پھانس کر ٹانگوں کے آرے کی زبردست گرفت میں دبوچ لیتے ہیں۔ اگر شکار بڑا اور قوی ہو جو اس کا مقابلہ کرنے پر اتر آئے تو ٹڈا فوراً اپنے زہریلے دانتوں سے گردن پر کاٹتا ہے جس سے شکار فوراً مر جاتا ہے۔

عابد ٹڈے گوشت خور ہوتے ہیں۔ مادہ بہت پیٹو ہوتی ہے اور کئی دفعہ اپنی ہی نسل کے کیڑے مکوڑوں کو کھا جاتی ہے۔ جب ان کیڑوں کے نر و مادہ کو پنجروں میں بند کر کے بھوکا رکھا جائے تو مادہ نر کو بھی کھا جاتی ہے اور اس پر بے خبری میں تندی اور تیزی سے حملہ کر دیتی ہے۔

عابد ٹڈے کی طرح شاخ نما اور برگ صورت اور کیڑے بھی دوسرے کیڑوں کا شکار کرنے کے لئے تاک لگائے بیٹھے رہتے ہیں۔ شاخ نما کیڑا ہو بہو درخت کی ٹہنی سے ملتا جلتا ہے اور برگ صورت بالکل پتے کی طرح ہوتا ہے۔ دونوں درختوں اور ٹہنیوں سے چمٹے ہوئے پہچانے نہیں جاتے جب کوئی خطرہ درپیش ہو۔ تو شاخ نما کیڑا اپنے سفید اور بھورے رنگ کے جسم کو اکڑا کر سخت بنا لیتا ہے۔ اور درخت کی ٹہنی سے اس طرح چمٹ جاتا ہے۔ کہ محض سوکھی ہوئی شاخ معلوم ہوتا ہے۔ اور اس طرح سے شکار کو بھی دھوکا لگ جاتا ہے۔

**عابد حسین ڈاکٹر۔** جب مولانا محمد علی جوہر مرحوم نے "ترک موالات" کے زمانہ میں جامعہ ملیہ اسلامیہ کی بنیاد رکھی تو ڈاکٹر ذاکر حسین اور ڈاکٹر عابد حسین اور دوسرے فضلا جامعہ کے اسٹاف میں شامل ہو گئے اور انہوں نے اس ادارہ کو حکومت کی اعانت اور امداد کے بغیر مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے خلاف اعلیٰ اور بلند تر تعلیمی اصولوں پر چلانے کی کوشش کی۔ بعد میں جامعہ ملیہ کا ادارہ علیگڑھ سے دہلی میں منتقل کر دیا گیا اور ڈاکٹر عابد حسین بحیثیت وائس پرنسپل شامل سٹاف رہے۔ تقسیم کے بعد ڈاکٹر موصوف ہندوستان ہی میں رہے اور اب جامعہ ملیہ دہلی میں ہی تعلیمی مشاغل میں مصروف ہیں۔

**عابد حسین کرنل۔** کرنل عابد حسین ایم سی اے ۱۹۱۵ء میں ضلع جھنگ کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے لاہور میں رہ کر تعلیم حاصل کی اور ۱۹۳۷ء میں جھنگ ڈسٹرکٹ بورڈ کے ممبر منتخب ہوئے۔ ۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۵ء تک فوج میں شامل رہے اور ملازمت سے سبکدوش ہونے پر مرکزی آئین ساز اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے دسمبر ۱۹۵۴ء میں پاکستان کی مرکزی وزارت میں شامل ہوئے مگر ایک یونٹ کے قیام پر صوبائی وزارت میں شامل ہو گئے۔ مارشل لا کے نفاذ کے بعد وزارت برطرف کر دی گئی اور آج کل لاہور میں مقیم ہیں۔

**عابد علی سیدّ** ۔ سیّد عابد علی نام ۔ عابدؔ تخلص ۔ ۱۹۰۶ء میں بمقام ڈیرہ اسمٰعیل خان پیدا ہوئے جہاں آپ کے والد بسلسلۂ ملازمت مقیم تھے ۔ پرائمری تک تعلیم وہیں حاصل کی ۔ پھر لاہور میں آ گئے ۔ اور تعلیم پاتے رہے ۔ آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے فارسی میں ایم اے کیا ۔ اور وکالت کا امتحان بھی یہیں سے پاس کیا ۔ کچھ عرصہ گجرات میں پریکٹس کی ۔ مگر وکالت کا پیشہ چھوڑ کر دیال سنگھ کالج لاہور میں فارسی اردو کے پروفیسر ہو گئے ۔ قیام پاکستان کے بعد آپ اسی کالج کے پرنسپل ہو گئے ۔ آج کل مشہور ادبی رسالہ صحیفہ کے مدیر اعلیٰ ہیں ۔

سید عابد علی عابدؔ کا شمار ملک کے اعلیٰ پائے کے ادیبوں ، شاعروں اور نقادوں میں ہوتا ہے ۔ آپ اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے ہیں ۔ نظم بھی کہتے ہیں اور غزل بھی ۔ آپ کی غزل میں سوز و گداز اور درد و کرب کی چاشنی زیادہ ہے ۔ زبان صاف اور زوردار ہے ۔ بندشیں چست اور الفاظ شگفتہ ہوتے ہیں ۔

نثر میں بھی خاموش نہیں ہیں ۔ آپ نے کئی مشہور انگریزی کتابوں کو اردو میں منتقل کیا ہے ۔ اور خود بھی اردو میں متعدد تصانیف کی ہیں ۔

**عاد** ۔ (قوم ہود علیہ السلام) عاد عرب کے قدیم قبائل نیز سامی اقوام کے صاحب اقتدار افراد کا نام ہے ۔ عرب کے قدیم باشندے عرب سے نکل کر شام ، مصر اور بابل کی طرف بڑھے اور وہاں پر طاقتور حکومتوں کی بنیاد ڈالی ۔ قرآن پاک میں ان کو عاد اولیٰ کے نام سے یاد کیا گیا ہے گویا عرب کی قدیم قوم سام اور عاد اولیٰ ایک ہی قوم کے دو نام ہیں ۔ عاد کا زمانہ تقریباً دو ہزار سال قبل مسیح مانا جاتا ہے ۔ عاد کا مرکز حضرموت کا علاقہ تھا ۔ یہ لوگ مذہباً بت پرست تھے ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اصلاح کے لئے حضرت ہود علیہ السلام کو مبعوث کیا مگر انہوں نے خدا کے پیغمبر کو جھٹلایا اور ہدایت قبول کرنے سے انکار کر دیا ۔ جس پر ایک ہفتہ تک تیز اور تند ہوا کے طوفان اٹھے اور عاد اور ان کی آبادیاں تہ و بالا ہو کر رہ گئیں ۔

**عارضی حکومت** ۔ Provisional Government کسی مستقل حکومت کے قیام پذیر ہونے تک عارضی حکومت یا گورنمنٹ برسر اقتدار رہتی ہے ۔ اور جونہی مستقل گورنمنٹ قائم ہو جاتی ہے ۔ یہ عارضی حکومت ختم ہو جاتی ہے نیز عام طور پر جب کسی ملک کے ارباب حکومت کسی اچانک انقلاب یا ہنگامی صورت حال کی بنا پر ملک سے بھاگنے پر مجبور ہو جاتے ہیں تو وہ کسی دوست ملک میں جا کر اپنی عارضی حکومت کی تشکیل کر لیتے ہیں اور موقعہ ملنے پر اگر وہ دوبارہ اپنے ملک میں برسر اقتدار آ جائیں تو پھر وہ مستقل حکومت قائم کر لیتے ہیں ۔ مثلاً پولینڈ کی عارضی حکومت لنڈن میں اب تک موجود ہے ۔

**عارضی ویٹو** ۔ Suspensive Veto ایسی ویٹو یا رکاوٹ جو عارضی طور پر کسی بل کے قانون بننے میں مانع ہوتی ہے اور اسے دوبارہ غور اور منظوری کے لئے واپس کرا دیتی ہے ۔ عارضی ویٹو صوبہ کے گورنر یا مملکت کے صدر یا کسی ایسے ہی حاکم سلطنت کی طرف سے صادر ہوتی ہے ۔ یہ ویٹو ایک محدود اور معینہ میعاد کے لئے ہوتی ہے ۔

**عاریت** (عاریہ) بمعنی مانگ کر عارضی طور پر کوئی چیز لینی یا عارضی طور پر دینی ۔

اسلامی فقہ میں کسی چیز کو دوسرے کے استعمال کے واسطے عارضی طور پر دینا واجب ہے ، کیونکہ قرآن پاک میں ایسے لوگوں کی مذمت کی گئی ہے جو بلا معقول وجہ کے اپنی چیزوں کو دوسروں کے استعمال میں دینے سے انکار کرتے ہیں ۔ البتہ کسی چیز کو عاریۃً دینے یا لینے میں لازمی شرط یہ ہے کہ استعمال کرنے والا اس کو خراب نہ کرے اور بجنسہٖ واپس کر دے ۔

**عاشورہ** ۔ محرم کی دس تاریخ عاشورے کا دن ہے ۔ واقعہ کربلا سے پہلے یہ دن خوشی کا تھا ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس دن فرعون اور اس کے لشکر

سے نجات حاصل کرنے کی خوشی میں روزہ رکھا چنانچہ یہودی آج بھی اس دن روزہ رکھتے ہیں۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے حضرت امام حسین علیہ السلام کو اسی دن شہید کیا گیا اور شہید بھی اس بیدردی سے کئے گئے کہ تین دن تک ان کو پیاسا اور بھوکا رکھا گیا۔ چنانچہ مسلمانوں کو ماہِ محرم کے شروع ہوتے ہی وہ واقعہ یاد آتا ہے جس سے قدرتی طور پر انہیں رنج ہوتا ہے اس طرح یہ خوشی کا دن یوم ماتم میں تبدیل ہو گیا ہے۔

عاشورہ (عاشوراء) عربی "عشر" بمعنی دس سے نکلا ہے۔ بعض روایات کے مطابق عاشورہ کی اہمیت یوں بھی ہے کہ طوفانِ نوح کے ختم ہونے پر اسی روز تمام لوگ کشتی سے خشکی پر اترے تھے۔

**عارف عبدالمتین** - ایک ترقی پسند شاعر۔ یکم مارچ ۱۹۲۳ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے۔ بی اے بی ٹی تک تعلیم پائی۔ لاہور کے مشہور ادبی رسائل ادبِ لطیف، سویرا، جاوید کے ادارتی فرائض انجام دیئے۔ پھر ماہنامہ ماحول (راولپنڈی اور لاہور) کی ادارات کی۔ آپ سابق انجمن ترقی پسند مصنفین پنجاب کے سیکرٹری بھی رہ چکے ہیں۔ تصانیف "دیدہ و دل" (مجموعہ کلام)، مسائل کیمیا اور مسائل طبعیات وغیرہ (درسی کتب) ہیں۔

**عاصمؓ بن ثابت** - نام عاصم۔ کنیت ابو سلیمان۔ قبیلہ اوس۔

ہجرت سے پیشتر مسلمان ہوئے۔ اور جنگ بدر اور اس کے بعد کی تمام لڑائیوں میں شامل ہوئے۔ بدر میں بہت سے نامور کفار کو قتل کیا۔

صفر ۳ھ میں رسول اللہؐ نے انہیں دس افراد کے ہمراہ جاسوسی کے لئے روانہ کیا۔ بنو لحیان کو پتہ چلا تو انہوں نے ایک پہاڑی پر ان کو گھیر لیا۔ اور سات افراد کو جن میں حضرت عاصمؓ بھی تھے۔ شہید کر دیا۔

جنگ بدر میں عقبہ بن معیط ایک نامی سردار کو آپ نے قتل کیا تھا۔ چنانچہ اس کی ماں نے عہد کیا تھا۔ کہ عاصمؓ کا سر ملے تو اس کی کھوپری میں شراب پیوں گی۔ قریش کو موقعہ مل گیا کہ وہ عاصمؓ کا سر اس عورت کے پاس فروخت کریں۔ چنانچہ جب وہ ان کی لاش کے قریب آئے تو اس پر بے شمار شہد کی مکھیاں منڈلا رہی تھیں۔ خوف کے مارے کوئی نزدیک نہ گیا۔ دوسرے دن زبردست بارش ہوئی جس سے سیلاب آیا۔ اور ان کا جسم سیلاب میں بہہ کر نہ جانے کہاں پہنچ گیا۔ اور اس طرح کفار کو موقع نہ ملا۔ کہ ان کی لاش کی بے حرمتی کریں۔

عاصمؓ کی ہمشیر جمیلہ حضرت عمرؓ کے عقد میں تھیں۔ عرب کا مشہور شاعر احوص عاصمؓ کا پوتا تھا انصار میں آپ اپنی پاکبازی، بہادری، خلوص، اور جوش ایمان کے باعث بہت بلند رتبہ رکھتے تھے۔

**عاصمؓ بن عدی** - نام عاصم۔ کنیت ابو عمر۔ قبیلہ قضاعہ۔ اپنے قبیلہ کے سردار تھے۔

ہجرت کے بعد رسول اللہؐ کے دستِ مبارک پر اسلام لائے۔ جنگ بدر میں شرکت کے لئے روانہ ہوئے۔ لیکن نبی اکرمؐ نے کسی کام کی بنا پر راستہ ہی سے واپس کر دیا۔ بعد میں جنگ احد اور دوسرے تمام غزوات میں شرکت کی ۴۵ھ میں بعمر ۱۲۰ برس وفات پائی۔

علم حدیث سے کافی واقفیت تھی۔ چنانچہ کتب احادیث میں ان سے رسول اللہؐ کی متعدد حدیثیں روایت ہیں۔

ان کی صاحبزادی سہلہ مشہور صحابی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے (جو قبیلہ بنو زہرہ کے جید عالم اور عشرہ مبشرہ میں سے تھے) نکاح میں تھیں۔

**عالم** (دیکھو علماء)

**عالمِ ارواح (یا برزخ)** عالم ارواح یا برزخ اس عالم کا نام ہے جہاں روحیں موت کے بعد قیامت کے انتظار میں ٹھہرائی جاتی ہیں جہاں تمام انسانوں کو ان کے اعمال کے مطابق جزا یا سزا ملے گی اور انہیں جنت یا دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔

صوفیا کے خیال کے مطابق برزخ اس مادّی دنیا اور حقیقی روحانی دنیا کے درمیان کا مقام ہے جو اس جسمانی دنیا کو اس روحانی دنیا سے جدا کرتا ہے۔ مجرم اور گنہگار انسانوں کی روحیں عذاب آخرت کے

خوف سے اللہ تعالیٰ سے التجا کریں گی کہ انہیں دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے تاکہ وہ اُن نیک کاموں کو کر سکیں جنہیں وہ اپنی زندگی میں کرنے نہیں پائے تھے۔ مگر انہیں عالم برزخ سے نکلنے کی اجازت نہ ملے گی۔

عالمگیر اعلان۔ عالمگیر اعلان بالعموم حکومت کی طرف سے ہوتے ہیں جن میں کسی اسکیم یا منصوبے یا مالی تجویز کا اعلان ہوتا ہے یا بصورتِ دیگر کسی مجرم کی تلاش اور گرفتاری کا اعلان ہوتا ہے یا عفوِ عام کا اعلان ہوتا ہے یا کسی طوفان یا سیلاب یا موسمی انقلاب کی تشہیر ہوتی ہے۔ اس قسم کے اعلانات حکومتوں سے اتر کر ادارے یا مجلسیں بھی کرتی ہیں۔ عالمگیر اعلان اپنے اندر انتہائی قانونی اور اخلاقی اہمیت اور ذمہ داری بھی لئے ہوتا ہے اور اس قسم کے اعلان کی اشاعت ہر لحاظ سے اہم سمجھی جاتی ہے۔

عالمگیر بلا۔ عالمگیر بلا کا مفہوم ایسے تمدنی ابتلا یا سیاسی خلل سے ہے۔ جو دنیا کے کسی وسیع خطے یا لمبے چوڑے رقبے پر حاوی ہو۔ اس قسم کے عالمگیر ابتلا میں متعدی امراض، موسمی انقلاب اور تمدنی یا اقتصادی تغیر بھی شامل ہیں۔ قحط، قلتِ اجناس، قلتِ زر، یا اسی قسم کی دوسری تباہتیں بھی اس زمرہ میں آتی ہیں۔ طوفان اور سیلاب جو آئے دن برصغیر پاکستان و ہند میں رُونما ہوتے رہتے ہیں، وہ بھی عالمگیر بلا کے مترادف ہیں۔ عالمگیر بلا کا علاج حکومتوں اور اداروں کے باہمی تعاون سے ہی ممکن ہے عالمگیر بلا کے مواقع پر پبلک اور سوسائٹی کو صبر و استقامت اور استقلال سے کام لینا چاہیئے۔ نیز حکومت اور اداروں کو فوری انتظامی تجاویز کام میں لانا چاہیئیں۔

عالمی ادارۂ خوراک و زراعت۔ F. A. O.

اقوام متحدہ کا ایک ذیلی ادارہ ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو قائم ہوا۔ اس کے قیام کا فیصلہ مئی ۱۹۴۳ء میں کیا گیا تھا۔ ادارے کی ایک انتظامی مجلس ہے جس میں ہر رکن ملک کا ایک ایک نمائندہ شامل ہے۔ اس کا اجلاس ہر دو سال بعد ہوتا ہے اس مجلس کی طرف سے ایک منتخبہ کونسل جو ۲۴ ارکان پر مشتمل ہے خوراک و زراعت کی عالمی صورت حال کا جائزہ لیتی اور خوراک و زراعت کی صورت حال کو بہتر بنانے کے لئے دوسرے بین الاقوامی اداروں کو سفارشات پیش کرتی ہے۔ ادارے کے مستقل عملے کا ہیڈ کوارٹر روم میں ہے۔

اس ادارے کے مقاصد میں (۱) خوراک و زراعت کے عالمی حالات کا جائزہ لینا، رکن ممالک کو زراعت، جنگلات اور ماہی گیری کے متعلق حقائق اور اعداد و شمار فراہم کرنا، زرعی پیداوار کے تخمینے تقسیم اور کھپت کے بارے میں رہنمائی کرنا (۲) خوراک کو محفوظ کرنے، اس کی کھپت کے لئے منڈیاں تلاش کرنے اور زرعی قرضے دینے کے لئے قومی اور بین الاقوامی سطح پر اقدامات کرنا (۳) رکن ممالک کو نئی زمین زیر کاشت لانے اور پیداوار بڑھانے اور پیداوار پر خرچ کم کرنے، تقسیم کو بہتر بنانے اور دیہی علاقوں میں معیار زندگی بلند کرنے کے لئے فنی امداد دینا شامل ہے۔

عالمی بینک The World Bank ؛ یہ بینک اقوام متحدہ کی ایک شاخ ہے مگر سوویٹ یونین اور جمہوریہ چین اس میں شامل نہیں ہیں، مشرقی یورپ کی عوامی جمہوریتوں میں سے بھی صرف چیکوسلوواکیہ اس کا رکن ہے۔ اس بینک پر امریکہ اور برطانیہ پورے طور پر مسلط ہیں۔ گو بینک میں بیشتر سرمایہ امریکہ ہی کا لگا ہوا ہے اس بینک کے قیام کے مقاصد یہ ہیں۔ سودمند اور تعمیری مقاصد کے لئے ارکان بینک ممالک کو سہولتیں مہیا کرنا اور انہیں علاقائی ترقی میں مدد دینا۔ مختلف ملکوں میں بھی طور پر غیر ملکی سرمایہ لگانے کو رواج دینا۔ بین الاقوامی تجارت کی متوازن ترقی کے لئے اور بینک کے سودمند ذرائع کی ترقی کے لئے بین الاقوامی سرمایہ اندوزی کی ہمت افزائی کرنا۔ علاوہ ازیں اگر کسی ملک کیلئے غیر ملکی نجی سرمایہ دستیاب نہ ہو سکے تو بینک اپنے سرمایہ میں سے قرض بھی دیتا ہے۔

بینک کے وفود مختلف ملکوں کا دورہ بھی کرتے رہتے ہیں اور ان ملکوں کو مشورے بھی دیتے ہیں۔ چونکہ نہری پانی کی قلت کی وجہ سے پاکستان کی زرعی معیشت کو خطرہ تھا اس لئے یہ معاملہ بھی متعدد سالوں سے عالمی بینک کے سپرد رہا۔ عالمی بینک کا قیام ۲۷ دسمبر ۱۹۴۵ء کو عمل میں آیا تھا اور اس دن کم و بیش ۲۸ ملکوں نے معاہدے پر دستخط کئے تھے۔ معاہدہ کی شرائط جولائی

۱۹۲۶ء میں مُرتب کی گئی تھیں۔

گزشتہ بارہ سالوں میں بینک کے کئی وفود مختلف وقتوں میں پاکستان کا دورہ کر چکے ہیں۔

**عالمی جنگ** (دیکھو جنگِ عظیم اوّل و جنگ عظیم دوم)

**عالمی حکومت۔** World State زمانہ قدیم سے یہ خیال چلا آتا ہے کہ بنی نوع انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور انہیں لشکر کشی اور جنگ جوئی سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ مگر موجودہ دور کی جنگوں کی ہولناک تباہ کاریوں نے ان خیالات کو مذہب اور اخلاقیات کی چار دیواریوں میں سے نکال کر سیاسیات کی عملداری میں لا کھڑا کیا ہے چنانچہ پچھلے چند برسوں میں کئی ایک اہل قلم اور سائنسدانوں نے اس امر پر زور دیا ہے کہ جوہری قوت کے اس دور میں اور تیز رفتار ذرائع آمد و رفت کی اس سُکڑتی ہوئی دنیا میں بہتر یہی ہے کہ اقوام عالم ایک وفاقی نظام کے تحت آ جائیں اور آپس کی آویزش اور مخاصمت ترک کر کے امن اور آشتی کی راہ اختیار کریں۔

**عالمی فنڈ** International Monetary Fund

اپریل ۱۹۴۳ء میں برموڈا کانفرنس ہوئی جس کے بعد ورجینیا میں باہم مختلف اقوام کے نمائندوں نے ایک اجلاس میں یہ فیصلہ کیا کہ ایسا ادارہ قائم کیا جائے جو جنگ کے ہاتھوں تباہ اور خستہ حال لوگوں کی امداد اور بحالیات کا انتظام کرے۔ اس ادارہ کا نام UNRRA "یعنی United Nations Relief and Rehabilitation Administration رکھا گیا۔ اور اس نے ۱۹۴۵ء سے ۱۹۴۷ء تک چھ ہزار جہازوں میں نو آزاد ممالک کو سامان رسد ارسال کیا۔ چونکہ یہ ادارہ مستقل نوعیت کا نہیں تھا اس لئے یہ ضرورت محسوس کی گئی کہ ایسی تنظیم قائم کی جائے جو ان ممالک کی تعمیر و بحالیات میں حصہ لے سکے جنہیں جنگ کے باعث تباہ حالی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ چنانچہ اس غرض سے جولائی ۱۹۴۴ء میں نیو ہیمپ شائر میں ایک کانفرنس ہوئی جس میں یہ قرار پایا کہ عالمی سرمایہ سے ایک فنڈ کھولا جائے چنانچہ یہی فنڈ "عالمی فنڈ" کے نام سے موسوم ہے۔

(نیز دیکھو انرا)

**عالمی لاسلکی ادارہ۔** International Telecommunication

یہ ادارہ اقتصادی اور سوشل کونسل Economic & Social Council کے توسط سے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے ماتحت ہے۔ یہ سادہ لاسلکی اور مصور لاسلکی امور سے متعلق، ایک فنی (ٹکنیکل) ادارہ ہے۔

**عالمی مہاجر تنظیم۔** International Refugee Organization

۱۹۴۶ء کے آخر میں United Nations Relief & Rehabilitation Administration یعنی اقوام متحدہ کا ادارہ برائے امداد و بحالیات مہاجرین بند ہو گیا تو اس کا کام جاری رکھنے کے لئے ایک اور ادارہ معرض وجود میں آگیا۔ جس کا نام "عالمی مہاجر تنظیم" رکھا گیا۔ اس جدید تنظیم کے ذمہ دنیا بھر کے ممالک کے ایسے مہاجرین کی امداد و اعانت ہوتی ہے جو بے خانماں اور مفلوک الحال ہوں اور سیاسی ظلم و تشدد کا نشانہ بنے ہوں۔

**عالیشان۔** بالعموم عمارتیں عالیشان ہوتی ہیں، بعض اوقات ماتحت لوگ اپنے افسروں اور حکام کو بھی عالیشان کے لقب سے مخاطب کرتے ہیں۔ ذی شان کا لفظ بھی بسا اوقات عالیشان کے قائم مقام جگہ استعمال میں آتا ہے۔ عالیشان عمارات تو سربفلک ہوتی ہیں۔ اور ان کی رفعت اور بلندی آسمان سے ہم کلام ہوتی ہے۔ تاج محل آگرہ، قطب مینار دہلی، اور بادشاہی مسجد لاہور، ایسی عمارات ہیں جن پر عالیشان کے لفظ کا اطلاق ہوتا ہے۔ شاہی محلات اور تاریخی عمارتیں عموماً عالیشان ہوتی ہیں۔ عالی بمعنی بلند اور رفعت آمیز اور شان بمعنی عظمت اور ساخت۔

عامر ۔ عربی اسم فاعل مادہ عمر، عمران، تعمیر، اور عمارت وغیرہ کے الفاظ اسی مادہ سے ہیں عامر یعنی تعمیر کنندہ بنانے والا۔

عامر فاطمی فرمانروایان مصر کا مشہور معروف بادشاہ جس کا دورِ حکومت ۱۰۱۱ء سے ۱۰۳۶ء تک تھا۔ بنو عامر قدیم عرب کا مشہور قبیلہ بھی تھا۔ عامر عربی شاعر بھی ہو گزرا ہے۔ ابن ابی عامر شاہانِ اندلس کا مشہور منتظم عملی حاکم اور ڈکٹیٹر جو ۹۷۶ء تا ۱۰۰۲ء برسرِ اقتدار رہا۔ عامرؓ بن ربیعہ مشہور اور ممتاز صحابی اور حضورؐ کے رفیق کار، بدر اور بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے۔

عامرؓ بن ربیعہ ۔ نام عامر۔ کنیت ابو عبد اللہ۔ والد کا نام ربیعہ۔ ان کا خاندان حضرت عمرؓ کے والد خطاب کا حلیف تھا۔ خطاب نے حضرت عامرؓ کو متبنّیٰ کر لیا تھا۔ اور وہ عامر بن خطاب کہلائے گئے۔ مگر بعد میں قرآن پاک کے ارشاد کے مطابق اصل نسبت یعنی بن ربیعہ، سے پکارے جانے لگے۔ بہرکیف اسی نسبت کی وجہ سے آپ کے حضرت عمرؓ کے ساتھ تادمِ آخر نہایت اچھے تعلقات قائم رہے۔ اور انہوں نے بیت المقدس کے سفر میں بھی انہیں اپنے ساتھ رکھا۔

آپ نے مکہ میں اسلام قبول کیا۔ اور قریش کے مظالم سے تنگ آکر اپنی زوجہ لیلیٰ بنت ابی حثمہؓ کے ہمراہ حبشہ کو ہجرت کی۔ جہاں سے لوٹ کر مدینہ چلے آئے۔ اور بدر اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں نبی اکرمؐ کا ساتھ دیا۔ بڑی لڑائیوں کے علاوہ تمام چھوٹے چھوٹے معرکوں میں بھی پیش پیش رہے۔

حضرت عثمانؓ کے آخری دور خلافت میں جب مسلمانوں میں باہمی خانہ جنگی شروع ہوئی۔ تو آپ گوشہ نشین ہو گئے۔ اور تمام جھگڑوں سے الگ تھلگ رہ کر عبادت میں مصروف ہو گئے۔ اور اسی حالت میں حضرت عثمانؓ کی شہادت کے چند دن بعد وفات پائی۔

عامرؓ بن شراحیل الشعبی ۔ نام عامر، کنیت ابو عمرو، قبیلہ شعبی۔ سنہ ۱۹ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کی ماں جلولا کے قیدیوں سے تھیں۔ جو شراحیل (عامر کے والد) کے حصہ میں آئیں۔ بے شمار صحابہ سے آپ کو ملنے جلنے کا اتفاق ہوا۔ ان سے آپ نے علمی استفادہ حاصل کیا۔ اور فقہ اور حدیث میں مکمل استاد بن گئے۔ اور اپنے وقت کے امام کہلائے۔ ریاضی اور شاعری میں بھی دسترس حاصل تھی۔ اور قرآن کے اعلیٰ قاری تھے۔

عہد اموی میں مختلف عہدوں پر فائز ہوئے۔ حجاج ان کی بڑی قدر و منزلت کرتا تھا۔ اور اکثر سرکاری کام انکے سپرد کرتا تھا۔ ایک دفعہ آپ کو رتبیل والیٔ سجستان کے پاس سفیر بنا کر بھیجا۔ اور ایک بار کسی سفارت میں قیصرِ روم کے پاس بھی بھیجے گئے۔ حجاج اور عبد الملک کی مخالفت میں انہوں نے ابن اشعث کا ساتھ دیا۔ اور جب ابن اشعث کو شکست ہوئی۔ تو عامر روپوش ہو گئے بعد میں جب گرفتار کر کے حجاج کے سامنے لائے گئے تو انہوں نے اپنی غلطیوں کا اعتراف کیا۔ جس پر حجاج نے انہیں رہا کر دیا۔

حضرت عمر بن عبد العزیز کے عہد میں کوفہ کے قاضی بنائے گئے۔ سنہ ۱۰۳ھ میں بعمر ۷۰ برس انتقال کیا۔

عامرؓ بن فہیرہ ۔ کنیت ابو عمرو۔ والد کا نام فہیرہ جو طفیل بن عبد اللہ کے غلام تھے۔

ابتدائے اسلام ہی میں مسلمان ہو گئے۔ چنانچہ ان کے آقا نے انہیں بری طرح پیٹا۔ اور بڑی اذیتیں پہنچائیں۔ آخر بعد میں حضرت ابو بکرؓ نے خرید کر آزاد کر دیا۔

جن ایام میں رسول اللہؐ اور حضرت ابو بکرؓ غار ثور میں پوشیدہ تھے۔ حضرت عامرؓ دن بھر حضرت ابو بکرؓ کی بکریاں چراتے اور شام کو غار کے قریب لے آتے۔ اور حضرت ابو بکر بقدرِ ضرورت ان سے دودھ دوہ لیتے۔

آپ نے بھی دیگر مسلمانوں کے ساتھ مکہ سے مدینہ ہجرت کی۔ اور تمام لڑائیوں میں مسلمانوں کی طرف سے لڑے سنہ ۴ھ میں ۷۰ قاریوں کی ایک جماعت کے ساتھ ایک قبیلے کی طرف برائے تبلیغ بھیجا۔ راستہ میں قبائل رعل و ذکوان نے غداری سے سب کو شہید کر دیا۔ جن میں عامر بن فہیرہ بھی تھے۔

آپ شکل و صورت سے سیاہ فام حبشی تھے۔ لیکن ذاتی کردار بہت بلند تھا۔ بڑے بہادر اور معاملہ فہم تھے۔ اس لئے رسول اللہؐ نے کئی نازک موقعوں پر آپ کو اپنا رازدار اور مشیر بنایا۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ۔ (پیدائش کہ سنہ ۶۱۳ء)

(وفات مدینہ ۵۸ھ ۶۷۸ء)

رسولِ خدا کی بیوی، اور پہلے خلیفہؓ کی صاحبزادی، نبوت کے چوتھے برس شوال کے مہینے میں پیدا ہوئیں۔ آپ کی ولادت سے پہلے خاندان مسلمان ہو چکا تھا۔ حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح عائشہؓ سے ہوا اور تین برس بعد رخصتی عمل میں آئی۔

بڑے بڑے صحابیوں نے کہا ہے کہ دین کا علم حضرت عائشہؓ سے زیادہ کسی کو نہ تھا۔ کیونکہ ایک تو وہ خود بہت سمجھ دار اور اسلام کی مصلحتوں کو جاننے والی تھیں، دوسرے ان کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے تمام پہلوؤں کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا موقع ملا تھا۔ آپ ٹونے ٹوٹکے اور اوہام پرستی کی باتوں سے نفرت کرتی تھیں۔ آپ کو بے شمار حدیثیں یاد تھیں۔

رمضان ۵۸ھ میں بیمار ہوئیں اور ۱۷ تاریخ کو ارسٹھ برس کی عمر میں وفات پائی۔ نماز جنازہ حضرت ابوہریرہؓ نے پڑھائی اور وصیت کے مطابق اسی وقت دفن کر دی گئیں۔

عباد اللہ اختر۔ خواجہ عباد اللہ اختر ۱۸۸۳ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد میں ان کے بزرگ کشمیر سے لاہور آئے اور وہ مقام جو اب کشمیری بازار کے نام سے موسوم ہے رہائش کے لئے منتخب کیا۔ پھر اُن کے پڑدادا امرتسر چلے گئے اور وہاں رہائش اختیار کی۔

شاعری اختر صاحب کو ورثہ میں ملی۔ نثر نگاروں میں بھی آپ کا مرتبہ بلند ہے۔ آپ کی تصانیف مندرجہ ذیل ہیں۔ بغداد؛ دمشق، مشاہیر اسلام، حضرت رشید تحقیق بلالیؒ؛ بنیان؛ ترجمہ و شرح دیوانِ حافظ، صدیق اکبرؓ، خاتم النبیین، ترجمہ و شرح مثنوی مولانا روم، وغیرہ، علاوہ ازیں تاریخی افسانے اور ڈرامے اور نظمیں جن کی فہرست طویل ہے، سب کے سب شائع ہو چکے ہیں۔

عبادؓ بن بشر۔ نام عباد۔ کنیت ابو بشر و ابو رافع قبیلہ عبد الاشہل۔

مشہور صحابی مصعبؓ بن عمیر کے ذریعہ دعوتِ اسلام قبول کی اور تمام غزوات میں نمایاں حصہ لیا۔

جنگ خندق کے موقعہ پر سہ رات رسول اللہؐ کے خیمہ کا پہرہ دیتے تھے۔

۹ھ میں مدینہ میں صدقات کا عامل بنا کر بھیجے گئے۔ جہاں اس فرض کی ادائیگی کے علاوہ اسلام کی نشر و اشاعت اور تبلیغ میں بھی آپ نے بہت سرگرمی دکھائی۔

غزوہ تبوک کے موقعہ پر رات کو گشت لگا کر پہرہ دینے والے مجاہدین کی جماعت کے افسر تھے۔ ۱۱ھ میں جنگ یمامہ میں بعمر ۴۵ سال شہادت پائی۔

انصار میں بڑے فضیلت کے بزرگ تھے۔ اور اکابر صحابہ میں شمار کیے جاتے ہیں۔ اگرچہ آپ نے بہت سی احادیث جمع کر رکھی تھیں۔ لیکن مروجہ کتبِ احادیث میں صرف چند احادیث آپ سے مروی ہیں۔

نبیؐ متعلق کو روزانہ قرآن پاک پڑھایا کرتے تھے اور انہیں ضروری مسائل سنایا کرتے تھے۔ اکثر شب بیدار رہ کر عبادت کیا کرتے تھے۔

عبادت۔ یہ لفظ "عبد" سے بنا ہے۔ خدا کی پرستش اور بندگی۔ یا اس کے متعلق احکامات کی پیروی۔

مختلف مذاہب میں عبادت کے مختلف طریقے رائج ہیں۔ اسلام نے مذہبی امور کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے (۱) عبادات یعنی خدا سے انسان کا تعلق اور (۲) معاملات یعنی ایک انسان کا دوسرے سے واسطہ۔ عبادات میں ایمان کے بعد پہلا نمبر نماز کا ہے۔ اس کے بعد زکوٰۃ، روزہ اور حج ہے۔ حدیث میں نماز کو بہترین عبادت بتایا گیا ہے اور قرآن پاک میں بھی اس پر بہت زور دیا گیا ہے، دعا بھی عبادت میں شامل ہے۔ روزہ کو عام طور پر زکوٰۃ سے مقدم سمجھا جاتا ہے۔ حج اور زکوٰۃ صرف اہل نصاب اور مالدار لوگوں پر فرض ہے۔ اس کے علاوہ قرآن پاک میں جگہ جگہ خدا کو یاد کرنے اور اس کا ذکر کرتے رہنے کو بہترین عبادت بتایا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ جو شخص میری یاد سے منہ پھیرے گا۔ اس کو قیامت کے روز اندھا اٹھایا جائے گا۔

بعض اسلامی فرقوں میں ذکر اور سماع کو بھی عبادت میں شامل سمجھا جاتا ہے۔ عبادت گزار کو عابد کہتے ہیں۔

عبادت بریلوی ڈاکٹر۔ ڈاکٹر عبادت بریلی

کے ایک مشہور افغان خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ لکھنؤ یونیورسٹی سے ایم۔ اے کیا۔ اور پھر اینگلو عربک کالج دہلی میں اردو کے پروفیسر ہوگئے۔ تقسیم کے بعد پنجاب یونیورسٹی میں اردو کے لیکچرار مقرر ہوئے۔

عبادت صاحب نقادوں کی اس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ جس نے اردو تنقید کو قدیم روایتی اور مصنوعی ڈگر سے اٹھا کر تخلیقات کو ملک کے سیاسی، سماجی، معاشی اور تاریخی پس منظر کی روشنی میں پرکھا۔ اور اس طرح پر اردو تنقید کی معیاری حیثیت کو بلند کر دیا۔

آپ نے اردو تنقید پر ایک کتاب لکھی۔ جس پر انہیں ڈاکٹریٹ ملی۔ ان کی متعدد کتابیں چھپ چکی ہیں۔ اور کئی زیر طبع ہیں۔

عبادہؓ بن صامت۔ نام عبادہ۔ کنیت ابوالولید قبیلہ خزرج۔ خاندان سالم۔

انصار کے پہلے وفد کے ہمراہ مکہ آکر اسلام قبول کیا۔ اور خاندان قوافل کے نقیب مقرر کئے گئے۔

سنہ ۲ھ میں غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ بیعت رضوان کے وقت بھی موجود تھے۔ مصر فتح ہونے میں دیر لگی تو حضرت عمرؓ نے ایک ہزار فوج پر افسر بنا کر انہیں مصر بھیجا۔ وہاں پہنچتے ہی حضرت عمرو بن العاص نے جو مصر میں سالار اعظم کی حیثیت سے لڑ رہے تھے۔ ان کے ہاتھ سے ان کا نیزہ لے کر اپنا عمامہ اس پر لگا کر ان کے حوالہ کر دیا۔ اور کہا کہ آج سے آپ سپہ سالار ہیں۔ چنانچہ انہوں نے پہلے حملے میں ہی مصر فتح کر لیا۔

حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں فلسطین کے قاضی رہے۔ امیر معاویہؓ سے ناراضگی ہو جانے پر واپس مدینہ چلے آئے۔ لیکن حضرت عمرؓ نے امیر معاویہؓ کو خط میں سرزنش کی۔ اور انہیں واپس اپنی جگہ بھیج دیا۔ اور امیر معاویہؓ کی ماتحتی سے الگ کر دیا۔

حضرت ابوعبیدہؓ شام کے امیر تھے۔ انہوں نے انہیں حمص کا نائب بنایا۔ انہوں نے وہاں لاذقیہ کو فتح کیا۔ اور ایک خاص جنگی ایجاد کی۔ یعنی بڑے بڑے گڑھے کھدوائے جنہیں ایک شخص گھوڑے پر سوار ہو کر بخوبی چھپ سکتا تھا یہ طریقہ یورپ میں آج بھی رائج ہے۔ ۳۴ھ میں بعمر ۷۲ برس شام میں انتقال کیا۔

آپ فضلائے انصارؓ اور صحابہؓ میں سے تھے۔ آنحضرتؐ کے زمانہ میں پورا قرآن پاک حفظ کر لیا تھا۔ اصحاب صفہ کے لئے جو مدرسہ عہد نبوی میں قائم ہوا اس میں یہ دوسرے مسلمانوں کو درس قرآن و فقہ دیا کرتے تھے۔ رسول اللہؐ کی ۱۸۱ احادیث آپ سے روایت ہوئی ہیں۔ جو مروجہ کتب احادیث میں مرقوم ہیں۔

عباسؓ، حضرت۔ کنیت ابوالفضل۔ آنحضرتؐ کے چچا تھے۔ اور عمر میں آپ سے دو سال بڑے۔ قریش کے سربر آوردہ رئیس تھے۔ مسلمان ہونے سے پیشتر ہی رسول اللہؐ کی ہر طرح معاونت کرتے رہے۔ اور آپ کے ہر دعویٰ کی تصدیق کرتے رہے۔ لیکن علانیہ اسلام قبول کرنے سے احتراز کیا۔

جب رسول اللہؐ مکہ سے مدینہ ہجرت کر گئے۔ تو حضرت عباسؓ مکہ میں ہی رہے۔ لیکن ہر وقت دھیان رسول اللہؐ کی طرف رہتا۔ اور مکہ میں قریش کو رسول اللہؐ کی مخالفت سے باز رکھنے کی کوششوں میں مصروف رہے۔ جنگ بدر میں قریش نے پہلے آپ کو مسلمانوں کے خلاف لڑایا۔ چنانچہ جنگ کے خاتمہ پر آپ بھی قیدیوں میں گرفتار ہو کر رسول اللہؐ کے پیش ہوئے۔ اور دیگر قیدیوں کی طرح زرفدیہ دے کر رہا ہوئے۔ جس کے بعد آپ مع اہل و عیال کے ہجرت کر کے مدینہ چلے آئے۔ اور علانیہ مسلمان ہو گئے۔

غزوۂ حنین، غزوہ طائف، اور غزوۂ تبوک میں رسول اللہؐ کے ہمراہ شریک جنگ ہوئے۔

عم بزرگوار ہونے کی وجہ سے رسول اللہؐ آپ کی بہت زیادہ عزت کرتے تھے۔ چنانچہ رسول اللہؐ کی وفات کے بعد بڑے بڑے معزز صحابہ بھی حضرت عباسؓ کی بہت تعظیم اور ادب کرتے تھے۔ آپ بڑے فیاض اور مہمان نواز اور صاحب ثروت تھے۔ آپ تجارت کے علاوہ فتح مکہ تک روپے کا سودی کاروبار کرتے رہے۔ تاوقتیکہ رسول اللہؐ نے فتح مکہ کے دن خطبہ میں اس کی ممانعت فرمادی۔ ۳۲ھ میں بعمر ۸۸ برس وفات پائی۔

عباس (علمدار) حضرت عباس علمدار حضرت امام حسینؑ کے سوتیلے بھائی تھے۔ ان کی والدہ عرب کے ایک معزز خاندان کلاب سے تھیں۔ حضرت فاطمہؓ کے

انتقال کے چھ ماہ بعد حضرت علیؓ نے بی بی ام البنین سے شادی کی جن کے بطن سے حضرت عباس علمدار پیدا ہوئے۔ یہ فن سپہ گری میں نہایت طاق اور بڑے بہادر تھے۔ اور زہد و تقوی بھی خاندانی میراث تھا۔ میدان کربلا میں ۶۱ھ میں حضرت امام حسینؓ کے ساتھ شہید ہوئے چونکہ اس چھوٹے سے قافلہ کا فوجی علم حضرت امام حسینؓ نے اُن کو تفویض کیا تھا اسی لئے یہ علمدار مشہور رہیں۔

عباس اعظم۔(۱۵۵۷ — ۱۶۲۹) ایرانی بادشاہوں میں سب سے نامور حکمران جس نے ۱۵۸۷ سے ۱۶۲۹ تک ایران پر حکومت کی۔ عباس اعظم جو صفوی خاندان کا چشم و چراغ تھا۔ اکبر اعظم اور انگلستان کی ملکہ الزبتھ اول کا ہم عصر تھا۔ وسیع الخیال اور محکم قوتِ ارادی کا مالک تھا۔ مگر اس کے ساتھ ہی اس کی طبیعت میں شک و رقابت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، جس کی بنا پر اس نے اپنے ایک بیٹے کو قتل کروا دیا اور دو کی آنکھیں نکلوا دیں۔ اور قزلباش سرداروں کو جن کے زیر اثر وہ کافی دیر رہ چکا تھا ان کے عہدوں سے برطرف کر دیا۔

شاہ عباس نے اپنی پاپیادہ فوج اور توپ خانہ کو ترکوں کے انداز پر از سرِ نو تنظیم دی۔ اس کام میں انتھنی اور رابرٹ شرلے نامی دو انگریزوں نے جو ۲۶ ساتھیوں کے ہمراہ ۱۵۹۸ء میں ایران آئے تھے اس کی مدد کی۔ ۱۵۹۰ء میں عباس نے ترکوں سے صلحنامہ کیا اور تبریز، شرواں، جارجیا، اور لورستان سے دست برداری اختیار کی تاکہ ازبکوں سے نپٹنے کی مہلت حاصل ہو جنہوں نے عبداللہ دوم کے عہد میں ہرات، مشہد، خراسان کے دیگر شہروں پر قبضہ کر لیا تھا۔ ۱۵۹۷ء میں اس نے ازبک کو شکست دی۔ اس کے بعد ۱۶۰۲ء سے ... تک ترکوں کے خلاف برسرِ پیکار رہا۔ اور ان سے تبریز، شرواں وغیرہ واپس لینے میں کامیاب ہو گیا۔ جھیل ارمیہ کے کنارے عباس اول کو ترکوں پر عظیم الشان فتح حاصل ہوئی۔ جس کے بعد اس نے بغداد، موصل اور دیار بکر پر قبضہ کر لیا۔ ۱۶۱۲ء سے ۱۶۱۵ء تک امن و امان رہا۔ مگر ۱۶۱۶ء میں پھر جنگ کے شعلے بھڑک اٹھے۔ ۱۶۲۵ء میں ترکوں نے بغداد چھیننے کی کوشش کی مگر ناکام رہے۔ ۱۶۱۶ء میں برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی نے سورت کے مقام سے ایران کے ساتھ تجارت کرنا شروع کر دی۔ اس کے عہد حکومت میں ایرانی آرٹ کو انتہائی عروج حاصل ہوا۔

عباس اوّل۔(۱۸۱۶ — ۱۸۵۴) خدیو مصر جس نے ۱۸۴۸ سے ۱۸۵۴ حکومت کی۔ محمد علی کا پوتا تھا۔ اس کے دور حکومت میں مغربیوں کے بڑھتے ہوئے اقتدار کی روک تھام کی کوشش کی گئی۔ سلطانِ ترکیہ کی طرف اس کا رویہ متابعت کا آئینہ دار تھا۔ ۱۳ جولائی ۱۸۵۴ کو اس کے مخالفین نے اسے برسرِ دربار قتل کر دیا۔

عباس بن اُمیہ۔ قریش کے جدِ امجد عبد مناف تھے، جن کے دو بیٹے ہاشم اور عبد شمس تھے۔ ہاشم کے بیٹے عبدالمطلب تھے جن کی اولاد عبداللہ، ابوطالب اور عباس تھے۔ عبد شمس کے بیٹے امیہ تھے اور امیہ کے سلسلے میں ان کے بیٹے عباس تھے۔ لیکن امیہ کی لائن میں خلافت کی ابتداء حضرت معاویہؓ سے ہوئی۔ چنانچہ دمشق کے دار الحکومت میں بنو امیہ کا عہدِ خلافت ۶۶۱ء سے ۷۵۰ء تک رہا اور اندلس میں ان کا دورِ خلافت ۱۲۹ھ سے ۱۰۳۱ء تک جاری رہا۔

عباس بن مامون۔ عباسی خلیفہ مامون الرشید کا بیٹا تھا۔ مگر مامون نے عباس کو اپنا جانشین نامزد نہ کیا، بلکہ اس کی جگہ اپنے بھائی معتصم باللہ کو اپنا جانشین قرار دیا۔ چونکہ عباس بن مامون مملکت کے فوجی حلقوں میں ہر دلعزیز تھا، لہذا ملک میں ایک قسم کی شورش سی برپا ہو گئی جسے معتصم کو بڑی مشکل سے فرو کرنا پڑا۔ معتصم کے بعد اس کا بیٹا ۲۲۷ھ میں واثق باللہ باپ کا جانشین بنا اور واثق کے ساتھ عباسی عروج کا بھی خاتمہ ہو گیا۔

عباسؓ بن مرداس۔ نام عباس۔ کنیت ابوالفضل اپنے قبیلہ کے سردار تھے۔ زمانۂ جاہلیت میں بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ جب حضورؐ نے نبوت کا دعوی کیا۔ تو خود حاضر خدمت ہو کر مسلمان ہو گئے۔ اور اپنے قبیلہ کے نو سو مسلح آدمیوں کو لے کر آنحضرتؐ کی مدد کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

آپ عرب کے ممتاز شعرا میں شمار ہوتے تھے۔ چنانچہ فتح مکہ کے روز انہوں نے ایک پرزور قصیدہ تحریر کیا، جنگ حنین، طائف اور اوطاس کے غزوات میں

نبی اکرمؐ کے ہمرکاب رہے۔ اور ہر جنگ کے خاتمہ پر قصیدہ کہتے تھے۔

زیادہ تر آپ کا قیام بصرہ میں رہا۔ بعض احادیثِ نبویؐ بھی آپ سے روایت ہیں۔

**عباس حسین قاری۔** مصنف، علامہ راشد الخیری مرحوم کے ہمعصروں میں سے تھے، اور ان کے علمی معاون اور دوست تھے، تعلیم نسواں پر اور اصلاح تمدن پر چند کتابیں بھی انہوں نے تصنیف کی ہیں۔

**عباس حلمی دوم۔** (۱۸۷۴ — ۱۹۲۳) آخری خدیو مصر۔ توفیق پاشا کا بڑا بیٹا جو اپنے باپ کی وفات پر ۱۸۹۲ میں مصر کے تخت پر متمکن ہوا۔ برطانی اقتدار کے خلاف رہا حتی کہ لارڈ کچنر نے ۱۸۹۶ تا ۹۸ میں سوڈان فتح کر لیا۔ ۱۸۹۹ میں انگلستان گیا۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران میں وسطی طاقتوں (Mebiterranean Powers) کا طرف دار تھا۔ اس لئے ۱۹۱۴ میں معزول کر دیا گیا۔ باقی عمر جلاوطنی میں آسٹریا کے دارالحکومت وی آنا میں گزاری جہاں اس نے عنفوان شباب میں تعلیم حاصل کی تھی اور وہیں فوت ہوا۔

**عباسی تحریک۔** عباسی تحریک کا سرچشمہ حادثہ "کربلا" ہے۔ اس واقعہ کے بعد حضرت علیؓ کے پیروؤں نے بنی امیہ کے خلاف منظم سرگرمیاں شروع کر دی تھیں مگر بنی فاطمہ سیاسی جھگڑوں میں پڑنا نہ چاہتے تھے چنانچہ حضرت علیؓ کے غیر فاطمی فرزند حضرت محمد بن حنفیہ نے اس گروہ کی قیادت سنبھال لی۔ بنی امیہ کی اخلاقی اور سیاسی حالت جوں جوں کمزور ہوتی گئی مخالفین کی تعداد اور قوت میں اضافہ ہوتا گیا۔ چنانچہ سلیمان بن عبدالملک کے عہد میں اس خفیہ تحریک کی رہنمائی علوی خاندان سے آل عباس میں منتقل ہو گئی۔ اور اس کے بعد یہ تحریک عباسی تحریک کہلانے لگی۔ محمد بن علی بن عباس نے اس تحریک کے قواعد و ضوابط ترتیب دیئے۔ اس کی کامیابی کا راز انہی قواعد و ضوابط میں مضمر تھا۔ مملکت اسلامی کے ہر کونے میں داعی بھیجے گئے۔ ان داعیوں نے لوگوں کو ہر جگہ منظم کیا۔ مشہور عباسی جرنیل ابومسلم خراسانی نے علم بغاوت بلند کر کے ایران میں اپنا اقتدار قائم کر لیا بعد ازاں اموی افواج کو شکست دے کر کوفہ پر قبضہ کر لیا۔

**عباسیہ (سلطنت)** ابوالعباس السفاح نے بنو امیہ کی حکومت کا خاتمہ کر کے ۷۵۰ء میں عباسی حکومت کی بنیاد رکھی۔ اس خاندان کے ۳۷ خلفاء نے بڑے کروفر سے حکومت کی۔ جن میں ہارون الرشید اور مامون الرشید کے دور امن و خوشحالی اور علم پروری کے لئے خاص طور پر مشہور ہیں۔ عباسی دارالحکومت بغداد اس زمانے میں دنیا کا سب سے بڑا علمی اور ادبی مرکز تھا۔ ۱۲۵۸ء میں تاتاریوں نے بغداد کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ اور عباسی خاندان اور حکومت کا بھی خاتمہ ہو گیا۔

**عبدالباری میاں۔** میاں عبدالباری۔ آبائی وطن لائلپور۔ ۱۹۵۱ء کے صوبائی انتخابات سے پہلے پنجاب صوبہ مسلم لیگ کے صدر تھے۔ انتخاب کے وقت مسلم لیگ سے قطع تعلق کر کے جناح عوامی لیگ میں شامل ہوئے اور صوبائی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ انتخاب کے بعد حزب مخالف کے ڈپٹی لیڈر بنے مگر جب اس کے لیڈر خان افتخار حسین خان آف ممدوٹ ۱۹۵۳ء میں دوبارہ مسلم لیگ میں شامل ہو گئے تو میاں عبدالباری حزب مخالف کے لیڈر بن گئے۔

**عبدالبرّ، قاضی۔** "بر" بفتح "ب" (برّ خدا تعالیٰ کا صفاتی نام ہے) اسلاف محدثین اور فقہاء میں سے ہیں، اور ان کا زمانہ دوسری صدی ہجری کا ہے حدیث اور فقہ پر ان کی متعدد تصانیف اور رسائل موجود ہیں۔

**عبدُالبہا۔** بہائی فرقہ کا امام، بہاء اللہ کا بیٹا۔ عباس آفندی اصل نام اور عبدالبہا لقب ہے۔ عبدالبہا کا باپ بہاء اللہ بابیوں کے مشہور فرقہ بہائی کا بانی تھا۔ عباس ۲۳ مئی ۱۸۴۴ء کو طہران میں پیدا ہوا۔ سن بلوغ کو پہنچ کر باپ کے مشن اور مساعی میں شریک ہوا اور اس کے موعود ہونے پر ایمان لایا، بہاء اللہ نے ۱۸۹۲ء میں اپنی رحلت سے پہلے معتقدین کو وصیت کی کہ اس کے بعد اس کا بڑا بیٹا عباس آفندی جانشین ہوگا اور

اسے "من اراد اللہ" کا لقب دیا جائے مگر عباس آفندی نے عقیدت مندی کی بنا پر عبد البہا یعنی "بہا" کا غلام لقب اختیار کیا۔ عام طور پر عرب اور عراق کے لوگ اُسے زیادہ تر عباس آفندی کے نام ہی سے جانتے ہیں

**عبدالحفیظ کاردار**۔ پاکستان کرکٹ ٹیم کے سابق کپتان۔ ۷ جنوری ۱۹۲۵ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ کرکٹ کا بچپن ہی سے شوق تھا۔ سکول کالج کی ٹیموں میں پیش پیش رہے اور ۱۹۴۵ء میں پنجاب یونیورسٹی کرکٹ ٹیم کے کپتان بنے۔ انہیں ایک ماہر بیٹسمین، دانا بولر اور قابل اعتماد فیلڈر کی حیثیت سے آسٹریلیا کی فوجی ٹیم کے خلاف ایک دوستانہ میچ میں شہرت حاصل ہوئی۔ یہ مقابلہ دہلی میں ہوا تھا اور اس میں کاردار نے ۴۰ رنز بنائے تھے اور سات وکٹیں حاصل کی تھیں۔ ۱۹۴۶ء میں نواب پٹودی کی قیادت میں متحدہ ہندوستان کی جو ٹیم انگلستان گئی تھی، اس میں کاردار بھی شامل تھے۔ دورہ کے بعد کاردار نے آکسفورڈ میں داخلہ لے لیا۔ ۱۹۵۰ء میں وطن واپس آئے۔ ۱۹۵۱ء میں جب برطانوی ٹیم (ایم۔ سی۔ سی) پاکستان آئی تو غیر سرکاری ٹسٹ میچ میں پاکستان نے اسے شکست دی۔ اس ٹیم کے کپتان کاردار تھے۔ اسی کامیابی سے پاکستان کو ٹسٹ کا درجہ ملا۔ اس کے بعد ۱۹۵۸ء تک تمام ٹسٹ میچوں میں کاردار ہی کپتان بنائے گئے۔ ۱۹۵۸ء کے آخر میں آکر کھیل سے ریٹائر ہو گئے۔

**عبدالحق، خیرآبادی**۔ نواب کلب علی خان والئ رام پور کے زمانے میں جو ۱۸۶۵ء میں اپنے والد نواب یوسف علی خان کے بعد مسند نشین ہوئے، علماء اور مصنفین کا ایک خاص گروہ ریاست کی سرپرستی میں تھا چنانچہ اس گروہ میں علامہ مولوی عبدالحق خیرآبادی، علامہ عبدالحق مہندس، مولانا ارشاد حسین، سید حسین شاہ محدث اور مفتی سعد اللہ وغیرہ شامل تھے کو ان مشاہیر کے علاوہ اور سینکڑوں لائق اور قابل شخص بھی تھے جن کی پرورش اور قدردانی ریاست کرتی تھی۔ مولانا فضل حق خیرآبادی، علامہ عبدالحق خیرآبادی کے والد اور ہمعصر تھے۔ علامہ عبدالحق علم معقولات اور منقولات میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔

**عبدالحق محدث دہلوی**۔ علامہ شیخ عبدالحق ۹۵۸ھ/۱۵۵۱ء میں بمقام دہلی پیدا ہوئے۔ آپ کے والد سیف الدین بہت بزرگ اور صاحب علم تھے۔ اس لئے آپ کی تعلیم بھی انہیں اصولوں کے مطابق ہوئی۔ علم کے بڑے شائق تھے اور رات دن کا زیادہ وقت پڑھنے لکھنے میں صرف ہوتا تھا۔ ہندوستان میں تحصیل علم کے بعد ۹۹۶ھ میں حرمین کا رخ کیا۔ اور تین چار سال وہاں رہ کر فن حدیث کو حاصل کیا اور پھر دہلی آ کر درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ اور اکثر کتابیں تصنیف کیں۔ "لمعات" جو مشکوٰۃ شریف کی شرح ہے بہت اہم تصنیف ہے دوسری تصنیف "اشعۃ اللمعات" ہے اس کے علاوہ "تاریخ مدینہ" وغیرہ بھی ہیں لیکن آپ کی سب سے معرکۃ الآرا تصنیف اخبار الاخیار ہے۔ جس میں آپ نے ہندوستان کے اولیا اور بزرگوں کے حالات لکھے ہیں۔ آپ شاعر بھی تھے اور حقی تخلص فرماتے تھے۔ شہنشاہ جہانگیر آپ کا بہت معتقد تھا اور اس نے اس کتاب کی بڑی تعریف کی ہے آپ کے خطوط بھی شائع ہو گئے ہیں جس سے اس زمانہ کے حالات پر زبردست روشنی پڑتی ہے ۹۴ برس کی عمر میں ۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء میں وفات پائی اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مزار کے قریب دفن ہوئے۔

**عبدالحق مولوی**۔ بابائے اردو۔ ادیب و نقاد۔ انجمن ترقی اردو کے بانی اور صدر۔ ۱۸۶۹ء میں ہاپڑ ضلع میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ علی گڑھ کالج میں تعلیم پائی اور ۱۸۹۴ء میں وہاں سے بی۔ اے پاس کیا۔ پھر ایک مدت تک ریاست حیدرآباد کے محکمہ تعلیم میں کام کرتے رہے۔ وہاں سے فارغ ہوئے تو اردو زبان کی توسیع و اشاعت کو اپنی زندگی کا مقصد بنا کر "انجمن ترقی اردو" کی بنا ڈالی۔ اس انجمن کی طرف سے بے شمار علمی اور ادبی کتب چھپ کر منظر عام پر آ چکی ہیں۔ قیام پاکستان سے پہلے آپ نے ہندوستان بھر میں اردو کی خدمت میں نمایاں حصہ لیا۔ قیام پاکستان کے بعد کراچی آ گئے۔ اور یہاں کل پاکستان انجمن ترقی اردو کی بنیاد رکھی۔ اور ـــــ سائنس ہی ایک

ایک اُردو کالج بھی قائم کیا۔ ۱۶ اگست ۱۹۶۱ء کو انتقال کیا۔

مولوی صاحب موصوف اردو زبان کے بہت بڑے محقق تھے۔ زبان پر پوری قدرت حاصل تھی۔ طرز تحریر سادہ ہے۔ فارسی اضافتوں کا استعمال بہت کم کرتے ہیں۔ مولانا بلند پایہ نقاد بھی تھے۔ ان کی تنقیدیں نہایت عالمانہ اور منصفانہ ہیں۔ بیشمار مستند کتابوں کے مصنف ہیں۔ جن میں انگریزی اردو ڈکشنری، قواعد اُردو، طالنسرنی، دکنی مخطوطات، مقدمات، تنقیدات، سر سید احمد خان، مولانا حالی، اُردو کی نشوونما میں صوفیائے کرام کا کام اور مرہٹی زبان کا فارسی پر اثر، آپ کی مشہور تصنیفات ہیں۔

عبدالحکیم، خلیفہ۔ پاکستان کے ممتاز فلسفی اور ادیب ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم ۱۸۹۵ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ میٹرک کرنے کے بعد دہلی چلے گئے اور وہیں بی۔ اے کیا اس کے بعد لاہور آئے اور یہاں لا کالج سے ایل ایل بی کا امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد جرمنی چلے گئے۔ اور وہاں سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ وطن واپس آنے پر عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن، میں فلسفہ اور نفسیات کے شعبوں کے صدر اور ڈین مقرر ہوئے۔ اور عثمانیہ یونیورسٹی میں فیکلٹی آف آرٹس کے ڈین کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے۔ بعد ازاں ریاست جموں و کشمیر میں ۱۹۴۳ء سے ۱۹۴۷ء تک ڈائرکٹر تعلیمات کے عہدہ پر فائز رہے۔ آزادی کے بعد اپنے آبائی وطن واپس آئے اور یہاں ادارہ ثقافت اسلامیہ کی بنیاد رکھی۔ ساتھ ہی پنجاب یونیورسٹی کے فیلو اور سنڈیکیٹ کے رکن بھی مقرر کئے گئے۔

ڈاکٹر صاحب نے مذہب اور ادب پر کئی کتابیں لکھیں ان میں تشکیلِ اسلام، فلسفہ اسلام، اقبال، رومی اور غالب قابل ذکر ہیں۔ مرحوم کو فلسفہ کے علاوہ دیگر تمام اصناف ادب پر بھی عبور حاصل تھا۔ ۳۰ جنوری ۱۹۵۹ء کو کراچی میں انتقال کیا۔ اور ۳۱ جنوری کو لاہور میں دفن ہوئے۔

عبدالحمید اوّل، سلطان۔ سلطان مصطفیٰ ثالث ترکی کے انتقال کے بعد اس کا بھائی عبدالحمید خلیفہ ہوا۔ سلطان اگرچہ نیک مزاج اور پرہیزگار تھا مگر امور سلطنت میں مہارت نہ رکھتا تھا۔ صدر اعظم خلیل پاشا اور خواجہ یوسف کی ہمت اور تدبر نے سلطنت کو بہت کچھ سہارا دیا مگر وہ بہت ہی کمزور ہو چکی تھی۔ خلیفہ کی کمزوری نے اسے اور نقصان پہنچایا۔ جہاں مصر اور ایران کے جھگڑے کچھ ماند پڑے وہاں روس کا فتنہ اٹھ کھڑا ہوا اور کریمیا کی ریاست ہاتھ سے جاتی رہی۔ کریمیا کے علاوہ گرجستان، چرکس اور قلعہ ارزق بھی روس کے قبضے میں چلے گئے اور ترکوں کو انہی شرطوں پر اس سے صلح کرنی پڑی جو سلطان مصطفیٰ سوم کے زمانے میں مسترد کی جا چکی تھیں۔ ۱۲۰۳ھ سلطان عبدالحمید کا انتقال ہوا۔

عبدالحمید ثانی، سلطان۔ اس کا دورِ حیات ۱۸۴۲ء تا ۱۹۱۸ء ہے۔ یہ اپنے بھائی سلطان عبدالعزیز کا جانشین ہوا۔ اس وقت مملکت ترکی کو "مرد بیمار" کہا جاتا تھا۔ اس کی بیدار مغزی اور ہوشمندی نے یورپ کی حکمت عملیوں کو ہمیشہ شکست دی۔ تب ان ہرزہ خواروں نے جو صدیوں سے اس "مرد بیمار" کی نعش کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ عیسائی رعایا کو بہکا کر بغاوت پھیلانی شروع کی جس کو سلطان نے نہایت فراست اور تدبر سے دبایا۔ اس کو "عیسائیوں پر مظالم" کا بہانہ قرار دے کر ان کرگسوں نے ارمنی اور کریٹ کے صوبوں کو دبا لیا۔ اور سلطان عبدالحمید کو ظالم، اور جلاد کے ناموں سے مشہور کیا۔

سلطان نے اپنے ملک میں پارلیمانی حکومت کا اعلان کیا تھا لیکن مصلحۃً اس کو ملتوی کر رکھا تھا۔ یورپ کے ہاتھوں میں یہ موقعہ ترکی نوجوانوں کو بھڑکانے کا آ گیا۔ چنانچہ ۱۹۰۹ء میں نوجوان ترکوں کی جماعت نے بغاوت کی اور سلطان عبدالحمید ثانی کو معزول کر دیا۔ پارلیمانی حکومت کا قیام ہوا اور سلطان نے قید کی حالت میں اپنی زندگی ختم کر دی۔

عبدالحی مولوی۔ مولانا عبدالحی "فرنگی محل" کے مشہور حلقہ سے متعلق تھے۔ اور لکھنوی کہلاتے تھے۔ عربی میں فقہ اور دینی مسائل پر متعدد کتابوں کے مصنف ہیں، اور سعائد پران کا جامع اور مستند لٹریچر موجود ہے

عبدالرب نشتر، سردار۔ (دیکھو نشتر، عبدالرب)

عبدالرحمٰنؓ، (ابوراشد)۔ عبدالرحمٰن ابوراشد الازدی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے استفسار پر نام اپنا عبدالعزیٰ بتلایا اور کنیت اپنی ابومغویہ بتلائی مگر حضورؐ نے انہیں عبدالرحمٰن ابوراشد کا نام دیا۔ اور جو حضورؐ نے ان کے ساتھی کا نام پوچھا تو کہنے لگے کہ قیوم جس پر حضورؐ نے ان کے رفیق کو عبدالقیومؓ ابوعبیدہ کا نام عطا فرمایا۔

عبدالرحمٰنؓ ابوراشد الازدی حضورؐ کے صحابی اور حضورؐ کی متعدد احادیث کے راوی ہیں۔

عبدالرحمٰن، (امیر افغانستان)۔ امیر افضل خان والیٔ افغانستان نے سردار عبدالرحمٰن کی تعلیم میں کوئی تیقہ اٹھا نہ رکھا تھا۔ ساتھ ساتھ اس نے حکومت اور درباری معاملات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اس طرح رموز سلطنت کا ابتدائی عمر میں ہی ماہر ہوگیا۔ امیر دوست محمد خان مرحوم نے اسے بچپن ہی میں تاشقرغان کا حاکم مقرر کر دیا تھا۔ جہاں اس نے اکثر معرکوں میں حصہ لے کر بڑا نام پیدا کیا۔

عبدالرحمٰن ۱۲۹۷ھ میں تخت نشین ہوا، اور افغانستان جیسا طوائف الملوکی کا ملک جس میں سرکشی کا دور دورہ تھا۔ اور جہاں امن کی زندگی بسر کرنا مشکل تھا، اس بادشاہ کی دوراندیشی سے نہایت پُرامن ملک بن گیا۔ اور شاہ راہ ترقی پر گامزن ہونے لگا۔

۱۹۰۱ء میں عبدالرحمٰن نے وفات پائی اور اس کا بڑا بیٹا سردار حبیب اللہ تخت نشین ہوا۔

عبدالرحمٰن (اوّل) عبدالرحمٰن اول اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کا پوتا تھا۔ ۱۳۲ھ میں جب عباسیوں کے ہاتھوں امویوں کا خاتمہ ہوا تو عبدالرحمٰن کسی نہ کسی طرح جان بچا کر اندلس پہنچا۔ اسے عبدالرحمٰن الداخل بھی کہتے ہیں۔ (الداخل: باہر سے اندرون ملک داخل ہونے والا) یہاں اس زمانے میں عجیب ابتری پھیلی ہوئی تھی۔ دو عرب قبیلے حمیری اور معنری ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے اور ہر وقت ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے پر تلے رہتے تھے۔ عبدالرحمٰن نے کچھ ایسی حکمت عملی اختیار کی کہ تھوڑے ہی عرصے میں سارا ملک اس کے قبضے میں آگیا اور اندلس میں پھر سے اموی حکومت قائم ہوگئی۔ تینتیس سال بڑی کامیابی کے ساتھ حکومت کی یہ بہت نیک، سخی اور رحمدل بادشاہ تھا۔ قرطبہ کی مشہور مسجد اسی نے تعمیر کرائی تھی۔ ۱۷۲ھ میں وفات پائی۔

عبدالرحمٰن (ثانی) عبدالرحمٰن ثانی نے اپنی لیاقت اور محنت سے اندلس کو گلزار بنا دیا۔ جس مقام میں پہلے خاک اڑتی تھی وہاں ہرے بھرے باغ، لہلہاتے کھیت، شاندار کارخانے اور خوبصورت محل کھڑے ہوگئے جہالت اور بے علمی کی جگہ علم و فراست نے لے لی اور وحشت کے بدلے انسانیت پیدا ہوگئی۔ عبدالرحمٰن ثانی کو شاعری سے بڑا لگاؤ تھا۔ دربار کے شعرا کو انعام و اکرام سے اکثر نوازا جاتا۔ خلیفہ خود طبیعت کا نرم، خلیق، اور نیک دل تھا۔

عبدالرحمٰن کی کوششوں کے باوجود، ملک میں صحیح امن و امان کبھی قائم نہ ہوسکا۔ صوبہ مریسہ میں معدیہ اور یمانیہ ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار تھے۔ ماردہ میں عیسائیوں نے بغاوت کر رکھی تھی۔ عبدالرحمٰن وقتاً فوقتاً طلیطلہ کی سرکوبی کے لئے فوجیں بھیجتا رہا لیکن ۱۹ جون ۸۵۲ء تک اس پر قبضہ نہ ہوسکا۔ ستمبر ۸۵۲ء میں عبدالرحمٰن ثانی نے وفات پائی۔

عبدالرحمٰن (ثالث) عبدالرحمٰن ثالث ۳۰۰ھ میں تخت نشین ہوا۔ اس وقت ملک کی حالت بہت ابتر تھی۔ ایک طرف عیسائی طاقت پکڑتے جا رہے تھے۔ دوسری طرف مسلمان آپس میں لڑ رہے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے عبدالرحمٰن کو عجیب دل اور دماغ عطا کر رکھا تھا۔ تھوڑے ہی عرصے میں سارے دشمن دب گئے اور ہر طرف اس کے نام کا ڈنکا بجنے لگا۔

عبدالرحمٰن کو عمارتوں کا بڑا شوق تھا چنانچہ اس نے اپنے عہد حکومت میں بڑی نفیس اور خوبصورت عمارتیں تعمیر کرائیں، دارالحکومت قرطبہ اس وقت بڑے عروج پر تھا۔ شہر میں جگہ جگہ خوبصورت پارک اور پھلوں سے لدے ہوئے باغ تھے۔

سپین میں اسلامی حکومت کو جو اعلیٰ رتبہ عبدالرحمٰن ثالث نے بخشا وہ کبھی پہلے اسے نصیب نہ ہوا تھا۔

ہسپانوی سلاطین میں وہ سب سے بڑا بادشاہ گزرا ہے۔ ۱۶ اکتوبر ۹۶۱ء مطابق ۲ رمضان ۳۵۰ھ انچاس سال حکومت کرنے کے بعد، ستر برس کی عمر میں وفات پائی۔

عبدالرحمٰن (چغتائی) (دیکھو چغتائی)

عبدالرحمٰن (رابع)۔ ۲۰ اپریل ۱۰۱۸ء کو عبدالرحمٰن رابع خلیفہ منتخب ہوا اور المرتضیٰ کا لقب اختیار کیا۔ ہسپانوی جرنیل خیران اور منذر جو عبدالرحمٰن کی طرف سے بددل ہو چکے تھے خیانت اور بیوفائی پر تل گئے اور زادی سے درپردہ عہد کرلیا کہ جب اس کی خلیفہ سے لڑائی ہوگی تو وہ خلیفہ کا ساتھ چھوڑ کر اس کی طرف آجائیں گے۔ چنانچہ جب لڑائی شروع ہوئی تو چند دنوں بعد خیران اور منذر نے پیٹھ دکھائی اور باقی حکام کو بددل کردیا۔ عبدالرحمٰن نے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور دشمنوں کے نرغے سے نکلنے میں کامیاب ہوگیا۔ میدان سے نکل کر عبدالرحمٰن نے وادی آش کا رخ کیا لیکن خیران نے اس کی تاک میں چند آدمی بھیج رکھے تھے جنہوں نے موقع پاکر اسے قتل کردیا۔

عبدالرحمٰن (سلطان) مراکش اور فیض کا سلطان دورِ حیات ۱۷۷۸ء تا ۱۸۵۹ء بحری قزاقوں سے حفاظت کی غرض سے جو محصول لیا جاتا تھا اس نے اسے معاف کردیا۔ ۱۸۲۲ء میں تخت نشین ہوا اور چار سال تک عبدالقادر کا حلیف بن کر فرانس سے لڑتا رہا۔ ۱۸۴۴ء کی شکست کے بعد فرانس سے اس نے مصالحت کرلی۔

عبدالرحمٰن (گورنر)۔ اموی ہسپانیہ کا گورنر تھا۔ اس نے ایک جرار لشکر کے ساتھ فرانس پر چڑھائی کی مگر شکست کھانے کے بعد ۷۳۲ء میں بمقام طورز Tours چارلس مارٹل کے ہاتھوں قتل ہوا۔

عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیقؓ۔ کنیت ابو عبداللہ۔ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کے فرزند اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حقیقی بھائی تھے، اور وہ اپنے خاندان میں واحد شخص تھے۔ جو ابتدا میں اسلام نہ لائے۔ اور جنگ بدر میں مشرکین کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف لڑے۔ اسی جنگ میں ان کے والد حضرت ابوبکرؓ مجاہدین اسلام میں شامل تھے۔

غزوۂ احد میں بھی مشرکین کا ساتھ دیا۔ بعد میں صلح حدیبیہ کی وقت ایمان لائے۔

بہت بہادر اور شجاع تھے۔ تیر اندازی میں کمال حاصل تھا۔ صلح حدیبیہ کے بعد تمام غزوات میں رسول اللہؐ کے ہمرکاب رہے۔ خاص کر جنگ یمامہ میں بہت کمالات کا مظاہرہ کیا۔

یزید نے خلافت کے لئے آپ کو ہر طرح مجبور کیا یہاں تک کہ ایک لاکھ کی پیشکش کی۔ مگر آپ نے اسے ٹھکرا دیا۔ اور اس کی بیعت سے انکار کردیا۔ مدینہ چھوڑ کر مکہ آرہے تھے اور مکہ سے دس میل کے فاصلہ پر "حبشی" نام مقام پر اچانک وفات پائی۔ سنِ وفات ۵۳ھ ہے۔

عبدالرحمٰن بن سمرہؓ۔ جاہلیت کا نام عبدالکعبہ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے اور نام عبدالرحمٰن پڑا۔ غزوہ تبوک اور بعد کے سب غزوات میں رسول اللہؐ کے ساتھ مجاہدانہ سرگرمیوں میں حصہ لیا۔

حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں بصرہ کے والی عبدالرحمٰن عامر نے انہیں فوج میں امیر مقرر کیا اور سجستان روانہ کیا۔ وہاں کے حاکم نے بیس لاکھ درہم اور دو ہزار لونڈی غلام دے کر صلح کرلی۔ پھر زریج سے کش تک کا علاقہ اور بست وزابل فتح کئے اور واپس آگئے۔

جنگ جمل اور صفین میں غیر جانبدار رہے۔

امیر معاویہؓ کے برسراقتدار آنے پر ۴۱ھ میں بصرہ کے والی بنائے گئے۔ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں جو علاقے انہوں نے فتح کئے تھے۔ ان میں سے اکثر باغی ہوگئے تھے۔ چنانچہ اب امیر معاویہؓ کے حکم سے عبدالرحمٰنؓ نے دوبارہ ان کی سرکوبی کی۔ آپ کے حسن کارکردگی سے خوش ہوکر امیر معاویہؓ نے آپ کو سجستان کا والی بنا دیا۔ تین سال کے بعد ۴۴ھ میں زیاد نے انہیں معزول کرکے زیاد بن ربیع کو ان کی جگہ سجستان کا گورنر بنایا۔ معزولی کے بعد آپ نے وہیں سکونت رکھی۔ اور ۵۰ھ میں اسی جگہ وفات پائی۔

آپ کی متعدد احادیث پر، امام بخاری اور امام

مسلم ہردو متفق ہیں۔

عبدالرحمنؓ بن شبل۔ نام عبدالرحمن۔ قبیلہ اوس سے تعلق رکھتے ہیں۔ انصار کے نقیب تھے۔ اور فاضل صحابہ میں سے ہیں۔ رسول اللہ کی احادیث صحابہ کو سنایا کرتے تھے۔ امیر معاویہؓ نے بذریعہ خط ان سے مطالبہ کیا۔ کہ جس قدر احادیث انہیں معلوم ہوں۔ وہ سب لوگوں کو سنا دی جائیں۔ چنانچہ انہوں نے لوگوں کو جمع کرکے سب احادیث جو انہیں یاد تھیں۔ بیان کردیں
موجودہ کتب احادیث میں کم از کم ۱۴ احادیث ان سے منسوب ہیں۔ ان میں سے بالخصوص تین حدیثیں بہت زیادہ مشہور ہیں۔ جو ابوداؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ میں بھی منقول ہیں۔

عبدالرحمٰنؓ بن عوف۔ کنیت ابو محمد۔ خاندان زہری۔ بعثت نبویؐ سے تقریباً ۳۰ سال پہلے پیدا ہوئے اسلام قبول کرنے کے بعد پہلے حبشہ کو ہجرت کی پھر مدینہ کو۔ رسول اللہ کے ہمراہ تمام غزوات میں شرکت کی۔ خاص کر غزوہ احد میں بڑی جانبازی دکھائی۔ اور پاؤں پر ایسا زخم آیا۔ کہ عمر بھر لنگڑا کر چلتے رہے۔
رسول اللہؐ نے دومۃ الجندل کے قبیلہ کلب کے عیسائی سردار سے جہاد کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اور کہا۔ کہ پہلے اُسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دیں۔ اگر مان جائے تو اس کی لڑکی سے شادی کرکے ساتھ لے آنا۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ بعض مسلمان ہوئے بعض نے جزیہ دینا قبول کیا۔ آپ عیسائی سردار اصبغ کی لڑکی تماضر سے شادی کرکے اُسے مدینے لے آئے اور اسی کے بطن سے حضرت ابو سلمہؓ بن عبدالرحمن پیدا ہوئے۔

حضرت ابو بکرؓ کے عہد خلافت میں ملکی امور میں انہیں مشیر رہے دیا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں مجلس شوریٰ کے رکن تھے۔
حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد جب مسلمانوں نے خلافت کے لئے تین مختلف حضرات (حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمن بن عوف) کے نام پیش کئے تو حضرت عبدالرحمن خود ہی اپنی حق سے دست بردار ہو گئے۔ یہ ایک بہت بڑی قربانی ہے۔ اور بہترین اخلاقی مثال۔
چنانچہ اسی دست برداری کے فوراً بعد آپ نے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ لوگوں نے باری باری بیعت کرکے حضرت عثمانؓ کو خلیفہ منتخب کر لیا۔

حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ۳۱ھ میں بعمر ۷۵ برس انتقال کیا۔ اور جنت البقیع میں دفن ہوئے رسول اللہ کی بیشتر احادیث آپ کو یاد تھیں۔ جن میں کئی حدیثیں آپ نے روایت کی ہیں۔ آپ بہت معاملہ فہم اور دور اندیش تھے۔ اور علم و فضل میں صحابہ میں بہت ممتاز سمجھے جاتے تھے۔ زہد و ریاضت میں بھی بہت بڑھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ کی وصیت کے مطابق حضورؐ کے وصال کے بعد ازواج مطہراتؓ کی عمر بھر محافظت اور خدمت کرتے رہے۔ آپ کی دولت مندی کا یہ عالم تھا۔ کہ ایک دفعہ اُن کا تجارتی قافلہ مدینہ آیا۔ اور یہ قافلہ اشیائے خوردنی سے بھرے ہوئے سات سو اونٹوں پر مشتمل تھا۔ چنانچہ مدینہ پہنچتے ہی سارے کا سارا مال آپ نے خیرات کر دیا۔ آپ کی اپنی خوراک نہایت سادہ تھی۔
روایت ہے کہ آپ نے مختلف اوقات میں چودہ خواتین سے نکاح کیا۔ مگر بیک وقت آپکی چار سے زیادہ بیبیاں کبھی نہ تھیں۔ اور اولاد بھی کافی تھی۔
آپ رسول اللہ کے جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں۔

عبدالرحمن خان۔ بھارت میں متعینہ پاکستان کے سابق ہائی کمشنر، میجر عبدالرحمن خان پشاور کے علاقے میں ۱۹۰۹ء میں پیدا ہوئے۔ علی گڑھ اور دہلی میں تعلیم پائی اور ۱۹۲۱ء میں سابق صوبہ سرحد کی سول سروس میں شامل ہو گئے۔ ۱۹۳۲ء میں انہیں جلال آباد (افغانستان) میں برطانوی قونصل Consul مقرر کیا گیا۔ قیام پاکستان کے بعد کابل میں پاکستانی سفارت خانے سے منسلک ہو گئے۔ پہلے فرسٹ سیکرٹری (First Secretary) کے فرائض انجام دیتے رہے اور پھر تین برس تک وہ ناظم الامور Charge de' Affairs رہے۔
۱۹۵۳ء میں وزارت خارجہ پاکستان میں آفیسر آن سپیشل ڈیوٹی Officer on Special Duty

مقرر کئے گئے۔ بعد ازاں جالندھر (بھارت) میں پاکستان کے ڈپٹی ہائی کمشنر مقرر ہوئے۔ اور بعد میں ہائی کمشنر کے عہدے پر فائز ہوئے۔

عبدالرحیم خانخاناں (دیکھو خانخاناں)

عبدالرحیم، سر۔ سر عبدالرحیم تقسیم سے پیشتر، غیر منقسم قانون ساز اسمبلی کے صدر تھے، اور قبل ازیں جج ہائی کورٹ اور دوسرے سرکاری مناصب پر فائز رہ چکے تھے۔ ان کا مبلغ علم اور قانون دانی مسلم تھی۔

عبدالرشید خان، سردار۔ سردار عبدالرشید۔ ۹ دسمبر ۱۹۰۶ء کو سابق صوبہ سرحد کے ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان میں پیدا ہوئے ایڈورڈز کالج اور اسلامیہ کالج پشاور میں تعلیم حاصل کی۔ مارچ ۱۹۲۰ء میں صوبائی پولیس میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۲ء میں متحدہ ہندوستان کے سیکرٹری آف سٹیٹ کی طرف سے انہیں انڈین پولیس سروس میں شامل کر لیا گیا۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران میں اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل پولیس (ٹریفک) اور امور خارجہ کے محکمے کے ڈپٹی سکرٹری بھی رہے۔ ۱۹۴۶ء میں ضلع پشاور کے سینیر سپرنٹنڈنٹ پولیس مقرر ہوئے۔ دو برس بعد صوبہ سرحد کے ڈپٹی انسپکٹر جنرل اور فرنٹیر کنسٹبلری کے کمانڈنٹ ہو گئے۔ ۱۹۵۱ء میں صوبائی پولیس کے انسپکٹر جنرل بن گئے۔ ۲۳ اپریل ۱۹۵۳ء کو سردار عبدالرشید نے اس عہدے سے استعفا دے دیا اور سابق صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ مقرر ہوئے۔ جولائی ۱۹۵۵ء میں سرحد کے گورنر خان قربان علی خان نے ان کی کابینہ کو برطرف کر دیا اور بلوچستان میں گورنر جنرل کے ایجنٹ سردار بہادر خان کو وزارت بنانے کی دعوت دی۔ کچھ عرصے بعد سردار صاحب نے مسلم لیگ کو چھوڑ کر ری پبلکن پارٹی میں شمولیت اختیار کر لی۔ ۵ مئی ۱۹۵۶ء کو انہیں مغربی پاکستان کی پہلی کابینہ میں شامل کیا گیا۔ خان وزارت میں ان کے پاس مالیات اور اطلاعات کے محکمے تھے۔ چھ مہینے کے تعطل کے بعد صوبائی اسمبلی بحال ہوئی تو سردار رشید نے ری پبلکن کی قیادت اور وزارت اعلیٰ کا عہدہ سنبھالا۔ مگر سات مہینے بعد انہیں مستعفی ہونا پڑا۔ اس کے بعد آپ کو وزیر تجارت و صنعت کی حیثیت سے مرکزی وزارت میں لے لیا گیا۔ اور مارشل لا تک اسی عہدے پر فائز رہے۔

عبدالرشید کموڈور Comodore

پاکستانی بحریہ کی چھوٹی کشتیوں کے بیڑے کے کمانڈر عبدالرشید مشرقی پاکستان کے ضلع نواکھالی میں ۱۹۱۵ء میں پیدا ہوئے۔ چٹاگانگ میں تعلیم حاصل کی اور برطانوی تجارتی بیڑے میں ملازم ہو گئے۔ دوسری جنگ عظیم کے آغاز پر ہندوستان کے بحری بیڑے میں شامل ہو گئے۔ اس دوران میں انہوں نے بڑی اہم خدمات انجام دیں جن کی وجہ سے انہیں جنگی بحری بیڑے میں مستقل کر دیا گیا۔ قیام پاکستان کے وقت وہ گوداوری جہاز کے کمانڈر تھے۔ اس کے بعد وہ پرچم بردار جہاز "جہلم" کے کمانڈر تھے۔ اس کے بعد وہ پرچم بردار "جہلم" کے کمانڈر مقرر کئے گئے۔ ۱۹۵۱ء میں وہ اعلیٰ فوجی تعلیم کے لئے ولایت گئے۔ اب ان کا شمار پاکستان بحری بیڑے کے آزمودہ کار اور بلند پایہ افسروں میں ہوتا ہے۔

عبدالستار، سیٹھ حاجی۔ سیٹھ حاجی عبدالستار پاکستانی ماہر امور خارجہ۔ ۱۸۹۴ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۱-۳۷ کیرالا مسلم مجلس (مالابار) کے جنرل سکرٹری رہے۔ ۱۹۳۵ اور ۱۹۴۶ میں علی الترتیب انڈیا کی مرکزی مجلس قانون ساز کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۴۸ تک مجلس دستور ساز (انڈیا) کے رکن تھے۔ پاکستان میں آنے کے بعد ۱۹۴۸ میں پاکستان کی طرف سے مصر میں سفیر مقرر کئے گئے۔

عبدالسلام خورشید ڈاکٹر۔ عبدالسلام خورشید عبدالمجید سالک کے فرزند ہیں۔ ۱۲ اگست ۱۹۱۹ء کو پیدا ہوئے۔ آپ ایم۔ اے۔ جے۔ ڈی پی۔ اور پی ایچ ڈی کی ڈگری ایمسٹرڈم سے حاصل کی ہے۔ ماضی میں "پنچایت"، "ہمارا پنجاب"، اور روزنامہ "انقلاب" سے منسلک رہے۔ صحافت، تاریخ، سیاست اور حالات حاضرہ پر تقریباً پچاس کتب لکھی ہیں۔ ان دنوں آپ شعبۂ صحافت پنجاب یونیورسٹی میں سینیر لیکچرار ہیں اور ایمسٹرڈم سے نکلنے والے "گزٹ" (فن صحافت کا بین الاقوامی مجلہ) کے ایشائی ایڈیٹر بھی ہیں۔

---

**عبدُالسلام ندوی کیفی۔** (دیکھو کیفی عبدالسلام ندوی)

**عبدالعزیز، سلطان۔** (۱۸۳۰ — ۱۸۷۶) سلطانِ ترکی جو اپنے بھائی عبدالمجید کے بعد ۱۸۶۱ء میں تخت نشین ہوئے ان کے عہد حکومت میں مغربی خیالات اور اثرات نے بہت جلد غلبہ حاصل کرلیا۔ روشن خیالی بھی عام ہوگئی۔ اور نامک کمال جیسے انشا پرداز کی بدولت احیائے علم وادب ہوا جس کے باعث فارسی طرز کے اسلوبوں کو ترک کرکے، ڈرامہ نویسی اور سیاسی تحریروں کو نئے انداز سے پیش کیا گیا۔ عبدالعزیز پہلے ترکی کے بادشاہ تھے۔ جو ۱۸۶۷ء میں یورپ کی سیاحت کے لئے گئے۔ ۱۸۶۸ء میں قسطنطنیہ سے ہنگری تک ریل کی پٹڑی بچھانے کی اجازت دی۔ ۱۸۷۲ء میں مغربی طاقتوں سے قرض لے کر یہ کام شروع کیا گیا۔ حکومت ترکیہ کا یہ پہلا غیر ملکی قرضہ تھا۔ ان اخراجات اور قرضوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ حکومت کا دیوالہ نکل گیا۔ اور ملک میں بغاوتیں ہونے لگیں۔ ۳۰ مئی ۱۸۷۶ء کو وزیر اعظم مدحت پاشا اور اس کے رفقا نے سلطان عبدالعزیز کو معزول کردیا جو ۴ دن کے بعد قتل یا خودکشی کے باعث اس دنیا سے رحلت کر گیا۔

**عبدُالعزیز، (شاہ)** (دیکھو شاہ عبدالعزیز محدث)

**عبدُالعزیز، (فلک پیما)** (دیکھو "فلک پیما")

**عبدالعزیز بن موسیٰ۔** موسیٰ بن نصیر فاتح افریقہ واندلس کا بڑا بیٹا۔ جب ۷۱۵ء میں خلیفہ ولید نے موسیٰ کو دمشق واپس بلایا تو موسیٰ نے روانگی سے پہلے عبدالعزیز کو مفتوحہ اندلس کا وائسرائے مقرر کیا۔ شہر اشبیلیہ کو اس کی حکومت کا صدر مقام از سر نو بنایا گیا۔ عبدالعزیز نے اندلس میں اس خوبی سے نظم ونسق سنبھالا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں وہاں خوشحالی اور فارغ البالی کا دَور دورہ ہوگیا۔ خلیفہ سلیمان کے ایما پر عبدالعزیز کو اس وقت قتل کیا گیا جب کہ وہ نماز کے لئے مسجد کی طرف جارہا تھا۔ عبدالعزیز کا سر کاٹ کر دمشق لایا گیا اور زندان میں اس کے بوڑھے باپ موسیٰ کے سامنے پیش کیا گیا۔

**عبدالغفار، قاضی۔** اُردو کے مشہور ادیب و صحافی۔ قاضی محمد عبدالغفار ۱۸۸۹ء میں بمقام مُرادآباد پیدا ہوئے۔ آپ کے والد خان بہادر قاضی ابرار احمد صاحب مرادآباد کے ایک معزز زمیندار تھے۔ تعلیم علی گڑھ کالج میں پائی۔ کچھ عرصہ سرکاری ملازمت کی۔ پھر استعفیٰ دے کر مولانا محمد علی مرحوم کے اخبار "ہمدرد" کے شعبۂ ادارات میں شامل ہوگئے۔ اس کے بعد آپ نے کلکتہ سے اخبار "جمہور" جاری کیا۔ لیکن وہ ضبط کر لیا گیا اور آپ کو نظر بند کر دیا گیا۔ بعد ازاں آپ نے دہلی سے روزنامہ "صباح" نکالا۔ اس کی بھی ضمانت ہوگئی۔

کچھ عرصہ بعد آپ وفد خلافت کے ساتھ انگلستان گئے۔ واپسی پر اپنی پہلی کتاب "نقش فرنگ" لکھی۔ اس کے چند سال بعد "کتاب کینئے" شائع ہوئی۔ اور اس کے بعد "مجنوں کی ڈائری" اور "اس نے کہا"۔ پھر آپ نے حیدرآباد سے روزنامہ "پیام" جاری کیا۔ اسی دوران میں آپ کی کتاب "آثارِ جمال الدین" شائع ہوئی۔
۱۹۵۵ء میں وفات پائی۔

**عبدُالغنی، شاہ** (دیکھو شاہ عبدالغنی)

**عبدالقادر جیلانیؒ۔** حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم آپ حسنی والحسینی سید تھے۔ ۴۷۱ھ میں گیلان یا جیلان کے مقام پر پیدا ہوئے۔ بچپن ہی میں باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ عمر کا بڑا حصہ بغداد میں بسر ہوا۔

تعلیم کے لئے بغداد پہنچے۔ مدرسہ نظامیہ میں علوم متداولہ حاصل کئے۔ پھر خود تفسیر حدیث اور دوسرے مذہبی علوم کی تدریس میں مصروف ہوگئے پھر تصوف کی ریاضتوں کا شوق ہوا۔ چنانچہ بڑی مشکل ریاضتیں کیں۔ ایک بزرگ لکھتے ہیں کہ مجھے ایک رات ان کے حجرے میں رہنے کا موقع ملا۔ عبدالقادر دو تہائی رات تک تو برابر نفل پڑھتے رہے، ایک تہائی رات رہ گئی تو عاجزی اور زاری سے دعائیں مانگنے لگے۔ اس وقت مجھے معلوم ہو رہا تھا کہ آپ پر ایسا نور چھایا ہوا

ہے کہ اس پر نظر نہیں ٹھہرتی تھی۔
سید عبدالقادر دین کے علوم میں ماہر تھے، چنانچہ بڑے بڑے جلیل القدر علما اکثر مسائل میں ان سے مشورہ کرنے اور فتویٰ پوچھنے آتے تھے "غنیۃ الطالبین" اور "فتوح الغیب" آپ کی مشہور کتابیں ہیں۔ طریقت میں آپ کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ تقریباً تمام اکابر صوفیہ آپ کی جلالت منصب کے قائل ہیں۔ آپ کی بہت سی کرامتیں زبان زد عام ہیں لیکن سب سے بڑی کرامت یہی ہے کہ انہوں نے نیکی اور تقویٰ کی زندگی بسر کی اور خاصے دولت مند ہونے کے باوجود اپنے آپ کو آسائش دنیوی کا خوگر نہ بنایا۔ ۱۱ ماہ ربیع الثانی ۵۶۱ھ کو وفات پائی۔ اور بغداد میں دفن ہوئے۔

عبدالقادر، سید۔ اسلامیہ کالج لاہور کے سابق وائس پرنسپل اور پروفیسر تاریخ۔ ۱۹۵۵ء میں لاہور میں فوت ہوئے۔ اصل وطن جالندھر تھا جہاں آپ کا بہت بڑا اور نادر کتب خانہ تھا جو ۱۹۴۷ء کے فسادات میں تباہ اور برباد ہوگیا۔ سید صاحب کو اس نقصان کا ناقابل برداشت صدمہ ہوا۔ تقسیم کے بعد لاہور میں مقیم ہوگئے اور یہیں وفات پائی۔ سید صاحب ایک بلند پایہ مورخ اور قابل استاد تھے، اور آج ملک کے گوشہ گوشہ میں ان کے شاگرد موجود ہیں۔ آپ کے بیٹے "حق برادرز" کے نام سے اندرون کتب فروشی کے کام میں مصروف ہیں

عبدالقادر شاہ۔ (دیکھو شاہ عبدالقادر)

عبدالقادر، شیخ سر۔ سر شیخ عبدالقادر ۱۸۷۲ء میں لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ فورمن کرسچین کالج Forman Christian College لاہور سے بی اے کا امتحان پاس کیا اور اخبار "آبزرور" Observer لاہور میں کام کرتے رہے۔ کچھ عرصہ اردو رسالہ "مخزن" کے ایڈیٹر بھی رہے۔ ۱۹۰۷ء میں بیرسٹری کا امتحان پاس کیا۔ اور ۱۹۲۱ء میں پنجاب ہائیکورٹ کے جج بنادئے گئے ۱۹۲۳ء میں پنجاب اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے ۱۹۲۵ء میں پنجاب کے وزیر تعلیم بنائے گئے۔ ۱۹۲۷ء میں مجلس اقوام کے اجلاس جنیوا سے واپسی کے بعد لاہور ہائیکورٹ کے پھر جج مقرر ہوئے۔

۔ شیخ عبدالقادر اردو کے ممتاز ادیبوں میں شمار ہوتے ہیں ان کی تحریر میں روز بیان کے ساتھ شیرینی اور پاکیزگی بھی ہے۔ خیالات نہایت بلند اور اعلےٰ ہیں۔ ان کے دو سفرنامے "دور ہار خلافت" اور "سفرنامہ یورپ" بہت مشہور ہیں۔ ۱۹۵۰ء میں لاہور میں انتقال ہوا۔

عبدالقادر، مسٹر۔ مسٹر عبدالقادر سابق گورنر سٹیٹ بنک آف پاکستان ۱۹۰۷ء میں جالندھر میں پیدا ہوئے۔ تعلیم لاہور میں پائی اور یہیں ایم اے کی سند حاصل کی۔ تعلیم ختم کرنے کے بعد سرکاری ملازمت اختیار کی اور انڈین آڈٹ اینڈ اکاؤنٹس سروس میں شامل کر لئے گئے۔ تقریباً چھ برس تک دہلی، ناگپور اور کلکتہ کے اکاؤنٹس کے دفتروں میں خدمات سرانجام دیتے رہے ۱۹۳۶ء میں موصوف کا تبادلہ حکومت ہند کی وزارت مالیات کے دفتر میں ہوگیا۔ پاکستان کے قیام کے بعد انہیں مرکزی وزارت مالیات کا جوائنٹ سکرٹری مقرر کیا گیا۔ اور اقوام متحدہ کے مالی کمیشن میں اپنا نمائندہ نامزد کیا۔ اور ۱۹۵۱ء سے ۱۹۵۲ء تک وہ اس کمشن کے جلسوں میں پاکستان کی نمائندگی کرتے رہے۔ ۱۹۵۳ء کی ابتدا میں آپ کو اس کمیشن کا نائب صدر بھی منتخب کیا گیا۔ بعد ازاں کچھ عرصے کے لئے پاکستان کی وزارت مالیات کا سکرٹری مقرر کیا گیا۔ اور اس کے بعد آپ جولائی ۱۹۵۳ء میں سٹیٹ بنک کے گورنر بنے اور ۱۹۶۱ء میں ریٹائر ہوگئے۔

عبدالقادر، مسکارہ (۱۸۰۷ء—۱۸۸۳ء) مسکارہ Mascara کا ایک عرب امیر اور نواب جوالجیریا میں فرانسیسی تسلط کا سخت مخالف تھا۔ ۱۵ برس تک فرانسیسیوں کے خلاف برسرپیکار رہا۔ مگر ۱۸۴۷ء میں عبدالقادر نے ہتھیار ڈال دئیے اور قید کر دیا گیا۔ ۱۸۵۲ء میں رہا کئے جانے پر فرانس کا وفادار دوست بن گیا۔

عبدالقدیر بن مروان۔ مروان بن الحکم خلیفہ بنوامیہ کے بیٹے تھے۔ جو منجملہ دوسرے لڑکوں کے مسند خلافت پر فائز نہ ہو سکے اور تخت وتاج عبدالملک بن مروان ان کے بھائی کے حصے میں آئے۔ سیر وشکار کے دلدادہ اور آزاد مزاج تھے۔

**عبدالقیس** - عبدالقیس بن الاعلیٰ بن عصیم - انصار میں سے بنو ظفر کے حلیف تھے، عربوں میں ان کے سلسلہ نسب کے بارے میں تو زیادہ معلوم نہیں - حضور کے ہمراہ غزوہ احد میں موجود تھے اور کفار کے خلاف شریک جنگ تھے

**عبدالکریم خان، شہزادہ** - شہزادہ عبدالکریم خان بلوچستان کی ریاستی یونین کے خان اعظم سر حاجی میر احمد خان کے چھوٹے بھائی ہیں اور گرفتاری کے موقع پر ریاست مکران کے گورنر تھے - انہیں بلوچستان کے سپیشل جرگے کی سفارش پر، ایک صحافی اور سیاسی رہنما محمد حسین کے ہمراہ نومبر ۱۹۵۸ء کو بغاوت کے الزام میں میں دس سال قید با مشقت اور دس ہزار روپے جرمانے کی سزا دی گئی تھی - اور انہیں ہری پور جیل سے سات سال کے بعد رہا کیا گیا - بغاوت میں ان دونو کے علاوہ کچھ اور لوگوں کو بھی سزائیں دی گئی تھیں لیکن وہ سب کے سب سزا بھگت کر ان سے پہلے ہی رہا ہو چکے تھے -

**عبدالکریم، غازی، ریف** - مراکش میں مجاہد ریف کے نام سے مشہور ہیں - آپ مجاہدین ریف کے سردار تھے - جنگ عظیم میں ہسپانیہ کی طرف سے لڑتے رہے - لیکن بعد میں ان کے مخالف ہو گئے -

۱۹۲۱ء میں ملیلا کے قریب اس نے ہسپانوی فوج کے بیس ہزار آدمیوں کو تباہ کر دیا - فرانس کی بیشتر لڑائیوں میں بھی کامیاب رہا - لیکن بالآخر ۱۹۲۶ء میں فیز کے مقام پر اس نے اپنے آپکو فرانس کے حوالہ کر دیا جس نے اس کو جزیرہ مسکرین میں قید کر دیا - غازی عبدالکریم کا نام مراکش کی جنگ آزادی کے سلسلے میں خوب روشن ہوا - اور اُن کے فرانسیسیوں کے خلاف جنگی کارنامے، زبان زد خاص و عام ہیں -

**عبدالکریم قاسم میجر جنرل** - عراقی جمہوریہ کے وزیراعظم ۱۹۱۴ء میں پیدا ہوئے عراق کی ملٹری اکیڈیمی میں تربیت حاصل کی - اور ۱۹۳۴ء میں اس کا امتحان پاس کرنے کے بعد فوج میں شامل ہو گئے اس وقت ان کی عمر بیس سال کی تھی ۱۹۴۸ء میں جب عربوں نے یہودیوں کے خلاف اعلان جنگ کیا تو میجر جنرل عبدالکریم قاسم بھی عراقی فوج کے ساتھ محاذ پر گئے ۱۹۵۵ء میں انہیں عراقی فوج کے انیسویں بریگیڈ کا کمانڈر مقرر کیا گیا - وہ کئی ماہ سے دوسرے پُرجوش محب وطن نوجوان افسروں کے ساتھ شاہی حکومت کا تختہ الٹنے کا منصوبہ مرتب کر رہے تھے اور کسی مناسب موقع کی تلاش میں تھے - ۱۴ جولائی ۱۹۵۸ء کی شام کو وزیراعظم نوری السعید کی حکومت نے جنرل قاسم کو حکم دیا کہ وہ اردن کی شاہی حکومت کی حفاظت کے لئے اپنا بریگیڈ اُردن لے جائیں اس مقصد کے لئے انہیں کثیر مقدار میں گولہ بارود دیا گیا - مگر جنرل قاسم نے اُردن جانے کی بجائے عراقی حکومت کا تختہ الٹ دیا اور شاہ فیصل ولی عہد امیر عبدالالٰہ اور نوری السعید کو موت کے گھاٹ اتار کر حکومت پر قبضہ کر لیا -

**عبداللہ** (والد ماجد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) حضور کے والد محترم تھے - سترہ برس کی عمر میں حضرت آمنہؓ سے شادی کی - حضورؐ کی پیدائش سے پہلے ہی مدینہ میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے -

**عبداللہ** (ہز رائل ہائی نس پرنس سیف الاسلام) شاہ یمن کے بڑے صاحبزادے اور وزیر امور خارجہ - ۱۹۱۷ء میں پیدا ہوئے - ۱۹۳۲ء میں ضلع حدیدہ کے افسر اعلیٰ مقرر ہوئے - ۱۹۳۴ء میں وزیر تعلیم کے عہدہ پر فائز ہوئے - ۱۹۳۹ء میں سپریم کمانڈ کے چیئرمین مقرر ہوئے - ۱۹۴۶ء میں فلسطینی کانفرنس منعقدہ لنڈن میں یمن کے نمائندہ بن کر گئے - ۱۹۴۷ء میں یمن کو یو این کا ممبر بنوایا اور وہاں یمنی وفد کے سربراہ کی حیثیت سے تشریف لے گئے - ۱۹۴۸ء میں یمنی کونسل کے نائب صدر اور وزیر امور خارجہ مقرر ہوئے - آپ کو شرق اردن، عراق، شام اور لبنان وغیرہ ممالک کے بہت سے اعزاز حاصل ہیں -

**عبداللہ** (چغتائی) ڈاکٹر عبداللہ چغتائی پاکستان کے مشہور مصور عبدالرحمٰن چغتائی کے چھوٹے بھائی ہیں - آپ مصوری، نقاشی، فن تعمیر اور دیگر فنون لطیفہ کے تجربہ کار نقاد ہیں - اس سلسلے میں بڑی تحقیق و تدقیق کی ہے اور اس لئے ملک بھر میں ان کی رائے کو بہت مستند مانا جاتا ہے -

اس سلسلے میں آپ یورپ کا سفر بھی کر چکے ہیں -

لاہور ہی میں مقیم ہیں۔ کتابوں اور سٹیشنری کا کاروبار ہے۔ علامہ اقبال مرحوم کے قریبی دوستوں میں سے ہیں۔

**عبدُاللہ (سفاح)** (دیکھو ابو العباس سفّاح)

**عبدُاللہ (سید، ڈاکٹر)** ڈاکٹر سید عبداللہ۔ رئیس شعبہ اردو پنجاب یونیورسٹی۔ پرنسپل اورینٹل کالج لاہور۔ اردو کے نامور اور مشہور ادیب اور نقاد ہیں۔ فروری ۱۹۰۶ء کو مانسہرہ ضلع ہزارہ کے گاؤں منگلور میں پیدا ہوئے۔ میٹرک تک تعلیم وطن ہی میں پائی۔ لاہور آ کر منشی فاضل، ایم۔ اے فارسی اور ایم۔ اے عربی کے امتحانات پاس کئے ۱۹۳۵ء میں۔ ڈی لٹ کی ڈگری حاصل کی۔ مشہور تصانیف مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) ادبیات فارسی میں ہندوؤں کا حصہ۔
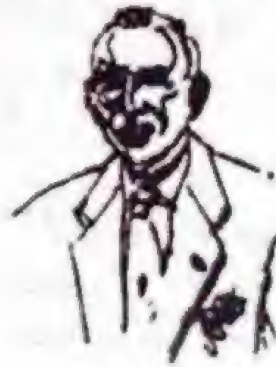
(۲) بحث و نظر۔

(۳) ولی سے اقبال تک۔

(۴) مقاماتِ اقبال۔

(۵) اردو نثر بعہد سرسید (انگریزی) اور ۶۔ نقدِ میر جس پر حکومت پاکستان نے ڈاکٹر صاحب کو گراں قدر انعام سے نوازا۔

**عبداللہ (یوسف علی)** عبداللہ یوسف علی بے جو عالم اسلام کے ایک بہت بڑے متبحر عالم تھے۔ آئی سی ایس کے ایک عہدیدار کی حیثیت سے زندگی کے میدان میں قدم رکھا اور ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد انگلستان میں سکونت اختیار کر لی پہلے ۱۹۱۴ء میں اور پھر ۱۹۲۵ء میں اسلامیہ کالج لاہور کے پرنسپل ہو کر واپس آئے اور تین سال تک اس عہدہ پر فائز رہے۔ قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ اور تفسیر اسی زمانہ کی یادگار ہے جو علم دوست اصحاب کیلئے قابل مطالعہ تصنیف ہے۔

دوبارہ لندن جا کر علامہ موصوف خاموش زندگی بسر کرنے لگے حتیٰ کہ ۸۰ برس کی عمر میں ۱۰ دسمبر ۱۹۵۲ء کو انہوں نے دار فانی سے رحلت کی۔

**عبداللہ بن اُبَیّ** ۔ مدینہ میں منافقین کا مشہور سردار۔ رئیس الانصار کہلاتا تھا۔ اور اہل مدینہ نے اس کی رسم تاجپوشی شاہانہ طریقہ پر ادا کرنے کی تیاری کر لی تھی۔ لیکن اسی دوران میں ہجرت نبوی کے سبب مسلمانان مدینہ اس کی طرف سے توجہ ہٹا کر حضورؐ کی طرف متوجہ ہو گئے اس وجہ سے اس کو حضورؐ اور مسلمانوں سے خاص طور پر کد ہو گئی۔ اہل مکہ اسی سے ساز باز کرتے تھے اور سب سے پہلے اسی کو لکھا تھا کہ حضورؐ کو مدینہ سے نکال دے۔ چنانچہ اسی فکر میں لگا رہتا تھا۔

اس کی اپنی ایک جماعت تھی جو مسلمانوں سے مل جل رہتی تھی اور در پردہ ان کی مخالف بھی تھی، غزوۂ اُحد کے موقع پر وہ اپنے تین سو سوار علی کو لے کر عین جنگ کے موقع پر پھر گیا۔ غزوۂ خندق اور تبوک میں بھی اس نے اور اس کی جماعت نے اس طرح دھوکا دیا۔ انصار اور مہاجرین کو لڑانے کی بھی تدبیر کی تھی۔ مگر کارگر نہ ہو سکی۔ خود اس کے لڑکے نے حضورؐ سے درخواست کی کہ اگر حکم ہو تو اس رئیس المنافقین کو قتل کر دوں مگر حضورؐ نے نہ صرف درگذر فرمایا بلکہ جب وہ فوت ہوا تو خود اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اپنا کرتہ کفن کے واسطے مرحمت فرمایا۔

**عبداللہؓ بن ابی امیہ** ۔ نام عبداللہ۔ باپ کا نام حذیفہ۔ ماں کا نام عاتکہ جو عبد المطلب کی لڑکی تھیں۔ اس طرح آپ حضرت محمدؐ کے پھوپھیرے بھائی اور ام المومنین ام سلمہؓ کے ماں جائے بھائی تھے۔

عبداللہ کے والد ابو امیہ قریش کے ایک معزز خاندان کے رئیس تھے۔ رسول اللہؐ نے جب دعوت اسلام دی تو دیگر سرداران قریش کے ساتھ عبداللہ اور ان کے والد نے بھی رسول اللہؐ کی سخت مخالفت کی۔ رسول اللہؐ نے اپنے چچا ابو طالبؓ کو بوقت وفات کلمہ شہادت پڑھنے کی درخواست کی۔ اس وقت عبداللہ نے انہیں کلمہ پڑھنے سے روک دیا تھا۔ آپ رسول اللہؐ کا ہر جگہ مسخر اڑایا کرتے تھے۔ اور رسول اللہؐ کو آپ سے بہت نقصان پہنچتا رہا۔

بالآخر فتح مکہ سے کچھ دنوں پیشتر اسلام کی تعلیم کا

ان کے دل پر کچھ اثر ہوا۔ اور رسول اللہؐ سے ملاقات کی سوچی۔ چنانچہ اپنی بہن ام سلمہ (ام المومنین) کے ذریعہ رسول اللہؐ سے ملاقات کی اجازت چاہی۔ رسول اللہؐ نے ان کے گزشتہ افعال کے پیش نظر ملنے سے انکار کر دیا۔ اور ام سلمہؓ کے اصرار کے باوجود ملاقات نہ کی۔ آخر جب بہت مجبور کئے گئے۔ تو عبداللہؓ کو ملنے کی اجازت دے دی۔ اور انہوں نے گزشتہ افعال سے توبہ کر کے اسلام قبول کر لیا۔ اور فتح مکہ، حنین اور طائف کی جنگوں میں بڑی بے جگری سے لڑے۔ حتےٰ کہ جنگ طائف میں شہید ہوئے۔

عبداللہؓ بن ارقم۔ نام عبداللہ۔ باپ کا نام ارقم۔ حضورؐ کی والدہ آمنہ ارقم کی پھوپھی تھیں فتح مکہ میں مسلمان ہوئے۔ رسول اکرمؐ نے انہیں مراسلت اور کتابت کا سارا کام سپرد کر رکھا تھا۔ تمام امراء اور سلاطین کو رسول اللہؐ کی طرف سے خط یہی تحریر کرتے تھے اور غیرہ خط و کتابت بھی انہی کے ذریعہ ہوتی تھی۔

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں بھی یہی خدمت انجام دیتے رہے۔ علاوہ ازیں بیت المال کی نگرانی بھی کرتے تھے۔

حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں اس عہدہ سے مستعفی ہو گئے۔ آخر عمر میں بصارت جاتی رہی۔ ٣٥ھ میں وفات پائی۔ آپ سے متعدد احادیث مروی ہیں۔

عبداللہؓ بن ام مکتوم۔ عبداللہؓ بن ام مکتوم قرشی اور عامری۔ نابینا تھے۔ اس امر میں اختلاف نہیں ہے کہ وہ بنو عامر بن لوی سے تھے اور ان کی والدہ کا نام ام مکتوم عاتکہ بنت عبداللہ بن عنکثہ بن عامر بن مخزوم تھا۔ البتہ والد کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کے قول کے مطابق والد کا نام عبداللہ بن زائدۃ بن الاصم ہے۔ جبکہ بعض دوسرے لوگوں کے قول کے مطابق والد کا نام عبداللہ بن قیس بن مالک بن الاصم بن رواحہ بن حجر بن عدی بن معیص بن عامر بن لوی القرشی بن العامری ہے۔ مکہ کے قدیم الاسلام اشخاص میں سے تھے اور مدینہ میں ہجرت فرمائی حضرت بلالؓ کے ساتھ حضورؐ کے مؤذن بھی تھے جنگ قادسیہ میں بھی شرکت کی۔

عبداللہؓ بن انیس جہنی۔ نام عبداللہ۔ کنیت ابو یحییٰ۔ قبیلہ قضاعہ۔ عقبہ ثانیہ سے پیشتر مسلمان ہوئے۔ مکہ میں حضورؐ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور تمام جنگوں میں آپ کا ساتھ دیا۔ بڑے پرہیزگار اور ریاضت گزار تھے۔ لیلۃ القدر کے لئے رمضان کی تئیسویں شب کا تعین رسول اللہؐ نے آپ کے اصرار پر فرمایا۔ اسی لئے اسے "لیلۃ الجہنی" بھی کہتے ہیں۔

رسول اللہؐ سے احادیث سننے کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ آپ رسول اللہؐ کے اقوال کو یاد رکھتے اور پھر دوسرے مسلمانوں کو سناتے۔ چنانچہ ٢٤ روایتیں آپ کے نام سے منسوب ہیں۔ جو کتب احادیث میں منقول ہیں۔ آپ نہایت جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں۔ ٥٤ھ میں امیر معاویہؓ کے دور خلافت میں انتقال فرمایا۔

عبداللہؓ بن بدیل۔ ان کے والد بدیل قبیلہ خزاعہ کے رئیس تھے۔ جو فتح مکہ سے کچھ عرصہ پہلے مسلمان ہوئے اور عبداللہؓ بھی ان کے ساتھ ہی ایمان لائے۔

مسلمان ہونے کے بعد حضرت عبداللہؓ فتح مکہ، حنین اور طائف کی جنگوں میں رسول اللہؐ کے ساتھ شریک رہے۔

حضرت عمرؓ کے دور خلافت (٢٣ھ) میں ابو موسیٰؓ اشعری کی مدد کے لئے تم دکا شان کی مہم پر بھیجے گئے جہاں سے پیشقدمی کر کے انہوں نے "حی" کا علاقہ فتح کر لیا۔ اور پھر اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ ٢٤ھ میں دور عثمانیؓ میں جیس اور کرمان کے قلعے فتح کئے۔

امیر معاویہؓ اور حضرت علیؓ کے اختلافات کے دوران میں حضرت علیؓ کا ساتھ دیا۔ اور حضرت معاویہؓ کی شدید مخالفت کی۔ اور جنگ صفین میں حضرت علیؓ نے انہیں پیادہ فوج کا افسر اعلیٰ بنایا۔ اسی جنگ میں انہوں نے شہادت پائی۔

عبداللہؓ بن جعفرؓ۔ کنیت ابو جعفر۔ رسول اللہؐ کے چچیرے بھائی، حضرت جعفر طیارؓ کے لڑکے ہیں۔ آپ کے والد مکہ سے حبشہ ہجرت کر کے چلے گئے چنانچہ آپ حبشہ ہی میں تولد ہوئے۔ اور ٧ھ میں خیبر کے زمانہ میں والد کے ہمراہ مدینہ آئے۔ اس وقت آپ کی

عمر ۸ برس کی تھی۔ غزوۂ موتہ میں حضرت جعفرؓ شہید ہوئے۔ اور آنحضرتؐ، عبداللہ کے خود کفیل اور سرپرست بنے۔

جنگ صفین میں حضرت علیؓ کی حمایت میں لڑے اس کے باوجود معاویہؓ سے اچھے تعلقات تھے اور اکثر ان کے پاس آیا کرتے تھے۔

۸۰ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔

آنحضرتؐ کے وصال کے وقت آپ ۱۰ برس کے تھے اس کے باوجود حافظہ اچھا ہونے کی وجہ سے رسول اللہؐ کی بہت سی احادیث آپ نے یاد کر رکھی تھیں۔ جو بعد میں آپ نے روایت کیں۔

عبداللہ بن جحش۔ آپ جناب رسولِ اکرمؐ کے بھتیجے اور ان پر سب سے پہلے ایمان لانے والے بزرگوں میں سے تھے۔ آپ حبشہ کی ہجرت میں بھی شامل تھے۔ بعد میں مدینہ تشریف لے آئے۔ آپ اس گروہ کے سردار تھے جس نے نخلہ پر حملہ کیا۔ آپ نے بدر کی جنگ میں حصہ لیا اور اُحد کی جنگ میں شہادت پائی۔

عبداللہ بن حذافہ سہمی۔ نام عبداللہ، کنیت ابو حذیفہ۔ مکہ میں حضورؐ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ اور مہاجرین کے دوسرے گروہ کے ساتھ مکہ سے حبشہ کو ہجرت کی۔ پھر مدینہ چلے آئے۔ ۶ھ میں رسول اللہؐ کے خط بنام شہنشاہِ ایران گورنر بحرین کے پاس لے کر گئے۔ بدر کے سوا باقی تمام غزوات میں شریک ہوئے۔

حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں فتوحات شام میں بڑی سرگرمی دکھاتے رہے۔ ایک معرکہ میں رومیوں کے ہاتھوں گرفتار ہوئے۔ انہوں نے انہیں ترکِ اسلام پر مجبور کیا۔ اور بصورت انکار انہیں کھولتے ہوئے زیتون کے تیل میں جلا ڈالنے کی دھمکی دی۔ لیکن آپ نے مطلق پروا نہ کی۔ آخر انہوں نے شاہ روم کی پیشانی کا بوسہ لینے کو کہا۔ اور وعدہ کیا کہ اگر عبداللہ ایسا کریں تو اس کے عوض میں ۸۰ مسلمان قیدی چھوڑ دیئے جائیں گے۔ چنانچہ مسلمانوں کی جان بچانے کی غرض سے آپ نے منظور کر لیا۔ اور قیصر روم کی پیشانی پر بوسہ دے کر ۸۰ مسلمان قیدیوں کو رہا کرا لائے۔

حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں مصر میں وفات پائی۔

آپ رسول اللہؐ کی احادیث کے راویوں میں سے ہیں اور متعدد احادیث روایت کی ہیں۔

عبداللہ بن حسن بن حسن۔ خلفائے امیہ آپ کا بہت ادب کرتے تھے۔ پہلا عباسی خلیفہ سفاح بھی ان سے، بوقتِ ملاقات، نہایت احترام اور عزت سے پیش آیا۔ لیکن سفاح کا جانشین منصور ان سے بدگمان ہو گیا۔ اس بدگمانی کا سبب بیشتر ان کے دو لڑکے محمد اور ابراہیم تھے۔ کیونکہ تخت نشینی سے پہلے جب منصور ایک بار امیر حجاج بن کر آیا تھا تو یہ دونوں دوسرے ہاشمیوں کے ساتھ اسے ملنے کے لئے نہیں گئے تھے۔ بادشاہ بننے کے بعد منصور نے اپنے ایک معتمد عقبہ بن سلم کی رپورٹ پر انہیں بغاوت کی سازش کے الزام میں گرفتار کر لیا لیکن ان کے بیٹوں کو گرفتار نہ کر سکا۔ انہوں نے ۷۵ سال کی عمر میں قید خانے ہی میں وفات پائی۔ لیکن لوگوں کا خیال تھا کہ انہیں منصور کے حکم سے قید خانے میں قتل کر دیا گیا تھا۔

عبداللہ بن حنظلہ۔ یزید اول کے خلاف ایک بغاوت کے سردار ہونے کی وجہ سے مشہور ہیں۔ ۴ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد شہیدانِ احد میں سے تھے۔

۶۲ھ میں مدینہ کے گورنر عثمان بن محمد نے مدینہ سے جو وفد دمشق بدیں غرض بھیجا تھا کہ یزید اول اور اہلِ مدینہ کے درمیان مصالحت کی کوئی صورت ہو جائے، عبداللہ بن حنظلہ اس کے رکن تھے۔ یزید اراکینِ وفد سے بہت احترام سے پیش آیا اور انہیں بہت سے تحفے تحائف دے کر واپس بھیجا۔ مگر وفد نے مدینہ واپس آ کر یزید کو خوفِ خدا سے عاری اور عیاش بتلایا۔ عبداللہ بن حنظلہ یزید کی مذمت میں پیش پیش تھے۔ چنانچہ مدینہ میں بدامنی پھیل گئی۔

امیہ خاندان کے افراد کو جن میں عبدالملک بن مروان بھی تھے۔ بے عزتی سے شہر بدر کر دیا گیا اور مدینہ کی حکومت عبداللہ بن حنظلہ کے سپرد کر دی گئی۔ ۶۳ھ میں یزید نے اپنے تجربہ کار جرنیل مسلم بن عقبہ کے زیر قیادت وہاں ایک فوج بھیجی۔

عبداللہ بڑی بہادری سے لڑے مگر صرف نماز ظہر

کے لئے میدان سے باہر گئے۔ واپس آکر پھر معرکۂ کارزار میں کود پڑے۔ اور لڑتے ہوئے دو شامیوں کے ہاتھوں مارے گئے۔ جنہوں نے ان کا سر کاٹ کر اپنے جرنیل مسلم بن عقبہ کے سامنے پیش کیا۔ اور اس کارنامے کے صلے میں یزید سے انعام پایا۔

عبداللہؓ بن حازم۔ صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔ سنہ ۳۱ھ میں عبداللہ بن عامر کے اس لشکر میں سردار تھے جس نے ہرات وغیرہ کو فتح کیا۔ اگلے برس یعنی سنہ ۳۲ھ میں انہوں نے کمال ہوشیاری سے چار ہزار آدمیوں کے ساتھ دشمن کے چالیس ہزار آدمیوں کو شکست فاش دی اور ان کے سردار کو قتل کر دیا جس کے صلہ میں عبداللہ بن عامر نے انہیں خراسان کا گورنر بنا دیا معاویہ کے بیٹے یزید کی وفات کے بعد انہوں نے عبداللہ بن زبیر کو خلیفہ تسلیم کر کے امویوں کے خلاف بغاوت کر دی۔ اور مرو اور ہرات پر قبضہ کر کے اپنے ایک بیٹے کو وہاں کا گورنر مقرر کر دیا۔ اس کامیابی کے بعد ان کی اپنے سابق حلیف تمیمیوں سے جنگ شروع ہو گئی۔ جس سے ان کی طاقت کمزور ہو گئی۔ تاہم یہ سنہ ۷۲ھ تک خراسان کے گورنر رہے۔ اس سال عبدالملک بن مروان نے انہیں بیعت کے لئے طلب کیا اور سات یا دس سال تک خراسان کے مالیہ کی پیش کش بھی کی۔ مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ آخر سنہ ۷۲ھ میں مرو کے قریب جنگ ہوئی جس میں یہ کام آئے۔ عبداللہ بن زبیرؓ اس سے کچھ عرصہ پہلے مارے جا چکے تھے۔

عبداللہ بن رواحہ۔ قبیلہ بنو حارث کی معزز ترین شاخ خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔ حضورؐ کی مدینہ میں تشریف آوری سے پیشتر مدینہ کے مسلمانوں میں سے جو بارہ اشخاص حضورؐ کی خدمت میں عقبہ کے مقام پر حاضر ہوئے تھے ان میں یہ بھی تھے۔

حضورؐ کی مدینہ میں تشریف آوری کے بعد یہ آپؐ کے خاص اور معتمد جاں نثاروں میں شمار ہونے لگے۔ اور حضورؐ انہیں اہم کاموں پر مامور فرمایا کرتے تھے۔ جنگ خندق کے شروع میں جب بنی قریظہ اور ان کے حلیفوں کا طرزِ عمل مشکوک معلوم ہوا تو ان کے صحیح ارادے معلوم کرنے کے لئے جو چار با اثر اصحاب ان کے پاس



بھیجے گئے ان میں آپ بھی شامل تھے۔ خیبر کی فتح کے بعد حضورؐ نے انہیں وہاں یہودیوں کی املاک کا جائزہ لینے کے لئے بھیجا۔ جنگ موتہ کے لئے جو لشکر بھیجا گیا یہ اس میں نائب اور دوسرے درجے کے سپہ سالار تھے۔ اور اپنے دونوں سالاروں کی شہادت کے بعد انہوں نے اسلامی لشکر کی کمان سنبھالی اور راہِ خدا میں لڑتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا۔

چونکہ آپ ان چند لوگوں میں سے تھے جو زمانہ جاہلیت میں بھی لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ اس لئے آپ بعض دیگر اصحاب کے ساتھ جناب رسولؐ پاک کے سیکرٹری کے فرائض بھی بجا لایا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں آپ شاعر بھی تھے۔ آپ کے صرف پچاس اشعار محفوظ ہیں جو ابن ہشامؒ نے نقل کئے ہیں۔

عبداللہ بن زبیر۔ نام عبداللہ۔ کنیت ابوبکر اور حبیب۔ آپ کے والد زبیر بن العوام آنحضرت کے حواری اور عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ رشتہ میں آنحضرت کے چچازاد بھائی تھے۔

پیدائش سنہ ۱ھ۔

سنہ ۱۵ھ میں بعمر ۱۴ سال سب سے پہلے جنگ یرموک میں شریک ہوئے۔ حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں جنگ طرابلس میں حصہ لیا۔ فتح افریقہ کے بعد سنہ ۳۰ھ میں طبرستان پر فوج کشی ہوئی۔ جس میں آپ نے بڑے کارہائے نمایاں دکھائے۔ جنگ جمل میں حضرت عائشہؓ کی طرف سے حضرت علیؓ کے خلاف صف آرا ہوئے۔

معاویہؓ نے جب اپنے بیٹے یزید کو ولیعہد اور خلافت کا حقدار بنایا۔ تو آپ نے اس کی سخت مخالفت کی۔ چنانچہ یزید نے تخت پر بیٹھتے ہی عبداللہ بن زبیر سے بیعت کا مطالبہ کیا۔ لیکن انہوں نے انکار کیا۔ اور مدینہ میں خود لوگوں سے بیعت لینا شروع کر دی۔ چنانچہ یزید کے لشکر نے مدینہ پر حملہ کیا۔ اہل مدینہ کو شکست ہوئی۔ اور تین دن تک مدینہ میں لوٹ مار کا سلسلہ جاری رہا۔ یزید کی افواج نے زبردستی اہل مدینہ سے یزید کے حق میں بیعت لی۔ ابن زبیر مکہ جا کر حرم میں بیٹھ رہے تھے۔ یزیدی افواج نے مکہ پر حملہ کیا۔ اسی دوران میں یزید کی وفات کی خبر آگئی جس پر شامیوں نے ابن زبیر کو صلح کا پیغام دیا۔ یزید کے بعد اس کے بیٹے معاویہ نے تخت پر بیٹھنے کی

خلافت سے دست برداری کا اعلان کر دیا۔ جس پر تمام اسلامی ممالک نے ابن زبیر کی خلافت تسلیم کر لی۔ ابن زبیر نے انتقام کے طور پر تمام بنی امیہ کو مدینہ سے نکلوا دیا۔ چنانچہ مروان نے شام پہنچکر تخت خلافت پر قبضہ کر لیا۔ اور یکے بعد دیگرے ابن زبیر کے سارے حامیوں کو تہ تیغ کرنا شروع کر دیا۔

مروان نے مصر پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور مصریوں سے بھی بیعت لے لی۔

مروان کے بعد اس کا بیٹا عبدالملک تخت نشین ہوا۔ اس زمانے میں ایک چالاک اور زیرک شخص مختار بن ابی عبید ثقفی کو قسمت آزمانے کا موقع ملا۔ اس نے اپنی حکمت عملی سے محمد بن حنفیہ کو ساتھ ملایا۔ اور انہیں حضرت علیؓ کا جانشین ظاہر کرکے لوگوں سے ان کی امداد کے لئے تحریک شروع کر دی۔ دوسری طرف خفیہ طور پر ابن زبیر سے بھی تعلقات قائم رکھے۔ غرضیکہ اپنے حسن تدبر سے اس نے عراق پر قبضہ کر لیا۔ صرف بصرہ ابن زبیر کے پاس رہ گیا۔

اس کے بعد مختار قاتلان حسینؓ کے درپے ہوا۔ اور اس طرح بنو امیہ کے مقابلہ میں تمام مسلمانوں کی حمایت اُسے حاصل ہو گئی۔ چنانچہ اس نے ابن زیاد، ابن سعد اور دیگر تمام قاتلان حسین کو یکے بعد دیگرے خاتمہ کر دیا۔ بنی امیہ کے علاوہ ابن زبیر کا بھی برابر مقابلہ کرتا رہا۔ اور ساتھ ہی کوفیوں پر اس قدر تشدد کیا کہ وہ لوگ کوفہ چھوڑ کر مصعب کے ہاں بصرہ جانے لگے۔ چنانچہ مصعب کی طرف سے احمد بن سلیط ساٹھ ہزار فوج لے کر مختار کے مقابلہ کو نکلا۔ اور اُسے شکست دے کر قتل کر دیا۔

مختار کے قتل کے بعد اس کا سارا مفتوحہ علاقہ ابن زبیر کے قبضہ میں آگیا۔ جس سے عبدالملک کو خطرہ ہو گیا۔ چنانچہ اس نے ابن زبیر کے خلاف فوج کشی کی۔ حجاج عبدالملک کی افواج کا امیر تھا۔ اس نے ابن زبیر کو قتل کرکے ان کا سر عبدالملک کے ہاں بھجوا دیا۔

عبداللہؓ بن زید بن عاصم۔ نام عبداللہ۔ کنیت ابو محمد۔ قبیلہ خزرج۔ ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے۔ جنگ بدر کے علاوہ دوسری سب جنگوں میں نمایاں حصہ لیا۔ بیعت رضوان میں بھی شریک تھے مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑے۔ اور خود تلوار سے اس کا سر اڑا دیا۔

یزید بن معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ اور اس کے خلاف نبرد آزما ہوئے اور شہادت حاصل کی۔ اس وقت آپ کی عمر ۷۵ برس کی تھی۔

رسول اللہ کی چند احادیث بھی آپ سے منسوب کی جاتی ہیں۔

عبداللہؓ بن زید بن عبداللہ۔ نام عبداللہ۔ کنیت ابو محمد۔ لقب صاحب الاذان۔ قبیلہ خزرج سے ہیں صحابی زید بن ثعلبہ کے بیٹے ہیں۔ بیعت عقبہ میں مسلمان ہوئے۔

جب رسول اللہؐ نے صحابہ سے مشورہ چاہا۔ کہ نماز کے لئے مسلمانوں کو مسجد میں کس طریقہ سے جمع کیا جائے۔ تو مختلف تجاویز پیش ہوئیں۔ حضرت عبداللہؓ بن زید نے موجودہ طریقۂ اذان تجویز کیا، جو سب نے پسند کیا۔ چنانچہ رسول اللہؐ نے اذان دینے کا حکم دیا۔ اور سب سے پہلی اذان حضرت بلالؓ نے دی۔ اس تجویز کی بنا پر آنحضرتؐ نے حضرت عبداللہؓ کو صاحب الاذان، کا لقب عطا فرمایا۔

غزوۂ بدر اور دیگر سب غزوات میں شرکت کی۔ فتح مکہ کے روز بنو حارث کا جھنڈا انہی کے ہاتھ میں تھا۔

حدیث کی کتابوں میں صرف اذان سے متعلق ایک حدیث ان سے روایت کی گئی ہے۔

انصارؓ میں آپ کو بڑی فضیلت حاصل تھی۔

۳۲ھ میں بعمر ۶۴ برس انتقال کیا۔

عبداللہؓ بن سلام۔ نام عبداللہؓ۔ کنیت ابو یوسف۔ لقب حبر۔ خاندان بنو قینقاع (یہود)

ایام جاہلیت میں حصین کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ اپنے خاندان کے رئیس تھے۔ اور یہودی مذہب کے بڑے عالم۔ رسول اللہ کے پاس آکر کہا۔ کہ تین سوالوں کا جواب دو۔ یہ جواب سوائے پیغمبر کے اور کوئی نہیں دے سکتا۔ لہذا اگر آپ نے جواب صحیح دیئے۔ تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ چنانچہ جب آپ نے صحیح جواب دیئے تو حصین مسلمان ہو گئے۔ اور رسول اللہؐ نے اسلامی نام عبداللہؓ رکھا۔

غزوہ خندق کے بعد کے تمام غزوات میں حصہ لیا

اور سفر بیت المقدس میں حضرت عمرؓ کے ہمراہ رہے جب باغیوں نے حضرت عثمانؓ کے مکان کو گھیر لیا۔ اور آپ کو قتل کرنا چاہا۔ تو حضرت عبداللہؓ نے باغیوں کو اس ارادہ سے باز رکھنے کے لئے ان کے سامنے ایک زبردست تقریر کی۔ مگر وہ ان کے بھی خلاف ہو گئے۔
سنہ ۴۳ھ میں امیر معاویہؓ کے عہد خلافت میں فوت ہوئے۔ توریت، انجیل، اور قرآن مجید پر پورا عبور حاصل تھا۔ اور حدیث پر بہت توجہ دی۔ رسول اللہؐ کے ارشادات کو حرف بحرف یاد رکھتے تھے۔ بایں وجہ قریباً ۲۵ روایات آپ سے منقول ہیں۔

**عبداللہ بن سہیل۔** نام عبداللہ، کنیت ابوسہیل ابتدائے اسلام میں مسلمان ہوئے۔ اور حبشہ کو ہجرت کی وہاں سے کچھ عرصہ بعد واپس مکہ آ گئے۔ اور ان کے والد نے انہیں مسلمان ہو جانے کے جرم میں قید کر دیا اور اذیتیں دینے لگے۔ چنانچہ مجبور ہو کر ظاہرا انہوں نے اسلام سے توبہ کر لی۔ لیکن ہجرت کے بعد جب قریش مسلمانوں کا استیصال کرنے نکلے تو ان کا والد انہیں بھی ساتھ میدان جنگ میں لے گیا لیکن یہ موقع پا کر مشرکین کی صفوں سے نکلکر مسلمانوں میں آ شامل ہوئے۔ اور تمام غزوات میں رسول اللہؐ کے ہم رکاب رہے۔
فتح مکہ کے بعد ان کا والد بھی گرفتار ہوا۔ لیکن رسول اکرمؐ نے حضرت عبداللہ کی سفارش پر ان کی جان بخشی فرما دی۔
حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

**عبداللہ بن طارق۔** قبیلہ بابل سے تعلق رکھتے تھے۔ اور انصار کے حلیف تھے۔
ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے۔ اور جنگ بدر اور احد میں نمایاں حصہ لیا۔ قرآن و حدیث میں اتنی دستگاہ حاصل کر لی کہ رسول اللہ نے اشاعت اسلام کا کام ان کے سپرد کر رکھا تھا۔ اور آپ نو مسلموں کو قرآن و حدیث اور مسائل شرعی سکھلاتے تھے
سنہ ۳ھ میں اشاعت اسلام کی غرض سے رسول اللہ نے انہیں ۵ اور صحابہ کے ہمراہ قبیلہ عضل اور قارہ کی طرف بھیجا۔ راستہ میں مشرکین نے انہیں گھیر لیا اور گرفتار کر کے لے چلے۔ حضرت عبداللہؓ نے اپنے آپ کو کسی نہ کسی طرح چھڑا لیا۔ اور تلوار کھینچ کر پیچھے ہٹنے لگے۔ لیکن کفار نے بری طرح سنگباری کر کے آپ کو وہیں شہید کر دیا۔ آپ کا مزار ظہران میں آج تک موجود ہے۔
رسول اللہؐ کے زمانہ کے مشہور اسلامی شاعر حسان بن ثابتؓ نے عبداللہؓ کی شہادت کے اس واقعہ کو نظم میں بیان کیا ہے۔

**عبداللہؓ بن عامر۔** حضرت عثمانؓ بن عفان کے چچا زاد بھائی تھے۔ سنہ ۴ھ میں بمقام مکہ پیدا ہوئے ایرانی فتوحات کے لئے خاص طور پر مشہور ہیں۔ ۲۹ھ میں جب حضرت عثمان نے آپ کو بصرے کا گورنر مقرر کیا تو اس دوران میں آپ نے پہلے خراسان سیستان اور پھر نیشاپور وغیرہ کو فتح کر کے اسلامی سلطنت میں شامل کیا۔ آپ ان چند پہلے لوگوں میں سے تھے۔ جنہوں نے حضرت عائشہؓ کی خون عثمانؓ کی دعوت انتقام پر لبیک کہا اور جب انہوں نے بصرہ کی طرف کوچ کیا تو انہیں روپیہ اور اونٹ مہیا کئے۔ حضرت علیؓ کے ہاتھوں حضرت عائشہؓ کی فوجوں کی شکست کے بعد آپ دمشق چلے گئے۔ بعد میں سنہ ۴۱ھ میں معاویہؓ نے آپ کو دوبارہ بصرے کا گورنر مقرر کیا۔ سنہ ۴۴ھ میں آپ کو اس عہدے سے سبکدوش کر دیا گیا۔
آپ رفاہ عام کے کاموں کے لئے مشہور رہے۔ انہوں نے اور قریتین میں کھجوروں کی کاشت کرائی۔ اور کنوئیں کھدوائے۔ بصرہ اور اس کے قرب میں دو نہریں بھی کھدوائیں۔

**عبداللہ بن عباد المری التمیمی۔** یہ اس جماعت سے تھے جنہوں نے حضرت علیؓ کے اس فیصلہ کی مخالفت کی کہ ان کے اور امیر معاویہؓ کے درمیان خلافت کا فیصلہ کرنے کے لئے دو ثالث مقرر کئے جائیں۔ مگر انہوں نے خارجیوں کی طرح حد سے تجاوز نہ کیا۔ بلکہ عام اسلامی حدود کے اندر رہے۔
جابر بن زید کے مشورہ کے مطابق ان کے گرد بہت سے لوگ جمع ہو گئے اور ان کے خارجیوں سے کئی جھگڑے بھی ہوئے۔ بعد میں یہ سیاست سے کنارہ کش ہو گئے۔ البرادی نے کتاب الجواہر میں ان کا

ایک جامع مکتوب شائع کیا ہے جو انہوں نے عبدالملک بن مروان کے استفسار کے جواب میں متنازعہ فیہ مذہبی مسائل کے متعلق تحریر کیا تھا۔

یہ پہلی صدی ہجری کے دوسرے نصف کے جید عالموں میں شمار ہوتے ہیں

**عبداللہ بن عباسؓ۔** نام عبداللہ۔ کنیت ابوالعباس۔ والد کا نام عباسؓ۔ آنحضرتؐ کے چچا زاد بھائی تھے۔ ہجرت سے تین سال قبل مکہ میں پیدا ہوئے حضرت خدیجہؓ کے بعد عورتوں میں سب سے پہلے آپ کی والدہ نے اسلام قبول کیا۔ اور حضرت عبداللہؓ بھی اسی وقت سے مسلمان ہوئے۔ اگرچہ والد حضرت عباسؓ نے دیر بعد اپنے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا۔

آپ بچپن میں ہی نہایت ذہین اور سلجھے ہوئے تھے۔ اور اکثر اپنی خالہ ام المومنین حضرت میمونہؓ کے ہاں رہا کرتے تھے۔ رسول اللہؐ کے وصال کے وقت آپ تیرہ برس کے تھے۔ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں عہدِ شباب کو پہنچے۔ اور صحابہ کی علمی مجالس میں شریک ہونے لگے اور ذی شعور ہونے کے باعث فقہ اور احادیث کے علم میں کمال حاصل کر لیا اور بہت بڑے عالم اور فاضل بن گئے

۳۵ھ میں جبکہ حضرت عثمانؓ محصور تھے انہوں نے حضرت عبداللہؓ کو امارتِ حج کے فرائض سونپے۔ جو انہوں نے بخیر و خوبی انجام دیئے۔ جب آپ مدینہ آئے۔ تو حضرت علیؓ کی خلافت تھی۔ حضرت علیؓ نے معاویہؓ کی جگہ انہیں شام کا حاکم بنانا چاہا۔ مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ اور معاویہؓ کو برقرار رکھ کر اس سے تعاون کرنے کا مشورہ دیا۔ مگر اس مشورہ کو حضرت علیؓ نے ٹھکرا دیا۔ جس کا نتیجہ جنگِ جمل کی صورت میں نکلا۔ چنانچہ اس جنگ میں حضرت عبداللہؓ نے حضرت علیؓ کا ساتھ دیا۔ اور ان کی طرف سے لڑے اور جب بصرہ پر حضرت علیؓ کا قبضہ ہو گیا۔ تو حضرت عبداللہؓ کو بصرہ کا گورنر مقرر کر دیا گیا۔

آپ معرکہ صفین میں بھی امیر معاویہؓ کے خلاف لڑے۔ اور جب شامی افواج نے صلح کی قرارداد پیش کی تو ثالثوں میں حضرت عبداللہ بھی تھے جو مذہبی نگران بنائے گئے۔



حضرت علیؓ کے دورِ خلافت میں ایران کے حاکم اعلیٰ مقرر ہوئے۔ لیکن بعد میں سنہ ۴۰ھ میں مستعفی ہو کر مکہ میں عزلت نشینی اختیار کر لی۔ سنہ ۶۰ھ میں کوفہ کی دعوت پر جب حضرت امام حسین وہاں جانے لگے تو حضرت عبداللہ نے انہیں ایسا کرنے سے روکا۔ کیونکہ وہ لوگوں کی غداری سے واقف تھے۔ مگر امام حسینؓ نہ رکے۔ آپ درحقیقت بنوامیہ کی نسبت حضرت ابن زبیرؓ کو خلافت کا زیادہ مستحق سمجھتے تھے۔

۶۸ھ میں وفات پائی۔ رسول اکرمؐ کی احادیث کثرت سے یاد تھیں۔ آپ کی مرویات کی مجموعی تعداد ۱۶۶۰ ہے جن میں سے ۷۵ پر امام بخاری اور امام مسلم دونوں متفق ہیں۔

**عبداللہؓ بن عبداللہ بن ابی۔** نام عبداللہ قبیلہ خزرج۔ خاندان حبلی۔

عبداللہ بن ابی (آپ کا والد) مشہور منافقین میں سے تھا۔ اپنے خاندان میں وہ اپنی قوت، اثر رسوخ اور عقل و فہم کے باعث اتنا ممتاز تھا کہ لوگ اُسے مدینہ کا بادشاہ بنانے کا ارادہ رکھتے تھے لیکن رسول اللہ کی وجہ سے اُسے یہ عزت حاصل نہ ہو سکتی تھی۔ اس لئے وہ اسلام کا دشمن ہو گیا۔ لیکن آخر سر تسلیم خم کر کے مسلمان ہوا۔ مگر اس کے باوجود رسول اللہ کے خلاف سازشیں کرتا تھا۔ اس لئے اُسے تاریخ میں 'منافق' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

آپ پر باپ کے افعال کا کچھ اثر نہ تھا۔ اور آپ ہجرت سے قبل ہی مسلمان ہو چکے تھے۔ اور تمام غزوات میں رسول اللہ کی رفاقت کی۔ جنگ بدر میں سامنے کے دو دانت شہید ہو گئے تھے۔ اور ناک بھی جاتی رہی تھی۔

آپ نے اپنے والد کی منافقانہ حرکتوں کی وجہ سے رسول اللہؐ سے اُسے قتل کرنے کی اجازت مانگی مگر آنحضرتؐ نے اجازت نہ دی۔

عبداللہ ابن ابی کی وفات پر حضرت عبداللہ ان کے فرزند نے رسول اللہؐ سے اپنے باپ کی مغفرت کے لئے درخواست کی۔ چنانچہ رسول اللہؐ نے اپنی ان دو قمیصوں میں سے جو آپ پہنے ہوئے تھے۔ ایک اتار کر اُسے کفن کے طور پر پہنائی اپنا لعاب دہن اس

کے منہ پر ملا - اور خود نمازِ جنازہ پڑھا کر دفن کرایا۔
حضرت عبداللہ نے ۱۲ھ میں جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔ آپ کا شمار افضل صحابہ میں ہوتا ہے۔ آپ کاتب بھی تھے۔ اس لئے کبھی کبھی آپ سے وحی بھی لکھوائی جاتی تھی

عبداللہ بن عتبہ - عبداللہ بن عتبہ بن مسعود الہذلی حضرت عبداللہ بن مسعود کے بھتیجے۔ کوفہ کے ممتاز تابعین میں سے تھے۔ گو بعض وقت ان کا ذکر غلط طور پر صحابہ کے زمرہ میں بھی ہوتا ہے۔ حضورؐ کی حیاتِ مبارک میں پیدا ہوئے۔ اور جب حضورؐ کے سامنے انہیں پیش کیا گیا تو آپ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعائے خیر و برکت کی۔

عبداللہؓ بن عتیک - نام عبداللہ خاندان سلمہ ہجرت سے پیشتر مسلمان ہوئے اور بدر کے علاوہ سب جنگوں میں شریک ہوئے
۶ھ میں آنحضرتؐ نے چار آدمیوں پر امیر بنا کر ابورافع کے قتل کے لئے خیبر بھیجا ابورافع قبیلہ غطفان کا ایک متمول تاجر تھا۔ جو غطفانیوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکا کر جنگ کے لئے تیار کر رہا تھا حضرت عبداللہؓ نے کمال بہادری سے اس کے مکان میں داخل ہو کر اسے قتل کیا۔ اور کوٹھے پر سے پھلانگ لگا کر باہر آئے نیچے گرنے سے ان کی ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی مگر چاروں ہمراہیوں سمیت رسول اللہ کی خدمت میں واپس پہنچ گئے
رسول اللہ نے اپنے دستِ مبارک سے ان کی ہڈی کو پیوند کیا جس سے یہ اچھے ہو گئے۔
۹ھ میں بنو طے کا بت توڑنے کے بعد جو مال وزر حضرت علی کے ہمراہ لائے تھے۔ اس کی نگرانی حضرت عبداللہ کے سپرد تھی
حضرت ابوبکرؓ کے زمانۂ خلافت میں ۱۲ھ میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ آپ بڑے بہادر اور باہمت صحابی تھے۔ مسند میں ایک حدیث بھی آپ سے روایت ہے

عبداللہ بن علی - عبداللہ بن علی خلافت بنی



عباس کے بانیوں سفاح اور منصور کا چچا تھا۔ اس نے عباسی خلافت کے استحکام اور دشمنوں کے استیصال میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیا سفاح کی موت کے وقت وہ شام کا گورنر تھا۔ جب سفاح کا انتقال ہوا تو عبداللہ نے اپنی خلافت کا اعلان کر دیا۔ بہت سے لوگ اس کے ہم نوا ہو گئے چنانچہ اس نے حران کا محاصرہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ منصور نے عبداللہ کی سرکوبی کے لئے ابومسلم خراسانی کو مقرر کیا۔ نصیبین کے مقام پر دونوں فوجوں میں جنگ ہوئی جس میں عبداللہ کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ کر اپنے بھائی کے پاس بصرہ چلا گیا۔ منصور نے عبداللہ کو گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا اور وہیں اس کی موت واقع ہوئی۔

عبداللہؓ بن عمرؓ حضرت عمر فاروقؓ کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے معزز ترین صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ہجرت سے کئی برس پہلے پیدا ہوئے اور طفولیت میں اپنے والد محترم کے ساتھ ہی مشرف باسلام ہوئے۔ بدر اور احد کی جنگوں میں کم عمری کے باعث پیچھے رکھے گئے اس کے بعد تقریباً تمام غزوات نبوی میں حصہ لیا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں جب خالدؓ بن ولید عرب قبائل کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے تو یہ ان کے ساتھ تھے۔ پھر جنگِ نہاوند میں شریک ہوئے۔ اس کے بعد حضرت عثمانؓ نے عبداللہ بن سعد ابی سرح گورنر مصر کو مدینہ سے جو کمک بھیجی اس میں بھی شامل تھے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد سعد بن العاص کی کمان میں طبرستان کی طرف روانہ ہوئے۔ ۴۹ھ میں جب یزید بن معاویہؓ نے بازنطینیوں کے خلاف فوج کشی کی تو موصوف نے بھی اس میں بھی حصہ لیا
جہاں تک داخلی سیاست کا تعلق تھا بالکل غیر جانبدار رہے حضرت عمرؓ نے اپنے جانشین کے انتخاب کے لئے جو کونسل مقرر کی تھی اگرچہ اس میں ان کا نام بھی تھا مگر صرف مشاورتی رکن کے طور پر۔ حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے دو ثالثوں پر مشتمل جو کمیٹی مقرر کی گئی تھی اس کے اجلاس میں بھی موجود تھے۔ آپ خود خلافت کے دعویدار نہ تھے البتہ حضرت علی کے نامزد رکن ابوموسیٰ الاشعری

نے ان کا نام بطور خلیفہ پیش کیا تھا لیکن دوسرے فریق نے اس کی تائید نہ کی۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد جب حضرت علیؓ نے انہیں بیعت کے لئے کہا تو انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ جب عام مسلمان ان کی بیعت کر لیں گے تو یہ بھی اس میں شریک ہو جائیں گے۔ بعد میں جب معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کے لئے ان سے بیعت کا مطالبہ کیا تو اسے بھی یہی جواب دیا گیا۔ البتہ یزید کی تخت نشینی کے بعد انہوں نے اس کے راستے میں کوئی مشکلات پیدا نہ کیں۔

آپ نہایت متدین اور متقی تھے اور تمام لوگ آپ کی دینداری اور بے غرضی کے باعث آپ کی عزت کرتے تھے۔

آپ اسلام کی ابتدائی تاریخ کے نہایت ثقہ اور مستند راوی اور عالم شمار ہوتے ہیں۔

سنہ ۴۰ھ میں ۸۴ برس کی عمر پا کر مکہ میں حج کرنے کے بعد وفات پائی۔

عبداللہؓ بن عمرو بن العاص۔ نام عبداللہ کنیت ابو محمد اور ابو عبدالرحمن۔ والد کا نام عمرو بن العاص اپنے والد سے پہلے مسلمان ہو گئے۔ اور رسول اللہؐ کے ساتھ مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی۔ آپ لکھنا جانتے تھے۔ لہٰذا جو کچھ رسول اللہؐ سے سنتے۔ وہ فوراً لکھ کر محفوظ کر لیتے۔ اسی لئے بہت سی احادیث موجودہ کتب احادیث میں آپ سے منسوب ہیں۔ زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا۔ کہ اہل و عیال سے کنارہ کش ہو کر ہر وقت عبادت میں مصروف رہتے۔ عہد نبویؐ میں تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ جنگ یرموک میں نمایاں حصہ لیا۔ جنگ صفین میں والد کی وجہ سے امیر معاویہؓ کی طرفداری کی۔ سنہ ۶۳ھ میں بمقام فسطاط وفات پائی۔

بہت بڑے عالم اور دیندار تھے۔ رسول اللہؐ کی احادیث کا سب سے پہلا مجموعہ انہوں نے لکھا اور اس کا نام صادقہ تھا۔ آپ کی مرویات کی تعداد ۷۰۰ ہے جن میں سے ۱۷ پر امام بخاری اور امام مسلم دونوں متفق ہیں۔

آپ کو والد سے ورثہ میں بہت بڑی دولت ملی تھی۔ وہط میں دس لاکھ درہم مالیت کی ایک جاگیر تھی حضرت عبداللہ بن عمرو اس کی نگہداشت کرتے تھے۔

عبداللہؓ بن عمرو بن حرام۔ نام عبداللہ کنیت ابو جابر، قبیلہ بنو سلمہ،

مشہور صحابی حضرت جابرؓ بن عبداللہ کے والد محترم اپنے قبیلہ کے ممتاز فرد تھے۔ بعثت نبویؐ کے تیرہویں سال ایمان لائے۔ اور بنو سلمہ کے نقیب مقرر ہوئے۔

غزوہ بدر میں شرکت کی۔ اور غزوہ احد میں سنہ ۳ھ میں وفات پائی۔ حضرت جابرؓ کے علاوہ نو بیٹیاں چھوڑیں وفات سے پہلے حضرت جابرؓ کو وصیت کی کہ میرے بعد بہنوں کی نگہداشت کرنا۔ اور میرا قرض ادا کرنا چنانچہ حضرت جابرؓ نے وصیت کی حرف بحرف تعمیل کی

اشاعت اسلام میں آپ نے بہت زیادہ سرگرمی دکھائی۔ اور کردار کے لحاظ سے بھی افضل اور ممتاز صحابہ میں شمار ہوتے ہیں

اپنے بھائی کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کئے گئے تھے۔ چھ ماہ بعد حضرت جابرؓ نے قبر کھود کر لاش نکالی۔ تاکہ انہیں علیحدہ دفن کریں۔ دیکھا تو کان کے سوا تمام جسم صحیح سلامت تھا۔ گویا ابھی دفن کئے گئے ہیں۔

عبداللہ بن قیس انصاری۔ عبداللہ بن قیس کے متعلق محمد بن اسحاق ابومعشر محمد بن عمر، اور عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے متفقہ طور پر بیان کیا ہے کہ وہ جنگ بدر میں شامل ہونے والے مجاہدین میں سے تھے۔ لیکن موسیٰ بن عقبہ نے اپنی کتاب میں اُن کا ذکر اُن لوگوں کے ساتھ نہیں کیا جو غزوہ بدر میں موجود تھے۔ البتہ وہ جنگ احد میں شریک تھے۔ ان کے کوئی اولاد نہ تھی۔

عبداللہ بن شبیل الاحمسی۔ اسلامی جرنیل جس نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں آذربیجان پر حملہ کیا۔ چنانچہ اہل آذربیجان سے انہی شرائط پر صلح قبول کر لی جو حذیفہ نے قبل ازیں ان کو پیش کی تھیں۔

عبداللہ بن مبارکؒ مرو کے رہنے والے تھے سنہ ۱۱۸ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۸۱ھ میں مقام ہیت میں وفات پائی۔ علم حدیث کے بہت بڑے امام تھے۔

اور ان کی بلندی کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ محدثین ان کو "امیر المومنین فی الحدیث" کے لقب سے موسوم کرتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔ اور امام صاحب کے ساتھ ان کو خاص عقیدت تھی۔ ان کو اعتراف تھا کہ جو کچھ مجھ کو حاصل ہوا ہے امام ابو حنیفہؒ اور سفیان ثوریؒ کے فیض کے طفیل ہے۔ حدیث کے مشہور امام بخاری اور امام مسلم ان کے تلامذہ میں سے تھے۔

عبداللہ بن مروان۔ اموی خلیفہ، مروان بن الحکم کے لڑکوں میں سے ایک تھے۔ جن کے بڑے بھائی عبد الملک بن مروان تھے، جو مسندِ خلافت پر فائز ہوئے۔ علم دوست اور فیاض آدمی تھے۔ اور شعراء اور علما کے قدر دان تھے
کبھی کبھی خود بھی عربی میں شعر کہہ لیتے تھے۔

عبداللہ بن مسعود۔ مشہور صحابی ہیں۔ ابتدائے عہدِ اسلام میں جب مسلمانوں کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی تھی۔ اسلام کی دولت سے مشرف ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر بھی بہت کم تھی۔
تمام مشہور اور اہم غزوات میں شریک رہے۔
جنگِ یرموک میں بھی حصہ لیا اور خوب دادِ شجاعت دی
۲۰ھ میں کوفہ کے قاضی مقرر کئے گئے۔ کامل دس سال تک اس عہدہ پر رہے۔ حضرت عثمانؓ کے عہد میں معزول ہوئے۔ مدینہ آتے ہوئے راستہ میں حضرت ابوذر غفاری کی نماز جنازہ پڑھائی۔
۳۲ھ میں ساٹھ برس سے زیادہ عمر پا کر وفات پائی۔
اپنے علم و فضل کے لحاظ سے اب تک تمام دنیائے اسلام کے امام تسلیم کئے جاتے ہیں۔ حضورؐ کے خدام خاص میں شامل تھے۔ اسی سبب سے حضورؐ سے بہت زیادہ فیض پایا۔
ان کے پاس عہدِ نبوت کا جمع کیا ہوا قرآن پاک کا نسخہ بھی تھا
قرآن پاک کی تفسیر اور آیات قرآنی کے برمحل استعمال میں خاص مہارت تھی۔ قراۃ اور تجوید میں بھی غیر معمولی کمال حاصل تھا۔

عبداللہ بن معاویہ۔ عبداللہ بن معاویہ حضرت جعفر طیار کے پوتے تھے۔ عبداللہ نے مروان ثانی کے خلاف بغاوت کی مگر عبداللہ بن عمر والی کوفہ نے انہیں شکست دی اور وہ کوفہ سے بھاگ کر عراق چلے گئے اور یہاں سے ہوتے ہوئے ہمدان، رے اور اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ ابو مسلم خراسانی نے اپنے زمانہ اقتدار میں انہیں گرفتار کر کے قتل کرا دیا۔

عبداللہ بن معقل۔ کنیت ابو سعید۔ ۶ھ میں مسلمان ہوئے۔ اور غزوۂ حدیبیہ اور بعد کے سب غزوات میں رسول اللہؐ کے ساتھ شریک ہوئے۔
حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں، انہیں بصرہ میں مسلمانوں کی دینی تربیت پر مامور کیا۔ عراق کی مہم میں بھی مجاہدانہ شرکت کی۔
۵۹ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔
آپ کافی عرصہ تک حضورؐ کی خدمت میں رہے اس لئے بہت سی احادیث سننے کا موقع ملا۔ آپ کی ۴۳ مرویات کتب احادیث میں موجود ہیں۔

عبداللہ بن میمون۔ مشہور شیعی ہیں۔ قریب قریب ۲۶۱ھ میں وفات پائی۔ ان کے والد کاہن تھے۔ تاریخ میں ایک نیم مذہبی اور نیم سیاسی پارٹی کے بانی کے طور پر مشہور ہیں۔ انہوں نے شیعہ معتقدات کو لے کر ایک امام غائب کے نام پر جو ظہور کرنے والے تھے لوگوں کو اپنے ساتھ ملایا۔ اور غالباً اس خیال سے کہ بعد میں وہ اپنے آپ کو اس کی جگہ پیش کر دیں گے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عقیل بن ابی طالب کی اولاد کے لوگ بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے تھے کیونکہ انہوں نے بصرہ میں ان کا استقبال کیا۔ بعد میں یہ شام کی طرف جانے پر مجبور ہو گئے۔ جہاں ان کی وفات کے بعد بھی ان کے پیرو کاروں نے تحریک جاری رکھی۔ جس کا نتیجہ فاطمیوں کی بغاوت کی شکل میں نمایاں ہوا۔ قرامطیوں کے بانی حمدان جنہوں نے شمالی افریقہ میں سلطنت قائم کی اسی عبداللہ بن میمون کے پیرو کار تھے۔

**عبداللہ بن ہشام** ۔ عبداللہ بن ہشام بن عثمان بن عمرو القرشی التیمی ۔ ان کا شمار اہل حجاز میں ہوتا ہے ۔ ان کی والدہ زینب بنت حمید انہیں حضورؐ کی خدمت میں لے گئیں جبکہ وہ ابھی عالم صغر سنی میں تھے ۔ حضورؐ نے بچے کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کے لئے دعائے خیر و برکت فرمائی ۔ مگر بوجہ کمسنی کے اس کی بیعت نہ لی ۔

**عبداللہ بن یاسر** ۔ آپ عمار بن یاسر کے بھائی تھے ۔ اور اپنے والد یاسر کے ہمنشین اور ہم مجلس تھے ۔ عمار بڑے بلند پایہ صحابہ میں سے تھے یاسر اور ان کے بیٹے مکہ میں مسلمان ہو کر فوت ہوئے یہ وہ بزرگ ہیں جنہیں فی سبیل اللہ کفار نے سخت اذیتیں پہنچائیں ۔

**عبداللہ بن یزید** ۔ نام عبداللہ کنیت ابو موسیٰ قبیلہ اوس ۔
ان کے والد ہجرت سے قبل مسلمان ہوئے ۔ اور تمام غزوات میں حصہ لیا ۔ فتح مکہ سے قبل فوت ہوئے ۔ حضرت عبداللہ بھی انہی کے ساتھ اسلام لائے تھے ۔
تمام جنگوں میں رسول اللہؐ کے ساتھ شامل تھے ۔ اور حضرت علیؓ کے عہد خلافت میں جو معرکے ہوئے ان میں بھی شمولیت کی ۔
حضرت عبداللہ بن زبیر کے عہد میں کچھ دن مکہ میں امیر رہے ۔ اور یزید کے مرنے پر انہوں نے حضرت عبداللہ کو کوفہ کا امیر بنایا ۔ جہاں یہ مستقل طور پر رہنے لگے اور وہیں انتقال فرمایا ۔
علم دینی میں کافی دسترس رکھتے تھے ۔ رسول اللہؐ کی صحبت میں حضرت کی کئی احادیث یاد کیں ۔ جن میں سے ۲۷ احادیث آپ نے روایت کی ہیں ۔
حضرت عبداللہ ذی مرتبہ انصار اور معزز صحابہ میں شمار ہوتے ہیں ۔

**عبداللطیف بھٹائی، شاہ** ۔ (دیکھو شاہ عبداللطیف بھٹائی)

---

**عبدالماجد، دریابادی** ۔ مولانا عبدالماجد دریابادی بی ۔ اے ۱۸۹۲ء میں پیدا ہوئے ۔ آپ مولوی عبدالقادر ڈپٹی کلکٹر کے فرزند ہیں ۔ گھر میں ابتدائی عربی فارسی کی تعلیم سے فراغت پا کر سیتاپور ہائی سکول سے انٹرنس پاس کیا اور پھر ۱۹۱۲ء میں کیننگ کالج لکھنؤ سے بی ۔ اے کی ڈگری حاصل کی ایم ۔ اے کے لئے علی گڑھ گئے ۔ لیکن والد کے انتقال کے سبب سے مطالعہ جاری نہ رکھ سکے ۔ واپس لکھنؤ آکر تصنیف و تالیف میں مصروف ہو گئے ۔
۱۹۱۶ء میں دارالترجمہ حیدرآباد دکن سے تعلق ہو گیا مگر کچھ مدت بعد ملازمت ترک کر دی ۔
مولانا کو ادبی دنیا میں ایک خاص شہرت حاصل ہے ۔ فلسفہ میں آپ کا مطالعہ بہت عمیق ہے ۔ آپ کو فلسفیانہ مضامین سلیس اور عام فہم اردو میں لکھنے کا خاص ملکہ حاصل ہے ۔ آپ ہر بات کو ایک انوکھے پیرائے میں پیش نظر کرتے ہیں ۔ اور موقعہ اور محل کی مناسبت سے موزوں الفاظ استعمال کرتے ہیں ۔ ایک مدت سے اخبار ”صدق“ لکھنؤ سے نکال رہے ہیں ۔ جس میں حالات حاضرہ پر بڑے دلکش پیرائے میں بیباکانہ تبصرہ کرتے رہتے ہیں ۔ صدق سے پیشتر اخبار ”سچ“ کے مدیر تھے ۔ صدق کے اقتباسات کو اکثر اردو اخبارات میں نقل کیا جاتا ہے ۔
اردو میں عبدالماجد کا درجہ ایک فلسفی اہل قلم کے علاوہ ایک مخصوص صاحب طرز ادیب کی حیثیت سے بھی بہت بلند ہے ۔
”فلسفہ جذبات“ ، ”روح الاجتماع“ ، ”تاریخ اخلاق یورپ“ ، ”مکالمات برکلے“ ، ”پیام امن بحر الجنت“ ، ”زود پشیمان“ ، ”تصوف اسلام“ ، ”فلسفیانہ مضامین“ وغیرہ آپ کی معرکۃ الآرا تصانیف ہیں ۔

**عبدالمجید (بھٹی)** عبدالمجید بھٹی پاکستان کے نئے شاعروں میں شمار ہوتے ہیں ۔ اپنے پنجابی گیتوں کی وجہ سے خصوصیت سے مشہور ہیں ۔ آپ نے بچوں کے لئے بھی بہت سی نظمیں لکھی ہیں ۔

**عبدالمجید (دہلوی خواجہ)** خواجہ عبدالمجید دہلوی ۱۸۷۶ء میں دہلی میں پیدا ہوئے ۔ ابتدائی تعلیم حیدرآباد

میں پائی۔ بی۔ اے کی ڈگری سینٹ سٹیفن کالج دہلی سے حاصل کی۔ اس کے بعد آپ سینٹ سٹیفن کالج دہلی میں بطور پروفیسر ملازم ہو گئے۔ اور تقریباً اٹھارہ سال فارسی کے پروفیسر رہے۔

آپ نے شعر گوئی اس وقت شروع کی جبکہ آپ کی عمر ۱۲ برس سے زیادہ نہ تھی۔ آپ کی تحریر نہایت سادہ ہوتی ہے۔ اور کلام بھی نہایت سادہ اور میر کے انداز پر ہے۔ آپ کا فارسی کا کلام حافظ کے انداز پر ہے۔ تصنیفات میں "یادِ رفتگاں"، "رفتارِ زمانہ"، "القصہ"، "محاوراتِ اردو"، "قصص طلب"، "تعلیم یافتہ بیوی اَن پڑھ میاں"، اور "تلفظاتِ اردو" وغیرہ مشہور ہیں۔

بدقسمتی سے آپ کی تقریباً تمام تصانیف ۱۹۴۷ء کی گڑبڑ میں دہلی میں تلف ہو گئیں۔

عبدالمجید سالک (دیکھو سالک عبدالمجید)

عبدالمجید (سلطان)۔ (۱۸۲۳ - ۱۸۶۱) سلطان ترکی۔ پہلی جولائی ۱۸۳۹ء کو اپنے باپ محمود دوم کی وفات پر ۱۶ برس کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ عبدالمجید نے فوج اور انتظامیہ میں کئی ایک اصلاحات کیں۔ اس کے دورِ حکومت میں جنگ کریمیا Crimean War واقع ہوئی جس میں انگلستان اور فرانس نے روس کے خلاف ترکیہ کا ساتھ دیا تھا۔

عبدالمطلب۔ عبدالمطلب بن ہاشم، آنحضرت صلعم کے دادا اور قبیلہ قریش کے مشہور سردار تھے۔ اصل نام شیبہ تھا۔ آپ کی والدہ سلمٰی مدینہ کے مشہور قبیلہ نجار سے تعلق رکھتی تھیں۔ آپ کی پیدائش بھی مدینہ ہی میں ہوئی۔ اسی دوران میں آپ کے والد کا انتقال ہو گیا۔ ۸ برس کی عمر تک وہیں رہے لیکن پھر ان کے چچا انہیں مکہ لے آئے اور وہیں پرورش ہوئی۔

ان کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ چاہِ زمزم کو جو ایک عرصہ سے منہدم ہو گیا تھا کھود کر اس کا پتہ لگایا اور باوجود سخت مخالفت کے اس پر قبضہ کر لیا۔ چنانچہ حج کے دوران میں لوگوں کو اس کا پانی پلاتے تھے۔ "عام الفیل" کے موقع پر آپ ہی قریش کے سردار تھے اور ابرہہ سے...

آپ کے ساتھ بہت عزت سے پیش آیا۔ جب آنحضرت صلعم کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا تو آپ نے ہی ان کی پرورش اپنے ذمہ لی۔ اور والدہ ماجدہ کے انتقال پر زیادہ شفقت کا برتاؤ کرنے لگے۔ ۸۲ برس کی عمر میں انتقال فرمایا اور حجون میں دفن ہوئے۔

عبدالملک بن مروان۔ بنوامیہ کے مشہور خلیفہ۔ ۲۶ھ میں مدینہ میں پیدا ہوئے۔ اور تقریباً چالیس سال کی عمر تک مدینہ ہی میں مقیم رہے۔ سرزمین حجاز اس وقت علم و عرفان کی دولت سے مالا مال تھی۔ ہر فن کے ارباب کمال یہاں موجود تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عبدالملک نے علم و حکمت میں ہر قسم کے لوگوں سے استفادہ کیا۔

اپنے والد خلیفہ مروان کے بعد ۶۵ھ میں خلیفہ مقرر ہوئے اور سلطنت بنی امیہ کو بڑی تقویت دی۔ عراق کی فتح، توابین کی شکست، مختار ثقفی کا قتل، مصعب کی بغاوت اور شکست، اور محاصرہ مکہ معظمہ، اس کے عہد کے مشہور واقعات ہیں۔ عبدالملک نے عربی رسم الخط میں اصلاح کی اور اسے دفتری زبان کی صورت دی۔ اس کے علاوہ اس نے سکے ڈھالنے کے لئے پایۂ تخت دمشق میں ٹکسال قائم کی۔ شوال ۸۶ھ میں مختصر سی علالت کے بعد انتقال کیا۔

عبدالوہاب خان۔ سابق پاکستان دستور ساز اسمبلی کے سپیکر۔ مولوی عبدالوہاب خان ۱۸۹۸ء میں مشرقی پاکستان میں پیدا ہوئے۔ کلکتہ سے قانون کا امتحان پاس کر کے باریسال میں وکالت کرنے لگے۔ ۱۹۳۷ء میں کرشک پرجا پارٹی کے ٹکٹ پر بنگال اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے اور ۱۹۴۶ء تک رکن رہے۔

۱۹۵۴ء کے انتخاب میں متحدہ محاذ کی نظام اسلام پارٹی کے نامزد رکن کی حیثیت سے کامیاب ہوئے۔ مجلس دستور ساز اسمبلی میں بھی ان کا انتخاب متحدہ محاذ پارٹی کے رکن کی حیثیت سے ہوا۔ آپ اپنی سیاسی زندگی کے آغاز ہی سے مختلف انجمنوں میں معاشرتی، مذہبی اور تعلیمی کاموں میں گہری دلچسپی لیتے رہے ہیں۔ مارشل لا کے نفاذ کے بعد سے ڈھاکے میں مقیم ہیں۔

**عبد مناف** ۔ قریش کے دادا حضورؐ کے جدِ امجد اور قصی کے بیٹے ۔ عبد مناف کے لڑکے عبد شمس اور ہاشم تھے ۔ عبد شمس کے بیٹے کا نام امیہ تھا ۔ جبکہ ہاشم کے بیٹے عبد المطلب نام کے تھے ۔ عبد المطلب کے تین لڑکے عباسؓ، عبد اللہ اور ابو طالب نام کے تھے ۔ ان میں سے حضرت عبد اللہ حضورؐ کے والد تھے ۔

**عبرانی** (Hebrew) ایک سامی زبان ہے جو یہودیوں کی قدیم ترین زبان ہے عہد قدیم کی بیشتر تحریریں عبرانی میں ملتی ہیں ۔ انیسویں اور بیسویں صدی میں عبرانی زبان نے کافی نشو و نما پائی ہے ۔ اور فلسطین کے یہودیوں کی یہ قومی اور سرکاری زبان ہے ۔ جدید عبرانی میں اب شعر و ادب کا ذخیرہ ملتا ہے ۔ عبرانی زبان دائیں سے بائیں ہاتھ کی طرف لکھی جاتی ہے ۔ عبرانی اور عربی کے بعض اصول باہم مشترک اور یکساں ہیں ۔

**عبود، ابراہیم جنرل** ۔ جنرل ابراہیم عبود، صدر جمہوریہ سوڈان ۔ ۱۹۰۰ء میں سیکیمت کے مقام پر پیدا ہوئے ۔ خرطوم کے گورڈن کالج اور سوڈان ملٹری اکیڈمی سے تعلیم حاصل کی ۔ اس کے بعد فوج میں شامل ہو گئے ۔ ۱۹۵۴ء میں سوڈانی فوج کے اسسٹنٹ کمانڈر انچیف مقرر ہوئے اور ۱۹۵۶ء میں انہیں کمانڈر انچیف مقرر کر دیا گیا ۔ آپ سوڈان کے مشہور فرقہ خاتمیہ سے تعلق رکھتے ہیں ۔ خاتمیہ فرقہ اور اس کے رہنما سید علی المرغانی ۱۹۵۵ء سے قبل اس بات کے حامی تھے کہ سوڈان اور متحدہ عرب جمہوریہ میں سیاسی اتحاد قائم ہو جائے مگر اس کے بعد انہوں نے سوڈان کی کامل آزادی کو اپنا نصب العین قرار دے لیا ۔ سوڈان کے سیاسی عدم استحکام اور سیاسی پارٹیوں کی باہمی چپقلش کی بنا پر جنرل عبود نے ۱۷ نومبر ۱۹۵۸ء کو ملک کی پارلیمنٹ توڑ دی اور حکومت کے تمام اختیارات خود سنبھال لیے

**عبید اللہ سندھی** ، برصغیر ہند و پاک کے ایک ممتاز ترین عالم اجل مولینا عبید اللہ سندھی ۲۸ مارچ ۱۸۷۲ء کو ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے ۔ ان کا آبائی پیشہ زرگری تھا ۔ والد رام سنگھ غیر مسلم کا انتقال مولینا کی پیدائش سے پہلے ہی ہو چکا تھا ۔ اپنے ماموں کے پاس جام پور ضلع ڈیرہ غازی خان میں زیر تعلیم تھے کہ اسلام کی محبت میں گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور پندرہ برس کی عمر میں اسلام قبول کر لیا ۔ سندھ کو اپنی مستقل جائے قیام بنا کر علوم دین کی تحصیل میں مصروف ہو گئے کچھ عرصہ بعد دار العلوم دیوبند میں داخل ہو گئے ۔ تکمیل تعلیم کے بعد ۱۹۱۵ء میں افغانستان گئے اور کابل میں کانگرس کمیٹی کی بنیاد رکھی جس کا الحاق ہندوستان کی کانگرس سے کیا ، افغانستان سے ترکی اور بعد میں وارد روس ہوئے ۔ انہوں نے دنیا بھر کے مسلمانوں کو متحد کرنے کی بڑی کوشش کی مگر یہ کام تکمیل کو نہ پہنچ سکا ۔ ۱۹۳۹ء میں وطن واپس آ کر ایک مدرسہ جاری کیا اور درس و تدریس میں مصروف ہو گئے ۱۹۴۴ء میں وفات پائی ۔

**عبیدہؓ بن الحارث** ۔ کنیت ابو الحارث یا ابو معاویہ ۔ خاندان قریشی ۔ حضرت عبیدہؓ ، ابو سلمہ بن اسدؓ اور حضرت عثمانؓ بن مظعون قبل از ہجرت ایک ساتھ مسلمان ہوئے اور رسول اللہؐ کے حکم پر دوسرے صحابہ کے ہمراہ مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی ۔ جہاں رسول اللہؐ نے انہیں بھی اپنے کنبہ کی مستقل سکونت کے لئے زمین کا ایک ٹکڑا عطا کیا ۔

ہجرت کے آٹھ ماہ بعد مجاہدین اسلام کے امیر بنا کر وادی رابغ کی طرف بھیجے گئے ۔ تاکہ قریش کی نقل و حرکت کا اندازہ لگائیں ۔ اسلام میں یہ دوسرا عہدۂ امارت تھا جو حضرت عبیدہؓ کو دیا گیا ۔

راستہ میں ابو سفیان اور اس کے دو سو ساتھیوں کے ساتھ معمولی جھڑپ ہوئی ۔ اور واپس آ گئے ۔

جنگ بدر میں ولید کے مقابلہ پر سخت زخمی ہوئے ایک ٹانگ جاتی رہی ۔ اور اسی باعث ۶۳ برس کی عمر میں وفات پا گئے ۔ اور مقام صفرا میں دفن ہوئے

آپ نہایت خوبصورت اور میانہ قد تھے ۔ رسول اللہؐ آپ کی بہت قدر و منزلت فرمایا کرتے تھے

**عتاب بن اسید** ۔ نام عتاب ، کنیت ابو عبد الرحمن ۔ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے ۔ جب نبی کریمؐ

جنگ حنین پر جانے لگے تو اپنی جگہ مکہ میں انہیں امیر مقرر فرمایا اور آنحضرت کی وفات تک اس عہدہ پر فائز رہے۔

سنہ ۸ھ میں حج کی امارت کا شرف ملا۔ اور تاریخ اسلام میں سب سے پہلے امیر الحج کہلائے۔

سنہ ۱۳ھ میں بعمر ۲۶ سال وفات پائی۔

نماز جمعہ کے بارے میں بڑے متشدد تھے۔ اور امارت مکہ کے دوران میں جو کوئی نماز جمعہ میں شریک ہونے سے پہلو تہی کرتا۔ اُسے سخت سزا دیتے

چند احادیث نبوی بھی ان سے مروی ہیں۔

**عتبانؓ بن مالک۔** نام عتبان۔ قبیلہ سالم۔ ہجرت سے قبل مسلمان ہوئے۔ غزوہ بدر میں شمولیت کی اس کے بعد نابینا ہو جانے کی وجہ سے غزوات میں شرکت نہ کی۔

بڑے پایہ کے صحابی اور بزرگ تھے۔ علم و فضل کا یہ عالم تھا کہ مسجد بنو سالم کے امام مقرر کئے گئے۔ اور عمر بھر اسی عہدہ جلیلہ پر فائز رہے۔

مسجد اور مکان کے درمیان ایک وادی تھی۔ جس میں پانی جمع رہتا تھا۔ آپ نے رسول اللہؐ سے درخواست کی کہ میں نابینا ہوں۔ اور گھر سے مسجد تک جانا دشوار ہے اجازت ہو تو گھر پر ہی نماز ادا کر لیا کروں۔ آنحضرتؐ نے پوچھا کہ کیا اذان کی آواز گھر تک پہنچتی ہے۔ فرمایا ہاں۔ آنحضرت نے جواب دیا۔ جب آپ اذان سُن لیتے ہیں۔ تو مسجد میں ہی جا کر نماز ادا کیا کریں۔

قرآن و حدیث سننے کا اس قدر شوق تھا۔ کہ تہا میں رہنے کی وجہ سے دو میل دُور پڑتا تھا۔ اور آپ نابینا تھے۔ اس لئے ایک دن آپ خود نبی اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر جو کچھ سُنتے حضرت عمرؓ کو آکر سُنا دیتے۔ دوسرے دن آپ نہ جاتے اور حضرت عمرؓ جا کر سن آتے تو گھر آ کر انہیں سنا دیتے۔ چنانچہ حدیث میں آپ کے حوالہ سے بہت سی احادیث درج ہیں۔

اتباع رسول کا یہ عالم تھا کہ باوجود نابینا اور عمر رسیدہ ہونے کے رسول اللہؐ کے حکم کے اتباع میں مسجد جا کر نماز ادا کیا کرتے تھے۔

**عتبہؓ بن ابی لہب۔** حضورؐ کے چچا اور اسلام



کے سب سے بڑے دشمن ابولہب کے بیٹے تھے اور آنحضرتؐ کے ابن عم۔

فتح مکہ کے وقت عتبہ مسلمانوں کے خوف سے مکہ چھوڑ کر باہر جنگل کی طرف چل دیئے۔ رسول اللہؐ نے رشتہ داری کی بنا پر حضرت عباسؓ کو ان کی تلاش میں بھیجا۔ چنانچہ وہ انہیں پکڑ کر آنحضرتؐ کے پاس لے آئے۔ جہاں پہنچ کر آپ نے اسلام قبول کر لیا۔

غزوہ حنین میں اسلام کی مدافعت میں جنگ لڑی اس غزوہ کے بعد جنگِ طائف میں بھی بڑی سرفروشی دکھائی۔

ابوبکرؓ کے زمانہ خلافت میں وفات پائی۔

**عتبہ بن ربیعہ۔** امیر معاویہ کا نانا تھا۔ زمانہ قبل از اسلام میں قریش میں نہایت شریف الطبع اور صاحبِ ریاست شمار ہوتا تھا۔

یہی وہ شخص ہے جو قریش کی طرف سے حضورؐ کے پاس آیا۔ اور ریاست، بڑے گھرانے کی شادی اور دولت پیش کش کی اور دعوتِ اسلام ترک کر دینے کو کہا لیکن حضورؐ نے جواب میں قرآن پاک کی چند آیات پڑھ کر سنائیں۔ اس نے واپس جا کر قریش سے کہا: "محمد جو کلام پیش کرتے ہیں وہ شاعری نہیں کوئی اور چیز ہے۔ میری رائے یہ ہے تم ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ اگر وہ کامیاب ہو کر عرب پر غالب آ گئے تو تمہاری عزت ہے۔ ورنہ عرب انہیں خود فنا کر دے گا۔"

مگر قریش نے اس کی بات نہ مانی۔

جنگ بدر میں لشکر قریش کا سردار تھا اور حضرت حمزہ کے ہاتھوں مارا گیا۔

**عتبہؓ بن غزوان۔** کنیت ابوعبداللہ۔ والد کا نام غزوان بن جابر۔ ابتدائی زمانہ میں اسلام لائے اور کفار مکہ کے مظالم سے تنگ آکر دوسری ہجرت میں مکہ سے حبشہ چلے گئے۔ اور پھر حالات موافق ہونے پر واپس چلے آئے۔ جہاں سے پھر مدینہ کو ہجرت کی۔ اس کے بعد جنگ احد اور دیگر غزوات میں رسول اللہؐ کے ہمراہ لڑے۔

سنہ ۱۴ھ میں خلیفہ دوم حضرت عمرؓ کے زمانہ میں آپ نے بحیثیت ایک جرنیل کے دجلہ کا سارا ساحلی

علاقہ یعنی ابلہ، ابر قباذ، اور میسان وغیرہ فتح کر لئے اسی سال بندرگاہ ابلہ (جہاں خلیج فارس کے ذریعہ ہندوستان سے تجارت ہوتی تھی) کے قریب ۸۰۰ افراد کو ساتھ لے کر ایک نیا شہر بسایا۔ اور اسی شہر کے والی مقرر ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد حکومت چھوڑ کر مکہ معظمہ جانے کا ارادہ کیا۔ لیکن حضرت عمرؓ نے بصرہ واپس جانے کو کہا۔ چنانچہ آپ ارشاد میں واپس ہوئے لیکن راستے میں اونٹ سے گر کر بعمر ۵۷ سال وفات پائی۔

صحابہ میں آپ بہت بڑے متقی اور پرہیزگار مانے جاتے تھے۔ غرور و تکبر سے بڑی نفرت تھی۔ چنانچہ ہر ایک سے بڑی انکساری سے پیش آتے۔

عتبہؓ بن مسعود۔ مشہور صحابی عبد اللہ بن مسعودؓ کے حقیقی بھائی تھے۔ دعوت اسلام کے آغاز میں مشرف باسلام ہوئے۔ ہجرت ثانیہ میں حبشہ، پھر وہاں سے مدینہ گئے۔ سب سے پہلے غزوہ احد میں شریک ہوئے اس کے بعد تمام غزوات میں موجود رہے۔

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں وفات پائی۔

عثمانؓ بن ابی العاص۔ کنیت ابو عبد اللہ۔ غزوہ طائف کے بعد بنی ثقیف کے وفد کے ساتھ مدینہ گئے۔ یہ اس وفد میں سب سے کم عمر تھے۔ اسی وفد کے اسلام لانے کے بعد رسول اللہؐ نے حضرت عثمانؓ کو مشہور حافظ اور مفسر قرآن، ابی بن کعب کے سپرد کر دیا چنانچہ آپ نے اپنی بے پناہ ذہانت کے باعث جلد ہی سارا دینی علم اخذ کر لیا۔ اور بنی ثقیف کی درخواست پر رسول اللہؐ نے حضرت عثمان کو ان کی تربیت کے لئے بھیجا۔

حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں بصرہ چلے آئے اور یہی فرائض وہاں انجام دیتے رہے۔ اسی دوران میں حضرت عمرؓ نے انہیں بحرین اور عمان کا حاکم بنایا اس کے بعد عثمانؓ نے اپنے بھائی حکم کو فوج دے کر بحری راستہ سے ایران روانہ کیا۔ جنہوں نے جزیرہ ابر کاوان اور توج فتح کیا۔ عثمانؓ نے اپنے بھائی مغیرہ کو بحرین میں اپنا قائم مقام بنایا اور خود ایران کے مختلف حصوں پر لشکر کشی کی۔ ابو موسیٰؓ الاشعری ان کی امداد پر تھے۔ چنانچہ انہوں نے جرہ، کازرون، نوبندجان اور



سابور وغیرہ کے علاقے زیر کئے۔

سنہ ۲۹ھ میں حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں عثمانؓ بن ابی العاص نے اصطخر کے علاقے پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ اس سے پیشتر حضرت عمرؓ کے عہد میں آپ نے اصطخر فتح کیا تھا۔ مگر وہ لوگ باغی ہو گئے تھے ۵۵ھ میں امیر معاویہؓ کے عہد میں وفات پائی۔

احادیث کے سلسلہ میں ان کی مرویات کی تعداد تیس کے قریب ہے۔

عثمانؓ بن حنیف۔ نام عثمان کنیت ابو عمرو قبیلہ اوس۔

آنحضرتؐ کے صحابہ میں سے ہیں اور انصار میں بھی بڑی عزت رکھتے تھے۔ آپ علم الحساب میں بہت دسترس رکھتے تھے۔ اس لئے حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں عراق اور کوفہ فتح کرنے کے بعد مالگزاری کے نظم و نسق کے لئے مجلس شوریٰ کی تجویز پر انہیں وہاں بھیجا۔ اور یہ فرض انہوں نے بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ واپسی پر کوفہ کے صاحب الخراج (کلکٹر) مقرر ہوئے۔

انہوں نے زمین کا ایسا اعلیٰ بندوبست کیا۔ کہ آمدنی ہر سال بڑھنے لگی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے ان کے اختیار کردہ طریقہ کو ساری اسلامی سلطنت میں رائج کر دیا۔

حضرت علیؓ کے عہد خلافت میں بصرہ کے حاکم مقرر ہوئے۔ مسلمانوں کی خانہ جنگی کے وقت جب بصرہ ظلم و ستم کا مرکز بنا۔ تو حضرت عثمانؓ بھی اس سے نہ بچ سکے۔ چنانچہ انہیں گرفتار کر کے طلحہؓ و زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ کے سامنے لایا گیا۔ اور بڑی بے رحمی سے ان کی ڈاڑھی اور سر کے بال نوچے گئے۔ اور کوڑے مار مار کر ان کی بری حالت کی گئی۔

امیر معاویہؓ کے زمانۂ خلافت میں انتقال کیا۔

علم الحساب میں ماہر ہونے کے علاوہ حدیث اور فقہ میں بھی طاق تھے۔ چند احادیث نبویؐ بھی آپ سے مروی ہیں۔

عثمانؓ بن طلحہ۔ ماں کا نام سلامہ۔ زمانہ جاہلیت میں خانہ کعبہ کی کلید برداری کا منصب عثمانؓ کے والد طلحہ

کے سپرد تھا۔ جو جنگ احد میں حضرت علیؓ کے ہاتھوں مارا گیا۔ چنانچہ قبول اسلام کے بعد حضرت عثمان کو یہی عہدہ باپ کی وراثت کی وجہ سے دیا گیا۔

آپ فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے۔ اور ۸ھ میں ہجرت کر گئے۔ مدینہ میں قیام پذیر ہو گئے۔ فتح مکہ کے بعد جب حضورؐ کعبہ کو بتوں سے پاک کرنے کے لئے اندر داخل ہونے لگے۔ تو دروازہ مقفل تھا۔ اور چابی حضرت عثمان کی والدہ کے پاس تھی۔ انہوں نے ماں سے چابی مانگی۔ وہ مشرکہ تھی۔ لہذا اس نے دینے میں پس و پیش کی۔ جس پر آپ نے غضبناک ہو کر اس سے چابی چھین لی۔ اور رسول اللہؐ کے سامنے لا کر پیش کر دی۔ آپ نے دروازہ کھولا۔ اور حضرت کو ساتھ لے کر اندر داخل ہوئے۔ باہر آنے پر آپ نے چابی حضرت عثمان بن طلحہ کے حوالہ کر دی۔ اور فرمایا "جو شخص تم سے یہ چابی چھینے گا وہ ظالم ہو گا"۔

آپ ہمیشہ رسول اللہؐ کے ساتھ مدینہ میں رہے اور آپ کی وفات کے بعد کعبہ کے کلید بردار ہونے کی وجہ سے مکہ چلے آئے اور یہیں ۴۲ھ میں فوت ہو گئے۔

عثمانؓ بن عفان۔ عثمان نام۔ ابو عمرو کنیت۔ مسلمان ہونے کے بعد ابو عبداللہ کہلانے لگے چونکہ رسول خدا کی دو صاحبزادیاں آپ کے نکاح میں آئیں اس لئے ذوالنورین لقب پڑا۔ یہ ایک متمول گھرانے کے چشم و چراغ تھے تجارت کا پیشہ رکھتے تھے اور علوم مروجہ سے واقف تھے۔ اور بڑے سخی تھے۔ اس لئے ان کو عثمان غنی بھی کہتے ہیں۔ ان کے والد کا نام عفان تھا قریش کے خاندان بنوامیہ میں سے تھے اعلان نبوت کے وقت ۳۴ سال کے تھے اور اسی سال مسلمان ہوئے۔ یہ چھتیسویں فرد تھے جو دائرہ اسلام میں آئے۔ مکہ میں بت پرستوں کے مظالم سے تنگ آ کر حبشہ کو ہجرت کر گئے۔ پانچ سال کے بعد واپس آئے تو پھر مدینہ کو ہجرت کرنا پڑی۔ ان کی بیوی رقیہ ہر سفر میں ساتھ رہیں۔ یہ ۲۴ھ میں خلیفہ منتخب ہوئے اور بارہ سال تک حکومت کر کے ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ مطابق ۶۵۶ء بیاسی سال کی عمر میں شہید ہوئے۔

عثمان خلافت ہاتھ میں لینے کے چھ مہینہ بعد ہی ہمدان، رے، آذربائیجان اور مصر میں بغاوت اور شورش



پھیل گئی جو فوراً فرو کر دی گئی۔

ان کے وقت میں ۲۷ھ میں قرطاجنہ فتح ہوا۔ اور ۲۸ھ میں جزیرہ قبرص (سائپرس) فتح ہو گیا۔ اس جزیرہ پر حملہ کے لئے۔ بحری بیڑہ کا وجود لازمی تھا۔ اسلامی سامان جنگ میں یہ پہلی بحری فوج تھی جو حضرت امیر معاویہؓ نے تیار کی۔ ان کے وقت میں ساسانی خاندان کا آخری بادشاہ یزدجرد مارا گیا اور ایران کی پوری مملکت میں اسلامی پرچم لہرانے لگا۔ بلکہ مکران بلخ اور ارمینا تک ان کی حکومت پھیل گئی۔ مسلمانوں میں دولت کی فراوانی نے آرام طلبی، عیش پسندی اور امارت کی ہوس پیدا کر دی۔ جس کا لازمی نتیجہ فتنہ پردازی، حسد اور نفاق کی شکل میں نمایاں ہوا۔

بصرہ کا عبداللہ بن سبا ایک منافق تھا جس نے یہ فتنہ اٹھایا کہ خلافت خاندان رسالت کا حق ہے۔ اس لئے حضرت عثمان غنیؓ کو معزول کر کے حضرت علیؓ کو خلیفہ ہونا چاہیئے بہت سے سادہ لوح مسلمان اس دام فریب میں مبتلا ہو گئے اور ان کی جماعت بڑھتی گئی۔ حضرت عثمان غنیؓ نے باوجود لوگوں کے مشورہ کے اپنی نیکی اور رحمدلی سے مجبور اس فتنہ کو دبانے کے لئے کوئی مؤثر اقدام نہ کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں نے ان کے گھر میں گھس کر ان کو صبح کی نماز کے بعد تلاوت قرآن پاک کرتے وقت شہید کر دیا۔ ان کے وقت میں قرآن پاک کی متعدد نقلیں مختلف ممالک میں بھیجی گئیں۔ مسجد نبوی میں حضرت عمرؓ نے جو توسیع کی تھی اس میں اور اضافہ کیا گیا اور وہ پتھر اور چونے سے تعمیر ہوئی یہ رسول اللہؐ کے زمانہ میں بھی تجارت کرتے تھے اور وحی کی کتابت بھی کیا کرتے تھے۔ حضرت عثمانؓ بن عفان مسلمانوں میں پہلے حافظ قرآن تھے۔

عثمان بن مظعون۔ پہلے ایمان لانے والوں میں سے ہیں۔

۵ نبوی میں جو مسلمان مہاجرین حبشہ کو روانہ ہوئے ان کے سردار تھے

ہجرت کے بعد جنگ بدر میں شریک ہوئے۔ اور اسی سال یعنی ۲ھ میں مختصر سی علالت کے بعد وفات پائی۔

حضورؐ کی چند حدیثیں بھی ان سے مروی ہیں۔

**عثمان علی خان** : میر میر عثمان علی خان ، نظام حیدر آباد دکن ، نہ صرف اُردو زبان کے قدردان اور مربی ہیں بلکہ بہت بڑے ناقد اور دلدادہ سخن ہیں آپ کے عہد میں عثمانیہ یونیورسٹی کا قیام عمل میں آیا جس سے زبان اردو کو بہت بڑا استحکام حاصل ہوا ہے اور اس کی وقعت میں بے انتہا اضافہ ہوا ہے ۔ نیز دارالترجمہ کے قیام سے بہت سی بیش بہا اور نادر غیر زبانوں کی کتابیں اُردو میں ترجمہ ہو گئی ہیں ۔ آپ عثمان تخلص کرتے ہیں اور آپ کا ایک دیوان غزلوں کا بھی چھپ گیا ہے کلام میں سادگی ، صفائی اور بے تکلفی کوٹ کوٹ کر بھری ہے عربی اور فارسی پر بھی اچھا عبور رکھتے ہیں ۔

ستمبر ۱۹۴۸ء میں حکومت بھارت نے ریاست کے خلاف پولیس ایکشن کے نام پر جارحانہ اقدام کیا اور ریاست کو اپنے اندر مدغم کر لیا اس وقت سے وہاں خود میر عثمان علی خان کا اور اردو زبان کا مستقبل تاریک اور یاس انگیز بن چکا ہے ۔

**عثمانی ترک** ۔ Ottoman Turks

تیرھویں صدی کے اوائل سے ترکیہ میں ترک تہذیب کا آغاز ہوتا ہے ۔ ترک دراصل وسط ایشیا کے رہنے والے تھے ۔ جنہوں نے ۹۵۶ عیسوی میں ایک شخص سلجوق نامی کی زیر قیادت بخارا میں آباد ہو کر اسلام قبول کیا ۔ اس کے بعد ان لوگوں نے آہستہ آہستہ اپنا قدم بڑھانا شروع کیا اور تھوڑی دیر میں خراسان تک پر اپنا تسلط جما لیا ۔ ۱۰۰۰ تا ۱۳۰۵ عیسوی ان لوگوں کا دور حکومت رہا ۔ سلجوق ترکوں کے دور انحطاط میں ان کے ایک حکمران نے جو اپنے آپ کو سلطان روم کہتا تھا بازنطینی Byzantine علاقہ سے ملحقہ اپنی سرحد کی حفاظت پر عثمان نامی ایک سردار کو مامور کر رکھا تھا ۱۲۹۰ سے ۱۳۲۶ تک یہ سردار اپنے عہدہ پر فائز رہا ۔ عثمان بڑا فہمیدہ شخص اور سمجھدار سپاہی تھا ۔ اس لئے کچھ عرصہ بعد وہ اور اس کے جانشین سلطان روم سے آزاد ہو گئے اور انہوں نے ایشیائے کوچک میں بازنطینی سلطنت کے بعض علاقے تسخیر کر لئے بلکہ عثمان کے بیٹے اورخان Orkhan نے بازنطینی شہنشاہ کی لڑکی سے شادی بھی کر لی ایک دفعہ شہنشاہ بزنطیم کو اپنے دشمنوں کے خلاف اورخان کی مدد کی ضرورت پڑی ۔ تو یہ شخص جو بعد از اں خود اور اس کی اولاد اپنی کنیت کی بنا پر عثمانی ترک مشہور ہوئے ، گھوڑوں پر سوار ہو کر درہ دانیال کے پار یورپ میں جا اترے ۔ لیکن جب جنگ عظیم ختم ہوگئی تو ترکوں نے گیلی پولی ( Gallipoli ) کے جزیرہ نما پر قبضہ جما لیا ۔ اور واپس لوٹنے سے انکار کر دیا ۱۳۶۵ میں انہوں نے ایڈریانوپل Adrianople پر قبضہ کر لیا اور اسے اپنا دارالحکومت بنا لیا ۔ اس سے قبل ۱۳۰۰ سے پہلے پہلے ترکیہ کا وہ علاقہ جسے آج کل اناطولیہ کہتے ہیں تسخیر کر چکے تھے ۔

**عجائب گھر** ۔ ایک عمارت جس میں دنیا کی عجیب و غریب اشیا جمع کر کے رکھی جائیں ۔ یہ عمارت عموماً سرکاری یا نیم سرکاری ہوتی ہے ۔ اور مقصد اس کا علم اور واقفیت عامہ کا بڑھانا ہوتا ہے ۔ عجائب گھر میں پرانے زمانے کے آثار اور اشیاء ، مقامی اور غیر ملکی قدیم و جدید صنعتوں کے نمونے ، اور قدیم و جدید مقامی اور غیر ملکی اسلحہ جات جمع کئے ہوتے ہیں ۔ اس کے علاوہ نادر اشیا کے نمونے ، بڑی بڑی اہم ہستیوں کے مجسمے اور فن کاری اور نقاشی کے بہترین شاہکار بھی عجائب گھروں کی زینت ہوتے ہیں ۔

دنیا کا سب سے قدیم عجائب گھر اسکندریہ میں ٹالمی Ptolemy کا عجائب گھر تھا جو تین سو سال قبل مسیح قائم کیا گیا تھا اور دنیا کا سب سے بڑا عجائب گھر برٹش میوزیم ( لندن ) ہے اس میں تمام دنیا کے نادرات جمع ہیں ۔ اور اس کے متعلق ایک بہت بڑا کتب خانہ ہے ۔ جس میں نادر مسودات کا اہم ذخیرہ ہے ۔ پاکستان میں سب سے بڑا عجائب گھر اس وقت لاہور میں ہے ۔ جس کے صنعتی اور آثار قدیمہ کے حصے نہایت دلچسپ ہیں ۔ کراچی میں بھی ایک عجائب گھر قائم کیا گیا ہے ۔ لاہور کے قلعہ میں محکمہ آثار قدیمہ کا جو عجائب گھر ہے وہ بہت دلچسپ ہے ۔ اس کے علاوہ ٹیکسلا ، ہڑپہ ، موہنجوڈیرو اور پشاور میں بھی عجائب گھر ہیں ۔ لیکن صرف مقامی حیثیت رکھتے ہیں ۔ پشاور کا عجائب گھر بدھ مذہب کے آثار کا ایک بہت دلچسپ مجموعہ ہے ۔

---

### عدالت خفیفہ - Small Cause Court

دیوانی، فوجداری اور سیشن عدالتوں کے علاوہ ضلع میں حسب ضرورت عدالتہائے خفیفہ ہوتی ہیں - عدالت خفیفہ Small Cause Court کو پانچ سو روپے تک مالی اور دیوانی معاملات کی سماعت کا اختیار حاصل ہوتا ہے - لاہور میں" عدالت خفیفہ موجود ہے جن اضلاع میں عدالتہائے خفیفہ موجود نہیں ہیں وہاں ان کا کام "ایڈیشنل سول جج" کی عدالت سر انجام دیتی ہے -

### عدالت دیوانی Civil Court

وہ مقدمے جو ترکے، جائیداد کی تقسیم، جائیداد کے رہن، خرید و فروخت اور انتقال وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں- دیوانی مقدمے کہلاتے ہیں- ان مقدمات کی سماعت کے لئے دیوانی عدالتیں قائم کی گئی ہیں- ججوں کے اختیارات کے لحاظ سے عدالتہائے دیوانی کئی مختلف درجوں کی ہوتی ہیں- ماتحت عدالتوں کے فیصلوں کے خلاف اونچی عدالتوں میں اپیل کی جاسکتی ہے- ضلع کی دیوانی عدالت اعلیٰ ڈسٹرکٹ جج کی عدالت کہلاتی ہے، ہائی کورٹ میں دیوانی اور فوجداری ہر دو قسم کے کام ہوتے ہیں -

### عدالت سیشن- Session's Court

نظام عدل کی رو سے، صوبے کے ہر ایک ضلع اور کبھی کئی اضلاع کے مجموعے کو سیشن کہتے ہیں جس کا سب سے بڑا حاکم سیشن جج ہوتا ہے- سیشن جج کے معاونین فوجداری کام کے لئے (ایڈیشنل) نائب سیشن جج اور دیوانی کام کے لئے "سول جج" ہوتے ہیں سیشن عدالت میں فوجداری عدالتوں کے مقدمات پر نظر ثانی کی جاتی ہے- قتل کے مقدمات کی سماعت اور فیصلہ اسی عدالت میں ہوتا ہے اگرچہ قتل کے فیصلہ کی رسمی منظوری عدالت عالیہ سے لی جاتی ہے سیشن جج کو قتل اور ڈکیتی کے مقدمات میں مشورہ دینے کے لئے اسیسر مقرر کئے جاتے ہیں جو کہ عوام کے سربرآوردہ اور ذی فہم لوگ ہوتے ہیں- اسیسر بیک وقت زیادہ سے زیادہ چار اور کم سے کم تین بیٹھتے ہیں سیشن جج یا ایڈیشنل سیشن جج مقدمات کا فیصلہ کرنے میں اسیسروں

کی رائے کے پابند نہیں ہوتے- البتہ انہیں ان کی رائے ریکارڈ پر لانی پڑتی ہے-

### عدالت عالیہ High Court عدالت عالیہ کو ماتحت عدالتوں

کے فیصلوں پر نظر ثانی کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے اور وہ اپنے دائرہ اختیار کے اندر تمام ماتحت عدالتوں کے کام کی نگرانی کرتی ہے اور ان کے لائحہ عمل کے متعلق قواعد و ضوابط مرتب کرتی ہے- عدالت عالیہ کا سب سے بڑا جج چیف جسٹس کہلاتا ہے- چیف جسٹس کے معاون جج کہلاتے ہیں- ان کا تقرر صدر مملکت کی منشا کے مطابق ہوتا ہے-

عدالت عالیہ کا منصب ماتحت عدالتوں کی اپیلوں کی سماعت کے علاوہ، ابتدائی اور اصولی بھی ہو سکتا ہے یعنی وہ مقدمات کی ابتدائی سماعت بھی کرنے کا اختیار رکھتی ہے- عدالت عالیہ بعض مقدمات میں "رٹ" بھی جاری کردیتی ہے مثلاً ملازمت سے علیحدگی یا ترقی و تنزل یا اس قسم کی دوسری محکمانہ کاروائیاں- عدالت عالیہ کے اختیارات بہت وسیع ہوتے ہیں-

مشرقی اور مغربی پاکستان میں فرداً فرداً عدالتہائے عالیہ ہیں جبکہ مملکت پاکستان کی سب سے اعلیٰ اور آخری عدالت سپریم کورٹ (Supreme Court) ہے جو مشرقی اور مغربی پاکستان میں ڈھاکہ اور لاہور کے صدر مقامات پر اپنے اجلاس کرتی ہے-

### عدالت فوجداری - Criminal Court

وہ مقدمے جن کا تعلق چوری، ڈکیتی، قتل و غارت، لوٹ مار اور اخلاقی جرائم سے ہوتا ہے- فوجداری کہلاتے ہیں اور ان کی سماعت فوجداری عدالتوں میں ہوتی ہے دیوانی عدالتوں کی طرح فوجداری عدالتیں بھی اپنے اختیارات کی بنا پر کئی طرح کی ہوتی ہیں اور ماتحت عدالتوں کے فیصلوں کے خلاف عدالتہائے بالا میں اپیل کی جا سکتی ہے مملکت اور صوبوں کی اعلیٰ عدالتوں کو دیوانی اور فوجداری دونوں قسم کے مقدمات کی سماعت کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں

فوجداری عدالت کے حاکم کو مجسٹریٹ کہتے ہیں مجسٹریٹ اول دوم اور سوم درجہ کے بھی ہوتے ہیں ضلع

کی سب سے بڑی فوجداری عدالت "سیشن جج" کی ہوتی ہے اور ضلع کی سب سے بڑی دیوانی عدالت "ڈسٹرکٹ جج" کی ہوتی ہے ضلع کا "ڈسٹرکٹ اور سیشن جج" ایک ہی ہوتا ہے۔

**عدالتیں۔** ( Law Court ) پاکستان کی عدالتوں کے سامنے دو قسم کے مقدمات آتے ہیں (۱) دیوانی مقدمات۔ جن میں مقدمے کے فریقین کے درمیان روپیہ کے لین دین، زمین، جائیداد، وحسب نامہ، طلاق وغیرہ پر تنازعہ ہوتا ہے۔ جو شخص عدالت کے سامنے مقدمہ پیش کرتا ہے اُسے مدعی اور فریق مخالف کو مدعا علیہ کہتے ہیں۔ (۲) فوجداری مقدمات جن میں ملک کے مروجہ قوانین کی خلاف ورزی کی گئی ہو ان میں مستغیث حکومت ہوتی ہے یا افراد۔
دیوانی کے معمولی مقدمات کا فیصلہ تحصیل یا ضلع کی عدالتوں میں ہو جاتا ہے لیکن بڑے بڑے مقدمات ڈسٹرکٹ جج کی عدالت یا عدالت عالیہ میں پیش ہوتے ہیں۔
حکومت کے قانون کی خلاف ورزی جرم ہے لیکن جرم کے کم یا زیادہ سنگین ہونے کا دارومدار اُس قانون کی نوعیت پر منحصر ہے جسے توڑا گیا ہو۔ بغیر بتی سائیکل چلانا، معمولی چوری کر لینا یا شراب پی لینا زیادہ سنگین جرائم نہیں ہیں۔ ان کا فیصلہ ماتحت عدالتیں کر دیتی ہیں۔ زیادہ سنگین جرائم کی مندرجہ ذیل تین اقسام ہیں
(ا) افعال مجرمانہ مثلاً فریب دہی، دروغ حلفی، مداخلت بیجا، نقب زنی، (ب) افعال جارحانہ مثلاً کسی پر حملہ آور ہونا جس کی وجہ سے ضرب آئے۔ آتشزدگی بلوہ، قتل انسان بوجہ استعمال طمع، قتل (ج) غداری مثلاً فوج میں بے اطمینانی پھیلانا۔ دشمن ملک سے ساز باز کرنا۔
متذکرہ بالا مقدمات کا فیصلہ بڑی عدالتوں میں ہوتا ہے۔ پاکستان میں تحصیلدار یا اعزازی مجسٹریٹوں کی عدالتیں سب سے چھوٹی ہوتی ہیں۔ اعزازی مجسٹریٹوں کی عدالتیں اب قریب قریب ختم ہو چکی ہیں۔
شہر کے بڑے مقدمات ڈپٹی کمشنر اور اس کے ماتحت مجسٹریٹوں کے روبرو پیش ہوتے ہیں۔ فوجداری مقدمات ججوں کے سامنے بھی لائے جاتے ہیں فریقین میں سے کوئی شخص اگر مطمئن نہ ہو تو بڑی عدالتوں یا عدالت عالیہ میں اپیل کی جا سکتی ہے۔ کسی فوجداری مقدمہ میں اگر عدالت عالیہ نے بھی ملزم کو سزا کر دی ہو تو گورنر سے رحم کی درخواست کی جا سکتی ہے۔ پاکستان کی سب سے بڑی عدالت سپریم کورٹ ہے جس میں عدالت عالیہ کے فیصلوں کے خلاف اپیل کی جاتی ہے۔

**عدّت۔** لغوی معنی شمار یا گنتی۔ اہل اسلام کے نزدیک وہ مدت ہے جس کے دوران عورت خاوند کے مرجانے یا طلاق کے بعد دوسرا شوہر نہ کرسکے۔ یہ مدت مطلقہ عورت کے واسطے تین مہینے یا تین حیض، اور بیوہ کے واسطے چار مہینے دس دن ہیں۔ عورت اگر حاملہ ہو تو وضع حمل تک عدت رہتی ہے۔
زمانہ جاہلیت میں بیوہ عورت خاوند کی وفات کے بعد ایک سال تک سوگ مناتی اور سب سے الگ تھلگ خیمہ میں رہتی تھی لیکن طلاق کے بعد اس قسم کی قید نہ تھی۔ اس میں ایک بڑی قباحت یہ تھی کہ اس کے دوبارہ شادی کرنے پر جو بچہ اس کے پیٹ میں ہوتا اس کی صحیح ولدیت کا علم نہ ہو سکتا تھا۔ اسلام نے عدت کی شرط لگا کر اس مسئلہ کو صاف کر دیا کیونکہ اس دوران میں حمل کا پتہ لگ جاتا ہے۔ عدت کے زمانہ میں عورت کو مکان کے اندر ہی رہنا چاہیئے اور بلا خاص ضرورت کے کہیں نہ جانا چاہیئے۔ اس دوران میں اس کے کھانے کپڑے کا انتظام سابقہ شوہر ہی کو کرنا چاہیئے

**عدد۔** وہ خاص موضوع ہے جس سے علم حساب میں بحث کی جاتی ہے۔ اس کی دو اقسام ہیں۔ مطلق یعنی صحیح اور مضاف یعنی کسر۔
اعداد کیلئے نو رقمیں مقرر ہیں۔ جن کی شکل یہ ہے ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹ دسویں شکل صفر (۰) کی ہے۔ جو ایزادی اور حفظ مراتب کے لئے لکھا جاتا ہے
ان اعداد کو مختلف طریقوں سے باہم رکھنے سے رقمیں بنتی ہیں۔ جن کے پڑھنے کو "گنتی" کہتے ہیں۔ گنتی کی مختلف صورتیں ہیں۔ مثلاً تین اعداد کا مجموعہ سینکڑوں کی گنتی کہلاتا ہے۔ اس سے زیادہ کا ہزاروں، لاکھوں، کروڑوں، اربوں، کھربوں، نیلن، پدم اور سنکھ وغیرہ وغیرہ۔ اعداد کی یہ تحریر مطلق یا صحیح کہلاتی ہے۔

کسرہ ہوتی ہے کہ کسی عدد صحیح کے کئی برابر حصوں میں سے ایک یا کئی حصے لئے جائیں۔ اس میں دو رقمیں لکھی جاتی ہیں۔ جتنے حصے اس شے کے ہوں ان کو نسب نما اور مخرج کہتے ہیں۔ اور جتنے حصے ان میں سے لیں ان کو شمار کنندہ اور کسر کہتے ہیں۔ ایک چھوٹی لکیر کے اوپر شمار کنندہ کو اور نیچے نسب نما کو لکھتے ہیں۔ مثلاً $\frac{3}{4}$ جس کا مطلب یہ کہ عدد چار حصوں میں برابر تقسیم کیا گیا ہے جن میں سے تین حصے لئے گئے ہیں۔ یہ کسورِ عام کہلاتی ہیں۔

جن کسروں کا نسب نما دس یا کوئی حاصل ضرب دس کا دس میں ہو۔ وہ کسورِ اعشاریہ یا کسور عشری کہلاتی ہیں۔

**عدسہ** - Lens کسی شفاف چیز، عموماً شیشہ کا ٹکڑا جسے تراش کر اس طرح بنایا گیا ہو کہ یہ روشنی کی متوازی شعاعوں کو موڑ کر مخروطی بنا دیتا ہو۔ کروی Convex عدسے میں سے متوازی شعاعیں گزر کر ایک نقطہ پر جمع ہوتی ہیں جسے ماسکہ Focus کہتے ہیں۔ اگر ایسے عدسہ کو سورج کے سامنے اس طرح رکھا جائے کہ سورج کی شعاعیں ماسکہ پر جمع ہو جائیں اور اس نقطۂ ماسکہ پر کاغذ کا ٹکڑا رکھ دیا جائے تو یہ جلنے لگے گا۔ عدسوں کو دور بین، خورد بین، کیمرا، چشموں، اور سینما کے پردہ جکٹروں Projectors میں استعمال کیا جاتا ہے۔

**عدلیہ** - Judiciary حکومت کے بنیادی تین اہم شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے جس کا کام ملکی قانون اور اہل مملکت کے حقوق کی نگہداشت کرنا ہے۔ قانون توڑنے والے مجرم کو سزا دینا اور بے گناہ ثابت ہونے والے کو بری الذمہ قرار دے کر اس کے حقوق کی نگہداشت کرنا۔

یہ شعبہ اہل مملکت کے لئے ہر قسم کے توانین بنا کر ان کی وضاحت بھی کر دیتا ہے۔ اور اگر کوئی ایسا معاملہ یا مقدمہ پیش آجائے جس کے متعلق عدلیہ نے کوئی قانون مرتب نہ کیا ہو۔ تو عدالت اپنی سمجھ کے مطابق اس کا فیصلہ کرتی ہے۔ وفاقی Federal نظام حکومت میں دستورِ اساسی Constitution کی تشریح اور تعبیر کا حق صرف عدلیہ کو حاصل ہوتا ہے۔ اور عدلیہ اس بات کی نگرانی کرتی ہے کہ حکومتیں اپنی اپنی حدود کے اندر رہ کر کام کریں۔ اگر کوئی حکومت حد سے تجاوز کر جائے تو اس کے خلاف عدلیہ مقدمہ سنتی ہے اور فیصلہ دے سکتی ہے۔

**عدم (عبدالحمید)** سید عبدالحمید نام۔ عدم تخلص۔ اردو کے مشہور غزل گو شاعر ہیں۔ کلام میں رنگینی۔ کیف و سرور، سرمستی و سرشاری پائی جاتی ہے۔ کلام کے متعدد مجموعے شائع ہو چکے ہیں جن میں خرابات۔ رم آہو، عکس جام، قول و قرار اور نقش دوام بہت مشہور ہیں۔ عدم صاحب ملٹری اکاؤنٹس کے محکمے میں افسر ہیں۔

**عدم اعتماد** - (No Confidence) ملک کے قانون ساز اداروں میں یا پارلیمان میں اراکین کی اکثریت کابینۂ وزارت کی حکمت عملی کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتی ہے تو اراکین اس کابینہ کے خلاف عدم اعتماد کا ووٹ پیش کر دیتے ہیں اگر ایسا ووٹ کثرت سے منظور ہو جائے تو وزارت کو مستعفی ہونا پڑتا ہے۔ اور اس کی جگہ نئی وزارت لے لیتی ہے۔ بہر حال اگر بعض وجوہ کی بنا پر نئی وزارت تشکیل نہ کی جا سکے تو پارلیمان کو توڑ دیا جاتا ہے اور نئے سرے سے انتخابات عمل میں آیا کرتے ہیں۔

صوبائی مجالس قانون ساز میں بھی یہی طریق کار اختیار کیا جاتا ہے۔ اور دیگر جمہوری اداروں میں بھی اسی نہج پر کام چلتا ہے۔

**عدم تعاون (تحریک)** Non-Cooperation Movement یہ تحریک ۱۹۱۹ء میں چلائی گئی۔ وجہ اس کی یہ ہوئی کہ پہلی جنگ عظیم کے خاتمہ پر ترکی کے ساتھ جو شرائط طے ہوئیں ان سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہو گئے۔ اور گورنمنٹ برطانیہ کے خلاف ان کے دلوں میں سخت جوش پیدا ہو گیا۔ انہوں نے جا بجا خلافت کمیٹیاں قائم کیں اور چندہ جمع کر کے ترکوں کی مدد کے لئے روپیہ روانہ کیا۔ اس وقت مہاتما گاندھی نے علی برادران کے تعاون سے ہندوؤں اور مسلمانوں کو متحد کر کے عدم تعاون کی تحریک شروع کی۔ اس

تحریک کا مطلب یہ تھا۔ کہ نئی کونسلوں کا مقاطعہ کیا جائے سرکاری نوکریاں اور سرکاری خطابات ترک کئے جائیں قومی سکول کھولے جائیں اور شراب نوشی ممنوع قرار دی جائے۔ ان باتوں کے علاوہ اس تحریک میں ہندو مسلم اتحاد پر بہت زور دیا گیا۔

**عدم مداخلت۔** Non-Intervention
بین المملکتی تعلقات میں یہ ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے کہ ایک حکومت دوسری حکومت کے اندرونی معاملات میں دخل نہ دے۔ اسے عدم مداخلت کہا جاتا ہے، دراصل یہ طریق کار اختیار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ہر ملک سالمیت کا حق دار ہے اور دوسری طاقتوں کا فرض ہے کہ اس کی سالمیت کا احترام کریں۔ مگر فرانسیسی سیاست دان ٹیلے رینڈ نے جو ۱۷۵۴ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۳۸ء میں فوت ہوا اور نپولین اعظم کا وزیر با تدبیر تھا لکھتا ہے کہ "عدم مداخلت" کی اصطلاح ایک فلسفیانہ اور سیاسی لفظ ہے جو عملاً لفظ "مداخلت" کے ہم معنی ہے۔ چنانچہ تجربہ و مشاہدہ سے ٹیلے رینڈ کے قول کی صداقت واضح ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر ہسپانیہ کی خانہ جنگی کو لیجئے جو ۱۹۳۶ء سے ۱۹۳۹ء تک جاری رہی۔ باوجودیکہ اکثر طاقتوں نے اس میں عدم مداخلت کے معاہدے کر رکھے تھے تاہم کسی نہ کسی طرح وہ اپنی پسند کے فریق کو مدد پہنچاتے رہے۔ حتیٰ کہ اسلحہ اور فوجی سپاہی تک کھلم کھلا ارسال کئے جاتے رہے۔

**عدم موجودگی (رجائے واردات)** Alibi
یہ لفظ لاطینی الاصل ہے۔ جس کے معنی عدم موجودگی یا دوسری جگہ پر ہونے کے ہیں۔ پاکستان میں پولیس کی ضمنیوں میں اصطلاحی طور پر استعمال ہوتا ہے اگر کسی جگہ کسی واردات کا ارتکاب ہو جائے۔ تو پولیس مشتبہ شخص کو بلا کر تفتیش کرتی ہے۔ اور اگر وہ شخص یہ ثابت کر دے کہ وہ واردات کے وقت اس موقع پر موجود نہ تھا جہاں اس کی موجودگی فرض کر کے اسے ملزم گردانا جا رہا ہے، بلکہ وہ کسی ایسی جگہ پر تھا جہاں پر جرم کا ارتکاب کر کے اس کا پہنچنا محال ہے۔ تو وہ شخص "عذر عدم موجودگی" پیش کرتا ہے۔ لہٰذا اس قسم کی عدم موجودگی کے پیش نظر پولیس اس کو ملزم نہیں ٹھہرا سکتی۔
بالفرض پولیس ملزم کا چالان کر دے تو عدالت میں بھی عدم موجودگی کی توجیہ پیش کی جا سکتی ہے اور عدم ثبوت پر ملزم بریت کا مستحق ہوتا ہے۔

**عدن۔** (Aden) سعودی عرب کے جنوبی ساحل پر، باب المندب سے ۱۰۵ میل مشرق میں، واقع ہے۔ جہازوں میں کوئلہ ڈالنے کے لئے قیام گاہ کا کام دیتا ہے۔ یہ برطانیہ کے زیر تسلط ہے فوجی مرکز بھی ہے۔ آب و ہوا گرم مگر صحت بخش ہے۔ پہلے یہ ہندوستان کے صوبہ بمبئی سے ملحق تھا۔ مگر گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۶ء کی رو سے تاج برطانیہ کے ماتحت ایک جداگانہ نوآبادی بن گیا اس کے شمال میں عدن کا انتدابی علاقہ Protectorate ہے۔ جس میں حضر الموت کا خطہ بھی شامل ہے۔ کل رقبہ ایک لاکھ ۱۲ ہزار مربع میل ہے۔ آبادی چھ لاکھ پچاس ہزار نفوس کی ہے۔ عدن کی نوآبادی اور ملحقہ علاقے کا مجموعی رقبہ ۷۵ مربع میل ہے۔

**عدنانی۔** حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل سے، ایک شخص سرزمین عرب میں عدنان نامی ہو گزرا ہے۔ جس کی اولاد عدنانی کہلاتی ہے۔
عدنان کے دو لڑکے تھے۔ عک اور معد۔ مگر آئندہ نسل صرف معد کے لڑکے نزار سے پھیلی۔ اس سے پانچ مشہور قبیلے نکلے۔ جن کو تاریخ عرب میں بہت اہمیت حاصل ہوئی۔ انمار، ایاد، ربیعہ، قضاعہ اور مضر۔ ان میں سے انمار اور ایاد بہت کم پھیلے۔ البتہ ربیعہ قضاعہ اور مضر نے کثرت تعداد، دنیاوی اعزاز اور تاریخی اہمیت وغیرہ کے لحاظ سے بہت شہرت حاصل کی۔
ربیعہ بن نزار کی متعدد اولادیں ہوئیں۔ جن سے بڑے بڑے قبائل متعدد مشہور ہو گئے۔ نہایت بنیادی اعزاز حاصل کیا اور حکومتیں قائم کیں۔ ان کے مشہور قبائل یہ ہیں۔ بنو جدیلہ، بنو اسد بن ربیعہ (خاندان خزرجی، عبیث) بنو وائل، بنو بکر، بنو قیس، بنو تغلب، بنو

تمیم وغیرہ پھر ان سے بھی بہت سے قبائل اور بطون شاخ در شاخ ہو کر نکلے، ان سب قبائل کو عدنانی کہتے ہیں

**عدی بن حاتم طائی** ۔ نام عدی ۔ کنیت ابو طریف دنیا کے مشہور سخی اور فیاض مرد حاتم طائی کے بیٹے ہیں ان کا خاندان مدت سے قبیلہ طے پر حکومت کرتا تھا ۔ جب اسلامی فوجیں ان کے قبیلہ کی طرف بڑھیں تو اس وقت عدی اپنے قبیلہ کے حکمران تھے ۔ چنانچہ یہ اپنا علاقہ چھوڑ کر بمع اہل و عیال اپنے عیسائی ہم مذہبوں کے پاس شام چلے گئے ۔

شام سے مدینہ آئے ۔ اور رسول اللہؐ کو مسجد نبوی میں آکر ملے ۔ اور بہت بحث و تمحیص کے بعد اسلام کے قائل ہوئے اور مسلمان ہو گئے ۔ آنحضرتؐ نے انہیں قبیلہ طے پر بدستور حاکم رہنے دیا ۔ اور باعزت طریق پر رخصت کیا ۔

۱۳ھ میں حضرت عمرؓ کے عہد میں فتوحات عراق میں شمولیت کی ۔ اس جنگ میں ایرانیوں کو شکست ہوئی ۔ جنگ قادسیہ میں بھی مجاہدانہ لڑے ۔ کوثیٰ مدائن، تستر اور نہاوند کے معرکوں میں بھی آپ نے بڑی جانبازی دکھائی ۔ فتوحات شام میں خالدؓ بن ولید کے ہمراہ جنگ میں حصہ لیا ۔

جنگ جمل اور صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھیوں میں سے تھے ۔ ان معرکوں میں ایک آنکھ جاتی رہی ۔ ان جنگوں کے بعد عزلت نشین ہو گئے ۔ اور ۶۸ھ میں کوفہ میں وفات پائی ۔ مذہبی علوم میں بھی مہارت رکھتے تھے ۔ چنانچہ رسول اکرمؐ کی ۶۶ احادیث بھی آپ سے روایت کی گئی ہیں ۔

فیاضی کا جو ہر انہیں ورثہ میں ملا تھا ۔ چنانچہ انسانوں کے ساتھ سخاوت کرنے کے علاوہ جانوروں اور کیڑے مکوڑوں تک پر ترس کھاتے تھے اور اور ٹوں اور چیونٹیوں کو بھی غذا تقسیم کرتے رہتے تھے ۔

**عدیس ابابا** ۔ ابی سینیا (حبشہ) کا دارالحکومت سطح سمندر سے ۸۰۰۰ فٹ کی بلندی پر واقع ہے ۔ اٹلی نے ۱۹۳۵ء۔۱۹۳۶ء میں ابی سینیا پر قبضہ کر لیا تھا اور شاہ ہیل سلاسی یہاں سے بھاگ گیا تھا لیکن دوسری جنگ عظیم کے خاتمہ پر یہ علاقہ اٹلی سے چھین کر پھر سے ہیل سلاسی کو دے دیا گیا ہے ۔ عدیس آبابا کی آبادی کوئی تین لاکھ نفوس پر مشتمل ہے ۔ اس شہر کو ریل کے ذریعے جبوتی کی بندرگاہ سے ملا دیا گیا ہے ۔

ابی سینیا وہی ملک ہے جہاں کے بادشاہ نے مسلمان مہاجرین کے سب سے پہلے دو قافلوں کو اپنے ہاں پناہ دی تھی ۔

**عدیسہ** ۔ Edessa وادئ دجلہ اور فرات کا ایک قدیم شہر ۔ کلیسا کی ابتدائی تاریخ میں اس کا ذکر بہت آتا ہے ۔ کہا جاتا ہے کہ کسی وقت یہاں عیسائیوں کے تین سو (۳۰۰) راہب خانے تھے ۔ حضرت ابراہیم نے اسی شہر میں سکونت اختیار کی ۔ اسے آرامی Aramaic دنیا کا ایتھنز بھی کہا جاتا ہے ۔ اس کا موجودہ نام عرفہ ہے ۔ ترکوں کے قبضہ میں یہ ۱۶۳۷ء کے قریب آیا ۔

**عذاب قبر** ۔ خدا کے نیک بندے "عذاب قبر" سے محفوظ رہنے کی دعا کرتے ہیں ۔ عام اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ موت کے عین بعد آدمی کا قبر میں حساب کتاب ہوتا ہے ۔ اور منکر نکیر نام کے فرشتے سوال جواب کرتے ہیں اور مردے سے زندگی کے اعمال کے بارے میں پوچھ گچھ کرتے ہیں چنانچہ خدا کے نیک بندے قبر میں ہر قسم کے عذاب اور تکلیف سے محفوظ رہتے ہیں ۔ جبکہ وہ لوگ جن کے اعمال زندگی میں خراب اور غیر اسلامی رہ چکے ہوں، انہیں جسمانی اور روحانی عذاب ہوتا ہے ۔ چنانچہ مختلف احادیث میں قبر کے عذاب کے کوائف مذکور ہیں ۔

**عذرداری** ۔ قانونی اصطلاح میں کسی دیوانی فیصلے کے خلاف، متعلقہ عدالت یا مجاز عدالت میں کسی فیصلے کے خلاف وجوہ ناراضی بیان کرتے ہوئے، درخواست دائر کرنا، عذرداری بالعموم اجراء کی کارروائی کے سلسلے میں دائر کی جاتی ہے مثلاً مدعی کے حق میں مدعا علیہ کے خلاف کوئی ڈگری ہو جائے اور مدعی اس ڈگری کی اجرائے کرائے خواہ وہ اجرائے روپے کے بارے میں ہو یا اراضی کے بارے میں ہو یا کسی دوسری شے کے بارے میں ہو اور قرقی یا نیلام کے سلسلے میں جو عدالتی

عراق

کاروائی ہو اس کے خلاف مدعاعلیہ یا مدیون جو قانونی کاروائی کرے اُسے عذر داری کے نام سے موسوم کرتے ہیں ۔ عذر داری کی کامیابی یا ناکامی، واقعات اور قانونی حمایت پر ہوتی ہے ۔

**عراق** ۔ دریائے دجلہ اور فرات کا درمیانی علاقہ جسے پہلے میسوپوٹیمیا Mesopotamia کہتے تھے ۔ رقبہ ایک لاکھ ۷۲ ہزار مربع میل اور آبادی ۵۰ لاکھ نفوس کے لگ بھگ ہے جس میں سے ۲۰ لاکھ کے قریب لوگ شہروں میں آباد ہیں ۔ کل آبادی کا ۷۰ فی صدی حصہ شیعہ ہے اور باقی ماندہ دیگر مذاہب کا پیرو جن میں غالب اکثریت سنی مذہب کے پیروؤں کی ہے یہودی ۱۲۰۰۰، کلدانی ۹۸ ہزار، شام کی کیتھولک جاتی ۲۵ ہزار، شام کے قدامت پسند عیسائی یعنی جارجین فرقہ ۱۲ ہزار، صابی ۴ ہزار، یزیدی ۱۷ ہزار، اور کرملائی ۵،۹ کے قریب ہیں ۔ ملک کی اقتصادیات کا انحصار تیل اور زراعت پر ہے ۔ تیل کی صنعت پر انگریزوں کا قبضہ ہے ۱۹۲۵ء کے معاہدہ کے تحت انہوں نے ۲۰۰۰ء تک تیل کی کشید، صفائی اور برآمد کے حقوق حاصل کر رکھے ہیں ۔ خوراک کے معاملے میں ملک خود کفیل ہے ۔ تیل کے علاوہ کھجور سب سے بڑی برآمدی پیداوار ہے ۔

عراق کی تاریخ کا آغاز غیر ملکی حملہ آوروں سے ہوتا ہے جو ۳۵۰۰ ق م اور ۳۲۰۰ ق م کے مابین دریائے فرات اور شط العرب کے سنگم پر بمقام عر (Ur) آکر آباد ہوئے ۔ اور انہوں نے سمیر Sumer اور عکاد Akkad کی دو تاج والی منسلک بادشاہت قائم کی سمیری لوگوں نے غالباً سب سے پہلے پہیادار گاڑیاں استعمال کیں ۔ اس کے علاوہ انہوں نے کیونی فارم Cuneiform نامی طرز تحریر ایجاد کیا ۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے ہندوستان کے قدیم باشندوں سے روابط تھے ۔ کیونکہ ان کی بعض مہروں پر ہندوستانی جانوروں کی تصاویر ہیں ؛ اور موئن جو داڑو کے مقام پر بعض ایسی اشیا برآمد ہوئی ہیں جو سمیریا کے کھنڈرات سے بھی ملیں سمیری لوگ تاریخ عالم کے اولین سپاہی منش لوگوں میں سے ہیں سمیر اور عکاد کی حکومت ۲۳۰۰ ق م تک قائم رہی جس کے بعد بابل کو اقتدار حاصل ہوا ۔ اور اس پر عمورو Amuru یا عامری Amorites کی حکومت قائم ہوئی ۔ یہ لوگ سمیریوں کے برعکس سامی النسل تھے اور غالباً شمالی شام سے آئے تھے ۔ ان کا دارالحکومت بابل تھا حمورابی Hammurabi (۲۱۲۳ — ۲۰۸۱) ان کا سب سے مشہور حکمران گزرا ہے جس کے عہد حکومت میں حتی Hittites لوگوں نے شمال مغرب سے اور کاسی (Kassites) لوگوں نے شمال مشرق سے حملے شروع کئے ۔

۱۷۴۶ ق ۔ م ۔ ایک کاسی بادشاہ نے اپنے آپ کو چار مملکتوں سمیر، عکاد، بابل وغیرہ کا بادشاہ قرار دیا اور ایک ایسے خاندان کا سنگ بنیاد رکھا جو آئندہ ۶۰۰ برس تک یعنی ۱۱۷۰ ق ۔ م تک بابل پر حکمران رہا ۔ ۱۱۸۲ ق ۔ م میں ایلام Elam سے ایک حملہ ہوا جس نے کاسی حکومت کو زمین بوسی پر مجبور کر دیا ۔ اس کے چند برس بعد بابل میں بغاوت ہوگئی اور ایک مقامی خاندان جسے پاشے Pashe خاندان کہتے ہیں کے ہاتھ میں عنان حکومت آئی ۔ آئندہ ۱۳۲ برس کیلئے یہ خاندان برسر اقتدار رہا حتی کہ اہل اشور (Assyrians) نے ۱۰۲۵ ق ۔ م اس خاندان کے سب سے نامور بادشاہ بخت نصر اول Nebuchadnessar I کو شکست دی ۔ ۸۳۰ ق ۔ م کے قریب یعنی دو صدی کے اندرونی خلفشار کے بعد تمام بابل اہل اشور کی عملداری میں آگیا ۔ اشوری سلطنت ۷۵۰ ق م سے ۶۰۶ ق ۔ م تک قائم رہی ۔ اہل اشور نے غالباً سب سے پہلے ڈاک رسانی کا شعبہ قائم کیا ۔ ان کا دارالحکومت نینوا تھا ۔ ۶۲۵ ق م ۔ کے قریب بابل پھر برسر اقتدار آیا اور وہاں بخت نصر ثانی نے ایک ایسی سلطنت کی بناء ڈالی جو ۵۳۹ ق ۔ م تک قائم رہی ۵۳۹ ق ۔ م میں بابل پر پھر اہل ایلام Elamites نے حملہ کیا ۔ اور ۵۳۹ ق ۔ م ۔ بابل کے آخری بادشاہ بیل شیزر Belshazzar کو اوپس کے مقام پر

شکست ہوئی اور فارس کا بادشاہ سائرس فتح مند ہو کر بابل میں داخل ہوا۔ اگرچہ بابل کے شہر کو ایرانی عہد حکومت میں بھی اقتدار حاصل رہا مگر اب بابل ایک تجارتی مرکز تھا اب اس کی وہ سیاسی اور تہذیبی اہمیت ختم ہو چکی تھی جو اسے اشوری سلطنت کے عہد حکومت میں حاصل تھی۔ عراق پر فارس کی حکومت ۵۳۹ تا ۳۳۱ ق۔م قائم رہی اس کے بعد ۳۳۱ تا ۱۴۱ ق۔م۔ اس پر اسکندر مقدونی اور اس کے جانشین جرنیل حکمران رہے۔ اس کے بعد ۱۴۱ ق۔م سے ۲۲۶ بعد از مسیح تک اس پر پارتھیا کی حکومت رہی۔ ۲۲۶ عیسوی سے ۶۳۷ء تک اس پر ساسانی بادشاہوں کا تسلط رہا۔ اور ۶۴۱ عیسوی سے ۱۲۵۸ عیسوی تک اس پر حجازی النسل عرب مستولی رہے۔

مسلمانوں نے عراق پر پہلا حملہ ابوبکر صدیقؓ کے عہد خلافت میں، خالد بن ولید کی زیر قیادت، ۶۳۳ عیسوی میں کیا جس کے بعد آئندہ ۵ برسوں میں وہ تمام عراق پر چھا گئے۔ ۷۵۰ء عیسوی کے قریب اس پر بنی عباس کی حکومت قائم ہوئی۔ اس کے دور اقتدار میں جو ۱۲۵۸ تک قائم رہا ایرانی اثرات اس کے ملکی منتظمین کے ذریعہ اس کی زندگی میں دخل پاتے رہے۔ اور اب یہ عالم ہو گیا ہے کہ ثقافت اور مذہبی خیالات کے سلسلہ میں دونوں ممالک کے درمیان فرق معلوم نہیں ہوتا۔ بنی عباس کے بعد اس کی حکومت یکے بعد دیگرے منگولوں، ترکمانوں اور صفاری حکمرانوں کے ہاتھ میں رہی۔ جن کا مجموعی دور اقتدار ۱۲۵۸ سے ۱۵۳۴ تک جاتا ہے۔ اس کے اختتام پر عراق عثمانی ترکوں کی عملداری میں آ گیا اور ۱۹۱۸ تک ان کے زیر تسلط رہا۔

پہلی جنگ عظیم کے خاتمہ پر ۱۹۲۰ء میں عراق کو برطانیہ کی تولیت میں دے دیا گیا۔ ۱۹۲۱ میں انگریزوں نے شاہ فیصل اول کو عراق کا بادشاہ بنا دیا۔ ۱۹۲۴ میں ملک میں نیا آئین نافذ ہوا جس کی رو سے طے پایا کہ بادشاہ کے اختیارات محدود ہوں گے اور وہ پارلیمانی حکومت کی زیر ہدایت کارفرما ہوگا۔ شاہ فیصل اول جو سابق شاہ حجاز شریف حسین مکہ کا فرزند اور شاہ اردن عبداللہ کا سوتیلا بھائی تھا ۸ ستمبر ۱۹۳۳ کو فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا غازی تخت نشین ہوا۔ جس نے ۱۹۳۳ء سے ۱۹۳۹ء تک حکومت کی۔ اس کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے شاہ فیصل دوم کو بادشاہ بنایا گیا۔ وہ اس وقت چونکہ کم سن تھا۔ اس لئے اس کا چچا امیر عبدالالہ ریجنٹ مقرر ہوا۔ امیر فیصل دوم کی رسم تاجپوشی ۱۹۵۳ء میں ادا ہوئی۔ اور امیر عبدالالہ کو ولی عہد بنایا گیا۔ جولائی ۱۹۵۸ء میں جنرل عبدالکریم قاسم نے امیر فیصل کی حکومت کا تختہ الٹ دیا اور ملک کی زمام حکومت ایک انقلابی کونسل کے سپرد کر دی ملک کو جمہوریہ قرار دے دیا گیا جس کے صدر لفٹننٹ جنرل نجیب ربیع اور وزیر اعظم جنرل عبدالکریم قاسم مقرر ہوئے۔

**عراقی** (مولانا فخر الدین) فارسی زبان کے صوفی شاعر جو تیرھویں صدی ہجری میں ہوئے۔ عراقی تخلص کرتے تھے اور فخر الدین نام تھا، ہندوستان کی سیاحت کی اور ملتان تک آ پہنچے۔ کلام کا مجموعہ موجود ہے۔

**عرب** Arabia براعظم ایشیا کے جنوب مغرب میں ایک بڑا ریگستانی علاقہ ہے۔ جسے بحیرۂ قلزم افریقہ سے جدا کرتا ہے۔

اس کے مشرق میں خلیج فارس، جنوب میں بحر ہند اور خلیج عدن، اور مغرب میں بحیرۂ قلزم واقع ہے۔

اس میں سعودی عرب، یمن، عدن، مسقط، عمان، بحرین اور کویت وغیرہ شامل ہیں جو اپنی اپنی جگہ خود مختار علاقے ہیں۔

اس کا کل رقبہ ۱۰ لاکھ مربع میل ہے اور آبادی قریباً ایک کروڑ۔ سخت گرم خطہ ہے۔ بارش بہت کم ہوتی ہے۔ ریگستانوں میں کئی کئی میل تک پانی نہیں ملتا بہت کم علاقے قابل زراعت ہیں۔ عموماً کھجور کے درخت پیدا ہوتے ہیں۔ ریگستانوں میں اونٹ بہت کارآمد جانور ہے۔ لوگ زیادہ تر خانہ بدوش ہیں۔ اور بھیڑ بکریاں وغیرہ پالتے ہیں۔ اس ملک کا گھوڑا جسے عربی گھوڑا کہتے ہیں۔ دنیا میں بہترین گھوڑا سمجھا جاتا ہے۔

۱۹۳۲ میں یہاں تیل کے چشمے دریافت ہوئے جو امریکن تیل کمپنی کے تصرف میں ہیں۔ مکہ اور مدینہ مسلمانوں کے بڑے متبرک مذہبی مقامات ہیں کہ جہاں رسول اکرمؐ پیدا ہوئے۔ اور جہاں سے دین اسلام کی ابتدا ہوئی۔ عرب کا زیادہ علاقہ سعودی عرب کہلاتا ہے جو

سلطان ابنِ سعود کے قبضے میں ہے۔ سعودی عرب میں مکہ، مدینہ، ریاض، اور جدہ مشہور شہر ہیں۔

ظہورِ اسلام سے پہلے عرب کے لوگ ہر قسم کے فسق و فجور میں مبتلا تھے۔ لیکن حضور جب مبعوث ہوئے تو انہوں نے تعلیم و تبلیغ کے ذریعہ تمام ملک سے برائیوں کا خاتمہ کر دیا۔ اور دینِ اسلام کو رائج کر کے اہلِ عرب کو ہر لحاظ سے دنیا کی تمام قوموں کی صفِ اول میں لا کھڑا کیا۔ اور ان سب مفتوحہ اقوام نے ان مسلمان عربوں کے اخلاقِ حسنہ اور سنہری اور افضل اصول دیکھ کر ان کا مذہب قبول کیا۔ اور دینِ اسلام نے دن دونی رات چوگنی ترقی کی۔

دنیا بھر کے مسلمانوں کا متبرک مقام خانۂ کعبہ (بیت اللہ) اسی ملک میں ہے۔ جہاں ہر سال حج کے ایام میں دنیا بھر کے زائرین جمع ہوتے ہیں۔

## عرب لیگ (Arab League)

فلسطین میں یہودیوں کی آمد اور اسرائیلی حکومت کے قیام پر وہاں کی عرب آبادی پر شدید مظالم توڑے گئے۔ اس پر عرب ممالک نے اپنی اجتماعی تنظیم کے لئے عرب لیگ کی بنیاد رکھی اور ۲۲ مارچ ۱۹۴۵ء کو اس کے دستور کی توثیق کے بعد اس جماعت کا قیام عمل میں آیا چنانچہ مصر، شام، لبنان، سعودی عرب، عراق اور شرق اردن اس کے بنیادی ممبر ہیں

اس جماعت کے قیام کا اہم مقصد متحدہ عرب ممالک کے مابین ثقافتی اور اقتصادی تعلقات کو استوار کرنا اور قومیت اور پاسپورٹ کے مسائل کو باہمی تعاون سے طے کرنا ہے۔ آپس میں ان کے یہ معاہدے بھی ہو چکے ہیں کہ کسی جارحانہ اقدام کی صورت میں ایک دوسرے سے مشورہ کر لیا کریں گے نیز باہمی تنازعات کو اسی طرح پر طے کر لیا کریں گے۔ لیبیا اور یمن بھی اس میں شامل ہو گئے ہیں۔ حال ہی میں ان ممالک کے مابین باہمی تحفظ کا معاہدہ بھی طے پایا ہے۔

## عرب مجلسِ اعلیٰ۔ Arab Higher Committee

عربوں کی ایک مجلس جس کو فلسطین کی عرب آبادی کی نمائندگی کرنے کا دعویٰ ہے۔ خصوصاً ۱۹۳۰ء کے فسادات کے دوران میں اس مجلس نے اپنے اس دعوے کا نمایاں طور پر اظہار کیا اور اس کا عملی ثبوت دیا۔

**عربوں کا مذہب۔** عرب میں اسلام کے آغاز، اشاعت اور فروغ سے پیشتر مختلف مذاہب تھے۔ اور زمانۂ قبل از اسلام کو دورِ جاہلیت کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ عربوں کی اکثریت کا مذہب بت پرستی تھا خود کعبہ بتوں کا مسکن اور مرکز تھا۔ مختلف قسم کے بت مختلف ناموں سے موسوم تھے۔ یہودی مذہب کے لوگ بھی عرب میں تھے مگر وہ خال خال مقامات میں مقیم تھے اور ان کی بیشتر تعداد یمن اور حجاز میں مقیم تھی۔ نجران کے علاقے اور بعض دوسرے علاقوں میں نصرانی یا عیسائی مذہب کے لوگ بھی آباد تھے۔ صابئین بھی کہیں کہیں پائے جاتے تھے۔ اور دہریہ لوگ بھی بعض جگہوں میں پائے جاتے تھے۔

**عرب و ہند کے تعلقات** زمانہ قبل از اسلام سے پیشتر عرب اور ہندوستان کے مابین کوئی زیادہ رابطہ یا تعلقات موجود نہ تھے، اکّے دُکّے عرب تاجر ساحلِ ہند پر سمندر کی راہ چلے آتے اور معمولی لین دین یا معاملہ کر کے واپس چلے جاتے۔ عرب و ہند کے باہمی تعلقات کی صحیح ابتدا، حضرت عثمانؓ کے زمانے میں ہوئی جبکہ سرزمین سندھ پر اسلامی افواج بھیجی گئیں اور وہ حالات کے مشاہدہ کے بعد واپس چلی گئیں، حضرت علیؓ کے عہد خلافت میں بھی چند اسلامی مہمیں سرزمین سندھ کی طرف روانہ کی گئیں مگر تسخیر مملکت کا صحیح آغاز عہدِ اموی میں ہوا جبکہ سندھ وغیرہ بعض علاقوں کی تسخیر عمل میں آئی۔ چنانچہ حجاج بن یوسف کے عہد میں محمد بن قاسم نے راجہ داہر اور دیگر ہندو راجاؤں کو شکست دے کر سندھ اور ہند کے اکثر علاقے مفتوح و مسخر کر لئے عربوں کی اسلامی تہذیب کا اثر آب تک سندھ، ملتان،

کچھ، گجرات کاٹھیاواڑ وغیرہ کے علاقوں میں موجود ہے
فتوحاتِ سندھ کے ساتھ، عرب و ہند کے تجارتی اور تمدنی تعلقات میں روز افزوں ترقی ہوئی اور عرب تہذیب و تمدن کے اثرات سرزمین ہند پہ پھیلنے لگے۔ چنانچہ شرک اور بت پرستی کی جگہ توحید اور وحدتِ اسلامی نے لے لی۔

## عربی پاشا (Arabi Pasha)

(۱۸۴۱ — ۱۹۱۱) مصر کا ایک ہر دلعزیز راہنما۔ اس نے اپنی زندگی کی ابتدا ایک عام مزدور کے طور پر کی۔ بعد ازاں فوج میں بھرتی ہو گیا اور اپنی قابلیت سے کرنل بن گیا۔ ۱۸۷۸ء میں خدیو توفیق کے خلاف باغی ہو گیا۔ ۱۸۸۱ء میں نوبر (Nubar) پاشا کو معزول کرانے میں کامیاب ہوا۔ ۱۸۸۲ء میں وزیر جنگ بنا۔ مصر پر برطانی قبضہ کا سخت مخالف تھا۔ ۱۱ جولائی ۱۸۸۲ء میں جب برطانی بحریہ نے اسکندریہ پر چڑھائی کی اور اس کے بعد تل الکبیر Tel-el-Kabir کی لڑائی ہوئی تو احمد عربی پاشا نے بھی اس میں حصہ لیا مگر مصر کو شکست ہوئی اور برطانی افواج نے قاہرہ پر قبضہ کر کے اسے لنکا میں جلاوطن کر دیا۔ مگر ۱۹۰۱ء میں اسے واپس مصر آنے کی اجازت دے دی گئی ۱۹۱۱ء میں وفات پائی۔

## عربیت۔ Pan-Arabian

"متحدہ عرب قومیت" کے نظریہ پر مبنی تحریک اس تحریک کے علمبردار کرنل جمال عبدالناصر صدر جمہوریہ مصر ہیں اور شام اور دوسرے عرب ممالک اس کے ارکان ہیں اس تحریک کی تہ میں سیاسی جذبہ مضمر ہے اور اس کا مقصد تمام عرب ممالک کو متحد کر کے ان کی نجات کے لئے ایک لائحہ عمل تجویز کرنا ہے۔ (نیز دیکھو ہمہ عربیاں)

## عربی مسلمانوں کی فتوحات۔

جب عربوں نے اسلام قبول کیا۔ تو ان کی کایا پلٹ ہو گئی۔ اسلام بڑی سرعت سے تمام دنیا میں پھیل گیا۔ عرب کے تمام بدوی قبائل اس طرح شیر و شکر ہو گئے گویا ان پر جادو کا اثر ہو گیا ہے۔ یہ قبائل پہلے آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے تھے۔ اور اس طرح اپنی طاقت زائل کرتے رہتے تھے۔ جب انہوں نے اتفاق کیا۔ تو اسلام کے جھنڈے تلے ایک زبردست طاقت میں تبدیل ہو گئے۔ جب حضورؐ کا وصال ہوا تو وہ اس وقت بھی ایک وسیع سلطنت کے مالک تھے اس وقت سے لے کر اب تک اسلام میں سیاست اور مذہب ایک ہی حیثیت رکھتے ہیں۔ اسلام کے اس ابتدائی اور سنہری زمانے میں ان کا ایک ہی حاکم ہوتا تھا۔ جو بیک وقت گورنر، پیشوائے دین اور سپہ سالار ہوتا تھا۔ جس کا حکم بلا چون و چرا تسلیم کیا جاتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس اتفاق کی برکت سے ان کی طاقت ایسی ہو گئی تھی۔ کہ اس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ آنحضرتؐ کی وفات کے دو ہی سال بعد خلیفہ عمرؓ کے عہد میں عربوں نے یونانیوں کو یرموک کے مقام پر شکست دی۔ تین سال بعد انہوں نے قادسیہ کی سہ روزہ لڑائی میں فارسی طاقت کا خاتمہ کر دیا۔ ساتویں صدی عیسوی کے وسط تک وہ مصر، شام، آرمینیا اور ایران کے مالک تھے۔ اس کے بعد تمام شمالی افریقہ مسخر کیا گیا۔ سپین بھی فتح ہوا اور فرانس تک یورشیں ہوئیں۔ اسی صدی میں مشرقی رومن سلطنت کے دارالحکومت پر ناکام حملے ہوئے اگر یہ فتح ہو جاتا تو کل یورپ بھی اسلام کے قدموں میں ہوتا۔ لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ مشرق اور شمال میں چین کی حد تک تمام ملک اور وسط ایشیا فتح کر لیا گیا۔ ۷۱۵ء تک خلیفہ ولید کی سلطنت کی حد کوہ پیرینیز سے چین تک پھیلی ہوئی تھی ادھر مشرق میں سندھ اور پنجاب تک کا تمام علاقہ ان کے سامنے سرنگوں ہو گیا۔ اور عیسائی لوگوں کی مسلسل مخالفانہ کوششوں کے باوجود یہ سلطنت صدیوں تک قائم رہی۔
اس کے بعد عیش و عشرت اور اخلاقی پستی کا دور شروع ہو گیا۔ مادیت ان میں گھر کر گئی۔ خود غرضی جو یزید کی تخت نشینی سے شروع ہوئی برابر فروغ پاتی رہی۔ ادھر سلطنت کی دور افتادہ سرحدوں پر بد نظمی اور نااہلی کی وجہ سے علاقے خود مختار ہونے لگے۔ باوجود ان تمام حالات کے عباسی خلفا کے دور میں بغداد میں ایک نہایت شاندار تمدن نے فروغ پایا۔ گیارھویں صدی میں مغل قوم کے وحشی قبائل

نے اسلامی سلطنت کے مٹانے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ ان کو اکسانے میں یورپ کا بھی ہاتھ تھا۔ تاہم اسلامی سلطنت نہ مٹ سکی اور خود مغل اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے اور ان کی سلطنت بھی اسلامی بن گئی۔ عباسی خلفا کے بعد سلجوقی ترک اور عثمانی ترکوں نے سلطنت پر قبضہ کر لیا۔ اور اسلام کی طاقت نے ایک تازہ ابھار پائی۔

ایک سکھ تاریخ دان سردار درباری سنگھ اپنی "تاریخ ہند" میں لکھتے ہیں۔ کہ عرب یورشیں کسی قوم کی دل آزاری یا حقوق غصب کرنے کے لئے نہ تھیں اور نہ ہی اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ عرب بیرونی ممالک میں بنی نوع انسان کے معاون اور مددگار بن کر گئے وہ پسماندہ اور درماندہ قوموں کی اعانت کے لئے اٹھے اور جو کچھ انہوں نے کیا وہ تلوار کی وجہ سے نہ تھا۔ بلکہ اس پیغام کا اثر تھا جسے وہ بنی نوع انسان کے لئے اپنے ساتھ ساتھ لئے پھرتے تھے۔ تمام سلطنتوں میں لوگ ظلم سے تباہ اور تلف ہو رہے تھے ان کا کوئی ہمدرد اور غمخوار نہ تھا۔ مسلمانوں کی سادگی، مساوات اور اخوت نے اُن پر بے حد اثر کیا اور وہ ان کے گرویدہ ہو گئے۔ انہیں انصاف اور منصفانہ حکومت کا مزہ نصیب ہوا۔ اور وہ خود ایسے مذہب میں شامل ہو گئے جس کی سنہری تعلیم ان صفات سے معمور تھی۔

**عربی مہینے۔** مہینے رویت ہلال سے شروع ہوتے ہیں۔ اور قمری مہینے کہلاتے ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔ محرم، صفر، ربیع الاول، ربیع الآخر، جمادی الاولےٰ، جمادی الاخریٰ، رجب، شعبان، رمضان، شوال، ذوالقعدہ، اور ذوالحجہ۔

اسلامی قمری سال کا آغاز ماہِ محرم سے ہوتا ہے۔ اسے سن ہجری کہتے ہیں۔

ہر ماہ کے روزِ اول کو غرّہ اور روزِ آخر کو سلخ کہتے ہیں۔ کوئی مہینہ ۲۹ دن کا ہوتا ہے اور کوئی ۳۰ دن کا۔ (نیز دیکھو قمری مہینے)

**عربی نقش و نگار۔ Arabesque**

ان سے وہ دقیق اور دیدہ زیب نقش و نگار مراد ہیں۔ جن کو عربوں نے اسپین میں رواج دیا، جب کہ وہ چھٹی اور ساتویں صدی عیسوی میں وہاں حکومت کرتے تھے۔ مشہور نقاش رافیل نے روم میں پوپ کے محل ویٹیکن میں جو نقش و نگار بنائے تھے۔ وہ بھی اسی نمونے کے تھے۔ یہ عربی نقاشی ہسپانیہ سے تمام یورپ میں پھیلی اور محمدؐ بن قاسم کے وقت ملتان میں پہنچی۔ اس کا نمونہ لاہور میں وزیر خاں کی مسجد میں موجود ہے۔ جس کی خوبصورت بیلوں کی نقل اتارنے کے لئے یورپ کے مشہور نقاش اور دیگر شائقین دُور دُور سے آتے ہیں۔

**عربی ہندسے۔** یہ ہندسے تعداد میں ۹ اور دسواں صفر ہوتا ہے۔ جن سے دیگر چھوٹی بڑی رقوم بنائی جاتی ہیں۔ جن ہندسوں کو ہم انگریزی ہندسے کہتے ہیں خود انگریز اور یورپین لوگ ان کو عربی ہندسے یا عربی اشکال کہتے ہیں۔

سارے یورپ میں پہلے رومن اشکال استعمال کی جاتی تھیں جن کے استعمال میں بڑی دقت محسوس ہوتی تھی۔ اور یہ جگہ بھی بہت گھیرتی تھیں۔ جب عربوں نے سپین کے راستے یہ اشکال یورپ کو پہنچائیں۔ تو تمام یورپ میں ان کا رواج ہو گیا۔ جو یورپی طالب علم قرطبہ یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہو کر جاتے وہ ان کا چرچا کرتے۔ اور اس طرح رومن اشکال اب صرف ترتیبی تحریر میں استعمال ہوتی ہیں۔ حسابی میں نہیں۔ گھڑیوں کے ڈائلوں پر جو اشکال I II طرز کی ہیں وہ رومن اشکال ہیں۔ ان عربی اشکال کی بھی دو صورتیں ہیں۔ ایک دائیں سے بائیں کو چلتی ہے اور دوسری جس کو ہم انگریزی اشکال کہتے ہیں بائیں سے دائیں کو چلتی ہے یہ اشکال اس قدر عام فہم دیدہ زیب اور لکھنے میں سہل ہیں کہ ان کا جواب اب تک پیدا نہیں ہو سکا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لبِر عت تمام کل دنیا میں رائج ہو چکی ہیں۔

عربوں نے ان اشکال کو اس وقت وضع کیا جب وہ ریاضی کے مطالعہ میں یکتا مانے جاتے تھے اگرچہ ان کی علم ریاضی میں مہارت ہندوستان کی وجہ سے ہے۔ جس کا لفظ ہندسہ شاہد ہے۔ تاہم یہ بات مسلم ہے کہ ہندی اشکال اور عربی اشکال بالکل الگ تحریریں ہیں۔ ہندی اشکال نہ قواتی

خوبصورت ہیں اور نہ سہل العمل جتنی کہ عربی اشکال۔ رقوم نویسی میں بھی عربوں نے قابل قدر اصلاح کی اور اکائی دہائی کا نظام جاری کیا۔ لیکن یہ نظام بیشتر ہندی ہے۔ عربی رقوم نویسی ہندی ہے۔ اگر آپ تحریر میں کسی عربی سن کا نام پڑھیں تو دقت محسوس ہوتی ہے۔ لیکن اشکال اس قدر نستعلیق ہیں کہ ان سے بہتر تحریر اب تک وضع نہیں ہو سکی۔ نمونے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

عربی اشکال جو یورپ میں رائج ہیں۔

1 2 3 4 5 5 7 6 9 0 بائیں سے دائیں کو

عربی اشکال جو ایشیا میں رائج ہیں۔

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۔ دائیں سے بائیں کو

رومن اشکال بائیں سے دائیں کو

I II III IV V VI VII VIII IX X

اسی طرح ہندی اشکال بائیں سے دائیں کو ہوتی ہیں۔ اور یہ شکلیں عام ہیں۔

رقوم نویسی کے تمام نظام بائیں سے دائیں کو چلتے ہیں۔ ان دس اشکال کی بنیاد انسانی ہاتھوں کی دس انگلیاں ہیں۔

**عُرس** ۔ (۱) ابتداء میں اس کے معنی دلہن کو بیاہ کر گھر لے جانے اور شادی یا دعوتِ شادی کے تھے۔ عُرس اس شادی کو بھی کہتے ہیں۔ جو دولہا کے گھر واقع ہو۔ عربوں میں شادی بہت سادہ طریقے پر ہوتی تھی، آنحضرت صلعم نے اس کو اور بھی سادہ بنا دیا، اس میں لڑکیوں کو دف بجانے کی اجازت تھی؛ ولیمہ کی دعوت جس میں مرد شریک ہوتے تھے دوسرے یا تیسرے دن دی جاتی تھی۔ اس میں ستو، سویق، خرما کھلائے جاتے تھے۔ خرما اور چھوہارے وغیرہ کی رسم بعد میں جاری ہوئی اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے۔ رفتہ رفتہ ہر ملک میں شادی کے موقع پر مقامی رسوم بھی شامل ہو گئیں۔

(۲) کسی بزرگ کے روزِ وفات پر فاتحہ اور کھانا تقسیم کرنے کو بھی عرس کہتے ہیں۔ اس موقع پر اکثر محفلِ سماع منعقد ہوتی ہے اور معتقدین دور و نزدیک سے فاتحہ خوانی، منت اور فیض حاصل کرنے کے لئے آتے اور اس میں شرکت کرتے ہیں۔ ہند و پاکستان میں اس کا عام رواج ہے۔ دوسرے اسلامی ممالک میں بھی بزرگوں کے مزاروں پر عُرس ہوا کرتے ہیں۔

**عرش** ۔ یعنی تخت یا چھت۔ اہلِ اسلام کا عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے سات آسمان بنائے جو ایک دوسرے کے اوپر نیچے واقع ہیں۔ ساتویں آسمان سے بلند تر عرش ہے جو مقامِ خداوندی ہے۔ لیکن بعض علما کا خیال ہے کہ عرش در حقیقت کوئی جگہ نہیں ہے بلکہ خدا کی قدرت، عظمت اور جاہ و جلال کا مظہر ہے۔ اور اس سے خدائے تعالیٰ کا بلند پایہ ہونا مقصود ہے۔ خدائے تعالیٰ نے قرآن پاک میں خود فرمایا ہے کہ لوگ عرش کا صحیح مفہوم نہیں سمجھ سکتے (کیونکہ یہ ان کی محدود عقل و فہم سے بہت زیادہ بلند شے ہے)۔ عرش کی تکوین کا ذکر ساتوں آسمان کی تخلیق کے ساتھ ساتھ کیا گیا ہے۔

عرش اور فرش، ادب میں مقابلے پر آتے ہیں، جس قدر فرش نیچے ہے اسی قدر عرش اوپر ہے۔

**عرش ملسیانی** ۔ بالکنند نام عرش تخلص، تاریخ پیدائش ۲۰ دسمبر ۱۹۰۸، مقامِ پیدائش، آبائی وطن قصبہ ملسیان ضلع جالندھر۔ جوش ملسیانی کے بیٹے ہیں، جو اُردو کے مشہور غزل گو شعرا میں سے ہیں، عرش ملسیانی گریجویٹ ہیں۔ دہلی میں گورنمنٹ آف انڈیا کے دفاتر میں ملازم رہے اور تقسیم کے بعد "آج کل" دہلی کے نئے مدیر ہیں۔ بچپن سے شعر و سخن کا شوق رکھتے ہیں اور اپنے والد کی علمی تربیت کا فیضان ان کے شاملِ حال ہے صنعتِ غزل پر انہیں عبور حاصل ہے اور زبان شستہ اور آسان ہے۔ والد ان کے حضرت داغ دہلوی کے شاگرد رشید ہیں۔

**عرشی** ۔ محمد حسین نام۔ عرشی تخلص ۱۸۹۶ء میں

امرتسر میں پیدا ہوئے۔ سکول میں پانچویں جماعت تک تعلیم پائی۔ اس کے بعد کچھ پرائیویٹ تعلیم حاصل کی اور باقی ذاتی مطالعہ کیا۔ تقسیم کے بعد لاہور آ گئے۔ نثر میں آپ کے چند رسائل اور کتب کے نام یہ ہیں۔

(۱) ملتِ ابراہیمؑ۔
(۲) تحقیقِ قربانی۔
(۳) اقبال کی پیش گوئیاں۔
(۴) براہینِ وحی۔
(۵) مقدمہ زندگانیٔ محمدؐ۔
(۶) علوم اسلام اور انکارِ حجیتِ حدیث۔

آپ نے فارسی اور اردو میں بکثرت غزلیں اور نظمیں لکھی ہیں۔ انگریزی اور عربی نظموں کے منظوم ترجمے بھی کئے ہیں۔ جو اپنی سلاست اور دلکشی کی وجہ سے بہت مقبول ہیں۔

**عرضِ بلد۔** (Latitude) وہ فاصلہ کہلاتا ہے جو خطِ استوا سے قطب شمالی یا قطبِ جنوبی کی طرف ناپا جائے۔ کسی مقام کا عرض بلد درجوں میں ہوتا ہے اور ان درجوں سے اس مقام کا شمالاً یا جنوباً فاصلہ شمار ہوتا ہے۔

**عرفات۔** مکہ کے مشرق میں ایک پہاڑی ہے جو ڈیڑھ سو سے دو سو فٹ تک بلند ہے۔ مشرق کی طرف سا تھ سیڑھیاں ہیں اور اوپر کا حصہ سطح ہے جہاں حج کے موقع پر ۹ ذی الحجہ کو خطبہ دیا جاتا ہے۔ پہلے یہاں ایک قبہ بھی تھا جس کو اب گرا دیا گیا ہے۔ اس کے دامن میں جنوب کی طرف میدان ہے جو میدان "عرفات" کہلاتا ہے اور جس کے ایک طرف طائف کی پہاڑی ہے۔ حاجی ۹ ذی الحجہ کو دوپہر سے غروبِ آفتاب تک یہاں قیام کرتے ہیں اور جنگل میں منگل ہو جاتا ہے۔ اس کو "وقوف" کہتے ہیں اور یہ حج کا پہلا فرض ہے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس دنیا میں آنے کے بعد حضرت آدمؑ اور حواؑ پہلی مرتبہ اسی میدان میں ملے تھے۔

**عروہؓ بن زبیرؓ۔** کنیت ابو عبداللہ، مشہور صحابی حضرت زبیرؓ بن العوام کے بیٹے ہیں۔ ان کی والدہ اسماء حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی ہیں۔ حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت کے اولیں دنوں میں پیدا ہوئے۔ عبداللہ بن زبیر اور عبدالملک کی باہمی جنگ میں اپنے بھائی عبداللہ کے ساتھ تھے۔ جنہیں حجاج نے مروا دیا تھا۔ عروہ نے عبدالملک کی بیعت کر لی اور مکہ واپس آ گئے۔ ازاں بعد مدینہ سے کچھ فاصلہ پر عقیق نام ایک جگہ میں قیام کیا۔ آپ کا گھر علم و فضل کا سرچشمہ تھا۔ جس سے آپ بھی فیضیاب ہوئے۔ اور مختلف صحابہ سے درس روحانیت حاصل کیا۔ حدیث کے معاملے میں حضرت عائشہؓ سے بہت استفادہ کیا۔ اور علم فقہ میں بھی بہت دسترس حاصل کی۔

آپ کے والد حضرت زبیرؓ بن العوام عرب کے سب سے زیادہ دولتمند آدمی تھے۔ جنہوں نے اپنی وفات کے بعد کروڑوں کی دولت چھوڑی۔ اور بے شمار باغات، زمین اور نقد روپیہ عروہ کے حصہ میں بھی آیا۔ مگر آپ بڑی فیاضی سے غریبوں پر دولت خرچ کرتے تھے۔ اور ہر وقت عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ بہت نفاست پسند بزرگ تھے روزانہ غسل کرتے، بہترین تیل اور عطر استعمال کرتے اور بڑے نفیس اور قیمتی کپڑے پہنتے تھے۔

۹۴ھ میں مدینہ کے قریب مجاح میں وفات پائی۔

**عروہؓ بن مسعود۔** عروہ بن مسعود بن معتب الثقفی، حضورؐ کے ممتاز اور مشہور صحابی، اور راوی حدیث ہیں چنانچہ ان سے بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔

جب حضورؐ طائف سے مراجعت فرما ہوئے، تو عروہ ان کے ساتھ ہو لئے اور اسلام قبول کیا اور حضورؐ سے اپنے قبیلہ میں اشاعت اسلام کی اجازت چاہی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ یہ لوگ آپ کی مخالفت کریں گے اور آپ سے برسر جنگ ہوں گے چنانچہ محبت دین کے جوش میں جب وہ دعوت اسلام دینے گئے تو قبیلہ والوں نے چاروں طرف سے تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی حتیٰ کہ آپ کے ایک زخم کاری لگا، اور آپ شہید ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ حضرت عروہ بن مسعود شکل و صورت میں، حضرت مسیح علیہ السلام سے مشابہ تھے، جیسا کہ حضورؐ کو مشاہدہ ہوا۔

**عزاداری** ۔ عزا کے لفظی معنی ہیں تعزیت کرنا، ماتم منانا۔ اصطلاح میں عشرہ محرم میں حضرت امام حسینؑ اور ان کے شہید رفقاء کا ماتم منانا۔ اہل تشیع عزاداری میں پیش پیش ہیں۔ عشرہ محرم میں وہ امام شہید کا سوگ مناتے ہیں۔ آخیر دن تعزیے نکالتے ہیں اور دوران عشرہ میں مجالس عزا منعقد کرتے ہیں، نوحہ خوانی کرتے ہیں اور مرثیے پڑھتے ہیں

**عزرائیلؑ حضرت** ۔ مشہور فرشتہ جس کو بالعموم "ملک الموت" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے چار بڑے فرشتوں میں سے ایک ہے۔ روایات میں اس کا حلیہ طرح طرح کا بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس کے چار ہزار پر ہیں اور ستر ہزار پاؤں اور چاروں جانب منہ ہیں اور تمام بدن پر آنکھیں ہیں۔ اس کا مقام چوتھے یا ساتویں آسمان پر ہے جب خدا نے موت کو پیدا کیا تو اُسے دیکھ کر بجز حضرت عزرائیل سب سجدے میں گر پڑے، لیکن حضرت عزرائیلؑ کو اس پر پوری قدرت عطا کی گئی۔ دنیا میں جن لوگوں کی روح قبض ہوتی ہے وہ انہیں کے زیر اہتمام ہوتی ہے۔ لیکن وہ خود صرف پیغمبروں کی روح قبض کرنے آتے ہیں۔ باقی کے واسطے ان کے نائب مقرر ہیں۔ اُن کو قبل از وقت خود بھی نہیں معلوم ہوتا کہ کس کی روح کس دن قبض کرنی ہوگی۔

**عزل** ۔ لفظی معنی علیحدگی، گوشہ نشینی، دستبرداری وغیرہ۔ اصطلاح میں عورت سے مجامعت کرتے وقت بغیر انزال کے علیحدہ ہو جانا قدیم عرب میں بعض لوگ بوجہ غربت کے اولاد پیدا نہ ہونے کے واسطے یہ صورت اختیار کرتے کہ مباشرت میں انزال سے قبل ہی عورت سے علیحدہ ہو جاتے تھے۔ جو یقیناً خلاف فطرت عمل تھا آنحضرت صلعم سے اس کے بارے میں صحابہ کرامؓ نے دریافت فرمایا تو آپ نے فرمایا کہ "کیا تم ایسا کرتے ہو، جس روح کو آنا ہے وہ ضرور آئے گی" فقیہوں نے اس کو منع تو نہیں کیا لیکن صرف اس صورت میں اس کی اجازت دی ہے کہ عورت کے حاملہ ہو جانے کی صورت میں اس کی صحت پر خراب اثر پڑے یا اس کی موت واقع ہو جائے، دوسری شرط یہ بھی ہے کہ ایسا کرنے سے قبل عورت کی منظوری لے لی جائے۔ قرآن پاک میں دو جگہ اس کو منع کیا گیا ہے اور اس کو بچوں کے قتل سے تعبیر کیا گیا ہے کہ غربت کے خوف سے ان کو ہلاک نہ کرو کیونکہ خدائے تعالیٰ خود ان کو بھی روزی دے گا۔

**عزیرؑ، علیہ السلام پیغمبر** ۔ بابل کے بادشاہ بخت نصر نے فلسطین پر قبضہ کر کے تمام یہودیوں کو گرفتار کر لیا۔ اور انہیں بابل لے آیا۔ ایک سو سال کی غلامی کے بعد انہیں آزادی نصیب ہوئی۔ ان میں حضرت عزیرؑ بھی تھے۔ یہ اپنے گدھے کے ساتھ ایک اُجڑے ہوئے شہر کے قریب سے گزرے۔ تو ان کے دل میں خیال آیا کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ اللہ کریم ان مرے ہوئے لوگوں کو دوبارہ زندہ کر دے۔ یہ تھک کر، آرام کی خاطر ایک درخت کے نیچے لیٹ گئے اور قریب ہی اپنے گدھا باندھ دیا۔ اسی طرح ایک سو سال سوئے رہے۔ اور جب بیدار ہوئے تو انہیں محسوس ہوا کہ وہ بہت تھوڑی مدت سوئے ہیں۔ لیکن ان کا گدھا مر چکا تھا جس کی ہڈیاں بکھری ہوئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے گدھے کو دوبارہ زندہ کر دیا۔ یہ دیکھ کر حضرت عزیرؑ کو یقین آگیا کہ خدا کی قدرت کاملہ مُردوں کو زندہ کر سکتی ہے۔

**عزیز (لکھنوی)** مرزا محمد ہادی نام عزیز تخلص ۱۲۹۰ھ میں لکھنؤ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۵۰ھ میں انتقال فرمایا۔

آپ کے آباؤ اجداد کشمیر کے رہنے والے تھے مگر کئی پشتوں سے لکھنؤ وطن بن گیا تھا۔

آپ نے اکثر مشاہیر علماء اور فضلا کی صحبت سے فیض حاصل کیا۔ اور عربی فارسی اور دیگر علوم مروجہ حاصل کئے۔ شعر گوئی کا شوق آپ کو بچپن سے تھا۔ بیس برس کی عمر میں اچھے شعر کہنے لگے تھے شروع میں [illegible] لکھنوی

سے اصلاح لی۔

آپ نے لکھنوی سکول کے خلاف بغاوت کی اور دہلی کا رنگ سخن اختیار کیا۔ آپ نے غالب کے رنگ میں غزلیں لکھی ہیں۔

آپ لکھنؤ کے مشہور شعرا میں شمار ہوتے ہیں۔ مولانا شبلی آپ کو رئیس الشعرا کہا کرتے تھے۔

آپ کا کلام پختہ اور اُستادانہ ہے۔ اور مقبول عام بھی ہے۔

آپ کا ایک مجموعۂ کلام "گلکدہ" کے نام سے چھپ چکا ہے۔

عزیز احمد، مسٹر۔ امریکہ میں پاکستانی سفیر۔ ۱۴ رجون ۱۹۰۶ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ لاہور اور اس کے بعد کیمبرج میں تعلیم پائی، ۱۹۳۰ء میں انڈین سول سروس میں شامل ہوئے اور پہلا تقرر بنگال میں ہوا، بعدازاں متعدد اہم سرکاری عہدوں پر فائز رہے جن میں سیکرٹری ترقیاتی بورڈ کا عہدہ بھی شامل ہے ۱۹۴۷ء میں غیر منقسم ہندوستان کی حکومت میں محکمۂ زراعت کے ڈپٹی سیکرٹری مقرر ہوئے۔ تقسیم ہند کے بعد حکومت پاکستان کے محکمۂ خوراک وزراعت کے جائنٹ سیکرٹری بنائے گئے۔ کچھ عرصے بعد انہیں مشرقی بنگال کی صوبائی حکومت میں چیف سیکرٹری کا عہدہ سونپا گیا۔ ۱۹۵۰ء میں وہ اقوام متحدہ میں پاکستانی وفد کے رکن مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۳ء میں انہوں نے نئی دہلی کی بات چیت میں پاکستان کے وفد کی قیادت کی۔ ستمبر ۱۹۵۲ء میں مرکزی کابینہ کے سکرٹری مقرر ہوئے۔ ۲۷ ستمبر ۱۹۵۶ء کو انہیں تجارت اور مئی ۱۹۵۸ء کو بحالیات کے محکمے کا سیکرٹری مقرر کیا گیا ۱۹۴۷ء میں ا۔ بی۔ ای کا اعزاز ملا۔ ۷ اکتوبر ۱۹۵۸ء کے انقلاب کے بعد حکومت پاکستان کے سیکرٹری جنرل اور ڈپٹی چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر مقرر کئے گئے۔ اور ۱۹۵۹ء میں امریکہ میں پاکستانی سفیر بنے۔

عزیز مصر۔ جس آدمی نے حضرت یوسف کو عرب قافلہ والوں سے خریدا تھا۔ قرآن پاک میں اُسے عزیز (یعنی صاحب وقار اور بلند پایہ آدمی) کہا گیا ہے۔ توریت میں اس کا نام "فوطی فار" بتایا گیا ہے۔ جو فرعون کا ایک امیر اور سردار فوج تھا۔ عزیز نے حضرت یوسفؑ کو ایک خوبصورت غلام سمجھ کر خریدا لیکن تھوڑے ہی دنوں بعد جب اُن پر ان کے جوہر کھلے تو انہیں اپنے گھر بار اور علاقہ کا مختارِ کل بنا دیا۔

عسکری امام۔ العسکری لقب، آپ اہل تشیع کے امامیہ فرقے کے عقیدہ کے مطابق بارہ اماموں میں سے ایک ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب یوں آتا ہے۔

ابوالحسن علی الہادی بن محمد الجواد بن علی الرضا بن موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی بن زین العابدین بن الحسین بن علی بن ابی طالب۔

عسکریت۔ Militarism یہ عقیدہ کہ کسی قوم کا سب سے مقدم فریضہ یہ ہے کہ وہ ہمہ وقت جنگی تیاریوں میں مصروف رہے۔ اس خیال کے حامی ملک کی فوجی تنظیم کو دیگر تمام شعبوں پر ترجیح دیتے ہیں اور عوام میں بھی جنگی روح پھونکنے کے لئے مختلف طریقوں سے کام لیتے ہیں۔ ایسے ممالک میں فوجی افسران کو بے حد احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور وہ خود احساس برتری میں مبتلا رہتے ہیں۔ دوسری جنگ عالمگیر سے قبل نازی جرمنی اور جاپان عسکریت کی بہترین مثالیں پیش کرتے ہیں۔

عُشر۔ بعض لوگ اس کو غلطی سے زکوٰۃ کا ہم معنی سمجھتے ہیں دراصل عشر زرعی زمین کا محصول تھا۔ جو اسلامی حکومت کاشتکار یا زمیندار سے لیا کرتی تھی۔ جس زمین کو بارش یا چشمہ کے پانی سے سیراب کیا جاتا تھا۔ اس سے دسواں حصہ محصول لیا جاتا تھا اور جو کنوئیں یا دوسرے طریقوں سے آبپاشی کئے جانے پر صرف بیسواں حصہ لیا جاتا تھا اور اسی سے سلطنت کا خرچ چلتا تھا۔

یہ ٹیکس اہل اسلام سے قبل بھی یہودی طائفہ اور جنوبی عرب میں رائج تھا۔ فرق اتنا تھا کہ اس کو مذہبی حیثیت دے دی گئی تھی۔ اور دسواں حصہ دیوتاؤں اور بتوں کی نذر کیا جاتا تھا۔ امام ابو یوسف رح کے نزدیک ترکاریوں، لکڑی اور بھوسہ پر بھی یہ ٹیکس لیا جانا چاہیئے لیکن چارہ پر معاف ہے۔

**عشرت رحمانی** - ۱۹۰۵ء میں مراد آباد میں پیدا ہوئے - ابتدائی تعلیم ریاست رامپور میں پائی اور دہلی اور لاہور میں انگریزی اور فارسی کی تعلیم کی تکمیل کی۔

ابتدائی دور سے علم و ادب سے دلچسپی و شغف رہا۔ شعر و شاعری سے بھی آپ کو خاص لگاؤ ہے۔ غزل، نظم اور گیت سب کچھ کہے کئی رسائل کی ادارت کی - معلمی کی - بچوں کے نصاب تیار کئے - بچوں کے لئے عام فہم اور آسان زبان میں درجنوں کتابیں لکھیں مشہور تصانیف میں "بچوں کی کہانیاں" "بچوں کا شاعر" "ٹیگور کی کہانیاں" "سوانح محمد علی" شامل ہیں۔

آل انڈیا ریڈیو کے دوران ملازمت میں مختلف موضوعات پر تقریریں نشر کیں - اور متعدد ڈرامے اور فیچر لکھے - آجکل آپ ریڈیو پاکستان لاہور میں ایک ممتاز عہدے پر سرفراز ہیں -

**عَشرہ مُبَشّرہ** - وہ دس صحابی جن کو آنحضرت صلعم نے دنیا ہی میں جنتی ہونے کی بشارت دے دی تھی، حدیث میں ان صحابہ کے نام نہیں لئے گئے لیکن چونکہ تبدیل قبلہ کے وقت یہ دس حضرات بے چون و چرا حرم کعبہ کی طرف مڑ گئے تھے، نیز غزوۂ اُحد میں بھی انہوں نے احکام نبویؐ کی پوری تعمیل کی تھی اس لئے اُن کو یہ خاص مرتبہ اور شرف حاصل ہوا - اُن احباب کے نام یہ ہیں - حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت سعیدؓ بن زید اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ۔ عشرہ مبشرہ کا تذکرہ آنحضرت صلعم اور اہل بیت کے اسمائے گرامی کے ساتھ، جمعہ کے خطبے میں بھی بعض اوقات ہوتا ہے۔

**عصبی نظام** - Nervous System نسوں، رگوں اور دماغ کا نظام جس پر حواس خمسہ (دیکھنا، سننا، سونگھنا، چھونا اور چکھنا) کا دارومدار ہے اس نظام کی وجہ سے ذی روح اپنے گردوپیش کی دنیا سے رابطہ پیدا کرتا ہے۔

کیڑے مکوڑوں سے لے کر دودھ پلانے والے جانوروں تک تمام جانداروں میں عصبی نظام کار فرما ہے۔ انسان میں یہ نظام بیحد پیچیدہ اور اعلیٰ پیمانے کا ہوتا ہے۔ دماغ انسانی عصبی نظام کا مرکز ہے، کھوپڑی کے استخوانی ڈھانچے میں محفوظ ہے - اور اس کا سلسلہ ریڑھ کی آخری ہڈی تک پہنچتا ہے۔ دماغ اور ریڑھ کی ہڈی، ٹیلیفون کے مرکزی کمرے ( Telephone Exchange ) سے مشابہ ہیں۔ جہاں برابر پیغامات کی آمد و رفت جاری رہتی ہے۔ دماغ سے رگوں کے بارہ جوڑے ناک آنکھوں چہرے - کانوں اور حلق تک جاتے ہیں - اور تیس سے زیادہ رگوں کے جوڑے شاخوں کی صورت میں ریڑھ کی ہڈی سے جسم کے دھڑ، ہاتھوں اور پیروں تک جاتے ہیں۔

نسیں باریک باریک متوازی دھاگوں کے گچھوں کی شکل میں ہوتی ہیں - وہ جا کر یہ اور بھی باریک ہو جاتی ہیں اور ان میں سے بے شمار باریک باریک شاخیں پیدا ہو جاتی ہیں - ٹیلیفون کے تاروں کی مانند یہ بھی پیغام رسانی کا کام دیتی ہیں - حسی نسیں ( Sensory Nerves ) آنکھ، کان، ناک، اور جلد سے پیغامات دماغ تک لے جاتی ہیں۔ موٹر نروز Motor Nerves دماغ سے اعصاب کو پیغامات پہونچاتے ہیں - اگر انگلی آگ سے مس ہو جائے تو دماغ کو فوراً اس کا پتہ چل جاتا ہے اور یہ مثلاً ایک پیغام ہاتھ کے پٹھے کو بھیجے گا کہ انگلی پیچھے ہٹالی جائے - دماغ اور ریڑھ کی ہڈی نہ صرف اختیاری عضلات ( Voluntary Muscles ) کے نظام کو قابو میں رکھتے ہیں بلکہ نظام جسمانی کے غیر اختیاری عضلات کی حرکات مثلاً حرکت قلب وغیرہ بھی ان ہی کے تحت میں ہوتی ہیں اور یہ کارخانہ خواہ ہم جاگتے ہوں یا سوتے ہوں برابر چلتا رہتا ہے - دماغ کے مختلف حصے یادداشت قوت گفتار حرکات، سانس وغیرہ مختلف کاموں کے لئے مختص ہوتے ہیں۔

عصبی نظام جسم کے دوسرے نظامات (ہضم، دوران خون وغیرہ) کو ایک سلسلے میں منسلک کرتا ہے

**عصمت اوّل، دوم و سوم** - ترکی کا ایک سلطان جس کا زمانہ ۱۲۰۳ء سے ۱۲۱۰ء تک کا ہے - اس نے

چارلس دوازدہم شاہ سویڈن کو اپنے ہاں پناہ دی تھی۔ جبکہ وہ مقام پلتوا پر زار سے شکست کھاکر بھاگا تھا۔ اس نام کے دوسرے سلطان کا زمانہ ۱۶۹۱ء سے ۱۶۹۵ء تک کا ہے۔ اور تیسرے سلطان کا زمانہ ۱۷۰۳ء سے ۱۷۳۰ء تک کا ہے۔

عصمت انونو۔ جمہوریہ ترکی کے سابق صدر، اور ترکی پارلیمنٹ میں حزب اختلاف کے قائد۔ ۱۸۸۴ء میں سمرنا میں پیدا ہوئے۔ دستور کے مطابق پہلے مسجد میں دینیات کی تعلیم حاصل کی، پھر سرکاری مکتب سے تحصیل علم کر کے فوجی مدرسہ میں داخل ہوئے۔ وہاں سے فارغ التحصیل ہو کر استنبول کے ملٹری کالج میں داخل ہوئے۔ یہیں انجمن اتحاد و ترقی کے رکن بنے۔ ۲۲ برس کی عمر میں کالج سے فارغ ہو کر ترکی فوج میں کپتان بنا دیئے گئے۔ ۱۹۰۸ء کے انقلاب ترکی میں عصمت بھی پیش پیش تھے۔ جنگِ طرابلس اور پہلی جنگِ عظیم میں انور پاشا کے ماتحت حصہ لیا۔ گیلی پولی اور درِ دانیال کے معرکوں میں آپ سپلائی پر افسر تھے۔ ادھر سے فارغ ہوئے تو انہیں محاذِ کاکیشیا پر بھیجا گیا۔ جنگِ عظیم کے اختتام پر جب انگریزوں نے قسطنطنیہ اور یونانیوں نے سمرنا پر قبضہ کر لیا تو آپ مرکزِ خلافت سے بھاگ کر اناطولیہ پہنچ گئے اور مصطفےٰ کمال پاشا سے مل کر کسانوں کی ایک فوج تیار کر لی۔ انونو کے مقام پر آپ نے یونانیوں کو فیصلہ کن شکست دے کر اپنے وطن کو آزاد کرا لیا۔ فاتح انونو کی حیثیت سے انونو ان کے نام کا جزو بن گیا۔

پہلی لوزان کانفرنس میں عصمت انونو نے جس قابلیت، ہوشیاری اور تدبر کا ثبوت دیا وہ تاریخی اہمیت رکھتا ہے۔ لارڈ کرزن کی دھمکیوں کا عصمت پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ انگورہ واپس چلے آئے۔ دوسری لوزان کانفرنس میں ترکوں کی حسب منشا صلح ہو گئی۔ جب مصطفےٰ کمال جمہوریہ ترکی کے پہلے صدر بنے تو انہوں نے عصمت انونو کو اپنا وزیر اعظم بنا لیا۔ کچھ عرصہ بعد انہیں وزارت اعظمیٰ سے علیحدہ ہونا پڑا۔ اس کے بعد چار مرتبہ ترکی کے وزیر اعظم مقرر ہوئے۔ کمال اتاترک کی وفات کے بعد عصمت انونو جمہوریہ ترکی کے دوسرے صدر بنے اور دوسری جنگِ عالمگیر میں انہوں نے انتہائی تدبر سے کام لے کر ترکی کو جنگ کے شعلوں سے بچائے رکھا۔ جنگ کے بعد نئے انتخابات میں عصمت انونو کی جماعت ناکام رہی۔ آج کل آپ حزب مخالف کے قائد ہیں۔

عصمت چغتائی۔ اردو کی ترقی پسند ادیبہ۔ مرزا عظیم بیگ چغتائی کی ہمشیرہ وطن مالوف بھوپال ہے۔ لیکن عرصہ سے بمبئی میں مقیم ہیں۔ عورتوں کے جذبات کی ترجمانی خوب کرتی ہیں۔ تحریر میں شوخی، تیکھا پن اور طنز ہوتا ہے۔ دو ناول، ضدی اور ٹیڑھی لکیر، افسانوں کا مکمل مجموعہ ایک بات اور ڈراموں کا مجموعہ شیطان چھپ چکا ہے۔ ہند و پاکستان کے ادبی رسائل میں اکثر آپ کے افسانے شائع ہوتے رہتے ہیں۔ دو تین فلمی کہانیاں بھی لکھیں جو بہت مقبول ہوئیں۔

عضد الدولہ حکیم۔ مشہور فلسفی اور ماہر نفسیات جو ترکی نژاد تھے اور جنہوں نے فلسفہ اور نفسیات پر متعدد کتابیں بھی عربی میں تحریر کی ہیں جن کے ترجمے دنیا کی مختلف زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ آپ شاہان بنو عباس کے عہد کی مشہور و ممتاز علمی شخصیت تھے۔

عضلات۔ Muscles گوشت کے ٹکڑے جو ہڈیوں کو حرکت دیتے ہیں۔ ہمارے جسم کی تمام حرکات عضلات کے سکڑنے اور پھیلنے سے ہوتی ہیں۔ اندرونی اعضاء دل، پھیپھڑے، معدہ وغیرہ میں حرکات ان عضلات کے ذریعہ ہوتی ہیں جو اُن کی دیواروں میں ہوتے ہیں۔

عطارد۔ Mercury سورج سے قریب ترین سیارہ ہے اور اُس کے اس قدر قریب گردش کرتا ہے کہ اکثر اوقات اس کی تیز روشنی میں گم رہتا ہے۔ سال میں دو چار مرتبہ جب آسمان بالکل صاف ہوتا ہے تو یہ سیارہ تھوڑی دیر کے لئے دکھائی دینے لگتا ہے۔ دیگر اندرونی سیاروں کی طرح سورج ہی سے روشنی حاصل کرتا ہے اور اُس کے گرد گردش کرتا ہے۔ اس کا قطر تقریباً تین ہزار میل ہے۔ اور

اٹھاسی دنوں میں اپنی گردش پوری کرتا ہے۔

**عطاءُ الرحمٰن خان** ۔ مسٹر عطاء الرحمٰن خان عوامی لیگ کے ممتاز رکن اور مشرقی پاکستان کے وزیر اعلیٰ رہ چکے ہیں۔ عوامی لیگ کے ٹکٹ پر دستور ساز پاکستان کے ممبر منتخب ہوئے تھے۔ ۱۹۰۷ء میں ضلع ڈھاکہ کے موضع بالیا میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۰ء میں ڈھاکہ یونیورسٹی سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی اور وہیں سے ۱۹۳۶ء میں قانون کا امتحان پاس کیا۔ قدرے پریکٹس کے بعد ۱۹۴۲ء میں منصف مقرر ہوئے۔ لیکن تھوڑے عرصے میں اس عہدہ سے مستعفی ہو گئے۔ پہلے مسلم لیگ سے وابستہ رہے لیکن ۱۹۴۹ء میں مسلم لیگ سے علیحدہ ہو گئے۔ اس کے بعد عوامی لیگ میں شامل ہو گئے۔ ۱۹۵۲ء میں وہ ایشیا اور بحرالکاہل کے علاقوں کی امن کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے پاکستانی مندوب کی حیثیت سے پیکنگ گئے اور اس وفد کے ڈپٹی لیڈر رہے۔ ۱۹۵۳ء میں وہ مشرقی پاکستان صوبائی عوامی لیگ کے نائب صدر اور اس کی مجلس عاملہ کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۵۴ء میں وہ متحدہ محاذ پارٹی کے ٹکٹ پر صوبائی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ "فضل الحق" کابینہ میں وہ وزیر سول سپلائی تھے۔ اس کے بعد مشرقی پاکستان کے وزیر اعلیٰ منتخب ہوئے۔ اور مشرقی پاکستان میں "صدر راج" کے نفاذ تک اس عہدہ پر فائز رہے۔

**عطر گلاب** ۔ ایک مشہور خوشبو کا نام ہے جو گلاب کے پھولوں سے تیار کی جاتی ہے۔ گلاب کے پھول کو پانی میں بھگو دیا جاتا ہے پھر اس سے بتال بھبکے کے ذریعے عطر کھینچ لیا جاتا ہے اس عمل سے عطر کے قطرے کثیف ہو کر پانی کی سطح پر تیرنے لگتے ہیں۔ جن کو جمع کر لیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ عطر گلاب شاہنشاہ جہانگیر کی بیگم ملکہ نور جہاں کی ایجاد ہے۔ ہندوپاکستان بلغاریہ اناطولیہ، اور فرانس میں کثرت سے کشید کیا جاتا ہے۔ اس کے مقابلے میں مصنوعی خوشبو بھی تیار کی گئی ہے لیکن اس میں وہ بات نہیں ہوتی جو قدرتی خوشبو میں پائی جاتی ہے۔

**عطیہ عزیز سُریال** ۔ مصری مؤرخ اور مصنف۔ ۱۸۹۸ء میں پیدا ہوئے۔ لورپول اور لندن کی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کی۔ ۳۲-۱۹۳۰ء میں لورپول یونیورسٹی میں کے فیلو رہے۔ ۳۴-۱۹۳۳ء لندن یونیورسٹی کے مشرقی علوم کے سکول میں تاریخ کے لیکچرر تھے ۳۸-۱۹۳۵ء میں بون یونیورسٹی میں مشرقی تاریخ کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ آجکل اسکندریہ یونیورسٹی میں "عہدِ وسطیٰ" کی تاریخ کے پروفیسر ہیں۔
آپ کی متعدد تصنیفات بھی ہیں۔

**عزّام عبدالرحمٰن** ۔ مصری ماہر امورِ خارجہ ۱۸۹۳ء میں پیدا ہوئے۔ لندن یونیورسٹی میں تعلیم کی تکمیل کی۔ ۳۶-۱۹۲۴ء مصری پارلیمنٹ کے ممبر تھے۔ ۳۹-۱۹۳۶ء عراق، ایران، افغانستان، ترکی، بلغاریہ اور سعودی عرب میں وزیر مختار رہے۔ ۴۵-۱۹۳۹ء میں مختلف محکموں کے وزیر رہے۔ ۱۹۴۵ء میں تمام عرب ممالک نے متفقہ طور پر انہیں عرب لیگ کا سیکرٹری جنرل منتخب کیا۔
آپ نے جناب رسولِ پاک کے متعلق ایک مختصر کتاب "سرداروں کا سردار" بھی لکھی ہے۔ جس کا اُردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ مشہور تصنیف "دائمی مقصد" ہے۔

**عزّام عبدالوہاب** ۔ مصری ماہر امورِ خارجہ۔ پہلے سعودی عرب میں وزیر مختار تھے ۱۹۵۰ء میں پاکستان میں سفیر مقرر ہوئے۔ آپ علامہ اقبال ؒ کے شیدائی ہیں اور اُن کی کئی کتابوں کا منظوم عربی ترجمہ کر چکے ہیں

**عظمت اللہ خان** ۔ اُردو کے مشہور شاعر ۱۸۸۷ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ پانچ سال کی عمر میں والد کے ہمراہ حیدر آباد دکن چلے گئے۔ حیدر آباد میں انہوں نے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے علی گڑھ گئے جہاں بی اے کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد حیدر آباد آکر محکمہ تعلیمات میں ملازم ہو گئے اور ترقی کرتے کرتے دفتر نظامت تعلیمات میں، مددگار ناظم کے عہدہ تک جا پہنچے۔ ۱۹۲۷ء میں وفات پائی۔
عظمت اللہ خاں کی شہرت شاعر اور انشاپرداز

کی حیثیت سے دوران ملازمت میں ہی ہو گئی تھی۔ آپ نے حالی کے بعد رسمی غزل کے خلاف آواز بلند کی اور اپنے گیتوں کے ذریعہ اُردو شاعری کو ہندی طرز سے بہت قریب کر دیا مجموعہ کلام "سریلے بول" ہے۔

**عظیم بیگ چغتائی، مرزا۔** مرزا عظیم بیگ چغتائی۔ بی۔ اے۔ ایل ایل بی۔ وطن مالوف بھوپال۔ مشہور مزاح نگار ادیب تھے۔ ان کے افسانوں کی دلچسپی، زیادہ تر ان کے طرز بیان اور سلاست زبان میں ہے۔ بعض بعض افسانوں میں اصلاحی رنگ بھی جھلکتا ہے۔

عظیم بیگ چغتائی کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ وہ اپنے افسانے یا ناول کے لئے ایسے واقعات انتخاب کرتے تھے جو از اول تا آخر پڑھنے والوں کو ہنساتے چلے جاتے ہیں۔ اور ان واقعات کو بے ساختگی اور معصومیت کے ساتھ بیان کرتے ہیں تو دلکشی دو بالا ہو جاتی ہے۔

کولتار، فل بوٹ، شہزوری، کم زوری، خانم چمکی، کھرپا بہادر، اور کالے گورے آپ کی مشہور تصنیفات ہیں۔ طویل علالت کے بعد، ۱۹۴۱ء میں انتقال کیا۔

مرزا عظیم بیگ چغتائی مرحوم کی کم و بیش تمام تصانیف چھپ چکی ہیں اور بڑی دلچسپی کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں۔ ان کے مزاحیہ افسانے جدید افسانہ نگاروں کے لئے بہت بڑی افادیت کے حامل ہیں۔

**عظیم کاروبار۔** Big Business
ایک عام اصطلاح جو عام طور پر کسی ایک ملک یا دنیا بھر کی مجموعی صنعتی تنظیموں کے لئے حقارت آمیز پیرائے میں یا اظہارِ شکوک کے طور پر استعمال کی جاتی ہے۔ اس اصطلاح میں "کاروبار کی عظمت" ایک قسم کے طنز کی حامل ہوتی ہے۔ گویا عظمت کی تہ میں ایک طرح کی خست نہفتہ ہوتی ہے۔

**عفوِ عام۔** Amnesty
لوگوں کے کسی گروہ کو کسی اِس نوع کی قانون شکنی کی بناء پر دی ہوئی سزا کی عام معافی عطا کرنا جس کی وجہ سے ممکن ہے فرداً فرداً اُن تمام کو سزا نہ دی جا سکتی ہو مثلاً عام بغاوت کی تحریک میں شرکت یا کسی خلاف قانون ہنگامی تحریک میں شرکت۔

— عفوِ عام صدرِ مملکت، یا پارلیمنٹ، عطا کر سکتی ہے۔

بعض انتہائی مسرت کے مواقع پر (مثلاً بادشاہ کی تخت نشینی ملک کے یوم آزادی یا عیدین وغیرہ) عام اخلاقی قیدیوں میں سے بھی بہت سوں کو معافی کر دی جاتی ہے۔

**عفونت رُبا۔** Anticeptics
ادویات جو زخموں کو دھونے کے بعد اُن پر پٹی باندھتے وقت کام آتی ہیں۔ اور زخم کو جراثیم اور سمیت سے محفوظ رکھتی ہیں۔ ان دوائیوں کے لگانے سے زخم خارجی اثرات سے بالکل محفوظ رہتے ہیں اور گرد و غبار تک کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔

**عقاب۔** (Eagle)
چیل کی قسم کا بہت بڑا پرندہ۔ یہ پرندہ اتنا بڑا ہوتا ہے کہ بھیڑ بکری کے بچوں تک کو اٹھا لے جاتا ہے۔ حتیٰ کہ انسان کے بچے کو اٹھا لے جانے کے واقعات بھی سنے گئے ہیں۔ یورپ اور ایشیا میں عام پایا جاتا ہے۔ اس کی کئی قسمیں ہیں جن میں سے سنہری، روسی، امپریل، اور گنجا عقاب زیادہ مشہور ہیں۔ امریکہ میں صرف سنہری عقاب پایا جاتا ہے۔ قدیم زمانے میں اس پرندے کو بہت عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ چنانچہ قدیم رومن جھنڈوں پر عقاب ہی کی شبیہ ہوتی تھی۔ اور ہٹلر نے بھی عقابی پرچم ہی بلند کیا تھا۔ ایسی کہانیاں بھی سننے میں آتی ہیں، جہاں اس پرندے نے انسان کے بچے کو اٹھایا اور وہ بچہ مدت بعد اس کے گھونسلے میں سلامت

پایا گیا۔

**عقبیٰ۔** عربی لفظ جس کا مادہ عقب بمعنی پیچھا یا پیچھے آنا یا ہوتا ہے۔ اصطلاح میں حیاۃ بعد از ممات یا آخرت سے مراد ہے جو حیاتِ دنیوی سے پیچھے آتی ہے عاقبت کا لفظ بھی اسی مادہ سے ہے اور عقبیٰ کی تبدیل شدہ شکل ہے۔

**عقبہ۔** Aqabah ایک آبنائے ہے جو عرب اور جزیرہ نما سے سینا کے درمیان واقع ہے۔ بحیرہ قلزم کے شمال مشرقی سرے پر ہے اس کے مشرقی ساحل پر اس نام کا شہر بھی آباد ہے۔ جو شرق اردن کی واحد بندرگاہ ہے۔

**عقبہ بن ابی معیط۔** بنو امیہ میں سے تھا حضورؐ کے اعلانِ نبوت کے بعد سب سے زیادہ اسلام دشمنی اسی نے کی۔ یہی وہ شخص ہے جس نے نماز کی حالت میں حضورؐ کے کندھوں پر اونٹ کی اوجھ لا کر ڈال دی تھی

اس شخص نے ایک بار جب حضورؐ حرم میں نماز ادا کر رہے تھے۔ حضورؐ کے گلے میں چادر ڈال کر اس زور سے کھینچا کر حضورؐ گھٹنوں کے بل گر پڑے۔

**عقبہؓ بن عامر جہنی۔** نام عقبہ، کنیت ابو عمرو۔ ایام جاہلیت میں بکریاں چرایا کرتے تھے۔ مدینہ میں رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ اور پھر یہیں مقیم ہو گئے۔

جنگ صفین میں امیر معاویہؓ کی طرف سے حضرت علیؓ کے خلاف لڑے۔ چنانچہ مصر پر تسلط ہو جانے کے بعد یہ وہاں کے امیر الخراج مقرر ہوئے۔ اور نماز کی امامت بھی انہیں کے سپرد ہوئی۔

۴۷ھ میں امیر معاویہؓ کے حکم سے روڈس پر حملہ کیا۔ لیکن دوران جنگ عہدہ سے معزول ہو گئے جس کی وجہ سے جنگ سے بھی کنارہ کش ہو گئے اور ۵۸ھ میں وفات پائی۔

آپ کو قرآن، حدیث، اور فقہ پر پورا عبور حاصل تھا۔ اور شاعری میں بھی بڑی شہرت رکھتے تھے۔ انہوں نے قرآن پاک کا ایک نسخہ اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔ جو نویں صدی ہجری تک مصر میں موجود تھا۔ اسی نسخہ کے آخر میں ان کی خود نوشتی کی سند بھی موجود تھی۔

آپ بڑے مشہور تیر انداز اور ماہر فنون جنگ تھے۔ رسول اللہؐ کی مجلس میں بیٹھنے کا بڑا شوق تھا۔ اور اسی باعث قرآن اور احادیث میں بڑی دلچسپی لی۔ اور کافی مہارت حاصل کی۔ رسول اللہؐ سے کم و بیش ۵۵ حدیثیں آپ نے روایت کی ہیں۔

**عقبی نشستگاہ۔** Back Bench ملکی پارلیمان کی وہ نشستگاہیں جو پچھلی قطاروں میں واقع ہوتی ہیں اور جن پر برسر اقتدار پارٹی یا حزبِ مخالف کے عام اور غیر معروف ارکان بیٹھتے ہیں۔ پارٹی کے رہنما اور مشہور و معروف افراد اور ارکان بالعموم اگلی نشستگاہوں پر بیٹھتے ہیں۔

**عقلیت۔** Rationalism اصطلاح میں عقل کو معیار ماننا اور ظاہری عقل کے مقابلے پر چیز دل کے روحانی یا اخلاقی پہلو کو نظر انداز کر دینا۔ عقلیت کا مذہب سے تصادم رہتا ہے حقیقت یہ ہے کہ مذہب جیسی لازم چیز کی پابندی جب بعض فلسفہ پسند لوگوں پر گراں گزرتی ہے تو وہ عقل یا عقل خام کی آڑ لے کر مذہب کو اعتراضات کا نشانہ بنا لیتے ہیں۔ چنانچہ اس طرح پروہریت عقلیت کے مترادف ہو جاتی ہے اور مذہب سے بے بہرہ لوگوں کا رجحان عقلیت کی طرف زیادہ ہو جاتا ہے۔

**عقیق۔** ایک قیمتی پتھر جو زیورات خصوصاً انگوٹھیوں میں آرائش کے لئے لگایا جاتا ہے۔ دنیا کے بہت سے ملکوں میں ملتا ہے مگر علاقہ یمن کا عقیق ساری دنیا میں مشہور ہے۔ اس کے بہت سے رنگ ہوتے ہیں مثلاً سرخ، کپچی، زرد، سفید، سرخی مائل زرد وغیرہ مگر سرخ رنگ سب سے بہتر سمجھا جاتا ہے۔ بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اگر دعا کے وقت انگوٹھی میں عقیق لگا ہو تو وہ دعا ضرور مستجاب ہوتی ہے۔ پاکستان، بھارت، عرب، شام اور مصر کے متمول مسلمان عام طور پر عقیق کی انگوٹھیاں پہنتے ہیں۔

**عقیقہ** ۔ ایک اسلامی مسنون شعار۔ جس میں پہل مرتبہ بچہ کے بال ترشوائے جاتے ہیں، بچہ کا نام رکھا جاتا ہے اور صدقے کے طور پر لڑکے کے واسطے دو اور لڑکی کے لئے ایک دنبہ یا بکرا ذبح کیا جاتا ہے۔ یہ رسم یوم پیدائش کے ساتویں دن ہوتی ہے۔ لیکن اگر کسی وجہ سے ساتویں دن نہ ہو سکے تو پھر بعد میں چودھویں یا اکیسویں دن ہو سکتی ہے لیکن ساتویں دن کو افضل سمجھا جاتا ہے۔ بکرے کے گوشت کو عام طور پر فقرا اور مساکین میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ اور لبا اوقات بچہ کے بالوں کے برابر چاندی بھی خیرات کی جاتی ہے گوشت پکا کر عقیقہ منانا یا، جشن کو مدعو کر کے اسے جشن کی شکل دینا، غیر مسنون طریقہ ہے۔

عیسائیوں میں بھی ایک رسم ہے جس کو بپتسمہ کہتے ہیں۔ اور جس کو گرجا میں پادری ادا کرتا ہے۔ قدیم عرب میں بھی بچہ کا نام رکھتے وقت جانور کی قربانی کی جاتی تھی اور اس کا خون بچہ کے سر پر ڈالا جاتا تھا۔

**عقیلؓ بن ابی طالب** ۔ نام عقیل۔ کنیت ابو یزید۔ ماں کا نام فاطمہ۔ حضرت علیؓ کے سوتیلے بھائی اور عمر میں ان سے بیس برس بڑے تھے۔

جنگ بدر سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے لیکن خفیہ۔ خفیہ مشرکین نے مجبور کر کے اس جنگ میں انہیں مسلمانوں کے خلاف لڑایا۔ اور جب یہ گرفتار ہو کر رسول اللہ کے سامنے پیش کئے گئے۔ تو حضرت عباسؓ نے اپنی جیب سے فدیہ ادا کر کے انہیں آزاد کرا دیا۔ ازاں بعد وہ مکہ چلے گئے۔ اور ۸ھ میں مدینہ آ کر باقاعدہ طور سے اسلام قبول کیا۔

امیر معاویہؓ سے ان کے گہرے مراسم تھے اور ان کی خاطر مدینہ چھوڑ کر شام چلے گئے۔ اور امیر معاویہؓ اور حضرت علیؓ کی باہمی جنگوں میں بھی انہوں نے حضرت علیؓ کے خلاف امیر معاویہؓ کا ساتھ دیا۔ امیر معاویہ بھی ہمیشہ زر و مال سے انہیں نوازتے رہتے تھے۔

رسول اللہؐ کی متعدد احادیث ان سے منسوب ہیں۔ جو کتب احادیث میں منقول ہیں۔

**عکاشہؓ بن محصن** ۔ کنیت ابو محسن۔ والد کا نام محصن بن حرثان۔ زمانہ جاہلیت میں ان کا خاندان عبدشمس کا حلیف تھا۔

قبل از ہجرت مسلمان ہوئے اور رسول اللہؐ کے ہمراہ مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی۔ جنگ بدر اور بعد کی ساری جنگوں میں بڑی شجاعت سے لڑے۔ ۶ھ میں چالیس افراد کی ایک جمعیت کے ساتھ بنو اسد کی سرکوبی کرنے گئے۔ اور کامیابی حاصل کی۔

۱۲ھ میں خلیفہ اول کے زمانہ میں خالد بن ولیدؓ کی سرکردگی میں طلیحہ کی سرکوبی کے لیے ایک لشکر روانہ کیا گیا۔ جس میں حضرت ثابت بن اقرمؓ اور حضرت عکاشہؓ اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار فوج کے آگے آگے جا رہے تھے۔ کہ راستہ میں طلیحہ کے چند سوار مل گئے۔ جن میں خود طلیحہ بھی شامل تھا۔ جس نے رسول اللہؐ کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ طلیحہ نے دونوں کو نرغہ میں لے کر شہید کر دیا۔

فضائل کے لحاظ سے آپ بہت بزرگ اور ممتاز صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔

**عکاظ** ۔ زمانہ جاہلیت میں عربوں کا ایک مشہور قومی اور علمی میلہ تھا۔ دور دور سے قبائل آتے تھے لوگ اپنی بہادری کے کرتب اور علمی کارنامے پیش کرتے تھے۔ ایک روایت کے مطابق سبعہ معلقہ (سات مشہور عربی قصائد) کی تخلیق، عکاظ کے علمی مقابلوں کا نتیجہ تھی۔

ایک ایسے ہی میلے میں حضورؐ نے ہر ایک قبیلہ کے پاس جا کر انہیں دعوت اسلام دی۔ لیکن کچھ اثر نہ ہوا۔ یہ واقعہ سفر طائف کے بعد کا ہے۔

**عکرمہؓ بن ابی جہل** ۔ مشہور دشمن اسلام ابوجہل کے بیٹے ہیں۔ ابوجہل جنگ بدر میں مارا گیا تھا۔ عکرمہؓ بھی اسلام لانے سے پیشتر باپ کی طرح اسلام کی مخالفت میں سب سے پیش پیش تھے۔ چنانچہ باپ کے مارے جانے کے بعد جنگ احد میں اس کا بدلہ لینے کی غرض سے نہایت سرگرمی سے حصہ لیا۔ اور خالد بن ولید کے علاوہ یہ بھی مشرکین کی کمان کر رہے تھے

فتح مکہ کے بعد ان کی بیوی مسلمان ہو گئی۔ لیکن عکرمہ اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہے۔ اور مکہ چھوڑ کر یمن چلے گئے۔ لیکن جلد ہی واپس آ کر رسول اللہؐ کے ہاتھ

برشرف باسلام ہوئے۔ رسول اللہؐ نے اتنے بڑے دشمن اسلام کی گزشتہ سب خطائیں معاف کر دیں۔ لیکن دوسرے مسلمانوں کو پھر بھی عکرمہ سے پرخاش رہی۔ چنانچہ وہ انہیں "ابن عدو اللہ" (اللہ کے دشمن کا بیٹا) کہہ کر پکارتے تھے حتیٰ کہ رسول اللہؐ کو ایک خطبہ میں مسلمانوں کو اس فعل سے روکنا پڑا اور آپ نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ "ایک کافر کی خاطر ایک مسلمان کے دل کو تکلیف نہ پہنچاؤ"۔

حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں جب فتنہ ارتداد اٹھا۔ تو عکرمہؓ اور حذیفہؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے حکم سے بڑے جوش و خروش اور دلیری کے ساتھ اس فتنہ کو رد کیا۔ اور بنو ازد کو دوبارہ اسلام پر قائم کیا۔ یمن کے مرتدین کی سرکوبی بذریعہ تلوار کی۔ اور بہت سے مرتدین کو تہ تیغ کیا۔

معرکہ شام میں نہایت بے جگری سے لڑے۔ جنگ یرموک میں ایک دستہ کے افسر تھے۔ اور اسی جنگ میں شہید ہوئے۔

آپ نے بیت المال سے عمر بھر ایک پائی تک نہ لی۔ اور جنگ اور زندگی کے تمام مصارف اپنی گرہ سے ادا کرتے تھے۔

**عکس بین۔** Kaleidoscope ایک کھلونا جو سائنس کے اس اصول کے تحت بنایا گیا ہے کہ اگر شیشوں کو کسی ایسے زاویے پر ملا کر رکھا جائے جو ۳۶۰ درجوں کی جفت میں کسر ہو (مثلاً $\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{12}$ و $\frac{1}{18}$ وغیرہ) تو شیشوں کے درمیان میں رکھی ہوئی چیز ان شیشوں میں کئی بار منعکس ہوگی اور اس سے کئی عکس پیدا ہوں گے۔ چنانچہ اس کھلونے کو ایک لمبی نلکی میں زاویوں پر شیشے لگا کر بناتے ہیں۔ نلکی کے اندر رنگین کانچ کے ٹکڑے ڈال دئے جاتے ہیں۔ نلکی کے ایک طرف سوراخ ہیں سے اس کے اندر کا تماشہ دیکھا جاتا ہے نلکی کے پھرانے سے ہر بار سڈول، متنوع، اور متناسب صورتیں دیکھی جاتی ہیں، جو رنگین شیشے کے ٹکڑوں کے عکس سے پیدا ہوتی ہیں۔

**علاج بذریعہ ایکس ریز۔** امراض جلد میں ایکس ریز - (X-Rays) کا استعمال بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ جب مثلاً کسی اور طریق علاج سے فائدہ نہ ہو تو ایکس ریز کے استعمال سے مفید نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔ نار فارسی اور چنبل میں بھی ان کا استعمال نفع بخش ثابت ہوا ہے۔ ہتھیلیوں اور تلووں کے جلدی امراض میں ان کا استعمال بہت مفید ہے ہر قسم کی رسولیوں کے علاج میں بھی ان سے کافی مدد مل سکتی ہے۔ نہ صرف ظاہر بدن کی قریبی رسولیوں کو ان سے فائدہ پہنچتا ہے۔ بلکہ اندرون بدن کی رسولیوں پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے ایکس ریز کے ذریعے سرطان کا علاج کافی شہرت حاصل کر چکا ہے جب مرض کی دیر سے تشخیص ہو یا کسی اور وجہ سے عمل جراحی ممکن نہ ہو تو علاج بذریعہ ایکس ریز بہترین علاج ثابت ہوتا ہے۔

**علیحدگی پسندی۔** Isolationalism کسی قوم کا جان بوجھ کر دیگر اقوام سے سیاسی اور اقتصادی امور میں عدم تعاون کی حکمت عملی پر گامزن ہونا۔ ایسی حکمت عملی پر صرف ایک استقلال پسند قوم ہی جو اقتصادی طور پر خود مکتفی ہو اور فوجی لحاظ سے بھی کافی طاقتور ہو کاربند رہ سکتی ہے۔ بیسویں صدی کے آغاز تک امریکہ اسی پالیسی پر گامزن تھا۔

**علاقہ۔** Sector کسی بڑے قصبے یا شہر کا چھوٹا اور مخصوص حصہ جو کسی علیحدہ افسر یا انچارج کے ماتحت ہو۔ فضائی حملوں میں سیکٹر وارڈن ہوتے ہیں، جو اپنے علاقے یا قصبے کی پوری پوری نگرانی کرتے ہیں اور اس میں منضبط رکھتے ہیں۔ محکمہ سول ڈیفینس میں شہری بچاؤ اور تحفظ کی خاطر شہر کو مختلف حلقوں یا سیکٹروں میں تقسیم کیا جاتا ہے جہاں وارڈن انفرادی طور پر کام کرتے ہیں۔ علم ریاضی میں دائرے اور دیگر شکلوں میں بھی سیکٹر کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔

**علاقائی سمندر۔** Territorial Waters ایسے سمندر یا آبی شاہراہ کو جس پر کسی ملحقہ ملک کے حقوق عملداری تسلیم کئے جاتے ہیں "علاقائی سمندر" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس میں سمندر کا ۳ میل تک کا فاصلہ، گہری خلیجیں اور سرحدی دریا اور جھیلیں بھی شامل ہوتی ہیں۔

پانی کی یہ عملداری خشکی کی عملداری کی طرح ملکی حکومت کے آئین و نظام اور قواعد و ضوابط کی پابند ہوتی ہے۔

**علاقائی غیریت - Ex-territoriality**
یہ اصطلاح قانونی موشگافیوں کی بناء پر وضع کی گئی ہے جس سے مراد یہ ہے کہ سفارت خانے اپنی چار دیواری کے اندر آزاد اور خود مختار ہیں اور وہ اسی ملک کا حصہ سمجھے جاتے ہیں جس کی وہ نمائندگی کرتے ہیں بالفاظ دیگر پاکستان میں امریکی سفارت خانہ یا روس میں امریکی سفارت خانہ پر پاکستان اور روسی قوانین کا اطلاق نہیں ہوتا۔ یعنی حکومت پاکستان اور روس کے لئے امریکی سفارت خانہ کی حدود علاقہ غیر ہیں۔

اس اصطلاح کے وضع کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ ایک ایسا لفظ درکار تھا جو اپنے اندر معانی کی اتنی جامعیت رکھتا ہو کہ غیر ملکی سفارت خانوں کے حقوق اس سے واضح ہو سکیں۔ یہاں یہ ذکر کر دینا بھی ضروری ہے کہ غیر ملکی سفارت خانوں کی چار دیواری کے اندر میزبان ملک کے حکام جن میں پولیس بھی شامل ہے داخل نہیں ہو سکتے اس قانون کا اطلاق سفیروں کی اقامت گاہوں اور سواری کی گاڑیوں پر بھی ہوتا ہے۔ مزید برآں بیرونی ممالک کے سفیروں کو جو سامان باہر سے موصول ہوتا ہے اس پر محصول یا ٹیکس نہیں لگایا جاتا۔ سفارت خانوں کے عملہ کو میزبان ملک کے حکام گرفتار بھی نہیں کر سکتے خواہ ان سے کتنا ہی سنگین جرم کیوں نہ سرزد ہو گیا ہو۔ سفارت خانوں یا غیر ملکی سفیروں اور ان کے عملہ کے مذکورہ بالا حقوق میں سے کسی ایک کی خلاف ورزی بین الاقوامی قانون کی رو سے بہت بڑا جرم سمجھا جاتا ہے۔ ان مراعات کے تاریخی پس منظر کے طور پر یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ پرانے زمانے میں یہ دستور رائج تھا۔ کہ شاہی درباروں میں غیر ملکی سفیروں کی تعظیم کی جاتی تھی اور ان کی ذات قابل احترام خیال کی جاتی تھی اور ہر قسم کی باز پرس سے مستثنیٰ سمجھی جاتی تھی۔ تمام ان مراعات کا اطلاق غیر ملکی سفیروں کے علاوہ اقوام متحدہ کے نمائندوں پر بھی ہوتا ہے۔

**علاءِ حضرمی رضؓ** - نام علا۔ باپ کا نام عبد اللہ اصل وطن یمن تھا۔ لیکن حضرب بن امیہ کے حلیف بن کر مکہ میں مقیم ہو گئے۔ دعوتِ اسلام کے شروع میں مسلمان ہو گئے۔

رسول اللہؐ نے انہیں منذر بن ساوی حاکم بحرین کے پاس خط دے کر بھیجا۔ جس پر وہ اور اس کی کل رعایا مسلمان ہو گئی۔ رسول اللہؐ نے علاء کو بحرین کا عامل مقرر کیا۔ کچھ عرصہ بعد یہ معزول ہو گئے۔ اور ان کی جگہ ابان بن سعید بن العاص کو عامل مقرر کیا گیا۔

حضرت ابوبکرؓ نے اپنے دور حکومت میں انہیں دوبارہ بحرین کا عامل بنایا۔ اس زمانہ میں منذر کا انتقال ہو گیا۔ اس کے لڑکے نے خود سر غنہ بن کو بغاوت کر دی۔ اور مرتدین کی کافی تعداد اس کے ساتھ شامل ہو گئی۔ لیکن علاء نے ان کا سختی سے قلع قمع کیا۔ اور عمرؓ کے خلیفہ بننے تک سارے علاقہ کو مطیع کر لیا۔

بصرہ آباد ہونے کے بعد حضرت عمر نے پہلے عتبہؓ بن غزوان اور پھر علاءؓ حضرمی کو وہاں کا گورنر بنایا۔ علاء جب بحرین سے بصرہ جا رہے تھے تو راستہ میں ہی انتقال کر گئے اور ایک بے آب و گیاہ جنگل میں دفن ہوئے۔

**علاءُ الدین خلجی** - خاندان خلجی کا دوسرا فرماں روا جو ۱۲۹۶ میں اپنے چچا اور خسر کو موت کے گھاٹ اتار کر دہلی کے تخت پر قابض ہوا۔ خلجی دراصل ایک ترک قبیلہ تھا جو بڑے عرصے سے افغانستان میں آباد ہو چکا تھا۔ اس قبیلہ کو بالعموم دوسرے ترک قبائل پسند نہیں کرتے تھے۔ علاؤ الدین نے ۱۲۹۷ء میں گجرات کا علاقہ فتح کیا۔ ۱۲۹۸ء میں منگول حملہ آور دہلی سے پہلا حملہ کیا مگر علاؤ الدین کے بہادر جرنیلوں نے انہیں شکست فاش دی۔ اس کے بعد سر ۱۳۰۲ تک منگولوں نے بار بار حملے کئے مگر ہر بار ان کی طاقت گھٹتی چلی گئی۔ سلطان علاؤ الدین نے ۱۳۰۳ میں اشیائے ضروری کی قیمتیں مقرر کیں ۱۳۰۵ء میں مالوہ اور دکن فتح کیا۔ ۱۳۰۶ - ۱۳۰۷ میں دیوناگری اور ۱۳۰۸ میں وارنگل فتح کیا۔ علاؤ الدین خلجی نے سلطنت میں بڑی بڑی اصلاحات جاری کیں۔ اور ملک کی انتظامی، تجارتی اور معاشی

حالت کو درست کیا۔ سلطان علاؤ الدین خلجی کا نام پاک و ہند کی تاریخ میں، نہایت نمایاں ہے۔

**علقمہ** - علقمہ عربی نام ہے اور علقمہ نام کی عرب میں کئی برگزیدہ ہستیاں ہو گزری ہیں مثلاً علقمہ بن الفغوا الخزاعی، علقمہ بن ناجیہ الخزاعی، علقمہ بن نضلہ بن عبدالرحمن بن علقمہ الکندی، علقمہ بن علاثہ، علقمہ بن ارشہ البلوی علقمہ بن الحویرث الغفاری، علقمہ بن سفیان الثقفی اور علقمہ بن وقاص اللیثی، علقمہ بن الفغوا الخزاعی حضور کے غزوہ تبوک میں رہنما تھے۔ ان سے ان کے بیٹے عبداللہ نے حدیث روایت کی ہے یہ علقمہ، عمرو بن الفغوا کے بھائی ہیں۔ علامہ طبری کی روایت ہے کہ وہ باب ابی شرجیل میں رہا جو اپنی زندگی میں مدینہ کے مابین واقع ہے۔ علقمہ، حین حیات میں بکثرت آیا کرتے تھے۔

**عُلماء** - عالم کی جمع ہے، جاننے والے یا علوم و فنون کے ماہر چونکہ اہل اسلام کے نزدیک سب سے زیادہ اہم قرآن، حدیث اور فقہ کا علم ہے اس لئے ان علوم کے متعلمین اور ماہرین کو علما کہتے ہیں شرع میں ان لوگوں کی متفقہ رائے کو اجماع کا نام دیا گیا ہے اور فقہ کے بعد اُن کی رائے کو بہت اہمیت حاصل ہے۔

بعد کے زمانہ میں قانون اور آئین کے متعلق بھی علماء کی رائے بہت وسیع مانی جانے لگی حتیٰ کہ علماء ہی بتاتے تھے کہ بادشاہ کا کوئی عمل جائز ہے یا ناجائز۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہوں پر ان کا اقتدار زیادہ ہو گیا۔ ان کو سلطنت میں بڑے بڑے عہدہ ملنے لگے اور اکثر بادشاہوں نے ان کے ذریعہ سے رائے عامہ کو استوار اور ہموار کرنے کا کام بھی لیا۔ بعض اوقات یہ لوگ گورنمنٹ کے زرخرید غلام بن جاتے تھے اور اس صورت میں عوام ان سے بدظن ہو کر یا تو ان علما کا ساتھ دیتے جو بادشاہوں کی صحبت سے گریز کرتے تھے یا پھر صوفیائے کرام سے رجوع کرتے تھے۔ پہلے طبقہ کو "علمائے سو" اور دوسرے کو "علمائے حق" کہا جاتا ہے۔

**علم آثار قدیمہ** ( Archeology )
(دیکھو آثار قدیمہ)

**علم ارتقاء انسانی** - Anthropology
اس علم میں انسان کے موجودہ وجود سے بحث کی جاتی ہے اور مختلف جسمانی ساخت اور معاشرتی حالات سے جس کے اندر وہ پہلے رہ چکا ہے یا اس کا تعلق ہوتا ہے۔ اس علم کے دلائل اور توجیہات سائنس کے اصول پر پیش کئے جاتے ہیں۔ اور انسان کو ارتقاء یافتہ بوزنہ بتلایا جاتا ہے۔
(نیز دیکھو ڈارون کا نظریہ)

**علم الابدان** - Anatomy انگریزی مترادف "اناٹومی" کے معنی ہیں قطع و برید کرنا یا کاٹنا۔ اصطلاح میں وہ سائنس ہے جو زندہ اشیاء کی ساخت سے بحث کرتی ہے اور اس لحاظ سے اس کی تین بڑی شاخیں ہیں۔ انسانی علم الابدان۔ حیوانی علم الابدان اور نباتاتی علم الابدان۔ طبی علم الابدان میں بحالت مرض یا صحت اعضاء کی ظاہری حالت اور کیفیت سے بحث ہوتی ہے بحالیکہ فنی علم الابدان میں انسانی جسم کا مطالعہ فنی یا صنعتی نقطۂ نگاہ سے ہوتا ہے۔
(نیز دیکھو تشریح الابدان)

**علم الاصنام** - Mythology علم الاصنام کا تعلق ایسی کہانیوں یا روایتوں سے ہوتا ہے جو ہمیں زمانہ ہائے قدیم سے ملی ہیں جو بالعموم دیوتاؤں یا بہادروں کے بارے میں ہوں یا قدرت کے کارناموں سے متعلق پرانے عقیدہ سے تعلق رکھتی ہوں۔ قدیم سریانی اور مصری لٹریچر کی بازیافت پر علم الاصنام کا باقاعدہ مطالعہ ممکن ہوا اور سنسکرت لٹریچر کے انکشاف پر علم الاصنام کا مفہوم واضح ہونا شروع ہوا۔ علم الاصنام کے قصے کہانیاں کم و بیش تمام قدیم اور پرانی تہذیبوں میں پائے جاتے ہیں۔
(نیز دیکھو اصنام پرستی)

**علم الحشرات** - Entomology وہ علم جس میں کیڑوں، مکوڑوں، اور ان کی گروہ بندی

Classification سے بحث ہوتی ہے ۔ اس علم کے جاننے والوں کی یہ کوشش رہتی ہے کہ فصلوں کو کیڑوں کے مضرت رساں اثرات سے بچایا جائے۔ یہ لوگ ہر کیڑے کی زندگی کے حالات کا بغور مطالعہ کرکے اس کی عادتوں اور اس کے مزاج سے پوری واقفیت پیدا کر لیتے ہیں۔ اس طرح انہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ کس قسم کے کیڑے انسان کے لئے مفید ہیں اور انہیں کیسے برقرار رکھا جا سکتا ہے۔ اور بمقابلہ اس کے کون سے کیڑے خرابی کا باعث بنتے ہیں اور کیسے ان کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ کیڑوں کے ذریعہ بہت سی بیماریاں بھی پھیلتی ہیں۔ علم الحشرات اس سلسلہ میں بھی معلومات بہم پہنچاتا ہے ۔

علم الحیوان (دیکھو حیاتیات علم)

علم النفس (دیکھو نفسیات)

علم الوقت ۔ Horology وقت ناپنے کا علم اور آلات وقت پیما مثلاً کلاک وغیرہ کی تیاری۔ وقت کا اندازہ کرنے کے آلات بارھویں صدی سے پہلے سننے میں نہیں آتے۔ کلاک بھی جب تک کہ شکن استعمال نہ ہوتا تھا۔ بے قاعدہ اور غلط ہوتے تھے۔ جب سترھویں صدی میں شکن لگا کر ان گھنٹوں کو درست کیا گیا، تو وقت کا صحیح اندازہ کیا جانے لگا۔

موجودہ زمانے میں وقت کا اندازہ لگانے والی مشینیں یہ ہیں۔ (ا) کلاک جو گھنٹوں اور منٹوں میں وقت ظاہر کرتے ہیں اور ہر گھنٹہ اور نصف گھنٹہ کے اختتام پر گھنٹی بجاتے ہیں۔ (ب) ٹائم پیس جو گھنٹوں اور منٹوں اور بعض دفعہ سکنڈوں میں وقت ظاہر کرتے ہیں۔ یہ گھنٹوں یا نصف گھنٹوں کا اعلان نہیں کرتے لیکن جس وقت پر اعلان کرانا منظور ہو وہاں پر سوئی رکھ کر اعلان کرایا جا سکتا ہے رات کو مقررہ وقت پر لگانے کے لئے مفید چیز ہے۔ (ج) گھڑیاں جو جیب یا ہاتھ پر باندھنے کے لئے ننھے ننھے ٹائم پیس ہوتے ہیں (د) کرونو میٹر Chronometer جو وقت کی چھوٹی سے چھوٹی کسر بھی ظاہر کر دیتے ہیں اور جو چال یا مقناطیسی جھٹکے سے خراب نہیں ہوتے۔ (ہ) برقی کلاک اور (و) ہیئت دانوں کے صحیح ترین کلاک ۔

گھڑیاں اور کلاک یورپ اور امریکہ میں تیار کئے جاتے ہیں۔ یورپ میں سوئٹزرلینڈ ان کا خصوصی مرکز ہے۔ لیکن اب ہر جگہ کارخانے کھل گئے ہیں۔ ہندوستان میں بھی کلاک بنانے کا ایک کارخانہ کھل گیا ہے۔ اور پاکستان میں بھی اس صنعت کے اجرا کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔

علم الہوا ۔ Meteorology کرۂ ہوائی کے حرارتی انقلابات اور تبدیلیوں کا مطالعہ۔ اس میں موسمی تغیر، آب و ہوا، بصارت، ہوائی برق، طبعی تبدیلیوں مثلاً ابصار، انتشار اور سرایت حرارت، گرد باد اور منقلب گرد باد کے وجود کے اسباب اور اثرات کا مطالعہ کرکے نتائج اخذ کئے جاتے ہیں۔ ان نتائج کا اطلاق ہوا بازی، زراعت، تجارت، آمد و رفت اور سمندری جہاز رانی پر کرکے ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے

موسمی حالات کا مطالعہ کرنے کے لئے تمام دنیا میں جا بجا مرکز قائم کئے گئے ہیں۔ جن کے متحدہ مطالعہ کے ذریعہ دباؤ، حرارت، رطوبت، ہواؤں کے رخ اور رفتار، بارش اور بادل اور ان کی اقسام کے اندازے کئے جاتے ہیں۔ اور آندھی، طوفان، بارش وغیرہ اور برف باری کے بارے میں اطلاعیں نشر کی جاتی ہیں۔ تاکہ جانی اور مالی نقصان کا احتمال نہ رہے اور مناسب حفاظت کی جا سکے۔ موجودہ زمانے میں یہ ادارے ہوا بازی کے محکمے کے ماتحت ہوتے ہیں پاکستان میں اس قسم کے سٹیشن لاہور، پشاور، مری، حیدرآباد، کراچی، ڈھاکہ اور کوئٹہ میں ہیں۔ اور ان کا الحاق دنیا کے اسی قسم کے نظام کے ساتھ ہے

علم توالد و تناسل (Genetics

یہ علم دراصل علم حیات کی ایک شاخ ہے ۔ افزائش نسل کا سلسلہ زندگی رکھنے والے اجسام کی سب سے بڑی خصوصیت ہے ۔ ہر قسم کے پودے اور جانور اپنی اپنی قسم کے افراد پیدا کرتے ہیں ۔ پرانے اور بوڑھے مر جاتے ہیں اور ان کی جگہ نئے افراد معرض وجود میں آتے رہتے ہیں ۔ یہ سلسلہ ابتدا سے چلا آتا ہے اور آخر تک چلتا رہے گا ۔ اس سلسلے کے تفصیلی مطالعہ کا نام علم توالد و تناسل ہے ۔

علم جعفر (دیکھو جعفر)

علم روایات ۔ Folk Lore متداول روایات اور عقائد جو عام لوگوں میں ہے ہوں اس قسم کے قصے کہانیاں اور روایات تقریباً ہر ملک میں رائج ہیں ۔ یہ زمانہ قدیم سے سینہ بہ سینہ چلی آتی ہیں ۔ قدامت کے اعتبار سے بعض قصے اس زمانے میں بنائے گئے تھے جب سامعہ حریر خامہ سے آشنا تھا اور علم کا مخزن صرف سوچنے والے دماغوں میں تھا نہ کہ کتابوں میں ۔ یہ کہانیاں کسی بادشاہ کی بیٹی ، کسی پری یا جن یا بھوت پریت ، یا کسی شہزادے وغیرہ سے متعلق ہوتی ہیں ۔ یورپ کے ممالک میں بھی اس قسم کی بے شمار روایات رائج ہیں ۔

یورپ میں قرون وسطیٰ میں بعض شخصیتوں نے اپنا نام پیدا کیا کہ ان کے کارنامے ان قصوں میں جگہ پا گئے ۔ اس ضمن میں ایک نیک ڈاکو "روبن ہڈ" Robin Hood کا نام قابل ذکر ہے جو امیروں کو لوٹ کر غریبوں کی امداد کیا کرتا تھا ۔ برصغیر ہند و پاک میں سلطانہ ڈاکو اور جگا بھی اسی قبیل کے ڈاکو تھے ۔

علم ریاضی ۔ Mathematics اس کا صحیح اندازہ تو نہیں لگایا جا سکا کہ علم ریاضی نے کس سرزمین پر جنم لیا ۔ تاہم اسقدر کہا جا سکتا ہے کہ مصر چونکہ زراعت پیشہ ملک تھا اور وہاں کھیتوں وغیرہ کی پیمائش کی ضرورت پڑتی تھی اس لئے علم ہندسہ Geometry کو وہاں بہت فروغ ہوا ۔ اس کے بعد علم ریاضی کو فروغ دینے والے خطوں میں بابل کا نام قابل ذکر ہے ۔ اہل بابل کو علم ریاضی میں اہل مصر کی نسبت زیادہ دسترس حاصل تھی ۔ مگر انہوں نے علم اعداد Numbers کی طرف زیادہ دھیان دیا ۔ چونکہ یہ لوگ بڑے توہم پرست واقع ہوئے تھے اور جوتش Astrology میں خاص دلچسپی رکھتے تھے ۔ اس لئے انہیں الجبرائی علامات Symbolism حاصل ہو گئیں تو وہ شاید الجبرا میں اس اضافہ علم کا باعث ہوئے جو بعد ازاں سولھویں صدی عیسوی میں حاصل ہوا ۔ علم ریاضی میں ہندوستانیوں کا مقام اہل مصر اور اہل بابل سے کسی طرح بھی کم نہیں ۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ رومی اعداد Roman Numerals جن کی ایجاد کا سہرا عرب حساب دانوں کے سر باندھا جاتا ہے دراصل ہندوستانیوں کی زور فکر کا نتیجہ ہے ۔ علم ریاضی میں عربوں نے الجبرا میں معتدبہ اضافہ کیا ۔ چنانچہ یہ بات خاص طور پر ذکر کے قابل ہے کہ لفظ الجبرا بجائے خود عربی لفظ ہے عربوں کا علم ریاضی پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ انہوں نے قدیم علم ریاضی کو جو انہیں یونانیوں کی وساطت سے پہنچا تھا ضائع ہونے سے بچا لیا ۔ ریاضی کے سب سے بڑے تین ماہر ارشمیدس Archimedes نیوٹن Newton اور گاس Gaus میں ہمارے مشہور ماہر ریاضی ڈاکٹر رضی الدین کا خیال ہے ان تینوں حضرات میں "گاس" دوسروں پر سبقت رکھتا ہے ۔ یہ شخص جرمنی کا رہنے والا تھا اور اس نے اقلیدس کے مشہور مفروضے (ایک مثلث کے تین زاویے ایک قائمہ زاویہ کے برابر ہوتے ہیں) کو کسی نہ کسی طرح غلط ثابت کیا تھا ۔

(نیز دیکھو ریاضی)

علم طبقات الارض (دیکھو طبقات الارض، علم)

علم طبیعات (دیکھو طبیعات، علم)

علم کیمیا (دیکھو کیمیا)

علم معیشت حیوانات (Zoology)

یہ علم ہمیں حیوانات کے طرزِ معاشرت سے روشناس کراتا ہے۔ انسانوں کی طرح تمدن اور معاشرت کے اثرات حیوانات میں بھی پائے جاتے ہیں۔ آب و ہوا اور ماحول کا اختلاف حیوانوں پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ چنانچہ قطبین کے قریب کے باشندے اور سرد ممالک کے رہنے والے لوگ اکثر سرخ و سفید ہوتے ہیں اور اس کے برعکس افریقہ جیسے گرم ممالک کے لوگ کالے کلوٹے ہوتے ہیں تو وہاں کے رہنے والے جانوروں میں بھی کم و بیش اسی قسم کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ جانور بھی بہ مجھتے بوجھتے ہیں۔ ناموافق حالات میں بیمار پڑ جاتے ہیں۔ علاج سے صحت یاب ہوتے ہیں اور اپنے وقت پر مرجاتے ہیں۔

علم بناتات (دیکھو نباتات، علم)

علم ہندسہ (دیکھو ہندسہ، علم)

علی، حضرت، کرم اللہ وجہہ۔ علیؓ نام۔ ابوتراب کنیت، اور لقب حیدر تھا۔ رسولِ خدا کے چچا ابوطالب کے صاحبزادے تھے۔ خانہ کعبہ میں ۶۰۰ء میں پیدا ہوئے اور بارہ سال کی عمر میں مسلمان ہوئے۔ ہجرت کے دوسرے سال مدینہ میں رسولِ خدا نے اپنی صاحبزادی بی بی فاطمہ سے آپ کا عقد کر دیا۔ آپ بڑے طاقتور، بہادر اور تلوار کے دھنی تھے۔ سارے غزوات میں شریک رہے اور بڑے بڑے کارنامے دکھلائے۔ قلعہ خیبر جو مدینہ سے دو سو میل پر واقع ہے اس کی فتح اور اس کے حاکم مرحب کا قتل آپ کا مشہور کارنامہ ہے۔ مرحب ایک بہت بڑا پہلوان اور بہادر تھا جس کے نام سے سارا عرب تھراتا تھا۔

حضرت علیؓ بڑے صائب الرائے اور ذہین اور فقیہ اور خدا ترس عالم تھے۔ حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد لوگوں کے اصرار پر دوشنبہ کے دن ۲۱ ذوالحجہ ۳۵ھ مطابق ۶۵۶ء کو آپ نے عنانِ خلافت اپنے ہاتھ میں لی لیکن اس وقت ملک میں مختلف سیاسی گروہ پیدا ہو چکے تھے۔ حاکم شام امیر معاویہؓ نے آپ کی خلافت کی مخالفت کی۔ حضرت زبیرؓ، طلحہؓ اور ام المومنین حضرت عائشہؓ نے بھی اطاعت سے منہ موڑ کر بصرہ پر قبضہ کر لیا۔ حضرت علیؓ نے حضرت عائشہؓ کو جنگ جمل میں شکست دے کر بصرہ پر قبضہ کیا یہاں سے کوفہ پہنچے اس کو دار الخلافہ بنا کر امیر معاویہؓ کی طرف بڑھے۔ صفین کے مقام پر کئی ماہ تک جنگ رہی لیکن کوئی فیصلہ نہ ہو سکا آخر میں طے پایا کہ دونوں فریق ثالث مقرر کریں جس کے فیصلہ پر دو کاربند ہوں حضرت علیؓ واپس ہو گئے۔ ان کی ساتھیوں میں ایک جماعت اس پر ناراض ہو گئی کہ ثالثی کیوں قبول کی گئی اور جماعت سے خارج ہو کر امیر معاویہؓ اور حضرت علیؓ دونوں کی مخالف ہو گئی۔ حضرت علیؓ نے ان کو نہروان کے مقام پر شکست دے کر ان کا استیصال کر دیا لیکن جو بھاگ کر بچ رہے ان میں سے ایک شخص ابن ملجم نے حضرت علیؓ کو کوفہ کی مسجد میں تلوار سے زخمی کر دیا جس کی وجہ سے ۲۱ رمضان کو اور ایک دوسری روایت کے مطابق ۱۷ رمضان ۴۰ھ شب جمعہ بمطابق ۶۶۱ء آپ کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت آپ کی عمر ترسٹھ ۶۳ سال تھی۔ آپ کو ۴ سال ۹ ماہ خلافت کرنے کا موقعہ ملا۔ اس وقت ملک اندرونی اختلافات اور فتنوں سے معمور تھا جس کے استیصال کی کوششوں نے مزید فتوحات کا موقعہ آپ کو نہیں دیا۔ پھر بھی کابل اور سیستان سے آگے تک اسلامی فوج بڑھ چکی تھی اور ایک بحری دستہ فوج ۴۴ھ ہندوستان میں کوکن کے مقام پر قابض ہو چکا تھا۔

علی اختر حیدر آبادی۔ اردو کے ممتاز شاعر سنبھل ضلع مراد آباد (یو پی) میں پیدا ہوئے۔ اور وہیں تعلیم پائی۔ پھر اپنے والد کے ہمراہ حیدر آباد دکن چلے گئے اور حیدر آباد کے محکمہ صدر محاسبی میں ملازمت کر لی

۱۹۴۹ء میں پاکستان ہجرت کر آگئے۔ اور کراچی میں رہائش اختیار کر لی۔ اور وہیں ۶۷ برس کی عمر میں انتقال کیا۔ علی اخترؔ مرحوم قدیم مکتب فکر کے ممتاز نمائندہ تھے۔ اردو شعر و نظم میں ان کا ایک خاص مقام ہے۔ کلام کے تین مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ مشہور شاعر نظر حیدر آبادی مرحوم کے صاحبزادے ہیں۔

**علی بابا۔** Ali Baba الف لیلہ کی ایک مشہور داستان "علی بابا اور چالیس چور" کا ہیرو۔ داستان میں بیان کیا گیا ہے کہ علی بابا ایک غریب لکڑہارا تھا۔ جنگل میں اسے ڈاکوؤں کے خزانے کا علم ہو گیا جہاں سے وہ کافی دولت لے آیا۔ علی بابا کے دن پھرے تو اس کے بھائی قاسم نے آتش حسد میں جلنا شروع کیا۔ علی بابا نے قاسم کو بھی وہ طلسم بتلا دیا جس کے ذریعہ سے دولت مل سکتی تھی لیکن قاسم ڈاکوؤں کے ہاتھوں مارا گیا۔ علی بابا اس کی لاش لے آیا جس پر ڈاکوؤں نے اپنے چور کا سراغ لگانے کا بیڑا اٹھایا۔ مگر علی بابا کی کنیز مرجینا نے ڈاکوؤں کی ایک نہ چلنے دی اور ان کے منصوبوں پر پانی پھیر دیا۔

**علی برادران۔** Ali Brothers مولانا محمد علی جوہر مرحوم اور مولانا شوکت علی مرحوم مراد ہیں جن کے زیر قیادت مسلمانان ہند نے کانگرس سے ۱۹۲۱ کی تحریک، ترک موالات کے دوران میں تعاون کیا تھا۔ علی برادران اس وقت مسلمانوں کی طرف سے تحریک خلافت کے قائد تھے۔ بعد ازاں مولانا محمد علی جوہر مرحوم گاندھی جی سے الگ ہو گئے اور اپنے طور پر ہندوستان کی آزادی کے لئے کوشاں رہے۔ آپ لنڈن میں فوت ہوئے اور فلسطین میں دفن ہوئے جہاں آپ کا مزار موجود ہے۔ ان کے بھائی مولانا شوکت علی ہندوستان میں فوت ہوئے۔ (نیز دیکھو جوہر، محمد علی)

**علی بلگرامی۔** شمس العلماء ڈاکٹر سید علی بلگرامی بلگرام کے مشہور خاندان میں سے تھے۔ ہندوستان میں تعلیم ختم کرنے کے بعد سالار جنگ کے خرچ پر انگلستان گئے۔ جہاں آپ نے بہت شہرت حاصل کی۔ آپ سنسکرت، فارسی اور عربی کے علاوہ بنگلہ، مرہٹی اور تلنگی بھی خوب جانتے تھے۔ اور علیگڑھ کالج کی تحریک کے زبردست معاون تھے۔

آپ کی وہ بے حد مشہور کتابیں "تمدن عرب" اور "تمدن ہند" ہیں یہ دونوں کتابیں ڈاکٹر لوبان کی دو کتابوں کا ترجمہ ہیں جو آپ نے نظام حیدر آباد دکن کے ایماء پر ترجمہ کی تھیں۔

ان کے علاوہ آپ نے ایک مشہور طبی کتاب کا بھی اردو میں ترجمہ کیا تھا۔

**علی بن بویا، عماد الدولہ۔** خلفائے بنو عباس کے زمانے کے مشہور عالم، فلسفی، اور سیاست دان تھے، عماد الدولہ ان کا خطاب تھا اور شاہان وقت کے منظور نظر اور عوام میں ہر دلعزیز تھے۔

**علی بن عبداللہ بن قاسم الثانی۔** خلیج فارس کے مجمع الجزائر موسومہ قطر (رقبہ ۴۰۰۰ مربع میل) کے عرب فرماں روا ہیں۔ ۱۹۳۱ء میں آپ نے برطانوی حکومت سے تجارتی تعاون کا معاہدہ کیا تھا۔

**علی بن عیسیٰ الاصطرلابی۔** علی بن عیسیٰ علم طب اور علم ہیئت وغیرہ میں بنو عباس کے عہد کے ایک درخشندہ ستارے تھے اور امراض چشم کے جید معالج تھے۔ خلیفہ معتمد کے شاہی طبیب تھے ان کے نام سے بسا اوقات عیسیٰ بن علی نام کے ایک بغدادی عیسائی کا دھوکا ہو جاتا ہے جو علی بن عیسیٰ کے ڈیڑھ سو سال بعد ہوئے۔ علی بن عیسیٰ کی کتاب "تذکرۃ الکحالین" جو اپنی مکمل شکل میں موجود ہے۔ ایک قدیم اور ممتاز ترین کتابوں میں سے ہے۔ اس کتاب میں ۱۳۰ سے زائد امراض چشم کا فاضلانہ تجزیہ کیا گیا ہے اس کتاب کا ایک دفعہ عبرانی اور دو بار لاطینی میں ترجمہ ہو چکا ہے اور وہ مشرق میں ابھی تک طبیبوں کے استعمال میں ہے۔

**علی بن عبید اللہ۔** علی بن عبید اللہ بن الحارث بن رخصہ بن عامر بن رواحہ بن حجر بن عبد بن معیص بن عامر بن لوئی۔ حضورؐ کے حلقہ نشین صحابہ میں سے تھے ان سے کوئی روایت حاصل نہیں ہو سکی۔ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے اور فتح مکہ کے روز اسلام لائے تھے

**علی بن عدی۔** صحیح نام علی بن ابی عدی سے بھی موسوم ہیں۔ سلسلہ نسب یوں ہے۔ علی بن ابی عدی بن ربیعہ بن عبد العزیٰ بن عبد شمس بن عبد مناف حضرت عثمان بن عفانؓ نے اپنی خلافت کے دوران

انہیں گورنر مکہ مقرر فرمایا۔ جنگ جمل میں شہید ہوئے۔ عہد نبوی میں مسلمان والدین کے گھر میں پیدا ہوئے۔

**علی پاشا۔** جانینا کا پاشا، البانیہ کا ایک دلیر اور چالاک لائق و فائق شخص تھا۔ سخت گیری اور چالاکی کی وجہ سے بہت مشہور ہوا۔ بالآخر سلطان ترکی کے اشارہ سے قتل کر دیا گیا۔ اس کا دور حیات ۱۷۴۱ء تا ۱۸۲۲ء ہے۔

**علی خان پرنس۔** اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل مندوب۔ شہزادہ علی خان۔ سر آغا خان سوم مرحوم کے بڑے صاحبزادے اور آغا خان چہارم شہزادہ کریم کے والد تھے۔ ان کے خاندان کا شمار دنیا کے متمول ترین خاندانوں میں ہوتا ہے۔

علی خان ۱۹۱۱ء میں یورپ میں پیدا ہوئے ان کی ماں اطالوی تھیں بچپن ہی سے انہیں گھوڑے پالنے اور گھوڑوں کی تجارت کا بڑا شوق تھا۔ ۱۹۲۱ء سے انہوں نے گھڑ دوڑ کو ایک کاروبار کی حیثیت سے اختیار کر رکھا ہے اور اب تک سو دوڑیں جیت چکے تھے۔ یورپ اور امریکہ میں ان کے اصطبل موجود تھے۔ اور گھوڑوں کی خرید و فروخت میں لاکھوں روپیہ کما چکے تھے۔ [illegible]ء میں انہوں نے ہالی وڈ کی مشہور فلم سٹار ریٹا ہیورتھ سے شادی کر لی تھی جس کی وجہ سے ان کی رومانی زندگی کے خوب چرچے ہوئے تھے پھر ان کی علیحدگی بذریعہ عدالتی طلاق ہو گئی۔ آپ کی سوانح عمری حال ہی میں شائع ہوئی تھی جس کا نام گولڈن پرنس — انگریزی Golden Prince — ہے آپ گھوڑوں کی نمائش کے سلسلہ میں دو تین بار پاکستان بھی آ چکے تھے۔ موٹر کار کے حادثے میں ۱۹۶۰ء میں فوت ہوئے۔

**علی ماسٹر ودمی۔** جمہوریہ انڈونیشیا Indonesia کے مشہور محب وطن رہنما، ڈاکٹر علی ماسٹر ودمی جو ۱۹۰۳ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد یورپ چلے گئے اور اعلیٰ تعلیم وہاں سے حاصل کی۔ زمانہ تعلیم ہی میں سیاست میں دلچسپی لینے لگے۔ ۱۹۲۷ء میں ولندیزی حکومت کے خلاف اشتعال انگیزی کے الزام میں نظر بند کر دئے گئے۔ ۱۹۴۵ء میں جب انڈونیشیا کو آزادی ملی تو انہیں نائب وزیر اطلاعات مقرر کیا گیا۔ ۱۹۴۷ء میں سلامتی کونسل میں انڈونیشیا اور ہالینڈ (نیدرلینڈ) کے تنازع میں انہوں نے انڈونیشیا کے نمائندہ وفد کی قیادت کی۔ ۱۹۵۲ء میں انڈونیشیا کے وزیر اعظم بنے۔

**علی سردار جعفری۔** مشہور ترقی پسند شاعر۔ ۱۹۱۱ء میں ریاست بلرام پور (اودھ) میں پیدا ہوئے۔ لکھنؤ کے ایک مذہبی دارالعلوم "سلطان المدارس" میں داخل کئے گئے لیکن ۱۹۲۵ء میں یہ دینی مدرسہ چھوڑ کر بلرام پور ہائی سکول میں داخل ہو گئے۔

۱۹۳۲ء میں جب آپ علی گڑھ میں بی اے کے طالب علم تھے، ہڑتال میں حصہ لینے کی بنا پر وہاں سے نکال دئے گئے ۱۹۳۵ء سے انجمن ترقی پسند مصنفین کے سرگرم رکن ہیں۔ ۱۹۳۸ء میں عربک کالج دہلی سے بی اے کیا۔ ۱۹۳۹ء میں سبط حسن اور مجاز کی معیت میں لکھنؤ سے رسالہ "نیا ادب" نکالنا شروع کیا۔ اسی سال لکھنؤ یونیورسٹی میں ایم اے میں داخلہ لیا۔ لیکن دسمبر ۱۹۴۰ء میں سیاسی سرگرمیوں کی بنا پر گرفتار کر لئے گئے۔ کچھ عرصہ لکھنؤ اور بنارس جیل میں رہے۔ رہا ہونے کے بعد بمبئی چلے گئے اور وہیں رہائش اختیار کر لی۔

علی سردار جعفری نے زیادہ تر نظمیں کہی ہیں جن کا پس منظر ملک کا سیاسی اور تمدنی ماحول ہے۔ آن کے کئی مجموعے چھپ چکے ہیں۔ مثلاً "پرواز" "خون کی لکیر" "کشیر جاگ اٹھا" وغیرہ۔

**علی عباس حسینی** (دیکھو حسینی علی عباس)

**علی قلی خان** (دیکھو شیر افگن)

**علی گڑھ۔** Aligarh بھارت کے صوبہ متحدہ میں آگرہ اور دہلی کے درمیان ایک ضلع اور شہر ہے۔ اس کو سندھیا نے ۱۷۵۹ء میں مسلح اور قلعہ بند کیا تھا۔

انگریزوں نے ۱۸۰۳ء میں اس پر قبضہ کیا۔ اس ضلع کا رقبہ ایک ہزار نو سو ساون مربع میل اور آبادی بارہ لاکھ ہے۔ لیکن شہر کی آبادی اٹھاسٹھ ہزار کی ہے۔ اس کی شہرت کا باعث مسلم یونیورسٹی ہے جس کی بنیاد سرسید مرحوم نے ڈالی تھی۔ اس یونیورسٹی نے بہت سے جواں ہمت فرزند پیدا کئے۔ اور مسلمانوں کی ڈوبتی کشتی کو منجدھار سے نکال کر ساحل آشنا کیا۔

علی گڑھ ایک صنعتی شہر بھی ہے، قفل زنجیریں، اور لوہے کے اوزار اور مصنوعات یہاں کے خاص اور مقبول سمجھے ہیں۔

**علی مردان خان** ۔ ایک ترک جرنیل۔ سیاست دان اور باکمال انجینیر۔ شاہ عباس صفوی والئے ایران کی طرف سے قندھار کا صوبیدار تھا شاہجہان کے عہد میں اپنے نئے مالک اسمٰعیل سے رنجش کی بنا پر شاہجہان سے آملا اور قندھار اس کے حوالے کیا اور خود ہندوستان میں آگیا۔

ہندوستان میں اس کی شہرت اس کی بیشمار تعمیرات کی وجہ سے ہے، جن میں چنیوٹ میں شاہ برہان کا مقبرہ ابھی تک موجود ہے۔ سودھرہ متصل وزیر آباد میں اس نے اپنے لڑکے ابراہیم کے نام پر ابراہیم آباد بسایا۔ جو اب مٹ چکا ہے۔ کابل کا باغ اور چھتہ بازار اور پشاور کا مسقف بازار بھی اس کی یادگاریں ہیں۔ کشمیر میں ایک نہایت عالیشان حویلی تعمیر کرائی۔ پرگنہ پھاگ موضع نیل بل میں ایک پختہ باغ اور چار دیواری تعمیر کرائی اور اس کی سیرابی کے لئے پہاڑ سے نہر کاٹ کر لائی گئی کوہ پیر پنجال (کشمیر) میں ایک سرائے بنوائی بارہ مولا کے رستے پر موضع علی آباد کی بنیاد رکھی۔ نہر جمن غربی اور نہر جمنا شرقی کی موجودہ شکل اسی کی مرہون منت ہے نہر جمن، پھول جا در آبشار سے گذر کر دہلی سے لال قلعے میں پہنچتی تھی۔ اس کی بنیاد سعادت خان نے باندھی لیکن درستی علی مردان نے کی نہر شالی شالامار کے رکھی باغ کو سیراب کرتی تھی اور اب تک موجود ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بے شمار عمارتیں اس باکمال فنکار کی موجود ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ ناشپاتی کی شکل کا تاتاری گنبد بھی اسی نے رائج کیا جس کا نقشہ تاج محل کے لئے اس نے مکرمت خاں شیرازی کو آگرہ میں بھیجا تھا۔ تاکہ وہ تاج محل کی زینت بن سکے۔ خود اس کا اپنا مقبرہ بھی لاہور میں اسی کا نمونہ ہے۔ اور یہ بلوے دو شاپ کے احاطہ میں ہر طرف سے نظر آتا ہے۔

**عمار بن یاسر** ۔ نام عمار۔ کنیت ابوالیقظان والدہ کا نام سمیہ۔ وطن مین قحطانی النسل تھے۔ ان کے والد اپنے ایک مفقود الخبر بھائی کی تلاش میں مکہ آئے۔ اور یہیں رہائش اختیار کرکے ایک لونڈی سمیہ سے شادی کر لی۔ جس سے حضرت عمار پیدا ہوئے۔

بالغ ہونے پر رسول اللہؐ کی خدمت میں مع والدہ کے حاضر ہو کر دین اسلام قبول کیا۔ چونکہ والدہ کنیز تھیں۔ اس لیئے ان کے آقا نے ان پر بڑا تشدد کیا۔ اور حضرت عمارؓ پر بھی بے یار و مددگار ہونے کے باعث قریش نے بہت مظالم کئے۔ حضرت بلالؓ کی طرح انہیں بھی گرم ریت پر لٹا کر گھسیٹا جاتا کہ اسلام چھوڑ دیں۔ لیکن یہ ثابت قدم رہے۔ ابوجہل نے جو اسلام دشمنی میں سب سے پیش پیش تھا۔ نیزہ مار کر نہایت بے دردی سے آپ کی والدہ سمیہؓ کو شہید کر دیا۔ اور یہ تاریخ اسلام میں سب سے پہلی عبرتناک شہادت تھی۔ ان کے والد حضرت یاسرؓ اور بھائی حضرت عبداللہؓ بھی اذیتیں اٹھا اٹھا کر شہید ہو گئے۔

رسول اللہؐ کے ہمراہ مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی۔ مسجد نبوی کی تعمیر میں حضرت عمارؓ نے خود کام کیا۔ تمام غزوات میں بڑی بہادری سے لڑے۔ جنگ یمامہ میں ایک کان جاتا رہا۔

۲۱ھ میں خلیفہ دوم نے انہیں کوفہ کا گورنر مقرر کیا۔ اور چند شکایات کی بنا پر ۹ ماہ کے بعد معزول کر دیا۔ ۳۵ھ میں خلیفہ ثالث نے شورش رفع کرنے مصر بھیجا واپس آئے۔ تو مصر کی انقلاب پسند جماعت سے متاثر تھے اور حضرت عثمان کی خلافت پر اعتراضات کئے۔ جس پر طرف داران عثمانؓ نے آپ کو بہت پیٹا۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ کی طرف سے کوفہ کی سفارت پر گئے۔ جنگ جمل اور صفین میں حضرت علیؓ کا ساتھ دیا۔ جنگ صفین میں بعمر ۹۱ برس شہید ہو گئے۔

آپ بڑے سادہ اور جفاکش زندگی بسر کرنے کے

عادی تھے۔ کوفہ کے گورنر کی حیثیت سے بھی بازار سے خود سودا خریدنے جاتے۔ اور اپنی پیٹھ پر اٹھا کر گھر لے آتے۔ آپ کے اخلاقِ حسنہ اور زہد و تقویٰ کی بابت مختلف اوقات میں آیات بھی نازل ہوئیں۔
آپ رسول اکرمؐ کے برگزیدہ صحابی ہیں۔

**عمان** - شرق اردن کا دارالحکومت اور سب سے بڑا شہر ہے۔ آبادی ۴۵ ہزار نفوس پر مشتمل ہے گویا شرق اردن کی کل آبادی کا تقریباً ساتواں حصہ عمان ہی میں آباد ہے۔ عمان قاہرہ اور بغداد کے درمیان ہوائی راستے پر واقع ہے اور اسے حجاز ریلوے سے بھی ملا دیا گیا ہے۔

**عمرؓ** (حضرت فاروق اعظم) رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے خلیفہ، آپ کے والد کا نام خطاب تھا۔ نسب آٹھویں پشت میں آنحضرتؐ سے مل جاتا ہے قبول اسلام سے قبل ہی سپہ گری اور تجارت میں نام پیدا کر چکے تھے۔ دانشمند اور دوراندیش انسان تھے۔ ستائیس برس کے تھے اور رسولؐ پاک کی دعوت حق کے مخالف۔ لیکن قرآن مجید کی چند آیات سن کر موم ہو گئے اور اسلام قبول کر لیا۔ اس سے قبل مسلمان قریش کے خوف سے کھلم کھلا نماز نہ پڑھ سکتے تھے۔ لیکن حضرت عمرؓ نے چالیس کے قریب مسلمانوں کو ساتھ لے کر کعبہ میں نماز پڑھی اور آنحضرتؐ نے آپ کو فاروق کا لقب عطا فرمایا۔
مدینے پہنچ کر آنحضرتؐ کی خدمت و حمایت میں سرگرم رہے۔ جنگوں میں برابر شریک ہوتے رہے۔ آپ کی بیٹی حضرت حفصہؓ آنحضرتؐ کے نکاح میں آئیں۔ رسول پاکؐ کے وصال کے بعد حضرت ابو بکرؓ خلیفہ ہوئے۔ اور انہوں نے وصیت کی کہ میرے بعد عمرؓ کو خلیفہ بنایا جائے۔
جب حضرت عمرؓ فاروق خلیفہ ہوئے تو ایران و روم سے لڑائیاں شروع ہو چکی تھیں۔ حضرت عمرؓ کا فیصلہ یہ تھا کہ ان جنگوں کو جلد سے جلد فتح کے نتیجے پر پہنچایا جائے۔ چنانچہ ایرانیوں سے قادسیہ اور نہاوند پر بڑے زور کے معرکے ہوئے، مسلمانوں نے فتح پائی اور ایران پر اسلام کا پرچم لہرانے لگا۔ خالدؓ بن ولید نے یرموک کی یادگار فتح حاصل کی۔ عمروؓ بن عاص نے مصر جا کر اسکندریہ کو فتح کر لیا۔ بیت المقدس کا محاصرہ ہوا، وہاں حضرت عمرؓ کو خود جانا پڑا۔ فلسطین کے لوگ اسلام کے خلیفہ کو درویشانہ لباس میں دیکھ کر حیران رہ گئے۔ غرض حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایران سے لے کر مصر تک مسلمانوں کی سلطنت قائم ہو گئی اور خلیفہ نے اس وسیع مملکت کا انتظام اس قدر عدل و انصاف، رحم و رواداری اور دیانت و صداقت سے کیا کہ دوسرے مذاہب کے لوگ اسلام کے گرویدہ ہو گئے۔ عمرؓ ذاتی طور پر غریب سے غریب انسان کی خدمت پر آمادہ رہتے تھے۔ مسلمانوں کے بیت المال سے صرف بقدر ضرورت چند درہم روزانہ لیتے تھے، جن میں بمشکل گزر بسر ہوتی تھی۔
خلافت کے گیارھویں سال ایک پارسی غلام فیروز نے آپ کو نماز کی حالت میں سخت زخمی کیا، تین روز کے بعد ۲۸ ذی الحجہ ۲۳ھ مطابق ۶۴۴ء وفات پائی اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوئے مبارک میں دفن ہوئے۔

**عمران** - حضرت مریمؑ کے والد ان کی شادی حنا بنت فاقوذ سے ہوئی تھی۔ دونوں بوڑھے ہو گئے مگر اولاد نہیں ہوئی۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ حنا بانجھ تھی۔ انہوں نے منت مانی کہ اگر ان کی اولاد ہوگی تو اسے معبد کی نذر کر دیں گے۔ لیکن انہوں نے اس بات کا خیال نہ کیا کہ لڑکی ہونے کی صورت میں کیا ہوگا۔ خدا کے حکم سے حضرت مریم پیدا ہوئیں اس وقت ان کو فکر پیدا ہوئی کہ اب کیا کیا جائے لیکن خدا کی طرف سے الہام ہوا کہ قسم کا پاس کر کے لڑکی کو ہی خدا کے گھر کی جاروب کشی اور خدمت کے لئے نذر کر دیا جائے اس کے کچھ ہی عرصہ بعد حضرت عمران کا انتقال ہو گیا۔
حضرت موسیٰؑ کے والد بھی اسی نام کے تھے اصل نام یصہر بن قاہت بن لاوی تھا بنی اسرائیل میں بہت سر برآوردہ تھے اور فرعون مصر کے دربار میں بڑے عہدہ دار تھے۔ محل کی حفاظت انہیں کے ذمہ تھی ستر برس کی عمر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ آپ نے ۱۷۰ برس کی عمر میں وفات پائی۔

**عمرانؓ حصین** - نام عمران، کنیت ابو نجید اوائل ہجرت میں معہ والد اور بہن کے مسلمان ہو گئے۔ اور دشمن کو شکست دی۔ جہاد کے موقع پر اگر لشکر اسلام میں

شامل ہو جاتے تھے۔

فتح مکہ، حنین اور طائف کی جنگوں میں شریک ہوئے رسول اللہؐ کی وفات کے بعد مدینہ آنا چھوڑ دیا۔ اور گوشہ نشینی اختیار کی۔ معاویہؓ اور حضرت علیؓ کی باہمی کشمکش کے دنوں میں غیر جانبدار رہے۔

امیر معاویہؓ نے برسر اقتدار آ کر آپ کو خراسان کی گورنری پیش کی۔ لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ آپ کی صحت بہت خراب رہتی تھی۔ استسقاء کا مرض تھا۔ جس کی وجہ سے پیٹ میں شگاف ہو گیا تھا۔ اسی مرض سے ۵۳ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔ ان کے بعد ان کا بیٹا محمد خلف الصدق بصرہ کی مسند قضا پر بیٹھا۔

آپ بہت بڑے فاضل اور جید صحابہ میں شمار کیے جاتے ہیں۔ اور آپ کا حلقہ درس و تدریس بہت وسیع تھا۔ بڑے بڑے صحابہ آپ سے احادیث رسولؐ کے بارے میں پوچھا کرتے تھے۔ موجودہ کتب احادیث میں آپ کی مرویات کی تعداد ۱۳۰ تک ہے۔

**عمروؓ بن امیہ۔** نام عمرو۔ کنیت ابو امیہ۔ جنگ بدر اور احد میں مشرکین کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف لڑے۔ بعد میں مسلمان ہو جانے پر مکہ چھوڑ کر مدینہ چلے آئے۔ اور رسول اللہؐ کے ہمرکاب تمام غزوات میں حصہ لیا۔ سب سے پہلے ۴ھ میں بیر معونہ میں شریک ہوئے۔ اسی سلسلہ میں قبیلہ رعل اور ذکوان نے ان ستر آدمیوں کی جماعت کو جو حضرت منذرؓ بن عمر کی ماتحتی میں تبلیغ اسلام کے لیے جا رہی تھی۔ تہ تیغ کر دیا۔ صرف حضرت عمروؓ بن امیہ ہی بچ سکے۔

۶ھ میں نجاشی (شاہ حبشہ) کے پاس رسولؐ اللہ کا خط لے کر گئے۔ اس خط میں رسول اللہؐ نے ام حبیبہ کو پیغام نکاح بھی دیا تھا۔ جو اس وقت حبشہ میں مقیم تھیں۔ چنانچہ نجاشی نے رسول اللہؐ کی طرف سے وکیل بن کر خود رسم نکاح ادا کی۔ اور چار سو دینار مہر مؤجل ادا کئے۔ ۶۰ھ سے قبل مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ آپ کی ۲۰ روایات متعلقہ احادیث رسول اللہؐ کتب احادیث میں موجود ہیں۔ شجاعت اور دلیری میں عرب کے ممتاز لوگوں میں سے تھے۔ رسول اللہؐ کے کئی اہم امور آپ سرانجام دیتے تھے۔



**عمرؒ بن عبدالعزیز۔** نام عمرؒ۔ کنیت ابو حفص۔ ماں کا نام ام عاصم جو حضرت عمرؓ کے فرزند عاصم کی صاحبزادی تھیں۔ بنو امیہ کے آٹھویں خلیفہ تھے۔

آپ کے والد عبدالعزیز مروان کے چھوٹے لڑکے تھے۔ جنہیں مروان نے عبدالملک کے بعد ولیعہد بنایا۔ لیکن خود عبدالملک کی زندگی ہی میں وفات پا گئے۔

مصر پر قبضہ کرنے کے بعد مروان نے عبدالعزیز کو شام کا گورنر بنایا۔ جہاں ۲۱ سال حکومت کرنے کے بعد ۸۵ھ میں انتقال کیا۔

عمرؒ بن عبدالعزیز یزید کے دور حکومت میں مدینہ میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں والد کے ساتھ مصر رہے۔ پھر تعلیم و تربیت کے لئے مدینہ بھیج دیئے گئے۔ جہاں آپ نے دنیوی جاہ و حشمت کے علاوہ دینی دولت بھی حاصل کی۔ اور اپنے وقت کے بہت بڑے زاہد، پرہیزگار اور جید علماء میں شمار ہوتے۔

سب سے پہلے خناصرہ کے عامل مقرر ہوئے ولید نے عبدالملک کے بعد انہیں مدینہ کا گورنر مقرر کیا جہاں انہوں نے ایک عظیم الشان کام یہ انجام دیا کہ مسجد نبوی کو شہید کر کے روم اور دوسرے ملکوں سے اچھے کاریگر منگوا کر بڑے اعلیٰ پیمانہ پر مسجد از سر نو تعمیر کرائی۔

سلیمان بن عبدالملک نے ان کے اوصاف کی بنا پر انہیں اپنا وزیر و مشیر بنا لیا تھا۔ اور اپنی موت پر انہیں اپنی جگہ خلیفہ نامزد کر دیا۔ چنانچہ انہوں نے خلیفہ بنتے ہی نظام حکومت کو یکسر بدل دیا۔ اور خلافت راشدہ کا احیا کیا جس سے تواریخ اسلام میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ اور ساری مملکت میں قانون شریعت کا بہترین طریقہ سے نفاذ کیا۔ بادشاہت کو ختم کر کے صحیح اسلامی جمہوریت قائم کی تھی۔ اور فتوحات کا سلسلہ ختم کر کے دین کی تبلیغ و اشاعت کی طرف توجہ کی گئی۔ اور خوارج کی رہی سہی سرگرمیوں کو جو حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ سے چلی آتی تھیں۔ مکمل طور پر ختم کر دیا گیا۔

آپ نے اپنے زمانہ حکومت میں ایسے ایسے طریقے اختیار کیے کہ عہد فاروقی کی یاد تازہ ہو گئی اس لئے بعض محدثین آپ کو پانچواں راشد خلیفہ خیال

کرتے ہیں لیکن آپ صرف ۲½ سال ہی یہ نمونہ دنیا کو دکھا سکے۔ اور ۱۰۱ھ میں وفات پا گئے۔

علم الحدیث اور قرآن میں بھی آپ بہت زیادہ دسترس رکھتے تھے۔ چنانچہ بہت سی مرفوع حدیثیں آپ کو یاد تھیں۔ اور بے شمار احادیث آپ نے روایت کی ہیں۔

آپ خلیفہ ہوتے ہوئے بھی نہایت سادہ لباس پہنتے اور سادہ غذا کھاتے۔ زہد و تقویٰ میں بھی بہت بڑھے ہوئے تھے۔ خود عالم تھے۔ اور عالموں کے قدردان تھے۔ عیش و عشرت اور آرام سے متنفر تھے۔ غرضیکہ صحیح اسلامی زندگی کا مکمل نمونہ تھے۔

**عمرو بن العاصؓ** ۔ نام عمرو۔ کنیت ابو محمد۔ والد کا نام عاص۔ والدہ کا نام نابغہ۔ خاندان بنو سہم۔ مشہور اور ممتاز صحابی۔ مسلمانوں نے حبشہ میں پناہ لی تو ان کو حبشہ سے نکلوانے کے لئے کفار مکہ کا جو وفد شاہ نجاشی کے پاس گیا۔ اس کے آپ سرگرم رکن تھے۔ اور اسلام لانے سے پہلے اسلام کے اشد ترین دشمنوں میں سے تھے۔ بالآخر مکہ میں مسلمان ہو گئے اور ہجرت کے موقع پر مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی۔ اور جس طرح اسلام لانے سے قبل اسلام کی سخت مخالفت کرتے رہے۔ اسی طرح اسلام لانے کے بعد قریش کے خلاف سختی سے نبرد آزما ہوئے۔ اور مختلف مہمات میں نہایت سرگرمی سے حصہ لیا۔

معرکہ ذات السلاسل میں ۳۰۰ مجاہدین پر امیر بنا کر بھیجے گئے۔ اور کامیاب ہوئے۔ فتح مکہ کے بعد عمان کے حکمران کے پاس رسول اللہ کا دعوتی خط لے کر گئے۔ چنانچہ اس حکمران نے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا۔

حضرت ابو بکرؓ کے عہد خلافت میں مرتدین کی سرکوبی میں بڑی سرگرمی دکھائی۔ ۱۲ھ میں حضرت ابو بکرؓ نے انہیں عمان کا گورنر مقرر کیا۔ اور اس کے تھوڑے عرصہ بعد فلسطین کی مہم پر امیر لشکر بنا کر روانہ کیا۔ چنانچہ ۱۳ھ میں آپ نے اس جنگ میں رومیوں کو زبردست شکست دی۔ اس کے بعد دمشق، حمص اور بیسان فتح کر کے سارے روم اور شام پر قبضہ کر لیا اور فاتح روم اور شام کہلائے۔ ان فتوحات کے بعد آپ نے مصر کا رخ کیا۔ اور مصر، سوڈان، طرابلس الغرب اور برقہ وغیرہ سب علاقے فتح کر لئے۔ اور حضرت عمرؓ نے انہیں مصر کا گورنر مقرر کر دیا۔ لیکن بعد میں حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں چند وجوہ کی بنا پر اس عہدہ سے معزول کر دئے گئے جس کے بعد آپ نے فلسطین میں خاموش زندگی بسر کرنی شروع کر دی۔ لیکن جلد ہی جب امیر معاویہؓ اور حضرت علیؓ کے مابین چپقلش شروع ہوئی تو عمرو بن العاصؓ شامی فوج کے امیر مقرر ہوئے۔ اور حضرت علیؓ کے خلاف امیر معاویہؓ کی طرف سے لڑے۔ یہ لڑائی جنگ صفین کہلاتی ہے۔ مصر میں ان دنوں محمد بن ابی بکر حضرت علیؓ کی طرف سے گورنر تھے۔ امیر معاویہؓ کے ایما پر عمرو بن عبدالرحمٰن نے مصر پر حملہ کر دیا۔ اور محمد بن ابی بکر کو شکست دے کر خود گورنر بن بیٹھے۔

۴۳ھ میں مصر ہی میں وفات پائی۔ خارجیوں نے حضرت علیؓ کے ساتھ انہیں بھی قتل کرنے کی سازش کی تھی۔ مگر اس سے بچ گئے۔

رسول اللہ کی بہت سی احادیث بھی آپ نے روایت کی ہیں۔

**عمرو بن جموحؓ** ۔ قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے ہیں بنو سلمہ کے رئیس تھے۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے کٹر بت پرست تھے۔ گھر لکڑی کا بت بنا کر گھر میں رکھا تھا۔ اور اسے ہر وقت پوجتے رہتے تھے۔

مسلمان ہونے کے بعد اسلام کے اتنے گرویدہ ہو گئے کہ باوجود لنگڑا ہونے کے جہاد میں شرکت کے لئے اصرار کرتے رہے۔ آخر مجبور ہو کر رسول اللہ نے غزوہ اُحد میں شرکت کی اجازت دے دی۔ لڑنے سے پہلے اپنی شہادت کے لئے دعا کی۔ چنانچہ دوران جنگ میں مع اپنے فرزند کے شہید ہوئے۔

ثروت اور سخاوت میں اتنے مشہور تھے کہ اسی بنا پر آپ کو بنو سلمہ کا رئیس بنا دیا گیا۔ رسول اللہ جب بھی نکاح کرتے۔ تو ان کی طرف سے عمروؓ بن جموح ولیمہ کی دعوت کا اہتمام کیا کرتے تھے۔

**عمرو بن حزم** ۔ نام عمرو۔ کنیت ابو الضحاک، خاندان بنو نجار۔ ہجرت کے بعد اسلام لائے تو غزوہ خندق اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں شرکت کی۔

سنہ ۱۰ھ میں نجران کے حاکم بنائے گئے۔ وصالِ نبیؐ کے بعد مدینہ میں آ گئے۔ اور سنہ ۵۱ھ میں یہیں انتقال کیا۔

قرآن اور فقہ کے بہت ماہر تھے۔ وہ علمی قابلیت کے لحاظ سے انصار میں بلند درجہ رکھتے تھے۔ اور اسی باعث نجران کے حکمران بنائے گئے۔

احادیث کے سلسلہ میں بہت سی روایات آپ سے منسوب ہیں۔

امیر معاویہؓ نے جب یزید کی خلافت کے لئے لوگوں سے بیعت لینی شروع کی۔ تو حضرت عمرو بن حزم نے اس کی سخت مخالفت کی۔

**عمروؓ بن سعید بن العاص بن الاکبر۔** نام عمرو۔ کنیت ابو عقبہ۔ قبیلہ بنو مخزوم۔ حضرت خالد بن ولید مشہور سپہ سالار اسلام کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ اور اُن سے قبل مکہ میں مسلمان ہوئے۔ ہجرت ثانیہ میں اپنی بیوی کے ہمراہ مکہ سے حبشہ کو ہجرت کی۔ جہاں سے غزوہ خیبر کے دوران میں مدینہ آ گئے۔ اور تمام غزوات میں رسول اللہ کا ساتھ دیا۔ آنحضرتؐ نے اپنی زندگی میں انہیں مختلف مقامات یعنی تبوک، خیبر اور فدک وغیرہ کا گورنر مقرر کیا۔

آنحضرتؐ کے وصال کے بعد، حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اصرار کے باوجود، گورنری چھوڑ دی۔ اور معرکہ شام میں معمولی سپاہی کی حیثیت سے لڑے۔ سنہ ۱۳ھ میں جنگِ اجنادین میں شہادت پائی۔

**عمرو بن عبدِ وُدّ۔** وُدّ بمعنی "و" عربوں کے ایک بہت بڑے بت کا نام تھا اور اس کے نام پر مشرکین بالاکثر اپنے نام رکھ لیا کرتے تھے۔ عمرو بن عبد وُد مشرکین کا ایک شہ زور پہلوان اور سردار تھا، جسے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے جنگ میں تلوار کے گھاٹ اُتارا۔

**عمروؓ بن عبسہ۔** نام عمرو۔ کنیت ابو نجیح۔ مشہور صحابیؓ حضرت ابوذر غفاریؓ کے ماں جائے بھائی تھے۔ زمانۂ جاہلیت میں بھی بت پرستی سے متنفر تھے۔ رسول اللہؐ کی تعلیمات کے بارے میں سن کر مکہ آئے۔ اسلام قبول کیا۔ اور واپس وطن چلے گئے۔ کچھ عرصہ بعد جب رسول اللہؐ مدینہ آ گئے۔ تو حضرت عمرو بن عبسہ بھی یہاں آ گئے۔ اور مستقل طور پر سکونت اختیار کر لی۔ فتح مکہ اور غزوہ طائف میں شرکت کی۔

امیر معاویہؓ کے عہد خلافت میں وفات پائی۔

قیام مدینہ کے دوران میں اکثر رسول اللہؐ کی صحبت میں موجود رہتے۔ اور سلسلہ درس و تدریس میں بھی شامل ہوتے۔ چنانچہ مسائل شرعی پر آپ کو پورا عبور تھا۔ کتب احادیث میں ۴۸ روایتیں بھی آپ سے منسوب ہیں۔

**عمر حیات ملک ڈاکٹر۔** انڈونیشیا، جرمنی اور جاپان میں یکے بعد دیگرے متعینہ پاکستانی سفیر ڈاکٹر عمر حیات ملک ایک ممتاز ماہر تعلیم بھی ہیں۔ اسلامیہ کالج پشاور اور اسلامیہ کالج لاہور میں پرنسپل کے عہدوں پر فائز رہ چکے ہیں۔ ۱۹۴۶ء میں مجلس دستور ساز ہند کے رکن منتخب ہوئے اور قیام پاکستان کے بعد مجلس دستور ساز پاکستان کے ممبر چنے گئے۔ ۱۹۵۰-۵۲ء میں انڈونیشیا میں اور بعدہٗ جرمنی میں پاکستانی سفیر کے فرائض انجام دے چکے ہیں۔ نیز پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر بھی رہ چکے ہیں۔ انگریزی کے علاوہ فرانسیسی اور جرمن زبانوں میں بھی دسترس رکھتے ہیں۔ علم ریاضی کے بڑے ماہر ہیں۔

عمر خیام (دیکھو خیام، عمر)

**عمرو معدی کرب۔** مشرکین عرب کے مشہور جرنیل، شہسوار اور جید شاعر تھے۔ عمرو بن معدیکرب (معدیکرب) کے اشعار بیشتر اشتعال انگیز اور جوش پرور ہیں۔ جو سامعین کو جنگ آزمائی پر ابھارتے اور میدانِ کارزار میں شمشیر زنی پر آمادہ کرتے تھے۔

**عمرہ** ۔ حج کی ایک قسم ہے جس کو بعض لوگ حج اصغر بھی کہتے ہیں حج اور عمرہ میں فرق یہ ہے کہ عمر بھر میں ہر صاحب استطاعت مسلمان کو ایک مرتبہ عمرہ کرنا لازمی ہے ۔ بعض علما نے اس کو سنت مؤکدہ اور بعض نے واجب قرار دیا ہے لیکن حج فرض ہے دوسرے حج ۸ اور ۱۳ ذوالحجہ کے درمیان ہوتا ہے لیکن عمرہ ۱۰ ذی الحجہ اور ایام تشریق کے علاوہ سال بھر میں کسی دن بھی کیا جا سکتا ہے ۔ اس کے واسطے بھی اسی طرح احرام باندھا جاتا ہے پھر اسی طرح سعی اور قصر بھی ہوتا ہے ، ارکان دونوں کے یکساں ہیں ، بجز اس کے کہ وقوف عرفات ، حج میں تو ہے اور عمرہ میں نہیں ہے عمرہ کا بہت ثواب ہے بالخصوص اس صورت میں جبکہ رمضان کے مہینے میں کیا جائے حاجی لوگ عموماً حج کے موقع پر عمرہ کی بھی نیت کر لیتے ہیں ۔ اور پہلے عمرہ کا احرام باندھ کر تمام ارکان ادا کر لیتے ہیں اور ۸ ذی الحجہ سے قبل اس کو کھول کر دوبارہ حج کا احرام باندھ لیتے ہیں ۔ اس طرح ان کو دونوں کا ثواب مل جاتا ہے ۔ خود آنحضرت صلعم نے بھی سنہ ۱۰ھ میں ایسا ہی کیا تھا ۔ حج ایک قسم کی اجتماعی حیثیت رکھتا ہے اور عمرہ انفرادی ۔

**عمرۂ قضا** ۔ آنحضرت نے سنہ ۶ھ میں صلح حدیبیہ کے موقع پر عمرہ کا احرام باندھا تھا لیکن اس سال چونکہ صلح کے مطابق آپ عمرہ نہ فرما سکے اس لئے اگلے سال سنہ ۷ھ میں عمرہ ادا کیا ۔ چونکہ آپ پہلے نیت فرما چکے تھے لیکن مجبوری کی وجہ سے اس رکن کو ادا نہ فرما سکے تھے ۔ اس لئے اس کو "عمرہ قضا" کہا جاتا ہے ۔ ہجرت کرنے کے بعد چونکہ آپ پہلی مرتبہ مکہ تشریف لائے تھے اس لئے یہ عمرہ خاص اہمیت کا حامل ہے ۔ کفار قریش مسلمانوں کو خانہ کعبہ میں طواف کرتے نہ دیکھ سکتے تھے ، اس لئے شہر سے باہر چلے گئے تھے ۔ آپ نے طواف کے سلسلہ میں حکم دیا کہ پہلے تین طواف جلد جلد کئے جائیں چنانچہ اس وقت سے آج تک یہی طریقہ جاری ہے اور اس کو رمل کہتے ہیں آپ نے تین روز مکہ معظمہ میں قیام فرمایا اور پھر مدینہ منورہ واپس تشریف لے گئے ۔

---

**عمل ، عملیات** جھاڑ پھونک اور ٹونے ٹوٹکے جو اثر بد کو دور کرنے کے استعمال کئے جاتے ہیں ۔ یہ سب عملیات کہلاتے ہیں ۔ پاک و ہند میں کاغذ ، پارچہ ، یا گنڈے کو ، جن پر کچھ لکھا یا پڑھا ہوتا ہے ۔ بطور تعویذ کے استعمال کیا جاتا ہے ۔ یا مخصوص ایک قسم کی بتیاں جلا کر یہ کام لیا جاتا ہے ۔ اس کے علاوہ منتر اور کلام پڑھ کر جھاڑ پھونک کا عمل بھی کیا جاتا ہے ۔ اسی عملیات کو بگاڑ کر انگریزوں نے آموبیٹ Amulet بنا لیا جس کے معنی تعویذ گنڈا کے ہیں ۔

**عمل انہضام** ۔ زندگی کو قائم رکھنے کے لئے کھانا کھایا جاتا ہے ۔ جو معدہ میں ہضم ہو کر طاقت اور حرارت کا باعث بنتا ہے ۔ انسان اپنی زندگی اور صحت کو برقرار رکھنے کے لئے مختلف قسم کی خوراک کھاتا ہے جو اپنے مختلف اثرات کے باعث جسم انسان کی صحت و تندرستی اور زائل شدہ قوت کو واپس لاتی رہتی ہے ۔

ہضم خوراک کا سلسلہ منہ سے شروع ہوتا ہے ۔ انسان منہ میں لقمہ ڈالتا ہے ۔ تو دانتوں کی چکی اس کو پیس دیتی ہے ۔ زبان اس کو الٹ پلٹ کرتی رہتی ہے ۔ تاکہ اچھی طرح پس جائے ۔ یہاں اس کے ساتھ لعاب دہن مل جاتا ہے تو لقمہ خوراک کی نالی سے گزر کر معدہ میں چلا جاتا ہے ۔ خوراک کو اس لئے چبا چبا کر کھایا جاتا ہے کہ معدے کو اس کے ہضم کرنے میں آسانی ہو ۔

معدہ میں دوسرے رس مل کر اس کو ہضم کرتے ہیں ۔ یہاں معدے کی دیواروں کے ذریعے خوراک میں ملے ہوئے نمک ، پانی اور سالٹس وغیرہ خون میں مل جاتے ہیں ۔ جب خوراک معدے میں اچھی طرح ہضم ہو جاتی ہے ۔ تو چھوٹی انتڑیوں میں چلی جاتی ہے یہاں پتہ اور لبلبہ کا رس بھی اس میں شامل ہو جاتا ہے ۔ جو باقی ناقابل ہضم غذا کو ہضم کرنے میں مدد دیتا ہے ۔ یہاں اجزائے لحمیہ ، نشاستہ اور شحمی خوراک سے الگ ہو کر خون میں شامل ہو جاتے ہیں ۔ اور فالتو پانی گردوں کے ذریعے مثانہ میں چلا جاتا ہے اب باقی غذا بڑی انتڑیوں سے گزرتی ہے اور جو

حصے ابھی تک ہضم نہیں ہوئے ہوتے یہاں ہضم ہو کر انسانی جسم کا جزو بنتے ہیں اور باقی جو فضلہ رہ جاتا ہے تو وہ جسم سے خارج ہو جاتا ہے۔

عمل عروق شعری۔ عروق شعری بال جیسی باریک نلیاں۔ سائنسی تجربات میں انہیں انابیب شعری کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ شعر بفتح "ش" جس کے معنی بال کے ہیں۔ ان عروق، نلیوں یا انابیب کے ذریعہ سے مائعات کی کشیدگی اور ان کے عمل کو ظاہر اور نمایاں کیا جاتا ہے۔

عمودی ڈھلان والی چٹان ( Cliff )
اس زیادہ ڈھلان والی چٹان کو کہتے ہیں جو زمین یا سطح ارضی پر عموداً واقع ہو اور اس کے کنٹور اتنے زیادہ قریب آ جائیں کہ ایک دوسرے کو کاٹیں۔ جیسا کہ اس کی شکل سے ظاہر ہے۔

عمیرؓ بن ابی وقاص۔ نام عمیر۔ والد کا نام ابو وقاص۔ والدہ کا نام حمنہ بنت سفیان۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص، مشہور صحابی رسول اور فاتح ایران کے حقیقی بھائی تھے۔ اور انہی کے ساتھ مسلمان ہوئے تھے اس وقت آپ کی عمر ۱۴ برس تھی۔ چنانچہ آپ اپنے بھائی اور دیگر مسلمانوں کے ہمراہ مکہ سے مدینہ ہجرت کر آئے۔ اور سب سے پہلی اسلامی جنگ (جنگ بدر) میں شریک ہونے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ لیکن رسول اللہ نے کم عمر ہونے کے باعث انہیں شمولیت جنگ سے منع فرما دیا۔ جس پر آپ نے گریہ وزاری شروع کر دی۔ آنحضرت نے کم سنی کے عالم میں دلیری اور شوق شہادت کا یہ منظر دیکھ کر بادل نخواستہ انہیں جنگ میں شریک ہونے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ یہ بڑی ہمت اور استقلال سے لڑے۔ اور عمرو بن عبدود کے ہاتھوں شہادت پائی۔ کمسن مجاہدین میں آپ شجاعت اور جاں نثاری کی عظیم الشان روایات قائم کر گئے۔

عمیرؓ بن سعد۔ نام عمیر۔ لقب نسیج وحدہٗ۔ قبیلہ اوس۔
باپ کے ساتھ مسلمان ہوئے۔ لیکن کم عمری کے باعث کسی غزوہ میں حصہ نہ لے سکے۔ البتہ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں فتوحات شام کے سلسلہ میں انہیں ایک لشکر کا افسر بنایا گیا۔ کچھ عرصہ تک حمص کے حاکم رہے۔ جہاں تاحیات مقیم رہے اور امیر معاویہؓ کے عہد حکومت میں وہیں وفات پائی۔
افضل صحابہ میں شمار کئے جاتے تھے۔ امور خلافت میں حضرت عمرؓ ان سے مدد لیا کرتے تھے۔ اور قابلیت میں اپنی نظیر نہ رکھتے تھے۔ اسی لئے ان کا لقب "نسیج وحدہ" (یکتا و یگانہ) پڑا۔
حضرت جلاس ان کے والد تھے۔ جو حقیقی والد تو نہ تھے لیکن ان کی والدہ کے شوہر ثانی تھے۔ ایک موقع پر حضرت جلاسؓ نے خوشی میں آ کر یہ کہا۔ کہ اگر محمدؐ اپنے دعوے میں سچے ہیں تو ہم گدھوں سے بھی بدتر ہیں" حضرت عمیرؓ ابھی چھوٹے تھے۔ اور پاس کھڑے یہ الفاظ سن رہے تھے فرمایا" وہ یقیناً اپنے دعوے میں سچے ہیں اور تم یقیناً گدھوں سے بدتر ہو"
یہ الفاظ جلاس کو سخت ناگوار گزرے۔ لیکن بیٹے نے چونکہ یہ جواب حضور کے ساتھ جوش عقیدت کی وجہ سے دیا تھا اس لئے کچھ نہ کہا۔ رسول اللہ نے جب یہ ماجرا سنا تو جلاس کو سخت سست کہا۔ اور سچے دل سے ایمان لانے کو کہا۔ چنانچہ جلاس سچے دل سے مسلمان ہو گیا۔
حضرت عمیرؓ بن سعد نے رسول اکرم کی چند احادیث بھی روایت کی ہیں۔ جو مروجہ کتب احادیث میں منقول ہیں۔

عمیرؓ بن وہب۔ نام عمیر۔ کنیت ابو امیہ۔ قریش کے مشہور بہادر تھے۔ اور ابتدا میں اسلام کے بدترین دشمنوں میں سے تھے۔ جنگ بدر میں مسلمانوں کے خلاف لڑے۔ قریش نے آپ کو رسول اللہؐ کے قتل کے لئے

تیار کیا۔ چنانچہ آپ زہر میں بجھی ہوئی تلوار لے کر رسول اللہؐ کو قتل کرنے مسجد نبوی میں پہنچے۔ لیکن وہاں پہنچکر عقیدہ بدل گیا۔ اور صدق دل سے مسلمان ہو کر واپس مکہ لوٹے۔ اور تبلیغ واشاعت کے ذریعے مکہ میں بہت سے مشرکین اور کفار کو مسلمان کیا۔ جنگ اُحد سے قبل مدینہ لوٹ آئے اور باقی تمام غزوات میں نبی اکرمؐ کے ہمرکاب رہے۔ حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں بھی کئی مہموں میں تلوار کے جوہر دکھائے۔

عمروبن العاصؓ کی فتوحات مصر کے دوران میں جب سکندریہ کی تسخیر میں دیر لگی۔ تو حضرت عمرؓ نے دس ہزار امدادی فوج جن چار امرا کی سرکردگی میں روانہ کی۔ ان میں سے ایک حضرت عمیرؓ بن وہب بھی تھے۔

حضرت عمرؓ کے آخر عہد خلافت میں وفات پائی

**عناصر اربعہ** ۔ دنیا میں چار مختلف کیفیتیں موجود ہیں جو عناصر کہلاتی ہیں۔ یعنی گرمی، سردی، خشکی اور تری ان میں کوئی عنصر ایسا نہیں جس میں ایک کیفیت ہو۔ بلکہ دو دو کیفیتیں موجود ہوتی ہیں۔ بحالیکہ ایک شے میں ان تین یا چاروں کیفیتوں کا اجتماع بھی ممکن نہیں۔ کیونکہ گرمی اور سردی اور خشکی اور تری میں باہم تضاد ہے، لہذا ضروری ہے کہ گرمی اور خشکی جمع ہوں جیسے آگ میں — اور گرمی اور تری جمع ہوں جیسے ہوا میں — سردی اور تری جمع ہوں جیسے پانی میں — اور سردی اور خشکی جمع ہوں جیسے مٹی میں — البتہ سردی اور گرمی۔ اور تری اور خشکی یکجا کبھی جمع نہ ہوں گی۔ چنانچہ جب کوئی مرکبات باہم شامل کئے جائیں تو عموماً یہی چار عناصر یا عناصر اربعہ حاصل ہوتے ہیں۔ جنہیں انگریزی میں (۱) کاربن (۲) ہائیڈروجن (۳) آکسیجن اور (۴) نائٹروجن کہتے ہیں۔ ان عناصر کی مختصر تفصیل یہ ہے۔

(۱) کاربن ایک زمینی جوہر ہے جو کوئلہ میں یا اکثر ہڈیوں میں اور سیاہ سیسے میں پایا جاتا ہے لیکن ہیرا خالص کاربن تصور کیا گیا ہے۔

(۲) ہائیڈروجن ایک نہایت خفیف اور ہلکا سا جوہر ہے۔

(۳) آکسیجن ایک کثیر مقدار ہوا ہے جو دنیا میں پائی جاتی ہے۔ پانی میں آٹھ حصے یہ اور ایک حصہ ہائیڈروجن ہے۔

(۴) نائٹروجن سے ہوا مرکب ہے یعنی ہوا میں ایک حصہ آکسیجن اور چار حصے نائٹروجن ہے۔

علاوہ ان عناصر کے کلورین، برومین۔ ایوڈین، فلورین، سلفر، فاسفورس، پٹاسیم، سوڈیم، کیلشیم، بیریم، میگنیزیم۔ الیومونیم، آئرن۔ سیلیسیم وغیرہ ساٹھ عناصر اور بھی ہیں۔

**عنایت اللہ خان مولوی** ۔ خان بہادر شمس العلماء مولوی ذکاءاللہ خان مرحوم مشہور و معروف مورخ کے بیٹے تھے۔ آپ ۱۹۴۳ء میں فوت ہوئے۔ ممتاز ترجمہ نگار تھے۔ سنسکرت کے اکثر ڈرامے ترجمہ کئے۔ اُردو نہایت صاف اور شُستہ لکھتے تھے۔

**عنبر** Ambergris عنبر یا مشک عنبر ایک مومی چیز ہے جو نہایت لطیف خوشبو کی حامل ہوتی ہے۔ یہ مادہ ویل Whale مچھلی کی انتڑیوں سے حاصل ہوتا ہے اور اکثر سطح سمندر پر تیرتا پایا جاتا ہے۔ پہلے پہل اس کے حصول کا ذریعہ یہی تھا لیکن جب معلوم ہوا کہ یہ ویل Whale مچھلی کے پیٹ سے حاصل ہوتا ہے۔ تو پھر لوگ اسے ویل مچھلی کا شکار کر کے حاصل کرنے لگے۔ گزشتہ زمانہ میں یہ ایک نہایت قیمتی خوشبو شمار ہوتی تھی۔ اور عرب اب بھی اس کو "شمامۃ العنبر" کہتے ہیں۔ لیکن اب اس کے مقابلے میں بے شمار خوشبویات مصنوعی طور پر تیار ہو کر مارکیٹ میں آگئی ہیں۔ اس لئے یہ عام طور پر نہیں بکتی۔ ہاں جو لوگ پرانی خوشبوؤں کے شائق ہیں وہ اس کو اب بھی شوق سے خریدتے ہیں۔

**عندلیب شادانی** ۔ وجاہت حسین نام۔ عندلیب تخلص۔ اپنے اُستاد سید اولاد حسین شاداں بلگرامی کی نسبت سے شادانی کہلائے۔ ۱۹۰۴ء میں سنبھل ضلع مراد آباد میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ریاست رامپور میں حاصل کی۔ ۱۹۲۵ء میں اسلامیہ کالج لاہور سے ایم۔ اے (فارسی) کیا۔ ۱۹۲۶ء میں ہندو کالج دہلی اور پھر ۱۹۲۸ء میں ڈھاکہ یونیورسٹی میں لیکچرار مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۱ء میں لندن سے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی ۱۹۳۳ء میں واپس ڈھاکہ ہوئے

یونیورسٹی میں شعبہ اردو اور فارسی کے صدر ہیں۔
آپ کو دس گیارہ سال ہی کی عمر میں شعر و شاعری کا شوق پیدا ہوا۔ لیکن آپ نے کسی کی شاگردی اختیار نہیں کی۔ بلکہ اپنی خداداد قابلیت اور ذہانت کو اپنا رہنما بنایا۔ آپ کو موسیقی کا بھی شوق ہے۔
آپ کی تصنیفات یہ ہیں۔
(۱) نشاطِ رفتہ: (مجموعۂ کلام)
(۲) عہدِ حاضر اور اردو غزل گوئی
(۳) تحقیقات (۴) چھوٹا خدا (۵) نوش و نیش
(۶) بچی کہانیاں (۷) ترجمہ انشائے ابوالفضل
(۸) ترجمہ و شرح رباعیات باباطاہر ہمدانی
(۹) نقش بدیع (۱۰) لغت فارسی جدید
(۱۱) ترجمہ چہار مقالہ۔

**عنقا۔ بفتح ع۔**
ایک موہوم اور معدوم پرندہ جس کا ذکر موہومات کے ماتحت آتا ہے۔ اگر موجود ہے تو کسی نے نہیں دیکھا اور اگر معدوم ہے تو قصہ ختم۔
محاورہ میں جو چیز کبھی دیکھنے میں نہ آئی ہو اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ عنقا کا حکم رکھتی ہے۔

**عوامی محاذ (Popular Front)**
۱۹۳۵ میں جب جرمنی میں نازی تحریک برسر اقتدار آگئی تو سٹالین نے دوسرے ممالک کی حکومتوں کی ہمدردی و اعانت حاصل کرنے کے لئے اور ان کی امداد سے نازیت اور فسطائیت کے خلاف متحدہ محاذ قائم کرنے کی خاطر غیر ممالک میں کمیونسٹوں کو ہدایت کی کہ وہ ان ممالک میں تمام سیاسی جماعتوں کے اشتراک عمل سے عوامی محاذ قائم کریں چنانچہ انہوں نے وقتی طور پر اشتراکی نظریات کا پرچار کر دیا، اور سرمایہ دارانہ نظام معیشت کے اندر رہ کر تھوڑی بہت سماجی اصلاح پر رضامندی کا اظہار کر دیا، اور پارلیمانی طرز حکومت کی حمایت شروع کر دی۔ تاہم روسی حکومت کو ان مساعی سے کچھ حاصل نہ ہوا۔ کیونکہ عوامی محاذ قائم کرنے کے لئے اصل وقت ۱۹۳۲ تھا۔ اگر اس وقت وہ جرمنی کی دوسری جماعتوں کا ساتھ دیتے تو شاید اقتصادی حالات اتنے خراب نہ ہوتے اور ہٹلر کی نازی تحریک برسر اقتدار نہ آتی مگر اس وقت کمیونسٹ اپنے اپنے ممالک میں ریشہ دوانیوں میں مصروف تھے اور پارلیمانی طرز حکومت اور جمہوریت پسند وزارتوں کی مخالفت پر تلے ہوئے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی کوششوں کے باوجود ہسپانیہ میں عوامی محاذ کی حکومت کا تختہ الٹ گیا اور جنرل فرانکو کو اقتدار حاصل ہو گیا۔ ادھر ہٹلر نے برسر اقتدار آتے ہی صف آرائی، اسلحہ سازی، اور ہتھیار بندی شروع کر دی۔
روس کی حکومت نے پھر کمیونسٹوں کو اشارہ کیا اور انہوں نے بظاہر بچے کھچے اشتراکی نظریات کو بھی خیرباد کہتے ہوئے حب الوطنی اور جمہوریت پسندی کا دم بھرنا شروع کر دیا۔ روسی حکومت نے بجائے خود ۱۹۳۶ میں اپنے آئین کو تبدیل کر کے اسی پر پارلیمانی طرز حکومت کا ملمع کرنے کی کوشش کی۔ تاکہ دوسرے ممالک میں عوامی محاذ قائم کرنے کی جو تحریک اس کی ایما سے شروع ہوئی تھی وہ اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکے گو عوامی محاذ کی تحریک کی بدولت ہسپانیہ اور فرانس میں ۱۹۳۶ میں وزارتیں بھی قائم ہو گئی تھیں مگر ان میں ہسپانوی حکومت کا تختہ تو جنرل فرانکو نے الٹ دیا اور فرانس کی عمومی محاذ کی نام لیوا حکومت بھی کمزور پڑ گئی۔

**عود۔** سوسن کی قسم کا ایک بہت بڑا پودا جس کے پچاس کے قریب اقسام ہیں۔ جنوبی افریقہ میں پایا جاتا ہے۔ جہاں سے اس کی لکڑی تمام دنیا میں برآمد کی جاتی ہے۔ یہ لکڑی خوشبو کے لئے جلائی جاتی ہے۔ قدیم بادشاہوں کے درباروں اور محلوں میں عود جلانے کے لئے خاص عملہ مقرر ہوتا تھا۔ قدیم یونانی دیوتاؤں کی پرستش کے موقع پر بھی خوشبو جلاتے تھے۔ جب بنی اسرائیل نے یروشلم میں اپنا عبادت خانہ تعمیر کیا تو ڈیوڑھی پر عود کی لکڑی جلایا کرتے تھے چنانچہ بائیبل کے "عہد عتیق" میں جا بجا اس رسم کا ذکر ہے۔

**عورت۔** "عورت" عربی لفظ ہے جس کے لفظی معنی ہیں جسم کا وہ حصہ جس کا ڈھانپنا یا چھپانا لازم ہو۔ اصطلاح میں "عورت" "مرد" کی مدِ مقابل ہے۔ کہتے ہیں کہ حوا آدم کی بائیں پسلی سے پیدا ہوئیں۔ اس لحاظ سے مرد مقدم اور عورت مؤخر ہے۔ مگر عورت کا تمدنی درجہ مرد کے ساتھ مساوات کا ہے۔ مرد کی طرح عورت کو بھی دل و دماغ

ودیعت کیا گیا ہے اور فکر و شعور اور ترقی اور عروج کے مواقع اسے بھی میسر ہیں۔ قرآن پاک میں آتا ہے کہ "الرجال قوامون علی النساء" "مرد، عورتوں پر غالب اور فائق ہیں۔ موجودہ تمدن میں عورت کی انتہائی آزادی ایک متنازعہ فیہ مسئلہ بن چکا ہوا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جس قوم نے مرد کے کام عورت کے سپرد کئے یا جس قوم نے عورت کو اپنا امام بنایا وہ قوم فلاح و بہبود کی حامل نہیں ہو سکتی۔ عورت مرد کی مشیر ہے۔ بعض مرد "زن مرید" کہلاتے ہیں اس لئے کہ وہ عورت کو اپنا رہنما اور پیر و مرشد بناتے ہیں اور جو کام ان کے اپنے کرنے کے ہیں وہ بھی بوجہ تغافل اور لاپرواہی یا سہل انگاری عورت کے سپرد کر دیتے ہیں۔ بعض مرد عورت کے فدائی اور شیدائی ہوتے ہیں اور اس طرح پر وہ تعیش اور اسراف کی زندگی پسند کرتے ہیں۔ دور حاضر میں مرد عورت نما بننے کی کوشش کرتے ہیں اور عورت مرد نما بننے کی کوشش کرتی ہے۔ پاکستان میں "اپوا" نام کی انجمن خواتین اور طبقہ نسواں کے فلاح و بہبود کے لئے کام کر رہی ہے۔

عورت کے لئے لباس احرام۔ عورت کا لباس احرام مرد سے مختلف ہوتا ہے اور جہاں مرد کے لئے دوران احرام میں ایک کھلی چادر اکتفا کرتی ہے وہاں عورت کے لئے سر کا ڈھانپنا، کھلی چادر کا اوڑھنا اور شلوار کا پہننا لازم ہوتا ہے۔ عورت دوران احرام میں چہرہ ڈھانپ سکتی ہے یا کھلا رکھ سکتی ہے۔ عورت کے پاؤں ننگے رہنا چاہئیں۔ پاجامہ ٹخنوں تک ہونا چاہئے اور ٹخنے بھی زیر پردہ رہنا چاہئیں۔ چہرہ پر نقاب ہو جس سے آنکھیں کھلی رہیں تو اور بھی بہتر ہے۔ مرد کا سر بمقابلہ عورت کے ننگا رہنا چاہئے۔ مرد سر کو منڈوا لیتے ہیں لیکن عورتوں کے لئے یہ حکم نہیں۔

عویمؓ بن ساعدہ۔ نام عویم۔ کنیت ابو عبدالرحمن۔ قبیلہ اوس۔

عقبہ ثانیہ کے موقعہ پر اسلام قبول کیا اور رسول اللہ کے اصحاب میں شامل ہوئے۔ اور تمام لڑائیوں میں حضورؐ کے ہمرکاب رہے۔

رسول اللہ کے وصال پر جب مہاجرین اور انصار کے دو گروہوں میں خلافت کے لئے تنازعہ ہوا۔ اور ہر فریق اپنے میں سے خلیفہ کا انتخاب کرانا چاہتا تھا۔ تو عویمؓ وہ واحد شخص تھے جو انصار ہوتے ہوئے مہاجر گروہ میں سے خلیفہ منتخب کرنے کے حق میں تھے۔

آپ صفائی اور پاکیزگی کا بہت خیال رکھتے تھے۔ سب سے پہلے آپ ہی نے استنجا کے لئے پانی کا استعمال کیا۔ جسے حضورؐ نے پسند فرمایا۔ اور جب قرآن پاک میں بھی اس نئے طرز عمل کی تعریف کی گئی تو تمام مسلمانوں میں اس کا رواج ہو گیا۔ اور طہارت کا اصول قرار پایا۔

کتب احادیث میں آپ کی وساطت سے ایک حدیث مرقوم ہے۔

حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں ۶۵ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

عہد نامہ تحکیم۔ وہ عہد نامہ جو حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے درمیان ثالث ماننے پر ہوا۔ جب جنگ صفین میں امیر معاویہ کے لشکر کو شکست ہونے کے قریب تھی تو عمرو بن العاصؓ کے مشورہ سے انہوں نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ اپنے قرآن نیزوں سے باندھ کر بلند کر دو اور کہو کہ ہم اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ چاہتے ہیں۔ حضرت علیؓ اس کو امیر معاویہؓ کی ایک جنگی چال سمجھتے تھے۔ اس لئے وہ جنگ بند کرنے پر رضامند نہ ہوئے۔ لیکن آپ کی فوج یہ کہتی تھی کہ جبکہ شامی ہمارے سامنے کتاب اللہ کو پیش کر رہے ہیں تو ہم اس کا فیصلہ ماننے سے کیوں گریز کریں۔ لیکن جب حضرت علیؓ نے جنگ بند نہ کرنے پر اصرار کیا تو آپ کی فوج نے کہا کہ اگر تم نے اللہ کی کتاب کے حکم کو تسلیم نہ کیا۔ تو تمہارا انجام بھی وہی ہو گا۔ جو حضرت عثمانؓ کا ہوا تھا۔ سو مجبوراً حضرت علیؓ کو جنگ بند کر دینے کا حکم دینا پڑا۔ طرفین نے ایک ایک ثالث مقرر کیا تاکہ وہ کتاب و سنت کے مطابق فیصلہ دیں۔ اور مسلمانوں میں خونریزی نہ ہو۔

حضرت علیؓ نے ابو موسیٰ اشعری کو اپنا ثالث مقرر کیا اور امیر معاویہؓ نے اپنی طرف سے عمرو بن العاصؓ کا نام تجویز کیا جب فریقین کی طرف سے ثالثوں کا انتخاب ہو چکا تو ایک عہد نامہ لکھا گیا کہ دونوں ثالث کتاب و سنت کے مطابق جو فیصلہ کریں گے وہ فریقین کے لئے واجب التسلیم ہو گا۔ جب تک فیصلہ نہ ہو جنگ بند رکھی جائے گی۔ اور

فریقین کو اختیار ہو گا کہ جہاں چاہیں جائیں۔ ثالثوں کو اپنا فیصلہ چھ مہینے تک سنانا ہو گا۔ اور فیصلہ ایسے مقام پر سنایا جائے گا جو شام اور عراق کے درمیان ہو گا۔ اس عہد نامہ پر دونوں فریقوں کی طرف سے متعدد اشخاص نے دستخط کئے اور طے پایا کہ "دومۃ الجندل" کے مقام پر فیصلہ سنایا جائے۔ اسی عہد نامہ کو "عہد نامہ تحکیم" کہتے ہیں۔

**عہد نامہ قدیم** Old Testament عیسیٰ علیہ السلام سے پیشتر کے تمام انبیاء اور رسولوں کی کتابیں اور صحیفے (بالخصوص موسیٰؑ سے زکریا تک) عہد نامہ قدیم سے موسوم ہوتے ہیں۔ "عہد نامہ قدیم" کا اطلاق جزدی طور پر "عہد نامہ عتیق" پر بھی ہوتا ہے۔ عہد نامہ قدیم کی کتابیں اصلاً عبرانی میں لکھی گئیں جبکہ عہد نامہ جدید کی کتابیں اصلاً یونانی میں ہیں ان کے تراجم بعد میں لاطینی میں ہوئے۔

**"عہد نامہ قدیم کی کتب** Apocrypha وہ صحائف جو بائیبل کے عہد عتیق کے یونانی نسخے میں تو موجود ہیں لیکن اصل عبرانی نسخے میں ان کا وجود نہ تھا۔ ان تمام صحائف کو پروٹسنٹ فرقے کے عیسائی ثقہ نہیں سمجھتے اور یہودی ان کو الہامی یا مقدس تسلیم نہیں کرتے۔ صرف رومن کیتھولک عیسائیوں کی بائیبل کا جزو ہیں۔ ان صحائف کے نام یہ ہیں۔

ایسدرس راس اول و دوم۔ طوبکا کی کتاب۔ جودِتھ کی کتاب۔ ایسٹر کی کتاب میں اضافہ۔ سلیمان کی دانش کے احوال۔ کلیسات کی کتاب۔ بروج کی کتاب۔ تین مقدس بچوں کا گیت۔ سوسانہ کی تاریخ۔ بیل اور اژدہا کی کہانی۔ منسّی کی دعا۔ مقابی اول و دوم۔ اب ہر اس اضافہ کو بھی "اپوکرافا" کہتے ہیں جو عہد عتیق میں کیا جائے۔ عہد عتیق میں تین قسم کے صحائف ہیں۔ پیغمبروں کے صحائف۔ تاریخی صحائف اور دعائیہ زبور اور امثال۔

**عیاشؓ بن ابی ربیعہ**۔ نام عیاش۔ کنیت ابو عبدالرحمٰن۔ مشہور دشمن اسلام ابوجہل کے بھائی تھے۔ دعوتِ اسلام کے ابتدائی دنوں میں مکہ میں مسلمان ہوئے اور اپنی بیوی اسماء سمیت ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے جہاں سے پھر مکہ اور مکہ سے مدینہ چلے آئے۔ ابوجہل مکہ سے مدینہ آیا۔ اور انہیں کسی بہانہ سے مکہ واپس لے جا کر قید کر دیا۔ اور طرح طرح کی اذیتیں دیں تاکہ اسلام چھوڑ دیں۔ مگر یہ کسی طرح آمادہ نہ ہوئے۔ بالآخر رسول اللہؐ نے کسی طرح انہیں ابوجہل کی قید سے چھڑایا۔ اور یہ مدینے آ گئے۔

حضرت ابوبکرؓ کے دورِ خلافت میں فتوحات شام میں نمایاں حصہ لیا۔ شام سے واپسی پر مکہ میں وفات پائی۔ حضرت انسؓ اور عبدالرحمٰنؓ نے ان سے احادیثِ رسولؐ روایت کی ہیں۔

**عید**۔ لفظی معنی خوشی، جشن، تہوار اور چھٹی۔ خوشی کا وہ دن جو بار بار آئے۔ "عید" کا لفظ "عود" سے ہے جس کے معنی ہیں "لوٹنا"۔

اہلِ اسلام کے نزدیک سب سے بڑا تہوار عید ہے۔ عیدیں دو ہوتی ہیں۔ ان دونوں میں تمام مسلمان اپنے بہترین لباس پہن کر شہر، قصبے یا گاؤں کے باہر عیدگاہ یا کسی میدان میں جمع ہوتے ہیں اور دو رکعت نماز پڑھتے ہیں جو نماز شکرانہ واجب سمجھی جاتی ہے۔ عید کی نماز اور دوسری نمازوں میں ایک بڑا فرق یہ ہے کہ ان کی پہلی و دوسری رکعت میں باری باری ہاتھ اٹھا کر متعدد تکبیریں کہی جاتی ہیں۔ نماز کے بعد دو حصوں میں خطبہ پڑھا جاتا ہے۔ جس میں عید کے احکام اور ان کی فضیلت اور اہمیت بیان کی جاتی ہے۔ نماز کے بعد لوگ ایک دوسرے سے بغلگیر ہوتے اور باہم خاطر و مدارات کرتے ہیں۔

اکثر فرقے عورتوں کے واسطے علیحدہ نماز عید کے قائل ہیں۔

(نیز دیکھو عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر)

**عید استقبال مریم** Assumption of the Virgin عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیحؑ کنواری مریم کے پیٹ سے روح القدس کے وسیلے سے پیدا ہوئے۔ مسیح کی ماں ہونے کے لحاظ سے حضرت مریم کو بھی تقدیس کا درجہ دیا جاتا ہے۔ اور رومن کیتھولک عیسائیوں کا قدیم سے یہ اعتقاد چلا آتا ہے کہ حضرت مریم فوت نہیں ہوئیں۔ بلکہ زندہ آسمان پر اٹھائی گئیں۔ یہ اعتقاد رسمی تھا۔ کلیسا کا تسلیم شدہ نہ تھا۔ سنہ ۱۹۵۰ء کے اختتام پر پوپ نے ایک اعلان کے ذریعے اس کو درست تسلیم کر لیا۔ اس لئے سب رومن کیتھولک مذہب کے لوگوں

کا اس پر ایمان لانا فرض ہوگیا۔ تاہم اکثر رومن کیتھولک عیسائی اس کو بدعت سمجھتے ہیں اور پروٹسٹنٹ لوگ تو اسکو مذہب میں مداخلت بیجا سمجھتے ہیں۔ اور اس پر قطعاً یقین نہیں رکھتے۔ یہ لوگ خصوصاً اس بات پر معترض ہیں کہ ایک غیر مسلم عقیدے کو کیوں دو ہزار سال کے بعد مسلم قرار دیا جائے۔ بعض رومن کیتھولک لوگ بھی اس کو مداخلت فی الدین سمجھتے ہیں۔

عیدالاضحیٰ۔ اس کو عید قربان یا بقرعید بھی کہتے ہیں اور ترکی میں اس کا نام قربان بیرم ہے۔ یہ ایام حج یعنی ۱۰، ۱۱، ۱۲ ذوالحجہ کو منائی جاتی ہے اور سنت ابراہیمی ہے حضرت ابراہیمؑ نے خدا کی راہ میں دنبہ قربان کیا تھا چنانچہ نہ صرف حاجی بلکہ تمام صاحب استطاعت مسلمان اس موقع پر قربانی کرتے ہیں جس کے واسطے تین دن مقرر ہیں۔ ۱۰ ذی الحجہ کو نماز پڑھنے کے بعد قربانی کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ دنبہ، بھیڑ یا بکرا ایک آدمی کے واسطے اور اونٹ یا گائے ۷ آدمیوں کے واسطے مقرر ہے گوشت میں سے ایک ثلث قربانی کرنے والے کا حصہ ہوتا ہے اور باقی میں سے نصف اعزا اور پڑوسیوں کا اور باقی غربا اور مساکین کا حصہ ہوتا ہے۔ بسا اوقات عید الاضحیٰ کو "عید الضحیٰ" لکھا جاتا ہے جو قطعی طور پر غلط ہے اضحی کا لفظ اضحیۃ سے ہے جس کے معنی قربانی کے ہیں

عیدالفطر۔ ماہ رمضان کے ختم ہونے پر یکم شوال کو ہوتی ہے۔ اس روز نماز کو جانے سے قبل ہر صاحب نصاب مسلمان مرد، عورت اور بچہ پر فطرہ یا زکوٰۃ الفطر واجب ہے۔ دینوی اور تمدنی حیثیت سے اس کا مرتبہ عیدالاضحیٰ سے کم ہے لیکن چونکہ یہ ایک مہینے کے روزوں کے بعد ہوتی ہے اسلئے اس کی خوشی زیادہ ہوتی ہے اور عام طور پر مسلمان اس کو بہت بابرکت سمجھتے ہیں اور اس کا زیادہ اہتمام کرتے ہیں عیدالفطر کی نماز سے قبل اہل اسلام کوئی میٹھی چیز مثلاً شیرینی، سویاں، یا حلوا کھانا ضروری سمجھتے ہیں اس لئے عوام اس کو "میٹھی عید" بھی کہتے ہیں۔

عیسیٰ علیہ السلام۔ مشہور پیغمبر جو باپ کے بغیر حضرت مریمؑ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ ان کا شمار جلیل القدر پیغمبروں میں ہوتا ہے اور ان کے معجزات میں گہوارہ میں بولنا، مردہ کو زندہ کرنا، بیماروں کو شفا دینا اور اندھوں کو بینا کرنا وغیرہ ہیں۔ چار مشہور آسمانی کتابوں میں سے ان پر انجیل نازل ہوئی تھی۔ یہودیوں نے ان کی سخت مخالفت کی، طرح طرح کی اذیتیں دیں اور اپنے زعم میں ان کو صلیب دے دی لیکن درا صل کسی اور شخص کو دھوکے میں مار دیا گیا اور خدا نے ان کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔ مسلمانوں کا خیال ہے کہ قیامت کے قریب وہ دوبارہ اس دنیا میں واپس آئینگے عیسائی انہیں کی امت ہیں لیکن ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسےٰ خدا کے بیٹے تھے اور ان کو واقعی صلیب دی گئی۔ تین دن تک ان کا جسم قبر میں رہا اور اس کے بعد وہ خدا کے پاس چلے گئے۔

حضرت عیسےٰ کی کل زندگی فقر، توکل اور رہبانیت یا ترک دنیا کا ایک مکمل نمونہ ہے، انہوں نے نہ شادی کی، نہ مکان بنایا نہ کسی ایک جگہ قیام فرمایا بلکہ تمام عمر توحید کی تبلیغ میں گزار دی۔

عیسائی۔ حضرت عیسےٰ کے پیرو جو انجیل اور تثلیث کے قائل ہیں، یہ لوگ تمام پیغمبروں میں صرف حضرت عیسےٰ کو معصوم مانتے ہیں اور ان کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ دوسرے پیغمبروں کے بارے میں ان کے خیالات بہت غلط اور ناخوشگوار ہیں مثلاً وہ کسی کو زنا اور کسی کو دوسرے معاصی کا مرتکب بتاتے ہیں۔ برخلاف انکے اسلام خدائے واحد کی پرستش کا حکم دیتا ہے اور تمام پیغمبروں کو برگزیدہ بتاتا ہے۔
عیسائیوں میں دو بڑے فرقے ہیں ایک کیتھولک جو حضرت عیسیٰ، مریمؑ، فرشتوں اور دلیوں کی مورتیوں کے سامنے سجدہ کرتے ہیں اور رہبانیت پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ اور دوسرے پراٹسٹینٹ (Protestant) جو ان رسوم کے قائل نہیں۔
اسلام نے ان کو اہل کتاب کہا ہے اور بجائے کافر کے مشرک گردانا ہے۔ فقہ میں ان کی عورتوں سے نکاح اور خود ان کے ساتھ کھانا پینا جائز خیال کیا جاتا ہے۔

عیسائیت Christianity حضرت عیسیٰ کی امت جس مذہب کی پیروی کرتی ہے اُسے عیسائیت کہا جاتا ہے، اس مذہب کا سب سے اہم عقیدہ تثلیث

یعنی باپ، بیٹا روح القدس یا خدا، حضرت مسیحؑ اور روح الامین (حضرت جبرئیلؑ) پر ایمان رکھنا ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ یہودیوں نے حضرت مسیحؑ کو واقعی صلیب دے دی تھی جس کے بعد تین دن تک ان کی لاش قبر میں رہی اور چوتھے دن وہ مع جسم کے آسمان پر چلے گئے اور خدا کے داہنے بازو پر جا بیٹھے۔ تیسرا اعتقاد ان کا یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے خون سے تمام عیسائیوں کے گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا۔

ان کی چار مقدس کتابیں متیؑ مرقسؑ لوقاؑ اور یوحناؑ کی انجیلیں ہیں۔ جن کو جمہور اہل اسلام کے نقطہ نظر سے تحریف و ترمیم کر دیا گیا ہے اس لئے گو اہل اسلام انجیل کو آسمانی کتاب مانتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی موجودہ انجیل کو اصل انجیل تسلیم نہیں کرتے۔

**عینک** (دیکھو چشمہ)

---

# غ

**غار**۔ قدرتی خلا یا کھوہ جو پہاڑوں میں واقع ہوتی ہے۔ یہ خلا اکثر آتش فشاں پہاڑوں کے نزدیک واقع ہوتے ہیں۔ ہندوستان میں اجنتا اور ایلورا کے غار مشہور عالم ہیں۔ پاکستان میں کوہستان پشاور میں کئی ایک غار ہیں اور کھیوڑہ میں نمک کی کانیں کھودنے کے باعث جو غار وجود میں آئے ہیں اگرچہ قدرتی نہیں لیکن دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی مجموعی لمبائی ۳۰ میل کے لگ بھگ ہے۔

انگلستان میں کنیٹوکی کے غار کئی میل لمبی بھول بھلیاں ہیں۔ سٹافا میں فنگل کے غار کے ستون بہت عجیب ہیں۔ یارک شائر میں ملہم اور کرک ڈیل اور ٹورکے نزدیک کینٹس ہول کے نادر غار واقع ہیں۔ اٹلی و یونان میں بھی اس قسم کے کئی غار پائے جاتے ہیں۔ قرآن حکیم میں اصحاب کہف کے جس غار کا ذکر ہے وہ بھی اسی قسم کا پہاڑی غار تھا۔ بلکہ جس جگہ حضرت مسیح کی لاش کو رکھا گیا وہ بھی ایک پہاڑی غار ہی تھا۔

مذہب اسلام کے بانی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت کفار کی چیرہ دستیوں سے تنگ آکر مکہ چھوڑنے پر مجبور ہوئے تو دشمن ان کے تعاقب میں تھے۔ آپ نے بھی اسی قسم کے ایک غار میں پناہ لی تھی۔ ان کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق ؓ تھے جو ان کے پسینہ کی جگہ خون بہانے کو تیار رہتے اور ہر مصیبت میں ان کے شریک تھے۔ چونکہ حضرت صدیق ؓ مخلص جاں نثار ثابت ہوئے اور غار میں آپ کے ساتھ مقیم رہے۔ جو انتہائی مصیبت کا وقت تھا۔ اس لیے وہ یارِ غار کہلائے۔ اب محاورہ میں "یارِ غار" کی ترکیب مخلص دوست کے معنی میں مستعمل ہے۔

**غارِ ثور**۔ ثور ایک پہاڑ کا نام ہے جس کے غار میں حضور ؐ اور حضرت ابوبکر ؓ نے ہجرت کے بعد تین رات قیام کیا۔ یہ غار مکہ سے تین میل دائیں جانب واقع ہے۔ روایت مشہور ہے کہ جب کفار آپ کو تلاش کرتے ہوئے اس غار کے قریب آئے تو غار کے سامنے ایک ببول کا درخت اگ آیا اور اس میں دو کبوتروں نے انڈے دے دیئے۔ مگر علامہ شبلی مرحوم نے اس روایت کو غلط ثابت کیا ہے۔

**غارِ حرا** (دیکھو حرا، غار)

**غازی**۔ عربی لفظ غزا اور غزوہ سے ہے بمعنی جنگ جو، فتح مند وغیرہ۔ اسلام نے مسلمانوں پر جہاد فرض قرار دیا ہے۔ جہاد کا مطلب اللہ کی راہ میں لڑائی ہے۔ جو مسلمان جہاد میں فتح حاصل کرتا ہے وہ غازی کہلاتا ہے اور جو اپنی جان قربان کر دیتا ہے وہ شہید کہلاتا ہے۔ دونوں ہی صورتوں میں اس کا رتبہ اللہ کی نظروں میں بہت بلند ہو جاتا ہے بڑے بڑے مسلمان جرنیلوں کو غازی کے لقب سے ملقب کیا جاتا ہے۔

بسا اوقات لوگ مگر اپنا لقب یا خطاب بھی تجویز کر لیتے ہیں 'الف ظ' کے غازی کردار کے غازی سے مختلف ہوتے ہیں۔

غازی کئی مسلمان سلاطین اور سپہ سالاروں کا لقب بھی تھا۔ یہ لفظ عربی الاصل ہے اور اس کا اطلاق صرف ان مسلمانوں کے لیے ہوتا ہے جو حمایت اسلام میں غیر مسلموں کے خلاف نبرد آزما رہ چکے ہوں۔

**غازی (شاہ)** (۱۹۱۲ – ۱۹۳۹ء)
عراق کا دوسرا حکمران جو اپنے باپ شاہ فیصل اول کی وفات پر ۱۹۳۳ء میں تخت نشین ہوا۔ اسی سال اس نے حجاز کے فرمانروا علی کی لڑکی علیہ سے شادی کی۔ ۴ اپریل ۱۹۳۹ء کو بغداد میں موٹر کار کے حادثہ میں مارا گیا۔

**غازہ۔** Rouge فارسی لفظ ہے۔ ایک قسم کی سُرخی جو عورتیں چہرہ پر ملتی ہیں۔ گلگونہ۔ اُبٹنا۔

سُرخی یا ڈوڈر، سنگار کی عام چیز ہے۔ جیسے عورتیں اپنی سجاوٹ اور آرائش کے لیے استعمال کرتی ہیں۔ غازہ کی ابتدا درحقیقت مشرقی ممالک سے ہوئی اور بالخصوص اس کا مبدا۔ ایران اور ملحقہ ممالک ہیں۔ ایشیائی تمدن کی دلدادہ خواتین چہرہ پر ایک قسم کا اُبٹنا ملتی تھیں جس سے نہ صرف جلد کی صفائی ہوتی تھی بلکہ اس پر ہلکا سا رنگ بھی آجاتا تھا۔ سرخی پوڈر یورپ کی ایجاد ہے اور مغربی تقلید میں ہمارے ملک کی عورتیں بھی اصل غازہ کو چھوڑ کر سرخی یا ڈوڈر کے استعمال کرنے کو پسند کرنے لگی ہیں اور اب ان چیزوں کو تہذیب و تمدن کا ایک نہایت ہی ضروری عنصر خیال کیا جاتا ہے۔

**غالب، اسدُاللہ خاں مرزا۔** نام مرزا اسداللہ خاں، غالب تخلص۔ اردو زبان کے بلند پایہ شاعر اور ادیب۔ ۱۷۹۶ء میں آگرہ میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں ہی والدین کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ چچا نے پرورش کی۔ بچپن کے بعد ساری عمر دلّی میں گزاری اور ۱۸۶۹ء میں وفات پائی۔

مرزا غالب اردو شاعری میں طرزِ جدید کے موجد خیال کیے جاتے ہیں۔ مضامین عالی اور تخیل بلند ہے فلسفہ ان کے بیان کا اہم جزو اور حسنِ بیان خاص جوہر ہیں۔

اردو نظم کے علاوہ مرزا نے اردو نثر کو بھی بیجا تکلفات اور غیر مانوس ترکیبوں سے پاک کرکے روزمرہ کی حسین زبان بنا دیا۔ چنانچہ مکاتیبِ غالب اردو نثر میں ایک امتیازی درجہ رکھتے ہیں۔

مرزا میں خودداری حد سے بڑھی ہوئی تھی جسے وہ کسی قیمت پر بھی ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ لیکن اس کے ساتھ یاروں کے یار، خوش مزاج اور بذلہ سنج بھی تھے اور کسی حالت اور کسی زمانے میں بھی زندہ دلی کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔

اردو تصنیفات میں "دیوانِ غالب"، "عودِ ہندی" اور "اُردوئے معلّٰی" اور فارسی میں "کلیاتِ غالب"، "پنج آہنگ"، "قاطعِ بُرہان"، "نامۂ غالب"، "مہرِ نیم روز"، "دستنبو" مشہور کتابیں ہیں۔

**غالی۔** حد سے گزر جانے والا، مبالغہ یا غلو کرنے والا۔ مسلمانوں کے نزدیک وہ فرقے یا اشخاص جو کسی شخص کی اہمیت یا مرتبہ کو انتہا سے زیادہ بڑھا کر بیان کرتے ہیں۔ مثلاً بعض لوگ حضرت علیؓ کو پیغمبر صلعم سے بھی افضل سمجھتے ہیں یا پیر کو پیغمبر سے زیادہ تسلیم کرتے ہیں یا قبروں کو سجدہ کرنے والے۔ یا پھر یہ عقیدہ رکھنے والے کہ خدا انسانی جسموں میں حلول کر آتا ہے یعنی مسئلہ تناسخ کے قائل لوگ۔

ثقہ عالم، محدث اور فقیہہ ہمیشہ ان کے خلاف فتوے دیتے رہے ہیں۔

**غبارہ** Baloon کھال یا روغنی پارچہ یا ریشم کا تھیلا جس میں ہوا سے ہلکی کوئی گیس بھر دی جاتی ہے۔ جو اس کو اُوپر اٹھا لے جاتی ہے۔

سب سے پہلے ۴ نومبر ۱۸۸۳ء کو اس قسم کے غبارے میں سواری لے جانے کی کوشش کی گئی۔ اس غبارے میں محض گرم ہوا بھری ہوئی تھی جو عام ہوا سے ہلکی ہوتی ہے۔ پھر دسمبر ۱۷۸۳ء میں ہائیڈروجن گیس بھر دی گئی۔ اور اسی قسم کے غبارے میں اوّل اوّل ایک انگریز کاکس ویل H. T. Coxwell نے ۱۸۶۲ء میں پرواز کی۔ اور وہ ۷ میل کی بلندی تک اوپر چڑھ گیا۔ اس کے بعد ۱۹۳۱ء میں کرہ دس میل کی بلندی تک گیا۔ چار سال بعد امریکی طیارہ ایکسپلورر Explorer ثانی جس میں ۳۰ لاکھ مکعب فٹ ہیلیم گیس بھری گئی تھی، سائنس دانوں کے ایک گروہ

کو مع ان کی سائنسی تجربہ گاہ کے ۲۴ میل کی اُونچائی تک لے گیا۔ جس کے اُوپر انسان ابھی تک نہیں پہنچا تھا۔ مشہور جرمن طیارے "زیپلین" بھی غبارے سے ملتے جلتے تھے۔

اب جیٹ قسم کے طیاروں کی موجودگی میں غبارے کی کوئی اہمیت نہیں رہی۔ اب ان بیلونوں کو جو کھلونے کی طرح پھلائے جاتے ہیں، ہوا میں آویزاں کر کے ہوائی جہاز فلک کے لیے رکاوٹ پیدا کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

## غبن Embezzlement

بہت سے لوگ، غبن، خیانت اور چوری وغیرہ میں فرق نہیں کرتے۔ یہ جرائم اگرچہ ملتے جلتے ہیں تاہم ان کے معانی اور نوعیت میں فرق ہے۔ کوئی نوکر یا کلرک اپنے آقا کے لیے روپیہ وصول کرے اور اسے آقا کو دینے یا اس کے حساب میں جمع کرانے کی بجائے اپنے مصرف میں لے آئے تو اس کا یہ فعل غبن ہو گا۔ یہ سرقہ سے مختلف ہے۔ کیونکہ چوری اصل مالک کے قبضے سے کسی چیز کے نکال لینے کا نام ہے۔ اور غبن کا مطلب یہ ہے کہ رقم یا کوئی چیز اس کے صحیح مصرف سے ہٹا کر خود اپنے استعمال میں لائی جائے۔ مالک کے خزانے سے روپیہ نکالا جائے تو یہ چوری ہو گی۔ لیکن اس کی طرف سے قرضہ وصول کر کے اپنی جیب میں ڈال لیا جائے تو یہ غبن ہے۔ خیانت کا فعل بھی غبن سے مختلف ہے کسی کے پاس کوئی چیز یا نقدی امانت رکھی جائے اور وہ واپسی سے انکار کر دے یا اُسے ہضم کر جائے تو وہ خیانت ہے۔

## غداری Treason

فرمانروا یا حکومت کے خلاف بغاوت۔ یہ سنگین ترین جرم تصور کیا جاتا ہے۔ گزشتہ زمانہ میں غداری کے مجرموں کو عبرتناک سزائیں دی جاتی تھیں۔ لیکن اب اس کی سزا پھانسی ہے۔ مجرم کی نوعیت کے اعتبار سے اس سزا میں کبھی تخفیف کر دی جاتی ہے۔

## غدود Gland

ہر جاندار کا جسم چھوٹے چھوٹے خانوں Cells سے مل کر بنا ہے۔ یہ خانے کسی ایک خاص کام میں مہارت پیدا کر کے صرف اسی حصّۂ جسم میں شامل ہوتے ہیں جو وہ کام کرتا ہو۔ مثلاً آنکھ، کان، خون، ہڈی وغیرہ کے لیے مختلف قسم کے خانوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

غدود ان خانوں کے مجموعے کو کہتے ہیں جو کوئی خاص کیمیاوی مادہ پیدا کرتے ہیں جس کی جسم کے کسی اور حصّے کو ضرورت ہوتی ہے۔ کچھ غدود اکہرے خانوں کی شکل میں جلد سے وابستہ ہوتے ہیں۔ بعض بیشمار خانوں کے بڑے ڈھیر کی شکل اختیار کرتے ہیں۔ جیسے جگر۔ کچھ غدود (پسینے اور لعاب دہن کے غدود) اپنی رطوبت نالیوں کے ذریعہ جسم کو دیتے ہیں۔ کچھ براہ راست اپنا لعاب خون میں منتقل کرتے رہتے ہیں۔ مؤخرالذکر میں خاص خاص غدود یہ ہیں۔

بلغم خیز غدود Pituitary Gland جسے نشو و نما پر اختیار ہے اور جس کی وجہ سے بچّہ بالغ ہوتا ہے۔ ورقیہ Thyroid Gland یہ بھی بڑھنے پر اختیار رکھتا ہے۔ لبلبہ Pancreas کے کچھ خانے جو انسولین Insolin پیدا کرتے ہیں۔

## غدود مثانہ Prostate

ایک غدود جو صرف مردوں کے ہوتا ہے اور مثانہ کے نیچے واقع ہوتا ہے۔ اس سے ایک عرق نکلتا ہے جو مادہ تولید میں شامل ہوتا ہے۔ بڑھاپے میں کبھی کبھی بڑھ جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے پیشاب آنے میں دقّت ہوتی ہے یا رکاوٹ محسوس ہوتی ہے۔

## غدود ورقیہ Thyroid Gland

غدود ورقی گردن کا ایک غدود ہوتا ہے۔ جس کے بڑھ جانے سے گردن میں ورم پیدا ہو کر "گھینگا" کی بیماری لاحق ہو جاتی ہے۔ علاج اس کا آپریشن ہے جو کسی ماہر سرجن کے ہاتھ سے ہونا چاہیئے۔

## غذا کی نالی Alimentary Canal

غذا کو دورانِ انہضام میں جن نالیوں سے گزرنا پڑتا ہے مثلاً حلق، مری، بلعوم، بڑی اور چھوٹی آنتیں۔ الغرض حلق سے امعائے مستقیم تک سب اس میں شامل ہیں۔ ان کی طوالت کی اگر پیمائش کی جائے تو انسانی جسم کی طوالت سے پانچ چھ گنا زیادہ طویل ہو گی۔

ان کے اندر ملبی جھلی کی استر کاری کی ہوئی ہوتی ہے۔ جو غذا کی آمد و رفت میں سہولت کا باعث ہوتی ہے۔

**غذائی اقدار۔** اشیائے خوردنی کی غذائی اقدار کچھ بھی ہوں، جب تک لعاب دہن کثیر مقدار میں ان کے ساتھ خلط ملط نہ ہو، غذاؤں کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ لعاب دہن یا معدے کی رطوبت کو جلانے سے بہت مدد ملتی ہے۔ غذا جس قدر زیادہ چبا کر کھائی جائے اسی قدر زیادہ لعاب اس میں شامل ہوگا اور وہ اتنی ہی جلدی ہضم ہوگی۔ کیونکہ ہضم کا پہلا درجہ معدی رطوبت کا پیدا ہونا ہے۔ کھانے کے ساتھ زیادہ پانی پیا جائے تو یہ رطوبت پتلی ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اس کا فعل کمزور ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض مستند طبیب کھانے کے دوران میں پانی پینے سے منع کرتے ہیں۔ کھانے کے ڈیڑھ دو گھنٹہ بعد پانی پیا جائے تو یہ ہضم میں بڑی مدد دیتا ہے۔

گوشت بھی غذا کا ضروری جزو ہے لیکن یہ کم مقدار میں کھانا چاہیے۔ خوراک کا کثیر حصہ پھل اور ترکاریوں پر مشتمل ہونا چاہیے۔ جسمانی مضبوطی اور نشوونما کے لیے مندرجہ ذیل غذائیں بہت مفید ہیں۔

پنیر، مٹر، مسور، چوزہ، نرم گوشت، ہلکی مچھلی، ولیہ، انڈے، اخروٹ، بادام، تازہ مچھلی، خشک میوہ، مکھن اور دودھ، ہر قسم کی سبزیاں، ترکاریاں اور پھل۔ پانی سے انہضام کے فعل میں مدد ملتی ہے اور یہ معدے کو صاف کرتا ہے۔

**غرب الہند (جزائر)** West Indies چھوٹے چھوٹے جزائر کا یہ مجموعہ شمالی امریکہ کے ساحل فلوریڈا Florida اور جنوبی امریکہ کے ساحل وینزویلا Venesuela کے درمیان پھیلا ہوا ہے۔ ان جزائر کو ویسٹ انڈیز کا نام کولمبس نے ۱۴۹۲ء میں دیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ یہ جزائر ہندوستان کی مغربی سرحد ہیں۔

ان جزائر میں برطانوی ویسٹ انڈیز، کوراکاؤ Curacao (جو ہالینڈ کے قبضے میں ہے)، گواڈلوپ Guadeloupe اور مارٹینیک Martinique (جن پر فرانس قابض ہے)، پورٹو ریکو Puerto Rico اور ایک درجن جزائر (جو امریکہ کے زیر اثر ہیں) اور خود مختار کیوبا Cuba جمہوریہ ڈومنیکن DominicanRepublic اور ہیٹی Haiti شامل ہیں۔

**غرغرہ** Gurgles یہ حلق کو صاف کرنے یا اس کی سوزش کو دور کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔ ورم یا سوزش کی ابتدائی حالت میں قابض اور زہرکش دواؤں کا محلول بہت مفید ہوتا ہے۔ بائی کاربونیٹ آف سوڈا کا گرم محلول اکثر غرغروں کے لیے استعمال ہوتا ہے پھٹکری سے تیار کیا ہوا محلول قابض (سکیڑنے والا) ہوتا ہے۔ گلے میں سوزش معمولی ہو تو پرمینگنیٹ آف پوٹاش یا معمولی نمک گلاس بھر گرم پانی میں ڈال کر غرغرے کیے جائیں۔

**غرناطہ** Granada ہسپانیہ میں مسلمانوں کی عظمت کا آخری شہر جو ۱۴۹۲ء میں ان کے ہاتھ سے ہمیشہ کے لیے چھن گیا۔ اس کا سنگِ بنیاد آٹھویں صدی عیسوی میں مسلمان عربوں نے رکھا تھا۔

**غزال۔** Gazelle ایک قسم کا ہرن جس کا جسم چھریرا اور نازک ہوتا ہے اور آنکھیں بڑی بڑی اور سینگ نسبتاً چھوٹے اور پیچھے۔ مٹیالے رنگ کا ہوتا ہے اور شمالی افریقہ اور ترکستان میں عام ہے۔ اردو اور فارسی ادب میں خوبصورت، سجیلے اور بانکے نوجوان کو "غزالِ رعنا" کہہ کر پکارتے ہیں اور خوبصورت انسانی آنکھوں کو ہرن کی آنکھوں سے تشبیہ دی جاتی ہے جس کی وجہ شبہ ایک بیّن چیز ہے۔

**غزالی، امام۔** ابو حامد محمد بن محمد الطوسی۔ (پیدائش طاہران ۱۰۵۸ء۔ وفات طوس ۱۱۱۱ء) اسلام کے ایک بہت بڑے عالم اور فلسفی۔ طوس میں

پیدا ہوئے اور طوس اور نیشاپور میں تعلیم حاصل کی۔ امام الحرمین جوینی سے ۱۰۸۵ء تک تعلیم پائی۔ گو صوفیائے کرام کے حلقہ میں رہے۔ لیکن فقہ سے زیادہ شغف رہا۔

۱۰۹۱ء میں نظامیہ بغداد میں پروفیسر مقرر ہوئے۔ یہیں انھوں نے فلسفہ پڑھا اور فقہ پر کتابیں تصنیف کیں۔ باطنیہ، اسمٰعیلیہ اور امامیہ فرقہ کے رد پر بھی بہت کچھ لکھا۔ لیکن پھر اس زندگی کو ترک کرکے درویشی اختیار کرلی اور نو برس تک پھرتے رہے۔ اسی زمانہ میں اپنی مشہور کتاب "احیاء العلوم" تصنیف کی اور بغداد اور دمشق میں اس کا درس دینا شروع کردیا۔ کچھ عرصہ نیشاپور میں بھی پروفیسر رہے لیکن پھر طوس واپس آکر ایک خانقاہ میں مقیم ہوگئے اور وہیں انتقال فرمایا۔

امام صاحب نے علم الکلام کو ترقی دی اور اس کے مقابلہ میں فقہ کو جو اہمیت حاصل ہوگئی تھی اسے کم کردیا۔ امام شافعی کے پیرو تھے۔ تصانیف کی تعداد ۶۹ بتائی جاتی ہے جن میں الدرۃ الفاخرہ، بدایۃ الہدایۃ، میزان العمل، تہافۃ الفلاسفہ، مقاصد الفلاسفہ اور احیاء علوم الدین بہت مشہور ہیں۔

**غزنوی سلطنت** (۹۶۲-۱۱۸۶ء) ایک مسلمان خاندان جس کے ۱۹ حکمران ہوئے۔ ان کا تسلط غزنی واقع افغانستان سے شروع ہوکر جلد ہی دجلہ سے گنگا تک اور آمو دریا سے بحیرہ عرب تک قائم ہوگیا۔ ان کا پہلا فرمانروا ایک ترکی النسل غلام الپتگین تھا۔ جس نے ۹۶۲ء کے قریب بخارا کے سامانی حکمران سے غزنی کا قلعہ چھین لیا۔ تیسرا اور سب سے زیادہ مشہور غزنوی حکمران شاعر فردوسی کا ہم عصر محمود تھا۔ جس نے ۹۹۷-۱۰۲۹ تک حکومت کی اور غزنوی سلطنت کو انتہائی وسعت دی۔ ان کے اٹھارویں بادشاہ خسرو شاہ کے عہد میں ان کا دارالسلطنت لاہور بنا۔ کیونکہ ہندوستان سے باہر ان کے مقبوضات پر غوری قابض ہوچکے تھے۔ ۱۱۸۶ء میں آخری غزنوی فرماں روا خسرو ملک سے لاہور بھی چھین لیا۔

**غزوات۔** غزوہ کی جمع۔ وہ جنگیں جو مسلمانوں اور کفار کے مابین لڑی گئیں اور ان میں حضورؐ بہ نفس نفیس شریک ہوئے۔ مشہور ترین غزوات یہ ہیں۔ غزوہ بدر (۲ھ) غزوہ احد (۳ھ) غزوہ احزاب یا خندق (۵ھ) غزوہ خیبر (۸ھ) غزوہ حنین (۸ھ) غزوہ تبوک (۹ھ)

**غزوہ احد۔** احد ایک پہاڑ کا نام ہے۔ جو مدینہ سے شمال کی طرف تین چار میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ ۳ھ میں اس موقع پر مسلمانوں کی کفار مکہ کے ساتھ جنگ ہوئی تھی۔ جو غزوہ احد کے نام سے مشہور ہے۔ اس لڑائی کی وجہ جنگ بدر تھی۔ جس میں مسلمانوں نے کفار کو شکست فاش دی تھی۔ جنگ بدر میں ابوجہل کے مارے جانے کے بعد جب ابوسفیان سردار مقرر ہوا تو کفار نے مسلمانوں سے بدر کا بدلہ لینے کے لیے بڑے زور شور سے تیاری شروع کی اور قریش نے اس مہم میں دوسرے قبائل عرب سے بھی بدلہ لینے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ کفار کی ایک بہت بڑی جمعیت جنگ کے لیے تیار ہوگئی جو تین ہزار جوانوں اور بے شمار سروسامان پر مشتمل تھی۔ ادھر حضورؐ نے بھی دس شوال کو جمعہ کے دن ایک ہزار کی جمعیت کے ساتھ مدینے سے کوچ فرمایا مگر یہودیوں اور منافقوں کی بدعہدی کے باعث آپ کے ہم رکاب صرف سات سو مجاہد مسلمان باقی رہ گئے لیکن مسلمانوں نے کمال تنظیم اور تیاری کے بعد یکبارگی کفار پر ایسا حملہ کیا کہ ان کے پاؤں اکھڑ گئے اور ان میں بھاگڑ مچ گئی۔ چنانچہ مسلمانوں نے بڑی بے فکری کے ساتھ ان کا مال لوٹنا شروع کیا اور جو پچاس آدمی حضورؐ نے پہاڑی درہ پر مامور فرمائے تھے وہ بھی مال غنیمت کے لوٹنے میں مصروف ہوگئے۔ کافر درہ کو خالی پاکر جھٹ گھس آئے اور پیچھے سے افواج اسلام پر ٹوٹ پڑے۔ مسلمانوں کو اس جلدی میں سنبھلنے کا موقع نہ ملا۔ اس گھمسان میں حضرت حمزہؓ شہید ہوگئے۔ مسلمانوں کے تھوڑے آدمی میدان میں جمے رہے اور زیادہ تعداد تتر بتر ہوگئی مگر حضورؐ اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ ایک کافر نے آپ کے پتھر مارا جس سے آپ کے نیچے کے چار دانت شہید ہوگئے اور خود کے حلقے آپ کے چہرے میں گھس گئے۔ اس پر کافروں نے مشہور کردیا کہ آپ شہید ہوگئے۔ یہ سنتے ہی مجاہدین کافروں پر ٹوٹ پڑے اور اکثر کو تہ تیغ کردیا۔ جو مسلمان حضورؐ کی شہادت کی افواہ سن کر تتر بتر ہوگئے تھے۔ وہ بھی

پھر سے اکٹھے ہو گئے اور کفار کو بڑی بُری طرح سے پسپا کر دیا۔

**غزوۂ بدر۔** یہ جنگ مسلمانوں اور کفار کے مابین ہوئی۔ بدر کا مقام مدینہ سے بیس میل جنوب مغرب کو واقع ہے۔ اس غزوہ میں مسلمان صرف ۳۱۳ تھے۔ اور کفار کی جمعیت ایک ہزار افراد پر مشتمل تھی جس کا سربراہ ابوسفیان تھا۔ مسلمانوں کو اس جنگ میں مکمل فتح حاصل ہوئی اور کفار کی اکثریت اور ان کے منصوبے خاک میں مل گئے۔ یہ مسلمانوں کی کفار کے خلاف اولین مسلح جنگ تھی جو اسلام اور مسلمانوں کی آئندہ فتح و نصرت کا پیش خیمہ بنی۔ جنگ بدر ۲ھ بمطابق ۶۲۴ء رمضان کے مہینے میں واقع ہوئی۔ قرآن پاک میں جنگ بدر کا ذکر آتا ہے جس میں مسلمانوں کو اس فتح و نصرت کی یاد دلائی گئی ہے اور خدائی تائید اور امداد پر انحصار رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔

**غزوہ بنی بکر۔** یہ ایک مختصر سی جنگ تھی۔ جو قبیلہ بنو بکر کے افراد کی ایک بڑی تعداد اور تھوڑے سے مسلمانوں کے درمیان واقع ہوئی۔ اس جنگ کی بڑی وجہ قبیلہ بنو بکر کے لوگوں کی مسلمانوں سے بیجا مخالفت تھی۔ اور انھیں دینی فرائض کی بجاآوری سے روکنا تھا۔ چنانچہ مخالفین اسلام کو شکست ہوئی اور مسلمانوں کو فتح و نصرت نصیب ہوئی۔

**غزوہ بنی قینقاع۔** یہ غزوہ ۲ھ میں واقع ہوا۔ بنی قینقاع یہود کا ایک قبیلہ تھا جو سات سو اشخاص پر مشتمل تھا۔ جن میں تین سو زرہ پوش نبرد آزما تھے۔ یہ لوگ منافقوں سے ملے ہوئے تھے۔ اور گو مسلمانوں سے صلح کا معاہدہ کر چکے تھے لیکن طرح طرح کی شورشیں کرتے رہتے تھے۔ انھوں نے پہلے تو ایک انصاری بی بی سے چھیڑ چھاڑ کی اور پھر جو مسلمان حمایت کے واسطے اٹھا اس کو شہید کر دیا۔ اس طرح انھوں نے خود ہی صلح نامہ کی خلاف ورزی کی اور خود ہی لڑنے کے واسطے آمادہ ہو گئے۔ جب حضور صلعم نے بھی جنگ کی تیاری فرمائی تو یہ لوگ قلعہ بند ہو گئے۔ ۱۵ دن تک محاصرہ رہا۔ آخر مجبور ہو کر اس امر پہ آمادہ ہو گئے کہ حضور جو فیصلہ فرمائیں گے اس پر رضامند ہو جائیں گے۔ چنانچہ آپ نے ان کو جلاوطن کر دیا۔

**غزوہ بنی مصطلق۔** بنو المصطلق کا سردار حارث ابن ابی ضرار ایک لشکر جرار لے کر مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاریوں میں مصروف تھا۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ نے صحابہؓ کو تیاری کا حکم دیا۔ ۲ شعبان ۵ھ کو مدینہ سے فوجیں روانہ ہوئیں۔ مریسیع میں جہاں بنو مصطلق آباد تھے اسلامی فوجوں کی آمد کی خبر پہنچی تو حارث کی جمعیت منتشر ہو گئی۔ لیکن اس مقام میں جو لوگ آباد تھے انھوں نے صف آرائی کی۔ مسلمانوں نے دفعتہً ایک ساتھ حملہ کیا تو ان کے پاؤں اکھڑ گئے۔ ۱۰ آدمی مارے گئے اور ۶۰۰ گرفتار ہوئے۔ غنیمت میں دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں۔ قبیلہ کے سردار حارث ابن ابی ضرار کی بیٹی برہ بھی اسیر ہوئی۔ وہ مسلمان ہو گئیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آگئیں۔ آپؐ نے ان کا نام جویرہ رکھا۔ رضی اللہ عنہا۔

**غزوہ بنی نضیر۔** بنو نضیر یہودیوں کا ایک قبیلہ مدینہ منورہ سے چند میل کے فاصلہ پر آباد تھا۔ یہ لوگ بار بار مسلمانوں سے عہد باندھتے اور پھر توڑ دیتے۔ حتیٰ کہ ایک موقع پر حضورؐ کے قتل کی سازش بھی کی لیکن بروقت مطلع ہو جانے پر آپؐ صاف بچ گئے۔ بنو نضیر کی وعدہ خلافیوں اور سازشوں سے تنگ آکر آپ نے ان کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا جو پندرہ دن تک جاری رہا۔ بالآخر بنو نضیر نے صلح کے لیے التجا کی اور قرار یہ پایا کہ وہ مدینہ خالی کر دیں اور جو مال اسباب اُٹھا کر لے جا سکتے ہوں، لے جائیں۔ چنانچہ بنو نضیر یہاں سے اُٹھ کر خیبر میں جا بسے۔

**غزوۂ تبوک۔** یہ مشہور غزوہ ۹ھ ۶۳۵ء میں ہوا۔ بنو غسان اور بنو لخم نے ہرقل کی امداد سے مسلمانوں کے خلاف لڑنے کے لیے دمشق میں لشکر جمع کیا۔ اس کی خبر جب آنحضرتؐ کو ہوئی تو آپ نے بھی جوابی حملہ کا قصد فرمایا۔ اس موقع پر عرب میں قحط پڑ رہا تھا۔ گرمی کا موسم تھا جس کی وجہ سے لڑنے کو منافقین نے ساتھ دینے سے

انکار کردیا۔ لیکن مسلمانوں نے کمال ایثار اور وفاداری کا ثبوت دے کر ان کے پاس جو کچھ تھا سب حضورؐ کی خدمت میں پیش کردیا۔ تاکہ جنگ کا انتظام کیا جائے چنانچہ آپ ۳۰ ہزار فوج کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ مدینہ اور دمشق کے درمیان تبوک ایک بستی ہے جہاں آپ نے دس روز قیام فرمایا۔ عیسائیوں کے سردار یوحنا نے جزیہ دینا قبول کر لیا اور دومۃ الجندل کے سردار اکیدر کو خالدؓ بن الولید نے شکست دے دی۔ ہرقل کی فوج پہنچنے بھی نہیں پائی تھی کہ دشمن نے ہتھیار ڈال دیے اور اس کے بعد معلوم ہوا کہ ان کا ارادہ حملہ کرنے کا نہیں ہے چنانچہ آپ واپس تشریف لے آئے۔

**غزوۂ حنین۔** بنو ہوازن اعرب کی ایک متموّل اور جنگ جو قوم اور بنو ثقیف نے بڑے غرور میں آکر کہا کہ حضورؐ نے اگر مکّہ کے لوگوں پر فتح حاصل کرلی ہے تو کونسی بڑی بات کی ہے۔ اب ہم ان سے جنگ کرکے دکھلائیں گے۔ چنانچہ مکّہ اور طائف کے مابین حنین کے مقام پر بنو ہوازن اور بنو ثقیف نے بعض اور قبائل کو اپنے ساتھ ملا کر مسلمانوں کے ساتھ جنگ کی۔ مگر شکست فاش کھائی۔ یہ واقعہ ۸ھ کا ہے۔

**غزوۂ خندق۔** یہودیوں کے قبیلہ بنو نضیر نے جنھیں حضورؐ نے مدینہ سے وطن بدر کردیا تھا مشرکین مکّہ کو اپنے ساتھ ملا کر مدینہ پر چڑھائی کی حضورؐ کے حکم سے مدینہ کے مشرق کی جانب جہاں استحکام کی زیادہ ضرورت تھی۔ خندق کھودی گئی۔ خندق کی کھدائی میں جلیل القدر صحابہ کے ساتھ حضورؐ نے خود بھی مدد دی۔ اس خندق کی وجہ سے کفّار کا حملہ پے در پے ناکام رہا۔ بالآخر قدرت خدا سے آندھی کا سخت طوفان آیا اور شدّت کی بارش ہوئی جس میں قریش اور ان کے ساتھیوں کا سخت نقصان ہوا اور ان کا بہت سا سر و سامان پانی میں بہہ گیا۔ چنانچہ کفّار کو بڑی ناکامی اور بے سر و سامانی کی حالت میں محاصرہ اُٹھانا پڑا۔ خندق کی نسبت سے اس غزوہ کا نام بھی غزوہ خندق ہے۔

**غزوۂ خیبر۔** مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان ایک مشہور معرکہ۔ خیبر مدینہ سے شمال کو آٹھ منزل کے



فاصلے پر ایک سرسبز وادی تھی۔ اس جگہ کے یہودی ہر طرح سے مسلمانوں کو ستاتے تھے اور انھیں کمزور کرنے کے منصوبے کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ غزوۂ خندق کا بھی حقیقی سبب یہی لوگ تھے۔ ۷ھ میں ان لوگوں نے پھر بنو غطفان اور بنو اسد کے قبیلوں کو اپنے ساتھ گانٹھ کر مسلمانوں پر چڑھائی کرنے کی سازش کی۔ حضورؐ اس کی اطلاع پاکر پیشتر سے چودہ سو ساتھیوں سمیت مقابلہ کے لیے نکلے اور چند روز تک محاصرہ جاری رکھنے کے بعد ایک قلعہ کے سوا باقی تمام قلعے فتح کر لیے۔ قلعہ (قلعہ قموص) یہودیوں کا بڑا مستحکم مرکز تھا اور مسلسل کوششوں کے باوجود سر نہ ہوا۔ بالآخر حضورؐ نے اسلامی جھنڈا حضرت علیؓ کے سپرد کیا۔ اپنی زرہ انھیں پہنائی اور اپنی تلوار "ذوالفقار" تمام ان کی کمر سے باندھی۔ حضرت علیؓ نے ایک دستہ فوج اپنے ہمراہ لے کر قلعہ پر دھاوا بول دیا اور خود تا بہ دلیری سے قلعہ کے اندر داخل ہو گئے اور قلعہ فتح ہو گیا۔ اہل خیبر نے مجبور ہو کر ہتھیار ڈال دیئے اور چند شرائط پر ان کی جان بخشی کر دی گئی۔ یہودیوں کے سردار کنانہ نے ان شرائط کی خلاف ورزی کی۔ جس کی پاداش میں وہ قتل ہوا اور اس کے عیال کو قید کر لیا گیا۔ قیدیوں میں اس کی بیوی صفیہ بھی تھیں جو نورِ اسلام سے بہرہ اندوز ہوئیں۔ حضرت ہارونؑ کی اولاد سے تھیں اور معزز خاتون تھیں۔ حضورؐ نے انھیں آزاد کرکے اپنی زوجیت کا فخر بخشا۔

**غزوۂ سویق۔** یہ غزوہ ذی الحجہ ۲ھ میں وقوع پذیر ہوا۔ ابوسفیان نے جو اب قریش کا رئیس تھا منت مانی کہ جب تک وہ مقتولین بدر کا انتقام نہ لے نہ تو غسل جنابت کرے گا اور نہ سر میں تیل ڈالے گا۔ چنانچہ وہ دو سو شتر سواروں کے ساتھ مدینہ کی طرف بڑھا۔ یہود کی نسبت اس کو معلوم تھا کہ وہ مسلمانوں کے مقابلہ میں مدد دیں گے لیکن انھوں نے انکار کردیا۔ ابوسفیان عریض پر حملہ آور ہوا جو مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے اور ایک انصاری کو جس کا نام ابن عمروؓ تھا شہید کردیا اور چند مکانات اور گھاس کے انبار جلا دیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ نے تعاقب کیا ابوسفیان کے پاس رسد کا سامان صرف جَو کے ستو تھے۔ چنانچہ وہ بحالت فرار راستہ میں ستو کے بورے پھینکتا گیا

جو مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ عربی میں ستو کو "سویق" کہتے ہیں۔ اس لیے یہ واقعہ غزوۂ سویق کے نام سے مشہور ہے۔

**غزوۂ فتح۔** جنگ حدیبیہ کی صلح کو "غزوہ فتح" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جس کو غلبہ اسلام کے نام سے قرآن پاک میں ذکر کیا گیا ہے۔ ہجرت کے چھٹے سال حضورؐ عمرہ کرنے مکہ چلے مگر مشرکین نے حدیبیہ کے مقام پر آپ کو روک دیا۔ اس سے صحابہؓ کی ایک جماعت کو رنج ہوا مگر ارشادِ ایزدی میں اس صلح کو فتح و ظفر کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس کے صلے میں اللہ تعالیٰ نے فتوحات کے سلسلے حضورؐ پر اور حضورؐ کے صحابہؓ پر کھول دیئے یعنی تھوڑے دن گزرنے نہ پائے تھے کہ خیبر فتح ہوا جس سے مدینے کے مسلمانوں کا فقر و فاقہ ٹوٹ گیا۔ اس کے بعد مکہ فتح ہوا اور بہت سی فتوحات ہوئیں۔ اور اسلام کو استحکام حاصل ہوتا گیا۔

**غزوہ موتہ۔** غزوۂ موتہ حضورؐ کے زمانے میں ہوا۔ یہ مہم ۸ھ میں غزوہ تبوک سے ایک سال پیشتر ۸ھ مطابق ۶۲۹ء میں سر انجام پائی۔ موتہ بلقاء کی سرحد پر اور بحیرۂ مردار کے انتہائی جنوبی گوشہ کے مشرق میں واقع ہے۔ اس غزوہ میں زید بن حارثہ حضورؐ کے جنگی سربراہ تھے اور ان کے تحت تین ہزار مجاہد تھے۔ اس غزوہ کی وجہ یہ تھی کہ بصرہ کے غسانی حاکم کے پاس جو اسلامی سفیر بھیجا گیا اسے شہید کر دیا گیا۔ اس غزوہ میں زید بن حارثہ کام آئے اور مسلمانوں کو خالد بن ولید کی سرکردگی میں مدینہ واپس لوٹنا پڑا۔

**غسل۔** لفظی معنی تمام بدن کا دھونا۔ بعض خاص صورتوں کی حتمی نجاست کے ازالہ کو بھی غسل کہتے ہیں۔ شرعی غسل یعنی نہانے کا وہ طریقہ جو سنت کے موافق یا شرعی حکم کے مطابق ہو۔ شرع کا حکم ہے کہ بعض حالتوں میں آدمی کا جسم ایک حتمی نجاست کے ساتھ نجس ہو جاتا ہے اور بال بال کی جڑ میں پانی پہنچانا شرعاً فرض ہو جاتا ہے۔ مثلاً جنب کی حالت میں، یا حیض یا نفاس کا خون بند ہو جانے کے بعد۔

غسل کے نو مواقع ہیں۔ ان میں سے تین موقعوں پر غسل کرنا فرض ہے۔ جنابت، حیض کا خون آنا اور نفاس کا خون آنا۔ ایک موقع پر غسل واجب ہے اور وہ میت کا غسل ہے۔ چار مواقع پر غسل کرنا سنت ہے جمعہ کے روز، عید کے روز، عرفہ کے دن اور احرام باندھتے وقت۔ ایک موقع پر غسل مستحب ہے اور وہ کفر سے اسلام میں داخل ہوتے وقت ہے۔

شرعی غسل کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے تین بار ہاتھ دھوئے پھر استنجا کرے اور اس کے بعد بدن پر جہاں کہیں نجاست ہو دھوئے۔ پھر وضو کرے۔ پھر سر پر تین چلو پانی ڈال کر بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچائے۔ اس کے بعد جسم پر تین بار پانی بہائے اور پاؤں اگر وضو میں نہیں دھوئے گئے تو آخر میں دھوئے۔ شرعی غسل میں بدن کو ملنا شرط نہیں ہے۔ مگر ایک بال کے برابر بھی جگہ خشک رہ گئی ہو تو غسل نہ ہوگا۔

**غسل آفتابی** Sun Bath دھوپ کے غسل کرنے کا رواج بالخصوص سرد ملکوں میں ان دنوں عام ہو چکا ہے۔ اگرچہ یہ مفید اور صحت بخش ہے۔ لیکن اس کا رجحان ضرورت سے زیادہ ہو رہا ہے۔ بدن کو فی الفور تیز دھوپ میں برہنہ نہیں کرنا چاہیے۔ اس سے جلدی بیماریاں پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ دھوپ کے غسل کی رفتار تدریجی ہونی چاہیے۔ یورپ کے ملکوں کے باشندے تعطیل کے دن ساحل سمندر پر چلے جاتے ہیں اور تقریباً شمسی غسل کرتے ہیں۔ گرم ملکوں میں ایسے غسلوں کی بہت کم ضرورت پڑتی ہے۔ البتہ موسم سرد ہو تو پھر اس کی ضرورت ہوتی ہے۔

**غشی اور اس کا علاج۔** اگر آپ اکیلے ہیں اور آپ کو غشی کے دورے کا خدشہ ہے تو فرش پر بیٹھ کر اپنا سر اپنے گھٹنوں میں رکھ لیں یا اتنا نیچا کر لیں جتنا ممکن ہو۔ کرسی پر نہ بیٹھیں۔ کیونکہ گرنے کی صورت میں چوٹ

گنے کا خطرہ ہے۔ وقت ملے تو کالر اور ٹائی ڈھیلی کرلیں اور دورہ پڑنے کا شبہ ہو تو ایک گلاس پانی اور برانڈی فوری ضرورت کے لیے تیار رکھیں۔ اس کے علاوہ سونگھنے والے نمک بھی تیار رہنے چاہئیں۔ قوتِ ارادی کی بدولت بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ اگر آپ ارادہ کر لیں کہ ہرگز بیہوش نہیں ہوں گے اور اپنے دل سے کہہ دیں کہ بہر صورت آپ اس کے حملے سے بچیں گے تو اکثر اپنے آپ کو سنبھال لیں گے اور دورہ نہیں پڑے گا۔

اگر کسی کو غشی کا دورہ پڑ جائے تو اس کے گرد بھیڑ نہ لگنے دیں۔ گلے اور سینے کے گرد جو بھی لباس ہو اُتار دیں تاکہ مریض کو سانس لینے میں دُشواری پیش نہ آئے پھر مریض کو پکڑ کر بٹھا دیں اور اس کا سر آگے کو اور نیچے کی طرف جھکائیں تاکہ خون سر کی طرف عود کرے۔ پھر تولیے یا اخبار کے ذریعے مریض کے چہرے کے سامنے پنکھا کریں پیشانی پر ٹھنڈا پانی چھڑکیں اور جب دورہ دُور ہونے لگے تو مریض کو ٹھنڈا پانی پلائیں۔ سونگھنے والے نمک مفید ہوتے ہیں لیکن ان کو مریض کے نتھنوں سے ذرا فاصلے پر رکھنا چاہیے۔ مریض کو افاقہ ہو جائے تو اسے بٹھا دیں۔ چلنے پھرنے سے پھر دوبارہ حملہ ہو سکتا ہے۔

## غضنفر علی خاں، راجہ۔ پاکستانی سیاستدان۔

۱۸۹۵ء میں پیدا ہوئے۔ پنجاب یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی۔

متحدہ ہندوستان کی مرکزی قانون ساز کونسل میں قائدِاعظم کے احکام کے تحت انڈیپنڈنٹ پارٹی میں شامل تھے۔ ۱۹۱۸ء میں ریاست الور میں وزیر مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۳ء میں کونسل آف سٹیٹ کے رکن منتخب ہوئے۔ کئی سال تک پنجاب قانون ساز اسمبلی کے ممبر رہے۔ متحدہ ہندوستان کی عبوری حکومت میں وزیر صحت تھے۔ حکومت پاکستان میں پہلے وزیر خوراک اور پھر وزیر مہاجرین مقرر کیے گئے۔ ۱۹۴۸ء میں ایران میں سفیر بنا کر بھیجے گئے۔ ایران سے ترکی گئے۔ پھر بھارت میں پاکستان کے ہائی کمشنر بنے۔ آج کل آزاد زندگی بسر کر رہے ہیں۔ مسلم لیگ کے قدیم کارکن ہیں اور وقت کا بیشتر حصہ اس تنظیم کی خدمت اور تمدنی کاموں میں صرف کیا ہے۔

## غلام احمد قادیانی، مرزا۔ جماعت احمدیہ

کے بانی مرزا غلام احمد۔ ۱۸۳۰ء میں قادیان ضلع گورداسپور (مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے دفتر میں ملازم ہو گئے لیکن چند سال ملازمت کرنے کے بعد مستعفی ہو گئے۔ سیالکوٹ کے دوران قیام میں ہی مذہبی امور میں ان کی دلچسپی بڑھی اور عیسائی مشنریوں اور آریہ سماجیوں کے ساتھ مباحثے اور مناظرے کرنے لگے۔ پھر ۱۸۹۱ء میں آپ نے مہدی اور مسیح موعود ہونے کا دعوٰے کر دیا۔ حضرت مسیحؑ کے متعلق احمدیہ جماعت کا عقیدہ ہے کہ نہ انھیں آسمان پر اُٹھایا گیا اور نہ وہ مصلوب ہوئے بلکہ وہ کشمیر میں آکر اپنی طبعی موت مرے۔

۱۸۹۲ء میں مرزا صاحب نے قادیان سے ریویو آف ریلیجنز Review of Religions جاری کیا اور اسے اپنے خیالات کی اشاعت کا ذریعہ بنایا۔ اب ان کا بیشتر وقت مباحثوں، مباہلوں، پیشگوئیوں اور تصنیف کتب میں گزرنے لگا۔ مرزا صاحب نے بے شمار کتابیں لکھیں اور پھر نبی ہونے کا دعوٰی کر دیا اور اعلان کیا کہ نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوا۔ ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں ہیضہ سے مرزا صاحب کا انتقال ہوا۔ لاش قادیان (بھارت) لے جا کر دفن کی گئی۔

مرزا صاحب آنجہانی نے نہ صرف مسیح موعود، مہدی اور نبی ہونے کا دعوٰے کیا بلکہ کہا کہ کرشن اور گورو گوبند سنگھ بھی میں ہی ہوں۔ ان کے ان دعاوی سے مسلمانوں میں بڑی بے چینی پھیل گئی۔ مسلمان احمدیوں کو اور احمدی مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ مرزا صاحب نے تمام زندگی تنسیخ جہاد اور انگریزوں کی وفاداری و اطاعت کی تلقین کی۔ (نیز دیکھو احمدیت)

## غلام السیدین، خواجہ۔ خواجہ غلام السیدین

جنھیں کے جی سیدین کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے ان دنوں انڈیا میں محکمہ تعلیم کے ناظم ہیں۔ مولانا ابوالکلام

آزاد مرحوم کی وزارتِ تعلیم کے زمانہ میں بھی اسی شعبۂ تعلیم سے منسلک رہے۔ تقسیم سے پیشتر ریاست جموں و کشمیر میں ڈائرکٹر تعلیمات تھے۔ فنِ تعلیم پر کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ بنیادی تعلیم پر بھی کئی رسائل اور کتابیں لکھ چکے ہیں۔ علاوہ ازیں "رموزِ تہذیب" نام ایک رسالہ بھی ان کی تصنیف ہے۔

**غلاماں، خاندان** (دیکھو خاندانِ غلاماں)

**غلام جیلانی برق، ڈاکٹر۔** ڈاکٹر غلام جیلانی برق سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ محکمہ تعلیم پنجاب سے منسلک رہے ہیں اور اب ریٹائر ہو کر ایک تصنیفی ادارہ سے منسلک ہیں۔ "دو قرآن"، "دو اسلام" اور اس نوع کی کئی کتابیں ان کی علمی کاوش اور اسلامی ذوق کی شاہد ہیں۔

**غُلام علی، شاہ** (دیکھو شاہ غلام علی)

**غُلام عباس، چودھری۔** تحریک آزادی کشمیر کے رہنما۔ ۱۹۰۴ء میں جموں میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۰ء میں پنجاب یونیورسٹی سے قانون کی ڈگری حاصل کی۔ سیاسی زندگی کا آغاز طالب علمی ہی میں ہوا اور آپ نے کئی بار قید و بند کی سختیاں برداشت کیں۔ ۱۹۳۲ء میں آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کے قیام کے بعد چودھری صاحب پہلے اس کے جنرل سیکرٹری اور اگلے سال صدر منتخب ہوئے لیکن ۱۹۳۸ء میں ریاستی حکومت نے انھیں قید کر دیا۔ ۱۹۴۶ء میں آپ نے آزاد کشمیر کی تحریک شروع کی۔ جس کی پاداش میں آپ دو برس جیل میں رہے۔ قید سے رہائی کے بعد آپ کو تحریکِ آزادی کا سربراہ اور آزاد کشمیر کا نگران منتخب کیا گیا۔ ۵۲-۱۹۵۱ء میں آپ سیاست سے کنارہ کش ہو گئے تھے۔ مگر ۱۹۵۳ء میں پھر حصہ لینا شروع کر دیا۔



**غلام غوث، سجادہ نشین۔** خواجہ غلام غوث درگاہ شیدانی شریف، ریاست بہاولپور کے سجادہ نشین ہیں۔ پیدائش ۱۹۱۲ء کی ہے۔ حدیث اور فقہ میں علم و فضل کے مالک ہیں اور کئی دنیوی علوم سے بھی کافی واقفیت رکھتے ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کے عقیدت مند ریاست بہاولپور، مظفر گڑھ، کوئٹہ، سندھ اور ریاست قلات میں موجود ہیں۔ فلاح و بہبود عامہ کے کاموں میں بہت دلچسپی لیتے ہیں۔

**غلام غوث، بے خبر خواجہ۔** غلام غوث نام، بے خبر تخلص اور امتیازی نام۔ خواجہ خاندانی لقب۔ غالب مرحوم کے معاصر اور دوستوں میں سے تھے۔ غالب کے بہت سے خطوط اور مکاتیب خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام بھی ہیں۔

**غلام قادر گرامی** (دیکھو گرامی، غلام قادر)

**غلام گردش** کسی مکان کے صدر دروازے پر پردہ جس کی آڑ میں نوکر چاکر کھڑے ہوتے ہیں۔ وجہ تسمیہ ظاہر ہے۔ ہندی میں اس کا بگاڑ گھونگس ہے۔ لیکن یہ لفظ کسی قلعے کے دروازے پر محفوظ گزر گاہ یا ڈیوڑھی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جس کے اوپر مورچے اور سوراخ بنے ہوتے ہیں اور جس کے پیچھے پہرہ دار بیٹھتے ہیں۔

پاک و ہند میں گھونگس کی سب سے عمدہ مثال وہ پردہ ہے جو اورنگ زیب عالمگیر نے دہلی کے لال قلعہ کے لاہوری یعنی صدر دروازہ کے گرد بنوایا تھا۔ اس وقت بانیٔ قلعہ شاہجہان آگرہ کے قلعہ میں نظر بندی کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ جب اس نے اس ڈیوڑھی کی خبر کا حال سنا تو اورنگ زیب کو خط لکھا کہ "تم نے دلہن کو برقعہ اڑھا دیا ہے"۔ جس میں شاید یہ رمز پوشیدہ ہو کہ اورنگ زیب متشرع مسلمان تھا۔ لیکن اس کے سیدھے سادے معانی بھی ظاہر ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اس سے دہلی کے صدر دروازے کی شان جاتی رہی ہے۔ انگریز سیاحوں نے اس گھونگس کا نام باربی کن Barbikan لکھا ہے۔ شاہی زمانے میں یہاں ہر وقت مسلح گارد تعینات رہتی تھی۔ اس قسم کی ڈیوڑھیاں

بڑے بڑے شہروں کی شہر پناہ کے دروازوں پر بھی دیکھی گئی ہیں۔ جن پر کسی زمانے میں مسلح پہرہ دار بیٹھا کرتے تھے۔ لیکن اب یہ منہدم ہوتی جا رہی ہیں۔ پرانے شہروں کے دروازوں پر جو پولیس چوکیاں نظر آتی ہیں۔ یہ انہیں قدیم پہرے داروں کی جانشین ہیں۔ لاہور، ملتان اور گجرات وغیرہ میں یہ نشانیاں اب تک باقی ہیں۔

**غلام محمد، گورنر جنرل۔** غلام محمد ملک مرحوم سابق گورنر جنرل پاکستان۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ انڈین آڈٹ سروس کے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی اور اس ملازمت میں آنے والے پہلے مسلمان تھے۔ ریاست بھوپال میں ۱۹۳۲ء تا ۱۹۳۴ء ملازم رہے۔ پھر حکومت ہند کے محکمہ رسل و رسائل کے مالی مشیر مقرر ہوئے۔ دوران جنگ میں محکمہ سپلائی کے ایڈیشنل سیکرٹری رہے۔ ۱۹۴۲ء میں حیدر آباد دکن میں فنانس منسٹر مقرر ہوتے۔ جون ۱۹۴۶ء میں سر کا خطاب ملا۔ پھر ٹاٹا کے ڈائرکٹر مقرر ہوئے۔ مسلم لیگ کے فیصلہ کے تحت سر اور سی۔ آئی۔ ای کا خطاب واپس کر دیا۔ قیام پاکستان کے بعد آپ مرکزی کابینہ میں وزیر مالیات کی حیثیت سے شامل ہوئے۔ آپ پاکستان میں سٹیٹ بنک، زراعتی مالی کارپوریشن، صنعتی ترقیاتی کارپوریشن وغیرہ کے بانی مبانی تھے۔

اکتوبر ۱۹۵۱ء میں لیاقت علی خاں کے قتل کے بعد خواجہ ناظم الدین کی جگہ گورنر جنرل کے عہدے پر فائز ہوئے۔ آپ کا دور حکومت بہت پر آشوب تھا۔ ۱۹۵۵ء میں بوجہ علالت مستعفی ہو گئے اور تقریباً دو سال بعد وفات پائی۔

**غلام نجف خاں حکیم۔** غالب کے زمانے کے ادیب اور بلند پایہ نثر نگار، فلسفی اور نقاد تھے۔ غالب نے اپنے بعض مراسلات میں حکیم غلام نجف خاں سے بھی خطاب کیا ہے۔

**غلامی** Slavery غلامی بطور ایک رسم زمانہ قدیم سے چلی آتی تھی۔ اسلامی ممالک میں امراء و روساء کے پاس حبشی یا دوسرے غلام ہوا کرتے تھے۔ لیکن ان کے ساتھ مناسب سلوک کیا جاتا تھا اور یہ لوگ اکثر اوقات آزادی پر غلامی کو ترجیح دیتے تھے۔

امریکہ کے دریافت ہو جانے کے بعد غلاموں کی مانگ بڑھ گئی۔ امریکہ کے قدرتی وسائل سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کے لیے قلیوں کی ضرورت تھی۔ چنانچہ متعدد یورپین اقوام نے افریقہ سے کثیر تعداد میں حبشی غلاموں کو امریکہ لانا شروع کر دیا۔ انگریزوں میں سب سے پہلا شخص سر جان ہاکنس Sir John Hawkins تھا۔ جس نے غلاموں کی تجارت میں حصہ لیا اور ہسپانوی نو آبادیات کے لیے افریقہ کے باشندوں کو بحیثیت غلام مہیا کرنے کا ٹھیکہ لیا۔ بعد ازاں ۱۶۲۰ء میں ایک ولندیزی جہاز ساحل گنی Guinea سے حبشیوں کو بھر کر ورجینیا لے گیا۔ جہاں انھیں تمباکو کی کاشت کرنے والے یورپین لوگوں کے ہاتھ فروخت کر دیا گیا۔ ۱۷۹۰ء تک غلاموں کی تجارت ترقی کرتی رہی۔ اور ورجینیا میں تقریباً دو لاکھ حبشی غلام پہنچا دیئے گئے۔ اس تصویر کا بھیانک رخ یہ تھا کہ حبشیوں کے سرداروں کو یورپ کی بنی ہوئی مصنوعات کا لالچ دے کر حبشیوں کو کمال سنگدلی اور بے رحمی سے بھیڑ بکریوں کی طرح اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور کیا جاتا تھا۔ سردار اپنے آدمیوں کو پکڑ کر یورپین تاجروں کے ہاتھ فروخت کر دیتے تھے۔

رفتہ رفتہ یورپین اقوام کا اہل دل طبقہ غلامی کا مخالف ہو گیا اور اس کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ ایک انجمن نے جو کویکرز Quakers کہلاتی ہے، غلامی کے خلاف باقاعدہ تحریک شروع کر دی۔ کیمبرج یونیورسٹی کے وائس چانسلر نے غلامی کے موضوع پر بہترین مضمون لکھنے والے کے لئے انعام کا اعلان کرتے ہوئے اس سلسلہ میں پہلا مستند اقدام کیا۔ یہ انعام ٹامس کلارکسن Thomas Clarkson نے حاصل کیا۔ اس کے مضمون کا عنوان "ایسے آن دی

سلیوری اینڈ کامرس آف دی ہیومن سپیشیز Essay on the Slavery and Commerce of the Human Specie تھا۔ اس مضمون کی اشاعت کے سلسلہ میں کلارکسن کی ملاقات ولیم ولبر فورس William Wilberforce سے ہوئی۔ چنانچہ ۱۷۸۷ء میں ایک انجمن قائم کر دی گئی جس کا واحد مقصد غلامی کو ختم کرنا تھا۔ ۱۸۳۳ء میں ایکٹ آف ایمینسی پیشن Act of Emancipatior کی رُو سے انگلستان نے غلامی کو ختم کر دیا۔ برطانیہ کی دیکھا دیکھی دُوسرے یورپین ممالک نے بھی غلامی کے خلاف اقدامات کئے اور امریکہ میں بھی کچھ ریاستوں نے غلامی کی مخالفت شروع کر دی۔ لیکن جنوبی امریکہ کی ریاستیں اور کیوبا و برازیل غلامی کے حق میں تھے۔ امریکہ کے اکابر جن میں سیاسی رہنما بھی شامل تھے، شدت سے غلامی کے مخالف ہو گئے لیکن ہیریٹ بیچر اسٹوو کی کتاب "انکل ٹومز کیبن" کے طبع ہونے سے پہلے امریکہ کی شمالی ریاستوں نے غلامی کی بیخ کنی کرنے کا بیڑا نہیں اٹھایا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اب ملک میں خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ ایک طرف شمالی ریاستیں اور دوسری جانب جنوبی ریاستیں صف آرا ہو گئیں۔ یہ لڑائیاں چار سال تک ہوتی رہیں۔ بالآخر ۱۸۶۵ء میں غلامی کا خاتمہ ہو گیا۔ لیکن برازیل نے ۱۸۸۸ء تک غلامی کو جاری رکھا اور نیپال نے ۱۹۲۶ء میں غلامی کو ختم کیا۔

دُنیا کے اکثر ممالک میں غلامی کی رسم بہت پُرانی تھی۔ جب ایک قوم دوسری قوم پر غلبہ پاتی تو نہ صرف اس کے ملک، زمین اور اموال پر قبضہ کرتی بلکہ اس کے مردوں، عورتوں اور بچوں کو بھی پکڑ کر غلام بنا لیتی تھی۔ اس سے بھی زیادہ بُرا فعل یہ ہے کہ ان انسانوں کو سامان یا مویشیوں کی طرح دوسروں کے ہاتھ فروخت بھی کیا جاتا تھا۔ عرب میں بھی یہی طریقہ رائج تھا۔ اسلام نے غربت کی وجہ سے اس رسم کو بالکل منسوخ تو نہیں کیا لیکن ایسی صورتیں ضرور پیدا کر دیں کہ ایک طرف تو غلاموں کے ساتھ مساوات کا برتاؤ ہو سکے اور دوسری جانب رفتہ رفتہ غلام آزاد ہو جائیں۔ چنانچہ اسلام نے کفارہ کے واسطے غلام کا آزاد کرنا سب سے بڑا ثواب رکھا اور اس ترکیب سے آسان سزا بنا دیا جس کو ہر صاحب حیثیت شخص بآسانی قبول کر لے۔ اس طرح سینکڑوں غلام آزاد ہو گئے۔ عورتوں کے واسطے حکم ہوا کہ ان کی شادیاں کر دی جائیں تاکہ وہ بھی زندگی کا لطف اٹھا سکیں۔ غلاموں کے ساتھ مساویانہ برتاؤ ہونے لگا اور رفتہ رفتہ یہ رسم اپنی مذموم صورت میں ختم ہو گئی۔

**غلمان**۔ غلام کی جمع ہے جس کے معنی لڑکے کے ہیں۔ قرآن پاک میں جنت کی نعمتوں کے سلسلے میں حوروں کے ساتھ غلمان کا بھی ذکر ہے۔ دو ایک جگہ ان کو ولدان بھی کہا گیا ہے نیز ان کو دُرِ مکنون سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان کی عمروں میں اضافہ نہیں ہوگا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ بچے اہل جنت کے وہ فرزند ہوں گے جو صغر سنی میں داغ مفارقت دے گئے تھے اور جن کی موت پر انھوں نے صبر سے کام لیا تھا لیکن دوسرے کئی مفسرین کہتے ہیں کہ جس طرح جنت کی اور نعمتیں ہیں اسی طرح اہل جنت کی خدمت اور دلجوئی کے واسطے یہ لڑکے ہوں گے۔ جو معصوم بھی ہوں گے اور دیکھنے میں بھی خوبصورت ہوں گے۔ ان کے لباس کے متعلق جو روایات ہیں وہ سب ظنی ہیں اور ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ اس کا ذکر نہ قرآن پاک میں ہے اور نہ حدیث شریف میں۔

**غلیل**۔ ایک دوشاخی لکڑی جس کے دونوں سروں پر ربڑ کے تسمے باندھے جاتے ہیں اور ان میں کنکر یا پتھر وغیرہ رکھ کر دور تک پھینکا جا سکتا ہے۔ اس کا عمل بہت آسان ہے اور ہندو پاکستان میں عرصہ سے اس کا رواج چلا آتا ہے۔ گلیوں میں چھوٹے بچے اسے عام استعمال کرتے ہیں۔

نرم غلیلے عموماً چاک کی مٹی سے بنائے جاتے ہیں اور سخت کی ترکیب یہ ہے کہ لوہاروں کی دکانوں سے لوہے کا میل لے کر باریک کر کے کپڑے میں چھان لیں اور دیتے کمہار کی مٹی اور ایک

حصّہ لوہے کا میدہ اور تھوڑی سی روئی ملا کر ببول کے پانی میں، تین دن صبح سے شام تک پڑا رہنے دیں۔ پھر ہتھوڑے سے کوٹ کر غلّے بنا کر دھوپ میں خشک کر لیں۔ یہ غلّہ اتنا سخت اور خطرناک بن جاتا ہے کہ جسم کے جس حصّہ پر لگے اُسے بُری طرح مجروح کر دیتا ہے۔

**غُنچہ**۔ پھول کی کلی۔ کسی شاعر کا کہنا ہے کہ؎

پھول تو دو دن بہارِ جاں فزا دِکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کِھلے مُرجھا گئے

مرگِ جواناں پر اس قسم کا اظہارِ جذبات ہوتا ہے۔

غُنچے کی بندش علم و ادب میں تمثیل کا کام دیتی ہے۔ بعض متوسط طبقے کے شعراء نے "غنچہ" تخلص بھی کیا ہے۔

میر وزیر علی صبا لکھنوی شاعر کے ایک ضخیم دیوان کا نام "غنچۂ آرزو" ہے جو ۱۲۷۱ھ میں طبع ہوا تھا۔

نیز غنچہ نام مرزا سودا کے خادم اور قلمبردار بھی تھے۔ چنانچہ سودا بروایت مصنف "آبحیات" (شمس العلما مولانا محمد حسین آزاد مرحوم) فرمایا کرتے کہ "غنچہ لاؤ، تو میرا قلمدان . . . . ."

**غنیمت**۔ اہل اسلام کے نزدیک وہ مال و دولت جو مسلمانوں کو کفار سے لڑائی میں حاصل ہو۔ اس میں گھوڑے اور ہتھیار بھی شامل ہیں۔ اس میں سے پانچواں حصّہ یا خمس تو سلطنت کا حصّہ ہوتا ہے اور قرآن پاک کے احکام کی رو سے اس میں پیغمبر، اہل بیت، یتیموں، محتاجوں اور ابن السبیل کا حق ہوتا ہے۔ باقی ⅘ ان سپاہیوں کو تقسیم کر دیا جاتا ہے جو اس جنگ میں شریک ہوں۔ خواہ انھوں نے لڑائی میں حصّہ لیا ہو یا نہیں۔ سواروں کو پیادہ سپاہیوں سے دوگنا حصّہ ملتا ہے۔ آنحضرتؐ کے بعد خمس بیت المال میں جمع ہو جاتا تھا اور عامۃ المسلمین کے کام آتا تھا۔

ان کے علاوہ جو مرد، عورت یا بچے گرفتار ہوتے وہ بھی غنیمت کا حصّہ سمجھے جاتے تھے اور انھیں بھی اسی نسبت سے تقسیم کیا جاتا تھا۔ یا پھر مسلمان قیدیوں سے ان کا تبادلہ کر لیا جاتا تھا۔ مفتوحات میں جو ملک یا زمین مسلمانوں کے ہاتھ آتی ہے شرعاً اس کا شمار مالِ غنیمت میں نہیں ہوتا۔

**غور (لکھنوتی)** بنگال قدیم کا دارالحکومت جس کے کھنڈرات دریائے گنگا اور دریائے مہاندی کے درمیان انگریزی بازار کے ۸ میل جنوب میں ابھی تک دیکھنے میں آتے ہیں۔ اس شہر کا سنگِ بنیاد غالباً گیارھویں صدی عیسوی میں رکھا گیا۔ ۱۵۷۵ء میں جب مغلوں نے بنگال کو فتح کیا اور بنگال کا دارالحکومت یہاں سے تبدیل کیا تو اس شہر کو زوال آ گیا۔ بعدازاں وباؤں اور دریائے گنگا کی طغیانیوں نے اسے اور بھی برباد اور خستہ حال کر دیا۔

**غوری سلطنت**۔ غزنویوں کے زوال پر بارھویں صدی عیسوی کے وسط میں غوری سلطنت کی بنیاد پڑی۔ غوری سلطنت کا پہلا قابل ذکر حکمران علاؤالدین ہے جس نے ۱۱۶۰ء میں وفات پائی۔ غیاث الدین اس کے بھتیجے نے غزنی پر قبضہ کر کے اسے اپنے بھائی معزالدین کے سپرد کیا، جو تاریخ میں محمد غوری کے نام سے مشہور ہے۔ محمد غوری نے غوری سلطنت کو بڑی وسعت دی اور ۱۱۸۶ء میں پنجاب پر قبضہ کر لیا۔ ۱۱۹۲ء میں ترائن کے میدان میں پرتھوی راج کو شکست ہوئی اور دہلی اور اجمیر غوری سلطنت میں شامل کر لیے گئے۔ دو برس بعد قنوج کے راجہ جے چند نے شکست کھائی اور بنارس تک کا علاقہ غوری سلطنت میں شامل ہو گیا۔ بختیار خلجی نے بنارس سے آگے بڑھ کر بہار اور بنگال فتح کر لیے اور سارا شمالی ہندوستان غوری سلطنت کے تحت متحد ہو گیا۔ قطب الدین ایبک کو اس وسیع علاقے کا وائسرائے بنا دیا گیا۔ محمد غوری کی وفات (۱۲۰۶ء) کے بعد غوری خاندان کی حکومت بھی ختم ہو گئی۔

**غوطہ خوری** Diving پانی میں ڈبکی لگانے کا عمل۔ ساحل سمندر پر رہنے والے لوگ فن غوطہ خوری میں عام طور پر بڑے مشاق ہوتے ہیں۔ سمندر سے موتی نکالتے ہیں۔ غوطہ خوری کی مہارت بہت کام

دیتی ہے۔ لمبا سانس لینے والا شخص غوطہ خوری میں کامیاب رہتا ہے۔ جدید زمانے میں غوطہ خوری کے آلات نے اس فن میں بڑی آسانی پیدا کر دی ہے۔ ان آلات کی بدولت غوطہ خور کو مناسب مقدار میں آکسیجن ملتی رہتی ہے اور وہ جتنی دیر چاہے سطح آب کے نیچے رہ سکتا ہے۔

## غیر جانب داری Neutrality

دو ممالک کے درمیان جنگ میں کسی فریق کی بھی حمایت نہ کرنا غیر جانب داری ہے۔ بین الاقوامی قوانین کی رُو سے غیر جانب دار ملک کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی متحارب فریق کی فوجوں کو اپنے علاقے میں نہ آنے دے۔ اس کی بندرگاہوں میں نبرد آزما ممالک کے جنگی جہاز داخل ہو سکتے ہیں مگر ان جہازوں پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ بندرگاہ میں داخل ہونے پر جنگی قیدیوں کو آزاد کر دیں اور ۲۴ گھنٹے کے قیام کے بعد کھلے سمندر کی راہ لیں۔ اس قیام کے دوران وہ اپنے جہازوں کی مرمت کر سکتے ہیں اور اشیائے خوردنی اور ایندھن لاد سکتے ہیں۔ جنگی جہازوں کی مرمت اگر ۲۴ گھنٹے کے اندر پوری نہ ہو سکے تو غیر جانب دار بندرگاہ کی مالک طاقت بالعموم انھیں مزید قیام کی اجازت دے دیتی ہے۔ غیر جانب دار ممالک کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ متحارب فریقوں کے ساتھ ہر قسم کا رشتہ منقطع کر لیں۔ تاکہ لڑائی کے حلقۂ اثر سے باہر دکھائی دیں۔ وہ چاہیں تو غیر عسکری نوعیت کا سامان تجارت جنگ آزما ممالک کو روانہ کر سکتے ہیں۔ جنگی سامان بھیجنے کی اجازت نہیں مگر اس ضمن میں بھی غیر جانب دار علاقوں کے کارخانے اور تجارتی ادارے آزاد ہوتے ہیں۔ جو پابندی عائد ہوتی ہے وہ صرف ان کی حکومت پر ہوتی ہے۔ یعنی غیر جانب دار حکومت اس کی مجاز نہیں کہ بذاتِ خود کسی متحارب ملک کو سامانِ جنگ ارسال کرے۔ مگر اس کے تجارتی ادارے اس کے حقدار ہیں کہ وہ جس کے ہاتھ چاہیں اپنا مال فروخت کر دیں۔ اسی طرح غیر جانب دار ممالک کا پریس اور اس کے شہری متحارب فریقوں میں سے کسی ایک کی حمایت اور دوسرے پر نکتہ چینی کرنے کے حقدار ہوتے ہیں۔

پہلی جنگ عظیم میں بہت کم ممالک غیر جانبدار رہے مگر دوسری جنگ عظیم میں تو غیر جانب داری تقریباً کالعدم ہو گئی۔ کیونکہ چند ایک ممالک جنھوں نے لشکر کشی سے احتراز کیا اور کسی فریق کی حمایت سے دست کش رہے ان پر خود آن بنی اور فوجی منصوبہ بازوں نے ان پر ہوائی جہاز اُتار دیے اور بحری اور بری فوجیں داخل کر دیں۔ اسی لیے یہ کہا جاتا ہے کہ مستقبل کی لڑائیوں میں شاید کوئی ملک بھی غیر جانب دار نہ رہے۔ یہاں یہ ذکر کر دینا بھی ضروری ہے کہ روایات کے لحاظ سے سوئٹزر لینڈ غیر جانب دار ملک گنا جاتا ہے۔

## غیر معیّنہ عرصہ Sine die (Sie-nee Die-ee)

کسی قانون ساز ادارے یا کانفرنس وغیرہ کے اجلاس کا غیر معیّنہ عرصہ کے لیے التوا۔

لغوی طور پر اس کے لفظی معنی ہیں "بغیر کسی دن کے" اس قسم کے التوا آئے دن اسمبلی یا دوسرے اداروں میں ہوتے رہتے ہیں۔

## غیر ملکی Alien

وہ شخص جو اپنے ملک سے دوسرے ملک میں چلا جائے۔ پاکستانی آئین کے مطابق وہ شخص غیر ملکی کہلاتا ہے جو پاکستان کا باشندہ نہ ہو۔ دوسرے ممالک کے لوگ پاسپورٹ یا ویزا لے کر پاکستان میں آ سکتے ہیں اور آتے رہتے ہیں۔ لیکن جب تک کوئی غیر ملکی پاکستانی شہریت کی باقاعدہ سند نہ لے لے اسے یہاں مستقل طور پر حقوقِ شہریت نہیں مل سکتے۔

ہر غیر ملکی کو دوسرے ممالک میں قانونی مراعات حاصل ہوتے ہیں۔ مگر اسے حقِ رائے دہی حاصل نہیں ہوتا اور انتخابات میں اس کی کوئی آواز نہیں ہوتی۔

**غیر ملکی آدابِ محفل**۔ جب آپ کسی

غیر ملکی تار

دُوسرے ملک کی سیاحت کے لیئے جائیں تو آپ کو وہاں کے رسم ورواج کا مطالعہ کرنا چاہیئے اور جہاں تک ہو سکے۔ ان لوگوں میں گھل مل کر رہنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ یورپ کے اکثر ممالک غیر ملکیوں کی قومی خصوصیات کا لحاظ رکھتے ہیں۔ لیکن آپ کا بھی یہ کام ہے کہ آپ عملی طور پر اپنے میزبان کے آداب اور رسوم اختیار کریں۔ آپ کو یہ چیز پیشِ نظر رکھنی چاہیئے کہ آپ اس وقت غیر ملکی ہیں۔ بات بات پر اپنے ہاں کے رسم ورواج کا ان کے ہاں کے رسم ورواج سے موازنہ نہیں کرنا چاہیئے اور نہ اپنے ملکی رسم ورواج کو ترجیح دینا چاہیئے۔ مجلسی ادب کا تقاضا یہ ہے کہ آپ انھی کی زبان میں ان سے بات چیت کریں۔ یورپ کی اور کوئی زبان آپ نہ جانتے ہوں تو انگریزی کافی ہے۔

## غیر ملکی تار Cable—Grams

غیر ممالک کو بذریعہ تار پیغامات بھیجنے ہوں تو ڈاک خانہ یا تار گھر کے چھپے ہوئے فارموں پر مضمون لکھ دیا جاتا ہے۔ اپنا اور مکتوب الیہ کا پتہ فارم پر درج کرکے تار گھر یا ڈاک خانہ کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ محکمہ ڈاک، تار کا پیغام بھیجنے والے سے مقررہ شرح پر روپیہ وصول کرکے رسید لکھ دیتا ہے۔ اور اوّلین فرصت میں یہ پیغام غیر ملکی مکتوب الیہ کے نام ارسال کر دیتا ہے۔

---

# ف

**فاتحہ** ۔ عربی اسم صفت مونث؛ بمعنی شروع کرنے والی ۔ ابتدا کرنے والی ۔ افتتاح کرنے والی ۔ قرآن پاک کی سب سے پہلی سورۃ جو سورۃ "الحمد" بھی کہلاتی ہے۔ اس میں سات آیتیں ہیں اور بمقابلہ دوسری سورتوں کے یہ پوری سورۃ دعا کے طور پر ہے ۔ اور اس کے اختتام پر "آمین" کہا جاتا ہے ۔ قرآن پاک میں آگے چل کر اس سورۃ کا سبعًا من المثانی (یعنی سات آیتیں جو بار بار پڑھی جائیں) کے طور پر ذکر ہے اور اس کو بار بار پڑھنے کی تاکید کی گئی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ اس کو نماز کی ہر رکعت میں پڑھا جاتا ہے ۔ سورۃ فاتحہ کے برکات حدیثِ نبوی صلعم میں بکثرت مذکور ہیں ۔

عرف عام میں فاتحہ اُن سورتوں کے پڑھنے کو بھی کہا جاتا ہے جو کسی بزرگ یا مُردہ کی روح کو ایصال ثواب کے لئے پڑھی جائیں ۔ اس کے ساتھ ہی غریبوں کو کھانا بھی تقسیم کیا جاتا ہے ۔ ہندوستان اور پاکستان کے مسلمانوں میں دسویں، بیسویں، چالیسویں اور برسی کی فاتحہ کا عام رواج ہے ۔

**فاختہ** ۔ یہ پرندہ اس قدر آسانی سے سدھایا جا سکتا ہے کہ سدھانے کے بعد اس کو کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے ۔ فاختہ تنکوں کے پنجرے میں رہ سکتی ہے ۔ اور یہ بمقابلہ کبوتر اپنے ہم جنسوں کے جھرمٹ کو زیادہ پسند نہیں کرتی ۔ افزائش نسل کے لئے فاختہ کا ایک جوڑا بھی رکھا جا سکتا ہے ۔ بشرطیکہ ان کو پیٹ بھر کھانے کو غذا ملتی رہے اور یہ خوش رہیں ۔ فاختائیں کئی قسم کی ہوتی ہیں انہی میں سے ایک قسم جنگلی فاختہ ہے ۔ ان کی نسل بڑی سُرعت سے بڑھتی ہے ۔

**فادزہر** ( Antiseptics )

ایسی دوائیں جو موذی جراثیم کی قاتل ہیں ۔ بالخصوص عمل جراحی میں ان کا استعمال ہوتا ہے تاکہ موذی جراثیم زخم کو خراب نہ کر سکیں ۔ بہت دنوں تک صرف "کاربولک ایسڈ" اس کام کے لئے استعمال ہوتا رہا ہے ۔

سب سے پہلے لارڈ لسٹر نے اس دوا کا استعمال عمل جراحی میں کیا تھا ۔ لیکن اب اس قسم کی بہت سی دوائیں بن چکی ہیں ۔ (نیز دیکھو عفونت ربا)

**فارابی** (ابونصر) مشہور مسلمان فلسفی ابونصر محمد بن اوزلغ بن طرخان، ایرانی النسل تھے ۔ ۲۵۹ھ میں ترکستان کے شہر "فاراب" میں پیدا ہوئے اس لئے آپ کو ترکی النسل بھی کہا جاتا ہے ۔

آبائی پیشہ سپہ گری تھا ۔ آپ آبائی پیشہ چھوڑ کر علوم و فنون کی طرف متوجہ ہوئے اور متعدد زبانیں سیکھیں ۔ فارابی تقریبًا ستر زبانیں جانتے تھے ۔ ارسطو کے مطالعہ نے آپ کو علوم عقلیہ اور فلسفہ کی طرف مائل کیا ۔ وطن سے علوم عقلیہ سیکھنے کے لئے بغداد آئے ۔ علوم عقلیہ کی تکمیل کے دوران کئی کتابیں تصنیف و تالیف کیں ۔ "سیاستِ مدن" کی تصنیف بھی بغداد میں ہی شروع کر دی تھی جو مصر پہنچ کر مکمل کی ۔ مصر سے واپس شام آ کر آپ نے مطالعہ و تصنیف کا شغل بڑے انہماک سے جاری رکھا ۔ فارابی کے یہ ایام بڑی عسرت میں بسر ہوئے ۔ وہ ایک باغ کے نگہبان تھے ۔ لیکن فقر و فاقہ کی یہ زندگی فارابی کے مطالعہ اور تحقیق کے لئے تحریک کا کام دیتی رہی ۔ حتیٰ کہ جب سیف الدولہ حاکم شام کے دربار میں فارابی کو بلند مقام حاصل ہوا تو بھی اُن کی درویشانہ زندگی میں کوئی فرق نہ آیا ۔ وہ دربار سے صرف چار درہم چاندی کے اپنے اخراجات کے لئے وصول کرتے تھے ۔ فارابی نے ۳۳۹ھ (۹۵۰ء) میں اسی (۸۰) سال کی عمر میں دمشق میں وفات پائی ۔ سیف الدولہ نے نماز جنازہ پڑھائی ۔ فارابی، ابن سینا کے پیشرو تھے ۔ جو آپ کی وفات کے تیس سال بعد ۹۸۰ء میں پیدا ہوا ۔ فارابی نے اپنی ساری زندگی مطالعہ، تصنیف و تالیف اور درس و تدریس میں گذاری ۔ ان کی تصنیفات کی تعداد ایک سو سے اوپر ہے ۔ جن میں کئی ارسطو کی کتابوں کی شرحیں اور حواشی ہیں ۔

**فارس** (بسکون را و سین) خلیج فارس کے شمالی ساحل پر واقع ایران کا ایک صوبہ جسکا دار الحکومت شیراز اور آبادی دس لاکھ کے قریب ہے۔

فارس کا قدیم نام میڈیا یا میڈیا تھا اور یہ وہی علاقہ ہے جس کا نام نویں صدی ق۔م میں پہلے پہل اسوقت سنا گیا جب کہ اس کے باشندے اسیریا کے باجگزار بنے۔ یہی وہ علاقہ ہے جس کے خلاف اہل ایران نے شاہ سائرس کی قیادت میں ۵۲۰ ق م میں ایک کامیاب بغاوت کی اور پورے علاقے کو زیروزبر کر کے بابل ایشیائے کوچک اور مصر تک کو روندڈالا اور اس طرح ہخامنشی خاندان کی ایک زبردست سلطنت کی بنیاد رکھی۔ جس کا سب سے عظیم الشان تاجدار دارائے اول تھا جس نے یاجوج ماجوج کو روکنے کے لیے تاریخ کی وہ عظیم الشان دیوار تیار کرائی جس کے کھنڈرات اور تانبے کے بڑے بڑے دروازے آج بھی بحیرۂ خزر کے جنوب میں ۹۵ میل لمبے ایک پہاڑی درے کے اندر ادھر ادھر بکھرے نظر آتے ہیں

**فارس** - ایران کا قدیم نام جسے ۲۱ مارچ ۱۹۲۶ء میں بدل کر ایران کر دیا گیا۔ (دیکھو ایران)

**فارس، بشر** - مصری مصنف ہیں۔ ۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئے۔ مشہور صاحب قلم اور مقرر ہیں۔ دین اسلام پر فرانسیسی زبان میں کئی قابل قدر کتابیں لکھ چکے ہیں۔ ان کی عربی تصانیف مضامین، افسانوں، نظموں اور ڈراموں پر مشتمل ہیں۔

**فارس، نبیہ امین** - امریکن یونیورسٹی پروفیسر ہیں۔ ۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئے۔ یروشلم، بیروت اور پرنسٹن یونیورسٹیوں میں تعلیم پائی۔

بشپ گابرٹ سکول یروشلم میں پہلے سینئر ماسٹر اور پھر ہیڈ ماسٹر ہوئے۔ کئی سال پرنسٹن یونیورسٹی میں مشرقی زبانوں کی ریسرچ کے کام پر مامور رہے۔ بیروت کی امریکن یونیورسٹی میں تاریخ عرب کے پروفیسر اور شعبہ تاریخ عرب کے صدر بھی رہ چکے ہیں۔ تاریخ عرب اور عربی زبان پر کامل عبور رکھتے ہیں۔ آپ کی علمیت اور قابلیت آپ کی تصانیف سے ظاہر ہے۔ تصانیف (انگریزی میں) :- "جنوبی عرب کے آثار قدیمہ"
"حروف تہجی کی کہانی"
"عربوں کی تیر اندازی"
(عربی میں) : شعوب الاسلامیہ - (پانچ جلدوں میں)

**فارغ بخاری** - نام سید احمد شاہ بخاری۔ قلمی نام فارغ بخاری۔ سید نژاد، پشتہا پشت سے پشاور میں آباد ہیں۔ پیشہ ڈاکٹری ہے۔ ۱۹۱۸ء میں پشاور میں پیدا ہوئے۔

تعلیم - میٹرک، منشی فاضل، ادیب فاضل، پشتو فاضل، ساری تعلیم پشاور ہی میں پائی۔

شعر و شاعری کی طرف اوائل عمر ہی سے رجحان تھا۔ آپ نظم بھی کہتے ہیں۔ اور غزل بھی۔ آپ کا کلام پختہ ہے متعدد اخبارات اور رسائل کے ایڈیٹر رہے ہیں۔ پشاور سے اخبار المشرقی، ہفتہ وار شباب، ماہنامہ دلغزہ حیات، ماہنامہ کیاری، اور لاہور سے اخبار شباب نکالا۔ پشاور سے رضا ہمدانی کی معیت میں ایک معیاری جریدہ "سنگ میل" نکالا جو آزادی رائے کے جرم کی پاداش میں حکومت نے بند کر دیا۔

آپ نے اپنی تمام عمر ادب کی خدمت میں گذاری۔ اور ساری دنیا کے سامنے اپنے صوبے کے ادب، کلچر اور تہذیب کو پیش کیا۔ تصنیفات :-
(۱) زیر و بم - مجموعۂ کلام (۲) آیات زندگی حضرت امام حسینؓ کے فلسفۂ شہادت پر ایک طویل نظم (۳) پشتو لوک گیت (۴) عورت کا گناہ (جو افسانوں کا مجموعہ ہے)

فارغ بخاری اور رضا ہمدانی کی مشترکہ تصانیف یہ ہیں :-
(۱) اٹک کے اس پار (۲) منتخب ادب
(۳) خوشحال خاں کے افکار (۴) رحمان بابا کے افکار

**فارن ہائٹ** (Fahrenheit) (۱۸۸۶-۱۷۳۶) جبرئیل دانیال فارن ہائٹ ایک جرمن سائنس دان تھا جس نے تھرمامیٹر کو بہتر صورت دی - اور اس میں پارہ کا استعمال شروع کیا چنانچہ اسی کے نام پر فارن ہائٹ تھرمامیٹر مشہور ہے۔

**فارقلیط** - یہ لفظ عبرانی الاصل ہے - اور اس کا مفہوم ایک دیرینہ بحث کا موضوع بنا ہوا ہے۔ اہل اسلام کا خیال ہے کہ اس لفظ کے معنی احمدؐ کے ہیں لیکن عیسائی لوگ کہتے ہیں کہ اس کے معنی ہمدرد

کے ہیں۔ یہ پچاس سال پہلے کی تاویل ہے۔ موجودہ عیسائی اس کے معنی روح القدس کے کرتے ہیں۔ غرضیکہ یہ لفظ بحثوں اور مناظروں میں بہت کھینچا تانی کا موجب بنا ہوا ہے اس بحث کا آغاز انجیل یوحنا کے چودھویں باب کی سولھویں آیت سے ہوتا ہے۔ جس کا موجودہ متن اس طرح پر ہے۔

"اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے" اور اس کے بعد سترھویں آیت ہے۔ "یعنی روحِ حق جسے دنیا حاصل نہیں کر سکتی . . . ."

اب یہ بات حقیقت ہے کہ سابق میں لفظ فارقلیط کا ترجمہ "ہمدرد" کیا جاتا تھا۔ اور اوپر کی سولھویں آیت میں اسی لفظ کا ترجمہ مددگار ہے۔ اور انگریزی ڈکشنری دیکھیں تو اس کا ترجمہ روح القدس پائیں گے۔ ایک نسخہ میں زندگی کی پاک روح لکھا دیکھا گیا ہے۔ جو انجیل ۱۹۰۷ء میں رائج تھی اس میں سترھویں آیت تو بالکل تھی ہی نہیں۔ یہ آیت بعد میں تشریح کے طور پر داخل کی گئی تاکہ مسلمان اس کو اپنے نبی کریمؐ کی آمد کی پیشین گوئی کے طور پر نہ پیش کر سکیں۔ اس کے علاوہ کئی ایک جگہوں میں آیات حذف بھی کر دی گئی ہیں جن سے غرض بھی اسی قسم کے مقصد کا حصول ہے۔ بہر حال اہل اسلام اس لفظ کے ایک ہی معنی کرتے ہیں اور اس آیت کو اپنے پیغمبر کی شانِ نزول کا نشان سمجھتے ہیں۔

## فارمر، ہنری جارج

( Farmer Henry George )

برطانوی مصنف ہیں۔ ۱۸۸۱ء میں پیدا ہوئے۔ گلاسگو یونیورسٹی میں تعلیم پائی۔

۱۹۳۲ء میں قاہرہ کے مقام پر عربی راگ کے متعلق جو اجلاس ہوا تھا آپ اس کی مسودائی کمیٹی کے صدر تھے۔ پہلے آپ گلاسگو یونیورسٹی میں بھی راگ کے لیکچرار تھے پھر فواد یونیورسٹی، قاہرہ میں راگ کے پروفیسر ہو گئے۔ آپ رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے ممبر بھی ہیں۔

آپ قدیم عربی راگ کے متعلق بہت سی مفید اور دلچسپ کتابیں بھی لکھ چکے ہیں۔

## فارملین

( Formaldehyde )

فارملین ایک قسم کی دوا ہے۔ جسے سُرخ دوا کے ساتھ ملا کر پانی میں حل کرنے سے ایک ایسی زہریلی گیس پیدا ہوتی ہے جو کمروں کو جراثیم سے پاک کرنے کا بہترین مرکب ہے۔ یہ گیس آنکھ اور گلے کو نقصان پہنچاتی ہے۔ لہٰذا کمرے میں پھیلانے کے ساتھ ہی کھڑکیاں اور دروازے بند کر کے فوراً باہر نکل آنا چاہیئے اور پھر کافی دیر بعد جب اس کا اثر زائل ہو جائے تو کمرے کے دروازوں اور کھڑکیوں وغیرہ کو کھولنا چاہیئے۔

## فارموسا

( Formosa ) قدیم چینی نام تیوان۔ یہ جزیرہ مغربی بحرالکاہل میں چین کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔ اس کا کل رقبہ ۱۳۸۳۶ مربع میل اور آبادی ایک کروڑ کے قریب ہے فارموسا عمودی پہاڑیوں اور وسیع جنگلات کے لئے بہت مشہور ہے۔ ہسپانوی ملاح جب شروع شروع میں یہاں آئے تو وہ اس کے فطری منظر سے بہت مرعوب ہوئے انہوں نے اس کا نام فارموسا (حسین منظر والا) رکھ دیا۔ فارموسا کا مغربی اور شمال مغربی علاقہ کافی ترقی یافتہ ہے۔ فارموسا کے ترقی یافتہ شہر اسی علاقہ میں ہیں باقی علاقہ تھا درجے پسماندہ ہے۔ جاپانیوں کے عہدِ حکومت میں فارموسا نے کافی ترقی کی اور زراعت کے ساتھ ساتھ صنعت و حرفت کی حالت بھی کافی سدھر گئی۔ جزیرہ فارموسا کی بڑی بندرگاہ کی لنگ ہے۔ جو دریائے تمسوئی پر واقع ہے۔ جس کے راستہ تائیسیکو کے معدنی ذخائر کو دوسرے ملکوں تک پہنچایا جاتا ہے۔ فارموسا کے مشہور شہروں میں ٹینن، اشکاؤ، گگی، تائیچو اور دارالحکومت تائپے کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ مشرقی ساحلی علاقے میں بڑے بڑے شہروں کی بہت کمی ہے۔ گیران اور کیگان دو مشہور شہر ہیں۔ چین کی خانہ جنگی میں جب سے ان قوم پرستوں نے اشتمالیوں کے ہاتھوں شکست کھائی ہے جنرل چیانگ کائی شک ہزاروں

قوم پرستوں کی معیت میں فارموسا چلے آئے۔ اور چین پر دوبارہ قبضہ کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔

**فاروق (شاہ مصر)** مصر کا سابق بادشاہ۔ شاہ فواد کا اکلوتا بیٹا۔ ۱۹۲۰ء میں قاہرہ میں پیدا ہوا۔ ۱۹۳۶ء میں تخت نشین ہوا۔ جولائی ۱۹۵۲ء میں جنرل نجیب اللہ اور کرنل ناصر کی زیر قیادت فوج نے حکومت کا تختہ الٹ دیا اور شاہ فاروق کو جلاوطن کر دیا گیا۔

جنرل نجیب کو بھی بعد میں جنرل ناصر اور اس کے ہم خیال رفقاء نے علیحدگی پر مجبور کر دیا۔ اور قیادت، صدارت اور وزارت خود سنبھال لی۔ مصر میں اب آئینی جمہوریت قائم ہے جس کے صدر ناصر ہیں۔ شاہ فاروق اٹلی میں مقیم ہیں۔ ملکہ نریمان طلاق لے چکی ہیں اور ان کی بچی شاہ فاروق کی ولایت میں ہے۔ شاہ فاروق کبھی کبھی اخبارات کے ذریعہ اپنے خیالات کی ترجمانی اور رنجش کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔

**فاسفورس** (Phosphorous)
ایک غیر دھاتی ٹھوس کیمیاوی مادہ۔ جو تنہا حالت میں نہیں پایا جاتا۔ اس کے مشہور مرکبات جو قدرتی طور پر حاصل ہوتے ہیں۔ یہ ہیں۔ کیلشیم فاسفیٹ، جو ہڈیوں میں، خون میں، جسم کے ٹیشوز میں، پودوں کے پتوں اور پھلوں میں پائی جاتی ہے۔ (۲) ایلومینیم فاسفیٹ جو دنیا کے اکثر علاقوں میں ملتی ہے خصوصاً مراکش، الجزائر اور ٹیونس وغیرہ میں۔ فاسفورس اندھیرے میں تیز نیلی روشنی میں چمکتا ہے۔ یونانی میں اس کا مطلب "نور افشاں" ہے۔ فاسفورس حیوانات اور نباتات کے لئے لازمی اور ضروری ہے۔ فاسفورس دو رنگ کا ہوتا ہے۔ پیلا فاسفورس جو بہت زہریلا ہوتا ہے۔ اور معمولی تپش سے آگ پکڑ لیتا ہے۔ اس لئے اسے حفاظت سے ٹھنڈی جگہ رکھا جاتا ہے۔ سرخ فاسفورس جو زیادہ زہریلا نہیں ہوتا۔ فاسفورس، دیا سلائی، فاسفیٹ برائے کھاد، ادویات، اور بم بنانے میں استعمال ہوتا ہے۔

**فاسق**۔ گنہگار، بدکار، فسق و فجور کا مرتکب، وہ شخص جو بالعموم گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا کرتا ہو یا خلاف شرع امور کا عادی ہو۔ گناہِ صغیرہ کے عادی کو بھی فاسق کہہ سکتے ہیں۔ اہل فقہ کے نزدیک فاسق کی گواہی ناجائز اور ناقابل قبول ہوتی ہے۔ بلکہ اگر کوئی فاسق شخص شادی میں ولی ہو تو شافعی اور حنبلی ایسی شادی کو بھی ناجائز تصور کرتے ہیں۔ لیکن اگر وہ سچے دل سے توبہ کرے تو اس صورت میں یہ شادی جائز متصور ہوگی۔

فسق و فجور کے مرتکب لوگوں کا ذکر قرآن پاک میں جگہ جگہ مذکور ہے اور ان کی زندگی اور سزا مسلمانوں کے لئے بطور عبرت پیش کی گئی ہے۔

**فاسل** (Fossils) لاکھوں برس پہلے کے جانوروں اور پودوں کے مردہ جسم جو پتھروں میں دب جانے کی وجہ سے مٹی، کوئلہ یا پتھر میں تبدیل ہو چکے ہیں لیکن اصلی ڈھانچہ اب تک موجود ہے۔ اس لفظ سے جانوروں کی ہڈیاں، درختوں کے تنے اور پتے۔ حتیٰ کہ جانوروں کے پیروں کے نشانات اور رینگنے والے جانوروں اور کیڑوں کے زمین پر بنے ہوئے نشانات سبھی کچھ شامل ہیں۔ ماہرین طبقات الارض چٹانوں کا معائنہ کرکے ان کی عمر بتا سکتے ہیں۔ اس طرح کسی بھی چٹان سے نکلے ہوئے "فوسل" کے متعلق معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ درخت یا جانور کس زمانہ کا ہے۔ سب سے قدیمی چٹانوں میں دنیا کے سب سے پہلے جانوروں یا پودوں کے مردہ جسم ملتے ہیں۔ کوئلے کی کانوں میں "فرن" کے پودے اور ایسی کائی ملتی ہیں جو آج کل کے پودوں سے مختلف ہیں اس کے بعد کی چٹانوں میں بڑے بڑے رینگنے والے جانوروں کے مردہ اجسام ملتے ہیں جن کی نسل کو منقطع ہوئے بہت زمانہ گذر چکا ہے۔ سب سے کم عمر والی چٹانوں میں ان جانوروں کے باقیات ملتے ہیں جو اس زمانہ کے جانوروں سے مشابہ ہیں۔

**فاش، فیلڈ مارشل** (Foch)
(۱۸۵۱ - ۱۹۲۹) فرانس کا ایک نامور جرنیل جس کی زیر قیادت

اتحادیوں نے پہلی جنگِ عظیم میں جرمنوں کو شکست دی۔ ۱۸۷۱ء میں فوج میں بھرتی ہوا۔ اسے سب سے پہلے شہرت اس وقت حاصل ہوئی جب ۵-۱۲ ستمبر ۱۹۱۴ء کو جرمن فوجوں کو معرکۂ مارن (Marne) کے بعد اپنی یلغار روکنی پڑی۔ جیسا کہ بسا اوقات شہرت میں غلط فہمی پر مبنی ہوتی ہیں اسی طرح اس معرکہ کا حال ہے کیونکہ حقیقتاً فاش کے جوابی حملہ سے پیشتر ہی جرمنوں نے پسپائی شروع کر دی تھی بطور ایک جرنیل کے فاش دفاعی جنگ کے بجائے حملہ آور اسلوبِ جنگ کا قائل تھا۔ کئی ایک مقامات پر جہاں وہ اپنی فوجوں کو گھات میں بٹھا کر اور جرمنوں کو حملہ پر اکسا کر انہیں تباہ و برباد کر سکتا تھا۔ اس نے جرمن فوجوں پر حملہ کرنے میں خود پہل کی تاہم اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ۱۴ اپریل ۱۹۱۷ء کو جب فاش اتحادی فوجوں کا سپہ سالار اعلیٰ بنایا گیا تو اس نے جرمن فوجوں پر حملہ آور ہونے کا جو منصوبہ تیار کیا تھا وہ قدرتِ تخیل اور کامرانئ مقاصد کے لحاظ سے فقید المثال عسکری منصوبوں میں شمار ہوتا ہے۔

**فاصلِ آب۔** دو دریاؤں کے طاسوں کو جدا کرنے والے بلند قطعۂ زمین یا پہاڑ کو کہتے ہیں۔ فاصلِ آب کی شکل نقشۂ ذیل سے ظاہر ہے۔ اس قسم کے فاصلِ آب دنیا کے اکثر دریاؤں میں موجود ہیں۔

**فاصلہ۔** دو نقاط یا مقامات کی درمیانی مسافت۔ یا دو مختلف اوقات یا واقعات کا درمیانی عرصہ۔ زمینی فاصلے جن پر انسان قادر ہو سکتا ہے کسی پیمانے سے ناپے جاتے ہیں جن میں سب سے چھوٹا فٹ اور سب سے بڑا جریب کہلاتا ہے۔ لیکن اجرامِ فلکی سے زمینی فاصلے یا ان کے درمیانی فاصلے یا پہاڑی کی چوٹیوں کی اونچائی کو اس طبعی طریق سے ماپنا دشوار ہوتا ہے۔ اس قسم کے فاصلوں کی پیمائش ٹرگنومیٹری (Trigonometry) کے اصولوں کے ذریعے کی جاتی ہے۔ جو علمِ ریاضی کی ایک شاخ ہے۔ اور جس سے فاصلے کا صحیح اندازہ زاویہ کی مدد سے کیا جاتا ہے۔ اصل فاصلہ مقامات کے درمیان خطِ مستقیم کا طول ہوتا ہے جو ان مقامات کے درمیان کم سے کم فاصلہ ہوتا ہے۔

**فاضل وصولی۔** ایک قسم کی وصولی جو انتخابی حلقوں میں افراد پر عائد کی جاتی ہے اور جس کی ادائیگی پر افراد کو حقِ رائے دہندگی حاصل ہوتا ہے۔ اس کا اطلاق اوّل اوّل جمہوریت پسند مملکتوں کی طرف سے ہوا اور اسے حیثیت کی تشخیص اور تسلیم کے لئے عائد کیا گیا۔ لیکن فاضل وصولی کا یہ سلسلہ انیسویں صدی میں تقریب قریب ختم ہو گیا۔ مگر امریکہ کی جنوبی ریاستوں نے حبشی آبادی کے حقِ رائے دہندگی محدود کرنے کے لئے اس کی پھر سے تجدید کر دی اور اس طرح پر سفید فام آبادی کو فائدہ دلایا۔
فاضل وصولی سے مراد وہ ٹیکس بھی لیا جاتا ہے۔ جو عام ٹیکس کے علاوہ ٹیکس گزاروں سے وصول کیا جاتا تھا۔ اور جو پانچ ہزار پونڈ سالانہ سے زائد آمدنی کے برطانوی شہریوں پر عائد کیا جاتا تھا۔ اس فاضل وصولی کا رواج ۱۹۰۹ء سے ۱۹۲۹ء تک رہا اور اس کا رواج خاص معیار اور حدود کے تحت برصغیر ہند و پاکستان میں بھی ہے۔

**فاطمۃ الزہراؓ۔** آنحضرت صلعم کی چھوٹی صاحبزادی حضرت خدیجہؓ کے بطن سے غالباً ۶۰۵ء میں بمقام مکہ پیدا ہوئیں۔ ہجرت کے بعد مدینہ تشریف لائیں اور ۲ھ میں جنگِ بدر کے بعد آپ کی شادی حضرت علیؓ کے ساتھ ہوئی۔ آپ کے بطن سے ۳ھ میں امام حسنؓ اور ۴ھ میں امام حسینؓ پیدا ہوئے۔ اہلِ تشیع کے نزدیک تیسرے صاحبزادے حضرت محسنؓ تھے۔ جن کا بچپن میں انتقال ہو گیا تھا۔ زینبؓ اور ام کلثومؓ دختران تھیں۔ فتحِ مکہ اور حجۃ الوداع میں حضرت فاطمہؓ حضورؐ کے ہمراہ تھیں۔ آنحضرت صلعم کے بعد آپ بہت اداس اداس سی رہنے لگیں اور صحت بھی خراب ہو گئی اور ۶۳۳ء میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ آپ کا تقدس اور سخاوت مشہور ہے۔ آپ کا

دوسرا نام زہرؓا اور بتولؓ ہے اور خاتونِ جنتؓ بھی کہلاتی ہیں کیونکہ بقول بعض روایات کے اہلِ جنت کی مہمانداری اور خاطرداری آپ کے ذمہ ہوگی ۔

**فاطمہؓ بنت اسد** ۔ فاطمہؓ نام ۔ اسد بن ہاشم کی بیٹی اور عبدالمطلب جدِ رسول اللہؐ کی بھتیجی تھیں ۔ آپ کا ابوطالب بن عبدالمطلب سے نکاح ہوا جن سے حضرت علیؓ پیدا ہوئے ۔ گو آپ کے شوہر ایمان نہیں لائے تاہم وہ اور ان کی بعض اولاد مشرف بہ اسلام ہوئی ۔ جب مسلمانوں نے مدینہ کو ہجرت کی تو آپ بھی ان کے ہمراہ تشریف لے گئیں آپ کی وفات رسول اللہؐ کی زندگی میں واقع ہوئی ہے ۔

**فاطمہؓ بنت خطاب** ۔ فاطمہؓ نام ۔ ام جمیل کنیت حضرت عمرؓ کی ہمشیرہ تھیں ۔ آپ کا نکاح حضرت سعیدؓ بن زید سے ہوا ۔ اور انہیں کے ساتھ مسلمان ہوئیں ۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عمرؓ رسول خدا کو قتل کرنے جا رہے تھے کہ راستہ میں انہیں پتہ چلا کہ ان کے بہنوئی اور ہمشیرہ مسلمان ہو گئے ہیں ۔ آپ اسی وقت لوٹ آئے اور ان دونوں کو زدوکوب کرنے لگے ۔ جس پر تند خو عمرؓ کی نیک خو ہمشیرہ نے سلیم قلب سے جواب دیا کہ " عمر تم خواہ ہمیں مار ڈالو ، ہم مذہب اسلام سے منحرف نہ ہوں گے " ۔ ان الفاظ سے عمر جیسے بارعب انسان پر بھی رعب طاری ہو گیا ۔ اور آپ نے آیاتِ قرآنی مطالعہ کے لئے طلب کیں ۔ ان پر نگاہ پڑتے ہی بصیرت کی آنکھیں کھل گئیں اور آپ پر اسلام کی سچائی عیاں ہو گئی ۔ حضرت فاطمہؓ بنت خطاب کا سن وفات معلوم نہیں ۔ آپ کے ہاں ایک لڑکا بھی تولد ہوا جو اوائل عمر ہی میں فوت ہو گیا ۔

**فاطمہ بنت قیس** ۔ حضورؐ کی صحابیات میں سے تھیں اور قبیلہ بنو کنانہ سے متعلق تھیں ۔ اسلام کے ابتدائی دور میں ایمان لائیں اور ہجرت اختیار کی ۔ پہلا نکاح ابوعمرو حفص بن مغیرہ سے ہوا ۔ سنہ ۱۰ھ میں ابوعمرو نے طلاق دے دی ۔ عدت کی میعاد پوری ہونے کے بعد امیر معاویہؓ ، ابوجہمؓ ، اور اسامہؓ بن زید نے نکاح کا پیغام بھیجا ۔ چنانچہ آنحضرتؐ کے ایما پر اسامہؓ سے نکاح کر لیا ۔ سنہ ۵۴ھ میں اسامہ کے انتقال کے بعد پھر شادی نہیں کی اور اپنے بھائی ضحاک کے ساتھ رہیں ۔ ۲۳ھ میں جب حضرت عمرؓ نے انتقال فرمایا تو مجلسِ شوریٰ کا اجلاس فاطمہ ہی کے مکان پر ہوتا تھا ۔ فاطمہ بنت قیس بڑی عقلمند ، صاحبِ کمال اور خوبصورت تھیں ۔ فاطمہ نے آنحضرت صلعم سے چند احادیث روایت کی ہیں جو متعدد اشخاص کے ذریعے سے مروی ہیں ۔ وفات کا سال معلوم نہیں ۔ حضرت عبداللہ ابن زبیر کے زمانہ خلافت تک زندہ رہیں ۔

**فاطمہ جناح** ۔ محترمہ فاطمہ جناح ۳۱ جولائی ۱۸۹۳ء کو کراچی میں پیدا ہوئیں ۔ دو برس کی تھیں کہ ماں کا انتقال ہو گیا ۔ ابتدائی تعلیم کراچی ہی میں حاصل کی ۔ سات برس کی عمر میں والد کے سایہ سے بھی محروم ہو گئیں ۔ اس کے بعد قائداعظم انہیں اپنے ہمراہ بمبئی لے گئے ۔ جہاں انہوں نے کانونٹ میں تعلیم حاصل کی ۔ مگر میٹرک کرنے کے بعد تعلیم کا سلسلہ منقطع کر دیا ۔ ۱۹۲۶ء میں کلکتہ گئیں اور دانتوں کے معالج کی تربیت حاصل کر کے واپس ہوئیں ۔ دو برس بمبئی میں پریکٹس بھی کی ۔ ۱۹۳۰ء میں جب قائداعظم راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں شرکت کے لئے لندن گئے تو آپ بھی ان کے ہمراہ تھیں ۔ واپسی پر ۱۹۳۵ء میں جب قائداعظم نے مسلم لیگ کی صدارت قبول کی تو محترمہ فاطمہ جناح نے بھی عملی ملکی سیاسیات میں قدم رکھا ۔ ۱۹۳۵ء سے ۱۹۴۸ء تک تو انہوں نے قائداعظم کی سیاسی زندگی میں ہر لمحے ان کا ساتھ دیا اور اب بھی اپنی سن رسیدگی کے باوجود ملک و قوم کی خدمت میں مصروف ہیں ۔

**فاطمی خاندان** (Fatimides) ایک مسلمان خاندان جس نے دسویں اور بارھویں صدی عیسوی کے دوران شمالی افریقہ ، مصر اور بعد ازاں شام و فلسطین پر حکومت کی ۔ اسے فاطمی خاندان اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کے بانی عبیداللہ المہدی کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ پیغمبر اسلام کے نواسوں کی اولاد میں سے ہے ۔ گو جدید تحقیقات نے اس کے اس دعویٰ کو بے بنیاد قرار دے دیا ہے ۔ سنہ ۱۱۶۹ء میں اس خاندان سے حکومت سلطان صلاح الدین ایوبی کو نصیب ہوئی ۔

**فاطمی احسین** ۔ ایرانی سیاستدان جو مصدق وزارت میں وزیر خارجہ تھے ۔ آپ نے ایرانی آئل کمپنی کو قومی

ملکیت بنانے میں نمایاں حصہ لیا۔ زاہدی وزارت کے برسرِ اقتدار آنے پر روپوش ہو گئے تھے۔ ۱۹۵۴ء میں گرفتار ہو کر زخمی ہوئے۔ اور بالآخر انہیں سزائے موت دی گئی۔

آپ مشہور ایرانی روزنامہ "باختر امروز" کے ایڈیٹر اور پبلشر تھے۔ آپ کے اخبار نے شہنشاہ ایران کے خلاف مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا اور اس قلمی کوشش کا نتیجہ یہ ہوا کہ شہنشاہ کو ایران سے فرار ہونا پڑا۔ مگر یکدم حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ شاہ واپس آ گئے اور انہیں وزیرِ اعظم مصدق کے ساتھ روپوش ہونا پڑا۔

## فاک لینڈ جزائر (Falkland Islands)

بحر اوقیانوس کے جنوب میں برطانوی نو آبادی ہے جو جنوبی امریکہ کے جنوبی حصہ کے مشرق میں ساحل سے ۳۰۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہیں۔

یہ نو آبادی چند جزائر کا مجموعہ ہے جن پر ایک گورنر حکومت کرتا ہے۔ ان جزائر میں دو جزائر سب سے بڑے ہیں۔ مشرقی فاک لینڈ کا جزیرہ اور مغربی فاک لینڈ کا جزیرہ۔ ان جزائر کے علاوہ دوسرے جزیرے جارجیا، آرکنی، شٹلینڈ اور سنڈوچ وغیرہ ہیں جو جنوبی بحر اوقیانوس اور گراہم لینڈ کے ان رقبوں میں واقع ہیں جو بحرِ منجمد جنوبی کا حصہ ہیں۔

بھیڑ بکریاں چرانا اور وہیل مچھلی کا شکار باشندوں کا عام پیشہ ہے۔

مشرقی فاک لینڈ کے ساحل پر سٹینلے جزیرہ کا صدر مقام ہے۔ رقبہ ۴۶۱۸ مربع میل اور آبادی ۲۳۰۰۰ کے قریب ہے۔

## فالج (Paralysis)

کسی عضو کو حرکت نہ دے سکنا۔ اعصاب یا دماغ کی خرابی سے یہ بیماری پیدا ہوتی ہے۔ اس بیماری کا علاج بڑا طویل ہوتا ہے اور اس میں ماہر معالجوں کا مشورہ ضروری ہوتا ہے۔ فالج جسم کے پہلوؤں پر یا اعضائے جسمانی میں سے کسی عضو پر گرتا ہے۔ بلغمی طبائع کے لوگ بالعموم اس مرض میں زیادہ مبتلا ہوتے ہیں۔

## فالج طفلی (Infantile Paralysis)

یہ بیماری ریڑھ کی ہڈی کے اعصاب کے متورم ہو جانے سے پیدا ہوتی ہے۔ عام جراثیم سے بھی بہت چھوٹے جراثیم جو وائرس کہلاتے ہیں اس کا سبب ہوتے ہیں۔ یہ مرض بچوں اور نوجوانوں میں زیادہ پھیلتا ہے۔ بہت سے آدمی جو ان جراثیم کو اپنے جسم میں لئے پھرتے ہیں اس فالج کو پھیلاتے ہیں۔ ناک کی ریزش کے قطرات سے بھی یہ مرض اُڑ کر لگتا ہے۔ اس کے جراثیم دودھ میں اور کیڑوں مکوڑوں میں بھی ہوتے ہیں۔ حال ہی میں امریکہ میں اس سلسلہ میں انکشافات ہوئے ہیں۔ جن کی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ پیشاب پاخانے کے ذریعہ سے بھی یہ مرض پھیلتا ہے۔ جراثیم کے جسم میں دخول کرنے کے کچھ دن بعد تک فالج نہیں ہوتا بلکہ رفتہ رفتہ کچھ خاص علامات رونما ہوتی رہتی ہیں۔ بچے کا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے اور تمتمانے لگتا ہے۔ وہ بہت بے چین سا رہتا ہے اور اونگھا کرتا ہے۔ اس کی طبیعت پر ایک نامعلوم خوف طاری رہتا ہے اور طبیعت چڑچڑی سی ہو جاتی ہے۔ دیکھنے والوں کو محسوس ہوتا ہے کہ بچے کے ذہن پر بار ہے اور وہ عالمِ بے چینی میں کچھ سوچا کرتا ہے۔ مریض کبھی کبھی ہاتھوں پیروں کو جھٹکے سے حرکت بھی دیتا ہے۔ کوئی اُسے چھوئے تو اُسے ناگوار گذرتا ہے۔ کبھی کبھی متلی ہوتی ہے اور سر میں درد بھی ہوتا ہے۔ متذکرہ بالا علامات انفلوئنزا میں بھی پائی جاتی ہیں لیکن فرق صرف اتنا ہوتا ہے کہ انفلوئنزا کا مریض چھونے سے برا نہیں مانتا۔ اگر تیمار دار اُس کا سر دبانے بیٹھ جائے یا اُسے آرام پہنچانے لگے تو اُسے کوئی اعتراض نہیں ہوتا جیسا کہ اس فالج کے مریض کو ہوتا ہے۔ درجۂ حرارت ۱۰۳ یا ۱۰۴ تک پہنچ جاتا ہے۔

چند ہی دنوں میں کمزوری بڑھنے لگتی ہے اور ہاتھوں پیروں میں درد پیدا ہو جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بخار میں کمی واقع ہو گئی ہو لیکن بچے کی حرکات میں توازن کی کمی اور ایک عضو کی نسبت دوسرے کا زیادہ کمزور ہو جانا صریح طور پر واضح ہو جاتا ہے۔ جب نوبت یہاں پہنچ جاتی ہے تو دفعتہً فالج کا اثر کافی بڑھ جاتا ہے اور بچہ بالکل معذور ہو جاتا ہے لیکن وقت گذرنے سے فالج کا اثر بڑی حد تک زائل ہو جاتا ہے پیر ...

فالج کا اثر عموماً زیادہ ہوتا ہے۔ اگر سینہ کے عضلات پر فالج گر جائے تو سانس لینے میں بڑی دقت ہوتی ہے۔ اور مصنوعی تنفس کی مکانکی تدابیر اختیار کرنا پڑتی ہیں۔ تیزی سے افاقہ ہو جانے کی منزل گذر جانے کے بعد ہو سکتا ہے کہ فالج یا تو بالکل دور ہو گیا ہو یا اس کے تھوڑے بہت اثرات باقی رہ گئے ہوں۔ لیکن آخر الذکر حالت میں جو خرابی رہ جاتی ہے وہ دائمی ہوتی ہے۔ کیونکہ عضو متعلقہ کے اعصاب جراثیم کے مضر اثرات کی وجہ سے مستقل طور پر تباہ ہو جاتے ہیں۔

اس مرض کے علاج کے طور پر کبھی کبھی مفلوج اعضا کو پٹیوں کے ذریعہ باندھ دیا جاتا ہے اور اس کے بعد مالش اور برقی علاج کیا جاتا ہے۔ پوٹاسیم کلوریٹ کی خوراکیں دینے سے اچھے نتائج برآمد ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ لیکن یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب ابتدائے بیماری میں دوا استعمال کرائی گئی ہو۔ ایسے شخص کے خون میں جو اس بیماری سے شفا پانے کے بعد غسل صحت کرنے والا ہو ایسے کیمیاوی مادے ہوتے ہیں جو ان جراثیم کے اثر کو زائل کر سکتے ہیں۔ اگر اس کا خونناب (Serum) مریض کے جسم میں داخل کیا جائے تو مفید ہوگا۔ لیکن یہ طریقہ بھی نفع بخش طور پر بیماری کے شروع ہی میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ کچھ ماہرین اس طریقے کے سود مند ہونے پر شبہ بھی کرتے ہیں۔ بیماری کے بعد روبصحت ہونے کے زمانہ میں یہ بات کافی اہمیت رکھتی ہے کہ مکانکی آلات کے ذریعہ سے مریض کے عضلات کو پھر سے تربیت دی جائے اور اسے ضرورت کے مطابق کسی نہ کسی کام میں مشغول رکھا جائے تاکہ فالج کا اثر پورے طریقہ سے زائل ہو جائے۔

## فالج عمومی (General Paralysis)

یہ پاگل پن کی بیماری ہے۔ مریض کو اپنی شان و شوکت اور ریاست کا بے جا خیال پیدا ہوتا ہے۔ وہ فضول خرچی کرتا ہے۔ اور بولتے وقت بھی شور مچاتا ہے۔ چلنے میں کسی قدر دقت ہوتی ہے۔ کسی ماہر نفسیات سے علاج کرانا چاہیئے۔

## فان پاپن (Von Papen)۔

ایک جرمن سپاہی و سیاستدان ۱۸۷۹ء میں پیدا ہوا۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران ترک فوج کا سردار عملہ (چیف آف جنرل سٹاف) تھا۔ ۱۹۳۲ء میں جرمنی کا چانسلر یعنی وزیر اعظم بنا۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران ترکی میں جرمن سفیر متعین رہا جہاں سے اس نے جرمنی کو اتحادیوں کے بیش قیمت عسکری منصوبے معلوم کر کے بہم پہنچائے۔

## فانی بدایونی

شوکت علی نام۔ فانی تخلص ۱۸۷۹ء میں بدایوں میں پیدا ہوئے۔ سلسلۂ نسب فرمانروایان افغانستان تک پہنچتا ہے۔ ابتدائی تعلیم بدایوں میں حاصل کرنے کے بعد ۱۹۰۱ء میں بریلی کالج سے بی اے کیا اور ۱۹۰۸ء میں علی گڑھ کالج سے ایل۔ ایل۔ بی کی ڈگری حاصل کی۔ کچھ دنوں لکھنؤ میں اور اس کے بعد آگرہ اور اٹاوہ میں وکالت کرتے رہے۔ اس کے بعد حیدر آباد دکن چلے گئے اور آخر عمر تک وہیں رہے۔ فانی کی زندگی ناکامیوں اور مایوسیوں میں گذری آپ نے تنگ دستی کی حالت میں ۱۹۴۱ء میں حیدر آباد میں وفات پائی۔ فانی بچپن ہی سے شعر و شاعری کا شوق رکھتے تھے۔ غزل گوئی کے علاوہ آپ نے چند انگریزی ڈراموں کا اردو میں بھی ترجمہ کیا ہے۔ آپ کا ایک دیوان "باقیات فانی" کے نام سے ۱۹۲۶ء میں شائع ہوا تھا جو سوز و گداز، درد اور حسرت و یاس کا مرقع ہے۔

## فائر بریگیڈ (Fire Brigade)۔

آگ بجھانے والا دستہ۔ اس قسم کے دستے تمام بڑے بڑے شہروں میں متعین ہیں۔ جو شہر میں آتشزدگی کے موقعہ پر پہنچ کر آگ بجھاتے ہیں۔ ان دستوں میں سب کے سب آدمی اعلےٰ تربیت یافتہ ہوتے ہیں۔ جب کسی جگہ آگ لگنے کی خبر پہنچتی ہے تو سرکاری بگل یا گھنٹی بجتی ہے۔ جس کے جواب میں یہ لوگ فوراً کیل کانٹے سے لیس ہو کر اپنی مخصوص گاڑیوں میں سوار ہو جاتے ہیں جن کو آگ بجھانے کے انجن کہتے ہیں۔ ان گاڑیوں میں پمپ نل، زینے، دستانے، خود غرضیکہ آگ بجھانے کے تمام لوازم موجود ہوتے ہیں۔ دوائیوں اور پٹیوں کے بکس کے بکس پر ہوتے ہیں۔ موقعہ پر پہنچ

کر یہ لوگ اپنے سامان کا استعمال اس پھرتی ضبط اور صفائی سے کرتے ہیں کہ ان کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ یہ لوگ اپنے صدر مقام پر ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ اور ان کی گاڑیوں کو راستہ دینے کے لئے تمام قسم کی آمد و رفت حکماً بند کر دی جاتی ہے۔

**فائر پروف** ( Fire Proof ) کپڑا، کاغذ یا کوئی دوسری چیز جس پر آگ کا اثر نہ ہو۔ اسی طرح جس کپڑے کاغذ یا کسی دوسری شے پر پانی کا اثر نہ ہو اُسے واٹر پروف کہتے ہیں۔

کپڑے، کاغذ یا دوسری اشیاء کو فائر پروف بنانے کے لئے بعض کیمیائی اجزاء کی ضرورت ہوتی ہے جو انہیں آگ لگنے سے محفوظ رکھتے ہیں۔ بعض دھاتیں آگ سے متاثر ہوتی ہیں۔ اور ان کی رنگت تبدیل ہو جاتی ہے۔ لیکن سونا اور ہیرا ایسی دھاتیں ہیں جن پر اس حد تک آگ کا اثر نہیں ہوتا کہ ان کی رنگت میں فرق آ جائے۔ اس لحاظ سے انہیں بھی فائر پروف کہہ سکتے ہیں۔

**فائق، کرتاگلو۔** ( Faik, Kurtoglu ) ترکی قانون دان اور ماہر اقتصادیات ہیں۔ ۱۸۹۳ء میں پیدا ہوئے۔ استنبول اور برسلز کی یونیورسٹیوں میں تعلیم پائی۔ اپنی زندگی بطور ایڈووکیٹ شروع کی۔ آہستہ آہستہ وزارتِ تجارت میں جنرل ڈائرکٹر ہو گئے۔ ایمسٹرڈم اور برسلز میں بطور تجارتی نمائندہ تعینات رہے۔ ۱۹۳۲ء میں ترکی کے سمندر پار تجارت کے محکمہ کے پہلے صدر مقرر ہوئے۔ اگلے سال وزارت بجٹ میں انڈر سیکرٹری بنائے گئے۔ آپ کو ترکی کے بہت سے تجارتی وفود کی قیادت کا شرف حاصل ہے۔ ترکی کی نیشنل گرینڈ اسمبلی کے رکن بھی رہ چکے ہیں۔ اقتصادیات اور زراعت کے متعلق ایک دو کتابیں بھی تصنیف کی ہیں جو بہت بڑی افادیت کی حامل ہیں۔

**فتح الباری۔** حافظ ابن حجر عسقلانی کی شرح صحیح بخاری، جو تیرہ جلدوں میں ہے۔ فتح الباری، مصر اور ہندوستان (دہلی) میں طبع ہو چکی ہے اور پاکستان میں بھی اس کے نستعلیق اور عمدہ قسم کے ایڈیشن کا انتظام کیا جا رہا ہے۔

**فتح القدیر۔** فتح القدیر شرح ھدایہ۔ امام ابن ہمام کی تصنیف ہے۔ جو متاخرین حنفیہ سے درجہ اجتہاد تک پہنچے ہوئے ہیں۔ یہ کتاب نولکشور پریس لکھنؤ میں طبع ہوئی تھی۔ امام ابن ہمام ۸۶۱ھ میں فوت ہوئے۔ ان کی تاریخ پیدائش ۷۹۰ھ ہے۔ پورا نام کمال الدین ابن ہمام ہے۔

**فتح اندلس۔** اموی گورنر موسیٰ بن نصیر نے جب شمالی افریقہ میں امن و امان قائم کر دیا تو ساحل افریقہ کے بالمقابل اندلس کے مظلوم باشندے اپنے ظالم حکمران کے خلاف شکائتیں لے کر موسیٰ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ ان فریادیوں میں کونٹ جولین حاکم سیوطہ بھی تھا۔ موسیٰ نے دربارِ خلافت سے ہسپانیہ پر فوج کشی کی اجازت لے کر پہلے احتیاطی طور پر اپنے ایک غلام طریف کو پانچ سو سپاہیوں کے ساتھ ساحلی مقامات پر چھاپہ مارنے اور ملک کے اندرونی حالات معلوم کرنے کے لئے روانہ کیا۔ یہ دستہ فوج جولائی ۷۱۰ء میں بھیجا گیا۔ طریف نے اندلس کے جنوبی ساحل جزائر پر تاخت کی اور واپس آ کر سازگار فضا اور متوقع کامیابی کی اطلاع دی۔ اور موسیٰ نے اپنے مشہور جرنیل طارق بن زیاد کو سات ہزار فوج کے ساتھ اندلس پر چڑھائی کے لئے روانہ کیا۔ طارق آبنائے کو عبور کر کے سپین کے ساحل پر اس پہاڑی کے نزدیک اُترا جو آج کل اسی کے نام پر "جبل الطارق" (جبرالٹر) کہلاتی ہے۔ جبل الطارق کے گورنر نے مقابلہ کیا اور شکست کھائی۔ اور اپنے بادشاہ رذریق یا راڈرک کو اطلاع دی۔ شاہ سپین ایک لاکھ کا لشکر جرار لے کر بڑھا۔ طارق نے شاہ سپین کی تیاریوں سے باخبر ہو کر موسیٰ سے مزید امداد طلب کی۔ موسیٰ نے پانچ ہزار مزید سپاہ بھیج کر بارہ ہزار کی تعداد پوری کر دی۔ طارق نے اپنے جہازوں کو نذر آتش کر کے پسپائی کی صورت میں واپسی کا ذریعہ بالکل ختم کر دیا۔

۱۹ جولائی ۷۱۱ء کے روز دریائے باربیٹ کے کنارے دونوں فوجوں کا سامنا ہوا۔ قلت تعداد کے باوجود اسلامی فوج نے ایسا جم کر مقابلہ کیا کہ عیسائیوں کا ٹڈی دل لشکر منتشر ہو گیا۔ شہنشاہ راڈرک جان بچا کر بھاگا اور دریا میں ڈوب کر مر گیا۔

اس فتح عظیم نے مسلمانوں کے حوصلے بہت بلند کر

دیئے۔ اور اہلِ سپین کو اتنا پست ہمت بنا دیا کہ اس کے بعد وہ کہیں بھی اسلامی لشکر کے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکے۔ طارق نے اپنی فوج کو چار حصوں میں تقسیم کر کے مختلف سمتوں میں روانہ کر دیا۔ ایک حصہ غرناطہ کی طرف بڑھا، دوسرا قرطبہ پر حملہ آور ہوا۔ تیسرے نے مالقہ کا رُخ کیا اور چوتھے حصہ کو لے کر طارق خود سپین کے پایۂ تخت طلیطلہ کی طرف روانہ ہوا۔ ہر چہار جانب فتح و نصرت نے مسلمانوں کے قدم چومے۔ اسی اثنا میں موسیٰ بن نصیر خود اٹھارہ ہزار فوج کے ہمراہ ساحلِ اُندلس پر آ اُترا اور معمولی جھڑپوں کے بعد اشبیلہ اور ماردہ پر قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد طارق اور موسیٰ کی متحدہ افواج نے اُندلس کے باقی ماندہ علاقے کو بھی فتح کر لیا۔ صرف جلیقیہ کا شمالی صوبہ ایسا رہ گیا تھا جس نے ابھی تک اطاعت قبول نہیں کی تھی۔ موسیٰ نے طارق کو اس مہم کے سَر کرنے پر مامور کیا اور خود فرانس کی حدود میں گھس گیا۔ اس نے سارے یورپ کو فتح کرنے کی سکیم بنائی تھی مگر خلیفہ ولید نے اس کو اجازت نہ دی اور موسیٰ کو واپس دمشق بلا لیا۔

اُندلس چھوڑنے سے پہلے موسیٰ نے حکومت کا پورا پورا انتظام کیا اور قرطبہ کو اُندلس کا دارالسلطنت مقرر کر کے اپنے بیٹے عبدالعزیز کو وہاں کا حاکم نامزد کیا۔

**فتح بیت المقدس** ۔ ۱۵ھ تک سارے شام پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ صرف بیت المقدس کا شہر ابھی تک فتح نہیں ہوا تھا۔ بیت المقدس، یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں تینوں کے لئے برابر کا مقدس اور متبرک شہر ہے۔ شہر کی تقدیس کے باعث مسلمانوں کی انتہائی خواہش تھی کہ وہ اسے اپنے تصرف میں لے آئیں۔ مگر عیسائی کسی قیمت پر بھی شہر حوالے کرنے کو تیار نہیں تھے۔ عمرو بن العاص ایک مدت سے [illegible] کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ جب ۱۶ھ میں ابو عبیدہ شام کی باقی مہموں سے فارغ ہو کر وہاں پہنچ گئے تو محاصرہ اور زیادہ سخت ہو گیا۔ بالآخر اہلِ شہر نے تنگ آ کر صلح کی درخواست کی مگر شرط یہ لگائی کہ امیرالمؤمنین حضرت عمرؓ خود آ کر معاہدہ لکھیں۔ حضرت عمرؓ کو اطلاع ہوئی تو آپ بیت المقدس کو چل دیئے۔ شہر سے تھوڑے ہی فاصلہ پر مقام جابیہ میں عیسائیوں کے نمائندوں سے ملے اور معاہدے پر دستخط ہو گئے۔ جس کی رو سے عیسائیوں کو جان و مال اور مذہب کی آزادی مل گئی۔ اور بیت المقدس کا شہر مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا۔

**فتح دیبل** ۔ محمد بن قاسم نے جب سندھ پر چڑھائی کی تو افواجِ اسلام کا سب سے پہلا حملہ دیبل کی بندرگاہ پر ہوا، جو اس زمانے میں کراچی سے چند میل کے فاصلہ پر واقع تھی۔ اہلِ شہر میدان میں نکلنے کی بجائے قلعہ میں محصور ہو گئے۔ محمد بن قاسم نے قلعہ شکن منجنیقوں سے پتھر برسانے شروع کئے مگر اہلِ شہر نے ہمت نہ ہاری۔ اور بڑی دلیری سے مدافعت کرتے رہے۔ مسلسل ایک ماہ تک محاصرہ جاری رہا۔ مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ بالآخر جاسوسوں نے خبر دی کہ جب تک شہر کے مندر کا جھنڈا اپنی جگہ پر قائم ہے اس وقت تک ہندو ہار نہیں مانیں گے۔ کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ جھنڈے کے نیچے بیٹھا ہوا دیوتا برابر ان کی مدد کر رہا ہے۔ محمد بن قاسم نے حکم دیا کہ سنگ باری کر کے جھنڈے کو اڑا دیا جائے۔ جھنڈے کا گرنا تھا کہ ہندوؤں نے حوصلے ہار دیئے اور مسلمان شہر میں فتح و نصرت کے ساتھ داخل ہو گئے۔

**فتح عراق** ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہدِ خلافت میں عراق پر اسلامی فوج کشی کی ابتداء ہوئی۔ اس فوج کے سپہ سالار خالدؓ بن ولید تھے۔ خالدؓ نے عراق کے ایرانی حاکم ہرمز کو شکست فاش دی۔ چند اور معرکے سَر کئے۔ لیکن انہیں ۶۳۴ء میں شام کے محاذ پر روانہ کر دیا گیا۔ خالدؓ کے جانے کے بعد عراق کی فتوحات کا سلسلہ رُک گیا۔ باقی ماندہ نصف فوج کے سردار مثنیٰ بن حارث تھے۔ ایرانیوں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور ایک لشکرِ جرار لے کر آ گئے اور مفتوحہ علاقوں سے مسلمانوں کو نکال دیا۔ مدینہ منورہ سے مسلمانوں کو بھی مزید کمک پہنچ گئی۔ مثنیٰ کی بجائے ابو عبیدہ ثقفیؓ سالار بنا دیئے گئے۔ انہوں نے معرکہ نمارق میں ایرانیوں کو شکست دی لیکن جسر کے معرکہ میں شہید ہوئے۔ اس بربادی کی خبر دربارِ خلافت میں پہنچی تو حضرت عمرؓ نے مثنیٰ کی مدد کے لئے مزید افواج بھیجیں۔ نئی امدادی فوج کے ساتھ مثنیٰ نے بویب کے معرکہ میں ایرانیوں کو شکست فاش دی۔ بویب کی شکست کے بعد ایرانیوں میں کہرام مچ گیا۔ نئی صورتِ حال سے نپٹنے کے لئے ایران

کا مشہور جرنیل رستم ایک لاکھ بیس ہزار فوج لے کر خود آگے بڑھا۔ مثنیٰ مصلحت وقت کے پیشِ نظر عرب کی سرحد پر آ گئے۔ حضرت عمرؓ نے رستم کا مقابلہ کرنے کے لئے سعد بن ابی وقاص کی سپہ سالاری میں ایک تازہ دم فوج روانہ کی۔

آخر محرم ۱۴ھ میں قادسیہ کی فیصلہ کن جنگ ہوئی۔ تین دن کی معرکہ آرائی کے بعد ایرانیوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ اپنے سپہ سالار رستم سمیت تیس ہزار لاشیں میدان میں چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ قادسیہ کی فتح نے عراق کی قسمت کا فیصلہ کر دیا اور چند روز بعد مسلمانوں نے ساسانی سلطنت کے پایۂ تخت مدائن پر قبضہ کر لیا۔ ایرانی شہنشاہ یزدگرد اپنے خاندان سمیت مشرقی سمت بھاگ گیا۔ اور عراق پر مسلمانوں کا قبضہ مکمل طور پر ہو گیا۔

**فتح قسطنطنیہ** - قسطنطنیہ پر پہلا اسلامی حملہ ۵۰ھ میں امیر معاویہؓ کے عہد میں ہوا۔ امیر لشکر سفیان بن عوف ازدی تھے۔ مشہور صحابی ابو ایوبؓ انصاری جن کے ہاں مدینہ میں حضورؐ نے پہلے پہل قیام فرمایا تھا۔ وہ بھی اسی لڑائی میں شہید ہوئے اور وہیں دفن ہوئے۔

اس شہر پر مسلمانوں کے دوسرے حملے کی سکیم ولید بن عبدالملک کے دورِ حکومت کے آخری دنوں میں تیار کی گئی تھی۔ سلیمان نے تخت پر بیٹھتے ہی ۹۶ھ میں فوج روانہ کی۔ مگر حملہ ناکام رہا۔ سردی اور رسد ختم ہو جانے کے باعث مسلمانوں کو بہت سا نقصان اٹھانا پڑا۔ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز نے خلافت قبول کرتے ہی اس فوج کو واپس بلا لیا۔

۱۳۹۶ء میں بایزید اوّل نے اس شہر کا کامیاب محاصرہ کیا جو کئی سال تک رہا۔ یہاں تک کہ ۱۴۰۰ء میں اس کی شرائط تسلیم کر لی گئیں جن میں سے ایک یہ تھی کہ اس شہر میں ترکوں کی اپنی الگ آبادی ہو گی۔ ان کا اپنا قاضی ہو گا اور انہیں مسجد بنانے کی اجازت ہو گی۔ لیکن تیمور لنگ کے حملہ اور بایزید کی گرفتاری کے باعث یہ کام ادھورا رہ گیا۔

۱۴۲۲ء میں سلطان مراد ثانی نے اس شہر پر حملہ کیا اور اہل شہر نے اس سے صلح کر لی۔

بالآخر ۱۴۵۳ء میں سلطان مراد ثانی کے بیٹے سلطان محمد ثانی نے ایک ماہ دس دن تک محاصرہ کرنے کے بعد اسے فتح کر لیا۔

**فتح محمدؒ جالندھری** - مولوی فتح محمدؒ جالندھری مرحوم نے جن کا اصل وطن جالندھر تھا۔ اپنی عمر کا کچھ حصہ لاہور میں گزارا۔ بہت بڑے عالم دین اور اسلامیات کے محقق تھے۔ قرآن پاک کا ترجمہ اور تفسیر ان کی خاص یادگار ہے۔ مبتدیوں اور اسلامی تعلیم کے شائقین کے لئے "الاسلام" نام کی ایک مختصر سی کتاب تحریر کی۔ جو مستند عقائد پر مشتمل ہے اور اسلامی حلقوں میں بڑی مقبول ہے۔ لاہور کے پبلشرز میسرز عطر چند کپور نے ان کی اکثر کتابیں چھپوائیں اور ان میں سے بعض نصابی نصاب میں شامل تھیں۔ تقسیم ملک سے پیشتر مولانا کا انتقال ہوا۔

**فتح مصر** - ملک مصر ۲۰ھ مطابق ۶۴۱ء حضرت عمرؓ فاروق کے زمانۂ خلافت میں فتح ہوا۔ مصر ان ایام میں قیصرِ روم کے ماتحت تھا۔ رومیوں کا زور توڑنے کے لئے حضرت عمروؓ بن العاص نے بڑے اصرار کے ساتھ حضرت عمرؓ کو اس کی تسخیر پر آمادہ کیا۔ اور وہ چار ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہو گئے۔ مقوقس والیٔ مصر فسطاط کے قلعہ میں محصور ہو گیا۔ قلعہ نہایت مستحکم تھا اور مصریوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی۔ اس لئے حضرت عمرؓ نے حضرت زبیرؓ کو دس ہزار فوج کے ساتھ عمروؓ کی امداد کے لئے بھیجا۔ تقریباً سات ماہ کے محاصرہ کے بعد قلعہ فتح ہو گیا اور مقوقس نے صلح کر لی۔

قیصر روم نے ان حالات سے باخبر ہو کر سمندر کے راستے ایک لشکرِ عظیم مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے سکندریہ بھیجا۔ ۲۱ھ میں سکندریہ کا محاصرہ ہوا۔ اس محاصرے نے بھی بڑا طول کھینچا۔ مقوقس نے اپنی قوم یعنی قبطی عیسائیوں کے لئے مسلمانوں سے علیحدہ صلح کر لی۔ اب صرف رومی مقابلہ پر رہ گئے۔ بالآخر سکندریہ فتح ہو گیا۔ سکندریہ اور فسطاط کی فتح کے بعد چند اور چھوٹے چھوٹے معرکے پیش آئے جنہیں سر کر کے اسلامی عساکر سارے مصر پر قابض ہو گئے۔

**فتح مکہ** - ۲۰ رمضان المبارک ۸ھ مطابق

۲ جنوری ۶۳۰ء کو فتح مکہ کا عظیم الشان واقعہ پیش آیا۔ اس کی تاریخی حیثیت یہ ہے کہ حدیبیہ کے معاہدے میں یہ طے پایا تھا۔ کہ قبائل عرب اس امر کے لئے آزاد ہوں گے کہ نبی اکرمؐ اور قریش میں سے جس کے بھی حلیف بننا چاہیں بن جائیں۔ جب اس معاہدہ پر دونوں جانب سے دستخط ہو گئے تو فوراً عرب کے قبیلہ خزاعہ نے اعلان کیا کہ ہم مسلمانوں کے حلیف ہونا پسند کرتے ہیں۔ اور قبیلہ بنو بکر نے کہا کہ ہم قریش کے حلیف بننا چاہتے ہیں۔ اور دونوں قبائل اس طرح الگ الگ دو جماعتوں کے حلیف ہو گئے لیکن تقریباً ڈیڑھ سال بعد دفعتہً بنو بکر نے مسلمانوں کے حلیف قبیلہ بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا۔ اب جب انہوں نے خاص حرم میں پناہ لی تو وہاں بھی انہیں نہ چھوڑا۔ اس لڑائی میں رؤسائے قریش نے علانیہ بنو بکر کی امداد کی اور صلح کا معاہدہ توڑا۔

چنانچہ قبیلہ خزاعہ کے چند سردار حضورؐ کی خدمت میں شکایت لے کر حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کے واقعات سن کر بدلہ لینے کی ٹھانی لیکن پہلے قاصد بھیج کر قریش کے سامنے تین شرطیں پیش کیں۔ اور تیسری شرط یہ تھی کہ اعلان کیا جائے کہ حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ گیا ہے۔" قریش نے جواب میں کہا کہ ہمیں تیسری شرط منظور ہے۔ بعد میں وہ پچھتائے۔ اور ابو سفیان کو تجدید معاہدہ کے لئے سفیر بنا کر مدینہ بھیجا۔ لیکن وہ ناکام واپس آیا۔ ابو سفیان کے جاتے ہی آپ نے مکہ پر چڑھائی کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اور جب تیاریاں مکمل ہو چکیں تو آپ دس ہزار کا لشکر جرار لے کر مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور مرالظہران پہنچ کر آپ نے قیام کیا جو مکہ سے ایک منزل کی مسافت پر واقع ہے۔ قریش کو جب خبر ہوئی کہ مسلمانوں کا امنڈتا ہوا سیلاب سر پر آ پہنچا ہے تو ان کے اوسان خطا ہو گئے۔ ابو سفیان اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ اس کی تحقیق کے لئے نکلا۔ اور مسلمانوں کے لشکر جرار کو دیکھ کر اس پر سخت قسم کی دہشت طاری ہو گئی۔ اسی اثنا میں چند سپاہیوں نے ابو سفیان کو دیکھ لیا اور اس کو گرفتار کر لیا۔ ابو سفیان نے خلاصی کے لئے بہتیری منت سماجت کی۔ لیکن ان سپاہیوں نے اس کی ایک نہ سنی اور فوراً اس کو حضورؐ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

سارے کے سارے مسلمان ابو سفیان کے خون کے پیاسے تھے لیکن حضرت عباسؓ کی درخواست پر حضور صلعم نے کمال شان کریمی سے اسلام کے اتنے بڑے دشمن کو معاف کر دیا۔ اس سلوک کا ابو سفیان پر اتنا گہرا اثر ہوا کہ صبح آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لے آیا۔ حضور صلعم نے اعلان جاری کیا کہ مکہ کا جو شخص ابو سفیان یا حضرت خدیجہؓ کے بھائی حکیم بن حزام کے گھر پناہ لے گا۔ اس کو امان ہے۔ نیز جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے گا یا ہتھیار ڈال دے گا یا خانہ کعبہ میں داخل ہو جائے گا اس کے لئے بھی امان ہے۔ ابو سفیان اس عزت افزائی سے بہت خوش ہوا اور مکہ پہنچ کر اپنی قوم کو اطاعت قبول کر لینے پر آمادہ کیا۔

۲۰۔ رمضان المبارک ۸ھ کو لشکر اسلام فاتحانہ انداز میں قبیلہ وار الگ الگ مکہ کی جانب بڑھتا، مکہ کے عوام نے حضور صلعم کے فرمان کے مطابق امان سے فائدہ اٹھایا اور کوئی مزاحمت نہ کی۔ صرف ایک مقام پر عکرمہ بن ابو جہل اور اس کے ساتھیوں نے تیر مار کر تین مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ حضرت خالدؓ نے جوابی حملہ کر کے قریش کے تیرہ آدمی ہلاک کر دیئے۔ حضور صلعم کو اس حادثہ کا بھی بہت افسوس ہوا۔

فتح مکہ، تاریخ عالم کا ایک بہت بڑا واقعہ ہے۔ جس میں فاتحین کی فیاضی اور عفو عام نے اسلام کے بدترین دشمنوں کو ندامت کے آنسو بہانے پر مجبور کر دیا۔ لوگ بھاگ بھاگ کر حضور صلعم کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے۔ مکہ کے لوگوں کا اسلام لانا سارے عرب کا اسلام لانا تھا۔ چنانچہ فتح مکہ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد عام قبائل عرب مسلمان ہو گئے۔

**فتح یمن۔** ملک یمن کی فتح حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں فتنۂ ارتداد کے سلسلے میں واقع ہوئی۔ یمن میں الاسود نام کے شخص نے دعویٰ نبوت کیا۔ مختلف اسلامی جرنیلوں کی سرکردگی میں البحرین، عمان، حضرموت اور یمن کے علاقوں میں اسلامی مہمات بھیجی گئیں۔ اور نہ صرف فتنۂ ارتداد کی روک تھام ہوئی بلکہ بعض غیر مفتوحہ علاقوں کی تسخیر بھی عمل میں آئی۔

**فتق۔** (Hernia) ورم جو کسی عضو کے آگے کو نکل آنے سے پیدا ہو خصوصاً اعضائے شکم میں سے کسی ایک کا اور بالعموم آنت کے چھلے کا آگے نکل کر

جلد کو ابھار دینا۔ مرد بالعموم اس مرض کا شکار ہوتے ہیں۔ پیدائش سے قبل دورانِ حمل ہی میں مرد کے فوطوں کی گولیاں ایک نالی کی راہ سے فوطوں کے تھیلے میں اُترتی ہیں۔ بعض حالتوں میں پیدائش کے بعد یہ نالیاں کچھ کھلی رہ جاتی ہیں۔ ایسے لوگوں کو فتق میں مبتلا ہونے کا زیادہ خطرہ ہوتا ہے۔ اکثر ذرا سے صدمہ سے یہ نالی جسے پیدائش کے بعد بند ہو جانا چاہیئے تھا آنتوں کے پیچھے نیچے اُتر آنے کا راستہ بن جاتی ہے۔ آنت اُترنے سے نالی کا منہ اور چوڑا ہو جاتا ہے اور بعد میں کھانسنے، وزن اُٹھانے یا ذرا سے بے جا دباؤ پڑ جانے سے فوطے اور زیادہ پھول جاتے ہیں۔ طب کی اصطلاح میں اسے جڈھے کی نالی Inguinal Canal کہتے ہیں۔ اور اس کی راہ سے پیدا ہونے والا فتق جڈھے کا فتق کہلاتا ہے۔ بجانگھ کے تھوڑا نیچے جس جگہ بڑی بڑی شریانیں ران میں داخل ہوتی ہیں ایک اور کمزور مقام ہوتا ہے۔ اس کی راہ سے آنت اُترے تو یہ ران کی ہڈی کا فتق (Femoral Hernia) کہلائے گا۔ اس قسم کا فتق عورتوں میں زیادہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کچھ اور قسم کے فتق بھی ہوتے ہیں جن میں ناف کی طرف آنتیں بڑھ آتی ہیں یا عمل جراحی کے بعد جس جگہ نشتر لگایا گیا تھا اُدھر اعضائے شکم کا کوئی حصہ بڑھ آتا ہے۔ فتق کی خصوصیت یہ ہے کہ کھڑے ہونے کھانسنے یا جسم پر زور پڑنے سے اُبھار محسوس ہوتا ہے اور لیٹ جانے پہ غائب ہو جاتا ہے۔ اس مرض میں آنت کے کٹ جانے یا اپنی جگہ واپس نہ پہنچ سکنے کا خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں آنت کے اندر دورانِ خون میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ اس خطرناک حالت کو اختناقِ فتق (Strangulated Hernia) کہتے ہیں۔ اس کے پیدا ہوتے ہی عمل جراحی کی ضرورت پڑتی ہے تاکہ دورانِ خون بحال کیا جا سکے۔ فتق میں بطور علاج ایک قسم کی پیٹی استعمال کی جاتی ہے یا پھر عمل جراحی کیا جاتا ہے۔ پیٹی یا کمانی استعمال کرنے سے مرض دفع نہیں ہوتا البتہ بچپن میں اگر کافی عرصہ تک پیٹی کسی ہے تو فوطوں کی نالی کو بند ہو جانے کا موقع مل جاتا ہے اور مرض دور ہو جاتا ہے۔ پیٹی کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کے استعمال سے اختناق کا خطرہ دور ہو جاتا ہے اور درد بھی رفع ہو جاتا ہے۔ جب تک پیٹی ٹھیک کسی رہے گی۔ معمولی ورزش وغیرہ بھی بغیر کسی اندیشہ کے کی جا سکتی ہے۔ عمل جراحی میں اس امر کی کوشش کی جاتی ہے کہ نالی جس کی راہ سے آنتیں اُتر آتی ہیں بند کر دی جائے۔ تاکہ بعد میں یہ مرض لاحق نہ ہو۔ یا اس کی ترقی رُک جائے۔

**فتوح البلدان**۔ امام ابوالحسن احمد بن یحییٰ بن جابر البلاذری المتوفی سنہ ۲۷۹ھ کی تصنیف ہے۔ فتوح البلدان عربوں کی فتوحات سے متعلق معلومات کے لئے نہایت قیمتی ماخذ ہے۔ آنحضرت صلعم کی فتوحات سے یہ کتاب شروع ہوتی ہے اور فتوحات شام جزیرہ آرمینیہ، مصر اور مغرب کے ذکر کے بعد عراق، ایران اور سندھ کی فتوحات پر ختم ہوتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ عباسی خلیفہ معتز کی وفات کے بعد ۲۵۵ھ میں البلاذری نے یہ کتاب لکھنا شروع کی، چنانچہ سب سے آخری عباسی خلیفہ، جس کا اس میں ذکر ہے۔ وہ معتز باللہ ہی ہے۔ فتوح البلدان کا اندازِ بیان سادہ ہے۔ واقعات اجمال اور اختصار سے بیان کئے گئے ہیں۔ تاریخی تنقید کے بجائے محض راوی کی صورت اختیار کی گئی ہے۔ لیکن ضمناً بہت سی عمرانی و معاشی باتیں بھی بیان کی گئی ہیں مثلاً عربوں نے کس طرح ظلم و استبداد کے خلاف جہاد کر کے قیصر و کسریٰ کی عظیم الشان سلطنتوں کو پیوند خاک کر دیا اور ایک نئی تہذیب کی بنا رکھی۔ تاریخی، جغرافیائی، ثقافتی، علمی اور ادبی لحاظ سے "فتوح البلدان" آج بھی اہم ماخذ ہے۔ فتوح البلدان کا انگریزی ترجمہ (Origins of the Islamic States) نام کی کتاب کی شکل میں ہو چکا ہے جو دو حصوں میں ہے۔

**فتوح الشام**۔ عہدِ رسالت کے آخری زمانہ میں حضورؐ کے متبنٰی زید بن حارثہؓ تین ہزار کی جمعیت کے ساتھ مقام موتہ پر عیسائی لشکر کا مقابلہ کرنے کے لئے بھیجے گئے۔ زید بن حارثہؓ اس جنگ میں شہید ہوئے اور حضرت خالد بن ولیدؓ بچے کھچے اسلامی لشکر کو لے کر مدینہ واپس آ گئے۔ اس مہم کی غرض دراصل مدینہ منورہ پر بیرونی فوج کشی کو روکنا تھا۔
حضورؐ کے زمانے میں موتہ کی مہم اولین عملی مہم تھی۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فتح شام

کی طرف توجہ مبذول کی۔ آپ کے عہد میں شام کے کئی علاقوں میں اسلامی فوجوں نے فتوحات حاصل کیں۔ پھر فاروقِ اعظمؓ کے زمانۂ خلافت میں حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ کی سرکردگی میں ان مہمات کی تکمیل ہوئی اور شام کا سارا علاقہ اسلامی سلطنت میں شامل ہو گیا۔

**فتویٰ**۔ عربی لفظ، جمع فتاویٰ۔ مذہبِ اسلام میں شرعی رائے جو کسی مفتی کی طرف سے کسی فرد یا عدالت کے استفسار کے جواب میں دی جائے۔ اس رائے پر فرد یا عدالت کے فیصلہ کا انحصار ہوتا ہے۔ فتویٰ سابقہ نظائر کی روشنی میں ہوتا ہے اور اس میں مفتی کی ذاتی رائے کو دخل نہیں ہوتا بلکہ وہ مستند حوالوں پر انحصار رکھتا ہے۔ فتویٰ کی حمایت اور اس کے نفوذ میں اسلامی حکومت یا مملکت کا ہاتھ ہوتا ہے۔ شادی، نکاح، وراثت اور طلاق وغیرہ کے شرعی مسائل میں اس قسم کے فتاویٰ لئے جاتے ہیں۔ مفتی اسلام کے مختلف فرقوں میں مختلف ہوتے ہیں مثلاً حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی مسائل کے مفتی جدا جدا ہوتے ہیں۔ قانونِ مملکت یا مسلّمہ قانونِ شرعی کے پیشِ نظر فتویٰ کے حصول کی اس قدر ضرورت نہیں ہوتی جس قدر کہ ایسے مسائل میں جہاں شرعی اجتہاد کی ضرورت ہوتی ہے۔

**فٹ بال**۔ (Foot-ball) ایک مشہور کھیل ہے۔ اس کو کھیلنے کے دو طریقے ہیں۔ ساکر اور رگبی۔ ہمارے ہاں ساکر رائج ہے۔ اس کھیل میں گیارہ گیارہ کھلاڑی بالمقابل اور آمنے سامنے ہو کر کھیلتے ہیں۔ کھیل کا میدان ۱۰۰ سے ۱۳۰ گز لمبا اور ۵۰ سے ۱۰۰ گز چوڑا ہوتا ہے۔ دونوں طرف دو گول نصب کئے جاتے ہیں جو سطحِ زمین سے ۸ فٹ اونچے ہوتے ہیں۔ گول کے کھمبوں کے درمیان ۸ گز کا فاصلہ ہوتا ہے۔ دونوں جانب کے گول کے عین وسط میں مرکزی خط کھینچا جاتا ہے، اور پنلٹی (Penalty) کی حد گول سے ۱۸ گز کے فاصلہ پر ایک ۴۴ گز طویل متوازی خط کے ذریعے ظاہر کی جاتی ہے۔ گیند ربڑ کی ہوتی ہے جس کا زیادہ سے زیادہ محیط ۲۸ انچ ہوتا ہے۔ اس کے اوپر چمڑے کا ایک غلاف چڑھا کر اس میں ہوا بھر دیتے ہیں اور اس کا منہ تسمے سے باندھ دیتے ہیں۔

ایک جانب کے کھلاڑی فٹ بال کو ٹھوکر مار کر دوسری جانب کے گول کے اندر پھینکنے کی کوشش کرتے ہیں اور ساتھ ہی اپنی مدافعت کی خاطر اپنے گول کیپر کی امداد و اعانت کرتے ہیں۔ ہر کھلاڑی کی اپنی اپنی مخصوص جگہ ہوتی ہے۔ کوئی کھلاڑی گول کیپر کے سوا گیند کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ اور نہ ہی کوئی کسی کو دھکیل سکتا یا پکڑ کر روک سکتا ہے نہ ہی اسے ٹھوکر مار سکتا ہے۔ اگر ایسا کرے گا تو فریقِ مخالف کو "پنلٹی" کا حق دیا جائے گا۔ جب کبھی ایک فریق کی طرف گول ہو جائے تو گیند از سرِ نو میدان کے وسط میں رکھ کر کھیل شروع کیا جاتا ہے۔ یہ کھیل بھی ایک ریفری کھلاتا ہے جس کی اعانت کے لئے دو "سرحدی" (لائن مین) مقرر ہوتے ہیں۔ فٹ بال قدیم زمانے سے کھیلا جا رہا ہے۔ لیکن پہلے یہ کسی خاص قاعدے قانون سے نہیں کھیلا جاتا تھا اور نہ ٹیموں کی تعداد مقرر ہوتی تھی۔ اس طرح کھیل میں اکثر ہنگامے ہو جایا کرتے تھے۔ اس لئے ایڈورڈ دوم (۱۲۸۴ء - ۱۳۲۷ء) سے لے کر ملکہ الزبتھ (۱۵۳۳ء - ۱۶۰۳ء) تک یہ کھیل حکومت کا معتوب رہا۔ لیکن اب یہ کھیل ایک سائنس کی حیثیت سے دنیا کے تمام ممالک میں کھیلا جاتا ہے۔ ۱۸۶۳ء میں فٹ بال ایسوسی ایشن قائم ہوئی جس نے اس کھیل کے اصول و ضوابط مرتب کئے جو کم و بیش آج دنیا بھر میں رائج ہیں۔

**فٹز جیرالڈ**۔ (Fitzgerald) اصل نام وڈبرج تھا۔ سفک کے قریب ۱۸۰۹ء میں پیدا ہوا۔ ابتدائی تعلیم بری سینٹ ایڈمنڈس میں حاصل کی اور پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے کیمبرج میں داخلہ لیا۔ متمول خاندان کا فرد تھا۔ سادہ زندگی فنونِ لطیفہ کے شائق کی حیثیت سے گزاری اور فرانسیسی، یونانی، فارسی اور ہسپانوی کی متعدد کتابوں کے تراجم بھی شائع کئے لیکن یہ کتابیں قارئین کی قدر شناسی کا شکار ہوتی رہیں۔ اس نے خیام کی ان تمام رباعیات کو جو اسے پسند تھیں مسلسل نظم کی شکل میں

مرتب کیا لیکن کسی ادبی جریدہ نے اسے قابلِ اشاعت نہ سمجھا۔ حتیٰ کہ مجبوراً اس نے خود چھاپنے کا بیڑا اٹھایا۔ مگر کتاب طبع ہونے کے بعد بازار میں آئی تو کسی نے پوچھا تک نہیں۔ دو برس بعد ۱۸۶۱ء میں ایک نامعلوم شخص نے یہ کتاب خریدی۔ اسے یہ نظم اتنی پسند آئی کہ اس نے اس کی چند اور جلدیں خرید کر دوستوں میں تقسیم کیں اور عمر خیام کے اس گمنام مترجم کا تذکرہ لندن کے ادبی حلقوں میں شروع ہو گیا۔ اس کے باوجود کتاب پر تبصرے کی نوبت کہیں ۱۸۶۹ء میں آئی اور مترجم کی شہرت کا آغاز ۱۸۷۶ء میں ہوا جب وہ مریض اور عمر رسیدہ ہو چکا تھا۔ اس نے ۱۸۸۳ء میں انتقال کیا۔

**فحاشی** (Debauch Debauching) شہوت یا نفسانی حرص و آز کی عادت جو افراد اور سوسائٹی کو مخرب اخلاق راہوں پر لے جانے کی ذمہ دار ہو۔ فحش گوئی اور فحش روی وغیرہ بھی فحاشی کے زمرے میں آتے ہیں۔

انسدادِ فحاشی کے قوانین کم و بیش تمام مہذب ممالک میں رائج اور نافذ ہیں۔ زناکاری، جوا، عام فسق و فجور، شراب خوری اور غیرہ فحاشی کی فہرست میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔

**فدا علی فدا**۔ اُنیسویں صدی کے آخری دور کے متوسط طبقہ کے شاعر اور ادیب جنہیں نواب کلب علی خاں والئے رامپور کی سرپرستی حاصل تھی۔ ان کا شمار اُن قابل اور لائق اشخاص میں ہوتا ہے جن کی پرورش اور قدر دانی ریاست کرتی تھی۔ نواب کلب علی خاں ۱۲۸۱ھ مطابق ۱۸۶۵ء میں اپنے والد نواب یوسف علی خاں کی جگہ مسند نشین ہوئے تھے۔

**فدائی**۔ وہ شخص جو کسی شخص یا اصول کی خاطر جان دیدے۔ مسلمانوں میں اسمٰعیلیوں کا ایک فرقہ جو حسن بن صباح اور اس کے جانشینوں کے اشارہ پر اپنی جان قربان کر دینے کے واسطے ہر وقت آمادہ رہتا تھا۔ ان لوگوں سے ان کے سربراہ عموماً اس فرقہ کے مخالفین کو ہلاک کرنے کا کام لیا کرتے تھے۔ جو عموماً بااثر سیاسی رہنما یا مذہبی علماء ہی کرتے تھے۔ گرفتار ہو جانے کی صورت میں اُن کو یقیناً جان کا خطرہ ہوتا تھا۔ لیکن فدائی اپنے مرشد کی فرمانبرداری کے مقابلے میں جان کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ اُن کا عقیدہ تھا کہ اس صورت میں وہ جنت کے مستحق ہو جاتے ہیں اور شہادت کا مرتبہ پاتے ہیں۔ ان کو حشیشین بھی کہتے ہیں۔

"فدایانِ اسلام" نام کی جماعتیں بھی مصر، ایران، شام میں موجود تھیں جو سیاسی انقلاب کے لئے سرگرم کار رہتی تھیں۔

**فدک باغ**۔ آنحضرت صلعم جب خیبر کی فتح سے واپس آئے تو محیصہؓ بن مسعود انصاری کو مقام فدک کے لوگوں کے پاس تبلیغ کے لئے بھیجا۔ فدک یہودیوں کے قبضہ میں تھا۔ یہودیوں نے صلح کا پیغام بھیجا اور معاہدۂ صلح میں باغ فدک کی آدھی زمین دینی منظور کی۔ اس وقت سے یہ باغ مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔

باغ فدک کی آمدنی سے حضور صلعم اپنے اخراجات پورے کرتے اور جو بچ رہتا بنی ہاشم کے مستحق لوگوں میں تقسیم فرما دیتے تھے۔ ایک بار حضرت فاطمہؓ نے صدیق اکبرؓ سے یہ باغ مانگا تو آپ نے انکار کر دیا تھا۔ خلفائے راشدینؓ کے زمانہ میں بھی یہ باغ کسی کی ملکیت شمار نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ حضور صلعم کی پیروی میں اس کی آمدنی بنو ہاشم کے لئے وقف تھی۔ لیکن خلیفہ مروان نے عہد حکومت میں باغ فدک کو اپنی جاگیر میں داخل کر لیا۔ حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز نے اپنی خلافت کے زمانہ میں باغ فدک پر بنی امیہ کا قبضہ ختم کر دیا اور اس کی آمدنی حسبِ سابق بنو ہاشم کو ملنے لگی۔

**فدیہ** (۱) کسی مذہبی فروگذاشت کی روپیہ یا مال کے ذریعہ تلافی کرنا (۲) جان بخشی کے عوض جو رقم دی جائے اسے بھی فدیہ کہتے ہیں۔

رمضان کے روزے نہ رکھنے، باوجود استطاعت کے حج نہ کرنے یا اسی قسم کے دیگر مذہبی فرائض ادا نہ کرنے پر بعض خاص صورتوں میں مسلمانوں کو فدیہ دینے کا اختیار دیا گیا ہے۔ اور اس کی تفصیلات بھی درج ہیں مثلاً غلام آزاد کرنا یا مساکین کو کھانا کھلانا وغیرہ۔

سماٹرا اور جاوا میں اگر لوگ نماز قضا کر دیتے ہیں تو اس پر وہ فدیہ دیتے ہیں۔ مشرق اردن اور شام

میں لوگ بچوں اور جائیداد کی حفاظت کے واسطے بطور فدیہ جانور ذبح کرتے ہیں اور مراکش میں لوگ اپنی بخشش اور مغفرت کے لئے "فدوا" کی رسم ادا کرتے اور قرآن خوانی کراتے ہیں۔

جنگ کے زمانہ میں جو لوگ گرفتار ہوتے تھے اُن کو اجازت تھی کہ فدیہ کے طور پر کچھ رقم ادا کر کے آزادی حاصل کر لیں۔ چنانچہ بعض قبائلی علاقوں میں اب تک اس کا رواج پایا جاتا ہے۔

## فرات دریا (Euphrates)

عراق کی سرزمین کو سیراب کرنے والا دریا جس کے کناروں سے کچھ دور کربلا کا واقعہ پیش آیا۔ دریائے فرات کو زمانۂ قدیم سے اہمیت حاصل ہے۔ بلکہ جس طرح انگریز کہتے ہیں کہ ان کی تاریخ دریائے ٹیمز کی تاریخ ہے اسی طرح عراق کی تاریخ اس دریا کی تاریخ ہے کیونکہ اس کے کنارے کئی شوکتوں اور تہذیبوں کے آفتاب طلوع ہو کر غروب ہوئے۔ اس نے بابل، نینوا، کلدانی، شامی تہذیبیں دیکھیں ساسی کے کنارے سکندر مقدونی نے دم توڑا اور یہیں بنی عباس کا مشہور بادشاہ ہارون الرشید سریر آرائے سلطنت رہا۔ مشرقی پاکستان کے سب سے ممتاز شاعر قاضی نذر الاسلام نے بھی اپنی سب سے پہلی نظم اسی دریا کے کنارے قلمبند کی اور اس سے پیشتر صدیوں پہلے یہاں کئی ایک صاحب فن و علم آ کر بسے اور گزر گئے۔

دریا کی لمبائی سترہ سو میل کے قریب ہے۔ مقام قرنا کے قریب اس میں دریائے دجلہ آ ملتا ہے اور دونوں مل کر شط العرب کہلاتے ہیں۔

## فراخدارانہ پالیسی۔ (Liberalism)

وسیع الخیال حکمت جو سوسائٹی کے ارتقاء اور بہبود کے لئے مخصوص ہو اور جس میں سماجی حیثیت کو حتی الامکان محفوظ رکھنے کی کوشش کی جائے۔

نیز حکومت اور مملکت کی وہ پالیسی جس کی رُو سے نظام سلطنت روایتی تعصبات سے بالا اور غیر ملوث ہو۔ فراخدلانہ پالیسی خود غرضی اور جانبداری کے نظریوں سے مستثنیٰ ہوتی ہے اور انہیں درخور اعتنا نہیں سمجھتی۔ کسی ملک میں مخصوص طبقے جو ذہنی آزادی اور وسعت خیال کے علمبردار ہوں فراخدلی کی پالیسی کے پیرو کار خیال کئے جاتے ہیں۔ رجعت پسند طبقوں کے مقابلے پر اس پالیسی کے پیرو کار تمدنی توازن قائم رکھتے ہیں اور سوسائٹی کو انحطاط اور تنزل اور تنگدلی سے محفوظ رکھتے ہیں نیز وہ نظریہ جو حالت اختلاف میں عمومی بہبود کا ضامن اور متکفل ہو۔ فراخدلانہ پالیسی ہی کہلاتا ہے۔

## فراعنۂ مصر۔ (Pharaohs)

فراعنہ فرعون کی جمع ہے جس کے معنی ہیں عالی خاندان۔ غالباً یہ لفظ فراع Phra بمعنی "سورج دیوتا" سے مشتق ہے۔ مصر قدیم کے بادشاہ اپنے نام کے ساتھ یہ لفظ بطور لقب استعمال کرتے تھے۔ تاریخ ہمیں جو معلومات بہم پہنچا سکتی ہے اس سے قرین قیاس یہی ہے کہ شاہان مصر میں سب سے پہلا فرعون سینفیرو (Senfairo) تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ فراعنۂ مصر تخت نشین ہوتے ہی اپنے مقبرہ کی تعمیر کی فکر میں لگ جاتے تھے۔ جو عام طور پر مخروطی (Pyramid) شکل کے ہوتے تھے۔ غزہ (Gizeh) کے مقام پر جو اہرام (Pyramid) واقع ہیں۔ وہ خوفو (Khufu) خفرا (Khafra) اور مینکورا (Menkaura) نے بنوائے تھے۔ خوفو کو چیوپس (Cheops) بھی کہتے ہیں۔ فراعنۂ مصر شاہی خاندان کی لڑکیوں سے ہی شادی کرتے تھے۔

فراعنۂ مصر میں ایک فرماں روا پیپی دوم (Pepi II) تھا جس کا دور حکومت تاریخ عالم میں طویل ترین ہے۔ اس نے چھ برس کی عمر میں سریر آرائے سلطنت ہو کر ۹۴ برس حکومت کی۔ ہتشے پسٹ (Hatshepst) تاریخ عالم کی سب سے پہلی خاتون حکمران ہے۔ سیتی اوّل (Seti I) کے عہد حکومت میں معدنی کانوں کے ایک ضلع کا نقشہ بنایا گیا جو دُنیا بھر کا سب سے پُرانا نقشہ خیال کیا جاتا ہے رمسس دوم (Ramses II) وہ فرعون ہے جس کی لڑکی نے حضرت موسیٰ کی پرورش کی۔ مصر سے یہودیوں کا خروج مرنپتاہ (Merenptah) کے عہد حکومت (۱۲۰۸-۱۱۸۷ ق-م) اور ۱۹۹۰ تا ۱۹۶۰ ق-م کے درمیان ہوا۔

حضرت موسیٰ ایک مصری باشندہ کو قتل کرنے کے

بعد جب مصر سے بھاگ نکلے تھے تو اس وقت رمیسس دوم حکمران تھا اور جب تک وہ زندہ رہا حضرت موسیٰ مصر واپس نہیں آئے۔ (نیز دیکھیے فرعون)

**فراق دہلوی**۔ سید ناصر نذیر فراق دہلوی میر درد کے نواسے تھے۔ ۱۸۶۵ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ عربی فارسی کی تکمیل کے بعد طب کی طرف توجہ کی۔ اور اس میں خاص مہارت پیدا کر لی۔ ان کے والد کے انتقال کے بعد رئیس دھرم پور ضلع بلند شہر نے فراق کو اپنا طبیبِ خاص مقرر کر دیا۔

رئیسِ مذکور کے انتقال کے بعد علی گڑھ کالج کے سفیر کی حیثیت سے بمبئی، بڑودہ اور احمد آباد کا دورہ کرتے رہے۔ یہ کام چھوڑا تو پھر اور کچھ نہ کیا اور اپنے وطن دہلی میں آکر بیٹھ رہے۔ بالآخر ۱۸۔ فروری ۱۹۳۳ء کو دہلی میں ہی انتقال کیا۔

دہلی کی ٹھیٹھ بولی اور محاورات لکھنے میں ان کو کمال حاصل تھا۔ زبان میں غضب کی چاشنی ہے۔ مولوی سید احمد مؤلف "فرہنگِ آصفیہ" فراق کو "سلطانِ زبانِ اردو" کہا کرتے تھے۔ علم و فن کی کوئی کتاب تو نہیں لکھی۔ البتہ قصے کہانیوں کی کتابیں۔ دلی کا آخری دیدار۔ دکن کی پری۔ اور بیگموں کی چھیڑ چھاڑ اپنی یادگار چھوڑی ہیں جو بہت مشہور ہیں۔ ان کی کتابیں لطفِ زبان کے ساتھ دہلی کے آخری دور کے تمدن کی تصویریں بھی پیش کرتی ہیں۔

**فراق گورکھپوری**۔ رگھوپتی سہائے نام۔ فراق تخلص گورکھپور کے رہنے والے ہیں۔

اس وقت اردو کے سب سے بڑے غزل گو شاعر ہیں۔ زبان اور فنِ شعر کے نکات سے بخوبی واقف ہیں۔ غزل میں ان کا خاص رنگ ہے۔ نئی نئی ترکیبیں اور نئے نئے استعارے باندھنے کا آپ کو بہت شوق ہے۔

اردو غزل میں فراق نے نہ صرف مسائلِ حیات کو سمویا ہے۔ بلکہ اس میں جاندار عشق اور زمینی حسن کی شیرینیاں بسا کر بہت بڑے اجتہاد سے کام لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج فراق کی غزل اردو غزل کا نقطۂ عروج سمجھی جاتی ہے۔

فراق کی غزلوں، نظموں، رباعیات اور مضامین کے بہت سے مجموعے چھپ چکے ہیں۔

مدت سے آپ الہ آباد یونیورسٹی میں انگریزی ادب کے پروفیسر ہیں۔

**فرانس** (France)۔ برِاعظم یورپ کے مغربی حصہ میں ایک مشہور ملک ہے۔ اس ملک کے شمال اور مغرب میں بڑے بڑے میدان ہیں۔ وسط میں سطحِ مرتفع ہے جو جنوب مشرق میں بلند ہوتے ہوتے کوہستانِ ایلپس سے جا ملی ہے۔ کئی بڑے دریا فرانس کو سیراب کرتے ہیں۔ دریائے رہون اور ساؤن کا سلسلہ سب سے بڑا ہے۔ گارون، لوائر اور سین بھی بڑے دریا ہیں۔ شمال کے نشیبی زرخیز میدانوں میں انگور اور سبزیوں کی کاشت ہوتی ہے۔ پکارڈی گندم کی پیداوار کے لئے اور بریٹانی جو کے لئے مشہور ہے۔ نورمنڈی میں مویشی پالے جاتے ہیں اور بریٹانی میں مکھن پنیر وغیرہ بڑے پیمانہ پر تیار ہوتا ہے۔ لق و دق وسطی سطحِ مرتفع پر بھیڑیں پالی جاتی ہیں۔ بحیرۂ روم کے ساحلی مقامات پر زیتون اور میوہ جات پیدا ہوتے ہیں۔ مغرب میں اور دور بورڈو کے گرد و نواح میں انگور کی بیلیں بکثرت بوئی جاتی ہیں۔ مغربی ساحل پر لینڈز کے ریگستانی علاقے میں شہتیر اور تارپین پیدا ہوتا ہے۔ بحیرۂ روم کے ساحل پر مچھلیاں، بالخصوص ساڈین مچھلی پکڑی جاتی ہیں۔

خورد و نوش کے سلسلہ میں فرانس کسی دوسرے ملک کا دست نگر نہیں ہے۔ مال برآمد میں اجناس، میوہ جات اور شراب خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ صنعت و حرفت کے کارخانے مشرقی علاقہ میں بہ نسبت دوسرے مقامات کے زیادہ ہیں۔ شمال مشرق میں کوئلے، لوہے کی کانیں ہیں اور یہیں بڑی بڑی ملیں اور کارخانے تعمیر کئے گئے ہیں۔ لورین اور وادیٔ واسگز میں بھی بھاری مصنوعات کے کارخانے ہیں۔ کیونکہ یہاں لوہے کی کانیں موجود ہیں۔ ملیں بھی بجلی ہی سے چلتی ہیں۔ علاقہ لیون سلک کی پیداوار کے لئے مخصوص ہے۔ پیرس کے گرد و نواح میں موٹر کار

کے کارخانے ہیں۔

ملک کا صدر مقام پیرس دریائے سین پر واقع ہے۔ یہاں سے ملک میں ہر طرف ریلیں اور سڑکیں جاتی ہیں۔ پیرس صدیوں سے ادبیات و فنون کا مرکز رہا ہے۔

مارسیلز مشرق و مغرب کے بحری راستے پر ایک مشہور بندرگاہ ہے۔ فرانس کی بیشتر تجارت اس بندرگاہ کی راہ ہوتی ہے۔ چربورگ بحر اوقیانوس کے کنارے کی بندرگاہ ہے۔ بریسٹ اور ٹولون بحری اڈے ہیں۔ لِلی شمال مشرق کے صنعتی اضلاع میں سب سے بڑا شہر ہے۔ ٹولون کے مشرق میں ساحل ریویرا سیاحوں کے لیے جاذبیت رکھتا ہے۔

تاریخ: قرونِ وسطیٰ میں فرانس اور انگلستان کے مابین جنگ صد سالہ جاری رہی۔ ان لڑائیوں میں انگلستان کو اپنے تمام فرانسیسی مقبوضات سے ہاتھ دھونا پڑا۔ سولھویں صدی میں تجدید مسیحیت کی تحریک کے زیر اثر فرانس میں خانہ جنگیاں رہیں۔ بالآخر شہنشاہیت برسرِ اقتدار آئی۔ بادشاہ لوئی چہاردہم کے زمانہ میں یہ بام عروج پر تھی۔ اس کے بعد برطانیہ سے سمندر پار کے مقبوضات اور نوآبادیات کے سلسلے میں طویل کشمکش رہی جس کی وجہ سے ملک کا خزانہ خالی ہو گیا اور اقتصادی بدحالی نے اٹھارویں صدی کے اختتام پر زبردست انقلاب کی شکل اختیار کر لی۔ جس نے شہنشاہیت کا خاتمہ کر دیا۔ اس ہنگامہ میں فرانس میں نپولین بوناپارٹ کا بول بالا ہوا۔ جس کی فتوحات کا سلسلہ بالآخر برطانوی جنرل ولنگٹن نے ختم کیا۔ اس کے بعد پھر شہنشاہیت بحال کر دی گئی جو سنہ ۱۸۴۸ء تک قائم رہی۔ پھر لوئی نپولین پریذیڈنٹ بن گیا لیکن بعد میں شہنشاہ کا لقب اختیار کر کے اس نے سنہ ۱۸۷۰ء میں پروشیا کے خلاف ایک ناکام جنگ لڑی۔ لورین کا علاقہ فرانس کے ہاتھ سے نکل گیا لیکن پہلی عالمگیر جنگ کے بعد یہ پھر اسے واپس مل گیا۔ دوسری جنگ عظیم میں جرمنی نے بہت جلد فرانس کو مغلوب کر لیا اور یہ ملک ہتھیار ڈال دینے پر مجبور ہو گیا۔ لیکن جنرل ڈی گال نے لڑائی جاری رکھنے کے لیے ایک عارضی کمیٹی کی تشکیل کر لی۔ اس نے فرانسیسی شمالی افریقہ میں حکومت قائم کر کے جرمنی کے خلاف اپنی کوششوں کو جاری رکھا۔ یہاں بھی سنہ ۱۹۴۲ء میں جرمنی کا قبضہ ہو گیا۔ لڑائی کے بعد کے انتخابات میں جنرل ڈی گال مختلف سیاسی جماعتوں کو ایک مرکز پر لانے میں ناکام رہا اور اس نے استعفا دیدیا۔ سنہ ۱۹۴۶ء میں ملک میں ایک نیا دستور نافذ ہوا۔ جس میں چوتھی بار جمہوریت کی تجدید کا اعلان ہوا۔ لیکن اس جمہوریت کو بھی سیاسی استحکام نصیب نہ ہو سکا۔ آئے دن وزارتیں بدلتی رہتی تھیں۔ سنہ ۱۹۵۸ء میں حالات اور بھی بدتر ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی الجیریا میں مقیم فرانسیسی فوجوں نے بغاوت کر دی اور جنرل ڈی گال کو برسرِ اقتدار لانے کا مطالبہ کیا۔ بالآخر حکومت کی باگ ڈور جنرل ڈی گال کے سپرد کر دی گئی اور انہوں نے پرانا آئین منسوخ کر کے ملک میں نیا آئین نافذ کیا جس کی رو سے صدر کو ایک حد تک مطلق العنان اختیارات حاصل ہیں۔ (نیز دیکھو مقالہ بفرانس)

## فرانسیسی سوڈان (French Sudan)

سوڈان کی ایک فرانسیسی نوآبادی جس کا رقبہ ۳۵۰۰۰۰ مربع میل اور آبادی ۳۵۷۶۰۰۰ ہے اس کا دار الحکومت باماکو Bamako ہے۔ یہ فرانسیسی خطہ تہذیب و تجارت میں ابھی پسماندہ ہے۔

**فرانسیسی کیمرون**۔ کیمرون جنوبی افریقہ کا وہ علاقہ ہے جو نائیجیریا اور فرانسیسی استوائی افریقہ کے درمیان پھیلا ہوا ہے۔ اس کا ساحل خلیج گنی تک چلا گیا ہے۔ ۱۸۸۴ء سے ۱۹۱۶ء تک یہ علاقہ جرمن نوآبادی تھا۔ ۱۹۱۶ء میں اتحادیوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ لیگ آف نیشنز (مجلس اقوام عالم) کی ہدایت پر اس کا بہت بڑا حصہ فرانس کے زیر انتداب دے دیا گیا جنوبی علاقہ کا ایک حصہ اور نائیجیریا کی شمالی سرحد برطانیہ کی تحویل میں دے دی گئی۔ برطانیہ کے زیر انتداب علاقہ کا رقبہ ۳۴ ہزار مربع میل اور ۱۹۴۰ء کی مردم شماری کے مطابق آبادی سوا نو لاکھ کے قریب ہے۔

فرانسیسی کیمرون کا رقبہ ۱۶۶۴۸۹ مربع میل اور ۱۹۴۸ء کے اندازے کے مطابق آبادی ۳۵۱۹۶۲۳ ہے۔ جس میں سے تین ہزار افراد یورپی ہیں۔ دار الحکومت یونڈے ہے۔ کیمرون کا نظم و نسق فرانسیسی ہائی کمشنر

کے ہاتھ میں ہے۔ ملک میں ایک مجلس قانون ساز ہے جو ۴۰ نمائندوں پر مشتمل ہے۔ ان میں سے ۱۶ فرانسیسی باشندوں اور ۲۴ مقامی باشندوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ انتظامی مقاصد کے لئے ملک ۱۴ علاقوں اور ۵۱ سب ڈویژنوں میں منقسم ہے۔ ملک کی معیشت کا زیادہ تر دارومدار زراعت پر ہے۔ زرعی پیداوار میں کافی، چاول، مکئی، کپاس، مونگ پھلی، بادام اور تمباکو خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ معدنیات میں ٹن اور سونا شامل ہیں۔ فرانس نے اس علاقے کو جنوری ۱۹۶۰ء میں آزادی دینے کا وعدہ کیا۔

## فرانسیسی گرہ۔ (French Knots)

کشیدہ کاری میں یہ گرہیں پھولوں کا درمیانی حصہ بناتے وقت، نیز پس منظر کو پُر کرنے کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔ جس جگہ یہ گرہ لگانا ہو وہاں سے دھاگے کو کپڑے میں سے گزار دیجئے۔ بائیں انگوٹھے اور انگشتِ شہادت سے دھاگے کو تانے رہیئے۔ پھر اسے سوئی کے گرد ایک دو مرتبہ موڑ لیجئے اور جس جگہ گرہ بنانا ہو وہاں سوئی گھسا دیجئے اور اسے دوسری گرہ کے مقام پر باہر نکالئے۔ جب تک سارا دھاگا باہر نہ نکل آئے اسے مضبوطی سے پکڑے رہیئے۔

## فرانسیسی مغربی افریقہ۔ (French west Africa)

اس میں سینیگل، فرانسیسی گنی، آئیوری کوسٹ، ڈہومی، فرانسیسی سوڈان، ماریطانیہ، نائجر اور بالائی وولٹا کے علاقے شامل ہیں۔ رقبہ ۱۸۱۶۰۰۰ مربع میل اور آبادی ۱۶۰۰۰۰۰۰ افراد ہے۔ حکومت کا صدر مقام "ڈاکر" ہے۔

## فرانسیسی ہند چینی (French Indo - China)

یہ علاقہ جنوب مشرقی ایشیا میں واقع ہے۔ چاول، عمارتی لکڑی اور ربڑ یہاں کے مشہور مال برآمد ہیں۔ جست، ٹین اور فاسفورس کے مرکبات کی کانیں یہاں موجود ہیں۔ سیاسی اعتبار سے یہ ایک وفاقی سلطنت تھی جس میں ویت نام اور لاؤس کے علاقہ جات اور کوچین شامل ہیں۔ ۱۹۵۴ء میں یہ ممالک آزاد ہو چکے ہیں۔

## فرانکو (Francisco Franco)

ہسپانیہ کا موجودہ آمر (Dictator) ۱۸۹۲ء میں پیدا ہوا۔ ۱۹۳۶ء میں جب کہ وہ ہسپانوی مراکش میں سپہ سالار افواج تھا اس نے ۱۸ جولائی ۱۹۳۶ء کو فوجی بغاوت کا آغاز کیا جو جلد ہی خانہ جنگی کی صورت اختیار کر گئی۔ اس بغاوت کی قیادت اصل میں جنرل سانجر جو (Sanjurjo) کو سونپی گئی تھی مگر وہ اچانک ایک ہوائی حادثہ میں مارا گیا اور جنرل فرانکو کو اس کی جگہ زمام کار اپنے ہاتھوں میں لینا پڑی۔ اس وقت سے اب تک فرانکو ہسپانیہ کا آمر مطلق ہے۔

## فرائڈ۔ (Sigmund Freud) (۱۸۵۶ء۔ ۱۹۳۹ء)

یہودی النسل آسٹرین ماہر نفسیات جس نے علم نفسیات کے ذریعہ علاج معالجہ کی طرح ڈالی۔ اس موضوع پر اس کی پہلی کتاب ۱۸۹۵ء میں شائع ہوئی۔ ۱۹۳۸ء میں وہ نازیوں کے مظالم سے بچنے کی خاطر انگلستان بھاگ آیا اور اپنی وفات تک وہیں مقیم رہا۔ کارل یونگ (۱۸۷۵ء۔) اور الفریڈ ایڈلر نے (۱۸۷۰ء۔ ۱۹۳۰ء) جو پہلے فرائڈ کے شاگرد رہ چکے تھے۔ اس کے بعض نظریات کو غلط یا مبالغہ آرائی پر محمول قرار دیا اور ان لوگوں نے فرائڈ کے نظریات سے قطع نظر دو اور مکتبہ ہائے فکر کی بنیاد رکھی ہے۔ مگر یہ واقعہ ہے کہ نفسیاتی عوارض کے معالجہ کے لئے جس حد تک فرائڈ کے نظریات اور اس کے طریق ہائے کار فائدہ مند ثابت ہوئے ہیں اس قدر ان ہر دو مذکورہ اصحاب کے خیالات مفید نہیں نکلے۔ اس لئے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ فرائڈ کا طریق علاج اور اس کے نظریات درست ہیں۔ اور اس کے مخالفین کے نظریات زیادہ تر غلط موشگافیوں کے آئینہ دار ہیں۔

**فرحت اللہ بیگ** - مرزا فرحت اللہ بیگ ۱۸۹۶ء میں بمقام دہلی پیدا ہوئے۔ آپ کے آباؤ اجداد اٹھارویں صدی کے آخر میں بدخشاں سے ہندوستان آئے اور دہلی میں آکر مقیم ہو گئے۔ بعد میں خاندان کے سب افراد حیدر آباد (دکن) چلے گئے۔

آپ کی ابتدائی تعلیم گورنمنٹ سکول میں ہوئی۔ پھر ۱۹۰۷ء میں مشن کالج سے ایم۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ عربی میں آپ کے استاد مولوی نذیر احمد مرحوم تھے۔ تعلیم ختم کر کے حیدر آباد میں ملازمت اختیار کر لی اور ترقی کرتے کرتے وہاں کی ہائیکورٹ کے جج ہو گئے۔

آپ نے زبان اردو میں لطیف مزاحیہ نگاری (Light Humour) کی کمی کو محسوس کر کے اسے پورا کرنے کی کوشش کی اور مضامین فرحت کے نام سے ایک سلسلہ جاری کیا۔ جو اب کتابی صورت میں چھپ چکا ہے۔

آپ نے شاعری کے میدان میں بھی جولانی دکھائی ہے۔ اور میری شاعری کے نام سے ایک دیوان طبع ہو چکا ہے۔ ۱۹۴۷ء میں آپ کا انتقال ہوا۔

مرزا صاحب کا طرز تحریر سادہ اور پُر لطف ہوتا تھا۔ آپ جو زبان لکھتے وہ بہت رسیلی ہوتی۔ بیجا تکلفات سے ان کو سخت نفرت تھی۔

**فرحت عباس** - الجزائر کی آزاد حکومت کے وزیر اعظم۔ ان کو بہت ٹھنڈے دل و دماغ کا آدمی سمجھا جاتا ہے۔ فرانسیسی زبان پر عبور حاصل ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ بڑے طویل عرصے تک الجزائر کے ان مسلمانوں کی رہنمائی کرتے رہتے ہیں جو فرانسیسیوں کے حامی تھے۔ یہ بہت پہلے کی بات ہے۔ جب الجزائر کی حریت پسندوں کی فرانسیسی حکومت کے ساتھ مفاہمانہ سمجھوتے کی تمام کوششیں ناکام ہو گئیں اور ۱۹۵۴ء میں آزادی کے رہنماؤں نے علم بغاوت بلند کیا۔ تو وہ بھی محاذ آزادی میں شامل ہو گئے۔ ان کی عمر اس وقت ۶۰ برس کے لگ بھگ ہے۔ موصوف کی بیوی فرانسیسی ہیں۔ گزشتہ دو برس سے وہ سوئٹزرلینڈ میں مقیم تھے لیکن تحریک کی رہنمائی کے سلسلے میں قاہرہ، نیویارک اور جنوبی امریکہ تک کے دورے کرتے رہے ہیں۔ ان کی حکومت کا صدر مقام قاہرہ میں ہے۔

**فرخ، عمر اے** - لبنان کے ماہر تعلیم ہیں۔ ۱۹۰۰ء میں پیدا ہوئے۔ بیروت کی امریکن یونیورسٹی کے علاوہ برلن، لیپزگ اور ارلانگن کی یونیورسٹیوں سے بھی تعلیم حاصل کی۔

پہلے بنیادی کالج بیروت میں اسلامی فلسفہ اور عربی ادب کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ پھر بغداد کے ہائی ٹریننگ سکول میں بھی پڑھاتے رہے۔ تین چار سال دمشق کی شامی یونیورسٹی میں مسلم سپین کی تاریخ کے پروفیسر بھی رہے۔

آپ لبنانی نیشنل کمیٹی کے ممبر ہیں۔ یونسکو کا جو اجلاس ۱۹۴۸ء میں بیروت کے مقام پر منعقد ہوا تھا آپ اس میں شامل ہونے والے لبنانی وفد کے رکن تھے۔

آپ بہت سی کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ جن میں چند ایک حسب ذیل ہیں:-

ابو نواس - سائنس اور فلسفہ میں عربی ذہانت کا حصہ - اسلام میں تصوف - یونانی فلسفہ کا عربی میں نفوذ - اسلامی فقہ میں خاندان کا تصور وغیرہ وغیرہ۔

**فردوسی** - ملک فارس کا ایک مشہور رزمیہ نگار شاعر۔ اس کا اصل نام ابوالقاسم منصور ابن اسحاق تھا۔ اس کا والد اسحاق زمیندار تھا اور حاکم طوس کے "چادر باغ" نامی میں ایک باغبان تھا۔ فردوسی وہیں بڑھا اور جوان ہوا۔ اس لئے اس کو طوسی کہتے ہیں۔ فردوسی وہیں مقیم تھا کہ اس کو خبر پہنچی کہ سلطان محمود غزنوی قدیم شاہان کے حالات کو نظم کرانا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس نے دربار میں رسائی حاصل کر کے قصیدہ پیش کیا۔ محمود سلطان بہت خوش ہوا۔ اور فی شعر ایک اشرفی انعام کا وعدہ کر کے شاہنامہ کی تحریر پر مقرر کیا۔ فردوسی نے تیس یا پینتیس برس میں ساٹھ ہزار شعر لکھ کر پیش کئے لیکن سلطان کے حسن میمندی وزیر نے اشرفی کی جگہ روپیہ ادا کیا۔ فردوسی کو بہت رنج ہوا اور وہ روپیہ وہیں غربا میں تقسیم کر کے وہاں سے بھاگ نکلا اور سلطان محمود کی ہجو لکھ کر دل کا بخار نکالا۔ چند روز بعد محمود کے سامنے کسی نے فردوسی کا ایک شعر پڑھا۔ اور اثنائے گفتگو میں محمود کو پتہ چلا کہ فردوسی کے ساتھ بہت ظلم ہوا ہے۔ چنانچہ اس نے پوری رقم طوس روانہ کی۔ لیکن جب رقم لے کر پہنچے تو اس کا

جنازہ نکل رہا تھا۔

فردوسی میں حب الوطنی کا جذبہ حد سے زیادہ تھا۔ اگرچہ اس کا نام خالص عربی تھا اور وہ مذہب کا پابند تھا۔ لیکن عربوں سے بحیثیت قوم نفرت کرتا تھا چنانچہ عربوں کے زمانہ جہالت کا اسلام کے سنہری زمانہ سے یوں مقابلہ کرتا ہے :-

ز شیر شتر خوردن و سوسمار ٭ عرب را بجائے رسیدست کار
کہ تخت کیاں را کنند آرزو ٭ تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

فردوسی ایک فطرت نگار شاعر تھا۔ ہر صنف شعر پر قادر تھا۔ اس کو حالات کے تحت مثنوی میں اپنا زور دکھانا پڑا۔ اس میں بھی اس کا درجہ نہایت بلند ہے۔ عربی کے الفاظ شاذ و نادر استعمال کرتا ہے۔ اور اپنی تمام ضروریات شعری اپنی مادری زبان میں پوری کر لیتا ہے۔ جو قصیدہ اس نے سلطان محمود غزنوی کے دربار میں رسائی کے وقت پیش کیا۔ اس کے دو شعر ملاحظہ ہوں۔

ز یزداں بر شاہ باد آفریں ٭ کہ نازد برو تخت و تاج و نگیں
جہاندار محمود شاہ بزرگ ٭ بہ آبشخور آرد ہمے میش و گرگ
ز کشمیر تا پیش دریائے چیں ٭ برو شہریاراں کنند آفریں
چو کودک لب از شیر مادر بشست ٭ بگہوارہ محمود گوید نخست

جس شعر پر سلطان محمود نے دوبارہ رقم بھجوائی وہ یہ تھا:-

وگر جز بکام من آید جواب ٭ منم رستم و گرز و افراسیاب

جب لڑائیوں کا نقشہ کھینچتے تو لفظ بھی لڑائی کرتے نظر آتے۔ اور آواز بھی لڑائی ہی کی نکلتی۔

بروز نبرد آں یل ارجمند ٭ بہ تیغ و بخنجر بگرز و کمند
برید و درید و شکست و ببست ٭ یلاں را سر و سینہ و پا و دست

یہ تو رزم کی بات ہے۔ بزم میں بھی رزم کا نقشہ نہایت مختصر الفاظ میں کھینچ دیتا ہے۔

چوں یک نیمہ از تیرہ شب درگذشت ٭ شب آہنگ بر چرخ گرداں بگشت
پئے مشورہ مجلس آراستند ٭ نشستند و گفتند و برخاستند

سلطان محمود کے خلاف جو ہجو لکھی۔ اس کے پہلے شعر میں ایک آہ کھینچتا ہے اور پھر قلم کا وہ زور دکھاتا ہے کہ الاماں! اس کے سننے سے آدمیوں کے دل دہل جاتے ہیں۔ چند شعر ملاحظہ ہوں ؎

ایا شاہ محمود کشور کشا ٭ ز کس گر نترسی بترس از خدا
یکے بندگی کردم اے شہریار ٭ کہ ماند ز تو در جہاں یادگار
بنا کردم از نظم کاخ بلند ٭ کہ از باد و باراں نیابد گزند

بسے رنج بردم بدیں سال سی ٭ عجم زندہ کردم بدیں پارسی
ہر آں کس کہ شاہنامہ خوانی کند ٭ اگر زن بود پہلوانی کند
چو بر باد دادند رنج مرا ٭ نہ بد حاصلے سی و پنج مرا
پرستار زادہ نیاید بکار ٭ وگر چہ بود زادہ شہریار
اگر شاہ را شاہ بودے پدر ٭ بسر بر نہادے مرا تاج زر
اگر مادر شاہ بانو بدے ٭ مرا سیم و زر تا بزانو بدے
درختے کہ تلخ است ویرا سرشت ٭ گرش بر نشانی بباغ بہشت
ور از جوئے خلدش بہنگام آب ٭ بہ بیخ انگبیں ریزی و شہد ناب
سرانجام گوہر بکار آورد ٭ ہماں میوہ تلخ بار آورد

فردوسی رزم نگار ہے اور جب حسن کی تعریف کرتا ہے تو لوازمات کو آلات جنگی ہی سے تشبیہ دیتا ہے۔ رستم کی بیوی کا حال لکھتا ہے ؎

لباں از طبرزد۔ زباں از شکر ٭ دہانش مرصع ز لعل و گوہر

یہ تو درست ہے لیکن اس سے اگلا شعر ملاحظہ ہو ؎

دو ابرو کمان و دو گیسو کمند ٭ زبانش چو خنجر۔ بالش چو قند

یہ تو خیر ایک جرنیل کی بیوی تھی اور دیکھئے :-

بہ نرگس گل ارغواں را بخست ٭ کہ بیمار بد نرگس و گل درست

اور ملاحظہ ہو :-

یکے دخترے داشت خاقاں چو ماہ ٭ کجا ماہ دارد دو چشم سیاہ
میان چشمش یکے خال بود ٭ کہ چشم خودش ہم بدنبال بود
بہم بستہ مو را بصد پیچ و تاب ٭ گرہ دادہ شب را بر آفتاب

## فرڈی ننڈ (Ferdinand the Catholic)

(۱۴۵۲-۱۵۱۶ء) ہسپانیہ کا ایک فرمانروا جس کے عہد میں (۱۴۹۲ء) کولمبس نے امریکہ دریافت کیا۔ فرڈی ننڈ نے ۱۴۶۹ء میں کیسٹیل کی حکمران ملکہ ازابیلا سے شادی کی۔ جس کے باعث کیسٹیل، ارا گون، سسلی اور نیپلز کے علاقے اس کے زیر تسلط آ گئے۔ ان دونوں حکمرانوں کا مشترکہ دور حکومت ہسپانیہ کی تاریخ کا ایک سنہری دور ہے۔ ۱۴۹۲ء میں کولمبس نے ہسپانوی اخراجات پر دریافت امریکہ کے لئے بحری سفر انجام دیا۔ اسی سال فرڈی ننڈ نے یہودیوں کو ہسپانیہ سے نکال دیا۔ اور مسلمانوں کی عظمت کے چراغ کو گل کر دیا۔ (۱۵۰۰-۱۵۰۱) میں فرڈی ننڈ نے تسخیر نیپلز میں فرانس کا ساتھ دیا۔ اس کے ۳ سال بعد وہ نیپلز پر اپنا واحد تسلط قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ۱۵۱۲ء میں اس نے نوارے (Navarre) کو فتح کر کے تمام ہسپانیہ پر غلبہ پا لیا۔ فرڈی ننڈ ایک

قابل اور ہوش مند حکمران تھا۔ اس کے علاوہ وہ اعلیٰ پایہ کا جرنیل اور منتظم بھی تھا۔ مگر ان خوبیوں کے ساتھ ساتھ اس میں ایک نقص بھی تھا کہ وہ اپنے مقاصد کے حصول کی خاطر اخلاقی قدروں کو نظر انداز کر دیتا تھا۔

**فرشتہ** (ملک) ابراہیمی مذہب کے مطابق وہ آسمانی قاصد جو خالق اور بنی نوع انسان کے مابین یا آسمان اور زمین کے درمیان، رابطہ قائم رکھتے ہیں۔ کام کی نوعیت کے لحاظ سے ان کی بھی تقسیم کی گئی ہے مثلاً حضرت جبرائیل نامہ و پیام دینے والوں کے سردار ہیں۔ ان کو روح الامین اور عقل کل بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ انبیائے کرام کو تمام ضروری آسمانی واقفیت بذریعہ وحی پہنچاتے ہیں۔ اپنے عہدے کے لحاظ سے حضرت جبرائیل کل فرشتوں کے سردار مانے جاتے ہیں۔ اسی طرح حضرت عزرائیل موت اور وفات کے کام پر مامور ہیں حضرت میکائیل خوراک و پرورش کے ذمہ دار ہیں۔ منکر اور نکیر قبر کے عذاب پر مقرر ہیں اور اسرافیل روز قیامت کو صور یعنی کرنا بجا کر دنیا کے خاتمہ کا اعلان کریں گے۔ فرشتوں کے وجود پر صرف اہل اسلام، یہود اور نصاریٰ کا ہی ایمان نہیں۔ بلکہ ہندو مت بھی ان کے وجود کو تسلیم کرتا ہے۔ چنانچہ یم دوت موت کا فرشتہ ہے۔ اور دوت عام فرشتوں کو کہتے ہیں۔ یہ تمام فرشتے بااختیار تسلیم کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ بعض دفعہ ان سے دعائیں اور التجائیں بھی کی جاتی ہیں۔

فرشتوں کی پیدائش نوری ہے یعنی یہ مخلوق نور سے وجود میں آئی۔ ابلیس یعنی شیطان ایک جن تھا۔ جو خدا کی نافرمانی کے باعث رد کر دیا گیا۔ اور اب ہر کوئی اس پر لعنت بھیجتا ہے۔

**فرشتہ** (مؤرخ) (۱۵۷۰-۱۶۱۱) ایک ایرانی مؤرخ جو بحیرہ اسود کے کنارے استر آباد کے مقام پر پیدا ہوا۔ محمد قاسم فرشتہ اوائل عمر میں ہی اپنے باپ کے ہمراہ ہندوستان آ گیا۔ جہاں وہ پہلے مرتضیٰ نظام شاہ والی احمد نگر کے پاس اور بعد ازاں بیجاپور کے دربار میں رہا۔ اس نے "ہندوستان میں مسلمانوں کے عروج و زوال" کی تاریخ لکھی ہے۔ جسے تلمبند کرنے پر اس کے ۴۰ سال صرف ہوئے۔ یہ کتاب ۱۶۰۹ء میں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ "تاریخ فرشتہ" ایک مستند تصنیف خیال کی جاتی ہے۔

**فرصت**۔ محنت اور مشقت کے بعد فرصت ضروری ہے۔ انسان صرف محنت اور مشقت کے لئے پیدا نہیں ہوا۔ چنانچہ جب کبھی مشقت سے اسے فرصت ملتی ہے۔ اس کی فطری بشاشت عود کر آتی ہے مسلسل انسانی ترقی نے لمحات فرصت کی قدر و قیمت کو واضح کر دیا ہے۔ آج کل جو فرصت زیادہ تر بے روزگاری اور غربت کے سبب ہے۔ اسے فرصت کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ لمحات فرصت میں انسان اپنی فالتو توانائی صرف کرتا ہے۔ کسی ماہر عمرانیات نے ابھی تک کسی قوم کے لمحات فرصت کو نہیں ناپا۔ بقول جولیس ہکسلے (Julius Huxley) جاندار زیادہ کام کرتے ہیں اور کھیلتے کودتے کم ہیں۔ کھیل کود زیادہ تر عقل مند جانداروں کا کام ہے۔

موجودہ مشینی دور میں محنت اور مشقت کو اوقات میں تقسیم کر کے لمحات فرصت کو مخصوص کر دیا گیا ہے۔ جدید زمانے کے محنت کش انسان کے لئے روزانہ، ہفتہ وار اور ماہوار فرصت کے اوقات ایسے ہی ہیں۔ جس طرح روزانہ روٹی کھانا۔

انسان فطری طور پر بڑا محنتی اور چابک دست واقع ہوا ہے۔ لیکن وہ مسلسل ایک کام کرتے رہنے کو پسند نہیں کرتا۔ اس لئے فرصت اس کے نزدیک سستی کا نام نہیں، بلکہ اپنے آپ کو دوسرے مشاغل میں منہمک کر دینے کا ذریعہ ہے۔ ورزش، کھیل، تماشے، جلسے، ملاقات، خورد و نوش، گپ شپ، سیر و سیاحت، فنون لطیفہ، سائنسی تحقیقات اور تجربات، مطالعہ کتب وغیرہ، اوقات فرصت کے مختلف مشاغل ہیں۔ صحت مند فرصت کا حصول قومی زندگی کے ارتقاء کے لئے ازبس ضروری ہے۔

**فرض**۔ وہ خدائی احکام جن کا ماننا ضروری ہے اور جن کے کرنے سے ثواب اور نہ کرنے سے عذاب ہوگا یا وہ کام جن کے کرنے کا قرآن پاک میں صاف طور پر ذکر ہے۔ اس کے مقابلے میں واجب وہ احکامات

ایسی ہیں جن کا صریحی طور پر ذکر نہیں لیکن جن کو فقیہوں نے فرض ہی کی طرح ضروری سمجھا ہے۔ امام شافعیؒ اور دوسروں کے نزدیک فرض اور واجب ہم معنی الفاظ ہیں لیکن امام ابوحنیفہؒ نے اس میں فرق کیا ہے۔ فرض کی دو قسمیں کی جاتی ہیں۔ (۱) فرض العین جس کی ادائیگی ہر شخص پر لازمی ہے اور (ب) فرض کفایہ کہ اگر مسلمانوں کی معتدبہ تعداد اس کام کو کر لیتی ہے تو فرض سب کی طرف سے ادا ہو جاتا ہے ورنہ سب گنہگار ہوتے ہیں مثلاً جہاد۔ مذہبی فرائض کے علاوہ انسان پر معاشرتی اخلاقی اور ملکی فرائض بھی عائد ہوتے ہیں۔ جن کی پابندی قانون اور معاشرت کی رو سے لازمی ہے۔

فرض سے مراد عام طور پر ایسے مشاغل سے بھی لی جاتی ہے جن کی سرانجام دہی انسان کا شب و روز کا کام ہوتا ہے۔

## فرعون

**فرعون۔** (Pharaoh) مصر کے قدیم بادشاہوں کا لقب ہے جو عمالقہ خاندان سے تھے۔ تاریخ میں کئی فرعونوں کا ذکر ہے۔ لیکن قرآن پاک میں صرف اسی فرعون کا ذکر ہے جس کے مقابلہ اور ہدایت کے واسطے حضرت موسیٰؑ مبعوث ہوئے تھے۔ اس نے بنی اسرائیل کو غلام بنا لیا تھا جن سے بیگار کا کام لیا جاتا تھا۔ اس کے نجومیوں نے پیشین گوئی کی تھی کہ اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو اس کی سلطنت کو برباد کر دے گا اس نے حکم دے دیا تھا کہ جو لڑکا پیدا ہو اس کو قتل کر دیا جائے۔ اس کی بیوی کا نام آسیہ تھا جس نے حضرت موسیٰؑ کو پرورش کیا۔ ہامان اس کا وزیر اور قارون مشیر خاص تھا۔ خود حضرت موسیٰؑ کے والد عمران بھی اس کے ہاں عہدہ دار تھے۔ اس نے ہامان کو ایک برج بنانے کا حکم بھی دیا تھا جس پر چڑھ کر وہ موسیٰؑ کے خدا سے جنگ کر سکے۔ حضرت موسیٰؑ کے مقابلے میں اس کے جادوگروں کو شکست ہوگئی اور وہ مسلمان ہو گئے تو وہ بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے نکلے۔ فرعون نے تعاقب کیا مگر مع لشکر کے دریا میں غرق ہو گیا۔ خدا تعالیٰ نے اس کی لاش کو محفوظ رکھا۔ جو اب قاہرہ کے عجائب گھر میں موجود ہے۔ اس کو "ذوالاوتاد" بھی کہا جاتا ہے۔

(نیز دیکھیو فراعنہ مصر)

## فرغانہ

**فرغانہ۔** وسطی ایشیا کا روسی علاقہ جو ازبکستان میں واقع ہے۔ ہندوستان میں خاندان مغلیہ کا سنگ بنیاد رکھنے والا شہنشاہ ظہیرالدین بابر اسی علاقہ کا رہنے والا تھا۔ اس علاقہ کا رقبہ ۶۰ ہزار مربع میل اور آبادی ۶ لاکھ کے قریب ہے۔

## فرقان

**فرقان۔** قرآن پاک کو کہتے ہیں۔ بعض مسلمانوں کے نزدیک اس کا اطلاق قرآن پاک کے علاوہ دیگر آسمانی کتابوں پر بھی ہوتا ہے۔ اس لفظ کے اصل معنی فرق کرنے والا، یا جدا کرنے والا ہیں۔ چونکہ قرآن پاک حق و باطل کے درمیان فرق بتاتا ہے اور خبیث کو طیب سے الگ کرتا ہے۔ اس لئے اس کو فرقان کہا گیا ہے۔ ایک دوسرے مقام پر یہ لفظ "یوم الفرقان" یوم بدر کے لئے استعمال ہوتا ہے جب کہ دو لشکر حق و باطل کی جنگ کے واسطے تھے۔ اس لحاظ سے فرقان کے معنی بعض مفسّرین نے فتح اور نجات کے بھی بتائے ہیں۔

## فرلو

**فرلو۔** (Furlough) انگریزی عہد حکومت میں فوج کے سپاہیوں اور چھوٹے افسروں کو جو غیر ممالک میں تعینات ہوتے تھے گھر جانے کے لئے طویل رخصت مل سکتی تھی۔ اس قسم کی چھٹی کو "فرلو" کہتے تھے۔ بعد میں اس چھٹی کے حقوق سول افسروں کو بھی عطا ہو گئے۔ یہ چھٹی دراصل سمندر پار کے ملازموں کے لئے مخصوص تھی۔ ۱۹۳۰ء تک اس کا رواج رہا۔ بعد ازاں منسوخ ہو گئی۔ اب اس قسم کی چھٹی کا نام سمندر پار کی چھٹی ہے۔ لیکن قواعد میں ترمیم ہو کر اب اس کے وہ فائدے نہیں رہے جو پہلے تھے۔

اردو ادب میں ایک لطیفہ بیان کیا جاتا ہے جس میں اس چھٹی کے نام پر ایک مزاحیہ لطف پیدا کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک افسر گھوڑے پر سوار تھا، مصوّر نے اس کی تصویر بنائی اور نیچے درج کر دیا کہ "افسر فرلو پر جا رہا ہے"۔ یہ تصویر ایک سکول کے کمرے میں لٹکا دی گئی۔ افسر معائنہ تشریف لائے تو انہوں نے بھی اس تصویر کو دیکھا۔ اور یہ دیکھنے کے لئے کہ آیا بچے فرلو کے معنی

بھوا جاتے اور تصویروں کو پہنچاتے ہیں یا محض اندھا دھند لٹکا دیتے ہیں۔ انہوں نے بچوں سے دریافت کیا کہ فرلو کیا ہوتی ہے۔ سب بچے بیک زبان چلا اٹھے کہ صاحب فرلو گھوڑے ہی کو کہتے ہیں کیونکہ افسر اسی پر سوار ہو کر گھر جا رہا ہے۔ فرلو کے لغظی معنی طویل کئے ہیں۔

## فرم

(Firm) کاروباری اکائی (Unit) کا ایک نام، خواہ وہ کاروبار کسی شخص کا نجی کاروبار ہو یا شرکت یا کمپنی کی شکل میں ہو۔ کوئی بھی کاروبار مثلاً زمین کی کاشت، کان کنی، کارخانہ یا ساہوکارہ فرم کہلایا جا سکتا ہے۔ فرم عوام کی ضروریات کو پورا کر کے اپنی محنت کے صلے میں نفع حاصل کرتی ہے۔

فرم انگریزی میں مضبوط اور طاقتور اور مستقل مزاج آدمی کو بھی کہتے ہیں۔ مضبوط ہاتھ (Firm Hand) انگریزی زبان کا محاورہ بھی ہے۔

## فرمان

قدیم اور جدید شاہان اسلام کا حکم نامہ جس کی رُو سے کسی ادارے کو بخشش، عطیہ، انعام یا جاگیر سے سرفراز کیا جاتا ہے یا کسی عہدے پر تعیناتی کا حق دیا جاتا ہے۔ کسی اجنبی کو ملک میں سفر کرنے کی اجازت بھی فرمان ہی کے ذریعے عطا ہوتی ہے۔ انگریزوں کی ہند میں حکومت کی ابتدا بھی اسی قسم کے فرمان کے ذریعے ہوئی تھی۔ جب کہ شاہ عالم ثانی دلی کے مغل شاہنشاہ نے ایک فرمان کے ذریعے انگریزی جرنیل کلایو کو کل ہند کی دیوانی عطا کی تھی۔ اس کی رُو سے وہ ملک کے محاصل جمع کرنے اور اس کا ایک حصہ بطور معاوضہ لینے کا حقدار ہو گیا۔ اس سے پہلے شاہجہان نے ایک فرمان کے ذریعے انگریزوں کو ہند میں تجارت کرنے کی اجازت دی تھی۔ رفتہ رفتہ ان لوگوں نے ایسا زور پکڑا کہ تمام ملک پر قابض ہو گئے۔ اس قسم کے فرمان اب بھی قدیم عطیہ داروں اور جاگیرداروں کے پاس ہیں۔ جن میں اکبر، جہانگیر، شاہجہان اور اورنگ زیب کے فرامین بہت وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ "فرمان" سے "فرمانا" عزت و احترام کے اظہار کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

## فرن

(Ferns) پودوں کی ایک جماعت جن کی جڑیں اور پتے ہوتے ہیں لیکن ان پر پھول نہیں لگتے۔ کچھ قسموں میں پتوں کے نیچے کی طرف ایک بادامی رنگ کا برادہ نمایاں ہوتا ہے۔ اس سے تولیدِ نسل ہوتی ہے۔ اس برادے میں سے انگوٹھے کے پودے کے برابر دل کی شکل کا پودا پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس پودے میں سے انڈا اور نر کا مادۂ تولید Sperm پیدا ہو کر آپس میں یکجا ہوتے ہیں اور اس طرح فرن کے "پودے" پیدا ہوتے ہیں۔ ماہرین نباتات کا خیال ہے کہ فرن پھول پیدا کرنے والے پودوں سے لاکھوں برس پہلے معرضِ وجود میں آیا۔ "فرن" نام کے درختوں کی لمبائی ۶۰ فٹ تک جاتی ہے۔ اس قسم کے کچھ درخت جنگلوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ بعض کو دلدل راس آتی ہے۔ اور بعض اقسام ہیٹر میں پروان چڑھتی ہیں۔

## فرنچ ایسٹ انڈیا کمپنی

(French East India Compi) دوسری یورپی قوموں کی طرح اہل فرانس نے بھی ۱۶۶۴ء میں ہندوستان میں ایک تجارتی کمپنی قائم کی۔ دوسرے ممالک کی تجارتی کمپنیوں کے برعکس اس کے نظم و نسق پر حکومت فرانس کا قبضہ و اختیار تھا۔ فرانسیسی کمپنی کا اصل نام (French Compagnie des Indes) تھا۔ اس کمپنی کے قیام کا ایک شاخسانہ یہ نکلا کہ فرانسیسیوں اور انگریزوں میں مقابلہ شروع ہو گیا جس نے بڑھتے بڑھتے رقابت اور حسد کا رنگ اختیار کر لیا۔

## فرنچ گنی

(French Guinea) فرنچ گنی کا رقبہ ۹۷ ہزار مربع میل ہے یہ پرتگالی گنی اور سیرالیون کے درمیانی ساحل پر واقع ہے۔ اس طرح یہ افریقہ کے مغربی ساحل کا ملک ہے۔ اس کی سرحدیں لائبیریا، آئیوری کوسٹ، سینی گال اور فرانسیسی سوڈان سے ملتی ہیں۔ آبادی ۲۵ لاکھ افراد پر مشتمل ہے جن میں صرف دس ہزار یورپی باشندے ہیں۔ فرنچ گنی ایلومینیم کی پیداوار کے لئے مشہور ہے۔ پہلے یہ فرانسیسی مغربی افریقہ کا ایک مقبوضہ تھا۔ لیکن اب آزاد ممالک کی صف میں شامل ہو گیا ہے۔

## فرنگی محل

(علماء) فرنگی محل لکھنؤ کا ایک محلہ

ہے۔ اکبر بادشاہ کے زمانے میں وہاں ایک فرنگی تاجر مقیم تھا۔ جس کی نسبت سے یہ علاقہ فرنگی محل کہلاتا تھا۔ جب یہ تاجر لاوارث مر گیا۔ تو زمین بحق سرکار ضبط ہو گئی۔ اورنگ زیب کے زمانے میں ملا قطب الدین نے فروغ حاصل کیا۔ وہ قصبہ سہالی میں رہتے تھے جو قریب ہی ہے۔ اس جگہ انصاریوں اور عثمانیوں میں زمینداری پر کچھ جھگڑا ہو گیا۔ ملا قطب الدین انصاری تھے بہ ۱۰۹۱ھ کی ایک رات کو چند عثمانی ان کے گھر پر چڑھ آئے۔ اور۔ ملا کو شہید کر کے ان کا گھر جلا دیا۔ ان کے صاحبزادے ملا محمد سعید سہالوی نے عالمگیر کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی۔ تو فرنگی محل کا علاقہ انہیں جاگیر میں دے دیا گیا۔

ملا قطب الدین نے ملا عبدالسلام کے شاگرد ملا دانیال اور قاضی محب اللہ الہ آبادی کے شاگرد قاضی لکاسی سے علم حاصل کیا تھا۔ آپ کی تصانیف میں سے ایک شرح عقائد علامہ دوانی پر حاشیہ تھا جو آپ کے گھر کی تباہی میں تلف ہو گیا۔ آپ کے چار بیٹے تھے۔ جو ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر تھے۔ اور انہیں کی وجہ سے ہندوستان میں آپ کا فیض جاری رہا۔ "تذکرۂ علمائے ہند" میں ملا قطب الدین کی بابت یہ فقرہ درج ہے۔

"عمر عزیزش بشغل درس بسر برد۔ گوئی ریاست علمی بجوار لکھنؤ بر و ختم شد و سلسلہ تلمذ اکثر علمائے ہند برو منتہی مے شود"۔

ملا قطب الدین کے بیٹوں میں سب سے برگزیدہ ملا نظام الدین تھے۔ جن کے نام پر درس نظامیہ مشہور ہے۔ ان کے استاد ان کے اپنے والد۔ حافظ امان اللہ بنارسی اور مولوی غلام نقشبند لکھنوی تھے۔ آپ کی تصانیف میں سے حاشیہ شرح ہدایت الحکمت۔ شرح مسلم الثبوت۔ حاشیہ شمس بازغہ۔ حاشیہ شرح عقاید دوانی۔ بہت مشہور ہیں۔ آپ شاہ عبدالرزاق ہانسوی کے مرید تھے۔ ان کے ملفوظات آپ نے مرتب کئے۔ آپ کی وفات ۱۱۶۱ھ میں نادر شاہ کے حملے کے بعد ہوئی۔ آپ کی اصل شہرت بطور مدرس کے تھی۔ آپ کے درس و تدریس کے مقابلے میں باقی سب علماء کے درس بےرونق ہو گئے۔ درس نظامیہ میں جو ان کے نام پر مشہور ہے مندرجہ ذیل کتب و علوم کی تعلیم ہوتی تھی:۔



(۱) صرف۔ میزان۔ منشعب۔ صرف صغیر و کبیر۔ پنج گنج۔ فصول اکبری۔ شافیہ۔
(۲) نحو۔ نحو میر۔ شرح مائۃ عامل۔ ہدایت النحو۔ کافیہ۔ شرح جامی۔
(۳) منطق۔ صغرا، کبریٰ۔ ایساغوجی۔ تہذیب۔ شرح تہذیب۔ قطبی معہ میر۔ سلم العلوم۔
(۴) حکمت۔ میبذی۔ صدرا۔ شمس بازغہ۔
(۵) ریاضی۔ خلاصۃ الحساب۔ تحریر اقلیدس مقالہ اول۔
(۶) تشریح الافلاک۔ رسالہ قوشجیہ۔ شرح چغمینی باب اول۔
(۶) بلاغت۔ مختصر معانی۔ مطول۔ تا ما انا قلت۔
(۷) فقہ۔ شرح وقایہ اولین۔ ہدایہ آخرین۔
(۸) اصول فقہ۔ نور الانوار۔ توضیح تلویح۔ مسلم الثبوت۔ (مبادی کلامیہ)
(۹) کلام۔ شرح عقائد نسفی۔ شرح عقائد جلالی۔ میر زاہد۔ شرح مواقف۔
(۱۰) تفسیر۔ جلالین۔ بیضاوی۔
(۱۱) حدیث۔ "مشکوٰۃ المصابیح"۔

یہ نصاب مدتوں تک داخل درس رہا۔ اور اب بھی کم و بیش قائم ہے۔ لیکن جس طرح زمانے کی تبدیلی کے ساتھ عمدہ سے عمدہ نظام بھی فرسودہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح یہ نصاب بھی اب قریب قریب بیکار ہے۔ اور اس میں تبدیلی نہ ہونے کی وجہ قابل علماء کا فقدان تھا۔ چنانچہ ندوۃ العلماء اور دیوبند میں جو درس جاری ہیں وہ جدید نصابات پر مبنی ہیں یہاں تک بعض مدارس میں انگریزی کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔

درس نظامیہ کا سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ صرف و نحو کی تعلیم میں حد سے زیادہ وقت ضائع کیا جاتا ہے۔ دوسرے ادب و لغت کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔ تیسرے کتب موجودہ زمانے کے معیار کے مطابق نہیں۔ چوتھے علم کا دائرہ محدود ہے اور حالیہ علوم کی طرف کوئی توجہ نہیں۔ پنجم۔ خطبات یعنی لیکچروں کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ اس میں ترمیم کے طور پر صرف و نحو پر جدید کتب تصنیف کی جانی چاہئیں جو مختصر ہوں جس طرح کہ جامعہ مصر میں رائج ہیں۔ منطق اور الٰہیات کی بھی بقدر حاجت تعلیم دینی چاہیئے۔ فقہ اصول فقہ و حدیث و اصول حدیث بے شک نہایت ضروری ہیں لیکن کتب مشمول نصاب موجودہ حالات کے لحاظ سے

ناکافی ہیں۔ ان میں ردّ و بدل ضروری ہے۔ معانی اور بیان اور لغت و ادب کے لئے کتابوں کا معقول اضافہ کرنا چاہیئے۔ اور ہندسہ و ہیئت کے ساتھ علم کیمیا، طبیعات، طبقات الارض، تاریخ، اقتصادیات اور سیاسیات کی تعلیم فی زمانہ نہایت ضروری ہے۔

دینی نقطۂ نظر سے درس نظامیہ کا سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ اس میں تفسیر و حدیث پر پوری توجہ نہیں دی جاتی۔ اور منطق، حکمت اور صرف و نحو پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ یہ اعتراض صرف ان لوگوں کی طرف سے ہے جو دیگر علوم کو مذہبی علوم پر قربان کر کے دنیا کی جہالت پیدا کرنے کے خواہاں ہیں۔ اس قسم کے معترض صاحبان محض رٹ بازی اور حفظ خوانی کے قائل ہیں۔ اور وہ دماغی نشوونما کو کوئی چیز نہیں سمجھتے۔ ان علماء میں مولانا رشید احمد گنگوہی ہیں۔ تذکرۃ الرشید نامی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ "منطق و فلسفہ کے ساتھ آپ کا تعصب و تنفر عداوت کے درجے تک پہنچا ہوا ہے۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ میرا جو شاگرد اور مرید فلسفہ کا شغل رکھے گا۔ وہ میرا مرید اور شاگرد نہیں"۔ حضرت امام ربانی کی طرف یہ منسوب ہے۔ کہ "اس فلسفہ اور منطق سے تو انگریزی بہتر ہے کہ اس سے دُنیوی نفع کی امید تو ہے"۔ کاش کہ تمام علماء اس امر کو تسلیم کر کے انگریزی کی تعلیم کی طرف فوری توجہ مبذول فرماتے۔ انگریزی کی طرف متوجہ نہ ہونے کا باعث ان کا خود انگریزی سے ناآشنا ہونا تھا۔ اور اپنی وقعت کھو جانے کا خطرہ تھا۔ منطق اور فلسفہ کا سوال تو ان علوم کو تمام متمدن اور مادیت زدہ اقوام نے بھی صف اول میں جگہ دے رکھی ہے۔ کیونکہ یہ علوم قوائے عقلیہ کی ترقی کا سب سے بہتر ذریعہ ہیں۔

## فرنیچر

(Furniture)۔ اس اصطلاح میں ہر اس منقولہ جائیداد کا شمار ہوتا ہے جو انسان کی رہائشی اور کاروباری عمارتوں میں استعمال میں آتی ہے۔ استراحت و آرام کی چیزیں مثلاً کرسیاں، صوفے، پلنگ وغیرہ۔ کاروبار کے لئے اشیاء مثلاً میز، تپائی، ڈیسک وغیرہ۔ ذخیرہ کے لئے چیزیں مثلاً الماریاں، صندوق وغیرہ۔ سجاوٹ کے لئے اشیاء مثلاً تصویروں کے چوکھٹے۔

فرنیچر کے بنانے میں مختلف چیزیں خام مواد کے طور پر استعمال ہوتی ہیں۔ جن میں لکڑی، دھات، پتھر، شیشہ اور کپڑا وغیرہ شامل ہیں۔

"فرنیچر" بنانے کے کارخانے دنیا کے تمام بڑے اور چھوٹے شہروں میں موجود ہیں۔

## فروبل فریڈرک

(Frobel Friedrich)۔ (۱۷۸۲-۱۸۵۲) ایک جرمن ماہر تعلیم جس نے بالعموم پیستالوزی کے نظریات کا تتبع کیا۔ فروبل نے کنڈرگارٹن طرز تعلیم کی بھی بنیاد ڈالی۔

## فروری

(February)۔ یورپین کیلنڈر کا دوسرا مہینہ ــ جو قدیم اطالیہ کے ایک دیوتا Fedrerius کے نام پر موسوم ہے۔ فروری کے مہینہ کے اضافہ سے پیشتر روما کا کیلنڈر دس ماہ کا ہوا کرتا تھا۔ اس مہینہ کو اس کا موجودہ مقام جولیس سیزر (Julius Ceaser) نے عطا کیا۔

## فریدالدین گنج شکرؒ

خواجہ فریدالدین نام۔ ملتان کے قریب قصبہ کھوتوال میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ملتان میں حاصل کی۔ اس کے بعد ممالک اسلامیہ کا سفر کیا اور شیخ فریدالدین عطارؒ، شہاب الدین سہروردیؒ اور دوسرے بزرگوں کی زیارت کر کے ہندوستان واپس تشریف لائے۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ سے ۱۲۳۶ء میں آپ کو خرقہ خلافت ملا تو آپ نے پاک پٹن شریف کو جو اس زمانہ میں "اجودھن" کہلاتا تھا۔ تبلیغ کا مرکز قرار دے کر رخت اقامت بچھایا۔ زیادہ تر وقت جنگلوں میں گزرا۔ نان جویں اور پھٹے پرانے کپڑوں میں عمر گزار دی حالانکہ حاکم وقت سلطان بلبن آپ کا اتنا معتقد تھا کہ اس نے اپنی لڑکی کی شادی آپ سے کر دی۔ پنجاب کے اکثر بڑے خاندان مثلاً ٹوانے آپ ہی کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ صاحب کرامت بزرگ تھے اور آپ کا تقویٰ اور تدین مشہور ہے۔

۱۲۶۵ء میں وفات پائی اور آپ کا مزار پاک پٹن میں ہی ہے۔ جہاں ہر سال آپ کا عُرس بڑی دھوم دھام سے ہوتا ہے۔

## فریڈرک ولیم سوم (Frederich William III)

(۱۷۷۰-۱۸۴۰) شہنشاہ فریڈرک پرشیا کے تخت پر ۱۷۹۷ء میں جلوہ افروز ہوا۔ اس نے غیر جانبداری کی پالیسی کو ترک کرکے ۱۸۰۶ء میں نپولین کے خلاف اعلانِ جنگ کیا۔ جلینا اور دیگر مقامات پر شکست کھانے کے بعد اس نے ۱۸۰۷ء کو نپولین کے ساتھ صلح نامہ ٹلسٹ طے کیا۔ جس کی رُو سے اسے پرشیا کے نصف مقبوضات سے دست بردار ہونا پڑا۔ اس کے دورِ حکومت میں جرمنی کا دیانت دار اور عظیم الشان منتظم سٹائن (Stein) وزارتِ عظمٰی کے عہدہ پر فائز تھا۔ ۱۸۱۳ء اور ۱۸۱۵ء کی لڑائیوں کے بعد پرشیا کو اپنے سابقہ مقبوضات واپس مل گئے۔

## فریسی (Pharisee)

ایک قدیم یہودی فرقہ جس کا امتیازِ خصوصی روایتی اور تحریری قوانین کی انتہائی پابندی میں مضمر ہے اور جس کے افراد تقدس اور تقویٰ کا ادعا کرتے ہیں۔

اس سے عام طور پر وہ شخص بھی مراد ہوتا ہے۔ جو تقدس اور پرہیزگاری کا مدعی ہو اور بوجہ منافقت ظاہری نمود کا دلدادہ ہو۔ نیز ریاکاروں کا گروہ جو حضرت علیہ السلام کی دل آزاری اور پریشانی کا باعث تھا۔

## فری میسن free Mason

فری میسن بین الاقوامی انجمن ہے۔ بیس برس سے زیادہ عمر کے لوگ اس کے ممبر بن سکتے ہیں۔ اخلاق اور معتقدات کا اتحاد اور چند راز دارانہ روایات کا پاس، اس انجمن کے ممبروں کی خصوصیت ہے۔ باہم سلام کرتے ہیں اور چند مخصوص کلمات دہراتے ہیں۔ انجمن فری میسن کا مقصد اپنے ممبروں کے درمیان سوشل رابطہ پیدا کرنا ہے۔ مختلف ممالک میں فری میسن عمارات کی موجودگی اس انجمن کے ممبروں کو ہر ملک میں دوستانہ ماحول اور امداد مہیا کرتی ہے۔

قرونِ وسطیٰ میں ہم پیشہ لوگوں کی انجمنوں کے طریقہ پر اس کا آغاز ہوا۔ موجودہ انجمن فری میسن ۱۷۱۷ء میں بنائی گئی۔ اور اٹھارویں صدی میں برطانیہ، امریکہ، یورپ اور نو آبادیات میں اس کی شاخیں پھیل گئیں۔ فرانس اور دیگر یورپی ممالک میں فری میسن سیاسیات میں حصہ لیتے تھے۔ رومن کیتھولک چرچ نے خفیہ سوسائٹی کی حیثیت سے اس کی مخالفت کی اور اکثر حکومتوں نے اس کو دبایا۔ انجمن کا سربراہ ہمیشہ کسی شاہی خاندان کا رکن ہوتا ہے۔ برطانیہ اور امریکہ کی انجمنیں اپنے بیمار اور معمر اراکین کے لیے اسپتال اور خیراتی ادارے بناتی اور ان کے یتیموں کی تعلیم و تربیت کے لیے مدرسے کھولتی ہیں۔ امریکہ میں فری میسن کے ممبروں کی تعداد ۳۵ لاکھ ہے۔

پاکستان میں اس انجمن کے ادارے جنہیں اصطلاح میں "لاج" (Lodge) کہتے ہیں۔ کراچی، لاہور، پشاور، راولپنڈی، حیدرآباد اور ڈھاکہ وغیرہ میں ہیں۔

لفظ فری میسن بڑے پُراسرار مفہومات کا حامل سمجھا جاتا ہے جن کے بارے میں بڑے بڑے "انکشافات" کے دعوے کئے گئے ہیں۔ مثلاً بعض اصحاب نے اپنے آپ کو ان کلبوں کا سابقہ رکن ظاہر کرکے کلبوں کی خفیہ کارروائیوں کے بارے میں افسانہ تراشی کی ہے اور ایسی ایسی عجیب باتیں فری میسن سے منسوب کی ہیں کہ حیرت گم ہو جاتی ہے۔ تاہم حقیقت حال اس کے سوا کچھ نہیں کہ فری میسن یا میسانک "جز (میسانی گھر) معاشرتی حال کی کلبوں (تفریح گھروں) کی طرح چند ایوان تھے جن کے اسکان روشن خیالی اور انسانی خدمت کے ہمنوا تھے۔ ان کلبوں کا آغاز برطانیہ میں ۱۷۱۷ء میں ہوا۔ جس کے بعد یہ دنیا کے اکثر ممالک میں قائم ہو گئے۔ ۱۹۲۸ء میں فری میسنز کی تعداد رکنیت امریکہ میں ۳۲ لاکھ، انگلستان میں ۳۴ ہزار، جرمنی میں ۸۰ ہزار، فرانس میں ۵۷ ہزار، اطالیہ میں ۲۵ ہزار، سویڈن میں ۲۱ ہزار، ناروے میں ۱۰ ہزار وغیرہ وغیرہ تھی۔ فری میسنز کو بعض اوقات ایک خفیہ عیسائی فرقہ بھی سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ ماسوا فرانس کے باقی ممالک میں میسانک لاجز کی رکنیت حاصل کرنے کے لئے دوسرے اوصاف کے علاوہ یہ ضروری ہے کہ رکنیت کا خواستگار شخص دہریہ یا مادہ پرست نہ ہو۔ فری میسنز کا عیسائی فرقہ سمجھے جانے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ رومن کیتھولک کلیسا نے اس کی مذمت کی اور اس پر طرح طرح کے الزامات لگا کر لوگوں کو اس میں شامل ہونے سے روکنے کے لئے مسلسل کوشش کی۔ ان کلبوں کے لئے لفظ فری میسن یا میسانک لاجز استعمال کرنے کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ شروع شروع میں جن

ادوالوزل میں یہ کلبیں قائم کی گئی تھیں وہ دراصل معمار (Masout) پیشہ لوگوں کے ازمنۂ وسطیٰ میں تعمیر کی تھیں لہٰذا ان معماروں کا نام اور بعض رسومات کو برقرار رہنے دیا گیا۔

واضح رہے ازمنۂ وسطیٰ میں ان کلبوں کو اس لیے قائم کیا گیا تھا کہ معمار پیشہ لوگ اپنے ہم پیشہ افراد کی اخلاقی اور مذہبی تربیت کر سکیں۔ بعد ازآں ان کلبوں کے مقاصد کو توسیع دے دی گئی اور دوسرے پیشوں کے کارندوں کو بھی کلب کے اراکین بننے کی اجازت دے دی گئی۔ صرف پرانی روایات کو قائم رکھنے کے لیے کلبوں کا نام نہ بدلا رہنے دیا۔ بعض رسومات بھی نہیں بدلیں اور کیاس اور پرکار کو جو معماری پیشہ کے آلات ہیں کلبوں کے نشان کے طور پر رہنے دیا گیا۔

امریکہ میں ان کلبوں میں حبشیوں کا بڑھانا یہ میں غیر ملکیوں کا اور بعض ممالک میں یہودیوں کا داخلہ ممنوع ہے۔ ویسے بھی ان کلبوں کی رکنیت محدود رکھی جاتی ہے اور ہر ایک کو رکن بننے کی سہولتیں حاصل نہیں۔

**فرینکس۔** (Franks) جرمن قبائل کا ایک گروہ جس نے تیسری صدی عیسوی میں فرانس پر اپنا تسلط قائم کر لیا۔ بعد ازآں انہیں لوگوں کے نام پر فرانس کا موجودہ نام مشہور ہوا۔ یہ لوگ نیلگوں آنکھوں والے، دراز قامت، خوش وضع افراد تھے۔

**فرینکفورٹ اون مین۔** (Frankfurt-on-Mein) مغربی جرمنی کا ایک شہر ۱۸۶۶ء سے پہلے آزاد شہر تھا۔ اس کے بعد سلطنت جرمنی میں شامل کر لیا گیا۔ فرینکفورٹ بڑا تجارتی اور صنعتی شہر تھا لیکن جنگ عظیم (۱۹۳۹ - ۱۹۴۵) میں بُری طرح تباہ ہو گیا۔ ۱۹۴۷ء سے یہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کی اُن افواج کا ہیڈ کوارٹر بن گیا جو جرمنی کے امریکی خطہ میں موجود تھیں۔ آبادی ۱۹۵۰ء میں ۵۲۳،۹۲۳ افراد پر مشتمل تھی۔

**فرینکلن، بنجمن** (Franklin, Bungamin) (۱۷۰۶ - ۱۷۹۰ء) امریکی مدبر، سائنسدان اور مصنف۔ بوسٹن میں غریب والدین کے گھر پیدا ہوا۔ اُس نے ۱۷۴۹ء تک چھاپہ خانہ کے ذریعہ کافی دولت کمائی اور پھر سائنس کے تجربات میں منہمک ہو گیا۔ اُس نے ثابت کیا کہ برقِ آسمانی بجلی ہی کا حصہ ہے۔ اُس نے بجلی کے مثبت اور منفی پہلوؤں کا فرق واضح کیا۔ ان انکشافات سے اُس کی شہرت دُور دُور تک پھیل گئی۔

اسمبلی کا ممبر منتخب ہو کر فرینکلن نے ۱۷۵۴ء میں پہلی بار امریکن نوآبادیات کی فیڈریشن کا منصوبہ پیش کیا ۱۷۵۷ء - ۱۷۷۱ء میں انگلستان میں رہ کر اُس نے سٹیمپ ایکٹ کو ختم کرنے کے لیے اپنے اثر و رسوخ کو استعمال کیا۔ امریکہ واپس جا کر فرینکلن نے اعلانِ آزادی کا مسوّدہ تیار کرنے میں مدد دی۔ اور ۱۷۷۶ء تا ۱۷۸۵ء میں فرانس میں سفیر کی حیثیت سے اُس نے فرانس اور برطانیہ سے صلح کی بات چیت کی۔ ۱۷۸۵ء سے ۱۷۸۸ء تک وہ پنسلوانیہ کا صدر بنا رہا۔ اور امریکہ کا آئین بنانے میں مدد دی۔ اپنی زندگی کے آخری ایام میں اُس نے خود نوشت سوانح عمری تحریر کی۔

**فسادِ خون** (Blood Pollutioning). خون میں زہریلے مواد کی خطرناک مقدار کی روانی، فسادِ خون کا موجب ہوتی ہے۔ اس قسم کا زہریلا مواد باہر سے داخل ہو سکتا ہے۔ مثلاً کاربن مانو کسائیڈ، الکحل وغیرہ مگر بعض اوقات زہریلے مواد، ٹاکسن یا ان سمیات سے ہوتے ہیں جو حملہ آور مائیکروب کی تخلیق کرتے ہیں۔ مثلاً دانت کی جڑ میں ناسور کی وجہ سے کسی سسٹم کا زہر آلود ہونا۔ جب حملہ آور مائیکروب خون میں کثیر تعداد میں داخل ہو جاتے ہیں اور تہ بہ تہ جم جاتے ہیں تو پھر "فسادِ خون" کی حالت سیپٹیکیمیا کہلاتی ہے۔

**فسطاط۔** ملک مصر کا قدیم دارالحکومت جو بربر المعلّی نام کے فوجی کمانڈر جوہر الرمی کے نام سے بھی مشہور ہے۔ ۹۶۹ء میں فسطاط میں فاتحانہ داخل ہوا۔ اور داخل ہونے کے عین بعد اس نے قدیم دارالحکومت کی جگہ پر نیا صدر مقام تجویز اور تعمیر کیا جس کا نام اُس نے "قاہرہ" رکھا۔

عربی شاعر المتنبی نے اپنے ممدوح "کافور" کا ذکر کرتے ہوئے فسطاط کے جا بجا حوالے دیئے ہیں۔ حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت میں، عمروؓ نام کے اسلامی جرنیل نے بابل کے باہر اپنا کیمپ لگایا اور اسکی کیمپ کو فسطاط کا نام دیا۔

فسطاط کا لفظ لاطینی الاصل ہے اور بزنطانی یونانی ترکیب کا مرہون ہے۔ اس لفظ کے اصل معنی کیپ کے ہیں۔

## فسطائیت

(Fasciste) فسطائیت کے معانی اب آمریت لئے جاتے ہیں حالانکہ آمریت فسطائی تحریک کا اور فسطائی نظریات کا صرف ایک پہلو ہے۔ فسطائیت، جس کی بنا موسولینی نے اطالیہ میں ڈالی تھی وہ اپنے مقاصد کے لحاظ سے ایسے پروگرام کی حامل تھی جو وطنیت، آمریت، اشتراکیت اور جمہوریت کے خلاف تھا فسطائی پارٹی نہ سرمایہ داری کی حامی تھی نہ اشتراکیت (سوشلزم) کی۔ اس کے پیش نظر ایسی حکومت کا قیام تھا۔ جو علاقائی وحدتوں کا مرکب ہونے کی بجائے مختلف پیشوں اور کاروباری اداروں کو حق نیابت بہم پہنچائے۔

فسطائیت کا تاریخی پس منظر یہ ہے کہ پہلی جنگ عظیم کے بعد اطالیہ نے محسوس کیا کہ اسے اتحادیوں کی رفاقت کرنے کا کوئی صلہ نہیں ملا۔ جس سے ملک میں زخم خوردہ وطنیت پنپنے لگی۔ مختلف لوگوں نے مختلف جماعتیں بنالیں جن کے محرک اقتصادی اصلاح کی خواہش اور بے روزگاری کا حل معلوم کرنے کے جذبات تھے۔ کچھ لوگ جو افسردگی و بددلی کا شکار ہو چکے تھے ان کے لئے اشتراکیت کا تصور بڑا خوش آیند تھا۔ مگر اطالیہ کی اقتصادی مشکلات ان کے بس کی بات نہ تھیں۔ اسی عالم پریشانی و زبوں حالی میں اطالیہ میں موسولینی نے بائیں بازو کے انتہاپسندوں کے خلاف ایک جماعت منظم کی۔ جس کا نام فسطائی جماعت (Fascist Party) رکھا۔ اور ساتھ ہی ساتھ اطالویوں کو رومۃ الکبریٰ کی گذری ہوئی عظمت کی یاد دلانی شروع کی۔ عوام اس ذلت ملکی مسائل سے گھبرائے ہوئے سخت گیر حکومت کے خواہاں تھے۔ چنانچہ سنہ ۱۹۲۲ء میں جب فسطائی جماعت برسر اقتدار آئی اور موسولینی کو سیاسی قوت حاصل ہوگئی تو لوگوں کی یہ خواہش بھی پوری ہوگئی۔ فسطائی جماعت نے موسولینی کی زیر قیادت انتھک جدوجہد کی اور وہ ملک کی نازک حالت کو سنبھالنے میں کامیاب ہوگئے۔ اس کے بعد فسطائیت کے دیگر مقاصد ان کے پیش نظر رہنے لگے۔ اور وطنیت کے جذبات سے سرشار اطالویوں نے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ان کے قائد موسولینی نے اپنی مملکت کی سرحدوں کو وسیع کرنا شروع کیا۔ لیکن دوسری عالمگیر جنگ میں موسولینی کا ستارۂ اقبال غروب ہوگیا اور اس کو خود اسی کے ہم وطنوں نے نہایت بیدردی سے قتل کر دیا۔ یہاں یہ ذکر کر دینا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ بعض لوگوں کی رائے میں جرمنی کی نازی تحریک موسولینی کی فسطائی تحریک کی ہی نقل ہے۔ مگر یہ درست معلوم نہیں ہوتا۔ البتہ اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ان دونوں تحریکوں میں مماثلت بہت ہے۔

## فشر، ولیم بین (William Bayne)

برطانوی یونیورسٹی لیکچرار ہیں۔ جغرافیہ ان کا خاص مضمون رہے۔ ۱۹۱۶ء میں پیدا ہوئے۔ مانچسٹر، لوڈین، کین اور پیرس کی یونیورسٹیوں میں تعلیم پائی تعلیم کے بعد ابھی ریسرچ سکالر ہی تھے کہ دوسری جنگ عظیم ہوگئی۔ چنانچہ آپ ہر محب الوطن کی طرح اپنا کام چھوڑ چھاڑ رائل ایر فورس میں بھرتی ہوگئے۔ کمیشن حاصل کیا اور شام اور لبنان میں آفیسر کی نوکری رہے۔ جنگ کے بعد مانچسٹر یونیورسٹی میں لیکچرار ہوگئے۔ وہاں سے ابرڈین یونیورسٹی میں چلے گئے۔ لیبیا میں یونیورسٹی مہم کی قیادت کر چکے ہیں۔ حکومت برطانیہ حکومت لیبیا اور ہارورڈ یونیورسٹی (امریکہ) کے مشیر بھی رہ چکے ہیں۔ مشرق وسطیٰ کے متعلق ایک کتاب بھی لکھ چکے ہیں۔

## فشر، سڈنی نیٹلین (Fisher, Sydney N.)

آپ امریکی یونیورسٹی پروفیسر اور ایڈیٹر ہیں۔ تاریخ بالخصوص مشرق وسطیٰ کی تاریخ اور معاملات پر سند مانے جاتے ہیں۔ سنہ ۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئے۔ ایل، پرنسٹن اور برسلز کی یونیورسٹیوں میں تعلیم پائی۔

بائیس برس کی عمر میں رابرٹ کالج استنبول میں ریاضی اور انگریزی کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ پھر اوہیو سٹیٹ یونیورسٹی میں ہسٹری کے معلم ہوکر چلے گئے۔ وہاں سے فارن اکنامکس ایڈمنسٹریشن (خارجہ اقتصادی تنظیمی) واشنگٹن کے شعبۂ مشرق وسطےٰ کے معاملات میں خاص مہارت رکھنے کے باعث ادارۂ مشرق وسطیٰ میں ڈائرکٹر مطبوعات اور "مشرق وسطیٰ" کے مدیر مقرر ہ

ہوئے۔ آپ اپنی قابلیت اور شہرت کے باعث امریکن ہسٹاریکل ایسوسی ایشن، ادارہ مشرقِ وسطیٰ اور رائل ہسٹاریکل سوسائٹی لندن جیسے اہم اداروں کے رکن ہیں۔ ترکی کے خارجہ تعلقات کے متعلق ایک جامع کتاب بھی لکھ چکے ہیں۔

## فصل دشمن کیڑے (Insect Peats)

یہ کیڑے پودوں اور فصلوں کو برابر نقصان پہنچاتے رہتے ہیں۔ ان سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے پہلی ضروری چیز یہ ہے کہ زمین کو خس و خاشاک سے پاک رکھا جائے۔ خودرو دوب اور دوسرے غیر ضروری پودے نہ صرف فصل کو اس کی غذا سے محروم کر کے نقصان پہنچاتے ہیں بلکہ ان کے اندر کیڑے مکوڑے بھی آرام سے چھپے رہتے ہیں۔ اگر باقاعدہ نلائی کے ذریعہ سے خس و خاشاک کو بڑھنے نہ دیا جائے تو کیڑے پیدا نہ ہوں گے۔ نلائی کرنے سے مٹی نرم ہو کر سورج کی شعاعوں کے سامنے آتی رہتی ہے۔ اور یہ بات کیڑوں کو ناپسند ہوتی ہے۔ بعض مضرت رساں کیڑے یہ ہیں:۔

**داشی دودھ:**۔ یہ بیحد تکلیف دہ کیڑا ہے جو آلو، سلاد کے پودوں اور دوسرے ننھے ننھے پودوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اس سے جان چھڑانے کا طریقہ یہ ہے کہ آلو یا گاجر کے قتلے سرکنڈوں کے سرے میں پھنسا کر زمین میں جگہ جگہ گاڑ دیجئے۔ چند دن بعد یہ کیڑے آلو کے قتلوں میں گھس جائیں گے۔ چنانچہ سرکنڈوں کو اکھاڑ کر آلو کے ٹکڑوں کو جلا دیجئے اور ان کی جگہ دوسرے ٹکڑے دفن کر دیجئے:۔

**سفید تتلی:**۔ تتلی کی طرح کا یہ کیڑا گوبھی اور اس قسم کے دوسرے پودوں کے پتوں پر انڈے دیتا ہے۔ ان انڈوں میں سے سبز رنگ کی گنڈاریں پیدا ہو جاتی ہیں جو اس کیڑے کا پہلا روپ ہوتی ہیں۔ ان گنڈاروں کے گچھوں کو ہاتھ سے پکڑ کر پتوں سے دور کر دینا چاہیئے اور انہیں جلا دینا چاہیئے۔ یا پودے کے نیچے میں نمکین پانی چھڑک دینا چاہیئے۔

**گھونگے اور دوسرے سست رفتار کیڑے:**۔ یہ کیڑے سلاد اور پالک وغیرہ کو بالکل تباہ کر سکتے ہیں۔ دن میں یہ پتھروں کے نیچے یا

کوڑے کرکٹ میں چھپے رہتے ہیں اور رات میں باہر آ کر پودوں کو کھانے لگتے ہیں۔ ان کیڑوں کو ایک زہریلی چیز "میٹل ڈی ہائڈ" سے مارا جا سکتا ہے۔ اس زہر کو پودوں کے ارد گرد ڈال دینا چاہیئے۔

**جنگلی مکھیاں:**۔ سبز اور سیاہ رنگ کی یہ چھوٹی چھوٹی مکھیاں میوہ کے درختوں۔ گلاب، سیم، گوبھی وغیرہ پر حملہ آور ہوتی ہیں۔ پودوں پر ڈیریس پاؤڈر چھڑک کر ان پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ پانی میں صابن اور پیرافین ملا کر پچکاری سے درخت پر پھوار گرانے سے بھی یہ مکھیاں پاس نہیں آتیں۔

**بھنورا:**۔ یہ بھونرے سے ملتا جلتا ایک کیڑا ہے جو فصلوں کے لئے بہت مضر ہے۔ یہ گوبھی اور گوبھی کی قسم کے دوسرے پودوں نیز شلجم وغیرہ پر حملہ آور ہوتا ہے۔ خشک موسم میں جب زمین سخت ہوتی ہے تو یہ زیادہ نقصان پہنچاتا ہے۔ یہ چھوٹے چھوٹے کیڑے چمکدار سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں۔ کوئی ان کے کام میں مخل ہو تو یہ ہوا میں پھدکنے لگتے ہیں۔

## فضا (Atmcsphere)

کرۂ ہوائی جو سطحِ زمین کے چاروں طرف پھیلا ہوا ہے۔ فضا مختلف گیسوں کا مجموعہ ہے۔ اس میں نائٹروجن ۷۸.۰۹، آکسیجن ۲۰.۹۵، کاربن ڈائی آکسائیڈ ۰.۰۳ اور باقی دیگر گیسیں شامل ہیں۔

فضا کا دباؤ تقریباً ۱۴.۷۳ پونڈ فی مربع میل ہوتا ہے۔ جوں جوں سطحِ زمین سے فاصلہ بڑھتا جاتا ہے یہ دباؤ کم ہوتا ہے۔ فضا کی چوڑائی کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جا سکا۔ لیکن اندازاً ۳۰۰ میل کے لگ بھگ ہے۔ نچلا خطہ چھ میل کی بلندی تک ہے۔

## فضائیہ (پاکستان) کا صدر دفتر (Air Head quarters of Pakistan)

یہ دفتر ماری پور میں ہے۔ ہوا بازوں کو اعلیٰ تربیت دینا، ہوا بازی کی ترقی کے منصوبے بنانا اور انہیں عمل میں لانا۔ جنگ کے وقت فضائیہ کی نقل و حرکت کا بندوبست کرنا۔ غرضیکہ جملہ امور متعلقہ فضائیہ سب اس دفتر کی نگرانی میں طے پاتے ہیں۔ اس کا سب سے بڑا افسر کمانڈر انچیف آر۔ پی۔ اے۔ ایف (Commander-in-Chief R. P. A. F.) کہلاتا ہے جس کے ماتحت

اور کئی مختلف شعبے ہیں جیسے ہوا بازوں کو تربیت دینے والا شعبہ جس کا ذمہ دار افسر اعلیٰ "ڈائرکٹر آف ٹریننگ" DIRECTOR OF TRAINING کہلاتا ہے۔ فضائیہ کی عام تنظیم کا کام ڈائرکٹر آف آرگنائزیشن DIRECTOR OF ORGANIZATION کے سپرد ہوتا ہے اسی طرح ہر علیحدہ نوعیت کے کام کے لئے علیحدہ علیحدہ شعبے اور محکمے ہیں۔

پاکستانی فضائیہ کو آر۔ پی۔ اے۔ الف PAKISTAN AIR FORCE بھی کہتے ہیں۔

## فضائے قائمہ یا غیر متغیرہ

جب فضا ساکن ہو اور اس میں جنبش اور تموج کا وجود نہ پایا جائے تو اسے فضائے قائمہ یا غیر متغیرہ کہتے ہیں۔ خشک ہوا کے عناصر جس میں آبی ذرات کا وجود مفقود ہوتا ہے، اس طرح پر ہوتے ہیں۔ نائٹروجن ۷۸.۰۹، آکسیجن ۲۰.۹۵، آرگن ۰.۹۳، کاربن ڈائی آکسائیڈ ۰.۰۳، ان اجزاء میں بعض دوسری گیسوں کی نہایت قلیل مقدار بھی شامل ہوتی ہے۔ مثلاً ہائیڈروجن اور ذن وغیرہ جن میں سے ہر ایک کی مقدار ۰.۰۰۱ سے بھی کم ہوتی ہے۔

## فضل الٰہی، چودھری

مغربی پاکستان اسمبلی کے سابق سپیکر، زراعتی کالج لائلپور کے فارغ التحصیل ہیں، تقریباً تین برس تک محکمہ زراعت میں اسسٹنٹ کی حیثیت سے ملازم رہے لیکن بعد میں مستعفی ہو گئے پھر علی گڑھ یونیورسٹی سے ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی کیا اور گجرات (پنجاب) میں وکالت شروع کی۔ ۱۹۴۶ء میں مسلم لیگی امیدوار کی حیثیت سے اسمبلی کے رکن منتخب ہو گئے۔ اور ممدوٹ وزارت کے قیام پر میاں ممتاز دولتانہ کے پارلیمنٹری سیکرٹری منتخب ہوئے تھے لیکن جب مئی ۱۹۴۸ء میں میاں صاحب ممدوٹ وزارت سے الگ ہو گئے تو آپ بھی مستعفی ہو گئے پھر بعد میں تھوڑے عرصہ کیلئے ممدوٹ وزارت میں وزیر تعلیم رہے حتیٰ کہ ممدوٹ وزارت اور اسمبلی برخاست کر دی گئیں۔ اس کے بعد وہ پھر وکالت کرتے رہے اور ایک یونٹ کے قیام کے بعد گجرات سے مغربی پاکستان اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور ری پبلکن پارٹی کے قیام کے بعد اس میں شامل ہو گئے۔ اکتوبر ۱۹۵۶ء میں جب مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری چودھری صلاح الدین مستعفی ہوئے تھے تو چودھری فضل الٰہی کو پاکستان مسلم لیگ کا جنرل سیکرٹری منتخب کیا گیا تھا۔

## فضل امام، مولانا

مشہور منطقی اور فلسفی۔ عمر کا بیشتر حصہ ریاست رام پور میں گزارا۔ نواب کلب علی خاں کے اساتذہ میں سے تھے۔ مولانا فضل حق خیرآبادی کے علاوہ نواب صاحب مرحوم نے جو ۱۸۶۵ء میں مسند آرائے ریاست ہوئے درسیات معقول و منقول انہیں سے حاصل کئے تھے۔ علم حق پر متعدد رسالے مولانا فضل امام مرحوم کی تصنیفات میں سے ہیں۔

## فضل برمکی

مشہور وزارتی خاندان البرامکہ کا نامور رکن جو علم و فضل اور سیاست میں ماہر تھا اور جس نے اس قسم کے انقلابی، معاشی اور تمدنی اصلاحات نافذ کیں جو دورِ عباسی میں خاص امتیاز کی حامل تھیں۔ دنیائے اسلام میں فضل برمکی پہلا شخص متصور کیا جاتا ہے جس نے رمضان المبارک کے مہینے میں مساجد میں چراغاں کے سلسلے کو رواج دیا۔ جب برامکہ پر ہارون الرشید کا عتاب نازل ہوا تو خلیفہ کے حکم سے اس کو بھی قتل کر دیا گیا۔

## فضل بن ربیع

عباسی خلیفہ منصور کے وزیر ربیع بن حاجب کا بیٹا تھا۔ بڑا مفسد، فتنہ پرداز اور کینہ پرور شخص تھا۔ ہارون الرشید پر اس کا بڑا اثر تھا ہارون چاہتا تھا کہ اپنے دربار میں اسے کوئی معزز عہدہ دے۔ مگر یحییٰ اور ملکہ زبیدہ نے اس کی مخالفت کی۔ برامکہ کے خلاف فضل بن ربیع ہی نے سازشوں کا جال بچھایا تھا۔ برامکہ کے زوال اور تباہی کے بعد ہارون الرشید کا وزیر اعظم مقرر ہوا۔ امین کے عہد میں وہ سارے سیاہ و سفید کا مالک بن گیا۔ امین و مامون کو لڑانے میں اس کا بڑا ہاتھ تھا۔ امین کی شکست کے بعد فضل بن ربیع کہیں روپوش ہو گیا۔ آخر سپہ سالار طاہر کی سفارش پر مامون نے اس کی سابقہ خطاؤں سے درگزر کر کے اسے امان دے دی۔ ۲۰۸ھ میں وفات پائی۔

## فضل بن عباس

نام فضل۔ کنیت ابو محمدؐ۔ لقب ہمرکاب رسول ـــ حضورؐ کے چچا زاد بھائی تھے۔ بدر سے قبل

مسلمان ہوئے۔ اور فتح مکہ کے بعد اپنے والد حضرت عباس رضؓ کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کی جہاں سب سے پہلے غزوہ فتح میں شرکت کی۔ اس کے بعد حنین میں حصہ لیا۔ حجۃ الوداع کے روز رسول اللہ کے ساتھ ایک اونٹ پر سوار تھے اسی دن سے ردف رسول کا لقب پایا۔

آپ نے شام میں بعارضہ طاعون وفات پائی۔ آپ نہایت حسین وجمیل تھے۔ حضرت ام کلثوم آپ کی بیٹی تھیں۔ جس سے حضرت امام حسن رضؓ نے شادی کی۔ اور بعد از طلاق ابو موسیٰ اشعری کے نکاح میں آئیں۔

آپ اکابر صحابہ میں شمار کئے جاتے ہیں۔ ۲۴ کے قریب احادیث بھی آپ سے مروی ہیں جن میں ۳ متفق علیہ ہیں۔

**فضل محمود** ۔ پاکستانی کرکٹ ٹیم کے سابق کپتان ۸ فروری ۱۹۲۷ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ سینٹ ہال سکول میں تعلیم پائی اور وہیں سے کرکٹ کھیلنے کی مشق شروع کی۔ ۱۹۴۰ء میں اسلامیہ کالج میں داخل ہوئے اور ۱۹۴۶ء تک اس کالج کی طرف سے انٹر کالجیئیٹ ٹورنامنٹ کھیلتے رہے۔ ایک دفعہ انہوں نے گورنمنٹ کالج لاہور کے خلاف صرف گیارہ رنز پر ۶ وکٹ حاصل کر کے انٹر کالجیئیٹ ریکارڈ قائم کیا تھا۔ اس کے بعد بنارس یونیورسٹی کے خلاف صرف ۱۴ رنز پر ۶ وکٹ لے کر انٹر یونیورسٹی ریکارڈ قائم کیا۔ فضل محمود کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ گیند کو ہوا میں دونوں طرف گھماتے ہیں اور اسے حسب منشا "آؤٹ سونگ" اور "ان سونگ" کرا سکتے ہیں۔

فضل محمود پاکستان کے ایک عظیم بولر ہیں۔ انہیں ۱۹۵۴ء کے پانچ بہترین کھلاڑیوں میں شمار کیا گیا تھا۔ ان کو اوول کے ٹسٹ میں ہیرو کا درجہ حاصل ہوا۔ اس ٹسٹ میں انہوں نے ۹۹ رنز دے کر انگلستان کے بارہ کھلاڑی آؤٹ کئے تھے۔ جس کی وجہ سے انہیں بین الاقوامی شہرت حاصل ہوئی۔ جب پاکستان کرکٹ ٹیم کے کپتان حفیظ کاردار نے استعفا دیا تو فضل محمود کو یہ عہدہ تفویض کیا گیا۔ مگر ۱۹۶۲ء میں اس عہدے سے سبکدوش کر دیئے گئے۔

**فضل حسین** سر۔ ۱۴ جون ۱۸۷۷ء کو بٹالہ ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے۔ ایبٹ آباد، گورنمنٹ کالج لاہور اور کیمبرج یونیورسٹی میں تعلیم پائی۔ پنجاب یونیورسٹی سے بی۔ اے اور کرائسٹ کالج کیمبرج سے ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ گریزان لندن سے بیرسٹری کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۰۰ تا ۱۹۰۵ء سیالکوٹ میں وکالت کی۔ اس کے بعد لاہور ہائی کورٹ میں وکالت کرنے لگے۔ ۱۹۱۹ء میں ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کے صدر منتخب ہوئے۔ ۱۹۰۷ء ۔ ۱۹۰۸ء میں اسلامیہ کالج لاہور میں پرنسپل کے فرائض انجام دیئے بارہ سال تک اسلامیہ کالج کے سکریٹری رہے ۱۹۱۲ء سے ۱۹۲۱ء تک پنجاب یونیورسٹی سنڈیکیٹ کے رکن رہے۔ ۱۹۱۷ء تا ۱۹۲۰ء یونیورسٹی کی طرف سے صوبائی کونسل کے رکن رہے۔ ۱۹۲۲ء میں آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے صدر ہوئے۔ ۱۹۰۵ء میں دوسرے مسلم رہنماؤں کے ساتھ مل کر مسلم لیگ قائم کی۔ ۱۹۲۱ء میں پنجاب کے وزیر تعلیم ہوئے اور ۱۹۲۶ء تک اس عہدے پر فائز رہے۔

اسی درمیان میں کچھ عرصے کے لئے وائسرائے کی ایگزیکیٹو کونسل کے رکن بھی مقرر ہوئے (۱۹۲۴ء) ۱۹۲۶ تا ۱۹۳۰ء صوبائی اسمبلی کے قائد رہے۔ ۱۹۲۷ء میں مجلس اقوام میں ہندوستان کی نمائندگی کی۔ ۱۹۲۹ء تا ۱۹۳۵ وائسرائے کی ایگزیکیٹو کونسل کے رکن رہے (محکمہ تعلیم، صحت و اراضی) ۱۹۳۶ء میں انتقال کیا۔ لاہور میں

۹ جولائی

**فضل الحق، مولوی** ۔ سیاست دان۔ پورا نام ابو القاسم فضل الحق۔ ۱۸۷۳ء میں موضع چاکھار ضلع باری سال (مشرقی پاکستان) میں پیدا ہوئے۔ کلکتہ یونیورسٹی سے ایم۔ اے (ریاضی) کیا بعد ازاں ایل ایل بی کی ڈگری لے کر وکالت شروع کی۔ کچھ عرصہ سرکاری ملازمت بھی کی لیکن پھر سبکدوش ہو گئے اور ملکی سیاسیات میں حصہ لینے لگے۔ ۱۹۱۲ء میں کانگرس کے جنرل سکریٹری منتخب ہوئے لیکن اقلیتوں کے مسئلے پر اختلاف کی بنا پر کانگرس سے مستعفی ہو کر مسلم لیگ میں شامل ہو گئے اور بنگال مسلم لیگ کے جنرل سکریٹری چنے گئے۔ ۱۹۱۳ء میں بنگال لیجسلیٹو کونسل کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۳۵ء میں کلکتہ کے میئر مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۵ء سے ۱۹۳۶ء تک ہندوستان کی مرکزی اسمبلی کے رکن رہے۔ ۱۹۳۶ء میں مسلم لیگ سے الگ ہو گئے اور کرشک پرجا پارٹی کی بنیاد ڈالی۔ یکم اپریل ۱۹۳۷ء کو بنگال کے وزیر اعلیٰ بنے اور ۱۹۴۳ء تک اس

عہدے پر فائز رہے۔
قائد اعظم نے مسلم لیگ کی تنظیم جدید کی تو مولوی فضل الحق دوبارہ مسلم لیگ میں شامل ہو گئے اور سنہ ۱۹۴۰ء میں کل ہند مسلم لیگ کے تاریخی اجلاس منعقدہ لاہور میں آپ نے قرارداد پاکستان پیش کی۔ لیکن دوسری جنگ عظیم کے دوران آپ کو لیگ سے خارج کر دیا گیا۔ قیام پاکستان کے بعد مشرقی پاکستان چلے آئے اور کچھ عرصہ مشرقی پاکستان کے ایڈووکیٹ جنرل رہے۔ سنہ ۱۹۵۴ء میں مشرقی پاکستان کے انتخابات میں متحدہ محاذ کی کامیابی کے بعد صوبے کے وزیر اعلیٰ بنے لیکن سات ہفتے بعد صوبے میں دفعہ ۹۲ الف نافذ کر دی گئی۔ سنہ ۱۹۵۶ء کے اوائل میں آپ کو مشرقی پاکستان کا گورنر مقرر کیا گیا تھا لیکن چند ماہ بعد برطرف کر دیا گیا۔ مولوی فضل الحق ۲۷ اپریل ۱۹۶۲ء کو طویل علالت کے بعد ڈھاکہ میں وفات پا گئے۔

**فضل حق خیرآبادی مولانا** ۔(۱۷۹۷ء تا ۱۸۶۱ء)
مولوی فضل امام خیرآبادی صدر الصدور دہلی کے صاحبزادے۔ حدیث و فقہ شاہ عبدالقادر دہلوی سے پڑھی۔ ابتداءً دہلی میں ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں سررشتہ دار ہوئے بعد ازاں اودھ کی حکومت نے لکھنؤ کا صدر الصدور مقرر کیا۔ چونکہ ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا تھا اس لئے حبس دوام کی سزا پائی اور کالے پانی بھیج دیے گئے۔ وہیں ۱۸۶۱ء میں انتقال کیا۔
تصانیف میں الجنس الغالی، حاشیہ قاضی مبارک، حاشیہ افق المبین، ہدیہ سعیدیہ، العلم والمعلوم، الروض المجود، تحقیق الاجسام، الثورۃ الہندیہ (۱۸۵۷ء کے واقعات انقلاب) خاص طور پر مشہور ہیں۔
مولوی فضل حق خیرآبادی غالب کے خاص دوستوں میں تھے۔

**فضل کریم فضلی** ۔ ولی دکنی اُردو کے مشہور شاعر اور موجودہ اردو شاعری کے بانی مبانی ہیں سنہ ۱۱۴۱ھ میں دلی سے اورنگ آباد واپس آئے۔ جہاں شہدائے کربلا کی شان میں ایک مثنوی موسوم بہ "دہ مجلس" تصنیف کی جس کے ان دو آخری شعروں سے اس کا سن تصنیف اور اس کی زبان کا حال معلوم ہو جاتا ہے۔

ہوا ہے ختم جب یہ درد کا حال
تھا گیارہ سو پہ اکتالیسواں سال
کہا ہاتف نے یوں تاریخ معقول
دل کا ہے سخن حق پاس مقبول

اسی مثنوی کو فضل کریم فضلی نے نثر کے قالب میں ڈھالا۔ جو اصل کتاب سے بھی زیادہ مقبول ہے۔ فضلی کی وفات کم و بیش اٹھارویں صدی کے وسط میں ہے۔

**فطری حقوق** NATURAL RIGHTS ایسے حقوق جو انسان کو فطرت کی طرف سے عطا کردہ ہوں مثلاً زندگی، آزادی، جائداد، حصول انبساط وغیرہ وغیرہ۔ فطری حقوق فلسفۂ انفرادیت کی بنیاد ہیں۔ شہری حقوق اور انسانی حقوق بھی انہی حقوق پر مبنی ہیں۔
اسلام نے انسان کے فطری حقوق کو کامل طور پر تسلیم کیا ہے اور ایک اسلامی معاشرہ صحیح معنوں میں انہی حقوق کے تحفظ کا ضامن ہے۔

**فعل** (VERB) گرامر کی اصطلاح میں وہ کلمہ جس میں کسی کام کا کرنا یا ہونا پایا جائے۔ مثلاً پیا، پڑھا، کھایا وغیرہ۔ فعل میں زمانہ بھی پایا جاتا ہے۔ زمانے کے لحاظ سے فعل کی دو قسمیں ہیں (۱) فعل ماضی، جس سے کسی کام کا گزشتہ زمانے میں واقع ہونا معلوم ہو (۲) فعل مضارع، وہ فعل جس سے زمانہ حال یا زمانہ آئندہ میں کام کا ہونا معلوم ہو۔

**فقد الاحساس** (ANESTHESIA) اصطلاحی بے حسی کی حالت کو کہتے ہیں جو سستی اور بے حسی پیدا کرنے والی دواؤں کے استعمال سے پیدا ہوتی ہے۔ عام طور پر یہ حالت آپریشن کرتے وقت پیدا کی جاتی ہے۔
فقد الاحساس کی کیفیت کئی طرح پیدا کی جا سکتی ہے مثلاً ادویات کو سونگھانے، خون کی رگوں، ریڑھ کی نالی، بطن زیریں اور نچلی انتڑی یا پاؤں میں حسب ضرورت ٹیکے لگانے سے۔
موجودہ زمانے میں "فقد الاحساس" کے فرائض ایک ماہر اور تجربہ کار شخص ہی سرانجام دے سکتا ہے جو ان سب طریقوں سے کما حقہ واقف ہو۔ اور حسب ضرورت ان سے کام لے سکے۔ اسی لئے یہ کام اہم

زیادہ ناخوشگوار نہیں رہا۔

**فقرہ** (SENTENCE) الفاظ کا وہ مرکب جس سے سننے یا پڑھنے والے کو کلام کے معنی سمجھ میں آجائیں۔ ایک فقرے میں اسم، فعل اور حرف تینوں ہو سکتے ہیں۔ حرفِ جار کی مدد سے بعض دفعہ چند فقروں کو ملا کر ایک فقرہ بنتا ہے۔ ایک پیراگراف فقروں کا مجموعہ ہوتا ہے۔

**فقہ** - اسلامی قانون اور شریعت جس میں ہر قسم کے مذہبی، سیاسی، آئینی، فوجداری حتیٰ کہ جنگی قوانین بھی شامل ہیں۔ ابتدا صرف قرآن پاک اور سنتِ نبویؐ کے مطابق ہر بات کا فیصلہ کیا جاتا تھا لیکن جب نئے نئے مسائل پیدا ہوئے تو فقیہوں کو اپنی رائے سے بھی کام لینا پڑا چنانچہ ان کی متفقہ رائے کو اجماع - عام سے تعبیر کیا گیا۔ اجماع کا بھی فقہ میں بڑا درجہ ہے اور قیاس کو بھی بڑا دخل حاصل ہے۔

فقہ ایک بہت وسیع اور بسیط لفظ ہے اس فن میں سب سے پہلے مالک بن انس نے دوسری صدی ہجری میں ایک کتاب لکھی۔ پھر امام ابو حنیفہ اور امام یوسف نے بڑی تحقیق و تدقیق سے کام لے کر اس فن کو چار چاند لگا دیے۔ اسی زمانہ میں رائے کے بارے میں اختلاف ہوا۔ جو لوگ فقہ میں رائے کو نہیں مانتے "اہلحدیث" کہلائے اور جو رائے کو اہمیت دیتے ہیں وہ اصحاب الرائے مشہور ہیں۔ امام شافعی نے ان دونوں کے بین بین ایک اصول الفقہ بنایا۔ فقہ کے چار امام مانے جاتے ہیں۔

(۱) امام اعظم ابو حنیفہ (۲) امام شافعی (۳) امام مالک (۴) امام حنبل۔ اس کے علاوہ خارجیوں اور شیعوں کی فقہ بھی ہے۔

**فقیر** - ضرورت مند یا حاجت مند انسان، خواہ وہ دنیوی حیثیت سے محتاج ہو یا روحانی لحاظ سے۔ فقیر اور مسکین میں فرق یہ ہے کہ آخر الذکر تباہ حال ہوتا ہے اور فقیر محتاج۔ مانگنے والے کو سائل کہتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ نے اپنے آپ کو غنی اور اس کے مقابلے میں انسان کو فقیر یا حاجت مند کہا ہے۔ چنانچہ اللہ کے مقابلے میں انسان یقیناً حاجت مند ہے خواہ وہ کوئی چیز مانگے یا نہ مانگے۔

جو لوگ خدا پر بھروسہ کرتے اور دوسرے سے کچھ طلب نہیں کرتے ان کو متوکل کہتے ہیں۔ اس لحاظ سے اسلام میں فقیر ہونا یا فقر اور فقیری کوئی بری بات نہیں ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے "الفقر فخری" "فقر میرا فخر ہے" لیکن جب سے بھیک مانگنے والوں نے یہ نام اختیار کیا اس وقت سے اس کا مفہوم بدل گیا ہے اور اب معاشرے میں فقیر کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا، متوکل طبقہ کے واسطے اب درویش کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

اس سلسلہ میں انگریزوں نے ایک زیادتی یہ کی ہے کہ فقیر کو اپنے لفظ (FAKER) کا مترادف قرار دیا ہے جس کے معنی مکار یا چالباز کے ہیں۔

**فکر، مولانا ابن الحسن** - مولانا ابن الحسن نام اور فکر تخلص تھا علماء اور فضلاء کے اس زمرہ کے رکن ہیں۔ جس نے ریاست رامپور کی سرپرستی میں اردو علم و ادب اور علوم اسلامی کی خدمت سرانجام دیں۔ قدرت نے ذہن رسا ودیعت کر رکھا تھا۔ اور نثر اور نظم دونوں میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ نواب کلب علی خاں والیٔ رامپور کے مقتدر درباری تھے اور وقتاً فوقتاً نواب صاحب مرحوم کا کلام اصلاح کی خاطر دیکھا کرتے تھے۔ مولانا کا مختصر سا مجموعۂ نظم موجود ہے جو بلندیٔ افکار کی بدولت علمی حلقوں میں بنظر استحسان دیکھا جاتا ہے۔

**فکری، محمد عزیز** - مصری پروفیسر نباتات اور خاص طور پر کپاس کی جنس کے ماہر ہیں۔ ۱۸۹۶ء میں پیدا ہوئے۔ قاہرہ کے زراعتی کالج اور کیمبرج اور لندن کی یونیورسٹیوں میں تعلیم پائی۔

آپ پہلے رائل ایگریکلچرل سوسائٹی میں ٹیکنیکل اسسٹنٹ مقرر ہوئے۔ پھر آہستہ آہستہ ترقی کرتے ہوئے وہاں ایک شعبہ کے انچارج ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد فاروق اوّل یونیورسٹی میں پروفیسر ہو کر چلے گئے۔ چار سال کے قلیل عرصہ میں فیکلٹی آف سائنس کے ڈین ہو گئے۔ آپ کپاس کے متعلق کئی مفید اور مستند کتابیں بھی لکھ چکے ہیں۔

**فلاح** (FELLAH) یہ لفظ عربی الاصل ہے۔

اور اس کے معنی ہیں "کاشت کار" ــ سیاسیات میں فلاح لفظ مصر کے کاشت کار طبقہ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے ۔ اس لفظ کو ان خصوصی معنوں میں سب سے پہلے ترکوں نے طنزاً استعمال کیا تھا ۔

**فلارنس** (Florence) وسطی اطالیہ کا ایک شہر جو دریائے آرنو کے دونوں طرف ساحل سمندر سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے ۔ اس کا نواحی علاقہ بڑا خوبصورت ہے جسے چاروں طرف سے درختوں سے ڈھکی ہوئی پہاڑیوں نے گھیر رکھا ہے ۔ ازمنہ وسطیٰ میں یہاں بڑی بڑی عظیم الشان شخصیتیں ہو گزری ہیں ۔ جن میں پٹیارچ، مائیکل اینجیلو، لیونارڈو ڈا ونسی، میکیاولی اور گیلیلی خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔ ۱۸۶۴ء سے ۱۸۷۰ء تک یہ شہر اطالیہ کا دارالحکومت بھی رہا ۔ اس کی آبادی ۳۲۲۰۰۰ کے قریب ہے ۔

**فلارنس نائٹ انگیل** (Florence Nightingale) جدید نرسنگ کی بانی ۱۲ مئی ۱۸۲۰ء کو اٹلی کے شہر فلارنس میں پیدا ہوئی ۔ لیکن اس کا بچپن زیادہ تر انگلستان میں بسر ہوا ۔ پیرس اور کائزرزورتھ کے اداروں میں نرسنگ کی تربیت حاصل کی ۔ ۱۸۵۳ء تک اسے اتنی شہرت حاصل ہو چکی تھی کہ وہ لندن میں مریض خواتین کے ہسپتال کی سپرنٹنڈنٹ مقرر کر دی گئی ۔ لیکن جنگ کریمیا میں اس نے وہ کام کیا کہ دنیا بھر میں مشہور ہو گئی ۔ وہ اڑتیس دوسری نرسوں کو ساتھ لے کر کریمیا گئی ۔ اس کا کام یہ تھا کہ تمام فوجی ہسپتالوں کی نگرانی کرے، نرسوں کے پورے عملے سے کام لے اور دس ہزار مریض اور زخمی انسانوں کی دیکھ بھال کرے ۔ وہ چالیس گھنٹے کام میں مصروف رہتی ۔ فروری اور جون ۱۸۵۵ء کے درمیان اس کی انتھک کوششوں کے باعث شرح اموات ۴۲ فی صدی سے گھٹتے گھٹتے صرف دو فی صدی رہ گئی ۔ مس نائٹ انگیل کی خدمات کے اعتراف کے طور پر پچاس ہزار پونڈ کا ایک فنڈ جمع کیا گیا ۔ جس سے اس نے سینٹ ٹامس ہسپتال میں ایک دار التربیت قائم کیا ۔ جس کا نام تھا "نائٹ انگیل نرسز ٹریننگ ہوم" اس کے علاوہ بعض دوسرے مقامات پر بھی نئے انداز کے نرسنگ سکول کھولے گئے ۔ مس فلارنس نائٹ انگیل کا انتقال لندن میں ۱۳ اگست ۱۹۱۰ء کو ہوا ۔ اس نے نوّے سال کی عمر پائی ۔

**فلاریڈا** (Florida) لفظی معنی "پھولوں کا وطن" جمہوریہ امریکہ کی انتہائی جنوبی ریاست ہے ۔ جو خلیج میکسیکو کے مشرق میں واقع ہے ۔ اس کا ساحل ۱۱۵۰ میل لمبا ہے ۔ اور اس کے رقبے میں سے کم و بیش ۱۹ دریاؤں کا پانی گزرتا ہے اس کے علاوہ یہاں ۱۳۰۰ کے قریب جھیلیں اور تالاب ہیں ۔ آب و ہوا معتدل اور صحت بخش ہے ۔ اس کا دارالحکومت ٹلاہاسی (Tallahassee) ہے ۔ فلاریڈا کا کل رقبہ ۵۶۷۰۰ مربع میل ہے اور آبادی ۱۰۳۵۰۰۰ کے لگ بھگ ہے ۔

**فلائی ڈرل** (Fly Drill) ایک مشینی برما جو چھید کرنے کے کام آتا ہے ۔ یہ مشین ایک پٹے کے ذریعے چلتی ہے ۔ جس کی ایک جانب تو انسانی یا مشینی قوت لگائی جاتی ہے اور دوسری جانب یہ پٹہ ایک چھوٹے سے پہیے کے گرد لپٹا ہوتا ہے ۔ قوت پٹے کو چلاتی ہے اور یہ پٹے کی حرکت پہیے میں منتقل ہو جاتی ہے ۔ اور جب پہلا چھوٹا پہیہ حرکت میں آتا ہے ۔ تو جھریوں اور دندانوں کے ذریعے دوسرے پہیے کو حرکت میں لے آتا ہے ۔ دوسرا پہیہ پہلے پہیے سے مخالف سمت میں چلتا ہے اور ایک علیحدہ دھرے پر قائم ہوتا ہے ۔ جس کے دوسرے سرے پر ایک اور بڑا پہیہ لگا ہوتا ہے ۔ جس کا کام محض یہ ہے کہ وہ اپنے وزن کے باعث باقی پہیوں کی حرکت کو جھٹکے سے بچا کر یکساں اور ہموار رکھے ۔ اس پہیے کا نام انگریزی میں "فلائی وہیل" ہوتا ہے ۔ اور عموماً ہر بھاپ سے چلنے والے انجن میں لگا ہوتا ہے ۔ چونکہ یہ برما اسی قسم کے انجن سے چلتا ہے ۔ اس لئے "فلائی وہیل" کی نسبت سے اس کو بھی "فلائی ڈرل" کہتے ہیں ۔ اس قسم کی ایک اور مشین بھی پاکستان میں رائج ہے جس کو انگریزی میں لیتھ (Lathe) کہتے ہیں ۔ یہ لفظ پاکستانی لفظ لاٹھ کا بگاڑ ہے ۔ اور اس

یہ لوگ گنا پیلنے کے بیلنوں کی لاٹھیں صاف کرتے ہیں۔ لاٹھ کے اپنے معنی بھی دُھرے کے ہیں۔ فلائی ڈرل سے پل بنانے کے گرڈروں میں چھید کئے جاتے ہیں تاکہ ان کو قابلوں کے ذریعہ پیوستہ کیا جا سکے۔ کسی پل کی تعمیر کے موقع پر یہ سلسلہ دیکھا جا سکتا ہے۔

## فلبی، جان

فلبی، جان۔ (Philby John) برطانوی سول سروس کے رُکن اور سیاح ہیں۔ ۱۸۸۵ء میں پیدا ہوئے۔ کیمبرج میں تعلیم پائی۔

۱۹۰۸ء میں انڈین سول سروس میں آ گئے۔ ۱۹۱۴ء میں ضلع لائلپور (مغربی پاکستان) کے ڈپٹی کمشنر تھے۔ ۱۹۱۵ء میں میسوپوٹیمیا (موجودہ عراق) کے پولیٹکل افسر مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۰ء میں وہیں وزارت خارجہ کے مشیر بنائے گئے۔ ۱۹۲۱ء میں شرق اردن کی طرف برطانیہ کے خاص نمائندے بنا کر بھیجے گئے۔ آپ پہلے یوروپین تھے جو عرب کے صوبہ نجد میں داخل ہوئے۔ رائل جغرافیکل سوسائٹی اور رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے تمغجات حاصل کئے۔ تصنیفات انگریزی "اندرونِ عرب" "وہابیوں کی سرزمین" "دخترِ سبا" "اسلام کا پس منظر" وغیرہ وغیرہ ہیں۔

## فلپائن

فلپائن۔ (Phillippine) بحرالکاہل میں ہندچینی سے قدرے مغرب کی جانب جزیروں کا مجموعہ۔ فلپائن کا نام بادشاہ سپین فلپ دوم کے نام پر ہے۔ بڑے بڑے جزیرے لوزون شمال میں اور منداناؤ جنوب میں واقع ہیں۔ دیگر جزائر منڈورو، ماسبیت، سامار، پانائے، لیت، سیبو، نیگروز، بوحول، پلاوان ہیں۔ ان جزائر میں شمالاً جنوباً سلسلۂ کوہ چلا جاتا ہے۔ بیشتر آتش فشاں پہاڑ ہیں۔ زیادہ علاقہ جنگلات سے گھرا ہوا ہے۔ نیشکر، چاول، کپاس، تمباکو، ربڑ، کاشت ہوتے ہیں۔ معدنیات میں سونا چاندی شامل ہیں۔

۱۹۴۶ء سے فلپائن میں ایک آزاد جمہوریت قائم ہے۔ جس کا ایک صدر ہے۔ مجلس بلائے قانون سازی میں ایک سنیٹ اور ایک عام منتخب مجلس شامل ہیں۔ امورِ خارجہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کی نگرانی میں ہیں۔

فلپائن میں یورپین اقوام ۱۵۲۱ء میں آئیں اور ۱۵۶۵ء میں ہسپانوی راج اور کیتھولک مذہب کا آغاز ہوا۔ انیسویں صدی کے دوران میں یہاں مسلح انقلابات آئے خصوصاً ۱۸۷۲ء اور ۱۸۹۶ء میں۔ ہسپانوی امریکن جنگ کے خاتمہ پر فلپائن امریکہ کے تحت آ گیا۔ اور ۱۹۳۵ء میں یہاں نیم آزاد حکومت قائم ہوئی۔ ۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۵ء تک فلپائن پر جاپان کا قبضہ رہا۔ اور اب یہاں آزاد جمہوریت قائم ہے۔ دارالحکومت منیلا (Manila) ہے۔ رقبہ ۱۱۴،۸۳۰ مربع میل اور آبادی ۱۳،۲۹۶،۰۰۰ نفوس پر مشتمل ہے۔

## فلستی

فلستی۔ (Philistines) وہ لوگ جن کے نام پر "ارض مقدس" کو "فلسطین" کہا گیا۔ یہ لوگ غالباً جزیرۂ کریٹ کے رہنے والے تھے۔ ۱۰۸۰ ق۔م کے قریب ان لوگوں نے "ارض مقدس" کے جنوبی حصّہ کو جو اس وقت "کنعان" کہلاتا تھا بنی اسرائیل کے ہاتھوں سے چھین لیا۔ یہ لوگ زیادہ تر جافا اور جنوبی ریگستان کے مابین ۴۰ میل لمبے اور ۱۵ میل چوڑے "قطعۂ اراضی" پر آباد تھے۔ اشداد، اسکیلون، ایکران، غازا اور گاتھ ان کے مشہور شہر تھے۔ کچھ عرصہ کے لئے انہیں داؤدؑ نے تابع فرمان کیا۔ بعد ازاں ان پر اور بنی اسرائیل پر اہلِ اشور کی حکومت مسلط ہو گئی۔

## فلسطین

فلسطین۔ (Palestine) بحیرۂ روم کے مشرقی ساحل پر واقع ہے اور اس سرزمین کو یہودی، عیسائی اور مسلمان سب "ارض مقدس" خیال کرتے ہیں۔ "فلسطین" لفظ "فلستی" (Philistines) سے مشتق ہے جو غالباً کریٹ سے آئے ہوئے حملہ آور آبادکاروں کا نام تھا۔ یہ لوگ جافا اور جنوبی صحرا کے درمیان ۴۰ میل لمبے اور ۱۵ میل چوڑے علاقہ پر آباد تھے۔ عبرانی یعنی یہودی لوگ یہاں ۱۴۰۰۔ ۱۲۰۰ ق۔م کے مابین آ کر آباد ہوئے۔ یہ لوگ ریگستانی عرب کے ایک خانہ بدوش قبیلہ عبیرو ("Habiru") کی نسل سے تھے۔ ۱۰۸۰ ق۔م کے قریب انہی فلستیوں نے تسخیر کیا۔ ۱۰۲۵ ق۔م کے قریب ساؤل کی حکومت قائم ہوئی۔ جس کے بعد ۹۳۵ ق۔م تک عبرانی خود مختار حکمران رہے۔ ۹۳۰ ق۔م۔ اس پر مصریوں نے قبضہ کر لیا۔

۹۵۸ ق۔م۔ یروشلم کو یہوداہ (Judah) کے عسٰی (Asa) نے آزاد کرا لیا۔ ۵۹۷ ق۔م فلسطین پر اشور بادشاہ بنوکدنضر نے حملہ کیا۔ جس کے سو سال بعد اس پر فارس کے بادشاہ سائرس کا قبضہ ہو گیا۔ ۳۳۴ ق۔م

اس پر سکندر مقدونی نے حملہ کیا۔ اور ۳۲۰ ق۔م۔ ٹالمی نے یروشلم میں فاتحانہ داخل ہو کر یونان کا سیاسی اور ذہنی تسلط قائم کیا۔ یونانی عہد حکومت میں تورات وغیرہ کا عبرانی سے یونانی سے ترجمہ ہوا۔ ۲۲۳ ق۔م۔ انطاکیہ اعظم (Antiochus the Great) نے جو ملک شام کا بادشاہ تھا فلسطین کو ختم کیا۔ مگر ۱۶۸ ق۔م جب شامیوں نے یہودیوں کے معبد کی توہین کی تو اس پر بغاوت ہو گئی جو بالآخر ۱۰۰ ق۔م کے قریب ایک آزاد یہودی ریاست کے قیام پر منتج ہوئی۔ لیکن ملک میں بدنظمی بدستور جاری رہنے کے باعث روما کی سلطنت یہودی ریاست کو شکست دے کر اپنا تسلط قائم کرنے میں آسانی سے کامیاب ہو گئی۔ رومی عہد حکومت کے دوران میں فلسطین میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام پیدا ہوئے جن کی تعلیمات سے عیسائیت ظہور پذیر ہوئی۔

روما اور بزنطینی شہنشاہوں کا تسلط ۶۳۴ بعد از مسیح قائم رہا جس کے بعد دمشق پر اہل فارس کا قبضہ ہوا۔ ۶۳۴ عیسوی میں فلسطین میں دو مسلمان عرب افواج داخل ہوئیں۔ ۶۳۸-۶۴۰ عیسوی میں بعہد فاروقی مسلمانوں نے تمام فلسطین پر قبضہ کر لیا۔ ۱۰۹۵ء میں اہل یورپ کو خیال پیدا ہوا کہ ارض مقدس کو مسلمانوں کے قبضہ سے آزاد کرایا جائے۔ اور اگلے سال انہوں نے پہلی صلیبی جنگ کا آغاز کیا۔ ۱۲۹۱ء میں صلیبی جنگیں ہمیشہ کے لئے بند ہو گئیں۔ ۱۲۴۴ء میں اس پر تاتاریوں نے حملہ کیا۔ جنہوں نے بلالحاظ مذہب و ملت عیسائیوں، مسلمانوں اور یہودیوں کو تہ تیغ کیا۔ ۱۴۹۲ء میں ہسپانیہ سے یہودیوں کے اخراج پر وہ فلسطین میں آ کر آباد ہونے لگے۔ ۱۵۱۷ء میں مصر کو عثمانی ترکوں نے فتح کیا اور جنگ عظیم تک اس پر قابض رہے۔ ۱۸۶۲ء میں ایک جرمن یہودی Robbi Kalischer نے فلسطین کو یہودی ریاست بنانے کا نظریہ پیش کیا۔

۱۹۱۷ء میں انگریزوں نے یہاں فوجی حکومت قائم کی اور ۱۹۲۰ء میں فوجی حکومت ختم کر کے عام حکومت کا سلسلہ شروع کیا۔ انگریزوں ہی کے زمانۂ اقتدار (۱۹۲۰-۱۹۳۹ء) میں یہاں یہودیوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور وہ یہاں اپنی ایک آزاد حکومت قائم کرنے کی تگ و دو کرنے لگے۔ امریکہ اور برطانیہ ان کی پشت پر تھے۔ آخر ۱۹۴۷ء میں یہ مسئلہ اقوام متحدہ میں پیش کیا گیا۔ جس نے تقسیم فلسطین کی تجویز پیش کی۔

۱۵ مئی ۱۹۴۸ء کو فلسطین کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ جس میں سے ایک حصہ کا نام "اسرائیل" رکھا گیا۔ یہاں یہودیوں کی حکومت ہے۔ تقسیم سے پہلے اس کا رقبہ ۱۰،۴۳۰ مربع میل تھا جو شمالاً جنوباً ۲۶۰ میل لمبا اور شرقاً غرباً ۷۰ میل چوڑا تھا۔ اور آبادی ۱۸ لاکھ کے قریب تھی۔ جس میں سے ۱۱ لاکھ عرب، ۶ لاکھ یہودی اور ایک لاکھ عیسائی تھے۔

## فلسطینی جنگلی قوم

فلسطین کے جنوب میں نجیب کا نیم صحرائی علاقہ ہے۔ جہاں ایک جنگلی قوم کے گروہ آباد ہیں۔ ان لوگوں کا گذارہ شکار اور غارتگری پر ہے۔ اور ان کا مسکن نہیں کسی ایک جگہ۔ چونکہ خانہ بدوش ہیں اس لئے جہاں چاہتے ہیں خیمے لگا کر وقت گذار لیتے ہیں۔ تعلیم کی ان میں بہت بڑی کمی ہے۔ ان کی زبان عربی ہے جو مستعملہ عربی سے مختلف ہے اور بدوی نوعیت کی ہے۔ ان کے مختلف قبیلے ہیں جو اپنے اپنے سرداروں کی سرکردگی میں زندگی بسر کرتے ہیں۔

## فلسفہ (Philosophy) علوم عقلی

ادب میں فلسفہ کا استعمال سب سے پہلے حکیم افلاطون نے کیا۔ جس نے اسے اپنے استاد حکیم سقراط سے منسوب کیا ہے۔ سوفسطائی اپنے آپ کو عقل و استدلال کے دعویدار کہا کرتے تھے۔ سقراط اپنے آپ کو عاشق عقل کہتا تھا۔ یونان میں فلسفہ کا یہی مفہوم تھا۔ کئی صدیوں تک علم کا تمام میدان فلسفہ کی حدود میں شمار ہوتا رہا۔ لیکن اٹھارویں صدی میں فلسفہ اور سائنس کے علوم کی حد بندی غیر واضح طور پر شروع ہوئی۔ آج کل وہ تمام علوم جو ثابت اور تجرباتی ہیں۔ وہ کسی نہ کسی عنوان کے تحت سائنس میں شمار ہوتے ہیں۔ فلسفہ عام طور پر ان مضامین کے لئے استعمال ہوتا ہے جو تجربات یا انکشافات کی صورت میں نمایاں نہیں ہیں یا ابھی اس صورت میں سامنے نہیں آئے۔ فلسفہ اور دینیات میں آسانی سے حد فاصل نہیں کھینچی جا سکتی۔ لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ اوّل الذکر انسانی استدلال کے تحت شمار ہوتا ہے۔ حالانکہ ثانی الذکر لازمی طور پر الہٰیاتی نظام اور کلام ربانی کے تحت آتے ہیں۔

تاریخی اعتبار سے فلسفہ کئی شاخوں میں منقسم ہے۔ مابعد الطبیعات: حقیقت مطلق سے متعلق بحث کرنا۔ نیچرل فلسفہ: جسے اب ہم طبیعاتی سائنس کہتے ہیں۔ اس میں یہ مضامین: معاملات کی نوعیت، زمان و مکان،

حرکت، اور دیگر طبیعاتی نظریات فلسفی کے ذہن میں آسکتے ہیں۔ علم النفس، انسان کے شعور اور تحت الشعور کا مسئلہ اور اس کے متعلق مختلف مفروضات علم منطق فلسفے کی شاخ ہے بعض اوقات اسے فنِ استدلال بھی کہا جاتا ہے۔ لیکن جدید فلسفہ میں منطق ہو بہو تجزیہ اور تحلیل کی ترقی یافتہ شکل ہے، جس سے اکثر اوقات نئی نئی معلومات سامنے آتی ہیں اور کبھی کبھی یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ علم ناممکن الحصول شے ہے۔ چند فلسفیوں کا خیال ہے کہ یہ نئی صورت تمام فلسفے کو اپنے دامن میں سمیٹ لیتی ہے۔ علم کا نظریہ اس بات کا سراغ لگاتا ہے کہ ہم کس طرح جانتے ہیں اور اس چیز پر کب تک انحصار کر سکتے ہیں جسے ہم سمجھتے ہیں کہ اس کا انکشاف ہو گیا۔

**علم الاخلاق** - یہ ایک نظریاتی علم ہے جسے عملاً ہم اخلاقیات کا علم کہتے ہیں۔ انسانوں کے سوشل اور سیاسی گروہوں سے وابستہ رہنے سے جو محرکات اور استدلال پیدا ہوتے ہیں۔ اُن کا علم سیاسیات اور عمرانیات کہلاتا ہے۔

عملاً اِن تمام موضوعات نے قدیم یونانیوں کے جذبۂ تجسس اور دلچسپی کو اُبھارا جن کے ہاتھوں فلسفہ نے چھ سو سال قبل از مسیح جنم لیا۔ بعض روایات کے اعتبار سے تھیلس اس موضوع کا موسس ہے۔ اُس کے بعد اینکسیمنڈر، فیثاغورث، ہرقلیس، اور پارمینڈیس ایسے مفکر پیدا ہوئے۔ اُن کے بعد سقراط، افلاطون، ارسطو قدیم یونانی فلسفیوں میں عظیم ترین فلسفی شمار ہوتے ہیں۔ جن کی فلسفیانہ موشگافیوں نے اُن کے بعد ہر زمانہ کے عالم، فاضل اور مفکر طبقے کو متاثر کیا۔ نو افلاطونیت نے عیسائیت کے لئے راستہ ہموار کیا۔ قرونِ وسطےٰ کے متکلمین کا سرگردہ ٹامس ایکوئینس تھا۔

یونانیوں کی فلسفیانہ تحریروں کا ترجمہ عربوں نے ہارون اور مامون عباسی کے زمانہ میں کیا۔ اور اسی زمانہ سے مسلمانوں میں فلسفے کا شوق پیدا ہوا۔ اسی ذوق و شوق کا نتیجہ اسلامی دُنیا کے عظیم فلسفی فارابی، ابنِ سینا، ابنِ رُشد وغیرہ ہیں۔

تحریک احیائے العلوم کے بعد جدید فلسفہ نے یورپ میں جنم لیا۔ اور دُنیا کو ڈیکارٹ، لبنز، سپینوزا، ہوبسن، لاک، برکلے، ہیوم، کانٹ، ہیگل، نطشے، شوپن ہار، مارکس، ہربرٹ سپنسر، ولیم جیمس، جان ڈیوی، برگسان، کروچے، برٹرینڈ رسل وغیرہ جیسے بڑے بڑے فلسفی حاصل ہوئے۔

## فلسفی۔ ( Philosopher )

فلسفی سے وہ شخص مراد ہے جو دانشمندی کا دلدادہ ہو۔ ان معنی کو اگر ملحوظ خاطر رکھا جائے تو ہر کمسن بچہ فلسفی کہلانے کا حقدار ہے کیونکہ اس کی طبیعت میں بے پناہ تجسس (Curiosity) پایا جاتا ہے۔ لیکن اصطلاح میں فلسفی کا مفہوم ایسے شخص سے ہے جو مظاہر قدرت کو سمجھنے کی کوشش کرے اور کائنات کے ساتھ انسانی تعلق کی تہ کو پہنچنے کی سعی کرے۔

تاریخ عالم میں فلاسفی کے مشہور ادوار یہ ہیں:۔
(۱) یونانی جس کے امتیازی ستون افلاطون اور ارسطو ہیں۔ (۲) جدید یونانی ( Hellenic ) دَور جس کے دوران میں افلاطونی خیالات کو مشرقی روحانی افکار کے ساتھ مدغم کیا گیا۔ (۳) ازمنہ وسطیٰ ( Medievel ) یا عالمانہ ( Scholstelc ) جس کے دوران میں عیسائی مذہبی تصور کے ساتھ عقلی ضروریات کو ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس دور پر یہودیوں اور عربوں کے خیالات کا بڑا اثر پڑا۔ (۴) دَور جدید۔ جس کی ابتدا ڈیکارٹ (Descartes) لبنز (Leibniz) اور سپینوزا ( Spinoza ) سے ہوئی۔ ان ادوار کے علاوہ چینی اور ہندوستانی فلسفہ کی رَو اپنے اپنے انداز میں بہتی رہی ہے۔ اور اہمیت کے لحاظ سے ان دونوں ممالک کا فلسفہ مغربی فلسفہ سے کسی طرح پر کم حیثیت کا نہیں ہے۔

## فلش سسٹم۔ ( Flush System )

پائخانہ کو صاف کرنے کے لئے اچھے مکانوں میں "فلش" لگا ہوتا ہے جس کی زنجیر کھینچنے سے پائخانہ خود بخود زمین کے نیچے بہہ کر وہ جگہ صاف ہو جاتی ہے۔

پائخانہ کے اوپر ایک چھوٹی سی ٹینکی ہوتی ہے جس میں پانی بھرا رہتا ہے۔ ٹینکی کے ساتھ ایک زنجیر ہوتی

ہے۔ جسے کھینچنے سے ٹینکی کا پانی نیچے آکر پاخانے کو ایک زمین دوز نالی کے اندر بہا دیتا ہے۔ اس نالی کا تعلق یا تو آس پاس کسی دریا سے ہوتا ہے۔ یا ایک گہرے گڑھے سے جو قریب ہی کسی جگہ زمین میں کھود کر بنایا ہوتا ہے۔ یہ گڑھا اوپر سے ڈھکا ہوتا ہے اور اس میں گندا پانی گرتا رہتا ہے۔ اگر کسی وجہ سے فلش کے نظام میں خلل واقع ہو کر اس کا فعل رک جائے تو اسے کھول کر صاف کرنا پڑتا ہے۔

ریل گاڑیوں میں اونچے درجہ کے جو کمرے ہوتے ہیں۔ ان کے پاخانوں میں بھی اسی نمونہ کے فلش لگے ہوتے ہیں۔

**فلک پیما۔** خان بہادر عبدالعزیز صاحب مرحوم مدت تک فلک پیما کے نام سے ملک کے مشہور ادبی جرائد خصوصاً "ہمایوں" کے لئے مضامین لکھتے رہے۔

آپ لاہور کے رہنے والے تھے۔ کچھ مدت تک پنجاب سول سروس میں رہے۔ کچھ عرصہ ریاست کپور تھلہ کے وزیر اعظم بھی رہے۔ اور صوبہ پنجاب کے فنانشل کمشنر بھی۔

اردو ادب میں ان کا رنگ بالکل جداگانہ اور سادگی اور شستگی کا آئینہ دار تھا۔ ۱۹۵۷ء میں انتقال کیا۔

**فلکس۔** (Flux) کوئی شے جو ٹانکا لگانے یا پانجے میں مدد دے۔ پانجنے کا عمل دھاتوں کے دو ایسے سروں پر کیا جاتا ہے جن کو جوڑنا مطلوب ہوتا ہے جن میں فلکس کا کام یہ ہوتا ہے۔ کہ ان دونوں جڑنے والے سروں کو پگھلا کر جلد نرم کر دے تاکہ وہ ٹانکے کا اثر بسرعت تمام قبول کر سکیں۔ اہم ٹانکوں میں جو دھات کے بڑے بڑے ٹکڑوں کو جوڑنے کے لئے لگائے جاتے ہیں۔ ایک چیز "فلوسپار" نامی استعمال کی جاتی ہے یا وہ نہ ملے تو چونے کا پتھر استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن معمولی ٹانکوں میں سہاگہ ہی سے کام چل جاتا ہے۔ سیاہ فلکس "کریم آف ٹارٹر" سے بنتا ہے۔ لیکن سفید فلکس "سوڈیم اور پوٹاشیم کاربونیٹ" کی مساوی مقدار کے ملانے سے بنتا ہے۔ ان میں سے پہلا یعنی سیاہ فلکس ترکیبی عمل میں استعمال ہوتا ہے۔ لیکن دوسرا معدنیات کے تجزیہ میں ہوتا جاتا ہے جو ٹانکہ لگانے کے فن پر انگریزی میں متعدد کتب موجود ہیں۔ اس عمل کو انگریزی میں "سولڈرنگ" (Soldering) کہتے ہیں۔

**فلکیات۔** (Astronomy) اجسام فلکی کے مطالعہ کے علم کا نام ہے۔ اس کے ذریعہ ان کی رفتار ان کی وسعت، اور ان کے اجزائے ترکیبی کا پتہ لگایا جاتا ہے۔ عملی طور پر جہاز رانی میں اس علم سے بڑی مدد ملتی ہے۔ یہ علم موجودہ دور میں مدارج ارتقا طے کر رہا ہے۔ اور مختلف یونیورسٹیوں کے اعلیٰ درجوں میں داخل نصاب ہے۔

**فلورا۔** (Flora) قدیم یونانی اور لاطینی علم الاصنام میں پھولوں کی دیوی، یہ لفظ کسی خاص مقام یا زمانہ کے نباتات کی فہرست کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ نیز "نباتات نامہ" بھی اس سے مراد ہے۔

**فلور ملز** (Flour Mills) "فلور" آٹے کو کہتے ہیں اور "ملز" وہ مشینی کارخانہ ہوتا ہے جہاں آٹا پستا ہے۔ آٹا گندم، مکی، جو، یا باجرے وغیرہ کا بھی ہوتا ہے۔ ان اجناس کا آٹا روٹی پکانے کے کام آتا ہے اور بنی نوع انسان کی سب سے بڑی خوراک ہے۔ آٹا پیسنے کی مشینیں تمام بڑے بڑے شہروں میں موجود ہیں، مغربی پاکستان کی اجناس اور غلے کی تمام بڑی بڑی منڈیوں میں "فلور ملز" قائم ہیں اور جہاں اجناس خوردنی اور غلے کے انبار ہیں وہاں "فلور ملز" بھی آٹے کے انبار مہیا کرتی رہتی ہیں۔
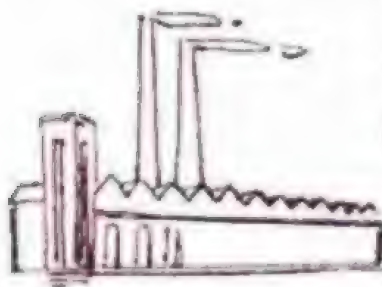
شاہدرہ (لاہور) لائلپور، خانیوال، سرگودھا، ملتان، حیدر آباد (سندھ) وغیرہ میں بڑی بڑی فلور ملز قائم ہیں۔ جن کا تیار کردہ آٹا پاکستان کے مختلف علاقوں میں مہیا ہوتا ہے۔

**فلیٹ سٹریٹ** (Fleet Street) لنڈن کا ایک مشہور بازار جہاں اخبار نویسوں کے دفاتر ہیں یہ بازار نامہ نگاروں اور اخبار نویسوں کی آماجگاہ ہے۔

فلیٹ دراصل ایک ندی کا نام تھا۔ جو کسی وقت اس نواح میں بہتی تھی۔ بعد میں اس جگہ ایک شارع عام بنا دیا گیا۔ اور پھر ہوتے ہوتے یہ سڑک بازار میں تبدیل ہو گئی۔

پہلے پہل اس بازار میں صرف چائے خانے اور قہوہ خانے ہوتے تھے۔ جن میں اخبار نویس قیام و طعام کے لئے جمع ہوتے تھے۔ آہستہ آہستہ اخباروں کے دفتر بھی قائم ہو گئے۔ اب انگلستان کا اخبار نویس طبقہ اور فلیٹ سٹریٹ لازم و ملزوم چیزیں ہیں۔ اور "فلیٹ سٹریٹ" کا نام لیتے ہی اخبار نویس کا تصور دماغ میں ابھر جاتا ہے۔ چنانچہ انگریزی اخبار کے لئے جہاں کہیں ایڈیٹر کی ضرورت ہو وہ یہاں سے مہیا ہو سکتا ہے۔

**فلیڈلفیا** ۔ (Philadelphia) ریاستہائے متحدہ امریکہ کا تیسرا بڑا شہر جو نیویارک سے جنوب مغرب میں ۹۷ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس شہر کی بنیاد ۱۶۸۲ء میں رکھی گئی۔ مشہور عمارات: فرینکلن کی قبر انڈی پینڈنس ہال (۱۷۳۵ء) سٹی ہال ٹکسال وغیرہ فلیڈلفیا از ۱۷۸۱ء تا ۱۸۰۰ء میں امریکہ کا دارالسلطنت بھی رہا۔ اور امریکہ کی جنگ آزادی کا مرکز تھا۔ آبادی ۱۹۵۰ء میں ۲۰۱۰۵۷۲۱۰ نفوس پر مشتمل تھی۔

**فلیگالینٹس** ۔ ( Flagelleuts ) ایک کٹر عیسائی فرقے کا نام جو تیرھویں صدی عیسوی میں وجود میں آیا۔ اس وقت پلیگ کی بیماری زوروں پر تھی۔ اور ان لوگوں کے خیال کے مطابق پلیگ ان کے گناہوں کے سبب سے ہی نازل ہوئی۔ اس فرقے کے لوگ برہنہ تن گلیوں اور بازاروں میں گھومتے پھرتے تھے۔ اور چوک بازار میں کھڑے ہو کر اپنے بدن پر کوڑے لگواتے حتیٰ کہ لہولہان ہو جاتے۔ ان کا اعتقاد تھا کہ جب تک ایسا نہ کیا جائے ان کے گناہ معاف نہیں ہو سکتے اور پلیگ دور نہیں ہو سکتی۔ عام رومن کیتھولک عیسائی اس فرقے کے سخت دشمن تھے۔ چنانچہ پوپ "کلیمنٹ ششم" نے ان پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ اور ان میں سے ۹۰ آدمیوں کو ستونوں کے ساتھ باندھ کر جلا دیا گیا۔ لیکن باوجود اس ظلم و تعدی کے اس فرقے کا وجود سولھویں صدی تک قائم رہا۔

**فلیگ آفیسر** ۔ (Flag Officer) بحری فوج کے وہ افسر جن کو اپنی زیر کمان جہازوں پر جھنڈا لہرانے کا استحقاق حاصل ہے۔ یہ افسر امیر البحر ( Admiral ) اور نائب امیر البحر (Rear Admiral) ہیں۔

پاکستانی بحری فوج چونکہ انگریزی بحری فوج ہی سے وجود میں آئی ہے۔ اس لئے اس میں بھی انگریزی اصطلاحات رائج ہیں اسی سے فلیگ شپ (Flagship) اصطلاح وجود میں آئی۔ یہ جہاز وہ ہوتا ہے جس میں امیر البحر کا دفتر ہوتا ہے اور جہاں سے بیڑے کے متعلق تمام احکام اور ہدایات جاری ہوتے ہیں۔

**فلینڈرز** ۔ (Flanders) وہ ملک جہاں "فلیمنگ" لوگ آباد تھے۔ یہ علاقہ ۸۶۲ء میں معرض وجود میں آیا جب کہ شاہ فرانس نے اسے خود مختار مملکت قرار دے کر اس پر اپنے لڑکے کو مسلط کیا تھا۔ فلینڈرز ہسپانیہ اور آسٹریا کے زیر تسلط بھی رہ چکا ہے۔ ہسپانیہ سے اس نے سولھویں صدی میں آزادی حاصل کی۔ ۱۸۱۵ء–۱۸۳۰ء میں اسے ولندیز (ہالینڈ) سے ملا دیا گیا۔ فلینڈرز کے لوگ رومن کیتھولک فرقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ڈچ لوگ پروٹسٹنٹ فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ۱۸۳۰ء میں فلیمنگز کو ڈلونز (Walloons) جو فرانسیسی زبان بولتے ہیں کے ساتھ ملا کر بلجیم کی بادشاہت عمل میں لائی گئی۔ مگر چونکہ ۱۹۱۴ء تک "فلیمنگز" کو کسی حد تک گھٹیا خیال کیا جاتا تھا۔ اس لئے انیسویں صدی کے نصف آخر میں انہوں نے ایک قومی تحریک چلائی جسے جرمنوں کی ہمدردی حاصل تھی۔ پہلی جنگ عظیم میں جب جرمنوں نے بلجیم پر قبضہ کیا تو اس تحریک کو تقویت پہنچی اور جنگ کے بعد فلیمنگز کو فرانسیسی زبان بولنے والے اہل بلجیم کے ساتھ برابری حاصل ہو گئی۔ ۱۹۳۲ء میں بلجیم کو تین لسانی حلقوں میں تقسیم کر دیا گیا اور فلینڈرز کے علاقہ کے لئے فلیش زبان کو سرکاری طور پر استعمال میں لایا جانے لگا۔

فلیش لوگ بلجیم کا بٹوارا چاہتے ہیں۔ ان کی خواہش ہے کہ ان کے علاقہ کو ولندیز (ہالینڈ) سے ملا دیا جائے یا انہیں خود مختار کر دیا جائے۔ لیکن بلجیم

اس بٹوارے کے خلاف ہے کیونکہ اس کے عمل میں آنے سے اس کی سالمیت خطرے میں پڑ جاتی ہے اور اسے یہ بھی خدشہ ہے کہ فرانس سے متصلہ بلجیمی علاقہ فرانس کے ساتھ الحاق اور اتصال کا ادّعا کر کے بلجیم کے جداگانہ وجود کو ہی ختم نہ کر دے۔

**فن** - (Art) یہ لفظ نہایت وسیع معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً باغبانی، سنگ تراشی، مجسمہ سازی، معماری، نقشہ کشی، تصویروں کی رنگ سازی، شاعری، موسیقی، ڈراما یا تمثیل نگاری، رقص، اور بہت سے دوسرے فنون اس کے اندر شامل ہیں۔ لیکن اکثر یہ لفظ انہیں چیزوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ جن سے ہماری نگاہیں لطف اندوز ہوتی ہیں۔ جیسے کسی فنکار کی تصویریں، اچھا مجسمہ یا کسی ماہر تعمیر کی جاذب نظر عمارت۔ ایک فن کار مصوّر کا کام صرف یہ نہیں ہے کہ وہ کسی پیش نظر چیز کا خاکہ ہمارے سامنے پیش کر دے۔ بلکہ وہ اس کے ذریعہ ہمیں اس چیز کے متعلق بہت سی ایسی باتیں بتلاتا ہے جن کو ہم محسوس تو کرتے ہیں لیکن ان کا اظہار ہم نہیں کر سکتے۔ یا اس کے متعلق وہ اپنے خاص محسوسات کا اظہار کرتا ہے جن کی طرف ہمارے خیالات پہلے کبھی نہیں جا سکتے تھے۔ یورپ کے ملکوں نے اس فن کو آج بہت ترقی دی ہے۔ اگلے وقتوں میں اطالیہ کے باشندے اس فن میں کمال رکھتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ چین اور ایران والوں نے اہل روم سے بھی پہلے اس فن کو عروج پر پہنچا دیا تھا۔ چنانچہ مانی و بہزاد کے نام آج تک ہر شخص کی زبان پر ہیں۔ یہ دونوں ایران و روم کے رہنے والے تھے۔ چنانچہ مانی نے ارژنگ نام ایک کتاب لکھی تھی جو آج تک مشہور ہے۔

**فن پرواز** (Aeronautics) ہوا سے ہلکی گیس کی امداد سے وزن کو ہوا میں قائم رکھنا اور پرواز کرنا یا ہوا سے وزنی مشینوں کے سہارے پرواز کرنا یہ دونوں فن پرواز کی سائنس میں داخل ہیں۔ فن پرواز میں گیسوں کے سہارے پرواز کرنے والے غبارے اور ہوائی جہاز اور مشینوں کی امداد سے اڑنے والے مختلف طرز کے طیارے شامل ہیں۔ جن کو عام طور پر انگریزی زبان میں لفظ "پلین" (Plane) کے ساتھ بولتے ہیں۔



غبارہ کے اندر ہوا سے ہلکی گیس یا ہائیڈروجن یا گرم ہوا ایک مضبوط ریشمی تھیلے میں بھر کر ہوا باز پرواز کرتے ہیں لیکن اس کو قابو میں رکھنے کا کوئی انتظام نہیں ہوتا ہے۔ اور انسان محض ہوا کی رفتار کے رحم و کرم پر ہوتا ہے جہاں چاہے لے جائے یا جہاں چاہے گرا دے۔ یہ غبارہ پہلی ایجاد تھی جس کی ترقی یافتہ صورت موجودہ طیارے ہیں۔ غبارہ کے لئے ہائیڈروجن کا استعمال ۱۷۶۶ء سے شروع ہوا اس سے پہلے محض گرم ہوا سے یہ کام لیا جاتا تھا۔

۱۹۰۰ء میں جرمنی کے کاؤنٹ زیپلن نے سب سے پہلے ہوائی جہاز تعمیر کیا۔ اس میں ایک بڑے مضبوط مستحکم ریشمی تھیلے میں گیس بھری ہوتی ہے۔ اور ایک انجن ہوتا ہے جو اس کو حرکت میں لاتا ہے۔ اس کی رفتار کم ہوتی ہے لیکن وزن زیادہ اٹھا سکتا ہے۔ لیکن برطانوی ہوائی جہاز آر۔ ۱۰۱ کے حادثہ کے بعد سے اس کے استعمال میں کمی واقع ہو گئی۔ اب پھر ہیلیم نامی ایک گیس کی مدد سے اور اس کے انجن اور پرزوں کو سائنس کے اصولوں پر نئی ترتیب دئے جانے سے تجارتی استعمال اور بار برداری کے کام میں آتا ہے۔ ہیلیم گیس صرف امریکہ میں تیار ہوتی ہے۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ بخلاف دوسری گیسوں کے اس میں آتش گیری کا مادہ نہیں ہے۔ اس لئے آگ لگنے کے حادثات جو ہائیڈروجن گیس کی وجہ سے پیش آتے رہتے ہیں اب وہ باقی نہیں رہے۔ ۱۹۱۴ء کی پہلی جنگ عظیم تک اس نے حسب منشاء ترقی نہیں کی تھی لیکن جنگ عظیم کے اختتام پر ۱۹۱۹ء میں اس نے کافی ترقی کر لی۔ اور اب موجودہ دور میں مختلف طرز کے طیارے وجود میں آ چکے ہیں۔ ان طیاروں کی خصوصیت یہ ہے کہ ہوا سے زیادہ وزنی ہوتے ہیں۔ ان میں گیس کے تھیلے نہیں ہوتے۔ اپنے انجنوں کی امداد سے پرواز کرتے ہیں۔ فضا میں بلند ہوتے ہیں۔ اور نیچے اترتے ہیں۔ ان کی رفتار بہت تیز ہوتی ہے۔ اور بہت بلندی تک فضا میں جا سکتے ہیں۔

فنِ تعمیر

اس وقت ان کی تیز رفتاری کا یہ عالم ہے کہ بین الاقوامی مقابلہ جو طیاروں کی دوڑ کا ۱۹۳۴ء میں ہوا اس میں فرانسسکو انجیلو نامی ایک اطالوی ہوائی فوج کا افسر دو میل کی دوڑ میں ۴۴۰ء۶۸ میل فی گھنٹہ کے اوسط رفتار پر پرواز کر سکا۔ فضا کی بلندی میں اس کی پرواز کا یہ حال ہے کہ ام۔ جے۔ ادم شاہی ہوائی بیڑے کا ملازم ۵۴۹۲۷ فٹ کی بلندی تک پرواز کر چکا ہے۔

۱۹۳۸ء میں امریکہ کے ہوا باز ہوورڈ ہیوز نے ساری دنیا کا طواف چار دنوں میں ختم کر دیا۔

ایک نیا اضافہ فن پرواز میں گلائیڈنگ .... (Gliding) یعنی ہوا پر پھسلنا ہے۔ اس کے طیارہ میں کوئی انجن نہیں ہوتا ہے۔ یہ ہوا سے نہایت آہستہ آہستہ نیچے آتا ہے لیکن کسی جگہ ٹھہر نہیں سکتا ہے۔ ۱۹۳۶ء میں لفٹنٹ ٹرے اور مسٹر جے۔ اس۔ ایبردال ۲۸ گھنٹوں تک اس پھسلنے والے طیارہ میں فضا میں رہے۔

طیاروں کے بہت سے اقسام ہیں مثلاً ایروپلین سی پلین۔ مونوپلین وغیرہ (نیز دیکھو تسخیر فضا ہوا بازی)۔

## فنِ تعمیر (Architecture)

عمارتوں کے بنانے میں سجاوٹ اور بناوٹ کے اصولوں کو کام میں لانا۔

ہندوپاکستان میں سب سے پہلے بدھی طرز تعمیر کے نشانات ملتے ہیں۔ اس میں زمانہ اشوک اور بعد کے بے شمار سٹوپ خانقاہیں۔ پتھر کے منارے، اور ستون، کٹیلے مصنوعی اور منقش غار شامل ہیں۔ اس کے علاوہ بدھ گیا کی پرانی عمارتیں بھی اسی طرز میں داخل ہیں۔ بدھ مذہب کے ساتھ ساتھ جین مت نے بھی فن تعمیر میں بہت شوق دکھایا۔ لیکن ان ہر دو مذاہب کے فن تعمیر میں کوئی فرق نہیں۔ ان دونوں کے بعد قدیم ہندو طرز کی عمارات آتی ہیں۔ جن میں بیلے بید کے مندر، اجنٹا کے غار، ادورا اور متھرا کے مندر اور الورا کے غار اہم حیثیت رکھتے ہیں۔

از آں بعد پٹھان طرز اور ہند طرز ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ اس دور کے ہندو طرز کے نمونے متھرا کے جدید مندر، بنارس اور کاشی کے مندر، وجے نگر کی عمارات ہندوانہ طرز میں اور شیر شاہ کا مقبرہ (سہسرام) بنگال میں۔ پٹھانوں اور خلجیوں اور تغلقوں کی عمارات اور مقابر دہلی میں۔ نظام شاہیہ و عادل شاہیہ عمارات دکن میں۔ اور سندھی نوابوں کے نہایت خوبصورت مقابر ٹھٹھہ میں افغانی طرز کے بہترین نمونے ہیں۔ ٹھٹھہ کے مقبرے دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ محض ان کی فنی حیثیت کی وجہ سے ہے۔ کہ پاکستان کے کرنسی نوٹوں پر ان کی تصاویر چھاپی گئی ہیں۔ یہ تصاویر موجودہ دس روپیہ اور ایک روپیہ کے نوٹوں پر ہیں۔ ایک روپیہ کے نوٹ پر جام نظام الدین کے مقبرے کی جو شبیہ ہے۔ اس کو انگریز لوگ بہت پسند کرتے ہیں اور اکثر یورپین لوگ ایک ایک روپے کے نوٹ بطور ایک عجوبہ کے اپنے مرقعوں میں محفوظ رکھتے ہیں۔

اس کے بعد مغلیہ طرز کا دور آتا ہے۔ اکبر نے ہندو اور مسلم طرز کو ملانے کی کوشش کی چنانچہ فتح پور سیکری کی اکبری عمارات میں یہی رنگ پایا جاتا ہے۔ جہاں ہندوانہ طرز کے دالان اور چھتریاں ہیں۔ جہانگیر اور شاہجہان نے مغل طرز کو اتنا بلند کیا کہ انیسویں صدی تک اس کے مقابلے میں کوئی طرز نہ جم سکی۔ اس طرز کی خصوصیات گول چھتریاں ہیں۔ ہندوانہ طرز کی طرح گوشہ دار نہیں مغلیہ عمارات میں۔ ہمایوں کا مقبرہ، آگرہ، لاہور اور دہلی کی شاہی مساجد، وزیر خاں کی مسجد، اکبر اور جہانگیر کے مقبرے، صفدر جنگ کا مقبرہ اور سب سے بڑھ کر تاج محل آگرہ ہے۔ اعتماد الدولہ کا مقبرہ جو آگرہ میں ہے۔ وہ بھی اپنی نظیر آپ ہے۔ انیسویں صدی کی مغلیہ طرز کی عمارتوں میں۔ جو انگریزی راج میں تعمیر ہوئیں پنجاب یونیورسٹی ہال، اسلامیہ کالج لاہور، اور لکھنؤ کا ریلوے سٹیشن قابل دید ہیں۔

یورپ میں بھی کئی تعمیری طرز مروج رہے ہیں۔ پہلا سیکسن تھا تو دوسرا نارمن پھر گوتھک رائج ہوا جس کی نوکدار محرابیں اس کی امتیازی خصوصیت تھیں۔ ویسٹ منسٹر ایبے کا گرجا جس میں شاہان انگلستان کی تاجپوشی ہوتی ہے اسی طرز کی عمارت ہے۔ رومن طرز کا امتیازی وصف لمبے لمبے ستون ہوتے ہیں جن میں فنی خوبصورتی کی نمائش کی جاتی ہے موجودہ زمانے میں تمام دنیا میں ایک ہی طرز رائج ہوتی چلی جا رہی ہے یعنی سیمنٹ بلاکوں کی خوشنما کوٹھیاں اور بنگلے یا کئی منزل اونچے ایوان جن کو

"سکائی سکریپر" یعنی آسمان سے رگڑ لگانے والے ایوان کہتے ہیں۔

## فنٹینے فرانک لاسیج ڈی (Fontenay; Frank le Sage de)

ڈنمارک کے ماہر امور خارجہ ہیں۔ ۱۸۸۰ء میں پیدا ہوئے۔ ملک کے دارالحکومت "کوپن ہیگن" کی یونیورسٹی میں تعلیم پائی۔ ۱۹۰۹ء میں وزارت خارجہ کے ساتھ منسلک ہوئے۔ بائیس برس آئس لینڈ میں بطور وزیر مختار رہے۔ وہاں سے ترکی منتقل کئے گئے۔ اور چار سال وہاں رہے۔ تاریخ آثارِ قدیمہ اور ادب سے خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ فلسفہ کے آنریری ڈاکٹر بھی ہیں۔ "تاریخ عالم" کے موضوع پر کئی ایک کتابیں بھی لکھ چکے ہیں۔

## فنِ سپہ گری

۔ توپ اور بندوق کی لڑائی سے پہلے سپاہی تیروں، تلواروں اور نیزوں سے لڑائی کیا کرتے تھے۔ اس قسم کی لڑائی میں بھی وہی لوگ کمال دکھا سکتے تھے۔ جن کو ان ہتھیاروں کے چلانے میں مہارت ہوتی تھی۔ ان فنون کا کمال مغلیہ دور کی دہلی اور لکھنؤ میں ظاہر ہوا اور اس کمال کی وجہ عربی، ایرانی اور ہندوستانی فنون کی آمیزش تھی۔ اور اسی آمیزش سے ان میں مناسب ترقیاں ہوئیں۔ اگرچہ ان ہر سہ اقوام کے فنون کی آمیزش سے نئے نئے داؤ پیچ وجود میں آئے مگر ان میں امتیاز آخر دم تک باقی رہا۔ بعض فن قدیم آریاؤں سے چل کر زمانہ حال تک آئے اور ہندوستانی اور ایرانی آریاؤں میں متفقہ طور پر پائے گئے ہیں مثلاً مہابھارت کے رستم بھیم اور ایرانی رستم زال نے گرز۔ بعض فنون خالص عربی تھے جو ایران کے راستے ہندوستان پہنچے۔ بادی النظر میں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص جس کے ہاتھ میں تلوار، تیر و کمان وغیرہ ہو وہ دوسرے اور نہتے سے زبردست ہے۔ لیکن در اصل یہ بات نہیں۔ ایک نااہل کے ہاتھ میں تلوار دے دینے سے بہتر ہے کہ وہ نہتا ہی رکھا جائے تاکہ اس کا دشمن اس سے تلوار چھین کر اس کا کام تمام نہ کر دے۔

ہم بڑی حیرانی سے پرانی داستانیں پڑھتے ہیں جن میں دو حریف ممالک کی فوجیں آمنے سامنے کھڑی ہیں۔ اور طرفین سے ایک ایک آدمی نکل کر دونوں فوجوں کے سامنے لڑائی کرتے ہیں۔ زمانے کی دوری کے سبب ہم اس کی حقیقت کو نہیں دیکھ سکتے۔ لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ ان آدمیوں کے مقابلے طاقت کے مقابلے نہ تھے۔ بلکہ ان میں داؤ پیچ اور فن سپہ گری کے کمال کو زیادہ دخل ہوتا تھا۔ معمولی کشتی میں بھی جسمانی طاقت ہی سب کچھ نہیں ہوتی بلکہ داؤ پیچ کو بھی کام میں لانا پڑتا ہے۔ ان سپہ گری کے فنون میں سے چند ایک کا نام رہ گیا ہے۔ جو سیکھنے والے تھے وہ ضرورت نہیں سمجھتے اور سکھانے والے دنیا ہی میں نہ رہے یہ فنون بنوٹ، پٹہ چلانا، لکڑی چلانا، کشتی، برچھا، بانک، بانا، تیر اندازی، گتکا اور جل بانک وغیرہ ہیں۔

## فنِ ظرف سازی

۔ ظرف، جمع ظروف اس سے مٹی کے برتن مراد ہوتے ہیں جو مٹی کو سانچے میں ڈھال کر اور پھر اسے پکا کر بنائے جاتے ہیں۔ ابتدائی ظروف غیر منقوش ہوا کرتے تھے گو بعض یونانی ظروف پر قلعی چمک دمک کے آثار نمایاں ہوتے تھے۔ منقوش ظروف عمدہ مٹی اور نفیس ریت کے مرکب سے بنتے ہیں اور ان میں باہم ایک اور تین کی نسبت ہوتی ہے۔ ظرف ساز اپنے "چاک" پر برتنوں کو ڈھالتا ہے۔ پھر انہیں سکھا کر پہلی آگ دی جاتی ہے۔ پھر ان پر نقش و نگار کئے جاتے ہیں اور پھر انہیں ۹۰۰ سے ۱۰۰۰ سنٹی گریڈ درجہ حرارت تک دوسری آگ دی جاتی ہے۔ بہت سے غلافی ظروف کی نشست سفید سکے کی ہوتی ہے لیکن اب سکے کی نشستوں کے بغیر ظروف تیار کئے جانے لگے ہیں۔

پاکستان میں گجرات، سیالکوٹ، چنیوٹ وغیرہ شہروں اور قصبوں میں ظرف سازی کا کام بڑے اعلیٰ پیمانے پر ہو رہا ہے۔

## فنِ کھاتہ نویسی

۔ کھاتہ نویسی جسے "بہی کھاتہ" کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں زمانہ قدیم سے چلا آ رہا ہے اور اس کے اولین اندراج قدیم یونانی اور رومن تمدن میں ملتے ہیں۔ یورپ میں اس فن کو کاروباری لوگوں نے کمال پر پہنچا رکھا ہے۔ اور یورپی طرز کی تقلید برصغیر ہندو پاک میں بھی بوجہ اتم ہو رہی ہے۔ آمد و خرچ، ادبی حاصل و مخارج کی منظم امور تین اس فن کا طرۂ امتیاز ہیں اور کھاتہ نویسی کا فن بینکوں اور تجارتی اداروں کی تو روح رواں ہے۔ کھاتہ نویسی میں سچے اور پکے اندراج اپنی اپنی جگہوں اور مناسب مقامات

پر رہتے ہیں۔ پاکستان میں اس فن کو یوماً فیوماً اصطلاحی ترقی حاصل ہو رہی ہے اور اس فن کے تدریسی ادارے جابجا افادیت اور کامیابی کے ساتھ چل رہے ہیں۔

**فنلینڈ۔** ( Finland ) یہ ملک شمالی یورپ میں واقع ہے۔ بیشتر علاقہ قدیمی چٹانوں سے بنی ہوئی سطح مرتفع پر مشتمل ہے۔ گھنے جنگلات اور جھیلیں جابجا پائی جاتی ہیں۔ جنوب میں جنگلات صاف کر کے کچھ فصلیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ شہتیر، کاغذ بنانے کا گودا، کاغذ اور فرنیچر خاص مال برآمد ہے۔ "ہلسنکی" صدر مقام ہے۔ لیپ قوم کے باشندے ٹنڈرا کے علاقہ میں آباد ہیں۔ یہ علاقہ ناروے اور سویڈن تک پھیلا ہوا ہے اور "لیپ لینڈ" کہلاتا ہے۔

فنلینڈ ایک ترقی یافتہ ملک شمار ہوتا ہے۔ اور یہاں کی تحریک امداد باہمی اور زراعت کا سسٹم دنیا بھر کے ممالک میں ممتاز اور نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔

**فنونِ لطیفہ۔** ( Fine Arts ) ایک جامع اصطلاح جو فرانسیسی اصطلاح ( Beaux Arts ) سے بنی ہے۔ فنونِ لطیفہ میں وہ تمام انسانی افعال و اعمال بھی شامل ہیں جو تخلیقِ حسن کے لئے وقف ہیں۔ چنانچہ اس میں موسیقی، شعر و ادب، تعمیرات، بت تراشی، مصوری وغیرہ بھی شامل خیال کئے جاتے ہیں۔ ناچ، زیورات، تزئین و آرائش اور سجاوٹ وغیرہ فنونِ لطیفہ کی ثانوی شاخیں ہیں۔

**فوادِ اوّل** ( Fuad ) (۱۸۶۸ء۔۱۹۳۶ء)

مصر کا حکمران جو اپنے بھائی کے بعد ۱۹۱۷ء میں تخت کا وارث بنا۔ ۱۹۲۲ء میں جب مصر کو آزاد قرار دیا گیا تو یہ اس کا پہلا بادشاہ ہوا۔

**فوّاری چشمے۔** سطح ارضی مختلف چٹانوں کی مختلف تہوں پر مشتمل ہے ان میں سے بعض تہیں نفوذ پذیر اور بعض غیر نفوذ پذیر ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ ان تہوں کی کوئی خاص ترتیب نہیں ہوتی بعض جگہ یہ تہیں فرشِ زمین کے متوازی ہوتی ہیں اور بعض جگہ ٹیڑھی اور ترچھی چلی جاتی ہیں۔ بعض جگہ یہ پیالے کی طرح گول اور پہاڑ کے پردوں کی مانند خول در خول ہوتی ہیں۔ اور اس طرح واقع ہوتی ہیں کہ ایک نفوذ پذیر تہ دو غیر نفوذ پذیر تہوں کے بیچ میں واقع ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں اگر نفوذ پذیر تہ کا سرا کسی جگہ سطح زمین پر ظاہر ہو تو جو کچھ بارش اس سرے پر ہوگی وہ نفوذ پذیر تہہ میں جذب ہوتی رہے گی۔ یہاں تک کہ یہ تہہ لبالب پانی سے بھر جائیگی۔

نفوذ پذیر تہہ میں سے پانی نکالنے کے لئے اوپر کی غیر نفوذ پذیر تہہ میں سوراخ کر دیا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پانی اپنی سطح تک پہنچنے کے لئے سوراخ میں نہایت تیزی سے اوپر چڑھنے لگتا ہے اور فوارے کی مانند برآمد ہونے لگتا ہے۔ اس قسم کے کنوئیں سب سے پہلے فرانس میں کھودے گئے۔

**فوّاری کنواں۔** ( Artesian Well ) سطحِ زمین یا وادیٔ کوہ میں ایک گہرا سوراخ بنا کر، ایک نلکی کو اس سوراخ کے ذریعہ سخت مٹی اور چٹان کے نیچے دبی ہوئی ریت یا کھریا مٹی کی حامل تہ تک پہنچا دیا جاتا ہے۔ یہ دونوں چونکہ نفوذ پذیر ہیں اس لئے باہر کا پانی زمین کے مسامات اور چٹانوں کے شگاف کے ذریعہ یہاں تک پہنچ کر وسیع مقدار میں جمع رہتا ہے۔ اور اوپر کے دباؤ کی وجہ سے یہ پانی نلکی کی راہ سے سطحِ زمین پر آجاتا ہے۔ اگر دباؤ زیادہ ہوا تو پانی فوارہ کی طرح سطحِ زمین سے بھی اونچا جاتا ہے۔

**فوٹوگرافی** (تصویر کشی) ( Photography )

وہ فن جس کے ذریعہ کیمرے میں ہلکی سی تصویریں بنا کر انہیں مستقل طور پر تیار کر لیا جاتا ہے۔ فوٹو اتارنے میں اس اصول سے بہت کام لیا جاتا ہے کہ روشنی چاندی کے مرکبات پر پڑ کر ان میں کیمیاوی تبدیلی پیدا کر دیتی ہے۔

کیمرے کے اندر پشت پر شیشہ کی پلیٹ یا فلم ہوتی ہے جس پر کوئی "ذکی الحس" مرکب چڑھا ہوتا ہے۔ جب روشنی پلیٹ پر پڑتی ہے۔ تو اس میں جگہ جگہ روشنی کی شدت کی مطابقت میں مختلف درجہ کی تبدیلیاں پیدا

ہو جاتی ہیں۔ پلیٹ کو پھر تاریک کمرے میں لے جا کر ڈولپ (Develop) کر لیتے ہیں۔ ڈولپ کرنے کے مصالحوں کا یہ اثر ہوتا ہے کہ چاندی کے مرکب نے جس جس جگہ اثرات قبول کئے ہیں وہ حصے سیاہ پڑ جاتے ہیں۔ پھر پلیٹ فکس کر دی جاتی ہے۔ یعنی جو حصے سیاہ نہیں ہوئے اُن کا مصالحہ تحلیل کر کے صاف کر دیا جاتا ہے۔ اس کو دھو کر خشک کر لینے سے نگیٹیو (Negative) تیار ہو جاتا ہے جس میں تصویر کے چمکدار حصے سیاہ اور سیاہ حصے چمکدار معلوم ہوتے ہیں۔ نگیٹیو کو پھر ایک ایسے کاغذ پر رکھا جاتا ہے جس کی سطح بھی ذکی الحس ہوتی ہے۔ جب نگیٹیو سے چھن کر روشنی اس کاغذ پر پڑتی ہے تو جس جگہ نگیٹیو سیاہ تھا وہاں تو کاغذ پر کوئی اثر نہیں ہوتا لیکن جس جگہ سیاہ نہیں تھا اُن حصوں پر روشنی کیمیاوی تبدیلیاں پیدا کر دیتی ہے۔ اس کاغذ کو پرنٹ (Print) کہتے ہیں اور اسے بھی متذکرہ بالا طریقہ سے "فکس" (Fix) کر لیا جاتا ہے۔ کچھ کاغذ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ انہیں ڈولپ کرنے کے بعد فکس کیا جاتا ہے۔ اب ہمارے پاس اصل تصویر آ گئی ہے۔ پرنٹ کو دھو کر سکھانے کے لئے لٹکا دیا جاتا ہے۔ سوکھنے پر اس کی سطح حسب معمول ہوگی۔ لیکن اگر آپ چاہتے ہیں کہ تصویر کی سطح چکنی اور چمکدار ہو تو فوراً اسے تمام کسی صاف شیشے پر رکھ دیجئے اور اس پر رُول گھما کر خشک کر لیجئے۔ تصویروں کو البم (Album) میں رکھنا چاہیئے۔

سینما کا کیمرا فلم کی ایک بہت لمبی پٹی پر نگیٹیو لیتا ہے۔ چنانچہ فلم کی پلیٹ کو کھلتے وقت ایک سیکنڈ کی کسی ادنیٰ کسر کے واسطے شٹر کے سامنے لایا جاتا ہے۔ اس کے بعد پٹی فلم "پرنٹ" کر لی جاتی ہے۔ ایسے ہی جس طرح کاغذی پرنٹ تیار کی جاتی ہے۔ فرق یہ ہوتا ہے کہ فلم کے سفید حصے شفاف (Transparent) ہوتے ہیں۔

موجودہ زمانہ میں فوٹوگرافی سے نہ صرف تقریباً تصاویر اُتاری جاتی ہیں۔ بلکہ بے شمار مفید مطلب کام لئے جاتے ہیں۔ فوٹوگرافی کا احاطہ مائکرو فوٹوگراف (جراثیم اور بہت چھوٹی چھوٹی چیزوں کی تصویریں لینے) سے ایرو فوٹوگرافی (بلندی سے زمین کے فوٹو لینے) تک پہنچتا ہے جس کے ذریعہ سے روئے زمین کے کسی حصّہ کا نقشہ آسانی سے تیار ہو جاتا ہے۔

**فوج** ۔ اگلے زمانہ میں نہ تو کوئی باقاعدہ فوجی جماعت تھی اور نہ اس فن کی باقاعدہ تعلیم۔ مردوں کی ساری آبادی بشرطِ ضرورت میدانِ جنگ میں آ جاتی تھی۔ یہی حال روم و یونان کی سلطنت کا تھا گو شہری اور دیہاتی آبادی کے مجموعہ کا نام فوج تھا۔ لیکن حضرت مسیحؑ سے دو ہزار سال قبل مصر میں باقاعدہ فوج کے وجود کا پتہ چلتا ہے۔ اس کے بعد بابل اور ایران میں بھی باقاعدہ فوج کا سراغ ملنا شروع ہوتا ہے۔

سکندرِ اعظم کی فتوحات نے باقاعدہ مستقل فوج کی ضرورت کا احساس پیدا کیا اور بعد میں حکومتِ روم نے بھی مستقل فوج قائم کی لیکن یہ سلسلہ خود مہنگا اور غیر مستقل ثابت ہوتا رہا۔ نپولین اعظم کے وقت سے مستقل فوج کا سلسلہ شروع ہوا۔

فوج کی جب تعداد بتائی جائے تو اس کا مطلب لڑنے والی فوج کی تعداد سے ہوتا ہے۔ اس تعداد میں دیگر محکمے اور دفتر کے آدمی شامل نہیں ہوتے۔ کہا جاتا ہے کہ ہر جنگی سپاہی کے طعام و قیام کے لئے گیارہ دوسرے آدمی کام کرتے ہیں یعنی فی سپاہی گیارہ کے حساب سے فوج میں غیر جنگی عملہ ہوتا ہے۔ آج کل کی فوج باقاعدہ کہلاتی ہے۔ لیکن جنگ کے دوران میں ناتجربہ کار فوج بھی بھرتی کر لی جاتی ہے۔ پرانے وقتوں میں اُمرا کو جاگیریں دی جاتی تھیں جس کے بدلے ان کو مقررہ تعداد میں پیدل یا سوار فوج رکھنی پڑتی تھی۔ اس رواج کو جاگیرداری کا نظام کہتے تھے۔ اور انگلستان میں اس کو "فیوڈل سسٹم" کہتے تھے بعد ازاں تنخواہ دار فوج کا انتظام قائم ہو گیا اس میں یہ آرام ہے کہ سپاہ حکومت کی ہوتی ہے نہ کہ کسی سردار کی۔ اس لئے وہ منحرف نہیں ہو سکتا۔

**فورتھ برج** ۔ (Fourth Bridge) سکاٹ لینڈ کے ساحل کے قریب فورتھ (Fourth) نامی ایک خلیج پر پل کا نام ہے۔ یہ خلیج سمندر کا ایک حصّہ ہے۔ یہ پل لمبائی اور ساخت میں دنیا کے اوّل

درجے کے پلوں میں شمار ہوتا ہے اور ۱½ میل لمبا ہونے کے باعث دنیا کا طویل ترین پل ہے۔ یہ پل گرڈروں کی قینچیوں کو باہم جوڑ کر بنایا گیا ہے۔ ۱۸۹۰ء میں اس کا افتتاح ہوا تھا۔ اور اس پر بیس لاکھ پونڈ خرچ آئے تھے۔ اس پر محکمہ انجنیئری کا ایک مکمل ڈویژن کام کرتا ہے۔ ایک ایگزیکٹو انجنیئر کے ماتحت دو سب ڈویژن افسر، کمی ایک اوورسیر اور مزدوروں کے ٹولے ہیں۔ جو رات دن اس کی دیکھ بھال کرتے رہتے ہیں۔ صرف تیس آدمی اس پر روغن کرنے کے لئے مقرر ہیں۔ اور وہ اپنا کام کبھی ختم نہیں کر سکتے۔ جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ یہ لوگ جب شروع سال میں ایک سرے کو شروع کر کے آخر سال میں روغن کرنا ختم کرتے ہیں تو پھر ابتدائی سرے کی میعاد ختم ہو جاتی ہے اور اس طرح پر انہیں فراغت کا وقت کبھی نہیں ملتا۔ چنانچہ ان کوائف سے اس پل کی وسعت اور بلندی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

## فورڈ ہنری۔ (Ford Henry)

(۱۸۶۳-۱۹۴۷ء) امریکہ کا ایک صنعت کار جو موٹر کاریں تیار کرنے کے کارخانوں کا مالک تھا۔ ہنری فورڈ بڑے غریب گھرانے میں پیدا ہوا۔ مگر اسے محنت شاقہ کے باعث انتہائی امارت اور ثروت نصیب ہوئی۔ ہنری فورڈ اور اس کے وارث خود بڑے مخیر افراد ہیں اور انہوں نے بہبود عامہ کی خاطر کئی ٹرسٹ جاری کر رکھے ہیں۔

فورڈ ایک مشہور موٹر کار ہے۔ فورڈ کے انجن ٹرکوں اور بسوں میں بھی کام آتے ہیں۔

## فوری طبی امداد۔ (First Aid)

وہ امداد جو کسی زخمی شخص کو ڈاکٹر کے آنے سے پہلے دی جائے۔ اس کا مدعا یہ ہے کہ چوٹ یا زخم مزید خراب نہ ہو جائے۔ فوری امداد کرنے والے کو بس اس سے آگے نہیں جانا چاہئے۔ نہ ہی اسے ڈاکٹر کا کام کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ضرب شدید ہو تو مریض کو ہلائے جلائے بغیر، فوراً ڈاکٹر کو طلب کرنا چاہئے۔

فوری امداد کرنے والے کو مندرجہ ذیل باتوں سے کما حقہ، واقفیت پیدا کرنا ضروری ہے۔ ہڈیوں اور رگوں کا محل وقوع، بے ہوشی کی قسمیں، زہریلی چیزیں، مصنوعی تنفس (Artificial Respiration) ہڈی ٹوٹنے کا علاج وغیرہ وغیرہ۔ جلنے، کٹنے، موچ آنے اور بے ہوش ہونے کا علاج آسانی سے سیکھا جا سکتا ہے۔ خشک حرارت اور نمناک حرارت کی وجہ سے جو جلنے کے نشانات یا آبلے پڑ جاتے ہیں ان دونوں کا علاج ایک ہی ہے۔ ایسے زخم کو فوراً روئی سے ڈھک دینا چاہئے تاکہ ہوا کے جراثیم سمیت پیدا نہ کر دیں۔ اگر گرم پانی میں سوڈے کا بائی کاربونیٹ (ایک گلاس پانی میں ایک بڑا چمچہ بھر کے) ملا کر اسے زخم پر رکھیں تو زیادہ بہتر ہے۔ اسی پانی میں پھایہ بھگو کر آہستہ آہستہ پٹی بھی باندھی جا سکتی ہے۔ اگر جلد کٹ گئی ہو یا چھل گئی ہو تو اس جگہ کو صاف کر دینا چاہئے تاکہ جراثیم دور ہو جائیں اور زخم آسانی سے بھر جائے۔

فوری امداد کرنے والے کو چاہئے کہ اپنے ہاتھوں اور پٹی وغیرہ کو کسی ہلکی عفونت ربا (Antiseptic) دوا سے صاف کر لے اور پھائے پر پٹی باندھ دے۔ عضلات، پٹھوں اور نسوں کے یکایک کھنچ جانے یا مڑ جانے سے موچ آ جاتی ہے۔ ایسے موقع پر کوشش یہ ہونی چاہئے کہ ورم کو ٹھنڈک پہنچا کر، مناسب دباؤ ڈال کر اور مریض کو آرام دے کر بڑھنے سے روکا جائے۔ جہاں موچ آئی ہو اس عضو کو آرام سے تکیہ وغیرہ پر ٹکا دیا جائے تاکہ جسم کے کسی دوسرے حصہ کا بار اس پر نہ پڑے۔ جوڑ پر مضبوطی سے پٹی باندھنی چاہئے اور پٹی کو ٹھنڈے پانی سے تر رکھنا چاہئے۔ بیہوشی، گرمی کی شدت یا صدمہ، کمزوری کی وجہ سے طاری ہو جاتی ہے۔

اگر مریض کو محسوس ہو کہ وہ بیہوش ہونے والا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ لیٹ جائے۔ یا سر گھٹنوں میں دے کر تازہ ہوا میں بیٹھے اور پانی طلب کر کے پئے۔ پھر بھی اگر بے ہوشی کا دورہ پڑ جائے تو مریض کو اس صورت سے لٹا دیا جائے کہ سر پیروں سے نیچا رہے اور بٹن کھول کر اس کا لباس ڈھیلا کر دینا چاہئے۔ ایسا کرنے سے خون کا دورہ سر میں زیادہ ہو کر بے ہوشی دور ہو جائے گی۔ چہرے پر پانی کے چھینٹے دیئے جائیں اور سونگھنے کی ادویات (Smelling Salts) ناک کے قریب لائی جائیں۔ اکثر کاری ضرب لگنے سے سکتہ ہو جاتا ہے۔ اس کا علاج کرنا بہت ضروری ہے۔ اس کے لئے تازہ ہوا اور گرمائی کی ضرورت ہے۔ پس مریض کو کمبلوں میں ڈھک دینا چاہئے۔ کپڑے ڈھیلے کر کے اس کے پاس گرم پانی

کی بوتلیں بھی رکھنی چاہئیں۔ تاکہ حسبِ ضرورت ٹلکور کی جا سکے۔

**فوق محمد دین منشی** ۔ منشی محمد دین نام، فوق تخلص۔ ۱۸۷۷ء موضع کوٹلی ہرنرائن ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا آبائی وطن کشمیر ہے۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ اینچیسن ہڈل سکول لاہور میں چلے آئے۔ اور ہڈل کا امتحان پاس کرنے کے بعد سیالکوٹ میں پٹوار کا کام سیکھنا شروع کیا۔ کچھ عرصہ جموں میں ملازمت کی۔ پھر لاہور چلے آئے۔ آپ کا ذریعہ معاش اخبار نویسی تھا۔ آپ کئی اخبارات کے ایڈیٹر رہے۔ آخر میں اپنا اخبار جاری کیا جس کا نام "کشمیری" رکھا۔

ابتدائی تعلیم کے دوران میں آپ کی شعر گوئی کی ابتداء ہوئی۔ آپ کا حافظہ اس قدر تیز تھا کہ جو شعر ایک بار سن لیتے فوراً یاد ہو جاتا۔ لاہور میں اُن دنوں مشاعروں کا بہت زور تھا۔ فوق صاحب مرزا داغ دہلوی کے شاگرد ہو چکے تھے۔ اور انہیں کو اپنی غزلیں دکھاتے تھے۔ آپ نے ہر صنفِ شعر پر طبع آزمائی کی۔ نظمیں، قصیدے، رباعیاں اور قطعات، غرض سب کچھ کہا۔ آپ بہت جلد لاہور کے مشاعروں پر چھا گئے تھے۔ شعر گوئی کے علاوہ آپ کو تاریخ نویسی کا بھی ذوق تھا۔ آپ نے بہت سی تاریخی کتابیں لکھی ہیں۔ جن میں 'تاریخ کشمیر'، 'تاریخ اقوام کشمیر' اور 'تاریخ بڈشاہی' بہت مشہور ہیں۔ آخر الذکر کی اشاعت پر مہاراجہ جموں و کشمیر نے آپ کو ایک ہزار روپیہ نقد انعام دیا تھا۔ 'تاریخ حریت اسلام'، 'شالامار باغ'، 'تاریخ سیالکوٹ' وغیرہ بھی آپ کی تصانیف ہیں۔ آپ نے ۶۹ سال کی عمر میں ۱۹۴۶ء میں لاہور میں وفات پائی۔

**فولاد** ۔ (Steel) لوہے کی ایک سخت قسم جو عام لوہے کو پگھلا کر اس میں کاربن حل کرنے سے بنتی ہے اس کی سادہ ترکیب یہ ہے۔ کہ لوہے کو پگھلا کر اس میں خالص ہیمفر کا کوئلہ حل کر دیا جائے۔ یہ عمل بڑی بڑی کٹھالیوں میں اعلیٰ قسم کی بھٹیوں میں کیا جاتا ہے۔ یہ فولاد عام قسم کا ہوتا ہے۔ بڑھیا فولاد بنانے کی اور ترکیب ہے۔ چونکہ لوہے میں کاربن کی ایک مقررہ نسبت داخل کرنی ہوتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ پہلے خالص لوہا لیا جائے اس طرح سے پہلے لوہے یعنی "پگ آئرن" (Pig Iron) کو اس قدر حرارت دیتے ہیں کہ اس میں جو کاربن قدرتی طور پر ملا ہوتا ہے وہ جل جاتا ہے۔ اس طرح سے لوہا خالص ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اس میں مقررہ مقدار کاربن یعنی خالص کوئلے کو ڈال کر پھر حرارت دیتے ہیں۔ یہ کاربن جب لوہے میں حل ہو جاتی ہے تو خالص فولاد وجود میں آتا ہے۔ جو بہت سخت ہوتا ہے اور اس سے تمام اوزار، آلات، ریل اور عمارتی اشیاء بنتی ہیں۔ اس قسم کا فولاد اپنے موجد کے نام پر "بسیمر سٹیل" کہلاتا ہے۔ فولاد بنانے میں جرمن، روسی، امریکی اور انگریزی فیکٹریاں تمام دنیا میں پیش پیش ہیں۔ لیکن اس سے نہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ ان لوگوں سے پہلے فولاد بنانا کوئی نہ جانتا تھا۔ کیونکہ حلب اور دمشق میں اہم قسم کا فولاد بنایا جاتا ہے جس کی مثال اب تک یورپی لوگ تیار نہیں کر سکے۔ اسی فولاد سے صلاح الدین ایوبی کی تلوار بنی تھی جس سے اس نے رچرڈ اول شاہ انگلستان کے سامنے ریشم قطع کر کے دکھایا تھا۔

قدیم حلب کے جس حلبی آئینے کا ذکر کتب میں آیا ہے وہ دراصل فولاد ہی تھا۔ جس پر جلا دی ہوتی تھی۔ پاکستان میں چونکہ لوہے کی کمی اور خالص کوئلے کی نایابی ہے اس لئے صنعتِ فولاد میں ترقی نہیں ہو سکی۔

**فونیشی یا فونیقی تمدن** ۔ قرطیہ کی سلطنت برباد ہونے سے بہت پہلے فونیقی تمدن کا آغاز ہوا۔ فونیقی لوگ سامی النسل تھے۔ اور پہلے پہل ملک عرب سے یہاں وارد ہوئے اور شام کے ساحل پر آباد ہو گئے۔ ان کا سب سے مشہور شہر ٹائر نامی تھا۔ فونیقی نہایت عمدہ ملاح اور جہاز ران تھے۔ اس لئے ٹائر تمام دنیا کی تجارت کا مرکز بن گیا۔ اس کے تجارتی مراکز نہ صرف بحیرہ روم کے ساحلوں پر تھے بلکہ وہ جبل الطارق سے بھی آگے بڑھ گئے۔ ان کی ایک نوآبادی ساحل افریقہ

میں مقام کارتھیج پر تھی جو بحیرۂ روم میں فونیشیا کے مقابل واقع تھا۔ یہ نوآبادی ۵۰۰ قبل مسیح کے قریب ایک زبردست طاقت تھی جس کے جہاز عرب کے ساحل سے انگلستان تک کے تمام خطّے کو پامال کر چکے تھے۔ افریقہ کے مغربی ساحل پر ابھی وہ بکثرت حاوی تھے۔ خود کارتھیج اُن کا صنعتی مرکز تھا۔ جس میں متعدد صنعتوں کو فروغ حاصل تھا۔ اور خاص کر پارچہ بافی میں ان کو کمال حاصل تھا۔ یہ کپڑا وہ یورپ اور انگلستان میں فروخت کرتے تھے جہاں کے لوگ ابھی تک نیم وحشی تھے۔ نہ صرف یہ بلکہ ان لوگوں کی تجارت صحرا کے پار، حبشیوں اور افریقیوں تک پھیلی ہوئی تھی۔ یہ لوگ کان کنی کے اصولوں سے بھی واقف تھے۔ اور سپین میں کانیں کھودنے کا آغاز انہوں نے کیا۔ فونیقی ملّاح خلیج سویز سے روانہ ہو کر تمام افریقہ کے گرد گھوم آتے تھے۔ لیکن اس سفر میں انہیں تین سال صرف ہوتے تھے۔ ہر سال وہ قریبی ساحل پر اُترتے، گیہوں بوتے اور جب وہ پک جاتا تو اس کو لے کر آگے چلتے۔ اس طرح وہ اپنا زادِ راہ حاصل کرتے جاتے۔ بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ وہ ہندوستان اور سیلون سے باقاعدہ تجارت کرتے تھے۔ لیکن نہر سویز نہ ہونے کے باعث یہ راستہ ان دنوں بہت طویل تھا۔ فونیقی لوگوں نے سب سے پہلی ابجدی بنیاد رکھی، جس میں تصاویر اور مصوّرانہ علامات کی بجائے صوتی حروف استعمال کئے گئے۔ بعدازاں اسی ابجد سے تمام موجودہ ابجد وضع کئے گئے ہیں۔ (نیز دیکھو اہل فونیقیا)

## فونیکس۔ (Phoenix)

ایک قدیم اور روایتی پرندے کا نام جس کا تعلق مصر کے قدیم شہر اور مندر ہیلیو پولس کے ساتھ بتایا جاتا ہے۔ ہیلیو پولس کے معنی ہیں سورج کا شہر چونکہ اس شہر میں سورج دیوتا کا ایک عالیشان مندر تھا۔ اس لئے اس کا یہ نام ہوا۔ قدیم مؤرخ ہیروڈوٹس اس روایت کا ذمہ دار ہے کہ قدیم لوگوں کے نزدیک فونیکس ایک پرندہ تھا۔ جو اپنی قسم کا دنیا میں ایک ہی ہوتا تھا۔ اُن کے اعتقاد کے مطابق، وہ عرب میں پیدا ہوتا ہے۔ پانچ یا چھ سو سال تک زندہ رہتا ہے اور قد میں عقاب کے برابر ہوتا ہے۔ اس کے سر پر خوبصورت اور چمکدار تاج ہوتا ہے۔ اس کی گردن کے پر سُنہری اور باقی ارغوانی رنگ کے ہوتے ہیں۔ دُم اس کی سُرخ و سفید کا مرکب ہوتی ہے اور آنکھیں ستاروں کی طرح چمکتی ہیں۔ جب وہ بوڑھا ہو جاتا ہے تو وہ اپنا گھونسلہ لکڑی اور خوشبودار مصالحوں سے بناتا ہے۔ اور اس کے بعد مر جاتا ہے۔ اس کی ہڈیوں اور مغز سے ایک کرم سا پیدا ہو جاتا ہے جس سے ایک اور فونیکس بن جاتا ہے۔ اس نئے پرندے کا پہلا کام یہی ہوتا ہے کہ اپنے پیشرو کا جنازہ دفن کرے۔ اس مطلب کے لئے وہ بیضوی شکل کا ایک گیند تیار کرتا ہے جس میں مُر کی بے اندازہ خوشبو شامل کی جاتی ہے اور یہ گولہ اتنا بڑا ہوتا ہے جتنا یہ بخوبی اٹھا سکتا ہے۔ اس گیند میں وہ ایک سوراخ کر کے اپنے پیشرو کی لاش داخل کرتا ہے۔ اور اندر بند کر کے سوراخ کو مُر اور دیگر خوشبویات سے لبریز کر دیتا ہے۔ پھر اس کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر سورج دیوتا کے مندر ہیلیو پولس میں لے جاتا ہے جو مصر میں واقع تھا اور وہاں سورج دیوتا کی قربان گاہ پر جلا دیتا ہے۔ بظاہر یہ محض قصہ اور روایت ہے جو سورج دیوتا کے حواریوں نے اپنی بڑائی ظاہر کرنے کے لئے تراشا ہے۔ فونیکس غالباً وہی پرندہ ہے جس کو عربی اور فارسی میں مرغِ قفار کہتے ہیں۔ اس کی رام کہانی بھی قریب قریب اسی طرح ہے لیکن اس میں مندر کا ذکر نہیں۔ غالباً یہی پرندہ ہے جس کو فارسی ادب میں "ہما" بھی کہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جس کے سر پر سے ہما گزر جائے وہ بادشاہ بن جاتا ہے۔ یہ پرندہ بہت کم دیکھنے میں آتا ہے۔

## فہرست سول عہدہ داران۔ (Civil List)

ہر منظم حکومت کی صوبائی اور مرکزی "سول لسٹ" ہوتی ہے جس میں گزیٹیڈ اور اعلیٰ افسروں کے نام، پتے، محکمے، تنخواہیں، گریڈ اور مدارج عمر و ملازمت وغیرہ درج ہوتے ہیں۔ مملکت پاکستان میں مغربی اور مشرقی پاکستان کی اور مرکزی حکومت کی علیحدہ علیحدہ سول لسٹیں موجود ہیں۔ "سول لسٹ" سال بہ سال شائع ہوتی ہے۔ ریٹائرڈ افسروں کے نام ہر سال نظرِ ثانی کے ساتھ خارج از فہرست کر دیئے جاتے ہیں۔ سول عہدہ داران کی فہرست صوبائی اور مرکزی پریس برانچوں سے قیمتاً ملتی ہے یا ایسے کتب فروشوں سے قیمتاً دستیاب ہو جاتی ہے جو حکومت کے منظور شدہ ہوں۔

## فہرست معتوبین ( Black List )

ہر حکومت کے پاس اُن اخبارات کی افراد اور مجالس اور تنظیمات کی ایک فہرست ہوتی ہے جن کی پالیسی یا روش غیر آئینی ہوتی ہے اس قسم کے اخبارات، تنظیمات اور افراد وغیرہ کو وقتاً فوقتاً تنبیہ بھی کر دی جاتی ہے تاکہ وہ اپنی اصلاح کر سکیں۔ "فہرست معتوبین" عام طور پر ایک خفیہ سرکاری دستاویز ہوتی ہے جو حوالوں کی خاطر متعلقہ دفاتر میں موجود رہتی ہے اور جس میں وقتاً فوقتاً اندراجات کا اضافہ یا تنسیخ ہوتی رہتی ہے۔ جو اخبار بلیک لسٹ پر ہوتے ہیں انہیں سرکاری اشتہارات وغیرہ سے محروم رکھا جاتا ہے۔ (نیز دیکھو سیاہ فہرست)

## فہمی، منصور

مصری ماہر تعلیم ہیں۔ ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئے۔ مصر اور فرانس میں تعلیم پائی۔

پہلے اخبار نویس تھے۔ پھر فلسفہ کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۶ء میں نیشنل لائبریری قاہرہ کے ڈائرکٹر جنرل بنائے گئے۔ اس کے بعد فاروق اوّل یونیورسٹی کے ریکٹر (Rector) بنے۔ فواد اوّل اکیڈمی میں ۱۹۳۳ء سے عربی زبان کے ممبر تھے۔ آج کل وہاں سیکرٹری جنرل ہیں۔ آپ "اسلام میں عورت کی حیثیت" کے موضوع پر فرانسیسی زبان میں ایک قابل قدر کتاب لکھ چکے ہیں۔

## فہیم بیگ چغتائی، مرزا

مرزا فہیم بیگ چغتائی گوالیار کے رہنے والے تھے۔ مدت تک لاہور میں مقیم رہے۔ زبان کے چٹخارے اور میٹھے محاورات کے استعمال کی وجہ سے ان کا اسلوب نگارش بہت مقبول تھا۔ عموماً گزرے ہوئے زمانے کے قصے خوب لکھتے تھے۔ حال ہی میں انتقال ہوا ہے۔

## فَیٔ

وہ زمین جو غیر مسلموں سے بغیر لڑے بھڑے حاصل ہو۔ اس کی ابتدا یوں ہوئی کہ جب قبیلہ بنو نضیر ملک بدر کر دیا گیا تو ان کی زمینیں مسلمانوں کے ہاتھ لگیں۔ جن لوگوں نے محاصرہ میں حصہ لیا تھا قاعدہ کے بموجب ان کو اس میں حصہ ملنا چاہیئے تھا لیکن آنحضرت صلعم نے خاص حالات کی بنا پر ان کو مہاجرین کے درمیان تقسیم کر دیا۔ اسی طرح خیبر اور فدک کے یہودیوں کی زمین ہاتھ آنے پر خدا کی طرف سے حکم ہوا کہ شہر کے لوگوں سے جو زمین فَیٔ میں ملی ہے وہ خدا، رسول، اہلبیت، یتیموں، مساکین اور ابن السبیل کا حصہ ہے۔ اس طرح زمین کو مال غنیمت سے علیحدہ کر کے اس کا انتظام حکومت کے ہاتھ میں دے دیا گیا۔

حضرت عمرؓ کے زمانے میں جب ممالک فتح ہوئے تو صحابہؓ کے مشورہ سے ان علاقوں پر بھی فَیٔ کا ہی اطلاق کیا گیا تاکہ اس کی آمدنی عام مسلمانوں کے کام آئے۔ یہ زمین بجائے مسلمانوں کے مقامی لوگوں کو کاشتکاری کے واسطے دے دی جاتی تھی۔ آگے چل کر خراج، جزیہ اور اسی طرح کے دوسرے ٹیکس بھی فَیٔ میں شامل کر لئے گئے۔

## فیاض علی

پاکستان کے سابق اٹارنی جنرل، بلند پایہ ناول نگار، جون ۱۸۹۵ء میں فیض آباد (یو۔پی) میں پیدا ہوئے۔ مسلم یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی۔ لاء کی ڈگری لینے کے بعد فیض آباد میں وکالت شروع کر دی لیکن کچھ عرصہ بعد لکھنؤ چلے گئے۔ ۱۹۳۶ء میں یو۔پی اسمبلی کے رکن چنے گئے اور آزادی کے بعد وہ ہجرت کر کے مشرقی پاکستان چلے گئے۔ وہاں ایڈوکیٹ جنرل مقرر ہوئے۔ مشرقی پاکستان میں قیام کے دوران انہوں نے چھ ماہ تک ہائیکورٹ کے جج کی حیثیت میں بھی کام کیا۔ فروری ۱۹۵۰ء میں جب پاکستان کے پہلے ایڈوکیٹ جنرل مسٹر محمد ابراہیم وفات پا گئے تو یہ عہدہ مسٹر فیاض علی کو تفویض ہوا۔ ۱۹۵۶ء میں انہیں اٹارنی جنرل مقرر کیا گیا۔ ایڈوکیٹ جنرل اور اٹارنی جنرل کی حیثیت سے انہوں نے متعدد اہم مقدمات میں بڑی قابلیت اور خوبی سے حکومت کی پیروی کی۔ مرحوم اسلامیات اور اُردو کے کلاسیکی ادب پر گہری نظر رکھتے تھے۔ انہوں نے "شمیم" اور "انور" کے عنوان سے اُردو میں دو ناول بھی تحریر کئے۔ ۱۹۵۹ء میں ان کا لاہور میں حرکت قلب بند ہو جانے کے باعث انتقال ہو گیا۔

## فیاض محمود، سیّد

اُردو نثر نویسی میں ماہر اور مشاق ہیں مختلف رسائل میں مضمون شائع کراتے رہتے ہیں پنجاب کے رہنے والے ہیں۔ اور اس وقت ایئر فورس میں گروپ کیپٹن ہیں۔

## فیبین مجلس (Fabian Society)

یہ ایک ایسی مجلس تھی جو ۱۸۸۳ء میں معرض وجود میں آئی اور اصل میں ایک ایسے کلب کا نتیجہ تھی جس میں اخلاقی نظریات

پر مباحثات ہوتے تھے۔ اس کے قیام کے تھوڑے عرصے بعد جارج برنرڈشا، سڈنی ویب اور بیٹریس ویب نے اس کی رکنیت اختیار کر لی۔ اور جلد ہی اس کی روح رواں بن گئے۔ ۱۸۸۶ء کے بعد فیبین مجلس کے اراکین بلاشک و شبہ اشتراکیت (سوشلزم) کے علم بردار تھے۔ انھوں نے چھوٹے چھوٹے کتابچوں کے ذریعہ اشتراکیت کا پرچار شروع کیا اور دقیق مسائل پر رائے زنی کرنے لگے۔ مگر اشتراکیت کے عام حامیوں اور اس جماعت کے ارکان میں یہ فرق ضرور تھا کہ فیبین کارل مارکس کے نظریات سے اتفاق نہیں رکھتے تھے اور تدریجی ارتقاء کے ذریعہ اشتراکیت کا حصول چاہتے تھے۔ ان کے اس احتیاط پسند رویہ کا اظہار اس نام سے بھی ہو جاتا ہے جو انھوں نے اپنے لئے اختیار کیا تھا۔ کیونکہ مجلس کا نام فیبین دراصل رومن جرنیل فیبیس میکمس کے نام پر رکھا گیا تھا جو تاریخ میں اس لئے مشہور ہے کہ وہ ہمیشہ کشمکش و پیچ کے عالم میں رہتا تھا۔

سڈنی ویب (Sydney Webb) نے اصلاح اور مسلسل ارتقاء کا ایک نظریہ مرتب کیا جس کی رو سے سماج خود بخود سرمایہ داریت سے اشتراکیت میں منتقل ہو رہا ہے۔ ویب نے مارکس کے ان نظریات کو ٹھکرا دیا جن کی رو سے سرمایہ دارانہ نظام کا افلاس زدہ ہو کر طبقاتی کشمکش کی نظر ہو جانا فرض کیا جاتا ہے۔ ویب نے کہا کہ مزدور طبقہ کی حالت سرمایہ دارانہ نظام کے تحت بھی بہتری کی طرف مائل ہے اور سرمایہ داری کے نظام کے اندر ہی اندر سماجی اصلاح کے باعث اشتراکی اغراض پوری ہو رہی ہیں۔ ویب کا یہ بھی خیال تھا کہ جیسے جیسے جمہوریت زور پکڑتی جائے گی، رائے دہندگی (ووٹ) کے ذریعہ ان اغراض کا حصول زیادہ سے زیادہ ہوتا جائے گا۔ حتیٰ کہ یہ اپنے نقطۂ عروج کو پہنچ جائے گی اور اشتراکیت کی تکمیل ہو جائے گی۔

فیبین ارکان، مارکس کی مادہ پرستی اور طبقاتی آویزش کے نظریات کے مخالف تھے۔ وہ تخیل پرست تھے اور جذبات کی نسبت عقل و فراست کی رہنمائی قبول کرتے تھے۔ ان کا یہ بھی خیال تھا کہ اشتراکیت کے نظریات کو اگر عام مشتہر کر دیا جائے تو متشددانہ انقلاب کی ضرورت ہی نہیں رہے گی۔ اسی لئے انھوں نے مزدور طبقہ کی تنظیم میں کوئی دلچسپی نہیں لی کیونکہ وہ اس کے سرے سے مخالف تھے کہ مزدوروں کو منظم کر کے ہڑتالیں کی جائیں اور مسلح انقلاب کی کوشش کی جائے۔ مختصراً یہ کہ فیبین جماعت اشتراکی جماعت کے اندر دائیں بازو پر تھی۔

## فیتا مشین (Tape Machine)

ایک تلغرافی آلہ جو اُن اطلاعات اور خبروں کو فراہم کرتا ہے جو مختلف لائنوں پر کسی ایکسچینج مرکز سے شائع کی جائیں اور ایک متحرک کاغذی فیتے پر الفاظ کو چھاپتا چلا جاتا ہے۔ "فیتا مشین" (Tape Machine) کو بیشتر اخبارات کے دفاتر میں اُن خبروں کے حصول کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، جنہیں پریس ایجنسیاں شائع کرتی ہیں۔ امریکہ میں اس مشین کو بالعموم ٹکر (Ticker) کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

## فیثاغورث (Phythagoras)

ایک یونانی فلاسفر جو چھٹی صدی ق۔م میں یونان کے ایک علاقہ سمس (Sims) میں پیدا ہوا۔ بہت سے ملکوں کی سیاحت کرنے کے بعد کروٹنا (Crotona) میں رہائش اختیار کی جہاں اس نے ایک ایسے ادارے کی بنیاد رکھی، جس کے اراکین بڑی پرہیزگاری کی زندگی بسر کرتے تھے اور لوگوں کو معاشرتی اصولوں پر کاربند رہنے کی ہدایت کیا کرتے تھے۔

ایک فلاسفر کی حیثیت سے اس کی شہرت ۵۴۰ اور ۵۰۰ ق۔م کے درمیان عروج پر پہنچی۔ اس نے جیومیٹری کے متعلق بعض قواعد بنائے جن میں سے اس کا ایک دریافت کردہ طریقہ آج تک اُس کے نام پر مشہور ہے (یعنی ایک قائم الزاویہ تکون کے قائم زاویہ کے بالمقابل ضلع پر کا مربع دوسرے دونوں ضلعوں کے مربعوں کے مجموعہ کے برابر ہوتا ہے)

## فیجی جزائر (Fiji Islands)

جزائر فیجی بحرالکاہل میں واقع ہیں۔ یہ تقریباً دو سو پچاس چھوٹے چھوٹے جزیروں پر مشتمل ہیں۔ ان کا رقبہ کم و بیش سات ہزار چھتیس مربع میل اور آبادی ۱۹۴۰ء کی مردم شماری کے مطابق دو لاکھ ستر ہزار تین سو بہتر نفوس ہے۔ ان میں سے چھ ہزار کے قریب یورپی اور ایک لاکھ بیس ہزار کے قریب برِ صغیر ہند و پاکستان کے لوگ ہیں۔

ان میں سے اکثر جزائر میں آتش فشاں پہاڑ واقع ہیں۔ لہٰذا صرف سو کے قریب جزیرے ایسے ہیں جو آبادی کے قابل ہیں۔ سب سے بڑے آباد جزیرے ویتی لیوو (Vete levu) اور وانوآ لیوو (Veno levu) ہیں جن کے رقبے علی الترتیب چار ہزار تین اور دو ہزار ایک سو چھتیس مربع میل ہیں۔ ان کی ڈھلوانوں پر قیمتی لکڑی کے گھنے جنگلات ہیں اور بعض خشک جگہوں پر لمبی لمبی گھاس پائی جاتی ہے۔ ناریل بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ گنے، چاول، کپاس اور ترکاریوں کی کاشت کی جاتی ہے۔

اہل فجی کا اہم پیشہ ماہی گیری ہے تاہم شکر سازی لکڑی چیرنے، پارچہ بافی اور ناریل کی گری کی صنعتیں بھی موجود ہیں۔ فیجی کا دارالحکومت سوما (Souma) ہے، جو ویتی لیوو پر آباد ہے۔

ایک یورپی سیاح قسمین (Kasman) نے ۱۶۴۳ء میں جزائر فیجی کو دریافت کیا۔ ۱۷۷۴ء میں مشہور انگریز جہازراں کیپٹن کوک (Captain cook) یہاں پہنچا اور ۱۸۷۴ء میں انگریزوں نے اسے اپنی نوآبادیوں میں شامل کرلیا۔ جزائر فیجی تاجِ برطانیہ کی خاص نوآبادی ہیں، جہاں ایک انگریز گورنر مجلس عاملہ اور مجلس قانون ساز کے ذریعے حکومت کرتا ہے۔ جزائر فیجی میں مسلمان کثیر تعداد میں بستے ہیں۔

## فیڈل کاسٹرو۔ (Fidel Castro)

کیوبا کی انقلابی حکومت کا وزیرِ اعظم۔ ایک دولت مند باپ کا بیٹا ہے۔ عمر صرف ۳۲ برس ہے۔ اس کی انقلابی سرگرمیوں کا آغاز اس وقت ہوا جب وہ قانون کی تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ جولائی ۱۹۵۲ء میں اس کی رہنمائی میں دو سو طلبا نے صوبہ اورینٹ کے صدر مقام سانٹیاگو میں ایک فوجی گیریزن پر حملہ کیا۔ اس مہم میں بہت سے طلبا مارے گئے۔ مگر یہ دن کیوبا کی قومی زندگی میں اہمیت اختیار کر گیا۔ اس انقلابی اقدام کے بعد کاسٹرو اور اس کا بھائی راؤل گرفتار کر لیے گئے مگر ۱۹۵۵ء میں جب سابق صدر باتستا نے عام معافی کا اعلان کیا، تو دونوں رہا کر دیے گئے۔ اس کے بعد وہ ترک وطن کرکے پہلے نیویارک اور پھر میکسیکو گیا۔ اور وہاں اپنے حامیوں کو چھاپہ مار جنگ کی تربیت دیتا رہا۔ اس کے بعد وہ ۲ دسمبر ۱۹۵۶ء کو ایک سو ساتھیوں کے ہمراہ کیوبا کے شمالی ساحل پر اترا۔ لیکن سابق صدر باتستا کی فوجوں کو پتہ چل گیا اور انہوں نے کاسٹرو اور ان کے ساتھیوں کا تعاقب شروع کیا۔ نتیجۃً اسے روپوش ہونا پڑا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ملک بھر میں انقلابی سرگرمیاں شروع کر دیں۔ اور بالآخر یکم جنوری ۱۹۵۹ء کو کیوبا کے آمر باتستا کی حکومت کا تختہ الٹنے میں کامیاب ہو گیا۔



## فیروزالدین، الحاج مولوی۔

پاکستان کے سب سے بڑے اشاعتی ادارے فیروز سنز لمیٹڈ کے بانی ۱۸۶۴ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ آپ مہاراجہ شیر سنگھ والئ پنجاب کے متبنّی کے اتالیق مولوی جان محمد صاحب کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ اردو اور فارسی کی تعلیم اپنے والد اور چچا سے پائی۔ پھر کچھ عرصہ اورینٹل کالج لاہور میں پڑھا۔ علم و ادب سے فطری ہی لگاؤ تھا۔ اس لیے بڑے ہی قلیل سرمایہ سے کتابوں کا کاروبار شروع کیا اور اپنی محنت، دیانت اور عقل و فراست سے جلد ہی شہر کے اچھے تاجران کتب میں شمار ہونے لگے۔

مولوی صاحب مرحوم ایک بلند پایہ ادیب بھی تھے اور نغز گو شاعر بھی۔ عالم دین بھی تھے اور صوفی صافی بھی، قومی کارکن بھی تھے اور ایک کامیاب تاجر بھی۔ آپ نے متعدد علمی، ادبی، درسی اور مذہبی کتب تصنیف و تالیف کیں جن کی مجموعی ضخامت پچاس ہزار صفحات کے لگ بھگ ہے۔ ان میں فیروز اللغات اردو و فارسی، تاریخ دربار اسلام، الہام منظوم (ترجمہ مثنوی مولانا روم)، تجرید بخاری، اور حضرت علی ہجویریؒ کی مشہور تصانیف کشف المحجوب اور کشف الاسرار کے تراجم قابل ذکر ہیں۔ آپ نے مسلمانوں کی ترجمانی کے لیے "پنجاب پنچ" "مشیر ہند" اور "ایسٹرن ٹائمز" اخبارات بھی جاری کیے۔ آخرالذکر انگریزی زبان میں تھا اور اپنے وقت میں ہندوستان کے موقر اخبارات میں شمار کیا جاتا تھا۔ ۱۹۳۳ء میں آپ نے عوام الناس کی فلاح و بہبود کی خاطر دس لاکھ روپے سے فیروز سنز ٹرسٹ قائم کیا جس کے تحت لاہور، کراچی اور پشاور میں خیراتی ہسپتال چل رہے ہیں۔ ۲ اپریل ۱۹۴۹ء کو آپ کا انتقال ہوا اور حضرت علی ہجویریؒ کے مزار کے زیر سایہ دفن ہوئے۔

## فیروز شاہ تغلق۔

خاندانِ تغلق کا تیسرا بادشاہ، محمد تغلق کی وفات پر ۱۳۵۱ء میں تختِ سلطنت پر بیٹھا۔ فیروز شاہ ایک متقی، علم پرور، منصف اور انسان دوست بادشاہ تھا۔ اس کے عہدِ حکومت میں ملک میں امن و امان

قائم رہا۔ صرف چند مرتبہ بنگال، اڑیسہ، نگرکوٹ اور ٹھٹھہ کے باغیوں کی سرکوبی کے لئے اُسے جانا پڑا۔

فیروز تغلق کی شہرت زیادہ تر اس کے نظامِ حکومت کی خوبیوں اور رفاہِ عام کے کاموں کی بدولت ہے۔ اُس نے مالگزاری کا بندوبست نئے سرے سے کیا۔ مالیہ کی وصولی کے سلسلہ میں بے عنوانیوں کو سختی سے دُور کیا۔ ہر قسم کے ناجائز اور تکلیف دہ محصول منسوخ کر دیئے۔ زراعت کی ترقی کے لئے چار نہریں جاری کیں جن میں سے بعض اب تک موجود ہیں۔ عدلیہ کا معقول انتظام کیا، عوام کی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کے لئے عمدہ تدابیر اختیار کیں۔ بیماروں کے لئے ہسپتال اور محتاجوں کے لئے لنگرخانے کھولے۔ کئی نئے شہر بسائے۔ فیروز آباد، فتح آباد، جون پور اُسی کے بسائے ہوئے شہر ہیں۔ رفاہِ عام کے لئے مسجدوں، اور عمارتوں کے علاوہ اُسے باغوں کا بھی بہت شوق تھا۔ دلّی کے آس پاس اُس نے بارہ سو باغات لگوائے۔ فیروز تغلق علوم و فنون کا بڑا قدردان تھا۔ تاریخ کا بھی خاص ذوق تھا۔ ضیاء الدین برنی اور شمس سراج عفیف اُسی کے زمانے کے مشہور مؤرخ ہیں۔ اکتوبر ۱۳۸۸ء میں ہندوستان کے اس جلیل القدر بادشاہ نے وفات پائی۔

## فیریڈے، مائیکل۔ (Michael Faraday)

(۱۷۹۱ - ۱۸۶۷ء) برطانی کیمیادان و ماہرِ طبیعات۔ لندن کے مضافات میں غریب والدین کے ہاں پیدا ہوا۔ معمولی ابتدائی تعلیم کے بعد ۱۳ برس کی عمر میں ایک جلد ساز کے ہاں ملازم ہو گیا تاکہ گھر کے باقی افراد کے لئے معاش مہیا کر سکے۔ فیریڈے کو چونکہ علمی ذوق پیدا ہو گیا تھا اس لئے کام سے فراغت پا کر علم کیمیا اور برقیات کا مطالعہ کرتا رہا۔ بعد ازاں اسے سر ہمفری ڈیوی کی شاگردی کا شرف حاصل ہوا۔ جس نے فیریڈے کی دبی ہوئی قابلیت بھانپ کر اسے اپنا نائب مقرر کر لیا۔ ۱۸۲۷ء میں فیریڈے ایک کالج میں لیکچرار مقرر ہو گیا اور رفتہ رفتہ ایک عہدہ سے دوسرے عہدہ تک ترقی کرتا رہا۔ ۱۸۳۵ء میں پنشن پائی۔ فیریڈے نے علمِ کیمیا (Chemistry) اور برقیات (Electricity) میں قابلِ قدر اضافہ کیا ہے۔

## فیشن۔ (Fashion)

اس لفظ کے لغوی معنی رواج کے ہیں۔ لیکن پاکستان و ہندوستان میں اس سے مراد انگریزوں یا امریکی لوگوں کا اختیار کردہ رواج ہے۔ خواہ یہ رواج لباس میں ہو یا خوراک میں۔ اگر امریکی لوگ ڈاڑھی، مونچھ کا صفایا کر کے سر کے بال ٹوپی فیشن میں کٹوائیں، کوٹ پتلون، ہیٹ، اور بوٹ پہنیں۔ کالر، ٹائی یا مفلر لگائیں۔ میز کرسی پر بیٹھ کر چھری کانٹے سے کھانا کھائیں، تو جو لوگ ان کے اس رواج کی تقلید کریں، وہ فیشن ایبل کہلاتے ہیں۔

مردوں سے زیادہ فیشن زدہ عورتیں ہیں۔ جن کے لباس کی وضع قطع ہر لحظہ بدلتی رہتی ہے اور اب قریباً برہنگی پر آ گئی ہے۔ بالوں کی طرز بھی انوکھی ہے۔ اور اُونچی ایڑی کی جُوتی، نیچی ہونے کا نام نہیں لیتی۔ مرد عورت آزادانہ آپس میں ملتے ہیں اور ناچ رنگ کی محفلوں میں شامل ہوتے ہیں۔ جو عورت اس قسم کے مشاغل میں وقت صرف کرتی ہے۔ وہ فیشن ایبل ہے۔ اور دوسری عورتیں اُجڈ یا بدتمیز کہلاتی ہیں۔

فیشن کی وبا انگریزی حکومت کے وقت سے شروع ہوئی۔ اور اب جب کہ حکومت چلی بھی گئی ہے۔ پھر بھی روز افزوں ترقی پر ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اب انگریزوں کی بجائے امریکنوں کی تقلید ہوتی ہے۔

## فی صد۔ (Percentages)

فی صد سے یہ مراد ہوتا ہے کہ کسی مقدار یا عدد کو ۱۰۰ سے کیا نسبت ہے۔ ۵ فیصد کے معنی ہیں ہر سَو میں سے ۵۔ یا $\frac{۵}{۱۰۰}$ یا ۰۵ء (ایک ہی چیز کو بیان کرنے کے چار طریقے) ۵ فیصد یوں لکھیں گے: ۵%

(۱) فیصد کی کسر بنانے کے لئے ۱۰۰ کو نسب نما قرار دیجئے اور فیصد کی تعداد کو شمار کنندہ بنا دیجئے

$$۵\% = \frac{۵}{۱۰۰} = \frac{۱}{۲۰}$$

$$۱۰\% = \frac{۱۰}{۱۰۰} = \frac{۱}{۱۰}$$

۱/۸ = ۲۵/۲۰۰ = (۱۲½)/۱۰۰ = ۱۲½ %

۳/۴ = ۷۵%، ۱/۲ = ۵۰% ، ۱/۴ = ۲۵%

۱/۳ = ۱۰۰/۳۰۰ = (۳۳⅓)/۱۰۰ = ۳۳⅓ %

(۲) فیصد کو کسر اعشاریہ میں تبدیل کرنے کے لئے یاد رکھیئے کہ :- ایک فیصد = ۱/۱۰۰ = ۰۱ء۰ - پس ہم کسی فیصد کو فوراً اعشاریہ میں تبدیل کر سکتے ہیں۔

۶% = ۰۶ء ، ۱۰% = ۱۰ء یا ۱ء ، ۱۵% = ۱۵ء

½% آدھا ہے ۱% کا = ۰۱ء کا ½ = ۰۰۵ء

¼% چوتھائی ہے ۱% کا = ۰۱ء کا ¼ = ۰۰۲۵ء

¾% = ۰۰۷۵ء

کسی فیصد میں ½ بھی شامل ہو تو ۰۰۵ء جمع کر دیجئے۔ ¼ شامل ہو تو ۰۰۲۵ء جمع کر دیجئے اور اگر ¾ شامل ہو تو ۰۰۷۵ء جمع کر دیجئے۔

۷½ % = ۰۷۵ء

۱۲¼ % = ۱۲۲۵ء

۲¾ % = ۰۲۷۵ء

(۳) ۳۸۷ کا ۶% معلوم کرنے کے لئے (ا) ہم ۰۶ء سے ضرب دے سکتے ہیں (ب) یا ہم ۳۸۷ کا ۱/۱۰۰ معلوم کر کے اُسے ۶ سے ضرب دے سکتے ہیں - اگر ۱۰ فیصد کی قیمت معلوم کرنا ہو تو ۱۰ سے تقسیم کر دیجئے۔ ۲۰ فیصد معلوم کرنے کیلئے ۵ سے اور ۲۵ فیصد معلوم کرنے کیلئے ۴ سے تقسیم کر دیجئے۔

(۴) رقوم کی فیصد نکالنے کے لئے بہتر یہ ہے کہ اُسے کسر اعشاریہ میں تبدیل کر لیا جائے۔ مثلاً ۸۶ پونڈ ۵ شلنگ کا ۴½ فیصد معلوم کرنا ہو تو ۸۶۱۲۵ پونڈ کو ۰۴۵ء سے ضرب دید یجئے :-

۸۶٫۲۵ پونڈ
۰۴۵ء
۳٫۴۵۰۰
۴۳۱۲۵ء
۳٫۸۸۱۲۵ پونڈ

۳ پونڈ - ۱۷ شلنگ - ۷½ پنس

(۵) اگر یہ معلوم ہو کہ ایک رقم دوسری رقم کی کیا فیصد ہے تو پہلی رقم کو اوپر اور دوسری کو نیچے رکھ کر ۱۰۰ سے ضرب دے دیجئے (شمار کنندہ میں دو صفر اور بڑھا دیجئے) :- مثلاً اگر معلوم کرنا ہے کہ ۳۴۷ کو ۳۴۹۰ کی کیا فیصد ہے تو اس طرح کیجئے :-

۳۴۷۰۰/۳۴۹ = ۸۸٫۰۶%

(۶) اگر یہ معلوم کرنا ہو کہ ۱۵ شلنگ ۹ پنس - ایک پونڈ کی کونسی فیصد ہے تو اس طرح لکھئے :-

(۱۵ شلنگ - ۹ پنس)/(۱ پونڈ) اس کے بعد دونوں رقموں کو پنس یا ½ پنس میں تبدیل کر لیجئے۔ اور پھر شمار کنندہ کو ۱۰۰ سے ضرب دے دیجئے۔ یہ عمل ایسے ہوگا :-

۶۳/۸۰ × ۱۰۰/۱ = ۷۸٫۷۵ %

(۷) اب یہ سوال دیکھئے :- کسی بھرت کے ۷ حصوں میں سے ۴ حصے تانبے کے ہیں - باقی ٹین ہے - اجزائے ترکیب کا فیصد تناسب معلوم کرو ؟

تانبہ ۴/۷ × ۱۰۰/۱ = ۵۷ ۱/۷ %

اور ٹین : (۷-۴)/۷ × ۱۰۰/۱ = ۳/۷ × ۱۰۰/۱ = ۴۲ ۶/۷ % علیٰ ہذا القیاس۔

**فیصل، امیر** - سعودی عرب کے شاہزادے اور ممتاز سیاستدان ہیں - ۱۹۰۵ء میں پیدا ہوئے۔ شاہ ابن سعود مرحوم کے دوسرے بیٹے ہیں - پہلے صوبہ حجاز کے وائسرائے تھے - پھر حجاز اور نجد کے وزیر خارجہ مقرر ہوئے - ایوان مشاورت کے صدر اور مجلس قانون کے رکن ہیں۔

**فیصل دوم، شاہ عراق** - عراق کے سابق فرمانروا ۱۹۳۵ء میں پیدا ہوئے - ہیرو (انگلستان) میں تعلیم پائی۔ ۱۹۵۳ء میں بالغ ہونے پر عنان حکومت سنبھالی۔ ۱۹۵۴ء میں پاکستان تشریف لائے - جولائی ۱۹۵۸ء میں جنرل عبدالکریم قاسم کی قیادت میں جو بغاوت ہوئی - اس میں شاہی خاندان کے دیگر افراد کے ساتھ باغیوں نے انہیں بھی قتل کر دیا۔

**فیض** - تصوف کی اصطلاح ہے - صوفیائے کرام کے عقیدہ کے مطابق انسان اور تمام ارض و سما کا عالم سے پردۂ ظہور میں آنا فیض ہے - اس کے اصل معنی پانی کا دریا کی طغیانی کی طرح کناروں سے پھوٹ نکلنا اور بہنا ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ خدائے تعالیٰ کی پوشیدہ قوتیں ارض و سما، جن و انس، روح و عقل کی صورت میں پھوٹ نکلی ہیں - (فیض کے علاوہ اشراق بھی انہیں معنوں میں استعمال ہوتا

ہے کہ خدا تعالیٰ خالق ہونے کے علاوہ منبع فیض بھی ہے یعنی وہ ہم سے بہت قریب رہتا ہے اور اس کا فیض ہمارے اوپر ہر وقت جاری رہتا ہے۔ علم و عقل وہ ازلی و ابدی برکات ہیں جو اس کے فیض سے روح کو ملتی رہیں اور جن کی بدولت انسان انسانِ عاقل اور انسانِ کامل بنتا ہے۔ مسلمان فلسفیوں میں فارابی، ابن سینا اور ابن رشد نے اس فلسفہ پر نہایت سیر حاصل بحث کی ہے۔

## فیض احمد فیض

فیض احمد نام۔ فیض تخلص۔ ۱۹۱۱ء میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ خطۂ پنجاب کے نوجوان ادیب، شاعر اور صحافی ہیں۔ آپ کے والد چودھری سلطان محمد خان بیرسٹر سیالکوٹ ملکہ وکٹوریہ کے دربار میں افغانستان کی طرف سے سفیر رہے تھے۔ فیض نے ایف۔ اے مرے کالج سیالکوٹ سے اور بی۔ اے اور ایم۔ اے انگریزی اور عربی میں گورنمنٹ کالج لاہور سے پاس کیا۔

پہلے پہل ایم۔ اے۔ او کالج امرتسر میں انگریزی کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۱ء میں ہیلی کالج آف کامرس لاہور میں انگریزی کے لیکچرار مقرر ہوئے۔

۱۹۴۲ء میں آپ محکمۂ تعلقاتِ عامہ کی فوجی ملازمت میں چلے گئے۔ یہاں آپ کو کیپٹن کا درجہ ملا۔ بعد ازاں آپ نے لفٹیننٹ کرنل کے عہدے تک ترقی کی۔ اور او۔ بی۔ ای کا اعزاز حاصل کیا۔

۱۹۴۷ء میں پاکستان ٹائمز، اور روزنامہ 'امروز' کے چیف ایڈیٹر مقرر ہوئے۔

۱۹۵۱ء میں آپ کو 'مقدمہ سازش راولپنڈی' میں گرفتار کر لیا گیا۔ اور ۱۹۵۳ء میں آپ کو ۵ سال قید بامشقت اور ۵ سو روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی۔ جسے بعد میں کچھ عرصہ گزرنے پر منسوخ کر دیا گیا۔

شعر و شاعری کا شوق آپ کو ابتداء سے تھا۔ مرے کالج کی فضا اور گورنمنٹ کالج لاہور کی ادبی محفلوں میں یہ شوق بہت ترقی کر گیا۔ اور آپ جلد ہی ملک کے نغز گو شعرا میں شمار ہونے لگے۔

آپ کے تغزّل میں رومانی رنگ بھی ہے اور فلسفیانہ بھی۔ نظمیں بھی کہتے ہیں اور غزلیں بھی۔ جدید اردو شاعری میں فیض صاحب کا مقام کافی بلند ہے۔

آپ کے تین مجموعے "دستِ صبا" "نقشِ فریادی" "زنداں نامہ" شائع ہو چکے ہیں۔

## فیضی

فیضی۔ دربارِ اکبری کا ایک رتن ابوالفیض نام۔ فیضی اور فیاضی تخلص۔ ۹۵۴ھ میں آگرہ میں پیدا ہوا۔ فیضی شیخ مبارک کا سب سے بڑا بیٹا تھا اور اس سے چھوٹا ابوالفضل۔ فیضی نے علم و فضل باپ ہی سے حاصل کیا۔ علم و فضل میں درجۂ کمال رکھنے کے باوجود فیضی نہایت شگفتہ مزاج اور خوش طبع تھا۔ حکمت میں بھی خوب ماہر تھا۔ اور شاعری میں اُسے بلند مقام حاصل تھا۔ ۹۹۶ھ میں اُسے "ملک الشعراء" کا خطاب ملا۔ فیضی بڑا سخی، بامروّت مہمان نواز، اور علماء و شعرا کا قدردان تھا۔

فیضی کو ۹۹۰ھ میں کالنجر، آگرہ اور کالپی کی معافی کی تحقیقات کے لئے وزیر کا عہدہ عطا ہوا۔ ۹۹۹ھ میں راجی علی خاں حاکم خاندیش اور برہان الملک کے پاس سفیر بنا کر بھیجا گیا۔ فیضی شاہی اتالیق بھی تھا چنانچہ سلیم، مراد اور دانیال فیضی ہی کے شاگرد تھے۔ ۱۰۰۳ھ میں فیضی بیمار ہوا۔ اور مسلسل چھ مہینے بیمار رہ کر ۱۰ صفر ۱۰۰۴ھ کو فوت ہوا۔

فیضی کی تصانیف کی تعداد ایک سو ایک بیان کی جاتی ہے۔ اس کے دیوان اور مثنوی میں بیس ہزار سے زیادہ شعر ہیں۔ نثر کی کتابوں میں فیضی کی "بے نقط تفسیر قرآن" اس کا بینظیر کارنامہ ہے۔ تقریباً ایک ہزار اشعار کا دیباچہ بھی 'بے نقط' ہے۔ ایک دوسری کتاب موسومہ "موارد الکلم" ہے، یہ بھی بے نقط ہے۔ اس کتاب میں پند و نصائح ہیں۔

## فین برگ، ناتھن (Feinburg Nathan)

اسرائیلی یونیورسٹی پروفیسر ہیں۔ ۱۸۹۵ء میں پیدا ہوئے۔ زیورک اور جنیوا میں تعلیم پائی۔

۱۹۲۴ء میں فلسطین میں وکالت شروع کی۔ ۱۹۳۱ء میں دو سال کے لئے جنیوا یونیورسٹی میں لیکچرار ہو کر چلے گئے۔ وہاں سے واپس آ کر دوبارہ پریکٹس شروع کر دی۔ ۱۹۴۵ء میں یروشلم کی یہودی یونیورسٹی میں لیکچرار مقرر

ہوئے۔ پھر پروفیسر ہو گئے۔ بین الاقوامی قانون پر آپ کو خاص طور پر عبور حاصل ہے۔ انٹرنیشنل لا اکیڈمی ہیگ میں بھی لیکچرار رہ چکے ہیں۔ انٹرنیشنل ایسوسی ایشن کی اسرائیلی شاخ کے صدر ہیں۔ بین الاقوامی قانون پر کئی ایک کتابیں بھی لکھ چکے ہیں۔

## فینین - (Fenians)

اُنیسویں صدی کی ایک آئرش سیاسی جماعت جو آئرلینڈ کو انگلستان کی غلامی کے چنگل سے آزاد کرانا چاہتی تھی۔ اس تحریک کا سنگِ بنیاد جمہوریہ امریکہ میں رکھا گیا۔ جب کہ آئرلینڈ کے قحط واقع (۱۸۴۶-۱۸۴۷ء) کے بعد کئی ایک آئرش ترک وطن کر کے امریکہ جا بسے۔ قحط کے دوران میں ان لوگوں نے انگریز زمینداروں کو آئرش مزارعین سے سختی برتتے دیکھا تو یہ لوگ برطانیہ کے سخت مخالف ہو گئے۔

فینین تنظیم کے اراکین نے اپنے آپ کو مختلف حلقوں میں تقسیم کر کے ایک مرکزی ادارہ سے منسلک کر لیا۔ ان لوگوں نے چندے جمع کئے، فوجی ڈرل وغیرہ سے اپنے آدمیوں کو بہرہ ور کیا۔ اور انگلستان اور آئرلینڈ میں اپنے کارندے ارسال کئے۔ ۱۸۶۶ء میں انہوں نے کینیڈا پر حملہ کیا اور ۱۸۶۷ء کو آئرلینڈ میں بغاوت کی سعی کی مگر ان دونوں کوششوں کو ناکامی کا سامنا ہوا۔ ۱۸۷۰ء میں انہوں نے کینیڈا پر ایک بار پھر قسمت آزمائی کی۔ اس تنظیم کا نام ایک قدیم آئرش فوجی تنظیم سے لیا گیا تھا۔ جو



۲۰۰ ق۔م کے نزدیک آئرلینڈ میں قائم کی گئی تھی۔

## فیوجی یاما - (Fuji Yama)

جاپان کا سب سے اُونچا پہاڑ جو آتش فشاں بھی ہے۔ یہ پہاڑ ٹوکیو کے ۶۰ میل مغرب میں واقع ہے۔ بلندی ۱۲۳۶۵ فٹ ہے۔ ۱۷۰۷ء کے بعد سے فیوجی یا ماسرد پڑا ہے۔

## فیوز - (Fuse)

بجلی کے تاروں کا جل جانا، انگریزی میں "فیوز" کہلاتا ہے گھروں میں بجلی کے پنکھے اور بلب وغیرہ عام طور پر ۲۲۰ وولٹ کی برقی طاقت پر کام کرنے کے لئے بنے ہوتے تھے۔ اور برقی رَو کی ایک محدود مقدار ان میں سے گزر سکتی ہے۔ اس سے زیادہ رَو کے وُہ متحمل نہیں ہو سکتے۔ اگر زیادہ مقدار کی برقی رَو ان میں سے گذر جائے تو تار جل جاتے۔ یا دوسرے لفظوں میں "فیوز" ہو جاتے ہیں۔ تاروں کے فیوز ہوتے ہی بلب یا پنکھے کام کرنا بند کر دیتے ہیں۔

تار فیوز ہو جانے کی صورت میں انہیں جس تار کے ذریعہ درست کیا جاتا ہے وہ تار بھی فیوز ہی (Fuse Wire) کہلاتا ہے۔ یہ عموماً قلعی اور سیسہ کے اجزاء کو ملا کر بنایا جاتا ہے۔ فیوز عموماً چینی یا بیکو لائٹ" کے بکس میں لگائے جاتے ہیں۔

فیوز کے تار جلنے پر عموماً سیاہ ہو جاتے ہیں۔

# ق

**قاآنی**۔ فارسی کا ایک مشہور شاعر جس کی شہرت قصیدہ نگاری کی وجہ سے ہے۔ اس شاعر کا کلام بہاریہ رنگ میں ہوتا ہے اور آوازوں کی یگانگت اور نغمگی الفاظ کی بندش اور تراکیب کے تسلسل میں ایسی خصوصیت ہوتی ہے کہ پڑھنے میں لطف آتا ہے۔ قاآنی قصیدہ گوئی میں خارجی پہلو برتتے ہیں اور اس فن میں اپنی نظیر نہیں رکھتے ان کے مقابلے کا ایک اور شاعر خاقانی ہے جو داخلی پہلو سے قصیدہ نگاری کرتے ہیں لیکن ان کا کلام وقت سے پڑھنے اور پیچ در پیچ استعارات و تشبیہات سے طبیعت اکتا جاتی ہے اور مطلب سمجھ میں نہیں آتا۔

قاآنی کے کلام میں تسلسل، حلاوت اور طراوت قدرتی رنگ میں ظاہر ہوتی ہے۔ کلام کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

(۱) بنفشہ رستہ از زمیں بطرف جوئبارہا
یا گسستہ حور عین ز زلف خویش تارہا
ز سنگ اگر ندیدہ چساں جہد شرارہا
بہ برگہائے لالہ بیں میان لالہ زارہا
کہ چوں شرارہ می جہد ز سنگ کوہسارہا

---

ندانمازکدام دل شگوفہ از چہ سیر شدہ
نخوردہ شیر جا، تن چرا بہ رنگ شیر شدہ
گماں برم کہ مجوس مدام تمیز اسیر شدہ
ز پا فکندہ دلبرش چہ خوب دستگیر شدہ
وگرنہ چیں بریدہ دل ز عاشقان نگارہا

بادل

(۲) بگردوں تیرہ ابرے بامداداں بر شد از دریا
جواہر خیز و گوہر بیز گوہر ریز و گوہر زا
چو چشم آہرمن تیرہ چو روئے زنگیاں تیرہ
شدہ گیتی ہمہ تیرہ ببینش علت سودا
شبہ گوں چوں شبے غاسق گرفتہ چوں دل عاشق
باشک دیدہ وامق برنگ طرہ عذرا
تنش با قیر آلودہ دلش از شیر آسودہ

بروں پر سرمہ سودہ دروں پر لولوئے لالا
چو بلبل گلشن تن زنداں اگہے گریاں گہے خنداں
چو در بزم طرب رنداں ز شور تشنہ صہبا
چو دود مست در تو ارفتہ چو دیوے مست و آشفتہ
زدہ بسیں در نا سفتہ ز مستی خیرہ بر خارہ

قاآنی کی ایک تشبیہ خاص طور پر پسند کی جاتی ہے۔
دو زلف مشکبار بچشم اشکبار من
چہ چشمہائے کہ اندروں شنا کنند مارہا

**قاچار**۔ (دیکھو آقا محمد خان قاچار)

**قادر باللہ بن المتقی**۔ القادر باللہ خاندان عباسیہ کا مشہور فرمانروا جس نے ۹۹۱ء سے ۱۰۳۱ء تک حکومت کی۔ سلطان محمود غزنوی نے بھی اس کے اقتدار خلافت کو تسلیم کیا اور "یمین الدولہ" کا خطاب حاصل کیا۔ القادر باللہ کا بیٹا القائم باللہ تھا جس کا دور حکومت ۱۰۳۱ء سے ۱۰۷۵ء تک تھا۔ قادر باللہ نے ۱۰۱۱ء میں بغداد میں ایک فرمان جاری کیا جس پر متعدد سنی اور شیعہ علماء کے دستخط ثبت تھے اور جس کا مضمون یہ تھا کہ اس کے مصری رقیب حکمران "الحاکم" کو فاطمی کے لقب سے ملقب کرنا غلط ہے۔

**قادری، تحسین**۔ عراقی ماہر امور خارجہ ہیں ۱۸۹۲ء میں پیدا ہوئے۔ استنبول کے فوجی کالج سے تعلیم حاصل کی۔

۱۹۲۱-۳۱ شاہ فیصل اول کے اے ڈی سی رہے اس کے بعد شاہی محلات کے داروغہ مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۶ء میں طہران میں کونسل اور ۱۹۲۸ء میں بمبئی میں قونصل جنرل تھے۔ ۱۹۳۶ء میں وزارت خارجہ کے ڈائرکٹر جنرل مقرر ہوئے
۱۹۳۶-۴۴ء بیروت میں قونصل جنرل رہے

اس کے بعد شام، لبنان اور ایران میں وزیر مختار رہے ۱۹۴۶ء میں فرانس منتقل ہوئے ۱۹۴۹ء میں دوبارہ عراق کے شاہی محلات کے داروغہ اوّل مقرر ہوئے۔

**قادریہ** ۔ درویشوں کا ایک فرقہ جو شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے نام سے منسوب ہے۔ عبدالقادر جیلانیؒ حنبلی مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔ بغداد میں ایک رباط (خانقاہ) اور مدرسہ کے ناظم تھے۔ اور ان دونوں مقامات پر وعظ فرمایا کرتے تھے۔ بعد میں آپ کے وعظوں کا مجموعہ الفتح الربانی کے نام سے شائع ہوا ۱۲۳۶ء میں بغداد کی تباہی کے ساتھ رباط اور مدرسہ بھی ختم ہو گئے۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد صوفیوں کے اس فرقہ نے بہت نمایاں ترقی کی اور پیری مریدی کا سلسلہ مستقل طور پر پھیل گیا پیر اپنے جس مرید کو کامل سمجھتا تھا اس کو خرقہ دے کر دوسرے مقامات یا ممالک میں مذہب کی اشاعت کے لیے روانہ کر دیتا تھا۔ یہ لوگ حضور صلعم کے بعد شیخ عبدالقادر کی پیروی لازم سمجھتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ نجات اور حصول جنت کے واسطے پیر کے ارشادات اور خیالات کی پیروی کرنا لازمی ہے۔ شیخ کی زندگی ہی میں مختلف مریدوں نے مختلف ممالک میں شیخ کی تعلیمات سکھانی شروع کر دی تھیں۔ خود ہندوستان میں بھی اس فرقہ کو بڑی اہمیت حاصل ہوئی۔

**قادسیہ** ۔ ایک شہر، عربی میں اس کا صحیح تلفظ "القادسیۃ" ہے الحیرہ کے قریب واقع ہے۔ اس مقام پر حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے حضرت عمرؓ فاروق کے زیر فرمان چھ ہزار کے اسلامی لشکر کے ساتھ ایرانی فوج کے ساتھ جنگ آزمائی کی ۶۳۶ء کے اوائل میں ایرانی افواج پریشانی کے عالم میں منتشر ہو گئیں۔ اور دریائے دجلہ کے مغرب کے تمام عراقی نشیبی علاقے اسلامی فاتحین کے زیر نگیں آ گئے القادریہ اور المدائن کی فتح کے بعد مملکت عراق کی باقاعدہ تسخیر عمل میں آئی۔ حضرت سعد بن وقاص نے کوفہ کو اسلامی حکومت کا صدر مقام بنایا۔ اور وہاں پر اولین مسجد تعمیر کرائی۔

**قارون** ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بنی اسرائیل کا ایک بہت مالدار مغرور اور کنجوس شخص تھا۔ باوجود بنی اسرائیل کا فرد ہونے کے فرعون کے دربار میں اس کا بڑا رسوخ تھا۔ اور اس کا مشیر خاص بھی تھا۔ خدا تعالیٰ نے اس کے خزانوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ کئی طاقتور آدمیوں کی جماعت بمشکل اس کی کنجیاں اٹھا سکتی تھی۔ قوم نے جب اس سے کہا کہ تو اتنا غرور نہ کر اور خدا کی راہ میں کچھ خرچ بھی کیا کر تاکہ لوگوں پر احسان بھی ہو اور ملک میں فتنہ و فساد کی آگ مشتعل نہ ہو تو کہنے لگا کہ یہ دولت میری پیدا کردہ ہے۔ اور اس پر کسی کا حق نہیں ایک دن وہ شہر میں پوری شان و شوکت سے نکلا جس کو دیکھ کر لوگ اس کی حالت پر رشک کرنے لگے۔ لیکن جو سمجھدار تھے انہوں نے کہا کہ چند روزہ ثروت ہے۔ چنانچہ چند ہی روز کے بعد وہ اہل خاندان اور زور و دولت کے ساتھ زمین میں دھنس گیا۔ تفصیل معلوم نہیں کہ یہ واقعہ کس طرح ظہور میں آیا۔

**قازاق** ( دیکھو قزاق)

**قاسم بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم** ۔ آنحضرت صلعم کے صاحبزادے جو حضرت خدیجہؓ کے بطن سے تھے۔ ام المومنین حضرت خدیجہؓ سے چار لڑکیوں کے علاوہ حضورؐ کے دو لڑکے ہوئے۔ حضرت قاسمؓ اور حضرت عبداللہؓ۔ حضرت قاسم کا لقب طاہر تھا اور حضرت عبداللہ کا طیب۔ دونوں کی ولادت زمانہ اسلام میں ہوئی تھی۔ اور ان دونوں صغر سنی ہی میں وفات پا گئے۔

**قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ** ۔ نام قاسم کنیت ابوبکر۔ حضرت ابوبکرؓ کے صاحبزادے محمدؓ کے فرزند۔ ماں کا نام سودہ تھا۔ آپ مدینہ کے علماء اور فقہا میں شمار ہوتے تھے۔ آپ کے والد محمد بن ابی بکر امیر معاویہؓ اور حضرت علیؓ

کے اختلافات میں حضرت علیؓ کے ساتھ رہے۔ جس کے صلے میں حضرت علیؓ نے انہیں مصر کا والی بنایا۔ بعد میں جب عمرو بن العاصؓ نے مصر پر فوج کشی کی تو محمد بن ابی بکر جنگ میں کام آئے۔ اس وقت قاسم کم عمر تھے۔ باپ کی وفات کے بعد حضرت عائشہؓ نے ان کی پرورش کی۔ وفات ۱۰۸ھ میں ہوئی۔

**قاسم، مولانا محمد،** عالم دین ۱۲۴۸ھ میں بمقام نانوتہ (یو۔پی) پیدا ہوئے۔ گیارہ برس کی عمر میں مولانا مملوک علی نانوتوی کے ہمراہ دہلی گئے اور دینی تعلیم شروع کی۔ حدیث عبدالغنی دہلوی سے پڑھی۔ مولانا رشید احمد کے ہم سبق تھے۔ انہیں کے ساتھ حاجی امداد اللہ سے بیعت کی۔ کچھ عرصہ اینگلو عربک سکول دہلی میں بھی پڑھایا۔ ۱۸۵۷ء کے ہنگامے کے بعد مکہ معظمہ چلے گئے۔ واپس آکر میرٹھ میں منشی ممتاز علی کے پریس میں کام کیا۔

انہیں دنوں قصبہ دیوبند ضلع سہارنپور میں ایک مدرسہ (۱۸۶۶ء میں) قائم ہوا تھا مولانا محمد قاسم اس مدرسے سے وابستہ ہوگئے۔ مناظروں میں بڑی شہرت پائی۔ ۴ جمادی الاول ۱۲۹۷ھ میں دیوبند میں انتقال ہوا۔

**قاسم رضوی، سید۔** حیدرآباد دکن کی رضاکار تحریک کے روح رواں کا آبائی وطن اودھ۔ علی گڑھ میں تعلیم پائی۔ اور قانون کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد عثمان آباد میں وکالت شروع کی۔ نواب بہادر یار جنگ نے ریاست حیدرآباد میں اتحاد المسلمین کی بنیاد ڈالی تو قاسم رضوی بھی اس میں شامل ہو گئے۔ اور علاقہ لاتور ضلع عثمان آباد کی شاخ کے صدر چنے گئے۔

۱۹۴۴ء میں نواب بہادر یار جنگ کا انتقال ہوا تو سید ابوالحسن اور مولوی مظہر علی کامل کے بعد سید قاسم رضوی "اتحاد المسلمین" کے صدر منتخب ہوئے۔ اور بڑی جانفشانی سے حیدرآباد کے رضاکاروں کی تنظیم کی۔ تھوڑی ہی مدت میں اس جماعت نے بڑی قوت حاصل کر لی۔ بھارت کے حیدرآباد پر حملے کے وقت رضاکاروں نے جنگ کا سارا بوجھ اٹھایا۔ اور سب سے زیادہ نقصان انہیں کو پہنچا۔ قاسم رضوی پر مقدمہ چلایا گیا اور مختلف الزامات کے تحت قید کی سزا دی گئی۔ سزا بھگتنے کے بعد آپ پاکستان آ گئے۔

**قاسم، عبدالکریم جنرل** (دیکھو عبدالکریم قاسم۔)

**قاضی شریح۔** شریح لقبہ اسشینؓ۔ تابعین میں سے ہیں۔ تفسیر، حدیث، اور فقہ کے اجل عالم تھے۔ اور اپنے زمانے کے قاضی القضاۃ تھے۔ تدوین حدیث کے موضوع پر بہت کچھ تحریر فرمایا۔

**قافلہ** (دیکھو کاروان)

**قالین۔** دریاں، غالیچے۔ قالین فرش پر بچھانے کے لوازم۔ جن پر ابھرواں بیل بوٹے بنائے گئے ہوں۔ ایران اور پاکستان کی خاص صنعت ہے۔

پاکستان میں منٹگمری سنٹرل جیل اور ملتان سنٹرل جیل میں یہ کام بہت اعلیٰ درجے کا ہوتا ہے۔

مصر میں بھی یہ صنعت خاص اہمیت رکھتی ہے۔ مکہ معظمہ میں کعبہ کے اوپر جو غلاف چڑھایا جاتا ہے۔ وہ مصر کے کاریگروں کا کمال ہے۔ اس پر بیل بوٹوں کے علاوہ آیات قرآنی کنی ہوتی ہیں۔ یہ غلاف ہر سال نیا تیار ہوتا ہے۔ اور ہر حج پر جلوس کے ساتھ کعبہ پر پہنچایا جاتا ہے۔ ایک سال چند وجوہات کے باعث مصر نے غلاف بھیجنے سے انکار کر دیا تھا چنانچہ اس سال یہ غلاف پاکستان میں تیار ہوا تھا اور اس میں بھیرہ کے کاریگر شامل تھے۔ اب یہ دستکاری بھی مشینوں سے ہونے لگی ہے۔ اور کھیس یلو دستکاری بھی جاری ہے۔ ایران کے قالین اور افغانستان کے قالین اپنی نفاست خوبصورتی اور وجاہت میں خاص طور پہ ممتاز ہیں۔

قانون۔ Law ظاہری انسانی افعال کا عام قاعدہ جسے کوئی اعلیٰ ملکی حاکم نافذ کرے اور جس کی پابندی ضروری لازم ہو۔ اس طرح یہ قانون کا یہ مفہوم خدائی قانون یا فطرۃ یا اخلاق کے مفہوم سے مختلف ہوتا ہے۔ اول الذکر نوع کا قانون، قانون سازی کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوتا ہے۔ اور یہ قانون سازی حاکم اعلیٰ کی جانب سے ہوتی ہے۔

قومی یا ملی قانون، پرائیویٹ اور پبلک قانون میں منقسم ہوتا ہے۔ پرائیویٹ قانون پھر دیوانی (سول) اور فوجداری (کریمینل) قانون میں منقسم ہوتا ہے۔

یہ تقسیم پھر حقوق و فرائض اور حق رسی پہ حاوی ہو تی ہے۔ پبلک قانون، آئین مملکت اور نظم و نسق کے قانون پر مشتمل ہوتا ہے۔ پبلک قانون، پرائیویٹ قانون کے برعکس، رعایا اور دولت کے باہمی تعلقات پر مبنی ہوتا ہے۔ نظم و نسق کی قانونی شق، سرکاری کارروائی پر حاوی ہوتی ہے۔

پاکستان کا مروجہ پرائیویٹ قانون کم بیش انگریزی قانون کا خاکہ ہے۔ اور ابھی تک اس کا مواد وہی ہے۔ البتہ پرائیویٹ قانون کے ایسے پہلو تغیر پذیر ہو چکے ہیں جن کا تعلق مذہب اور اخلاق



سے ہے۔

قانون کی عدم واقفیت قابل غور یا قابل معذرت قرار نہیں دی جا سکتی۔

## قانون ادائیگی اُجرت مزدوراں

Payment of Wages Act ہندوستان میں یہ قانون ۱۹۳۶ء میں منظور ہوا جس کی رو سے مندرجہ ذیل امور طے پائے۔

(۱) تنخواہ کی ادائیگی میں ایک ماہ سے زیادہ کا عرصہ نہیں ہونا چاہیئے۔

(۲) تنخواہ میں سے صرف مندرجہ ذیل قسم کی رقم وضع کی جا سکتی ہے۔ غیر حاضری، جرمانہ، کرایہ مکان، سپیشل تنخواہ کی واپسی، سامان زیر تحویل کا نقصان، انکم ٹیکس، پراویڈنٹ فنڈ۔

(۳) ۱۵ سال سے کم عمر کے بچوں پر جرمانہ نہیں کیا جا سکتا۔

(۴) ایک ہزار سے کم نفری کے کارخانوں میں مزدوروں کو ہفتہ کے اندر تنخواہ مل جانی چاہیئے اور اس سے زائد نفری والے دس دن کے اندر تنخواہ ادا کرنے کے ذمہ دار ہوں گے۔

(۵) جرمانہ تنخواہ کے مطابق ۲ پیسے فی روپیہ سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔

(۶) ساٹھ دن کے بعد کوئی جرمانہ قسطوں میں وصول نہیں کیا جا سکتا۔

قانون ادائیگی اجرت مزدوراں ان دنوں پاکستان میں بھی مروج اور نافذ ہے۔

## قانون آزادی ہند ۱۹۴۷ء۔

Indian Independence Act, 1947

جولائی ۱۹۴۷ء میں جب کہ ہندوستان میں ملک کی تقسیم کا کام ہو رہا تھا۔ برطانوی پارلیمان میں یہ ایکٹ منظور ہوا جس کی رو سے۔

(۱) برعظیم ہندوستان کو پاکستان اور بھارت دو حصوں میں تقسیم کر کے ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء سے ہر حصے کو درجہ نو آبادیات (Dominion Status) دیا گیا۔

(۲) ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء سے پاکستان اور بھارت

پر سے برطانوی تسلط اٹھ گیا۔ اور ہر دو ملکوں کی حکمرانی کے اختیارات ان کی دستور ساز مجلسوں کے سپرد کر دیئے گئے۔

(۳) ہر دو مملکتوں کے لئے دستور مرتب کرنے کے مکمل اختیارات ہر ایک کی مجلس دستوریہ کو دے دیئے گئے۔

(۴) دولت مشترکہ کا رکن رہنا یا نہ رہنا ہر دو مملکت کی دستوریہ کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا۔

(۵) ہر دو مملکتوں کے نئے دستور بننے تک مرکز اور صوبوں میں چند ضروری ترامیم کے بعد گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کے مطابق حکومتیں قائم کی گئیں۔ جن کی رو سے گورنر اور گورنر جنرل کے خصوصی اختیارات ختم کر دیئے گئے اور وہ اپنے وزراء کے مشورہ سے کام کرنے لگے۔

(۶) ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کے بعد گورنر جنرل اور صوبائی گورنروں کا تقرر دونوں مملکتوں کے مرکزی کابینہ کے مشورہ سے شاہ برطانیہ کی منظوری سے کیا جانے لگا۔ اور یہ بھی قرار پایا۔ کہ دونوں مملکتوں کی رضامندی سے نیا دستور تیار ہونے تک دونوں کا ایک گورنر جنرل مقرر ہو سکتا ہے

(۷) عبوری دور میں قانون سازی کے اختیارات بھی دونوں مملکتوں کی دستور ساز مجالس کو حاصل ہوں گے۔

(۸) شاہ برطانیہ دونوں مملکتوں کا صرف دستوری فرمانروا تصور ہونے لگا۔ اور اس کے اختیارات کو ملک کے حکمران اور وزراء استعمال کرنے لگے

(۹) ۱۵ اگست سے دیسی ریاستوں پر سے بھی برطانیہ کا اقتدار ختم کر دیا گیا۔ اور ہر ریاست اس بات کی مجاز ہو گئی کہ دونوں مملکتوں میں سے جس کے ساتھ چاہے شامل ہو جائے۔

## قانونِ حقوقِ ملی Law of Public Rights

حقوق ملی سے مراد قومی حقوق یا پبلک حقوق ہیں۔ قانون کی یہ قسم پبلک قانون کے تحت آتی ہے اس قانون سے مراد وہ سالم قانون نہیں ہے جو کسی مملکت اور اس کی رعایا کے ساتھ کے تعلقات پر حاوی ہو۔ بلکہ اس سے صرف وہی



اجزا مراد ہیں جو پرائیویٹ قانون سے مختلف ہیں اور جو رعایا اور ان کے باہمی تعلقات سے تعلق رکھتے ہیں

پبلک قانون کم و بیش انسان کے شہری حقوق پر حاوی ہوتا ہے۔ اور تمدنی اور اجتماعی حقوق پر مشتمل ہوتا ہے۔ مختلف ممالک میں قومی اور ملی ضرورتوں کے پیش نظر حقوق ملی کے قانون مختلف ہوتے ہیں۔

**قانون دیوانی ۔ Civil Law** قانون کی وہ شاخ جو ایسے مقدمات سے متعلق ہے۔ جو مختلف اشخاص یا مختلف جماعتوں کے درمیان باہمی غیر فوجداری تنازعات پر مبنی ہوں۔ مثلاً تقسیم جائداد، استقرار حق، شفع، تنسیخ نکاح طلاق، قرضہ جات وغیرہ۔

**قانون وراثت (رواجی)** وہ قانون جو حکومت کا وضع کردہ نہ ہو۔ بلکہ رواج کی بنا پر مسلم ہو انگریزی راج میں حکومت کے وضع کردہ قوانین کو رواج اور اسلامی شرع ہر دو پر فوقیت حاصل تھی۔ لیکن تقسیم وراثت کے بارے میں بعض دفعہ رواج کے متعلق فیصلے صادر ہوتے تھے۔ چنانچہ "چونڈی ونڈ" یا "پگ ونڈ" کی رو سے جو تقسیم ہوتی تھی وہ رواج ہی سے متعلق ہے۔ اس قسم کی رواجی تقسیم جائداد میں لڑکیوں کو بالکل نظر انداز کر دیا جاتا تھا۔ اور صرف لڑکوں ہی کو حق وراثت پہنچتا تھا۔ پگ ونڈ سے یہ مراد ہوتی ہے کہ خواہ کسی شخص کی کئی ایک بیویاں ہوں ان کی نرینہ اولاد کی مجموعی تعداد کے برابر حصوں کی تعداد کی جائے گی۔ "چونڈی ونڈ" کا یہ مطلب ہے کہ جتنی چوٹیاں یعنی لمبے بالوں والی عورتیں موجود مالک کی ہوں اس کے مرنے کے بعد جائداد کے اتنے ہی حصے ہوں گے۔ خواہ ایک بیوی کا ایک لڑکا ہو اور دوسری کے سات ہوں اب اسلامی شرع کی طرف توجہ ہوتی جا رہی ہے۔ اور مذکورہ ہندوانہ رسوم ترک ہو رہی ہیں۔ چنانچہ تقسیم کے بعد اسلامی قانونِ وراثت پاکستان میں مروج اور نافذ ہو چکا ہے۔

## قانون ویسٹ منسٹر (STATUTE OF WESTMINSTER)

۱۹۳۱ء کا برطانوی قانون جس کی رُو سے ڈومینین کا درجہ پانے والی برطانوی نوآبادیات کو خود مختار قانون سازی کا حق دیا گیا۔ یہ قانون اس امر کا متقاضی ہے کہ (۱) نوآبادیات کے قوانین کے نفاذ کا ۱۸۶۵ء کا ایکٹ، کسی نوآبادیاتی پارلیمنٹ کے پاس کردہ کسی قانون پر حاوی نہیں ہوگا۔ اور (۲) یہ کہ کوئی نوآبادیاتی قانون محض اس بنا پر معطل اور ناقابل عمل نہیں ہوگا۔ کہ وہ برطانوی قانون کے منافی ہے اور یہ کہ (۳) نوآبادیاتی پارلیمنٹ ایسے قوانین بنا سکتی ہے جو خارج از حدود علاقوں پر حاوی ہوں اور چونکہ (۴) کہ برطانوی پارلیمنٹ کسی نوآبادی کے لئے قانون سازی اختیار نہیں کر سکتی سوائے ایسی صورت کے جب کہ کسی نوآبادی نے قانون سازی کی درخواست کی ہو اور اس پر رضامندی کا اظہار کیا ہو۔

قانون ویسٹ منسٹر کی اہم دفعات آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ پر صرف ایسی حالت میں حاوی ہوتی ہیں جس وقت اور جس صورت میں وہ انہیں اختیار کریں بحالیکہ انہوں نے اس وقت تک ایسا نہیں کیا۔

## قاہرہ (CAIRO)

قاہرہ مصر کا دارالحکومت اور براعظم افریقہ کا سب سے بڑا شہر ہے۔ سن ۶۴۱ء میں قدیم شہر ممفس کے قریب عربوں نے تعمیر کیا۔ اس کی بیرونی وادیوں میں اہرام مصر اور ابوالہول کا مجسمہ ہے یہ شہر دریائے نیل کے دائیں کنارے اسکندریہ سے ۱۲۰ میل جنوب مشرق میں واقع ہے۔ مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ کا اہم ترین تجارتی مرکز ہے۔ قاہرہ میں بہت سی قدیم عمارات ہیں جن میں بالا حصار، مسجد ازہر، جامع ازہر، شاہی محلات، فوجی بارکیں، عجائب گھر، ہسپتال، وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

قاہرہ قدیم و جدید تہذیب کے مناظر پیش کرتا ہے۔ جدید تعمیرات کے علاقے تجارت حکومت اور سیاحوں کی آماجگاہ ہیں۔ عرب اور غیر عرب کی مخلوط آبادی ہے۔ یونانی، اطالوی، برطانوی، فرانسیسی اور یہودی بھی کافی تعداد میں موجود ہیں۔ مسلمانوں کی بھاری اکثریت ہے۔ لیکن عیسائی قبطی بھی بہت بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ سن ۱۹۴۷ء کی مردم شماری کی رُو سے آبادی ۲۱۰۰۵۰۶ افراد پر مشتمل ہے۔

قاہرہ میں چند کارخانے کاغذ سازی کے بھی ہیں اور بارود بنانے کے بھی کچھ کارخانے بنائے گئے ہیں۔

شہر کی آبادی میں نصف عرب اور نصف مصری سکونت پذیر ہیں یہ ایک اسلامی تہذیب کا مرکز ہے عصر جنگ عظیم کے موقع پر جنگی نقل و حرکت سے متعلق اتحادیوں کا انتظامی ہیڈ کوارٹر تھا۔

موجودہ قاہرہ ایک ایسے مقام پر واقع ہے جہاں اس سے پیشتر زمانہ قدیم میں چار شہروں کا عروج و زوال ہو چکا ہے۔ جدید قاہرہ کو سنگ بنیاد جواہر الصقلی نے جسے الرومی بھی کہتے ہیں ۹۶۹ء عیسوی میں رکھا۔ اس کا نام "القاہرہ" اس لئے رکھا گیا تھا کہ جب اس شہر کی تعمیر شروع ہوئی تو اس وقت سیارہ مریخ جسے قاہر الفلک بھی کہتے ہیں۔ آسمان پر ڈھلک رہا تھا۔ اہل وینس (VENICE) نے لفظ قاہرہ کو بگاڑ کر قائرو (CAIRO) کہنا شروع کیا اور انہیں کی تقلید میں دیگر مغربیوں نے اسے (CAIRO) کہا۔

## قاہرہ کانفرنس (CAIRO CONFERENCE)

یہ کانفرنس نومبر ۱۹۴۳ء میں مسٹر روزویلٹ (امریکہ) مسٹر چرچل (برطانیہ) اور مارشل چیانگ کائی شیک (چین) کے درمیان قاہرہ میں ہوئی اس میں متفقہ رائے کے علاوہ کہ جاپان کے خلاف جنگ جاری رکھی جائے اور ایسے علاقوں سے دستبرداری کے فیصلے کے علاوہ جو ان کے قبضے میں آئیں انہوں نے یہ اعلان بھی کیا کہ جاپان سے وہ تمام علاقے واپس لے لئے جائیں گے جن پر وہ سن ۱۹۱۴ء سے قابض ہے۔

## قائداعظم محمد علی جناح

۲۵ دسمبر ۱۸۷۶ء کو اتوار کے دن کراچی میں پیدا ہوئے آپ کے والد کا نام جناح پونجا تھا۔ وہ چمڑے کا کاروبار کرتے تھے۔ ماں کا نام سکینہ بیگم تھا۔ ابتدائی تعلیم مکتب میں ہوئی پھر بمبئی کے گوکل داس تیج پرائمری سکول اور کراچی کے سندھ مدرسہ اور مشن سکول میں داخل ہوئے۔ مشن ہائی سکول کراچی سے سولہ سال کی عمر میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ سن ۱۸۹۲ء میں اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلستان گئے۔ اور سن ۱۸۹۶ء میں لنکن ان سے بیرسٹری کی ڈگری

حاصل کی۔ لندن کے دوران قیام میں برطانوی جمہوریت اور پارلیمانی نظام کا بغور مطالعہ کیا۔ اور لارڈ مارلے کے لبرل خیالات سے متاثر ہوئے۔ ۱۸۹۶ء میں کراچی سے بمبئی منتقل ہو گئے۔ اور وکالت شروع کر دی۔ ۱۹۰۰ء میں چھ ماہ کے لئے بمبئی کے پریذیڈنسی مجسٹریٹ مقرر ہوئے۔

قائد اعظم محمد علی جناح کی سیاسی زندگی کا آغاز ۱۹۰۶ء سے ہوتا ہے اس سال وہ دادا بھائی نوروجی کے پرائیویٹ سکرٹری کی حیثیت سے کانگریس کے سالانہ اجلاس منعقدہ کلکتہ میں شریک ہوئے۔ ۱۹۰۹ء میں امپریل لیجسلیٹو کونسل میں بمبئی کے مسلمانوں کی طرف سے رکن منتخب ہوئے اور جنوری ۱۹۱۰ء میں کونسل کے پہلے اجلاس میں جنوبی افریقہ میں ہندوستانیوں کی زبوں حالی پر زبردست تقریر کی۔ ۱۹۱۲ء میں پہلی بار مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں شرکت کی۔ اپریل ۱۹۱۳ء میں مسٹر گوکھلے کے ہمراہ دوبارہ انگلستان گئے۔ اور پہلی بار لندن میں ہندوستانی طلبہ کو کیکسٹن ہال کے جلسے میں مخاطب کیا۔ ۱۹۱۴ء میں کانگریسی وفد کے قائد کی حیثیت سے لندن گئے ۱۹۱۶ء میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ لکھنؤ کی صدارت کی۔ اور میثاق لکھنؤ کی طرح ڈالی۔ ۱۹۱۷ء میں ہوم رول کی تحریک میں شامل ہو گئے اپریل ۱۹۱۸ء میں مس رتن بائی پٹیٹ سے جو سر ڈنشا پٹیٹ کی بیٹی تھیں شادی کی۔ ۱۹۱۹ء میں رولٹ ایکٹ کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے امپیریل کونسل سے استعفیٰ دے دیا۔ اگست ۱۹۱۹ء میں اُن کی بیٹی دینا جناح پیدا ہوئی۔

ہندو مسلم اتحاد کے پیش نظر ۱۹۲۷ء میں اپنے مشہور چودہ نکات کا اعلان کیا۔ ۱۹۲۹ء میں مسز جناح کا انتقال ہو گیا۔ نومبر ۱۹۳۰ء میں گول میز کانفرنس میں شرکت کی۔ اور لندن میں مستقل قیام کا ارادہ کر لیا۔ مگر ۱۹۳۳ء میں بمبئی واپس تشریف لائے۔ ۱۹۳۶ء میں مسلم لیگ کو ایک فعال جماعت بنا کر الیکشن کے لئے تیار کیا۔ ۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۷ء تک ہندوستان کی مرکزی مجلس قانون ساز کے رکن اور مسلم لیگ پارلیمانی پارٹی کے قائد رہے۔ ۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ کے تاریخی اجلاس منعقدہ لاہور کی صدارت فرمائی۔ جس میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی۔ سات سال تک برطانوی حکومت اور کانگرس کے مقابلے میں تحریک پاکستان کی قیادت کی۔ ۱۴۔ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کے پہلے گورنر جنرل مقرر ہوئے۔ ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو انتقال کیا۔ اور ۱۲ ستمبر ۱۹۴۸ء کو کراچی میں دفن ہوئے۔

**قبا** ۔ مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر جو بالائی آبادی ہے۔ اُسے عالیہ اور قبا کہتے ہیں۔ یہاں انصار کے بہت سے خاندان آباد تھے۔ حضور جب ہجرت فرما کر مدینہ کی طرف تشریف لائے۔ تو سب سے پہلے یہیں قیام فرمایا۔ یہاں حضرت کلثوم کی ایک افتادہ زمین تھی۔ حضور نے پہلا کام یہ کیا۔ کہ اس زمین پر اپنے دست مبارک سے ایک مسجد کی بنیاد ڈالی۔ یہ مسجد مسجد قبا کہلاتی ہے۔ سورۂ توبہ کے رکوع ۱۳ میں اسی مسجد کا ذکر ہے۔ اس مسجد کی تعمیر میں حضور مزدوروں کے ساتھ خود کام کرتے رہے تھے۔

**قباحت** ۔ عربی لفظ "قبح" سے نکلا اور بنا ہوا ہے۔ بمعنی بُرائی، مشکل، دقت، خرابی نقص، کمی وغیرہ۔

قباحت شرعی بھی ہوتی ہے۔ قانونی بھی، اخلاقی بھی اور تمدنی بھی۔ نیز قومی قباحتیں اس قسم کے نقائص پر حاوی ہوتی ہیں جن کا تعلق ملک اور قوم کی اخلاقی اور اقتصادی بدحالی

ہے ہو۔

قباحتیں جب کسی قوم میں رائج ہو جائیں تو ان کا استیصال مشکل ہو جاتا ہے۔ بچپن کی قباحتیں دیرپا نہیں ہوتیں اور مناسب تربیت سے ان کا فوری علاج اور حل نکل آتا ہے۔

سیاسی قباحتیں بسا اوقات پارٹی سازی، پارٹی بازی اور تمدنی انشقاق اور فرقہ پرستی کا نتیجہ ہوتی ہیں۔

**قبالہ** - یہودی تصوف کی ایک خفیہ صورت جس کو نیم وحی یا الہام کی صورت دی جاتی ہے۔ اس عقیدہ کے مطابق ربی (لفظی معنی میرا رب) اور یہودیوں کے مذہبی پیشواؤں کا خطاب (کتاب مقدس کی آیتوں کی خفیہ تفسیر و تشریح کے اہل ہونے کا دعویٰ کرتے تھے۔ اس علم و عقیدہ کو اس قدر اہمیت حاصل ہو گئی کہ بالآخر توریت کی شکل و صورت اور طرز و تحریر کو بھی رموز کا مرجع قرار دیا گیا کتاب کا اصل مقصد یعنی علم بالعمل فوت ہو کر رہ گیا۔ آخر میں اس قسم کے تصوف کے خلاف خود عوام اٹھے۔ اور اب جدید علمی روشنی میں ان بیہودہ باتوں پر بہت کم یقین کیا جاتا ہے۔

قبالہ (بکسر قاف) کے متعدد معنی ہیں مثلاً ضامن ہونا، قبولیت، مجازاً ضامنی نامہ، خط شرعی مکان کی سند کا کاغذ، رجسٹری، یا مکان سے متعلق دستاویزات۔

**قبر** - اہل اسلام مردہ کو دفن کرتے ہیں، اس کے واسطے قبر تیار کی جاتی ہے جس کی لمبائی میت کے جسم کے بموجب اور چوڑائی اور گہرائی بالعموم اتنی رکھی جاتی ہے کہ اگر مردہ زندہ ہوتا تو بآسانی اس میں بیٹھ سکے۔ قبر کا فراخ ہونا اچھا اور تنگ ہونا برا سمجھا جاتا ہے۔ قبر یا تو لحدی یا بغلی بنائی جاتی ہے۔ اور ایسے رخ پر بنائی جاتی ہے کہ دائیں جانب قبلہ ہو۔ مردہ کو قبر میں لٹا کر اس کا منہ قبلہ کی طرف پھیر دیا جاتا ہے۔ پھر لحد کو تختوں یا پتھروں سے بند کر کے اوپر مٹی ڈال دی جاتی ہے۔ لوگ فاتحہ پڑھتے اور میت کی روح کے واسطے دعا کرتے ہیں۔ دفن کے بعد قبر میں



منکر نکیر آتے ہیں اور اسی وقت سے عذاب شروع ہو جاتا ہے جس کو قرآن میں عذاب برزخ اور حدیث میں عذاب القبر کہا گیا ہے۔ اور یہ صورت قیامت تک باقی رہے گی۔ شہید اور نیک اعمال لوگوں کو قبر میں بھی آرام و سکون ملتا ہے اور بدوں کو وہاں بھی عذاب بھگتنا پڑتا ہے۔

قبر کا عذاب بڑی دردناک چیز ہے اور عذاب قبر سے بچنے کے لئے مؤمن مسلمان زندگی بھر دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔

**قبرستان** - وہ جگہ جہاں مسلمان دفن کئے جاتے ہیں۔ اس کے واسطے لازم ہے کہ وقف ہو اور اس میں تمام مسلمانوں کے مردے دفن ہو سکیں۔ اس جگہ کو آبادی سے باہر لیکن اتنا قریب ہونا چاہئے کہ وہاں تک جنازہ بآسانی لے جایا جا سکے۔ مسلمانوں کے واسطے ضروری ہے کہ وہ اگر روزانہ ممکن نہ ہو تو گاہے بگاہے قبرستان جایا کریں اور مردوں کو فاتحہ یا تلاوت قرآن مجید کے ذریعے سے ثواب پہنچا کر ان کی مغفرت کے واسطے دعا مانگا کریں یا جب کسی میت کو دفن کیا جائے تو وہاں اس کے واسطے دعا کریں۔ اسی کے ساتھ تمام مردوں کو بھی ثواب پہنچائیں۔ چنانچہ حکم ہے کہ قبرستان میں داخل ہوتے وقت السلام علیکم یا اہل القبور یا اسی قسم کے کلمات کہیں اس کے بعد ان کی مغفرت کے لئے دعا کریں اور کہیں جب اللہ کا حکم ہو گا تو ہم بھی تمہارے ساتھ آ ملیں گے۔ قبروں کو کچا ہونا چاہیے اور ان پر کوئی عمارت، قبہ یا امتیازی نشان نہیں ہونا چاہیے قبرستان کو صاف اور گندگی، آلائش سے پاک رکھنا بھی نسب ہے۔ تہذیب یافتہ قومیں اپنے قبرستانوں کو اسی طرح رکھتی ہیں۔

قبرستان میں گزرتے وقت کسی قبر پر پاؤں نہیں آنا چاہیئے۔ شاعرانہ تصور میں کسی کا سر پہ پاؤں پڑے تو وہ پکار اٹھتا ہے کہ میں بھی کبھی کسی کا سر پر غرور تھا۔

**قبرص** - (Cybrus) شرقی بحیرہ روم کا ایک زرخیز پہاڑی جزیرہ جہاں فلسفی زینو (Zeno) پیدا ہوا۔ جغرافیائی لحاظ سے یورپ کی بجائے ایشیا کا حصہ متصور کیا جاتا ہے بحیرہ روم میں تیسرا سب سے بڑا جزیرہ ہے۔ اس کی

لمبائی ۱۲۵ میل اور چوڑائی ۶۰ میل کے برابر ہے اس کا رقبہ ۳۵۷۲ مربع میل ہے کل آبادی ۴۸۰۰۰۰ کے قریب ہے۔ جس میں سے ۸۰ فی صدی لوگ یونانی نسل کے ہیں اور ۲۰ فی صدی ترکی نژاد باشندے ۱۵۰۰ ق۔م اس پر مصر کے تھٹوس سوم نے قبضہ کیا۔ ۴۸۰ ق۔م اس جزیرہ نے شاہ فارس اردشیر (Xexes) کو یونانیوں کے خلاف ۱۵۰ بحری جہاز فراہم کئے۔ ۴۱۰ ق م۔ اس نے ایواغورث (Evagoras) سکنہ سلامس (Salamis) کی زیر قیادت آزادی حاصل کر لی اور یہاں یونانی تہذیب کو سربلندی حاصل ہونے لگی۔

جب سکندر مقدونی نے ٹائر Tyre کا محاصرہ کیا تو اس سے ثقافتی اور نسلی یگانگت رکھنے کے باعث ان لوگوں نے اس کے بحری جہازوں کے لئے عمارتی لکڑی فراہم کی۔ سکندر مقدونی کی وفات پر ۳۲۳ ق۔م سائپرس مصر کے یونانی فرمانروا بطلیموس اول کے حصہ میں آیا۔ ۸۵ ق۔م اسے رومیوں نے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ اور اسے سلیشیا کے صوبہ سے ملحق کر دیا جس پر سسرو Cicero جیسا نامور مقرر بطور ناظم فائز تھا۔ جولیس سیزر نے اسے مصر کے بطلیمی کی نذر کر دیا۔ بعد ازاں انطونی نے اسے قلوپطرہ کو بطور تحفہ پیش کیا۔ ۲۲ ق۔م میں یہ پھر روم کے زیر تسلط آگیا جب عیسائیت کا پرچار شروع ہوا تو یہ جزیرہ فلسطین کے بعد سب سے پہلے اس مذہب پر ایمان لایا بازنطینی عہد ۳۹۵ - ۱۱۹۱ء میں اس جزیرہ کو امن اور خوشحالی نصیب ہوئی بعض مورخین کی رائے میں اس پر سب سے پہلا عرب حملہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد میں انہی کی زیر قیادت ہوا۔ جس سے مسلمانوں کو Kitium Larmaca کا شہر ہاتھ آیا۔ باقی مورخین کی رائے میں اس پر سب سے پہلا حملہ ۶۴۹ء میں بعہد عثمان غنیؓ والی مصر عبداللہ ابن سعد کی زیر قیادت ہوا۔ سائپرس سے (جسے عربی میں قبرص کہا جاتا ہے) عربوں کا اخراج کامل ۹۶۳ء میں ہوا۔ ۱۱۸۴ء میں اسحاق کومنینوس نے "جعلی دستاویزات" دکھا کر جو بازنطینی شہنشاہ کی لکھی ہوئی ظاہر کی گئی تھیں قبضہ کر لیا۔ اور اپنے آپ کو "شہنشاہ سائپرس" کہنا شروع کیا۔ ۱۱۹۱ء میں صلیبی جنگوں پر جاتے وقت شاہ انگلستان "رچرڈ شیر دل" نے اپنی بہن اور بیوی سے گستاخانہ سلوک کا بدلہ لینے کی خاطر اس پر حملہ کیا۔ اور اسے فتح کر کے گائی ڈی لوسگنان جو یروشلم کا بادشاہ بن بیٹھا تھا کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ ۱۴۸۹ء میں یہ جزیرہ وینس کی جمہوریہ کے قبضہ میں آیا۔ ۱۵۷۰ء میں اس پر عثمانی ترکوں کا تسلط قائم ہوا۔ ۱۸۷۸ء میں سلطان ترکی نے سالانہ خراج کی ادائیگی کی شرط پر اسے حکومت برطانیہ کے حوالے کرنا منظور کر لیا۔ نومبر ۱۹۱۴ء کو برطانیہ نے سرکاری طور پر اسے سلطنت برطانیہ میں جذب کر لیا۔ ۱۹۲۵ء میں تاج برطانیہ کی نوآبادی قرار دے دیا گیا۔ اس کا دارالحکومت نکوشیا Nicotia ہے۔

قبرص کی خاص پیداوار غلہ، پھل، شراب اور زیتون وغیرہ ہیں اور تانبے اور ایسبسٹوس وغیرہ کی خاص طور پر برآمد ہوتی ہے۔

## قبض۔ Constipation

بڑی آنت میں سے فضلے کے اخراج میں دقت ہو تو اسے قبض کہتے ہیں۔ یہ صورت حال اتنی مضر نہیں ہے جتنا کہ عام طور پر اسے سمجھا جاتا ہے۔ اگر ہفتہ میں دو بار بھی رفع قبض ہو جائے تو بہت سے لوگ چاق چوبند رہ سکتے ہیں۔ جو لوگ بیٹھے رہنے کے عادی ہوتے ہیں یا ناکافی مقدار میں پانی وغیرہ پیتے ہیں۔ یا جن کی غذا میں فضلہ دار عناصر مثلاً چوکر بھوسی وغیرہ کی کمی ہوتی ہے عموماً قبض کی شکایت کرتے ہیں۔ جلاب کا استعمال نہ صرف بیکار بلکہ مضر بھی ہوتا ہے دست آور

ادویات آنتوں پر بیجا بار ڈالتی ہیں اور جلاب کے بعد قبض ہو جانا لازمی ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ انیما کرایا جائے۔ پابندی وقت سے رفع حاجت ہونا بھی بشمول دوسری عادتوں کے ایک عادت ہے۔ صبح ناشتہ کے بعد رفع حاجت کی عادت ڈال لینا مفید ہوتا ہے لیکن وقت کا خیال رکھنا ازبس ضروری ہے۔ فرض کیجیے ایک شخص کو اس کی عادت کے مطابق صحیح وقت پر بیت الخلا جانے کی حاجت محسوس ہوئی لیکن اسی وقت اخبار آگیا اور وہ اسے دیکھنے میں

مصروف ہوگیا - اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ حاجت دب جائے گی اور قبض کا سلسلہ قائم ہو جائے گا - اس سلسلہ میں پابندی وقت کی اہمیت کو ضرورت سے زیادہ خیال میں نہیں لانا چاہیئے -

**قبطی** - Copts قدیم مصریوں کی عیسائی اولاد یہ لوگ اپنی قدیم زبان فراموش کر چکے ہیں اور اب عربی بولتے ہیں - مصر میں ان کی خاصی تعداد موجود ہے -

**قبلہ** - وہ سمت جدھر منہ کر کے نماز پڑھی جاتی ہے - کعبہ شریف جس کی طرف منہ کر کے تمام دنیا کے مسلمان نماز پڑھتے ہیں - جس وقت سے نماز فرض ہوئی اسی وقت سے قبلہ کا بھی تعین ہوا - پہلے مسلمان بیت المقدس کی طرف منہ کر کے فریضہ صلوٰۃ ادا کرتے تھے - ہجرت کے اگلے سال تبدیل قبلہ کا حکم نازل ہوا اور اسی وقت سے آج تک مسلمان کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے ہیں

مسلمان نہ صرف کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں بلکہ قربانی کرتے وقت جانور کا منہ بھی ادھر پھیر دیا جاتا ہے - مردے کو دفن کرتے وقت اس کو بھی قبلہ رخ رکھا جاتا ہے اور احترام کی وجہ سے سوتے وقت اس طرف پاؤں، یا پیشاب، یا خانہ کرتے وقت منہ بھی نہیں کیا جاتا - اگر کوئی شخص سفر میں ہو اور قبلہ کا صحیح رخ نہ معلوم کر سکے تو جدھر کو اس کا دل گواہی دے منہ کر کے نماز پڑھ سکتا ہے (نیز دیکھو کعبہ)

**قبلائی خاں** - قبلائی خاں چنگیز خاں کا پوتا تھا ۱۲۵۹ء میں تخت پر بیٹھا - اور اتنی وسیع سلطنت پر حکومت کی کہ اس سے پہلے کسی بادشاہ کو اتنے لوگوں پر حکومت کرنا نصیب نہ ہوا تھا - جب چین میں مغلوں کی مار دھاڑ پر آدھی صدی گزر گئی اور ۱۲۷۹ء آیا تو اس وقت قبلائی خاں کی بادشاہی کا پھریرا پولینڈ کی سرحد تک لہرا رہا تھا - یورپ کے لوگوں کو سب سے پہلے جس چینی شہنشاہ سے شناسائی حاصل ہوئی وہ قبلائی خاں ہی تھا -

قبلائی خاں کی غیر ملکی مہمیں تقریباً تمام ناکام رہیں اس کے حلقے میں ہر ملک کے طالع آزما جنگجو سائنسدان، حاکم اور سیاسی آدمی شریک تھے - مارکوپولو اسی گروہ سے تھا اور ہمیں قبلائی خاں کے اکثر حالات اسی کے سفر نامے سے معلوم ہوئے ہیں - مارکوپولو نے یہ بھی لکھا ہے کہ قبلائی خاں اپنی رعایا کی تعلیم کے لئے یورپ کے پادریوں کو بلانا چاہتا تھا لیکن جب پادری نہ مل سکے تو اس نے تبت سے بودھ مت والوں کو بلا لیا - اس کا دربار نہایت شاندار تھا جہاں عیش و تفریح کے عظیم الشان سامان تھے قبلائی خاں طبیعت کا نیک تھا اور علمی مشاغل سے دلچسپی رکھتا تھا - لیکن اس کا اسراف بسا اوقات رعایا کو بغاوت پر آمادہ کر دیتا تھا - اس نے اٹھتر سال کی عمر پا کر ۱۲۹۴ء میں وفات پائی -

**قبیلہ** - مختلف خاندان جن کا جد اعلیٰ ایک ہی ہو - قبیلہ کہلاتے ہیں - جو قوم کا ایک جزو ہوتے ہیں - وطن اور آب و ہوا کے اختلاف کی وجہ سے قبیلوں میں باہم رنگ و روپ اور خد و خال کے لحاظ سے فرق پیدا ہو جاتا ہے - اور بعض اوقات ان میں تعصب پیدا ہو کر باہمی نزاع اور کشمکش تک بھی نوبت پہنچ جاتی ہے -

بعض مذاہب میں قبیلوں کے ان اختلافات کو جائز اور ان کے آپس میں نزاع کے جذبہ کو بھی روا رکھا گیا ہے - مگر مذہب اسلام نے صرف جغرافیائی اور فطری اختلافات کو ہی تسلیم کیا ہے - لیکن باہمی تعاون اور حسن سلوک کی تلقین کی ہے - اور ایک دوسرے پر فوقیت جتلانے کو یکسر غلط اور بے معنی قرار دیا ہے بلکہ ہر فرد کی ذاتی بلند اخلاقی اور محاسن کو ہی معیار برتری تصور کیا ہے

ظہور اسلام کے وقت عرب اور دنیا کے بھی

کا الگ قبیلوں میں بٹے ہوئے تھے جو عموماً باہم برسرِ جنگ رہتے تھے۔ چنانچہ اسلام نے قبیلہ داری کے اس سسٹم کا یکسر خاتمہ کر کے مساوات کا دور دورہ قائم کیا۔

**قتادہؓ بن نعمان** ۔ نام قتادہ ۔ کنیت ابو عمر۔ قبیلہ اوس ۔ خاندان ظفر۔

عقبہ ثانیہ میں بیعت کر کے مسلمان ہوئے۔ اور بدر اور دوسرے غزوات میں نمایاں حصہ لیا۔ فتح مکہ کے روز بنو ظفر کا جھنڈا انہی کے ہاتھ میں تھا۔ غزوہ احد میں بڑی جانبازی دکھائی۔ اسی جنگ میں ایک آنکھ بھی پھوٹ گئی۔ جو بعد میں درست ہو گئی۔ ۲۳ھ میں بعمرہ ۶۵ سال حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں فوت ہوئے۔

آپ گروہ انصار میں سے ہیں۔ اور فضلائے صحابہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ رسول اللہؐ سے بیشتر احادیث سنی تھیں جنہیں متعدد احادیث موجودہ کتبِ احادیث میں ہیں اور آپ سے مروی ہیں۔

زہد و ریاضت کا یہ عالم تھا کہ ساری ساری رات عبادت میں صرف کر دیا کرتے تھے۔

**قتل** ۔ کسی کو مار ڈالنا۔ قرآن شریف نے بغیر حق شرعی کے کسی کو قتل کرنے کی سخت ممانعت کی ہے۔ کسی مومن کو شایاں نہیں کہ وہ دوسرے مومن کو مار ڈالے، مگر بھول کر۔ اس صورت میں اسے ایک غلام آزاد کرنا چاہیے اور مقتول کے وارثوں کو خون بہا دینا چاہیئے۔ بعض صورتوں میں صرف غلام آزاد کرنے اور بعض میں خون بہا ادا کرنے کا حکم ہے۔ اور اگر یہ ممکن نہ ہو سکے تو مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے۔ جو شخص دانستہ مسلمان کو مارتا ہے وہ دوزخی ہوتا ہے۔ اور خدا اس سے ناخوش ہوتا ہے۔ اور اس کو بڑا عذاب ہوگا۔ فقہ میں قتل کی پانچ صورتیں بتائی گئی ہیں (۱) قتل عمد (۲) قتل خطا یعنی بلا ارادہ کسی کو قتل کر دیا۔ (۳) شبہ عمد، جو براہ راست نہیں بلکہ بالواسطہ ہو۔ (۴) جاری خطا مثلاً چھت گرنے سے کوئی ہلاک ہو جائے (۵) قتل بے سبب، مثلاً کوئی کنواں کھودے اور دوسرا اس میں گر کر ہلاک ہو جائے۔ ان میں سے قتل عمد سب سے زیادہ سخت ہے۔ اور اس کی سزا موت ہے باقی میں کم سزائیں مقرر ہیں۔

اسلام نے قاتل کے علاوہ مرتد کی سزا بھی قتل مقرر کر رکھی ہے۔ قزاق کو بھی اکثر یہی سزا دی جاتی ہے۔

**قتیبہ بن مسلمہ** ۔ اسلام کے نامور جرنیل جنہیں حجاج بن یوسف والئے عراق کی سفارش پر ۸۶ھ میں خراسان کا گورنر مقرر کیا گیا۔ مرو کا شہر اس کا دارالحکومت تھا۔ قتیبہ بن مسلمہ کی کمان میں بصرہ کی چالیس ہزار عرب افواج، کوفہ کی سات ہزار عرب افواج اور سات ہزار موالی تھے۔ قتیبہ نے متعدد سالوں میں طخارستان، بلخ، بخارا، فرغانہ، سمرقند، خوارزم وغیرہ کے علاقے فتح کر لیے۔ ۹۶ھ/۷۱۵ء میں کاشغر واقع چینی ترکستان مسخر کیا۔ اس طرح پر مسلمانوں نے ۷۱۵ء تک وسط ایشیا میں اپنا سکہ اور اقتدار جما لیا۔

جہاں ماوراء النہر کے فتوحات کا سہرا قتیبہ بن مسلمہ کے سر ہے، وہاں فتوحات سندھ اور ہند محمد بن قاسم کا کارنامہ ہیں۔

**قتیل شفائی** ۔ قتیل شفائی ہری پور ہزارہ (صوبہ سرحد) کے رہنے والے ہیں۔ اورنگ زیب خاں نام ہے۔ اور قتیل تخلص۔ مدت سے لاہور میں مقیم ہیں۔ اور مختلف ادبی رسالوں، ہفت روزوں اور فلم کمپنیوں سے منسلک رہے ہیں۔ پچھلے چند برسوں میں جن نئے شعراء نے ملک گیر شہرت حاصل کی ہے ان میں قتیل شفائی بڑی نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ نظم، غزل اردو اور پنجابی گیت لکھتے ہیں۔ گیتوں کا ایک مجموعہ اور نظموں غزلوں کے دو مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

**قحط۔** Famine. ذرائع خوراک کی قلت جس کی وجہ سے کسی علاقے کے باشندوں کو فاقہ مستی کا خطرہ ہو۔ قحط کے حالات بیشتر خشک سالی، سیلاب، اور تباہی خیز طوفان کی بدولت رونما ہوتے ہیں۔ امراض اجناس، اور فصلوں کی بیماریاں، ٹڈی دلوں کے حملے اور زمانہ مابعد جنگ کے مخالف اقتصادی اور معاشی حالات بھی قحط کے معاون الاسباب ہوتے ہیں۔ پچھلے وقتوں میں قحط، مسلسل خشک سالیوں کا نتیجہ ہوا کرتے تھے۔ لیکن موجودہ ذرائع نقل و حرکت اور سائنسی آبپاشی کے ذرائع نے قحط کے خطرہ کو بہت بڑی حد تک کم کر دیا ہے۔

قحط بالعموم ایسے ممالک میں رونما ہوتا ہے جو محض جزوی طور پر ترقی یافتہ ہوں۔ مثلاً چین اور ہندوستان۔ چنانچہ یہ دونوں اور اس قسم کے دوسرے ممالک پے در پے بدترین قسم کے قحط کا شکار ہوتے رہے ہیں۔ بھارت اور کشمیر مقبوضہ بھارت کے علاقے بھی آئے دن قحط سالیوں کا نشانہ بنے رہتے ہیں

**قدامت پسند اور آزاد خیال۔** Conservatives & Liberals سیاسی اصطلاحات میں قدامت پسند وہ ہوتا ہے جو ملک کی رائج پالیسی اور مروجہ اداروں کے تسلسل اور تحفظ کے حق میں ہو۔ انگلینڈ میں قدامت پسند کا نام ۱۸۳۰ء میں جان ولسن کروکر John Wilson Croker نے اس اہم پارٹی کو دیا جو پیشتر سے "ٹوری پارٹی" Tory Party کے نام سے موسوم تھی۔ تاہم انگریز سیاست دان ڈسرائیلی کو انگلینڈ کی موجودہ قدامت پسند پارٹی کا بانی مبانی سمجھا جاتا ہے۔ ۱۸۶۶ء کے بعد برطانوی قدامت پسند پارٹی میں وہ لبرل آزاد خیال بھی شامل کر دیئے گئے جو جیمز چیمبرلین کی سرکردگی میں گلیڈسٹون سے آئرلینڈ ہوم رول کے مسئلے پر علیحدہ ہو گئے تھے۔ چنانچہ اسی وجہ سے "قدامت پسند" کی جگہ "یونینسٹ" کا استعمال ہونے لگا جس کی علت انگلینڈ کا آئرلینڈ سے اتحاد تھا۔ مگر ۱۹۲۱ء میں جو جنوبی آئرلینڈ کو نوآبادیاتی درجہ عطا کر دیا گیا تو پھر لفظ "یونینسٹ" متروک ہو گیا۔

آزاد خیال کی اصطلاح ۱۸۳۰ء میں اختیار کی گئی اور اس پارٹی کے لیے وضع کی گئی جو قبل ازیں وگ پارٹی Whigs کے نام سے موسوم تھی "آزاد تجارت اور آئرلینڈ کے لیے ہوم رول" اس کا خصوصی لائحہ عمل تھا۔ تعلیمی اصطلاحات اور ملکی انشورنس کا آغاز بھی اس پارٹی نے کیا۔ جنگ بوئر کے موقع پر شاہی پالیسی اس پارٹی کے انقسام کا سبب بنی اور ۱۹۱۶ء میں یہ سوال بھی اس کے مزید انتشار کا باعث ہوا کہ آیا پہلی جنگ عظیم کے بعد مخلوط گورنمنٹ جاری رہنی چاہیئے یا نہیں۔ چنانچہ اس داخلی انتشار نے پارٹی کو کمزور کر دیا اور بعدہ لیبر پارٹی کے آغاز نے ایک موثر سیاسی طاقت کی حیثیت سے اس کا خاتمہ کر دیا۔

**قدامہ بن مطعونؓ۔** نام قدامہ۔ کنیت ابو عمر ابتدائے اسلام میں مسلمان ہوئے۔ اور آنحضرتؐ کے حکم سے مہاجرین کے ساتھ مکہ سے حبشہ کو ہجرت کی۔ اس کے بعد مدینہ آئے۔ اور رسول اللہؐ کے ہمراہ تمام جنگوں میں شرکت کی۔

حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں بحرین کے گورنر مقرر ہوئے۔ اس زمانہ میں بنو عبد قیس کا سردار جارود حضرت عمرؓ کے پاس قدامہؓ کی شراب نوشی کی شکایت لے کر آیا۔ چنانچہ آپ نے تحقیقات کی اور گواہوں کی شہادت کے بعد جب جرم ثابت ہو گیا۔ تو آپ نے ان پر حد جاری کر دی اور ابن عم ہونے کے باوجود ان سے تعلقات یک سر منقطع کر دیئے۔ اسی دوران میں حضرت عمرؓ اور قدامہؓ کو ایک ساتھ حج پر جانا پڑا جب واپس لوٹے۔ تو قدامہؓ سے معافی مانگی۔ آپ نے پہلے انکار کیا۔ لیکن حضرت عمرؓ کے اصرار پر معافی دے دی۔ تو حضرت عمرؓ کو آپ کے جرم کا یقین جاتا رہا اور [illegible] دور ہو گیا۔ جس پر آپ نے حد اٹھا کر دوبارہ آپ سے تعلقات استوار کر لیے

حضرت علیؓ کے دور خلافت میں ۳۶ھ میں بعمر ۶۸ برس وفات پائی۔

**قدر/قیمت۔** بنی نوع انسان کی نہفتہ قابلیتیں اور اطوار جنہیں تمدن اور اخلاقی ضرورتوں کے باعث روشن اور اجاگر کیا جا سکتا ہے۔ بالعموم قدر و قیمت کا اطلاق باہم یکبارگی اور متحدہ طور پر ہوتا ہے۔ اشیا کی قدر و قیمت

انسانی شعور اور سربلندی کی قدر و قیمت، وغیرہ وغیرہ "اقدار" کے مختلف پہلو اور مختلف موضوع ہیں۔
اور حاضرہ میں انسانی اقدار Human Values کی سربلندی اور ایضاح کی جانب ماہرینِ نفسیات، اور تمدنی اور سیاسی رہنما خاص توجہ مبذول کر رہے ہیں۔ اور مختلف اخبارات اور رسائل بھی انسانی شعور اور اقدار کے ارتقاء میں خاص حصہ لے رہے ہیں۔

**قدرت۔** (Nature) انگریزی میں قدرت کے لئے نیچر (Nature) کا لفظ استعمال ہوتا ہے اردو میں قدرت کا ہم معنی لفظ "فطرت" بھی ہے خدائی قانون اور فطرۃ اللہ پر ان لفظوں اور اصطلاحات کا اطلاق ہوتا ہے۔ جہاں انسانی کوشش بےبس یا ختم ہو جاتی ہے، وہاں معاملہ قدرت کے ہاتھ میں دے دیا جاتا ہے۔ انسانی بےبسی کا اظہار "جو قدرت کو منظور ہوا" کے الفاظ سے کیا جاتا ہے لفظ قدرت سے مراد "قادرِ مطلق" ہے جو ذاتِ باری کے لئے مخصوص ہے۔ موت اور حیات، رزق اور افلاس، عسر اور یسر۔ فتح اور شکست، وغیرہ وغیرہ سب امور میں خدائی ہاتھ کام کرتا ہے۔
تقدیر اور مقدر کے مفہوم بھی "قدرت" کے لفظ سے وابستہ ہیں۔ "قدرت کاملہ" اور "قدرت ربی" کے تصور نے انسان میں صبر و برداشت کے اوصاف کو سہل الحصول کر کے رکھ دیا ہے۔ جس سے ایمان باللہ کے عقیدے کو مستقل مقام حاصل ہوتا ہے۔
قدرت کا اثر اور عمل تمام افراد اور تمام اقوام پر مسلط ہے۔ دہریے اور ملحد لوگ بھی قدرت کے قائل یعنی گردو پیش کے وجود باری کا انعکاس سمجھنے میں متامل ہوتے ہیں۔

**قدرتی گیس۔** Natural Gas ایک کیمیائی پیداوار جو کم و بیش ہمیشہ تیل کی کھدائی کے عمل سے وابستہ ہوتی ہے۔ یہ بیشتر میتھین Methane یا مارش گیس Marshgas پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس میں ہائیڈروکاربن کے صاف عناصر مثلاً "ایتھیلین" بھی شامل ہوتے ہیں۔ امریکہ میں خاص طور پر اس گیس کو فراہم کیا جاتا ہے۔ اور اسے شہروں اور قصبوں کی روشنی، اور حرارت کے بدل کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

**قدرتی وسائل۔** (Natural Resources) ایک اقتصادی اور معاشی اصطلاح ہے۔ قدرتی وسائل میں نیچر کے عطا کردہ ذرائع اور آسائشیں شامل ہوتی ہیں جو کسی ملک، خطے یا علاقے میں موجود یا پوشیدہ ہوں۔ مثلاً معدنیات، نباتات، دریا، جھیلیں اور پہاڑ وغیرہ وغیرہ سب اس میں آجاتے ہیں۔ قدرتی وسائل کا متقابل لفظ، مصنوعی وسائل یا ذرائع ہیں۔ مثلاً ریلیں، سڑکیں، شاہراہیں اور نہریں وغیرہ۔ مصنوعی وسائل کے مظہر ہیں۔
جن ممالک میں قدرتی وسائل زیادہ ہوں گے اسی قدر وہ ملک متموّل اور متمدن ہوں گے۔ چنانچہ بحرین اور کویت کے مختصر علاقے، تیلوں وغیرہ کے قدرتی وسائل کی بدولت مالا مال ہیں اور کشش خلائق اور گہما گہمی کا مرتع بنے ہوئے ہیں یورپ اور امریکہ کے ممالک ان قدرتی وسائل کی وجہ سے دُنیا بھر میں پیش پیش ہیں۔
مملکت پاکستان میں بھی قدرتی وسائل اور ذرائع اور ذخائر کو بے نقاب اور نمایاں کیا جا رہا ہے۔ اور وہ دن دُور نہیں جب کہ یہ ملک تموّل اور تمدن میں بہت آگے نکل جائیگا۔

**قدیر لکھنوی۔** نام عبدالقدیر، تخلص قدیر لکھنو کے رہنے والے۔ بیشتر اخلاقی اور تمدنی اہمیت کی نظمیں لکھتے ہیں، ان کے نثر اور نظم کے شہ پارے ملکی رسالوں اور جرائد میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔

**قدیم باشندہ۔** Aborigines کسی براعظم یا ملک کا قدیم باشندہ۔ جس طرح آسٹریلیا کے سیاہ فام نیوزی لینڈ کے ماؤرس۔ ہندوستان کے کول بھیل سنتھال وغیرہ۔ تجربہ شاہد ہے کہ یورپ کی معاشرت کا امتزاج ان کی نسل کے روز افزوں تنزل کا باعث ہو رہا ہے صرف نیوزی لینڈ کی ماؤرس قوم کی آبادی قدرے ترقی پر ہے

**قدیم دنیا۔** Ancient World ابتدائے آفرینش سے سلطنت روما کے زوال تک کا زمانہ پرانی دنیا کی کہانی دراصل بحیرہ روم کے ارد گرد کی سلطنتوں کے بننے اور بگڑنے کی داستان ہے۔ تاریخ عالم میں اس ضمن میں قدیم چین اور ہندوستان کا نام بھی آتا ہے جو اس زمانہ میں اقوام مغرب سے زیادہ مہذب اور ترقی یافتہ ممالک تھے۔

ان میں مصر سب سے پرانی سلطنت تھی۔ تقریباً ۳۴۰۰ ق۔م میں شاہ مینیز نے شمالی و جنوبی مصر کو متحد کیا۔ پانچ صدی بعد اہرام Pyramids مصر تعمیر ہوئے آخری تاجداروں کو، بجائے اہرام کے چٹانوں سے تراشے ہوئے مقبروں میں دفن کیا جانے لگا۔ ۱۹۲۲ء میں جب طوطن خامن Tutan Khamin کا مقبرہ کھودا گیا تو عجائبات کا ایک نادر ذخیرہ ہاتھ آیا اس میں تخت شاہی (جو کہ چوبی اور سونے کے کام سے مرصع تھا) بھی شامل تھا۔ شاہ کی حنوط کی ہوئی لاش (Mummy) سونے کے بکس میں بند تھی جس پر جواہر ریزے جڑے ہوئے تھے۔ چہرہ طلائی نقاب سے ڈھکا ہوا تھا۔ اور سر پر تاج شاہی تھا۔ ایک اور بادشاہ ریمس ثانی Rameses II نے طلوع آفتاب کی حرمت میں ابوسمبل میں ایک شاندار مندر تعمیر کرا دیا۔ جس کا طول ۱۰۵ فٹ اور بلندی ۹۰ فٹ ہے اور جسے سنگ احمر کی ایک چٹان تراش کر بنایا گیا ہے۔ ہو سکتا ہے یہ بادشاہ فرعون ہو جس نے بنی اسرائیل پر دست تعدی دراز کیا اور جس کے متعلق قرآن شریف میں تذکرہ موجود ہے۔ قدیم مصر کی ایک اور مشہور فرمانروا ملکہ نفرتیتی گزری ہے جو ۱۳۷۰ ق۔م میں حکمران تھی۔

شامیوں (۶۷۱ ق م) ایرانیوں (۵۲۵ ق م) اور سکندر اعظم (۳۳۲ ق م) نے باری باری مصر فتح کیا۔ سکندر کے مرنے پر اس کا ایک جرنیل ٹولیمی شاہ مصر بنا جس کی نسل میں آخری تاجدار مشہور ملکہ کلوپیٹرا

Cleopatra کے زمانے میں مصر پر اہل روما کا قبضہ ہو گیا ملکہ کے تعلقات مشہور رومی جنرل جولیس سیزر کے ساتھ تھے۔ اس کے مرنے پر وہ مارک انتونی سے مانوس ہو گئی تھی۔ لیکن جب اوکٹیوین مصر پر حملہ آور ہوا تو ملکہ نے خودکشی کر کے اپنی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

پرانی دنیا کی دوسری سلطنتیں:
پرانی دنیا کی دوسری سلطنتیں دریائے دجلہ و فرات کے میدانوں میں قائم ہوئیں۔ پہلے سمیری سلطنت بنی جسے (۲۷۵۰ ق۔م) ایل خانہ بدوش اقوام کے ایک سردار سارگون اول نے تسخیر کیا۔ تقریباً چھ صدی بعد ایک شامی قبیلے نے بابل میں اقتدار حاصل کر لیا۔ ان کے بادشاہ حربی (۲۰۰۰ ق م) نے گرد و نواح کے علاقوں کو فتح کر کے ایک بڑی سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ جس کا دار الخلافہ بابل میں رہا۔ یہ بادشاہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہمعصر تھا

سمیریوں کے بعد شامیوں کا دور آیا۔ انہیں ایشیائے کوچک کی ایک قوم حتی (Hittites) سے (جس کے متعلق مشہور ہے کہ سب سے پہلے لوہے کا استعمال اس نے ہی کیا) لڑ کر ملک ملا۔ شامیوں نے بابل فتح کرنے کے بعد یہودیوں کو زیر کیا۔ پھر کلدانیوں کا دور آیا۔ ان کے بادشاہ نیبکڈ نزار Nebuched Nezzar نے محاصرہ کر کے بیت المقدس فتح کیا اور یہودیوں کو غلام بنا کر بابل لے گئے آخر میں اس علاقہ پر ایرانیوں کا اقتدار ہوا اور سائرس اعظم نے سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ ایرانیوں نے اسیر یہودیوں کو آزاد کر کے بیت المقدس واپس بھیج دیا۔

قدیم دنیا کی ایک اور مشہور قوم اہل یونان تھے جنہوں نے بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم کیں سکندر اعظم نے ان سب کو فتح کرنے کے بعد مصر اور ایران تسخیر کیا۔ پھر بابل فتح کر کے ہندوستان میں وارد ہوا اور شاہ پورس کو مغلوب کیا مگر فوج میں بے اطمینانی پیدا ہونے سے سکندر کو واپس ہونا پڑا۔

اور تھوڑے ہی عرصہ بعد اس نے بابل میں انتقال کیا اس کی سلطنت کا شیرازہ بکھر گیا۔ جس کے ٹکڑوں سے اہل روما نے اپنی سلطنت کی تعمیر کی۔

زمانہ جولیس سیزر میں روم بام عروج پر پہنچا بعدۂ روم کے پہلے عیسائی شہنشاہ کونسٹنٹین Constantine (۳۰۶ - ۳۳۷) نے قسطنطنیہ کو نیا دار الخلافہ بنایا۔ سلطنت کا انحطاط شروع ہوا تو یونانی کتابیں قسطنطنیہ میں ایک ہزار برس تک محفوظ رہیں۔ لیکن جب ترکوں نے ۱۴۵۳ء میں شہر پر قبضہ کر لیا تو یہ قیمتی خزانہ ہائے علوم اٹلی منتقل کر دیئے گئے اور ان کی وجہ سے یورپ میں احیائے علوم و فنون Renaissance کا دور شروع ہوا۔

**قدیم شامی ایرانی رسم الخط۔** شامی رسم الخط کی ابتدا، قدیم مصری رسم الخط کی طرح، تصاویر سے ہوئی

جنھوں نے بالآخر حروف کی شکل اختیار کی۔ عبرانی اور عربی ملک کی موجودہ زبانوں کے رسم الخط ظاہر ہیں۔ شامی رسم الخط کا اختلاط ایرانی رسم الخط سے ہوا۔ جس نے بالآخر خط نسخ کی شکل اختیار کر لی۔

**قدیمی طرز تحریر یا ابجد۔** پرانی ابجدوں میں سمیری رسم الخط سب سے قدیم معلوم ہوتا ہے۔ بابلی خط سمیری خط کی محض بیکانی صورت ہے۔ دونوں کے مقابلے سے معلوم ہوگا کہ بیکانی خط سمیری خط سے ہی بنایا گیا ہے۔ سب حروف کو بائیں طرف الٹا لکھا جاتا ہے۔ سمیری، چینی اور بابلی خط کے حروف میں ایک حروف یا آوازوں کے نمونے دیئے گئے ہیں جو ترتیب وار ایک دوسرے کے مطابق ہیں۔ لیکن باقی نمونے محض ایک طرز کا اظہار کرتے ہیں یہ ظاہر ہے کہ چینی ابجد بھی بہت حد تک سمیری اور بابلی سے ملتی ہے کیونکہ ان سلطنتوں کی سرحدیں بھی ملتی جلتی تھیں۔ بابلی خط پر سرسری نظر ڈالنے سے موجودہ کوفی خط کی تصویر آنکھوں میں پھر جاتی ہے۔ مگر موجودہ خط نسخ نہایت عمدہ اور دیدہ زیب خط ہے آسیری بیکانی بابلی سے ملتا جلتا خط ہے۔ دونوں سامی خط ہیں۔ اس میں ایک سامی خط فونیقی اور دوسرے سامی خط ارامی کا نمونہ نہیں دیا گیا۔ کیونکہ وہ بعد کے ہیں

مصری ہیروغلیفی حطیطی قدیم چینی قدیم بابلی سمیری
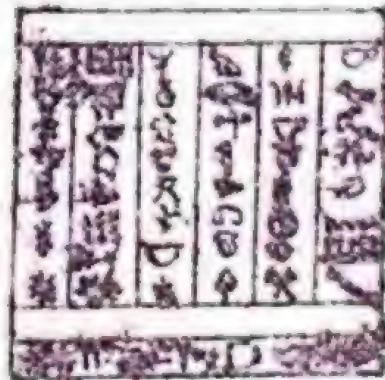
آسیری یا اسعدی

**قرآن مجید۔** یعنی پڑھنے والی کتاب۔ وہ آسمانی کتاب جو آنحضرت محمد صلعم پر عربی زبان میں بذریعہ وحی نازل ہوئی یہ کتاب ایک ہی وقت میں نہیں آئی بلکہ وقتاً فوقتاً نازل ہوتی رہی۔ بعد میں ان سب کو جمع کرکے ترتیب دیا گیا۔ ترتیب کا خیال سب سے پہلے حضرت عمرؓ کو پیدا ہوا اور کاتب وحی حضرت زید بن ثابتؓ کو اس خدمت پر مامور کیا گیا۔ لیکن ان کے زمانے میں یہ کام تکمیل کو نہ پہنچا۔ اس لئے حضرت عثمانؓ نے اس کو مکمل کیا کچھ لوگوں نے بذات خود بھی ترتیب کا کام شروع کر دیا تھا۔ لیکن حضرت عثمانؓ کے نسخہ کو ہی مستند قرار دے کر اس کی نقلیں ہر ملک میں بھجوا دی گئیں۔ چنانچہ اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود قرآن پاک میں ایک حرف یا اعراب کی بھی تبدیلی نہیں ہوئی۔ قرآن پاک کا سب سے بڑا معجزہ یہ ہے کہ اس میں کفار کو چیلنج کیا گیا ہے کہ اس جیسی ایک سورۃ بنا لیں مگر کوئی نہ بنا سکا دوسرے خدا تعالیٰ نے خود چونکہ اس کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔ اس لئے اس میں کسی قسم کی تحریف نہیں ہو سکتی قرآن پاک کا ایک اور نام فرقان بھی ہے

قرآن پاک تیس حصوں میں منقسم ہے جنہیں پارہ کہتے ہیں اور سورتیں تعداد میں ۱۱۴ ہیں۔ (نیز دیکھو سورۃ)

**قرارداد پاکستان ۱۹۴۰ء۔** کچھ تو متحدہ ہندوستان میں مسلمانوں پر کانگرس کی زیادتیوں سے مسلمان اس سے نالاں تھے۔ پھر جب ۱۹۳۷ء میں دو سال کے لئے ہندو اکثریت والے صوبوں میں کانگرس وزارتیں قائم ہوگئیں اور ہندوؤں نے ہندو راج سمجھ کر مسلمانوں پر مظالم ڈھانے شروع کئے۔ اور ہندو مسلم فسادات رونما ہوئے۔ تو مجبور ہو کر ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ لاہور میں مسلمانوں نے ایک قرارداد پاس کی جو قرارداد پاکستان کہلاتی ہے۔ اس کی رو سے اعلان کیا گیا کہ:-

مسلمان کسی دستوری خاکے کو اس ملک میں قبول نہیں کریں گے۔ جب تک وہ حسب ذیل بنیادی اصولوں کے تحت مرتب نہ کیا گیا ہو۔

جغرافیائی حیثیت سے متصل ارضی وحدتوں کے مابین حدود قائم کرکے ان کو جداگانہ علاقوں میں منقسم کیا جائے۔ اور ان رقبہ جات میں جہاں

جہاں مسلمان بلحاظ تعداد اکثریت میں ہیں۔ انہیں آزاد ریاستوں کی حیثیت سے ایک دوسرے سے اس طرح متحد کیا جائے کہ ان میں سے ہر ایک کی وحدت خود مختار ہو۔ ان آزاد علاقوں اور خود مختار وحدتوں کے دستور میں اقلیتوں اور ان کے مذہبی، ثقافتی، معاشی، سیاسی، انتظامی اور دیگر حقوق و مفاد کی حفاظت کے لئے موثر تحفظات مہیا کئے جائیں۔ ہندوستان کے دیگر علاقوں میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں۔ وہاں دستور میں ان کے لئے مذہبی ثقافتی، اقتصادی سیاسی، انتظامی اور دیگر حقوق و مفاد کے لئے موثر تحفظات مہیا کئے جائیں۔

اس قرارداد کی رو سے پاکستان کا قیام مسلم لیگ کا نصب العین قرار پایا اور اس نصب العین کے حصول کا آغاز شروع ہو گیا۔

## قرارداد مقاصد Objective Resolution

مملکت پاکستان کے عالم وجود میں آنے کے بعد پاک دستور یہ نے ۱۲ مارچ ۱۹۴۹ء کو اس قرارداد کے ذریعہ مملکت کے مقاصد بیان کئے جن پر پاکستان کے دستور کی بنیادیں قائم کرنے کا اعلان کیا گیا مثلاً جملہ حقوق و اختیارات حکمرانی جمہور کے منتخب نمائندوں کے ذریعہ استعمال کئے جائیں گے۔ جس میں صحیح اسلامی اصول جمہوریت مساوات اور عدل و انصاف کو ملحوظ رکھا جائے گا۔ اور اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کیا جائے گا۔ اور جو علاقے پاکستان میں شامل ہو چکے تھے یا آئندہ ہوں گے۔ ان کی اندرونی آزادی اور جملہ حقوق کو برقرار رکھا جائے گا اور ان کی حفاظت کی جائے گی مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے گا کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی قرآن اور سنت رسولؐ کی روشنی میں اسلامی طریقہ پر بسر کر سکیں۔ اس کے علاوہ تمام دیگر مذاہب کو ملک میں مکمل مذہبی آزادی حاصل ہوگی نظام عدل کی آزادی کامل طور پر محفوظ ہوگی۔ اور ہر شہری کو بلحاظ مذہب و ملت تمام جائز حقوق حاصل ہوں گے۔ قانون و اخلاق عامہ کے ماتحت مساوات، حیثیت و مواقع، قانون کی نظر میں برابری، عمرانی، اقتصادی، سیاسی عدل، اظہار، عقیدہ، دین، عبادت اور ارتباط کی ہر ایک کو مکمل آزادی ہوگی۔

## قراقرم

قراقرم۔ (Karakoram) ہمالیہ کے سلسلہ کوہ کی ایک شاخ جو کوہ ہندوکش سے مشرق کی طرف نکل کر تبت کو پہنچتی ہے اس کے وسط میں اسی نام کا ایک درہ ہے جو ۱۸ ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہے بیرونی منگولیا میں جہاں آج کل عرغا (Urga) واقع ہے۔ وہاں کسی وقت قراقرم کے نام سے چنگیز خان کا دارالسلطنت آباد تھا۔

## قراقلی

قراقلی۔ قراقو (Krakow) نام کا شہر پولینڈ یورپ میں ہے۔ یہ شہر دور ماضی میں پولینڈ کا دارالحکومت تھا۔ دریائے وسچولا پر واقع ہے۔ پولینڈ کے ایک صوبہ کا نام بھی یہی ہے۔ قراقو تجارتی اہمیت کا حامل ہے اور سلیشیا کی کوئلہ کی کان کا مرکز ہے۔ یہاں کی یونیورسٹی وسطی یورپ کی قدیم ترین یونیورسٹیوں میں سے ہے۔ اس یونیورسٹی کا قیام ۱۳۶۴ء میں عمل میں آیا۔ اس شہر میں چودھویں صدی عیسوی کا گوتھک طرز کا گرجا بھی موجود ہے۔ آبادی اس کی تازہ اعداد و شمار کے مطابق چار لاکھ کے قریب ہے۔

## قراقلی بھیڑ

قراقلی بھیڑ۔ یہ بھیڑیں اپنی اون کی نفاست اور حرارت کی وجہ سے دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ قراقلی پولینڈ کا ممتاز شہر اور علاقہ ہے۔ قراقلی بھیڑیں وہاں پیشے کے طور پر پالی اور رکھی جاتی ہیں۔ ان بھیڑوں کی اون ٹوپیاں، کمبل اور گرم چادریں بنانے کے کام آتی ہے۔ پاکستان میں قراقلی طرز کی ٹوپی بعض لوگ پہنتے ہیں۔ جو قراقلی بھیڑ کی اون سے تیار ہوتی ہے۔

## قرامطہ

قرامطہ۔ Qarmatians ایک فرقہ، بانی مبانی حمدان قرمط جو عراق کا ایک دیہاتی باشندہ تھا جب عرب مملکت کا ایرانیوں کے ہاتھوں تباہ ہونے کا خدشہ لاحق ہوا۔ اسلام میں قرامطہ ایک باطنی فرقہ تھا ۸۹۰ء میں حمدان نے کوفہ کے قریب اپنی سرکاری قیام گاہ بنائی، جسے اس نے "دار الہجرۃ" کے نام سے موسوم کیا۔ اور جو اس جدید تحریک کا صدر مقام بنا۔ ایک کے عوام عربوں، نبطیوں، دستکاروں اور صناعوں میں اس جدید تحریک کی اشاعت کی بدولت حمدان کے متبعین کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہو گیا۔ اصولاً یہ ایک خفیہ سوسائٹی تھی بلکہ بعض

لوگ تو اس کے ارکان کو اسلام کے بوشویک "قرار دیتے ہیں۔" اخوان الصفا" نام کے آٹھویں بہرہ میں قرامطہ کا ذکر آتا ہے۔

قرامطہ اپنے انقلابی رجحانات کی بدولت جلد سیاسیات اسلام کا ایک اہم عنصر بن گئے وہ اپنے مخالفین کا خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہوں، خون گرانا جائز سمجھتے تھے۔ بصرہ کی "حبشی جنگ" کی خونریزی میں بھی ان کا خاصا ہاتھ تھا۔ اپنے سرگروہ ابوسعید الحسن الجنابی کی زیر قیادت قرامطہ ۸۹۹ء میں خلیج فارس کے مغربی کنارے پر ایک خود مختار مملکت قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ جس کا دارالحکومت الاحسا نام کا شہر تھا۔ ان کی یہ نوزائیدہ مملکت خلافت بغداد کے لیے بھی خطرہ کا باعث بن گئی۔ "الجنابی" کے لڑکے اور جانشین ابوطاہر سلیمان نے عراق زیریں کے اکثر حصے کو پامال اور تہ تیغ کر دیا۔ اور حاجیوں کے راستے منقطع کر دیئے۔ ۹۳۰ء میں اس نے مکہ پر بھی دھاوا بول دیا۔ اور حجر اسود کو بھی اٹھا کر لے گیا۔ جس کی واپسی ۹۵۱ء میں فاطمی سلطان المنصور کے حکم سے عمل میں آئی۔

قرامطہ کی خون آشام نقل و حرکت سے خراسان اور یمن ایسے دور و دراز علاقے بھی محفوظ نہ رہ سکے۔

**قربان گاہ۔** Altar عشائے ربانی کی میز جس پر عیسائی قربانی پیش کرتے ہیں۔

**قربانی** ۔ خدا کی راہ میں کسی جانور کو ذبح کرنا۔ یہ لفظ عبرانی زبان سے لیا گیا ہے۔ قرآن پاک میں یہ لفظ تین مقامات پر آیا ہے۔ اور احادیث میں بھی استعمال ہوا ہے۔ اہل اسلام میں بقرعید کے موقع پر ہر صاحب نصاب شخص خدا کی راہ میں قربانی کرتا ہے۔ اس واسطے اس کو عید قربان بھی کہتے ہیں۔ یہ رسم حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ سے چلی آتی ہے جب آپ خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے واسطے حضرت اسمٰعیلؑ کو قربان کرنے کے واسطے لے گئے تھے۔ اسلامی تعلیم کے بموجب خدائے تعالیٰ کے نزدیک قربانی بڑی عبادت ہے۔

عام طور پر قربانی کے واسطے دنبہ، بکرا، یا گائے ذبح کی جاتی ہے۔ لیکن عرب اور دوسرے ریگستانی علاقوں میں اونٹ بھی ذبح کیا جاتا ہے۔ ایک آدمی کے واسطے ایک دنبہ یا بکرا ذبح کرنے کی اجازت ہے لیکن گائے اور اونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔

**قرۃ العین حیدر** ۔ قرۃ العین اردو کے مشہور ادیب سجاد حیدر یلدرم مرحوم کی صاحبزادی ہیں ۱۹۲۷ء میں پیدا ہوئیں۔ بچپن کا زمانہ والدین کے ساتھ انڈمان میں گذرا جہاں آپ کے والد ریونیو کمشنر تھے۔ اس کے بعد ڈیرہ دون کے کانونٹ میں تعلیم کا سلسلہ جاری رہا۔ ۱۹۴۷ء میں لکھنؤ یونیورسٹی سے ادبیات انگریزی میں ایم۔ اے کی ڈگری لی۔ اور اس کے ساتھ ہی ساتھ لکھنؤ آرٹ کالج سے ڈپلوما حاصل کیا۔ آپ کے شوق اور اشغال متنوع ہیں۔ جدید انگریزی ادب سے خاص شغف ہے۔ اور پینٹنگ، اور موسیقی سے بھی خاص لگاؤ رکھتی ہیں۔

قرۃ العین حیدر کا شمار اردو کے بہترین افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے۔ ان کی پہلی کتاب "ستاروں سے آگے" جس میں افسانے ہیں ۱۹۴۹ء میں منظر عام پر آئی ۱۹۴۹ء میں آپ کا پہلا ناول "میرے بھی صنم خانے" شائع ہوا۔

**قرطاجنہ** Carthage شمالی افریقہ میں جہاں آج کل تیونس کا شہر آباد ہے۔ وہاں فونیشی لوگوں نے ۸۰۷ ق۔م میں اس نوآبادی کا سنگ بنیاد رکھا۔ ۱۴۶ ق۔م روم سے ایک صدی جنگ آزما رہنے کے بعد اسے ہزیمت اٹھانی پڑی جس کے نتیجہ کے طور پر رومیوں نے اسے سطح زمین سے ہموار کرکے اس کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔

**قرطاس ابیض** ۔ White Paper کمیشن کی رپورٹ جو دارالعوام میں پیش کی جاتی ہے۔ عام طور پر یہ سفید کاغذ میں ملفوف ہوتی ہے۔ اور اسی جہت سے "اسے قرطاس ابیض" کہتے ہیں۔

کسی اہم مسئلہ کے متعلق حکومت کا مفصل بیان بھی بسا اوقات قرطاس ابیض کہلاتا ہے۔

**قرطبہ** ۔ Cordova ہسپانیہ میں اسلامی

سلطنت اموری کا دارالحکومت مسلمانوں کے زمانۂ عروج میں یہاں عظیم الشان تعلیمی درسگاہیں تھیں۔ جن میں تعلیم و تدریس حاصل کرنے کے لئے مغربی ممالک سے بھی طلباء آتے تھے۔ قرطبہ میں ایک لاکھ ۳۳ ہزار مکانات، ۷۰ لائبریریاں اور بے شمار باغات تھے شہر کی تمام سڑکیں اور گلیاں پختہ تھیں۔ جن پہ رات کے وقت روشنی کا انتظام ہوتا تھا۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ زوالِ قرطبہ کے سات سو برس بعد تک لندن کی گلیوں میں گھپ اندھیرا ہوتا تھا۔ اور ہر برس میں ہر بارش کے بعد ٹخنوں تک کیچڑ ہوتا تھا۔ قرطبہ میں سینکڑوں حمام تھے مگر اس کے برعکس جامعہ آکسفورڈ میں غسل کرنا" کافرانہ عادت" خیال کی جاتی تھی۔

اسی نام کا شہر جنوبی امریکہ کی جدید ریاست ارجنٹائن میں بھی ہے۔

**قرظہ بن کعبؓ** - نام قرظہ۔ کنیت ابو عمر، قبیلہ حارث ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے۔ تمام غزوات نبوی میں شرکت کی سنہ ۲۳ھ میں رے کی مہم سر کی۔ حضرت علیؓ نے جنگ جمل پر جاتے وقت کوفہ میں انہیں اپنا جانشین مقرر کیا۔ گروہ انصار سے تعلق رکھتے تھے۔ اور حضرت رسول اللہؐ کے صحابہ میں بڑی عزت کے مالک تھے۔ امیر معاویہؓ نے انہیں بعد میں کوفہ کا حاکم مقرر کیا۔

علم و فضل میں بہت درجہ رکھتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے جن دس بزرگانِ دین کو کوفہ میں فقہ کی تعلیم دینے بھیجا تھا ان میں آپ بھی شامل تھے۔

رسول اللہؐ سے سنی ہوئی متعدد احادیث آپ نے روایت کی ہیں۔ جو احادیث کی کتابوں میں منقول ہیں۔

**قریش** - عرب کا ایک معزز اور ممتاز خاندان جس میں حضورؐ پیدا ہوئے۔ سب سے پہلے جس شخص نے اس خاندان کو قریش کے لقب سے ملقب کیا وہ نضر بن کنانہ تھے۔ بعض محققین کے نزدیک قریش کا لقب سب سے پہلے فہر کو ملا کعبہ کی تولیت اسی خاندان کے پاس تھی۔

قریش کے لوگ حضورؐ کے سخت مخالف تھے، انہی لوگوں میں ابو جہل اور ابو سفیان ایسے مخالفین اسلام تھے۔ فتح مکہ کے بعد قریش بحیثیت مجموعی اسلام لے آئے۔ اور اشاعتِ اسلام کے علمبردار ثابت ہوئے۔

**قزاق** - Cossacks زار روس کے ایک رسالہ کا نام لفظی معنی "سوار" اس رسالہ میں بیشتر وہ لوگ تھے جو روسیوں اور تاتاریوں کی ملی جلی نسل سے تھے۔ زار روس کے زمانہ میں ان لوگوں کو وقت پیدائش سے ہی فوجی ملازمت میں لے کر تنخواہ شروع کر دی جاتی تھی فوجی ملازمت کے علاوہ یہ لوگ رہزنی کرتے تھے جس کے باعث "قزاق" اور "لٹیرا" مترادف اور ہم معنی الفاظ سمجھے جانے لگے۔

**قزوین** - فارس کا ایک قدیم شہر جہاں مشہور و معروف محدث اور جامع احادیث اولہ "سنن" کے مصنف ابن ماجہ پیدا ہوئے۔ ابن ماجہ نے ۲۷۳ھ میں یہیں وفات پائی۔ قزوین ایک مردم خیز شہر رہ چکا ہے۔ جہاں نامور اور ممتاز ہستیاں پیدا ہوئیں۔

**قزوینی** - عجائب المخلوقات و غرائب الموجودات کے مشہور مصنف، جو اپنے مواد اور تحقیق میں بڑی مستند تصنیف ہے اور علم الحیوانات (Zoology) پر اولین عربی کتابوں میں سے ہے۔ قزوینی کا سن وفات ۶۸۲ھ ہے۔

**قسام** (Divider) یہ پرکار کی طرح کا ایک اوزار ہوتا ہے جو عموماً پیتل کا بنا ہوتا ہے۔ ایک طرف سے اس کے دونوں بازو ایک پیچ کے ذریعہ جکڑے ہوتے ہیں۔ لیکن وہ اتنا ڈھیلا ہوتا ہے کہ پھیلانے سے دونوں سروں کو ایک دوسرے کے قریب اور دور لایا لے جایا جاسکتا ہے۔ نیز اس کے دونوں سرے

نوکدار ہوتے ہیں اور انہی سروں سے فاصلہ ناپا جاتا ہے۔

**قسطنطنیہ** (Constantinople)

بحیرہ مارمورا اور آبنائے باسفورس پر واقع ہے۔ اس کے لفظی معنی ہیں "قسطنطین کا شہر" کیونکہ قسطنطین اعظم نے روما سے دارالحکومت تبدیل کرکے اپنی حکومت کا صدر مقام اسے قرار دیا تھا۔ [illegible] میں اسے سلجوقی جنگ آزماؤں نے فتح کیا۔ ۱۴۵۳ء میں اسے سلطان محمد دوم والئ ترکی نے تسخیر کیا اور اس کے بعد یہاں پر عثمانی ترکوں کی حکومت قائم ہو گئی۔ جو نومبر ۱۹۲۲ء تک قائم رہی۔ ۲۸ مارچ ۱۹۳۰ء کو اس کا نام "استنبول" قرار دیا گیا۔

**قسم** (Oat) سوگند۔ اپنی بات پر گواہ لانا۔ عرب میں قدیم سے دستور تھا کہ اپنی بات کو سچا ثابت کرنے کے لئے کسی بت، عزیز یا خود اپنی جان اور عزت کی قسم کھایا کرتے تھے یا کسی دعوے پر بھی قسم کھا لیا کرتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ اگر کوئی جھوٹی قسم کھائے یا اسے توڑ دے تو اس کو روحانی نقصان ہو گا یا کوئی دنیاوی مصیبت اس پر نازل ہو گی۔

اسلام نے قسم سے منع تو نہیں کیا لیکن جہاں قسم خدا کی کھائی جائے گی وہاں قسم کو توڑ دینے کا کفارہ سخت کر دیا اور جھوٹی قسم کی ممانعت کر دی۔ نیز دیگر معبود باتیں بھی جاتی رہیں اور ہر کام کے لئے انشاء اللہ کہنا ضروری ہو گیا۔

اہل اسلام کے نزدیک قسم کی بہت اہمیت ہے خصوصاً اس صورت میں کہ قسم مسجد میں قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر یا کسی بزرگ کے مقبرہ کی طرف ہاتھ اٹھا کر کھائی جائے۔ شریعت میں قسم توڑ دینے کی سزا تین روزے رکھنا یا ایک غلام آزاد کرنا یا دس غریبوں کو کھانا کھلانا ہے۔

**قسمت**۔ انسانی تقدیر اور مقسوم۔ اچھی قسمت اور بری قسمت کے محاورے عام طور پر مستعمل ہیں۔ غالب مرحوم کہتے ہیں کہ قسمت ہی بری ہے طبیعت نہیں بری۔ لوگ کہتے ہیں "قسمت کا نوشتہ تھا" یا "میری قسمت میں ہی لکھا تھا" وغیرہ وغیرہ۔ یونانی علم الاصنام Greek Mythology میں افراد انسانی کی قسمتوں کا فیصلہ کرنے والی تین دیویاں تھیں۔ کلاتھو Clothe لیچسز Lachesis اور ایٹروپوس۔ یہ تینوں یونانی روایات کے مطابق بہنیں تھیں اور قسمت اور زندگی کے مقدر کے بارے میں ان کے علیحدہ علیحدہ مناصب تھے۔



**قسم خون** (Blood Groups) انسانی آبادی کے وہ حصے جو خون کے اختلافات کی بدولت ممیز ہوں نیز خون کے خواص جو اس قسم کے امتیاز کو ممکن بنائیں۔ مشہور سائنس دان کارل لینڈ سٹینر (Karl Landsteiner) نے [illegible] میں بنی نوع انسان کو تین علیحدہ علیحدہ اقسام خون میں منقسم کیا اور اس کے دو سال بعد اس نے ایک چوتھی قسم کا انکشاف کیا۔

**قشیری امام**۔ پورا نام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن ہے۔ امام قشیری کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ آپ بلند پایہ فقیہ اور شافعی مسلک کے تھے اور علوم فقہ، حدیث، تفسیر، اصول، ادب، شعر اور تصوف میں علامہ سمجھے جاتے ہیں۔ آپ کی وفات ۴۶۵ھ میں نیشاپور میں واقع ہوئی۔

**قصاص**۔ قصاص "قصّاص" (بتشدید صاد) سے مختلف لفظ ہے۔ قرآن پاک میں قصاص کا لفظ یوں آیا ہے۔ "ولکم فی القصاص حیٰوۃ یا اولی الالباب" اے عقل والو! تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے۔ قصاص بمعنی بدلہ، خون کا بدلہ خون سے یا نقصانِ جسمانی کا بدلہ اعضائے جسمانی سے۔

**قصّاص**۔ قاص کی جمع ہے بمعنی قصہ کہنے والے۔ قدیم عرب میں دستور تھا کہ چند لوگ جو لسان اور چرب زبان ہوتے تھے شہر کے گلی کوچوں میں بیٹھ کر لوگوں کو عجیب حکایات اور قصے سنایا کرتے تھے۔ تحسین ان میں چاشنی پیدا کرنے کے واسطے اپنی طرف سے جھوٹ سچ باتیں ملاتے اور مبالغہ آمیزی کرتے تھے تاکہ لوگ خوشی سے سنیں اور انہیں معاوضہ دیں۔ پیغمبروں کے حالات میں بھی اسی طرح کی بے سروپا باتیں بیان کی جاتی تھیں۔ اسلام کے زمانہ میں بھی یہی حال رہا۔ آخر حضرت علیؓ نے حکم دیا کہ جو قصاص

حضرت داؤدؑ کو متہم کریں گے ان کے ۱۲۰ درّے لگائے جائیں گے۔ رفتہ رفتہ ان کی کثرت ہو گئی اور ناواقف مسلمان ان کے بیان کردہ قصص کو سچ سمجھ کر بہت غور سے سننے لگے بالآخر بنی امیہ کے زمانہ میں یہ حال ہو گیا کہ مدینہ منورہ میں ایک قصہ گو سڑک کے کسی گوشہ میں کھڑا ہو کر حضرت علیؓ کے مناقب بیان کرتا اور دوسری طرف اس کا ایک رفیق حضرت ابوبکرؓ یا حضرت عمرؓ کے فضائل لوگوں کو سناتا۔ ایک طرف شیعوں کی بھیڑ لگ جاتی اور دوسری طرف سنیوں کی۔ اور یہ لوگ دونوں طرف سے پیسے وصول کر کے آپس میں تقسیم کر لیتے تھے۔
(نیز دیکھو قصہ گو)

## قصبات پناہ۔ (Cities of Refuge)

یہ قصبات تعداد میں چھ تھے اور ان میں سے تین دریائے اردن کے مشرقی کنارے اور تین مغربی کنارے پر واقع تھے۔ ان کا ذکر یہودیوں کی قدیم تاریخ میں آتا ہے۔ اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان میں خون خرابہ کی اجازت نہ تھی۔ اس لیے جن لوگوں کو انتقام کا ڈر لگا رہتا تھا وہ یہاں پہنچ کر اپنے آپ کو محفوظ خیال کرتے تھے۔ قصبات عافیت میں پناہ گزیں ہونے کے لیے وہ لوگ بھی پہنچتے تھے جن سے بلا ارادہ قتل کا ارتکاب ہو جاتا تھا۔

## قصہ خواں۔

گانے بجانے والے فرد یا افراد جو جا بجا گھوم کر کسی ملک یا قوم سے متعلق بہادری اور شجاعت کے قصے سناتے پھرتے ہیں۔ یورپ میں ان کو درویش باکمال سمجھا جاتا تھا۔ اور وہ تمام ٹیکسوں اور محصولوں سے بری تھے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یورپین لوگ قدیم زمانے سے ہی پروپیگنڈا کی اہمیت سے آگاہ تھے۔ ہند و پاکستان میں بھی اس قسم کے گویے عام ہیں جو دیہاتی مجلسوں میں گا کر یا دف بجا کر اپنا روزینہ کماتے ہیں۔ فارسی لوگ اپنے ملک میں ان داستان گویوں کے خاص کر مشتاق ہوتے ہیں۔ اور جہاں داستان گو نظر آتے سب کام کاج چھوڑ کر ان کے پیچھے دوڑتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ بوقت جنگ جو لوگ بہادر ہیں وہ اپنے آباؤ اجداد کے قصے بہت رغبت سے سنتے ہیں۔ مشتبہ گیت گانے والی پارٹیاں بھی پھرتی ہیں۔ لیکن یہ لوگ ملک کے لیے لعنت بنے ہوئے ہیں۔ مخرب اخلاق ہونے کے علاوہ عوام کا قیمتی وقت ضائع کرتے ہیں ان کی جگہ کتب خانوں کو لینی چاہیے۔

لوگوں میں داستان سننے اور قصہ کہانی سننے کا شوق ازل سے ہے۔ اور دراصل یہ حصول علم کے قدرتی جذبہ کی نمائش ہے۔ اس کو صحیح راستے پر لانے کے لیے گورنمنٹ نے اس قسم کی پارٹیاں مرتب کی ہیں۔ جو دیہات میں جا کر قصے کہانیوں کے ذریعے مختلف تحریکات جیسے حفظان صحت، امداد باہمی، اشتراک عمل، حصول علم اور زراعت وغیرہ کے متعلق مفید واقفیت کی اشاعت کرتی ہیں۔

پشاور میں ایک بازار قصہ خوانی ہے جس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہاں کسی وقت اسی قسم کے داستان گو رہا کرتے تھے۔

## قضاء۔

کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ مقدمات اور جھگڑوں کا فیصلہ کرنا۔ اسی واسطے اہل اسلام کے ہاں عدالت کو دار القضاء اور محکمہ انصاف کو محکمہ قضاء کہا جاتا ہے۔ اگر وقت پر کوئی فرض ادا نہ ہو سکے اور ترک ہو جائے تو اسے قضاء ہونا کہتے ہیں اور اس کی بجائے جب دوبارہ اسے پورا کیا جائے تو اس کو قضاء کا پورا کرنا کہتے ہیں۔ مثلاً نماز قضا یا قضاء کا روزہ۔ گویا اس صورت میں یہ ادا کا مخالف اور متضاد لفظ ہے۔ تیسرا حکم ازلی اور ابدی جس کے مطابق دنیا کے انتظام ہوتے ہیں اور جس کو تقدیر بھی کہتے ہیں نیز (دیکھو قضا و قدر)

## قضاء عمری۔

اگر انسان کی زندگی میں دانستہ یا نادانستہ اکثر نمازیں قضاء ہو گئی ہوں اور اسے ان کو بالترتیب پڑھنے کا موقع نہ ملا ہو۔ یا د بھی نہ ہوں کہ کس قدر نمازیں قضاء ہو چکی ہیں تو اس صورت میں بعض لوگ یہ طریقہ اختیار کرتے ہیں کہ ہر فرض نماز کے ساتھ اسی قدر فرض قضاء کی بھی پڑھ لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ایسا کرنے سے تمام پچھلی نمازوں کی قضاء پوری ہو جاتی ہے

ایک روایت میں ہے کہ اگر رمضان کے آخری جمعہ کو سال بھر کی تمام قضاء نمازیں پڑھ لی جائیں تو ان کا اتنا ہی ثواب ہوتا ہے جتنا اور نمازوں کا ہوتا ہے لیکن محدث اس حدیث کو ضعیف مانتے ہیں۔

**قضا و قدر۔** یعنی جبر و اختیار کا مسئلہ، انسانی تقدیر اور افعال کے بارے میں مسلمانوں کے دو فرقوں میں سخت اختلاف ہے ایک فرقہ اس عقیدہ پر ہے کہ انسان کا ہر فعل خدا کی مرضی کے تابع ہے اور انسان مجبور محض ہے یہ وہ لوگ ہیں جو قرآن پاک کے الفاظ پر زور دیتے اور کہتے ہیں کہ ہر انسان کی ایک تقدیر مقرر ہے جو لوح محفوظ میں لکھی ہے اور خواہ کتنی ہی کوشش کرے وہی ہوتا ہے جو اس کی تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے (دیکھو صحیح بخاری کتاب القدر)

ابتداءً یہ مسلمان کا یہی عقیدہ تھا لیکن آگے چل کر ایک فرقہ نے یہ خیال ظاہر کرنا شروع کیا کہ ہر انسان اپنے افعال کا مختار ہے۔ یہ لوگ "قدریہ" کے قائل کہلاتے ہیں اور اپنے مخالف فرقہ کو "جبریہ" کہتے ہیں۔ اشعری لوگ ان کے بین بین ہیں اور اکتساب کے قائل ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ خدا نے نیکی اور بدی کے راستے بنا دیئے ہیں اور انسان کو قوت تمیز اور عقل عطا فرمائی ہے تاکہ ان دونوں کے درمیان فیصلہ کر سکے اس کا ہر فیصلہ اللہ کی مرضی کے مطابق ہوتا ہے اسی طرح یہ وہ ایک طرح سے مجبور بھی ہے اور آزاد بھی۔

**قضیہ ایڈریاٹک۔** Adriatic Question اس سے مراد وہ قضیہ ہے جو بحیرہ ایڈریاٹک کی ریاستوں کے مابین آویزش کا باعث بنا رہا ہے۔ اس کی بناء یہ ہے کہ اطالیہ، یوگوسلاویہ، البانیہ اور یونان میں سے کوئی ریاست بحیرہ ایڈریاٹک پر تسلط Control چاہتی ہے چنانچہ کسی نہ کسی شکل میں یہ تنازعہ اکثر کارفرما رہا ہے اور طاقتور ممالک اسے اپنی غرض کے لئے استعمال کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ ۱۹۱۵ء میں جب اطالیہ اور برطانیہ کے مابین لندن کا خفیہ معاہدہ ہوا تھا۔ جس کی بناء پر اطالیہ پہلی جنگ عظیم میں شریک ہوا تھا۔ تو اس معاہدہ میں یہ طے پایا تھا کہ جنگ میں شمولیت کرنے کے صلہ میں اطالیہ کو اس کے ہمسایہ مقبوضات واپس کرا دیئے جائیں گے۔ جن میں ٹریسٹ پولا اور دالمیشیا کا کچھ حصہ تھا۔ چونکہ ایڈریاٹک کے باشندے زیادہ تر کروٹ Croats اور سرب Serbs ہیں اس لئے پہلی جنگ عظیم کے خاتمہ پر اطالیہ اور یوگوسلاویہ میں ٹھن گئی اور دونوں ملک ایک دوسرے کے اتنے خلاف ہو گئے کہ یہی گمان ہوتا تھا کہ جنگ پھر ہو کر رہے گی۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد یہ قضیہ پھر پیدا ہو گیا ہے کیونکہ ٹریسٹ کے علاقہ کی تقسیم نے یوگوسلاویہ اور اطالیہ کے مابین اب اختلافات کو مستقل صورت دے دی ہوئی ہے۔

**قطار۔** جزیرہ نما تقریباً سو میل لمبا اور ۵۰ میل چوڑا ہے رقبہ ۸ ہزار مربع میل اور آبادی بیس ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ بیشتر علاقہ بنجر اور غیر آباد ہے۔ دارالحکومت "دوحہ" ہے قطار میں تیل کی دریافت کے بعد دو اور بندرگاہوں کا وجود بھی قابل ذکر ہے ان میں سے ایک مغربی ساحل پر واقع ہے جس کا نام ذکریت ہے اور دوسری کا نام مسعید ہے جو شرقی ساحل پر واقع ہے۔ عراق پٹرولیم کمپنی نے تیل کی تجارت کو رائج کیا۔ اب یہاں سے چالیس لاکھ ٹن سالانہ تیل نکالا جاتا ہے

**قطب۔** قطب کا لفظ متعدد معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔

(۱) چکی کی مانی یا محور جس پر اس کے چلنے کا دارومدار ہوتا ہے۔

(۲) افراد یا اقوام کا مرکز جو نجات امور کا متبادل ہوتا ہے۔ سردار قوم

(۳) جغرافیائی اصطلاح جو قطب شمالی اور قطب جنوبی پر مشتمل ہے۔ اس کے لئے انگریزی

میں پول Pole کا لفظ مخصوص ہے۔ قطب شمالی پر "پیری" نام کا سیاح اول اول ۱۹۰۹ء میں پہنچا ایک روسی مہم کا قیام قطب شمالی پر متعدد مہینے رہا اور اس کے قیمتی مشاہدے کئے۔ اب تو روسی اور امریکی اور برطانوی راکٹ (RocKets) اور جیٹ (jets) شمالی اور جنوبی قطبین کے چپے چپے کی پیمایش کرتے رہتے ہیں۔

(۳) "میکانکس" (Mechanics) میں کسی جسم کا وہ نقطہ مراد ہوتا ہے جہاں متضاد اوصاف کی مقناطیسی اور برقی طاقتیں مرکوز ہوتی ہیں مثلاً ایک مقناطیس کے پول (قطب) کسی سوئی کا شمالی پول (قطب) کسی بیٹری کے پول وغیرہ وغیرہ۔

## قطب الدین ایبک دیکھو ایبک قطب الدین

## قطب الدین بختیار کاکیؒ خواجہ

۱۲۳۵/۱۳۳ اوش میں پیدا ہوئے اور تعلیم و تربیت کے بعد بغداد آکر خواجہ معین الدین چشتیؒ کے مرید ہو گئے اور انہیں سے خرقۂ خلافت پایا۔ حضرت خواجہ چشتیؒ کی زیارت کے واسطے ہندوستان آنے سے پہلے ملتان میں حضرت زکریا ملتانیؒ کے مہمان رہے، پھر دہلی آگئے تو خواجہ صاحب کا حکم ہوا کہ دہلی ہی میں قیام کر کے اشاعت حق فرمائیں۔ التمش کا زمانہ تھا اس نے آپ کو شیخ الاسلام کا عہدہ قبول کرنے پر اصرار کیا لیکن آپ نے دنیاوی عہدہ قبول کرنے سے احتراز کیا اور تبلیغ کے کام میں مصروف رہے۔ سلطان نے ان کی بجائے شیخ نجم الدین صغرا کو شیخ الاسلام مقرر کر دیا۔ اور اسی وقت سے شریعت اور طریقت میں ایک قسم کی مخالفت سی پیدا ہو گئی۔ جس میں عوام اپنے اعتقادات کی بنا پر آپ ہی کے گرویدہ رہے۔ ۱۲۳۶ء میں انتقال ہوا۔ آپ کا مزار دہلی میں قطب صاحب کی لاٹھ کے قریب واقع ہے۔

## قطب الدین خاں، نواب۔

(۱) دربار گولکنڈہ کے امیر الامراء جو علماء فضلاء و شعراء کے قدردان تھے۔ اور خود بھی ایک اچھے شاعر تھے چنانچہ ان کا کلام دکنی، تلنگی اور فارسی میں ہے اور ایک ضخیم کلیات کی شکل میں موجود اور محفوظ ہے۔ فارسی اشعار میں قطب شاہ اور دکنی زبان میں معانی تخلص کرتے تھے مثنویاں قصیدے ترجیع بند مرثیے اور رباعیاں ان کے کلام میں موجود ہیں سادگی اور شیرینی ان کے کلام کا جوہر ہے۔

(۲) قطب الدین خاں نواب سابق ایم۔ ایل اے ریاست ٹونک کے نواب ہیں جو ضلع ڈی آئی خاں (مغربی پاکستان) میں واقع ہے۔ خاندان کے بانی قتال خاں تھے جو تیمور لنگ کے زمانے میں تھے۔ اور اس زمانے میں انہوں نے اپنے لئے ٹونک کی ایک خود مختار ریاست قائم کی تھی ان کے ان کے جانشین خان سرور خاں تھے۔ نواب قطب الدین کے پڑدادا، شاہ نواز خان تھے۔ شاہ نواز خاں کے جانشین ان کے پوتے غلام قاسم خاں تھے۔ اور نواب قطب الدین خاں غلام قاسم خاں کے فرزند ارجمند ہیں۔ مسلم لیگ میں ۱۹۳۶ء میں شامل ہوئے ۱۹۳۷ء میں فرنٹیر لیجسلیٹو اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ اور سرخپوشوں کی مخالفت کرتے رہے۔ انگریزی فرنچ، عربی اور اردو کے فاضل ہیں ولایت کے تعلیم یافتہ ہیں۔

زراعت میں خاص دلچسپی رکھتے ہیں ان کے پاس بیس سے زائد ٹریکٹر اور زرعی مشینیں ہیں۔

## قطب جنوبی۔ Antartica عرض بلد + کے

جنوب میں جو خطۂ زمین اور سمندر واقع ہے عام طور پر اس سارے علاقے کو قطب جنوبی کہتے ہیں۔ اس کا رقبہ تقریباً ۵۰ لاکھ مربع میل ہے۔ جسے برف پوش سمندر چاروں طرف سے احاطہ کئے ہوئے ہے۔ یہاں پر کسی جاندار مخلوق کا وجود ناممکن ہے۔ ماہرین ارضیات کا خیال ہے کہ کسی زمانے میں یہ علاقہ جنوبی افریقہ اور جنوبی آسٹریلیا سے ملا ہوا تھا۔ برفانی سطح میں سے پہاڑوں کی چوٹیاں کی مقطعات پر ابھری ہوئی نظر آتی ہیں۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ یہاں برف کی تہ دو ہزار فٹ سے بھی زیادہ گہری ہے برف یہاں مستقلاً موجود رہتی ہے۔ مقامی سمندروں کے ساحل بھی برف سے بنے ہوئے ہیں۔ جنوبی سمندر میں کئی ایک جزیرے ہیں۔ جو بالکل بنجر اور ہر وقت طوفانی ہواؤں کے تھپیڑے کھاتے رہتے ہیں۔ ان میں سے جارجیا۔ سینٹ آرکینز۔ شیٹ لینڈ، آئی لینڈ پیٹر آئی لینڈ اور گرجیلین وغیرہ کے

نام خاص طور پر مشہور ہیں۔

## قطب جنوبی کی مہم۔ Antarctic

قطب جنوبی کے انکشاف Exploration۔ حال کے لئے اولین بحری سفر ۱۷۷۲ء-۱۷۷۵ء میں کپتان جیمز کک James Cook نے اختیار کیا۔ اس نے سب سے پہلے اس دشوار گذار حلقہ کو عبور کیا۔ پھر ۱۸۱۹ء میں ولیم سمتھ نے چند جزائر کا پتہ لگایا جن کا نام اس نے جنوبی شیٹلینڈ رکھا۔ انہیں ایام میں روسی کپتان بلنگسوسن نے سینڈوچ کے جزائر کا کھوج نکالا ان کے نام اس نے اسکندر اول اور پیٹر اول رکھے۔ ۱۸۲۳ء میں ویڈل ۷۴° تک جا پہنچا ۱۸۳۰-۱۸۳۲ء میں گراہم لینڈ کا انکشاف ہوا ۱۸۴۰ء میں کپتان جے۔ سی اور کپتان ہوکر نے وکٹوریہ لینڈ کا انکشاف کیا۔ اس علاقہ کی سردی کو جاڑوں کے دنوں میں جس نے سب سے پہلے برداشت کیا وہ بلجیم کا رہنے والا گرلاشے تھا جس نے ۱۸۹۸ء کی سردی یہاں گذاری۔

ایڈورڈ ہفتم لینڈ کا انکشاف ڈسکوری نامی جہاز کے ذریعہ سے آر۔ ایف اسکوٹ نے ۱۹۰۱ء تا ۱۹۰۲ء میں کیا۔ انہیں ایام میں ایک جرمن مہم نے بحر ویڈل کے جنوب مشرقی کنارے پر ایک برفانی دیوار کا پتہ لگایا۔

۱۹۰۸ء میں شیکلٹن برف سے گذر کر وہاں تک پہنچ سکا۔ جہاں سے قطب جنوبی صرف ایک سو گیارہ میل رہ جاتا تھا۔

۱۹۱۱ء کے ۱۴ دسمبر کو امنڈسن قطب جنوبی پر پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ ایک مہینہ کے بعد یعنی جنوری ۱۹۱۲ء میں کپتان اسکاٹ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ بڑی دشواریوں کا مقابلہ کر کے قطب جنوبی پر پہنچا۔ اس نے امنڈسن کے خیمہ کو وہاں موجود پایا لیکن خود امنڈسن واپسی سفر میں برفانی طوفان میں ہلاک ہو چکا تھا۔

۱۹۲۲ء میں شیکلٹن قطب جنوبی کے دوسرے بحری سفر میں کویسٹ نامی جہاز پر جاں بحق ہو گیا۔

طیارہ کے ذریعہ ویلکنس نے یہ انکشاف کیا۔ کہ گراہم لینڈ جس کو جزیرہ نما سمجھا جاتا تھا



دراصل چند جزائر کا مجموعہ ہے۔ ایڈمیرل بائرڈ نے طیارہ کے ذریعہ قطب جنوبی کے گرد انیس گھنٹوں میں سفر تمام کیا۔

۱۹۳۰ء میں ریسر لارسن نے کوئین موڈ لینڈ کا انکشاف کیا اور تمام ایک قطب جنوبی کا کامل چکر پورا کیا۔

۱۹۳۶ء میں لینکون ایلسورتھ نے بحیرۂ راس کا دورہ کیا اور اس کی پیمائش کو مکمل کیا۔ اس کا طیارہ تو ٹوٹ گیا لیکن اس کی جان برطانوی جہاز ڈسکوری ثانی نے بچا لیا۔

## قطب شمالی۔ (Arctic)

۶۶½ درجہ شمال کے بعد جو خشکی یا زمین اور سمندر ہے وہ قطب شمالی کہلاتا ہے۔ ان علاقوں میں خشکی اور پانی کے تمام حصے برف سے ڈھکے رہتے ہیں۔ اور سردی کی شدت کی وجہ سے ان کے اندرونی حصوں میں گھسنا محال ہے۔ گرمی کا موسم صرف دو مہینے رہتا ہے باقی مہینوں میں بلا کی سردی پڑتی ہے۔ اور درجۂ حرارت نقطہ انجماد سے بھی گر جاتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ علاقے شمال مشرقی سائبیریا یا قطب جنوبی جتنے سرد نہیں۔ گرما میں یہاں ہلکی سی بارش ہو جاتی ہے۔ کہیں کہیں خاص قسم کی روئیدگی بھی نظر آتی ہے۔ اور گرمیوں میں پھول دار بوٹے اگ آتے ہیں۔ لیکن درختوں کا نام و نشان نہیں۔ جانوروں میں۔ ایندیر، خرگوش، لومڑی، بھیڑیے، ریچھ، بڑی بچھڑے Seals اور والرس Walrus پائے جاتے ہیں۔ پرندے صرف موسم گرما ہی میں نظر آتے ہیں یہاں اسکیمو آباد ہیں۔ (دیکھو اسکیمو)

## قطب شمالی کی دریافت۔ (Arctic Exploration)

اس مہم کا باقاعدہ آغاز اٹھارویں صدی عیسوی میں ہوا۔ اس سے پیشتر اگر کوئی کوشش کی گئی تو وہ ضمنی تھی جو دراصل تجارتی مقصد کے حصول کی کوشش میں واقع ہوئی۔ ان دونوں کا یہ مدعا شمال مشرقی بحری راستے کا دریافت کرنا تھا۔ چنانچہ ولوبی، ڈیوس، جانسن، بفن، فروبشر اور ہڈسن نے اس قسم کی آزمائشی مہمات میں قسمت آزمائی کی۔

اٹھارویں صدی کے دوران خاص قطبی علاقہ

سر کرنے کی کوشش شروع ہوئی ۱۸۱۸ء میں جارج سوم شاہ انگلستان نے بیس ہزار روپے کا انعام اس شخص کے لئے پیش کیا جو قطبی راستہ دریافت کرے۔ چنانچہ سرجیمس راس، پیری اور فرینکلن نے یکے بعد دیگرے قطب شمالی کی مہم سر کرنے کی کوشش کی۔ راس اور پیری ۱۸۱۹ء میں روانہ ہوئے۔ فرینکلن کی ناکام مہم ۱۸۴۵ء میں روانہ ہوئی لیکن وہ لاپتہ ہوگئی۔ جب فرینکلن واپس نہ لوٹا تو اس کا کھوج لگانے کے لئے یورپ اور امریکہ سے کئی پارٹیاں روانہ ہوئیں۔ کینیڈی، بیکسلیور، مرائی، بلیار یکے بعد دیگرے تگ و دو کرتے رہے۔ اور فرینکلن اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں اہم واقفیت بہم پہنچائی۔ نہ صرف یہ بلکہ ان علاقوں کی سروے کر کے ان کا نقشہ بھی بنایا۔ ۱۸۸۲ء میں گریلی نے ایک بہت بڑی مہم کی راہنمائی کی اور نیرس اور مارکھم نے بھی ہماری معلومات میں بیش از بیش اضافہ کیا۔ ۱۸۸۸ء میں نانسن کا گرین لینڈ کو پار کرنا، اور بعد ازاں فرام کی معیت میں دوبارہ دورہ کرنا بھی معلومات کی توسیع کا باعث ہوا۔ نانسن اور جانسن اور ان کے دو دیگر ہمراہی بعد چند تھوڑے کے ۸۶ عرض بلد شمالی تک پہنچ گئے۔ یہ جگہ سابقہ سیاحوں کے ریکارڈ سے ۲۰۰ میل قطب شمالی کے نزدیک تر تھی۔

ایک اور سیاح سپیٹس نے اسی نواح میں ایک کشادہ جزیرہ پایا جس کو ۱۹۰۲ء میں پیری نے عبور کیا۔ اسی سیاح نے ۱۹۰۲ء میں گرین لینڈ کے شمالی حصے کا جائزہ لیا۔ ڈیوک ابروزی کی مہم جس کا قائد کیگنی تھا، ۱۸۹۹ء میں ۸۶.۳۳ عرض بلد شمالی پر پہنچ گئی۔ یہ جگہ نانسن کے باندھے ہوئے ریکارڈ سے ۲۰ میل دور تھی۔ ۱۹۰۹ء میں کپتان پیری قطب شمالی کے بالکل قریب پہنچ گیا۔ ستمبر ۱۹۰۹ء میں دنیا نے یہ دلچسپ خبر سنی کہ امریکی کپتان کک بھی قطب شمالی پر پہنچ گیا۔ لیکن اس خبر کی تصدیق نہ ہو سکی۔ اس کے علاوہ بعد کپتان پیری نے قطب پر جھنڈا گاڑ دیا۔ اور اسی مہم کے تفصیلی حالات اور فوٹو بھی شائع ہو گئے۔

ہوائی آمد و رفت کے نفاذ کے بعد کئی مہمات ہوائی ذریعے سے بھی سر انجام ہوئیں۔ ایڈمرل رچرڈ بیرڈ ہوائی جہاز کے ذریعے قطب پر پہنچا اور ونسٹر نے بھی اسی طرح کامیابی حاصل کی۔ جون ۱۹۲۸ء میں کپتان امنڈسن ایک سی پلین کے ذریعہ اطالوی جہاز اٹالیا کی تلاش میں روانہ ہوا۔ جو کچھ عرصہ پیشتر تباہ ہو گیا تھا۔ میلان کے کچھ ایک ملاح تو مل گئے۔ لیکن خود امنڈسن کا کوئی پتہ نہ ملا۔ سب سے آخری مہم پروفیسر شمڈٹ کی تھی جو ۱۹۳۷ء میں بذریعہ ہوائی جہاز چار ساتھیوں کی معیت میں قطب شمالی کے منجمد برف کے میدان میں پہنچا۔ تاکہ وہ موسمی حرارت اور مقناطیسی اثرات کا مطالعہ کر سکے۔

قطب مینار (دیکھو مینار قطب)

**قُطب نما** Compass ایک آلہ جس کی مدد سے سمت معلوم کی جاتی ہے۔ یہ اس اصول پر مبنی ہے کہ اگر کسی مقناطیسی سوئی کو اس کے مرکز پر متوازن رکھا جائے تو یہ اس وقت تک گھومتی رہے گی جب تک اس کا ایک سرا قطب شمالی کی طرف نہ ہو۔ ہر مرتبہ گھمانے پر یہی سرا قطب شمالی کی سمت اشارہ کرے گا۔ اور دوسرا قطب جنوبی کی سمت میں آ جائے گا۔ وہ مقام جس کی طرف مقناطیس کا شمالی قطب اشارہ کرتا ہے کنیڈا کے شمال میں واقع ہے۔ اور شمالی مقناطیسی قطب North Magnetic Pole کہلاتا ہے۔

قطب نما ایک ڈبیا کی شکل میں ہوتا ہے جس میں مقناطیسی سوئی مرکز پر متوازن ہو کر آزادانہ افقاً گھوم سکتی ہے۔ گھومنے کے بعد جب بھی سوئی ٹھہرے گی اس کا ایک سرا ہمیشہ مقناطیسی قطب شمالی اور دوسرا مقناطیسی قطب جنوبی کی سمت اشارہ کرے گا۔ سوئی کے نیچے ایک کاغذ پر شمال، جنوب، مشرق، مغرب اور ان کی درمیانی سمتیں درج ہوتی ہیں۔ ہوا بازوں اور جہاز رانوں کو انہیں معلوم کرنے کے لئے قطب نما کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان کے استعمال کے لئے خاص قسم کے قطب نما بنائے جاتے ہیں۔ جن پر جہاز کے نشیب و فراز کا اثر نہیں ہوتا اور صحیح سمت معلوم کی جا سکتی ہے۔

**قطبی تحقیق و تجسس**۔ قرون وسطیٰ کے سیاحوں میں مارکوپولو (۱۲۵۲-۱۳۲۴) کا نام سب سے زیادہ مشہور ہے۔ اس نے اپنے باپ اور چچا کی معیت میں

۱۲۷۱ء میں وینس سے روانگی اختیار کی۔ اور ایران افغانستان اور شمالی تبت ہوتے ہوئے یہ لوگ پیکنگ تک جا پہنچے۔ چین کے متعلق اس زمانہ کے یورپین باشندوں کو قطعاً کوئی علم نہ تھا۔ مارکوپولو ملایا اور لنکا ہوتا ہوا چھبیس سال کے بعد وینس واپس ہوا۔

پندرھویں صدی کے سیاحوں میں تین نام مشہور ہیں۔ بارتھولومیو ڈائز جس نے ۱۴۸۸ء میں سب سے پہلے افریقہ کا چکر لگایا۔ واسکو ڈے گاما جو ۱۴۹۷ء میں راس امید کے گرد ہوتا ہوا ہندوستان پہنچا۔ کرسٹوفر کولمبس جو ۱۴۹۲ء میں بحر اوقیانوس پار کر کے امریکہ تک جا پہنچا۔ صدی کے ٹھیک اختتام پر ۱۴۹۷ء میں کیبٹ نے لیبراڈر اور نیو فاؤنڈ لینڈ کے ساحل دریافت کئے۔

تجارتی اور سیاسی ضروریات نے ملکوں کے کھوج لگانے میں بڑی مدد کی۔ ۱۵۱۹ء میں فرڈیننڈ میگالن سب سے بڑے بحری سفر پر روانہ ہوا۔ اسپین سے روانہ ہو کر بحر اوقیانوس طے کیا۔ جنوبی امریکہ کے گرد چکر لگایا۔ ٹائرا ڈیل فیوگو تک جا پہنچا جس کے متعلق اس کا خیال تھا کہ یہ قطب جنوبی کے کسی براعظم کا حصہ ہے۔ یہاں سے جزائر فلپین آیا۔ جہاں ۱۵۲۱ء میں وہ مار دیا گیا لیکن اس کے ملاحوں نے براہ بورنیو اور راس امید سفر جاری رکھا اور پہلی مرتبہ دنیا کے گرد جہاز پر سفر کیا۔ سر فرانسس ڈریک نے ۱۵۷۷ء سے ۱۵۸۰ء تک مندرجہ بالا عظیم بحری سفر کی تجدید کرنے کی کوشش کی۔ اس نے جنوبی امریکہ کا چکر لگانے کے بعد شمالی امریکہ کے مغربی ساحل کا جائزہ اس امید پر لیا کہ شاید مشرق کی طرف بڑھنے کے لئے بحری راستہ نکل آئے۔ لیکن اس کی کوشش بے سود ثابت ہوئی اور وہ فلپین اور راس امید کی راہ واپس آ گیا۔

۱۵۳۴ء میں جیکس کارٹر نے خلیج سینٹ لارنس کے راستے سے چین پہنچنے کی کوشش کی لیکن اس نے راستہ میں دو سال فرانسیسی نو آبادی کناڈا کی بنا ڈالنے میں صرف کر دیئے۔ پھر ۱۵۸۵ء میں جان ڈیوس نے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی کہ ایک شمال مغربی راستہ چین تک جا نکلے گا۔ اس کے بعد ہنری ہڈسن نے بھی شمال مغربی راستہ دریافت کرنے کا عزم کیا۔ ۱۶۱۰ء میں اس نے خلیج ہڈسن کو دریافت کیا۔ جہاں اس کے ملاحوں کی ایک باغی جماعت نے اسے مع اس کے رفقاء اور ساتھیوں کے غرق آب کر دیا۔

۱۶۰۶ء میں تورز والے ڈی توریس نے یوپرلینڈ۔ خلیج ٹورس، آسٹریلیا کا شمالی حصہ اور نیوگنی کے کچھ ساحل معلوم کئے۔ تسمن نے تسمانیہ اور نیوزیلینڈ دریافت کیا۔ سابق بحری قزاق ولیم ڈیمپیئر نے شمالی و مغربی آسٹریلیا دریافت کر لئے۔ اور کیپٹن کک نے ۱۷۶۹ء سے ۱۷۷۵ء تک آسٹریلیا کے گرد چکر لگا کر ثابت کر دیا کہ آسٹریلیا اور نیوزیلینڈ جزیرے ہیں مگر کیپٹن کک کو بحرالکاہل میں جزیرہ ہوائی کے باشندوں نے ہلاک کر دیا۔

سمندروں کے دریافت ہو جانے کے بعد اب سیاحوں نے خشکی کے دور افتادہ مقامات دریافت کرنا شروع کئے۔ اٹھارویں اور انیسویں صدی میں عیسائی پادریوں نے چین دریافت کیا۔ ۱۸۴۶ء میں یہ لوگ لہاسا پہنچے۔ بروس نے نیل ابیض کا سرچشمہ معلوم کیا ۱۷۷۰ء میں، منگو پارک نے نائیجر دریافت کیا ۱۷۹۶ء میں، لونگ سٹون نے کالاہاری کا ریگستان عبور کیا ۱۸۴۹ء میں اور دس سال بعد دریائے نیل کے منبع کی جستجو کے سلسلے میں جھیل نیاسا معلوم کی۔ دریائے نیل کے منبع کی دریافت کا مسئلہ بالآخر سر رچرڈ برٹن اور جان سپیک کی متحدہ کوششوں سے ۱۸۵۸ء میں حل ہوا جب کہ ان لوگوں نے جھیل وکٹوریہ دریافت کی۔ رابرٹ ہیڈ نے ۱۸۶۱ء میں سوڈان سے بڑھ کر لیک البرٹ کا پتہ لگایا۔ سٹانلے نے لونگ سٹون کا پتہ لگانے کے لئے پورے افریقہ کو مشرق سے مغرب تک طے کیا۔

امریکہ کا باشندہ رابرٹ پیری ۱۹۰۹ء میں قطب شمالی تک پہنچ گیا۔ تین سال بعد کیپٹن سکاٹ قطب جنوبی کی طرف تیزی سے بڑھا لیکن وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ ناروے کا باشندہ امنڈسن ایک مہینہ پہلے وہاں پہنچ چکا ہوا ہے۔

## قطبی روشنیاں۔ Aurora Borealis

اس اصطلاح کے لفظی معنی "شمالی روشنیاں" کے ہیں۔ یہ روشنیاں آسمان پر افق یا شفق کی طرح نظر آتی ہیں لیکن ان سے بہت مختلف ہوتی ہیں یہ صرف انہیں ممالک سے نظر آتی ہیں جو قطب

شمال کے قریب ہیں۔ اور جوں جوں قطب شمالی کی طرف بڑھیں زیادہ کثرت سے اور زیادہ دفعہ نظر پڑتی ہیں۔ چنانچہ شٹلینڈ میں ہر چار راتوں میں ایک بار نظر آتی ہیں۔ اور لندن میں جو قطب سے زیادہ فاصلے پر ہے۔ سال بھر میں اوسطاً سات دفعہ نظر آتی ہیں۔ سب سے زیادہ نظاروں کے علاقے قرالی مقناطیسی قطب کے اردگرد ہیں۔ جن میں شمالی کینیڈا اور گرین لینڈ شامل ہیں ان کے علاوہ الاسکا کا شمالی ساحل بھی ان میں شامل ہے۔

اس روشنی کی اصل ایک قسم کا برقی ملاپ ہے۔ مثبت اور منفی برقی قوتیں بہت بلندی پر ایک دوسری سے ملتی ہیں اور یہ ملاپ (ڈسچارج) اس سرعت سے ہوتا ہے۔ کہ اس کے اندر ایک مقناطیسی تلاطم رونما ہوتا ہے۔ اس لیے نوری تبدیلیوں کا ایک لگاتار سلسلہ بندھ جاتا ہے۔ جس سے اس روشنی کی کئی صورتیں نظر آتی ہیں۔ ایک عام صورت یہ ہے کہ شفق روشنی کی طرح اس کی کرنیں اوپر کی طرف پھیلتی ہیں دوسری صورت میں آسمان میں ایک بلند نقطہ سے ایک پردہ سا منتشر ہوتا نظر آتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک ایک شکل سے کئی کئی اور شکلیں بھی نمودار ہوتی رہتی ہیں۔ اور اس کیفیت کا تعلق دیکھنے سے ہے

**قطر** - Diametre لفظی معنی جانب، طرف، کنارہ۔ دائرہ کے دو برابر حصے کرنے والا خط مستقیم جسے انگریزی میں Diametre of a Circle کہتے ہیں۔

علم مساحت اور اتفاقی ہندسہ میں قطر کی بحث اہم مباحث میں سے ہے۔

**قطمیر** - اصحاب کہف کے کتے کا نام ہے۔ قرآن پاک میں اصحاب کہف کی صحیح تعداد یا ان کے کتے کا نام تو نہیں آتا بلکہ لوگوں کے اقوال بیان کرکے بتایا گیا ہے۔ کہ اسکا صحیح علم صرف خدا کو ہے۔

قطمیر کا نام ابن عباسؓ کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ ایران میں اگر کوئی شخص کتے سے ڈرتا ہے تو سورہ کہف کی وہ آیات جس میں کتے کا ذکر ہے پڑھ لیتا ہے۔ یا کوئی دوسرا شخص پڑھ کر اس پر دم کر دیتا ہے۔ تاتار اور کوہ قاف کے مسلمان اس کو محافظ سمجھتے ہوئے اس چیز پر جسے وہ محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ "قطمیر" کا نام لکھ دیتے ہیں۔ چنانچہ بعض لوگ اصحاب کہف کی فاتحہ کے ساتھ اس کی بھی فاتحہ دلاتے ہیں اور عام مسلمانوں کا خیال ہے۔ کہ قیامت کے روز اس کتے کو بھی جنت میں جگہ مل جائے گی۔

**قفقاز** - (Caucasus) (۱) کوہ قاف میں مشہور ملک کا نام جس کا پایہ تخت "طفلس" ہے۔ قفقاز ایک عظیم الشان کوہستانی سلسلہ ہے۔ جو ساڑھے سات سو میل لمبا ہے اور بحیرۂ اسود سے بحیرۂ کیسپین تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کے دو متوازی سلسلے ہیں جن کے درمیان سطح مرتفع واقع ہیں۔ اس کے گلیشیر تعداد میں تھوڑے اور مقدار میں کمتر ہیں۔ آتش فشاں پہاڑ اس میں کم ہیں۔

پچھلی جنگ عظیم کے نتیجے میں ملک قفقاز کا علاقہ سوویٹ یونین کا حصہ قرار دیا گیا۔ اور اس کا نام ٹرانسکا کیشین فیڈریٹڈ ایس ایس آر قرار پایا۔ اور اس میں تین جمہوریتیں شامل ہیں آذربیجان، آرمینیا اور جارجیا۔

**قلات** - (Kalat) بلوچستان کی ایک ریاست تھی جو پاکستان میں مدغم ہو چکی ہے اس کا حکمران "خان آف قلات" کہلاتا ہے۔ رقبہ پچھتر ہزار مربع میل اور آبادی ساڑھے تین لاکھ کے قریب ہے۔ صدر مقام بھی قلات نام کا شہر ہے جو ایک اہم فوجی مقام ہے۔ اور سات ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔

**قلزم، بحیرہ** (دیکھو بحیرہ قلزم)

**قلعہ** - عربی بفتح "ق" اور سکون "ل" (۱) حصار، سنگین عمارت، گڑھ، گڑھی وغیرہ قلعہ بالعموم بھاری بھرکم فصیل یا دیوار سے گھرا ہوتا ہے۔ اور خطرہ کے وقت اس میں بادشاہ

حکام، یا امرا اور رعایا کے لوگ پناہ لیتے ہیں یا مقیم ہوتے ہیں۔ قلعوں میں بسا اوقات شاہی محلات بھی بنائے جاتے تھے تاکہ شاہی خاندان کی حفاظت اور نگرانی پوری طرح ہو سکے۔ چنانچہ لاہور کے بادشاہی قلعہ میں جو مغلیہ حکومت کی یادگار ہے شاہی محلات بھی موجود ہیں۔ مغربی ممالک میں اتنے قلعے نظر نہیں آتے جتنے ایشیائی ممالک میں ہیں۔ لاہور کا بادشاہی قلعہ، دہلی کا لال قلعہ، گوالیار کا عظیم الشان قلعہ، گول کنڈہ کا قلعہ وغیرہ، برما میں رنگون کا شاہی قلعہ بھی ایک یادگار عمارت ہے۔ قلعوں کی تعمیر پر لاکھوں کروڑوں روپے صرف ہوتے تھے۔

(۲) بفتح "ق" و "ل" و بفتح "ق" و "ل"، اس کے معنی ہیں ابر، بادل کا ٹکڑا۔

## قلم لگانا۔ Grafting

باغبانی میں پھلوں کی بہتر اقسام کے حصول کے لئے اکثر ایک درخت کی شاخ کا پیوند کسی دوسرے درخت میں لگا دیتے ہیں۔ گرمی کی آمد کے موقع پر جس وقت درختوں میں رس کی مقدار زیادہ ہوتی ہے، قلم لگائے جاتے ہیں۔ اسی فن کے ذریعہ آم کی بہتر قسمیں لنگڑا، ثمر بہشت وغیرہ پیدا کی گئی ہیں اور کٹے ہوئے پودوں کو پیوند لگا کر گلدستے حاصل کئے جاتے ہیں۔

## قلمی شورہ۔

شورہ ایک کیمیائی مرکب ہے جسے دوائیوں اور مختلف قسم کے مرکبات میں استعمال کیا جاتا ہے۔ قلمی شورہ صاف شدہ شورہ کی قسم ہے جو چھوٹی چھوٹی ڈلیوں یا قلموں کی شکل میں ملتا ہے۔ معمولی کھانسی وغیرہ کے لئے مفید ہے۔ بچوں کو کالی کھانسی میں تھوڑی مقدار میں کھلانا فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔

## قلندریہ۔

درویشوں کا ایک فرقہ ہے جو ایک جگہ قیام نہیں کرتا بلکہ یہ لوگ ادھر ادھر مختلف مقامات میں گھومتے پھرتے ہیں۔ انظریزی، السعدی اور جامی وغیرہ نے ان کا مفصل حال لکھا ہے۔ ان لوگوں کا نہ گھر ہوتا ہے نہ بار۔ اس کے علاوہ کسی خاص شریعت یا طریقت کے اصولوں کی بھی پیروی نہیں کرتے نہ فقہ یا اصول معاشرت کے پابند ہوتے ہیں۔ صحیح طور پر علم نہیں کہ ان کی ابتدا کس طرح ہوئی لیکن ایک عرب یوسف جو دوسری ان کا شیخ کہلاتا ہے اور شیخ جمال الدین ساوی کو جن کا ذکر ابن بطوطہ نے کیا ہے، ان کا قائد تسلیم کیا جاتا ہے۔ ۱۲۱۳ء ۶۱۰ھ میں یہ درویش قلندر دمشق میں آیا۔ اس کے بعد اس فرقہ کے دوسرے مشہور قلندر شیخ حسن ایرانی کا انتقال بھی ۱۲۳۲ء ۶۲۲ھ میں یہیں پر ہوا۔ انہوں نے ملک العادل کے زمانہ میں قاہرہ کے قریب قلندری خانقاہ کی بنیاد ڈالی تھی اور اس زمانہ سے مصر میں ان کا بہت رسوخ ہو گیا۔ مصری موسیقی انہیں کی مرتب کی ہوئی ہے اور اس میں ایک قلندری رنگ بھی ہے۔ یہ لوگ دنیا کو فانی سمجھتے اور لذات دنیوی سے کنارہ کش رہتے ہیں۔ ریش و بروت کے علاوہ بھویں اور پلکیں تک صاف کرا دیتے ہیں۔ لباس کی طرف مطلق توجہ نہیں دیتے لیکن نشہ کے استعمال میں زیادہ محتاط نظر نہیں آتے ہیں۔

## قلوپطرہ۔ Cleopatra (۶۹-۳۰ ق۔م)

مصر قدیم کی مشہور ملکہ جو حسن و جمال کی زندہ تصویر ہونے کے علاوہ عقل کی بھی پتلی تھی جولیس سیزر نے جب مصر پر حملہ کیا تو یہ اس وقت مصر کے تخت پر اپنے بھائی کے ساتھ جلوہ افروز تھی۔ سیزر تسخیر ملک کے لئے آیا تھا مگر خود مسخر ہو گیا اور قلوپطرہ کی محبت میں گرفتار ہو گیا۔ اسے ساتھ لے کر روما گیا۔ جہاں قلوپطرہ کے بطن سے سیزر کا ایک لڑکا بھی ہوا۔ سیزر کی موت کے بعد قلوپطرہ سے مارک انٹنی محبت کرنے لگا۔ قلوپطرہ بھی اسے چاہتی تھی اور یہ امر قابل ذکر ہے کہ جب انٹنی کو آگسٹس کے خلاف شکست کا سامنا کرنا پڑا تو دونوں نے خودکشی کر لی۔

## قمری سال۔

اس سال میں بھی بارہ مہینے ہوتے ہیں۔ جن کا آغاز رویت ہلال پر ہوتا ہے لیکن رویت ہلال کا دنیا کے مختلف حصوں بلکہ کسی ملک کے مختلف حصوں میں یا ہر دفعہ یکساں ہونا ممکن نہیں اس لیے تعین اوقات میں سخت دشواری پڑ جاتی ہے

جاتی ہے۔ لیکن اگر قمری مہینوں کے آغاز کو رویت ہلال پر منحصر نہ سمجھا جائے تو شمسی سال کی طرح یہ بھی باقاعدگی سے شروع اور ختم ہوتا ہے۔ ہیئت دان سالہا سال کی تحقیقات سے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ محرم، ربیع الاول، جمادی الاول، رجب، رمضان اور ذوالقعدہ۔ میں سے ہر ایک کے تیس دن شمار کرنے چاہئیں اور باقی تمام مہینوں کے انتیس یعنی طاق مہینوں کے تیس تیس اور جفت کے انتیس۔ قمری مہینوں کے نام ترتیب وار یہ ہیں محرم، صفر، ربیع الاول، ربیع الثانی، جمادی الاولیٰ، جمادی الآخری، رجب، شعبان، رمضان، شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ۔

مذکورہ بالا تجربہ سے نہایت مفید نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ فلاں قمری سال شمسی یعنی عیسوی سال کے کس دن شروع ہو گا۔ اس بات کے دریافت کرنے کا طریق مندرجہ ذیل قاعدے سے واضح کیا گیا ہے۔

(۱) جس قمری سال کا آغاز معلوم کرنا ہو اسے نو لاکھ ستر ہزار دو سو چوبیس سے ضرب دو

(۲) حاصل ضرب میں دائیں جانب سے شمار کر کے چھٹے ہندسے کے بعد اعشاریہ لگا دو۔

(۳) اس کے بعد اس کسر میں ۶۲۱٫۵۷۷۴ جمع کر دو یعنی چھ سو اکیس اعشاریہ پانچ سات سات چار۔

(۴) حاصل جمع میں صحیح عدد عیسوی سال ہو گا۔

(۵) اب صحیح عدد کو دور کر کے باقی ماندہ کسر کو ۳۶۵ سے ضرب دو۔

(۶) حاصل ضرب کا صحیح عدد تعداد ایام بعد از جنوری جب کہ قمری سال شروع ہو گا۔

مثال کے طور پر معلوم کرنا ہے کہ ۱۳۲۴ ہجری عیسوی حساب کے مطابق کس تاریخ کو شروع ہوا تھا

مندرجہ بالا طریق کی رو سے

(۱) ۱۳۲۴ × ۹۷۰۲۲۴ = ۱۲۸۴۵۷۶۵۷۶

(۲) اعشاریہ دیکر = ۱۲۸۴٫۵۷۶۵۷۶

(۳) کسر جمع کر کے = ۱۹۰۶٫۱۵۳۹۷۶

پس ۱۹۰۶ مقابل کا عیسوی سال ہے۔

(۴) بقیہ کسر کو ۳۶۵ سے ضرب دے کر ۵۶٫۲۰۱۲۴۰

(۵) اس رقم کا صحیح عدد ۵۶ ہے۔ اب عیسوی سال ۱۹۰۶ء کے ۵۶ دن گزرنے کے بعد کونسی تاریخ ہو گی؟ یہ ۲۵ فروری ہے لہذا ۱۳۲۴ھ ہجری ۲۵ فروری ۱۹۰۶ء کو شروع ہوا تھا۔

اس ضرب کی رو سے غلطی کا امکان بالکل جاتا رہتا ہے۔ (نیز دیکھو تقویم)

**قمری مہینہ۔** اس مہینہ کے دن ساڑھے انتیس اور کسری زائد ہوتے ہیں اور دو مہینے کے دن جمع کرنے سے کچھ کسر زیادہ انسٹھ روز شمار میں آتے ہیں۔ چنانچہ ایک مہینہ کو تیس دن کا اور دوسرے کو انتیس دن کا شمار کیا جاتا ہے اور کسر کے حساب سے ہر برس میں گیارہ دن زیادہ کر کے تیسرے برس ایک مہینہ بڑھا دیتے ہیں جسے ہندی میں "لوند" کہتے ہیں۔

اس حساب سے قمری سال ۳۵۴ روز اور ایک دن کے چھٹے حصے کا ہوتا ہے۔ اس طرح پر قمری اور عیسوی اور شمسی سال کا کم و بیش دس دن کا فرق ہوتا ہے۔ اسی جہت سے رمضان کا مہینہ ہر سال میں کم و بیش دس یوم پیچھے چلتا ہے۔

**قندھار۔** افغانستان کے دارالحکومت کابل سے اتر کر دوسرے درجے کا شہر ہے جو خود دارالحکومت سے ۱۵۰ میل جنوب مغرب کی طرف واقع ہے۔ اس میں پانی کی فراوانی ہے۔ باضابطہ تعمیر شدہ ہے اور باغات اور سرسبز و شاداب درختوں کے مابین واقع ہے۔ کپڑے کی صنعت کا مرکز ہے۔ آبادی اس کی تازہ اعداد شمار کے مطابق ستر ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔

۱۸۳۹ء تا ۱۸۴۲ء کی جنگ کے ذریعہ اس پر برطانوی قبضہ رہا۔ اور پھر ۱۸۸۰ء تا ۱۸۸۱ء یہاں کچھ انگریز مستقر رہے۔

**قنوسس۔** Knossus کریٹ کا ایک پرانا شہر جو موجودہ شہر کینڈیا Candia سے ۳ میل

کے فاصلہ پر واقع تھا۔ اس کے کھنڈرات حال ہی میں کھود کر دریافت کئے گئے ہیں۔

**قوام السلطنۃ، احمد۔** ایرانی سیاستدان ہیں۔ سنہ ۱۹۰۹ء میں وزیر انصاف اور سنہ ۱۹۱۰ء میں وزیر داخلہ مقرر ہوئے۔ سنہ ۲۱-۱۹۱۸ء میں خراسان کے گورنر تھے۔ سنہ ۱۹۴۲ء، سنہ ۱۹۴۷ء اور سنہ ۱۹۵۲ء میں وزیر اعظم بھی رہ چکے ہیں۔

**قوائے عقل۔** انسان میں عقل و شعور کے قوی دل اور دماغ میں مرکوز ہیں۔ قوائے عقلی کا ارتقاء بچپن سے بلوغ اور بلوغ سے بڑھاپے تک جاری رہتا ہے۔ صحیح تعلیم و تربیت، فراست قوائے عقل کی بنیاد ہے۔ صحیح جسمانی نشو و نما بھی بالآخر دل و دماغ پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اور قوائے عقل کے استحکام پر اس کا مفید اثر پڑتا ہے۔

قوائے عقلی کا فروغ ایک نفسیاتی موضوع ہے اور ماہرین نفسیات جس قوم یا جس ملک میں نے فراست اور نفسیاتی [illegible] کے جتنے زیادہ حامل ہونگے اتنا ہی زیادہ اس قوم یا اس ملک کے افراد کے قوئے عقلی کو فروغ اور ارتقاء حاصل ہوگا۔

پاکستان میں بھی انسان کے قوائے عقلی کی افزونی کی خاطر تعلیم و تربیت کے موضوع پر خاص توجہ دی جارہی ہے۔

**قوت رطاقت۔** قوت یا طاقت انفرادی بھی ہوتی ہے اور اجتماعی بھی۔ قوت یا طاقت کا تعلق آدمی کی عمر کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔ صحت جسمانی جسقدر عمدہ ہوگی اسیقدر انسانی عمر زیادہ ہوگی۔ اجتماعی قوت یا طاقت کا اندازہ انفرادی طاقت سے ہوتا ہے افراد جتنے قوی ہونگے اتنی ہی سوسائٹی طاقتور شمار ہوگی۔

زمانہ قدیم کے روایتی دیو بہت قوی اور طاقتور بیان کئے گئے ہیں۔ ہندو علم الاصنام میں ہنومان کو قوت اور طاقت کا مجسمہ بتلایا گیا ہے۔ یونانی علم الاصنام میں بھی قوت اور طاقت کے دیوتا ہو گزرے ہیں۔ پچھلے لوگوں میں بمقابلہ دور حاضر کے افراد کے قوت اور طاقت زیادہ تھی۔ کیونکہ ان کی خوراک سادہ اور مقوی ہوتی تھی۔ مشینی قوت، انسانی طاقت کے مقابلے پر بہت زیادہ ہوتی ہے۔ مشینوں اور انجنوں وغیرہ کی طاقت کا اندازہ ہارس پاور سے واضح کیا جاتا ہے۔

**قوت شعری۔** قوت شعری سے مراد وہ چند خصوصیات ہیں جو مائعات میں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً اپنی سطح ہمیشہ ہموار رکھتی ہیں۔ لیکن جب مائع میں کوئی باریک نالی کھڑی کی جاتی ہے تو اس کی سطح ہموار نہیں رہتی۔ بلکہ نالی میں اس کی سطح بہت اونچی ہو جائے گی۔ جو مائعات (مثلاً پارہ) شیشے کو تر نہیں کرتیں ان کی سطح نیچے رہ جاتی ہے۔ نالیوں میں مائعات کی سطح کا دار و مدار نلکی کی موٹائی اور مائع کی نوعیت پر منحصر ہے۔

مائعات کی قوت شعری میں اور بھی کئی باتیں شامل ہیں۔ مثلاً لالٹین کا تیل بتی کے دھاگوں کے ذریعہ اوپر اٹھتا اور بتی کے آخری سرے تک جا پہنچتا ہے۔ درختوں میں لکڑی کے ریشوں کے ذریعہ پانی نیچے سے اوپر تک سارے درخت کو پہنچ جاتا ہے اسے غذا بہم پہنچاتا ہے۔

اینٹ اور چونا مسامدار ہوتے ہیں اس لئے زمین کی نمی اکثر دیوار کو اوپر تک نمدار بنا دیتی ہے۔

**قوت و اقتدار کی سیاست۔** (Power Policiss) دور جدید کی سیاست قوت و اقتدار کی سیاست ہے۔ ہر قوم اور ہر ملک اس بات کے خواہاں ہیں کہ انہیں زیادہ سے زیادہ طاقت حاصل ہو جائے۔ چنانچہ صلح، جنگ، دوستی، دشمنی ہر بات سے یہی پتہ چلتا ہے کہ موجودہ حکومتیں اس کے درپے ہیں کہ انہیں زیادہ سے زیادہ اثر و رسوخ مل جائے۔ کہیں سیاسی گٹھ جوڑ ہیں جیسے اینگلو امریکی بلاک۔ کہیں اقتصادی سازباز ہے۔ جیسے مارشل پلان اور کہیں فوجی معاہدے ہیں جیسے اوقیانوسی معاہدہ (پیکٹ)۔ روس کی حکومت نے بھی قوت و اقتدار کی اس دوڑ میں دوسروں سے آگے نکل جانے کی کوشش کی ہے۔ مگر چونکہ روسی نظام حکومت

آمرانہ ہے۔ اس نے مغربی سیاست کی روش اختیار نہیں کی۔ جو حصولِ اقتدار کے لئے چاپلوسی عیاری، فریب دہی، خوشامد، چالوں اور اقتصادی امداد کے استعمال کو روا رکھتی ہے۔ روس کی حکومت نے جو اپنے آپ کو غریبوں کا بہی خواہ ظاہر کرتی ہے وہ حربے استعمال کئے ہیں جو بالعموم غریب لوگ یا غیر مہذب اور اجڈ آدمی استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً روسی حکومت نے مارشل ٹیٹو سے بھی جو اشتراکیت کا حامی ہے بگاڑ مول لے لیا ہے۔

قیامِ پاکستان کے بعد جب پاکستان نے ماسکو میں سفارت خانہ کھولنا چاہا تو سٹالن کی خود پسند حکومت نے بڑی بدمزاقی کا مظاہرہ کیا اور ایسا رویہ اختیار کیا گویا ہم پر وہ احسان کر رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ روسی حکومت قوت و اقتدار کی سیاست کو نہیں سمجھتی۔ وہ صرف ہیکڑی جتانا جانتی ہے۔ تبھی تو دنیائے سیاست میں اسے کسی کی رفاقت حاصل نہیں۔ اس کے پاس یا دشمن ہیں یا غلام درحقیقت دوست اور رفیق اس کا کوئی نہیں۔

**قوس۔** عربی لفظ ہے جس کے لغوی معنی کمان کے ہیں۔ کسی خم دار لکیر یا کسی دائرے کا حصہ چونکہ کمان سے مشابہ ہوتا ہے اس لئے مجازاً گردشِ فلکی میں آفتاب اور دوسرے سیارگان کے راستہ کو بھی قوس کہتے ہیں جن سے یہ اپنی گردش کے دوران میں گزرتے ہیں۔ اور کاربن کے دو حلقوں سے برقی حرکت گزرتی ہے اس کو بھی قوس کہتے ہیں۔ آسمان پر ایک رنگین محراب سی اکثر موسم برسات میں نظر آتی ہے وہ بھی قوس کہلاتی ہے۔ قرآن پاک میں "قاب قوسین" الفاظ آئے ہیں۔

**قولِ مرداں۔** اخلاقی معاہدہ (GENTLEMAN'S AGREEME ایسے معاہدوں [illegible] کے درمیان جو ایک دوسرے کو قابلِ اعتماد سمجھتے



ہوں۔ یہ غیر رسمی معاہدہ جو معاہدوں کی سی صورت میں تحریری طور پر مرتب نہ کیا گیا ہو۔ اس قسم کے سمجھوتے عام طور پر خفیہ رکھے جاتے ہیں۔

**قوم** (NATION) سے مراد کسی خطے میں افراد کا وہ گروہ ہے جس کا تعلق ایک ہی نسل سے ہو، جس کی تاریخی اور تہذیبی روایات مشترک ہوں۔ جس کے درمیان لسانی وحدت ہو اور جو انتظامی طور پر متحد ہو لیکن ان میں سے کوئی بھی عنصر قوم کی تشکیل میں لازمی نہیں۔ جدید سیاسی افکار اور مملکت کے تشکیلی عناصر میں قوم اور قومیت کی اصطلاحیں بے حد اہمیت رکھتی ہیں۔ قوم کی سیاسی تشکیل میں یہ بھی لازم نہیں کہ اس کے تمام افراد ایک ہی نسل سے تعلق رکھتے ہوں۔ افراد کا نسلی امتیاز یا نسلی اتحاد قوم کی تشکیل میں چنداں اہمیت نہیں رکھتا۔ اگرچہ نسلی جنون میں مبتلا [illegible] نے قوم کی جو تعریف کی تھی، اس کی رو سے نسلی امتیاز ہی جرمن قوم کو دوسری اقوام سے الگ کرتا تھا۔

قرونِ وسطیٰ میں اور اس کے بعد جب بادشاہتیں یورپی ممالک میں رفتہ رفتہ ختم ہونے لگیں تو قوم اور قومیت کا جدید تصور پیدا ہوا۔ اور یہ ناگزیر تھا۔ افراد کے گروہوں نے اپنی سالمیت، آزادی اور خود مختاری کے لئے اس اعتبار سے جداگانہ قومی حیثیتوں کے دعوے کئے کہ وہ ایک ہی زبان بولتے اور لکھتے آئے تھے، مشترکہ تاریخی ورثے کے مالک تھے اور معاشرت اور ہر زندگی کے معاملے میں یگانگت محسوس کرتے تھے۔ لیکن مذہب، زبان، تاریخی روایات اور اقتصادی مفادات میں سے کوئی بھی عنصر قومیت کی تعمیر و تشکیل میں ناگزیر نہیں ہر چند کہ لسانی اشتراک کا پہلو اس بارے میں بے حد اہم ہے، اس کے باوجود انگریزی زبان امریکہ کو برطانیہ سے الگ اور امریکی اور برطانوی باشندوں کو جداگانہ قوم بننے سے نہ روک سکی۔ یونہی ایک ہی مذہب سے تعلق رکھنے کے باوجود دنیا کے مختلف حصوں میں مختلف قومیں آباد ہیں۔ اور یوں بھی ممکن ہے کہ مذہبی عقائد کا اختلاف قومی وحدت کے قیام میں حارج نہ ہو۔ جرمنی کی مثال ہے کہ وہاں پروٹسٹنٹ اور کیتھولک عقائد کے درمیان شدید اختلاف کے باوصف جرمنی کی قومی وحدت استوار رہی۔ البتہ قوم کے تشکیلی عناصر میں تاریخی روایات اور تہذیبی

یگانگت تمام عناصر کے مقابلے میں زیادہ قوی ہیں تاریخی روایات اور تہذیبی یگانگت کی تعریف چند لفظوں میں مشکل ہو گی۔ البتہ ان کے اثرات بالعموم بے حد گہرے ہوتے ہیں۔ قومیت کا جدید نظریہ انیسویں صدی عیسوی میں ایک زبردست انقلابی طاقت کے طور پر رونما ہوا اور مختلف اقوام نے اپنی انفرادیت اور آزادی کی بحالی اور خوشحالی کی جدوجہد میں اس انقلابی جذبے سے بڑا کام لیا۔ قوم اور قومیت کے باب میں روسو کے افکار نے انیسویں صدی کے یورپ پر گہرا اثر ڈالا جس پر بعض دوسرے مادی محرکات تھے۔ بالخصوص یونان، بلجیم، اسپین، ناروے، لیونیا وغیرہ ممالک کے باشندوں نے علیحدہ قومیتیں اختیار کیں، ان میں یہ احساس پیدا ہو گیا کہ ایک سیاسی وحدت کے تحت رہنے والے افراد قوم کے اعتبار سے آپس میں بھائی بھائی ہیں اور انہیں اپنی قومی انفرادیت، آزادی، روایات اور رسوم و رواج کے تحفظ کی غرض سے دوسری اقوام کے مقابل متحد ہو جانا چاہئیے۔ قومیت کے اس احساس نے قوموں کے عروج میں ان کی مادی اور تہذیبی ترقی میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں نے آزادی کی جدوجہد میں ہندوؤں اور دوسری قوموں سے الگ ایک جداگانہ قوم ہونے کا دعوی کیا اور اپنے دعوے کی بنیاد اس نظریے پر رکھی کہ برصغیر کے تمام مسلمان بدین اسلام کے رشتے سے ایک ہی قوم کے افراد ہیں۔ اور اس باب میں ان کے درمیان کسی طرح کا علاقائی یا لسانی اختلاف کوئی معنی نہیں رکھتا۔ قائداعظم محمد علی جناح کی زیرقیادت، کل ہند مسلم لیگ نے اسی نظریے کے تحت ۱۹۴۰ء میں مشہور قرارداد لاہور منظور کی۔ چنانچہ اس قرارداد کی اساس پر مسلمانان ہند کے لئے ایک علیحدہ وطن کا مطالبہ منظور ہوا اور ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء میں پاکستان معرض وجود میں آیا۔

لیکن اسلام برتری اور افضلیت کے دعوے کی بنیاد مادی وجوہات کو قرار دینے کی بجائے روحانی اعتقادات اور اخلاقی عروج کو قرار دیتا ہے اور ناجائز طور پر اپنے قبیلہ یا قوم کی حمایت کو بھی غلط سمجھتا ہے۔ غرضیکہ کسی شخص یا قوم کو طاقت، حسب و نسب یا قومیت کی بنا پر کوئی مخصوص حقوق ادا نہیں کرتا۔ بلکہ وہ برتری صرف تقوی کے لحاظ سے دوسروں پر زیادہ عزت دار ٹھہراتا ہے جیسا کہ قرآن پاک کا ارشاد ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم۔

## قوم پرستی (NATIONALISM)

اپنی قوم کو دیگر اقوام کی نسبت برتر سمجھنے اور اس سے بے پایاں وفاداری کا اظہار کرنے کا جذبہ قوم پرستی کہلاتا ہے۔





اس جذبے کی بنیاد ان احساسات پر ہوتی ہے۔ سرزمین وطن سے وابستگی، قوم کے ثقافتی اور تاریخی کارناموں پر فخر و مباہات اور قومی ورثے کا اندرونی و بیرونی طور پر تحفظ۔

یورپ میں فرانسیسی انقلاب اور امریکہ کی جنگ آزادی نے قوم پرستی کے جدید نظریے کے ارتقا میں بہت مدد دی ہے۔ ان تحریکوں کے نتیجے کے طور پر بہت سی قومی حکومتوں کا قیام عمل میں آیا۔ اور اکثر ممالک میں سے شہنشاہیت کا خاتمہ ہو گیا۔ رفتہ رفتہ یہ جذبہ ایشائی ممالک میں بھی پوری طرح جلوہ گر ہوا جس کی جھلک ہمیں ہندوستان، انڈونیشیا، سیلون، اور عرب ممالک کی تحریکات آزادی میں نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔

پہلی جنگ عظیم کے بعد اس جذبے نے جارحانہ رخ اختیار کر لیا۔ بڑی بڑی اقوام اپنی قومی اور نسلی برتری کی خاطر چھوٹی اقوام کے حقوق ہڑپ کر گئیں۔ اور ان کی قومی دولت کی لوٹ کھسوٹ سے اپنی خوشحالی میں اضافہ کرنے لگیں۔ اور اسی طرح ان میں باہمی حسد و رقابت کی چنگاریاں بھڑک اٹھیں اور یہ کرۂ ارض دائمی طور پر سخت خطرے میں پڑ گیا۔

## قوم وار اقتصادی حکمت عملی

(ECONOMIC NATIONALITY) ایک ایسا اصول یا حکمت عملی جو اس نظریے پر مبنی ہو کر غیر ملکی اقوام سے اقتصادی اور تجارتی امور سرانجام دیتے ہوئے ہر حالت میں اپنی قوم کے نفع اور مفاد کو پیش نظر رکھنا چاہئیے۔ خواہ اس کی وجہ سے دیگر اقوام کو کوئی نقصان پہنچے یا نہ پہنچے۔ اس اصول پر چلنے والی اقوام بالعموم اس امر کی کوشاں رہتی ہیں کہ وہ دنیا کی تمام اشیاء کی منڈیوں پر اور خام اشیاء پیدا کرنے والے ذرائع پر قابض ہو جائیں۔ ماضی قریب میں تقریباً تمام بڑی بڑی مغربی اقوام اسی حکمت عملی پر کاربند رہی تھیں اور باہمی طور پر پیدا شدہ حسد و رقابت کے جذبات اکثر بڑی بڑی جنگوں کی شکل میں رونما ہوتے رہتے ہیں۔

**قومی** (NATIONAL) (۱) تمام قوم سے متعلق۔ (۲) یہ اصطلاح ان تمام امور کے متعلق بھی استعمال ہوتی ہے جو کسی سیاسی یا حکومت سے متعلق رکھتے ہوں۔ جیسے قومی حکومت، قومی دفاع، مرکزی قانون، قومی انتخابات وغیرہ وغیرہ۔

علاوہ ازیں یہ اصطلاح ایسی چیزوں کے واسطے بھی استعمال ہوتی ہے جو قومیت کا مظہر ہوتی ہیں۔ مثلاً قومی ترانہ، قومی تاریخ، قومی جھنڈا وغیرہ۔

**قومیانا** (Nationalization) اشتراکی ریاست کے معرض وجود میں آنے سے پہلے بھی اکثر ممالک میں آمدنی کے

ذرائع حکومت کی تحویل میں دے دیئے گئے تھے۔ جیسے برطانیہ کے محصول ڈاک و تار و ریل کے محکمے تینوں شعبے پہلے ہی سرکاری سرمائے سے چلتے تھے۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد انہیں سرکاری تحویل میں لے لیا گیا یعنی انہیں قومی ملکیت قرار دے دیا گیا۔ اس کو "قومیانا" کہتے ہیں مثلاً مصر کا نہر سویز کو قومیانا اور ایرانی تیل کو اینگلو ایرانی تیل کمپنی سے چھین کر حکومت ایران کی ملکیت میں دے دینا ہے۔ اس سے پہلے ۱۹۴۵ء میں برطانیہ کے عام انتخابات میں عوام نے "مزدور جماعت" کو برسر اقتدار لا کر ملکی صنعتوں کو سرکاری تحویل میں لینے کی ہدایت کی تھی اور مزدور حکومت نے کوئلہ، فولاد جیسی کلیدی صنعتوں کو سرکاری تحویل میں لے لیا تھا۔

## قومی ترانہ

(NATIONAL ANTHEM) وہ قومی گیت جس کے بول قومی روایات کے ترجمان اور جس کی دھن پوری قوم کے جذبات سے ہم آہنگ ہوتی ہے۔ قومی ترانے کا تقدس قومی آئین اور قومی پرچم کی طرح مسلم ہوتا ہے۔ اور اس میں ترمیم و تحریف خواہ اس کے بول ہوں یا ترانے کی دھن، کسی طرح ممکن نہیں۔ جس طرح عام حالات میں آئین اور پرچم میں ترمیم و تحریف نہیں کی جاتی۔ قومی اجتماعات میں قومیت کے تقاضوں کے پیش نظر قومی ترانے کو مخصوص رسمیں ادا کرتے ہوئے گانا یا ترانے کی دھن کو بجانا مستحسن خیال کیا جاتا ہے۔

پاکستان کا قومی ترانہ مندرجہ ذیل ہے۔ اس کے بول حفیظ جالندھری کے اور طرز سندھ کے ایک موسیقار مسٹر چھاگلا مرحوم کی ہے۔

پاک سرزمین شاد باد! کشورِ حسین شاد باد
تو نشانِ عزمِ عالی شان! ارضِ پاکستان
مرکزِ یقین شاد باد
پاک سرزمین کا نظام! قوتِ اخوتِ عوام
قوم، ملک، سلطنت پائندہ تابندہ باد!
شاد باد منزلِ مراد
پرچمِ ستارہ و ہلال! رہبرِ ترقی و کمال!
ترجمانِ ماضی، شانِ حال جانِ استقبال
سایۂ خدائے ذوالجلال۔

## قومیت

(۱) بالعموم اس سے مراد فرد واحد کی یا فرقہ کی قوم ہوتی ہے۔ مثلاً فلاں شخص کی قوم سید یا مغل ہے۔ قوم اور قومیت اس لحاظ سے ہم معنی ہوتے ہیں۔ مگر اسلام میں قومیت کو کوئی وقعت نہیں دی گئی۔ بلکہ تمام مسلمان بھائی بھائی قرار دیئے گئے ہیں۔

(۲) قومیت کا مفہوم اصل اور وسیع پیمانے پر ملک، مذہب اور ملت کا بھی ہوتا ہے۔ اس صورت میں اس کے لئے انگریزی مترادف (NATIONALITY) ہے مثلاً فلاں کی قومیت کیا ہے اور جواب ہوتا ہے "پاکستان"۔

(۳) قومیت پرستی اس عمل و تحریک یا جدوجہد کے لئے بھی مخصوص ہے جس کی غرض و غایت قومی تہذیب اور قومی روایات کو استحکام دینا ہوتا ہے۔ جب کوئی قوم متحد ہو جائے یا کسی قوم کو اجنبی تسلط سے نجات مل جائے تو اس دن کو بھی قومیت پرستی کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ فرانسیسی انقلاب کے زیر اثر قومی اتحاد کی تحریکیں انیسویں صدی میں جرمنی اور اٹلی میں، اور قومی آزادی کی تحریکیں اٹلی، آئرلینڈ، بلجیم، ہنگری، بوہیمیا، پولینڈ اور ریاستہائے بلقان میں دور دور تک پھیلی ہوئی تھیں۔ یورپی سیاسیات میں یہ تحریکیں ۱۹۱۴ء تک ایک طاقتور عنصر کی حیثیت اختیار کئے رہیں۔ ۱۹۱۸ء سے لے کر اب تک قومیت ایشیا کے متعدد ممالک مثلاً چین، ہندوستان، انڈونیشیا، انڈوچائنا، ترکی، مصر اور عرب ریاستوں میں ایک طاقت ور عنصر بنی رہی ہے۔

## قونصل

(CONSUL) کسی ملک کی طرف سے دوسرے ملک میں متعین وہ سرکاری افسر جو اپنے ملک کے باشندوں کے تجارتی تعلقات کی نگہداشت کرتا ہے۔ ان کے فرائض کی مذکورہ نوعیت کی بنا پر قونصلوں کو بہت سے صنعتی مراکز اور بندرگاہوں پر بھی متعین کیا جاتا ہے۔

## قونصل جنرل

(CONSUL-GENERAL) قونصل خانہ کا وہ بڑا افسر جو کسی ملک میں واقع اپنے ملک کے قونصل خانوں کی کارکردگی کی نگرانی کرتا ہے۔ قونصل جنرل کا دفتر بالعموم کسی ملک کے صدر مقام میں ہوتا ہے۔

## قہوہ (کافی)

(COFFEE) ایک معروف جس کو

پانی میں جوش دینے سے چائے کی طرح کا ایک مشروب حاصل ہوتا ہے۔ سب سے عمدہ قہوہ عرب کا ہوتا ہے جس کو "موکا" کہتے ہیں۔ یہ سفوف دراصل ایک درخت کے بیر نما پھل کو بھون کر پیسنے سے حاصل ہوتا ہے جو آغاز میں عرب اور حبش میں پایا جاتا تھا۔ لیکن اب جنوبی امریکہ، جزائر الہند، برازیل، ہندوستان وغیرہ میں کثرت سے کاشت کیا جاتا ہے۔ اس سفوف میں ایک چیز کیفین (CAFEIN) نام کی ہوتی ہے جو چائے میں بھی پائی جاتی ہے اس وجہ سے یہ بھی بدن میں تروتازگی پیدا کرتی ہے۔ ترکی کے قہوہ خانے خاص طور پر مشہور ہیں۔ قہوہ کو یورپی لوگ کافی کہتے ہیں۔ اور اسی سے کیفین اور کیفے وجود میں آئے۔ کیفے (CAFE) قہوہ خانے کو کہتے ہیں۔ اب چائے خانے اور ٹی اسٹال کو بھی کہنے لگے ہیں۔

عام لوگ بغیر دودھ والی چائے کو جو قہوہ کہتے ہیں تو وہ تیار شدہ قہوے سے اس کی مشابہت کے باعث ہے ورنہ درحقیقت وہ قہوہ نہیں ہوتا۔

**قیام، رکوع، سجود۔** قیام یعنی کھڑا ہونا اسلامی اصطلاح میں نماز کے اندر کھڑے ہونے کو قیام کہتے ہیں۔ نماز قیام سے ہی شروع ہوتی ہے۔ پڑھنے والا قبلہ رخ ہو کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ نماز کی نیت کرتا ہے۔ اور ہاتھ کانوں تک لے جا کر پھر انہیں باندھ لیتا ہے۔ یا اگر شیعہ ہو یا مالکی ہو تو چھوڑ دیتا ہے۔

امام ابو حنیفہ کے پیرو ہاتھ ناف کے نیچے باندھتے ہیں اور امام شافعی کے نزدیک سینے پر باندھے جائیں۔ قیام میں نظریں بھی زمین پر رہنی چاہئیں اور سمجھنا چاہئے کہ ہم خدا کے حضور میں کھڑے ہیں اور وہ ہم کو دیکھتا ہے۔ قیام کے دوران میں سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ مزید قرأت پڑھی جاتی ہے۔

رکوع کی باری "قیام" کے بعد آتی ہے وہ اس طرح کہ نمازی جھکتا ہے اور گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر کم از کم تین بار سبحان ربی العظیم "میرا بڑی عظمت والا رب بہت پاک ہے" کے کلمات پڑھتا ہے پھر کھڑا ہو جاتا ہے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر سجدے میں چلا جاتا ہے جسے حالت سجود



کہتے ہیں۔ سجدے میں نمازی سبحان ربی الاعلیٰ کے کلمات کم از کم تین بار پڑھتا ہے۔ سجدہ کو نمازی دو بار ادا کرتا ہے۔

**قیامت۔** روز جزا۔ اسلامی عقیدے کے مطابق وہ دن جب تمام دنیا کے لوگ دوبارہ زندہ کئے جائیں گے۔ اور ہر ایک کو اپنے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ قرآن پاک اور احادیث میں اس کا جگہ جگہ ذکر ہے مگر اس کا وقت نہیں بتایا گیا۔

(۱) روایات میں قرب قیامت کی نشانیوں میں دجال کا ظہور، مہدی یا مسیح کا آنا۔ دجال کو ہلاک کرنا۔ اور پھر تمام لوگوں کا مسلمان ہو جانا بیان کیا گیا ہے۔

(۲) اس کے بعد صور اسرافیل کی آواز سے تمام مخلوق کا مرنا اور دوسری آواز سے سب کا زندہ ہونا اور ایک جگہ جمع ہونا ثابت ہے۔

(۳) ہر ایک کا نامہ اعمال نیکی یا بدی کے لحاظ سے اس کے داہنے یا بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا یا اگر نیکی اور بدی قریب قریب برابر ہوں گی۔ تو ان کو تولا جائے گا۔

(۴) بعض لوگوں اور قوموں کی شفاعت کی جائے گی۔

(۵) اور پھر خدا تعالیٰ ان کو حسب مراتب جنت دوزخ یا اعراف میں جگہ دے گا۔

کفار عرب چونکہ حیات بعد الممات کے قائل نہ تھے اس واسطے اسلام نے قیامت، اعمال اور جزا سزا پر بہت زور دیا ہے اور جنت اور دوزخ کے حالات تفصیل سے بیان کئے ہیں۔

**قید خانہ۔** حوالات کے برعکس اشخاص یا قانونی نظام کی طرف سے سزا یافتہ لوگوں کے لئے محبوس یا بند رہنے کی جگہ۔ یہ بندش دو طرح کی ہوتی ہے۔ یا تو دوران مقدمہ ہی حوالات کی بندش اور یا فیصلے کے بعد کی سزا۔ جان ہاورڈ اور الزبتھ فرائی کی اصلاحی کاوشوں نے انیسویں صدی میں برطانوی پارلیمنٹ کو اس امر پر آمادہ کیا کہ وہ قید خانوں کے بدترین نقائص کے دفعیہ کی طرف توجہ دے چنانچہ

مختلف طریقوں سے ان کی اکثریت کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ چنانچہ ان کیمپوں کے مقابلہ کے ذمہ دار ہونے والے افسروں کو بعد میں اتحادیوں نے جنگی مجرموں کی حیثیت سے موت وغیرہ کی سزائیں دیں۔

**قید مکانی** ۔ قید مکانی سے مراد کسی مجرم یا کسی عام انسان کو کسی مخصوص مکان میں محبوس یا مقید کرنا ہے۔ اس قسم کے احکامات حکومت یا حکام مجاز یا ارباب اختیار جاری کرتے ہیں۔ قید مکانی جائز اور قانونی بھی ہوتی ہے۔ ناجائز اور غیر قانونی بھی۔ کسی آدمی کو ناجائز حراست میں رکھنا یا اسے بغیر مقدمہ چلائے قید کر لینا، غیر قانونی بندش (WRONGFUL CONFINEMENT) کا مصداق ہوتا ہے۔ اس قسم کی حراست یا بندش کے خلاف چارہ جوئی عدالت عالیہ میں ہوتی ہے۔

**قیراط** ۔ ان دنوں اس کا اطلاق سونے اور جواہرات کے وزن کے پیمانے کے لئے ہوتا ہے۔ چنانچہ معیاری قیراط لندن میں ۱۶-۳ گرین کا ہوتا ہے اور امریکہ میں ۲۰۰ ملی گرام کا ہوتا ہے اور یہی امریکی پیمانہ دوسرے مرکزی شہروں میں مروج ہے۔ قیراط کی اصطلاح خالص سونے کے تناسب کو ظاہر کرنے کے لئے بھی استعمال ہوتی ہے۔ مثلاً اگر کسی سونے کے ٹکڑے میں ۲۴ میں سے ۲۲ اجزا خالص سونے کے ہوں تو اسے ۲۲ قیراط سونا کہیں گے۔

قیراط دراصل بحیرۂ روم کے علاقے کے ایک درخت کا بیج تھا جو سونے اور جواہرات کے اوزان کے لئے اکائی کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ چنانچہ اس درخت کا نام ماہرین نباتات خرنوب (CERATONIA SILIQUA) بیان کرتے ہیں۔

**قیروان** ۔ اس نام کا شہر امیر معاویہؓ کے زمانے میں افریقہ میں بسایا گیا۔ افریقہ کے بربر قبیلے بغاوت پسند تھے جب تک ان کے سر پر فوجی قوت مسلط رہتی اطاعت کرتے اور جونہی فوج ہٹتی باغی ہو جاتے۔ عقبہ بن نافع فہری نے یہاں فوجی چھاؤنی قائم کرنے کی غرض سے ساحل سے ہٹ کر جنگل کو صاف کر کے یہ شہر بسایا۔ اس کے وسط میں دارالامارت کی عمارت بنائی اور اس کے چاروں طرف مسلمانوں کے محلے آباد کر کے ایک جامع مسجد بھی تعمیر کی۔ رفتہ رفتہ اس شہر نے اتنی ترقی کی کہ شمالی افریقہ میں مسلمانوں کا مرکزی شہر بن گیا لیکن اب یہ شہر ایک معمولی قصبے کی شکل اختیار کر گیا ہے جس کا اکثر حصہ کھنڈرات کی صورت میں غیر آباد پڑا ہے۔

**قیساریہ** (CAESAREA) ملک شام کا ایک قدیم شہر۔ مسلسل سات سال اسلامی محاصرے کے بعد بالآخر حضرت معاویہؓ نے ۱۹ھ میں اس شہر کو مسمار کر کے فتح کیا۔ پھر دوبارہ اس شہر کو رومیوں کے ہاتھ سے ملک الظاہر بیبرس نے ۱۲۶۵ء میں فتح کیا۔ ملک الظاہر سلاطین مملوک کا چوتھا فرمانروا تھا جو صلاح الدین ثانی بننے کا متمنی تھا اور اس نے اسلامی فتوحات میں مزید اضافے کئے۔

**قیس بن سعد بن عبادہ** ۔ نام قیس، کنیت ابوالفضل، خاندان ساعدہ، قبیلہ خزرج۔ مشہور صحابی حضرت سعدؓ بن عبادہ کے فرزند اور اپنے قبیلے کے رئیس تھے۔ ہجرت نبوی سے پہلے اسلام لائے۔ تمام غزوات میں شریک رہے۔ غزوہ جیش الخبط میں جو ۸ھ میں ہوا، لشکر اسلام کے پاس جو ۳۰۰ مجاہدوں پر مشتمل تھا، زادراہ ختم ہو گیا تو آپ نے ۹ اونٹ قرض لے کر ذبح کئے اور جب یہ بھی ختم ہو گئے تو اپنے مجاہدین کے لئے سامان خورد و نوش خریدنے میں صرف کر دیا۔

نظام خلافت میں حضرت علیؓ ان سے مشورے لیتے تھے اور انہیں مصر کا والی مقرر کیا۔ حضرت امام حسنؓ بھی آپ سے مشورہ کیا کرتے تھے۔

حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد امیر معاویہؓ کی مخالفت میں شامی لشکر کو روکنے کے لئے ۱۲ ہزار مجاہدین کا جو لشکر گیا تھا اس کے آپ امیر تھے۔ امیر معاویہؓ کے آخری زمانے میں مدینہ میں وفات پائی۔ فاضل صحابہ میں سے تھے۔ اشاعت حدیث سے انہیں خاص دلچسپی تھی۔ اور اکثر منبر پر کھڑے ہو کر حدیثیں بیان کیا کرتے تھے۔

ایک جاری نقص یہ تھا کہ سب قیدیوں کو بلا لحاظ عمر و صنف کو روا ناشتہ کے، اور بلا تفریق جرائم کے اکٹھا بند کر دیا جاتا۔ بعد میں پہلی بار علیحدہ علیحدہ اور امتیازی بندش کا سلسلہ اول اول پنسلوانیا جیل میں اختیار کیا گیا۔

انگریزی قید خانوں کا ضبط ۱۸۶۵ء سے ۱۸۹۸ء تک کے قوانین جیل کے تحت آتا ہے۔ برطانیہ میں جیل کے کمشنروں کا بورڈ جو ۱۸۷۷ء میں قائم ہوا تھا۔ دفتر داخلہ کے تمام جیلوں کا ضبط قائم رکھے ہوئے ہے۔ گزشتہ چند سالوں میں قید خانوں کے اصلاحی پہلو کی طرف بہت توجہ مبذول کی جا رہی ہے تاکہ قیدی اپنی رہائی کے بعد سوسائٹی میں ایک مفید زندگی گزار سکیں۔

پاکستان میں بھی پریزنرز ایڈ سوسائٹی (انجمن برائے امداد قیدیاں) مفید اصلاحی خدمات بجا لا رہی ہے اور حکومت جیل خانوں کی اصلاح کے لئے بڑی کوشش کر رہی ہے۔ ان خدمات اور کوششوں کا یہ بین نظریہ ہے کہ رہائی کے بعد سزا یافتہ اشخاص بہتر شہری بن جائیں۔ اور وہ خدمت خلق کے سلسلے میں زیادہ مفید ثابت ہوں۔

## قید خانے کی پابندیاں

ہر شخص جانتا ہے کہ عام حالات میں قتل کی سزا موت ہے۔ لیکن کم درجے کے جرائم بیشتر ایسے ہیں کہ ان کی سزاؤں کے بارے میں لوگ بہت کم واقفیت رکھتے ہیں۔

قید خانے کی پابندیوں میں قید کی میعاد، مقررہ حدود میں رہنے کی پابندی، مشقت، کھانے پینے اور پہننے اوڑھنے کے معاملے میں حکام اور ان کے مقررہ کردہ ضوابط کی اطاعت اور باہر کی دنیا سے رابطہ قائم رکھنے کے سلسلے میں ضابطے کی پابندی، یہ سب شامل ہیں۔ پاکستان میں اب ایک طرف ان پابندیوں کو رفتہ رفتہ کم کیا جا رہا ہے اور کھلی جیلوں کے تجربے ہو رہے ہیں، دوسری طرف نو آموز مجرموں کو عادی اور پیشہ ور مجرموں سے الگ رکھنے کی کوشش سختی سے کی جا رہی ہے۔

**قید خانوں کا ادب۔** دنیا کی کئی ایک مشہور تصانیف قید خانوں کے گوشہ ہائے تنہائی کی بدولت وجود میں آئی ہیں۔ اسکاٹ لینڈ کے بادشاہ جیمز اول کی مشہور منظوم نظم "کنگز کوائر" بادشاہ کی طویل اسیری کی یادگار ہے۔ اٹلی کے ممتاز شاعر طاسو نے بھی قید و بند کی حالت میں اپنے خیالات کو پیش کیا۔ "پلگرمز پراگریس" اور "ہولی وار" کے مصنف جان بنین نے دونوں کتابیں قید میں لکھیں۔

برصغیر ہند و پاک کی جنگ آزادی کی تحریک میں یہاں کے بہت سے سیاسی رہنماؤں اور دانشمندوں نے بعض بڑی اہم کتابیں لکھیں۔ بھارت کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو کی قابل ذکر تصانیف جیل میں لکھی گئیں۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے قلعہ احمد نگر میں بحالت اسیری قرآن مجید کے ترجمے اور تفسیر کا کام شروع کیا۔ غبار خاطر بھی مولانا نے جیل ہی میں لکھی اور اس طرح قید خانوں کے ادب میں ایک گراں قدر اضافہ کیا۔ حسرت موہانی مرحوم نے قید کے زمانے میں بڑی عمدہ غزلیں لکھیں۔ مولانا محمد علی نے کلام جوہر جیل ہی میں مکمل کیا۔ چودھری افضل حق مرحوم نے [illegible] نام کی قابل قدر کتاب ایام اسیری ہی میں تحریر کی۔

## قیدی کیمپ (CONCENTRATION CAMP)

یہ وہ کیمپ تھے جو نازیوں نے پہلے جرمنی کی یہودی آبادی اور سیاسی مخالفین کی بندش کے لئے اور پھر ان کے اجتماعی اخراج کے لئے استعمال کئے تھے۔ نازی اقتدار کے فوراً بعد یہ کیمپ جاری کئے گئے اور اس میں بغیر مقدمہ چلائے یہودیوں، کمیونسٹوں، سوشلسٹوں، آزاد خیالوں اور غیر جانبداروں کو بند کیا جانے لگا اور ساتھ ہی ان طبقات کے ہمراہ ان کیتھولک اور پروٹسٹنٹ عیسائیوں کا اضافہ کر دیا گیا جو جرمن حکومت کے خلاف تھے۔ ان طبقات کے ہزارہا نفوس پر مشتمل نفری کو نہ صرف قید و حراست میں رکھا گیا۔ بلکہ

دیگر محاسن کے علاوہ سخاوت میں بھی عرب بھر میں مشہور تھے۔

**قیصر** - Caesar عام طور پر قیصر کا خطاب شاہان روم کے لئے اور کسریٰ کا خطاب شاہان ایران کے لئے مخصوص ہوتا ہے۔ قیصر دراصل ایک قدیم رومن خاندان کا نام تھا اور پھر بطور خطاب آگسٹس سے نیرو تک شاہان روم نے اسے استعمال کیا پھر یہ لقب مغربی اور مشرقی قلمرووں میں بھی استعمال میں آنے لگا۔ چنانچہ جرمن قیصر اور روسی زار اور بلغارین سار کے ناموں میں بھی یہ لقب موجود تھا۔

**قیصر روم** - بظاہر یہ لقب شاہان روم کا ہے اور بیشتر اسے "جولیس سیزر" Julius Caeser کے نام سے مخصوص کرتے ہیں جو رومن سیاست دان اور جرنیلوں میں ممتاز ترین ہستی کا مالک تھا کیا بلحاظ پیدائش کے اور کیا بلحاظ شادی کے اسے مفتوحہ علاقوں کا ڈکٹیٹر اور حاکم مطلق بھی منتخب کیا گیا۔ سنہ ء میں وہ روما میں واپس آیا اور اس شہر کے بہبود اور بہتری کے لئے اس نے وسیع منصوبے وضع اور نافذ کئے۔ اہل شہر اس کے پرستار اور بجد مداح تھے۔ مگر سنہ ۴۴ ق م میں اٹھاون برس کی عمر میں اسے قتل کر دیا گیا۔
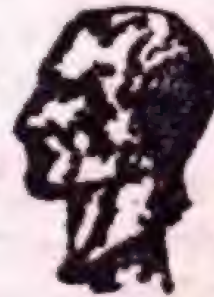
**قیمت** - بیشتر اقتصادی اور معاشی اصطلاح کے طور پر یہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں جس قدر کوئی شے قدر میں زیادہ ہوگی، قیمت میں بڑھ کر ہوگی انسانی اقتصادیات کے ضمن میں یوں بھی ہوتا ہے کہ جس چیز کی طلب جتنی زیادہ ہوگی اسی قدر اس کی قیمت اور قدر میں اضافہ ہوگا۔ بشرطیکہ طلب کے مقابلہ میں اس کی رسد یا سپلائی بکثرت اور فراوانی کے ساتھ نہ ہو۔ فارسی کا مقولہ ہے جس کے مصنف شیخ سعدی شیرازی ہیں "چیزے کہ بقامت کہتر بقیمت بہتر" جو چیز قد و قامت میں چھوٹی ہوگی قیمت میں زیادہ ہوگی۔ لیکن یہ مقولہ خاص خاص حالات میں صادق آتا ہے۔ نیز دیکھو قدر؛ قیمت۔

**قیمت مقرر کرنا** - غیر مناسب اتار چڑھاؤ کے تدارک کے لئے حکومت کی طرف سے قیمتوں کا مقرر کیا جانا۔ کسی خاص چیز کی فروخت کے سلسلے میں مقابلہ بازی کے نتائج سے بچنے کے لئے دو کاندارں یا تاجروں کا باہمی طور پر ایک مخصوص قیمت پر اتفاق رائے۔

**قیمتوں کا استحکام** Srabilisation قیمتوں کے استحکام کے مسئلے نے سنہ ۱۹۳۰ء اور ۱۹۳۶ء کے درمیانی اقتصادی اور معاشی انحطاط کے دوران میں بہت سی اہمیت حاصل کر لی اور ۱۹۳۳ء کی عالمی اقتصادی کانفرنس The World Economic Conference میں اسے زیر بحث لایا گیا مگر کوئی عملی نتائج مترتب نہ ہو سکے۔ عام حالات میں مالی یونٹ Mon-tary Unit ایک معلومہ قیمت کے حامل ہوتے ہیں جو سونے کے معیار پر مبنی ہوتی ہے اور قیمت کے استحکام سے اس کے مروجہ مفہوم کی رو سے مراد یہ ہوتی ہے کہ مالی یونٹ Monetary Unie مثلاً پونڈ، فرانک یا مارک کو سونے کے تعلق سے ایک متعین قیمت دی جائے اور اس قیمت کا اظہار ایک سکے کے دوسرے سکے میں زر تبادلہ کی شکل میں کیا جائے۔ سٹہ بازی کے عناصر اور سرمایہ کی نقل و حرکت نے قیمتوں کے استحکام کے مسائل کو مبہم بنا دیا ہے اور بعض ماہرین معاشیات کا خیال ہے کہ کوئی حقیقی استحکام اس وقت تک ممکن نہیں ہو سکتا جب تک کہ تبادلہ زر کی ہنگامی پابندیاں موجود ہیں۔ اور جب تک کہ گولڈ بلاک Gold Bloc کے سکے مؤثر طور پر قیمت میں اعتماد پذیر نہ ہو جائیں۔

# ک

**کابل** (Kabul) افغانستان کا دارالحکومت جو دریائے کابل پر واقع ہے۔ محل وقوع تخت شاہ نام کی پہاڑیوں کے دامن میں ہے۔ دہلی پایۂ تخت بھارت سے ساڑھے چھ سو میل شمال مغرب کو واقع ہے۔ کابل ایک قدیم اور بیشتر مٹی کے مکانات سے بنا ہوا شہر ہے لیکن ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے۔ تجارت اس کی پھلوں اور قالینوں پر مشتمل ہے۔ ۱۹۳۲ء میں یہاں ایک یونیورسٹی کا قیام عمل میں آیا۔ اور ایک فوجی تربیت کی اکادمی قائم کی گئی۔ اس شہر پر برطانوی قبضہ بھی ۱۸۳۹ء اور ۱۸۴۲ء میں ہوا تھا اس کے بعد پھر ۱۸۷۹ء میں انگریز جنرل رابرٹس نے قبضہ کر لیا تھا آبادی کوئی تین لاکھ کے قریب ہے۔

**کابینہ** (Cabinet) کابینہ سے مراد وزراء کی وہ جماعت ہے جس کا اندرونی حلقہ بشمول وزیر اعظم ملکی سیاست کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے۔ پاکستان جیسے چھوٹے ملک میں ہر وزیر کابینہ کا رکن ہوتا ہے مگر برطانیہ اور دوسرے بڑے ملکوں میں یہ ضروری نہیں کہ ہر وزیر کابینہ کا رکن ہو۔ یہاں یہ ذکر کر دینا بھی ضروری ہے کہ لفظ کابینہ دیسے کئی صدیوں سے رائج ہے مگر سرکاری دستاویزات میں یا برطانی آئین میں اس لفظ کو کوئی جگہ میسر نہیں تھی۔ بلکہ اس لفظ کا استعمال قانونی طور پر ۱۹۳۷ء سے شروع ہوا ہے۔ برطانوی کابینہ میں بلکہ ہر کابینہ میں سب سے ممتاز شخصیت وزیر اعظم کی ہوتی ہے اور وہی قیادت کا سزاوار سمجھا جاتا ہے مگر اس کا بھی بہت کچھ انحصار وزیر اعظم کی اپنی ذات پر ہے۔ بعض وزرائے اعظم باوجودیکہ وہ اپنے عہدہ کی فضیلت کے لحاظ سے ملک کے اولین شہری سمجھے جاتے ہیں۔ مگر ان کی شخصیت اس قدر بودی اور اتنی غیر مؤثر ہوتی ہے کہ وہ دوسرے شخص کے ماتحت معلوم ہوتے ہیں۔ بخلاف پارلیمنٹ کابینہ کی کارروائی خفیہ ہوتی ہے ۱۹۵۸ء میں مملکت پاکستان میں مارشل لا کی حکومت کے دوران میں، وزیر اعظم کا عہدہ ضروری نہ سمجھا گیا اور امریکی نمونے کی کابینہ بلائی گئی۔

امریکی زبان میں لفظ کابینہ سے مراد تمام حکومت لی جاتی ہے۔ یعنی کابینہ سے مراد صدر جمہوریہ اور سرکاری محکموں کے سربراہ ہیں حالانکہ یہ سربراہ نہ تو کانگریس کے ممبر ہوتے ہیں اور نہ ہی اس کے سامنے جوابدہ ہوتے ہیں امریکی اور برطانوی دستور میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ امریکی جمہوریہ کا صدر کابینہ سے صرف مشورے لیتا ہے۔ اور وہ بسا اوقات ان مشوروں کے خلاف عمل پیرا ہوتا ہے۔ برطانی دستور میں کابینہ کا سربراہ وزیر اعظم ہوتا ہے اور اور وہ اس کا پابند نہیں کہ کابینہ کے فیصلوں پر ضرور عمل پیرا ہو مگر اس کے باوجود برطانی کابینہ کی پالیسی عملاً مشترکہ ذمہ داری کی پالیسی ہوتی ہے۔

**کاٹو** (Cato) (۲۳۴ - ۱۴۹ ق۔م) روم کا ایک سیاست دان جو قرطاجنہ (Carthage) کا ازلی دشمن تھا اور اپنی ہر تقریر کو خواہ وہ دنیا کے کسی موضوع سے تعلق رکھتی ہو۔ ان الفاظ پر ختم کیا کرتا تھا "میں یہ بھی کہتا ہوں کہ قرطاجنہ کو نیست و نابود کر دینا چاہئے۔"

**کاجل** پیرافین، پٹرول اور تیل کو کم ہوا میں جلا کر اس سے دھواں پیدا کیا جاتا ہے۔ جسے ٹھنڈی سطح پر جما دیتے ہیں۔ اس دھوئیں میں کاربن کے نہایت باریک ذرات شامل ہوتے ہیں۔ یہی کاجل کہلاتا ہے جو بہت زیادہ صاف سیاہ اور نرم ہوتا ہے۔ اس سے سیاہ روغن بنایا جاتا ہے اور عام طور پر اسے چھاپے کی سیاہی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

ایک قسم کا کاجل جسے سُرمہ بھی کہتے ہیں بعض معدنیات کو پیس کر بنایا جاتا ہے۔ جو عموماً سیاہ اور بعض اوقات نیلے رنگ کا ایک نہایت باریک اور ملائم سفوف ہوتی ہے۔ اسی کاجل کو آنکھوں میں لگایا جاتا ہے۔ جو بینائی کے لئے مفید ہوتا ہے۔ ایک پہاڑی بوٹی ممیرا یا ممیری سے بھی ایک قسم کا کاجل تیار کیا جاتا ہے جو آنکھوں میں لگانے سے نظر کو بہت فائدہ پہنچاتا ہے

**کاڈ مچھلی کا تیل** (Cod Liver Oil) تیل، گھی مکھن وغیرہ روغن دار (Fats) چیزوں کے استعمال سے انسانی جسم میں چربی پیدا ہوتی ہے۔ جس کا کچھ حصہ روزانہ کام کاج انجام دینے کے لئے توانائی بہم پہنچاتا ہے۔ اور باقی حصہ بطور ذخیرہ جمع رہتا ہے۔ کاڈ مچھلی اور ہیلی بٹ (Halibut) مچھلی کے تیل بھی یہی خدمات انجام دیتے ہیں۔ ایک لحاظ سے یہ دونوں تیل باقی چربی پیدا کرنے والی اشیاء سے افضل ہوتے ہیں۔ کیونکہ مچھلی کا تیل پہلی جمع شدہ چربی کو استعمال میں لاتا ہے اور نئی چربی کو جمع کرتا ہے۔ اس طرح تمام جسم کی کایا پلٹ (Over-haul) دیتا ہے علاوہ ازیں اس میں حیاتین الف (A. D) اور D بھی بہت بڑی مقدار میں پائی جاتی ہیں۔

**کاربالک ایسڈ** Carbolic Acid کاربولائیہ جو کول تار سے کشید کیا جاتا ہے خالص قسم کا کاربولک ایسڈ ($C_6H_5OH$) بے رنگ کرسٹوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ جن کی شکل و صورت سوئی کی سی ہوتی ہے۔ اور جو فضا کے آبی بخارات کو اپنے اندر فوراً لے لیتے ہیں۔ ذائقہ دم گھونٹنے والا اور قدرے تیز ہوتا ہے۔ اور اس کی بو بڑی تیز اور مخصوص ہوتی ہے۔ بڑا طاقتور اور دخیل ہے اور خارجی اثرات کو جسم سے روکتا ہے۔ لیکن چونکہ اس کے خواص زہریلے ہوتے ہیں اس لئے انسانی اعتبار پر کچھ زیادہ استعمال نہیں کیا جاتا۔ کاربالک ایسڈ ایک بہت بڑا اور قوی مصفی عنصر ہے۔ اعلیٰ کاربالک صابن میں اس کا معتدبہ حصہ شامل ہوتا ہے۔

**کاربن** (Carbon) کوئلہ۔ ایک کیمیائی عنصر جو نہایت وسیع پیمانے پر مختلف شکلوں میں پایا جاتا ہے اس کا کیمیائی نشان انگریزی میں حرف سی (C) ظاہر کیا جاتا ہے اس کا ایٹمی وزن ۱۲ اور ایٹمی نمبر ۶ ہے۔ کچے کاربن کی عام شکلیں لکڑی کا کوئلہ، حیوانی کوئلہ سیاہ ہڈیاں چراغ کی سیاہی اور کوک (Coke) وغیرہ ہیں ان میں سے کوئی بھی خالص کاربن نہیں کہلا سکتی۔ کاربن گیریفائٹ اور ہیرے کے مختلف اقسام، ان کی مختلف کرسٹل شکلوں کے باعث ہوتے ہیں۔

کاربن کے مرکبات میں سے سب سے اہم کاربن ڈائکسائڈ (Carbon Dioxide) ہے جو ایک بے رنگ گیس ہوتی ہے اور اس کا ذائقہ تھوڑا سا ترش ہوتا ہے۔ جہاں کاربن کو ہوا کی کافی مقدار میں جلایا جاتا ہے تو وہاں کاربن ڈائکسائڈ پیدا ہو جاتی ہے۔ کاربن مانو آکسائڈ کاربن ڈائی سلفائڈ اور کاربن ہیلائڈز اس کے دوسرے مرکبات ہیں۔

**کاربن ڈائی آکسائڈ** (Carbon Dioxide) ایک گیس جو کاربن (کوئلہ وغیرہ) کو ہوا کی موجودگی میں تیز حرارت پہنچانے سے پیدا ہوتی ہے پودوں اور جانداروں کے خارج شدہ سانس میں بھی یہ گیس موجود ہوتی ہے یہ ہوا کے مقابلہ میں زیادہ کثیف (Dense) ہوتی ہے اس کی موجودگی میں آگ کا شعلہ بجھ جاتا ہے۔ چونے کا پانی اس کے اثر سے دودھ جیسا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ لیمن سوڈے وغیرہ کی بوتلوں میں یہ گیس خارجی دباؤ سے بھر دی جاتی ہے جس کی وجہ سے ان کا ذائقہ تیز اور خوشگوار ہو جاتا ہے۔

**کاربنکل** (Carbuncle) اصل میں ایک سرخ رنگ کے پتھر کا نام ہے جو شعلے کی مانند چمکتا ہے۔ یہ پتھر یاقوت کی قسم کا قیمتی پتھر ہوتا ہے۔ اور برازیل، جنوبی افریقہ، مڈغاسکر، ہندوستان اور سیلون میں ملتا ہے۔

مجازی طور پر ایک سرخ رنگ کے ناسور یا پھوڑے کو بھی کہتے ہیں جو بہت مشکل سے اچھا ہوتا ہے وہ پھوڑا جو ذیابیطس کی بیماری کی انتہائی حالت میں ہوتا ہے۔ بالعموم لا علاج ہوتا ہے۔ اس کا طبی نام بھی کاربنکل ہی ہے۔

**کاربونیٹ** (Carbonate) مختلف دھاتوں کے وہ مختلف مرکبات ہیں جو روزمرہ کی ضروریات کپڑا، کاغذ، صابن، شیشہ، چونا وغیرہ بنانے کے کام آتے ہیں۔

دھات کے آکسائڈ یا ہائڈرو آکسائڈ کے محلول میں کاربن ڈائی آکسائڈ گزارنے سے اسی دھات کا کاربونیٹ حاصل ہوتا ہے مثلاً امونیا دھات سے امونیا کاربونیٹ۔

سوڈیم، پوٹاشیم کے کاربونیٹ اور دوسری دھاتوں کے کاربونیٹ بھی اسی طریقے سے حاصل کئے جاتے ہیں۔

میگنیشیم کاربونیٹ دوائیوں میں لگانے کے کام آتا ہے۔ کیلشیم کاربونیٹ چونا بنانے اور مکانات کی تعمیر کے کام آتا ہے اور چونے کے پتھر، چاک اور سنگ مرمر وغیرہ میں پایا جاتا ہے۔

سوڈیم کاربونیٹ صابن اور شیشہ وغیرہ بنانے کے کام آتا ہے۔

**کاربوہائیڈریٹ (Carbohydrates)**: آکسیجن ہائیڈروجن اور کاربن کا مرکب۔ کیمیاوی اشیاء کا ایک طبقہ جس کی ترکیب کاربن ہائیڈروجن اور آکسیجن سے ہوتی ہے۔ یہ اشیاء خوراک کا جزو ہوتی ہیں اور ان سے جسم کے اندر توانائی اور حرارت پیدا ہوتی ہے۔ نشاستہ اور شکر میں یہ اشیاء بکثرت موجود ہوتی ہیں۔

**کارپوریشن (Municipal Corporation)**
جس طرح چھوٹے شہروں میں میونسپل بورڈ ہوتے ہیں۔ اسی طرح بہت بڑے شہروں میں جن کی آبادی لاکھوں افراد پر مشتمل ہوتی ہے۔ کارپوریشن ہوتی ہے مثلاً پاکستان میں لاہور کراچی اور ڈھاکہ میں ایسی کارپوریشنیں قائم ہیں۔

اس کا افسر اعلیٰ چیف ایگزیکٹو افسر کہلاتا ہے صدر کو میئر اور ارکان کو کونسلر کہتے ہیں۔

کونسلروں کی چھوٹی چھوٹی کمیٹیاں بنا کر ہر کمیٹی کو علیحدہ علیحدہ محکمے سپرد کر دیے جاتے ہیں اور ان کے جملہ فرائض اور ذمہ داریاں وہی ہوتی ہیں جو میونسپل بورڈ کے ارکان کی ہوتی ہیں۔ اور جن کا تفصیلی ذکر میونسپل بورڈ کے عنوان کے تحت اس کتاب میں کسی دوسری جگہ آچکا ہے۔

کارپوریشن کا انتخاب عموماً تین سال کے بعد ہوتا ہے میئر اور نائب میئر بھی ارکان میں سے ہی منتخب ہوتے ہیں اور ہر سال ان کا نیا انتخاب ہوتا ہے۔

میونسپل کمیٹی اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے مقابلہ میں کارپوریشن کے اختیارات زیادہ وسیع ہوتے ہیں۔

کارپوریشن یا ریاستہائے متحدہ امریکہ میں ایسے مختلف لوگوں کے گروہ کو بھی کہتے ہیں جو مروجہ قوانین کے مطابق آپس میں اشتراک عمل کرتے ہیں اور جائز طور پر ایک نئی قانونی ہستی کی تخلیق کرتے ہیں جس اس نوساختہ جماعت کے حقوق و فرائض اس کے اراکین کے انفرادی حقوق و فرائض سے مختلف ہوتے ہیں۔ عدالت عالیہ نے کارپوریشنوں کو قانونی جماعتیں قرار دیا ہے اور اس طرح دستور کے مطابق انہیں وہی تحفظ حاصل ہے جو عام انسانوں کو ہوتا ہے۔

میونسپل کارپوریشنوں کے سپرد تعلیم، صفائی، پانی کی بہم رسانی، سڑکوں کی تعمیر، حفظان صحت وغیرہ جیسے امور ہوتے ہیں۔ اور اس قسم کی کارپوریشن مقامی حکومت خود اختیاری کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ (نیز دیکھو بلدیہ، میونسپل بورڈ)

**کارپیتھین (Carpathians)** وسطی یورپ میں جنگلات سے ڈھکا ہوا ایک سلسلہ کوہ جس کی لمبائی ۸۰۰ میل کے قریب ہے۔

**کارتھیج (Carthage)** یا قرطاجنہ۔ شمالی افریقہ کا ایک نہایت متمول اور طاقتور فنیشی شہر جو خلیج تیونس پر واقع تھا اور موجودہ شہر تیونس سے دس میل شمال میں تھا۔

بقول مورخین اس شہر کی بنیاد صور کے فنیشی نوواردوں نے رکھی تھی اور اس کی ابتداء کا زمانہ قبل از ولادت مسیح کا ہے۔ رومنوں کے اس شہر کو تباہ کرنے سے پیشتر اس کی آبادی سات لاکھ کی بتلائی جاتی ہے زمانہ قدیم میں یہ شہر اپنی تجارت اور طاقتور بحری بیڑے کے لئے مشہور تھا۔ اس کی افواج مال غنیمت کے شیدائیوں پر مشتمل تھیں مگر اپنی سابقہ شان و شوکت کے باوجود کارتھیج آج ایک قریہ سے کچھ ہی زیادہ ہے۔

**کارتھیوزین (Carthusians)۔ کیتھولک** عیسائیوں کی رہبانیت کے سلسلوں میں سے وہ سلسلہ جس کی بنیاد مقدس برونو نے رکھی۔ بارھویں صدی عیسوی میں اس سلسلہ کا ایک ادارہ انگلستان میں بھی قائم ہوا اور مشہور ہیں ان کی مشہور خانقاہ بنام چارٹرہوس لندن میں تعمیر ہوئی۔ اس سلسلہ کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کا ہر ممبر خاموشی کی زندگی بسر کرتا ہے۔ وہ آپس میں دن میں دو بار اور رات کو ایک بار صرف گرجے میں ملتے ہیں اور باقی وقت اپنی اپنی علیحدہ رہائش کا ہوں میں بند رہتے ہیں ان کا لباس سفید چوغہ، سفید صدری اور سر پر سفید ہی رومال ہوتا ہے۔ اس لئے یہ بھی وائٹ فرائرز (White Friars) یعنی سفید برادری کہلاتی ہے۔ یہ راہب ایک خاص قسم کی لذیذ شراب کے موجد ہیں جس کو ان کی خانقاہ کے نام پر چارٹریوس کہتے ہیں اس شراب کا نسخہ صرف انہیں لوگوں کو معلوم ہے۔ شراب کی فروخت سے خانقاہ کو گراں قدر آمدنی ہوتی ہے۔

**کارٹل۔ (Cartel)** چیزوں کی قیمتیں طے کرنے کے لئے اور قیمتوں کا توازن قائم رکھنے کے لئے کارخانے والوں کی متحدہ انجمن یا معاہدہ۔

۲۔ فرانس کی مختلف پارٹیوں کی سیاسی گروہ بندی۔

۳۔ متحارب ممالک کے درمیان جنگی قیدیوں کے متعلق معاہدہ۔

۴۔ نیز مبارزت نامہ اور تحریری دعوتِ مبارزت۔

**کارٹون۔ (Cartoon)** (۱) کسی نقش یا ڈیزائن کا اصل قد نمونہ جس کے مطابق اتنا ہی لمبا چوڑا نقش کسی دیوار یا پردہ پر یا پچی کاری میں بنایا جانا مقصود ہو۔ انگلستان میں ساؤتھ کنسنگٹن میوزیم میں مشہور نقاش رافیل کے نقش کردہ سات کارٹون دنیا میں بہترین خیال کئے جاتے ہیں۔ اس نقاش نے ایسے دس نقش بنائے تھے لیکن صرف یہی سات محفوظ رہ گئے تھے، جو شاہ چارلس اول کے لئے خرید لئے گئے تھے۔

(۲) کسی سیاسی نکتہ یا ہجو کے نقش کرنے کے عمل کو بھی کارٹون کہتے ہیں۔ کسی سیاسی یا ملکی عہدہ دار کی کسی خامی کو بذریعہ نقش بڑھا چڑھا کر منظر عام پر لانے کا نام بھی کارٹون ہی ہوتا ہے۔ اس نقش سے ایک لطیف پیرائے میں اس شخص کا مضحکہ اڑانا مقصود ہوتا ہے۔ کارٹون دراصل کیری کیچر (Caricature) ہی کی ایک قسم ہوتا ہے۔ موجودہ زمانے میں کارٹون ہر اخبار یا رسالے کا ایک لازمی جزو ہوتا ہے۔

**کارخانہ آب رسانی (Water Works : Water Supply Station)**

کثیر آبادی والے رقبوں کے لئے پانی کی بہم رسانی کا انتظام۔ کم آبادی والے اور پسماندہ علاقوں کے لئے قدرتی چشموں، پنگھٹوں اور کنوؤں سے مدد لی جاتی ہے۔ مگر شہری ذرائع آب رسانی کے لئے عمیق مصنوعی کنوئیں، ذخیرہ ہائے آب ہوتے ہیں۔ یہ ذخیرہ ہائے آب بیشتر وسیع نہر، جھیلوں یا نشیبی وادیوں سے حاصل کئے جاتے ہیں چنانچہ ان جگہوں سے پانی پائپوں اور نالیوں وغیرہ کے ذریعہ لے جایا اور پہنچایا جاتا ہے۔ جہاں پانی کے ذخائر کو منتقل کر کے انہیں صاف شفاف کیا جاتا ہے اور پھر اسے شہریوں کی ضرورت کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ وہ جگہ واٹر ورکس یا کارخانہ آب رسانی کہلاتی ہے۔ پھر اس کارخانے سے پانی کو شہر یا قصبہ کے گھروں میں نالیوں وغیرہ کے ذریعہ پہنچایا جاتا ہے۔ پاکستان کے سابق دارالحکومت کراچی میں قابل استعمال پانی کی قلت کے پیش نظر دریائے سندھ سے مستقل پانی کا ذخیرہ لایا جا رہا ہے اور اس اسکیم پر لاکھوں کروڑوں روپیہ خرچ ہوا ہے۔

لندن کی آب رسانی دریائے ٹیمز (Thames) سے ہوتی ہے۔

**کارخانہ دار (Manufacturer)** کوئی شخص یا کاروباری ادارہ جو کسی کارخانے، مل یا فیکٹری وغیرہ کے ذریعے کچے مال کو مکمل اشیاء میں تبدیل کرنے یا کچے مال کو مکمل اشیاء کی شکل سے قریب تر کرنے میں مصروف ہو۔ مزدوروں اور مشینوں کی مدد سے کارخانے دار کچے مال کو ایسی چیزوں میں تبدیل کرتے ہیں جن کی انسان کو ضرورت ہوتی ہے۔ عموماً یہ تبدیلی مختلف منازل طے کرنے کے بعد عمل میں آتی ہے۔ مثلاً کپاس کو پہلے صاف کرنا پڑتا ہے، پھر اس کا دھاگہ بنایا جاتا ہے اس کے بعد دھاگوں کو بن کر کپڑا تیار کیا جاتا ہے۔ تب کہیں جا کر پوشاک بنتی ہے۔ موٹر کار کی باڈی بنانے کے لئے پہلے یہ کرتے ہیں کہ پگھلا کر سیل مٹی دور کی جاتی ہے۔ پھر اس میں سے فولاد بنایا جاتا ہے۔ اس کے بعد فولاد کی چادریں بنتی ہیں اور تب ان چادروں کو مشینوں میں دبا کر باڈی کے حصے بنتے ہیں۔ شروع میں کارخانے ایسے مقامات پر قائم کئے جاتے تھے جہاں انہیں چلانے کے لئے ایندھن، کوئلہ، تیل وغیرہ دستیاب ہو سکے۔ گذشتہ دور تک کارخانے عموماً کوئلہ کی کانوں کے نزدیک بنائے جاتے تھے۔ لیکن پانی سے بجلی پیدا ہونے کے بعد اب یہ ممکن ہو گیا ہے کہ دور دراز مقامات پر بھی کارخانے قائم کئے جا سکتے ہیں۔

کارخانہ دار عوام کی ضروریات کے لحاظ سے مصنوعات تیار کرتا ہے۔ کیونکہ اس کا کام نہ صرف مال تیار کرنا بلکہ اسے فروخت کرنا بھی ہوتا ہے۔ اسے اپنا کام، کارکردگی کے حسن طریق سے انجام دینا پڑتا ہے۔ جس کا انتظام جتنا زیادہ ہوگا اتنا ہی کثیر منافع حاصل کیا جا سکے گا۔ کارخانوں کے متعلق قوانین کی پابندی بھی لازمی ہے۔ مزدوروں کے رہن سہن، حفظانِ صحت کے اصولوں، روشنی، تازہ ہوا وغیرہ تمام امور کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ یہ بھی بندوبست کرنا ہوتا ہے کہ مشینوں اور اوزاروں کے اردگرد حفاظت

کے بڑے جنگلے بنے ہوں تاکہ قلی وغیرہ حادثات کا شکار نہ ہونے پائیں۔

کارخانے دار اپنا مال یا تو ملکی ضرورت کے لیے تیار کرتے ہیں یا پھر اُسے بیرونی ممالک میں بھیجتے ہیں۔ کارخانوں سے اکثر صنعتی مال خرید کر چھوٹے دوکاندار دوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

**کارخانہ شراب** (Brewery) بریو انگریزی میں شراب کشید کرنے کے عمل کو کہتے ہیں اور بریوری وہ جگہ ہے جہاں شراب کشید کی جاتی ہے۔ شراب کشید کرنے کے لئے اناج کو پانی میں بھگو دیا جاتا ہے۔ جب اس میں خمیر اُٹھ آتا ہے تو اس کو لاہن کہتے ہیں۔ اسی لاہن سے عمل کشید کے ذریعے عرق شراب حاصل کرتے ہیں۔ پاکستان میں صرف ایک ہی بریوری ہے جو مری میں ہے اس میں دیسی اور انگریزی قسم کی شرابیں کشید کی جاتی ہیں۔

**کارخانہ گولہ بارود۔** (Munition Factory) سامانِ حرب بیشتر گولہ بارود اور دوسرے آلاتِ حرب پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس قسم کے سرکاری کارخانے کم و بیش دنیا کے تمام ممالک میں ہوتے ہیں۔ بلکہ آلات حرب کے لئے برطانیہ میں وزارت آلات حرب (Ministry of Munitions) بھی موجود ہے۔ چنانچہ پہلی جنگ عظیم کے دوران ۱۹۱۵ء میں لائڈ جارج اس کے پہلے وزیر تھے اور آلات حرب کی سپلائی کا کام اسی وزارت کے ذریعہ پورا کرتا تھا۔

پاکستان میں آلات حرب اور گولا بارود کے سرکاری کارخانے متعدد مقامات پر کھل چکے اور کھل رہے ہیں اور سرو سامان کی تیاری میں مصروف ہیں۔ گو ابھی تک یہ مملکت ولایتی اور امریکی آلات حرب اور یورپی سرو سامان کی درآمد سے مستغنی نہیں ہوئی۔

**کارخانے (فیکٹریاں)** (Factories) کارخانے یا فیکٹریاں مختلف قسم کی مصنوعات کے لئے ہوتے ہیں، جیسے کہ کارخانے کیمیائی اشیاء، کے کپڑے کے کارخانے صنعت و حرفت کے کارخانے، زرعی آلات کے کارخانے آلات حرب کے کارخانے، جہازی سرو سامان کے کارخانے وغیرہ وغیرہ کم و بیش دنیا کے تمام ترقی یافتہ ملکوں میں موجود ہیں۔ دور حاضر میں جس قدر کسی ملک میں کارخانے زیادہ ہوں گے اسی قدر اس کے تموّل اور ترقی میں اضافہ ہوگا

**پاکستان صنعتی ترقیاتی کارپوریشن (پی۔ آئی۔ ڈی۔ سی)** (Pakistan Industrial Development Corporation) پاکستان کے طول و عرض میں مختلف قسم کے کارخانے کھول رہی ہے۔ ترقی پذیر ممالک اُن تمام مصنوعات اور اشیاء کے لئے کارخانے کھولنے کی کوشش میں رہتے ہیں۔ جن کی ملک کی آبادی کو ضرورت ہو۔ مشرقی پاکستان میں پٹ سن کے کارخانے ملکی تموّل میں اضافہ کا باعث ہو رہے ہیں۔ کارخانوں کی بدولت کسی ملک کے برآمدات (Export) میں بھی اضافہ ہوتا ہے اور جس قدر برآمدات زیادہ اور درآمدات کم ہوں گے۔ اسی قدر ملکی سرمایہ ملک میں محفوظ رہے گا اور قومی تموّل عروج پر ہوگا۔ ہر ترقی یافتہ ملک میں مزدوروں کی ترقی خوشحالی، کارکردگی اور آسائش کی خاطر فیکٹری ایکٹ (کارخانہ جات کے قوانین) بھی نافذ ہیں۔

**کاردار عبدالحفیظ** دیکھو عبدالحفیظ کاردار)

**کارڈورائے** (Corduroy) ایک سوتی کپڑا جس پر مخمل کی قسم کی رُو ہوتی ہے۔ لیکن یہ رُو بہت عمیق اور نامعلوم سی ہوتی ہے اور اس کو اس طرح سے قطع کیا جاتا ہے کہ کپڑے کے تانے کے رُخ لمبی لمبی ابھری لکیریں سی اس طرح رونما ہو جاتی ہیں جس طرح ہل چلے کھیت کے سیاڑ۔

یہ کپڑا پاکستان کے بازاروں میں اسی نام سے بکتا ہے اور جرمنی انگلینڈ اور امریکہ سے درآمد کیا جاتا ہے اس کے متعدد رنگ ہوتے ہیں۔ اور یہ کوٹ یا پتلون بنانے کے لئے ایک محبوب ترین پارچہ ہے۔ یہ کپڑا اگرچہ مغربی ممالک سے درآمد کیا جاتا ہے لیکن دراصل وہ اہل مصر کی ایجاد ہے جو اس کو ہاتھ سے بنا کرتے تھے۔ یہ اُن کاریگروں کی کاریگری کا نمونہ ہے جو کعبہ کا غلاف بنتے ہیں۔ اس نام کا صحیح تلفظ وہی ہے جو اوپر درج ہوا ہے۔ بازار میں بسا اوقات، غلط سلط بولتے ہیں۔

**کارڈینل۔** (Cardinal) کیتھولک مسیحی فرقہ کے

کلیسا میں پادریوں کے سب سے اونچے درجے کا نام۔ کلیسا میں کل ۷۰ کارڈینل ہیں جن میں سے چھ بشپ یعنی لاٹ پادری ہوتے ہیں۔ ۵۰ کارڈینل اپنے اپنے کلیسائی حلقے کے نگران ہوتے ہیں اور اس حیثیت سے ان کو ڈیکن کہتے ہیں۔ کارڈینل بڑے بڑے گرجوں کے انچارج ہوتے ہیں اور اس شعبے کے کارڈینل آگے تین درجوں میں منقسم ہوتے ہیں۔ کارڈینل کے مخصوص لباس میں مندرجہ ذیل چیزیں شامل ہیں۔ سرخ رنگ کا چغہ ایک جیکٹ کا ایک چھوٹا سا ارغوانی رنگ کا چغہ ایک تکی چوٹی والی سرخ رنگ کی ٹوپی جس کا پھندنا اور رسی بھی ہوتی ہے۔ یہ تمام تر قدیم مشرقی نہ ہبانہ لباس ہے۔

**کارسیکا** (جزیرہ) (Corsica) بحیرۂ روم کا ایک جزیرہ جو ۱۷۶۸ء سے فرانس کی حکومت سے ملحق ہے اس کی لمبائی ۱۱۰ میل اور چوڑائی ۵۰ میل ہے۔ رقبہ ۳۳۶۷ مربع میل اور آبادی ۲ لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔ زیادہ تر حصہ پہاڑی ہے جو جنگلات سے ڈھکا ہوا ہے سب سے بڑا شہر بھی اسی نام کا ہے جہاں نپولین پیدا ہوا تھا۔ ماہی گیری لوگوں کا عام پیشہ ہے۔ اجاکسیو (Ajaccio) صدر مقام ہے۔

**کارفو** (جزیرہ) (Corfu) جزائر آئی اونین (Ionian) کا سب سے شمالی جزیرہ جو ساحل البانیہ کے بالکل مقابل ہے۔ اس کی لمبائی ۴۰ میل اور چوڑائی ۴ سے ۱۸ میل تک ہے۔ ۱۸۱۵ء سے ۱۸۶۴ء تک برطانیہ کے زیر تسلط رہا۔ ۱۹۲۳ء میں اسے اطالیہ نے قبضہ کر لیا تھا۔ خوبصورت شاداب اور زرخیز جزیرہ ہے یہاں زیتون کی پیداوار بہت ہوتی ہے اس کے سب سے بڑے قصبہ کا نام بھی یہی ہے۔ کارفو کی کل آبادی سوا لاکھ کے قریب ہے۔

**کارک** (Cork) ایک قسم کا بلوط کا درخت جو ہمیشہ سرسبز رہتا ہے اس کی چھال کارک کہلاتی ہے اس سے عام طور پر بوتلوں کے ڈھکنے وغیرہ بنائے جاتے ہیں۔

کارک کی ابتدا پرتگال سے ہوئی جہاں وسیع پیمانہ پر ان درختوں کے جنگلات ہیں۔ یہ درخت وسطی یورپ اور شمالی افریقہ میں بھی پائے جاتے ہیں۔

جب درخت کا چھلکا خشک ہو جائے تو اسے



ایک خاص قسم کے کلہاڑے سے اتار کر گرم پانی میں ابالا جاتا ہے جس سے وہ چپٹا ہو جاتا ہے اور اس کی تہیں بن جاتی ہیں پھر اسے کوٹ کر دھوپ میں خشک کر لیا جاتا ہے۔ بعد ازاں فیکٹریوں میں اس سے مختلف قسم کی چیزیں بنتی ہیں۔

**کارلائل** (Carlyle) مصنف ۱۷۹۵ء میں سکاٹ لینڈ کے ایک گاؤں میں پیدا ہوا۔

تھامس کارلائل چودہ برس کی عمر میں ایڈنبرا یونیورسٹی میں داخل ہوا اور ریاضی میں امتیاز حاصل کیا پھر مذہبی علوم میں دسترس حاصل کی۔ اول اول معلمی کا پیشہ اختیار کیا مگر بعد میں معلمی اور پادریت کو چھوڑ کر ایڈنبرا چلا گیا اور وہاں ایک انسائیکلو پیڈیا ترتیب دینا شروع کیا پھر جرمنی سے تراجم کرنے شروع کئے اور مختلف رسائل کے لئے تنقیدات لکھیں۔

۱۸۳۴ء میں لندن منتقل ہوا اور اپنی شہرۂ آفاق تصنیف انقلاب فرانس ۱۸۳۷ء میں لکھی۔ ۱۸۴۱ء میں اس کی مشہور کتاب ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ Hero & Worship (Hero) زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔ ۱۸۴۳ء میں ماضی اور حال نام کی کتاب بھی ۱۸۴۵ء میں اولیور کرامول کی تحریریں اور تقریریں شائع ہوئیں ان تصانیف کے علاوہ کارلائل کی اور بھی متعدد کتابیں ہیں۔

۱۸۸۱ء میں انتقال کیا۔

**کارملی** رومن کیتھولک فرقے کے راہبوں کا ایک سلسلہ جو کوہ کارمل میں سکونت پذیر ہے۔

اس فرقے کا آغاز بارہویں صدی عیسوی میں ہوا اس کا خصوصی عقیدہ یہ ہے کہ انتہائی افلاس کی زندگی بسر کی جائے۔ گوشت خوری ان میں سخت ممنوع اور دربند گھر طرز زندگی ان کا خاص شیوہ ہے۔ ہمیشہ عبادت کرتے رہتے ہیں۔ پوپ انوسینٹ چہارم نے ان کے سخت ضابطہ کو قدرے نرم کیا اور ان کی پوشاک میں بھی تبدیلی کی۔ ان کا موجودہ لباس بھورے رنگ کے چوغے پر

سفید رنگ کا جامہ ہے۔ اس سفید جامہ کی وجہ سے ان کو (وائٹ فرائرز) یعنی سفید برادری کہتے ہیں۔ برخلاف گرے فرائرز یعنی سفید برادری اور بلیک فرائرز یعنی سیاہ برادری کے کہ ان کا لباس خاکی اور سیاہ رنگ کا ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں عورتوں کا بھی ایک الگ فرقہ ہے۔

## کارنیگی، اینڈریو، (دیکھیو اینڈریو کارنیگی)

## کارنیلیس جسٹس اے آر

پاکستان کے چیف جسٹس

کیم مئی ۱۹۰۳ء کو آگرہ میں پیدا ہوئے ۱۹۲۲ء میں الہ آباد کے میور سنٹرل کالج سے بی۔ اے۔ سی کا امتحان امتیازی حیثیت سے پاس کیا۔ اور اپنی ذہانت کے صلے میں متعدد انعامات حاصل کئے ۱۹۲۴ء میں ان کا انتخاب انڈین سول سروس کے لئے ہوا۔ سیلون کالج کیمبرج میں دو سال کی تربیت کے بعد ۱۹۲۶ء میں انڈین سول سروس میں باقاعدہ شامل ہوئے اور پنجاب میں اسسٹنٹ کمشنر مقرر ہوئے ۱۹۲۸ء میں انکی خدمات عدلیہ کے سپرد کر دی گئیں ابتدا ۱۹۲۹ء میں اور اس کے بعد امرتسر، لاہور اور پنجاب کے متعدد دوسرے اضلاع میں ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کے عہدہ پر عدلیہ کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ۱۹۴۳ء میں لاہور ہائی کورٹ کے جج مقرر ہوئے۔

مسٹر جسٹس کارنیلیس قیام پاکستان کے بعد کچھ عرصہ لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس رہے اور ۱۹۵۱ء میں فیڈرل کورٹ آف پاکستان کے جج مقرر کئے گئے ۱۹۶۰ء میں اس عدالت کے چیف جج مقرر ہوئے۔ کھیلوں کے بڑے شائق اور پاکستان کرکٹ کنٹرول بورڈ کے بانی ہیں۔

## کارنیوال، جشن، میلہ یا عید

رومن کیتھولک عیسائی حلقوں میں لینٹ یعنی ایام صوم کے آغاز سے تین دن پیشتر منائی جاتی ہے جیسا کہ اہل اسلام کی عید کے برعکس روزوں کے اختتام پر منائی جاتی ہے اس عید کے موقع پر عیسائی لوگ بہت جوش و خروش سے خوشیاں مناتے ہیں، سوانگ بھرتے اور ایک دوسرے سے مذاق کرتے ہیں۔ بعینہ جس طرح اسی موسم میں ہندو لوگ ہولی مناتے ہیں اس تہوار کا صحیح مفہوم معلوم کرنے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ ایسٹر کا تہوار جو عیسائی مذہب کے عقیدہ کے مطابق حضرت مسیحؑ کے مرکر زندہ ہونے کی یاد میں منایا جاتا ہے ۲۲ سے ۲۵ اپریل کے دوران میں پڑتا ہے اور اس سے پیشتر ہر دن لینٹ یعنی روزوں کے ہوتے ہیں جن کے تین دن پیشتر کارنیوال منایا جاتا ہے موجودہ زمانے میں یہ تہوار اپنی سابقہ عظمت اور شان سے صرف اٹلی کے شہروں میں منایا جاتا ہے۔ چنانچہ تمام ناٹس وائن گلی میں پھولوں سے جنگ بھی کی جاتی ہے۔

فی زمانہ یہ جشن دنیاوی اغراض سے بھی منائے جانے لگے ہیں۔ اس قسم کی نمائش اکثر کاروبار مقاصد کی جاتی ہیں۔ اور تمام خانے اور لاٹری کے سٹال لگائے جاتے ہیں۔

## کارواں یہ قافلہ۔ تاجر لوگوں کا سفری گروہ

قدیم زمانے میں سوداگر اکیلے دکیلے سفر نہیں کر سکتے تھے بلکہ ڈاکہ کے خوف سے اکثر ٹولیوں میں سفر کرتے تھے۔ قافلہ کے تمام لوگ مسلح اور ایک سردار کے ماتحت ہوتے تھے جس کو قافلہ سالار یا امیر کارواں کہتے تھے۔

جس جگہ یہ لوگ بسیرا لیتے تھے اس جگہ کو کارواں سرائے کہا جاتا تھا۔

## کاروباری آداب

فرموں کے مالکوں اور ڈائریکٹروں کو اپنے گاہکوں سے آنا ملنا جلنا چاہیئے۔ گاہکوں کو یہ احساس ہو جائے کہ مالک یا ڈائریکٹر ملاقات سے بچتا ہے اور اپنے ماتحتوں کے ذریعہ کام نکالنا چاہتا ہے تو ایسی فرم خود اپنے نقصان کا باعث ہوگی۔ اس لئے کہ کئی اچھے گاہک براہ راست مالکوں اور ذمہ دار افسروں سے بات چیت کرنا چاہتے ہیں اور ماتحتوں سے لین دین کرنا پسند نہیں کرتے۔ نیز گاہکوں کو ذرہ ذرہ سی باتوں کے لئے مالک یا ڈائریکٹر کو زحمت نہیں دینی چاہیئے۔ اگر ان کا کام ماتحت ملازمین انجام دے سکیں تو حتی الامکان انہیں سے معاملہ کر لینا چاہیئے۔

دوسروں کے کاروباری دفتروں یا کارخانوں میں تمباکو نہیں پینا چاہیئے۔ تاوقتیکہ منیجر خود سگرٹ نوشی کی دعوت نہ

سے دفتر کی دیواروں پر مختلف قسم کے نعرے کاغذ پر چسپاں کر کے نہیں لگانے چاہئیں۔ یہ بدذوقی کی دلیل ہے۔ ٹیلیفون آپریٹر کو بار بار دق نہیں کرنا چاہئے۔ اس کے ساتھ نرمی اور تحمل سے گفتگو کرنی چاہئے۔

مالکوں کو کوئی ایسا فعل نہیں کرنا چاہئے جو وہ اپنے ماتحت ملازمین میں دیکھنا ناپسند کرتے ہوں۔ اپنے ماتحتوں سے خوش اخلاقی سے پیش آؤ مگر ان سے بے تکلفی نہیں ہونی چاہئے۔ اس سے رعب جاتا رہتا ہے اور دفتر کا نظام بگڑ جاتا ہے۔ پابندیٔ وقت اور متانت کا خیال رکھو۔

ماتحت ملازمین کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ وہ مالک کی عدم موجودگی میں کوئی ایسا فعل نہ کریں جو اس کے ہوتے ہوئے خود ناپسند کریں۔

ٹائپ کرنے والی لڑکیوں سے چھیڑ چھاڑ یا ہنسی مذاق کی باتیں نہیں کرنی چاہئیں کیونکہ دفتر کام کرنے کی جگہ ہے نہ کہ دل لگی کی۔

باہر سے جس قدر ڈاک آئے اس کا جواب حتی الامکان اسی روز لکھ دینا چاہئے۔

## کاروباری چکر (Business Cycle)

اقتصادی بعد معاشی اصطلاح ہے۔ جب کاروبار میں ایک وقت میں ارتقاء اور خوشحالی ہو اور دوسرے وقت میں تنزل رونما ہو اور یہ سلسلہ یکے بعد دیگرے جاری رہے تو اسے کاروباری چکر (Business Cycle) کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یہ چیز نظام سرمایہ داری کا خاصہ ہوتی ہے اور موجودہ عالمی حالات کے ماتحت اس سے کلّی خلاصی کا امکان نہیں ہے۔ اس دور یا چکر کی تشکیل کچھ غیر متناسب سی ترقی ہے کیونکہ اقتصادی اور معاشی حالات شاذ و نادر ہی سابقہ نقطہ یا معیار پر صحیح طور پہنچتے ہیں۔

## کاروباری خطوط نویسی (Commercial Correspondence)

کاروباری خطوط عمدہ قسم کے کاغذ پر ٹائپ کر کے بھیجنے چاہئیں۔ اگر سرنامہ چھپا ہوا نہ ہو تو اوپر فرستندہ کا پورا نام اور پتہ لکھنا چاہئے اور نیچے بائیں جانب مکتوب الیہ کا پورا نام اور پتہ درج کرنا چاہئے۔ جناب من، مکرم، محترم یا اس قسم کے مناسب تعظیمی الفاظ سے خطاب کرنا چاہئے۔ تحریر کرنے سے پہلے نفس مضمون سوچ لینا چاہئے کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ خط مختصر، جامع اور کم از کم الفاظ میں ہونا چاہئے اگر مکتوب الیہ کے ذمہ کچھ بقایا نکلتا ہے تو نرمی اور ادب سے اس کو مطالبہ کرنا چاہئے۔ خط کا مضمون مختصر ہو تو سطروں کے درمیان فاصلہ چھوڑ دینا چاہئے۔ آغاز اور انجام اچھے خوشنما الفاظ کے ساتھ ہونا چاہئے۔ خط اچھے خوشنما لفافے میں بند کر کے بھیجنا چاہئے۔ لفافوں پر اپنا پتہ چھپا ہوا ہو تو بہتر ہے۔

## کاس (جزیرہ) (Cos)

بحیرۂ ایجیئن میں ایک جزیرہ جہاں بقراط Hippocrates اور اپلیس Apelles پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۲ء میں ترکوں سے اطالیہ کے قبضہ میں آیا۔ رقبہ ۱۱۰ مربع میل کے قریب ہے اور آبادی ۲۰ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ جس میں زیادہ تر لوگ یونانی نسل کے ہیں۔

## کاسٹاریکا (Costa Rica)

وسطی امریکہ کی ایک مختصر سی کوہستانی جمہوریہ جو بحیرۂ کیریبین اور بحر الکاہل کے مابین واقع ہے۔ شمال میں نکاراگوا اور جنوب میں پاناما واقع ہیں۔ زراعت یہاں کا اکثریت کا پیشہ ہے۔ قہوہ، کیلا اور کوکو یہاں کی خاص پیداوار اور برآمدات ہیں۔ نظم و نسق کی خاطر اسے سات صوبوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ دارالحکومت اس کا سان جوس SanJcose ہے اور مشہور بندرگاہ لیمان Leman ہے۔ رقبہ اس کا ۲۳ ہزار مربع میل کے قریب اور آبادی پانچ لاکھ کے لگ بھگ ہے۔ ہسپانوی زبان اس جمہوریت کی ملکی اور قومی زبان ہے۔

## کاسٹر آئل (Castroil)

ارنڈی کا تیل ایک قسم کی گھریلو دوا ہے۔ جو قبض کی حالت میں بچوں اور بڑوں دونوں کے لئے یکساں مفید ہے۔ بچوں کو ایک یا آدھا چمچہ بھر دیا جاتا ہے۔ چونکہ اس کی بو بہت ناگوار سی ہوتی ہے۔ اس لئے بچوں کو یہ تیل دیتے وقت اس میں تھوڑا سا نارنگی کا عرق شامل کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ اس کی بو زائل ہو جائے۔ تیل نارنگی کے عرق کی دو تہوں کے درمیان ہونا چاہئے۔

جلے ہوئے اور ایسے زخموں پر جو مسلسل بستر پر پڑے رہنے سے پیدا ہو جاتے ہیں، ارنڈی کا تیل لگانا مفید ہے۔

آنکھ میں کوئی چیز پڑ جائے اور جلن محسوس ہو تو ارنڈی کا تیل ایک بوند ٹپکا دینا فائدہ کا باعث ہوتا ہے۔

**کاشانی**، سید آیات اللہ۔ ایران کے مذہبی راہنما نجف اور عراق میں مذہبی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۲۰ء میں برطانیہ کے خلاف ایرانی بغاوت میں حصہ لیا۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران میں قید میں ڈال دیے گئے ۱۹۴۳ء میں فدایان اسلام کی تنظیم کی۔ ۱۹۴۹ء میں شاہ پر حملہ کے سلسلے میں گرفتار ہو کر جلاوطن ہوئے۔ جلاوطنی کا زمانہ بیروت میں گزارا اپنی غیر موجودگی میں طہران سے رکن مجلس منتخب ہوئے ۱۹۵۰ء میں طہران واپس آ گئے۔ ۱۹۵۲ء میں ایرانی مجلس کے سپیکر منتخب ہوئے۔ ڈاکٹر مصدق کی حکومت کے خاتمہ کے بعد سیاست سے کنارہ کش ہو گئے۔

**کاظم علی جوان، مرزا**۔ (دیکھو جوان، مرزا کاظم علی)

**کاغان وادی**۔ یہ وادی ضلع ہزارہ کے شمال مشرق میں واقع ہے۔ عرض اوسطاً پندرہ میل کے لگ بھگ اور طول ۵۵ میل ہے وادی کا آخری انتہائی اونچا مقام درہ بابوسر ہے جو ۱۳۶۹۰ فٹ کی بلندی پر واقع ہے کاغان کا یہ ۵۵ میل لمبا راستہ اپنے اردگرد کے قدرتی مناظر کی دلکشی کی وجہ سے دنیا کے حسین ترین خطوں میں شمار ہوتا ہے۔ وادی کے بعض حصے چودہ سے ۱۵ ہزار فٹ تک بلند ہیں۔ اس کا روح رواں دریائے کنہار ہے۔ یہ دریا ایبٹ آباد اور گڑھی حبیب اللہ سے آگے بالاکوٹ کے پاس سے شروع ہوتا ہے اور اس پورے علاقے کو سیراب کرتا ہے۔ دراصل یہ کاغان کی بیسیوں سربفلک اور بلند چوٹیوں سے بہنے والے سینکڑوں چشموں اور نالوں کا مجموعہ ہے۔ ایبٹ آباد سے ۴۵ میل سفر کرنے کے بعد بالاکوٹ آتا ہے جو وادی کاغان کا سب سے بڑا قصبہ ہے۔ یہ سطح سمندر سے صرف ۳۲۰۰ فٹ بلندی پر واقع ہے۔ قصبے کی آبادی چھ ہزار سے زیادہ نہیں ہے۔ کاغان کی وادی میں یہی ایک قصبہ ہے جہاں باقاعدہ بازار موجود ہے۔

کاغان کا قصبہ بالاکوٹ سے ۲۳ میل اور ایبٹ آباد سے ۸۰ میل کے فاصلے پر ہے۔ یہ سطح سمندر سے تقریباً سات ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ یہاں پولیس کی چوکی ڈاک خانہ اور ہسپتال بھی ہے۔ خاص کاغان کا علاقہ اس قصبے اور درہ بابوسر کے درمیان واقع ہے اور اس کی آبادی تقریباً ۴۲ ہزار افراد پر مشتمل ہے اس آبادی میں سے کم و بیش تیس ہزار گوجر ہیں جو بھیڑ بکریاں پال کر گزارہ کرتے ہیں۔ وادی کا تقریباً ساٹھ میل رقبہ سادات کے تقریباً تین سو گھروں کی ملکیت ہے جو ۴۰ ہزار کنال زمین مزارعین سے کاشت کرواتے ہیں۔ اس علاقے میں پنجابی سے ملتی جلتی زبان بولی جاتی ہے۔

**کاغذ**۔ کاغذ کا وجود زمانہ قدیم سے چلا آتا ہے قدیم مصری لوگ ایک خاص قسم کے سرکنڈے کے گودے کو کوٹ کر کاغذ بنایا کرتے تھے۔ اور اس کو پیپرس کہتے تھے۔ موجودہ انگریزی لفظ پیپر بھی اسی سے بنا ہے۔ یہ مخصوص سرکنڈا جس سے مصری لوگ کاغذ بنایا کرتے تھے۔ دریائے نیل کی دلدلوں میں پایا جاتا تھا۔ کئی صدیاں گزرنے کے بعد چینی اور جاپانی لوگ شہتوت کی لکڑی سے بنایا ہوا کاغذ استعمال کرنے لگے۔ یورپ میں علم و فضل کا چرچا ہونے کے بعد اہل یورپ نے چیتھڑوں وغیرہ کو گلا کر کاغذ بنایا لیکن یہ خود یورپین لوگوں کا دعوےٰ ہے کہ اس سے پہلے مسلمانوں نے مغربی یورپ کو فتح کر کے اپنی عربی سلطنت میں شامل کر لیا تھا۔ اور یہ وہی زمانہ ہے جب محمد بن قاسم راجہ داہر والئے سندھ سے کاغذ پر خط و کتابت کر رہا تھا۔ اس سے بھی پیشتر حضور پیغمبر علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے شاہ نجاشی والئے حبش کو ایک خط تحریر کیا تھا۔ پس یورپ والوں کا یہ دعوےٰ کہ وہ موجودہ کاغذ کے موجد ہیں صحیح تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ کاغذ کی ایجاد کا سہرا قبل از اسلام عربوں کے سر ہے۔

فی زمانہ کاغذ لکڑی کے لعاب سے بنایا جاتا ہے یا گھاس استعمال کی جاتی ہے۔ پاکستان میں بھی کاغذ بنانے کے کارخانے جاری ہو گئے ہیں دریائے کرنافلی کے دہانے پر مشرقی پاکستان میں اور لاڑکانہ سندھ میں اور داؤد خیل، میانوالی میں کارخانے قائم ہو چکے ہیں۔ اور کئی اور زیر غور ہیں۔ راہوالی ضلع گوجرانوالہ میں گتے کا کارخانہ اعلیٰ پیمانے پر کام کر رہا ہے۔ یورپ میں کاغذ سازی کی صنعت اعلیٰ پیمانے پر چل رہی ہے۔ جہاں کئی قسم کے عمدہ کاغذ اور گتے تیار کیے جاتے ہیں ان میں [illegible] جھنڈے دار کاغذ، رنگدار کاغذ، پتنگی کاغذ اور بیشمار قسم کے

اور کاغذ بھی تیار ہوتے ہیں۔ پاکستان میں سیالکوٹ کے شہر میں بطور گھریلو دستکاری کے بھی کاغذ بنایا جاتا تھا لیکن اب یہ صنعت قریب قریب مٹ چکی ہے۔

**کافر۔** خدا کی رحمتوں کا منکر یا خدا کی ہستی کا منکر۔ نیز احسان فراموش۔ اسلام میں یہ لفظ سب سے پہلے کفار مکہ کے واسطے استعمال ہوا جو آنحضرت صلعم کی نبوت کا نہ صرف انکار کرتے تھے۔ بلکہ آپ کو طرح طرح کی ایذا دیتے، آپ کا مذاق اڑاتے اور آپ کو قتل کرنے کے درپے تھے۔ شروع شروع میں ان سے خبردار رہنے کا حکم آیا پھر اپنے آپ کو ان سے محفوظ رکھنے کی ہدایت کی گئی اور بالآخر ان کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دیا گیا۔ قیامت کے دن ان کی رسوائی اور عذاب کا جگہ جگہ ذکر ہے اور ان کی سزا دوزخ ہو گی۔ بعض صورتیں ایسی ہیں جن میں مسلمان پر بھی کفر عائد ہو سکتا ہے۔ کفر کی چار قسمیں ہیں (۱) کفر الانکار جس میں خدا کی ہستی کا انکار کیا جائے (۲) کفر الجحود، خدا کو ماننا لیکن زبان سے اقرار نہ کرنا (۳) کفر المعتقدہ ماننا اور زبان سے اقرار کرنا، مگر دل سے یقین نہ رکھنا (۴) کفر النفاق۔ بظاہر دکھانے کے واسطے اقرار لیکن دل میں انکار۔

(۲) پاکستان اور افغانستان کی سرحد پر ایک پس ماندہ قوم بستی ہے جسے کافر کہتے ہیں۔ اور ان کا علاقہ کافرستان کہلاتا ہے۔

**کافور (Camphor)** کافور کے چھوٹے چھوٹے اور نہایت سفید، شفاف اور چمکیلے ٹکڑے ہوتے ہیں۔ جن میں ایک قسم کی تیز بو ہوتی ہے۔ پانی میں ڈالنے سے کافور حل نہیں ہوتا لیکن اس میں اپنا ذائقہ پیدا کر دیتا ہے۔ کافور وزن میں پانی سے ہلکا ہوتا ہے۔

کافور درختوں سے حاصل کیا جاتا ہے جو زیادہ تر فارموسا کے جزیرہ میں ہوتے ہیں۔ اس جزیرہ میں بلند پہاڑوں پر کافور کے اونچے درخت ہوتے ہیں جن کی شاخوں کی نسبت جڑوں میں کافور زیادہ مقدار میں پایا جاتا ہے اور عجیب و غریب طریقے سے صاف کر کے نکالا جاتا ہے۔

فارموسا میں کافور اس کثرت سے ہوتا ہے کہ وہاں سے امریکہ اور جرمنی کو بھی بھیجا جاتا ہے۔ بورنیو اور سماٹرا کے جزیروں میں بھی کافور کے درخت پائے جاتے ہیں۔

لیکن فارموسا کا کافور سب سے بہتر ہوتا ہے۔ کافور بے شمار کھانے اور لگانے کی دواؤں میں استعمال ہوتا ہے وبائی امراض پھیلنے کی صورت میں لوگ اس کی ٹکیاں پاس رکھتے ہیں جن کی تاثیر سے مرض اثر نہیں کرتا کیونکہ وبائی کیڑے اس کی بو سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ زکام کے لئے بھی اس کا سونگھنا بہت مفید ہے گرم کپڑوں میں رکھنے سے انہیں کیڑا نہیں لگتا۔ مردے کے کفن کو بھی اس کی بو لگائی جاتی ہے۔ امیروں کے ہاں اس کی شمعیں جلائی جاتی ہیں۔ بعض ملکوں میں کافور کے درخت کی لکڑی سے صندوق بنائے جاتے ہیں۔ کافور بہت سی مذہبی رسومات کے موقع پر بھی استعمال ہوتا ہے۔

**کافی۔ (Coffee)** (دیکھو قہوہ)

**کاک ٹیل۔ (Cock Tail)** شرابوں کا آمیزہ یہ مشروب پہلی جنگ عظیم کے وقت سے فیشن میں آیا۔ عام طور پر شراب میں ترش آب، چینی یا کوئی اور ذائقہ دار چیز ڈال کر بناتے ہیں۔ شمپین کے کاک ٹیل بنانے کے لئے اس شراب میں انگوریا بٹرز (Anguria Bitters) یعنی انگور کے تیا شے ڈالتے ہیں۔ اسی طرح سے اس کے بے شمار مرکبات تیار کئے جاتے ہیں۔ فیشن ایبل ہوٹلوں اور طعام خانوں میں جہاں ناچ گھر بنے ہوتے ہیں وہاں کاک ٹیل ایک لازمی چیز ہے۔

اونچی سوسائٹیوں میں کاک ٹیل پارٹیاں لازمۂ تہذیب ہیں۔ عام طور پر اس مشروب میں برف ڈال کر پیتے ہیں۔

**کاکول ملٹری اکیڈمی۔** کاکول ملٹری اکیڈمی ایبٹ آباد سے تین میل دور پہاڑ کے دامن میں واقع ہے پاکستان بننے کے بعد حکومت کو نئے فوجی افسروں کی تربیت کے لئے اکیڈمی کی ضرورت محسوس ہوئی تو ۲۵ نومبر ۱۹۴۷ء کو یہ اکیڈمی قائم کی گئی اس ملٹری اکیڈمی میں صرف پاکستانی فوج کے نئے افسروں کو تربیت دی جاتی ہے۔ تربیت کے زمانے میں

طلباء کیڈٹ کہلاتے ہیں۔ اکیڈمی کا امتحان پاس کرنے کے بعد سیکنڈ لفٹیننٹ کی حیثیت سے اُن کی خدمات فوج کے مختلف شعبوں اور یونٹوں کے سپرد کر دی جاتی ہیں۔

**کالاہری صحرا۔** اس نام کا صحرا جنوبی افریقہ میں واقع ہے۔ دریائے اورینج سے جنوب مغربی افریقہ اور ٹرانسوال کے درمیان، شمال کی طرف دور تک بڑھتا چلا گیا ہے۔ کالاہری ایک بلند ریگستانی خطہ ہے اور حقیقۃً صحرا نہیں ہے اس کی سرزمین پر جھاڑیاں اُگی ہوئی ہیں، جو جانوروں اور چوپایوں کے لئے درشت چراگاہ کا کام دیتی ہیں۔

**کالرج** (S.T. Coleridge) (۱۷۷۲-۱۸۳۴ء) انگلستان کا ایک ممتاز ادیب جو شاعر ورڈزورتھ کا ہمعصر تھا۔ اس کی سب سے زیادہ مشہور نظمیں پرانا جہازران اور قبلائی خان ہیں۔

**کالورلے، ریورنڈ ایڈون ایلیٹ** (Revi Edwin Elliot Calverley) امریکن: پروفیسر اور امورِ عربیہ کے ماہر ہیں۔ ۱۸۸۲ء میں پیدا ہوئے پرنسٹن واقع امریکہ (Princeton) یونیورسٹی میں تعلیم پائی۔
۱۹۰۹-۱۹۳۰ء امریکہ میں عرب مشن کے ممبر رہے ۱۹۳۰-۵۲ء عربی اور اسلامیات کے پروفیسر رہے۔ مسلم ورلڈ کے معاون ایڈیٹر تھے۔ ۱۹۵۲ء سے عرب امریکن آئل کمپنی کے مشیر امورِ عربیہ ہیں۔ ۱۹۳۲ء سے قاہرہ کی یونیورسٹی کے ٹرسٹی ہیں۔ مصر میں امریکی تحقیقاتی مرکز کی مجلسِ عاملہ کے رکن اور نائب صدر ہیں۔ امریکن بائبل سوسائٹی کی مقرر کردہ کمیٹی کے رکن بھی ہیں۔
تصنیفات: عرب قارئین، اسلام میں عبادت (۱۹۲۳ء)

**کالوریڈو** (Colorado) جمہوریہ امریکہ کی ایک ریاست جو اندرونِ ملک واقع ہے اور رقبے میں انگلستان سے دُگنی ہے۔ یہاں سونا، چاندی، تانبا، سیسہ وغیرہ دھاتیں پائی جاتی ہیں اور کوئلہ بھی با افراط ملتا ہے۔ اس لئے یہاں کے لوگوں کا پیشہ زیادہ تر کان کنی ہے۔ اس کا کچھ حصہ ۱۸۰۳ء میں فرانس سے۔ اور باقی حصہ ۱۸۴۸ء میں میکسیکو سے حاصل کر کے ۱۸۶۱ء میں ترکیب دیا گیا۔ اس کے بعد ۱۸۷۶ء میں اتحادِ جمہوریہ (Union) میں شامل کر لیا گیا۔ اس کا دارالحکومت ڈینور (Denver) ہے اور رقبہ ۱۰۴۲۴۷ مربع میل اور کل آبادی ۱۰۳۵۸۰۰ کے لگ بھگ ہے۔

**کالومیٹ** (Calumet) تمباکو نوشی کا ایک طرز کا پائپ جو نرسل سے بنایا جاتا ہے۔ شمالی امریکہ کے باشندے اس کو مقدس مانتے ہیں، اور اُسے امن یا جنگ کی علامت گردانتے ہیں۔ اس کا چلمی سر تو عموماً سنگون یا سفید مٹی کا ہوتا ہے۔ جو آگ سے محفوظ رہتا ہے۔ لیکن اس کی نلکی یا ڈنڈی نرسل کی ہوتی ہے جو مختلف قسم کے رنگ برنگے پروں سے آراستہ کی جاتی ہے۔ یہ نل احباب کو بطورِ تحفہ کے بھیجا جاتا ہے۔ اگر قبول کر لیا جائے تو یہ دائمی دوستی کا اعلان ہے اور خلاف صورت میں خاندانی دشمنی کا نشان۔ جب مختلف قبیلوں میں جنگ کا امکان ہو۔ تو ایک کالومیٹ الٹی بیٹھ بھیجا جاتا ہے جو اعلانِ جنگ کا پیغام ہوتا ہے۔ ہندوستان میں پان کا بیڑا اسی طرح استعمال کیا جاتا تھا۔ لیکن اس کا اُٹھانے والا کسی مشکل کام کا ذمہ لیتا تھا۔

**کالون جان** (Calvin, John) سوئٹزرلینڈ کا ایک عیسائی مصلح جو ۱۵۰۹ء میں نایون (Noyon) میں پیدا ہوا۔ ابتدا میں اورلینز کی یونیورسٹی سے قانون اور مذہب کی تعلیم حاصل کی۔ پیرس میں رہ کر لاطینی زبان پر عبور حاصل کیا اور پروٹسٹنٹ مذہب کی تبلیغ شروع کی۔ ۱۵۳۴ء میں پیرس چھوڑ کر بیسل (Basel) چلا آیا۔ جہاں عیسائیت کے متعلق (Institution of the Christian Religion) نام سے ایک کتاب لکھی جو ۱۵۳۶ء میں شائع ہوئی۔ پھر جنیوا آکر اصلاح و تبلیغ کا کام شروع کیا۔ ۱۵۳۸ء میں اس تبلیغ کی بنا پر اسے جنیوا سے نکال دیا گیا لیکن تین سال کے بعد واپس آکر کلیسا کی بہت سی خرابیوں کی اصلاح میں لگ گیا۔ آخر اسے سوئٹزرلینڈ، ہالینڈ، سکاٹ لینڈ، اور فرانس میں عیسائیت کا سب سے بڑا مصلح

تسلیم کیا گیا۔ انجیل پر اس نے بہت کچھ لکھا [illegible] میں جمیل میں اس کی بہت سی کتابیں چھپیں جو اس نے لاطینی زبان میں لکھیں اور چار سال بعد خود ہی ان کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں کیا۔ [illegible] میں وفات پائی۔

## کالی مائی

کالی مائی۔ ہندو علم الاصنام میں شو دیوتا کی استری کا نام ہے جو ہلاکت، تباہی اور موت کی دیوی ہے۔

## کالیداس (Kalidas)

کالیداس (Kalidas) سنسکرت لٹریچر کے دور ثانی کے بلند پایہ مصنفین میں سب سے زیادہ مشہور و معروف۔ اس کا زمانہ [illegible] کے لگ بھگ بیان کیا جاتا ہے۔ اجین کے راجہ چندر گپت وکرما دتیہ کے دربار سے منسلک تھا۔

کالی داس نے تین ڈرامے لکھے۔ ایک شکنتلا جس کی تعریف جرمنی کے مشہور شاعر گوئٹے نے بھی اپنی ایک نظم میں کی ہے۔ دوسرا وکرم اروسی اور تیسرا اگنی متر مالویکا۔ یہ تینوں ڈرامے سنسکرت کے عام ڈراموں کی طرح نثر میں ہیں۔ ان ڈراموں کے علاوہ چار طویل نظمیں بھی لکھی ہیں۔ ان میں ایک نظم رگھو ونش ہے جس میں رامچندر جی کے خاندان کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔ دوسری کمار سمبھو جنگ کے دیوتا کمار کی پیدائش کی کہانی ہے۔ تیسری نظم میگھ دوت قاصد پر ہے چوتھی نظم رتو سنگھار ہے جس میں ہندوستان کے چھ موسموں کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔ متعدد زبانوں میں کالیداس کی تصانیف کے تراجم موجود ہیں اور شکنتلا تو یورپ کے مختلف ملکوں میں سٹیج پر بھی دکھایا جا چکا ہے۔ شکنتلا، وکرم اروسی، میگھ دوت اور رتو سنگھار کے ترجمے اردو میں ہو چکے ہیں۔

## کالی کھانسی

کالی کھانسی۔ بچے کو بعض اوقات کھانسی کا سخت حملہ ہو جاتا ہے۔ وہ کسل مند معلوم ہوتا ہے اور اسے حرارت بھی ہو جاتی ہے۔ رات کے وقت کھانسی شدید ہوتی ہے چند روز کے بعد اس کھانسی کی نمایاں علامت یعنی سیٹی کی سی آواز پیدا ہو جاتی ہے اور بچہ بڑی دشواری کے ساتھ سانس لیتا ہے ضیق النفس کے علاوہ بچہ بلغم بھی خارج کرتا ہے۔ قدرے بخار اور نزلہ بھی ہوتا ہے۔

بچے کو بستر پر آرام سے لٹا دینا چاہیئے تاکہ اس کا بخار جاتا رہے۔ بعد ازاں مکمل آرام، گرمی، تازہ ہوا اور سادہ ہلکی غذا کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی کھانسی رفع ہو جائے۔ کالی کھانسی دور ہونے کے بعد بچے کو دو ہفتہ کے لیئے الگ رکھا جائے۔

## کالی موت (Black Death)

کالی موت (Black Death) ۱۴ ویں صدی کے دوران میں چین سے آئرلینڈ تک براعظم ایشیا و یورپ میں ایسی وباؤں کا سلسلہ جاری رہا جن کے باعث مرنے والے کا چہرہ بالکل سیاہ ہو جاتا تھا۔ ان میں سب سے زیادہ خطرناک ۱۳۴۸ کی وبا ہے جس کے باعث صرف انگلستان میں ایک تہائی لوگ ہلاک ہوئے۔

## کام

کام۔ یہ گوناگوں معانی کا حامل ہے
(۱) حلق کو بھی کہتے ہیں اور مقصد بھی اس سے مراد ہوتا ہے یہ مفہوم اس کے فارسی میں ہیں۔

(۲) کاج، کاروبار، کرتوت اور کردار وغیرہ الفاظ اس کے مترادف ہیں۔

نیز پیشہ، مصروفیت، [illegible]، بیوپار، روزگار، روزی، نقاشی، فرض، خدمت اور چالاکی وغیرہ کے مفہوم بھی اس میں شامل ہیں۔

(۳) سنسکرت اور پراکرت زبانوں میں مرد اور عورت کا میل ملاپ بھی اس لفظ سے مراد ہوتا ہے۔

اردو میں کام کے لفظ سے کئی قسم کے محاورات وضع ہو چکے ہیں مثلاً کام آخر ہونا (کام پورا ہونا، مرنا یا قریب المرگ ہونا) کام بگاڑنا (صورت معاملہ کو خراب کرنا) کام بنا رہنا (کامرانی کا شامل حال رہنا) کام بننا (مطلب پورا ہونا) وغیرہ وغیرہ۔

## کامل اکثریت (Absolute Majority)

کامل اکثریت (Absolute Majority) قانونی اور سیاسی اصطلاح ہے۔ اکثریت سے مراد کسی گروہ یا گروپ کی نصف سے زیادہ تعداد ہوتی ہے۔ اکثریت کے اس نظریے کو جمہوری، سیاسی اور دوسرے نظم و نسق کے لیے بطور بنیاد کے تسلیم کیا جاتا ہے۔ نیز ہو سکتا ہے کہ عمل میں اس کا نتیجہ ایک یا دوسری اقلیت کی ناحق سختی یا ناانصافی کی شکل میں نمایاں ہو۔ کامل اکثریت عام اکثریت کے مقابلے میں قطعی اور واضح اکثریت کا حکم رکھتی ہے مثلاً گروہ یا گروپ کی نصف سے زیادہ تعداد ایک خیال کی یا ایک طرف کو ہو۔ ملک میں کسی ایک سیاسی پارٹی کی حکومت ایسی صورت

میں کامیاب رہ سکتی ہے جب کہ اسے بھاری یا کامل اکثریت حاصل ہو۔ بصورت دیگر عام اکثریت کی حالت میں مخلوط حکومت کامیاب رہ سکتی ہے۔

## کامل اجلاس ( Plenary Session )

کسی اسمبلی یا بین الاقوامی کانفرنس کا ایسا جلسہ جس میں تمام اراکین شامل ہوں۔ اسی طرح پر کمتر پیمانے کی مجالس کے پورے اجلاس کو بھی کامل اجلاس کہتے ہیں۔

## کامنٹرن ( Comintern ) نومبر ۱۹۱۷ء

کو روس میں بالشویکوں نے حکومت پر قبضہ کر کے ایک ایسی جمہوریہ (Repuolic) کے قیام کا اعلان کیا جس میں قوت و اختیار مزدوروں کی انجمنوں کو حاصل تھا۔ روس میں انقلاب پسندوں کے ہاتھ حکومت آ جانے کا بیرون روس یہ اثر ہوا کہ ہر ملک میں ایک ایسا عنصر پیدا ہو گیا جو روسی انقلاب کے انداز پر ہر ملک میں مسلح انقلاب برپا کرنے کا خواہاں ہو گیا۔ اس طرح اشتراکی سوشلسٹ حلقوں میں گروہ بندیاں ہونے لگیں جن میں سے ایک گروہ ایسا بھی پیدا ہو گیا۔ جو بالشویکوں کی اندھا دھند تقلید کرنا چاہتا تھا۔ یہ لوگ اپنے آپ کو کمیونسٹ یا اشتمالی کہنے لگے۔ ۱۹۱۹ء میں لینن نے

ماسکو میں "اشتمالیوں کی تیسری بین الاقوامی انجمن" (Third International) قائم کی جسے کامنٹرن بھی کہا جانے لگا۔ اس ادارہ نے اپنا مقصد یہ قرار دیا کہ روسی انقلاب کے انداز پر ہر ملک میں مسلح بغاوت کر کے مزدور طبقے کی آمریت قائم کی جائے۔ اس نے سماجی جمہوریت اور پارلیمانی طرز حکومت کی مخالفت شروع کی اور بین الاقوامی انقلاب کو اپنا مطمع نظر قرار دیا (نیز دیکھو اشتمالی تحریک انٹرنیشنل)

## کامنفارم (Cominform)

دوسری جنگ عظیم کے دوران میں روس کی حکومت نے مغربی جمہوریتوں کو خوش کرنے کی خاطر کامنٹرن (Comintern) کو جو مسلح انقلاب کے ذریعہ اشتراکیت کو سربلند کرنے کا آلۂ کار تھا ختم کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ ماسکو کی حکومت نے اپنا آئین بھی پارلیمانی طرز کا بنا لیا تھا۔ جب جنگ ختم ہو گئی تو اکتوبر ۱۹۴۷ء میں ماسکو کی حکومت نے کامنٹرن کا مردہ پھر اکھاڑا اور اس کا نام کامن فارم رکھا

## کامی ٹیٹس ( Comitatus ) ۲۰۰ عیسوی

کے قریب سلطنت روما کی سرحدیں پھیل کر شمالی افریقہ، ہسپانیہ، اطالیہ، فرانس اور انگلستان (ماسوا سکاٹ لینڈ و آئرلینڈ) کو اپنی حدود میں لے چکی تھیں۔ اس طرح سلطنت روم ان علاقوں تک پہنچ گئی جن میں جرمن ( Teutonic ) قبائل آباد تھے۔ رومیوں سے پتہ چلتا ہے کہ جرمن قبائل جنگ جو لوگ تھے۔ جو امن کے زمانہ میں کچھ کھیتی باڑی بھی کر لیا کرتے تھے۔ ان کی زندگی بڑی سادہ تھی۔ زمانہ جنگ میں وہ اپنے اپنے قبیلے کے سرداروں کی جداگانہ قیادت میں لڑتے بعض اوقات تمام قبائل آپس میں اکٹھے ہو کر قیادت واحد کے تحت بھی میدان کارزار کا رخ کرتے۔ قائد کا انتخاب بعض دلچسپ رسومات کے بعد عمل میں آتا اور جب اس کا چناؤ ہو چکتا تو لشکر کا ہر فرد انفرادی طور پر حلف وفاداری اٹھاتا جس کے مقابلہ میں قائد لشکر اپنے ساتھیوں کو ہتھیار بہم پہنچاتا اور مال غنیمت میں سے مناسب حصہ دینے کا وعدہ کرتا۔ ان انتظامات کو رومی کامی ٹیٹس یا "رفاقت" قرار دیتے تھے۔

## کان (عضو)

یہ پیچیدہ عضو جسے ہم کان کہتے ہیں تین حصوں سے مل کر بنا ہے۔ اندرونی کان جو نازک

آلات سماعت پر مشتمل ہے۔ اس کی حفاظت بیرونی کان سے ہوتی ہے اور دونوں کان سماعی نالی کے ذریعے آپس میں ملے ہوتے ہیں۔ ان کے درمیان ایک نلکی سی ہوتی ہے جس کا ایک سرا حلق میں جا کر ختم ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات نزلے کی وجہ سے اس نلکی میں گھٹن پیدا ہو جاتی ہے۔ اور آواز خراب ہو جاتی ہے۔ بیرونی کان کے اندر میل جمع ہو جائے تو اس سے بھی ثقل سماعت کا عارضہ پیدا ہو جاتا ہے۔ کان کا درد اور کان بجنے کی شکایت بیشتر کان کے بیرونی پردے پر ورم پیدا ہونے سے ہوتی ہے۔ یہ ورم پھوٹ جاتے ہیں تو ان سے مادہ خارج ہونے لگتا ہے۔ اس کے برے اثرات باقی نہیں رہتے۔ اگرچہ جب تک ورم رہے درد ہوتا ہے۔ اس ورم کو پلٹس باندھ کر پکایا جا سکتا ہے۔ کان کے اندرونی پردے میں دانے یا ابھار پیدا ہو جائیں تو فوراً طبی امداد طلب کرنی چاہیے۔ اس لیے کہ ان کا دماغ سے قریبی تعلق ہے، اور وہ خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔

جب کان
کی تکالیف پیدا ہوں
تو کان میں پچکاری
کرنے سے آرام
ہو جاتا ہے۔ اگر اس
کا باعث نزلہ یا زکام
ہو تو ظاہر ہے کہ پہلے
اس سبب کو دور
کرنا چاہیئے۔
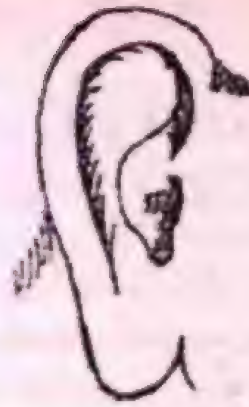
## کان (معدن) (دیکھو معدنیات)

**کانپنا** (ڈرنا) کانپنا ہلنا بھی ہوتا ہے اور لرزہ کھا جانا بھی اس کے مفہوم میں شامل ہے، کانپ اٹھنا یعنی خوف سے تھرا جانا۔

کمزور دل کے انسان خطرہ لاحق ہونے پر کانپ اٹھتے ہیں۔ انسانی قلب کی کیفیت خوف اور ڈر کے وقت بڑی پریشانی اور انتشار کی مصداق ہوتی ہے۔ خدا کے ذکر سے اطمینانِ قلب حاصل ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں آتا ہے اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ط (خدا کی یاد سے دل اطمینان پکڑتے ہیں) خوف اور ڈر درحقیقت کوئی واضح حیثیت نہیں رکھتے۔ بار بار کے تجربے اور مسلسل مصائب کے مقابلہ سے خوف اور ڈر کم ہو جاتا ہے اور انسان میں عزم و استقلال پیدا ہوتا ہے۔

**کانپور**۔ (Cawnpore) دریائے گنگا کے دائیں کنارے پر ایک شہر۔ بھارت کے سابق صوبجات آگرہ اور اودھ میں واقع ہے۔ شہر لکھنؤ سے چالیس میل جنوب مغرب کو ہے۔ اور کلکتہ سے ۶۲۸ میل شمال مغرب کو ہے خوفناک قتل و غارت، اور ہلاکت اور خونریزی کا منظر بنا جب کہ ۱۸۵۷ء کا انقلاب آزادی رونما ہوا۔ نانا صاحب اس جنگ آزادی کے علمبردار تھے۔ آبادی آخری اعداد و شمار کے مطابق اڑھائی لاکھ کے قریب ہے۔

**کانٹ ایمانیول** (Immanuel Kent) (۱۷۲۴ — ۱۸۰۴ء) مشہور جرمن فلسفی جو سکاچ نژاد ایک جرمن موچی کے گھر پیدا ہوا۔ کانٹ نے تنقیدی فلسفہ کی طرح ڈال کر فلسفہ کے لئے وہ کام کیا جو کوپرنیکس نے فلکیات کے لئے انجام دیا۔ موخر الذکر نے نظام سیارگان میں سورج کو مرکزی مقام دیا۔ اسی طرح کانٹ نے فکر و تدبر کے معاملہ میں انسانی دل و دماغ کو مرکزی حیثیت عطا کی۔ دورِ حاضرہ میں کانٹ کے فلسفے کو بیش از بیش اہمیت حاصل ہو رہی ہے۔

**کانٹا اور تکمہ**۔ کانٹا مذکر ہے، خار، ترازو، ترازو کے دستے کی سوئی، ماہی گیری کا ذخیرہ اور نوکدار کانٹا مشہور ہے۔ کانٹے سے کنوئیں وغیرہ میں گرے ہوئے ڈول وغیرہ بھی نکالتے ہیں۔ چھری کانٹا کھانے میں کام آتا ہے۔ مچھلی کا کانٹا بھی ہوتا ہے۔ ریل گاڑی کا راستہ اور پٹڑی بدلنے کی کل کو بھی کہتے ہیں۔ اس نام کی پرندوں کو ایک بیماری بھی لاحق ہو جاتی ہے۔ سوکھ کر کانٹا ہو جانا بھی محاورہ ہے پنجابی "ترنگلی" کو بھی کانٹے کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ جس سے کاشتکار اور زمیندار، رگ گھاس، پرالی اور ناڑ وغیرہ اکٹھا کرتے اور اٹھاتے ہیں۔ تیز شراب۔ وہ شراب کے ہلکے نشے کو بھی کانٹا کہہ دیتے ہیں۔ گھنٹے یا گھڑی کی سوئی کو بھی کانٹے سے تعبیر کرتے ہیں۔ حساب کے سوال کو بھی کانٹے کے طریق سے پرکھتے ہیں۔ زبان کا کھردرا پن بھی کانٹے کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ شہرے کے توام کا تار بھی بسا اوقات کانٹے کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ روک تھام کے لئے بھی کانٹا مستعمل ہوتا ہے۔ دشمن کو بھی کانٹے سے نامزد کر دیتے ہیں۔

تکمہ حضرت اس گھنڈی کو کہتے ہیں جس میں تین اکڑے کا لگتا ہے۔ کانٹے کی شکل کے ہک کو بھی تکمہ میں لگا سکتے ہیں۔

**کانڈی** (اوزار) تیشی اور کانڈی معماروں کے مشہور اوزار ہیں۔ ان اوزاروں کی ابتدا اول اول مصر اور شام سے ہوئی۔ کانڈی لکڑی کے دستے والی اور لوہے کے لمبے اور نوک دار پھل پر مشتمل ہوتی ہے۔ گارے اور اینٹ اور دیگر عمارتی مصالحہ کے چھیلنے کے کام آتی ہے۔ اور اس کے ذریعہ اینٹ پر ان اشیا کو لگاتے اور ہموار کرتے ہیں۔ اس کو کستی بھی کہتے ہیں۔

**کانڈی** (Kandy) لنکا کے وسط میں پہاڑی جھیل پر ایک قصبہ ہے۔ کولمبو سے ۸۰ میل شمال مشرق کو واقع ہے۔ لنکا کا سابق دارالحکومت ہے۔ پرانے بادشاہوں کے محلات کے کھنڈرات یہاں موجود ہیں۔ یہاں ایک ایسا مندر بھی موجود ہے جس میں مہاتما بدھ کا دانت محفوظ ہے۔ موجودہ آبادی چالیس ہزار کے قریب ہے۔

**کانسٹنٹائن اعظم** (Constantine the Great) (۲۷۴ - ۳۳۷) شہنشاہ جس کے نام پر قسطنطنیہ کا شہر آباد ہوا۔ اس نے عیسائیت کو بازنطینی سلطنت کا مذہب قرار دیا۔ اس اعلان کے ۲۰ سال بعد اس نے خود بھی بپتسمہ لے لیا۔

**کانسٹن ٹائن اول** (Constantine I) (۱۸۶۸ — ۱۹۲۳) یونان کا بادشاہ جو ۱۹۱۳ میں تخت نشین ہوا۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران میں یونان غیر جانب دار رہا۔ مگر کانسٹن ٹائن نے ۱۹۱۴ء میں خفیہ طور پر جرمنوں کی امداد کی۔ اس پر اتحادیوں نے اس کے خلاف ریشہ دوانیاں کیں۔ جن کے باعث ۱۹۱۷ء میں بالآخر اسے فرزند کے حق میں دست بردار ہونا پڑا۔ ۱۹۲۰ء میں جب اس کا جانشین بیٹا الیگزینڈر فوت ہو گیا تو یونان میں استصواب رائے ہوا اور کانسٹن ٹائن اپنے وطن واپس آ کر تخت پر متمکن ہوا۔ ۱۹۲۲ء میں انگریزوں کی سازشوں نے اسے ترک وطن پر مجبور کیا اور وہ یونان چھوڑ کر باہر چلا گیا۔ اور جلاوطنی کے عالم میں یونان سے دور فوت ہوا۔

**کانسی** - (Bronze) تانبہ اور ٹین کا بھرت ہے دھاتیں مختلف تناسب سے ملائی جاتی ہیں۔ کانسی سخت ہوتی ہے لیکن آسانی سے پگھل جاتی ہے۔ تانبہ اور ٹین کانوں میں ساتھ ساتھ ملتے ہیں۔ کانسی ابتداً اتفاقیہ طور پر معلوم ہو گئی اور رفتہ رفتہ ہتھیار اور زرہ بنانے میں وسیع پیمانے پر استعمال ہونے لگی۔

**کانسی کا زمانہ** (Bronze Age) چار ہزار قبل مسیح مصر، جزائر ایجین، مشرق قریب اور ہندوستان کے طرز رہائش میں ایک نمایاں تبدیلی ہوئی۔ کیونکہ ان ممالک میں تانبا اور قلعی کے امتزاج سے پیدا شدہ دھات کے برتن بنائے جانے لگے۔ یورپ میں اس زمانہ کے دوران میں کاشتکاری کے اوزار بھی پتھر کے ہوتے تھے۔ یعنی ہل میں نیچے جو بھالا لگا ہوتا ہے اور جو قابل کاشت اراضی کو پھاڑتا ہے وہ بھی پتھر کا ہوتا تھا۔ یورپ کی اس پسماندگی کے برعکس مشرق میں کانسی کا رواج زور پکڑ گیا۔ اور مشرقی لوگ نسبتاً زیادہ متمدن نظر آنے لگے۔ اس امر کا معلوم کر لینا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ ۱۹۲۲ء میں موئن جو دارو اور ہڑپا کے آثار قدیمہ سے پتہ چلا ہے کہ پاکستان کی قدیم ترین تہذیبیں کانسی کے استعمال سے اچھی طرح واقف تھیں۔

**کانکٹی کٹ** (Connecticut) جمہوریہ امریکہ کی چھ جنوبی ریاستوں میں سب سے آخری ریاست جو لانگ آئلینڈ سونڈ (Long Island Sound) کے کنارے پر واقع ہے جمہوریہ امریکہ کی تین چھوٹی ریاستوں میں سے ایک ہے۔ اس کا بیشتر حصہ کوہستانی، ناہموار اور غیر زرخیز ہے۔ تمباکو کی فصل سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ ندی نالیاں بافراط ہیں اور پہاڑی ماحول میں ان کی چھلکی کروٹوں نے ایک رومان پرور فضا پیدا کر دی ہے۔ آب و ہوا صحت بخش گرمرطوب ہے۔ موسم سرما میں جاڑا کڑا کے کا ہوتا ہے۔ دارالحکومت ہارٹفورڈ (Hartford) ہے اس کے بعد اہم مقام نیو ہیون (New Haven) ہے جو بندرگاہ بھی ہے۔ یہ ریاست ۱۶۳۶ء میں جیا چیوسٹ کو کاٹ چھانٹ کر بنائی گئی۔ ۱۶۳۹ء میں اس کا پہلا دستور مرتب ہوا۔ مگر اس کا موجودہ دستور ۱۸۱۸ء سے نافذ العمل ہے۔ اس کا رقبہ ۴۹۶۵ مربع میل اور آبادی ۲،۰۰۰،۰۰۰ نفوس پر مشتمل ہے۔

**کان کنی** - زمین کی سطح یا اس کے اندر سے معدنیات کا نکالنا۔ سطحی کارکردگی کو کریری (Quarries) کے نام سے

موسوم کرتے ہیں اور زیر زمین عمل کو کانوں کا نام دیتے ہیں۔ بڑی بڑی معدنیات جو نکالی جاتی ہیں وہ کوئلہ، لوہا، سکہ اور سونا وغیرہ ہیں۔ علاوہ ازیں عمارتی مواد، نمک اور موتی وغیرہ بھی نکالے جاتے ہیں۔ نکالنے کے طریقے وہی ہوتے ہیں جن کا عمل مواد متقاضی ہو۔

زمین سے معدنی دولت نکالنے کا طریقہ صدیوں پرانا ہے اور ... ہزار قبل مسیح مصر میں بھی رائج تھا۔ انگلستان میں ۱۲۵۹ء میں کوئلہ نکالنے کی ابتدا ہوئی۔

معدنیات اور مواد کے ضمنی اخراج کا کام ہاتھ سے ہوتا ہے یا مشینری سے۔ اس غرض کے لئے سٹیم، پانی، مرکوزہ ہوا یا بجلی سے کام لیا جاتا ہے۔ سخت اور منجمد مواد کے اخراج کے لئے بارود سے اڑانے کا کام لیا جاتا ہے۔ بالخصوص کوئلے اور عمارتی پتھر کو مروجہ کان کنی میں بھاری بھرکم کاموں کو مشینری مثلاً بورنگ اور کاٹنے کی مشینوں کے ذریعہ سرانجام دیا جاتا ہے۔ زیریں کان کنی میں پہلے معدنیات یا مواد کو شکستہ کیا جاتا ہے اور پھر چھکڑوں وغیرہ کے ذریعہ انہیں اوپر لایا جاتا ہے اور انہیں سڑکوں پر انڈیل دیا جاتا ہے۔ زیریں کان کنی میں نکاس اور روشنی کا انتظام لابدی ہوتا ہے۔ موجودہ کان کنی کے لئے قواعد و ضوابط اور قوانین بھی مقرر ہیں۔ پہلے کانوں میں گیس کی وجہ سے دم گھٹ جانے، آگ لگ جانے اور دھماکے سے کان کے گر جانے کے واقعات اکثر ہوتے رہتے تھے مگر ترقی یافتہ ممالک میں اب ان پر قابو پا لیا گیا ہے۔

کم و بیش ہر خطے کے لئے کانوں کے سرکاری انسپکٹر مقرر ہوتے ہیں جو جانی خطرہ اور صحت کے خدشات کے نگران ہوتے ہیں۔ کانوں سے جو گیسیں اٹھتی ہیں وہ بہت بڑے خطرات کا باعث ہوتی ہیں چنانچہ میتھین اور کاربانک ایسڈ گیس ان کی عام مثالیں ہیں۔

## کانگرس ۔ (CONGRESS.)

ممالک متحدہ امریکہ کی پارلیمان۔ اس کے دو ایوان ہیں ایک سینیٹ (SENATE.) اور دوسرا ایوان نمائندگان HOUSE of REPRESENTATIVES ان دونوں کے لئے ممبران کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ حسب ہائے انتظامی (EXECUTIVE.) صدر کے ہاتھ میں ہوتے ہیں جسے چار سال کے لئے منتخب کیا جاتا ہے۔ اس مدت کے بعد بھی وہ انتخاب میں حصہ لے سکتا ہے۔

لفظ کانگرس ہندوستان کی مشہور سیاسی جماعت کے لئے بھی مستعمل ہے جس نے حصول آزادی کے سلسلہ میں کامیاب جدوجہد کی (دیکھو آل انڈیا نیشنل کانگرس)

کانگرس سے مراد ملکی مشاورت بھی ہے جس میں سالمیت بردار ریاستیں اپنے نمائندے بھیجتی ہیں۔ سب سے مشہور کانگریسیں حسب ذیل ہیں۔ اولاً ۱۶۴۸ء کی کانگرس جو ۳۰ سالہ جنگ کے بعد ہوئی اور جس کے باعث صلح نامہ ویسٹ فیلیا طے پایا۔ دوسری جو راسٹڈ RASTADT. کے مقام پر ۱۷۱۴ء میں ہسپانیہ کی جنگ تخت نشینی کے بعد منعقد ہوئی سوئم جو وی آنا (VIENNA.) کے مقام پر ۱۸۱۵ء میں نپولین سے جنگوں کے بعد منعقد کی گئی۔ چہارم جو ۱۸۵۶ء میں جنگ روس کے بعد پیرس میں ہوئی پنجم جو برلن کے مقام پر ۱۸۷۸ء میں روس اور ترکی کی جنگ کے خاتمہ پر عمل میں آئی۔

## کانگو ۔ (دریا) (CONGO RIVER.)

افریقہ کا دوسرا بڑا اور دنیا کے بڑے دریاؤں میں سے ایک دریا۔ اس کا بڑا منبع چمبیزی (CHAMBEZI) ہے جو جھیل نیاسا (NYASA) اور ٹانگانیکا کے درمیان واقع ہے۔ دریائے کانگو دہانے کے قریب سات میل چوڑا ہے اور چودہ لاکھ پچیس ہزار مربع میل رقبہ کا پانی اس میں آ کر گرتا ہے۔ بالائی کانگو خط استوا سے چند میل شمال کی جانب آبشار سٹینلے STANLEY بناتا ہے۔ وسطی کانگو میں سٹینلے پول تک تقریباً ایک ہزار میل تک جہاز رانی ہو سکتی ہے۔ دریائے کانگو کی لمبائی تقریباً تین ہزار میل ہے۔

## کانگو (ملک) (CONGO.)

استوائی افریقہ کی ایک جمہوریہ رقبہ نو لاکھ مربع میل اور آبادی سوا کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ دریائے کانگو کی وادی کا بیشتر حصہ اسی ملک میں ہے۔ وسطی علاقہ گھنے جنگلات سے ڈھکا ہوا ہے۔ آب و ہوا زیادہ تر معتدل ہے۔ صرف زیریں حصے کی خراب ہے۔ یہاں بارش کثرت سے ہوتی ہے۔ ملک میں تانبا، جواہرات، سونا، قلعی اور دیگر معدنیات کی کانیں ہیں۔ انتظامی لحاظ سے ۸ صوبوں میں منقسم ہے۔ جو گورنروں کے ماتحت ہیں مرکز میں پارلیمانی طرز کی وفاقی حکومت ہے۔ لیوپولڈول (LEOPOLDVILLE.) دارالحکومت ہے۔

اس سابق بلجین نو آبادی کو ۱۸۸۵ء میں لیوپولڈ شاہ بلجیم کے زیر سایہ قائم کیا گیا تھا۔ ۱۹۰۸ء میں بلجیم سے ملحق کر دیا گیا۔ آخر کئی سال کی جدوجہد آزادی کے بعد ۱۹۶۰ء

میں مجمع نے اسے آزاد کر دیا مگر بلجیم کے نوآبادکاروں نے اس سے پہلے وزیر اعظم پیٹرس لومبا کو سازش کر کے قتل کروا دیا۔ اس وقت سے یہاں ہلچل مچی ہوئی ہے اور اقوام متحدہ کی فوجیں مقیم ہیں۔ (نیز دیکھیے لومبا)

**کانونٹ (CONVENT)** عیسائی راہبوں اور سالکوں کا گروہ جو ایک ساتھ رہ کر خدا کی عبادت اور بنی نوع انسان کی خدمت کرتے ہوں۔ ایسی جماعت کے مرد مونک MONKS (راہب) اور عورتیں ننز NUNS (راہبات) کہلاتی ہیں۔ جس عمارت میں یہ لوگ رہتے ہیں اسے بھی کانونٹ کہتے ہیں۔ پاکستان میں جا بجا عیسائی سالکین نے مدرسے کھول رکھے ہیں۔ جنہیں کانونٹ سکول کہتے ہیں۔

**کاہن**۔ عبرانی زبان کے لفظ کوہن سے لیا گیا ہے لغوی معنی جوتشی یا قسمت کا حال بتانے والا۔ بعض کاہن نجوم میں بڑی ماہر ہوتے تھے۔ نیز ستاروں کو دیکھ کر آئندہ کا حال بتاتے تھے۔ عرب قبل اسلام میں ان کو بہت اہمیت حاصل تھی اور ہر اہم مسئلہ ان سے دریافت کیا جاتا تھا۔ یہ لوگ ذومعنی بات کہتے تھے۔ باہمی جھگڑوں میں فیصلہ انہیں سے کرایا جاتا تھا۔ اور ان کی رائے کو آسمانی فیصلہ سمجھا جاتا تھا۔ خواب کی تعبیر بھی بیان کرتے تھے اور گمشدہ چیزوں کی دریافت میں بھی مدد دیتے تھے۔ اسلام کے بعد یہ لوگ رفتہ رفتہ معدوم ہو گئے۔

**کائی (ALGEA)** کائی اس سبزے کو کہتے ہیں جو نمی میں یا پانی کی سطح کے اوپر پرورش پاتا ہے اس کی جڑیں، پتے، تنے اور پھول نہیں ہوتے سمندری روئیدگی اور جوہڑ کی سطح کا سبزہ اس کی واضح مثالیں ہیں۔ بارش کے دنوں میں درختوں کے تنوں پر ایک سبز پوڈر سا جم جاتا ہے یہ بھی کائی ہی کی ایک قسم ہے۔

**کائی یا بحری گھاس**۔ گھاس کی بعض قسمیں چراگاہوں کے لئے موزوں ہوتی ہیں اور بعض پانی، کیچڑ یا دلدل کے لئے بعض بارانی کھیتوں کو راس آتی ہیں اور بعض چٹیل علاقوں اور کوہستانی خطوں کے موافق ہوتی ہیں۔ گھاس جو پانی میں اُگتی ہے یا دریاؤں، جھیلوں، یا ندی نالوں کے دامنوں میں پرورش پاتی ہے۔ وہ قد کی لمبی، تنے کی موٹی اور جڑوں کی مضبوط ہوتی ہے۔ اسے کائی کہتے ہیں۔ سبز اور ابتدائی حالت میں کائی چارے کا کام دیتی ہے۔ اور جب پختہ ہو جاتی ہے تو وہ جلانے اور چھپروں وغیرہ پر ڈالنے کے کام آتی ہے۔ موٹی کائی کے تنکے کے معمولی قلم بھی بن سکتے ہیں۔ بچوں کے قلم عموماً کائی وغیرہ کے ہوتے ہیں۔ مرطوب علاقوں میں کائی بکثرت پیدا ہوتی ہے گینڈے جنگلی گھوڑے، جنگلی گائیں اور بھینسیں اور اور اسی نوع کے دوسرے جانور کائی یا بحری گھاس کو بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔

**کبوتر**۔ قمری کے خاندان سے ایک پرندے کا نام۔ در اصل قمری بھی ایک رنگ کا کبوتر ہی ہوتا ہے۔ فاختہ بھی اسی خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔ رنگ کے لحاظ سے کبوتر کی کئی قسمیں ہیں۔ سرخ، سبز، نیلگوں، سفید، زرد اور ابلق وغیرہ۔ رہائش کے لحاظ سے ان کی دو قسمیں ہیں۔ ایک جنگلی یا لٹھا دوسرا پالتو۔

جنگلی کبوتر صرف نیلے رنگ کا ہوتا ہے۔ جس کی دم پر دھاریاں ہوتی ہیں۔ یہ سبز یا سیاہ رنگ کی ہوتی ہیں۔ پالتو کبوتر بے شمار قسموں کے ہیں۔ عادات کے لحاظ سے ان کی مشہور چار قسمیں ہیں۔ اول گرے یہ کبوتر جھنڈوں میں اڑا دیئے جاتے ہیں اور جب مخالف پارٹی کا جھنڈ آتا ہے تو اس میں گھس جاتے ہیں۔ اس کے فوراً بعد مالک کے اشارے پر نیچے اتر آتے ہیں اور ان میں مخالف پارٹی کے جھنڈ کا ایک آدھ کبوتر آ جاتا ہے جس کو الگ کر کے ان کو پھر چڑھا دیا جاتا ہے اور اسی طرح سلسلہ جاری رہتا ہے۔
دوسری قسم کے کبوتر لقا ہیں جو صرف خانگی ہوتے

ہیں۔ اکثر چھاتی کھنچائے دم کو چنور کئے اکڑ کر چلتے نظر آتے ہیں۔ تیسری قسم کے تارے کہلاتے ہیں۔ یہ صرف اڑنا جانتے ہیں اور قلا بازیاں بھی لگاتے ہیں۔ چوتھی قسم کے لوٹن ہیں جو بالکل دوسری طرح کے کبوتروں کی طرح ہوتے ہیں۔ لیکن ان کو ہاتھ میں لے کر ہلا دے کر چھوڑ دیا جائے تو قلا بازیاں کھاتا اور تڑپنا شروع کر دیتے ہیں۔ جس طرح ذبح کیا ہوا جانور تڑپتا ہے۔ اگر ان کو اٹھا کر چونک نہ دی جائے تو تڑپتے تڑپتے مر جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ ایک قسم نامہ بر کبوتروں کی ہے جو لوگ سفر یا جنگ میں ساتھ لے جاتے ہیں اور جب پیغام بھیجنے کی ضرورت ہو تو اس کی ٹانگ کے ساتھ رقعہ کی بتی بنا کر باندھ دیتے ہیں۔ وہ سیدھا اس جگہ پہنچتا ہے جہاں اس کا مستقل مسکن ہوتا ہے۔

اس خاندان کے دوسرے پرندوں میں ایک فاختہ ہے۔ یہ بھی حلیم الطبع جانور ہے۔ لیکن فاختہ کبوتروں کی طرح کسی فن کی مالک نہیں ہوتی اس لئے اس کی قدر بھی اتنی نہیں، سوائے اس کے کہ اسے گوشت کے لئے شکار کیا جائے اور کسی مصرف کی نہیں۔ باقی خاندان میں قمریوں کی بہت سی اقسام ہیں۔ قمری بالکل فاختہ کی طرح کا ایک پرندہ ہے لیکن اس سے بہت چھوٹا۔ یہ ان پرندوں میں سے ہے جس کو اس کی شیریلی آواز کے سبب سے پسند کیا جاتا ہے چنانچہ اسے بھی خوب صورت پنجروں میں پال کر رکھتے ہیں اور لوگ اس کے مشہور حق سرہ کے نعرہ کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اردو ادب میں قمری کو سرو کا عاشق بتایا گیا ہے اور اس سے نہایت دلکش ترکیبیں پیدا کی گئی ہیں۔

**کبیر بھگت** ۔ ہندوستانی صوفی بزرگ پندرھویں صدی میں پیدا ہوئے۔ ہندو اور مسلمان دونوں ان کو اپنا بزرگ مانتے ہیں۔ بہت سے ہندی دوہے ان کے نام سے منسوب ہیں جن میں سے اکثر بعد میں لوگوں نے تصنیف کر کے ان کے نام سے وابستہ کر دیئے ہیں ان کی سوانح عمریاں جو مروج ہیں ان میں بھی افسانہ اور عقیدت کا رنگ غالب ہے۔ بہرحال یہ مسلّم ہے کہ وہ ایک مسلمان جولاہے کے بیٹے تھے لیکن تعلیم راماننده سے حاصل کی جو وشنو جی کے پجاری تھے اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے ہندو اور مسلمان دونوں کو اپنانا چاہا۔ ان کی صلح کل زندگی اور ہمہ گیر مسلک کا انجام یہ بھی ہوا کہ کبیر پنتھی ایک فرقہ پیدا ہوا جس کے پیروکار ان کے دوہے پڑھتے اور ان کی نشر و اشاعت کرتے رہے۔

تعصب، رسوم اور طریق عبادت کے خلاف رہے اور عام بھگتوں کے خلاف شادی بھی کی اور اس سے اولاد بھی ہوئی۔ جولاہے کا پیشہ بھی کرتے تھے۔ بالآخر متعصب برہمنوں نے ان کو بنارس سے نکال باہر کیا۔ [illegible] میں بستی کے ضلع گھر میں انتقال کیا۔ جنازہ پر بھی ہندو مسلمانوں میں اختلاف ہوا کہ اس کو جلایا جائے یا دفن کیا جائے لیکن میت کی جگہ چند پھول پائے گئے جن کو ہندوؤں نے جلایا اور مسلمانوں نے اس کی قبر بنائی جو آج تک موجود ہے۔ ایک فرقہ اپنے کو کبیر پنتھی کہتا اور ان کو اپنا گرو مانتا ہے۔ عقائد کے لحاظ سے وہ اللہ اور رام دونوں کو مانتے تھے۔ مسجد اور مندر دونوں کو فضول سمجھتے تھے، خدا کے وجود کو ہر جگہ اور ہر چیز میں تسلیم کرتے تھے اور خدا کی محبت اور انسان دوستی کو ذریعہ نجات سمجھتے تھے۔ ان کے دوہے بہت دلآویز ہیں۔

**کپاس** ( Cotton ) زمین میں ایک پودے کے ساتھ لگتی ہے۔ پودے کے ساتھ سفید رنگ کے پھول کی طرح ہوتی ہے جس میں چھوٹے چھوٹے ریشے ہوتے ہیں۔ اور دور سے دیکھنے میں زمین پر برف کے ایک وسیع میدان کی طرح نظر آتی ہے۔ پاکستان، مصر اور امریکہ وغیرہ میں عام ہوتی ہے۔

اس سے دھاگہ تیار کیا جاتا ہے جس سے کپڑا بنا جاتا ہے۔ سب سے پہلے [illegible] میں انگلستان میں مانچسٹر کے جلاہوں نے اس سے کپڑا بننا شروع کیا اور ہاتھ سے بہترین کپڑا تیار کرنے میں اس شہر نے بہت شہرت حاصل کی۔ اس سے پہلے دوسرے ممالک میں بھی کپاس سے دھاگہ اور کپڑا تیار کیا جاتا تھا۔ مگر مانچسٹر کا تیار کردہ کپڑا اپنی نوعیت کے لحاظ سے اعلےٰ تصور کیا جاتا تھا۔ اس کے بعد جب مشینی دور آیا، تو مشینوں کے ذریعے دنیا کے بے شمار ملکوں میں کپڑا تیار ہونے لگا۔

پاکستان اور ہندوستان کے دیہاتوں میں اب بھی گھروں میں ہاتھ سے کپاس کا دھاگہ اور دھاگے سے کپڑا تیار کیا جاتا ہے۔

کپاس کاشت کرنے کے لئے ابتدائی ایام میں بہت زیادہ بارش اور خزاں میں خشک آب و ہوا کی ضرورت ہے امریکن کپاس دنیا بھر میں مشہور ہے۔ جہاں تقریباً

مداریاستوں میں کپاس پیدا ہوتی ہے۔ کل دنیا کی ۲۶ فی صدی کپاس امریکہ میں پیدا ہوتی ہے روس میں بھی، کافی مقدار میں کاشت ہوتی ہے جیسے سینیا سوڈان، یوگنڈا، ترکی، شام، برازیل، آسٹریلیا، میکسیکو، عراق اور جنوبی امریکہ میں بھی پیدا ہوتی ہے۔ ملک چین بھارت، کینیڈا، جاپان، شمالی اٹلی، سوئٹزرلینڈ، فرانس اور بیلجیم میں کپاس سے کپڑا تیار کرنے کے بڑے بڑے کارخانے ہیں۔ انگلستان میں لنکا شائر میں کپڑا تیار کرنے کے دنیا میں سب سے زیادہ کارخانے ہیں۔

## کپتان (کیپٹن) (Captain)

(۱) فوجی افسر جو پیادہ فوج کی کمپنی کی کمان کرتا ہو یا توپ خانے کی بیٹری کا سیکنڈ کمانڈ ہو یا رسالے کے سکویڈرن کا سیکنڈ کمان ہو۔ ۱۹۱۳ء سے جو ڈبل کمپنی سسٹم شروع ہوا تو کمپنی کی کمان میجر یا لفٹیننٹ کپتان کرتا ہے۔

(۲) بحری افسر جو کسی جنگی جہاز کی کمان کرتا ہو اور کمانڈر سے دوسرے درجے پر ہو۔ جو افسر ایڈمرل کے جہاز کی کمان کرتا ہو اسے فلیگ کیپٹن کہتے ہیں۔

(۳) کسی تجارتی جہاز کے ماسٹر کو بھی کیپٹن کہتے ہیں۔ کرکٹ ٹیم کا بھی کیپٹن ہوتا ہے۔

## کپڑا (Cloth)

کسی بنے ہوئے سلسلے کا نام مگر بالعموم اون یا بالوں کی بنتر کو کہتے ہیں جسے کھڈیوں پر تیار کیا جائے۔ دستی کھڈی بیسویں صدی کے آغاز تک عام تھی۔ اور مشینی کھڈی دستی کھڈی سے کوئی زیادہ مختلف نہیں ہوتی۔ مشینی یا خود بخود چلنے والی کھڈیوں میں شٹل خود بخود گھومتے ہیں اور خود ہی سلائی کرتے ہیں۔ مشینری کا کوئی نقص ہو تو کام رک جاتا ہے۔ کپڑا جو بنا جاتا ہے تو وہ بالعموم ڈھیلا ڈھالا ہوتا ہے۔ اسی لیے بننے کے بعد اسے دھویا جاتا ہے۔ اور پھر بھاری رولروں کے نیچے اسے دبایا جاتا ہے۔ پھر اسے خوب پیٹا جاتا ہے اور دوبارہ لپیٹا جاتا ہے۔ اس طرح کپڑا مضبوط ہو جاتا ہے۔

## کپلر جاہن۔ (Johann Kepler)

(۱۵۷۱ء۔ ۱۶۳۰ء) ورٹمبرگ کا رہنے والا ایک ماہر فلکیات جس نے انتہائی غربت کے باوجود علم و سائنس کی خدمت انجام دی۔ جاہن کپلر نے یہ دریافت کیا تھا کہ سیاروں کے مدار بیضوی شکل کے ہیں۔

## کپلنگ رڈیارڈ (Rudyard Kipling)

(۱۸۶۵ء۔ ۱۹۳۶ء) رڈیارڈ کپلنگ کے باپ کا نام مسٹر جان لاک وڈ کپلنگ سی آئی ای تھا۔ ۳۰ دسمبر ۱۸۶۵ء کو بمبئی (ہندوستان) میں پیدا ہوا۔ سترہ سال کی عمر میں سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور کا سب ایڈیٹر مقرر ہوا۔ ۱۸۸۶ء میں اس کی ہلکی پھلکی طنزیہ نظموں کا مجموعہ (Departmental Ditties) شائع ہوا جس کی شہرت ہندوستان سے انگلستان تک پہنچ گئی۔ متعدد شعری اور نثری تصنیفات چھوڑیں جن میں "بیرک روم بیلڈس" "دی جنگل بک" اور "دی ہینڈ آف دی ڈسٹرکٹ" زیادہ مشہور ہیں۔ قادر الکلام شاعر ہونے کے علاوہ اپنے عہد کا ممتاز افسانہ نگار اور ناول نویس تھا۔ شہنشاہیت پسندی اس کی تصنیفات کی امتیازی خصوصیت ہے۔ کپلنگ مغرب پسند بھی تھا۔ ۱۹۰۷ء میں ادبیات میں نوبل پرائز ملا اور ۱۸ جنوری ۱۹۳۶ء کو لندن میں وفات پائی۔

## کتا۔

دودھ پلانے والے گوشت خور چوپاؤں کی ایک نسل جو جگالی نہیں کرتے۔ یہ خاندان اغلباً جنگلی گوشت خور جانوروں کی مختلف قسموں سے مخلوط ہے اور گیدڑ، لومڑی بھیڑیے سے بہت ملتا جلتا ہے۔

یہ جانور اب تمام تر پالتو اور گھریلو حالت میں ملتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اب خالص گوشت خور نہیں رہا بلکہ روٹی دودھ وغیرہ بھی نہایت رغبت سے کھا لیتا ہے۔ اس کے باوجود اس کے دانت چیر پھاڑ اور شکار کے ڈھب ہی کے ہیں۔ یورپ میں کتوں کی نسل کشی و پرورش کی طرف خاص توجہ دی جاتی ہے اور اس فن کو علم کی حیثیت دی جا چکی ہے جس پر بے شمار کتب بازار میں موجود ہیں۔

دنیا کے مختلف ملکوں میں کتوں کی چھ بڑی قسمیں ہیں جن میں آگے چل کر ہر ایک کی بے شمار اصناف ہیں۔

(۱) وولف ڈاگ یعنی بھیڑیے کی شکل کے کتے۔ ان میں ذیل کی نسلیں شامل ہیں۔

پورذل۔ اسکیمو۔ نیوفونڈلینڈ۔ شیپ ڈاگ یعنی گلہ بان کتے۔ سینٹ برناڈ جو برف باری میں انسانوں کی جان بچانے میں مشاق ہوتے ہیں۔

(۲) ریوڑ کے نگہبان کتے۔ ان میں تمام شکاری کتے شامل ہیں۔

(۳) ہاؤنڈ۔ ان میں بڑے شکاری کتے اور لومڑی کے شکاری کتے جن کو اسی مطلب کے لئے پالا جاتا ہے، شامل ہیں۔

(۴) کرز } پیتے } یہ کتے بہت چھوٹے چھوٹے
(۵) ٹیری ار } چھوٹے کتے } اور کئی قسم کے ہوتے

ہیں اور بعض حالتوں میں ان کے بدن پر لمبے لمبے بال ہوتے ہیں ان میں ٹیریر، سپینیل۔ پستہ وغیرہ سب شامل ہیں۔ ٹائے ڈاگ یعنی کھلونا کتا بھی انہیں میں شامل ہے۔ السیشن کتا سب سے قیمتی ہوتا ہے۔

(۶) ماسٹف۔ ان میں بل ڈاگ یعنی چوڑے منہ والے تمام کتے شامل ہیں یہ کتے دراصل پہاڑی ہوتے ہیں۔

ہمارے ملک میں کتوں کی مشہور اقسام جہازی، تازی، پستہ اور گدی ہیں۔ گدی کتا بہت بڑا ہوتا ہے جو عموماً خانہ بدوش لوگوں کے پاس دیکھا جاتا ہے اور جہازی اور تازی شکار کے شوقین زمیندار پالتے ہیں۔

کتا وفادار جانور ہے اور پاسبانی کے علاوہ بعض ممالک میں گاڑیوں میں بھی جوتا جاتا ہے۔ کتے کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس کو پسینہ بالکل نہیں آتا۔ جب سخت گرمی ہو تو زبان باہر لٹکا دیتا ہے جس سے پسینہ کی رال ٹپک ٹپک کر باہر گرتی رہتی ہے۔ سرد ممالک کے کتے گرم ممالک میں مشکل سے جانبر ہو سکتے ہیں۔ ان کی پرورش کے لئے خاص انتظام کرنے پڑتے ہیں۔

کتیا ایک جھول میں ۹ بچے دیتی ہے جو ۶۳ دن بعد پیدا ہوتے ہیں۔ ۳۰ دن تک ان کی آنکھیں بند رہتی ہیں۔ یہ بچے دو سال بعد پورے جوان ہوتے ہیں

گھر میں کتا رکھا جائے تو اس کے سونے کی جگہ گرم ہونی چاہیئے۔ جہاں ہوا کے جھونکوں کا گذر نہ ہو۔ انسان کے اس وفادار دوست کو جس قدر بیماریاں یا تکالیف ہوتی ہیں ان کی بڑی وجہ اس معاملے میں غفلت ہے۔ کتے کی صحت برقرار رکھنے کے لئے اسے ورزش کرانے کی ضرورت ہے اگر کتا مستقل طور پر گھر میں رہے تو کم از کم دن میں ایک بار اسے دوڑانے کے لئے ضرور باہر لے جانا چاہیئے۔ کھانے کو کافی خوراک دینی چاہیئے لیکن حد سے زیادہ نہیں کتے کو غلاظت اور کوڑا کرکٹ پر منہ مارنے سے روکنا چاہیئے گوشت بھی کافی مقدار میں اسے کھلانا چاہیئے۔ گوشت کے شوربے میں جو یا پسے ہوئے بسکٹ ملا کر کھلانے چاہئیں سخت بسکٹ ہاضمے میں مدد دیتے ہیں اور دانتوں کی صفائی میں ممد اور معاون ہوتے ہیں۔ ہفتہ میں کم از کم دو مرتبہ یہ خوراک دینی چاہیئے۔ صاف پانی بھی کافی مقدار میں پلانا چاہیئے۔ ہفتہ وار یا ہر دو ہفتہ کے بعد باقاعدہ نہلانا چاہیئے

حکم ماننا کتوں کا ایک لازمی وصف ہے۔ شروع ہی سے انہیں مالک کی اطاعت کرنا سکھانا چاہیئے۔ ڈھیل یا نافرمانی کی عادت پڑ جائے تو اس پر غالب آنا مشکل ہو جاتا ہے۔ کتے پر وحشیانہ سختی نہیں کرنا چاہیئے اور نہ اس پر چلانا چاہیئے۔ نرمی اور پچکار نا ریپٹ کے مقابلے میں زیادہ مؤثر ہے۔ کتا فطری طور پر انسان سے محبت کرتا ہے ایک دفعہ اسے مالک سے پیار ہو جائے تو وہ جبلی طور پر اس کی اطاعت کرنے لگتا ہے۔

## کتاب

**کتاب** ۔۔ (Book) کتاب موجودہ صورت میں حال ہی کی ایجاد ہے۔ قدیم زمانے میں کتابیں درختوں کے پتوں، چھال، سوتی اور ریشمی کپڑے، مٹی اور چمڑے اور "پیپرس" پر لکھی جاتی تھیں۔ قدیم بابل اور شام میں کتاب سے وہ اینٹ جیسی قرص یا تختی مراد تھی۔ جس پر کچھ علامتیں کندہ ہوتی تھیں۔ حضرت موسےٰؑ کی کتاب "توریت" بھی پتھروں پر کندہ کی گئی تھی۔ مصر میں لفظ کتاب نقش کی طرح لکڑی پر لپٹے ہوئے چرمی کاغذ کے لئے مستعمل تھا۔ جس پر عبارت درج ہوتی تھی۔ روما اور یونان میں بھی کتاب سے یہی مفہوم لیا جاتا تھا۔ پہلے کتابیں ہاتھ سے لکھی جاتی تھیں۔ مطبوعہ کتابیں یورپ میں پندرھویں صدی میں رائج ہوئیں لیکن شکل و صورت میں یہ کتابیں بالکل قلمی نسخوں جیسی تھیں۔

سولہویں صدی میں ان کی جسامت و ضخامت کم کی گئی اور نرمی جلد استعمال ہونے لگی۔ مشینوں کے استعمال نے کتابوں کی قیمت کم کردی اور ان کی

تعداد میں بہت اضافہ کر دیا۔

کتاب میں خود ہمارے یا ہمارے آبا و اجداد کے تجربے کا ریکارڈ ہوتا ہے۔ یوں تو ہر شخص تمام عمر قدرتی طور پر علم حاصل کرتا رہتا ہے۔ لیکن اگر اس علم یا تجربہ پر بلد عبور کرنا مقصود ہو تو کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیئے کیونکہ ایک فرد کا تجربہ اتنا وسیع نہیں ہو سکتا جتنا صدیوں میں حاصل کردہ بے شمار افراد کا جو کتب کے ذریعے حاصل ہو سکتا ہے۔ اور اس طرح انسانی عمر طبعی میں ہزارہا سال کی جمع شدہ واقفیت حاصل ہو کر مزید واقفیت کی پیدائش کا ذریعہ بنتی ہے۔

سائز کے لحاظ سے کتابوں کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک کاغذ کے تختہ کو ایک دفعہ شکن دینے پر دو ورق یا چار صفحے حاصل ہوتے ہیں۔ اس شکل میں کتاب طبع ہو تو "فولیو" کہلاتی ہے۔ اگر اس فولیو کو چوڑائی کے رخ ایک اور شکن دے دیا جائے تو چار ورق اور آٹھ صفحے حاصل ہوں گے۔ اور اس سائز کی کتاب "کوارٹو" یعنی چوتھائی کتاب کہلاتی ہے۔ کی مزید شکن دینے پر ۱۶ صفحے اور آٹھ ورق والی کتاب "آکٹیوو" کہلاتی ہے۔

اسی طرح ۱۲، ۲۴، ۳۶ صفحوں والے سائز بھی ہو سکتے ہیں جن کا انحصار کاغذ کو تہہ کرنے کے طریق پر ہے۔

**کتاب الاصنام۔** الاصنام جمع، واحد الصنم۔ معبود بت، پتھر کے تراشے ہوئے۔ ابو عثمان عمرو بن بحر الجاحظ کی تصنیف ہے جو سنہ ۲۵۵ھ میں فوت ہوئے۔ اس کتاب میں جھوٹے معبودوں اور قدیم عربوں کے بتوں کا ذکر اور تفصیل کا تذکرہ ہے۔

**کتاب الامارۃ والسیاسۃ۔** مشہور اور مستند عربی تصنیف ہے۔ جو حکمرانی اور حکمرانی کی سیاست پر مشتمل ہے۔ ابو عبداللہ احمد بن سلیمان الزبیری الشافعی کی تصنیف ہے جو سنہ ۳۱۷ھ میں فوت ہوئے۔

**کتاب البلدان۔** یہ عربی کتاب "کتاب فتوح البلدان" نام کی عربی کتاب سے مختلف ہے۔ اسے سنہ ۲۷۸ھ/سنہ ۸۹۱ء میں شیعہ مصنف ابن واضح الیعقوبی نے تصنیف کیا۔ الیعقوبی آرمینیا اور خراسان کا باشندہ تھا۔ اس کتاب میں ملکی اور اقتصادی تفصیلات درج ہیں اور ان پر خاص طور پر زور دیا گیا ہے۔

**کتاب الخراج۔** امام ابو حنیفہؒ (امام اعظمؒ) کے مشہور اور ممتاز شاگرد امام ابو یوسف تھے۔ امام ابو حنیفہ اپنی تعلیمات اپنے شاگردوں کو زبانی دیا کرتے تھے۔ چنانچہ امام ابو یوسف نے سنہ ۱۸۰ھ میں اپنے استاد کے اہم ارشادات کو اپنی تصنیف "کتاب الخراج" میں پیش کیا جو علم فقہ کی مستند کتابوں میں سے ہے۔ آپ خلیفہ ہارون الرشید کے زمانہ میں تھے۔ اس کتاب میں زیادہ تر خراج کے مسائل ہیں اور اس لحاظ سے اسے اس زمانے کا قانون مالگذاری کہہ سکتے ہیں۔ اس کتاب میں زمین کے اقسام بلحاظ حیثیت اور بلحاظ نوع، لگان کی مختلف شرحیں، کاشتکاروں کی حیثیتوں کا اختلاف، پیداوار کی قسمیں وغیرہ درج ہیں۔ طرز تحریر میں ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ نہایت آزادانہ ہے اور قواعد اور ہدایتوں کے ساتھ خلیفۂ وقت کو متوجہ کیا گیا ہے۔

محض "الخراج" نام کی ایک دوسری کتاب سنہ ۹۲۰ء میں قدامہ نام کے نو مسلم مسیحی نے جو بغداد کے مرکزی محاسبہ کے محکمہ مال میں محاسب اعلےٰ تھا، تحریر کی۔ اس کتاب میں مملکت خلافت کی صوبائی تقسیم پر بحث کی گئی ہے۔ محکمہ ڈاک کی تنظیم کا بیان ہے اور ہر ضلع یا علاقے کی ٹیکسیشن کا ذکر ہے۔

**کتاب الشفا۔** (۱) ایک عربی کتاب پورا نام "الشفا فی حقوق المصطفےٰ صلعم" ہے جو قاضی ابو الفضل عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ اس کتاب میں حضور نبی اکرمؐ کے حقوق کا ذکر ہے جو ان کے امتیوں پر عائد ہوتے ہیں یعنی آپ کی شان اور آپ کے احترام اور تعظیم و تکریم کی تفصیل ہے اور حضورؐ کے محاسن کو قرآن پاک کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔

اس کتاب کے متعدد اردو تراجم بھی ہو چکے ہیں۔

(۲) کتاب "الشفا" نام کی ایک اور کتاب ہے جو فلسفیانہ انسائیکلوپیڈیا ہے اور اسلامی دینیات پر مبنی ہے اور سائنسی موضوعات کا مجموعہ ہے، حکیم ابن سینا کی تصنیف ہے۔ حکیم ابن سینا کی نامور تصنیفات میں سے "کتاب الشفا" اور "القانون فی الطب" نہایت اہم ہیں۔ ان کا زمانہ سنہ ۹۸۰ء سے سنہ ۱۰۳۷ء کا ہے۔

**کتاب الفرق بین الفرق۔** پہلا لفظ فَرق ہے اور دوسرا فِرَق ہے۔ فَرق بمعنی اختلاف اور فِرَق فرقے کی جمع ہے۔ اس کتاب میں اسلامی فرقوں کے فرق اور اختلاف

کو بیان کیا گیا ہے۔ قاضی شہاب الدین ابو اسحٰق ابراہیم بن عبداللہ بن ابی الدم الحموی کی تصنیف ہے جو ۶۴۲ھ میں فوت ہوئے۔

## کتاب العمدہ، ابن رشیق

اس عربی کتاب کا اصل اور پورا نام عمدۃ فی صناعۃ الشعر ہے۔ علامہ ابن رشیق ابی علی الحسن القیروانی کی تصنیف ہے جو ۴۵۶ھ میں فوت ہوئے۔ الصقلی نے اسے مختصر کر کے اس کا نام العدۃ رکھا۔ اس کتاب کا ایک اور اختصار موفق الدین البغدادی نے لکھا جو "الانصاف" نام کی کتاب میں ہے۔

## کتاب الموضح

اس عربی کتاب کو مختصراً "موضح" بھی کہتے ہیں، ابو علی محمد بن الحسن الحاتمی الکاتب اللغوی البغدادی کی تصنیف ہے جو ۳۸۸ھ میں فوت ہوئے۔ اس کتاب میں مصنف نے اپنے اور مشہور شاعر المتنبی کے باہمی واقعات ذکر کئے ہیں اور المتنبی کے سرقات اور اس کے عیوبِ شعری کو بارہ ابواب میں پیش کیا ہے۔

## کتاب الوزراء والکتّاب

یہ عربی تصنیف ہے جو وزیروں اور کاتبوں کے حالات پر مشتمل ہے۔ اسمٰعیل بن عباد الوزیر المعروف بالصاحب کی تصنیف ہے جو ۳۸۵ھ میں فوت ہوئے۔ اس نام کی دوسری کتابیں ابو عبداللہ محمد بن الفارسی، محمد بن عبدوس الجہشیاری ابی عبداللہ، ابوبکر محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن العباس المعروف بالصولی، خلیل بن الحسن وغیرہم نے بھی تصنیف کی ہیں۔

## کتاب دان

(Book Case) گتے، لکڑی یا لوہے کی وہ نشست یا وضع کرسی جس میں ضخیم یا چھوٹی بڑی کتابیں، حفاظت اور صفائی کی خاطر، بند کر کے رکھی جاتی ہیں۔ مطبوعات کے اعلان اور تشہیر کے ساتھ ساتھ، بسا اوقات کتاب دان، جزدان وغیرہ کے بھی اعلان ثبت ہوتے ہیں۔ قرآن پاک کے عمدہ اور نفیس اور قیمتی نسخے بالعموم کتاب دان کے حامل ہوتے ہیں۔ موجودہ دور کی مطبوعات میں انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا (Encyclopaedia Britanica) بک آف نالج Book of Knowicdge وغیرہ ضخیم کتابوں کے بہت خوبصورت اور پائیدار کتاب دان بھی مل سکتے ہیں، جو ان مطبوعات کے اجزا کی جسامت اور تعداد و قامت کے مطابق بنائے جاتے ہیں۔

## کتان

(Flax) السی یا اس قسم کے دوسرے پودوں کے ریشوں سے بنے ہوئے کپڑے کو بھی کہتے ہیں۔ السی ایک قسم کا پودا ہوتا ہے، جو اوجنتائن، ہند و پاکستان اور اکثر میں پایا جاتا ہے۔ اس کے نیلے نیلے پھول ہوتے ہیں۔ اس پودے کو ریشے کی خاطر کاشت کیا جاتا ہے۔ اس ریشے کو کپڑے کی شکل میں بن لیتے ہیں۔ السی کے بیج کوٹ کر یا جھاڑ کر علیحدہ کر لئے جاتے ہیں اور پودے کے تنوں کو کچھ وقت کے لئے گلنے کی خاطر رکھ دیا جاتا ہے تاکہ ریشہ سن کی طرح آسانی سے علیحدہ ہو جائے۔ بیجوں سے السی کا تیل نکالا جاتا ہے اور باقی ماندہ مواد کے آئل کیک (Oil Cake) بنائے جاتے ہیں۔

## کتان کا کپڑا

(Flax Cloth) السی کے ریشے سے تیار کیا جاتا ہے۔ جب ریشہ اچھی طرح سے پانی میں گل کر ابھر آتا ہے تو اسے سن کے ریشوں کی طرح علیحدہ کر کے کاٹ کوٹ لیتے ہیں اور پھر دستی یا مشینی کھڈی پر اسے بُن لیتے ہیں۔

کتان (السی) کا کپڑا کئی قسم کے کاموں میں آتا ہے۔ باریک کپڑے پہننے کے کام آتے ہیں، کرسیوں، میز پوش، فرنیچر اور نشست وغیرہ کے سامان میں بھی اسے لگاتے ہیں۔ یہ کپڑا یورپی ممالک میں اور ایشیائی ممالک خصوصاً ہندوستان، پاکستان وغیرہ میں بکثرت تیار ہوتا ہے۔ قیمت میں ارزاں اور استعمال میں دیرپا ہوتا ہے۔

## کتب خانے

(Libraries) وہ عمارات جن میں خاص لوگوں یا عوام کے پڑھنے کے لئے کتب کا ذخیرہ مہیا کیا جائے۔ اس قسم کے کتب خانے زمانۂ قدیم سے موجود ہیں۔ جب فنِ طباعت کا رواج نہیں ہوا تھا تو کتب کی فراہمی پر بے اندازہ روپیہ صرف ہوتا تھا۔ سب سے قدیم کتب خانہ قدیم نینوا کے کھنڈرات سے برآمد ہوا ہے

اس میں جو کتب ہیں وہ پہلے مٹی کی کچی تختیوں پر تحریر کی گئی ہیں۔ اور پھر ان تختیوں کو پکایا گیا ہے۔ ٹالمی والے مصر کے عہد میں سکندریہ میں دو عظیم الشان کتب خانوں کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ لیکن وہ زمانے کی دست برد سے محفوظ نہ رہ سکے۔

زمانہ حال کی بڑی بڑی لائبریریوں میں ویٹیکن روم میں پاپائے اعظم کی لائبریری ہے۔ جو ۱۵۸۸ء میں موجودہ عمارت میں آئی تھی۔ پیرس کی قومی لائبریری، نیویارک کی اسٹور لائبریری، بولڈلین لائبریری، آکسفورڈ، اور برٹش میوزیم لائبریری اور ماسکو کی لینن لائبریری بہت بڑے کتب خانے ہیں۔ سکیٹ گرٹ جرمنی میں بھی ایک پوتھی کا کتب خانہ ہے اس کے علاوہ دنیا کے تمام بڑے بڑے شہروں میں اعلیٰ درجے کے کتب خانے ہیں!

پاکستان میں مرکزی حکومت کا کتب خانہ اور مرکزی عجائب گھر کا کتب خانہ کراچی میں ہیں۔ لیکن لاہور کی یونیورسٹی لائبریری پبلک لائبریری۔ عجائب گھر کی لائبریری اور محکمہ آثار قدیمہ کی لائبریری۔ مغربی پاکستان میں اعلیٰ درجے کے کتب خانے ہیں۔ اس کے علاوہ گورنمنٹ کالج لاہور اور میڈیکل کالج لاہور کے کتب خانے بھی صف اول میں شمار ہونے کے قابل ایک اور عمدہ کتب خانہ دیال سنگھ لائبریری بھی ہے۔

دنیا کے کتب خانوں کے موضوع پر بے شمار اور بلند پایہ کتابیں موجود ہیں۔ ریڈنگ روم آف دی برٹش میوزیم (Reading Room of the British Museum) (برطانوی عجائب گھر کا دارالمطالعہ) انگریزی میں ایک مشہور تصنیف ہے جو پڑھنے کے قابل ہے۔

کٹاؤ کا کام (Fret Work) لکڑی وغیرہ میں پتلی آری کے ذریعہ آرائشی نقوش بنانا۔ اس کام کے لئے مندرجہ ذیل اوزاروں کی ضرورت ہے۔ ہینڈ فریم، آریاں، برما، قینچی، پرکار، سٹی، پنسل، ریگ مار، کاغذ، ہتھوڑی، پیچ کش، چھوٹی ریتیں اور کاٹنے کا

تختہ (Fret Work Board) کٹاؤ کی آری۔ اس سے لکڑی کے باریک تختے میں آرائشی نقوش بنائے جاتے ہیں۔ اس آری کو چوکھٹے میں لگاتے ہیں تاکہ لکڑی کے بڑے بڑے تختوں پر آسانی سے کام کیا جا سکے۔ چوکھٹے میں آری کے لگانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دستے کی طرف والا شکنجہ کس لیا جاتا ہے۔ پھر چوکھٹے کی اوپر والی لکڑی کو ذرا دبا کر دوسرا شکنجہ کس دیتے ہیں تاکہ آری تنی رہے۔ آری کے دندانے نیچے کی طرف رہتے ہیں۔ آری استعمال کرتے وقت اس پر زیادہ دباؤ نہیں ڈالنا چاہیئے۔ کٹائی کسی کونے سے شروع کرنی چاہیئے۔ اگر مخروط نقش کاٹنا ہے تو کاٹتے ہوئے نقطہ سے آگے بڑھ جائیے اور ایک چھوٹے دائرے میں آری چلاتے ہوئے پھر اس نقطے پر آ جائیے اور کٹاؤ جاری رکھیئے

کٹائی کا تختہ (Cutting Board) اسے میز پر پیچ یا شکنجہ سے کس دیا جاتا ہے۔ آری ہمیشہ تختہ پر عموداً چلائی جاتی ہے اور یہ تختہ پر دی (V) شکل کے اندر رہتی ہے۔ کٹاؤ کرتے وقت لکڑی کو خالی ہاتھ سے گھماتے رہتے ہیں۔ اگر پاؤں سے چلنے والا برما مل جائے تو پھر اس تختے کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ پاؤں والے برمے میں خود کٹائی کا تختہ لگا ہوتا ہے۔

برما۔ آری کے لئے جگہ بنانے کے لئے لکڑی میں برمے سے سوراخ نہیں بنانا چاہئیں۔ نہ ہی اس کام کے لئے کٹونی استعمال کرنی چاہیئے نیز گیمیڈین برما سب سے بہتر ہے۔ نمونہ کے خطوط پر بھی سوراخ نہیں بنانے چاہئیں بلکہ انہیں ایسی جگہ بنانا چاہیئے جہاں سے لکڑی کٹ کر نکل جائیگی سوراخ بنائے جائیں تو وہ صرف اتنے بڑے ہوں کہ آری چلنے میں سہولت پیدا کر دیں

ریگ مال۔ یہ زیادہ موٹا نہ ہو۔ کام میں صفائی پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اسے کسی چورس لکڑی پر چڑھا لیا جائے۔ ایسا نہ کیا گیا تو لکڑی کی سطح ہموار نہیں رہے گی۔

ریتی۔ مختلف شکلوں کی دو ایک بھرتی ریتیاں ضروری ہیں۔ اس لئے انہیں بڑی احتیاط سے استعمال کرنا چاہیئے۔ اگر ریتی پر زیادہ دباؤ ڈال دیا گیا تو نقوش آسانی سے بگڑ جائیں گے۔ ریتی کو صرف خطوط کے کنارے کنارے چلانا چاہیئے۔ ادھر ادھر ہرگز دباؤ نہیں ڈالنا چاہیئے۔ اور اسے بڑی احتیاط اور توجہ سے استعمال کرنا چاہیئے۔ ورنہ ذرا سی دیر میں سب کئے کرائے پر پانی پھر جاتا ہے۔

نمونے ۔ عکسی کاغذ کے ذریعہ آرائشی نقوش تختہ پر اتار دینے چاہئیں ۔ بہتر یہ ہو کہ پہلے تختہ پر لئی لگا دی جائے اور کاغذ پر اترا ہوا نمونہ اس پر چپکا دیا جائے ۔ جب تک لئی خشک نہ ہو جائے اسے دبائے رکھنا چاہئے ۔ ایسا کرنے سے نہ تو تختہ میں اینٹھ یا خم پیدا ہوگا نہ ہی نمونہ اپنی جگہ چھوڑے گا خاکہ اتارتے وقت سیدھے خطوط کے لئے فٹا اور حلقوں کے لئے پرکار کا استعمال کیا جانا مفید اور مستحسن ہے ۔

**کٹھ پتلی** ۔ تزئین کے طور پر استعمال ہوتا ہے ۔ کاٹھ کی مورتی ، نازک اندام لڑکی ، دبلی پتلی عورت ، دوسرے کی عقل اور باتوں پر چلنے والا انسان ، مرد ہو یا عورت ، بے اختیار شخص ۔

دراصل کاٹھ یا لکڑی کی پتلی جو تماشوں میں نچائی یا دکھلائی جاتی ہے ۔ تماشہ کرنے والے اپنی زبان سے باتیں کرتے ہیں اور کٹھ پتلی کے منہ سے نکلواتے ہیں ۔
" مردہ بدست زندہ " کا محاورہ بھی کم و بیش " کٹھ پتلی " کا مصداق ہوتا ہے ۔

**کٹھ پھوڑا** ۔ یہ بھی ایک کرم خور پرندہ ہے ۔ اس کی چونچ لمبوتری اور دم چھوٹی ہوتی ہے ۔ آواز کھٹ کھٹ کی سی کٹھ پھوڑے ایک درخت سے دوسرے درخت تک اڑ کر جاتے وقت چیخ ضرور مارتے ہیں ۔ بازو چونکہ چھوٹے ہوتے ہیں اس لئے وہ ہوا میں تھوڑی دور بھی نہیں جا سکتے ۔ لیکن ان کی انگلیاں ایسی ہیں جن کی مدد سے وہ درختوں پر بڑی آسانی سے چڑھ جاتے ہیں ۔ پہلے درخت کے نچلے حصے پر چڑھتے ہیں پھر اس کے تنے کے گرد چکر کاٹتے ہوئے درخت کی چوٹی کی طرف چڑھتے چلے جاتے ہیں ۔ اس لئے دیکھنے والے کو کبھی نظر آتے ہیں کبھی نہیں ۔ چڑھتے بھی جھٹکے لے لے کر ہیں ۔ ساتھ ہی اپنی چونچ کو زور زور سے چھال پر مارتے ہیں ۔ اس شور سے گھبرا کر جو کیڑے ، درخت کی چھال کی درزوں میں چھپے ہوتے ہیں گھبرا کر باہر آ جاتے ہیں اور ان کا لقمہ بن جاتے ہیں ۔ ان کی زبان پر کانٹے ہوتے ہیں ۔ زبان لیسدار اور لمبی ہوتی ہے اور جب کوئی کام نہ ہو تو مینتری کی چوسنی نالی کی طرح لپیٹ کر منہ میں چھپا لیتا ہے ۔ فرق صرف اتنا ہوتا ہے کہ مینتری کی نالی ٹھوڑی کے نیچے دبی رہتی ہے ۔ مگر کٹھ پھوڑے کے اندر دبی رہتی ہے ۔
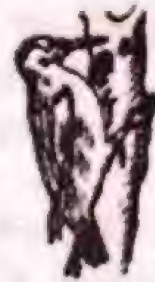
جب یہ درخت پر ٹھونگیں مارتا ہے تو کھٹ کھٹ کی آواز نکلتی ہے ۔ یہ آواز اس وقت بھی نکلتی ہے جب یہ اپنا گھونسلا بنا رہا ہو ۔ جب یہ اپنا گھونسلا بناتا ہے تو اپنی دم تنے پر ٹکا کر بیٹھ جاتا ہے اور چونچ کو زور زور سے چھال پر مارتا ہے ۔ یہ کام پرندہ ایک سمجھ دار بڑھئی کی طرح کرتا ہے اپنے گھر کا سوراخ گول اور ہموار بناتا ہے ۔ پہلے چونچ سے ایک سیدھی سرنگ کھودتا ہے جس کے آخر میں ایک کھلا اور چوڑا کمرہ بناتا ہے جس میں مادہ چار پانچ انڈے دیتی ہے

کٹھ پھوڑے کی ایک دوسری قسم زریں پشت کٹھ پھوڑا ہے ۔ قد مینا اور کوے کے درمیان اور پیٹھ سنہری یہ بہت خوب صورت ہوتا ہے ۔ بازو سنہری اور سیاہ ہوتے ہیں اور ان پر سفید سفید داغ ، دم پیٹھ کا آخری حصہ اور سر کا اوپر کا حصہ سیاہ ہوتا ہے لیکن چہرہ دونوں طرف سے سفید چہرے پر باریک سیاہ دھاریاں جو اس کی خوب صورتی کو بڑھاتی ہیں ۔ سر پر تمام کٹھ پھوڑوں کی طرح گہری سرخ کلغی جو مادہ کے نہیں ہوتی ۔ اس پرندے کی ایک تیسری قسم زرد پیشانی کٹھ پھوڑا ہے جو بہت چھوٹا ہوتا ہے اور آبادی سے دور رہتا ہے ۔ قد بلبل سے چھوٹا ۔ بدن پر سیاہ اور سفید دھبے پیشانی زرد ہوتی ہے ۔ پیٹ پر پیلا داغ اور نر کے سرخ کلغی ہوتی ہے ۔
لفظ کٹھ پھوڑا دراصل کاٹھ پھوڑا ہے یعنی لکڑی پھوڑنے والا ۔

**کچنار** ۔ املتاس کے خاندان سے ایک درخت ہے یہ کئی قسم کا ہوتا ہے ۔ اس کے پھول گلابی مائل نیلے ہوتے ہیں لیکن بعض میں سفید بھی ہوتے ہیں جو سوسن کی طرح خوب صورت اور خوشبودار ہوتے ہیں ۔ جب درخت پر پھول آتے ہیں تو درخت پر پتے بالکل نہیں ہوتے اس لئے منظر اور بھی خوشنما ہو جاتا ہے ۔ کچنار کی کلیاں بطور سبزی کے پکا کر کھائی جاتی ہیں اور اسی وجہ سے اس کی کاشت کی جاتی ہے ۔

یہ درخت گرمیوں کے شروع میں اپنے جوبن پر آتا ہے اس کی ٹہنیاں بڑے بڑے اور خوش رنگ پھولوں سے لدی ہوئی خوب بہار دیتی ہیں ۔ پھول کی پانچ پنکھڑیوں کے

نیچے پانچ سبز پتیاں بھی ہوتی ہیں۔ یہ پنکھڑیاں دو دو انچ لمبی ہوتی ہیں۔ ان میں چار سفید یا گلابی رنگ کی اور پانچویں سرخ اور اس پر سرخ دھاریاں تین پنکھڑیاں بعض دفعہ نیلے رنگ کی بھی ہوتی ہیں۔ بیضہ دان ایک ڈنڈی دار کلغی میں ہوتا ہے۔ پھلی سخت اور چپٹی ہوتی ہے اور پک کر نصف سے ایک فٹ تک لمبی ہو جاتی ہے۔ کچنار کا پتا دل کی شکل کا ہوتا ہے اور اس کا سرا دو حصوں میں بٹا ہوا ہوتا ہے۔

کچنار کے پودے کی ایک اور قسم بھی ہے جس کے پتے کا کٹاؤ بہت زیادہ ہوتا ہے۔ پھول چھوٹے چھوٹے اور گہرے گلابی رنگ کے ہوتے ہیں۔ اس کی کلیاں بھی کھانے کے کام آتی ہیں۔ پتے مویشیوں کا چارہ بنتے ہیں۔ پتوں اور چھال سے دوائیں بھی تیار کی جاتی ہیں۔ چھال چمڑا رنگنے اور کمانے کے کام آتی ہے۔

اس پودے کے پھول کی بناوٹ بھی قدرے مختلف ہوتی ہے۔ پیالے کے دو حصے ہیں۔ اس کا کچھ حصہ پیچھے کو اور کچھ حصہ نیچے کی طرف مڑا ہوتا ہے۔ سلائیاں عموماً تین لیکن چار بھی دیکھی گئی ہیں۔ بیضہ دانی پر ڈنڈی اور ڈنڈی کے سرے پر ایک بڑی کلغی ہوتی ہے۔ پھلی چھ انچ سے تجاوز نہیں کرتی۔

**کچنر آف خرطوم - Kachener of Khartoum**

سرنل کچنر تھے بیٹے۔ رائل انجینئر کور میں شامل ہوئے اور فلسطین اور قبرص میں سروے کے کام میں تعینات ہوئے۔ ۱۸۸۲ء میں مصری فوج میں بھرتی ہو گئے۔ ۱۸۸۴ء کی مہم میں شریک تھے۔ ۱۸۸۶ء میں سوا کن کے گورنر ہوئے۔ ۱۸۸۸ء میں مصری افواج کی کمان کے سلسلے میں ایڈجوٹنٹ جنرل بنائے گئے۔ ۱۸۹۲ء میں مصری افواج کے کمانڈر انچیف ہوئے۔ ۱۸۹۸ء میں خلیفہ امدرمان کی ہزیمت اور برطرفی میں معاون ثابت ہوئے اس کے صلے میں برطانوی لارڈ بنائے گئے۔ ۱۸۹۹ء کی جنگ بوئر میں لارڈ رابرٹس کے چیف آف سٹاف مقرر ہوئے اور پھر اس کی جگہ کمانڈر انچیف بنے۔ اگست ۱۹۱۴ء میں سیکرٹری جنگ مقرر ہوئے اور لاکھوں آدمی جنگی اغراض کی خاطر بھرتی کئے۔ بہت سے سیاسی مسائل میں آپ نے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ ۱۹۱۶ء میں ایک برطانوی مشن پر روس کی طرف روانہ ہوئے۔ "ہیمپشائر" نام کے جنگی جہاز پر سفر کیا۔ مگر یہ جہاز ہ رجون کو راستہ ہی سفر میں غرق ہو گیا اور کچنر کی لاش باوجود تلاش کے نہ مل سکی۔

**کچھوا** - کچھوا رینگنے والے جانوروں میں سے ہے اس کا خون ٹھنڈا ہوتا ہے۔ چار بازو ہوتے ہیں۔ اور بدن کے اوپر ڈھال کی مانند ایک حفاظتی سخت خول ہوتا ہے۔ بعض کچھوؤں کے خول بہت خوب صورت اور رنگین طرز کے ہوتے ہیں۔ اس قسم کے خول بہت قیمت پاتے ہیں۔ ان سے عینکوں کے فریم، کنگھیاں اور دیگر زیبائشی اشیا تیار کی جاتی ہیں۔ خشکی اور تری کے کچھوؤں میں قدرے فرق ہوتا ہے۔ ایک قسم کے کچھوے کے گوشت میں سبز رنگ کی چربی ہوتی ہے۔ یہ کچھوا بہت قیمت پاتا ہے اور اس کے گوشت کا شوربا نہایت لذیذ اور مرغوب خوراک ہے۔ یورپین اس کو بہت شوق سے کھاتے ہیں۔

کچھوے اڑھائی اڑھائی من تک وزن میں دیکھے گئے ہیں اور دنیا کے تمام سمندروں اور دریاؤں میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ گنگا اور جمنا (بھارت) میں تیرتھوں کے نزدیک جہاں یاتری لوگ اشیائے خوردنی پھینکتے رہتے ہیں کثرت سے ہوتے ہیں اور متھرا، بنارس، ہردوار، گنگل اگر مدھ لکٹیر قنوج، کانپور، الٰہ آباد، دہلی کے نزدیک برسات میں اکثر بیٹھے یا تیرتے نظر آتے ہیں۔ نہروں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ لیکن بہت چھوٹے چھوٹے اور کم۔

کچھوا مینڈک کی طرح دو جاتی ہے۔ اگر کسی دریا کے گھاٹ پر سیلاب کے وقت دیکھا جائے تو سطح آب پر یہ جانور اکثر سر باہر نکالے تیرتا نظر آئے گا۔ اس کی بدنی ساخت اس طرح واقع ہوئی ہے کہ اگر اس کو الٹا کر دیں تو پھر سیدھا نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ ان کا شکار کرتے ہیں ان کو الٹا کر کے رکھتے جاتے ہیں اس طرح وہ سیدھے ہو کر بھاگ نہیں سکتے۔ ان کی چربی بھی بہت کام آتی ہے۔ خول سے کنگھیاں، بارش اور فریم وغیرہ بنتے ہیں اور گوشت اہل یورپ بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔ انگلستان اور یورپ میں ان

کے پالنے کے فارم بھی ہیں۔

**کدو۔ ( Cucumber )** ایک بیلدار پودا جس کے پتے بالدار ہوتے ہیں۔ پھول اس کے زرد اور گول گھنٹی کی شکل کے ہوتے ہیں۔ پھل لوگوں کے کھانے کے کام آتا ہے جو خوب چوڑا نیچا ہوتا ہے۔ کدو کا آغاز غالباً شمال مغربی ہندوستان میں ہوا۔ انگلینڈ میں اور دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی اس کی کاشت بکثرت ہوتی ہے۔

## کراچی۔ ( (Karachi) )

پاکستان کا سب سے بڑا مشہور شہر اور مشہور بندرگاہ قیام پاکستان سے قبل صوبہ سندھ کا دارالحکومت تھا۔ اگست ۱۹۴۷ء میں پاکستان کا دارالحکومت بنا۔ لیکن ۱۹۵۹ء میں دارالحکومت یہاں سے راولپنڈی منتقل ہو گیا۔
سندھ کے ڈیلٹا کے شمال میں واقع ہے۔ ایک اعلےٰ پائے کا بندر اور اہم ہوائی مستقر ہے۔ ۱۹۴۷ء تک اس کی آبادی گیارہ لاکھ آٹھ ہزار تھی لیکن گذشتہ بارہ سالوں میں چوبیس لاکھ سے بھی متجاوز ہو چکی ہے۔ صفائی اور نفاست میں یہ شہر دنیا بھر میں ممتاز ہے۔ بہت بڑا تجارتی مرکز ہے۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے کا آخری مقام ہے۔ جزیرہ کیماڑی پر بحری جہازوں کے قیام اور انتظام کے وسیع سلسلے بنے ہوئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ دیبل کی قدیم بندرگاہ اسی مقام پر واقع تھی۔

## کراچی کا ہوائی اڈہ۔ (Karachi Airport)

کراچی کا ہوائی بندر بین الاقوامی حیثیت رکھتا ہے اور دنیا کے سات بہترین ہوائی بندروں میں سے ایک ہے۔ تمام ایشیا میں اس کے مقابلے کا کوئی ہوائی اڈا نہیں۔ اس کی سیر اور مطالعہ کے لئے شام کے پانچ بجے کے قریب پہنچ جانا چاہیئے۔ کیونکہ اس وقت غیر ملکی جہازوں کی آمد و رفت زوروں پر ہوتی ہے جن کی اوسط فی منٹ ایک ہوتی ہے۔ جب دن غروب ہو کر شفق غائب ہو جائے تو کچھ دور آپ کو ایک سرخ پارچہ سا اڑتا نظر آئے گا۔ یہ ایک ہوائی قندیل ہے جو ہوا کا رُخ بتاتا ہے اور اب اس میں بتی جلا دی گئی ہے۔ سیر بینوں کے دیکھنے کے لئے بندر کی عمارت کے ساتھ ایک جنگلہ دار احاطہ بنا ہوا ہے جس کے باہر آپ نہیں جا سکتے۔ گہری شام ہونے پر تمام بندر کے گرد و نواح میں بتیاں ہی بتیاں نظر آنے لگتی ہیں۔ وہ کراچی شہر کی ہیں۔ اور لال لال اونچی بتیاں کارخانوں کی چمنیوں پر ہیں۔ جن کا مطلب یہ ہے کہ جہاز کو معلوم ہو جائے کہ اس جگہ رکاوٹ ہے۔ سب سے عمدہ بتیاں ہوائی گشت کی ہیں۔ جو ایک بے اندازہ رقبے کو دن کی طرح منور کرتی ہیں۔ ان کے علاوہ کھڑے ہوئے ہوائی جہازوں سے جو بتیاں نظر آتی ہیں وہ بھی ایک خاص کیفیت رکھتی ہیں۔

بندر کی صدر عمارت بہت شاندار اور روشنیوں سے جگمگ نظر آتی ہے۔ یہ ایک جدید۔ گول، دو منزلہ عمارت ہے جس کی تعمیر میں خوب صورتی اور مفاد کے دونوں پہلوؤں کو مدِ نظر رکھا گیا ہے۔

یہ عمارت ہوائی بندر کے مینجر اور اس کے عملہ کے ماتحت ہے اور اس میں پاکستان ہوائی سروس کے تمام شعبے مقیم ہیں۔

ان کے علاوہ یہاں موسمی حالات کے مطالعہ کا دفتر، محکمہ کسٹم کا دفتر، ڈاک اور تار گھر، بینک، ایک شاندار ہوٹل اور طعام خانہ ہیں۔ جو مسافروں اور جہاز رانوں کے آرام و سہولت میں اپنی اپنی خدمات کے لئے حاضر رہتے ہیں۔
اس صدر عمارت کے علاوہ احاطہ میں ہوائی جہازوں کے شیڈ یا ہینگر۔ مختلف کمپنیوں کے مہمان خانے۔ بے تار کے تار گھر۔ بجلی گھر اور تمام بندر میں کام کرنے والے عملے اور ملازمین کے رہائشی مکانات بھی ہیں۔ صدر عمارت کے مرکز میں جو ایک دائرہ کی شکل کی بنی ہوئی ہے اور جس کی چھت کا مرکزی حصہ مقبب ہے ایک ہال ہے جس کو رومن طرز کے ستون دو منزلہ عمارت پر سنبھالے کھڑے ہیں۔ یہ ہال گویا ایک پبلک جگہ ہے جہاں تمام جہاز ران کمپنیوں کے ٹکٹ گھر اور ملاقات گھر ہیں۔ ان کے علاوہ ایک مرکزی دفتر اطلاعات یا استفسارات اور چند ایک دوکانیں ہیں۔ اگر آپ کچھ دیر اس ہال میں ٹہلتے رہیں تو گاہے گاہے آپ کو ایک بلند صوت آلہ کی آواز سنائی دے گی۔

جو اس قسم کا پیغام دے گی «فلاں جہاز فلاں کمپنی اور قسم کا فلاں وقت روانہ ہونے والا ہے اور تمام مسافر تیار رہیں۔ مسافر اعجاز احمد دفتر کسٹم میں حاضر ہو کر اپنا فیصلہ کرے اور مسافر وقار احمد اپنے بھائی ابرار احمد سے جا کر طعام خانہ میں ملاقات کرے جہاں وہ اس کا منتظر ہے» اس آواز کے ختم ہوتے ہی۔ ادھر ادھر کے کونوں سے رونے یا دعاؤں اور الوداعوں کی آوازیں بلند ہونی شروع ہو جاتی ہیں اور یہ سین ایک ایسے ڈرامے کے ہوتے ہیں جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔

ہوائی اڈہ کراچی سے بہت دور چھاؤنی ملیر سے بھی پرے جرنیل سڑک پر واقع ہے اور اس کا رقبہ بہت وسیع ہے یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ یہ بجائے خود ایک علیحدہ شہر ہے۔ اس میں ہوائی جہازوں کو محفوظ رکھنے کا جو شیڈ بنا ہوا ہے وہ اتنا بڑا ہے کہ اسے دیکھ کر دہشت آتی ہے۔ اس ہوائی شہر کی خصوصیت اس کی مخصوص روشنی کی بتیاں ہیں یہ بتیاں تمام رقبے میں پھیلی ہوئی ہیں لیکن جو بتیاں کہ رن وے میں ہیں وہ بالکل نرالی قسم کی ہیں اور ایشیا بھر میں کہیں نہیں پائی جاتیں۔ ایک متحرک بتی سفید اور سبز رنگ کی روشنی دیتی ہوئی اپنے محور کے گرد گھومتی رہتی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ہوائی اڈہ ہے۔ رن وے میں جو بتیاں لگی ہیں وہ کنورٹ لائٹ سسٹم کی ہیں جو چھ لاکھ روپیہ کے صرف سے لگائی گئیں۔ ایشیا بھر میں کراچی واحد بندر ہے جہاں یہ بتیاں لگائی گئی ہیں۔

## کراسس ( Crossus )

رومن جرنیل اور سیاست دان اور امیر کبیر شخصیت۔ اس کا زمانہ ۱۱۵ ق م سے ۵۳ ق م تک ہے۔ پمپئی ( Pumpeii ) کا ۷۰ ق م میں مختار بنا اور ۶۰ ق م میں سیزر (Caesar) کا دست راست تھا۔ ۵۴ ق م میں مشرق میں کمان سنبھالی۔ میسوپوٹیمیا پر حملہ کیا۔ پارتھیوں ( Parthians ) نے اسے شکست دی اگرفتار کر لیا اور پھر قتل کر دیا۔

کراماً کاتبین۔ وہ فرشتے ہیں جو ہر انسان پر متعین ہوتے ہیں اور اس کے ہر قول و فعل کا اندراج کرتے رہتے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ ان کا نام ہے اور بعض اس کو ان کی صفت بتاتے ہیں یعنی بڑے زبردست لکھنے والے ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ انسان کے دونوں جانب (کندھے پر) بیٹھے ہوتے ہیں اور اس کا ہر ہر لفظ لکھتے جاتے ہیں۔ ایک جگہ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ انسان جہاں جاتا ہے وہاں فرشتے اس کے آگے پیچھے چلتے ہیں گویا وہ اس کے اقوال و افعال دونوں کی نگرانی کرتے ہیں اور ان کو تحریر میں لے آتے ہیں۔ یہی تحریر نامۂ اعمال کہلاتی ہے اور قیامت کے روز اسی کے مطابق جزا اور سزا ہوگی۔ جس کا نامۂ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ صاحب جنت ہوگا۔ اور جس کا بائیں ہاتھ میں دیا جائیگا وہ دوزخ کا مستحق ہوگا۔ ایک جگہ نامۂ اعمال بھاری اور ہلکا ہونے کا بھی ذکر ہے جسکے معنی نیکیوں کے زیادہ اور کم ہونے کے ہیں۔

## کرامویل ( Oliver Cromwell )

(۱۵۹۹ء تا ۱۶۵۸ء) ایک متوسط زمیندار گھرانے میں پیدا ہوا اس کی ماں کا شجرۂ نسب سکاٹ لینڈ کے شاہی گھرانے سے ملتا تھا۔ الیور کرامویل کیمبرج میں تعلیم پا رہا تھا کہ اس کا باپ فوت ہو گیا جس پر اس نے تعلیم ترک کر کے موروثی جائیداد کی دیکھ بھال اپنے ذمہ لی۔ ۱۶۲۸ء میں پارلیمان کا رکن منتخب ہوا۔ ۱۶۴۰ء میں کیمبرج کے نمائندہ کی حیثیت سے پارلیمان کا رکن بنا۔ ۱۶۴۲ء میں اس نے کیمبرج میں (Essex) کے کہنے پر ایک فوج تیار کی جو بعد ازاں "آہنی دیوار" کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس فوج کے ساتھ اس نے پہلے ۱۶۴۴ء میں مارسٹن مور کے مقام پر اور اگلے سال نیزبی کے مقام پر میدان جنگ میں امتیاز حاصل کیا۔ ۱۶۴۸ء میں اس نے سکاٹس کو جنہوں نے بادشاہ کی حمایت میں حملہ کیا تھا شکست دی ۱۶۴۹ء میں اس نے بادشاہ کے خلاف مقدمہ کی سماعت میں منجملہ دیگر ججوں کے شرکت کی۔ اور شاہ کی سزائے موت کے احکام پر دستخط کئے۔ اسی سال اس نے آئرستان کی بغاوت کو سختی سے لیکن منصفانہ طریقہ پر فرو کیا۔ ۱۶۵۳ء میں انگلستان کا خداوند محافظ ( Lord Protector ) بنا اور اس کے بعد ۳ ستمبر ۱۶۵۸ء تک یعنی وقت وفات تک اس نے انگلستان پر آمرانہ حکومت کی۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ کرامویل کی حکومت کا سمندر پار کے انگریز علاقوں میں بھی احترام کیا گیا۔ اس کی وفات پر اسے ویسٹ منسٹر کے گرجے میں جو بادشاہوں اور ذی اقتدار لوگوں کی جائے تدفین ہے دفن کیا گیا۔ مگر بادشاہت کی بحالی پر چارلس دوم نے اس کی نعش کو قبر سے کھدوا کر پھانسی پر لٹکایا اور پھر اسے تختۂ دار کے نیچے دفن کیا۔

**کربلا۔** عراق کا مشہور شہر جو اہلِ تشیع کی نگاہ میں دنیا کا مقدس ترین شہر ہے۔ یہاں امام حسینؓ اور چند دیگر بزرگوں کے مزار واقع ہیں۔ اس کی آبادی ۵۰ ہزار سے زائد ہے۔

**کربلا کا سانحہ۔** امیر معاویہؓ کی وفات پر اسلام کے جمہوری اصولوں کے خلاف یزید تختِ خلافت پر بیٹھا اور اس نے بزور اہلِ بیت اور دیگر صحابہؓ سے اپنی بیعت کا تقاضا شروع کیا۔ امام حسینؓ شیعانِ علی (کوفہ) کی دعوت پر عراق روانہ ہوئے۔ لیکن کوفیوں نے بدعہدی کی اور عبیداللہ ابن زیاد کے ورغلانے پر امام علیہ السلام کی حمایت چھوڑ کر یزید کی افواج کا ساتھ دیا۔ یزید کی افواج نے امام حسینؓ کو کربلا کے لق و دق صحرا میں گھیر کر قافلۂ اہلِ بیت پر فرات کا پانی بند کر دیا۔ یزیدی افواج کی تعداد چار ہزار تھی جو عمرو بن سعد، شمر ذی الجوشن اور حر بن یزید تمیمی کے ماتحت تھی۔ امام حسینؓ کے ساتھ صرف اہلِ بیت کے بہتّر افراد تھے اور وہ بھی بھوکے پیاسے اور سفر کی صعوبتوں سے نڈھال۔ امام علیہ السلام نے اتمامِ حجت کے طور پر بیعتِ یزید کے سوا صلح کے لئے مختلف شرائط پیش کیں۔ لیکن یزیدی سرداروں نے سب شرائط مسترد کرتے ہوئے ایک ہی تقاضا جاری رکھا کہ یا تو امام بیعتِ یزید کریں یا سر دیں۔ جب جنگ ناگزیر ہو گئی تو امام حسین علیہ السلام اپنے بہتّر (۷۲) جاں نثاروں کے ساتھ مقابلہ کو نکلے۔

۱۰ محرم ۶۱ھ کو کربلا کے میدان میں دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں۔ امام عالیمقام کے ساتھی بڑی بہادری سے لڑے مگر چار ہزار مسلح لشکریوں کے سامنے بہتّر آدمیوں کی مختصر سی جماعت کیا حیثیت رکھتی تھی۔ تھوڑے ہی عرصے میں امام حسین علیہ السلام اور ان کے سب جاں باز شہید کر دیئے گئے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک تن سے جدا کر کے اور نیزے پر چڑھا کے حرمِ اہلِ بیت کے ہمراہ یزید کے پاس روانہ کر دیا گیا۔ سانحہ کربلا میں علی بن حسین (امام زین العابدین) کے سوا اہلِ بیت کے تمام مرد کام آئے۔ شہدا میں امام حسین علیہ السلام کے بھائی عباس، جوان سال بیٹا علی اکبر، شیرخوار بچہ علی اصغر اور افواجِ یزید کا ایک سردار حُر جو امام علیہ السلام سے آملا تھا، شامل تھے۔ سانحۂ کربلا نے عالمِ اسلام میں رنج و الم کی ایک لہر دوڑا دی اور بنوامیہ کے خلاف لوگوں میں نفرت کا جذبہ پیدا ہو گیا۔ انہی جذبات نے پرورش پا کر خراسان میں بغاوت کی صورت اختیار کر لی۔ جس نے ۱۳۲ھ میں بنوامیہ کے اقتدار کی شمع گل کر دی۔

**کرد۔** بضمِ ک۔ دیہاتی اور خانہ بدوش لوگ جو بڑے جوشیلے مسلمان ہیں اور آئے دن ان حکومتوں کے خلاف سر اٹھاتے رہتے ہیں جو ان پر تسلط جمانے کی کوشش کرتی ہیں۔ یہ لوگ ابتدا ہی سے خودمختاری اور آزادی کے متلاشی ہیں۔ مشرقِ وسطے کے ممالک عراق، ایران اور ترکی ان کی بود و باش کا علاقہ ہے۔

کردوں کی مجموعی تعداد تیس لاکھ کے لگ بھگ ہے۔

**کُردستان۔** مغربی ایشیا کا کوہستانی خطہ جو کوہ ارارات کے جنوب میں واقع ہے۔ اب یہ علاقہ ایران، عراق اور ترکی کے درمیان منقسم ہے۔ رقبہ پانچ لاکھ مربع میل اور آبادی تیس لاکھ کے قریب ہے۔

پہاڑوں کے درمیان واقع وسیع چراگاہوں میں بھیڑیں پالی جاتی ہیں۔

**کرزن، لارڈ۔** (Curzon) (۱۸۵۹ء - ۱۹۲۵ء) برطانوی سیاستدان ۱۸۸۶ء میں برطانوی دارالعوام کا رکن بنا۔ قدامت پسند جماعت سے تعلق رکھتا تھا۔ ۱۸۹۱ء میں ہندوستانی امور کا نائب وزیر (Under Secretary) بنا۔ ۱۸۹۹ء تا ۱۹۰۵ء ہندوستان کا وائسرائے رہا جس کے دوران میں لارڈ کچنر سے اختلاف پیدا ہونے کے باعث اپنے عہدہ سے مستعفی ہو گیا۔ ۱۹۱۱ء میں اسے ارل (Earl) کا خطاب ملا۔ پہلی جنگِ عظیم کے دوران میں کابینہ میں شامل ہوا اور لارڈ بیلفور کے بعد وزیرِ خارجہ تعینات ہوا۔ ۱۹۱۹ء میں ایک بار پھر وزیرِ خارجہ مقرر ہوا۔ ۱۹۲۲ء میں سیاسی زندگی سے دست کش ہو گیا۔

مسٹر کرزن بڑا ہوشیار اور صاحبِ تدبیر حکمران تھا۔ شمال مغربی سرحدی صوبہ کی تشکیل (۱۹۰۱ء)، برار کا الحاق (۱۹۰۲ء)، دہلی دربار (۱۹۰۳ء)، مہم تبت (۱۹۰۳ء)، تقسیمِ بنگال (۱۹۰۵ء) وغیرہ اس کے عہدِ حکومت کے مشہور واقعات ہیں۔ ایکٹ انتقالِ اراضی پنجاب (۱۹۰۰ء) اور یونیورسٹیز ایکٹ (۱۹۰۴ء) اسی کے عہد میں پاس ہوئے تھے۔

**کرزن لائن** ( Curzon Line ) کرزن لائن سے مراد پولینڈ اور روس کی درمیانی سرحد ہے جسے برطانیہ کے وزیر خارجہ لارڈ کرزن نے دسمبر ۱۹۱۹ء میں تجویز کیا اور یہ تجویز اتحادی حکومتوں کی طرف سے تصدیق شدہ تھی۔ یہ لائن ان علاقوں کے مشرقی حدود کو سرسری طور پر متعین کرتی ہے جن کی آبادی کی اکثریت اہل پولینڈ کی ہے۔ ۱۹۴۵ء میں جو سرحد قائم کی گئی تھی وہ بھی کم جنبش اور بالعموم کرزن لائن کے نمونے اور نقشے پر مشتمل ہے۔

**کرسٹل** ( Crystal ) جسم جامد یا ٹھوس چیز جو ایک خاص ہندسیہ شکل رکھتی ہو۔ مختلف اشیاء کا محلول واقع خشک ہونے پر جب جامد ہوتا ہے تو وہ ہر حالت میں ایک مخصوص ہندسیہ شکل اختیار کر لیتا ہے۔

**کرسٹوفر**۔( Christopher ) عیسائی قصص و روایات کے مطابق ایک دیو جو غیر معمولی قد اور طاقت کا مالک تھا۔ اس نے کچھ عرصہ شیطان کا آلۂ کار بنے رہنے کے بعد توبہ کی اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کی خدمت کا بیڑا اٹھایا۔ کرسٹوفر ایک ایسے دریا پر آ کر عیسائی یاتریوں کو ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک لے جانے لگا جس پر کوئی پل نہ تھا۔ ایک روز ایک معصوم بچہ وہاں آیا جسے کرسٹوفر نے قاعدہ کے مطابق اٹھا کر دوسرے ساحل کا رخ کیا۔ مگر جوں جوں مسافت طے ہوتی تھی بچّہ کا بوجھ بڑھتا جاتا تھا۔ اور کرسٹوفر کی حیرانی میں اضافہ ہوتا جاتا تھا۔ بالآخر جب غیر معمولی قد اور طاقت کا مالک یہ دیو تھکا ہارا دوسرے کنارے پر پہنچا تو اسے پتہ چلا کہ جو معصوم بچہ اس نے اٹھایا ہوا تھا وہ حضرت عیسٰی علیہ السلام خود تھے۔ اس تمثیل سے عیسائی یہ مطلب لیتے ہیں کہ کلیسا جسے اس کہانی میں کرسٹوفر ظاہر کیا گیا ہے ابتدائے آفرینش میں معصوم اور سادہ تعلیم کا حامل تھا۔ مگر امتداد زمانہ سے اس میں تخلف نے راہ پالی اور دنیا کی بربادی اور خطا شعاری نے اسے بوجھل بنا دیا۔ کرسٹوفر کو ۲۵۰ء میں شہید کیا گیا۔ عیسائی اسے ملاحوں کا سرپرست اور ولی اللہ (سینٹ) مانتے ہیں۔

**کرسمس** ( Christmas ) عیسائیوں کا ایک تہوار جو ۲۵ دسمبر کو حضرت عیسٰی علیہ السلام کے یوم ولادت کے اعزاز میں منایا جاتا ہے۔ عمرانیات کے ماہرین کا خیال ہے کہ کرسمس اور اس سے متعلق تقاریب زمانہ قبل عیسائیت کی یادگار ہیں جنہوں نے عیسائیت کی اشاعت کے بعد اپنا پہلا لبادہ اتار کر یہ چولا بدل لیا۔

**کرسی**۔ بمعنی نشست یا تخت۔ کسی عمارت کے چبوترے کا ارتفاع اور مسلمانوں کے نزدیک وہ جگہ جہاں خدا تعالٰے کا قیام ہے۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ خدا تعالٰے نے اوپر نیچے سات آسمان بنائے۔ ان کے اوپر عرش اور عرش سے اوپر ایک مخصوص مقام تخت ہے جہاں خدائے تعالٰے کا قیام ہے۔ لیکن دراصل کرسی سے مطلب بلند مقام ہے اور بقول ابن عباسؓ یہ مقام علم ہے جو انسانوں کے مقابلے میں خدا تعالٰے کو حاصل ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جو طاقت اور قدرت خدائے عزّ و جل کو حاصل ہے اسی کے واسطے کرسی کا لفظ استعمال ہوا ہے کیونکہ کرسی سے مراد عموماً بلندی ہوتی ہے۔

"کرسی نشین" ایک خطاب بھی تھا جو انگریزی عہد میں بعض معززین کو اعزازاً عطا ہوتا تھا۔

**کرشن ہسری** (ہندو اوتار) زمانہ قبل التاریخ کی ایک کہانی میں جو ہندوؤں میں سینہ بسینہ چلی آتی ہے۔ مذکور ہے کہ دریائے جمنا کے کنارے شہر متھرا میں ایک ظالم راجہ کنس نام کا حکمران تھا۔ اس کو نجومیوں نے اطلاع دی کہ تمہاری بہن دیوکی کا ایک لڑکا تم کو قتل کرے گا۔ اس لئے بہن کے جو بچے ہوتے راجہ ان کو قتل کر دیتا۔ اس طرح دیوکی کے سات بچے موت سے ہم آغوش ہو چکے تو آخری ولادت کے وقت گوکل کی ایک گوالن جسودھا نے اپنی بچّی سے دیوکی کے بچّے کو بدل لیا۔ یہ دونوں ایک ہی دن پیدا ہوئے تھے۔ اس طرح یہ بچہ گوالوں میں پرورش پا کر جوان ہُوا۔

راجہ کنس کے مظالم سے رعایا بیزار تھی۔ اس کو اسی بچہ نے جو جسودھا کی گود کا پروردہ اور دیوکی کا لڑکا تھا قتل کیا۔ اور اس کے باپ کو قید سے آزاد کر کے تخت نشین کیا۔ بعد میں یہی بہادر ہسری کرشن کے نام سے مشہور ہُوا۔

اس کے بعد کرشن نے دس سال تک بنارس میں رہ کر تعلیم حاصل کی۔ کورو اور پانڈوں کے درمیان تھانیسر کے

مقام پر ایک شدید جنگ ہوئی تھی اس میں سری کرشن نے پانڈوؤں کی امداد کرکے ان کو فتحیاب کیا تھا۔ اس کی تفصیل "مہا بھارت" نام کی ایک کتاب میں مندرج ہے۔

سری کرشن کے اقوال کا مجموعہ "بھگوت گیتا" کہلاتا ہے یہ دونوں کتابیں ہندوؤں میں بڑے احترام کی نظر سے دیکھی جاتی ہیں۔ کرشن جی بنسری بہت اچھی بجاتے تھے۔ گوکل کے بن میں گوالنوں کے ساتھ ان کے معاشقے کی داستانیں بہت طویل ہیں۔ رادھا نام کی ایک گوالن ان کی منظورِ نظر تھی۔ ان دونوں کی تصویریں ہندو بڑے احترام سے اپنے گھروں میں لگاتے ہیں۔ سری کرشن مہاراج کو وشنو کا آٹھواں اوتار مانا جاتا ہے۔

**کرشنا مینن** (Krishna Menon) پیدائش ۱۸۹۶ء بھارتی سیاست دان۔ کالی کٹ (مدراس) میں پیدا ہوئے۔ قومی تحریک میں پیش پیش رہے۔ ۱۹۲۴ء میں انگلینڈ چلے گئے۔ کچھ عرصہ قانونی پریکٹس کرکے ۱۹۲۹ء میں انڈیا لیگ کے سیکرٹری مقرر ہوئے۔ انڈیا لیگ بالآخر یورپ میں ہندوستان کی کانگرس پارٹی کی واحد ترجمان بن گئی۔ ۱۹۳۴ء سے ۱۹۴۷ء تک وہ سینٹ پینکراس لندن کے حلقے کے ممبر نمائندہ تھے ۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۲ء تک وہ لندن میں بھارت کے پہلے ہائی کمشنر رہے بھارت واپس آکر وہ وزیر بے محکمہ وزیر خارجہ اور پھر وزیر دفاع مقرر ہوگئے۔

**کرشن چندر**۔ اردو کے مشہور ادیب ۱۹۱۲ء میں وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ والد ڈاکٹر گوری شنکر چوپڑہ ریاست کشمیر میں ملازم اور ریاست پونچھ کے شاہی خاندان کے طبیب تھے۔

ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد کرشن چندر نے ۱۹۳۴ء میں ایف سی کالج لاہور سے ایم۔اے انگریزی ادبیات میں پاس کیا اور ۱۹۳۶ء میں لاء کالج لاہور سے ایل ایل۔بی کی ڈگری لی۔

کالج کے زمانے میں کالج کے میگزین کے ایڈیٹر انچیف رہے ۱۹۳۶ء کے آخر میں انگریزی ماہنامہ "دی کیریئرز" (The Careers) اور انگریزی ہفتہ وار اخبار (The Northern Review) کے ایڈیٹر رہے۔

۱۹۳۶ء سے اردو میں لکھنا شروع کیا۔ ۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۳ء تک آل انڈیا ریڈیو میں ریڈیو ڈرامے کے ہدایت کار



رہے۔ پھر شالیمار پکچرز پونہ میں چلے گئے۔ آج کل بمبئی میں ہیں۔ "طلسم خیال"، "نظارے" اور "ان داتا" وغیرہ آپ کی مشہور کتابیں ہیں۔

**کرغیز**۔ وسط ایشیا کے ترکستانی علاقہ کا ایک خطہ اور قصبہ جو تجارتی اہمیت کا حامل ہے۔ اون اور پشمینہ وغیرہ یہاں کی خاص برآمدات ہیں۔

**کرفیو** (Curfew) ایک قانون اور حکم جس کا موجد ولیم فاتح شاہ انگلستان ہے۔ اس حکم کی رو سے لندن کے باشندے پر ایک قسم کی پابندی عائد کردی گئی تھی۔ شام کے آٹھ بجے ایک گھنٹی بجتی جس کے سنتے ہی تمام لوگوں کو بہر شام گھروں میں گھس جانا اور تمام بتیاں گل کرکے لیٹ جانا پڑتا۔ اس گھنٹی کا نام کرفیو تھا۔ اور یہ حکم رفتہ رفتہ تمام آبادیوں پر نافذ ہوگیا۔

ابتدا میں اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ مکانات کو آتش زدگی سے بچایا جائے۔ انگلستان میں ۱۱۰۰ء میں یہ حکم منسوخ کردیا گیا۔ موجودہ زمانے میں دنیا کے تقریباً ہر ملک میں حسب ضرورت نافذ کیا جاتا ہے۔ لیکن اس وقت اس کا مقصد فسادات اور وارداتوں کی روک تھام اور اجتماع کی باغیانہ حرکات پر پابندی لگانا ہوتا ہے۔ پاکستان کے مختلف شہروں میں بھی متعدد بار کرفیو نافذ کیا جا چکا ہے۔ کرفیو کی گھنٹی کا حوالہ انگریزی ادب میں شاعر گرے کے مشہور مرثیہ (Grays Elegy) کے پہلے مصرع میں ملتا ہے جہاں اس نے اسی مصرع میں اس کی نہایت لطیف پیرائے میں تشریح کی ہے۔

**کرکٹ** (Cricket) مشہور کھیل جو عرصہ سے انگلستان اور دولت مشترکہ کے ممالک میں بہت مقبول ہے۔ یہ کھیل دو ٹیموں کے درمیان کھیلا جاتا ہے۔ ہر طرف گیارہ کھلاڑی ہوتے ہیں ایک ٹیم کے کھلاڑی باری باری آکر رن بناتے ہیں اور دوسری ٹیم کے پورے کھلاڑی میدان میں ترتیب وار اپنی اپنی جگہ سنبھال کر انہیں آؤٹ کرنے کی کوشش کرتے ہیں نقشہ میں دکھایا گیا ہے کہ کھلانے والے کن کن جگہوں پر کھڑے کئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ اور بھی (Positions) ہیں مثلاً بیٹس مین اور بیٹس آؤن کے درمیان فارورڈ شورٹ لیگ سیکنڈ سلپ

کی دائیں جانب تھرڈ سلپ، پوائنٹ کی بائیں طرف گلی۔ بیٹس مین اور کور پوائنٹ کے درمیان سلی پوائنٹ۔ سیکنڈ سلپ کے پیچھے تھرڈ مین۔ فائن لیگ کے پیچھے لانگ لیگ۔ عموماً باؤلر کے پیچھے ڈیپ فیلڈ۔ مڈ آن کے پیچھے لانگ آف۔ کور پوائنٹ اور مڈ آف کے درمیان اکسٹرا کور۔

کپتان یا باؤلر کی مصلحت کے مطابق فیلڈ (میدان) کی ترتیب مختلف حالات و ضروریات کے پیش نظر مختلف طریقوں سے کی جاتی ہے اور فیلڈر کو ایک جگہ سے دوسری جگہ تبدیل کر دیا جاتا ہے۔

چمڑے کی سرخ گیند سے جس کا وزن ½5 اور ¾5 اونس کے درمیان اور گھیرا 9 انچ سے ذرا کم ہوتا ہے کھیل کھیلا جاتا ہے۔ ۲۰۰ رن بنانے کے بعد نئی گیند طلب کی جا سکتی ہے۔ بیٹ لچنے یا بید وغیرہ کی لکڑی سے بنائے جاتے ہیں اور یہ لکڑی اسی مقصد کے لئے پیدا کی جاتی ہے۔ آمنے سامنے دو وکٹ ہوتے ہیں جن کی بلندی ۲۸ انچ اور چوڑائی ۸ انچ ہوتی ہے۔ ہر وکٹ میں تین ڈنڈے ہوتے ہیں جن پر بیلز ( Bails ) رکھی ہوتی ہیں۔ وکٹوں کی درمیانی زمین یا پچ کی لمبائی ۲۲ گز ہوتی ہے۔ یہ زمین ہموار اور سختی سے دبی ہوئی ہونی چاہیئے تاکہ گیند نیچے پن سے نہ اچھلے۔ باؤلر سے گیند بغیر جھٹکا دیئے ایک خاص انداز سے پھینکنا پڑتی ہے۔ چاہتا ہے کہ سامنے کے وکٹ سے گیند ٹکرا کر بیلز گرا دے۔ بیٹس مین اسے ایسا کرنے سے باز رکھنا چاہتا ہے۔ ساتھ ہی وہ اپنے بلے سے گیند کو پیٹتا ہے تاکہ گیند فیلڈ کرنے والوں کے ہاتھوں سے بچتی ہوئی دور نکل جائے اور اسے سامنے کے وکٹ تک ایک یا زیادہ بار دوڑنے کا موقع مل جائے۔ کھیل کے اختتام پر جس ٹیم نے زیادہ رن بنائے ہوں وہ جیت جاتی ہے۔ (ہر وکٹ پر ایک بیٹس مین ہوتا ہے) ان کے اپنے سامنے والے وکٹ تک ایک بار دوڑنے سے ایک رن بنتا ہے۔ بیٹس مین ایک ایک کر کے کھیلتے جاتے ہیں۔ دس کھلاڑیوں کے آؤٹ ہونے پر اننگ

( Inning ) ختم ہو جاتی ہے۔ ٹیم اپنی مرضی سے خواہ ابھی دو یا تین ہی کھلاڑی کیوں نہ آؤٹ ہوئے ہوں اننگ ختم کر سکتی ہے۔ اسے ڈکلیر ( Declare ) کرنا کہتے ہیں۔ عموماً ہر ٹیم دو اننگ کھیلتی ہے لیکن ایک اننگ والے میچ بھی کھیلے جاتے ہیں۔

دو امپائر (ہر وکٹ پر ایک) دیکھتے رہتے ہیں کہ کھیل کے قوانین کی خلاف ورزی نہ ہو خصوصاً (۱) گیند پھینکتے وقت باؤلر کا ایک پیر وکٹ کے برابر والی لائن (Bowling Crease) کے پیچھے ہو۔ اس میں فرق آئے تو امپائر "نو بال" کی آواز بلند کرتا ہے اور اس گیند پر بیٹس مین آؤٹ نہیں ہو سکتا۔ (۲) گیند بیٹس مین تک پہنچنے پر نہ تو زیادہ بلند ہو نہ ہی دونوں جانب زیادہ فاصلہ پر گرے ایسا ہوگا تو اسے "وائڈ بال" کہیں گے اور رن بنانے والی ٹیم کو ایک رن ملے گا۔

ایک دفعہ میں باؤلر چھ گیندیں پھینک سکتا ہے اسے اوور کہتے ہیں۔ اوور کے بعد کوئی اور فیلڈ کرنے والا مخالف سمت سے گیند پھینکے گا۔ بیٹس مین مندرجہ ذیل وجوہ کی بنا پر آؤٹ ہوگا۔

(۱) کیچ آؤٹ:۔ اگر ہٹ کی ہوئی گیند ٹپا کھانے سے پہلے کسی فیلڈر کے ہاتھ میں آ جائے۔

(۲) بولڈ آؤٹ۔ اگر گیند وکٹ سے ٹکرا جائے یا بیل گرا دے۔

(۳) سٹمپ آؤٹ۔ اگر بیٹس مین ہٹ کرنے کی ناکام کوشش کے دوران میں اپنے احاطہ (Crease) سے باہر نکل جائے اور وکٹ کیپر ایک ہاتھ میں گیند پکڑ کر دوسرے سے بیلز گرا دے۔

(۴) ایل۔ بی۔ ڈبلیو۔ وکٹ کے سامنے پیر Leg Before Wicket امپائر کے نزدیک اگر بیٹس مین نے اپنا پیر یا اپنے جسم کا کوئی حصہ دونوں وکٹوں کے درمیان گیند کے راستہ میں حائل کر دیا ہے جس کی وجہ سے گیند وکٹ تک نہ پہنچ سکی تو وہ آؤٹ ہو جائے گا۔

(۵) ہٹ وکٹ۔ اگر ہٹ کرتے وقت بلا بجائے گیند کے وکٹ میں لگ جائے۔

(۶) اوبسٹرکٹنگ فیلڈ (Obstructing the Field) اگر عمداً بیٹس مین کبھی فیلڈر کے کام میں روڑا اٹکانے کی کوشش کرے۔

(۷) رن آؤٹ۔ دونوں بیٹس مین کے رن بنانے کے

پہلے اگر فیلڈر گیند وکٹ سے ٹکرا دے۔ بیٹس مین کے ایک دوسرے کے برابر سے گزر جانے کے بعد وکٹ گرا گیا ہے تو بیٹس مین آؤٹ ہوگا جو اس گرے ہوئے وکٹ تک پہنچ نہ پا سکا تھا۔ اگر ان کے برابر سے گزرنے سے پہلے وکٹ گرا ہے تو وہ بیٹس مین آؤٹ ہوگا جس نے یہ وکٹ چھوڑا ہے۔ رن بناتے وقت اگر کیچ ہو جائے یا بیٹس مین رن آؤٹ ہو جائے تو یہ رن شمار نہیں کیا جائے گا احاطہ (Boundary) تک گیند پہنچ جائے تو چار رن شمار ہوں گے۔ اگر احاطہ کے باہر ٹپا کھائے تو چھ رن شمار ہوں گے۔ کسی کھلاڑی نے سو رن بنائے ہوں تو اسے سنچری (Century) کہتے ہیں۔ ایک بھی رن نہ بنایا ہو تو اسے ڈک (Duck) کہتے ہیں۔

**کرم، استاد۔** پنجابی زبان کے مشہور شاعر۔ امرتسر کے رہنے والے تھے۔ تقسیم کے بعد پاکستان چلے آئے۔ اور ۱۰۵ سال کی عمر پا کر لاہور میں انتقال کیا۔ تعلیم بہت معمولی تھی۔ ابتدا میں اردو میں شعر کہتے تھے مگر آغا حشر کاشمیری کے مشورے پر پنجابی میں کہنے لگے اور استاد کہلائے۔ کلام کا مجموعہ گلدستہ کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

**کرمان** - (Kirman) جنوب مشرقی ایران کا ایک صوبائی علاقہ اور اسی نام کا ایک شہر بھی ہے۔ اس شہر کی خاص خاص مصنوعات شالیں اور قالین وغیرہ ہیں۔ آبادی شہر کرمان کی کوئی ساٹھ ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔

**کرمان شاہ۔** ایران کا ایک مشہور شہر اور اسی نام کے صوبے کا دارالحکومت۔ عراق کی سرحدوں کے قریب واقع ہے۔ اس کا صوبائی علاقہ بڑا زرخیز ہے اور اس میں بیشتر کرد لوگ آباد ہیں۔ کرمان شاہ اپنے قالینوں اور پارچہ بافی کی صنعت کے لئے مشہور ہے۔ یہاں پر تیل صاف کرنے کا بھی ایک بہت بڑا کارخانہ ہے۔ آبادی کوئی سوا لاکھ کے قریب ہے۔

**کرم خور جانور۔** دودھ پلانے والے چھوٹے چھوٹے جانوروں کا ایک گروہ جن کی تھوتھنیاں لمبی اور تیز نوکیلے دانت ہوتے ہیں۔ یہ رات کو کیڑے مکوڑوں کا شکار کرنے کے لئے اپنے بلوں سے نکلتے ہیں۔ ان جانوروں میں سیہی، چھچھوندر اور بڑی چھچھوندر خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ سیہی کو خارپشت بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کی پشت کانٹوں سے ڈھکی رہتی ہے۔ اس کا نچلا حصہ کھردرے بالوں سے ڈھکا ہوا ہوتا ہے۔ اگر یہ ڈر جائے تو یہ اپنی حفاظت کے لئے ایک کانٹے دار سخت گیند کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور اپنا منہ اور ہاتھ پیر اندر چھپا لیتی ہے۔ یہ کیڑوں مکوڑوں، گھونگھوں اور ان کے انڈوں کی تلاش میں رات کو نکلتی ہے۔ رات کو کبھی کبھی اس کے غرانے کی آواز سنی جا سکتی ہے۔ سے پال بھی لیتے ہیں۔ تنبیہ ہو کر یہ دودھ روٹی شوق سے کھا لیتی ہے۔ چھچھوندر چوہے سے ملتی جلتی ہوتی ہے لیکن اس کا خاندان الگ ہے اس کی تھوتھنی نسبتاً زیادہ نوکدار ہوتی ہے۔ آنکھیں زیادہ چھوٹی اور دانت زیادہ نوکیلے ہوتے ہیں۔ یہ گوشت بھی کھاتی ہے۔ اس کا رقیق جسم پر کھڑا رہتا ہے۔ چھچھوندر میں تیز ہوتی بو کم آتی ہے۔ بلیاں انہیں مار تو لیتی ہیں لیکن کھاتی نہیں ہیں۔

چھچھوندر بل بنا کر رہتی ہے لیکن اس کا بل زیادہ گہرا نہیں ہوتا۔ بڑی چھچھوندریں ہر وقت شکار کی تلاش میں رہتی ہیں۔ یہ چند گھنٹوں کی بھوک بھی برداشت نہیں کر سکتیں۔ اگر وقت پر خوراک نہ ملے تو جلد ہی مر جاتی ہیں۔

بڑی چھچھوندریں زمین میں تیزی سے جھٹ بنا لیتی ہیں اور کھود کھود کر مٹی کا ایک ٹیلا سا بنا دیتی ہیں۔ ان کے اگلے پنجے تیزی سے مٹی کھود لیتے ہیں۔ ان کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں اور کان روئیں میں چھپے رہتے ہیں۔ تھوتھنی بہت لمبی اور نرم حسیں ہوتی ہیں۔

**کرم کش دوا۔** (Insecticide) ایک کیمیاوی مرکب جو کیڑے مارنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ ڈی۔ڈی۔ٹی، تورالین، انکومین، پائے رتھیرم اور ڈیرس وغیرہ ادویات اس سلسلہ میں عموماً استعمال ہوتی ہیں۔

**کرنافلی (پراجیکٹ)** مشرقی پاکستان کا ایک دریا جس کا منبع لوشائی نام کی پہاڑیوں میں ہے۔ یہ دریا نہ چٹاگانگ

کی بندرگاہ سے دس میل کے فاصلے پر ہے۔ یہ علاقہ دریائے کرنافلی کی دست برد اور سیلاب کی وجہ سے بیکار اور غیر آباد پڑا ہے۔ لیکن اب اس دریا کو قابو کرنے اور علاقے کو آباد کرنے کی تجاویز ہو رہی ہیں۔ اس کے بالائی حصے پر پہاڑوں میں ایک بہت بڑا بند بنایا جا رہا ہے جس کی لمبائی ۲۰۰۰ فٹ اور اونچائی ۱۰۰ فٹ ہوگی۔ اس بند کی تکمیل پر سیلاب کے وقت اس کا پانی رک کر اردگرد کی کھنڈوں اور وادیوں میں تالاب کی شکل میں جمع ہو جایا کرے گا۔ اگر پانی زیادہ ہو گیا تو پانی کے نکاس کے لئے راستہ بھی رکھا جائے گا اور ایک لاک بھی تعمیر کیا جائے گا۔ جس کے ذریعہ کشتیاں بلند تالاب سے ڈیڑھ سو فٹ نیچی دریا کی سطح پر آ اور واپس جا سکیں گی۔

اس وقت دس ہزار مزدور اس پر کام کر رہے ہیں اور تمام دریا پر کشتیاں سامان لانے میں مصروف ہیں۔ اس بند کی تکمیل سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوں گے۔ دس لاکھ ایکڑ زمین جو ہر سال زیر آب ہو کر بیکار ہو جاتی ہے وہ کاشت کے لئے نکل آئے گی۔ اس کے علاوہ جب پہاڑوں میں جھیل بن جائے گی تو ۲۰۰ میل تک پہاڑیوں میں کشتی رانی ہو سکے گی اور پہاڑی جنگلات کی پیداوار کشتیوں کے ذریعے چٹاگانگ کی عین بندرگاہ تک پہنچ جائے گی۔ جب سیلاب کا خطرہ دور ہو جائے گا تو دریا کے ۱۰۰ میل لمبے کناروں پر شہر اور بستیاں وجود میں آ جائیں گی اس کے علاوہ بجلی بھی پیدا کی جائے گی جس سے گھریلو دستکاریوں کے لئے قوت مہیا ہو سکے گی۔ اس وقت کاغذ کا ایک کارخانہ جو کرنافلی کے کنارے چندر گونہ میں واقع ہے بہت اعلیٰ قسم کا کاغذ تیار کر رہا ہے یہ کاغذ بانس سے تیار کیا جاتا ہے جو اس ملک میں افراط سے ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں بجلی سے ٹیوب ویل اور پمپ بھی چلائے جا سکیں گے جو ان مقامات میں جہاں نہر نہیں جا سکتی آب پاشی کا کام کریں گے۔

**کروشیف انگیتا۔ (دیکھو خروشیف انگیتا)**

**کرافٹ، سر ولیم ڈینسن۔ (Croft, Sir William Daneson)** برطانوی سول سروس کے آدمی ہیں۔ ۱۸۹۲ء میں پیدا ہوئے۔ آکسفورڈ یونیورسٹی میں تعلیم پائی۔

۱۹۱۵ء میں انڈیا آفس لندن میں رہے۔ اس عرصہ میں دو سال یعنی ۱۹۴۳-۴۵ء تک وہ برٹش منسٹری آف سٹیٹ برائے مشرق وسطیٰ کے سیکرٹری تھے۔ ۱۹۴۷ء سے بورڈ آف کسٹمز اینڈ ایکسائز کے چیئرمین ہیں۔

**کریبین بحیرہ (دیکھو بحیرہ کریبین)**

**کریٹ (جزیرہ) (Crete)** مشرقی بحیرہ روم میں ایک پہاڑی جزیرہ ہے جس کا رقبہ تین ہزار دو سو چھتیس مربع میل اور آبادی ۱۹۴۰ء کی مردم شماری کے مطابق ساڑھے چار لاکھ کے قریب ہے۔ کریٹ کے نشیبی علاقے اور وادیاں نہایت زرخیز ہیں اور دیگر پھلوں کے علاوہ یہاں زیتون اور زیتون کا تیل بافراط ہوتا ہے۔ ہیرک لائن (Heraklion) سب سے بڑا شہر ہے۔

۱۶۶۹ء میں کریٹ پر ترکوں نے قبضہ کیا اور ۱۸۹۸ء تک ترکی سلطنت میں شامل رہا۔ ۱۸۹۶ء میں کریٹ میں بغاوت کے آثار پیدا ہونے لگے۔

۱۸۹۸ء میں برطانیہ، روس، فرانس اور اٹلی کی مداخلت پر ترکوں نے کریٹ خالی کر دیا۔ اور یونان کے شہزادے جارج کو یہاں ہائی کمشنر مقرر کیا گیا، جو ان بڑی طاقتوں کی طرف سے کریٹ پر حکومت کرتا رہا۔ لیکن ۱۹۱۲ء میں یونان نے کریٹ پر قبضہ کر کے اسے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔

جس زمانے میں مصر اور عراق کی تہذیبیں اپنے عروج پر تھیں اسی زمانے میں کریٹ کے لوگوں نے بھی تہذیب و تمدن میں کمال حاصل کیا۔ چار ہزار قبل مسیح کریٹ کے لوگوں نے عظیم الشان عمارتیں بنائیں۔ ان کا معیار زندگی قابلِ رشک حد تک اونچا تھا نئے نئے فیشن نکالنے کے علاوہ یہ لوگ کھیلوں میں بھی بہت دلچسپی لیتے تھے۔ دنیا بھر میں اہلِ کریٹ نے سب سے پہلے کھیلوں کے لئے وسیع میدان بنائے۔ انسان اور سانڈ کی لڑائی غالباً انہی کی ایجاد ہے۔ نیزہ پھینکنا اور گولہ پھینکنا بھی انہیں کی ایجاد ہے۔

کریٹ کی حکومت دنیا کی پہلی حکومت تھی جس کے پاس بحری جہازوں کا بڑا بیڑا تھا۔ کریٹ کے جہاز، مصر، شام، عراق، سپین اور اٹلی تک تجارت کا مال لے جاتے اور وہاں سے اپنی ضرورت کا سامان لاتے۔ عام خیال ہے کہ ایک ہزار قبل مسیح میں یونانی لوگوں نے اس جزیرے کو تباہ و برباد کیا اور اس کی تہذیب کے نقوش مٹا دیئے۔

## کریسویل، کیپل آرچی بالڈ کیمرون۔ (Creswell, Keppel Archibald Cameron)

برطانوی ماہر آثار قدیمہ ہیں۔ ۱۸۷۹ء میں پیدا ہوئے ویسٹ منسٹر سکول میں تعلیم پائی۔
پہلی جنگ عظیم میں حصہ لیا۔ ۱۹۱۹ء-۱۹۱۶ء شام اور فلسطین میں فاتح افواج کے ساتھ رہے۔ ۱۹۲۰ء میں قاہرہ آ گئے۔ ۱۹۳۱ء میں ایرانی نمائش کمیٹی لنڈن کے رکن تھے۔ ۱۹۵۱ء-۱۹۳۱ء فواد یونیورسٹی قاہرہ میں اسلامی فن تعمیر کے پروفیسر رہے۔ ۱۹۴۹ء میں فلسطینی عجائب گھر کے ٹرسٹی مقرر ہوئے۔ کئی اعزاز حاصل کر چکے ہیں۔
اسلامی فن تعمیر کے متعلق کئی کتابیں بھی لکھ چکے ہیں

## کریم، شہزادہ آغا خان۔ (دیکھو آغا خان چہارم)

## کریملن۔ (Kremlin)

شہر ماسکو (روس) کے مرکز میں ایک قلعہ جس میں بہت سی عمارات ہیں جو اب سرکاری دفاتر یا عجائب گھر وغیرہ کے طور پر استعمال ہو رہی ہیں۔ زار روس ایوان سوم نے اسے ۱۴۸۵ء میں تعمیر کیا۔

## کریمیا۔ (Crimea)

روس کے جنوب میں ایک جزیرہ نما۔ بحیرہ اسود اور بحیرۂ ازوو جس کے تین جانب پھیلے ہوئے ہیں۔ اس کا ساحل ۹۵ میل لمبا ہے اور زیادہ تر عمودی چٹانوں پر مشتمل ہے۔ کریمیا کا شمالی حصہ بنجر ہے مگر جنوبی علاقہ زرخیز اور شاداب ہے اس کی کل آبادی ۴۲۶۸۲۲۱۱ ہے اور رقبہ ۹۴۹۹ مربع میل ہے۔ حکومت کا صدر مقام سمفروپول ہے

## کرین۔ (Crane)

ایک مشین جس کے ذریعہ بھاری وزن کی اشیا کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھ دیتے ہیں۔ بھاری مشینوں اور بنڈلوں کے اٹھانے اور جہاز پر سامان لادنے یا اتارنے میں اس سے کام لیا جاتا ہے۔ عام قسم کی کرین میں ایک مضبوط لمبا بازو (Arm) ہوتا ہے۔ اس کے بالائی سرے پر چرخی (Pulley) کے ذریعہ آہنی رسہ لٹکتا ہوتا ہے جس کے سرے میں وزنی سامان باندھ کر اسے آہنی چرخی (Wind Lass) کے ذریعہ زمین سے بلند کیا جاتا ہے۔ پھر کرین کے بازو کو گھما کر سامان کو مقام مطلوب پر منتقل کر دیتے ہیں۔ کچھ ایسی کرینیں بھی ہوتی ہیں جن کے نیچے پہیے لگے ہوتے ہیں اور وہ گھوم پھر کر سامان اٹھانے کا کام کر سکتی ہیں۔ کرین کے مختلف ہونے ہاتھ سے یا اسٹیم سے یا آبی قوت یا بجلی سے چل سکتے ہیں۔ انگریزی میں کرین بڑے بگلے کو بھی کہتے ہیں اور غالباً اسی نسبت سے مشین کا یہ نام ہے۔

## کریمر، ٹامس (Thomas Crammer)

(۱۵۵۶ء-۱۴۸۹ء) کنٹربری کا آرچ بشپ جو ناٹنگھم شائر (انگلینڈ) میں پیدا ہوا۔ کیمبرج میں تعلیم پائی۔ شاہ ہنری ہشتم کے ملکہ کیتھرائن کو طلاق دینے کے حق میں تھا۔ طلاق کی تائید میں لکھا اور پاپائے اعظم کے سامنے اس کی حمایت کی اور ان امور کی بنا پر وہ اپنی پر آرچ بشپ بنا دیا گیا۔ ہنری ہشتم کی ملکہ این بولین کے ساتھ شادی کی تائید کی لیکن ملکہ میری کے مسند آرا ہونے پر اسے ٹاور (Tower) میں محبوس کر دیا گیا اور تائب ہونے پر مجبور کیا گیا۔ کیتھولک کے رد بہ توبہ کرنے سے اس نے انکار کیا تو اسے جلتی آگ میں دھکیلا گیا جس میں اس نے سب سے پہلے اپنا وہ ہاتھ ڈالا جس سے اس نے توبہ نامے پر دستخط ثبت کئے تھے۔

## کساد بازاری۔ (دیکھو سرد بازاری)

## کسبی اشتراکیت (Social Achievement)

اقتصادی اور معاشی اصطلاح ہے۔ جب افراد گروپ یا مجموعے کی شکل میں مل کر کسی منصوبے کی تکمیل کا بیڑا اٹھائیں تو ان کے طریق یا نتیجے کو کسبی اشتراکیت کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

**کستورا مچھلی** - (Oyster) ایک قسم کی مچھلی ہے جو انگلستان اور امریکہ کے سمندروں میں پائی جاتی ہے۔ وائٹ سٹیبل کینٹ اور کولچسٹر کے ساحلی سمندروں میں عام ملتی ہے۔ اس مچھلی کی لمبائی ایک انچ کے قریب ہوتی ہے لیکن بحیرۂ روم کے سمندروں میں دو دو فٹ لمبی کستورا مچھلی بھی پائی جاتی ہے۔ امریکہ کے دریاؤں میں بھی کستورا مچھلی پائی جاتی ہے جس کے خول سے عمدہ قسم کے بٹن تیار کئے جاتے ہیں۔
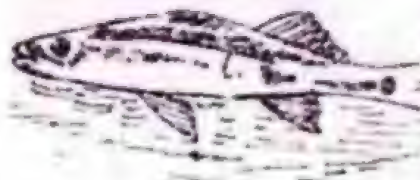
**کسر (کسور)** (Fractions) انگریزی میں انہیں (Fractions) کہتے ہیں۔ علم حساب کی اصطلاح ہے۔ علمہ کی عام زبان میں کسروں کو بٹے کہتے ہیں۔ کسر کے معنی ٹوٹنا، شکستہ ہونا۔ جب اکائی یا سالم عدد ٹوٹ کر اس کا کوئی حصہ بن جائے تو اسے کسر کہتے ہیں مثلاً $\frac{1}{2}$ اکائی کے ٹوٹنے سے کسر بنی ہے $\frac{3}{4}$ بھی کسر ہے۔ $\frac{9}{10}$ بھی کسر ہے وغیرہ وغیرہ۔

**کسریٰ** - قدیم شاہانِ ایران کا لقب، مثلاً کسریٰ نوشیرواں، طہماسپ وغیرہ۔ جیسا کہ شاہانِ روم کا لقب قیصر تھا جو کچھ عرصہ بعد یورپ (جرمنی وغیرہ) میں بھی استعمال ہونے لگا۔ آج کل شاہِ ایران کو شہنشاہ کے لقب سے نوازتے ہیں۔ کسریٰ کی لفظی جمع اکاسرہ ہے اور قیصر کی قیاصرہ۔

**کسوف** - (SolarEclipse) کسوف و خسوف دو مختلف لفظ ہیں۔ کسوف سورج گہن ہوتا ہے اور خسوف چاند گرہن (دیکھو سورج گرہن اور چاند گرہن)

**کشتی** - لکڑی کا ایک بہت بڑا مگن جو پانی پر تیرتا ہے۔ چپوؤں یا بانسوں سے اس کو جس طرف چاہیں لے جا سکتے ہیں۔ بعض دفعہ رسوں سے بھی کھینچی جا سکتی ہے کئی کشتیاں بادبانوں یا انجنوں سے بھی چلائی جاتی ہیں جو کشتیاں جہازوں کے ساتھ متعلق ہوتی ہیں۔ ان کو لائف بوٹ (Life Boat) یعنی جان بچانے کی کشتیاں کہتے ہیں۔ یہ کشتیاں کئی قسم کی ہوتی ہیں اور لانچ، بار، پینس، یال، کٹر، جالی بوٹ اور گگ ان کے مختلف نام ہیں۔ جو کشتیاں تجارتی جہازوں کے ساتھ ہوتی ہیں، ان کے نام اور اقسام یہ ہیں، سکف، جالی بوٹ، سٹرن بوٹ، کپتان کی گگ اور کوارٹر بوٹ وغیرہ، اس قسم کی کشتیاں ہر جہاز کے ساتھ لازمی طور پر رہتی ہیں۔ پاکستان نیوی میں بھی یہی نام مستعمل ہیں۔

**کشتی رانی** - (Rov i ng, Boating) اس کا مطلب ہے چپوؤں کی مدد سے پانی میں کشتی کھینا۔ ناؤ کھیتے وقت کشتی کے وسط میں بیٹھ جاؤ۔ پائیدان مضبوطی سے لگا ہو اور اس پر پاؤں اس طرح سے رکھو کہ دونوں ٹانگیں تقریباً سیدھی ہو جائیں۔ اپنے ہاتھ دونوں چپوؤں کے قبضوں پر رکھو، انگلیاں اوپر اور انگوٹھے نیچے کی جانب کرو۔ کلائیاں اس طرح سے رکھو کہ ہاتھوں کی پشت اور بازو ایک سیدھ میں ہو جائیں۔ بازوؤں کو جہاں تک ممکن ہو سکے آگے لے جاؤ لیکن یہ خیال رہے کہ ہاتھ گھٹنوں سے اونچے نہ ہونے پائیں۔ اپنا جسم کولھوں کے بل جھکاؤ اور کندھوں کو تھوڑے پیچھے کی جانب رکھو۔ اب چپوؤں کو نیچے پانی کی سطح تک جھکاؤ اور پاؤں پائیدان پر مضبوطی سے جما کر جسم کا بوجھ پوری قوت سے پیچھے کی طرف ڈالو۔ اپنے ہاتھوں کو جسم کی طرف لاؤ اور ٹانگوں کا سارا وزن پائیدان پر ڈال دو۔ یہاں تک کہ تمہاری کہنیاں پہلوؤں تک آ جائیں پھر چپوؤں کے دستوں کو موڑ لو اور ان کے مڑنے پر کلائیاں گرا دو۔ جب چپو پانی کی سطح سے اوپر ہو جائیں تو وہی عمل دہراؤ حتیٰ کہ چپو پانی کی سطح کے متوازی ہو جائیں۔ پانی ساکن ہو تو چپوؤں کو زیادہ اونچا لے جانے کی ضرورت نہیں، صرف پانی کی سطح کو چھو دینا کافی ہے۔ بازوؤں کو سیدھا کر کے چپوؤں کو اپنی پہلی حالت پر لے آؤ اور جسم کو سیدھا کر لو۔ کشتی کنارے پر لگاؤ تو زاویہ بنا کر

کھڑی کرو۔ ورنہ ندی کے ریلے میں بہہ جائے گی۔ کنارے سے ندی میں لے جاتے وقت کشتی میں کھڑا نہیں ہونا چاہئیے اس سے ڈگمگا کر گر پڑنے کا اندیشہ ہے۔

کشتی رانی، اسکولوں اور کالجوں میں عام طور پر سکھائی جاتی ہے۔ سیلاب کے مختلف سالوں میں رونما ہونے کے بعد اب کشتی رانی کا فن نوجیوں کو بھی سکھا دیا جاتا ہے تاکہ وہ بے سہارا لوگوں کی مدد کر سکیں۔

## کُشتی۔ (Wrestling)

ہندو پاکستان میں کشتی کے ذریعہ زور آزمائی کو بڑی مقبولیت حاصل رہی ہے فنون سپہ گری میں بھی کشتی کو کافی اہمیت حاصل تھی۔ کچھ عرصہ پہلے امرا اور رئیس بھی اپنے بچوں کو کشتی کے داؤ پیچ سکھانے کا بندوبست کیا کرتے تھے۔ مسلمان طبقہ اس فن میں بہت پیش پیش رہا ہے۔ گاما، غلام پہلوان، گاماں، گونگا پہلوان حمیدہ، امام بخش وغیرہ نے پہلوانی میں کافی نام پیدا کیا۔ گاماں کو رستم زماں کا خطاب دیا گیا۔ کشتی میں کامیابی کا دارومدار زور، پھرتی، گٹھیلے بدن اور داؤ پیچ کی مہارت پر ہے۔ لنگڑی قینچی، دھوبی پاٹ وغیرہ بے شمار ایسے داؤ ہیں جو اگر صحیح طریقہ سے برمحل استعمال کئے جائیں تو کامیابی یقینی ہے

یورپین ممالک میں کئی طرح کی کشتیاں لڑی جاتی ہیں جن میں سے چار خاص طریقے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) کمبرلینڈ اور ویسٹ مورلینڈ۔ اس میں دونوں پہلوان ایک دوسرے سے بغلگیر ہو کر بایاں ہاتھ اوپر رکھتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ ایک دوسرے کی گرفت چھڑائیں یا مدمقابل کو زمین پر دے پٹکیں۔ اگر پیروں کے علاوہ پہلوان کے جسم کا کوئی حصہ زمین سے لگ جائے گا یا اس کی گرفت چھوٹ جائے گی تو وہ کشتی ہار جاتا ہے۔

(۲) کیچ ایز کیچ کین (Catch-as-cat-ch-can)

اس میں دونوں پہلوان زمین پر دراز ہو کر کوشش کرتے ہیں کہ حریف کے دونوں کندھوں کو بیک وقت زمین سے ملا دیں جو ایسا کرنے میں پہلے کامیاب ہوتا ہے وہ کشتی جیت جاتا ہے۔

(۳) کارنوال یا ڈیون۔ اس میں ہر پہلوان ایک جیکٹ پہنتا ہے کمر سے اوپر یا جاکٹ کے کسی حصے کو دوسرا پہلوان پکڑ سکتا ہے۔ جس پہلوان کے دو بازو اور ایک کولہا یا دو کولہے اور ایک بازو پہلے زمین سے لگ جائے وہ ہار جاتا ہے۔

(۴) آل ان ریسلنگ (All-in-wrestline)

اس میں کسی بات کی ممانعت نہیں ہے۔ پہلوان ایک دوسرے کو ٹھوکر بھی مار سکتے ہیں۔ اور ہر طرح سے حملہ آور ہو سکتے ہیں اس کشتی میں قوت برداشت اور زور آزمائی کا مقابلہ زیادہ ہوتا ہے۔ پھرتی اور داؤ پیچ کو اس میں زیادہ دخل نہیں ہوتا۔

## کشش ثقل۔ (Gravity)

ایک چیز کے دوسری چیز کو اپنی طرف کھینچنے کو کشش کہتے ہیں۔ جس کی دو قسمیں ہیں کشش اتصال اور کشش ثقل۔

کشش اتصال وہ ہے جس کے ذریعہ جسم کے اجزا ایک دوسرے کو جذب کرتے ہیں اور باہم قریب آ جاتے ہیں اجسام میں کشش مختلف ہے کسی میں کم کسی میں زیادہ۔ نرم اور لچکدار چیز میں یہ کشش کم ہوتی ہے اور جس شے میں کشش زیادہ ہوگی وہ نسبتاً سخت ہوگی اگر یہ کشش نہ ہوتی تو کشش ثقل کے باعث نہ زمین پر کوئی عمارت رہ سکتی نہ برتن نہ کوئی اوزار اور نہ ہی انسان کا بدن صحیح سلامت رہتا۔

کشش ثقل سے مراد ایک جسم کا دوسرے جسم کو کھینچنا ہے جیسے زمین اور پہاڑ وغیرہ۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر جسم کے اجزا آپس میں کشش کرتے ہیں۔ آفتاب زمین کو اور زمین آفتاب کو کھینچتی ہے۔ کوئی چیز اوپر کی طرف پھینکیں تو وہ زمین کی کشش کی وجہ سے نیچے آ جاتی ہے۔ اجسام کا وزن بھی کشش زمین کی وجہ سے ہے۔ کسی چیز کو اٹھاؤ تو زمین کی کشش کی وجہ سے اس کا بوجھ محسوس ہوتا ہے۔

## کشف۔

یعنی کھلنا، سربستہ رازوں کا معلوم ہو جانا علم تصوف کی اصطلاح ہے۔ جس کے ذریعہ سے تمام راز خود بخود حل ہو جاتے ہیں۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) نظریہ جس میں عقل اور برہان سے کام لیا جاتا ہے (۲) مکاشفہ، جس میں علم و بیان کے ذریعہ انکشافات

ہوتا ہے اور (۲) مشاہدہ، جس میں ذاتی تجربہ اور عینی شواہد انکشاف کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ اول الذکر سے علم الیقین حاصل ہوتا ہے اور اصحاب العقول اسے حاصل کرتے ہیں، یہ دراصل علم ہی ہے اور اس میں ظن و تنفر کو زیادہ دخل نہیں۔ دوسرے میں عین الیقین کا درجہ حاصل ہوتا ہے اور اس کو صرف اصحاب العلوم ہی حاصل کر سکتے ہیں۔ تیسرے میں حق الیقین کا درجہ حاصل ہوتا ہے اور یہ مرتبہ صرف اصحاب المعارف ہی کو حاصل ہوتا ہے کہ وہ خدا کو اس طرح دیکھتے ہیں گویا انہوں نے اپنی آنکھ سے مشاہدہ کیا ہو۔ اس کو معائنہ اور مشاہدہ بھی کہتے ہیں۔

**کشف الظنون۔** اس عربی تصنیف کا پورا نام کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون ہے۔ جو بڑی بڑی تصانیف اور علوم و فنون کے بارے میں یقینی معلومات بہم پہنچاتی ہے۔ کتاب کے مصنف علامہ ملا کاتب چلپی ہیں جو ۱۶۵۷ء میں فوت ہوئے۔ علامہ چلپی استنبول (ترکی) کے رہنے والے تھے۔

**کشمش۔** (Raisin) خشک اور سوکھے ہوئے انگور۔ کشمش کی بڑی بڑی قسمیں یہ ہیں۔ عام کشمش جسے کھانے اور پکی ہوئی چیزوں مثلاً چاولوں وغیرہ میں ڈالا جاتا ہے سلطانیا بغیر بیج کی کشمش، اور کرینٹ۔ کشمش کی پیداوار کے علاقے بحیرہ متوسط کا خطہ، کیلے فورنیا، آسٹریلیا وغیرہ ہیں۔

**کشمیر۔** (Kashmir) جموں سے ملحقہ حصہ جن دونوں کو ملا کر ریاست جموں و کشمیر کہتے ہیں۔ پاکستان کے شمال مغرب میں واقع ہے۔ جسے دریائے سندھ اور دریائے جہلم اور اس کے معاون سیراب کرتے ہیں۔ اس کا کل رقبہ ۸۴ ہزار تین سو مربع میل اور آبادی ۴۴ لاکھ کے قریب ہے نہایت سرسبز اور شاداب علاقہ ہے اور گرمیوں میں ایشیا کا ایک بہترین صحت افزا مقام ہے۔ موسم گرما میں سرینگر اور سرما میں جموں ریاست کا صدر مقام ہوتا ہے۔ اعلیٰ قسم کے میوہ جات سیب وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔ خصوصاً ناشپاتی بہت اعلیٰ قسم کی ہوتی ہے۔

جہاں جہاں بارش زیادہ ہوتی ہے وہاں پہاڑی علاقوں میں چاول پیدا ہوتے ہیں۔

کشمیر میں اکثریت مسلمانوں کی ہے۔

تقسیم ہند و پاکستان کے موقع پر ریاست کے ہندو حکمران نے مسلمان رعایا کی بھاری اکثریت کے خلاف منشا ریاست کا بھارت سے الحاق کر دیا جس کی وجہ سے پاکستان کے قبائلی باشندوں نے کشمیر پر چڑھائی کر دی۔ اور ریاست کے کچھ حصہ پر قابض ہو گئے۔ یو۔ این۔ او کی مداخلت پر جنگ رک گئی۔ لیکن ابھی تک کوئی خاطر خواہ سمجھوتہ نہیں ہو سکا۔ جو حصہ پاکستان کے قبضے میں ہے وہ آزاد کشمیر کہلاتا ہے۔ کشمیر قدرتی طور پر اور اسلامی آبادی کے لحاظ سے پاکستان کا حصہ ہے اور اسی حق کے حصول کے لئے پاکستان سرگرم عمل ہے۔

**کشید کا عمل۔** (Distillation) عمل کشید کے ذریعہ حکیم، دوا ساز، رنگ ساز اور الکحل وغیرہ کو صاف کرتے اور ادویات تیار کرتے ہیں۔ اسی عمل کے ذریعہ دوا کو گرم کر کے اس کے بخارات دوسرے برتن میں منتقل کر دیتے ہیں۔ جہاں وہ ٹھنڈے ہو کر مائع کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ شیشے کے ایک خاص برتن (ریٹارٹ) میں محلول کو گرم کرتے ہیں جس سے بخارات بن کر آلہ تکاثف (Leibig's Condenser) کی اندرونی نالی میں سے گزرتے ہیں۔ اس آلہ کی بیرونی نالی میں سے ٹھنڈا پانی گزرتا ہے جو ان بخارات کو ٹھنڈا کرتا ہے اور وہ کشید شدہ پانی (Distilled Water) ہوتا ہے جو بالکل خالص بے رنگ اور بے بو ہوتا ہے۔ اس میں کسی شے کی کوئی آمیزش باقی نہیں رہتی۔ اس پانی کو اگر ایک کٹوری میں گرم کیا جائے تو سارے کا سارا بخارات بن کر اڑ جائے گا اور اس کی تہہ میں کوئی شے باقی نہ رہے گی۔
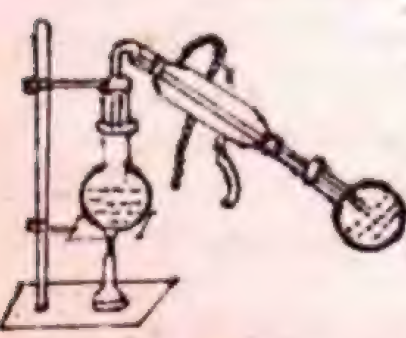
**کشیدہ کاری۔** (Embroidery) اس کے لئے ضروری ہے کہ مختلف قسم کی سلائیوں اور بخیہ کرنے

کے طریقوں کا پورا علم ہو۔ نیز رنگ اور طرز سے بھی کماحقہٗ واقفیت ہو۔ چھاپے خریدے جا سکتے ہیں لیکن یہ بات زیادہ دلچسپی کا باعث ہوگی اگر اپنے نمونے خود بنائے جائیں خواہ یہ کتنے ہی سیدھے سادے کیوں نہ ہوں۔ رنگوں کا استعمال اور ان کے اجتماعات کے اصولوں کا علم بھی بڑا ضروری ہے۔ ریشمی کپڑوں اور دھاگوں کو احتیاط سے صندوقچہ میں رکھنا چاہیے جس کپڑے پر کشیدہ کرنا ہو اس کا ایک ٹکڑا ایک وقت نکالنا چاہیے۔ اور ریشمی لچھیوں کو ٹھیک جگہ پر رکھنے کے لئے کپڑے پر فیتے سے پھندا بنا لینا چاہیے خالی وقت میں کپڑے کو احتیاط سے لپیٹ کر رکھنا چاہیے۔ ایک ڈبہ میں مختلف موٹائیوں کی سوئیاں رکھنی چاہئیں۔ مقراض اور پیش بند (Apron) بھی ضروری چیزیں ہیں۔ کام سے فارغ ہو کر کشیدہ کاری کے سامان کو پیش بند میں لپیٹ کر رکھا جا سکتا ہے۔ کپڑے کی مناسبت سے نمونہ کو انتخاب کرنا چاہیے کچھ کپڑوں کو زیادہ نمایاں نمونوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے دھاگے کی موٹائی یا باریکی کے لحاظ سے نمونہ پسند کیا جاتا ہے۔ کپڑا پائیداری اور قیمت کے اعتبار سے ایسا ضرور ہونا چاہیے کہ کشیدہ کاری کا خرچ اور محنت رائگاں نہ جائے ضروری ہے کہ آرائش لباس کی وضع قطع کو نمایاں کرے۔

وہ چیزیں جنہیں مختلف زاویوں سے دیکھا جاتا ہے ان کا نمونہ ایسا ہو کہ خواہ کسی طرف سے بھی دیکھیں دل پسند معلوم ہو۔ بہت زیادہ کشیدہ کاری بھی اچھی معلوم نہیں ہوتی۔ جن کے لئے اچھا نمونہ تجویز کرنا دشوار ہے انہیں چاہیے کہ سیدھے سادے ہندسی اشکال کے نمونے بنائیں۔ کلابتوں سے زردوزی کر کے حاشیے بہت دیدہ زیب ہو سکتے ہیں۔

امریکہ اور مغربی ممالک میں کشیدہ کاری کا فن سادگی اور کشش کا حامل ہوتا ہے۔ قدیم ایشائی طرز کی کشیدہ کاری بڑی پرتکلف اور پیچیدہ قسم کی ہوا کرتی تھی مگر اب سادگی غالب آ رہی ہے۔

**کعبؓ بن جماز۔** کعب بن جماز بن مالک بن ثعلبۃ الجہنی حضرات انصار میں سے تھے اور یوم بدر میں شہید ہوئے ان کے بھائی سعد بن جماز بھی یوم بدر کے شہدا میں سے تھے مگر بقول بعض رُواۃ ان کی شہادت جنگ احد میں واقع ہوئی۔

**کعبؓ بن زہیر۔** کعب بن زہیر بن ابی سلمیٰ۔ ابو سلمیٰ کا اصل نام ربیعہ بن رباح المزنی تھا۔ طائف سے واپسی پر کعب بن زہیر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اپنا "بانت سعاد" نام کا مشہور و معروف قصیدہ پیش کیا اور اسے پڑھ کر سنایا۔ ان کے بھائی بجیر بن زہیر بھی اچھے شاعر تھے۔

کعب بن زہیر بڑے ممتاز شاعر اور بلند پایہ صحابی تھے۔ والد زہیر بھی اعلیٰ شاعر تھے۔ زہیر مائل بہ اسلام تھے لیکن عام روایت یہ ہے کہ وہ دولتِ اسلام سے بہرہ اندوز نہ ہو سکے!

**کعبؓ بن عجرہ۔** نام کعب، کنیت ابو محمد۔ خاندان بلی۔ قواقل کے حلیف تھے۔

ہجرت کے بعد اسلام قبول کیا اور تمام غزوات نبوی میں شرکت کی۔ سر میں اس کثرت سے جوئیں پڑ گئی تھیں کہ سرور کائنات نے ان کا سر منڈوا دیا۔

عہد نبوی کے بعد کوفہ میں سکونت اختیار کی۔ اور ۵۱ھ میں بعمر ۷۵ برس مدینہ آ کر انتقال کیا۔ ایک ہاتھ کسی جنگ میں کٹ گیا تھا۔

حضورؐ کے ہمراہ رہنے کا بے حد شوق تھا۔ اسی باعث آپ کی بہت سی احادیث سننے کا بھی اتفاق ہوا جو ان سے مروی بھی ہیں۔ موجودہ کتب میں کم و بیش پچاس احادیث ان کے حوالہ سے منقول ہیں۔

**کعبؓ بن مالک۔** اصل نام عبداللہ، مشہور صحابی قبیلہ خزرج کی شاخ بنو سلمہ سے تعلق رکھتے تھے، مدینے رہنے والے انصار تھے۔ بہت بہادر اور جنگ جو تھے اور اسلام لانے سے قبل اکثر لڑائیوں میں شریک ہو چکے تھے ہجرت سے قبل ہی مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے۔ دوسری بیعت عقبہ میں بھی شریک تھے۔ بہت قادر الکلام شاعر تھے۔ اور حضورؐ کے ایما سے شعر کہتے تھے۔ غزوۂ بدر میں تو شرکت نہ کر سکے لیکن دوسرے غزوات میں شریک ہوئے جب احد میں حضورؐ صلعم کے زخمی ہونے کی خبر معلوم ہوئی تو آپ کی محبت میں منہ کو زخمی کر لیا۔ غزوہ تبوک میں شریک نہیں ہوئے اور پھر حضورؐ سے اس کے بارے میں معافی طلب کی۔ بنو غسان نے ان کو اسلام چھوڑ کر ان سے مل جانے کے واسطے طرح طرح کے لالچ دیئے مگر انہوں نے اسلام کا دامن نہ چھوڑا۔ حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں انہوں نے حسانؓ اور زید بن ثابتؓ کے ساتھ حضرت عثمانؓ کا ساتھ دیا۔ اور پھر ان کی شہادت پر ایک پُر درد مرثیہ بھی لکھا۔ حضرت علیؓ سے انہوں نے بیعت نہیں کی۔ آخر عمر

میں نابینا ہو گئے تھے اور اسی حالت میں [illegible] میں انتقال فرمایا۔ ان کا شمار اسلام کے اولین شعراء میں ہوتا ہے۔ ان کے اشعار بہت پر جوش ہوتے تھے۔

**کعبہ۔** اسلامی روایات کے مطابق کعبہ کی تعمیر حضرت آدمؑ نے کی اور طوفانِ نوحؑ کے بعد اس کی تعمیرِ نو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ نے کی۔ پھر کعبہ کی کلید برداری حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد کے پاس رہی حتیٰ کہ بنو جرہم اور بعد میں بنو خزاعہ نے اس پر قبضہ کر لیا اور بت پرستی کی ابتدا کی۔ پھر اس پر قریش کا قبضہ ہوا جنہوں نے قدیم اسمٰعیلی نسل کا تسلسل جاری رکھا۔ حضرت اسماعیلؑ نے دورانِ تعمیر میں حضرت جبرائیلؑ سے حجرِ اسود حاصل کیا جو عمارت کعبہ کے جنوب مشرقی گوشے میں اب تک نصب ہے اور حاجیوں کے حج کا حصہ ہے۔

کعبہ، مکہ کی عظیم الشان مسجد میں واقع ہے۔ قدیم عرب کا بھی معبد تھا۔ مختصر مکعب شکل میں ہے۔ مسلمان کعبہ (قبلہ) کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے ہیں۔ مقدس اور انتہائی تعظیم کا مقام ہے۔ احتراماً اسے کعبہ شریف کہتے ہیں۔

**کفایت شعاری۔** آمدنی کو کفایت کے ساتھ خرچ کرنا۔ کفایت شعاری، بجا ضرورتوں کو نہ روکتے ہوئے آمدنی سے کچھ بچانا اور پس انداز کرنا۔ انگریزی میں اسے اکانومی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ کفایت شعاری کا انحصار بجٹ کی تنظیم پر ہوتا ہے۔ جس قوم کے افراد میں کفایت شعاری کی عادت ہوتی ہے وہ اقتصادی اور معاشی دنیا میں ترقی کرتے ہیں۔ اسلام میں کفایت شعاری کو سوسائٹی کے ارتقا کا بڑا اہم ذریعہ خیال کیا گیا ہے اور قرآن پاک مسرف اور فضول خرچ لوگوں کی بڑی مذمت کرتا ہے۔ اِنَّ اللہَ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ (خدا تعالیٰ مسرف اور فضول خرچ لوگوں کو پسند نہیں کرتا)۔

مسلمانوں میں کفایت شعاری کے جذبے اور عمل کی سخت ضرورت ہے۔ کفایت شعاری کی ابتدا گھر سے ہونی چاہیے اور اس کا آغاز امورِ خانہ داری سے ہو کر انجام قومی منصوبوں پر ہونا چاہیے۔

**کک کپتان:** (Captain James Cook) کیپٹن جیمز کک ممتاز انگریز جہاز ران (۱۷۲۸ء - ۱۷۷۹ء) بمقام مارٹن یارک شائر انگلینڈ میں پیدا ہوا۔ ایک زرعی مزدور کا لڑکا تھا۔ ۱۷۵۵ء میں بحریہ میں شمولیت اختیار کی اور چار سال کے عرصے میں ماسٹر کے عہدہ پر مامور ہوا۔ سینٹ لارنس کے جائزہ اور نیو فاؤنڈ لینڈ کے سواحل پر ۹ برس صرف کئے۔ ۱۷۶۸ء تا ۱۷۷۹ء مختلف بحری کاموں پر تعینات ہوا۔ اور جنوبی سمندروں کی دریافت اور جہاز رانی میں مصروف رہا۔ پھر بحرالکاہل میں مزید انکشافات کئے۔ ہوائی کے جزیرہ میں سفر سے واپسی کے دوران میں ہلاک ہوا اور سمندر ہی میں مدفون ہوا۔ آسٹریلیشین علاقے برطانوی قلمرو میں اسی کی محنت سے شامل ہوئے۔ اپنے سفروں کی یادداشت قلمبند کی جو انگریزی تصنیفات میں ممتاز کتاب ہے۔

**ککیٹو** (Cockatoo) طوطے کی قسم کے ایک پرندے کا نام ہے جو بہت شوخ رنگ کا ہوتا ہے۔

اس کا بدن عموماً سفید ہوتا ہے۔ لیکن سر پر زرد رنگ کی کلغی ہوتی ہے اس کلغی کو پرندہ حرکت میں لا سکتا ہے اس پرندے کو طوطا ہی سمجھنا چاہیئے کیونکہ یہ طوطے کی طرح انسانی الفاظ کی نقل اتار سکتا ہے۔ اس کا اصل وطن آسٹریلیا ہے لیکن ملایا میں بھی پایا جاتا ہے۔ لاہور کے چڑیا گھر میں دو تین قسم کے پرندے موجود ہیں جو بالکل طوطے کی طرح کے ہیں۔ یہ سب کے سب ککیٹو ہیں۔ اور اس نام کا لیبل بھی ان کے ڈربے پر چسپاں ہے۔

**کلاک** (Clocks) ایسی مشین جو خود بخود دن کے اوقات ظاہر کرتی ہے۔ کلوکا (Cloca) لاطینی زبان میں گھنٹی کو کہتے ہیں۔ یہ مشین چونکہ اوقات ظاہر کرنے کے لئے گھنٹی کی آواز بھی دیتی ہے اس لئے اسے کلاک کہا جاتا ہے جو کلوکا کا بگڑا ہوا نام ہے۔

کلاک کی ایجاد سے پہلے مصر میں ایک ایسی گھڑی بنائی گئی تھی جس کے سائے سے دن میں وقت کا اندازہ کیا جاتا تھا۔ رات کو وقت معلوم کرنے کے لئے پانی کی گھڑی سے کام لیا جاتا تھا۔

سب سے پہلے کلاک ۱۳۳۵ء میں میلان اٹلی میں بنایا گیا۔ ۱۳۶۰ء میں ہنری وِک نے فرانس کے بادشاہ چارلس پنجم کے لئے ایک کلاک تیار کیا جو ایک بہت اونچی عمارت پر نصب کیا گیا۔ ۱۲۸۸ء میں انگلستان میں ایک کلاک بنا جو سالسبری کے گرجے پر لگایا گیا۔

اس وقت تک جو کلاک بنے تھے وہ بغیر پنڈولم کے تھے ۱۶۴۱ء میں اٹلی کے مشہور سائنسدان گلیلو نے سب سے پہلا پنڈولم کا کلاک تیار کیا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے دوسرے ملکوں میں بھی ایسے کلاک تیار ہونے لگے۔ اسی کلاک کی بنیادوں پر سولہویں صدی میں گھڑیوں کی ایجاد ہوئی۔

امریکہ، جرمنی، انگلستان اور سوئٹزرلینڈ میں بہترین کلاک تیار ہوتے ہیں۔ پاکستان میں بھی کلاک سازی کی صنعت کی طرف توجہ دی جا رہی ہے۔

**کلائیو (لارڈ)** (Clive) (۱۷۲۵ء - ۱۷۷۴ء)
لارڈ رابرٹ کلائیو ان اشخاص میں سے ہے جن کی کوششوں کی بدولت انگریزوں کو ہندوستان میں اقتدار حاصل ہوا۔ ۱۷۵۷ء میں اس نے نواب سراج الدولہ کے مقابلہ میں پلاسی کی لڑائی جیتی جس کے بعد انگریزوں کو بڑی جلدی تسلط حاصل ہو گیا۔ کلائیو بچپن میں شوریدہ سر، شریر اور لڑاکا تھا جوان ہونے پر ۱۹ برس کی عمر میں کلرک بھرتی ہو کر ہندوستان آیا۔ مگر جلد ہی اس نے قلم چھوڑ کر تلوار سنبھالی اور فوجی امتیاز حاصل کئے۔ اپنے ملک کی خدمت کی خاطر اس نے جھوٹ، فریب اور جعل سازی سے بھی گریز نہیں کیا۔ مگر اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ کلائیو باتدبیر اور دلیر انسان تھا ۱۷۶۷ء میں کلائیو اپنے عہدہ سے دست بردار ہو کر ولایت واپس چلا گیا۔ جہاں اس پر ناجائز ذرائع سے روپیہ جمع کرنے کے الزام میں مقدمہ چلایا گیا۔ کلائیو مقدمہ میں تو بری ہو گیا مگر زیادہ دیر زندہ نہ رہ سکا۔ کیونکہ اس نے خرابی صحت سے تنگ آ کر خودکشی کر لی۔

**کلب** - (Club) انگریزی لفظ ہے جو اب بالعموم اردو میں بھی مستعمل ہے۔ افراد و اشخاص کی ایسوسی ایشن یا اجتماع جو کسی مشترک مفاد کے لئے متحد ہوں۔ کلب بہت سے قسموں کے ہوتے ہیں۔ بعض سیاسی نظریوں کے فروغ کے لئے قائم ہوتے ہیں۔ بعض لٹریچر کی ترقی اور اشاعت کے لئے ہوتے ہیں۔ بعض کا تعلق لوگوں یا تجربے سے ہوتا ہے۔ پیشوں یا تجارت سے ہوتا ہے جب کہ زیادہ تر کلب محض سوشل یا تمدنی ہوتے ہیں۔ گمان غالب یہ ہے کہ سب سے پہلا کلب تو لندن میں قائم ہوا وہ بریڈ اسٹریٹ میں تھا۔ اس کلب کے ارکان میں سے سر والٹر ریلے، شیکسپیئر، بیومانٹ، فلیچر، بن جانسن اور دوسرے ادبی شہرتوں کے مالک تھے۔ ایک دوسرا مشہور کلب وائٹ کا تھا جو سینٹ جیمز اسٹریٹ میں تھا اور تیرھویں صدی کے آخر میں اس کا افتتاح ہوا۔ اس کلب کے کچھ مداح بھی تھے اور کچھ مخالف بھی، چنانچہ برک نے اس کے مقابلے پر کلب قائم کیا جس میں فاکس اور اس کی پارٹی بطور ممبر کے شامل ہوگئے جبکہ پٹ اور اس کے پیرو وائٹ کے کلب میں شامل تھے۔ لندن کے بڑے کلب وائٹ ہال کے اردگرد واقع ہیں۔

پاکستان میں بھی سوشل اور لٹریری کلب موجود ہیں۔ روٹری کلب بھی ہیں۔ سپورٹس کلب بھی ہیں اور کئی دوسری قسموں کے کلب بھی کام کر رہے ہیں۔

**کلبی** (Cynics) یونانی فلاسفروں کے ایک مخصوص گروہ کا نام۔ اس جماعت کا آغاز مشہور حکیم سقراط کے شاگرد انتی ستھینز نے کیا۔ ان فلسفیوں کا خیال اور عقیدہ یہ تھا کہ دنیا میں نیکی سب سے افضل ہے اور تمام انسانی زندگی اسی نیکی کے حصول میں گزارنی چاہیئے۔ یہ لوگ علم و فنون، مال و دولت اور عیش و انبساط کے حصول کے مخالف تھے اس طائفے میں حکیم دیوجانس کلبی سب سے مشہور گزرا ہے

کہتے ہیں کہ سکندر یونانی کی تخت نشینی پر بڑے بڑے حکیم اس کے پاس آئے لیکن دیوجانس کلبی نہ آیا۔ سکندر خود اس سے ملنے گیا اور دیکھا کہ حکیم دھوپ میں لیٹا ہے جب سکندر اس کے پاس پہنچا تو اس نے مطلق توجہ نہ کی۔ سکندر نے اس سے کہا کہ آپ میرے لائق کوئی خدمت ارشاد فرمائیں۔ حکیم نے خشک لہجہ میں برجستہ جواب دیا کہ آپ میری دھوپ چھوڑ کر کھڑے ہو جائیں۔ اس پر سکندر کے امیر تو ہنس پڑے لیکن سکندر کو اس کے استغنا پر رشک آگیا اور اس نے کہا کہ اگر خدا نے مجھے سکندر نہ بنایا ہوتا تو اس سے دیوجانس بننے کی درخواست کرتا۔ کلب عربی میں کتے کو کہتے ہیں چونکہ یہ لوگ ترشرو اور کتے کا سا چڑچڑا مزاج رکھتے تھے۔ اس لئے ان کا طرز فکر یا فلسفہ کلبیت (Cynicism) کہلایا اور اس کے پیرو کلبی کے نام سے موسوم ہوئے۔ یہ نام ان کو عربوں نے دیا۔ یہ خانقاہ قلندروں کے گروہ سے ملتا جلتا تھا۔

**کلچ** (Clutch) موٹر کے ان پرزوں کا ایک حصہ جن کا تعلق پہیوں سے ہوتا ہے۔ پیڈل کے دبانے سے کلچ کا پہیوں کے ساتھ تعلق منقطع ہو جاتا ہے اور انجن کو دوسرے گیئر (Gear) میں ڈالا جا سکتا ہے۔

سادہ قسم کے کلچ میں اندرونی کون پہیے کے دھرے سے جڑی ہوئی ہوتی ہے لیکن پیڈل کے ذریعہ سے آگے پیچھے ہٹایا جا سکتا ہے۔ اگر پیڈل نہ دبایا جائے۔ تو یہ کون سپرنگ کے ذریعے پہیے میں پھنس جاتی ہے اور انجن کے چلنے سے پہیا گھومتا رہتا ہے لیکن جب ہم پیڈل دباتے ہیں تو یہ کون پیچھے ہٹ کر انجن اور پہیے کو ایک دوسرے سے الگ کر دیتی ہے۔

**کلدانی** (Chaldaeons)

قدیم اہل بابل کے مختلف طبقے تھے جن میں سے ایک کلدانی گروہ تھا جسے انگریزی زبان میں (Chaldaeons) کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ کلدانیوں کا مشہور و معروف بادشاہ نبو نیڈس تھا۔ اس بادشاہ کا دور حکومت ۵۵۵ ق م سے ۵۳۸ ق م تک تھا۔ بابل اس کا صدر مقام تھا۔ کلدانی لوگ اسیریون مملکت کے وارث ہوئے جس میں شام اور شمالی عرب کا کچھ حصہ شامل تھا۔ کلدانیوں کے بادشاہ نے اپنی تخت نشینی کے تیسرے سال میں تیمائے سابق حکمران کو قتل کر دیا اور خود مسند کا مالک بن بیٹھا۔

**کلف** - (Starch) ماوا۔ مانڈی، نشاستہ کیمیاوی اعتبار سے یہ شکر کی طرح کاربوہائیڈریٹ ہوتی ہے اسے پودے تیار کر کے اپنے اندر بطور ذخیرہ رکھتے ہیں۔ اور اس کو اپنا جزو بدن بناتے رہتے ہیں۔ آلو مانڈی کے باریک باریک دانوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ ہلکے تیزاب کے ساتھ گرم کرنے پر مانڈی شکر میں تبدیل ہو جاتی ہے لیکن پودے کے اندر یہ تبدیلی کچھ عرقوں کے ذریعہ عمل میں آتی رہتی ہے۔ ان عرقوں کو انگریزی میں ان زائم (Enzymes) کہتے ہیں۔

**کلکتہ** - (Calcutta) ہندوستان کا سب سے بڑا شہر جو دریائے ہگلی کے بائیں کنارے پر سمندر سے ۸۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اس کا سنگ بنیاد ایسٹ انڈیا کمپنی کے سربراہ جاب چرناک نے ۱۶۸۶ء میں رکھا۔ اس کا رقبہ ۴۳ مربع میل اور آبادی چالیس لاکھ کے قریب ہے۔

یہ شہر مغربی بنگال کا صدر مقام اور مشہور بندرگاہ ہے یہاں سے چاول، پٹ سن افیون اور تیل دوسرے ممالک کو بھیجے جاتے ہیں۔

**کلمہ شہادت** ۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ یعنی میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور اس امر کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلعم خدا کے بندے اور رسول ہیں۔

اس کو کلمہ شہادت اس واسطے کہا گیا ہے کہ اس میں بہت زور دار الفاظ میں مسلمان اقرار کرتا ہے کہ وہ دل سے اس بات کا معتقد ہے کہ خدا ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور حضور اقدس صلعم اس کے نبی اور بندے ہیں یعنی شریک نہیں بلکہ مخلوق ہیں۔ اس دوسرے فقرہ نے قرآن پاک میں بیان کی ہوئی اس حقیقت کو ہر مسلمان کی زبان سے کہلوایا ہے کہ حضور خدا کے بندے ہیں تاکہ عیسائیوں کی طرح جنہوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہنا شروع کر دیا تھا۔ کوئی حضور کے متعلق اس قسم کی مشرکانہ بات نہ کہہ سکے۔

**کلمہ طیبہ** ۔ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ سوائے اللہ کے کوئی معبود یا رب نہیں ہے محمد صلعم خدا کے رسول ہیں۔ اسلام میں ایمان کا پہلا لازمہ یہ ہے کہ جو شخص یہ کلمہ زبان سے پڑھے اور دل سے اس پر اعتقاد رکھے وہ مسلمان ہے اور اس کو کافر کہنا گناہ ہے۔ اس کلمہ میں دو باتوں پر زور دیا گیا ہے۔ خدا کی وحدانیت اور دوسرے آنحضرت صلعم کی نبوت اور ان دونوں باتوں کا منکر کافر ہے اگر مسلمانوں میں

بہت سے فرقے ہو گئے ہیں اور ان میں اصولی یا فروعی اختلافات بھی ہیں لیکن کلمہ سب کا مشترک ہے۔ بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اگر کوئی شخص زبان سے بھی کلمہ ادا کرتا ہے تو اسے مسلمان ہی سمجھنا چاہیئے اور اس سلسلے میں وہ حضور صلعم کے زمانہ میں منافقین کی مثال دیتے ہیں جن کو ہمیشہ مسلمان ہی کہا اور سمجھا جاتا رہا۔ اس کو عام طور پر اول کلمہ بھی کہا جاتا ہے۔

**کلنگ**۔ یہ پانی میں رہنے والا پرندہ ہے۔ سردی کے موسم میں پاکستان میں وارد ہوتا ہے اور مارچ میں چلا جاتا ہے یہ پرندے بلندی پر قطاریں بنا کر اڑتے ہیں اور اپنی مخصوص آواز ہونک ہونک سے پہچانے جاتے ہیں یہ پرندے مل جل کر رہتے ہیں۔ عموماً دریا یا جھیل کی درمیانی خشک جگہوں پر بیٹھے ہوئے جھنڈ کے جھنڈ دکھائی دیتے ہیں۔ ان کی لمبی لمبی ٹانگیں صاف ظاہر کرتی ہیں کہ یہ پانی میں چلنے والے جانور ہیں۔ ان کی خوراک چھوٹی مچھلیاں اور مینڈک ہیں۔ کلنگ کا قد چار فٹ تک ہوتا ہے۔ رنگ گہرا خاکستری، گردن لمبی اور اس کے دونوں جانب ایک سفید چوڑی دھاری۔ ٹانگیں سیاہ، گھٹنوں سے نوکی سر گنجا، سر کی پچھلی طرف جلد پر ایک سیاہی مائل سرخ نشان ہوتا ہے۔ اس کے بچوں کے جسم پر بھی پیدائش کے وقت ہی پر ہوتے ہیں اور آنکھیں بھی پیدائش کے وقت ہی سے کھلی ہوتی ہیں۔ چنانچہ وہ جلد ہی اپنی دیکھ بھال کے قابل ہو جاتے ہیں۔ وہ چست اور ہوشیار ہوتے ہیں کیونکہ اور پرندوں کی بجائے زمین پر ہی پیدا ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے سب اعضا شروع سے مکمل ہوتے ہیں تاکہ جنگلی جانوروں کا شکار نہ ہو جائیں۔ اس کی بڑی قسم کو سارس کہتے ہیں۔ اس کی لمبائی پانچ فٹ، سر اور گردن کا سرخ، گلا سیاہ، گردن کے پیچھے ایک سفید گول نشان۔ ٹانگیں لمبی اور سرخ لیکن سر اور گردن سے ہلکے رنگ کی ہوتی ہیں گھٹنے موٹے موٹے ہوتے ہیں۔ سارس جھنڈ بنا کر نہیں رہتے بلکہ جوڑا جوڑا مل کر کھڑے نظر آتے ہیں کہتے ہیں کہ اگر ان میں سے ایک مر جائے تو دوسرا بھی زندہ نہیں رہ سکتا لاہور کے چڑیا گھر میں ان کے عمدہ نمونے پائے جاتے ہیں۔

**کلوپیٹرا** (دیکھو قلوپطرہ)

**کلوپیٹراز نیڈل** (Cleopatra's Needle)

پتھر کا ایک ستون جو دریائے ٹیمز کے کنارے شہر لندن میں نصب ہے۔ یہ ستون مصر سے لایا گیا تھا اور اس پر قدیم مصری نقش و نگار اور تحریریں کندہ ہیں اسے کلوپیٹراز نیڈل یعنی کلوپیٹرا کی سوئی مصر ہی کی مناسبت سے کہتے ہیں کلوپیٹرا ملک مصر کی ایک مشہور تاریخی حکمران ملکہ کا نام ہے جس کی انٹونی شاہ روم کے ساتھ معاشقہ کی داستان انگریزی ڈرامہ نویس شیکسپیئر کے ڈرامہ انٹونی اور کلوپیٹرا کی بنیاد بنی۔ چونکہ یہ ڈرامہ انگریزی ادب میں بہت مشہور ہے اس لئے اس پتھر کو بھی اس کے نام سے موسوم کر دیا گیا ہے۔ یہ ستون ۱۸۱۹ء میں محمد علی پاشا نے برٹش گورنمنٹ کی نذر کیا اور اسے ۱۸۷۸ء میں انگلستان لایا گیا اس کا وزن ۱۸۶ ٹن اور اونچائی ۶۸ ½ فٹ ہے۔ اس قسم کے بالکل ایک جیسے دو ستون مصر میں قائم تھے جن کو اکھاڑ کر ایک تو انگلستان بھیجا گیا اور دوسرا نیویارک امریکہ میں۔ چنانچہ وہاں بھی اس کا نام یہی ہے۔ یہ پتھر عجوبہ روزگار ہیں اور ان پر عجیب نقش و نگار بنے ہوئے ہیں۔

**کلورائیڈ** (Chloride) علم کیمیا میں کلورین اور کسی دوسرے عنصر کا مرکب کلورائیڈ کہلاتا ہے مختلف قسم کے عناصر کے ساتھ مل کر مختلف کلورائیڈ پیدا ہوتے ہیں۔

کلورین کے ساتھ فاسفورس کو شامل کرنے سے وہ آگ پکڑ لیتی ہے جس سے فاسفورس کلورائیڈ پیدا ہوتا ہے اگر کلورین کے برتن میں اینٹمنی کا باریک سفوف چھڑکیں تو وہ جل اٹھتا ہے اور اس طرح اینٹمنی کلورائیڈ پیدا ہوتا ہے۔ کلورین اور ہائیڈروجن کے آمیزہ کو روشنی دکھانے سے ان کے درمیان کیمیائی عمل ہوتا ہے۔ اور ہائیڈروجن کلورائیڈ پیدا ہوتا ہے۔

سوڈیم ہائیڈروآکسائیڈ کے ٹھنڈے محلول میں سے کلورین کو گزاریں تو سوڈیم کلورائیڈ سوڈیم ہائپوکلورائٹ حاصل ہوتا ہے۔

القلی کے گرم محلول میں کلورین کو گزارنے سے سوڈیم کلورائیڈ اور سوڈیم کلوریٹ پیدا ہوتا ہے

**کلوروفارم** (Chloroform) کلوروفارم ایک صاف اور بے رنگ مائع ہے جس کا ذائقہ بہت بدمزہ ہوتا ہے اور اس کی بو سے انسان پر نیند کی سی

کیفیت طاری ہوجاتی ہے اور وہ بے ہوش ہوجاتا ہے۔ چنانچہ عمل جراحی کے موقعہ پر مریض کو سنگھا کر اسے عارضی طور پر بے ہوش کر دیا جاتا ہے۔ جس سے اسے درد کی تکلیف نہیں ہوتی۔

یہ مائع الکحل اور چونے کے کلورائیڈ کو ملا کر تیار کیا جاتا ہے۔ ۱۸۳۱ء میں لیبگ نامی ایک شخص نے اسے دریافت کیا اور ۱۸۴۷ء میں پہلی دفعہ اس کا تجربہ سمپسن نے کیا۔ سمپسن ایڈنبرا کا ایک ڈاکٹر تھا۔ اس نے پہلی دفعہ اسے خود سونگھا اور اپنے ساتھیوں کو بھی سنگھایا جس پر وہ سب کے سب سو گئے۔

**کلورین۔** (Chlorine) کلورین ایک سبزی مائل زرد رنگ کی زہریلی گیس ہے جس میں گلا بگاڑنے کی بو ہوتی ہے۔ آزاد حالت میں نہیں ملتی البتہ اس کا مرکب سوڈیم کلورائیڈ (معمولی نمک) چٹانوں کی شکل میں انگلستان اور پاکستان میں (کھیوڑہ کے مقام پر) پایا جاتا ہے۔ سمندر کے پانی میں بھی اس کی کافی مقدار شامل ہوتی ہے۔

نمی کی موجودگی میں بعض دھاتوں کے ساتھ مل کر کلورائیڈ بناتی ہے۔ جیسے سوڈیم کے ساتھ مل کر سوڈیم کلورائیڈ اور تانبے کے ساتھ مل کر کلورائیڈ بناتی ہے۔ آرسنک کے ساتھ مل کر آرسنک کلورائیڈ بناتی ہے۔

کلورین ترچھیوں کا رنگ کاٹ دیتی ہے اور نیلے لٹمس کاغذ کو پہلے سرخ اور پھر سفید بنا دیتی ہے۔

زہریلی گیس کے طور پر استعمال ہونے کے علاوہ رنگ کاٹ سفوف بنانے، پانی کے جراثیم مارنے اور سونا صاف کرنے کے کام آتی ہے۔

**کلوسیم** (Collosseum) شہر روم میں ایک قدیم اکھاڑے کا نام تھا جسے قیصر ویسپاسین نے ۷۲ء میں شروع کیا اور ۸۰ء میں قیصر ٹیٹس نے مکمل کیا۔ اس کا نقشہ موجودہ کھنڈرات سے ظاہر ہوتا ہے۔ اب بھی دنیا کے عالیشان آثار قدیمہ میں شمار ہوتا ہے۔ یہ کھنڈر ۶۲۰ فٹ لمبا، ۵۱۲ فٹ چوڑا اور ۱۵۵ فٹ اونچا ہے۔ فرشی منزل میں ۸۰ محرابی دروازے ہیں۔ یہ اکھاڑہ اس قدر وسیع تھا کہ اس میں کئی قسم کے پہلوانوں کے کرتب اور چھوٹی چھوٹی لڑائیاں بیک وقت ہو سکتی تھیں۔ جن کو تماشائی چاروں طرف سے دیکھ سکتے تھے۔ اس قسم کی لڑائیاں عام گرفتار شدہ دشمنوں اور غلاموں میں کرائی جاتی تھیں۔ اور ان میں اکثر فریقین جان سے مارے جاتے تھے۔ جب کوئی فرد اپنے مدمقابل کو مغلوب کر لیتا تو حاضرین کی طرف دیکھتا اور اگر وہ مغلوب کو مار ڈالنے کا اشارہ کرتے تو فوراً مار ڈالتا۔ ورنہ چھوڑ دیتا۔ یہ تہذیب تھی جس پر یورپ کو فخر ہے۔ کلوسیم میں ۸۷۰۰۰ تماشائی بیک وقت سما سکتے تھے (دیکھئے یونانی تھیٹر اور گلیڈی ایٹر)

**کلوگرام۔** (Kilogramme) میٹری نظام میں وزن کا ایک باٹ۔ اس نظام کی اکائی گرام ہے جو پانی کے ایسے ایک مکعب سنٹی میٹر کا وزن ہے۔ جس کا درجہ حرارت ۴ سنٹی گریڈ ہو۔ اس گرام سے مندرجہ ذیل اوزان مرتب کئے گئے ہیں۔

| | | |
|---|---|---|
| کلوگرام | = | ۱۰۰۰ گرام |
| ہکٹاگرام | = | ۱۰۰ " |
| ڈیکاگرام | = | ۱۰ " |
| گرام | = | ۱ " |
| ڈیسی گرام | = | $\frac{۱}{۱۰}$ " |
| سنٹی گرام | = | $\frac{۱}{۱۰۰}$ " |
| ملی گرام | = | $\frac{۱}{۱۰۰۰}$ " |

وزن میں کلوگرام تقریباً ایک سیر کے برابر ہوتا ہے۔

**کلومیٹر** (Kilometre) طول یا لمبائی ناپنے کا میٹرک پیمانہ۔ کلومیٹر ایک ہزار میٹر یا ۳۲۸۰٫۸۹ فٹ یا تقریباً ⅝ میل کے برابر ہوتا ہے۔ ایک مربع کلومیٹر ۰٫۳۸۶ مربع میل یا تقریباً ۲۴۷ ایکڑ کے برابر ہوتا ہے۔

**کلوواٹ۔** (Kilowatt) برقی طاقت کے ناپنے کا پیمانہ جو ایک ہزار واٹ (Watts) کے برابر ہوتا ہے۔ برقی طاقت کا یونٹ واٹ ہوتا ہے یا ایک جول (Joule) یا $10^7$ ارگ (Ergs) فی سیکنڈ ہوتا ہے۔ وولٹ (Volt) ایمپیر (Empire) اور واٹ (Watt) کے مابین نسبت یہ ہوتی ہے۔ وولٹ × ایمپیر = واٹ۔ ایک کلوواٹ گھنٹے سے مراد وہ طاقت ہوتی ہے جو ایک گھنٹے میں ایک کلوواٹ کی شرح پر خرچ ہو اور یہی بجلی کی کمپنیوں کا معمول کا یونٹ ہوتا ہے۔

## کلیرنگ ہاؤس - (Clearing House)

دنیا میں اہم ترین کلیرنگ ہاؤس دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو بنکوں کی طرف سے باہمی حسابات صاف کرنے کے لئے قائم کئے جاتے ہیں۔ دوسرے وہ جو مختلف ریلوے کمپنیوں کے قائم کردہ ہوتے ہیں۔ پہلی قسم کے کلیرنگ ہاؤس میں تمام وہ چیک Cheques آجاتے ہیں جو مختلف بنکوں نے حاصل کئے ہوں لیکن ان کا روپیہ دوسرے بنکوں سے واجب الوصول ہو۔ ریلوے کلیرنگ میں براہ راست فروخت ہونے والے ٹکٹ اور مال کے حسابات جمع ہوتے ہیں۔ باہمی حسابات کی تقسیم کے بعد ریلوے کمپنیاں اپنا بقایا ادا کرتی ہیں اور فاضل رقم وصول کر لیتی ہیں۔ اس طریق سے کلیرنگ ہاؤس بہت وسیع پیمانے پر کاروبار اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ لیکن اس میں روپے کا تبادلہ بہت کم ہوتا ہے۔

## کلیسائے یونانی - (Greek Church)

یہ کلیسا در اصل روم کی رومن کیتھولک کلیسیا کا ایک حصہ تھا لیکن ۱۰۵۴ء میں پوپ لیو نہم اور قسطنطنیہ کے اسقف اعظم کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قسطنطنیہ کا اسقف اعظم کلیسا سے خارج کر دیا گیا۔ اس اخراج میں یونان، یونانی روم، روس اور کئی ایک مشرقی ممالک نے جو قبل ازیں قسطنطنیہ کے کلیسائی حلقے میں تھے اپنے اسقف کا ساتھ چھوڑنا گوارا نہ کیا اور انہوں نے اپنا جداگانہ کلیسیا مرتب کر کے اسقف اعظم کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس گروہ کا عقیدہ ہے کہ انسانوں میں روحانی تبدیلی محض دعا سے رونما ہو سکتی ہے۔ اور مریم اور مقدس بزرگوں کی سفارش سے گنہ گاروں کو نجات مل سکتی ہے۔ اور یہ کہ پادری لوگ گناہوں کو معاف کرانے کی طاقت رکھتے ہیں۔ اس کے برخلاف یہ لوگ برزخ کی حقیقت پر ایمان نہیں رکھتے۔ ان کے عقیدے کے مطابق موت کے بعد گناہوں کے کفارے کا موقعہ نہیں رہے گا۔ اور اعتراف کوئی چیز نہیں۔ برخلاف کیتھولک مذہب کے ان کے پادری شادی کر کے ازدواجی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ یہ مذہب پہلے بہت بڑی طاقت کا حامل تھا لیکن روس کے لامذہب انقلاب کے باعث اور ترکی میں انقلاب کے باعث اس کا زور بہت گھٹ گیا۔ لیکن اب پھر اس کی ترقی کے آثار نمودار ہو رہے ہیں۔

## کلی منجارو، کوہ - (Kilamanjaro Mt.)

براعظم افریقہ کا معلوم شدہ سب سے اونچا پہاڑ ہے ۱۹۵۰۰ فٹ بلند ہے۔ شمالی ٹانگانیکا میں شہر اسطح مرتفع کے کنارے ایک آتش فشاں کوہان Cone کی شکل میں اٹھا ہوا ہے۔

## کلیولینڈ - (Cleve Land)

جمہوریہ امریکہ کی ریاست اوہیو (Ohio) کا سب سے بڑا شہر جو جھیل ایری (Erie) پر واقع ہے۔ اس میں درخت بہت ہیں۔ اس لئے اسے جنگل کا شہر بھی کہتے ہیں۔ اس کی آبادی ۹ لاکھ سے زیادہ ہے۔

## کلیولینڈ - (Cleveland) (۱۸۳۷ - ۱۹۰۸ء)

جمہوریہ امریکہ کا صدر۔ ایک پادری کے گھر میں پیدا ہوا۔ سٹیفن گروور کلیولینڈ پہلی بار ۱۸۸۵ء اور دوسری دفعہ ۱۸۹۳ء میں صدر منتخب ہوا۔ مگر ۱۸۹۷ء میں سیاسیات سے دست کش ہو گیا۔

## کلیہ - (Formula)

ریاضی یا سائنس کے کسی اصول کو حرفی صورت میں ظاہر کرنا۔ سائنس کے کیمیاوی نتائج کو حروف یا نشانات کے ذریعے ظاہر کرنا۔ اس فن کی بنیاد عربوں کی مرہون منت ہے۔ جنہوں نے تمام حسابی اصولوں کو حرفی صورت دے کر اس کا نام الجبرا یا جبر و مقابلہ رکھا۔ الجبرا در اصل بیشمار کلیات کا مجموعہ ہے۔ اسے اس کو حرفی حساب بھی کہتے ہیں۔ گویا یہ الجبرا حساب کی نظری صورت ہے جو خود الجبرا کی عملی صورت ہے فارمولا کی ایجاد سے سائنس کے اصولوں کو بھی حروف اور عددوں میں ظاہر کرنے کا فن بے حد ترقی کر گیا ہے۔ اور ان کلیات کے مطالعہ سے کوئی سائنسی اصول فوراً سمجھ میں آجاتا ہے۔ بلکہ کسی کیمیاوی مرکب کی ترکیب و تجزیے کے لئے اس سے بہتر اور واضح طریق ممکن ہی نہیں۔ الجبرے کے کلیہ کی مثال یہ ہے۔

(ا + ب)۲ = ا۲ + ۲ اب + ب۲

(ا + ب)۳ = ا۳ + ۳ ا۲ب + ۳ اب۲ + ب۳

سائنس کے کلیہ کی مثال یہ ہے۔

$(CaCO_3 + H_2SO_4 \quad CO\,SO_4 + H_2O + Co_2)$

کاربن ڈائی آکسائیڈ + پانی + کیلشیم کاربونیٹ + گندھک کا تیزاب

## کمال اتاترک - (Kamal Attaturk)
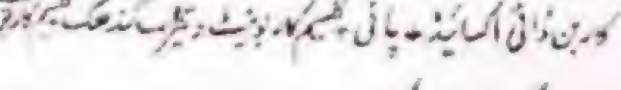
ان کا نام مصطفےٰ بے تھا۔ یہ ۱۲ مارچ ۱۸۸۱ء میں مقام سالونیکا میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد علی رضا محصول چنگی کے دفتر میں ایک معمولی نوکر تھے۔ ابھی مصطفےٰ ایسے پانچ ہی سال کے تھے کہ باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ اپنی والدہ زبیدہ کی سرپرستی میں میٹرک تک تعلیم حاصل کر کے فوجی کالج میں داخل ہو گئے۔ اسکول کی تعلیم کے زمانہ میں فن ریاضی میں ان کی غیر معمولی قابلیت سے متاثر ہو کر اساتذہ نے ان کو مصطفےٰ کمال کہنا شروع کر دیا۔ فوجی کالج میں بھی انہوں نے نمایاں امتیاز حاصل کیا اس کے بعد محکمہ جنگ میں اعلیٰ جنگی تعلیم حاصل کر کے لفٹنٹ کے عہدہ پر مقرر ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ حکومت ترکیہ کو مرد بیمار کہا جاتا تھا اور یورپ کے کرگس دوبارہ اسے نوچ نوچ کر ہضم کرتے جا رہے تھے۔ مصطفےٰ کمال نے محسوس کیا کہ ملک کی بے بسی و کمزوری کی وجہ سلطان کی مطلق العنانی اور عیش پرستی ہے۔ اس لئے یہ ملک کی انقلابی جماعت کے ساتھ ہو گئے۔ جب سلطان عبد الحمید کو اس کی اطلاع ہوئی تو گرفتار کر لئے گئے۔ لیکن ایک معزز ترکی کی سفارش پر معمولی قید کے بعد رہا کر کے دمشق کے دور افتادہ مقام پر فوجی کپتان بنا کر بھیج دئے گئے۔ ۱۹۰۸ء میں سلطان عبد الحمید کی معزولی میں انقلابی جماعت کا ساتھ دیا۔ طرابلس میں اٹالیہ کے مقابلہ میں اور جنگ بلقان میں اپنی فوجی تدبیر اور شجاعت کا زبردست مظاہرہ کیا۔ ۱۹۱۴ء کی پہلی جنگ عظیم میں یہ درہ دانیال کی محافظ فوج کے سپہ سالار تھے۔ اس موقعے پر مصطفےٰ کمال نے انگریزی فوج اور اس کے بحری بیڑہ کو ناقابل فراموش شکست دی۔ ۱۹۱۸ء میں جرمنی اور ترکی نے ہتھیار ڈال دئے۔ ۱۹۱۹ء کی صلح کانفرنس میں اتحادیوں نے ترکی کے یورپین علاقے یونانیوں کے حوالے کر دئے۔ اور عرب مقبوضات کو چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم کر دیا۔ قسطنطنیہ پر انگریز قابض ہوئے۔ اس طرح ترکی حکومت کا نام و نشان دنیا کے نقشہ سے مٹا دیا گیا۔

ان حالات کے مشاہدہ کے بعد مصطفےٰ کمال اناطولیہ کے پہاڑی علاقہ میں چلے آئے۔ اور انقرہ میں ایک آزاد حکومت کی بنیاد ڈال کر جنگ آزادی شروع کر دی۔ یونان، فرانس اور آرمینیا کو شکست دے کر یورپ کے بچے کھچے علاقہ پر قبضہ کیا۔ یکم نومبر ۱۹۲۲ء کو خلیفۃ المسلمین کا عہدہ جو چار سو سال سے آل عثمان میں چلا آرہا تھا آخری خلیفہ عبد المجید آفندی کے ساتھ ہی رخصت کر دیا گیا۔ جب انگریزوں نے دیکھا کہ ترکوں کے جذبہ آزادی پر قابو پانا دشوار ہے تو سوئزرلینڈ میں لوزان کے مقام پر ایک معاہدہ کے ذریعہ ترکوں کی آزادی کو جولائی ۱۹۲۳ء میں قبول کر لیا۔ سمرنا اور تھریس کے علاقے ترکوں کو ملے اور عرب ممالک سے ترکوں نے دست برداری کر لی۔ قسطنطنیہ انگریزوں کے پنجۂ استبداد سے آزاد ہوا۔ انگورہ کو پایۂ تخت بنا کر جمہوری حکومت کا اعلان کر دیا گیا۔ مصطفےٰ کمال، اتاترک کے خطاب کے ساتھ اس کے پہلے صدر منتخب ہوئے حکومت ترکیہ لادینی حکومت (سیکولر اسٹیٹ) قرار پائی۔ اور یورپ کے نقش قدم پر ترقی کی راہ پر گامزن ہوئی۔ اتاترک کی صدارت میں ۱۹۲۸ء میں عربی حروف تہجی کی جگہ لاطینی حروف تہجی کو رواج دیا گیا۔ عربی و فارسی کے الفاظ سے ترکی زبان کو پاک کیا گیا۔ مشرقی لباس کو جرم قرار دیا گیا۔ یورپ کے لباس اور معاشرت کا رواج ہوا۔ پردہ اور برقعہ سے عورتیں آزاد ہوئیں۔ مفت اور لازمی تعلیم، اور تعلیم بالغاں کا زور ہوا۔ اسکول، کالج، ریل، آمد و رفت اور زراعت و صنعت کی طرف خاص توجہ حکومت نے مبذول کی۔ مصطفےٰ کمال جو اب اتاترک یعنی ترکوں کے باپ تھے اپنی زندگی بھر حکومت کے صدر رہے۔ ہر چار سال کے بعد انتخاب ہوتا تھا جس میں یہ برابر کامیاب ہوتے رہے۔ بالآخر جدید ترکی جمہوریہ کا بانی اتاترک ۱۰ نومبر ۱۹۳۸ء کو ملک جاودانی کی طرف رخصت ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

**کمان۔** کم و بیش نصف دائرہ کی شکل کا تیر چلانے کا آلہ۔ جب کمان جنگی ہتھیار کے طور پر استعمال ہوتی تھی تو فراس یا شہتوت کی لکڑی سے بنائی جاتی تھی اس کا طول ۶ فٹ تک اور تیر کا طول ۳ فٹ تک ہوتا تھا۔ اس پر یورپ میں ایک ایسی کمان ہوتی تھی جس کے مرکز میں تیر کی نشست باندھنے کے لئے ایک نلکی سی لگی ہوتی تھی۔ ہند و پاکستان میں اکبر کے زمانے تک تیروں سے لڑائی ہوتی رہی۔ اگرچہ توپ اور بارود بابر کے وقت سے میدان میں آ چکے تھے۔ محمد بن قاسم نے بھی تیروں اور رال کی ہانڈیوں سے

سندھ اور کئی دوسرے ملک فتح کئے۔

ہند و پاکستان میں تیر و کمان سازی کی صنعت قدیم سے چلی آتی ہے۔

چنانچہ مہابھارت میں کئی قسم کے تیروں کا ذکر ملتا ہے جن سے تیر کے ذریعے سے زمین سے پانی نکالا اور اگن بان آگ لگانے کی خاصیت رکھتا تھا۔

تاریخی زمانے میں تیر و کمان کی صنعت کا مرکز ہند و پاک کو مانا گیا ہے۔ جہاں کے کاریگر ہڈی کو کاٹ کر ایک خاص قسم کی کڑی کمان بناتے تھے۔ کوٹ اَدو ضلع ملتان میں اب تک اس قسم کے کاریگر پائے جاتے ہیں۔ لیکن یہ آخری رات کی شمع ہیں۔ ملتان اور لاہور میں کمان گراں نام کے کوچے ان صناعوں کی یاد کو تازہ کرتے ہیں۔ جن کے بنائے ہوئے تیروں سے سکندر اعظم جیسے بادشاہ کو زخمی ہونے کی ذلت اٹھانا پڑی تھی۔ لیکن اب یہ لوگ چمڑے کے کپتے بنا کر ان پر بیل بوٹے نقش کرتے ہیں۔ یا روغنی ظروف سازی و کاشی ٹائل کے بنانے میں مصروف نظر آتے ہیں۔

ہندوستان میں بہار، پٹنہ، حاجی پور، بانڈی اور مظفر آباد میں یہ شوق اب بھی گجرات، کاٹھیاواڑ اور سرہند میں بھی کچھ کچھ اس کا شوق باقی ہے۔

چاچ یا تاشقند کے علاقے میں کمان کا رواج بہت زوروں پر تھا۔ لیکن اب یہ سلسلہ ختم ہے۔

تیر اندازوں کی اصطلاح میں پانچ سیر کے وزن کو ٹانک کہتے ہیں جس کمان کی شست میں دس سیر وزن باندھ دیں اور وہ اتنی خمیدہ نہ ہو جتنی کہ کمان کی لوٹنگ کھینچنے میں خمیدہ ہوتی ہے ایسی کمان کو ایک ٹانک کی کمان کہتے ہیں۔ اور کمان ایک ٹانک سے کم اور ۲ ٹانک سے زیادہ نہیں ہوتی۔ جتنی کمان سخت ہو اتنی ہی سختی تیر میں بھی ہونی چاہئے۔ ورنہ نشانہ غلط جائے گا۔ نرم کمان کا تیر بھی ویسا ہی نرم ہونا چاہئے۔

کمان کھینچتے وقت دایاں پاؤں بائیں سے قریباً ۸ گرہ آگے رکھ کر کھڑا ہونا چاہئے۔ اور جتنی کمان کی گرفت مضبوط ہو گی۔ اتنا ہی نشانہ درست ہو گا۔



**کمبوڈیا۔** ہند چینی کی ایک ریاست رقبہ ستر ہزار پانچ سو مربع میل اور آبادی ۵۴ لاکھ کے قریب ہے۔ اس کی سرحدیں سیام، انام اور کوچین سے ملتی ہیں عقبیں پہلے نام ہیں۔ اور ملک بنیادی طور پر زرعی ہے۔

اس ملک کو آباد کرنے والے ہند و ایشیا کے باشندے تھے۔ بعد میں ہندوستانی بھی یہاں پہنچ گئے۔ کمبوڈیا کے موجودہ باشندے اسی مخلوط نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ ساتویں صدی عیسوی میں یہاں کے باشندے خاصے ترقی یافتہ تھے مگر بارھویں صدی سے اس ملک کا زوال شروع ہوا۔ پہلے سیام اس پر قابض ہوا اور پھر فرانسیسی پہنچے اور ۱۸۶۳ء میں انہوں نے اسے اپنی عملداری میں شامل کر لیا۔ البتہ یہاں برائے نام بادشاہت قائم رکھی۔ دوسری جنگ عظیم میں فرانسیسی یہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے اور ۱۹۴۲ء میں جاپان نے اس ملک پر قبضہ کر لیا۔ جنگ میں جاپانیوں کی شکست کے بعد فرانس اتحادی افواج کی مدد سے ہند چینی کے ملک پر دوبارہ قابض ہو گیا۔ چنانچہ کمبوڈیا ۱۹۴۹ء سے ۱۹۵۴ء تک فرانسیسی یونین میں شامل رہا۔ ۱۹۵۴ء میں جنیوا میں ایک کانفرنس ہوئی جس کے بعد اس ملک کو آزاد کر دیا گیا۔ سربراہ حکومت شاہ سنگ کم ہے۔

## کمپاس (Compass)

یہ پیمائش کا آلہ ہے۔ جو ایک چھوٹی سی نیز ھی ڈبیہ کی طرح ہوتا ہے۔ جس میں ایک قطب نما لگا ہوتا ہے۔ اس کے نیچے ایک کاغذ پر دائرہ بنا ہوتا ہے جس پر ۳۶۰ درجے ہوتے ہیں۔ اور ان کی گنتی شمال سے مشرق کی طرف کی جاتی ہے۔

دو پیتل کے ٹکڑوں کے درمیان ایک گھوڑے کی دم کا باریک بال لگا ہوتا ہے۔ ایک طرف ایک مستطیل آئینہ ہوتا ہے۔ یہ دونوں ٹکڑے پیمائش کے وقت کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان کے مقابل دوسری طرف ایک اور شیشہ لگا ہوتا ہے۔ ٹکڑوں کے بیچ میں سوراخ ہوتا ہے۔ جس میں سے اگر آنکھ لگا کر دیکھیں۔ تو مقابل کا

تار اور کاغذ کے ڈبے دونوں ایک ساتھ نظر آتے ہیں۔
پیمائش کے وقت کپاس کو تپائی پر رکھ کر استعمال کیا جاتا ہے۔ جو خاص کپاس کے لئے ہی بنی ہوتی ہے۔

**کمپنی** (Company) کاروبار کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں یا تو وہ کسی شخص کا نجی کاروبار ہو۔ یا شرکت میں ہو۔ یا شرکت غیر محدود (Unlimited Company) ہو جس میں حصہ داران ہر حال میں غیر محدود طریقہ پر کمپنی کے نفع اور نقصان میں شریک ہوتے ہیں یا نجی محدود کمپنی (Private Limited Company) کی شکل میں یا عوامی محدود کمپنی (Public Limited Company) کے طریقوں پر کیا جاتا ہو۔ لفظ محدود (Limited) کے معنی یہ ہیں کہ ہر حصہ دار کی مالی ذمہ داری اس کے حصہ کی قیمت کے برابر ہوگی۔ اور اگر کمپنی دیوالیہ ہو جائے تو حصہ داران کو اپنے حصص کی قیمت سے زیادہ کمپنی کو دینا نہیں پڑے گا۔
نجی محدود کمپنی کے لئے لازمی ہے کہ حصہ داران کی تعداد دو سے کم اور پچاس سے زیادہ نہ ہو۔ ایسی کمپنی عوام کے ہاتھ حصص فروخت نہیں کر سکتی۔ اگر عوام سے حصص خریدنے کی درخواست کرکے سرمایہ فراہم کیا جائے تو پھر وہ کمپنی عوامی محدود کمپنی (Public Limited Company) کہلائے گی۔
دھوکہ بازی سے بچنے کے لئے حکومت نے عوامی محدود کمپنیوں کے لئے قانون وضع کئے ہیں جن کی پابندی ان پر لازمی ہے۔ قانوناً کم از کم سات شخص مل کر ایسی کمپنی قائم کر سکتے ہیں۔ اور انہیں جب رجسٹرار جوائنٹ سٹاک کمپنیز کے دفتر میں اپنی کمپنی کا نام درج کراتے وقت مندرجہ ذیل اطلاعات بہم پہنچانا پڑتی ہیں (۱) کمپنی کا نام کوئی سا نام بھی رکھ سکتے ہیں، (۲) دفتر جس کا باقاعدہ طور پر اندراج کرایا گیا ہو (۳) کمپنی کے اغراض و مقاصد۔ (۴) کمپنی کا سرمایہ (۵) اقرار نامہ جس میں برابر واضح کیا گیا ہو کہ ممبران کی ذمہ داری بہ قدر ان کے حصص کی قیمت کے محدود ہے۔ ان متذکرہ بالا تفصیلات کو کمپنی اپنی یادداشت (Memorandum) کے ذریعہ واضح کرتی ہے۔ رجسٹر ہو جانے کے بعد کمپنی کے ڈائرکٹران عوام کے سامنے پراسپکٹس (Prospectus) پیش کرتے ہیں جس میں مجوزہ کاروبار کی تمام تفصیلات درج و تشریح کے بعد عوام سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ حصص کے ذریعہ کاروبار کے لئے سرمایہ فراہم کریں۔

سرمایہ مہیا کرنے کا یہ ایک نہایت عمدہ طریقہ ہے کیونکہ اس میں ملک کے ہزارہا افراد کی بچت ایک جگہ جمع ہو کر حصہ داران اور قوم دونوں کے فائدے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ دراصل اعلیٰ پیمانہ کے کاروبار کے لئے سرمایہ مہیا کرنے کا طریقہ یہی ہے۔ چنانچہ حصہ دار اپنی مرضی کے مطابق جس قیمت کے حصص خریدنا چاہے خرید سکتا ہے اور ضرورت کے وقت انہیں فروخت بھی کر سکتا ہے۔

**کمپنی کا قانون**۔ (Company Laws) کمپنیاں بالعموم دو قسم کی ہوتی ہیں۔ عوامی اور نجی (Public and Private) عوامی کمپنی کے کم از کم سات حصہ دار ہونے ہیں اور یہ ایک ایسا ادارہ ہوتا ہے۔ جو عوام میں حصص فروخت کرکے ان سے روپیہ وصول کرتا ہے۔ نجی یا ذاتی کمپنی کے کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ پچاس حصہ دار ہوتے ہیں۔ نجی کمپنی اپنے حصص کی فروخت کے لئے کھلے بندوں اشتہار نہیں دے سکتی۔ تمام حصہ داروں کی ادائیگی کی ذمہ داری اُن کے حصص کی اصل قیمت تک محدود ہوتی ہے جب کہ وہ پورے طور پر ادا ہو جائیں۔ اگر کمپنی دیوالیہ ہو جائے اور اُس کے ذمہ کچھ قرضہ ہو تو قرض خواہ حصہ دار کی ذاتی جائیداد قرق نہیں کرا سکتا۔ بلکہ کمپنی کی مشترکہ جائیداد فروخت کرکے قرضہ ادا کیا جائے گا۔ کمپنی لاء پر ہر ملک کا اپنا اپنا قانون جاری ہوتا ہے۔

**کمپنی کے حصص**۔ (Company Shares) اکثر کمپنیوں میں دو قسم کے حصے ہوتے ہیں معمولی (Ordinary Shares) اور ترجیحی (Preferential) ترجیحی حصص پر کمپنی مقررہ شرح سود ادا کرتی ہے معمولی حصص پر بحیثیت سود صرف منافع ملتا ہے۔ جو ریزرو فنڈ کی گنجائش یا آئندہ سال کے حساب میں رقم منتقل کرنے کے بعد باقی بچے۔ بعض حصص شرکتی (Participating) کہلاتے ہیں۔ جن پر مقررہ شرح سود کے علاوہ مزید سود ملتا ہے بشرطیکہ منافع مقررہ رقم سے زیادہ ہو جائے۔ ترجیحی حصوں پر مقررہ شرح پر سود ملتا ہے۔ لیکن کاروبار کے مدھم ہونے کے باعث اگر منافع معمولی حصہ داروں کو تقسیم نہ ہو سکے۔ تو انہیں پچھلا خسارہ پورا کرنے کے بعد ہی منافع میں شرکت کا موقع مل سکتا ہے۔

بعض اوقات میعادی حصص، (Defferred Shares) بھی جاری کئے جاتے ہیں۔ اس صورت میں جب تک طے شدہ شرائط پورے نہ ہو جائیں حصہ داروں کو کچھ نہیں ملتا۔ مثلاً (۱) مقررہ سالوں کی تعداد گذر جائے اور (۲) معمولی حصہ داروں کو اعلان کردہ منافع مل جائے۔

معمولی حصہ داروں کو بقیہ منافع کی پوری رقم تقسیم نہیں کی جاتی۔ بلکہ جب کمپنی کو کاروبار کی توسیع کے سلسلہ میں مزید قرضہ لینے کی ضرورت پیش آئے تو وہ دستاویزیں (Debentures) جاری کرتی ہے جن پر کمپنی مقررہ سود ادا کرتی ہے تاوقتیکہ اصل زر واپس نہ کر دیا جائے۔ بعض اوقات ایسے قرضہ جات حاصل کرنے کے لئے کمپنی کو اپنی جائداد کی ضمانت پیش کرنا پڑتی ہے۔

**کمخواب** - ایک بیش قیمت کپڑا جس میں ریشمی زمین پر سنہری بیل بوٹے بنے ہوتے ہیں۔ انگریزی دوکانوں پر کمخواب بروکیڈ (Brccade) کے نام سے ملتا ہے۔ سنہری اور روپہلی ہر دو قسم کا مل سکتا ہے۔ یہ کپڑا زربفت کی ایک اعلیٰ قسم ہے۔

**کمونو جاپانی لباس** - یہ لباس، عام لباس سے مختلف ہوتا ہے۔ جاپانی طرز کی ہیٹ یا ٹوپی، جیکٹ۔ پتلون نما پاجامہ بوٹ یا کھڑاؤں۔ اور مختصر سی چھتری پر مشتمل ہوتا ہے۔

نسوانی لباس میں ایک لمبا ساڑھی نما چوغہ جیکٹ اور پتلون کی جگہ لے لیتا ہے۔ بالعموم مردوں کے مقابلے پر عورتیں سر ننگا رکھتی ہیں۔

اس لباس میں کوئی نمائش نہیں ہوتی۔ بلکہ اس میں سادگی نمایاں ہوتی ہے اور جاپانی لوگ اسے قومی امتیاز کے لئے ضروری خیال کرتے ہیں۔

**کمین یا کامی عوام** کمین کے لفظی معنی کمینے، ذلیل گھٹیا، یا پست کے ہیں۔ عام اصطلاح میں دیہاتی طبقے کی وہ آبادی مراد ہے جو اراضی کی مالک نہ ہو، اور زمینداروں کی خدمتگزاری کے کام کاج کر رہی ہو۔ زراعت پیشہ اقوام کمین نہیں کہلاتیں گو وہ اراضی کی مالک نہ ہوں۔ پنجاب اور مغربی پاکستان کے دوسرے علاقوں میں ۱۹۰۰ء کے ایکٹ انتقال اراضی کے ماتحت صرف زراعت پیشہ اقوام ہی اراضی خرید سکتی تھیں اور غیر زراعت پیشہ کو حق خرید حاصل نہیں تھا۔ گو اس قانون میں اب تک بڑی تغیر و تبدل واقع ہو چکا ہے۔ لیکن اس قانون کی رو سے مالک اور کمین طبقے کا فرق بہت نمایاں ہو چکا تھا اور اب تک یہ تفریق دیہاتی علاقوں میں بدستور کسی نہ کسی رنگ میں قائم ہے۔

اسلام اس قسم کی تفریق کو جائز نہیں رکھتا۔ قرآن پاک کا ارشاد ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ کریم وہ شخص ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی اور پابند اسلام ہو۔

پنجابی میں کمین بتشدید میم پکارتے ہیں۔ پنجابی زبان میں یہ بھی مثل ہے کہ کمین کام سے ہوتا ہے۔ جن لوگوں پر پہلے کمین کا اطلاق ہو سکتا تھا اب ان میں سے اکثر تسلی کے مالکوں پر سبقت لے گئے ہیں۔

**کمیونل ایوارڈ** - (Communal Award) ۱۹۳۲ء میں گول میز کانفرنس (Round Table Conference) کے انعقاد کے بعد برطانیہ کے وزیراعظم نے ہندوستان کی تمام مذہبی جماعتوں کو علیحدہ علیحدہ نمائندگی دئے جانے کا جو فیصلہ کیا۔ وہ کمیونل ایوارڈ کہلاتا ہے۔ اس کی رو سے نہ صرف دیگر اقوام کو علیحدہ علیحدہ نمائندگی کا حق دیا گیا۔ بلکہ اچھوتوں کو بھی عام ہندوؤں سے علیحدہ نمائندگی کا حق ملا۔ مگر گاندھی جی کی کوشش سے۔ پونا کے مقام پر ایک معاہدہ کے ذریعہ اچھوت جداگانہ انتخاب کے حق سے دستبردار ہو گئے۔

**کناری، جزائر** (Canary Islands) بحر اٹلانٹک میں واقعہ جزیروں کا ایک مجموعہ ہے جن کی سطح پہاڑی اور قدرتی مناظر سے لبریز ہے۔ یہ جزیرے شمالی مغربی افریقہ کے ساحل کے قریب سپین کی سلطنت کا حصہ ہیں۔ ان کا رقبہ تین ہزار مربع میل کے قریب اور آبادی چھ لاکھ کے لگ بھگ ہے۔ نشیبی علاقوں میں جہاں کی آب و ہوا معتدل ہے چقندر۔ کیلا اور کھجوریں پیدا ہوتی ہیں۔ بعض جگہوں پر گندم کی کاشت بھی کی جاتی ہے۔ بارش بہت کم ہوتی ہے۔ اس لئے پانی کی بہت قلت رہتی ہے تاہم صحت افزا مقامات کے طور پر ان کی ہر دلعزیزی بڑھتی جا رہی ہے۔ شکر، شراب اور تمباکو یہاں سے برآمد

کیا جاتا ہے۔ لاس پلماس (Lass Palmas) اور سانتا کروز (Santa Cruz) یہاں کے بڑے شہر اور بندرگاہیں ہیں۔

## کن پیڑے

کن پیڑے (Mumps) یہ ایک معمولی مرض ہے جس کا اثر چند روز تک رہتا ہے۔ اس لئے بخار تو ہوتا ہے لیکن درجہ حرارت کوئی زیادہ نہیں ہوتا۔ اس بیماری میں بچہ کھانے پینے کی چیز کو مشکل سے نگلتا ہے۔ اس کی علامت کی شناخت آسان ہے جبڑے کے نیچے والے غدود متورم ہو جاتے ہیں۔ ورم کے مقام پر درد ہوتا ہے اور ساری گردن اکڑی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ یہ مرض چھوت چھات سے ہوتا ہے۔ اس لئے بیمار کو فوراً علیحدہ کر دینا چاہئے۔ صحیح علاج سیال غذا ہے یا ایسی غذا جو آسانی سے چبائی جا سکے۔ مثلاً دلیہ یا ساگو دانہ وغیرہ نیز چہرے اور گردن کے متورم مقامات پر گرم پانی کی ٹکور کرنی چاہئے۔

## کنٹورز

کنٹورز (Contours) ایک فرضی خط جو سطح سمندر سے یکساں بلندیوں والے مقامات کو آپس میں ملانے سے بنتا ہے مکمل کنٹور ایک بند حلقے کی شکل کا ہوتا ہے۔
اس خط سے مقامات کے نشیب و فراز کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اور پہاڑوں کی چوٹیوں کی بلندیاں معلوم ہو سکتی ہیں۔

## کنچن جنگا

کنچن جنگا (Kanchenjunga) حال ہی میں ڈاکٹر چارلس ایوانز کی قیادت میں برطانوی کوہ پیماؤں کی ایک ٹیم نے دنیا کی اس تیسری بلند ترین چوٹی کو سر کر کے تسخیر فطرت کے انسانی کارناموں میں ایک بیش قیمت اضافہ کر دیا ہے۔
جہاں بہت سی مہمیں کسی نہ کسی وجہ سے پایۂ تکمیل تک نہ پہنچ سکیں وہاں مذکورہ مہم پورے طور پر کامیاب ہو چکی ہے۔ ڈاکٹر ایوانز لیورپول کے رہنے والے ہیں۔ وہ اپنی پارٹی کے ہمراہ لیورپول سے بحری جہاز کے ذریعہ ہندوستان کو روانہ ہوئے۔ چنانچہ وہ وہیں پہنچے جہاں سے یہ مہم کلکتہ کے راستے دارجلنگ گئی۔ اس میں ۹ برطانوی کوہ پیما شامل تھے جن میں سے ۸ کو کوہ ہمالیہ کی چڑھائی کا سابقہ تجربہ بھی حاصل تھا۔ گو اس سے پہلے بھی کوششیں ہوئیں پر یہ مہم ناکام ہو گئی تھی لیکن بالآخر ۲۵ مئی ۱۹۵۵ء کو یہ لوگ اس ناقابل تسخیر چوٹی پر پہنچ ہی گئے۔ اور مہم نے کامیابی کا منہ دیکھا۔

کوہ ہمالیہ کی کنچن جنگا نام کی چوٹی ۲۸۱۴۶ فٹ بلند ہے۔

## کندہ گری

کندہ گری (Engraving)
لکڑی، پتھر یا دھات کی سطح پر کوئی نقش و نگار یا تحریر کندہ کر دینا۔ یہ کام تو محض فنی نمائش کی خاطر کیا جاتا ہے۔ یا فن طباعت کی اغراض کو پورا کرنے کے لئے سب سے پہلے یہ کام لکڑی پر شروع کیا گیا۔ جس کے بہترین نمونے اب بھی کشمیر سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ یا دور کے عجائب گھروں میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ کپڑے پر چھاپہ لگانے کے ٹھپے بھی اسی طرح تیار کئے جاتے ہیں۔ لکڑی کے بعد فولاد اور تانبے کی پلیٹوں پر یہ کام شروع کیا گیا۔ اور فن طباعت میں خصوصاً میزوٹنٹ (Mezzotint) لینو گرافی سٹپل (Stipple) اور ایکوائنٹ جیسی صنعتیں وجود میں آئیں۔ فوٹو گرافی کے فن میں ترقی اور تیز آلوں کے جدید استعمال سے کندہ گری کے فن میں بھی تمکاری کے آسان طریقے وضع ہو گئے۔ جس کے لازمی نتیجے کے طور پر چوبی کندہ گری فن طباعت سے یکسر جاتی رہی۔ اور صرف کیمیاوی قلمکاری (Lotnography) رہ گئی۔ جس کے ذریعے آفسیٹ (Offset) اور انٹاگلیو (Intagalio) قسم کی دیدہ زیب اور خوبصورت طباعت حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ کتاب آفسیٹ (Offset) قسم کی طباعت سے مزین ہے۔
لکڑی کی کھدائی کا کام اب بھی نمائشی اغراض کے لئے کیا جاتا ہے۔ اس قسم کے کام کا سب سے بڑا مرکز کشمیر ہے۔ جہاں اخروٹ کی لکڑی اس کام کے لئے خاص طور پر موزوں ہوتی ہے۔ ہندوستان میں سہارنپور اس کام کا مرکز ہے۔ اور پاکستان میں چنیوٹ اس صنعت کے لئے مشہور تھا۔ لیکن اب چونکہ اس فن کی قدر نہیں رہی اس لئے کام سرد پڑ گیا ہے۔

## کنڈر گارٹن

کنڈر گارٹن (Kindergarten) اس لفظ کے لغوی معنی بچوں کے باغیچہ کے ہیں۔ جس کے مقابلے میں ہمارے ہاں باغیچۂ اطفال موجود ہے۔ کنڈر گارٹن کے اصطلاحی معنی ایک ایسے نظام تعلیم کے ہیں۔ جو بچوں کے لئے مخصوص ہو اور ان کی اپنی ہی حرکات و عادات پر مبنی ہو۔ اس نظام تعلیم میں صرف وہی اشیا یا حرکات

استعمال کی جاتی ہیں۔ جن کی طرف بچے اس عمر میں فطرتی طور پر راغب ہوتے ہیں۔ مثلاً کھلونے، سادہ کھیلیں، اور سادہ گیت اور راگ۔

اس قسم کی تعلیم کا انتظام اب دنیا کے تمام مہذب ممالک میں رائج ہے۔ بچہ جب تعلیم شروع کرتا ہے۔ تو سب سے پہلے نرسری یعنی پود کے درجہ پر ہوتا ہے۔ اس کے بعد کنڈر گارٹن کا درجہ آتا ہے جہاں بچے کھیل کود ہی میں کچھ سیکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور جبر و اکراہ سے سکھانے کی مطلق کوشش نہیں کی جاتی۔ کنڈر گارٹن درجہ کے بعد باقاعدہ تعلیم شروع ہوجاتی ہے۔ پود کے درجہ پر صرف بچے کو بیٹھنے، اٹھنے اور معمولی خواہشات کا پابند ہو کر ضبط کی زندگی سے اس طرح مانوس کیا جاتا ہے۔ کہ اس کو پتہ نہیں چلتا۔ کہ اس پر کوئی خارجی دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔ کنڈر گارٹن کے نظام کو ڈاکٹر مونٹی سوری نام کی خاتون نے بہت وسعت دی ہے۔ لیکن اس کی بنیاد درحقیقت اٹھارھویں صدی میں ڈالی گئی تھی۔ پاکستان میں آج کل اس کا بہت چرچا ہے۔ چنانچہ اکثر مقامات پر عام درسگاہوں کے ساتھ ساتھ کنڈر گارٹن اسکول بھی کھلے ہوئے ہیں۔ جہاں بالعموم تجربہ کار اور معمر عورتیں کام کرتی ہیں۔

**کنز العمال** ۔ اس عربی کتاب کا پورا نام کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال ہے۔ مرتب کتاب نے اسے جوامع سیوطی سے منتخب کر کے ترتیب دیا۔ مولف اس کی تالیف سے جمادی الاولیٰ ۹۵۷ھ میں فارغ ہوئے۔

**کنساس شہر** (Kansas City) دو متصل قصبے دریائے مسوری کے جنوبی کنارے پر سینٹ لوئس سے ۲۰۰ میل مغرب کو۔ باہم متصل اور باآلاخر متحد ہونے کی وجہ سے ان کا یہ نام ہے۔ جو قصبہ قدرے بڑا ہے۔ اور زیادہ مشرق کو ہے۔ وہ علاقہ مسوری کے دوسرے درجے کا شہر ہے اور اہم ریلوے مرکز ہے۔ نیز ایک وسیع اور کشادہ علاقے کی زرعی پیداواروں کو منتشر کرتا ہے۔ لوہے وغیرہ کے مصنوعات کا مرکز ہے۔ آبادی اس کی پانچ لاکھ کے قریب ہے۔ جو قصبہ قدرے چھوٹا اور زیادہ مغرب کو واقع ہے۔ تو وہ کنساس نام کی ریاست میں ہے۔ اور وہ ریاست کا سب سے بڑا شہر ہے۔ اس میں دو یونیورسٹیاں ہیں اور آبادی اس کی کوئی ڈیڑھ لاکھ کے قریب ہے۔

**کنعان** ۔ (Canaan) وہ نام جس سے انجیل میں فلسطین کی سرزمین موسوم کی گئی ہے ابتداً کنعان سے صرف وہ حصہ ملک مراد تھا جو اب دریائے اردن کے مغرب میں واقع ہے۔ کنعان کا لفظ جناب یوسفؑ کے قصے سے بھی منسوب ہے۔

**کنفیڈریشن** ۔ (Confederation) مقامی یا خارجی اور داخلی طور پر آزاد اور خود مختار حکومت کی ایک انجمن جو ایک خاص مقصد کو پیش نظر رکھ کر بنائی جائے۔ کنفیڈریشن ایک عارضی یا مستقل سمجھوتہ ہوتا ہے جس میں کئی خود مختار ریاستیں شامل ہوتی ہیں تاکہ وہ خاص خاص ملی اور سیاسی مقاصد کی تکمیل کر سکیں جن کے پورا کرنے سے وہ انفرادی طور پر معذور ہوں۔

حکومت کی اس قسم کی تشکیل فیڈریشن قسم کی حکومت سے بالکل جدا ہوتی ہے۔ فیڈریشن ان حکومتوں کی انجمن ہوتی ہے۔ جو مستقل طور پر ایک مرکزی حکومت کے ماتحت ہوں۔ گو وہ داخلی امور میں کم و بیش آزاد ہوں۔ امریکہ کی متحدہ ریاستیں فیڈرل طرز کی گورنمنٹ کے تحت ہیں۔ اور انگریزوں کی کامن ویلتھ بھی گویا ایک قسم کی فیڈریشن ہے۔

**کنفیوشس** ۔ (Confucius ۵۵۱ تا ۴۷۹ ق م) قدیم چین کا ایک مشہور فلسفی۔ کہا جاتا ہے۔ کہ کنفیوشس شانتنگ کی ریاست میں ایک ممتاز سرکاری عہدہ دار کے ہاں پیدا ہوا۔ مگر تین برس کا نہ ہونے پایا تھا کہ سر سے سایہ پدری اٹھ گیا۔ سن بلوغت کو پہنچ کر کنفیوشس نے سرکاری ملازمت اختیار کر لی اور اپنی محنت کی بدولت ترقی کرتا ہوا چیف جسٹس کے عہدہ پر پہنچ گیا۔

نو برس کی عمر میں امور مملکت سے بادشاہ کو بے پروا دیکھ کر اپنے عہدے سے مستعفی ہو گیا۔ اور تیرہ برس تک دیس بدیس گھومتا رہا کہ کوئی ایسی ملازمت دستیاب ہو جہاں حسب منشا کام کرنے کا موقع ملے۔ مگر مایوس ہو کر اپنے آبائی وطن لوٹ آیا اور عزلت گزینی اختیار کر لی۔ کنفیوشس نہ صرف معلم اور فلسفی تھا بلکہ تالیف و تصنیف کا شوق بھی رکھتا تھا۔ اس نے اعلیٰ پایہ کی تاریخی کتابیں بھی لکھی ہیں۔

کنفیوشس کہا کرتا تھا کہ اگر فرمانروا رعایا کا صدق دل سے بھلا چاہیں گے تو رعایا وفادار رہے گی۔ بہ حیثیت ایک معلم اخلاق کے اس کا عقیدہ تھا کہ ہر دانا اور اچھا شخص مخلص ہوتا ہے۔ اور دوسروں کے ساتھ نرمی اور شرافت سے پیش آتا ہے۔ کنفیوشس کے اقوال چین کی بڑی بڑی کتابوں میں پائے جاتے ہیں اور اس کی یاد میں ہر شہر میں معبد بنے ہوئے ہیں۔ لفظ کنفیوشس، چینی کنگ یعنی فلاسفر کی لاطینی شکل ہے۔

## کنفیوشنزم (کنفیوشس کا مذہب)

(Confucianism) پانچویں صدی قبل مسیح تاریخ مذاہب میں خاص اہمیت رکھتی ہے کیونکہ اس کے دوران میں ہندوستان میں جین مت اور بدھ مت، فلسطین میں یسعیاہ کی تعلیمات، ایران میں زرتشتی عقائد، اور چین میں لاؤتسے اور کنفیوشس کے نظریات کارفرما نظر آتے ہیں۔ کنفیوشس نے اپنی زندگی کے دوران میں ایسے اصولوں پر زور دیا جو معاشرہ کے علمبردار ہیں۔ وہ بذات خود بھی ان پر عمل پیرا رہا۔ کنفیوشس چونکہ ایک سرکاری عہدہ دار کا لڑکا تھا اور خود بھی برسوں سرکاری ملازم رہ چکا تھا اس لئے اس کی تعلیم کا زیادہ تر تعلق عملی زندگی سے ہے۔ جس میں سچائی، پاکیزگی اور دیانت داری کو زیادہ دخل ہے۔

## کنکریٹ

(Concrete) ریت، سیمنٹ، اور کنکر سے مرکب مصالحہ جو تعمیر کے کام میں آتا ہے۔ ان تینوں اجزا کو پانی میں خوب ملاتے ہیں جب یہ مصالحہ کیچڑ کی طرح ہو جاتا ہے تو اسے حسب ضرورت سانچوں میں ڈھال دیا جاتا ہے اور جلد ہی یہ جم کر پتھر کی طرح سخت ہو جاتا ہے۔ پلوں وغیرہ کی تعمیر میں اگر زیادہ پائیداری کی ضرورت ہوتی ہے تو مصالحہ کے اندر لوہے کی سریوں کا ایک جال سا بچھا دیا جاتا ہے اسے آہن بستہ کنکریٹ یعنی لوہے سے آمیختہ (Concrete کہتے ہیں۔

## کنکھجورا

کنکھجورا۔ کنکھجورا سانپ کی طرح لہرا کر چلنے والا ایک کیڑا ہے۔ جو عموماً چار پانچ انچ لمبا ہوتا ہے۔ اور اس کی کم از کم ۹ جوڑے ٹانگیں ہوتی ہیں۔ بعض کی ٹانگیں ہزاروں تک ہوتی ہیں۔ ٹانگوں کی تعداد کے حساب سے یہ صد پا یا ہزار پا کہلاتے ہیں۔

صد پا کا جسم چپٹا اور ہزار پا کا گول ہوتا ہے۔ صد پا زیادہ تیز رفتار، تند مزاج اور زہریلا ہوتا ہے۔ ہزار پا بے ضرر اور اس کا گزارا گلے سڑے پودوں پر ہوتا ہے۔ بعض کنکھجورے ایسے ہیں کہ اگر انہیں زیادہ دق کیا جائے تو وہ اپنے جسم سے ایک بدبودار لعاب خارج کرنے لگتے ہیں۔

## کنگرو

(Kangaroo) کنگرو ایک نہایت عجیب و غریب جانور ہے جس کی ٹانگیں بہت لمبی اور رنگ عموماً بھورا ہوتا ہے۔ اس جانور کی مادہ کے نیچے پیٹ کے اندر کی طرف ایک تھیلی سی بنی ہوتی ہے۔ جس میں یہ اپنے بچے اٹھائے پھرتی ہے پیدائش کے وقت اس کا بچہ انسان کی چھنگلی جتنا ہوتا ہے اور اس وقت تک تھیلی میں پڑا ماں کا دودھ پیتا رہتا ہے جب تک وہ خود چلنے پھرنے کے قابل نہ ہو جائے۔ ... نیوگنی اور اس کے آس پاس کے جزیروں میں پایا جاتا ہے۔

## کنواں

کنواں۔ وہ گہرائی جو زمین کی سطح سے نیچے پانی کی سطح تک کھودی جائے۔ کنواں کہلاتی ہے۔ جو کنوئیں پانی

کی اوپر کی سطح تک کھودے جاتے ہیں۔ وہ کم گہرے کنوئیں کہلاتے ہیں۔ اور ان میں بارش کا پانی شامل ہو کر ان کے پانی کو خراب کر دیتا ہے۔ گہرے کنوئیں پانی کی سطح سے بہت نیچے تک کھودے جاتے ہیں۔ اور ان کی دیواروں کو پختہ کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ بارش کا پانی کنوئیں کے پانی کے ساتھ شامل ہو کر اسے خراب نہ کرے۔

عام طور پر دیہات اور کھیتوں میں گہرے کنوئیں بنا کر ان میں سے بیلوں کی مدد سے پانی نکالا جاتا ہے۔ اب بہت سی جگہوں پر ٹیوب ویل بنائے جانے لگے ہیں۔ ایسے کنوؤں کی صورت یہ ہے کہ ایک چوڑے منہ کی نلی والا ٹیوب زمین میں اس جگہ تک پہنچایا جاتا ہے۔ جہاں پانی کی کافی مقدار ہو۔ اور پانی کھینچنے کے لئے باہر ایک آئل انجن یا برقی موٹر لگی ہوتی ہے۔ جو خود بخود چلتی اور کافی مقدار میں پانی نکالتی رہتی ہے۔ جس سے وسیع خطۂ زمین کو سیراب کیا جا سکتا ہے۔

زمین میں جہاں تہیں اونچی نیچی ہوں۔ وہاں کوئی ٹیوب ویل لگا کر پانی کی سطح تک سوراخ کر دیا جاتا ہے۔ تو پانی زمین سے نکلنے کے بعد اوپر کو اٹھتا ہے کیونکہ وہ بہت اونچی تہ سے آتا ہے یہ کیفیت فواری کنوئیں کی ہے۔

## کنہیالال کپور، پروفیسر

کنہیالال کپور، پروفیسر۔ ادب اور افسانہ نویسی میں ممتاز صاحب تحریر ہیں۔ مزاحیہ نثر کے مجموعے سنگ و خشت اور شیشہ و تیشہ خاصے مقبول ہو چکے ہیں۔ مغربی پاکستان آبائی وطن تھا لیکن تقسیم کے بعد ہندوستان چلے گئے اور اب دلی میں مستقل رہائش اختیار کر لی ہے

## کوّا

کوّا۔ ۔ کوّا سیاہ رنگ کا کائیں کائیں کرنے والا مشہور پرندہ ہے۔ وہ پرندوں کے ایک ایسے گروہ سے ہے جو کورویڈائی Corvidao خاندان کے ہیں۔ کورویڈا فیمل میں حقیقی کوّے جے Jay اور میگپائی Magpies شامل ہیں۔ اصل کوّوں کی مقامی قسمیں جو جزیرہ برطانیہ میں پائی جاتی ہیں۔ تو وہ یہ ہیں (Raven) ریون Carion Crow کیرن کرو (Hooded Crow) رُک Rook اور جیک ڈا (Jackdaw) ہیں۔

کوّے تمام پرندوں سے بڑھ کر ذہین اور ہوشیار سمجھے جاتے ہیں۔ پاکستان میں بھی کوّے کی تعداد میں پائی جاتی ہیں جن میں سے اصل کوّا اور کگلاغ زیادہ مشہور ہیں

سیانے اور ہوشیار فرد کو بسا اوقات کوّے سے تشبیہ دیتے ہیں۔ کوّا اپری مجازاً کالی عورت کو کہتے ہیں کوّا کس طرح کائیں کائیں کرتا ہے دھان پکتے بجا رہا دشمن کے رلا رہا سے بڑا نہیں ہوتا۔ کوّا چلا ہنس کی چال اپنی بھی بھول گیا (یا بسا اوقات اپنی استطاعت سے بڑھ کر کام کرنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی اپنی سابقہ قدر و منزلت بھی گنوا بیٹھتا ہے)۔ کوّا ناک لے گیا، ناک کو نہیں دیکھتے کوّے کے پیچھے دوڑے جاتے ہیں (یعنی جہاں کوئی شخص جھوٹی بات کی پیروی کرتا جائے۔ اور تحقیق کی طرف متوجہ نہ ہو) وغیرہ وغیرہ۔

کوّے کے رنگ کی سیاہی اور اس کی چالاکی ضرب المثل ہیں۔ کوّوں کا ایکا نوع انسان کے لئے سبق آموز ہے۔

## کوپرنیکس

کوپرنیکس۔ (Nicolas Copernicus)
(۱۴۷۳ - ۱۵۴۳ء) جدید علم فلکیات کا بانی جو پولستان کا رہنے والا تھا۔ گو اس نے فن طبابت کی تعلیم بھی حاصل کی تھی۔ مگر اس کی شہرت کا اصل باعث وہ کتاب ہے جو اس نے اجسام فلکی کی گردش کے بارے میں لکھی تھی۔ کوپرنیکس کے زمانہ میں یہ کہنا کہ زمین سورج کے گرد گھومتی ہے کفر تصور کیا جاتا تھا۔ اس لئے اسے اپنی کتاب شائع کرنے کی جرأت صرف اس وقت ہوئی جب وہ بستر مرگ پر پڑا تھا۔ کوپرنیکس نے اپنی کتاب کا انتساب پاپائے اعظم کے نام سے کیا جس کے باعث ابتداءً کلیسا نے اس کے خیالات کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔ تاہم بعد ازاں بالخصوص ۱۶۱۶ء سے ۱۷۵۷ء تک اس کے نظریات کی سخت مخالفت ہوئی کوپرنیکس کے نظام شمسی کی مذمت دانش ور حلقے نے بھی کی۔

**کوپرولو، محمد فواد**۔ ترکی کے یونیورسٹی پروفیسر مصنف اور سیاستدان ہیں۔ ۱۸۹۰ء میں پیدا ہوئے۔ ایا صوفیہ میں اور انسٹیٹیوٹ ترکی سے تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۱۲ء میں ادب کے یونیورسٹی پروفیسر مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۴ء میں نائب وزیر تعلیم بنائے گئے۔ ۱۹۳۵ء میں گرینڈ نیشنل اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ ایک زمانے میں حکومت کی مخالفت کی اور ۱۹۴۶ء میں دوسروں کے ساتھ مل کر ڈیموکریٹک پارٹی کی بنیاد رکھی ۱۹۴۶ء اور ۱۹۵۰ء کے انتخابات میں حلقہ استنبول سے ممبر منتخب ہوتے رہے۔ ۱۹۵۰ء سے ترکی کے وزیر خارجہ تھے۔ تصنیفات: "زمین زندگی"۔ "ترکی ادب کی خصوصیت"۔ "ترکی ادب کے صوفی فلاسفر"۔ "تاریخ ترکی"۔ "تاریخ ادب ترکی"۔ "اسلامی تمدن کی تاریخ"۔

**کوپن**۔ دوسری عالمگیر جنگ کے دوران میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں ہر موٹر کار کے مالک کو گیسولین (Gasolin) حاصل کرنے کے لئے کوپن جاری کئے جاتے تھے۔ ایک چھوٹی سی کتاب میں ان کوپنوں کی کل تعداد ہوتی تھی جو استعمال کی رفتار کے مطابق کمی کی جانے سے گنتی ہوتی تھی۔ یہ کوپن کی رو سے مقامی ذخیرے کی مقدار کے مطابق ۲ سے ۵ گیلن تک فی ہفتہ گیسولین خریدی جا سکتی تھی۔ اب دیگر ممالک بھی مختلف اشیاء کی تقسیم اور فروخت کے سلسلے میں اسی قسم کے کوپن جاری کرتے ہیں۔ مثلاً کتب و رسائل کی فروخت چھوٹی مدت کی انعامی رقموں کی ترسیل، کسی اسکیم یا ادارے کی رکنیت اور مختلف اشیاء کی راشننگ کے سلسلے میں بھی عام طور پر کوپن استعمال کئے جاتے ہیں۔ پاکستان میں بھی پٹرول راشننگ کی خاطر کوپن استعمال کئے جاتے رہے ہیں۔

**کوپن ہیگن** (Copenhagen) ملک ڈنمارک کا دارالحکومت ہے۔ شہر کا جدید ٹاؤن ہال ۱۹۰۵ء میں بنا۔ کوپن ہیگن کی یونیورسٹی ۱۴۷۹ء میں قائم ہوئی۔
کوپن ہیگن ۱۱۶۷ء تک ایک ماہی گیر گاؤں تھا جبکہ یہاں ایک معمولی قلعہ قائم کیا گیا۔ رفتہ رفتہ یہاں نوآبادی بن گئی اور بالآخر یہ جگہ ۱۴۴۳ء میں ڈنمارک کا دارالحکومت بن گئی۔ ۹ اپریل ۱۹۴۰ء کو جرمنوں نے اس پر جابرانہ قبضہ کر لیا اور ۵ مئی ۱۹۴۵ء تک ان کے قبضہ اور تصرف میں رہا۔
۱۹۵۱ء کی مردم شماری کے مطابق کوپن ہیگن کی آبادی گیارہ لاکھ چھیاسٹھ ہزار دو سو چار تھی۔

**کوتل**۔ کوتل خالی گھوڑے کو کہتے ہیں۔ جو آراستہ پیراستہ ہو۔ اسی طرح پر جلو یا جلوس کے گھوڑے کو بھی کہتے ہیں۔ قدیم وقتوں میں اس قسم کے گھوڑے شاہی اور امیرانہ شان کو دوبالا کرنے کے لئے شامل جلوس رکھے جاتے تھے۔ اور ایشیائی طرز امارت کی یہ خاص علامت ہوتی تھی۔ کوتل گھوڑے ایران، ترکستان، ہندوستان وغیرہ میں پرورش کئے جاتے تھے اور انہیں خاص خاص موقع کے لئے مخصوص رکھا جاتا تھا۔ تمدن حاضرہ میں اس طرف توجہ کم ہو گئی ہے اور سادگی کے پیش نظر کوتل گھوڑوں کے پروگرام کو حذف کیا جا رہا ہے۔

**کوتوال، جھاپنل، کال کلیچی**۔ ایک ہی پرندے کے تین نام ہیں۔
یہ پرندے دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو تمام سال ہمارے ہاں رہتے ہیں دوسرے وہ جو صرف گرمیوں میں یہاں آتے ہیں اور سردیوں میں جنوبی ممالک یعنی گرم خطوں میں چلے جاتے ہیں جہاں کیڑے مکوڑے کثرت سے ہوتے ہیں۔ اس کی شکل دبلی پتلی اور رنگ کالا سیاہ ہوتا ہے۔ قد اس کا مینا کے برابر ہوتا ہے دم ۶ انچ کے قریب، جس کا آخری سرا دو شاخہ ہوتا ہے۔ یہ آسانی سے پہچانا جاتا ہے اور تار کے کھمبوں یا چرتی گائے بھینس کی پیٹھ پر اکثر نظر آتا ہے اور جب گھاس میں کیڑے مکوڑے نظر پڑتے ہیں تو ان کو جھٹ کھا لیتا ہے۔
جوہڑ یا تالاب میں نہاتا بھی دیکھا جاتا ہے۔ جھالی کے بل پانی میں گھس جاتا ہے اور جب خوب تر ہو جاتا ہے تو کسی درخت یا کھمبے کے تار پر بیٹھ کر اپنی چونچ سے پر صاف اور خشک کرتا ہے۔ اور پھر ان کو سنوار کر اپنی جگہ بٹھا دیتا ہے۔
گھونسلے کے لئے فراش کے درخت کو زیادہ

پسند کرتا ہے۔ مادہ تین یا چار انڈے دیتی ہے۔ انڈے سرخی مائل سفید ہوتے ہیں اور ان پر کالی کالی چتیاں۔ نر اور مادہ باری باری انڈے سیتے ہیں۔

اس کو کوتوال اس واسطے کہتے ہیں کہ یہ چیلوں اور کوؤں کو بلکہ دیگر بڑے جانوروں اور پرندوں کو چین نہیں لینے دیتا اور جہاں دیکھے ان پر حملہ کر دیتا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ جس درخت پر اس پرندے کا گھونسلہ ہو۔ وہاں پیلک اور فاختہ کا گھونسلہ ضرور ہوتا ہے۔ یہی دو پرندے ہیں جس کو وہ کبھی نہیں ستاتا۔ اس کی آواز چیک، چی چی چیک، بالکل سیٹی کی آواز کی طرح سنائی دیتی ہے۔

یہ پرندہ جب اپنے گھونسلے میں بیٹھا ہو۔ تو آسانی سے پکڑا جاتا ہے۔ اس کا گھونسلہ چونکہ چھوٹا ہوتا ہے اس لئے وہ اس میں پوری طرح نہیں سما سکتا۔ ایک طرف سر باہر نکلا ہوتا ہے تو دوسری طرف دُم پیچھے لٹکی رہتی ہے۔ اگر اس کو نزدیک سے دیکھا جائے۔ تو اس کی آنکھیں لال سرخ نظر آئیں گی۔ چونچ کھلنے پر کشادہ ہو جاتی ہے چونچ کے نچلے حصے پر بال ہوتے ہیں۔ جس کے باعث شکار اُن کے منہ سے نکلنے نہیں پاتا۔ اس کے بچوں پر سیاہی مائل چتیاں ہوتی ہے جن کے باعث پتوں میں انہیں پہچانا نہیں جاتا۔

**کوٹا۔** (Quota) متمدن حکومتوں میں رعایا کی سہولتوں کا مساوی طور پر خیال رکھا جاتا ہے۔ ان میں یہ ممکن نہیں کہ سماج کے کسی خاص فرد یا طبقہ کی خوشنودی کو ہی ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ چنانچہ موجودہ زمانہ کی حکومتوں نے افراد کو اور اداروں کو ان کی ضروریات بہم پہنچانے کے لئے تقسیم کار کے طور پر کچھ قواعد وضع کر دئے ہیں جن کے مطابق ہر ایک کو باری باری اس کا حق پہنچا دیا جاتا ہے۔ مثلاً چینی کو لیجئے۔ اس کی تقسیم کے لئے فی کس حصہ کا تعین کر کے مناسب وقفوں پر اور مناسب مقدار سے اسے تمام آبادی ملک میں بانٹ دیا جاتا ہے۔ بالفاظ دیگر ہر ایک کا کوٹا مقرر کر دیا جاتا ہے۔ اس طریق کار کو دوسری جنگ عظیم کے دوران میں کم و بیش ہر حکومت نے اختیار کیا تھا۔ پاکستان میں چینی اور گندم وغیرہ اشیائے خوردنی کا راشن، کوٹا سسٹم پر مبنی ہے۔

**کوثر۔** جنت الفردوس میں ایک نہر جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ خدا کے نیک اور شکر گزار بندے اس نہر کے کنارے مرصع اور جواہر نگار تختوں پر بیٹھے اللہ تعالیٰ کے انعامات سے لطف اندوز ہوں گے۔ آب کوثر سے اپنے حلق کی تشنگی کو سیراب کریں گے اور اپنے پیارے اللہ کے جمال جہاں آرا سے اپنی روح کے انبساط کا سامان مہیا پائیں گے۔

کوثر کے معنی خیر کثیر کے بھی ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے۔ [إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ]۔ ترجمہ یقیناً ہم نے تجھے اے ہمارے نبی کوثر یعنی خیر کثیر عطا کیا۔

"کوثر سے دھوئی زبان" ایک محاورہ ہے جس کے معنی ہیں نہایت شستہ اور پاکیزہ زبان۔

**کوثر چاندپوری۔** کوثر صاحب ۱۹۰۲ء میں چاندپور ضلع بجنور (یوپی) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مشرقی اصول پر وطن ہی میں ہوئی۔ پھر آصفیہ طبیہ کالج بھوپال سے طبابت کی سند حاصل کی اور جھانسی میں مطب شروع کیا۔ ۱۹۲۲ء میں بھوپال کے محکمہ طبابت میں سرکاری طبیب مقرر ہوئے اور بیس سال تک یہ خدمت ریاست میں سرانجام دی۔

آپ کو عرصہ سے شعر و ادب سے بھی لگاؤ ہے۔ ابتدا میں شعر بھی کہے۔ لیکن پھر صرف نثر لکھتے رہے۔

آپ نے چالیس پچاس کتابیں اور بے شمار مقالات لکھے۔ اکثر کتابیں چھپ چکی ہیں۔ دنیا کی حور، عورتوں کے افسانے، دلچسپ افسانے، مادر انجم، شیخ جی وغیرہ کتابیں کافی مقبول ہو چکی ہیں۔ آپ کی بیرم خاں کی سوانح عمری اور دوسری متعدد تاریخی کتابیں بھی چھپ چکی ہیں۔ آپ نے بچوں کے لئے بھی چند کتابیں لکھی ہیں۔ مثلاً بہادروں کا کرتب، [illegible] شوکت وغیرہ۔

**کوچ بہار** (Coach Behar) ہندوستان کے صوبہ بنگال کے شمال میں واقع ہے۔ اس کے دارالحکومت کا بھی یہی نام ہے۔ اس کا رقبہ ۱۳۰۰ مربع میل ہے۔ اور آبادی ۵۹۰۰۰۰ افراد پر مشتمل ہے۔

**کوچنیل۔** (Cochineal) قرمزی نباتاتی رنگ جو بینی کی صورت میں ملتا ہے۔ یہ رنگ گہرا گلابی اور چمکدار

ہوتا ہے اور ایک خاص قسم کے کیڑوں سے حاصل ہوتا ہے جو خصوصاً ناگ پھنی کے پودوں پر پرورش پاتے ہیں۔ رنگ دراصل اس قسم کے مادہ کرموں کے سوکھے ہوئے اجسام کا چورا ہوتا ہے۔ یہ کرم کروڑوں کی تعداد میں جاوا اور سماٹرا میں پائے جاتے ہیں۔ جہاں ان کی پرورش کے لئے باقاعدہ خصوصی کاشت ہوتی ہے۔ پاک و ہند میں بھی پائے جاتے ہیں۔ لیکن یہاں ان کی باقاعدہ پرورش نہیں ہوتی۔ بلکہ بطور زراعتی اغراض کے لئے کرم خورد جراثیم منگا کر تلف کیا جا رہا ہے۔ اور روز بروز خود بخود بھی نایاب ہوتا جا رہا ہے۔ آغاز میں ہندوستان میں تجارتی پیمانے پر اس کی بہت پرورش ہوتی تھی۔ لیکن اب چونکہ جنگل کم ہو رہے ہیں۔ اس لئے یہ صنعت بھی فنا ہوتی جا رہی ہے۔ چونکہ سستے ولایتی رنگ مقابلے میں آگئے ہیں اس لئے اس کی قیمت پر بھی اثر پڑ رہا ہے۔

**کوچین** ۔ (Cochin) جنوبی ہندوستان کی ایک ریاست جو ٹراونکور کے شمال میں مغربی گھاٹ پر واقع ہے رقبہ ۱۴۹۳ مربع میل اور آبادی ۱۴۰۵۰۰۰ کے قریب ہے۔ اس نام کا ایک قصبہ بھی ہے جو مالابار کے ساحل پر واقع ہے۔ وہاں مشہور و معروف ہستی واسکوڈے گاما نے وفات پائی تھی۔ کوچین میں ہندوستان کی سرزمین پر سب سے پہلا گرجا تعمیر کیا گیا۔ یہاں سیاہ فام یہودیوں کی ایک بستی ہے۔ ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ وہ یہاں تیسری یا چوتھی صدی عیسوی میں آباد ہوئے تھے۔

**کوچین چائنا** (Cochin China) فرانسیسی ہند چینی کی ایک نو آبادی جس کے شمال میں انام اور کمبوڈیا واقع ہیں۔ دریائے میکانگ کے ڈیلٹا میں نشیبی سطح پر واقع ہے۔ چاول بکثرت پیدا ہوتے ہیں جو دساور کو بھی بھیجے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ خشک مچھلی کالی مرچ وغیرہ کی برآمد بھی ہوتی ہے دارالحکومت سائیگون ہے۔ ملک کا رقبہ ۲۵ ہزار مربع میل ہے۔ اور آبادی ۴۵۰۰۰۰۰ کے قریب ہے۔

**کوڈیٹا** (Coup d Etat) تمام جمہوری حکومتیں بھی وزارتیں بنتی ہیں۔ اور ٹوٹتی ہیں۔ مگر یہ سب کچھ پرامن طریقوں سے اور انتخابات کے ذریعہ رائے عامہ معلوم کرنے کے بعد ہوتا ہے۔ کبھی کبھی اس کی خلاف ورزی بھی ہو جاتی ہے اور چند سرکردہ حکام جو بالعموم فوجی حکام ہوتے ہیں۔ حکومت وقت کا تختہ الٹ کر نظام مملکت اپنے ہاتھوں میں لے لیتے ہیں۔

اس طرح کے انقلاب کو جو نچلے طبقہ کی کوششوں کا نتیجہ نہ ہو بلکہ بعض سرکردہ فوجی افسروں کی خفیہ کوششوں کا باعث ہو کوڈیٹا کہتے ہیں۔ اس کی بہت سی مثالیں تاریخ عالم میں عام طور پر ملتی ہیں۔ مثلاً ۴۹ قبل مسیح سیزر، ۱۶۵۳ء میں کرامویل کا، ۱۷۹۹ء میں نپولین کا اور ۱۹۲۲ء میں مسولینی کا اچانک اقتدار حاصل کر لینا۔ جنوبی امریکہ کی لاطینی ریاستوں میں قوت و اقتدار حاصل کرنے کی خاطر یہ طریقہ عام استعمال میں آتا رہتا ہے مسلم ممالک بھی اس طریق کار کو بروئے کار لاتے رہتے ہیں۔ اس سلسلے میں مصر، شام اور عراق وغیرہ کی مثالیں دی جا سکتی ہیں۔

**کورڈائٹ** (Cordite) ایک قسم کا بارود جو دھواں بالکل نہیں دیتا۔ اس کو معمولی قسم کے چھوٹے چھوٹے اسلحہ میں استعمال کیا جاتا ہے۔ پہلے پہل ۱۸۸۹ء میں انگریزوں نے اس کا استعمال شروع کیا۔ اس کے اجزا اور اوزان حسب ذیل ہیں۔

گن کاٹن یا نائٹرو سیلولوز ۲۰۰ حصے ویسلین چاہئے ان سب اجزا کو گوندھ کر ایک گاڑھی لئی سی بنائی جاتی ہے جس میں سے لمبی لمبی بتیاں کاٹ لی جاتی ہیں۔ اور اسی حالت میں یہ استعمال کی جاتی ہے۔

**کورگ** ۔ (Coorg) ہندوستان کا ایک صوبہ جو میسور کے جنوب مغرب میں اور مغربی گھاٹ کی مشرقی ڈھلان پر واقع ہے۔ یہ جنگلات سے ڈھکا ہوا ہے جن میں جنگلی جانور پائے جاتے ہیں۔ یہاں کافی بافراط پیدا ہوتی ہے۔ اس کا رقبہ ۱۵۹۰ مربع میل ہے۔ اور آبادی ۱۶۳۰۰۰ کے قریب ہے۔ مرکارا اس کا صدر مقام ہے۔

**کورم** ۔ (Quorum) سیاسی مجلسوں، کمپنی کے حصہ داروں یا مقامی انجمنوں کے قواعد و ضوابط میں منجملہ اور باتوں کے یہ بھی ایک ضابطہ ہوتا ہے کہ اگر ان کے اجلاس میں تمام اراکین شرکت نہ کر سکیں تو کم از کم مقررہ کردہ تعداد کی شرکت پر اجلاس کی کارروائی جاری رہ سکتی ہے۔ اراکین کی اس کم از کم حاضری کو کورم کہتے ہیں۔

**کوریا** (Korea) مشرقی ایشیا کا ایک جزیرہ نما رقبہ ۸۵ ہزار ۲ سو ۸۵ مربع میل اور مجموعی آبادی ۲½ کروڑ کے قریب ہے۔ شمالی سرحد منچوریا سے اور اس کا کچھ حصہ سائبیریا سے ملتا ہے۔ مغرب میں بحیرۂ زرد اور مشرق اور جنوب میں جاپان اور چین کے سمندر ہیں۔ کوریا اور جاپان کو آبنائے کوریا جدا کرتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس ریاست کی بنیاد ۲۳۰۰ ق م ایک حکمران تنگون تنگون یا وان گون کے ہاتھوں پڑی تھی۔ کوریا کے اصل باشندے منگولوں اور تاتاریوں کی نسل ہیں اور اختراعی صلاحیتوں کے لئے مشہور رہے ہیں۔ انہوں نے کئی زرعی آلات اور نئے نئے جنگی ہتھیار بنائے۔ چند علم نجوم سے متعلق بعض آلات قطب نما اور کئی دوسری چیزوں کی ایجاد انہی سے منسوب ہے۔

کوریا کی حالیہ تاریخ کا آغاز ۱۹۰۵ء سے ہوتا ہے۔ جب یہ جاپان کے زیر انتداب آیا جاپان نے روس کے ساتھ جنگ میں کوریا پر قبضہ کیا اور اسے اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔ ۱۹۴۵ء میں جب جاپان نے دوسری جنگ عالمگیر میں شکست کھائی تو روس اور امریکہ کی فوجیں کوریا پر قابض ہو گئیں۔ اور جزیرہ نما کو ۳۸ عرض بلد پر سے تقسیم کر دیا گیا۔ شمالی حصہ روس کے قبضہ میں اور جنوبی حصہ امریکہ کی تحویل میں آ گیا اور طے پایا کہ کوریا کو پانچ برس کے لئے چار اقوام کی تولیت میں دے دیا جائے اور پھر اسے متحد کر کے کامل آزادی دے دی جائے۔ اقوام متحدہ نے ۱۹۴۷ء میں ایک عارضی کمیشن قائم کیا۔ جس کا مقصد عام انتخابات کے ذریعے کوریا میں قومی حکومت قائم کرنا تھا۔ لیکن یہ کمیشن اپنے فرائض کی انجام دہی میں ناکام رہا۔ ۲۵ جون ۱۹۵۰ء کو دونوں حکومتوں شمالی کوریا اور جنوبی کوریا کی فوجوں میں جنگ شروع ہو گئی۔ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے شمالی کوریا کو جارح قرار دے کر اپنے رکن ممالک کو جنوبی کوریا کی مدد کرنے کے لئے کہا اور ۸ جولائی کو جنرل ڈگلس میکارتھر کی قیادت میں اقوام متحدہ کی ایک مشترکہ کمان میں شمالی کوریا پر حملہ کر دیا گیا۔ ۲۷ جولائی ۱۹۵۳ء کو عارضی صلح ہوئی۔ مگر کوریا کے اتحاد کا مسئلہ ابھی تک تصفیہ طلب ہے۔

**کوڑھ** (Leprosy) دیکھو جذام۔

**کوزہ گری** (Pottery) کوزہ مٹی کا برتن یا مٹی کا مجموعہ ان اشیاء کا عام نام ہے جو مٹی سے تیار کر کے پکائی جائیں۔

کوزہ گری شفاف اور چمکدار بھی ہوتی ہے۔ اور غیر چمکدار بھی۔ ابتدائی کوزہ گری سادہ اور غیر شفاف ہوتی تھی۔ مگر یونانی کوزہ گری میں ابتدا ہی سے نقش و نگار نمایاں تھے۔

مغربی پاکستان میں کوزہ گری کی صنعت ملتان، سیالکوٹ، بہاولپور، گجرات، حیدرآباد وغیرہ شہروں میں خوب ترقی کر رہی ہے۔ اور اس کا مستقبل بڑا کامیاب اور شاندار نظر آتا ہے۔ گجرات کی کوزہ گری خاص طور پہ شاندار اور خوبصورتی کی حامل ہے۔ اور کوزہ گری کی مصنوعات ملکی برآمدات میں شامل ہو رہی ہیں۔

**کوسی دریا**۔ جنوبی ہندوستان کا ایک دریا ہے۔ جو مختصر سے علاقے کو سیراب کرتا ہے۔ دریائے نربدا بھی دریائے کوسی کے علاقے اور مضافات میں بہتا ہے۔ اور ملحقہ علاقے کو سیراب کرتا ہے۔

**کوفہ** ([illegible]) کوفہ اور بصرہ عراق کے دو مشہور دارالحکومت تھے اور دراصل یہ دونوں فوجی کیمپ تھے جو حضرت عمرؓ کے حکم سے تعمیر کئے گئے۔ اور ان کا سن تعمیر [illegible] بمطابق [illegible] ہے۔ کوفہ جو حضرت علیؓ کا پہلا دارالخلافہ تھا بابل کے کھنڈرات کے قریب ہی تعمیر ہوا۔ الحیرہ نام کے قدیم دارالسلطنت کے پڑوس میں واقع تھا۔ اپنے محل وقوع کی موزونیت اور تجارتی گہما گہمی کی وجہ سے یہ دونو ہمسایہ شہر (کوفہ اور بصرہ) بہت جلد متمول اور پر رونق شہر بن گئے۔ آج کل کوفہ ایک معمولی قصبہ رہ گیا ہے۔

شہر کوفہ کے لوگوں نے امام حسینؓ کو دعوت خلافت دی اور بالآخر وہ کربلا کے مقام پر شہید ہوئے۔

**کوکا** (Coca) ریاست پیرو واقع جنوبی امریکہ کا ایک جھاڑی دار پودا جو سال بھر پتیاں اور پھولوں کی تین فصلیں دیتا ہے۔ وہاں کے اصل باشندے اس کے پتوں کو چباتے ہیں جس سے ان کے بدن میں پھرتی اور چستی عود کر آتی ہے۔ دراصل یہ ایک نشہ آور چیز ہے۔ اور بھوک اور تھکن کو بالکل مٹا دیتی ہے اس پودے کے پتوں سے ایک قسم کی کھار حاصل ہوتی ہے جس کو کوکین Cocaine کہتے ہیں جو طبی امور میں جلد کو سن اور بے حس کرنے کے کام آتی ہے۔ اور دانت نکالتے یا آپریشن کرتے وقت مطلوبہ جگہ پر لگائی جاتی ہے۔ اس پودے

کے ہر سال لاکھوں ٹن پتے جمع کئے جاتے ہیں اور ان کی اکثر کھپت اسی ملک میں ہو جاتی ہے۔ کوکین کا ناجائز استعمال مہلک اثرات رکھتا ہے۔ اور طبی مشورہ کے بغیر اس کا استعمال ہرگز نہیں کرنا چاہئے۔

**کوکلکس کلین۔** (Ku Klux Klan) امریکہ کی خانہ جنگی کے بعد جنوبی ریاستوں میں ایک خفیہ سیاسی جماعت معرض وجود میں آئی جس کا نام کوکلکس کلین مشہور ہو گیا۔ اس جماعت کے ارکان حبشیوں اور حبشی النسل لوگوں پر مظالم کرتے تھے۔ دراصل امریکہ کی خانہ جنگی نے شمالی اور جنوبی ریاستوں کے لوگوں کو ایک دوسرے کے کافی خلاف کر دیا تھا اور پھر جنوبی ریاستوں کے باشندے حبشیوں کے تو خاص طور پر دشمن ہو گئے تھے کیونکہ انہیں کے باعث تو جنگ چھڑی تھی۔ ۱۸۷۰ء میں اس جماعت کو خلاف قانون قرار دے دیا گیا لیکن کچھ عرصہ کے بعد یہ تحریک پھر ابھر آئی اور کافی زور پکڑ گئی۔ ۱۹۲۴ء میں اس کے ارکان کی تعداد کئی لاکھ تک پہنچ گئی۔ اور انہوں نے یہودیوں اور کیتھولک فرقہ سے تعلق رکھنے والوں کو بھی اپنے مظالم کا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔ ان لوگوں کے جلسے عام طور پر آدھی رات آبادی سے دور ہوتے تھے۔ اور ہر رکن سفید نقاب اوڑھے ہوتا تھا۔ جس میں سے صرف آنکھیں نظر آتی تھیں۔

**کوکو۔** (Cocos) یہ کاکاؤ نام درخت کے پھل سے تیار کیا جاتا ہے۔ یہ درخت عموماً ایسے علاقوں میں ہوتے ہیں۔ جہاں سدا گرم ہوا۔ اور کم از کم ۸۰ درجہ فارن ہیٹ میسر رہتے ہوں۔ اور جہاں بارش کم از کم ۸۰ انچ ہو۔ زمین کی سطح کے نیچے آتش فشاں پہاڑ ہوں۔ جہاں تیز ہوائیں نہ چلتی ہوں اور سورج کی شعاعیں بھی سیدھی نہ پڑیں۔

کافی Coffee کی طرح اس کے بیج اور پھل چھلنی کے ساتھ ہی کٹتے ہیں پھل کو اتار کر دھوپ میں خشک کر دیتے ہیں اور جب صاف کر کے پیس لیتے ہیں تب اس سے کوکو تیار ہو جاتا ہے۔ پھل سے ایک قسم کی چربی بھی نکلتی ہے۔ جسے کوکو مکھن کہتے ہیں۔ وہ علیحدہ محفوظ کر لی جاتی ہے۔ اور مکھن کی طرح کھائی جاتی ہے۔ کوکو سے ٹافی اور چاکلیٹ وغیرہ بنتے ہیں۔

گولڈ کوسٹ افریقہ کے علاقہ میں تمام دنیا سے زیادہ کوکو تیار ہوتا ہے۔ نائیجیریا، جزیرہ فرنینڈوپو، پرنسپی اور سینٹ تھامس کے جزیروں میں اور اکوئیڈور، وینیزویلا، کولمبیا، جزائر غرب الہند، سیلون اور جاوا میں بھی کوکو کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔

**کوکین۔** (Cocaine) ایک دوا ہے جسے کوکا کے پودے سے حاصل کرتے ہیں اور جسے بطور سُن یا بے حس کرنے والی دوا کے ٹیکوں میں استعمال کرتے ہیں۔ دانت نکالتے وقت مسوڑوں میں اس کا ٹیکہ لگانے سے بغیر احساس دانت نکال لیا جاتا ہے۔ عمل جراحی میں اسے مخصوص غنودگی کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔
(نیز دیکھو کوکا)

**کول تار۔** (Tar, Coal Tar) ایک معدن جو پیٹرولیم کا اصل (Base) ہے۔ کوئلے Coal سے بھی تیار ہوتا ہے۔ سڑکوں اور چھتوں پر ڈالتے ہیں تاکہ پختگی اور صفائی حاصل ہو جائے۔ رنگ سیاہ اور چمکدار۔ خوشبو تیز۔ سردیوں میں زیادہ خشک اور گرمیوں میں پگھل جاتی ہے جس سے پاؤں اور پہیے پھسلنے کا ڈر رہتا ہے۔ ٹرینیڈاڈ میں اس کی بہت بڑی جھیل موجود ہے۔

**کول گیس۔** (Coal Gas) وہ گیس جو بند برتن میں کوئلہ کو حرارت پہنچانے سے پیدا ہوتی ہے۔ اس میں ہائیڈروجن اور کچھ دوسری گیسیں شامل ہوتی ہیں۔ جو ہائیڈروجن یا کاربن سے مرکب ہوتی ہیں۔ یا پھر کاربن اور آکسیجن سے مرکب ہوتی ہیں۔ یہ گیس بہت زہریلی ہوتی ہے۔ یہ ہوا کی نسبت ہلکی ہوتی ہے۔ حرارت اور روشنی حاصل کرنے کے لئے اسے استعمال کرتے ہیں۔ لیبارٹریوں اور تجربات میں بالعموم اسے استعمال کیا جاتا ہے۔ سائنسی دنیا میں بڑے کام کی چیز ہے۔

**کولمبس (سیاح)** (Columbus) (۱۴۴۶ء تا ۱۵۰۶ء) کرسٹوفر کولمبس جس نے ۱۲ اکتوبر ۱۴۹۲ء کو امریکہ دریافت

کیا۔ اطالیہ کے شہر جینوا میں پیدا ہوا اور ۱۴ برس کی عمر میں جہاز رانی کا پیشہ اختیار کیا۔ کولمبس کے زمانہ میں یہ خیال عام ہو گیا تھا کہ زمین گول ہے۔ اور اگر مغرب کی سمت ایک شخص نکل پڑے تو دنیا کے گرد چکر کاٹ کر بالآخر نقطۂ آغاز پر واپس آن پہنچے گا۔ اس خیال کے تحت کولمبس نے یہ منصوبہ باندھا کہ ہندوستان پہنچنے کے لئے مغربی راستہ معلوم کیا جائے۔ چنانچہ اس نے شاہ پرتگال، شاہ انگلستان، اور شاہ اور ملکہ ہسپانیہ کے درباروں میں حاضر ہو کر ان کے سامنے اپنا منصوبہ رکھا۔ مگر انہوں نے سات برس تک اسے قابل اعتنا نہ سمجھا۔ بالآخر ہسپانیہ کی ملکہ اور بادشاہ نے کولمبس کو اس بحری سفر پر بھیجنے کا بندوبست کیا اور وہ تین چھوٹے جہازوں پر ۱۲۰ ملاح لے کر چل کھڑا ہوا۔ اور دو ماہ کے طویل سفر کے بعد امریکہ کے کنارے جا لگا۔ واضح رہے کہ کولمبس کو مرتے دم تک یہ علم نہیں ہوا تھا کہ اس نے ہندوستان کی بجائے امریکہ دریافت کیا ہے۔

**کولمبس (شہر)** (Columbus) جمہوریہ امریکہ کی ریاست اوہیو Ohio کا دارالحکومت۔ اس کی آبادی ۳۹۰۰۰۰ ہے۔ اس نام کا ایک صنعتی شہر جارجیا واقع امریکہ میں ہے جہاں پن بجلی پیدا ہوتی ہے اس کی آبادی ۴۴ ہزار کے قریب ہے۔ جمہوریہ امریکہ کی بعض دیگر ریاستوں میں بھی انڈیانا، مسس پی اور نبراسکا میں بھی اس نام کے شہر ہیں ان کی آبادی علی الترتیب دس، دس ہزار اور ۷۵ ہے۔

**کولمبو پلان** (Colombo Plan) برطانوی دولت مشترکہ کا چھ سالہ منصوبہ۔ جنوبی اور جنوب مشرقی ایشیا کی زرعی اور اقتصادی ترقی کے لئے جس میں ہندوستان، پاکستان، سیلون، ملایا، سنگاپور، شمالی بورنیو اور سراوک شامل ہیں۔ یہ منصوبہ جس میں وسیع پیمانے کی آبپاشی کی اسکیمیں، ہائیڈرو الیکٹرک اسکیمیں، بحری ترقیات، دریائی وادیوں کی اسکیمیں، اور دوسرے اہم منصوبے شامل ہیں، جولائی ۱۹۵۱ء کو عمل میں آیا۔ دولت مشترکہ سے باہر ملکوں کو اشتراک پر، تھائی لینڈ، لاؤس، کمبوڈیا، ویٹ نام اور انڈونیشیا کو بھی دعوت تعاون دی گئی۔

**کولمبیا۔** (Columbia) جنوبی امریکہ کی ایک ریاست، خاکنائے پناما کے جنوب میں اینڈیز (Andes) کے سرے پر واقع ہے۔ اس ریاست میں پہاڑوں کے تین سلسلے ہیں۔ بیشتر آبادی مشرقی سطح مرتفع میں پائی جاتی ہے۔ جنوب کے وسیع جنگلات میں انواع و اقسام کی عمارتی لکڑی کی نباتات ہے جس میں مہاگنی خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ قہوہ، کپاس، تمباکو اور نیشکر بھی جنوب میں کاشت کیا جاتا ہے۔ سونا، چاندی، پلیٹنیم، تانبا اور زمرد کی کانیں موجود ہیں لیکن یہاں کی سب سے بڑی دولت تیل کے چشمے ہیں۔ میڈلن (Medellin) اور صدر مقام بوگوٹا (Bogota) یہاں کے خاص شہر ہیں۔

**کولوسس۔** (Colossus) قدیم یونانی ہر اس بت کو کلوسس کہتے تھے جو تراش کر بنایا گیا ہو اور بہت بڑا ہو۔ بعد میں یہی نام ہر قسم کے بت کے لئے اختیار کر لیا گیا۔ چنانچہ جزیرہ روڈس میں جو اپولو دیوتا کا مجسمہ تھا اس کا عام نام کولوسس ہی تھا۔ یہ بت ۱۰۵ فٹ اونچا تھا اور بندرگاہ کے دروازے پر اس طرح پر استادہ کیا گیا تھا۔ کہ جو جہاز بندرگاہ میں داخل ہوتا یا بندرگاہ سے باہر جاتا وہ اس کی ٹانگوں کے درمیان سے گزر کر جاتا۔ یہ بت عجائبات سبعہ عالم میں شمار ہوتا تھا، ۲۲۴ قبل مسیح میں زلزلے سے تباہ ہو گیا۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس کو بنانے والا کون تھا۔ اور اس نے اتنے بڑے بت کو کس طرح ڈھالا اور نصب کیا۔

**کومنتانگ** (Kuomintang) کومنتانگ چینی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں وطن پرستوں کی جماعت۔ اس کا سنگ بنیاد ۱۹۰۵ء میں ڈاکٹر سن یت سن Dr. Sun Yat Sen نے وطن پرستی کے جمہوری اصولوں پر رکھا۔ اس جماعت نے ۱۹۱۱ کے انقلاب میں حصہ لیا۔ اور ۱۹۲۶ میں جنرل چین میں دوبارہ انقلاب برپا کرنے کی کوشش کی۔ مگر وقتی طور پر اسے ناکامی کا سامنا ہوا حتیٰ کہ چیانگ کائی شک برسر اقتدار آیا۔

۱۹۱۶ کے بعد جب یوآن شہ کائی (Yuan Shih-Kei) نامی کے لیڈر کی وفات ہوئی چین کی سرزمین عملاً دو حصوں میں منقسم ہو گئی ایک کا دارالحکومت پیکن (Peking) کے مقام پر تھا۔ اور اس پر یکے بعد دیگرے مختلف سپہ سالار قابض رہے۔ جن کے مابین خانہ جنگی جاری رہتی۔ دوسری حکومت کا صدر مقام کینٹن (Canton) کے مقام پر تھا۔ اس پر کومنتانگ جماعت کا قبضہ تھا۔ شروع شروع میں کومنتانگ حکومت کم آمدنی کی مالک ہونے کے باعث اور ممالک غیر میں اثر و رسوخ نہ رکھنے کی بناء پر بہت کمزور تھی مگر آہستہ آہستہ پیکن کی حکومت باہمی خانہ جنگی کے باعث کمزور ہوتی گئی اور قوت و اقتدار کینٹن حکومت کے ہاتھوں میں آتا گیا۔ ۱۹۲۱ میں کینٹن کی انتظامیہ نے ڈاکٹر سن یت سن کو اپنا پہلا صدر منتخب کیا۔ جس نے ۱۹۲۳ میں روس کی حکومت سے ایک معاہدہ طے کیا جس کی بناء پر دونوں ممالک کے درمیان سفارتی تعلقات قائم ہو گئے اور روسی مشیروں کی موجودگی کے باعث اشتمالی (کمیونسٹ) عنصر کو عروج حاصل ہو گیا۔ ۱۹۲۵ میں ڈاکٹر سن یت سن فوت ہو گیا اور اس کی وفات کے تھوڑی دیر بعد کینٹن اور پیکن کی حکومتوں کے درمیان جنگ چھڑ گئی چنانچہ اول الذکر کی فوجیں شمالی علاقہ کو تسخیر کرنے لگیں اور تھوڑی سی مدت میں انہوں نے شنگھائی اور دیگر اہم مقامات پر کسی مزاحمت کے بغیر قبضہ جما لیا۔ مگر اسی اثناء میں کینٹن کے ارباب بست و کشاد کی آپس میں ٹھن گئی اور حصول اقتدار کے لئے اشتمالیوں اور اعتدال پسندوں کے درمیان جد و جہد شروع ہو گئی۔ جس میں بالآخر کامیابی ثانی الذکر کو ہوئی اور ۱۹۲۷ کے اواخر میں چیانگ نے ننکن کے مقام پر نئی حکومت قائم کر لی، اور اشتمالی مشیران کار کو روس واپس کر دیا۔ ۱۹۲۸ کے موسم گرما میں کومنتانگ کی فوجیں پیکن میں داخل ہو گئیں۔ ۱۹۴۹ میں انہیں پھر شکست ہوئی اور ان کے قبضہ سے چین کا تمام علاقہ نکل کر اشتمالیوں (کمیونسٹوں) کے زیر تسلط آ گیا۔ آج کل سابق کومنتانگ حکومت کے سربراہ مارشل چیانگ کائی شیک اور ان کی حکومت کے ارکان فارموسا کے جزیرہ میں پناہ گزیں ہیں اور تسلط و اقتدار کے دوبارہ حصول کی کوشش میں ہیں۔

## کُون، کارلیٹن سٹیونز۔ (Coon, Carleton Stevens)

علم الانسان کے امریکی عالم اور ماہر ہیں۔ ۱۹۰۴ء میں پیدا ہوئے۔ فلپس اکیڈیمی، ہارورڈ کالج اور ہارورڈ یونیورسٹی میں تعلیم پائی۔ ۱۹۲۷ - ۴۸ء ہارورڈ یونیورسٹی میں پہلے انسٹرکٹر اور پھر معاون پروفیسر مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۸ء سے پنسلوینیا یونیورسٹی میں پروفیسر اور کیوریٹر ہیں۔ مراکو، البانیہ، حبشہ، یمن، عدن، عراق اور ایران وغیرہ میں مہمات پر جا چکے ہیں۔ دوسری جنگ عظیم میں فوجی اور سفارتی خدمات سرانجام دیں۔ کئی قسم کے اعزاز اور خطابات حاصل کر چکے ہیں۔ ان کی تصنیفات میں سے چند حسب ذیل ہیں:۔

"اندازہ حبشہ" (۱۹۳۵ء)، "یورپ کی نسلیں" (۱۹۳۹ء)؛ "جنوبی عرب" (۱۹۴۴ء)؛ "علم الانسان کے بنیادی اصول" (۱۹۴۲ء)، "دیووں کے پہاڑ"، "کاروان" (۱۹۵۱ء)۔

## کونین۔ (Quinine)

دوا جو ملیریا کے جراثیم مارنے کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ سخت کڑوی ہوتی ہے۔ رنگ بالعموم سفید ہوتا ہے۔ سفوف کی شکل میں یا ٹکیوں کی شکل میں دستیاب ہوتی ہے۔ بڑی ٹکیہ عموماً پانچ گرین وزن کی ہوتی ہے۔ جبکہ بچوں اور کم عمر اشخاص کے لئے کمتر وزن کی ٹکیاں بھی دستیاب ہو سکتی ہیں۔ کونین درحقیقت سنکونا نام کے درخت کا سفوف ہوتا ہے۔

## کوہ طور (ہیرا)

یہ مشہور ہیرا کوہ نور نامی مشہور تاریخی ہیرے کا ایک ٹکڑا تھا۔ جب شاہجہاں بادشاہ کے وقت میں ناتراشیدہ ہیرے کے تین ٹکڑے کئے گئے تو ایک کا نام کوہ نور اور دوسرے کا کوہ طور رکھا گیا۔ تیسرے کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ ان سب میں کوہ نور بہت مشہور ہے۔ یہ دونوں ہیرے ایک ہی وقت میں دہلی سے نکلے۔ جب نادر شاہ نے دہلی کو لوٹا تو وہ کوہ نور کو تخت طاؤس سمیت ایران لے گیا۔ نادر شاہ ہی کے ہنگامے میں ایک فرانسیسی سپاہی نے جو مغل فوج میں شامل تھا، کوہ طور پر قبضہ کر لیا اور اس کو لے کر مدراس بھاگ گیا، اور ایک جہاز کے کپتان کے پاس اسے بیس ہزار روپے میں بیچ دیا۔ کپتان نے اسے ایک لاکھ اسی ہزار میں ایک انگلستانی یہودی کے ہاتھ بیچ دیا۔ جب یہ خبر خواجہ رافیل اصفہانی

کو پہنچی جو ایک ارمنی سوداگر تھا۔ تو وہ اس کو انگلستان سے خرید لایا۔ اور اسے امسٹرڈم میں ایک گرانقدر نفع سے کر بیچ دیا۔

جنوری ۱۷۷۴ء میں امیر اورلاف نے ملکہ کیتھرائن دوم (۱۷۶۲ء سے ۱۷۹۶ء) والیہ روس کے لئے اسے خرید لی۔ کیونکہ ملکہ اس سے ناراض تھی اور وہ اس کو خوش کرنا چاہتا تھا امیر اورلاف نے خواجہ رافیل کو اس کی قیمت ساڑھے تیرہ لاکھ روپے نقد اور پانچ ہزار روپیہ ماہوار تاحین حیات پنشن ادا کی۔ ملکہ اس ہیرے کو پا کر بہت خوش ہوئی اور عصائے شاہی میں اس کو جگہ دی۔ اس وقت سے اس ہیرے کا نام الماس اورلاف ہو گیا۔

جب روس میں انقلاب آ گیا۔ تو تمام شاہی جواہرات کے ساتھ یہ ہیرا بھی گم ہو گیا اور اب اس کا سراغ نہیں ملتا جب جوہریوں نے کوہ نور کی سپاٹ سطح کا ملاحظہ کیا تو ان کو خیال گزرا کہ اس قسم کی سطح صرف کاٹ کر حاصل کی جا سکتی ہے اور یہ کہ اس قسم کا دوسرا ٹکڑا ابھی دنیا میں موجود ہے۔ چونکہ بڑے بڑے ہیروں کا دنیا میں سب کو پتہ ہوتا ہے اس لئے اس کے دوسرے ٹکڑے کی تلاش ہوئی۔ چنانچہ روس میں الماس اورلاف مکمل طور پر کوہ نور کا تراشیدہ حصہ ثابت ہو گیا۔ اور اس کا اصل نام کوہ طور بھی مل گیا۔ اسی طرح تیسرا ٹکڑا بھی شاہ ایران کے خزانوں سے دستیاب ہو گیا اور یہ ہیرا اس طرح مکمل ہو گیا۔ لیکن ٹکڑے اپنے مالکوں ہی کے پاس رہے۔ جن میں سے کوہ طور اب غائب ہے

## کوہ نور ہیرا

ایک مشہور ہیرے کا نام ہے۔ یہ ہیرا گولکنڈے کی کانوں سے نکلا تھا۔ گولکنڈہ دکن میں ایک مشہور جگہ ہے۔ خاص کان جس سے یہ برآمد ہوا تھا دریائے کرشنا کے کنارے واقع ہے۔ ہندوؤں کی قدیم روایات کے مطابق اس کی دستیابی پانچ ہزار سال قبل مسیح بتائی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ مہا بھارت میں یہ ہیرا کرشن کے گلے کی زینت تھا۔ مگر یہ خوش فہمی ہے اور حقیقت نہیں تاریخی طور پر یہ ہیرا سب سے پہلے علاؤالدین خلجی کے زمانے تک ظاہر ہوا جب ملک کافور ریاست ہائے دکن پر حملے کرتا ہوا ورنگل تک آیا تو یہاں اسے یہ ہیرا ملا۔ اس نے بادشاہ کی خدمت میں اسے نذر کر دیا۔ اس وقت اس ہیرے کا کوئی نام نہ تھا۔ اور یہ بالکل ناتراشیدہ تھا۔ اور جواہرات شاہی کے ساتھ استعمال نہیں کیا جاتا تھا۔



اس کے بعد خاندان تغلق اور لودھیوں میں پہنچا اور جب ابراہیم لودھی کو بابر نے شکست دی تو آگرہ میں اس کی ماں نے یہ ہیرہ ہمایوں کے نذر کیا یہی ہیرا تھا جس کو ہمایوں کی بیماری کے وقت امرا نے صدقہ دینے کی صلاح دی تھی۔

اس زمانے میں اس ہیرے کا وزن ۷۵۲ ۵/۸ گرین تھا جو پاؤ بھر کے قریب ہوتا ہے۔ اور یہ جس طرح کان سے نکلا تھا اسی طرح ناتراشیدہ حالت میں پڑا تھا۔ صدیاں گزر گئیں کسی نے اس کے تراشنے یا ترشوانے کی طرف توجہ نہ دی ۱۶۵۰ء میں شاہنشاہ شاہجہاں نے تمام جواہرات نکلوا کر ان کی ترتیب کرائی اور ان کو کام میں لانے کی طرف متوجہ ہوا۔ چنانچہ اس ہیرے کو ترشوا کر تین ٹکڑے کئے گئے۔ ایک کا نام کوہ نور ہوا۔ دوسرے کا کوہ طور لیکن تیسرے ٹکڑے کا نام کسی جگہ نہیں ملتا۔ شاہجہاں نے تخت طاؤس کے گرد موتیوں اور سونے کے دو مور بنوائے تھے۔ ان کی آنکھوں میں بیش قیمت موتی تھے۔ لیکن چھاتیوں میں کوہ نور اور کوہ طور جڑے تھے ان دونوں ہیروں کو فرانس کے جوہری ٹیورنیر نے ۱۶۶۵ء میں دیکھا تھا۔ اس وقت کوہ نور کا وزن ۲۸۰ گرین اور کوہ طور کا ۱۹۴ گرین تھا۔

۱۷۳۹ء میں نادر شاہ نے ہندوستان پر چڑھائی کی۔ اور تخت طاؤس کو تڑوا پھوڑ کر جگ کے پات کی طرح کے ٹکڑے ڈھلوائے اور اونٹوں پر لاد کر لے گیا۔ نادر شاہ کی وفات پر یہ ہیرا اس کے سپہ سالار احمد شاہ ابدالی کے ہاتھ آیا۔ اور وہ اسے لے کر کابل چلا گیا پھر عرصہ تک اسی کے خاندان میں رہا۔ جب کابل میں خانہ جنگیاں شروع ہوئیں اور شاہ شجاع شکست کھا کر ۱۸۰۹ء میں پنجاب چلا آیا۔ تو یہ ہیرا بھی اس کے پاس تھا اسی ہیرے کی خاطر رنجیت سنگھ نے اس کی بہت خاطر تواضع کی۔ اور اسے اطمینان دلایا کہ اسے کابل کا تاج و تخت دلا دیا جائے گا۔ چند روز بعد رنجیت سنگھ نے ہیرا طلب کیا۔ لیکن شاہ شجاع ٹالتا رہا۔ راجہ رنجیت سنگھ نے اس پر کڑی پابندی لگا دی اور اس کو معلوم ہو گیا کہ ہیرا شاہ شجاع کی پگڑی میں ہے تو اس نے بھائی بندی کا بہانہ کر کے پگڑیاں بدلنے کے بہانے اسے پگڑی سمیت لے لیا۔ یہ غلط ہے کہ شاہ شجاع کے نوکر نے اس کے منہ پر دے مارا۔

۱۸۴۹ء میں انگریزوں نے راجہ رنجیت سنگھ کے جانشین دلیپ سنگھ کو معزول کر کے پنجاب کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اس کا کل مال و اسباب ضبط کر لیا۔ اس ضبطی میں کوہ نور بھی ان کے ہاتھ پڑ گیا۔ اور لارڈ ڈلہوزی گورنر جنرل نے ملکہ وکٹوریا کو بطور تحفہ بھیج دیا۔ ۱۸۵۱ء کی نمائش میں یہ ہیرا پبلک کو دکھانے کی غرض سے رکھا گیا۔ یہاں اس کی کاٹ چھانٹ ہوئی اور اس کا وزن ۱۸۶ ۱/۱۶ گرین رہ گیا۔ اور یہ تاج شاہی میں لگایا گیا۔ اب اس کو دوبارہ درست کرایا گیا ہے۔ اور وزن صرف ۱۰۶ ۱/۱۶ گرین رہ گیا ہے۔

اس کے ساتھ کا ٹکڑا جو کوہ طور کہلاتا تھا۔ گم ہو گیا تھا۔ اور بڑے عجیب طریقہ سے ملا۔ جب کوہ نور لندن میں پہنچا۔ تو اس کی ایک سطح بالکل سپاٹ تھی۔ دوسرا بھی ایک ہیرا ایک صدی پہلے آیا تھا جس کی سطح سپاٹ تھی۔ سطح کا ہموار ہونا قدرتی حالات میں ناممکن تھا۔ اور یہ عمل تراش کر ہی کیا جا سکتا تھا۔ پس جوہریوں نے اس خیال سے دونوں ہیروں کو ملا کر دیکھا۔ تو دونوں ایک دوسرے پر ہموار بیٹھ گئے۔ ان کو ملانے پر ایک کونہ خالی رہتا تھا۔ اس لئے اس تیسرے ٹکڑے کی تلاش شروع ہوئی۔ چنانچہ دنیا بھر کے خزانوں کی تلاش کے بعد ٹکڑا شاہ ایران کے خزانے میں مل گیا۔ تحقیقات پر معلوم ہوا کہ یہ ہیرا بھی نادر شاہ کے ساتھ دہلی سے آیا تھا۔ ان تینوں ہیروں کی آب و رنگ اور دوسرے طریقوں سے پہچان کرائی گئی۔ تو ایک ہی جنس نکلی اور مجموعی وزن اس ہیرے کے برابر نکلا جو ملک کا نور دکن سے لایا تھا۔ اس طرح سے ان کے ایک ہونے کی تصدیق ہو گئی۔
(نیز دیکھو کوہ طور)

## کوہن، ہانس (Kohn, Hans)

امریکی یونیورسٹی پروفیسر اور مستشرق ہیں۔ ۱۸۹۱ء میں پیدا ہوئے۔ پراگ (Prague) کی جرمن یونیورسٹی میں تعلیم پائی۔ پہلے متعدد کالج [illegible] اور پھر سٹی کالج نیویارک میں تاریخ کے پروفیسر رہے۔ ۱۹۴۵ء سے امریکی جرنل کا [illegible] ایڈیٹر ہیں۔

تصنیفات: تحریکِ مشرقی نیشنلزم کی تاریخ۔ مشرق قریب میں مغربی تہذیب۔ نیشنلزم کا تصور۔

بیسویں صدی۔

## کوئٹہ (Quetta)

بلوچستان کا صدر مقام اور بہار کی پہاڑی ہے۔ درہ بولان کے سرے پر واقع ہے۔ اس راستہ سے لوگ قندھار اور ایران جاتے ہیں۔ میوہ، کشمش، انگور اور سردہ وغیرہ پھلوں کے لئے بہت مشہور ہے۔ حکومت بلوچستان کا سرولیوں کا صدر مقام ہے۔ یہاں سے ایران کی سرحد دزداب تک ریل جاتی ہے۔ یہاں اون صاف کرنے اور رنگنے کے بیشمار کارخانے ہیں۔

سطح سمندر سے کوئٹہ کی بلندی ساڑھے پانچ ہزار فٹ ہے۔ کوئٹہ میں اکثر زلزلے آتے رہتے ہیں۔ آج سے چند سال بیشتر ۱۹۳۰ء میں ایک زلزلہ آیا جس سے شہر اور چھاؤنی کا بیشتر حصہ مسمار ہو گیا۔ لیکن گذشتہ سالوں میں اس کی از سرِ نو تعمیر ہوئی اور اب بیش از بیش رونق حاصل ہے۔

پاکستان کا اہم عسکری مستقر اور موسم گرما کا پہاڑی مقام ہے۔ آبادی ایک لاکھ کے قریب ہے۔

## کوئزلنگ (غدار) (Vidkun Quisling)

دوسری جنگ عظیم کے دوران میں ناروے (Norway) غیر جانب دار ملک تھا مگر اس کے باوجود ہٹلر نے ۱۹ اپریل ۴۰ء کو اس پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا۔ ہٹلر نے حملہ کا جواز یہ پیش کیا کہ برطانیہ اور فرانس ناروے پر قابض ہونا چاہتے تھے۔ اور اس نے ناروے میں اپنی افواج اس لئے اتاری ہیں کہ ناروے انگریزوں اور فرانسیسیوں کی دست برد سے محفوظ رہ سکے۔ گو ہٹلر کے اس دعویٰ کو ہمیشہ عذرِ لنگ ہی تصور کیا گیا مگر یہ واقعہ ہے کہ چرچل کی کتاب سرگذشت جنگ سے ہٹلر کے دعویٰ کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ اور اس کا ثبوت ہاتھ آ جاتا ہے کہ اتحادی طاقتیں ناروے میں اپنی فوجیں اتارنے کے بارے میں سوچ بچار کر رہی تھیں۔ بہر حال جب ہٹلر نے ناروے پر قبضہ کر لیا تو جزیرہ نمائے مذکور کے سابق وزیر دفاع کوئزلنگ نے وزارت عظمیٰ کا عہدہ سنبھالا اور جرمنوں سے اشتراکِ عمل کے لئے وزارت مرتب کی۔ یہ بات اتحادیوں کو ناگوار گزری اور ان کے اخبارات نے کوئزلنگ بھی

غذار کی اصطلاح وضع کر لی اور اس کا عام استعمال کرنے لگے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد کوڈ ننگ کو ناروے کی حکومت نے گولی سے اڑا دیا۔

## کوئلہ (پتھر کا)

(Charcoal) دراصل یہ پتھر کا کوئلہ نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کا بیشتر جزو دیگر کوئلے کی طرح کاربن ہی ہوتا ہے۔ یہ کوئلہ بجھا ہوا بھی ہوتا ہے۔ اور چمکدار بھی۔ جلنے میں عمدہ اور جلانے میں سہل۔ اس لئے تمام مہذب ممالک میں بطور ایندھن کے استعمال ہوتا ہے۔ یہ بھی مثل دیگر کوئلہ کے درختوں کی شاخوں اور تنوں سے بنتا ہے۔ جو صدیوں تک زیر زمین رہ کر دھواں دینے والے اجزا کھو دیتے ہیں اور خالص کاربن میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ یہ عمل بیشتر بالائی دباؤ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اعلیٰ درجے کا خالص کوئلہ فیکٹریوں یا ریل کے انجنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اور گھٹیا درجے کا بھٹیوں میں کام آتا ہے خالص کوئلے کے بغیر لوہے کو فولاد میں تبدیل کرنا ناممکن ہوتا ہے کیونکہ فولاد عام لوہے کو پگھلا کر اس میں فولاد حل کرنے سے بنتا ہے۔ پس لوہے کے کارخانے میں لوہے کو پگھلانے اور اس سے فولاد بنانے کے ہر دو عمل کے لئے کوئلہ ایک لازمی جزو ہے۔

جب کوئلے کو سخت حرارت پہنچائی جائے تو ایک ٹن کوئلے سے ۱۰۰۰۰ مکعب فٹ تک کول گیس نکلتی ہے۔ ۸ سے ۱۲ اونس تک کول تار یا گندھک جو سلفر کی شکل میں بجھائی جاتی ہے اور ½۱۳ ہنڈرڈ ویٹ کوک یا نیم جلا کوئلہ۔ اس کے علاوہ بیس گیلن امونیا لکوئر حاصل ہوتی ہے ٹن ۲۰ من کا ہوتا ہے۔ اور گیلن پانچ سیر کا۔

کوئلے کی کانیں بیشتر انگلستان، امریکہ، اور افریقہ میں پائی جاتی ہیں۔ ہندوستان میں رانی گنج کے مقام سے کوئلہ برآمد کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں ڈنڈوت اور کالاباغ میں کوئلے کی کانیں ہیں، لیکن یہ کوئلہ گھٹیا قسم کا ہوتا ہے۔

ریلوں کارخانوں اور جہازوں کے لئے اعلیٰ قسم کے کوئلہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور چونکہ اس قسم کا کوئلہ ہر جگہ نہیں مل سکتا اس لئے جہاز راں ملکوں نے تمام دنیا کی بندرگاہوں پر عمدہ کوئلہ جمع کر رکھا ہوتا ہے۔ تاکہ جب کسی جہاز کو کوئلہ کی ضرورت ہو تو وہاں سے حاصل کر سکے۔ اس قسم کی بندرگاہیں۔ کولنگ سٹیشن (Coaling Station) کہلاتی ہیں۔ سب سے زیادہ کولنگ سٹیشن برطانیہ کے ہیں۔ جو عدن، ہانگ کانگ، سنگاپور، سیرالیون، سینٹ ہیلینا، سمرس ٹون (جنوبی افریقہ)، جمیکا اور مراکش میں ہیں۔

## کوئلہ (لکڑی کا)

(Coke) کاربن کی ایک غیر خالص قسم۔ ہلکا اور مسام دار ہوتا ہے۔ لکڑی کو ہوا کی غیر موجودگی میں بھٹیوں میں پکا کر حاصل ہوتا ہے چونکہ اس میں دھواں نہیں ہوتا اس لئے کمروں میں بھی کھانا پکانے میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ معمولی اشیاء کا رنگ اور بھاری گیسوں کو اپنے اندر جذب کر لیتا ہے اور زہریلی گیسوں سے بچنے والی ٹوپی (Gas Masks) میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔

## کوئلے کی آگ، گیس، بجلی اور تیل کے چولھوں پر پکانا

پرانے طرز کے چولھوں کی آگ کا رواج اب بھی عام ہے۔ بس ایک دفعہ ایندھن چولھے میں ڈال کر آگ جلا دیجئے پھر جب جی چاہے اس کا استعمال کیجئے۔ اور جاڑوں کے موسم میں تو یوں بھی اس کی آگ خوشگوار معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اس میں دیکھ بھال کی بڑی ضرورت ہے۔ ۔ ہر تا ہر تا کر جھاڑنے اور بار بار چولھے میں لکڑی جھونکنے کی زحمت اٹھانا پڑتی ہے۔ مجموعی حیثیت سے چولھا زیادہ مہنگا پڑتا ہے۔ تاہم ایسے لوگوں کی تعداد اب کثیر ہے جن کا یہ خیال ہے کہ چولھے پر پکا ہوا کھانا دوسرے ذرائع کے مقابلے میں زیادہ لذیذ اور عمدہ ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بھوننے اور کباب بنانے کے لئے چولھے کی آگ سے بہتر کوئی آگ نہیں ہوتی۔ گیس سے چلنے والا چولھا دیسی چولھے یا تنور کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے۔ یہ زیادہ صاف ستھرا ہوتا ہے اور اگر احتیاط سے استعمال کیا جائے تو ارزاں بھی ہے۔ جدید طرز کا گیس کا چولھا جو گیس کو دائرے کی شکل میں ڈھال دیتا ہے پرانے طرز کے چولھوں سے زیادہ قابل اطمینان ہے۔ اول اول کھانوں کے اندر گیس کی بھاپ چھوڑنے کا رجحان عام تھا لیکن بعد کی ترقیوں نے اس کو غیر ضروری قرار دیا۔ جدید طرز کے نوایجاد چولھوں کی ساخت اس قسم کی رکھی گئی ہے کہ آپ بیک وقت اس پر مختلف چیزیں ابال سکتے، پکا سکتے اور بھون سکتے ہیں۔ آگ کو برابر رکھنے کے لئے پائرومیٹر (Pyrometre) کا استعمال ایک محفوظ طریقہ ہے۔

آسانی اور سہولت کے اعتبار سے بجلی کی آگ ←

پکانا دوسرے ذرائع کے مقابلہ میں کہیں زیادہ فوقیت رکھتا ہے۔ بس ذرا سوئچ کو چھوڑ دو۔ اور آگ پیدا ہو گئی۔ اب نہ تو تنور گرم کرنے کی ضرورت اور نہ پکانے کے برتنوں کو آگ دینے کی ضرورت۔ یہ طریقہ صاف ستھرا بھی ہے۔ دھواں اور شعلے بھی نہیں ہوتے۔ نہ زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ بجلی کے ذریعے پکانے کا طریقہ تنا صاف ستھرا ہے کہ آپ کھانے کی میز ہی پر چائے، توس، انڈہ، قہوہ اور گوشت وغیرہ پکا سکتے ہیں۔ پکانے کے اس طریق میں نقصان کوئی نہیں۔ البتہ بجلی کے تار لگوانے میں کچھ ابتدائی مصارف ہوتے ہیں۔ استعمال کے اخراجات مختلف ملکوں میں مختلف ہوتے ہیں۔ بعض علاقوں میں بجلی کی اکائی کا نرخ گیس کے مقابلے میں کم ہوتا ہے۔

تیل والا چولہا بھی اپنی ساخت میں گیس کے چولھے کے مشابہ ہوتا ہے۔ لیکن یہ ہلکی قسم کی دھات سے بنایا جاتا ہے۔ یہ دور افتادہ دیہاتی علاقوں میں جہاں گیس نہیں پہنچتی ایک نعمت ہے یا ہر سفر میں اس کے ذریعے بیک وقت مختلف قسم کے کھانے پکائے جا سکتے ہیں۔ جن جدید قسم کے چولھوں میں تیل جلتا ہے اس کا شعلہ اس دیگچی یا ہنڈی سے مس نہیں کرتا جس کے اندر کھانے کی چیزیں پکتی ہیں۔

## کوئلہ کی تقطیر۔ (Coal Distillation)

کوئلہ کو بند برتن میں حرارت پہنچانے کا عمل جس کے اپنے اجزائے ترکیب میں ٹوٹ جائیں۔ گرمی پہنچانے پر سب سے پہلے کول گیس (Coal Gas) خارج ہوتی ہے جو کہ ہائیڈروجن اور کاربن کے مرکبات کا مسیحہ (Mixture) ہوتی ہے۔ اس میں سے پانی اور امونیا گیس کو منقطر کر دیا جاتا ہے۔ پھر کول تار مائع کی شکل میں بنتا ہے۔ یہ خود منقطر ہو کر بینزین (Benzene) نیفتھلین (Nephthalene) اور تار کول کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ آخر میں صرف کوک (Coke) رہ جاتا ہے۔ جیسے بالفرول اور کارخانوں میں جہاں بغیر دھوئیں کے گرمی پیدا کرنا مقصود ہوتا ہے استعمال کرتے ہیں۔ کوئلہ کی تقطیر سے ہمیں بہت سی ضروری کیمیاوی چیزیں حاصل ہوتی ہیں جن میں اسپرین (Aspirin) کاربولک ایسڈ (Carbolic Acid) رنگوں اور گندھک کے تیزاب کے بنیادی اجزا خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

## کوئنزلینڈ۔ (Queensland)

آسٹریلیا کی شمال مشرقی ریاست۔ شمالاً جنوباً ۱۳۰۰ میل اور شرقاً غرباً ۸۰۰ میل لمبی ہے۔ اس کا دو تہائی حصہ منطقہ حارہ میں واقع ہے۔ ساحل کے ساتھ ساتھ پہاڑ شمال کو متوازی چلے گئے ہیں۔ ریاست کا معتد بہ حصہ جنگلات سے معمور ہے۔ اور چونکہ اس میں آبپاشی اچھی خاصی ہوتی ہے۔ بڑے بڑے قصبے برزبین، کپتین، ٹاؤنسوے وغیرہ ہیں۔ زرعی صنعت بہت وسیع پیمانے پر ہے اور سونے چاندی کی کان کنی خاصی ہوتی ہے۔ گیہوں کی اور پھل اہم پیداوار ہیں منجمد گوشت، کھالیں، اون اور ڈیری کی مصنوعات یہاں کی خاص الخاص برآمدات ہیں ۱۸۵۹ء تک اس علاقے کا نظم ونسق نیو ساؤتھ ویلز کے ذمہ تھا لیکن اسی سال وہ ایک خود مختار نو آبادی بن گئی اور اس کا گورنر تاج برطانیہ کی طرف سے نامزد ہونے لگا۔ ریاست کی مقننہ شروع میں واحد ایوان پر مشتمل تھی۔ رقبہ اس کا چھ لاکھ ستر ہزار مربع میل پر پھیلا ہوا ہے اور آبادی دس لاکھ سے زائد ہے

## کویت۔ (Koweit)

ایک نیم خود مختار عرب قلمرو جو ۱۸۹۹ء سے برطانیہ کے زیر اثر ہے۔ اس کا رقبہ ۶ ہزار مربع میل کے قریب اور آبادی ۸۰ ہزار افراد پر مشتمل ہے۔

## کویکر۔ (Quakers)

ریلیجس سوسائیٹی آف فرینڈز یا مذہبی مخلص احباب۔ کویکر کا نام اسے سب سے پہلے ڈربی کے جسٹس بنیٹ نے دیا کیونکہ فاکس (Fox) اس کے بانی مبانی نے جسٹس مذکور کو لارڈ یعنی خداوند کے سامنے کانپنے یا لرزہ براندام ہونے کی تلقین کی تھی۔

## کوئل (Cuckoo)

سیاہ رنگ کا وہ مشہور پرندہ جس کو ہم کوئل کہتے ہیں۔ تمام ہند و پاکستان میں پایا جاتا ہے۔ یہ سیلانی پرندہ ہے۔ اور سردی میں بالکل غائب ہو جاتا ہے۔ مئی کے قریب پھر آ نکلتا ہے۔ موسم گرما و برسات میں اس کی کو کو رات دن سنائی دیتی ہے۔ لیکن یہ خاص باغوں کا پرندہ ہے۔ آبادی کے نزدیک رہتا ہے۔ جنگل میں کم ہوتا ہے۔ اردو اور ہندی شاعری میں اس کی کوکو سے بہت سی تراکیب و تشبیہات وضع کی گئی ہیں۔ کوکو کی آواز صرف نر نکالتا ہے جو دراصل مادہ کے لئے بلاوا ہوتا ہے۔ جس طرح مرغ

کی اڑان ۔ مادہ اپنے انڈے دیگر جانوروں کے گھونسلے میں دے آتی ہے ۔ یا یکو آتی ہے خصوصاً کوے کے گھونسلے میں جس کے انڈوں بچوں سے اس کے انڈے بچوں کی بہت زیادہ مشابہت ہے ۔ لیکن کسی گھونسلے میں ایک سے زیادہ انڈے نہیں رکھتی ۔ خوراک اس پرندے کی کیڑے مکوڑے ہیں ۔

انگلستان کا ایک مشہور پرندہ بھی کوئل نما ہوتا ہے جسے بلیک برڈ (Black Bird) یہ پرندہ چنڈول کی طرح ایک رنگین گاتا ہے ۔ اور لوگ اس کو شوق سے پالتے ہیں ۔ یہ بالکل کوئل کی طرح کا ہوتا ہے لیکن اس کی دم اس قدر لمبی نہیں ہوتی جتنی کوئل کی ۔

## کھاتا

(Ledger) اسے بہی کھاتہ بھی کہتے ہیں ۔ ہر آسامی کے لئے علیحدہ علیحدہ حساب کی کتاب یا حساب و کتاب کے اوراق یا جزو ۔ یہ کھاتہ یا لیجر سسٹم بیشتر بنکوں اور تجارتی اداروں اور کمرشل دفاتر میں زیر عمل ہے ۔ دنیا کے سارے متمدن ممالک میں روپے کی جمع اور واپسی کا دستور رائج رہا ہے ۔ گھروں کے بجٹ اداروں کے حساب و کتاب ، اور مالی مراکز کی نوشت و خواند کھاتے کے طریق اور دستور پر مبنی ہے ۔ کھاتے کے موجد قدیم مصری اور شامی تہذیبوں کے وارث تھے ۔ عربوں نے بھی اسے خاصہ رواج دیا ۔ اور اب تو دنیا کے تمام مالی ادارے اس سسٹم پر عمل پیرا ہیں ۔

کھاتے میں آمد و خرچ ، محاصل و مخارج ، تجارتی حساب و کتاب ، نفع و نقصان کی تفصیل ، بیلنس شیٹ وغیرہ بھی شامل ہیں ۔

## کھاتا نویسی

(Book-Keeping) تجارتی حساب کتاب قلمبند کرنے کا باقاعدہ اور مستند طریقہ ۔ اس میں دو طریقے رائج ہیں (۱) اکہرا اندراج (Single Entry) (۲) دوہرا اندراج (Double Entry) اول الذکر کا استعمال چھوٹے تاجر کرتے ہیں ۔ یہ ایک قسم کا ذاتی حساب ہے جس کی مدوں کا اندراج محض ایک بار کیا جاتا ہے یہ طریقہ آسان ضرور ہے ۔ لیکن اس سے غلطیوں یا دھوکہ بازی کا تدارک نہیں ہوتا ۔ نہ ہی یہ پتہ چلتا ہے کہ کاروبار کا کون سا شعبہ منافع بخش اور کون سا نقصان رساں ہے ۔ تین خاص کتابیں درکار ہیں ۔ (۱) روزنامچہ جس میں خرید و فروخت لکھتے ہیں ۔ (۲) رجسٹر نقدی جس میں روپیہ کا لین دین دکھایا جاتا ہے ۔ (۳) بہی کھاتہ جس میں ہر گاہک اور بیوپاری کا فرداً فرداً حساب کھلا ہوتا ہے ۔

دوہرے اندراج کا طریقہ زیادہ واضح ہوتا ہے ۔ اس کا دارومدار اس حقیقت پر مبنی ہے کہ ہر قرض دار کے لئے ایک قرض خواہ کا ہونا لازمی ہے ۔ اگر زید نے بکر سے مال خریدا ہے تو بہی کھاتہ میں رقم کا اندراج زید کے ذمہ ہوگا اور بکر کے حساب میں اسی قدر وصولی دکھائی جائے گی ۔ اگر حساب ٹھیک طرح رکھا گیا ہے ۔ تو بہی کھاتہ میں جمع خرچ کی میزان برابر ہوگی ۔ کھاتہ نویسی کی اولین تحریر نوش ڈی بہ گو دستخط کی ملتی ہے ۔

## کھاد

(Fertilizer) نشوونما کے دوران میں سب پودے اپنی بے شمار چھوٹی بڑی جڑوں کے ذریعہ زمین سے اپنی خوراک حاصل کرتے ہیں ۔ اس خوراک سے تنا چھال ، شاخیں پتے ، کونپلیں وغیرہ بنتی ہیں ۔ اس غذا میں معدنی اجزا شامل ہوتے ہیں جو پانی میں حل ہوکر جڑوں کے ذریعہ درخت کے سرے تک پہنچتے رہتے ہیں ۔ کم زرخیز یا غیر زرخیز مٹی میں ان معدنی ذرات کی کمی ہوتی ہے جن کی پودے کو ضرورت ہوتی ہے ۔ زرخیز زمین بھی جس پر کئی فصلیں پیدا کی جا چکی ہوں ، اس کے معدنی عناصر ختم ہو جاتے ہیں ۔ چنانچہ اس کمی کو کھاد کے ذریعہ پورا کیا جاتا ہے ۔ کھاد آسانی سے پانی میں حل ہو جاتا ہے اور پودے کی جڑیں چراغ کی بتی کی طرح اس خوراک کو اوپر کونپلوں تک بہ آسانی پہنچا دیتی ہیں ۔ کچھ کیمیاوی اشیا کو خاص طریقوں اور خاص تناسب سے آپس میں ملا کر کھاد تیار کی جاتی ہے ۔

پاکستان میں بھی ولایتی ، امریکن ، کھاد کا نباتات اور فصلوں کی پرورش کے لیے عام رواج ہے ۔

## کھال

جسم کا بیرونی پردہ جسے چمڑا بھی کہتے

ہیں۔ کھال کی دو تہیں ہوتی ہیں۔ سطحی کھال اور حقیقی یا اصلی کھال۔ کھال ایک مضبوط اور طاقتور کشیدہ نظام ہے جو بالالتزام اور مسلسل طور پر فضلہ اور فضول مواد کو جسم سے باہر نکالتا رہتا ہے جس میں پسینہ اور اس قسم کی دوسری رطوبتیں شامل ہیں۔ کھال جسم کے درجۂ حرارت کو باقاعدہ رکھتی ہے اور سانس لینے میں معاونت کرتی ہے۔

**کھانا پکانے کے برتن صاف کرنا۔** گھر کے اندر برتنوں کی صفائی ایک غیر دلچسپ کام ہے۔ لیکن اگر یہ ٹھیک طور پر انجام دیا جائے تو کافی خوشگوار ہو جاتا ہے۔ گرم پانی کی کثیر مقدار کے بغیر چکنے برتنوں کی صفائی ناممکن ہے۔ گرم پانی میں قدرے سوڈا ملاؤ اور اس کے اندر صابن حل کر کے خوب جھاگ اٹھاؤ۔ جن برتنوں میں چکنائی کم ہو پہلے ان کو صاف کر لو۔ گلاس، چاقو چھریاں، چمچے، کانٹے پہلے صاف کر لینے چاہئیں۔ برتن صاف کرنے اور دھونے کے بعد لکڑی کے تختے پر رکھ دینے چاہئیں تاکہ پانی خشک ہو جائے بعد ازاں خشک کپڑے سے صاف کر لئے جائیں۔ بڑے بڑے برتن مثلاً کڑاہیاں دیگچے وغیرہ پہلے صاف کر لئے جائیں تو باورچی خانے میں کام کرنے کے لئے کافی جگہ نکل آتی ہے اور کام بھی باسلیقہ ہوتا ہے۔

**کھانسی** (Cough) حلق کے اعصاب کا تشنج کی وجہ سے یک دم سکڑنا۔ تاکہ بلغم خارج ہو جائے۔ جب متحرک بلغم اوپر یا نیچے کی طرف سے حلق میں پہنچتا ہے تو کھانسی پیدا ہوتی ہے۔ اگر کوئی چیز حلق میں سوزش یا خارش پیدا کرے گی۔ مثلاً سگرٹ کا دھواں، تب بھی کھانسی پیدا ہوگی۔ حلق کی خشکی بھی کھانسی کا سبب بن جاتی ہے۔ اگر بلغم خارج ہوتی ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ ایسی کھانسی مفید ہے۔ اسے دبانے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ اس کے برعکس اگر کھانسی خشک ہو تو اسے دور کرنے کے لئے کوئی دوا استعمال کرنی چاہئے۔ ظاہر ہے کہ مختلف حالتوں میں کھانسی کا علاج مختلف ہوتا ہے۔ ایک ہی سکہ بند دوا سے ہر قسم کی کھانسی کا علاج نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اگر غلط دوا استعمال کی جائے تو بجائے فائدہ ہونے کے الٹا نقصان ہو۔

**کھانسی بوجہ ورم حلق۔** گلے کے ورم کو خناق بھی کہتے ہیں۔ خناق کی وجہ سے جو کھانسی آنے لگے تو وہ عام کھانسی سے زیادہ تیز اور زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے۔ اس کا دیسی علاج ملین جوشاندہ ہوتا ہے۔ انگریزی علاج اس کا گلیسرین کا استعمال ہے جو گلے میں لگائی جاتی ہے۔ ورم کے مقام پر بنفشہ کو جوش دے کر اور خشک کر کے باندھنا بھی مفید رہتا ہے۔

**کھانسی کھرہ (نزلہ زکام)۔** کھانسی کھرہ عام اصطلاح میں نزلہ اور زکام کو کہتے ہیں۔ یہ بھی انفلوئنزا کی ایک خفیف سی قسم ہے۔ نزلہ اور زکام کی بڑی وجہ تعفن ہوتی ہے۔ نزلہ صفراوی بھی ہوتا ہے اور بلغمی بھی۔ سردی لگنا اس کی بڑی وجہ ہو سکتی ہے بلغمی اور بارد طبائع کے لئے جائے کا استعمال مفید پڑتا ہے۔ صفراوی طبیعتوں کے لئے شربت بنفشہ یا بہی دانہ کا لعاب نوش کرنا بڑا نافع ثابت ہوتا ہے۔

**کھٹمل۔** (Bug) خون چوسنے والا ایک کیڑا جو بستروں چارپائیوں وغیرہ میں پایا جاتا ہے۔ ماہرین نے اس کی ۲۰ ہزار اقسام بتائی ہیں۔

کھٹمل کو انگریزی میں بگ (Bug) کہتے ہیں اور بگ نام کے مشرق یورپ میں دو دریا بھی ہیں۔

**کھجلی۔** (Itching) خارش بہت سے جلدی امراض کی علامت ہے۔ داد، کھجلی، پتی وغیرہ کی یہ عام علامت ہے۔ جسم پر دانے یا آبلے چھینپ پیدا ہوئے بغیر بھی خارش ہو سکتی ہے۔ عالم ضعیفی میں جلد کے اندر خشکی پیدا ہو جانے سے اس قسم کی خارش کی شکایت عام طور پر رہتی ہے۔ کھجانے سے اور بھی خرابی پیدا ہوتی ہے۔ سب سے بہتر کام یہی ہے کہ جس مرض کی وجہ سے خارش پیدا

ہوتی ہو اُس کے دفعیہ کا بندوبست کیا جائے۔ پسینہ آنے سے بھی کھجلی کی تکلیف میں اضافہ ہوتا ہے تیز دھوپ میں بیٹھنے، ورزش کرنے یا آگ تاپنے سے بھی پرہیز کرنا لازم ہے۔

کیلا مین، کول تار کے مرکبات، اور ایسے مرہم جن میں سُن کر دینے والی ادویات شامل کی گئی ہوں خارش کم کرنے کے لیے استعمال کئے جاتے ہیں۔ انفرا ریڈ شعاعیں، بھی کم مقدار میں مفید ثابت ہوتی ہیں۔ اگر خارش آسانی سے دور نہ ہو تو انہیں دے سے عموماً آرام آجاتا ہے۔ مقعد میں خارش پیدا ہو جائے تو دیکھنا چاہئے کہ نارو (تاگے کا سا کیڑا جو انسان کے جسم سے ایک بیماری میں نکلتا ہے) تو کھجلی کا باعث نہیں ہے۔ اس کے علاوہ صفائی کا بھی خاص خیال رکھنا چاہئے۔ سُن کرنے والی دوا کا ٹیکا لگانے سے بھی بہت سا آرام آجاتا ہے۔

**کھجور**۔ کھجور ایک گٹھلی دار لذیذ میوہ ہے جو گرم خطوں خصوصاً الجیریا، مصر، بصرہ اور عراق میں کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔ عرب میں یہ میوہ خوراک کے طور پر کھایا جاتا ہے۔ اور عموماً اسے دودھ میں بھگو کر کھاتے ہیں۔

جدید طبی تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ کھجور میں پروٹین بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا یہ ایک نہایت مقوی غذا ہے۔

کھجور کے درخت کی جڑوں کے لیے بہت زیادہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے نشوونما کے دوران میں پتوں کی اندرونی جلد پر جو کانٹے سے اُگتے ہیں۔ انہیں کے ساتھ کاٹ کر صاف کیا جاتا ہے۔ اور کھجور پکنے پر فوراً اُسے اتار لیا جاتا ہے۔

جب کھجور پکنے پر آتی ہے تو اُس کے گچھوں کے گرد مضبوط کاغذ لپیٹ دیئے جاتے ہیں تاکہ وہ بارش سے خراب نہ ہو جائیں۔



کھجور کے پختہ گچھے خود بخود نہیں ٹوٹتے چنانچہ سیڑھی کے ذریعہ درخت پر چڑھ کر اُنہیں اتارا جاتا ہے۔

پاکستان کے ریگستانی خطوں میں بھی کھجور عام ملتی ہے لیکن وہ بصرہ وغیرہ کے علاقوں کی کھجور کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

**کھچڑی**۔ ایک قسم کی خوراک چاول اور مونگ یا مسور کی دال کو ملا کر تیار کی جاتی ہے۔ اور عموماً بیمار اور کمزور معدہ کے آدمی کو کھلائی جاتی ہے۔ کیونکہ ہلکی اور زود ہضم خوراک ہونے کے باعث مریض کو جلد ہضم ہو جاتی ہے اور نقصان نہیں دیتی۔

ترکیب۔ دو حصے چاول اور ایک حصہ دال لیں دال کو دھو کر آدھ سیر پانی میں ڈال کر آدھ پکی کر لیں پھر چاول پانی میں دھو کر تھوڑی دیر پڑا رہنے کے بعد دال میں ملا دیں۔ بعد ازاں تھوڑا سا نمک اور ادرک ڈالیں۔ پک جائے۔ تو اتار لیں حسب دلپسند پیاز اور ہلدی بھی شامل کی جا سکتی ہے۔

**کھڈی** Looms سوت یا دھاگے سے کپڑا بُننے کی مشین۔ کھڈی کے ضروری حصّے فریم، دھاگہ لپٹنے والی لکڑی، کپڑا لپیٹنے والی لکڑی اور شٹل (نال) ہیں۔ شٹل ایک کشتی نما آلہ ہوتا ہے جس کے ذریعہ سے تانے میں دو طرفہ دھاگہ آتا جاتا ہے۔ کھڈی میں ایک سے زیادہ شٹل بھی ہو سکتے ہیں۔ جس قسم کا کپڑا بُنا جائے اُسی کے مطابق کھڈی کا نام ہوتا ہے مثلاً نقشی کھڈی جس پر نقش و نگار والا کپڑا بُنا جائے۔ قالین کھڈی جس پر قالین بُنا جائے۔ دستی کھڈیاں آج کل استثنائی طور پر اعلیٰ قسم کے ریشم اور قالین کے لئے مخصوص ہوتی ہیں۔ جبکہ دیگر انواع کے اکثر کپڑے پاور سے چلنے والی کھڈیوں میں بُنے جاتے ہیں۔

**کہر**۔ (Fog) دھند۔ کہرا، کرۂ ہوائی کی نچلی تہوں میں کثیف آبی قطرات کی موجودگی کا نام کہر یا دھند ہے۔ بعض دفعہ اس کے چھا جانے سے دور دور تک کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ کہر چھا جانے کی

وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ زمین کے نزدیک کی ہوا نقطہ شبنم سے نچلے درجے تک سرد ہو جاتی ہے بشرطیکہ یہ ہوا ساکن ہو اور رات بھر مطلع صاف رہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے۔ کہ ہوا کسی سرد سطح مثلاً دریا وغیرہ کے ساتھ ملحق ہو۔ یا ہوا سرد تر طبقے میں داخل ہو۔ کہر کے وجود کا باعث وہ ننھے ننھے معلق خاکی ذرات ہوتے ہیں جو ہر وقت ہوا میں تیرتے پھرتے ہیں۔ جب نمدار ہوا ان سرد ذروں کی سطح سے ٹکراتی ہے۔ تو اپنی نمی کا کچھ حصہ ان پہ چھوڑ جاتی ہے۔ جہاں کارخانے زیادہ ہوں اور دھوئیں کے ذرات بیشتر وہاں اسقدر گھنی دھند اٹھتی ہے کہ کچھ نظر نہیں آتا۔ رات سے بھی تاریک سماں نظر آتا ہے اور لیمپ روشن کرنا بھی بے سود رہتا ہے۔ لنڈن کی دھند بہت مشہور ہے اور اس کی وجہ دریا کا قرب اور بیشمار دھوئیں کی چمنیاں ہیں۔ کہر سطح زمین کے نزدیک بادل ہی ہوتے ہیں جو بادل کہ ہمارے پہاڑی مکانوں کے اندر گھس آتے ہیں وہ بالکل کہر ہی ہوتے ہیں۔ لیکن اصل کہر وہی ہے۔ جو صبح کے وقت زمین کے نزدیک ایک مسلسل چادر کی صورت میں چھائے۔ جوں جوں سورج اوپر آتا ہے کہر مدھم پڑتی جاتی ہے اور بالآخر غائب ہو جاتی ہے۔

**کہربا (Amber)** بیروزہ یا گوند کی قسم کی ایک چیز جو دراصل صدیوں پرانا بیروزہ ہی ہوتا ہے۔ جو زیر زمین دفن ہو کر پتھر سا بن جاتا ہے۔ بحیرہ بالٹک کے ساحلوں کے ارد گرد بہت پایا جاتا ہے۔ اور وہاں سے غیر ممالک میں پہنچتا ہے۔ زیورات ورتلوں کے منہ بنانے میں اس کی کھپت ہے۔

کاہ کے معنی تنکے کے ہیں۔ اور ربا کے معنی ہیں لے جانے والا۔ اس کے نام کے معنی ہوئے تنکوں کو لے جانے والا۔ اس مادے میں یہ خاصیت ہوتی ہے کہ اگر اس سے بنی ہوئی سلاخ کو کسی چیتھڑے کے ساتھ رگڑا جائے تو اس میں برقی طاقت پیدا ہو جاتی ہے اور سلاخ تنکوں کو اپنی طرف کھینچنے لگ جاتی ہے

مشرق میں برق کی موجودگی کو اسی طرح ثابت کیا جاتا تھا۔ اب اس کی جگہ آبنوس یا شیشے کی سلاخ ریشمی یا اونی پارچات کے ساتھ استعمال ہوتی ہے اور کاہ کی جگہ سرکنڈے کا گودا۔

مشرقی ادب میں شاعروں نے کہربا کی کشش سے طرح طرح کے محاورات پیدا کئے ہیں۔

**کھڑکی (یا دگیر)** کھڑکیاں روشنی اور ہوا دونوں کی خاطر لگائی جاتی ہیں۔ لیکن پرانی آبادیوں میں جہاں مکانات شہرپناہ کے اندر اور ایک دوسرے سے ملحق حفاظت کی خاطر بنائے جاتے تھے۔ کھڑکیاں بہت کم رکھی جاتی تھیں۔ اب ہر ملک میں ان کی ضرورت کو محسوس کیا جا رہا ہے۔ اور شیشہ دار کھڑکیوں کے لگانے سے یہ مطلب ہے کہ زیادہ سے زیادہ روشنی کمرے کے اندر آ سکے۔

جہاں تک ہمارے ملک کا تعلق ہے۔ سردیوں میں ہوا کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور گرمیوں میں جہاں بجلی کے پنکھے ہیں۔ وہاں گرمیوں میں بھی ہوا کی ضرورت نہیں پڑتی اس لئے کھڑکیاں محض روشنی کی خاطر ہوتی ہیں۔ جن پہ شیشے لگانا از بس ضروری ہو جاتا ہے بعض دفعہ حفاظت کی خاطر ان کھڑکیوں میں لوہے کی سلاخیں بھی نصب کر دی جاتی ہیں اور شیشوں کی حفاظت کے لئے باہر کی طرف جالی لگا دی جاتی ہے۔ بعض کھڑکیاں صرف محدود گزرگاہ کے طور پر استعمال کی جاتی ہیں۔ مثلاً بڑے بڑے پھاٹکوں میں کھڑکیاں۔ یا بڑے بڑے مکانات کے پچھلی طرف کی کھڑکیاں۔ دفتروں اور سکولوں میں کھڑکیاں لازمی ہوتی ہیں۔ ان کا مقصد ہوا اور روشنی دونوں ہوتے ہیں۔ ڈاکخانوں میں ضرورت کی خاطر اور ریلوے کے ٹکٹ گھروں میں بھی اسی ضرورت کیلئے رکھی جاتی ہیں۔ پہلے پہل ڈاٹ دار کھڑکیاں رکھی جاتی تھیں۔ اب کانکریٹ کی عمارتوں میں سیدھی کھڑکیاں بنائی جاتی ہیں۔ جنوبی سندھ میں مکانوں کی چھتوں پہ

ایک خاص قسم کے ہوادان ہوتے ہیں جو نسیم بحری کو مکان کے اندر پہنچاتے ہیں۔ ان کو بادگیر کہتے ہیں۔ ان سے مکان کے اندر ٹھنڈی ہوا ہر وقت آتی رہتی ہے۔

**کھڑکیوں کی صفائی**۔ کھڑکیوں کے شیشے صاف کرنا اور اُن سے دھبے چھڑا دینا کافی مشکل کام ہے۔ اس کے لئے پانی کا استعمال نہ کرو۔ بلکہ کپڑے کا ایک صاف ٹکڑا لے کر اُسے پیرافن (Paraffin) سے تر کرو اور شیشے کی پوری سطح پر پھراؤ۔ بعد ازاں جھاڑن سے خشک کر دو۔ پیرافن کے نشانات رہ جائیں تو مکھیوں اور پتنگوں کو ناگوار گزرتے ہیں۔ اس لئے وہ پاس نہیں پھٹکتے۔

**کھڑو محمد ایوب**۔ اگست ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۴ء سے ۱۹۳۶ء تک صوبہ بمبئی کی مجلس آئین ساز کے ممبر تھے۔ چھ برس تک بمبئی یونیورسٹی کے فیلو رہے۔ سندھ مسلم ایجوکیشن کے ۱۹۰۸ء سے ۱۹۳۶ء تک وائس پریزیڈنٹ تھے۔ ۱۹۳۳ء اور ۱۹۳۴ء میں سندھ کی انتظامی کمیٹی کے ممبر بنے۔ بعدہٗ مختلف حیثیتوں میں کام کرتے رہے اور پھر ۱۹۴۰ء اور ۱۹۴۱ء میں سندھ کے پبلک ورکس منسٹر رہے۔ ۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۴ء تک سندھ کے ریونیو منسٹر تھے۔ ۱۹۴۶ء اور ۱۹۴۷ء میں ڈپٹی منسٹر سندھ رہے۔ ۱۹۴۷ء میں چیف منسٹر ہوئے۔ مارچ ۱۹۵۱ء میں دوبارہ سندھ کے چیف منسٹر مقرر ہوئے مگر دسمبر ۱۹۵۱ء میں مستعفی ہو گئے۔ پھر ۱۹۵۴ء میں تیسری بار چیف منسٹر سندھ مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۵ء میں پاکستان کے ڈیفنس منسٹر مقرر ہوئے۔ اکتوبر ۱۹۵۸ء میں مارشل لا کے نفاذ پر ڈیفنس منسٹر کے عہدہ سے سبکدوش ہو گئے۔

ان پر مارشل لا ریگولیشن کے ماتحت بلیک مارکیٹنگ وغیرہ کے الزام پر مقدمہ بھی چلایا گیا۔ جس میں ۲۸ فروری ۱۹۵۹ء کو انہیں پانچ سال قید بامشقت اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ جرمانہ ہوا۔ بصورت عدم ادائگی مزید دو سال کی قید بامشقت کی سزا دی گئی۔ اور بالآخر اپیل پر بری ہو گئے۔

**کہکشاں** (Pleiades) کہکشاں کو ثریا اور رشناور اور سیاح ستارے (Sailing Stars) بھی کہتے ہیں۔ یونانی علم الاصنام میں، اٹلس دیوتا کی سات لڑکیاں (ایک دوسری کی بہنیں) جو ستاروں میں تبدیل ہو گئیں۔ ان میں سے چھ نمایاں ہیں اور ساتویں غیر مرئی ہو چکی ہے۔

**کھلا شہر** (Open City) ایک ایسا شہر جس کی دوران جنگ میں قلعہ بندی نہ کی گئی ہو۔ اور اس کی حفاظت کا سامان نہ کیا گیا ہو۔ بین الاقوامی قانون کے ماتحت دشمن افواج کو ایسے شہر پر بمباری نہیں کرنی چاہئے لیکن بعض حالات میں اس شک کے ماتحت کہ ان شہروں میں گولہ بارود کے کارخانے ہیں، دشمن افواج عام طور پر اس قانون کا احترام نہیں کرتیں۔

**کھلونے بنانا** (Toy Making) نرم گودڑ بھرے کھلونوں کا بنانا بہت آسان ہے۔ کھلونے بنانے کے فن پر بہت سی کتابیں آسانی سے مل سکتی ہیں جن میں اچھے اچھے نمونے اور ان کے بنانے کے طریقے دئے ہوئے ہیں۔ لیکن گودڑ بھرے کھلونے مثلاً گڑیاں بغیر کسی نمونے کے بھی آسانی سے بنائے جا سکتے ہیں کیونکہ پرانی بیکار چیزیں استعمال کی جا سکتی ہیں۔ مخمل، پرانی پوستین، کمبل کے ٹکڑے وغیرہ لے کر کتے، ریچھ، خرگوش بنائے جا سکتے ہیں۔ پرانے پردوں، تکیوں، دوشالوں وغیرہ سے گڑیا کے کپڑے تیار کئے جا سکتے ہیں۔ کپڑے اگر چھوٹے ہوں اور ان سے گڑیا کا لباس تیار کیا جا سکے تو انہیں قینچی سے باریک باریک کاٹ کر بھرائی کا کام لیا جا سکتا ہے۔ اگر نیا کپڑا خریدنے کی ضرورت محسوس ہو تو امریکن کپڑا اور نمدہ بہت کارآمد ہو گا۔

یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر جانور کے پیر الگ سے بنا کر لگائے جائیں۔ مثلاً اگر بیٹھے ہوئے خرگوش کی شکل بنانا ہے تو اس کا خاکہ کھینچ کر کپڑے وغیرہ کے

ٹکڑے اسی شکل کے کتر لیجئے اور انہیں ایک لمبی پٹی سے جوڑ دیجئے۔ سلائی کرتے وقت دم سے شروع کرکے پٹی سارے جسم کے کنارے کنارے سیتے ہوئے پھر دم تک واپس آ کر سلائی ختم کیجئے۔ سلائی کا بخیہ یکساں ہونا چاہئے۔ بیک سٹچ (Back Stitch) بخیہ بہتر رہے گا۔ اگر کسی طرف سلائی میں جھول رہ گیا تو جانور کی شکل مسخ ہو جائے گی یا وہ کھڑا نہ ہو سکے گا۔ اس طرح بطخ، مچھلی یا گھوڑا بھی بنایا جا سکتا ہے۔ اگر کھڑے جانور کی شکل کا کھلونا بنانا ہے تو اس کے تورے مربعے کی شکل کے اور پیر سیدھے سیدھے بنائیے۔ اس کے بعد تنگ پٹی سے چاروں طرف سلائی کی جا سکتی ہے۔ حوّا یا گڑیا بنانے کیلئے دو ٹکڑے نقشہ کر تراش لیجئے۔ چار ہاتھ اور چار پیر الگ سے کاٹ لیجئے۔ الٹی طرف سے انہیں ٹھیک طرح سے ملا کر سی ڈالئے۔ اوپر سے بازو اور گڑیا کا نیچے کا دھڑ گودڑ بھرنے کیلئے بغیر سلا چھوڑ دیجئے۔ اب کپڑے کو سیدھا کر لیجئے۔ ہاتھوں پیروں کے بغیر سلے حصوں کو ترپ لیجئے اور آخر میں انہیں دھڑ سے جوڑ کر ترپ ڈالئے۔ ہاتھوں پیروں میں گودڑ بھرتے وقت آدھا انچ جگہ خالی چھوڑ دیجئے۔ پھر انہیں دھڑ کے ساتھ سی دیجئے۔ بال بنانے کے لئے بالوں اون کے دھاگے استعمال کیجئے۔ اگر حوّا مضحکہ خیز بنانا ہے تو اون کے لچھے کپڑے میں ڈال ڈال کر سر پر سی دیجئے اس کے بعد آنکھ کان ناک وغیرہ بنائیے۔ منہ بنانے کے لئے سرخ رنگ کے ڈورے کے دھاگے استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ یا کشیدہ کاری سے منہ بنایا جا سکتا ہے۔ نرم کھلونے بناتے وقت مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھئے۔ (۱) نمونہ احتیاط سے کاٹئے۔ (۲) اگر کپڑا ایک طرف سے الٹا اور دوسری طرف سے سیدھا ہے تو دو ہم شکل حصے تراشتے وقت نمونہ کو الٹ دیجئے۔ (۳) پہلے سر، ہاتھوں اور پیروں میں یکساں طور پر گودڑ بھر لیجئے۔ (۴) مشین کے ذریعے سلائی کرنے سے پہلے ترپ لینا ضروری ہے۔ (۵) بخیہ مشین سے کیجئے تو بہتر ہے۔ (۶) کان آنکھیں اور دم بہت مضبوطی سے سینے جائیں کیونکہ اکثر بچے انہیں پکڑ کر کھینچتے ہیں۔

ولایتی اور جاپانی کھلونے بڑے دلپسند اور خوبصورت ہوتے ہیں۔ پاکستان میں بھی کھلونے بنانے کی صنعت بڑی ترقی کر رہی ہے۔



**کھمب**۔ کھمب ایک قسم کا چھتری نما پودا ہے۔ جو عموماً برسات کے موسم میں بعض زمینوں میں از خود اُگ آتا ہے۔ ان میں سے ایک قسم کھائی جاتی ہے اور دوسری قسم کھانے کے کام نہیں آتی۔

اس کے جسم کا بیشتر حصہ ایک جال کی طرح زمین کے نیچے غذا حاصل کرنے میں مصروف رہتا ہے۔ اور باہر کا حصہ تنہ در تنہ دھاگوں کی ایک چھتری سی بن جاتی ہے۔

بعض ملکوں میں کھمبیں باقاعدہ کاشت بھی کی جاتی ہیں۔ اور ان کا بیج ان کھمبوں سے حاصل کیا جاتا ہے جو برسات میں از خود پیدا ہوتی ہیں۔

**کھیل کود** (Sports and Pastimes) کھیل کود کا سلسلہ مشاغل فرصت میں شامل ہے۔ عام سیر و تفریح کے علاوہ کھیل کود کا مشغلہ بھی جسمانی صحت اور دماغی نشو و نما کا کفیل ہوتا ہے۔ قدیم طرز کے کھیل کود میں ڈنڈ بیٹھک کشتی دوڑ دھوپ، گھوڑ دوڑ، نیزہ بازی وغیرہ شامل تھے۔ مگر تہذیب حاضرہ میں اتھلیٹکس، دوڑنا، کودنا، سپرنٹنگ، پول والٹنگ، ہیمر، جیولن اور ڈسکس پھینکنا، بیڈمنٹن، بیس بال، باسکٹ بال، باؤلز، باکسنگ، کیمپنگ، کینوئنگ، شطرنج، کوئٹنگ، کرکٹ، کروشیے، کروکٹ، سائیکلنگ، ڈرافٹس، ڈومینوز، ڈرائنگ، ڈریس میکنگ، مینا کاری، نقاشی، گالف، باغبانی، جمناسٹک، پتنگ بازی، سوزن کاری، ماڈل سازی، فوٹو گرافی، رگبی، سواری، جہاز رانی، کشتی رانی، سلائی، سکیٹنگ، سکواش، ریکٹ، ٹیبل ٹینس، واٹر پولو، ووڈ ورک وغیرہ کھیل کود کا اہم حصہ ہیں۔ کثرت کاہلی سے صحت بگڑتی ہے اور جسمانی حالت کمزور ہوتی ہے اور کھیل کود خواہ وہ عمر کے کسی حصے کے مطابق ہو، جسمانی صحت کی بحالی اور دماغی ارتقاء کے لئے لازم ہوتی ہے۔ بچوں اور جوانوں کے لئے کھیل کود کے مندرجہ مشاغل اور بوڑھوں کے لئے خفیف ورزش اور سیر و سیاحت کفایت کرتی ہے۔

**کیانی جسٹس، ایم۔ آر**۔ جسٹس ایم آر کیانی ۱۹۰۲ء میں ضلع کوہاٹ کے ایک گاؤں شاہ پور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم۔ اے کیا اسی سال انڈین سول سروس کے لئے

منتخب ہو گئے۔ اور ڈاؤننگ کالج کیمبرج میں دو سال تک تربیت حاصل کرتے رہے۔ ابتدا میں انتظامیہ کے مختلف عہدوں پر مامور رہے اور ڈپٹی کمشنر کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔ قیام پاکستان کے بعد حکومت پنجاب کے قانونی مشیر ہو گئے۔ ۱۹۴۹ء میں لاہور ہائیکورٹ کے جج مقرر ہوئے اور چند سال بعد آپ کو چیف جسٹس کا عہدہ تفویض کیا گیا۔ زمانہ طالب علمی میں آپ فٹ بال کے اچھے کھلاڑیوں میں شمار ہوتے تھے۔ جسٹس کیانی نہایت ہی خوش بیان مقرر ہیں۔ بذلہ سنجی اور نکتہ آفرینی میں کمال حاصل ہے۔ آپ کو باغبانی سے بھی گہری دلچسپی ہے۔

**کے آئی سنگھ، ڈاکٹر۔** نیپال کے باغی لیڈر تھے اور پیکنگ ریڈیو سے تقریریں نشر کیا کرتے تھے۔ تبت اور چین میں پناہ گزین تھے۔ نیپال کے اس سابقہ لیڈر کو گذشتہ دنوں حکومت چین نے نیپال واپس بھیج دیا تھا۔ حکومت نیپال نے ان کی گرفتاری کے لئے پندرہ ہزار روپے کا اعلان کیا تھا۔ تبت اور چین سے نیپال کے خوشگوار تعلقات کے قیام کی راہ میں انہیں رکاوٹ خیال کیا جاتا تھا۔ کیونکہ تبت اور چین نے انہیں پناہ دے رکھی تھی۔ مگر پنڈت نہرو کے چین جانے کے موقعہ پر مصالحت کا مسلک اختیار کیا گیا اور انہیں واپس نیپال بھیج دیا گیا۔ چنانچہ اب حالات معمول پر ہیں اور نیپال کے تعلقات چین وغیرہ کے ساتھ خوشگوار بن رہے ہیں۔ ڈاکٹر کے آئی سنگھ نیپال کانگرس کے ممتاز لیڈروں میں سے ہیں۔

**کے ایم شیخ لیفٹیننٹ جنرل۔** لیفٹیننٹ جنرل کے ایم شیخ ۱۹۱۰ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ لاہور ہی میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۳۲ء میں سینڈہرسٹ (انگلستان) سے کمیشن حاصل کیا۔ اور ایک سال تک رائل نارفوک رجمنٹ سے منسلک رہے جنگ کے دوران میں لنکا میں خدمات انجام دیں۔ پھر برما کے محاذ جنگ پر بھیج دیئے گئے۔ جہاں انہوں نے اپنی رجمنٹ کی ایک بٹالین کی کمان کی۔ آزادی سے تھوڑے ہی عرصہ بعد انہیں ترقی دے کر بریگیڈیر بنا دیا گیا۔ اور ایک انفنٹری بریگیڈ کمان میں دے دیا گیا اس کے بعد انہیں جنرل ہیڈ کوارٹرز میں ڈپٹی چیف آف جنرل سٹاف پھر پاکستان کی بری فوج کا چیف آف جنرل سٹاف مقرر کیا گیا۔ ۱۹۵۰ء میں انہوں نے امپیریل ڈیفنس کالج کے کورس میں بھی شرکت کی۔ اکتوبر ۱۹۵۸ء کے فوجی انقلاب کے وقت آپ پاکستانی فوج کے ڈویژن کمانڈر تھے۔ نئی فوجی کابینہ کی تشکیل ہوئی تو اس میں آپ کو وزارت داخلہ کا عہدہ دیا گیا۔

**کیپری جزیرہ۔** کیپری کا خوبصورت جزیرہ خلیج نیپلز میں واقع ہے۔ موسم تقریباً گرم ہی رہتا ہے۔ لوگ خوش اخلاق اور مہمان نواز ہیں۔ جزیرے میں بہت اعلیٰ پایہ کے ہوٹل ہیں۔ آمد و رفت کا واحد ذریعہ گھوڑے تانگے ہیں۔ جو غیر ملکی سیاحوں کو اٹھا کر جزیرے کا چھ مربع میل علاقہ طے کرتے ہیں جزیرے کی سب سے بڑی بندرگاہ "مرینا گرانڈے" ہے۔ جزیرے میں بہت سے چھوٹے چھوٹے دیہات بھی آباد ہیں۔ جزیرہ کی حسن و جمال مخملیں گھاس، اور سحر انگیز مناظر کو سیاح کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔

**کیپسٹن۔ (Capstan)** جہازوں میں ایک آلہ ہوتا ہے۔ جس سے جہاز کا بہت بھاری لنگر سمندر میں پھینکا یا اٹھایا جا سکتا ہے۔ یہ آلہ لکڑی یا لوہے کا ایک گول ستون سا ہوتا ہے جو چرخی کی طرح گھوم سکتا ہے۔ یہ چرخ نما ستون عمودی محور پر افقی سمت میں حرکت کرتا ہے۔ اس کے بالائی حصے کے آر پار سوراخ ہوتے ہیں۔ جن میں بانس ڈال کر انہیں گھمایا جاتا ہے۔ اور اس حرکت میں لنگر کا زنجیر اس پر سے کھلتا یا اسی پر لپٹتا چلا آتا ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح ہمارے ملک میں کنوئیں سے پانی کھینچنے کی چرخی۔ فرق صرف اتنا ہے۔ کہ چرخی کی حرکت عمودی ہوتی تھی۔ اور اس کی افقی ہوتی ہے۔ بازار میں اس نام کے جو سگریٹ بکتے ہیں۔ اس پر کیپسٹن کی تصویر بنی ہوتی ہے۔

**کیتلی کی مرمت** - اگر ٹین کی کیتلی میں چھوٹا سا سوراخ ہو جائے تو دھات کے دو چھوٹے ٹکڑے لے کر سوراخ کے اوپر نیچے رکھو بعد ازاں ان دونوں کو ایک پیچ اور ڈھبلے کے ذریعے کس دو۔ اگر یہ تسلی بخش نہ ہو یا اگر کیتلی وزنی لوہے کی ہو تو پھر قلعی کا ٹانکا لگانا چاہئیے۔ اس کے لئے قلعی کا ٹکڑا اور ٹانکا لگانے کا لوہا گھر میں رکھنا چاہئیے۔ پہلے یہ دیکھ لو کہ کیتلی اندر باہر سے بالکل خشک ہے۔ پھر اس میں پانی بھر دو اور دیکھو کہ کن کن جگہوں سے پانی ٹپکتا ہے۔ پھر کیتلی پانی سے خالی کر دو، اور اس کو اس طرح رکھو کہ سوراخ سامنے آ جائے۔ پرانی چھینی سے خراب حصے کو اچھی طرح چھیل دو یہاں تک کہ وہ چمک اٹھے۔ جس جگہ چھینی کا کنارہ گھس نہ سکے وہاں سوہان استعمال کرو۔ اس کے بعد ریگ مال سے رگڑ کر صاف کر لو۔ جب سوراخ کا کنارہ اور گرد و پیش کی ساری جگہ چمک جائے تو قلعی کو جلتی ہوئی آگ میں رکھو تاکہ وہ سرخ ہو جائے۔ سوراخ کے گرد پگھلی ہوئی قلعی لگا دو اور لوہا تیار ہو جائے تو اس کا سرا اس میں ڈبو دو۔ قلعی کا ٹکڑا فوراً سوراخ کے قریب کرو۔ لوہے کی گرم نوک سے قلعی کا کچھ حصہ پگھلا دو اور اسے چمکدار حصوں پر پھیلا دو۔ سوراخ اگر بڑا ہو تو اسے پاٹنے کی کوشش کرو۔ سوراخ اگر بڑے ہوں تو ان کے کناروں سے اچھی طرح صاف کر لینا چاہئیے۔ اور ان کے برابر لوہے کی چادر کے ٹکڑے کاٹ کر پیوند لگا دینا چاہئیے۔ سوراخ کے گرد گرم قلعی بھر کر اور ٹین کا ٹکڑا رکھو بعد ازاں گرم لوہا رکھ کر اسے سوراخ کے ساتھ چپکا دو۔

**کیتھیڈرل** - (Cathedral) عیسائی مذہب کے کلیسائی نظام میں ضلع کا مرکزی اور صدر گرجا جس میں بشپ یعنی لاٹ پادری کے لئے ایک تخت نما کرسی بچھی ہوئی ہے۔ دنیا کا سب سے بڑا کیتھیڈرل روم (Rome) میں ہے۔ جس کو سینٹ پیٹرز کا گرجا کہتے ہیں۔ فرانس میں نوٹرڈیم کا مشہور گرجا بھی کیتھیڈرل ہی ہے۔ اور کولون، میلان میں بھی اسی قسم کے گرجے ہیں۔ لندن کا سینٹ پال کیتھیڈرل ایک بہت ہی شاندار عمارت ہے۔ اس کے علاوہ اس ملک کے مشہور کیتھیڈرل کنٹربری، یارک سنٹر، ڈرہم، برسٹل، گلوسٹر، ہیرفورڈ، ایکسٹر، اور لورپول کے جدید گرجے ہیں۔

پاکستان میں لاہور کا سب سے بڑا گرجا بھی کیتھیڈرل کہلاتا ہے یہاں "بشپ آف لاہور" رہتے ہیں جو مغربی پاکستان اور دہلی تک کے انگریزی کلیسا کے نگران ہیں۔ اس کے علاوہ ہر چھاؤنی میں بھی ایک گرجا ہے مگر وہ کیتھیڈرل نہیں کہلا سکتا کیونکہ اسی قسم کے گرجوں میں کمتر درجے کے پادری مقیم ہوتے ہیں۔

**کیٹیکزم** - (Catachism) یہ انگریزی اصطلاح پاکستان میں بھی مستعمل ہے۔ علوم و فنون میں عموماً اور مذہبی امور میں خصوصاً واقفیت بہم پہنچانے کی غرض سے تالیف شدہ رسالہ جو بطرز سوال و جواب مرتب کیا گیا ہو۔ اس قسم کی کتب مدارس میں اکثر رائج ہیں۔ جن میں سوال و جواب کے ذریعے دینیات یا دیگر علوم کی ابتدائی تعلیم دی جاتی ہے۔ پنجابی میں اس قسم کی کتاب "پکی روٹی" کے نام سے مشہور ہے۔ عیسائی مذہب میں اسی قسم کی ایک مشہور کتاب ۱۵۲۹ء میں لوتھر نے تالیف کی۔ اور کالون کی "جنیوا" ۱۵۳۶ء میں لکھی گئی۔ کلیسائے انگلستان کی دعائیہ کتب بھی اسی قسم کی ہیں۔

قدیم پاکستانی کتب میں دیونانی ترجمہ بنام "ملندر کے سوالات" ایک بدھ مذہب کی کتاب ہے جس میں اس راجہ کے بدھ مذہب پر اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ اس راجہ نے ان جوابات سے متاثر ہو کر آخر بدھ مذہب قبول کر لیا اور بدھ مذہب کے مقدس بزرگوں میں شمار ہوا اس کا دارالحکومت شہر سیالکوٹ تھا۔

**کیٹرپلر** - (Caterpiller) سنڈی، تیتری، پروانے، یا دیگر تین حصے والے کیڑوں کے ننھے بچے تین حصے والے کیڑے پیدائش کے وقت تین ہی حالتیں بدلتے ہیں۔ جن میں ایک حالت لاروا (Larva) کی ہے۔ اس حالت میں کیڑے کے پر نہیں ہوتے بلکہ یہ سنڈی کی طرح رینگتا ہے۔ سنڈی در اصل تیتری کا لاروا ہی ہوتا ہے۔ اس کے اس کے جسم کے نیچے ننھی ننھی ٹانگوں کی دو قطاریں ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ اس کا بدن حلقوں میں تقسیم ہوتا ہے جیسے کپاس کی سنڈی

کا۔ اس کے علاوہ کئی قسم کی ابلق یا عجیب رنگوں کی
سُنڈیاں بھی ملتی ہیں اور بعض دفعہ تو ان کے بدن پر
روآں یا بال بھی ہوتے ہیں سنڈی دراصل سُنڈ سُنڈی
ہے۔ اور اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس کے مُنہ کے
آگے سونڈ کی طرح کے دو آنکڑے ہوتے ہیں۔
لاروا کے بعد جب مکمل کیڑا وجود میں آتا ہے۔ یا تو
بھڑ یا چیونٹی کی طرح کا ہوتا ہے۔ یا نہایت خوش نما
تیتریوں کی شکل میں اُڑتا پھرتا ہے۔ اور نر پھول سے
پولن لے کر مادہ کو پہنچاتا ہے۔ اور ان کی افزائش
نسل کا باعث بنتا ہے۔

**کیٹز آئی۔** (Cat's Eye) انگریزی لفظ ہے
جس کے معنی بلی کی آنکھ کے ہیں۔ ایک قسم کا بلوری پتھر
جو لعل کی طرح بیش قیمت ہوتا ہے۔ یہ پتھر آبی اور کئی
اور رنگوں میں کانوں سے دستیاب ہوتا ہے اور بہت
قیمت پاتا ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ایک
شخص کے پاس اس قسم کے دو بیش قیمت ہیرے تھے
جن کو وہ نہایت عزیز رکھتا تھا۔ اور کسی قیمت پہ
بیچنے کو تیار نہ تھا۔ ایک اور شخص جو ان پتھروں کو حاصل
کرلینے کا نہایت خواہشمند تھا اس کی تاک میں تھا
آخر کار وہ ان کے چرانے میں کامیاب ہو گیا۔ اور
ان کو چھپانے کے لئے اس نے مٹی اور پتھر کے سستے
کھلونے بنوائے جن میں ایک سنگ مرمر کی بلی تھی۔ یہ
دونوں ہیرے اس نے بلی کی ہر دو آنکھوں میں جڑ دئے
مالک کی رپورٹ پر اس مشتبہ چور کی تلاشی لی گئی۔ بلی
سامنے میز پہ پڑی تھی۔ لیکن پولیس گھر کی تلاشی کرکے ناکام
واپس لوٹ گئی۔ تب سے ان کا نام بلی کی آنکھ پڑ گیا۔

**کے ٹو۔** (K.2) اصل نام گوڈون آسٹن
(Godwin Austen)
دنیا کی سب سے غیر مفتوحہ چوٹی ہے۔ پچھلے دنوں
ایک امریکی مہم نے اسے سَر کرنے کی کوشش کی تھی اس
کے رہنما ڈاکٹر چارلس ہوسٹن تھے۔ اور اس ناکام مہم
میں ایک آدمی کی جان بھی گنوائی گئی تھی۔ یہ چوٹی ماؤنٹ
ایورسٹ سے کوئی سات سو اٹھتر فٹ نیچی ہے اور اس
کی بلندی ۲۸۲۵۰ فٹ ہے ایورسٹ سے زیادہ دشوار
سمجھی جاتی ہے۔ کے ٹو پر ۱۹۳۸ء میں ڈاکٹر ہوسٹن نے
چڑھنے کی کوشش کی تھی اور اس کی مہم ۲۶ ہزار فٹ کی بلندی
تک پہنچ گئی مگر اس کے آگے نہ بڑھ سکی۔ نومبر ۱۹۵۳ء
میں ایک دوسری امریکی جماعت نے کے ٹو پر چڑھنے
کی کوشش کی مگر یہ مہم بھی ناکام رہی اور اس مہم میں چند
جانیں تلف ہوئیں۔
جولائی ۱۹۵۴ء میں اطالوی پروفیسر ڈیسیو کی زیر قیادت
ایک مہم اس کی چوٹی سر کرنے میں کامیاب ہوگئی تھی۔ لیکن اس
مہم سے بھی کچھ زیادہ معلومات حاصل نہ ہو سکیں۔

**کیرولین (جزائر)** (Caroline Islands) نیوگنی کے شمال میں اور
فلپائن کے مشرق میں جزیروں کا ایک مجموعہ جو مشرق
سے مغرب تک ۲ ہزار میل لمبا ہے۔ اس مجموعہ جزائر
کو جرمنی نے ہسپانیہ سے ۱۸۹۹ میں خریدا۔ اور ۱۹۱۹
میں انجمن اقوام متحدہ نے اسے جاپان کی تولیت میں
دے دیا۔

**کیر ویہ** (Cherovil) جنوبی یورپ کے متعدد
پودوں کے مجموعہ کی ایک قسم جس کی کاشت اس کے
پتوں کی غرض سے کی
جاتی ہے۔ یہ پتے
سالنوں اور سلاد
میں استعمال کئے
جاتے ہیں۔ نیز اس
مجموعہ کے بعض پودے
لکڑی کی خاطر کاشت
کئے جاتے ہیں۔

**کیڑے مکوڑے۔** (Insect) جوڑ دار جانوروں
کی سب سے بڑی جماعت جس کے ۵ لاکھ سے بھی زیادہ
اقسام ہیں۔ کیڑوں کے جسم میں تین حصے جڑے ہوتے
ہیں سر دھڑ اور پیٹ۔ سر پر تو بھونپو یا محاس کا ایک
جوڑا باریک سوئیوں کی شکل میں نکلا رہتا ہے جس سے
ٹٹولنے کا کام لیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ آنکھیں اور
منہ ہوتا ہے۔ محاس سے سونگھنے اور آپس میں رابطہ
پیدا کرنے کا کام بھی لیا جاتا ہے۔ آنکھیں انسانی آنکھ
کی طرح نہیں ہوتیں بلکہ مرکب ہوتی ہیں۔ بعض کیڑوں
میں مرکب آنکھوں کے علاوہ کچھ سادہ آنکھیں بھی ہوتی

ہیں۔ ہر کیڑے کا منہ اُس کے خورد و نوش کی ضروریات کے مطابق ہوتا ہے۔ کاٹنے اور پھر چھید کرکے چوسنے کی ضرورت کے لحاظ سے ہر کیڑے کے منہ کی بناوٹ مختلف ہوتی ہے۔ دھڑ کے تین حصے ہوتے ہیں۔ ہر حصہ میں ایک جوڑی پیر لگے ہوتے ہیں عموماً آخری دو حصوں میں ایک ایک جوڑی پر بھی لگے ہوتے ہیں۔ پیٹ میں کوئی اعضا نہیں ہوتے۔ کسی کسی قسم میں اس حصہ میں ڈنک ہوتا ہے یا مادہ میں سرے پر انڈے دینے والی نلی ہوتی ہے۔

کیڑے ہوائی باریک باریک نلیوں کے نظام کے ذریعہ سے سانس لیتے ہیں۔ یہ نلکیاں سارے جسم پر ہوتی ہیں اور ان کی راہ جسم کے ہر اندرونی حصے میں ہوا پہنچ جاتی ہے۔ انڈا پہلی روپ (Larva) میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ پہلی روپ کی حالت میں کیڑا خوب کھاتا ہے۔ کئی بار کینچلی بدلتا ہے اور بڑھتا ہے۔ پہلی روپ کے بعد کیڑا منجھلا روپ (Pupa) اختیار کر لیتا ہے۔ اس حالت میں کیڑا نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے بلکہ خاموش پڑا رہتا ہے۔ اس کے بعد کیڑا بالغ ہو کر منجھلے روپ کے خول میں سے برآمد ہوتا ہے۔ یہ وہ حالت ہے جس میں ہم کیڑوں کو عام طور پر دیکھتے ہیں۔ اس کے بعد مزید نشوونما نہیں ہوتی۔ کچھ کیڑوں میں پہلی روپ کے بعد ہی ہر مرتبہ کینچلی بدلنے پر اگلا روپ شروع ہو جاتا ہے اور وہ منجھلے روپ کے بغیر بالغ ہو جاتے ہیں۔ کچھ کیڑے بالغ ہو کر کھاتے پیتے ہیں لیکن بعض اقسام جن کی عمر بہت کم ہوتی ہے ان کے جسم میں آنتیں وغیرہ کچھ نہیں ہوتیں اور وہ کچھ نہیں کھاتے۔ بعض کیڑے انسان کے لئے مفید ہیں۔ شہد کی مکھی سے ہزاروں من موم حاصل ہوتا ہے۔ ریشم کے کیڑے ریشم پیدا کرتے ہیں۔ میکسیکو میں بھونرے کی طرح کے کیڑے ہوتے ہیں۔ ان مردہ کیڑوں سے رنگ تیار کیا جاتا ہے۔ بہت سے کیڑے نقصان دہ بھی ہیں۔ یہ فصلوں اور انسان دونوں کو طرح طرح سے نقصان پہنچاتے ہیں۔ کیڑوں کی خاص خاص قسمیں یہ ہیں۔ شہد کی مکھی، بھونرے، تتلی، وہ کیڑے جن کا بدن لمبا اور پتلا اور پر بڑے ہوتے ہیں۔ مثلاً پسو، مکھی، تل چٹا، اور کھٹمل وغیرہ۔

## کیسٹر آئل۔ (دیکھو کاسٹر آئل)

## کیسی، رچرڈ (Richard Casey)

۱۸۹۰ء میں آسٹریلیا میں پیدا ہوئے۔ میلبورن اور کیمبرج کی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کی۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران میں انہوں نے گیلی پولی اور فرانس میں جنگی خدمات سرانجام دیں۔ اکتالیس سال کی عمر میں آسٹریلیا کے ایوان نمائندگان کے رکن منتخب ہوئے اور چار سال بعد حکومت آسٹریلیا کے خزانچی مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۷ء میں لندن میں جو امپیریل کانفرنس ہوئی تھی مسٹر کیسی نے اس میں آسٹریلوی حکومت کی نمائندگی کے فرائض سرانجام دیئے۔ اگلے سال انہیں پہلی بار آسٹریلیا کی وفاقی حکومت میں وزارت رسد اور ترقی کا قلمدان دیا گیا۔ دو سال بعد انہیں آسٹریلوی وزیر مختار بنا کر امریکہ بھیجا گیا۔ بعد ازاں وزیر مملکت برائے مشرق وسطیٰ مقرر ہوئے اور جنگی کابینہ کے رکن رہے۔ دو سال تک متحدہ بنگال کے گورنر کے عہدے پر فائز رہے۔ ۱۹۴۷ء میں وہ لبرل پارٹی اور آسٹریلیا امریکہ ایسوسی ایشن کے صدر منتخب ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد انہیں پھر وزارت رسد و تعمیر کی ذمہ داریاں سونپ دی گئیں۔ قومی ترقیات کا محکمہ بھی انہی کے سپرد رہا اور امور خارجہ کا محکمہ بھی انہیں سونپا گیا۔ آسٹریلیا میں قدامت پسند وزارت کے قیام کے بعد یعنی ۱۹۵۱ء سے وزارت خارجہ کا قلمدان انہی کے سپرد رہا ہے۔

**کیش رجسٹر** (Cash Register) ایک مشین ہے جو اُس کیش (نقدی) کو رجسٹر اور شمار کرتی ہے جو اس میں ڈالی جائے۔ اس مشین کی کلیدیں یا کنجیاں ہیں جن پہ نقدی کی مخصوص رقوم کے اندراج ہوتے ہیں اور جب ان کنجیوں یا چابیوں کو دبایا جائے تو وہ ان رقوم کو ڈائل پہ گاہک کے ملاحظہ کے لیے درج کر دیتی ہیں۔ ایک ہی مشین پہ کئی اسسٹنٹ کام کر سکتے ہیں اور ہر اسسٹنٹ کا علیحدہ علیحدہ مجموعی ٹوٹل اور کیش دراز ہوتا ہے۔

**کیفی، پنڈت برجموہن دتاتریہ** - پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی ۱۳ دسمبر ۱۸۶۶ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ اور وہیں ابتدائی تعلیم و تربیت گھر اور مکتب میں حاصل کی۔ سینٹ سٹیفن کالج دہلی سے فارغ التحصیل ہو کر پنڈت کیفی ریاست کشمیر میں مختلف عہدوں پہ فائز رہے۔ ملازمت سے سبکدوش ہو کر زندگی کا زیادہ حصہ ڈلہوزی اور لاہور میں گذارا۔ تقسیم ملک کے بعد دہلی ہجرت کر گئے اور وہیں ۱۹۵۵ء میں اُن کا انتقال ہوا۔

پنڈت کیفی بڑے وسیع الاخلاق، فراخ دل اور صلح پسند انسان تھے۔ اُردو زبان سے انہیں عشق تھا۔ اُنہوں نے اُردو زبان کی تحقیق، محاورات کی چھان پھٹک اور اغلاط کی تصحیح کے سلسلہ میں بڑا کام کیا۔ پنڈت کیفی ادبی محقق کے علاوہ ایک خوش ذوق نقاد، ایک خوش گو شاعر، ایک منجھے ہوئے ادیب اور ایک قادر الکلام نثر نگار بھی تھے۔ علم اللسان پر جو نگارشات اُنہوں نے اپنے ورثے کے طور پہ زبان اردو کو عطا کی ہیں۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ تک زبان کے معیار اور صحت کو قائم رکھنے میں ایک گراں بہا سرمایہ شمار ہوں گی۔ پنڈت کیفی فارسی، عربی، انگریزی، سنسکرت، اُردو اور ہندی زبانوں میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ اُردو اور فارسی ادبیات کے علاوہ انہیں علوم اسلامی پہ بھی عبور حاصل تھا۔ تصانیف (نثر): منشورات اور اس کی تعلیم، چراغ ہدایت، پریم دیوی، راج دلاری، مراری دادا، تختار نا، کیفیہ، منشورات کیفی۔ (نظم) مراۃ حیات، آئینہ ہند، صدائے کیفی، بھارت درپن، پریم ترنگ، خیالی نظمیں، تزک قیصری، خمخانہ کیفی، واردات (مجموعہ کلام)۔

**کیفی، عبد السلام ندوی** - مولانا عبد السلام ندوی دار المصنفین اعظم گڑھ اور ندوۃ العلماء، لکھنؤ کے رکن اور سید سلیمان ندوی مرحوم اور مولوی عبد الحی مرحوم کے رفیق کار۔ کیفی تخلص کیا کرتے تھے۔ اور کبھی کبھی شعر بھی کہہ لیا کرتے تھے۔ لیکن اپنے اوقات کا بیشتر حصہ اسلامیات، تاریخ اسلام اور ادب اُردو کی خدمت میں وقف کیا۔ رسالہ "معارف" میں ان کے نہایت بلند پایہ مضامین نکلتے رہے ہیں۔ سیرت عمر بن عبد العزیزؒ، صحابیات، شعر الہند حصہ اول و دوم، ابن یمین وغیرہ ان کی نامور تصانیف ہیں۔ مولانا شبلی مرحوم کے سوانح حیات بھی مرتب کر رہے ہیں۔

**کیک** (Cake) انگریزی لفظ ہے۔ ایک قسم کی انگریزی روٹی یا مٹھائی ہوتی ہے۔ کیک میدے کو خمیر کر کے خاص قسم کے سانچے میں ڈال اور دھا کر بنایا جاتا ہے۔ اس میں کشمش، بادام، گری، انڈے اور اس قسم کی دوسری چیزیں بھی ڈالی جاتی ہیں۔ خاص خاص مٹھائیاں بھی کیک نما ہوتی ہیں۔ ہوٹلوں اور قہوہ خانوں میں کیک اور مٹھائیاں عام ہوتی ہیں۔ تازہ کیک رنگ اور لذت میں بہتر ہوتے ہیں۔

ولایتی کیک اپنی نزاکت اور نفاست میں اعلیٰ ہوتے ہیں۔ دیسی کیک بھی اچھے اچھے بننے لگے ہیں۔

**کیکر** - ایک درخت کا نام ہے جسے ببول بھی کہتے ہیں۔ کیکر کو مذکر کہتے ہیں اور اس سے کیکری (مونث) بھی بنا لیتے ہیں۔ گویا کیکری چھوٹا کیکر ہوتا ہے۔ کیکری ایک قسم کی سلائی کو بھی کہتے ہیں۔

دیسی کیکر خاردار بھی ہوتے ہیں اور بے خار بھی۔ کیکر کی لکڑی بڑی پختہ اور کارآمد ہوتی ہے۔ دیودار اور کیل وغیرہ قسم کی مضبوط اور پختہ مگر قیمتی لکڑیوں کی جگہ کیکر کی لکڑی کو بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

کیکر ریتلی اور بنجر زمینوں میں خوب نشو و نما پاتے ہیں۔ پاکستان میں اس عام اور مفید درخت کی افزائش کے سلسلے میں بھی لوگ خاص کوشش کر رہے ہیں۔

ابتدا میں زرد زرد سے پھول نکلتے ہیں۔ پھر ان سے پھلیاں بنتی اور پکتی ہیں اور ان پھلیوں میں سیاہ رنگ کے اور گول اور چپٹے بیج ہوتے ہیں۔ یہی بیج بو دیے جاتے ہیں جن سے کیکر اُگتے اور بڑھتے پھلتے ہیں۔ ساون بھادوں کے مہینوں میں کیکر کے بیج اُگ آتے ہیں۔

## کیکڑا

**کیکڑا** (Crab) ایک آبی کیڑا ہوتا ہے جسے سرطان بھی کہتے ہیں۔ نیز اس برج کی علامت ہے، جس میں سورج ۲۱ جون کو داخل ہوتا ہے اور اس وقت وہ منطقہ سرطان میں داخل ہوتا ہے۔ منطقہ سرطان کرۂ ارض پر ان مقاما کی شمالی حد کو نمایاں کرتا ہے۔ جہاں سورج سال میں عموماً سر پر ہوتا ہے۔

## کیکسٹن ولیم

**کیکسٹن ولیم** ( Caxton, William)۔ ایک برطانوی موجد جس نے چھاپہ خانہ ایجاد کیا۔ ۱۴۲۲ء میں کینٹ میں پیدا ہوا۔ ۱۴۳۸ء میں کپڑے کے ایک تاجر کے ہاں ملازم ہوا۔ تین سال کے بعد ملازمت چھوڑ کر اپنا کاروبار شروع کیا۔ اور مدت تک تجارت کرتا رہا۔ ۱۴۴۱ء میں کولون (Cologne) چلا گیا۔ جہاں اس زمانے کی چھپائی کے مطابق چھپائی کا کام سیکھا۔ اور ایک ساتھی کی شرکت سے اپنا چھاپہ خانہ جاری کیا جو اپنی نوعیت کا نیا چھاپہ خانہ تھا۔ اس چھاپہ خانہ میں اس نے سب سے پہلے ایک فرانسیسی کتاب چھاپی۔ ۱۴۷۶ء میں انگلستان آیا اور ویسٹ منسٹر میں رہائش اختیار کی۔ یہاں اس نے انگریزی میں ایک کتاب طبع کی اور پھر یکے بعد دیگرے کئی کتابیں چھاپیں۔ اس طرح اس نے اپنی زندگی میں ایک سو کتابیں طبع کیں۔ ۱۴۹۱ء میں وفات پائی۔

کیکسٹن نے جو کتابیں چھاپیں، ان میں چاسر اور لڈگیٹ کے ایڈیشن بھی شامل ہیں۔

علاوہ ازیں فرانسیسی اور لاطینی کے بہت سے متن ترجمہ کر کے طبع کیے۔

## کیل اور مہاسے کا علاج

**کیل اور مہاسے کا علاج** - نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے چہروں پر داغ دھبے اور مہاسے نمودار ہو جاتے ہیں۔ جو بالعموم ہاضمے کی خرابی کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ ان کو دور کرنے کے لئے سب سے پہلے سبب معلوم کرنے کی ضرورت ہے۔ مناسب غذا، ورزش اور قبض سے بچنا، دواؤں کے استعمال سے کہیں زیادہ مؤثر ہے۔ چہرہ صاف رکھنے کے لئے گرم پانی اور جراثیم کش صابن سے منہ دھونا چاہئے۔ مہاسوں کے دفعیے کے لئے گلسرین، اسپرٹ، اور گندھک کا مرکب تیار کر کے اس میں تھوڑی سی خوشبو ملا لینی چاہئے۔ رات کو سوتے وقت یہ مرکب چہرے پر ملنا چاہئے۔ چند روز کے استعمال سے چہرہ صاف ہو جائے گا۔

## کیلا

**کیلا** - (Banana) ایک پھلدار پودا جس کے پتے لمبے لمبے اور چوڑے چوڑے اور پھل شیریں اور گودے دار ہوتا ہے۔ اس گودے میں نشاستے کے سے اجزا ہوتے ہیں۔ یہ پودا معتدل آب و ہوا کے گرم خطوں میں پایا جاتا ہے۔ اور کئی قسم کا ہوتا ہے۔ بحر الکاہل میں

تو کئی ایک ملکوں کے باشندے صرف اسی پر گزارہ کرتے ہیں۔ پھل جب کچا ہوتا ہے تو بطور سبزی کے بھی پکا کر کھاتے ہیں۔ پکنے پر یونہی چھیل کر کھا لیتے ہیں۔ پاکستان میں اس کی کاشت پر توجہ کی جا رہی ہے۔ مشرقی پاکستان میں عام ہے۔

رنگت میں کیلا بالعموم دو قسم کا ہوتا ہے، زرد اور سبز یا سبز رنگ کا کیلا، ہری چھال، کھلا تا ہے پکے اور چھلے ہوئے کیلے کے ٹکڑوں میں دودھ، ملائی اور چینی وغیرہ ملا کر پڈنگ بھی بناتے ہیں۔

## کیلشیم

کیلشیم۔ (Calcium) کیلشیم سفید چاندی کی طرح چمکنے والی ایک نرم دھات ہے۔ جو آزاد دھات میں نہیں پائی جاتی بلکہ اس کے مرکبات کثرت سے ملتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں (۱) کیلشیم کاربونیٹ جس کی قلمی حالتیں کیلسائٹ۔ سنگ مرمر اور آئس لینڈ اسپار ہیں۔ غیر قلمی حالت میں چونے کے پتھر اور چاک پر انڈے کے چھلکے اور سیپی میں اس کی کافی مقدار پائی جاتی ہے۔

(۲) ڈولومائٹ۔ کیلشیم اور میگنیشیم کا دوہرا کاربونیٹ ہوتا ہے۔ (۳) جپسم سالٹ۔ کیلشیم سلفیٹ (۴) کیلشیم فاسفیٹ جو ہڈیوں کا خاص جزو ہے۔

ان مرکبات کی آمیزش سے مختلف مرکبات بنائے جاتے ہیں۔ کیلشیم آکسائڈ سفید غیر قلمی مرکب ہے۔ جو کیلشیم کاربونیٹ کو چونے کی بھٹی میں گرم کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ رنگ کاٹ سفوف شیشہ، پوٹاشیم کلوریٹ اور سیمنٹ بنانے کے کام آتا ہے۔

کیلشیم کاربونیٹ عمارتوں، سڑکوں، چونا، شیشہ اور سوڈا بنانے کے کام آتا ہے۔

کیلشیم سلفیٹ جپسم سالٹ کی صورت میں قدرتی طور پر پایا جاتا ہے۔ زراعتی کاموں میں زمین کو زرخیز بنانے کے کام آتا ہے۔

کیلشیم فاسفیٹ پانی میں حل نہیں ہوتا۔ ہڈیوں کی راکھ میں پایا جاتا ہے۔ اسے کیمیائی عمل سے کیلشیم سپر فاسفیٹ میں تبدیل کرتے ہیں۔ اس طرح یہ پانی میں حل ہو جاتا ہے اور جاندار اسے جذب کر لیتے ہیں جس سے انہیں اپنی پرورش میں مدد ملتی ہے۔

کیلشیم جسم میں خون کی مقدار کو قائم رکھتا ہے۔ آج کل اس کے ٹیکے بھی ایجاد ہو گئے ہیں۔ جو خون کی کمی والے مریض کو لگائے جاتے ہیں۔

## کیلنڈر (جنتری)

کیلنڈر (جنتری)، (Calender) یہ لفظ روم کی اصطلاح کیلنڈز (Calands) سے ماخوذ ہے اور اس سے وقت کو سال، ہفتوں اور دنوں میں تقسیم کرنا مراد لیا جاتا ہے۔ قدیم مصریوں کا کیلنڈر ۳۶۵ دن کا ہوتا تھا جو ۳۰ ایام کے بارہ مہینوں پر مشتمل تھا۔ قدیم ہندوستانیوں کا کیلنڈر آریوں کے زمانہ میں ۳۶۰ دن کا ہوتا تھا جس میں ہر پانچ سال کے بعد ایک مہینہ کا اضافہ کر دیا جاتا تھا۔ یہودیوں کا کیلنڈر ۳۷۶۰ ق۔م سے رائج ہے اور اس کی میعاد ۳۵۳ سے ۳۸۴ دنوں تک ہے۔ زمانہ جدید میں ترقی یافتہ ممالک میں جو کیلنڈر رائج ہے وہ ۱۵۸۲ میں پوپ گریگری ۱۳ویں کے احکام سے اختیار کیا گیا تھا۔ اس سے پیشتر سب سے زیادہ صحیح کیلنڈر وہ تھا جو روما کے مشہور سیاست دان اور جرنیل جولیس سیزر (Julius Caeser) نے نافذ کیا تھا۔ مسلمانوں کا کیلنڈر شمسی ہونے کی بجائے قدیم کیلنڈروں کی طرح قمری ہے اور اس کا استعمال ہجرت کے بعد ۶۲۲ عیسوی سے شروع ہوتا ہے۔

دنیا کے کم و بیش سارے ملکوں میں سال بسال کیلنڈر چھپتے ہیں جو دنوں اور تاریخوں کا مرقع پیش کرتے ہیں۔

## کیلنڈرنگ

کیلنڈرنگ (Calendering) پارچات، ربڑ، اور پلاسٹک کی چادروں (تھانوں) میں لپیٹنے اور تہ کرنے کا عمل۔ تھان ایک مشین کے ذریعے لپیٹے جاتے ہیں جب کارخانہ میں کورا کپڑا تیار ہوتا ہے تو پہلے اس کو بلیچ (Bleach) یعنی سفید کیا جاتا ہے۔ پھر ایک اور مشین سے ان پارچات کو استری کر کے لپیٹا جاتا ہے۔ اکثر کپڑوں کی تہ گز گز بھر طول میں ہوتی ہے۔ اور جتنے گز ہوں اتنی ہی تہیں ہوتی ہیں۔ اس سے پڑتال کرنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ بعض تھانوں کی ہر تہ پہ کپڑے کا نام

اور خوردہ فروشی کی قیمت فی گز بھی درج ہوتی ہے خاص کر جب کپڑے پہ گورنمنٹ کی طرف سے کنٹرول ہو۔

ولایتی ممالک کی طرح اب پاکستان میں بھی کیلنڈرنگ کا عمل بڑی نفاست سے ہو رہا ہے۔

**کیلوگ برائنڈ پیکٹ (Kellogg B. Pact)** ایک اعلان جس پہ ۱۹۲۸ء میں پیرس میں دستخط کئے گئے اور اس پہ دنیا بھر کی متعدد طاقتوں نے مہر تصدیق ثبت کی۔ اس اعلان کی رو سے ان عالمی طاقتوں نے اس امر کا اظہار کیا کہ وہ جنگ کو قومی پالیسی کے حربہ کی حیثیت سے خیرباد کہتے ہیں۔ اس پیکٹ کا نام ایف بی کیلوگ کے نام پہ ہے جو امریکہ کے سکریٹری آف سٹیٹ تھے۔ اور جنہوں نے اس کے لئے ابتدائی گفت و شنید سرانجام دی۔

**کیل نہر۔ (Kiel)** نہر کیل جرمنی کی مشہور بندرگاہ بھی ہے۔ ہیمبرگ سے ۵۰ میل شمال میں بالٹک کے ساحل پر واقع ہے نہر کی لمبائی ۵۳ سمندری میل ہے اور یہ شمالی سمندر کو بالٹک سے ملاتی ہے دوسری جنگ عظیم میں اس بندرگاہ پہ زبردست بم باری ہوئی تھی اور مدت تک اس میں جہازوں کی آمد و رفت معطل رہی لیکن اب اس کو پھر دنیا کے بحری راستوں میں سے ایک اہم راستہ ہونے کا اعزاز حاصل ہو گیا ہے۔ نہر تلے نیچے ۴۰۴ فٹ لمبی ایک سرنگ بنائی جا رہی ہے جو ۱۹۶۱ء تک مکمل ہو جائے گی۔ اس کے ذریعہ وسطی یورپ اور سکنڈے نیویا کے درمیان خشکی کا راستہ تیار ہو جائے گا۔

**کیلے (Calais)** رودبار انگلستان میں فرانسیسی ساحل پہ ایک بندرگاہ جو انگلستان کے ساحل پہ واقع بندرگاہ ڈاور سے صرف ۲۱ میل کے فاصلہ پہ واقع ہے۔ ۱۳۴۷ء سے ۱۵۵۸ء تک برطانیہ کے قبضہ میں رہی جب ٹیوڈر خاندان کی ملکہ خونی میری فوت ہوئی تو اس نے بستر مرگ پہ اسی بندرگاہ کے بارے میں کہا تھا کہ میرے دل کو چیر کر دیکھو تو تمہیں اس پہ کیلے لکھا ہوا دکھائی دے گا۔ اس کی آبادی ۷۰ ہزار

کے لگ بھگ ہے۔

**کیلیفورنیا۔ (California)** جمہوریہ امریکہ کی ایک ریاست جو اس کے مغربی ساحل پہ میکسیکو سے متصل واقع ہے۔ یہاں پاکستان اور ہندوستان کے بہت سے لوگ آباد ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ افغانستان کے موجودہ حکمران خاندان نے بھی یہاں قابل کاشت اراضی خرید رکھی ہے تاکہ افغانستان میں بغاوت رونما ہونے کی صورت میں یہاں آباد ہو جائیں جمہوریہ امریکہ کی یہ دوسری سب سے بڑی ریاست ہے جو جسامت میں برطانیہ سے دوگنی ہے اس کے بعض حصص کی آب و ہوا مغربی پنجاب کے موسم سرما سے ملتی جلتی ہے۔ اس کے شمالی حصہ میں خوب بارش ہوتی ہے اور کڑاکے کا جاڑا پڑتا ہے۔ اس کے جنوبی حصہ میں بارش کم ہوتی ہے اور موسم بڑا خوشگوار رہتا ہے۔ کیلیفورنیا میں پھل بڑے اعلیٰ قسم کے ہوتے ہیں۔ اس کے آڑو جو پشاوری زرد آلو کی قسم کے ہوتے ہیں بڑے مشہور ہیں۔ یہاں سونا، پارا، تانبا، سیسا، چاندی، جستہ، زنگ، اور کئی دیگر معدنیات کی کان کنی ہوتی ہے۔ ہالی وڈ کے مقام پہ دنیا کا سب سے بڑا فلم ساز شہر آباد ہے۔

امریکی نو آبادکاروں نے اس خطے کی طرف ۱۷۶۹ء میں رجوع کیا۔ ۱۸۴۶ء تک میکسیکو سے ملحق رہی ۱۸۴۸ء میں میکسیکو نے اسے جمہوریہ امریکہ کی تحویل میں دے دیا۔ اگلے سال سونا دریافت ہونے پر دنیا بھر سے لوگ یہاں آکر سکونت اختیار کرنے لگے۔ ۱۸۵۰ء میں یہ جمہوریہ امریکہ کے اتحاد (Union) کا جزو بن گئی۔ اس کی کل آبادی ۱۰۵۸۶۲۲۳ افراد پہ مشتمل ہے۔ اور رقبہ ۱۵۸۶۹۳ مربع میل ہے۔

**کیماٹس (Chamois)** ہرن کی طرح کا ایک جانور جو مشرقی یورپ اور مغربی ایشیا میں پایا جاتا ہے۔ قد میں بکری کے برابر لیکن پھرتیلا اس قدر ہے کہ مشکل سے قابو میں آتا ہے۔ بیشتر پہاڑوں میں رہتا ہے اور چھوٹی چھوٹی گھاٹیوں کو آسانی سے پھلانگ جاتا ہے۔ اس کا گوشت لذیذ ہوتا ہے اور اس کی کھال سے کیماٹس لیدر (Chamois Leather)

بنتا ہے۔ جس سے دھاتی چیزوں کو پالش کر کے چمکایا جاتا ہے۔ مادہ اکتوبر اور نومبر میں منتقل کرتے ہیں اور مئی اور جون میں بچے پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایک دن کے بعد ہی بچے اپنی ماں کے پیچھے دوڑنے لگتے ہیں اس عجیب جانور کی عمر تقریباً ۲۰-۲۵ برس ہوتی ہے۔ چونکہ اس کے گوشت اور چمڑے کی مانگ زیادہ ہے۔ اس لئے اس کے شکار پر پابندیاں لگائی گئی ہیں تاکہ کہیں معدوم نہ ہو جائے۔ شمالی ایران اور روس کا جانور خاص طور پر عمدہ قسم کا ہوتا ہے۔

**کیمبرج (یونیورسٹی) (CAMBRIDGE UNIVERSITY)** دارالعلوم کیمبرج (انگلستان)، دریائے کیم کے کنارے واقع ہے جس کی مناسبت سے اس مقام کو کیم برج یعنی دریائے کیم کے پل کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ یونیورسٹی دنیا بھر میں مشہور ہے۔ اس یونیورسٹی کا سب سے پہلا کالج پیٹر ہوس کالج کے نام سے ۱۲۸۴ء میں کھولا گیا۔ دوسرے کالج مع ان کے سال افتتاح کے مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) کرائسٹ کالج ۱۳۵۲ء۔ عمانوئیل کالج ۱۵۸۴ء، گونویل اور کائس ۱۳۴۹ء۔ جیسز ۱۴۹۶ء، کنگز ۱۴۴۱ء، مگڈالین ۱۵۴۲ء، پیمبروک ۱۳۴۷ء، کوئینز ۱۴۴۸ء، سینٹ کیتھرائن ۱۴۷۳ء، سینٹ جانز ۱۵۱۱ء، سڈنی سسکس ۱۵۹۶ء، ٹرینیٹی ہال ۱۳۵۰ء، ٹرینیٹی ۱۵۴۶ء، ڈاؤننگ ۱۸۰۲ء اس کے علاوہ ایک چند پایہ سکول اور دو عورتوں کے کالج بھی ہیں۔

**کیمپ (CAMP)** کسی فوجی دستہ، سول افسر، پارٹی یا فرد کا گھر سے باہر مقام جو وقتی عارضی حیثیت رکھتا ہے۔ اس قسم کی عارضی رہائش کے لئے خیمے یا خاص ضروری لوازمات ہیں۔ لیکن مقام خواہ شہر میں ہو۔ یا کھلی جگہ میں، ہر حالت میں کیمپ ہی کہلاتا ہے۔ فوجی کیمپ اعلیٰ پیمانے پر ہوتا ہے جس میں



تمام قسم کے آرام میسر ہوتے ہیں۔ اور پہرہ اور حفاظت کا بھی بندوبست ہوتا ہے سکاؤٹ کیمپ اگرچہ منظم ہوتے ہیں، تاہم وہ معمولی کیمپ ہی ہوتے ہیں۔ کیمپ جیل اس عارضی جیل کا نام ہے جو کھلی جگہ میں عارضی طور سے بنایا جاتا ہے۔ اسی طرح کیمپ پوسٹ آفس اور کیمپ ہسپتال بھی ہوتے ہیں۔

**کیمرا (CAMERA)** تصویر اتارنے کی مشین یک صندوقچہ ہے جس میں روشنی کا گزر نہ ہو سکے ایک طرف عدسہ LENS اور دوسری طرف پلیٹ یا فلم کے لئے جگہ ہوتی ہے۔ فلم ایسے کیمیاوی مسالوں سے تیار کی جاتی ہے کہ اس پر روشنی کا فوری اثر ہوتا ہے۔ عدسہ اور فلم کا درمیانی فاصلہ گھٹایا بڑھایا جا سکتا ہے اور اسے اس صورت سے مقرر کرتے ہیں کہ موضوع Subject کی صاف تصویر پلیٹ پر پڑے۔ دن کے مختلف اوقات میں روشنی کی تیزی یا کمی کے اعتبار سے پلیٹ ڈھکنے SHUTTER کے ذریعہ ایک معینہ مدت تک روشنی کے سامنے کی جاتی ہے۔ یہ مدت سیکنڈ کے ہزارویں حصہ سے دو سیکنڈ تک ہوتی ہے۔ کیمرے پر منظر نما VIEW FINDER لگا ہوتا ہے جس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ پلیٹ پر کیسی تصویر بن رہی ہے۔

**کیمرون (CAMEROON)** سابق برطانوی زیر تولیت علاقہ حال وفاقی جمہوریہ جنوبی کیمرون اور اس کے ہمسایہ جمہوریہ کیمرون (سابق فرانسیسی کیمرون) کے اتحاد کے بعد وفاقی جمہوریہ کیمرون وجود میں آئی ہے اور ۳۰ اکتوبر ۱۹۶۱ء کی نصف شب کو کیمرون کے دارالحکومت یوئنڈے میں آزادی اور وفاق کے قیام کا اعلان ہوا۔

۱۹۱۴ء سے قبل کیمرون جرمن نوآبادی تھی۔ اس کے بعد یہاں برطانیہ اور فرانس کا تسلط ہوا۔ اور انہوں نے اس کے حصے بخرے کر لئے۔ اکتوبر ۱۹۶۰ء میں طے پایا تھا کہ گیارہ فروری ۱۹۶۱ء کو جنوبی کیمرون کے تولیتی علاقہ کی آئندہ حیثیت متعین کرنے کے لئے رائے شماری کرائی جائے گی۔ لوگوں سے پوچھا جاتا تھا کہ وہ آزاد جمہوریہ کیمرون سے متحد ہو کر آزادی کے خواہاں ہیں۔ یا آزاد وفاق نائجیریا میں ادغام کے متمنی ہیں۔ لوگوں کی اکثریت نے ملک کے دونوں حصوں پر مشتمل وفاق

کے قیام کے حق میں رائے دی ۔ کیمرون ، نائیجیریا اور استوائی افریقی علاقے کے درمیان واقع ہے ۔ متحدہ کیمرون کی آبادی ۴۴ لاکھ کے قریب ہے ، زرعی پیداوار میں ناریل ، عمارتی لکڑی ، کافی ، ربڑ ، کیلا ، مونگ پھلی اور کپاس قابل ذکر ہے ۔ مشہور بندرگاہوں میں وکٹوریہ اور ٹکو شامل ہیں جو سڑک کے ذریعے دارالحکومت بوئیا سے ملی ہوئی ہیں ۔

## کیموفلاج (CAMOUFLAGE)

بہت سے جانوروں کے جسم پر ایسے نشانات ہوتے ہیں کہ ان پر کسی پودے یا جھاڑی کا شبہ ہوتا ہے اور وہ اپنے پس منظر میں ایسے مل جاتے ہیں کہ شناخت دشوار ہو جاتی ہے ۔ گھنے جنگلوں میں جہاں روشنی درختوں سے چھن کر زمین پر آتی ہے ۔ چیتا پاس ہی کیوں نہ بیٹھا ہو بالکل دکھائی نہ دے گا ۔ بہت سے کیڑے مکوڑوں پر پتوں اور ٹہنیوں کا گمان ہوتا ہے ۔ تتلیاں بھی رنگ برنگ کے پتے معلوم ہوتی ہیں ۔ گرگٹ اور مینڈک ماحول کے مطابق اپنا رنگ بدلتے رہتے ہیں ۔ قطبین کے جانوروں لومڑی ، خرگوش وغیرہ کے جسم پر سردیوں میں برف باری کے وقت سفید رواں پیدا ہو جاتا ہے اور مین ، ایک سموری جانور سرما میں اپنا سمور بدل کر بالکل سفید ہو جاتا ہے ۔

مندرجہ بالا مشاہدات کی روشنی میں فوجی ماہرین نے دوران جنگ میں اپنے سامان حرب اور فوجی مقامات کو دشمن کے ہوا بازوں کی نظر سے چھپانے کے لئے ایک تکنیک ایجاد کی جسے کیموفلاج کہتے ہیں ۔ مکانوں کی چھتیں موٹر لاریاں اور جہاز وغیرہ پر ہر رنگ جس پر ایسی شکل بنا ہوئے دھبے ہوں ، چڑھا دیتے ہیں ۔ میدان میں کھڑی ہوئی گاڑیوں پر جال لگا دی جاتی ہے ۔ ایسا کرنے سے ان چیزوں کی آسانی سے شناخت نہیں ہوتی اور نقصان یا تباہی کے امکانات کم ہو جاتے ہیں ۔

(نیز دیکھو دام ہم رنگ زمین)

## کیمیا علم CHEMISTRY

علم کیمیا سائنس کی وہ شاخ ہے جو اشیاء کی عنصر حیات ، ان کی ترکیب بناوٹ اور ان کے استعمال کے مختلف طریقوں سے تعلق رکھتی ہے ۔ اس علم کے ذریعہ مختلف اشیاء کے مرکبات سے نئی چیز کا وجود عمل میں لایا جاتا ہے ۔ جیسے گندھک اور پارہ کو ملا کر شنگرف اور جست اور تانبا کو ملا کر پیتل بنایا جاتا ہے ۔

زمانہ قدیم میں اہل مصر نے اس علم میں بہت ترقی کی ۔ بعد ازاں مسلمانوں نے اس فن کو عروج پر پہنچایا ۔ اٹھارویں صدی کے سائنسدانوں پر مشتمل ، بائل ، لاوانسے ، کیونڈش وغیرہ نے نئی اور جدید تحقیقات سے اس کو بہت ترقی دی ۔ یہ علم دنیا کے سب علوم سے زیادہ کار آمد سمجھا جاتا ہے ۔ ہمارے روز مرہ استعمال کی ہزاروں اشیاء مثلاً سیاہی ، کاغذ ، تیل ، صابن ، رنگ وغیرہ علم کیمیا ہی کی بدولت حاصل ہوتی ہیں ۔ لہٰذا اس علم کو علم التحلیل یا علم العناصر بھی کہا جاتا ہے ۔

(نیز دیکھو الکیمیا)

## کیمیاوی ترکیب (...mical combination)

جب دو یا زائد اشیا ایک دوسری کے ساتھ مل کر مرکب بنائیں ۔ تو یہ عمل کیمیاوی ترکیب کہلاتا ہے ۔ مثلاً کاربن کو آکسیجن میں گرم کرنے سے کاربن ڈائی آکسائڈ حاصل ہوتی ہے ۔ ہائیڈروجن اور آکسیجن کے آمیزہ میں سے برقی شرارہ گذرنے پر اسی سے پانی بن جاتا ہے ۔ لوہا چونا اور گندھک کو ملا کر گرم کیا جائے تو لوہے کا سلفائڈ تیار ہو جاتا ہے ۔ گندھک کو آکسیجن ہوا میں گرم کرنے سے سلفر ڈائی آکسائڈ بنتا ہے ۔ امونیا اور ہائیڈروکلورک ایسڈ کو ملانے سے امونیم کلورائڈ حاصل ہوتا ہے ۔

بعض عناصر مثلاً کلورین اور ہائیڈروجن کے درمیان کیمیاوی الفت CHEMICAL AFFINITY بہت زیادہ ہوتی ہے ۔ جس کی بنا پر دو بڑی آسانی سے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر مرکب بنا لیتے ہیں ۔

## کیمیاوی ممتحن (ANALYST)

غذا ، دوا ، کھانے پینے کی کوئی دوسری چیز جو بازار میں عوام کے استعمال کے لئے فروخت ہوتی ہو ۔ اس کے امتحان کے لئے حکومت کی طرف سے ایک ماہر کیمیا مقرر ہوتا ہے ۔ جو ان نمونوں کا کیمیاوی تجزیہ کر کے بتلاتا ہے

اس میں کسی ناقص چیز کی آمیزش تو نہیں ہے ۔

**کینٹربری** (CANTERBURY) انگلینڈ کے مشرقی
کینٹ کے علاقے میں ایک شہر ہے جو ریل کے راستے لندن
سے ۶۲ میل ہے اور انگلینڈ کا روحانی دارالحکومت
اور مرکز ہے ۔ کینٹربری کا گرجا ۵۹۷ء میں سینٹ
آگسٹن نے قائم کیا ۔ موجودہ عمارت متعدد ادوار کی یادگار
ہے ۔ اور گیارھویں صدی تک کی تاریخ اس سے وابستہ ہے
اس میں بہت سی دلچسپ یادگاریں ہیں جیسے اور
آثار ہیں ۔ شہر میں بہت سے پرانے گرجے اور مذہبی
یادگاریں ہیں یہاں پر ایک آرٹ گیلری بھی ہے ۔ غلے
اور اناج کی تجارت عام ہوتی ہے آبادی کوئی بیس
ہزار کے قریب ہے ۔ آرچ بشپ آف کینٹربری (مذہبی
لارڈ پادری) کا خطاب اور لقب اسی کی نسبت
سے ہے ۔

**کینیا** (KENYA COLONY) مشرقی افریقہ
میں برطانوی مقبوضات کا حصہ ۔ شمال میں ایتھوپیا اور سوڈان
۔ مغرب میں یوگنڈا جنوب میں ٹانگانیکا اور مشرق میں
بحر ہند اور اطالوی صومالی لینڈ واقع ہیں ۔ آبادی کوئی ساڑھے
پچاس ہزار کے قریب ہے جس میں بیس ہزار کے
قریب یورپی لوگ ہیں ۔ پیداوار میں کھالیں جوار،
باجرہ، روئی، شکر، چائے اور قہوہ
ہیں ۔ پہلی جنگ عظیم سے لے کر اب تک بالائی
علاقوں میں بہت سے برطانوی لوگ آباد ہو گئے ہیں ۔ اصلی
باشندے مختلف انواع کے حبشی ہیں ۔ نیروبی دارالحکومت
ہے ۔

**کینیڈا** (CANADA) براعظم امریکہ کے شمال میں
برطانوی نو آبادی ہے ۔ اس کا کل رقبہ ۳۸۴۵۱۴۴
مربع میل ہے اور آبادی ایک کروڑ ۲۲ لاکھ افراد ہے
دارالحکومت اٹاوا ہے ۔ کینیڈا کی نو آبادی
۱۸۶۷ء میں معرض وجود میں آئی جبکہ برطانوی شمالی امریکہ
ایکٹ منظور ہو کر پانچ صوبوں پر مشتمل ایک وفاقی
حکومت قائم کی گئی تھی ۔ اس کے بعد دیگر صوبے
بتدریج اس وفاقی نظام میں شامل ہو گئے ۔
اس کے بعد کینیڈا غالباً دنیا کے سب سے زیادہ



قدرتی وسائل رکھنے والا ملک ہے ۔ اور اس کے مستقبل کی
ترقی کے بارے میں بڑے خوش آئند تخمینے لگائے جاتے
ہیں اہل کینیڈا میں ۵۰ فی صدی برطانوی نژاد اور
۳۰ فی صدی فرانسیسی نژاد لوگ بستے ہیں

**کینڈل پاور** (CANDLE POWER) روشنی اور
ضیا پاشی کی قوت جو معیاری سپرم کینڈل (موم بتی) پر مبنی
ہوتا ہے اس کینڈل کا وزن تول کے پونڈ کا چھٹا حصہ
ہوتا ہے جو گھنٹے میں ۱۲۰ گرین جلتی ہے ۔

## کینیڈی ۔ جان ۔ ایف

جان فٹز جیرالڈ کینیڈی ریاستہائے متحدہ
امریکہ کے ۳۵ ویں صدر جنہوں نے ۲۰ جنوری
۱۹۶۱ء کو ۴۳ سال کی عمر میں عہدہ سنبھالا ۔ جان
کینیڈی امریکہ کے سب سے کم عمر اور پہلے کیتھولک
صدر ہیں ۔ جان کینیڈی ۲۹ مئی ۱۹۱۷ء کو شہر بوسٹن
کے ایک خوشحال گھرانے میں پیدا ہوئے ۔ ۱۹۴۰ء
میں ہارورڈ یونیورسٹی سے بی ۔ اے کی سند حاصل کی
اور اس موقع پر (WHY ENGLAND SLEPT)
کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں ۱۹۳۰ کے بعد سے
برطانیہ کی خارجہ پالیسی پر تنقید کی گئی تھی ۔ ۱۹۳۹-۱۹۴۰
میں کینیڈی نے برطانیہ فرانس چیکوسلواکیہ پولینڈ اور
روس کا سفر کیا ۔

۱۹۴۱ء میں جان کینیڈی امریکی بحریہ میں شامل ہو
گئے ۔ جنگ کے دوران میں ان کو بہادری کے دو اعلیٰ اعزاز
اور تمغے دیئے گئے ۔ ۱۹۴۵ء میں فوجی خدمات سے
سبکدوش ہو گئے ۔ کینیڈی نے ۱۹۴۶ء میں میدان سیاست
میں قدم رکھا ۔ ۱۹۴۶ء میں وہ بوسٹن کے حلقے سے
امریکی کانگریس کے رکن منتخب ہوئے ۔ ۱۹۵۲ء میں
امریکی سینیٹ کے رکن منتخب ہوئے ۔

۱۹۵۳ء میں کینیڈی نے امریکہ کے ایک خوش حال
گھرانے کی خوبصورت لڑکی جیکولین بویئر سے شادی کی ۔
اسی سال ریڑھ کی ہڈی میں شدید تکلیف کی وجہ
سے کینیڈی کو ہسپتال میں داخل ہونا پڑا ۔ طویل
علاج اور دو خطرناک آپریشنوں کے بعد ڈاکٹروں
نے کینیڈی کو کم از کم چھ ماہ تک آرام کا مشورہ
دیا ۔ اس علاج میں کینیڈی نے امریکی سیاسی لیڈروں

کے کارناموں پر ایک کتاب لکھی۔ اس کتاب پر جو PROFILES IN COURAGE کے نام سے شائع ہوئی۔ کینیڈی کو ۱۹۵۷ء میں امریکی ادب کا پلیٹزر انعام ملا۔

۱۹۵۷ میں جب صدر آئزن ہاور ڈیموکریٹک امیدوار سٹیونسن کو شکست دے کر دوبارہ صدر منتخب ہو گئے تو جان کینیڈی نے صدارت کا انتخاب لڑنے کا فیصلہ کیا اور اسی وقت سے امریکی ریاستوں کے دورے شروع کر دیئے۔ ۱۹۶۰ کے آغاز میں انھوں نے اپنی امیدواری کا اعلان کیا۔ اور نومبر ۱۹۶۰ء کے انتخاب میں ری پبلک امیدوار رچرڈ نکسن کو شکست دے دی۔

کینیڈی کے انتخاب سے قبل روس اور امریکہ کے تعلقات میں کشیدگی بڑھ چکی تھی۔ وزیر اعظم روس۔ مسٹر خروشیف نے صدر آئزن ہاور کے ساتھ ملاقات سے انکار کر دیا تھا۔ صدر کینیڈی نے عہدہ سنبھالنے کے چند ماہ بعد وزیر اعظم خروشیف سے ملاقات کی۔ لیکن اس ملاقات کے خوشگوار نتائج دیر پا ثابت نہ ہو سکے۔ اور چند ماہ بعد دونوں ملکوں کے تعلقات میں کشیدگی پھر بڑھ گئی۔

**کیوبا** (CUBA) بحیرہ کیریبین کے جزائر غرب الہند کی ایک جمہوریہ جو کسی وقت ہسپانیہ کے زیر تسلط تھی۔ رقبہ ۴۴ ہزار مربع میل ہے اور آبادی ۷۰ لاکھ افراد پر مشتمل ہے جن میں سے ۳۲ ...... سفید فام اور ...... ۱۵ حبشی النسل ہیں یا دیگر ازواج سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کا دارالحکومت ہوانا (HAWANA) ہے اور سرکاری زبان ہسپانوی ہے۔

کیوبا ۱۹۰۱ء میں جمہوریہ بنی۔ یہ مرتبہ اسے جمہوریہ امریکہ کی مدد سے حاصل ہوا۔ جس کی بنا پر جمہوریہ امریکہ نے معاہدہ پلیٹ (PLATT) کی رو سے اس کے معاملات میں دخل اندازی ہونا شروع کیا۔ حتیٰ کہ یہاں تک نوبت آ گئی کہ ۱۹۰۶ء میں امریکہ کے گورنر عملاً اس پر حکمرانی کرنے لگے۔ ۱۹۳۴ء میں معاہدہ پلیٹ منسوخ کر دیا گیا اور کیوبا خود مختار ہو گیا۔

جولائی ۱۹۴۰ء میں یہاں نیا آئین نافذ کیا گیا۔ اور ۱۹۴۰ء سے ۱۹۴۴ء تک باتستا (BATISTA) صدر رہے مگر ۱۹۴۴ء میں ان کو صدارت سے محروم کر دیا گیا لیکن ۱۹۵۲ء میں فوجی بغاوت کے ذریعہ وہ پھر صدر بن گئے۔ ۱۹۵۹ء میں ان کے خلاف فوج نے بغاوت کر دی اور باغیوں کے ۳۲ سالہ لیڈر فیڈل کاسترو نے ساری حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔

کیوبا کی معیشت کا دارومدار کھانڈ کی برآمد پر ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس کی بیشتر تجارت امریکہ سے وابستہ ہے۔ اس کی کھانڈ کا ۲/۳ حصہ امریکہ جاتا ہے۔ اور کھانڈ کے کارخانے ۸۵ فی صد امریکی سرمایہ داروں کی ملکیت ہیں۔ کیوبا کے مزدور پیشہ لوگ انتہائی غربت کی زندگی گزارتے ہیں یہاں لوہے کی کانیں بھی پائی جاتی ہیں جن پر امریکی سرمایہ داروں کا قبضہ ہے۔ جس کی بنا پر اہل امریکہ کو کیوبا کی اندرونی سیاست میں بڑی دلچسپی ہے۔ اس دلچسپی کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ کیوبا نہر پانامہ کے قریب واقع ہونے کے باعث عسکری اہمیت رکھتا ہے۔

**کیوپڈ** (CUPID) لاطینی علم الاصنام میں عشق و محبت کا بھولا بھالا دیوتا وینس (VENUS) کا بیٹا۔ کمان اور ترکش میں تیر لیے لوگوں پر اندھا دھند تیر چلاتا ہے۔ یونانی اسے ایروس (EROS) کہتے ہیں۔

**کیوری** ۔ مادام میری کیوری اور ان کے شوہر پیری کیوری دونوں عالم طبیعات تھے۔ پیری سنہ ... فرانسیسی تھا اور میری پولینڈ کی رہنے والی تھی میری کی پیدائش ۱۸۶۷ نے سائنس کی ابتدائی تعلیم اپنے باپ

سے حاصل کی۔ پہلے کراکو اور پھر پیرس کی یونیورسٹی سوربورن میں تعلیم پائی۔ اور سائنس کے تجربہ گاہوں میں کام کرکے اپنے تعلیمی اخراجات پورے کرتی رہی۔ پائرے طبیعیات کا پروفیسر تھا۔ باہمی میلان طبع کی وجہ سے ان دونوں کی شادی ہوگئی۔

سنہ ۱۸۹۸ء میں انہوں نے (Pitch Blende) پر یہ دیکھنے کے لئے تجربات کئے کہ اس میں یورینیم (Uranium) کے علاوہ اور کون سی شعاع ریز (Radio-Active) اشیاء موجود ہیں۔ انہیں ایک نئی چیز مل گئی جس کا نام انہوں نے پولینڈ کے احترام کے پیش نظر پولونیم (Potonium) رکھا۔ مزید تحقیقات سے ریڈیم (Redium) معلوم ہوگیا۔ یہ ایک بالکل نیا عنصر تھا۔ سنہ ۱۹۰۶ء میں پائرے سڑک پر حادثہ کا شکار ہوگیا لیکن میری نے دونوں کی تحقیقات کو جاری رکھا۔ اس کا انتقال سنہ ۱۹۳۴ء میں ہوا۔ ریڈیم کا استعمال مرض سرطان اور دوسری جلدی بیماریوں میں بہت مفید ہے۔

# گ

**گاتھ۔** ( Gath ) قدیم فلسطینیوں کا ایک شہر جسے حضرت داؤد علیہ السّلام کی سرگزشت میں نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ اس کا محل وقوع تو متعین نہیں لیکن کھنڈرات اس کے حدودِ شہر سے بارہ میل شمال مشرق کی جانب، ایک وسیع ٹیلے کے اوپر پائے گئے ہیں۔

**گاجر۔** ایک مشہور ترکاری جو مغربی پاکستان بالخصوص پنجاب میں عام ہے۔ حقارت کے طور پر (محاورہ میں) ادنیٰ چیز کو بھی کہتے ہیں۔ گاجر مولی محاورہ میں بے قدر شے کو کہتے ہیں۔

گاجر کا جو ڈُم کے درمیان میں بڑا سا ڈنٹھل نکلتا ہے۔ اسی میں بیج لگتے اور پکتے ہیں۔ یہ بیج جولائی یا اگست کے مہینے میں نرم نرم اور مزروعہ زمین میں بوئے جاتے ہیں اور پھر گاجر اُگتی، بڑھتی اور نشوونما پاتی ہے۔

دسمبر جنوری فروری اور مارچ کے مہینوں میں گاجر اکھاڑی، کھائی اور پکائی جاتی ہے گاجر کا اچار اور مربّہ بھی بنتا ہے۔ مربّہ اس کا مفرح قلوب اور خوش گوار ہوتا ہے۔ دودھ اور گھی کی آمیزش سے گاجر کا کھیلا بھی پکاتے ہیں۔ جو بڑا لذیذ اور پر لطف ہوتا ہے۔

گاجر سیاہ رنگ کی بھی ہوتی ہے اور شربتی یا بادامی رنگ کی بھی۔ سیاہ رنگ کی گاجر کی کانجی بناتے ہیں جو موسم گرما میں پینے اور شربت فیرے میں ملانے کے کام آتی ہے شربتی یا بادامی رنگ کی گاجر مربّہ بنانے کے کام آتی ہے۔ گاجر یوں بھی بڑے شوق سے کھائی جاتی ہے۔

**گاد اٹھانے کی مشین۔** David Dredging Machine اس مشین کے ذریعہ دریاؤں، نہروں یا بند، گاہوں کی تہ سے مٹی اور کیچڑ نکال کر ان کو صاف کر کے گہرا کیا جاتا ہے۔ یہ مشین دراصل ایک پہیہ دار گاڑی پر قائم ہوتی ہے اور ایک بڑے کرین کی صورت میں ہوتی ہے۔ اس کرین پر ایک زنجیر لگی ہوتی ہے جس میں لاتعداد بالٹیاں اوپر نیچے لگی ہوتی ہیں۔ یہ زنجیر پانی میں اترتی ہے اور جب بالٹیاں گارے سے پُر ہو جاتی ہیں تو اوپر آتی ہے اور تمام بالٹیوں کو مشین کے پہلو میں الٹتی چلی جاتی ہے۔ اور جب پھر واپس جاتی ہے تو اسی طرح عمل جاری رہتا ہے اس قسم کے کرین، سٹیم یا تیل سے چلتے ہیں۔ آج سے چند سال پیشتر اسی قسم کی مشینوں سے نہر سویز کی صفائی کی گئی تھی۔

**گارٹر کا اعزاز۔** Order of the Garter یہ اعزاز شاہ انگلستان ایڈورڈ سوم نے ۱۳۴۴ء میں رائج کیا۔ اور برطانیہ میں اس سے بڑھ کر کوئی اعزاز نہیں۔ پہلے پہل یہ ایک فوجی اعزاز تھا لیکن اس وقت شاہی خاندان کے افراد اور چوٹی کے امراء کے لئے مخصوص ہے۔ برطانیہ کے تمام بادشاہ اس اعزاز کے مالک ہوتے ہیں اور اگر اس اعزاز کی حامل کوئی عورت ہو تو اس کو لیڈی آف دی گارٹر کہتے ہیں۔

اس اعزاز کی ابتدا ایک واقعہ سے ہوئی جو ایک ناچ رنگ کی محفل کے موقع پر ظہور میں آیا۔ بات یہ ہوئی کہ اس ناچ رنگ کی محفل میں لیڈی سالسبری Countess of Salisbury کا موزہ باندھنے کا گارٹر ناچ کرتے وقت اتفاق سے نیچے گر گیا۔ جس سے لیڈی مذکورہ بہت کھسیانی ہوئی اور شرم محسوس کرنے لگی۔ اتفاق سے شاہ ایڈورڈ سوم بھی اس مجلس میں موجود تھا۔ اس نے یہ واقعہ دیکھا اور بیگم مذکورہ کی خفت کے

ازالے کے طور پر یہ گارٹر اٹھا کر اپنی ٹانگ پر باندھ لیا۔ اور کہہ دیا کہ آج سے یہ اعزاز شاہی فخر سمجھا جائے گا۔ چنانچہ اس وقت سے لے کر آج تک شاہان انگلستان اس کو فخر سے پہنتے ہیں اور یہ شاہی اور آئینی لباس کا ایک جزو ہے۔ اس اعزاز کا موجودہ امتیازی نشان ایک پٹکا سا ہوتا ہے جو نیلی ریشمی سطح پر سنہری چوب کاری سے مزین ہوتا ہے۔ اور بائیں ٹانگ پر گھٹنے کے نیچے باندھا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ایک قسم کی صدری اور اس کے اوپر ایک خوشنما بیج ہوتا ہے انگلستان کے شاہی لباس پر یہ نشانات صاف نظر آتے ہیں۔

**گاذ۔** Gauze ایک کپڑے کا نام ہے۔ جو ریشمی، سوتی یا کتانی دھاگوں سے بنا ہوتا ہے اگرچہ گاذ، نائلین، پیتے اور تار کے بھی بنائے جاتے ہیں۔ مریضوں کے پٹی باندھتے وقت اکثر زخم پر اس کا ٹکڑا رکھا جاتا ہے۔

**گاف۔** Golf گیند سے کھیلے جانے والے کھیلوں میں سے، ایک جسے ایک یا ایک سے زیادہ کھلاڑی کسی باغ یا بڑے میدان میں کھیلتے ہیں۔ کھیلنے والوں کی تعداد عموماً چار سے زیادہ نہیں ہوتی۔ گیند سفید رنگ کی چھوٹی سی ہوتی ہے۔ اس پر ربڑ کا ایک چھلا سا چڑھا رہتا ہے۔ اور یہ گٹا پارچے سے منڈھی ہوئی ہوتی ہے۔ بلے مختلف ضروریات کے لئے مختلف شکل اور وضع کے ہوتے ہیں۔ گیند کو دور پھینکنے کے لئے جو بلا Driver استعمال کرتے ہیں۔ درمیانی فاصلوں تک مارنے کے لئے لوہے کا بلا Iron درکار ہوتا ہے۔ اور گیند کو گڑھے میں ڈالنے کے لئے پٹر Putter لینا پڑتا ہے۔ کھیل شروع ہونے پر ہر کھلاڑی اپنی گیند ایک چوبی کھونٹے Tee پر رکھتا ہے اور اس کو حتی المقدور دور تک پھینکنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن اس بات کا خیال رکھنا پڑتا ہے کہ گیند جس مقام پر گرے وہ جگہ صاف ہو۔ اگر گیند ناہموار مقام پر پہنچ گئی جہاں جھاڑیوں کی زیادتی ہوئی تو پھر کھیلنے والے کو ایک ہاتھ Stroke کا نقصان رہتا ہے۔ گیند کے راستہ میں کچھ قدرتی یا مصنوعی رکاوٹیں مثلاً ریت کے گڑھے ٹیلے وغیرہ بھی ہوتے ہیں جن سے کھلاڑی کو ہوشیاری سے بچنا ہوتا ہے گڑھا جس میں گیند ڈالنا ہوتی ہے ہموار گھاس کے میدان کے بیچ میں ہوتا ہے۔ اس کا قطر ۴½ انچ ہوتا ہے جس کھلاڑی نے کم سے کم ہاتھ Strokes کے ساتھ اس گڑھے میں گیند ڈالی ہو وہی کھیل جیت جاتا ہے۔ چبوترے Tee سے گڑھے تک کا فاصلہ ۱۰۰ اور ۶۰۰ گز کے درمیان ہو سکتا ہے۔ کبھی کبھی یہ فاصلہ ۶۰۰ گز سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ پورے کھیل میں ۹ یا ۱۸ گڑھے ہوتے ہیں کبھی کبھی ہار جیت کا فیصلہ اس طرح کرتے ہیں کہ جس کھلاڑی نے کم سے کم ہاتھ Strokes میں سب گڑھوں کو جیتا ہو وہ اول آتا ہے۔ کلاک گاف۔ ( Clock Golf ) یہ کھیل کسی بھی میدان میں کھیلا جا سکتا ہے۔ ایک سے بارہ تک دھات کے بنے ہوئے ہندسے ایک دائرہ میں برابر برابر فاصلہ پر گڑے رہتے ہیں اور دائرے کے بیچ میں گڑھا ہوتا ہے۔ جو کھلاڑی کم سے کم ہاتھ ( Strokes ) میں ہر ہندسہ سے گڑھا جیت لے وہ جیت جاتا ہے

**گاماں پہلوان، رستم زماں۔** سن پیدائش ۱۸۸۲ء۔ جائے پیدائش لاہور۔ غلام محمد نام، گاماں عرفیت۔ رستم زماں کا خطاب ۱۹۱۱ء میں لنڈن میں حاصل کیا۔ لنڈن کے مقابلوں میں گاماں پہلوان نے اعلان کیا کہ جو پہلوان پانچ منٹ بھی ان کے مقابلے میں ٹھہر جائے گا۔ وہ اسے پانچ سو پونڈ انعام دیں گے۔ ایک ٹھیکیدار نے ڈھائی سو پونڈ ہفتہ کے حساب سے ان مقابلوں کا ٹھیکہ لے لیا۔ کئی پہلوانوں نے قسمت آزمائی کی اور دن میں دس دس بارہ بارہ مقابلے ہوئے مگر سب کو ناکام واپس جانا پڑا۔ یہ دیکھ کر دنیا کے نامی گرامی اور مشہور پہلوان میدان میں آگئے۔ مگر گاماں کے سامنے کوئی دو چار منٹ بھی نہ ٹھہر سکا۔ اسطرح

زبسکو باقی رہ گیا تھا۔ جو اس وقت دنیا کا سب سے بڑا پہلوان مانا جاتا تھا۔ گاماں سے اس کا مقابلہ ہوا اور تین گھنٹے کے بعد گاماں نے زبسکو کو بھی گرا لیا۔ زبسکو نے اس کے باوجود اپنی شکست کو تسلیم نہ کیا۔ اور ایک ہفتے کے بعد دوبارہ کشتی لڑنے کے لئے کہا۔ ایک ہفتہ گزرنے کے بعد جب اکھاڑے میں گاماں اور زبسکو اترے تو زبسکو نے مقابلہ نہیں کیا بلکہ گاماں کو رستم زماں تسلیم کر لیا۔ لنڈن سے آنے کے بعد گاماں کے سات بڑے مقابلے ہوئے اور ان سب میں انہیں کامیابی ہوئی۔ آج تک انہیں گرانے میں کوئی پہلوان بھی کامیاب نہ ہو سکا۔

بیس برس بعد زبسکو نے مہاراجہ پٹیالہ کو لکھا کہ میں دوبارہ گاماں سے کشتی لڑنا چاہتا ہوں۔ لنڈن کی کشتی کو میں تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ کیوں کہ اس میں میں تھک گیا تھا اور گلو خلاصی کے لئے میں نے ہار مان لی تھی۔ مہاراجہ پٹیالہ نے ۲۰ ہزار روپے انعام اور آنے جانے کا کرایہ دے کر مقابلے کا اہتمام کیا۔ اور زبسکو کو رستم زماں نے ایک منٹ کے اندر اندر گرا دیا۔

اس واقعہ کے بعد مہاراجہ علاج کے لئے فرانس گیا تو فرانس کے مشہور پہلوان پیٹرسن نے کہا کہ وہ گاماں کو رستم زماں تسلیم نہیں کرتا مہاراجہ نے اسے بھی تیس ہزار روپیہ دے کر بلایا اور مقابلہ کرایا جس میں پیٹرسن کو شکست ہوئی سنہ ۱۹۵۳ء میں گاماں کیمالا (افریقہ) گئے وہاں سے واپس آتے ہی وہ بیمار ہو گئے۔ اسی دوران میں انہیں ایک زہریلے سانپ نے کاٹ لیا۔ ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ اگر یہ سانپ کسی عام آدمی کو کاٹ لیتا تو وہ فوراً مر جاتا گاماں اپنی غیر معمولی قوت کی وجہ سے اس حادثہ سے تو بچ گئے مگر اس کا اثر ان کے دل پر پڑا اور خون کا دباؤ بڑھ گیا۔ ساتھ ہی دمے کا عارضہ لاحق ہو گیا۔ گذشتہ پانچ برس سے ان کی یہی حالت رہی اور وہ ہسپتال میں زیر علاج رہے مگر سنہ ۱۹۶۰ء میں ان کا انتقال ہو گیا۔

**گانا۔ (Singing)** پروفیسر ڈرام ولیمز جو آواز کی تربیت اور ترتیب کے فن میں ماہر ہے کہتا ہے کہ جب تک گلے اور تنفس کے اعضاء کام کرتے ہوں ہر شخص گانا گا سکتا ہے یہ ضروری نہیں کہ شخص بلبل کی طرح خوش آواز ہو۔ کیوں کہ قدرت کی تقسیم اس معاملے میں غیر مساوی ہے۔ البتہ ہر تندرست انسان جس کا گلا اور پھیپھڑے مضبوط ہوں آسانی کے ساتھ ضبط صدا پر قادر ہو سکتا ہے۔

پہلی توجہ طلب چیز جو خطابت عام میں پیش آتی ہے، درست تنفس ہے۔ پھیپھڑے گویا دو پنکھیاں ہیں جو آلہ صوت میں آواز پیدا کرتی ہیں۔ اگر ان کا عمل درست نہیں تو آلے میں آواز ناقص پیدا ہو گی دوسری چیز جو توجہ طلب ہے وہ گانے والے کا قیام اور سکون ہے۔ گاتے وقت ادھر ادھر ہلتے رہنا یا ٹھوڑی کو سینے کے اندر دبا رکھنا بے سود ہے۔ کندھوں کو خوب پیچھے کر لینا چاہیئے۔ سینہ ابھرا ہوا اور ٹھوڑی اوپر کی جانب اٹھی ہوئی ہونی چاہیئے۔ دانتوں کے بیچ میں سے کوئی نہیں گا سکتا۔ منہ اچھی طرح سے کھول کر رکھنا چاہیئے۔ تاکہ آواز پورے طور پر خارج ہو جائے۔ صحیح تلفظ اور درست طرز ادا بھی سیکھنا چاہیئے۔ علاوہ بریں فن موسیقی کا نظری علم یکسانیت اور آواز کا زیر و بم جاننا بھی لازم ہے۔ پیشہ ور گانے والے کو مسودے یا کتاب سے پڑھ کر گانے کی مشق ہونی چاہیئے۔ اس قسم کے گانے کی ضرورت ان اصحاب کو جو بیش اکثر ضرورت پیش آتی رہتی ہے۔ مگر یہ امر قابل افسوس ہے کہ اکثر گویّے کتاب سے پڑھ کر نہیں گا سکتے۔

**گانٹھ گوبھی۔ (Kohl Rabi)** ایک سبزی کا نام ہے جس کا ذائقہ شلغم اور گوبھی کے بین بین ہے۔ اور در حقیقت یہ شلغم اور گوبھی کی مخلوط نسل ہی ہوتی ہے۔ پاکستان میں تین اقسام کاشت کی جاتی ہیں۔ سبز، سفید، نیلگوں۔ اس کا ایک اور نام "کرم کلا" بھی ہے یہ سبزی میدانوں میں اگست سے نومبر تک اور پہاڑوں میں اپریل سے جون تک کاشت ہوتی ہے۔ ایک کنال کے لئے ایک چھٹانک بیج کافی ہوتا ہے۔

سب سے پہلے زمین کو اچھی طرح نرم کر کے صاف کر لیا جاتا ہے۔ کھاد ملا کر اوپر ہل چلایا جاتا ہے جب زمین اچھی طرح نرم ہو جائے تو سہاگا پھیر کر مینڈھیں بنا لی جاتی ہیں۔ شام کے وقت تیار شدہ پودہ چھ چھ انچ کے فاصلہ پر لگا کر پانی دے دیا جاتا ہے۔ پھر ہفتہ میں دو بار پانی دیا جاتا ہے۔ اور ہر پانی کے بعد سطح خشک ہونے پر گوڈی کی جاتی ہے۔ جب گوبھی کی گانٹھیں چقندر کے برابر ہو جائیں تو کھانے کے قابل ہوتی ہیں۔ زیادہ بڑی ہونے پر سخت ہو جاتی ہیں۔ اور کھانے کے قابل نہیں رہتیں۔ یہ سبزی خالص انگریزی ہے اور پہاڑوں میں خوب ہوتی ہے۔ بند گوبھی بادنی، یعنی نخو، گوبھی، پھول گوبھی یہ سب اسی صنف کی سبزیاں ہیں۔ کرم ساگ جو پہاڑوں میں عام ہوتا ہے وہ بھی ایک قسم کی گانٹھ گوبھی ہوتی ہے۔

**گاندھی جی۔ Gandhi (۱۸۶۹ء - ۱۹۴۸ء)**

موہن داس کرم چند گاندھی کاٹھیاواڑ میں پوربندر کے مقام پر ایک ممتاز تاجر کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم راج کوٹ میں حاصل کر کے بیرسٹری پاس کرنے کے لئے ولایت گئے۔ جہاں سے واپسی پر آپ نے کچھ عرصہ بمبئی میں وکالت کی مگر کوئی کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ کچھ عرصہ بعد آپ ایک مسلمان تاجر کے وکیل بن کر جنوبی افریقہ گئے جہاں آپ کو پہلی بار معلوم ہوا کہ ہندوستان سے باہر ہندوستانیوں کے ساتھ کیسا حقارت آمیز سلوک کیا جاتا ہے ایک دفعہ آپ سڑک پر جا رہے تھے کہ ایک سپاہی نے ٹھوکر مار کر سڑک سے نیچے پھینک دیا۔ ہندوستانیوں کی یہ حالت دیکھ کر آپ کو دلی صدمہ ہوا۔ اور کچھ مدت کے بعد آپ نے اس تحریک کا آغاز کیا جو تاریخ عالم میں مثال نہیں رکھتی یعنی پر امن رہتے ہوئے قوت وظلم کا مقابلہ کرنا۔

۱۹۱۴ء میں پہلی جنگ عظیم چھڑنے پر مہاتما گاندھی نے ہندوستان آ کر انگریزوں کی مدد کا بیڑا اٹھایا۔ آپ کا خیال تھا کہ حسن سلوک سے انگریزوں کو متاثر کیا جائے اور ان سے درجہ نوآبادیات حاصل کر لیا جائے۔ مگر جنگ کے خاتمہ پر انگریزوں کے رولٹ ایکٹ اور حادثہ جلیانوالہ نے آپ کو بالکل مایوس کر دیا۔ تاہم یہ امر قابل ذکر ہے کہ کانگرس میں پورن سوراج یا مکمل آزادی کے حامی نہرو اور بوس رہے۔ مہاتما گاندھی عملاً ہمیشہ نوآبادی درجہ کے طلب گار تھے۔ ۱۹۲۰ء میں آپ نے ستیہ گرہ کی تحریک کا آغاز کیا۔ ۱۹۲۲ء سے ۱۹۲۹ء تک آپ گوشہ نشینی اختیار کئے رہے۔ ۱۹۳۰ء میں آپ نے نمک کے اجارہ کے خلاف ستیہ گرہ کی۔ ۱۹۳۱ء میں آپ کی کوششوں کے بدولت پہلی گول میز کانفرنس ہوئی جس کے فوراً بعد ہندو مسلم راہنماؤں میں پھوٹ پڑ گئی۔ ۱۹۳۲ء میں آپ پھر گرفتار ہو گئے۔ ۱۹۳۴ء میں آپ سیاسیات سے دست بردار ہو گئے۔ اور وسطی ہند میں واردھا کے مقام پر سکونت اختیار کر کے مذہبی اور سماجی اصلاح پر کمربستہ ہو گئے۔ ۱۹۴۲ء میں آپ پھر عملی سیاست کے میدان میں کود پڑے اور اپنی زندگی کی آخری عوامی ستیہ گرہ تحریک چلائی۔ ۱۹۴۴ء میں خرابی صحت کی بنا پر آپ کو جیل سے رہا کر دیا گیا۔ ۳۱ جنوری ۱۹۴۸ء کو مسلمانانِ دہلی کے قتل عام کے خلاف آواز اٹھانے اور بھوک ہڑتال کرنے کی پاداش میں آپکو تلک کی رجعت پسند ہندو جماعت کے ایک شوریدہ سر رکن گاڈسے Godse نے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔

**گِب، ایچ اے، آر Gibb, H. A. R.**

مشہور مستشرق اور ماہر اسلامیات ہیں — ۱۸۹۵ء میں پیدا ہوئے۔ ایڈنبرا اور لنڈن کی یونیورسٹیوں سے تعلیم حاصل کی۔ پہلے لنڈن یونیورسٹی کے "سکول آف اورینٹل سٹڈیز" میں لیکچرار مقرر ہوئے۔ پھر لنڈن یونیورسٹی میں عربی کے پروفیسر ہوئے۔ ۱۹۳۷ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی میں چلے گئے۔

آپ کی تصنیفات تجسس اور تحقیق سے لبریز ہیں۔

نیز آپ کو اسلام اور اسلامی دنیا سے

خاص شغف ہے۔ آپ نے مغرب کو اسلام اور مسلمانوں کے صحیح خدوخال سے رُوشناس کرایا۔ آپ کی نظر نہایت گہری اور رائے نہایت صائب ہے۔ شروع میں آپ نے عربی ادب اور اسلامی تاریخ کے متعلق کتب تصنیف کیں۔ مثلاً وسط ایشیا میں عرب فتوحات ابن بطوطہ کے سفر، عربی ادب وغیرہ۔ بعد میں مسلمانوں اور اسلام کے متعلق کتب تحریر کیں۔ مثلاً اسلام کا مستقبل؛ اسلام میں جدید رجحانات، محمڈن اِزم اسلامی معاشرہ اور مغرب وغیرہ۔

**گبن، ایڈورڈ۔** E. Gibbon ۱۷۳۷ء — ۱۷۹۴ء ایک انگریز مؤرخ جس نے روما الکبریٰ کی تاریخ زوال و انحطاط قلم بند کی ہے۔ ایڈورڈ گبن نے بجا طور پر مسلمان فرمانرواؤں کی بڑی تعریف کی ہے۔

**گپتا سلطنت۔** Gupta Empire ۳۲۰ء میں چندر گپت نے گپتا خاندان کی بنا ڈالی اور اس سلطنت کا آغاز کیا جسے ہندو ادب وفن کا سنہری زمانہ کہا جاتا ہے۔ کیوں کہ گپتا خاندان کے عہد حکومت میں ہی کالیداس جیسا بلند پایہ شاعر اور ڈرامہ نویس ہوا اور اسی دور میں اجنتا کے غاروں میں مصوری کے وہ شاہکار عمل میں آئے جو بیسویں صدی کے نقاد کو بھی ورطۂ حیرت میں ڈال دیتے ہیں۔ گپتا اقتدار کا خاتمہ ۶۴۷ء میں ہوا جب راجہ ہرش کے وفات پانے پر ملک میں طوائف الملوکی کا دور دورہ ہوگیا۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ سمندر گپت جسے ہندوستانی نپولین کہا جاتا ہے اسی خاندان کا چشم و چراغ تھا۔ ۵۲۸ء میں ہن حملہ آوروں کو بھی اسی خاندان کے بادشاہوں نے پنجاب میں شکست فاش دی تھی۔

**گٹا پارچہ۔** جزائر ملایا کے ایک سدابہار درخت کا منجمد رس۔ عام طور پر اس میں کوئی لچک نہیں ہوتی لیکن حرارت سے مڑ تڑ سکتا ہے اور اس طرح کئی صنعتی کاموں میں نہایت مفید ثابت ہوا ہے۔ اس کا سب سے زیادہ استعمال بجلی کے تاروں پر ہوتا ہے جن پر اس کے سرخ و سیاہ خول چڑھائے جاتے ہیں۔ چونکہ یہ چیز برق موصل ہے۔ اس لئے اس قسم کے تار جب اس خول سے ڈھانپ دیئے جائیں تو محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ پانی کے نل پٹیاں اور تکلے اور دیگر سامان جن میں لچک کی ضرورت ہوتی ہے اسی سے تیار کئے جاتے ہیں دراصل یہ ربڑ ہی کی ایک قسم ہے۔ اور ملایا سے تمام دنیا کو برآمد کیا جاتا ہے۔ اس کی مصنوعی صورتیں بھی تیار ہوئی ہیں۔ لیکن وہ مہنگی پڑتی ہیں اس لئے قدرتی ذرائع کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔

**گٹھیا۔** Gout گٹھیا ایک بیماری ہے جس سے جوڑوں میں ورم پیدا ہو جاتا ہے اور تیز درد ہوتا ہے۔ پیر کے انگوٹھے کے جوڑ میں یہ مرض عموماً پیدا ہوتا ہے۔ کسی زمانہ میں یہ مرض بہت عام تھا۔ لیکن اب اس میں نسبتاً کافی کمی ہوگئی ہے۔ ضرورت سے زیادہ خوراک استعمال کرنے اور خصوصاً گوشت یا شراب کو کثرت سے استعمال کرنے سے یہ مرض پیدا ہوتا ہے۔ یہ مرض وراثتہً بھی منتقل ہوتا ہے غذا کے جسم میں اچھی طرح نہ پکنے کی وجہ سے پیشاب کا تیزاب Uric Acid ضرورت سے زیادہ مقدار میں پیدا ہونے لگتا ہے۔ چونکہ یہ تیزاب جسم سے خارج نہیں کیا جا سکتا، لہذا وہ سوڈیم کے نمکین مادوں سے مل کر بلور نما ذرات میں تبدیل ہو جاتا ہے جو جوڑوں میں جمع ہو کر ان میں سوزش پیدا کر دیتے ہیں۔

گٹھیا کا حملہ اچانک طور پر ہوتا ہے اور جوڑوں میں ورم پیدا ہو کر ان کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے۔ بیماری سے کچھ پہلے مریض بدمزاج اور چڑچڑا ہو جاتا ہے۔ یہ مرض کہنہ ہو جائے تو جوڑوں میں کھریا کے سنگریزے پیدا ہو جاتے ہیں جو کھال کے اندر پیوست ہو جاتے ہیں کان کی لو کے کناروں پر بھی اکثر سخت گرہیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ کولچیکم Colchicum نامی دوا اس مرض کے لئے مجرب ہے۔ گٹھیا کو روکنے کے لئے آٹوفین Autophan استعمال کیا جاتا ہے جو جسم سے فالتو تیزاب کو خارج کر دیتا ہے وجع مفاصل کی دوسری اقسام سے گٹھیا کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیوں کہ ان کا پیشاب کے تیزاب سے کوئی واسطہ نہیں۔

**گدھ۔** یہ بہت بڑا پرندہ ہے۔ جو گنجا سر، ا

گوشت اور مردار کھاتا ہے۔ اس کا سر دوسرے شکاری پرندوں سے مختلف ہوتا ہے یعنی اس پر پر نہیں ہوتے چنانچہ وہ مردہ جانور کے گوشت کے اندر اپنا سر گھسیڑتا ہے تو اس کے پر لتھڑنے نہیں پاتے۔ گدھ تین قسم کے ہوتے ہیں۔ راج گدھ، سفید پشت گدھ اور سفید گدھ۔

راج گدھ ایک بڑا جسیم پرندہ ہے۔ اس کی لمبائی ڈھائی فٹ کے قریب ہوتی ہے۔ گویا وہ چیل سے دگنے ڈیل ڈول کا ہوتا ہے۔ یہ گدھ مغربی پاکستان میں بہت کم پایا جاتا ہے لیکن کبھی کبھی ضرور نظر آتا ہے۔ اس جانور کا قد اونچا اور رنگ سیاہ ہوتا ہے۔ بڑا پیٹو جانور ہے۔ مردار کے گوشت سے اپنے پیٹ کو ناکوں ناک بھر لیتا ہے۔ اس طرح کہ حرکت نہیں کر سکتا اور زمین پر سیدھا بیٹھ جاتا ہے اس کے ارد گرد چیلیں اور گدھ بیٹھے رہتے ہیں جو گویا اس راجہ کا دربار ہے۔ اس کی چھاتی سفید اور جسم کے دونوں طرف بھی سفید داغ ہوتے ہیں۔ گردن سرخی مائل جس پر لٹکے ہوئے ماس کے لوتھڑے لمبے لمبے کانوں کی مانند معلوم ہوتے ہیں مردار پر جب تک یہ پیٹ نہ بھر لے دوسرے جانوروں کو قریب نہیں آنے دیتا۔

سفید پشت گدھ مغربی پاکستان میں عام ہے جنوری میں بچے انڈوں سے نکلتے ہیں لیکن عموماً ایک ہی انڈا ہوتا ہے۔ اس کی پیٹھ کا نچلا حصہ نمایاں طور پر سفید ہوتا ہے۔ باقی جسم خاکستری بلکہ سیاہ ہوتا ہے پیٹھ کا سفید رنگ بازوؤں کے آخری سرے تک چلا گیا ہے۔ جب اڑتا ہے تو یہ سفید حصہ اوپر کی طرف ہو جاتا ہے۔

سفید گدھ جس کو مصری گدھ بھی کہتے ہیں مذکورہ بالا سر دو گدھوں سے چھوٹا ہوتا ہے۔ اس کی لمبائی دو فٹ تک ہوتی ہے اور چال بطخ کی طرح کی ہوتی ہے اڑتا ہوا دور سے خوبصورت معلوم ہوتا ہے لیکن پاس سے بھدا اور ناگوار نظر آتا ہے۔ ٹانگوں اور چہرے پر بال نہیں ہوتے چونچ کا سرا خم دار ہوتا ہے ٹانگیں، چہرہ اور چونچ زرد رنگ کے ہوتے ہیں۔ بازوؤں کے سرے چوڑے اور کالے ہوتے ہیں۔ اور جسم کے باقی حصے پر میلے سے سفید پر ہوتے ہیں سفید گدھ اڑتے وقت اپنے پاؤں اور ٹانگیں سکیڑ لیتے ہیں۔ مگر جب زمین پر بیٹھنا چاہتے ہیں تو کچھ دیر پہلے ٹانگوں کو ڈھیلا چھوڑ دیتے ہیں۔ اور نیچے لٹکا دیتے ہیں۔ اس طرح وہ بآسانی نیچے آ جاتے ہیں۔

**گدھا۔** گھوڑے کے خاندان کا ایک پالتو جانور۔ گھوڑے سے چھوٹا۔ دم گچھے دار ہوتی ہے۔ جنگلی گدھے کے جسم پر دھاریاں ہوتی ہیں۔ بڑا صابر، محنتی اور مشقت پسند جانور ہے۔ باربرداری کے لئے مفید ہے۔ بالخصوص مشرقی ممالک عرب، مصر، وغیرہ میں۔ چمڑا اس کا بہت سی مصنوعات بالخصوص سکرین میں کام آتا ہے

**گراموفون۔** Gramophone ایک آلہ ہے جو ڈسک یا سلنڈروں پر آواز کی ریکارڈ شدہ امواج کو حقیقی امواج میں تبدیل کرتا ہے۔ امریکہ میں اس کا ہم معنی آلہ فونوگراف ہے جبکہ کم تر پایہ کے مستقل ریکارڈوں کے لئے ڈکٹافون اور ڈکٹاگراف مخصوص ہیں۔ سلنڈر فونوگراف کی اختراع ۱۸۷۷ء میں ایڈیسن Edison کے کی اور ڈسک گراموفون کی اختراع برلینر Berliner نے بھی ۱۸۸۷ء میں امریکہ میں کی۔ آئے دن کے برقی

ریکارڈنگ میں نرٹو گرانی کے فلم، صدائی فلم، فولاد کے تار، اور باریک کٹے ہوئے مقناطیسی مواد بھی شامل ہوتے ہیں۔ جس میں پلاسٹک کے فیتے یا کاغذی ڈسک بنیادی سطح کا کام دیتے ہیں۔

**گرامی، (مولانا غلام قادر)** فارسی کے مشہور اور ممتاز شاعر۔ جالندھر کے رہنے والے تھے۔ مدت تک دربارِ حیدر آباد دکن سے وابستہ رہے۔ علامہ سر اقبال مرحوم کے دوستوں اور علمی مشیروں میں سے تھے۔ علامہ مرحوم نے اپنی متعدد نظموں میں بھی ان کا حوالہ دیا ہے۔ آخری عمر میں ہوشیارپور آ گئے اور وہیں انتقال کیا۔ دیوانِ گرامی آپ کی یادگار رہے۔

**گراہم بیل۔** Alexander Graham Bell الیگزنڈر گراہم بیل (۱۸۴۷ء سے ۱۹۲۲ء) ٹیلی فون کا موجد سکاٹ لینڈ کے دارالحکومت ایڈنبرا Edinburgh میں پیدا ہوا ۱۸۷۰ء میں امریکہ چلا گیا اور وہیں وفات پائی۔

**گرج۔** وہ آواز یا کڑک جو بجلی کی چمک کے بعد بادلوں سے سنائی دیتی ہے۔ چوں کہ بادلوں میں بجلی پیدا ہو جاتی ہے اور اس کا شعلہ طویل ہو کر ہوا میں پھیل جاتا ہے اس لئے متعلقہ ہوا گرم ہو جاتی ہے۔ اور جب فوراً ہی چمک بند ہو جاتی ہے تو ہوا بھی بادلوں کی نمی اور بلندی کے باعث پھر یک دم سرد پڑ جاتی ہے۔ اس طرح سے یہ مختلف عمل قوت اور تھرتھراہٹ سی پیدا کرتے ہیں جو کڑک کی صورت میں نمایاں ہوتی ہے۔

کڑک دراصل ہوا کے یک دم گرم ہو کر پھیلنے اور یک دم سرد ہو کر سکڑنے کا ردِ عمل ہے۔ اور ۱۰ میل سے زیادہ دور تک سنائی نہیں دیتی۔ اس کی رفتار اور فاصلے کا اندازہ کرنے کے لئے چمک کے ظاہر ہونے کا وقت دیکھ لیا جائے اور پھر کڑک کے ظاہر ہونے کا وقت نوٹ کر لیا جائے اور ۵ سیکنڈ فی میل کے حساب سے صرف شدہ وقت یعنی چمک اور کڑک کے درمیانی وقفہ سے فاصلے کا اندازہ لگا لیا جائے۔ بعض دفعہ کڑک مسلسل طور پر سنی جاتی ہے جو دھیمی دھیمی اور موسیقی کی صورت میں ہوتی ہے۔ اس حالت میں چمک ٹیڑھا راستہ اختیار کرتی ہے۔ جلد جلد اور بار بار رونما ہوتی ہے اور راستے کے تمام ذرات میں تھرتھراہٹ یا گونج پیدا کرتی ہے۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ جب بادل متواتر گرجتے ہیں۔ تو ان کے بعد جھٹ اولوں کی بوچھاڑ شروع ہو جاتی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ جب کڑک کے بعد ہوا فوراً خشک ہو جاتی ہے تو بادلوں کے ننھے ننھے قطرے جم جاتے ہیں اور جب متواتر کڑک کے باعث ان پر اور تہیں جمتی جاتی ہیں تو وہ بھاری ہو کر گرنے شروع ہو جاتے ہیں اور جب تک زمین تک نہیں پہنچ جاتے ان پر مزید تہیں جمتی رہتی ہیں۔

**گرجا۔** Church بہت بڑا عبادت گاہ۔ چھوٹے کو چیپل کہتے ہیں۔ بالعموم گرجا کا مفہوم معبد خانوں کا ہوتا ہے کیتھیڈرل اس وقت ہوتا ہے۔ جبکہ اس میں بشپ کی مسند ہو جب اس کی کارگزاری کے لئے ڈین (Dean) مقرر ہو تو اُسے "کالجیٹ" کہتے ہیں۔ "منسٹر" کا کام اس وقت دیتے ہیں جب کہ اس کا تعلق کانونٹ یا مانسٹری سے ہو۔ ایسے سے اسے اس وقت موسوم کرتے ہیں جب کہ وہ ایبٹ" یا پرائر کے ماتحت ہو اور پرو چیل کا نام اسے اس وقت دیا جاتا ہے جب کہ وہ مذہبی پریسٹ (پادری) کے زیر انتظام ہو۔

چرچ آف انگلینڈ کی تاریخ ہنری ہشتم کے زمانہ اور اس کے قیام ۱۵۳۴ء سے شروع ہوتی ہے جب کہ پوپ کے اقتدار کو ختم کرنے کے لئے ایک ایکٹ بھی پاس کر دیا گیا۔ ۱۵۶۰ء میں پیورٹین Puritan تحریک پھیلنا شروع ہوئی اور ۱۷۶۲ء میں اس چرچ کا پوپ سے قطعی انقطاع عمل میں آ گیا۔ جان ویزلے اور ڈیفیلڈ نے ۱۷۳۹ء میں میتھاڈیزم چرچ کی بنیاد رکھی۔

**گرجدار چالیسویں۔** Roaring Fc rties. کرہ زمین پر جو ہوائیں تجارتی ہواؤں کے مخالف رُخ چلتی ہیں وہ متضاد تجارتی ہوائیں کہلاتی ہیں۔ یہ ہوائیں نصف کرہ شمالی میں جنوب مغرب اور نصف کرہ جنوبی میں، شمال مغرب سے قطب کی طرف چلتی ہیں۔ ان کا حلقہ ۳۵° شمال اور ۶۵° شمال کرہ شمالی میں اور

۴۰° جنوب اور ۵۰° جنوب کرہ جنوبی میں ہے۔ کرہ شمالی میں یہ ہوائیں، زمین اور پہاڑوں سے گزرتی ہیں اس لئے ان کا زور رکاوٹ کے باعث مدھم پڑ جاتا ہے۔ لیکن نصف کرہ جنوبی کے ۴۰° اور ۵۰° عرض بلد کے درمیان خشکی کا وجود کم ہے اور ہر جگہ سمندر ہی سمندر ہے اس لئے ان عرض بلد کے درمیان یہ ہوا نہایت تندی سے چلتی ہے۔ اور مہیب آواز نکالتی ہے۔ جو شیر کی گرج سے مشابہ ہوتی ہے۔ اس وجہ سے اس جنوبی ہوا کو گرجدار ہوائیں کہتے ہیں۔ چونکہ اس کی تندی کا وجود ۴۰° جنوب عرض بلد سے شروع ہوتا ہے، اس لئے اس ہوا کو بھی چالیسویں کہتے ہیں اور چونکہ شمالی اور جنوبی ہر دو ہوائیں کم و بیش مغرب سے مشرق کو آتی ہیں اس لئے ان کا نام مغربی بھی ہے۔ دراصل ان ہواؤں کا رُخ شمالی کرہ میں جنوب سے شمال کی طرف ہوتا ہے اور جنوبی کرہ میں شمال سے جنوب کی طرف لیکن چونکہ یہ ہوائیں زمین کے کم رفتار کے خطوں سے زیادہ رفتار کے خطوں کی طرف آتی ہیں۔ اس لئے ان کا رُخ مشرق کی طرف ہو جاتا ہے۔ کیونکہ زمین مغرب سے مشرق کی طرف گردش کرتی ہے۔

## گرد باد (منقلب) Anti-Cyclone

ہوا کے چلنے کی ایک صورت جو سائیکلون یعنی گرد باد کے برخلاف ہوتی ہے۔ یہ دراصل بہت بڑے بڑے بگولے سے ہوتے ہیں۔ سائیکلون کی ہوا گویا بگولے کی طرح چلتی ہے۔ اور اینٹی سائیکلون کی اس کے الٹ۔ اور یہ مظہر قدرت اس طرح وجود میں آتا ہے۔ کہ ایک ایسا طبقہ وجود میں آجاتا ہے جس پر ہوا کا دباؤ بہ نسبت اردگرد کی جگہوں کے بہت زیادہ ہوتا ہے اور اس طبقہ میں ایک مرکز ہوتا ہے جہاں دباؤ سب سے زیادہ ہوتا ہے اس مقام پر ہوا بالکل بند ہوتی ہے۔ اگرچہ بیرونی حصوں میں کم و بیش چلتی رہتی ہے اس قسم کی ہواؤں کا رُخ جو اندر سے باہر کی طرف چلتی ہیں۔ نصف کرہ شمالی میں گھڑی کی سوئی کی چال کے رُخ ہوتا ہے اور نصف کرہ جنوبی میں اس کے برعکس۔ اندر سے جو ہوائیں باہر کو چلتی ہیں وہ دراصل سیدھی ہوتی ہیں۔ لیکن زمین کی گردش کے باعث ایک چکر سا اختیار کر لیتی ہے۔ ہواؤں کے اسی چکر کو جس کے اندر دباؤ زیادہ اور باہر کم ہو اینٹی سائیکلون یعنی منقلب گرد باد کہتے ہیں۔ برخلاف سائیکلون یا گرد باد کے جس میں حالات برعکس ہوتے ہیں۔ اینٹی سائیکلون میں چونکہ ہوائیں اندر سے باہر کے رُخ میں چلتی ہیں اس لئے عمل تکاثف نہیں ہوتا۔ بادل یا بارش مطلق نہیں ہوتی۔ بلکہ مطلع صاف اور خوش گوار رہتا ہے اور رات کو درجہ حرارت بھی معمول سے قدرے کم ہو جاتا ہے۔

ہمارے ہاں سردی کے موسم میں کچھ دنوں کے لئے گرد باد چلتے ہیں۔ یہ گرد باد خلیج فارس اور بحیرہ روم سے اٹھتے ہیں اور پھر مشرق رُخ ہو کر کوہ ہندوکش سے ٹکرا کر ہمارے ہاں بارش کا باعث ہوتے ہیں سردی میں جو بارش ہوتی ہے انہیں کے باعث ہوتی ہے۔ سائیکلون کے وجود اور اس میں ہواؤں کے رُخ اور نیز اثر کے وجوہ وغیرہ اینٹی سائیکلون کے بالکل برعکس ہوتے ہیں یعنی ان کا رُخ نصف کرہ شمالی میں گھڑی کی سوئی کی چال کے مخالف ہوتا ہے۔ اور نصف کرہ جنوبی میں اس کے الٹ۔ سائیکلون مشرقی ایشیا خصوصاً جاپان کے اردگرد بہت تندی سے چلتے ہیں اور تباہی لاتے ہیں۔

## گردن توڑ بخار۔ (Meningitis)

بخار جو دماغ کی جھلیوں میں ورم کی وجہ سے ہوتا ہے گردن سخت ہو جاتی ہے۔ خطرناک بیماری ہے۔ مریض کو ہسپتال میں داخل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ گھر پہ پوری دیکھ بھال نہیں ہو سکتی۔

## گرد و غبار۔

ٹھوس مادے کے ذرات جو ہوا میں اڑتے پھرتے ہیں یہ ذرات بہت چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں یہ کارخانوں اور گھروں کے دھوؤں اور آندھیوں کی وجہ سے متحرک ہو کر ہوا میں اڑنے لگتے ہیں۔ ان کے اڑنے کی اور وجوہ بھی ہیں۔ ۱۸۸۳ء میں کراکوٹو کے جزیرے کا آتش فشاں پہاڑ پھٹ گیا۔ اور اس کے زور سے گرد ایک مکعب میل ہوا میں اڑ گئی بلکہ اسی پر معاملہ ختم نہ ہوا بلکہ دھماکے کی مسلسل لہروں کی وجہ سے اس غباری مکعب نے تین دفعہ کرہ زمین کے گرد چکر لگایا۔ برخلاف ریت کے بھاری ذرات

کے گرد کے باریک اور ہلکے ذرات آندھی کے وقت زیادہ اونچائی تک پہنچ جاتے ہیں۔ اور انہی کی موجودگی کے باعث اس بالائی طبقے میں بادل اور اولے وجود میں آتے ہیں۔ اگر کسی اولے کو کھول کر دیکھا جائے تو اس کے اندر ایک ریت یا مٹی کا ننھا سا ذرہ بند ملے گا۔ جب پانی کے قطرے بالائی طبقے میں ایسے ننھے ننھے ذرات پاتے ہیں تو ان کی سرد سطح پر جم جاتے ہیں۔ اور اس طرح ان کی متعدد تہیں اوپر تلے چڑھتی رہتی ہیں حتیٰ کہ وہ وزنی ہو کر زمین پر گر پڑتے ہیں۔

**گردے۔** Kidneys آنتوں کے پیچھے ریڑھ کی ہڈی کے قریب ایک عضو جس کا جوڑا ہوتا ہے۔ انسان کے گردے کی لمبائی ۴ انچ اور چوڑائی ۲½ انچ ہوتی ہے اور اس کا رنگ سیاہی مائل سرخ ہوتا ہے۔ گردوں کا خاص کام یہ ہے کہ خون میں سے غیر ضروری مادوں (مثلاً نائٹروجن کے مرکبات اور معدنی نمکین چیزوں) کو علیحدہ کریں اور انہیں مثانے میں پہنچا دیں۔ مثانہ ان مادوں سے پر ہو کر پھیل جاتا ہے اور پھر پیشاب میں یہ غیر ضروری مادے خارج ہو جاتے ہیں۔ روزانہ تقریباً ۲½ پائنٹ پیشاب انسانی جسم سے خارج ہوتا ہے۔ لیکن گرمیوں میں پسینہ آنے کی وجہ سے اس کی مقدار کم اور سردیوں میں زیادہ ہو جاتی ہے۔

**گُرز۔** بندوق کی ایجاد سے بلکہ تیر کی ایجاد سے بھی قبل ایک جنگی ہتھیار تھا۔ جس کی شکل ایک لاٹھی کی سی اور اس کے سرے پر ایک بھاری بوجھ ہوتا تھا اس ہتھیار سے جنگ بھی کی جاتی تھی لیکن گرز بردار بہت طاقتور آدمی ہوتے تھے۔ ہر شخص اس کو چلانے کی طاقت نہ رکھتا تھا۔ شاہنامہ میں اس ہتھیار کے استعمال کا بار بار ذکر آتا ہے اور گرز گاؤ سر یعنی گائے کے سر والا گرز خاص طور پر مشہور ہے۔ یہ گرز ایک خاص گائے کے اعزاز میں بنایا جاتا تھا جس کو مایہ کہتے تھے۔ اور جس کا دودھ فریدوں قدیم شاہ ایران نے پیا تھا۔ بحیرۂ کیسپین کے گرد جو لوگ آباد تھے وہ قدیم زمانے میں گرزائی کہلاتے تھے۔ اور گرز خاص انہی کا ہتھیار تھا۔ اسی نسبت سے اس علاقے کا نام بھی گرزستان یا گرجستان ہو گیا۔ اور باشندے گرزی یا گوجر کہلائے۔ ہمارے ملک میں جو گوجر قوم آباد ہے وہ اسی ملک سے آئی ہے۔ بعد میں جو قوم بھی ملک گرجستان میں آباد ہوئی گوجر ہی کہلائی۔

گرز اب محض ایک اعزازی نشان کے طور پر رہ گیا ہے۔ مثلاً دار العوام انگلستان کے صدر کا اعزازی نشان یہی ہے اور جب وہ سرکاری طور پر حرکت کرتا ہے تو یہ گرز اس کے ساتھ ساتھ لے جایا جاتا ہے اور جب تک اجلاس ہوتا رہتا ہے میز پر پڑا رہتا ہے ہمارے ہاں جب کشتیاں اور دنگل ہوتے ہیں تو نامی پہلوانوں کو گرز بھی انعام میں ملتے ہیں جو نقرئی ہوتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ فارس قدیم میں گرز پہلوانی ہی کا نشان تھا بلکہ لفظ پہلوان بھی فارسی پہلو اور پہلوی سے وجود میں آیا ہے مہابھارت میں "بھیم" گرز سے لڑائی کرنے میں یکتائے روزگار تھا۔

**گرگٹ۔** ( Chamel ) ایک رینگنے والا کرم خور جانور جو ریڑھ کی ہڈی رکھنے والے جانوروں میں سے ہے۔ اس کی دم لمبی اور شاخوں کی گرفت کی ڈھب کی ہوتی ہے آنکھوں پر ایک ہی پپوٹا سا ہوتا ہے۔ جس سے وہ بالکل ڈھکی رہتی ہیں۔ لیکن اس پپوٹے کے مرکز میں ایک سوراخ ہوتا ہے جس میں سے وہ اپنے شکار کی تاک لگاتا ہے۔ اس میں خاص صفت یہ ہے کہ ہر موسم میں اپنا رنگ بدلتا رہتا ہے۔ اسی لئے مجازی طور پر اس آدمی کو بھی گرگٹ کہتے ہیں جو مستقل مزاج نہ ہو اور بار بار اپنے اصول بدلتا رہے۔ یہ جانور کئی کئی دن بلکہ مہینوں تک بغیر،

خوراک کے رہ سکتا ہے۔ اس میں اپنے بدن کو پھیلانے کی طاقت بھی ہے جس نے عوام میں یہ غلط خیال جاگزین ہو گیا ہے کہ اس کی خوراک ہوا ہے۔ یہ گرم ممالک میں کم و بیش ہر جگہ پایا جاتا ہے۔ اور کیڑے مکوڑے اس کی خوراک ہیں۔

**گرلز گائیڈ۔** Girls Guide یہ لڑکیوں کا ایک نظام ہے جو سکاؤٹ لڑکوں کے نظام کے متوازی ہے۔ اس کو ۱۹۱۰ء میں لارڈ بیڈن پاول Baden Powell نے مرتب کیا۔
اور یہ تحریک بہت جلد تمام دنیا میں پھیل گئی۔ اس میں ۷ سال سے لے کر ۱۷ سال تک کی لڑکیاں بھرتی کی جاتی ہیں۔ اور ان کو اچھا شہری اور مفید بنانے کی تربیت دی جاتی ہے۔ امور خانہ داری، انتظام خانہ، اور ان سے متعلقہ سامان مہیا کرنا خاص طور پر سکھایا جاتا ہے۔ اور بیرون خانہ مشاغل اور کیمپ کی زندگی سے بھی روشناس کرایا جاتا ہے۔ اس کے بھی گروپ ہوتے ہیں۔ جن کے اوپر گروپ ماسٹر اور ڈسٹرکٹ ماسٹر ہوتے ہیں۔

**گرمانی، میاں مشتاق احمد۔** سابق گورنر پنجاب اور مغربی پاکستان ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو پیدا ہوئے۔ علی گڑھ میں تعلیم پائی۔ ۱۹۳۷ء میں پنجاب اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ حکومت پاکستان کے متعدد ممتاز عہدوں پر سرفراز رہ چکے ہیں۔ ہوم منسٹر کے عہدے پر بھی فائز رہے۔ مغربی پاکستان کی وحدت اور صوبجات کے اتحاد کی خاطر بہت بڑا کام کیا۔ لاہور میں مقیم ہیں۔

**گرم چشمے (دیکھو چشمہ آب گرم)**

**گرم صحرائی خطہ۔** The Hot Desert Region یہ خطہ تجارتی ہواؤں کے حلقے میں براعظموں کے مغربی کناروں پر ۲۰ اور ۳۰ درجہ عرض بلد کے درمیان واقع ہے۔ جس میں شمالی نصف کرہ کے علاقے کیلیفورنیا، صحرائے اعظم، عرب، راجپوتانہ اور سندھ اور جنوبی نصف کرہ کے علاقے، شمالی چلی، کالاہاری، اور مغربی آسٹریلیا شامل ہیں۔

آب و ہوا خشک اور شدید ہے گرمیوں میں بعض علاقوں میں ۱۲۰ اور ۱۳۰ فارن ہائٹ درجہ حرارت ہوتا ہے۔ گرمیوں میں راتیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ سردیوں میں رات کے وقت کہر پڑتی ہے۔ گرمیوں میں دن کے وقت طوفان اور تیز ہوائیں چلتی ہیں۔
جیکب آباد (پاکستان) جہاں دنیا میں سب سے زیادہ گرمی پڑتی ہے اور جس کا درجہ حرارت ۱۲۴ ف ہے اسی خطہ میں واقع ہے۔
اس خطہ کے کسی علاقہ میں بارش ۱۰ انچ سالانہ سے زیادہ نہیں ہوتی۔ بارش زیادہ تر سردیوں میں ہوتی ہے کانٹے دار جھاڑیاں، کیکر، پھلاہی، اور فراش پیدا ہوتے ہیں۔ بعض حصوں میں کھجور کے درخت ہوتے ہیں۔ بعض علاقوں میں ایسے نخلستان ہیں۔ جن کا رقبہ کئی سو مربع میل ہے۔ اور پانی کا وہاں نام و نشان نہیں۔
اکثر حصوں کی زمین زرخیز ہے مگر پانی کی کمی کی وجہ سے زراعت نہیں ہو سکتی نخلستانوں میں بعض جگہ تباکو، مکئی، جوار اور باجرہ کی معمولی پیمانے پر کاشت کی جاتی ہے۔
وادی نیل، سوڈان اور سندھ مشہور زرعی علاقے ہیں جہاں سے نہریں اور ریلیں ہیں۔ زراعت خوب ہوتی ہے۔ اور آبادی گنجان ہے۔
ریگستانوں میں نمک، شورہ، سونا چاندی اور تانبا بھی ملتا ہے۔
پانی کی کمی کے باعث آبادی بہت کم ہے لوگ عموماً خانہ بدوش ہیں بار برداری کے لئے اونٹ، خچر وغیرہ پالتے ہیں اور اکثر گروہوں کی شکل میں اکٹھے رہا کرتے ہیں۔ ایسے لوگ صحرائے اعظم افریقہ میں زیادہ ہیں۔ عرب کے خانہ بدوش لوگ بدو کہلاتے ہیں۔ جو بھیڑ، بکریاں، گھوڑے اور اونٹ پالتے ہیں اور کھجوریں بھی کاشت کرتے ہیں۔
شمالی چلی کے علاقہ میں شورہ کے کھیت ہیں اور مغربی آسٹریلیا میں سونے کے علاقے پائے جاتے ہیں۔

**گرم کرنا۔** Heating or Transmission of Heat گرمی یا حرارت پہنچانے کے تین طریقے ہیں۔ کنویکشن Convection یا گردش کے ذریعہ سے مثلاً پانی میں جہاں مواد یا گرم شدہ حصہ

عملاً حرکت کرتا ہے۔ کنڈکشن Conduction یا اتصال کے ذریعے سے جہاں کسی چیز کے ایک ذرے سے دوسرے ذرے تک حرارت یا گرمی منتقل ہوتی ہے۔ مثلاً کسی لوہے کی سلاخ کا ایک سرا آگ میں ہو تو ذرات سے حرارت منتقل ہوتی ہوئی دوسرے سرے تک جا پہنچتی ہے۔ ریڈی ایشن یا تجیر اور انعکاس کے ذریعہ سے جیسا کہ روشنی کے پہنچنے میں ہوتا ہے۔ مثلاً سورج کی گرمی ہم تک اسی طریق سے پہنچتی ہے اور وہ اسی رفتار سے چلتی ہے جس سے کہ اس کی روشنی سفر کرتی ہے یعنی تین لاکھ کلومیٹر یا ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ کے حساب سے۔

انعکاس بذاتِ خود حرارت نہیں ہوتا بلکہ وہ حرارت اس وقت پیدا کرتا ہے جب کہ وہ کسی مادی شے میں جذب ہو جائے۔ حرارت کا انعکاس، روشنی کے انعکاس کے ساتھ رفتار کے مسئلے کے علاوہ اور کئی باتوں میں بھی مشابہت رکھتا ہے مثلاً حرارت سیدھی اور راست لائنوں میں چلتی ہے۔ اس کا انعکاس، شیشے کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور لنز Lens کے ذریعہ سے اسے فوکس (مرکوز) کیا جا سکتا ہے۔

گرم بازاری۔ Boom (۱) کوئی سیاسی تحریک جو تقویت اور مقبولیت حاصل کرے۔

(۲) اس قسم کی تحریک کا تقویت کا باعث ہونا۔

(۳) تجارت کا خوب زوروں پر ہونا، اور تاجروں کا خوب منافع کمانا۔

(۴) یا کسی بات یا معاملے کا زور و شور سے چرچا ہونا۔

گرم مسالا۔ (Spices) ان نباتاتی اشیاء کے لئے ایک عام نام ہے جن میں تیز چٹ پٹے خواص ہوتے ہیں۔ مثلاً لونگ، دارچینی، الائچی، خشک دھنیا، سیاہ مرچ وغیرہ۔ ان کی درآمد بیشتر مشرق بعید سے ہوتی ہے۔ بالخصوص ولندیزی مشرق الہند، ملایا وغیرہ علاقوں سے گرم مسالے (مصالحے) منطقہ حارہ کے مختلف پودوں اور نباتات کی جڑوں، تنوں، چھلکے، چھال، اور ثمرات سے اخذ کئے جاتے ہیں۔

---

گرو رکھنا۔ کسی شخص کو روپے کی فوری ضرورت پڑے تو وہ اپنی جائیداد یا مکان دوسرے کے ہاتھ گروی رکھ کر اس سے روپیہ لیتا ہے اور اس کو اپنی جائیداد کا عارضی قبضہ دے دیتا ہے اس کو رہن یا قبضہ بھی کہتے ہیں۔

ایک معین یا غیر معین میعاد کے لئے گرو لینے والے کو مالکانہ حقوق حاصل ہو جاتے ہیں۔ مالک جب ادھار لیا ہوا روپیہ ادا کر دے، تو مرتہن اس کو مقبوضہ جائیداد واپس کر دیتا ہے۔ اگرچہ رہن کا معاملہ براہ راست بھی ہو سکتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ ایسا معاملہ کسی قانونی مشیر کی وساطت سے کیا جائے۔ گروی رکھنے کو راہن اور جس کے ہاں گروی رکھی جائے اسے مرتہن کہتے ہیں۔

رہن میں ایک یہ خامی ہے کہ روپیہ ادھار دینے والا چھ ماہ کے نوٹس پر اپنے روپے کی واپسی کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ یہ حق فریقین میں دونوں کو حاصل ہے یعنی صاحب جائیداد بھی چاہے تو اپنا مکان چھ ماہ کے نوٹس پر روپیہ ادا کر کے واپس لے سکتا ہے۔

رہن یا قبضہ کے معاملے میں ادھار لی ہوئی رقم پر سود بھی ادا کرنا پڑتا ہے۔ معاملہ بے سود بھی ہو سکتا ہے بشرطیکہ فریقین میں پہلے سے طے ہو جائے۔ اور تحریر میں ہر دو پابند ہوں۔

گروہ۔ Block مشترکہ مقاصد کے حصول کے لئے مختلف ممالک، مختلف سیاسی جماعتوں اور مختلف مجالس قانون ساز کے مختلف اراکین میں اتحاد اور اشتراک عمل۔ ایک ہی جماعت میں مختلف قسم کے نظریات کے حامل اراکین کے مختلف گروہ بھی ہو سکتے ہیں۔ مثلاً لیبر پارٹی کا پروگریسو بلاک یا ترقی پسند گروہ یا اقوام متحدہ میں افریقی اور ایشیائی ممالک کا گروہ۔

اینگلو امریکن بلاک، انگریز، امریکہ اور ان کے حواری ممالک کا گروہ وغیرہ۔

گرہستی۔ گرہست بمعنی دنیا داری، عیال داری۔ گرہستن بمعنی گھر بیوی۔ گرہستی اس کا مذکر ہے، دنیادار، عیال دار۔ ہندی نژاد لفظ ہے۔ لوگوں نے گرہست کو قدیم سے ایک مشکل مسئلہ بنا کر کہا ہے۔ عربی میں بھی مثل ہے "الدنیا دار المحن" (دنیا تکلیفوں اور مصیبتوں

کا گھر ہے۔ گرہست کو انسان منظم طور پر اور باقاعدگی کے ساتھ گزارے تو اتنی تکلیف محسوس نہیں ہوتی اور نہ ہی کسی الجھن کا سامنا ہوتا ہے۔ دنیا میں محنت سے کام کرنا اور کمائی کرنا اور پھر آمد و خرچ کے خیال کو ملحوظ رکھ کر اسے گرہست کی پابندیوں میں صرف کرنا دنیاداری اور عیال داری کی مشکلات کو آسان کر دیتا ہے۔ انسان سوشل (متمدن) پیدا ہوا ہے اور گرہست تمدن کا لازمی عنصر ہے۔ گھر سے اصل تمدن شروع ہوتا ہے اور گھر کا تمدن پبلک مفاد میں اپنے مقام کا حامل ہوتا ہے۔

## گریسم، ورجل، کیپٹن (CAPTAIN VIRGIL GRISSOM)

دوسرا امریکی خلاباز جس نے ۸ر جولائی ۱۹۶۱ء کو خلا میں ۱۱۸ میل کی بلندی تک پرواز کی۔ کیپ کینا ورل کے میزائل اڈے سے پرواز کے بعد وہ پیراشوٹ کی مدد سے اپنے خلائی کیبن لبرٹی بیل میں ۳۰۲ میل دور بحرالکاہل میں اترا۔

کیپٹن گریسم ۱۹۲۶ء میں پیدا ہوا۔ دوسری جنگِ عظیم سے قبل وہ امریکی فضائیہ میں شامل ہو گیا۔ کوریا کی جنگ میں اس نے لڑاکا جیٹ بمبار طیاروں میں ایک سو سے زائد کامیاب پروازیں کیں اور اعلیٰ کارکردگی کے دو تمغے حاصل کئے۔ جنگ کے بعد گریسم ٹیکساس میں فضائی فوج کے کیڈٹ کالج میں انسٹرکٹر مقرر کیا گیا۔ اور ۱۹۵۹ء میں اسے خلائی پرواز کے لئے منتخب کیا گیا۔

## گرین لینڈ (GREENLAND)

ایک بہت بڑا جزیرہ جو شمالی امریکہ کے شمال مشرق میں واقع ہے۔ ۱۸۱۴ء سے اس پر ڈنمارک کا قبضہ چلا آتا ہے۔ اس کا رقبہ ۰۰۰،۰۰، مربع میل ہے جس میں سے صرف ۳۰ ہزار مربع میل قطع اراضی برف کے بغیر ہے۔ باقی علاقہ کو برف کی چادر نے ڈھانپ رکھا ہے۔ آبادی ۴۰۰۰ ڈین اور ۱۶۰۰۰ ایسکیمو پر مشتمل ہے۔

گرین لینڈ کے جزیرہ سے قدیم سیکنڈے نیویا کے لوگ آشنا تھے۔ ۱۵۸۵ء میں اسے جان ڈیوس نے دوبارہ دریافت کیا۔ یہاں ڈنمارک کے لوگوں نے ۱۷۲۱ء میں پہلی بستی بنائی۔ ۹ر اپریل ۱۹۴۱ء کو ڈنمارک کی حکومت کی مرضی سے اس جزیرہ میں امریکہ نے فوجی اڈے قائم کئے۔

## گسٹاپو (GESTAPO) (جرمن خفیہ پولیس)

جرمنی میں نازی حکومت نے یہ خفیہ پولیس اپنے سیاسی مخالفوں سے نپٹنے کے لئے قائم کی تھی۔ جب ہٹلر برسرِ اقتدار آیا تو اس وقت جرمنی میں اشتراکیوں نے بہت زور پکڑ رکھا تھا۔ اور انہوں نے ہٹلر کے جلسوں میں گڑبڑ پیدا کرنے کی کوششیں کیں۔ پھر اور کئی سیاسی کارکن تھے جن کا مقصد تشدد کے ذریعہ طاقت حاصل کرنا تھا۔ چنانچہ ان کی مخالفتوں کو ختم کرنے کے لئے یہ پولیس ۱۹۳۳ء میں گورنگ (GOERING) نے تشکیل کی۔ بعد ازاں اس کا انتظام ہملر (HIMMLER) کے ہاتھوں میں آگیا۔ جس نے اور بھی زیادہ سخت گیری سے کام لیا۔ ۱۹۴۶ء میں نورمبرگ کی فوجی عدالت نے اسے مجرمانہ تنظیم قرار دیا۔

## گلاب کا پودا

گلاب کے پودے ہر جگہ اگائے جا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ زمین عمدہ ہو۔ نیز دھوپ اور تازہ ہوا کی فراوانی ہو۔ صحیح موقعوں کے انتخاب کے بعد مناسب آبپاشی کے انتظام کی ضرورت ہے۔ اس امر کا خیال رکھنا چاہئے کہ پانی رک نہ جائے۔ ورنہ اس میں بدبو پیدا ہو جائے گی۔ اگر زمین سخت قسم کی ہو تو اس پر ایک فٹ اونچی نرم مٹی ڈال کر ہموار کر لیں۔

پودے اگانے سے قبل زمین دو فٹ گہری کھود لینی چاہئے۔ اس لئے کہ گلاب کی جڑیں اچھی گہرائی چاہتی ہیں۔ ایسا کرتے وقت اس میں لید وغیرہ کی کھاد ڈال دینی چاہئے۔ ایک مربع گز میں ½ پونڈ کھاد کافی ہوتی ہے۔ گری پڑی پتیاں اور سبزی ترکاری کا کوڑا جس میں ہڈیوں کی کھاد ملی ہو۔ ایسی زمین میں کھاد کا کام دیتا ہے۔ جہاں زمین ریتلی اور جلد خشک ہو جانے کا اندیشہ ہو تو چکنی مٹی کے ڈھیلے توڑ پھوڑ کر اس میں ملا دینے چاہئیں۔ کھاد کسی قسم کی بھی ہو گلاب کی سطح کی جڑوں سے بہت گہری ڈالنی چاہئے۔ پودا لگانے سے ایک ماہ

قبل یہ سب کام کر لینا چاہئے۔ گلاب کا پودا لگانے سے پہلے گڑھا کھودو۔ پھر پودے کا تنا اور فالتو شاخیں چھانٹ ڈالو۔ گڑھا اتنا کشادہ ہونا چاہئے کہ پودا جڑوں کو سکیڑے بغیر اس میں سما جائے اور اس کے بال و شاخ فطری حد تک پھیل سکیں جب پودا لگا دیا جائے تو گڑھے کو مٹی سے بھر دینا چاہئے اور بعد ازاں مٹی کو خوب دبا دینا چاہئے۔ اگر گلاب کا تنا قدرتی طور پر ایسا ہو کہ ہوا سے اپنی جگہ پر قائم نہ رہ سکے تو اسے لکڑی کے سہارے باندھ کر مضبوط کھڑا کر دینا چاہئے۔ لیکن تنے کا گلا نہیں گھونٹ دینا چاہئے

**گلاڈا۔** (GELADA) ملک حبشہ یا ابی سینیا کے ایک لنگور کا نام۔ اس کی گردن پر طویل ایال اور دم گچھے دار ہوتی ہے۔ گہرے بھورے رنگ کا ہوتا ہے۔ اور ہماڈریاس سے ملتا جلتا ہے۔ یہ لنگور اور نیز ہماڈریاس پہاڑی جنگلوں میں رہتے ہیں۔ ان کا سر انسان کے سر سے بالکل مختلف ہوتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ جانور بہت زیرک اور ذہین ہے

**گلام، ریورنڈ الفرڈ۔** (GILLAUME REV. ALFRED) ایک برطانوی یونیورسٹی کے پروفیسر اور مشہور مستشرق۔ ۱۸۸۸ء میں پیدا ہوئے۔ اور آکسفورڈ یونیورسٹی میں تعلیم پائی۔

پہلی جنگ عظیم کے دوران میں فرانس اور مصر میں خدمات سرانجام دیں۔ جنگ ختم ہونے کے بعد "کنگز کالج" لندن میں عبرانی کے لیکچرار مقرر ہوئے۔ چند ماہ بعد ڈرہم یونیورسٹی میں عبرانی اور مشرقی زبانوں کے پروفیسر مقرر ہو گئے۔ دس سال تک وہیں رہے پھر لندن یونیورسٹی میں آ گئے۔

تصنیفات۔ اسلامی روایات، اسلام پر یہودیت کا اثر: الشہرستانی کی نہایت الاقدام فی العلم الکلام، بائیبل کی نئی تشریح، الٰہیات اسلام وغیرہ وغیرہ۔

**گلائڈر۔** (GLIDER) بغیر انجن کے ہوائی جہاز۔ اسے زمین سے بلند کرنے کے لئے یا تو ہوائی جہاز کے پیچھے باندھ دیتے ہیں اور اوپر جا کر کھول دیتے ہیں۔ یا منجنیق سے اوپر پھینکتے ہیں۔ اگر گلائڈر کو ایسی ہوائیں مل جائیں جو اوپر اٹھ رہی ہوں تو یہ نہ صرف اپنی بلندی برقرار رکھتا ہے بلکہ اور اوپر پہنچ جاتا ہے۔ ہوشیار ہوا باز کئی کئی گھنٹوں تک ہزاروں فٹ کی بلندی پر گلائڈر اڑا چکے ہیں۔ اور اس بغیر انجن کے ہوائی جہاز پر سینکڑوں میل کی مسافت طے کر چکے ہیں۔ ایک یا زیادہ گلائڈر جہازوں کو بڑے ہوائی جہاز کے پیچھے باندھ کر ریل گاڑی کے ڈبوں کی طرح اڑایا جا سکتا ہے گلائڈروں میں بھی سامان بھر دیتے ہیں اور اس طرح بہت زیادہ سامان لے جایا جا سکتا۔

**گلبرٹ، سر ڈبلیو ایس** (SIR WILLIAM SCHWENCK GILBERT) (۱۸۳۶ء تا ۱۹۱۱ء) انگریز ڈراما نویس۔ لندن میں پیدا ہوا۔ ابتدا میں سول سروس میں داخل ہوا۔ لیکن ۱۸۶۲ء میں وکالت کے حق میں ملازمت ترک کر دی۔ ۱۸۶۹ء میں (BAB BALLADS) شائع کی۔ ۱۸۷۱ء سے سر آرتھر سلیوان کی شرکت میں میگا ڈو، پوٹو پیا لمٹیڈ وغیرہ مشہور و معروف ڈرامے تحریر کئے۔ ۱۹۰۷ء میں نائٹ (سر) کا خطاب ملا۔

**گلدُم (بلبل)** یہ ایک چہچہانے والا پرندہ ہے جو فارسی ادب میں گلاب کے پھول پر عاشق خیال کیا جاتا ہے۔ ہند و پاکستان میں اس کی قدر و منزلت اس کی سریلی آواز کے باعث ہے۔ جو "دُد ہی" "دُد۔ ہی" کے مشابہ ہوتی ہے۔ بلبل کی دو قسمیں ہیں۔ سُرخ دُم یا گلدُم اور سفید گوش بلبل۔ قد دونوں کا مینا اور چڑیا کے بین بین ہے۔ ان کی لمبائی آٹھ یا نو انچ ہوتی ہے۔ یہ پرندہ بہت خوش طبع اور زندہ دل ہوتا ہے۔ لوگ اس کو بہت زیادہ پسند کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ بہت جلد سدھ جاتا ہے۔ باغوں میں ڈال ڈال پات پات پھدکتا پھرتا ہے۔ اور ایک دوسرے کی آواز کے جواب میں دھیمے دھیمے سُر نکالتا ہے۔ رنگ اکثر سیاہ، سر پر کلغی اور دُم کے نیچے سُرخ رنگ کا نشان ہوتا ہے
سُرخ دُم یا گلدُم کی کلغی نوکدار ہوتی ہے۔

اور کالے سر پر کلغی ہوتی ہے۔ دم کے نیچے ایک خوبصورت سُرخ نشان ہوتا ہے۔ پر بھورے رنگ کے اور کناروں پر چتبرے۔ یہ پرندہ سارا سال پاکستان ہی میں رہتا ہے۔ گرمیوں کے دنوں میں برآمدوں میں اُگے ہوئے پودوں یا جھاڑیوں میں اپنا گھونسلہ بناتا ہے مادہ تین چار انڈے دیتی ہے جو سفید یا ہلکے گلابی رنگ کے ہوتے ہیں۔ اور ان پر سُرخ بھوری چتیاں ہوتی ہیں۔

سفید گوش بلبل گلدم سے قد میں چھوٹا ہوتا ہے سر پر معمولی کلغی، سر کے دونو جانب سفید داغ اور دُم کے نیچے ایک چمکدار زرد نشان۔ یہ جانور سارا سال نہیں رہتا اور صرف سردیوں میں وارد پاکستان ہوتا ہے۔

بلبل کے شوقین اسے ایک پھندے کے ذریعے پکڑتے ہیں۔ جس پر زرد یا پیپل کا دودھ لگا ہوتا ہے۔ بیچ میں ایک کیڑا رکھ دیتے ہیں جب بلبل اس کو پکڑنے آتا ہے تو اس کے پر اس لیسدار دودھ کے باعث بیکار ہو جاتے ہیں۔ اور شکاری اس کو پکڑ کر بیچ ڈالتے ہیں۔

**گل دوپہر**۔ ایک قسم کی آتش بازی جس میں مستعملہ بارود خاص قسم کا ہوتا ہے۔ یہ بارود گندھک، قلمی شورہ اور انٹی منی سلفائیڈ ( Antimony Sulphide ) کو ۲ : ۶ : ۱۱ کی نسبت سے ملانے سے بنتا ہے۔ ان ہر سہ اجزا کو الگ الگ نہایت باریک کرکے پیستے ہیں۔ اور پھر ان کو اچھی طرح باہم ملا کر نلکیوں میں بھر لیتے ہیں۔ جب ان نلکیوں کے کھلے سرے پر آگ دکھائی جاتی ہے تو یہ جل کر نہایت خوشنما نیلی روشنی پیدا کرتی ہے۔ اس کا پنجابی نام "ماہتابی" ہے جو خالص فارسی لفظ ہے۔ انگریزوں نے اس کا نام بنگال لائٹ Bengal Light رکھ دیا کیوں کہ انہوں نے پہلے پہل اسے بنگال میں دیکھا تھا۔

جہاں وہ شروع شروع میں وارد ہوئے تھے۔ آتش بازی میں نیلی، پیلی اور سرخ روشنیاں پیدا کی جا سکتی ہیں۔ سُرخ روشنی میں "انٹی منی سلفائیڈ" کی جگہ ہڑتال کا استعمال ہوتا ہے۔

**گلگت**۔ گلگت کا علاقہ اونچے اونچے پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے۔ اس کے مغرب میں چترال مشرق میں بلتستان اور شمال میں روسی علاقہ ہے۔ ۱۲ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو گلگت میں کشمیر کی ڈوگرہ شاہی حکومت کے خلاف بغاوت کا علم بلند ہوا تھا اور عوام نے بالآخر گلگت کو آزاد کرا لیا۔

مغربی پاکستان سے گلگت جانے کے لئے صرف ایک بری راستہ ہے۔ جو ضلع ہزارہ کے علاقہ بالاکوٹ سے شروع ہو کر وادی کاغان سے ہوتا ہوا تیرہ ہزار فٹ کی بلندی پر درہ بابوسار سے گزرتا ہے لیکن یہ سڑک موسم سرما میں برف باری کی وجہ سے بند رہتی ہے۔ اور سال میں صرف تین یا چار مہینے آمد و رفت کے قابل رہتی ہے۔ اس کے علاوہ اور راستے بھی ہیں مگر سڑکیں نہ ہونے کی وجہ سے ان کے ذریعہ آمد و رفت میں بہت سی دشواریاں ہیں ان میں سے ایک راستہ چکدرہ، دیر اور چترال سے گزرتا ہے

**گلوکوز**۔ ( Glucose ) انگور کی شکر، یہ دراصل شکر کی ایک قسم ہے جسے نشاستہ اور مانڈی وغیرہ سے تیار کیا جاتا ہے۔ ہماری غذا میں جو شکر یا نشاستہ اور نشاستہ سے متعلق اشیاء ہوتی ہیں وہ دوران ہضم میں پہلے گلوکوز میں تبدیل ہوتی ہیں اور پھر جزو بدن بنتی ہیں۔ گلوکوز استعمال کرنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ یہ براہ راست تحلیل ہو جاتی ہے اور اسے ہاضمے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اس صفت کی وجہ سے گلوکوز کمزور مریضوں اور ضعیفوں کے لئے بہتر غذا ہے۔ جو مریض کچھ نا کھانے سے قاصر ہوتے ہیں انہیں گلوکوز کے ٹیکے دئے جاتے ہیں اور اس طرح ان کی توانائی کو برقرار رکھا جاتا ہے۔ وہ لوگ جن کا معدہ صحیح ہے اور جن کے نظام ہضم میں کوئی خرابی واقع نہیں ہوئی، شکر یا نشاستہ استعمال کر سکتے ہیں جو آسانی سے گلوکوز میں تبدیل ہو کر بغیر کسی

وقت کے تحلیل ہو جاتا ہے۔

**گلہری۔ (Squirrel)** گلہری ایک مشہور اور عام جانور ہے۔ جس کا بسیرا بیشتر درختوں پر ہوتا ہے۔ یہ جانور کم و بیش ہر جگہ اور ہر ملک میں پایا جاتا ہے۔ انگلینڈ اور یورپ کی عام سرخ گلہری اپنے نوک دار اور گچھے دار کانوں کے لئے ممتاز ہے اس کی دم لمبی اور گھنی ہوتی ہے۔ جسم پر پوستین نرم ہوتی ہے۔ اور آنکھیں چمک دار ہوتی ہیں۔ سرخ گلہری کی مدمقابل خاکستری رنگ کی گلہری ہوتی ہے یہ قسم شمالی امریکہ سے آئی ہے اور برطانیہ میں بڑی سرعت کے ساتھ اپنے حریف کے مقابلے پر اس کا اضافہ ہوا ہے گلہری کی دیگر قسموں میں، قد و قامت کا بڑا تفاوت ہوتا ہے۔ بلکہ زرنیو کی چھوٹی سی گلہری محض چوہے جتنی بڑی ہوتی ہے جب کہ ہندوستان کی زرد رنگ کی گلہری بارہ انچ تک کی جسامت کی ہوتی ہے۔

**گل ہونا۔** چراغ کے بجھنے سے مراد ہے۔ مجازاً متعدد طریقوں پر اس کا استعمال ہوتا ہے۔ سلطنت کا چراغ گل ہونا۔ شان و شوکت کا مدہم پڑ جانا، خاندان کا چراغ گل ہونا وغیرہ وغیرہ۔ اسی نوعیت اور صنف کے محاورے ہیں۔

**گلے آنا۔** گلا آنا یا گلے آنا مفہوم میں برابر ہیں۔ حلق کے ... کا تنگ ہوجانا اور گلے میں چھالے نمایاں ہونا۔ یا حلق میں ورم ہوجانا اور سوزش وغیرہ پیدا ہو جانا۔ ... حالت میں گلہڑ نکل آتے ہیں۔ یا بخشہ جیسی ... سے گرم اور مرض گر کے متاثرہ مقام پر باندھتے ہیں۔ نمالص گشر ائیل کی مالش بھی مفید ہوتی ہے۔

**گلیڈسٹون۔ William Ewart Gladstone** (۱۸۰۹ء سے ۱۸۹۸ء) برطانوی سیاستدان ولیم ایوارٹ گلیڈسٹون خطابت سیاست اور علمی فضیلت کے باعث مشہور ہے۔ ۱۸۳۲ء میں پہلی بار برطانی پارلیمان کا رکن بنا اور اس کے بعد ۱۸۹۵ء تک برطانی سیاست میں سرگرم عمل رہا۔ ۱۸۶۸ء سے ۱۸۹۴ء تک وزارت اعلیٰ کے عہدہ پر بھی فائز رہا، جس کے دوران میں اس نے آئرستان کو آزاد کرنے کی کوشش کی مگر اپنی جماعت میں پھوٹ پڑ جانے کے باعث وہ کامیاب نہ ہو سکا۔

**گلیڈی ایٹرز۔ (Gladiators)** گلیڈی ایٹرز ایک قسم کے جسمانی کھیلوں کے پیشہ ور ماہر ہوتے تھے۔ جو قدیم رومن اکھاڑوں میں جانوروں، درندوں یا دیگر لوگوں کے ساتھ مقابلہ کر کے لوگوں کو محظوظ کرتے تھے۔ ابتدا میں اس قسم کے کھیل کرنے والے غلاموں اور قیدیوں سے منتخب کئے جاتے تھے۔ لیکن ان کی بہادری کے سبب ان کی بہت عزت ہونے لگی اس لئے عام لوگوں نے بھی یہ پیشہ اختیار کرنا شروع کر دیا۔ بلکہ ان کی تربیت کے لئے کالج بھی کھل گئے۔ جب کوئی آدمی کسی مقابلے میں ہار جاتا اور مرنے سے بچ جاتا تو اس کی جان ناظرین کے رحم و کرم پر ہوتی۔ اس کا حریف جو اس کو شکست دیتا، لوگوں کی طرف دیکھتا۔ اگر وہ اپنے ہاتھ کے انگوٹھے اندر کی طرف رکھ کر پھیلاتے تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ شکست خوردہ آدمی کو ختم کر دیا جائے اگر وہ انگوٹھا باہر کی طرف کر کے ہاتھ پھیلاتے تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ اس کو چھوڑ دیا جائے۔ گویا ان کھیلوں اور مقابلوں میں انسانی جان لینا ایک معمولی بات سمجھی جاتی تھی۔

اس قسم کے کھیل روم میں ... اور ... میں عام تھے جس عمارت میں یہ کھیل ہوتے تھے۔ اس کو "کلوزیم" کہتے تھے۔ یہ ایک عجیب اور عجیب عمارت تھی جو گول شکل کی تھی اور اس گولائی میں چاروں طرف

چبوترے بنے ہوئے تھے جن پر تماشائی بیٹھ کر تماشا دیکھتے تھے۔ اس عمارت میں ۵۰ ہزار آدمی سما سکتے تھے۔

**گلیسرین۔** (GLYCERINE) ایک قسم کا میٹھا شربت جو حیوانی اور نباتاتی روغنوں سے حاصل کیا جاتا ہے۔ یہ تمام روغنوں کی اساس ہے۔ صابن سازی میں بطور پیداوار فاضل حاصل ہوتا ہے۔ ادویات، صابن سازی اور بم بنانے میں مستعمل ہے۔

**گلیشیر۔** (GLACIERS) برف کے بڑے بڑے تودوں کو جو پہاڑوں پر پائے جاتے ہیں گلیشیر کہتے ہیں۔ بہت بلند پہاڑوں پر جن کی شکل عموماً انگریزی حرف "V" جیسی ہوتی ہے، جب برف پڑتی ہے تو وہ تہہ در تہہ جم جاتی ہے اور بوجھ دباؤ ڈھلان کی طرف سرکنے لگتی ہے۔ یہ تہہ کئی کئی میل لمبی ہوتی ہے۔ اور چونکہ اس میں پہاڑ کے مادی ذرات وغیرہ بھی شامل ہو جاتے ہیں اس لیے وہ زمین کی طرح سخت ہوتی ہے۔ جب گلیشیر سرک کر میدان میں جاتا ہے تو گرمی اور دیگر اثرات سے پگھلنے لگتا ہے اور پہاڑی ندی نالوں کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

**گلیلیو۔** (GALILEO) اٹلی کا مشہور و معروف سائنس دان و ہیئت دان ۱۰ فروری ۱۵۶۴ء کو شہر پیسا (PISA) میں پیدا ہوا۔ باپ کے حکم سے فلسفے اور ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کی، لیکن یہ علوم اس کے ذوق کے خلاف تھے۔ ۱۵۸۱ء میں ایک دن اس نے ایک گرجا میں دیکھا کہ ایک لیمپ جھول رہا ہے۔ گلیلیو نے ایک طرف اس لیمپ کی حرکت کو دیکھا اور دوسری طرف اپنی نبض پر انگلیاں رکھیں تو معلوم ہوا کہ یہ حرکتیں بہت ہی باقاعدہ ہیں چنانچہ یہاں سے اس نے پنڈولم (گھڑی کا لٹکن) ایجاد کر لیا اور ایک کلاک میں اس کو لگا کر بھی دکھا دیا۔ اس پر اس کے باپ نے اسے ریاضی کے مطالعہ کی اجازت دے دی۔

اس کے بعد گلیلیو نے ٹھوس چیزوں کا وزن مخصوص کرنے کے لیے سیالات کی ایک ترازو ایجاد کی جس سے وہ سارے اٹلی میں مشہور ہو گیا اور پیسا کی یونیورسٹی نے اس کو اپنے ہاں پروفیسر مقرر کیا۔ یہیں گلیلیو نے گرتے ہوئے اجسام کے متعلق اپنے تجربے کیے۔ اور پیسا کے ٹیڑھے مینار پر سے دو مختلف وزنوں کی چیزیں گرا کر ثابت کر دیا کہ اوپر سے جو چیزیں گرائی جائیں ان کا وزن کم ہو یا زیادہ وہ ایک ہی رفتار سے نیچے گرتی ہیں۔

۱۵۹۳ء میں اس نے پہلا تھرمامیٹر بنایا اور ۱۶۰۹ء میں جب دوربین کی ایجاد کی افواہیں سنیں تو جھٹ پٹ خود ایک دوربین بنا ڈالی۔ پہلی آزمائش سے معلوم ہوا کہ اس دوربین سے چیزیں صرف تگنی بڑی نظر آتی ہیں، لیکن بہت جلد اس نے تینتیس گنا بڑی چیزیں دیکھنے والی دوربین بنالی۔

۱۶۱۳ء میں اس نے سورج کے دھبوں پر ایک کتاب شائع کی۔ چونکہ اس سے توراۃ اور انجیل کی تردید ہوتی تھی، اس لیے پوپ نے اسے ڈانٹا۔ گلیلیو نے پوپ کا حکم ماننے کا وعدہ کر لیا لیکن چونکہ اس کو اپنے علم پر پورا بھروسا تھا، اس لیے ۱۶۳۲ء میں فلکیات کے متعلق ایک کتاب لکھی۔ اس پر گلیلیو کو حکم دیا گیا کہ مذہبی عدالت کے سامنے حاضر ہو۔ وہاں اسے ایسا دھمکایا گیا کہ تم اپنے خیالات سے توبہ نہ کرو گے تو شکنجے میں کس کر عذاب دیا جائے گا۔ گلیلیو نے گھبرا کر توبہ کر لی اور اپنی باقی زندگی علمی تحقیقات میں بسر کر دی۔ ۸ جنوری ۱۶۴۲ء کو اس کا انتقال ہو گیا۔

**گلین، جان** (JOHN HERSHEL GLENN JR)

امریکہ کا تیسرا خلا باز لفٹیننٹ کرنل جان ہرشل گلین جونیئر ۱۸ جولائی ۱۹۲۱ء کو ریاست اوہائیو کے گاؤں کیمبرج میں پیدا ہوا۔ امریکی بحریہ کے میسٹ پاٹیلنٹ سکول میں ہوا بازی کی تربیت حاصل کی جنگ عظیم دوم اور جنگ کوریا میں خدمات کے عوض پانچ فلائنگ کراس اور سترہ ایئر میڈل حاصل کیے۔ یہ پہلا ہوا باز ہے جس نے ۱۹۵۷ء میں آواز سے تیز جیٹ طیارہ میں لاس اینجلز سے نیویارک تک کی مسافت ۳ گھنٹے ۲۳ منٹ میں طے کی۔ اپریل ۱۹۵۹ء میں چھ دوسرے ہوا بازوں کے ساتھ خلائی سفر کے لیے منتخب کیا گیا۔

۲۰ فروری ۱۹۶۲ء کو گلین ایک نشستی خلائی جہاز میں بیٹھ کر خلا میں گیا اور زمین کے گرد تین چکر لگا کر بحر اوقیانوس میں اتر گیا۔ اس نے اپنا سفر چار گھنٹے پچپن منٹ میں طے کیا اور پرواز کے دوران متعدد پیغامات بھیجے۔

**گملے لگانا۔** (POTTING) وہ عمل جس کے ذریعہ بڑے پودوں کی شاخیں کاٹ کر گملوں میں لگائی جاتی ہیں تاکہ نیا پودا پیدا ہو جائے۔ گملے کے نیچے کا چھید مٹی سے بند کر کے اسے اوپر کے کنارے سے ایک انچ نیچے تک عمدہ مٹی سے بھر دیجیے۔ مٹی میں کھاد وغیرہ خوب ملی ہوئی ہو۔ شاخ کے چاروں طرف کی مٹی انگلی سے خوب دبا دیجیے تاکہ یہ اپنی جگہ مضبوطی سے پکڑ لے۔ جو بیج کیاریوں میں پھوٹ نکلتے ہیں انہیں بھی نشوونما کی ایک معینہ منزل تک پہنچ جانے کے بعد گملوں میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ پہلے چھوٹے گملوں میں پھر بڑوں میں۔

**گنبد۔** (DOME) نصف کرہ کی شکل کی ایک عام نما عمارت اکثر مساجد و معابد کی زینت ہوتی ہے۔ دنیا کا سب سے بڑا گنبد روم میں پینتھیون کا ہے۔ بڑا ہونے کے علاوہ یہ قدیم بھی ہے اور سب سے خوبصورت بھی۔ یہ قیصر آگسٹس کے عہد میں تعمیر ہوا تھا۔ اس کی بلندی اور قطر ہر دو ۱۴۲ فٹ ہیں۔ سینٹ پیٹر کے گرجے کا گنبد بھی روم ہی میں ہے۔ اس کا خول دو گنا ہے اور اونچائی میں ۴۳۰ فٹ اور قطر میں ۱۴۰ فٹ ہے۔ فلورنس کے گرجے کا گنبد ۳۱۰ فٹ بلند اور ۱۳۹ فٹ قطر میں ہے۔ سینٹ پال لندن کے گرجے کے گنبد کے ۳ خول ہیں ان کی اونچائی اور قطر بالترتیب ۲۱۵ اور ۱۱۲ فٹ ہیں۔ برٹش میوزیم کے کمرہ مطالعہ خانے کا گنبد ۱۰۶ فٹ اونچا اور ۱۴۰ فٹ قطر میں ہے۔

دنیا کا سب سے کشادہ گنبد برطانیہ میں (DOME OF DISCOVERY) گنبد دریافت کہلاتا ہے۔ یہ سراسر المونیم کا بنا ہوا ہے۔ اس کا قطر ۳۶۵ فٹ اور بلندی صرف ۷۵ فٹ ہے۔ اس عظیم الشان گنبد کو صرف تہوار اور نمائش کے موقعوں پر استعمال کیا جاتا ہے۔ قسطنطنیہ (استنبول) میں سینٹ صوفیہ کی مسجد کا گنبد بھی نہایت شاندار ہے۔ ہندوستان میں آگرہ کے تاج محل کا گنبد ناشپاتی کی قسموں کے گنبدوں کا سرتاج ہے۔ اس کے دو حصے ہیں۔ ڈھول اور خول۔ برخلاف ہمایوں کے اور صفدر جنگ کے مقبرے کے گنبدوں کے جن کے صرف خول ہی خول تھا۔ دہلی میں جدید اسمبلی ہال کا گنبد بھی فن تعمیر کا شاہکار ہے۔ پاکستان میں لاہور کی شاہی مسجد کا گنبد، نیلا گنبد اور ملتان میں شیخ بہاؤ الحق اور رکن عالم کے مقبروں کے گنبد قابل ذکر ہیں۔ لفظ گنبد دراصل گوبد تھا۔ کثرت استعمال سے گنبد ہو گیا۔

تشبیہ دیتے ہیں۔ چنانچہ کسی شاعر کا کہنا ہے۔ ع
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہو ویسی سنو!

## گنٹھیا۔ (دیکھو گٹھیا)

**گندم۔** Wheat ایک سالانہ فصل کی جنس جو زمانہ قبل از تاریخ سے یورپ اور مصر میں کاشت کی جاتی اور بوئی جاتی ہے۔ لیکن چین میں اس کا ریکارڈ ۲۷۰۰ ق۔م تک جاتا ہے، گندم اب تمام کے تمام منطقہ ہائے معتدلہ میں کاشت کی جاتی ہے۔ اور جنوبی امریکہ میں ۹۰۰۰ فٹ کے سطوح مرتفع پر بھی کاشت ہوتی ہے۔ دنیا کی خوراک کا نہایت اہم لازمہ ہے۔ نیز گندم کے آٹے کی بڑی بڑی مقداریں لیٹی میں مبدل کی جاتی ہیں۔ اور اونی کپڑوں کی تہہ جمانے کے کام آتی ہیں۔

گندم کا پودا بہت سے اقسام کا ہوتا ہے ایک مشہور قسم تو وہ ہے جس میں کہ پکا ہوا دانہ طبعاً اپنے آپ کو چھلکے سے علیحدہ کر دیتا ہے اور دوسری نوع وہ ہے جس میں کہ پختہ دانہ یا غلہ نہایت پختگی کے ساتھ چھلکے میں جما رہتا ہے چنانچہ پہلی قسم کو "ٹی ولگیر" کہتے ہیں اور دوسری کو "ٹی سپلٹا"۔

گندم کے بیج کی کائنات بھی مختلف اور کثیر النوع ہوتی ہے۔ نرم گندم میں دس سے بارہ فیصدی نشاستہ ہوتا ہے۔ لیکن بعض روسی گندموں میں تیرہ فیصدی تک رذا ہوتا ہے۔ گندم کی ہیئت ترکیبی بالعموم یوں ہوتی ہے پانی ۱۳٫۳۷ فیصدی، نائٹروجن ۱۲٫۰۴، روغن : ۱٫۹۱، قابل انہضام کاربوہائیڈریٹ : ۶۹٫۰۷، سیلولوس اور نمکین ۱٫۹۰ اور راکھ : ۱٫۷۱۔

**گندھارا آرٹ۔** زمانہ قدیم میں ٹیکسلا سے لے کر وسط افغانستان تک کا علاقہ گندھارا کے نام سے موسوم تھا۔ قندھار بھی اسی گندھارا کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔ چھٹی صدی قبل مسیح میں ایران کے شہنشاہ کورش کبیر نے گندھارا کے علاقے کو ہخامنشی سلطنت میں شامل کر لیا۔ شہنشاہ دارا کے کتبے واقع بہانستان سے پتہ چلتا ہے کہ اہل گندھارا ایران کے ماتحت تھے تیسری صدی قبل مسیح میں مہاراجہ اشوک کی تبلیغی سرگرمیوں کے باعث گندھارا کا علاقہ بدھ مت کا پیرو ہو گیا۔ دوسری قبل مسیح سے باختری یونانیوں کے تسلط کے باعث گندھارا میں یونانی تہذیب چھانے لگی۔ اور اس ملاپ سے یہاں ایک مخلوط تہذیب کا ظہور ہوا۔

گوتم بدھ کے پیروؤں نے گندھارا میں بت تراشنے کی ابتدا کی۔ ہندوستانی فن مجسمہ سازی میں اس عہد کی بت تراشی کو بڑی اہمیت حاصل ہے کیونکہ مہاتما بدھ کی وفات کے پانچ سو برس بعد سب سے پہلے اسی علاقے کے لوگوں نے بدھ کے بت تراشے اور پھر ایشیا کے دوسرے بدھی ممالک نے بھی ان کی تقلید کی گندھارا کے بت گروں نے گوتم کے مجسمے تراشنے کے علاوہ گوتم بدھ کی زندگی کی کہانیوں کو بھی پتھروں میں ڈھالا۔ بدھی عقیدے کے مطابق گوتم بدھ نے ۵۵۰ بار جنم لیا اور ہر جنم میں کوئی نہ کوئی نیک کام کیا۔ جس کی وجہ سے اسے بالآخر بدھ کا رتبہ حاصل ہوا۔ ۵۵۰ جنم جاتکائیں کہلاتے ہیں اور ان کے واقعات کو جاتک کہانیاں کہتے ہیں۔ جاتک کہانیاں صدیوں گندھارا کے بت گروں کا محبوب موضوع رہی ہیں۔

**گندھک۔** Sulphur ٹھوس مگر ایسا پیلا عنصر جو دھات نہیں ہے۔ یہ آسانی سے جلنے لگتا ہے اور جلتے وقت "سلفر ڈائی آکسائڈ" کے نیلگوں شعلے خارج کرتا ہے۔ ثانی الذکر ایک دم گھونٹنے والی زہریلی گیس ہے۔ گندھک کو گندھک کا تیزاب بنانے میں استعمال کرتے ہیں۔ آتش بازیوں اور ادویات میں بھی اسے استعمال کرتے ہیں علاوہ ازیں ربڑ کو "وکنائز" کرنے میں بھی اس کی ضرورت پڑتی ہے۔

**گندھک کا تیزاب۔** (Sulphuric Acid) یہ ایک سخت کاٹ کرنے والا تیزاب ہے نیز کیمیاوی اشیا بنانے والے کارخانوں میں اسے بنیادی مال کی حیثیت حاصل ہے۔ سیسہ کے بڑے بڑے برتنوں میں یہ تیزاب رکھا جاتا ہے آگ بجھانے والے آلے میں بھی اس کی چھوٹی سی شیشی رکھی ہوتی ہے
تیزاب کی دوسری قسمیں Nitric Acid وغیرہ

بھی ہیں۔

**گنگا**۔ ہندوستان کا ایک مشہور دریا۔ جو ملک کے شمال سے جنوب کو آکر مشرق کی طرف مڑ جاتا ہے اور پھر جنوب کی طرف مڑ کر خلیج بنگال میں جا گرتا ہے۔ اس کا منبع کوہ ہمالیہ میں گنگوتری نام کا ایک گلیشیر ہے۔ اس دریا کو ہندو لوگ بہت متبرک سمجھتے ہیں بلکہ اس کی پرستش کرتے ہیں۔ قدیم ویدوں میں بھی اس کا بہت ذکر آیا ہے۔ چونکہ قدیم آریہ لوگ اسی دریا کے کنارے آکر مستقل طور پر ٹھہرے اور ان کی کھیتی باڑی اور ریوڑ اسی کے باعث قائم تھے اس لئے وہ اس کو بہت متبرک سمجھنے لگے۔ ویسے بھی گنگا کے پانی میں اس قسم کے معدنیات ملے ہوتے ہیں کہ اس کا پانی مدت تک پڑا رہنے سے بو نہیں دیتا چنانچہ ہندو لوگ گنگا جلیوں میں (گنگا جلی برتن کا نام ہے) اس پانی کو گھر میں رکھتے ہیں۔ اور جس چیز کو متبرک اور پاک کرنا ہو اس پر یہ پانی چھڑک دیتے ہیں۔

ہندوؤں کی بعد کی روایات میں اس کا نکاس شوجی کی جٹا سے بیان کیا جاتا ہے۔ اور شوجی دراصل شمس یعنی سورج دیوتا ہیں۔ اس لئے سورج ہی برف کو پگھلا کر اس دریا کے وجود کا باعث بنتا ہے۔ گنگا کے تقدس کا یہ حال ہے کہ اس کے عین منبع کے قریب جہاں سخت سردی ہوتی ہے لوگ یاترا کے لئے پہنچتے ہیں حالانکہ اس بلندی پر سانس لینا بھی دشوار ہوتا ہے۔ اس جگہ پر گنگوتری مندر بھی بنا ہوا ہے

اس کے علاوہ رشی کیش کا جنگل بھی اسی دریا کے کنارے ہے۔ جہاں تارک دنیا سنیاسی بود و باش رکھتے ہیں ہردوار میں بھی اس پر بے شمار مندر بنے ہوئے ہیں جہاں ہرکی پیڑی پر لوگ اشنان کرتے ہیں اس سے نیچے کنکھل، گڑھ مکتیسر، قنوج کانپور الہ آباد اور بنارس بھی ایسے مقام ہیں جہاں اس دریا کے کنارے بے شمار مندر ہیں۔ لوگ اپنے مردوں کو اسی دریا میں پھینک دیتے ہیں۔ ان جگہوں پر خاص کر ہردوار، گڑھ مکتیسر، الہ آباد، بنارس میں کنبھ کے میلے ہوتے ہیں جہاں لاکھوں آدمی جمع ہوتے ہیں۔ آگے چل کر یہ دریا برہم پترا میں مل کر خلیج بنگال میں جا گرتا ہے۔ الہ آباد کے مقام پر جمنا بھی اس میں مل چکا ہوتا ہے۔ اس دریا میں بے شمار مگرمچھ ہیں۔ اور اس کی وادی ہندوستان کا زرخیز ترین خطہ ہے۔ ہندی زبان میں گنگا کو مؤنث شمار کرتے ہیں اور اس کو گنگا ماتا کہتے ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ زندگی کی ضروریات پیدا کرنے میں مدد دیتا ہے۔

**گنی پگ (کاوی)** (Guinea Pig or Cavy) جنوبی امریکہ کا ایک کترنے والا جانور اس کی پالتو یا سدھائی ہوئی قسم چھوٹی چھوٹی ٹانگوں والی تقریباً چھ انچ لمبی ہوتی ہے۔ سامنے کے پاؤں میں چار انگلیاں اور پچھلے پاؤں میں تین انگلیاں ہوتی ہیں۔ اس کی دم نہیں ہوتی۔

یہ جانور بکثرت ہوتا ہے اور بیشتر طبی اور حیاتیاتی تجربوں میں مستعمل ہوتا ہے۔

اس جانور کا گزارا بیشتر سبزیوں پر ہوتا ہے۔ رنگ اس کا سیاہ سفید یا خاکی ہوتا ہے۔ دوران سال میں بچے بھی بکثرت ہوتے رہتے ہیں۔

**گوآ۔** (Goa) ایک پرتگالی مقبوضہ علاقہ جو مغربی بھارت میں بمبئی سے ۲۵۰ میل جنوب مشرق میں واقع ہے۔ اس کا مشرقی حصہ پہاڑی ہے جو جنگلات سے ڈھکا ہوا ہے۔ اس پر البوکرک نے ۱۵۱۰ء میں قبضہ کیا تھا۔ گوآ کے علاقے کے بارے میں کچھ عرصہ سے بھارت اور پرتگال کے درمیان چپقلش سی رونما ہو رہی ہے۔

**گوادر**۔ کراچی سے تین سو میل مغرب کی طرف ایک چھوٹی سی بندرگاہ جو دراصل پاکستانی علاقے میں شامل تھی مگر سو برس قبل انگریز حکمرانوں نے سلطان مسقط کو دے دی تھی۔ اس وقت اس کی کوئی اہمیت نہ تھی مگر قیام پاکستان کے بعد اس کی اہمیت بہت بڑھ گئی اور پاکستان نے اس کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ بالآخر ۱۹۵۸ء میں سلطان نے یہ بندرگاہ پاکستان کے حوالہ کر دی۔

**گوالیار۔** (Gwalior) وسطی ہندوستان کی ایک اہم ریاست جو ۱۸۰۳ء میں برطانیہ کے زیر اثر آئی۔ اس کے حکمران خاندان کا شجرہ نسب راؤ باجی سندھیا سے جا ملتا ہے۔ جو اٹھارویں صدی عیسوی میں ہو گزرا ہے۔ اس کا علاقہ جمنا اور نربدا کی وادیوں میں واقع ہے۔ جہاں سے قابل برآمد اشیاء میں افیون سب سے زیادہ قابل ذکر ہے۔ اس کا رقبہ ۲۶۳۷۰ مربع میل ہے اور آبادی ۳۵۲۵۰۰۰ افراد کے قریب ہے۔ اس کا دار الحکومت گوالیار ہے۔ جو آگرہ سے ۶۵ میل مغرب کو واقع ہے۔ گوالیار کا قلعہ ایک مضبوط پہاڑی پر سطح زمین سے ۳۴۰ فٹ کی بلندی پر بنایا گیا ہے۔ اور عمارتی عجائبات میں شمار ہوتا ہے۔ ہند و پاک کے مختلف سیاسی رہنما عرصے تک اس قلعہ میں نظر بند رکھے جا چکے ہیں۔

**گوپالا ریڈی۔** ہندوستان کے ایک سیاست دان ۱۹۰۷ء میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۹۳۰ء میں عملی سیاسیات میں حصہ لینا شروع کیا۔ نمک کی ستیہ گرہ کے سلسلے میں اسی سال جیل گئے۔ ۱۹۳۷-۳۹ء میں راج گوپال اچاریہ کی کابینہ میں شامل کئے گئے جب کہ ان کی عمر اس وقت مشکل ۳۰ برس تھی ۱۹۴۴ء میں آندھرا یونیورسٹی سنڈیکیٹ کے ممبر منتخب ہوئے اور چھ برس تک اس کے ممبر رہے۔ ۱۹۵۱ء میں یونیورسٹی کے پرو وائس چانسلر بنا دئیے گئے ۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۲ء میں بھارت کے صوبہ آندھرا کے وزیر مالیات رہے۔ مگر بعد ۂ انتخاب میں شکست کھا گئے۔ ۱۹۵۲ء میں آندھرا پردیش کانگرس کمیٹی کے صدر منتخب ہوئے اور گذشتہ انتخابات میں دو نشستوں پر کامیاب ہوئے نئی منتخبہ اسمبلی میں کانگرس پارٹی کو واضح اکثریت حاصل ہوئی چنانچہ اس کے قائد گوپالا ریڈی کو وزارت سازی کی دعوت دی گئی اور وہ صوبہ آندھرا کے وزیر اعلےٰ بنے۔

**گوتم بدھ** (دیکھو بدھ مہاتما)

**گوٹن برگ۔** (J. Gutenberg) (۱۴۰۰ء سے ۱۴۶۸ء) ایک جرمن جس نے یورپ میں سب سے پہلا چھاپہ خانہ قائم کیا تھا۔

**گودنا۔** (Tattooing) اردو کا مصدر ہے، بمعنی گود کے لگانا۔ جسم کو سوئی سے کھود کر سرمہ یا نیل بھرنا محاورے میں طعنے مہنے دینا۔ نیز جسم کے وہ نشان جو نشتر وغیرہ سے دئیے گئے ہوں۔ کھرپے کو بھی کہتے ہیں جس سے نلائی وغیرہ کی جاتی ہے۔

چمڑے پر رنگین مواد مثلاً چینی سیاہی سرمہ یا نیل وغیرہ سے سوئی کے ساتھ نشان یا نمونے بنا لینے کا رواج گذشتہ زمانے میں بہت تھا اور آج کل بھی پسماندہ اور غیر ترقی یافتہ طبقات میں اس کا بہت رواج ہے بلکہ بعض مہذب طبقوں میں بھی اس کا رواج ہے مثلاً جہاز رانوں میں۔ جاپان میں اس کا فنی معیار بہت بلند ہو گیا تھا۔ جہاں اس کو کپڑے کا قائم مقام بنا دیا گیا۔ اسکاٹ لینڈ کے پکٹوں (Picts). کو یہ نام غالباً اسی رواج سے دیا گیا پکٹ بمعنی پینٹ شدہ انسان۔ یورپ اور امریکہ میں گودنے کا عمل برقی طاقت کی ایک چھوٹی سی مشین سے جلد کو گودنے یا کھودنے سے ہوتا ہے۔ بعض اوقات جسم کے داغوں یا اسی قسم کے نشانات کو چھپانے کے لئے بھی یہ عمل کیا جاتا ہے۔

**گورخر۔** جنگلی گدھے کا نام ہے۔ یہ جانور اب معدوم ہو رہا ہے تاہم وسط ایشیا میں ان کے گلے اب بھی پھرتے ہیں۔ گذشتہ ادوار میں یہ مشرقی ایران میں بہت پایا جاتا تھا۔ چنانچہ امراء اس کا شکار بڑی رغبت سے کھیلا کرتے تھے۔ گو یہ مشکل سے قابو میں آیا کرتا تھا۔

فارس کے ساسانی خاندان میں بہرام ایک بادشاہ ہوا ہے۔ جس کو اس جانور کے شکار کرنے کا بہت شوق تھا۔ اس کی مناسبت سے اس بادشاہ کو بہرام گور کہتے ہیں۔ پاکستان کے علاقہ بلوچستان میں کہیں کہیں ملتا ہے۔ اس جانور کا ذکر بائبل کے عہد عتیق میں ایوبؑ نبی کے صحیفے میں ملتا ہے (ایوب ۶:۵) جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ جانور کبھی تمام ایشیا میں پایا جاتا تھا۔ یہ جانور اگرچہ گدھے کی نسل سے ہے۔ تاہم اس کا گوشت بڑی رغبت سے کھایا

جاتا تھا۔ شکل میں نیل گائے سے ملتا جلتا ہے۔

**گوردوارہ پنجہ صاحب۔** سکھوں کے نزدیک گوردوارہ پنجہ صاحب بڑی تاریخی خصوصیات کا حامل ہے۔ سکھ لٹریچر کے بیان کے مطابق بابا نانک حسن ابدال کے مقام پر پہنچے تو انہیں پانی پینے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ انہوں نے اپنے ایک ساتھی کو ولی قندھاری کے پاس پانی کے لئے بھیجا مگر اسے ناکام واپس آنا پڑا۔ بابا نانک نے جوش میں آکر لاٹھی زمین پر ماری اور ولی قندھاری کے چشمہ کا پانی اپنی طرف منتقل کر لیا۔ ولی قندھاری اس سے بہت برہم ہوئے اور بلندی پر سے ایک بڑی چٹان لڑھکا دی مگر بابا نانک نے اس چٹان کو اپنے ہاتھ سے روک لیا۔ ان کا پنجہ پتھر میں پیوست ہو گیا جس کا نشان آج تک قائم ہے۔

گرنتھ صاحب میں اس قصہ کا کہیں وجود نہیں البتہ ایک ساکھی ایسی ضرور ملتی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بابا نانک ولی قندھاری کو اپنا عزیز دوست اور بڑا بزرگ مانتے تھے۔ تاریخی تحقیق کے مطابق یہ گوردوارہ ہری سنگھ نلوہ نے تعمیر کرایا۔ اس سے پہلے یہاں مغلوں کے زمانہ کی ایک گنبددار عمارت تھی جس میں اکبر کے دو عزیز دوست دفن تھے چنانچہ تزکِ جہانگیری سے بھی اس بات کا ثبوت ملتا ہے

**گورکھا۔** (Gurkha) ہندوستان کے شمال میں نیپال کی خودمختار ریاست کے باشندے۔ نسل کے لحاظ سے یہ لوگ منگول ہیں۔ بالعموم گندمی رنگ کے ہوتے ہیں اور قد بھی چھوٹا ہوتا ہے۔ چوں کہ پہاڑی علاقے کے رہنے والے ہیں اس لئے خوب جفاکش ہوتے ہیں اور اچھے سپاہی ثابت ہوتے ہیں بھارت کی افواج میں ان کی خاصی تعداد موجود ہے چنانچہ گورکھا رجمنٹ کا وجود اس امر کا شاہد ہے۔

**گورکی۔** Gorky Maxim (۱) روسی مصنف جس کا اصل نام Alexie Maxmovitch Pyeshkon (الیکسی میکسموویچ پیشکوف) تھا۔ اس کی درسی تعلیم بہت کم تھی اس نے متعدد پیشے اختیار کئے اور سارے روس میں گھوما کیا۔ اس نے اپنی اولین کہانی ۱۸۹۲ء میں شائع کی اور بہت جلد اس نے عوامی زندگی سے متعلق کہانیاں لکھ کر بہت بڑی شہرت حاصل کر لی۔ ۱۹۰۳ء میں اس کے ممتاز ڈرامہ موسومہ بہ In the Depths نے ہل چل پیدا کر دی۔ اپنی سیاسی سرگرمیوں کی بدولت اسے ۱۹۰۵ء میں جیل بھیجدیا گیا۔ پھر انقلاب کے بعد اس نے سوویٹ حکومت کے لئے پروپیگنڈا کا کام سرانجام دیا۔

(۲) سوویٹ یونین کا ایک بہت بڑا شہر ہے اور دریائے وا لگا پر واقع ہے۔ اپنے تجارتی میلوں کے لئے مشہور ہے۔ یہاں ہر قسم کی مشینری بنتی ہے اور ادویہ تیار ہوتی ہیں۔ اس میں ایک یونیورسٹی بھی ہے جو ۱۹۰۶ء میں قائم ہوئی شہر کی آبادی پانچ لاکھ کے قریب ہے۔

**گورنر۔** (Governor) کسی صوبے کا حاکم اعلیٰ یا عامل۔ موٹر کار کا ایک پرزہ۔ موٹر کار پہاڑی پر چڑھنے لگتی ہے اور انجن پر زیادہ بار پڑ جاتا ہے تو ڈرائیور ایکسیلریٹر دبا کر انجن کو مزید پٹرول یا توانائی دیتا ہے اور اس طرح انجن کی رفتار برقرار رہتی ہے۔ بڑے بڑے انجنوں میں یکلخت رفتار زیادہ کرنا خطرہ سے خالی نہیں ہوتا یکساں رفتار برقرار رکھنے کے لئے ایک خود چلنے والے "گورنر" کے ذریعہ توانائی بڑھائی یا گھٹائی جاتی ہے۔ اس ترکیب سے اگر رفتار گرے گی تو "گورنر" انجن کو زیادہ مقدار میں بھاپ یا پٹرول دے دیگا۔ اور اگر رفتار بڑھ جائے گی تو "گورنر" کے ذریعہ خود بخود بھاپ یا پٹرول کی مقدار کم ہو جائے گی۔

رفتار بڑھنے سے گورنر کی گیندیں (جو کہ انجن سے وابستہ ہوتی ہیں اور تکلے کے ذریعہ گھومتی ہیں) از خود اوپر اٹھ کر گھومتی رہتی ہیں اور مختلف آلات کے سلسلہ کے ذریعہ بھاپ کی مقدار کم ہو کر انجن کی رفتار اعتدال پر آجاتی ہے۔

**گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ۔ ۱۹۱۹ء**
(Government of India Act 1919)
یہ ایکٹ برطانوی پارلیمان نے مونٹ فورڈ رپورٹ

(Mountford Report) کی سفارشات
کی بنا پر منظور کیا تھا۔ جو وزیر ہند مانٹیگو نے وائسرائے
لارڈ چیمس فورڈ کے مشورہ سے مرتب کی تھی اور اس سے
ہند و پاکستان کے باشندوں کی بڑھتی ہوئی سیاسی بے
چینی کو دور کرنا مقصود تھا۔ چنانچہ اسی ایکٹ کی رو سے
امور حکومت کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ مرکزی
(Central) اور صوبائی (Provincial)
دفاع (Defence) امور خارجہ (Foreign
Affairs) مواصلات Communications
ٹکسال (Currency) اور تجارت
(Commerce) مرکز کے سپرد کئے گئے اور
صوبائی حکومت کو زراعت، پولیس، جیل خانے، تعلیم،
رفاہ عام کے کام، مال گزاری، آبپاشی، صحت اور
لوکل سلف گورنمنٹ کے امور سپرد کئے گئے۔
مرکزی اور صوبائی حکومتوں کا نظم و نسق چلانے
کے لئے ہر دو کے تحت دو دو بنیادی شعبے الگ الگ
مقرر کئے گئے۔ انتظامیہ اور مقننہ۔ مرکزی حکومت کی
انتظامیہ کونسل کے ارکان کا تقرر تاج برطانیہ کی طرف
سے ہوتا تھا۔
مرکزی مقننہ میں دو ایوان ہوتے تھے۔ ان
میں ہندوستانی ارکان مذہبی اور قومی تناسب کے
حساب سے لئے جاتے تھے۔
صوبائی انتظامیہ کا صدر صوبے کا گورنر ہوتا تھا۔
جو ایک مجلس انتظامیہ کے ذریعہ صوبے کا انتظام کرتا
تھا۔ اور صوبے کی مقننہ کے منتخب ارکان میں سے
اپنے لئے وزراء نامزد کرتا تھا پھر الگ الگ محکمے
کو ان کے سپرد کر دیا جاتا تھا۔
اس ایکٹ کی رو سے عوام کو بہت کم اختیارات
ملے۔ گورنر کو وزراء کے فیصلوں کو مسترد کرنے کا حق
حاصل تھا۔ اس لئے وہ عوام کی مرضی پوری کرنے کی
بجائے گورنر کی مرضی پوری کرنے کا خیال رکھتے تھے۔

## گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء
(Government of India Act, 1935)
یہ ایکٹ برطانوی پارلیمان نے ہند و پاکستان کے لئے
منظور کیا۔ جس کی رو سے۔
(۱) ہندوستان کا طرز حکومت وفاقی قسم کا بنا
دیا گیا۔ جس میں برطانوی ہند کے صوبوں کے ساتھ دیسی
ریاستوں کو بھی شامل کر لیا گیا۔
(۲) مرکز میں دو عملی حکومت قائم کی گئی۔ کچھ امور
محفوظ (Reserved Subjects) کہلائے
جن کا انتظام گورنر جنرل اور مجلس انتظامیہ کے سپرد کر دیا
گیا۔ مجلس کے ارکان گورنر جنرل کے سامنے جواب دہ
تھے کچھ امور منتقلہ Transferred Subjects
کہلائے جو وزراء کے سپرد کئے گئے اور وہ
مرکزی مقننہ کے سامنے جواب دہ تھے۔
(۳) صوبائی امور کے لئے صوبائی حکومتوں کو
آخری حد تک مکمل اختیارات دے دئیے گئے۔ متعلقہ
وزراء صوبائی مقننہ کے سامنے جواب دہ تھے۔
(۴) نظم و نسق، امن و امان اور اقلیتوں کے
تحفظ حقوق کے لئے گورنر جنرل اور صوبائی گورنروں پر
مکمل ذمہ داری ڈال کر انہیں خاص اختیارات دئیے
گئے۔
(۵) مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے تنازعات
کے لئے ایک وفاقی عدالت قائم کی گئی۔
(۶) وزیر ہند کے اختیارات گھٹا دئیے گئے

## گوریلا۔ (Gorilla) (دیکھوبن مانس)

## گوریلا سپاہی۔ (Guerilla)
ایسے مسلح سپاہیوں کے گروہ کا رکن جو
دشمن کے خلاف غیر منظم طور پر (بالعموم اس کے عقب میں)
سرگرم کار رہیں۔ ان کا کام دشمن کے رسل و رسائل
اور رسد کی ترسیل کو منقطع کرنا ہوتا ہے۔ "گوریلا جنگ"
میں دشمن کے مختلف کالموں پر اچانک چھاپہ مار کر
سامان جنگ اور دیگر سامان کو تباہ کرنا ہوتا ہے
اگر گوریلا سپاہی گرفتار ہو جائیں تو انہیں ضابطہ
جنگی قیدیوں کی مراعات حاصل نہیں ہوتیں۔

## گوشت۔
گوشت ایسی غذا ہے جو سہل الحصول
بھی ہے۔ اور مقوی بھی اس لئے دنیا کی اکثر قوموں
اور مذاہب نے اس کو جائز قرار دیا ہے۔ اسلام
نے بھی اس کو جائز ہونے کے علاوہ طیب بھی قرار
دیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس میں جائز اور ناجائز کی

تخصیص بھی کر دی ہے ۔ مثلاً سور کا گوشت، مردہ جانور کا گوشت یا اس جانور کا گوشت جس پر خدا کے سوا کسی دوسرے کا نام لیا گیا ہو قرآنِ پاک کی رو سے ناجائز ہے ۔ اس کے علاوہ فقہا نے بعض جانوروں کا گوشت جائز اور بعض کا ناجائز بتایا ہے ۔ عام طور پر شکاری جانوروں کا گوشت ناجائز ہے ۔ پرندوں میں عموماً سیدھی چونچ والے حلال اور ٹیڑھی والے حرام سمجھتے ہیں ۔

گوشت کے واسطے شکار کرنا حلال قرار دیا گیا ہے ۔ ضرورت کے واسطے گوشت کو سکھا کر رکھ لینا بھی درست ہے ۔ کھانے کے قابل گوشت میں بدبو نہ ہونی چاہیئے ۔ گوشت زیادہ پتلا نہ ہو ۔ انگلی سے دبانے کے بعد گڑھا اور پر کو نہ اٹھ آئے تو سمجھئے کہ گوشت اچھا نہیں ہے ۔ اگر گوشت پر شبہ ہو تو سُوا لے کر اس میں ہڈی تک چبھویئے اور پھر سے نکال کر سونگھئے ۔ اگر بدبو ہو تو وہ ناقابل استعمال ہے ۔ گرمیوں میں اگر کچا گوشت بچ جائے تو اس پر آٹا چھڑک کر ململ کے کپڑے سے ڈھک دیجئے ۔ اور سایہ میں ایسی جگہ لٹکا دیجئے جہاں ہوا کا گذر ہو ۔

**گوشت خور وحوش** ۔ وہ دودھ پلانے والے جانور جن کا علمی نام کارنیورا ( Carnivora ) ہے ۔ یہ جانور گوشت کے سوا کچھ نہیں کھاتے ۔ چنانچہ ان کے پنجے اور دانت بھی شکار اور گوشت خوری کے ڈھب کے بنے ہوتے ہیں ۔ ان جانوروں میں کتا، بلی، بھیڑیا، لومڑی، مشک بلی، سیل، ( Seal ) شیر، چیتا، گیدڑ وغیرہ شامل ہیں ۔ لیکن بلی اور کتا گوشت نہ ملنے پر روٹی وغیرہ اور دیگر اشیا بھی کھا کر گزارہ کر لیتے ہیں ۔ سیل یا دریائی بچھڑے کے دانت اور پنجے بھی دیگر جانوروں کی طرح تیز نہیں ہوتے کیونکہ ان کا گزارہ مچھلیوں پر ہوتا ہے ۔ جن کو یہ سالم نگل لیتے ہیں ۔ اس جماعت میں صرف دودھ پلانے والے جانور شامل ہیں گوشت خور پرندے شامل نہیں ۔

**گولڈ کوسٹ** ۔ ( Gold Coast )
( دیکھو گھانا )

---

**گول کنڈہ** ۔ ریاست حیدرآباد دکن کا ایک پرانا شہر جو ریاست کے دارالحکومت حیدرآباد سے سات میل مغرب کو واقع ہے ۔

**گول میز کانفرنس** ۔ ( Round Table Conference ) ۱۹۳۰ء میں جب کانگرس نے متحدہ ہندوستان میں سول نافرمانی کی تحریک شروع کی تو حکومت برطانیہ نے اہل ہند کے مطالبات پر غور کرنے کے لئے لندن میں ایک کانفرس بلائی جس میں ہندوستان اور برطانیہ کے مدبرین نے شرکت کی پہلی کانفرنس میں کانگرس نے شرکت سے انکار کر دیا لیکن دوسری میں شرکت اختیار کر لی ۔ اس کانفرنس میں برطانوی وزیر اعظم نے کمیونل اوارڈ (Communal Award) کے نام سے ایک فیصلہ دیا ۔ جس میں مسلمانوں، عیسائیوں، سکھوں، اینگلو انڈین اور یورپین قوموں کے علاوہ اچھوتوں کو بھی ہندوؤں سے الگ نمائندگی دی گئی ۔ اور ان ہی تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بعد میں گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء منظور کیا گیا ۔ جس کا تفصیلی ذکر کسی دوسری جگہ درج ہے ۔

**گوند** ۔ (Gum) وہ سریشی نمالیس دار چیزیں جو نباتاتی ذرائع سے حاصل ہوتی ہیں یہ تمام کی تمام سرد یا گرم پانی میں قابل حل ہیں لیکن سپرٹ میں حل نہیں ہو سکتیں ۔ اس کے لاتعداد اقسام ہیں ۔ کیکر کا گوند جس کو "صمغ عربی" کہتے ہیں ۔ ایک خاص قسم کے مضبوط کیکر سے حاصل ہوتا ہے ۔ جو سنی گال، سوڈان عرب اور پاکستان میں ہوتا ہے ۔ یہ گوند سب سے زیادہ مفید ہے ۔ اور رنگنے، سیاہی بنانے، اور دوائیوں میں ڈالنے میں بہت کام آتا ہے ۔ پاکستانی عورتیں اس سے ایک حلوا بھی تیار کرتی ہیں ۔ جو زچہ کی بحالی صحت کے لئے ایک آزمودہ چیز ہے ۔

اس درخت کے علاوہ پھلاہی کے درخت سے بھی ایک گوند حاصل ہوتا ہے لیکن وہ چپکنے کی خاصیت نہیں رکھتا ۔ ایک گوند جس کو کتیرا گوند کہتے ہیں ۔ دراصل ایک قسم کا بدوزہ ہوتا ہے گوند میدے، آلو، اور گیہوں سے بھی بنائے جاتے ہیں ۔ اور اس کے علاوہ کئی قسم کے بیجوں، چھالوں، جڑوں، اور پودوں سے

بھی تیار ہوتے ہیں۔ ربڑ بھی دراصل ایک لچک دار گوند ہی ہوتا ہے۔ ایک اعلیٰ قسم کا لیس دار گوند لسوڑے (لسوڑے) سے بھی حاصل ہوتا ہے۔ جو ایک پاکستانی درخت کا پھل ہے۔ اس پھل کے لعاب کو ابھی تک صنعتی اغراض سے نہیں آزمایا گیا۔ اگر اس طرف توجہ کی جائے تو اس سے اہم صنعتی اشیاء تیار ہو سکتی ہیں۔ فی الحال اچار میں استعمال ہوتا ہے۔

**گوہ (سوسمار)** (Iguana) رینگنے والے جانوروں کی ایک قسم۔ تین سے پانچ فٹ تک لمبا ہوتا ہے۔ اس کی پانچ قسمیں ہیں جنوبی افریقہ، غرب الہند اور برصغیر ہند و پاکستان میں عام پایا جاتا ہے۔ کھال بہت کارآمد ہوتی ہے اور اس سے نہایت پائیدار جوتے بھی بنتے ہیں۔

**گوئٹے۔** (Johann Wolfgang von Goethe) جوہن وولف گینگ فان گوئٹے جرمن زبان کی ادبیات میں ایک بہت بڑی شخصیت ۲۸ اگست ۱۷۴۹ء کو فرانکفرٹ میں پیدا ہوا۔ اور سولہ سال کی عمر میں قانون کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے لائپزگ یونیورسٹی میں بھیجا گیا۔ چونکہ اس کے ذہن کی وسعت لامحدود تھی اور وہ اپنے دماغ کو قانونی امور تک محدود نہ رکھ سکتا تھا اس لئے اس کا زیادہ تر وقت ادبیات اور فلسفے میں صرف ہوتا تھا۔ بہرحال اس نے قانون کی تعلیم پوری کرلی اور اس کے ساتھ ہی کیمسٹری، تشریح اعضاء اور فن تعمیر کا بھی ماہر ہو گیا۔ اس کے علاوہ قدیم ادبیات کا گہرا مطالعہ بھی کرتا رہا۔

۱۷۷۴ء میں اس نے ایک کتاب لکھی جس کا نام تھا (Sorrow of Werther) اس کتاب نے اس کی شہرت کو چار چاند لگا دیئے۔ اسی زمانے میں اس نے اپنی مشہور کتاب "فاؤسٹ" (Faust) لکھنی شروع کی جس کا ترجمہ اردو میں بھی ہو چکا ہے۔ اس سے کچھ مدت بعد اس نے سوئٹزرلینڈ اور اٹلی کا سفر اختیار کیا۔ جس کے دوران میں اس نے کئی کتابیں لکھیں۔ ۱۷۹۲ء میں جرمنی نے فرانس کے خلاف جنگ کی جس میں گوئٹے بھی شامل ہوا۔ یہ مہم ناکام رہی اور گوئٹے نے اس کے حالات لکھے۔ ۱۸۲۳ء میں گوئٹے نے سیاسیات اور معاشرے سے کنارہ کشی اختیار کرلی اور بالکل تصنیف و تالیف میں مصروف ہو گیا ۲۲ مارچ ۱۸۳۲ء میں اس کا انتقال ہو گیا۔

گوئٹے علمیت و شاعری میں شکسپیئر کا ہم پلہ نہ تھا، پھر بھی اس کا تخیل حیرت انگیز تھا۔

**گوئٹے مالا۔** (Guatemala) وسطی امریکہ کی ایک جمہوریہ جو میکسکو اور سان سالویڈر کے درمیان بحرالکاہل پر واقع ہے۔ اس کا بیشتر حصہ پہاڑیوں پر مشتمل ہے۔ جن کے درمیان زرخیز وادیاں ہیں معدنیات کافی پائی جاتی ہیں اور سونے چاندی کی کان کنی کی جاتی ہے۔

گوئٹے مالا کی اصل دولت اس کی مٹی ہے جو کافی، شکر، کیلا، گندم اور ہر قسم کے پھل بافراط پیدا کرتی ہے۔ اس نے ۱۸۳۹ء میں اپنی آزادی کا اعلان کیا۔ اس کا رقبہ ۴۵ ہزار مربع میل ہے اور آبادی ۳۴۰۰۰۰۰ افراد ہے جس میں ۶۰ فی صدی لوگ ریڈ انڈین ہیں۔ حکمران طبقہ سفید فام آبادی سے تعلق رکھتا ہے۔

**گھاس۔** (Grass) پودوں کا ایک گروہ جس میں چراگاہی اقسام بھی شامل ہوتے ہیں اس طبقے میں وہ پودے بھی شامل ہیں جن سے غلہ حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً گیہوں، جو، باجرہ، مکی، گنا، وغیرہ ان کی بناوٹ بڑی سادہ سی ہوتی ہے ایک تنا ہوتا ہے۔ جس پر اوپر نیچے پتے ہوتے ہیں۔ اور پتلی پتلی شاخیں ہوتی ہیں۔ کاشتکار انہیں دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ مصنوعی گھاس اور قدرتی گھاس۔ پہلی قسم میں وہ پودے ہوتے ہیں جو چارے کے لئے استعمال ہوتے ہیں اور دوسری قسم ہر نوع کے گھاس کی ہوتی ہے۔

چراگاہی گھاس قیمت اور اہمیت میں مختلف ہوتی ہے۔ بعض انواع میدانوں کے لئے مخصوص ہوتی ہیں۔ بعض دلدلوں میں پرورش پاتی ہیں بعض اونچے اونچے کھیتوں میں نشوونما پاتی ہیں۔ اور بعض دوسرے چٹیل اور بنجر پہاڑیوں پر اگتی ہیں۔ جہاں

وہ سبزہ بکری کے لئے قیمتی خوراک مہیا کرتی ہیں۔ دنیا کے اہم ترین گھاس کے علاقے کینیڈا کے گندم اور چراگاہوں کے خطے اور امریکہ (یو ایس اے)، جنوبی افریقہ، آسٹریلیا، یورپی میدان اعظم اور منچوریا کے خطے ہیں۔

**گھاس پات۔** (Weed) خس و خاشاک دوب، غیر ضروری اور خودرو پودے جو زمین سے فصلوں سبزیوں وغیرہ کی غذا چھین کر انہیں کمزور کرتے ہیں خس و خاشاک میں مضرت رساں کیڑے مکوڑے اور جراثیم اپنا مسکن بنا کر کھیتوں کو تباہ کرتے رہتے ہیں۔ کسان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ خس و خاشاک کو بڑھنے نہ دیا جائے۔ چنانچہ بار بار کھیت نلائے جاتے ہیں۔ نلائی اس وقت شروع کر دینی چاہئے جب خس و خاشاک زیادہ بڑی نہ ہو گئی ہو تاکہ اس میں بیج پیدا نہ ہو سکے۔

**گھانا۔** (Ghana) گھانا جسے قبل ازیں گولڈ کوسٹ (Gold Coast) کہا جاتا تھا افریقہ کی ایک برطانوی نو آبادی تھی۔ رقبہ ۹۲ ہزار مربع میل اور آبادی بائیس لاکھ کے قریب ہے۔ آبادی کا بیس فی صدی عیسائی اور دس فی صد مسلمان ہے۔ دارالحکومت اکرہ (Accra) ہے اس علاقے پر ۱۴۸۱ء میں پرتگالیوں نے اور ۱۶۴۲ء میں ولندیزوں نے قبضہ کیا۔ ۱۸۷۱ء میں انگریزوں نے ولندیزوں سے خرید لیا۔ یہاں سے کوکو، کھوپرا، مینگانیز، مہاگنی، ربڑ وغیرہ و ساور کو بھی جاتی ہے۔

گھانا کے جمہوریہ بننے سے پہلے برطانوی حکومت گولڈ کوسٹ کا گورنر مقرر کرتی تھی جس کی امداد کے لئے ایک اسمبلی قائم ہوئی۔ اسمبلی کے تیس ارکان میں سے ۱۲ گورنر خود نامزد کرتا تھا۔ گولڈ کوسٹ کے لئے آزادی کا مطالبہ بہت عرصے سے جاری تھا لیکن برطانوی حکومت ٹال مٹول کرتی چلی آتی تھی۔ چنانچہ برطانوی مال کا بائیکاٹ کر دیا گیا۔ حکومت نے ہنگامی حالات کی آڑ میں عوام کے جذبۂ آزادی کو دبانا چاہا مگر اسے کامیابی نہ ہوئی اور بالآخر ۱۹۵۷ء میں گھانا کو آزادی دے دی گئی۔

**گھریلو ملازمت۔** Private or Domestic Service ملازمت سرکاری بھی ہوتی ہے اور پرائیویٹ بھی۔ سرکاری ملازمت باقاعدہ اور پنشن کے حقوق پر مبنی ہوتی ہے بحالیکہ پرائیویٹ ملازمت، نجی اداروں اور فرموں اور پرائیویٹ فرموں وغیرہ میں ہوتی ہے۔ گھریلو ملازمت بھی پرائیویٹ ملازمت کی ایک قسم ہے جس میں ذاتی اور خانگی کام کاج کے لئے ملازم رکھے جاتے ہیں۔ دیانت دار ملازم، گھریلو ملازمت کے لئے نہایت ضروری ہوتے ہیں۔ ان دنوں گھریلو ملازمت کرنے والے بہت کم ملتے ہیں اور ملتے ہیں تو بڑے مہنگے۔ اور مہنگے بھی ملتے ہیں تو دیانت دار بہت کم ہوتے ہیں۔ امیر طبقہ کے لوگ جو کام اپنے ہاتھ سے کر سکتے ہیں اسے کرنا بھی ہتک اور خفت خیال کرتے ہیں نتیجہ یہ ہے کہ گھریلو ملازم رکھنے والے لوگ تو زیادہ ہیں اور گھریلو ملازمت کرنے والے اشخاص نایاب یا کم یاب ہیں۔

**گھڑیال۔** (Alligator) آبی (تازہ پانی میں رہنے والا) گھڑیال دو قسم کا ہوتا ہے ایک تو وہ قسم ہے جو ریاستہائے متحدہ امریکہ کی جنوبی ریاستوں میں پائی جاتی ہے، اسے (Mississippiansis) مسس سپائینز کہتے ہیں اور امریکی گھڑیال کے نام سے موسوم ہے۔ یہ قسم مس سپی کے علاقے اور لوئیشانا اور کارولینا کی جھیلوں اور دریاؤں میں عام پائی جاتی ہے اس کی لمبائی ۱۲ فٹ تک ہوتی ہے۔ گھڑیال، مگرمچھ سے بہت مشابہ ہوتا ہے مثلاً عادات میں شناوری یا تیراکی ہیں اور مچھلیاں کھاتے ہیں۔ آدمی پر شاذونادر ہی حملہ کرتا ہے ریت میں انڈے دیتا ہے۔ نفیس چمڑے کی تیاری

کے لئے اس کی کھال بہت مفید اور کارآمد ہوتی ہے۔ چنانچہ امریکہ میں گھڑیال پالنے کے فارم قائم کرائے گئے ہیں (نیز دیکھو مگرمچھ)۔

## گھڑی (دیکھو کلاک)

### گھڑی کی رفتار کو برابر کرنا۔ Regulating

گھڑی کا پچھلا حصہ کھول کر انڈی کیٹر Indicator پر نگاہ ڈالو۔ اگر گھڑی بہت تیز چل رہی ہو تو اس کو "ایس" (S) پر کرو۔ اگر رفتار بہت سست ہو تو انڈی کیٹر کو F پر رکھو۔ لیکن ایک ہی دفعہ ایسا کر دینا کافی نہ ہوگا بلکہ گھڑی کی رفتار کو ٹھیک اندازے پر رکھنے کے لئے روزانہ اسے دیکھ لینا چاہیئے اور وقت ملا لینا چاہیئے۔ چند روز کے بعد وقت بالکل صحیح ہو جائے گا۔

لنگر والی دیواری گھڑی کا وقت غلط ہو جائے تو لنگر کے طول میں کمی بیشی کر دینی چاہیئے جب گھڑی سست ہو جائے تو لنگر کا قابلہ اوپر کو کر دینا چاہیئے۔ جس قدر لنگر چھوٹا ہو جائے گا اسی قدر اس کی حرکت تیز ہو جائے گی۔ اگر گھڑی بہت تیز چل رہی ہو تو لنگر کا قابلہ نیچے کو کر دینا چاہیئے۔ گھنٹی بجانے والی گھڑی کی سوئیاں پیچھے کی طرف نہیں گھمانا چاہئیں۔

براعظم یورپ میں جو گھڑیاں استعمال ہوتی ہیں۔ ان کے ریگولیٹر پر بجائے S اور F کے A اور R لکھا ہوتا ہے Advance اڈوانس یعنی تیز کرنے کے لئے اور Retard ریٹارڈ یعنی کم کرنے کے لئے۔

معمول کے طور پر بہتر یہ ہے کہ گھڑی کو ہر روز صبح کے وقت چابی دی جائے۔ نہ کہ رات کے وقت۔

### گھڑیوں کی مرمت۔ (Watch and Clock Repairing)

کھلونے کے اندر ایک اسپرنگ ہوتا ہے جس کو خوب زور سے گھمایا جاتا ہے۔ یہ اپنے اس چکر سے آزاد ہونے کے لئے جو کوشش کرتا ہے اس کوشش کے نتیجے میں دوسرے پہیئے یا چرخ حرکت میں آجاتے ہیں۔ اس طرح سے بچوں کی گاڑی کھلونا پہیوں پر چلنے لگتی ہے۔ گھڑی بھی اسی اصول پر بنائی گئی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ گھڑی کے اندر پرزوں کی رفتار کم کرنے اور ان پر قابو رکھنے کی مشینری بھی پائی جاتی ہے۔ منٹ اور گھنٹے کی سوئیوں کی رفتار مختلف ہوتی ہے محض اس لئے کہ ہر ایک سوئی کا تعلق مختلف موٹائی کے حلقوں سے قائم کر دیا جاتا ہے۔

گھڑیاں چھوٹی ہوں یا بڑے دیواری گھنٹے۔ سب اسی اصول پر بنائے گئے ہیں۔ اگرچہ وہ ظاہری اور شکلی لحاظ سے بالکل ایک دوسرے سے مختلف ہیں صرف متعلقہ پرزوں کے گہرے مطالعہ ہی سے یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ اصولاً سب یکساں ہیں۔

### گھنٹا۔ گھنٹی۔

مصنوعی آواز پیدا کرنے کا ایک دو دھاتی یا برنجی آلہ۔ گھنٹی کی دھات قلعی اور تانبے کو ایک خاص نسبت سے مرکب کرنے سے بنتی ہے۔ بڑی بڑی گھنٹیاں اکثر برنج کی ہوتی ہیں اگرچہ چھوٹی چھوٹی چاندی اور ٹین کی بھی ہوتی ہیں۔ مرکب دھات سے جو گھنٹی بنائی جاتی ہے۔ وہ ضرب سے ٹوٹ نہیں سکتی جیسا کہ بتوں کے گرجوں اور عبادت گاہوں پر جو گھنٹے ہوتے ہیں، وہ بہت بڑے بڑے بھی ہوتے ہیں اور سریلی آواز بھی دیتے ہیں۔

دنیا کی سب سے بڑی گھنٹی زار روس کے محل واقع ماسکو میں اب تک بطور ایک عجوبہ روزگار کے محفوظ ہے یہ "شاہ گھنٹی" کہلاتی ہے اور ۲۰ فٹ ۷ انچ بلند اور ۲۲ فٹ ۸ انچ قطر میں ہے۔ وزن اس کا ۱۹۸ ٹن ہے۔ اس کو ۱۷۳۳ء میں ڈھالا گیا لیکن یہ جلتی ہی میں ٹوٹ گئی۔ جو ٹکڑا علیحدہ ہوا وہ ۱۱ ٹن وزنی تھا دنیا کی دوسری اور تیسری بڑی گھنٹیاں بھی روس ہی میں ہیں۔ ان میں سے ایک مقام کراسنو گورودا سک (متصل لینن گریڈ) میں ہے جو ۱۷۱ ٹن وزنی ہے اور دوسری ۱۱۰ ٹن وزنی

ماسکو میں ہے۔ انگلستان میں سینٹ پال کے گرجے پر جو گھنٹہ ہے وہ ۱۸۸۱ء میں ڈھالا گیا اور یہ ۱۶ ٹن وزنی ہے۔ یہ انگلستان کا سب سے بڑا گھنٹہ ہے دنیا کی دیگر بڑی گھنٹیوں میں چین کی دو گھنٹیاں بھی شامل ہیں دیگر میں سے ایک جس کا وزن ۵۳ ٹن ہے چین کے دارالحکومت پیکنگ میں موجود ہے۔ دوسری گھنٹی چین کے سابق دارالحکومت نانکن میں ہے اور ۲۲ ٹن وزنی ہے۔ کولون واقع فرانس کے گرجا کا گھنٹہ ۲۲ ٹن وزنی ہے ویسٹ منسٹر کے گرجا واقع لندن کا گھنٹہ ½۱۳ ٹن وزنی ہے۔ یارک کے گریٹ پیٹر گرجا کا گھنٹہ ۱۰ ٹن وزنی ہے۔

مسلم عبادت گاہوں میں گھنٹے گھنٹیاں نہیں بجائے جاتے۔ بلکہ انہیں بت پرستی کے لوازمات خیال کیا جاتا ہے۔ نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے۔ اور دور کی آواز کے لئے نقارے استعمال کئے جاتے ہیں جن کی جگہ اب بھونپو نے لے لی ہے۔ جو بجلی کی مدد سے بجتا ہے۔

**گھوڑا۔** Horse ایک چوپایہ جو دنیا کے بہت سے ممالک میں پایا جاتا ہے۔ اور عموماً سواری کرنے یا پہئے دار گاڑیاں کھینچنے کے کام آتا ہے۔

دنیا میں بہترین نسل کا گھوڑا عربی گھوڑا ہوتا ہے۔ جو ملک عرب میں نجد کے علاقے میں پایا جاتا ہے۔ انگریزوں کے دورِ حکومت میں ہندوستان میں بہت سے عربی گھوڑے لائے گئے تھے۔ مگر اب ناپید ہیں۔ البتہ اندور، گوالیار، اکبر آباد، کانپور اور بمبئی میں اس کے سوداگر موجود ہیں۔ جو کبھی کبھی عرب سے گھوڑے لاکر ان شہروں میں ان کی تجارت کرتے ہیں۔

کاٹھیاواڑی گھوڑوں کی باندریا، ماہیا، ریٹریا، مرتیا، لیسریا اور ہوبیٹریا قسمیں مشہور ہیں۔ گو وہ عربی گھوڑوں سے بہتر نہیں ہوتے مگر خوبصورتی اور کودنے پھاندنے میں لاجواب ہوتے ہیں۔ ان کا قد چھوٹا ہوتا ہے۔ ان علاقوں میں کنڈیہ نسل کا ایک گھوڑا اتنا ذہین ہوتا ہے کہ اپنے سائیس کی بو پہچانتا ہے۔

مارواڑی گھوڑوں میں کریا، راج دہرٹا، بالوترہ اور تلواڑ مشہور قسم کے گھوڑے ہیں جو سواری کے لئے نہایت آرام دہ ہوتے ہیں مگر گھوڑ دوڑ کے قابل نہیں ہوتے۔

دکن میں عرب اور کاٹھیاواڑی گھوڑوں کی مخلوط نسل ملتی ہے۔

سندھ اور پنجاب میں زیادہ تر مشکی، سفید، ابلق یا چتکبرے گھوڑے ہوتے ہیں جو زیادہ تر تانگوں میں جوتے جاتے ہیں۔

آسٹریلیا، آئرلینڈ، سکاٹ لینڈ اور انگلینڈ میں بھی اچھی قسم کے گھوڑے پائے جاتے ہیں۔ اور گھوڑ دوڑ کے لئے بہترین ہوتے ہیں۔ عربی گھوڑوں کی نسبت ان کا قد و قامت بلند ہوتا ہے اور عربی گھوڑوں سے زیادہ دوڑ سکتے ہیں پاکستان کے دیہاتی علاقوں میں گھوڑ دوڑ ایک دلچسپ مشغلہ ہے۔ گھوڑے نیزہ بازی اور پولو وغیرہ کھیلوں میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔

**گھوڑ دوڑ۔ (گھڑ دوڑ)** (Horse-Racing) لہو و لعب اور کھیل کود کا ایک مشغلہ جو یونانی اولمپک کھیلوں ( Greek Olympic Games ) میں شامل تھا۔ اور انگلینڈ میں بھی اس کا قدیم وقتوں سے رواج ہے۔ چنانچہ شاہ چارلس دوم نے اس کی ترویج و اشاعت کی بیسویں صدی کے دوران میں گھوڑ دوڑ کے سلسلے کو شاہی سرپرستی کے تحت کافی ترقی اور عروج ہوا ہے چنانچہ ولایت کی ڈربی Derby کی گھوڑ دوڑیں دنیا بھر میں کافی شہرت حاصل کر چکی ہیں۔

انگلینڈ میں گھوڑ دوڑ کے بڑے بڑے میدان ایپسن، نیو مارکیٹ، اسکاٹ، گڈ ووڈ، ڈونکیسٹر، سین ڈاؤن پارک، ہرسٹ پارک، یارک اور اینٹری کے مقامات پر ہیں۔ گھوڑ دوڑ کا مشغلہ اب دنیا بھر میں مقبول اور مروج ہو چکا ہے۔ اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ،

فرانس اور آسٹریلیا میں بھی بہت بڑی ہردلعزیزی کا حامل ہے۔

پاکستان میں بھی گھوڑ دوڑ کے مشغلے کو خوب فروغ ہو رہا ہے۔ جس کے مظاہرے، مخصوص ایام میں لاہور اور کراچی وغیرہ مقامات میں ہوتے رہتے ہیں۔

**گھونسلا۔** درختوں، جھاڑیوں یا گھروں میں پرندے اپنے رہنے کے لئے تنکوں اور خس وخاشاک سے جو مکان تیار کرتے ہیں۔ وہ پرندوں کا گھونسلا کہلاتا ہے۔ بعض پرندوں کے گھونسلے اتنے خوبصورت اور عجیب و غریب ہوتے ہیں کہ انہیں دیکھ کر پرندوں کی کاریگری پر حیرت ہوتی ہے۔

چڑی مار ایک قسم کا پرندہ ہے جس کا گھونسلا ناریل کی طرح ہوتا ہے۔ اس میں داخل ہونے کے لئے دو راستے بنے ہوتے ہیں ایک راستہ مادہ کے لئے ہوتا ہے اور ایک نر کے لئے۔ اور اندر ہر دو کے علیحدہ علیحدہ کمرے ہوتے ہیں۔

مکھی مار چڑیا کا گھونسلا نہایت خوبصورت ہوتا ہے۔ یہ گھونسلا باریک بنی ہوئی تاروں کا ہوتا ہے۔ جو یہ پرندہ درختوں کی چھال میں سے اتارتا ہے۔ اس کی شکل پینگ سے مشابہ ہوتی ہے۔

امریکہ میں ایک قسم کی ارغوانی رنگ کی ابابیل ہوتی ہے جو گھروں میں گھونسلا بناتی ہے یہ گھونسلا بئے کے گھونسلے سے مشابہ ہوتا ہے لیکن اس کا راستہ ایک ہی ہوتا ہے۔

بیا ایک مشہور پرندہ ہے جو پتے سی کر اپنا گھونسلا بناتا ہے۔

ایک قسم کی ابابیل جسے لوگ مزے سے کھاتے ہیں۔ اس کا گھونسلا کشتی کی طرح ہوتا ہے۔



**گھینگا۔** Goitre یعنی گلھڑ۔ گلے میں سامنے کی طرف ورم ہو جانا۔ اس کی وجہ درقی غدود Thyroid gland کا اعتدال سے زیادہ بڑھ جانا ہے۔ گھینگے کی متعدد اقسام ہوتی ہیں۔ اس کی ایک عام قسم جس میں گلا متورم ہو جاتا ہے۔ جسم میں آیوڈین (Iodine) کی کمی کی وجہ سے اکثر ان مقامات پر رونما ہوتی ہے جہاں پانی میں آیوڈین کم ہو اور خوراک میں بھی اس کی کمی ہو۔ درقی غدود آیوڈین کی کمی کو پورا کرنے کے لئے بڑھ جاتا ہے تاکہ جو کچھ اسے آیوڈین میسر آ رہی ہے اس سے پورا پورا فائدہ اٹھائے۔

اس قسم کے گھینگے کا علاج یہی ہے کہ مریض کے جسم میں آیوڈین یا ایک دوا جو جانوروں کے درقی غدود سے تیار ہوتی ہے، مناسب مقدار میں داخل کردی جائے گلٹی دار گھینگے درقی غدود میں گرہیں پڑ جانے سے پیدا ہوتے ہیں۔ گلٹیاں گلے کی ایک یا دوسری جانب ہوتی ہیں۔ شاذ ہی ایسا ہوتا

ہے کہ گلٹیاں تناسب یا تشاکل کے ساتھ گلے پر پیدا ہوں۔ اس قسم کے گھینگے کو عمل جراحی کے ذریعہ سے دور کیا جا سکتا ہے۔ ایک اور قسم میں ورقی غدود کے اندر سرطان پیدا ہو جانے سے گھینگا رونما ہوتا ہے۔ اس میں درد بھی زیادہ ہوتا ہے اور ورم تیزی سے بڑھتا ہے۔ اس کا علاج مشکل ہے لیکن گھینگے کی یہ قسم دوسری اقسام کے مقابلے میں زیادہ عام نہیں ہے۔

**گی آنا۔** Guiana جنوبی امریکہ کے شمال میں ایک وسیع قطعہ ارضی جس کے مغرب میں وینز ویلا Venezuela جنوب اور مشرق میں برازیل Brazil اور سامنے بحر اوقیانوس کی وسعتیں ہیں اس کے تین حصص ہیں جو برطانیہ، ہالینڈ اور فرانس کی جداگانہ ملکیت میں ہیں۔ طبعی حالات اور آب و ہوا کے لحاظ سے تینوں علاقے ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔ ساحلی علاقہ میدانی اور زرخیز ہے۔ آب و ہوا گرم اور مرطوب ہے

**گی آنا (برطانوی)** (British Guiana) اسے ۱۷۹۶ء میں برطانیہ نے ولندیزوں سے حاصل کیا۔ رقبہ ۸۳ ہزار مربع میل اور آبادی ۴ لاکھ ۷۰ ہزار ہے۔ دار الحکومت جارج ٹاؤن George Town ہے کچھ عرصہ گزرا ہندی نسل وزیر اعظم ڈاکٹر چیڈی جگن کی حکومت کو برطانیہ نے اشتراکیت سے ہواہ خواہ ہونے کے بیتنہ قصور پر معزول کر دیا تھا۔

**گی آنا (ولندیزی)** Dutch Guiana اسے سری نام Surinam بھی کہتے ہیں۔ یہ گی آنا کا وسطی علاقہ ہے رقبہ ۵۴۳۰۰ مربع میل اور آبادی ۱۷۰۰۰۰ افراد پر مشتمل ہے دار الحکومت پارا ماریبو Parama Ribo ہے۔

**گی آنا (فرانسیسی)** French Guiana اسے کینے Cayenne بھی کہتے ہیں۔ یہ گی آنا کا مشرقی حصہ ہے۔ رقبہ ۳۴۷۵۰ مربع میل ہے اور آبادی ۳۱ ہزار کے قریب ہے۔ اس کا دار الحکومت کینے Cayenne ہے۔

**گیا۔** Gaya بنگال میں اسی نام کے ایک ضلع کا صدر مقام جو پٹنہ سے ۵۷ میل جنوب دریائے جالگو کے کنارے واقع ہے۔ مہاتما بدھ کو یہیں گیان ہوا تھا۔ اس لئے بدھ مت کے پیروؤں کے لئے یہ شہر حامل تقدیس ہے چنانچہ اسے ہندو بھی متبرک خیال کرتے ہیں۔ اس کی آبادی نوے ہزار کے قریب ہے۔

**گیال۔** Gayal ایک قسم کا جنگلی بیل جو برما اور آسام میں عام ہے۔ گاہے گاہے اب پالتو حالت میں بھی ملتا ہے۔ پالتو حالت میں رکشا کاری چلانے میں کام آتا ہے۔ اس کی مادہ کا دودھ بھی پیا جاتا ہے یہ بیل کی طرح بھاگتا ہے۔ اور ٹانگوں اور ریڑھوں وغیرہ میں بھی جوتا جاتا ہے۔ آسام کے پہاڑی لوگ اس کا گوشت استعمال کرتے ہیں۔

گیتا (دیکھو بھگوت گیتا)

**گے ڈیانگ۔** Gaydiang ایک چھوٹے سے جہاز کا نام جو ملک انام کے ساحل پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے دو یا تین مستول ہوتے ہیں اور بادبان شکل میں مثلث نما ہوتا ہے کمبوڈیا سے خلیج ٹونکن تک اسے مال لے جانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ جزائر شرق الہند اور سیام کے درمیان ہر قسم کی باربرداری کا مقامی کام اسی قسم کے جہازوں سے ہوتا ہے۔

**گیری بالڈی۔** Guiseppe Garibaldi (۱۸۰۷ء سے ۱۸۸۲ء) اطالوی محب وطن جس کی تمام عمر جبر و ظلم کے خلاف جنگ آزمائیوں میں گزری۔ اس نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز مزینی کی رفاقت میں اطالیہ کی جدوجہد آزادی سے شروع کیا مگر جب حکومت وقت نے اس پر سازش کا الزام عائد کیا تو وہ بھاگ کے جنوبی امریکہ چلا گیا۔ جہاں اس نے نوزائیدہ ممالک جمہوریہ (Kepublics) کو اپنی

خدمات بطور سپاہی اور ملاح کے پیش کیں۔
۱۸۴۸ء میں یورپ واپس آیا اور فرانسیسیوں کے خلاف دفاع روما میں شریک ہوا مگر شکست کھائی اور نیو یارک بھاگ گیا۔ ۱۸۶۰ء میں بادشاہت کو نیچا دکھانے پر کمربستہ ہوا اور اطالیہ واپس آ کر بمقام مرسالا اترا۔ کئی ایک لڑائیوں کے بعد کامیابی سے ہمکنار ہوا اور نیپلز میں بطور فاتح داخل ہوا اس کے بعد وکٹر ایمانوئل (VICTOR EMMANUEL) کو تخت پر بٹھا کر مزید ہنگاموں کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد ہنگامہ پسندی نے اسے ایمانوئل کی حکومت کے خلاف بھی لا کھڑا کیا۔ اسی جنگ میں گیری بالڈی کو شکست ہوئی اور ۱۸۶۲ء میں غنیم کے ہاتھ آ گیا۔ مگر سابق احسانات اور خدمات کی بدولت اسے معاف کر دیا گیا۔ ۱۸۶۷ء میں فرانسیسی سپاہیوں اور پاپائے اعظم کے فوجیوں کے خلاف نبرد آزما ہوا۔ مگر یہاں بھی شکست کا سامنا ہوا۔ ۱۸۷۰ء میں فرانس اور جرمنی کی لڑائی میں اپنے سابق دشمن فرانس کی حمایت میں لڑا۔ اور کئی ایک لڑائیوں میں کامیاب رہا۔ روما کو پاپائی اقتدار سے آزاد کرانے کے لئے اس نے دو ناکام کوششیں کیں۔

آخری عمر میں خرابی صحت کے باعث صاحب فراش رہا۔ اور ۱۸۸۲ء میں مر گیا۔

## گیز (GEEZ)

ایک خاص بولی کا نام جو ملک ابی سینیا میں بولی جاتی ہے۔ دراصل عربی یا شامی کی ایک شاخ ہے۔ اور بہت قدیم ہے۔ اس کا رواج کم ہوتے ہوتے اب مذہبی کتب تک محدود رہ گیا ہے اور عام روزمرہ میں اس کی جگہ امہاری زبان نے لے لی ہے۔

ابی سینیا کا سرکاری مذہب عیسائیت ہے اور اس کے متعلق تمام قدیم لٹریچر اسی زبان میں ہے۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے شاہ حبش کے نام ایک خط وفد کے ذریعے بھیجا تو وفد کے قائد نے اسی زبان میں شاہ حبش سے گفتگو کی تھی۔ جس کے بعد قائد نے عربی میں سورۂ مریم کی تلاوت کی۔

## گیسٹراپوڈا (GASTROPODA)

علم الحیوانات کی ایک اصطلاح جس کا اطلاق ان جانوروں پر ہوتا ہے۔ جو گھونگھوں میں رہتے ہیں۔ ان گھونگھوں کا ایک ہی بیرونی راستہ ہوتا ہے۔ جس کے ذریعہ وہ سانس لے سکتے ہیں۔ اور خوراک حاصل کر سکتے ہیں۔ ان میں وہ تمام جانور شامل ہیں جن کی دو سیپیاں نہیں ہوتیں۔ جونک کی قسم کے تمام جانور مثلاً سینیل، ویلک، پلیٹ، سب اسی میں شامل ہیں۔

## گیسو دراز

خواجہ میر سید محمد گیسو دراز ۱۳۲۰ء / ۷۲۰ھ میں بمقام دہلی میں پیدا ہوئے تصوف کے سلسلہ میں حضرت چراغ دہلوی کے حلقہ میں شامل تھے۔

آپ نے ان کے ہاتھ سے دکن کا خرقہ خلافت حاصل کیا۔ چالیس سال کی عمر میں اکثر مشائخ کو ساتھ لے کر پونا اور بلگام گئے اور گلبرگہ شریف میں مقیم ہوئے۔

آپ شاعر بھی تھے اور محمد تخلص رکھتے تھے۔ آپ کے ایک مرید نے جوامع الکلام کے نام سے آپ کے اقوال بھی جمع کئے ہیں۔

آپ نے تصوف کے علاوہ فقہ اور تفسیر کے موضوع پر بھی کئی کتابیں لکھی ہیں۔ مزار گلبرگہ شریف میں ہے۔

## گیکو (GECKO)

ایک قسم کے گرگٹ کا نام۔ جو گرم ممالک میں عام ہے۔ اس کی خاص صفت یہ ہے کہ یہ مختلف رنگ بدلتا رہتا ہے دن کو چھپا رہتا ہے اور رات کو باہر نکلتا ہے۔

اس کی خوراک کیڑے مکوڑے ہیں۔ لوگ اس کو زہریلا جانور سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ بے ضرر جانور ہے۔ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ ہوا کھاتا ہے۔ لیکن یہ بھی غلط ہے حقیقت صرف یہ ہے۔ کہ وہ غصے کے وقت جسم کو پھلا کر اسے کپا سا بنا لیتا ہے۔

یہ جانور آسٹریلیا امریکہ اور نیوزی لینڈ میں بھی پایا جاتا ہے۔

## گیگارین، اُڑوری میجر (YURI GAGARIN)

۱۹۳۴ء دنیا کا پہلا خلاباز ۱۹۳۴ء میں ماسکو کے ایک نواحی گاؤں میں پیدا ہوا۔

ابتدائی تعلیم ختم کرنے کے بعد اسے صنعتی تربیت کے کالج میں داخل کر دیا گیا۔ بعد میں اس نے سارتوف ایرو کلب میں ہوا بازی کی تربیت حاصل کی۔ اور ۱۹۵۵ء میں روسی فضائی فوج کی اورنبرگ اکیڈمی سے امتیاز کے ساتھ کامیابی کی سند حاصل کی۔ اور پھر روسی فضائیہ میں ملازم ہو گیا۔ جہاں اس نے میجر کے عہدے تک ترقی کی۔

گیگارین پہلا انسان تھا جس نے ۱۲۔ اپریل ۱۹۶۱ء کو خلا میں پرواز کی اور ۸۹ منٹ میں زمین کے گرد ایک چکر لگا کر واپس زمین پر اتر گیا۔

اس نے جس جہاز میں سفر کیا اس کا نام ووستوک تھا۔

ووستوک کو خلا میں پہنچانے والے راکٹ کی انتہائی رفتار ۱۸۰۰۰ میل فی گھنٹہ تھی۔

گیگارین نے راکٹ کی مدد سے زمین سے ۲۰۰ میل بلندی تک پرواز کی اور اس کے بعد زمین کے گرد چکر لگانے کے لئے مدار میں داخل ہو گیا۔

اس پہلے خلائی سفر میں میجر گیگارین نے ۲۶ ہزار میل کا فاصلہ طے کیا اور پرواز کے دوران میں ریڈیائی آلات کی مدد سے اس نے زمین سے رابطہ قائم کیا۔

## گیلی گیلین (GALLEY-GALLEAN)

پرانے اسپینی جہاز جو بادبانوں اور چپوؤں سے چلتے تھے۔ اگر تین عرشے والا جہاز ہو تو اس کو گیلین کہتے تھے اور چھوٹے کو گیلی۔

گیلین میں امریکہ سے قیمتی سامان لایا جاتا تھا۔ اور یہ جہاز مسلح ہوتے تھے۔ گیلی بھی باربرداری کا جہاز تھا۔ اس کو غلام چپوؤں سے چلاتے تھے۔

یہ غلام دراصل جنگی قیدی ہوتے تھے اور ہر وقت زنجیروں سے جکڑے رہتے تھے۔ اٹھارھویں صدی تک ان کا رواج رہا اور دخانی جہازوں کی ایجاد کے بعد یہ غائب ہو گئے۔ لیکن نام باقی ہے۔ چنانچہ اب ہر شاندار جہاز کو گیلین کہتے ہیں۔

## گیلی پولی (GALLI POLI)

یورپی ترکی کا ایک شہر اور بندرگاہ جو بحیرہ مارمورا کے مغربی ساحل پر واقع ہے اور ایڈریانوپل سے ۹۰ میل جنوب میں ہے۔

۱۳۵۴ء میں ترکوں نے اس کو فتح کیا۔ ۱۹۱۵ء، ۱۹۱۶ء میں یہاں گیلی پولی کا مشہور معرکہ ہوا۔ جس میں ترکوں کو فتح حاصل ہوئی۔

## گیند بلا (دیکھو کرکٹ)

## گینڈا (RHINOCEROS)

ہاتھی جیسا ایک جسیم جانور جو دنیا میں ہاتھی کے سوا سب جانوروں سے بڑا ہوتا ہے۔

اس کی کھال بھی ہاتھی کی طرح سخت اور موٹی ہوتی ہے۔ قد زیادہ سے

زیادہ ½ ۶ فٹ، سامنے کی طرف ایک نوکدار سینگ اور شکل بہت بھدی ہوتی ہے۔

افریقہ شمالی ہند اور ہندوستان کے مشرقی جزیروں کے جنگلات میں پایا جاتا ہے یہ جانور جنگلوں میں گروہوں کی صورت میں نہیں بلکہ الگ الگ پھرتے ہیں۔ آدمی کو بلا وجہ نقصان نہیں پہنچاتے بلکہ اگر انہیں چھیڑا جائے تو خطرناک ثابت ہوتے ہیں۔

گینڈے کی ٹانگیں چھوٹی اور بھاری، نچھے سے بہت چوڑی اور نوکدار ہوتی ہیں۔ آنکھیں اور دم بہت چھوٹی ہوتی ہیں۔

بعض گینڈوں کے نوکدار سینگ کے پیچھے ایک دوسرا چھوٹا نوکدار سینگ ہوتا ہے۔

یہ جانور عام طور پر دن کو آرام کرتا ہے اور رات کو جنگلوں میں پھرتا رہتا ہے۔

# ل

**لاادریا۔** (Agnostic) وہ جس کو خدا کے عدم اور وجود دونوں پر شک و شبہ ہو۔ اور جس کا عقیدہ یہ ہو کہ خدا اور دوسری غیر مادی اشیاء کی ہستی کے متعلق ہمیں نہ تو کچھ علم ہے۔ اور نہ غالباً کبھی ہو گا۔

**لاٹ پادری** - (Archbishop) انگلستان کی کلیسا کا سب سے بڑا پادری یا اسقف اعظم۔ اس قسم کی دو آسامیاں ہیں۔ ایک آرچ بشپ جو کینٹربری میں رہتا ہے۔ اور کل انگلستان کا لاٹ پادری ہے۔ دوسرا یارک کے مقام پر رہتا ہے۔ وہ صرف انگلستان کا لاٹ پادری ہے دونوں میں صرف لفظ کل کا فرق ہے۔ باقی تمام پادری ان دونوں کے ماتحت ہیں۔ شاہ انگلستان کی تاج پوشی پر ہر دو موجود ہوتے ہیں۔ انگلستان کا سب سے پہلا آرچ بشپ آگسٹین تھا۔ جس نے روم سے آکر انگلستان میں مسیحی مذہب کا پرچار کیا۔ موجودہ آرچ بشپ اسی کا سلسلہ وار جانشین ہے گو کلیسا رومن کیتھولک سے پروٹسٹنٹ میں تبدیل ہو چکا ہے۔

**لارڈ۔** (Lord) انگلستان میں ایک لقب جو صرف خطاب یافتہ شرفا کے لیے مخصوص ہوتا ہے۔ اس قسم کے خطاب یافتہ لوگ ملک کا ایک طبقہ سمجھے جاتے ہیں۔ یہ خطاب یا تو نسل بہ نسل چلے آتے ہیں۔ یا کسی وقت حاصل ہو سکتے ہیں۔ انگلستان کا ادنےٰ سے ادنےٰ باشندہ کوئی کارنمایاں دکھلا کر ان میں سے کوئی خطاب حاصل کر سکتا ہے۔ اور جب وہ خطاب حاصل کر لے تو پھر وہ لارڈ کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ خطابات حسب ذیل ہیں: ڈیوک (Duke) مارکوئیس (Marquis) ارل (Earl) وائیکونٹ (Viscount) بیرن (Baron) اس کے علاوہ ڈیوک مارکوئیس یا ارل کے سب سے بڑے لڑکے بھی لارڈ کہلاتے ہیں۔ ڈیوک اور مارکوئیس کے چھوٹے لڑکے بھی لارڈ کے لقب سے مخاطب کئے جا سکتے ہیں۔ ان خطابات کے علاوہ بشپ طبقے کے پادری اور تمام ملک کے اعلےٰ درجہ کے جج بھی لارڈ ہی سے خطاب کیے جاتے ہیں۔ ان تمام لوگوں کی بیویاں جو لارڈ کہلانے کا استحقاق رکھتے ہیں لیڈی کہلاتی ہیں۔

متحدہ ہندوستان میں جب ملک انگریزی حکومت کے تحت تھا تو یہاں بادشاہ کا جو نمائندہ حکومت کیا کرتا تھا۔ وہ بھی اسی اعلےٰ طبقہ کا خطاب یافتہ شخص ہوتا تھا خواہ خطاب اس نے خود حاصل کیا ہو۔ یا اس کو ورثہ میں ملا ہو۔ چنانچہ لارڈ ارون جو ہندوستان کا وائسرائے مقرر ہو کر آیا تھا۔ اس کو یہ خطاب وائسرائے بننے پر رسمی طور پر دیا گیا تھا اور جب اس کا باپ لارڈ ہیلی فیکس فوت ہو گیا تو اس نے اپنا آبائی خطاب لارڈ ہیلی فیکس اختیار کر لیا ان خطابات میں سے نچلے خطاب کا مالک بھی اعلےٰ قسم کا خطاب حاصل کر سکتا ہے۔ یہ تمام لوگ دارالامرا (House of Lords) کے ممبر ہوتے ہیں۔

بسا اوقات تعجب یا حیرت کے موقع پر خدا کو بھی لارڈ کہہ کر پکارتے ہیں۔

**لارنس۔** (T. E. Lawrence) کرنل لارنس (۱۸۸۸ — ۱۹۳۵) جس نے ترکوں کے خلاف عرب میں بغاوت کرائی اس نے ایک کتاب بعنوان "دانش کے سات ستون" (Seven Pillars of Wisdom) قلم بند کی ہے۔ جس میں اس نے بغاوت عرب کی داستان بیان کی۔

امیر فیصل کے دوست کی حیثیت سے اور بیش قیمت عسکری تدابیر کی بدولت لارنس نے بغاوت عرب میں ایک اہم کردار ادا کیا۔ عسکری مورخ

لڈل ہارٹ نے جو عہدِ حاضر کا دوسرا ممتاز برطانی انشا پرداز ہے۔ لارنس کو اس کی عسکری فہم و ادراک کی بنا پر جرنیلوں کی صف میں شمار کیا ہے۔ بلکہ اس کی رائے میں تو لارنس ان معدودے چند ہستیوں میں سے ہے جنہوں نے فنِ حرب میں تحقیقی اضافہ کیا۔ لارنس کی نوشتہ "دانش کے سات ستون" ایک معرکتہ الآرا کتاب ہے۔ مسٹر چرچل نے جو خود بھی بلند پایہ انشا پرداز ہے۔ اس کے بارے میں کہا ہے "جب تک انگریزی زبان بولی اور لکھی جائے گی اس وقت تک شیکسپیر کے ڈرامے اور یہ کتاب زندہ رہے گی"

لارنس کے بارے میں یہ عمومی نظریہ کہ اس نے عربوں پر اپنی اصلیت ظاہر نہیں کی تھی۔ اور وہ ان میں ایک مسلمان عرب کا بھیس بدل کر ترکوں کے خلاف ریشہ دوانیاں پھیلاتا رہا۔ مبنی بر صداقت نہیں۔ لارنس نے صرف اپنا اصل نام صیغۂ راز میں رکھا۔ عرب اسے "لیورنز" کہتے تھے اور گرچہ اس نے عربی لباس زیبِ تن کیا۔ مگر ان سب آگاہ تھے۔ کہ وہ عیسائی ہے۔ گو اس کی قومیت سے عام لوگ ناآشنا تھے۔ ان کے خیال میں وہ ملک شام کا عیسائی تھا۔ مگر شاہ فیصل اور دیگر راہنماؤں کو اچھی طرح معلوم تھا۔ کہ لارنس انگریزی فوج کے محکمہ سراغ رسانی سے تعلق رکھتا ہے۔

**لاروا۔ (Larva)** انڈے سے باہر نکلتے وقت کیڑے کی ولیی حالت کا نام ہے ایسی حالت میں وہ کرب کیڑا یا میگاٹ ہوتا ہے یہ نام چھلکے سے باہر نکلنے کے وقت سے قبل از وقت زائیدہ کیڑے کو دیا جاتا ہے خواہ انڈے کے اندر وہ کسی مرحلہ پر ہی کیوں نہ ہو۔ بعض انواع میں لاروا مکمل کیڑے سے مشابہ ہوتا ہے۔ سوائے اس کے کہ اس کے پر نہیں ہوتے لفظ لاروا کا اطلاق کمتر درجے کے جانوروں کی خام شکلوں پر بھی ہوتا ہے مثلاً مینڈک وغیرہ کی قسم کے جانور۔

**لاسا۔ (Lhasa)** ملک تبت کا دارالحکومت ایک ہموار میدان میں ١١٨٣٠ فٹ کے ارتفاع پر واقع ہے۔ اور دارجلنگ سے ٤٠٠ میل شمال مشرق کو ہے۔ بدھ مت کے پیروؤں کی زیارت گاہ ہے۔ امتیازی اہمیت کا مذہبی شہر ہے جس میں بہت سے مندر، معبد اور مذہبی رہائش گاہیں ہیں۔ پوٹالہ پہاڑی پر دلائی لامہ کا محل واقع ہے۔ شہر کی عام حالت غلیظ اور گندی ہے۔ مگر بعض مذہبی معابد غضب کے آراستہ پیراستہ ہیں۔ ایشیا سے خصوصاً ہندوستان سے قافلوں کے ذریعہ تجارت ہوتی ہے۔ صدیوں تک اس میں یورپی لوگوں کا داخلہ ممنوع رہا لاسہ میں سرکاری طور پر پہلے پہل ١٩٠٤ء میں مسلح برطانوی مشن داخل ہوا۔ اب اس کے ساتھ مضافات اور ارد گرد کے علاقوں کا تار برقی تعلق بھی ہے۔ آبادی کوئی ساٹھ ہزار کے قریب ہے۔

**لاسلکی۔ (Wireless)** وائرلیس ہر دو قسم کی مشینیں ہوتی ہیں۔ ایک لاسلکی گانے تقریریں وغیرہ نشر کرنے کے لیے جسے وائرلیس کہتے ہیں۔ اور دوسری لاسلکی گانے اور تقریریں وغیرہ وصول کرنے کے لیے جو ریڈیو کہلاتا ہے۔ وائرلیس سٹیشن لاسلکی امواج پیدا کرتا ہے۔ آواز کی لہروں کو اسی زیر و بم کی برقی لہروں میں تبدیل کر کے نشر کر دیا جاتا ہے۔ چونکہ برق کی رفتار ایک لاکھ اسی ہزار میل فی سیکنڈ ہے۔ لہٰذا ظاہر ہے کہ یہ لہریں آنِ واحد سے بھی پہلے ساری دنیا میں نشر ہو جاتی ہیں۔ جب یہ لہریں دنیا کے کسی حصہ میں ریڈیو کے ایریل (Aerial) سے ٹکراتی ہیں۔ تو ان کے ذریعے سے ریڈیو کے اندرونی پرزوں کے برقیوں میں ٹکرانے والی موج کی سی تعداد ارتعاش پیدا کی جا سکتی ہے۔ اس ارتعاش کو ریڈیو کے والو (Valves) زیادہ نمایاں کر دیتے ہیں پھر انہیں آواز کی لہروں میں تبدیل کر کے نشر کیا ہوا نغمہ یا تقریر سنی جا سکتی ہے۔ چونکہ دنیا میں بے شمار وائرلیس سٹیشن ہر وقت گانے وغیرہ نشر کرتے ہیں۔ اس لیے ہر ریڈیو کے ایریل پر طول موج کی لہریں ہمہ وقت اثر انداز ہوتی رہتی ہیں۔ ہر وائرلیس ایک خاص طول موج کی لہریں نشر کرتا ہے۔ چنانچہ ریڈیو کے کنڈنسر (Condenser) کو کسی ایک سٹیشن کی امواج سے ہم آہنگ کر کے صرف اسی کا نشریہ سنا جا سکتا ہے۔
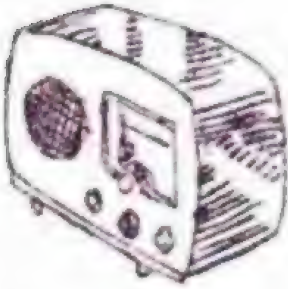
**لاطینی۔ (Latin)** لاطینی زبان دراصل قدیم

رومنوں کی زبان ہے۔ یہ آریوں کے ایک گروہ کی ایک شاخ ہے اور کلٹک (Celtic) کے ساتھ میلان کی مظہر ہے۔ جب رومنوں نے اپنے تمام ہمسایہ قبائل کو مسخر اور فتح کر لیا تو لاطینی زبان آہستہ آہستہ اٹلی پر مسلط ہو گئی۔ اور پھر بتدریج ساری مسیحی دنیا میں پھیل گئی۔ تیسری صدی قبل مسیح میں لاطینی محض ایک معمولی زبان تھی۔ مگر سلطنت روما بننے کے زمانہ تک وہ ایک ایسے کمال کو پہنچ گئی۔ جس نے اسے مورخین اور مفکرین کے لئے ایک قابل تعریف زبان بنا دیا۔ لیکن لاطینی زبان جذباتی نظموں کا کبھی ذریعہ نہ بنی اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے۔ جو دوسری اطالوی لسانی شاخوں کو برقرار رکھے ہوئے ہے۔ مزید برآں لاطینی بلند پایہ تخیل و تصور کے اظہار کا ذریعہ بھی نہیں بن سکی اور اسی وجہ سے قدیم رومن فلاسفر اور دوسرے ادبا یونانی زبان اور کلچر کو بنظر استحسان دیکھتے چلے آئے ہیں۔ تاہم لاطینی یورپ کی سیاسی زبان بن گئی۔ اور اسی سے دوسری زبانیں مثلاً فرانسیسی۔ ہسپانوی۔ اطالوی۔ پرتگیزی اور رومانوی زبانیں بنیں۔

## لاک جان (John Locke) جان لاک

(۱۶۳۲ - ۱۷۰۴) ایک انگریز فلسفی جس کے خیالات نے سیاسی فلسفہ پر کافی اثر ڈالا ہے۔ جان لاک کے نظریات کو بالعموم ہابس (Hobbes) کے نظریات کی ضد خیال کیا جاتا ہے۔

## لاک

لاک (Lock)۔ کسی کشتی یا جہاز کو سطح آب سے اوپر یا اوپر سے نیچے لے جانے کا انتظام۔ لاک انگریزی میں تالے کو کہتے ہیں۔ چونکہ اس قسم کے انتظام میں پانی کو بند کر کے کام میں لایا جاتا ہے۔ اس لئے یہ نام تجویز ہوا۔ لاک نہروں، آبشاروں اور کمندری بناؤں پر بنائے جاتے ہیں تاکہ پلوں اور دیگر رکاوٹوں پر جہاز ایک سطح سے دوسری سطح پر جا سکے۔

فرض کیا کہ ہمارا جہاز س پر کھڑا ہے جو سطح سمندر کے برابر ہے۔ اور ہم اس کو اوپر لے جانا چاہتے ہیں۔ تو ہم پہلے اس جہاز یا کشتی کو احاطہ س میں لا کر پھاٹک بند کر دیں گے اور پھر گٹ ف کو کھول کر پانی نیچے آنے دیں گے جتی کہ پانی کی سطح س سے اٹھ کر ع ا کے برابر ہو جائے گی اور جہاز س بھی ع ا کے اوپر تیر آئے گا۔ اب اس جہاز کو احاطہ و میں داخل کر کے پھاٹک گٹ کھول کر پانی نیچے آنے دیا جائے گا حتٰی کہ سطح و کے برابر ہو جائے بس ہمارا جہاز جو ق پر تھا و پر آ جائے گا۔

اب اسی جہاز کو واپس احاطہ ا پر لائیے اور ف کھول کر پانی خارج کر دیجئے۔ جہاز پھر سطح ا پر آ جائے گا۔ اور اسی طرح سطح س پر آ کر سمندر میں چلا جائے گا۔ جب جہاز د پر ہو تو احاطہ س میں داخل کر کے دوسری جانب بھی لے جایا جا سکتا ہے۔ اور عموماً ہوتا بھی یہی ہے۔ اس طرح ایک طرف کے جہاز دوسری طرف لے جائے جا سکتے ہیں اور اس سفر میں سطح سمندر سے بہت بلندی پر چلے جاتے ہیں۔

نہر پانامہ میں اسی قسم کے لاک بنے ہوئے ہیں۔ نہر جمن عزبی (بھارت) میں پہلے کشتی کے ذریعے آمدورفت ہوا کرتی تھی۔ اب تک اس قسم کے لاک موجود ہیں۔ جہاں ابشاروں پر اوپر کی سطح سے نچلی سطح پر کشتی لانے کا انتظام ہے۔ کشمیر میں وُلر کے دہانہ اور جہلم کے ابشاروں پر بھی اس قسم کے لاک بنے ہوئے ہیں لیکن ان میں سے صرف کشتیاں اور ہاؤس بوٹ ہی گزر سکتے ہیں۔

ایک مشہور ماہر فن لیونارڈو نے ۱۴۹۷ء میں چھ ایسے لاک مکمل کئے جن سے میلان کی نہریں آپس میں ملا دی گئیں۔ نہر ملکو یڈاک جو خلیج بسکے اور بحیرہ متوسط کو ملاتی ہے ۱۴۸ میل لمبی ہے۔ اور اس میں ۱۱۹ لاک ہیں یہ نہر یورپ کی کشتی رانی کی مروجہ نہروں کا نمونہ ہے۔

## لال بخار (Scarlet Fever)

متعدی قسم کا بخار ہے جس میں تمام جسم پر باریک باریک دانے نکلتے ہیں بظاہر خسرہ کا شک ہوتا ہے لیکن اس کے دانے چہرے پر نہیں نکلتے۔ حلق میں زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ حلق اور ناک سے خارج شدہ رطوبت میں اس کے جراثیم ہوتے ہیں۔

## لاما

لاما۔ تبت کے مذہبی پیشواؤں کا خطاب۔ یہ لاما مذہبی خانقاہوں میں رہتے ہیں۔ اور ان کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے۔ سب سے بڑے لاما کو دلائی لامہ کہتے ہیں۔ اور اس سے چھوٹے کو پنچن لاما۔

(دیکھو دلائی لاما اور پنچن لاما)

**لان (سبزہ زار)** ۔ (Lawn) (۱) باغ باغیچوں سبزہ زاروں کھیتوں وغیرہ میں گھاس یا سبزہ وغیرہ کا قطعہ جسے کٹا چھٹا اور ہموار رکھا جائے ۔ ایسے لان کے لئے کٹائی کی مشین مخصوص ہوتی ہے جو مسلسل کام میں لگی رہتی ہے ۔

(۲) لان (Lawn) نیز عمدہ سفید روئی یا لنن کا کپڑا ۔ سادہ یا پھولدار سفید آستین جو کسی انگریز بشپ کے لباس کا امتیازی حصہ ہوتے ہیں ۔ اسی لان کے بنے ہوتے ہیں اور اسی نسبت سے یہ لفظ بشپ کے وقار یا پوزیشن کو ظاہر کرتا ہے ۔

**لانڈری** ۔ (Laundry) ایک کارخانہ جہاں کپڑا اور پارچات صاف کئے جاتے ہیں ۔ بڑی بڑی اور جدید طرز کی لانڈریوں میں مختلف قسم کے کپڑے اور پارچات وغیرہ کے لئے مختلف طریقے استعمال کئے جاتے ہیں ، صاف کرنے سے بیشتر تمام پارچات کی جماعت بندی کی جاتی ہے ۔ مخصوص دھنے کا طریقہ کپڑے کے میل کچیل کی نوعیت پر موقوف ہوتا ہے کہ آیا وہ مواد پانی میں حل ہو سکتا ہے ۔ یا اس میں چکنائی وغیرہ پائی جاتی ہے یا کوئی داغ یا دھبہ ہے ۔ پانی کے علاوہ جو چیزیں صفائی کے لئے استعمال کی جاتی ہیں تو وہ صابن ، سجی یا ان کے مرکب ہوتے ہیں ۔ کپڑے کی مکمل جھاگ نچوڑنا عمدہ رنگ پیدا کرنے کے لئے ضروری چیز ہے ۔ صفائی کی مشین بھی استعمال ہوتی ہے لیکن ایسی مشینیں یورپ اور امریکہ میں ہیں ہمارے ہاں ڈرائی کلیننگ کے لئے بڑی بڑی لانڈریوں میں مشینیں نصب ہیں ۔

کراچی ، ڈھاکہ ، لاہور ، راولپنڈی اور دوسرے بڑے بڑے شہروں میں مشینوں کے ذریعہ گرم کپڑے اور پارچات صاف کئے جاتے ہیں ۔

**لاوا** ۔ (Lava) لاوا ان تمام چٹانوں کے لئے ایک عام لفظ ہے ۔ جو آتش فشاں پہاڑوں کی پگھلتی ہوئی اور بہتی ہوئی روشوں کی شکل اختیار کر لیتی ہیں ۔ لاوے کی مختلف قسمیں ہیں لاوا کی روش کی سطح بہت جلد سرد اور سخت اور شفاف ہو جاتی ہے ۔ بحالیکہ اس سطح کے نیچے کا حصہ حرارت کو عرصہ تک اپنے اندر لئے رہتا ہے ۔ اور چٹان جب سرد ہو جائے ۔ تو وہ کالم یا کرسٹل کی صورت اختیار کر لیتی ہے ۔



**لاہور** ۔ مغربی پاکستان کا دارالحکومت اور پاکستان کا دوسرا بڑا شہر ۔ اس شہر کی باقاعدہ تاریخ ۱۰۲۱ء سے شروع ہوتی ہے ۔ مگر قیاس یہ ہے کہ اس سے قبل بھی یہ خاصہ آباد تھا ۔ بعض محققین کی رائے ہے کہ لاہور کو رام چندر جی کے ایک لڑکے "لا" یا "لو" نے آباد کیا تھا ۔ اگر اس تحقیق کو درست مانا جائے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ یہ شہر قدیم زمانے میں بھی موجود تھا ۔ اسلامی عہد کی تصنیفات میں ملرودزی کی "حدود العالم" میں اس شہر کا تذکرہ ملتا ہے ۔ یہ کتاب ۳۷۲ھ میں لکھی گئی تھی ۔ اور اس وقت یہ شہر امیر ملتان کے زیر تسلط تھا ۔ ۴۱۲ھ میں سلطان محمود غزنوی کے شمالی ہند کے بعض علاقوں کو فتح کیا جس میں لاہور بھی شامل تھا ۔ اس نے اپنے منظور نظر غلام ایاز کو یہاں کا صوبیدار مقرر کیا جو بہت لائق حکمران تھا ۔ نیز سلطان نے یہاں ایک مسجد بھی بنوائی تھی ۔ جو غالباً شہر کی اولین مسجد تھی ۔ اس زمانے میں یہاں حضرت سید اسمٰعیل غزنوی نامی ایک بزرگ درس حدیث دیا کرتے تھے ۔ انہوں نے ۴۴۸ھ میں وفات پائی ہال روڈ پر ان کا مزار ہے ۔ حضرت علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش نے بھی ۴۶۵ھ میں یہیں انتقال کیا اور یہیں دفن ہوئے ۔

۱۱۸۶ء سے ۱۲۹۰ء تک لاہور سلاطین غوری کے زیر تسلط رہا ۔ ان میں سلطان قطب الدین ایبک کا نام قابل ذکر ہے ۔ اس بادشاہ کا انتقال اسی شہر میں ہوا ایبک روڈ پر اس کا مزار ہے ۔ غوریوں کے بعد خلجی اور تغلق بادشاہوں نے کوئی ڈھائی سو سال تک اس شہر پر حکومت کی یہ زمانہ بہت پر آشوب تھا ۔ وسطی ایشیا کے تاتاریوں نے کئی بار شہر کو لوٹا کھسوٹا ۔ ۸۲۸ھ میں سلطان سید مبارک شاہ نے اسے از سر نو تعمیر کرایا ۔ اور اس کا نام مبارک آباد رکھا ۔ اس دور کی ایک عمارت عیدگاہ خواجہ سعید ابھی تک زمانے کی دستبرد سے محفوظ ہے خلجی اور تغلق حکمرانوں کے بعد یہ شہر لودھیوں کے زیر نگیں آیا ۔ جن کے عہد میں اس نے بہت ترقی کی

سلطنت مغلیہ کے بانی شہنشاہ بابر نے شمالی ہند کو فتح کیا تو لاہور کے علاقہ کا صوبیدار مرزا کامران کو مقرر کیا ۔ باغ کامران اسی کے عہد میں تعمیر ہوا ۔ جس کے پیچھے پیچھے

آثار کامران کی بارہ دری کی صورت میں راوی کے کنارے ابھی تک موجود ہیں۔ ہمایوں کے عہد میں لاہور سازشوں اور شورشوں کی آماجگاہ رہا۔ اکبر نے بدامنی اور افراتفری کا قلع قمع کیا۔ اور شہر کو تقریباً نئے سرے سے تعمیر کرایا۔ شہر میں قدیم زمانے سے ایک کچا قلعہ موجود تھا۔ اکبر نے اسی جگہ ایک پختہ قلعہ بنوایا۔ اور شہر کے گرد پختہ چار دیواری بھی بنوائی۔ شاہجہان کے دور کی یادگار مقبرہ جہانگیر اور شالامار باغ ہیں۔ شاہی مسجد (جامع عالمگیری) کی تعمیر ۱۶۷۳ء میں اورنگ زیب عالمگیر کے ایماء سے عمل میں آئی۔ موضع محمود بوٹی کے قریب مشہور بند بھی جو راوی کا پانی روکنے کے لئے بنایا گیا تھا اس دور کی یادگار ہے سکھوں کے زمانۂ حکومت میں لاہور پر بہت مصائب آئے لیکن انگریزی عہد میں اس شہر نے حیرت انگیز ترقی کی اور اب اس شہر کو پاکستان میں وہی حیثیت حاصل ہے جو جسم میں دل کو۔

## لائبریری۔

(دیکھو کتب خانے)

## لائبیریا۔ (Liberia)

مغربی افریقہ میں ایک آزاد حبشی جمہوریہ۔ اس کا رقبہ ۴۳ ہزار مربع میل ہے اور آبادی ۱۵۰۰۰۰۰ نفوس پر مشتمل ہے۔ دارالحکومت مانرویا (Monrovia) ہے ۱۸۲۲ء میں امریکہ کے بعض رفاہی اور مخیر اداروں نے غلام حبشیوں کو آزاد کرا کے مغربی افریقہ بھیجنا شروع کیا۔ جہاں انہوں نے بستیاں قائم کرنا شروع کر دیں۔ ۱۸۴۷ء میں یہ بستیاں متحد ہو کر لائبیریا کی جمہوریہ کی صورت میں تشکیل ہو گئیں۔ برطانیہ اور فرانس کی حکومتوں نے اسے جلد تسلیم کر لیا۔ مگر امریکہ نے اس جمہوریہ کو اس کے قیام کے پندرہ برس بعد تسلیم کیا۔ ۱۹۳۰ء میں انجمن اقوام نے یہاں ایک تحقیقاتی کمیشن بھیجا۔ جس نے بعض بڑے دلچسپ انکشافات کئے۔ جن سے منجملہ اور باتوں کے یہ بھی معلوم ہوا کہ لائبیریا میں امریکہ نژاد حبشی صرف ۱۲۰۰۰ کے قریب ہیں۔ جو دوسروں پر ظالمانہ حکومت کر رہے ہیں۔ اور یہ کہ یہاں بردہ فروشی بھی رائج ہے۔ سرکاری زبان یہاں کی انگریزی ہے۔

## لائڈ جارج۔ (Lloyd George, David)

مسٹر ڈیوڈ لائڈ جارج (۱۸۶۳ - ۱۹۴۵) ویلز (Wales) کے رہنے والے تھے۔ کچھ عرصہ وکالت کرنے کے بعد پہلی بار ۱۸۹۰ میں برطانی دارالعوام کے رکن بنے جنوبی افریقہ کی جنگ کے دوران میں آپ نے حکومت برطانیہ کے سامنے بوئر (Boers) کی حمایت کی جس کی بنا پر کچھ عرصہ کے لئے کئی لوگ آپ کے دشمن ہو گئے اور ایک دفعہ برمنگھم کے ایک جلسہ سے آپ کو پولیس کانسٹیبل کا بھیس بدل کر بھاگنا پڑا۔ کیوں کہ مجمع کے لوگ آپ کو مار ڈالنے کے درپے ہو گئے تھے۔ ۱۹۰۹ء میں انہوں نے اپنا غریب نواز بجٹ پیش کیا۔ جس کی بدولت ان کو غیر فانی شہرت حاصل ہوئی ۱۹۱۵ء میں وہ وزیر اسلحہ نامزد ہوئے۔ اس کے اٹھارہ ماہ بعد اسکوئتھ (Asquith) کے مستعفی ہونے پر آپ وزارت اعظم کے عہدہ پر فائز ہوئے پہلی جنگ عظیم کے دوران میں آپ اسی عہدہ پر متمکن رہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس جنگ میں برطانیہ کی کامیابی کا انحصار بہت کچھ آپ کی ذات پر تھا۔ آپ بڑے حاضر دماغ اور بذلہ سنج تھے۔

## لائڈ سیلون۔ (Selwyn Lloyd)

مسٹر سیلون لائڈ برطانوی قدامت پسند پارٹی کے رہنما۔ ۱۹۰۴ء میں پیدا ہوئے۔ پیشہ کے لحاظ سے بیرسٹر ہیں۔ ۱۹۴۵ء میں پارلیمنٹ کے ممبر بنے اور ۱۹۵۱ء میں وزیر خارجہ کے عہدے پر فائز ہوئے۔ ۱۹۵۱ء کے بعد کے ہر دو عام انتخابات میں بھی قدامت پسند پارٹی کی فتح ہوئی اور مسٹر لائڈ اپنے عہدے پر برقرار رہے۔

## لائسنس۔ (Licence)

اجارہ یا مشروط اجازت مخصوص اور محدود اشیاء کی فروخت کا مشروط اجازت نامہ خاص کر ان اشیاء کے بیچنے کا اجازہ جن پر ٹیکس عائد ہوتا ہے۔ اس قسم کے لائسنس موٹر کار رکھنے، کتے کو

پانے اور شکار کرانے، پھیری سے سودا بیچنے شراب سپرٹ تمباکو اور پیٹنٹ دوائیاں بیچنے کے لئے حاصل کرنے پڑتے ہیں - لائسنس کی شرائط میں سے ایک یہ بھی ہوتی ہے کہ ادارہ لائسنس یافتہ ان تمام شرائط کو پورا کرے جو اس پر وقتاً فوقتاً عائد کی جائیں - زمانہ کا حال اس قدر سرعت سے تغیر پذیر ہوتا رہتا ہے کہ بعض دفعہ کھانے پینے کی عام اشیاء کی فروخت کے لئے بھی لائسنس دینے پڑتے ہیں اور بلا لائسنس کوئی گیہوں، آٹا، اور کھانڈ تک نہیں بیچ سکتا - اسلحہ بنانے اور مرمت کرنے، آتش بازی اور بارود کا کام کرنے اور بندوق رکھنے کے لائسنس پر بہت زیادہ پابندی رکھی جاتی ہے تاکہ کوئی شخص بلا ضرورت اسلحہ حاصل کر کے امن عامہ میں خلل انداز نہ ہو سکے -

**لائف بوٹ** - (دیکھو بچاؤ کی کشتی)

**لاؤتسی** - (LAO-TSE) چینی مفکر جس نے تاؤمت کا سنگ بنیاد رکھا - چین کے صوبہ ہونان میں ۶۰۴ ق - م میں پیدا ہوا - کنفیوشس اس کا ہم عصر تھا - ان دونوں مفکروں کے پیرو بالعموم چین کے خواندہ طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں -

**لاؤڈ سپیکر** - (LOUD SPEAKER.) ریڈیو (ریسیونگ سٹ) کا وہ حصہ جہاں برقی رو آواز کی موجوں میں تبدیل ہوتی ہے شروع شروع میں لاؤڈ سپیکر ایسا ہی تھا جیسا ٹیلیفون کا کان پر لگانے والا حصہ ہوتا ہے - اس میں برقی رو کو تیز کرنے والے آلے (AMPLIFYING COME.) کے سامنے پردہ (DIAPHRAGM.) لگا ہوتا تھا اس زمانے کے لاؤڈ سپیکر میں ایک طاقتور برقی مقناطیس ہوتی ہے - اس کے علاوہ ایک بیلن پر تاروں کا لچھا لپٹا ہوتا ہے - جسے موونگ سپیچ کوائل (MOVING SPEECH COIL.) کہتے ہیں اس کوئل یا لچھے سے ملحق پردہ ہوتا ہے جو نیف کی شکل میں سخت کاغذ کا بنا ہوتا ہے -



مقناطیس کا ایک قطب بڑھ کر دائرہ سا بناتا ہے جس کے خلا میں یہ لچھا لگا ہوتا ہے - مقناطیس کا دوسرا قطب درمیان کی ڈنڈی کی صورت میں تاروں سے لپٹا ہوتا ہے اور اس کا تعلق بھی سپیچ کوائل سے ہوتا ہے - ادلتی بدلتی برقی رو کے زیر اثر برقی مقناطیس سپیچ کوائل کو بھی مقناطیسی قوت دے دیتی ہے اور یہ کوائل بھی ادلتی بدلتی برقی رو کی مناسبت سے اپنی جگہ میں آگے پیچھے کبھی زیادہ کبھی کم حرکت کرتا رہتا ہے - یہی حرکت پردے میں ارتعاش پیدا کر کے اس برقی قوت کو آواز کی موجوں میں تبدیل کر دیتی ہے -

**لاؤس** (LAOS) اصل میں ہند چینی کے شمالی علاقے کا نام ہے - خالص پہاڑی علاقہ ہے رقبہ ۹۱ ہزار پانچ سو مربع میل ہے اور آبادی ۲۰ لاکھ کے قریب ہے - باشندے بدھ مت کے پیرو ہیں - انتظامی دارالحکومت وینتیان اور شاہی صدر مقام لوانگ پرابانگ ہے - زرعی ملک ہے - اور چاول یہاں کی خاص پیداوار ہے - جدید صنعتیں نہیں پائی جاتیں - معدنیات میں لے دے کے ایک ٹین پایا جاتا ہے - البتہ شمالی جنگلوں سے بڑی قیمتی لکڑی ملتی ہے -

لاؤس کی باقاعدہ تاریخ چودھویں صدی سے شروع ہوتی ہے - اس زمانے میں ایک متحدہ لاؤس سلطنت وجود میں آئی تھی - سترھویں صدی میں اس کے دو ٹکڑے ہو گئے - ایک حصہ وینتیان تھا - اور دوسرا لوانگ پرابنگ - ۱۸۲۷ء میں وینتیانگ کو سیام نے اپنی ریاست میں شامل کر لیا - اور ۱۸۹۳ء میں یہ دونوں سلطنتیں فرانس کے قبضہ میں آ گئیں -

لاؤس سلطنت کے جو دو حصے ہوئے تھے وہ ۱۹۴۶ء تک قائم رہے - ۱۹۴۷ء میں لاؤس سلطنت پھر متحدہ ہو گئی - اور لوانگ نسل والوں کی بادشاہت قائم ہوئی -

لاؤس ۱۹۵۴ء میں فرانسیسی اقتدار سے آزاد ہو گیا یہاں آئینی بادشاہت ہے -

**لبرل ازم** (دیکھو آزاد خیالی)

**لبرل پارٹی** (دیکھو آزاد خیال جماعت)

**لبلبہ** (PANCREASE) پیلے رنگ کا ایک عضو جو معدہ کے پیچھے ہوتا ہے۔ یہ دو قسم کے عرق تیار کرتا ہے ایک عرق غذا کے ہاضمہ میں اور دوسرا جسم میں شکر جذب کرنے میں مدد دیتا ہے۔

**لبنان** (LEBANON.) ایک عرب جمہوریہ جو اسرائیل کے شمال میں اور شام کے مغرب میں بحیرہ روم کے کنارے واقع ہے رقبہ ۳۹۰۰ مربع میل ہے اور آبادی بیس لاکھ مسلمان اور عیسائی آبادی تقریب قریب مساوی ہے۔ لبنان ۱۹۲۰ء تک شام کا حصہ تھا۔ مگر اس کی عیسائی آبادی کے اصرار پر اسے علیحدہ کر دیا گیا۔ اور اس کے دستور کے مطابق جو ۲۳ جولائی ۱۹۲۶ء کو نافذ العمل ہوا اور آخری بار ۲۱ جنوری ۱۹۴۷ء کو ترمیم کیا گیا یہ قرار پایا کہ صدارت اور وزارت عظمیٰ کے دونوں عہدوں پر بیک وقت عیسائی یا مسلمان متمکن نہ ہوں۔ بلکہ یہ مناصب ہر دو مذاہب کے نام لیواؤں کے پاس ہوں۔ صدر مقام حکومت بیروت ہے جو مشرقی بحیرہ روم میں ایک نہایت اہم بندرگاہ ہے۔ ۱۹۴۱ء تک لبنان فرانس کے زیر تولیت تھا۔ یہاں سے فرانسیسی افواج کا آخری اخراج ۳۱ اگست ۱۹۴۶ء کو ہوا۔ باشندے عربی بولتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو عرب کہتے ہیں۔

**لتھوگرافی** (LITHOGRAPHY.) پتھر کے ذریعہ طباعت کا ایک طریقہ۔ ایک خاص تحریر کے کاغذ پر ایک خاص قسم کی سیاہی سے لکھا جاتا ہے اور اس کاغذ کو پتھر پر جما دیا جاتا ہے۔ لتھوگرافی کی ایجاد کا سہرا الاوس سینی فیلڈر کے سر ہے۔ جس نے ۱۷۹۶ء میں اسے معلوم کیا۔ پتھر کا پتھر خاص قسم کا ہوتا ہے۔ جسے "لتھوگرافک سٹون" کہتے ہیں اور جو یورپ، مسوری، کینیڈا اور کئی دوسرے مقامات سے نکلتا ہے۔ اس پتھر کی نیلی اور سیاہ قسمیں اس غرض کے لئے سخت ترین اور بہترین ہوتی ہیں۔ نمونہ ساز اس پتھر کی سطح پر اپنا نمونہ آبی سیاہی یا موم کی قلم کے ساتھ بناتا ہے یا کاغذ پر سیاہی آمیز نمونہ بنا کر اسے منتقل کرتا ہے۔

**لتھوینیا** (LITHUANIA.) روس کی ایک جمہوریہ جو بحیرہ بالٹک کے جنوبی ساحل پر واقع ہے۔ اس کی تشکیل پہلی جنگ عالمگیر کے بعد سابقہ روسی علاقے سے ہوئی۔ صدر مقام حکومت ولنس (VILNIUS) ہے۔ رقبہ ۲۵ ہزار مربع میل اور آبادی تیس لاکھ کے قریب ہے۔

**لٹن لارڈ** (LYTTON LORD)
انگریز سیاستدان اور ناول نویس ۱۸۰۳ء میں لندن میں پیدا ہوا۔ پچیس سال کی عمر میں پارلیمنٹ میں داخل ہوا۔ اس کا پہلا ناول (PELHAM) ۱۸۲۸ء میں شائع ہوا اور اس کے بعد بہت سے ناول شائع ہوئے۔ جن میں سے ممتاز ترین یوجین آرم، رینزی اور لاسٹ ڈیز آف پومپیائی (EUGENE ARAM) (RIANZI) (THE LAST DAY OF POMPAII) ہیں۔ لارڈ لٹن ۱۸۵۸ء اور ۱۸۵۹ء میں نو آبادیات کا سکریٹری تھا۔ ۱۸۷۳ء میں فوت ہوا۔

**لٹر (پیمانہ)** (LITRE.) میٹرک سسٹم میں ایک مقداری پیمانہ۔ ۴ درجے سنٹی گریڈ پر ایک کلوگرام کی بر ہوتی ہے جیسے خالی فضا میں وزن کیا جاتا ہے۔
ملی لیٹر یا لٹر کا ہزارواں حصہ لٹر یا ایک کیوبک سنٹی میٹر کے برابر ہوتا ہے۔ گویا ایک لٹر میں پورے ۱۰۰۰،۰۲۷ کیوبک سنٹی میٹر ہوتے ہیں۔

**لٹمس** (LITMUS.) ایک روغنی مواد جو بعض کیمیائی اشیا اور مرکبات سے اخذ کیا جاتا ہے۔ لٹمس پیپر جس میں جذب کرنے کے خاص

ہوتے ہیں کیمسٹری میں اس بات کے معلوم کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے کہ آیا کوئی مائع ایسڈ ہے یا الکلین ہے۔ یا نیوٹرل کیونکہ پہلی صورت میں لٹمس پیپر، سرخ رنگ کا ہو جاتا ہے دوسری صورت میں نیلا رنگ اور تیسری حالت میں زرد رنگت اختیار کر لیتا ہے۔

**لٹھا۔** سفید سوتی کپڑا جس پر چھاپ نہ ہو۔ یہ کپڑا خاص ہندوستان بلکہ مشرقی پاکستان کی ایجاد ہے جہاں ڈھاکہ کی ململ اوّل درجے کا کپڑا شمار ہوتی تھی اس کو بڑے بڑے رئیس پہنتے تھے۔ ململ باریک کپڑا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ موٹا کپڑا بھی تیار ہوتا تھا جس کو لٹھا کہتے تھے۔ جب انگریز پہلے پہل یہاں آئے تو انہوں نے کالی کٹ کے مقام پر یہ کپڑا اکٹھا پایا۔ اور اسی کی تجارت شروع کر دی کالی کٹ وہی مقام ہے جس کو انگریزوں نے بگاڑ کر "کلکتہ" بنا دیا۔ اور اسی کالی کٹ کی نسبت سے انہوں نے لٹھے کا نام کالیکو (Calico) رکھا۔ جب انگلستان میں دستکاری کا دور دورہ ہوا تو یہ لٹھا بھی بے شمار قسموں میں بنایا جانے لگا۔ چنانچہ اب بازار میں عمدہ لٹھا انگریزی، امریکی، جاپانی یا روسی ساخت کا ہوتا ہے۔ پاکستانی لٹھا سفید نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کو لوگ خود سفید کراتے ہیں۔

**لچک۔** (Elastic) بہت سی ٹھوس چیزوں کی یہ خاصیت ہوتی ہے کہ اگر انہیں کھینچا یا موڑا جائے تو اُن کی لمبائی میں ایک حد تک اضافہ ہو جاتا ہے اور طاقت (Force) ہٹا دینے سے وہ اپنی اصلی حالت پر آجاتی ہیں۔ لچک اس صفت کا نام ہے۔ ربڑ اور فولاد جس سے سپرنگ بنتے ہیں۔ اپنے اندر مندرجہ بالا خصوصیت رکھتے ہیں۔

**لحن داؤدی۔** لحن داؤدی کی مشہور ترکیب بمعنی داؤد کے گلے والا یا داؤدی سُر والا۔ حضرت داؤد بڑے خوش الحان تھے اور آسمانی صحیفہ زبور کی تلاوت بڑی لَے سے اور خوش گلوئی سے کیا کرتے تھے۔ لہٰذا محاورہ میں "لحن داؤدی" سے خوش کلامی اور صدا کے شیریں مراد ہے۔ یوں بھی حضرت داؤد بڑی رسیلی آواز کے مالک تھے۔ اور آپ کی آواز سُن کر لوگ مسحور و مقتول ہو جاتے تھے۔

**لڈو۔** ایک قسم کی گول گول مٹھائی۔ تیز بیسن کے بنے ہوئے نمکین کو بھی۔ "لڈو بانٹنا" کسی خوشی کی تقریب پر شیرینی تقسیم کرنا۔ "لڈو کھلانا" مٹھائی یا شیرینی کھلانا۔ نیز رشوت دینا۔ محاورہ ہے "لڈو گننے سے منہ میٹھا نہیں ہوتا"۔ یعنی بغیر لئے دیئے کچھ کام نہیں چلتا۔

**لزوجت۔** (Viscosity) مائعات اپنی شکل آسانی سے تبدیل کر لیتی ہیں۔ تاہم جب کسی مائع کی شکل تبدیل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ تو وہ کچھ نہ کچھ مزاحمت بھی کرتی ہے۔ پانی اور دودھ وغیرہ کم مزاحمت کرتے ہیں۔ مگر شہد اور گلیسرین وغیرہ زیادہ مزاحم ہوتے ہیں۔ مائعات کی اس قوت مزاحمت کا نام لزوجت ہے یہ قوت مائعات کے علاوہ گیسوں میں بھی پائی جاتی ہے درجہ حرارت کے بڑھنے سے مائعات کی لزوجت کم اور گیسوں کی لزوجت بڑھ جاتی ہے۔

**لسانیات۔** (Philology) عربی لفظ لسان بمعنی زبان سے ہے۔ جمع اس کی السنہ ہے لسانیات سے مراد السنۂ عالم اور ان کی تحقیق اور ان کے انداز و ارتقاء کا علم ہے۔ لسانیات کے ماہرین کو انگریزی میں "فلالوجسٹ" کہتے ہیں۔ اور خود لسانیات کو فلالوجی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ "فلالوجی" سائنس السنہ یا زبانوں کی سائنس۔

ماہرین لسانیات نے السنۂ عالم کو تین بڑے بڑے حصوں میں تقسیم کیا ہے (۱) استثنائی یا الگ الگ زبانیں جس کا مقصد یعنی زبان ہے (۲) ایسی زبانیں جن میں مادوں کے ساتھ علامات منتہی کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ (۳) سامی اور ژند۔ یورپی زبانیں۔

لسانیاتی علم زبانوں کے باہمی ربط و ارتباط کو پیش کرتا ہے۔ اور ان کے مشترک الاصل ہونے کا جائزہ لیتا ہے۔ مثلاً انڈو یورپین طبقہ کے سلسلہ میں جس میں سنسکرت فارسی، آرمینین، ٹیوٹانک، یونانی، ایرانی، اطالوی، کلٹک اور سالوونک زبانوں کے گروہ شامل ہیں۔ قدیم انڈو جرمن زبان کا ایک مشترک ماخذ پایا گیا ہے۔

**لس بیلا** ریاست، بلوچستان کی ایک چھوٹی سی ریاست جواب مملکت پاکستان میں مدغم ہو چکی ہے۔

**لسٹر، لارڈ۔** (Lord Joseph Lister)
(۱۸۲۷ء – ۱۹۱۲ء) - مشہور سرجن جو شہر اپٹان واقع ایسکس (انگلینڈ) میں پیدا ہوا۔ گلاسگو، ایڈنبرا اور لندن یونیورسٹیوں میں سرجری (عمل جراحی) کا پروفیسر رہا۔ انٹی سیپٹک سرجری (Antiseptic Surgery) کا موجد اور بانی مبانی ہے۔ ۱۸۹۵ء میں برٹش ایسوسی ایشن کا صدر تھا۔ ۱۸۹۷ء میں لارڈ کا خطاب پایا۔ اور ۱۹۰۲ء میں او۔ ایم کا تمغہ حاصل کیا۔

**لُغت۔** (Dictionary) قاموسی ترتیب ہجی کے مطابق مرتب کردہ مجموعہ الفاظ جس میں ایک ہی زبان کے الفاظ کا ذخیرہ ہو۔ اور ان میں سے ہر ایک لفظ کے مقابل اس کا تلفظ اور معنی اسی یا دوسری زبان میں درج ہوں۔ اس قسم کے لغات ادبی لغات کہلاتے ہیں۔
اس کے علاوہ صنعتی اور فنی لغات بھی ہوتے ہیں۔ جن میں اصطلاحی الفاظ اور ان کی تشریح درج ہوتی ہے۔ واقفیت عامہ کے لئے "دائرہ معارف" ہوتے ہیں جن کو انگریزی میں "انسائیکلوپیڈیا" کہتے ہیں۔ اور ان میں "انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا" اور "انسائیکلوپیڈیا آف امریکہ" "انسائیکلوپیڈیا آف اسلام" وغیرہ بہت مشہور ہیں۔ پاکستانی زبانوں میں اس قسم کا کام ابھی ابتدائی مراحل میں ہے۔
پاکستان کے مشہور کتب کا ادارہ فیروز سنز نے اردو، فارسی اور انگریزی کے کئی لغت نہایت محنت و کاوش سے مرتب کرائے ہیں جو اپنی افادیت اور جامعیت کی وجہ سے ملک گیر شہرت کے مالک ہیں۔

**لفافہ۔** وہ کاغذی کا بنا جس میں چھٹیاں بند کر کے بھیجتے ہیں۔ اس کی ایجاد کا سہرا قدیم اشوری لوگوں کے سر ہے۔ جو اپنی چھٹیاں مٹی کی تختیوں پر گڑید کر تحریر کیا کرتے تھے اور پھر ان کو مٹی کے خول ہی میں بند کر کے پکا لیا کرتے تھے اس قسم کی چٹھیوں کے بے شمار انبار نینوا کے کھنڈرات سے برآمد ہوئے ہیں۔ جن پر پیکانی حروف میں چٹھیاں لکھ کر لفافوں میں بند کی ہوئی پائی گئی ہیں۔ ان اشوریوں کے حالیہ جانشین عرب لوگ ہیں۔ چنانچہ یہ بھی اپنے خطوط لفافوں میں بند کیا کرتے تھے۔ جو عربی زبان کا ہی لفظ ہے عربوں سے یہ رواج یونان پہنچا۔ لیکن یورپ میں لفافہ کا رواج سترھویں صدی سے شروع ہوا۔ جب فرانس والوں نے پہلے پہلے لفافوں میں چٹھیاں ڈالنی شروع کیں۔ ۱۸۴۰ء میں جب انگلستان میں ڈاک خانے کے ٹکٹ کا رواج شروع ہوا۔ تو یہاں بھی مزدورۃً چٹھیوں کو لفافوں میں بند کرنے لگے۔

**لفٹ۔** (Lift) بڑے شہروں میں اکثر عمارتیں کئی کئی منزل کی ہوتی ہیں۔ بالائی منزلوں پر چڑھنا مشکل بھی ہوتا ہے۔ اور وقت بھی ضائع ہوتا ہے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے ایک آلہ استعمال ہوتا ہے۔ جسے لفٹ کہتے ہیں۔ یہ بکس جیسا ہوتا ہے اور لوہے کے رسّوں سے لٹکا ہوتا ہے اور نیچے اوپر آ سکتا ہے۔ اوپر چرخی لگی ہوتی ہے۔ جس پر رسا لپیٹا جائے تو لفٹ اوپر چڑھتا ہے۔ رسے کے دوسرے سرے پر وزن بندھا ہوتا ہے جس سے توازن قائم رہتا ہے۔ برقی طاقت یا پانی کے دباؤ سے چرخی چلتی ہے لفٹ کے اندر بٹن لگے ہوتے ہیں۔ انہیں دبانے سے لفٹ چلتا ہے۔ اور جس منزل پر بھی چاہیں اسے ٹھہرا سکتے ہیں۔ لفٹ میں ۳ یا ۴ چار آدمی بیک وقت نیچے اوپر جا سکتے ہیں۔

**لفٹیننٹ۔** (Lieutenant) یعنی نائب۔ صوبے کے حاکم کو بھی انگریزی دور میں لیفٹیننٹ گورنر کہا کرتے تھے۔ اب صوبے کے حاکم اعلیٰ کو گورنر کے خطاب سے موسوم کرتے ہیں۔ طنزاً بڑے حاکم کو بھی کہنے دیا۔

فوج کا عہدہ بھی ہوتا ہے۔ جس سے فوجی کمیشن کی ابتداء ہوتی ہے۔ لیفٹیننٹ سے اوپر کیپٹن، کیپٹن سے اوپر میجر اور میجر سے اوپر لیفٹیننٹ کرنل اور کرنل کے عہدے ہوتے ہیں۔ عین اوپر کے عہدوں سے بہ ترتیب نیچے کو آتی ہے۔ مثلاً میجر جنرل سے لیفٹیننٹ جنرل بڑا ہوتا ہے۔ جبکہ محض لیفٹیننٹ میجر سے کہیں چھوٹا ہوتا ہے۔

**لق لق حاجی۔** ابوالعلا چشتی۔ مزاحیہ نام حاجی لق لق "اخبار زمیندار" اور دوسرے صحافتی اداروں میں کام کرتے رہے ہیں۔ اپنا علیحدہ اخبار بھی نکالا۔ "لقلقہ" اور اس قسم کی دوسری مزاحیہ کتابیں آپ کی تصنیف ہیں۔ ایک اردو کا لغت بھی تصنیف کیا ہے۔

**لقمان** (حضرت)۔ مشہور پیغمبر جن کا ذکر قرآن پاک میں بھی ہے۔ "اپنے بیٹے کو نصیحت فرماتے ہیں۔ کہ بیٹا کسی کو خدا کا شریک نہ ٹھہرانا۔"

لقمان نام کے ایک مشہور حکیم بھی ہو گذرے ہیں مجازاً بہت بڑا دانا۔ محاورہ ہے لقمان کو حکمت سکھانا عقلمند کو تدبیر بتلانا۔

**لکڑ بھگا۔** (دیکھو چرخ)

**لکڑی**۔ (فن سپہگری)۔ قدیم سپہ گری کا ایک فن تھا جس کو بنیٹی بھی کہتے تھے۔ قدیم زمانوں میں ہند و ایران ہر دو جگہ مروج تھا۔ جب عربوں نے ایران کو فتح کیا تو اس پر عربی رنگ غالب آیا۔ اور ہند میں بھی عربی طرز زیادہ مقبول ہوا۔ لیکن ہندی و عربی فن الگ الگ بدستور قائم رہے۔ ایرانی عربی بنیٹی کو "علی مد" کہتے تھے۔ اور ہندی کو "رستم خوانی"۔ علی مد میں بایاں پاؤں ایک جگہ قائم رہتا ہے اور صرف دایاں پاؤں کو آگے پیچھے کر کے پینترے بدلتے تھے۔ لیکن رستم خوانی میں دونوں پاؤں آزادی سے جدھر چاہیں لے جا سکتے تھے۔ اس فن کا مرکز بھی لکھنو تھا۔ علی مد شرفا کے اندر ہی محدود تھا۔ اور رستم خوانی سب کے لئے کھلا تھا۔

علی مد کے ایک زبردست استاد فیض آباد میں ہوئے ہیں۔ جن کا ذکر تاریخ فیض آباد میں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس فن کے سب سے پہلے استاد وہی تھے۔ اور انہوں ہی نے فیض آباد سے لکھنو کر اس کو وہاں رائج کیا۔ دوسرے استاد اسی فن کے محمد علی خان تھے۔ جو کٹڑہ بزن بیگ خان میں رہتے تھے۔ اور علی مد کے موجد مانے جاتے ہیں۔ مگر یہ حقیقت نہیں ہے۔ تیسرے استاد نجم الدین تھے۔ جو شہزادہ گمان دہلی کے ساتھ بنارس گئے اور پھر وہاں سے لکھنو میں آ گئے۔ وہ صرف شرفا کو شاگرد بناتے اور شاہزادوں سے روپیہ اور شرفا سے صرف مٹھائی لیتے اور اُسے لے جا کر سادات کی نذر کر دیتے۔ یہ نواب آصف الدولہ کے عہد میں تھے۔ ان کے علاوہ استاد حسین میر بھی ایک نامی استاد تھے۔ جو حکیم مہدی کے لواحقین میں سے تھے۔ ایک اور استاد بڑے باز خان تھے جو اپنے کمال کے باعث علی مد کی ایک خاص طرز کے موجد قرار دیئے گئے۔ کہا جاتا ہے کہ نومسلم تھے اور صرف شرفا کو ہی فن کے راز بتاتے تھے۔ اُن کی ایک مسجد آج تک لکھنو میں موجود ہے۔

رستم خوانی چونکہ عام تھی۔ اس لئے اس کے خاص اُستاد نہ تھے۔ بلکہ ہر گاؤں اور ہر قصبے میں اس کے ماہر پائے جاتے تھے۔ ہر کوئی اس کو سیکھ سکتا تھا۔ اور کسی قسم کی بندش کے بغیر اس فن کے اُستاد لوگوں کو اپنا شاگرد بناتے تھے۔

**لکڑی۔** (Wood) جنگلات میں لکڑی، شہتیر وغیرہ حاصل کرنے کے لئے نیز کچھ جغرافیائی ضروریات کے پیش نظر درخت لگائے جاتے ہیں۔ جب ضرورت درختوں کو گرا کر لکڑی حاصل کی جاتی ہے۔ لکڑی کے لٹھوں کو ہوا میں سکھا کر اور بھٹیوں میں تمازت دے کر اعتدال پر لایا جاتا ہے۔ ورنہ ان کے اینٹھ جانے یا پیچ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس قسم کے عمل اس لئے کئے جاتے ہیں۔ کہ لکڑی میں موسمی تغیرات کا مقابلہ کرنے کے لئے قوت مدافعت پیدا ہو جائے۔ بعض لکڑیاں بہت دیرپا ہوتی ہیں۔ ان پر سمارو غ کے حملے کا اثر نہیں ہوتا۔ یہ دیمک وغیرہ سے بھی صدیوں تک محفوظ رہتی ہیں۔ لیکن بعض قسم کی لکڑیاں جلدی خراب ہو جاتی ہیں بعض لکڑیاں کے ریشے چکنے اور ہموار ہوتے ہیں۔ اور بعض کے سخت اور کھردرے۔ انسان اپنی ضروریات کے مطابق لکڑی میں جن خاصیتوں کو ضروری سمجھتا ہے۔ ویسی ہی لکڑی

استعمال کرتا ہے۔ مختلف لکڑیوں کی مضبوطی، سختی اور لچک میں فرق ہوتا ہے۔ دنیا کے اکثر ملکوں اور خود پاکستان میں لکڑی کی فراوانی اور تحفظ کی خاطر جنگلات کا محکمہ قائم ہے۔

لکڑی کا کام۔ (Woodwork) لکڑی کے کام کے لئے متعدد اوزاروں کی ضرورت رہتی ہے اوزار خراب ہوں گے تو کام بھی بھونڈا ہوگا لہٰذا ضروری ہے کہ اوزاروں کی باقاعدہ دیکھ بھال کی جائے اور انہیں کام سے فارغ ہونے کے بعد صاف کر کے قرینہ سے رکھ دیا جائے۔ ذیل میں کچھ اوزاروں کے متعلق ضروری باتیں درج کی گئی ہیں۔

آریاں:۔ تختے کاٹنے کے لئے یا لکڑی کو لمبائی میں دو رُخ چیرنے کے لئے ہاتھ کی آری استعمال کی جاتی ہے۔ آری چلاتے وقت زیادہ زور نہیں لگانا چاہئے۔ پنسل سے خط بنانے کے بعد کٹائی شروع کیجئے اور آنکھوں کو بالکل اسی جگہ جمائے رکھئے۔ جہاں کٹائی ہو رہی ہو۔ ورنہ آری بھٹک جائے گی۔ جب کٹائی قریب الاختتام ہو تو دونوں ٹکڑوں کو ہاتھ سے پکڑ لیجئے۔ ورنہ ایک ٹکڑا بے قاعدگی سے گر کر اسے کو خراب کر دے گا۔ چھوٹی لمبائی کاٹنے کے لئے چول بٹھانے والی آری استعمال کی جاتی ہے۔ اسے خصوصاً چولیں بنانے، لکڑی کی دھاریوں پر آری لگانے وغیرہ کاموں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ زیادہ زور لگانے سے آری مڑ جائے گی۔ اور سیدھی کٹائی نہیں کی جا سکے گی۔

رندہ:۔ اس اوزار کی مدد سے لکڑی کو مسطح کیا جاتا ہے۔ پہلے پنسل سے لائن کھینچ لی جاتی ہے۔ تاکہ معلوم ہوتا رہے کہ کس حد تک سطح ہموار کی جا سکتی ہے۔ گُنیا کے ذریعے بار بار یہ دیکھا جاتا ہے کہ سطح کے مستطیل ہونے میں کوئی فرق پیدا تو نہیں ہوا۔ گُنیا وہ آلہ ہے جس کے ذریعے زاویہ قائمہ درست کر لیا جاتا ہے۔ گُنیا کو ہر کنارے پر چلا کر دیکھنا چاہئے۔ کہ یہ ہر مقام سے مس ہوتی ہے کہ نہیں۔ اگر گُنیا اور لکڑی کے درمیان خالی جگہ ہو۔ تو مزید رندہ کر کے مسطح کرنا پڑتا ہے۔ سطح کو چکنا کرنے کے لئے بھی رندہ کرنا پڑتا ہے۔ رندہ کو روانی سے چلانا چاہئے۔ لکڑی کی دھاریاں جس سمت میں ابھری ہوں۔ اسی سمت میں رہنا چاہئے۔



اگر رندے کے راستے میں گرہیں ہوں یا لکڑی کی دھاریاں کھردری ہوں۔ تو رندہ ترچھا چلایا جائے۔ یا اسے نیم دائرے کی شکل میں لکڑی پر چیرا جائے۔

بسولی یا چھینی:۔ ان آلوں کو جگہ جگہ استعمال کرنا پڑتا ہے لیکن ان کی سب سے زیادہ ضرورت چولیں بناتے وقت ہوتی ہے۔ انہیں استعمال کرنے کا طریقہ جوڑوں کے تحت میں درج کیا گیا ہے۔

ہتھوڑی:۔ درمیانے سائز کی ہتھوڑی سے لکڑی کے معمولی کام کئے جا سکتے ہیں۔ جس ہتھوڑی میں میخیں نکالنے کے لئے پنجہ سا لگا ہوتا ہے۔ وہ زیادہ مناسب ہے

برما:۔ دو یا تین سائز کے برموں کی عموماً ضرورت پڑتی ہے پیچوں کے لئے جو سوراخ بنائے جائیں وہ پیچ کی میخ سے کم چوڑے نہ ہوں

گُنیا:۔ یہ آلہ زاویۂ قائمہ درست کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس سے لائنیں بنانے سے پہلے ضروری ہے کہ لکڑی کو بالکل چورس کر لیا جائے۔

پیچ برما:۔ جب لکڑی میں آر پار سوراخ کرنا ہو۔ تو برمے کی نوک دوسری طرف ظاہر ہوتے ہی برما نکال لیجئے۔ اور الٹی طرف سے سوراخ مکمل کر دیجئے۔ ایسا کرنے سے لکڑی خراب نہیں ہوگی۔

نشان گز:۔ (Marking Gauge) جس طرح گُنیا کے کنارے بالکل سیدھے ہوں۔ ویسے ہی اس آلہ کو بھی سیدھا ہونا چاہئے۔ نشان زیادہ گہرا نہ بنایا جائے نرمی سے آلے پر دباؤ ڈالئے۔ ورنہ اس کی نوک بے قاعدہ طور پر لکڑی کی ٹیڑھی دھاریوں کے کنارے کنارے نشان ڈالے گی۔ اس اوزار کو بالخصوص چولوں کے لئے صحیح نشانات ڈالنے میں استعمال کیا جاتا ہے۔

موگرا، موصل:۔ اس سے چھینیوں کو ٹھونکا جاتا ہے اسے زیادہ قوت سے چھینی پر نہیں مارنا چاہئے۔ چھینی تیز ہوگی تو نرمی سے ٹھونکنے پر ٹھیک کٹائی کرے گی۔ اور چھینی کی دھار چوٹ پڑنے پر اپنا رُخ تبدیل نہیں کرے گی۔

پلاس :- پلاس ایسا منتخب کیجئے جس میں تار کاٹنے کے لئے بھی جگہ بنی ہو۔

نیل پنچ :- اس آلہ کے ذریعے سے میخوں کا سرا لکڑی کے اندر دبایا جا سکتا ہے۔ چھید کو بعد میں لکڑی کے مادے سے پُر کر دیتے ہیں۔

بانک :- اچھا کام کرنے کے لئے بانک کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ رندہ کرتے وقت یا چھیلتے وقت ضروری ہے کہ لکڑی کو بانک میں مضبوطی سے کس دیا جائے۔

کٹونی، ریتی، پیچ کس، دو دستا، ریگ مار، برش وغیرہ بھی ضروری اوزار ہیں۔ ان کی ضرورت استعمال واضح ہے۔ اس سلسلہ میں مزید تفصیلات کی ضرورت نہیں ہے۔

جوڑ :- دو مستطیل ٹکڑوں کو جوڑنے کے لئے ہاف جوائینٹ سب سے آسان جوڑ ہے۔ اسے لکڑی کے مکان بناتے وقت استعمال کیا جاتا ہے۔ میز کرسی میں اس کی ضرورت نہیں پڑتی۔ لکڑی کے دو مستطیل ٹکڑوں کو جن کی موٹائی ۲×۲ انچ ہو۔ انگریزی حرف ایل (L) کی شکل میں جوڑنے کے لئے کناروں کو بالکل سطح کر لیجئے۔ سروں کے چاروں طرف دو انچ ناپ کر پنسل سے خط بنا دیجئے اب موٹائی کی تنصیف کر کے نشان ڈال دیجئے۔ جس حصہ کو کاٹ کر علیحدہ کرنا ہے اس پر پنسل سے نشان بنا دیجئے اب یہ خیال رکھتے ہوئے کہ لکڑی کے جس حصے کو برقرار رکھنا ہے اس پر پنسل کا نشان نہ مٹنے پائے لکڑی کو آری سے کاٹئے۔ طول میں کاٹ دینے کے بعد عرض میں کٹائی کیجئے۔ تاکہ لکڑی کا غیر ضروری حصہ علیحدہ ہو جائے۔ لکڑی کے دوسرے سرے پر بھی مندرجہ بالا عمل کر کے غیر ضروری ٹکڑا علیحدہ کر دیجئے۔ اس کی تکمیل کے بعد ٹکڑوں کو آپس میں ملا کر پیچوں یا میخوں سے جوڑ دیجئے۔ یہ ہاف جوائنٹ ہے
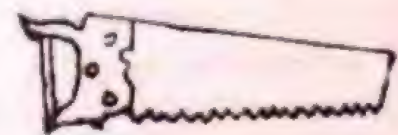
چول اور قلابے والا جوڑ بہت مضبوط ہوتا ہے میز کرسی بنانے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ چول کی موٹائی لکڑی کی موٹائی کا ایک تہائی ہونا چاہئے۔ ڈیڑھ انچ کی لکڑیوں کی دو پٹیاں لیجئے۔ اور انگریزی حرف ٹی (T) کی شکل بنائیے



اوپر والی لکڑی کے درمیان میں ڈیڑھ انچ کے فاصلے پر دو لائنیں لگائیے۔ اور اس کے لئے گنیا استعمال کیجئے۔ ان لائنوں کے درمیان میں افقاً دو اور لائنیں بنائیے۔ جن کا درمیانی فاصلہ ½ انچ ہو۔ اس مرتبہ نشان گر استعمال کیجئے۔ اس کی نوک سے نالی بن جائے گی۔ جو چھینی چلانے میں مدد دے گی۔ چول بناتے وقت لکڑی کو مضبوطی سے بانک میں کس دینا چاہئے۔ موجودہ حالت میں چھینی ½ انچ سے زیادہ چوڑی نہیں ہونی چاہئے۔ چھینی کو چول کے سرے سے تھوڑا ہٹا کر عموداً پکڑئیے۔ اور اس پر موسل سے ہلکی چوٹ لگائیے۔ تاکہ چھینی لکڑی میں ⅛ انچ اتر جائے۔ اب چھینی کو چول کے دوسرے سرے پر رکھ کر اسی طرح چوٹ لگائیے اس کے بعد چھینی کو ترچھا کرتے ہوئے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ٹھونکتے جائیے جب لکڑی کا کٹ تبدیل کر کے مندرجہ بالا عمل کی تکرار کیجئے۔ تراشنوں کو آسانی سے نکالا جا سکتا ہے۔ یہ خیال رکھنا چاہئے کہ اس کام کے لئے پھیلی چھینی استعمال نہ کی جائے ورنہ چول کے کناروں میں دندانے پڑ جائیں گے۔ یہی عمل جاری رکھئے تاوقتیکہ چھید ایک انچ گہرا ہو جائے۔ اخیر میں کناروں کو برابر کاٹ دیجئے اور خیال رکھئے۔ کہ چول کے کونے زاویہ قائمہ بنائیں۔ قلابہ بنانے کے لئے لکڑی کے موٹائی والے کنارے کو مربع کی شکل میں کاٹ دیجئے۔ سرے سے ایک انچ کے فاصلے پر لکڑی کے چاروں طرف پنسل سے نشان بنا دیجئے۔ اس کے بعد ہر کنارے سے آدھے انچ کے فاصلے پر دو لائنیں بنائیے لکڑی کو بانک میں عموداً پھنسا دیجئے۔ اور لائنوں کے کنارے سے کنارے نیچے تک آری سے کاٹ دیجئے۔ لیکن خیال رکھئے کہ لکڑی کے جس حصے کو برقرار رکھنا ہے اس پر پنسل کا نشان نہ مٹنے پائے۔ پھر غیر ضروری ٹکڑوں کو علیحدہ کرنے کے لئے چوڑائی میں کاٹتے وقت اس کا خیال رکھئے کہ قلابہ نہ کٹ جائے۔ ورنہ اس میں کمزوری پیدا ہو جائے گی۔ اب جو نکلا ہوا حصہ بن گیا ہے۔ اس کی دیواریں ڈھلوان نہ ہوں۔ ورنہ چول ٹھیک نہیں بیٹھے گی۔ قلابے کے سروں کو چھینی سے ڈھلوان تراش لیجئے قلابہ ایسا ہو کہ چول میں مضبوطی سے بیٹھ جائے۔ لیکن چول سے زیادہ موٹا نہ ہو۔ ورنہ ٹھونکتے وقت لکڑی کے چٹخ جانے کا اندیشہ ہے۔

**لکسمبرگ۔** (Luxemburg) جرمنی فرانس اور بلجیم کے درمیان ایک نوابی قلمرو Du kdom جس کا رقبہ ایک ہزار مربع میل ہے۔ اور آبادی ۳ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ اس کا دارالحکومت اسی نام کا ایک شہر لکسمبرگ ہے۔ اس کے باشندے جرمن نژاد ہیں مگر زبان اور تہذیب کے معاملہ میں وہ فرانسیسی معلوم ہوتے ہیں۔ ۱۸۱۵ء سے ۱۸۶۶ء تک یہ قلمرو جرمن کانفیڈریشن (Confederation) کا ایک نہایت ضروری حصہ رہی ہے ۱۸۶۶ء میں اسے معاہدہ لندن کی رو سے غیر جانبدار اور بے ہتھیار قرار دیا گیا۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران میں اس پر جرمنوں نے قبضہ کر لیا۔ خاتمہ جنگ پر اسے پھر غیر جانب دار اور خود مختار قرار دیا گیا۔ ۱۹۲۱ء میں لکسمبرگ نے جرمنی سے محصولاتی وابستگی کو ترک کر کے بلجیم سے ۵۰ سالہ اتصال اور الحاق کر لیا۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران میں اسے جرمنوں نے پھر تسخیر کر لیا۔ ۱۹۴۱ء میں یہاں جرمنی سے سیاسی اتحاد پیدا کرنے کے بارے میں رائے عامہ طلب کی گئی۔ اور استصواب رائے کرایا گیا۔ جس میں ۹۶ فی صدی آراء اس کے خلاف رہیں۔

بایں ہمہ یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ یہاں نازی تحریک کی ایک مقامی شاخ تھی جس کے اراکین کی تعداد ۱۰ ہزار کے لگ بھگ تھی۔ اور جرمنی کی فوج میں ۲۰ ہزار کے قریب لکسمبرگ باشندے ملازم تھے۔

**لکنت کا ہسپتال۔** ہکلاپن نطق کی ایک خامی ہے۔ امریکہ میں ایک ہسپتال ہے۔ جس میں صرف ان مریضوں کا علاج کیا جاتا ہے۔ جو زبان کے نقص کی وجہ سے اچھی طرح گفتگو نہیں کر سکتے۔ یہ ہسپتال ۱۹۱۷ء میں قائم ہوا تھا۔ اس کے نگران جیمس گرین کی ۱۹۳۵ء رپورٹ کے مطابق اس وقت تک اس میں تقریباً بیس سال کے عرصے میں پندرہ ہزار سے زاید مریضوں کا علاج کامیابی کے ساتھ کیا جا چکا ہے۔ ان مریضوں میں ایک شخص البرٹ نامی پچاس سال سے زائد اس مرض میں مبتلا رہ چکا تھا۔ ایک دوسرا شخص ستائیس سال لکنت کرنے کے بعد صرف چھ ماہ میں بالکل اچھا ہو گیا۔

ڈاکٹروں نے اندازہ لگایا ہے۔ کہ جن لوگوں میں لکنت کا مادہ موجود ہوتا ہے۔ ان کے اعصاب پر صدموں کا اثر دوسرے لوگوں سے زیادہ پڑتا ہے۔ اور یہ اثر ان میں جمع ہوتا جاتا ہے۔ اور وہ اپنی گفتگو سے احساس کمتری کے اثرات قبول کر کے سوسائٹی کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اسی بنا پر مذکورہ ہسپتال پہلے مریض میں خود اعتمادی پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اسے اپنے جذبات پر قابو پانا سکھاتا ہے۔ ہسپتال کی کامیابی کا اصلی راز اس یگانگی میں ہے، جو لکنت کا مریض وہاں محسوس کرتا ہے۔ اس میں احساس کمتری فنا ہو کر خود اعتمادی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور وہ مدت کے بعد اپنے آپ کو ایک سوسائٹی کا ممبر پاتا ہے۔ اور دیکھتا ہے کہ اس کی شکایت صرف اسی حد تک محدود نہیں۔ بلکہ دوسرے لوگ بھی اس میں شریک ہیں۔ ہسپتال میں داخلہ کے بعد مریض کی جانچ برابر ہوتی رہتی ہے۔ اور اس کے نقائص طبی وسائل سے بھی دور کئے جاتے ہیں۔ لیکن اصل زور خود اعتمادی کے پیدا کرنے پر دیا جاتا ہے۔ اس غرض سے وہاں کلب اور سوسائٹیاں قائم ہیں۔ مریض ان میں جا کر تقریریں کرتے ہیں۔ گاتے اور ناچتے ہیں۔ کچھ دنوں کے بعد انہیں اپنے جذبات پر قابو حاصل ہو جاتا ہے۔ اور خود اعتمادی عود کر آتی ہے۔ جب یہ حالت ہو جائے تو گفتگو کا نقص خود بخود رفع ہو جاتا ہے۔

(نیز دیکھو تتلانا)

**لکھنؤ۔** (Lucknow) بھارت کے اتر پردیش کا صدر مقام۔ کسی زمانے میں صوبہ اودھ کا دارالحکومت تھا دریائے گومتی پر کانپور سے ۴۲ میل شمال مشرق کو واقع ہے۔ شہر کی ممتاز عمارات میں نواب آصف الدولہ کا مقبرہ ہے۔ جو ۱۷۸۴ء میں تعمیر ہوا۔ ایک یونیورسٹی بھی ہے جو ۱۹۲۰ء میں قائم ہوئی۔ اس کے ساتھ ایک میڈیکل کالج بھی ملحق ہے۔ ایک اہم ریلوے جنکشن ہے لکھنؤ میں انجینئرنگ، کیمیکل، روئی کی اور چمڑے کی صنعتیں بھی ہیں۔ ہاتھی دانت، سونے، ریشم اور شالوں وغیرہ کا مقامی کاروبار بھی ہے۔ آبادی چار لاکھ کے قریب ہے۔

**لکھنوتی۔** (دیکھو گور)

**لگڑ بگڑ۔** (دیکھو چرخ)

**للّو لال جی۔** گجرات (کاٹھیاواڑ) کے برہمن تھے۔ جو شمالی ہند میں اقامت گزین ہو گئے۔ ہندو

ہونے کے باوجود اردو کے بہت بڑے فاضل اور ماہر تھے۔ چنانچہ شکنتلا ناٹک، سنگھاسن بتیسی، بیتال پچیسی اور قصہ مادھونل کی تصنیف میں انہوں نے اصل مصنفوں کو بہت مدد دی۔ ۱۸۱۱ء میں انہوں نے ہندی میں لطیف حکایات پر مشتمل ایک کتاب تصنیف کی جو "لطائفِ ہندی" کے نام سے مشہور ہے۔

لمیٹڈ کمپنی (دیکھو شرکت محدود)

**لم ڈھینگ** - (Flamingo) لمبی ٹانگوں اور لمبی گردن والا پرندہ جس کی چونچ کی نوک قدرے مڑی ہوئی ہوتی ہے اور بال و پر پیازی رنگ کے ہوتے ہیں۔ منطقہ ہائے معتدلہ اور حارہ کی سرزمینوں میں پایا جاتا ہے۔ بیشتر پانی میں پایاب چلتا ہے لیکن اڑ بھی سکتا ہے اور گہرے پانیوں میں تیر بھی سکتا ہے۔

**لنٹل** - (Lentil) ایک چھوٹا سا شاخ دار پودا جس کے خفیف نیلگوں رنگ کے پھول ہوتے ہیں اکثر دو دو یا تین تین اکٹھے ہوتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی پھلیاں ہوتی ہیں جن میں دو یا چار دانے ہوتے ہیں۔ فرانس اور جرمنی میں اس کی کاشت ہوتی ہے۔ اس کے بیج کھانے کے کام آتے ہیں۔ اور ان کا شوربا پکاتے ہیں مغربی پاکستان بالخصوص پنجاب کے مسور اس کے مشابہ ہوتے ہیں۔ یورپ کی ایک مرغوب سبزی۔

**لنڈن** - (London) برطانیہ کا دارالسلطنت جو سمندر سے ۵۰ میل دور دریائے ٹیمز پر واقع ہے۔ اس شہر کا سنگ بنیاد رومن عہد حکومت میں رکھا گیا۔ اس وقت اس کا نام (Lodocinum) تھا۔ اس کی میونسپلٹی کا رقبہ ۱۱۸ مربع میل ہے جس میں ۳۶ سے زیادہ ریلوے سٹیشن ہیں آبادی چالیس لاکھ ہے۔ دنیا کا سب سے بڑا شہر ہے۔

**لنڈن کی آتش زدگی** - یہ آتش زدگی شہر لنڈن واقع انگلستان میں ۱۶۶۶ء میں واقع ہوئی۔ آگ ایک معمولی نانبائی کی دوکان سے شروع ہوئی اور چار دن تک اس وقت کے گنجان آباد لنڈن کو جلاتی رہی چونکہ اس وقت تند اور تیز ہوا چل رہی تھی۔ اس لئے اس کے بجھانے کی تمام کوششیں بیکار ثابت ہوئیں۔ آگ کے راستے میں مکانات کو گرا کر خلا پیدا کرنے کا عمل بھی بے سود رہا۔ اور آگ برابر اپنا کام کرتی گئی۔ اس کا ایک فائدہ ضرور ہوا یعنی جدید لنڈن میں کشادہ اور ہوادار مکانات بنائے گئے۔ اور قدیم شہر کا جو طاعون کا مدت سے شکار ہو رہا تھا۔ یکسر خاتمہ ہو گیا۔

جدید لنڈن ایک نہایت عمدہ نقشہ پر تعمیر کیا گیا۔ اس آتش زدگی کے باعث ۸۰ گرجے مع سینٹ پال کے تلف ہوئے۔ سرکاری عمارتوں میں رائل ایکسچینج، گلڈ ہال اور کسٹم ہاؤس جیسی عمارتیں خاک ہو گئیں۔ اس کے علاوہ ۱۳۲۰۰ مکانات اور چار سو کوچے نذر آتش ہو گئے۔ انگریزی میں اس آتش زدگی کو "لعنت کے لباس میں برکت" کہتے ہیں کیونکہ اگر یہ نہ ہوتی تو نہ لنڈن کا موجودہ خوبصورت شہر بنتا اور نہ شہر سے پلیگ ختم ہوتی۔

لنکا - (دیکھو سیلون)

**لنکادیپ جزائر** (Laccadive Islands) تشیبی جزیروں کا ایک مجموعہ ساحل مالابار سے ۲۰۰ میل مغرب کی طرف۔ تعداد میں یہ جزیرے ۱۴ ہیں۔ بیشتر بنجر اور غیر آباد ہیں۔ صرف ۹ پوری طرح آباد ہیں۔ ناریل ان کی خاص پیداوار ہے۔ کشتی سازی عام لوگوں کا پیشہ ہے۔ ۱۸۷۷ء میں قلمرو برطانیہ کے تسلط میں آ گئے۔ اور ان دنوں لنکا کے تمام حکومت میں ہیں۔ رقبہ ان کا ۷۰ء۸ میل اور آبادی ۱۶۰۰۰ نفوس پر مشتمل ہے۔

لنکن - (دیکھو ابراہیم لنکن)

**لنگر** - (Anchor) جہازوں کو پانی میں اپنی جگہ پر قائم رکھنے والا آلہ۔ یہ ایک بہت بھاری آہنی آنکڑا ہوتا ہے۔ جو ایک وزنی آہنی زنجیر کے ایک سرے پر بندھا ہوتا ہے۔ اور جس کا دوسرا سرا جہاز سے ملحق ہوتا ہے۔ جب اس آنکڑے کو پانی میں پھینک

دیتے ہیں تو یہ سمندر کی تہہ میں پیوست ہو جاتا ہے۔ اور جب تک اس لنگر کو سمندر سے اٹھا کر جہاز پر نہ رکھ لیا جائے۔ جہاز حرکت نہیں کر سکتا۔ چنانچہ ہر جہاز یا کشتی کو اس طرح ٹھہرائے رکھنے کا کوئی نہ کوئی طریقہ ہوتا ہے۔

**لوبان** - ایک قسم کا گوند جو ایک خاص قسم کے پودوں سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ بہت خوشبودار ہوتا ہے۔ اور ڈھیلوں اور سفوف ہر دو شکلوں میں ملتا ہے انگریزی میں اس کو بنزائن (Benzoine) کہتے ہیں۔ اس چیز میں خاص وصف یہ ہے۔ کہ اگر اس کو کسی اور چیز میں ڈالیں تو اس کی سابقہ خوشبو یا بدبو کو بالکل زائل کر دیتا ہے۔ اور اگر اس کے ڈالنے کے بعد کوئی خوشبو ڈالی جائے۔ تو اس کو باندھ کر اڑ جانے سے روکتا ہے۔ اس لئے خوشبویات کے کارخانوں میں اس کی بہت کھپت ہے۔

یہ خوشبودار مادہ ہزاروں سال سے مستعمل ہے چنانچہ بائیبل کے عہد عتیق میں بار بار اس کا ذکر آیا ہے اس کتاب کے صحیفہ "آستر" میں جب یہودی لڑکی آستر کا شاہ فارس کیانی اردشیر (اخورس) کے حرم کے لئے انتخاب ہوا۔ تو اس کو جسم پر ملنے کے لئے مُر اور لوبان دیئے گئے تھے اسی طرح انجیل یعنی بائیبل کے عہد جدید میں جب میدیا کے مجوسیوں نے حضرت مسیح کی پیدائش کا ستارہ دیکھا تو اس کی زیارت کے لئے گئے۔ اور اس کے سامنے پیش کر مُر اور لوبان اس کی نذر کئے موجودہ علم کیمیا کے ماہروں نے اب اس کا جوہر نکال کر پیش کیا ہے۔ جو بہت ہلکا سا سفوف ہوتا ہے۔ اسے "بینزائیک ایسڈ" کہتے ہیں۔

**لوتھر مارٹن** - (Lusher, Martin)

(۱۴۸۳ء - ۱۵۴۶ء) جرمن پروٹسٹنٹ مصلح ازلبن واقع پرشین سیکسنی میں پیدا ہوئے ایک کان کن کے بیٹے تھے۔ پہلے قانون کی تعلیم حاصل کی مگر ۲۱ برس کی عمر میں رہبانی مسلک اختیار کیا۔ ۱۵۰۸ء میں وٹنبرگ یونیورسٹی میں فلسفہ کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ روما ہو آنے کے بعد ۱۵۱۷ء میں غشیات اور عیش پرستی کے خلاف تقریباً پچانوے بنیادی عقیدے وضع کئے۔ جن سے دستکشی سے انکار کر دیا ۱۵۲۰ء میں جرمنی کے عیسائی سلاطین کے نام اصلاح چرچ کے موضوع پر ایک ایڈریس (خطاب) شائع کیا۔ ۱۵۲۱ء میں ایک مذہبی عدالت کے رو برو پیش ہوئے۔ اور روما کے خلاف اپنے الزامات واپس لینے سے انکار کر دیا۔ بقیہ زندگی اپنے عقاید کی اشاعت میں صرف کی۔ اور کیتھولکوں اور دوسرے مصلین کے ساتھ جھگڑوں میں وقت گزارا۔ ۱۵۲۵ء میں کیتھرائن خان بورا نام کی راہبہ سے شادی کی۔ بائیبل کا ترجمہ جرمن زبان میں کیا۔ اور مکمل کام ۱۵۳۴ء میں شائع ہوا۔ متعدد مناظروں کی کتابیں لاطینی اور جرمنی میں لکھیں۔ جن میں (Table-Talk) بہت مشہور ہے۔ اپنے پیدائشی مقام آئزلبین میں ۱۵۴۶ء میں فوت ہوئے۔

**لوح محفوظ** - یہ الفاظ قرآن پاک میں آئے ہیں۔ لوح کے معنی تختی کے ہیں۔ اس لئے لوح محفوظ سے یا تو مراد یہ ہے۔ کہ اس پر جو کچھ لکھا ہے۔ وہ ہر قسم کی دست برد سے محفوظ ہے۔ اور مٹنے والا نہیں۔ یا یہ کہ وہ تختی ایسی جگہ ہے جہاں کسی کی رسائی ممکن نہیں۔ خدا تعالےٰ نے قرآن پاک کے بارے میں فرمایا ہے۔ کہ وہ لوح محفوظ میں ہے یعنی اس میں رد و بدل ممکن ہے۔ اور نہ ہی کبھی وہ فنا ہو سکتا ہے۔ مفسرین کا خیال ہے کہ یہ لوح یا تو خود عرش اعظم ہے۔ یا عرش کا کوئی مخصوص حصہ جس پر قرآن پاک من و عن لکھا ہوا ہے۔ خدا تعالےٰ کے احکام اور آئندہ کا حال بھی اس کے اوپر لکھا ہوا ہے۔ صوفیائے کرام کی اصطلاح میں لوح محفوظ عقل فعال کا نام ہے۔

**لودھی خاندان** - (دیکھو خاندان لودھی)

**لوڈنڈارف** - (Erich vou Ludendorff)

(۱۸۶۵ء - ۱۹۳۷ء) ایک جرمن جرنیل جو ۱۹۱۶ء میں خان ہنڈنبرگ کے ہمراہ جرمن افواج کا مشترکہ سپہ سالار بنا۔ بالعموم یہ خیال کیا جاتا ہے کہ لوڈنڈارف ہنڈنبرگ سا نجمی قیادت کے پیچھے سابق الذکر کا دماغ کارفرما تھا۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد جب نازی تحریک ظہور پذیر ہوئی تو جرمنی کے سابق سپہ سالار لوڈنڈارف نے اپنے سابق حوالدار (کارپورل) ہٹلر کو اپنا قائد مان لیا۔ ۱۹۲۳ء میں جب ہٹلر نے بزور بازو حکومت حاصل کرنے کی ناکام کوشش کی تو اس وقت لوڈنڈارف اس کی جماعت میں شامل تھا۔ بلکہ جب جرمن فوجی دستوں نے باغیوں کو گھیر لیا تو اس وقت بھی وہ ہٹلر کے ساتھ تھا۔ بعد ازاں فوجیوں نے باغیوں پر گولی چلائی مگر اپنے سابق سپہ سالار سے احتراز کیا۔ اور اس کے گزرنے کے لئے اپنی صفوں کو کھول دیا۔

**لورپول لیورپول** Liverpool برطانیہ کی ممتاز بندرگاہ اور انگلینڈ کا مشہور شہر۔ غالباً "نارمن" لوگوں نے اس کی بنیاد رکھی۔ ۱۲۰۷ء میں "چسٹر" کی بجائے اسے آئرلینڈ کی بندرگاہ بنایا گیا۔ شاہ چارلس دوم کے دور میں اسے اہمیت حاصل ہونا شروع ہوئی۔ جب کہ امریکی نوآبادیوں اور جزائر غرب الہند کے ساتھ تجارت شروع ہوئی۔ اٹھارھویں صدی میں لورپول غلاموں کی تجارت کا مرکز بنا۔ ۱۸۸۰ء میں اسے شہر کا درجہ عطا ہوا۔ ۱۹۶۱ء میں لورپول یونیورسٹی کا قیام عمل میں آیا۔ شہر کا میونسپل رقبہ ۴۳ مربع میل ہے۔ اس کی آبادی آٹھ لاکھ سے زیادہ ہے۔ لورپول آج دنیا کے بہت بڑے تجارتی مراکز میں سے ہے۔

**لوزان** (Lausanney) مشہور ملک سوئٹزرلینڈ کا ایک شہر جھیل جینوا کے شمالی کنارے پر واقع ہے۔ سیملان کی سرنگ نے اس کی تجارتی اہمیت کو دوبالا کر دیا ہے۔
پیرس (فرانس) سے میلان (اٹلی) کی شاہراہ پر واقع ہے۔ لوزان یونیورسٹی ۱۵۰۰ء میں قائم ہوئی۔ اسی مقام پر ۱۹۲۳ء میں ترکی اور اتحادیوں کے مابین صلحنامہ پر دستخط ہوئے۔ آبادی سوا لاکھ کے قریب ہے۔

**لوط علیہ السلام** پیغمبر۔ حضرت ابراہیمؑ کے ہمعصر اور عزیز تھے۔ ان کی قوم بجائے عورتوں کے مردوں سے رغبت رکھتی تھی۔ اور اغلام کی عادت میں مبتلا تھی۔ حضرت لوطؑ نے ان کو بہت نصیحت کی مگر انہوں نے اس فعل قبیح سے توبہ نہ کی بلکہ اُن سے کہا کہ تم ہماری بستی سے نکل جاؤ۔ یہ لوگ مسافروں اور غیروں کے ساتھ بھی بدسلوکی کرتے تھے۔ اس پر حضرت لوطؑ نے اُن کے واسطے بددعا کی۔ چنانچہ خدائے تعالیٰ نے اُن پر عذاب نازل کرنے کے لئے فرشتے بھیجے۔ جب یہ فرشتے خوبصورت لڑکوں کی شکل میں حضرت لوطؑ کے مہمان ہوئے تو اُن کی قوم نے اپنی عادت کے مطابق اُن کو بھی اپنی ہوس رانی کے واسطے طلب کیا۔ حضرت لوطؑ نے کہا۔ یہ مہمان ہیں۔ ان کی بجائے میری لڑکیاں حاضر ہیں مگر وہ راضی نہ ہوئے۔ آخر رات کو انہوں نے سب حال حضرت لوطؑ کو بتا کر اُن کو اور اُنکے اہل و عیال اور خدا پرستوں کو شہر سے نکال دیا۔ اور تاکید کر دی کہ کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے۔ صبح کے قریب اس بستی پر آتش کئے ہوئے پتھر برسے جس سے سب لوگ تباہ ہو گئے جن میں حضرت لوطؑ کی بیوی بھی تھی۔

**لوکارنو معاہدات** (Locarno Pacts)
لوکارنو ملک سوئٹزرلینڈ کا ایک صحت افزا مقام ہے۔ یہاں پر ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو بعض سیاسی دستاویزات مرتب کی گئیں۔ جن پر باضابطہ طور پر یکم دسمبر ۱۹۲۵ء کو لندن میں دستخط ہوئے۔ لوکارنو معاہدات کی رو سے رائن لینڈ کے تخلیے کا فیصلہ ہوا۔ اور برطانیہ، فرانس، جرمنی اور بلجیم نے جارحیت کے خلاف باہمی تحفظ کا عہد کیا۔ ان معاہدات کے محرک اصلی برطانوی وزیر اعظم آسٹن چیمبرلین تھے۔ ان معاہدات پر دستخط ثبت ہو جانے کے بعد جرمنی کو جمعیت الاقوام (League of Nations) میں شامل کر لیا گیا۔ لیکن ۱۹۳۶ء میں نازیوں نے باقاعدہ طور پر لوکارنو معاہدات کو پس پشت ڈال دیا۔ اور ان سے دستکشی اختیار کر لی۔

**لوک گیت** - (Folk Songs) لوک گیت ایسے گیت ہوتے ہیں۔ جو کسی ملک کے عام آدمیوں کے ورد زبان ہوں اور جنہیں مختلف قومی تہواروں، میلوں

اور دوسری تقریبوں پر عام لوگ جذبات کی شدت سے مجبور ہو کر گاتے ہیں۔ یہ گیت ہر قوم کا تہذیبی ورثہ ہوتے ہیں۔ اور ان سے اس قوم کے تہذیب و تمدن رسم و رواج اور مذہبی عقاید کا پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ مثلاً ڈھولے۔ ٹپے اور ماہیا پنجاب کے علاقے کے لوک گیت ہیں اور پنجابی سمجھنے والے لوگ ان گیتوں کی مدد سے اس علاقے کے باشندوں کے متعلق بہت سی معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ چنانچہ دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جس میں لوک گیتوں کا وجود نہ ہو۔

**لوک ناچ** - (Folk Dances) لوک ناچ تھیٹر اور سینما کے پیشہ ورانہ ناچوں کے برعکس وہ ناچ ہیں جو عام لوگ خوشی کے موقعوں اور مختلف تقریبوں پر جذبات سے سرشار ہو کر ناچتے ہیں۔ اکثر ملکوں کی آبادی کی اکثریت دیہاتوں میں رہتی ہے۔ اس لئے ان ناچوں کو دیہاتی ناچ بھی کہتے ہیں۔

**لوگرتھم۔** (Logarithms) علم ریاضی کا ایک گر یا طریقہ ہے جان نیپیر (John Napier) نے سنہ ۱۶۱۴ء میں ایجاد کیا۔ اس کے بعد ہنری برگس نے اسے آسان تر بنایا۔ لوگرتھم نے بہت بڑی حد تک ریاضی کی استخراجی کلفتوں کو کم کر دیا ہے۔ حساب کتاب کو سادہ بنا دیا ہے۔ اور ضرب اور تقسیم کے قاعدوں کو معکوس طاقتوں کی جمع اور تفریق کے قاعدوں میں تبدیل کر کے ریاضی کے حل کو بڑا آسان بنا دیا ہے۔ لوگرتھم (Logarithms) کے نقوش کے مکمل سلسلے اب تیار ہو چکے ہیں۔ اور ریاضی کی کتابوں میں مل سکتے ہیں

**لُو لگنا۔** (Heat Stroke) موسم گرما میں جب گرد و پیش کا درجہ حرارت جسم کی حدت سے زیادہ ہوتا ہے۔ تو جسم سے پسینہ خارج ہونے لگتا ہے۔ تاکہ اس کا درجہ حرارت اعتدال پر رہے جسم میں سے گرم سانس نکلتی رہنے اور پیشاب کرنے سے بھی اس میں مدد ملتی ہے لیکن اگر موسم بہت زیادہ گرم ہو اور لو چل رہی ہو۔ اور جسم میں سیال مادوں اور پانی وغیرہ کی کمی ہو جس کی وجہ سے



پسینہ بھی نہ آ سکے تو جسم سے گرمی خارج نہیں ہوتی جس کے نتیجہ میں اس کا درجہ حرارت بڑھ کر ۱۱۰ درجے تک پہنچ جاتا ہے۔ یہی حالت لو لگنا کہلاتی ہے۔ اس میں مریض بہت سخت بخار ہو جاتا ہے اور اسے بے حد پیاس لگتی ہے۔ جو پانی پینے سے اور بھڑکتی ہے۔ اور کسی طرح بجھنے میں نہیں آتی۔ علاج میں دیر ہو جائے تو اکثر موت بھی واقع ہو جاتی ہے۔ علاج یہ ہے کہ مریض کو ٹھنڈے ٹب میں لٹا دیا جائے۔ یا پینے کا شربت پلایا جائے۔ آدمی کا معمول کا درجہ حرارت ۹۸.۶ ہوتا ہے۔

**لومڑی** - (Fox) کتے کی قسم کا گوشت خور جانور۔ یہ جانور عموماً رات کو باہر نکلتا ہے۔ اور دن کو اپنے بل میں گھسا رہتا ہے خوراک اس کی پرندے خرگوش اور مرغیاں ہیں۔ جن کے پکڑنے میں یہ بہت مکاری کا اظہار کرتا ہے کتوں سے جو شکار کھیلا جاتا ہے اس میں اکثر لومڑی کا پیچھا کیا جاتا ہے۔ لومڑی کا نام مکاری میں ایک ضرب المثل ہو گیا ہے۔ اور اس پر کئی ایک کہانیاں بنائی گئی ہیں۔ واقعی یہ جانور اتنا سیانا ہے کہ تیزی سے بھاگتے ہوئے جھٹ ایک طرف چھلانگ لگا دیتا ہے۔ کتے جو اس کی بو کا پیچھا کرتے ہیں آگے نکل جاتے ہیں۔ کیونکہ چھلانگ سے بو کا سلسلہ ٹوٹ جاتا ہے۔

پاکستان کی پہاڑی لومڑی کی کھال بہت ملائم ہوتی ہے اور اچھے داموں بکتی ہے۔ دنیا میں منطقہ بارہ شمالی کی سفید لومڑی بھی بہت مشہور ہے شمالی امریکہ کی سرخ لومڑی خصوصاً سلور فاکس (Silver Fox) بہت خوبصورت ہوتی ہے۔ انگلستان میں اس کا شکار ممنوع ہے کیونکہ وہاں یہ جانور روز بروز معدوم ہوتا جا رہا ہے۔ اور کتوں سے شکار کھیلتے وقت یہ بہت مشکل سے ملتا ہے۔ یعنی شکاری ضروریات کے لئے ہی اس کا شکار ممنوع ہے۔ لومڑی کی شتری چال پر ایک انگریزی ناچ کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ جس کا

نام فاکس ٹرائٹ ہے یعنی لومڑی کی دُم۔ اسی جانور کی مناسبت سے ایک شارک کو فاکس شارک (FOX SHARK) کہتے ہیں۔ جو پندرہ فٹ تک لمبی ہوتی ہے۔ اور دیگر مچھلیوں کو کھاتی ہے۔ بحیرہ روم۔ اور بحیرہ منجمد جنوبی میں عام ہے۔ لیکن انسان کو کچھ نہیں کہتی برخلاف دوسری شارک کے جو انسان کو بھی چٹ کر جاتی ہے۔

## لومبا پیٹرس (LUMUMBA, PATRICE)

(بلجین) کانگو کے پہلے وزیر اعظم پیٹرس لومبا ۱۹۲۵ء میں کانگو کے صوبہ کسائی کے ایک ضلع انکورد میں پیدا ہوئے رومن کیتھولک مشن سکول میں تعلیم پائی۔ حصول تعلیم کے بعد ڈاک خانے میں ملازمت کی اور اسسٹنٹ پوسٹ ماسٹر کے عہدے تک پہنچے۔ گیارہ سال کی ملازمت کے بعد انہیں غبن کا الزام لگا کر قید کر دیا گیا۔ قید سے رہا ہونے کے بعد لومبا نے کانگو کے صدر مقام لیوپولڈول میں سکونت اختیار کی۔ ان دنوں بلجین استعمار کے خلاف حصول آزادی کی تحریک زور روں پر تھی۔ لومبا اس تحریک میں پیش پیش تھے۔ اکتوبر ۱۹۵۸ء میں انہوں نے دوسرے سیاسی رہنماؤں کو ساتھ ملا کر "دی کونسنٹ نیشنل کانگو لیز" (C. N. M.) کے نام سے ایک سیاسی پارٹی بنائی جس نے مکمل آزادی کا مطالبہ کیا۔

۱۹۶۰ء کے اوائل میں برسلز میں گول میز کانفرنس ہوئی جس میں کانگو میں جلد از جلد عام انتخابات کرانے کا فیصلہ کیا گیا اور بلجیم کی حکومت نے ۳۰ جون ۱۹۶۰ء کو کانگو کو آزاد کرنے کا اعلان کیا۔ مئی ۱۹۶۰ء میں عام انتخابات ہوئے۔ لومبا کی پارٹی وحدانی طرز حکومت کی حامی تھی اور دوسری پارٹیاں جن میں کاسا دبو کی "اے۔ بی۔ اے۔ کے۔ او" پارٹی بھی شامل تھی۔ وفاقی طرز حکومت کی۔ انتخابات کے بعد لومبا کی پارٹی نے دوسری پارٹیوں کے ساتھ مل کر مخلوط حکومت بنائی۔ لومبا وزیر اعظم منتخب ہوئے اور کاسا دبو صدر۔

آزادی کے فوری بعد یورپین نو آبادکاروں نے شورش برپا کر دی۔ ادھر صوبہ جات کسائی اور کٹنگا کے وزراء اعلیٰ نے بھی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی بلجیم نے بدامنی اور انتشار رفع کرنے کے بہانے دوبارہ اپنی فوجیں اتار دیں۔

لومبا نے اقوام متحدہ سے اپیل کی اور ۱۹۶۰ء جولائی



۱۹۶۰ء کو اقوام متحدہ کی فوجیں کانگو پہنچ گئیں۔

ان ہی دنوں کانگو فوج کے ایک کرنل موبوتو نے حکومت کا تختہ الٹ کر لومبا اور ان کے ساتھیوں کو نظر بند کر دیا کچھ دنوں بعد انہیں پر اسرار طور پر کاٹنگا پہنچا دیا گیا جہاں اوائل فروری ۱۹۶۱ء میں کاٹنگا کے خود ساختہ صدر شومبے کی موجودگی میں ایک بلجین کرنل نے انہیں گولی مار کر ہلاک کر دیا۔

## لونگ (CLOVES)

ایک پودے کی سوکھی ہوئی کلیاں۔ یہ پودا جزائر شرق الہند میں پایا جاتا ہے اور اپنی مخصوص خوشبو کے باعث فوراً پہچانا جاتا ہے۔ گرم مسالے کا ایک جزو ہے اس کا تیل بھی نکالا جاتا ہے جو عام خوشبویات میں کام آتا ہے۔ دیسی سیاہی بنانے میں بھی لونگ ایک جزو ہے۔ لیکن یہ مہنگا پڑتا ہے۔ اس کا ٹنکچر (TINCTURE) انگریزی دوائیوں میں کام آتا ہے۔

## لوہا۔ (IRON)

دھاتوں میں سب سے زیادہ استعمال ہونے والی ایک عام قسم کی دھات۔ زمانہ حال کی ہر قسم کی ایجادات اور مشینری میں استعمال ہونے والی اشیاء کا ایک بنیادی اور لازمی عنصر ہے۔

اضلاع متحدہ امریکہ، روس، برطانیہ، مغربی جرمنی اور فرانس میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان ملکوں میں لوہے کی اشیاء یعنی ہر قسم کی مشینری ریل گاڑیوں کے انجن، موٹریں، لاریاں، سائیکل اور اسلحہ جات تیار ہوتے ہیں اور یہ ملک لوہے کی اشیاء کے معاملہ میں دنیا بھر کے لئے تجارتی منڈیاں بن چکے ہیں۔

پاکستان میں بلوچستان کے مقام پر تھوڑا سا لوہا ملا ہے۔ جو بہت گھٹیا درجے کا ہے۔

## لوئی پاسچر (LOUIS PASTEUR)

حیاتیات کا فاضل، عالم کیمیا اور عالم جرثومیات جس نے ثابت کیا کہ بہت سی بیماریاں از خود نہیں بلکہ جراثیم کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

۱۸۲۲ء میں مشرقی فرانس کے ایک گاؤں "ڈولے" میں پیدا ہوا۔ سائنس میں بی۔ اے کرنے کے بعد سٹراس برگ یونیورسٹی کے کیمسٹری ڈیپارٹمنٹ کا صدر مقرر ہوا۔

پاسچر پر دوران تحقیقات یہ حقیقت واضح ہوئی

کہ خمیر جراثیم کی وجہ سے اٹھتا ہے۔ دودھ اور شراب میں بھی جراثیم ہی کی وجہ سے ترشی پیدا ہوتی ہے۔ اس نے مزید یہ دریافت کرنے کی کوشش کی کہ آیا اس ترشی کو روکا جا سکتا ہے یا نہیں۔ چنانچہ تجربات کی روشنی میں اس نے دریافت کر لیا کہ سیال چیزوں کو تیز گرم کر دینے سے مضر جراثیم ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اور پھر بعد میں اس چیز کے خراب ہونے، سڑ جانے یا خمیر اٹھنے کا امکان نہیں رہتا۔ آج کل اسی اصول کے تحت بالخصوص دودھ کو محفوظ کیا جاتا ہے اور یہ طریقہ پاسچر کے نام پر "پاسچرائزیشن" (PASREURIATION) کہلاتا ہے۔

پاسچر نے چڑیوں، جانوروں اور حیوانوں میں متعدی امراض پھیلانے والے جراثیم کا بھی مطالعہ کیا اور معلوم کیا کہ مویشیوں کا تھالی بخار اور مرغیوں کی بیماری۔ چکن کولرا دونوں دو مختلف جراثیم کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ چکن کولرا کے جراثیم کو علیحدہ کرنے کے بعد اس نے کچھ کمزور جراثیم تندرست مرغیوں کے جسم میں منتقل کیے۔ جن کے اثر سے انہیں عارضی طور پر یہ بیماری ہو گئی۔ بعد میں ان ہی مرغیوں کے جسم میں اس بیماری کے طاقتور جراثیم داخل کیے گئے۔ اس مرتبہ انہیں قطعی وہ بیماری نہ ہوئی شروع کے کمزور جراثیم نے انہیں اس بیماری سے محفوظ کر دیا تھا۔ مذکورہ بالا تجربوں کی بناء پر پاسچر نے بیماری کی روک تھام کا ایک طریقہ ایجاد کیا۔ کمزور جراثیم کا ٹیکہ لگانے سے مرغیاں چکن کولرا سے محفوظ ہو گئیں اور بیماری کے جراثیم ہی اس کا علاج بن گئے۔

اس کے بعد پاسچر نے جنون، سگ گزیدگی (کتا کاٹے کا مرض) (Rabies) کی طرف اپنی توجہ منعطف کی۔ یہ مرض انسان میں پاگل کتے کے کاٹنے سے پیدا ہوتا ہے۔

اس ضمن میں بھی پاسچر نے ایک ٹیکہ ایجاد کیا۔ پہلے اس نے جانوروں کا علاج کیا بعد میں یہی طریقہ انسانوں پر بھی استعمال کیا گیا۔

پاسچر کی تحقیقات اور خدمات کو اتنا سراہا گیا کہ پیرس میں پاسچر انسٹی ٹیوٹ قائم کیا گیا۔ جہاں مختلف امراض کے جراثیم اور ٹیکے لگانے کے طریقوں کے متعلق چھان بین ہونے لگی۔

یہاں پاسچر نے ۱۸۸۸ء سے کام کرنا شروع کیا آج بھی اس ادارہ میں ہیضہ میعادی بخار اور دوسری بیماریوں کے ٹیکے تیار کئے جاتے ہیں۔ ۱۸۹۵ء میں انتقال کیا۔

**لیاقت علی خاں۔** پاکستان کے پہلے وزیر اعظم یکم اکتوبر ۱۸۹۵ء کو کرنال کے ایک متمول گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ خان رکن الدولہ شمشیر جنگ نواب رستم علی خاں مرحوم کے دوسرے صاحبزادے تھے مورث اعلیٰ تقریباً پانچ سو برس پہلے ایران سے ہجرت کر کے ہندوستان آئے تھے۔ نواب رستم علی خاں کی جاگیر کا کچھ حصہ یو پی میں تھا اور نواب صاحب اکثر وہیں رہتے تھے۔ اس لئے لیاقت علی خان نے بھی اپنا بچپن یو پی ہی میں گزارا ۱۹۱۸ء میں بی۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۱۹ء میں انگلستان گئے ۱۹۲۱ء میں قانون کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۲۳ء تک انگلستان ہی میں مقیم رہے۔ آپ نے قیام انگلستان کے دوران میں سیاسی سرگرمی سے حصہ لینا شروع کیا۔ اور ہندوستان سوسائٹی کے خزانچی بن گئے۔ انگلستان سے واپسی کے بعد یو پی میں رہائش اختیار کی۔ ۱۹۳۶ء میں یو پی اسمبلی کے انتخابات میں حصہ لیا اور اسمبلی کے رکن منتخب ہو گئے۔ چودہ سال تک اسمبلی کے رکن رہے اور چھ سال تک نائب صدر۔

ان دنوں آپ یو پی ایس ڈیموکریٹک پارٹی کے رہنما تھے۔ اور مرکزی اسمبلی میں قائد اعظم اسی پارٹی کے لیڈر تھے۔

۱۹۳۶ء میں خان لیاقت علی خان کُل ہند مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے اور یہ عہدہ سنبھالنے کے بعد آپ نے اعلیٰ صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا۔

۱۹۴۰ء میں آپ مرکزی اسمبلی کے رکن بنے۔ اور مسلم لیگ اسمبلی پارٹی کے لیڈر منتخب ہوئے۔ قیام پاکستان تک اسمبلی کے ممبر رہے ۱۹۴۶ء میں مسلم لیگ ہندوستان کی عارضی حکومت میں شریک ہوئی۔ تو خان لیاقت علی خان اس کابینہ میں مسلم لیگ کے راہنما کی حیثیت سے شامل کئے گئے۔ اور وزارت خزانہ کا قلمدان آپ کے سپرد ہوا۔ تقسیم ہند کے بعد آپ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کے پہلے وزیر اعظم مقرر ہوئے۔ اور چار سال بعد ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۱ء کو سید اکبر نامی ایک شخص نے راولپنڈی کے بھرے جلسہ میں آپ کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ زندگی میں قائدِ ملت کہلاتے تھے۔ وفات کے بعد شہیدِ ملت کہلائے۔ آپ کا قتل ابھی تک معمہ بنا ہوا ہے۔

## لیبارٹری (دیکھو دارالتجربہ)

## لیبر پارٹی (Labour Party)

برطانوی مزدور اور سوشلسٹ پارٹی۔ ۱۹۰۰ء میں اس کا قیام ایک کانفرنس میں عمل میں آیا۔ جو ٹریڈ یونینوں، آزاد لیبر پارٹی اور فیبین (Fabian Society) کی نمائندہ مجلس تھی۔ اس کا اصل نام "مزدوروں کی نمائندہ کمیٹی" تھا۔ اور اس کی غرض مزدوروں کے ارکان کا پارلیمنٹ میں لانا تھا۔ ۱۹۰۶ء کے انتخابات میں ۴۰ ممبر پارلیمنٹ منتخب ہوئے۔ اور ۱۹۱۰ء میں یہ تعداد ۴۲ تک بڑھ گئی۔ جنگِ عظیم کے دوران میں ان کی اکثریت جنگ کی حامی تھی۔ گو اقلیت نے امن جوئی کی پالیسی کی حمایت کی۔ ۱۹۱۸ء میں اس پارٹی نے پہلے پہل سوشلسٹ پروگرام اختیار کیا اور مقامی شاخیں قائم کیں۔ جن میں مزدور شامل کئے گئے۔ چنانچہ ۱۹۱۸ء میں پارلیمنٹ کے ممبروں کی تعداد ۷۰ تک پہنچ گئی۔ اور ۱۹۲۲ء میں ۱۴۲ ممبر ہو گئی۔ اس پر یہ پارٹی سرکاری طور پر حزبِ مخالف بن گئی۔ ۱۹۲۴ء میں اقلیت کی گورنمنٹ ریمزے میکڈانلڈ کی قیادت میں بنائی گئی۔ اور لیبر پارٹی کی حمایت اس کے شامل حال رہی لیکن اس کی مدت محض چند ماہ تھی۔ اس کے بعد انتخابات میں لیبر پارٹی نے دس لاکھ سے زیادہ ووٹ حاصل کئے لیکن پارلیمنٹ میں اس نے ۴۰ نشستیں کھو دیں۔

۱۹۲۹ء میں لیبر پارٹی ایوان میں سب سے بڑی پارٹی بن گئی۔ اس کی ۲۹۰ نشستیں تھیں چنانچہ ایک اور اقلیتی حکومت قائم ہوئی اس گورنمنٹ نے قدامت پسندانہ پالیسی اختیار کی۔ اور بے روزگاری کے مسئلے کو حل کرنے میں بالکل ناکام رہی۔ مالی نزاکت کے پیش نظر ۱۹۳۱ء میں میکڈانلڈ اور دوسرے زعما نے پارٹی کو ترک کر دیا۔ اور ایک مخلوط وزارت قائم کی گئی۔ گو نئے انتخابات میں پارٹی کو سات لاکھ سے زیادہ ووٹ ملے مگر اس نے صرف ۴۶ نشستیں حاصل کیں ۱۹۳۵ء کے انتخابات میں پارٹی کی طاقت ۱۵۴ تک ہو گئی ۱۹۳۶ء اور ۱۹۳۹ء کے درمیانی سالوں میں خارجی پالیسی پر داخلی کشمکش زوروں پر رہی اور پارٹی کی سپین کے معاملات میں عدم مداخلت کی پالیسی پر بڑی سخت نکتہ چینی کی گئی۔ اور سر سٹیفورڈ کرپس اور اے بیوان اور دوسرے لیڈر جو چیمبرلین گورنمنٹ کی مخالفت کے پارٹی سے خارج کر دیئے گئے۔ لیبر پارٹی نے ۱۹۴۰ء میں قائم شدہ چرچل کی مخلوط گورنمنٹ کی حمایت کی جس میں اس کے اکثر ارکان عہدہ دار تھے۔ ۱۹۴۵ء میں جرمنی کی شکست کے بعد لیبر پارٹی حکومت سے الگ ہو گئی اور عمومی انتخابات میں آزاد پارٹی کی حیثیت سے حصہ لیا چنانچہ اسے ۱۱۹۹۲۲۹۲ ووٹ حاصل ہوئے اور ۳۹۲ نشستیں ملیں اور اکثریتی گورنمنٹ کی حیثیت سے پہلی دفعہ سی آر اٹیلی کی قیادت میں حکومت بنائی۔

دورانِ حکومت لیبر وزارت نے فلاحی مملکت کی پالیسی کو مسلسل اختیار کئے رکھا۔ بالخصوص ضروری ملازمتوں اور صنعتوں کو قومی بنانے ہیں۔ اکتوبر ۱۹۵۱ء میں انتخابات ہوئے تو اس پارٹی کے صرف ۲۹۵ ممبر منتخب ہوئے اس کے بعد سے اس پارٹی نے حزبِ مخالف کی صورت اختیار کر لی ہے۔

## لیبر کمشنر رجسٹرار (Labour Commissioner)

ملک کے کارخانہ داروں اور ان کے مزدوروں کے درمیان ہر قسم کے تنازعات طے کرانے والے محکمہ کا افسر اعلیٰ ہوتا ہے۔

مرکز کی طرف سے مزدوروں کے لئے پاس شدہ قوانین

کا کارخانوں میں نافذ کرانا، اور مزدوروں سے متعلقہ جملہ امور کی نگرانی کرنا اور ان کی فلاح و بہبودی کے ذرائع اختیار کرنا اسی کے فرائض میں داخل ہے۔

**لیبریڈار۔** (Labrador) شمال مشرقی کناڈا کا حصہ جس کی شکل جزیرہ نما کی سی ہے۔ یہاں زیادہ تر اسکیمو لوگ آباد ہیں۔ رقبہ ایک لاکھ دس ہزار مربع میل اور آبادی ۱۹۴۶ء کی مردم شماری کے مطابق ۵۵۲۵ نفوس پر مشتمل ہے۔ بیٹل ہاربر (Battle Harbour) (آبادی تقریباً ۵۰۰ نفوس) دارالحکومت ہے۔

**لیبنز۔** (Leibniz) (۱۶۴۶ء - ۱۷۱۶ء) جرمن فلسفی اور حساب دان۔ اس کی ہمہ صفت دماغی قابلیت عنفوان شباب میں ہی ظاہر ہو گئی۔ جس کے باعث بیس برس کی عمر میں اسے ایک جرمنی یونیورسٹی میں پروفیسری کی پیشکش ہوئی۔ ایک دفعہ اس کا شہرہ سننے پر اس کو شاہ فرانس نے پیرس آنے کی بھی دعوت دی۔ لیبنز نے ایک مشین بھی ایجاد کی جو اعداد و شمار کو جمع کرتی تھی۔

**لیبیا۔** (Libya) یہ نام یونانی جغرافیہ دانوں کا عطا کردہ ہے اور اس سے وہ علاقہ مراد ہے جو مصر کے مغرب میں شمالی افریقہ کے ساحل پر مشتمل ہے۔ سیاسی حیثیت سے ۱۹۴۵ء تک اس سے اطالیہ کی ایک نوآبادی مراد تھی۔ اس کا رقبہ ۶۷۵۰۰۰ مربع میل اور آبادی ۱۱۵۰۰۰۰ نفوس ہے۔ جن میں سے ۵ لاکھ عرب، ۳ لاکھ حبشی اور ۵۰ ہزار یورپین ہیں۔ موخر الذکر میں زیادہ تر اطالوی نسل لوگ ہیں۔ لیبیا کے اہم ترین شہر بن غازی اور طرابلس (ٹریپولی) ہیں۔ بیشتر علاقہ ریگستانی ہے۔ اور صرف ۱۰ ہزار مربع میل اراضی جو ساحل سمندر کے قریب واقع ہے زرخیز ہے۔ اس کے عرب باشندے زیادہ تر خانہ بدوش ہیں۔

عہد قدیم میں لیبیا بہت اہمیت کا مالک تھا۔ سولہویں صدی عیسوی میں اس پر ترکوں کا تسلط قائم ہوا۔ ۱۷۱۱ء میں اس پر ایک "قرہ مانلی" خاندان کا قبضہ ہو گیا۔ جو یہاں الجیریا سے آ کر آباد ہوا تھا۔ ۱۸۳۵ء میں لیبیا پر پھر ترکی کا غلبہ ہو گیا۔ انیسویں صدی کے وسط میں یہاں ایک گمنام نووارد نے جو خود کو سید کے لقب سے موسوم کرتا تھا اقتدار حاصل کیا۔ کچھ عرصہ بعد اس کا خاندان جو "سینوسی" کہلایا مشرقی لیبیا یعنی سائرینیکا (Cyrenaica) پر مستولی ہو گیا اسے مغربی حصہ ملک یعنی طرابلس (Tripolitania) میں صرف پاؤں رکھنے کی جگہ مل سکی۔ ۱۹۱۱ء میں لیبیا کو اطالویوں نے فتح کیا۔ سینوسی خاندان کو اطالویوں کی حکمرانی منظور نہ تھی۔ لہٰذا پہلی جنگ عظیم میں انہوں نے اطالویوں کے خلاف حصہ لیا۔ ۱۹۲۰ء میں اطالیہ نے لیبیا کو تھوڑا بہت خود مختار بنایا۔ شیخ سینوسی کو سائرینیکا (Cyrenaica) کا امیر تسلیم کیا۔ ۱۹۲۲ء میں اسے طرابلس و سائرینیکا کا حکمران بننے کی بھی دعوت دی گئی۔ ۱۹۲۱ء سے ۱۹۲۳ء تک سائرینیکا کی ایک پارلیمان بن غازی کے مقام پر برسر عمل رہی۔ مگر جب اطالیہ میں فسطائیت برسر اقتدار آئی تو اس نے سابقہ پالیسی بدل کر سینوسیوں پر جبر شروع کیا۔ اور اطالوی آبادکاروں کو یہاں لا کر بسانے کی حکمت عملی اختیار کی۔ اس پر سینوسی کے خاندان اور اس کے پیرووں نے اطالوی حکمرانوں کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ اور ۱۹۲۳ء سے ۱۹۳۱ء تک فریقین آپس میں متصادم رہے۔ دوسری جنگ عظیم میں سینوسیوں نے اتحادیوں کی امداد کی جس کے صلہ میں یکم جنوری ۱۹۵۲ء کو لیبیا کی آزادی کا اعلان ہوا۔

**لیپزگ۔** (Leipzig) جرمنی کا شہر سیکسنی کے مغرب میں اور ڈرسڈن سے ۷۰ میل شمال مغرب میں ہے۔ برلن سے ۹۰ میل جنوب مغرب کو واقع ہے اور روس کے مقبوضہ علاقے میں ہے۔ ایک زرخیز میدان میں واقع ہے۔ جے۔ ایس باخ اور مینڈل سان، نامور موسیقاروں کی وجہ سے بہت مشہور رہا ہے۔ لیپزگ کی یونیورسٹی ۱۴۰۹ء میں قائم ہوئی۔ یہ شہر "جرمن بک ٹریڈ" کا مرکز ہے۔ لیپزگ کے میلے ٹھیلے اس کے گوناگوں صنعتی فروغ کا باعث بنے ہیں۔ مصنوعات میں پوستین، چمڑے کی اشیاء، کپڑا، گلاس (شیشہ) وغیرہ شامل ہیں۔ لیپزگ میں نپولین اعظم کو ۱۸۱۳ء میں شکست ہوئی۔ آبادی ساڑھے چھ لاکھ کے قریب ہے۔

**لیپ کا سال۔** (Leap Year) ۳۶۶ دن کا سال۔ ہر چوتھا سال لیپ کا سال ہوتا ہے۔ جو ۴ کے ہندسے پر پورا تقسیم ہو جاتا ہے۔ عام کیلنڈری سال اور حساب کے مطابق موسمی سال میں کچھ فرق ہوتا ہے

پہلے میں ۳۶۵ دن ہوتے ہیں۔ اور دوسرے میں ۳۶۵ ۲۴ہم ۲ر دن ہوتے ہیں۔ سو اس فرق کو پورا کرنے کے لئے لیپ کا سال ۳۶۶ دن کا شمار ہوتا ہے۔ ۳۶۶ دنوں میں فالتو دن ۲۹ فروری ہوتا ہے۔ صدی کا آخری سال لیپ کا سال نہیں ہوتا۔ تاوقتیکہ وہ ۴۰۰ کے عدد پر پورا تقسیم نہ ہو جائے۔ مثلاً ۱۹۰۰ لیپ کا سال نہیں تھا اور ۲۰۰۰ لیپ کا سال ہو گا۔

**لیپ لینڈ۔** (Lapland) یورپ کے انتہائی شمال میں وہ قطعۂ اراضی جسے روس، فن لینڈ، سویڈن اور ناروے کے بعض علاقوں سے ترکیب دیا جاتا ہے۔ لیپ لینڈ ایک جغرافیائی اصطلاح ہے جسے سیاسی وجود حاصل نہیں۔ اس کے شب و روز عجیب کیفیت کے حامل ہیں کیونکہ تین ماہ گرمیوں میں یہاں ۲۴ گھنٹے کا دن ہوتا ہے۔ اور سردیوں کے تین مہینوں میں یہاں دن رات دھند لکا چھایا رہتا ہے۔ آب و ہوا سخت سرد ہے اس کے باشندے نسلاً اہل فن لینڈ سے ملتے جلتے ہیں۔ یہ لوگ پست قامت، چھوٹی چھوٹی آنکھوں والے اور موٹے موٹے ہونٹوں والے انسان ہیں۔ لیپ لینڈ کے باشندے عیسائیت پر ایمان رکھتے ہیں۔ مگر اصل میں وہ قدیمی توہمات میں ابھی تک مبتلا ہیں۔

**لیتھ۔** (Lethe) یونانی علم الاصنام میں داخلی یا زیرین دنیا کا دریا۔ جس کا پانی پینے پر ماضی کے تمام واقعات بھول جاتے ہیں۔ اور گذشتہ دور کی یاد نسیاً منسیا ہو جاتی ہے۔

**لیٹویا۔** (Latvia) بحیرہ بالٹک کے ساحل پر واقع ایک ملک جس پر آج کل روس کا تسلط ہے۔ اس کا دارالحکومت ریگا (Riga) ہے۔ ۱۹۱۸ء تک یہ روس کا ایک حصہ تھا۔ مگر پہلی جنگ عظیم کے بعد ایک خود مختار جمہوریہ بن گیا۔ ستمبر اور اکتوبر ۱۹۳۹ء میں روس کی اشتمالی حکومت نے حملہ کر کے اس پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔

**لیڈن** (Leyden or Leiden) ہالینڈ کا ایک شہر جو اپنی یونیورسٹی کے لئے مشہور و معروف ہے۔ یہ یونیورسٹی ۱۵۷۵ء میں قائم ہوئی۔ پرانے دریائے رائن

پر واقع ہے۔ اور اس کے دہانے سے چھ میل کے فاصلے پر ہے۔ ایمسٹرڈم وغیرہ شہروں کے ساتھ نہر کے ذریعہ سے منسلک ہے۔ لنن اور اونی اشیاء اس کی مصنوعات ہوتے ہیں۔ اس شہر میں بہت سی نفیس عمارات ہیں۔ آبادی ایک لاکھ کے قریب ہے۔

**لیلۃ الحریر۔** لیلۃ رات۔ حریر یعنی ریشم یا ریشمی کپڑا۔ مجازاً متبرک رات جس میں انسان کی عبادات اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

**لیلۃ القدر۔** قدر و منزلت کی رات۔ لیلۃ القدر کا ذکر قرآن پاک میں بھی ہے۔ "اِنَّا اَنزَلنٰهُ فِی لَیلَةِ القَدرِ" (ہم نے قرآن پاک کو لیلۃ القدر میں اتارا یا اتارنا شروع کیا) جمہور ائمہ کی رائے میں لیلۃ القدر رمضان المبارک کی ایک رات ہے جس کے تعین میں اختلاف ہے۔ عام طور پر ستائیسویں رات خیال کی جاتی ہے

**لیمپ۔** (Lamp) لیمپ خواہ وہ کسی طرح کا ہو۔ ایک ایسی چیز ہے جس میں ایندھن (تیل وغیرہ) حفاظت سے جل کر باقاعدہ روشنی پیدا کرتا ہے۔ تیل کا لیمپ سب سے پرانا ہے اس میں تیل بتی کے ذریعے شعری جذب (Capillary Action) کی وجہ سے اوپر چڑھتا ہے اور زردی مائل شعلہ بن کر جلتا ہے لیکن گیس کا ہنڈا (Oil Incandescent Lamp) متذکرہ بالا طریقہ میں تھوڑی سی جدت پیدا کر کے بنایا گیا ہے۔ اس میں پمپ کے ذریعہ ہوا کا دباؤ ڈال کر تیل کو بخارات میں تبدیل کیا جاتا ہے اور اسے ہوا سے مخلوط کر کے لیمپ کی جالی پر جلایا جاتا ہے۔ جلتے وقت جالی پر آگ کا اثر نہیں ہوتا۔ اور سفید رنگ کی تیز روشنی پیدا ہوتی ہے

گیس لیمپ کول گیس کی وجہ سے جلتا ہے۔ یہ گیس جب نلکی سے باہر نکلتی ہے تو ہوا سے مل کر جلنے لگتی ہے۔ اگر گیس اور ہوا مناسب مقدار میں مخلوط ہوں گی تو فوراً سفید رنگ کی گرم روشنی پیدا ہو جائے گی۔

بجلی کی روشنی نے عرصے سے ہمیں بجلی کے بلب سے شناسا کر دیا ہے۔ جس میں ایک تار کے گرم ہو کر سفید ہو جانے سے چمکدار روشنی پیدا ہوتی ہے یہ تار ٹنگسٹن کا ہوتا ہے۔ بلب کے اندر برقی رو کے گزرنے سے یہ تار

مزاحمت (Resistance) پیدا کرتا ہے جس کے نتیجے میں یہ گرم ہو کر سفید ہو جاتا ہے چونکہ اسے پگھلنے کے لئے بہت زیادہ درجہ حرارت درکار ہے اس لئے خراب نہیں ہوتا اور بہت دیر پا ہوتا ہے۔ بلب میں سے ہوا خارج کر دی جاتی ہے۔ اور کوئی ایسی گیس کم دباؤ کے ساتھ بھر دی جاتی ہے جو کیمیاوی مرکبات بنانے کی اہلیت نہیں رکھتی۔ ایسا کرنے سے "ٹنگسٹن" کا تار جلنے نہیں پاتا۔

بجلی کا ایک اور لیمپ ہوتا ہے جسے آرک لیمپ کہتے ہیں۔ اس میں کاربن کے دو برقی مورچوں کے درمیان برقی رو کے گزرنے سے کاربن گرم ہو کر سفید ہو جاتا ہے اور تیز روشنی پیدا ہو جاتی ہے۔ آرک لیمپ سینما کی مشینوں میں، سرچ لائٹ میں اور تھیٹر کے سٹیج پر روشنی ڈالنے کے لئے مستعمل ہوتے ہیں۔ چونکہ کاربن رفتہ رفتہ جلتا رہتا ہے اس لئے برقی مورچوں کو دھکا دے کر قریب لانا پڑتا ہے یا کوئی ایسا آلہ لگا رہتا ہے۔ جس سے برقی مورچے از خود حسب ضرورت ایک دوسرے کے پاس آتے رہتے ہیں۔

آرک لیمپ کی ایک اور قسم ہے جو اب بہت زیادہ پسند کی جا رہی ہے۔ اسے فلورسینٹ لیمپ (Florescent Lamp) کہا جاتا ہے۔ اس لیمپ میں ایک لمبی نلکی ہوتی ہے۔ جس کی اندر کی دیواروں میں ایک مسالا چڑھا رہتا ہے۔ نالی میں ایک گیس بھری ہوتی ہے۔ جب اس گیس میں سے برقی رو گزرتی ہے تو یہ گیس مسالے کو تیزی سے چمکا دیتی ہے۔ شروع شروع میں فلورسینٹ لیمپ آرائش و زیبائش اور نمائشی ضروریات کے لئے استعمال ہوتے تھے لیکن اب انہیں گھروں کی روشنی کے لئے بھی پسند کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ان میں قلیل اور کمتر برقی قوت سے زیادہ روشنی پیدا ہوتی ہے (نیز دیکھو چراغ)

**لیمور۔** (Lemur) لیمور افریقہ کا ایک جانور ہے۔ جو گیدڑ سے مشابہ ہے یہ بہت پھرتیلا جانور ہے اور دماغی طور پر دوسرے سب جانوروں سے زیادہ ذہین ہوتا ہے یہ جانور کیڑے مکوڑے کھاتا ہے۔ اس کی حرکات

دسکنات انسان سے ملتی جلتی ہیں۔ مڈغاسکر میں کثرت سے ہوتا ہے۔ بعض لوگ اسے پالتے بھی ہیں۔

**لینن۔** (Vladimir Ilyich Lenin) انقلاب روس کا بانی ۲۲۔ اپریل ۱۸۷۰ء کو سمبرسک (Simirsk) کے مقام پر (جو اب الیانووسک کہلاتا ہے) پیدا ہوا۔ اس کا باپ مدرس تھا۔ لینن قازان یونیورسٹی کے مکتب قانون میں داخل ہوا۔ ابھی پہلی ہی جماعت میں تھا کہ طلباء کی کسی تحریک میں حصہ لینے کی وجہ سے سائبیریا جلاوطن کر دیا گیا۔ ۱۸۸۹ء میں جلا وطنی ختم ہوئی۔ اور وہ واپس آ گیا۔ اس نے کارل مارکس کی کتابیں بڑے غور سے پڑھیں، اور آزاد خیال سوشل ڈیموکریٹک جماعت (Social Democratic Party) کا لیڈر بن گیا۔ ۱۸۹۰ء میں تین سال تک سمارا میں وکالت کرتا رہا۔ اور اس کے بعد سینٹ پیٹرزبرگ (St. Petersberg) جا کر پروپیگنڈا کے کام میں مصروف ہو گیا۔

دسمبر ۱۸۹۵ء سے لے کر ۱۹۰۰ء کے اوائل تک اسے پھر قید اور جلاوطنی کی مصیبتیں اٹھانی پڑیں۔ اس زمانہ میں اس نے ایک کتاب لکھی جس کا نام تھا "روس میں سرمایہ داری کا ارتقا" اس کے بعد وہ سوئٹزرلینڈ جا کر ایک انقلابی اخبار کا ایڈیٹر بن گیا۔ ۱۹۰۵ء میں جب روس اور جاپان میں جنگ ہوئی۔ تو ماسکو میں بغاوت ہو گئی مگر کامیاب نہ ہوئی۔ لینن اور اس کے بہت سے ساتھی پکڑ دھکڑ کے خوف سے ملک چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس تجربے کے بعد لینن نے تین اصول تجویز کئے جن پر عمل کرنے سے انقلاب رونما ہو گیا۔ اصول یہ تھے۔ اول:۔ عوام عارضی طور پر سیاسی آزادی پر قبضہ کر لیں۔ دوم:۔ مزدوروں، سپاہیوں اور کسانوں کی جماعتوں میں انقلابی قوت پیدا کی جائے۔ سوم:۔ عوام پر ظلم کرنے والوں کے خلاف قوت اور تشدد استعمال کیا جائے۔

لینن ۱۹۱۷ء تک انہیں اصولوں پر کام کرتا رہا۔ روس کے باہر رہ کر اس نے ایک بین الاقوامی کیمونسٹ پارٹی قائم کی۔ یہاں تک کہ فروری ۱۹۱۷ء میں

بغاوت کے شعلے بند ہو گئے اور لینن پیٹرو گراڈ (پیٹرس برگ) واپس آگیا۔ کیرنسکی کی حکومت کے زمانے میں لینن کو اپنا کام خفیہ رہ کر انجام دینا پڑا۔ لیکن پھر بھی اس کا نتیجہ شاندار نکلا۔ بولشویکوں کو جلد ہی اقتدار حاصل ہو گیا۔ لینن نمائندگان عوام کی سوویٹ کا صدر مقرر ہوا۔ پرولتاری طبقے کی آمریت قائم ہو گئی۔ اور نئی حکومت ماسکو میں منتقل کر دی گئی۔

۱۹۱۸ء میں لینن کو ایک سیاسی مخالف نے زخمی کر دیا۔ لیکن وہ بچ گیا۔ اس وقت سوویت کی نئی سلطنت کو بہت سی مشکلات درپیش تھیں۔ انقلاب کے مخالفین سخت فساد برپا کر رہے تھے۔ اور دوسری سلطنتیں سیاسی طور پر سوویٹ کی حکومت کو تسلیم نہ کرتی تھیں۔ لیکن لینن نے ان تمام رکاوٹوں پر قابو پا لیا۔ ۱۹۲۱ء میں وہ بیمار ہوا۔ ۲۱ جنوری ۱۹۲۴ء کو وفات پائی۔ اور اس کی میّت کریملن میں محفوظ کر دی گئی۔

## لینن گراڈ۔ (Leningrad)

روس کا ایک اہم شہر جو خلیج فن لینڈ پر دریائے نیوا کے دہانہ پر واقع ہے۔ دراصل اس شہر کا نام پیٹرس برگ (Petersburg) یا پیٹرز برگ تھا۔ کیونکہ اس کا سنگ بنیاد ۱۷۰۳ء کو بادشاہ پیٹرس اعظم نے رکھا تھا۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران میں اس کا نام تبدیل کر کے پیٹرو گراڈ رکھ دیا گیا۔ اور جب روس میں اشتمالیت کے قدم مضبوط ہو گئے۔ تو اس کی حکومت نے اس کا نام تبدیل کر کے لینن کے نام پر لینن گراڈ رکھ دیا۔ ۱۹۱۸ء تک یہ شہر روس کا دارالحکومت رہا۔

## لینوٹائپ۔ (Linotype)

پرنٹنگ کی اصطلاح ہے۔ ایک قسم کی کمپوزنگ مشین جو امریکہ میں ایجاد ہوئی۔ یہ مشین مواد کو ٹھوس لائنوں میں مرتب کیا کرتی ہے جنہیں سلگ (Slugs) کہتے ہیں۔ اور بالعموم اخبارات کے کام میں استعمال ہوتی ہے۔

## لیوڈنڈارف (Ludendorff)

(دیکھو لوڈنڈارف)

## لیور۔ (Lever)

ایک ثبت اور ٹھوس ڈھانچہ جو ایک مقررہ نقطہ محوری یعنی فلکرم (Fulcrum) کے گرداگرد گھومتا رہتا ہے۔ اس کے ذریعے سے کسی مخالف اور متصادم طاقت موسومہ "وزن" کے مقابلے پر کسی طاقت کی بدولت میکانکی حرکت یا دباؤ کو عمل میں لایا جاتا ہے۔ لیور پہلے، دوسرے یا تیسرے درجے کے ہوتے ہیں۔ جس طرح پر کہ فلکرم کی پوزیشن وزن اور طاقت کے لحاظ سے ہو یعنی اس لحاظ سے کہ آیا فلکرم، وزن اور طاقت کے درمیان ہے۔ مثلاً کروبار (Crowbar) یا جہاں وزن درمیان میں ہے مثلاً نٹ کریکر Nut-cracker میں یا جہاں طاقت درمیان میں ہو۔ مثلاً کسی دانت نکالنے کے آلہ میں) لیور کے اصول کا انکشاف، ارشمیدس نے کیا تھا

## لیوس بندوق۔ (Lewis Gun)

ایک بندوق جسے ۱۹۱۳ء میں امریکہ کے ایک شخص کرنل اسحاق لیوس (Colonel Issac Lewis) نے ایجاد کیا۔ اور انگلینڈ میں اول اول ۱۹۱۵ء میں بنائی گئی۔ اتحادیوں نے اس کا استعمال پہلی عالمی جنگ کے دوران بہت بڑے پیمانے پر کیا۔

## لیونارڈو (Leonardo Ꮨ Vinci)

۱۴۵۲ء۔ ۱۵۱۹ء اطالیہ کا شہرۂ آفاق مصور جو ہر فن مولا تھا۔ مصوری میں کمال پیدا کرنے کے علاوہ اس نے سنگ تراشی، موسیقی، انشاپردازی، انجینئرنگ، فن تعمیر اور سائنسی تحقیقات میں بھی نام پیدا کیا، یہاں تک کہ ہوائی جہاز بنانے کی کوشش بھی کی۔

لیونارڈو ایک دولت مند معزز آدمی کا بیٹا تھا۔ اٹلی کے مشہور شہر فلارنس (Florence) کے پاس ونچی کے مقام پر پیدا ہوا۔ اس زمانے میں فلارنس یورپ میں علم و فضل کا مرکز تھا۔ چنانچہ لیونارڈو کے باپ نے اس کو بہترین تعلیم دلائی۔ ۱۴۸۳ء کے قریب وہ میلان چلا گیا۔ اور ڈیوک سفورزا کے دربار سے وابستہ ہو گیا۔ ۱۴۹۷ء میں سانتا میریا کی خانقاہ کی دیوار پر لیونارڈو نے "آخری کھانے" (عشائے ربانی) کی تصویر کھینچی چونکہ دیوار میں نم تھا۔ اور تصویروں میں رنگ بھی اچھے نہ لگائے گئے

بقے مالس نے تصویریں بہت جلد بگڑنے لگیں۔ لیکن اُن کی مرمت اور درستی ہوتی رہی۔ چنانچہ صدیوں کے بعد بھی لیونارڈو کے فن کا یہ شاہکار آج تک موجود ہے۔

سنہ ۱۵۰۲ء میں لیونارڈو نے سیزر بورجیا کی ملازمت کر لی۔ اور انجینیر اور ماہرِ تعمیر کی حیثیت سے اٹلی کے اکثر حصّوں کا دورہ کرنے لگا۔ فلارنس واپس آنے کے بعد اس نے اپنی بلکہ تاریخ کی مشہور ترین تصویر "مونالزا" پر چار سال صرف کئے۔ اور اس کے بعد بھی یہی کہتا رہا۔ کہ ابھی یہ تصویر مکمل نہیں ہوئی۔ سنہ ۱۵۰۶ء میں وہ فرانس





کے بادشاہ لوئی دوازدہم کا درباری مصوّر مقرر ہوا۔ اس نے اپنی زندگی کے آخری سال وہیں بسر کئے۔

آج لیونارڈو کی تصویروں میں سے بہت کم موجود ہیں اُن میں پہاڑی دوشیزہ" "یوحنا بپتسمہ دینے والا" اور "سینٹ این" مشہور ہیں۔ اس کی تصویر "مونالزا" سنہ ۱۹۱۱ء میں پیرس کے عجائب خانہ "لوور" سے غائب ہو گئی۔ اس پر دنیا بھر میں سنسنی پھیل گئی۔ دو سال بعد ایک اطالوی گرفتار ہوا جس سے تصویر برآمد ہو گئی اور آخر دوبارہ لا کر "لوور" میں رکھی گئی۔

# م

**ماجور۔** اجر، بمعنی صلہ، حقِ خدمت، معاوضہ وغیرہ سے اسم مفعول ہے، وہ شخص یا ذات جسے اجر دیا گیا ہو کسی شخص یا ذات سے کوئی خاص خدمت بجا لانے کی درخواست کیجائے تو ساتھ ہی التجا کی جاتی ہے کہ اس کام کے کرنے یا اس خدمت کے بجا لانے سے آپ عند اللہ ماجور ہوں گے باعفاہ دیگر اس کام یا اس خدمت کا اجر آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملیگا وغیرہ وغیرہ۔ اجرت کا لفظ بھی اسی مادہ سے ہے اجرت دینے والا اسم فاعل ہے "مستاجر بفتح ج" وہ اراضی یا جائداد جو اجرت یا معاوضہ پر لی جائے۔ مستاجر بکسرہ "ج" اجرت پر اراضی یا جائداد کو دینے والا شخص۔

**ماچس۔** (دیکھو دیا سلائی)

**مادہ۔** (Matter) علم طبیعات میں مادے سے مقصود کوئی ایسی چیز ہوتی ہے جس کا وزن ہو اور جو جگہ گھیرے تحفظِ مادہ کے اصول کی رو سے مادہ نہ تو تخلیق ہو سکتا ہے اور نہ وہ تلف ہو سکتا ہے عام حالات میں یہ اصول درست ثابت ہوا ہے تاہم موجودہ تحقیق سے یہ امر واضح ہو گیا ہے کہ مادہ طاقت میں تبدیل ہو سکتا ہے۔ مثلاً کسی قسم کا ایک گرام مادہ ۹ × ۱۰ "طاقت" پیدا کرتا ہے اور اس کے برعکس بھی یعنی "طاقت" کا مادے میں ہونا ممکنات سے ہے گویا مادہ اور طاقت کے اصول کو ان الفاظ میں پیش کر سکتے ہیں کہ کائنات میں "طاقت" کا مجموعہ باضافہ "مادہ" ایک مسلسل اور دائم شے ہوتی ہے۔

**مادہ تولید۔** Semen وہ رقیق مادہ جو مرد کے عضوِ تناسل سے خارج ہوتا ہے اور جس میں ہزاروں سیل (Cell) ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک عورت کے (Egg-cell) ساتھ مل کر استقرارِ حمل کا باعث بنتا ہے۔

**مادہ حیات** (Protoplasm) کسی مادہ (Cell) کا وہ حصہ جس میں زندگی ہوتی ہے۔ مادہ حیات میں کوئی اعضا نہیں ہوتے نہ ہی اس کی کوئی بناوٹ ہوتی ہے۔ تاہم یہ سانس لے سکتا ہے، خوراک حاصل کرتا ہے، فضلہ خارج کرتا ہے۔ بڑھتا ہے اور نسل پیدا کرتا ہے۔

**مارچ** (March) یورپین کیلنڈر کا تیسرا مہینہ جو روم کے دیوتا مارز (Mars) کے نام پر مارچ کہلایا ۱۷۵۲ء سے پہلے رومی کیلنڈر کا آغاز اسی مہینہ سے ہوا تھا مگر اب جنوری سے ہوتا ہے۔

**مارچوبہ** (Asparagus) ایک سبزی جو تمام سال رہتی ہے۔ پاکستان میں اس کو "مارچوبہ" کہتے ہیں۔ یہ سبزی باضم اور قبض کشا ہے اس کی پھلی پھلی کو پنیر سلاد کی طرح کھانے کے ساتھ کھاتے ہیں موسم سرما کے ماہ دسمبر اور جنوری کے سوا باقی تمام سال کاشت کی جا سکتی ہیں۔ اس کی دو قسمیں زیادہ مشہور ہیں ارغوانی اور سفید۔ ارغوانی زیادہ لذیذ ہوتی ہے۔

یہ پودا ایک دفعہ قائم ہو جائے تو پھر سال بسال پھولتا رہتا ہے اس کے پتے سلاد کی طرح کھائے جاتے ہیں۔ اور چھ سال تک برابر کاٹے جا سکتے ہیں۔ یہ چنبیری کا پودہ ہے اور اس کی چار چنبیری ایک کنال کیلئے کافی ہوتی ہے۔ اس سبزی کو یورپین لوگ بہت پسند کرتے ہیں۔ مارکیٹ میں بہت کم آتی ہے۔ اکثر پرائیویٹ بنگلوں میں محض ذاتی ضرورت کے لئے کاشت کیجاتی ہے۔

**مارسیلز** (Marseilles) فرانس کی اہم بندرگاہ بحیرہ متوسطہ پر واقع ہے۔ مارسیلز کے قدیم محل وقوع کا خاصہ حصہ ۱۹۴۳ء میں جرمن قبضہ کے وقت تباہ ہو چکا تھا۔ ارد گرد پہاڑیاں ہیں اور چھوٹے چھوٹے جزیرے ہیں بڑی بڑی عمارتوں میں قدیم اور جدید گرجے اور نوٹرڈیم (Notre Dame) کی کلیسائی زیارت گاہ اور سینٹ وکٹر کا گرجا ہیں۔

ارسطو کی بنیاد ایشیائے کوچک کے جہاز رانوں

نے رکھی رومیوں کے عہد میں یہ ایک آزاد شہر تھا۔ متعدد حملوں کے نقصانات اٹھانے کے بعد مارسیلز دوبارہ آباد ہوا اور صدیوں تک ایک مختصر سی جمہوریہ بنا رہا۔ حتیٰ کہ ۱۴۸۱ء میں اسے فرانس کے ساتھ شامل کر لیا گیا۔ شہر کی موجودہ خوشحالی میں الجیریا کی تسخیر اور نہر سویز کے افتتاح سے بہت زیادہ اضافہ ہوا۔ یہاں بہت سی صنعتیں ہیں جن میں صابن، تیل اور مشینری وغیرہ شامل ہیں۔ آبادی دس لاکھ کے قریب ہے۔

**مارشل، جارج۔ (George Catlett Marshall) جارج کیٹ لیٹ** مارشل۔ مشہور امریکی مدبر اور ماہر حرب۔ ۱۸۸۰ء میں پنسلوینیا (Pennsylvania) میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۰۱ء میں کمیشن لیا اور پہلی جنگ عظیم میں فوجی خدمات انجام دیں۔ ۱۹۳۶ء میں جنرل کا عہدہ ملا اور چیف آف سٹاف مقرر ہوئے نومبر ۱۹۴۵ء میں مستعفی ہونے کے بعد چین میں سفیر بنائے گئے جہاں انہوں نے کومنتانگ کے لیڈروں اور کمیونسٹوں کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کی۔ ۱۹۴۷ء میں وزیر خارجہ مقرر ہوئے اور دو سال اسی عہدے پر فائز رہے۔ انہوں نے ماسکو اور لنڈن میں وزرائے خارجہ کی کانفرنس میں بھی شرکت کی اور اس مشہور امدادی منصوبہ کی تشکیل کی جو ان ہی کے نام پر "مارشل پلان" مشہور ہوا۔ ستمبر ۱۹۵۰ء سے ستمبر ۱۹۵۱ء تک امریکہ کے وزیر دفاع بھی رہے۔ (نیز دیکھو مارشل پلان)

**مارشل پلان۔ (Marshall Plan)** دوسری جنگ عظیم کے بعد جون ۱۹۴۷ء میں امریکہ کی حکومت نے مسٹر جارج مارشل کے ذریعہ جو اس وقت وزارت خارجہ کے عہدہ پر فائز تھے یہ اعلان کرایا کہ امریکہ یورپ کے ان ممالک کو اقتصادی امداد بہم پہنچانے کے لئے تیار ہے جنہیں جنگ کے باعث نقصان پہنچا ہے امریکی وزیر خارجہ مسٹر مارشل نے کہا "امریکہ ان ممالک کی اقتصادی حالت درست کر کے انہیں اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا چاہتا ہے مگر اس کے لئے ایک شرط ہے کہ ممالک متعلقہ امریکہ سے تعاون کا یقین دلائیں اور اسے اپنی ضروریات سے مطلع کریں" جس پروگرام کے تحت یورپین ممالک کو مذکورہ اقتصادی امداد کی پیش کش کی گئی تھی اسے اعلان کنندہ کے نام کی نسبت سے مارشل پلان کا نام دیا گیا۔

یہ اعلان سنتے ہی تمام مغربی ممالک نے اس شرط کو منظور کر لیا ماسوا روس اور اس کے حواری ممالک کے جنہوں نے اس منصوبہ کو امریکی خارجہ حکمت کا آلۂ کار قرار دے کر مذموم ٹھہرایا امریکہ اور امداد وصول کرنے کے خواہاں مغربی ممالک کا اس کے بعد جب پیرس میں اجلاس ہوا تو وہاں بھی روس نے اس منصوبہ پر نکتہ چینی کی اور کہا کہ امریکہ کو چاہئے کہ مختلف ممالک کو امداد انفرادی طور پر دے اور انہیں اس کا حق حاصل ہونا چاہئے کہ وہ جسطرح چاہیں اسے خرچ کریں اس واقعہ کا اظہار بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا کہ ۱۹۵۳ء میں امریکہ نے فرانس کے بجٹ پر کچھ نکتہ چینی کی تھی جس پر فرانس نے اسے گستاخی پر محمول سمجھا اور امریکہ سے زبردست احتجاج کیا جسے اپنی گلو خلاصی صرف اس میں نظر آئی کہ وہ معذرت کرے۔

روس اور اس کے حواریوں کے رویہ کے برعکس امریکہ اس پر مصر تھا کہ ممالک متعلقہ ایک مشترکہ منصوبہ پر کاربند ہوں اور بعض ذمہ داریاں بھی قبول کریں۔ ستمبر ۱۹۴۷ء میں امریکہ، برطانیہ، فرانس، اطالیہ، مغربی جرمنی، بلجیم، اولنديز، لکسمبرگ، آسٹریا، ناروے، ڈنمارک، سویڈن، سوئٹزرلینڈ، ترکیہ، یونان، آئس لینڈ، آئر اور پرتگال کے نمائندوں کی کانفرنس ہوئی جس میں یہ فیصلہ ہوا کہ ان ممالک کو ۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۱ء تک ۲۲،۴۴۰،۰۰۰،۰۰۰ ڈالر امداد کی ضرورت ہے جن میں سے ۱۹،۳۰۰،۰۰۰،۰۰۰ ڈالر غیر واجب الوصول امداد ہونی چاہئے۔ بعد ازاں "مارشل پلان" کا دائرہ عمل وسیع کر کے چین وغیرہ کو بھی اسی سے بہرہ ور کیا گیا۔

**مارشل لا (Martial Law)** جب کسی ملک صوبہ، ضلع یا علاقے میں ابتری جنگی حالات یا بغاوت کے سبب بدامنی کا ظہور ہو جس کا سدباب کرنے سے ملکی پولیس اور سول حکومت عاجز ہو تو ایسے ہنگامی حالات میں مارشل لا یعنی فوجی قانون نافذ کر دیا جاتا ہے یہ قانون عارضی طور پر ہنگامی حالات ہی میں نافذ کیا جا سکتا ہے اور یہ ضروری نہیں کہ تمام ملک میں یہ صورت پیدا کی جائے۔

مارشل لا کی عملی صورت میں فوج کے ہر حکم کی بلاچون وچرا تعمیل ہوتی ہے جس کی نافرمانی کی سزا موت تک ہو سکتی ہے ان حالات میں فوج تمام اختیارات کی مالک ہوتی ہے اور دیگر تمام قوانین عارضی طور پر منسوخ ہو سکتے ہیں مارشل لا کے نفاذ سے پبلک کی آزادی پر پابندیاں عاید ہو جاتی ہیں لیکن اس سے فوائد بھی بے شمار حاصل ہوتے ہیں، ہر قسم کی بے انضباطی اور بے قاعدگی رک جاتی ہے اور منافع بازی کی لعنت سے لوگوں کو نجات مل جاتی ہے۔ اکتوبر ۱۹۵۸ء میں مملکت پاکستان میں مارشل لا نافذ ہوا اور فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں سابق کمانڈر انچیف پاکستان چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر اور صدر مملکت مقرر ہوئے۔

## مارشیس

**مارشیس** (جزائر) (Mauritius) بحر ہند میں ایک برطانی مقبوضہ علاقہ جو مڈغاسکر سے ۵۵۰ میل مشرق کو واقع ہے اسے ۱۵۰۵ء میں پرتگالیوں نے دریافت کیا تھا مگر ۹۰ سال بعد انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔ اس کے بعد ۱۱۲ برس تک یہ ولندیزوں کے زیر تسلط رہا۔ مگر انہوں نے بھی اسے ترک کر دیا۔ ۱۷۲۱ء میں اس پر فرانس نے قبضہ کیا اور ۱۸۱۰ء میں اس پر برطانیہ کا تسلط قائم ہوا اور آج تک یہ جزیرہ برطانیہ ہی کے قبضے میں رہے۔

## مارفیا

**مارفیا۔** (Morphia) ایک قسم کا افیمی عنصر جس کا انگریزی فارمولا ہے $C_{17} H_{19} O_2 N$ مارفیا کو درد کی تکلیف کم کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اس کو کھایا بھی جا سکتا ہے اور اس کا ٹیکہ بھی لگتا ہے۔

## مارک انٹونی

**مارک انٹونی۔** (Mark Antony of Marcus Autonius) ۸۳ تا ۳۰ ق م
جولیس سیزر (Julius Caesar) کے زمانے کا ایک مدبر اور شہرہ آفاق خطیب۔ اس نے جولیس سیزر کی قیادت میں گال کی جنگ میں حصہ لیا روم (Rome) میں خانہ جنگی کے دوران اس نے جولیس سیزر کے مفاد کی حفاظت کی اور اسی کی کوشش سے جولیس سیزر کو شہنشاہ کا لقب ملا۔ ۴۱ ق م میں انٹونی نے رومتہ الکبریٰ کے مشرقی مقبوضات کا دورہ کیا جہاں یہ قلوپطرا کی محبت کا شکار ہوا۔

جولیس سیزر کے قتل کے بعد رومتہ الکبریٰ کی حکومت کے انتظام کے لئے ارباب ثلاثہ کی ایک مجلس منتظمہ قائم کی گئی تھی جسکے ارکان اوکٹیویس (Octavius) لیپی ڈس (Lapidus) اور انٹونی مقرر ہوئے تھے۔ جب ان تینوں نے سلطنت روما کو آپس میں تقسیم کر لیا تو انٹونی نے اپنے لئے مصر کو پسند کیا۔ ۳۲ ق۔م میں سینٹ نے قلوپطرا کے خلاف جنگ شروع کیا جسے ۳۱ ق۔م میں ایکٹی ام (Actium) کے مقام پر اوکٹیویس نے ایک بحری جنگ میں شکست دی اور انٹونی نے خودکشی کر لی۔

## مارکس

**مارکس** (Karl Marx) (۱۸۱۸ء-۱۸۸۳ء) مشہور یہودی النسل جرمن مفکر جس نے اشتمالی انداز فکر و معیشت کی بنا ڈالی۔ اس کے نظریات "سرمایہ" (The Capital) نامی کتاب میں ملتے ہیں۔ مارکس ابتدا میں فلسفہ کا طالب علم تھا اور اس پر ہیگل کے نظریات کا بہت گہرا اثر ہوا بالخصوص "نظریہ اضداد" کا بعد ازاں کارل مارکس نے جدلی مادیت
(Dialectical Materialism)
کے تصور کی بنیاد استوار کی مارکس تمام عمر بے روزگار رہا اور گزر اوقات کے لئے یا تو بیوی کے کپڑے وغیرہ بیچتا جو جرمنی کے ایک غیر یہودی نواب خاندان سے تعلق رکھتی تھی یا پھر اپنے دوست فریڈرک اینگلز کا دست نگر رہتا اس نے اپنی زندگی کے آخری تیس برس انگلستان میں گزارے اور وہیں ۱۸۸۳ء میں وفات پائی۔

## مارکسیت

**مارکسیت۔** (Marxism) مارکسیت سے وہ فلسفیانہ، اقتصادی اور سیاسی سماجی نظریات مراد ہیں جن کی بنا کارل مارکس اور فریڈرک اینگلز نے ڈالی تھی فلسفیانہ حیثیت سے مارکسیت کی اساس منطقی مادہ پرستی (Dialectical Materialism)
(Scientifie Socialism)
پر تھی جس کی رو سے مارکسیت کے حامی تاریخ کو مادہ پرستی کا مظہر سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دنیا کی تاریخ اس کی شاہد ہے کہ انسانی زندگی کا کوئی ایسا شعبہ نہیں جس پر اقتصادی جد و جہد اور طبقاتی کشمکش حاوی نہ ہو جیسے جیسے انسانی زندگی کی اقتصادی حیثیت بدلتی گئی ویسے

دیے انسانی زندگی کا ہر شعبہ بدلتا گیا۔ لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ تبدیلیاں ہمیشہ اقتصادی ترقی یا تنزل سے ہم آہنگ رہیں بلکہ اس کا الٹ بھی ہوا۔ بہر حال اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ اقتصادی حالات اور نظریات حیات انسانی کے ہر شعبہ سے چولی دامن کا ساتھ رہا اور ان کا ایک دوسرے پر موافق یا مخالف اثر ہوتا رہا۔

کارل مارکس پر جرمن فلسفی ہیگل کا بہت گہرا اثر ہوتا تھا۔ بالخصوص اس نظریہ کا جو ہیگل ان الفاظ میں پیش کرتا ہے کہ زمانہ پہلے ایک تصور پیدا کرتا ہے۔ پھر خود ہی اس کی ضد پیدا کر دیتا ہے اور پھر ان دونوں تصورات کے باہمی تصادم سے ایک نیا نظریہ پیدا ہوتا ہے جس سے پھر ایک تصور معکوس پیدا ہوتا ہے اور اس طرح دنیا میں نظریات کا ایک چکر چلا آتا ہے اور چلتا رہے گا۔ ہیگل کے نزدیک تصورات مادی حالات کے تابع نہیں بلکہ وہ خود مختار ہیں اور مادی حالات محض ان کا پرتو ہیں۔ مارکس تصور اور مادی حالات کے اسی رشتہ کو معکوس انداز میں پیش کرتا ہے۔ اس کے خیال کے مطابق مادی حالات خود مختار ہیں اور منطقی قوانین کی غیر مرئی قوتوں کے اشاروں پر ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں بخلاف اس کے تصورات اور تمدنی ادارے محض ان کا پرتو ہیں۔ انسانی خیالات مذاہب، فلسفے، ادارے، قوانین وغیرہ مادی حالات کی توضیحات سے زیادہ کچھ نہیں۔ مارکس کے نقطۂ نگاہ کے مطابق انسان کی اولین محرک وہ مادی ہے اور وہ نقطۂ نظر اس لئے اختیار کرتا ہے کہ اس کی اقتصادی ضروریات پوری ہوں۔

پیداوار کے فنی طریقے ہر دور میں تمدنی نظام کی ہیئت کا فیصلہ کرتے ہیں۔ مگر رفتہ رفتہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ پیداوار بڑھانے والی قوتیں اپنے تنظیمی نظام سے آگے نکل جاتی ہیں اور پرانے ادارے ان سے نمٹنے کے لئے ناکافی ثابت ہوتے ہیں۔ تب سماج میں انقلاب پیدا ہوتا ہے جو پرانے اداروں کو تہ و بالا کر دیتا ہے۔ اس انقلاب کا ایک نتیجہ یہ بھی ہوتا ہے کہ پہلے حکمران طبقہ کو اقتدار سے ہاتھ دھونے پڑتے ہیں۔ اور اس کی جگہ ایک نیا طبقہ برسر اقتدار آ جاتا ہے۔ بالفاظ دیگر مارکس کی طبقاتی جنگ ہیگل کی جنگ تصورات سے ملتی جلتی ہے۔

## مارکوپولو (Marco Polo) شہر وینس (Venus)

کا یہ مشہور سیاح ۱۲۵۴ء میں پیدا ہوا ۱۲۶۰ء سے ۱۲۶۹ء تک اس کے باپ اور چچا نے روئے زمین کے مختلف حصوں کی سیاحت کی اور چین تک جا پہنچے۔ اس سیاحت میں مارکوپولو بھی ان کے ساتھ تھا ۱۲۷۵ء عیسوی میں مارکوپولو نے شاہی ملازمت اختیار کی اور سرکاری مہمات پر تعینات ہوا۔

۱۲۹۵ء میں یہ لوگ واپس وینس آ گئے مارکوپولو کو ۱۲۹۸ء میں اہل جنوا (Genoese) کے خلاف خفیہ سرگرمیوں کی بنا پر گرفتار کر لیا گیا جیل میں مارکوپولو نے ایک سفرنامہ لکھا جس میں اپنی سیاحت کی تفصیلات بیان کی تھیں۔ یہ سفر مشرق بعید سے متعلق یورپ کے اولین نظریوں کا نادر نمونہ سمجھا جاتا ہے۔

## مارکونی — (GuGlielmo Marconi)

(۱۸۷۴ء۔ ۱۹۳۷ء) اطالوی سائنس دان جس نے لاسلکی کے ذریعے پیغام بھیجنے کا طریقہ ایجاد کیا ۱۸۹۶ء میں انگلستان آیا اور اپنی ایجاد کو فروخت کر دیا ۱۸۹۷ء میں اس ایجاد سے استفادہ کرنے کے خیال سے ایک کمپنی قائم کی گئی۔ ۱۸۹۹ء میں فرانس اور انگلستان کے درمیان بے تار پیغام رسانی کا سلسلہ قائم کیا گیا۔ ۱۹۰۹ء میں طبیعیات کے مضمون میں جن دو اصحاب کو نوبل انعام (Nobel Drize) ملا ان میں ایک مارکونی تھا۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران فوجی پیغام رسانی کا محکمہ مارکونی ہی کی نگرانی میں تھا ۱۹۱۹ء میں وہ "عالمی امن کانفرنس" میں بحیثیت اطالوی مندوب کے شامل ہوا۔

**مارگریٹ شہزادی (MARGARET ROSE PRINCESS)**
شہنشاہ جارج ششم انجہانی اور ملکہ الزبتھ کی چھوٹی بیٹی۔ ۲۱ اگست ۱۹۳۰ء کو پیدا ہوئیں۔ ۱۹۶۰ء میں شادی ہوئی

**مارگرین (MARGARINE)**
نقلی مکھن جو پہلے پہل گائے کی چربی، دودھ اور پانی کی ملاوٹ سے تیار کیا جاتا تھا۔ آج کل دیگر چربیاں اور تیل بھی اس میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ ان تیلوں میں سؤر کی چربی، وہیل مچھلی کا تیل۔ زیتون، ناریل، اور مونگ پھلی کے تیل، بلکہ بنولے کا تیل بھی استعمال کئے جاتے ہیں۔ بناسپتی گھی بھی انہیں اشیاء سے تیار کیا جاتا ہے گویا مارگرین بناسپتی مکھن ہے۔ مارگرین وہی اچھا ہوتا ہے، جو نباتاتی تیلوں سے تیار کیا جائے۔ جس میں چربی ہو گی وہ طبی اور مذہبی لحاظ سے سخت نامناسب ہے۔ انگریزی مارگرین میں وٹامن الف اور د بھی ملائے جاتے ہیں۔

**مارل برو (MARLBOROUGH)**
سترھویں صدی کا مشہور برطانوی جرنیل اور سیاستدان۔ ۱۶۵۰ء میں پیدا ہوا۔ انگریز مورخین اسے دنیا کا بہترین جرنیل کہتے ہیں۔ ۱۷۲۲ء میں وفات پائی۔

**مارل برو (شہر) (MARLBOROUGH CITY)**
انگلینڈ کا ایک قصبہ جو تجارتی مرکز بھی ہے۔ لندن سے ۷۶ میل دور جانب مغرب واقع ہے۔ چمڑہ سازی کی صنعت کی مارکیٹ ہے۔ یہاں ایک مشہور گرائمر سکول بھی ہے جو ۱۸۴۳ء میں قائم ہوا تھا۔ آبادی کوئی آٹھ ہزار کے قریب ہے۔

**ماریطانیا (MAURITANIA)**
مغربی افریقہ کی اسلامی جمہوریت کے رقبہ چار لاکھ اٹھارہ ہزار آٹھ سو دس مربع میل اور آبادی تقریباً سات لاکھ ہے۔ زیادہ حصہ ریگستان اور بنجر ہے۔ لیکن لوہا اور تانبہ وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ لوگ نسلاً بربر اور عرب ہیں اور مذہباً مسلمان۔ بیسویں صدی میں اس علاقے پر فرانس نے قبضہ کیا اور ۱۹۵۹ء میں یہ علاقہ آزاد ہو گیا۔ قومی زبان عربی اور سرکاری زبان فرانسیسی ہے۔ دارالحکومت نواک شوت نامی ایک چھوٹا سا شہر ہے۔ آبادی کی اکثریت خانہ بدوش ہے

**مارلے منٹو اصلاحات (MORLEY MINTO REFORMS)**
یہ ایکٹ برطانوی پارلیمنٹ نے ۱۹۰۹ء میں پاس کیا۔ جب کہ لارڈ مارلے وزیر ہند تھے اور لارڈ منٹو وائسرائے اور گورنر جنرل۔ اس لئے اس ایکٹ کا نام انہی کے مشترکہ نام پر رکھا گیا۔ اس کی رو سے حکومت ہند کے آئین میں مندرجہ ذیل اصلاحات کی گئیں:-

(۱) وزیر ہند کی کونسل میں دو ہندوستانی رکن لئے گئے۔

(۲) گورنر جنرل اور دوسرے گورنروں کی مجلس انتظامیہ (EXECUTIVE COUNCIL) میں ایک ایک ہندوستانی ممبر لیا گیا۔

(۳) مرکزی مقننہ (CENTRAL COUNCIL) کے ارکان کی تعداد ساٹھ تک بڑھا دی گئی۔ بڑے صوبوں کے لئے پچاس اور چھوٹے صوبوں کے لئے تیس تک تعداد مقرر کی گئی جن میں سے کچھ ارکان سرکاری ہوتے تھے اور کچھ غیر سرکاری۔

(۴) مسلمانوں کے لئے جداگانہ انتخاب کا طریقہ جاری کیا گیا۔

(۵) مرکزی مقننہ میں سرکاری نمائندوں اور صوبائی مقننہ میں غیر سرکاری نمائندوں کی اکثریت کر دی گئی۔

(۶) مقننہ کو سالانہ میزانیہ پر بحث کرنے ووٹ دینے اور رعایا کی فلاح و بہبود کے لئے تجاویز پیش کرنے کا حق دے کر اس کے اختیارات

زیادہ کر دیئے گئے۔ بظاہر ان اصلاحات سے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا اہل ملک کو حکومت کے جملہ امور میں مشورہ کے لئے شریک کر لیا گیا ہے لیکن حقیقت میں حکومت غیر سرکاری ارکان کی مدد سے اپنی من مانی کارروائی کرنے میں کامیاب ہو جاتی تھی۔

**مارمن** (MORMONS) (مارمن یا مورمون) عیسائیوں کا ایک مذہبی فرقہ جس کی بنیاد ۱۸۳۰ء میں ایک شخص جوزف سمتھ (JOSEPH SMITH) نامی نے فیاٹی (FAYETTE) واقع نیویارک میں رکھی جوزف سمتھ ۱۸۰۵ء میں درمونٹ میں پیدا ہوا ۱۸۲۳ء میں اس نے پہلی مرتبہ کہا کہ اس کو الہام ہوتا ہے۔ اور ۱۸۲۷ء میں اس نے مستقلاً ملہم من اللہ ہونیکا دعویٰ کیا اور کہا کہ اس پر کتاب مارمن (BOOK OF MORMON) نازل ہوئی ہے جس میں امریکہ کی ابتدائی تاریخ سے متعلق حالات درج ہیں۔ پھر اس نے پیش گوئی کے طور پر کہا کہ عنقریب جناب عیسیٰ کا نزول ہونے والا ہے اور آسمان کی بادشاہت قائم ہونے والی ہے۔ اس کی نسبت یہ دعویٰ بھی منسوب کیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ اس کو الہام ہوا جس پر اس نے کتاب مارمن ایک چٹان کے نیچے سے کھود کر نکال لی۔ جو وہاں کسی فرشتے نے دھات کے پتروں پر کھود کر دبادی تھی۔ پھر اس نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ اس آسمانی کتاب کا ترجمہ بھی اس نے کسی آسمانی مدد ہی کے ذریعے کیا ہے۔ اب اس کتاب کی مدد سے اس نے بہت سے پیرو اپنے گرد جمع کر لئے۔ اور THE CHURCH OF JESUS CHRIST OF LATER-DAY SAINTS کے نام کے ایک مذہبی ادارے کی بنیاد فیاٹی (نیویارک) میں رکھی۔ جوزف سمتھ اپنے کسی مخالف اخبار پر غیر قانونی دراز دستی کی پاداش میں گرفتار کر لیا گیا۔ جہاں وہ ۱۸۴۴ء میں اپنے کسی مخالف کی گولی کا نشانہ بنا۔ رفتہ رفتہ یہ جماعت بڑھتی گئی اور مختلف قسم کے حالات میں سے گذرتے گذرا تے آخرکار اوتا (UTAH) کی ریاست میں مقیم ہو گئی۔ اسوقت اس فرقے کی تعداد ۱۰۰۰۰ لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔ برطانیہ میں بھی انکے کچھ عبادت خانے ہیں۔ شراب۔ تمباکو اور چائے سے یہ لوگ سخت اجتناب کرتے ہیں ان کا دعویٰ ہے کہ ان کا مذہب قدیم عیسائیت کو ہی پیش کر رہا ہے۔

ان کا مالی اور اقتصادی نظام (عشر) پر قائم ہے یعنی ہر وہ شخص جو اس جماعت کا رکن ہے اپنی آمدنی کا دسواں حصہ جماعت کی مذہبی اور تبلیغی ضروریات کے لئے ماہوار دیتا رہے۔

**مارمورا، بحیرہ** (دیکھو بحیرۂ مارمورا)

**ماریہ قبطیہ** رضؓ۔ نام ماریہ۔ کنیت ام ابراہیمؑ آبائی وطن خفن تھا۔ جو مصر کے ضلع انفس میں واقع ہے۔ ۶ھ میں رسول اکرمؐ نے مختلف بادشاہوں کو خطوط لکھے جن میں انہیں اسلام قبول کرنیکی دعوت دی ایک خط مقوقس شاہ مصر کو بھی لکھا اس نے اسلام تو قبول نہ کیا۔ لیکن قاصد کی بڑی عزت کی اور تحفے تحائف کے علاوہ دو لڑکیاں سیرینؓ اور ماریہ قبطیہ جو حقیقی بہنیں تھیں رسول اکرمؐ کی خدمت میں بھیجیں۔ ان کے ہمراہ ان کا بھائی مابور تھا۔

سیرینؓ مشہور صحابی اور شاعر حسان بنؓ ثابت کے نکاح میں آئیں اور ماریہ قبطیہؓ سے رسول اللہ نے خود نکاح فرمایا۔ انہی کے بطن سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے جو ۱۸ ماہ زندہ رہ کر فوت ہو گئے۔

**مازو** (GALL) یہ چیز دراصل کئی ایک درختوں پر مواد ابھرنے سے پیدا ہوتی ہے درخت پر ایک قسم کے کیڑے کے انڈے دینے کا کھو نسلہ ہوتا ہے۔ یہ کیڑا انڈوں کی ایک قسط ٹہنیوں اور شاخوں کے سب سے اوپر کے حصے پر دیتا ہے۔ جن سے صرف نر پیدا ہوتے ہیں۔ دوسرا حصہ پودے کی جڑوں میں دیتا ہے۔ جس سے صرف مادہ کیڑے وجود میں آتے ہیں۔ جب نچلے انڈوں سے مادہ کیڑے نکلتے ہیں تو وہ بھی انڈے دینے کے لئے اوپر ہی چڑھتے ہیں۔ اور نر کیڑوں سے اختلاط کر کے وہیں گھر بنا کر انڈے دے آتے ہیں۔ اور انڈونکی دوسری قسط پھر جڑ میں آکر دیتے ہیں جو مادہ کرم پیدا کرتے ہیں اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ یہ کرم شاخوں پر جو گھر بناتا ہے وہی مازو کہلاتے ہیں۔ ان کو اکھاڑ

کران سے ٹینک ایسڈ (Tannic Acid) یا ٹینین حاصل ہوتی ہے لیکن اس مطلب کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان مازوؤں کو اس وقت اکٹھا کیا جائے جب ان سے کیڑے باہر نہ نکلے ہوں اور مازو سوراخ شدہ نہ ہو کیونکہ اس قسم کے مازو بیکار ہوتے ہیں۔

یورپ میں یہ مازو شاہ بلوط کے درخت پر ہوتے ہیں جہاں ان کو اوک ایپل یعنی شاہ بلوط کے سیب کہتے ہیں گیلک ایسڈ Gallic Acid جو دوائیوں میں ٹینک ایسڈ کے ساتھ ساتھ کام آتا ہے وہ بھی گال یعنی مازو ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ لیکن یہ چائے۔ سماک۔ قہوہ اور آم کی گٹھلیوں سے بھی حاصل ہوتا ہے یہ ہلکے زرد رنگ کا پوڈا ہوتا ہے لیکن قلمی صورت سب سے خالص ہوتی ہے مازو سیاہیوں کے بنانے میں بھی کام آتا ہے

**ماسکو** (Moscow) یو ایس ایس آر U. S. S. R. کا دارالحکومت جو ۱۹۱۸ء سے اب تک روسی بالشویک حکومت کا دارالحکومت چلا آ رہا ہے اور جو اس سے پہلے بھی ۱۴۶۲ء سے ۱۷۰۳ء تک اسی مملکت کا دارالحکومت رہا ہے یہ شہر دریائے ماسکو (Moskova) کے کنارے پر لینن گراڈ کے جنوب مشرق میں کوئی ۴۰۰ میل کے فاصلے پر آباد ہے کریملن (Kremlin) شہر کے وسط میں دریا کے شمالی کنارے پر واقع ہے۔ کریملن ایک مضبوط فصیل سے گھرا ہوا قلعہ نما احاطہ ہے جس کے اندر شہر کی بعض نہایت اہم عمارتیں کھڑی ہیں جن میں کچھ تو تاریخی عظمت کے حامل گرجے ہیں جیسے (Cathedral of the Assumption of the Virgin) اور (Cathedral of Archangel Michael) موخرالذکر گرجے کے احاطے میں کچھ گزشتہ زاروں کے مقبرے ہیں ایک ۲۷۰ فیٹ اونچا برج آئیوان ویلیکی (Ivan Veliki) نام کا مقبرہ دور سے نظروں کو دعوت نظارہ دیتا نظر آتا ہے زاروں کے مختلف محل۔ عجائب گھر اور دوسری عمارتیں جن میں سے اکثر و بیشتر حکومت انتظامیہ کے محکموں کے قبضے میں ہیں سب یہیں ہیں پھر کریملن کا حصار جس پر ۱۰ برج ہیں اور پانچ دروازے جو آنے جانے والوں کے لئے ہر وقت آمادہ استقبال رہتے ہیں۔ کریملن کے ساتھ ہی ریڈ سکوئر (Red Square) ہے جس میں لینن کا مقبرہ ہے

ریڈ سکوئر ماسکو کا وہ مشہور وسیع اور کشادہ قطعہ ارضی ہے جہاں پر ہر قسم کے قومی اور ملکی مظاہرے اور جلوس وغیرہ منظم کئے جاتے ہیں ماسکو میں دو یونیورسٹیاں بھی ہیں جن میں سے ایک ۱۷۵۵ء میں قائم کی گئی تھی یہ ماسکو کی سب سے پرانی یونیورسٹی ہے سائنس کی اکادمی (Academy of Sciences) ماسکو کا آرٹ تھیٹر (The Moscow Art Theatre) اور دولتی اوپیرا ہوس (The State Opera House) بھی اسی شہر کی ذہنی، تصوری اور فنی دلکشیوں کے حسن کو دوبالا کر رہے ہیں ماسکو پوری کی پوری روسی مملکت کی صنعتی گہما گہمی کا سب سے بڑا اور اہم مرکز ہے یہ مرکز ہر قسم کی مشینیں، برقی آلات کثیر مختلف قسم کے کیمیائی مرکبات اور نوع نوع کی غذائی اشیا پیدا کر کے دنیا کو دے رہا ہے

ماسکو اپنی تعمیر کے روز اول سے ہی جو بارہویں صدی عیسوی میں مکمل ہوئی۔ ایک طوفان حوادث تاریخ اپنے دامن میں رکھتا ہے۔ ۱۵۷۱ء میں کریمیا کے خان نے اس شہر کو جلا دیا اور پھر ۱۵۴۷ء، ۱۶۲۶ء، ۱۷۵۳ء میں تین مرتبہ اسے جلایا گیا ۱۸۱۲ء میں اس کے اپنے شہریوں نے نپولین کی فوجوں کے خوف سے اسے خود پھونک ڈالا کہ کہیں یہ شہر ان کے ہاتھوں میں نہ پڑ جائے یا یہ آتش زنی شاید کسی اتفاقی حادثے کی وجہ سے ہوئی۔

دوسری جنگ عظیم میں ہٹلر کی فوجیں اس کے بیرونی دفاعی مورچوں تک آ پہنچی تھیں اور ۱۹۴۱ء کے اکتوبر، نومبر اور دسمبر میں اس پر قبضہ کر لینے کی ایک مہیب کوشش بھی کی گئی مگر اس شہر کو کھلا شہر قرار دینے کی وجہ سے یہ آئی بلا ٹل گئی۔

۱۹۵۶ء میں اس شہر کی کل آبادی ۴۸ لاکھ ۳۹ ہزار تھی جو یقیناً آج اسوقت کے مقابلے میں بہت بڑھ چکی ہو گی۔

**مالابار** (Malabar) بھارت کا جنوب مغربی ساحلی علاقہ جو مغربی گھاٹ پر ساحل سمندر کے ساتھ پھیلتا چلا گیا ہے۔ یہ تمام کا تمام علاقہ ایک سنگستانی علاقہ ہے جس کو کوہستان مالابار بھی کہتے ہیں اس کا سدر مقام کالی کٹ ہے بارش بہت ہوتی ہے اس لئے گھنے جنگلات سے ڈھکا رہتا ہے جن میں ساگوان اور آبنوس کی لکڑی افراط سے

پائی جاتی ہے اس علاقے میں مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد آباد ہے جو ماپلے کہلاتے ہیں اور جو قدیم عرب آباد کاروں کی اولاد ہیں۔

**مالتھس** - (Malthus Thomas Robert) (۱۷۶۶ء تا ۱۸۳۴ء) انگریز ماہر اقتصادیات، گلڈ فورڈ (انگلینڈ) کے قریب پیدا ہوئے۔ ۱۷۹۸ء میں آبادی کے اصول پر ایک اہم مقالہ تحریر کیا جس کا دوسرا ایڈیشن ۱۸۰۳ء میں شائع ہوا۔ اس مضمون میں مالتھس کا دعوےٰ اور نظریہ یہ ہے کہ آبادی جیومیٹریکل (Geometrical) ہندسی تناسب سے بڑھتی ہے جب کہ خوراک کی سپلائی ارتھمیٹکل (Arithmetical) حسابی تناسب سے بڑھتی ہے اسی لئے اس نے پابندیوں کی ضرورت جتلائی ہے جن میں سے اخلاقی ضبط کو اس نے بہت بڑی پابندی قرار دیا ہے۔

**مالٹا** - (Malta) بحیرہ روم میں برطانیہ کی سیادت میں ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے جو ۱۷ میل لمبا اور ۹ میل چوڑا ہے اور جس کا کل رقبہ گوزو (Gozo) اور کومینی (Gemini) کو ملا کر ۱۲۲ مربع میل ہے اور آبادی ۱۹۵۱ء کی مردم شماری کی رو سے ۳۱۵,۰۰۰ نفوس پر مشتمل ہے۔ جو نسلاً اہل قرطاجنہ (Cartheginians) سے ہیں اور مذہباً رومن کیتھولک عیسائی ہیں۔

یہ جزیرہ سسلی کے جنوب میں ۵۸ میل اور شمالی افریقہ کے ساحل کے شمال میں ۲۰۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے مالٹا گندلوں اور درختوں سے یکسر محروم ہے مگر بارش اور کنوؤں کی مدد سے یہاں اچھی خاصی کاشت ہو جاتی ہے کنوؤں پر پاکستان کی طرح رہٹ لگے ہوئے ہیں یہاں کا عام پیشہ کھیتی باڑی ہے لیس (Lace) اور سگریٹ سازی یہاں کی مشہور صنعتیں ہیں۔ ان کے علاوہ اشیاء صرف کے مزید کارخانے قائم کئے جا رہے ہیں۔

مالٹا پر فونیقین، یونانی کارتھیجین، رومن باری باری قابض رہے اور آخر ۸۷۰ء میں یہ جزیرہ عربوں کے قبضے میں آیا۔ ۱۰۹۰ء میں اسے سسلی کی حکومت نے فتح کر لیا ۱۵۳۰ء میں سینٹ جان کے ناٹوں (St. John of Jerusalem) نے اسے تسخیر کر کے اپنا ہیڈ کوارٹر بنا لیا۔ ۱۲ جون ۱۷۹۸ء میں نپولین نے مصر جاتے ہوئے اس پر اچانک قبضہ کر لیا۔ ۱۸۱۴ء میں معاہدہ پیرس کی شرائط کے ماتحت یہ برطانیہ کے قبضے میں آیا اور آج تک انہی کے سیادت کی گرفت میں ہے۔

یہ جزیرہ بحیرہ روم میں انگریزی بحری قوت کا ایک زبردست اڈہ ہے ۱۹۲۱ء میں اس جزیرے کے باشندوں کو ایک محدود اختیار والی خود مختار حکومت دے دی گئی تھی مگر جب اس دستور نے عملی جامہ پہنا تو بعض مشکلات پیدا ہو گئیں کیونکہ انگریز اپنی ثقافت کو وہاں کامیاب دیکھنا چاہتے تھے مگر اہل مالٹا اطالوی تہذیب کی طرف میلان رکھنے کی وجہ سے انگریزی کلچر کو اپنانے کے لئے تیار نہ تھے۔ اس لئے یہاں کی حکومت نے ۱۹۳۴ء میں اطالوی زبان کو ترک کر کے انگریزی اور مالٹی دونوں زبانوں کو سرکاری زبانیں قرار دے دیا۔ ۱۹۳۶ء میں جب مالٹا کی وزارت نے اطالوی فسطائیت کی طرف میلان دکھلایا تو انگریزوں نے اس دستور کو بھی واپس لے لیا جس کے ذریعہ اس جزیرے کو کسی حد تک محدود اختیار ملے تھے پھر ۱۹۴۷ء میں اہل مالٹا کو ایک دستور کے ذریعے ایک واحد اسمبلی بنانے کی اجازت مل گئی۔ والٹا (Valletta) اس کا دارالحکومت ہے یہاں کی اصلی زبان مالٹی (Maltese) ہے جو عربی سے اپنا رشتہ جوڑتی ہے لیکن ہے قدیم فونیشین کی ایک نئی صورت جس پر اطالوی زبان کا گہرا اثر پڑا ہے۔

دوسری جنگ عظیم میں اس جزیرے کو گھیر لیا گیا تھا اور اس پر ہوائی حملہ بھی ہوا تھا جس میں آبادی اور ساز و سامان کو کافی نقصان ہوا مگر یہاں کے باشندوں نے اس جنگ میں نہایت بہادری کا ثبوت دیا جس کے صلے میں ۱۹۴۲ء میں یہاں کی آبادی کو جارج کراس (George Cross) کا تمغہ عطا کیا گیا۔

**مالٹکے** - (Von Moltke) (۱۸۰۰ - ۱۸۹۱) فیلڈ مارشل کاؤنٹ فان مالٹکے کو "کم گو" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے مالٹکے جرمنی کا ایک نہایت مشہور اور ممتاز جرنیل تھا۔ اس کی قیادت میں جرمنی نے ۱۸۶۶ء میں آسٹریا کو اور ۱۸۷۰ء - ۱۸۷۱ء میں فرانس کو شکست دی۔ اسے جدید اسلوب جنگ کا بانی خیال کیا جاتا ہے۔ اس کا بھتیجا لڈگ مالٹکے بھی جرمنی کا مشہور و معروف جرنیل تھا۔

**مالدیپ (جزائر)** جزائر مالدیپ کئی سو چھوٹے

چھوٹے مرجانی جزیروں کا مجموعہ ہے جو بحرِ ہند میں لنکا سے چار سو میل کے فاصلے پر جنوب مغرب کی طرف بکھرے ہوئے ہیں ان کا رقبہ تقریباً ایک سو پندرہ مربع میل اور آبادی ایک لاکھ کے لگ بھگ ہے پھل اور اناج کافی پیدا ہوتا ہے۔ آبادی تقریباً سب کی سب مسلمان ہے جو جہازرانی اور ماہی گیری میں جواب نہیں رکھتے۔

۱۹۶۵ء سے مالدیپ میں انگریزوں کی زیرِ حفاظت نئی حکومت قائم کی گئی تھی جس کا ایک صدر ہوتا ہے اور قومی اسمبلی کو تمام اختیارات حاصل ہیں۔

## مالش ۔ (Massage)

جسم کے کسی حصہ کو ملنا۔ اترے ہوئے جوڑوں یا اکڑے ہوئے عضلات کو ملنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مالش سے عضلات نرم پڑ جاتے ہیں اور جوڑوں میں حرکت ہونے لگتی ہے۔

پیشہ ور پہلوان اور ورزشی لوگ مالش کو اپنا خاص معمول بناتے ہیں سرسوں کا تیل، گرم گھی اور بادام روغن مالش کے لئے مفید عناصر ہیں۔

## مالِ غنیمت ۔ (Spoils System)

جمہوریہ امریکہ میں سنہ ۱۸۸۳ء سے قبل یہ دستور تھا کہ انتخابات کے بعد جو جماعت اپنے ہاتھوں میں عنانِ حکومت لیتی وہ سرکاری عہدوں وغیرہ کو "مالِ غنیمت" تصور کرتے ہوئے انہیں اپنے اہل کاروں یا منظورِ نظر افراد میں تقسیم کر دیتی۔ مسٹر جیکسن کے زمانہ صدارت میں جو ۱۸۲۹ء سے ۱۸۳۷ء تک جاری رہا اس حکمت عملی کو سرکاری طور پر اختیار کر لیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک کی سیاسی زندگی اخلاقی اقدار سے یکسر خالی ہو گئی۔ رشوت ستانی کا دور دورہ ہو گیا اور حصولِ زر کے ناجائز طریقوں کو ہر سیاسی رہنما اور اس کے حواریوں نے اختیار کر لیا۔ اس صورت حال سے اربابِ فکر و نظر کو بڑی تشویش لاحق ہوئی اور انہوں نے زور دینا شروع کیا کہ ملک کے وزارتی ردوبدل کے ساتھ انتظامیہ کو اپنے عہدوں سے علیحدہ نہیں کیا جانا چاہئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ برطانیہ اور بعض دیگر جمہوری ممالک کی طرح امریکہ کی انتظامیہ بھی مستقل نوعیت کی ہو گئی اور ماسوا چند عہدوں کے اسے وزارتی ردوبدل سے کوئی علاقہ نہ رہ گیا۔ یہاں یہ ذکر کر دینا بھی ضروری ہے کہ امریکہ میں سیاسی زندگی کی اصلاح ابھی جاری ہے اور اسے ان بدعنوانیوں سے پاک کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے جو اسی نظریے سے پیدا ہو گئی تھیں کہ انتخابات میں جس جماعت کو فتح حاصل ہوا سے اپنے حواریوں میں سرکاری عہدے اور ٹھیکے وغیرہ بطورِ مالِ غنیمت تقسیم کرنے کا حق حاصل ہے۔

## مالکؒ امام

ان کا پورا نام ابو عبداللہ مالک بن انس ۹۳ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے فقہ اور احادیث کی تعلیم مدینہ اور مکہ کے شیوخ سے حاصل کی۔ حضرت امام مالکؒ نے سیاسی بغاوتوں اور سیاسی تحریکوں میں کبھی حصہ نہیں لیا۔ بلکہ ان کے وقت کا بیشتر حصہ تحقیق مسائل پر صرف ہوتا تھا۔ اور وہ ہمیشہ گوشہ نشین رہتے تھے۔ مگر اس کے باوجود جعفر بن سلیمان گورنر مکہ نے انہیں کوڑے لگوائے جس کی وجہ سے ان کا ایک کندھا اتر گیا۔ مگر اس واقعہ کے بعد ان کی عزت لوگوں میں اور زیادہ بڑھ گئی۔

امام مالکؒ احادیث کے بارے میں بہت احتیاط برتتے تھے۔ ابتداً "موطا" میں جو ان کی مشہور تصنیف ہے اور اسلامی فقہ اور قانون کی اولین کتاب مانی جاتی ہے دس ہزار حدیثیں تھیں۔ مگر امام مالکؒ ہر سال چھان بین کے بعد ان کی تعداد میں کچھ کمی کرتے رہتے تھے اس طرح آخر میں "موطا" میں کوئی دو ہزار حدیثیں باقی رہ گئیں۔ آپ کی وفات پچاسی سال کی عمر میں ۱۷۹ھ میں ہوئی اور آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

## مالک، اے۔ ایم (دیکھئے ایم مالک)

## مالکی

۔۔ امام مالکؒ کے مسلک کے پیرو مالکی کہلاتے ہیں ان کا زمانہ ۷۱۵ء سے ۷۹۵ء کا ہے ان کی تصنیف الموطا حدیث اور اسلامی قانون کی قدیم ترین کتابوں میں سے ہے اور مالکی فرقے کی مستند تصنیف ہے۔ "مالکی" لوگ بیشتر سارے شمالی افریقہ میں (سوائے مصر کے زیریں علاقے کے) اور مشرقی عرب میں موجود ہیں اندلس اور مغرب (مراکش) میں بھی مالکی فقہ اور علوم کی خوب اشاعت ہوئی۔

## مالگزاری ۔ (Land Revenue)

زمینداروں اور کاشتکاروں سے ان کی زمینوں پر حکومت کی طرف سے لگائے گئے محاصل کی وصول شدہ رقم کو کہتے

ہیں۔ جو صوبائی حکومتیں ہی وصول کرتی ہے۔

ہر صوبے میں مالگزاری کا الگ محکمہ ہوتا ہے جو ایک وزیر مال (Revenue Minister) کے ماتحت ہوتا ہے۔

مغربی پاکستان میں مختلف علاقوں میں ہر بیس سال کے بعد زمین کی حالت کا اندازہ لگا کر حکومت اس کی مال گزاری کی رقم مقرر کر دیتی ہے۔ جسے "بندوبست" کہتے ہیں۔ مشرقی پاکستان میں ۱۷۹۳ء سے ہر حصہ زمین کی ایک معین رقم مال گزاری مقرر ہو چکی ہے جسے بندوبست دوامی (Permanent Settlement) کہتے ہیں۔

مشرقی پاکستان میں وزیر مال کے تحت ایک ریونیو بورڈ ہے اور وہی پورے صوبے کی مالگزاری کا انتظام کرتا ہے مغربی پاکستان کے علاقوں میں علیحدہ علیحدہ طریقے ہیں۔

پنجاب سرحد اور سندھ کے علاقوں کی مالگزاری کا انتظام ایک ریونیو کمشنر (Revenue Commissioner) کے ذریعہ انجام پاتا ہے۔

تمام زمیندار اور کاشت کار اپنی اپنی رقم تحصیل کے خزانے میں جمع کرتے ہیں جہاں سے وہ ضلع کے خزانے میں پہنچتی ہے۔ ہر ضلع کے کلکٹر وہ رقم اس ضلع کے کمشنر کے پاس پہنچاتے ہیں اور بالآخر اسی طرح یہ رقم صوبائی خزانے سے مرکزی خزانے میں پہنچ جاتی ہے۔

**مالنکوف جارجی۔** ۱۹۰۲ء میں روس میں پیدا ہوئے۔ تعلیم کے بعد سترہ برس کی عمر میں روس کی "سرخ فوج" میں شامل ہو گئے اور ایک سال بعد بالشویک پارٹی کے رکن بنے۔ پانچ سال بعد پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے رکن چنے گئے اور اسی سال مارشل سٹالن کے پرائیویٹ سیکرٹری مقرر ہوئے۔ بعد ازاں آپ کو ماسکو کمیٹی کا تنظیمی سیکرٹری بنایا گیا۔ ۱۹۳۹ء میں آپ سپریم سوویٹ کے رکن منتخب ہوئے اور بعد میں پارٹی سنٹرل کمیٹی کے سیکرٹری ہو گئے۔ چار سال بعد "پولٹ بیورو" کے رکن بنے اور جب جنگ شروع ہوئی تو وہ مارشل سٹالن کے خاص معتمد لوگوں میں شامل تھے اس عرصے میں وہ ڈیفنس کمیٹی کے بھی رکن رہے۔ سوویٹ یونین کے ٹینک اور ہوائی جہازوں کی تیاری کا کام ان ہی کے ذمہ تھا چند سال بعد وہ پولٹ بیورو کے مکمل رکن اور کمیونسٹ پارٹی کے سیکنڈ سیکرٹری مقرر ہوئے۔ سوویٹ کمیونسٹ پارٹی کی انیسویں کانگریس کے موقع پر انہیں صدر منتخب کیا گیا۔

۱۹۵۳ء میں انہوں نے وزیر اعظم کا عہدہ سنبھالا لیکن کچھ عرصہ بعد انتظامی نا اہلیت کی بنا پر مستعفی ہونا پڑا اور پھر مارشل بلگانن کی کابینہ میں وزیر برقیات مقرر ہوئے آج کل عزلت گزیں ہیں

**مالیات** (Finance) کا انگریزی مرادف لفظ کاروبار کے سلسلے میں سرمایہ فراہم کرنے کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ حصول سرمایہ بذات خود ایک کاروبار بن گیا ہے وسیع پیمانہ پر یہ کام بنک کرتے ہیں بنک کاروبار اور کارخانوں کے لئے سرمایہ مہیا کرتے ہیں۔

پاکستان میں وہ وزیر جو قوم کے روپے پیسہ کی دیکھ بھال کرتا ہے وزیر مالیات یا وزیر خزانہ کہلاتا ہے انگلستان میں اس عہدہ کا نام چانسلر آف دی ایکسچیکر (Chancellor of the Exchequer) ہے

اگر کوئی کمپنی یا کاروبار خوش اسلوبی سے چل رہا ہو (ملازمین کی تنخواہ وقت پر ادا کی جاتی ہو اور بھگتان وغیرہ وقت پر کئے جاتے ہوں) تو کہیں گے کہ کمپنی مالی اعتبار سے مستحکم (Financially (Sound) ہے

**مالیات عامہ (پاکستان)** مرکزی حکومت کا یہ محکمہ وزارت مالیات بھی کہلاتا ہے جس کا کام مرکزی حکومت سے اس کی آمدنی وصول کر کے اس کے اخراجات پورے کرنا ہے رعایا سے محاصل وصول کرنا، بینکوں کا انتظام کرنا۔ ملک میں نوٹ اور سکہ چلانا اور لوگوں کی مالی اور اقتصادی حالت کو سدھارنے کی ہر ممکن کوشش کرنا، اس وزارت کے اہم فرائض ہیں۔

وزارت مالیات عامہ کے تحت شعبہ اخراجات میزانیہ، مالیات، ترقیات، محاصل، مالیات فوج اور مواصلات کے چھ اور شعبے ہیں۔

شعبہ ترقیات وزارت صنعت کے صنعتی ترقی کے منصوبوں کے لئے اسے مالی امداد دیتا ہے اور تعلیم، صحت، زراعت اور خوراک کے محکموں کو بھی ان انتظامات کے لئے مالی مدد دیتا ہے، کسٹم سیلز ٹیکس، انکم ٹیکس وغیرہ کے محاصل وصول کرنے

کا انتظام شعبہ محاصل کے سپرد ہے۔
شعبہ میزانیہ اور مالیات کے ذمہ ذیل کے امور ہیں۔
(۱) غیر ممالک کے ساتھ لین دین کرنا۔
(۲) اسٹیٹ بنک آف پاکستان کا کام چلانا۔
(۳) مرکزی حکومت کا میزانیہ تیار کرنا۔
(۴) سکے وغیرہ جاری کرنا اور مرکزی خزانہ کی دیکھ بھال کرنا
(۵) حکومت کے سرمایہ کی نگرانی کرنا
شعبہ اخراجات کا کام فوج کے سوا دیگر تمام محکموں کے اخراجات وغیرہ کی جانچ پڑتال کرنا اور ان کے اخراجات میں کمی بیشی کرنا ہے۔
ڈاک، تار، ریلوے اور دیگر تمام ذرائع نقل و حمل سے وصول ہونے والی آمدنی کی نگرانی کرنے والا محکمہ شعبہ مواصلات کہلاتا ہے۔
شعبہ مالیات فوج مالیات کے متعلق مرکزی وزارت دفاع (Ministry of Defence) کو مشورہ دیتا ہے اس کے لئے جملہ مصارف فراہم کرتا ہے اور اس کے میزانیہ کی جانچ پڑتال کرتا ہے۔ اس کا ایک دفتر کراچی اور ایک راولپنڈی میں ہے۔
وزارت مالیات عامہ کے حسابات کی جانچ پڑتال کرنے والے افسر کو آڈیٹر جنرل آف پاکستان (Auditor General of Pakistan) کا دفتر کہتے ہیں۔

**مالیانہ**۔ حکومت کی طرف سے ایک مقررشدہ محصول جو مکتوبائی شکل میں متعلقہ شے کی مالیت کے اعتبار سے وصول کیا جاتا ہے۔ بیع، ٹھیکہ، پٹہ، تولیت، معاہدہ نامہ، کرایہ نامہ کسی طرح کا کاغذ ہو بغیر اس محصول کے قانون کی نظر میں جائز متصور نہ ہوگا۔ اس کے لئے قانون اشامپ ایکٹ نافذ ہے جس کی رو سے ہر معاملہ میں مالیت کے مطابق اشامپ (مہر شدہ کاغذ) خرید کر اسی کاغذ پر معاملہ کی عبارت لکھی جانی چاہئے۔

**مالیہ**۔ حکومت مالکان اراضی سے جو رقم بصد لگان یا معاملہ کے وصول کرتی ہے اسے بالعموم مالیہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ پاکستان بالخصوص مغربی پاکستان میں مالیہ کی وصولی کے فراہمی کے سال بھر میں دو مواقع ہوتے ہیں یعنی خریف اور ربیع



مالیہ کی وصولی کی خاطر پٹواری حلقہ گاؤں کے مالیہ کا گوشوارہ ہر فصل کے موقع پر تیار کرتا ہے جسمیں مالکوں وغیرہ کے ذمے رقوم درج ہوتی ہیں اور نمبردار مندرجہ رقوم کو وصول کرتا ہے۔

**ماموتھ** - (Mammoth) ماموتھ ایک مہیب اور عظیم الشان ہاتھی کا نام تھا جو اب معدوم ہے اس کا پنجر سب سے پہلے سائبیریا میں برف کے نیچے دبا ہوا پایا گیا تھا یہ واقعہ ۱۷۹۹ء کا ہے اس کے بعد یورپ ایشیا، امریکہ، افریقہ وغیرہ تمام جگہ سے اس کے پنجر دریافت ہوئے ہیں۔
انگلستان میں بھی اس کے آثار پائے گئے ہیں اس نام کی نسبت سے اب ہر بڑی اور عظیم الجثہ شے کو "ماموتھ" کہتے ہیں۔ جیسے کہ ایک بڑی میٹنگ کو بھی ماموتھ میٹنگ کہتے ہیں۔ "کنٹوکی" (Kentucky) واقع یونائیٹڈ اسٹیٹ امریکہ اپنے مہیب غاروں کے لئے مشہور ہے اور وہاں پر ایک غار اتنا بڑا ہے کہ اسکو اس کے پھیلاؤ اور گہرائی کی وجہ سے ماموتھ غار کہتے ہیں۔ یہ غار پہاڑ میں دس میل تک اندر چلا گیا ہے۔ ۴۰ سے ۴۰۰ فٹ تک چوڑا اور ایک جگہ ۳۰۰ فٹ اونچی ہے۔

**مامون الرشید**۔ خاندان عباسیہ کا مشہور و معروف خلیفہ اصلی نام عبداللہ تھا۔ ۷۸۶ء میں پیدا ہوا یہ ہارون الرشید کا دوسرا بیٹا اور اپنے بھائی امین کا ولی عہد تھا مامون الرشید خاندان عباسیہ کا ساتواں خلیفہ تھا۔ سب سے پہلے اسے پانچ سال تک امین سے جنگ کرنی پڑی۔ آخر امین قتل کر دیا گیا اور مامون ستمبر ۸۱۳ء میں خلیفہ ہو گیا۔ کچھ مدت کے بعد علویوں کی بغاوت کے باعث وہ سخت خطرات میں مبتلا ہو گیا لیکن جب امن و امان قائم ہوا تو مامون الرشید نے خراسان میں ایک عالی شان مدرسہ قائم کیا اور علوم و فنون کی سرپرستی میں مصروف ہو گیا۔ اقلیدس کا پہلا ترجمہ عربی میں مامون الرشید ہی کے ایما پر کیا گیا اور اسی کے نام سے معنون ہوا اس نے بغداد اور دوسرے مقامات پر رصدگاہیں

قائم کیں اور شمار کے میدان میں فلکیات کے متعلق مختلف تحقیقاتیں کیں اور پیمائشیں کرائیں۔ مامون الرشید کے زمانے میں جو زیج تیار کی گئی اس کو "زیج مامونی" کہتے ہیں اور ہیئت کے متعلق اس کی بعض تفصیلات آج تک بالکل درست سمجھی جاتی ہیں۔

۸۲۷ء میں مامون نے فرقہ معتزلہ کے بعض عقائد اختیار کر لئے اور ان کی حمایت میں بعض علمائے اسلام کو مورد عتاب بھی رکھا۔ لیکن اس کے باوجود وہ نہایت راسخ العقیدہ مسلمان تھا۔

آخری ایام میں مامون الرشید نے یونانیوں کے خلاف مہمات کا آغاز کیا اور مصر اور ایشیائے کوچک میں خود فوجوں کی کمان کرتا رہا۔ ۸۳۳ء میں جب وہ یونانیوں کے خلاف یلغار کر رہا تھا تو طرسوس کے قریب آخری وقت آن پہنچا۔ اس موقع پر اس نے وصیت کی کہ میرے چھوٹے بھائی معتصم کو میرا جانشین بنایا جائے۔ اسی سال اس قابل قدر خلیفہ کا انتقال ہو گیا۔

## مانٹانا — (Montana)

جمہوریہ امریکہ کی ایک ریاست جس کے ڈانڈے کینیڈا کے ساتھ ملتے ہیں۔ اس کی آب و ہوا خوشگوار ہے اور زمین قابل زراعت ہے۔ یہ ریاست ۱۸۸۹ء میں جمہوریہ امریکہ میں شامل ہوئی۔ اس کا دارالحکومت "ہیلینا" ہے۔ اس کا رقبہ ۱۴۷،۰۰۰ مربع میل ہے اور آبادی ۵۹۳،۰۰۰ نفوس پر مشتمل ہے۔

## مانٹریل — (Montreal)

کینیڈا کا سب سے بڑا شہر۔ اس کا سنگ بنیاد فرانسیسیوں نے ۱۶۴۲ء میں رکھا۔ ۱۷۶۰ء میں اس پر انگریزوں کا قبضہ ہوا۔ ۱۷۷۵ء میں کچھ عرصے کے لئے اس پر امریکی باغی ریاستوں نے قبضہ کئے رکھا۔ ۱۸۴۹ء تک "مانٹریل" کینیڈا کا دارالحکومت رہا۔ اس کی آبادی بارہ لاکھ کے قریب ہے

## مونٹی سوری — (Maria Montessori)

(۱۸۷۰ء-۱۹۵۲ء) ایک اطالوی ماہر تعلیم خاتون جس نے چھوٹے بچوں کو تعلیم دینے کا ایک طریق وضع کیا جو اس کے نام کی نسبت سے "مانٹیسوری طریق تعلیم" کہلاتا ہے۔

یہ خاتون شہر روم (اٹلی) کی رہنے والی تھی پہلے پہل اس نے اپنے تجربات ۲ سال سے ۵ سال کی عمر کے ایسے بچوں پر کئے جو کند ذہن اور قوائے عقلیہ کے ایک حصے سے محروم تھے ان تجربوں کے نتائج اس قدر شاندار تھے کہ اس نے عام بچوں کو بھی اپنے اس مخصوص طریقہ تعلیم سے مستفیض کرنے کا عزم کر لیا۔ چنانچہ اس کے وہ کمرے جن میں بچے کھیلوں کے طریق پر آہستہ آہستہ تعلیم حاصل کرتے تھے تمام دنیا میں مشہور ہو گئے اس کے طریقہ تعلیم کا ملخص یہ ہے کہ طلبا اپنے قدرتی ماحول میں رہ کر تعلیم حاصل کریں اور اپنے حرکات و افعال میں بالکل آزاد رہیں بجائے اس کے کہ وہ کمرۂ جماعت میں بند ہو کر ایک بنچ سے جڑ جائیں۔ ڈاکٹر مونٹی سوری نے اس قسم کے آلات ایجاد کئے جو کشش اور دلچسپی میں اضافہ کر کے بچوں کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں اس قسم کے سکول میں جو بچے پڑھتے ہیں وہ چھ سال کی عمر سے پہلے ہی لکھنا پڑھنا اور معمولی حساب سیکھ لیتے ہیں۔

اس طریقہ تعلیم نے ننھے بچوں کی تعلیمی سرگرمیوں میں ایک انقلاب برپا کر دیا ہے اور ہر ملک میں اسی طریق سے استفادہ کیا جانے لگا ہے چنانچہ پاکستان میں بھی مونٹی سوری نظام پر کئی مکتب قائم ہیں اور خود خاتون مذکورہ ایک دفعہ پاکستان کی بھی سیاحت کر چکی ہیں اس کے پہلو بہ پہلو سماعی اور بصری طریقہ بھی بہت مقبول ہو رہا ہے مگر ثانی الذکر طریق تمام درجوں کے طلبا کے لئے ہے اور صرف چھوٹے بچوں کے لئے مخصوص نہیں ہے۔

## مانٹی کارلو — (Monte Carlo)

ایک شہر جو موناکو میں واقع ہے یہاں ہر سال تقریباً ۲ لاکھ افراد تفریحاً شرطیں لگانے آتے ہیں۔ جن میں آغا خاں مرحوم بھی شامل ہوتے تھے اور ان کے صاحبزادے شہزادہ علی خاں مرحوم بھی حصہ لیتے تھے اس کی کل آبادی گیارہ ہزار نفوس پر مشتمل ہے

## مانچسٹر — (Manchester)

لنکاشائر کا جنوب مشرق میں شہر ہے لورپول سے ۳۰ میل مشرق کو ہے روئی کی صنعت کا مرکز ہے پارچہ بافی کے کارخانے بکثرت موجود ہیں۔ انگلینڈ کا چوتھا بڑا شہر ہے بہت سی نفیس عمارات ہیں جن میں "ٹاؤن ہال" "سینٹرل لائبریری" "رائل ایکسچینج آرٹ گیلری" "فری ٹریڈ ہال" اور "اسائز کورٹ ہاؤس" بھی شامل ہیں۔ مانچسٹر یونیورسٹی بہت مشہور ہے۔ صنعتی انقلاب کے دوران شہر میں عظیم الشان اضافہ ہوا۔ ایک اہم تجارتی

مرکز بھی ہے۔ مانچسٹر اور لورپول کی درمیانی ریلوے انگلینڈ کی اولین ریلوں میں سے ہے۔ مصروف شہر میں چار بڑے بڑے ریلوے اسٹیشن ہیں آبادی آٹھ لاکھ کے قریب ہے۔

**مانچو** — (Manchus) مانچوریا کے اصل باشندے جو اب موجودہ آبادی کا ایک قلیل حصہ ہیں۔ یہ لوگ تنگوسی (Tungusion) نسل سے تعلق رکھتے ہیں اور خدوخال میں منگولوں سے ملتے جلتے ہیں انہوں نے سترھویں صدی میں چین پر حملہ کیا اور ۱۹۱۱ء تک حکومت کی۔

**مانچوریا** — (Manchuria) چین کا شمال مشرقی صوبہ جس کا رقبہ چار لاکھ سولہ ہزار مربع میل اور آبادی ۴ کروڑ ۳۰ لاکھ ہے اس کے ایک تہائی مانچو لوگ ہیں جو زبان اور نسل کے لحاظ سے چینیوں سے مختلف ہیں (چین کا آخری شہنشاہ مانچو تھا)

مانچوریا کے شمالی، وسطی اور مشرقی حصے پہاڑی ہیں اس کا سب سے بڑا دریا سنگاری ہے زمین زرخیز ہے جو مکی، جو، سن وغیرہ پیدا کرتی ہے۔ آب و ہوا سخت سرد ہے۔ ملک میں چیڑ کے جنگلات بہت ہیں۔ اس کے علاوہ معدنیات بافراط پائی جاتی ہیں جن میں سے سونا چاندی، کوئلہ اور لوہا خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ پہلی جنگ عظیم کی تباہی سے فائدہ اٹھا کر ۱۹۱۵ء میں جاپان نے مانچوریا میں چین سے خاص مراعات حاصل کر لی تھیں ۱۸ ستمبر ۱۹۳۱ء کو جاپان نے مانچوریا پر حملہ کر کے ۱۸ فروری ۱۹۳۲ء کو وہاں ایک نئی حکومت کے قیام کا اعلان کر دیا جس کا نام "مانچوکو" رکھا گیا۔ اس نوزائیدہ مملکت پر چین کے آخری شہنشاہ پو۔یی (Poo ye) کا برائے نام تسلط برقرار رکھا گیا۔

دوسری جنگ عظیم کے اختتام سے تھوڑی دیر پیشتر روس کی فوجیں مانچوریا میں داخل ہو گئیں جس کے بعد روسی حکومت نے مانچوریا کو تسخیر کر کے حکومت چین کے حوالے کر دیا اس کے ساتھ ہی روس کی اشتمالی حکومت نے چین کے اشتمالیوں کو جاپانیوں کے ذخائر اسلحہ پر قبضہ کرنے کی اجازت دے دی جس کے باعث بالآخر وہ مانچوریا پر قبضہ کر لینے میں کامیاب ہو گئے۔

**مانڈلے** (Mandalay) ملک برما کا مشہور شہر جو ۱۸۶۰ء سے ۱۸۸۴ء تک بلائی برما کا دارالحکومت رہا بعد میں دارالحکومت رنگون مقرر ہوا مانڈلے بالائی برما اور خود مانڈلے ڈویژن اور ضلع کا بڑا شہر ہے۔ آبادی دو لاکھ کے قریب ہے دریائے ایراودی پر واقع ہے۔

**مانع عفونت** — (Anticeptics) ادویہ اور اشیاء جو بالخصوص جراحی (Surgery) کے سلسلے میں استعمال ہوتی ہیں اور عفونت کو روکتی ہیں یا عفونت کو قابو میں لے لیتی ہیں عفونت کی روک تمام جراثیم مارنے سے ہی ہوتی ہے ان ادویہ یا اشیاء کو سب سے پہلے لارڈ لسٹر نے جراحی میں استعمال کیا تھا چنانچہ کاربالک ایسڈ کچھ عرصہ تک اس قسم کی اہم شے بنی رہی۔

**مانیٹر**—(Monitor) آہستہ آہستہ چلنے والی مسلح کشتی یا جہاز جو ساحلی بمباری کے لئے مخصوص ہوتا ہے اس قسم کا اولین جہاز امریکی خانہ جنگی میں استعمال ہوا تھا ایسے جہاز دوسری جنگ عظیم میں بکثرت استعمال ہوئے بالخصوص بلجیم کے ساحلوں پر۔ ہر دو جنگوں کے درمیان نئے جہاز تو تعمیر نہ ہوئے مگر چند بڑے سائز کے سو پر ڈریڈ ناٹ اور ڈریڈ ناٹ قسم کے جنگی جہاز دنیا کی دوسری عظیم جنگ میں استعمال ہوتے رہے۔

مانیٹر کا اطلاق چھپکلیوں کے ایک خاندان پر بھی ہوتا ہے نیز اس کا اطلاق براڈ کاسٹ کے رپورٹ اور سننے والے پر بھی ہوتا ہے۔

**مائع ہوا** لنڈے اور ہمپسن (Limde and Hampson) نے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا ہے جس کے ذریعے ہوا کو مائع میں تبدیل کیا جاتا ہے اگر کوئی گیس بہت زیادہ دباؤ کے ماتحت ہو اور اسے ایک دم سے پھیلنے کا موقع دیا جائے تو اسکا درجہ حرارت یکدم گر جاتا ہے۔ چنانچہ اسی اصول کے تحت ہوا کو کاربن ڈائی آکسائڈ اور نمی سے پاک کر کے ۲۰۰ کرہ ہوا کے دباؤ کے ماتحت اس آلہ میں سے گزار کر اسے ایک دم پھیلنے کا موقع دیتے ہیں اور یہ عمل بار بار کرنے سے ہوا بہت زیادہ ٹھنڈی ہو کر مائع کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔

مائع ہوا کا رنگ نیلا ہوتا ہے معمولی درجہ حرارت یا برف پر رکھنے سے اس میں جوش پیدا ہوتا ہے اگر اس میں سلگتی ہوئی لکڑی ڈالی جائے تو لکڑی جل اٹھتی

ہے اس ہوا میں پارہ پتھر کی طرح سخت ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس میں ربڑ کی گیند کو ٹھنڈا کر کے زمین پر مارا جائے تو وہ شیشے کی طرح ٹوٹ جاتی ہے۔

**مائکروفون** ۔ (Microphone) ایک برقی آلہ جس کے ذریعے فضا کی موجوں کا ادلتا بدلتا ارتعاش، اسی نسبت سے گھٹتی بڑھتی برقی رو میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ اسے ریڈیو پر تقریر نشر کرتے وقت اور ٹیلیفون میں بات کرتے وقت استعمال کیا جاتا ہے یہ آلہ دراصل "لاؤڈ اسپیکر" کا الٹ ہے لاؤڈ اسپیکر میں برقی رو سے آواز پیدا کی جاتی ہے اور اس میں آواز سے برقی رو۔ اس آلہ کی ایجاد ۱۸۷۸ء میں پروفیسر ہیوئنز (Professor Hughes) نے کی تھی

**ماؤری (نیوزی لینڈ)** (Maoris)
نیوزی لینڈ کے اصل باشندے جو بیشتر شمالی جزیرے میں رہائش پذیر ہیں جہاں حکومت کے لئے ایوان نمائندگان اسی ارکان پر مشتمل ہے وہاں اس میں چار ماوری بھی شامل ہوتے ہیں جو تین سال کے لئے منتخب ہوتے ہیں۔
کہتے ہیں کہ ماوری لوگ مشرقی پولینیشیا سے آئے اور وہ قد کے لمبے اور جسیم ہوتے ہیں۔ ناک ان کی چپٹی جسم کا چہرا خاکی رنگ کا اور بال سیاہ ہوتے ہیں۔ یورپی لوگوں کی آمد کے وقت وہ تعداد میں ڈیڑھ لاکھ تھے لکڑی اور پتھر کی نقاشی میں اور بیل دار کپڑا بننے میں انہیں خاص مہارت حاصل تھی۔ عورتیں بیشتر کاشتکاری کرتی تھیں جب کہ مرد زیادہ تر جنگجوئی میں ماہر تھے سب کے سب سردار کو متبرک سمجھتے تھے۔ ان دنوں وہ نیوزی لینڈ کے پورے شہری ہیں اور رنگ و نسل کا کوئی امتیاز نہیں ماوریوں کی زبان پولنیشین شاخ کی ہے۔ مذہباً یہ لوگ شگون پرست ہیں گو خدائی طاقت کے قائل ہیں۔

**ماؤزے تنگ** ۔ چینی کمیونسٹ پارٹی کے صدر رہا اور عوامی جمہوریہ چین کے سابق صدر مملکت تنگ ۱۸۹۳ء میں صوبہ ہونان کے شہر شاؤشان کے ایک کسان کے غریب گھر میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں افلاس کی وجہ سے بڑے مصائب برداشت کئے اٹھارہ برس کی عمر میں انقلابی نظریات سے متاثر ہو کر ڈاکٹر سن یات سن کی اس تحریک میں شامل ہو گئے جو مانچو خاندان کے خلاف شروع کی گئی تھی ۱۹۲۱ء میں ماؤ کمیونسٹ پارٹی میں شریک ہوئے۔ اور ۱۹۲۳ء میں پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے رکن منتخب ہوئے۔ چیانگ کائی شک کی جماعت کومن تانگ اور کمیونسٹوں کے اختلافات کے بعد جب ملک میں خانہ جنگی شروع ہوئی تو ایک لاکھ انقلابیوں نے ماوزے تنگ کی قیادت میں شمالی چین پر قبضہ کر لیا اور چین میں ایک کیمونسٹ ریاست قائم ہو گئی۔ اور جب جاپان نے چین پر حملہ کیا تو کیمونسٹوں نے چیانگ کائی شیک سے مل کر ان کے خلاف جنگ کی۔ ۱۹۴۳ء میں وہ کیمونسٹ پارٹی کے پولیٹیکل بیورو کے صدر منتخب ہو گئے۔
جنگ ختم ہوئی تو ماوزے تنگ کی فوج میں اضافہ ہو چکا تھا اور وہ جدید ترین امریکی اسلحے سے لیس تھی نتیجہ یہ ہوا کہ چیانگ کائی شک کو ہر محاذ پر شکست ہوئی اور ۱۹۴۹ء میں کیمونسٹ برسر اقتدار آ گئے، ماوزے تنگ کو حکومت کا صدر چنا گیا۔ ۱۹۵۸ء کے آخر میں انہوں نے صدارت سے استعفیٰ دے دیا اور اب وہ کیمونسٹ پارٹی کے چیئرمین ہیں۔
مختلف سیاسی اور تمدنی تحریکات میں حصہ لیتے رہے ہیں۔ اور بہبودِ عامہ کے امور میں بہت دلچسپی لیتے ہیں۔ کمیونسٹ پارٹی کو ان کی وجہ سے بہت تقویت حاصل ہوئی ہے۔ اور حکومت ان کے مشوروں سے استفادہ کرتی رہتی ہے۔

**ماؤنٹ بیٹن، فلپ** (دیکھو ڈیوک آف ایڈنبرا)

**ماؤنٹ بیٹن، لارڈ** ۔ (Louis Mountbatten) لارڈ لوئس ماؤنٹ بیٹن۔ متحدہ ہندوستان کا آخری وائسرائے ۱۹۰۰ء میں پیدا ہوا ۱۹۱۳ء میں شاہی بحریہ میں بطور کیڈٹ شمولیت اختیار کی اور پہلی جنگ عظیم میں شاندار خدمات انجام دیں دوسری جنگ عظیم کے دوران ۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۱ء انہیں تباہ کن جنگی بیڑے کی کمان سونپی گئی اور ۱۹۴۳ء میں جنوب مشرق

ایشیا میں اتحادی فوجوں کا کمانڈر انچیف مقرر ہوا۔ ۱۹۴۴ء ۱۹۴۵ء میں برما فتح کیا اور ستمبر ۱۹۴۵ء میں سنگاپور کے مقام پر جنوبی محاذ کی جاپانی فوجوں سے ہتھیار رکھوائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن مارچ ۱۹۴۷ء میں لارڈ ویول کی جگہ ہندوستان کا وائسرائے مقرر ہوا اور ملکی تقسیم کے بعد اگست ۱۹۴۷ء سے جون ۱۹۴۸ء تک بھارت کے پہلے گورنر جنرل کے عہدے پر فائز ہوا۔ مئی ۱۹۵۲ء میں بحر الکاہل کے بیڑے کی کمان سپرد کی گئی۔ آج کل برطانوی وزارت دفاع میں چیف آف سٹاف کے عہدے پر فائز ہے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو فوجی خدمات کے صلے میں متعدد خطابات ملے ہیں۔

**ماہر القادری**۔ منظور حسین نام۔ ماہرؔ تخلص۔ سلسلہ قادریہ سے روحانی نسبت کی وجہ سے قادری کہلاتے ہیں۔ ۱۹۰۶ء میں موضع کیسر کلاں، ضلع بلند شہر (صوبجات متحدہ) بھارت میں پیدا ہوئے۔

بچپن ہی سے شعر گوئی کا شوق تھا۔ لیکن شعر گوئی میں کسی سے تلمذ نہیں کثرت مطالعہ اور طبع رسا کی بدولت اپنے کلام پر آپ ہی اصلاح کی۔ ریاست حیدرآباد کے وزیر اعظم مہاراجہ سر کشن پرشاد آپ پر مہربان تھے۔ اس لئے حیدرآباد میں بہت عرصہ قیام رہا۔ چند روز ملازمت بھی کی کچھ روز بمبئی میں بھی قیام رہا لیکن علمی لاٹن کو آپ کی غیور اور صالح طبیعت نے پسند نہ کیا۔ پھر دلی چلے گئے۔ قیام پاکستان پر وطن سے ہجرت کر کے کراچی چلے آئے اور ماہنامہ "فاران" جاری کیا آپ نے نظم و نثر کی کم و بیش بائیس کتابیں تصنیف کی ہیں جن میں سے ایک دُرِ یتیم ہے۔

**ماہم، سمرسٹ** (دیکھو سمرسٹ ماہم)

**مایا** (Mayas) قدیم وسطی امریکہ کی ایک انسانی نسل جس کی تہذیب کے کھنڈرات حال ہی میں دریافت ہوئے ہیں۔ مایا لوگوں کی تہذیب ہندوستانی تہذیب سے حیرت انگیز حد تک مشابہت رکھتی ہے اسی لئے بعض محققین کا خیال ہے کہ امریکہ بھی کسی وقت ہندوستان ہی کی ایک نوآبادی تھا۔

**مبادلۂ جنس** (Barter System) اجناس کے سادہ مبادلہ کے ذریعہ سے تجارت کا کام کرنا جملہ اقوام اپنے ارتقائی دور میں "مبادلۂ جنس" کے ذریعہ اپنا کام چلاتی رہی ہیں اور اب تک قدامت پسند لوگوں کا یہی معمول ہے پہلی جنگ عظیم کے بعد مبادلۂ جنس کے معاہدے بعض ممالک کے مابین ہوتے چلے آئے ہیں تاکہ مبادلۂ زر کی کمی بیشی سے متعلق مشکلات سے بچے رہیں۔

**مباشرت**۔ مباشرت مادہ "بشر" سے ہے یعنی انسان بالخصوص مرد اور عورت کی ہم بستری۔ مباشرت اور مجامعت ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ مباشرت تو بنی نوع انسان کے ذکور و اناث سے مخصوص ہے جب کہ مجامعت کا اطلاق حیوانات اور نباتات پر بھی ہو سکتا ہے

**مبلّغ** (Missionary) ایسا شخص جو عموماً دور دراز ملکوں میں مذہب کی تبلیغ کی غرض سے بھیجا جائے خلفائے راشدین کے زمانہ میں لائق مبلغین بڑی تعداد میں دور دراز مقامات پر جا کر اپنے افعال و کردار کے ذریعہ لوگوں کو متاثر کر لیتے تھے اور ان کی تبلیغی کوششیں بارآور ہوتی تھیں۔ پاکستان اور ہندوستان بھی اس ضمن میں جناب علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش اور جناب خواجہ معین الدین چشتی اجمیری اور جناب مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی جیسی برگزیدہ ہستیوں کا مرہون منت ہے ان حضرات کی مساعی جمیلہ کی وجہ سے ہزاروں گم کردہ راہ راہ راست پر آ گئے اور مشرف باسلام ہوئے۔

اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے حضورؐ نے فرمایا ہے بلغوا عنی ولو آیۃ یعنی جو تمہیں اسلام کی تعلیم کے بارے میں معلوم ہو اس کی تبلیغ و اشاعت کرتے رہو چنانچہ آج کل بھی بعض اسلامی جماعتوں کے مبلغ یورپ اور امریکہ کے ممالک میں تبلیغ و اشاعت اسلام کر رہے ہیں

**متحدہ عرب جمہوریہ** (U. A. R.) فروری

۱۹۵۸ء میں مصر اور شام اپنی جداگانہ حیثیت ختم کر کے ایک متحدہ ریاست میں مدغم ہو گئے اس ریاست کا نام متحدہ عرب جمہوریہ رکھا گیا جس کے صدر جمال عبدالناصر ہیں۔
(نیز دیکھو شام اور مصر)

## متحدہ مجلس برائے جاپان۔ (Allied Council for Japan)

وہ مجلس مشاورت جو جاپان میں اتحادی افواج کے سپہ سالار اعلیٰ کو اس ملک میں اتحادیوں کی بعد از جنگ کی حکمت عملی پر عملدر آمد کے سلسلے میں مشورہ دینے کے لئے قائم کی گئی تھی اس مجلس کا قیام اتحادی وزرائے خارجہ کی کانفرنس منعقدہ ماسکو میں دسمبر ۱۹۴۵ء میں عمل میں لایا گیا تھا اس مجلس میں امریکہ، چین، اور روس کے نمائندوں کے علاوہ ایک ایک ممبر آسٹریلیا، برطانیہ، ہندوستان اور نیوزی لینڈ کے نمائندے کے طور پر شامل کیا گیا تھا امریکہ کا نمائندہ جو سپہ سالار اعلیٰ بھی تھا مجلس کا صدر مقرر تھا۔

## متحدہ مجلس منتظمہ۔ (Allied Control Council)

۱۹۴۵ء میں شکست جرمنی کے بعد اتحادیوں کی جانب سے قائم کردہ فوجی حکومت کی مقتدر اعلیٰ مجلس۔ یہ مجلس ملک کے چاروں مقبوضہ علاقوں کے سپہ سالاروں پر مشتمل تھی۔ ہر علاقے پر ایک ایک اتحادی کا قبضہ تھا یعنی روس، امریکہ، برطانیہ اور فرانس۔

## متحرک (In Motion)

جو اشیا حرکت میں ہوں انہیں متحرک کے نام سے موسوم کرتے ہیں اس سلسلے میں نیوٹن نے تین اصول مقرر کئے ہیں (۱) ہر جسم ساکن یا مسلسل حرکت میں "خط مستقیم کی شکل میں" رہتا ہے تاوقتیکہ خارجی طاقت اس حالت بدلنے پر مجبور نہ کر دے (۲) حرکت کی تبدیلی خارجی طاقت کے تناسب پر منحصر ہوتی ہے۔ اور اس خط مستقیم کی راہ اختیار کرتی ہے جس میں وہ طاقت کام کرے اور (۳) ہر عمل کے لئے ایک موافق اور مخالف رد عمل ہوتا ہے۔

## متحرک پل (Drawbridge)

ایسا پل جو حسب ضرورت لگایا اور اٹھایا جا سکے۔ اس قسم کے پل سابق زمانے میں قلعوں کے سامنے خندق کے اوپر بنائے جاتے تھے اور خطرہ کے وقت اوپر اٹھا لئے جاتے تھے اس طرح سے ایک تو غنیم خندق سے گزر نہیں کر سکتا تھا دوسرے یہ اٹھا ہوا پل قلعہ کے صدر دروازے کے ساتھ ملحق ہو کر اس کی مضبوطی کو اور بھی بڑھا دیتا تھا۔

پاکستان میں اس قسم کے دروازے ملتان اور سیالکوٹ کے قلعوں کے سامنے ہوتے تھے لیکن قلعوں کی بربادی کے ساتھ ان کا وجود بھی نہ رہا۔ ہاں ہندوستان میں قلعہ آگرہ کا متحرک پل اب تک اسی طرح کام کر رہا ہے جس طرح وہ اکبر اعظم کے عہد میں کرتا تھا۔

موجودہ زمانے میں بھی اس قسم کے پل تعمیر کئے جاتے ہیں لیکن ان کا مقصد جہازوں اور کشتیوں کے لئے گزرگاہ مہیا کرنا ہوتا ہے لندن میں "ٹیمز کا ٹاور برج" موجودہ زمانے کے متحرک پلوں کی بہترین مثال ہے۔

## متعدی امراض (دیکھو چھوت کی بیماریاں)

## متعہ

(عربی "متعہ" "متع" بمعنی فائدہ حاصل کرنے سے ہے) اور اصطلاح میں مقررہ وقت کیلئے عارضی شادی یا نکاح کو کہتے ہیں اس قسم کی شادی اسلام سے پیشتر جائز تھی مگر اسلام نے شادی کی اس عارضی صورت کو ترک کر دیا کیونکہ اس سے بد اخلاقی کے پہلو کو ترقی ہوتی ہے اور مرد پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی مسلمہ طلاق کی جگہ کسی صورت میں بھی عارضی نکاح یا شادی کی اجازت نہیں دی جا سکتی اسلام کے تمام فرقے متعہ کو ناجائز قرار دیتے ہیں سوائے شیعوں کے مگر ان کے ہاں بھی اسے کوئی باعزت معاملہ نہیں سمجھا جاتا۔

## متقی باللہ بن مقتدر

عباسی حکمران جس نے ۹۴۰ء سے ۹۴۴ء تک حکومت کی باپ کا نام مقتدر اور دادا کا معتضد تھا۔ المتقی کا جانشین المستکفی تھا اور وہ ۹۴۴ء سے ۹۴۶ء تک خلافت پر متمکن رہا۔ المتقی کا عہد حکومت عباسی دور کا انحطاط اور طوائف الملوکی کا

آئینہ دار تھا متقی اور مستکفی برائے نام خلیفہ تھے جب کہ اصل طاقت امیر الامرا (احمد بن بویہ) کے ہاتھ میں تھی۔

## متوارث یا موروثی امراض ۔

(Hereditary Diseases)

ایسے امراض جو والدین سے بچوں کو ورثہ میں ملیں گنٹھیا، مرگی اور بعض دماغی بیماریاں نسلاً چلتی ہیں۔ بعض خاندانوں میں فطرتاً دق اور سل وغیرہ امراض کے خلاف مدافعت کم پائی جاتی ہے۔

## متوازی ۔ (Parallel)

عربی لفظ ہے۔ اصطلاح ہندسہ میں دو خط جو باہم برابر فاصلے پر رہیں اور ہر دو پہلوؤں میں بڑھائے جانے کے باوجود برابر فاصلے ہی پر رہیں اور کہیں نہ ملیں۔

علم جغرافیہ میں اس اصطلاح کا اطلاق ان دائروں پر بھی ہوتا ہے جو کسی کرہ پر کھینچے جائیں اور جو خط استوا کے متوازی ہوں۔

## متوازی اختیارات ۔ (Concurrent Powers)

(۱) امریکی کانگرس اور امریکی ریاستوں کے متوازی اختیارات مثلاً محصول عائد کرنے کا اختیار۔

(۲) ایسے اختیارات جو بیک وقت دو اداروں کو حاصل ہوں مثلاً پاکستان کی مرکزی حکومت اور صوبائی حکومت دونوں بکری ٹیکس (Sales Tax) وصول کرتی رہی ہیں۔

## متوازی الاضلاع ۔ (Parallelogram)

ایک چار اضلاع کی شکل جس کی مقابل کی طرفوں کے ہر دو جوڑے باہم متوازی ہوں۔ مستطیل میں بھی مقابل کی طرفیں باہم متوازی ہوتے ہیں۔ مگر اس میں اور متوازی الاضلاع میں فرق یہ ہے کہ مستطیل کا ہر زاویہ قائمہ یعنی ۹۰ درجہ کا ہی ہوتا ہے جب کہ متوازی الاضلاع میں مقابل کے زاویے برابر اور کسی بھی ممکن درجے کے ہو سکتے ہیں۔
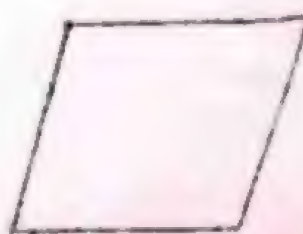
## متوازی خطوط ۔ (Parallel Lines)

وہ ایسے خطوط جنہیں خواہ کتنا ہی دور تک لے جائیں اور وہ کہیں بھی آپس میں نہ ملیں متوازی خطوط کہلاتے ہیں۔ یہ علم ہندسہ (اثباتی اور تجربی) کی اصطلاح ہے۔

## متوالی ۔

(۱) لبنان میں اثنا عشری فرقہ کے لوگوں کا نام ہے جو حضرت علیؓ کی محبت کے مدعی ہیں اور سترھویں صدی کے وسط میں آگے آئے ہیں اس زمانہ میں انہوں نے خود کو لبنان کے امیروں کی قیادت سے آزاد کر لیا۔ شام میں تو ان کو ایک مستقل اقلیت بھی تسلیم کر لیا گیا ہے یہ لوگ پہلے اپنے آپ کو جعفری کہا کرتے تھے اور حلب ان کا مرکز تھا لیکن اب ان کی وہ نسل شاخیں "متوالی" کہلاتی ہیں یہ لوگ عموماً زراعت اور تجارت پیشہ ہیں اور ان کی مالی حالت بھی بہتر ہے۔ شاعری میں اس فرقہ نے بہت نام پیدا کیا ہے۔ ابتدائی تاریخ کے بارے میں ان کا کہنا ہے کہ جب حضرت ابوذر غفاریؓ تبلیغ کے لئے ان علاقوں میں تشریف لے گئے تھے تو ان کی آباؤ اجداد ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے لیکن ایک دوسری روایت یہ ہے کہ یہ دراصل اہل عراق ہیں اور امیر معاویہؓ نے ان کو وہاں آباد کیا تھا۔ (۲) کسور متوالی علم الحساب کی اصطلاح بھی ہے۔ جو کسور اعشاریہ کے ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔ ۰.۵ کسر اعشاریہ کی مثال ہے اور اس کی کسر عام ½ ہوگی جب کہ ۰.۳ کسر متوالی کی مثال ہے اور اس کی کسر عام ⅓ ہوگی کسور متوالی کو انگریزی میں (Recurring Decimals) بھی کہتے ہیں۔

## متوسط طبقہ ۔ (Middle Class)

متوسط الحال جماعت، فریق یا گروہ آج کل سوسائٹی میں اقتصادی اور معاشی نقطۂ نگاہ سے تین قسم کے طبقات ہیں اول متمول لوگ یا امیر طبقہ کے افراد ثانیاً متوسط طبقہ یا درمیانہ درجے کے لوگ اور ثالثاً مفلس یا غریب طبقہ کے لوگ۔ متوسط طبقہ ہمیشہ خوشگوار عنصر کا حامل رہا ہے۔ ان کا تمدن اوسط درجے کا ہوتا ہے اور مثل مشہور ہے "خیر الامور اوسطہا" قرآن پاک میں مسلمانوں کو "امت وسطیٰ" کے لقب سے موسوم کیا گیا ہے۔ صراط مستقیم مذہبی اعتدال کا راستہ ہوتا ہے جو افراط و تفریط

سے پاک ہوتا ہے۔ ملکوں اور قوموں میں سود اتفاق سے متوسط طبقہ کا وجود کم ہوتا چلا جا رہا ہے اور جو امیر ہیں وہ بہت زیادہ امیر ہیں اور جو مفلس ہیں تو وہ بہت زیادہ مفلس ہیں چنانچہ اشتراکیت کی یہ بھی ایک علامت ہے کہ متوسط طبقہ اس کے ہاں نہیں ہوتا۔

**متوکل علی اللہ** ۔ بنو عباس کے مشہور خلیفہ، دورِ حکومت ۸۴۷ء تا ۸۶۱ء۔ المتوکل علی اللہ المعتصم کے ایک بیٹے تھے۔ دوسرے بھائی الواثق نے ۸۴۲ء سے ۸۴۷ء تک حکومت کی۔

المعتصم اور المتوکل کے زمانے میں دار الخلافت سُرّ من رای (سامرہ) نام کا جدید شہر تھا جسے باپ اور بیٹے نے تعمیر کیا اور جو محلات اور مساجد سے مزین تھا یہ مقام ۸۳۶ء سے ۸۹۲ء تک چھپن سال کے لئے مسلسل آٹھ خلفاء کے دور میں حکومت کا صدر مقام بنا رہا اب صرف اس کے کھنڈرات ہی باقی رہ گئے ہیں جو حسرت و یاس کا ایک دلدوز منظر پیش کر رہے ہیں۔

خلیفہ ہارون الرشید کے بیٹے المعتصم نے جو ترکی النسل خادمہ کے بطن سے تھا اپنے لئے ہزاروں ترکی سپاہیوں پر مشتمل اور حاشیہ ایک بڑی فوج تیار کی جس میں ترکی عنصر کا اضافہ ہر سال ہوتا رہتا ان لوگوں نے رفتہ رفتہ یہاں تک طاقت پکڑ لی کہ ان کے اقتدار کے سامنے خلافت ماند پڑ گئی اور خلفاء ان کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بن کر رہ گئے نئے دار الحکومت میں خلیفہ کی ہستی ایک قیدی سے بڑھ کر نہ رہی یہ ترکی عنصر یہاں تک بڑھا کہ انہوں نے دسمبر ۸۶۱ء میں خلیفہ المتوکل علی اللہ کو اس کے اپنے بیٹے کے اشتعال دلانے پر قتل کر دیا چنانچہ یہاں سے عباسی دورِ تنزل کا آغاز ہوتا ہے۔

**متولی** ۔ جو جائیداد وقف کی جاتی ہے اس کے انتظام کے واسطے وقف کرنے والا ایک متولی بھی مقرر کرتا ہے اور اس کے استعفےٰ دینے یا فوت ہو جانے پر حاکم وقت یا قاضی اس کی جگہ دوسرا متولی مقرر کر دیتا ہے متولی کا کام یہ ہے کہ وہ جائیداد کو نقصان سے محفوظ رکھے۔ اگر ممکن ہو سکے تو اس میں ترقی کی کوشش کرے اور اس کی آمد و خرچ کا حساب رکھے ہر مسجد کا بھی ایک متولی ہوتا ہے جو یہ سب کام کرنے کے علاوہ امام اور موذن کو بھی مقرر کرتا ہے اور ان کے کام کی نگرانی کرتا ہے۔ مسجد کی صفائی، سالانہ مرمت اور سفیدی وغیرہ اوقاف کی آمدنی سے ہی کی جاتی ہے۔ اسی طرح قدیمی مقبروں اور زیارتوں کے واسطے جو جائیدادیں بادشاہوں یا رئیسوں نے وقف کر رکھی ہیں ان کا نگران بھی ایک متولی ہی ہوتا ہے۔

موجودہ زمانے میں متولیوں کے خلاف عام شکایت ہے کہ وہ اس جائیداد کو ذاتی ملکیت سمجھنے لگے ہیں اور وقف کی آمدنی کو اس کے صحیح مصرف کی بجائے اپنی ذات پر خرچ کرتے رہتے ہیں جس سے مختلف قسم کی خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں پاکستان میں وقف ایکٹ کی رو سے ان خرابیوں اور بدعنوانیوں کے رفع کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور اوقاف اور متولیوں کے سلسلے میں کچھ اصلاحیں ہو بھی چکی ہیں۔

**مٹی** ۔ مٹی چٹانوں کے نہایت باریک ذرات ہوتے ہیں۔ جن میں نباتات اور حیوانات کے گلے سڑے حصوں کے ذرات بھی شامل ہوتے ہیں۔ چنانچہ زمین کی بالائی تہ انہی سے بنی ہے۔

زمین اول اول سخت چٹانوں سے بنی تھی جن کے ٹوٹنے پھوٹنے سے مٹی وجود میں آئی۔ ہوا، بارش، دریا، آتش فشاں پہاڑ اور زلزلوں وغیرہ کے قدرتی عمل سے کروڑوں برس تک چٹانوں کی توڑ پھوڑ کا سلسلہ جاری رہا۔ جو پتھروں، ریزوں اور باریک ذرات میں تبدیل ہوتے ہوتے مٹی کی موجودہ شکل اختیار کر گئے۔

مٹی میں سفیدی مائل بھورے رنگ کے معدنی نمکوں کا کچھ حصہ ہوتا ہے۔ جس میں نائٹریٹ کلورائیڈ، کیلسیم، پوٹاشیم، سلفیٹ میگنیشیم کے فاسفیٹ اور لوہے کے اجزاء پائے جاتے ہیں علاوہ ازیں مٹی میں اور بھی بہت سی قسم کے نمک ہوتے ہیں اور یہی نمک زمین میں نباتات کی نشو و نما کا باعث بنتے ہیں۔

مٹی کی عموماً تین قسمیں ہوتی ہیں۔ ریتلی مٹی میں ریت کے ذرات ہوتے ہیں ایسی مٹی میں جب تک خاص قسم کے کیمیائی اجزاء نہ ملائے جائیں ہر قسم کے پودے اُگ نہیں سکتے۔

چکنی مٹی کے اندر لوہے کی غذا کا سب سے زیادہ حصہ ہوتا ہے۔ یہ پانی کو زیادہ جذب کر لیتی ہے اگر سوکھ جائے تو اتنی سخت ہو جاتی ہے کہ پودے کی

جڑیں اس میں سے اپنا راستہ نہیں نکال سکتیں۔

نامیاتی مٹی پودوں کے لئے سب سے زیادہ مفید ہوتی ہے۔ یہ چکنی مٹی کی طرح سوکھتی نہیں بلکہ اس کے اجزا ابھرے بکھرے اور بھر بھرے ہوتے ہیں۔ جن میں بارش کا پانی آسانی سے داخل ہو جاتا ہے اس میں ۴ سے و فیصدی تک نائٹروجن کی مقدار پائی جاتی ہے

دنیا کے مختلف ممالک اور ان ممالک کے مختلف علاقوں کی مٹی کی تاثیر جدا جدا ہوتی ہے اور پھر وہاں کی پیداوار بھی مٹی کے مختلف خواص کے مطابق ہوتی ہے۔

## مٹی کا تیل ۔ (Kerosene Oil)

برما، ایران، کیلیفورنیا، ٹکساز، میکسیکو، وینیزویلا، روس اور رومانیہ میں مٹی کا تیل کثیر مقدار میں ملتا ہے ابتدا میں نہایت غلیظ حالت میں کنوؤں سے نکلتا ہے۔ جسے صاف کر کے محفوظ کیا جاتا ہے۔ پہلے پانی کی طرح بہت ہی پتلا اور ہلکا ہوتا ہے۔ گرصاف کرنے پر وزن دار اور چمکیلا ہو جاتا ہے۔

بعض علاقوں میں زمین کی سطح کے قریب سے ہی برآمد ہوتا ہے اور بعض جگہ بہت گہرائی میں زمین دوز چٹانوں کے نیچے سے نکلتا ہے۔ بعض جگہ یہ دس ہزار فٹ کی گہرائی پر ہی مل جاتا ہے۔ کیلیفورنیا میں ایک جگہ تیل کے کنوئیں کی گہرائی دو میل سے بھی زیادہ ہے

زمین سے تیل نکلتے ہی اسے مختلف درجوں کی حرارت پہنچائی جاتی ہے۔ جس سے اسمیں سے بخارات نکلنا شروع ہو جاتے ہیں اور مختلف مدارج پر اس کی نوعیت بدلتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ عمدہ اور صاف تیل کی شکل اختیار کر لیتا ہے ایک خاص درجہ حرارت پر پہنچا کر اسے پٹرول کی شکل میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ جو ہوائی جہازوں، موٹر لاریوں اور دیگر مشینری میں کام آتا ہے۔ مٹی کا تیل بھی پٹرولیم ہی کی ایک قسم ہے۔ پاکستان میں ضلع اٹک اور ٹلکسر کے مقامات پر تیل ملتا ہے۔

## مثالی تشکیل ۔ (Utopianism)

۱۵۱۶ء میں برطانیہ کے ایک اہل قلم سر طامس مور نے ایک کتاب بعنوان "یوٹوپیا" (Utopia) لکھی تھی۔ اس میں ایک خیالی جزیرے کا ذکر تھا جس میں ایک مکمل مثالی تمدن اور سیاسی نظام رائج تھا۔ سر طامس کی اس تخیل زا اور خیال آفرین کتاب کی تقلید میں بعد ازاں اور لوگوں نے بھی کئی کتابیں لکھیں، جیسے بیکن (Bacon) کی اٹلانٹس (Atlantis) اور کیمپینیلا (Campanella) کی بلدۃ الشمس (City of the Sun) میں اسی اصطلاح سے یوٹوپی اشتراکی (Utopian Socialists) کا لفظ ماخوذ ہے جس سے فوشے، فورئیر، اوون اور سینٹ سائمن جیسے اشتراکی مراد ہیں جو اس خیال کے حامی تھے کہ مستقبل میں تمام ریاستیں اشتراکیت کی آئینہ دار ہوں گی لیکن ان کو معرض وجود میں لانے کے لئے مسلح انقلاب کی ضرورت نہیں ہو گی بلکہ اخلاقی تلقین اور اشتراک عمل سے یہ ریاستیں از خود عالم وجود میں آ جائینگی۔ کارل مارکس (Karl Marx) اور اینگلز (Engels) نے اس قسم کے نظریوں کی مخالفت کی ہے۔

## مثبت و منفی (Positive & Negative)

پیمائش کرتے وقت ہم جس نقطہ سے کام شروع کرتے ہیں اسے عموماً صفر (۰) کہا جاتا ہے۔ فرض کیجئے، مثبت رقوم صفر کے داہنی جانب اور منفی رقوم صفر کے بائیں جانب ناپی جاتی ہیں اگر ۴ - ۷ - ۵ - ۶ کو ناپنا ہے تو ہم صفر سے شروع ہو کر داہنی جانب ۴ تک چلیں گے اور ا پر پہونچ جائیں گے۔ الف سے ہم - ۷ یا بائیں طرف

ز      س      ا      ب  د

+ ————————————————— −

۵  ۴  ۳  ۲  ۱  صفر  ۱  ۲  ۳  ۴  ۵

۷ ناپیں گے اور مقام ب تک پہنچ جائیں گے۔ یہ مقام منفی ۳ ہے۔ ب سے ہم داہنی طرف ۵ شمار کریں گے اور مقام س تک پہنچ جائیں گے جو کہ + ۲ ہے س سے - ۶ ناپنے کے لئے بائیں جانب ۶ گھر بڑھیں گے اور مقام د تک پہنچ جائیں گے۔ یہ - ۴ (منفی ۴) ہے۔

ہم ۴ و - ۷ و ۵ اور - ۶ کو کسی ترتیب سے بھی لیں آخر میں ایک ہی نتیجہ برآمد ہو گا اسی طرح - ۷ - ۶ بھی - ۳ تک لے جائے گا۔ ۰ ۵ سے ہم - ۸ پر پہنچیں گے اور + ۴ سے - ۴ پر آ جائیں گے۔ یہی جواب پہلے بھی آ چکا ہے۔ کبھی کبھی اوپر نیچے بھی پیمائش کی جاتی ہے۔ مثبت رقوم صفر سے اوپر کی جانب اور منفی رقوم

پیچھے کی جانب ناپی جاتی ہیں۔ جمع کے سوال میں اگر کچھ رقوم مثبت اور کچھ منفی ہوں تو بہتر یہ ہے کہ یکساں علامت والی رقوم کو الگ الگ جمع کر لیا جائے اور پھر فرق معلوم کر لیا جائے۔

(الف) ۱۶- ۷- ۸+ ۱۴+ ۶- ۱۳+ ۱۸

= (۱۶+ ۱۴+ ۶+ ۱۸) - (۷+ ۸+ ۱۳)

= + ۵۴ - ۲۸ = + ۲۶

(ب) ۱۴ + ۶ - ۱۹ - ۲۴ + ۷ - ۲۱

= (۱۴ + ۶ + ۷) - (۱۹ + ۲۴ + ۲۱)

= ۲۷ - ۶۴ = - ۳۷

+ اور – کے سلسلے میں ایک اور اہم امر بھی ہے کہ جو کچھ بھی معنی + ہوں – کے معنی اس کے برعکس ہوں گے (+۴) × (+۳)

= + ۱۲، اس لئے (+۴) × (-۳) = - ۱۲ ::

(-۴) × (+۳)

= - ۱۲ اسلئے (-۴) × (-۳) = + ۱۲ :

مندرجہ بالا تمثیلات کی روشنی میں ہم اس اصول تک پہنچتے ہیں کہ یکساں علامتوں کو ضرب دینے سے جواب مثبت میں اور مختلف علامتوں کو ضرب دینے سے جواب منفی میں ہوگا۔

(+لا) × (+ی) = + لا ی

(-لا) × (-ی) = + لا ی

(-لا) × (+ی) = - لا ی

(+لا) × (-ی) = - لا ی

+ لا × + لا = لا۲ ، - لا × - لا = لا۲

پس لا۲ + لا اور - لا دونوں کا مربع ہوتا ہے۔ چنانچہ لا۲ کا جذر + لا اور - لا میں سے کوئی بھی ہو سکتا ہے اسے ایسے لکھیں گے لا۲ = ± لا۔ بریکٹ سے پہلے اگر منفی کی علامت ہو تو بریکٹ کھولتے وقت ہر رقم کی علامت بدل دی جاتی ہے۔

- (ا - ب + س - د) = - ا + ب - س + د

- ۲ (لا + ی - ذ) = - ۲ لا - ۲ ی + ۲ ذ

- اب (ا۲ - ۲ اب + ب۲) = - ا۳ب + ۲ا۲ب۲ - اب۳

**مثلث۔** (Triangle) شکل تین اضلاع سے گھری ہوئی ہونے کی سبب سے وہ کوئی بندی شکل ہوتی ہے۔ علم ہندسہ میں اسے بہت اہمیت حاصل ہے۔ مثلث کے تینوں زاویئے مل کر دو زاویئے قائمہ کے برابر ہوتے ہیں۔ مثلث ا ب س کے ضلع ب س کو د تک بڑھایا جائے تو ا س د بیرونی زاویہ ہوگا بیرونی زاویہ مقابل کے اندرونی زاویوں کے مجموعے کے برابر ہوتا ہے۔ زاویہ ا س د = زاویہ ا + زاویہ ب اس مسئلہ کو ثابت کرنے کے لئے خط س ج، اب کے متوازی کھینچیے۔ اب زاویہ ج س د = زاویہ اب س اور زاویہ ا س ج = زاویہ ب ا س، چنانچہ زاویہ ج س د + زاویہ ا س ج = زاویہ ا + زاویہ ب، دونوں طرف زاویہ ا س ب جمع کرنے سے زاویہ ا + زاویہ ب + زاویہ ا ب س = زاویہ ا س د + زاویہ ا س ب = دو زاویہ قائمہ۔
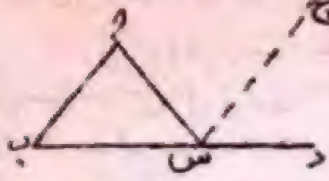
ایسا مثلث جس کا ہر زاویہ زاویہ قائمہ سے کم ہو مثلث حادہ کہلاتا ہے کسی مثلث کا ایک زاویہ منفرجہ (۹۰ درجہ سے زیادہ) ہو تو اسے مثلث منفرجہ کہیں گے مثلث جس کے دو اضلاع برابر ہوں متساوی الساقین اور جس کے تینوں اضلاع برابر ہوں متساوی الاضلاع کہلاتا ہے۔ جس مثلث کے تینوں اضلاع چھوٹے بڑے ہوں وہ مختلف الاضلاع کہلائیگا۔

مثلث قائمہ الزاویہ کا ایک زاویہ زاویہ قائمہ ہوتا ہے اور باقی ماندہ دونوں زاویے بھی مل کر ایک زاویہ قائمہ کے برابر ہوں گے۔ زاویہ قائمہ کے مقابل کا ضلع وتر کہلاتا ہے۔ وتر کا مربع باقی دو اضلاع کے مربعوں کے برابر ہوتا ہے (ا ب۲ = ا س۲ + ب س۲) مثلث کا رقبہ = ½ قاعدہ × بلندی۔ مثلث ا ب س رقبہ میں مستطیل غ ف س ب کا نصف ہے کیونکہ یہ دونوں ایک ہی قاعدہ پر واقع ہیں اور ان دونوں کی بلندی برابر ہے۔ ا د، ب س پر عمود ہے جس نے مثلث ا ب س کو دو مثلثوں ا د ب اور ا د س میں تقسیم کر دیا ہے: ا ب ا د ب نصف ہے ا د ب غ کا اور ا د س نصف ہے ا د س ف کا۔ چنانچہ مثلث ا ب س نصف
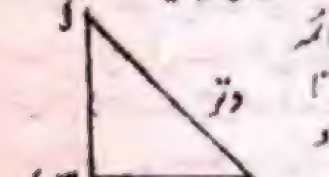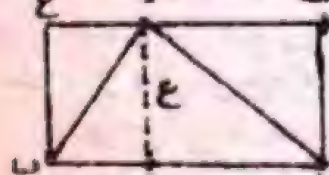
ہوا مستطیل ع ب س ف کا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ تمام مثلثیں مثلاً ڈ ب س، د ب س اور ع ب س جو ایک ہی قاعدہ پر اور یکساں متوازی خطوط کے درمیان واقع ہوں آپس میں باعتبار رقبہ ایک دوسرے کے برابر ہوں گے مثلثوں میں مندرجہ ذیل خطوط ایک ہی نقطہ سے گزرتے ہیں۔

(۱) خطوط جو اضلاع کے درمیانی نقطے کو مقابل کی راس سے ملاتے ہیں یہ خطوط ایک دوسرے کو تین برابر حصوں میں منقسم کرتے ہیں۔ ان = ۲ ڈ ن، ب ن = ۲ ع ن، س ن = ۲ ن ف۔

(۲) زاویوں کے خطوط تنصیف۔

نقطہ ن جہاں خطوط تنصیف ملتے ہیں اس دائرے کا مرکز ہے جو اس مثلث میں اس طرح کھینچا جا سکتا ہے کہ یہ ہر ضلع کو صرف ایک نقطہ پر چھوکر گزر جائے۔ ن سے ہر ضلع پر جو خطوط مستقیم (ن ف، ن ع، ن د) کھینچے گئے ہیں وہ آپس میں برابر ہیں۔ کیونکہ یہ فرداً فرداً متذکرہ بالا دائرے کے نصف قطر ہیں۔
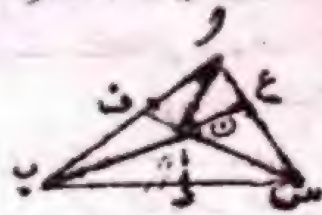
(۳) اضلاع کے نقطہ ہائے تنصیف سے اندر کی طرف جو خطوط مستقیم کھینچے جائیں گے وہ بھی ایک نقطہ پر آکر ملیں گے۔ یہ سب نقطہ ن پر ملتے ہیں۔ ن کو ہر سہ راسوں سے ملایئے تو ن ا، ن ب، ن س آپس میں برابر ہوں گے۔ چنانچہ ن کو مرکز مان کر ایک ایسا دائرہ کھینچا جا سکتا ہے جو مثلث کے ا ہر ا ہر ڈ، ب اور س نقطوں سے گزر کر گویا مثلث کو اپنے آغوش میں لے لیگا۔ ن ڈ، ن ب اور ن س ایسے دائرے کے نصف قطر ہوں گے۔
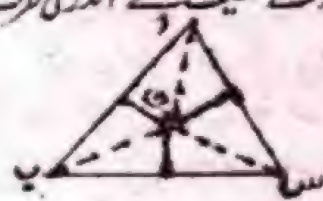
(۴) راسوں سے مقابل کے اضلاع پر جو خطوط مستقیم ڈالے جائیں گے وہ بھی ایک ہی نقطہ پر آکر ملیں گے۔ اد، ب ی اور س ف ایسے خطوط مستقیم ہیں۔ یہ سب نقطہ "ن" سے ہو کر گزرتے ہیں



## مثنیٰ بن حارثہ شیبانیؓ

مثنیٰ بن حارثہ شیبانیؓ۔ اپنے قبیلہ کے ممتاز رؤسا میں سے تھے جو اپنے قبیلہ کے ساتھ مدینہ آکر مسلمان ہوئے۔ اور پھر اپنے وطن واپس چلے آئے۔ عرب کا قبیلہ آئے دن ایرانیوں کے ظلم و ستم کا تختۂ مشق بنا رہتا تھا۔ چنانچہ حضرت ابو بکرؓ کے عہد خلافت میں جب مسلمانوں کی فتوحات کا راستہ کھل گیا تو مثنیٰؓ نے پہلے حضرت ابو بکرؓ کو خط لکھا۔ پھر خود مدینہ آکر انہیں عراق پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ حضرت خالدؓ نے عراق پر لشکر کشی کی۔ مثنیٰ عراق کی ساری مہموں میں حضرت خالدؓ کے دست راست رہے اور چونکہ یہ ایرانیوں کے حالات سے اچھی طرح واقف تھے اسلئے ان سے حضرت خالدؓ کو فتوحات میں بڑی مدد ملی۔ چنانچہ انہوں نے حیرہ، سورا، برجیما، ہمراہ، جاسپ، عین التمر اور حصن لمیقیا وغیرہ مقامات فتح کئے اور دریائے دجلہ اور فرات تک فوجوں کا جال بچھا دیا۔

آخر میں مثنیٰؓ نے سوق بغداد کو فتح کیا مگر اس کے بعد عمر نے وفا نہ کی۔

## مجاز، اسرار الحق

مجاز، اسرار الحق۔ اردو کے ایک خوشگو شاعر، ۱۹۱۰ء میں قصبہ ردولی ضلع بارہ بنکی (یو پی) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم امین آباد ہائی اسکول لکھنؤ میں حاصل کی۔ بی۔ اے ۱۹۳۵ء میں علی گڑھ سے کیا ۱۹۳۶ء میں آل انڈیا ریڈیو دہلی میں ملازم ہو گئے مگر طبیعت نوکری سے جلدی ہی بیزار ہو گئی۔ اور والدین کے پاس واپس علیگڑھ چلے آئے۔ یہاں آکر مجاز نے نظمیں لکھنا شروع کیں۔ رات اور ریل، انقلاب، ایک دیرینہ کرم فرما سے اور نمائش وغیرہ اسی دور کی نظمیں ہیں۔ ان کی آوارہ نام کی ایک نظم اس دور کی شاعری کی خوب عکاسی کرتی ہے آخر موجودہ دور کا یہ نغز گو اور حساس شاعر اپنے حد سے بڑھے ہوئے حساس دل کی نذر ہو کر رہ گیا۔ پہلے دماغی توازن بگڑا۔ پھر زندگی ہی کی شمع گل ہو گئی۔ کچھ یادیں باقی رہ گئیں ہیں جن میں سے ایک آہنگ مرحوم

کا مجموعہ کلام ہے۔

کلام میں بے حد شیرینی، روانی اور سلاست پائی جاتی ہے اور آہنگ اور سرمستی کا مجموعہ ہے۔ ۱۹۵۶ء میں "شب تاب" نام کا مجموعہ شائع ہوا جس کا نام مزید اضافے کے بعد ۱۹۶۰ء میں "سازِ نو" رکھا گیا۔

**مجاہد**۔ عربی اسم فاعل "مجاہدہ" سے۔ بمعنی کوشش، جانفشانی، ریاضت، کفار سے جنگ وغیرہ۔ مجاہد: کوشش کرنے والا، کافروں سے لڑنے والا۔ "جہاد" تجریدی اسم اسی سے ہے۔

شرعی اصطلاح میں "مجاہد" وہ مسلمان ہوتا ہے جو دین اسلام کی حمایت میں غیر مسلموں سے جنگ کرے۔ "مجاہد" بالعموم ایسے شخص کو بھی کہتے ہیں جو کسی نیک عمل یا فعل میں اپنی انتہائی کوشش صرف کرے (نیز دیکھئے "جہاد")

## مجتبیٰ کریم، ڈاکٹر

جو سورج کی شعاعوں سے قوت حاصل کرنے کی تحقیقات میں منہمک ہیں۔ ۱۹۱۰ء میں بہار میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد علی گڑھ میں انگلش ہاؤس کے سپرنٹنڈنٹ تھے اور عرصہ تک لیاقت علی خاں مرحوم کے استاد رہے۔ والد کے تعلق ہی کی وجہ سے ڈاکٹر مجتبیٰ کریم نے علی گڑھ سے تعلیم کی تکمیل کی اور وہیں طبیعات کے لکچرار مقرر ہو گئے۔

۱۹۳۶ء میں علی گڑھ سے ولایت چلے گئے جہاں امپیریل انڈسٹریل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ (Imperial Industrial Research Institute) کی ملازمت اختیار کر لی۔ قیام پاکستان کے بعد واپس آئے تو ڈھاکہ یونیورسٹی میں لکچرار ہو گئے مگر کچھ عرصہ بعد کینیڈا چلے گئے جہاں ٹورنٹو (Toranto) یونیورسٹی میں پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۵۲ء میں کراچی یونیورسٹی میں "شعبہ طبیعات" (Department of Physics) کے صدر مقرر ہو گئے۔

ڈاکٹر مجتبیٰ کریم کا شمار دنیا کے ان بڑے بڑے ڈاکٹروں میں ہوتا ہے جو سورج کی شعاعوں سے قوت حاصل کرنے کی تدابیر اور اس قوت کے استعمال پر تحقیقات کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر موصوف نے اس تحقیق

کے سلسلے میں کافی قابل قدر کام کیا ہے۔

**مجدد الف ثانیؒ**۔ نام نامی شیخ احمدؒ لقب بدر الدین، کنیت ابو البرکات ۹۷۱ھ مطابق ۱۵۶۴ء میں بروز جمعہ بمقام سرہند پیدا ہوئے۔ والد شیخ مخدوم عبدالاحدؒ تھے جو ایک عالم اور بزرگ ولی اللہ تھے۔ جناب مجددؒ نے حدیث، فقہ اور تصوف کی کچھ کتابیں اپنے والد ماجد سے ہی پڑھیں۔ بعد میں مولانا کمال کشمیریؒ، مولانا یعقوب کشمیریؒ اور مولانا بہلول بدخشانیؒ سے حدیث، فقہ اور معقولات وغیرہ سے متعلق کتابیں پڑھیں۔ ظاہری علوم کی تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور اس سلسلہ میں آگرہ جانے کا اتفاق بھی ہوا۔ وہاں ابو الفضل اور فیضی سے ملاقات ہوئی لیکن ان دونوں بھائیوں کی مذہب کے معاملے میں حد سے بڑھی ہوئی آزاد خیالی کو دیکھ کر انسے قطعی بیزاری کا اظہار فرمایا اور یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے کہ اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ لِلّٰہِ۔ اللہ ہی کے لئے دوستی ہے اور اللہ ہی کے لئے دشمنی۔

سلسلہ ہائے طریقت میں جناب خواجہ مخدوم عبدالاحد جناب مجدد کے والد گرامی جناب کے مرشد طریقت اول ہیں جن سے جناب ممدوحؒ نے ۱۵ سلاسل میں خلافت حاصل کی۔ اس سے کافی عرصہ بعد جناب مجددؒ خواجہ محمد باقی باللہؒ کے حلقہ طریقت میں داخل ہوئے اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی بنیاد رکھی گئی اور یہ واقعہ ۱۰۰۸ھ کا ہے جب کہ جناب مجددؒ کے والد ماجد کا وصال ہو چکا تھا۔

جناب مجددؒ کا وجود گرامی جن حالات میں دنیائے اسلام کے افق پر آفتاب بنکر طلوع ہوا وہ وہی حالات ہیں جن سے تاریخ اسلام کا ہر چھوٹا بڑا طالب علم بخوبی واقف ہے۔ ہندوستان اور افغانستان پر اکبری نحوست کا دم دار ستارہ اپنی پوری نحوست کے ساتھ چھایا ہوا تھا۔ ایران، ترکی اور وسط ایشیا کی اسلامی حکومتیں اپنے مذہبی اور سیاسی اختلافات کو تلوار کے ذریعے حل کر رہی تھیں۔ مذہبی بحران اپنی انتہا کو پہنچا ہوا تھا جس کو علمائے سوء اور بر خود غلط صوفی اپنے نفسانی اغراض کے حصول کے لئے خوب خوب ہوا دے رہے تھے۔ یہ وقت تھا اور یہ اس درجہ بگڑے ہوئے حالات جبکہ جناب مجددؒ نے اصلاح اور تجدید دین کے لئے اپنی تبلیغی سرگرمیاں شروع کیں۔ اکبری عہد ختم ہو گیا۔ جہانگیر برسر اقتدار

سلطنت ہوا۔ باپ کی پیدا کی ہوئی تمام خرابیاں ملک اور اہل ملک میں موجود ہیں اور جہانگیر ہے کہ "سلطنت خویش را گرد کردہ بیک پیمانہ" نور جہاں اور اس کے بھائی آصف جاہ کے دام گلوگیر کی گرفت میں ہے۔ اب جناب مجددؒ کی ذات گرامی ہی ہے جو ان حالات میں آگے بڑھتی ہے اور ان بگڑے ہوئے حالات میں وہ کام کر جاتی ہے جو اور کسی سے نہ ہوا تھا یعنی جہانگیر کی مدہوشی کسی حد تک ہوشیاری میں تبدیل ہو جاتی ہے شاہجہان تہجد گزار اور دیندار بن جاتا ہے اور اورنگ زیب درویش صفت خدا ترس اور عادل سلطان کی صورت میں آگے آتا ہے جس کی پوری کی پوری زندگی ہندوستان کے ہندوؤں کی اماری کی اور مسلمانوں کی دینی بیزاریوں اور خانہ براندازیوں کی اصلاح اور درستی میں بسر ہوتی ہے یہ وہ عظیم الشان انقلاب تھا جو جسموں اور دلوں کی دنیا میں لایا گیا اور اس درجہ خاموشی اور سکون کے ساتھ کہ کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہوئی۔

جناب مجددؒ کا طریق تبلیغ نہایت سادہ، خاموش لیکن نہایت ہی موثر اور زود اثر تھا۔ جناب ممدوحؒ کی تبلیغی سرگرمیوں کا اگر تجزیہ کیا جائے تو اس کے چار پہلو سامنے آ جاتے ہیں۔

(۱) عوام الناس سے دینی اور اصلاحی رابطہ
(۲) متوسط طبقے سے دینی اور اصلاحی رابطہ
(۳) طبقہ امراء سے دینی اور اصلاحی رابطہ
(۴) سلاطین وقت سے براہ راست اور بالواسطہ دینی اور اصلاحی رابطہ

مذکورہ بالا ان چار رابطوں کو جب دیکھا جاتا ہے تو ان کی گرفت میں مسلمانوں کی ہر دینی اور دنیوی تحریک آ چکی تھی اور ان ہی رابطوں نے وہ اصلاحی اور روحانی سماں پیدا کر دیا تھا کہ جس کی وجہ سے ہندوستان، افغانستان اور وسط ایشیا ہی نہیں بلکہ عرب، شام، ایشیائے کوچک اور ترکی تک ان اصلاحی اور تبلیغی سرگرمیوں کے اثر میں آ گئے چنانچہ حضرت شاہ غلام علیؒ نقشبندی مجددی سے منتسب جناب خالد ترکؒ شام میں پہنچے اور شام ایشیائے کوچک وغیرہ میں اس سلسلے کی تبلیغی سرگرمیوں کے داعی بنے جن کے سلسلے سے منتسب لوگ اب تک ان علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔

بظاہر یوں نظر آتا ہے کہ ایک خاموش اور منکسر مزاج درویش سرہند کی ایک خانقاہ میں بیٹھا ہوا اپنے مخلصین اور معتقدین کی ایک جماعت کی اصلاح میں مشغول ہے اور ان مخلصین میں سے جب بعض دوستوں کو اس قابل دیکھتا ہے کہ وہ دوسروں کی اصلاح کے قابل ہو چکے ہیں تو ان کو ملک کے مختلف اطراف میں تبلیغ اور اصلاح کی غرض سے کسی خاص مقام کا تعین فرما کر بھیج دیتا ہے اب یہ فرستادہ مبلغ اور درویش نہایت خاموشی کے ساتھ اس ماحول کو اپنے رنگ میں رنگنا شروع کر دیتے ہیں اور تھوڑے عرصے کے بعد ہر تبلیغی حلقہ اپنے اندر سینکڑوں ہزاروں تبلیغی حلقے پیدا کر لیتا ہے اور اس طرح سے اندر ہی اندر یہ تحریک بڑی سرعت مگر نہایت خاموشی کے ساتھ بڑھتی چلی جا رہی ہے چند سالوں میں ملک گیر ہی نہیں بلکہ جہاں گیر ہو جاتی ہے اور اس طرح سے اصلاح اور تبلیغ اسلام کا وہ عظیم الشان مقصد جو مجدد الف ثانی کی ذات گرامی کو درگاہ رب العزت نے سونپا تھا۔ ۱۰۳۴ھ تک جناب مجددؒ کے ذریعے پورا ہوتا ہے۔ جس کے بعد جناب کے صاحبزادگان اور خلفاء اس کو اور آگے بڑھاتے ہیں اور یہ سلسلہ آج بھی اسی طرح اپنے مقصد کی تکمیل میں مصروف ہے اور انشاءاللہ تعالیٰ قیامت تک اسی طرح مصروف رہیگا

جناب مجددؒ کا وصال قصبہ سرہند (بھارت پنجاب) میں ۶۳ سال کی عمر میں ہوا۔ صحیح کو وقت تھا صفر کی ۲۸ تاریخ اور ۱۰۳۴ھ تھا جہاں آپ اپنی آخری آرامگاہ میں لیٹے ہوئے اس امت مرحومہ کی بے کسی کو آج بھی اسی اضطراب کے عالم میں دیکھ رہے ہیں جو زندگی بھر مسلمانوں کی اصلاح اور فلاح کے لئے آپ کو بے تاب کئے رہا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

**مجذر بن زیادؓ**۔ نام عبد اللہ لقب مجذر قبیلہ بلی۔ ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے اور غزوۂ بدر میں حضورؐ کی معیت میں رہے۔

مکہ میں حضورؐ کی ہر تکلیف کے موقع پر فوراً پہنچتے اور اپنی خدمات پیش کرتے۔ ایام جاہلیت میں انہوں نے سوید بن صامت کو قتل کر دیا تھا جس سے جنگ بعاث چھڑی تھی۔ لیکن فریقین کے دائرۂ اسلام میں داخل ہونے سے معاملہ رفع دفع ہو گیا اس کے باوجود سوید کے بیٹے حارث نے اپنے باپ کے قتل کے عوض

حضرت مجذرؓ کو قتل کر دیا اور مرتد ہو کر واپس مکہ چلا گیا۔ ۸ھ میں مکہ فتح ہونے پر جب دوبارہ مسلمان ہو کر آیا تو حضورؐ نے قتل مجذرؓ کے عوض اسے قتل کر دینے کا حکم دیا۔

## مجرائی رقم

مجرائی رقم ۔ مالک اور ملازم میں جملہ خدمت یا کارکردگی کا جو معاہدہ ہوا ہو اسمیں سے جو رقم ملازم کی غیر حاضری یا عدم کارکردگی کی وجہ سے منہا کی جائے اسے "مجرائی رقم" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ نیز مقروض 'قرض خواہ سے جزوی طور پر ادا شدہ رقم بوقت تصفیہ مجرا لیتا ہے۔ ٹیکس گزاری کے قابل جو تنخواہ یا مشاہرہ ہو اسمیں سے ٹیکس کی رقم مجرائی کے قابل ہوتی ہے جہاں بورڈ یا پرائیویٹ سروس میں پراویڈنٹ فنڈ منع کیا جاتا ہے وہاں ماہوار یہ رقم قابل مجرائی ہوتی ہے چندے وغیرہ کی کاٹ ہر مہینے یا کسی مہینے میں 'مجرائی رقم' کے زمرہ میں آتی ہے وغیرہ وغیرہ مجرائی رقم کی مختلف شکلیں اور صورتیں ہیں۔

## مجروح میر مہدی

مجروح میر مہدی ۔ میر مہدی نام اور مجروح تخلص ۱۸۳۳ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ سادات نجیب الطرفین سے تھے آپ کے خاندان نے مغلوں کے آخری دور میں ایران سے ہندوستان کا رخ کیا تھا اور دہلی میں آکر آباد ہو گیا تھا۔

میر مہدی میر حسین فگار کے بیٹے تھے اور غالب کے محبوب شاگرد ابتدائی تعلیم گھر میں پائی تھی کیونکہ سارا خاندان دولت علم و فضل سے مالا مال تھا۔

درحقیقت میر مجروح کا پیشہ شاعری نہ تھا۔ لطف سخن خداداد رکھتے تھے اور طبیعت میں شعر کا ذوق فطری تھا جس نے آخرکار آپ کو شاعر بنا دیا۔

غدر کے وقت آپ دہلی سے پانی پت چلے گئے تھے اور پھر الور۔ لیکن ہمیشہ پریشان خاطر رہے آخر عمر میں نواب کلب علی خاں والئے رامپور نے ان کا وظیفہ مقرر کر دیا تھا آپ نے سنہ ۱۹۰۳ء میں بہتر سال کی عمر میں وفات پائی ۔ میر مجروح کا دیوان غزلیات مخمسات ترجیع بند رباعیات اور قطعات پر مشتمل ہے آپ کے کلام میں سادگی اور شیرینی دونوں موجود ہیں۔ چھوٹی بحروں میں خوب شعر نکالتے ہیں۔ خیالات اور مضامین میں جدت نہیں ہے۔ مگر کلام عیوب سے پاک ہے۔ میرزا غالب ان کی بڑی قدر کیا کرتے تھے۔



## مجسٹریٹ

مجسٹریٹ (Magistrate) حاکم فوجداری وہ افسر جس کے ذمہ امن و امان برقرار رکھنے کی اہم خدمت سپرد ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں مجرموں کے مقدمات بھی مجسٹریٹ کے روبرو پیش ہوتے ہیں پاکستان میں ضلعوں تحصیلوں اور قصبوں میں مجسٹریٹ مقدمات کا فیصلہ کرتے ہیں ضلع کے ڈپٹی کمشنر کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے اختیارات بھی حاصل ہوتے ہیں۔

مجسٹریٹ کے فرائض یہ ہیں۔

(۱) مروجہ قوانین کی خلاف ورزی کرنے والوں کے مقدمات کی سماعت کر کے قانون کی روشنی میں فیصلہ سنانا۔

(۲) شہری زندگی کی ضرورتوں کے اعتبار سے احکام جاری کرنا مثلاً یہ حکم کہ کسی سینما ہال میں تمباکو نوشی نہ کی جائے۔ وغیرہ وغیرہ۔

(۳) عدالت میں یا عدالت سے باہر وہ خدمات انجام دینا جو قانوناً عائد کی گئی ہیں، مثلاً کسی عرضی دعوے پر اپنی تصدیق ثبت کرنا وغیرہ وغیرہ۔ ضلع کے تحصیلداروں اور نائب تحصیل داروں کو بھی علی الترتیب دوم اور سوم درجے کے مجسٹریٹوں کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں بعض تحصیلدار مجسٹریٹ درجہ اول بھی ہوتے ہیں۔ اول، دوم اسوم درجے کے مجسٹریٹوں کے اختیارات مختلف ہیں۔

## مجسمہ سازی

مجسمہ سازی ۔ (Modelling) چکنی مٹی فطیر (Paste) اخبار اور پلاسٹیسن (Plsstiolnel سے عموماً مجسمے تیار کئے جاتے ہیں آخر الذکر آسان اور صاف طریقہ ہے۔

جانوروں یا پرندوں کے مجسمے بنانا ہوں تو چڑیا گھر جا کر جانور کی تصویر بناؤ۔ تمام اعضا (سر، گردن، پیر، کمر) وغیرہ کو غور سے دیکھو۔ تصویر کشی میں دقت محسوس ہو تو کیمرے سے فوٹو لے لو یا بازار سے متعلقہ جانور کا فوٹو خرید لو اور نمونہ بناتے وقت اس کی تمام تفصیلات پر نظر رکھو۔ مجسمہ کو ایک تختہ پر رکھ کر کام جاری رکھو۔ بیچ میں کام چھوڑنا پڑے تو اس پر نمدار کپڑا، ڈھک دو چکنی مٹی یا پلاسٹیسن کی چھوٹی چھوٹی گولیاں لے کر مجسمہ کی تشکیل کرو پہلے ان گولیوں کو ترتیب وار بٹھا کر دھڑ بناؤ

اور پھر مزید گولیوں سے سر منہ اور دوسرے اعضاء بناؤ۔ بیٹھی ہوئی حالت میں جانور کا مجسمہ آسانی سے بن جاتا ہے اگر وہ کھڑا ہوتا تو گولیاں جن سے ٹانگیں بنائی گئی ہیں تاروں سے مضبوطی پہنچائے بغیر دھڑ کا وزن برداشت نہیں کر سکیں گی۔

مبتدی بطیخ آسانی سے بنا لیتا ہے۔ شکل تصویر کے مطابق بن جانے تو بھیگی ہوئی انگلی یا ایک خاص دھار دار اوزار کے ذریعہ سطح کو ہموار کر لو مجسمہ کو بھٹی میں پکانا مقصود ہو تو خشک ہونے پر اندرون جسم سے فاضل مٹی تراش کر باہر نکال دو اور اسے کھوکھلا کر دو ورنہ حرارت سے اس کے پھٹ جانے کا اندیشہ ہے اگر یہ ممکن نہ ہو تو اس پر خشک ہونے کے بعد رنگ روغن چڑھا دو اور دار نقش کر دو ایسا کرنے سے سطح کی مٹی تڑخنے سے بچ جائیگی۔

## مجلس عدلیہ۔ (Judicial Committee)

انگریزی قانونی سسٹم میں سب سے اوپر دار الامرا کا ایوان بالا ہوتا ہے جو دیوانی اور فوجداری ہر دو قسم کے مقدمات میں اپیلیں سماعت کرتا ہے اس سے نیچے دیوانی پہلو میں عدلیہ کی "سپریم کورٹ" آتی ہے۔ اس کی مزید تقسیم "کورٹ آف اپیل" اور ہائی کورٹ آف جسٹس میں ہوتی ہے ہائی کورٹ کے تین حصے ہوتے ہیں چینسری ڈویژن "کنگس بنچ ڈویژن" اور "پروبیٹ، طلاق اور بحری ڈویژن" سب سے بڑی فوجداری عدالت "فوجداری اپیل کی عدالت" ہے لنڈن عظمیٰ کے لئے "فوجداری کورٹ، سنٹرل فوجداری کورٹ (اولڈ بیلی) پر مشتمل ہے

مختلف ممالک میں عام طور پر مجلس عدلیہ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ پر مشتمل ہے۔

## مجلس عدلیہ، پریوی کونسل۔ (Judicial Committee of the Privy Council)

برطانوی قلمرو کے ممالک مقبوضات نوآبادیات، وغیرہ کے مقدمات کی سب سے بڑی کورٹ آف اپیل۔ اس میں لارڈ چینسلر، لارڈ پریذیڈنٹ ایکس لارڈز پریذیڈنٹ، لارڈز آف اپیل ان آرڈینری، پریوی کونسل کے بعض دوسرے ارکان، جو اعلیٰ عدلیہ عہدوں پر ممتاز ہوں یا ممتاز رہ چکے ہوں اور برطانوی قلمرو کے جج

شامل ہوتے ہیں۔ سنہ ۱۹۵۰ء میں ہندوستان، پاکستان اور جنوبی افریقہ کی اپیلیں ختم ہو گئیں اور کینیڈا کی اپیلیں قریب الاختتام تھیں۔

## مجلس علماء۔ (Trust Brain)

مذہبی علماء یا علوم دینی یا علوم دنیوی کی مجلس اعلیٰ جو مذہبی، دینی یا دنیوی امور میں اپنے فتاوے یا احکام صادر کرتی ہے، اس قسم کی مجالس کا وجود قدیم یونان اور قدیم روما میں تاریخی حیثیت کا حامل تھا۔

قدیم اسلامی ممالک کے مختلف ادوار میں بھی اس قسم کی مجالس کا وجود ملتا ہے۔ مجالس علماء کو گو قطعی سرکاری حیثیت حاصل نہیں ہوئی مگر موجودہ اسلامی ممالک میں بھی ان مجالس کی رائے اہم اسلامی اور جمہوری امور میں لی جاتی ہے۔

## مجلس منتظمہ۔ (Executive)

ایک مجلس جو کسی ملک، کارپوریشن، کمپنی یا کلب کے معاملات کو سرانجام دینے کے لئے مقرر کی جاتی ہے۔ سیاست میں مجلس منتظمہ ایک اعلیٰ مجلس ہوتی ہے جو مروجہ قوانین کے مطابق حکومت کرتی ہے اور جدید قوانین تجویز کرتی ہے ایک کامل ملوکیت میں منتظم بادشاہ ہوتا ہے لیکن اس کے اختیارات بالعموم بادشاہ کی کونسل کے سپرد رہے ہیں اور اسی سے مروجہ انتظامیہ کا وجود ارتقاء پذیر ہوا ہے۔ عدالتی مناصب جو کسی زمانے میں مجلس انتظامیہ کے سپرد ہوتے تھے اب وہ اس سے علیحدہ کر دیئے گئے ہیں اور انگریزی پارلیمانی سسٹم کے تحت منتظمہ کو مقننہ سے انتخاب کیا جاتا ہے۔ برطانیہ میں انتظامیہ وزارت ہوتی ہے جسے وزیر اعظم اپنی پارٹی کے ارکان سے منتخب کرتا ہے۔ اس کا وجود پارلیمانی اکثریت پر موقوف ہوتا ہے۔

## مجلسی تحفظ۔ (Social Security)

وہ نظام جس کے تحت کسی فرد یا خاندان کے ذرائع آمدنی مسدود ہونے پر حکومت اسے معاوضہ ادا کرتی ہے، مجلسی تحفظ کہلاتا ہے۔

وہ حوادث اور حالات جنکی وجہ سے ذرائع آمدنی مسدود ہو سکتے ہیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) کسی خاندان کے سرپرست کی موت جس کے ذمے اس خاندان کے تمام افراد کی ضروریات زندگی مہیا کرنے کی ذمہ داری عاید تھی۔
(۲) بیماری
(۳) کوئی مہلک یا بیکار کر دینے والا حادثہ
(۴) بیروزگاری
(۵) بڑھاپا یا بیکاری

عام طور پر اس نظام کے ماتحت مالک اور مزدور دونوں کے لئے ہی بیمہ کرانا لازمی ہے۔ جس کی بنا پر انہیں ایک مقررہ رقم باقاعدگی کے ساتھ ایک ایسے مجوزہ فنڈ میں ادا کرنا پڑتی ہے۔ جس پر حکومت کا اختیار ہوتا ہے۔ بعض ممالک میں یہ رقم صرف مالک کو ہی ادا کرنا پڑتی ہے یہ نظام اس جدید نظریے پر مبنی ہے کہ ملکی حکومت اپنے شہریوں کی صحت اور فلاح و بہبود کی ذمہ دار ہے۔

دنیا کے مختلف ملکوں میں اس مقصد کے حصول کے لئے ملازمت پیشہ لوگوں اور مزدوروں کے لئے بیمہ کرانا لازمی قرار دیا ہے۔ اکثر یورپی ممالک اور امریکہ اپنے شہریوں کو کم و بیش یہ تمام سہولتیں مہیا کر رہے ہیں۔

پاکستان بھی جو ابھی ایک نئی مملکت ہے مجلسی تحفظ کے سلسلے میں اپنے لوگوں کے لئے کچھ نہ کچھ کئے ہی جاتا ہے اور سال رواں کے رفاہ عامہ کے کاموں کے لئے ایک بھاری بھرکم بجٹ محولہ بالا کوششوں کے ثبوت میں پیش کیا جا سکتا ہے۔

**مجلسی معاہدہ عمرانی (Social Contract):** سیاسی مفکرین کا تمدن اور ریاست سے متعلق ایک نظریہ جس کے مطابق شروع شروع میں انسان قدرتی حالت میں زندگی بسر کرتا تھا اس کی کوئی مجلسی زندگی نہ تھی کوئی حکومت نہیں تھی۔ اس پر کسی قسم کی کوئی پابندی یا جبر نہ تھا۔ مرور ایام کے ساتھ ساتھ مختلف تجربات کی بناء پر انسانوں نے اس امر کا فیصلہ کیا کہ وہ اپنی سیاسی تنظیم قائم کر کے زیادہ خوش و خرم اور محفوظ رہ سکتے ہیں چنانچہ انہوں نے اپنی قدرتی حالت کو خیرباد کہا اور اپنے انفرادی فطری حقوق کو اجتماعی اور مجلسی زندگی کے حصول کی خاطر چھوڑ دیا۔ ان کے اس عمل کو مجلسی یا معاشرتی معاہدہ کہتے ہیں اس نظریے کے حامل مختلف یورپی مفکرین ہیں جن میں روسو (Rousseau) ہابس (Hobbes) اور جان لاک (John Locke) مشہور ہیں۔ شادی کو بھی آدمی اور عورت کے درمیان مجلسی یا معاشرتی معاہدہ ہی قرار دیا جاتا ہے۔

**مجمع بن جاریہ رضؓ۔** نام و نسب۔ مجمع نام، قبیلہ اوس کے خاندان عمرو بن عوف سے ہیں۔
اسلام۔ آپ ہجرت کے وقت کمسن تھے اور اسی زمانے میں اسلام لائے۔
غزوات۔ غزوہ حدیبیہ میں آپ نے شرکت کی۔
وفات۔ امیر معاویہؓ کے آخر زمانہ خلافت میں انتقال فرمایا۔ صاحب طبقات کا بیان ہے کہ ان کی نسل باقی نہیں رہی۔
فضل و کمال۔ عہد رسالت میں جن صحابہ نے قرآن جمع کرنا شروع کیا تھا ان میں حضرت مجمع بن جاریہ انصاری بھی تھے لیکن ابھی ایک یا دو سورتیں باقی ہی تھیں کہ حضورﷺ کا وصال ہو گیا اور یہ کام مکمل نہ ہو سکا۔

مسند بن احمد حنبل میں ہے کہ آپ ان قاریوں میں تھے جنہوں نے قرآن پڑھا تھا حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت میں انہیں قرآن کی تعلیم کے لئے کوفہ بھیجا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کمسن تھے انہوں نے بھی ان سے قرآن پڑھا تھا۔ حدیثیں جو آپ نے روایت کیں وہ صرف ترمذی ہی میں ہیں اور ان میں سے بعض حدیثیں صحیح سند سے ثابت ہیں۔
اخلاق۔ زہد و تقدس کا یہ عالم تھا کہ صغر سنی ہی میں اپنی قوم کے امام تھے۔ باپ نے مسجد ضرار بنائی تھی اور معصوم بیٹا اسی مسجد میں نماز پڑھاتا تھا اور یہ معلوم نہ تھا کہ اس مسجد کی تعمیر سے اسلام اور مسلمانوں کی بربادی مقصود ہے حضرت عمرؓ کے زمانے میں لوگوں نے درخواست کی کہ مجمع کو ہمارا امام بنا دیا جائے آپ نے فرمایا: ہرگز نہیں یہ تو وہی ہے جو مسجد ضرار میں امامت کراتا تھا۔ جب مجمعؓ کو یہ خبر ہوئی تو قسم کھا کر عرض کیا کہ مجھے ان منافقین سے کوئی سروکار نہ تھا۔ جب پورا اطمینان ہو گیا تو حضرت عمرؓ نے آپ کو امامت کی اجازت دی۔

**مجمع الجزائر، آزرس۔** (Azroes)
جزیروں کے اس مجموعہ کو جزائر ہاک Hawkis iands

بھی کہتے ہیں۔ جزائر کا یہ مجموعہ نو آتش فشاں جزیروں پر مشتمل ہے جو بحر اوقیانوس میں واقع ہیں۔ ان کا محل وقوع آٹھ سو میل پرتگال کے مغرب میں ہے اور یہ جزیرے اس کا ایک صوبہ شمار ہوتے ہیں۔ بالعموم کوہستانی ہیں یہاں کے باغات سنگتروں کے درختوں سے پٹے پڑے ہیں زیادہ تر سینٹ میکائیل (St. Michael) اور فیال (Fayal) میں ہیں۔ آب و ہوا معتدل ہے اور پھیپھڑوں کے بیماروں کے لئے بہت مفید ہے۔ دارالحکومت انگرا (Ancra) ہے جو دریائے ٹرسیرا (Terceira) پر واقع ہے آبادی تین لاکھ کے قریب ہے۔

**مجنوں گورکھپوری۔** نام احمد صدیق۔ مجنوں تخلص جنوری ۱۹۰۴ء میں بمقام پلڈہ ضلع بستی پیدا ہوئے گورکھپور میں صرف ننھیال تھی۔ لیکن چونکہ عمر کا بیشتر حصہ گورکھپور ہی میں گزرا اس لئے "گورکھپوری" کہلائے۔

عربی، فارسی اور ہندی کی تعلیم گھر میں حاصل کی اور پھر اسکول میں داخل ہوئے۔ اور ۱۹۲۱ء میں سینٹ اینڈریوز کالج گورکھپور سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ بچپن ہی سے شعر و ادب کا ذوق تھا۔ چنانچہ ایوان اشاعت کے نام سے گورکھپور میں ایک ادبی ادارہ قائم کیا اور ایوان کے نام سے ایک رسالہ بھی جاری کیا۔

سینٹ اینڈریوز کالج میں کچھ عرصہ ملازم رہنے کے بعد ۱۹۳۴ء میں آگرہ یونیورسٹی سے انگریزی ادبیات میں ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی اور ۱۹۳۵ء میں کلکتہ یونیورسٹی سے اردو ادبیات میں ایم۔ اے کیا اور کچھ عرصے کے لئے مسلم یونیورسٹی کے انگریزی شعبہ میں بطور لکچرار شامل ہو گئے۔

افسانے اور ادبی تنقید آپ کا خاص موضوع ہیں آپ نے سمالوی، تابیل، شوپنہار، تاریخ جمالیات، خواب خیال، سمن پوش، مجنوں کے افسانے، سوگوار شباب اور متعدد تنقیدی مقالات لکھے۔ جنہیں اہل ذوق نے پسند کیا ان میں سے کچھ کتابی شکل میں اور اکثر ادبی رسائل میں شائع ہو چکے ہیں۔

مجنوں کے یاس انگیز حزنیہ افسانے اور ناول اردو زبان میں ایک یادگار اضافہ ہیں جو انہوں نے انگریزی زبان کے مصور ٹامس ہارڈی کے رنگ میں لکھے ہیں ان میں سے کچھ طبعزاد ہیں اور کچھ "ہارڈی" کے ناولوں کے عکس اور کچھ ترجمے۔



مجنوں کی تصنیفات کی زبان سادہ، سلیس اور عام فہم ہے اور آورد سے خالی ہے۔ مختلف ادبی رسائل میں ان کے مضامین بھی شائع ہوتے رہتے ہیں ان کی کتابیں عام طور پر پڑھی اور بے حد پسند کی جاتی ہیں۔

**مجوس، مجوسی۔** زرتشتی مذہب کے پیرو آتش پرست اور ستارہ پرست لوگ ان کو اہل کتاب مانتے ہیں بعض کا خیال ہے کہ وہ اہل کتاب تو نہیں ہیں لیکن کفار سے بہتر ہیں۔ بحرین کے مجوسوں کو جزیہ دینے کی منظوری دے دی گئی تھی جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کو اہل کتاب کے برابر ہی تسلیم کر لیا گیا تھا۔

مسلمانوں نے ان کے ساتھ بہت نرم اور روادارانہ سلوک کیا لیکن آٹھویں صدی میں انہوں نے ہندوستان کی طرف ہجرت شروع کی کیونکہ ایرانی حکومت نے ان پر جزیہ عائد کر دیا تھا پھر بھی ایران میں اب تک ان کی کافی تعداد موجود ہے۔ ان کو "گبر" بھی کہا جاتا ہے جو لوگ عیسائی، یہودی، یا بت پرست نہیں ہیں ان سب کو عام طور پر مجوسی ہی کہا جاتا ہے۔

**مجیب الرحمٰن شیخ۔** شیخ مجیب الرحمٰن ۱۹۲۰ء میں ٹانگی پاڑہ ضلع فرید پور (مشرقی پاکستان) میں پیدا ہوئے ابتدا ہی سے انہیں معاشیات سے شغف رہا ہے ۱۹۳۸ء میں سیاسی سرگرمیوں کی بنا پر گرفتار ہوئے۔ ۱۹۳۹ء میں گوپال گنج سب ڈویژن مسلم لیگ کی بنیاد ڈالی اور بڑے انہماک سے مسلم لیگ کی کامیابی کے لئے کام کرنے لگے ۱۹۴۶ء کی انتخابی جدوجہد میں انہوں نے بہت نمایاں اور اہم کام کیا

۱۹۴۹ء میں مشرقی پاکستان عوامی لیگ کے جوائنٹ سیکرٹری منتخب ہوئے مگر اس کے بعد تین سال تک سیکورٹی قیدی کی حیثیت سے نظر بند رہے ۱۹۵۲ء میں جیل سے رہا ہوئے تو پہلے مشرقی پاکستان کی عوامی لیگ کے قائم مقام سیکرٹری اور پھر جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ ۱۹۵۴ء میں متحدہ محاذ کے ٹکٹ پر مشرقی پاکستان اسمبلی کے ممبر چنے گئے اور صوبائی کابینہ میں امداد باہمی اور زرعی قرضہ کے وزیر مقرر ہوئے۔ لیکن پھر مستعفی ہو گئے اور اپنی تمام تر کوششیں صوبے میں عوامی لیگ کی

تنظیم و ترقی پر مرکوز کر دیں ملک میں مارشل کے نفاذ کے بعد سیاسی سرگرمیاں معطل ہوئیں تو سیاسیات سے کنارہ کش ہو گئے۔

**مجیٹھ** - (Alizarin) ایک قسم کا پودا جو ہندوستان اور پاکستان میں پایا جاتا ہے اس پودے سے رنگ بنائے جاتے تھے جو بہت شوخ اور چمکدار ارغوانی ہوتے تھے کبھی پارچات رنگنے کے کام آتے تھے آج کل ان کا رواج نہیں رہا، کیونکہ ان کے مقابلے میں اینی لین (Aniline) رنگ مصنوعی طور پر تیار ہو کر مارکیٹ میں آگئے ہیں جو ان قدرتی رنگوں سے شوخ تو ارزاں اور سہل الحصول ہیں۔ یہ رنگ "ٹک" یعنی کول تار جیسی گھٹیا چیز سے تیار ہوتے ہیں اور چار قسم کے ہوتے ہیں۔ یعنی پانی میں شامل ہونے والے پارچاتی جو زہریلے ہوتے ہیں پانی میں حل ہونے والے کھانوں اور مٹھائیوں کے رنگ، تیل میں حل ہونے والے اور سپرٹ میں حل ہونے والے۔

**مجید لاہوری** - ایک صحافی، شاعر اور مزاح نویس۔ عبدالمجید چوہان نام۔ مجید تخلص۔ ۱۹۱۳ء میں گجرات (پنجاب) میں پیدا ہوئے مگر عمر کا زیادہ تر حصہ لاہور میں گزرا اس لئے لاہوری کہلائے پہلے لاہور کے چند اخبارات و رسائل میں کام کیا۔ تقسیم کے بعد کراچی چلے گئے اور وہاں سے ایک مزاحیہ رسالہ "پندرہ روزہ نمکدان" نکالا جو اردو کے عوامی مزاحی ادب میں بیش بہا اضافہ کا موجب ہوا۔

مجید لاہوری مزاح نگاری کے بادشاہ تھے خصوصاً عوامی سطح کا مزاح لکھنے میں انہیں کمال حاصل تھا اردو کے مشہور شعراء کی غزلوں کو انہوں نے بڑی خوبی سے مسخ کیا ہے۔ اور مشہور شعرا کی غزلوں اور نظموں کی انہوں نے جو پیروڈیاں لکھیں وہ کمال کا درجہ رکھتی ہیں آپ نے متین شاعری میں بھی اچھا خاصہ سرمایہ چھوڑا ہے۔ جون ۱۹۵۷ء کو کراچی میں انتقال کیا۔

مرحوم نہایت تنومند جسیم اور خوش طبع تھے اور ان سے ملاقات کر کے لوگ خوش ہوتے تھے۔ طبیعت میں اور قلم میں خداداد ظرافت تھی اور یہ ظرافت ایک قسم کا فطری جوہر تھا۔

**مجیلانی بادل** (Megellanic Clouds) مجیلانی بادل دراصل بادل نہیں بلکہ قطب جنوبی کے قریب تین نمایاں سفید رنگ کے بادل نما جھرمٹ ہیں جو کثیر التعداد اجرام فلکی کے باعث مستقل طور پر وجود میں آتے ہیں اور جنوبی آسمان میں قطب جنوبی کے قریب دیکھے جا سکتے ہیں۔

ان کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ان کو سب سے پہلے مجیلا نامی ایک ملاح نے شناخت کیا تھا۔ ان مجیلانی بادلوں کے شمال میں ایک اور جھرمٹ ہے جسے "ڈوریڈو" کہتے ہیں اس کو ۱۶۰۳ء میں باؤر نامی ایک ہیئت دان نے دریافت کیا تھا۔ ان دونوں کے ساتھ ہی ایک اور جھرمٹ ہے جس کی شکل سانپ کی سی ہوتی ہے اور اسی مناسبت سے اس کو "ڈریکو" یعنی سانپ کہتے ہیں۔

**مچھر** - (Mosquitoes) ایک چھوٹا سا کیڑا ہے۔ گندے اور رکے ہوئے پانی میں انڈے دیتا ہے۔ ملیریا کے پھیلانے میں اس کا خاص حصہ ہے مچھروں کو مروانا اور ان سے بچنا ضروری ہے۔ فوج میں اور فوجی چھاؤنیوں میں مچھر مارنے کا خاص اہتمام ہوتا ہے۔ شہروں کی میونسپل کمیٹیاں بھی مچھر مارنے کی مہم میں خاص دلچسپی لے رہی ہیں موسم برسات میں مچھر بکثرت ہوتا ہے۔ (تفصیل دیکھو ملیریا کے تحت)

**مچھلی** - (Fish) ریڑھ کی ہڈی رکھنے والے جانوروں میں سب سے نچلے طبقے کا جانور مچھلی ہے عموماً تازہ یا نمکین پانی میں رہتی ہے اور گلپھڑوں کے ذریعہ پانی میں محلول آکسیجن کے ذریعے سے سانس لیتی ہے آکسیجن نکلنے کے بعد پانی منہ کے ذریعہ باہر نکل جاتا ہے۔ مچھلیاں اپنی دم کو دائیں بائیں حرکت دے کر تیرتی ہیں اور اپنے پروں کی مدد سے توازن قائم رکھتی ہیں ان کے پر باریک چپٹی ہڈیوں کے ہوتے ہیں جن پر کھال چڑھی ہوتی ہے ہاتھ اور پیروں کی جگہ پروں کے جوڑے ہوتے ہیں جسم ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے چھلکوں سے ڈھکا رہتا ہے رہو مچھلی میں یہ چھلکے کافی بڑے بڑے ہوتے ہیں۔

مچھلیوں کی آنکھوں پر پپوٹے نہیں ہوتے یہ

اپنے نتھنوں کو سانس لینے کی بجائے سونگھنے کے لئے استعمال کرتی ہیں۔ منہ کے قریب دمبالے سے لگے رہتے ہیں ان سے چکھنے کا کام لیا جاتا ہے کان ان کے اندر کی طرف ہوتے ہیں۔

مچھلی کے دانت جبڑوں کے بڑھے ہوئے حصے میں ہوتے ہیں۔ زبان، تالو اور کلوں میں بھی دانت ہوتے ہیں کچھ بڑی مچھلیاں چھوٹی مچھلیوں کو کھاتی ہیں۔ کچھ کائی اور پانی کی گھاس یا زکل وغیرہ چر لیتی ہیں اور بیرنگ مچھلی کی طرح کچھ ایسی بھی ہوتی ہیں جن کے گلپھڑوں کے قریب چھلنیاں لگی ہوتی ہیں جن میں سے پانی تو چھن جاتا ہے اور جو چھوٹے چھوٹے جانور پیچھے رہ جاتے ہیں یہ انہیں کھا لیتی ہیں۔

دنیا میں ہزاروں قسم کی مچھلیاں پائی جاتی ہیں جن میں سے سب سے بڑی وہیل اور سب سے چھوٹی جھینگا مچھلی ہوتی ہے۔

مچھلی بہترین غذا تسلیم کی گئی ہے زود ہضم غذا ہے اس سے تیل بھی نکلتا ہے جو بطور دوا کے استعمال ہوتا ہے تازہ پانی کی مچھلیوں کو پکڑنے یا خریدنے کے بعد فوراً ہی پکا لینا چاہیئے۔ تازگی کی علامات یہ ہیں چمکدار آنکھیں سرخ گلپھڑے، صاف شفاف چھلکے، سخت گوشت جو بیلنگوں نہ ہو، تازہ بو۔ باسی پن کی علامتیں یہ ہیں۔ دھنسی ہوئی آنکھیں، زردی مائل گلپھڑے نرم گوشت اور بدبو۔

## مچھلی (درخت پر چڑھنے والی)

برما، لنکا اور ہندوستان کے ساحلوں پر ایک قسم کی مچھلی پائی جاتی ہے جو اکثر پانی سے نکل کر خشکی پر آ جاتی ہے اور کچھ دیر کے لئے درختوں پر چڑھ جاتی ہے کافی دیر تک پانی سے باہر رہنے کے باعث جب اس کی طبیعت گھبرانے لگے تو پھر پانی میں چلی جاتی ہے سمندر کے علاوہ یہ مچھلی تالابوں اور جوہڑوں میں بھی ملتی ہے۔

اس مچھلی کے سخت اور نوکدار بازو ہوتے ہیں جن کی مدد سے یہ خشکی پر آسانی سے رینگ سکتی ہے۔ اور درختوں پر بھی انہی کی مدد سے چڑھ سکتی ہے۔

چونکہ مچھلی پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی اس لئے قدرت نے اس مچھلی کے سر کے دونوں طرف پیالہ نما خانے سے بنا رکھے ہیں۔ جن میں پانی بھرا رہتا ہے اور جب یہ پانی سے باہر آتی ہے تو خشکی پر یہی پیالے اس کی زندگی کی بقا کا باعث ہوتے ہیں۔

## مچھلی پکانے کا طریقہ

تازہ کاڈ اور سامن مچھلی عموماً ابالی جاتی ہے۔ کاڈ مچھلی کے قتلے بھون لئے جاتے ہیں۔ خشک اور نمکین مچھلی عموماً تلی ہی جاتی ہے کوئی گوشت دار مچھلیاں صاف کر کے ان کے ٹکڑے کئے جاتے ہیں اور پھر انہیں تل لیا جاتا ہے اور شوربہ دار بھی پکائی جاتی ہے۔ پانفرٹ (Po nphret) مچھلی صاف کرنے کے بعد سالم ہی پکائی جاتی ہے بعض دریائی مچھلیاں مثلاً روہو وغیرہ کا گوشت بہت لذیذ ہوتا ہے اس مچھلی اور اسی قسم کی دوسری موٹی مچھلیوں کا پلاؤ بھی پکتا ہے۔

## مچھلی پکڑنا (Fishing)

تالابوں یا پایاب اور سست رو دریاؤں میں جال کے ذریعہ مچھلیاں پکڑی جاتی ہیں لیکن بڑے دریاؤں میں جہاں نسبتاً اچھی قسم کی مچھلی ملتی ہے مندرجہ ذیل طریقہ استعمال کیا جاتا ہے ندی کے کنارے پر فولاد کے کانٹے میں پروں کی بنی ہوئی مصنوعی مکھی باندھ دیجئے جس سے مچھلی کو ترغیب ہو۔ پھر لمبے آبی موزے پہن کر کچھ دور تک پانی میں چلے جائیے اور آہستہ سے مصنوعی مکھی کو دریا میں ڈال دیجئے تاکہ یہ دھارے کے ساتھ بہنے لگے اس کی بار بار تکرار کیجئے تاآنکہ کوئی مچھلی اٹھ کر مکھی پر منہ مارے اور کانٹے میں اٹک کر رہ جائے۔

مچھلی پھنستے ہی فوراً اسے باہر کھینچنے کی کوشش کی گئی تو بنا بنایا کام بگڑ جائے گا مچھلی بھی ہاتھ سے جائے گی اور ڈور بھی ٹوٹ جائے گی۔ مضبوط مچھلیاں پانی کے چڑھاؤ اور بہاؤ دونوں پر تیزی سے دوڑ سکتی ہیں اور اپنی گلو خلاصی کے لئے اکثر جست بھی لگاتی ہیں اس لئے ایک دم زور نہیں لگانا چاہیئے بلکہ ڈھیل دے دیجئے پھر آہستہ آہستہ کھینچئے تاکہ مچھلی تھک جائے۔ اگر درمیان میں وہ زور آزمائی کرنے لگے تو پھر ڈھیل دے دیجئے اور تھوڑی دیر کے بعد نرمی سے کھینچنا شروع کر دیجئے۔ مصنوعی مکھی کے بجائے کینچوے، مچھلی کے نیچے یا آٹا

بھی بطور چارے کے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ ڈور میں کانٹے کے قریب ایک نرکل باندھ دیتے ہیں جو سطح آب پر تیرتا رہتا ہے۔ جب مچھلی پھنستی ہے تو نرکل ڈوب جاتا ہے پھر ہوشیاری سے ڈور کھینچ کر مچھلی نکال لی جاسکتی ہے بعض مچھلیاں کانٹے اور چارے کو اس قدر نگل جاتی ہیں کہ ان کا سر کاٹ کر کانٹا چھڑایا جاتا ہے۔

**مچھلی کا انتخاب** ۔ تازہ مچھلی کی شناخت کیلئے اس کی بو بہترین معیار ہے اگر اس میں قدرے بدبو پیدا ہو جائے تو سمجھو کہ وہ باسی ہے گوشت کی سختی اور آنکھ کی چمک مچھلی کے تازہ ہونے کا بین ثبوت ہے۔ مچھلی بھی اپنے پٹھوں اور جالوں کی سختی سے پہچانی جاتی ہے۔ نیز اس کے گلپھڑوں کی سرخی بھی اس کی تازگی کی دلیل ہے۔ مچھلی کسی نوع کی ہو اسے انگلی سے دبا کر دیکھو اگر گڑھا سا پڑ جائے تو سمجھو کہ باسی اور خراب ہے۔ مچھلی خریدنے کے بعد فوراً ہی پکا لینی چاہیئے۔ پاکستانی دریاؤں میں رہو اور سنگھاڑی مچھلیاں بہت عمدہ قسم کی ہوتی ہیں۔

**مچی گن** ۔ (Michigan) جمہوریہ امریکہ کی ایک ریاست رقبہ ۵۸ ہزار مربع میل اور آبادی ۸۴۴۲۰۰۰ افراد پر مشتمل ہے۔ ابتداً یہ ایک فرانسیسی نوآبادی تھی جو ۱۷۶۰ء میں انگریزوں کے ہاتھ آئی اور اس کے بعد ۱۷۹۶ء میں جمہوریہ امریکہ کی عملداری میں آ گئی تھی ۱۸۰۵ء میں اس کی علاقائی تنظیم کی گئی۔ اور ۱۸۳۷ء میں جمہوریہ امریکہ کا حصہ بن گئی۔ اس کا دارالحکومت لینسنگ (Lansing) ہے

**محاسب** ۔ (Accountant) حسابات کا رکھنے والا اور حسابات کا معائنہ یا نگرانی کرنے والا کاروبار کے ارتقاء اور پیچیدگی کے باعث اور حسابات کی باقاعدہ ترتیب و تدوین میں اصلاح کی ضرورت کے پیش نظر محاسبین کی ایک پیشہ ور جماعت پیدا ہو گئی ہے جن کی کارکردگی اور دیانتداری پر اعتبار کیا جاتا ہے چنانچہ محاسبین کی ایک ایسوسی ایشن بھی سولہویں صدی میں قائم ہو گئی تھی۔ لیکن برطانیہ عظمٰی میں رفتار ترقی بہت مدھم تھی حتٰی کہ انیسویں صدی کے وسط کا زمانہ آ پہنچا اور محدود ذمہ داری کی کمپنیاں بننے لگیں۔

ان دونوں دفتروں اور دوسرے اداروں میں محاسب عام طور پر رکھے جاتے ہیں محاسب عام محرروں یا کلرکوں سے علیحدہ اور مختلف ذمہ داری کے حامل ہوتے ہیں محرر یا کلرک نوشت و خواند اور ریکارڈ کا کام کرتے ہیں جبکہ محاسبین کا کام حساب کتاب کی جانچ پڑتال اور معائنے پر مشتمل ہوتا ہے۔

**محاسب اعلیٰ** (Accountant General) حکومت کا محاسب اعلیٰ جس کے ماتحت محکمہ محاسبین کے سارے عملے ہوتے ہیں حکومت کا روپیہ رکھنے کا مجاز ہوتا ہے سرکاری خزانہ اس کی نگرانی اور ماتحتی میں ہوتا ہے

**محاسبہ** ۔ (Accountancy) کاروبار کی ترقی نے حسابات میں جب الجھاؤ پیدا کر دیا تو ضرورت محسوس ہوئی کہ حسابات کو باقاعدہ رکھا جائے تاکہ حکومت، تاجر یا کارخانہ دار اپنی مالی حالت کا بآسانی جائزہ لے سکے اس غرض کے لئے ایک خاص فن ایجاد ہوا اس کے ماہرین نے ایک جماعت بنائی اور پیشہ کے طور پر طے شدہ اجرت پر کارخانوں اور تاجروں کی حسابات کو باقاعدہ رکھنے کا کام انجام دینے لگے یورپی ملکوں میں اس طرح کے محاسبین کی بڑی بڑی کمپنیاں ہیں جن پر ہرجانہ کا دعوٰی بھی عدالت میں کر سکتے ہیں بشرطیکہ ان کے غلط محاسبہ کی بنا پر کسی طرح کا نقصان ہو جائے اس طرح کی کمپنیاں پاکستان میں بھی بن ہو چکی ہیں اور حکومت بھی اس غرض کے لئے اپنا خاص محکمہ اور ملازمین رکھتی ہے۔

**محاصرہ** ۔ (Seige) کسی قصبے شہر یا قلعہ کو مخالف افواج کا گھیرے میں لے لینا تاکہ اسے فاقہ کے ذریعہ سے یا مناسب موقع پر حملے کے ذریعے ہتھیار ڈالنے پر مجبور کیا جا سکے ازمنہ قدیم اور متوسط کی لڑائیوں میں محاصرہ ایک کارگر حربہ ثابت ہوا کرتا تھا مگر آج کل کی مشینی جنگوں کے زمانے میں طویل محاصرے محض ایک تاریخی یادگار بن کر رہ گئے ہیں کیونکہ جدید توپوں کی موجودگی میں کوئی قلعہ بند فوج چند لمحوں سے زیادہ اپنا بچاؤ نہیں کر سکتی ۱۹۴۰ء میں مجینو لائن فرانس کی ایک نہایت مضبوط اور زمین دوز قلعہ بندی تھی جو فرانس کے شمال مغرب میں کئی سو میل تک پھیلتی چلی گئی تھی۔ لیکن جرمنوں کی موثر گولہ باری کے آگے وہ

ٹھہر نہ سکی اور بہت تھوڑے عرصے میں اس کے پرخچے اڑ گئے۔ جرمنوں کی سیگ فریڈ لائن بھی اسی قسم کی دوسری قلعہ بندی تھی جو فرانس کی میجینو لائن کے بالمقابل جنوبی جرمنی میں بنائی گئی تھی مگر یہ دور گزشتہ کی باتیں ہیں۔ آج ایٹمی طاقت کا دور دورہ ہے۔ جبکہ میزائل اور راکٹ ہزاروں میلوں کے فاصلہ پر آن واحد میں پھینکے جاسکتے ہیں اب کہاں کی قلعہ بندیاں اور کہاں کے محاصرے۔

**محبوب عالم، مولوی** ۔ الحاج مولوی محبوب عالم ضلع گوجرانوالہ کے ایک غریب گھرانے میں ۱۲ فروری ۱۸۶۳ء کو پیدا ہوئے۔ والدین میں اتنی سکت نہ تھی کہ اس ہونہار بچے کو سکول میں داخل کرائیں۔ تاہم انہوں نے بچپن ہی سے اپنے طور پر تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔

بارہ سال کی عمر میں آپ اپنے چچا مولوی احمد دین کے ہمراہ لاہور چلے گئے اور تعلیم حاصل کرتے رہے۔ آپ نے منشی کا امتحان امتیازی شان سے پاس کیا۔ اس پر یونیورسٹی کی طرف سے آپ کو ایک سو روپیہ کی کتابیں اور پچاس روپے نقد انعام ملے۔

بچپن ہی میں والد کا سایہ سر سے اٹھ جانے کے باعث گھر کا سارا بوجھ آپ کے کمزور کندھوں پر آپڑا پہلے گوجرانوالہ میں چچا کے پریس میں کام سیکھا۔ پھر چچا نے پریس ان کے حوالے کر دیا۔ تو مولانا نے "پیسہ اخبار" نکالا کچھ عرصہ بعد یہ پریس اور اخبار لاہور لے آئے یہاں آکر آپ نے اپنے کام کو بہت وسعت دی بے شمار کتابیں چھاپیں۔ پیسہ اخبار کے علاوہ انتخاب لاجواب، بچوں کا اخبار اور شریف بی بی، نام کے رسائل آپ کی ادارت میں شائع ہوتے رہے۔

آپ ایک بلند ہمت انسان تھے۔ آپ نے یورپ کی سیاحت بھی کی اور "سفر نامۂ یورپ" کے نام سے ایک مشہور کتاب بھی لکھی۔ آپ کی تمام عمر علم و ادب کی خدمت میں گذری۔ ۱۹۱۲ء میں حج بیت اللہ کیا۔ اور ۲۲ مئی ۱۹۳۶ء کو ۷۵ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

اپنے زمانے کے بہت بڑے جید انشاء پرداز ماہر مقرر اور با اثر قومی کارکن تھے۔ ان کا اخبار صحافتی جرائد میں نمایاں حیثیت کا حامل تھا۔ اور اس کی ارزانی اس

کی ہر دلعزیزی کی کفیل تھی۔

**محدّث** ۔ علم حدیث کا ماہر۔ محقق، اصول حدیث سے واقف، حدیث کا جاننے والا۔ علم حدیث اہل اسلام کی نظروں میں ایک بلند پایہ اور متبرک علم ہے اور محدثین کو بڑے احترام اور عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے تیسری صدی ہجری میں حدیثوں کے مختلف مجموعے چھ کتابوں میں مدون ہوئے جو صحاح ستہ کے نام سے موسوم ہیں اور معیاری تصانیف ہیں۔ اولین اور مستند ترین مجموعہ امام محمد بن اسمٰعیل البخاری کا ہے (۸۱۰ء۔ ۸۷۰ء) جنہوں نے چھ لاکھ احادیث میں سے کوئی ۷۲۷۵ حدیثیں منتخب کیں۔ امام بخاری کے بعد امام مسلم بن الحجاج (۸۷۵ء) نیشاپوری کا درجہ آتا ہے۔ پھر سنن ابوداؤد بصرہ (۸۸۸ء) جامع ترمذی (۸۹۲ء) سنن ابن ماجہ قزوینی ۸۸۶ء اور سنن نسائی ہیں۔ نسائی ۹۱۵ء میں مکہ میں فوت ہوئے۔

**محدود ذمہ داریاں** (Limited Liability) مشترکہ سرمایہ کی کمپنی کے حصہ داروں کی ذمہ داری یا ذمہ داریاں جو اس کے حصص کی نامزد رقم تک محدود ہوں۔ بہت سے بڑے بڑے مالکان زمین نے اپنی اپنی جائدادوں اور اراضیات کو پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنیوں میں تبدیل کر دیا ہے اور اس طریق سے ٹیکسیشن کے بوجھ کو کم کرا دیا ہے ذمہ داری گارنٹی کے ذریعہ سے بھی محدود ہو سکتی ہے۔

**محراب** ۔ (ڈاٹ) فن تعمیر کی ایک صورت ہے۔ قدیم مصری، آسیری اور یونانی سب اس سے واقف تھے۔ لیکن اس کی حقیقی خوبی اور شان کو رومن لوگوں نے نمایاں کیا۔ اس کی مختلف صورتیں ہیں لیکن صحیح ڈاٹ وہی ہوتی ہے۔ جو ریاضی کے مسلمہ اصولوں کے تحت بنائی جائے۔ دوسری ڈاٹیں جو بنائی جائیں گی ویرانہ ہوں گی۔ صحیح محراب کا خاکہ اس طرح حاصل کیا جاتا ہے کہ زمین پر کچھ فاصلہ دے کر دو میخیں گاڑ دی جاتی ہیں (ا۔ ب) اور ایک رسی کے دونوں سروں کو دونوں میخوں سے باندھ دیا جاتا ہے۔ رسی کا طول اتنا ہی ہو۔ ہے۔ جتنا مطلوبہ محراب کے نصف قطر کا دگنا فاصلہ۔

اب اس رسی کو ایک میخ یا پنسل سے تان کر، میخ کو گھمایا جاتا ہے اور اس عمل سے جو زمین پر نشان بنتا ہے۔ وہ صحیح ڈاٹ ہوگی۔ اس سے مطابقت دے کر ڈاٹ کی تعمیر کے لئے لکڑی کا ڈھانچہ طیار کر لیا جاتا ہے۔ یہ بیضوی ڈاٹ کا اصول ہے جو علم ہندسہ کے قاعدے کے مطابق بنتا ہے۔

**محرّم** ۔ مسلمانوں کے ہجری سال کا پہلا مہینہ۔ پہلے اس کا نام صفر الاول تھا، عرب قدیم میں اس کا شمار بھی مقدس مہینوں میں تھا جب کہ لڑائی بند کر دی جاتی تھی اور لڑنا حرام سمجھا جاتا تھا اس لئے اس کا نام بدل کر محرم رکھ دیا گیا۔ مسلمانوں کے ہاں یہ مہینہ سوگ، غم اور عبادت کا ہے کیونکہ اس مہینے کی سات تاریخ سے یزید کی فوج نے حضرت امام حسینؓ کے لئے کربلا میں نہر فرات کا پانی بند کر دیا تھا اور چار روز بے آب و دانہ رہنے کے بعد آپ کو، آپکے ہمراہیوں اور اہل بیت کو شہید کر دیا تھا۔ اس مہینہ میں، شیعہ، سنی دونوں مجلسیں منعقد کرتے، علم اور تعزیہ نکالتے اور ماتم کرتے ہیں۔ "عام الفیل" کا مشہور واقعہ بھی اسی مہینہ کی یادگار ہے جس میں خدا نے تعالٰے نے ابابیلوں کے لشکر سے خانہ کعبہ پر حملہ آوروں کو تباہ کر دیا تھا۔ اس واقعہ کا ذکر سورہ فیل میں ہے۔

**محروم، تلوک چند** ۔ منشی تلوک چند نام۔ محروم تخلص۔ [illegible] میں عیسیٰ خیل ضلع میانوالی میں پیدا ہوئے عرصے تک عیسیٰ خیل اور میانوالی کے گورنمنٹ سکولوں میں ہیڈ ماسٹر رہے۔ پنشن پانے کے بعد گورڈن کالج راولپنڈی میں ملازمت کر لی تھی۔ پاکستان کے قیام پر دہلی چلے گئے۔

آپ کی طبیعت میں شاعری کا ملکہ فطری ہے۔ آپ تمام اصناف سخن پر قادر ہیں۔ قومی، سیاسی، سوشل اور اصلاحی نظمیں بہت کہی ہیں۔

**محرزؓ بن نضلہ** ۔ نام محرز۔ کنیت ابو نضلہ۔ لقب اخرم اسدی۔ ان کا خاندان بنو عبد شمس کا حلیف تھا آغاز اسلام ہی میں مکہ میں مسلمان ہوئے۔ اور مہاجرین کے ہمراہ مدینہ کو ہجرت کی یہاں پہنچ کر تمام غزوات میں سرگرم حصہ لیا۔ ۶ھ میں بنو فزارہ نے مدینہ کی چراگاہ میں حضور رسول اکرمؐ کے اونٹوں پر چھاپہ مار ۱۷ اونٹ ہمراہ لے گئے، اور گلہ بان کو قتل کر دیا جوش انتقام میں حضرت محرزؓ چند سواروں کو ساتھ لے کر بنو فزارہ پر ٹوٹ پڑے۔ لیکن بوجہ قلت افراد مقابلہ نہ کر سکے اور شہید ہو گئے۔ اس وقت آپ کی عمر قریباً ۳۸ برس کی تھی۔

آپ نہایت خوش شکل اور مستقل مزاج تھے۔ خلوص اور جوش ایمانی تو ان کی بات بات سے ٹپکا پڑتا تھا۔

**محسن الملک** (۱۸۳۷ء۔ ۱۹۰۷ء) نواب سید مہدی علی خان نام۔ ۹ دسمبر ۱۸۳۷ء کو بمقام اٹاوہ پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم قدیم طرز کے اسلامی مدارس میں پائی پھر دس روپے ماہوار پر ایک سرکاری دفتر میں ملازم ہو گئے اور ترقی کرتے کرتے تحصیلدار کے عہدے تک پہنچے۔ ۱۸۶۷ء میں ڈپٹی کلکٹری کے امتحان میں شریک ہوئے اور سب امیدواروں میں اول آئے۔ ۱۸۷۴ء میں ڈپٹی کلکٹری سے استعفا دے کر حیدر آباد چلے گئے اور وہاں انسپکٹر جنرل آف ریونیو مقرر ہوئے۔ انہیں آپ کو منیر نواز جنگ محسن الدولہ محسن الملک کے خطابات ملے۔ ۱۸۹۳ء میں پنشن لے کر علی گڑھ آ گئے اور علی گڑھ کالج کی ترقی کے سلسلہ میں اس تندہی سے سر سید کی مدد کی کہ انہیں اس سلسلہ میں سر سید کا برابر کا شریک سمجھا جاتا ہے۔

سر سید کے آخری ایام میں علی گڑھ کالج کی حالت بہت دگرگوں ہو گئی تھی۔ ان کی وفات کے بعد حالات اور بھی خراب ہو گئے ڈر تھا کہ کہیں سر سید کی ساری محنت ہی اکارت نہ جائے ایسے نازک وقت میں محسن الملک کو ٹرسٹی بورڈ کے معتمد کا عہدہ سونپا گیا اور آپ نے ایسی ہوشمندی، تدبّر، اور محنت سے کام کیا کہ کالج کے جسد مردہ میں نئی جان پڑ گئی اور اس نے کھویا ہوا وقار دوبارہ حاصل کیا۔ اس زمانے میں کالج کا طالب علم ہونا ایک اعزاز سمجھا جاتا تھا۔

علی گڑھ کالج کے مہتمم ہونے کے علاوہ محسن الملک

سرسید کے سیاسی جانشین بھی تھے اور اس سلسلے میں انہوں نے کئی ایک معرکوں میں حصہ لیا۔ انہی کی کوششوں کی بدولت ۳۰ دسمبر ۱۹۰۶ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کی داغ بیل پڑی جس کے آپ اور وقار الملک باری باری سیکرٹری مقرر ہوئے۔ آپ نے ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۰۷ء کو شملہ میں وفات پائی اور علی گڑھ میں دفن ہوئے۔

**محصول** (ٹیکس) روپیہ کی جبری ادائیگی جو حکومت مندرجہ ذیل مقاصد کے پیش نظر لوگوں کے سر ڈالتی ہے۔

۱ حکومت کا کام چلانے اور دیگر رفاہی کاموں کے اخراجات پورا کرنے کے لئے محصول عاید کئے جاتے ہیں۔

۲ ملک کی معیشت میں باقاعدگی پیدا کرنے اور مختلف گروہوں کی سرگرمیوں کو محدود کرنے کے لئے محصول بطور بندش اور روک کے استعمال کئے جاتے ہیں۔

۳ مختلف معاشی طبقات پر محصول کی مختلف شرحیں عاید کی جاتی ہیں، تاکہ معاشرے میں دولت کی تقسیم زیادہ حد تک غیر مساوی ہو کر نہ رہ جائے۔

محاصل کی کئی اقسام ہیں:۔

بلاواسطہ محصول:۔ جو محصول براہ راست حکومت کو ادا کیا جاتا ہے۔ مثلاً آمدنی پر محصول، جائداد پر محصول۔

بالواسطہ محصول۔ جو محصول بالواسطہ حکومت کو ادا کیا جائے مثلاً حکومت مختلف اشیاء پر محصول عاید کرتی ہے جو دکاندار اصل قیمت میں شامل کر کے خریداروں سے وصول کر لیتے ہیں بالفاظ دیگر اصل عوام ہی وہ محصول ادا کرتے ہیں حکومت اور کئی قسم کے محاصل وصول کرتی ہے۔ مثلاً مالیہ (زرعی پیداوار پر محصول) آمدنی پر محصول، منشیات پر محصول، نمک وغیرہ پر محصول، جائداد پر محصول اور دیگر اشیاء پر محصول، تفریح وغیرہ پر محصول، اور اسی قسم کے دیگر محصولات (نیز دیکھو ٹیکس)

**محصول خانہ** ۔ (Octroi Post) ایک ایسا دفتر جہاں شہر یا قصبے میں داخل ہونے والی اشیاء یا اجناس وغیرہ پر محصول وصول کیا جائے۔ اس قسم کے دفتر شہر یا قصبے میں داخل ہونے والے دروازوں پر ہوتے ہیں۔ "کسٹم ہاؤس" بھی جو بحری بندروں پر واقع ہوتے ہیں۔ ایک قسم کے محصول خانے ہوتے ہیں۔

**محصول نمک** ۔ نمک پر عاید کردہ محصول۔ پسماندہ ممالک میں عام طور پر حکومت اس قسم کے محصول عاید کر دیتی ہے۔ ہندوستان میں برطانوی حکمرانوں نے بھی نمک پر محصول عاید کر رکھا تھا جس کے خلاف گاندھی جی نے جدوجہد کی اور اسے برطانوی استعمار پسندی کا ایک حربہ قرار دیا۔ چنانچہ محصول نمک کی عدم ادائیگی کے سلسلے میں اکثر زعمائے وطن کو قانون شکنی کرتے ہوئے اسیری اور نظربندی برداشت کرنا پڑی۔

**محصولاتی وفاق** ۔ (Customs Union) بعض اوقات دو یا دو سے زیادہ ریاستیں سیاسی طور پر خود مختار رہتی ہوئی ایک دوسرے سے درآمدی محصول وغیرہ وصول نہیں کرتیں اور ایسی ریاستوں کو ممالک غیر سے تجارت کرتے وقت درآمدی محصولات سے جو آمدنی ہوتی ہے اسے آپس میں بانٹ لیا جاتا ہے۔ محصولاتی وفاق رکھنے والی ریاستیں عملاً اقتصادی وحدت کی آئینہ دار ہوتی ہیں۔ جس کے باعث بعض اوقات ان کا آپس میں سیاسی وفاق (یونین) بھی ہو جاتا ہے جیسا کہ انیسویں صدی کے نصف اول میں بعض جرمن ریاستوں کا سیاسی وفاق ہو گیا تھا اور انہوں نے زولرین کا نام اختیار کر لیا تھا۔ موجودہ زمانہ میں محصولاتی وفاق کی بہترین مثال بلجیم، ہولنڈ اور لکسمبرگ کا اتحاد ہے اسی طرح ۱۹۴۹ء میں فرانس اور اطالیہ نے بھی ایک معاہدہ پر دستخط کر کے آپس میں محصولاتی اتحاد قائم کر لیا تھا۔

**محکمانہ مال خانہ** ۔ (Departmental Stores) ہر محکمے کے اپنے اپنے سٹور ہوتے ہیں، جنہیں مال خانہ کہتے ہیں۔ مثلاً محکمہ زراعت، پولیس، آرڈیننس، فیکٹریاں وغیرہ وغیرہ۔ مال خانوں میں محرر یا سٹور کیپر ہوتے ہیں جو مال خانے کی درآمدات اور برآمدات کا حساب رکھتے ہیں۔ مال خانوں سے جو اشخاص مال حاصل کریں یا جو لوگ مال داخل کریں ان سے دستخط یا رسید لیتے ہیں۔ ان مال خانوں کی باقاعدہ ماہوار یا مقررہ وقتوں

پر پڑتال ہوتی ہے۔

## محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) (Muhammed, peace be upon Him)

محمد و احمد نام۔ رحمۃ للعالمین لقب اور حبیب اللہ خطاب، حضرت ابراہیمؑ کے بڑے صاحبزادے حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہؑ کے خاندان سے تھے والد ماجد کا نام عبداللہ بن عبدالمطلب تھا جن کا انتقال حضور سرور کائنات صلعم کی ولادت سے چند ماہ پیشتر ہو چکا تھا، چھ سال کی عمر میں والدہ ماجدہ نے بھی داغ مفارقت دے دیا۔ حضورؐ کی پیدائش حضرت عیسٰی علیہ السلام کی وفات سے پانچ سو اکہتر برس بعد سنہ ۵۷۱ء میں ہوئی۔

جب آپؐ کا سن شریف چالیس برس کا ہوا تو ایک رات جو ۹ ربیع الاول کی رات تھی۔ پہلی مرتبہ جناب جبرئیل امینؑ غار حرا میں آپ پر ظاہر ہوئے اور جلال و جمال کی وہ ملی جلی کیفیات جس سے آپ کی بشری استعداد ابھی تک ناواقف تھیں آپ پر یک بار منکشف ہو گئیں۔ اب حیرت و استعجاب کے ساتھ کوئی بہ دہشت کی سی اضطراری کیفیت تھی جس سے آپ متاثر ہوئے وہ مقدس چہرہ تو غائب ہو گیا مگر آپ جلدی جلدی گھر پہنچے اور ام المومنین خدیجۃ الکبریٰؓ سے فرمایا۔ زَمِّلُوْنِیْ! زَمِّلُوْنِیْ!! مجھے کمبل اڑھاؤ! مجھے کمبل اڑھاؤ"

ام المومنین نے جلدی سے کمبل اڑھا دیا مگر خود حیران تھیں کہ آخر اس خلاف معمول اضطراب اور خوف کی وجہ کیا ہو سکتی ہے۔ کسی قدر سکون کے بعد حضورؐ نے خود اس تمام سرگزشت سے آگاہ فرما دیا۔ علی الصبح ام المومنین آپ کو ساتھ لے کر جناب ورقہ بن نوفلؓ کے پاس گئیں اور گزشتہ شب کی تمام سرگزشت کہ سنائی اس پر ورقہؓ بن نوفل جو توریت، زبور اور انجیل کے ایک زبردست عالم اور نہایت نیک نفس بزرگ تھے بول اٹھے کہ "بخدا وہ تو وہی ناموس اکبر تھا جو جناب موسےٰؑ اور جناب عیسےٰؑ اور دوسرے انبیاء علیہم السلام پر خدا کی طرف سے نازل ہوتا رہا ہے آپ تو وہی آخری نبی ہیں جن کا ذکر توریت و انجیل اور دوسری آسمانی کتابوں میں ہوتا آیا ہے۔ میرا خیال تھا کہ وہ آخر الزمان نبی جناب اسحاقؑ کی نسل سے ہوگا۔ لیکن اللہ تعالےٰ کی مشیت نے اسے جناب اسمٰعیلؑ کے گھرانے میں جنم دیا" پھر عرض کیا "کہ کاش میں اس وقت تک



زندہ رہوں جب حضورؐ کو آپ کی قوم ہجرت پر مجبور کرے اور میں بھی حضورؐ ہی کی معیت میں ہجرت کروں! اس پر حضورؐ نے پوچھا "کیا میری قوم مجھے ہجرت پر بھی مجبور کریگی؟" عرض کیا "خدا کے تمام اولوالعزم نبی اپنی اپنی قوم کے ہاتھوں ہجرت پر مجبور ہوئے ہیں اور سنت دیرینہ یہی ہے اس لئے آپ کو بھی اس سنت پر عمل کرنا پڑے گا

اس واقعے کے چھ مہینے بعد ایک رات جو رمضان کی ستائیسویں رات تھی۔ اسی غار میں وہی نورانی اور مقدس چہرہ پھر نظر آیا۔ اور اب اسی تقدس اور جمال کے ساتھ پھر کہا "اقرأ" یعنی پڑھ آپ نے فرمایا "مَا اَنَا بِقَارِئٍ!" یعنی میں پڑھا ہوا نہیں۔ اس پر اس مقدس اور نورانی شخصیت نے آپ کو زور سے بھینچا اور کہا "اقرأ" "پڑھ! آپ نے پھر وہی جواب دیا کہ "میں پڑھا ہوا نہیں" غرضیکہ آپ کو تین مرتبہ بھینچا گیا اور کہا گیا کہ پڑھ اور آپ نے ہر دفعہ یہی جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں۔ اس پر اس ناموس اکبرؑ نے کہا "اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝" یہ قرآن پاک کی وہ پہلی چار آیتیں ہیں جو دنیائے انسان کی قسمت کے اس عظیم الشان روحانی اور مادی انقلاب کی پیش گوئی کر رہی ہیں جس نے اسے یکسر بدل کر رکھ دیا اور انسان ہاں یہ خاکی انسان فرشتوں سے بھی افضل ہو گیا۔

اب جناب جبرئیلؑ نے آپ کو نبوت کی بشارت دی اور وضو اور نماز کا طریق سکھلایا اور کلام الٰہی کا نزول شروع ہو گیا۔ آپ کے اعلان رسالت پر عرب کے سارے قبیلے آپ کے دشمن ہو گئے حتیٰ کہ قریش مکہ کے، جس قبیلہ سے آپ خود تھے اور جو عرب کا معزز ترین قبیلہ تھا، وہ بھی مخالف ہو گیا۔ آپ کے حقیقی چچا ابولہب اور علاتی چچا ابوجہل آپ کے بدترین دشمنوں میں سے تھے لیکن آپ کے ایک چچا ابوطالب آپ کی پشت پناہ بنے رہے اور آپ کی بیوی حضرت خدیجہؓ اور ان کے اعزہ آپ کی مدد پر ثابت قدم رہے ان دونوں کے انتقال کے بعد مکہ کے بت پرستوں نے بیخوف ہو کر آپ کو ستانا شروع کیا اور حضورؐ کی جان لینے کے درپے ہو گئے۔ آخر سنہ ۶۲۲ء میں آپ مدینہ کے چند مسلمانوں کی دعوت پر مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ آ گئے اور اسی تاریخ سے سنہ ہجری کی ابتدا ہوئی۔ اعلانِ نبوت سے تیرہ

سال بعد یہ واقعہ پیش آیا۔ اس عرصہ میں چند سو کے قریب افراد بت پرستی سے تائب ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہو چکے تھے۔

ہجرت کے بعد مدینہ پہنچ کر آپ کو بڑی کامیابی ہوئی اور مکہ سے اور بھی مسلمان بت پرستوں کے مظالم سے تنگ آ کر مدینہ منورہ چلے آئے۔ ۱۰ رمضان ۸ ہجری میں آپ دس ہزار مسلمانوں کی جمعیت کے ساتھ مکہ پر حملہ آور ہوئے اور کعبہ کو تین سو ساٹھ بتوں سے پاک کر کے خدائے واحد کی عبادت کے لائق بنایا۔ اس کے بعد سارا عرب مسلمان ہو گیا۔ ۱۰ ہجری میں آپ نے آخری حج ادا کیا۔ اس موقعہ پر جو خطبہ آپ نے دیا وہ مسلمانوں کے لئے آج تک مشعل راہ ہے اور قیامت تک رہیگا۔ حج سے واپس مدینہ پہنچکر ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ ہجری مطابق ۶۳۲ء میں ۶۳ سال کی عمر پا کر آپ نے اس دنیائے فانی سے رحلت فرمائی۔ آپ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ میں وصال فرمایا اور اسی حجرہ کو آپ کی آخری آرامگاہ ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ جس پر آج "گنبد خضرا" بنا ہوا ہے اور جو مسجد نبوی سے ملحق ہے۔

رحمتہ اللعالمین کے اخلاق و عادات:۔ آپ بے حد رقیق القلب، حلیم، رحم و عفو تھے۔ بڑے سے بڑے دشمن کو بھی معاف فرما دیا کرتے تھے بیکسوں، مسکینوں یتیموں، اپاہجوں اور بیواؤں کے دستگیر اور پناہ گاہ تھے۔ بچوں پر شفیق، غریبوں کے انیس، بیماروں اور دکھیاروں کے رفیق تھے پوری کی پوری ۶۳ سالہ زندگی میں اپنا ذاتی بدلہ کسی سے نہ لیا اور دشمن پر قابو پا کر اسے ہمیشہ معاف ہی فرما دیا۔ آپ بھوکے رہ کر بھوکوں کو کھلانے والے، آپ پھٹا پرانا پہن کر دوسروں کو پہنانے والے، غریبوں کے ملجا یتیموں کے ماوا، فقری پر فخر کرنے والے، توکل، قناعت، استغنا، شکر، صبر، عفو یعنی رضا، ایثار اور عبودیت کا سبق اپنے عمل سے دینے والے تھے ہمارے رسول اللہ! دیکھا کیسے تھے پیارے ہمارے رسول اللہ!! صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و ازواجہ و اتباعہم وسلم۔

**محمد ابراہیم۔** وزیر قانون حکومت پاکستان ۱۹۔ جنوری ۱۸۹۴ء کو ضلع فرید پور کے قصبہ لٹن پور میں

پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم باریسال ضلع سکول میں حاصل کی ۱۹۱۸ء میں ڈھاکہ کالج سے بی اے پاس کیا اور ۱۹۲۰ء میں ڈھاکہ لا کالج سے بی ایل کی ڈگری لی اگلے سال فرید پور میں وکالت شروع کر دی ۱۹۲۴ء میں ڈھاکہ چلے گئے اور وکالت کرنے لگے۔ ۱۹۳۶ء میں انہیں سرکاری وکیل مقرر کیا گیا نومبر ۱۹۴۳ء میں ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج مقرر ہوئے اور چھ برس تک اس عہدے پر فائز رہے نومبر ۱۹۴۹ء میں انہیں ڈھاکہ ہائی کورٹ کا جج مقرر کیا گیا۔ جج کے منصب سے سبکدوش ہوئے تو ڈھاکہ ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کے صدر منتخب ہوئے پاکستان میں فوجی انقلاب کے بعد آپ کو مرکزی کابینہ میں وزارت قانون کا قلمدان سونپا گیا۔

**محمد ابراہیم سردار۔** ۱۹۱۵ء میں ریاست پونچھ میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۱ء میں انگلستان سے بیرسٹری کا امتحان پاس کر کے وطن واپس آئے اور سری نگر ہائی کورٹ میں وکالت شروع کر دی۔ ۱۹۴۳ء میں سرکاری وکیل مقرر ہو گئے۔ ایک ہی سال میں نائب ایڈووکیٹ کے عہدہ پر فائز ہو گئے۔ لیکن حکومت کی پالیسی سے اختلاف کی بنا پر ۱۹۴۶ء میں مستعفی ہو گئے۔ اور جموں میں پریکٹس شروع کر دی۔

۱۹۴۶ء میں ریاستی اسمبلی کے رکن منتخب ہو کر مسلم کانفرنس اسمبلی پارٹی کے چیف وہپ مقرر ہوئے کشمیر کی آزادی کے لئے آپ نے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہ کیا۔ قیام پاکستان کے موقعہ پر جب آزاد کشمیر حکومت قائم ہوئی تو سردار صاحب اس کے صدر مقرر ہوئے۔ اسی دوران آپ نے سلامتی کونسل میں بھی شرکت کی ۱۹۵۹ء میں آپ کی جگہ کے۔ ایچ خورشید صدر آزاد کشمیر مقرر ہوئے

**محمد ابن الجوزی۔** آپ کا پورا نام عبدالرحمن بن علی بن محمد ابن الجوزی ہے۔ آپ ایک مشہور مصنف ہیں آپ ۵۱۰ھ ۱۱۱۶ء میں بغداد میں پیدا ہوئے

۱۲۰۰ھ/۱۷۹۵ء میں وفات پائی۔
آپ علم حدیث کے ایک زبردست نقاد ہیں آپ نے الغزالی کی احیاء العلوم کا ایک ایڈیشن تیار کیا تھا جس میں سے تمام ضعیف حدیثوں کو نکال دیا تھا۔
آپ نے علم و ادب کی ہر صنف اور شاخ میں خوب خوب طبع آزمائیاں فرمائی ہیں۔ آپ ایک مشہور مورخ بھی ہیں۔ دنیا کی تاریخ پر آپ کی ایک تصنیف "المنتظم و المنتقط" کے نام سے کافی شہرت رکھتی ہے اور اس کا ایک نسخہ برٹش میوزیم میں کیٹیلاگ نمبر ۵۹۰۹ پر موجود ہے۔ ایک انگریز مستشرق (Reynald A Nicholson) نے اپنی انگریزی کتاب (A Literary History of the Arabs) تاریخ ادبیات عرب میں آپ کا ذکر ایک مورخ کی حیثیت سے ہی کیا ہے۔ گو وہ آپ کی دوسری ادبی سرگرمیوں کا بھی معترف ہے

**محمد اسحاق، شاہ** (دیکھو شاہ محمد اسحاق)

**محمد اسماعیل، ہائی کمشنر۔** ۱۸۸۹ء میں پیدا ہوئے۔ تعلیم سے فارغ ہو کر وکالت کا پیشہ اختیار کیا اور کافی عرصہ پریکٹس کرتے رہے۔ ۱۹۲۶ء میں الہ آباد میں سرکاری وکیل مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۷ء میں الہ آباد ہائی کورٹ کے جج بنے اور سات سال تک اس عہدہ پر فائز رہے ۱۹۴۷ء میں انہیں بھارت میں پاکستان کا ہائی کمشنر مقرر کیا گیا۔ تین سال تک یہ فرائض انجام دیتے رہے اور اس کے بعد انہوں نے بھارت ہی میں مستقل رہائش اختیار کر لی۔ تقریباً ۸۰ برس کی عمر میں اٹھارہ مہینے کی طویل علالت کے بعد انتقال کیا۔ انہیں اپنے آبائی وطن گورکھ پور میں دفن کیا گیا۔

**محمد اعظم خان، لفٹیننٹ جنرل۔** پاکستان کے سابق وزیر بحالیات۔ ابتدائی تعلیم ملٹری کالج ڈیرہ دون میں حاصل کی۔ جہاں سے وہ رائل ملٹری اکیڈمی سینڈہرسٹ چلے گئے۔ ۱۹۲۹ء میں موصوف کو کمیشن ملا۔ اور وہ ایک سال کے لئے "رائفل برج" سے منسلک ہو گئے۔ آپ ۱۹ویں حیدر آباد رجمنٹ کی چوتھی بٹالین کے ساتھ تقریباً ۱۱ برس منسلک رہے۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران اراکان میں "کمبائینڈ آپریشنز" کے اسٹاف آفیسر مقرر ہوئے۔ اور تقریباً ایک سال جاپانیوں کے خلاف لڑتے رہے۔ بعد ازاں ان کی خدمات جزائر ورسڈا اور ماد کے "کمبائینڈ آپریشنز" میں فوجیوں کی تربیت کے لئے مخصوص کر دی گئیں اور انہوں نے سٹاف کالج میں ایک کورس بھی پورا کیا۔
متحدہ ہندوستان میں آپ فوج کے متعدد اہم انتظامی عہدوں پر فائز رہ چکے ہیں۔ حصول آزادی کے وقت اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل تھے۔ جنوری ۱۹۴۸ء میں انہوں نے ایک بریگیڈ کی کمان سنبھالی۔ اس سے پہلے وہ تھوڑی سی مدت کے لئے سیکنڈ ان کمانڈ بھی رہے تھے۔ ۱۹۵۰ء میں وہ میجر جنرل ہو گئے اور ایک سیکٹر ڈویژن کی کمان سنبھالی۔ ۱۹۵۰ء کے سیلاب اور مارچ ۱۹۵۳ء کے لاہور کے فسادات کے دوران آپ نے بہت نمایاں کام کیا مئی ۱۹۵۴ء میں آپ کو لیفٹننٹ جنرل کے عہدے پر ترقی دی گئی۔
فوجی انقلاب کے بعد آپ مرکزی کابینہ میں وزیر بحالیات اور سینئر منسٹر مقرر ہوئے۔ انقلابی حکومت نے مہاجرین کے مسئلے سے نبٹنے کے لئے جو قابل توصیف اقدامات کئے ان میں آپ کا بہت حصہ ہے آپ نے کراچی میں مہاجرین کے لئے ایک بہت بڑی کالونی تیار کرائی جس میں ہزاروں بے گھر مہاجرین کو بسایا گیا تھا۔ آپ کی زیر نگرانی ملک کے مختلف شہروں میں مزید کالونیاں زیر تعمیر ہیں اور امید ہے کہ مستقبل قریب میں ہمارے پاکستان کے تمام بے خانماں افراد کو بسا دیا جائیگا۔ ان دنوں آپ گورنر مشرقی پاکستان ہیں۔

**محمد امیر آف ہوتی، نواب۔** ۸ ستمبر ۱۹۱۶ء کو ہوتی کے مقام پر پیدا ہوئے اور کیمبرج اسکول ڈیرہ دون اور فارمن کرسچین کالج لاہور میں تعلیم حاصل کی ۱۹۴۲ء میں فوجی ملازمت اختیار کی اور بلوچ رجمنٹ میں سیکنڈ لیفٹنٹ ہوئے۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران انہوں نے عراق، ایران اور شام میں بلوچ رجمنٹ کی کمپنی کی کمان کی تقسیم سے قبل برصغیر کے مختلف حصوں میں فرقہ دارانہ فسادات

کے دنوں میں بلوچ رجمنٹ کی تیسری بٹالین کے کمانڈر کی حیثیت سے انہوں نے مشرقی پنجاب سے تقریباً دس ہزار مسلمانوں کے انخلاء کا انتظام کیا۔ ۱۹۵۱ء میں انہوں نے انڈونیشیا میں سفارت پاکستان میں فوجی اتاشی کی حیثیت سے کام کیا۔ ۱۹۵۶ء میں ری پبلکن پارٹی میں شامل ہوئے اور ۱۹۵۷ء میں مغربی پاکستان کی کابینہ میں وزیر مقرر ہوئے۔

**محمد ایوب خان، فیلڈ مارشل** ۔ صدر مملکت پاکستان ضلع ہزارہ کے ایک گاؤں ریحانہ میں پیدا ہوئے۔ علی گڑھ میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۲۸ء میں رائل ملٹری سٹاف کالج سینڈھرسٹ سے کمیشن حاصل کیا۔ ابتدا میں آپ کو ایک برطانوی رجمنٹ سے منسلک کر دیا گیا۔ اس کے بعد آپ کی خدمات چودھویں پنجاب رجمنٹ میں منتقل کر دی گئیں ۱۹۴۷ء کے آغاز میں آپ کو کرنل کا عہدہ دیا گیا۔ اور گردائی بریگیڈ کی کمان ان کے سپرد ہوئی۔ قیام پاکستان کے بعد بھی آپ وزیرستان ہی میں رہے۔ البتہ جب حکومت پاکستان نے قبائلی علاقے سے اپنی فوج واپس بلانے کا فیصلہ کیا تو انہیں مشرقی پاکستان میں جنرل کمانڈر مقرر کیا گیا۔ ۱۹۴۸ء میں آپ کو میجر جنرل بنا دیا گیا اور کچھ عرصہ بعد وہ ایڈجوٹنٹ جنرل مقرر ہوئے ۱۹۵۰ء میں لیفٹیننٹ جنرل کا عہدہ ملا۔ ۱۷ جنوری ۱۹۵۱ء کو آپ پاکستانی فوجوں کے پہلے پاکستانی کمانڈر انچیف مقرر ہوئے اور ساتھ ہی آپ کو جنرل کا عہدہ دیا گیا۔ اگست ۱۹۵۳ء میں آپ کے عہدے کی مدت میں مزید چار سال کی توسیع کر دی گئی پاکستان عرصہ سے سیاسی اور معاشی بد نظمی کا شکار تھا اور خطرہ تھا کہ کہیں مسلمانان ہند کی سالہا سال کی محنت اور قربانیاں رائیگاں نہ جائیں۔ اس موقع پر جنرل ایوب نے جرات مندانہ اقدام کر کے ملک و قوم کو تباہی سے بچا لیا آپ نے ۷۔ اکتوبر ۱۹۵۸ء کو ملک کی پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیاں توڑ دیں۔ آئین منسوخ کر دیا سیاسی پارٹیاں خلاف قانون قرار دے دیں اور ملک میں مارشل لا نافذ کر دیا۔ ۲۷ اکتوبر ۱۹۵۸ء تک جنرل سکندر مرزا بدستور صدر کی حیثیت سے کام کرتے رہے اور جنرل ایوب مارشل لا کے ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ لیکن پھر جنرل مرزا کی بدعنوانیوں اور سمگلروں سے تعلقات کی بنا پر انہیں معزول کر دیا گیا اور جنرل ایوب نے صدر کے فرائض بھی خود ہی سنبھال لیے ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۵۹ء کو یوم انقلاب کے موقعہ پر پاکستانی کابینہ نے آپ کی شاندار قومی خدمات کو سراہتے ہوئے آپ کو فیلڈ مارشل کا عہدہ تفویض کیا۔

**محمد بن اسحٰق** ۔ نام محمد۔ کنیت ابو عبد اللہ آپ ممتاز تابعین میں شمار ہوتے ہیں۔ حدیث میں ان کا پایہ اتنا بلند ہے کہ شیعہ انہیں امیر المومنین "فی الحدیث" کہتے ہیں۔ اسلام کے متعلق انہوں نے متعدد کتابیں لکھیں ان کی سب سے مشہور کتاب "سیرۃ ابن اسحٰق" ہے۔ ابتداء میں مدینہ میں رہتے تھے۔ بعد میں کوفہ جزیرہ اور رے وغیرہ میں پھرتے پھراتے رہے آخر بغداد چلے گئے اور ۱۵۱ھ میں وہیں وفات پائی۔

**محمد بن اسحٰق** ۔ المتوفی ۱۵۱ھ امام زہری کے شاگرد تھے۔ فن مغازی کے مشہور امام ہیں۔ ان کی کتاب المغازی کا ترجمہ شیخ سعدیؒ کے زمانہ میں ابو بکر سعد زنگی کے حکم سے فارسی میں ہوا۔ ان پر بڑا اعتراض یہ ہے کہ وہ یہودیوں اور عیسائیوں سے بھی روایت کر لیتے تھے۔ اس لئے بعض لوگ ان کو زیادہ ثقہ نہیں سمجھتے۔

**محمد بن حنفیہ امام** ۔ حضرت علیؓ کے فرزند تھے ان کی ماں کا نام حنفیہ تھا۔ جو حضرت فاطمہؓ کے بعد حضرت علیؓ کی دوسری بیوی تھیں۔ جنگ جمل میں حضرت علی نے علم انہیں کو دیا تھا۔ بنو امیہ کے ابتدائی دور میں ایک شخص مختار ثقفی نے جو سیاسی اقتدار حاصل کرنا چاہتا تھا۔ ان کو حضرت علیؓ کا جانشین اور امام مہدی بنا کر پیش کیا۔ اور لوگوں سے ان کے لئے بیعت لینا شروع کی۔ چنانچہ عراق اور کوفہ میں یہ تحریک بہت کامیاب رہی۔ ابراہیم اشتر کو بھی اس میں دھوکا دے کر شریک کر لیا گیا۔ پھر عراق پر قبضہ کر کے امام حسینؓ کے قاتلوں سے انتقام لیا اور ان کو قتل کر کے ان کی جاگیریں ضبط کر لیں۔ لیکن مصعب

بن زبیر نے مختار کو قتل کر دیا اور یہ تحریک تقریباً ختم ہو گئی۔ سنہ ۸۱ھ یعنی سنہ ۷۰۰ء میں ان کا انتقال ہو گیا۔ بعض لوگ اب بھی ایسے ہیں جو ان کو حضرت علیؓ کا حقیقی جانشین سمجھتے ہیں۔ اور اس سلسلہ میں حضرت حسنؓ یا حضرت حسینؓ کو حضرت علیؓ کا جانشین نہیں مانتے۔ ان کے انتقال کے بعد لوگ ان کے فرزند ہاشم کو ان کا جانشین مانتے ہیں۔ اور خود کو ہاشمیہ کہتے ہیں۔ بعض معتقدین ان کو غائب امام مانتے ہیں۔ امام محمدؒ کو ماننے والا شیعہ فرقہ کیسانیہ کہلاتا ہے۔

**محمد بن سیرین**۔ نام محمد۔ کنیت ابو بکر۔ والد کا نام سیرین جو جرایا (عراق) کے باشندے تھے۔ اور اکثر ہیں تھٹیرے کا کام کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ کے عہد میں محمد اپنے والد کے ساتھ گرفتار ہو کر آئے اور انس بن مالکؓ (صحابی) کی غلامی میں دن گزارنے لگے۔ کچھ عرصہ بعد رہا کر دیئے گئے ان کی بیوی صفیہ حضرت ابوبکرؓ کی خادمہ تھی۔

پیدائش سنہ ۳۳ھ مشہور صحابی ابوہریرہؓ اور حسن بصریؒ کی صحبت سے فیض حاصل کیا۔ اور مذہبی علوم میں وہ کمال پیدا کیا کہ اپنے وقت کے بہت بڑے محدث، فقیہ اور امام کہلائے۔

احادیث کے بارہ میں بھی آپ بڑی وسیع معلومات رکھتے تھے اور اکثر احادیث آپ نے لکھ کر محفوظ رکھیں۔

آپ کی قریباً ۳۰ اولادیں تھیں مگر سوائے عبداللہ کے اور کوئی زندہ نہ رہا۔ سنہ ۱۱۰ھ میں وفات پائی۔

**محمد بن علی بن حسین**۔ نام محمد۔ کنیت ابو جعفر لقب باقر۔ امام زین العابدین کے فرزند تھے ان کی والدہ (ام محمد) امام حسنؓ کی صاحبزادی تھیں۔

ولادت صفر سنہ ۵۷ھ اپنے جد بزرگوار امام حسینؓ کی شہادت کے وقت آپ کی عمر تین سال تھی۔

عالم فاضل باپ کی صحبت میں رہ کر علم میں ممتاز مقام پایا۔ مدینہ کے فقہا۔ اور ائمہ میں ان کا شمار ہوتا ہے سنہ ۱۱۴ھ میں بمقام حمیمہ انتقال کیا۔ اور مدینہ میں جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ آپ کی کافی اولاد تھی جن میں سے جعفر (الملقب بہ صادق) سب سے زیادہ مشہور ہوئے۔ اور باپ کے جانشین بنے۔

**محمد بن طلحہؓ**۔ نام محمد۔ کنیت ابوالقاسم۔ لقب سجاد۔ مشہور صحابی حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ کے فرزند تھے اور حضورؐ کے بھانجے تھے۔

جب پیدا ہوئے تو ان کے والد انہیں حضورؐ کے پاس لے کر آئے۔ آپ نے ان کی کنیت تجویز کی حضورؐ کی وفات تک ابھی بچے ہی تھے۔ معاویہؓ اور حضرت علیؓ کی کشمکش کے دنوں میں عنفوان شباب کو پہنچے۔ جنگ جمل میں حضرت علیؓ کی حمایت پر تھے لیکن ان کے والد حضرت عائشہ کے ساتھ تھے اس لئے والد کے احترام کے پیش نظر لڑائی میں غیر جانبدار رہے لیکن اس کے باوجود حضرت علیؓ کے حامیوں میں سے کسی نے اس خانہ جنگی کے دنوں میں انہیں شہید کر دیا۔

آپ بڑے متقی اور پرہیزگار تھے اور ہر وقت سربسجود رہتے تھے۔ جس کی وجہ سے لوگ آپ کو سجاد (سجدہ کرنے والا) کہہ کر پکارتے تھے۔

**محمد بن قاسم**۔ ہندوستان کا پہلا مسلمان فاتح محمد بن قاسم وہ سترہ سالہ اولوالعزم اور بہادر جرنیل تھا۔ جس نے پہلی بار برعظیم پاکستان و ہند کے علاقہ سندھ میں فاتحانہ قدم رکھا اور اپنی جرأت، بہادری، دانش و حکمت اور حسن سلوک سے غیروں کو اپنا بنا لیا اس زمانے میں عرب تاجر۔ خلیج فارس اور بحیرہ عرب کے راستے دور دور تک مال تجارت لے جاتے۔ ان میں سے بہت سے ان ہی مشرقی ملکوں میں آباد ہو گئے تھے۔ ایک دفعہ لنکا سے ایک جہاز بندرہ جا رہا تھا۔ اس جہاز میں مال تجارت اور تحفے تحائف کے علاوہ وہ بیوہ عورتیں اور یتیم بچے بھی تھے جن کے خاوند اور باپ لنکا میں فوت ہو گئے تھے اس جہاز کو سندھ کے بحری ڈاکوؤں نے لوٹ لیا اور مسافروں کو پکڑ کر لے گئے۔

جب اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک کے گورنر حجاج بن یوسف کو یہ خبر ملی تو اس نے سندھ کے راجہ داہر کو خط لکھا کہ ڈاکوؤں کو سزا دو، قیدیوں کو چھڑا کر یہاں بھیج دو اور ان کا مال و اسباب بھی واپس کر دو داہر نے جواب دے دیا کہ میں ڈاکوؤں کا کوئی انتظام نہیں کر سکتا۔ اس پر حجاج نے خلیفہ سے اجازت لے کر سندھ پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اپنے بھتیجے اور داماد محمد بن قاسم کی کمان میں چھ ہزار فوج سندھ بھیجی

نوجوان سپہ سالار نے سندھ پہنچتے ہی دیبل پر حملہ کر کے اس کو فتح کر لیا اور مسلمان قیدیوں کو چھڑا کر عرب بھیج دیا۔ اس کے بعد متعدد لڑائیاں لڑیں اور آخر راجہ داہر کی ساٹھ ہزار فوج کو جس میں جنگی ہاتھی بھی تھے شکست فاش دی۔ ۲۰ جون ۷۱۲ء کو راجا داہر مارا گیا اور محمد بن قاسم پورے سندھ پر قابض ہو گیا۔

فتح سندھ کے بعد محمد بن قاسم نے ملک کا انتظام اس خوبی سے کیا کہ سندھ کے ہندو اس کا کلمہ پڑھنے لگے اور بہت سے ہندو سپاہی اس کی فوج میں شامل ہو گئے اور فوج کی رہنمائی کا کام اکثر معتمد ہندوؤں ہی کے سپرد تھا۔ محمد بن قاسم نے پنڈتوں اور پروہتوں کا احترام کیا اور ان کو مندروں میں اپنے طریق پر عبادت کرنے کی کامل آزادی تھی۔ حکومت کا زیادہ تر کام ہندوؤں کے سپرد کر دیا گیا۔ یہی وجہ تھی کہ جب محمد بن قاسم خلیفہ کی طلبی پر واپس جانے لگا تو ہندو اس کی جدائی کے تصور سے روتے تھے۔

محمد بن قاسم فتح کے پھریرے اڑاتا ہوا ملتان پہنچ گیا۔ یہاں اسے خبر ملی کہ حجاج فوت ہو چکا ہے اور ساتھ ہی حکم پہنچا، جہاں ہو وہیں رک جاؤ آگے نہ بڑھو اور سپہ سالاری کا عہدہ چھوڑ کر واپس آ جاؤ۔ محمد بن قاسم نے حکم کی تعمیل کی۔ اس وقت عراق کا گورنر ایک شخص تھا جو حجاج اور اس کے عزیزوں کا دشمن تھا۔ اس نے محمد بن قاسم کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ یہیں یہ بہادر، دانا اور منصف مزاج سپہ سالار اکیس بائیس سال کی عمر میں وفات پا گیا۔

**محمد بن مسلم**۔ نام محمد۔ کنیت ابوبکر، والد کا نام مسلم تھا۔ لیکن اپنے دادا شہاب بن حارث کی نسبت سے ابن شہاب کے نام سے مشہور ہوئے۔

آپ قرآن پاک کے حافظ اور علوم دینی میں ماہر تھے۔ فقہ اور حدیث میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ خاص کر احادیث سننے اور حفظ کرنے کا بہت ہی شوق رہا چنانچہ عمر بھر احادیث ہی اکٹھی کرتے رہے اور حافظہ اتنا اچھا تھا کہ ہزاروں کی تعداد میں احادیث زبانی یاد تھیں۔ اس کے باوجود آپ نے وہ سب تحریر کر رکھی تھیں، جو کتب احادیث میں نقل کی گئیں۔

مدینہ کی مجلس افتاء کے مسند نشین تھے۔ ان کے فتاوے تین ضخیم جلدوں میں جمع کیے گئے ہیں سنہ ۸۲ھ میں خلیفہ عبدالملک نے انہیں دمشق کا قاضی مقرر کیا۔ اور آپ وہاں ہی رہنے لگے عبدالملک کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیز نے بھی ان کی بڑی قدر و منزلت کی۔ کچھ عرصہ عبدالملک کے بیٹے ہشام کے لڑکے کے اتالیق بھی رہے۔ سنہ ۱۲۴ھ میں وفات پائی۔

**محمد بن مسلمہ انصاری**۔ نام محمد کنیت عبدالرحمٰن قبیلہ اوس سے تھے۔ بعثت نبوی سے ۲۲ سال قبل پیدا ہوئے محمد نام رکھا گیا۔ سن شعور کو پہنچ کر عبد الاشہل کے حلیف بن گئے۔

آپ کا اسلام لانا۔ آپ نے سعد بن معاذ سے قبل حضرت مصعب بن جبیر کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

حضرت امین الامت ابو عبیدہ بن الجراح سے رشتۂ مواخاۃ قائم ہوا۔ غزوہ بدر میں شریک ہوئے غزوہ قینقاع میں یہود کا مال ان ہی نے وصول کیا اور کعب بن اشرف یہودی شاعر کو اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ اس کے قلعے کے اندر گھس کر قتل کیا اور سر اتار لائے یہ وہی کعب بن اشرف ہے جو اٹھتے بیٹھتے حضور علیہ السلام کی اشعار میں ہجو کیا کرتا تھا بدر کی جنگ کے بعد مکہ گیا، اور وہاں کے کفار قریش کو مسلمانوں سے انتقام لینے پر سخت مشتعل کیا۔ واپس مدینہ پہنچا اور اسی طرح علی الاعلان حضور صلعم کی ہجو اور اسلام کی برائی کرنے میں لگ گیا۔ ایک دن حضور صلعم نے مسلمانوں کے ایک بھرے مجمع میں فرمایا :-

من لکعب ابن الاشرف فانہ
قد اذی اللہ و رسولہ

یعنی کعب بن اشرف کے لئے کون ہے؟ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو سخت ایذا پہنچائی ہے۔ اس پر محمد بن مسلمہ اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ میں اس یہودی کا سر اتار کر لاؤں گا۔ چنانچہ آپ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ قلعہ میں پہنچے اور اس کو قتل کر دیا اور اس سے پیشتر کہ یہودی کعب کی مدد کو پہنچیں یہ اس کا سر اتار لائے اور حضور اقدس کے آگے لا ڈالا۔

غزوہ احد کے موقع پر اپنے پچاس مجاہدین کے ساتھ رات رات بھر اسلامی لشکر کی حفاظت کیا کرتے

جنگ جمل اور صفین میں غیر جانبدار رہے اور گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ آپ کثیر العیال تھے آپ کے دس لڑکے اور چھ لڑکیاں تھیں اور فضلائے صحابہ میں سے تھے آنحضرت سے بہت سی احادیث سنی تھیں۔ لیکن آپ سے صرف چھ روایتیں حدیث کی کتابوں میں ملتی ہیں۔

صفر ۴۳ھ میں ایک شامی کے ہاتھوں اپنے گھر میں ہی شہید ہوئے۔ جرم یہ تھا کہ آپ نے شامیوں کا ساتھ کیوں نہ دیا اور غیر جانبدار رہے۔ شہادت کے وقت عمر ۷۷ سال تھی۔ جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

**محمد تغلق**۔ اصل نام جونا خان تھا۔ ۱۳۲۵ء میں اپنے باپ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کی موت کے بعد سلطان المجاہد ابوالفتح محمد شاہ تغلق کا لقب اختیار کر کے تخت پر بیٹھا۔ اعلیٰ درجہ کا انشاء پرداز، مہندس عالم طبیعیات اور فلسفی تھا۔ اس کی دین داری اور سخاوت کے بہت سے قصے مشہور ہیں۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ اگر یہ اپنے زمانے سے دو سو سال بعد پیدا ہوتا تو دنیا کا عظیم الشان بادشاہ ہوتا۔

محمد تغلق نے ۱۳۲۶-۲۷ء میں دہلی کے بجائے دیوگری (دولت آباد) کو دارالحکومت قرار دیا اور دہلی کے شہریوں کو حکم دیا کہ وہ نئے دارالحکومت جا کر آباد ہوں اس انتقال مکان میں ہزاروں لوگوں کی جانیں تلف ہوئیں کچھ عرصہ بعد اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا تو اس نے دولت آباد کے نئے آبادکاروں کو واپس دہلی جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ لوگ پھر مرتے کھپتے دہلی واپس آئے۔ یہ اور اسی طرح کی کئی اور غلطیوں کی بناء پر بعض مورخ اسے ضدی اور خودرائے قرار دیتے ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس کے دماغ میں ننک تھی۔ اس نے ستائیس سال حکومت کی اور بغاوتوں اور شورشوں کی وجہ سے کبھی سکھ کی نیند نہ سویا۔ ۱۳۵۱ء میں انتقال کیا۔ مشہور عرب سیاح ابن بطوطہ اسی کے عہد میں ہندوستان آیا تھا۔ (نیز دیکھو تغلق خاندان)

**محمد حسن قرشی، حکیم**۔ ۱۸۹۶ء میں گجرات کے مقام پر پیدا ہوئے۔ مشرقی اور مغربی علوم کے مطالعے کے بعد لاہور میں طبی تعلیم کا آغاز کیا اور دہلی میں تکمیل کی اس کے بعد طبیہ کالج دہلی میں پروفیسر مقرر ہو گئے بعد ازاں کچھ عرصہ بمبئی میں مطب کرنے کے بعد ۱۹۲۰ء میں لاہور آ گئے اور انجمن حمایت اسلام کے طبیہ کالج سے منسلک ہو گئے۔ بیس سال تک اس کالج کے پرنسپل رہے وہ متعدد طبی کتابوں کے مصنف بھی ہیں جن میں سے "جامع الحکمت" اور طبی "فارماکوپیا" خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ حکیم قرشی پنجاب طبی کانفرنس کے بانی ہیں اور عرصہ دراز تک اس کے صدر رہے۔ ۱۹۳۶ء میں ان کو حکومت حیدرآباد کی قائم کردہ طبی کمیٹی کا رکن نامزد کیا گیا۔ ۱۹۳۶ء ہی میں موصوف حکومت ہند کی قائم کردہ طبی تحقیقاتی کمیٹی کے رکن نامزد کئے گئے۔ ۱۹۵۱ء میں حکومت پاکستان نے انہیں طبی رجسٹریشن کمیٹی کا رکن نامزد کیا۔ اس وقت وہ طبیہ کالج لاہور کی کمیٹی کے صدر اور انجمن حمایت اسلام کی کونسل کے رکن ہیں۔ نیز حکومت پاکستان کی سائنسی و صنعتی کونسل کی مقرر کردہ ورکنگ کمیٹی کے رکن بھی ہیں۔

**محمد سعید دہلوی، مرزا**۔ پروفیسر مرزا محمد سعید ایم۔ اے دہلی کے رہنے والے اور اردو کے مستند ادیب ہیں۔ زبان ایسی لکھتے ہیں جس میں شستگی اور روانی کے علاوہ شگفتگی بھی ہوتی ہے "خواب ہستی" ان کا مشہور ناول ہے۔ انگریزی زبان و ادب پر کامل عبور رکھتے ہیں۔ اور فن تنقید میں ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ ایک عرصہ تک "آل انڈیا ریڈیو" میں تازہ مطبوعات پر نقد و تبصرہ کا کام ان ہی کے ذمے رہا۔

سر عبدالقادر اور علامہ اقبال کے ہم عصروں میں سے ہیں۔ اور گو تصانیف زیادہ نہیں۔ مگر مخزن کے صفحات میں جا بجا ان کے مضامین ملتے ہیں۔

**محمد شعیب**۔ پاکستان کے وزیر خزانہ۔ یو پی (بھارت) کے ایک معزز خاندان کے فرد ہیں اور اقتصادیات کے ایک ممتاز ماہر کی حیثیت سے بین الاقوامی شہرت رکھتے ہیں۔ آپ نے ۱۹۲۴ء میں الہ آباد یونیورسٹی سے بی۔ اے کیا۔ اقتصادیات میں اول آ کر طلائی تمغہ حاصل کیا۔ ۱۹۲۶ء میں اسی یونیورسٹی سے ایم۔ اے اور ایل۔ ایل۔ بی کی سندیں لیں۔ بعد ازاں ڈپٹی کلکٹر مقرر ہوئے۔ لیکن ۱۹۲۹ء میں استعفا دیدیا

اسی سال آڈٹ اینڈ اکاؤنٹس کے شعبے میں شامل ہوئے اور ۱۹۴۲ء میں فیکٹری اکاؤنٹس کے چیف کنٹرولر مقرر کیے گئے۔

قیام پاکستان کے بعد آپ نے دفاع، مواصلات اقتصادی امور منصوبہ بندی اور ترقیات کی وزارتوں میں جوائنٹ سیکرٹری اور مالی مشیر کی حیثیت سے کام کیا۔ ستمبر ۱۹۵۲ء میں تعمیر نو اور ترقیات کے بین الاقوامی بنک کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر منتخب ہوئے۔ عالمی بنک کے ڈائریکٹر کی حیثیت سے آپ نو ممالک کی نمائندگی کرتے ہیں۔ پاکستان میں ۱۹۵۸ء کے انقلاب کے بعد صدر محمد ایوب خاں کو وزارت خزانہ کے لئے جوہر قابل کی تلاش ہوئی تو اس عظیم عہدے کے لیے آپ ہی کو منتخب کیا گیا۔ وزیر خزانہ بننے کے بعد بھی آپ عالمی بنک کے ڈائریکٹر کے عہدے پر فائز ہیں۔

**محمد شفیع دہلوی خواجہ** ۔ خواجہ محمد شفیع ۱۹۱۱ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ خواجہ عبدالمجید صاحب دہلوی کے صاحبزادے ہیں۔ ابتدائی تعلیم کے بعد آپ نے دہلی یونیورسٹی سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ لکھنے پڑھنے کا سلسلہ آصف علی سابق گورنر بہار (بھارت) کی بدولت شروع ہوا۔ دہلی میں ریڈیو سٹیشن کے کھلنے پر خواجہ صاحب نے ریڈیو سٹیشن کے لئے مضامین اور فیچرز وغیرہ لکھے۔ اس کے بعد آپ کی ان ریڈیائی تقریروں کا مجموعہ "دلی کا سنبھالا" کے نام سے جامعہ ملیہ نے شائع کیا۔

پھر تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رہا۔ سن ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند کے بعد آپ پاکستان آگئے اور لاہور میں مقیم ہوئے۔

آپ کی مندرجہ ذیل تصانیف مشہور ہیں۔

شرح خواجہ میر درد ،
ناکام　　(نفسیاتی تجزیہ)
داغ ہائے قمر　　(مختصر ناول)
عشق جہانگیر　　(تاریخی ناول)
روپ متی　　(تاریخی ڈرامہ)
گناہ　　(سوشل ڈرامہ)
ابلیس　　(ناول)

نیز افسانوں کا مجموعہ بہ عنوان ۔ بہادر شاہ کا خواب۔ ہم اور وہ ۔

**محمد عبداللہ، شیخ** ۔ مقبوضہ کشمیر کے سابق وزیر اعظم اور تحریک آزادی کشمیر کے رہنما۔ کشمیر کے ایک متوسط گھرانے میں پیدا ہوئے اور علی گڑھ میں تعلیم حاصل کی۔ کچھ عرصہ سری نگر کے ایک اسکول میں ملازم رہے تحریک کشمیر کے ڈیڑھ دو برس بعد انہوں نے مسلم کانفرنس کی بنیاد رکھی لیکن ۱۹۳۶ء میں اس کا نام نیشنل کانفرنس رکھ دیا۔ ۱۹۴۶ء میں جب انہوں نے ڈوگرا راجا کے خلاف "کشمیر چھوڑ دو" کا نعرہ بلند کیا تو انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ ۱۹۴۷ء میں قید سے رہائی ملی۔ جب آزادی کشمیر کی جدوجہد نے زور پکڑا تو مہاراجہ نے ہندوستان سے امداد طلب کر لی شیخ صاحب کو مقبوضہ کشمیر کا وزیر اعظم مقرر کر دیا گیا

اس وقت تک شیخ صاحب کشمیر کو ہندوستان کے ساتھ ملحق کرنے کے حامی تھے اور ان کی ساری جدوجہد کا مقصد یہی تھا۔ لیکن ۱۹۵۳ء میں آپ پر ہندوؤں کی نیت آشکار ہو گئی اور آپ کو معلوم ہو گیا کہ ہندوستان کے ساتھ الحاق میں کشمیری مسلمان ختم ہو کر رہ جائیں گے اور کشمیر پر عملاً ہندوؤں کا قبضہ ہو جائیگا۔ آپ نے اس خیال کا اظہار برملا کیا اور ہندوستانی حکومت سے مطالبہ کیا کہ کشمیر میں آزادانہ رائے شماری کرائی جائے تاکہ کشمیری اپنے مستقبل کا فیصلہ خود کر سکیں اس پر حکومت نے آپ کو گرفتار کر لیا اور چار برس تک نظر بند رکھا۔ اس کے بعد آپ کو اس امید پر رہا کیا گیا کہ اب آپ سیاسیات میں حصہ نہیں لیں گے۔ لیکن آپ نے رہا ہوتے ہی پھر اسی شد و مد سے اپنا مطالبہ دہرایا۔ چار مہینے بعد آپ پھر گرفتار کر لیے گئے ۔ اس دفعہ بھی شیخ محمد عبداللہ کو اسی احتیاطی نظر بندی کے قانون کے تحت گرفتار کیا گیا۔ اس مدت میں جتنے دنوں موصوف باہر رہے۔ کشمیریوں کے حق خود اختیاری اور ہندوستان نے کشمیر کے سلسلے میں جو وعدے

گئے تھے ان کے الغا کرنے پر زور دیتے رہے اور یہی انکا ایک جرم پنڈت نہرو کی نگاہ میں سو جرموں سے بڑا جرم تھا۔ جس کی پاداش میں وہ اب تک جیل میں ہیں۔

آپ تمام کشمیری عوام میں ہر دلعزیز ہیں اور اپنے مطالبات میں ان کی صحیح ترجمانی کرتے ہیں۔ اعلیٰ تعلیم، بلند جذبات اور قومی احساس کے حامل ہیں اور اپنی زندگی خدمت قوم کے لئے وقف کر چکے ہیں۔

آپ کی رہائی اور آزادئ رائے کی تائید میں بین الاقوامی اداروں کی طرف سے آئے دن احتجاج ہوتا رہتا ہے۔

**محمد عبدہ، مفتی** ۔ (۱۸۴۹ء۔ ۱۹۰۵ء) ایک مصری عالم دین اور مصلح۔ ۱۸۴۹ء میں زیریں مصر کے ایک کسان گھرانے میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں قرآن حفظ کیا۔ سن شعور کو پہنچے تو مصر چلے گئے۔ وہاں ۱۸۷۲ء میں سید جمال الدین افغانی سے ملاقات ہوئی اور ان کی صحبت میں رہ کر آپ کی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوا۔

محمد عبدہ بڑے پرجوش محب وطن تھے۔ اور آپ مصر میں انگریزی اثر و نفوذ کو ختم کرنا چاہتے تھے۔ اعرابی پاشا کی بغاوت میں حصہ لینے کے جرم میں ۱۸۸۲ء کے اواخر میں آپ کو جلا وطن کر دیا گیا۔ مصر سے نکل کر پہلے آپ بیروت گئے اور پھر پیرس پہنچے جہاں ۱۸۸۴ء کے آغاز میں سید جمال الدین افغانی سے ملاقات ہوئی اب ان دونوں کی متحدہ کوششوں سے ایک جماعت وجود میں آئی جس کا نام عروۃ الوثقیٰ تھا اس جماعت کا اس نام سے ایک اخبار بھی شائع ہوتا تھا۔ اس اخبار نے مسلمانوں میں حب الوطنی کے جذبات ابھارنے میں بہت مدد دی۔ آٹھ مہینے بعد یہ اخبار بند ہو گیا تو آپ پھر بیروت چلے آئے اور یہاں ایک دینی مدرسے میں درس دینے لگے اور ساتھ ہی تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری رہا۔

۱۸۸۸ء میں آپ کو مصر آنے کی اجازت مل گئی اور آپ آتے ہی قاہرہ ہائی کورٹ کے جج کے عہدے پر فائز ہوئے ۱۸۹۹ء میں آپ کو مصر کا سب سے بڑا مذہبی عہدہ ملا اور وہ مفتی بنا دیئے گئے اور حین وفات تک اسی عہدے پر رہے۔ آپ نے اپنے عہدۂ قضا میں کئی مشہور و معروف فتوے دیئے جن میں یہودیوں اور عیسائیوں کے ذبیحہ کو مسلمانوں کے لئے حلال اور سود پر قرض لینے کو جائز قرار دیا۔ آپ نے ۱۹۰۵ء میں وفات پائی۔ تصانیف میں "رسالۃ التوحید" اور "الاسلام والنصرانیہ" مشہور ہیں۔ آپ نے قرآن کی تفسیر لکھنا بھی شروع کی تھی مگر یہ کام نامکمل ہی رہ گیا وفات کے بعد آپ کے ایک شاگرد اور معتقد شیخ محمد رشید رضا نے اس کو مکمل کیا۔ شیخ رضا قاہرہ کے مشہور ہفتہ وار اخبار "المنار" کے ایڈیٹر تھے جو محمد عبدہٗ کے عقائد و تحریکات کا نقیب و ترجمان تھا۔

**محمد عسکری، مرزا** ۔ اردو کے ایک بلند پایہ ادیب۔ لکھنو میں پیدا ہوئے اور وہیں بی۔ اے تک تعلیم حاصل کی۔ پھر سرکاری ملازمت اختیار کر لی اور ترقی کر کے حکومت ہند کے صیغہ مترجم مقرر ہو گئے۔ آپ نے بیشمار ادبی، علمی اور تحقیقی مضامین لکھے۔ رام بابو سکسینہ کی مشہور انگریزی تصنیف تاریخ ادب اردو کا ترجمہ سب سے پہلے آپ ہی نے کیا تھا۔

**محمد علی بوگرا** ۔ پاکستان کے تیسرے وزیر اعظم ۱۹۰۹ء میں بوگرا (بنگال) میں پیدا ہوئے ۱۹۳۰ء میں کلکتہ یونیورسٹی سے بی۔ اے کیا اور ۱۹۳۷ء کے انتخابات میں بوگرا ہی سے بنگال اسمبلی کے رکن چنے گئے خواجہ ناظم الدین بنگال کے وزیر اعلیٰ مقرر ہوئے تو انہوں نے مسٹر محمد علی کو اپنا پارلیمنٹری سیکرٹری بنا لیا۔ ۱۹۴۶ء کے عام انتخابات کے بعد سہروردی وزارت میں وزیر مالیات کی حیثیت سے شامل ہوئے قیام پاکستان کے بعد انہیں برما میں پاکستانی سفیر بنایا گیا۔ پھر ۱۹۴۹ء میں پاکستانی ہائی کمشنر کی حیثیت سے کینیڈا بھیجا گیا۔ اس کے بعد انہیں امریکہ میں پاکستان کا سفیر مقرر کیا گیا جہاں وہ اپریل ۱۹۵۳ء تک اسی حیثیت سے مقیم رہے۔ اپریل ۱۹۵۳ء میں گورنر جنرل پاکستان نے خواجہ ناظم الدین کی وزارت برطرف کی تو مسٹر محمد علی کو نئی کابینہ بنانے کی دعوت دی۔ موصوف تقریباً سوا دو برس تک وزیر اعظم کے عہدے پر فائز رہے اس کے بعد آپ نے استعفےٰ دے دیا اور پاکستان کی نئی مرکزی وزارت نے جو چودھری محمد علی کی زیر قیادت قائم ہوئی تھی آپ کو دوبارہ امریکہ

میں سفیر مقرر کر دیا۔ آپ فوجی انقلاب تک واشنگٹن میں مقیم رہے بعد از آں جاپان میں پاکستانی سفیر مقرر ہوئے۔

**محمد علی پاشا** (Mohammad Ali Pasha) (۱۷۶۹ - ۱۸۴۹ء) جس خاندان سے سابق شاہ مصر فاروق تعلق رکھتا تھا اس کا بانی مبانی حکمران اور فرماں روا محمد علی البانیہ کا ایک ترک نژاد باشندہ تھا، جس نے ترکی کی فوج میں ملازمت اختیار کر کے تدریجاً اقتدار حاصل کیا۔ اور بالآخر مصر کا وائسرائے مقرر ہوا اور بعد میں خود مختاری کا اعلان کر دیا۔

**محمد علی، چودھری۔** پاکستان کے سابق وزیر اعظم، ممتاز سیاست دان اور ماہر مالیات۔ ۱۵ جولائی ۱۹۰۵ء کو جالندھر کی تحصیل نکودر کے ایک مضافاتی گاؤں ننگل انبیا میں پیدا ہوئے لاہور میں تعلیم پائی اور ۱۹۲۷ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم ایس سی کی ڈگری حاصل کی کچھ عرصہ اسلامیہ کالج لاہور میں کیمسٹری کے لیکچرار رہے پھر ۱۹۲۸ء میں انڈین آڈٹ اینڈ اکاؤنٹس سروس میں شامل ہو گئے ۱۹۳۲ء میں ریاست بہاولپور نے آپ کی خدمات حاصل کر لیں اور آپ وہاں اکاؤنٹنٹ جنرل مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۶ء میں دوبارہ حکومت ہند کی ملازمت میں آ گئے اور ۱۹۴۷ء تک مختلف عہدوں پر کام کیا تقسیم کے بعد آپ حکومت پاکستان کے سیکرٹری جنرل مقرر ہوئے۔ اکتوبر ۱۹۵۱ء میں پاکستان کابینہ میں وزیر مالیات کی حیثیت سے شامل ہوئے جون ۱۹۵۵ء میں آئین ساز اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ مسٹر محمد علی بوگرا کے مستعفی ہونے کے بعد ۱۰ اگست ۱۹۵۵ء کو آپ نے وزارت بنائی اور ۱۹۵۶ء تک وزیر اعظم کے عہدے پر فائز رہے۔ اس کے بعد استعفیٰ دے دیا

**محمد علی جناح** (دیکھو قائد اعظم)

**محمد علی، مولانا** (دیکھو جوہر محمد علی)

**محمد غوث، شاہ** (دیکھو شاہ محمد غوث)

**محمد غوری** (دیکھو شہاب الدین محمد غوری)

**محمد فاتح، سلطان۔** قسطنطنیہ کا سب سے پہلا مسلمان فاتح۔ ترکان عثمان کے سلسلۂ سلاطین میں محمد ثانی کے نام سے موسوم ہے۔ وصال کے وقت اس کے والد سلطان مراد خاں ثانی نے وصیت کی کہ جس طرح بھی ہو سکے قسطنطنیہ کو ضرور فتح کرنا، کیونکہ جب تک یہ دشمن کے قبضہ میں ہے، سلطنت عثمانیہ ہمیشہ مشکلات کا شکار رہے گی۔ چنانچہ محمد فاتح نے ۱۴۵۱ء میں تخت نشین ہوتے ہی تیاریاں شروع کر دیں۔ محمد اول نے قسطنطنیہ کے سامنے مشرقی ساحل پر ایک قلعہ بنایا تھا۔ محمد ثانی نے تین مہینے کے اندر یورپی ساحل پر دو ہزار کاریگروں کی مدد سے ایک اور قلعہ تعمیر کر دیا جس کو "رومیلیا حصار" کہتے ہیں اور جو آج تک موجود ہے۔
اس کے بعد قسطنطنیہ کے محاصرہ کی تیاری شروع کر دی، بڑی بڑی توپیں بنوائیں، سمندر کا رستہ بند کرنے کے لئے جنگی کشتیاں بھیجیں اور خود ادرنہ سے نوے ہزار فوج لے کر چلا رومیوں نے سمندر میں زنجیریں باندھ رکھیں تھیں، اس لئے ترکوں کا بیڑا داخل نہ ہو سکا اس پر سلطان محمد ثانی نے خشکی پر چھ میل تک لکڑی کے تختے ڈال کر انہیں چربی سے چکنا کیا اور راتوں رات ان تختوں پر سے کشتیوں کو دھکیلتا ہوا صبح کو باسفورس میں قسطنطنیہ کی فصیل کے نیچے پہنچ گیا ۲۹ مئی ۱۴۵۳ء کو عام حملے کا اعلان ہوا۔ قسطنطنیہ کا قیصر مارا گیا۔ گولہ باری سے فصیل ٹوٹی اور شیران اسلام دھاڑتے ہوئے قسطنطنیہ کے شہر میں داخل ہو گئے۔ سلطان ایا صوفیہ کے گرجا میں گیا اور نماز ظہر ادا کی۔ یہ وہ شہر تھا جس کے فاتح کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی ہونے کی بشارت دی تھی اور امیر معاویہؓ کے عہد سے لے کر اس وقت تک کئی مہمیں اس شہر کو فتح کرنے میں ناکام رہی تھیں اسی فتح کی وجہ سے سلطان محمد ثانی کو فاتح کے نام سے

یاد کیا جاتا ہے۔

سلطان محمد فاتح نے کئی اور جنگوں میں بھی حصہ لیا، روڈز کا محاصرہ کیا، لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ ۱۴۸۱ء میں سلطان اٹلی پر حملہ کرنے کے لئے ایک زبردست مہم کی تیاریوں میں مصروف تھا کہ موت نے آ لیا، ورنہ آج اٹلی کی تاریخ بالکل مختلف ہوتی۔

**محمد مجیب، پروفیسر۔** محمد مجیب موجودہ دور کے ایک بلند پایہ انشاپرداز ہیں آپ نے ہندوستان میں اکتساب تعلیم کے بعد انگلستان کی آکسفورڈ یونیورسٹی سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی اور کئی سالوں تک جامعہ ملیہ میں پروفیسر رہے۔

آپ کے مضامین مخصوص معلومات کا بیش بہا خزانہ ہوتے ہیں۔ عبارت میں روانی اور ایک طرح کی حلاوت ہوتی ہے۔ جس کے سبب پڑھنے سے دل نہیں اکتاتا پروفیسر صاحب کی عبارت کا ایک خاص وصف یہ ہے کہ اپنا مفہوم عوام کے ذہن نشین کرنے کی غرض سے ہلکے پھلکے اور سیدھے سادھے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

مگر اس سادگی کے باوجود عبارت کی دلکشی قائم رہتی ہے۔ اور اس کی جاذبیت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ 'دنیا کی کہانی'۔ 'کیمیاگر'۔ 'کھیتی' اور 'انجام' وغیرہ آپ کی مشہور اور قابل قدر تصانیف ہیں۔ بالعموم بچوں اور نوجوانوں کے لئے لکھتے ہیں۔

**محمد مخصوص اللہ، شاہ** (دیکھو شاہ محمد مخصوص اللہ)

**محمد موسیٰ، جنرل۔** کمانڈر انچیف افواج پاکستان آپ نے ڈیرہ دون اکیڈمی سے فوجی کمیشن حاصل کیا اور ابتدا میں رائل نورفوک رجمنٹ میں فوجی خدمات انجام دیں اور دوسری جنگ میں آپ سوڈان، اریٹیریا، ایبے سینیا اور مغربی صحرائی محاذ پر رہے۔ تجربے کے لحاظ سے آپ کا شمار ملک کے چند بڑے اور اعلیٰ پائے کے افسروں میں ہوتا ہے اور آپ فوجی زندگی کے تمام مسائل پر بڑی گہری نظر رکھتے ہیں ۱۹۵۶ء میں آپ برطانیہ گئے تھے جہاں آپ نے امپیریل ڈیفنس کالج میں تربیت کا یک سالہ کورس مکمل کیا۔ انگلستان جانے سے پہلے آپ تین برس تک پاکستان افواج کے ڈپٹی چیف آف سٹاف رہے۔ اس کے ساتھ ہی پاکستان کی وزارت دفاع کے سیکرٹریٹ میں "چیف آف دی جائنٹ سروسز" کے عہدے پر بھی فائز رہے۔ اس اہم عہدے پر فائز ہونے سے پہلے۔ آپ مشرقی پاکستان کے آرمی ڈویژن کے جنرل آفیسر کمانڈنگ تھے۔

قیام پاکستان سے پہلے آپ مسلح افواج کی نیشنلائزنگ کمیٹی سے منسلک تھے اور تقسیم ملک کے ہنگامہ خیز دور میں آپ نے مشرقی پنجاب اور دہلی کے فساد زدہ علاقوں سے مسلمان آبادی کے انخلاء کے کام میں اہم خدمات سرانجام دیں۔

۱۹۵۷ء میں آپ نے انگلستان کے تمام قابل ذکر فوجی اداروں اور فوجی تربیت گاہوں کا معائنہ کیا اور ۱۹۵۱ء میں آپ نے فرانس اور بلجیم میں نئے جنگی ہتھیاروں کے آزمائشی مظاہرے بھی دیکھے جہاں سے واپسی پر آپ کی ترقی ہوئی، اور انہیں میجر جنرل بنا کر مشرقی پاکستان بھیج دیا گیا۔ فوجی انقلاب کے بعد آپ کو ترقی دے کر جنرل بنا دیا گیا اور آپ صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کی جگہ "کمانڈر انچیف" کے عہدے پر فائز ہوئے۔

**محمد یعقوب مہاجر مکی، شاہ۔**
(دیکھو شاہ محمد یعقوب مہاجر مکی)

**محمل۔** اونٹ کی عماری۔ اصطلاحاً غلاف کعبہ جو مصر میں ہر سال تیار ہوتا ہے اور جسے ایک خوبصورت سی سجائی عماری میں رکھ کر وہ احتیاط اور نہایت اہتمام سے ایک خاص سجائے ہوئے اونٹ پر باندھ دی جاتی ہے اور اس کے بعد اس اونٹ کو جلوس کی صورت میں شہر کے بازاروں میں سے گھما کر جدہ جانے والے جہاز پر سوار کرا دیا جاتا ہے۔ جب یہ غلاف حج کے ایام میں مکہ معظمہ پہنچ جاتا ہے تو پہلا غلاف اتار لیا جاتا ہے

اور اس نئے غلاف کو چھٹی ذی الحجہ کو کعبہ کی عمارت پر پہنا دیا جاتا ہے۔ اترا ہوا غلاف نیلام کر دیا جاتا ہے جسے حاجی تبرک کے طور پر خرید لیتے ہیں یہ رسم [illegible] سے شروع ہوئی۔

جب بادشاہ خود حج کو نہیں جا سکتے تھے تو محمل بھیج دیا کرتے تھے، رفتہ رفتہ یہ ایک رسم ہو گئی [illegible] میں عراق سے جو محمل بھیجا گیا تھا اس میں اونٹ کو جواہرات اور سچے موتیوں سے سجایا گیا تھا محمل کے ہمراہ خانہ کعبہ کا غلاف بھی ہوتا ہے جس کو کسوۃ کہتے ہیں۔ مختلف زمانوں سے مختلف ملکوں کے بادشاہ محمل بھیجتے رہے اور انہیں حرم کا خادم خاص تصور کیا جاتا رہا۔ لیکن جنگ عظیم کے بعد جب ابن سعود مرحوم نے حجاز پر قبضہ کر لیا تو اس نے مصر سے محمل کی آمد بند کر دی آخر بحث و قدح کے بعد یہ طے ہوا کہ محمل اس شرط پر بھیجا جائے گا کہ اس کے ساتھ نہ باجا ہو گا نہ فوج اور نہ اس کا اس قسم کا جلوس نکالا جائیگا جیسے دستور تھا چنانچہ ۱۹۲۶ء سے یہ رسم جاری ہو گئی ہے۔

## محمود ثانی ۱۷۸۵ء تا ۱۸۳۹ء

ترکی کا ایک سلطان ۱۸۰۶ء میں تخت نشین ہوا۔ اس کے بھائی نے "جاں نثاروں" کی مدد سے عظیم بغاوت بلند کیا مگر محمود اسے شکست دیکر ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ۱۸۲۶ء میں اس نے "جاں نثاروں" کی فوج سے ہتھیار چھین کر انہیں برخاست کر دیا ۱۸۲۷ء میں نوارینو کے مقام پر اس کا اہل یونان سے مقابلہ ہوا جس میں یونانیوں کو فتح ہوئی اس کے ۳۰ سالہ عہد حکومت کا ایک اور قابل ذکر واقعہ مصر کے گورنر محمد علی پاشا کا اعلان خود مختاری ہے۔

**محمود غزنوی:** حکمران اور فاتح۔ اس کا باپ سلطان سبکتگین غزنی کا بادشاہ تھا ۹۹۷ء میں سبکتگین کا انتقال ہوا تو محمود تخت پر بیٹھا۔ اس کی حکومت وسط ہند سے افغانستان، ایران، عراق عجم اور روس کی سرحد تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس نے ہندوستان پر متعدد حملے کئے اور ہر موقع پر برابر فتح یاب واپس ہوا۔ اس کا پہلا حملہ ۱۰۰۱ء میں راجہ جے پال والی پنجاب پر اور آخری حملہ ۱۰۲۵ء میں کاٹھیاواڑ کے قریب سومنات پر ہوا۔

شہر غزنی کو سلطان نے بہت آراستہ کیا تھا اس نے بہت سی نئی عمارتیں تعمیر کرائیں جن میں عجائب گھر اور سنگ مرمر کی ایک "بدعروس فلک" نامی مشہور ہیں۔ شہر غزنی کا دارالعلوم اور کتب خانہ اس زمانے میں دور دور اپنا جواب نہ رکھتے تھے۔ لیکن محمود کی موت کے خاتمہ پر علاؤ الدین غوری نے غزنی کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ اب اس شہر کو پتہ نہیں چلتا کہ کس جگہ تھا البتہ قدیم مقام سے ذرا ہٹ کر اسی نام کا ایک اور شہر کچھ دنوں بعد پھر سے آباد ہو گیا۔

محمود غزنی کے عہد میں اس شہر میں علماء و فضلاء شعراء اور دیگر اہل علم کا جمگھٹا لگا رہتا تھا۔ علامہ البیرونی، فردوسی مصنف شاہنامہ عنصری اور دوسرے بڑے بڑے شعراء اور علماء اس کے دربار کی زینت تھے۔ سلطان محمود غزنوی نے بعارضہ سل ۳۰ اپریل ۱۰۳۰ء کو وفات پائی۔

## محمود الحسن، شیخ الہند مولانا: ۱۸۵۱ء

میں پیدا ہوئے۔ دیوبند میں حصول تعلیم کے بعد پہلے وہاں مدرس اور ۱۸۹۰ء میں صدر مدرس ہوئے ۳۰ سال تک اس عہدے پر مامور رہے۔ ۱۹۰۹ء میں جمعیت الانصار قائم کی جس کے سیکرٹری مولانا عبید اللہ سندھی تھے۔ ۱۹۱۵ء میں مولانا محمود الحسن نے ہندوستان سے ہجرت کی اور مکہ معظمہ میں مقیم ہوئے شریف مکہ نے انہیں انگریزوں کے حوالے کر دیا۔ انگریز مولانا کو اسیر کر کے مالٹا لے گئے۔ مولانا محمود الحسن چار سال تک مالٹا میں نظر بند رہے۔ ۱۹۲۰ء میں واپس آئے مگر صحت بہت خراب ہو چکی تھی۔ ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو علی گڑھ میں جامعہ ملیہ اسلامیہ کا افتتاح کیا۔ ۳۰ نومبر ۱۹۲۰ء کو ڈاکٹر مختار احمد انصاری کے مکان پر دہلی میں انتقال کیا اور دیوبند میں دفن ہوئے۔

## محنت مشقت — LABOUR

علم المعیشت اور اقتصادیات میں دولت کے حصول کے ذرائع میں سے ایک اہم عنصر، دوسرے دو عنصر زمین اور سرمایہ ہیں۔ محنت و مشقت خیر پیداوار کی بھی

ہو سکتی ہے یا دولت کی محض بالواسطہ پیدا
کرنے والی صنعتی کارگزاریاں سائنس دانوں
کی محنت سے بہت حد تک آسان ہو چکی ہیں۔
حتیٰ کہ کسی غیر پیدا واری کارکن کی محنت بھی
دولت کو پیدا کرنے والی ہو سکتی ہے۔

## محور (Axis)

ایک فرضی خط جس پر کوئی وجود
گردش کرے یا ایک فرضی لکیر جو
قطبین کے درمیان قائم ہے۔ کرۂ ارض کا
محور آفتاب کے گرد ساڑھے تیئیس
ڈگری جھکا ہوا ہے جو موسم کی
تبدیلیوں کا باعث ہوتا ہے۔
علم تشریح الاعضا میں اس سے
مراد دوسرا مہرۂ گردن ہے جس
پر حامل الرأس یعنی گردن کا بالائی
حصہ گردش کرتا ہے۔ اس مرکزی
شریان کو بھی کہتے ہیں جس
سے دوسری شریانیں نکلتی ہیں۔

## محوری طاقتیں (Axis Powers)

محوری طاقتوں کا نام نازی جرمنی اور
فسطائی اٹلی کے اتحاد کو دیا گیا تھا
(روم - برلن محور)۔ اس کی تشکیل ۱۹۳۶ء میں
عمل میں آئی جب کہ اٹلی کو ابی
سینیا پر حملہ کرنے میں جرمنی نے ہی کارروائی
کی جھوٹ دی گئی۔ اس اتحاد نے ۱۹۳۸ء
میں ایک کامل فوجی اور سیاسی اتحاد
کی شکل اختیار کرنا، جس میں بعد
ازاں جاپان بھی شامل ہو گیا۔ چنانچہ
جرمنی، اٹلی اور جاپان (روم برلن
اور ٹوکیو محور) کے مابین ایک دس
سالہ معاہدہ ستمبر ۱۹۴۰ء میں تکمیل
پذیر ہوا اور اس اتحاد میں بعد میں
ہنگری، بلغاریہ، رومانیہ اور سلوواکیہ
اور گردشیا کی کٹ پتلی ریاستیں بھی شامل
ہو گئیں۔ یہ محوری اتحاد ۱۹۴۳ء میں اٹلی کے
ہتھیار ڈال دینے اور مسولینی کی شکست
پر ختم ہو گیا۔

## مختار بن ابی عبید ثقفی

شیعانِ علیؓ کا
ایک سردار جس نے امام حسینؓ کی شہادت کے
پانچ سال بعد، دشمنانِ اہل بیتؓ سے انتقام لیا
مقتولین میں شمر لعین، عمر بن سعد اور اس کے دو
بیٹے بھی شامل تھے۔ اس نے جلد ہی بابلستان پر بھی
قبضہ کر لیا۔ اس وقت دمشق میں عبدالملک بن مروان
مدعی خلافت تھا اور مکہ میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ۔
اس نے پہلے مکہ پر حملہ کیا۔ لیکن حضرت زین العابدینؓ
کی مداخلت سے اس کے لشکر کو واپس آنا پڑا۔ پھر
اس نے عبدالملک کے سردار عبید اللہ بن زیاد کے
لشکر کو کوفہ کے قریب شکست فاش دی اور ابن
زیاد کو قتل کر ڈالا۔
بعد ازاں حاکم بصرہ مصعب بن زبیرؓ (حضرت عبداللہ بن
زبیر کے بھائی) نے فارس کے حاکم مہلب کو
کوفہ پر حملے کا حکم دیا۔ کوفہ کی فصیل کے نیچے
گھمسان کا رن پڑا جس میں مختار ثقفی کے لشکر کو
شکست ہوئی اور وہ گرفتار ہو کر مارا گیا۔

## مختار نامہ (Power of Attorney)

دو شخصوں کے درمیان ایک قانونی معاہدہ جس میں
الف، ب کو پورے اختیارات دیتا ہے کہ وہ اس
کی جگہ مالی معاملات کا تصفیہ کرے۔ جیسا
کہ روپیہ خرچ کرنا یا چیکوں پر دستخط کرنا وغیرہ۔
مختار نامے عموماً ان لوگوں کے لیے
لکھے جاتے ہیں جو غیر معین مدت کے لیے
ممالک غیر کو چلے جاتے ہیں۔ گزشتہ
جنگ عظیم میں جو سپاہی میدان جنگ
کو بھیجے جاتے تھے وہ اپنی بیویوں
یا قریبی رشتہ داروں کو اسی قسم کے
مختار نامے دے جاتے تھے۔ کوئی
موکل، وکیل کو بھی "مختار نامہ" دے سکتا
ہے جسے "وکالت نامہ" بھی کہتے ہیں۔

**مخدر یا مخدرات - (Anaesthetics)**
ان سے مراد وہ مرکبات اشیاء یا دوائیاں ہیں جن کے استعمال سے بیہوشی طاری ہو جائے۔ بیہوشی کی حالت کو انگریزی میں (Anaesthesia) کہتے ہیں۔ اگر مکمل بے ہوشی کی دوائیں عام مخدرات کہلاتی ہیں اور مقامی مخدرات وہ دوائیں ہیں جن کا مقصد جسم کے کسی ایک حصے کو وقتی طور پر بے حس کرنا ہو۔

**مخدوم جہانیاں جہاں گشت** میر سید جلال الدین منیر شاہ نام تھا۔ حضرت شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانی رح کے خلیفہ دوئم تھے۔ شیخ رکن الدین ملتانی رح سے خرقہ خلافت حاصل کیا اور ہندوستان کے مختلف حصوں میں پھر کر ارشاد و ہدایت کے فرائض سر انجام دیئے۔ ابھی تک تو بزرگ آئے تھے وہ بالعموم ایک مخصوص مقام پر رہ کر اشاعت اسلام اور ہدایت کے فرائض انجام دیتے تھے لیکن آپ نے گھوم پھر کر جگہ جگہ شمع ہدایت روشن کی اور اسی لیے "جہاں گشت" کا لقب پایا۔ زیادہ تر علاقہ گجرات اور اوچھ شریف میں تبلیغ کا کام انجام دیا۔ بعض لوگ بیان کرتے ہیں کہ جھنگ سیال بھی آپ کا آباد کردہ ہے۔ اوچھ میں وفات پائی اور وہیں مزار شریف ہے آپ کی اولاد بھی احمد آباد اور گجرات میں اشاعت اسلام کے فرائض انجام دیتی رہی ہے۔

**مخصوص دستہ - (Draft)** فوجی خدمات یا مزدوری کے کام کی خاطر قرعہ اندازی کے ذریعے جسمانی طور پر موزوں آدمیوں کو چننا۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں اس طرح کا پہلا فوجی دستہ ۱۸۶۳ء میں خانہ جنگی کے دوران چنا گیا تھا۔ لیکن اس میں ایک شرط یہ تھی کہ چنے ہوئے آدمی اپنی بجائے کسی دوسرے کو بھیج سکتے تھے یا ۳۰۰ ڈالر ادا کر کے اس سے سبک دوش ہو سکتے تھے۔ لیکن پہلی جنگ عظیم کے دوران ۱۹۱۷ء میں ایک قانون کے ذریعے (Selective Service Act) ان مراعات کو ختم کر دیا گیا۔

دوسری جنگ عالمگیر کے دوران میں اس طریق کو ر پر عمل کیا گیا مزدوری کے سلسلے میں بھی دوسری جنگ عظیم کے دوران یورپ میں خاص طور پر نازیوں نے اس طریقے پر عمل کیا۔ صدر روز ویلیٹ بھی اس طریقے کے حامی تھے۔ لیکن جمہوریہ امریکہ میں وہ قانونی طور پر اس کا نفاذ نہ کر سکے۔

**مخصوص شدہ - (Ear-marked)**
زمانہ قدیم میں بھیڑ بکریوں وغیرہ کے مالک ان کے کانوں پر اپنی ملکیت کا نشان لگا دیا کرتے تھے چنانچہ اسی رعایت سے ان کے لئے (Ear-marked) (مخصوص شدہ) کا نام تجویز کر دیا گیا رفتہ رفتہ کان پر نشان کرنے کی بجائے مال مویشی یوں ہی مالکوں کے نام پر مخصوص ہونے لگے اور پھر اقتصادی اور معاشی ماحول میں ان اموال یا رقوم کے لئے یہ انگریزی لفظ استعمال ہونے لگا جو کسی خاص غرض و غایت کے لئے مخصوص کی گئی ہوں۔

**مخلوط اور مرکب اشیا - (Mixtures and Compounds)**
عموماً ایک ہی حالت (جامد، مائع یا گیس) میں مختلف اشیاء کسی بھی مقدار یا تناسب میں آپس میں ملائی جا سکتی ہیں۔ اس آمیزش کو مخلوط (Mixture) کہتے ہیں۔ اور اس کے اجزا کو سادہ طبیعاتی طریقوں (تحلیل، تبخیر وغیرہ) کے ذریعہ آسانی سے علیحدہ کئے جا سکتے ہیں اس کے برعکس اگر مخلوط اشیا کے عناصر ایک خاص تناسب کے تحت مل جائیں تو یہ آمیزش مرکب (Compound) کہلائے گی۔ مرکب بنتے وقت حرارت جذب یا خارج ہوتی ہے مرکب کی صفات اجزائے ترکیب کی صفات کو لئے ہوئے نہیں ہوتیں۔ بلکہ قطعاً مختلف ہوتی ہیں اور صرف شدید کیمیاوی طریقوں کے ذریعہ (عموماً حرارت پہنچا کر) اجزا یا عناصر کو توڑا جا سکتا ہے۔
مثلاً دو گیسوں ہائیڈروجن اور آکسیجن کو ملا کر پانی بن سکتا ہے دوران آمیزش بہت کافی حرارت خارج ہو گی اور پانی کو پھر سے عناصر کی شکل میں واپس لانے کے لئے برقی قوت درکار ہو گی۔

**مخلوط حکومت - (Coalition Government)**
(۱) مختلف سیاسی جماعتوں کے

نمائندوں پر مشتمل وزارت یا حکومت۔
(۱) ایسے ممالک میں جہاں صرف دو بڑی سیاسی پارٹیاں ہوں، مثلاً برطانیہ، عام طور پر مخلوط وزارت کی تشکیل صرف ہنگامی حالات ہی میں عمل میں آتی ہے لیکن ایسے ممالک جہاں بہت سی سیاسی پارٹیاں ہوتی ہیں مثلاً فرانس ان میں مخلوط وزارت کا قیام ناگزیر ہوتا ہے۔

**مداخلت بیجا، قانون (Law of Trespass)**
اگر کوئی شاہراہ ٹوٹ پھوٹ کر ناقابل گزر ہو جائے یا دریا میں طغیانی آ جانے سے سڑک پر پانی آ جائے۔ تو عامۃ الناس بشرطِ ضرورت پاس والی زمین پر سے گزر سکتے ہیں۔ ایسی حالت میں ان کا یہ فعل "مداخلت بیجا" کی زد میں نہیں آ سکتا۔ اگر کوئی سڑک جو نجی ملکیت میں ہو ناقابل گزر ہو جائے تو کوئی شخص جو اس سڑک پر سے گزرنے کا مجاز ہے سڑک کے پاس والی دوسرے کی ملکیت سے نہیں گزر سکتا۔ تاوقتیکہ مالک نے سڑک کی مرمت اپنے ذمہ نہ لے رکھی ہو۔ اور مالک کی غفلت کے باعث سڑک شکستہ اور خراب ہو گئی ہو، اگر کوئی زمین کا مالک قطعۂ زمین پر عمارات تعمیر کرنا چاہے اور تھوڑی سی جگہ چھوڑ دے جس پر سے لوگ گزر سکیں تو اس کا یہ مطلب سمجھا جائیگا کہ اس نے زمین کا وہ حصہ مفادِ عامہ کے لئے وقف کر دیا ہے جو کثرت استعمال سے "شارع" عام کی تعریف میں آ جائیگا۔ لیکن اگر مالک کا یہ ارادہ نہ ہو تو سڑک کے دونوں طرف مالک کو ایک تختہ آویزاں کر دینا چاہیے کہ یہ راستہ شارع عام نہیں ہے۔ مداخلت بیجا کا قانون، احاطوں، کھیتوں اور گھروں وغیرہ پر یکساں طور پر حاوی ہوتا ہے۔

**مدارِ شمسی (Ecliptic)** سورج دراصل حرکت نہیں کرتا۔ بلکہ حرکت کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے جس راستے پر سورج حرکت کرتا معلوم ہوتا ہے۔ اسے "مدارِ شمسی" کہتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سورج پورے سال میں ایک چکر کاٹتا ہے۔ حالانکہ اسی عرصے میں ہماری زمین اس کے گرد چکر کاٹتی ہے اور سورج ساکن رہتا ہے۔ تاہم ظاہری طور پر ہر سال ۲۱ مارچ کو سورج خط استوا پر ہوتا ہے اور ایسے ہی ۲۲ ستمبر کو بھی ہر سال سورج خط استوا پر ہوتا ہے۔ اور دو نقاط جہاں سورج کا مذکورہ بالا مدار ہر دو مذکورہ تاریخوں پر استوائی سطح کو قطع کرتا ہے۔ "نقاط مساوات" (Equinox) کہلاتے ہیں

۲۱ جون اور ۲۱ دسمبر کو سورج دوپہر کے وقت زیادہ سے زیادہ بلندی تک پہنچ جاتا ہے اس وقت یہ خط استوا سے زیادہ سے زیادہ فاصلے پر شمال یا جنوب کی طرف ہوتا ہے۔ ان دنوں سورج اپنے مدار کے جن نقاط پر ہوتا ہے۔ ان کو "راسین" کہتے ہیں۔ ۲۱ جون والے نقطہ کو راس السرطان (Summer Solstice) کہتے ہیں اور ۲۱ دسمبر والے کو راس الجدی (Winter Solstice) اسی طرح نقاط مساوات یعنی اعتدال لیل و نہار (Equinox) میں سے ۲۱ مارچ کو "نقطہ بہاری" اور ۲۱ ستمبر والے کو "خزانی" کہتے ہیں۔ ۲۱ جون کو دن سب سے بڑا ہوتا ہے اور رات سب سے چھوٹی ۲۱ دسمبر کو اس کے برعکس عمل ہوتا ہے اور نقاط مساوات پر دن رات برابر ہوتے ہیں۔

**مدائن (Madain : Ctesiphone)**
(۱) عربی لفظ ہے اور جمع کا صیغہ ہے جس کا واحد "مدینۃ" ہے۔ مدینۃ کوئی شہر ہو سکتا ہے اور "مدینۃ" سے مدینۃ طیبہ بھی مراد ہے۔
(۲) مدائن عراق عرب کا ایک قدیم شہر بھی تھا جو نہایت فراخ اور وسیع ہونے کے باعث جمع کے صیغے کے ساتھ موسوم ہوا اس شہر کو بغداد کے قریب نوشیروان عادل نے آباد کیا تھا۔ اور نوشیروان کے بعد بھی اس خاندان کے آخری جانشین تک مملکت ایران کا پایہ تخت بنا رہا۔ مدائن کے کھنڈرات اب تک شاہان سلف کی یاد دلاتے ہیں اور ان کے کارناموں کو تازہ کرتے ہیں۔ مدائن کے شہر کو انگریزی میں (Ctesiphone) کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اسلامی فتوحات کے دوران میں اسلامی جرنیل سعد بن ابی وقاص نے مدائن کی بجائے "کوفہ" کو دارالحکومت قرار دیا اور یہاں مدائن کے طرز پر شاندار شاہی محل تعمیر کیا۔

**مدّت (Period)** عرصہ، میعاد، وقت۔
اسی سے مدت العمر یعنی تمام عمر بھی مراد لی جاتی ہے

مدت عدت" طلاق کے بعد کی میعاد میں مسلمان عورت کو نکاح کرنا جائز نہیں ہوتا۔ خاوند فوت ہو جانے کے بعد بھی نکاح ثانی تک عدت کا گزارنا شرعاً لازم آتا ہے۔ مدت مقررہ مخصوص عرصہ یا بندھی ہوئی میعاد" مدت ہوئی" بمعنی عرصہ گزرا" مدت مدید" طویل عرصہ یا لمبی میعاد۔ "قرضے کی مدت" کو میعاد قرضہ کہتے ہیں" مد" بمعنی کھینچنا لمبا کرنا، طوالت دینا۔ "مدہ" حروف پر ایک حرکت ہوتی ہے۔ جو اسی مادہ سے ہے۔

**مدراس** (Madras) جمہوریہ ہندوستان میں ایک شہر اور بندرگاہ اور ریاست مدراس کا دارالحکومت ہے۔ خلیج بنگال پر واقع ہے اور جمہوریہ کا تیسرا بڑا شہر ہے۔ روئی، سیمنٹ، کیمیائی ادویہ، لوہا اور فولاد یہاں کی مصنوعات ہیں۔ تجارتی برآمدات کا کاروبار بہت ہوتا ہے۔ سینٹ جارج کا قلعہ اور گورنمنٹ ہاؤس بڑی بڑی عمارات میں سے ہیں۔ مدراس یونیورسٹی ۱۸۵۷ء میں قائم ہوئی۔ ۱۶۴۰ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے اس کی بنیاد رکھی اور ۱۷۴۶ء میں اس پر فرانسیسیوں نے قبضہ کیا۔
۱۷۴۸ء میں اس پر برطانوی قبضہ ہوا۔ آبادی پندرہ لاکھ کے قریب ہے۔

مدراس جمہوریہ ہندوستان کی سب سے بڑی ریاست بھی ہے۔ مشرق میں خلیج بنگال ہے، مغرب میں میسور اور بحیرہ عرب ہیں۔ حیدرآباد، مدھیا پردیش اور اڑیسہ شمال میں ہیں ٹراونکور اور کوچین کی ریاستیں جو ہندوستان کے عین جنوب میں واقع ہیں۔ اب مدراس کا حصہ نہیں ہیں۔ گوداوری، کرشنا اور کاویری بڑے بڑے دریا ہیں۔ ستر فیصدی سے زاید آبادی زراعت میں مصروف ہے۔ چاول، روئی اور نیشکر یہاں کی اہم اجناس ہیں۔ کوئین خام۔ مینگانیز اور نمک خاص پیداوار ہیں، روئی کاتنا اور بننا خاص صنعت ہے، چاول تمباکو مچھلی اور قہوہ برآمدات میں سے ہیں۔ احاطہ مدراس میں تین یونیورسٹیاں ہیں، رقبہ ۱۲۷۷۶۸ مربع میل اور آبادی چھ کروڑ کے قریب ہے۔ بیشتر آبادی ڈراوڑ نسل پر مشتمل ہے۔ آبادی کا $\frac{9}{10}$ حصہ ہندو ہیں اور باقی کا $\frac{1}{10}$ عیسائیوں اور مسلمانوں پر مشتمل ہے۔



**مدرسہ** - وہ ادارہ جہاں مذہبی یا دنیوی علوم کی تعلیم دی جائے۔ اس کی مختلف قسمیں ہیں (۱) بچوں کے ابتدائی مدرسے دنیا میں قدیم الایام سے جاری ہیں ان میں بچوں کو معمولی نوشت وخواند، گنتی، پہاڑے وغیرہ سکھائے جاتے تھے ان کو مکتب بھی کہتے ہیں (۲) اسلامی تعلیم کے مدرسے عموماً مسجد سے ملحق ہوتے تھے ان میں قرآن پاک، حفظ و ناظرہ، قرأت اور حدیث اور فقہ کی تعلیم دی جاتی تھی، بعد میں دنیوی علوم مثلاً منطق اور فلسفہ کی تعلیم بھی دی جانے لگی۔ (۳) کتب خانے، مدرسہ کے ساتھ ہی ساتھ طلباء کی استعداد بڑھانے کے لئے کتب خانوں کا بھی رواج ہوا جو مسجد کے اندر یا باہر ہوتے تھے (۴) دارالعلوم یا یونیورسٹیاں۔ جن میں ہر مضمون کے ماہر صرف اپنے مضمون پر درس دیتے تھے ان کے ساتھ ساتھ اقامت گاہیں بھی ہوتی تھیں۔ جن میں دور اور نزدیک سے طلبا علم کے شوق میں آکر رہتے اور فارغ التحصیل ہو کر چلے جاتے (۵) رباط اور خانقاہیں جنہیں صوفیائے کرام علم لدنی اور تصوف کی تعلیم دیا کرتے تھے (۶) موجودہ زمانے کے مدرسے، کالج اور یونیورسٹیاں بھی تعلیم و تعلم ہی کے لئے ہیں۔ لیکن ان کا طریق تعلیم نصاب تعلیم اور علوم و فنون اور پھر ان کے مختلف مدارج اور مراتب آج یکسر بدل گئے ہیں اور غرض یا مقصد تعلیم میں اشتراک صرف اتنا ہی باقی رہ گیا ہے کہ ہم تعلیم کے ذریعے صرف دنیا حاصل کریں۔ اگلے وقتوں میں تعلیم سے دینی اور دنیوی دونوں ہی قسم کے اغراض وابستہ رہتے تھے۔

**مدغاسکر**۔ براعظم افریقہ کے جنوب مشرق میں ایک جزیرہ جو فرانسیسی مقبوضہ ہے افریقہ سے اسے رودبار موزمبیق جدا کرتا ہے یہ جزیرہ سطح سمندر سے $4\frac{1}{2}$ ہزار فٹ اونچائی پر واقع ہے۔ مشرقی حصوں میں سارا سال بارش ہوتی رہتی ہے اور جنوب میں صحرا ہے۔ جنوبی حصوں کے علاوہ دیگر سب جگہ چاول اور مکی کی کاشت ہوتی ہے۔ پہاڑوں پر کافی اور بعض دیگر اجناس کی کاشت کی جاتی ہے اور چراگاہوں میں مویشی پالے جاتے ہیں۔ یہ جزیرہ سب سے پہلے ملایا کے لوگوں نے آباد کیا تھا۔ جو جاوا اور سماٹرا کے

راستے یہاں آئے تھے۔

**مدوجزر (جوار بھاٹا)** اگر ہم سمندر کے کنارے جاکر سطحی نظر سے دیکھیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ سمندر کا پانی چڑھتا اور اترتا رہتا ہے۔ یہ اتار چڑھاؤ ۲۴ گھنٹوں میں دو بار ہوتا ہے اور اسی کو مدوجزر کہتے ہیں۔ کائنات میں ہر جرم فلکی دوسرے کو کھینچنے کی کوشش کرتا ہے اور یہ باہمی کشش ہی کائنات میں اجرام کے قیام کا باعث ہے۔ گو دور کے ستاروں اور سیاروں کی باہمی کشش محسوس نہیں ہوتی۔ لیکن جو سیارے تھوڑے فاصلے پر ہیں ان میں نمایاں طور پر محسوس ہوتی ہے۔ کشش کی قوت باہمی فاصلے کے مربع کے الٹی اور ان کے وزن کے مطابق سیدھی نسبت سے ہوتی ہے۔ چاند چونکہ زمین سے سب سے زیادہ قریب ہے۔ اس لئے اس کی کشش کا اثر زمین پر نمایاں طور پر ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ لیکن زمین پر پانی اور خشکی کے مختلف طبقات ہونے کے باعث یہ کشش ٹھوس خشکی کی نسبت مائع پانی پر زیادہ اثر کرتی نظر آتی ہے۔ مدوجزر اسی وجہ سے ظاہر ہوتے ہیں۔

مقابل کی شکل میں کرۂ ارض کا مرکز م ہے نقطہ و چاند کے بہت قریب ہے۔ اس لئے چاند کی کشش نقطہ و پر کے قابل حرکت پانی پر مرکز م کے مقابلے میں زیادہ اثر کرتی ہے۔ پس نقطہ و پر جو پانی ٹھوس زمین کے ساتھ پیوست نہیں اوپر اٹھتا ہے اور اس جگہ پر مد پیدا ہو جاتا ہے اس کے علاوہ چونکہ مرکز م نقطہ ب پر کے پانی سے چاند کے زیادہ قریب ہے اس لئے زمین بہ نسبت ب پر کے پانی کو چاند کھینچ [illegible] اس طرح زمین اگر [illegible] ہے اور ب کا پانی پیچھے رہ کر یہاں بھی پانی اسی طرح ابھر جاتا ہے۔ جس طرح و پر۔ اسطرح [illegible] زمین کی دو مخالف سمتوں پر ایک ہی وقت دو مد واقع ہوتے ہیں اور چونکہ پانی و اور ب کی طرف سمٹ جاتا ہے۔ اس لئے اس وقت پ ح اور د کے دونوں



مقام پر پانی اتر کر جزر پیدا کرتا ہے۔ اب اگر چاند ساکن ہوتا تو پھر ٹھیک چوبیس گھنٹے کے بعد زمین اسی مقام پر آجاتی اور مد ظاہر ہوتا چونکہ چاند بھی حرکت کرتا ہے اور زمین کے گرد گھومتا ہے اسلئے جب چوبیس گھنٹوں کے بعد زمین اس مقام پر آتی ہے۔ جہاں پہلے روز مد واقع ہوا تھا تو چاند ۵۰ منٹ کی مسافت آگے چلا آتا ہے اور زمین کے اس مقام پر مد واقع نہیں ہوتا۔ لیکن جب زمین کچھ دیر اور گھوم کر مقام ح ۲ (جہاں چاند اب پہنچ چکا ہے) کے مقابل آتی ہے تو پھر مد واقع ہو جاتا ہے اور اسطرح یہ وقفہ ایک مد اور دوسرے مد کے درمیان ۲۴ گھنٹے کا نہیں بلکہ تقریباً ۲۵ گھنٹے کا ہو جاتا ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ سورج کیوں مدوجزر پیدا نہیں کرتا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سورج کی کشش بے حد زیادہ ہے۔ لیکن چونکہ سورج کا زمین سے فاصلہ بھی زیادہ ہے اس لئے زمین کے پانی اور خشکی کی سطح پر اس کی کشش ایک جیسی محسوس ہوتی ہے اور اس میں کوئی فرق نہیں ہوتا اوپر ذکر آچکا ہے کہ مدوجزر کشش آبی اور ارضی کے اختلاف سے رونما ہوتے ہیں۔
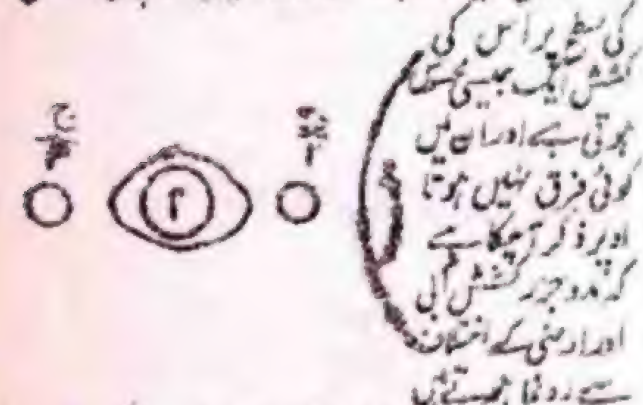
اگرچہ سورج بجائے خود مدوجزر پیدا کرنے سے قاصر ہے۔ تاہم یہ چاند کے پیدا کردہ مدوجزر میں مدد ضرور دیتا ہے۔ نئے چاند اور پورے چاند کی حالت میں سورج زمین اور چاند ایک ہی سیدھ میں ہوتے ہیں۔ ان حالات میں سورج اور چاند اکٹھے زمین پر اثر کرتے ہیں۔ اور ان کی مجموعی کشش سے جو مدوجزر پیدا ہوتے ہیں وہ عام حالات سے زیادہ اونچے ہوتے ہیں اس قسم کے مد کو مد اکبر کہتے ہیں۔ مد اکبر اس وقت ہوتا ہے جب چاند [illegible] کی حالت میں سورج سے زمین کی مخالف سمت میں ہو۔ اس حالت میں چاند اپنے نزدیک کی آبی طبقے کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور مخالف سمت کے آبی طبقے کو آزاد کر دیتا ہے۔ [illegible] مد اکبر پیدا ہوتا ہے اور پہلو کش پر جزر اکبر [illegible] کی حالت میں بھی مد اکبر پیدا ہوتا

ہے۔ لیکن چوتھائی یا تین چوتھائی چاند کی حالت میں سورج اور چاند ایک دوسرے سے ۹۰ درجے کے زاویے پر ہوتے ہیں اور اس لئے ان کا متحدہ اثر قائم نہیں رہ سکتا ان حالات میں مد اصغر ظہور میں آتا ہے۔ چاند ج پر پانی کو کشش کرتا ہے اور سورج ا پر اس لئے پانی ج کی طرف آزادی سے نہیں جا سکتا اور مد بہت ہلکا ہوتا ہے۔ اسی طرح د کی حالت میں ہوتا ہے۔

ج ا ب د

سمندر کے مرکز میں مد صرف دو یا تین فٹ اونچا ہوتا ہے۔ لیکن کم گہرے علاقوں میں اور دریاؤں کی خلیجوں اور ڈیلٹوں میں جہاں کنارے مثل بگل تہ کے مزاحم ہوتے ہیں وہاں اوپر کی تہوں اور مابعد آنے والے تھپیڑوں کو وہ روک نہیں سکتے اس لئے پانی بہت بلندی تک چڑھ جاتا ہے چونکہ جزائر برطانیہ ایک زیر آب سطح مرتفع پر واقع ہیں اس لئے وہاں مد بہت زیادہ اونچے ہو جاتے ہیں اور حال ہی میں ان کی وجہ سے ملک میں ایسا سیلاب آیا تھا کہ گاؤں کے گاؤں اور قصبوں کے قصبے بہ گئے تھے۔

سب سے زیادہ بلندی نوا اسکوشیا کی خلیج برگنڈی میں دیکھی گئی ہے۔ جس کا ریکارڈ ۷۰ فٹ ہے۔ پاکستان میں کراچی کا مد ۱۱ سے ۱۵ فٹ ہوتا ہے اور اس سے آگے نہیں بڑھتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پانی بند ہندرگاہوں میں دور تک چلا جاتا ہے لیکن سیلون یعنی کولمبو اور کالی کٹ میں چونکہ ساحل کٹا پھٹا نہیں اس لئے مد کا اثر برائے نام ہوتا ہے۔ اگر ساحل اونچا ہو تو ٹکر کھا کے بلند ہو جائیگا ہگلی اور رنگون کی بھی وہی حالت ہوتی ہے جو کراچی کی ہے۔ بعض دریاؤں کے دہانے براہ راست مد کی زد میں واقع ہوتے ہیں۔ جہاں پانی کی کم گہرائی ہونے کے باعث مد کے راستے میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے اور یہ مخصوص کناروں سے ٹکرا کر دریا کے اوپر کی طرف بڑھ جاتا ہے۔ یہ مد سیلابی کہلاتا ہے۔ یہ سیلاب دریا اور مد کے آمنے سامنے آ جانے کی وجہ سے اور بھی زیادہ ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے سیلاب ہگلی، ہنگسی کیانگ



(چین) سیورن، ایلبا اور رہن۔ کے دریاؤں کے دہانوں پر دیکھے جاتے ہیں۔

مدوجزر بہت فیض رساں ہیں اگر جہاز کم گہرے پانی میں استادہ ہوں تو ان کے باہر کرنے کی ایک ہی صورت ہے۔ کہ پانی گہرا ہو جائے اور یہ مد کے باعث ہی واقع ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ دریاؤں کے دہانوں پر جو مٹی جمع ہو جاتی ہے وہ مدوجزر کے ذریعے دور ہو جاتی ہے اور دہانے صاف رہتے ہیں۔ مزید برآں مدوجزر سمندر کے پانی کو جم جانے سے روکتے ہیں اور یہ عمل دو طرح ہوتا ہے دریاؤں کے تازہ پانی کو سمندر کے کھاری پانی کی ملاوٹ سے اور پانی کو حرکت میں رکھنے سے۔ اس طرح شہر کا کوڑا کرکٹ اور غلاظت بھی مدوجزر کی وجہ سے سمندر میں غرق ہو کر جانوروں کی خوراک بنجاتی ہے۔

**مدینہ منوّرہ** ۔ مکہ معظمہ کے بعد حجاز و عرب کا دوسرا مقدس شہر ہے جو مکہ معظمہ سے تقریباً ۲۷۰ میل شمال میں واقع ہے آنحضرت صلعم کی ہجرت سے قبل اسکا نام یثرب تھا لیکن ہجرت کے بعد اس کا نام مدینۃ النبی ہو گیا جو مختصر ہو کر مدینہ رہ گیا اور اب مسلمان اسے مدینہ منورہ یا مدینہ طیبہ کہتے ہیں۔

یہ شہر ایک میدانی علاقہ میں واقع ہے اور یہاں پانی کی افراط ہے۔ حضورؐ کی آمد سے قبل یہاں انصار کے قبیلہ اوس و خزرج اور یہودیوں کی چند بستیاں قرب و جوار میں آباد ہو گئی تھیں جن میں وادی القریٰ، خیبر، فلاک، ہجر وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ہجرت کے بعد حضورؐ نے یہاں مسجد نبوی کی بنا ڈالی۔ جس کے ایک حجرہ میں حضورؐ کا روضہ اقدس ہے جو مسلمانان عالم کی زیارت گاہ ہے حضورؐ کے بعد یہی شہر خلفائے راشدین کا دارالخلافہ بھی رہا اور ایک عرصہ تک حدیث کی تعلیم کا مرکز بنا رہا ہے۔ عثمانی ترکوں کی خلافت کے زمانہ میں ایک بہت خوبصورت شہر بن گیا تھا اور بیت المقدس سے یہاں تک حجاز ریلوے بھی جاری ہو گئی تھی مگر اب یہ سلسلہ نہیں رہا۔

**مذاہب** ۔ (Religions) عربی مذہب کی جمع ہے۔ جس کا مادہ ذہب اور ذہاب بمعنی جانا ہیں، منزل کی انتہا جائے مقصود وغیرہ۔ انگریزی

ہیں (Religion) ہے جو لاطینی (Religare) سے ماخوذ ہے جس کے لفظی معنی ہیں باندھنا وابستہ کرنا وغیرہ۔ اصطلاح میں اس سے انسان کی دیوتاؤں یا خدا کی طرف توجہ کا بیان اور اظہار مقصود ہوتا ہے۔

گو بدھ مت میں کوئی دیوتا نہیں تاہم وہ ملحدانہ جین مت اور کنفیوشزم کی طرح محض حسن معاشرت کا ایک ضابطہ ہے۔ ہمیشہ فہرست مذاہب میں شمار ہوتا ہے۔ بقول ای بی ٹیلر مذہب کی معمولی تعریف روحانی ہستیوں میں عقیدہ اور اعتقاد ہے۔ میتھیو آرنلڈ نے مذہب کی تعریف یوں کی ہے کہ اخلاق، جذبہ سے متاثر ہو۔ لیکن پروفیسر ڈبلیو کے کلفورڈ نے مذہب کی وضاحت کرتے ہوئے یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ بعض مذہبی حقائق غیر اخلاقی ہیں مثلاً انسانی قربانیاں دیوتاؤں کے دربار میں، ستی، بھینٹ وغیرہ پروفیسر جے ای میکٹا گرٹ نے مذہب کو یوں خیال کیا ہے کہ وہ انسان اور کائنات کے مابین "وابستگی اور مطابقت کا احساس اور جذبہ ہے۔" بعض وجودی ماہرین دینیات کے خیال میں مذہب کی اصل وہ خوف اور رہا ست ہو اس غیبی طاقت کے لئے مخصوص ہو جو انسانی پاکیزگی تقدس کی رہنمائی کرتی ہو۔ مذاہب اسلام میں اور پاکیزگی کی زندگی کے لئے ہدایت ہے جو قرآن پاک کے احکام اور اسوۂ رسول کے اتباع سے حاصل ہو سکتی ہے۔

دنیا کے بڑے بڑے مذاہب یہ ہیں اسلام ہندو مت، بدھ مت، جین مت، سکھ مت، پارسی مذہب، کنفیوشزم، تاؤ ازم، جاپان کا شنٹو مت، یہودیت، عیسائیت، آخر الذکر کی بڑی بڑی شاخیں رومن کیتھولک، ایسٹرن آرتھوڈاکس اور پروٹسٹنٹ ہیں۔

**مذبح** — (Abattoir) ذبح کرنے کی جگہ، بوچڑخانہ شہر کے بلدیہ یا میونسپل کمیٹی کی طرف سے مقرر کردہ مقام جہاں گوشت کے حصول کی خاطر جانور ذبح کئے جاتے ہیں۔ مذبح کے قیام کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اہل شہر کو تندرست جانوروں کا گوشت مہیا کیا جائے۔ کمیٹی ایک ڈاکٹر بھی مقرر کرتی ہے جو ذبح سے پہلے دیکھتا ہے کہ جانور بیمار تو نہیں۔ کمیٹی کا ڈاکٹر یا طبی ماہر ذبح شدہ جانور پر مہر بھی لگا دیتا ہے تاکہ اس کی صحت یا تندرستی مصدقہ تسلیم کی جائے۔

بالعموم بکری بھیڑ اور گائے وغیرہ کے مذبح علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔ قصابوں اور گوشت کا کاروبار کرنے والوں کو مذبح کے سلسلہ میں کچھ ٹیکس بھی ادا کرنا پڑتا ہے دیہات میں مذبح نہیں ہوتے۔ بلکہ جانوروں کی صحت و تندرستی کی جانچ لوگ خود ہی کر لیتے ہیں۔

**مذبذب** مذبذبین۔ مذبذب واحد اور مذبذبین اس کی جمع ہے۔ غیر مستقل مزاج آدمی۔ قرآن پاک میں مذبذب کا اطلاق ایسے لوگوں پر ہوا ہے جو حق و باطل کے امتیاز میں ایک طرف کے نہیں ہوتے۔ بلکہ ڈانواں ڈول رہتے ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ اس کیفیت میں مذبذب ہوتے ہیں نہ وہ ایک طرف کے ہیں اور نہ دوسری طرف کے

**مذہب اور سیاست** (Religion and Politics) باہمی گفتگو میں جہاں تک ممکن ہو ان دو موضوعات سے حذر کرو۔ اس لئے نہیں کہ نفس مضمون غیر دلچسپ ہے۔ یا اس پر بحث و تمحیص نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس لئے کہ ایک فریق اظہار رائے کرتے وقت مخاطب کے جذبات کو مجروح کر سکتا ہے۔ کسی کے خیالات یا عقاید کی تردید بھی نہ کریں۔ انفرادی اور ذاتی خیالات کے اظہار کے آپ مجاز ہیں۔ لیکن ان کو دوسروں پر ٹھونس نہیں سکتے اور نہ ہی آپ انہیں اس طریقے سے پیش کر سکتے ہیں کہ گویا وہ حرف آخر ہیں ایک دوسرے پر ذاتی نکتہ چینی کرنا خوش ذوقی کی علامت نہیں ہے۔ اگرچہ اس کو موضوع گفتگو بنانا نہایت ہی سہل ہے

بذلہ سنجی صاف گوئی پر نازاں ہونا کوئی قابل فخر بات نہیں ہے۔ بلکہ جو لوگ اپنی صاف گوئی اور بے باکی پر فخر کرتے ہیں وہ اکثر گستاخی کی حد تک پہنچ جاتے ہیں۔ طنز کرنا ایک ہلکی قسم کی ظرافت ہے۔ اور اکثر بے محل ہوتی ہے۔ اس کا استعمال بعض مواقع پر جہاں آپ کسی کو اصلاحی تازیانہ لگانا چاہیں مفید بھی ہوتا ہے۔ لیکن یہ عادت کچھ اچھی نہیں۔ قاعدہ یہ ہے کہ جہاں آپ اپنی بات کہیں دوسرے کی بھی سنیں۔

اسلام میں مذہب اور سیاست باہم متحد ہیں۔ اور

سیاست مذہبی تعلیم کا جزو ہے۔ اسلامی سیاست کا بیشتر حصہ قرآن پاک کی تعلیم پر مبنی ہے۔ جس کی تشریح اکثر اوقات حدیث میں پائی جاتی ہے۔

**مذہبی آزادی - (Freedom of Religion)**
اپنے ضمیر اور ایمان کے مطابق عمل کرنے کا حق۔ اس حق سے مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے شہری اسی وقت صحیح معنوں میں مستفید ہو سکتے ہیں۔ جبکہ ملکی حکومت نہ صرف خود مذہبی رواداری کے اصول پر کاربند ہو۔ بلکہ ملک میں ایسی فضا قائم کر دے جس سے مختلف مذاہب کے پیرو ایک دوسرے سے گہری مذہبی رواداری کا برتاؤ کریں۔
مذہبی رواداری کی عدم موجودگی کی بنا پر زمانہ ماضی میں دنیا بھر کے مختلف ممالک میں بڑے پیمانے پر کشت و خون اور قتل و غارت کو روا رکھا جاتا رہا ہے۔ دنیا کے تمام مذاہب بطور خود مذہبی رواداری کے علمبردار رہے ہیں۔ مگر ان کے پیروکار بعض غلط تشریحات کی بنا پر پیدا شدہ تعصب کی رو میں بہ گئے۔ اور عدم رواداری کا مظاہرہ کرتے رہے۔
چنانچہ انیسویں صدی تک اکثر یورپین ممالک میں جن میں برطانیہ بھی شامل ہے۔ اسی مذہبی تعصب کی بنا پر اکثریت والے فرقے اقلیتی فرقوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بناتے رہتے ہیں۔ بیسویں صدی کے آغاز میں روس نے تو مذہب کو بالکل ہی ختم کر دینے کا عزم کر لیا تھا۔ مگر اس نے بھی بعد میں محدود طور پر مذہبی آزادی عطا کر دی۔ اب تو محدود حالات بھی روسیوں کو سیاسی اقدام سے روک رہے ہیں۔
اسلام نے واضح طور پر اقلیتی فرقوں کی مذہبی آزادی کی ضمانت دی ہے۔ چنانچہ آئین پاکستان میں بھی اس کی وضاحت کر دی گئی ہے۔

**مذہبی عدالت:** ایسی عدالت جس میں مذہبی احکام کے ماتحت فیصلہ کیا جائے۔ مذہبی قانون دنیوی یا ملکی قانون سے مختلف ہوتا ہے۔ اور اول الذکر کے ماتحت سزائیں بھی ثانی الذکر سے مختلف ہوتی ہیں۔ اسلامی نظام اور اسلامی مملکت کے ماتحت تمام قسم کے مقدمات کا فیصلہ مذہبی عدالتیں ہی کیا کرتی ہیں۔ اسلامی مذہبی عدالتیں اپنے فیصلے قرآن پاک کے احکام اور حدیث و فقہ کی رو سے دیا کرتی ہیں۔ اب بھی سرزمین حجاز اور نجد میں مقدمات کے فیصلے قرآن اور



حدیث کی رو سے ہی ہوتے ہیں۔ مثلاً چوری کی سزا یہ ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائے، زانی اور زانیہ کی سزا کوڑے ہیں۔ مگر رواجی عدالتوں میں ان جرائم کی سزا زیادہ سے زیادہ قید ہو سکتی ہے۔ مذہبی عدالتوں کی سزائیں قطعی طور پر انسداد جرم کے نظریے پر مبنی ہوتی ہیں۔ جب کہ غیر مذہبی یا رواجی عدالتیں ایسی سزائیں تجویز کرتی ہیں۔ جن سے جرم کے مستقل انسداد کا تیقن نہیں ہو سکتا۔

**مراعات خصوصی:** مراعات خصوصی سے مراد ایسی رعایتیں ہیں۔ جو بعض ممالک کو سیاسی تعاون کے سلسلے میں دوسرے ممالک کی طرف سے عطا کی جاتی ہیں۔ اس قسم کی مراعات، تجارت، جہاز رانی، لین دین، تمدنی تعاون یا اس قسم کے دوسرے معاملات میں روا رکھی جاتی ہیں۔ مراعات خصوصی سیاسی تعاون یا تمدنی مواخات کی آئینہ دار ہوتی ہیں۔

**مراکش یا مغرب الاقصیٰ:-**
افریقہ کے شمال مغرب میں ایک اسلامی سلطنت۔ ۱۹۵۵ء تک یہ ملک تین انتدابوں کے ماتحت تھا۔ یعنی فرانسیسی انتداب، ہسپانوی انتداب اور بین الاقوامی انتداب۔
(۱) فرانسیسی انتداب کے ماتحت جتنا علاقہ تھا۔ اس کا رقبہ ۱۵۳،۸۷۰ مربع میل اور آبادی ۱۹۵۰ء کی مردم شماری کی رو سے ۸،۵۰۴،۰۰۰ نفوس پر مشتمل ہے۔
(۲) ہسپانوی انتداب کے ماتحت جتنا علاقہ تھا۔ اس کا رقبہ ۱۳،۰۱۰ مربع میل ہے۔ جس کو کچھ عرصہ پہلے ہسپانیہ نے آزاد کر دیا تھا۔ ۱۹۴۵ء کی مردم شماری کے مطابق یہاں کی آبادی ۱،۲۶۹،۷۰۲ افراد پر مشتمل ہے۔
(۳) طنجہ یا ٹانجیر کا علاقہ بین الاقوامی علاقہ ہے جس کا رقبہ ۲۲۵ مربع میل ہے اور ۱۹۴۱ء کی مردم شماری کی رو سے آبادی ۱،۰۰،۰۰۰ افراد پر مشتمل ہے۔
یہاں کی بیشتر آبادی کا مذہب اسلام ہے جو عرب اور بربر نسلوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہودیوں کی بھی ایک اچھی خاصی اقلیت یہاں آباد ہے۔ ۱۹۱۲ء میں کچھ فرانسیسی آباد کار بھی فرانسیسی انتداب کے شہری علاقوں میں آباد ہونے شروع ہو گئے تھے۔
فرانسیسی انتدابی منطقے کے مشہور شہر کیسے بلنکا (Casablanca) فیض (Fez) اور مراکش Marrakesh ہیں۔

ہسپانوی منطقے میں ٹیٹوآن (Tetuon) الکزار (Alca-zar) اور لاراشی (Larache) مشہور شہر ہیں۔ کیسے بلانکا اور اغادیر ملک کی مشہور بندرگاہیں ہیں۔

مراکش کی معدنی دولت مینگانیز، فاسفیٹ وغیرہ پر مشتمل ہے اور ملک عام طور پر زرعی حیثیت رکھتا ہے۔ گیہوں اور جو ملک کی عام پیداوار ہے۔ اناج، پھل، انڈے چمڑا، کھالیں، جست، فاسفورس کے مرکبات یہاں سے برآمد کئے جاتے ہیں۔ اب یہ ملک ایک آزاد اسلامی مملکت ہے جس کا دارالحکومت رباط ہے۔

**مربع** ۔ عربی لفظ ہے جس کا مادہ "مربع" بمعنی چار یا چوتھائی ہے۔ چوکونی شکل کو کہتے ہیں۔ اصطلاح میں وہ سطح جس کے چاروں ضلعے برابر اور چاروں زاویے قائمے ہوں۔ مستطیل میں چاروں ضلعے تو برابر نہیں ہوتے بلکہ محض مقابل کے ضلعے برابر ہوتے ہیں۔ البتہ چاروں زاویے قائمے ہوتے ہیں۔

مربع

**مربہ بنانا** ۔ (Jam Making) مربہ بنانے میں مندرجہ ذیل اصولوں کی پابندی کرنی چاہئے۔ پھل بے عیب پکا، صاف اور خشک ہونا چاہئے۔ اگر پھل گلا، سڑا ہوگا۔ یا زیادہ پک گیا ہوگا۔ تو مربہ دیر تک ٹھیک نہیں رہ سکے گا۔ سخت پھل کو دھوکر خوب صاف کر لینا چاہئے۔ اگر پھل نرم ہو تو اسے چھلنی میں رکھ کر پانی کی دھار سے آہستہ آہستہ ہلاکر صاف کرنا چاہئے۔ اور پھر تولیے میں خشک کر لینا چاہئے شکر کو احتیاط سے مناسب مقدار میں ڈالنا چاہئے۔ کیونکہ اگر یہ تناسب سے زیادہ ہوگی۔ تو مربے میں شکر کی پپڑیاں جم جائیں گی۔ اور اگر یہ کم ہوگی تو مربہ جلد خراب ہو جائے گا۔ ایک سیر پھل کے لئے ایک ہی سیر چینی مناسب ہے۔

پکاتے وقت مربے کو لکڑی کی ڈوئی سے برابر ہلاتے رہنا چاہئے۔ جوش آنے سے پہلے ہی ساری شکر اچھی طرح گھل جانی چاہئے۔ جوش تیزی سے اور یکساں طور پر دینا چاہئے۔ اور اس کی مدت پھل کی حالت اور قسم کے اعتبار سے کم یا زیادہ کی جانی چاہئے۔ تیاری کی آزمائش کا یہ طریقہ ہے۔ کہ تھوڑا سا مربہ پچھے میں لے کر ٹھنڈی طشتری میں ڈالتے اگر ٹھنڈا ہونے پر یہ جم جائے تو یہ تیار ہے۔ تیار ہوتے ہی اسے گرم مرتبان میں رکھنا چاہئے۔ مرتبان کو منہ تک نہ بھرا جائے۔ بلکہ کم از کم دو انگشت جگہ خالی چھوڑ دی جائے۔ مرتبان کو ٹھنڈی خشک اور ہوادار جگہ میں رکھا جائے۔

قیمتی پھلوں کے ساتھ کچھ سستے پھل بھی شامل کر لینا چاہئیں تاکہ مربہ کی تیاری میں کسی قدر کفایت شعاری بھی شامل ہو جائے۔ سیب کے ساتھ بلیک بیری ملائی جا سکتی ہے خشک میووں (خوبانی، انجیر، شفتالو) سے بھی لذیذ مربے تیار کئے جا سکتے ہیں۔ آنولہ، آم اور بہی کے مربے نہایت لذیذ اور مقوی دل و دماغ بھی ہوتے ہیں۔

**مُرتد** بمعنی پھر جانے والا۔ اسلام سے پھر جانے والا جو شخص اسلام قبول کرے اور اس کے بعد اس مذہب کو ترک کر کے دوبارہ کافر ہو جائے۔ اس کے واسطے بڑے سخت عذاب الٰہی کی خبر دی گئی ہے۔ "اس پر خدا، فرشتوں اور انسانوں کی لعنت ہمیشہ ہمیشہ کے واسطے ہوگی۔ نہ اس کی نجات ہوگی اور نہ اس کی توبہ قبول کی جائے گی۔ بلکہ اگر وہ دنیا بھر کا سونا بھی اس کے بدلے میں دیوے تو وہ بھی قبول نہ کیا جائے گا۔" گو قرآن پاک میں اس کے لئے کوئی سزا مقرر نہیں کی گئی۔ لیکن فقہ میں مرتد کا جرم ناقابل معافی ہے اور اس کی سزا قتل ہے۔ اکثر احادیث میں بھی یہی سزا بتائی گئی ہے اس امر میں اختلاف ہے۔ کہ مرتد کو توبہ کرنے کا موقع دیا جائے یا نہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ اس کو فوراً قتل کر دینا چاہئے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کو کچھ مہلت دینی چاہئے۔

عورت اور مرد کی سزا میں بھی اختلاف ہے۔ حنفی اور اہل تشیع مرد کو قتل اور عورت کو اس وقت تک قید کی سزا تجویز کرتے ہیں جب تک وہ دوبارہ ایمان نہ لائے اگر کوئی شخص مرتد ہو جائے۔ تو اس کا جائیداد پر کوئی حق نہیں رہتا۔ اور اس کی بیوی پر بھی خود بخود طلاق پڑ جاتی ہے۔

**مرتکز کرنا** (Centralisation) اسے مرکوز کرنا بھی کہتے ہیں۔ ایک طریق یا کیفیت جس میں کنٹرول یا ضبط چند اشخاص کے ہاتھ میں ہو اور وہاں سے تقسیم کیا جائے ہر قسم کے کنٹرول یا ضبط میں آزاد فیصلہ کو محدود کر دیا جاتا ہے۔ کسی مقامی خود اختیاری پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ جہاں ماتحت گروہوں یا اشخاص پر یہ کنٹرول نافذ ہو۔ آبادی یا افعال کا مرکوز ہونا بھی مخصوص صورتوں یا مخصوص مقامات

میں مراد ہوتا ہے۔

دیہاتی تمدن میں اسانذ و سامان کی مرکوزیت، کسی ادارہ کے نظام کی مرکوزیت یا اختیارات کی مرکوزیت بھی مراد ہوتی ہے۔ مثلاً قصبات کے اختیارات کو کوئی ضلع اپنے ذمہ لے لے یا اضلاع کے اختیارات کو کوئی ریاست اپنے ذمہ لے لے۔ مرکوزیت کا رجحان ان تمام وسیع تنظیمات میں ہوتا ہے۔ جہاں مضبوط اور طاقتور کنٹرول کامیابی کے لئے اشد ضروری سمجھا جائے۔

## مرثدؓ بن ابی مرثد غنوی

نام مرثد تھا۔ ابتداء میں ایمان لائے۔ اور ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے۔ اسلام لانے سے پیشتر مکہ کی ایک طوائف عناق سے بڑی دوستی تھی لیکن مسلمان ہونے کے بعد اس سے قطع تعلق کر لیا۔ آپ نہایت قوی اور دلیر تھے۔ اس لئے قیدیوں کو مکہ سے مدینہ لے جانے کا کام حضورؐ نے آپ کے سپرد کر رکھا تھا۔

طوائف عناق کے اصرار سے تنگ آکر حضورؐ سے اجازت چاہی کہ انہیں عناق سے نکاح کرنے کی اجازت دے دی جائے۔ لیکن آپ نے اجازت نہ دی۔

آپ فضل و کمال میں بھی اونچا درجہ رکھتے تھے حضورؐ سے جو کچھ سنتے یاد رکھتے تھے۔ کتب احادیث میں چند ایک احادیث بھی آپ سے روایت ہیں۔

حضورؐ نے اشاعتِ دین کے لئے آپ کو خالدؓ اور عاصمؓ صحابہ کے ساتھ بنو عضل اور قارہ کی طرف بھیجا۔ لیکن راستے میں بنو ہذیل نے حملہ کر کے تینوں کو شہید کر دیا۔

## مرثیہ

نظم کی ایک قسم جس میں کسی شخص کے انتقال پُر ملال پر رنج و الم کا اظہار ہو۔ یہ نظم اپنے نفسِ مضمون کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ مرثیہ عربی، فارسی اور اردو شاعری کی مشترکہ اصطلاح ہے۔

اُردو اور فارسی ادب اس قسم کے مرثیوں سے بھرا پڑا ہے۔ یہ مرثیے عموماً امام حسینؓ کے سانحہ شہادت پر لکھے جاتے ہیں اور ان میں مذہبی جذبات بکثرت پائے جاتے ہیں۔ اُردو ادب میں میر ببر علی انیس اور دبیر لکھنوی کے مرثیے بہت مشہور ہیں اور ان میں قدرتی رنگ بہت غالب ہے۔ عام مرثیوں میں مرزا غالب کا مرثیہ بہت مشہور رہا ہے جس کا ایک شعر یہ ہے۔

"جاتے ہوئے کہتے ہو قیامت کو ملیں گے،
کیا خوب قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور"



یہ مرثیہ مرزا غالب نے اپنے بھتیجے عارف کے جوان مرگی پر لکھا تھا۔ مرثیہ سے جمع مراثی آتی ہے۔ مرثیہ کا مادہ "رثیٰ" یعنے نوحہ خوانی اور ماتم وغیرہ ہے۔ مراثی اور میراثی کا باہم لغوی طور پر کوئی تعلق نہیں۔ میراثی میراث سے ہے جس کا مادہ "ورثہ" ہے۔

## مرحّب

مرحّب عربی لفظ ہے جو "رحب" بمعنی وسعت یا وسیع ہونا سے ہے۔ "مرحبا" بمعنی شاباش بھی اسی سے ہے۔ عربی میں محاورہ ہے کہ مَرحَبکَ وادیکَ وعَزَّ نادیکَ تیری وادی وسیع ہو اور تیری محفل معزز ہو۔ ایک دعائیہ فقرہ ہے۔ جو عرب آپس میں "خوش آمدید" کے طور پر استعمال کرتے ہیں

## مُردار، بحیرہ

(دیکھو بحیرہ مُردار)

## مردم شماری

(Census) تمام دنیا کے مہذب ممالک میں ہر دس سال کے بعد مردم شماری ہوتی ہے۔ جس کو انگریزی میں (Census) کہا جاتا ہے۔ یہ دراصل لاطینی زبان کا لفظ ہے۔ قدیم رومن حکومت عوام کے متعلق ایک ریکارڈ رکھتی تھی جس میں ہر شخص کے خاندان، طاؤ غلام اور ملازمین کے متعلق پوری تفصیل درج ہوتی تھی۔ دنیا کی آخری مردم شماری ۱۹۵۱ء میں ہوئی جس میں ہمارا ملک پاکستان بھی شامل تھا۔ ۱۹۶۱ء میں پاکستان کی مردم شماری ہو رہی ہے۔

اگرچہ (Census) لاطینی لفظ ہے تاہم جو لوگ مردم شماری کی ایجاد کا سہرہ رومیوں کے سر رکھتے ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں۔ کیونکہ رومیوں سے صدیوں پہلے حضرت موسیٰ کے عہد میں مردم شماری مکمل صورت میں جاری تھی اور توریت یعنی بائیبل کے عہد عتیق میں حضرت موسیٰ کا جو صحیفہ "گنتی" نام کا ہے اس میں مردم شماری کی ایک مکمل اور جامع رپورٹ درج ہے۔

یہ سچ ہے کہ حضرت مسیح کی پیدائش کے وقت بھی قیصر "آگستس" شہنشاہ روم کے حکم سے ایک مردم شماری ہوئی تھی۔ اور اسی مردم شماری کے فرمان کی تعمیل میں یوسف نجار اور حضرت مریم کوائف درج کرانے کے لئے اپنے اصل وطن "بیت اللحم" میں مقیم تھے جب کہ حضرت مسیح پیدا ہوئے لیکن یہ ظاہر ہے کہ گنتی کی کتاب اس سے ہزار سال کے قریب پہلے لکھی گئی تھی۔ اور وہ سراسر بنی اسرائیل کی "مردم شماری" کی داستان ہے۔ جس میں اسی وقت

کے حالات درج ہیں۔

مردم شماری ایک مفید چیز ہے۔ اس سے ملک کے کوائف صحیح طور پر معلوم کر کے ملک کی ترقی کے منصوبے بنانے میں بہت زیادہ مدد ملتی ہے۔ اور انتخاب کی خاطر نمائندے مقرر کرتے وقت اور فہرست رائے دہندگان اور ٹیکس عاید کرتے وقت کمی ایک امور کی سرانجام دہی میں غلطی کا احتمال نہیں رہتا۔

**مردولا سارا بائی**۔ ہندوستان کی مشہور سماجی کارکن خاتون۔ ہندوستان کے مشہور کروڑپتی صنعت کار سرامبالال کی صاحبزادی ہیں۔ وطن گجرات (کاٹھیاواڑ) ہے گذشتہ پچیس برس سے وہ سماجی اور سیاسی کاموں میں بھی حصہ لے رہی ہیں۔ مہاتما گاندھی اور پنڈت جواہر لال نہرو سے ان کے مراسم بڑے دیرینہ ہیں۔ آزادی کے ابتدائی دنوں میں اغوا شدہ خواتین کی بازیابی کی مہم کے سلسلے میں وہ متعدد مرتبہ لاہور بھی آئیں۔ پنڈت نہرو سے ان کے اختلافات کا آغاز شیخ عبداللہ کی گرفتاری کی وجہ سے ہوا۔ گذشتہ تین چار برس میں مس مردولا متعدد بار شیخ صاحب کی رہائی، کشمیر سے ہندوستانی فوجوں کی واپسی اور وہاں آزادانہ استصواب کا مطالبہ کر چکی ہیں۔ اس جرم کی پاداش میں انہیں کانگرس سے نکال دیا گیا۔ اور جب اس پر بھی اپنے مسلک سے نہ ہٹیں۔ تو اگست ۱۹۵۸ء میں امتناعی نظربندی کے قانون کے تحت گرفتار کر کے نظر بند کر دیا گیا۔

**مرزا ادیب**:۔ اصلی نام دلاور علی اور میرزا ادیب علمی نام ۴ اپریل ۱۹۱۴ء کو لاہور میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم مقامی سکولوں میں پانے کے بعد اسلامیہ کالج لاہور سے بی۔ اے آنرز کی ڈگری حاصل کی اس کے بعد آپ لاہور کے رسالہ "ادب لطیف" کے ادارے میں شامل ہو گئے پھر بمبئی جا کر ایک فلم کمپنی کے شعبہ نشر و اشاعت کے انچارج مقرر ہوئے۔ بعد ازاں ۳ سال تک "آل انڈیا ریڈیو" میں مسودہ نویس کے فرائض سرانجام دیتے۔ اور قیام پاکستان کے بعد دو سال تک ریڈیو پاکستان میں اسی ڈیوٹی پر مامور رہے۔

۱۹۳۹ء سے آپ ادب لطیف کی ادارت سنبھالے ہوئے ہیں اور مکتبہ اردو کے انچارج بھی ہیں۔ ابتدا میں آپ شعر بھی کہتے تھے لیکن ۱۹۳۶ء سے آپ نے اپنی تمام تر توجہ نثر پر مرکوز کر لی ہے۔

آپ ملک کے ایک بلند پایہ ادیب ہیں۔ اور ترقی پسند مصنفین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔

صحرا نورد کے خطوط۔ صحرا نورد کے رومان، جنگل، دنیائے آرزو، دیواریں، لالہ، آنسو اور ستارے، آپ کی مشہور اور مقبول عام تصانیف ہیں۔ آپ کی کتاب "صحرا نورد کے خطوط" اردو ادب میں سنگِ میل کا درجہ رکھتی ہے۔ "آنسو اور ستارے" اردو میں ایک ایکٹ کے ڈراموں کا اولین مجموعہ ہے۔

آپ کی تحریر میں سادگی، صفائی اور جدت پائی جاتی ہے۔ جدت پسند ادیبوں اور نثر نویسوں کے لئے ان کی تحریریں قابلِ تقلید ہیں۔

نوجوان اور متین طبقہ ان کی تصنیفات کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ مختلف رسائل اور جرائد میں بھی آپ کے مضامین طبع ہوتے رہتے ہیں۔

**مرزائی، مرزائیت**:۔ (دیکھو احمدی۔ احمدیت)

**مُرغ بازی**:۔ (Cock-fighting)
تفریح طبع کے لئے مرغوں کو آپس میں لڑانا اور ان پر شرطیں لگانا بڑا پرانا کھیل ہے۔ اس کا آغاز مشرق میں ہوا جہاں سے براستہ روم انگلستان پہنچا۔ شاہ انگلستان ہنری ہشتم کو اس سے خاص شغف تھا۔ ۱۸۴۹ء میں انگلستان نے اس کھیل کو خلاف قانون قرار دے دیا۔ ہسپانیہ، لاطینی امریکہ اور مشرقی ممالک میں اس کھیل کا اب بھی رواج ہے۔

**مرغی**:۔ (Fowl) ایک پالتو پرندہ جس کی نسل ہندوستان کی جنگلی مرغی سے حاصل کی گئی۔ مرغیوں کو حفظانِ صحت کے اصولوں پر پالا جاتا ہے۔ اور ان کی دیکھ بھال معقول طریقے سے کی جائے۔ تو ان سے بھاری دور رہتی ہے۔ مرغیوں کی بہت سی قسمیں ہیں۔ لیگ ہارن، انڈوں کے لئے پالی جاتی ہیں۔ رہوڈ آئلنڈ ریڈ اور لائٹ سسکس کھانے اور انڈے حاصل کرنے کے کام آتی ہیں۔

**مُرغی خانہ** (Poultry Farm) وہ مقام یا جگہ جہاں مرغیوں کی پرورش کی جاتی ہے۔ مرغی خانوں کا رواج ہندو پاکستان میں بھی عام ہے۔ یورپ اور امریکہ میں مرغی خانے تجارتی اداروں کے طور پر چل رہے ہیں۔ مرغی خانوں کی خاطر بڑے بڑے کھلے اور ہوادار کمرے مخصوص کئے جاتے ہیں۔ یا لکڑی اور جالی کے بڑے بڑے ڈربے بناتے ہیں جہاں مرغیوں کی کھانے پینے کی اشیا رکھی رہتی ہیں۔ اور دروازے کو مقفل کر دیا جاتا ہے پھر حسب ضرورت اسے کھولا جاتا ہے۔

جنگلی مرغ ابتدائی زمانوں سے ہی پالتو بنائے گئے ہیں۔ قدیم مصری اپنے مرغی خانوں کی صنعت کے لئے مشہور تھے۔ مرغی خانے بیشتر انڈوں کی خاطر قائم کئے جاتے ہیں۔ اور ایک عمدہ قسم کی مرغی دوران سال میں ۱۵۰ سے ۲۰۰ تک انڈے دیتی ہے۔ اوسطاً ۱۸۰ سے کم نہیں ہونے چاہئیں انڈے اور گوشت کی خاطر مرغی خانے ایک بہت بڑی صنعت اور منفعت بخش کاروبار بن چکے ہیں۔ مرغی خانوں پر گھاس پھوس کی چھت بھی ضروری ہے۔ مرغیوں کو خوراک عموماً دو قسم کی دی جاتی ہے۔ سبزیاں اور دانہ دُنکا۔ لیکن ان کا بار بار دیتے رہنا زیادہ مفید رہتا ہے۔

**مُرکّب** (Compound) (دیکھو آمیزہ اور مرکب)۔

**مُرکّب دھات** (Alloy, Metallic Compounds) دھاتوں کے مرکب کو "مخلوط یا مرکب" کہتے ہیں۔ انگریزی میں اسے (Alloy) کے لفظ سے موسوم کرتے ہیں۔ مثلاً تانبے اور جست کے مرکب کو پیتل کہتے ہیں۔

جہاں دو قسم کی دھاتیں باہم مل جل جائیں تو اس اختلاط کو Alloy اسی حالت میں کہیں گے جبکہ ہر دو عنصر ایک دوسرے سے ممیز نہ ہو سکیں۔ عام طور پر دھاتوں کو پگھلا کر ہی ملایا جاتا ہے۔ مگر اس عمل میں دونوں دھاتوں میں توازن قائم رکھنا نہایت ضروری ہے۔ اگر پہلے ہی سے دو دھاتیں ملی جلی ہوں۔ جیسے پیتل ہوتا ہے اور جست کا مرکب ہے۔ تو انہیں صرف خام مواد سے علیحدہ کر لیا جاتا ہے۔ اور یہ مقصد مختلف کیمیائی طریقوں کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔

**مرکز** (Centre) درمیانی نقطہ بالخصوص کسی محیط، دائرے یا خط کا۔ حرکت کا محور، نقطۂ اجتماع یا مقام اشاعت۔ منبع یا مقام طلوع۔ مرکز کے ارد گرد کا خطہ۔ درمیانی حصہ۔ داخلی حلقہ۔ بازوؤں کے درمیان افواج کا دستہ۔ سیاسی اصطلاح میں اعتدال پسند اشخاص جو بائیں (قدامت پسند) اور دائیں (انقلاب پسند) پارٹیوں کے بین بین ہوں۔

**مرکز گریز قوّت** (Centrifugal Force)۔ اصطلاح میں مرکز گریز قوت سے مراد وہ قوت ہے جس کی وجہ سے ایک ایسا جسم جو دائرے کی شکل میں دوسرے جسم کے ارد گرد حرکت کر رہا ہو خط مماس کی صورت میں پیچھے ہٹنے کی کوشش کرنے لگے۔ نیوٹن کے ایک آئین کے ماتحت ایک متحرک جسم جب کسی طاقت کے دباؤ کے ماتحت حرکت نہ کر رہا ہو تو مستقیم کی شکل میں حرکت کرتا ہے۔ وہ طاقت جو کسی جسم پر اس لحاظ سے صرف ہو کہ وہ اسے دائرے کی شکل میں حرکت کرنے پر لگائے رکھے مرکز جذب قوت ہوگی۔ اور اس کے برابر اور مخالف طاقت جس سے وہ جسم خط مماس کی شکل میں گریز کرنے کی کوشش کرے، وہ مرکز گریز قوت کہلاتی ہے۔

**مرکزی پارٹیاں** (Central Parties)۔ حکومت کا ایک سسٹم بھی ہوتا ہے جس میں ایک انتہا سے دوسری تک ایک، دو یا زیادہ سیاسی پارٹیاں جنہیں قانون ساز ادارے میں اکثریت حاصل ہوتی ہے۔ براہ راست [illegible] کرتی ہیں۔ یا ایسے سیاسی پارٹیوں کے کنٹرول میں [illegible] کیا جاتا ہے۔ یہی مرکزی پارٹیاں کہلاتی ہیں۔ حکومت برطانیہ کا سسٹم [illegible] خاندان کے وقت سے ہی [illegible] اس سسٹم کی جگہ ایک ایسے سسٹم نے لے لی ہے جس میں صرف ایک ہی مرکزی سیاسی پارٹی کا وجود قائم رہتا ہے۔

**مرکزیت** (Centralism) یہ حکومت جو ایک واحد مرکز سے ناک کے [illegible] کے طور پر حکومت کرے۔ دور اس ممالک میں [illegible] بالعموم مرکز میں نہ ہوں۔ تو ایسے ملک کی حکومت کو مرکزیت یا مرکزی نظام حکومت کا حامل کہا جا سکتا ہے۔ اس [illegible] حکومت کی بہترین مثال فرانس ہے۔ اور اس کی ضد ریاستہائے متحدہ امریکہ ہے جس کا نظام حکومت وفاقی ہے۔ [illegible]

کی حکومت بھی ایک واحد مرکز ہی کے ذریعے کارفرما ہے۔ مگر اس نے اپنے بعض اختیارات کو بعض بلدیات اور مقامی حکومتوں (لوکل گورنمنٹ) کے سپرد کر رکھا ہے۔ اس لیے برطانیہ کو مرکزیت کے اصول کی علمبردار حکومتوں میں شمار نہیں کیا جاتا۔ گذشتہ سالوں کے دوران پاکستان کی مرکزی حکومت نے سیلز ٹیکس اور سرچارج ٹیکس وغیرہ نافذ کئے تو بعض صوبائی وزارتوں نے اسے بھی مرکزیت کا مترادف سمجھتے ہوئے اعتراض کیا تھا۔

**مرگھٹ** وہ جگہ جہاں مردے جلائے جائیں زمانہ قدیم قبل از اسلام میں تمام ملکوں میں مردے جلائے ہی جاتے تھے۔ چنانچہ قدیم آثار واقع عراق کے کھنڈرات سے بھی اس قسم کی شہادت ملتی ہے۔ اس کے بعد لوگ مردوں کو دفن کرنے لگے۔ ہندوستان میں ہندو لوگ اب تک مردوں کو جلاتے ہیں۔ اور یہ لوگ بھی دیگر ممالک سے یہ رسم لائے ہیں۔ ورنہ ان سے پہلے دراوڑ لوگ مردوں کو دفن کرتے تھے۔ جیسا کہ ہڑپا اور موہنجوڈارو کے کھنڈرات سے ظاہر ہوتا ہے۔

موجودہ زمانے میں مغربی ممالک میں بھی مردے کو جلانے کی رسم رواج پکڑ رہی ہے۔ یہ رسم طبی وجوہ کی بنا پر خصوصاً ان علاقوں میں جاری ہو جاتی ہے جہاں کی آبادی گنجان ہو اور جگہ کم یاب۔ چنانچہ لندن میں ووکنگ کے قریب ایک مرگھٹ بنایا گیا ہے۔ لیکن وہاں جلانے کی اجازت اسی وقت مل سکتی ہے جب درخواست کے ساتھ دو ڈاکٹروں کے سرٹیفیکیٹ شامل ہوں۔ اس رسم کی بنا ۱۸۸۵ء سے ہوئی۔ لیکن اس کا زیادہ رواج نہ ہو سکا۔

جلانا ہندوانہ رسم اور مرگھٹ ہندی لفظ ہے جو اصل میں مرگھاٹ تھا۔ کثرت استعمال سے مرگھٹ ہو گیا ہے۔ چونکہ ہندو اکثر دریاؤں کے کنارے مردے جلاتے ہیں اس لئے مردے جلانے کی جگہ کا نام مرگھٹ پڑ گیا اب ہر مردے جلانے کی جگہ کو مرگھٹ کہتے ہیں۔ مرگھٹ اور مرقد میں کچھ صوتی مشابہت سی محسوس ہوتی ہے۔

**مرگی** (Epilepsy) مرگی ایک مشہور بیماری کا نام ہے۔ اور مرگیا اس شخص کو کہتے ہیں جو مرگی کی بیماری کا مریض ہو۔ مرگی آنا۔ ایک محاورہ ہے۔ جس کے معنی غشی آنا۔ مرگی زبردست اعصابی بیماری ہے۔ جس کے اچانک دورے ہوتے ہیں۔ اور مریض بے حس اور بے ہوش ہو جاتا ہے۔ دورے اور بے ہوشی کے ساتھ ساتھ سانس بھی عارضی طور پر رک جاتا ہے۔ اور جسم بے حس سا ہو کر رہ جاتا ہے۔ قدیم لوگ اسے شیطانی اثر و تسلط کی طرف منسوب کرتے تھے۔ مرض معمولی بھی ہوتا ہے اور غیر معمولی اور سخت قسم کا بھی۔

**مرمت** (کپڑے کی) (Mending) اگر کپڑا گھس کر مہین ہو گیا ہو۔ اور یہ جگہ زیادہ بڑی نہ ہو۔ تو رفو کر لینا چاہئے۔ سوتی کپڑے میں سوراخ پیدا ہو جائیں تو پیوند لگا لینا مناسب ہے۔ اگر سوراخ چھوٹا ہے تو رفو بھی ہو سکتا ہے۔ چادروں وغیرہ کے کنارے پھٹنے لگیں تو انہیں تراش کر خراب پٹی اتار دیجئے اور حاشیہ پھر سے سی لیجئے۔

**مرمر** (سنگ) (دیکھو سنگ مرمر)

**مرو۔** (Merv or Meru) وسط ایشیا کے صوبہ خراسان میں اسی نام کے دو شہر ہیں جنہیں روسی ترکمان کے علاقے میں ایک سرسبز و شاداب خطہ جس پر ۱۸۸۳ء میں روس کا تسلط تھا۔ مرو کہلاتا ہے۔ جو ۶۰ میل لمبا اور ۴۰ میل چوڑا ہے۔ جس میں روئی اور ریشم پیدا ہوتے ہیں۔ گھوڑے اونٹ اور بھیڑ بکریاں پالی جاتی ہیں۔ اس نام کا ایک اور شہر بھی ہے۔ جو ٹرانس کیسپین ریلوے پر واقع ہے۔ اور جس کی آبادی دس ہزار سے متجاوز ہے۔

**مروان بن محمد۔** بنو امیہ خاندان کا آخری خلیفہ جس کے عہد میں شامیوں اور خارجیوں نے بغاوت کی۔ عہد حکومت سنہ ۷۴۴ء تا ۷۵۰ء تھا۔ گو بڑا قابل جرنیل تھا۔ مگر صورت حالات پر قابو نہ پا سکا۔ اور بنو امیہ کا وقار اور اقتدار قریب قریب ختم ہو گیا۔ خراسان کے دارالحکومت مرو کی تسخیر کے بعد عراق کا مشہور مرکز کوفہ بھی عباسیوں کے ہاتھ آ گیا۔ چنانچہ اکتوبر ۷۴۹ء میں ابوالعباس سفاح خاندان عباسیہ کا بانی سریر آرائے خلافت ہوا۔

**مروان بن الحکم۔** مروان بن الحکم بنو امیہ کی دوسری شاخ بنو العاص سے تھا (مروان کا باپ حکم بن العاص حضرت

عثمانؓ کا حقیقی چچا تھا۔ حکم فتح مکہ کے دن بظاہر مسلمان ہوگیا۔ لیکن دل سے ان کا مخالف رہا۔ حضورؐ نے اسے طائف میں جلاوطن کر دیا۔ مروان بھی بچپن میں اپنے باپ کے ساتھ وہیں رہا۔ حضرت عثمانؓ نے مروان کو اپنا سکرٹری بنا لیا تھا۔ اسی نے حضرت عثمان کی طرف سے مصر کے والی کو لکھ دیا تھا۔ کہ مصری باغیوں کے سرغنہ پکڑ کر قتل کر دیئے جائیں۔ یہ خط پکڑا گیا۔ اور اسی کے نتیجے کے طور پر حضرت عثمانؓ کی شہادت کا افسوسناک واقعہ پیش آیا۔

یہ جنگ جمل اور صفین میں امیر معاویہؓ اور حضرت عائشہؓ کے ساتھ تھا۔ امیر معاویہؓ نے اپنے زمانے میں اسے مدینہ کا والی بنا دیا تھا۔ ابن زبیر کے دعوئے خلافت تک وہ اسی عہدہ پر تھا۔ یزید کی موت کے بعد مروان ابن زبیر کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے تیار ہوگیا تھا۔ لیکن ابن زبیر کو بنی امیہ سے اتنی نفرت تھی۔ کہ انہوں نے انجام سوچے بغیر کل بنو امیہ کو جن میں مروان اور اس کا لڑکا عبدالملک بھی تھا۔ مدینے سے نکلوا دیا۔ مروان شام پہنچا۔ اس اثنا میں وہاں ابن زیاد بھی پہنچ گیا۔ ابن زیاد نے مروان کی ہمت بندھائی اور اسے ابن زبیر کی حمایت سے روکا۔ شام میں عبداللہ بن زبیر مروان بن الحکم اور خالد بن یزید کے حامیوں میں باہم بڑا اختلاف اور جھگڑا برپا ہوا۔ آخر مقام جابیہ میں بنی امیہ کے حامیوں کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی۔ بحث و مباحثہ کے بعد یہ قرار پایا۔ کہ چونکہ خاندان بنی امیہ میں مروان سے زیادہ تجربہ کار اور سن رسیدہ کوئی نہیں اس لئے اسے خلیفہ بنانا چاہئے۔ اور اس کے بعد خالد بن یزید اور عمرو بن سعید بن العاص کو ولی عہد نامزد کیا جائے۔

اس نے رمضان ۶۵ ہجری میں دفعتہً انتقال کیا۔ خیال تھا۔ کہ اس کی بیوی ام خالد نے اسے مار ڈالا۔ کیونکہ اس نے ایک بار خالد بن یزید اور اس کی ماں (جس سے اس نے شادی کر لی تھی) دونوں کے خلاف نازیبا کلمات استعمال کئے تھے۔

انتقال کے وقت اس کی عمر ۶۳ برس اور مدت خلافت کل نو ماہ تھی۔

**مری** (Murree) مغربی پاکستان کے ضلع راولپنڈی کا ایک پہاڑی صحت افزا مقام ہے۔ جو پنڈی سے ۳۸ میل دور ہے اور سطح سمندر سے ۷،۵۰۰ فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔



۱۸۴۹ء میں پنجاب پر قبضہ کرنے کے بعد انگریزوں کو کسی سرد مقام کی تلاش ہوئی۔ تو مری کے قریب ایک جگہ منتخب کی گئی۔ اور ۱۸۵۱ء میں وہاں پہلی بارک تعمیر ہوئی۔ ۱۹۰۰ء تک پنڈی سے مری تانگوں کے ذریعے جاتے تھے۔ جس میں دو دن لگتے تھے۔ اب صرف دو گھنٹے صرف ہوتے ہیں۔ یہاں دو ہسپتال، متعدد سکول اور کئی جدید طرز کے ہوٹل ہیں۔ دسمبر، جنوری اور فروری سرد ترین مہینے ہیں۔ ان ایام میں یہاں برف گرتی ہے۔ جولائی گرم ترین مہینہ ہے۔

مری کا سیزن مئی سے شروع ہوتا ہے اور عموماً ستمبر تک سیاح وہاں رہتے ہیں۔ اب پنڈی کے دارالحکومت بن جانے سے غیر ملکی سفیروں کے دفاتر بھی مری میں چلے گئے ہیں۔

**مریخ** (Mars) مریخ آسمان پر نظام شمسی میں ہماری زمین کی طرح ایک سیارہ ہے۔ اس کا مدار زمین کے مدار سے باہر واقع ہے۔ زمین کی طرح یہ بھی اپنے محور کے گرد گھومتا اور سورج کے گرد چکر لگاتا ہے۔ جب مریخ زمین کے بہت قریب ہوتا ہے۔ تو زمین سورج اور مریخ ایک ہی سیدھ میں ہوتے ہیں۔ مریخ شام کو نکلتا ہے آدھی رات کو زوال پذیر ہوتا ہے۔ اور صبح کو چھپ جاتا ہے یہ سیارہ ہر پندرہ سال کے بعد غیر معمولی چمک سے ظاہر ہوتا ہے نصف شب کے وقت اس کی روشنی انتہائے کمال پر ہوتی ہے۔ اٹھارھویں صدی کے آغاز میں اس میں حیرت انگیز غیر معمولی چمک رونما ہوئی تھی۔

مریخ زمین سے ساڑھے تین کروڑ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اور زمین اور چاند کو چھوڑ کر سب سیاروں سے زیادہ اس کی نسبت معلومات حاصل ہیں۔ اس کا دن ہمارے دن کے برابر ہے۔ مگر سال ہمارے سال کے پونے دو کے برابر ہوتا ہے۔ اس کی رفتار فی ثانیہ پندرہ میل ہے لیکن ایک دن میں بارہ لاکھ چھیانوے ہزار میل کا فاصلہ طے کرتا ہے۔ سورج سے اس کا فاصلہ چودہ کروڑ پندرہ لاکھ میل کے قریب ہے۔ یہ سیارہ سورج کے گرد ۶۸۷ دنوں میں چکر پورا کرتا ہے۔ اور اپنے محور پر گھومنے میں ۲۴½ گھنٹے لگاتا ہے۔

دوربین کی مدد سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بناوٹ بالکل ہماری زمین سے ملتی جلتی ہے مثلاً زمین کی

طرح اس میں بھی پہاڑ، سمندر، جھیریں، دریا اور نہریں دکھائی دیتی ہیں۔ جس طرح قطبین پر ہمارے ہاں برف جمی رہتی ہے۔ اس کے قطبین پر بھی اسی طرح سفید ٹوپیاں سی نظر آتی ہیں۔ جو مختلف وقتوں میں گھٹتی بڑھتی رہتی ہیں۔ ان سفید ٹوپیوں کے درمیان سرخ اور سبز خطے ہیں۔ جو علی الترتیب زمین اور سمندر خیال کئے جاتے ہیں۔

اطالوی ہیئت دان شپرالی نے مریخ کے متعلق بہت سی معلومات جمع کی تھیں۔ اس نے مریخ کی سطح پر چند تاریک خطوں کا ملاحظہ کیا ہے۔ جس کو اس نے نہروں سے تعبیر کرکے اُن کے نام بھی رکھ دیئے۔ یہ نہریں بہت طویل اور عریض ہیں اکثر دو ہزار میل تک لمبی ہیں۔ اُن میں سے ایک ساڑھے تین ہزار میل لمبی دیکھی گئی ہے۔ سرخ براعظم دوربینوں میں چٹیل ریتیلے میدان معلوم ہوتے ہیں۔ جن میں سبزے وغیرہ کا نام و نشان تک نہیں ملتا۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ یہ نہریں اسی صحرا کی سیرابی کے لئے کھودی گئی ہیں۔ لیکن یہ قیاس غلط معلوم ہوتا ہے، کیونکہ سیرابی سے روئیدگی کا رونما ہونا یقینی ہو جاتا ہے۔

مریخ وسعت اور حجم میں ہماری زمین سے چھوٹا ہے۔ مگر ایک بات میں مختلف بھی ہے یعنی زمین کے گرد ایک چاند چکر لگاتا ہے اور اس کے گرد دو چاند چکر لگاتے ہیں لیکن یہ چاند وسعت میں بہت چھوٹے ہیں۔ ایک چھتیس میل کے قریب ہے۔ اور دوسرا دس میل۔ لیکن ان چاندوں کی رفتار بہت زیادہ ہے۔ پہلا ساڑھے چار گھنٹے میں مریخ کے گرد گھوم جاتا ہے۔ اور دوسرا تین گھنٹوں میں۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مریخ پر بھی ہماری زمین کی طرح لوگ بستے ہیں۔ اور یہ لوگ عقل میں زمین والوں سے بہت آگے ہیں۔ مثال کے طور پر ان کی بنائی ہوئی نہریں پیش کرتے ہیں۔ لیکن یہ ثابت نہیں ہو سکا کہ یہ لکیریں نہریں ہی ہیں یا کچھ اور۔

ان لوگوں کا مخالف طبقہ یہ کہتا ہے کہ اگر مریخ پہلے آباد ہو تو ہو۔ لیکن اب اس میں کوئی ذی روح باقی نہیں۔ یہ پہاڑ، دریا، براعظم اور سمندر اس میں ہیں۔ دراصل ہماری زمین کا ہی ایک عکس ہیں۔ اور جس طرح آئینے میں عکس پڑ کر واپس دکھائی دیتا رہتا ہے۔ اسی طرح ہماری زمین کا عکس بھی مریخ پر پڑتا ہے۔ اور سطح زمین کے حالات کا نقشہ ہمیں نظر آجاتا ہے۔ یہ نظریہ بھی قرین قیاس نہیں۔ کیونکہ ان ستاروں کی سطح کا فوٹو بھی ملاحظہ عموماً اس وقت کیا جاتا ہے جس وقت زمین پر اندھیرا ہوتا ہے۔ اور اس حالت میں زمین کا عکس بالکل سیاہ پڑنا چاہیئے۔ اور دوربین میں بھی بہت چھوٹا ہونا چاہیئے۔ کیونکہ مریخ ہماری زمین سے بہت دور ہے۔ بالفرض محال اگر زمین کا عکس اس پر پڑتا بھی ہے۔ تو پھر جن لکیروں کو نہریں سمجھا جاتا ہے۔ وہ زمین کے کس حصے کا عکس ہیں۔ اس ستارے کی بابت تحقیقات جاری ہے۔ اور سائنسدان تو اس پر ایک ہوائی جہاز کے ذریعے جانے کی تیاریاں بھی کر رہے ہیں۔ چنانچہ اس مطلب کے لئے راکٹ بنانے کے کئی ایک منصوبے تیار ہو چکے ہیں۔ بلکہ راکٹ اب عرصہ سے چھوڑے بھی جا رہے ہیں۔

**مریسیع**: غزوہ ۵ھ یہ مقام مدینہ منورہ سے ۹ منزل پر واقع تھا جہاں قبیلہ خزاعہ کا ایک خاندان بنو المصطلق آباد تھا۔ اس کا سردار حارث بن ابی ضرار تھا جس نے قریش مکہ کے اشارے پر مدینہ پر حملہ کی تیاریاں شروع کیں۔ حضورؐ نے زید بن خصیب کو تحقیقات کے واسطے روانہ کیا۔ اور جب تحقیق ہو گئی تو فوج لے کر روانہ ہوئے۔ حارث تو بھاگ گیا لیکن وہاں کے لوگوں نے مقابلہ کیا اور شکست کھائی۔ مسلمانوں کو غنیمت میں دو ہزار اونٹ پانچ ہزار بکریاں ہاتھ آئیں۔ اور ۲۰۰ آدمی گرفتار ہوئے۔ ان میں حارث کی بیٹی جویریہؓ بھی تھیں۔ جو بعد میں حضورؐ کے نکاح میں آئیں اسی موقع پر عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین نے مہاجرین اور انصار میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی جس میں اسے ناکامی ہوئی اُدھر سے مایوس ہو کر اس نے دوسرا فتنہ کھڑا کیا۔ اور ام المومنین عائشہ صدیقہؓ پر اتہام لگایا جس کی قرآن مجید نے تردید کر دی۔ حضرت جویریہؓ کے نکاح کے بعد باقی اسیران جنگ کو رہا کر دیا گیا۔

**مریم علیہا السلام** (Mary, the Virgin)
حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ۔ آپ کی زندگی کے حالات صرف اسی قدر معلوم ہیں جو سینٹ لوقا کی انجیل میں مرقوم ہیں۔ عام روایت کے مطابق وہ نام نہاد واقعہ صلیب کے بعد سینٹ یوحنا کی معیت میں مقام افسیس میں مقیم تھیں۔ اور وہیں وفات پائی۔ رومن کیتھولک روایات میں مسئلہ نجات کے سلسلہ میں حضرت مریم کے کردار نے انہیں پرستش کا موضوع بنا رکھا ہے۔ قرآن پاک میں حضرت مریم علیہا السلام

کا ذکر متعدد مواقع اور مقامات پر آیا ہے جہاں انہیں عبادت اور احکام الٰہی کی پابندی کی ہدایت اور برگزیدگی کی بشارت دی گئی ہے۔

**مزامیر** (Flutes) عربی لفظ ہے اور "مزمار" کی جمع ہے بمعنی بانسری، باجا۔ مزامیر گویوں کے ساز و آلات لکڑی کا ہوائی اوزار جو آرکسٹرا میں وسیع پیمانے پر استعمال ہوتا ہے۔ انگریزی اسلوب میں متعلق "مزمار" ایک عام مزمار ہے اٹھارھویں صدی میں اس میں اہم تبدیلیاں ہوئیں۔ بانسری بجانے والا اسے منہ پر متوازی رکھتا ہے، اور بائیں ہاتھ کی ہر انگلی سر نیچے کر کے سوراخ سے لگا دیتا ہے اور اس کا سانس دوسرے کنارے جا ٹکراتا ہے اور اس طرح بیرونی ہوا متوج میں آجاتی ہے۔ سوراخوں کا کھولنا یا بند رکھنا آوازوں اور سروں میں ایک تناسب پیدا کر دیتا ہے جس سے بجانے والے کی مرضی کے مطابق کوئی نہ کوئی راگ راگنی فضاؤں میں بکھرنے لگتی ہے۔

**مزائلز** (Missiles) راکٹ موٹروں کی طاقت سے پرواز کرنے والے خوفناک جنگی ہتھیار جنہیں ہزاروں میل دور معینہ مقامات پر گرایا جا سکتا ہے۔ جنگی مقاصد کے لئے انہیں سب سے پہلے جرمنوں نے استعمال کیا۔ سنہ ۱۹۴۴ء جرمنی کے وی۔۲ ۱۰۔ ایس آواز سے زیادہ تیز رفتار کے ساتھ لندن پر گرا کرتے تھے۔ دوسری عالمگیر جنگ کے بعد ان ہتھیاروں کو ترقی دینے پر توجہ مرکوز کی گئی اور سنہ ۱۹۵۷ء میں پہلے پہل روس نے ہی مزائلز بنانے میں کامیابی حاصل کر لی۔ مزائلز کے ذریعہ ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم ہزاروں میل دور پھینکے جا سکتے ہیں۔ اس وقت روس اور امریکہ میں مزائلز بنانے پر کروڑوں روپیہ صرف کیا جا رہا ہے۔ امریکہ میں مزائلز بنانے کا کام صدر ٹرومین کے حکم سے شروع کیا گیا تھا یہ انہی کی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ امریکہ میٹی ڈور، نائیکی، کاریوال اور ٹیریر ایسے مزائلز بنانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ سوویٹ روس نے بھی اس میدان میں کافی ترقی کی ہے۔ مسٹر نکیتا خروشیف نے جنوری سنہ ۱۹۵۹ء میں اعلان کیا کہ روس کے پاس ایسے زبردست مزائل موجود ہیں جو آٹھ ہزار میل دور تک مار کر سکتے ہیں اور انہیں صحیح نشانے پر پھینکا جا سکتا ہے۔

مزائلز کے لفظ کا اطلاق تو اوّل اوّل خاص قسم کے جنگی ہتھیاروں پر ہوتا تھا مگر اب اصطلاح میں ان کا مفہوم راکٹ کے ساتھ لازم و ملزوم کا ہے۔

**مزدلفہ:-** منیٰ اور عرفات کے درمیان ایک مقام ہے۔ جہاں عرفات سے واپسی پر حاجی ۹ اور ۱۰ ذوالحج کی درمیانی رات میں قیام کرتے ہیں اور اگلی صبح کو سورج نکلنے سے قبل وہاں سے روانہ ہو کر منیٰ پہنچ جاتے ہیں۔ اس کو وادی "مشعر الحرام" بھی کہتے ہیں۔ اور وادی جمع بھی کہا جاتا ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں بھی ایسا ہی ہوتا تھا۔ اس علاقہ میں "قزح" کی پہاڑی مقدس مجھی جاتی ہے۔ پہلے یہاں ایک مدوّر مینار بنا ہوا تھا۔ جس کو بعض لوگوں نے برج بھی کہا ہے۔ اس پر آگ جلائی جاتی تھی۔ لیکن بعد میں چراغ روشن کیا جانے لگا۔ اس جگہ ایک چشمہ بھی تھا۔ بعد میں اس جگہ ایک مسجد بنا دی گئی۔ اور اب یہ روشنی مسجد میں کی جاتی ہے۔

منیٰ سے مزدلفہ آتے ہوئے عجیب کیفیت ہوتی ہے۔ وہاں خوب بندوقیں سر کرتے اور مشعلیں روشن کرتے ہیں۔ یہ جگہ موقف کہلاتی ہے۔ اور ۱۰ کی صبح کو سورج نکلنے سے قبل تک یہاں پر وقوف ہوتا ہے جمرہ کے واسطے کنکریاں یہیں سے اٹھائی جاتی ہیں۔ زمانۂ جاہلیت میں مزدلفہ کا ایک بت تھا۔ جو "قزح" کہلاتا تھا۔ وہ برق و رعد کا دیوتا سمجھا جاتا تھا اور اس کی خاطر وہاں آگ روشن کی جاتی تھی۔ قوس قزح اسی "قزح" کی کمان کا نام ہے جو بارش کے بعد نمودار ہونے والی ہفت رنگی کمان کو دیا گیا ہے۔

**مزدور طبقہ** (Labour Class) علم معیشت یا اقتصادیات میں پیدائش زر کے تین بڑے ذریعوں میں سے ایک ذریعہ مزدور ہیں۔ دوسرے دو ذریعے سرمایہ اور زمین ہیں۔ یہ محنت اور مزدوری بعض اوقات پیدائش زر میں کسی اضافے کا باعث ہی نہیں ہوتی۔ اور بعض اوقات یہی مزدوری بالواسطہ پیدائش زر کا باعث ہو جاتی ہے۔ صنعتی کاروبار میں سائنس دانوں کی محنت اور ایجادات نے انسانی زندگی کی راحت اور آسائیوں میں بہت کچھ اضافہ کیا ہے۔ اب ہر مزدور کی محنت پیدائش زر میں کسی نہ کسی صورت میں

اضافہ ہی کرتی نظر آ رہی ہے۔

## مزینی (Guiseppe Mazzini)

(۱۸۰۵ء - ۱۸۷۲ء) ایک اطالوی محبِ وطن جو گیری بالڈی کا ہم عصر تھا۔ مزینی کی سیاسی جدوجہد اور اس کی نگارشات کا اطالیہ پر کافی اثر ہوا۔ جن اشخاص کی کوششوں کے باعث اطالیہ کو سیاسی اتحاد حاصل ہوا۔ ان میں گیری بالڈی اور مزینی کا نام سرِفہرست نظر آتا ہے۔

## مساحت (Monsuration)

وہ علم جو لمبائی، رقبوں اور حجم کی پیمائش سے متعلق ہو۔

محیط (Perimeter) سے کسی شکل کے اردگرد کا فاصلہ مراد ہوتا ہے۔ مثلث کا محیط اس کے تینوں اضلاع کی لمبائی کا مجموعہ ہوتا ہے۔ مربع کا محیط نکالنے کے لئے اس کے ایک ضلع کو ۴ سے ضرب دے دیتے ہیں۔ مستطیل یا متوازی الاضلاع شکل ہو۔ تو متصلہ اضلاع کے مجموعہ کو دوگنا کر دیا جاتا ہے۔ گول دائرے کا محیط قطر کا ۳ ۱/۷ گنا ہوتا ہے۔ یا نصف قطر کے ۳ ۱/۷ کا دگنا ہوتا ہے۔

مستطیل کا رقبہ لمبائی اور چوڑائی کو (پیمائش کی یکساں اکائیوں میں رکھ کر) ضرب دینے سے نکلتا ہے۔ تصویر میں ایک مستطیل دکھلایا گیا ہے۔ جس کی لمبائی ۶ انچ اور چوڑائی ۴ انچ ہے (تصویر چھوٹے پیمانے پر بنائی گئی ہے)۔ ایک مربع انچ کو ہلکا زرد رنگ دے دیا گیا ہے۔ اس کا رقبہ ۶ × ۴ = ۲۴ مربع انچ ہے۔ اسی طرح سے ایسے مستطیل کا رقبہ جس کی پیمائش ۳٫۸ سنٹی میٹر × ۷٫۴ سنٹی میٹر ہو۔ ۳٫۸ × ۷٫۴ = ۲۸٫۱۲ مربع سنٹی میٹر ہوگا۔

مربع بھی ایک قسم کا مستطیل ہوتا ہے۔ جس کا ہر ضلع برابر ہوتا ہے۔ پس اس کا رقبہ ضلع × ضلع یا ضلع کا مربع ہوتا ہے۔ ایسا مربع جس کا ایک ضلع ۳ ۱/۲ انچ ہو۔ ۳ ۱/۲ × ۳ ۱/۲ = ۷/۲ × ۷/۲ = ۴۹/۴ = ۱۲ ۱/۴ مربع انچ ہوگا۔

مثلث کا رقبہ اس مستطیل کے رقبہ کا نصف ہوگا۔ جو اسی قاعدہ (Base) پر بنایا جائے۔ اور اس کی عمودی بلندی کے برابر ہو۔ چنانچہ مثلث کا رقبہ = ۱/۲ قاعدہ × عمودی بلندی۔ ایسا مثلث جس کا قاعدہ ۷ انچ ہو اور عمودی بلندی ۵ انچ ہو اس کا رقبہ = ۱/۲ × ۷ × ۵ = ۳۵/۲ = ۱۷ ۱/۲ مربع انچ۔

متوازی الاضلاع شکل کا رقبہ اس مستطیل کے رقبے کے برابر ہوتا ہے۔ جس کا قاعدہ اور عمودی بلندی متوازی الاضلاع کے قاعدے اور عمودی بلندی کے برابر ہو۔ ا ب ج د ایک متوازی الاضلاع ہے۔ اور اس کے برابر ا ب ل م ایک مستطیل ہے۔

ٹریپیزیم (Trapizium) (چار اضلاع سے محدود شکل جس میں دو متوازی ہوں) کا رقبہ نصف بلندی (متوازی ضلعوں کا درمیانی فاصلہ) اور متوازی اضلاع کے مجموعہ کی ضرب کے برابر ہوتا ہے۔ ا ب ج د ایک ٹریپیزیم ہے۔ ۶ اس کی بلندی ہے۔ رقبہ = ۱/۲ ۶ × (ا ب + ج د)

کسی کمرہ کی دیواروں کا رقبہ = اونچائی × محدود اربعہ (چار دیواروں کی لمبائی کا مجموعہ) ۔ دروازوں کھڑکیوں آتشدان وغیرہ کا رقبہ۔

دائرہ کا رقبہ = نصف قطر^۲ یا نصف قطر ا ب کے مربع کا ۳ ۱/۷ گنا۔
نصف قطر = ۲ ۱/۲ انچ
نصف قطر کا مربع = ۲ ۱/۲ × ۲ ۱/۲ = ۶ ۱/۴ مربع انچ۔ دائرہ رقبہ = ۳ ۱/۷ × ۶ ۱/۴ = ۲۲/۷ × ۲۵/۴ = ۵۵۰/۲۸ = ۱۹ ۹/۱۴ مربع انچ۔

استوانہ شکل (Cylinder) کی سطحوں کا رقبہ معلوم کرنا ہو تو قطر اور اونچائی معلوم کیجئے۔ ہر سرے کا رقبہ = π نصف قطر^۲ دائرہ = ۲π نصف قطر۔ ٹیڑھی سطح کا رقبہ معلوم کرنے کے لئے تصور کیجئے کہ بیلن پر کاغذ لپٹا ہوا ہے۔ کاغذ کھول لیجئے تو مستطیل بن جائے گا جس کا ایک ضلع دائرے کی لمبائی کے برابر اور دوسرا بیلن کی اونچائی کے برابر ہوگا۔
رقبہ = دائرہ × لمبائی (بیلن کی)
= ۲π نصف قطر × لمبائی۔

مخروطی شکل کی سطح کا رقبہ معلوم کرنے کے لئے قاعدہ
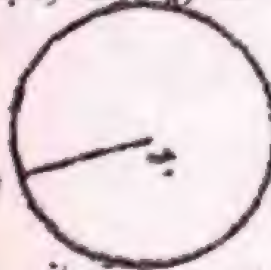
کا نصف قطر اور مخروط کی عمودی لمبائی یا جھکاؤ کی لمبائی کے صحیح معلوم ہونے کی ضرورت ہے۔ یا یوں کہیے۔ ن – ع یا س کا علم ہونا چاہئے۔ ہم جانتے ہیں۔ کہ $س^2 = ع^2 + ن^2$ پس ان میں سے اگر دو معلوم ہوں، تو تیسرا معلوم کیا جاسکتا ہے۔ قاعدہ کا رقبہ = π نصف قطر² = π ن² مڑی ہوئی سطح کا رقبہ معلوم کرنے کے لئے تصور کیجئے کہ یہ بہت سے مثلثوں سے مل کر بنی ہے۔ مثلث کا رقبہ = ½ قاعدہ × بلندی (مثلث کی بلندی = مخروط کے جھکاؤ کی لمبائی کے) پس کل رقبہ = ½ بلندی
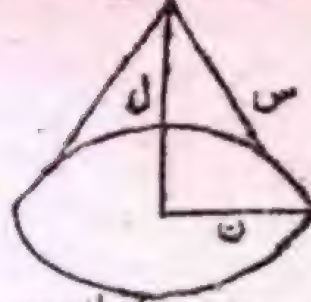
× قاعدہ کا مجموعہ۔ اگر مثلث بہت پتلے پتلے ہوں تو ان کے قاعدوں کا مجموعہ = مخروط کا دائرہ۔ چنانچہ مخروط کا رقبہ = ½ جھکاؤ کی لمبائی × دائرہ = ½ جھکاؤ کی لمبائی × ۲π × نصف قطر = π جھکاؤ کی لمبائی × نصف قطر = π س ن

گولے (Sphere) کی سطح کا رقبہ بعینہ اس بیلن (Cylinder) کی سطح کے برابر ہوگا جس کے اندر یہ گولا ٹھیک ٹھیک آسکے۔ نصف قطر معلوم ہو تو رقبہ معلوم ہوسکتا ہے۔ بیلن کی لمبائی = ۲ن دائرہ = ۲πن۔ مڑی ہوئی سطح کا رقبہ = ۲ن × ۲πن = ۴πن²

حجم معلوم کرنے کے لئے تین پیمائشوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک مستطیل اینٹ ۶ انچ لمبی۔ ۴ انچ چوڑی اور ۳ انچ اونچی ہے اس کا حجم جیسا کہ دکھلایا گیا ہے ۶ × ۴ × ۳ مکعب انچ ہے۔ طول و عرض و اونچائی کسی ایک سرے کے رقبہ کو اونچائی سے ضرب دے کر بھی حجم معلوم ہو جاتا ہے۔

مکعب (Cube) کے سب کنارے برابر ہوتے ہیں۔ اس کا حجم = کنارا × کنارا × کنارہ یا کنارا³ (ل سے کنارے کی لمبائی مراد ہے)

منشور مثلثی (Triangular Prism) کا حجم = سرے کا رقبہ × لمبائی = ½ قاعدہ × عمود × لمبائی = ½ ق ع ل۔

**مسالک الممالک**:۔ ابو اسحاق ابراہیم الاصطخری (متوفی ۳۴۰ھ) کی تصنیف "مسالک الممالک" جغرافیہ پر عربی زبان کی پہلی تصنیف ہے جو اس وقت تک ملی ہے۔ اس کتاب میں ممالک اسلامیہ کے رنگدار نقشے بھی بنائے گئے ہیں۔ "مسالک الممالک" کا ترجمہ جرمن زبان میں ہو چکا ہے۔

## مساوات (Equality) مساوات

کا مطلب یہ ہے۔ کہ دنیا کے تمام انسان آپس میں برابر ہیں۔ اس لئے ان کو شہری حقوق میں بھی مساوات حاصل ہونی چاہئے۔ مختلف انسانوں میں ان کی ظاہری شان و شوکت اور مالی حالت کی بنا پر کسی قسم کا امتیاز روا نہیں رکھنا چاہئے انصاف کی نظر میں سب کو یکساں حیثیت حاصل ہو۔ دیگر تمدنی سہولتوں کی بہم رسانی کے سلسلے میں سب سے یکساں سلوک کیا جائے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اسلام نے مساوات کے اصول پر بہت زور دیا ہے۔ بین الاقوامی قانون کی رو سے تمام ممالک یکساں حیثیت کے حامل ہیں۔

**مستعین باللہ**: عباسی دور کے ایک خلیفہ جو معتصم کے پوتے اور محمد کے بیٹے تھے۔ اور اپنے چچا الواثق (۸۴۲ء تا ۸۴۷ء) اور دوسرے چچا المتوکل (۸۴۷ء تا ۸۶۱ء) اور اپنے چچا زاد بھائی المنتصر بن المتوکل (۸۶۱ء تا ۸۶۲ء) کے بعد مسند خلافت پر (۸۶۲ء تا ۸۶۶ء) متمکن رہے مستعین باللہ ایک کمزور اور ضعیف الیقین خلیفہ تھے۔ اور انہیں سامرہ کے دارالحکومت سے بھاگ کر بغداد میں پناہ لینا پڑی۔ اور اپنے ترکی ممالیک کے دباؤ کے ماتحت مسند خلافت سے دستبردار ہونا پڑا۔ اور ان کی غلام شہزادماں اور ترکی جرنیلوں کے ہاتھوں قتل اور ساقط ہوگیا۔

**مستقل ملازمت**:۔ مستقل ملازمت باقاعدہ

سرکاری یا غیر سرکاری، تنخواہ اور پنشن یا پراویڈنٹ فنڈ کی حامل، میعادی یا غیر میعادی ہوتی ہے۔ مستقل ملازمت کے باضابطہ اور مقررہ شرائط ہوتے ہیں۔ بمقابلہ اس کے عارضی ملازمت ایک غیر رسمی اور انفرادی سے ہوتی ہے۔ جس میں کوئی باضابطہ شرائط نہیں ہوتے۔ اور حسب مرضی ختم ہو سکتی ہے۔ چھوٹے سے چھوٹے ملازم سے لے کر بڑے سے بڑے افسر تک مستقل ملازمت کے زمرے میں آسکتے ہیں۔ مستقل ملازمت کے حامل لوگ عموماً خوشحالی اور اطمینان کی زندگی گزارتے ہیں۔ ان کا بجٹ مقررہ ہوتا ہے۔ اور ان کی زندگی کسی قدر متوازن ہوتی ہے۔

**مستنصر باللہ۔** خاندان عباسیہ کا ایک خلیفہ جس نے سنہ۱۲۲۶ء تا سنہ۱۲۴۲ء حکومت کی۔ اس کے عہد میں تاتاریوں نے پے در پے شورشیں کیں۔ مستنصر خلیفہ ظاہر (سنہ۱۲۲۵ء تا سنہ۱۲۲۶ء) کا بیٹا اور خلیفہ الناصر (سنہ۱۱۸۰ء تا سنہ۱۲۲۵ء) کا پوتا تھا۔ اس کا عہد عباسی زوال کا پیش خیمہ تھا۔

**مسٹرڈ گیس۔** (Mustard Gas) اس کا انگریزی فارمولا یہ ہے۔ $(Cl\,CH_2 - CH_2)_2S$ اول اول سنہ۱۸۵۴ء میں ریچی نے اسے معلوم کیا۔ سنہ۱۹۱۷ء میں پہلی عالمگیر جنگ کے دوران جرمنوں نے اسے زہریلی گیس کے طور پر استعمال کیا۔ ایک طاقتور گیس ہے۔ اور ایک زرد اور چکناہٹ والی مائع کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اور ۲۱۵ درجہ سنٹی گریڈ پر ابلتی اور پگھلتی ہے۔ اور ۱۴ درجہ سنٹی گریڈ پر جم جاتی ہے۔ اس کا کم از کم اثر یہ ہے کہ وہ سانس کے سسٹم اور راستوں کو نقصان پہنچاتی ہے۔

**مسجد۔** سجدہ کرنے کی جگہ جہاں مسلمان نماز پڑھتے ہیں۔ یوں تو مسلمان کو ہر پاک جگہ پر نماز پڑھنے کی اجازت ہے۔ اور اس طرح تمام دنیا مسجد ہے۔ لیکن بالعموم نماز پڑھنے کے لئے ایک جگہ مخصوص کر کے وہاں ایک عمارت تعمیر کی جاتی ہے۔ جسے مسجد کہا جاتا ہے مسجد کے لئے ضروری ہے کہ وقف ہو۔ یعنی کسی شخص کی ملکیت نہ ہو۔ اور اس میں ہر مسلمان کو نماز پڑھنے کی اجازت ہو۔ مسلمانوں کی مسجد دوسرے مذاہب کی عبادت گاہوں سے بالکل مختلف ہوتی ہے (۱) بالعموم ہفتہ میں ایک بار یا انفرادی طور پر استعمال ہونے کی بجائے اس میں روزانہ پانچ وقت نماز ہوتی ہے (۲) وہاں آذان دی جاتی ہے جس میں خدا تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہے اور مسلمان اس کے سنتے ہی نماز کے لئے پہنچ جاتے ہیں (۳) نماز کے لئے ہر وقت جمع ہونے سے نمازی ایک دوسرے کے دکھ درد سے واقف ہو جاتے ہیں۔ اور ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ ساتھ ساتھ نماز پڑھنے سے مساوات کا سبق بھی ملتا ہے (۴) ضروری مسائل خواہ مذہبی ہوں یا معاشرتی، اقتصادی ہوں یا سیاسی مسجد میں بآسانی طے ہو سکتے ہیں۔ (۵) خطبہ کے ذریعے مسلمانوں کی اجتماعی اور سماجی زندگی برقرار رہتی ہے۔

مسجد کی صفائی اور آرائش پر مسلمانوں نے بہت زور دیا۔ اور مختلف ملکوں اور زمانوں میں نہایت اعلیٰ مسجدیں بنائیں۔ اور اس طرح ایک خاص طرز تعمیر کا ارتقار ہوا۔ جس میں محراب، منبر، گنبد اور میناروں کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ دنیا میں یوں تو بہت سی مساجد ہیں لیکن جن کا ذکر یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے۔ وہ حسب ذیل ہیں۔ حرم کعبہ یا بیت اللہ۔ جو آج دنیا کی ایک عظیم الشان اور حسین مسجد ہے۔ اور مسلمانان عالم کی مرکزی عبادت گاہ مسجد نبوی ہے مسجد اپنے فن تعمیر کی دلکشی اور جاذبیت کے ساتھ جو وسعت اور پھیلاؤ رکھتی ہے۔ وہ بھی قابل دید ہے حال ہی میں اس مسجد کی تعمیر نو پر کروڑوں ریال خرچ کر کے اس کو اور جاذب نظر اور وسیع کر دیا گیا ہے۔ مسجد اقصیٰ بیت المقدس کی مقدس اور خوبصورت مسجد دنیائے اسلام کی تیسری عظیم الشان اور قابل صد احترام مسجد ہے۔ قرطبہ، غرناطہ اور اشبیلیہ کی اجڑی ہوئی مساجد جن کی تعمیری نادر زائیاں انسانی عقل کو آج تک حیرت میں ڈال رہی ہیں۔ مصر، شام، عراق، ایران، ترکی اور ہندوستان، پاکستان

کی مسجدیں جن میں خاص طور پر مغلوں کے عہد کی مسجدیں جو شاہجہان اور اورنگ زیب کے زمانے میں آگرہ، دہلی اور لاہور میں تعمیر ہوئیں۔ آج بھی وہ فن تعمیر کا بے مثال شاہکار ہیں۔ جن پر موجودہ زمانے کی انجینئری بھی انگشت بدنداں ہے۔ لاہور کی عالمگیر کی شاہی مسجد جو وسعت اور پھیلاؤ کے لحاظ سے غالباً دنیا کی تمام مسجدوں سے بڑی ہے۔ اور جس کی نشاۃ ثانیہ اس کے حسن اولین سے بھی زیادہ حسین و دلکش نظر آتی ہے اور جو ہر آنے جانے والے کو گھڑی دعوت نظارہ دیتے رہی ہے۔

مسجد اتحاد، اخوت، تنظیم اور مساوات کے مظاہر کی بہترین جگہ قرار دی گئی ہے اسلام نے گھر میں عبادت کرنے کی بجائے مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کو افضل قرار دیا ہے۔ جس سے دیگر فوائد کے علاوہ کئی معاشرتی فوائد بھی ضمناً حاصل ہو جاتے ہیں۔ مسلمان یکجا ہو کر آپس میں نہ صرف ربط ضبط قائم رکھ سکتے ہیں۔ بلکہ آپس میں ایک دوسرے سے تبادلہ خیالات کر سکتے ہیں۔ اور ایک جگہ صف بنا کر ایک امیر یا امام کے پیچھے نماز ادا کر کے بہترین عسکری تنظیم اور اطاعت امیر کا عملی سبق بھی دن میں پانچ مرتبہ حاصل کرتے ہیں۔ اجتماعی نظام کے لئے مسجد ایک بہترین درسگاہ ہے۔ جس سے اجتماعی کیریکٹر اور مساوات کا بھی سبق ملتا ہے۔ ایک دوسرے سے جان پہچان ہو جاتی ہے، اور ایک دوسرے کی معاشی اور ذاتی حالت کا بھی علم حاصل ہوتا رہتا ہے۔ بدحالوں اور غریبوں کو خوشحالوں اور امیروں تک رسائی ہو جاتی ہے۔ اور ایک دوسرے کی مدد کا خیال پیدا ہوتا رہتا ہے۔

مسجد وہ جگہ ہے۔ جہاں حسب نسب، بڑائی، قومیت امیری، غریبی، ذات پات کا تفرقہ مٹا کر سب ایک دوسرے کے ساتھ ایک ہی مقصد کی تکمیل کے لئے خدا کے سامنے سربسجود ہوتے ہیں۔ اور اپنی کمتری کا احساس کرتے ہیں۔ جس سے ہر ایک کے دل میں خدمت خلق کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور امام یا امیر کی پیروی کرنے سے اس کے رتبے اور اطاعت کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ غرضیکہ سیرتوں کے درست کرنے کے لئے مسجد ایک بہترین جگہ ہے۔

**مسجد ایا صوفیا۔** (دیکھو ایا صوفیہ)

**مسجد اقصیٰ۔** بیت المقدس (یروشلم) کی مسجد اس کا ذکر معراج حضورؐ کے سلسلے میں قرآن پاک میں آیا ہے بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ مسجد آسمان پر بھی ہے۔ ابتدا میں مسلمانوں کا قبلہ اسی مسجد کی سمت کو تھا۔ اور اسی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جاتی تھی۔ اس وقت جو مسجد قدیمی ہے وہ حضرت عمرؓ کی بنوائی ہوئی ہے۔ ہیکل کے جنوب میں جو مسجد ہے اس کو بھی مسجد اقصیٰ کہا جاتا ہے۔ ابتداء یہ بھی گرجا ہی کا حصہ تھا۔ لیکن خلیفہ عبدالملک نے پہلی صدی ہجری کے آخر میں اس کو مسجد بنوا دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے سب سے پہلے یہاں مسجد بنوائی تھی۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ دراصل مسجد اقصیٰ وہی تھی۔

**مسجد الحرام۔** مکہ معظمہ کی مسجد جو کعبہ شریف کے گرد واقع ہے اور مسجد اقصیٰ سے بھی قدیم تر سمجھی جاتی ہے یہاں نماز پڑھنے کا بہت زیادہ ثواب ہے اور کسی کو اس کے اندر داخل ہونے سے منع کرنا سخت گناہ ہے۔

خانہ کعبہ اور زمزم بھی اس میں شامل ہیں۔ اور مقام ابراہیمؑ بھی مسجد کے اندر ہی ہے۔

فتح مکہ کے بعد اس میں نماز شروع ہوئی۔ لیکن چونکہ جگہ کم تھی اس لئے پہلے حضرت عمرؓ اور پھر حضرت عثمانؓ نے اس میں اضافہ کیا۔ اور ارد گرد کے گھروں کو بھی اس میں شامل کر لیا۔ عبداللہ بن زبیر اور پھر خلیفہ مہدی نے اس میں مزید اضافہ کیا۔ جب فقہ کے چار امام ہو گئے تو چاروں کے لئے علیحدہ علیحدہ مصلے اور منبر قائم ہوئے اور اس طرح وہاں چار جماعتیں چاروں طرف میں ہونے لگیں۔ سلطان سلیم نے سولھویں صدی میں گنبدوں کی چھت بنوائی۔ اور عمارت میں ترمیم بھی کرا دی۔ ابن سعود نے مختلف اماموں کے مصلوں کو ختم کر دیا۔ اور اب وہاں نماز صرف ایک امام کی اقتدا میں ہوتی ہے۔

**مسجد بنو معاویہ۔** اسے مسجد بنو امیہ بھی کہتے ہیں ۷۰۵ء میں خلیفہ ولید بن عبدالملک نے دمشق میں یہ عالیشان مسجد بنوائی۔ جو بنو امیہ کے نام پر موسوم ہے۔

اس مسجد کی تعمیر میں ایرانی، ہندوستانی اور یونانی دستکار اور صناع بھی لگائے گئے۔ اور فن کار مصر سے بلائے گئے تھے اس مسجد کی دیواریں سنگِ مرمر اور سنگِ خارا سے آراستہ ہیں۔ محراب پہلی بار باضابطہ طور پر اسی مسجد میں شامل کیا گیا۔ گو پہلے سنہ ۱۰۶۹ء میں اور پھر سنہ ۱۴۰۰ء میں تیمور لنگ نے اور آخری دفعہ سنہ ۱۸۹۳ء میں اسے جلا دیا گیا۔ لیکن مسجد بنو امیہ کو اسلامی نقطۂ نظر سے عجائبات عالم میں چوتھے نمبر پر شمار کیا جاتا ہے۔ نیز اسے مقاماتِ مقدسہ میں چوتھا درجہ دیا جاتا ہے۔

**مسجد جمعہ۔** قدیم مسجد مدینہ، یروشلم اور دمشق کی عظیم الشان مساجد کے درمیانی دور میں مسجد جمعہ کا ارتقاء بھی عمل میں آیا۔ مسجد جمعہ محض عبادت کا مقام نہیں ہوتا بلکہ اس کی اہمیت عام مساجد سے کہیں بڑھ کر ہوتی ہے۔ مسجد جمعہ صرف ایک عام مقام اجتماع ہوتا ہے بلکہ تمدنی، تعلیمی اور سیاسی مرکز بھی ہوتا ہے جہاں مسلمانوں کی وقتی ضرورت زیر بحث لائی جاتی ہے۔ مسجد جمعہ اسلام کی جماعتی اور اجتماعی شان کا مرقع پیش کرتی ہے۔ انفرادی صلوٰۃ سے بڑھ کر نماز باجماعت ہوتی ہے۔ نماز باجماعت سے اوپر نماز جمعہ کا درجہ ہے۔ اور نماز جمعہ کے بعد عیدین کی نمازیں تصورِ اجتماع اور تصورِ جماعت کو پیش کرتی ہیں۔ پھر حج کا اجتماع۔ مسلمانانِ عالم کی اجتماعی، سیاسی، معاشی، اقتصادی، اخلاقی اور روحانی یکرنگی اور مرکزیت کا سبق دیتا ہے۔

**مسجد ضرار۔** دیکھو ضرار مسجد۔

**مسجد عالمگیر۔** بادشاہی مسجد لاہور۔ یہ مسجد سنہ ۱۶۵۳ء میں ہندوستان کے تاجدار اورنگ زیب عالمگیر کے دودھ شریک بھائی خان کوکہ نے مکہ کی مشہور مسجد الولید کے نمونے پر تعمیر کرائی۔ اور اس پر چھ لاکھ روپے خرچ ہوئے۔ اس مسجد میں جو مسالا استعمال کیا گیا۔ وہ دارا شکوہ نے اپنے مرشد حضرت میاں میر صاحبؒ کے مزار کی تعمیر کے لئے منگوایا تھا۔ مسجد کی تعمیر میں سنگ سرخ، سنگ مرمر اور سنگِ سیاہ استعمال ہوا ہے۔ صدر دروازے کی سیڑھیاں سنگ ابری کی ہیں جو افغانستان سے منگوایا گیا تھا۔ عمارت کی کرسی سطح زمین سے خاصی اونچی ہے۔ صحن ۵۳۰ فٹ لمبا اور ۵۲۰ فٹ چوڑا ہے۔ وضو کے لئے صحن کے بیچوں بیچ ایک حوض ہے۔ مغرب میں ایک بہت بڑا ہال ہے جس میں تقریباً ۵ ہزار افراد بآسانی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ ہال کے اوپر تین بڑے بڑے دودھیا گنبد ہیں جن کے کلس سنہری ہیں۔ کونوں پر چار بڑے بڑے مینار ہیں جن میں سے ہر ایک ۱۴۲ فٹ اونچا ہے اور زمین پر گھیرا ۶۷ فٹ ہے۔ ہر مینار کی چار چار منزلیں ہیں۔ اوپر کی ایک ایک چھتری دار منزل سنہ ۱۸۴۰ء کے زلزلہ کی نذر ہو گئی تھی۔ مگر اب دوبارہ بنوا دی گئی ہے۔

مسجد کے چار دروازے ہیں جن میں مشرقی دروازہ سب سے بڑا ہے۔ اسکی محراب کے اوپر چھوٹے چھوٹے کنگورے ہیں جن کے درمیان پتھر کی ایک تختی پر یہ عبارت کندہ ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مسجد ابو المظفر محی الدین محمد عالمگیر بادشاہ غازی ۱۰۸۴ھ باہتمام کمترین خانہ زاد خان فدائی خان کوکہ اتمام یافت۔ سکھوں کے عہد میں اس مسجد کی بہت بے حرمتی ہوئی۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے حکم سے مسجد میں نماز پڑھنے کی ممانعت کر دی گئی اور اسے سرکاری بارود خانہ بنا لیا گیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے بعد سکھوں میں خانہ جنگی ہوئی۔ تو اس میں بھی مسجد کو کافی نقصان پہنچا۔ سنہ ۱۸۵۶ء میں انگریزوں نے یہ مسجد مسلمانوں کے حوالے کر دی۔ یہ مسجد تمام دنیا کی مساجد سے بڑی ہے۔ صدر دروازے کے حجرے کے ہیں بعض نوادر رکھے ہیں۔ ان میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سبز دستار، کلاہ، بستر کی چادر، پاجامہ اور جوتا، سفید پرچم۔ حضرت علیؓ کے دست مبارک کا لکھا ہوا قرآن حکیم کا پہلا پارہ اور کلاہ شامل ہے۔ اس مسجد کی مرمت کا کام سابق پنجاب کے وزیر اعظم سر سکندر حیات خاں نے شروع کرایا تھا۔

قیام پاکستان کے بعد محکمہ تعمیرات عامہ نے اس کی مرمت کے لئے ایک علیحدہ شعبہ قائم کر دیا جس کی زیر نگرانی ابھی تک کام ہو رہا ہے۔

**مسجد قبا** (دیکھو قبا، مسجد)

**مسجد قبلتین۔** ہجرت سے سولہ سترہ ماہ بعد ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ مسجد نبوی میں نماز ظہر ادا کر رہے تھے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا۔ آپ اس وقت تک دو رکعت نماز ادا کر چکے تھے۔ اس حکم کے بعد آپ نے اپنے مقتدیوں کے ساتھ اپنا رخ کعبہ کی طرف کر کے باقی دو رکعتیں کعبہ کی طرف منہ کر کے ادا کیں۔ اسی وجہ سے اس مسجد کو مسجد قبلتین یا ذو قبلتین یعنی دو قبلوں والی مسجد کہتے ہیں۔

**مسجد نبوی۔** (Masjid-i-Nabvi)
مدینہ میں تشریف آوری کے بعد حضورؐ نے جو پہلا کام کیا، وہ ایک مسجد کی تعمیر تھی یہ مسجد مسجد نبوی کہلائی حضرت ابو ایوبؓ انصاری کے گھر کے قریب جہاں حضور قیام فرما ہوئے تھے خاندان بنی نجار کے دو یتیم لڑکوں کی کچھ زمین تھی۔ حضورؐ کو وہ جگہ مسجد کے لئے پسند آئی یتیم بچوں اور خاندان بنو نجار کے انکار کے باوجود انہیں زمین کی قیمت ادا کی گئی۔ جو حضرت ابو ایوبؓ نے ادا کی۔ اور مسجد کی تعمیر شروع ہوئی۔

حضورؐ اور صحابہ کرام نے اپنے ہاتھوں سے تعمیر کے کام میں حصہ لیا۔ اس کی دیواریں کچی اینٹوں کی، چھت کھجور کے پتوں کی اور ستون کھجور کی لکڑی کے تھے۔ قبلہ بیت المقدس کی طرف مقرر کیا گیا۔ لیکن جب قبلہ بدل کر کعبہ کی طرف ہو گیا۔ تو شمالی جانب ایک نیا دروازہ نصب کر دیا گیا۔

مسجد کے ایک سرے پر ایک چھت والا چبوترا تھا جو صُفّہ کہلاتا تھا۔ یہ نو مسلموں کے لئے تھا۔ جو گھر بار، بیوی بچے کچھ نہ رکھتے تھے۔ اور اصحاب صُفّہ اسی نسبت سے ان کا لقب تھا۔ مسجد نبوی کی خوبصورتی میں اور اضافہ مختلف خلفاء اور سلاطین کے زمانوں میں عہد بعہد ہوتا چلا آیا ہے اور اس زمانے میں پھر سلطان ابن سعود والئے نجد و حجاز نے اس مسجد کی خوبصورتی اور وسعت کے بڑھانے پر کروڑوں ریال خرچ کر دیئے ہیں۔ اب یہ مسجد دنیا کی مساجد میں اپنی عظمت اور خوبصورتی کے لحاظ سے دوسرے درجے پر ہے۔ اسی مقدس مسجد کے اندر حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آخری آرام گاہ بھی ہے جس کا سبز گنبد میلوں سے نظر آنے لگتا ہے۔ اور حضورؐ کے جاں نثاروں کی دلی بیتابیوں کو ہزار گنا بڑھا دیتا ہے۔

**مسرت پسند** (Epicureans)
یونانی حکیم ایپکیورس (Epicurus) (۳۰۷ ق م) کے پیروجو رواقیوں کی ضد تھے مسرت پسندوں کا یہ خیال تھا کہ انسان کی زندگی کا مقصد ہی مسرت ہے وہ یہ سمجھتے تھے کہ فلسفہ کی ذمہ داری یہ ہے کہ اس راہ میں انسان کی راہبری مسرت کی طرف کرتا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ کونسی راہ مسرت کی طرف جاتی ہے اور کونسی نہیں۔ وہ اس خیال کے بھی قائل تھے کہ تجربہ بذات خود ہر فرد کے لئے ایک معلم ہے، اور یہ کہ بتدریج ہر شخص کو اس بات کا علم ہو جاتا ہے کہ کس طرح اسے دائمی مسرت نصیب ہو سکتی ہے اور کس طرح نہیں۔ یہ لوگ آخرت یا دائمی عذاب و ثواب کو بھی نہیں مانتے۔ ان کی نظر میں عقل و ضمیر دونوں ہی بے معنی چیزیں تھیں کیونکہ عقل انسانی فکر کو پابزنجیر کرتی ہے اور ضمیر انسانی اعمال کے راستے میں روکاوٹیں کھڑی کر دیتا ہے۔ جس سے اس کی مادی مسرتوں کی زندگی تلخ ہو کر رہ جاتی ہے۔

**مس سس پی۔ (دریا)** (Mississippi)
یہ دریا شمالی امریکہ کے مغربی پہاڑوں سے نکلتا ہے اور وسطی میدانوں میں بہتا ہوا بحر اوقیانوس میں جا گرتا ہے۔ یہ دنیا کا بہت بڑا دریا ہے۔ اس میں بہت سے معاون بھی آ کر مل جاتے ہیں جن میں دریائے مسوری (Missouri) سب سے بڑا اور مشہور ہے۔ اس کے دہانے پر نیو اورلینز (New Orleans) کی بندرگاہ واقع ہے سینٹ لوئس (St. Louis) اور سینٹ پال (St. Paul) مشہور شہر ہیں۔ اس کے طاس میں گندم، کپاس اور مکئی کثرت سے پیدا ہوتے ہیں۔ مغربی میدانوں میں مویشی پائے جاتے ہیں۔ یہ کان کنی کے لئے بھی مشہور ہے۔ دریائے مس سس پی کی اصل لمبائی دو ہزار تین سو ساٹھ میل ہے مگر مسوری اور زیریں مس سس پی کی لمبائی تین ہزار نو سو میل ہے۔

**مس سس پی، ریاست** (Mississippi)

State) ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی ایک جنوبی
ریاست۔ اس کے مغرب میں دریائے مسسی سپی اور جنوب
میں خلیج میکسیکو ہے۔ یہ ایک نشیبی علاقہ ہے۔ یہاں کی خاص
پیداوار کپاس ہے اور امریکہ میں کپاس پیدا کرنے والے
علاقوں میں اس کا نمبر تیسرا ہے۔
جیکسن (Jakson) دارالحکومت اور گلف پورٹ
(Gulf Port) خاص بندرگاہ ہے۔ رقبہ ۴۷,۷۱۶
مربع میل اور آبادی (۱۹۵۰ء) ۲,۱۸۰,۹۱۴ افراد پر
مشتمل ہے۔

**مسقط۔** عرب کے شمالی گوشے میں ایک چھوٹی
سی سلطنت ہے۔ شمال مغرب سے جنوب مشرق تک
سلسلہ کوہ پھیلا ہوا ہے لیکن ساحلی میدان زرخیز ہے اور
کھجوروں کی وجہ سے بہت مشہور ہے۔ دارالحکومت اسی
نام کا ایک شہر ہے۔ موجودہ سلطان کا نام ہز ہائی نس سید
سعید بن تیمور ہے جن کا سال پیدائش ۱۹۱۰ء ہے۔ رقبہ
۸۲,۰۰۰ مربع میل اور آبادی ۵۵۰,۰۰۰ نفوس پر
مشتمل ہے۔

**مسکن دوا** (Antodyne) کوئی دوا جو درد
کے ازالہ کے لئے بدن کے بیمار حصے پر لیپ کی صورت
میں لگا دی جائے یا اس کے علاوہ استعمال کی جائے۔
اس میں ٹنکچر، اسپنگ او، ہر قسم کے مرہم اور تیل یہاں تک
کہ کلوروفارم بھی شامل ہیں۔

**مسلم۔** مذہب اسلام کا ہر پیرو مسلم کہلاتا ہے۔ وہ
یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ خدا ایک ہے اور وہی کائنات کا مالک
اور معبود ہے۔ بت پرستی ایک لعنت ہے اور انسانی
عظمت کی پیشانی پر ایک بدنما داغ۔ خدا کی ہستی واحد ہے
اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ خدا کی وحدانیت کے پرستار
ہو کر تمام مسلمان بھی ایک واحد ملت بن جاتے ہیں۔ تمام
مسلمان یکساں ہیں اور ان میں ادنیٰ و اعلیٰ کی کوئی تمیز نہیں۔
اسلام کے تعاون کا سبب سے بڑی وجہ بھی یہی ہے۔ اسلامی
تعلیم کا یہی جذباتی اور حقیقت پسندانہ سبق مسلمانوں کو
ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنا سکتا ہے جیسا کہ انہی کے لئے
کہا گیا تھا کہ کَاَنَّهُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ۔ دنیا کے
سب مسلمان آپس میں ایک خدائی اور اسلامی رشتہ رکھتے ہیں
جس کی وجہ سے سب مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ اِنَّمَا
الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ۔ اور اس رشتے کو قومیت، زبان
اور نسب وغیرہ کوئی چیز توڑ نہیں سکتی بلکہ اس کے سامنے
آتے ہی سب مادی رشتے ٹوٹ جاتے ہیں۔

اسلام ایک عالمی برادری پیدا کرنے میں دنیا کے
لئے ایک زبردست، صحیح اور بہترین معلم کی حیثیت رکھتا
ہے۔ اسلام ایک حبشی کو کسی سفید فام کے ساتھ ایک ہی
صف میں پہلو بہ پہلو بٹھا سکتا ہے۔ اس لئے اسلام سے
ہی ایک وسیع تر برادری کے وجود میں لانے کی توقع بھی
کی جا سکتی ہے جو تمام دنیا کو متحد کر سکے۔ یہ برادری اب
تک مکمل ہو جاتی اگر کچھ مادی جذبات کارفرما ہو کر مسلمانوں
کو بے کار نہ بنا دیتے بلکہ جن قوموں نے مادی ترقی کی
ہے انہوں نے اسلام ہی کے بعض زریں اصولوں کی
پیروی کر کے کامیابی حاصل کی ہے۔ مسلم کے لئے عقیدہ،
عمل اور اخلاص کی ضرورت ہے اور ان تینوں میں سے
کسی ایک کی عدم موجودگی باقی دو کی موجودگی کو بھی باطل
کر کے رکھ دیتی ہے۔

**مسلم بن حجاج نیشاپوری۔** مسلم بن حجاج بن
ابوالحسن قشیری نیشاپوری (پیدائش نیشاپور ۲۰۲ھ، وفات
نصیر آباد ۲۶۱ھ)۔
امام الحدیث اپنی کتاب صحیح مسلم کی وجہ سے مشہور
ہیں اور امام بخاری کے بعد محدثین میں انہیں کا درجہ ہے۔ احادیث
کی تحقیق و تدوین کے سلسلے میں عرب، شام، مصر اور عراق
کے سفر کئے۔ امام حنبل، اسحاق بن راہویہ اور امام شافعیؒ کے
جانشینوں سے علم فقہ اور حدیث حاصل کیا۔ تین لاکھ کے
قریب احادیث جمع کیں۔ فقہ پر بھی متعدد کتابیں تصنیف کیں۔
اسناد کے بیان میں خاص اہتمام فرمایا ہے۔ اپنی مشہور
تصنیف صحیح مسلم میں ایک سیر حاصل دیباچہ علم الحدیث
کے بارے میں لکھا اور آخر میں کتاب تفسیر کے ساتھ
کتاب الایمان کا اضافہ کیا۔ صحیح مسلم کے مصری، ترکی، یورپی
وغیرہ ایڈیشن موجود ہیں۔

**مسلم لیگ۔** دیکھو آل انڈیا مسلم لیگ۔

**مسلم بن مخلد۔** نام مسلمہ، کنیت ابو معن، قبیلہ خزرج
سے تھے۔ ہجری میں پیدا ہوئے اور صغر سنی میں ہی مسلمان ہو گئے تھے

مصر کے زمانہ میں جب حضرت عمرؓ نے حضرت عمرو بن العاصؓ کی مدد کے لئے مدینہ سے چار افسران کی ماتحتی میں چار ہزار کی کمک بھیجی تو ان افسروں میں ایک حضرت مسلمہؓ بھی تھے۔ جنگ صفین میں جب کہ سب انصار حضرت علیؓ کے طرفدار تھے، صرف حضرت نعمان بن البشیر اور حضرت مسلمہؓ امیر معاویہؓ کی حمایت پر تھے۔ امیر معاویہؓ کے زمانہ خلافت میں مصر کے آخری والی حضرت مسلمہؓ تھے۔ بعد میں مصر اور افریقہ دونوں صوبوں کے حاکم بنے۔ سنہ ۵۳ھ میں رومی لشکر نے برطش پر چڑھائی کی جسے حضرت مسلمہؓ نے شکست دی ۲۵ رجب سنہ ۶۲ھ میں بعمر ۶۲ برس انتقال فرمایا۔

احادیث نبوی اس قدر پیاری تھیں کہ صحابہ ان سے احادیث سننے مدینہ سے مصر جایا کرتے۔ چنانچہ حدیث کی کتابوں میں بعض روایات آپ سے بھی منسوب کی گئی ہیں۔

**مسمریزم** (Mesmerism) ذی روح مخلوق پر مقناطیسی اثر۔ یہ نام انیتن مسمر (Anton Mesmor) کی طرف سے سب سے پہلے اس عمل کو دیا گیا جو اب ہپناٹزم (Hypnotism) کے نام سے موسوم ہے۔ مسمریزم مصنوعی خواب لانے کے لئے ایک عمل ہے جس سے بعض امراض کا علاج مقصود ہوتا ہے۔

**مسند احمد بن حنبل**۔ امام احمد بن حنبلؒ کا مجموعہ احادیث جو اٹھائیس ہزار حدیثوں پر مشتمل ہے۔ امام موصوف ۲۵۵ھ میں بغداد میں فوت ہوئے۔ مسند احمد بن حنبل کا ایک تحقیقی ایڈیشن سنہ ۱۳۱۳ھ میں قاہرہ (مصر) میں چھپا تھا۔

**مسواک**۔ وہ لکڑی جس سے دانتوں کو صاف کیا جاتا ہے۔ حضورؐ کو دانتوں کی صفائی کا بہت زیادہ خیال تھا۔ اور وصال سے کچھ لمحہ پہلے تک بھی آپ نے اس عادت کو جاری رکھا۔ مسلمانوں کے نزدیک یہ مسنون طریقہ ہے۔ لکڑی عموماً نیم، جال، پیلو یا کسی اور ریشہ دار درخت کی ہونی چاہئے اور اس کی لمبائی ایک بالشت سے کسی قدر زیادہ رکھی جاتی ہے۔ ایک سرے کو چبا چبا کر نرم کر لیا جاتا ہے۔

مسواک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ لکڑی کو انگوٹھے اور پہلی دو انگلیوں کی مدد سے پکڑا جاتا ہے۔ عبداللہ ابن مسعودؓ کا کام حضورؐ کے لئے مسواک کا انتظام کرنا تھا۔ اس واسطے ان کو صاحب المسواک کہا جاتا تھا۔ آنحضرت صلعم علی الصباح مسواک کرتے تھے اور روزہ میں بھی یہ عمل جاری رہتا تھا۔ ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنا افضل سمجھا جاتا ہے۔ بعض اس کو سنت کہتے ہیں۔ مسواک کے لئے ضروری ہے کہ نہ تو زیادہ نرم ہو اور نہ زیادہ سخت۔ مسواک دائیں جانب سے کرنا چاہئے۔ یہی مسنون طریق ہے۔

**مسور ابن مخرمہؓ**۔ نام مسورؓ۔ کنیت ابو عبدالرحمن۔ مشہور صحابی حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف کے بھانجے تھے۔ ۲ھ میں مکہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ عاتکہؓ دعوت اسلام کے ابتدائی زمانے میں مسلمان ہو چکی تھیں اور فتح مکہ کے بعد ۸ھ میں ہجرت کرکے مدینہ آئیں۔ اس وقت آپ کی عمر ۶ برس کی تھی۔ اسی صغر سنی میں حجۃ الوداع میں شرکت کی۔

حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں شباب کی عمر کو پہنچے۔ یزید اور عبداللہ بن زبیرؓ کے اختلافات میں عبداللہ ابن زبیر کے حامی تھے۔

۶۴ھ میں جب شامی افواج نے حرم کا محاصرہ کیا تو عبداللہ ابن زبیر کے ساتھ آپ بھی محصور ہو گئے اور ایک پتھر لگنے سے زخمی ہوئے اور پانچ دن کی علالت کے بعد فوت ہو گئے۔ اس وقت آپ کی عمر ۶۲ برس کی تھی۔

آپ نے رسول اکرمؐ کی چند احادیث بھی روایت کی ہیں جن میں سے دو متفق علیہ ہیں یعنی ان پر امام بخاری اور مسلم متفق ہیں۔

**مسوّدہ** (Bill Manuscript) یعنی نوشتہ یا لکھا ہوا، پہلی دفعہ سرسری لکھی ہوئی تحریر، مضمون، منصوبہ، مطلب۔

انگریزی لفظ بل (Bill) جب قانونی یا تمدنی اصطلاح میں مستعمل ہو تو بھی اس کا مترادف مسودہ ہوتا ہے۔ مثلاً مسودہ قانون۔ مصنف یا مؤلف کے ہاتھ کا لکھا ہوا اصل نسخہ جو بعد میں کتابت کیا جائے یا ٹائپ ہو کر چھپے مسودہ کہلاتا ہے۔

**مسودہ حقوق** (Bill of Rights)

دراصل یہ اس قانون کا نام ہے جو برطانوی پارلیمنٹ نے ۱۶۸۹ء میں منظور کیا تھا اور جو ضروری شہری آزادیوں کا اعلان کرتا ہے۔ اگر مسودہ حقوق سے آئینی مسودے مراد ہیں۔ (۱) امریکی دستور میں جو پہلی دس ترامیم کی گئی تھیں۔

نہیں بھی عام طور پر مسودہ حقوق کہہ دیا جاتا ہے کیونکہ یہ ترامیم بھی شہریوں کی آزادیوں کی ضامن ہیں۔
(۲) اقوام متحدہ نے "بنی نوع انسان کے حقوق" کے نام سے اپنی ایک کمیٹی کا تیار کردہ مسودہ مشتہر کیا تھا۔ اسے بھی مسودہ حقوق کہتے ہیں۔
(۳) بالعموم کوئی ایسا میثاق جو بنیادی انسانی حقوق سے متعلق ہو، اسے بھی مسودہ حقوق کہا جاتا ہے۔

**مسوری** (Missouri) جمہوریہ امریکہ کی ایک وسطی ریاست جس میں سے دریائے مسوری گزرتا ہے۔ اس کا رقبہ ۶۹۵۰۰ مربع میل اور آبادی ۳۶۳۰۰۰۰ افراد کے لگ بھگ ہے۔ ۱۸۲۱ء میں جمہوریہ امریکہ کا جزو بنی۔ امریکہ کی خانہ جنگی کے دوران اس کے ایک حصے نے شمال کا اور دوسرے حصے نے جنوب کا ساتھ دیا۔ دارالحکومت سینٹ لوئی ہے۔ دریائے مسوری دریائے مسسپی کا معاون ہے۔

**مسولینی** - (Benito Mussolini) (۱۸۸۳ء - ۱۹۴۵ء) اطالیہ کا سیاست دان اور فسطائی آمر۔ اس کا باپ آہن گر اور ماں معلمہ تھی۔ مسولینی کی سیاسی دلچسپیوں کا آغاز اشتراکیت سے ہوا اور پہلی جنگ عظیم سے کچھ عرصہ پہلے تک وہ اشتراکی رہا بلکہ اطالوی اشتراکیوں کے اخبار اوانتی (Avanti) کا مدیر بھی رہا۔ ۱۹۱۵ء میں وہ بطور حوالدار میدان جنگ میں شامل ہوا اور وہاں سے مجروح ہو کر واپس آنے پر پھر اپنے اخبار میں کام کرنے لگا۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد مسولینی نے اخبار اوانتی سے قطع تعلق کر کے اپنا اخبار اطالوی عوام (Popolod'Italia) نکالا۔ ۲۳ مارچ ۱۹۱۹ء کو اس نے اپنی فسطائی تحریک کا دفتر میلان (Milan) میں قائم کیا شروع میں اس کے کل چالیس اراکین تھے۔ ۳۰ اکتوبر ۱۹۲۲ء کو اطالیہ کا وزیر اعظم بنا۔
عنان حکومت ہاتھ میں لینے کے بعد مسولینی نے بائیں بازو کے انتہا پسندوں پر پابندیاں عائد کر دیں اور اس



کے کچھ عرصہ بعد ملک میں آمریت کا نفاذ کر دیا۔ ۲ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو حبشہ (ابی سینیا) پر حملہ اور ۱۹۳۶ء میں اس نے جرمنی کے ساتھ مل کر محوری طاقتوں کا محاذ قائم کیا۔ ہسپانیہ کی خانہ جنگی کے دوران اس نے ہٹلر کی طرح جنرل فرانکو کو امداد بہم پہنچائی۔ ۱۹۳۸ء میں پہلی بار یہودیوں کے خلاف قوانین نافذ کیے۔ دوسری جنگ عظیم کے ابتدائی دور میں مسولینی غیر جانبدار رہا۔ مگر بعد ازاں ۱۰ جون ۱۹۴۰ء کو فرانس کے ہتھیار ڈالنے پر ہٹلر کا ساتھی بن کر میدان جنگ میں اتر آیا۔ ۲۶ جولائی ۱۹۴۳ء کو جب کہ اتحادی فوجیں اطالیہ کی سرزمین پر قدم رکھ چکی تھیں، شاہ وکٹر ایمانیول سوم (Emanuel) اور مارشل بڈوگلیو (Badoglio) نے مسولینی کی حکومت کا تختہ الٹ دیا اور اسے قید میں ڈال دیا جہاں سے وہ ایک جرمن ہوا باز کی بدولت بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ ۲۸ اپریل ۱۹۴۵ء کو اپنی ایک خاتون دوست کے ہمراہ سوئٹزرلینڈ جاتا ہوا گرفتار ہوا اور اسے موقع پر ہی پھانسی دے دی گئی۔

**مسیحا** یعنی نجات دہندہ، قبطی لفظ مسیح سے لیا گیا ہے۔ عربی میں پاک یا بابرکت کے معنی میں آتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب ہے۔ قرآن پاک میں ہر جگہ مسیح ابن مریم آتا ہے۔ مسلمانوں کے نزدیک وہ ایک برگزیدہ پیغمبر ہیں اور ان پر آسمانی کتاب انجیل نازل ہوئی تھی لیکن عیسائی ان کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔ مسلمان اس کے قائل ہیں کہ ان کو صلیب نہیں دی گئی بلکہ ان کے دھوکے میں کوئی اور شخص مصلوب ہو گیا اور ان کو خدا نے آسمان پر اٹھا لیا۔ بخلاف اس کے عیسائی مانتے ہیں کہ انہیں کو صلیب دی گئی اور تین روز تک ان کی لاش قبر کے اندر محفوظ رہی اور پھر وہ خدا کے پاس چلے گئے۔ اس کے ساتھ ہی عیسائیوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ خود مصلوب ہو کر انہوں نے اپنے خون سے اپنی امت کے گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا۔ ان کے معجزات میں مردوں کو زندہ کرنا بہت اہم ہے اور اسی کی وجہ سے عیسائیوں میں یہ خیال پیدا ہوا کہ چونکہ مردہ کا زندہ کرنا صرف خدا کے اختیار میں ہے۔ اس لئے ان کو بھی خدائی کا درجہ حاصل ہے اور چونکہ وہ بے باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ اس لئے بھی وہ خدا کے بیٹے ہو سکتے ہیں۔

**مسیحی/عیسائی** (Chritians) عیسائی مذہب کے پیرو۔ وہ لوگ جو حضرت مسیحؑ کو خدا کا بیٹا اور نجات دہندہ سمجھتے ہیں۔ ان لوگوں کو نصاریٰ بھی کہتے ہیں۔ ان کی کتاب مقدس بائیبل ہے جس کے دو حصے ہیں، "عہد عتیق" اور "عہد جدید"۔ عہد جدید کو انجیل کہتے ہیں اور یہ نصاریٰ کی خاص کتاب ہے۔ یہ مذہب اسلام کی طرح عالمگیر مذہب ہے۔ اس لئے اس کی اصطلاحات مختلف ملکوں میں مختلف ہیں۔ بائیبل کے تراجم دنیا کی تقریباً تمام زبانوں میں ہو چکے ہیں۔

پیدائش کی مناسبت سے حضرت مسیح کے جشن کو انگریزی میں "کرسمس" کہتے ہیں اور اس موقع پر مبارکباد کے جو کارڈ بھیجے جاتے ہیں ان کو کرسمس کارڈ کہتے ہیں۔ (نیز دیکھو عیسائی اور عیسائیت)

**مسیحی تبلیغی جماعتیں** (Missions) مسیحی تبلیغی کام پانچ ادوار میں منقسم ہو سکتا ہے:

(۱) کلیسا بلحاظ کے یعنی ابتدائی ایام میں حواریوں اور ان کے پیرو قدیم ترین مسیحی معلموں کے ماتحت۔

(۲) ظلمت و تاریکی کے ادوار میں جب کہ رومن اور دوسرے مشنریوں کے ہاتھ پر عوام نے عیسائیت قبول کی۔

(۳) وہ دور جب کہ یورپ اول اول مشرق کے ساتھ تعلق قائم کرنے میں کامیاب ہوا اور یہ وہ وقت تھا جب کہ تاتاری حملے زوروں پر تھے۔

(۴) وہ دور جس میں عوام مسیحی مبلغین کے ہاتھ پر عیسائی ہوئے۔

(۵) وہ زمانہ جس میں پروٹسٹنٹ کلیساؤں نے اعلیٰ پیمانے پر تبلیغی کام کا آغاز کیا اور یہ زمانہ انیسویں صدی کا آغاز تھا۔

موجودہ دور میں سکول، کالج اور شفاخانے تبلیغی کام کے ساتھ ساتھ سرگرم عمل ہیں۔ رومن کیتھولک مشن ہیدا کے مرکز کی تبلیغی سرگرمیوں کا حامل ہے اور پروٹسٹنٹ تنظیمات میں "چرچ مشنری سوسائٹی" "بائیبل کی اشاعتی سوسائٹی" "ویزلین مشنری سوسائٹی" "چین کا اندرونی مشن" اور "یونائیٹڈ فری چرچ مشنری سوسائٹی" شامل ہیں۔

**مسیحی مجاہد** (Crusaders) سنہ ۱۰۹۶ء سے سنہ ۱۲۹۱ء تک ارض مقدس (Holy Land) کو مسلمانوں سے چھیننے کے لئے جو مسیحی جنگیں ہوئیں انہیں مسیحی جہاد یا صلیبی جنگیں (Crusades) کہتے ہیں اور یہی نام ان جنگوں کو بھی دیا جاتا ہے جو کلیسا کی تائید و برکت کے ساتھ اندلسی مسلمانوں اور بالٹک کے غیر مسیحی لوگوں اور حکمرانوں کے خلاف لڑی گئیں۔ چنانچہ ان میں شرکت کرنے والوں کو مسیحی مجاہد کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ پہلی صلیبی جنگ سنہ ۱۰۹۶ء تا سنہ ۱۰۹۹ء میں ہوئی۔ دوسری صلیبی جنگ سنہ ۱۱۴۷ء سے سنہ ۱۱۴۹ء تک ہوئی۔ تیسری صلیبی جنگ سنہ ۱۱۸۹ء سے سنہ ۱۱۹۲ء تک جاری رہی۔ چوتھی صلیبی جنگ سنہ ۱۲۰۲ء سے سنہ ۱۲۰۴ء تک ہوئی۔ پانچویں جنگ سنہ ۱۲۱۸ء سے سنہ ۱۲۲۱ء تک ہوئی۔ چھٹی مسیحی جنگ سنہ ۱۲۲۸ء سے سنہ ۱۲۲۹ء تک جاری رہی۔ ساتویں جنگ سنہ ۱۲۴۸ء سے سنہ ۱۲۵۴ء تک جاری رہی اور آٹھویں صلیبی جنگ سنہ ۱۲۷۰ء سے سنہ ۱۲۹۱ء تک لڑی گئی۔ ان جنگوں کے نتائج مسیحی مہم جوؤں کے لئے بالعموم نقصان رساں ثابت ہوئے۔

**مسیلمہ کذاب** ۔ ابو ثمامہ یمن کے مشہور قبیلے بنو حنیفہ کا سردار تھا۔ حضور صلعم کی زندگی ہی میں نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ حضورؐ نے اس کو نبوت میں شریک کیا ہے۔ حضورؐ کی وفات کے بعد اس نے چالیس ہزار کا لشکر جمع کر لیا۔

حضرت ابوبکرؓ نے خلیفہ ہونے کے بعد عکرمہؓ بن ابی جہل اور شرجیل بن حسنہ کو اس کے خلاف لڑنے کے لئے بھیجا۔ عکرمہ نے بلا تیاری حملہ کر دیا اور شکست اٹھائی جس سے مسیلمہ کذاب کی ہمتیں اور بڑھ گئیں۔ آخر حضرت خالد بن ولیدؓ کو بھیجا گیا اور انہوں نے شرجیل کے ساتھ مل کر حملہ کیا۔ یمامہ کے مقام پر زبردست جنگ ہوئی۔ بنو حنیفہ نے بھی پامردی سے مقابلہ کیا لیکن بالآخر وحشی غلام نے کذاب کو جنگ میں مار گرایا۔ یہ واقعہ سنہ ۱۲ھ کا ہے۔ چنانچہ اس کے پیرو بھاگ گئے۔ اس کی بیوی سجاح جو بنو تمیم کے قبیلہ سے تھی اور خود بھی داعیہ نبوت تھی روپوش ہو گئی۔ اس نے جو شریعت بنائی تھی اس میں پانچ نمازوں کی بجائے صرف تین نمازیں رکھی تھیں۔ عیسائیت سے بعض

احمد انند کہتے تھے۔ رہبانیت پر زیادہ زور دیا تھا اور پہلا بچہ پیدا ہو جانے پر بیوی کو از خود طلاق ہو جاتی تھی۔

## میسینن، لوئی (Massignon, Louis)

مشہور فرانسیسی مورخ اور مستشرق پہلے فرانس کے کسی کالج میں پروفیسر تھے۔ آپ بین الاقوامی شہرت کے مالک ہیں کوپن ہیگن، تہران، ایمسٹرڈم، برسلز، کابل اور قاہرہ کی رائل اکادمیوں کے رکن ہیں۔ علاوہ ازیں رائل ایشیاٹک سوسائٹی لندن اور امریکن اورینٹل سوسائٹی اور ایشیاٹک سوسائٹی کے بھی ممبر ہیں۔ تصنیفات: اسلام کا صوفی شہید "الحلاج" دیوان حلاج، مباہلہ وغیرہ۔ ایچ۔ اے آر گبن کی مشہور کتاب "اسلام کا مستقبل" میں مشرق وسطیٰ کا باب انہی کا لکھا ہوا ہے۔

## مشاورتی رائے (Advisory Opinion)

(۱) ایک ایسا سرکاری بیان جو کسی عدالت نے، کسی انتظامیہ یا قانون ساز ادارے کی درخواست پر کسی قانون کی تشریح یا تاویل کے طور پر جاری کیا ہو مگر جو عدالتی فیصلے کی حیثیت نہ رکھتا ہو۔

(۲) ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی عدالت عالیہ اس امر کو عدالتی فرائض میں سے تصور نہیں کرتی۔ اس لئے وہ اس قسم کی آراء ظاہر نہیں کرتی۔ بعض ریاستوں کی عدالتیں ایسا کرتی ہیں۔ انگلستان کی عدالتیں بھی اس قسم کی آراء کا اظہار کرتی ہیں۔

(۳) مشاورتی مجلس کی طرف سے متعلقہ افسران کو دیا گیا مشورہ۔

## مشاورتی کمیشن (Advisory Commission)

ایسے ماہرین کی جماعت جس کا فرض یہ ہوتا ہے کہ وہ کسی ایسے افسر یا ادارے کو متعلقہ امور میں مشورہ دے یا اطلاعات بہم پہنچائے جو عامل مختار کی حیثیت رکھتا ہو البتہ اس جماعت کو خود یہ حیثیت حاصل نہیں ہوتی۔

مثلاً مختلف اشیاء کی قیمتوں اور خرید و فروخت پر کنٹرول کرنے کے سلسلے میں کنٹرولر کو مشورہ دینے کے لئے پبلک کے نمائندوں پر مشتمل ایک مجلس مشاورت قائم کر دی جاتی ہے یا دیگر ایسے سرکاری افسران کے مشورے کے لئے جن کو ایسے امور کا اہتمام کرنا پڑتا ہے جن سے پبلک کے مختلف طبقوں کا مفاد وابستہ ہو مثلاً تجارت یا تقسیم خوراک کی قسم کے امور میں مجالس مشاورت قائم کی جاتی ہیں۔

پاکستان کا زرعی اصلاحات کا کمیشن، قانون اور تعلیم کا کمیشن اس کی حالیہ مثالیں ہیں۔

## مشتاق احمد گورمانی، میاں (دیکھو گورمانی، میاں مشتاق احمد)

## مشترکہ زبان (Lingua Franca)

وہ زبان جو مختلف زبانوں کے اختلاط سے بنی ہو اور جو مختلف زبانیں بولنے والے لوگوں کی کسی تجارتی، سیاسی یا معاشی ضرورت یا ان کے آپس کے میل جول سے پیدا ہو گئی ہو اور لین دین میں مستعمل ہو۔ یورپ میں بھی اطالوی زبان کی ایک جبتذل صورت تھی، جو بحیرہ متوسط کے ساحلی علاقوں میں مشترکہ طور پر بولی جاتی تھی علاوہ ازیں چین میں مستعمل انگریزی بھی (جو چین اور یورپ کے مابین کاروباری اغراض کا کام دیتی ہے) اس کی ایک اور مثال ہے۔

ہندوستان میں اردو بھی اپنی ابتدائی حالت میں اسی قسم کی ایک بولی تھی مگر رفتہ رفتہ اہل علم و فن کی سرپرستی کی وجہ سے آج اس زبان کا دنیا کی بڑی زندہ اور علمی زبانوں میں تیسرا نمبر ہے۔

## مشترکہ نگرانی (Condominium)

کسی ملک پر دو یا زیادہ سلطنتوں کا مل کر بصورت نگران حکومت کرنا۔ اس کی بہترین مثال سوڈان ہے جس پر برطانیہ اور مصر مل کر حکومت کرتے رہے ہیں مگر آج وہ دونوں کے انتداب کی مشترک گرفت سے آزاد ہو چکا ہے یا جیسے جزائر نو ہیبرائیڈز پر انگریز اور فرانسیسی مل کر بحیثیت نگران حکومت کر رہے ہیں۔ جزائر فونیکس پر انگریز اور امریکی اور نیو ہیبرائیڈز پر انگریز اور فرانسیسی مل کر بحیثیت نگران حکومت کر رہے ہیں۔

## مشتری (Jupiter)

ایک مشہور سیارے کا نام جو نظام شمسی کا ممبر ہے۔ اس کو ہندی میں "برہسپت" اور انگریزی اور لاطینی میں "جیوپیٹر" کہتے ہیں۔ قدیم رومی لوگ اس کو بطور دیوتا کے پوجتے تھے۔ نظام شمسی میں سورج کے بعد یہ سب سے بڑا سیارہ ہے اور سورج سے تقریباً دو

۴۸،۴۳،۰۰،۰۰۰ میل دُور ہے۔ وزن میں یہ سیارہ زمین سے ۳۰۰ گنا اور حجم میں ۱۳۰۰ گنا زیادہ ہے۔ اس کے گرد چار بڑے اور سات چھوٹے چاند گھومتے ہیں جن میں سے چھوٹے چاند تو معمولی دُور بینوں سے بھی نظر آجاتے ہیں۔ یونانی بھی اس کو دیوتا سمجھ کر پوجتے تھے اور اس کا نام "زیوس" (ZEUS) رکھا تھا۔ قدیم ہیئت دانوں کے خیال میں اس نظام شمسی میں پہلے سات سیارے شامل تھے۔ لیکن جدید تحقیق کی رُو سے نو ہیں۔

## مشت زنی (دیکھو جلق)

**مشرق** ۔ دنیا کے چار اطراف ہیں۔ شمال جنوب مشرق اور مغرب۔ ایک مشرق (THE EAST) سے تو ایشیائی ممالک مراد ہیں اور دوسرے مشرق (EAST) سے مشرق کی جانب یا سمت مراد ہے نقشے میں شمال اُوپر جنوب نیچے، مشرق دائیں اور مغرب بائیں ہاتھ ہوتا ہے۔

**مشرق** ۔ (THE EAST) مشرق سے شمالی افریقہ، عرب ممالک، ایران، افغانستان، پاکستان، بھارت، لنکا، انڈونیشیا، ہند چینی، برما، سیام، ملایا، چین، ہانگ کانگ، جاپان وغیرہ ممالک مراد ہیں۔ دوسری جنگِ عظیم سے پیشتر مشرقی ممالک کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا تھا۔ اور انھیں مشرق قریب اور مشرق بعید کے نام دیے گئے تھے مشرق قریب سے مراد عرب ممالک مشرق قریب سے مراد عرب ممالک، ایران، افغانستان اور ہندوستان وغیرہ اور مشرق بعید سے چین، جاپان، ہند چینی، ملایا اور ہانگ کانگ وغیرہ مقصود تھے دوسری جنگ عظیم کے دوران ایک نئی اصطلاح وضع ہوئی اور جن علاقوں کو پہلے مشرق قریب کہا جاتا تھا، اب انھیں مشرق وسطیٰ کہا جانے لگا۔ چنانچہ اب مشرق وسطیٰ سے مصر، سعودی عرب، شام، اردن، اسرائیل، لبنان، عراق اور ایران اور مراکش، تیونس، الجیریا، لیبیا اور سوڈان وغیرہ مراد لیے جاتے ہیں۔

**مشرق قریب** ۔ (NEAR EAST) مشرق قریب سے تمام عرب ممالک، ایران اور افغانستان مراد ہیں۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران مشرق قریب کی بجائے مشرق وسطیٰ کی غلط اصطلاح رائج ہوگئی۔ جو جلد ہی مقبولیت حاصل کر گئی۔ اور اب لوگ مذکورہ بالا ملکوں کو اسی اصطلاح کے ماتحت سمجھتے ہوئے انہیں مجموعی طور پر مشرق قریب کا نام دیتے ہیں۔

## مشرق وسطیٰ

(MIDDLE EAST) مشرق وسطیٰ کسی ایک ملک کا نام نہیں بلکہ یہ اصطلاح اپنے جدید وسیع معنوں میں مصر، سوڈان، اری ٹیریا، حبش، سومالی لینڈ، سعودی عرب، یمن، خلیج فارس، فلسطین، شرق اردن، شام، لبنان، عراق اور ایران کے ممالک کے لئے مجموعی طور پر استعمال ہوتی ہے۔

براعظم ایشیا، یورپ اور افریقہ کی ہوائی اور بری شاہراہیں مشرق وسطیٰ ہی میں سے گزرتی ہیں۔ رُوس کے خلیج فارس اور مشرقی بحیرہ روم میں داخل ہونے کے راستے بھی مشرق وسطیٰ ہی میں واقع ہیں۔ مشرق وسطیٰ کے قدرتی وسائل بڑے وسیع ہیں۔ زرعی پیداوار کافی ہوتی ہے اس لئے یہ خطہ مختلف اقوام کی سیاسی اور تجارتی کشمکش کا اکھاڑہ بنا رہتا ہے۔ برطانیہ، فرانس، رُوس اور امریکہ میں سے ہر ایک مشرق وسطیٰ کے ممالک سے گہرے تعلقات قائم کرنے کا خواہاں ہے اور ان ممالک کو اپنے حلقۂ اثر میں شامل کرنا چاہتا ہے۔ مشرق وسطیٰ کی مجموعی آبادی کچھ کروڑ کے قریب ہے۔

تیل کی فراوانی اور اپنے اہم جنگی محل وقوع کی وجہ سے یہ خطہ سالہا سال سے مغربی اور روسی طاقتوں کے درمیان ایک مستقل نزاع کا باعث بنا چلا آرہا ہے۔

**مشرقی افریقہ** (EAST AFRICA) اس میں حبشہ، سوڈان اور بہت سی نوآبادیات اور زیر حمایت علاقے شامل ہیں۔ جن کی اکثریت انگریزی اثر کے ماتحت ہے۔ ان نوآبادیات میں کینیا، سمالی لینڈ، ٹانگانیکا، یوگنڈا اور زنجبار قابل ذکر ہیں۔

**مشرقی عنایت اللہ خاں علامہ** ۔ خاکسار

تحریک کے بانی۔ ۲۵ اگست ۱۸۸۸ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے۔ فارمن کالج لاہور سے بی۔ اے اور ایم۔ اے (ریاضی) کیا۔ ۱۹۰۹ء میں کیمبرج یونیورسٹی سے ریاضی کا امتحان دیا۔ اور یونیورسٹی بھر میں اول رہے۔ آپ نے صرف چار سال میں ٹرائی پوس کے تین امتحانات (ریاضی، عربی اور فارسی) میں امتیازی کامیابی حاصل کی۔ ۱۹۱۲ء میں انجینئرنگ کا اعلیٰ امتحان (مکینیکل سائنس ٹرائی پوس) پاس کیا۔

علامہ صاحب ۱۹۱۳ء میں انگلستان سے واپس آئے اور اسلامیہ کالج پشاور میں پہلے وائس پرنسپل اور پھر پرنسپل مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۰ء میں آئی۔ ای۔ ایس بنا دیئے گئے اور ۱۹۳۰ء تک مختلف عہدوں پر کام کیا۔ ۱۹۳۱ء میں خاکسار تحریک کی بنا رکھی جو ایک نیم فوجی اور نیم اصلاحی جماعت تھی جلد ہی اس تحریک نے ملک گیر صورت اختیار کر لی۔ مارچ ۱۹۴۰ء میں کافی خون خرابے کے بعد حکومت نے اسے خلاف قانون قرار دیدیا۔ اس کے بعد بھی یہ جماعت کسی نہ کسی صورت میں زندہ رہی لیکن پنپ نہ سکی۔

علامہ مشرقی بلند پایہ انشاپرداز، فلسفی اور مورخ ہیں۔ تذکرہ، خریطہ، اشارات، قول فیصل اور مولوی کا غلط مذہب آپ کی مشہور تصنیفات ہیں۔

**مشہد** (MECHED) ایران کے صوبہ خراسان کا دارالحکومت۔ یہاں حضرت امام رضا کا مزار ہے۔ جس کے باعث اہل تشیع اسے مقدس شہر خیال کرتے ہیں۔ یہاں ہر سال تقریباً ایک لاکھ زائرین آتے ہیں۔ اس شہر کی آبادی ۱۹۱،۰۰۰ کے قریب ہے۔

**مشیت الٰہی** (ACT OF GOD) ایسا واقعہ جس کو انسانی غفلت سے تغیر نہ کر سکیں اور اس کے وقوع کو معمولی پیش بندی سے روک سکیں۔ بحری کاروبار اور بیمہ کمپنیوں کو اس طرح کے واقعات سے اکثر واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ اس لئے یہ سب ایسے حادثات کی صورتوں میں جواب دہی سے بچنے کے لئے ایک ضمنی دفعہ ایسی بھی رکھتے ہیں۔ جو ان کو کسی ایسی ہی مشیت الٰہی کی پیدا کردہ اتفاقی صورت میں ملزم ہونے سے بچا سکے۔

**مشیران معتمد** (BRAIN TRUST) پریذیڈنٹ فرینکلن روزویلٹ کے عہد صدارت کے اوائل میں مشیروں

کی ایک داخلی جماعت۔
(۲) مشیروں کا کوئی داخلی گروہ جو پس منظر میں رہتے ہوئے کسی فرد واحد یا جماعت کو مختلف امور میں مشورہ دے۔

**مشین** (MACHINE) عام بول چال میں اس لفظ سے محض وہ کلیں مراد لی جاتی ہیں جو خود بخود چلتی ہیں لیکن صحیح معنوں میں مشین وہ میکانکی ایجاد ہے جس میں ایک طرف جتنا زور لگاتے ہیں اس سے کہیں زیادہ مزاحمت (بھاری وزن وغیرہ) پر آسانی سے قابو پایا جا سکتا ہے اس قسم کی متعدد مشینیں ہمارے روزمرہ کے استعمال میں رہتی ہیں۔ چرخیاں، فلنے، آنکڑے، لیور، پیچ وغیرہ سب مشینیں ہیں۔ کچھ مشینیں ایسی بھی ہیں۔ جن میں آہستہ رو زیادہ زور کو تیز رو لیکن کم زور میں تبدیل کر لیا جاتا ہے۔ کچھ ایسی ہیں جن میں لگائے گئے زور کو ایک سمت سے دوسری سمت میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

**مشینری** (MACHINERY) کسی شے کی ہیئت اجتماعی کارکردگی یا ادارہ کی تنظیم، کسی قصے یا کہانی یا ڈرامہ کا ڈھانچہ۔

بالعموم اس اصطلاح کا اطلاق میکانکی مصنوعات مشینوں اور کلوں پر ہوتا ہے۔ اور اس صورت میں اس کا عمومی مفہوم لیا جاتا ہے۔ دنیا جس قدر ترقی کرتی جا رہی ہے اسی قدر مشینری کا رواج زیادہ اور مقبول عام ہوتا جا رہا ہے۔ مثلاً زراعت ہمارے ملک میں دیسی آلات کشاورزی اور دستی اوزاروں سے ہوتی تھی مگر اب مشینری آلات اور اوزاروں سے اعلیٰ پیمانے پر ہو رہی ہے مشینری بیشتر انگلینڈ، امریکہ اور یورپی ممالک سے آتی ہے اور ملکی مصنوعات میں اپنی مشینری کا تناسب اور حصہ ابھی بہت تھوڑا ہے۔

**مشین گن** (MACHINE GUN) ایک قسم کی بندوق جسے خود بخود بھرا اور مسلسل طور پر چلایا اور خالی کیا جا سکتا ہے۔ اس کی بیرل یا نالیاں ایک سے زیادہ بھی ہو سکتی ہیں۔ ابتدائی اور اصلی نمونہ شکاگو کے رچرڈ گیٹلنگ نے وضع کیا۔ جس نے ۱۸۶۲ء میں اپنے نام کا یہ اوزار اختراع کیا۔ چنانچہ اس نمونے میں متعدد نالیاں تھیں جو ایک محور کے گرد نصب تھیں اور ان نالیوں کے پچھلے حصے میں اسے دوبارہ بھرنے کا ایک مشینی سلسلہ تھا۔ تاہم

اوّلین اور مؤثر طور پر کارگر مشین گن وہ تھی، جو جو سر ہیرام میکسیم نے ۱۸۸۴ء میں ایجاد کی۔ مشین گن برطانوی افواج میں ۱۸۹۱ء میں مروج ہوئی۔ لیکن ان دنوں اسی نوع کی جو گن استعمال ہوتی ہے وہ برین گن (Bren Gun) ہے جس کا نمونہ گزشتہ سالوں میں اختراع ہوا اور جسے بہت بڑی تعداد میں مہیا کیا گیا۔ مشین گن کے دوسرے نمونے ہاچ کس اور لوئس گن پر مشتمل ہیں۔ اول الذکر پہلی اور دوسری عالمگیر جنگوں میں توپخانوں اور کوہستانی بیٹریوں کے عام استعمال میں رہی۔ لوئس گن ایک تہ ہو جانے والی مشین ہے جو گیس کے دباؤ سے چلتی ہے۔

**مصاحب** (Aide-de-camp) ایک فوجی افسر جو اعلیٰ افسروں کے احکام دوسرے متعلقہ افسروں تک پہنچانے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ شاہی محلات میں بھی چند ایڈ۔ ڈی۔ کانگ، مصاحبین اور پیغام رسان متعین رہتے ہیں۔ کسی بڑے آدمی کے مصاحب اور رفیق کو بھی بسا اوقات طنزاً "ایڈی کانگ" کہہ دیتے ہیں۔

**مصافحہ**۔ کسی ملاقات کے موقعہ پر دو افراد کا ایک دوسرے سے اپنا اپنا دایاں ہاتھ ملانا مصافحہ کہلاتا ہے۔ اس سے مراد ایک دوسرے سے اخوت، دوستی، محبت اور ہمدردی کا اظہار ہوتا ہے۔

قدیم وقتوں میں رات کے وقت گلی کوچوں میں روشنی اور پولیس کا کوئی انتظام نہ تھا اور چوروں کا ہر وقت کھٹکا لگا رہتا تھا چنانچہ عوام اپنی حفاظت کے لئے رات کے وقت اپنے دائیں ہاتھ میں ہتھیار لے کر پھرا کرتے تھے جب دو ایسے افراد آمنے سامنے ہو جاتے جن کے پاس ہتھیار نہ ہوتے تو وہ ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے جس کا مطلب یہ تھا کہ ہر دو کے پاس ہتھیار نہیں ہیں اور دونوں ایک دوسرے کے دوست اور ہمدرد ہیں۔ چنانچہ یہیں سے مصافحہ کی بنیاد پڑی جسے اب اکثر قوموں میں سلام کے طور پر اختیار کر لیا گیا ہے۔

چین کے لوگ ملاقات کے موقع پر مصافحہ نہیں کرتے بلکہ ہر فرد دوسرے کو دیکھ کر اپنے ہاتھ کو اوپر نیچے جنبش دیتا ہے۔

نیوزی لینڈ کی ایک قوم کے افراد سلام کے طور پر اپنی اپنی ناک ایک دوسرے کے ساتھ رگڑتے ہیں۔

ترقی یافتہ اقوام کے لوگ اپنا دایاں ہاتھ پیشانی تک لے جا کر ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں۔

ہندوؤں میں دونوں ہاتھ جوڑ کر نمسکار کیا جاتا ہے اور یہی ان کا سلام سمجھا جاتا ہے۔ اسے "پرنام" بھی کہتے ہیں۔

**مصحفی**۔ شیخ غلام ہمدانی نام مصحفی تخلص۔ شیخ ولی محمد کے بیٹے اور امروہہ کے رہنے والے تھے۔ آپ ۱۱۶۴ھ (۱۷۵۰ء) میں پیدا ہوئے۔ آغازِ جوانی میں وطن چھوڑ کر دلی آگئے تکمیل علوم متداولہ کے بعد شاعری کی طرف رجوع کیا کتابیں پڑھنے کا بہت شوق تھا شعر و سخن سے بھی بچپن ہی سے رغبت تھی۔

بارہ برس دلی میں رہ کر ٹانڈہ آگئے اور نواب محمد یار خاں کے پاس قیام کیا۔ پھر لکھنؤ پہنچ کر مرزا سلیمان شکوہ کی ملازمت اختیار کی۔ آخر ۱۲۴۰ھ (۱۸۲۴ء) میں لکھنؤ میں انتقال کیا۔

مصحفی اردو اور فارسی کے پرگو شاعر تھے انہوں نے نظیری نیشاپوری کے جواب میں فارسی کا دیوان مرتب کیا۔ فارسی اور اردو شعرا کا ایک تذکرہ فارسی میں لکھا۔ اس کے علاوہ ایک شاہنامہ بھی تصنیف کیا جس میں شاہ عالم تک کے بادشاہوں کے حالات درج ہیں۔

مصحفی کی شہرت زیادہ تر ان کے اردو کے آٹھ دیوان اور تذکرہ شعرائے اردو پر مبنی ہے۔ تذکرہ میں تقریباً ساڑھے تین سو شعرا کا حال درج ہے۔

آپ نہایت زود گو شاعر تھے اور مسلم الثبوت استاد بھی۔ اس قدر شاگرد کسی استاد کو نصیب نہیں ہوتے جتنے مصحفی کے تھے۔ مصحفی اور انشاء کے معرکے تاریخ اردو میں بہت مشہور ہیں۔

**مصدق، ڈاکٹر محمد**۔ ایران کے سابق قومی رہنما اور وزیر اعظم۔

۱۸۸۰ء میں پیدا ہوئے اور ایران، پیرس اور سوئٹزرلینڈ میں تعلیم پائی۔ ۱۸۹۶ء میں وزارت فنانس میں ملازمت اختیار کی۔ ۱۹۱۵ء میں ایرانی مجلس کی فنانس کمیٹی کے ممبر بنے اس کے بعد علی الترتیب ڈپٹی فنانس منسٹر، وزیر انصاف اور گورنر جنرل صوبہ فارس ہوئے۔ ۱۹۲۱ء میں وزیر فنانس اور ۱۹۲۳ء میں وزیر خارجہ بنے۔ گیارہ برس احمد آباد کے زرعی مسائل کے مطالعہ میں صرف کئے۔ اس کے بعد طہران میں قید کر دیئے گئے۔ ۱۹۴۳ء میں مجلس کے رکن بنے اور ۱۹۴۹ء میں قومی محاذ کی قیادت سنبھالی۔ ۱۹۵۱ء میں وزیر اعظم بنے۔ ۱۹۵۳ء میں شاہ کے خلاف سازش کے مقدمہ میں ماخوذ ہو کر قید ہوئے اور اب رہائی کے بعد پیرس میں تنہائی اور عزلت کی زندگی گزار رہے ہیں۔

**مصر** (Egypt) افریقہ کے شمال میں ایک آزاد مملکت، جو اب شام کے الحاق کے بعد متحدہ عرب جمہوریہ کے نام سے موسوم ہے۔ شمال میں بحیرہ روم اور جنوب میں سوڈان کا ملک واقع ہے۔ قاہرہ، اسکندریہ، پورٹ سعید، العلمین اور اسمٰعیلیہ مشہور مقامات ہیں۔ قاہرہ دارالحکومت اور عظیم الشان تاریخی شہر ہے جس میں ہزاروں سال پرانے تاریخی کھنڈرات ہیں۔ مصری بادشاہوں کے پتھروں کے مقبروں کے علاوہ "اہرام مصر" قابل دید ہیں جنھیں دنیا بھر کے سیاح دیکھنے آتے ہیں۔

قاہرہ دریائے نیل کے کنارے واقع ہے جو جنوب سے شمال کی طرف بہتا ہے۔ اسی دریا میں فرعون کا لشکر غرق ہوا تھا جس کے بارے میں قرآن پاک میں بھی ذکر آیا ہے کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کا تعاقب کرتے کرتے اپنے تمام لاؤ لشکر کے ساتھ غرق ہو گیا تھا۔

مصری تہذیب کو دنیا کی قدیم ترین تہذیب سمجھا جاتا ہے اور یہ بات اس کے ہزاروں سال پرانے برآمد شدہ کھنڈرات سے واضح ہوتی ہے۔ مصری آرٹ کو بھی لافانی شہرت حاصل ہے۔

اس ملک میں بارش کم ہوتی ہے اور جہاں کہیں بارش ہو جاتی ہے وہاں پر مکی، باجرہ، جوار، چاول اور گنا کاشت کیا جاتا ہے۔ مویشی اور بھیڑ بکریاں بھی پالی جاتی ہیں۔

اس کا کل رقبہ تین لاکھ بیاسی ہزار مربع میل اور آبادی ۱۷۰۰۰۰۰۰ ہے۔ باشندے بیشتر مسلمان ہیں عیسائی بھی کافی تعداد میں ہیں مگر زبان سب کی عربی ہے۔

خلفائے راشدین کے زمانہ میں حضرت عمرو بن العاصؓ نے مصر کو فتح کر کے وہاں اسلامی حکومت قائم کی۔ اس وقت وہاں عیسائی بادشاہ مقوقس حکمران تھا چنانچہ اس وقت سے لے کر اب تک یہاں اسلامی حکومت قائم ہے۔ اس دوران میں ایک بار نپولین نے مصر پر قبضہ کر لیا تھا اور کچھ عرصہ کے لئے مصر پر انگریزوں کا تسلط بھی رہا۔ لیکن پہلی جنگ عظیم کے بعد مصر کو پھر خود مختاری حاصل ہو گئی اور شاہ فواد کو تخت نشین کیا گیا۔ اس کے عہد میں انگریزوں کے ساتھ نہر سویز کے معاملہ میں انگریزوں اور حکومت مصر کے درمیان نزاع کی صورت پیدا ہو گئی۔ جو شاہ فاروق کے زمانے میں بھی جاری رہی۔ ۱۹۵۲ء میں جنرل نجیب اور کرنل ناصر نے شاہ فاروق کو ملک بدر کر دیا ——— اور عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے کر فوجی قسم کی حکومت کی بنا ڈالی اس طرح مصر کی بادشاہت کا خاتمہ ہو گیا۔ بعدہٗ جنرل نجیب کو علیحدہ کر کے جنرل ناصر نے اقتدار سنبھال لیا اور ۱۹۵۶ء میں وہ مصری جمہوریہ کے صدر منتخب ہوئے۔ ۱۹۵۸ء میں شام کا مصر کے ساتھ الحاق عمل میں آیا (نیز دیکھو عرب متحدہ جمہوریہ)۔

## مصر و انگلستان کا معاہدۂ اتحاد۔

**(Anglo-Egyptian Alliance)** برطانیہ اور مصر کے درمیان ۲۶ اگست ۱۹۳۶ء کو ایک معاہدہ طے پایا جس کی رو سے دونوں ممالک میں ایک ایسا اتحاد قائم ہو گیا جس کی بنا پر جنگ کی حالت میں مصر کے لئے لڑائی میں شمولیت ضروری نہیں تھی بلکہ اس کا کام صرف انگلستان کو بندرگاہوں اور ذرائع مواصلات کی سہولتیں بہم پہنچانا تھا۔ اس کے علاوہ معاہدہ کی رو سے سوڈان پر دونوں حکومتوں کا مشترکہ تسلط قائم رکھنا تھا۔ لیکن بعد ازاں مصریوں کے پے درپے مطالبات کے ماتحت برطانوی افواج کو نہر سویز کے علاقے سے اپنی فوجیں نکالنا پڑیں اور بعد میں مصری حکومت نے اس معاہدے کو بھی منسوخ کر دیا۔

**مصری لاٹھیں** (Obelisks) یہ لاٹھیں پتھر کے ستون سے ہوتے تھے جن پر کچھ عبارتیں کندہ ہوتی تھیں اور اشوک کی لاٹھوں کی طرح یہ بھی یادگار کے طور پر نصب کی جاتی تھیں۔ یہ لاٹھیں بہت خوش نما اور ایک نوکدار مینار کی شکل کی یا چوکور سلنڈر کے مشابہ ہوتی تھیں۔ یہ لاٹھیں یا ستون بازار کے چوک یا دیگر نمایاں جگہوں پر نصب کئے جاتے تھے۔ مصر کے قدیم بادشاہ سی سا سٹرس نے اس قسم کے دو ستون بہت سخت پتھر کے بنوائے تھے۔ یہ پتھر اس نے بہت دور سے منگوائے تھے۔ ان میں سے ہر ایک ۱۰۰ فٹ اونچا تھا۔ قیصر آگسٹس نے جب مصر کو روم کا صوبہ بنایا تو یہ پتھر اکھاڑ کر روم لے گیا لیکن ان میں سے ایک ٹوٹ گیا۔ اس لئے اس نے دوسرے کی نقل مکانی کو ملتوی کر دیا۔ کیونکہ وہ بہت ہی بڑا تھا لیکن قیصر قسطنطین ثانی (قسطنطنیہ) نے تین اور ستون روم میں منتقل کر دئے اور ان تین ستونوں میں سے دو روم میں اب بھی موجود ہیں۔ اس کے علاوہ ایک تیسرا بھی روم ہی میں موجود ہے جو ان سے بہت بڑا ہے اور قیصر کالس کا لایا ہوا ہے۔

بالائی مصر کی کانوں میں اس قسم کے بہت سے ستون ادھورے پڑے ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہیں بنائے جاتے تھے۔ چونکہ مصر کے ہر حصے میں اس قسم کے ستون موجود ہیں اس لئے تعجب ہوتا ہے کہ اتنے وزنی پتھر جو اونٹ اور ہاتھی بھی نہیں اٹھا سکتے کس طرح کان سے جائے مقررہ پر پہنچائے جاتے ہوں گے۔ چنانچہ اس کا جواب بھی تاریخ ہی سے ملتا ہے وہ اس طرح کہ ان کانوں کے عین نیچے تک ایک نہر کھودی گئی تھی۔ جب یہ ستون تیار ہو جاتے تھے تو بڑے بڑے تختے بنا کر اوپر رکھ دیئے جاتے تھے۔ جب سیلاب آتا تو یہ تختے خود بخود پانی پر تیرتے ہوئے دریا کے بہاؤ کے رخ چلے آتے تھے چونکہ تمام مصر میں نہروں کا جال بچھا ہوا تھا اس لئے جہاں نہر جا سکتی تھی۔ وہاں یہ پتھر بھی جا سکتے تھے جن ستونوں کو قلوپطرہ کی سوئی کہتے ہیں وہ اسی قسم کے مصری ستون ہیں۔ اب ان میں سے ایک نیویارک میں ہے اور دوسرا ٹیمز کے کنارے لندن میں۔

**مصعب بن عمیرؓ** مشہور صحابی۔ قریش کے قبیلہ بنو عبدالدار سے تھے۔ ان کے والد بہت امیر تھے لیکن جب حضورؐ نے اسلام کی تبلیغ شروع کی تو آپ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ والدین نے عاق کر دیا مگر آپ غربت میں بھی مطمئن اور خوش رہے۔ والدین کی سختی اور مخالفت بعد میں جاتی رہی۔ اس لئے جب حضورؐ نے مسلمانوں کو ہجرت حبشہ کی اجازت دی تو آپ بھی ہجرت کر کے وہاں چلے گئے۔

عقبۂ اولیٰ کے بعد حضورؐ نے ان کو مدینہ بھیجا کہ وہاں اسلام کی تبلیغ کریں۔ چنانچہ وہاں آپ نے بہت سے لوگوں کو مسلمان کیا اور سب سے پہلے جمعہ کی نماز پڑھائی۔ غزوات بدر اور احد میں آپ ہی علمبردار تھے۔ جنگ احد میں جب کفار نے حضورؐ پر حملہ کیا تو انہوں نے سخت مدافعت کی اور اس میں شرف شہادت حاصل کیا۔

آپ حسن سیرت کے علاوہ حسن صورت میں بھی بہت ممتاز تھے اور حضورؐ سے آپ کی شکل و شباہت بہت ملتی جلتی تھی۔ چنانچہ آپ کی شہادت سے لوگوں کو غلط فہمی ہو گئی کہ حضورؐ ہی کی شہادت ہو گئی۔ ان کی شادی حمنہ بنت جحش سے ہوئی تھی جو قبیلہ بنو اسد سے تھیں۔

**مصلّیٰ** ۔ عربی اسم ظرف مکان ہے۔ نماز پڑھنے کی جگہ، جائے نماز۔ ابتداً جب حضورؐ نے عیدین کی نماز مدینہ منورہ کے جنوب مغربی علاقہ میں پڑھائی تو لوگ اس مقام کو مصلّیٰ کہنے لگے۔ نماز استسقاء بھی اسی جگہ پڑھائی گئی اور نماز جنازہ بھی عموماً اسی جگہ پڑھائی جاتی تھی۔

آگے چل کر جس جگہ کھڑے ہو کر مسجد میں امام نماز پڑھاتا تھا اس کو بھی مصلّیٰ کہا جانے لگا چنانچہ مختلف ملکوں میں مصلّیٰ کی مختلف صورتیں ہو گئیں۔ بعض میں چبوترہ اور بعض جگہ محراب بنائی جاتی تھی۔ اخیر دور میں نماز کے واسطے کپڑے یا اون کی بنی ہوئی جائے نماز کو بھی مصلّیٰ کہا جانے لگا۔

اور فی زمانہ اس پہ محراب کی شکل بھی بنائی جاتی ہے۔ جب فقہ کے چار مذہب بن گئے تو مسجد الحرام میں بھی چار مصلّے قائم کئے گئے۔ جہاں پر حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی امام فرائض امامت سرانجام دیا کرتے تھے۔ مگر آج کل چار مصلّوں کی جگہ صرف ایک حنبلی امام جماعت کراتا ہے۔ علیحدہ علیحدہ مصلّوں پر نمازیں نہیں ہوتیں۔

**مصنوعات** (Products : Manufactures) تیار شدہ اشیاء یا تیار شدہ سامان یا ان کی تیاری، بالخصوص زیادہ مقدار یا وسیع پیمانے پر فروخت کے لئے اشیاء کا پیدا کرنا یا مواد کو تیار شدہ اشیاء میں تبدیل کرنا۔

بیرونی مصنوعات (Foreign Manufactures)

بیرونی ممالک میں تیار ہوں. کسی ملک کی ترقی کے لئے ملکی پیداوار یا علی مصنوعات کا وجود نہایت لازمی ہے۔ اسی پر ملکی درآمدات کی کمی اور برآمدات کی بیشی کا انحصار ہے۔

## مصنوعات کول تار (Coal Tar Products)

وہ چیزیں جو تار کو علیحدہ کرنے سے حاصل کی جائیں۔ تار گیس کے کارخانوں اور خام کرنے کے تنوروں میں ایک ثانوی پیداوار کی شکل میں میسر آتا ہے۔ دو سو کے قریب مختلف قسم کی اشیا کول تار سے علیحدہ کی گئی ہیں اور ان اشیا سے دو ہزار کے قریب چیزیں بنی ہیں جن میں رنگ، کیمیائی ادویہ، مخلوط عطریات اور عرقیات شامل ہیں۔ کول تار میں بنزین، نافتھلین، فینول اور اینی لین وغیرہ شامل ہیں۔

## مصنوعی سانس (تنفس) (Artificial Respiration)

کسی زہر کے اثر سے یا پانی میں ڈوبنے کی وجہ سے اکثر دم گھٹ کر عمل تنفس بند ہو جاتا ہے۔ اس کے از سر نو بحال کرنے کے لئے جو مصنوعی طریقے استعمال کئے جاتے ہیں۔ ان میں زیادہ مشہور طریقہ وہ ہے جو سینٹ جان ایمبولنس اور رائل لائف سیونگ سوسائٹی کا ایجاد کردہ ہے۔ یعنی ڈوبنے کی وجہ سے جس کا عمل تنفس بند ہو جائے اسے فوراً کسی ہموار سطح پر پیٹ کے بل لٹا دیں۔ معالج اس کے پہلو میں آکر اس کے سر کی طرف اپنا رخ کرے اور دو زانو ہو کر اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں بند کرکے مریض کی کمر پر پیٹ اور چوتڑوں پر اپنے جسم کا سارا وزن اپنے دونوں ہاتھوں کے ذریعہ ڈالے اور آہستہ آہستہ اپنے ہاتھوں کو مریض کی پیٹھ سے دونوں طرف پیٹ کی جانب لائے اور پھر آہستہ آہستہ اپنا وزن مریض کے جسم پر سے اٹھا لے لیکن اس کے دونوں ہاتھ اپنی جگہ پر رہیں۔ اس عمل کو تخمیناً ایک منٹ میں بارہ دفعہ دہرایا جائے۔ اس کا اثر یہ ہوگا کہ مریض کے پیٹ پر دباؤ پڑنے کی وجہ سے پیٹ کے اعضا پر دباؤ پڑے گا اور چھاتی کی طرف منتقل کر دیں گے۔ اس دباؤ کی وجہ سے پھیپھڑوں سے

اندر کی ہوا منہ اور حلق کی طرف زور کرے گی اور بلغم یا پانی جس کی وجہ سے ہوا کی آمد و رفت بند ہو چکی تھی منہ کے راستہ سے باہر آ جائے گا۔ اور پھر از سر نو عمل تنفس جاری ہو جائے گا۔

ہند و پاکستان میں زمانہ قدیم سے یہ طریقہ رائج ہے کہ ایسے مریض کو مٹی کے ظروف بنانے والے کمہاروں کے چاک پر منہ کے بل لٹا کر کمہار اپنے چاک کو گردش دیتا ہے۔ چند گردشوں کے بعد پیٹ کی آلائش منہ کی راہ سے نکل جاتی ہے اور عمل تنفس از سر نو بحال ہو جاتا ہے

## مصنوعی سلک (Artificial Silk)

پودوں کے جوف دار حصوں کو کیمیاوی مرکبات کے ذریعہ حل کرکے نہایت باریک سوراخ والی پچکاریوں کے ذریعہ ان کو دوسرے مرکب میں ڈالا جاتا ہے جہاں پہنچ کر یہ ہلکے اور باریک دھاگے کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ پھر مشینوں کے ذریعہ ان کو کپڑے بننے کے قابل بنایا جاتا ہے مختلف مرکبوں کے ذریعہ تیار شدہ مصنوعی ریشم کے لئے انگریزی زبان میں مختلف نام ہیں لیکن عام طور پر (Rayon) بہت مشہور ہے چونکہ یہ پانی سے بہت کم متاثر ہوتا ہے۔ اس لئے بجلی کے تاروں کو ملفوف کرنے کے لئے بہت کارآمد ہے مچھلی شکار کرنے والے اپنے کانٹے کی ڈور بھی اسی دھاگے سے تیار کرتے ہیں۔ موجودہ زمانے میں کپڑے کی صنعت کو اس نے بہت ترقی دی ہے۔

## مصنوعی سیارے (Artificial Satellites)

مصنوعی سیارے بیسویں صدی کا ایک محیر العقول تجربہ ہیں اور ان کی اڑان سے انسان کے وہ دیرینہ خواب پورے ہونے کے امکانات پیدا ہو گئے ہیں جو وہ صدیوں سے چاند ستاروں تک پہنچنے کے بارے میں دیکھ رہا تھا۔ روس اور امریکہ نے ان سیاروں کو فضائے بسیط میں چھوڑنے کا فیصلہ بین الاقوامی ارضی طبیعاتی سال (International Geophysical Year) کے شروع ہونے سے قبل کیا تھا اور مقصد یہ تھا کہ ان سیاروں کے ذریعہ زمین کی بیرونی فضا اور کائنات کے اسرار کا کھوج لگایا جائے تاکہ چاند اور دیگر اجرام فلکی تک انسان کی رسائی ممکن ہو سکے۔ اس سے قبل انسان کی بنائی ہوئی کوئی چیز زمین کی کشش سے

نکل کر خلا میں نہیں پہنچی تھی۔ لیکن ۴ اکتوبر ۱۹۵۷ء کی عہد آفریں تاریخ کو روس نے فضا میں ایک مصنوعی سیارہ چھوڑ کر دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا اور اس بات کی تصدیق کر دی کہ انسان نے ان تمام مشکلات پر قابو پا لیا ہے جو بیرونی خلا تک پہنچنے کی راہ میں حائل تھیں۔ اس مصنوعی سیارے کا نام روسی زبان میں سپوتنک یا اسپتنک تھا جو مصنوعی سیارہ کا ہم معنی ہے۔ اب تک روس نے تین سپوتنک اور تین لیونک (ماہتابی راکٹ) چھوڑے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

سپوتنک ۱: یہ سیارہ ۴ اکتوبر ۱۹۵۷ء کو چھوڑا گیا جو سطح زمین سے ۵۶۰ میل کی بلندی تک پہنچا اور اٹھارہ ہزار میل فی گھنٹے کی رفتار سے زمین کے گرد چکر کاٹنے لگا۔ زمین کے گرد اس کی ایک گردش ۹۵ منٹ میں پوری ہوتی تھی۔ اس کا قطر ۲۲ء۳ انچ اور وزن ۱۸۴ پونڈ تھا۔ اس میں دو ریڈیو ٹرانسمیٹر لگے تھے جو ہر پانچ منٹ بعد زمین پر سگنل بھیجتے تھے۔ اس کی شکل مدوّر تھی اور خط استوا سے اس کے محور کے زاویے کا درجہ ۶۰ تھا۔ اس نے ۹۲ دن میں زمین کے گرد ۱۴۰۰ چکر لگائے اور پھر زمین کی فضا میں داخل ہو کر جل گیا۔

سپوتنک ۲: ۳ نومبر ۱۹۵۷ء کو روس نے دوسرا سپوتنک چھوڑا۔ اس کا وزن نصف ٹن کے قریب تھا۔ اس میں ایک کتیا بھی بٹھائی گئی تھی، یہ جاننے کے لئے کہ بیرونی فضا میں جانداروں پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ چند دن بعد یہ کتیا مر گئی۔ اس سیارے کی شکل مخروطی تھی اور رفتار پہلے سیارے کے برابر یعنی اٹھارہ ہزار میل فی گھنٹہ۔ مگر چونکہ وہ زمین سے ۹۳۰ میل کی بلندی پر تھا۔ اس لئے اسے کرۂ ارض کے گرد اپنی گردش مکمل کرنے میں ۱۰۲ منٹ لگتے تھے۔ اس سیارے نے اپنی مدت حیات میں زمین کے گرد ۲۳۷۰ چکر لگائے۔

سپوتنک ۳: یہ سیارہ ۱۵ مئی ۱۹۵۸ء کو چھوڑا گیا۔ یہ بھی مخروطی شکل کا تھا اور وزن دو ہزار ایک سو چھتیس پونڈ (ڈیڑھ ٹن سے کچھ زیادہ) تھا۔ یہ زمین سے ایک ہزار ایک سو پچھتر میل کی بلندی پر ۱۰۶ منٹ میں زمین کے گرد اپنا چکر پورا کرتا تھا۔

لیونک ۱: زمین کے گرد مصنوعی سیاروں کی اڑان کے بعد روسی سائنسدانوں نے چاند پر کمند ڈالنے کی کوشش کی اور وہ اس میں بھی کامیاب ہو گئے۔ ۲ جنوری ۱۹۵۹ء کو انہوں نے چاند کی طرف ایک لیونک (ماہتابی راکٹ) پھینکا جس کا وزن تین ہزار دو سو چھیالیس پونڈ تھا۔ مگر یہ چاند پر اترنے کی بجائے اس سے بھی آگے نکل گیا اور نظام شمسی کا سیارہ بن کر سورج کے گرد گھومنے لگا۔

لیونک ۲: ۱۲ ستمبر ۱۹۵۹ء کو روس نے ایک دوسرا ماہتابی راکٹ چاند کی طرف پھینکا جو ماسکو کے وقت کے مطابق دوسرے دن رات کو بارہ بج کر دو منٹ چوبیس سیکنڈ پر چاند پر اتر گیا۔

لیونک ۳: ۴ اکتوبر ۱۹۵۹ء کو روسی سائنسدان ایک خودکار بین السیاراتی مستقر چاند کی طرف پھینکنے میں کامیاب ہو گئے جو چاند کا طفیلی سیارہ بن کر اس کے گرد چکر لگانے لگا۔ اس مستقر یا سٹیشن کا وزن ۱۳ پونڈ تھا۔ اس میں خودکار کیمرے نصب تھے جن کی مدد سے روسی سائنسدانوں نے چاند کے اس تاریک حصے کی تصویریں حاصل کیں جو زمین سے نظر نہیں آتا۔

امریکی سیارے: فضائی تسخیر کی دوڑ میں گو امریکہ روس سے پیچھے رہ گیا لیکن جلد ہی اس نے یہ کمی پوری کر لی۔ اس نے بھی تین مصنوعی سیارے اڑائے جو اگرچہ حجم اور وزن میں روسی سیاروں سے بہت چھوٹے تھے لیکن ان کی مدد سے بالائی فضا کے بارے میں بہت سی مفید معلومات حاصل ہوئیں۔ امریکی سیاروں میں سب سے بڑے سیارے کا وزن ۳۰ پونڈ تھا اور یہ ۱۵ ہزار میل فی گھنٹے کی رفتار سے ۲۰۰ سے ایک ہزار میل کی بلندی پر ڈیڑھ گھنٹے میں زمین کے گرد اپنا چکر پورا کرتا تھا۔ امریکہ نے اپنے ایک سیارے میں دو بندریاں بھی بٹھائی تھیں جو ایک خاص بلندی تک جا کر صحیح سلامت واپس آ گئیں۔ بعد ازاں امریکی سائنسدانوں نے سورج اور چاند کی طرف بھی راکٹ پھینکے جن سے کئی مفید سائنسی معلومات حاصل ہوئیں۔ ان دو عظیم ملکوں کی حیرت انگیز سائنسی ترقیوں کی بدولت امید بندھتی ہے کہ انسان مستقبل قریب میں چاند ستاروں تک پہنچ جائے گا۔

## مصنوعی کثرتِ زر (Inflation and

(Deflation) اقتصادی اور مالی ماحول میں مصنوعی کثرتِ زر سے مراد بالعموم سکّے کی فراوانی اور فروغ ہے وہ اس طرح پر کہ کاغذی سکّہ مقررہ تعداد سے زائد چھپ جائے یعنی ملکی سکّہ کے معیارِ زر کے سسٹم کے مطابق رعائتی سکّہ سے زیادہ ہو پہلی عالمگیر جنگ کے دوران کم و بیش ہر یورپی ملک مصنوعی کثرتِ زر کے مرض میں مبتلا تھا چنانچہ جرمنی اور آسٹریا کو انحطاطِ سکّہ سے خاص طور پر نقصان ہوا (Deflation) یا مقابلتاً کاغذی سکّے کی تحدید یا محدودیت مصنوعی کثرتِ زر کے خطرات کی روک تھام کے لئے استعمال کی گئی تھی۔

**مصوّری** (Painting) فنونِ لطیفہ میں سے ایک فن جس میں کاغذ، لکڑی، کرمچ یا دیوار کے پلستر پر رنگوں کی مدد سے موقلموں سے مرقعات اور تصویریں بنائی جاتی ہیں۔

گو اب زمانۂ قدیم کے مصوری کے شاہکار ناپید ہیں لیکن یہ بات ثابت ہے کہ اس زمانہ میں دیواروں اور روزمرہ کے استعمال کی چیزوں پر تصاویر بنائی جاتی تھیں۔ بتوں پر بھی رنگ روغن کیا جاتا تھا تاکہ وہ اصل کے مطابق ہو سکیں۔ یونانی اپنے گلدانوں وغیرہ پر اپنی روزمرہ کی زندگی سے متعلق تصاویر بناتے تھے۔ چین بھی مصوری میں مشہور رہا ہے۔ ایشیائی ممالک میں مانی اور بہزاد کا نام اس سلسلہ میں زندۂ جاوید ہے۔ طرزِ جدید کی مصوری اٹلی میں تیرھویں اور چودھویں صدی میں شروع ہوئی۔ روغنی رنگوں اور پانی کے رنگوں کی مصوری اس کے بہت بعد رائج ہوئی۔ ابتدا کے اطالوی مصور لکڑی کے تختوں پر ہلکا سا گیش ملا پلاستر چڑھانے کے بعد رنگوں کے سفوف میں انڈے کی زردی اور گوند ملا کر تصویریں بناتے تھے۔ پلاستر خشک ہونے سے پہلے جب رنگ آمیز کیا جاتا تو رنگ اور پلاستر یکجان ہو جاتے تھے۔ اس طریقہ کو فریسکو پینٹنگ کہتے ہیں۔ پلاستر خشک ہو جانے کے بعد رنگ استعمال کئے جائیں تو اسے سیکو پینٹنگ کہتے ہیں۔

اطالوی مصوروں نے چیزوں کے گوند، انڈے وغیرہ اور آدمام کے گوند اور روغنوں پر بہت تجربات کئے لیکن حقیقی معنوں میں روغنی رنگوں کی مصوری فلانڈرز میں ہیوبرٹ اور جان وان آئک نامی دو مصوروں نے شروع کی۔ وینس کے مصوروں نے بعد میں اس طریقہ کو کمال تک پہنچایا۔ روغنی رنگوں کے استعمال سے تصویر بناتے وقت آسانی سے برش کاغذ یا کرمچ پر حرکت کرتا ہے اور اعلیٰ قسم کی تصاویر آسانی سے بن جاتی ہیں۔

موجودہ زمانہ کے مصوروں کو رنگ مہیا کرنے میں دقت نہیں ہوتی کیونکہ نہایت عمدہ قسم کے روغنی رنگ شیشے کی نلیوں میں بھربھر ہوتے ہیں۔ مختلف رنگوں کے سفوف وغیرہ اور تمام اشیائے متعلقہ بازاروں میں آسانی سے دستیاب ہو جاتی ہیں۔

رنگ کرنے کے طریقے بہت سے ہیں۔ مشہور مصوروں میں سے چند ایک کے نام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں: گیوتو، میکائیل اینجلو، رافیل، روبنز، ریمبراں، ولاسکوئز، وان ڈائک، ورمیر، پوسین، کلاڈ، ہولبین، رینالڈز، گینس برو، ملائز، کونسٹیبل، ٹرنر، کوروٹ، مانیٹ، ہینز لنے، وان گوہ، گوگین، پکاسو، وسلر، سارجنٹ، اورپن اور آگسٹس جان۔

**مطالعہ کتب** (Books to Read) اس بارہ میں شائقین کتب کو مشورہ دینا بڑی ذمہ داری کا کام ہے کیونکہ مطالعہ کا انحصار بہت کچھ ذاتی ذوق اور شوق پر ہوتا ہے۔ ہر ملک اور قوم کی زبانیں مختلف ہیں۔ ان میں کچھ اعلیٰ درجے کے مصنف بھی ہوتے ہیں جن کی تصانیف، معیاری کتب کا درجہ رکھتی ہیں۔ کتابوں کے انتخاب میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ پہلا اصول یہ ہے کہ کتاب صحیح اور مستند زبان میں لکھی ہوئی ہو اور ادبی حیثیت سے بلند پایہ ہو۔ مدرسے کے طلبہ کو دلچسپ قصّے، کہانیوں اور ڈراموں کی کتابیں پڑھنا چاہئیں جو سبق آموز اور نتیجہ خیز بھی ہوں۔ فحش اور مخرّبِ اخلاق کتابوں اور رسالوں سے بچنا چاہئے۔

ان کتابوں کے علاوہ علمی اور فنی کتابوں کا مطالعہ بھی نہایت ضروری ہے۔ ان سے نہ صرف یہ کہ عام معلومات میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ اہلِ حرفہ اور تجارت پیشہ لوگ اپنے اپنے شعبۂ زندگی میں ان سے بیش بہا عملی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اپنے ملک کی تاریخ اور جغرافیے سے ہر شخص کو واقف ہونا چاہئے۔ بعد ازاں اگر موقع ملے تو تاریخِ عالم کے مختصر خاکے کا مطالعہ بھی کرے۔

جس مضمون یا فن سے دلچسپی ہو، اس کی چیدہ چیدہ کتابیں جمع کر کے شائقین کو اپنے پاس رکھنا چاہئیں۔ تاکہ ان کے اپنے اپنے ذاتی کتب خانے فراہم ہو جائیں۔

کہتے ہیں کہ یورپ اور امریکہ میں ہر پڑھے لکھے مزدور تک کے اپنے اپنے کتب خانے ہیں۔

## مطبع

(دیکھو چھاپے خانہ)

## مطعم بن عدی

مطعم بن عدی: ایک رئیس کفار مکہ میں سے تھے۔ وہ معاہدہ جس کے بعد آل ہاشم شعب ابی طالب میں تین سال محصور رہے اسے مطعم بن عدی ہی نے در کعبہ سے پھاڑ کر علیحدہ کیا تھا۔ اس کے بعد جو لوگ ہتھیار باندھ کر بنو ہاشم کو قید سے نکالنے کے لئے گئے ان میں یہ بھی تھے۔

حضورؐ جب سفر طائف سے واپس تشریف لائے تو اسی مطعم کے پاس پیغام بھیجا: "کیا تم مجھ کو اپنی پناہ میں لے سکتے ہو؟" چنانچہ مطعم کے بیٹے ہتھیار لگا کر حرم کی طرف گئے۔ مطعم نے خود حرم کے پاس جا کر اعلان کیا کہ: "حضورؐ میری پناہ میں ہیں"۔ حضورؐ نے حرم میں نماز ادا کی۔ اس کے بعد مطعم اور اس کے بیٹے اپنی تلواروں کے سائے میں حضورؐ کو آپ کے دولت کدہ تک پہنچا آئے۔

مطعم نے کفر کی حالت میں جنگ بدر سے پہلے وفات پائی۔ حضرت حسانؓ بن ثابت نے جو صحابی اور دربار رسالت کے شاعر بھی تھے، مطعم کا بھی مرثیہ لکھا ہے۔

## مطلق العنانی

مطلق العنانی۔ (Dictatorship) خود مختار حکمرانی۔ زمانہ قدیم میں سب بادشاہ خود مختار اور مطلق العنان ہوا کرتے تھے اگرچہ وہ عملاً ڈکٹیٹر ہی ہوتے تھے۔ تاہم وہ "بادشاہ" ہی کہلاتے تھے۔ قدیم روم میں حکومت جمہوری تھی لیکن خطرے کے وقت وہ ایک ایسے آدمی کا انتخاب کر لیتے تھے جو بہت قابل سیاست دان اور مدبر جرنیل ہوتا تھا۔ اس کو وقتی طور پر تمام اختیارات سپرد کر دیئے جاتے تھے اور وہ جب تک اپنے عہدے پر فائز رہتا سیاہ و سفید کا مالک ہوتا۔ یہ حالت بھی معیوب نہ تھی۔

اس کے بعد ایسا وقت آیا جب ڈکٹیٹر مقرر ہوتا تو وہ مالک ہی بن بیٹھتا اور لوگوں کے لئے مصیبت کا باعث بن جاتا۔ یہ حالت نہایت پریشانی کا موجب ہو جاتی۔ موجودہ زمانے میں چونکہ اکثر ممالک میں جمہوری حکومت کا دور دورہ ہے اس لئے اس قسم کے غاصب کو بری نظروں سے دیکھا جاتا ہے خواہ وہ جائز طور پر ہی خود مختار حکمران ہو۔ اس قسم کے ڈکٹیٹروں میں جرمنی میں قیصر ولیم اور ہٹلر، اٹلی میں مسولینی اور اسپین میں جنرل فرانکو ہیں۔ (دیکھو ڈکٹیٹر)

## مظاہر قدرت (Nature's Phenomena)

مظاہر، مظہر کی جمع ہے بمعنی ظاہر ہونے کی جگہیں، نظارے۔ مظاہر قدرت: قدرت کے نظارے، عجائبات عالم، نیچر کے خلائق۔

آسمان اور زمین، سورج اور چاند، رات اور دن، سال کے موسم وغیرہ سب مظاہر قدرت ہیں۔ چنانچہ نیچرل ہسٹری (Natural History) کا موضوع جس میں علم الحیوانات اور علم النباتات وغیرہ شامل ہیں، مظاہر قدرت کے مطالعہ پر ہی مبنی ہے۔

## مظفر علی قزلباش، نواب

مظفر علی قزلباش، نواب۔ پاکستان کے سابق سیاست دان اور آل پاکستان شیعہ کانفرنس کے صدر۔ ۹ دسمبر ۱۹۰۸ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ کالج لاہور میں تعلیم پائی۔ ۱۹۳۲ء میں لندن میں قانون کی تعلیم حاصل کرنے گئے۔ ۱۹۳۶ء میں انگلستان سے واپس آئے اور لاہور کے دیہی حلقے سے پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہو گئے۔ ۱۹۵۵ء تک آپ اسی حلقے سے مستقلاً اسمبلی کے رکن منتخب ہوتے رہے۔ ۱۹۴۰ء میں پنجاب کے وزیر اعلیٰ ملک خضر حیات ٹوانہ نے آپ کو پنجاب کی یونینسٹ وزارت میں شامل کر لیا اور مال کا محکمہ سپرد کیا۔ مارچ ۱۹۴۷ء میں آپ قائد اعظم کی دعوت پر دہلی گئے اور مسلم لیگ میں شمولیت کا اعلان کیا۔ آپ ۱۹۵۳ء میں ملک فیروز خاں نون کی صوبائی کابینہ میں شامل ہوئے۔ ۱۹۵۵ء میں قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ جولائی ۱۹۵۶ء میں جب سردار عبدالرشید نے نئی صوبائی کابینہ ترتیب دی تو نواب مظفر علی قزلباش بھی اس میں شامل تھے۔ اس کے بعد اکتوبر ۱۹۵۷ء میں مرکز کے وزارتی بحران کے بعد جب مسٹر اسماعیل چندریگر نے مسلم لیگ اور ری پبلکن پارٹی پر مشتمل مخلوط کابینہ تشکیل دی تو اس میں نواب مظفر علی کو ری پبلکن پارٹی کی طرف سے شامل کیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد جب مرکز میں ری پبلکن پارٹی کی وزارت بنی اور ملک فیروز خاں نون نے وزارت عظمیٰ کا عہدہ سنبھالا تو نواب صاحب کو بھی اس میں شامل کیا گیا۔ مارچ ۱۹۵۸ء میں آپ مغربی پاکستان کے وزیر اعلیٰ منتخب ہوئے اور فوجی انقلاب کے آنے تک اسی عہدے پر رہے۔

**مظہر جانجاناں**۔ مرزا جانجاناں نام۔ مظہر تخلص۔ ان کے والد شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے دربار میں صاحب منصب تھے۔ آپ ۱۱۱۱ھ میں کالا باغ علاقہ مالوہ میں پیدا ہوئے۔ باپ نے شمس الدین نام رکھا لیکن اورنگ زیب نے جان جاناں رکھا اور اسی نام سے آپ مشہور ہوئے۔ شعر گوئی کا شوق بچپن سے تھا۔ آپ فارسی کے ایک بلند پایہ شاعر تھے۔ چنانچہ آپ نے فارسی کا ایک دیوان بھی چھوڑا ہے۔ آپ نے اردو میں بھی طبع آزمائی فرمائی ہے۔ اور اردو کے بہت سے شعرا نے آپ کے دامن فیض میں تربیت پائی۔ لیکن اردو میں آپ کا پورا دیوان نہیں۔ کچھ غزلیں اور اشعار ہیں۔ آپ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے ایک صاحب نسبت بزرگ بھی تھے آپکی تربیت سے جناب غلام علی شاہؒ جیسے خدا رسیدہ بزرگ فیض یاب ہوئے۔

**معاذؓ بن جبل**۔ نام معاذ کنیت ابو عبدالرحمٰن امام الفقہا کنز العلماء اور ربانی القاب آپ کا قبیلہ خزرج تھا۔ ۱۸ برس کی عمر میں بعثت نبوی کے بارھویں سال ایمان لائے بڑے جلیل القدر صحابی تھے۔

حضرت عمروؓ بن جموح کسی زمانے میں بت پرست تھے۔ آپ روزانہ ان کے گھر میں داخل ہو کر لکڑی کا بت اٹھا لاتے اور اسے باہر گڑھے میں پھینک دیتے۔ وہ نیا بت بنواتے تو آپ پھر اٹھا لاتے۔ اس زمانے میں آپ کی عمر کچھ زیادہ نہ تھی۔

حضورؐ کو آپ سے بہت پیار تھا۔ اکثر اپنے ساتھ ایک ہی اونٹ پر انہیں بٹھاتے۔ دین اور بہت سے اسرار و رموز سے آپ کو آگاہ کیا۔ ہر وقت کی صحبت کے باعث حضورؐ سے اکثر احادیث سننے کا خوب موقع ملا جنہیں بعد میں آپ نے لوگوں تک پہنچایا آپ سے روایت شدہ احادیث کی تعداد ۱۵۰ ہے۔ آپ قرآن پاک کے بھی حافظ تھے۔

جنگ بدر اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں آپ نے برابر حصہ لیا۔ فتح مکہ کے بعد حضورؐ نے انہیں یمن کا حاکم بنایا۔ جب آپ مدینہ سے روانہ ہونے تو آپ اونٹ پر سوار تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیادہ ساتھ چل رہے تھے اور باہم باتیں ہو رہی تھیں۔ آئندگی کے وقت حضورؐ نے انہیں بتایا کہ شاید اب تم مدینہ واپس آؤ تو مجھے زندہ نہ پاؤ۔ یہ سن کر آپ زار و قطار رونے لگے۔ حضورؐ نے منع کیا اور تسلی دے کر رخصت کیا۔ ۹ھ میں آپ یمن کے حاکم بنے اور ۱۱ھ میں خود ہی اپنی مرضی سے چھوڑ کر چلے آئے۔ جب مدینہ پہنچے تو حضورؐ کا وصال ہو چکا تھا چنانچہ آپ نے اس کے بعد ملک شام میں سکونت اختیار کر لی۔

حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت میں انہیں شام میں عامل بنا کر بھیجا اور سلطنت کے اہم امور میں ان سے مشورہ کرتے تھے۔

حضورؐ سے محبت کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ آپ نے حضورؐ سے پوچھا کہ میں نے یمن میں دیکھا ہے کہ بعض لوگ بزرگوں کو سجدہ کرتے ہیں۔ کیا ہم بھی آپ کو سجدہ نہ کیا کریں۔ حضورؐ نے فرمایا "کہ اگر میں کسی انسان کے لئے سجدہ جائز کرتا تو عورت سے کہتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے"۔

علم قرآن و حدیث میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے اور ملک کے سب حصوں میں آپ نے سلسلہ درس و تدریس قائم کر رکھا تھا۔

بیت المقدس اور دمشق کے درمیان غور کے مقام میں ۳۸ سال کی عمر میں اور عین عالم شباب میں طاعون سے انتقال فرمایا۔

**معاشرتی تحفظ** (Social Security) ایسے مساعی جن کی رو سے زندگی معاشرت اور صحت و عافیت کے کم از کم معیار کو قانون سازی کے ذریعہ سے بحال رکھا جائے۔ برطانیہ میں یہ اصطلاح ۱۹۴۲ء کی بیورج رپورٹ کی بدولت مقبول ہوئی۔ چنانچہ اس رپورٹ کی تجاویز ۱۹۴۵ء کے فیملی الاؤنسوں کی سکیموں کی بنیاد بنیں اور اسی طرح نیشنل انشورنس صنعتی منفعات اور نقصانات، نیشنل ہیلتھ سروس، نیشنل امداد ۱۹۴۸ء کی سکیموں کے لئے پیش خیمہ ثابت ہوئیں۔ عمومی معاشرتی تحفظ کے قوانین کا رہنما نیوزی لینڈ کا ملک ہے۔ جہاں معاشرتی تحفظ کا ایک ہمہ گیر قانون ۱۹۳۹ء میں نافذ ہوا۔

پاکستان میں بھی معاشرتی تحفظ کے قوانین اور اصول و ضوابط معرض تشکیل میں آچکے ہیں۔

**معاشرتی علوم** (Social Sciences) انسانوں کے مختلف قسم کے باہمی تعلقات سے وابستہ علوم مثلاً حفظان صحت، اقتصادیات، معاشیات، تاریخ، سیاسیات

علم الاخلاق، جغرافیہ، نفسیات وغیرہ۔

**معاشرتی قوانین** - (Social Legislation) یہ قوانین عام طور پر قوم کی فلاح و بہبود کی خاطر منظور کئے جاتے ہیں۔ خاص طور پر کم آمدنی والے طبقوں کی اصلاح حال کے سلسلے میں مختلف طرح کے اقدام کئے جاتے ہیں اور انہیں مندرجہ ذیل سہولتیں بہم پہنچانے کا اہتمام کیا جاتا ہے:

(۱) مزدوروں کے اوقات کارکردگی اور معاوضے کا تعین کرنا۔

(۲) صحت عامہ اور مجلسی تحفظ کو فروغ دینا۔

(۳) بچوں سے محنت و مشقت کا کام لینے کی ممانعت یا اس میں باقاعدگی پیدا کرنا

(۴) عوام کی تعلیم کا اہتمام و انتظام کرنا۔

(۵) بہتر رہائش اور خوراک کا اہتمام وغیرہ

**معاشرہ** (Society) کثیر التعداد بنی نوع انسان کی وہ جماعتی زندگی جس میں ہر فرد کو رہنے سہنے اور اپنی ترقی حصول مقصد اور فلاح و بقا کے لئے دوسروں سے سابقہ پڑتا ہے اور جس ماحول سے کسی فرد بشر کو مفر نہیں۔ معاشرہ کہلاتا ہے۔ اس میں ہر فرد واحد اپنی اپنی جگہ اسی گروہ جماعت یا معاشرہ کا ایک جزو اور حصہ ہوتا ہے کیونکہ اسے اپنی ضروریات زندگی کے لئے دوسرے لوگوں یعنی معاشرہ سے وابستہ رہنا پڑتا ہے۔ چنانچہ معاشرہ قدرت کا تشکیل کردہ ہوتا ہے۔ وہ کسی خاص گروہ نے کسی محدود مقصد کی ایجاد نہیں ہوتا۔ بلکہ دنیا میں دور دراز علاقوں میں بسنے والے لوگوں کے باہمی روابط، اختلاط اور تعلقات پر استوار ہوتا ہے۔

چونکہ معاشرے کا ہر انسان کی زندگی پر گہرا اثر پڑتا ہے، اس لئے ہر مذہب کے پیرو اپنے اپنے مذاہب کی روشنی میں ہی اس کی ترقی اور استحکام کی بنیادیں استوار کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ مذہبی حمایت اور رہبری کے ذریعے معاشرے میں ایک پاکیزہ اور پایدار توازن پیدا ہو جائے اور وہ معاشرہ اپنے اندر رہنے والوں کے لئے ایک پرسکون اور صحت مند ماحول پیدا کر سکے۔

**معاملات** - اعمال کا وہ حصہ جس کا تعلق انسانوں کے باہمی میل جول یا معاشرتی تعلقات سے ہوتا ہے بالخصوص ایسے اعمال جن میں قانونی ذمہ داری کی حیثیت بھی ملحوظ

ہوتی ہے۔

**معاویہؓ بن ابی سفیان** (دیکھوامیر معاویہؓ)

**معاہدات نابالغان** - (Minors Contracts) اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ نابالغوں کے معاہدات کالعدم ہو جاتے ہیں۔ یہ اس صورت میں درست ہے جب کہ معاہدہ ادھار دیئے ہوئے روپے کی واپسی یا قرض دینے، یا ایسے سامان سے متعلق ہو جو ضروریات حیات میں داخل نہ ہو لیکن قانون اس کے برخلاف صاف طور پر یہ بیان کرتا ہے کہ ضروریات حیات جیسے خوراک، کپڑا اور رہائش کا انتظام جو نابالغ کی حیثیت کے مطابق ہو، اس کے لئے بھی وہ ذمہ دار ہے۔ نیز اگر اس نے شادی کرنے کا معاہدہ کیا ہے تو اس کی پابندی کی ذمہ داری بھی اس پر عائد ہوتی ہے یہ بھی یاد رہے کہ نابالغوں کے قرضہ جات ان کے ماں باپ سے وصول نہیں کئے جا سکتے تاوقتیکہ یہ ثابت نہ کر دیا جائے کہ وہ قرضے ان کی رضامندی اور اجازت سے لئے گئے تھے۔

**معاہدہ** ——— (Treaty) ———

یہ اصطلاح عام طور پر بین الاقوامی معاہدے کے لئے استعمال ہوتی ہے اور اس کا اطلاق بالخصوص اہم اور سیاسی نوعیت کے معاہدوں پر ہوتا ہے۔

**معاہدہ** - (Contract) کوئی معاہدہ یا اقرار جو دو آدمیوں یا کمپنیوں کے درمیان ہو۔ ایسے معاہدے یا اقرار نامہ کی شرائط رجسٹری کرائی جاتی ہیں اور بد عہدی کرنے والے کے خلاف عدالت میں چارہ جوئی کی جا سکتی ہے۔

**معاہدہ** (Agreement) معاہدات زبانی بھی ہوتے ہیں اور تحریری بھی۔ تحریری معاہدات دستاویز کی شکل میں ہونے چاہئیں جن پر فریقین کے دستخط اور مہر لگی ہوئی ہو۔ مہر لاکھ کی یا کاغذ کی بنی ہوئی ہوتی ہے اور معاہدہ کنندہ کے دستخط کے مقابل لگائی جاتی ہے۔

شرائط: (Considerations) معاہدے میں شرائط کا ذکر کر دینا چاہئے۔ کفالت نامہ اس سے مستثنیٰ ہے کسی معاہدے کے خلاف اگر قانونی چارہ جوئی کی جائے تو عدالت شرائط کے بارے میں کوئی باز پرس نہیں کرتی۔

جب تک کہ ایک فریق دوسرے پر وجوہ کہ دہی کا الزام عائد نہ کرے۔ معاہدہ ڈاک کے ذریعے بھی پایۂ تکمیل کو پہنچ سکتا ہے۔ بشرطیکہ خط و کتابت میں تمام شرائط مفصّل تحریر کر دیئے جائیں۔

دستاویز (Deeds) اس قسم کی دستاویز پر مہر کرنے والا مہر پر انگلی رکھ کر کہتا ہے "میں اسے اپنا فعل اور دستاویز جان کر دیتا ہوں"۔ فریقین کے لئے دستاویز پر عمل کرنا ضروری ہے۔ مثلاً عطیے کی دستاویز۔ اگرچہ اس میں کوئی شرط نہ ہو۔ لیکن کوئی معاہدہ زبانی ہو یا تحریری یا جس پر مہر نہ ہو، اس کی تائید کے لیے شرائط کا ہونا ضروری ہے۔ اس کی نظیر یوں سمجھئے کہ ایک شخص تحریری طور پر کسی کو کچھ دینے کا عہد کرتا ہے اور تحریر پر دستخط بھی کر دیتا ہے۔ پھر بھی قانونی طور پر وہ اس کا پابند نہیں۔ جس شخص کے ساتھ عہد کیا گیا ہے وہ قانوناً اس تحریر کو نافذ نہیں کرا سکتا لیکن اگر کوئی ایسا معاہدہ ہو جس میں دو شخص باہم دو چیزوں کا مبادلہ کریں تو وہ دونوں اس کے پابند ہوں گے۔

## معاہدۂ انگلستان، فرانس اور ترکی۔

(Anglo-French-Turkish Treaty) یہ معاہدہ ان ہر سہ ممالک میں ایک دوسرے کی باہمی امداد کے سلسلے میں ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۹ء کو طے پایا تھا۔ اس کی رو سے برطانیہ اور فرانس نے ترکی پر حملہ ہو جانے کی صورت میں اس کی امداد کا وعدہ کیا تھا اور ترکی نے ان ہر دو کی اس صورت میں امداد کا وعدہ کیا جب کہ ان پر کوئی یورپی حکومت حملہ کرے یا جس سے بحیرۂ روم کی جنگ شروع ہو جائے یا ان میں سے کوئی ان رعایات کی پاسداری کی بنا پر جنگ میں الجھ جائے جو انہوں نے رومانیہ اور یونان سے کئے تھے۔

بہرحال اس معاہدے کی رو سے ان ممالک کی روس سے جنگ کی صورت میں ترکی کی غیر جانبداری متصور تھی۔

معاہدۂ بغداد (دیکھو بغداد پیکٹ)

معاہدہ سعد آباد (دیکھو میثاق سعد آباد)

## معاہدۂ شمالی اوقیانوس (North Atlantic Treaty Organisation)

پورا نام شمالی اوقیانوس کے معاہدین کی تنظیم ہے اور یہ اس معاہدہ کی رو سے معرض وجود میں آئی جو اپریل ۱۹۴۹ء کو ۱۲ ملکوں کے مابین طے پایا۔ ان حکومتوں کے نام حسب ذیل ہیں:

امریکہ، برطانیہ، فرانس، کینیڈا، ہولینڈز، لکسمبرگ، بلجیم، اطالیہ، آئس لینڈ، ڈنمارک، ناروے اور پرتگال۔

میثاق اوقیانوس کی شرائط طے کرنے اور قلم بند کرنے والی پہلی سات حکومتیں تھیں جن کے ساتھ باقی ممالک بعد ازاں اس معاہدہ میں شامل ہو گئے اور انہوں نے باہم یہ طے کیا کہ اگر معاہدین میں سے کسی ایک پر فوجی حملہ ہوا تو باقی ممالک اس کی مدد کریں گے۔ اب ترکیہ بھی اس تنظیم میں شامل ہو چکا ہے۔

## معاہدۂ عمرانی۔ (Social Contract)

یہ فرانس کے نامور مفکر روسو (Rousseau) کی شاہکار تصنیف ہے۔ جس میں اس نے انسان کے زمانہ پیدائش سے اسے آزاد قرار دیا اور کہا کہ حکومت وقت کو حکمرانی کا حق صرف اسی صورت میں پہنچتا ہے جب وہ عوام کو معاشی تحفظ اور جسمانی حفاظت بہم پہنچائے۔ انگریزوں کا دعویٰ ہے کہ روسو سے بیشتر یہ نظریات ہابس (Hobbes) اور لاک (Locke) نے اپنی تحریروں میں بیان کئے ہیں مگر اس سے وہ بھی اتفاق کرتے ہیں کہ دلائل کے پیش کرنے میں جو زور بیان روسو نے پیش کیا ہے وہ کوئی اور پیش نہیں کر سکا۔

## معاہدۂ کیلاگ برانڈ۔ (Kellog Briand Pact)

معاہدات لوکارنو (Locarno Treaties) کے طے پا جانے کا فرانس پر بھی اثر ہوا اور اس کے وزیر خارجہ ارسٹائیڈ برانڈ (Aristide Briand) نے اعلان کیا کہ وہ بھی امریکہ کے ساتھ معاہدہ کر کے دونوں ممالک کے درمیان جنگ کو خلاف قانون قرار دینا پسند کرے گا۔ اس کے جواب میں امریکی وزیر خارجہ نے تجویز پیش کی کہ اس معاہدہ پر دستخط کرنے کے لئے دوسرے ممالک کو بھی دعوت دی جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۹۲۸ء میں ۱۵ ریاستوں نے معاہدہ کیلاگ برانڈ پر دستخط کئے اور کچھ عرصہ بعد مزید ۴۰ حکومتوں نے اس معاہدے کا پابند ہونے کا اعلان

کردیا۔ اس طرح اس عہد نامے کے ذریعہ دنیا کی بڑی بڑی حکومتوں نے "قومی مقاصد کے حصول کی خاطر جنگ کو آلۂ کار نہ بنانے" کا اعلان کردیا۔ معاہدہ کیلاگ برآنند کو معاہدہ کیلاگ بھی کہتے ہیں۔

## معاہدۂ لوزان (Treaty of Lausanne)

اس معاہدے کی رو سے ۱۹۲۳ء میں پہلی جنگ عظیم کے بعد ترکیہ اور اتحادیوں کے مابین شرائط صلحنامہ طے ہوئیں۔ قبل ازیں ۱۹۱۸ء میں ترکیہ کے غیر مشروط طور پر ہتھیار ڈالنے کے بعد سیورے (Sevres) کے مقام پر ۱۹۱۹ء میں ایک صلحنامہ پر دستخط کیے گئے تھے لیکن چونکہ اس کی رو سے سمرنا کا علاقہ یونانیوں کی تحویل میں دینا قرار پایا تھا اس لئے انگورہ کے ترکوں نے اس صلحنامہ کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا اور یونانی فوجوں پر حملہ کرکے انہیں ایشیائے کوچک سے باہر دھکیل دیا۔ معاہدہ لوزان کی رو سے مشرقی تھریس مع ایڈریا نوپل ترکیہ کو، عراق برطانیہ کو، شام فرانس کو مل گیا اور فلسطین برطانیہ کی تولیت میں دے دیا گیا۔ اس کے علاوہ عرب کے بارے میں ترکیہ اپنے دعووں سے دست بردار ہوگیا۔ معاہدہ کی ایک اہم دفعہ یہ بھی تھی کہ درّ دانیال (Dardanelles) آزاد رہے گا مگر بعد ازاں ۱۹۳۶ء کی مانٹرو کنونشن (Montreux — Convention) نے آبنائے دانیال میں ترکیہ کو قلعہ بندیاں بنانے کی اجازت دے دی۔

## معاہدۂ لوکارنو۔ (Locarno Treaties)

معاہدوں کا وہ سلسلہ جو ۱۹۲۵ء میں برطانیہ، فرانس، جرمنی، اطالیہ اور دیگر طاقتوں کے مابین لوکارنو واقع سوئٹزرلینڈ کے مقام پر ہوا۔ ان عہد ناموں میں یہ طے پایا کہ معاہدین ایک دوسرے کے خلاف لشکر کشی سے احتراز کریں گے اور کسی قسم کی جارحیت کا ارتکاب نہیں کریں گے۔ بالخصوص رائن لینڈ میں۔ مگر ان معاہدات کو ۱۹۳۶ء میں جرمنی نے توڑ ڈالا اور اس نے اعلان کیا کہ فرانس اور روس کے درمیان معاہدہ ہوجانے کے بعد جرمنی اب اپنے آپ کو معاہدات لوکارنو کا پابند نہیں سمجھتا۔

## معاہدۂ مصر و انگلستان۔ (Anglo-Egyptian Alliance)

(دیکھو انگریزی مصری اتحاد۔ نیز مصر و انگلستان کا معاہدۂ اتحاد۔

## معاہدۂ میونخ (Munich Agreement)

۲۹ ستمبر ۱۹۳۸ء کو برطانیہ، فرانس، جرمنی اور اطالیہ کے مابین چیکوسلوواکیہ (Czechoslovakia) کی جرمن نژاد اقلیتوں کے بارے میں یہ معاہدہ ہوا جس کی رو سے قرار پایا کہ چیکوسلوواکیہ ان اقلیتوں کے علاقے کو جو سوڈیٹن لینڈ (Sudeten-land) کہلاتا تھا، ہٹلر کی حکومت کے حوالہ کردے گا۔ جرمن نژاد بارھویں اور تیرھویں صدی کے دوران چیکوسلوواکیہ کے صوبوں بوہیمیا (Bohemia) اور موریویا (Moravia) کے غیر آباد پہاڑوں میں ان صوبوں کے فرمانرواؤں کے ایما پر آکر آباد ہوتے تھے۔ اٹھارھویں اور انیسویں صدی کے درمیان ان لوگوں نے اپنی محنت سے ان علاقوں کو یورپ کے سب سے زیادہ ترقی یافتہ علاقوں کی صف میں لا کھڑا کیا۔ جس سے چیکوسلوواکیہ کے اصل باشندوں اور ان کے تعلقات کشیدہ ہوگئے اور جب پہلی جنگ عظیم کے بعد عہد نامہ ورسیلز کی رو سے انہیں چیکوسلوواکیہ کی تحویل میں دیا گیا تو ان کو سخت ناگوار خاطر ہوا۔

## معاہدہ ورسیلز (Versailles Treaty)

۲۸ جون ۱۹۱۹ء کو پیرس کے نزدیک ورسیلز کے مقام پر اتحادیوں اور جرمنوں کے درمیان یہ معاہدہ صلح طے پایا۔ اس کے ۱۵ حصے تھے جن میں سے اہم یہ ہیں:

(۱) انجمن اقوام کا قیام

(۲) جرمنی کی حدود کا تعین جس کی بنا پر پوزن کا علاقہ پولینڈ کو اور السکا اور لورین فرانس کو اور مولوے بلجیم کو دے دیئے گئے۔ سار کی وادی پندرہ برس تک انجمن کے ماتحت رکھا گیا۔ بالائی سیلیشیا اور شمالی شلسوگ وغیرہ میں استصواب رائے سے فیصلہ کیا گیا۔

(۳) آسٹریا کی آزادی کو تسلیم کرلیا گیا۔ رائن لینڈ میں سے فوجیں نکال لی گئیں اور سار کی کانیں فرانس کو دے دی گئیں۔

(۴) جرمنی کی نوآبادیاں انجمن اقوام کے زیر انتداب رکھی گئیں۔

(۵) جرمنی کو غیر مسلح کردیا گیا۔ اس کی فوجی طاقت صرف ایک لاکھ آدمیوں تک محدود کردی گئی اور اس کی بحری فوج صرف چند سالانہ جہازوں تک محدود کردی گئی۔

(۶) جرمنی نے تاوانِ جنگ کی ادائیگی قبول کی۔ وغیرہ وغیرہ۔

## معاہدے کی جزوی تکمیل (Part Performance)

زبانی معاہدہ قابلِ نفاذ ہے۔ بشرطیکہ جزوی طور پر اس کی تکمیل ہو چکی ہو۔ فرض کرو کہ ایک مکان کی خرید و فروخت کے بارہ میں بائع اور مشتری کے درمیان زبانی معاہدہ ہوا ہے۔ ان دونوں میں سے ہر ایک کو اس کے نفوذ کا حق حاصل ہے۔ بشرطیکہ بائع نے مکان کا قبضہ دینے کی شرط کی ہو لیکن بیعانے یا مکان کی جزوی قیمت کی ادائیگی بذات خود معاہدے کی تکمیل نہیں ہوگی۔ نیلام کرنے والا نیلام کرتے وقت خریدار اور فروخت کنندہ دونوں کا وکیل ہوتا ہے۔ لہٰذا فروخت کی شرائط کے دونوں فریق پابند ہوتے ہیں۔ کیونکہ نیلام کنندہ فروخت کی شرائط پر دونوں کے دستخط لے لیتا ہے۔

## معاہدے کی خلاف ورزی۔ (Breach of Promise)

مدعا علیہ اگر غیر شادی شدہ ہو تو اس کے خلاف معاہدہ کی خلاف ورزی کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے۔ اگر بغیر کسی معقول وجہ کے معاہدہ توڑنے کی کوشش کی جائے یا باوجود شادی کی یاد دہانی کے عہد نامہ پورا کرنے کی کوشش نہ کی جائے تو مدعی کو قانونی چارہ جوئی کا حق حاصل ہے لیکن اسے اپنے دعوے کے اثبات میں معقول ثبوت پیش کرنا ہوگا۔ معاہدہ کی خلاف ورزی اور چارہ جوئی کی کارروائی کے درمیان معقول مدت گزر جانی چاہیے۔ شادی اور نکاح کے عہد ناموں میں اگر کسی فریق نے زبردستی کی ہو تو وہ واجب التعمیل نہ ہوگا۔ نہ ہی فریب دہی اور حسب و نسب اور سابقہ زندگی کے بارہ میں غلط بیانی فریق ثانی کو پابند بنا سکتی ہے۔ نیز اگر مدعی نا قابل انتقال ہو یا کسی لا علاج مرض کا شکار ہو تو بھی ایسا معاہدہ کالعدم ہو جاتا ہے۔

**معتصم باللہ بن ہارون**۔ خلیفہ ہارون الرشید کا بیٹا جس نے ۸۳۳ء سے ۸۴۲ء تک حکومت کی۔ ترکی محافظوں کا دستہ خراسانی سپاہ کے مقابلے پر مقرر کیا اور بالآخر اسی دستے کے خدشہ کے باعث ۸۳۶ء میں اپنا دارالخلافہ بغداد سے سامرہ (سُرّ من رائی) میں منتقل کر لیا۔ چنانچہ سُرّ من رائی (جو دیکھے سو خوش) کے الفاظ اس وقت کے عباسی سکوں پر بھی نقش ہیں۔ المعتصم کے بیٹے المتوکل نے ۸۴۷ء سے ۸۶۱ء تک حکومت کی۔

**معتمد علی اللہ**۔ اندلس کے مشہور اور ممتاز خلیفہ کا نام المعتضد کا بیٹا تھا۔ عہد حکومت ۱۰۶۹ء سے ۱۰۹۱ء تک تھا۔ خلفائے اندلس میں سب سے بڑھ کر شاندار، ہر دلعزیز اور طاقتور حکمران تھا۔ قرطبہ (Cordova) کو اپنی مملکت میں ضم کیا۔ المعتمد جذباتی اور شاعرانہ طبیعت کا مالک تھا بےشمار قصے اس کی عیش و عشرت، رنگا رنگی ضیافتوں اور رومانی مشاغل کے بارے میں مشہور ہیں۔ ممتاز شاعر ابن عمار المراکشی کو وزیر بنایا۔ ملکہ اعتماد نہایت مدبر اور حسین خاتون تھیں کہتے ہیں کہ اسی نام سے خلیفہ نے اپنا المعتمد کا خطاب تجویز کیا تھا۔ اس کی خلافت کے آخری دن ابتدائی ایام کے برعکس خفت و ذلت کا مجموعہ تھے۔ چنانچہ یوسف بن تاشفین اور مسیحی حریفوں نے اس پر زندگی اجیرن بنا دی۔ المعتمد کو گرفتار کر کے مراکو بھیج دیا گیا جہاں اس نے زندگی کے آخری ایام حراست میں گزارے اور اپنا وقت افلاس و عسرت کے عالم میں بسر کیا۔ ملکہ اعتماد اور خلیفہ کی بیٹیاں بقول مورخین اپنی معاش سوت کات کر پیدا کرتی تھیں۔ ۱۰۹۵ء میں اغمات کے مقام پر نہایت اندوہناک حالات میں وفات پائی۔

**معجزہ**۔ کسی ایسے واقعہ کا ظہور پذیر ہونا جو انسانی عقل و فکر سے بالاتر ہو۔ اللہ تعالےٰ اپنے انبیاء و مرسلین کو صداقت کے اظہار کے لئے ایسے معجزے عطا کرتا ہے جنہیں دیکھ کر لوگ دنگ رہ جاتے ہیں۔ قرآن پاک میں انہیں آیات کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ مختلف پیغمبروں کو مختلف معجزے عطا ہوئے تھے تاکہ ان کے ذریعہ، وہ خدا کی قدرت کا لوگوں پر اظہار کر سکیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آگ سے محفوظ رہنا۔ حضرت صالحؑ کی اونٹنی کا پہاڑ سے پیدا ہونا۔ حضرت سلیمانؑ کا دیووں، ہوا اور جانوروں پر قابو پانا۔ حضرت موسیٰؑ کا عصا اور ید بیضا۔ حضرت عیسیٰؑ کا قم باذن اللہ کہہ کر مردوں کو جلا دینا، انہیں معجزات کی چند مثالیں ہیں جن کا تذکرہ قرآن پاک میں بھی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سب سے بڑا معجزہ خود قرآن پاک ہے کیونکہ خود اس کے اندر دعوے

کیا گیا ہے کہ اگر مخالفین سچے ہیں تو اس جیسی ایک ہی سورۃ بنا لائیں۔ اس کے علاوہ معراج، شق القمر اور دوسرے معجزات بھی حضورؐ کے ہیں۔ معجزہ کی خصوصیات یہ ہیں:

(۱) خدا کی طرف سے ہو۔
(۲) عام انسانی عقل و فکر سے بالاتر ہو۔
(۳) اس کا ابطال ناممکن ہو۔
(۴) یہ ثابت کرنے کے لئے ہو کہ آپ سچے پیغمبر ہیں۔
(۵) اعلان اور دعویٰ کے مطابق ہو۔
(۶) لوگوں پر یہ اثر ہو کہ وہ آپ کو سچا پیغمبر مان لیں۔

**معجمُ البلدان**۔ دورِ عباسی کے خاتمے پر دنیائے اسلام کے سب سے بڑے جغرافیہ دان یاقوت بن عبداللہ الحموی نے عالمگیر شہرت حاصل کی۔ یاقوت کا زمانہ ۱۱۷۹ء سے ۱۲۲۹ء تک کا ہے۔ معجم البلدان (جغرافیائی ڈکشنری) انہی کی تصنیف ہے۔ نیز معجم الادبا، نام کی علمی ڈکشنری اور علماء اور ادبا کا تذکرہ بھی انہی کی تصنیف ہے۔

پیدائش ایشیائے کوچک، والدین یونانی النسل، بغداد میں حماۃ کے ایک تاجر نے ان کی پرورش اور تعلیم و تربیت کی۔ اسی لئے حموی کے نام سے مشہور ہیں۔ معجم البلدان کا مسودہ موصل میں ۱۲۲۴ء میں مکمل ہوا اور اس کی آخری تدوین ۱۲۲۹ء میں حلب میں ہوئی۔ وفات بھی اسی سال واقع ہوئی۔

معجم البلدان میں مقامات کے نام حروف تہجی کی ترتیب سے ہیں۔ جغرافیائی واقفیت کے علاوہ، یہ ڈکشنری تاریخ، نیچرل سائنس اور انسانی نسلوں کے علم کا بھی بے نظیر ماخذ ہے۔

**معدنیات** - (Minerals) معدنیات، قدرتی مواد ہیں جو ایک خاص کیمیائی امتزاج کی حامل ہوتی ہیں ان میں اکثر کرسٹل کی ہوتی ہیں اور اسی وصف میں وہ چٹانوں سے مختلف ہوتی ہیں۔ معدنیات کی گروہ بندی، بیشتر ان کی کیمیائی ترکیب پر موقوف ہوتی ہے مثلاً بنیادی طور پر وہ معدنی نمک اور کیمیائی امتزاج کی حامل ہوں وغیرہ وغیرہ۔ اقتصادی اہمیت کی جو معدنیات ہوتی ہیں، ان کے خواص کی واقفیت بھی اشد ضروری ہوتی ہے۔

**معدہ** - (Stomach) معدہ اور آنتیں انسانی جسم کے بہت ہی اہم اعضا ہیں۔ یہ ایک معمل ہے جہاں ہماری کھائی ہوئی غذا نظلے سے جدا ہوتی ہے اور جزو بدن بن کر خون میں شامل ہوتی ہے۔ معدے میں کسی قسم کا کوئی فتور پایا جائے تو پورے بدنی نظام میں کوئی نہ کوئی تکلیف پیدا ہوتی رہے گی۔ چنانچہ بدہضمی کا اثر ان اعضا پر بھی ہوتا ہے جو اصل مقام تکلیف یعنی معدے سے بہت دور ہیں۔ اس کا ایک بدیہی علاج یہ ہے کہ ناموافق غذا سے احتراز کیا جائے۔ بدہضمی کی معمولی شکایت ہو تو گرم پانی کا استعمال مفید ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں بائی کاربونیٹ آف سوڈا کا استعمال بھی فائدہ دیتا ہے۔ اگر تکلیف زیادہ اور دیر سے چلی آ رہی ہو تو بسمتھ کا استعمال کرنا چاہئے۔ بسمتھ پیٹ کے مزاج کو بھی مفید ہے۔ اگر تکلیف بہت ہی شدید ہو تو فوراً ماہر ڈاکٹر کو بلوانا چاہئے۔

ورم زائدہ یا پیڑو کی سوزش جیسی انتہائی شدید شکایت پیدا ہو جائے تو فوراً ماہر طبیب سے مشورہ کرنا چاہئے۔ ورم زائدہ کی پہلی علامت یہ ہے کہ درد شکم میں اوپر کی طرف کو ہوتا ہے اور یہ دائیں جانب کا رخ کرتا ہے یعنی پہلے مقام درد سے کسی قدر نیچے کی طرف۔ پھر انتہائی تکلیف دہ ہو جاتا ہے۔ مریض افاقہ حاصل کرنے کے لیے دائیں ٹانگ اوپر کو کھینچتا ہے۔ بھوک نہیں لگتی۔ طبیعت مضمحل رہتی ہے اور بخار بھی ہو جاتا ہے۔

**معراج** - معراج کے لغوی معنی سیڑھی یا اوپر چڑھنے کے لیے آلہ، ذریعہ وغیرہ۔ اصطلاحاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمانوں پر جانا۔ سورہ بنی اسرائیل کی ابتدائی آیات میں حضور صلعم کے مسجد الحرام سے مسجد اقصےٰ تک رات کے کچھ حصے میں سفر کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ مسجد اقصیٰ کے بارے میں بعض علماء کا خیال ہے کہ وہ ساتویں آسمان پر واقع ہے لیکن حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ پہلے بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ پر تشریف لے گئے اور وہاں سے آسمانوں پر جا کر جنت و دوزخ کی سیر فرمائی۔ معراج کے بارے میں مختلف روایات ہیں جن میں جزوی اختلاف ہے لیکن اس پر عام اتفاق ہے کہ حضرت جبرئیل براق لے کر آپ کے پاس تشریف لائے اور آپ اس پر سوار ہو کر سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے۔ اس جگہ حضرت جبرئیل اور براق دونوں رہ گئے اور آپ رفرف پر سوار ہو کر آگے تشریف لے گئے حتیٰ کہ خدا نے تعالےٰ اور آپ میں

بہت کم فاصلہ رہ گیا یہ ایک ایسا مرتبہ ہے جو کسی اور نبی کو حاصل نہیں ہوا اور یہ شرف انسانیت کا سب سے بڑا کمال ہے جو خدا کی مخلوق میں جس میں ملائک، جن، انسان سبھی شریک ہیں سوائے حضور صلعم کے اور کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ پنجگانہ نماز بھی اسی رات فرض ہوئی۔

معراج کی رات ۲۷ رمضان یا ۲۷ ربیع الاول بھی بیان کی جاتی ہے لیکن بالعموم رجب کی ستائیسویں شب پر سب کا اتفاق ہے۔ معراج جسمانی اور معراج روحانی کے بارے میں بھی بعض علماء کا اختلاف ہے۔

**معرفت**۔ عربی لفظ، مونث ہے بمعنی پہچان، شناخت۔ اصطلاح میں علم الٰہی، خدا شناسی، فیض، روحانی کا ادراک۔ عوامی زبان میں ذریعہ، وساطت، اپنی واسطہ۔

معرفت تصوف میں ایک اصطلاح ہے جس سے مفہوم خدا شناسی اور معرفت الٰہی ہے اور یہ معرفت الٰہی سالکین راہ سلوک کی اپنی اپنی استعداد اور سعادت پر منحصر ہے۔ اس معرفت الٰہی کی کوئی حد و حصر نہیں سوائے اعتراف عجز کے جیسا کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا تھا کہ "پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی معرفت کی طرف سوائے اعتراف عجز کے اور کوئی راہ تجویز نہیں فرمائی"۔

**معقل، نہر**۔ یہ نہر حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بصرہ میں کھودی گئی تھی۔ زیاد بن ابی سفیان نے اپنی گورنری کے زمانہ میں اسے دوبارہ کھدوا کر صاف کرایا اور کارآمد بنایا۔

**معمّا**۔ عربی لفظ ہے جو اندھیری میں ہو، پوشیدہ بات، پیچیدہ بات، عقدہ۔ اصطلاح میں چیستان، حل طلب امر۔ معمّا حل کرنا، پہیلی بوجھنا، پیچیدہ یا مشکل بات سلجھانا۔ معمّا کھلنا، عقدہ کھلنا، پوشیدہ راز کا کھلنا۔

پیچیدہ سوال یا مسئلہ یا شکل یا کھیل جس سے ذہانت آزمانا مقصود ہو۔ مختلف رسالے معموں کا اعلان کرتے ہیں اور ان کے صحیح حل کے لئے انعامات بھی دیتے ہیں۔

**معنؓ بن عدی**۔ نام معن، قبیلہ بابلی، عقبہ ثانیہ میں مسلمان ہوئے اور حضرت عمرؓ کے بھائی حضرت زیدؓ سے مواخات ہوئی۔ تمام غزوات میں نبی اکرم کے ہم رکاب رہے

سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت عمرؓ سے جن دو نیک بندوں کے ملنے کا ذکر آیا ہے، ان میں سے ایک آپ ہیں۔ انہوں نے ہی حضرت عمرؓ کو خلافت کے بارے میں انصار کے فیصلے سے آگاہ کیا تھا۔ حضرت ابو بکرؓ کے عہد خلافت میں حضرت خالدؓ کے ہمراہ مرتدین کی مہم میں بھی آپ گئے تھے۔ اور دو سو سواروں کو لے کر یمامہ آئے تھے۔

مسیلمہ کذاب کی جنگ (جنگ یمامہ) میں شہید ہوئے۔

## معیاری وقت (Standard Time)

اس کی اساس گرینچ واقع انگلستان کے اوسط وقت (Greenwich Mean Time-G. M. T.) پر ہے۔

زمین اپنے محور پر چوبیس گھنٹوں میں ایک بار پورا چکر لگاتی ہے یعنی ۳۶۰ درجے گھومتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ زمین ایک گھنٹہ میں ۱۵ درجے گھومتی ہے۔ ٹھیک دوپہر اس وقت ہوتی ہے جب کہ سورج سمت الراس یعنی عین سر پر ہوتا ہے۔ چونکہ زمین کی محوری گردش مغرب سے مشرق کی طرف ہے اس لئے ان مقامات میں جو گرینچ کے مشرق میں واقع ہیں گرینچ سے پہلے دوپہر ہو جاتی ہے۔ گرینچ کا طول بلد صفر درجہ ہے جب گرینچ میں دوپہر ہوتی ہے تو جو مقامات وہاں سے ۹۰ درجے مشرق کی طرف واقع ہیں (جیسے پاکستان کے مقامات) وہاں شام کے چھ بجے کا وقت ہوتا ہے یہ گرینچ کا اوسط وقت (G. M. T.) کہلاتا ہے اور گرینچ کے مغرب میں ۹۰ درجہ طول بلد پر جو مقامات واقع ہیں (جیسے میکسیکو) وہاں صبح کے چھ بجے کا وقت ہوتا ہے۔

اگر گرینچ کے مشرق میں جہاز پر سفر کیا جائے تو ہر ۱۵ درجہ طول بلد کی مسافت طے کرنے کے بعد گھڑی کو ایک گھنٹہ آگے کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ اس حساب سے جب مسافر ۱۸۰ درجہ مشرق میں پہنچ جائے گا تو وہ اپنی گھڑی کو بارہ گھنٹے آگے کر چکا ہوگا۔ اسی طرح مغرب میں سفر کرتے وقت ہر ۱۵ درجہ طول بلد کے بعد گھڑی کو ایک گھنٹہ پیچھے کرنا پڑے گا حتی کہ ۱۸۰ درجہ طول بلد تک پہنچتے پہنچتے گھڑی بارہ گھنٹے پیچھے ہو جائے گی ۱۸۰ درجہ مشرق اور ۱۸۰ درجہ مغرب در اصل ایک ہی خط طول بلد ہے اور یہ خط بین الاقوامی تاریخ کا خط (International Date Line) تصور کیا جاتا ہے

چنانچہ اگر مشرق کی سمت میں جانے والے جہاز نے اس لائن کو جمعہ کے دن عبور کیا ہے تو اگلے دن کو بھی یہ جہاز جمعہ ہی شمار کرے گا۔ اس کے برعکس اگر کوئی جہاز مغرب کی سمت میں جا رہا ہے اور وہ جمعہ کو اس بین الاقوامی تاریخ کے خط کو عبور کرے گا تو اس کا اگلا دن ہفتہ کی بجائے اتوار ہو گا کیونکہ جہاز مغرب کی سمت چلتے چلتے ایک دن پیچھے رہ گیا تھا۔

**معیقیبؓ بن ابی فاطمہ دوسی۔** نام معیقیبؓ قبیلہ ازد (جو بنو عبد شمس کا حلیف تھا)

آپ دعوت اسلام کے ابتدائی ایام میں مسلمان ہوئے اور کفار مکہ کے مظالم سے تنگ آ کر حبشہ کو ہجرت کی جہاں سے جنگ خیبر کے ایام میں مدینہ چلے آئے اور تمام غزوات میں حصہ لیا۔

حضورؐ کی زندگی میں نبوت کی مہر انہی کے قبضہ میں رہتی تھی۔ اسی بنا پر حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ آپ کا خاص خیال رکھتے تھے۔ چنانچہ ان دونوں خلفاء کے زمانہ میں مہر نبوت اور صیغہ مالیات بھی انہی کے پاس رہا اور بیت المال کے خزانچی بھی یہی رہے۔

انہیں جذام کا مرض تھا۔ اس لئے لوگ ان سے پرہیز کرتے تھے۔ مگر حضرت عمرؓ ان کو اپنے ساتھ دسترخوان پر بٹھا کر کھانا کھلاتے تھے۔

جناب فاروق اعظمؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں ان کے علاج میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا اور دور سے اطباء کو بلا کر علاج کرایا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر میں دو یمنی طبیبوں سے علاج کرایا جس سے مرض تو زائل نہ ہوا مگر مرض کے اور بڑھنے کا خطرہ ٹل گیا۔ جناب عثمانؓ بن عفان کے زمانہ خلافت میں بھی مہر نبوت آپ ہی کے پاس رہتی تھی اور آپ ہی کے ہاتھ سے کنوئیں میں ایسی گری کہ پھر نہ ملی اور اسی عہد خلافت میں آپ کا انتقال بھی ہوا۔ — اولاد میں صرف محمد بن معیقیبؓ کا پتہ چلتا ہے۔ انہوں نے آپ سے روایت بھی کی ہے۔

آپ لکھنا پڑھنا خوب جانتے تھے۔ حضورؐ سے اکثر احادیث بھی آپ نے روایت کی ہیں۔

**معین الدّین چشتیؒ، خواجہ۔** پیدائش ۵۳۷ھ / ۱۱۴۲ء وفات ۶۳۳ھ / ۱۲۳۶ء

حضرت خواجہ معین الدین محمد چشتی چشتیہ طریقت اور سلسلہ کے بانی۔ بہت بڑے درویش اور ولی۔ جن کے معتقد ہندوستان اور پاکستان بھر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ علاقہ سیستان کے رہنے والے تھے۔ پندرہ برس کی عمر میں باپ کا انتقال ہو گیا۔ اس لئے پہلے خراسان کے بعض شہروں میں پھرتے رہے اور پھر بغداد آ گئے۔ اس دوران صوفیائے کرام سے عقیدت ہو گئی اور انہیں کی طریقت کو اختیار کر لیا۔ جناب شیخ عبد القادر جیلانی، نجم الدین کبریٰ — شہاب الدین سہروردی اور احمد الدین کرمانیؒ سے اکتساب فیض کیا مگر نسبت طریقت خواجہ عثمان ہارونیؒ سے ملی۔ اور انہی کے ارشاد کے مطابق آپ ۵۸۹ھ / ۱۱۹۳ء میں دہلی تشریف لائے اور اجمیر میں جو کفر و شرک کا مرکز تھا مستقل قیام کر کے تبلیغ شروع کی اور وہیں انتقال فرمایا۔ آج بھی آپ کا فیضان جاری ہے اور مزار شریف مرجع خاص و عام بنا رہتا ہے۔ اکثر بادشاہ خصوصاً اکبر ابتدائی زمانہ میں آپ کا بہت معتقد تھا اور کئی دفعہ پاپیادہ آگرہ سے اجمیر تک زیارت کے لئے گیا۔

آپ کے بعد اس سلسلے میں بہت سے اولیاء اور بزرگ گزرے ہیں جنہوں نے اسلام کی تبلیغ میں بڑا زبردست حصہ لیا۔ آپ کے خاص الخاص مرید اور خلیفہ خواجہ قطب الدین حضرت بختیار کاکیؒ مشہور ولی ہیں۔ جن کا مزار مہرولی (دہلی) میں آج بھی مرجع خلائق ہے۔

**مغربی افریقہ۔ (West Africa)** براعظم افریقہ کا ایک جغرافیائی علاقہ جس میں برٹش مغربی افریقہ، فرینچ مغربی افریقہ، پورٹ گیز گنی اور لائبیریا شامل ہیں۔

**مغربی نیوگنی (West New Guinea)** نیوگنی بحر الکاہل کا ایک بڑا جزیرہ ہے۔ یہ جزیرہ آسٹریلیا کے شمال میں واقع ہے اور تین حصوں میں منقسم ہے:۔ پاپوا (Papua) یا برٹش نیوگنی (شمال مشرقی حصہ) جو آسٹریلیا کے ماتحت ہے اور ڈچ (Dutch) نیوگنی۔

ڈچ نیوگنی مغربی حصہ کا نام ہے اور یہ عرصہ سے ہالینڈ اور انڈونیشیا کے درمیان باعث نزاع بنا ہوا ہے اگرچہ ابھی تک اس پر ہالینڈ ہی کا قبضہ ہے۔ نیوگنی کا رقبہ سوا تین لاکھ مربع میل اور آبادی آٹھ لاکھ کے قریب

جزیرے کا اکثر و بیشتر حصہ پہاڑی ہے۔ سب سے بلند چوٹی ۱۶ ہزار فٹ ہے۔ آبادی ملائی اور پولنیشی نسلوں سے تعلق رکھتی ہے۔ لکڑی اور ظروف کی صنعتیں، کافی ترقی یافتہ ہیں کیلا، کوکو اور کافی بکثرت پیدا ہوتے ہیں۔ آب و ہوا گرم مرطوب ہے۔

۱۸۴۸ء میں ہالینڈ نے اس پر قبضہ کیا مگر ۱۸۸۴ء میں جرمنی نے شمال مشرقی حصہ پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں انگریز جنوب مشرقی حصہ پر قابض ہو گئے۔ ۱۹۰۶ء میں اسے آسٹریلیا کی نگرانی میں دے دیا گیا۔ ۱۹۴۲ء میں جاپانی فوجیں یہاں اتر پڑیں اور دوسری جنگ کے خاتمے تک یہاں لڑائی جاری رہی۔

## مغل ۔ (دیکھو منگول)

**مغلیہ سلطنت** ۔ مغلیہ سلطنت کی بنیاد شہنشاہ ظہیر الدین بابر نے ۱۵۲۶ء میں رکھی۔ پانی پت کے میدان میں ابراہیم لودھی کو شکست دی اور ہندوستان کے بعض حصوں پر قبضہ کر لیا۔ ہمایوں، اکبر اعظم، جہانگیر، شاہجہان اور اورنگزیب عالمگیر اس خاندان کے مشہور بادشاہ ہو گزرے ہیں۔ مغلیہ سلطنت کے آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر تھے جنہیں نظر بند کر کے دہلی سے رنگون منتقل کر دیا گیا تھا اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔

مغلیہ سلطنت کا پایۂ تخت دہلی رہا۔ اکبر اعظم اور اورنگزیب عالمگیر کے زمانے میں مغلیہ سلطنت میں ہندوستان کے دور دراز کے علاقے شامل کر لیے گئے تھے اور اس کا حلقۂ اثر افغانستان سے لے کر راس کماری تک جا پہنچا تھا۔

**مغیرہ بن شعبہ** ۔ مشہور صحابی۔ قبیلہ ثقیف سے تعلق رکھتے تھے۔ اکثر غزوات میں شرکت فرمائی اور صلح حدیبیہ کے موقع پر بھی حضور کے ہمراہ تھے۔ بڑے دانا اور سیاستدان بزرگ سمجھے جاتے تھے ایران میں جنگ قادسیہ سے قبل دعوت اسلام کے لئے جو لوگ بھیجے گئے تھے آپ ان میں بھی شامل تھے شہر بصرہ آباد ہونے پر وہاں کے پہلے گورنر مقرر ہوئے۔ خوزستان پر حملہ کیا لیکن چونکہ آسان شرائط پر صلح کر لی اس لیے حضرت عمرؓ نے ان کو معزول کر دیا اور ابو موسیٰ اشعریؓ کو وہاں کا گورنر مقرر کر دیا۔ حضرت عثمانؓ نے ۶۴۴ء میں خلیفہ ہوتے ہی انہیں ہمدان کی فتح کے لئے روانہ کیا اور چند ہی روز میں انہوں نے اس علاقہ پر قبضہ کر لیا۔

امیر معاویہؓ کے دست راست اور مشیر خاص بنے کوفہ جیسے مقام کے والی مقرر ہوئے جہاں انہوں نے تمام لوگوں کو امیر معاویہؓ کی موافقت پر آمادہ کیا اور پھر اس علاقے میں بہت رسوخ اور اثر حاصل کر لیا۔ انہوں نے ہی امیر معاویہؓ کو یزید کی جانشینی کا مشورہ دیا اور اس کے واسطے عملی کوشش بھی کی۔ امیر معاویہؓ کے زمانۂ خلافت ہی میں انتقال کیا۔

**مفتی** ۔ عربی لفظ۔ افتاء کا اسم فاعل، فتویٰ دینے والا۔ شریعت اسلام میں وہ مجتہد جو کسی پیچیدہ مسئلے یا متنازعہ امر پر شریعت کی روشنی میں فتویٰ دے۔

سرزمین ہند و پاکستان میں شاہان اسلام کے دور میں بڑے بڑے مفتی ہو گزرے ہیں۔ مصر، ترکی، شام، لبنان، عراق و عرب اور دوسرے عرب ممالک میں بھی نامور مفتی ہو گزرے ہیں۔ مفتی اعظم امین الحسینی سرزمین شام کے ممتاز مفتی رہ چکے ہیں۔ جامعہ ازہر کے مفتی شریعت اسلام کے مشہور مفتی ہیں۔ علامہ رشید رضا مدیر "المنار" قاہرہ اپنے علم و فضل کی بدولت دنیائے اسلام کے نامور مفتی خیال کئے جاتے ہیں۔ مفتی کے لئے علم و فضل کا حامل ہونا ضروری ہے صحیح قسم کے مفتی شریعت اسلام کے محافظ اور معاون ہوتے ہیں۔

**مفتی اعظم** (دیکھو حسینی الحاج مفتی امین)

**متقابل ممالک** ۔ (Antipodes) اگر دنیا کے وسطی نقطے سے ایک سیدھی لکیر کھینچی جائے تو دونوں کناروں کے ممالک ایک دوسرے کے متقابل ممالک کہلائیں گے اس طرح انگلستان کے مقابلے میں جنوبی حصہ بحر الکاہل کا پڑتا ہے۔ اور اگر قریب ترین خشکی کا حصہ لیا جائے تو "انٹی پوڈ" کا جزیرہ پڑتا ہے جو نیوزی لینڈ سے پانچ سو میل جنوب مغرب میں واقع ہے۔

**مقام ابراہیمؑ** ۔ خانہ کعبہ کی عمارت کے قریب مسجد الحرام میں وہ جگہ جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کی بنیاد رکھی تھی۔ یہ جگہ اب مسجد کے اندر واقع ہے اور وہاں ایک مختصر سی عمارت بنا دی گئی ہے جو

تقریباً پانچ گز مربع ہے اور آٹھ آٹھ فٹ اونچے چھ ستونوں پر قائم ہے۔ اس پر ایک قبہ بھی بنا ہوا ہے اور وہاں ایک پتھر بھی رکھا ہوا ہے جس کے متعلق روایت ہے کہ اسی پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ شریف کی دیواریں تعمیر کی تھیں اور اس پر ان کے قدم کا نقش بھی تھا جو اب مٹ گیا ہے۔ یہ نام قدیم الایام سے چلا آتا ہے۔ قرآن پاک میں بھی یہ لفظ آتا ہے لیکن وہاں اس سے خود خانہ کعبہ مراد ہے۔

**مقاماتِ حریری**۔ عربی نثر کی کتاب۔ مقامات بدیع الزمان الہمدانی، مقامات حریری کی تالیف کے لئے نمونہ ثابت ہوئے۔ حریری بصرہ کے رہنے والے تھے ان کے 'مقامات' مسجع اور مقفیٰ نثر کی ایک بے نظیر عربی تصنیف ہے اور علمی زبان کا ایک نادر نمونہ پیش کرتی ہے مقامات حریری کا ادبی نثر میں سات سو سال تک جواب پیدا نہیں ہو سکا۔ مسجع اور مقفیٰ عبارت کے علاوہ مقامات کی کہانیاں بھی معنی خیز ہیں اور اس زمانے کے تمدن اور اخلاق پر پُرزور تبصرہ ہیں۔ ابتدائی ہسپانوی اور اطالوی حکایات، عربی کے ان 'مقامات' سے علمی اور ادبی حیثیت میں بہت کچھ ملتی جلتی ہیں۔

الحریری کا زمانہ ۱۰۵۴ء سے ۱۱۲۲ء کا ہے جبکہ بدیع الزمان الہمدانی کی ولادت ۹۶۹ء اور وفات ۱۰۰۷ء کی ہے۔

**مقامی بولی** (Dialect) گو کسی ملک کی مسلمہ زبان ایک ہی ہوتی ہے جو کتابی یا دفتری صورت میں رواج پاتی ہے لیکن ملک کے مختلف حصوں کی زبانوں میں تھوڑا تھوڑا فرق ہوتا ہے جس کی وجہ سے ہر حصے کی مقامی زبان بھی الگ الگ ہو جاتی ہے۔ یہ مقامی بولی، انگریزی میں ڈائیلیکٹ (Dialect) کہلاتی ہے یہ لفظ ہمارے ملک میں بھی رائج ہے۔ اس کے مقابلے میں ہندی لفظ 'پراکرت' ہے مثلاً پنجابی بولی علاقہ پنجاب کی مسلمہ زبان ہے لیکن اس میں ڈوگری پنجابی (پہاڑ کے دامن کی)، ٹھیٹھ پنجابی (دیہات سیالکوٹ کی)، پوٹھوہاری (ضلع راولپنڈی کی)، ملتانی (علاقہ ملتان کی) اور پہاڑی بولیاں شامل ہیں جو پنجابی ہی کی مختلف صورتیں ہیں معیاری اور کتابی پنجابی جو یونیورسٹی کی مصدقہ ہے، ٹھیٹھ پنجابی ہے جو سیالکوٹ، گوجرانوالہ، لاہور اور شیخوپورہ میں بولی جاتی ہیں۔ وارث شاہ کی ہیر اسی زبان میں منظوم ہے اور پادری بیلی صاحب کی پنجابی ڈکشنری کی بنیاد بھی اسی زبان پر ہے۔

**مقامی حکومت**۔ (Local Government) مقامی حکومت کے تحت شہر یا قصبے کی دیکھ بھال ہوتی ہے۔ اس کے برعکس مرکزی حکومت تمام ملک اور قوم کے معاملات کی نگران ہوتی ہے۔ مقامی حکومتیں پاکستان میں دو قسم کی ہیں۔ میونسپل بورڈ جس کا تعلق شہر کے انتظامات، تعمیر، صفائی اور تعلیم وغیرہ سے ہوتا ہے اور ڈسٹرکٹ بورڈ جو سارے ضلع کے دیہات کے مذکورہ بالا انتظامات کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ مقامی حکومتیں اپنی آمدنی کے لئے ٹیکس لگا سکتی ہیں اور ممبروں کا باضابطہ طور پر انتخاب ہوتا رہتا ہے۔

**مقتدر باللہ بن معتضد**۔ خاندان عباسیہ کے خلیفہ مقتدر باللہ نے ۹۰۸ء سے ۹۳۲ء تک حکومت کی۔ اس عرصہ میں تیرہ وزیر تبدیل ہوئے۔ ان میں سے ایک ابن مقلہ تھا جس نے عربی خط نستعلیق کی ابتدا کی ایک اور وزیر علی ابن عیسیٰ تھا جو بڑا قابل اور مدبر انسان تھا اور اس کا دور وزارت اہم اصلاحات کے لئے مشہور ہے۔ مقتدر باللہ کے عہد میں فاطمی عبیداللہ نے ۹۰۹ء میں شمالی افریقہ میں اور اموی عبدالرحمٰن سوم نے اندلس میں خلافت کا اقتدار اور خطاب اختیار کر لیا۔ گویا اسلامی دنیا میں بیک وقت تین خلیفہ تھے۔ حکومت کے اختیارات مقتدر باللہ نے اپنے محافظ اعلیٰ مونس المظفر کے ہاتھ میں دے رکھے تھے جسے خلیفہ کی طرف سے امیر الامراء کا اعزاز حاصل تھا۔ مونس نے بہت جلد مقتدر کو مسند خلافت سے اتار دیا اور اس کے بھائی القاہر کو مسند نشین کر دیا۔

**مقتدی باللہ الواثق**۔ دور عباسیہ کا ایک خلیفہ عہد حکومت ۱۰۷۵ء تا ۱۰۹۴ء۔ سلطان ملک شاہ سلجوقی کی لڑکی سے شادی کی۔ خلیفہ اور سلطان کے نام بیک وقت خطبہ جمعہ میں لیے جاتے تھے۔ بغداد میں خلیفہ مقتدی نے صحت عامہ اور حفظان صحت کی خاطر بہت سی اصلاحات کیں سلطان ملک شاہ ہی ملکی نظم و نسق اور انتظام مملکت کی روح رواں تھا اور سیاسی طاقت بھی تمام تر اسی کے ہاتھ میں تھی۔

**مقتفی لامر اللہ**۔ ۱۱۳۶ء خاندان عباسیہ کا ستر ھواں خلیفہ

اس کا نام محمد تھا اور مقتفی لامر اللہ لقب۔ مستظہر کا بیٹا اور ایک حبشی کنیز کے بطن سے تھا۔ اس کے عہد خلافت میں مشہور سلجوقی سلطان مسعود کا انتقال ہوا جس کے بعد عراق سے سلجوقیوں کے اقتدار کا خاتمہ ہو گیا۔ دولت خوارزم شاہیہ کا سنگ بنیاد بھی اسی خلیفہ کے عہد میں رکھا گیا۔ یہ بڑا مدبر، زاہد و متقی اور خوش اخلاق خلیفہ تھا۔

## مقدّر۔ (دیکھو قسمت)۔

## مقدّس سلطنت روما۔ (Holy Roman Empire)

یورپ کی وہ عظیم الشان سلطنت جس کی بنیاد ۹۶۲ء میں اٹوّ اول (Otto I) نے ڈالی اور جس کا خاتمہ ۱۸۰۶ء میں فرانسس اول کے ہاتھوں ہوا۔

۹۶۲ء سے ۱۲۵۰ء تک اس نے جرمنی اور اٹلی پر مشتمل ایک قسم کی وفاقی سلطنت کی صورت اختیار کئے رکھی اس عرصے میں شہنشاہ کے اختیارات محض اپنی خاندانی املاک اور ان سرداروں تک ہی محدود تھے جو اس کی برتر طاقت سے خائف رہتے تھے۔ تاہم زمانہ وسطیٰ کے سیاسی نظریے کے مطابق یہ سلطنت قدیم سلطنت روما کی جانشین تھی۔ اس نظریے کے تحت پاپائے روم اور شہنشاہ کو تقریباً یکساں اقتدار اور اختیارات حاصل تھے جس کی وجہ سے ان میں اکثر تصادم ہوتا رہتا تھا۔

یہ سلطنت اکثر اوقات تمام یورپی ممالک پر اپنی سیادت کا دعویٰ رکھتی تھی۔ مگر ۱۲۵۰ء کے بعد یہ صرف جرمنی مشرقی فرانس کے کچھ حصے اور اٹلی تک محدود ہو کر رہ گئی۔ رسمی طور پر شہنشاہ کا انتخاب عمل میں آتا تھا جو ۱۳۵۶ء کے بعد سات جرمن شہزادے یا دیگر منتخب کنندگان عمل میں لاتے تھے۔ علاوہ ازیں ایک اور تنظیم بھی قائم تھی جس کا کام نظم و نسق کے امور سے عہدہ برآ ہونا تھا مگر اس کے اختیارات غیر واضح تھے۔ اس کے بڑے بڑے شہنشاہ حسب ذیل تھے:

(۱) اٹوّ اول (Otto I) (۹۶۲ء تا ۹۷۳ء)

(۲) ہنری سوم (Henry III of Franconia) (۱۰۳۹ء تا ۱۰۵۶ء)

(۳) ہنری چہارم (Henry IV of Franconia) (۱۰۵۶ء تا ۱۱۰۵ء)

ہنری چہارم اور پوپ گریگوری ہفتم کے درمیان کشمکش

شروع ہو گئی جو فریڈرک ثانی کے عہد میں شدت اختیار کر گئی اور ایک طرح سے قدیم سلطنت کے خاتمے پر منتج ہوئی۔ پھر ہپسبرگ (Hapsberge) خاندان نے اس کا احیاء کیا اور جدید سلطنت جو زیادہ تر جرمنی اور اس کے مقبوضات پر مشتمل تھی انیسویں صدی تک قائم رہی اور نپولین کے ساتھ جنگوں کی نذر ہو کر رہ گئی۔

## مقدّمہ۔ (Case)

عربی مقدمہ بمعنی دیباچہ پیشکش، عرضداشت۔

قانونی اصطلاح میں استغاثہ یا دعویٰ یا ایک طرف کے دلائل کا مجموعہ یا کسی عدالت کے روبرو پیش کردہ واقعات بغرض حوالہ وغیرہ۔

عام طور پر مقدمات دو قسم کے ہوتے ہیں: دیوانی (Civil) اور فوجداری (Criminal) دیوانی مقدمات سول ججوں کے سامنے آتے ہیں اور فوجداری مقدمات مجسٹریٹوں کے روبرو پیش ہوتے ہیں۔ سول جج کے فیصلوں کی اپیل ضلع میں ڈسٹرکٹ جج کے سامنے اور مجسٹریٹوں کے فیصلوں کی اپیل سیشن جج کے روبرو ہوتی ہے۔

مقدمات تمدن کا لازمی جزو ہیں۔ جو مسائل یا معاملات آپس میں انفرادی طور پر طے نہ ہو سکیں، ان کا سرکاری عدالتوں میں بغرض انفصال لایا جانا ضروری ہوتا ہے۔ یورپ اور امریکہ میں مقدمہ کے فریقین کے لئے نشست و برخاست کی کافی سہولتیں ہوتی ہیں۔ پبلک کے لئے سہولتیں مہیا کرنا عدالتوں اور انتظامیہ کا کام ہوتا ہے۔

## مقدمۃ الجیش۔ (Van-Guard)

فوج کے آگے آگے چلنے والا حفاظتی دستہ جو راستے کی دشواریوں اور کوائف سفر اور دشمن کے محاذ وغیرہ کے بارے میں اپنی فوج کی رہنمائی کرتا ہے۔ "مقدمۃ الجیش" کا دستور اور طریق و آئین از منہ سابقہ سے چلا آتا ہے اور اب بھی متمدن اور ترقی یافتہ طریقہائے جنگ کے باوجود "مقدمۃ الجیش" کا وجود ضروری سمجھا جاتا ہے۔ بری اور بحری ہر دو افواج کے پیش رو دستے ہوتے ہیں۔

مقدمۃ الجیش کے ہراول دستہ کی ذمہ داریاں نہایت اہم ہوتی ہیں۔ کیونکہ معمولی سی چوک بھی فوج کو تباہی کے حوالے کر سکتی ہے۔ بری اور بحری فوج کے پچھلے حصے میں بھی ایک حفاظتی دستہ ہوتا ہے۔ جیسے انگریزی میں

(Reer-Guard) اور عربی میں ساقہ کہتے ہیں

**مقدونیہ۔** (Macedonia) جزیرہ نما بلقان کے وسط میں ایک علاقہ مشہور معروف سکندر اعظم کا وطن تھا۔ اس کا رقبہ چالیس ہزار مربع میل اور آبادی ۳۰,۰۰,۰۰۰ کے قریب ہے۔ مقدونیہ کا زیادہ تر حصہ پہاڑی ہے مگر چند ایک زرخیز میدان بھی ہیں، جہاں کاشتکاری کی جاتی ہے۔ عہد قدیم میں اس علاقہ کی تجارت سونے چاندی زیتون کے تیل اور شراب کی برآمد تک محدود تھی۔

قدیم مقدونی ریاست کو اہمیت اس وقت حاصل ہوئی جب چوتھی صدی قبل مسیح میں اس پر فیلقوس حکمران ہوا۔ اس کے بعد اس کے نامور فرزند سکندر نے مقدونیہ کے اقتدار کو دنیائے معمورہ کے نصف حصہ پر مسلط کر دیا جس سرعت سے مقدونیہ کو عروج حاصل ہوا تھا اس سے زیادہ جلدی اسے زوال کا منہ دیکھنا پڑا۔ چنانچہ جونہی سکندر نے آنکھیں بند کیں۔ مقدونیہ کی مرکزیت ختم ہو گئی اور اس کی عظیم الشان سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔

۱۴۸ ق م میں اسے رومیوں نے فتح کر لیا۔ اس کے بعد صدیوں تک اس پر عثمانی ترک حکمران رہے ۱۸۷۸ء میں ترکی کو اسے آزاد کرنے کا وعدہ کرنا پڑا جو اس نے کبھی ایفا نہ کیا۔ ۱۸۹۳ء میں یہاں امرو (UMRO) نامی ایک جماعت معرض وجود میں آئی جس نے ترکی کے زیر سایہ خود مختاری حاصل کرنا اپنا مطمح نظر ٹھہرایا۔ ۱۹۰۳ء میں قومی تاجی (Komitaji) ایک جماعت نے ترکوں کے خلاف علم بغاوت بلند کیا مگر شکست کھائی۔ ۱۹۱۲-۱۳ء کی بلقانی جنگوں نے مقدونیہ خود مختار ہو گیا اور اسے بلغاریہ، سربیا، یونان پر مشتمل علاقوں میں تقسیم کر دیا گیا جس سے قومی تاجی جماعت کو افسوس ہوا۔ کیونکہ وہ اجتماعی قومیت کی علمبردار تھی۔ ۱۹۲۰ء میں امرو جماعت از سر نو زندہ ہوئی جس نے اجتماعی قومیت کا نعرہ پھر سے سنائی دیا۔ مگر امرو (UMRO) اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہو سکی اور ۱۹۳۴ء میں اسے خلاف قانون قرار دے دیا گیا۔ اس کا آخری قائد میہائی لوف (Mihalloff) جلا وطن کر دیا گیا۔

مقدونیہ کے علاقہ کو اب یوگوسلاویہ، یونان اور بلغاریہ کی خود مختار سیاسی وحدتوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے

**مقریزی، علامہ تقی الدین احمد۔** سلاطین مملوک کے عہد کے سب سے زیادہ نامور مورخ علامہ تقی الدین احمد المقریزی ہیں۔ ان کا زمانہ ۱۳۶۴ء سے ۱۴۴۲ء کا ہے قاہرہ میں پیدا ہوئے اجداد بعلبک (شام) سے آئے تھے آبائی شہر اور دمشق میں نائب قاضی اور دیگر ممتاز عہدوں پر فائز رہے۔ ان کی مشہور و معروف تصنیف "المواعظ و الاعتبار فی ذکر الخطط والآثار" ہے۔ یہ نامور تصنیف مصر کی آثار قدیمہ، تاریخ اور مقامی جغرافیہ اور علاقائی خدوخال اور ان کے تذکرہ اور واقفیت کے بارے میں ہے۔

**مقلدین۔** مسلمانوں کا وہ گروہ جو سمجھتا ہے کہ چاروں اماموں کے بعد اجتہاد کا دروازہ بند ہو گیا ہے اور اس کے بعد جو علماء بھی ہوں ان کے لئے ان چاروں ائمہ فقہ میں کسی ایک کی تقلید کرنا واجب ہے۔ چوتھی صدی ہجری کے بعد یہ خیال اس وجہ سے زیادہ زور پکڑ گیا کہ ہر شخص کافی علم و دانش کے بغیر اپنی رائے کو فقہ میں داخل کرنے لگا اور مذہب میں انتشار پھیلنے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ اس لئے یہ لوگ ائمہ فقہ کی رائے کو حرف آخر مانتے ہیں۔ اس طرح اجتہاد کو اسلامی فقہ میں بڑی اہمیت حاصل ہو گئی۔ ان کے مقابلے میں دوسرا گروہ غیر مقلدوں کا ہے جو ائمہ اربعہ کی فقہ اور ان کے تفقہ اور اجتہاد کو آخری اور قطعی درجہ نہیں دیتا اور ان کے بعد بھی اجتہاد کو جائز سمجھتا ہے۔
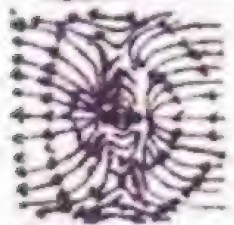
**مقناطیس۔** (Magnet) مقناطیس، ایک دھات ہے جس میں لوہے کو اپنی طرف کھینچنے کی طاقت ہوتی ہے۔ سینکڑوں برس گزرے یہ دھات ایشیائے کوچک کے ایک ضلع میگنیشیا (Magnesia) میں دریافت ہوئی تھی جس کے باعث اس کا نام میگنٹ یا مقناطیس پڑا۔ یہ دھات اب دنیا کے اکثر خطوں میں ملتی ہے۔

مقناطیس کا رنگ بالعموم سیاہ ہوتا ہے اور یہ دھات کافی وزنی ہوتی ہے۔ مقناطیس لوہے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو نہ صرف اپنی طرف کھینچ سکتا ہے

بلکہ انہیں اٹھا بھی لیتا ہے۔
لوہے کو مصنوعی طریقے سے مقناطیس میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ برقی رو کے ذریعہ لوہے کو جس مقناطیس میں تبدیل کیا جاتا ہے، وہ برقی مقناطیس کہلاتا ہے، جو ٹیلیفون، ریڈیو، وغیرہ بے شمار قسم کی مشینری میں استعمال ہوتا ہے۔

**مقناطیسیت (زمین کی) (Magnetism of the Earth)** کرہ ارضی ایک بہت بڑے مقناطیس کی طرح ہے جس کا ایک قطب شمالی کینیڈا میں اور دوسرا بحر منجمد جنوبی میں واقع ہے۔ قطبین کے محل وقوع میں ہر سال تبدیلی آتی رہتی ہے۔ آج کل مقناطیسی قطبین، جغرافیائی قطبین کی طرف آ رہے ہیں۔

**مقننہ۔ (مجلس قانون ساز)** ایک شخص یا بالعموم ایک سے زیادہ اشخاص کی جماعت جس کے سپرد ملک یا مملکت یا ریاست کے قوانین بنانے یا ترمیم کرنے یا منسوخ کرنے کے اختیارات ہوں۔ نیز سرکاری مالگذاری کے عائد کرنے اور وصول کرنے کے اختیارات ہوں۔ جمہوری ممالک میں مقننہ بالعموم دو ایوانوں پر مشتمل ہوتی ہے جن میں سے کم از کم ایک عوام کا منتخب شدہ ہوتا ہے اور وہ اتفاق رائے سے کام کرتا ہے اور اسے عام طور پر، قوانین کے جواز کے لئے ملک کے سب سے بڑے حاکم کی منظوری کی ضرورت ہوتی ہے۔ تاہم اکثر ممالک میں اس ثانی الذکر کے ویٹو کو مقررہ شرائط اور کوائف کے ماتحت منسوخ کر دیا جاتا ہے۔ مطلق العنان حکومتوں میں ڈکٹیٹر یا بادشاہوں کو مقننہ کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں یا مقننہ ان کی مرضی کے ماتحت چلتی ہے۔

**مقوقس** ۔ (۱) قدیم زمانے میں مصر اور سکندریہ کے حاکم کا لقب تھا اور اس لقب کی وجہ یہ تھی کہ وہاں پر اس نام کا دورِ قدیم میں کوئی حاکم ہو گزرا تھا۔ یہ حاکم پہلے عیسائی تھا اور پھر مشرف بہ اسلام ہو گیا تھا اور یہی وہ بادشاہ تھا جس کے نام حضورؐ نے اپنا وہ مشہور خط بھیجا تھا جس کے عکس آج کل بعض مسجدوں میں لگے نظر آتے ہیں۔
(۲) ایک پرندے کا نام بھی ہے جس کے گلے میں طوق

ہوتا ہے۔

**مقویات** ۔ (Tonics) وہ ادویات جو اعصاب، دل، معدہ اور گردوں وغیرہ کو تقویت دینے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں اور بیماری کے بعد کمزوری کی حالت میں طبیب ان کے استعمال کا مشورہ دیتے ہیں بعض مقویات عمومی ہوتے ہیں اور بعض دل و دماغ، معدہ، جگر، گردوں وغیرہ کے لئے خاص ہوتے ہیں۔

**مقیاس المطر** ۔ (RainGuage) ایک آلہ جس سے بارش کی مقدار کا اندازہ کرتے ہیں۔ ایک لوہے یا ٹین کے ڈبے میں ایک بوتل رکھ دی جاتی ہے جس کے اندر ایک مقررہ دہانے والی قیف کی نلی جاتی ہے۔ جب قیف کے دہانے پر بارش پڑتی ہے تو اس رستے کا پانی قیف کی نلی کے ذریعے آگے بوتل میں چلا جاتا ہے۔ پھر اس کی پیمائش امدادی سلنڈر سے کر لی جاتی ہے۔
اس قسم کے 'مقیاس المطر' ہر تعلقہ یا تحصیل میں نصب ہوتے ہیں اور ان سے مقامی بارش کا اندازہ کیا جاتا ہے۔

**مُکّا بازی** ۔ (Boxing) ایک میدان جس کا طول ۲۰ فٹ اور عرض ۱۲ فٹ ہوتا ہے اور جس کے گرداگرد رسوں کا ایک حلقہ سا بنا دیتے ہیں، دو کھلاڑی ربڑ کے دستانے پہن کر آپس میں مکا بازی کرتے ہیں۔ ضربیں جچی تلی اور صاف ہوں تو مارنے والے کو اس کے بھی نمبر ملتے ہیں۔ نیز فریق مقابل اگر اپنا بچاؤ کرنے میں تیزی اور مستعدی دکھلائے تو وہ بھی نمبر پاتا ہے۔ ٹھوکر مارنا، کندھا مارنا، چانٹا رسید کرنا اور کمر بند سے نیچے کی جانب گھونسہ مارنا سب خلاف قاعدہ ہیں۔ حریف کو میدان مقابلہ سے بھگایا نہ جا سکے تو نمبروں سے ہار جیت کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔
نو آموزوں کے لئے تین منٹ کا مقابلہ کافی سمجھا جاتا ہے درمیان میں ایک منٹ کا وقفہ ہوتا ہے کھیل کے فیصلے کے لئے ایک ٹائم کیپر ایک ریفری اور دو ججوں کا ہونا ضروری ہے۔ آخری فیصلہ ریفری کے ہاتھ ہوتا ہے۔

**مکاشفہ** ۔ عربی لفظ۔ مادہ کشف سے ہے یعنی غیب کی باتوں کا معلوم ہو جانا۔ صوفیا کی اصطلاح ہے

ریاضت اور مجاہدے سے کشف حاصل ہوتا ہے۔ آئندہ واقعات کی ایک جھلک سی آئینۂ دل پر منعکس ہو جاتی ہے۔ کشف دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک تو وہ جو تزکیۂ نفس کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ اس سے کو صرف اس دنیا سے متعلق امور اور حالات کا انکشاف ہوتا رہتا ہے۔ یہ صورت ہندو سادھوؤں اور غیر مسلموں کو بھی سخت ریاضت و مجاہدے کے بعد حاصل ہو سکتی ہے۔ دوسرا کشف تصفیۂ قلب کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ اس سے انوار و تجلیاتِ عالمِ قدس اور اسرارِ الٰہی سے صاحبِ کشف کو نوازا جاتا ہے۔ یہ کشف اعلیٰ اور مقبول ہے اور پہلا ادنیٰ اور غیر مقبول۔

## مکالمہ (Conversation)

بعض لوگ نہایت خوش گفتار ہوتے ہیں۔ ان کے دوسرے ساتھی جو ذہانت اور ذکاوت میں ان سے کسی طرح کم نہیں ہوتے، بات چیت بھی نہیں کر سکتے۔ اگر آپ دوسری قسم کے لوگوں میں سے ہیں تو اول الذکر لوگوں سے آدابِ گفتگو سیکھئے۔ روانی سے گفتگو کرنا بھی ایک فن ہے جو حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اگر ایک طرف خاموشی پسند اشخاص اپنی اس خامی کو محسوس کرتے ہیں تو دوسری طرف ایک باتونی آدمی کو اس بات کا احساس ہی نہیں ہوتا کہ اس کی نہ ختم ہونے والی باتیں سننے والوں کی سمع خراشی کا باعث ہو رہی ہیں۔ خوش گفتار اور باتونی آدمی میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

گفتگو ایسے معاملات پر ہونی چاہئے جو طبعی طور پر برمحل ہوں۔ مجلس کے اندر مختلف قسم کے لوگ ہوں تو اخباری واقعات دلچسپی کا باعث ہو سکتے ہیں لیکن اگر سب ایک ہی مذاق رکھتے ہوں تو ان کے دل پسند موضوع کے خلاف کسی معاملہ پر گفتگو کرنا مجلسی آداب کے خلاف ہے۔ بازاری الفاظ کا استعمال اور دوسرے کی دل آزاری خلافِ ادب ہے۔

## مکانکس۔ (Mechanics)

علم سکون و حرکت۔ اس میں اجسام اور قوتوں کا سکون اور حرکت کی حالت میں مطالعہ کیا جاتا ہے۔ مشینیں اور کارخانے وغیرہ اسی علم کے مرہونِ منت ہیں۔ میکانکس علم فزکس کا ایک اہم حصہ ہے۔

## مکان کی آرائش۔ (Furnishing)

مکان کی آرائش میں اولین شرط حسنِ ذوق ہے۔ اپنی آمدنی سے زائد فرنیچر پر خرچ کر دینا سخت غلطی ہے خواہ اس کی قیمت بالاقساط ہی ادا کرنی پڑے۔

دوسری شرط اس سلسلہ میں یکسانی اور مطابقت ہے۔ یہ نہ ہو کہ ایک کمرہ تو بے حد سجایا جائے اور دوسرے پرانی چھوڑ دیئے جائیں۔ باورچی خانہ، نوکروں کے کمرہ پر اتنی ہی توجہ کی ضرورت ہے جتنی کہ ڈرائنگ روم پر۔ جہاں بچے پرورش پا رہے ہوں اور ان کے لئے باغیچہ فراہم کرنا آسان نہ ہو، وہاں سامانِ زینت میں سادگی ملحوظ رکھنی چاہئے لیکن ساتھ ہی اس کا جمالیاتی پہلو بھی پیشِ نظر رہنا چاہئے۔ ان دونوں چیزوں کا ملانا کچھ مشکل نہیں ہے۔ ایسی صورت میں مکان کا بہترین کمرہ خوب اچھی طرح آراستہ کرنا چاہئے۔ اور بچوں کی دستبرد سے اسے بچانا چاہئے۔

اگر ضرورتاً فلیٹ میں رہنا پڑے اور مکین گنتی کے دو تین ہوں تو جدید قسم کا ایسا فرنیچر بھی رکھا جا سکتا ہے جو تہ کیا جا سکے اور جس کی شکل تبدیل کی جا سکے۔ پشت دار چوکی پلنگ کی شکل میں تبدیل ہو سکتی ہے۔ ڈریسنگ اور ملبوس خوابگاہ کی دوسری ضروریات میں تبدیل کی جا سکتی ہیں۔ غرض سلیقے سے آراستہ کئے ہوئے دو کمرے مل کر ایک کمرہ بن جاتے ہیں۔

جہاں کہیں ضرورت ہو محنت بچانے کی ترکیبوں پر عمل کرنا چاہئے۔ مثلاً قالینوں کی جگہ صاف ستھرا پختہ فرش یا چٹائی کام آ سکتی ہے۔ برقی چولھے سے آگ جلانے کی محنت اور وقت بچتا ہے۔ نیز باورچی خانے میں خوب صفائی رہتی ہے گو برقی چولھا نسبتاً زیادہ خرچ چاہتا ہے۔

## مکان کی فروخت۔ (Selling a House)

مکان فروخت کرنا ہو تو اس کے تین طریقے ہیں۔ اول یہ کہ سارا معاملہ مکان فروخت کرنے والے ایجنٹ یا دلال کے سپرد کر دیا جائے جو آپ ہی کے علاقے میں ہو اور سارا معاملہ خود ہی طے کرائے اور اس خدمت کا معاوضہ کمیشن کی شکل میں لے لے۔ دوم، اخبارات میں اشتہار شائع کرا دیا جائے۔ سوم مکان کے باہر ایک نوٹس بورڈ لگا دیا جائے تاکہ لوگوں کو علم ہو جائے کہ مکان مذکورہ قابلِ فروخت ہے۔ آخری دو طریقے بیک وقت استعمال کئے جاتے ہیں۔

جب گاہک موقع پر آ کر مکان دیکھ لے اور پسند کرنے کے بعد خریداری پر آمادہ ہو جائے تو وہ قیمت کا کچھ فیصدی حصہ تحریر میں لا کر جمع کرا دیتا ہے۔ اس کے بعد معاملے کو تحریری شکل میں لانا اور فروختگی کی دستاویز تیار کرنا قانونی

شیر کا کام ہے جو سودا چکا کر خریدار کو مکان کا قبضہ دلا دیتا ہے فروخت کنندہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایسی دستاویز پیش کر دے جس سے اس کا واحد مالک ہونا قانونی اور سماجی طور پر ثابت ہو جائے۔

**مکتب** ۔۔ وہ جگہ جہاں بچوں کو ابتدائی تعلیم دی جاتی ہے۔ قدیم زمانہ میں عام طور پر مسجدیں ابتدائی تعلیم کا مرکز تھیں جہاں بچوں کو قرآن پاک — حفظ و ناظرہ اور معمولی نوشت و خواند کی تعلیم دی جاتی تھی۔ کہیں کہیں روزمرہ حساب بھی سکھایا جاتا تھا۔ مسجد میں ایک ملا یا مولوی جو پنج وقتہ نماز پڑھاتا تھا، صبح و شام کے اوقات میں بچوں کو تعلیم بھی دیا کرتا تھا اور بچوں کے سرپرست یا والدین حسب استطاعت روپیہ پیسہ یا کپڑے سے اس کی مدد کیا کرتے بلکہ اکثر اس کی تمام ضرورتوں کے کفیل بن جاتے تھے۔ معلمی کو پیشہ سے زیادہ مذہبی فریضہ سمجھا جاتا تھا۔ اکثر لوگ جو روزی کی طرف سے بے فکر ہوتے تھے رضاکارانہ طور پر گھروں یا مسجد میں تعلیم دیا کرتے تھے۔ بعض صاحب ثروت لوگ اپنے بچوں کو پڑھانے کے لئے کسی ملا کو مقرر کر لیتے تھے جو ان کی نشستگاہ میں نہ صرف ان کے بلکہ محلہ بھر کے بچوں کو بھی پڑھا دیا کرتا تھا۔

ہند و پاکستان میں زمانۂ حال تک مکتبوں کا رواج تھا لیکن انگریزی تعلیم کے رواج پانے کے ساتھ ساتھ مکتب تقریباً قریب قریب ختم ہو چکے ہیں۔

**مکتفی باللہ بن معتضد** ۔ عہد عباسیہ کا خلیفہ اور معتضد کا بیٹا جس نے ۹۰۲ء سے ۹۰۸ء تک حکومت کی۔ معتضد نے التاج نام کے محل کی، جو اس نے بغداد میں تعمیر کیا، تکمیل کی۔ المقتدر اور القاہر اس کے بھائی تھے۔ والدہ ایک ترکی نژاد غلام زادی تھی۔ کہتے ہیں کہ مکتفی نے اپنے محل میں دو کروڑ دینار کی ملکیت کے جواہرات اور عطریات چھوڑے۔

**مکتی فوج** (Salvation Army) عیسائیوں کی ایک جماعت جو ۱۸۶۵ء میں قائم کی گئی اور جس کا مقصد عوام میں مذہبی اور اخلاقی بیداری پیدا کرنا ہے اس کا بانی ولیم بوتھ (William Booth) تھا۔ کارکنان انجمن ایک خاص وردی استعمال کرتے ہیں اور یہ لوگ باقاعدہ طور پر منظم ہوتے ہیں۔ مکتی فوج غرباء کی زندگی سدھارنے کے لئے مختلف سماجی خدمات انگلستان اور بیرونی ممالک میں انجام دیتی رہتی ہے۔ پاکستان میں بھی بعض مقامات پر اس کی تنظیمیں موجود ہیں۔

**مکڈن** (Mukden) ۔ اب اسے شنیانگ (Shenyang) کہتے ہیں۔ منچوریا کا سابقہ دارالحکومت اور اب لیونِنگ کے صوبہ کا ایک اہم شہر ہے شمال مشرقی چین میں ہے۔ پیکنگ سے ۴۰۰ میل شمال مشرق کو ہے۔ آبادی تقریباً دس لاکھ ہے۔

**مکران** (Makran) مغربی پاکستان کا ایک علاقہ۔ عبداللہ بن عامر بصرہ کے گورنر نے فارس کے مشہور شہر اصطخر کو ۶۴۹ء اور ۶۵۰ء میں مسخر کیا۔ اس کے بعد خراسان کو مفتوح کیا پھر جیحون کے جنوب کی تسخیر کی۔ مکران جو بلوچستان کا ساحلی علاقہ تھا ۶۴۴ء کے بین بعد فتح ہوا اور اس واقعہ نے عرب فاتحین کو ہندوستان کی سرحدوں تک پہنچا دیا۔ مکران محمد بن قاسم کے ہاتھوں فتح ہوا تھا۔

**مکڑی** ۔ ایک عام جانور جو کیڑوں مکوڑوں کی قسم سے ہے۔ اکثر مکڑیاں اپنے اندر سے ایک گاڑھا سا لعاب نکالتی ہیں جس سے وہ اپنا جالا بنتی ہیں۔ جالا ان کی رہائش گاہ اور شکار گاہ ہوتا ہے۔ گرم علاقوں کی بعض مکڑیاں اچھی خاصی مقدار اور جسامت کی ہوتی ہیں۔

مکڑی کی آٹھ ٹانگیں ہوتی ہیں۔ بڑا، نرم سا پیٹ ہوتا ہے۔ آٹھ آنکھیں ہوتی ہیں۔ بظاہر سامعہ کا کوئی آلہ نہیں ہوتا۔ آدمی کے لئے اس کا کاٹنا کوئی مہلک نہیں ہوتا۔ مکڑیاں جنگلوں، جھاڑیوں اور ہنگاموں میں اکثر ایک جالا تان کر بیٹھتی ہیں۔ جو پھر سے نکل آتی ہے۔ مکڑی کی جو اقسام برطانیہ کے لئے مخصوص ہیں، ان میں عام باغاتی مکڑی، اچھلنے کودنے والی مکڑی اور آبی مکڑیاں شامل ہیں۔

**مکڑی کا جالا - (Spider's Web)** جس مسالے سے مکڑیاں جالا تنتی ہیں وہ لیسدار عرق کی مانند ہوتا ہے اور مکڑی کے پچھلے اعضا سے خارج ہوتا ہے۔ جو عرق ہر سے غدودوں سے خارج ہوتا ہے وہ جلد خشک ہو کر جم جاتا ہے اور اس سے ریشم نما دھاگے بنتے ہیں جن کو مکڑی اپنے کاتنے والے اعضا سے بٹ کر جالا بنانے میں استعمال کرتی ہے جالے کے مرکز میں مادہ ایک چھوٹا سا دائرہ بنا لیتی ہے اور پھر اس کے گرد اور دائرے بناتی ہے اور پھر ان دائروں کو قطع کرتے ہوئے اور تار بکھیر دیتی ہے۔

جالا مکمل ہونے پر مکڑی اس کے عین درمیان میں بیٹھ جاتی ہے اور نصف قطر بنانے والے تار پر پاؤں جمائے شکار کا انتظار کرتی رہتی ہے۔ اس کی نظر بہت کمزور اور ناقابل اعتماد ہوتی ہے وہ آنا بھی نہیں دیکھ سکتی کہ کوئی کیڑا اس کے جالے کے کس قدر قریب ہے البتہ جب تاروں میں معمولی سی بھی حرکت ہو تو خاص تاروں کی جنبش محسوس کر کے ان کے ذریعے شکار تک جا پہنچتی ہے اگر کیڑا نکلنے کی کوشش کرے تو اس کے گرد اور جالا تن دیتی ہے یا اسے ڈنک مار کر بیہوش کر دیتی ہے شکار کے قابو میں آتے ہی اس کا خون چوس لیتی ہے۔

مکڑیاں بہت کفایت شعار اور مستقل مزاج ہوتی ہیں۔ وہ اپنے جالے کا ایک تار بھی فضول ضائع نہیں کرتیں بکڑی اپنے جسم سے خارج شدہ لعاب یا گوند سے جالا بنتی ہے۔ جالا بننے کا کام دائرے کے مرکز سے شروع ہوتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے دائروں کے گرد چکر لگا کر بڑے دھاگے سے بڑے دائرے بناتی ہے اور آخری دھاگا محیط پر ختم ہو جاتا ہے۔ ہر بار دھاگا کسی نصف قطر سے گزرتا ہے تو اسے لیسدار گوند سے مضبوط اور پختہ کر دیا جاتا ہے۔ اس گوند کے قطرے چمکدار ہوتے ہیں اس لئے یہ موتیوں کی لڑی کی طرح دکھائی دیتے ہیں جب تک بارش نہ ہو یہ لڑی چپچپی رہتی ہے اور پھر نیس کم ہو جاتا ہے۔

جالے والی مکڑیاں بہت زیادہ انڈے دیتی ہیں جن کی تعداد سات یا آٹھ ہزار ہوتی ہے۔ مکڑی ان کے ڈھیر کے ڈھیر تہ بہ تہ لگا کر ان پر جالے کے تار بکھیر کر ایک گڑیا سا بنا دیتی ہے جو بالکل گیند نما ہوتا ہے بعض دفعہ مکھیاں وغیرہ بھی چپکا دیتی ہے تاکہ بچے نکل کر ان پر پرورش پا سکیں

**مکمل روزگار - (Full Employment)**

اس اصطلاح کے دو معنی لئے جاتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ کسی ملک کے تمام مزدور سال بھر روزگار سے لگے رہیں مگر جیسا کہ ظاہر ہے ایسی صورت حال پیدا کرنے میں کئی امور مانع ہیں مثلاً بعض ایسے کام جو موسمی نوعیت کے ہوتے ہیں جیسے زراعت یا چیر مصنوعی مال کی تمام اقسام کی مانگ سال بھر قائم نہیں رہتی۔ اس میں اتار چڑھاؤ ہوتے رہتے ہیں جس کا اثر روزگار اور مزدوروں کے معیار زندگی پر پڑتا ہے۔ مذکورہ بالا اصطلاح کے دوسرے معنی یہ لئے جاتے ہیں کہ ایسی ریاست جس میں ہر وہ شخص جو کام کرنا چاہے مقررہ نرخوں پر کام حاصل کر سکے۔

دوسری جنگ عظیم سے قبل ہر ملک میں بیروزگاری کا دور دورہ تھا۔ جنگ کے دوران اور مابعد جنگ اقتصادی اور تمدنی مسائل سے متعلق مباحثوں میں ہر شخص کے لئے ملازمت بہم پہنچانے کی ضرورت کو محسوس کیا گیا اور یہ قدیم اشتراکی نظریہ کہ ہر شخص کو کام ملنا چاہئے تسلیم کر لیا گیا مگر اس مقصد کو حاصل کرنے کے ذرائع پر اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس پر بھی ابھی تک اتفاق نہیں ہو سکا کہ کسی حکومت کے لئے ہر ایک کے لئے خاطر خواہ ملازمت مہیا کرنا بجائے خود کس قدر ممکنات میں سے ہے یا روزگار مہیا کرنے کو شخصی آزادی پر فوقیت حاصل ہے یا نہیں۔ تاہم ان مباحثوں کے نتیجے کے طور پر حکومتوں نے بہ عزم دو پالیسیاں اختیار کی ہیں اول صنعت کاری اور مصنوعی مال پر محصولات کم کر دیئے ہیں صنعت کاروں کو مالی امداد بھی بہم پہنچائی جا رہی ہے تاکہ کارخانے چلتے رہیں اور مزدور لوگ روزگار سے لگے رہیں دوسرے حکومتوں نے ملکی اقتصادیات کو باضابطہ بنانے کی کوششیں بھی شروع کر دی ہیں۔

**مکویان، انستاس - (Anastacy Mikoyan)** روس کے نائب وزیر اعظم اور تجارت

ماہر بالیات۔ پورا نام انستاس ایوانوچ مکویان ہے۔ آرمینیا کے رہنے والے ہیں۔ ۱۸۹۵ء میں پیدا ہوئے۔ بیس برس کی عمر میں بالشویک پارٹی میں شامل ہوئے اور جلد ہی پارٹی کے رہنماؤں میں شمار ہونے لگے۔ ۱۹۲۲ء میں وہ شمالی کاکیشیا کی کمیونسٹ پارٹی کے سیکرٹری منتخب ہوئے۔ ۱۹۲۶ء میں انہیں ملکی اور غیر ملکی تجارت کا کیسار مقرر کیا گیا۔ ۱۹۳۴ء سے ۱۹۳۸ء تک وہ سوویٹ یونین کے محکمہ خوراک کے سربراہ کی حیثیت سے فرائض انجام دیتے رہے۔ دوسری عالمگیر جنگ کے دوران غیر ملکی تجارت کے کیسار بنائے گئے۔ کچھ عرصہ بعد عوامی دفاعی کمیٹی اور سرکاری دفاعی کمیٹی کے رکن چن لیے گئے۔ ۱۹۳۵ء سے سوویٹ کمیونسٹ پارٹی کے پولٹ بیورو کے ممبر ہیں۔ اس کے علاوہ سپریم سوویٹ اور سوویٹ یونین کی کئی جمہوریتوں کے ممبر بھی ہیں۔

**مکہ معظمہ**۔ حجاز (عرب) کا مشہور مقام جہاں خانہ کعبہ واقع ہے۔ روایات کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے متبرک مقام ہے۔ قدیم زمانہ میں مغربی ایشیا کی تجارتی سڑک پر واقع ہونے کی وجہ سے ایشیا، افریقہ اور جزیرہ روم کے علاقوں سے تجارت کا مرکز تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے اس کی مذہبی حیثیت بھی مسلم ہو گئی۔ ظہور اسلام سے قبل یہاں عکاظ کا مشہور بازار لگتا تھا اور اسی زمانہ میں حج ہوتا تھا جس میں شرکت کے لئے دور دور نزدیک سے لوگ آتے تھے اور بڑی رونق رہتی تھی۔ قریش یہاں کا مشہور قبیلہ تھا اور حرم کی خدمت اس کے سپرد رہتی۔ مکہ کے قریب جو پہاڑیاں ہیں انہیں میں غار حرا واقع ہے جہاں رمضان کی ستائیسویں شب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے کلام مجید کا نزول شروع ہوا۔ میزان پہاڑیوں کا پانی سیلاب کی شکل میں اکثر و بیشتر عمارات کو نقصان پہنچاتا رہتا تھا۔
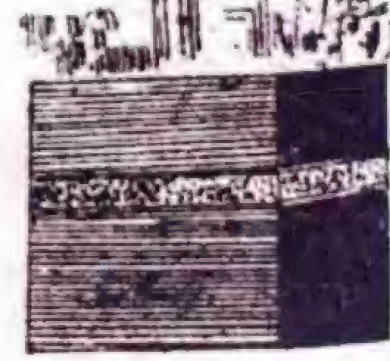
شہر کا پرانا نام "بکہ" تھا۔ قرآن پاک میں اس نام کا ذکر موجود ہے۔ وسط شہر کو بطحا کہتے ہیں۔ حضور اقدسؐ کا مقام پیدائش بھی یہی شہر ہے۔ ۸ھ تک یہ شہر کفر کا مرکز بنا رہا لیکن اس سن میں مسلمانوں نے حضورؐ کی قیادت میں اس کو فتح کر لیا اور اس وقت سے اب تک یہ شہر اسلامی دنیا کا سب سے اہم اور مقدس شہر سمجھا جاتا ہے اور ہر سال حج کے موقع پر تمام دنیا سے لاکھوں مسلمان یہاں جمع ہوتے ہیں۔

**مکھّن** - (Butter) دودھ یا دہی کو بلونے سے سفید رنگ کا ایک چکنا محلول سا نکل آتا ہے جو مکھن کہلاتا ہے اور ایک نہایت عمدہ غذا ہے۔ دودھ کو جما کر بھی مکھن نکالا جاتا ہے۔ یورپ میں بالائی سے مکھن نکالتے ہیں۔ مکھن کو گرم کر کے گھی حاصل کیا جاتا ہے۔

عمدہ مکھن میں ۸۰ فیصدی چکنائی ۵ء۰ فیصدی پنیر ۵ء۰ فی صدی شکر اور ۷ء۱۱ فی صدی پانی ہوتا ہے۔ بازاروں میں ایک قسم کا ناقص اور خراب مکھن فروخت ہوتا ہے جو دودھ میں تیل وغیرہ ملانے کے بعد اسے جما کر نکالا جاتا ہے۔

خالص اور تازہ مکھن ایک مقوّی غذا ہے۔

**مکھّی**۔ تین حصوں والے کیڑے جن کے دو پر بھی ہوتے ہیں اور سر میں ایک سونڈ نما آنکڑا ہوتا ہے۔ اس آنکڑے کے سرے پر ایک جذب خانہ بنا ہوتا ہے جس سے وہ پھولوں اور پھلوں سے شہد اور رطوبت اکٹھا کر لیتی ہیں۔ عام گھریلو مکھیاں ہوں یا شہد کی مکھیاں، سب کی سب مکھیاں ہی ہیں۔

لاروا یعنی سنڈی کی حالت میں اس کا کرم گلی سڑی چیزوں یا گوشت کے ٹکڑوں پر گزارا کرتا ہے۔ اس قسم کے تمام کیڑوں کے پاؤں کے تلووں پر ایک قسم کی چوسنیاں لگی ہوئی ہیں۔ جب یہ کیڑا ان چوسنیوں کو کام میں لاتا ہے تو پاؤں کے تلووں اور نشست کی سطح کے درمیان ایک خلا سا پیدا کر لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عمودی سطحوں پر

خواہ وہ سطح شیشہ ہی کیوں نہ ہو، اسے ڈھ رخ آسانی سے چل سکتی ہے۔

مکھیاں اکثر بستیوں میں رہتی ہیں جن میں ان کی ملکہ لاتعداد انڈے دیتی ہے۔ ان انڈوں سے بچے پیدا ہو کر اور بستیاں بنا لیتے ہیں۔ ان بستیوں کی اکثر مکھیاں نہ نر ہوتی ہیں نہ مادہ، ان کو کارندہ مکھیاں کہتے ہیں۔ عموماً ایک ہی مادہ ہوتی ہے جو ملکہ بھی ہوتی ہے اور کئی ایک نر ہوتے ہیں لیکن یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ گھریلو مکھیوں کی بستیاں نہیں ہوتیں وہ اسی طرح منتشر ہو کر رہتی ہیں جس طرح پر وہ نظر آتی ہیں اور جس جگہ غلاظت دیکھتی ہیں وہیں انڈے دے دیتی ہیں۔

**مکئی** ۔ ایک غذائی پودا جو ہند و پاکستان، ایشیائی اور یورپی ممالک میں عام ہوتا ہے۔ ساون بھادوں کے مہینوں میں اس کی کاشت عام ہوتی ہے۔ پودا چھ سات فٹ سے دس بارہ فٹ تک بلند ہوتا ہے جس پر ایک سے چار تک بھٹے لگتے ہیں۔ زمین کی پرورش اور بیخ کنی کی خاص ضرورت ہوتی ہے کیونکہ گھاس پات اور نباتات پودوں کی نشو و نما کو روک دیتے۔

مکئی کا دانہ پیلے یا سفید رنگ کا ہوتا ہے اس میں کر روٹیاں پکاتے ہیں اور کھاتے ہیں۔ مکئی خاصی غذائیت کی حامل ہوتی ہے۔ البتہ بلغم اور رطوبت پیدا کرتی ہے نرخ گندم سے کم ہوتا ہے۔

**مگرمچھ** ۔ (Crocodile) ایک دریائی جانور — جسے ناکا بھی کہتے ہیں۔ گھڑیال بھی اسی کی ایک قسم ہے۔ اس کی تقریباً بارہ اقسام ہیں افریقہ، ایشیا، آسٹریلیا اور وسطی امریکہ کے گرم خطوں میں پایا جاتا ہے۔ نہایت بھدا، بے ڈول اور ڈراونا جانور ہے خشکی پر مشکل سے گھسٹ کر چلتا ہے لیکن پانی پر بڑی تیزی سے تیر سکتا ہے گوشت خور ہے اور انسان پر بھی حملہ کرنے سے نہیں چوکتا۔ مادہ انڈے دیتی ہے جو بطخ کے انڈے کے برابر ہوتے ہیں اور ان پر ایک سخت خول چڑھا ہوتا ہے۔ (نیز دیکھو گھڑیال)

**مگنیشیا** ۔ (Magnesia) میگنیشیم کے مرکبات کی ایک نوع کا قدیم طرز کا نام ہے۔ ابالی مگنیشیا، میگنیشیم بائی کاربونیٹ کا محلول سا ہوتا ہے منجمد مگنیشیا، بجلی کی بھٹیوں میں کام آتا ہے۔ مگنیشیا کے طبی فوائد بھی بہت سے ہیں مثلاً ہاضمہ کے لئے مفید ہے اور بعض عام امراض کے لئے بھی مفید ہے۔

**مِل، جان سٹوارٹ** ۔ (J. S. Mill) (۱۸۰۶ء - ۱۸۷۳ء) ایک برطانوی مفکر جو عورتوں کو حق رائے دہندگی دلانے والی تحریک کا بانی تھا — کہا جاتا ہے کہ ایک دفعہ جان اسٹوارٹ مل دل برداشتہ ہو کر خودکشی کی غرض سے گھر سے نکلا وہ اپنے ہمراہ اتفاقاً انگریز شاعر ورڈز ورتھ کا کلام بھی لیتا گیا اور جب کتاب کھول کر پڑھی تو اس کی مایوسی دور ہو گئی اور وہ خودکشی کے ارادہ کو عملی جامہ پہنائے بغیر گھر واپس آ گیا جان سٹوارٹ مل منطقی اور ماہر اقتصادیات تھا۔

**مُلّا** ۔ مذہب اسلام میں ابتداءً ایسا کوئی تعدد یا عہدہ نہیں تھا جس کو آج کل کے ملا سے تعلق ہو لیکن فی زمانہ ہر مملکت اسلامی میں ملا کا جداگانہ طبقہ ہے جو کہیں زیادہ اور کہیں کم با اقتدار ہے۔ جب لوگ زبان اور علم کی ناواقفیت کے باعث مذہب سے دور ہوتے گئے تو اس طبقہ نے جو ان کے مقابل مذہبی اور علمی مسائل سے زیادہ واقف تھا، اقتدار حاصل کرنا شروع کیا۔ حتیٰ کہ دور وسطیٰ میں انہوں نے ان بادشاہوں کو بھی جو اسلامی شاہراہ پر چلنا چاہتے تھے اپنے قابو میں کر کے سیاسی اقتدار حاصل کرنا شروع کر دیا۔

خلفائے عباسیہ کے زمانہ میں ان کے مختلف گروہ ہو گئے اور جب ہر ایک نے خلیفہ کو اپنے زیر اثر لانا چاہا تو عجیب قسم کی کشمکش پیدا ہو گئی جس سے مذہب میں بھی تفرقہ پڑا اور سلطنت کو بھی نقصان پہنچا۔

آج بھی اسلامی ممالک میں یہ طبقہ کم و بیش اقتدار کے واسطے کوشاں نظر آتا ہے۔ سادہ لوح عوام خلوص کی وجہ سے ان کے زیر اثر ہیں اور ان کو اپنا مذہبی مقتدا سمجھتے ہیں مخلص اور علم و عمل سے آراستہ علماء فی الحقیقت دین کے ستون ہیں۔

**مُلّا، آنند نرائن**۔ پنڈت آنند نرائن نام اور ملّا تخلص۔ ۱۹۰۱ء میں لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ ان کی تعلیم و تربیت لکھنؤ ہی میں ہوئی۔ ۱۹۲۳ء میں انگریزی میں ایم اے اور ۱۹۲۵ء میں ایل ایل بی کے امتحانات پاس کئے اور اس کے بعد سے لکھنؤ ہی میں وکالت کر رہے ہیں۔

ملّا نے اپنے فطری ذوق کے تحت انیس، غالب اور اقبال کے اشعار کے انگریزی ترجمے کرنے کی کوشش کی لیکن ۱۹۲۶ء میں پنڈت منوہر لال زتشی کے کہنے سے خود اردو میں شعر کہنے لگے۔ ان کی پہلی نظم "پرستار حسن" ہے جو ۱۹۲۸ء میں لکھی گئی اور بہت کامیاب رہی۔

آنند نرائن ملّا موجودہ زمانے کے ان شاعروں میں سے ہیں جو زندگی کا مطالعہ گہری نظروں سے کرتے ہیں اور ذاتی تجربات کو فنی لوازم کے ساتھ شعر میں پیش کرتے ہیں۔ ان کی ہر بات پختگی لئے ہوتی ہے۔ ہر خیال میں خلوص کی گرمی اور احساسات کی سچائی شامل ہوتی ہے جس نے اپنے کلام کو ہمیشہ پرانی ڈگر سے بچایا ہے اور اسے نیا اسلوب اور نیا انداز فکر بخشا ہے۔ ان کے کلام کا پہلا مجموعہ "جوئے شیر" شائع ہو کر اہل علم سے داد و قبولیت حاصل کر چکا ہے۔

**مُلّا رموزی** (دیکھو رموزی، ملّا)

**مُلّا شور بازار** (دیکھو شور بازار، ملّا)

**مُلاقات** (Visiting) میل ملاقات کے آداب شائستگی اور معقولیت پر مبنی ہیں۔ ملاقات، باضابطہ ہو یا دوستانہ، دونوں میں ان کا لحاظ رکھنا چاہیے موسم سرما میں شیر فام اوورکوٹ پہن کر ڈرائنگ روم میں داخل نہیں ہوتے۔ نیز اپنی چھڑی وغیرہ ہال کمرے میں چھوڑ دیتے ہیں۔ موسم گرما میں اپنی ٹوپی اور چھتری ڈرائنگ روم کے اندر لے جائی جا سکتی ہے بشرطیکہ ملاقات مختصر ہو لیکن چھڑی لے جانے کی ممانعت ہے۔

مجلس میں گفتگو جاری رکھنی چاہیے۔ ہر شخص کو بات چیت کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی موضوع مل سکتا ہے۔ دوسرے کے ہاں جا کر اہل خانہ کی تصویریں اور زیورات نہیں دیکھنے چاہئیں۔ اس خیال سے کہ آپ اس وقت عجائب خانے میں نہیں بلکہ ایک معزز میزبان کے ملاقات کے کمرے میں ہیں۔

**ملاکا (جزائر)** (Malacca Island)

اس نام کی ایک بندرگاہ اور اسی نام کا ایک علاقہ جزیرہ نمائے ملایا کے جنوب مغرب کو واقع ہے پہلے پرتگیزی مقبوضات میں سے تھا۔ پھر ولندیزوں کے قبضے میں آیا اور پھر ۱۸۲۴ء میں انگریزوں کے ہاتھ لگا اور برطانوی ردو باری نوآبادیات کا حصہ بنا۔ ۱۹۴۶ء میں ملائی یونین میں شامل ہوا جو اب علاقائی فیڈریشن کے نام سے موسوم ہے سنگاپور اور پنانگ کے شہر مقابلے میں اس سے آگے نکل گئے اور اس پر کچھ عرصہ تنزل و انحطاط کا دور دورہ رہا حتیٰ کہ ربڑ کی کاشت کے باعث اسے دوبارہ اہمیت حاصل ہو گئی۔ ملاکا کی جزائری نوآبادی کا رقبہ ۷۲۰ مربع میل اور آبادی اڑھائی لاکھ کے قریب ہے خود ملاکا شہر کی آبادی کوئی پچاس ہزار کے قریب ہے۔

**ملائکہ**۔ ملک کی جمع ہے۔ اس کے معنی پیامبر یا فرشتوں کے ہیں۔ منجملہ اور باتوں کے فرشتوں پر ایمان لانا بھی ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ ان میں سب سے افضل جبرئیل یا روح الامین ہیں۔ ان کے علاوہ میکائیل اسرافیل عزرائیل اور مالک (دوزخ کے دربان) کو مقربین کہا گیا ہے۔

حضرت عائشہؓ کی روایت کے بموجب ان کو نور سے پیدا کیا گیا ہے۔ ان کی صحیح تعداد کا حال معلوم نہیں تمام فرشتوں کا کام خدا کی عبادت اور احکام کی بجا آوری ہے مگر بعض کے فرائض بھی بتائے گئے ہیں۔ مثلاً کچھ فرشتوں نے عرش کو تھام رکھا ہے۔ کچھ اس کے گرد رہتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا میں مشغول ہیں اور مومنوں کے واسطے بخشش طلب کرتے ہیں۔ ۱۹ فرشتے دوزخ کی نگہبانی کرتے ہیں۔ کراماً کاتبین ہر انسان کی زبان سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ لکھتے ہیں اور نگران فرشتے کہلاتے ہیں۔ کچھ فرشتے شیطان کے مقابلے پر آسمان کی حفاظت کرتے ہیں۔ ہاروت و ماروت بابل میں جادو سکھاتے تھے اور روایات کے مطابق منکر اور نکیر قبر میں سوال و جواب کرتے ہیں۔ بعض روایتوں کی بنا پر فرشتوں کے پر بھی ہوتے ہیں۔ نیز دیکھو فرشتہ)

**ملایا** – (Malaya) جنوب مشرقی ایشیا میں ایک جزیرہ نما۔ رقبہ ۵۱ ہزار مربع میل اور آبادی ۵۹ لاکھ افراد جس میں ۲۷ لاکھ (۴۹ %) ملایا ۲۱ لاکھ ۵۰ ہزار (۳۹ %) چینی اور ۵۳۵۰۰۰ (۱۰ %) ہندوستانی اور باقی ماندہ یورپین وغیرہ ہیں۔ اس میں پینانگ اور ملاکا کے علاوہ پہانگ (رقبہ ۱۳۸۲۰ مربع میل آبادی ۲۵۰۰۰۰ افراد) پیراک (رقبہ ۷۹۸۰ مربع میل آبادی ایک ہزار) سیلانگر (رقبہ ۳۱۶۰ مربع میل — آبادی ۱۷۰۰۰۰)، نیگری سیمبیلان (رقبہ ۲۵۸۰ مربع میل آبادی تین لاکھ)، جوہور (رقبہ ۷۳۳۰ مربع میل، آبادی ۷۵۰۰۰۰) کیلانتن (رقبہ ۵۷۵۰ مربع میل آبادی چار لاکھ) ترینگانو (رقبہ ۵۰۵۰ مربع میل آبادی دو لاکھ بیس ہزار) کیڈاہ (رقبہ ۳۶۶۰ مربع میل آبادی پانچ لاکھ بیس ہزار) پرلس (رقبہ ۳۱۰ مربع میل، آبادی ۶۰۰۰۰) شامل ہیں۔ ان میں پینانگ اور ملاکا۔ جنہیں (Straits Settlement) بھی کہا جاتا ہے ۱۸۰۰ء کے بعد دس برس میں برطانیہ کے زیر تسلط آ گئے۔ نیگری سیمبیلان کے علاقے جنہیں ملایا کی وفاق شدہ ریاستیں کہا جاتا ہے ۱۸۷۴ء۔ ۱۸۹۵ء اور باقی ماندہ ریاستیں ۱۸۸۸ء۔ ۱۹۱۴ء کے مختلف زمانوں میں انگریزوں کے قبضہ میں آئیں۔ بستیاں برطانوی نوآبادی تھیں مگر باقی ریاستوں پر انگریزوں کے زیر اثر ان کے اپنے 'سلاطین' حکمرانی کرتے تھے۔

دوسری جنگ عظیم کے دوران ملایا کا جزیرہ نما جاپانیوں کے قبضہ میں آیا۔ ابتداءً تو ملائی لوگوں نے جاپانیوں کا خیر مقدم کیا مگر بعد ازاں تعلقات خراب ہو گئے اور کئی ایک ملائیوں نے جاپانیوں کے خلاف انگریزوں کا ساتھ دیا۔ بہرحال انگریزوں کے اخراج اور جاپانیوں کے ورود و اخراج کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب دوسری جنگ عظیم کے بعد انگریز یہاں دوبارہ آئے۔ تو انہیں ایک مضبوط قوم پرست تحریک کا سامنا کرنا پڑا جسے انڈونیشی لوگوں کی تحریک آزادی سے مزید تقویت حاصل ہوئی۔

ملایا کے باشندوں کا معتدبہ حصہ انڈونیشی لوگوں پر مشتمل ہے جو پچھلے پچاس سال سے آکر یہاں آباد ہوتے رہے ہیں۔ ملائیوں نے برطانیہ سے قومی مطالبات شروع کئے جن کے باعث یکم جنوری ۱۹۴۶ء کو برطانوی حکومت نے ماسوا سنگاپور اور بعض ملحقہ جزائر کے ملایا کے جزائر کو اکٹھا کر کے ان سے ایک ملائی سرزمین بنا دی۔ یہ اتصال (یونین) تھا جس کی رو سے سلاطین نے اپنا تمام نظم و نسق، عدل اور دیگر اختیارات تاج برطانیہ کے حوالے کر دیئے تھے۔

یکم اپریل ۱۹۴۶ء کو ملایا کی سرزمین معرض وجود میں آئی مگر ملایا کے عوام نے اس دستور کو ناپسند کیا اور جولائی ۱۹۴۸ء سے انہوں نے برطانوی افواج پر چھاپہ مار دستوں کی صورت میں حملے شروع کر دیئے۔ ۱۹۵۵ء تک یہ حملے جاری رہے۔ آخر اگست ۱۹۵۷ء میں برطانیہ نے اس ملک کو آزاد کر دیا اور اب ملایا میں اہل ملک کی اپنی آزاد پارلیمنٹری حکومت قائم ہے جس کا وزیر اعظم عبدالرحمٰن تنکو ہے۔

**ملّت**۔ یعنی مذہب یا رسوم یا قوم۔ قرآن پاک میں یہ لفظ جگہ جگہ آیا ہے۔ ایک جگہ ملت ابراہیمی کا ذکر ہے۔ اسی طرح بت پرستوں، یہودیوں اور عیسائیوں کی ملت کا بھی ذکر کیا گیا ہے جو قوم جس پیغمبر کی پیروی کرتی یا جس شریعت پر چلتی ہے اسی کے نام سے منسوب ہوتی ہے۔ مسلمان اپنے آپ کو ملت اسلامیہ یا ملت محمدی کہتے ہیں۔ دین، مذہب اور ملت عموماً ہم معنی الفاظ سمجھے جاتے ہیں لیکن بعض کہتے ہیں کہ دین کا تعلق خدا سے ہے۔ ملت کا پیغمبر سے اور مذہب کا اس مجتہد سے جس کے اجتہاد پر کوئی جماعت عمل کرتی ہے مثلاً چاروں ائمہ فقہ۔

اردو زبان میں مذہب اور دین ہم معنی سمجھے جاتے

ہیں اور ملت سے مطلب مسلمانوں کی قوم ہے جو ملک، معاشرہ اور زبان وغیرہ سے بالاتر ہو کر ایک خدائے واحد کی پرستار اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت گزار ہے۔ ملت اسلامیہ کا لفظ عام طور پر امت مرحومہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

**ملتان** (Multan) - مغربی پاکستان کے علاقہ پنجاب کا ایک شہر جو قالین، ظروف سازی، ریشم اور روئی کی صنعت کے لئے مشہور ہے۔ پرانا شہر ہے اور اس کے بارے میں ایک فارسی شعر بھی ہے:

چار چیز است تحفۂ ملتان
گرد و گرما، گدا و گورستان

شہر ملتان کے چار تحفے ہیں، گرد، گرمی، گداگر اور گورستان۔ مگر اب یہ شہر مختلف کارخانوں اور نشتر میڈیکل کالج کی تعمیر اور مختلف صنعتی سرگرمیوں کی وجہ سے کافی ترقی کر گیا ہے۔ حال ہی میں یہاں ایک عظیم الشان بجلی گھر بھی تعمیر ہوا ہے۔

**ملٹن، جان** (John Milton)
(۱۶۰۸ء - ۱۶۷۴ء) انگریزی زبان کا ایک ممتاز شاعر جس نے آنکھوں کی بینائی سے محروم ہوتے ہوئے بعض بڑی پرشوکت اور موثر نظمیں لکھیں۔ اس کی پہلی شادی ناکام رہی جس پر جان ملٹن نے طلاق کی حمایت میں ایک رسالہ لکھا۔ ۱۶۵۲ء میں یعنی پہلی شادی کے ۹ برس بعد وہ رنڈوا ہو گیا۔ ۱۶۵۶ء میں اس نے دوسری شادی کی۔ اس کی دوسری بیوی دو سال بعد فوت ہو گئی۔ ۱۶۶۳ء میں اس نے تیسری شادی کی۔
اس کی بہترین اور شہرۂ آفاق تصنیفات (Paradise Lost) اور (Paradise Regained) ہیں۔

**ملحد** - عربی لفظ الحاد سے ہے۔ خدا کی ذات کا منکر، دہریہ۔ مذہب سے بیزاری کرنے والے کے بارے میں بھی اس لفظ کا اطلاق ہو سکتا ہے۔

اسلام سے عدم واقفیت رکھنے والے اور مطالعہ دینیات سے بے بہرہ اشخاص بالعموم خدا کی ذات کے منکر ہو جاتے ہیں۔ اگر وہ صحیح مطالعہ سے کام لے کر حقیقت سے آگاہ ہوں تو نہ صرف اسلام کی محبت ان کے دلوں میں جاگزیں ہو جاتی بلکہ وجود باری کے بارے میں بھی ان کا عقیدہ راسخ ہو جاتا ہے۔ پاکستان کی اسلامی جمہوریہ میں مطالعہ اسلام اور دینیات کی تعلیم کا اجراء نہایت ضروری اور نہایت مفید نتائج کا حامل ہو سکتا ہے۔

**ملک، چارلس حبیب** - لبنان کے ماہر امور خارجہ ہیں۔ ۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئے۔ بیروت کی امریکن یونیورسٹی اور ہارورڈ اور فریبرگ یونیورسٹیوں میں تعلیم پائی۔
۱۹۲۷ء میں امریکن یونیورسٹی بیروت میں ریاضی اور فزکس کے انسٹرکٹر مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۹ء میں "الہلال پبلشنگ ہاؤس" قاہرہ میں چلے گئے۔ کچھ عرصہ ہارورڈ یونیورسٹی میں رہنے کے بعد ۱۹۳۷ء میں دوبارہ امریکن یونیورسٹی بیروت میں بطور انسٹرکٹر فلسفہ آ گئے اور یہاں آہستہ آہستہ پہلے پروفیسر اور پھر صدر شعبہ مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۵ء میں امریکہ میں لبنان کے وزیر مختار مقرر ہوئے۔ اقوام متحدہ کی بہت سی کانفرنسوں میں بطور نمائندہ شامل ہوئے۔ ۱۹۵۱-۱۹۵۰ء میں اقوام متحدہ کی کمیٹی برائے تحفظ حقوق انسانی کے صدر رہے۔ تصنیفات (عربی) "جنگ اور امن" اور "ایشیا کا مسئلہ" نہایت مشہور ہیں۔

**ملک الرحمٰن کیانی** - سابق صوبہ سرحد کے مشہور سیاسی رہنما۔ ۱۹۰۰ء میں شاہ پور ضلع کوہاٹ میں پیدا ہوئے۔ ایڈورڈ کالج پشاور سے بی اے اور سینٹ سٹیفن کالج دہلی سے ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔ تیس سال کی عمر میں سیاسیات میں حصہ لینا شروع کیا۔ ۱۹۳۷ء میں سرحد کی صوبائی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۳۸ء میں مسلم لیگ میں شامل ہو گئے اور ۱۹۴۶ء میں قائد اعظم کے ایماء پر خان صاحب کا خطاب واپس کر کے مسلم لیگ تحریک میں کام کرنے لگے۔ ۱۹۴۷ء میں تحریک سول نافرمانی کے ڈکٹیٹر رہے۔ ۱۹۵۳ء میں صوبائی وزارت میں شامل کئے گئے۔ بعد ازاں مرکزی کابینہ میں وزیر مواصلات بنائے گئے۔ اردو اور فارسی سے خاص شغف رکھتے ہیں۔

**ملک الشعرا۔** لغوی معنی شاعروں کا بادشاہ مجازاً شاہی شاعر جو کسی بادشاہ کے دربار میں متعین ہو۔ تمام مسلمان بادشاہوں کے عہد میں شاعر، شاہی دربار کا ایک لازمی جزو ہوتا تھا بلکہ ہندو بادشاہوں کے وقت میں بھی اس قسم کی اسامی اور اعزاز کا پتہ چلتا ہے۔ چنانچہ کوی کالیداس، راجہ بکرماجیت کا درباری شاعر تھا جس نے برکھارت اور میگھ دوت جیسی لاثانی نظمیں سنسکرت میں لکھیں جو فطری رنگ میں آج تک اعلیٰ درجے کے شاہکار شمار ہوتی ہیں۔

پٹھان شاہانِ دہلی کے زمانے میں امیر خسرو فارسی کے ایک نامور شاعر تھے جن کا کلام شیرینی اور گھلاوٹ کے باعث آج تک زبان زدِ خاص و عام ہے۔ خسرو اردو کے ابتدائی دور کے شاعروں میں سے ہیں۔ اکبر کے دربار میں ملک الشعرا فیضی کا نام بھی اول درجے کے شعرا میں لیا جاتا ہے۔ جہانگیر کے دربار میں عرفی بہت مشہور تھا اور اس کے دربار کا ایک امیر جان خاناں بھی ایک بلند پایہ شاعر تھا خود شہنشاہ جہانگیر بھی سخن گو اور سخن فہم تھا۔ اورنگ زیب نے یہ دفتر اور عہدہ موقوف کر دیا تھا لیکن اس کے جانشینوں نے پھر بحال کر دیا۔ چنانچہ بہادر شاہ (آخری تاجدار دہلی) کے دربار میں ذوق اور غالب درباری شاعر تھے اور استاد ذوق سے خود بادشاہ اصلاح لیا کرتے تھے۔ اس کے بعد ہندوستان کے دربار اور درباری شعرا ختم ہو گئے۔

انگریزوں کے ہاں بھی ایک شاعر ہوتا ہے جس کو پوئٹ لاریٹ (Poet Laureate) یعنی شاہی شاعر کہتے ہیں۔ یہ لفظ ملک الشعرا کا ہی مترادف ہے۔

**ملکیت۔** (Property) ہر وہ چیز جس کا کوئی ایک شخص یا بہت سے اشخاص یا حکومت جائز طور پر مالک ہو۔ دنیا کے تمام معاشروں میں حقِ ملکیت کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ ساتھ ہی مالک کے اس حق کو بھی تسلیم کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی ملکیت کو خواہ وہ زمین ہو یا جائداد یا کوئی اور شے، استعمال کر سکتا ہے یا فروخت کر سکتا ہے۔

قانون کے مطابق ملکیت کی دو قسمیں ہیں۔ شخصی اور اصلی یا منقولہ اور غیر منقولہ۔ حکومت موخر الذکر پر ٹیکس وصول کرتی ہے۔

اشتراکیت کے نقطۂ نظر سے ایسی املاک جو مزید پیداوار میں ممد ہو سکیں مثلاً کارخانے، مشینیں، اسباب کاروبار وغیرہ کسی شخص کی ذاتی ملکیت نہیں سمجھی جاتیں بلکہ قومی ملکیت متصور ہوتی ہیں۔ چنانچہ روس میں زمین اور صنعتی ادارے قومی ملکیت ہیں۔

اسلام تمام جائز طور پر حاصل کردہ املاک پر شخصی ملکیت کے حق کو تسلیم کرتا ہے۔

**ملمع کاری۔** (Electroplating) لوہے اور تانبے پر چاندی، سونے یا نکل کا ہلکا پالش چڑھانا ملمع کاری کہلاتا ہے۔

جس دھات کا ملمع کرنا ہو اس کے کسی مناسب مرکب کا محلول (Solution) تیار کر کے ایک برتن میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اگر چاندی کا ملمع کرنا ہو تو اس برتن میں چاندی کا ایک ٹکڑا رکھ دیا جاتا ہے۔ دوسری طرف وہ برتن جس پر ملمع کرنا ہو، لٹکا دیا جاتا ہے۔ چاندی کے ٹکڑے کو مثبت قطب اور برتن کو منفی قطب سے جوڑ دیتے ہیں۔ مرکب محلول میں سے چاندی الگ ہو کر برتن پر چڑھنا شروع ہو جاتی ہے اور اس طرح سے اس پر ملمع ہو جاتا ہے۔ چاندی کا ٹکڑا محلول میں چاندی کی مقدار کو قائم رکھتا ہے۔

جس برتن پر ملمع کرنا ہو اسے ملمع کرنے سے پہلے اچھی طرح صاف کر لینا ضروری ہے اور برقی رو بھی مناسب طاقت کے ساتھ گزارنی چاہیئے ورنہ برتن بچ جاتا ہے۔ ملمع کے دوران بجلی کا جو عمل کیا جاتا ہے وہ برقی پاشی یا (Electrolysis) کا عمل کہلاتا ہے۔ اس عمل پر آئے دن کافی معلومات فراہم کی جا رہی ہیں۔

**ململ۔** (Muslin) ایک روئی کا بنا ہوا کپڑا وزن میں ہلکا اور نرم اور ساخت میں کھلا۔ اسے رنگ بھی سکتے ہیں اور رنگ اڑا بھی سکتے ہیں۔ اس پر رنگا رنگی چھاپا بھی لگ سکتا ہے۔

کہتے ہیں کہ دنیا میں پہلے پہل ململ دراصل موصل (میسوپوٹیمیا) میں بنائی گئی۔ مشرقی ممالک میں بالخصوص ملبوسات میں

استعمال ہوتی ہے۔ کسی زمانے میں ڈھاکہ (مشرقی پاکستان) کی ململ دنیا بھر میں مشہور تھی۔ ولایتی ململ زیادہ تر مانچسٹر وغیرہ کے کارخانوں میں تیار ہوتی ہے۔

**ملیریا۔** (Malaria) ملیریا ایک وبائی بخار ہوتا ہے جس کے جراثیم مچھر کے جسم میں پرورش پاتے ہیں پس جس آدمی کو یہ مچھر کاٹے وہ ملیریا کا شکار ہو جاتا ہے اور اس کو نہایت شدید، سردی کے ساتھ بخار چڑھ آتا ہے جو کئی دفعہ مہلک ثابت ہوتا ہے۔

یہ اندازہ کیا گیا ہے کہ سو سال کے عرصے میں جنگوں میں اتنے آدمی نہیں مرتے جتنے ملیریا اور ڈینگو بخار سے ایک سال کے عرصے میں مر جاتے ہیں۔ یہ دونوں بخار مچھر سے پھیلتے ہیں۔ جو لوگ اس بخار سے بچ جاتے ہیں وہ ایک مدت تک بعد میں بھی کمزور اور نڈھال سے رہتے ہیں اور اس کمزوری کے باعث دوسری بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔

مذہبی روایت کے مطابق یہ مچھر ہی تھا جو نمرود کے دماغ میں گھس کر اس کی موت کا باعث ہوا اور جس نے اس کے خدائی دعوے کو باطل ٹھہرایا۔ مذہبی روایتیں بیشتر تمثیل ہوتی ہیں اور اس کا مطلب دراصل یہ ہے کہ جب دجلہ اور فرات سے نہریں نکالی گئیں تو دلدل رہنے اس میں مچھر پیدا ہو گیا کہ تمام آبادی بخار سے ہلاک ہونے لگی اور نمرود کے جانشینوں کو اوپر پہاڑوں میں جا کر نینوا کا شہر آباد کرنا پڑا۔

جو مچھر بخار پیدا کرتا ہے وہ ایک خاص قسم کا ہوتا ہے جس کو انافولیس کہتے ہیں۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ جب وہ دیوار پر بیٹھتا ہے تو اس کا سر دیوار پر ہوتا ہے اور جسم اس طرح ہوتا ہے جس طرح دیوار میں کیل گاڑ رکھی ہو۔ یہی مچھر ہیں، جنہوں نے نہر پانامہ کی تکمیل کو سالہا سال کے لئے روک دیا حتیٰ کہ انسان بھی ان کے دفعیہ کی تدبیریں سوچنے لگا۔ انسان نے بہت سوچ بچار اور جستجو کے بعد اس پر داخلی اور خارجی حملے کئے۔ چنانچہ داخلی حملہ کونین کی دریافت تھی جو مشرقی سمندروں کے جزائر کے مشہور پودے سنکونا کا جوہر ہے یہ انسان کو اندرونی طور پر کھلائی جاتی ہے اور اس طرح انسانی جسم میں داخل ہو کر ملیریا کے جراثیم سے جنگ کر کے انہیں تباہ کر ڈالتی ہے لیکن باوجود بیماری سے بچ جانے کے انسان ایک خاصی مدت تک کمزور رہتا ہے اور کام کاج



کے قابل نہیں رہتا بلکہ اور بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس مطلب کے لئے خارجی حملہ داخلی حملے سے زیادہ مفید ثابت ہوا ہے۔ اس طریقے سے مچھر کو حملے کا موقع دینے سے پہلے ہی ختم کر دیا جاتا ہے۔

مچھر کے خلاف جنگ کا خارجی محاذ تو دنیا کے ہر حصے میں جاری ہے لیکن جو کامیابی اسے ملایا اور سنگاپور میں ہوئی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ نصف صدی پیشتر سنگاپور مشرقی ممالک میں مچھروں کی سب سے بڑی چھاؤنی تھی میلوں تک ایک دلدل پھیلی گئی تھی جس پر رو ئیدگی کے وسیع جنگل میں مچھروں کے کروڑوں خاندان پل رہے تھے لیکن سنگاپور میں جب انگریزوں نے مورچہ بنایا تو مدد کے لئے سائنس کو پکارا۔ جو ان کی مدد کو آموجود ہوئی اور آج سنگاپور میں ایک بھی مچھر نہیں۔ اسی طرح ہر ملک اور خطہ مچھروں کی بیخ کنی کر سکتا ہے جو اس طرح پر ہو سکتی ہے کہ:

سب سے پہلے تمام علاقے کے کھڑے پانیوں کا ملاحظہ کیا جائے اور ان پر ہر سات دن کے بعد ڈی۔ ڈی ٹی یا دیگر جراثیم کش ادویات چھڑک کر مچھروں کے انڈے بچوں کو ہلاک کر دیا جائے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو تمام نشیبوں میں استادہ پانی کو خشک کر دیا جائے یا گڑھے پُر کر دیئے جائیں اور باغیچوں میں بھی یہی ڈی۔ ڈی۔ ٹی چھڑک دی جائے اس کا اثر ۱½ – ۲ ماہ تک رہتا ہے۔ اس کے علاوہ برتنوں کو جالی سے بند رکھا جائے اور رات کو مچھر دانی لگا کر یا جالی اوڑھ کر سوئیں۔ اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو جسم پر مچھر بھگا تیل مل کر سوئیں۔ یہ تیل ایک حصہ لیموں کا عرق اور پانچ حصے مٹی کے تیل کی آمیزش سے بنتا ہے۔ بازاروں میں کئی قسم کے اور تیل بھی بکتے ہیں۔ اگر بالفرض ملیریا کا حملہ ہو ہی جائے تو کونین استعمال کریں اگر قے آتی ہو تو کونین کا ٹیکہ لگوالیں۔

موجودہ زمانے میں کونین کے علاوہ اور بھی مفید ادویات ایجاد ہو گئی ہیں جن میں سے ایک "پلوڈرین" ہے جو کونین کی طرح کڑوی بھی نہیں ہوتی اور نہ ہی بدن پر تیز اثر کرتی ہے

**ملی گرام۔** (Milligram) میٹرک سسٹم کے وزن کا یونٹ "گرام" ہے اور ملی گرام اس کی ایک کسر ہوتی ہے جو اس کے ہزارویں حصے کے مساوی ہوتی ہے۔

**ملی میٹر۔** (Millimetre) میٹرک سسٹم میں میٹر طول ناپنے کا ایک پیمانہ ہوتا ہے جو ۳۹٫۳۷ انچوں کے برابر ہوتا ہے اور ملی میٹر اس کا ہزارواں حصہ ہوتا ہے۔

**ممالک محروسہ۔** (Protectorates) کسی حاکم ملک کا تعلق کسی ایسے ملک کے ساتھ جو حاکم نہ ہو اور جس کے خارجی تعلقات حاکم ملک کے تصرف میں ہوں۔ نیز خود محروسہ ملک بھی اس سے مراد ہوتا ہے۔ بین الاقوامی قانون میں کسی بڑی سلطنت اور کسی چھوٹی یا پسماندہ ریاست کے مابین تعلق جس پر اول الذکر کا بالواسطہ یا بلاواسطہ تصرف ہوتا ہے۔ قلمرو برطانیہ میں عدن، بیچوانالینڈ، کینیا، نیاسالینڈ، یوگنڈا اور زنجبار ممالک محروسہ ہی ہیں۔ انگریزی تاریخ میں یہ اصطلاح اولیور کرامویل (۱۶۵۳ء۔۱۶۵۹ء) کے دور حکومت پر حاوی ہے۔

**ممانعت۔** (Embargo) ایک ایسا فعل جس کی رو سے کوئی حکومت غیر ملکی جہازوں کو بندرگاہ چھوڑنے سے روک سکتی ہے بالخصوص اعلان جنگ کے بعد۔ بسااوقات یہ ممانعت ایک خاص قسم کی اشیا پر عائد ہوتی ہے مثلاً اٹلی اور حبشہ کی جنگ کے دوران، حبشہ کی طرف سامان حرب لے جانے پر ممانعت عائد کر دی گئی اور اسی قسم کا اقدام ۱۹۳۶ء میں ہسپانیہ کی خانہ جنگی کے دوران بھی کیا گیا۔

**ممباسہ** (Mombasa) ریاست محروسہ کینیا کی بندرگاہ جو برٹش ایسٹ افریقہ میں واقع ہے اور جزیرہ ممباسہ میں ہے۔ کیلنڈینی کی محفوظ بندرگاہ اور ممباسہ کے ذریعہ کینیا اور یوگنڈا کی تمام خارجہ تجارت ہوتی ہے۔ کینیا اور یوگنڈا ریلوے کا اختتامی اسٹیشن بھی یہیں ہے۔ ہوائی اڈہ بھی ہے۔ [illegible]ء سے برطانیہ کے تصرف میں ہے۔ آبادی نوّے ہزار کے قریب ہے۔

**ممتاز حسین قزلباش۔** مغربی پاکستان کے سابق وزیر۔ مرزا ممتاز حسین قزلباش ۱۹۰۵ء میں آگرہ میں پیدا ہوئے۔ علی گڑھ میں تعلیم پائی اور پروونشل سول سروس میں شامل ہو گئے۔ ۱۹۳۰ء سے ۱۹۴۷ء تک دہلی میونسپل کمیٹی کے کمرشل سیکرٹری رہے۔ قیام پاکستان



کے بعد افغانستان میں پاکستان کے ناظم الامور مقرر ہوئے لیکن تھوڑے دن بعد ۱۹۴۹ء میں ریاست خیرپور کے وزیراعظم نامزد ہو گئے۔

مغربی پاکستان میں ڈاکٹر خان صاحب کی وزارت قائم ہوئی تو ممتاز حسین اس میں بھی شامل رہے۔ ری پبلکن پارٹی کے سرگرم کارکن اور پاکستان کی قومی اسمبلی کے رکن بھی رہ چکے ہیں۔ فوجی انقلاب کے بعد آپ بھی دوسرے وزراء کی طرح سیاست سے کنارہ کش ہو چکے ہیں۔

## ممتاز محمد خان دولتانہ (میاں)۔

ممتاز محمد خاں دولتانہ ۲۳ فروری ۱۹۱۶ء کو پیدا ہوئے۔ آپ میاں احمد یار خاں دولتانہ مرحوم کے صاحبزادے ہیں اور سابق پنجاب کے ایک ممتاز سیاسی زعیم۔

۱۹۳۳ء میں آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے تاریخ میں بی۔ اے (اعزازی) کیا جس میں آپ یونیورسٹی بھر میں دوسرے نمبر پر آئے۔ پھر آپ نے کارپس کرسٹی کالج آکسفورڈ میں داخلہ لیا اور ۱۹۳۵ء میں بیرسٹری کے امتحان میں بھی اول آئے۔ پھر اسی یونیورسٹی میں ایم۔ اے میں داخل ہوئے اور ۱۹۳۶ء کے دوران آپ یونیورسٹی کی ہندوستانی مجلس کے صدر بھی رہے۔ وہاں سے فارغ ہو کر واپس وطن پہنچے۔ ۱۹۴۳ء میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر بلا مقابلہ پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ ۱۹۴۴ء میں پنجاب مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے اور پھر اسی طرح ۱۹۴۷ء تک ہر سال جنرل سیکرٹری منتخب ہوتے چلے آئے۔ ۱۹۴۶ء میں دوبارہ مسلم لیگ کے ٹکٹ پر سیالکوٹ کے دیہی حلقہ کی طرف سے پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ پھر اگست ۱۹۴۶ء میں قائداعظم مرحوم نے آپ کو مسلم لیگ کی کمیٹی آف ایکشن کے سات ممبروں میں سے ایک ممبر کی حیثیت سے مقرر فرمایا۔ ۱۹۴۷ء میں بھی انڈین کانسٹی ٹیوئنٹ اسمبلی کے لئے ممبر منتخب ہوئے اور ۱۹۴۷ء میں بھی پاکستان کانسٹی ٹیوئنٹ اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ تقسیم ہند کے بعد سابق پنجاب کی وزارت میں وزیر خزانہ کی حیثیت سے شامل ہوئے۔ ۱۹۴۸ء میں پنجاب مسلم لیگ کے صدر منتخب ہوئے اور ۱۹۵۱ء میں پنجاب اسمبلی کے لئے پھر منتخب ہوئے اور اپریل ۱۹۵۱ء میں پنجاب کے وزیراعظم ہو گئے اور ۱۹۵۳ء تک

اسی عہدے پر قائم رہے۔ آخر صدر مسلم لیگ کے ایک فرمان کے مطابق آپ نے یہ جگہ ملک فیروز خاں نون کے لیے خالی کر دی ۔۔۔ اس کے بعد ری پبلکن وزارت کے زمانے میں بھی ایک دفعہ آپ وزیر دفاع بنائے گئے لیکن جلدی ہی آپ کو مستعفی ہونا پڑا۔

آج کل آپ سیاست سے عملی طور پر کنارہ کش ہو چکے ہیں اور اپنے نجی معاملات کی دیکھ بھال میں مصروف ہیں۔

**مملکت** - (State) ایک کثیر تعداد انسانی آبادی جو کسی خاص خطۂ زمین کے اندر مستقل طور پر سکونت پذیر ہو اور بیرونی اقتدار سے آزاد ایک باقاعدہ منظم حکومت کے تحت ہو اور قریباً قریباً سب باشندے اس کا حکم مانتے ہوں یعنی آبادی، خطۂ زمین، حکومت اور خود مختاری۔ یہ چار چیزیں مملکت کے لئے لازمی شرائط ہیں۔ ان میں سے ایک کی عدم موجودگی سے بھی مملکت معرض وجود میں نہیں آسکتی چنانچہ تقسیم ہند سے پہلے برصغیر ہند و پاکستان مملکت نہ کہلا سکتے تھے کیونکہ یہ دونوں ملک انگریزوں کے زیر اقتدار تھے لیکن تقسیم کا اعلان ہوتے ہی دونوں خود مختار ہو گئے اور مملکت کہلانے لگے۔

برعکس اس کے ریاست بہاولپور جو اب پاکستان میں مدغم ہو چکی ہے۔ پہلے اس کے زیر اقتدار تھی اور اسے خود مختاری کا درجہ حاصل نہیں تھا۔ لہٰذا باوجود باقی تین شرائط کے پورا کرنے کے اسے مملکت نہیں کہا جا سکتا تھا کیونکہ مملکت کے لئے آزاد اور خود مختار ہونا بھی ضروری ہے اور جو ملک آزاد اور خود مختار نہیں وہ کسی حالت میں بھی مملکت نہیں کہلا سکتا۔

**مملوک**۔ تیرھویں صدی عیسوی میں ترکی غلاموں کا ایک جتھا بطور محافظ فوج کے سلاطین مصر کی ملازمت میں تھا۔ یہی لوگ مملوک کہلاتے ہیں۔

رفتہ رفتہ ان کا زور اتنا بڑھ گیا کہ ۱۲۵۰ء میں انہوں نے تخت پر قبضہ کر کے خود اپنا بادشاہ مقرر کر دیا۔ چنانچہ یہ مملوک حکمران ۱۵۱۷ء تک مصر پر حکومت کرتے رہے۔ جب ترکوں نے مصر پر قبضہ کر دیا تو یہ مملوک حکمران ترکی سلطنت کے ملازم شمار ہونے لگے۔

جب نپولین نے مصر فتح کیا تو یہ لوگ پھر ایک دفعہ اٹھے اور کچھ مدت حکومت کرتے رہے لیکن ۱۸۱۱ء میں محمد علی پاشا نے ان کو قاہرہ کے قلعے میں بلا کر سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

**ممی کرنا** - (Embalming) بعض مسالوں کے ذریعے داخلی اور خارجی طور پر لاش کو محفوظ کر لینے کا طریقہ۔ یہ عمل بیشتر مصریوں کے ہاں مروج تھا اور اس کا رواج چار ہزار برس قبل مسیح سے چلا آتا ہے۔ اس عمل کی تکمیل اور کامیابی زیادہ تر مصارف پر موقوف تھی لیکن بالعموم اس کا انحصار جسمانی لعاب کے ازالہ، قلب اور گردوں کی حفاظت، دماغ کے اخراج، جلد میں کیمیائی ادویہ کے نفوذ، جسم کو سوڈا کاربونیٹ میں تر رکھنے اور لاش کو کفن میں لپیٹ کر رکھنے پر موقوف تھا۔ ممی کے تجربات کم و بیش کامیابی کے ساتھ گزشتہ زمانوں میں ہوتے رہے ہیں اور اب بیش از بیش کامیابی کے ساتھ ہو رہے ہیں۔ (نیز دیکھو حنوط)

**مَنّ** - (Manna) سفیدے کی قسم کا ایک درخت (Ash-tree) جو یورپ اور ایشیا میں اکثر پایا جاتا ہے۔ ایشیائے کوچک کے علاقہ میں عام ہے۔ اس درخت سے ایک قسم کا گوند سا نکلتا ہے جس کو جمع کر کے جوش دیا جاتا ہے اور پھر اس کو بطور خوراک کے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ وہی چیز ہے جس کو اہل اسلام کی روایات میں "من و سلویٰ" اور بائیبل کے "عہد عتیق" میں "مَن" کہا جاتا ہے۔

جب بنو اسرائیل مصر سے نکل کر وادی سینا میں آئے تو ان کو روٹی نہ ملتی تھی۔ خداوند تعالیٰ نے ان کے کھانے کے لئے یہ غذا بھیجی تھی جس کو بنو اسرائیل نے یہ نام دیا تھا۔ دراصل بنو اسرائیل نے اس چیز کو دیکھا اور چکھا تو ان کو مزیدار معلوم ہوئی اور چونکہ انہوں نے اس کو پہلی دفعہ دیکھا تھا۔ اس لئے انہوں نے ایک دوسرے سے پوچھا

کہ "یہ کیا ہے" اور یہی لفظ "من" کا مفہوم ہے۔ (نیز دیکھو من و سلویٰ)

**منا (منیٰ)** مکہ معظمہ اور عرفات کے درمیان جو سڑک ہے اس پر مکہ کے مشرقی پہاڑوں میں ایک مقام ہے جو وہاں سے پانچ میل کے فاصلہ پر ایک تنگ وادی میں واقع ہے۔ یہی جگہ عقبہ بھی کہلاتی ہے۔ قصبہ میں پتھر کے مکانات ہیں اور ہر طرف کنکریاں بکھری ہوئی ہیں۔ اسی جگہ تین حجرے واقع ہیں جن پر حاجی کنکریاں مارتے ہیں۔ اسی مقام پر مسجد الخیف ہے جسے سلطان صلاح الدین ایوبی نے بنوایا تھا۔ تمام سال تو یہ جگہ سنسان پڑی رہتی ہے لیکن حج کے زمانے میں یہاں کی رونق اور چہل پہل دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے یہ جگہ مقدس سمجھی جاتی ہے۔ حج کے موقع پر ۸ ذی الحجہ کو ظہر کی نماز یہیں ہوتی ہے اور اگلی صبح تک یہاں قیام رہتا ہے۔ یہاں سے حاجی عرفات کو جاتے ہیں۔ وہاں سے فارغ ہو کر پھر منیٰ کو لوٹتے ہیں۔ یہیں قربانی کی جاتی ہے۔ بال ترشوائے جاتے ہیں۔ آخر میں طواف کعبہ کے بعد تین روز پھر یہاں قیام رہتا ہے اور گویا حج اس مقام پر اختتام پذیر ہوتا ہے۔ گو ابھی ایک اور طواف باقی رہتا ہے۔ جسے طواف وداع کہا جاتا ہے اور یہ طواف مکہ معظمہ سے رخصت ہوتے وقت کیا جاتا ہے۔

**منار، منارہ** ۔ وہ بلند ستون یا عمارت جو مخروطی شکل کی ہوتی ہے۔ عام طور پر مسجدوں کے اندر یا ان کے چاروں گوشوں پر بنائی جاتی ہے تاکہ موذن اس کے اوپر سے اذان کہہ سکے۔ ابتدا مسجد کے ساتھ ایسی کوئی بلند جگہ نہ تھی۔ حضرت بلالؓ مسجد نبوی کے قریب سب سے اونچے مکان پر چڑھ کر اذان کہا کرتے تھے۔ فتح مکہ کے دن انہوں نے خانہ کعبہ کی چھت سے اذان کہی۔ بنو امیہ کے زمانہ سے مسجدوں میں منار کا رواج شروع ہوا۔ خلیفہ ولید نے اکثر جگہ منار تعمیر کروائے۔ پہلے ان کی تعداد ایک دو یا تین ہوتی تھی لیکن بعد میں چاروں میناروں کا بنانا گویا ایک طرح کا اسلامی شعار بن گیا۔ زینہ شروع میں باہر کی طرف ہوتا تھا لیکن بعد میں منار کے اندر بننے لگا۔

سمندر یا دریاؤں کے کنارے پر روشنی کے منار بنائے جاتے ہیں تاکہ جہاز ان سے ٹکرا نہ جائیں۔

بادشاہوں نے جگہ جگہ تفریح کے واسطے منار بنوائے تھے جن کو ہرن یا حرم منار کہتے تھے اور وہاں سے بادشاہ اور ان کے حرم کھیل یا شکار کی سیر دیکھتے تھے۔

**منارِ بابل** (دیکھو بابل کا برج)

**منارِ خاموشی** (Tower of Silence) وہ جگہ جہاں پارسی اور زردشتی مذہب کے پیرو اپنے مردوں کو چھوڑ آتے ہیں تاکہ اس کا گوشت گدھ وغیرہ کھا لیں۔

**منارِ روشنی** (دیکھو روشنی کا منار)

**منار، قطب** ۔ قطب منار کی تعمیر کی ابتدا قطب الدین ایبک کے زمانے میں ہوئی۔ التمش نے اس کو مکمل کیا۔ فیروز شاہ اور سکندر لودھی کے زمانوں میں اس کی مرمت ہوئی۔ اس کا نام "قطب منار" حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی کے مقدس نام پر رکھا گیا۔ اس منار کا اسلوب تعمیر اس کی نقاشی اور خطاطی اور اس کی عظمت اور ہیبت اس کے خالص اسلامی تعمیر ہونے کے شاہد ہیں۔ مشہور ماہر آثارِ قدیمہ سر جان مارشل نے بعض ایسے ہندو مصنفین کی تردید میں جو قطب منار کو اصلاً ہندوانی تعمیر قرار دیتے ہیں لکھا ہے کہ اس تعمیر کا پورا تخیل اور اس کی ساخت اور آرائش کی تفصیل قطعاً اسلامی ہے۔ سر جان مارشل نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ عظیم اور باشوکت عمارت ہندوستان میں مسلمانوں کی قوت و شوکت کے اظہار کا نہایت موزوں اور مرعوب کن نشان ہے اور اس کے کتبوں کا ضبط و نظم اور حسن و جمال

درحقیقت اپنی نظیر آپ ہے۔
یہ منار مسجد قوت اسلام کے جنوب مشرقی گوشے میں کھڑا آسمان سے باتیں کرتا نظر آتا ہے۔ فرش پر اس کا قطر ۴۷ فٹ ۴ انچ ہے اور بلندی ۲۴۲ فٹ ہے۔ اس میں اوپر تلے چار بڑے بڑے چھجے یا شاہ نشین ہیں۔ پہلا ۹۷ فٹ پر دوسرا ۱۴۸ فٹ پر تیسرا ۱۸۰ فٹ پر اور چوتھا ۲۱۴ فٹ پر بنایا گیا ہے۔
اسی منار کے محاذ میں دوسرے کونے پر بالکل اسی قدوقامت کے ایک دوسرے منار کی تعمیر علاء الدین خلجی نے شروع کرائی تھی لیکن ابھی اس کا ایک کھنڈ بھی مکمل ہونے پایا تھا کہ پیام اجل آپہنچا اور تعمیر نامکمل رہ گئی اگر یہ منار بھی مکمل ہو جاتا تو مسجد کی عظمت و ہیبت، خدا جانے کیا سے کیا ہو جاتی۔

**مناسیب** ۔ نامہ بر کبوتروں کا نام یہ کبوتر ہزاروں میلوں سے اپنی مستقل جائے رہائش پر پہنچنے کے لئے نہایت تیز جس کے مالک ہوتے ہیں سب سے پہلے مسلمانوں نے ان کی اس صفت سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی جس کی مختصر تفصیل یوں ہے
۵۶۷ھ میں سلطان نورالدین محمود بن زنگیؒ نے اس طرف توجہ کی کیونکہ اس کی سلطنت کی سرحدوں پر جو ایران کے مشرق سے نوبہ کی سرحد تک پھیلی ہوئی تھیں، یورپین عیسائیوں کی فوجیں لوٹ مار کرکے بھاگ جاتی تھیں اور سلطان کو بعد میں پتہ چلتا تھا۔
سلطان مذکور نے تجویز کی کہ شہر موصل کے کبوتروں کو خبر رسانی کے کام میں لایا جائے۔ چنانچہ اس نے تمام ملک میں جا بجا چوکیاں مقرر کیں اور چوکیوں پر اخبار نویس مقرر کئے۔ ان کا فرض تھا کہ جس افسر کی چوکی کے پاس غنیم حملہ کرے وہ اس خبر کو کاغذ کے پرزے پر لکھ کر اگلی چوکی کے کبوتر کے بازو میں باندھ کر اس کو چھوڑ دے کبوتر نہایت تیزی سے اڑتا تھا اور اپنے اصل مقام یعنی اگلی چوکی پر پہنچ جاتا تھا۔ اس چوکی کا نگہبان وہی خبر اپنے



اگلی چوکی کے کبوتر کے ذریعے اس چوکی میں پہنچا دیتا۔ اسی طرح سلسلہ جاری رہتا حتیٰ کہ یہ خبر خود سلطان تک پہنچ جاتی اور وہاں سے سلطانی فوج روانہ ہوکر دشمن کو گھیرے میں لے لیتی۔ چنانچہ اس تدبیر سے سلطان کی تمام سرحدیں محفوظ ہو گئیں۔
مصر میں فاطمی خلفاء کے ہاں نامہ بر کبوتروں کی پرورش اور غور و پرداخت کا مستقل محکمہ تھا۔ اسی طرح ناصر لدین اللہ نے جو بغداد کے آخری خلفائے عباسیہ میں ہوا ہے ۵۹۱ھ میں نامہ بر کبوتروں کا ایک محکمہ قائم کیا اور ان کی مختلف نسلوں کے ریکارڈ قائم کئے۔ چنانچہ ایک ایک کبوتر ہزار ہزار روپیہ تک قیمت پاتا تھا اور مصر سے ہندوستان تک کوئی ملک ایسا نہ تھا جس کی اس کو خبر نہ پہنچے۔
قاضی محی الدین ابن عبدالظاہر نے ایک مستقل کتاب نامہ بر کبوتروں کے حال میں لکھی ہے جس کا نام "تمائم الحمائم" ہے اس میں نامہ بر کبوتروں کے نسب نامے ان کے عادات و خصائل، پیغام رسانی، پیغام بری اور پیغام رسی کے طریقے اور ان سے متعلق دلچسپ خیالات قلمبند کئے ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے "حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ" میں ان کبوتروں کے متعلق چند دلچسپ باتیں نقل کی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ جس کاغذ پر خبر لکھی جاتی تھی اس کو کبوتر کے بازو میں باندھ دیتے تھے تاکہ بارش سے بھیگ جانے کا احتمال نہ رہے۔ جب کبوتر آسمان سے شاہی محل پر اترتا تھا تو بادشاہ کو خبر ہو جاتی تھی اور خواہ وہ کھانے پر ہوتا یا خلوت اور خوابگاہ میں فوراً آکر خبر کا مطالعہ کرتا۔ خبر ایک خاص قسم کے کاغذ پر لکھی جاتی تھی جس کو ورق الطیر (پرندے کا کاغذ) کہتے تھے۔ اس کاغذ پر حاشیہ نہیں چھوڑا جاتا تھا اور نہ بسم اللہ یا دیگر القاب ہی درج ہوتے لیکن دن اور تاریخ ضرور لکھے جاتے تھے۔ خبر کے آخر میں یہ الفاظ بطور نیک فال کے درج ہوتے تھے "حسبنا اللہ و نعم الوکیل" ایک کبوتر کی روانگی کے بعد دوسرا کبوتر بطور تصدیق کے بھی بھیج دیتے تھے تاکہ اگر ایک کبوتر کسی وجہ سے منزل مقصود تک نہ پہنچ سکے یا راستے میں مارا جائے تو دوسرا پہنچ جائے اور اس طرح سے کسی قسم کی خرابی کا اندیشہ باقی نہیں رہتا تھا۔
قاضی محی الدین ابن عبدالظاہر قاضی فاضل اور عماد کاتب نے جو فن انشاء کے ماہر خیال کئے جاتے ہیں،

نامہ بر کبوتروں کے حالات اور تعریف میں قلم کا زور خوب خوب دکھایا ہے۔ اور رنگین اور مسجع طرز کی نہایت فصیح اور بلیغ نثریں لکھی ہیں۔ فاضل مذکور نے ان کبوتروں کو "ملائکۃ الملوک" "انبیاء الطیر" "خطباء الطیر" وغیرہ نہایت موزوں القابات دیئے ہیں۔

ابو محمد قیروانی نے متعدد نظمیں ان کبوتروں کے حالات پر لکھی ہیں۔

کبوتروں کی ڈاک مصر اور شام میں نور الدین "زنگی" کے وقت سے حاکم بامر اللہ کے زمانے تک جو مصر میں خلفائے عباسیہ کی آخری یادگار تھا۔ پورے دو سو برس تک جاری رہی۔

اس کے بعد گھوڑوں کی ڈاک سے زیادہ کام لیا جانے لگا اور جب بارود اور بندوق کی ایجاد ہوئی تو ان پرندوں کے مارے جانے کے خوف سے یہ سلسلہ بالکل بند کر دیا گیا۔ اور تار برقی اور لاسلکی کے وجود میں آنے پر تو اس قسم کے پیغام رسانی کے ذرائع بالکل ہی مضحکہ خیز بن کر رہ گئے۔ لیکن جب تار برقی اور لاسلکی پیغامات کے راستے میں بھی سر قہر کر لینے کا طریق دریافت ہو گیا۔ تو کبوتروں کی اہمیت از سر نو تازہ ہو گئی۔ چنانچہ دنیا کی پہلی جنگ عظیم میں جرمنوں نے ان کبوتروں سے نامہ بری کا کام ہی نہیں لیا تھا بلکہ ان کے گلے اور بازوؤں کے نیچے ایسے ہلکے ہلکے کیمرے لٹکا دیئے جاتے جن کی لمبائی چوڑائی ایک انچ سے زیادہ نہ ہوتی تھی اور کیمرے میں ساتھ خود کار سادہ پلیٹیں ہوتی تھیں تاکہ جب کبوتر دشمن کی قلعہ بندیوں اور مورچوں پر پرواز کریں تو ان کی پرواز کے ساتھ ساتھ دشمن کی اہم سے اہم پوزیشن اور قلعہ بندیوں کے فوٹو بھی اترتے جائیں اور اس طرح جب یہ کبوتر اپنی جائے قیام پر پہنچ جاتے تو ان کے گلے سے کیمرے کھول لئے جاتے اور پلیٹیں دھو کر تصویریں لے لی جاتیں اور پھر ان کو انلارج (یعنی مکبر) (ENLARGE) کر کے دیکھ لیا جاتا اور دشمن کی مضبوط سے مضبوط پوزیشن کو تباہ کر دیا جاتا۔ اس پر انگریزوں اور ان کے حلیفوں سے جب یہی بن آئی کہ وہ ان کبوتروں کو گولی کا نشانہ بنا دیا کرتے تھے اور اس نشانہ بازی کے لئے انہیں خاص فوجی دستے مقرر کرنے پڑ گئے تھے۔ چنانچہ اس کے بعد اسے ذریعہ ہو گیا ہے کہ اعلیٰ قسم کے برقی آلات پیغام رسانی کے ساتھ ساتھ ہر فوج کے ہمراہ کبوتروں کے پنجرے بھی دیکھے جاتے ہیں اور ان سے باقاعدہ پیغام رسانی کا کام بھی لیا جاتا ہے۔ اب ان کبوتروں کی نسل کشی کی طرف از سر نو توجہ دی جانے لگی ہے لیکن اگر یہی قدیمی کتب آج دستیاب ہو جائیں تو سابقہ تجربے کی بنا پر کبوتروں کی پرورش کو نہایت وسعت دی جا سکتی ہے اور ان سے اور بھی مفید کام لئے جا سکتے ہیں۔

**منافق** ۔ وہ لوگ ہیں جو ظاہر میں دوست اور باطن میں دشمن ہوتے ہیں۔ حضورؐ جب ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو یہاں بعض نے آپ کو سر آنکھوں پر بٹھایا وہاں بعض لوگوں نے درپردہ آپ کی مخالفت بھی شروع کر دی۔ ان کا سردار عبد اللہ بن ابی تھا جس کی سرداری آپ کی تشریف آوری سے ختم ہو گئی۔ یہ لوگ بظاہر مسلمانوں کے ہمدرد بنتے نماز بھی پڑھتے اور زکوٰۃ بھی دیتے تھے لیکن ان کے دل میں چور تھا فرائض میں سستی کرنے لگے۔ علاوہ جنگ کے موقع پر بد دلی پھیلاتے اور کوئی نہ کوئی بہانہ نکال کر کنارہ کش ہو جاتے تھے چنانچہ جنگ احد کے شروع ہونے سے پہلے ہی عبد اللہ بن ابی اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر واپس چلا گیا۔ غزوہ خندق اور تبوک کے موقع پر بھی کچھ ایسی ہی حرکتیں کیں۔

مسلمان عورتوں کے ساتھ بھی ان کا سلوک غیر شریفانہ تھا۔ غرض ان لوگوں کی اسی قسم کی حرکات پر خدا تعالیٰ نے وحی کے ذریعے مسلمانوں کو ہوشیار کر دیا۔ اب انہوں نے مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے ایک مسجد ضرار بنائی جس کا علم بھی حضورؐ کو بذریعہ وحی ہو گیا اور مسجد مسمار کر دی گئی۔ قرآن پاک میں ان لوگوں کا ٹھکانہ جہنم بتایا گیا ہے۔

**مناکو** ۔ (MONACO) بحر اوقیانوس کے ساحل پر واقع ایک بہت چھوٹا سا ملک جو جنوبی مشرقی فرانس کے زیر حفاظت ہے۔ رقبہ [illegible] ایکڑ اور آبادی ۲۳ ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ یہ ملک تین حصوں میں بٹا ہوا ہے۔ مونٹے کارلو (MONTE CARLO) لاکونڈامین (LA CONDAMINE) اور مناکو۔ مونٹے کارلو جوئے خانوں کی وجہ سے بین الاقوامی شہرت کا مالک ہے۔ یہاں دنیا کے بڑے بڑے جواری جمع رہتے ہیں جن سے حکومت کو بہت آمدنی ہوتی ہے۔ صرف بادشاہ کی حفاظت کے لئے فوج کا ایک مختصر سا دستہ ہے کچھ پولیس ہے جو ملک میں امن و امان قائم رکھنے کی ذمہ دار ہے۔ ۱۹۱۱ء تک یہاں ایسی حکومت قائم تھی جس کا

سربراہ شہزادہ رینئر سوم (RAINIER III) تھا لیکن جنوری ١٩٥٩ء میں شہزادے نے ملک کا آئین معطل کر دیا اور تمام اختیارات خود سنبھال لیئے۔ ١٩٥٦ء میں شہزادے نے ہالی ووڈ کی مشہور ایکٹریس گریس کیلی سے شادی کی تھی جس سے اب دو بچے ہیں۔ اگر شہزادہ لاولد مر جاتا تو ملک ١٩١٨ء کے معاہدے کے مطابق فرانس کے زیر انتداب آجاتا۔

## منتظم و منتہم

(ADMINSTRATOR) انتظامیہ کا افسر، مہتمم بندوبست، محکمہ مال میں ایک مشہور اور ممتاز افسر ہوتا ہے۔

ایسا شخص جس کو عدالت کسی متوفی کی جائیداد کا اہتمام اور بندوبست کرنے کے لیئے مقرر کردے۔

کسی خاص علاقے کے ادارے کا اعلیٰ انتظامیہ افسر مثلاً کراچی کا منتظم اعلیٰ یا کسی کارپوریشن یا کنٹونمنٹ بورڈ کا منتظم اعلیٰ۔

محض انتظام کرنے والا یا عام نظم و نسق چلانے والا بھی منتظم کہلاتا ہے۔

## منتھول

(MENTHOL) - کافور کی مانند سفید بلور جیسی (CRYSTALLINE) ایک چیز، جسے پیپرمنٹ کے تیل سے نکالتے ہیں بالعموم ادویات میں اس کا استعمال ہوتا ہے۔

## منٹگمری (شہر)

(MONTGOMERY)

(١) ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی ریاست الباما کا دارالحکومت۔ کپاس کی تجارت کا اہم مرکز ولائتی کھاد یہاں سے خاص طور پر برآمد کی جاتی ہے۔ آبادی ستر ہزار سے زائد ہے۔

(٢) مغربی پاکستان کے علاقہ پنجاب کا ایک مشہور شہر جو بار کے رقبے میں واقع ہے اور مختلف اجناس کی پیداوار کا اہم مرکز ہے۔ دودھ دینے والے اور سواری کے جانوروں اور مویشیوں کی بہت بڑی مارکیٹ ہے۔ اور بسکٹ بنانے کی ایک بہت بڑی فیکٹری بھی یہاں موجود ہے۔

## منٹگمری، فیلڈ مارشل

(FEILD MARSHAL MONGOMERY) وائیکاؤنٹ



فیلڈ مارشل برنرڈ لا منٹگمری ١٨٨٧ء میں ایک پادری کے گھر پیدا ہوئے۔ ١٩٠٨ء میں وروک شائر رجمنٹ میں کمیشن لیا اور جنگ عظیم اوّل میں فرانس کے محاذ پر فوجی خدمات سر انجام دیں۔ دوسری جنگ عظیم کے ابتدائی دنوں میں آپ یورپ کے محاذوں پر رہے اور پھر اگست ١٩٤٢ء میں آپ کو آٹھویں فوج کی کمان سونپی گئی جو مصر کے محاذ پر جرمنوں سے برسرپیکار تھی۔ یہاں آپ نے قاہرہ کی طرف جرمنوں کی پیش قدمی روکی اور اکتوبر میں العالمین کے مورچے پر دشمن کو ایسی شکست فاش دی کہ شمالی افریقہ میں جنگ کا نقشہ ہی بدل گیا اور جنرل رومیل کو ناکام و نامراد واپس جانا پڑا۔

اس کے بعد آپ کو یورپ کے محاذ پر بھیج دیا گیا جہاں آپ نے فرانس ہالینڈ اور ڈنمارک کو جرمنوں کے قبضے سے آزاد کرایا اور پھر شمالی جرمنی کا علاقہ فتح کر لیا۔ آپ فروری ١٩٤٦ء تک جرمنی میں مقیم برطانوی فوجوں کے کمانڈر رہے ١٩٤٤ء میں فیلڈ مارشل کا عہدہ ملا اور ١٩٤٦ء میں وائیکاؤنٹ بنائے گئے ١٩٤٨ء میں مغربی یورپ کی دفاعی کمیٹی کے مستقل صدر منتخب ہوئے اور ١٩٥١ء میں یورپ کی متحدہ فوج کے ڈپٹی سپریم کمانڈر مقرر کیے گئے اور آج کل آپ عزلت گزیں ہیں۔

## منٹو، سعادت حسن

- اردو کے مشہور ترقی پسند افسانہ نگار، سعادت حسن منٹو ١١ مئی ١٩١٢ء کو سمرالہ ضلع لدھیانہ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم و تربیت امرتسر میں ہوئی۔ میٹرک کا امتحان پاس کرکے علی گڑھ کالج میں داخل ہوئے۔ لیکن تعلیم کو ادھورا چھوڑ کر امرتسر واپس آگئے۔ پھر عرصے لاہور کے اخباروں اور رسالوں میں کام کیا پھر آل انڈیا ریڈیو دہلی سے منسلک ہوگئے۔ ان کے افسانوں اور ڈراموں کی مقبولیت بڑھنے لگی تو قسمت آزمائی کی غرض سے بمبئی چلے گئے۔ بمبئی میں منٹو نے متعدد فلمی رسالوں کی ادارت کی اور فلمی دنیا سے وابستہ ہوگئے۔ ان کی تخلیقی صلاحیتوں کو بمبئی کا ماحول بہت راس آیا چنانچہ ایک سے ایک مشہور افسانے اسی زمانے کی پیداوار

ہیں۔

پاکستان بننے کے بعد سعادت حسن منٹو بال بچوں سمیت لاہور چلے آگئے اور یہیں ۱۸ر جنوری ۱۹۵۵ء کو ان کا انتقال ہوا۔ پسماندگان میں ان کی اہلیہ محترمہ صفیہ منٹو اور تین لڑکیاں ہیں۔

منٹو کے کئی افسانوں۔ مثلاً ٹھنڈا گوشت اور بو کی اشاعت پر حکومت نے فحش نگاری کے جرم میں مقدمے بھی چلائے۔

سعادت حسن منٹو کی پہلی کہانی "تماشا" ہے۔ "آخری کبوتر کبوتری" ان سب سے آخری نامکمل افسانہ ہے جس کی چند سطریں ہیں جو انھوں نے موت سے چند گھنٹے پہلے اپنے ایک دوست کے ہاں لکھنا شروع کیا تھا۔

تصانیف۔ منٹو کے افسانے (پہلا ایڈیشن ۱۹۴۰ء) گنجے فرشتے، چغد، یزید، نمرود کی خدائی، خالی بوتلیں، خالی ڈبے، سڑک کے کنارے، بادشاہت کا خاتمہ، سرکنڈوں کے پیچھے، برقعے، منٹو کے مضامین جنازے کروٹ، ویرا، (ترجمہ) نورجہاں سرور جہاں، منٹو کے ڈرامے، دھواں، لذت سنگ، ٹھنڈا گوشت، سیاہ حاشیے، تلخ ترش شیریں، اوپر نیچے اور درمیان، پھندنے، شکاری عورتیں، آؤ، تین عورتیں، لاؤڈ اسپیکر، سرگزشت اسیر (ترجمہ) گورکی کے افسانے (ترجمہ) وغیرہ وغیرہ۔

## منجمد جنوبی و شمالی بحر (دیکھو بحر منجمد جنوبی شمالی)

## منجنیق

منجنیق۔ پتھر کے گولے پھینکنے کی مشین جو عرب جنگ میں استعمال کرتے تھے۔ دیسی لوگ اس کو ڈھیکا بھی کہتے تھے۔ اس کی شکل و صورت تو بھدی ہوتی تھی لیکن نشانہ بے خطا ہوتا تھا۔

یہی منجنیق ہے جسے محمد بن قاسم نے آٹھویں صدی کے اوائل میں نہایت کامیابی کے ساتھ استعمال کیا تھا اور عروسک نامی منجنیق جو حجاج بن یوسف کی خاص اپنی منجنیق تھی دیبل کا مندر گرانے میں بہت کارگر ثابت ہوئی اس کے چلانے والے انجینئر نے تین نشانوں ہی میں دیول کا سر فلک مندر پاش پاش کر دیا تھا۔

## منچوریا۔ (دیکھو مانچوریا)

## منڈیاں

منڈیاں (MARKET. MANDIS) ایک تجارتی جگہ جہاں دستور کے مطابق اشیا لائی جاتی ہیں تاکہ ان کا تبادلہ ہو، پرچون اور خوردہ فروشی کی خاطر کیا جاتا ہے۔ اس قسم کے مقام اور ادارے آج کل کے آسان اور ترقی یافتہ ذرائع آمد و رفت کے وجود سے پیشتر بڑی اہمیت رکھتے تھے اور اس قسم کے ادارے بعض سرکاری ذمہ داروں کے باعث قائم ہو سکتے تھے جو مقررہ وقتوں پر منعقد ہوتے تھے۔ یورپ میں مختلف مراکز اور مقامات میں اب تک سالانہ منڈیاں یا میلے لگتے ہیں۔ مارکیٹ یا منڈی کا نام ان دونوں ایسے مقامات یا مواقع کے لئے استعمال ہوتا ہے جہاں زندگی اور ضروری اجناس کا تبادلہ پیدا کنندوں یا تھوک فروشوں اور خوردہ فروشوں یا پرچون فروشوں کے درمیان ہوتا ہے۔ پاکستان میں بھی منڈیاں اور میلے سالانہ یا مقررہ وقتوں پر مختلف مراکز اور اہم مقامات پر لگتے رہتے ہیں جہاں بیشتر مال مویشی کی خرید و فروخت یا تبادلہ ہوتا ہے۔ اجناس اور غلہ کی خرید و فروخت کے لئے مستقل کاروباری منڈیاں شہروں اور قصبات میں قدیم ایام سے مروج ہیں۔

## منرو جیمز

منرو جیمز (JAMES MONROE) (۱۷۵۸ء تا ۱۸۳۱ء) جمہوریہ امریکہ کا پانچواں صدر جیمز منرو ۱۷۸۳ء میں کانگریس کا رکن تھا۔ ۱۸۰۳ء میں جب کہ وہ فرانس میں سفیر متعین تھا جس نے لوئیزیانا (LOUISIANA) کا علاقہ خرید لیا۔ ۱۸۱۶ء میں وہ امریکہ کا وزیر خارجہ بنا جس کے بعد وہ ۱۸۱۷ء میں امریکہ کا صدر منتخب

ہوا۔ اپنے نہاد و معاملت میں اس نے ۱۶۶۳ء میں ہسپانیہ سے ... معاہدہ کیا۔

## منشور اوقیانوس (ATLANTIC CHARTER)

ایک دستاویز جو بحر اوقیانوس میں ایک جہاز پر مرتب ہوئی۔ اٹلانٹک بحر اوقیانوس کا انگریزی نام ہے اور چارٹر منشور کو کہتے ہیں۔ اس کے مرتب ہونے کی تفصیل یہ ہے کہ ۱۴ اگست ۱۹۴۱ء کو جنگ عظیم کے دوران امریکہ کے اس وقت کے صدر روز ویلٹ اور انگلستان کے وزیر اعظم چرچل کے درمیان ایک جنگی جہاز پر ملاقات ہوئی جس پر فیصلہ شدہ امور کو اوقیانوسی دستاویز کا نام دیا گیا۔ اس کی حسب ذیل آٹھ دفعات تھیں۔

(۱) کسی علاقے کو جبر سے حاصل کرنے کی روک تھام

(۲) عوام کی مرضی کے بغیر کسی ملک کی سرحدوں میں تغیر و تبدل کی روک تھام۔

(۳) لوگوں سے چھینی ہوئی حکومت کی بحالی۔

(۴) تجارت اور خام مواد میں تمام ممالک کو حصہ دینا۔

(۵) محکوموں کی آزادی اور شخصی زندگی کا تحفظ۔

(۶) خوف اور افلاس سے تحفظ۔

(۷) بحری سفر کی مکمل آزادی اور ہر ملک کو جہاز رانی کی اجازت۔

(۸) تخفیف اسلحہ اور جابر حکومتوں کو غیر مسلح کرنے کا بندوبست۔

اس معاہدے پر کسی قسم کے دستخط نہ ہوئے تھے اور یہ فریقین کے درمیان محض ایک ذہنی اور لفظی سمجھوتہ تھا جو جنگ میں عوام اور دیگر ممالک کی ہمدردی کے حصول کے لئے اینگلو امریکن ممالک نے کیا تھا۔ پہلے پہل ایشیائی ممالک کو اس سے علیحدہ رکھا گیا تھا لیکن بعد میں احتجاج کے باعث اس میں کچھ معمولی سی ترمیم کر دی گئی تھی۔

منصور (عباسی خلیفہ) دیکھیے ابوجعفر منصور

منطقہ باردہ، شمالی و جنوبی۔ وہ قطعہ ہے جو دائرہ قطب جنوبی سے قطب جنوبی تک اور دائرہ قطب شمالی سے قطب شمالی تک واقع ہے۔ چونکہ آفتاب کی کرنیں وہاں بالکل ترچھی پڑتی ہیں



اور برف باری شدید ہوتی ہے۔ اس لئے وہاں کوئی آبادی نہیں ہو سکتی۔ حیوانات اور نباتات تک نہیں اور ہر طرف برف ہی برف دکھائی دیتی ہے۔

منطقہ حارہ۔ وہ شدید گرم قطعہ ہے جو خط سرطان اور خط جدی کے درمیان واقع ہے۔ دنیا کے تمام گرم ممالک اور بڑے بڑے ریگستان اسی منطقے میں واقع ہیں۔ تقریباً ۲۱ جون کو سورج کی شعاعیں خط سرطان پر عموداً پڑتی ہیں اور ۲۲ دسمبر کو یہی کیفیت خط جدی پر پیدا ہوتی ہے۔ منطقہ حارہ کے دنوں کی مدت ۱۰½ اور ۱۳½ گھنٹوں کے درمیان ادلتی بدلتی رہتی ہے۔

منطقہ معتدلہ، شمالی و جنوبی۔ وہ قطعے ہیں جو خط سرطان سے دائرہ قطب شمالی تک اور خط جدی سے دائرہ قطب جنوبی تک واقع ہیں۔ چونکہ یہ قطعے آفتاب کی راہ سے جدا ہیں اور سورج کی آب و ہوا معتدل ہے اس لئے وہ منطقہ معتدلہ کہلاتے ہیں۔

منطقہ معتدلہ کے سرد علاقے۔
(The Cold Temperate Region or The Coniferous Forest Belt)

یہ علاقہ شمالی نصف کرے میں کینیڈا اور یوریشیا کے شمال کے جنگلات کے حلقے میں پھیلا ہوا ہے اور جنوب میں سرد منطقہ معتدلہ اور شمال میں ٹھنڈے خطے کے درمیان ہے۔ آب و ہوا سخت سرد ہے اور اوسط درجہ حرارت بہت کم ہے۔ بارش برف کی صورت میں ہوتی ہے۔ ورخویانسک دنیا میں سرد ترین مقام ہے اور سائبیریا کے بہت سے علاقے اس میں شامل ہیں۔ گرمی کا موسم بہت مختصر ہوتا ہے بوجہ شدید سردی۔
سدا بہار درختوں کے جنگلات عام ہیں۔ سپروس (SPRUCE) اس خطے کا سب سے زیادہ مشہور اور مفید درخت ہے جس سے کاغذ بنانے اور ریشم تیار کرنے کا گودا حاصل کیا جاتا ہے۔ سمور اور ریشم دار جانوروں کی بہتات ہوتی ہے۔ شمالی امریکہ کے اس خطے کے جنگلات دنیا بھر میں مشہور ہیں جہاں لارچ اور فر کے درخت ہوتے ہیں۔ یورپ میں ایسے جنگلات ناروے، سویڈن اور شمالی روس میں ہوتے ہیں جہاں درختوں سے گندہ بیروزہ وغیرہ کا تیل نکالا جاتا ہے۔ سائبیریا کے جنگلات اور خلیج ہڈسن کے اردگرد بکثرت سمور دار جانور پائے جاتے ہیں۔

**منطقے**۔ حرارت کے لحاظ سے دنیا کو پانچ منطقوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔
(۱) منطقہ حارہ جو خط استوا کے دونوں طرف خط سرطان اور خط جدی کے درمیان واقع ہے۔ اس میں گرمی سب سے زیادہ ہوتی ہے۔
(۲) منطقہ معتدلہ شمالی و جنوبی
خط سرطان اور دائرہ قطب شمالی کے درمیان منطقہ معتدلہ شمالی واقع ہے۔
(۳) خط جدی اور دائرہ قطب جنوبی کے درمیان منطقہ معتدلہ جنوبی واقع ہے۔ یہاں گرمی کم مگر سردی کا موسم بہت سرد ہوتا ہے۔
(۴) دائرہ قطب شمالی اور قطب شمالی کے درمیان منطقہ باردہ شمالی واقع ہے۔
(۵) دائرہ قطب جنوبی اور قطب جنوبی کے درمیان منطقہ باردہ جنوبی واقع ہے۔
منطقہ باردہ میں سارا سال سردی رہتی ہے۔ سردی کی شدت کی وجہ سے یہاں درخت اور پودے نہیں اگتے۔

**منظر نما**۔ (Kaleidoscope) ایک چھوٹا سا آلہ ہوتا ہے جس کے اندر لمبائی کے رخ شیشے کے دو لمبوترے ٹکڑے ایک دوسرے پر زاویہ بناتے ہوئے لگائے جاتے ہیں اور ان کی ایک جانب شیشہ کا ڈھکنا دے کر اور رنگ برنگ کے شیشوں کے ٹکڑے بھر کر خانے پر بند کر دیا جاتا ہے۔ دوسرے سرے پر بھی ایک ننھا سا گول شیشہ لگا دیا جاتا ہے۔ جب اس شیشے میں سے نظارہ کرتے ہیں تو مختلف قسم کے رنگ برنگے پھولوں اور ڈیزائنوں کے گچھے سے نظر پڑتے ہیں اور نلکی کو گھمانے سے یہ ڈیزائن ہر لحظہ کوئی نئی اور دلفریب صورت اختیار کرتے رہتے ہیں۔ یہ شکلیں شیشے کے ٹکڑوں پر انعکاس اور انعکاس در انعکاس کے باعث حاصل ہوتی ہیں۔

**منظور قادر**۔ پاکستان کے وزیر خارجہ۔ آپ سر عبدالقادر مرحوم کے صاحبزادے ہیں۔ ۱۹۱۳ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ایم۔ بی۔ ہائی سکول، ماڈل ہائی سکول، سنٹرل ماڈل ہائی سکول اور اسلامیہ ہائی سکول بھاٹی گیٹ لاہور میں پائی۔ ۱۹۲۶ء سے ۱۹۳۲ء تک گورنمنٹ کالج لاہور اور ۱۹۳۲ء سے ۱۹۳۵ء تک کلیئر کالج کیمبرج میں زیر تعلیم رہے۔ لنکنز ان میں بیرسٹری کرنے کے بعد ۱۹۳۶ء میں لاہور کی عدالت عالیہ میں ایڈووکیٹ کے طور پر کام کرنا شروع کیا اور ہائی کورٹ اور پاکستان سپریم کورٹ میں وکالت کرتے رہے۔ ستمبر ۱۹۵۸ء میں آپ نے واشنگٹن میں ایک بین الاقوامی کانفرنس میں پاکستان کی نمائندگی کی تھی۔ ملک میں انقلاب کے بعد فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں کی زیر قیادت جو کابینہ قائم ہوئی۔ اس میں وزارت خارجہ کا قلمدان آپ کے سپرد کیا گیا۔
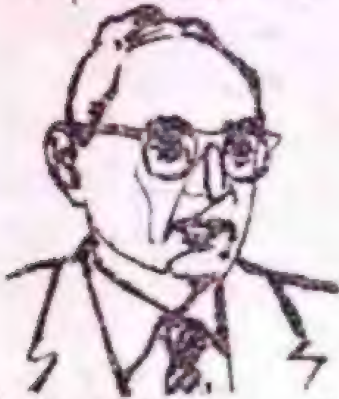
**منکر اور نکیر**۔ دو فرشتے جو موت کے بعد قبر میں آتے اور مردے سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے اور تو کس پیغمبر کی امت میں ہے۔ اگر وہ سوالات کا جواب ٹھیک دیتا ہے تو فرشتے اس کی قبر میں جنت کا دروازہ کھول دیتے ہیں ورنہ دوزخ کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے گویا جزا و سزا کی مثالی صورت قبر ہی میں مرنے والے کے سامنے آجاتی ہے اور اس کو نظر آجاتا ہے کہ اس کا اصلی مقام کہاں ہے۔
بعض علماء کا خیال ہے کہ مومن کے لیے قبر فراخ ہو جاتی ہے اور اس کے مقابلہ میں منکر اسلام کی قبر تنگ ہو جاتی ہے۔ احادیث میں عذاب قبر کا ذکر ہے اور ان فرشتوں کا نام بھی دیا گیا ہے۔ جو وہاں آکر سوال و جواب کرتے ہیں۔

**منگول**۔ (Mongols) منگولیا کے بعض قبائل جن سے تاریخ عالم پہلی بار تیرھویں صدی میں روشناس ہوئی جب کہ انہوں نے چنگیز خاں کی زیر قیادت ایشیا کے دور دراز علاقوں پر یلغاریں شروع کیں۔ ۱۲۳۶ء میں انہوں نے چین پر تسلط جما یا جہاں قبلائی خاں (Kubla)

(Khan) کے خاندان نے ۱۳۶۸ء تک حکومت کی۔ منگولوں کی ایک شاخ مغرب میں جا نکلی اور موریویا کے علاقہ (Moravia) اور ہنگری (Hungary) تک پہنچ گئی۔ انہوں نے ۱۲۴۱ء میں ہنگری کے دارالحکومت بوڈاپسٹ کو تسخیر کیا۔ منگولوں کی تیسری شاخ وہ ہے جو بابر کی زیر قیادت ہندوستان پر حملہ آور ہوئی۔ مغل دراصل منگول ہی کی بگڑی ہوئی صورت ہے۔

منگول کی نسل کے لوگ آج بھی منگولیا اور سنکیانگ وغیرہ میں ملتے ہیں جہاں وہ اب بھی اپنے آباؤ اجداد کی طرح خانہ بدوشانہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ گو سرخ چین کی حالیہ بالادستی ان کی آزادی کے دائرے کو تنگ تر کرتی جا رہی ہے اور جو وعدے اس بہادر اور بیباک قوم کو اپنے اثر میں لاتے وقت ان سے کئے گئے تھے، یکسر فراموش کئے جا رہے ہیں۔ لفظ منگول کے لغوی معنی "بہادر" کے ہیں۔

**منگولیا۔** (Mongolia) وسطی ایشیا کا ایک علاقہ جس کی سرحدیں غیر معین ہیں۔ اس کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ اندرونی منگولیا کہلاتا ہے جو چین کی عملداری میں ہے اس کی آبادی ۶۰ لاکھ کے قریب ہے۔ دوسرا حصہ بیرونی منگولیا ہے جو عوامی جمہوریہ منگولیا کے نام سے مشہور ہے۔ بیرونی منگولیا نے ۱۹۱۱ء میں اپنی خودمختاری کا اعلان کیا اور ۱۹۲۱ء میں کمیونسٹ انقلاب کے بعد یہاں جمہوری حکومت قائم کی گئی۔ یہاں کوئلہ، سونا اور دوسری معدنیات پائی جاتی ہیں۔ ۱۹۴۶ء میں چین نے اس کی آزادی کو تسلیم کر لیا۔ الان باتر (Ulan Bator) دارالحکومت ہے۔ رقبہ ۶ لاکھ ۵ ہزار مربع میل اور آبادی ۱۰ لاکھ کے لگ بھگ ہے (نیز دیکھو آؤٹر منگولیا)۔

**من و سلویٰ۔** (Manna and Quails) عربی لفظ ہیں۔ من کے معنی ترنجبین، شبنم اور سلویٰ کے معنی تسکین نیز ایک پرندہ کا نام بھی ہے جو بٹیر کے مشابہ ہوتا ہے اور جسے لوا کہتے ہیں۔ جب بنی اسرائیل مصر سے نکل کر وادی سینا میں آئے تو اللہ تعالیٰ نے یہی دو چیزیں بطور غذا مرحمت فرمائی تھیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ من (Manna) ایک میٹھا گوند ہوتا ہے جو ایک قسم کے جنگلی درخت (Ash-tree) سے نکلتا ہے۔ بنی اسرائیل یہی گوند کھاتے تھے۔ سلویٰ سے وہ پرندے مراد ہیں جنہیں سیلانی پرندے کہا جاتا ہے اور جو موسم سرما میں گرم خطوں اور موسم گرما میں سرد خطوں میں چلے جاتے ہیں۔ یہ پرندے بحر الکاہل کے کنارے کنارے ہزاروں میل کا سفر طے کرتے ہیں اور بہت سے تھک کر زمین پر گر پڑتے ہیں۔ یہ بھی بنی اسرائیل کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ تھے۔ واللہ اعلم (نیز دیکھو منّ)

**منیٰ۔** (دیکھو منا)

**منے سوٹا۔** (Minnesota) جمہوریہ امریکہ کی ایک ریاست جو ۱۸۵۸ء میں وفاقی نظام کا جزو بنی۔ اس ریاست کے باشندے زیادہ تر سکینڈے نیویا اور جرمنی سے آئے ہوئے لوگوں پر مشتمل ہیں۔ اس کا رقبہ ۸۴۰۶۸ مربع میل ہے اور آبادی تیس لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔ اس کا دارالحکومت سینٹ پال (St. Paul) ہے۔ ریاست کا سب سے بڑا شہر منیاپولس (Minneapolis) ہے۔

**منیلا۔** (Manila) فلپائن کا موجودہ دارالحکومت اور اہم بندرگاہ ہے۔ دریائے لیوزون پر واقع ہے۔ شہر لیوزون (Luzan) ایک نیا دارالحکومت تعمیر ہو چکا ہے جو منیلا کے عین شمال مشرق کو واقع ہے۔ منیلا کی بنیاد ۱۵۷۱ء میں اہل اسپین نے رکھی۔ ۱۸۹۸ء میں امریکہ نے اسے مسخر کر لیا۔ خلیج منیلا کی قدرتی بندرگاہ نے شہر کی تجارتی اہمیت میں بہت بڑا اضافہ کیا ہے۔ آبادی تقریباً گیارہ لاکھ ہے۔

**مواخاۃ۔** ہجرت کے موقع پر تمام مہاجرین مکہ سے خالی ہاتھ آئے تھے۔ کیونکہ اکثر کو چھپ چھپا کر ہی آنا پڑا تھا۔ اس لئے ان کا اپنے ساتھ مال و اسباب لانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حضورؐ نے مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد ان کے اور انصاریوں کے درمیان رشتہ اخوت قائم کر دینے کا خیال کیا۔ چنانچہ آپؐ نے انصارؓ کو حضرت انسؓ بن مالکؓ کے گھر پر جمع کیا۔ مہاجرین کی تعداد ۴۵ تھی۔ حضورؐ مہاجرین اور انصار میں سے دو دو شخصوں کو بلا کر فرماتے گئے کہ تم اب بھائی بھائی ہو۔ چنانچہ یہی تعلق مواخاۃ یا بھائی چارہ کہلاتا ہے۔

انصار نے مہاجرین کو ساتھ لے جا کر گھر کی ایک

ایک چیز کا جائزہ دے دیا اور کہا کہ آدھا آپ کا اور آدھا ہمارا ہے۔

جنگ بدر سے پہلے پہلے تو مواخاتی بھائیوں کو ان کے انصار بھائیوں کے ترکہ میں سے بھی حصہ ملتا رہا۔ اس سے ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ انصارؓ ہمہ تن اسلامی رنگ میں خوب رنگے گئے۔

**موآری** ۔ نیوزی لینڈ کے باشندے جو انگریزوں کے وہاں جانے سے پہلے ملک میں مقیم تھے۔ یہ لوگ سنہ ۱۸۷۲ تک انگریزوں کے ساتھ لڑتے رہے لیکن اب امن کی زندگی بسر کرتے ہیں اور حقوق میں انگریزوں کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ یہ لوگ ذہین اور محنتی ہیں اور خاطر خواہ ترقی کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ لوگ اصل میں یونانی ہیں جو کسی وقت یہاں آکر آباد ہو گئے تھے مگر اس قیاس کے لئے کوئی تاریخی کھوج اب تک نہیں مل سکا۔

**مواصلاتِ جدیدہ** ۔ (Modern Communications) نقل و حرکت کے جدید وسائل ایجاد ہوئے زیادہ زمانہ نہیں گزرا مثلاً ہوائی جہاز ہی کو لیجئے۔ سب سے پہلا جہاز رائٹ (Wright) برادران نے سنہ ۱۹۰۳ میں بنایا تھا۔ اسی طرح موٹر کار کی اختراع ڈیملز نامی جرمن نے سنہ ۱۸۸۶ء میں کی تھی تاہم نقل و حرکت کے ذرائع میں ان حیرت انگیز تبدیلیوں کے باعث لوگوں کے خیالات میں بھی حیرت انگیز تبدیلی آگئی ہے اور آئی چلی جا رہی ہے۔ کبھی سو میل کا سفر خطرناک سمجھا جاتا تھا مگر اب ہوائی جہاز کی ایجاد کی بدولت ہزاروں میلوں کا سفر چند گھنٹوں میں طے ہو جاتا ہے۔ پھر اسی پر اکتفا نہیں۔ اب تو ہیلی کوپٹر (Helicopter) ایجاد ہو گیا ہے جو فضا میں جہاں چاہے معلق کھڑا رہ سکتا ہے۔ توقع کی جا سکتی ہے کہ آئندہ چند برسوں میں فضا میں اسی طرح کرایہ کی گاڑیاں چلیں گی جس طرح زمین پر موٹر بسیں وغیرہ چلتی ہیں اور مسافر ہوائی جہازوں میں، جہاں جاہیں گے بہت تھوڑے کرائے کے ساتھ وہاں اترتے چڑھتے جایا کریں گے۔ اگر مواصلاتی ترقی کی رفتار یہی رہی تو ہو سکتا ہے کہ آئندہ چند برسوں میں چاند تک سفر ہونے لگے۔ جس کے لئے روس اور امریکہ میں بہت تیزی کے ساتھ اسپٹنک اور سٹیلائٹ تیار کر کے چاند اور دوسرے سیاروں کی طرف اڑائے جا رہے ہیں، اور جس کے متعلق سب سے آخری خبر یہ ہے کہ روس بہت جلد خلا میں چاند کی طرف ایک ایسا اسپٹنک بھیج رہا ہے جس میں دو انسان بھی سوار ہوں گے۔ گو ان کے واپس زمین پر زندہ آنے کا کوئی امکان نہیں مگر ان دو شخصوں نے اپنے آپ کو رضاکارانہ طور پر سائنس کی قربانگاہ پر قربان ہونے کے لئے پیش کیا ہے اور یہ دو شخص ان دو سو افراد میں سے ہیں جنہوں نے اسی مقصد کے لئے اپنے آپ کو رضاکارانہ طور پر پیش کیا ہے۔

**موباف** ۔ پراندہ۔ عورتوں کے بالوں کو بنانے سنوارنے میں موباف کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ موباف کی عموماً تین لڑیں ہوتی ہیں جنہیں ایک خاص نہج سے بالوں کی چوٹی میں گوندھا جاتا ہے۔ اس کا استعمال زیادہ تر مشرقی ممالک کی عورتیں کرتی ہیں۔ قدیم عرب میں عورتیں موبافوں میں کوڑیاں وغیرہ بھی گوندھ لیتی تھیں۔

آج کل کی متمدن عورتیں اور لڑکیاں لمبا او قات دو لٹوں میں یا بعض حالتوں میں تین لٹوں میں تین موباف یا پراندے استعمال کر لیتی ہیں۔ موباف عموماً سیاہ ہوتے ہیں لیکن بعض فیشنی موباف رنگ برنگ کے اور بہت دیدہ زیب ہوتے ہیں۔

**موپلے** ۔ دوسری صدی ہجری میں چند عرب و عجم کے کچھ مسلمان درویش حضرت آدم علیہ السلام کے نقش قدم کی زیارت کے لئے سراندیپ (لنکا) جا رہے تھے کہ باد مخالف کی وجہ سے ان کا جہاز بھٹک گیا اور مالابار کے شہر کرنگانور کے کنارے آ لگا۔ شہر کے راجا زیمورن (ساموری) نے ان کی بہت خاطر تواضع کی اور اثنائے گفتگو میں پوچھا کہ یہودیوں اور عیسائیوں سے تو میں تمہارے پیغمبر اور دین کا حال بہت سن چکا ہوں لیکن آج تم اپنی زبان سے اپنے دین اور نبی کے حالات سناؤ۔ چنانچہ انہوں نے تفصیل سے وہ تمام حالات سنائے جن کا راجہ پر بہت اثر ہوا اور کہنے لگا کہ لنکا سے واپسی پر پھر ایک دفعہ یہاں ضرور آؤ۔ جب وہ واپس آئے تو راجہ نے اپنے امرا اور وزرا سے کہا کہ میں اب بقیہ زندگی یاد الٰہی میں بسر کرنا چاہتا ہوں۔ تم لوگ سلطنت کا کاروبار سنبھالو۔ اس کے بعد اس نے اپنا ملک ان میں تقسیم کر دیا اور خود چھپ چھپا کر عرب چلا گیا اور مسلمان ہو گیا۔ اس نے مسلمان تاجروں کو مالابار کے لوگوں سے تجارت وغیرہ

کے متعلق ترغیب دلائی۔ اپنے امرا کو بھی لکھا کہ ان عرب تاجروں کے ساتھ، جب یہ تمہارے علاقے میں پہنچیں، نیاضانہ سلوک کرنا اور انہیں ہر قسم کی سہولتیں بہم پہنچانا۔ انہیں مسجدیں بنانے دینا اور اگر یہ مالابار کے علاقے میں آباد ہونا چاہیں تو ان کی پوری پوری مدد کرنا۔

چنانچہ اس کے بعد سے عرب مسلمانوں کے قافلے کے قافلے اس علاقے اور آس پاس کے دوسرے علاقوں میں آ آکر آباد ہونا شروع ہو گئے۔ گو اس علاقے میں مسلمانوں کی آبادی دس فیصدی سے زیادہ تو نہ ہو سکی مگر وہاں کی ہندو آبادی اور ان کے امرا و سردار مسلمانوں کے ساتھ شریفانہ سلوک کرتے رہے اور آج کے یہ موپلا مسلمان انہی عرب تاجروں کی اولاد میں جو دوسری صدی ہجری سے یہاں آ آ کر آباد ہونا شروع ہو گئے تھے۔

۱۹۲۲ء میں جب کہ لارڈ ریڈنگ وائسرائے ہند تھا یہاں کے موپلوں نے انگریزوں کے خلاف بغاوت کر دی تھی جس کو انگریزوں نے نہایت سختی اور بے رحمی سے ختم کر دیا۔ بہت سے موپلوں کو تختۂ دار پر لٹکا دیا گیا۔ بہت سے ہزاروں کو پھانسی کے تختے پر لٹکائے گئے اور سینکڑوں کو کالے پانی بھیج دیا گیا۔ سنگدلی کی انتہا یہ کہ سخت گرمی کے موسم میں انہیں گاڑی کے ڈبوں میں حیوانوں کی طرح ٹھونس دیا گیا۔ بہت سوں نے تو گرمی اور پیاس کی شدت سے راستے ہی میں دم توڑ دیا اور جو مرد اس کے ریلوے اسٹیشن پر زندہ بھی نکلے تو وہ نیم مردہ تھے یہ بہیمانہ سلوک انگریز نے اس لئے روا رکھا تھا کہ موپلوں کی رگ حمیت اسلام کے لئے حرکت میں آئی تھی اور جس کی وجہ سے وہ انگریز کے خلاف صف آرا ہو گئے تھے مگر موپلوں کی اس خوفناک تباہی اور وحشیانہ سزاؤں سے ہندوستان کا ہندو بالکل متاثر نہ ہوا اور ادھر تنہا مسلمانوں کی آواز ان کی حمایت میں بالکل بے اثر تھی۔

**موت** ۔ مر جانا۔ انسان کی اس دنیوی عمر کا ختم ہو جانا ہے۔ عام طور پر موت کو انسانی زندگی کا اختتام سمجھا جاتا ہے لیکن اسلام میں انسانی زندگی موت کے ساتھ ہی ختم نہیں ہو جاتی بلکہ موت سے ایک دوسری زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ اس لئے موت کے واسطے مسلمان بالعموم انتقال کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ موت کے بارے میں قرآن پاک میں کہا گیا ہے کہ ہم نے تمہارے لئے موت مقرر کر دی ہے اور اسے کوئی روک نہیں سکتا، اس کا ایک وقت معین ہے اور جب وقت آجاتا ہے تو ایک ساعت کی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ ہر ذی روح کے واسطے موت ہے اور اس سے کسی کو رستگاری نہیں۔ کسی کو موت کا وقت معلوم نہیں نہ یہ علم ہے کہ کس سرزمین میں اس کی موت واقع ہو گی۔

روح قبض کرنے کے لئے خدائے تعالےٰ نے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک بہترین موت وہ ہے جو خدا کی راہ میں حاصل ہو بالخصوص کفار کے خلاف جہاد میں۔ موت اور قیامت کے درمیان جو زمانہ ہے اسے برزخ کہتے ہیں۔

**موتی** ۔ (Pearl) سیپیوں میں لعاب آمیز مواد جو سخت ہو کر موتی بن جاتا ہے کافی قیمتی ہوتا ہے۔ اور جواہرات کے زمرے میں شمار ہوتا ہے۔ موتی کی پیداوار کے بڑے بڑے مراکز سیلون، خلیج فارس، جاپان، شمال مشرقی بورنیو، کیلیفورنیا کے ساحل اور خلیج میکسیکو ہیں۔ موتی بحیثیت زیبائشی جواہرات اور زیورات کے شروع ہی سے استعمال ہوتا آیا ہے اور اس کی بڑی بڑی قیمت پڑتی ہے چنانچہ ایک موتی ٹیورنیر نے شاہ ایران کے پاس ایک لاکھ اسی ہزار پونڈ کے عوض فروخت کیا۔ سیپیاں اور صدف جن میں موتی ہوتے ہیں توڑ دیئے جاتے ہیں تاکہ اصل موتی حاصل ہو سکیں۔ مصنوعی موتی بھی سیپیوں میں مخصوص مسالہ ڈال کر پیدا کئے جا سکتے ہیں۔

**موتیا بند** – (Cataract) ایک قسم کا آنکھ کا مرض۔ آنکھ کے شیشے میں جو آبی مادہ ہوتا ہے۔ اس کی غبار آلود یا غیر شفاف حالت۔ آپریشن اس کا واحد علاج ہے۔ سخت شیشہ ہٹا دیا جاتا ہے۔ شیشہ اگر نرم ہو تو آبی مادہ خشک کر دیا جاتا ہے۔ غیر موجود شیشے کی تلافی عینک سے ہو جاتی ہے۔ عینک کے بغیر مریض "اندھا" رہتا ہے۔

**موتی جھرا** ۔ ایک بیماری ہے۔ ابتدا میں دردِ سر اور طبیعت بوجھل معلوم ہوتی ہے لیکن عام طور پر پہلی علامت یہ ہوتی ہے کہ گلے اور سینے پر باریک باریک سرخ دانے سے نکل آتے ہیں جن کے ساتھ ہی بخار بھی ہو جاتا ہے۔ علاج کے طور پر کچے موتی منقیٰ کے ساتھ نگلائے جاتے ہیں تاکہ اندرونی ٹرمی دانوں کی صورت میں باہر نکل آئے۔ بے احتیاطی کی صورت میں یہ مرض مہلک بھی ہو سکتا ہے۔ بچوں تھے یا

# موٹر کار، عہد بہ عہد

۱۹۰۲ ۔ ۱۹۰۳ ۔ ۹۰۲

۱۹۱۱ ۔ ۱۹۱۰ ۔ ۱۹۰۵

۱۹۱۹ ۔ ۱۹۱۴ ۔ ۱۹۱۳

کیڈلاک ۔ مرکری ۔ ۱۹۳۰

ہسپانو سوئزا ۔ ایم جی اے ۔ فراری

پانچویں روز یہ دانے مرجھانے لگتے ہیں اور مریض اچھا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اگر کسی بے احتیاطی کی وجہ سے بگڑ جائے تو سخت تکلیف کا باعث بن جاتا ہے اور بہت تدبیروں اور علاجوں کے بعد پیچھا چھوڑتا ہے۔ اس مرض میں علاج سے زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے — احتیاط غذا اور تیمارداری میں ہونا چاہیے یعنی مریض کو سرد ہوا سے بچانا چاہیے اور غذا کو ثقیل یا ٹھوس نہیں ہونا چاہیے۔

## موٹر (Motor)

ایک مشین جس کے ذریعے سے تیل، کوئلے یا بجلی کی قوت کو میکانکی طاقت میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ موٹر اس طاقت کو براہِ راست موٹر شافٹ، (Motor Shaft) گیرنگ (Gearing) بیلٹ ڈرائیو (Belt-Drive) وغیرہ کے ذریعے سپلائی کرتا ہے۔ بجلی کے موٹر کے دو معیاری نمونے ہوتے ہیں ڈائرکٹ کرنٹ والے (Direct Current) اور آلٹرنیٹنگ کرنٹ والے (Alternating Current)۔ اس کی اور بھی کئی ضمنی اقسام ہیں۔

## موٹرکار (Motor Car)

ایک میکانکی چلنے والی گاڑی، جو مسافروں اور سامان کو سڑک کے راستے لے جاتی ہے۔

۱۷۶۹ء میں سب سے پہلے کگناٹ (Cugnot) نے بھاپ کی گاڑی چلائی اور پھر ٹریوتھیک (Trevithick) نے ایک نئی بھاپ کی گاڑی انگلینڈ میں ۱۸۰۲ء میں چلائی۔ ریلوے کی پابندیوں نے اس کی ترقی کو روکے رکھا۔ تاہم ہینکاک (Hancock) نے اپنی گاڑی باوجود رکاوٹوں کے جاری رکھی اور ۱۸۶۱ء میں ربڑ کے ٹائر استعمال میں آنے لگے۔ ۱۸۸۳ء میں ڈیملر (Daimler) نے داخلی حرارت سے چلنے والے انجن کا نمونہ پیش کیا اور اس کے بعد جلد ہی پیٹرول سے چلنے والے انجن چلنے لگے اور سرخ جھنڈے والا قانون بھی ۱۸۹۶ء میں منسوخ کر دیا گیا اور موٹرکار ایک عام استعمال کی چیز ہو گئی۔

## موٹرکار چلانا (Car Driving)

موٹرکار چلانا ایک ہنر ہے جس کے لئے محض ہوشیار اور سمجھدار ہونا ہی ضروری نہیں بلکہ اس کے لئے باقاعدہ تربیت یافتہ ڈرائیور ہونا لازمی ہے۔ علاوہ ازیں جس راستے پر کار کو چلانا مقصود ہو وہ باقاعدہ سڑک یا ہموار زمین ہونی چاہیے نشیب و فراز والی زمین یا شکستہ سڑک پر موٹرکار چلانا نہ صرف خطرناک ہے بلکہ اس سے کار کو بھی نقصان پہنچ سکتا ہے۔

چلانے سے پہلے یہ دیکھ لینا چاہیے کہ کار کے کل پرزے ہر لحاظ سے درست ہیں۔ انجن، بریک اور سٹیئرنگ گیئر وغیرہ میں کوئی خرابی تو نہیں۔ اگر رات کا وقت ہے تو موٹر کے سامنے اور پیچھے کی بتیاں درست ہونا چاہئیں۔

ڈرائیور کو اپنے فن میں مہارت کے علاوہ مشین کے پرزوں اور ٹریفک کے قوانین سے پوری پوری واقفیت ضروری ہے۔ بہت زیادہ تیز چلانے میں حادثات کا خطرہ ہوتا ہے۔ تیز موٹر کو یک دم آہستہ کرنا یا فوراً بریک لگانا بھی خطرے سے خالی نہیں۔ موٹرکار کی رفتار دھیمی کرنی چاہیے۔

## موچ (Sprain)

کسی عضو کا اپنے جوڑ پر سے زیادہ مڑ جانا یا کھنچ جانا موچ کہلاتا ہے جس سے ارد گرد کے عضلات مجروح ہو کر عضو میں سخت درد ہونے لگتا ہے اور وہ جگہ متورم ہو جاتی ہے۔ بعض دفعہ ہڈی اتر جاتی یا ٹوٹ جاتی ہے۔

عموماً ٹخنے کے پاس پیر کے مڑ جانے سے موچ آ جاتی ہے جوڑ کے پاس کے عضلات پھٹ کر سخت درد محسوس ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں جوتا فوراً اتار دینا چاہیے ورنہ متورم ہو جانے پر جوتا اتارنا مشکل ہو جائے گا اور جوتے کو کاٹ کر علیحدہ کرنا پڑے گا۔

مجروح حصے پر روئی رکھ کر دو تین پٹیاں کس کر باندھ دینی چاہئیں۔ اگر یہ عمل فوراً کر دیا جائے تو ورم نہیں آئے گا مریض آرام محسوس کرے گا۔

موچ والے عضو کو گرم پانی میں ڈبونا بھی مفید ہے۔ پورا پیر یا ٹخنہ یا پیر کا نچلا حصہ یا نچلا بازو جس میں موچ آئی ہو گرم پانی میں ڈبو دینا چاہیے۔ پانی ٹھنڈا ہونے سے پیشتر اس میں اور گرم پانی شامل کر دینا چاہیے۔ دس پندرہ منٹ کے بعد موچ آئے ہوئے عضو کو باہر نکال کر اور

آہستہ آہستہ مالش کرکے اس پر پٹی باندھ دینا چاہیئے۔ یہ عمل کئی روز تک اور دن میں کئی کئی بار ہونا چاہیئے۔
درد کو کم کرنے کے لئے ٹنکچر آیوڈین بھی لگائی جا سکتی ہے۔ ہلدی اور چونے کا لیپ بھی مفید ہے۔

**موحّدین** ۔ وہ لوگ جو حضورؐ کی بعثت سے پہلے ہی بت پرستی چھوڑ کر ایک خدا پر ایمان لا چکے تھے اور اپنی سمجھ کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے ان میں سے مشہور اشخاص یہ ہیں:
قیس بن ساعدہ، ورقہ بن نوفل، عبیداللہ بن جحش، عثمان بن الحویرث اور زید بن عمر بن نفیل۔
نیز موحّد کا اطلاق ایسے مسلمان پر بھی ہوتا ہے جو خدائے وحدہٗ لا شریک لہٗ کی توحید کا پورا پورا قائل ہو اور سوائے اللہ کے اپنی حاجت روائی کے لئے کسی اور کی طرف رجوع نہ کرے۔

**مودودی، سیّد ابوالاعلیٰ** ۔ سابق جماعت اسلامی کے بانی اور روشن خیال عالم دین۔ آبا و اجداد کا وطن دہلی تھا لیکن والد حیدرآباد دکن چلے گئے تھے اور وہاں کے ممتاز دکیلوں میں شمار ہوتے تھے۔ مولانا مودودی حیدرآباد ہی کے ایک شہر اورنگ آباد میں ۲۵ ستمبر ۱۹۰۳ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مقامی سکول میں پائی۔ اس کے بعد والد صاحب دہلی چلے آئے تو آپ نے ممتاز علماء کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا اور دینی علوم سے بہرہ ور ہوئے۔
مولانا کی صحافتی زندگی کا آغاز جمعیت العلماء ہند کے اخبار "الجمعیت" کی ایڈیٹری سے ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر صرف اٹھارہ سال تھی۔ دسمبر ۱۹۲۶ء میں ایک مسلمان نے مشہور آریہ سماجی سوامی شردھانند کو قتل کر دیا جس پر ہندوؤں نے اسلامی تعلیمات کو مورد الزام ٹھہرایا۔ اس کی تردید میں مولانا نے "الجہاد فی الاسلام" کتاب لکھی اور اسی کتاب سے علمی دنیا میں آپ متعارف ہوئے۔ ۱۹۲۹ء میں آپ الجمعیت سے الگ ہو کر حیدرآباد چلے گئے جہاں حکومت آصفیہ کی تاریخ لکھی۔ ۱۹۳۲ء میں آپ نے حیدرآباد سے ایک ماہوار مجلہ "ترجمان القرآن" جاری کیا جو اب لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۱۹۳۶ء کے آغاز میں آپ پٹھان کوٹ (مشرقی پنجاب) چلے آئے اور مولوی نیاز علی کے زیر انتظام ادارہ "دارالاسلام" میں کام کرنے لگے۔ بعدازاں لاہور چلے آئے اور ۲۶ اگست ۱۹۴۱ء کو "جماعت اسلامی" کی بنا رکھی جس کا نصب العین حکومتِ الٰہیہ کا قیام قرار پایا۔
مولانا مودودی اعلیٰ پایہ کے انشا پرداز، بلند پایہ مفکر، مقرر اور عالم بزرگ ہیں۔ آپ کے مخالف آپ کو "ماڈرن مولوی" کہتے ہیں۔ آپ نے متعدد دینی و سیاسی مسائل پر متعدد کتابیں تصنیف کی ہیں جن میں سیاسی کشمکش (دو جلدیں میں)، تنقیحات، تفہیمات (دو جلدوں میں)، الجہاد فی الاسلام، سود (دو جلدوں میں)، مسئلہ قومیت اور مسئلہ جبر و قدر بہت مشہور ہیں۔

**مور** ۔ (Peacock) ہند و پاکستان اور سیلون کا متوطن پرندہ۔ عام قسم کا مور پنکھے کی شکل کی دم رکھتا ہے۔ جس میں چمک دار اور گوناگوں رنگوں کے پھول ہوتے ہیں نیلے سبز اور زرد۔ مادہ مور خاکستری رنگ کی ہوتی ہے اور اس کی دم چھوٹی ہوتی ہے۔ مور دم پھیلا کر جب ناچتا ہے تو کیا بھلا معلوم ہوتا ہے۔

**مُور** ۔ (Moors) مخلوط بربری اور عربی نسل کے مسلمان جو شمالی افریقہ میں رہتے تھے۔ ساتویں صدی میں انہوں نے اسلام قبول کیا۔ طارق کی سرکردگی میں تنگ آبنائے کو عبور کرکے ہسپانیہ میں وارد ہوئے اور پہاڑی قلعہ سر کرکے اس کا نام جبل الطارق (جبرالٹر) رکھا۔ سات سال کے عرصہ میں کوہ پیرینیز اور جنوبی فرانس بھی ان کے زیر نگین آ گیا تا آنکہ چارلس مارٹل نے ۷۳۲ء میں طوائرز کے مقام پر ان کی مزاحمت کرکے انہیں پیچھے ہٹا دیا۔ ۷۵۰ء سے قرطبہ (Cordova) ایک آزاد اسلامی مملکت بن گئی۔ یہاں ایک نہایت عظیم الشان مسجد ہے جو ۷۸۶ء اور ۹۹۲ء کے درمیان تعمیر ہوئی۔ مورش فن تعمیر کے دوسرے شاہکار اب بھی الحمرا میں موجود ہیں۔ جو شاہان غرناطہ کا قدیمی محل اور مسکن تھا۔
یہ لوگ بہت مہذب اور عالم تھے۔ ریاضی، سائنس اور فلسفہ میں اس زمانہ کے یورپ کے اُستاد تھے۔ اگر یہ لوگ نہ

ہوتے تو آج یورپ سائنس اور دوسرے علوم میں اس درجہ ترقی نہ کر سکتا۔ فن زراعت، باغبانی اور انجنیئری میں بھی مور یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ انہوں نے نہریں بنا کر اپنے باغوں کو سیراب کیا انہیں کے ذریعہ فن کاغذ سازی اور دوسرے فنون یورپ میں پہنچے۔

پندرھویں صدی تک ہسپانیہ میں ان کا عمل دخل رہا اور تقریباً ساڑھے سات سو سال یہاں حکومت کی۔

**مورچال۔** ایک قسم کی ورزش ہے جس سے ہاتھ کے پنجے، کلائیاں، بازو، شانے اور گردن مضبوط ہوتی ہے اس کی ترکیب یہ ہے کہ دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک کر جسم کا تمام وزن ان پر ڈال دیا جاتا ہے۔ شروع شروع میں دیوار کے سہارے پاؤں کھڑے کر کے ایسا کیا جاتا ہے لیکن رفتہ رفتہ بغیر سہارے ایسا کرنے کی مشق ہو جاتی ہے۔ سہارے کے وقت اس ورزش کو کرڈم کہتے ہیں اور جب بغیر سہارے آدمی الٹے جسم سے زمین پر چلے تو پھر اسے مورچال کہتے ہیں۔ یہ بر صغیر ہند و پاکستان کی ایک قدیم اور مقبول ورزش ہے۔

**مور (سر طامس) (Sir Thomas Moore)** (۱۴۷۸ء تا ۱۵۳۵ء) ایک برطانوی سیاستدان اور ادیب۔ لندن میں پیدا ہوا۔ آکسفورڈ میں تعلیم پائی ۱۵۰۴ء میں پارلیمنٹ کا ممبر بنا۔ شاہ ہنری ہشتم اس پر بہت مہربان تھا۔ اس کے ایما پر ۱۵۱۸ء میں وہ پریوی کونسل کا ممبر مقرر ہوا اور ۱۵۲۳ء میں دارالعوام کا سپیکر ۱۵۲۱ء میں اسے "نائٹ" کا خطاب ملا اور ۱۵۲۹ء میں لارڈ چانسلر بنایا گیا لیکن ۱۵۳۲ء میں بادشاہ سے اختلافات کی بنا پر مستعفی ہو گیا۔ سر طامس مور مذہبی اعتبار سے بہت کٹر کیتھولک تھا۔ ۱۵۳۴ء میں بادشاہ کے ساتھ مذہبی اختلافات کے باعث اسے جیل میں ڈال دیا گیا۔ جہاں بعد ازاں پھانسی دے دی گئی۔ اس کی تصانیف میں یوٹوپیا (Utopia) بہت مشہور ہے جو اس نے لاطینی زبان

میں لکھی تھی (نیز دیکھو۔ یوٹوپیا اور مثالی تشکیل ریاست)

**مورچہ بندی درختوں سے (Abatos)** جنگی اصطلاح ہے۔ ایک خاص قسم کے مورچے کا نام جو گرے ہوئے درختوں سے بنایا جاتا ہے۔ اس طرح کہ ان کی شاخیں باہر کے رخ ہوتی ہیں اور جڑیں اندر کو۔ اس طرح سے ایک محفوظ مورچہ بن جاتا ہے۔ اس قسم کے مورچے بطور کمین گاہ کے بنائے جاتے ہیں۔ ان کے پردے میں توپیں نصب کر دی جاتی ہیں جو دشمن پر گولہ باری کرتی رہتی ہیں۔ اس قسم کے مورچوں کے پیچھے جب بندوقچی متعین کئے جائیں تو مورچہ اور بھی مضبوط سمجھا جاتا ہے کیونکہ دشمن کی گولی درختوں کے تنوں میں پیوست ہو کر بالکل بے اثر ہو جاتی ہے۔

**مورچھل۔** مور کے پروں سے بنایا ہوا ایک پنکھا یا چنور جسے اکثر مذاہب کے لوگ اپنی کتب مقدسہ کے ساتھ رکھتے ہیں۔ عیسائی مذہب میں اس مورچھل کو "عشائے ربانی" کے وقت استعمال کیا جاتا تھا نیز جب شراب کے پیالہ سے مکھیاں اڑانے کی ضرورت پیش آتی تو اسی سے کام لیتے۔ ہندو اور سکھ لوگ اسی قسم کے چنور کو اپنی کتب مقدسہ پر رکھتے ہیں اور اہل اسلام کہیں بزرگوں اور اولیاء اللہ کے مزارات پر جھاڑو دینے کے کام میں بھی لاتے ہیں۔ اس چیز کی قدر مور کے خوبصورت اور چمکدار پروں ہی کے باعث ہے۔

**مورخور۔ (Ant-eater)** دودھ پلانے والا ایک چوپایہ ہے اور جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے، یہ صرف چیونٹیاں کھا کر گزارہ کرتا ہے۔ اس کی دو بڑی قسمیں ہیں، ایک وہ جن کے بدن پر بال ہوتے ہیں۔ اس قسم کا جانور لمبائی میں ۱۰ فٹ تک دیکھا گیا ہے یہ وسطی اور جنوبی امریکہ میں پایا جاتا ہے جہاں اس کو "آنٹ ایٹر" کہتے ہیں، یہ لفظ مورخور کا انگریزی ترجمہ ہے۔ اسی قسم میں ایک چھوٹی نسل بھی ہے جو امریکہ کے گرم ممالک میں ہوتی ہے۔ یہ جانور قد میں پہلی قسم کے مقابلے میں آدھا

ہوتا ہے۔ ایک تیسری نسل اسی قسم میں دو انگلیوں والے مورخور کی ہے جو تمام امریکہ اور ٹرینی ڈاڈ میں ملتا ہے۔

یہ ہر سہ نسلیں صرف چیونٹیاں کھاتی ہیں اور ان کو جسم اور اعضا بھی اللہ پاک نے اسی ڈھب کے دیئے ہیں۔ زمین کھودنے کے ڈھب کے بڑے بڑے پنجے، چوڑے چوڑے منہ میں لیسدار زبان جس پر چیونٹیاں چمٹ جاتی ہیں اور یہ سب کی سب چٹ کر جاتے ہیں۔

دوسری قسم میں بھی اسی قسم کے جانور ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ ان کے بدن پر بجائے بالوں کے چھلکے سے ہوتے ہیں۔ یہ قسم امریکہ، آسٹریلیا اور مشرقی ممالک میں پائی جاتی ہے۔

## مورس کا تار برقی نظام۔ (Morse Code)

ایسا تار برقی نظام جس میں نقطوں اور لکیروں کے مختلف مجموعوں سے مختلف حروف اور اعداد تعبیر کئے جاتے ہیں جس میں ایک لکیر تین نقطوں کی مجموعی لمبائی کے برابر ہوتا ہے۔ امریکہ کے سیموئیل مورس (S. F. B. Morse) ۱۷۹۱ء تا ۱۸۷۲ء نے اسے ایجاد کیا تھا۔

## موروثی مرض (دیکھو متوارث مرض)

## موریسن (H. Morrison) (۱۸۸۸ء — )

ایک برطانوی سیاست دان جو برطانیہ کی لیبر پارٹی سے تعلق رکھتا ہے لیکن اسے اعتدال پسند خیال کیا جاتا ہے ہربرٹ موریسن نے اپنی عملی زندگی بطور ایک چپراسی کے شروع کی۔ اس کے بعد وہ ایک دکاندار کا ملازم، ٹیلیفون آپریٹر اور ایک اخبار کے شعبہ ترسیل کا نائب منتظم رہا ہے۔ ۱۹۴۵ء کے عام انتخابات کے بعد جب مزدور وزارت مرتب ہوئی تو اس میں وہی سابقہ چپراسی وزیر اعظم منتخب ہوا۔

## موزارٹ (Mozart) ۱۷۵۶ء تا ۱۷۹۱ء

آسٹریا کا رہنے والا ایک موسیقار جو ایک موسیقی پیشہ خاندان میں پیدا ہوا۔ موزارٹ نے کم سنی کے عالم میں غیر معمولی استعداد کا مظاہرہ کیا۔ ۱۷۶۲ء تا ۱۷۶۶ء وہ اپنے باپ کے ہمراہ یورپ کے مختلف ممالک کے دورے پر گیا۔ ۱۷۷۱ء میں اسے جرمنی کے ایک ریاستی دربار میں ملازمت مل گئی مگر وہاں وہ خوش نہ تھا کیونکہ اسے وہاں مناسب اعزاز حاصل نہ ہوا اسی لئے ۱۷۸۱ء میں جب اسے ملازمت سے سبکدوش کیا گیا تو اس نے دوبارہ کسی دربار میں ملازمت اختیار نہیں کی بلکہ تنگدستی کے ماحول میں رہ کر فن موسیقی کی خدمات انجام دیتا رہا۔

## موزمبیق (Mozambique) (موزم بیق)

مڈغاسکر سے متصل افریقہ کے مشرقی ساحل پر ایک پرتگیزی نوآبادی ہے جسے ۱۴۹۸ء میں مشہور پرتگالی سیاح واسکوڈے گاما (Vascoda Goma) نے دریافت کیا تھا۔ اس کا رقبہ تقریباً تین لاکھ مربع میل اور آبادی پچپن لاکھ نفوس سے زیادہ ہے۔ قدیم دارالحکومت موزم بیق تھا مگر آج کل لورنیکو مارکویس (Lourenco Marques) صدر مقام ہے۔ موزم بیق کی بڑی پیداوار مونگ پھلی، تیل نکالنے کے بیج، شکر، کپاس اور مکئی ہے۔ بعض جگہ سونا بھی ملتا ہے۔ طوفان یہاں کثرت سے آتے ہیں۔ ۱۹۵۶ء میں بھی یہاں ایک زبردست طوفان آیا تھا جس سے کئی ساحلی شہر تباہ ہو گئے تھے۔

## موسم

سال کے کسی خاص اوقات میں کرہ ہوائی کے کوائف وغیرہ کو موسم کا نام دیا گیا ہے۔ موسم اور آب و ہوا میں بہت فرق ہے۔ مثلاً موسم تو ہر جگہ کا مختلف ہوتا ہے جو کسی خاص جگہ یا اوقات میں کرہ ہوائی کی حرارت، دباؤ، رطوبت اور ہوا کے رخ کا حال ظاہر کرتا ہے مگر آب و ہوا ان موسموں کے ایک طویل عرصے کی اوسط ہوتی ہے۔ کسی جگہ کی آب و ہوا یہی رہتی ہے جب کہ اس میں کئی موسمی تبدیلیاں ہر وقت ہوتی رہتی ہیں۔ ذرا سا بادل آ گیا تو موسم بدل گیا لیکن آب و ہوا بدستور وہی ہے کیونکہ یہ سال بھر کا اندازہ ہوتا ہے جو سال بسال تقریباً یکساں رہتا ہے۔

ہر ملک میں جا بجا مشاہدہ گاہیں (Observatories) قائم ہیں جن میں ہوائی دباؤ، حرارت، ہواؤں کے رخ اور رفتار، بارش، آندھی اور طوفان مشاہدہ کرکے مرکزی مشاہدہ گاہ کو بھیجے جاتے ہیں۔ ان کوائف سے روزانہ نقشے تیار کیے جاتے ہیں جن سے طوفان، آندھیوں اور بارش وغیرہ کا اندازہ کرکے ہر روز بندرگاہوں کے جہازوں کو نشر کرتے ہیں جن سے وہ اپنے جانی اور مالی نقصان کی روک تھام کر سکتے ہیں۔

موجودہ زمانے میں موسمی حالات ملکی ریڈیو سے پبلک کے مفاد کے لیے بھی باقاعدہ طور پر نشر کیے جاتے ہیں اور کسانوں کے لیے بھی بہت مفید رہتے ہیں۔ ملک کے کسی خاص حصے کے موسمی مطالعہ سے خواہ یہ علاقہ اونچا ہو یا نیچا، پہاڑی ہو یا ساحلی، اس قسم کے نتائج اخذ کیے جاتے ہیں جو آئندہ چوبیس گھنٹے کا موسم نہایت صحت سے واضح کر دیتے ہیں۔ جب سے ہوائی سفر اور ہوائی لڑائیاں وجود میں آئی ہیں محکمہ مشاہدات کو اور بھی توسیع دی گئی ہے کیونکہ موسمیات کے علم کے بغیر جہازران کو سخت خطرے کا سامنا ہوتا ہے۔ موسمیات اب بھی ایک علم ہے جس میں مختلف علامات سے درست نتائج اخذ کرنے کے اصولوں پر بحث ہوتی ہے۔

پاکستان میں اس محکمہ کا مرکزی دفتر کراچی میں ہے لیکن سابقہ دفتر مری میں تھا۔ اس کے علاوہ لاہور، ڈھاکہ، ایبٹ آباد اور پشاور میں اس محکمہ کے دفاتر واقع ہیں۔ ریڈیو پر ان دفاتر کی موسمی پیشین گوئی کے اعلان آئے دن ہوتے رہتے ہیں۔

**موسیٰ، علیہ السّلام**: مشہور پیغمبر، مصر میں پیدا ہوئے۔ فرعون کو معلوم ہو گیا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے جو اس کی بربادی کا باعث ہوگا۔ اس نے وہ سب لڑکوں کو قتل کرا دیتا تھا۔ لہٰذا آپ کی والدہ نے آپ کو ایک صندوق میں بند کرکے نیل میں بہا دیا جو فرعون کی ملکہ کی نظر سے گزرا اور اس نے آپ کو بطور فرزند کے پالا۔ بڑا ہونے پر انہوں نے ایک قبطی کے مقابلے میں کسی بنی اسرائیلی کی حمایت کی جس میں قبطی مارا گیا۔ اس پر آپ مصر سے بھاگ کر مدین پہنچے جہاں حضرت شعیب نے ان کو اپنے ہاں رکھا اور اپنی بیٹی کی شادی ان سے کر دی۔ بارہ برس کے بعد جب وہ واپس مصر آ رہے تھے تو "وادی طویٰ" میں خدائے تعالیٰ نے ان سے کلام فرمایا اور ان کو پیغمبری عطا ہوئی۔ ان کو فرعون کی ہدایت کے واسطے متعین کیا گیا اور عصا اور ید بیضا کے معجزات عطا ہوئے۔ فرعون اپنے جادوگروں کو ان کے مقابلے میں لایا مگر وہ سب اپنے آپ کو عاجز پاکر مسلمان ہو گئے۔

بعد ازاں آپ بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے روانہ ہوئے۔ راستے میں دریائے نیل پڑتا تھا۔ حکم ربی کے ماتحت آپ نے اس پر عصا مارا۔ وہ دو حصوں میں بٹ گیا اور دریا میں ایک راستہ سا بن گیا۔ فرعون بھی ان کے تعاقب میں چلا آ رہا تھا۔ جب دریا پر پہنچا اور ایک راستہ بنا پایا تو بلا جھجک آپ کے پیچھے ہی اپنے لاؤ لشکر سمیت دریا میں اتر گیا۔ جناب موسیٰ علیہ السلام تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ پار اتر گئے مگر فرعون اپنے تمام لشکر کے ساتھ غرق ہو گیا۔

کلام مجید میں جہاں اس واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے وہاں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ فرعون نے ڈوبتے وقت نہایت عاجزی سے اپنی عبودیت کا اقرار کرکے معافی مانگی مگر اب معافی کا وقت گزر چکا تھا۔ اس کو جو خداوندی جواب ملا تھا وہ صرف اتنا ہی تھا کہ ہم تیرے جسم کو محفوظ رکھیں گے تاکہ آنے والی نسلیں تیری لاش کو دیکھ دیکھ کر عبرت حاصل کیا کریں۔ چنانچہ آج سے چالیس پچاس سال پہلے اسی فرعون کی لاش دریائے نیل سے مل گئی تھی اور جس کے بعض آثار و علامات کو دیکھ کر طبقات الارض کے بڑے بڑے ماہرین اور سائنسدانوں نے متفقہ طور پر فیصلہ دیا تھا کہ یہ وہی فرعون ہے جو جناب موسیٰؑ کے زمانے میں ان کا تعاقب کرتے ہوئے غرق ہوا تھا۔ چنانچہ آج بھی اس کی ممی کی ہوئی لاش قاہرہ کے عجائب گھر میں شیشے کے ایک شوکیس میں دیکھی جا سکتی ہے اور جس کی زندگی کے مختصر سے واقعات بھی ایک تختی پر کندہ کروا کر باہر لگا دیے گئے ہیں تاکہ آنے جانے والے پڑھیں اور عبرت و نصیحت حاصل کریں۔

پھر آپ کوہ طور پر گئے اور ان پر توراۃ نازل ہوئی لیکن آپ کی غیر موجودگی میں سامری نام کے جادوگر نے بنی اسرائیل کو بچھڑے کی عبادت پر آمادہ کر لیا تھا۔ واپس آکر آپ نے بچھڑے کو تو آگ میں ڈال کر گلا دیا لیکن بنی اسرائیل کو بجائے شہر میں بسانے کے ایک بیابان میں لے گئے جہاں چالیس سال کا عرصہ ان کی غلامانہ عادتوں کی اصلاح میں گزرا۔

**موسیٰ، جنرل** (دیکھو محمد موسیٰ جنرل)

**موسیٰ بن عقبہ**۔ امام زہریؒ کے شاگرد تھے

فن سازی میں خاص شہرت حاصل کی۔ خاندان زبیر کے غلام تھے فن حدیث میں امام مالکؒ ان کے شاگرد اور بہت بڑے مداح تھے۔ ان کی تصنیف کی خصوصیات یہ ہیں۔

(۱) ان سے پہلے مصنفین روایات میں صحت کا التزام نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے صحت روایات کا خاص التزام کیا

(۲) دیگر مصنفین زیادہ سے زیادہ واقعات نقل کرنے کی کوشش کرتے تھے جس سے ہر قسم کی رطب و یابس روایتیں آجاتی تھیں اور مضمون الجھ جاتا تھا۔ انہوں نے احتیاط سے صرف وہی روایات لیں جو درست اور مضمون سے متعلق ہوتی تھیں۔

(۳) اکثر لوگ چھوٹی عمر یا آغاز شباب میں درس حدیث میں شامل ہو جاتے تھے اور پھر حدیثیں روایت کرنا شروع کر دیتے تھے اور چونکہ اس عمر میں واقعات کا صحیح طور پر سمجھنا اور محفوظ رکھنا ممکن نہ تھا۔ اس لیے ان کی روایتوں میں تغیر اور اختلاط ہو جاتا تھا۔ موسیٰ نے پختہ عمر میں یہ فن سیکھا تھا۔ اس لئے ان کی روایتیں ان خامیوں سے پاک تھیں۔

آج کل ان کی کتاب نایاب ہے مگر سیرت کی تمام قدیم کتابوں میں اس کے حوالے کثرت سے آتے ہیں۔
۱۴۱ھ میں وفات پائی۔

**موسیٰ بن نصیر**۔ خلیفہ عبدالملک بن مروان (۶۵ھ تا ۸۶ھ) اور ولید بن عبدالملک (۸۶ھ تا ۹۶ھ) کے عہد حکومت کا ایک بہادر سپہ سالار۔ عبدالملک کی طرف سے اس کا بھائی عبدالعزیز بن مروان مصر کا گورنر تھا اس نے موسیٰ بن نصیر کو شمالی افریقہ کا حاکم مقرر کیا۔ اس وقت موسیٰ کی عمر ساٹھ سال تھی لیکن اس کے سینے میں جوانوں جیسا دل تھا اور یہ بڑا زیرک اور ہوشیار مدبر تھا۔

مشرقی افریقہ میں الجزائر اور طونس کے لوگ عبدالملک کی خلافت کے مخالف تھے۔ ۸۳ھ میں موسیٰ بن نصیر نے سب سے پہلے ان کی سرکوبی کی اور ۸۹ھ میں بندرگاہ طونس سے جنگی جہازوں کے ذریعہ جزیرہ سوسا میں پہنچ کر وہاں کے وحشی قبائل کو مسخر کیا۔ مسلمانوں کی یہ سب سے پہلی بحری جنگ تھی۔ ۹۲ھ میں موسیٰ بن نصیر نے طارق بن زیاد کو ہسپانیہ کی طرف روانہ کیا اور اس بہادر اور شجاع سپہ سالار نے اندلس پر قبضہ کر لیا۔

موسیٰ بن نصیر کا انتقال ۹۷ھ میں سلیمان بن عبدالملک



کے عہد میں ہوا۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ خلیفہ نے اسے قتل کرا دیا تھا۔

**موسیٰ سلامہ** (Moosa Salama) مصری مصنف اور جرنلسٹ ہیں۔ ۱۸۸۸ء میں پیدا ہوئے۔ مصر، فرانس اور انگلستان میں تعلیم پائی۔

۱۹۰۹ء میں جرنلزم (صحافت) اختیار کی۔ ۱۹۲۹ء میں "المجلۃ الجدیدہ" نام کے اخبار کی بنیاد رکھی اور اس کی ادارت سنبھالی۔ ۱۹۴۲ء میں سیاسی اختلاف رائے کے باعث قید کر دیئے گئے۔ ۱۹۵۲ء تک وفد پارٹی کے رکن تھے۔ آج کل اخبار "الیوم" کے سٹاف میں شریک ہیں۔ ادب، سائنس، سائیکلوجی اور تاریخ پر ۳۶ کتابیں لکھ چکے ہیں جن میں سے حسب ذیل مشہور ہیں:

"فلسفیوں کے خواب"، "نظریہ ارتقا اور انسان کی ابتدا"، "آزادی خیال"، "انگریزی ادب کا احیا"، "میری تعلیم" وغیرہ۔

**موسیقی**۔ موسیقی صرف سُروں اور آوازوں کا تناسب ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ تال اور لے بھی رکھتی ہے ورنہ ہماری تمام بات چیت سُر ہیں اور ان کا اتار چڑھاؤ زیر و بم، سُروں ہی کی مختلف صورتیں ہیں۔ جس وقت ان سروں کو خاص آہنگ میں ترتیب دے کر تال اور لے کے ساتھ گلے سے ادا کیا جاتا ہے تو موسیقی کی دیوی فضاؤں میں نغمے بکھیرنے لگ جاتی ہے۔

موسیقی انسانی فطرت کی تخلیق کے ساتھ ازل ہی سے کچھ ایسی رچی بسی چلی آرہی ہے کہ کہیں اس کا ساتھ نہیں چھوڑتی اور یہ صرف انسانی روح ہی کو متاثر نہیں کرتی بلکہ حیوانوں، چرندوں، پرندوں، نباتات اور جمادات تک کو اپنے اضطراب آگیں اور بیتاب کن اثرات سے لیتی ہے۔

یوں تو دنیا کے ہر ملک اور قوم میں موسیقی کی دل نواز تانیں اڑتی سنائی دیتی ہیں اور کوئی قوم اس کے حلقہ اثر سے آزاد نہیں مگر اس وقت اس عالم آرا موسیقی کے سب سے بڑے حلقہ ہائے اثر تین ہیں جن کو ہم ذیل کے تین ناموں کے ساتھ پیش کر سکتے ہیں:

(۱) مغربی موسیقی (۲) عربی اور ایرانی موسیقی
(۳) ہندی موسیقی۔

مندرجہ بالا تینوں قسم کی موسیقی میں ایک چیز تو مشترک ہے اور وہ ہے انسانی آواز کی سات بنیادی سُروں میں

تقسیم :- چونکہ ہمیں اس وقت مغربی اور عربی ایرانی موسیقی کے متعلق کچھ تفصیل میں جانا مقصود نہیں اور صرف ہندی موسیقی ہی کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے۔ اس لئے یہاں صرف وہ سات سُر یا شُور ہی اپنے ہندی ناموں کے ساتھ دیئے جاتے ہیں جن پر ہندی اور پاکستانی موسیقی کی بنیاد قائم ہے۔ وہ سات سُر یا شُور حسب ذیل ہیں :-

سا ، رے ، گا ، ما
شگیت ، رکھو ، گندھار ، مدھم
پا ، دھا ، نی
پنچم ، دھیوت ، نکھاد

اب پھر ان ساتوں سُروں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے جن میں سے ایک کو "اترا" اور دوسرے کو "چڑھا" کہا جاتا ہے۔ اب ان "اترے" اور چڑھے سُروں کو پھر دو دو حصوں میں تقسیم کر کے "کومل" اور "اَت کومل" نام دے دیا گیا ہے۔

سُروں کی اس مذکورہ بالا تقسیم کے بعد ہر راگ اور راگنی کے لیے کچھ سُر علیحدہ کر لئے جاتے ہیں جن کی آپس کی ہم آہنگی کے ساتھ ہی کوئی نہ کوئی مطلوبہ راگ یا راگنی فضا میں تیرنے لگتی ہے۔

اب ان راگوں اور راگنیوں کو دن اور رات کے آٹھ پہر اور چوبیس گھڑیوں میں اس طرح بسا دیا گیا ہے کہ اگر کسی راگ یا راگنی کو اس کے مقررہ وقت سے پہلے یا بعد میں الاپا جائے تو وہ بستی ہی نہیں اور اوپری اوپری بے روح سی ہو کر رہ جاتی ہے اور اسی لئے فن کار موسیقار سب سے پہلے اس چیز کا خیال کرتا ہے کہ جو کچھ وہ الاپنے لگا ہے اس کے لئے یہی وقت مقرر ہے یا کوئی اور۔

کہتے ہیں کہ "بھیرویں" کی راگنی ہر وقت الاپی جا سکتی ہے کیونکہ اسے جس وقت بھی الاپو بس جاتی ہے بدمزہ معلوم نہیں ہوتی مگر اس کا اپنا وقت صبح ہی کا ہے دوسرے وقت گائی تو جا سکتی ہے مگر وقت سے بے وقت گائی جائے گی تو کچھ اوپری اوپری رہے گی۔

پھر ہندی موسیقی دن رات کے مختلف اوقات ہی میں تقسیم نہیں، موسموں میں بھی تقسیم ہے "بسنت" ہے جو بہار کے شروع ہونے سے ذرا پہلے گائی جاتی ہے۔ ملہار جو برسات کے موسم کے لئے وقف ہے۔ ہوری ہے، جو ہوری کے دنوں میں الاپی جاتی ہے۔ ان راگ اور راگنیوں کو اگر اپنے اپنے وقت اور موسم پر گایا جائے تو ان سے جو کیفیت پیدا ہوتی ہے وہ فضا کو اتنا پرسکون اور پرکیف بنا دیتی ہے کہ ہر دکھ اور پریشانی، اذیت اور تکلیف یکسر فراموش ہو جاتی ہے۔ نہ بھوک رہتی ہے نہ نیند، نہ غصہ رہتا ہے اور نہ کوئی اور بہیمی جذبہ۔ سب کے سب روح کو چھوڑ دیتے ہیں اور وہ ایک ہی جست میں وہاں پہنچ جاتی ہے جہاں کہ اسے پہنچنا ہے۔

## ہندی موسیقی کے بعض صاحب کمال فن کار۔

امیر خسروؒ، تان سین، بیجو باورا، جونپور کا سلطان حسین شرقی، چنچل سین، باز بہادر فرمانروائے مالوہ، سورج خاں قوال، چاند خاں کبیر، غلام رسول لکھنوی، سبحان خاں گوالیاری، ہری گیان خاں گوالیاری، چاند خاں گوالیاری، بچتر خاں گوالیاری، محمد خاں ڈھاڑی، داؤد ڈھاڑی، مرد خاں گوالیاری، میاں لال گوالیاری، تان ترنگ خاں پسر تان سین، بلاس خاں پسر تان سین، ملا اسحاق ڈھاڑی، نائک جرجو گوالیاری، سور داس پسر رام داس، رنگ سین آگرہ، رحمت خاں برادر ملا اسحاق، نظام الدین مدھو نائک، مخدوم بہاؤ الدین برناوی، ممن خاں گوالیاری، سدا رنگ، جہانگیر داد، خرم داد، چتر خاں، لکھو حمزہ داد رنگ خاں، لال خاں وغیرہ وغیرہ۔

## موجودہ دور سے قریب کے موسیقی نواز، فن کار :-

استاد فیاض خاں آگرہ، فتح علی، علی بخش پٹیالہ، اللہ دیئے خاں کرلھاپور، بندے اور ذاکر الدین، مشتاق حسین علی، اشتیاق حسین خاں، مولا بخش گونڈی والے، استاد کریم بخش رحیم بخش شام چوراسی والے، چھاسکر راؤ، بڑے غلام علی، چھوٹے غلام علی وغیرہ۔

## مختلف ساز اور سازندے :

بیر منڈل خاں گوالیاری ، سر منڈل، ساز
استاد دوست مشہدی ، نے ، ساز
شباب خاں اور پوبین خاں ، بین ، ساز
شیخ دیوان ، دھاڑی ، کرنائے، ساز
استاد یوسف، ہراتی / استاد ہاشم، مشہدی / استاد محمد امین / استاد محمد حسین ، طنبورہ، ساز
میر سید علی، مشہدی / بہرام علی ہراتی ، غچک، ساز
تاش بیگ قبچاق ، قابوس، ساز

موسیقی

استاد شاہ محمد ، سرنائے نواز

## جو ساز مشترک ہندوستان کے مسلمانوں نے ایجاد کیے!

ستار، جلترنگ، طاؤس، دلربا، سارنگی، طبلہ، اور نفیری ہیں اور مردنگ ہندوؤں کے ساز ہیں۔ چونکہ بین، ستار اور طنبورہ انسانی گلے کا ساتھ نہیں دے سکتے اس لئے محمد شاہ رنگیلے کے دربار کے ایک استاد سارنگ نام نے سارنگی ایجاد کی جس نے تمام سازوں کو مات کر دیا اور اس وقت تک سارنگی کے مقابلے میں مشرق و مغرب کی ایسا ساز نہیں لا سکے جو انسانی گلے کا پورا پورا ساتھ دے سکے۔

## موجودہ دور کے بعض شہرۂ آفاق ساز نواز

استاد بندو خاں مرحوم دہلوی، سارنگی نواز، اپنے فن میں لاجواب تھے اور آپ جیسی سارنگی کوئی کاہے کو بجائے گا حقیقت یہ ہے کہ آپ اپنے فن کے لاثانی استاد تھے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد ایک امریکن وائلن نواز آپ سے ملنے کے لئے آیا۔ اسے اپنے فن میں استاد ہونے کا دعویٰ تھا مقابلے کی ٹھہری، فیصلہ ہوا کہ ہر دو استاد اپنے اپنے ساز پر ایک دوسرے کے پیچھے پیچھے چلیں اگر اس مطابقت میں دونوں کامیاب رہیں تو دونوں ہی بے مثل استاد۔ اور اگر کوئی مطابقت نہ کر سکے تو وہ ہیٹا۔ چنانچہ پہلے امریکن نے اپنا وائلن بجانا شروع کیا۔ استاد بندو خاں ایسے تھے کہ یوں معلوم ہوتا تھا، جیسے وائلن سے چنگیں سی نکل رہی ہیں۔ مطابقت میں استاد بندو خاں بھی آدھے ماترے کا فاصلہ دے کر پیچھے پیچھے ہو لئے اور آخر تک ساتھ دیا۔ خاتمہ پر امریکن استاد مرحوم کے گلے پڑ گیا اور مان لیا کہ آپ واقعی بڑے استاد ہیں۔ اب بندو خاں کی باری تھی۔ آپ نے اپنی وہی بہت ہی سادی سارنگی اٹھائی جس میں تاریں بھی پوری نہ تھیں اور بھیرویں کا الاپ شروع کیا۔ امریکن وائلن نواز بکا بکا دیکھتا کا دیکھتا ہی رہ گیا اور کچھ نہ کر سکا۔

احمد جان تھرکوا رام پوری، طبلہ بجانے میں اس وقت ہند و پاکستان میں اپنا جواب نہیں رکھتے۔ جب استاد بندو خاں زندہ تھے اور تقسیم ہند و پاکستان نہیں ہوئی تھی تو طبلہ اور سارنگی کے مقابلے، دونوں اعجوبہ روزگار استادوں کی سنگت ایک نہ فراموش ہونے والی کیفیت پیدا کر دیا کرتی اور وہ دیوانہ وار وجد میں آجاتے۔

حافظ ابراہیم گوالیاری، سرود نواز

ندیم بخش مرحوم شام چوراسی والے (ہوشیار پور مشرقی پنجاب)

وین کار۔ آپ وین کاری میں اپنا جواب آپ تھے۔

عبد العزیز پٹیالے والے۔ ستار نواز۔ آپ کی ستار نوازی تھی یا سحر کاری؟

غرضیکہ یہ تھے وہ لوگ جن میں سے بہت سے تو رخصت ہو گئے اور باقی جو ہیں وہ بھی اب چراغ سحری ہی ہیں۔ دیکھیں ان کی جگہ کوئی اور لیتا ہے یا نہیں۔

پہلے دھرپد گایا جاتا تھا بعد کو خیال، ٹھمری، دادرا، مقبول ہوئے۔ پھر غزل آئی۔ اب تو فلمی گانوں کی بھرمار ہے یعنی موسیقی اب اپنے انتہائی انحطاط کو پہنچ چکی ہے اور اگر اس کی خبر نہ لی گئی تو ڈر ہے کہ موجودہ دور کے اس پست رجحان کی وجہ سے یہ فن ہی کہیں مٹ کر نہ رہ جائے۔

## موسیقی پر کتابیں:-

(۱) گیتا گوونڈا مصنف جے دیو بنگالی زمانہ بارھویں صدی عیسوی، جو اب متروک ہے۔

(۲) سنگیت رتناکر مصنف پنڈت سارنگ دیو، زمانہ تیرھویں عیسوی۔ یہ اب متروک ہے۔

مندرجہ بالا دونوں کتابیں اس لئے متروک ہو گئیں کہ ان کو سمجھنے والا اب کوئی نہیں رہا۔

(۳) کتاب الاغانی، موسیقی پر ایک عربی تصنیف

(۴) معدن الموسیقی، مصنف محمد کرم امام خاں (ایک نامور ماہر موسیقی) یہ کتاب شاہان اودھ کے عہد میں لکھی گئی۔

(۵) شاہد احمد دہلوی کا ایک مضمون، پاکستانی موسیقی

(۶) ناد چندریکا اور بدھنا تک سنگھار، یہ دو کتابیں مدھو نائک بلگرامی نے موسیقی پر ہندی زبان میں تصنیف فرمائیں۔

(۷) اصول النغمات الآصفیہ، نواب آصف الدولہ کے زمانہ کی موسیقی پر ایک بہترین تصنیف وغیرہ وغیرہ

مذکورہ بالا کتابوں کے علاوہ اور بھی چھوٹی چھوٹی کتابیں اور مضامین موسیقی پر لکھے گئے ہیں لیکن ان تمام کتابوں اور مضامین میں موسیقی کے مختلف ادوار کی ارتقائی تاریخ ہے یا پھر بعض سروں، راگ اور راگنیوں سے متعلق کچھ علمی معلومات ہیں جو ہمیں مل جاتی ہیں مگر موسیقی ان تمام معلومات اور آگاہیوں کے بعد بھی ویسی ہی اچھوتی کی اچھوتی رہ جاتی ہے کیونکہ اس کا علم کتابی نہیں بلکہ سماعت اور گلے کی مشق سے تعلق رکھتا ہے۔ جب تک کان اتنے مشاق نہ ہو جائیں کہ آواز کے ساتھ ہی

وہ پہچان جائیں کہ یہ آواز کس کس سر سے مل کر بنی ہے اور وہ سُر اترا ہے یا چڑھا، کومل ہے یا تیور اور گلا انھی مقررہ سروں کو نہایت مشاقی اور رس بھرے انداز میں فضاؤں میں نہ بکھیرے تو موسیقی پیدا نہیں ہوتی بلکہ وہ ان کتابوں میں پڑی تو خواب ہی نظر آتی ہے۔

## موصل (Mosul)

ملک عراق کا ایک شہر۔ دریائے دجلہ کے دائیں کنارے پر واقع ہے اور قدیم نینوا کے کھنڈرات کے بالمقابل ہے۔ بغداد سے ۲۲۰ میل شمال مغرب کو ہے۔ کسی زمانے میں یہاں کی ململ بڑی مشہور تھی۔ آبادی چار پانچ تین لاکھ کے قریب ہے۔

## مولی کا اچار

اجزائے ترکیبی۔ مولیاں، نمک اور سرکہ۔ مولیوں کو چھیل کر اور ان کے باریک ٹکڑے کر لو۔ بڑے طشت میں پھیلا کر ان کو نمک سے ڈھانپ دو چوبیس گھنٹے تک اس حالت میں پڑا رہنے دو۔ پھر اس کے اوپر سے نمکین پانی کو انڈیل دو۔ بعد ازاں مولی کے ٹکڑوں کی ایک تہ مرتبان میں جماؤ۔ ان کے اوپر نمک چھڑکو پھر مولی کے ٹکڑوں کی تہ اور اس پر نمک ڈالو۔ یکے بعد دیگرے اسی طرح اوپر تک مرتبان کو بھر دو۔ اوپر کارک لگا دو جب ضرورت اچار نکال کر ٹھنڈے پانی میں ڈبو لو اور سرکہ کے ساتھ دسترخوان پر رکھو۔

## موم (Wax)

اس کی موم بتیاں بنائی جاتی ہیں یہ ٹھوس ہوتا ہے۔ اس کی خاصیت یہ ہے کہ ذرا سی گرمی سے پگھل جاتا ہے اور آسانی سے جلنے لگتا ہے اور کیمیاوی اثرات کو مشکل سے قبول کرتا ہے۔ اسے پالش اور زیبائش حسن سے متعلقہ مصنوعات میں استعمال کیا جاتا ہے۔ شہد کی مکھیوں کے چھتے سے حاصل ہوتا ہے

## موم بتی

موم بتی کا استعمال ۱۸۰۰ء میں عام ہوا بعض مورخین کا خیال ہے کہ اس کی ایجاد کا سہرا فونیشی لوگوں کے سر ہے جو عہد عیسوی سے کئی صدیاں پہلے فلسطین اور شمالی افریقہ میں ہو گزرے ہیں۔

جشن و جلوس اور تقاریب کے مواقع پر موم بتیاں جلانے کا رواج کم و بیش دنیا کے تمام ممالک میں ہے۔

موم بتی پیرافین اور سٹیرک ایسڈ (Stearic Acid) (جسے چربی سے حاصل کیا جاتا ہے) کو ملا کر بناتے ہیں بتی خاص طور پر بٹے ہوئے سوت سے بنائی جاتی ہے موم پگھل کر بتی میں جذب ہوتا جاتا ہے۔ پھر حرارت کی وجہ سے بخارات میں تبدیل ہو جاتا ہے جن میں آگ لگنے کی وجہ سے شعلہ پیدا ہو جاتا ہے۔

## مومن خاں مومن

حکیم مومن خاں نام اور تخلص مومن ہے۔ ۱۸۰۰ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ دہلی کے شرفا میں سے تھے۔ آبا و اجداد شاہ عالم کے زمانے میں کشمیر سے دہلی آئے اور پرگنہ نارنول میں جاگیر پائی۔ مومن نے شاہ عبدالقادر سے عربی کی تعلیم پائی۔ آپ بلا کے ذہین تھے۔ حافظہ بہت قوی تھا۔ خاندانی پیشہ طبابت تھا لیکن آپ نے جودت طبع کے باعث شاعری میں بھی کمال حاصل کیا اس کے علاوہ فن نجوم سے بھی شغف تھا۔ شعر و سخن سے ان کی طبیعت کو خاص مناسبت تھی۔ ابتدا میں شاہ نصیر دہلوی کو اپنا کلام دکھایا۔ پھر اصلاح لینا چھوڑ دی۔ آپ نے شاعری یا نجوم کو ذریعۂ معاش نہیں بنایا۔ کبھی کسی امیر کی مدح میں قصیدہ نہیں کہا۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کی مدح میں بیشمار قصائد کہے ہیں۔

مومن کا تمام کلام حسن و عشق کے جذبات سے لبریز ہے۔ مومن اور غزل توام سمجھے جاتے ہیں۔ غزلوں میں نازک خیالی اور بلند مضامین کے ساتھ ساتھ استعارات و تشبیہات سے بھی کام لیا ہے۔ آپ کی غزلوں کو اردو شاعری میں بلند مرتبہ حاصل ہے۔ مومن کی زبان روزمرہ اور محاورے سے مالا مال ہے۔

مومن کو تاریخ گوئی میں بھی خاص ملکہ حاصل تھا۔

آپ بڑے رنگین مزاج، خوش رہنے اور خوش باش انسان تھے۔

۱۸۵۲ء میں آپ کا انتقال ہوا۔

## مون سون (Monsoon)

لفظ دراصل موسم کا بگاڑ ہے۔ یہ ہوائیں چونکہ مقررہ وقت پر ہر سال چل کر موسم کی تبدیلی کا سبب بنتی ہیں۔ اس لئے موسمی ہوائیں کہلاتی تھیں لیکن یورپ والوں نے تحریف کر کے موسمی کو مون سون بنا دیا۔ اب یہی لفظ ہمارے ہاں بھی رائج ہے۔ یہ ہوائیں عجیب و غریب لیکن کچھ بے قاعدہ سی ہوتی ہیں۔ ان کے وجود میں آنے کا سبب کرۂ ہوائی میں دباؤ کے وہ اختلافات ہیں جو سطح زمین پر رونما ہوتے رہتے ہیں۔ یہ ہوائیں چھ ماہ تک سمندر سے زمین کی طرف چلتی ہیں اور باقی چھ ماہ زمین سے سمندر کی طرف۔ یہ نسیم بری اور بحری سے ملتی جلتی ہیں لیکن وہ ہوا بارہ گھنٹے میں رخ بدل لیتی ہے اور مون سون ہوائیں چھ ماہ میں رخ تبدیل کرتی ہیں۔

مئی، جون اور جولائی میں سورج کی کرنیں منطقہ حارہ میں عمودی رخ پڑتی ہیں۔ اس لئے پاک و ہند اور چین کے درمیان جو اس منطقہ میں واقع ہیں، ان میں ہوا گرم ہو کر اوپر اٹھتی ہے اور دباؤ کم ہو جاتا ہے اور ان ملکوں کے جنوب میں جو سمندر ہیں، ان پر کی ہوا ٹھنڈی اور دباؤ زیادہ ہوتا ہے پس اس زیادہ دباؤ سے کم دباؤ کی طرف ہوائیں چلنا شروع ہو جاتی ہیں۔ اور جب تک یہ حالت رہے چلتی رہتی ہیں چونکہ یہ سمندر سے آتی ہیں۔ اس لئے ان میں بخارات آبی بھرے ہوتے ہیں۔ جب یہ ہوا سرد پہاڑوں سے ٹکراتی ہے تو یہ بخارات کثیف ہو کر بارش برساتے ہیں جب سورج منطقہ حارہ کے جنوب کی طرف چلا جاتا ہے تو حالت اس کے برعکس ہوتی ہے اور ہوائیں بھی الٹا رخ اختیار کر لیتی ہیں اور چونکہ یہ خشکی سے تری کی طرف چلتی ہیں۔ اس لئے ان میں رطوبت نہیں ہوتی اور یہ بارش بھی نہیں برساتیں گرمی ہوائوں کا رخ ہند و پاکستان میں جنوب مغرب سے شمال مشرق کی طرف ہوتا ہے اور سردی کے چھ مہینوں میں اس کے برعکس۔ چین میں مئی سے اکتوبر تک جنوب مشرق سے شمال مغرب کی طرف چلتی رہتی ہیں اور سردی میں اس کے برعکس مون سون کے موجودہ مفہوم میں صرف گرمی کی وہ ہوائیں ہیں جو بارش لاتی ہیں بلکہ مون سون سے مراد ہی بارش کا موسم لیا جاتا ہے۔



## مون سون کا خطہ (The Monsoon Region)

اس خطے میں ہندوستان، ہند چینی، جنوبی چین، مڈغاسکر اور جنوب مشرقی افریقہ کا ساحلی علاقہ، شمالی اور جنوبی امریکہ کے کچھ حصے، شمالی آسٹریلیا، شمالی چین، جاپان اور کوریا وغیرہ شامل ہیں۔

اور یہ وہ علاقے ہیں جہاں مون سون ہوائیں چلتی رہتی ہیں اور آب و ہوا موسم گرما میں گرم مرطوب اور سرما میں سرد اور خشک ہوتی ہے۔ بارش زیادہ تر گرمیوں میں ہوتی ہے۔

چوڑے پتے والے درختوں کے جنگلات اسلوانہ کی قسم کے سدا بہار درخت، گھاس کے میدان اور خاردار جھاڑیاں اس خطہ میں جگہ جگہ ملتی ہیں۔ جہاں بارش بہت زیادہ ہوتی ہے، وہاں کے پہاڑوں کی ڈھلوانوں پر ساگوان، آبنوس، بانس اور سال کے درخت ہوتے ہیں اور چائے خاص طور سے بکثرت پیدا ہوتی ہے۔

چاول، پٹ سن، تیل نکلنے کے بیج، تمباکو، گنا، مکئی، جوار، باجرہ، گندم اور کپاس مختلف علاقوں میں پیدا ہوتے ہیں۔

بھیڑیے، بجریال، لومڑی، شیر، بندر، چیتے اور ہاتھی جیسے جانور بھی مختلف علاقوں میں ملتے ہیں۔

معدنیات بکثرت ہیں مگر کوئلہ کی کمی کی وجہ سے کام میں نہیں لائی جا سکتیں۔

لوہا، میگنیز، ابرق، سونا، تانبا، پٹرولیم، نمک، شورہ کوئلہ، گندھک، جپسم اور کرومائٹ کی معدنیات پائی جاتی ہیں یہ خطہ دنیا کے تمام خطوں سے زیادہ گنجان آباد ہے اور اس کی آبادی دنیا کی ساری آبادی کا نصف ہے۔

**مونگا**۔ مونگا جانداروں کی ایک قسم ہے جس کے جسم سے نہایت وسیع پیمانے پر شگوفے سے پھوٹتے رہتے ہیں اور پھیل کر بڑی بڑی بستیاں بسا لیتے ہیں۔ یہ شگوفے لمبے دھاگوں کی شکل میں ہوتے ہیں جن پر ڈنک دار خلیے ہوتے ہیں۔ ان دھاگوں کی مدد سے یہ مچھلیوں اور چھوٹے چھوٹے کیڑوں کو پکڑ لیتے ہیں۔ ان کا رنگ عموماً سفید ہوتا ہے۔

مونگے کی بستیاں بڑی بڑی چٹانوں کی شکل میں ظاہر ہوتی ہیں۔ آسٹریلیا میں گریٹ بیریئر ریف جو ہزار میل سے زیادہ لمبی اور ۵۰ میل سے زیادہ چوڑی ہے۔ لاکھوں مونگوں کی بنائی ہوئی بستی ہے۔

منطقہ حارہ کے مونگے سرخ، زرد، سبز اور ارغوانی

رنگ کے ہوتے ہیں۔

**مونو ٹائپ مشین (Monotype Machine)** امریکی الاصل پرنٹنگ مشین، جو بالعموم طباعت کے کام آتی ہے۔ یہ مشین علٰحدہ علٰحدہ حروف بناتی ہے اور اس طرح پر لینو ٹائپ مشین سے مختلف ہوتی ہے جو ٹھوس لائنوں میں ٹائپ بناتی ہے۔ انہیں سلگ (Slugs) کہتے ہیں۔ مونو ٹائپ مشین میں ایک کمپوزنگ مشین اور ایک ٹائپ کاسٹنگ مشین ہوتی ہے۔ کمپوزنگ مشین کا ایک کلیدی بورڈ ہوتا ہے اور کلید کو چھونے سے کاغذ پر نشان لگتے جاتے ہیں۔ پھر اس کاغذ کو کاسٹنگ مشین پر چڑھا دیتے ہیں جو علٰحدہ ٹائپ بناتی ہے۔ یہ ورق محفوظ رکھا جا سکتا ہے اور متعدد بار استعمال ہو سکتا ہے۔ انگریزی انسائیکلو پیڈیا اور لغت کی کتابیں اسی مشین کے ذریعہ کمپوز ہو کر چھپتی ہیں۔

**موہن جوڈارو - (Mohenjo Daro)** محکمہ آثار قدیمہ کے افسر سر جان مارشل نے ۱۹۲۲ء میں دریائے سندھ کے کنارے اس پرانے شہر کے کھنڈرات دریافت کئے۔ ان کی کھدائی سے پیشتر عام طور پر یہ خیال کیا جاتا تھا کہ برصغیر کی تاریخ کی ابتدا آریوں کے حملہ سے ہوتی ہے مگر موہن جوڈارو کے کھنڈرات سے یہ انکشاف ہوا — کہ ہندوستانی تاریخ اس سے بھی پرانی ہے۔

اور آریہ حملہ آوروں کی آمد سے پیشتر ہندوستان کی سرزمین کئی تہذیبوں کا عروج و زوال دیکھ چکی ہے۔ اور اس کی داستان حیات اور تمدن اتنا پرانا ہے جتنا مصر و چین کا۔ موہن جوڈارو کے کھنڈرات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ شہر جس تمدن کا آئینہ دار ہے وہ آریائی تمدن سے بلند معیار کا تھا۔ اس کے تاخت و تاراج ہونے کی داستان ہنوز بے نقاب نہیں ہو سکی اور یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ قوم جو پختہ اینٹوں کے مکانوں میں رہتی تھی، جس کی صاف ستھری گلیاں حفظان صحت کے اصولوں کا پتہ دیتی ہیں اور جس کے تجارتی جہاز عراق وغیرہ جاتے تھے کیونکر اور کب اس صفحہ ہستی سے مٹ گئی — قرین قیاس یہ ہے کہ دریائے سندھ کے کنارے بسنے والی یہ قوم کسی غیر متوقع طوفان کی نذر ہو گئی۔

سر جان کی کھدائیوں سے پتہ چلتا ہے کہ موہن جوڈارو کے بسنے والے مذہبی احساس رکھنے کے باوجود اگلی دنیا کی فکر میں اپنا وقت ضائع نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ یہ امر قابل ذکر ہے کہ اہل مصر اور اہل عراق کی طرح یہ لوگ مندروں اور شاہی مقبروں کی تعمیر پر اپنا وقت خرچ کرنے کی بجائے ایسی عمارات کی تعمیر میں صرف کرتے جو مشترکہ مفاد اور تمدنی اغراض کے لئے ہوتیں۔ چنانچہ ان کی بہترین تعمیرات عوامی غسل خانے یا حوض وغیرہ تھے۔ جب موہن جوڈارو کی ترقی یافتہ تہذیب کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹ گیا تو متاخرین نے اپنا وقت مندروں اور عبادت گاہوں کی تعمیر کی نذر کر دیا اور کسی منصوبہ کے تحت آبادی کی تعمیر کا طریقہ ہی ترک کر کے صدیوں تک ایسی گلیاں بنائیں جن میں گندے پانی کے نکاس کا بھی کوئی انتظام نہیں تھا۔

**موہک** ۔ کوئل کی قسم کا ایک پرندہ ہے لیکن کوئل گرمیوں میں آتی ہے اور یہ سردیوں میں۔ کوئل کے بچے تو اوروں کے طفیل پلتے ہیں لیکن یہ اپنا گھونسلہ بناتا ہے اور انڈے سے کر بچے پالتا ہے۔ ڈیل ڈول میں کوے کے لگ بھگ ہوتا ہے۔ رنگ بھی سیاہ لیکن بازو بھورے ہوتے ہیں۔ دم سبزی مائل سیاہ چمکدار دس انچ کے قریب لمبی ہوتی ہے۔ یہ کیڑے مکوڑے اور چھپکلیاں تک کھا جاتا ہے۔ تیتروں کی طرح زمین پر بڑی آن بان سے چلتا ہے۔ بلند درختوں اور جھاڑیوں کے اردگرد اکثر گھومتا رہتا ہے کیونکہ وہاں کیڑے مکوڑے بکثرت ہوتے ہیں۔ اڑنے سے پہلے سیٹی بجا کر ایک کرخت آواز نکالتا ہے ڈر کے وقت بھی چیخ مارتا ہے۔ بیٹھا بیٹھا خود بخود ادھم مچاتا ہے اور کبھی اوپر لے جاتا ہے اور کبھی نیچے۔ چونکہ اس کی دم وزنی ہوتی ہے اس لئے تیز نہیں اڑ سکتا موہک عموماً جنگلوں اور باغات میں نظر آتا ہے۔ اس کے

بال ور پر سیاہ، سرخ اور بھورے رنگ کے ہوتے ہیں، جن کے سبب سے وہ جھاڑیوں میں نظر نہیں آتا۔ درختوں اور جھاڑیوں سے شاذ ہی دور جاتا ہے۔

مادہ مئی سے جولائی تک انڈے دیتی ہے۔ نر مادہ کو خوش کرنے کے لیے عجیب عجیب حرکات کرتا ہے اس مقصد کے لئے وہ کبھی اپنی دم بلند کرتا ہے کبھی بازو بھی نیچے جھکا دیتا ہے۔ چنانچہ مادہ ٹکٹکی باندھے غور سے اس کی حرکتوں کو دیکھتی رہتی ہے اور بڑا لطف اٹھاتی ہے۔

جھینگروں کی طرح رہک بھی سردیوں میں خاموشی اختیار کر لیتا ہے اور جوں جوں گرمی کا موسم آتا ہے، تو وہیمی ہوٹ، ہوٹ کی آوازیں نکالنا شروع کر دیتا ہے جو الو کی آواز کے مشابہ ہوتی ہیں۔

## مہابھارت - (Mahabharata)

قدیم ہندوستان کی دو مشہور رزمیہ نظموں میں سے ایک۔ ابھی حال یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ نظم جو ایک لاکھ اشعار پر مشتمل ہے کب قلمبند کی گئی۔ قرین قیاس یہ ہے کہ مہابھارت کسی ایک شاعر کے زور قلم کا نتیجہ نہیں اور اگر ایسا تھا بھی تو بعد ازاں اس میں دیگر شعراء نے اضافے کیے۔ مہابھارت کے متن کے اپنے ایک شعر سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس کے اصل اشعار ۲۴ ہزار کے قریب تھے۔ مہابھارت کورو اور پانڈو کے جنگی کارناموں پر مشتمل ایک رزمیہ نظم ہے۔

## مہاجر۔

وہ لوگ ہیں جو اپنے وطن جائیداد وغیرہ چھوڑ کر ہمیشہ کے واسطے دوسرے ملک میں چلے جائیں، مہاجر کہلاتے ہیں۔ اسلام میں مذہب کے واسطے ترک وطن کو ہجرت کہتے ہیں چنانچہ قرآن پاک میں جگہ جگہ جہاد کرنے کے ساتھ ساتھ ہجرت کا حکم بھی موجود ہے۔

کفار قریش نے جب مسلمانوں کو بہت ستایا تو حضورؐ نے ان کو حبش کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت دے دی۔ یہ مسلمانوں کی پہلی ہجرت تھی۔ اس کے بعد کچھ اور لوگ حبش گئے۔ بالآخر حضور خود بھی مکہ معظمہ کو چھوڑ کر مدینہ طیبہ کو ہجرت فرما گئے۔ اس وقت سے ہجرت کا سلسلہ شروع ہو گیا اور تقریباً تمام مسلمان مدینہ تشریف لے آئے۔ یہ لوگ مہاجرین کہلائے۔ چونکہ انہوں نے محض مذہب اور خدا کی خاطر گھر بار، تجارت، حتیٰ کہ بیوی بچوں کو بھی چھوڑ دیا تھا اس لئے خدا کے نزدیک ان کا بڑا مرتبہ ہے اور صحابہؓ میں بھی وہ بہت معزز سمجھے جاتے تھے۔ یہ لوگ عموماً مفلس تھے اس لئے انصار نے ان کی بڑی مدد کی اور دوسری طرف حضورؐ نے ان کا خاص خیال رکھا۔ صلح حدیبیہ کے بعد اکثر عورتیں بھی اپنے کافر شوہروں کو چھوڑ کر چلی آئیں۔ اس طرح مدینہ میں انصار و مہاجر دو گروہ ہو گئے لیکن حضورؐ کے اخلاق نے ان دونوں کو شیر و شکر کر دیا۔ ۱۹۴۷ء کے ہنگامے کے دوران جو لوگ مشرقی پنجاب، بھارت اور جموں و کشمیر کے علاقوں سے ہجرت کر کے وارد پاکستان ہوئے، انہیں بھی مہاجر ہی کہتے ہیں۔

## مہاگنی - (Maho Gany)

عمارتی لکڑی کی وہ قسم جو امریکہ بالخصوص برٹش ہانڈوراس کے مختلف اقسام کے درختوں سے حاصل کی جاتی ہے۔ ہلکے سرخ رنگ کی لکڑی ہوتی ہے اور نہایت پائیدار۔ اس پر بڑا نفیس پالش ہوتا ہے۔ عمدہ قسم کی مہاگنی سویٹینیا (Mahagani Sivietenia) برٹش ہونڈوراس سے آتی ہے مگر مہاگنی کے دوسرے نمونے ہسپانوی اور آسٹریلین درختوں سے حاصل کیے جاتے ہیں۔ افریقہ کے مقامی درختوں اور جزائر شرق الہند کے درختوں سے بھی مہاگنی حاصل کی جاتی ہے۔

## مہدی، امام۔

وہ شخص جس کو خدا کی طرف سے ہدایت پہنچی ہو یا جو لوگوں کو ہدایت کرے۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قیامت کے قریب اہل اسلام عام طور پر گمراہ ہو جائیں گے، اس وقت ان کی ہدایت کے لئے ایک مہدی آئیں گے جو ان کو دوبارہ اسلامی شریعت کا راستہ دکھائیں گے۔ چنانچہ اس عقیدہ کی آڑ لے کر مختلف ملکوں اور مختلف زمانوں میں لوگ مہدی ہونے کا دعویٰ کرتے رہے ہیں۔ سب سے پہلے واقعہ کربلا کے بعد بنو امیہ کے گورنر مختار نے محمد بن حنفیہ کو دعویدار خلافت بنا کر مہدی کے نام سے پیش کیا۔

مہدی سوڈانی اور مہدی جونپوری بھی بہت مشہور ہوئے شیعوں کے نزدیک بارہویں امام جو غائب ہیں مہدی کہلاتے ہیں اور قیامت کے قریب ظاہر ہوں گے۔

ان کی کچھ علامات بھی حضرت علیؓ کی زبانی ہم تک پہنچی ہیں اول یہ کہ وہ انہیں کی نسل سے ہوں گے جن میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مماثل مگر خلق و صورت میں ان سے مختلف ہوں گے پیشانی چوڑی اور ناک اونچی ہوگی وہ دجال کو ہلاک کریں گے حضرت عیسیٰ بھی اسی زمانہ میں آئیں گے اور ان کے پیچھے نماز ادا کریں گے اور ملک میں عدل و انصاف قائم کریں گے۔

عام عقیدہ کے مطابق آپ زندۂ جاوید ہیں اور قیامت سے کچھ عرصہ پہلے اس دنیا میں بوجود ظاہر نمودار ہوں گے ـــــ چونکہ آپ ابھی تک قائم ہیں اور زندۂ جاوید ہیں۔ اس لئے آپ کو "قائم الزمان" بھی کہا جاتا ہے ـــــ مسلمانوں کی تاریخ میں جن اشخاص نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ان میں سے صحیح معنوں میں اگر کسی کو اپنے مقاصد میں کامیابی ہوئی تو وہ ۱۵۰۲ء میں شاہ اسمٰعیل کو ہوئی جس نے اپنے آپ کو "سید" کہا اور ساتویں امام موسیٰ الکاظم کی اولاد بتایا۔ اس کے خاندان نے ۱۷۳۲ء تک فارس (ایران) پر حکومت کی۔

**مہدی بن منصور خلیفہ**۔ بنو عباس کا تیسرا حکمران۔ ۷۷۵ء سے ۷۸۵ء تک تخت خلافت پر متمکن رہا۔ مہدی اپنے باپ منصور کے برعکس بڑا حلیم الطبع اور نرم خو تھا۔ اس نے منصور کے گرفتار کردہ تمام سیاسی قیدیوں کو رہا کر دیا۔ مہدی نے زندیقوں اور ملحدوں کے بڑھتے ہوئے اثر کو سختی سے روکا۔ ۷۸۲ء میں اس نے بازنطینی حملہ آوروں کو شکست فاش دی۔ اس کے علاوہ مہدی کا دور خوشحالی اور امن و امان کا دور ہے۔ اس نے رفاہ عام کے بہت سے کام کئے۔ خلیفہ مہدی کا انتقال ماسبذان کے مقام پر شکار کے دوران گھوڑے سے گر کر اور ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جانے کے باعث ۲۲ محرم ۱۶۹ھ (مطابق ۷۸۵ء) کو ہوا۔ اس وقت مہدی کی عمر صرف تینتالیس سال کی تھی۔

**مہدی حسن الافادی الاقتصادی**۔ اردو کے ایک صاحب طرز ادیب اور مستند نقاد۔ گورکھپور (بھارت) میں پیدا ہوئے اور وہیں اردو اور انگریزی کی اعلیٰ تعلیم پائی۔ آپ ایک خاص انداز تحریر کے مالک تھے۔ اردو میں اس پایہ کے بہت کم ادیب پیدا ہوئے ہیں انگریزی ادب سے بہت زیادہ متاثر تھے۔ انگریزی کی کئی ترکیبوں کو اردو میں اس خوبی سے منتقل کیا کہ وہ اس میں رچ بس گئیں مولانا شبلی نے ایک دفعہ ان کی تحریر کی شگفتگی اور انداز نگارش کی قدرت سے متاثر ہو کر کہا تھا کہ "کاش شعرالعجم کے مصنف کو ایسے دو فقرے بھی لکھنا نصیب ہوتے"! مرحوم نے کوئی مستقل تصنیف نہیں چھوڑی۔ آپ کی ادبی زندگی کا کل سرمایہ وہ مضامین ہیں جو وقتاً فوقتاً ملک کے ادبی رسائل میں چھپے اور بعد ازاں "افادات مہدی" کے نام سے مجموعے کی صورت میں شائع ہوئے۔ ۱۹۲۱ء میں انتقال کیا۔

**مہدی سوڈانی** (۱۸۴۴ء تا ۱۸۸۵ء) شیخ محمد احمد مہدی سوڈانی، سوڈان کا ایک وطن پرست مذہبی رہنما جس نے ۱۸۸۱ء میں مہدی المنتظر ہونے کا دعویٰ کیا اور اپنے گرد سرفروش پیروؤں کی ایک کثیر تعداد جمع کر لی۔ مہدیہ یا درویش تحریک مذہبی سے زیادہ سیاسی تھی۔ اور مہدی در اصل سوڈان کو انگریزوں کے تسلط سے آزاد کرانا چاہتا تھا۔ ۱۸۸۱ء میں اس نے علم بغاوت بلند کیا اور ہر سال کی خونریز جنگوں کے بعد ۱۸۸۵ء میں خرطوم پر قبضہ کر لیا جس کے بعد باقی سوڈان بھی مہدیوں کے حلقہ اثر میں آ گیا۔ مہدی سوڈانی کی وفات کے بعد اس کے خلفا نے آزادی کی جنگ جاری رکھی اور اٹھارہ سال تک سوڈان ان کے قبضے میں رہا۔ لیکن ۱۸۹۸ء میں انگریز مہدیوں کو کچلنے میں کامیاب ہو گئے اور سوڈان پر اینگلو مصری بالادستی قائم ہو گئی۔

(نیز دیکھو سوڈان)

**مہر**۔ عرب میں قدیم سے یہ رسم تھی کہ شادی کے موقع پر شوہر دلہن کے ولی کو ایک رقم دیا کرتا تھا۔ اور بغیر اس کے شادی کی تکمیل نہ ہوتی تھی۔ زمانہ جاہلیت میں اس کا کچھ حصہ عورت کو بھی ملتا تھا، لیکن اسلام نے اس کو عورت کا حق قرار دیا اور اس کے واسطے "فریضہ" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

مہر نکاح کا ایک لازمی جزو ہے۔ اور بغیر تعین مہر کے نکاح مکمل نہیں ہوتا۔ اگر کسی وجہ سے نکاح کے وقت مہر کا تعین نہ ہو تو دلہن کے باپ کے ہاں جتنا مہر اور لڑکیوں کا ہوتا آیا ہے وہی اس لڑکی کا بھی ہو گا۔ مہر کی رقم کم از کم دس درہم ہے۔ اور زیادہ کی مقدار معین نہیں۔ لیکن اس قسم کی بھی مثالیں موجود ہیں۔ کہ شوہر کی کسی خاص خدمت کو مہر تصور کر لیا گیا ہو، مثلاً بیوی کو قرآن پڑھا دینا۔

مہر کی دو قسمیں ہیں مہر مسمّٰی جس کی رقم معین ہو۔ اور مہر مثل جو حیثیت کے بموجب ہو۔ عورت کو حق ہے کہ شوہر سے جب چاہے مہر وصول کرلے۔ لیکن عموماً اسے دو حصوں میں بانٹ دیا جاتا ہے۔ ایک مؤجل جسے فوراً ادا کیا جائے اور دوسرا غیر مؤجل جس میں ادائیگی کی مہلت دی جائے۔

**مہر غلام رسول**۔ مولانا غلام رسول مہر مشہور اخبار نویس، ادیب اور نقاد ہیں۔ اصل وطن پھول پور ضلع جالندھر ہے۔ اسلامیہ کالج لاہور میں تعلیم پائی اس کے بعد کئی برس تک دکن میں ملازم رہے۔ وہاں سے لاہور آکر زمیندار کے ادارۂ تحریر میں شامل ہوگئے۔ اس زمانے میں ان کے پُرزور مضامین کی دھوم سارے ملک میں تھی۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ زمیندار سے الگ ہوگئے۔ اور مولانا سالک مرحوم کے ساتھ مل کر انقلاب کے نام سے اپنا اخبار نکالا۔ جس نے مسلمانانِ ہند کے حقوق کے تحفظ میں بڑا حصہ لیا۔

گول میز کانفرنس کے زمانے میں مہر صاحب علامہ اقبال مرحوم کے رفیق سفر تھے۔ اس زمانے میں انہوں نے ولایت کے علاوہ بلادِ اسلامیہ کی بھی سیر کی۔ اخبار انقلاب کے بند ہو جانے کے بعد سے مہر صاحب خانہ نشین ہیں۔ لیکن تصنیف و تالیف کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ غالب پر ان کی کتاب کو اردو ادب میں ایک بہت بڑا اضافہ تسلیم کیا گیا ہے۔ سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات پر انہوں نے کئی برس صرف کئے ہیں۔ تاریخ و سیر پر مہر صاحب کا مطالعہ وسیع ہے۔

ایک زمانے میں شعر بھی کہتے رہے۔ اب زیادہ توجہ مثبت اور جامع نثر نگاری پر دے رہے ہیں۔

مولانا محمد حسین آزاد مرحوم پر بھی مہر صاحب کی متعدد تصانیف ہیں۔ مسلم ٹاؤن لاہور میں رہائش پذیر ہیں۔ اسلامی تاریخ اور دینی علوم کی اشاعت کی جانب خاص توجہ دے رہے ہیں۔

**مئی** (May) یورپی کیلنڈر کا پانچواں مہینہ جو لاطینی لفظ (Mains) سے مشتق ہے۔ یہ لاطینی لفظ اپنے مقام پر سنسکرت کے لفظ سے ماخوذ ہے جس کے معنی پھلنا پھولنا ہیں۔ اور چونکہ یورپ میں اس ماہ فصلیں پکتی ہیں اس لئے اسے مئی کا نام دیا گیا۔

**میاں میر، حضرت**۔ مشہور اہل اللہ بزرگ۔ حضرت میاں میر ۹۵۷ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کا خاندان سندھ کے مشہور و معروف اہل علم خاندانوں میں سے ایک تھا۔ اُن کے والد میاں شاہ بندہ زبردست عالم اور باکمال شخص تھے۔ والدہ سندھ کے قاضی القضاۃ قادن کی بیٹی تھیں۔ قاضی قادن کا رتبہ سندھی ادب میں بہت بلند ہے۔ میاں میر ابھی سات برس ہی کے تھے کہ باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ والدہ نے ان کی تعلیم کا پورا پورا انتظام کیا اور مروجہ علوم کے علاوہ سلوک کی منزلیں طے کرانے پر بھی بڑی توجہ کی۔ بارہ برس کی عمر میں وہ گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور خضر نامی ایک بزرگ کو پیر طریقت بنایا۔

سولہ برس تک مرشد کی خدمت میں رہنے کے بعد انہی کے حکم سے لاہور کا رُخ کیا اور شہر سے باہر ڈیرہ ڈال کر تبلیغ کا کام شروع کیا۔ یہ اکبر اعظم کے عروج کا زمانہ تھا۔ اور سید محمد جونپوری کی تحریک مہدویت بھی زوروں پر تھی جسے حضرت میاں میر کے نانا بھی تسلیم کر چکے تھے۔ اکبر نے حضرت موصوف کو بھی آگرہ بلا بھیجا لیکن ان کے پہنچنے سے پہلے ہی وہ چل بسا۔ جہانگیر نے ان کی بڑی قدر و منزلت کی۔ شہزادہ دارا شکوہ بھی ان کے عقیدت مندوں میں سے تھا۔ شاہجہان ان سے ملنے کے لئے دو بار لاہور آیا۔ کہا جاتا ہے کہ گورو ارجن دیو کی درخواست پر وہ دربار صاحب کی بنیاد رکھنے امرتسر بھی گئے۔ انہوں نے ۱۰۴۰ھ میں ۶۳ برس کی عمر میں وفات پائی۔ ان کا مزار لاہور چھاؤنی ریلوے سٹیشن کے قریب واقع ہے۔

**میپل** (Maple) ایک قسم کا درخت جو نصف کرۂ شمالی میں پایا جاتا ہے۔ اس کی سو کے قریب اقسام ہیں۔ اس کی ایک قسم کینیڈا میں ہوتی ہے جس سے کھانڈ تیار کی جاتی ہے۔ فروری مارچ میں درختوں میں سوراخ کرائے جاتے ہیں اور جو رس ان سوراخوں سے نکلتا رہتا ہے اس کو فراہم

کرکے بڑی بڑی طشتریوں میں ڈال کر خشک کر لیا جاتا ہے باقی ماندہ کو خشک کرکے پوڈر بنا لیا جاتا ہے اور بطور کھانڈ کے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس درخت کا پتہ کینیڈا کا قومی امتیازی نشان ہے۔ یہ درخت وہی ہے جس کو انگلستان میں "سکامور" کہتے ہیں۔

**میتہ** ۔ یہ لفظ میت کا مؤنث ہے معنی مردار، جو جانور بلا ذبح کئے ہوئے مر جائے۔ مردار اس کا گوشت اس وجہ سے حرام ہو یا وہ جانور خود ہی حرام ہو یا جس جانور کو سوائے خدا کے کسی اور کے نام پر قربان کیا گیا ہو اسے حرام قرار دیا گیا ہے۔ لیکن مچھلی اور بعض کے نزدیک ٹڈی بھی بغیر ذبح کے جائز ہے بشرطیکہ زندہ پکڑی گئی ہو۔ مردار جانور کا گوشت صرف اس صورت میں کھانا جائز ہے جب تین روز کا فاقہ ہو اور جان جانے کا خطرہ ہو لیکن ایسی صورت میں بھی صرف اتنا کھا سکتا ہے کہ جان بچ جائے۔ قرآن پاک میں اس کے واضح احکام ہیں۔

**میتھوڈسٹ** (Methodist) پروٹسٹنٹ عیسائیوں کا ایک فرقہ۔ اس فرقے کی بنیاد ۱۷۲۹ء میں ویزلی نامی ایک پادری نے رکھی جس نے یورپ اور امریکہ میں مسلسل کئی سال تک دورہ کرکے اپنے عقائد کی اشاعت کی۔ اس عقیدہ کا لب لباب اور مقصد انجیل کی اشاعت ہے اور اس طبقے کے پادری اکثر دورہ کرکے اور جا بجا گھوم کر انجیل کی اشاعت کے پابند ہیں۔ یہ کلیسا اپنے موجب کے نام پر ویزلین چرچ کہلایا۔ لیکن بعد میں اس کے تین حصے ہو گئے۔ ایک تو خاص ویزلین چرچ دوسرا ابتدائی میتھوڈسٹ اور تیسرا متحدہ میتھوڈسٹ۔

دسمبر ۱۹۳۲ء میں ان تینوں کی ایک کانفرنس لندن کے البرٹ ہال میں منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں فیصلہ کیا گیا کہ تینوں فرقوں کو ملا کر ایک واحد کلیسا کی صورت دی جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور اب یہ متحدہ کلیسا میتھوڈسٹ چرچ کہلاتی ہے۔ لاہور میں بھی اس کی ایک شاخ

ہے۔

**میتھیا کارونیس** (Matthias Corvinus) (۱۴۴۳-۱۴۹۰ء)
ہنگری کا بادشاہ جو ۱۴۵۸ء میں تخت نشین ہوا۔ اس کے عہد حکومت میں بہت سی لڑائیاں ہوئیں۔ صرف ترکوں کے خلاف وہ نو برس تک برسر پیکار رہا۔ اور ان سے بہت سا علاقہ واپس لینے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے اپنا دارالحکومت ویانا بنایا۔

**میٹر (پیمانہ)** (Metre) ۔ میٹر اعشاری سسٹم میں طول اور لمبائی کا یونٹ۔ ۳۹.۳۷ انگریزی انچوں کے مساوی جس کے دسویں، سوویں اور ہزارویں حصوں کو علی الترتیب ڈیسی میٹر، سنٹی میٹر اور ملی میٹر کہتے ہیں۔ جبکہ اس کے دس گنے، سو گنے اور ہزار گنے کو علی الترتیب ڈیکا میٹر، ہیکٹو میٹر اور کیلو میٹر کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ میٹر تناسب کا کرہ ارض کے دائرے کے ساتھ طول کا چالیسواں حصہ قرار دیا گیا ہے۔

**میٹرک سسٹم** (Metric System):
دو فرانسیسیوں ڈلمبر Delambre اور میچین (Machan) نے ڈنکرک اور بارسلونا کے درمیانی فاصلہ کی پیمائش کی اور اس طرح سے بالآخر قطب اور خط استوا کے درمیان فاصلہ معلوم کیا۔ اس فاصلہ کا کروڑواں حصہ میٹر کی اکائی کا طول مقرر کیا گیا۔ یہ پیمائش ۱۷۹۵ء میں کی گئی تھی چونکہ پیمائش کرنے والوں کے آلات مکمل طور پر صحیح نہ تھے۔ لہٰذا پیمائش کا یہ حساب سو فی صد درست نہ تھا۔ تاہم جیسا کہ بھی حساب لگایا گیا اس کی بنیاد آج بھی اسی میٹر پر ہے۔ چنانچہ پیرس میں ایک معیاری میٹر موجود ہے۔ طول ناپنے کا معیار دریافت کرنے کے بعد وزن معلوم کرنے کی اکائی دریافت کی گئی اور ایک مکعب سنٹی میٹر پانی کو جس کا درجہ حرارت ۴ سنٹی گریڈ تھا، وزن کیا گیا۔ اس سے گرام وجود میں آیا۔ ایک ہزار گرام آب مقطر ۴ سینٹی گریڈ درجہ حرارت کا وزن کیا گیا تو لٹر litre دریافت ہوا۔

میٹھا تیلیا (دیکھو کرونائٹ)

**میٹھا سوڈا** (Sodium Bicarbonate)
(۱) سوڈا کا اطلاق تین مختلف اشیاء پر ہوتا ہے۔ (۱) سوڈیم ہائیڈرو آکسائیڈ یا کاسٹک سوڈا (۲) سوڈیم کاربونیٹ ہائیڈریٹ یا واشنگ سوڈا۔ اور (۳) سوڈیم بائیکاربونیٹ یا بیکنگ سوڈا

کا میٹھا سوڈا (ڈوٹ) سوڈیم کاربونیٹ کو بسا اوقات سوڈا ایش کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں۔

**میثاق** (Pact) یہ اصطلاح بالعموم بین الاقوامی سمجھوتے کے لئے استعمال کی جاتی ہے خصوصاً ایسا سمجھوتہ جو سیاسی امور سے تعلق ہو۔

**میثاق اوقیانوس** (دیکھو منشور اوقیانوس)

**میثاق سعد آباد۔** (Saadabad Pact)

یہ معاہدہ کمال اتاترک کی مساعی سے ۹ جولائی ۱۹۳۷ء کو ترکی، ایران، عراق اور افغانستان کے مابین عمل میں آیا۔ اس معاہدہ پر ایران میں سعد آباد کے محل میں دستخط ہوئے اور اس کی رو سے یہ قرار پایا کہ چاروں طاقتیں ایک دوسرے کی سرحدات موجودہ کو تسلیم کرتے ہوئے اس امر کی پابند ہوں گی کہ وہ ایک دوسرے کے علاقوں پر حملہ نہ کریں۔ ضمناً یہ معاہدہ اس شرط پر بھی حاوی تھا کہ معاہدین آپس میں سیاسی صلاح مشورہ اور اشتراک روا رکھیں گے۔

**میجر** (Major) فوج کا کمیشن آفیسر جو عہدہ میں کیپٹن سے اوپر ہوتا ہے۔ اور لفٹننٹ کرنل سے نیچے ہوتا ہے۔ ترتیب میں وہ فیلڈ آفیسروں میں سب سے نیچے ہوتا ہے۔ انگریزی فوج میں ایک میجر تو رجمنٹ کی سیکنڈ کمانڈر ہوتا ہے اور دو دوسرے میجر کمپنی کمانڈر ہوتے ہیں۔ میجر کا نشان چاند تارا ہوتا ہے۔

**میجر جنرل** (Major General)

انگریزی فوج میں عہدے کے لحاظ سے لفٹننٹ جنرل سے نیچے کا آفیسر اس کی کمان میں ایک ڈویژن فوج ہوتی ہے۔ اس کا نشان ایک دوسرے کو قطع کرنے والی تلواریں ہوتی ہیں۔ اور ایک چھڑی Baton جس کے اوپر تارا ہوتا ہے۔

**میجیلان** (Magellan) (۱۴۸۰ - ۱۵۲۱)

فرڈی ننڈ میجیلان پرتگال کا ایک جہازراں تھا جس نے جزائر شرق الہند کا مغربی راستہ دریافت کرنے کی کوشش کی ۱۵۱۹ء کو وہ شاہ ہسپانیہ کے حکم سے پانچ جہاز لے کر اس مہم پر نکلا۔ اور اس سفر میں اس کا جہاز پہلے پرتگال کی نوآبادی برازیل پہنچا وہاں سے جنوبی امریکہ کے ساحل کے ساتھ ساتھ جنوب کی طرف ہوتا ہوا جنوبی امریکہ کے دوسرے ساحل کے پاس آنکلا یہاں اس نے چلی (Chile) اور ٹائرا دل فیوگو (Tierra del Fuego) کے درمیان ۳۷۵ میل لمبی اور ۳ سے ۱۰ میل تک چوڑی آبنائے دریافت کی جو بعد ازاں آبنائے میجیلان کے نام سے مشہور ہوئی بحرالکاہل (Pacific) کا یہ نام بھی اسی نے رکھا تھا۔ کیونکہ اس نے اس سمندر کے پانیوں کو بمقابلہ دوسرے سمندروں کے پر سکون پایا تھا۔ خود تو جزائر شرق الہند تک مغربی راستے کے ذریعہ نہ پہنچ سکا کیونکہ جزائر فلپائن میں وہ ایک لڑائی میں مارا گیا مگر اس کے ساتھیوں نے اس سفر کو کامیابی کے ساتھ پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

**میڈرڈ** (Madrid) ملک اسپین کا دارالحکومت دریائے مینزریز پر واقع ہے۔ یہ شہر مملکت کے عین درمیان اور بلند سطح پر ہے۔ گرمیوں میں سخت گرمی اور سردیوں میں سخت سردی پڑتی ہے۔ چارلس پنجم اور فلپ ثانی کے عہد میں اسے پہلے پہل اہمیت حاصل ہوئی۔ اصل قصبہ مربع شکل میں اندر دروازوں والا تھا۔ میڈرڈ میں صنعت حرفت اور علوم وفنون کی بہت سی درسگاہیں ہیں ایک ممتاز یونیورسٹی بھی ہے شہر کے مضافات نے بہت سی ترقی اور عروج حاصل کر لیا ہے۔ صنعتوں میں چمڑا اور کیمیائی مصنوعات وغیرہ۔ تمباکو اور کاغذ سازی شامل ہیں۔ خانہ جنگی کے زمانے میں ۱۹۳۶ء سے ۱۹۳۹ء تک اس پر قوم پرستوں نے حملہ کیا۔ آبادی سولہ لاکھ کے قریب ہے۔ میڈرڈ کا صوبہ کاڈرا کے پہاڑوں کی گھاٹیوں پر واقع ہے۔ دریائے ٹیگس (Tagus) اس کی جنوبی حد ہے رقبہ تین ہزار مربع میل سے زیادہ اور آبادی بیس لاکھ کے قریب ہے۔

**میڈیکل کالج** – (Medical College)

وہ ادارہ جہاں مغربی ایلوپیتھک قسم کی طبابت کی علمی اور عملی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس تعلیم کے دو پہلو ہیں۔ طبی اور جراحی (Surgical) جن کے لئے الگ الگ انتظام ہیں لیکن ہر طالب علم کو دونوں صنف کی تعلیم لازمی طور پر حاصل کرنا پڑتی ہے اور دونوں ڈگریاں مشترکہ طور پر ملتی ہیں۔ زیر تعلیم طلبا دو درجوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ ایک درجہ ادنیٰ ہوتا ہے۔ جس کے پاس کرنے پر لائسنشیئیٹ (Licentiate) کی سند ملتی ہے یہ ڈاکٹر معمولی ہسپتالوں میں دوائی دیتے ہیں۔ لیکن جراحی کا کام نہیں کر سکتے۔ دوسرا درجہ اعلےٰ ہوتا ہے۔ اس کے پاس کرنے پر ایم۔ بی۔ بی ایس کی ڈگری ملتی ہے۔ اس قسم کے ڈاکٹر طب اور جراحی میں ماہر خیال کئے جاتے ہیں۔ ان دو درجوں کے علاوہ ماسٹر (M.D) اور ڈاکٹر کی ڈگریاں بھی ہیں۔ لیکن ان کا انتظام پاکستان میں تاحال نہیں ہوا۔ یہ ڈگریاں یورپ یا امریکہ میں جاکر حاصل کی جا سکتی ہیں

پاکستان میں سب سے بڑا میڈیکل کالج لاہور میں ہے۔ اس کے علاوہ لاہور میں ایک زنانہ میڈیکل کالج فاطمہ جناح میڈیکل کالج کے نام سے قائم ہے۔ نیز دوسرے میڈیکل کالج پشاور، حیدرآباد، کراچی اور ڈھاکہ میں ہیں نشتر میڈیکل کالج ملتان میں ہے ان تمام کالجوں اور اسکولوں کے ساتھ بڑے بڑے شاندار ہسپتال بھی قائم کئے گئے ہیں۔ لاہور میں ایک دانتوں کا کالج ڈینٹل ہسپتال کے ساتھ ملحق ہے جس میں صرف دانتوں کی بیماریوں کا علاج سکھایا جاتا ہے۔ دیسی طب پڑھنے کے لئے ملک میں بیشمار ادارے ہیں۔

**میراجی** - (۱۹۱۲ء - ۱۹۴۹ء) آزاد نظم اردو کے امام۔ محمد ثناء اللہ ڈار نام و تخلص پہلے ساحری تھا۔ پھر میراجی رکھا اور اسی تخلص سے ادبی دنیا میں مشہور ہوگئے۔ والد ریلوے انجنیئر تھے اس لئے مختلف سٹیشنوں پر ان کا تبادلہ ہوتا رہتا تھا۔ میراجی نے ابتدائی تعلیم گجرات کاٹھیاواڑ، بوستان (بلوچستان) اور سکھر (سندھ) وغیرہ میں حاصل کی اور پھر کچھ عرصہ بعد لاہور چلے آئے۔ اور یہیں ان کی ادبی زندگی کا آغاز ہوا۔ مولانا صلاح الدین ادبی دنیا کے ایڈیٹر تھے۔ انھوں نے میراجی کی ادبی صلاحیتوں سے متاثر ہو کر انھیں نائب مدیر بنا لیا اور ۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۱ء تک وہ اس رسالہ سے وابستہ رہے۔ اس کے بعد آل انڈیا ریڈیو دہلی میں ملازم ہو گئے اور وہاں گیتوں کا ایک سلسلہ شروع کیا جو بعد ازاں "گیت ہی گیت" کے نام سے مجموعے کی صورت میں شائع ہوئے۔ چند سال دلی میں گزارے اور اس کے بعد بمبئی گئے اور وہیں بڑی کس مپرسی کے عالم میں ۳ نومبر ۱۹۴۹ء کو انتقال کیا۔

میراجی ایک اعلیٰ اور رومانی شاعر ہونے کے علاوہ صاحب طرز انشاپرداز اور ادیب بھی تھے۔

آپ کے مضامین کا ایک مجموعہ حال ہی میں "مشرق و مغرب کے نغمے" کے نام سے شائع ہوا ہے۔ وہ طبعاً ایک باغی شاعر تھے۔ انہوں نے ن۔ م۔ راشد کی طرح اردو نظم کی روایت سے مکمل بغاوت کی اور اپنی منظومات کو موضوع اور تکنیک کے لحاظ سے نئے رنگ میں پیش کیا۔ بحیثیت مجموعی ان کا شعری سرمایہ بیک وقت روایت کی اہمیت اور بغاوت دونوں کا حامل ہے اور یہ تضاد اس لئے ہے کہ وہ خود مجموعہ اضداد تھے۔

مرحوم کے کلام کے متعدد مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ اور ابھی تک کلام کا بیشتر حصہ ایسا ہے۔ جو اشاعت اور کتابی شکل و صورت کا محتاج ہے۔ کلام جذبات کے خلوص اور بے لوث اظہار کا ترجمان ہے۔

**میر امن دہلوی** (دیکھو امن، میر)

**میر بہادر علی حسینی** (دیکھو حسینی میر بہادر علی)

**میر تقی میر** - میر محمد تقی نام، میر تخلص ۱۷۲۱ء میں بمقام آگرہ پیدا ہوئے۔ ان کے والد میر محمد عبداللہ آگرہ کے شرفا میں سے تھے۔ دس سال کی عمر میں باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔

تلاش معاش اور شوق علم میں دلی کا رخ کیا۔ اور یہ سراج الدین علی خان آرزو کے ہاں ٹھہرے جو علم و فضل میں یکتائے زمانہ سمجھے جاتے تھے۔ مگر یہ سرچشمہ ان کے لئے محض ایک سراب ثابت ہوا۔

خواجہ محمد باسط کی وساطت سے امیر الامرائ نواب صمصام الدولہ نے ان کا کچھ وظیفہ مقرر کر دیا اور میر جعفر عظیم آبادی نے ان میں علم حاصل کرنے کا شوق دیکھ کر بڑی محنت اور توجہ سے پڑھانا شروع کیا۔

دلی کی ویرانی کے بعد پریشاں حالی میں جگہ جگہ پھرے اور شاد و ناشاد زندگی بسر کرتے رہے آخری عمر میں لکھنؤ چلے گئے اور باقی زندگی وہیں بسر کی۔ آپ نے ۱۸۱۰ء میں لکھنؤ میں انتقال کیا۔

اُردو شاعری کو جس شخص نے پروان چڑھایا اور اس کی تعمیر و ترقی میں کوشش کی۔ وہ میر تقی میر ہیں۔ اس وجہ سے میر کو اردو شعرا کا استاد اول کہا جاتا ہے۔ ان کی زندگی پریشانیوں۔ تباہ حالیوں اور رنج و الم کی گھنگھور آندھیوں سے معمور رہی۔ آپ کا سارا کلام غم پیہم اور اندوہ مسلسل کا مجموعہ ہے۔ میر نے اگرچہ دیگر اصناف سخن کی طرف بھی توجہ کی ہے۔ لیکن ان کی غزلیں ایسی ہیں کہ انہوں نے انہیں زندہ جاوید بنا دیا ہے۔ آپ کی غزلوں میں سادگی اور بے ساختگی کے ساتھ ساتھ ایک عجیب قسم کا یاس و حرمان پایا جاتا ہے۔

**میر جعفر۔** (Mir Jaffar) بنگال کے فرمانروا نواب سراج الدولہ کا ایک غدار عہدیدار جو جنگ پلاسی (۱۷۵۷ء) سے قبل انگریزوں کے ساتھ نواب کے خلاف ساز باز کر رہا تھا۔ پلاسی کی لڑائی کے بعد نواب سراج الدولہ کی بجائے بنگال کے تخت پر متمکن ہوا۔

**میر حسن** میر غلام حسن نام۔ حسن تخلص دلی میں پیدا ہوئے۔ بارہ برس کی عمر میں اپنے خاندان سمیت فیض آباد چلے گئے۔ اور نواب سرفراز جنگ کی سرکار میں ملازم ہو گئے۔ لیکن کچھ مدت بعد لکھنؤ چلے گئے۔ اور پھر وہیں کے ہو رہے۔

دہلی میں اپنے والد سے اصلاح لیتے تھے پھر اپنا کلام میر درد کو دکھانے لگے۔ میر انیس آپ ہی کے پوتے تھے۔ میر حسن نے ۱۲۰۱ھ میں وفات پائی۔ آپ کی تصانیف میں ایک دیوان، گیارہ مثنویاں اور شعرائے اردو کا تذکرہ موجود ہے۔ ان کی مثنوی سحر البیان کو جو مقبولیت حاصل ہوئی وہ کسی اور مثنوی کو نہیں ہوئی۔ اس مثنوی کا اردو زبان میں بہت بلند درجہ ہے۔

میر حسن کی زبان میں صفائی، روانی طرز ادا میں شوخی اور رعایت و رجہ کا بانکپن ہے۔ ان کا تذکرہ شعراء فارسی میں ہے جس میں تقریباً تین سو شاعروں کا ذکر ہے

**میری (ملکہ سکاٹ لینڈ)** (Mary Queen of Scot.) ۱۵۴۲ء۔۱۵۸۷ء جیمز پنجم والئی سکاٹ لینڈ کی بیٹی جو بمشکل ایک ہفتہ کی عمر کی تھی کہ ملکہ بن گئی ۱۵۴۸ء میں اُسے فرانس بھیج دیا گیا جہاں اس کی شادی شاہ فرانسس ثانی (۱۵۵۹ء۔۱۵۶۰ء) کے ساتھ کر دی گئی۔ اس کی وفات پر شان حکومت سنبھالنے کے لئے سکاٹ لینڈ واپس آئی جہاں ریفارمیشن کی تحریک زوروں پر تھی۔ گو خود کیتھولک مذہب کی تھی۔ مگر اس کے مشیر اور اصلاح کار پروٹسٹنٹ تھے۔

۱۵۶۵ء میں اپنے چچا زاد بھائی ڈارنلے (Darnley) سے شادی کر لی جس نے اسے اپنا وارث بنانے اور اس کے وارثوں کو جانشین کرنے کے لئے مجبور کیا۔ اس نے ملکہ کے اخلاص کے ساتھ اس کے محبوب نظر اور وفادار اطالوی سیکرٹری رزیو (Rizzio) کو قتل کرا دیا۔ جیمز ششم اس کا اکلوتا لڑکا ۱۵۶۶ء میں پیدا ہوا۔ ڈارنلے کا قتل فروری ۱۵۶۷ء میں واقع ہوا۔ اور پھر اس نے ہیپبرن Hepburn ارل آف بانفول Bothwell سے شادی کر لی جس کا ڈارنلے کے قتل میں ہاتھ تھا۔ اس پر امرائے سلطنت اور ارکان حکومت ناراض ہو گئے اور انہوں نے علانیہ بغاوت اختیار کی، ملکہ کو حراست میں لے لیا اور اسے دست برداری پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ سال مابعد میں وہ بھاگ کر انگلینڈ چلی گئی جہاں وہ سالہا سال تک قید میں پڑی رہی۔ بہر حال کیتھولک سازشیں ہوتی رہیں کہ اسے قید سے آزاد کرا کر ملکہ ایلزبتھ کی جگہ برطانوی تخت و تاج دلوا دیا جائے بالآخر اس پر بیبنگٹن کی سازش میں شرکت کا الزام عائد ہوا۔ اس پر مقدمہ چلا اور

مجرم قرار دئے جانے پر ۸ فروری ۱۵۸۷ء کو پھانسی دے دی گئی۔

**میزانیہ** (Budget) ہر مالی سال شروع ہونے سے پیشتر دنیا کی تمام حکومتیں سال آئندہ کے لئے اپنی آمدنی اور مصارف کا تخمینہ لگانے کی کوشش کرتی ہیں۔ اور پھر اس تخمینہ کے مطابق چند مالی پالیسیاں اختیار کرتی ہیں۔ یا پرانے اصولوں میں ترمیم و تنسیخ کرتی ہیں۔ اس تمام کارگذاری کو میزانیہ سازی کہتے ہیں۔ دنیا میں سب سے پہلا بجٹ یا میزانیہ غالباً فرانس میں پیش کیا گیا تھا۔ میزانیہ پارلیمنٹ (اگر کوئی موجود ہے) کے روبرو وزیر خزانہ پیش کرتا ہے۔ اور جب تک نئے مالی سال کے دوران میں اختیار کی جانے والی پالیسیوں کو وہ مشتہر نہ کردے اس وقت تک ان کو سخت اخفا میں رکھا جاتا ہے۔

**میری لینڈ۔** (Maryland) جمہوریہ امریکہ کی ایک ریاست جو بحر اوقیانوس کے کنارے پر واقع ہے۔ رقبہ ۱۰۵۷۷ مربع میل اور آبادی ۲۷ لاکھ کے قریب ہے۔ آب و ہوا معتدل ہے اور زمین زرخیز ہے اس کی آباد کاری ۱۶۳۴ء میں شروع ہوئی دارالحکومت اینا پولس (Annapolis) ہے گو سب سے بڑا شہر بالٹی مور (Baltimore) ہے۔

**میزان۔** وزن کرنے یا جانچنے کا آلہ قرآن پاک میں اس کا جگہ جگہ ذکر ہے ایک تو اس طرح پر ہے کہ اس کے ذریعہ خدائے تعالیٰ قیامت کے روز بندوں کے نیک و بد اعمال کی جانچ کرے گا اور اسی کے مطابق لوگوں کو جزا اور سزا دی جائے گی۔ دوسرے خدا تعالیٰ نے بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ ناپ تول میں بے ایمانی نہ کریں اور صحیح صحیح تولیں جس کے واسطے ترازو موجود ہے اس سلسلہ میں ان قوموں کی بھی مثال دی گئی ہے۔ جنہوں نے اس پر عمل نہیں کیا اور ان پر خدا کا غضب نازل ہوا

میزان کے سلسلے میں اکثر مفسرین کو اختلاف ہے کہ قیامت کے روز واقعی کوئی ترازو ہوگی جس میں اعمال تولے جائیں گے یا یہ لفظ صرف استعارے کے طور پر استعمال ہوا ہے اور اس کا مقصد محض جانچ ہے قرآن پاک میں پورا پورا وزن تول کردینے کے سلسلے میں بھی میزان کا ذکر متعدد بار آیا ہے۔



**میسور۔** (Mysore) ریاست میسور بھارت کا سابق دارالحکومت۔ بنگلور سے ۸۰ میل جنوب مغرب کی جانب واقع ہے۔ عمارات میں قلعہ مشہور ہے جس کے اندر مہاراجہ کا محل بھی واقع ہے۔ میسور یونیورسٹی ۱۹۱۶ء میں قائم ہوئی آبادی دو لاکھ کے قریب ہے۔

میسور جمہوریہ بھارت میں ایک اسٹیٹ بھی ہے جو مدراس پریسیڈنسی اور بمبئی پریسیڈنسی کے مابین واقع ہے مغرب میں کوہستانی علاقہ ہے مگر زیادہ حصہ میدانوں اور وسیع وادیوں پر مشتمل ہے۔ اس ریاست میں وسیع پیمانہ پر آبپاشی کی جاری ہے بالخصوص دریائے کاویری کے ذریعہ اور اس کے معاونوں کے ذریعہ یہاں کی زمینیں خوب سیراب ہوتی ہیں۔ آبادی کی اکثریت کا گزارہ چاول گنا، اور باجرہ وغیرہ کی کاشت پر ہے۔ صنعتی ارتقاء کا سبب ہیڈرو الیکٹرک ورکس کی تکمیل ہے۔ میسور میں سونے کی کانیں بھی ہیں۔ بنگلور موجودہ دارالحکومت ہے میسور نے سلطان حیدر علی کے ماتحت اٹھارھویں صدی میں بہت بڑی ترقی کی تھی۔ انگریزوں نے یہ علاقہ ۱۷۹۹ء میں حیدر علی کے بیٹے سلطان ٹیپو سے چھینا تھا رقبہ ۲۹۴۵۸ مربع میل اور آبادی بانوے لاکھ کے قریب ہے۔ (نیز دیکھو ٹیپو سلطان)

**میعادِ تولید۔** جانوروں میں پیٹ میں بچہ رکھنے کی مدت مختلف ہوتی ہے۔ لیکن ایک ہی قسم کے جانوروں میں یکساں ہوتی ہے۔ مثلاً ہاتھی کی قسم میں ۲۱ مہینے کا ریکارڈ ہے۔ اونٹ کے لئے ۱۳ ماہ گائے کے لئے ۹ مہینے بلی کے لئے ۸ ہفتے، گھوڑے کے لئے ۱۱ مہینے سور کے لئے ۱۶ ہفتے۔ پرندوں میں مرغی ۲۱ دن انڈوں پر بیٹھتی ہے! بطخ ۳۰ دن حواصل ۲۴ دن ایبیرو ۲۸ دن اور کبوتر صرف ۱۴ دن تک انڈے سیتے ہیں پھر بچے نکل آتے ہیں۔ انسان کا بچہ تقریباً نو ماہ کے بعد پیدا ہوتا ہے۔

**میعادی بخار** (Typhoid) میعادی بخار ایک خاص قسم کے جراثیم سے پیدا ہوتا ہے۔ اور عموماً تین ہفتے تک رہتا ہے۔ بعض صورتوں میں اس سے کم اور زیادہ عرصے تک بھی۔ بخار مسلسل رہتا ہے اور کم ہوتے ہوتے اپنی میعاد پر بالکل اتر جاتا ہے۔

مریض کے جسم خصوصاً گردن چھاتی اور پیٹ پر موتی کی مانند خشخاش برابر سفید سفید دانے نکل آتے ہیں مریض کو

سخت بے چینی محسوس ہوتی ہے۔ پیاس بہت لگتی ہے، کھانسی بار بار آتی ہے، بیہوشی سی ہو جاتی ہے۔ بعض دفعہ سرسام کی کیفیت محسوس ہوتی ہے۔ لیکن جب دانے اچھی طرح نکل آئیں تو مریض کو شفا ہونے لگتی ہے۔

اس بخار کا بڑا اثر آنتوں پر پڑتا ہے۔ آنتوں کی اندرونی جھلی پر ورم آ کر دانے سے بن جاتے ہیں۔ جگر تلی اور معدے پر بھی بڑا اثر پڑتا ہے۔ آنتوں کے زخمی ہونے کے باعث مریض کو ٹھوس غذا نہیں دی جاتی۔

بخار اتر جانے پر مریض بے حد کمزور اور چڑچڑا ہو جاتا ہے۔ بیشتر حالتوں میں سر کے بال جھڑ جاتے ہیں۔ دانت بہت کمزور ہو جاتے ہیں۔ اسے بھوک لگتی ہے اور ہر وقت کھانے کو مانگتا ہے۔ صحتیاب ہونے کے بعد کا کچھ عرصہ مریض کے لئے بڑی احتیاط کا وقت ہوتا ہے۔ اگر بے احتیاطی کی جائے تو مرض کے دوبارہ ہو جانے یعنی (Relapse) کا ڈر ہوتا ہے۔

## میک آرتھر، ڈگلس

سنہ ۱۸۸۰ء میں ارکنساس (امریکہ) میں پیدا ہوا۔ باپ ایک فوجی افسر تھا۔ ۱۹۳۰ء سے سنہ ۱۹۳۵ء تک فوج میں چیف آف سٹاف رہا۔ اس نے سنہ ۱۹۴۱ء میں جاپانیوں سے فلپائن کی حفاظت کی اور مارچ سنہ ۱۹۴۲ء میں جنوب مغربی بحر الکاہل کی اتحادی فوجوں کا سپہ سالار بنا۔ اس نے سنہ ۱۹۴۴ء میں نیوگنی کو اور سنہ ۱۹۴۵ء میں فلپائن کو پھر سے فتح کیا۔ وہ سنہ ۱۹۴۵ء میں جاپان کی شکست کے بعد وہاں کا سپریم کمانڈر بنا دیا گیا۔ سنہ ۱۹۵۰ء میں وہ یو این او کی متحدہ فوجوں کا کوریا میں کمانڈر رہا۔ لیکن سنہ ۱۹۵۱ء میں حکومت اور یو این او کے فوجی نظریات سے اختلاف رکھنے کی بنا پر پریسیڈنٹ ٹرومین نے اسے فوجی ذمہ داریوں سے سبکدوش کر دیا۔

## میکالے۔ (Macaulay) (۱۸۰۰ - ۱۸۵۹ء)

لارڈ میکالے پورا نام تھامس بیبنگٹن میکالے تھا۔ ہندوستان میں اس نصاب تعلیم کو رائج کرنے کا ذمہ دار ہے جس کے پیش نظر صرف یہ مقصد تھا کہ ہندوستانیوں کو کلرک بنایا جائے۔ چنانچہ میکالے کی زیر ہدایت برطانوی حکومت نے ہندوستان میں سائنسی اور فنی درسگاہیں کھولنے کی بجائے ایسے مدرسے اور کالج کھول کر یونیورسٹیاں بنائیں جہاں زیادہ تر انگریزی اور کسی حد تک ہندوستانی ادب کے ذریعہ صرف لسانی مہارت بہم پہنچائی جاتی تھی۔ تاحال پاکستان اور ہندوستان کی بیشتر درسگاہیں میکالے کے نصاب تعلیم کو اپنائے ہوئے ہیں۔

سنہ ۱۸۳۰ء میں میکالے برطانوی پارلیمان کا رکن بنا۔ اور ۱۸۳۴ء میں بحیثیت مشیر قانون ہندوستان آیا۔ اور سنہ ۱۸۴۸ء میں اس نے تاریخ انگلستان لکھی جو واقعات اور حقائق کی صحت کو ملحوظ تو نہیں رکھتی مگر اسلوب بیان کے زوردار ہونے کے باعث بہت مقبول ہوئی۔ نثر نویسی کا جو ملکہ میکالے کو حاصل تھا۔ وہ انگریزی انشاپردازوں میں کارڈینل نیومین (Newman) کے ماسوا اور کسی کو حاصل نہ ہوا۔

## میکاولی۔ نکولو (Machiavlli)

میکاولی (۱۴۶۹ - ۱۵۲۷ء) سیاست دان اور مورخ اطالیہ میں بمقام فلورنس (Florence) پیدا ہوا۔ ۱۴۹۸ء سے ۱۵۱۲ء تک فلورنس کی جمہوریہ کا سیکرٹری رہا۔ اور کئی ایک خارجہ سفارت خانوں میں بھی تعینات رہا۔ میکاولی میڈیسی (Medici) خاندان کے برسر حکومت آنے کے خلاف تھا۔ لہذا جب خاندان مذکورہ کو اقتدار حاصل ہوا تو اسے جیل جانا پڑا جہاں اسے طرح طرح کے عذاب دیئے گئے۔ اس نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ تاریخ فلورنس اور سلطان (دی پرنس) کتابیں لکھنے میں صرف کیا۔ ان کتابوں میں ثانی الذکر کی شہرت میکاولی کے نام کو زندہ جاوید کر گئی ہے۔ اس کتاب میں میکاولی نے کامیاب سلطان کا جو تخیل پیش کیا ہے وہ بڑا انوکھا ہے۔ اس کا خیال تھا کہ سیاسیات میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے جھوٹ، فریب، مکاری اور جبر و اکراہ کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ البتہ میکاولی کی اپنی ذات ان عیوب سے پاک تھی۔

میکائیل۔ فرشتہ کا نام ہے۔ حضرت جبرائیل

کے بعد ان کو سب سے زیادہ اہمیت اور درجہ حاصل ہے۔ مسلمانوں کے عقیدے کے بموجب ان کا کام لوگوں کو رزق پہنچانا ہے۔ قرآن پاک میں ہے کہ جو کوئی جبریلؑ یا میکائیلؑ کا دشمن ہے اللہ ان کا دشمن ہے۔ جس وقت خدائے تعالےٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ حضرت آدمؑ کو سجدہ کریں تو سب سے پہلے حضرت جبریلؑ اور میکائیلؑ نے ہی سجدہ کیا۔ انجیل کی روایت کے بموجب یہ بنی نوع انسان کے محافظ ہیں۔ توریت میں بھی ان کو برگزیدہ بتایا گیا ہے۔ بعض اصحاب نے لکھا ہے کہ جہنم بننے کے بعد وہ کبھی نہیں ہنسے۔

## میکڈانلڈ، ریمزے (Ramsay Macdonald)

جیمز ریمزے (۱۸۶۶-۱۹۳۷) میکڈانلڈ نے جسے مولانا محمد علی جوہر مرحوم نے اپنے مزاحیہ مضامین میں راجی مکعد لال کے نام سے پکارا ہے ۱۹۲۴ میں برطانیہ کی لیبر پارٹی کی سب سے پہلی وزارت تشکیل کی۔ آپ نے اپنی عملی زندگی کی ابتدا صحافت کے پیشے سے کی۔ ۱۹۰۶ میں آپ پارلیمان کے رکن بنے اور چند برسوں میں پارلیمان کی مزدور جماعت کے رہنما اور سربراہ بن گئے۔ ۱۹۱۴ میں آپ مستعفی ہو گئے کیوں کہ آپ جنگ آزمائی کے خلاف تھے۔ استعفیٰ کے چند برس بعد تک آپ امن پسندانہ خیالات کی حمایت میں سرگرم عمل رہے۔ اور امن کی تلقین و تبلیغ کرتے رہے۔ ۱۹۱۸ میں آپ انتخاب ہار گئے۔ ۱۹۲۲ کے انتخاب میں پھر کامیاب ہوئے۔ جون ۱۹۲۹ میں دوبارہ وزیراعظم بنے۔ ۱۹۳۱ سے ۱۹۳۵ تک آپ ملی جلی (Coalition) برطانوی وزارت میں وزیراعظم رہے۔

## میکڈانلڈ، میلکم (Macolm Macdonald)

مسٹر میلکم میکڈانلڈ۔ ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئے۔ وہ ریمزے میکڈانلڈ مرحوم کے صاحبزادے ہیں۔ آکسفورڈ یونیورسٹی سے اعلےٰ تعلیم حاصل کی اور اس کی مجلس مباحثہ کی طرف سے ساری دنیا کا سفر کیا۔ ۱۹۲۷ء میں لندن کاؤنٹی کونسل کے ممبر چنے گئے۔ ۱۹۳۰ء میں وہ لیبر پارٹی سے علیحدہ ہو گئے۔ یہ زمانہ انگلستان میں معاشی بحران کا تھا۔

اس کے بعد دفتر نوآبادیات میں پارلیمانی انڈر سیکرٹری کے عہدے پر فائز رہے۔ ۱۹۳۲ء میں اٹاوہ کانفرنس میں شریک ہوئے اور تھوڑے دنوں بعد برطانوی کابینہ میں شریک کر لیے گئے۔ کچھ عرصہ دفتر نوآبادیات کے سیکرٹری بھی رہے۔ مسٹر چرچل نے اپنی حکومت قائم کی تو وزارت صحت ان کے سپرد کی۔ ۱۹۴۱ء میں کینیڈا میں برطانیہ کے ہائی کمشنر مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۶ء میں سنگاپور اور ملایا کے گورنر جنرل بنا دیے گئے۔ اور اسی سال انہوں نے کینیڈا کی ایک بیوہ عورت سے شادی کی۔

## میکسیکو۔ (Mexico)

شمالی امریکہ کی ایک خودمختار جمہوری مملکت۔ اس میں ایک وسیع سطح مرتفع ہے جو بہ نسبت شمال کے جنوب میں زیادہ بلند ہے۔ جنوبی حصے میں جزیرہ نما یکاٹان کا نشیبی علاقہ ہے۔ مغربی حصے میں نیچے والے کیلیفورنیا کا ایک لمبا کوہستانی جزیرہ نما ہے۔ جس کی خلیج کیلیفورنیا اندرونی میکسیکو سے علیحدہ کرتی ہے۔ مغربی ساحل پر زلزلے آتے رہتے ہیں۔ شمالی سطح مرتفع بیشتر بے برگ و گیاہ ریگستان ہے۔ اور یہاں آبادی بہت چھدری ہے۔ دوسرے مقامات پر گنا، گیہوں، مکئی اور پھلیاں پیدا ہوتی ہیں۔ چاندی اور سیسہ کے قیمتی ذخائر بھی یہیں موجود ہیں۔ جزیرہ نما یکاٹان کے مغرب میں ساحلی مقامات پر تیل کے چشمے ہیں۔ میکسیکو سٹی صدر مقام ہے۔ ٹمپیکو اور ویرا کروز بندرگاہیں ہیں۔ میکسیکو کی آبادی امریکیوں ہسپانوی اصل باشندوں اور قدیم باشندوں کی مخلوط نسل ہے۔ دفاتر کی زبان ہسپانوی ہے۔ میکسیکو میں پرانی امریکی اور قدیم باشندوں کی تہذیب کے آثار موجود ہیں۔

## میکسے ملین۔ (Maximilian)

(۱۸۶۷-۱۸۳۲) میکسیکو کا شہنشاہ آسٹرین نسل سے تھا ۱۸۶۴ میں فرانس کی مدد سے اسے میکسیکو کا تخت حاصل ہوا۔ مگر جلد ہی میکسیکو میں انقلاب برپا ہو گیا اور شہنشاہ میکسی ملین کو گرفتار کر کے فوجی عدالت کے روبرو پیش کیا گیا جس نے اسے سزائے موت کا حکم سنایا۔

نیز میکسی ملین اول فریڈرک سوئم کا بیٹا جرمن شہنشاہ تھا جو ۱۴۹۳ء میں سریر آرائے مملکت ہوا تاریخ پیدائش ۱۴۵۹ء اور تاریخ وفات ۱۵۱۹ء ہے

**میکش، اکبر آبادی۔** ۱۹۰۲ء میں آگرہ میں پیدا ہوئے ۱۹۰۷ء میں آپ نے جامعہ آگرہ سے عربی کی سند کی تکمیل حاصل کی ۔ فارسی اردو، اور انگریزی کی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی شاعری سے آپ کو ابتدا سے شغف رہا۔ نظم کے علاوہ آپ نثر بھی بہت اچھی لکھتے ہیں۔

۱۹۲۶ء میں آپ کی پہلی کتاب نغمہ اور اسلام شائع ہوئی۔ جس میں نغمہ اور سماع پر فلسفیانہ بحث ہے۔ اس کے بعد ۱۹۵۳ء میں میکدہ، غزلوں اور نظموں کا مجموعہ شائع ہوا۔ آپ کے افسانوں کا ایک مجموعہ بھی چھپ چکا ہے۔ آپ کی نظمیں اور فلسفیانہ مضامین موقر رسالوں میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔

**میکمیلن، ہیرولڈ (Harold Macmillan)** برطانیہ کے وزیر اعظم اور ممتاز قدامت پسند سیاست دان مشہور ناشر ادارہ میکمیلن اینڈ کمپنی کے بانی کے پوتے ہیں۔ اور اس کمپنی کے مینجنگ ڈائرکٹر رہ چکے ہیں۔ ۱۸۹۴ء میں پیدا ہوئے۔ باپ سکاٹ اور ماں امریکن تھی۔ آکسفورڈ میں تعلیم پائی پہلی جنگ کے دوران فوجی خدمات انجام دیں اور تین بار زخمی ہوئے۔ ۱۹۳۱ء سے ۱۹۴۵ء تک پارلیمنٹ کے ممبر رہے۔ ۱۹۴۰ء میں چرچل نے قومی حکومت بنائی مسٹر میکمیلن کو وزارت رسد میں پارلیمنٹری سیکرٹری مقرر کیا۔ جنگ کے بعد عام انتخابات میں آپ اپنی نشست سے محروم ہو گئے۔ لیکن ایک ضمنی انتخاب میں کامیاب ہو گئے۔ اس کے بعد آپ مختلف بین الاقوامی کانفرنسوں میں برطانوی مندوب کی حیثیت سے شریک ہوتے رہے۔ دسمبر ۱۹۵۵ء میں آپ کو مسٹر بٹلر کی بجگہ وزیر خزانہ مقرر کیا گیا۔ اور جنوری ۱۹۵۷ء میں جب سر انتھنی ایڈن مستعفی ہوئے تو آپ نے وزارت عظمیٰ کا عہدہ سنبھالا ۱۹۵۹ء کے عام انتخابات میں بھی قدامت پسند جماعت کو کامیابی حاصل ہوئی اور مسٹر میکمیلن نے ہی وزارت بنائی۔

**میگنا کارٹا۔ (Magna Carta)** ایک اقرار نامہ تھا جو تاریخ انگلستان میں آزادی کی راہ پر ایک خاص منزل کی نشان دہی کرتا ہے۔ جب انگلستان کا بادشاہ رچرڈ شیر دل صلیبی لڑائیوں پر ترکی چلا گیا۔ تو اس کا بھائی شاہ جان انگلستان کا بادشاہ ہوا لیکن وہ نہ تو بہادر تھا اور نہ ہی منتظم بلکہ خلاف اس کے ظلم و تعدی خود غرضی اور ناانصافی اس کے رگ و ریشے میں سرایت کر چکی تھی۔ اس لئے امرا نے اس کو انصاف سے حکومت کرنے یا تخت سے دست بردار ہونے پر مجبور کیا۔ اس نے انصاف سے حکومت کرنے کا عہد کیا اور سند کے طور پر ایک اقرار نامہ لکھ دیا جس پر اس نے ۱۵ جون ۱۲۱۵ء کو دستخط ثبت کر دیئے۔ یہی عہد نامہ میگنا کارٹا کہلاتا ہے۔

یہ ایک اقرار نامہ کی صورت میں تھا، جس میں امرا رعایا اور بادشاہ تمام کے لئے اپنے فرائض متعین کئے اور ان کا پابند رہنے کا قطعی وعدہ کیا۔ اس کی چیدہ چیدہ شرائط حسب ذیل ہیں۔ کسی آدمی کو بغیر عدالتی تحقیقات کے کسی قسم کی سزا نہ دی جائے۔ رعایا کے قدیم حقوق بدستور بحال رہیں۔ اور تجارت کی آزادی میں کسی قسم کا رد و بدل روا نہ رکھا جائے۔ کسی زمیندار کو حق حاصل نہیں کہ وہ مقررہ اجرت سے زیادہ اپنے مزارعین سے لگان وصول کرے اس میثاق کی بعد کے بادشاہوں کے وقت میں بھی تجدید ہوتی رہی ہے اور انگلستان کی موجودہ آزاد حکومت اس وقت سے لے کر اب تک ایک مسلسل ارتقائی عمل کا نتیجہ ہے۔

**میلاد النبیؐ۔** یہ تقریب ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو جس روز حضورؐ کی ولادت ہوئی تھی منائی جاتی ہے گو حضورؐ کی ولادت کی صحیح تاریخ ۹ ربیع الاول ہے اور اسی پر سب علما کا اتفاق ہے۔ مگر چونکہ ۱۲ ربیع الاول کے دن کو ایک رسمی امتیاز مل چکا ہے۔ اس لئے یہ تقریب میلاد النبیؐ اسی تاریخ کو منائی جاتی ہے۔ یہ تاریخ اہل اسلام کے نزدیک بہت بابرکت ہے۔ عام خیال یہ ہے کہ اسی تاریخ کو آپ کا وصال ہوا تھا۔ اس روز جگہ جگہ مجالس میلاد منعقد ہوتی ہیں۔ اور سیرت کے جلسوں میں پیغمبر صلعم کی زندگی کے حالات سنائے جاتے ہیں۔ رات کو چراغاں بھی کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں سرکاری طور پر بھی اس کو ایک مذہبی اور قومی تہوار تسلیم کر لیا گیا ہے۔

**میلان۔ (Milan)** شمالی اٹلی کا ایک شہر

اور اسی نام کے صوبے کا صدر مقام لمبارڈی کے میدان کے عین وسط میں واقع ہے۔ اس میں دنیا بھر کے کلیساؤں میں سے سب سے بڑا کلیسا ہے۔ دوسری عظیم الشان عمارات میں سے ڈاٹ پادری کا محل ہے۔ اور ایک تاریخی قلعہ ہے۔

## میلے اور منڈیاں

**میلے اور منڈیاں** ۔ منعت کا ایک اجتماع۔ جس کا مقصد لوگوں کا اکٹھے ہو کر خوشی منانا ہوتا ہے۔ ان میلوں کی غرض و غایت دراصل تجارتی تھی۔ اور میلے درحقیقت تاجروں اور مشتریوں ہی کے مشترکہ مفاد کے اجتماع تھے بعد میں ان میں مذہبی رنگ بھی پیدا ہو گیا۔ شروع میں یہ ہفتہ وار یا ماہوار اجتماع ہوتے تھے۔ جنہیں پینٹھ یا بازار کہا جاتا تھا۔ پھر ان کو منڈیوں کی شکل دے دی گئی۔ موجودہ وقت میں میلے یا تو تجارتی اغراض سے منعقد ہوتے ہیں یا مذہبی رسومات کی پیروی میں۔

پاکستانی اور ہندوستانی میلے زیادہ تر مذہبی ہی ہوتے ہیں ان میں تجارتی پہلو ضمنی ہوتا ہے۔ مثلاً گلو شاہ کا میلہ بمقام کوریلے ضلع سیالکوٹ میں مویشیوں کی ایک مشہور اور بھاری منڈی ہے۔ اسی طرح ضلع ملتان کے بیشمار میلے بھی مذہبی اجتماع ہی ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ بعض میلے موسمی ہوتے ہیں مثلاً ہولی یا بیساکھی۔ ان میں سے پہلا موسم بہار کے آغاز میں ہوتا ہے تو دوسرا فصل کے پکنے کی خوشی میں۔ خالص ہندو مذہبی میلوں میں، کمبھ کے میلے الہ آباد اور بنارس اور گڑھ مکتسر میں دریائے گنگا کے کنارے اور کوروکھیتر میں چاند گرہن اور سورج گرہن کے موقعوں پر کے میلے بہت مشہور ہیں ان موقعوں پر وہاں کئی لاکھ یاتری جمع ہوتے ہیں۔ لاہور کا سب سے بڑا میلہ ماہ مارچ کے آخیر میں مادھو لال حسین نامی ایک فقیر کے مزار پر لگتا ہے۔ جس میں بہت رونق ہوتی ہے چونکہ اس میلے پر شالامار باغ کے آبشاروں کے پیچھے چراغ جلا کر رکھے جاتے ہیں۔ اس لئے اس میلے کا نام اب میلہ چراغاں مشہور ہو گیا ہے۔

انگلستان اور یورپ میں یہ میلے مویشیوں کی منڈیوں کی صورت میں ہر جگہ منعقد ہوتے رہیں۔ لیکن ان ممالک میں اکثر میلے نمائشوں کی صورت اختیار کر چکے ہیں۔ اس قسم کے میلوں میں ویمبلے (WEMBLY) اور برٹش انڈسٹریز فیئر (BRITISH INDUSTRIES) قابل ذکر ہیں۔ گھوڑ دوڑ کے موقعوں پر جو اجتماع ہوتے ہیں وہ بھی ایک قسم کے میلے ہی ہوتے ہیں۔ باقی یورپ میں جن جگہوں پر مشہور میلے لگتے ہیں وہ لیپزگ (جرمنی)، وی آنا اور ڈائسنز ہیں۔



## میمون بن مہران

**میمون بن مہران** ۔ کنیت ابو ایوب۔ ان کے والد مہران بنی نضر بن معاویہ کے غلام تھے۔

سنہ ۴۰ھ میں پیدا ہوئے۔ پہلے کوفہ کی ایک ازدی عورت کے غلام تھے جس نے بعد میں آپ کو آزاد کر دیا۔ وہ عرصہ تک کوفہ میں رہے۔ بعد ازاں سنہ ۸۲ھ میں عبدالرحمن بن اشعث کی ہنگامہ آرائیوں سے جب کوفہ میں شورش برپا ہوئی تو جزیرہ چلے گئے اور وہیں رہائش اختیار کر لی۔

محمد بن مروان کے زمانہ میں خراسان کے بیت المال کی نگرانی ان کے سپرد تھی۔ بعد میں خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے انہیں جزیرہ کے خراج کا عامل بنا دیا۔ پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز کی وفات پر انہوں نے بھی اپنے عہدہ سے استعفیٰ دے دیا۔

فضل و کمال کے لحاظ سے آپ بہت بلند پایہ تابعین میں سے ہیں۔ حدیث کے حافظ تھے۔ فقہ میں جزیرہ بھر میں ممتاز سمجھے جاتے تھے۔

سنہ ۱۱۷ھ میں وفات پائی۔

## مین

**مین** (MAINE) ریاستہائے متحدہ امریکہ کی انتہائی شمال مشرقی ریاست جو بحر اوقیانوس کے ساحل پر واقع ہے۔ رقبہ [illegible] مربع میل ہے اور آبادی نو لاکھ چھ ہزار سات سو کے لگ بھگ ہے دارالحکومت آگسٹا (AUGUSTA) ہے۔ مگر سب سے بڑا شہر پورٹ لینڈ (PORTLAND) ہے جو بندرگاہ بھی ہے۔ اس کی آب و ہوا سخت سرد، مگر صحت بخش ہے۔ یہاں کی زمین صرف چند مقامات پر ہی زرخیز ہے۔ بارش بہت ہوتی ہے۔

## مینا

**مینا** ۔ (MAGPIE) ایک چھوٹا سا پرندہ جس کے بدن پر سفید دھاریاں ہوتی ہیں اور اس کی دم اور بازوؤں پر سبز رنگ کا عکس ہوتا ہے۔ ہر جا خوش ہے۔ جو چیز ملے کھا جاتی ہے۔ کوئی چیز اسے ناموافق نہیں آتی لیکن اسے پوری آزادی نہیں دینی چاہیئے۔ بلکہ اسے قفس میں

رکھنا چاہیے کیونکہ یہ بہت شریر واقع ہوئی ہے۔

**مینا بازار**۔ زنانہ بازار۔ وہ بازار یا میلہ، جو صرف عورتوں کے لیے مخصوص ہو۔ اس قسم کے بازاروں کا رواج، مغلیہ عہد حکومت میں ہوا۔ مغلوں نے یہ اس کا تخیل ترکوں سے مستعار لیا تھا۔ آگرہ اور دہلی کے قلعوں میں ہر سال یہ میلے لگتے تھے جن میں شاہی خواتین کے علاوہ بڑے بڑے امرا و شرفا کی بیگمات بھی شرکت کرتی تھیں۔ بازار کا اہتمام و انتظام عورتوں کے ہاتھ میں ہوتا تھا، اور دکاندار، دربان اور پاسبان سب کے سب صنف نازک سے تعلق رکھتے تھے۔ سوائے بادشاہ اور شہزادگان کے کسی اور مرد کو یہاں آنے کی اجازت نہ تھی۔ کہتے ہیں کہ شہزادہ سلیم مینا بازار ہی میں نورجہاں کی محبت کا شکار ہوا تھا۔ پاکستان میں بھی اس رسم کو زندہ رکھنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ لاہور اور کراچی میں مختلف تقریبات کے موقع پر آئے دن مینا بازار لگائے جاتے ہیں۔

**مینار** (دیکھو منار، منارہ)

**میناکاری** (ENAMELS) شیشہ کی طرح کا مسالہ جسے دھات کے برتنوں کی سطح پر لگا کر بھٹی میں پکانے سے برتن خوشنما اور دیرپا ہو جاتا ہے۔ کچھ روغنی رنگوں کے لیے بھی یہ نام غلطی سے استعمال ہوتا ہے۔ یہ مسالہ برتنوں پر لگانے سے برتن سخت اور چمکدار ہو جاتے ہیں۔

**مینائی، امیر** (دیکھو امیر مینائی)

**مینڈریس، ایتھم** (MENDERES ETHEM) ترکی قانون دان اور سیاست دان ہیں۔ ۱۹۵۲ء میں وزیر داخلہ مقرر ہوئے۔ اور بعد میں مختلف وزارتی عہدوں پر بھی فائز ہوئے۔

**مندریس، عدنان**

ترکی کے ایک سیاست دان۔ ۱۸۹۹ء میں پیدا ہوئے۔ امریکن کالج ازمیر اور انقرہ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی۔ مصطفیٰ کمال نے خلافت کا خاتمہ کیا تو مندریس کی عمر بیس سال کی تھی۔ ۱۹۳۰ء میں نیشنل اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور اتاترک کی ری پبلکن پارٹی کے مقابلے میں ڈیموکریٹک پارٹی کی داغ بیل ڈالی۔ ۱۹۴۵ء سے ۱۹۵۰ء تک حزب اختلاف کے لیڈر رہے۔ ۱۹۵۰ء کے انتخابات میں ڈیموکریٹک پارٹی بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئی اور مندریس نے وزارت بنائی۔ ۱۹۵۴ء کے انتخاب میں بھی ڈیموکریٹک پارٹی برسر اقتدار آئی تو مندریس ہی نے وزارت عظمیٰ کا عہدہ سنبھالا۔ مئی ۱۹۶۰ء میں جنرل گورسل نے ان کی حکومت کا تختہ الٹ دیا اور ۱۷ ستمبر ۱۹۶۱ء کو طویل مقدمہ کے بعد، انہیں غداری، قتل اور غبن وغیرہ کے الزامات میں پھانسی دے دی گئی۔

**مینڈک**۔ (FROG) مینڈک ریڑھ کی ہڈی والے جانوروں میں شمار ہوتا ہے۔ یہ خشکی اور تری دونوں میں رہ سکتے ہیں۔ انہیں "جل تھلیا" بھی کہتے ہیں۔ مینڈکی انڈے دیتی ہے۔ جن سے بچے نکلتے ہیں۔ ان کی دمیں اور گلپھڑے ہوتے ہیں۔ جب بڑے ہوتے ہیں اور گلپھڑے نیز دم جاتے رہتے ہیں۔ مینڈک کے بچے پانی میں رہ کر گلپھڑوں کے ذریعہ سے سانس لیتے ہیں۔ بڑے ہو کر مینڈک پھیپھڑوں اور کھال کے مسامات میں سے سانس لیتا ہے۔ مینڈک خشکی میں بھی رہ سکتا ہے۔ لیکن انڈے دینے کے لیے اسے پانی میں جانا پڑتا ہے۔ مینڈک کے بچوں کے جسم پر سبز چتیاں پڑی ہوتی ہیں۔ مینڈک کی ایک اور قسم ہے جسے ٹوڈ (TOAD) کہتے ہیں۔ اس کے جسم پر دانے سے پڑے ہوتے ہیں اور یہ بہت بھدا ہوتا ہے۔ اس کے بچے کالے ہوتے ہیں۔

جل تھلیے جانور انسان کے لیے مفید ہیں کیونکہ یہ مکھیاں، کنکھجورے، کیڑے مکوڑے وغیرہ کھاتے ہیں مینڈک

کی زبان اوپر کے جبڑے میں آگے کی طرف لگی ہوتی ہے۔ اور کافی لمبی ہوتی ہے۔ مینڈک اسے بار بار نکالتا ہے۔ منہ بند ہونے کی حالت میں زبان کی نوک حلق کی طرف رہتی ہے۔ زبان میں چپک ہونے کی وجہ سے کیڑے مکوڑے آسانی سے پکڑے جا سکتے ہیں۔ مینڈک کے اوپر والے مسوڑھے میں باریک باریک دانت ہوتے ہیں۔ ٹوڈ کے منہ میں بالکل دانت نہیں ہوتے۔ مینڈک کے بچے شروع میں سبزی کھاتے ہیں لیکن جلد ہی پانی کے چھوٹے چھوٹے جانور کھانے لگتے ہیں اور بڑے ہو کر ہر قسم کے کیڑے مکوڑے، گھونگے، جونک وغیرہ شوق سے نگل جاتے ہیں۔

## مینزیز، رابرٹ (Robert Gordon Menzies)

رابرٹ گورڈن مینزیز۔ آسٹریلیا کے وزیر اعظم۔ ۱۸۹۴ء میں آسٹریلیا کے صوبے وکٹوریہ (Victoria) میں پیدا ہوئے۔ ان کے دادا ایک کان کن اور والد ایک دیہاتی دکاندار تھے۔ آسٹریلیا ہی میں ابتدائی اور اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور بیرسٹر ایٹ لا بنے۔ چونتیس سال کی عمر میں صوبائی مجلس قانون ساز کے رکن منتخب ہوئے۔ اگلے سال اسمبلی کے رکن چنے گئے اور اعزازی وزیر بنا دیئے گئے۔ دس سال بعد آسٹریلیا کے وزیر اعظم مقرر ہوئے مگر دو ہی سال بعد اپنے عہدے سے مستعفی ہو گئے۔ چھ سال تک حزب مخالف کے قائد رہے اور انتخابات کے بعد پھر سے وزیر اعظم مقرر ہوئے۔

مسٹر مینزیز نظریاتی لحاظ سے قدامت پسند ہیں۔ وہ بہت اچھے مقرر ہیں اور لکھی ہوئی تقریر کو پڑھنے سے تامل نہیں۔ کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں اور شعر بھی کہتے ہیں۔ انہوں نے شیکسپیئر کے مشہور ڈرامے "وینس کا سوداگر" کے عدالت کے منظر کو صحیح انداز میں لکھا کیونکہ ان کی رائے میں شیکسپیئر قانون اور عدالتی طریقوں سے واقف نہیں تھا۔ وہ مضمون مرتب ہوا ہے۔ مسٹر مینزیز ٹینس اور کرکٹ کے محض شوقین نہیں دیوانے ہیں۔ لندن میں بڑی بڑی سیاسی کانفرنسوں سے محض اس لئے اٹھ کر بھاگ گئے کہ ٹیلی ویژن پر کرکٹ ٹیسٹ میچ دیکھ سکیں۔

## مین کیمپف (میری جدوجہد) (Mein Kampf)

سابق نازی ڈکٹیٹر ہٹلر کی معرکہ آرا تصنیف۔ یہ کتاب دو جلدوں میں ہے۔ پہلی جلد اس نے لینڈزبرگ جیل میں لکھی تھی جہاں پر اسے ۱۹۲۳ء میں جرمن جمہوریہ کے خلاف مسلح بغاوت کے جرم میں تھوڑے عرصے کے لئے نظر بند کر دیا گیا تھا۔ اس حصے میں کچھ تو ہٹلر کی اپنی سوانح عمری ہے کچھ جرمن سلطنت کے قیام کے سلسلے میں تجاویز اور منصوبوں کا ذکر ہے۔ دوسری جلد میں مذکورہ بالا عزائم اور تجاویز کے اعادے کے علاوہ "نشر و اشاعت" پر بھی ایک علیحدہ باب قلمبند کیا گیا تھا۔

## مینگنیز (Maganese)

ایک سیاہ دھات جو شیشہ سازی میں کام آتی ہے۔ یہ عنصر بھی ہے اور بہت سی چیزوں میں ملایا جاتا ہے۔ اسے لوہے میں ملا کر فولاد بناتے ہیں۔ اس کا ایک مرکب پوٹاشیم پرمینگنیٹ کنوؤں میں متعدی بیماریوں کے جراثیم مارنے کے لئے ڈالا جاتا ہے۔ ایک دوسرا مرکب مینگنیز ڈائی آکسائڈ "لیکلانچی سیل" میں ڈالا جاتا ہے۔

## میونسپل بورڈ یا میونسپل کمیٹی (Municipal Board Or Muncipal Committee)

یہ ادارے بڑے شہروں اور قصبوں میں قائم ہوتے ہیں جن کا کام علاقے کی مالی حالت کو درست رکھنا، تعلیم، صحت، صفائی کو ترقی دینا اور شہر کو خوشنما بنانا وغیرہ ہے۔

شہر میں گلی سڑی چیزوں کی فروخت کو روکنا، روشنی کا معقول انتظام کرنا، سڑکیں وغیرہ مرمت کرنا اور بنانا، شفاخانے قائم کرنا، اسکول جاری کرنا اور متعدی وبا کے پھوٹنے پر اپنے علاقے میں ہر قسم کی حفاظتی تدابیر اختیار کرنا اس کے عام فرائض میں سے ہے۔

علاوہ ازیں بڑے شہروں میں یہ بورڈ فائر بریگیڈ یعنی آگ بجھانے والے انجن رکھنے کا انتظام بھی کرتا ہے۔ اور قبرستانوں کی بھی دیکھ بھال کرتا ہے۔ بعض شہروں میں خرید و فروخت کو بھی بورڈ اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے تاکہ ملک ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے خرچ کے واسطے جو روپیہ ضروری ہو وہ لوگوں سے ہی وصول ہو سکے۔ چنانچہ مختلف قسم کی اشیا پر محصول وصول کر کے بورڈ یہ رقم حاصل کرتا ہے اور صوبائی حکومت سے بھی روپیہ کی امداد حاصل کرتا ہے۔ شہر میں اس بورڈ کی علیحدہ اور انفرادی جائداد بھی ہوتی ہے جس سے کرایوں کی صورت میں آمدنی ہوتی رہتی ہے۔

بعض خاص قسم کے پیشوں یعنی تجارت، دکانوں

پانی، روشنی اور جانوروں پر بھی محصول لگا کر بورڈ اچھی خاصی رقم وصول کر لیتا ہے جو لوگوں کی فلاح و بہبود پر صرف کی جاتی ہے۔

اس کے اراکین کے انتخاب کا طریقہ یہ ہے کہ شہر کو مختلف حلقوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ ہر حلقہ، وارڈ (Ward) کہلاتا ہے۔ ہر وارڈ سے ایک یا دو یا تین ارکان منتخب ہوتے ہیں جو میونسپل کمشنر کہلاتے ہیں۔ ان کا انتخاب تین سال کے لئے ہوتا ہے۔ یہ ارکان اپنے ہی میں سے ایک صدر (Chairman) اور ایک نائب صدر (Vice-Chairman) منتخب کر لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ بورڈ چند تنخواہ دار ملازم رکھ لیتا ہے۔ مثلاً ایگزیکٹو آفیسر، ہیلتھ آفیسر، انجینئر، سپرنٹنڈنٹ واٹر ورکس اور سپرنٹنڈنٹ تعلیمات وغیرہ۔

جملہ انتظامات کو مختلف کمیٹیوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے اور ہر کمیٹی میں آٹھ یا دس ارکان ہوتے ہیں۔ ہر کمیٹی پر کسی ایک نہ ایک شعبہ کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ عام طور پر بورڈ میں مالیات، صحت، تعلیم، تعمیرات، محصول، چنگی، پانی، اشیائے خوردنی اور سواریوں کا انتظام کرنے کے لیے الگ الگ سب کمیٹیاں ہوتی ہیں۔ نیز دیکھو جدید یا مدہ کارپوریشن

**میئر** (Mayor) شہری اور قصباتی کونسلوں کے چیئرمین جنہیں وہ مجالس منتخب کرتی ہیں جن پر وہ صدارت کرتے ہیں۔ یہ عہدہ شاہ ہنری دوم کے عہد میں شروع ہوا۔ لندن اور دوسرے بڑے بڑے صوبائی شہروں میں لارڈ میئر ہوتے ہیں۔ اسکاٹ لینڈ میں میئر کا مترادف پرووسٹ (Provost) ہے۔ پاکستان میں لاہور، کراچی اور ڈھاکہ وغیرہ کارپوریشنوں کے صدر میئر کہلاتے ہیں۔

# ن

**نابالغ** ۔ وہ لڑکے یا لڑکیاں جو بلوغ کو نہ پہنچے ہوں۔ یعنی شادی کے قابل نہ ہوں اور ان کی عقل پختہ نہ ہوئی ہو۔ بلوغت کی عمر اور وقت کے متعلق فقہا کے درمیان اختلاف ہے۔ گرم ممالک میں بچے جلد بالغ ہو جاتے ہیں۔ لیکن سرد آب و ہوا میں دیر میں بلوغ کو پہنچتے ہیں۔ اسی طرح کمزور نسلوں میں بلوغت جلد آ جاتی ہے۔ برخلاف اس کے طاقتور نسلوں میں دیر میں بالغ ہوتے ہیں لیکن ۱۲ برس کی عمر تک لڑکا اور ۹ برس کی عمر تک لڑکی بہرصورت نابالغ رہتی ہے۔ بالعموم ۱۴ یا ۱۵ برس تک لڑکے اور ۱۲ یا ۱۳ برس تک لڑکی نابالغ سمجھی جاتی ہے۔ جب تک لڑکا اور لڑکی صحیح معنوں میں شادی کرنے کے لائق نہ ہوں وہ نابالغ سمجھے جاتے ہیں۔ عموماً ہر ملک میں قانوناً بلوغت کی عمر مقرر کر دی جاتی ہے۔ پاکستان میں ذکور کی حد بلوغ اٹھارہ برس اور اناث کی حد بلوغ سولہ سال ہے۔

**نابغہ** ۔ نابغہ الذبیانی عرب کا مشہور اور ممتاز شاعر تھا۔ خاندان لخم کا آخری بادشاہ النعمان سوم (ابو قابوس ۵۸۰ء تا ۶۰۲ء) جو منذر سوم کا بیٹا تھا۔ نابغہ الذبیانی کا سرپرست اور مربی تھا۔ اس سے قبل وہ شاہان حیرہ کا درباری شاعر تھا۔ مگر ایک غلط اتہام کی بنا پر اسے وہاں سے نکال دیا گیا۔ دیوان نابغہ عربی ادب میں ایک مشہور کتاب ہے۔

**نابیناؤں کی تعلیم** ۔ نابینا آدمیوں کو تعلیم دینے کے وسائل میں سے ایک جنہیں بریل (Braille) نام کا طریق تدریس کہتے ہیں۔ بریل طریق تعلیم ایک فرانسیسی نے جو خود بھی نابینا تھا وضع کیا۔ اس کا نام لوئی بریل تھا اور یہ ۱۸۰۹ء تا ۱۸۵۲ء زندہ رہا۔ بریل پہلے ابھری ہوئی طباعت (Elevated Printing) ایجاد کر کے اندھوں کو تعلیم دلانے کی سہولتیں بہم پہنچائیں۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اس طریق تدریس کی اصل ایجاد کا سہرا حقیقت میں ایک اور فرانسیسی کے سر ہے جس کا نام ویلنٹین ہوئے (Valentin Hauy) تھا جس نے سب سے پہلے اس کام یعنی مشاہدہ کو بروئے کار لانے کی کوشش کی جس کے مطابق لوگوں میں مشہور ہے کہ نابینا لوگوں کی باقی حسیات عام لوگوں سے تیز ہوتی ہیں اس نے لکڑی کی طباعت (Raised Printing) ابھرے ہوئے جغرافیائی نقشوں (Raised Maps) پر نابیناؤں کی حساس انگلیاں پھیر کر انہیں تعلیم دینے کا طریقہ رائج کیا جو بعد ازاں بریل نے پایۂ تکمیل کو پہنچایا۔ بریل طریق تعلیم کی اساس پچھ تمثیلی نشانوں (Symbols) پر ہے جو نوشت و خواند کے کام آتے ہیں۔

**ناجائز درآمد و برآمد** ۔ (دیکھو سمگلنگ (Smuggling))

**ناچ** ۔ (دیکھو رقص)

**ناخن** ۔ (Nail) انگلیوں کے کناروں پر ہڈی نما حصہ جو انگلیوں کو خوبصورت اور مضبوط بناتا ہے۔ ان کی صفائی اور بڑھے ہوئے حصہ کو کاٹنے کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔ ناخن کے نیچے چھپے ہوئے کانٹے نکال دیے جائیں ورنہ پیپ پڑ جانے اور زہر پھیلنے کا ڈر ہوتا ہے۔ ہاتھ پاؤں کے ناخن کو بڑھانا دنیا شرعاً ممنوع ہے ایسا کرنے سے جسمانی طہارت اور پاکیزگی میں فرق آتا ہے۔

**نادر شاہ ایرانی** ۔ نادر شاہ ایرانی، نادر شاہ درانی کے نام سے بھی موسوم ہے اس نے ہندوستان پر حملے کیے اور سلطنت دہلی اور دار الحکومت دہلی کو تاراج کیا اور قتل عام کے بعد بے شمار دولت اور مال و متاع لے

کر واپس لوٹا۔ ۱۷۳۹ء میں اس نے دہلی پر حملہ کیا تھا۔ نادر شاہ اور نادر گردی کا محاورہ اب تک سیاسی حالت لوٹ مار اور طوائف الملوکی کا مصداق ہے۔

**نادر شاہ** (افغانستان) نادر شاہ مرحوم ظاہر شاہ والئ افغانستان کے والد تھے۔ جو افغان بادشاہ امان اللہ خان کے جانشین ہوئے۔ ثانی الذکر کو افغان بغاوت اور ملکی مخالفت کی بدولت افغانستان چھوڑ کر اٹلی پناہ لینا پڑی۔ ورنہ نادر شاہ ان کے باضابطہ جانشین ہوئے۔ باغیوں کا سرگروہ بچہ سقا نامی ایک لیڈر تھا جسے امیر امان اللہ کے اخراج کے بعد خود بھی تخت و تاج چھوڑ کر جانا پڑا۔

**نارڈ** (Nord) فرانس کا ایک زرخیز صوبہ جو قبل ازیں فرنچ فلینڈرز (French Flanders) کا صوبہ تھا۔ شمال مشرق اور مشرق میں بلجیم ہے۔ معدنیات بکثرت پائی جاتی ہیں۔ بالخصوص کوئلہ۔ نیز یہ ایک اہم زرعی پیداوار کا علاقہ ہے۔ دارالحکومت اس کا لِل (Lille) ہے۔ رقبہ ۲۲۲۸ مربع میل اور آبادی بیس لاکھ کے قریب ہے۔

**نارمنڈی**۔ (Normandy) فرانس کا شمالی ساحلی علاقہ جو سیب کی پیداوار کے لئے یورپ بھر میں مشہور ہے۔ یہ علاقہ سالہا سال تک انگریزوں اور فرانسیسیوں میں متنازعہ فیہ رہا لیکن کبھی انگریزوں نے اس پر قبضہ کر لیا اور کبھی فرانسیسی اسے آزاد کرانے میں کامیاب ہو گئے۔ ۱۴۴۹ء میں فرانس کے بادشاہ چارلس ہفتم (Charles VII) نے اسے فتح کر کے فرانسیسی علاقے میں شامل کر لیا۔ دوسری جنگ عظیم میں نارمنڈی پر نازیوں نے قبضہ کر لیا مگر اس کے مختلف حصوں میں زبردست جنگ کے بعد جرمنوں کو پسپا ہونا پڑا اور اس شکست کے بعد وہ کہیں بھی اپنے قدم نہ جما سکے۔

**ناروے** (Norway) شمالی یورپ کی ایک بادشاہت جو جزیرہ نمائے سکنڈے نیویا کے شمالی اور مغربی حصے کو محیط ہے۔ اس کے مشرق میں سویڈن، فن لینڈ اور روس، شمال میں بحر منجمد شمالی، شمال مغرب میں بحیرہ ناروے اور مغرب میں شمالی سمندر واقع ہے۔ رقبہ ۱۲۵۱۸۲ مربع میل۔ آبادی ۳۸۱۰۰۰۰ کے لگ بھگ ہے۔ ملک کا مغربی اور کوہستانی ساحل بے حد شکستہ ہے جس میں جا بجا اونچی پہاڑیوں کے درمیان نالے بن گئے ہیں۔ نصف سے زیادہ رقبہ اونچے پہاڑوں اور سطوحات مرتفع پر مشتمل ہے۔ پہاڑوں کی ڈھلانوں پر بڑے بڑے گھنے جنگل ہیں۔ ملک کا ستر فیصد علاقہ ناقابل زراعت ہے۔ باشندگان ملک بیشتر ماہی گیری میں مصروف رہتے ہیں یا زراعت کرتے ہیں۔ کاغذ سازی اور مچھلیوں کو ٹین میں بند کرنا یہاں کی صنعتیں ہیں۔ مچھلی، کاغذ، لکڑی کا گودا اور معدنیات خاص اشیائے برآمد ہیں۔ ملک کے خاص شہر یہ ہیں۔ اوسلو (Oslo) (دارالسلطنت) برگن (Bergen) اسٹاونگر (Stavanger) اور ٹرونڈہیم (Trondheim) یہ مقامات بندرگاہیں بھی ہیں اور یہاں ماہی گیری بھی ہوتی ہے۔

ناروے کو ہیرلڈ ہارفاجر (Harold) (Haarfager) ۸۶۳ء۔ ۹۳۰ء نے متحدہ مملکت کی حیثیت دی۔ شاہ اولاف Olaff (۱۰۱۵) نے اسے عیسائی مملکت میں تبدیل کیا۔ ۱۵۲۴ء سے ۱۸۱۴ء تک یہ ایک مقبوضہ علاقہ کی حیثیت سے ڈنمارک کے زیر نگیں رہا۔ اس کے بعد اس کا الحاق سویڈن سے کر دیا گیا جس کے ساتھ اس کا اتصال ۱۹۰۵ء میں ختم ہوا۔ ۹ اپریل ۱۹۴۰ء کو اس پر جرمنی نے حملہ کیا۔ اب یہ ملک خود مختار اور آزاد ہے۔

**ناریل**۔ ناریل کا درخت اصل میں ہندوستان

اور جنوب مشرقی ایشیا کی مخصوص پیداوار ہے جہاں سے اس کا بیج سمندر میں تیرتا ہوا دور دور ممالک میں جا لگا۔ اب یہ درخت جزائر مشرق الہند اور غرب الہند اور بحر الکاہل کے بعض جزیروں میں بھی پایا جاتا ہے۔

ناریل کا درخت ساٹھ سے اسّی فٹ لمبا ہوتا ہے۔ اس کی چوٹی پر لمبے لمبے پتوں والی پندرہ بیس شاخیں ہوتی ہیں تنا کھجور کے تنے کی طرح تنگ و دراز ہوتا ہے البتہ اس کی طرح کھردرا نہیں ہوتا۔ درخت پانچ سات سال میں جوان ہوتا ہے اور ستر اسی برس کی عمر تک اس میں اسّی سے سو دانے ہر سال لگتے ہیں۔

گری ابتدا میں مائع حالت میں ہوتی ہے۔ اور جوں جوں کھوپرا پکتا ہے۔ یہ مائع ٹھوس بن کر تہ بہ تہ جمتی جاتی ہے۔ اور آخر میں بالکل ٹھوس حالت میں تبدیل ہو جاتی ہے چنانچہ جب تازہ کھوپرا توڑا جاتا ہے تو اس میں سے یہ پانی سا بہہ نکلتا ہے۔ کھوپرے کے خول پر بالوں کی طرح کی اون سی ہوتی ہے۔ جس کو کوائر (Choir) کہتے ہیں۔ اس سے کرکٹ کھیلنے کی چٹائیاں، فرشی اور دری چٹائیاں ٹیکسوں کی جھالریں اور رسّے اور رسیاں بنائی جاتی ہیں۔ گدیلوں کے بھرنے کے کام بھی آتی ہے۔ گری سے تیل نکلتا ہے۔ جو گھی کی جگہ استعمال ہوتا ہے اور سر پر لگانے کے لئے بھی بہترین تیل ہے۔ صابن سازی میں بھی کار آمد ہے اور بجائے خود مقوی غذا ہے۔ کھوپرا ہی اس پودے کا بیج ہے۔ اس کے ایک سرے پر تین ننھے ننھے سوراخ ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک سے یہ پودا پھوٹ نکلتا ہے۔ ناریل کا پانی ایک قوت بخش مشروب ہے ناریل کی گری شکر کے ہمراہ کھا کر اوپر سے ناریل کا پانی پینا صحت کے لئے نہایت مفید ہے۔

**نازیت۔** (Nazism) جرمنی کی ایک سیاسی تحریک جس کے پیروؤں کو نازی کہتے ہیں۔ نازیوں نے ۱۹۳۳ء سے ۱۹۴۵ء تک جرمنی پر حکومت کی اس تحریک کی بنیاد اس احساس پر تھی کہ جرمن قوم دیگر اقوام عالم کی نسبت نسلی برتری کی حامل ہے۔ اس کے علاوہ جرمنی میں بڑھتے ہوئے جذبۂ عسکریت نے بھی اس تحریک پر نمایاں اثر ڈالا۔ اس جماعت کا نصب العین یہی تھا کہ جرمنی کو دنیا کی مضبوط ترین طاقت بنا دیا جائے۔ ۱۹۳۳ء میں اس پارٹی نے ہٹلر کی زیر سرکردگی جرمنی پر اپنی حکومت قائم کر لی اور ۱۹۳۹ء میں ہٹلر نے اپنے مندرجہ بالا مقصد کے حصول کے لئے دوسری جنگ عالمگیر شروع کر دی جس کے نتیجے کے طور پر چند ابتدائی فتوحات کے بعد ۱۹۴۵ء میں جرمنی کو شکست فاش ہوئی ہٹلر نے خودکشی کر لی اور نازی تحریک ختم ہو گئی۔

**ناسخ۔** شیخ امام بخش نام۔ ناسخ تخلص۔ آپ کی تاریخ ولادت ۱۷۷۲ء ہے۔ تاریخ وفات ۱۸۳۸ء ہے والد کا وطن لاہور تھا۔ بعض لوگ آپ کو خدا بخش لاہوری خیمہ دوز کا بیٹا کہتے ہیں۔ بعض انہیں اس کا متبنیٰ کہتے ہیں۔ اور اصلی والد کو غریب اور مفلس بتاتے ہیں۔

ناسخ کی تعلیم و تربیت اور شاعری کی ابتدا لکھنؤ ہی میں ہوئی۔ آپ کو بچپن ہی سے شعر و سخن کا شوق تھا۔ ابتدا میں مصحفی سے اصلاح لی۔ پھر چند میں تنہا سے اصلاح لیتے رہے۔ رفتہ رفتہ آپ اردو زبان کے بہت بڑے شاعر اور طرز لکھنؤ کے موجد ہو گئے۔

ناسخ کو ورزش کا بہت شوق تھا۔ آپ بڑے قوی ہیکل اور سیاہ فام تھے۔ بڑے خود دار اور آزاد روش شخص تھے۔ آپ کو وزیر حکیم مہدی کی وجہ سے کئی بار لکھنؤ چھوڑنا پڑا۔ آخر ۱۸۳۱ء میں مہدی نے انتقال کیا۔ اور ناسخ لکھنؤ آ گئے۔ جہاں پندرہ سال آزادی سے گزار کر ۱۸۳۸ء میں انتقال کیا۔

ناسخ کے تین دیوان ہیں۔ آپ نے کوئی قصیدہ نہیں لکھا۔ ہجو اور مذاقیہ اشعار بھی ان کے دیوان میں نہیں۔ مثنوی سراج، اور ایک مولود بھی آپ کی تصنیف ہے۔

**ناستک۔** وہ آدمی جو نہ تو خدا کی ہستی کا قائل

ہو۔ اور نہ ہی منکر اس لفظ کا مفہوم لفظ دہریہ سے بالکل مختلف ہے دہریے سرے سے خدا کی ہستی کے منکر ہوتے ہیں اور ہیولے یعنی مادہ کو تمام کائنات کا منبع سمجھتے ہیں۔ (نیز دیکھو لاادریا)

**ناسور** (Ulcer) جسم کی داخلی یا خارجی سطح پر ایک کھلا زخم جس سے مواد بہتا ہو۔ ناسور سادہ بھی ہوتے ہیں۔ جو کسی مقامی تاثر یا تجنیر کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ یا سوءِ ہضم کے سبب سے داخلی ہوتے ہیں یا سرطان۔ آتشک۔ یا عضلاتی مرض کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ ناسور ایک گہرا اور سوراخ دار زخم بھی ہوتا ہے جس کا مندمل ہونا مشکل ہوتا ہے۔

**ناشپاتی**۔ ایک قسم کا پھل ہوتا ہے۔ جسے بام گم ناکھ بھی کہتے ہیں۔ کشمیر، پنجاب اور ملحقہ علاقوں میں عام ہوتا ہے۔ درخت متوسط قامت کا ہوتا ہے سال میں ایک بار پھل دیتا ہے جو ماہ اگست و وسط ستمبر تک پکتا ہے۔ یورپ اور امریکہ کے ممالک میں بھی بکثرت پیدا ہوتا ہے۔

**ناصر، کرنل**۔ (دیکھو جمال عبدالناصر، کرنل)

**ناصر خسرو**۔ ایک عالم فاضل حکیم صوفی شاعر اور سیاح تھے۔ بعض انہیں اہل توحید کہتے ہیں لیکن بعض انہیں دہریہ سمجھتے ہیں۔ اس شبہ کا انہوں نے مذہب کے متعلق اپنی کتابوں میں بحث کی ہے۔ تصنیفات میں بعض جگہ اشعار بھی ہیں جن سے ان کے شاعر ہونے کا بھی پتہ چلتا ہے۔ زبان نہایت پاکیزگی کی حامل ہے۔

**ناصر نذیر فراق سید**۔ خواجہ ناصر نذیر فراق دہلوی اگست ۱۸۶۵ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ عربی و فارسی کی تعلیم کے بعد ادب کی طرف توجہ کی اور اس میں خاص مہارت پیدا

کی۔ دہلی کی شستہ زبان اور محاورات لکھنے میں انہیں کمال حاصل تھا۔ منشی سید احمد مولف فرہنگ آصفیہ انہیں شمس العلماء زبان اردو کہا کرتے تھے۔ دلی کا آخری دیدار، دکن کی سیر اور بیگموں کی چھیڑ چھاڑ ان کی یادگار تصانیف ہیں۔ ۸ فروری ۱۹۳۳ء کو دہلی میں انتقال کیا۔

**ناظم الامور** (Charge de' Affairs) سفیر سے چھوٹے درجے کا افسر سفارت جو کسی غیر ملک میں اپنے ملکی سفیر کی عارضی عدم موجودگی میں سفارت خانے کا انچارج ہوتا ہے۔ بعض ممالک میں اپنے کمتر عہدہ کے باوجود وہی مستقل طور پر اپنے ملک کی سفارت کے فرائض سرانجام دیتا ہے۔

**ناظم الدین خواجہ**۔ ۱۸۹۴ء میں پیدا ہوئے۔ علی گڑھ اور کیمبرج میں تعلیم پائی ۱۹۲۲ء سے ۱۹۲۹ء تک ڈھاکہ میونسپلٹی کے صدر رہے۔ ۱۹۲۹ء سے ۱۹۳۴ء تک بنگال کے وزیر تعلیم رہے۔ ۱۹۳۷ء میں وزیر داخلہ بنے اور دسمبر ۱۹۴۱ء میں وزارت سے استعفا دے دیا ۱۹۴۲ء میں مسلم لیگ اسمبلی پارٹی کے لیڈر کی حیثیت سے بنگال اسمبلی میں قائد حزب مخالف (Leader of the Opposition) رہے۔ اپریل ۱۹۴۳ء سے مارچ ۱۹۴۵ء تک بنگال کی مسلم لیگ وزارت میں وزیر خوراک رہے۔ ۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۷ء تک آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے رکن رہے۔ تقسیم ملک کے بعد مشرقی بنگال کے وزیر اعظم بنے۔ ستمبر ۱۹۴۸ء میں پاکستان کے دوسرے گورنر جنرل مقرر ہوئے اور اکتوبر ۱۹۵۱ء میں پاکستان کے دوسرے وزیر اعظم بنے۔ اپریل ۱۹۵۳ء میں ملک غلام محمد گورنر جنرل کے حکم کے تحت آپ کو وزارت عظمیٰ سے علیحدہ کر دیا گیا۔

**نافع**۔ لفظ نفع سے اسم فاعل ہے۔ ہر وہ چیز جو مفید اور منفعت بخش ہو۔ نافع بن ازرق خوارج

کے مشہور لیڈر اور سوار بھی تھے بغاوتی دور میں خوارج کے کئی ایک جنگ ان کی سرکردگی میں ہوئے۔

**ناک** (Nose) جسم کا وہ عضو جس کے ذریعہ سانس لیا جاتا ہے۔ ناک کے پچھلے حصے میں اعصاب شامہ پھیلے ہوئے ہیں جن کے ذریعہ بو کا احساس دماغ تک پہنچتا ہے۔ نزلہ میں اور سردی لگنے پر ناک کے اندر کی جھلی پر ورم آ جاتا ہے جس کی وجہ سے سانس لینے میں دقت ہوتی ہے اور بو کا بھی پوری طرح احساس نہیں ہوتا۔

ناک قدرت نے منہ کے اوپر بنائی ہے اس کا مقصد یہ ہے۔ کہ انسان جو کچھ منہ کی راہ سے پیٹ میں ڈالے ناک پہلے ہی سے سونگھ کر بتا دے کہ کھانے پینے کی چیز خالص ہے یا نہیں۔ اس کی مدد سے انسان ناخالص چیزیں پیٹ میں ڈالنے سے بچا رہتا ہے سانس کی نالی میں ایک غشائی جھلی ہوتی ہے جس کے اوپر چھوٹے چھوٹے بال ہوتے ہیں جو پھیپھڑوں کے اندر جانے والی ہوا کو صاف کرتے ہیں۔ جب غشائی جھلی سے سیال مادہ حد سے زیادہ تجاوز کرنے لگتا ہے تو زکام ہو جاتا ہے۔ زکام مناسب علاج اور مقامی طور پر جراثیم کش دواؤں کے انجکشن سے عام طور پر اچھا ہو جاتا ہے۔

**ناکہ بندی**۔ (Blockade) دشمن ملک کے جہازوں کو نقل و حمل کی اجازت نہ دینا اور اس کی بحری تجارت کو منقطع اور مسدود کر دینے کو ناکہ بندی کہا جاتا تھا۔ مگر اب چونکہ ذرائع آمد و رفت میں حیرت انگیز تبدیلی واقع ہو گئی ہے اور تجارت کے لئے صرف بحری یا بری ذرائع ہی استعمال نہیں کئے جاتے بلکہ ہوائی جہاز بھی استعمال میں لائے جاتے ہیں لہذا ناکہ بندی قائم کرنے کے معنی کو بھی وسعت حاصل ہو گئی ہے۔ اب ناکہ بندی قائم کرنے کے طریقے ضروری نہیں کہ وہ صرف بحری تجارت کو منقطع کر دینے پر محمول ہوں بلکہ اب ناکہ بندی بحری بری اور ہوائی تینوں ذرائع میں سے کسی ایک یا ایک ساتھ تینوں طریقوں کو بروئے کار لانے پر حاوی ہو سکتی ہے۔

ناکہ بندی ایک قدیم جنگی حربہ ہے۔ جس کی صحیح اہمیت کا اندازہ نپولین کی جنگوں کے دوران میں ہوا۔ پچھلی دو عالمی جنگوں میں بھی اس حربے سے کافی فائدہ اٹھایا گیا ہے۔ بین الاقوامی قانون کی رو سے ناکہ بندی اس وقت باضابطہ تسلیم کی جا سکتی ہے جب اسے نافذ کرنے کے لئے کافی تعداد میں بحری قوت موجود ہو۔ بین الاقوامی قانون کی رو سے دشمن کے ساحل کی ناکہ بندی کی جا سکتی ہے۔ غیر جانبدار ممالک کے ساحلوں کی ناکہ بندی کی اجازت نہیں۔ مگر چونکہ متحارب ممالک اپنی تجارت کو کسی حد تک غیر جانبدار ممالک کے ذریعہ بر قرار رکھ سکتے ہیں اور پچھلی دونوں عظیم جنگوں میں ایسا کیا بھی گیا چنانچہ اتحادیوں نے یا جرمنوں نے باضابطہ ناکہ بندی کو قائم کرنے کا اعلان نہیں کیا بلکہ ڈوبنی کشتیوں اور دیگر آلات حرب کے ذریعوں سے ایک دوسرے کی تجارت کو بہت نقصان پہنچایا۔

**ناگاساکی** (Nagasaki) جاپان کے جزیرہ کیوشو (Keosho) کی بندرگاہ۔ جسے دوسری جنگ عظیم میں ۹ اگست ۱۹۴۵ء کو امریکہ نے ایٹم بم مار کر تباہ کر دیا۔ ۲۴۴۰۰۰ کی آبادی میں سے تقریباً ۳۶۰۰۰ لوگ ہلاک اور ۴۰۰۰۰ مجروح ہوئے۔ (نیز دیکھو ہیروشیما)

**ناگا قبائل**۔ یہ قبائل ہندوستان کے صوبہ آسام اور برما کے درمیان پہاڑی علاقہ میں آباد ہیں کسی زمانہ میں مردم خور اقوام میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ ناگا قبائل عرصہ سے اپنی ایک علیحدہ اور خود مختار حکومت کا مطالبہ کر رہے ہیں مگر حکومت ہندوستان ان کے اس مطالبہ کو تشدد سے دبا رہی ہے حال ہی میں ان قبائل نے ریاست منی پور کے سب ڈویژن تامن لانگ میں اپنی متوازی حکومت بھی قائم کر لی تھی۔

**ناگ پھنی**۔ (Cactus) (دیکھو تھوہر)

**نال**۔ ایک بھاری پتھر جو بیچ میں سے خالی ہوتا ہے۔ اور ورزش کرنے کے کام آتا ہے اس کے درمیان خالی جگہ پر پکڑنے کے لئے ایک قبضہ سا لگا ہوتا ہے۔ جسے ہاتھ سے پکڑ کر اور پھر کو اٹھا کر سر سے بلند کر کے سیدھا اوپر لے جاتے ہیں۔ اور پھر

نیچے شانوں تک لے آتے ہیں اس طریقہ سے بار بار اس سے ورزش کی جاتی ہے۔

**نامردی** (impotance) عورت سے مباشرت کرنے سے قاصر رہنا۔ اس کا تعلق صرف مردوں سے ہے۔ نامردی کی وجوہات ضعیفی، ذیابیطس، اندرونی ہارمونز کی کمی۔ اور نفسیاتی اثرات وغیرہ ہو سکتے ہیں مرض کی تشخیص کے وقت جسمانی امراض مثلاً خون کی کمی، ذیابیطس، تپ دق وغیرہ کے متعلق بھی جانچ پڑتال کر لینا ضروری ہے۔ اگر جسم میں اندرونی ہارمونز کی کمی ہے تو اس کے نتیجہ کے طور پر انسان عام انسانی صفات مثلاً آواز کا تیز اور باریک ہو جانا۔ عضو مخصوص کا چھوٹا رہ جانا داڑھی کا چھدرا ہونا وغیرہ پیدا ہو جائیں گی۔

نامردی کے مریضوں میں اکثریت ان کی ہے جن کی وجہ مرض صرف نفسیاتی ہے اور جنہیں کوئی جسمانی عارضہ نہیں ہے۔ مدت جدید کے بعد جب سپاہی گھر واپس آتے ہیں تو اکثر نامردی کی شکایت کرتے ہیں۔ اس کی وجہ جیسا کہ ان کی بیویاں شبہ کرتی ہیں یہ نہیں ہے کہ ان لوگوں نے اپنی ازدواج سے بیوفائی کی ہے۔ بلکہ اصل وجہ غالباً یہ ہوتی ہے کہ انہیں اپنی نفسیاتی خواہشات کو دبانے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ یہ عادت بھی دوسری عادتوں کی طرح آسانی سے نہیں چھوڑی جا سکتی۔

جنسی معاملات میں جن لوگوں کی تربیت غلط طریقوں پر ہوتی ہے اور جنہیں یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ مباشرت مضرت رساں ہے یا جلق انسان کو ناکارہ کر دیتی ہے۔ اور عموماً نامردی کا شکار ہو جاتے ہیں ایسی حالت میں وجہ مرض کا تعلق براہ راست نفسیاتی تاثرات سے ہوتا ہے۔

**نامزدگی** (Nomination) کسی شخص کو انتخاب کے لئے یا تقرر کے لئے نامزد کرنا انتخاب کے سلسلے میں عام طور پر مختلف پارٹیوں کے عمائدے اور لیڈر اپنے نمائندوں کو نامزد کرتے ہیں گذشتہ زمانے میں خود اختیاری حکومت کے مختلف اداروں میں حکومت اپنی طرف سے بھی کسی ایک نمائندے سے نامزد کیا کرتی تھی، جنہیں سرکاری ممبر کہا جاتا تھا۔

**نامہ اعمال**۔ قرآن پاک میں بتایا گیا ہے کہ ہر انسان پر دو فرشتے مسلط ہیں جن کو کراماً کاتبین کہا گیا ہے اور جو انسانی زبان سے نکلا ہوا ہر حرف تحریر کر لیتے ہیں۔ اور ہر چلتے وقت تو انسان کے آگے پیچھے رہتے ہیں لیکن ویسے دائیں بائیں لگے رہتے ہیں۔ اس طرح آدمی کے تمام اقوال و افعال برابر لکھے جاتے ہیں۔ قیامت کے روز یہ فرشتے پیش ہوں گے۔ جن لوگوں کا نامہ اعمال ان کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ اسے پڑھیں گے اور ان پر تاگے کے برابر بھی ظلم نہ ہوگا یعنی وہ جنتی ہوں گے لیکن بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال ملنے کے معنی اس کے برعکس یہ ہوں گے کہ اس میں گناہوں اور خطاؤں کی زیادتی ہے۔

ایک جگہ نامہ اعمال کے منفی اور ہلکا ہونے کا بھی ذکر ہے۔ اس کے بھی یہی معنی ہیں کہ یا تو اعمال حسنہ بہ مقابلہ اعمال قبیحہ کے زیادہ ہیں یا کم۔ ایسی صورت میں ان کا موازنہ میزان کے ذریعہ ہوگا اور اسی کے مطابق جزا اور سزا تجویز ہوگی۔ نامہ اعمال کے بارے میں ایک جگہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہم نے ہر شخص کا نامہ اعمال اس کے گلے میں لٹکا رکھا ہے اور قیامت کے دن ہم اسے کتاب کی شکل میں اس کے سامنے کر دیں گے۔ (نیز دیکھو کراماً کاتبین)

**ناناصاحب** (۱۸۲۰–۱۸۶۰) جنگ آزادی (۱۸۵۷) میں مرہٹوں کا راہنما جسے انگریز مورخ تعصب کی بناء پر کانپور کے قتل عام کا محرک قرار دیتے ہیں۔ جب ۱۸۵۷ء کی بغاوت ناکام رہی تو نانا صاحب نیپال چلا گیا تھا۔ جس کے بعد اس کا ذکر سننے میں نہیں آیا۔ غالباً اسے انگریزوں نے کسی کے ہاتھوں مروا ڈالا تھا۔

اس کا اصل نام ڈونڈھو پنتھ تھا۔ اور کسی مرہٹہ پیشوا کا متبنیٰ تھا۔

۱۸۵۷ء کے واقعہ کے بعد اس نے نیپال میں پناہ لی تھی۔ جس کے بعد اس کی تاریخ

میں کوئی خبر نہیں پائی جاتی ہے۔

**نان سن تمغہ۔** ڈاکٹر گڈ ہارٹ (Good Heart) نے جو اقوام متحدہ کے رفیوجی ہائی کمشنر تھے، نان سن نام کا ایک اعزازی تمغہ عطا کرنے کا سلسلہ جاری کیا تھا۔ اور ان کی وفات کے بعد یہ تمغہ انہی کو دینے کا فیصلہ کیا گیا کیونکہ تمغہ کمیٹی نے انہیں اس اعزاز کا مستحق سمجھا۔ انہوں نے مہاجرین کی فلاح و بہبود کے لئے زبردست خدمات سرانجام دیں۔ یہ تمغہ مہاجرین کی امداد اور خدمات کے سلسلے میں جاری کیا گیا تھا۔ اور ڈاکٹر نان سن کی یاد میں اسے شروع کیا گیا۔ ڈاکٹر نان سن ناروے کے مشہور سیاح تھے اور لاوطنی کی سند حاصل کرنے کے لئے انہوں نے سب سے اوّل اپنا نام ثبت کروایا۔ [illegible] میں یہ تمغہ مسز روز ویلٹ (امریکہ) کو ملا اور [illegible] میں ہالینڈ کی ملکہ جولیانہ کو دیا گیا۔ پھر ڈاکٹر گڈ ہارٹ کی وفات پر مسز گڈ ہارٹ کو ان کے نام پر دیا گیا۔ نان سن میڈل کا سلسلہ ڈاکٹر مرحوم کے بعد بھی جاری رکھا جائے گا۔

**نانک، گرو۔** سکھ مذہب کے بانی۔ علاقہ پنجاب کے ضلع شیخوپورہ موضع تلونڈی میں ۱۴۶۹ء میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام کالو رائے تھا جو ذات کے کھتری اور گاؤں کے پٹواری تھے۔ سلطان پور کے حکمران دولت خان لودھی کے پاس [illegible] ۱۲ سال تک نانک جی ملازم رہے۔ اس کے بعد باپ نے شادی کر دی جس سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اس کے بعد گھر سے نکل کر پچیس برس تک مختلف مقامات کی سیاحت میں مشغول رہے۔ جوگیوں اور سادھوؤں کی خدمت میں ان کو بت پرستی کے نقائص اور ناموس توحید کی سچائی کا احساس ہو گیا۔ چنانچہ انہوں نے اس کی تبلیغ شروع کر دی اور لاکھوں آدمی ان کے مرید ہو گئے۔ یہ ہر قوم اور مذہب کے لوگوں کو مرید کر لیتے تھے۔ ان کے مرید بعد میں سکھ کہلائے۔ ابراہیم لودھی نے ان کو قید کر دیا تھا لیکن پانچ مہینے کے بعد ۱۵۲۶ء میں ابراہیم لودھی بابر کے ہاتھوں مارا گیا۔ بابر نے ان کی بڑی تعظیم کی اور رہا کر دیا۔ ضلع سیالکوٹ کے موضع کرتار پور میں ستر سال کی عمر میں یہ صلح کل درویش سیرت انسان فوت ہوا جہاں ان کے مریدوں نے ایک گنبد و مقبرہ بنا رکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ سیاحت کے دوران میں بغداد میں ایک چولہ وہاں کے حاکم نے ان کو دیا تھا۔ اس چولے پر آیات قرآنی لکھی ہوئی ہیں۔ اور وہ آج تک مشرقی پنجاب کے موضع ڈیرہ بابا نانک میں محفوظ ہے۔ ان کے بعد ان کے جانشین گرو کہلائے لیکن سکھ مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ بابا نانک کی تعلیمات سے بہت دور ہوتے گئے اور انہوں نے اکثر و بیشتر ہندوانہ رسوم و عقائد اختیار کر لیے۔

**نان و نفقہ (Alimony)** قانونی اصطلاح ہے۔ یہ نام اس رقم کو دیا جاتا ہے جو بطور گزارہ کسی عورت کو خاوند کی طرف سے واجب الوصول ہو۔ خواہ کسی زیر سماعت مقدمہ کے دوران میں بطور گزارہ خواہ اس کے اختتام پر بطور فیصلہ۔ یہ روپیہ اسی حالت میں ملتا ہے جب مرد پر عورت کی طرف سے تغافل برتنے کا الزام ثابت ہو جائے۔ اگر عورت کسی کے ساتھ فرار ہو جائے یا خود خاوند کو چھوڑ دے تو پھر اس قسم کے الاؤنس کی حقدار نہیں ہو سکتی۔ اگر مرد خود عورت کو چھوڑ دے تو بھی عورت مرد کے ترکے سے کسی قسم کے گزارہ کی حقدار نہیں ہو سکتی۔ لیکن اہل اسلام میں حق مہر وصول کر سکتی ہے جو شادی کے وقت ہی مقرر ہو جاتا ہے۔ اگر مرد عورت کو نہ طلاق دے اور نہ ہی گھر میں رکھے تو عورت کو حتمی طور پر گزارہ مل سکتا ہے۔ نان و نفقہ کا اطلاق عام مفہوم کو بھی شامل ہو سکتا ہے۔

**ناول (Novel)** نثر میں کہانی جو خیالی اشخاص کے کارناموں یا خدمات سے متعلق ہو اور ان کے فعل اور تصور کو پیش کر کے انسانی زندگی اور کردار کو واضح کرے۔ ابتدائی کلاسیکی اور دور متوسط

کی نثری کہانیاں بیشتر رومانی تھیں اور مناسبت کردار
کی جانب ان کا رجحان کم تھا۔ ناول نام کی ابتدا بوکیشیو
(Boccaccio) کی کتاب (Novella Storia) سے ہوئی۔ سولہویں
صدی میں ناول طرز کی کہانیوں کی عملی ابتدا ہوئی اور
اٹھارھویں صدی تک اسے انگریزی ادب کا اہم حصہ
بنا دیا گیا۔ انیسویں صدی میں سر والٹر اسکاٹ اور دوسرے
انشاپردازوں نے تاریخی ناولوں کو اپنے طرز کے
ماڈلوں پر فائق کر دیا

**نائٹروجن**۔ ایک غیر معدنی کیمیائی اور گیسی
عنصر جس کی انگریزی میں علامت N ہے۔ ایٹمی نمبر سات
ہے اور ایٹمی وزن ۱۴ء۰۰۸ ہے جس کا انکشاف ۱۷۷۲ء
میں ردھرفورڈ نے کیا۔ نائٹروجن کا تناسب خشک
ہوا میں تقریباً ۷۸ فیصد ہوتا ہے۔ اس کا منصب یہ ہوتا ہے کہ
وہ آکسیجن کو اس حد تک محلول اور معتدل کر دیتی ہے
کہ وہ حیاتی ضرورتوں کے موافق بن جائے۔ خالص
نائٹروجن جو بذریعہ اعمال کیمیائی فضا سے حاصل ہوتی ہو
وہ ایک بے رنگ، بے بو اور بے مزہ گیس ہوتی ہے
جو نہ تو خود جلتی ہے اور نہ ہی جلانے میں معاون ہوتی
ہے۔ اس کے مرکبات تعداد میں بہت زیادہ ہیں اور
اہم ہیں۔ آتشیں مواد اور پختہ رنگوں اور دواؤں اور
کھادوں وغیرہ میں اس کا استعمال ہوتا ہے۔

**نائٹنگل (مس)** (دیکھو فلارنس نائٹنگل)

**نائجیریا**۔ (Nigeria) مغربی افریقہ کی ایک
برطانوی نوآبادی جہاں جنگلات اور گھاس کے میدانوں
کی کثرت ہے جنہیں سوانا کہتے ہیں۔ ان میدانوں میں
مچھر کا بہت عالم ہوتا ہے اور جابجا کپاس، کوکو اور نیل
کی کاشت ہوتی ہے۔ ملک میں مویشی بھی پالے جاتے
ہیں۔ کچھ ٹین اور کوئلہ بھی کان سے نکالا جاتا ہے
لاگوس صدر مقام بھی ہے اور بندرگاہ بھی۔ یہ شہر
کانو سے جو اندرون ملک کا خاص شہر ہے۔ ریل
کے ذریعہ وابستہ ہے۔

**نباتات علم** (Botany) علم نباتات میں ان
جانداروں کی زندگی کا مطالعہ کیا جاتا ہے جو زندگی تو
رکھتے ہیں۔ مگر ظاہراً حیوانات کی طرح چل پھر نہیں سکتے
اور نہ بول سکتے ہیں۔ یہ جاندار پودے اور درخت ہیں۔
اس علم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نباتات اپنی
نامیاتی غذا آپ ہی تیار کر کے استعمال کرتے ہیں
اور ان میں بالیدگی عمر بھر ہوتی رہتی ہے۔ اس کے
برعکس حیوانات تیار شدہ غذا استعمال کرنے پر
مجبور ہیں اور ان میں بالیدگی ایک خاص عمر پر پہنچنے کے
بعد رک جاتی ہے۔

**نباتات میں رنگ اور خوشبو**۔ پودوں میں رنگ
و بو کی موجودگی کی ایک خاص وجہ ہے۔ یا تو یہ رنگ
اور بو کیڑے مکوڑوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں یا ان
کو خوف زدہ کر کے اپنے پاس آنے سے روکتے
ہیں۔ کچے پھل سبز رنگ کے ہوتے ہیں لیکن پکنے پر
سرخی مائل ہو جاتے ہیں۔ تاکہ پرندے آ کر بیج
لے جائیں اور اسے دوسری جگہ بکھیر دیں۔ انار، آم، اور
کیلے وغیرہ پھل سبز ہوں تو محفوظ رہتے ہیں لیکن پکنے پر
اتار لئے جاتے ہیں۔ پرندوں کو سب سے زیادہ سرخ
رنگ پسند ہے۔ اور اس کے بعد زرد۔ شہد کی مکھیاں
نیلے رنگ پر خصوصاً اور تمام شوخ رنگوں پر عموماً آتی ہیں۔
گھریلو مکھی سبز، ہرے یا نیلے رنگ کی شائق ہے۔
سیاہ اور زرد رنگ کی آمیزش سے پرندے بہت
گھبراتے ہیں۔ شاید یہ زنبور کا رنگ ہونے کے باعث
ہے۔ قریب قریب سب پرندے اس رنگ سے
گھبراتے ہیں۔ اگر کوئی اس رنگ کی سنڈی دکھائی دے
تو پرندے اس کو ہرگز نہیں چھیڑتے۔

پودوں پر رنگ برنگ کے پھول آتے ہیں۔ ان
کے رنگ ایسے ہوتے ہیں جن پر ان کے مخصوص کیڑے
متوجہ ہوتے ہیں۔ تاکہ یہ کیڑے ان پر بیٹھ کر زردانہ مادہ
کے غبار کو ملا کر پودوں کو بارور کریں۔ کیڑے تتریوں
کی شکل میں ہوتے ہیں۔ اور عموماً ان کا رنگ پھول کے
رنگ سے مشابہ ہوتا ہے۔ جس پر بیٹھے ہوئے یہ نظر
نہیں آتے۔ کدو کا پھول سفید رنگ کا ہوتا ہے کیونکہ
اس پر بیٹھنے والا بھنورا رات کو نکلتا ہے۔ اور
رات کے اندھیرے میں صرف سفید رنگ ہی نظر آتا
ہے۔ پھولوں میں بو بھی کیڑوں کی کشش کے لئے ہے
اور ان کے اندر شہد کی موجودگی کا مقصد یہی ہے کہ کیڑے
شہد کی جستجو میں اندر گھسیں کہ پھول کا غبار بدن پر چپکا لیں

اور جب اسی طرح مادہ جھلی میں داخل ہوں تو وہاں سے داخل کر دیں

**نبض۔** (Pulse) ہاتھ کی کلائی کی رگ کی وہ جگہ جہاں رگ پھڑکتی ہے۔ نبض کہلاتی ہے۔ اس جگہ کو مقام دباؤ بھی کہتے ہیں۔ تندرستی اور علالت کا اندازہ نبض دیکھنے سے کیا جاتا ہے۔ مقام دباؤ پر تین انگلیاں رکھ کر دیکھا جاتا ہے کہ ایک منٹ میں نبض کتنی دفعہ دھڑکتی ہے۔ اور اس کی رفتار کیسی ہے۔ تندرست آدمی کی نبض ایک منٹ میں تقریباً ۷۰ مرتبہ سے ۸۰ بار تک دھڑکتی ہے۔ اس سے کم زیادہ ہو تو صحت میں خرابی کی علامت ہو گی۔

نبض لیتے وقت بیمار کی چھاتی پر ہاتھ رکھ کر اس کے سانس بھی گنے جائیں تو علامت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اگر مریض رک رک کر یا تکلیف سے سانس لے تو اس کی تندرستی میں شک ہوگا۔ اور اگر قدرتی سانس لے۔ تو صحت ٹھیک ہو گی۔

حالت بخار میں نبض کی حرکت تیز ہو جاتی ہے۔ دل کی بیماری کی صورت میں نبض کی حرکت میں بے قاعدگی پیدا ہو جاتی ہے۔ ماہر طبیب نبض کی حرکت سے مختلف امراض کا اندازہ لگا لیتے ہیں۔

**نبوت۔** (Prophethood) نبی کا شن یا منصب یا پیغمبری ہے۔

نبوت بنی نوع انسان کے ارتقاء کے لئے لابدی ہے اور لوگوں کو گناہ کی قید سے چھڑانے کے لئے ہوتی ہے۔ نبوت توحید کے پیغام کی حامل ہوتی ہے اور انسان کی جسمانی اور روحانی ارتقاء کی کفیل ہے۔

(نیز دیکھو نبی)

**نبی** (Prophet) نبی کا لفظ نبأ سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں کوئی اہم اور مفید اعلان جس میں کسی شے یا علم کی واقفیت ہو۔ نیز نبأ کا تعلق ایسی واقفیت سے ہوتا ہے جو ہر قسم کے دروغ یا کذب سے مبرا ہو۔ نبی خدا اور ذی عقل کائنات کے درمیان (خود بھی کائنات میں سے ہوتے ہوئے) ایک سفیر ہوتا ہے۔ نبی ایک ایسی شخصیت ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کے بارے میں



واقفیت بہم پہنچاتی ہے۔ نبی کو اللہ تعالیٰ اپنی توحید اور وحدت کے بارے میں واقفیت بہم پہنچاتا ہے اور اسے آئندہ کے راز ارشاد فرماتا ہے اور یہ بتلاتا ہے کہ وہ اس کا نبی ہے۔ قرآن پاک میں الانبیاء نام کی ایک سورۃ بھی ہے۔ جو نبی کے منصب اور مختلف انبیا کے حالات پر کافی روشنی ڈالتی ہے۔

**نپولین بوناپارٹ۔** (Napoleon Bona Parte) ۱۵ اگست ۱۷۶۹ء کو بحیرۂ روم کے جزیرہ کارسیکا میں پیدا ہوا۔ پیرس اور برائن کے فوجی سکولوں میں تعلیم پائی اور سب سے پہلی کامیابی تولون کے محاصرے (۱۷۹۳ء) میں حاصل کی۔ جہاں اس نے توپ خانے کو ایک ایسے مخصوص انداز میں استعمال کیا کہ اسی کی وجہ سے فتح ہو گئی۔ اس کے بعد اٹلی میں پے در پے فتوحات حاصل ہوئیں (۱۷۹۷ء) اور تب وہ ایک قومی ہیرو بن گیا۔ اسی سال اس کو مصر کے خلاف ایک مہم کا کمانڈر مقرر کیا گیا جس کا آخری مقصد یہ تھا کہ ہندوستان کو فتح کیا جائے۔ نپولین اب تک خشکی کی لڑائیوں میں فتح مند چلا آتا تھا لیکن جب دریائے نیل پر نیلسن (Nelson) سے مقابلہ ہوا تو اس کا بحری بیڑا تباہ ہو گیا۔ ۱۷۹۹ء کے موسم خزاں میں وہ پیرس واپس چلا آیا اور حکومت کا تختہ الٹ کر خود قونصل اول بن گیا۔

اس وقت معلوم ہوا کہ نپولین بلحاظ فوجی اعتبار ہی سے بہت بڑا آدمی نہیں، بلکہ انتظام حکومت اور قانون سازی میں بھی مثال نہیں رکھتا۔ چنانچہ اس نے حکومت کی ابتری کو دور کر کے امن و انتظام قائم کیا، مالیات کے نظام نیز عدالتوں کی اصلاح کی، تعلیم کو عام کرنے کا انتظام کیا اور فرانسیسی قوانین کی باقاعدہ ضابطہ بندی کے کام کی نگرانی کی۔

۱۸ مئی ۱۸۰۴ء کو نپولین شہنشاہ بنایا گیا۔ وارث تخت حاصل کرنے کے لئے اس نے بے اولاد بیوی جوزیفائن (Josephine) کو طلاق دے کر ۱۸۱۰ء

میں آسٹریا کے شہنشاہ کی بیٹی ماری ریسا (Marie
Louise) سے شادی کرلی۔ دو سال بعد روس کی ہیبت ناک مہم شروع ہوئی۔ نپولین نے ہمیشہ کی طرح فتح پہ فتح پانی شروع کی لیکن موسم سرما میں ماسکو سے پسپا ہوتے وقت اس کی تقریباً ساری کی ساری فوج تباہ ہو گئی۔ ۱۸۱۳ء میں پروشیا اور آسٹریا نے روس کے ساتھ مل کر لیپزگ (Leipzig) کے مقام پر اس کو شکست دی اور اسے ۱۱ اپریل ۱۸۱۴ء کو تخت سے دستبردار ہونا پڑا۔

نپولین ایلبا کے جزیرے میں قید تھا۔ وہاں سے نکل بھاگا اور دوبارہ فرانس کا امپرر بن گیا۔ لیکن آخر ۱۸ جون ۱۸۱۵ء کو اس کو واٹرلو (Waterloo) کے میدان میں شکست فاش ہوئی۔ وہ سینٹ ہلینا (St. Helena) کے جزیرے میں جلاوطن کر دیا گیا۔ جہاں ۵ مئی ۱۸۲۱ء کو وہ چل بسا۔

## نپولین سوم (Napoleon III) (۱۸۰۸-۱۸۷۳ء)

فرانس کا شہنشاہ جو نپولین بوناپارٹ کا بھتیجا تھا۔ اس نے فرانس کا تخت حاصل کرنے کے لئے ۱۸۳۶ء اور ۱۸۴۰ء میں ناکام کوششیں کیں۔ ۲۰ دسمبر ۱۸۴۸ء کو وہ فرانس کا صدر منتخب ہوا اور اگلے سال اس نے شہنشاہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ ۱۸۷۰ء میں اس نے جرمنی سے لڑائی مول لی جس میں اسے شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

**نتھیا گلی**۔ پاکستان کا ایک صحت افزا مقام۔ ایبٹ آباد کے شمال مشرق میں واقع ہے اور سطح سمندر سے سات ہزار فٹ بلندی پر ہے۔ ایبٹ آباد سے مری کو جانے والی سڑک پر اس تحصیل کی متعدد گلیاں واقع ہیں جن میں نتھیا گلی خاص امتیاز کی مالک ہے۔ بڑا پُر سکون مقام ہے۔ یہاں سیاحوں کے قیام کے لئے پائین ہوٹل تعمیر کیا گیا ہے جو کشن پوری رینج کے کنارے اور جہلم سے کچھ فاصلے پر واقع ہے۔ اس سے دو میل کے فاصلے پر ڈونگا گلی ہے۔ نتھیا گلی ان سب گلیوں سے زیادہ بلند ہے۔ اس کی بلندی ۸۲۰۰ فٹ کے قریب ہے۔

## نٹشے (نطشے) (Friedrich Nietzsche)

(۱۸۴۴ — ۱۹۰۰) مشہور جرمنی فلسفی ۱۸۶۹ء میں ۲۵ برس کی عمر میں باسل (Basel) یونیورسٹی میں پروفیسر مقرر ہوا۔ ۱۸۷۹ء میں صحت کی خرابی کے باعث اپنے عہدہ سے مستعفی ہو کر عزلت نشین ہو گیا۔ ۱۸۹۰ء میں اس میں جنون کے آثار دکھائی دینے لگے اور بالآخر خرابیٔ دماغ اور دیگر عوارض کے باعث فوت ہو گیا۔

نٹشے نے تمام عمر شادی نہیں کی۔ وہ عیسائیت کی تعلیمات کا سخت مخالف تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ یورپ کے بڑے بڑے علما نے کہا ہے نٹشے عیسائیت سے اتنا بیزار نہیں تھا جتنا عیسائیوں سے۔ چنانچہ اس نے "معرفت کے بیر" "دنیا کے پچھواڑے بسنے والے" جیسے عنوانات کے تحت ایسی نظمیں لکھیں جن سے بصاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے معاصرین کے سماجی رویہ سے سخت بیزار تھا۔ نٹشے نے اپنی تعلیمات میں مروجہ اخلاق اور رسوماتی مذہب کی سخت مخالفت کی ہے۔ مگر اس اخلاق دشمنی کے باوجود جو ماورائے خیر و شر (Beyond Good & Evil) کے مصنف کے کلام سے ظاہر ہوتی ہے وہ بے اصول زندگی اور بے راہ روی کا سخت مخالف تھا۔ نٹشے کی پاکیزہ سیرت اور اس کے کلام کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ مذہب کے ٹھیکہ داروں نے یہ کیوں فرض کر لیا ہے کہ اخلاقیات کے بقا کے لئے رسوماتی مذہب کا زندہ رکھنا ضروری ہے۔ نٹشے نے اپنے کلام میں "فوق البشر" کے ظہور کے لئے اشتیاق ظاہر کیا ہے۔ اس کی بہترین کتاب "قول زردشت" (Thus Spake Zarathustra) ہے جس کی معجزانہ بلاغت قارئین کو ترجمہ میں بھی متاثر کئے بغیر نہیں رہتی۔

## نٹنگ مشین (Knittinr Machine)

سویٹر (Sweater) اور اسی قسم کے دوسرے کپڑے مثلاً جراب دستانے وغیرہ سلائیوں سے بنے جاتے ہیں۔ یہ ایک دستی صنعت ہے۔ البتہ بیل بوٹے کاڑھنے کے لئے دستی مشین یا برقی طاقت کی مشین ہوتی ہے جو درحقیقت سلائی کی مشین ہوتی ہے۔ مگر اس میں حسب ضرورت کاٹنے کا پرزہ لگا ہوتا ہے۔ ایک سکے پر کپڑا لگا کر اس پر کروشیا کا کام بھی کرتے ہیں۔ نٹنگ مشین سے نہایت دیدہ زیب اور خوبصورت کام ہوتا ہے۔

**نثر** (Prose) وہ عبارت جو روزمرہ کی گفتگو سے ملتی جلتی ہوتی ہے اور جس میں بحر، ردیف، قافیہ وغیرہ کچھ نہیں ہوتا۔

دنیا کے ہر ادب کی ابتدا نظم سے ہوئی اور نثر اس کے بہت بعد وجود میں آئی۔ انگریزی نثر کا آغاز آٹھویں صدی سے ہوا۔ اردو نثر کی باقاعدہ داغ بیل فورٹ ولیم کالج کے عہد میں پڑی۔

**نجاشی**۔ لفظ نجوش سے بنا ہے جس کے معنی بادشاہ کے ہیں۔ حبش کے بادشاہوں کا لقب ہے۔ یہ خاندان حبش میں ہزار ہا سال سے حکومت کر رہا ہے اور اس وقت دنیا کا سب سے قدیمی شاہی خاندان ہے۔

گذشتہ جنگ سے کچھ قبل اٹلی نے اس ملک پہ قبضہ کر کے یہاں کے بادشاہ ہیل سلاسی کو نکال دیا تھا مگر جنگ عظیم ثانی کے بعد اس کو پھر اپنا تخت واپس مل گیا۔ ابتدا ہی میں نجاشی اور اس کی قوم عیسائی ہو گئی تھی۔

**نجاشی شاہ حبشہ**۔ نام اصحمہ تھا۔ باپ کا نام ابجرہ۔ شاہی لقب نجاشی۔ آپ حبشہ (ابی سینیا) کے بادشاہ تھے۔ عرب میں عطیہ کے نام سے بھی مشہور ہیں۔

جب نبی اکرمؐ پہ کفار کے مظالم بہت بڑھ گئے۔ اور مسلمانوں کو بے پناہ تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ تو رسول اللہ نے انہیں مکہ سے ہجرت کر کے حبشہ چلے جانے کی ہدایت کی۔ چنانچہ مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد پناہ لینے کے لئے حبشہ پہنچی۔ اس وقت یہی نجاشی حبشہ کے بادشاہ تھے۔ جو مذہباً عیسائی تھے لیکن مسلمان مہاجرین سے اچھا سلوک کیا۔ اور ان کی حفاظت اپنے ذمہ لی۔ باوجودیکہ اس کے کہ قریش مکہ نے اپنا نمائندہ نجاشی کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ مہاجرین کو حبشہ سے نکال دیا جائے لیکن شاہ حبشہ نے ایسا نہ کیا۔ مہاجرین میں سے حضرت جعفر طیارؓ نے شاہ حبشہ کے سامنے قرآن پاک میں سے سورۃ مریم تلاوت کی۔ جسے سن کر نجاشی کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہ نکلے اور انہوں نے اسلام کی تائید کی۔

رسول اللہؐ نے جس زمانے میں سب بادشاہوں کو اسلام کے دعوتی خطوط بھیجے۔ تو ایک خط شاہ حبشہ کے نام بھی بھیجا۔ شاہ نے قاصد کا بے حد احترام کیا۔ اور تحفے تحائف دے کر قاصد کو واپس کیا۔ ۹ھ میں نجاشی نے انتقال کیا۔ آنحضرتؐ نے ان کے حق میں دعا کی۔ اور ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی۔

آپ بڑے نیک خصلت اور رحم و کرم کے پتلے تھے۔ چنانچہ ابتدائے اسلام میں مسلمانوں پر غیر مسلم کی حیثیت سے آپ نے جو لطف و عنایت کی وہ یادگار رہے گی۔

**نجران**۔ یمن کے علاقہ میں زرخیز اور شاداب بستی تھی۔ جہاں بنی حارث آباد تھے لیکن وہاں عیسائیوں کا بھی ایک مرکز تھا جس میں راہب رہا کرتے تھے۔ ۱۰ھ میں حضورؐ نے خالد بن ولید کو تبلیغ و اشاعت کے واسطے وہاں بھیجا اور حکم دیا کہ تین مرتبہ بلند آواز سے تبلیغ اسلام کرنا جو اسلام قبول کر لیں انہیں مذہب کی تعلیم دینا اور جو نہ مانیں ان سے مقابلہ کرنا چنانچہ تمام لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ عیسائیوں نے البتہ مباہلہ کے واسطے حضورؐ کی خدمت میں عاقب اور سعید دو راہبوں کو بھیجا۔ حضورؐ نے اس وفد کو مسجد نبوی میں ٹھہرایا اور مباہلہ کے واسطے پنجتن پاک کو بلایا لیکن دونوں راہب حضورؐ کے اعلیٰ صفات سے اتنے متاثر ہو چکے تھے کہ خود ہی دستبردار ہو گئے اور صلح کی درخواست کی۔ آخر ان شرائط پہ صلح ہو گئی کہ یہ لوگ مسلمانوں کو ہر سال دو ہزار قبائیں دیا کریں۔ سود کا کاروبار چھوڑ دیں اور مسلمان قاصدوں کی مہمان نوازی کیا کریں اس کے مقابلے میں حضورؐ نے بھی ان کے دینی مراسم کی آزادانہ بجا آوری کی اجازت مرحمت فرمائی اور اس کا ذمہ لیا۔

**نجوم**۔ اجرام فلکی جو ان گنت تعداد میں آسمان پہ موجود ہیں اور جن کے شمار کا اب تک اندازہ نہیں ہو سکا۔ تقریباً اسی ہزار ستارے ننگی آنکھوں سے نظر آتے ہیں۔ جو ستارے بظاہر ایک ایک دکھائی دیتے ہیں وہ دوربین کے ذریعہ سے دو دو یا تین تین

یا زیادہ نظر آتے ہیں ستاروں کے طبقات اور گروہ انفرادی جسامت، شرح فاصلے اور رنگ وغیرہ کے لحاظ سے بنے ہیں جو ہئیت دانوں نے مخصوص کر رکھے ہیں۔ (نیز دیکھو ستارے اور سیارے)

## نجیب جنرل

نجیب جنرل۔ جمہوریہ مصر کے سابق صدر جنرل محمد نجیب ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم قاہرہ گارڈن کالج خرطوم اور اعلیٰ تعلیم لندن میں حاصل کی۔ ۱۹۲۰ء میں مصری افواج میں شامل ہو گئے۔ حکومت اسرائیل قائم ہونے کے بعد فلسطین میں جنگ چھڑی تو مصری افواج کی باگ ڈور جنرل محمد نجیب کے حوالے کی گئی۔ اس جنگ میں انہوں نے قابل قدر خدمات انجام دیں۔

۱۹۵۲ء تک جنرل نجیب نے مصر کی عملی سیاست میں کبھی حصہ نہیں لیا مگر ۲۲ جولائی ۱۹۵۲ء کو انہوں نے افواج کی مدد سے شاہ فاروق کے خلاف بغاوت کر کے حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ شاہ فاروق مصر سے نکل گئے۔ سیاسی جماعتوں پر پابندی عائد کر دی گئی اور انقلابی کونسل کی بنیاد رکھی گئی لیکن حکومت مصر کی باگ ڈور عملی طور پر انقلابی کونسل کے ہاتھ میں چلی گئی جس کے روح رواں کرنل جمال عبدالناصر تھے۔ چنانچہ ۱۹۵۴ء میں کونسل نے ان کی جگہ جمال عبدالناصر کو وزیراعظم بنا دیا اور اس وقت سے آپ گوشہ نشینی اور خاموشی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

## نجی کاروبار (Private Enterprise)

ایسا کاروبار جو عام اور غیر سرکاری افراد آزادانہ طور پر کر رہے ہوں۔ اس کے مقابلے میں ایسا کاروبار بھی ہو سکتا ہے جو حکومت خود چلا رہی ہو۔ البتہ سرکاری کاروبار میں افراد بطور حصہ دار بھی شامل ہو سکتے ہیں۔

## نجی کمپنیاں (Private Companies)۔

نجی کمپنیاں دو یا زیادہ اشخاص سے مل کر بنتی ہیں بشرطیکہ وہ میمورنڈم آف ایسوسی ایشن پر اپنے دستخط کر دیں۔ اراکین کی تعداد پچاس تک ہو سکتی ہے۔ اس میں کمپنی کے ملازمین شامل نہیں ہوتے۔ کمپنی کے قواعد و ضوابط میں من جملہ اور دفعات کے ایک دفعہ ایسی بھی ہوتی ہے۔ جس کی رو سے وہ انتقال حصص کے حق پر پابندی عائد کر سکتی ہے۔ نیز سرمایہ اکٹھا کرنے کے لئے عوام کو دعوت نہیں دی جا سکتی۔ لہٰذا نجی کمپنی پراسپکٹس جاری نہیں کرتی۔ لیکن پبلک کمپنی میں تبدیل کرائی جا سکتی ہے بشرطیکہ پراسپکٹس کی بجائے ایک تحریری بیان رجسٹرار کے دفتر میں داخل کر دیا جائے۔

جب تک فریب دہی کا کوئی واقعہ نہ ہو ایک رجسٹری شدہ نجی کمپنی کی جس کے کم از کم دو رکن ہوں باگ ڈور ایک آدمی کے ہاتھ میں رہ سکتی ہے۔

بہت سے انفرادی کاروباری ادارے نجی محدود کمپنیوں میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ اور بعض صورتوں میں تمام حصص ایک ہی خاندان کے افراد میں محصور ہو کر رہ جاتے ہیں۔ بیشتر قواعد و ضوابط جو معمولی محدود سرمایہ کی کمپنیوں پر عائد ہوتے ہیں کم و بیش وہی نجی کمپنیوں پر بھی عائد ہوتے ہیں۔ نجی کمپنی اگر اپنے قواعد کی پابندی میں غفلت کرے تو وہ قانوناً اپنی مراعات کھو بیٹھتی ہے۔

## نحاس پاشا مصطفےٰ

نحاس پاشا مصطفےٰ۔ مصری سیاستدان ہیں۔ ۱۸۷۶ء میں پیدا ہوئے۔ قاہرہ کالج میں تعلیم پائی۔ پہلے لوکل کورٹوں میں جج مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۴ء میں رکن پارلیمنٹ اور وزیر مواصلات بنائے گئے۔ ۱۹۲۷ء میں مصری ارکان کے چیمبر کے صدر بنے۔ ۱۹۲۸ء، ۱۹۳۰ء اور ۳۷-۱۹۳۶ء، ۴۴-۱۹۴۲ء اور ۱۹۵۲ء میں مصر کے وزیراعظم تھے۔ کئی سال وفد پارٹی کے لیڈر رہ چکے ہیں۔ ۱۹۵۲ء کے مصری انقلاب میں سیاسی عتاب کا نشانہ بنے اور سیاسیات سے کنارہ کشی کر کے گوشہ نشین ہو گئے۔

## نخلستان

نخلستان۔ (Oasis) صحرا یا ریگستان کے بیچ میں شاداب زمین کا ٹکڑا جو پانی کی موجودگی کی وجہ سے سرسبز ہو جاتا ہے۔ بارش کا پانی ریت کے نیچے ٹھوس چکنی مٹی کی کسی تہ کے اوپر جمع ہوتا رہتا

ہے۔ اگر ریتیلی مٹی کی کوئی تہ غیر جاذب تہوں سے گھری ہوئی ہو اور وہ پانی کے ذخیرے تک پہنچ جائے تو پانی زمین کی بالائی سطح تک چڑھ آتا ہے اور چشمے کی صورت میں پھوٹ نکلتا ہے۔ اس کے ارد گرد نخلستان بن جاتا ہے۔ ایسی جگہوں پر کھجوروں کے درخت بکثرت ہوتے ہیں۔ اور جو اور باجرہ وغیرہ کی بھی کاشت ہوتی ہے۔

**نخلہ**۔ مکہ اور طائف کے درمیان مکہ معظمہ سے ایک شبانہ روز کی مسافت پر واقع ہے۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہاں کھجوروں کے باغات تھے اور سرسبز و شاداب مقام تھا۔ سنہ ۶۲۰ء سنہ ۱۰ھ میں آنحضرت صلعم طائف سے واپسی پر اسی علاقہ میں ٹھہرے تھے جہاں آپ کو جنات کی ایک جماعت ملی تھی جو نینوا سے آ رہی تھی۔

۲ھ ۶۲۳ء میں وہ واقعہ پیش آیا جو تاریخ میں واقعہ نخلہ کے نام سے مشہور ہے۔ آنحضرت صلعم نے عبداللہ بن جحش کو اپنے بارہ ساتھیوں سمیت نخلہ کی طرف روانہ کیا کہ دشمنوں کی حرکات کا مطالعہ کریں اور ایک بند خط دیا کہ دو روز کے بعد کھولا جائے۔ چنانچہ جب نخلہ پہنچے پر اسے کھولا تو اس میں یہ ہدایت درج تھی کہ نخلہ میں قیام کر کے دشمن اسلام قریش کی نقل و حرکت کا پتہ لگائیں اور اس کی اطلاع حضور کو دیں۔ چنانچہ بہت جلد ان کو کچھ آدمی مل گئے۔ اور انہوں نے حضور کی ہدایت کے خلاف ان سے لڑنا شروع کر دیا۔ قریش کا سردار حضرمی مارا گیا اور یہی واقعہ بعد میں جنگ بدر کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔

**نذر**۔ پیشکش (۱) وہ چیز جو خدا کی راہ میں پیش کی جائے۔ (۲) یا بزرگوں کی روح کو ثواب پہنچانے کے واسطے یا (۳) شاہوں یا کو تحفہ کے طور پر دی جائے۔ اسلام سے قبل بھی عرب میں یہ طریقہ رائج تھا کہ کسی مراد کے پورا ہونے کے لیے منت مانتے تھے کہ اگر ایسا ہو جائے تو جانور یا مال دیوتاؤں کی راہ میں قربان کریں گے۔ حضرت عمران نے اپنا بیٹا یا بیٹی نذر کرنے کی منت مانی تھی۔ اس طرح عبدالمطلب نے ایک بیٹا قربان کرنے کی منت مانی تھی اہل اسلام کے نزدیک منت، نذر اور قسم کا ایک ہی مرتبہ سمجھا گیا ہے اور جو منت مانی جائے اس کا پورا کرنا لازم ہے۔ عام اعتقاد یہ ہے کہ اگر اس کو پورا نہ کیا گیا تو کوئی سخت مصیبت نازل ہوتی ہے۔ ایک طبقہ سوائے خدا کے کسی دوسرے کو نذر پیش کرنا شرک سمجھتا ہے لیکن عوام میں بالعموم پیروں اور بزرگوں کی نذر نیاز عام ہے۔

**نذرالاسلام قاضی**۔ بنگال کے نامور انقلابی شاعر۔ ۲۰ مئی سنہ ۱۸۹۹ء کو ضلع بردوان کے گاؤں چرولیا کے ایک زمیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ سکول اور کالج کی تعلیم سے محروم رہے۔ اٹھارہ برس کی عمر میں پہلی عالمگیر جنگ کے دوران میں انگریزی فوج میں بھرتی ہو کر عراق چلے گئے جنگ کے بعد واپس وطن آئے اور اب ان کے پاس نظموں کا بہت بڑا سرمایہ تھا۔ جو وہ محاذ پر لکھتے رہے تھے مگر یہاں کر انہوں نے انقلابی اور آتشیں نظمیں شروع کیں اور حوالدار نذرالاسلام سے اب وہ شاعر نذرالاسلام بن گئے۔ تحریک خلافت کے زمانے میں ان کی آزادی اور حریت سے لبریز نظمیں ملک کے گوشے گوشے میں گونجنے لگیں۔ خود فکر کے زمانے میں ہی انہیں بے حد مقبولیت حاصل ہوئی سنہ ۱۹۲۰ء اور سنہ ۱۹۳۳ء میں دو ہفتہ وار بنگالی ماہنامے "نور وز" اور "کرال" ان کے نام تھے۔ یہ اخبار کچھ عرصہ بعد بند کر دیئے گئے چنانچہ شاعر اسلام کو معاشی تنگی کی خاطر گیت لکھنا پڑے۔

شاعری کی ابتداء میں اصلاحی نظمیں تصنیف کیں اور خواجہ حافظ شیرازی کی منتخب غزلوں کا بنگالی میں ترجمہ کیا۔ نیز عمر خیام کی بعض رباعیات بھی بنگالی میں منتقل کیں۔ وہ بنگال کے پہلے مسلمان شاعر ہیں جس نے بنگالی ادب میں مسلمانوں کی ترجمانی کی۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد وہ شاعر مشہور ہوئے۔ اور دوسری جنگ عظیم کے وقت سے دماغی امراض میں ہیں۔ اور انہوں نے بہت کم

اشعار لکھے ہیں۔ علاج کے سلسلے میں وہ ۱۹۵۳ء میں اپنی اہلیہ سمیت انگلستان بھی گئے۔ مگر انہیں کوئی افاقہ نہ ہوا۔ اور وہ واپس آ گئے۔ آج کل کلکتہ میں مقیم ہیں۔

مختلف اخبارات اور رسائل میں ان کی اصلی نظمیں اور ان کے تراجم بھی شائع ہوتے رہے ہیں۔ ان کی تقلید میں مشرقی پاکستان کے بعض تعلیم یافتہ نوجوان بنگالی نظم میں طبع آزمائی کرنے لگ گئے ہیں۔!

**نذیر احمد مولوی**۔ ڈپٹی مولوی نذیر احمد ۶ دسمبر ۱۸۳۱ء کو ضلع بجنور کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے ان کا خاندان علم و فضل میں مشہور تھا تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ قصبہ کنجاہ گجرات (پنجاب) میں مدرس ہو گئے۔ پھر ڈپٹی انسپکٹر مدارس ہو کر کانپور چلے گئے۔ یہاں انگریزی پڑھنے کا شوق ہوا۔ اس زبان میں کچھ شد بد ہو گئی تو عام ترجمے کا سلسلہ شروع کیا ترجمہ کا کام ہی انہیں حیدرآباد دکن میں لے گیا۔ اور وہاں معقول مشاہرے پر لگ گئے۔ اور اپنے حسن عمل سے برابر ترقی کرتے گئے حتیٰ کہ ... ۷ا روپے مشاہرہ پانے لگے۔

حیدرآباد کے زمانہ ملازمت میں قرآن مجید حفظ کیا۔ زمانہ ملازمت سے لے کر وفات تک تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رہا اور بہت سی کتابیں لکھیں جو اخلاقی اعتبار سے بلند پایہ ہیں۔ قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر بھی لکھی جو ان کا بے نظیر کارنامہ ہے۔

۱۸۹۷ء میں شمس العلماء کا خطاب ملا۔ ایڈنبرا یونیورسٹی نے ایل ایل ڈی کی ڈگری دی۔ اور پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے ڈی۔ او۔ ایل بنائے گئے ۳ مئی ۱۹۱۲ء کو انتقال ہوا۔ مرآۃ العروس، بنات النعش، توبۃ النصوح وغیرہ مولانا کی مشہور تصانیف ہیں۔

آپ کی تحریر نہایت پاکیزہ ہے محاورہ لکھنے پر پوری طرح قادر تھے۔ آپ نے محاورہ کی



اصلاح کے لئے بہترین پُر مغز لٹریچر فراہم کیا ہے۔ جس سے مسلمانوں کے طبقۂ نسواں کو بہت فائدہ پہنچا۔ آپ کا انداز بیان بھی بڑا دلکش ہے۔ کردار نگاری میں بدطولیٰ حاصل تھا۔ جیسن حیات میں انجمن حمایت اسلام لاہور کے جلسوں میں شریک ہو کر خراج تحسین حاصل کرتے رہے۔

**نراج**۔ یہ عقیدہ کہ معاشرے میں موجود ہر جابرانہ مرکزی سیاسی طاقت ظلم اور تشدد پر منتج ہوتی ہے اور اس لئے نہ تو حکومت ضروری ہے اور نہ ہی پسندیدہ۔ نراجی (Anarchists) مکمل طور پر حکومت سلطنت کا خاتمہ کر دیتے ہیں۔ وہ کارخانے چلانے کھیتی باڑی کرنے اور ذخیرہ گھروں کا انتظام کرنے کے لئے امداد باہمی جماعتیں بنا لیتے ہیں اور انہیں یقین ہے کہ یہ جماعتیں بغیر کسی حکومت کے یا قانون نافذ کرنے والی جماعت کے آپس میں تعاون اور ہم آہنگی سے کام کرتی رہیں گی۔ زمانہ قدیم سے ہی یہ عقیدہ چلا آ رہا ہے اور پہلے پہل اولین عیسائیوں میں اس عقیدے کا ظہور ہوا اس کے بعد انگلستان اور دوسرے ممالک کے پروٹسٹنٹ عیسائیوں میں یہ عقیدہ پھیلنا شروع ہوا جدید نراجیت کے علم بردار فرانس کے مسٹر پرودھون (Proudhon) اور روس کے مسٹر باکونن (Bakunin) تھے۔

انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے آغاز میں نراجیوں کا یہ عقیدہ ہو گیا کہ اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے ان فوجی افسروں اور سیاسی رہنماؤں کو قتل کر دیا جائے جو اس طاقت کے مظہر تھے جس کی وہ مخالفت کرتے تھے۔

اسی قسم کی تحریک اسلامی ممالک میں بھی حسن بن صباح نے چلائی تھی۔ اُس کے مرید بھی مسلمان افسروں اور رہنماؤں کو قتل کر دیا کرتے تھے۔

(نیز دیکھو طوائف الملوکی)

**نرخرے کا ورم** (Bronchitis)

ایک بیماری ہے جس میں نرخرے کی نالیوں میں ورم ہو جاتا ہے۔ کھانسی اور بخار ہوتا ہے۔ بلغم نکالنے والی ادویات اور سلفا کے مرکبات اس بیماری میں

مفید اور موثر ہوتے ہیں۔

**نرخ نامہ**۔ سرکاری احکام کے ماتحت یا نجی طور پر دوکاندار اپنی اپنی دوکانوں پر اداریے فرم، کارخانے وغیرہ اپنے اپنے دروازوں یا گلے میں تختے پر چیزوں کے نرخ ان کے بھاؤ اور دیگر کوائف ثبت کر کے آویزاں کر دیتے ہیں۔ اس قسم کے نرخ نامے اعلیٰ پیمانے پر ریلوے اسٹیشنوں پر کرایوں کی وضاحت کے لئے، ڈاک خانوں، عدالتوں اور دفتروں وغیرہ میں اپنی اپنی شرحوں کے اظہار کے لئے لگا یا لٹکا دیتے ہیں۔ پبلک کی آگاہی کے لئے۔ اس قسم کے نرخ نامے پاکستان میں بھی بڑے ضروری خیال کئے جاتے ہیں۔

**نرسل** (Reed) پھول پیدا کرنے والے پودوں کی ایک قسم جس کے لمبے لمبے پتے تنے کے ساتھ ساتھ اوپر تک جاتے ہیں۔ یہ پودے پانی میں یا اس کے نزدیک پیدا ہوتے ہیں۔ ان کی لمبائی تقریباً ۸ فٹ ہوتی ہے اور بالا خوان زیادہ امی رنگ کا رنگین پھول جو ایک فٹ کے قریب لمبا ہوتا ہے پیدا ہوتا ہے۔

**نرگس** (Narcissus, Daffodils)
ایک قسم کا پودا ہے پھول لگتے ہیں۔ بیشتر یورپ میں ہوتا ہے۔ پودا پائدار ہوتا ہے۔ شکل نازک اور رنگ خوشگوار اور خوشبو سرور انگیز پودا اور پھول ہر دو بہت ہر دلعزیز ہیں۔ ڈیفوڈل جو یورپ اور بالخصوص انگلستان کا خاص تحفہ ہے اسی قسم اور خاندان سے ہے۔

**نروان**۔ بدھ مت کی اصطلاح۔ عام طور پر نجات کے معنی میں استعمال ہوتی ہے۔
لغوی معنی بجھا دینا یعنی مکتی حاصل کرنے والے کا اپنے جذبات اور خواہشات کو بجھا دینا۔ گو یہ بدھ مت کی مخصوص اصطلاح ہے۔ لیکن ویدانت میں بھی یہ نجات سے وصل کے معنوں میں استعمال ہوتی ہے۔

**نزلہ زکام** (Catarrh) اس مرض میں کچھ جراثیم کے اثر کی وجہ سے غشائے مخاطی (Mucus Membrane) سے رطوبت رسنا شروع ہو جاتی ہے۔ جراثیم کا حملہ ناک کی نالی اور اس کی شاخوں میں عموماً ہوتا ہے۔ نزلہ حارہ یا دائمی نزلے کی صورت میں ناک میں یا تو کوئی رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے یا ہڈی کے خلا میں کوئی مرض پیدا ہو جاتا ہے غذا میں نشاستہ (Starch) کی زیادتی، خون کی کمی، تازہ ہوا کی کمی، تمباکو نوشی کی کثرت، بار بار زکام ہونا وغیرہ وغیرہ اس مرض کو پیدا کرتے ہیں۔ (نیز دیکھو زکام)

**نسبت تناسب**۔ (Ratio & Proportion) ایک مقدار کی دوسری سے نسبت وہ تناسب ہے جو پہلی مقدار کو دوسری کے ساتھ ہے۔ ایسی حالت میں لازم ہے کہ مقداریں یکساں ہوں۔ مثلاً ۱۲ شلنگ ۶ پنس کی ۱۶ شلنگ ۳ پنس سے نسبت

۱۲ شلنگ ۶ پنس / ۱۶ شلنگ ۳ پنس = ۵۰ × ۳ پنس / ۶۵ × ۳ پنس = ۱۰/۱۳

۲ فٹ ۳ انچ کی ۳ گز سے نسبت، ۲ فٹ ۳ انچ / ۳ گز = ۲۷/(۱۲×۳×۳) = ۱/۴ (۲) نسبت کبھی کبھی حروف کے ذریعہ بھی لکھی جاتی ہے۔ مثلاً ب : ج (یعنی جیسے ب ہے ج کے ساتھ) چونکہ نسبت کو کسری شکل میں لکھا جا سکتا ہے۔ اس لئے دونوں مقداروں میں سے ہر ایک کو ایک ہی عدد سے ضرب یا تقسیم کیا جا سکتا ہے اور ایسا کرنے سے اس میں کوئی فرق یا تبدیلی نہ ہو گی۔ مثلاً ۳½ : ۴½ = ۳½ × ۶ : ۴½ × ۶ = ۲۱ : ۲۷، ۱۰ : ۱۳½ = ۴۰ : ۵۴ وغیرہ وغیرہ۔ اگر ایک رقم کو دگنا کریں اور دوسری کو بھی دگنا کر دیں تو نسبت میں کوئی تغیر پیدا نہ ہوگا۔

اگر کوئی ہوائی جہاز ایک ہی رفتار پر اڑتا رہے تو فاصلہ جو اس نے طے کیا ہے وقت سے متناسب ہوگا۔ وقت دگنا کر دیجئے تو فاصلہ بھی دگنا ہو جائے گا۔ وقت ۳½ گنا کرنے سے فاصلہ بھی ۳½ گنا کرنا پڑے گا۔ ایسے تناسب کو صریح تناسب (Simple Direct Proportion) کہتے ہیں۔

(۳) یکساں مثلثوں ا ب ج اور اَ بَ جَ کے اضلاع متناسب ہوتے ہیں۔ چنانچہ اضلاع کی نسبت برابر ہوگی۔

$$\frac{اب}{اَبَ} = \frac{بج}{بَجَ} = \frac{جا}{جَاَ}$$

(۴) بعض اوقات مقداروں میں معکوس تناسب (Inverse Proportion) ہوتا ہے۔ کسی کام کو انجام دینے میں یا غلہ کا ذخیرہ ختم کرنے میں جو وقت صرف ہوگا اس کی نسبت آدمیوں کی تعداد سے معکوس (Inverse) ہوگی۔ آدمیوں کی تعداد دگنی ہو جائے تو وقت آدھا رہ جائے گا۔ آدمیوں کی تعداد آدھی کر دیجئے تو وقت دگنا ہو جائے گا۔

(۵) ایک ہی جیسی ہندسی اشکال کے رقبے ان کی لمبائیوں کے مربعوں سے متناسب ہوتے ہیں۔ لمبائی دگنی ہوگی تو رقبہ چوگنا ہوگا۔ لمبائی $۲\frac{۱}{۲}$ گنی ہونے سے رقبہ $(۲\frac{۱}{۲})^۲ = ۶\frac{۱}{۴}$ گنا ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ

(۵) کسی مقام پر لیمپ کی روشنی لیمپ اور اس مقام کے فاصلہ کے مربع کا معکوس متناسب ہوگی۔ فاصلہ دگنا کر دیجئے تو روشنی $\frac{۱}{۲^۲} = \frac{۱}{۴}$ رہ جائے گی۔ یکساں ٹھوس چیزوں کے حجم ان کی مطابقت رکھنے والی لمبائیوں کے مکعب سے متناسب ہوتے ہیں۔ کسی کرے کا نیم قطر دگنا کر دینے سے حجم $۲^۳ = ۸$ گنا بڑھ جائے گا۔ کسی مکعب کے سرے کو سات گنا کرنے سے حجم $۷^۳ = ۳۴۳$ گنا ہو جائے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔

(۶) فرض کیجئے ہم کوئی تصویر چھوٹے پیمانہ پر کھینچنا چاہتے ہیں۔ اور ہمیں معلوم ہے کہ چھوٹی تصویر کی لمبائی کیا ہے۔ چھوٹی تصویر کی چوڑائی معلوم کرنے کے لئے ہم یوں استدلال کریں گے کہ بڑی تصویر کے طول اور اس کے عرض میں جو رشتہ ہے بعینہ وہی رشتہ چھوٹی تصویر کے طول اور عرض میں بھی ہوگا۔ طول/عرض = ط/ع (جسے دریافت کرنا ہے)۔ ط سے مراد چھوٹی تصویر کا طول اور ع سے اس کا عرض مراد ہے۔

یا $\frac{طول}{عرض} = \frac{ط}{ع}$۔ اب ع کی قیمت دریافت کرنے کے لئے تعدیل معادلہ کے دونوں حصوں کو عرض اور ع سے ضرب دیجئے۔ تو مندرجہ ذیل



صورت پیدا ہوگی۔ طول × ع = ط × عرض۔ فرض کیجئے طول ۶ انچ اور عرض ۴ انچ ہے اور ط = $۲\frac{۱}{۲}$ انچ ہے اس لئے ۶ × ع = ۴ × $۲\frac{۱}{۲}$۔ اس لئے $ع = \frac{۴ \times ۲\frac{۱}{۲}}{۶} = \frac{۴}{۱} \times \frac{۵}{۲} \times \frac{۱}{۶} = \frac{۵}{۳} = ۱\frac{۲}{۳}$ انچ۔

**نسخ**۔ پہلی کسی بات یا تحریر کو منسوخ کر کے اس کی جگہ دوسری چیز لے آنا۔ قرآن پاک میں یہ لفظ آیات کے سلسلے میں آیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس آیت کو ہم منسوخ کر دیتے ہیں یا اُسے فراموش کر دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا ویسی ہی بھیج دیتے ہیں۔ اس کے متعلق علما کا خیال ہے کہ ضرورت وقت کے مطابق بعض آیات کو منسوخ کر کے ان کے عوض اور آیات نازل کی گئی ہیں۔

عرب میں بعض عادات ایسی راسخ ہو گئی تھیں کہ ان کا ایک دم ترک کرنا بھی مشکل تھا اس واسطے بعض امور سے متعلق رفتہ رفتہ احکامات صادر ہوگئے۔ مثلاً شراب نوشی کے متعلق ابتداء میں جو سخت احکام نافذ نہیں کئے گئے بلکہ ایک مرتبہ سے دوسری مرتبہ سختی زیادہ ہوتی گئی۔ اس پر معترضین نے یہاں تک کہہ دیا کہ حضور صحیح بات نہیں فرماتے لیکن قرآن پاک ہی نے خود ہی اس اعتراض کا جواب اُن کو دے دیا۔ لیکن بعض علماء کہتے ہیں کہ اس جگہ آیات سے مطلب قرآنی آیات نہیں بلکہ توراۃ اور انجیل کی آیات ہیں جن سے بہتر قرآن مجید کی آیات ہیں۔ اور معترضین سے مراد یہود ہیں جو آپ پر ہمیشہ اعتراض کیا کرتے تھے۔

ایک چیز جو دوسری چیز کی تنسیخ کرے اُسے ناسخ کہتے ہیں۔

**نسل** (Race) انسان کی مختلف شکل اور صورت کے گروہوں کو نسلیں کہتے ہیں۔ مثلاً ایک گروہ کا رنگ سیاہ، ہونٹ موٹے اور بال کانٹوں کی طرح سخت ہیں تو ان کو حبشی کہیں گے۔ دوسرے گروہ کے گال اونچے رنگ زرد اور آنکھیں چھوٹی چھوٹی داڑھی مختصر یا بالکل غائب ان کو منگولین نسل کہیں گے۔ اسی طرح امریکہ کے اصلی باشندوں کو سرخ انڈین اور یورپین کو سفید فام کہیں گے۔

چنانچہ یہ تقسیم چہرے کے رنگ اور خدوخال کی وجہ سے ہے۔ اس کے علاوہ اور کئی وجوہات کے باعث بھی بنی نوع آدم کی تقسیم کی گئی ہے۔ لیکن موجودہ سائنس نے ثابت کر دیا ہے کہ نسل در اصل کوئی شے نہیں۔ نسل انسانی میں جہاں تک رنگ اور خدوخال کا تعلق ہے۔ وہ مخصوص آب و ہوا اور مقامی حالات کا نتیجہ ہے۔ تہذیب و تمدن اور حیات زندگی کی افراط سے پیدا ہوتے ہیں اور جب یہ تہذیب حد سے زیادہ بڑھ جاتی ہے تو عیش پسندی اور اخلاقی بگاڑ میں تبدیل ہو جاتی ہے جس کا نتیجہ انحطاط قومی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس ضمن میں واضح رہے کہ یورپی تہذیب نے ابھی اتنی عمر طے نہیں کی جتنی قدیم مصری، بابلی، آشوری یا سمیری تہذیب کر چکی تھی۔

## نسل کشی

نسل کشی۔ (BREEDING) اس کا مفہوم ہے مطلب واسطوں سے جانوروں کی بہترین و ترقی یافتہ قسمیں پیدا کرنا ہے۔ یہ کام خصوصاً مرغیوں اور کتوں کی مختلف اقسام کے باہمی اختلاط کی صورت میں ہوتا ہے۔ گھوڑے اور گدھے کے ملاپ سے جو خچر پیدا کئے جاتے ہیں وہ بھی اسی ضمن میں آتے ہیں۔ فی زمانہ یہ کام پودوں کے باہمی پیوند کی صورت میں بھی عام ہو رہا ہے۔ چنانچہ گنے اور گیہوں کی بہت سی جدید اقسام اس عمل سے پیدا کی گئی ہیں۔

## نسل کشی

نسل کشی۔ (GENOCIDE) اس سے مراد کسی پوری قوم یا نسل کا بڑے پیمانے پر قتل کیا جانا ہے۔ عام طور پر لوگوں کے بہت بڑے بڑے مجموعوں اور گروہوں کے قتل کئے جانے کے موقع پر یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔

یہ اصطلاح اس وقت استعمال میں آئی جب جرمن نازیوں نے غیر جرمن لوگوں بالخصوص یہودیوں کو قتل کرنا شروع کیا۔ نازی جرمنی کے ان مظالم کے خلاف پولینڈ کے ایک پروفیسر لیمکن نے ۱۹۳۳ میں یہ اصطلاح وضع کی۔ پروفیسر لیمکن کو ۱۹۳۹ میں پولینڈ چھوڑ کر امریکہ بھاگ آنا پڑا۔ مگر انہوں نے اس مہم کو وہاں بھی جاری رکھا جس کی بنا پر ۱۹۴۸ء میں اقوام متحدہ نے نسل کشی کو جرم قرار دے دیا۔ اقوام متحدہ کے اس فیصلہ کی صرف جنوبی افریقہ کی حکومت نے مخالفت کی۔

## نسیان

نسیان۔ (AMNESIA) جزوی نسیان یا کل نسیان۔ اس کے وجوہات دماغی صدمہ، بیماری، جنون یا تھکن ہو سکتے ہیں۔ اس کی ابتدائی اور معمولی شکل آدمیوں یا مقامات کے ناموں کا بھول جانا ہے۔

اس مرض میں مبتلا ہو کر انسان باتوں کو بھول جاتا ہے اور اس کی قوت فکر یا تخیل زائل ہو جاتی ہے۔ اس کے کئی اسباب ہیں مثلاً سر پر کسی چوٹ کا آنا۔ نظام عصبی (NERVOUS SYSTEM) کی مختلف بیماریاں۔ وہ زہر جو کسی جوڑے کے ذریعے جسم میں پہنچے اور کسی خاص مرض کا باعث ہو، شراب نوشی یا نفسیاتی وجوہات مثلاً ہسٹیریا۔

## نسیم حجازی

نسیم حجازی۔ مصنف اور صحافی۔ اصل نام محمد شریف ۱۹۱۴ء میں گورداسپور کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ اسلامیہ کالج لاہور سے ۱۹۳۴ء میں بی اے کیا۔ ۱۹۴۱ء میں روزنامہ "زمانہ" کراچی کی ادارت سنبھالی ۱۹۴۲ء میں جعفر خان جمالی کی سرپرستی میں کوئٹہ سے ہفت روزہ تنظیم جاری کیا۔

۱۹۴۴ء میں ان کا پہلا ناول داستان مجاہد شائع ہوا۔ بلوچستان کے قیام کے دوران میں مزید چار ناول محمد بن قاسم، انسان اور دیوتا، آخری چٹان اور خاک و خون شائع ہوئے۔ ۱۹۵۰ء میں [illegible] شروع کیا۔ دوسرے یوسف بن تاشفین، آخری معرکہ، معظم علی اور تلوار ٹوٹ گئی۔ اس کے بعد انہوں نے اکتوبر ۱۹۵۳ء میں روزنامہ کوہستان جاری کیا جس کے وہ منیجنگ ایڈیٹر رہے۔

## نشاۃ ثانیہ

نشاۃ ثانیہ (RENAISSANCE) ۱۴۵۳ء میں جب عثمانی ترکوں نے قسطنطنیہ پر قبضہ کر لیا تو بزنطینی سلطنت کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا اور یونانی علوم کے ماہرین ترک وطن کر کے یورپ کے مختلف ممالک میں جا بسے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یورپی ممالک کے راجا اور امرا فن کاروں کو قدیم یونان و روما کے فن کاروں سے روشناس کرائے اور وہ ان سے اثر پذیر ہوئے۔ اس طرح یورپ میں آرٹ اور احیائے علوم REVIVAL OF LEARNING کا آغاز ہوا جسے نشاۃ ثانیہ بھی کہا جاتا ہے۔ سب سے پہلے اس تحریک کا اثر اٹلی پر ہوا۔ اس کے بعد جرمنی پر۔ حقیقت یہ ہے کہ

جب یہ تحریک کوہ الپس کے پار ہوئی تو اس نے بڑی سرعت سے یورپین ادب و آرٹ پر غلبہ حاصل کر لیا کیوں کہ پندرھویں اور سولھویں صدی کے اہل یورپ بالخصوص برطانیہ کا منتہائے نظر اطالوی ادیبوں اور فن کاروں کے نقش قدم پر چلنا تھا۔ چھاپہ خانہ کی ایجاد (۱۴۵۴ء) نے بھی نشاۃ ثانیہ کے فروغ میں مدد دی۔

## نشاستہ۔ Starch

نشاستہ سفید رنگ کا ایک سفوف ہے۔ جس کا نہ کوئی ذائقہ ہوتا ہے نہ بُو۔ گرم پانی میں حل کرنے سے لئی بن جاتا ہے۔ لیکن سرد پانی میں حل نہیں ہوتا۔ آیوڈین کے ساتھ شامل ہونے سے نیلا رنگ پیدا کرتا ہے۔

نشاستہ غذا کا ایک ضروری جزو ہے اور جسم کی حرارت کو قائم رکھتا ہے آلو، مکئی چاول ساگو دانہ، گیہوں وغیرہ میں نشاستہ کے چھوٹے چھوٹے دانے پائے جاتے ہیں۔ جرمنی میں آلو اور چاول سے اور امریکہ میں مکئی سے نشاستہ تیار کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں عموماً گیہوں سے نشاستہ بناتے ہیں۔

گیہوں کو باریک پیس کر پانی میں گوندھا جاتا ہے۔ پھر اُسے پیتل کی باریک چھلنی پر پھیلا کر زور سے دبایا جاتا ہے۔ اوپر سے باقی ذرات رہتے ہیں۔ نشاستہ پانی کے ساتھ مل کر نیچے چھنتا جاتا ہے جو دودھ جیسا سفید رنگ مائع ہوتا ہے۔ اس مائع سے نشاستہ بنتا ہے۔

نشاستہ کی لئی بنا کر اس سے کاغذ ٹکٹ لفافے وغیرہ چپکائے جاتے ہیں۔ اس لئی کو نائٹرک ایسڈ کے ساتھ ملا کر گرم کرنے سے ایک خاص قسم کا گوند بن جاتا ہے چاول کا نشاستہ کپڑے کو کلف دینے کے کام آتا ہے۔

## نشان انگوٹھا۔ (Finger Print)

اسے نشان زر انگشت بھی کہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں نہ صرف نشان انگوٹھا بلکہ تمام انگلیوں کے پوروں کے نشانات بھی برابر کی اہمیت رکھتے ہیں چوری ڈاکا قتل یا کسی اور جرم کے ارتکاب کے وقت یہ نشان کسی میز، صندوقچہ شیشے یا کاغذ پر رہ جاتے ہیں اور مجرم کی سراغ رسانی میں امداد دیتے ہیں۔ یہ نشانات مختلف قسم کے حلقوں اور محرابوں وغیرہ کی شکل میں ہوتے ہیں اور انہیں مختلف جماعتوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

جرائم پیشہ لوگوں کے انگوٹھوں اور انگلیوں کے نشانات پولیس کے پاس محفوظ رہتے ہیں۔ موقعہ واردات پر جو نشانات حاصل ہوتے ہیں وہ ماہرین کے پاس بھیج دیئے جاتے ہیں۔ اگر مجرم کے نشانات پہلے ہی سے موجود ہوں تو سراغ رسانی آسانی سے ہو جاتی ہے۔

دستخطوں اور نشان انگوٹھا کے ماہرین عدالتوں میں بطور گواہ پیش ہو سکتے ہیں۔

## نشتر جالندھری۔ محمد عبدالحکیم خاں

نام۔ نشتر تخلص۔ ۱۸۹۶ء میں میانوالی مولویاں تحصیل نکودر ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے آپ کے آباؤ اجداد شاہ اورنگ زیب کے عہد میں افغانستان سے پنجاب میں وارد ہوئے اور میانوالی مولویاں نامی گاؤں میں آباد ہوئے

نشتر نے میٹرک کا امتحان کپورتھلہ میں پاس کیا اور وہیں اسلامیہ سکول کے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔ کچھ عرصہ کپورتھلہ کالج کو شریعیل پروفیسر رہے۔ پھر ہفتہ نامہ وکیل امرتسر کے ایڈیٹر ہو گئے بعد ازاں لاہور آ گئے اور کئی ایک اخبارات اور رسائل مثلاً انقلاب، پھول، تہذیب النسواں، وغیرہ

میں کام کیا۔ نیز لاہور کے مختلف پبلشروں کے لیے بیسیوں علمی، ادبی، تاریخی اور مذہبی کتب مرتب کیں۔ آپ بہت ذہین ہیں۔ شعر گوئی کا شوق فطرتی ہے اور چھوٹی عمر ہی میں شعر کہنے لگے تھے۔ نظم و نثر دونوں پر قدرت رکھتے ہیں۔

**نشتر، سردار عبدالرب۔** پاکستانی سیاست دان۔ ۱۸۹۹ء میں پشاور کے علاقے میں پیدا ہوئے۔ علی گڑھ میں تعلیم پائی اور آبائی وطن میں وکالت کا پیشہ اختیار کیا۔ ۱۹۳۲ء میں صوبائی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۴۳ء میں جب سابق صوبہ سرحد میں سردار اورنگ زیب نے مسلم لیگی وزارت قائم کی تو سردار عبدالرب نشتر کو اس میں وزارت خزانہ کا قلمدان سونپا گیا۔ پھر ۱۹۴۶ء میں غیر منقسم ہندوستان کی عبوری حکومت میں مسلم لیگ کے نمائندہ کی حیثیت سے وزارت میں شامل کیے گئے۔

قیام پاکستان کے بعد آپ مرکزی کابینہ میں وزیر مواصلات مقرر ہوئے۔ ازاں بعد سابق صوبہ پنجاب کے گورنر مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۱ء میں دوبارہ مرکزی کابینہ میں وزیر صنعت و حرفت کی حیثیت سے شامل ہوئے۔ خواجہ ناظم الدین کی وزارت کی برطرفی کے ساتھ سردار نشتر کو بھی اقتدار سے محروم ہونا پڑا۔

آپ بڑے پکے مسلم لیگی تھے۔ آپ نے مسلم لیگ کے لیے بڑا کام کیا اور کسی مرحلہ پر بھی اس کا ساتھ نہیں چھوڑا۔

۱۹۵۸ء کے آغاز میں مختصر سی علالت کے بعد کراچی میں فوت ہو گئے۔

**نشریات۔** (Broadcasting) لاسلکی کے ذریعہ خبروں، پیغامات، تقریروں اور تفریحی پروگرام کو نشر کرنے کا سلسلہ۔ باقاعدگی سے ۱۹۲۰ء میں شروع ہوا۔ گو اس سے پیشتر ۱۹۰۶ء میں مسٹر [illegible] اس کے ذریعہ ایک تقریر یہ مختلف گیتوں کو نشر کر چکے تھے۔

امریکہ میں نشریات کا سلسلہ ۱۹۱۶ء میں شروع ہوا۔ انگلستان میں غائب نظری (ٹیلی ویژن) کا اجرا اگست ۱۹۳۶ سے شروع ہوا۔ (نیز دیکھو لاسلکی)

**نشہ** (Intoxication) سرشاری، مخموری، مدہوشی۔ یہ کیفیت الکحل کے زہریلے اثرات کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے جو ہر قسم کی شراب کا جزو ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص ارادہ کے باوجود اپنے اعضاء سے کام نہیں لے سکتا اور حلقہ احباب میں بھی آداب نشست و برخاست وغیرہ کی انجام دہی سے قاصر رہتا ہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ شراب نے اسے ناکارہ کر دیا ہے۔ شراب کی برداشت مختلف آدمیوں میں مختلف ہوتی ہے۔ کچھ بلانوش ایسے ہوتے ہیں جو کافی مقدار پی جانے کے بعد بھی نہیں بہکتے۔ اس کے برعکس بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں جو تھوڑی سی پی کر آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔

الکحل کسی طرح محرک نہیں ہے۔ یہ دراصل دماغ میں مراکزِ اعصاب کو کند کرتی ہے۔ ابتداءً اس کا اثر ان مراکز پر ہوتا ہے جو حرکات جسمانی سے متعلق ہیں۔ اس کے بعد اعلیٰ جذبات اثر پذیر ہو جاتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شرابی کے ذہن میں اپنے نیک اور شریف النفس انسان ہونے کا تصور جم جاتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ جو کچھ افعال اس سے سرزد ہو رہے ہیں وہ درحقیقت مستحسن ہیں۔ لیکن اصلیت یہ ہے کہ حواس خمسہ کے کند ہو جانے کی وجہ سے اس کی قوت ادراک میں کمی واقع ہو جاتی ہے اور وہ کسی پیچیدہ کام کی انجام دہی کے ناقابل ہو جاتا ہے۔ عالم بدمستی میں وہ قیود اور پابندیاں جو تہذیب و تمدن اور مذہب انسان پر عائد کرتے ہیں ذہن سے فراموش ہو جاتی ہیں اور انسان دوسرے جانوروں کی طرح اپنی جبلتوں کا غلام بن کر رہ جاتا ہے اور اصلی حیوانی [illegible] میں آ جاتا ہے۔ نشہ اترنے کے بعد طبیعت پژمردہ اور بے کیف سی ہو جاتی ہے۔ حیاتین بی ون کی خوراک کے استعمال سے اس حالت کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ علاوہ ازیں شرابی اس کیفیت کا مقابلہ کرنے کے لیے مزید

شراب نوشی کر کے دائم الخمر بن جاتے ہیں۔ یہ نہ صرف ایک مذموم فعل ہے۔ بلکہ تندرستی کے سخت منافی بھی ہے۔ شراب قریب قریب دنیا کے تمام بڑے بڑے مذاہب میں حرام ہے۔

**نصاب**۔ سال بھر کی آمد و خرچ کے بعد جو رقم یا جائیداد بچ رہے۔ اس کو نصاب کہتے ہیں اور شرعاً اس پر زکوٰۃ لازم ہوتی ہے۔ اگر کسی کے پاس دو سو درہم ساڑھے باون تولہ چاندی یا بیس مثقال یعنی ساڑھے سات تولہ سونا ہو تو وہ صاحب نصاب کہلائے گا۔ نقد کا بھی یہی حساب ہے۔ مال تجارت کا نصاب اس کی قیمت کا حساب لگا کر معلوم کیا جاتا ہے۔ زیورات کے واسطے اگر چاندی کے ہیں تو چاندی اور سونے کے ہوں تو سونے کے حساب سے زکوٰۃ دی جائے گی اگر ان میں جواہرات لگے ہوں تو ان کا شمار نہ ہوگا۔ جانوروں کا نصاب اس طرح ہے کہ جس شخص کے پاس پانچ اونٹ، تیس گائیں یا بیل، یا چالیس بھیڑ بکریاں ہوں وہ صاحب نصاب ہے۔ گھوڑوں پر نصاب ان کی قیمت سے لگایا جاتا ہے۔ اگر کسی کے پاس ۲۶ من ۱۰ سیر غلہ ہو تو وہ بھی صاحب نصاب ہوگا۔ زکوٰۃ کی شرح نصاب کا چالیسواں حصہ یا ڈھائی فیصدی ہے۔ (نیز دیکھو زکوٰۃ)

**نصاریٰ**۔ جمع ہے واحد نصرانی۔ عیسائی لوگ جو حضرت عیسیٰ کو آخری پیغمبر مانتے ہیں خاص طور پر مشرقی ممالک کے عیسائی جو اسلامی حکومتوں کے ماتحت ہوں۔

**نصیر شاہ** (دیکھو شاہ نصیر)

**نصیر الدین ہاشمی**۔ نام نصیر الدین احمد ہاشمی بر عایت ترنم و نکہت نگار رہے تھے۔ مشہور نثر نویس اور تنقید نگار تھے۔ دکن میں اردو۔ ("اردو دکن") ان کی ممتاز تصنیف ہے۔ جس میں دکن کو بعد صرف اردو کا گہوارہ ثابت کیا گیا ہے بلکہ ارتقائے زبان کا مرکز قرار دیا گیا ہے۔ بمقابلہ اس کے حافظ محمود شیرانی کی کتاب پنجاب میں اردو ہے جس کا موضوع دکن میں اردو کا متناقض اور مخالف ہے۔

**نظام اخراج**۔ جسم میں گردے، پھیپھڑے، کھال اور آنتیں چار اعضا ایسے ہیں جن کے ذریعہ جسم کے بیکار مادے جسم سے خارج ہوتے رہتے ہیں۔ جس نظام کے تحت یہ عمل ظہور میں آتا ہے۔ وہ نظام اخراج کہلاتا ہے۔

گردوں کے عمل سے جسم کے فضلات مائع شکل میں مثانہ میں جمع ہو جاتے ہیں، جو ایک پتلا عضلاتی تھیلا ہوتا ہے۔ اور اس کی شفاف دیوار میں سے وہ فضلات زرد رنگ کے پیشاب کی شکل میں نظر آتے ہیں۔ جب پیشاب کافی تعداد میں جمع ہو جاتا ہے۔ تو پیشاب کی نالی کا سوراخ جو عضلہ عاصرہ سے بند رہتا ہے۔ ڈھیلا پڑ جاتا ہے اور پیشاب خارج ہو جاتا ہے۔

جو غذا کھائی جاتی ہے، وہ آنتوں کے ذریعہ معدہ میں پہنچ کر ہضم ہو جاتی ہے۔ اس کے حیاتین جسم میں جذب ہو جاتے ہیں اور ٹھوس فضلات بڑی آنت میں سے گزر کر مقعد کے ذریعہ خارج ہو جاتے ہیں۔

جسم کے کچھ فضلات مائع شکل میں پسینہ بن کر کھال کے مساموں میں سے خارج ہوتے رہتے ہیں۔ جسم کی گندی ہوا یعنی کاربن ڈائی آکسائڈ (Carbon Dioxide) پھیپھڑوں کے ذریعہ خارج ہوتی رہتی ہے۔

**نظام اعشاری** (دیکھو اعشاری نظام زر)

**نظام اعشاری** (پیمائش کا) (Metric System) پیمائش کا ایک نظام جس کی اکائیاں (Units) دس یا دس کا حاصل ضرب ہوتی ہیں۔ اعشار کے معنی عربی میں دسویں حصے یا دس ٹکڑے کے ہیں۔ یہ نظام سب سے پہلے فرانس میں رائج کیا گیا۔ میٹر کو پیمائش کی اکائی ٹھیرایا گیا۔ چنانچہ خیال کیا جاتا تھا کہ یہ فاصلہ زمین کے فاصلے کا جو وہ کروڑواں حصہ ہے۔ میٹر کے حصے یہ ہیں۔ ڈیسی میٹر ($\frac{1}{10}$ میٹر)، سینٹی میٹر ($\frac{1}{100}$ میٹر) ملی میٹر ($\frac{1}{1000}$ میٹر) اس کے آگے بھی میٹر کی تقسیم ہو سکتی ہے۔ میٹر کے حاصل ضرب یہ ہیں ڈیکا میٹر (۱۰ میٹر)، ہیکٹو میٹر (۱۰۰ میٹر)، کلو میٹر (۱۰۰۰ میٹر)۔ کلو میٹر ایک میل کے پانچ حصے کے لگ بھگ ہوتا ہے۔ میٹر

کی لمبائی ۲۷ء۳۹ انچ ہوتی ہے۔

اس نظام میں حجم کی پیمائش کے لئے میٹر کو اکائی قرار دیا گیا ہے۔ جس میں ۱۰۰۰ مکعب میٹر ہوتے ہیں۔ وزن کی اکائی گرام ہے جو ایک مکعب سنٹی میٹر پانی کے وزن کے برابر ہوتا ہے۔ کلوگرام میں ۱۰۰۰ گرام ہوتے ہیں۔ (تقریباً ۲½ پونڈ) ۱۰۰۰ کلوگرام اعشاری ٹن ہوتا ہے۔

**نظام الدین اولیاءؒ۔** سلطان المشائخ محبوب سبحانی حضرت نظام الدین اولیاءؒ ۱۲۳۶ء میں مقام بدایوں پیدا ہوئے۔ اصل نام سید محمد تھا۔ ابتدائی تعلیم بدایوں میں حاصل کی پھر دہلی میں تکمیل فرمائی۔ بابا فرید شکر گنجؒ کی خدمت میں پاک پتن رہے اور بیس سال کی عمر میں دہلی کی خلافت حاصل کی۔ آپ نے شہر سے باہر قیام فرمایا۔ اور تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہو گئے۔ فیاضی اور مہمان نوازی آپ کی خصوصیات تھیں اور ہزاروں لوگوں کو آپ سے مالی اور روحانی فیض حاصل ہوتا تھا۔ زندگی میں جو اقتدار آپ کو حاصل ہوا وہ شاید پاک و ہند کے اور کسی درویش کو نہیں ہوا۔

علاؤالدین خلجی کا بیٹا خضر خاں آپ کا مرید تھا۔ لیکن آپ بادشاہوں سے تعلقات رکھنا پسند نہ فرماتے تھے۔ غیاث الدین تغلق سے خاص طور پر ناراض تھے اور آپ ہی نے اس کے مرنے کی پیش گوئی ان الفاظ میں فرمائی تھی، "ہنوز دہلی دور است" جو اب تک ضرب المثل ہے ۱۳۲۵ء میں انتقال فرمایا اور دہلی سے باہر دفن ہوئے۔ آج کل یہ کل علاقہ سلطان جی کے نام سے مشہور ہے اور یہاں ہر سال نہایت اہتمام سے عرس ہوتا ہے جس میں لاکھوں آدمی شریک ہوتے ہیں حتیٰ کہ ہندو اور سکھ بھی اس میں شرکت اختیار کرتے ہیں۔ آپ کے مریدوں میں امیر خسرو کا نام نامی خاص طور پر قابل ذکر ہے نظامیہ سلسلہ آپ سے ہی شروع ہوتا ہے۔ اور اس سلسلے کے پیرو نظامی کہلاتے ہیں۔

**نظام الملک طوسی۔** شاہان سلجوق کا مشہور اور دانشمند وزیر۔ سلطان الپ ارسلان اور ملک شاہ کا وزارت نظام الملک کے لفظی معنی بھی تنظیم مملکت کے ہیں۔ یہ ایرانی الاصل وزیر اسلام کی سیاسی تاریخ کا زیور تھا۔ ملک شاہ کے بیس سالہ عہد حکومت میں ساری طاقت نظام الملک کے ہاتھ میں تھی، بجائیکہ سلطان محض عیش سے سروکار رکھتے یا سیر و شکار سے ان کی غرض ہوتی۔ نظام الملک کی تجویز پر ملک شاہ نے ۱۰۷۴ء و ۱۰۷۵ء میں ہیئت دانوں کی ایک کانفرنس طلب کی اپنی جدید رصدگاہ میں ان کا اجلاس کرایا اور انہیں ایرانی کیلنڈر کی اصلاح کی دعوت دی۔ چنانچہ جلالی کیلنڈر (جو جلال الدین ابوالفتح ملک شاہ کے نام پر ہے)، موجودہ فضلاء کے خیال میں ہمارے مروجہ کیلنڈر سے زیادہ صحیح ہے۔

نظام الملک خود بھی ایک عالم فاضل شخص تھا۔ چنانچہ آئین حکومت اور نظام سلطنت پر اس کی نامور اور ممتاز اسلامی تصنیف سیاست نامہ ہے جو سلطان ملک شاہ کے ایماء پر معیاری حکومت کے موضوع پر تحریر کی گئی۔ نظام الملک کا عظیم ترین کارنامہ اعلیٰ تعلیم کی ایک اسلامی درس گاہ کا قیام ہے چنانچہ مدرسہ نظامیہ جو بغداد میں ۱۰۶۵ء یا ۱۰۶۷ء میں قائم ہوا ایک تاریخی اور ناقابل فراموش یادگار ہے حکیم عمر خیام نے جو ایک نامور ہیئت دان اور فارسی شاعر تھا، ایرانی کیلنڈر کی تیاری میں نظام الملک اور ملک شاہ کی امداد و اعانت کی تھی۔

نظام الملک ۱۰۹۲ء میں ایک اسمٰعیلی قاتل کے ہاتھ سے مارے گئے جو مشہور دہشت پسند حسن بن صباح کے فدائیوں میں سے تھا۔

**نظام شمسی۔** (دیکھو شمسی نظام)

**نظام عصبی۔** (دیکھو عصبی نظام)

**نظام ہضم** – (Alimentary System)

جسم کے جو اعضاء غذا ہضم کرنے میں کام کرتے ہیں وہ سب مل کر نظام ہضم کہلاتے ہیں۔ یہ اعضاء حلق، غذا کی نالی، معدہ، چھوٹی اور بڑی آنتیں ہیں۔ ان کے علاوہ جگر اور لبلبہ بھی ہاضمہ میں مدد دیتے ہیں۔

**نظریات۔** (Ideology) لوگوں کی کسی نمایاں اور ممتاز جماعت یا گروہ کے سیاسی، اخلاقی

مذہبی اور اقتصادی امور سے متعلقہ خیالات اور اصولوں کا مجموعہ مثلاً اسلامی نظریہ، قسطاقی نظریہ اشتراکی نظریہ وغیرہ وغیرہ۔

## نظریۂ ارتقاء

(دیکھو ڈارون کا نظریہ)

## نظریۂ اضافیت Theory of Relativity

اس سے علم طبیعیات کے وہ نظریات مراد ہیں۔ جو یہودی النسل جرمن سائنس دان آئن شٹائن (Einstein) نے پہلی بار ۱۹۱۶ء میں شائع کئے تھے۔ ان نظریات کو سائنس دانوں کی غالب اکثریت درست تسلیم کرتی ہے۔ آئن شٹائن کی تحقیقات سے یہ انکشاف ہوا ہے کہ (۱) کائنات میں وقت اور فاصلہ کی کوئی مطلق (Abstract) حیثیت نہیں ہے۔ (۲) کائنات غیر محدود (Unlimited) نہیں ہے (۳) کائنات ٹیڑھی ہے جس طرح ہمارا کرہ ارضی خم دار ہے (۴) سورج کی شعاعیں جس وقت کسی فلکی جسم کے پاس سے گزرتی ہیں تو کشش ثقل کے باعث ٹیڑھی ہو کر اس طرف مائل ہو جاتی ہیں۔

آئن شٹائن نے یہ سب نظریات آلات یا تجربات کی مدد کے بغیر صرف علم ریاضی کے ذریعہ قائم کئے تھے۔ اور ان کی صحت کا فیصلہ کافی دیر بعد تجربات کے ذریعہ کیا گیا۔ مثلاً سورج کی شعاعوں کی کشش وغیرہ کے بارے میں فیصلہ اس طرح کیا گیا کہ ایک دفعہ کیمبرج یونیورسٹی کے مشہور پروفیسر ایڈنگٹن (Eddington) نے حکومت برطانیہ سے درخواست کی کہ سورج گرہن لگنے پر دو مختلف مقامات سے جا کر کیمرہ کے ذریعہ تصاویر لی جائیں تو آئن شٹائن کے نظریہ کی درستی یا غیر درستی کا پتہ چل جائے گا۔ چنانچہ جب سورج گرہن لگنے پر ایک ٹیم مشرقی افریقہ میں جا کر اور دوسری کسی اور ملک میں جا کر اتاری گئی تو دنیا یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ آئن شٹائن کا خیال درست تھا۔ نہ صرف سورج کی روشنی کا دھارا مڑا ہوا تھا بلکہ اس کی خمیدگی کا زاویہ بھی جو آئن شٹائن نے علم ریاضی کی مدد سے معلوم کیا تھا ٹھیک وہی نکلا۔

## نظم (نظمیں) (Poetry; Poems)۔

ادبی اظہار کی ایک شکل جس کے حدود قطعی طور پر مخصوص نہیں ہو سکتے۔ مگر وہ نثر سے قافیہ ردیف وغیرہ کی بدولت مختلف اور نمایاں ہوتی ہے اور شعر بحور اور اوزان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ نظم کا آغاز غالباً قدرتی راگ کے ساتھ ہوا جس نے رفتہ رفتہ مذہبی نظموں کی شکل اختیار کر لی۔ جو بڑے آدمیوں یا بڑے واقعات کی یاد میں تحریر ہوئیں۔ نظم کو بسا اوقات ذریعہ تعلیم و تدریس کے طور پر بھی استعمال کیا گیا ہے۔ نظم کی ایک قسم نظم معرّیٰ ہے جس میں قافیہ و ردیف کی قید نہیں ہوتی۔

## نظم طباطبائی

اردو کے مشہور شاعر، سید علی حیدر نام نظم تخلص۔ نواب حیدر یار جنگ بہادر خطاب۔ ۱۴ صفر ۱۲۷۰ھ (۱۸۵۲ء) کو لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ فارسی، عربی اور اردو کی تعلیم گھر پر ہوئی۔ مٹیا برج کلکتہ میں سابق شاہزادگان اودھ کے اتالیق مقرر ہو گئے۔ ۱۹۰۵ء میں نواب واجد علی شاہ کے انتقال کے بعد جب مٹیا برج کی محفل درہم برہم ہو گئی تو نظم وہاں سے حیدرآباد چلے آئے اور نظام کالج میں عربی اور فارسی کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ عثمانیہ یونیورسٹی کے قیام پر ناظر ادب کی حیثیت سے دارالترجمہ میں چلے گئے۔ آخر میں اسی عہدے سے وظیفہ لے کر علٰحدہ ہوئے۔ ۲۳ مئی ۱۹۳۳ء کو نظم طباطبائی نے وفات پائی۔

نظم طباطبائی قدیم اور جدید اردو شاعری کا ایک سنگم تھے۔ قدیم رنگ میں غزلیں کہیں۔ پھر جدید رنگ کی نظمیں لکھیں۔ انگریزی نظموں کے ترجمے بھی کئے۔ نظم نے غیر مقفیٰ نظموں کو بھی اردو میں رائج کرنے کی ابتدائی کوشش کی۔

## نظم معرّی۔ (Blank Verse)

نظم بے قافیہ انگریزی زبان میں پہلی بار ۱۵۴۷ء میں لکھی گئی جب کہ لارڈ سرے نے ایک منظوم کتاب کا ترجمہ کیا۔ جس وقت شیکسپیر نے اس اسلوب کو اختیار کیا اس وقت یہ طرز نگارش بہت رواج پکڑ چکا تھا۔ چنانچہ تمثیل نگار اپنے ڈرامے اسی انداز میں نظم بند کرتے تھے۔ نظم بے قافیہ اپنے کمال کو غالباً ملٹن کی مشہور

نظم جنت گم کردہ (Paradise Lost) میں ملتی ہے۔ ہمارے اپنے اردو ادب میں یہ کافی ترقی یافتہ ہو چکی ہے۔

## نظم وضبط

**نظم وضبط** (Discipline) قاعدے اور ضابطے کی باقاعدہ پابندی کی تربیت اور ہدایت یہ تربیت مذہبی، جماعتی، ملکی یا فوجی قسم کی الگ الگ ہوتی ہے۔ فوجی ضبط سب سے سخت ہوتا ہے اور اس میں کسی قسم کی خلاف ضابطہ حرکت کی سخت سزا ملتی ہے۔ یہاں تک کہ افسر کو سلام نہ کرنے پر بھی سخت نوٹس لیا جاتا ہے۔ پولیس کا ضبط بھی خاصہ سخت ہوتا ہے۔ جماعتی یعنی پارٹی ڈسپلن کی یہ نوعیت ہوتی ہے کہ اس جماعت یا پارٹی کا کوئی ممبر اس پارٹی کے آئین کے خلاف کسی قسم کا اظہار خیال نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس کی کوئی حرکت اس آئین کے خلاف ہو سکتی ہے۔ اس کو اپنی ذاتی رائے جماعتی فیصلہ پر قربان کرنی پڑتی ہے۔

ملکی ضبط کے تحت کوئی جماعت یا فرد امن عامہ کی مخالف اور باغیانہ سرگرمیوں میں حصہ نہیں لے سکتا۔ مذہبی ضبط میں مسلمہ عقاید کے خلاف اشارۃً یا کنایۃً اظہار خیالات نہیں کیا جا سکتا۔

## نظم ونسق

انتظام: بندوبست۔ التزام (مثلاً قانون کا التزام یا حلف کا اٹھانا)،

• امور عامہ اور حکومت کا نظم ونسق۔

حکومت کی ہیئت منتظمہ یا بعض اوقات منتظمہ اور عدلیہ دونوں (قانون ساز ادارہ اس میں شامل نہیں)۔

حکومت کے افسران بالا جو ہر نئے صدر مملکت یا وزیر اعظم کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ منتظم اعلیٰ کا زمانہ کارکردگی۔

نظم ونسق سے مراد عام طور پر حکومت کے مرکزی اور صوبائی دفاتر اعلیٰ ہوتے ہیں۔ مثلاً مرکزی سکرٹریٹ اور صوبائی سکرٹریٹ۔ باقی تمام چھوٹے دفاتر اور افسران اپنے اپنے محدود دائرے میں، اپنے متعلقہ سکرٹریٹ کے احکام وہدایات کے تابع رہ کر فرائض سرانجام دیتے ہیں۔

**نظیر اکبرآبادی** - ولی محمد نام۔ نظیر تخلص ۱۷۳۵ء میں اکبرآباد (آگرہ) میں پیدا ہوئے۔ اور عمر بھر وہیں رہے۔ تقریباً ایک سو برس کی عمر پا کر ۱۸۳۰ء میں فوت ہوئے۔

نظیر ایک بلند پایہ عوامی شاعر تھے اس لئے آپ کے کلام میں عوامی موضوعات کی کثرت ہے۔ اپنے اشعار میں اپنے گرد وپیش کی چیزوں ہی کا ذکر کرتے ہیں۔ اور دور دراز کی چیزوں کی طرف نہیں جاتے۔ نظیر کا کلام سادہ اور صاف ہے نظیر کا مقابلہ سعدی سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ دونوں کا کلام صاف اور سلیس ہے۔ دونوں میں تصوف کا رنگ ہے۔ اور دونوں عاشقانہ رنگ کے استاد اور ناصح شاعر ہیں۔ نظیر ایک صوفی مشرب آدمی تھے۔ ان کا کلام نیچر کے مطابق ہے۔ اور تصنع اور بناوٹ سے پاک ہے۔ انہوں نے نہ کسی کی ہجو کی اور نہ کسی کی تعریف ہی۔

**نظیر لدھیانوی** - اصغر حسین خان نام۔ نظیر تخلص۔ وطن لدھیانہ ۱۹۱۰ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے آباؤ اجداد احمد شاہ ابدالی کے لشکریوں کے ہمراہ ہندوستان میں وارد ہوئے تھے۔

نظیر صاحب کے والد مرحوم منشی محمد نجیب خان نشاط اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے اس طرح سے شاعری نظیر کا آبائی ورثہ ہے۔

آپ نے بھی شعر وشاعری کا مشغلہ زمانہ طالب علمی ہی میں شروع کر دیا تھا۔ میٹرک پاس کرنے کے بعد ۱۹۳۵ء میں آپ لاہور چلے آئے اور مولانا تاجور کے اردو مرکز سے منسلک ہو گئے۔

آپ کا کلام صبح نشاط کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ کچھ عرصہ آپ نے زمیندار، اور نوائے وقت میں بھی کام کیا۔ اور پھر روزنامہ امروز کے ادارہ سے منسلک ہو گئے۔

متعدد اخبارات میں کام کرنے کے علاوہ آپ کی نظمیں مختلف رسائل میں بھی شائع ہوتی رہی ہیں۔ کہنہ مشق جرنلسٹ اور ادیب ہیں۔

**نعمان رضؓ بن بشیر** - نام نعمان کنیت ابو عبداللہ قبیلہ خزرج۔ آپ کے والد بشیر بن سعد رضؓ بڑے پایہ کے صحابی تھے۔ اور والدہ مشہور اور بلند پایہ صحابیہ

حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کی ہمشیرہ تھیں۔ ہجرت کے بعد انصار میں سب سے پہلے پیدا ہوئے۔ ان کی ولادت سے چھ ماہ بعد حضرت عبداللہؓ بن زبیر پیدا ہوئے۔ باپ کو ان سے اتنی محبت تھی۔ کہ باقی ساری ہی اولاد کو محروم کر کے تمام جائداد ان کے نام کر دی۔

رسول اللہ کے وصال کے موقع پر آپ ۸ برس کے تھے۔ امیر معاویہؓ کی جنگ میں حضرت علیؓ کے خلاف لڑے۔ جس پر سے معاویہؓ نے انہیں دمشق کا قاضی مقرر کیا اور بعد میں یمن کا حاکم بنایا۔ ۵۹ھ میں کوفہ کے والی بنے۔ اور قریباً ۹ ماہ اسی عہدہ پر قائم رہے۔ بعد میں یزید نے آپ کو معزول کر دیا۔ اور آپ شام کو چلے گئے۔

بعد ازاں حمص کے امیر بنے اور یزید کے مرنے تک اسی عہدہ پر فائز رہے۔ خلیفہ مروان کے عہد خلافت میں عبداللہؓ بن زبیر کی طرفداری کرنے کے جرم میں اہل حمص نے انہیں قتل کر دیا۔ اور ان کی بیوی اور دیگر اہل و عیال کو گرفتار کر کے مروان کے سامنے پیش کیا۔

آپ علم فقہ میں کمال دسترس رکھتے تھے۔ اور احادیث کے معاملہ میں بھی کافی عبور حاصل تھا۔ چنانچہ ان کی وساطت سے ۱۲۴ احادیث محفوظ ہوئیں جو موجودہ کتب احادیث میں مرقوم ہیں۔

**نعمانؓ بن عجلان** خاندان زرق سے تعلق رکھتے تھے ان انصار میں سے تھے جنہوں نے مدینہ میں اسلام قبول کیا۔ حضرت علیؓ کے عہد خلافت میں بحرین کے عامل تھے۔ ان کی ایک خاص عادت یہ تھی کہ ان کے خاندان کا کوئی بھی شخص ان کے پاس کچھ مانگنے جاتا۔ تو یہ اُسے انعام و اکرام دیتے۔

حضرت امیر معاویہؓ کے عہد خلافت میں انتقال کیا۔ ان کی اہلیہ خولہ بنت قیس تھیں۔ جو پہلے حضرت حمزہؓ (رسول اللہ کے چچازاد بھائی) کے نکاح میں تھیں اور ان کی شہادت کے بعد خود ان کے عقد میں آئیں۔

آپ عربی کے بہت اچھے شاعر تھے چنانچہ خلافت راشدہ کے بہت سے واقعات اور انصار کے بہت سے حالات آپ نے نظم کئے۔

**نعیم بن مسعودؓ الثقفی**۔ نام نعیم۔ کنیت ابوسلمہ ۵ھ میں غزوۂ احزاب میں مسلمانوں کے خلاف خوب سرگرمی سے حصہ لیا۔ لیکن تیاری جنگ کے دوران میں ہی ان کے دل پر اسلام کا ایسا اثر ہوا۔ کہ انہوں نے کفار میں پھوٹ ڈال دی۔ تاکہ مسلمانوں سے مقابلہ میں شکست کھا جائیں۔ مگر جنگ تک نوبت ہی نہ پہنچی۔ اور آندھی کا ایسا طوفان آیا۔ کہ کفار نے لڑائی کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ حضرت نعیمؓ اس واقعہ کے فوراً بعد مسلمان ہو گئے۔ اور مکہ چھوڑ کر مدینہ میں مستقل طور پر سکونت پذیر ہو گئے۔ اور اسلام کی مدافعانہ جنگوں میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیتے رہے۔

حضرت علیؓ اور معاویہؓ کی باہمی خانہ جنگی کے ایام میں وفات پائی۔

آپ کے صاحبزادے مسلمؓ نے آپ سے رسول اللہ کی کچھ احادیث روایت کی ہیں۔

**نعیم النحامؓ**۔ نام نعیم۔ لقب نحام۔ ہجرت سے پیشتر اس وقت مسلمان ہوئے جبکہ صرف ۹ یا ۱۰ افراد اسلام لائے تھے۔ ۶ھ میں مع چالیس افراد کنبہ ہجرت کر کے مدینہ چلے آئے۔ رسول اللہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میں نے جنت میں نعیم کی "نحمہ" (آواز) سنی ہے۔ چنانچہ اس وقعہ سے نحام لقب مشہور ہوا۔

مدینہ آکر تمام غزوات نبوی میں نمایاں حصہ لیا۔ خلیفہ اول حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں جنگ اجنادین میں شہادت پائی۔

آپ قبول اسلام سے پہلے ہی حد درجہ فیاض، رحم دل اور غریب پرور تھے۔ بنی عدی میں یتیموں، بیواؤں اور غربا کی اپنے خرچ سے سرپرستی کیا کرتے تھے۔

**نغمۂ شبینہ** (Serenade)۔ وہ گیت جو رات کے وقت عاشق اپنے معشوق کی دیوار کے نیچے گاتا۔ نیز فرقیہ گیت، اور غزل عاشقانہ۔ آج کل انگریزی مرادف لفظ کے معنی موسیقی کے بھی لئے جاتے ہیں۔

**نفس**۔ نفس کی تعریف اور ماہیت ابھی تک فیصلہ کن مرحلہ تک نہیں پہنچی۔ اس بارے میں تین نظریے کام کر رہے ہیں۔ اور یہ تینوں تاریخی حیثیت سے قائم کئے

گئے ہیں۔ مادی، تخیلاتی اور تثنیاتی۔ مادی نظریہ کی رو سے نفس کی ہستی ہی سے انکار کیا گیا ہے۔ مادہ اور نفس کو ایک دھوکا بتایا ہے۔ کیونکہ مادی لوگوں کے نزدیک کل کائنات مادہ ہے اور بس۔ یہ خیال قدیم یونانی فلاسفروں کا ہے۔ تخیلاتی عقیدہ اس کے عین برعکس ہے۔ یعنی یہ کہ تمام کائنات تخیل ہے اور مادہ کوئی شے نہیں۔ وہ تمام کائنات خدا کے ذہن میں ایک خیال ہی ہے۔ تیسرا نظریہ تثنیاتی لوگوں کا ہے جو کہتے ہیں کہ نفس اور مادہ ہر دو کائنات کے بنیادی جزو ہیں اور ایک دوسرے میں تبدیل نہیں ہو سکتے۔

تثنیاتی نظریے کے قبول کرنے میں یہ رکاوٹ ہے کہ اگر مادہ اور روح ہر دو موجود ہیں تو ان کا آپس میں کیا تعلق ہے اور وہ ایک دوسرے پر کیا اور کس طرح اثر کرتے ہیں۔ نیز بدن کی طبعی حالت ان پر کس طرح اثر کرتی ہے۔ اکثر ماہرین نفسیات کا خیال ہے کہ نفس کوئی شے نہیں بلکہ ایک دستور العمل ہے۔ مثلاً ہم کبھی دیکھنا نہیں چاہتے کہ ہاضمہ کیا شے ہے اور اس کی شکل کیا ہے۔ بلکہ صرف اس کے اثر پر قناعت کرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ ہاضمہ ایک عمل ہے جو بدن میں جاری رہتا ہے۔ اسی طرح نفس بھی ایک عمل ہے جو دماغ میں جاری رہتا ہے۔

**نفس زکیہ**۔ خلیفہ منصور عباسی کے دور میں علوی (شیعہ) تحریک ابھری اور اس کے بانی محمد المعروف نفس زکیہ کی سرکردگی میں شروع ہوئی مگر اس تحریک کو بڑے جبر و تشدد سے دبا دیا گیا۔ نفس زکیہ امام حسینؑ کے پڑپوتے تھے اور انہیں دسمبر ۷۶۲ء میں شہر مدینہ میں تلوار کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ ان کے بھائی ابراہیم کو فروری ۷۶۳ء میں کوفہ میں شہید کر دیا گیا۔ اور ان کا سر خلیفۂ وقت کے پاس ہدیۃً بھیجا گیا۔

**نفسیات**۔ (Psychology) ذہن اور دماغ کی سائنس کا نام ہے ذہنی کوائف کو واضح اور اجاگر کرتی ہے۔ اور اشیاء اور شعور کے تعلق کو نمایاں کرتی ہے اور اعضاء اور اعصاب کے سلسلوں کے باہمی رشتے کو پیش کرتی ہے۔ اب جب کہ دماغ اور اعصابی نظام کے عملی سلسلے نے غیر معمولی ترقی کر لی ہے۔ تو اس علم کو ایک علیحدہ اور اہم حیثیت حاصل ہو گئی ہے گو ماہرین نفسیات بعض اصولی نظریوں میں باہم بڑا اختلاف رکھتے ہیں۔ زمانہ حال کے بڑے بڑے ماہرین نفسیات جے بی واٹسن، پروفیسر پاولوف، فرائڈ، جنگ اور ایڈلر ہیں۔ گو نظریاتی امور میں ماہرین میں باہم اختلاف ہے تاہم اس علم کے عملی پہلو جنگ عظیم کے بعد سے انفرادی مسائل کے حل میں ازبس ممد اور معاون ثابت ہوئے ہیں۔

**نفسیاتی تجزیہ**۔ (Psycho-analysis) یہ علم نفسیاتی طبیعات کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعے انسان کے ذہنی حرکات اور ان کے متعلق روزمرہ کے اعمال کا مشاہدہ اور تجزیہ کیا جاتا ہے۔ اس علم کا اب بکثرت استعمال ہونے لگا ہے خصوصاً جرمنی اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں۔ وہاں کے بچوں کے اوقات فرصت میں اس علم کے ذریعے ان کی ذہنیت اور رجحانات کا مطالعہ کیا جاتا ہے تاکہ بچوں کے ذہنی نشوونما کی رفتار معلوم ہو سکے۔

یہ طریق نہایت تسلی بخش ثابت ہوا ہے۔ اس لئے کہ اس سے بچے کی ذہنی استعداد پوری طرح واضح ہو جاتی ہے بجائے اس کے کہ اسے شعوری طور پر محسوس کیا جائے یا اسے کسی قسم کی اعصابی گھبراہٹ ہو، بچہ غیر شعوری طور پر اپنے دل کا حال بتا دیتا ہے۔ یہ طریق نہایت آسان ہے۔ بچے کو کسی کھیل یا کام میں مشغول کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً صندوقچے میں لکڑی کی گولیاں آراستہ کر کے رکھنا وغیرہ۔ یہ کام کسی قاعدے کے مطابق ہو یا اس کے خلاف۔ نہایت احتیاط سے اس کا اندراج کر لیا جاتا ہے۔ غرض اس طرح ذہنی تجزیہ کر کے اپنے قلبی رجحانات کے اظہار پر آمادہ کیا جاتا ہے۔ اور غالباً بچے کو اس کا احساس اور شعور بھی نہیں ہوتا۔ اس طریق سے حاصل کردہ معلومات کے ذریعے بچے کو مستقبل کی زندگی کے لئے تربیت دی جاتی ہے۔

نفسیاتی تجزیہ کا مطالعہ اور اس کا رواج دنیا کے متمدن اور ترقی یافتہ ممالک میں عام ہو رہا ہے اور یکساں طور پر ہر دل عزیزی کا حامل ہے۔

**نفع ونقصان**۔ (Profit & Loss) مصنوعات کی قیمت فروخت اگر لاگت سے زیادہ ہو گی تو ان

دونوں کا فرق نفع کہلائے گا۔ مثلاً کسی شخص نے کارخانہ میں پنسلیں بنائیں اور انہیں دو ہزار روپیہ میں فروخت کیا۔ فرض کیجئے لکڑی، سرمہ اور رنگ وارنش وغیرہ پر مبلغ ۲۰۰ روپے خرچ ہوئے۔ مزدوروں کو ۳۰۰ روپیہ بطور اجرت دیے گئے تو اس کاروبار میں ۱۵۰۰ روپیہ کا نفع ہوا۔ لیکن یہ کل نفع ہے۔ اصل نفع کا حساب لگانے کے لئے دوسرے اخراجات جیسے کارخانہ کا کرایہ، روشنی اور دفتر کا خرچ، ایجنٹوں کا کمیشن اور ان کے مصارف، سرمایہ قرض پر لیا گیا ہے تو اس کا سود وغیرہ سب کا خیال رکھنا پڑے گا۔ اگر مندرجہ بالا مصارف کی میزان سو روپیہ ہے تو اصل نفع ۱۴۰۰ روپے ہوگا

یہ منافع ایک قسم کا انعام ہے اور وہ شخص جس نے محنت کر کے ایسا مال تیار کیا جس سے انسانی ضروریات پوری ہوئیں سوسائٹی اور تمدن کی نظر میں اس انعام کا مستحق ہے۔ اگر کاروبار نجی نہ ہو بلکہ لمیٹڈ کمپنی کی شکل میں ہو تو نفع حصہ داروں میں بقدر ان کے حصص کی نسبت کے تقسیم کر دیا جائے گا۔

اگر کاروباری وصول لاگت سے کم ہے تو ظاہر ہے کہ نفع کی بجائے نقصان رہے گا۔ ایسی حالت میں کمپنی کو اپنے سرمایہ سے روپیہ لگا کر یہ نقصان پورا کرنا پڑے گا۔

نفع و نقصان علم حساب کا ایک اہم اور نتائج خیز قاعدہ ہے جو ابتدائی اور ثانوی کلاسوں میں بطور نصاب شامل ہے۔

**نفطا** (Naphcha) ایک آتش گیر اور جو ہائیڈرو کاربن (Hydrocarbon) مائعات سے مل کر بنتا ہے یہ مائعات پٹرول یا کوئلہ کی تبخیر سے حاصل ہوتے ہیں۔

**نفیری** (Fife) ایک قسم کی بانسری جس میں ۱۲ سوراخ مختلف سروں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ دیسی فوجی بینڈ میں جس کو ناقت بینڈ کہتے ہیں۔ صرف نفیری اور دیسی ڈھول بجتا ہے۔ اس قسم کا بینڈ سرحدی پٹھانوں کا قومی بینڈ ہوتا ہے۔ اور اکثر فوجی پلٹنوں میں رائج ہے۔ یہ نفیری لازماً پہاڑی ساز ہے اور پہاڑوں کی نشست میں بجائی جاتی ہے جس کا لطف پہاڑی گونج

میں ہی آتا ہے۔

**نفیسی، سعید**۔ ایرانی ماہر طبیعات اور سیاست دان ہیں۔ ۱۹-- میں پیدا ہوئے۔ فرانس اور ایران میں تعلیم پائی۔ ۱۹۳۶ میں تہران یونیورسٹی میں فیکلٹی آف میڈیسن کے پروفیسر مقرر ہو گئے۔ ۱۹۴۱ میں تہران سے پارلیمنٹ کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۴۶ میں وزیر صحت کے انڈر سیکرٹری تھے۔ ایرانی ریڈ لائن اینڈ سن سوسائٹی کے سیکرٹری جنرل ہیں۔ نمایاں تصنیف تاریخ ادبیات ایران ہے جس کا انگریزی اور دوسری زبانوں میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔

**نقاشی**۔ نقاشی بُنی ہوئی اشیاء پر بھی ہو سکتی ہے۔ اور کاغذ اور گتے وغیرہ پر بھی۔ ایک قدیم فن ہے اور بائبل میں اس فن کے نسبت سے حوالے موجود ہیں۔ ابتدا میں تو نقاشی ہاتھ سے ہوتی تھی مگر اب مشین سے ہوتی ہے اور انگلینڈ اور یورپی ممالک میں عام ہے۔ آلات جو نقاشی میں مستعمل ہوتے ہیں۔ ایک سوئی اور ایک فریم کپڑے وغیرہ کو کھینچنے تاننے کے لئے بالخصوص دوران نقاشی ہیں۔ نقاشی کے نادر قیمتی نمونے وکٹوریہ اور البرٹ نام کے عجائب گھروں میں ہیں۔ لاہور اور کراچی اور ڈھاکہ کے عجائب گھروں میں بھی نقاشی کے نادر اور دلچسپ نمونے موجود ہیں۔

**نقب زنی**۔ نقب زنی اور ڈاکہ میں یہ فرق ہے کہ نقب زنی رات کے وقت ہوتی ہے۔ اگرچہ نقب رات ہی کو لگائی جاتی ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ڈاکہ صرف دن ہی میں ڈالا جاتا ہے۔ ڈاکہ زنی کا مفہوم یہ ہے کہ زبردستی گھر میں گھس کر مال و اسباب لوٹ لیا جائے۔ خواہ ایسا کرنے میں دروازہ یا کھڑکی توڑنی پڑے۔ اگر کوئی شخص بند کھڑکی کے ذریعے مکان پر چڑھے اور اندر کا دروازہ کھول دے تو یہ بھی ڈاکے کی زد میں آجائے گا۔

رات کے وقت حملہ کرنے والے کے خلاف بعض اوقات اسلحہ کے استعمال کی بھی اجازت ہوتی ہے اس لئے کہ نقب لگانے والے عموماً ہتھیار بند ہی کی

حد سے اپنی کارروائی کرتے ہیں۔ ایک فلیٹ یا مکان کے ایک حصے میں رہنے والا شخص اپنی جگہ کی حد تک اپنا حق استعمال کر سکتا ہے۔ اپنی حفاظت کے لئے سنگین یا اسلحہ استعمال کرنے کا حق رکھتا ہے۔ لیکن اس کے پاس بغیر لائسنس کے اسلحہ نکل آئیں تو وہ خود بھی قانون کی شکنجے میں آسکتا ہے۔ اور اس پر قانون شکنی کا اطلاق ہو سکتا ہے۔

**نقدی**۔ نقدی وہ روپیہ ہے جو سکے، نوٹ یا چیک وغیرہ کی صورت میں ہو۔ قدیم زمانہ میں جب کہ روپیے پیسے کا رواج نہ تھا، لوگ اجناس کے تبادلہ میں خرید و فروخت کیا کرتے تھے۔ ایک شخص غلہ دے کر گھوڑا خرید لیتا۔ یا کوئی شخص جنس کے عوض میں کوئی اور جنس لے لیتا۔ لیکن یہ بہت مشکل صورت تھی۔ چنانچہ سہولت کے لئے لوگوں نے اس کے متعلق اور طریقے سوچنے شروع کئے۔

کچھ مدت بعد اجناس کی تبدیلی کا رواج کم ہونے لگا۔ اور اس کی جگہ صدف سیپیاں، مچھلی پکڑنے کے کانٹے، پروں کے گچھے اور دھات کے ٹکڑے بطور نقدی استعمال ہونے لگے۔ یہ صورت پہلے سے زیادہ آسان تھی۔

افریقہ میں نمک بہت نایاب چیز تھی۔ لہٰذا وہاں اب تک نمک نقدی کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ بحرالکاہل کے بعض جزیروں میں اب تک سیپیوں کے ذریعہ خرید و فروخت ہوتی ہے۔ چین میں چاندی اور سونے کے ٹکڑے اور یونان میں سونا، پیتل اور تانبے کے ٹکڑے بطور سکہ استعمال ہوتے تھے۔ یونان میں ان ٹکڑوں پر مہر لگا کر باقاعدہ سکے بنائے گئے۔ بعد ازاں بہت سے اور ملکوں میں سکوں پر مہر لگانے کا رواج ہوا۔ اور جب باقاعدہ حکومتیں بنیں۔ تو حکومتوں نے معمولی مالیت کے سکوں پر مہریں ثبت کر کے ان کی ایک خاص مالیت مقرر کر دی۔ گویا معمولی سکے پر جب سرکاری مہر لگ جاتی تو اس کی بہت بڑی قیمت سمجھی جاتی۔ جس طرح آج کل کے سکے کی یہ دھات حقیقتاً اتنی قیمت کی نہیں ہوتی بلکہ سرکاری مہر کی بدولت اس کی قیمت کا تعین کیا جاتا ہے۔ بعدہٗ سکے کے ساتھ ہی کاغذی نوٹوں کا رواج ہوا۔ اور بنکوں کے وجود میں آنے پر نوٹوں اور سکوں کے علاوہ چیک وجود میں آئے۔ انگریزی میں نقدی کا مفہوم بالعموم کرنسی (Currency) سے لیا جاتا ہے۔

**نقشبندیہ**۔ صوفی درویشوں کا ایک فرقہ جس کو محمد بن محمد بہاء الدین بخاری نے جو ۷۱۷ھ (۱۳۱۷ء) سے ۷۹۱ھ (۱۳۸۹ء) تک زندہ رہے جاری کیا۔ نقشبند کے معنی مصور کے ہیں چونکہ آپ نے حقیقت کی صحیح تصویر کشی کی اس واسطے ان کے مرید اس فرقہ کو نقشبندیہ کے نام سے پکارنے لگے۔

اصولوں کے لحاظ سے یہ لوگ حضرت اویس قرنیؓ کی طریقت سے زیادہ مشابہ ہیں۔ ان کے ایک شاگرد صالح بن مبارک نے ان کے بارے میں ایک کتاب مقامات سیدنا شاہ نقشبند لکھی ہے جس میں آپ کے حالات اور ذکر کے طریقے بیان کئے ہیں۔ ان سے قبل محمد بابا سماسی کے ہاں ذکر بآواز بلند کیا جاتا تھا۔ لیکن انہوں نے مرشد سے اس بارے میں اختلاف کیا اور ذکر خفی کو زیادہ بہتر سمجھا۔ مرشد کچھ عرصہ تک تو اس سے اختلاف کرتے رہے لیکن مرتے وقت انہوں نے ان کو ہی اپنا جانشین مقرر کر دیا اور خلیفہ قرار دیا۔ اول اول اس فرقہ نے وسط ایشیا، ترکستان اور بخارا میں ترقی کی اور اس کے بعد ہندو پاک اور دوسرے ممالک میں بھی پھیل گیا۔

پاکستان کے مختلف مقامات میں نقشبندیوں کے مراکز موجود ہیں۔

**نقشہ** (Map) کرۂ ارض یا کسی ملک یا کسی قطعۂ زمین کے طبعی خد و خال کا خاکہ کاغذ پر اتارنا۔ چونکہ زمین گول ہے اس کا نقشہ ٹھیک ٹھیک گلوب پر ہی اتارا جا سکتا ہے۔ مستطیل کاغذ پر زمین کی شکل یا نقشہ بنانا ناممکن ہے۔ اتنا ضرور ہے کہ اگر کسی چھوٹے ملک کا نقشہ بنایا جائے تو معمولی غلطی کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے خط استوا کے متوازی بہت سے خطوط ہیں جنہیں خطوط عرض البلد کہتے ہیں ان پر عموداً خطوط طول البلد بنانے کے بعد نقشہ کھینچا جاتا ہے۔ اٹلس کے نقشوں میں یہ خطوط دیکھے جا سکتے ہیں۔ ان خطوط سے جب ڈھانچہ مکمل ہو جاتا ہے تو ملک کے حدود کا خاکہ آسانی سے کھینچا جا سکتا ہے۔ اور اس کے بعد باقی تفصیلات مثلاً پہاڑ، دریا،

سطح مرتفع وغیرہ دکھلائی جا سکتی ہیں۔

اگر نقشہ کے ذریعہ سے مختلف مقامات کی سطح سمندر سے بلندی دکھلانا ہو تو ایک ہی بلندی والے مقامات کو لہریے دار لائنوں سے ملا دیا جاتا ہے۔ ہر ۵۰ یا سو فٹ یا زیادہ بلندی کے لئے ایک علیحدہ لائن استعمال کی جاتی ہے۔ ان خطوط کو کنٹور کہتے ہیں اگر کنٹور کے خطوط پاس پاس واقع ہوں تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ مقام سیدھا ڈھلواں ہے۔ ان کے درمیان فصل ہو تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ ڈھال تبدریج ہے۔ رنگین نقشوں میں کنٹور کی لائنوں کے درمیان مختلف رنگ بھر دئے جاتے ہیں۔ بلند مقامات کے لئے بھورا یا زردی مائل سبز رنگ استعمال ہوتا ہے۔ نشیب کے مقامات میدان وغیرہ گہرے سبز رنگ سے دکھلائے جاتے ہیں۔ کچھ نقشوں میں طبعی حالات دریا، موسمی کیفیات رسل و رسائل کے ذرائع، تقسیم آبادی وغیرہ سب ہی باتیں دکھلائی جاتی ہیں۔

نقشے کسی پیمانہ کی مطابقت سے کھینچے جاتے ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ نقشہ پر فاصلہ کی ہر اکائی اصل زمین کی کسی خاص پیمائش کو ظاہر کرتی ہے۔ ایک انچ کے نقشے سے یہ مراد ہے کہ نقشہ پر ایک انچ زمین کے ایک میل کے برابر ہے ان بڑے پیمانے کے نقشوں سے زمین کے چھوٹے چھوٹے رقبوں کے خدوخال خوب تفصیل سے دکھلائے جا سکتے ہیں۔ سڑکوں، نہروں، باغات وغیرہ کے لئے ایسی علامتیں استعمال کی جاتی ہیں جو سب جگہ سمجھی جا سکتی ہیں۔ چھوٹے پیمانے کے نقشوں سے زمین کے بڑے بڑے قطعات کے متعلق کچھ عام باتیں معلوم ہو جاتی ہیں۔ نقشہ پر قطب شمالی یا قطب جنوبی کی سمت اور نقشہ کا پیمانہ بھی دیا ہوا ہوتا ہے۔

**نقطۂ ماسکہ** (Focus) وہ نقطہ جہاں روشنی کی منتشر شعاعیں کسی سطح سے منعکس یا منحرف ہو کر جمع ہوتی ہیں۔ یہ نقطہ گول سطح اور حقیقی سطح ہر دو حالت میں ہوتا ہے۔ اگر ایک پیالہ نما مقعر آئینے پر جس کی گہری سطح آئینہ دار ہو، روشنی کی کرنیں ڈالی جائیں تو وہ اس آئینے کے سامنے ایک مرکز پر جمع ہو جائیں گی جو عموماً اس دائرے کا مرکز ہوتا ہے، جس کا حصہ آئینے کی گولائی ہے۔ اگر یہ کرنیں سورج کی گرم شعاعیں ہیں تو نقطہ ماسکہ پر سخت گرمی ہوگی اور دیا سلائی فوراً جل اٹھے گی اگر آئینہ کی بجائے محدب عدسہ رکھا جائے تو اس حالت میں کرنیں منعکس نہ ہوں گی بلکہ اس عدسہ سے گذر کر اس دائرے کے مرکز پر جمع ہوں گی جس کا حصہ شیشے کا گزرنے والا رخ ہے۔ ایلپس یعنی بیضوی شکل میں اس قسم کے دو نقاط ہوتے ہیں جن کو ماسکین (Focii) کہہ سکتے ہیں۔ لیکن ان میں سے ہر ایک اپنی سمت والی گولائی کا مالک ہوتا ہے۔ زمین کا مدار بھی ایک بیضوی شکل کا ہے۔ اور سورج اس کے ایک نقطہ ماسکہ پر واقع ہے جبکہ دوسرا ماسکہ خالی پڑا ہوتا ہے۔

**نقل نگار** (Pantograph) ایک آلہ جو سیدھی سخت لکڑی کی تیلیوں سے بنتا ہے اور اس کے ذریعہ کسی دئے ہوئے نقشے یا تصویر کو بعینہٖ اسی شکل میں چھوٹے یا بڑے پیمانہ پر کھینچا جا سکتا ہے۔

**نقل و حمل۔** (Transport) حمل اٹھانا اور نقل ایک مقام سے دوسرے مقام تک منتقل کرنا۔ مراد بار برداری اور آمد و رفت کے ذرائع اور نظام۔ اس بارے میں دنیا بھر میں ترقی کی انتہا ہو رہی ہے کہاں پیدل اور جانوروں پر سفر اور کہاں بیل گاڑیوں گھوڑا گاڑیوں اور تانگے وغیرہ کا سفر، کہاں ریلوں کے ذریعہ سفر اور کہاں جہازوں کا سفر اور کہاں اب ہوائی جہازوں کا سفر۔

ریلوں اور حمل و نقل کے دوسرے ذرائع نے دنیا کی طنابیں کھینچ کر رکھ دی ہیں۔ مدتوں کے فاصلے گھنٹوں اور منٹوں میں طے ہونے لگے ہیں تجارت و آمد و برآمد، زراعت یا قحط، صنعت و حرفت کے امکانات، سیر و سیاحت، ترقی و تہذیب ارتقائے تمدن اور دیگر بین الاقوامی مفاد حمل و نقل کے سلسلے سے بالکل وابستہ ہیں۔ حمل و نقل کی بدولت اشیائے خوردنی، ملبوسات، سامان آرائش اور دیگر لوازمات زندگی کے نرخ کم و بیش مختلف ممالک میں ہموار ہیں اور دنیا بھر کی تہذیبیں ایک دوسرے سے قریب

تہ آرہی ہیں۔ (نیز دیکھو بار بہ دلری)

**نقیض (تضاد)** عربی لفظ نقض بمعنی توڑنا یا گرانا نقیض (صفت مشبہ) یعنی توڑنے والا' عمارت گرانے والا' منہدم کرنے والا۔ یہ لفظ تضاد' مخالفت یا دشمنی کے معنی میں بھی آتا ہے۔ طب میں کسی مرض کا علاج اس کا نقیض کہلاتا ہے۔ مسائل شرعی میں (مثلاً) وضو کے نقیض چند چیزیں ہوتی ہیں۔ علیٰ ہٰذا القیاس چند اشیاء نماز کی نقیض ہوتی ہیں۔ سیاست میں بسا اوقات ایک ملک یا قوم کی پالیسی دوسرے ملک یا قوم کی پالیسی کی نقیض ہوتی ہے۔

**نقیض الدم۔** (Anaemia) خون کی کمی جسم میں خون کا کم ہوجانا' نقص خون۔ خون کا ناقص ہوجانا ضعف جگر وغیرہ۔ اس مرض میں یا تو جسم میں خون کی مقدار کم ہوجاتی ہے یا خون میں جسیمہ احمر (سرخ ذرات) کی تعداد یا ان سرخ ذرات خون میں سرخی کی مقدار کم ہوجاتی ہے۔

عام حالتوں میں خون کی کمی جسم میں فولاد وغیرہ یا تازہ مواد وغیرہ کی کمی سے پیدا ہوتی ہے اور اس کا علاج کسی ڈاکٹر کے مشورہ سے آسانی سے ہوسکتا ہے۔ اکثر یہ مرض کسی طرح جسم کا خون ضائع ہونے سے بھی ہوجاتا ہے۔ جسم انسانی میں خون داخل کرنے سے اور فولاد کے استعمال سے یہ کمی پوری ہوسکتی ہے۔

اس کی ایک اور قسم بڑی شدید ہے جسے عام طور پر ضعف جگر کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس میں خون میں سے خون کے سرخ ذرات کی مقدار اور ان میں سرخی کی مقدار بہت کم ہوجاتی ہے۔ یہ مرض جلد بڑھتا چلا جاتا ہے اور اکثر مہلک ہوتا ہے۔ اس کا علاج ٹیکوں کی مدد سے کیا جاتا ہے۔

ضعف جگر کی پہچان چہرے کی زردی' سانس کا پھول جانا' اور عام جسمانی کمزوری ہے۔

**نکاح۔** مسلمانوں کے ہاں وہ شرعی رسم جس کے ادا ہونے پر مرد خاوند اور عورت بیوی شرعاً اور قانوناً بن جاتے ہیں۔ اس رسم کے موقع پر علاوہ ان دو کے ایک نکاح پڑھانے والا (قاضی) اور دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں بطور گواہ کے ہونی ضروری ہیں۔ اگر طرفین یا دونوں میں سے ایک نابالغ ہو تو اس کا ولی بھی موجود ہونا چاہئے۔

قاضی خطبہ نکاح پڑھتا ہے اور مرد اور عورت سے تین تین بار اقرار کرایا جاتا ہے کہ انہوں نے ایک دوسرے کو بہ حیثیت میاں بیوی کے تسلیم کرلیا ہے۔ مہر کا تعین بھی لازمی ہے۔ ہند و پاکستان اور اکثر اسلامی ممالک میں دولہا دولہن ایک ہی محفل میں نہیں بیٹھتے اس لئے ایک وکیل کے ذریعہ عورت کی منظوری معلوم کی جاتی ہے۔ اسلام نے بعض شرائط کے ماتحت ایک مرد کو بیک وقت چار نکاح کرنے کی اجازت دی ہے۔ اور جن عورتوں سے نکاح ناجائز ہے ان کی بھی وضاحت کردی گئی ہے۔ نکاح کے واسطے طرفین کی عمر مقرر نہیں کی گئی۔ اس لئے نابالغوں کی بھی شادی جائز ہے جو ان کے ولیوں کی منظوری سے ہوتی ہے لیکن طرفین کو اختیار ہے کہ بالغ ہونے پر اسے فسخ کردیں۔

**نکاراگوا** (Nicaragua) وسطی امریکہ کی سب سے بڑی مگر سب سے کم آباد جمہوریہ۔ رقبہ ۵۷ ہزار مربع میل ہے اور آبادی ...... لاکھ کے قریب ہے۔ دارالحکومت مناگوا (Managua) ہے۔ اسے زیادہ تر اہمیت صرف اس لئے حاصل ہے کہ اگر کسی وجہ سے نہر پانامہ بند ہوجائے۔ تو یہاں سے ایک نہر نکال کر بحر اوقیانوس اور بحر الکاہل کو آپس میں منسلک کیا جاسکتا ہے۔ ابتداء میں نکاراگوا ہسپانیہ کی نوآبادی تھی جس سے اس نے ۱۸۲۱ء میں آزادی حاصل کی۔

**نکسن' رچرڈ۔** (Richard Nixon) سابق نائب صدر ریاستہائے متحدہ امریکہ۔ ۱۹۱۳ء میں امریکہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد ڈیوک یونیورسٹی کے لاء اسکول سے قانون کی ڈگری حاصل کی۔ چند سال کیلیفورنیا میں وکالت کرتے رہے اور پھر امریکی بحریہ میں

ملازم ہو گئے۔ چار سال تک جنگی خدمات سرانجام دیں۔ فوجی ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد انہوں نے سیاسی زندگی میں حصہ لینا شروع کیا اور ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں ایوان نمائندگان (House of Representatiues) ریاستہائے متحدہ امریکہ کے رکن بن گئے۔ سنہ ۱۹۵۰ء میں آپ امریکی سینیٹ کے رکن بنے اور دو سال بعد امریکہ کے نائب صدر مقرر ہوئے۔

**نکسیر پھوٹنا** (Nose-bleeding) ناک سے خون بہنے کو کہتے ہیں۔ یہ عموماً گرمی یا ناک پر کسی جگہ چوٹ لگنے سے بہنے لگتی ہے۔ نکسیر پھوٹنے کی حالت میں مریض کو سیدھا بٹھائیں اور جھکنے نہ دیں۔ اور اس کے دونوں بازو سر کے اوپر اونچے اٹھائیں۔ اگر اس طرح خون بند ہو جائے تو بہتر ورنہ ناک اور گردن پر ٹھنڈے پانی کی پٹی رکھیں۔ یا ٹھنڈے پانی میں کپڑا تر کر کے نتھنوں میں ٹھونس دیں۔ اگر کپڑا تارپین کے تیل میں تر کر کے ناک میں رکھیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ مریض کو منہ کھلا رکھنے کی ہدایت کریں۔ اور اسے ناک کی راہ سانس لینے کی بجائے منہ کے راستہ سانس لینے کی تلقین کریں۔

**نکل۔** (Nickel) سفید رنگ کی ایک دھات جو لوہے سے ملتی جلتی ہے۔ اسے بہت سی دھاتوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ بجلی کے سامان میں اس کی بھرت عموماً مستعمل ہے۔ برتنوں پر اس کی قلعی بھی کی جاتی ہے کیونکہ اس کی پتلی سی چادر چڑھ جانے کے بعد برتنوں پر زنگ وغیرہ کا اثر نہیں ہوتا۔

**نکولس اول۔** (Nicholas I) (۱۷۹۶ء — ۱۸۵۵ء) زار روس جو ۱۸۲۵ء میں تخت نشین ہوا۔ اس کے عہد کا قابل ذکر واقعہ کریمیا کی جنگ ہے۔

**نکولس دوم** (Nicholas II) (۱۸۶۸ء — ۱۹۱۸ء) زار روس جو ۱۸۹۴ء میں تخت نشین ہوا۔ اس کے عہد میں راسپوٹین کی عجیب و غریب شخصیت نے عروج پکڑا۔ نکولس دوم کے عہد میں دو بغاوتیں ہوئیں۔ پہلی ۱۹۰۵ کی بغاوت جس میں لینن کا بڑا بھائی بغاوت کے الزام میں تختہ دار پر لٹکایا گیا۔ دوسری بغاوت مارچ ۱۹۱۷ء میں ہوئی جس کے باعث اس کی حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا۔ لینن برسر اقتدار آیا۔

**نگران حکومت۔** (Care-taker Government) وہ عبوری وزارت جو کسی پارلیمنٹ یا اسمبلی کے ختم ہو جانے یا اسے معطل کر دئے جانے کے بعد حکومت کے کام کو انجام دے۔ اور اس میں وہی لوگ ہوں۔ جو پہلی وزارت میں تھے۔ یہ حکومت اس وقت تک کام کرتی ہے۔ جب تک جدید انتخابات ہو کر نئی وزارت قائم نہ ہو جائے۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد جب زمانہ جنگ کی چرچل وزارت کو ختم کیا گیا تو ۲۳ مئی ۱۹۴۵ء سے جولائی ۱۹۴۵ء تک چرچل وزارت ہی بطور نگران حکومت کاروبار سلطنت کو انجام دیتی رہی۔

**نلائی کرنا۔** (Horing) کھیت سے گھاس پھوس صاف کرنا اور پودوں کی جڑوں کو نرم اور پولا کرنا۔ نلائی کے لئے جو اوزار ہوتا ہے اُسے گوڈ کہتے ہیں جو کھرپے کی شکل کا ہوتا ہے مگر پھل اس کا رنبے کے پھل سے زیادہ پتلا اور زیادہ لمبا ہوتا ہے۔

پودوں کی جڑوں میں اور جڑوں کے ارد گرد نباتاتی کرم بھی پیدا ہو جاتے ہیں اور نلائی سے یہ کرم تلف ہو جاتے ہیں اور پودوں کی نشوونما میں کوئی رکاوٹ واقع نہیں ہوتی۔ نلائی یا گوڈی کرنے کے خاص خاص موسم اور اوقات ہوتے ہیں۔ بالعموم زمین نیم خشک ہو جانے پر نلائی کا کام شروع ہوتا ہے۔ اور نلائی کے بعد کھاد وغیرہ ڈالتے ہیں۔

**نماز۔** پانچ اسلامی فریضوں میں سے نماز پہلے درجہ پر ہے۔ پھر زکوٰۃ پھر روزہ بعدہٗ حج اور پھر جہاد۔ جہاد ایک قومی فریضہ ہے بجائیکہ پہلے چار فریضے انفرادی ہیں گو وہ بھی قومی اہمیت کے حامل ہیں۔ نماز فرائض میں سے سب سے پہلے حضورؐ پر عائد کی گئی۔ گو نماز اور زکوٰۃ قرآن پاک میں یکجا آتی ہیں مگر نماز ہر مقام پر پہلے آتی ہے اور زکوٰۃ پیچھے۔ نماز قائم کرنے کا حکم قرآن پاک میں اکثر آیا

ہے اور اسے مسلمانوں کا اوّلین فریضہ قرار دیا گیا ہے۔ نماز انسان کی ترقی کا اوّلین مرحلہ اور اس کی روحانی معراج ہے۔ نماز انسان کو برائی سے باز رکھتی ہے اور اسے تکمیل کے مرحلے تک پہنچاتی ہے۔ نماز سے آدمی اپنی داخلی روحانیت کو پا لیتا ہے اور اخلاقی اور روحانی کمال کو پہنچتا ہے۔ نماز سے رنگ و روپ نسل اور خاندان، قوم اور ملک کے تمام امتیازات مٹ جاتے ہیں۔ اور انسانوں میں اتحاد اور اخوت پیدا ہوتی ہے۔ جو ایک زندہ تہذیب و تمدن کی ضروری بنیاد ہے۔ نماز سے تزکیہ نفس ہوتا ہے۔ سب کے لئے نماز کی زبان عربی ہے تاکہ انتہائی اتحاد و یک جہتی پیدا ہو سکے۔ ادائیگی نماز کا مرکز مسجد ہے جس کا مقصد مساوات کی ترویج و اشاعت ہے۔ نماز قبلہ رو ہو کر ادا کی جاتی ہے۔ عورتیں بھی مسجدوں میں نماز ادا کر سکتی ہیں۔ طہارت نماز کے لئے لازم ہے۔ نماز وضو کر کے ادا کی جاتی ہے۔ اذان ادائیگی نماز کا اعلان ہوتا ہے۔

تمام مسلمان مرد و زن پر پانچ نمازیں فرض ہیں۔ فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء۔ تہجد ایک نفلی نماز ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں بھی آتا ہے۔ فرض نمازوں کو باجماعت ادا کرنا ضروری ہے اور اس پر بہت زور دیا گیا ہے۔ نماز باجماعت میں آقا و غلام، چھوٹے بڑے، امیر غریب سب دوش بدوش کھڑے ہوتے ہیں اور اس سے رشتۂ اخوت مضبوط ہوتا ہے۔ امام کی اطاعت کا سبق ملتا ہے۔ ایک جگہ جمع ہونے سے ایک دوسرے کا حال معلوم ہو جاتا ہے نیز ضروری امور پر تبادلہ خیالات بھی باآسانی ہو سکتا ہے۔ امام آگے کھڑا ہوتا ہے اور صفیں ایک دوسرے کے پیچھے ہوتی ہیں۔ ہر دو صفوں کے درمیان میں اتنا فاصلہ ہوتا ہے کہ سجدہ باآسانی ہو سکے۔ اگر صرف دو آدمی ہوں تب بھی ایک کو امام اور ایک کو مقتدی بننا چاہیے لیکن اس صورت میں ان کو بجائے آگے پیچھے ایک ساتھ ہی کھڑا ہونا چاہیے البتہ نماز کے دوران میں اگر دوسرا مقتدی آجائے تو یا امام آگے بڑھ جاتا ہے یا پہلا مقتدی پیچھے ہٹ کر صف بنا لیتا ہے۔ جو لوگ پیچھے ہوتے ہیں وہ مقتدی کہلاتے ہیں اور نماز پڑھانے والے کو امام کہتے ہیں۔

**نمٹز، ایڈمرل** ۔ (Chester Nimtiz) جب بری فوجوں نے جنرل ڈگلس میکارتھر (Douglas MacArthur) کی زیر قیادت جاپان پر آخری حملہ بول کر اسے تسخیر کیا اس وقت امیر البحر چیسٹر نمٹز کے پاس بحری افواج کی کمان تھی بعد ازآں انہیں ہندوستان اور پاکستان کے باہمی تنازع کشمیر کا منتظم مقرر کیا گیا۔ اور آپ کے ذمہ یہ امر تفویض کیا گیا کہ ریاست جموں اور کشمیر میں استصواب رائے کی نگرانی کریں۔ اور اسے احسن طریقہ پر انجام دیں مگر بھارت کے عدم تعاون کی وجہ سے ایڈمرل نمٹز اس منصب کو سرانجام نہ دے سکے۔

**ن۔ م۔ راشد** ۔ (دیکھو راشد ن۔ م)

**نمرود** ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں بابل کا مشہور کافر بادشاہ جس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔ اس کے درباری نجومیوں نے پیشین گوئی کی تھی کہ ایک بچہ پیدا ہوگا جو تمہیں ملک اور سلطنت سے علیحدہ کر دے گا۔ اور تمہارے بتوں کو توڑ ڈالے گا۔ چنانچہ جب حضرت ابراہیم نے بتکدے کے تمام بتوں کو توڑ دیا تو اس نے ایک چتا بنانے کا حکم دیا جس پر سے حضرت ابراہیم کو گرا کر آگ میں ڈال دیا گیا۔ لیکن خدا کے حکم سے آگ ٹھنڈی ہو گئی اور ان کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔

نمرود نے خدا سے لڑنے کے واسطے عقابوں کا ایک تخت بھی بنوایا جس پر چڑھ کر بہت اونچا اڑا مگر پھر زمین پر آ پڑا۔ نمرود کی قوم پر جو عذاب نازل ہوا اس میں مچھروں کی بہت کثرت تھی۔ مشہور ہے کہ ایک مچھر اس کی ناک کے راستے دماغ میں گھس گیا اور روایت ہے کہ اسی کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوئی۔

**نمک** ۔ (Salt) نمک ایک ٹھوس اور ذائقہ دار چیز ہے جسے پیس کر اس کا سفوف بنایا جاتا ہے اور بیشتر غذاؤں میں استعمال ہوتا ہے۔

نمک قدرتی طور پر دنیا کے قریباً سب خطوں میں پایا جاتا ہے۔ اور اکثر کانوں کو کاٹ کر ان سے نکالا جاتا ہے۔ مثلاً پاکستان میں کھیوڑے

کی کان۔

بعض مقامات پر نمک کی چٹانیں اتنی نیچی ہیں۔ کہ انہیں کاٹنا آسان نہیں چنانچہ زمین میں سوراخ کر کے ان چٹانوں تک پانی پہنچایا جاتا ہے۔ اور جب اس پانی میں نمک کا محلول تیار ہو جاتا ہے تو پمپ کے ذریعہ کھینچ کر اوپر لا کر عمل تبخیر کے ذریعہ پانی خشک کر کے نمک حاصل کیا جاتا ہے۔

سمندری نمک حاصل کرنے کے لئے سمندر کے پانی کو ساحل پر لا کر پھیلا دیا جاتا ہے۔ سورج کی گرمی سے پانی بھاپ بن کر اڑ جاتا ہے۔ اور نمک باقی رہ جاتا ہے۔

خالص نمک پانی جذب نہیں کرتا البتہ سمندر یا چٹانوں سے جو نمک حاصل کیا جائے اس میں میگنیشیم کلورائڈ شامل ہوتا ہے۔ اس لئے وہ پانی کو جذب کر لیتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ برسات میں نمک کے اندر نمی پیدا ہو جاتی ہے۔

**نمک سانبھر، نمک سیاہ۔** وہ نمک جو جھیل سانبھر کے کھاری پانی سے تیار کیا جائے یا وہ نمک جو سمندری پانی سے تیار کیا جاتا ہے اس قسم کا نمک زیادہ خالص نہیں ہوتا۔ لیکن ساحلی علاقوں، راجپوتانہ و جنوبی ہند میں جہاں چٹانی نمک میسر نہیں اسی کو استعمال کرتے ہیں۔ چٹانی نمک صرف نمک کے پہاڑ میں پایا جاتا ہے جو پنجاب اور سرحد میں پھیلا ہوا ہے۔ جو نمک کھیوڑہ اور کالا باغ کی کانوں سے نکلتا ہے۔ وہ سفید شفاف یا ہلکے گلابی رنگ کا ہوتا ہے۔ بہت زیادہ گلابی رنگ پتھر کی ملاوٹ کی نشانی ہے کوہاٹ واقع سرحد کی پہاڑی کانوں سے جو نمک حاصل ہوتا ہے۔ وہ سیاہ رنگ کا ہوتا ہے۔ لیکن پس کر وہ بھی سفید رنگت اختیار کر لیتا ہے نمک سیاہ جسے طبیب لوگ نسخہ جات میں درج کرتے ہیں۔ وہ دراصل سمندری نمک ہوتا ہے اور کالا نمک کے نام سے مشہور ہے۔

**نمکیات** (Salts) نمکیات وہ کھاری اجزا ہیں۔ جو قریباً ہر غذا میں کم و بیش موجود ہوتے ہیں اور ان سے نہ صرف غذا میں لذت محسوس ہوتی ہے۔ بلکہ یہ خون کو صاف رکھتے اور کھانا ہضم کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ سبزی، سبز پھل، ساگ، پالک، مولی، پتے دار گوبھی اور سویا وغیرہ میں زیادہ پائے جاتے ہیں۔ کیلشیم، پوٹاشیم اور میگنیشیم کے فاسفیٹ ہڈی کے لئے نہایت مفید اور ضروری ہیں۔ اس لئے کمزور بچوں کے دودھ میں کیلشیم کا نمک (مثلاً چونا) ملانا ضروری ہے۔ ماں کے دودھ میں بھی نمک کافی ہوتا ہے۔ لوہے کا نمک خون کے لئے بہت مفید ہے پتوں کا سبز رنگ اور خون کا سرخ رنگ یا دانے (Red Corpuscles) اس سے بنتے ہیں۔

تازہ پھلوں اور سبزیوں سے پوٹاشیم کے نمک حاصل ہوتے ہیں جو خون کو صاف کرتے ہیں۔

پیاز، مولی، شلجم، ٹماٹر، تربوزہ اور انڈوں میں لوہے کا نمک ہوتا ہے۔ جو نہ صرف خون کی کمی کو دور کرتا ہے بلکہ خون کی بحالی اور فراوانی کے لئے نہایت ضروری چیز ہے۔

**نمو۔** (Germination) نشوونما کی لفظی ترکیب اسی سے ہے۔ شاخ پھوٹنا، کلی نکلنا، پیدا ہونا وغیرہ وغیرہ۔

انسان، حیوان، نباتات اور بعض صورتوں میں معدنیات کے نشوونما کے آئین اور طریقے معین اور مقرر ہیں۔ جنسی اختلاط سے نطفے کی ابتدا ہوتی ہے جو انسانوں، حیوانوں اور نباتات میں یکساں طور پر ظہور پذیر ہوتا ہے۔ اور پھر اس سے ہستی اور وجود کا دور شروع ہو کر جسمانی نشوونما ہوتی ہے۔

**نمونیا۔** (Pneumonia) سردی یا ہوا لگ جانے سے پھیپھڑوں میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ سینہ میں درد ہوتا ہے۔ سانس لینے میں تکلیف ہوتی ہے۔ مریض کو انتہائی آرام کرنا چاہیے سلفو نمائڈ (Sulphonamide) اور پنسلین (Pencillin) کے ذریعہ علاج کیا جاتا ہے۔ [illegible]

غلبۂ صفراء سے بھی لاحق ہو جاتا ہے۔

**نمی۔** (Humidity) پانی ابخرات میں تبدیل ہو کر ہوا میں ملتا رہتا ہے۔ تقریب تقریب ایسے ہی جس طرح شکر پانی میں گھلتی ہے۔ پتیل کے گلاس کی بیرونی سطح خشک کر کے اس کے اندر تھوڑا برف کا پانی رکھ دیجیے تو باہر کی طرف پانی کے باریک باریک قطرے جمع ہو جائیں گے۔ یہ قطرے دراصل ہوا میں ابخرات کی شکل میں موجود تھے اور گلاس کی سرد دیوار پہ ٹھنڈک کی وجہ سے کثیف ہو کر قطرات بن گئے۔ برسات کی ہوا میں پانی کے بخارات بہت زیادہ مقدار میں ہوتے ہیں۔ تولیہ کو پانی میں ڈبو دیجئے تو ایک حد تک پانی جذب کر لے گا۔ اسی طرح برسات کی ہوا مزید ابخرات کو قبول نہیں کرتی اور دھلی ہوئی چیزیں کئی گھنٹوں میں خشک ہوتی ہیں۔ رات کی خنکی درجہ حرارت کو نقطۂ انکاثف تک گرا دیتی ہے تو یہ ابخرات شبنم بن کر ہر چیز پہ جمع ہو جاتے ہیں۔ صبح کو چادر تک سب بھیگا ہوتا ہے۔ سردیوں یا گرمیوں میں جب ہوا خشک ہوتی ہے تو کپڑا فوراً سوکھ جاتا ہے۔ ہوا میں نمی کم ہو اور ہوا کے جھونکے برابر چلتے رہیں تو عمل تبخیر میں دیر نہیں لگتی۔

**نواب صفوی۔** پورا نام مجتبیٰ نواب صفوی۔ ایران کی مذہبی جماعت فدائیان اسلام کے بہت بڑے لیڈر تھے۔ وزیر اعظم حسین اعلیٰ پہ جو قاتلانہ حملہ ہوا تھا اس میں نواب صفوی کا ہاتھ بتلایا جاتا تھا۔ ایران کے فدائیان اسلام کو مصر کے اخوان المسلمین کی شاخ سمجھا جاتا ہے۔ یہ جماعت ایران کی ملی اور قومی آزادی کی علمبردار تھی۔ نواب صفوی کو بغاوت کے الزام میں موت کی سزا دی گئی۔

**نوآبادیاتی توسیع** (Colonial Development)
برطانوی حکومت نے ۱۹۴۹ء میں ایک ایکٹ پاس کیا جو (Overseas Resources) (Development Act 1949) نوآبادیاتی وسائل کی توسیع کا قانون (۱۹۴۹ء) کہلاتا ہے۔ اس ایکٹ کے تحت ایک کارپوریشن کا قیام عمل میں آیا جس کے سپرد نوآبادیات کی اقتصادی ترقی کا حصول ہے اور ان کی پیداوار کی

طاقت اور قابلیت کو زیادہ کرنا ہے۔ یہ کارپوریشن ایک سو دس ملین پونڈ کی حد تک رقم قرض لے سکتی ہے اور اس کی کارکردگی تجارتی اصولوں پہ مبنی ہوتی ہے۔ اس کارپوریشن کا نوآبادیاتی حکومتوں کے ساتھ بہ اشتراک تعاون ہوتا ہے۔

**نوآبادی۔** (Colony) مہاجرین کی کسی بیرونی اور نسبتاً غیر آباد ملک میں آبادکاری جہاں وہ اپنی خورد و نوش اور رہائش کا معقول بندوبست کر لیں اور اپنے اصلی ملک سے تعلقات منقطع نہ کریں۔ تاریخ میں سب سے پہلے فنیشیا اور یونان کے باشندوں نے بحیرۂ روم کے ارد گرد اپنی نوآبادیات قائم کیں۔ موجودہ اقوام نے سترھویں صدی میں نوآبادیات کا سلسلہ شروع کیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں انگلستان، فرانس، ہالینڈ، بلجیم، ہسپانیہ، اور پرتگال کی نوآبادیات کا ایک جال دنیا کے مختلف مقامات پہ بچھ گیا۔

**نوآبادیاں۔** (Dominion) سلطنت برطانیہ سے دستاویزی طور پہ منسلک کئی ایک ممالک ہیں جنہیں نوآبادیاں کہا جاتا ہے۔ یہ ممالک پہلے برطانیہ کے زیر نگیں تھے۔ مگر اب آزاد و خود مختار ہیں برطانیہ نہ ان کے اندرونی معاملات میں دخل دیتا ہے، نہ بیرونی حکمت عملی پہ روک عائد کرنے کی کوشش کرتا ہے تعداد میں یہ نوآبادیات سات ہیں اور انہیں برطانیہ سے برابری کا درجہ حاصل ہے نام ان کے یہ ہیں — آسٹریلیا، کینیڈا، لنکا، بھارت، نیوزی لینڈ، پاکستان اور جنوبی افریقہ۔ کسی حد تک جنوبی روڈیشیا سے بھی ایسا ہی سلوک روا رکھا جاتا ہے جیسے ایک نوآبادی سے۔ ویلز اور سکاٹ لینڈ کے وطن پرستوں نے بھی اپنے اپنے علاقوں کے لئے تاج برطانیہ سے ڈومینین درجہ کا مطالبہ کیا ہے۔ اور شمالی آئرستان میں اور جزائر غرب الہند میں بھی اسی قسم کے مطالبات کئے جا رہے ہیں۔

نوآبادیاتی درجہ رکھنے والے ممالک اپنی داخلہ اور خارجہ حکمت عملی میں آزاد ہیں اور انہیں برطانوی حکومت کے ساتھ برابری کا رتبہ حاصل ہے۔ پھر بھی اس اصطلاح ڈومینین کو بعض نوآبادیات میں ناپسند کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں برطانوی حکومت اور تاج برطانیہ

کی فوقیت کا شائبہ ضرور ہے۔ شاید پاکستان اور بھارت میں اس لفظ کو اس لئے سمجھا جاتا ہے کہ یہ ممالک ایک جداگانہ نسل سے تعلق رکھنے کے باعث اور برطانیہ کے غلام رہ چکنے کی بنا پر یہ فوقیت کے اس شائبہ کو بھی برداشت کرنے کو تیار نہیں۔ اور انہیں اس لفظ کی فرمانبرداریت کی رعایت معنوی بھی ناگوار گزرتی ہے۔ چنانچہ بھارت اور پاکستان نے اپنے آپ کو آزاد جمہوریہ قرار دے دیا لیکن یہ ممالک برطانوی دولت مشترکہ کے بدستور رکن ہیں۔

**نوآموز۔** آموختہ فارسی مصدر آموختن یعنی سیکھنا سے ہے۔ نوآموز یعنی مبتدی شروع کرنے والا اناڑی ناتجربہ کار کسی زبان یا علم یا فن کو جو شخص پہلی بار سیکھے اور اسے رفتہ رفتہ ازبر کرنے کی کوشش کرے اسے مبتدی کہتے ہیں۔ درس گاہوں میں نوآموزوں و مبتدیوں کے طبقے، عام جماعتوں سے علیحدہ ہوتے ہیں کنڈر گارٹن وغیرہ کی کلاسیں، نوآموزوں اور مبتدیوں کے لئے مخصوص ہوتی ہیں۔

**نوبل، الفریڈ۔** (Alfred Nobel)

(۱۸۳۳–۱۸۹۶ء) الفریڈ نوبل سویڈن کا ایک ماہر کیمیا دان تھا۔ جس نے مرتے وقت ایک خطیر رقم اس غرض کے لئے وقف کر دی تھی کہ ہر سال، طبیعیات، کیمیا، طب، ادب اور امن کے میدانوں میں بہترین خدمات انجام دینے والوں کو انعامات دیئے جا سکیں۔

یہ انعامات دنیا کے تمام اقوام کے مردوں اور عورتوں کے لئے بلا امتیاز مجاز ہیں۔ اور ان انعامات کا فیصلہ ملک سویڈن کے عالم، ماہر اور قابل اشخاص کے ہاتھ ہوتا ہے۔

**نوح علیہ السلام** حضرت، مشہور پیغمبر، جن کے زمانہ میں پانی کا طوفان آیا تھا۔ دریائے فرات کی وادی میں بابل سے شہر اور گردو نواح میں جو آبادی تھی ان کو صراط مستقیم دکھانے کے واسطے مبعوث ہوئے تھے۔ لیکن جب انہوں نے خدائے واحد کی پرستش پر زور دیا تو قوم نے ان کو جھٹلایا اور ان کا مذاق اڑایا۔

جب انہوں نے خدا کے عذاب سے ڈرایا تو بولے کہ دیکھیں تمہارا خدا کیا کر سکتا ہے۔ اس پر آپ نے ان کے حق میں بد دعا کی۔

خدا تعالیٰ نے ایک بڑی کشتی بنانے کا حکم دیا اور ان کو آگاہ فرما دیا کہ ایک سخت طغیانی آنے والی ہے۔ جب کشتی تیار ہو گئی تو حکم ہوا کہ اس میں وہ تمام لوگ جو خدائے واحد کو مانتے ہیں سوار ہو جائیں اور ہر جانور کا ایک ایک جوڑا بھی رکھ لیں۔ حضرت نوح کی بیوی اور ایک بیٹا نافرمانی کے باعث سوار نہ ہوئے اور طغیانی میں جہاں تمام کفار غرق ہوئے وہ بھی ڈوب گئے۔ یہ کشتی طوفان ختم ہونے کے بعد کوہ جودی یا کوہ ارارٹ پر رکی۔ اور سب لوگ خشک زمین پر اتر پڑے اور انہیں کی نسل آج تمام روئے زمین پر پائی جاتی ہے۔ اس امر میں اختلاف ہے کہ یہ طغیانی دنیا کے کن حصوں پر آئی تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام کی عمر ۹۵۰ سال بیان کی جاتی ہے۔ اور ان کی اولاد میں سام، حام اور یافث مشہور ہیں۔

**نوح ناروی۔** محمد نوح نام۔ نوح تخلص ۱۸ ستمبر ۱۸۷۹ء کو قصبہ نارہ ضلع الہ آباد میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد عبد المجید صاحب سب جج تھے۔ مگر نوح چار سال کے تھے کہ ان کے والد فوت ہو گئے۔ فارسی کی انتہائی اور عربی کی ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد کچھ دنوں اپنے مکان پر انگریزی بھی پڑھی۔ شعر و سخن کا شوق میر نجف علی صاحب کی صحبت میں ہوا۔ اور کچھ عرصہ انہیں سے اصلاح لیتے رہے۔ پھر مرزا داغ کے حلقۂ شاگردی میں داخل ہوئے۔ آپ مرزا داغ کے شاگردان رشید میں سے ہیں۔ بلکہ ایک بہت بڑی جماعت آپ کو حضرت داغ کا جانشین تسلیم کرتی ہے۔

آپ کے دو دیوان سفینۂ نوح اور طوفان نوح شائع ہو چکے ہیں۔

آپ کی شاعری پرانے دور کی شاعری کی یادگار ہے۔ کلام میں فرسودہ اور پامال مضامین حسن و عشق کی ترجمانی

ہے۔ مگر سادگی بیان اور محاورات کا برمحل استعمال آپ کی وہ خصوصیات ہیں۔ جو آپ کو دوسرے شعرا سے ممتاز کرتی ہیں۔

**نور**۔ روشنی یعنی روشنی۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ نور یا روشنی ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن پاک میں خود اپنے آپ کو آسمان اور زمین کی روشنی فرمایا ہے اور اس روشنی کی تفصیل بھی سورۂ نور میں بیان کی گئی ہے۔ خدا ہر قسم کی روشنی کا منبع ہے۔ صوفیائے کرام کا عقیدہ ہے کہ اس نور کا جلوہ دنیا کی ہر چیز میں ہے۔ اسلام سے قبل بھی عہد عتیق میں یہ عقیدہ پایا جاتا ہے۔

**نورالدین زنگی**۔ باپ کا نام عمادالدین زنگی۔ باپ کے بعد شام کے حکمران بنے۔ حلب کو اپنا دارالحکومت بنایا۔ باپ بھی قابل حکمران تھا مگر بیٹا قابل تر نکلا۔ فرنگیوں سے اس کی جھڑپیں ہوئیں ۱۱۵۴ء میں دمشق فتح کیا اور زنگی علاقے اور یروشلم کے درمیان کی رکاوٹ رفع کر دی۔ روحا اور انطاکیہ کے علاقے بھی فتح کئے۔ گو فلسطین میں عسقلان کا شہر ۱۱۵۳ء میں فرنگیوں کے ہاتھ آگیا مگر صلاح الدین ایوبی نے اسے دوبارہ مملکت اسلامیہ میں شامل کر لیا۔ سلطان نورالدین زنگی کی وفات ۱۱۷۴ء میں واقع ہوئی۔ اور صلاح الدین نے مصر میں اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ نورالدین کا بیٹا اسمٰعیل تھا۔ جو گیارہ برس کی عمر میں باپ کا وارث ہوا اور صلاح الدین نے مختصر سی جنگوں کے بعد شام کا سالم علاقہ بھی مسخر کر لیا۔

**نورجہاں بیگم**۔ جہانگیر کی چہیتی ملکہ۔ اکبر بادشاہ کے زمانے میں تہران سے ایک بڑے خاندان کا نہایت غریب آدمی مرزا غیاث بیگ اپنی حاملہ بیوی کو ساتھ لے کر ہندوستان آرہا تھا کہ قندہار کے مقام پر مہرالنساء پیدا ہوئی۔ ایک دولت مند تاجر ملک مسعود کو ان لوگوں کی حالت پر ترس آیا، وہ انہیں اپنے ساتھ لے کر ہندوستان آیا۔ تاجر کو اکبر کے دربار میں اثر و رسوخ حاصل تھا۔ چنانچہ اس نے مرزا غیاث کو نوکر رکھا دیا، وہ اپنی قابلیت کی وجہ سے بہت ترقی کر گیا۔ جب مہرالنساء سترہ برس کی ہوئی تو ایک ایرانی علی قلی استاجلو سے، جو تاریخ میں شیر افگن نام سے مشہور ہے۔ اس کی شادی کر دی گئی۔

اکبر کی وفات کے بعد جب جہانگیر تخت نشین ہوا تو شیر افگن بردوان کا حاکم تھا۔ جہانگیر کو معلوم ہوا کہ وہ بغاوت کی تیاریاں کر رہا ہے تو اس نے اس کو دارالسلطنت میں طلب کیا مگر وہ ٹال مٹول کرتا رہا۔ آخر جہانگیر نے مرزا قطب الدین کوکا کو بھیجا کہ جب مرزا کوکا اس سے ملنے کے لئے اس کے محل میں گیا تو شیر افگن نے اس کو قتل کر دیا۔ اس پہ مرزا کے آدمیوں نے شیر افگن کو ہلاک کر دیا۔

کوئی چار سال بعد جہانگیر نے مہرالنساء سے شادی کی اور اسے نور جہاں بیگم کا خطاب دیا۔ اس وقت نورجہاں کی عمر پینتیس سال کی تھی۔ وہ نہایت ذہین و طباع خاتون تھی اور سیاسیات کی پیچیدگیوں کو خوب سمجھتی تھی۔ بڑے بڑے مدبر اس کی دانشمندی کا لوہا مانتے تھے۔ نورجہاں کی خوش ذوقی نے دربار کی شان و شوکت میں اضافہ کیا۔ اس نے بہت سے عمدہ لباس اور زیورات بھی ایجاد کئے۔ وہ نہایت بہادر عورت تھی شکار میں ہمیشہ بادشاہ کے ساتھ جاتی تھی۔ کئی دفعہ شیروں سے مقابلہ ہوا تو نورجہاں نے ان کو بے تکلف مار ڈالا۔ ایک موقع پر جب ایک شیر چھلانگ لگا کر جہانگیر کے ہاتھی کی پشت پر چڑھ گیا اور بادشاہ کی زندگی خطرے میں پڑ گئی تو نور جہاں نے بڑی جرأت اور مردانگی سے شیر کو ہلاک کر دیا اس پر جہانگیر نے خوش ہو کر ایک لاکھ روپے کے کنگن ملکہ کو پہنائے اور ایک ہزار اشرفیاں اس کے نوکروں میں تقسیم کیں۔

خطرات کے وقت نورجہاں سرگرمی، ہوشمندی اور قوت کا اظہار کرتی۔ ہاتھی پر سوار ہو کر میدان جنگ میں تیروں کی بارش کے درمیان سپاہیوں کے حوصلے بڑھاتی اور بڑے بڑے فوجی جرنیل اس کی اس جرأت پر انگشت بدنداں رہ جاتے۔ خیرات کا بے حد شوق

تھا بیکسٹروں یتیم لڑکیوں کی شادیاں اپنے خرچ سے کیں اور بے شمار ضرورت مندوں کے وظیفے مقرر کئے۔

**نوری السعید جنرل**۔ مشہور عراقی سیاستدان اور ماہر امور خارجہ ۱۸۸۸ء میں پیدا ہوئے۔ استنبول کے ملٹری کالج میں تعلیم پائی۔ مشرق وسطیٰ میں آپ کو برطانیہ کا بہی خواہ سمجھا جاتا تھا۔ ۱۹۲۲ء سے ۱۹۵۸ء تک مختلف وقتوں میں عراق کے کمانڈر انچیف، وزیر دفاع اور وزیر اعظم رہے۔ جولائی ۱۹۵۸ء میں عراقی فوج نے جنرل عبدالکریم قاسم کی سرکردگی میں شاہ فیصل کی حکومت کا تختہ الٹا تو نوری السعید وزیر اعظم تھے۔ انقلاب کی رات قوم پرستوں کے چنگل سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے لیکن چند روز بعد پکڑے گئے اور عوام نے انہیں بڑی بے دردی سے قتل کر دیا۔

**نوشادر**۔ (Ammonia) ایک بے رنگ گیس کا نام ہے جو ہوا سے زیادہ ہلکی ہوتی ہے اور پانی میں حل ہو جاتی ہے۔ اس کی بو تیز ہوتی ہے بعض اوقات اس کی بو سے دم گھٹتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن یہ گیس زہریلی نہیں ہے۔

کسی نمک کو جس میں نوشادر کے اجزا پائے جائیں کسی الکلی مثلاً چونہ وغیرہ کے ساتھ جوش دے کر اس کو حاصل کیا جاتا ہے۔ نیز اسے کوئلہ سے بھی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس کا وجود پانی کو ناقابل استعمال بناتا ہے۔ لیکن مٹی کو زرخیز بناتا ہے۔ پودوں کی پرورش میں معاون ہے چنانچہ امونیم سلفیٹ نام کی ولایتی کھاد اسی کا مرکب ہے۔

**نوفل بن حارث**۔ کنیت ابو حارث۔ حضور سرور کائناتؐ کے چچا زاد بھائی تھے۔ اسلام لانے سے پیشتر جہاں سب عزیز و اقارب حضورؐ کے دشمن ہو گئے تھے وہاں حضرت نوفل نے ایسا نہ کیا۔ بلکہ نبی اکرمؐ کو کبھی کوئی ضرر نہ پہنچایا۔ جنگ بدر میں مشرکین کے مجبور کرنے پر شامل ہوئے اور جب گرفتار ہو کر قید میں لائے گئے۔ تو رسول اکرمؐ نے زر فدیہ کے عوض میں آپ کو رہا کر دیا۔ اور آپ مشرف باسلام ہوئے۔

زاں بعد مکہ آ گئے اور فتح مکہ کے بعد حضورؐ کے ہمراہ مدینہ چلے گئے۔ یہاں پہنچ کر طائف اور حنین کی جنگوں میں حصہ لیا۔

حضرت عمرؓ کے خلیفہ بننے کے ایک سال تین ماہ بعد مدینہ میں وفات پائی۔ اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ ان کے فرزند عبداللہ امیر معاویہؓ کے زمانہ میں مدینہ کے قاضی تھے۔ جبکہ حضرت سعیدؓ فقیہ تھے۔

**نوکری**۔ (Service) گو نوکری اور ملازمت ہم معنی الفاظ ہیں، مگر بسا اوقات ان کے مفہوم میں تھوڑا فرق ہوتا ہے۔ ملازمت کا تو باقاعدہ سلسلہ ہوتا ہے خواہ سرکاری ہو اور خواہ پرائیویٹ مگر نوکر کی نوکری بالعموم پرائیویٹ یا خانگی نوعیت کی سی ہوتی ہے۔ گھریلو کام کاج کے لئے بڑے آدمی نوکر رکھ لیتے ہیں۔ دیانتدار نوکر کا ملنا ذرا مشکل ہوتا ہے اور موجودہ دور میں تو سستے اور دیانتدار نوکر کا ملنا خاص طور پر دشوار ہے۔ مغربی اور متمدن ممالک میں پرائیویٹ اور گھریلو نوکری بھی اچھی خاصی منظم لائنوں پر ہوتی ہے اور یہاں کہیں اس کی تنظیم کی جائے نوکر زیادہ خوش دل رہ سکتے ہیں۔ نوکر چاکر کی ترکیب لفظی عموماً استعمال میں آتی رہتی ہے۔

**نومبر**۔ (November) یورپین کیلنڈر کا گیارھواں مہینہ جسے نومبر اس لئے کہا گیا کہ رومی کیلنڈر میں یہ نواں مہینہ تھا۔

**نون فیروز خاں**۔ آنریبل ملک سر فیروز خان نون۔ ایم۔ اے (آکسن)، بار ایٹ لا۔ مئی ۱۸۹۳ء کو پیدا ہوئے۔ چیفس کالج لاہور اور وڈہم کالج آکسفورڈ میں تعلیم پائی۔ انرٹمپل لندن کے بیرسٹر ایٹ لا ہیں۔ لاہور ہائی کورٹ میں پریکٹس شروع کی پھر ۱۹۲۰ء میں پنجاب مجلس قانون ساز کے ممبر بنے۔ جنوری ۱۹۲۶ء میں وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ بنائے گئے۔ اکتوبر ۱۹۳۰ء میں وزیر تعلیم مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۶ء سے ۱۹۴۱ء تک انگلینڈ میں ہندوستان کے ہائی کمشنر رہے۔ ۱۹۴۱ء میں گورنر جنرل کی ایگزیکٹو کونسل کے رکن نامزد ہوئے۔ ۱۹۴۵ء میں سان فرانسسکو کے مقام پر اقوام متحدہ کی پہلی کانفرنس میں ہندوستان کی نمائندگی کی۔ ۱۹۴۷ء میں پنجاب

کے انتخابات میں حصہ لینے کے لئے گورنر جنرل کی ایگزیکٹو کونسل سے مستعفی ہو گئے۔

قیام پاکستان کے بعد آئین ساز اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے اور بیرونی ممالک میں متعدد پاکستانی وفود کی قیادت کی۔ سنہ ۱۹۵۰ء سے سنہ ۱۹۵۳ء تک مشرقی پاکستان کے گورنر رہے۔ مارچ سنہ ۱۹۵۳ء میں پنجاب کے وزیر اعلیٰ مقرر ہوئے۔ جون سنہ ۱۹۵۵ء کو اس عہدے سے علیحدہ ہو گئے۔ سنہ ۱۹۵۷ء میں مسٹر سہروردی کے مستعفی ہونے پر آپ نے مرکز میں نئی وزارت بنائی اور انقلاب تک اسی عہدے پر فائز رہے۔

**نہال چند لاہوری**۔ سب سے پہلے پنجابی ہیں جنہوں نے اردو میں کوئی تصنیف کی ہو۔ پیدائش دلی کی ہے۔ لیکن زیادہ تر لاہور میں رہے اس لئے لاہوری ہی کہلائے۔ سنہ ۱۲۱۷ھ میں کلکتے گئے۔ ڈاکٹر گلکرائسٹ سے ملے۔ انہوں نے فورٹ ولیم کالج میں ان کو جگہ دی۔ ڈاکٹر موصوف کی فرمائش سے انہوں نے قصہ گل بکاؤلی کا فارسی سے اردو میں ترجمہ کیا۔ زبان نہایت سلیس ہے مگر کہیں کہیں تک بندی سے کام لے کر عربی فارسی کی غیر مانوس ترکیبیں بھی استعمال کر جاتے ہیں۔ گل بکاؤلی کو خاص شہرت حاصل ہے یہ نہ صرف سامان تفریح ہے۔ بلکہ اس سے بہادری استقلال، مصیبت میں استقامت وغیرہ کا سبق بھی ملتا ہے۔

**نہال سیوہاروی**۔ نام عبدالخالق ابن قاضی عبدالواسع تخلص نہال۔ ۲۷ اگست سنہ ۱۹۱۰ء کو سیوہارہ ضلع بجنور (یو۔پی) میں پیدا ہوئے۔ اردو فارسی، انگریزی کی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ پھر ریلوے میں ملازم ہو گئے۔ ابتدا سے شعر گوئی کا شوق تھا۔ آپ کی مشہور تصانیف یہ ہیں:

(۱) کھاتک آزادی۔ (وطنی اور قومی رباعیات کا مجموعہ)
(۲) شباب و انقلاب۔ (مجموعہ نظم و غزل)

آپ کے کلام میں رجائیت اور سرمستی کے ساتھ فطرت اور تصوف کی رنگینیاں بھی ملتی ہیں۔ آپ ایک پختہ کار شاعر ہیں۔



**نہاوند**۔ نہاوند کی جنگ مشہور ہے جس میں ایک طرف تو اسلامی جرنیل سعد کا بھتیجا تھا جس کی کمان میں عرب افواج تھیں اور دوسری جانب شاہ یزدگرد (ایران) کی بھی جمعیت تھی۔ اس جنگ میں ایرانی فوجوں کو شکست فاش ہوئی۔ یہ واقعہ سنہ ۶۴۲ء کا ہے۔

**نہر**۔ پانی کی گزرگاہ یا نالہ جو خود بنایا گیا ہو اور قدرتی نہ ہو۔ نہریں بنانے کے کئی مقاصد ہوتے ہیں۔ مثلاً جہازرانی کی سہولت کے لئے نہر کھود کر دو بڑے پانی کے ٹکڑوں کو ملا دینا۔ اس زمرہ میں نہر پانامہ اور نہر سویز شامل ہیں۔

نہر پانامہ دنیا کی سب سے عجیب نہر ہے جس کی لمبائی ۵۰ میل ہے۔ اس نہر میں دو بڑے بندوں کے تین سلسلے ہیں۔ اس نہر کے ذریعے بڑے بڑے جہاز بحر اوقیانوس سے بحر الکاہل میں داخل ہوتے ہیں اور راس ہارن (Cape Horn) کا چکر کاٹنے سے بچ جاتے ہیں۔ نہر سویز کی لمبائی ایک سو میل ہے۔ یہ نہر بحیرہ روم اور بحیرہ احمر کو آپس میں ملاتی ہے۔ اس کی بدولت چار ہزار میل کی غیر ضروری مسافت جو راس (Cape of Goodhe) کا چکر لگانے میں پڑتی تھی رفع ہو گئی ہے۔

دوسری مشہور قسم آبپاشی کی نہروں کی ہے۔ ان کی دو قسمیں ہیں۔ دائمی جو سال بھر چلتی رہتی ہیں۔ ان کے منبعوں پر پختہ بند بنا کر جالیوں کے ذریعے پانی پر کنٹرول رکھا جاتا ہے۔ اور جب ضرورت ہو پھاٹک کھول کر پانی چھوڑا یا بند کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح سے پانی تمام سال جاری رہتا ہے اور فصلیں ہوتی رہتی ہیں۔ دوسری نہریں موسمی یا عارضی ہوتی ہیں ان کے منبعوں پر اکثر بند نہیں ہوتے بلکہ یہ صرف طغیانی کے دوران میں جب کہ دریا میں پانی افراط سے ہوتا ہے چلتی ہیں۔ اور اسی موسم میں فصل کی آبپاشی ہو سکتی ہے۔ یہ حالت زیادہ تر گرمی میں جب پہاڑوں پر بارش ہوتی اور برف پگھلتی ہے پیدا ہوتی ہے۔

پاکستان میں آبپاشی کی نہروں کا نظام تمام دنیا میں اپنی نظیر آپ ہے۔ یہ نہریں تمام کی تمام علاقہ پنجاب اور

سندھ میں پائی جاتی ہیں۔ علاقہ پنجاب کی اہم نہروں میں اپر جہلم، لوئر جہلم، اپر چناب، لوئر چناب، اپر باری دوآب اور لوئر باری دوآب، نیلی بار نہر، تھل پراجیکٹ کی نہریں، سوہنی نہر، اور پنجند پر عباسیہ نہر وغیرہ بہت مشہور ہیں۔ ان نہروں کے دہانوں پر مثلاً رسول، مرالہ، سانکی، مادھوپور (واقع بھارتی پنجاب)، ہیڈ مرالہ، بلوکی، سلیمان کی، کالا باغ، جناح اور پنجند پر نہایت خوبصورت اور پختہ بند تعمیر کئے گئے ہیں جو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ نہریں آبپاشی بھی کرتی ہیں اور دوسری نہروں میں بھی پانی پہنچاتی ہیں۔ سندھ کی مشہور نہروں میں سکھر بند کی سات نہریں اور کوٹری بند کی جدید نہریں پھلیلی اور منچر کا نکاس بہت مشہور ہیں۔

آبپاشی کی نہریں کھودنے کا فن اگرچہ زمانہ قدیم سے چلا آتا ہے۔ لیکن زمانہ حال میں اس کو جدید سائنسی اصولوں پر لایا گیا ہے۔ پرانی شاہی نہروں میں فیروزشاہ کی نہریں، شاہجہان کی نہر جس کے ذریعے دہلی کے لال قلعے میں پانی جاتا تھا۔ اور لاہور کی نہر ہنسلی بہت مشہور رہی ہیں۔

**نہرو پنڈت جواہر لال** (Nehru Jawahar Lal Pt.) ۱۸۸۹ء میں الہ آباد میں پیدا ہوئے۔ اپنے باپ پنڈت موتی لال نہرو کی طرح انڈین نیشنل کانگریس کے رکن رہے۔ سنہ ۱۹۱۸ میں آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے ممبر بنے ۱۹۲۱-۲۲ میں سیاسی سرگرمیوں کے باعث آپ کو پہلی بار جیل جانا پڑا ۱۹۲۹ میں آپ کانگریس کے سیکرٹری منتخب ہوئے۔ اگلے دو سالوں کے لئے آپ کانگریس کے صدر رہے ۱۹۳۰-۳۲ اور ۳۴ میں آپ کو پھر جیل جانا پڑا۔ آپ تین بار کانگریس کی صدارت پر فائز ہوئے (۱۹۳۶، ۱۹۳۷ اور ۱۹۴۶) دوسری جنگ عظیم کے دوران اکتوبر ۱۹۴۰ کو آپ کو پھر قید کر لیا گیا۔ مگر ۱۹۴۱ کے اواخر میں آپ کو رہا کر دیا گیا۔ ۱۹۴۶ میں عبوری حکومت کے وزیر اعظم بنے۔ اور تقسیم برصغیر کے بعد ۱۵ اگست ۱۹۴۷ کو آزاد ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم منتخب ہوئے اور ابتک اس عہدے پر فائز ہیں۔ پنڈت نہرو اعتدال پسندانہ اشتراکی خیالات کے مالک ہیں۔ آپ کو تصنیف و تالیف کا بھی شوق ہے اور ایک قابل صاحب قلم ہیں اور آپ نے کئی ایک کتابیں لکھی ہیں۔

**نہروان**۔ جنگ صفین میں جو حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی افواج میں ہوئی۔ اس میں حضرت علیؓ نے ثالثی قبول کی اور جنگ رک گئی۔ تجویز ثالثی پر خوارج کا فریق علیحدہ ہو گیا اور حضرت علیؓ کے سابق پیروکار ہونے کے باوجود ان کے اشد مخالفین میں سے ہو گئے۔ خوارج اسلام کا ایک ابتدائی نیم مذہبی فرقہ تھا اور ان کا نعرہ یہ تھا کہ "لاحکم الا للہ" (ثالثی خدا کے سوا اور کسی کے لئے نہیں ہے)۔ چنانچہ عبداللہ بن وہب کی سرکردگی میں ان کی چار ہزار سے زائد کی جمعیت بن گئی حضرت علیؓ نے نہروان ندی کے کنارے ۶۵۹ء میں خوارج کے کیمپ پر حملہ کر دیا اور قریب قریب ان کا خاتمہ کر دیا۔ لیکن یہ لوگ گوناگوں شکلوں میں سر اٹھاتے رہے اور عباسی دور تک خلافت کے پہلو میں ناسور بنے رہے اور کانٹے کی طرح کھٹکتے رہے۔

**نیا استحقاق** (New Deal) ۴ مارچ ۱۹۳۳ کو امریکی صدارت پر جب فرینکلن روزویلٹ فائز ہوئے تو اس وقت امریکہ اقتصادی بحران سے دوچار تھا جس کا آغاز ۱۹۲۹ کے موسم سرما میں ہوا تھا صدر روزویلٹ نے عہدہ سنبھالنے کے تھوڑی دیر بعد اعلان کیا کہ فراموش شدہ لوگوں کو عنقریب ایک نیا استحقاق حاصل ہو گا۔ بعد ازاں جب آپ نے چند ایسی اقتصادی اصلاحات کا اعلان کیا جن کی رو سے سرمایہ داروں، کاشتکاروں، اور مزدوروں وغیرہ کو فائدہ پہنچا تو ان اصلاحات کو نئے استحقاق کے نام سے ہی یاد کیا جانے لگا۔ ان اصلاحات کی بدولت صدر روزویلٹ کو غیر فانی شہرت حاصل ہوئی اور آپ ایک دفعہ نہیں بلکہ تین بار مسلسل صدر جمہوریہ منتخب ہوئے۔

**نیا سال۔** خدا نیا سال مبارک کرے ایک ایسا مقولہ ہے جو انگریزی سال کے پہلے دن افراد آپس میں مبارک باد اور دعا کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ انگریزی نیا سال یکم جنوری کو شروع ہوتا ہے اسلامی نیا سال یکم محرم کو شروع ہوتا ہے۔ ہندو نیا سال یکم بیساکھ کو شروع ہوتا ہے۔ مختلف ممالک و اقوام کے نئے سال مختلف دنوں سے شروع ہوتے ہیں۔ البتہ یورپ اور امریکہ میں نئے سال کا آغاز یکم جنوری ہی کو ہوتا ہے۔

**نیاسالینڈ۔** (Nyasaland) جنوب مشرقی افریقہ میں ایک برطانوی نوآبادی۔ اس کے شمال میں ٹانگانیکا اشمال مغرب میں شمالی روڈیشیا اور جنوب مشرق اور جنوب مغرب میں پرتگال مشرقی افریقہ واقع ہے۔ یہاں ایک قسم کی مکھی پائی جاتی ہے جو مویشیوں کے لئے بہت خطرناک ہے۔ اسے ٹسی ٹسی مکھی کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہاں بہت کم جانور پائے جاتے ہیں۔ تمباکو، کپاس، قہوہ، اسفاشے وغیرہ موزمبیق کی بندرگاہ بیرا کے راستے برآمد ہوتے ہیں۔ رقبہ ۴۹ ہزار مربع میل اور آبادی ۲۴۵۰۰۰۰ کے قریب ہے جس میں دو ہزار کے قریب یورپین اور دو ہزار ایشیائی لوگ بھی شامل ہیں۔

**نیا معاملہ۔** (New Deal) (دیکھو نیا استحقاق)

**نئے سال کا پہلا دن** (New Year's Day)
یکم جنوری انگریزی سال کا پہلا دن۔ اس دن دنیا کے بہت سے حصوں میں جشن منائے جاتے ہیں۔ نیز سکاٹ لینڈ، امریکہ اور دیگر ممالک میں یہ ایک سرکاری تعطیل ہوتی ہے۔ انگلینڈ میں ۱۷۵۲ء تک، اکثر اغراض کے لئے سال ۲۵ مارچ کو شروع ہوا کرتا تھا۔
ہجری سن میں سال کا پہلا دن یکم محرم کو ہوتا ہے جبکہ بکرمی سن میں سال کا پہلا دن یکم بیساکھ کو ہوتا ہے ایرانی سن میں ماہ فروردین کی پہلی تاریخ جو ایرانیوں کی عید کا دن ہوتا ہے اور ۲۱ مارچ کے مطابق ہوتا ہے

**نیابتی یا بالواسطہ جمہوریت۔**
(Indirect or Representative Democracy)
یہ ایک جمہوری طرز حکومت ہے جس میں عوام مقررہ وقفوں کے بعد اپنے نمائندوں کا انتخاب کرتے ہیں۔ اور انہیں حکومت کے اختیارات تفویض کر دیتے ہیں۔ اور پھر وہی ملک کے لئے قوانین بناتے ہیں۔ انہی نمائندوں میں سے کچھ ملک و سلطنت کا نظام چلاتے ہیں۔ گویا عوام اپنے نمائندوں کے ذریعہ حکومت کے اختیارات استعمال کرتے ہیں موجودہ دور میں اس طرز کی جمہوری حکومتیں اکثر ملکوں میں پائی جاتی ہیں۔

**نیان۔** (Neon) کرۂ ہوائی میں ایک گیس کا نام ہے۔ جو ہوا کے ۵۰۰۰۰ حصوں میں ایک کی نسبت سے موجود ہے۔ یہ گیس کیمیاوی ترکیب میں نہایت سخت اور سست ہے۔ اور ہمیشہ آزاد حالت میں رہتی ہے۔ لیکن اس کو مصنوعی طریق سے پیدا کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اس کو بجلی کی روشنی کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ جب کسی شیشے کی نلکی میں یہ گیس بند کر کے اس میں سے برقی رو گزاری جائے تو نہایت شوخ اور چمکدار قرمزی رنگ کی روشنی حاصل ہوتی ہے۔ اسی روشنی کو نیان لائٹ (Neon Light) کہتے ہیں۔
اس قسم کی روشنی ایک مسلسل دھاری کی شکل میں بنائی جا سکتی ہے۔ اور اگر اس دھاری کو کسی تحریر یا اشتہاری علامت کی شکل میں ڈھال دیا جائے تو روشنی کی صورت میں وہی تحریر نمودار ہو جاتی ہے۔ چنانچہ بعض دکانوں اور سینماؤں کی پیشانیوں پر جو تحریریں روشنی کی صورت میں نظر آتی ہیں۔ وہ اسی قسم کی روشنیاں ہوتی ہیں۔ لیکن نیان لائٹ صرف سرخ قرمزی رنگ کی ہوتی ہے۔

**نیاز فتحپوری۔** نیاز محمد خاں نام۔ نیاز تخلص ۱۸۸۴ء میں فتح پور (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ اب عرصے سے لکھنؤ میں مقیم ہیں۔ گھر پر ابتدائی تعلیم حاصل کر کے مدرسہ اسلامیہ فتحپور، مدرسہ عالیہ رامپور اور دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں تعلیم پائی۔ ایف اے تک انگریزی تعلیم حاصل کی۔ علاوہ ترکی زبان کسی ترک سے سیکھی۔
نیاز مختلف روزانہ اخباروں میں کام کرتے رہے لیکن اب کئی سالوں سے لکھنؤ سے اپنا رسالہ نگار نکالتے ہیں۔

آپ بہت بڑے نقاد ہیں۔ آپ نے ابتدا میں کچھ غزلیں اور نظمیں کہی ہیں۔ نثر میں آپ کا سرمایۂ ادب بہت وسیع ہے۔ آپ بہت سی علمی اور ادبی کتابوں کے مصنف ہیں۔

آپ نثر میں ایک طرز خاص کے مالک ہیں۔ انہوں نے ٹیگور کی گیتا نجلی کا نہایت شاندار اردو ترجمہ کیا ہے۔ کیوپڈ اور سائیکی اور مرغی سیاح کی ڈائری، ان کی طبعزاد کتابیں ہیں۔ گہوارۂ تمدن، اور شاعر کا انجام، بھی ان کی نہایت دلچسپ اور عمدہ تصانیف ہیں۔

رسالہ نگار بیشتر علمی افکار کا مجموعہ چلا آرہا ہے اور تمدنی علوم اور اصلاحی مضامین کے دائرہ میں بڑے دلچسپ مباحث کا حامل ہے۔ عبارت مستند اور ٹھوس ہوتی ہے اور نظریے خیال افروز اور جامع ہوتے ہیں۔

**نیپال۔** (Nepal) ہندوستان کے شمال میں ایک قلمرو جو کوہ ہمالیہ کی گھاٹی میں تبت کے جنوب میں واقع ہے۔ اس کا رقبہ ۵۵ ہزار مربع میل ہے اور آبادی ۸۵ لاکھ افراد کے قریب ہے۔ اس کا دارالحکومت کھٹمنڈو ہے۔ برطانیہ کے ساتھ نیپال کی ایک جنگ ۱۸۱۵ء میں ہوئی جس کے بعد صلح نامہ سگولی (Sagauli) عمل میں آیا۔ اس کے بعد برطانیہ سے نیپال کے تعلقات ہمیشہ خوشگوار رہے ہیں۔ اور بہت سے نیپالی باشندے جنہیں گورکھا کہتے ہیں برطانی فوج میں برضا و رغبت بھرتی ہوتے رہتے ہیں دنیا کی سب سے بلند پہاڑی چوٹی ماؤنٹ ایورسٹ ۲۹۰۰۰ فٹ اسی علاقے میں ہے۔ ملک کا اکثر حصہ جنگلوں اور کوہستانی سلسلوں پر مشتمل ہے لیکن وادیوں میں چاول، جوار، تمباکو اور تیلیوں کے بیج پیدا ہوتے ہیں۔

**نیپچون** اضافہ مذہب، (Neptune) (۱) یونانی دیومالا میں سمندر یا سمندر کا دیوتا (۲)، نظام شمسی کا بعید ترین ستارہ بھی اسی نام سے موسوم ہے۔

**نیپیئر۔** (Sir C. J. Napier) (۱۷۸۲-۱۸۵۳ء) برطانی جرنیل جس نے سندھ کو فتح کیا۔ ۱۸۴۱ء میں اسے بمبئی کی فوج کا سپہ سالار بنایا گیا۔ ۱۸۴۳ء میں چارلس نیپیر نے میانی کے مقام پر جو حیدرآباد سندھ کے قریب واقع ہے، سندھ کے مقامی امرا کو شکست دی۔

**نیچریت۔** (Naturalism) نیچر انگریزی میں فطرت، پیدائش، دنیا، قدرت، قانون قدرت وغیرہ کو کہتے ہیں۔ نیچرل قدرتی یا فطرتی شے کو کہتے ہیں۔ نیچری عام طور پر وہ شخص ہوتا ہے۔ جو نیچر کو ماننے والا یا دہریہ ہو۔ نیچریت نیچر کو ماننے کا عقیدہ یا دہریت۔ اہل اسلام میں نیچری اور نیچریت کے الفاظ کچھ عرصے سے اصطلاحی حیثیت کے حامل ہو چکے ہیں۔ اور نیچری اس شخص کو کہتے ہیں جو معجزات کا قائل نہ ہو۔ اور خوارق میں اعتقاد نہ رکھتا ہو۔ بحالیکہ جمہور معجزات اور خوارق کو ممکن و عین صحیح اور درست خیال کرتے ہیں۔

**نیدرلینڈز۔** (Netherlands) شمالی مغربی یورپ کی ایک سلطنت۔ اس کے دو مغربی صوبوں کا نام ہالینڈ ہے۔ شمالی ہالینڈ اور جنوبی ہالینڈ اسی مناسبت سے نیدرلینڈز کو ہالینڈ بھی کہا جاتا ہے گو یہ ملک چھوٹا سا ہے لیکن تجارت اور جہاز رانی میں عرصے سے مشہور رہا ہے۔ رقبہ ۱۲۸۹۱ مربع میل اور آبادی ۱۰۷۱۲۶۸۶ کے لگ بھگ ہے۔ نیدرلینڈز کی مملکت میں جزائر شرق الہند کے بیشتر جزیرے، ولندیزی گائنا واقع جنوبی امریکہ اور جزائر غرب الہند کے کچھ جزیرے شامل ہیں۔

نیدرلینڈز کے مغربی اضلاع سطح سمندر سے نیچے ہیں لیکن سیمنٹ کے بڑے بڑے پشتے اور بند (Dykes) لگا کر انہیں سیل آب سے محفوظ بنا دیا گیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ پشتوں کی مدد سے سمندر کو پیچھے دھکیل کر بہت سی زمین زراعت وغیرہ کے لئے برآمد کر لی گئی

ہے۔ جن علاقوں میں پانی اور نمی ہے وہاں مویشی پالے جاتے ہیں نسبتہً خشک زمینوں میں افزایش پیداوار کے اصول پر کھیتی باڑی ہوتی ہے۔ مغربی مقامات میں خاص طور پر زراعت زیادہ ہوتی ہے۔ جنوب مشرق میں زمین سے کوئلہ نکالا جاتا ہے۔ خاص تجارتی شہر امسٹرڈم (Amsterdom) اور دوسرے درجہ کا شہر روٹرڈم ہے یہ شہر دریائے رہائن کے دہانے کے نزدیک واقع ہیں۔ دونوں بڑی بندرگاہیں ہیں۔ سرکاری عمارات اور شاہی محل شہر ہیگ (Hague) میں ہیں جو دار السلطنت بھی ہے۔ مکھن پنیر وغیرہ خاص مال برآمد ہیں۔ مٹی کے برتن، سازی جرابیں، چوکولیٹ وغیرہ بنانا، جہاز سازی، سنگ تراشی، تعمیر تراشی وغیرہ خاص خاص صنعتیں ہیں۔

**نیرو۔** (Nero) روما کا ایک شہنشاہ جو ۵۴ سے ۶۸ عیسوی تک سریر آرائے سلطنت رہا اس کے عہد کے پہلے ۵ برس تو اچھے گزرے مگر اس کے بعد اس نے وہ مظالم ڈھائے کہ اس کی رعایا متعدد بغاوتوں پر مجبور ہوئی۔ نیرو کی حکومت کا انجام بالآخر اس کی خودکشی پر ہوا۔ تاریخ عالم میں نیرو کو بالعموم اس لئے یاد کیا جاتا ہے کہ روما کی آتش زدگی کے دوران میں جس سے تمام شہر روما جل کر راکھ ہو گیا تھا نیرو ایک مقام پر کھڑا بانسری بجا کر اس نظارہ آتش سے لطف اندوز ہوتا رہا۔

عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ یہ آگ نیرو کے حکم سے لگائی گئی تھی مگر بعض مورخین اس سے اتفاق رائے نہیں کرتے۔ ان کے خیال میں یہ ایک بے بنیاد اور من گھڑت الزام ہے جو عیسائی پادریوں نے نیرو کے مظالم سے تنگ آکر اس کے خلاف قائم کیا ہے۔ نیرو نے اپنی حکومت کے ظلم پرست دور میں اپنی ماں کے بعد دیگرے دو بیویوں اور متعدد رشتہ داروں کو بھی ہلاک کرا دیا تھا۔

**نیر واسطی، حکیم۔** حکیم سید علی احمد نیر واسطی۔ ۱۹۰۱ء میں ضلع بجنور (ہندوستان) کے واسطی خاندان میں پیدا ہوئے السنہ شرقیہ کی تعلیم بجنور، دلی اور لکھنؤ میں حاصل کی اور ۱۹۲۳ء میں تکمیل الطب کالج لکھنؤ سے سند حاصل کی ۱۹۲۴ء میں لاہور آ گئے اور ۱۹۲۵ء میں انجمن حمایت اسلام لاہور کے طبیہ کالج میں لیکچرر مقرر ہوئے ۱۹۲۸ء میں آپ کو بحیثیت مجلس الاطبا نے پنجاب کا صدر منتخب کیا ۱۹۵۲ء میں پنجاب یونیورسٹی نے آپ کو طبیہ کالج لاہور کی معائنہ کمیٹی کا رکن اور ہائی جین ریڈیو میڈیسن کے انسٹی ٹیوٹ لاہور کی ہیلتھ اسسٹنٹ کلاس میں دیسی طب کا پروفیسر مقرر کیا۔ ۱۹۵۴ء میں ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور نے آپ کی مشہور کتاب طب العرب شائع کی ہے پنجاب یونیورسٹی کی چانسلر کمیٹی نے اعلیٰ ادبی اور سائنسی تصنیف قرار دیا۔ ۱۹۵۷ء میں آپ نے طبی تحقیقات کے سلسلہ میں ایران، عراق، لبنان، شام، ترکی، اٹلی، انگلستان، فرانس، جرمنی، سپین اور مصر کا دورہ کیا۔

حکیم صاحب باکمال طبیب ہونے کے علاوہ نغزگو شاعر بھی ہیں۔ بیس برس قبل آپ کی منظومات کا مجموعہ "میکدہ" شائع ہوا تھا۔ اب بھی شعر و شاعری آپ کا محبوب مشغلہ ہے۔ ۱۹۵۸ء میں آپ کو ترکی کی استنبول یونیورسٹی کے ادارہ تاریخ طب کی طرف سے پروفیسر آف ہسٹری آف میڈیسن کا اعزازی ڈپلوما دیا گیا۔

**نیروبی۔** (Narobi) مشرقی افریقہ میں برطانوی نوآبادی کینیا کا دارالحکومت اور سب سے بڑا شہر ہے۔ جدید طرز کی تعمیر ہے۔ نیروبی میں کئی قابل دید اور خوبصورت عمارات ہیں۔ ممباسہ سے تقریباً ساڑھے تین سو میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اور دونوں ریل سے متصل ہیں۔ آبادی ایک لاکھ سے زائد ہے۔ یورپی آبادکاروں کا بھی مرکز ہے۔ مضافات کی زمین بے حد زرخیز اور سرسبز و شاداب ہے اور یورپی آبادکار وہاں کے پاس ہے۔ ممباسہ بھی کینیا کی بندرگاہ ہے اور افریقہ کے شمالی ساحل پر سب سے اچھی بندرگاہ ہے۔ انگلستان اور نیروبی کے مابین ہوائی راستے سے دو دن میں اور بحری راستے سے بیس دن میں سفر طے ہو جاتا ہے۔

**نیشنل کنونیشن۔**

ایک انقلابی کنونشن جو ۲۰ ستمبر ۱۷۹۲ء کو لیجسلیٹو اسمبلی کی جگہ وجود میں آئی۔ اس نے فرانس کو جمہوریہ قرار دیا۔ بادشاہ کو موت کی سزا دی، شاہ پسندوں اور انقلاب فرانس کے مخالف تمام یورپین ملکوں کو شکست دی۔ اس کی بدولت بعض ایسے ادارے معرض وجود میں آئے جو آج تک فرانس کے لئے باعث فخر اور فائدہ ہیں مگر ۲۶ اکتوبر ۱۷۹۵ء کو اسے ختم اور منسوخ کر دیا گیا۔

**نیشنل گارڈ۔** (National Gaurd)
یہ شہری لوگوں کی فوجی قسم کی ایک جماعت ہوتی ہے۔ جو فوج کو شہری انتظام اور دیگر موقعوں پر مدد دیتی ہے۔ اس میں لوگ بہ جذبہ حب الوطنی کے ماتحت بھرتی ہوتے ہیں۔ اور چونکہ وہ لوگ اپنی مرضی سے ملک کی خدمت کرتے ہیں اس لئے انہیں رضاکار کہا جاتا ہے۔

پاکستان میں قائداعظم مرحوم نے ۱۹۴۸ء میں اس کی بنیاد رکھی۔ اور رفتہ رفتہ اب اس جماعت کو فوجی طرز پر منظم کر دیا گیا ہے۔ اس کا نگران اعلیٰ پاکستانی افواج کا کمانڈر انچیف ہوتا ہے۔ اس لئے اسے اب مغربی قواعد کی پابندی کرنی پڑتی ہے اور پہلے اس میں ہر سرکاری اور غیر سرکاری اور عام خاص اشخاص کو شمولیت کی اجازت تھی۔ لیکن اب صرف اعلیٰ اخلاق اور کیریکٹر کے لوگوں کو ہی اس میں بھرتی کیا جاتا ہے۔

ہوائی حملہ کے وقت یہ گارڈ شہری حفاظت کرتے ہیں۔ فوج اور پولیس کی مدد کرتے ہیں۔ انہیں باقاعدہ سرکاری طور پر رائفل چلانی سکھائی جاتی ہے۔ اور فوج کی طرح پریڈ کرائی جاتی ہے۔ انہیں قواعد کے ماتحت زنانہ نیشنل گارڈ بھی موجود ہے۔ جس کا کام جنگ اور خطرہ کے وقت نرسنگ (Nursing) اور ابتدائی طبی امداد بہم پہنچانا ہے۔ مریضوں کی دیکھ بھال کرنی، پرہیز کرانا، اور اپنی جسمانی صحت کو برقرار رکھنا بھی اسی نیشنل گارڈ کا فرض ہے۔ نیشنل گارڈ ایک قسم کی نیم سرکاری جماعت سمجھی جاتی ہے۔

**نیل پودا۔** ایک نباتاتی ٹھوس مادہ جو ایک قسم کے پودے سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ پودا خاص پاکستان کی پیداوار ہے۔ یہ پودا کمشنری ملتان کے مغربی اضلاع میں وسیع پیمانے پر کاشت کیا جاتا تھا۔ لیکن مصنوعی نیل کے مارکیٹ میں آنے سے اس کی کاشت برائے نام رہ گئی ہے۔ اس پودے کو حوضیوں میں گلا کر خمیر اٹھایا جاتا تھا۔ جس سے رنگ دینے والا مادہ پانی میں حل ہو جاتا تھا۔ جسے بعد میں سکھا کر نیل حاصل کیا جاتا تھا۔ اس نیل کو مٹکوں میں ڈال کر خمیر کرتے تھے۔ پھر وہ رنگ دینے کے قابل ہو جاتا تھا۔ مصنوعی نیل جو کول تار سے بنتا ہے۔ وہ پختہ ہموار اور استعمال میں آسان ہوتا ہے۔ اس لئے اب اس کی مانگ زیادہ ہے۔ تاہم نباتاتی نیل کی اب بھی کاشت ہوتی ہے۔

اگر اس صنعت کو فروغ دیا جائے تو اس سے اور کئی قسم کے آمیزے تیار ہو سکتے ہیں۔ صرف تحقیقات کی ضرورت ہے۔ فی الحال ضرورت اس بات کی ہے کہ اس پودے کو معدوم ہونے سے بچایا جائے۔ کبھی یہ پودا ملتان کی تحصیل شجاع آباد و شمالی ملتان کی تحصیل اور ضلع مظفر گڑھ کی تمام تحصیلوں میں کاشت کیا جاتا تھا۔ لیکن اب ان علاقوں میں خال خال موقعے پر محض مقامی ضروریات کے لئے بویا جاتا ہے۔

**نیل دریا۔** بر اعظم افریقہ کا سب سے بڑا دریا ہے۔ اس کا منبع دریائے کاگیرا کی شاخ لوی رونزو (Luvironzo) ہے۔ یہ جنوب مغرب کی طرف بہتا ہوا جھیل وکٹوریہ میں جا شامل ہوتا ہے اور آخر کار بحیرہ روم میں جا گرتا ہے۔ اس کی لمبائی چار ہزار میل سے بھی زیادہ ہے۔ جھیل وکٹوریہ کے بعد دریائے نیل کی گزرگاہ کا اکثر حصہ پہاڑی ہے اس لئے جھیل البرٹ تک پہنچتے پہنچتے راستے میں کئی آبشاریں بن جاتی ہیں۔ جھیل البرٹ کے بعد کی گزرگاہ میدانی ہے۔ یہاں دریا پھیل جاتا ہے اور کئی جھیلیں بناتا ہے۔ جھیل نو کے قریب یہ بحر الغزال سے مل جاتا ہے اور یہاں سے لے کر خرطوم تک اسے سفید نیل کے نام سے پکارتے ہیں۔ خرطوم کے قریب نیلا نیل جو حبشہ کی سطح مرتفع سے نکلتا ہے اس میں شامل ہو جاتا ہے۔ خرطوم سے دو سو میل نیچے کالا نیل بھی اس سے ملتا ہے۔ نیل میں تقریباً ایک ہزار میل تک جہاز رانی ہو سکتی ہے۔ نیل کا ڈیلٹا تقریباً ایک سو میل چوڑا ہے۔ مصر اور ملحقہ علاقوں کی پیداوار اور خوشحالی کا دارومدار نیل پر ہے۔

**نیلا پطرس۔** (New Peter)۔ ایک جھنڈا جس کی زمین ناسوا درمیانی سفید مربع کے نیلے رنگ کی ہوتی ہے۔ جس وقت جہاز بندرگاہ سے روانہ ہونے لگتا ہے اس کی روانگی سے قبل اس جھنڈے کو ہوا میں لہرایا جاتا ہے تاکہ جہاز کے عملہ کو معلوم ہو جائے اور وہ بندرگاہ کے بازار وغیرہ سے واپس آ کر عرشۂ جہاز پر سوار ہو جائیں۔

**نیلسن۔** (Horatio Nelson)۔ مشہور انگریز امیر البحر۔ نورفوک کے ایک ساحلی گاؤں کے پادری ایڈمنڈ نیلسن کا لڑکا تھا۔ پورا نام ہوراشیو نیلسن ہے۔ ۲۹ ستمبر ۱۷۵۸ء کو پیدا ہوا۔ باوجود ضعیف الجثہ ہونے کے بچپن ہی سے بڑا دلیر تھا۔ پڑھنے لکھنے کی طرف سے مایوس ہو کر غریب باپ نے جہاز پر ایک معمولی کام پر ۱۷۷۱ء میں ملازمت دلوا دی۔ یہاں اپنی ذاتی محنت و دلیری کی وجہ سے نمایاں امتیاز حاصل کیا اور اسے ۱۷۸۰ء میں جنگی جہاز پر لے لیا گیا۔ چنانچہ متعدد بحری جنگوں میں بڑی شہرت اور کامیابی حاصل کر کے ۱۷۸۷ء میں ملازمت سے سبکدوش ہو گیا اور ایلیا نسبت مسز نسبت سے شادی کر لی۔ ۱۷۹۳ء میں حکومت کی طلبی پر دوبارہ فوجی خدمت پر حاضر ہوا۔ ۱۷۹۴ء میں کالوی کاریکا کی جنگ میں اس کی دائیں آنکھ ضائع گئی اور ۱۷۹۷ء میں اسپین کی جنگ میں کامیابی حاصل کی۔ اسی سال سانتا کروز کی لڑائی میں دایاں بازو بھی کھونا پڑا۔ ۱۷۹۸ء میں اس کے تعلقات انگلستان کی مشہور و معروف حسینہ لیڈی ہیملٹن سے ہو گئے۔ اور اسی سال اس نے نپولین کی بحری قوت کو دریائے نیل پر خلیج ابوقیر میں شکست فاش دی۔

۱۸۰۱ء میں اس نے بحیرہ بالٹک کی ریاستوں کے مقابلہ میں زبردست فتح حاصل کی۔ ۱۸۰۵ء میں نپولین ایک زبردست بحری بیڑہ انگلستان پر حملے کے لئے تیار کر کے روانہ ہوا لیکن نیلسن نے اس کے ارادوں پر پانی پھیر دیا۔ ٹرافلگر کے مقام پر اسے ایسی زبردست شکست دی کہ پھر نپولین کو انگلستان پر حملہ کرنے کا حوصلہ نہ ہو سکا۔ عین ہنگامہ جنگ میں نیلسن بھی کچھ ایسا زخمی ہوا کہ جانبر نہ ہو سکا۔ اور ۲۱ اکتوبر ۱۸۰۵ء کو [illegible] فتح سنکر رحلت کر گیا۔ اسے بڑے فوجی اعزاز کے ساتھ سینٹ پال کے گرجا میں دفن کیا گیا۔ اس کا وکٹری نامی جہاز آج تک انگلستان میں محفوظ ہے۔ انگریزوں کو امیر البحر نیلسن پر بالکل بجا طور پر فخر و ناز ہے۔ قوم نے نیلسن کو لارڈ کا خطاب دلوایا۔ وہ مرتے دم تک حب الوطنی کے اس جذبہ سے سرشار رہا کہ انگلینڈ ہر انگریز سے اس کے فرض کی بجا آوری کا متوقع ہے۔

**نیل کنٹھ۔** مشہور پرندہ رنگ چمکدار بھورا، کلغی گلابی مائل ہوتی ہے اور یہ مور کی طرح نیلے لیکن یہ حالت اڑتے وقت ہوتی ہے۔ جب بیٹھا ہوا تو یہ شوخ رنگت پوشیدہ ہو جاتی ہے اڑتے وقت اس کے پروں پر نیلا جرد رنگ کی دھاریاں پڑ جاتی ہیں آواز کرخت ہوتی ہے۔ انگریز لوگ اسے انگلش آکسفورڈ کیمبرج پرندہ کہتے ہیں اور بلو جے بھی پکارتے ہیں۔ یہ پرندہ ہندوستان و پاکستان میں سارا سال قیام کرتا ہے اور ہر جگہ کثرت سے پایا جاتا ہے۔ ہندو اس کو بہت متبرک سمجھتے ہیں۔ اور دسہرے کے دنوں میں جب تک اسے دیکھ نہ لیں کھانا نہیں کھاتے۔

گو نیل کنٹھ میں سوائے رنگوں کے اور کوئی خوبی نہیں۔ ہاں کیڑوں کو مارنے کے باعث انسان کا دوست ہے۔ موسم گرما کے ایام میں مئی اور جون میں نیل کنٹھ بڑی عمارتوں کی دیواروں پر یا سوراخوں میں پرانے درخت کی کھوہوں میں اپنا گھونسلہ بناتے ہیں جن میں مادہ دو سے چار تک انڈے دیتی ہے۔ چونکہ انڈے اندھیرے میں ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کا رنگ سفید ہوتا ہے۔ بعض ہندو لوگوں کا خیال ہے کہ یہ پرندہ شو جی مہاراج کی سواری کا کام دیتا تھا۔ اس لئے وہ اسے یہ رنگ دے گئے۔

**نیلی چڑیا۔** (Blue Bird) شمالی امریکہ کا ایک خاص پرندہ جو گانے والے پرندوں میں سے ہے۔ اس پرندے کے بال اور پر گہرے نیلے رنگ کے ہوتے

ہیں۔ بہار اور گرمی کے موسم میں عام دیکھا جاتا ہے۔ پاک وہند میں اس کو نیل چڑیا کہا جاتا ہے اور اس کی سریلی تان اکثر باغوں میں سنائی دیتی ہے۔

رڈکوں کے گرلز گائیڈ نظام میں ابتدائی درجہ جس میں ننھی رڈکیاں شامل ہوتی ہیں۔ نیلی چڑیاں کہلاتا ہے چنانچہ ان کے سر پہ کا دوپٹا اسی وجہ سے نیلا ہوتا ہے۔ یہ پرندہ بلیو بریسٹ (Blue Breast) سے بالکل مختلف ہے۔ ثانی الذکر کی محض چھاتی نیلی ہوتی ہے۔ اور وہ صرف انگلستان میں پایا جاتا ہے۔

**نیلن - N ylon -** جب پتھر کے کوئلے سے گیس نکال لیا جاتا ہے۔ تو باقی کول تار رہ جاتا ہے جس کو پختہ سڑکوں پر بچھا کر سڑک کو مضبوط کیا جاتا ہے۔ اسی سے ایک ایسا مادہ تیار کیا جاتا ہے جس کو نیلن کہتے ہیں۔ بازاروں میں جس قدر ولایتی رنگ بکتے ہیں سب اسی سے تیار کئے جاتے ہیں۔ جو کول تار جیسی بظاہر معمولی شے سے حاصل ہوتا ہے۔ لفظ نیلن کا اصل مخرج نیل ہے جو پرتگیزی زبان میں پاکستانی لفظ اور رنگ نیل سے ماخوذ ہے

یورپین قوموں میں سے سب سے پہلے پرتگیزوں نے پاکستان کے موجودہ ساحل پر قدم رکھا۔ اور نیل کی تجارت کے جو ذریعے نیل آئی تھی مالک ہو گئے۔ نیل کی پیداوار بہ خاص علاقہ ملتان اور مظفر گڑھ ہے اور وہ یہیں سے برآمد کیا جاتا تھا جب تک موجودہ رنگ ایجاد نہیں ہوئے تھے۔ یہ رنگ اور نیز مجیٹھ، کسم، اور کمنیل سے حاصل شدہ رنگ ہی تمام دنیا میں برتے جاتے تھے۔ اب جب کہ نیل متروک بن گیا ہے نیل کی کاشت کم ہو گئی ہے۔ لیکن بالکل معدوم نہیں ہوئی۔

**نیم۔** یہ بکائن کی قسم کا درخت ہے۔ اور بکائن کی طرح گھنا سایہ رکھتا ہے۔ گو اس کی چھاؤں بہت وسیع اور گھنی ہوتی ہے تاہم اس پر کرم بہت ہوتے ہیں۔ جو نیچے بیٹھنے والوں پر گرتے رہتے ہیں۔ اسی لئے یہ درخت بکائن کی طرح محض سایہ کی خاطر ہر دلعزیز نہیں ہے مگر اس کے فوائد اور بھی ہیں۔

نیم پر پھل بھی بکائن کی طرح ہوتا ہے۔ لیکن اس کو نبولی کہتے ہیں۔ جب یہ پکنے پر آتا ہے تو اس میں قدرے مٹھاس سی آجاتی ہے۔ اس لئے پرندے اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں یہ درخت چاروں طرف بڑ کی مانند پھیلتا ہے۔ اس کا تنا بھی موٹا ہوتا ہے۔ جب درخت پرانا ہو جاتا ہے۔ تو اس میں سے ایک قسم کی رطوبت خارج ہونا شروع ہو جاتی ہے، جو نہایت شیریں ہوتی ہے چنانچہ لوگ اس کو جمع کر کے بطور خوراک استعمال کرتے ہیں۔ اس کے پتے بھی رطبی خواص رکھتے ہیں۔ اس کے جوشاندے میں نہانے سے خارش دور ہو جاتی ہے۔ زخموں پر بھی باندھے جاتے ہیں۔ یہ بہترین جراثیم کش درخت ہے۔

نیم کے پتوں اور ٹہنیوں سے تیل بھی نکلتا ہے۔ جو صابن سازی، دوا سازی، اور جراثیم کشی میں استعمال ہوتا ہے۔ جوشاندہ معدے کو بھی درست کرتا ہے۔ خون کو صاف کرتا ہے۔ لیکن کڑوا ضرور ہوتا ہے اس کی لکڑی بکائن سے مضبوط ہوتی ہے۔ اگر اس کے تختوں سے صندوق بنا کر کپڑے رکھے جائیں تو ان کو کیڑا نہیں لگتا۔

اس درخت کے پتے بکائن کی طرح سرو شکل اور دندانہ دار ہوتے ہیں لیکن ایک رخ سے ذرا ٹیڑھے ہوتے ہیں اور بکائن کے پتوں کے خلاف غوشوں میں نکل آتے ہیں۔ جس سے یہ درخت فوراً پہچانا جاتا ہے۔ یہ درخت طبی خواص کے لحاظ سے بہتر مفید ہے اور مغربی پاکستان میں بخوبی پھلتا پھولتا ہے۔ لیکن لوگ اس کو لگاتے نہیں۔ رہتک اور دہلی کے نواح سے جو لوگ اس طرف ہجرت کر آئے تھے وہ بہت سے درخت لائے تھے جو اب تک موجود ہیں اردو کی ضرب المثل بھی ہے ایک تو کریلا دوسرا نیم چڑھا، جو نیم اور کریلے کی کڑواہٹ کی وجہ سے بنے

**نیند** (Sleep) جسمانی کیفیت اور حالت جو بالعموم ہر شب بالخصوص طاری ہوتی ہے اور متعدد ساعات جاری رہتی ہے جس میں اعصابی نظام بیکار رہتا ہے اور حواس اور حرکت اور بعض دماغی افعال ساکن پذیر رہتے ہیں نیند میں جسمانی زندگی کے افعال کوئی زیادہ متاثر نہیں ہوتے آنکھیں بند رہتی ہیں اور آنکھوں کی پتلیاں نیند کی مقدار کے مطابق سکڑی رہتی ہیں۔ بچوں کو نیند کی ضرورت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ جوانوں کو تقریباً آٹھ گھنٹے

نیند درکار ہوتی ہے بڑھاپے میں نیند زیادہ ہونی چاہیے مگر بالعموم نیند کم آتی ہے۔ زیادہ نیند کا تپ رجحان، نقص معدہ کا حامل ہوتا ہے اور بسا اوقات اعصابی امراض کی بدولت ایسا ہوتا ہے۔ کثرت خواب بعض اوقات کثرتِ کار، ناموافق گرمی یا سردی یا دوسرے اسباب کی وجہ سے ہوتی ہے

**نینوا۔** (Nenoua) ایک بہت پرانی سلطنت جس کی تاریخ غیر متیقن ہے اس کے حدود شمال میں آرمنی کے پہاڑی سلسلے تک اور جنوب میں بابل تک دو سو اسی (۲۸۰) میل طویل اور ڈیڑھ سو (۱۵۰) میل عریض تھے۔ یہ علاقہ نہایت زرخیز تھا۔ اور اس کے رہنے والے تہذیب و تمدن کے بڑے علمبردار تھے ۶۰۰ قبل مسیح میں وہ سلطنت میڈیا کا ایک صوبہ تھا۔ بعد میں فارس کی حکومت کا ایک صوبہ بنا ۱۶۳۸ء سے یہ ترکی کی حکومت میں پہلی جنگ عظیم تک رہا جو ۱۹۱۵ء میں ختم ہوئی۔ اس کے بعد سے شام کی حکومت کے نام سے ایک مستقل علیحدہ حکومت یورپی لوگوں کے زیر اثر قائم ہوئی۔ لیکن اب وہ آزاد اور خود مختار ہے۔

**نیواڈا۔** جمہوریہ امریکہ کی ایک ریاست جو وفاقی امریکہ میں سب سے کم آباد علاقہ ہے۔ اس کا رقبہ ۱۱۰۸۰۰ مربع میل ہے۔ اور آبادی ۱۶۰۰۵۰ افراد کے قریب ہے۔ اس کا دارالحکومت کارسن ہے۔ نیواڈا کی ریاست کو پہلی بار اہمیت اس وقت حاصل ہوئی جب یہاں ۱۸۵۹ء میں چاندی کی کانیں دریافت ہوئیں۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں اسے ۱۸۶۴ء میں شامل کیا گیا تھا۔

**نیوٹن۔** (Sir Isaac Newton) سر آئزک نیوٹن جس نے سائنس میں بعض بڑی بڑی دریافتیں کیں، مثلاً جب اس نے اپنے باغ میں ایک سیب کو زمین پر گرتے دیکھا تو اس کے دل میں سوال پیدا ہوا کہ آخر سیب زمین ہی پر کیوں گرا، اوپر کیوں نہ چلا گیا۔ یہیں سے اس نے کشش ثقل کے مسئلہ پر غور کرنا شروع کیا۔ نیوٹن ۲۵ دسمبر ۱۶۴۲ء کو انگلستان کے قصبہ "وولسٹھارپ" میں پیدا ہوا۔ اور کیمبرج میں ریاضیات کا علم حاصل کیا۔
اگرچہ دوسرے سائنس دانوں کو بھی معلوم تھا کہ ایک قوت ثقل ضرور موجود ہے جو اشیاء کو زمین کی طرف کھینچتی ہے اور آسمانی کروں کے درمیان بھی موجود ہے لیکن جب تک نیوٹن نے بڑی بڑی مبسوط تحقیقاتیں شائع نہ کیں، اس قوت کے صحیح صحیح قانون لوگوں کو معلوم نہ ہو سکے
اس نے نور و رنگ کے متعلق بھی تجربے کئے اور اس سلسلے میں ایک عکس انداز دوربین تیار کی جس کی وجہ سے اس کو سائنس دانوں میں بڑی اہمیت حاصل ہو گئی اور وہ صرف ۲۹ سال کی عمر میں رائل سوسائٹی کا ممبر منتخب ہو گیا۔ ۱۷۰۳ء میں وہی اس سوسائٹی کا صدر مقرر ہوا اور تادم مرگ یعنی ۲۷ مارچ ۱۷۲۷ء تک ہر سال منتخب ہوتا رہا۔ اس عہدے کی وجہ سے وہ دوسرے سائنس دانوں اور موجدوں کی خاص امداد و اعانت کرتا رہا۔ مرنے کے بعد ویسٹ منسٹر ایبے میں دفن ہوا۔

**نیوزی لینڈ۔** (New Zealand) ایک برطانوی نوآبادی جو بحرالکاہل جنوبی میں آسٹریلیا سے ۱۲۰۰ میل جنوب مشرق میں واقع ہے۔ اس کا رقبہ ۱۰۳۷۰۰ مربع میل ہے اور آبادی ۱۷۰۰۰۰۰ افراد کے قریب ہے جن میں یہاں کے قدیم باشندے جنہیں ماؤری (Maori) کہا جاتا ہے شامل ہیں اور تعداد میں ۹۰ ہزار ہیں تاریخ عالم میں نیوزی لینڈ کو اس لئے اہمیت حاصل ہے کہ اس نے ۱۸۹۳ء میں دنیا بھر میں سب سے پہلے عورتوں کو حق رائے دہندگی عطا کیا تھا۔ "نیوزی لینڈ" کو ۱۶۴۲ء میں دریافت کیا گیا تھا۔

**نیو ساؤتھ ویلز۔** (New South Wales) آسٹریلوی دولت مشترکہ کی ایک ریاست جس کا پہلے اصل نام نیو ویلز تھا جب کپتان کک نے ۱۷۷۰ء میں اس کو دریافت کیا اور اسے یہ علاقہ ویلز (انگلینڈ) کے مشابہ نظر آیا۔ آسٹریلیا کے جنوب مشرق میں واقع ہے جنوب مشرق میں آسٹریلین ایلپس واقع ہیں ساحلی علاقے کو بہت سے دریا سیراب کرتے ہیں ۱۸۵۱ء میں جو کوہستانی منطقہ

شروع ہوا تو وہ جنوب مشرقی آسٹریلیا کے وسیع علاقے کو برقی طاقت مہیا کرے گا۔ سڈنی ایک اہم شہر ہے جو ایک مشہور آسٹریلین بندرگاہ بھی ہے اور مملکت برطانیہ کا دوسرا اعظم ترین شہر ہے۔ شمالی اور جنوب مغربی علاقہ منطقہ معتدلہ میں واقع ہے۔ گندم، چاول، کپاس، جو، نیشکر، تمباکو اور پھل پیدا ہوتے ہیں۔ بھیڑ بکریاں پالی جاتی ہیں اور جنگلات بکثرت پائے جاتے ہیں۔ معدنی ذخائر مثلاً سونا، چاندی، تانبا، ٹین، جست، اور کوئلہ عام ملتے ہیں۔ مقننہ دو ایوانوں پر مشتمل ہے۔ کونسل ۶۰ ارکان پر اور اسمبلی ۹۴ ارکان پر مشتمل ہے۔ ووٹنگ لازمی ہے۔ آبادی چونتیس لاکھ کے قریب ہے اور رقبہ تین لاکھ دس ہزار مربع میل ہے۔

## نیوفونڈلینڈ (New Foundland)

بحر اوقیانوس میں ایک جزیرہ جو کینیڈا کے مشرق میں واقع ہے اور اب اس کا ایک صوبہ ہے۔ اس کا رقبہ ۴۲۷۰۰ مربع میل ہے اور آبادی تین لاکھ پچیس ہزار افراد کے قریب ہے۔ لیبریڈار کا قطعہ زمین بھی جو جمہوریہ امریکہ کی سرزمین پر واقع ہے اور جس کا رقبہ ۱۱۰۰۰۰ مربع میل ہے اور آبادی صرف ۵ ہزار افراد ہے نیو فونڈلینڈ کا حصہ ہے۔ نیوفونڈلینڈ کو ۱۴۹۷ء میں جان کیبٹ نے دریافت کیا تھا۔ ۱۵۸۳ء میں اس پر برطانیہ کا قبضہ ہوا جو ۱۷۱۳ء میں قطعی صورت اختیار کر گیا۔ ۱۹۳۴ء تک نیو فونڈلینڈ خود مختار برطانی نو آبادی رہی۔ مگر اس سال مالی پریشانیوں کے باعث نو آبادیاتی درجہ کو خیرباد کہہ کر اسے براہ راست برطانوی حکومت کی عمل داری میں لایا گیا۔ ۱۰ ستمبر ۱۹۴۸ء کو اسے کینیڈا سے ملحق کرنے کا اعلان ہوا۔ اور اگرچہ اس اعلان کی ۵۲ فی صد افراد نے مخالفت کی تاہم ۳۱ مارچ ۱۹۴۹ء کو یہ الحاق عمل میں آگیا۔ چنانچہ اب نیو فونڈ لینڈ کینیڈا کا حصہ ہے۔

## نیوگنی (New Guinea)

آسٹریلیا کے شمال میں جزیرہ ہے۔ حکومت آسٹریلیا کی ہے۔ اس کوہستانی علاقہ ہے۔ بیشتر داخلی حصہ غیر منکشف پڑا ہے۔ ساحلی علاقوں میں آب و ہوا گرم اور مرطوب ہے۔ قہوہ، کوکو اور کیلا، گرم آب و ہوا کی پیداوار یہاں پائی جاتی ہے۔ سونا خال خال پایا جاتا ہے۔ معدنیات بکثرت نظر آتے ہیں مگر آمدورفت اور نقل و حمل کی دقتوں نے انہیں اب تک غیر منکشف رکھا ہوا

ہے۔ باشندے بیشتر حبشی ہیں۔ صنعت و حرفت زیادہ تر ظروف سازی، رسہ سازی اور چوب کاری پر مشتمل ہے۔ ۱۹۴۲ء میں دوسری عالمگیری جنگ کے دوران میں جاپانی فوجیں جزیرہ میں آ اتریں اور سخت جنگ ہوتی رہی حتیٰ کہ ۱۹۴۵ء میں جاپان نے ہتھیار ڈال دیے۔ رقبہ ۲۳۲۳۲۵ مربع میل اور آبادی ساڑھے دس لاکھ کے قریب ہے۔

## نیومین (Newman, Cardinal)

انگریز پادری، مصنف (۱۸۰۱ء – ۱۸۹۰ء)۔ لندن میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۲۴ء اور ۱۸۲۶ء میں ایک کلیسائی منصب سے دوسرے پر فائز ہوئے۔ ۱۸۳۳ء میں اپنی اولین تصنیف شائع کی جو ٹائمز کا پہلا ٹریکٹ تھا۔ ۱۸۴۱ء میں ٹریکٹ نمبر ۹ شائع کی۔ ۱۸۴۵ء میں رومن کیتھولک چرچ میں شامل کیے گئے۔ ۱۸۵۴ء میں ڈبلن یونیورسٹی کے ریکٹر مقرر ہوئے لکچر شائع کیے۔ ۱۸۶۴ء میں اپنی سوانح عمری تحریر کی ۱۸۶۶ء میں اُن کی مشہور نظم شائع ہوئی۔ ۱۸۷۹ء میں کارڈینل بنائے گئے۔ ۱۸۵۰ء میں انہوں نے (Phases of Faith) نام کی کتاب شائع کی۔

## نیون روشنی (Neon Light)

نیون ایک قسم کی گیس ہے جس کا انکشاف حال ہی میں ہوا ہے۔ اگر زوردار برقی رو کسی شیشے کی نلکی میں کم دباؤ سے بھری ہوئی نیون گیس میں سے دوڑائی جائے تو وہ تیز نارنجی رنگ کی نور پیدا کرتی ہے۔ اب یہ روشنی دکانوں کی نمائش و آرائش اور مکانوں اور دفتروں کو منور و روشن کرنے میں مستعمل ہوتی ہے۔

## نیو ہیبرائڈز (New Hebrides)

جنوبی بحرالکاہل میں ایک مجموعہ جزائر جس کا رقبہ ۵۷۰۰ مربع میل اور آبادی ۴۵ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ ۱۹۰۶ء سے ان جزائر پر برطانیہ اور فرانس کی مشترکہ نگران حکومت مسلط ہے۔

## نیویارک (New York)

امریکہ کا سب سے بڑا شہر اور دنیا کی مصروف ترین بندرگاہ بھی ہے۔ اس نام کی امریکہ میں ایک ریاست بھی ہے جس کا دارالحکومت البانی (Albany) ہے۔

نیویارک کو ولندیزیوں نے ۱۶۲۳ء کے قریب آباد کیا تھا اور وہ اسے نیوامسٹرڈم (New Amsterdam) کے نام سے پکارتے تھے۔ ۱۶۶۴ء میں اسے انگریزوں نے فتح کر لیا اور اس کا نام نیویارک رکھا۔ شہر کی آبادی ۱۹۵۰ء کی مردم شماری کے مطابق ۷۸۲۵۰۹۹ کے قریب ہے۔

# و

**واٹ۔** (Watt) روزمرہ استعمال کی برقی طاقت کے لئے جو پیمائشی اکائی مقرر کی گئی ہے، واٹ کہلاتی ہے۔ بلب عموماً ۱۵، ۲۰، ۲۵، ۴۰، ۶۰ اور ۱۰۰ واٹ کے ہوتے ہیں۔ برقی طاقت کی پیمائش چونکہ وقت کے حساب سے کی جاتی ہے اس لئے بجلی کے خرچ کا حساب اس وقت کے مطابق لگایا جاتا ہے جتنے وقت تک بلب جلایا گیا۔ مثلاً اگر ۲۵ واٹ کا بلب ایک گھنٹہ تک جلے تو ۲۵ واٹ برقی طاقت خرچ ہوگی۔۔۔ ۱۰۰۰ واٹ ایک کلوواٹ (Kilowatt) کے برابر ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر ایک گھنٹے میں ایک کلوواٹ برقی طاقت خرچ ہو تو برقی طاقت کے خرچ ہونے کی رفتار ایک کلوواٹ فی گھنٹہ (Kilowatt Per Hour) جسے ایک یونٹ (Unit) کہتے ہیں۔

**واٹر پولو** (دیکھو پانی پولو)

**واٹرلو جنگ** (Battle of Waterloo) (دیکھو جنگ واٹرلو)

**واٹر مارک۔** (Water-mark) کاغذ کے اندرونی ہلکے نشان جن میں کاغذ بنانے والے کا نام، کاغذ کا سائز وغیرہ لکھا ہوتا ہے۔ کاغذ سازی کے وقت یہ علامات ڈال دی جاتی ہیں۔ جنگل کی گھاسوں اور خاص جڑی بوٹیوں سے پہلے کاغذ کی لبدی تیار کر لی جاتی ہے۔ پھر اُسے باریک ورق کی شکل میں پھیلا کر خشک کرنے سے کاغذ بنتا ہے۔ واٹر مارک تار سے بنی ہوئی علامتوں اور حروف کی شکل میں لبدی پر کاغذ سازی کے وقت دبایا جاتا ہے۔ جب لبدی خشک ہوتی ہے تو جس جگہ تار رکھا گیا تھا وہ جگہ کاغذ کو روشنی کے سامنے کرنے سے دکھلائی دیتی ہے۔

**واثق باللہ بن معتصم۔** عباسی خلیفہ المعتصم باللہ نے ۸۳۳ء سے ۸۴۲ء تک حکومت کی اور اس کے بعد اس کا بیٹا الواثق باللہ ۸۴۲ء سے ۸۴۷ء تک مسند خلافت پر متمکن رہا۔ واثق باللہ موسیقی اور عاگ رنگ کا بڑا شیدائی تھا۔ چنانچہ اُسے اوّلین موسیقار خلیفہ کہتے ہیں۔

**واجد علی برکی، لیفٹیننٹ جنرل۔** لیفٹیننٹ جنرل واجد علی برکی پاکستان کی کابینہ میں صحت اور معاشرتی بہبود کے وزیر۔ آپ نے سکاٹ لینڈ کی سینٹ اینڈریوز یونیورسٹی سے ایم۔ ڈی کی ڈگری اور فلینڈرز ہوسپیٹل لندن سے ڈی او ایم کا اعزاز حاصل کیا۔ ۱۹۲۶ء میں انڈین میڈیکل سروس میں کمیشن ملا۔ جنگ عظیم دوم میں پانچویں انڈین ڈویژن کے ساتھ سوڈان۔ حبشہ اور مغربی صحرا میں خدمات انجام دیں۔ جن کے صلے میں انہیں ایم۔ بی۔ ای کا اعزاز ملا۔ کوہیما اور امپھال کی جنگوں میں سی بی ای کا اعزاز دیا گیا۔ ۱۹۴۲ء میں آپ کرنیل بنائے گئے۔ قیام پاکستان کے بعد بریگیڈیئر ہوئے اور آپ کو میڈیکل سروسز کا ڈپٹی ڈائرکٹر جنرل مقرر کیا گیا۔ ۱۹۵۰ء میں آپ کو میجر جنرل کے عہدے پر ترقی ملی۔ ۱۹۵۵ء میں میڈیکل سروسز کے ڈائرکٹر جنرل مقرر ہوئے اور لیفٹیننٹ جنرل کا عہدہ ملا۔ ۱۹۵۸ء کے انقلاب کے بعد آپ مرکزی کابینہ میں شامل ہوئے۔

**واجد علی شاہ۔** جان عالم واجد علی شاہ آخری تاجدار اودھ ۱۸۲۲ء امجد علی شاہ والی اودھ کے ہاں پیدا ہوئے۔ بیس سال کی عمر میں باپ کی وفات کے بعد تخت نشین ہوئے واجد علی شاہ کو فن

تعمیر سے بڑی دلچسپی تھی۔ چنانچہ تخت پر بیٹھتے ہی قیصر باغ کی تعمیر شروع ہوئی جس کی عمارات اور ایوانِ دلکشا کو بارہ دری،، نہر، پل سنگِ مرمر اور تصاویر رنگ سے مزین کیا گیا، مشہور ہے کہ دو کروڑ روپیہ اس عمارت پر صرف ہوا یہاں پر برسات میں ایک میلہ ہوتا تھا۔ جس کی دھوم دھام کے سینکڑوں قصے اب تک زبانِ زدِ عام و خاص ہیں۔

جان عالم نے کچھ عرصہ نہایت محنت اور شوق سے امورِ مملکت کو سر انجام دیا اور رعایا پروری کی طرف توجہ دی مگر نالائق مصاحبوں اور عیش پسند ہم نشینوں نے رفتہ رفتہ مزاج میں کافی دخل حاصل کیا اور جان عالم کو نفس پروری کی طرف راغب کر دیا یہاں تک کہ سوائے محافلِ رقص و سرود کے کوئی مشغلہ باقی نہ رہا۔ ملک میں ہر طرف بدنظمی پھیل گئی آخر کار ۳۱ جنوری ۱۸۵۶ء کو اودھ انگریزی سلطنت میں شامل کر دیا گیا اور شاہ کو معزول کر کے کلکتہ بھیج دیا گیا۔ مملکت اودھ کی آمدنی تقریباً دو کروڑ روپیہ سالانہ تھی۔

واجد علی شاہ معزولی کے بعد تقریباً دو سال فورٹ ولیم کلکتہ میں نظر بند رہے۔ اس کے بعد محلہ مٹیا برج لکھنؤ میں قیام پذیر ہوئے اور وہیں ۱۸۸۷ء میں اس دارِ فانی سے رحلت کی۔

جان عالم کو نفاست اور جدت طرازی میں کمال حاصل تھا۔ فن موسیقی اور رقص میں اپنا جواب نہ رکھتے تھے۔ شعر و سخن کے بھی بے حد دلدادہ تھے۔ ان کے دربار میں بڑے بڑے کامل استاد فن موجود رہتے تھے۔ جان عالم پیا کی ٹھمریاں اور دادرے اب تک زبان زدِ خاص و عام ہیں۔ اُن کی بہت سی تصانیف اس وقت موجود ہیں اردو کے علاوہ ٹھیٹ ہندی میں بھی شعر کہتے تھے۔ دواوین میں سے "شبوح" "فیض" "قمر مضمون" "سخن اشرف"، "گلدستۂ عاشقاں"، "ماہ فلک" اور "لظم نامور"، مثنویوں میں سے "حزن اختر" "عطایاتِ محلات"، "بنی" "بانا ہو"، "دلہن"، مثنوی در فن موسیقی "اور دریائے تعشق"۔ مراثی میں سے چند مراثی: "دفتر غم" "دفتر الم" اور "سرمایۂ ایمان" اور قصائد میں سے "مجموعہ قصائد اردو و فارسی" موسوم بہ "قصائد المبارک" مشہور ہیں۔ اُن کے علاوہ "مباحثہ بین النفس والعقل"۔ "صحیفۂ سلطانی"، "نصائحِ اختری" "عشق نامہ" "رسالہ ایمان"، "دفتر پریشان"۔ "مقبل معتبر" "دستور واجدی"، "صوت المبارک"، "ہیبت حیدری"، "جوہر عروض" اور "ارشاد خاقانی" ممتاز تصنیفات ہیں۔

بعض تصنیفات تو ملتی ہیں۔ لیکن اکثر نایاب ہیں۔ گو ان کی دوبارہ اشاعت کی کوشش نہیں کی گئی۔ لیکن ان کی دوبارہ طباعت نادرالوجود مجموعہ کی حامل ہو گی۔

**وادی۔** (Valley) دو بلند چٹانوں کے درمیان زمین کا نشیب بالعموم دریا بردگی کی بدولت یا گلیشیر کے عمل کا نتیجہ ہوتا ہے۔ انشقاقی وادی بھی اسی قسم کا نشیب ہوتا ہے جو طبقاتی قطعات کے درمیان کسی زمین کے بیٹھ جانے سے رونما ہو جاتا ہے۔ انشقاقی وادیاں براعظم افریقہ میں بکثرت پائی جاتی ہیں چنانچہ اس قسم کی ایک بڑی وادی جھیل ٹانگا نیکا سے جھیل رودولف تک چلی جاتی ہے اور دوسری حبشہ کے اوپر سے بحیرۂ احمر تک چلی جاتی ہے جہاں سے وہ براعظم ایشیا میں مشرق اردن کے ساتھ ساتھ چلی جاتی ہے اسکاٹ لینڈ کی مرکزی نشیبی زمینیں انشقاقی وادیوں کی نظیر ہیں۔

**وادی القریٰ۔** القریٰ عربی لفظ ہے جو "قریتہ" بمعنی دیہ کی جمع ہے۔ وادی القریٰ سے مراد سرزمین مکہ ہے۔ جو جنوبی حجاز کی نشیبی سرزمین میں واقع ہے۔ بحیرۂ احمر سے کوئی چالیس میل کے فاصلے پر ہے وادی بنجر زمینوں اور سنگلاخ اراضیات پر مشتمل ہے قرآن پاک میں اُسے "وادئ غیر ذی زرع" سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔ گرمی شدت کی پڑتی ہے۔ حتیٰ کہ ناقابلِ برداشت ہو جاتی ہے۔ مشہور سیاح طنجہ کے ابن بطوطہ کا کہنا ہے کہ ننگے پاؤں کعبہ کے طواف کے دوران میں وہ سنگلاخ زمین کے تانبے کی طرح تپتے ہوئے فرش پر نیم جان ہو کر رہ گیا۔

**وارسا۔** (Warsaw) پولینڈ کا دارالحکومت برلن سے ۳۲۵ میل مشرق کو ہے۔ دوسری عالمگیر جنگ سے پیشتر اس میں بیشمار گرجے، عجائب گھر وغیرہ موجود تھے سنہ ۱۹۳۹ء میں اس پر جرمنوں نے قبضہ کر لیا۔ لیکن ملک کے اندر مخالفت اور اور بغاوت کی آگ سلگتی رہی۔ چنانچہ سنہ ۱۹۴۴ء میں ایک ناکام انقلاب کی کوشش ہوئی سنہ ۱۹۴۵ء میں آزادی سے پیشتر یہ شہر قریب قریب تباہ و برباد ہو چکا تھا۔ آبادی کوئی سات لاکھ کے قریب ہے۔

**وارسک پروجیکٹ** (Warsak Project)
وارسک (Project) پشاور سے ۱۹ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ وارسک پروجیکٹ مہمندوں کے علاقے میں دریائے کابل پر ایک شاندار بند تعمیر کرنے کی سکیم ہے۔ علاوہ ازیں یہاں ایک زمین دوز بجلی گھر بھی تعمیر کیا جا رہا ہے۔ وارسک پروجیکٹ کی تکمیل کے بعد مغربی پاکستان کو ڈیڑھ لاکھ کلوواٹ بجلی کی طاقت حاصل ہو جائے گی۔ اس پر تقریباً ۲۲ کروڑ روپیہ صرف ہو گا اس کی تعمیر میں کینیڈا نے پاکستان کی بڑی مدد کی ہے۔ ضلع پشاور کا تقریباً پون لاکھ ایکڑ بنجر علاقہ جو ذرا سی نمی پہنچنے پر انتہائی زرخیز بن سکتا ہے اس پروجیکٹ کی بدولت سیراب ہونے لگے گا نیز قبائلی علاقوں کی آبپاشی کے کام آئے گا۔ یقین کیا جاتا ہے کہ اس پروجیکٹ کی تکمیل کے بعد سابق صوبہ سرحد کا علاقہ غذائی معاملے میں خود کفیل ہو جائے گا۔ علاوہ ازیں صنعتی ترقی میں بھی اس سے بہت بڑی مدد ملے گی۔

**وارنش** (Varnish) ایک قسم کا محلول جس میں رنگدار مواد موجود ہوتا ہے یا بے رنگ ہوتا ہے۔ مختلف اشیاء کی سطح پر، خوبصورتی یا تحفظ کی خاطر لگایا جاتا ہے۔ اس میں صمغ (گوند)، عرق کوری، عنبر، لاکھ، مصطگی وغیرہ استعمال ہوتی ہیں عام تیل، تارپین اور سپرٹ، وغیرہ، محلول کی تیاری میں عموماً برتے جاتے ہیں۔

**واسکوڈے گاما۔** (Vasco da Gama) سنہ ۱۴۶۰ء-۱۵۲۴ء پرتگیزی جہاز ران جس نے راس امید کے گرد چکر کاٹ کر ہندوستان آنے کا راستہ دریافت کیا یہاں پہنچنے پر وہ سب سے پہلے کالی کٹ کے مقام پر اترا۔ مہاراجہ کالی کٹ نے گاما کو بڑے اعزاز کے ساتھ اپنے دربار میں شرف ملاقات بخشا۔ سنہ ۱۴۹۹ء میں واپس پرتگال چلا گیا۔ تین سال بعد پھر ہندوستان آیا اور جب اسے علم ہوا کہ جو پرتگالی باشندے وہ کالی کٹ میں چھوڑ گیا تھا۔ انہیں کسی قصور کی بنا پر موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے تو بندوق اور توپ رکھنے والے واسکوڈے گاما نے نہتے ہندوستانیوں سے اس کا خوفناک انتقام لیا۔

**واشنگٹن** (George Washington) جارج واشنگٹن سنہ ۱۷۳۲ء سے ۱۷۹۹ء تک امریکہ کا پہلا صدر۔ ۲۲ فروری سنہ ۱۷۳۲ء کو ورجنیا (Virginia) میں پیدا ہوا۔ بچپن ہی میں اس کی ماں انتقال کر گئی اور جب یہ گیارہ سال کا ہوا تو اس کا باپ آگسٹائن واشنگٹن بھی فوت ہو گیا۔ سوتیلی ماں نے اپنے بیٹوں کے ساتھ اس کی بھی پرورش کی۔

امریکہ میں انگریزوں کی تعداد بہت زیادہ تھی اس لئے یہ براہ راست برطانیہ کی حکومت میں شامل تھا۔ فرانس والے انگریزوں کے خلاف تھے۔ اس لئے وہ اپنا قبضہ جمانا چاہتے تھے۔ ورجینا کے علاقہ پر فرنگی حملے کے موقع پر جارج واشنگٹن امریکہ کی مقامی فوج میں سنہ ۱۷۵۲ء میں داخل ہو گیا اور انگریزوں کے ساتھ مل کر فرانس سے لڑتا رہا اور کپتان کے عہدہ تک ترقی کر گیا سنہ ۱۷۵۸ء میں فرانس کے خطرے کے دفعیہ کے بعد وہ فوج سے علیحدہ ہو گیا اور ایک متمول بیوہ سے شادی کر کے فارغ البالی کی زندگی گذارنے لگا۔ انگریزی حکومت نے جب اپنی مصنوعات کی ترقی کے لئے امریکہ میں صنعتی کارخانوں کے قیام کی مزاحمت کی اور ملک میں مختلف اقسام کے ٹیکس لگا دیئے۔ تو امریکہ والوں میں ان کے خلاف شورش بڑھ گئی اور مختلف صوبوں نے متحد ہو کر سنہ ۱۷۷۵ء میں آزادی کی یہ تحریک شروع کر دی۔ حکومت نے چائے پر ایک نیا محصول لگایا تھا۔ اس لئے لوگوں نے چائے کا بائیکاٹ کر دیا سنہ ۱۷۷۴ء میں فلاڈلفیا (Philadelphia) کی مجلس مشاورت میں مسلح بغاوت کی

ایک متفقہ تجویز کی گئی۔ چنانچہ اس فوج کا سپہ سالار واشنگٹن ہوا اور جنگ شروع ہوگئی ۱۷۷۶ء میں بوسٹن (Boston) سے انگریزوں کو واشنگٹن کی فوج نے نکال دیا۔ چھ سال تک جنگ ہوتی رہی۔ بالآخر ۱۷۸۱ء واشنگٹن نے کارنوالس (Charles Cornawallis) کو ہتھیار ڈال دینے پر مجبور کر دیا اور یارک ٹاؤن (York Town) پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ۱۹ اکتوبر کو امریکہ کی آزادی کا اعلان ہوگیا۔ واشنگٹن اب پھر واپس اپنے گھر چلا آیا۔ اس کی مرضی کے خلاف امریکہ والوں نے اس کو اپنا پہلا صدر ۱۷۸۹ء میں منتخب کیا۔ اور دوبارہ ۱۷۹۲ء میں بھی اسی کو منتخب کیا۔ ۱۷۹۷ء میں سبکدوش ہوکر گھر چلا آیا۔ اور ۱۴ دسمبر ۱۷۹۹ء کو فوت ہوگیا۔

جارج واشنگٹن نسلاً انگریز (Mount) ماؤنٹ ورنان واقع ورجینیا سٹیٹ اس کا وطن تھا۔ جو ویسٹ مورلینڈ کے ضلع میں واقع ہے۔ اسکی صدارت کا زمانہ سات سال دس ماہ اور چار دن تھا۔

**واشنگٹن** ۔ (Washington) ریاستہائے متحدہ امریکہ کا دارالحکومت کولمبیا (Columbia) کے ضلع میں واقع ہے۔ ۱۷۹۲ء میں تعمیر ہوا اور ۱۸۰۰ء میں ملک کا دارالحکومت قرار پایا۔ ۱۸۱۴ء میں انگریزوں نے اُسے آگ لگا دی تھی۔ شہر کی زیادہ تر آبادی (۸۰۲۷۶۵) سرکاری ملازمین پر مشتمل ہے۔ صدر کی رہائش گاہ وائٹ ہاؤس، سپریم کورٹ، لنکن اور واشنگٹن کی یادگاریں، کانگرس لائبریری۔ اسی شہر میں ہیں۔

**واشنگٹن اروِنگ** (Washington Irving)

(۱۷۸۳ء۔ ۱۸۵۹ء) ممتاز امریکی مضمون نگار اور مؤرخ نیویارک میں برطانوی والدین کے ہاں پیدا ہوئے۔ یورپ کی سیاحت کی (۱۸۰۴ء۔ ۱۸۰۶ء) نیویارک واپس آکر بیرسٹری کی پھر یہی پیشہ اختیار کیا تاریخ نیویارک۔ ۱۸۰۹ء میں ترتیب دی ۱۸۱۵ء سے ۱۸۳۲ء تک کا زمانہ یورپ میں پڑھنے لکھنے میں صرف کیا۔ تصنیف موسومہ اسکیچ بک (Sketch Book) بہت کامیاب ثابت ہوئی، اسی طرح اس کی دوسری تصانیف بھی بہت پسند کی گئیں۔ ۱۸۲۶ء میں اسپین میں گیا۔ اور ہسپانوی تاریخ میں تحقیقات شروع کیں۔ کولمبس اور فتح غرناطہ کتابیں تصنیف کیں۔ سوانح واشنگٹن بھی تصنیف کیے۔

**واشنگٹن کانفرنس** (Washington Conference)۔ ۱۹۲۱ء میں، امریکہ، برطانیہ، اٹلی فرانس، اور جاپان کے مابین واشنگٹن دارالحکومت امریکہ کے مقام پر کانفرنس منعقد ہوئی جس میں اسلحہ جنگ کی تحدید اور مسائل بحرالکاہل پر بحث و تمحیص کی گئی چنانچہ ایک معاہدہ طے ہوا جس میں متعلقہ طاقتوں نے اپنی بحری طاقتوں کی چند سال کے لیے تحدید کر دی۔

**واقدی**۔ پورا نام محمد بن عمر الواقدی الشلمی سن وفات ۲۰۷ھ سیرت نبوی کے متعلق ان کی دو کتابیں ہیں۔ "کتاب السیرۃ" اور "کتاب التاریخ والمغازی والمبعث" امام شافعیؒ فرماتے ہیں "واقدی کی تمام تصانیف جھوٹ کا انبار ہیں" علامہ شبلی کہتے ہیں "کتب سیرۃ کی اکثر بیہودہ روایتوں کا سرچشمہ ان ہی کی تصانیف ہیں"۔ مشہور محدث اور سیرت نویس ابن سعد انہی کے شاگرد تھے۔

**والٹر ریلے سر**، (Sir Walter Raleigh) (۱۵۵۲ - ۱۶۱۸) انگریز جہاز ران انشاپرداز شاعر اور تاریخ دان۔ شاہ جیمز اول، جیسے بادشاہ، جس نے اپنی ماں میری ملکہ سکاٹ لینڈ پہ مظالم کے خلاف بھی تلوار نہیں اٹھائی تھی کا ہم عصر تھا۔ اور اسی کے احکام سے بے بنیاد الزامات غداری کی بنا پر ہلاک ہوا جس بہادری سے والٹر

رہے نے جان دی وہ تاریخ عالم میں اپنی نظیر نہیں رکھتی۔

**والٹیئر** (Francoir Marie Arouet de Voltaire)
فرانس کا ایک مفکر اور ادیب (۱۶۹۴ء۔ ۱۷۷۸ء) اصلی نام فرانکو ماری آروے تھا۔ ۲۱ نومبر ۱۶۹۴ء کو پیرس میں پیدا ہوا۔ جیسوئیٹ (Jesuit) کالج میں تعلیم پائی۔ وہ شاعر کی حیثیت سے سب سے پہلے یوں روشناس ہوا کہ اس نے اکادمی کے مقابلہ میں ایک نظم بھیجی اس نظم کو انعام نہ مل سکا۔ اس نے جھنجھلا کر اپنے کامیاب حریف کی ایک ہجو لکھ ڈالی۔ اس وقت اس کی عمر بیس بائیس سال کی تھی۔ لیکن اس قسم کی نظموں سے اس کو کسی قدر شہرت حاصل ہو گئی اور لوگ اُسے ظریف اور مزاح نگار سمجھنے لگے۔ ایک دفعہ اس نے نائب سلطنت کی توہین کر ڈالی، جس کی پاداش میں وہ شہر بدر بھی کیا گیا اور گیارہ مہینے بسٹیل کے جیل خانے میں بھی بسر کرنے پڑے۔ رہائی کے بعد اس نے اپنا سب سے پہلا المیہ ۱۷۱۸ء میں "اوڈیپ" (Oedipe) کے نام سے لکھا جو بے حد کامیاب ہوا، اس موقع پر اس نے "والٹیئر" کا نام اختیار کیا۔
۱۷۲۳ء میں اس نے شاہ ہنری چہارم کے متعلق ایک جنگی نظم لکھی جس میں مذہبی آزاد خیالی کی حمایت اس زور شور سے کی کہ حکام نے اس کو فرانس میں شائع کرنے کی اجازت نہ دی بعد میں والٹیئر جلاوطن کر کے انگلستان میں بھیج دیا گیا۔
۱۷۲۸ء میں وہ پیرس واپس آیا اور نہایت چابکدستی سے سٹہ کھیلنے کی وجہ سے بڑی دولت جمع کر لی۔ لیکن تصنیف و تالیف کا سلسلہ برابر جاری رکھا، اس نے "انگریزوں کے متعلق خطوط" لکھے جن کی وجہ سے خاصا شور مچا۔ اُن خطوط میں اس نے انگلستان کے آزاد اداروں کے متعلق فرانسیسیوں کو عجیب عجیب باتیں بتائیں جو اُن کو پہلے معلوم نہ تھیں اس کے بعد ۱۷۳۴ء سے ۱۷۴۹ء تک پندرہ سال کی مدت اس نے اپنی ایک دوست مادام شاتلے (Marquise de Chatelet) کے محل میں بسر کی، اس دوران میں بے شمار مقالے، افسانے، ڈرامے، نظمیں ناول، اور طنزیہ مضامین اس کے قلم سے نکلے

اس خاتون کی موت کے بعد وہ فریڈرک اعظم کی دعوت پر برلن گیا لیکن اُن دونوں طاقتور شخصیتوں کا نباہ نہ ہو سکا اور والٹیئر فرانس واپس آ گیا۔ ۳۰ مئی ۱۷۷۸ء کو والٹیئر کا انتقال ہو گیا، کیونکہ اپنے المیہ ڈرامے "آئرین" (Irene) کی پہلی نمائش پر وہ بے حد جوش میں آ گیا تھا اور اس پر غشی طاری ہو گئی تھی۔

**وال سٹریٹ۔** (Wall Street) زیریں نیویارک کی ایک گلی جس میں ملک کے بڑے بڑے ساہوکاروں کے دفاتر واقع ہیں۔ اس لئے یہ اصطلاح عام طور پر امریکہ کی بلند مالی حیثیت کے بارے میں استعمال کی جاتی ہے۔

**والگا (دریا)** (Volga River) یہ یورپ کا سب سے لمبا دریا ہے۔ روس کی ولدائی نام کی پہاڑیوں سے نکل کر مشرق کی سمت میں بہتا ہے اور بحیرۂ کیسپین میں آ کر گرتا ہے والگا چونکہ ایک سست رفتار دریا ہے اس لئے اس میں آسانی سے جہاز رانی ہو سکتی ہے لیکن سردیوں میں اس کا اکثر بالائی حصہ منجمد ہو جاتا ہے اس لئے تجارت کی شاہراہ کا کام نہیں دے سکتے استرخان اس کے دہانے پر مشہور بندرگاہ ہے۔ والگا کی لمبائی تقریباً دو ہزار تین سو پچیس میل ہے

**وان ڈائک** (Van Dyck, Sir Anthony)
۱۵۹۹ء۔ ۱۶۴۱ء مشہور اور ممتاز فلیش مصور اور نقاش انٹورپ میں پیدا ہوئے۔ چار سال تک روبنز کے مددگار رہے ۔ ۱۶۲۰ء میں انگلینڈ کا سفر کیا۔ اور شاہ چارلس اوّل کے مصوّر مقرر ہوئے۔ پھر کچھ عرصہ کے لئے اٹلی میں کام کیا۔
۱۶۲۶ء میں انٹورپ واپس آئے۔ جہاں بہت سے مذہبی نقش اور مجسمے تیار کئے۔ ۱۶۳۲ء میں انہیں

شاہ چارلس اوّل نے انگلینڈ بلایا۔ چنانچہ شاہی مصوّر بنائے گئے۔ اور انہیں نائٹ ہڈ عطا ہوئی۔

**واہمہ (حس)**

حواس خمسہ باطنی میں سے ایک حس کا نام ہے۔ جس کا کام قوت متخیلہ کی عجیب و غریب خیال آفرینیوں کو ایک وہمی جسم دے کر اور زندگی سے آراستہ کر کے آنکھوں کے سامنے لا کھڑا کرنا ہے۔ اس حس کی کرشمہ سازیوں کی داستان اتنی طویل ہے۔ کہ پوری کی پوری دنیا کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ کوئی ملک، کوئی قوم، کوئی عصر اور کوئی خطہ اس کرّہ پر ایسا نظر نہیں آتا۔ جہاں اس کے قدم نہ پہنچے ہوں اور اس نے اپنی اعجوبہ زا شعبدہ گریوں سے لوگوں کو سراسیمہ اور مبہوت نہ کر دیا ہو۔ خاموش اور سنسان جنگل میں رات کی تاریکیاں، مرگھٹ مسان، قبرستان، کسی تباہ شدہ آبادی کے کھنڈرات، کوئی ویرانہ یا محض تنہائی، اس قوت کی طلسم کاریوں کے لئے بہترین پس منظر کا کام دیتے ہیں۔ جہاں یہ قوت وہ وہ مہیب اور ڈراؤنی مخلوق اپنی تخلیق کی قوت سے جنم دے کر لا کھڑا کرتی ہے۔ کہ انسان کا تمام فلسفہ اور سائنس انگشت بدندان رہ جاتا ہے۔ اور بعض اوقات تو اس وہمی مخلوق میں وہ ہیبت نظر آتی ہے۔ کہ دیکھنے والا زندگی ہی سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے

وائٹ پیپر (دیکھو قرطاس ابیض)

**وائٹ ہال** (White Hall) ویسٹ منسٹر (Westminst r Abbey) لندن میں ایک شارع عام جہاں بڑے بڑے سرکاری دفاتر، ہارس گارڈ، قدیم وائٹ ہال محل کے ضیافتی ہال واقع ہیں۔ یہ محل اب ایک عجائب گھر میں منتقل ہو چکا ہے اور یہ محل شاہ چارلس اوّل کی رہائش گاہ تھا۔

**وائٹ ہاؤس۔** (White-House) واشنگٹن میں صدر امریکہ کی سرکاری قیام گاہ۔ پتھر کی بنی ہوئی صاف ستھری عمارت۔ سفید رنگ اطالوی طرز کی تعمیر شدہ سنہ ۱۷۹۲ء سنہ ۱۷۹۹ء میں تعمیر ہوئی

سنہ ۱۸۱۴ء میں برطانوی افواج نے اس پر گولہ باری کی۔ داخلی حصہ مکمل طور پر سنہ ۱۹۴۹ء۔ سنہ ۱۹۵۲ء میں از سر نو تعمیر ہوا۔

**وائسرائے۔** Viceroy کسی ملک، نوآبادی یا صوبے میں تمام شاہی اختیارات کے ساتھ کسی بادشاہ کا قائم مقام حاکم وائسرائے کہلاتا ہے۔ برطانوی مملکت میں صرف ہندوستان کے گورنر جنرل کو وائسرائے کا نام دیا گیا تھا۔ آئرلینڈ کا لارڈ لفٹننٹ (Lord Lieutenant) بھی وائسرائے کہلاتا تھا۔ لیکن سنہ ۱۹۲۲ء میں جب آئرلینڈ کو آزادی ملی۔ تو ملک کا نام "آئرش فری سٹیٹ" تبدیل ہونے کے ساتھ وہاں سے وائسرائے بھی ہٹا دیا گیا۔ اور سنہ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند کے ساتھ۔ ہندوستان میں بھی وائسرائے کا تقرر ختم ہو گیا۔ اور تقسیم ملک کے بعد پاکستان اور ہندوستان کے نام سے دو مملکتیں وجود میں آئیں۔

**وائلن** (Violin) بجانے کا ایک ساز ہے جو مغربی ممالک میں بہت مقبول ہے اس کی شکل سارنگی سے ملتی جلتی ہے۔ لیکن اُس سے ذرا چھوٹا ہوتا ہے ایک سرے پر ڈھول کی طرح گول خلا سا ہوتا ہے۔ اور جو وائلن کا پیٹ کہلاتا ہے اسی خلا پر چار تاروں کا ایک سلسلہ ہوتا ہے۔ جو دائیں جانب کے دوسرے سرے سے جا ملتا ہے۔ ان تاروں کے مقام اتصال پر ایک چابی سی ہوتی ہے جس سے تاروں کو نرم اور سخت کیا جا سکتا ہے۔

وائلن کا نچلا سرا بائیں شانے پر اور نچلا سرا بائیں ہاتھ میں تھام کر ایک کمانچے کے ذریعہ اُسے بجایا جاتا ہے جس سے سریلی آوازیں پیدا ہوتی ہیں ان آوازوں کا اتار چڑھاؤ کمانچے کے چلانے سے ہوتا ہے۔
اس ساز کی ابتداء اٹلی سے ہوئی۔ جہاں سنہ ۱۵۰۰ء اور

۱۵۴۶ء کے درمیان اینڈریا اماٹی Andrea Amati نامی ایک بھیجا نے اعلیٰ قسم کے وائلن تیار کئے جو رفتہ رفتہ یورپ بھر میں استعمال ہونے لگے۔ آج کل ہر ملک میں اسے ایک پسندیدہ اور معیاری ساز کا درجہ حاصل ہے۔

**وائی ایم سی اے (Y.M.C.A.)** وائی۔ ایم سی اے۔ جس کا پورا نام ینگ مین کرسچین ایسوسی ایشن (Youngmen Christian Association) ہے ایک عیسائی ادارہ ہے اس کے بانی جارج ولیمز (Sir George Williams) نامی ایک انگریز تھے جنہوں نے لندن کے نوجوانوں کی اصلاح کے لئے ۱۸۴۴ء میں اس ادارہ کی بنیاد رکھی۔ ابتدا میں یہ ادارہ محض مذہبی اصولوں کی تبلیغ و اشاعت کے لئے قائم کیا گیا تھا۔ مگر بعد میں اس کے دائرہ عمل کو وسعت دی گئی۔
(نیز دیکھو انجمن نوجوانان عیسائیت)

**وائی اومنگ (Wyoming)** جمہوریہ امریکہ کی ایک ریاست جس کا رقبہ ۹۷۹۱۴ مربع میل اور آبادی ۲۹۰۵۲۹ ہے۔ ۱۸۶۷ء میں یہاں سونا دریافت ہوا جس کے باعث امریکہ کے دور و نزدیک سے لوگ منتقل ہو کر یہاں آکر بسنے لگے۔ ۱۸۹۰ء میں وائی اومنگ کی ریاست جمہوریہ امریکہ کا حصہ بن گئی۔

**وبا۔ (Epidemic)** وبا سے وہ اُڑ کر لگنے والی بیماریاں مراد ہیں جو تیزی سے وسیع پیمانے پر پھیل کر خطرناک صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ مثلاً "ٹائفس" (ایک قسم کا بخار جس میں زعفرانی رنگ کے دانے نکلتے ہیں اور ضعف بے حد ہو جاتا ہے اور عموماً ہذیان بھی ہوتا ہے) وبائی زکام وغیرہ۔ ترقی یافتہ ممالک میں حفظان صحت کے اصولوں پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے وبائی امراض کی شدت میں بہت کمی ہو گئی ہے مریض کا تھوک، پیشاب یا پاخانہ، وغیرہ جلا دیا جاتا ہے اور مریضوں کو علیحدہ رکھا جاتا ہے اور بچایا جاتا ہے جس کی وجہ سے بیماری پھیلنے نہیں پاتی نیز جو لوگ مریض کے پاس آتے جاتے رہتے ہوں ان کو ٹیکے لگوا دیئے جاتے ہیں۔

وبا کا لفظ بیشتر ان امراض کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جن کے جراثیم کچھ فاصلہ سے ہوا میں سے گذر کر یا پانی یا کھانے کی اشیاء کے ذریعہ سے جسم میں داخل ہوتے ہیں۔ اس کے برخلاف چھوت ان امراض کے لئے مستعمل ہوتا ہے جو مریض کے جسم سے اپنا جسم مس کرنے کے بعد ایک شخص سے دوسرے شخص میں منتقل ہونے میں جلد کے اندر کی خراشوں، ذروں یا شگافوں کے راستہ سے جراثیم جسم میں آ جاتے ہیں۔ جسم کے قدرتی سوراخوں کی راہ بھی ان کا اندر پہنچ جانا ممکن ہے۔ اگر جلد صحت مند اور مضبوط ہو اور اسے صاف ستھرا رکھا جائے تو پھر جراثیم کے جسم میں داخل ہو جانے کا خطرہ نہیں رہتا۔ غذا میں حیاتین (Vitamin) کے استعمال سے جلد مضبوط رہتی ہے۔

میعادی بخار، ہیضہ، پیچش اور خوراک سے پیدا ہونے والی زہریلی بیماریوں کے اُس گروہ میں سے بطور مثال پیش کی جا سکتی ہیں جو پانی یا کھانے میں جراثیم کی موجودگی کے سبب پیدا ہوتی ہیں۔ مثلاً انفلوئنزا اور زکام اس قسم کی بیماریاں ہیں جو ناک کی ریزش لعاب دہن اور چھینک کے ساتھ نکلنے والے باریک باریک رطوبت کے قطروں کے ذریعہ ایک آدمی سے دوسرے کو لگتی ہیں۔ ان بیماریوں کے جراثیم ناک کی ریزش اور لعاب دہن میں ملے ہوتے ہیں۔ جلد کی ایک بیماری جس میں پھنسیاں نکلتی ہیں اور بھیک چھوت کے ذریعہ سے لگتی ہے علاوہ ازیں ایسے امراض بھی ہوتے ہیں جو کسی کیڑے یا کسی جاندار کے ذریعہ سے پھیلتے ہیں۔ مثلاً ملیریا بخار مچھر کے کاٹنے سے پیدا ہوتا ہے۔ پلیگ پسوؤں اور چوہوں کے ذریعہ سے پھیلتی ہے اور ٹائفس بخار جوؤں سے پھیلتا ہے۔

وبائی روک تھام کرنے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ مرض کس کا ذخیرہ درکار ہے کن کن طریقوں سے پھیل سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں مکمل معلومات کے بغیر وبائی امراض کے خلاف مہم کامیابی سے جاری نہیں کی جا سکتی۔

**وتر (نماز)** ایک نماز جو عموماً عشاء کی نماز کے ساتھ یا آخری رات پڑھی جاتی ہے۔ قرآن پاک میں اس کا ذکر نہیں ہے لیکن حضور صلعم نے فرمایا ہے کہ میرے اوپر ایک اور نماز واجب کی گئی ہے جو وتر ہے۔ ایک اور جگہ کہا گیا ہے کہ اللہ وتر ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے۔ وتر کے صحیح وقت میں اختلاف ہے مگر عشاء اور فجر کے درمیان پڑھے جاتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ اس کو سونے سے قبل پڑھتے تھے اور آنحضرت صلعم رات کے کسی حصے میں پڑھ لیتے تھے۔ اس میں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تین امام شافعیؒ کے مذہب میں ایک اور دوسرے ۵۔ ۷ بلکہ ۹ رکعت تک پڑھتے ہیں۔ اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں دعائے قنوت بھی پڑھی جاتی ہے۔ اس نماز کو امام ابوحنیفہؒ واجب اور دوسرے سنت بتاتے ہیں۔

**وتر۔** (Hypotenuse) علم ہندسہ میں کسی قائمہ زاویہ تکون میں زاویہ قائمہ کے مقابل کا ضلع وتر کہلاتا ہے۔
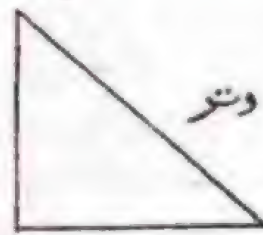
**وٹامن۔** (Vitamin) (دیکھو حیاتین)

**ویٹ منہ** (Viet-Minh) اس سے وہ تحریک مراد ہے جس نے ویٹ نام یعنی ہند چینی کو فرانس کے قبضہ و تسلط سے نجات دلائی۔ پہلے یہ ملک متحد تھا اور اس پر فرانس کی بالادستی قائم تھی۔ مگر ویٹ منہ تحریک کے قائد ڈاکٹر ہو چی منہ کی زیر قیادت قوم پرستوں نے بغاوت کر دی اور ملک کے شمالی حصوں پر قبضہ کر کے اپنی ایک آزاد حکومت قائم کر لی۔ کئی سال ویٹ نامی قوم پرستوں اور فرانسیسی فوجوں میں جنگ ہوتی رہی۔ آخر معاہدہ جینوا کی رو سے جولائی ۱۹۵۴ء میں دونوں فریقوں میں عارضی صلح ہو گئی اور ملک کو شمالی اور جنوبی ویٹ نام کے نام سے دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ جنوبی ویٹ نام میں مغربی طرز کی حکومت قائم ہے اور وہ مغربی طاقتوں کے حلقۂ اثر میں ہے۔ شمالی ویٹ نام پر کمیونسٹوں کا قبضہ ہے اور حکومت کے سربراہ ڈاکٹر ہو چی منہ ہیں۔ شمالی ویٹ نام کی حکومت دونوں حصوں کو متحد کرنے کی مسلسل کوشش کر رہی ہے۔

**وجع المفاصل۔** (Rheumatic Complaints)

وجع عربی میں درد یا تکلیف، المفاصل جوڑ۔ بہت سے درد ایسے ہیں جنہیں عام طور پر لوگ وجع المفاصل کے تحت شمار کرتے ہیں۔ عضلی جوڑوں کا درد، بڑے اعضا کا درد، گنٹھیا، درد کمر، لنگڑی کا درد اور پٹھے کا درد وغیرہ سب اسی زمرہ میں آتے ہیں وہ درد جن کا اعصاب پر اثر پڑتا ہے، نیز ان میں دکھن اور اینٹھن پیدا ہو جاتی ہے، علاج کرنے سے جلد اچھے ہو جاتے ہیں۔ لیکن جوڑوں کا درد عموماً زہر سرایت کر جانے سے ہوتا ہے (مثلاً ایسی حالت جس میں ایسے زہریلے جراثیم پھیل گئے) اس صورت میں سب سے پہلے سبب دور کرنے کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹروں کا آج کل یہ خیال ہے کہ وجع المفاصل خواہ کسی شکل میں ہو اس کا باعث جسم میں لیکٹک کی موجودگی ہے نہ کہ یورک ایسڈ کی۔

وجع المفاصل کے علاج میں نمی اور سردی سے بچنا چاہئے۔ نیز زہریلے مادہ کا سبب دور کرنا چاہئے گرمی اور روشنی کے ذریعے علاج کرنے سے اور باقاعدہ ورزش اور مناسب غذا کے استعمال کے ہمراہ ڈاکٹر کی تجویز کی ہوئی ادویہ بھی استعمال کرنی چاہئیں اس بیماری میں بسا اوقات بخار بھی ہو جاتا ہے۔ جسے اس کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

وجع المفاصل کی ایک شکل ایسی ہے جو سبب علامت، علاج اور مابعد کے اثرات کے اعتبار سے یکتا ہے اور یہ گنٹھیا کا بخار ہے۔ یہ ایک شدید حالت ہے۔ جو جوانوں سے زیادہ بچوں میں پائی جاتی ہے اس

کے علاج کے لئے ماہر طبیب کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس کا خاص حملہ دل پر ہوتا ہے۔ جو لوگ اس بیماری سے شفایاب ہو جائیں اُن کو حصولِ صحت کے دو سال بعد تک کسی قسم کی سخت ورزش نہیں کرنی چاہئے۔
(نیز دیکھو گٹھیا)

## وحدانی حکومت (Unitary Government)

یہ جمہوری حکومت کی ہی ایک قسم ہے جو عموماً کم رقبوں کے ممالک میں رائج ہے جہاں لسانی، مذہبی اور نسلی اختلافات بھی کم ہوتے ہیں۔ مثلاً انگلستان، فرانس، ایران، افغانستان وغیرہ۔

اس طرزِ حکومت میں سارے اختیارات مرکزی حکومت کو حاصل ہوتے ہیں۔ اور وہ چند اختیارات الگ الگ صوبوں یا علاقوں کو بانٹ دیتی ہے جنہیں وہ اپنے اپنے حلقوں میں مقامی طور پر استعمال کر سکتے ہیں۔ لیکن ہر امر میں مرکز کے سامنے جوابدہ ہوتے ہیں۔ مرکز کا ہر حکم صوبائی اور مقامی حکومتوں کو ماننا پڑتا ہے اور ان کا کام سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہوتا کہ مرکز کے ہر حکم کے مطابق اپنے علاقوں کا نظم و نسق چلائیں۔

مرکز جس وقت چاہے ان سے اختیارات واپس بھی لے سکتا ہے۔

## وحشت کلکتوی

وحشت کلکتوی۔ رضا علی نام۔ وحشت تخلص ۱۸۸۱ء میں بمقام کلکتہ پیدا ہوئے۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۹۲۶ء میں اسلامیہ کالج کلکتہ میں اردو کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۱ء میں آپ کو سرکار کی طرف سے خطاب خان بہادر عطا ہوا۔ ۱۹۳۶ء میں پنشن ہو گئی۔

شعر و سخن سے ایک فطری مذاق رکھنے کی وجہ سے اسکول کی طالب علمی ہی کے زمانے میں شعر کہنا شروع کر دیا تھا۔ پھر شمس مرحوم تلمیذ داغ دہلوی کے شاگرد ہوئے اس اثناء میں طبیعت کا میلان فارسی شاعری کی طرف بھی رہا آپ کے دیوان میں جو ۱۹۱۰ء میں شائع ہوا تھا کچھ فارسی کا کلام بھی موجود ہے آپ کو غزل گوئی میں بہت بلند مقام حاصل ہے۔ آپ کے کلام میں حکیمانہ انداز بھی ہے اور عارفانہ رنگ بھی۔

## وحشی بن حربؓ

وحشی بن حرب۔ نام وحشی کنیت ابو وسمہ۔ حضرت جبیر بن مطعم کے غلام تھے۔ اور نسلاً حبشی تھے جنگ اُحد میں جبیر بن مطعم نے اپنے چچا طعیمہ بن عدی کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے وحشی کو اس کام پر مامور کیا کہ وہ حضرت حمزہؓ کو قتل کر دے اور اسی قتل کے عوض میں اسے آزاد کر دینے کا وعدہ کیا گیا۔ چنانچہ وحشی نے چھپ کر حضرت حمزہؓ پر وار کیا۔ جس سے وہ شہید ہو گئے۔

رسول اکرمؐ کو اپنے چچا حضرت حمزہؓ کے قتل کا سخت رنج ہوا۔ اس لئے وحشی سے حضورؐ کو سخت نفرت ہو گئی تھی۔ جب مکہ فتح ہوا۔ تو وحشی نے طائف میں پناہ لی اور طائف کے وفد کے ساتھ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا اگرچہ حضورؐ نے اب انہیں کوئی سزا نہ دی لیکن چچا سے بے حد محبت تھی۔ اس لئے اُن کے قاتل کی صورت دیکھنی نہ چاہتے تھے۔ چنانچہ وحشی سے کہا کہ میرے سامنے سے ہٹ جاؤ تاکہ میں تمہیں دیکھ نہ سکوں۔

وحشی کو اسلام لانے کے بعد ہر وقت یہی فکر دامنگیر تھی۔ کہ حضرت حمزہؓ کے قتل کی کسی طرح تلافی ہو سکے۔ رسول اللہ کی زندگی میں تو وہ ایسا نہ کر سکے۔ لیکن ان کی وفات کے بعد جب فتنۂ ارتداد اُٹھا۔ تو آپ نے جھوٹے مدعیٔ نبوت مسیلمہ کذاب کو قتل کرنے کی ٹھانی چنانچہ جنگ یمامہ میں بڑے جوش و خروش سے حصہ لیا۔

اور اسلام کے سب سے بڑے دشمن مسیلمہ کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔

**وحی۔** خدا کی طرف سے اشارہ یا فرمان یا ہدایت قرآن پاک کے مطابق وحی کی تین قسمیں ہیں اوّل اشارۃ الشریع یا القاء۔ جس طرح انسان کے دل میں اچانک کوئی بات پیدا ہوتی ہے اسی طرح صحیح بات بھی بجلی کی طرح ذہن میں آجاتی ہے۔ اس میں الفاظ نہیں ہوتے بلکہ خیال ذہن میں آتا ہے۔ دوم۔ جیسے کوئی پس پردہ بولتا ہے۔ آواز تو سنائی دیتی ہے نظر کوئی نہیں آتا جیسے خدا تعالیٰ نے کوہ طور پر حضرت موسیٰؑ سے کلام کیا اور سوم۔ جب حضرت جبرئیلؑ خود سامنے آتے ہیں اور الفاظ میں وحی کا اظہار کرتے ہیں۔ وحی صرف پیغمبروں پر نازل ہوتی ہے اور اس میں جسم پر اتنا زبردست اثر پڑتا ہے کہ حضور اکرمؐ سردی میں پسینے شرابور ہو جایا کرتے تھے اور دیکھنے والا بھی ان اثرات کا مشاہدہ کر لیتا تھا۔ چنانچہ سردی کے اوقات میں بھی آپ کی یہی حالت ہو جاتی تھی۔ بعض اوقات صرف آواز سنائی دیتی تھی جو جرس کی مانند تیز ہوتی تھی اور یہ بہت سخت ہوتی تھی لیکن اکثر جبرائیلؑ آدمی کی شکل میں نمودار ہوتے تھے اور وحی کے الفاظ بتا جاتے تھے۔

یہودیوں کے نزدیک بھی وحی تو حضرت جبرئیلؑ ہی لایا کرتے تھے لیکن الفاظ ان کے اپنے ہوتے تھے عیسائیوں کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ وحی فرشتے کے توسط سے آتی تھی اور حضرت عیسےٰ کو آسمانی فرشتہ فاختہ کی شکل میں دکھائی دیا کرتا تھا۔

**وحید الدین سلیم۔** مولوی سید وحید الدین سلیم نامور نثر نویس اور اردو زبان کے محسنوں میں سے ہیں وطن پانی پت والد بزرگوار حاجی مولوی فرید الدین صاحب تھے جو شاہ شرف بو علی قلندر کے مزار کے متولی تھے۔ سلیم صاحب ابتدائی تعلیم حاصل کرنے لاہور گئے جہاں ادب عربی کی تکمیل مولوی فیض الحسن صاحب سہارنپوری سے کی اور معقول و منقول مولانا مفتی عبداللہ ٹونکی سے پڑھا۔ زبان انگریزی میں میٹریکولیشن کا امتحان پاس کیا اور فارسی میں منشی فاضل کا امتحان پاس کیا مختلف مناصب پر فائز رہ کر مولانا حالی کی وساطت سے سر سید مرحوم کی خدمت میں باریابی ہوئی سر سید مرحوم بہت متاثر ہوئے اور انہیں اپنا پرائیویٹ سیکرٹری مقرر کر لیا۔ ان کے ساتھ ان کی زندگی بھر رہے مضمون نگاری کی شہرت انہیں دارالترجمہ حیدرآباد دکن لے گئی جہاں اُن کی مشہور کتاب "وضع اصطلاحات" تصنیف ہوئی۔ عثمانیہ یونیورسٹی میں پہلے اردو کے اسسٹنٹ پروفیسر اور پھر پروفیسر ہو گئے۔ طرز تحریر نہایت پُر زور اور سلیس تھا۔ بسا اوقات جذبات نگاری سے بھی کام لیتے تھے "وضع اصطلاحات" نہایت مفید اور بلند پایہ کتاب ہے۔ اس کتاب میں جدید سائنٹفک اور ٹیکنیکل الفاظ اور محاورات وضع کرنے کے نہایت مفید قواعد قائم کئے گئے ہیں۔

**وراثت** (Heredity) ہر مورث جاندار یا پودا اپنے بعض جسمانی خواص اپنی اولاد میں منتقل کرتا ہے۔ قوانین وراثت ہمیں بتلاتے ہیں کہ کیفیت کس طرح واقع ہوتی ہے اچھے جانوروں اور پودوں کو نسل لینے کے لئے منتخب کر کے بہتر جانور اور زیادہ خوشنما پھول پھلواری حاصل کی جاتی ہے۔ وراثت کے اصولوں پر جانوروں میں زیادہ انڈے دینے والی مرغیاں، زیادہ بہتر پشمینہ والے خرگوش زیادہ دودھ دینے والی گائیں بھینسیں۔ پیدا کی جاتی ہیں۔ انسان میں بھی بالوں کی قسم آنکھ کا رنگ، ناک کا نقشہ اور کچھ خرابیاں مثلاً پاگل پن، رنگوں میں تمیز نہ ہونا وغیرہ بچوں کو ورثے میں ملتی ہیں کسی نے کیا خوب کہا ہے، باپ پر پوت پتا پر گھوڑا بہت نہیں تو تھوڑا تھوڑا۔

**ورجینیا۔** (Virginia) جمہوریہ امریکہ کی ایک ریاست جس کا رقبہ ۴۰۸۱۵ مربع میل اور آبادی تقریباً ۳۳،۸۶،۸۰ ہے اسے ۱۶۰۷ میں آباد کرنا شروع کیا گیا اس وقت انگلستان کے تخت پر کنواری ملکہ الزبتھ اوّل براجمان تھی اور اسی کے نام پر اسے ورجینیا کہا گیا۔



**وردیاں** (Uniforms) وردیاں فوج کے سپاہیوں اور افسروں، اور پولیس کے سپاہیوں اور افسروں کی بھی ہوتی ہیں۔ اسی طرح رضا کاروں اور والنٹیروں کی وردیاں بھی ہوتی ہیں۔ اسکولوں

کالجوں، اور دوسرے اداروں کی بھی وردیاں ہوتی ہیں۔ ایک شخص کی وردی یا ایک ادارے کی وردی دوسرے شخص یا دوسرے ادارے کے لیے پہننا ممنوع ہوتی ہے۔ بسا اوقات بہروپیے، نقالی کی خاطر سپاہیوں یا افسروں کی وردیاں پہن لیتے ہیں چنانچہ ایسا کرنا ان کے لیے جرم نہیں ہوتا۔

سیاسی یونیفارم یا وردیاں جو بلیک شرٹ (سیاہ پوش) برطانوی فسطائی یونین، سوشل کریڈٹ پارٹی وغیرہ کے لوگ پہنا کرتے تھے وہ برطانیہ میں ۱۹۳۶ء کے پبلک آرڈر ایکٹ کے ماتحت ممنوع قرار دیدی گئیں۔ تاہم کسی سیاسی پارٹی کے افراد کا اپنے سادہ نشان کا زیب تن کرنا ممنوع قرار نہیں دیا جا سکتا اس قسم کے ایکٹ اُن یونیفارموں یا وردیوں پر حاوی نہیں ہوتے جن کی کوئی سیاسی اہمیت نہیں ہوتی مثلاً مکتی فوج، ریڈ کراس، بوائے سکاوٹ وغیرہ وغیرہ

## ورڈز ورتھ (Wordsworth, William)

نامور اور ممتاز انگریز شاعر۔ ۱۷۷۰ء میں پیدا ہوئے اور ۱۸۵۰ء میں فوت ہوئے۔ مشہور شاعر کولرج (Coleridge) کے ہمعصر تھے اور آپ کی معیت میں جرمنی کی سیاحت کی۔ کولرج کی شراکت سے اُنہوں نے (Lyrical Ballads) آغاز میں شائع کئے۔ اپنی تصنیف (Prelude) ۱۸۰۵ء میں ختم کی ۱۸۱۴ء میں اپنی کتاب (Excursion) شائع کی۔ ۱۸۴۳ء میں ملک الشعراء کی حیثیت سے (Southey) کی جگہ لی انہیں فطرت کے دلکش مناظر کا شاعر سمجھا جاتا ہے۔

## ورزش جسمانی۔ (Physical Exercise)

ہر لڑکی یا لڑکا روزانہ کچھ آسان اور سیدھی سادی ورزشیں کر کے چاق چوبند رہ سکتا ہے۔ ورزش کے لیے سب سے موزوں وقت صبح ہی کا ہے یعنی جس وقت آپ سو کر اٹھتے ہیں، جسم پر کپڑے جتنے کم ہوں گے اُتنی ہی آسانی سے آپ اپنے جسم کے اعضا کو حرکت دے سکتے ہیں۔ اگر مکان سے باہر کھلی ہوا میں جانا ناممکن ہو، تو کسی کھڑکی کی طرف مُنہ کر کے کھڑے ہو جائیے۔ ہمیشہ ناک کے راستے سانس لیجیے اور مُنہ سے سانس خارج کیجیے۔ ورزش کرتے وقت جسم کو جھٹکے نہ دیجیے اور ہر حرکت کو مکمل طور پر انجام دیجیے۔ ورزش کے چند قاعدے ذیل میں درج کیے جاتے ہیں (۱) سینہ چوڑا کرنے کے لیے: پیروں کے درمیان فاصلہ رکھتے ہوئے تن کر سیدھے کھڑے ہو جائیے (ا) ناک سے سانس لیتے ہوئے بازو سینہ پر لائیے (ب) ہاتھ آہستہ آہستہ باہر کی طرف اور جس قدر پیچھے جا سکیں پھیلائیے (ج) سانس خارج کرتے ہوئے ہاتھ سینہ پر واپس لائیے۔ (د) ہاتھ چھوڑ دیجیے۔ آہستہ آہستہ اس ورزش کو کئی بار کیجیے اور ہر بار ہاتھ تھوڑا اور پیچھے لے جانے کی کوشش کیجیے (۲) پیٹ کے پٹھوں کو مضبوط کرنے کے لیے: پیروں میں کافی فاصلہ رکھ کر اور ہاتھوں کو اُفقاً سیدھا تان کر کھڑے ہو جائیے (ا) داہنے ہاتھ سے بائیں پیر کو چھو لیجیے۔ ایسا کرتے وقت گھٹنوں کو سیدھا اور سر کو خوب نیچے رکھیے (ب) سیدھے ہو جائیے۔ سر اونچا ہو اور ہاتھ پہلے کی طرح تنے ہوں (ج) بائیں ہاتھ سے داہنے پیر کا پنجہ چھوئیے۔ (د) پھر پہلے کی طرح سیدھے ہو جائیے پھر اس کا تیزی سے اعادہ کیجیے۔

(۳) پیروں کے پٹھوں کے واسطے: ہاتھ کولہوں پر رکھ کر پیر ملا کر کھڑے ہو جائیے (ا) ایڑیاں بلند کیجیے (ب) گھٹنوں کو موڑیے تاکہ آپ پنجوں پر بیٹھ جائیں۔ پیٹھ کو سیدھا رکھیے اور بیٹھے جائیے نہیں۔ (ج) ایڑیوں کو نیچا کیجیے۔ سانس لیتے ہوئے اس کو دھرائیے (۴) کسی تیز ورزش سے ختم کیجیے۔ ہاتھ کولہوں پر رکھ کر پیر ملائیے اور تقریباً ۲۰ بار تیزی

سے ایک ہی جگہ اُچھلتے رہئے اُچھلتے وقت ایڑیاں ملی رہیں

**ورزشی کھیل** - (Athletics) جسمانی کسرتیں اور ورزشیں۔ مثلاً دوڑنا کودنا، پھلانگنا، کشتی کرنا، مکا بازی کرنا، گولہ پھینکنا، نیزہ بازی اور ڈسکس پھینکنا بھی شامل ہیں۔ اس قسم کے کھیل انسان کے خمیر میں داخل ہیں۔ اور قدیم سے ہر ملک میں رائج چلے آرہے ہیں۔ لیکن یونانی اور رومن لوگوں نے ان کو منظم کرکے تہوار یا میلہ کی شکل دی۔ چنانچہ یونان کی اولمپک کھیلیں ایتھنز (Athens) میں باقاعدہ طور پر پہلے کی شکل میں ہوتی تھیں۔ اب اس کی یادگار کے طور پر ہر چار سال کے بعد کل دنیا میں اولمپک کھیلوں کا اجتماعی میلہ ہوتا ہے جو دونوں صورتوں میں ہوتا ہے۔ ملکی بھی اور عالمی بھی۔

پاکستان میں کھیلوں اور کشتیوں کے ہنگامی دو ششماہی اور سالانہ اجتماع میلوں کی صورت میں قدیم سے چلے آتے ہیں۔ چنانچہ بیساکھی کا اجتماع جب فصلیں کٹ کر تیار ہوتی ہیں بعض مقامات پر نہایت شاندار ہوتا ہے لوگ ناچتے کودتے آتے ہیں اور کھیلوں میں حصہ لیتے ہیں۔

**ورسیلز** (Versailles) ایک فرانسیسی شہر جو پیرس دارالحکومت فرانس سے ۱۲ میل جنوب مغرب کو واقع ہے اس کا عالیشان محل شہنشاہ لوئی چہاردہم نے بنایا تھا۔ اس مقام پر ۱۸۷۱ء میں جرمن قلمرو کا اعلان کیا گیا تھا اور اسی مقام پر دوسری عالمگیر جنگ کے بعد امن و صلح کی کانفرنس منعقد ہوئی۔ گرینڈ اور پیٹیٹ ٹرائینن، نام کے وسطی شان کے محلات بھی موجود ہیں۔

**ورق** - ۱- کسی کتاب کے پترے۔ ایک ورق میں دو صفحے ہوتے ہیں (۲) دھات کو کوٹ کوٹ کر باریک پتروں میں تبدیل کر لیا جاتا ہے۔ یہ بھی ورق کہلاتے ہیں۔ سونا اور چاندی سے خاص طور پر باریک ورق حاصل ہوتے ہیں۔ یہ ورق کئی طرح پر کام آتے ہیں۔ کھانوں پر بھی لگائے جاتے ہیں اور زیبائشی کاموں میں بھی استعمال ہوتے ہیں تعلی کے ورق سگریٹ کی ڈبیوں میں ڈالے جاتے ہیں اور کئی دوسرے کاموں میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ لاہور اور کئی دوسرے بڑے بڑے شہروں میں کاریگر کوٹ کوٹ کر ورق بناتے ہیں۔ ورق نقرئی اور ورق طلائی جو علی الترتیب چاندی اور سونے سے بنتے ہیں، نسخوں اور دواؤں میں بھی استعمال کئے جاتے ہیں۔

**ورقہ بن نوفل** - پورا نام ورقہ بن نوفل بن اسد القریشی تھا۔ حضور اکرم کی پہلی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہؓ کے چچازاد بھائی تھے۔ آپ حنفاء کے اس مختصر گروہ میں شمار ہوتے ہیں جو حضورؐ کی بعثت سے پیشتر بت پرستی سے تائب ہو کر راہ حق کی تلاش میں سرگرداں تھا ورقہ عبرانی جانتے تھے۔ انجیل کے عالم تھے اور غالباً عیسائی مذہب کے پیروکار تھے۔

پہلی وحی کے بعد جب حضور خوف زدہ حالت میں تشریف لائے تو حضرت خدیجہؓ انہیں بلا لائیں۔ انہوں نے حضور کو تسلی دی اور بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے متعلق پیش گوئی کر چکے ہیں اور آپ پر وحی لانے والا وہی ہو جو اس سے پہلے حضرت موسےٰ ناموس اکبر کے طور پر وحی لا چکا ہے۔ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ حضورؐ کی بعثت کے دوسرے سال وفات پائی۔

**ورم اعصاب** - ایک قسم کا مرض جس کی رُو سے جسمانی اعصاب اور جوڑوں میں تکلیف دہ درد اور ورم پیدا ہو جاتا ہے۔ جوڑ جو اس مرض سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں تو وہ گھٹنے ٹخنے کولہے اور کندھے ہوتے ہیں۔ موسم اور درجہ حرارت کی تبدیلی سے مرض بڑھ جاتا ہے۔

بسا اوقات درد رات کے وقت کچھ زیادہ ہوتا ہے گو بالعموم اس کی شدت دن کے دوران میں ہوتی ہے نمی اور سردی کے اوقات میں مرض کا غلبہ زیادہ ہوتا ہے مالش اور مصفی خون اشیاء کا استعمال مفید ہوتا ہے۔

**وزارت تعلیم** (Ministry of Education) یہ محکمہ پاکستان میں وزیر تعلیم کے ماتحت ہوتا ہے جو مرکز اور صوبے میں الگ الگ ہوتے ہیں۔ مرکزی وزارت تعلیم سارے ملک کے تعلیمی امور کا انتظام کرتی ہے۔ اس وزارت کی طرف سے پاکستان کے لئے ایک تعلیمی مشاورتی بورڈ (Advisory Board of Education) قائم ہے

جس کی مدد سے یہ وزارت ملک کی تعلیمی پالیسی بناتی ہے ایک اور بورڈ یونیورسٹیوں میں باہم ربط قائم رکھنے کے لئے بنایا گیا ہے جسے (Inter-University Board) کہتے ہیں۔ اس طرح انجینئرنگ کے کام کے سلسلہ میں مشورہ کرنے کے لئے کونسل آف ٹیکنیکل ایجوکیشن ہے۔ (Council of Technical Education) اور پاکستان ہسٹری بورڈ بھی (Pakistan History Board) قائم ہے جو انجینئرنگ اور تواریخی تحقیقات کے کاموں کے سلسلہ میں حکومت کو مشورہ دیتے ہیں۔

علاوہ ازیں پاکستان کے باشندوں کو اعلےٰ تربیت کے لئے غیر ملکوں میں بھیجنا۔ یونیورسٹیوں کو امداد دینا۔ صوبوں کی تعلیمی حالت کی نگرانی کرنا اور پاکستان میں تہذیبی اور ثقافتی اداروں کو ترقی دینے کا کام یہ وزارت انجام دیتی ہے یہ تمام شعبے وزارت تعلیم کے مشیر (Educational Advisor) کی نگرانی میں کام کرتے ہیں جسے اسی وزارت میں جائنٹ سیکرٹری (Joint Secretary) کہتے ہیں اور جس کے ماتحت ڈپٹی سیکرٹری ڈپٹی ایجوکیشن ایڈوائزر۔ اور سیکرٹری ہیں جو وزارت کے مختلف شعبوں میں کام کرتے ہیں۔

کراچی یونیورسٹی، کراچی کالج فار وومین، کراچی بورڈ آف سکینڈری ایجوکیشن، اور بلوچستان کا محکمہ تعلیم وغیرہ مرکزی وزارت تعلیم کے ماتحت ہیں۔

## وزارت تعمیرات (Ministry of Works)

مرکزی حکومت پاکستان کا یہ محکمہ رفاہ عامہ کے امور انجام دیتا ہے۔ جس کے ماتحت دو اور محکمے یعنی محکمہ پبلک ورکس (Public Works Departme) اور اسٹیٹ آفس (Estate Office)

محکمۂ پبلک ورکس سرکاری عمارات تعمیر کراتا ہے اور ان کے کرائے وغیرہ مقرر کرتا ہے اس کے افسر اعلےٰ کو چیف انجینئر (Chief Engineer) کہتے ہیں۔ جس کے ماتحت کئی اور انجینئر اور افسر ہوتے ہیں۔

ملازمین سرکار کی رہائش کا انتظام کرتا ہے اور سرکاری ملازمین سے ایسی سرکاری عمارتوں کا کرایہ وصول کرتا ہے اس کے حاکم اعلےٰ کو اسٹیٹ آفیسر (Estate Officer) کہتے ہیں جس کے ماتحت اور کئی افسر ہوتے ہیں۔

## وزارت دفاع (Ministry of Defence)

مملکت کی حفاظت اور مدافعت کے لئے مملکت پاکستان کی مرکزی حکومت میں ایک نہایت اہم شعبہ ہوتا ہے۔ جس کے تحت بری، بحری، ہوائی اور ہر قسم کے افواج ہوتی ہیں۔

پاکستان کی وزارت دفاع کا صدر دفتر کراچی میں ہے۔ جس کے ساتھ اس کے چار دفاتر بھی ہیں۔ پاکستانی بحریہ کا صدر دفتر (Naval Headquarters) جو کراچی میں ہے پاکستانی فضائیہ کا صدر دفتر (Air Head quarters) جو ماڑی پور (کراچی) میں ہے۔ پاکستانی فوج کا صدر (General Headquarters) جو راولپنڈی (پنجاب) میں ہے۔ اور سول ایوی ایشن - (Civ Aviation) جس کا دفتر کراچی میں ہے۔ تفصیل اُن کی اردو انسائیکلوپیڈیا میں مناسب مقامات پر دیکھئے وزارت دفاع کا صدر دفتر ان چاروں مختلف محکموں کی نگرانی کرتا ہے اور پاکستان نیشنل گارڈ کا انتظام کرتا ہے اور دفاع کے سب محکمے اس دفتر کے ہدایات کی بموجب چلائے جاتے ہیں۔

دفتر کے اندرونی انتظامات ایک سیکرٹری اور متعدد نائب سیکرٹریوں کے سپرد ہوتے ہیں۔

## وزارت زراعت - (Ministry of Agricupture)

دیگر وزارتوں کی طرح مملکت پاکستان میں وزارت زراعت بھی نظم و نسق کا اہم ذریعہ اور حکومت کے کاروبار کا اشد ضروری حصہ ہے۔ پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور موجودہ نظام زراعت کو فروغ دینے کے لیے وزارت زراعت کا بڑا اہم مقصد اشاعتی اور عملی کاروائی ہے۔ مرکزی وزارت زراعت کے ساتھ ساتھ مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان میں بھی زراعت کے محکمے ہیں جو صوبائی وزارت زراعت کے ماتحت ہیں زیادہ پیداوار کی مہم" بنجر اور غیر مزروعہ اراضیات کو آباد کرنے کی مہم "مہم" اور اعلےٰ اجناس اگوانے کی مہم وغیرہ وغیرہ وزارت ہائی زراعت کے اہم مناصب میں سے ہیں۔ چنانچہ بڑے بڑے مراکز اور شہروں میں زراعت کے ڈائریکٹر، ڈپٹی ڈائریکٹر، اسسٹنٹ ڈائریکٹر

ڈائریکٹر انسپکٹر وغیرہ مقرر ہیں جو زرعی ترقی کے حصول کے لیے کاشتکاروں کے ساتھ پورا تعاون کرتے ہیں۔

## وزارت صحت (Ministry of Health)

یہ محکمہ مملکت پاکستان میں دوائیاں تیار کراتا ہے ڈاکٹروں، کمپاؤنڈروں اور نرسوں کے پیشے کی تعلیم کا انتظام کرتا ہے غذاؤں پر تحقیقات کراتا ہے۔ متعدی امراض کی روک تھام کرتا ہے۔

مرکزی حکومت کے ماتحت ہسپتالوں کی دیکھ بھال، میونسپل اور ڈسٹرکٹ بورڈوں کے ان انتظامات کی نگرانی جو صحت عامہ سے تعلق رکھتے ہوں اسی وزارت کے ذمہ ہے۔ بعض سکیموں کے ماتحت پاکستانیوں کو اعلیٰ ڈاکٹری تعلیم کے لیے بیرونی ممالک میں بھیجنے کا کام بھی اسی محکمہ کے سپرد ہے۔

اس وزارت کے ماتحت ایک بڑا افسر ہوتا ہے جسے ڈائرکٹر جنرل آف ہیلتھ (Director General of Health) کہتے ہیں۔ جو مندرجہ ذیل انتظامات کرتا ہے۔

۱. حفظان صحت اور علاج کے بارہ میں حکومت کو مشورہ دیتا ہے۔

۲. صحت عامہ سے متعلق اعداد و شمار جمع کر کے شائع کرتا ہے۔

۳. صوبوں کے حفظان صحت کے محکموں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرتا ہے۔

۴. دواؤں سے متعلقہ حکومت کے قوانین ملک میں رائج کراتا ہے۔

(۵) حفظان صحت کے موضوع پر رسالے اور کتابیں شائع کرتا ہے۔

## وزارت صنعت۔ (Ministry of Industries)

پاکستان کی مرکزی حکومت کا یہ محکمہ ملک کی صنعت کو ترقی دینے۔ ملکی صنعتوں کی نگرانی کرنے ملک میں صنعت کے لئے بجلی پیدا کرنے کی سکیمیں بنانے کا کام سرانجام دیتا ہے۔

علاوہ ازیں بیرونی ممالک سے مال اور مشینری درآمد کرنا اپنے ملک کے لوگوں کو غیر ملکوں میں صنعتی تربیت دلانا اور دوسرے ملکوں کے ماہرین صنعت



کو اپنے ملک میں بلانا پاکستان کے معدنی ذرائع کو کام میں لانا اور نئے نئے کارخانے کھولنا اس وزارت کے متعلقہ امور میں سے ہے۔

ان سب فرائض کی انجام دہی کے لیے اس وزارت میں مختلف شعبے کام کرتے ہیں۔ جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔ (۱) محکمہ سول سپلائی اور ڈیویلپمنٹ۔ Department of Civil Supply and Develpment جس کا کام ملک کے لئے صنعتی ضروریات کی فراہمی ہے۔

(۲) کول کمشنر (Coal Commissioner) جو ملک کی کوئلے کی ضروریات سے متعلق تمام امور کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

(۳) کنٹرولر آف پرنٹنگ اینڈ سٹیشنری (Controller of Printing and Stationery) جو کاغذ سے متعلقہ ہر قسم کی ضروریات مہیا کرتا ہے۔

(۴) سنٹرل انجینئرنگ اتھارٹی (Central Engineering Authority) جو نہریں، پل، سڑکیں بنانے جہاز رانی کو ترقی دینے اور ملک میں بجلی پیدا کرنے کے منصوبے تیار کرتا ہے۔

(۵) محکمہ منرل کنسیشن۔ جو ملکی معدنیات کو زمین سے نکالنے کے ٹھیکے دیتا ہے اور اس سلسلہ میں متعلقہ افراد اور جماعتوں کو ہر قسم کی سہولتیں مہیا کرتا ہے۔

## وزارت محنت (Ministry of Labour)

پاکستان میں یہ محکمہ ایک وزیر کے ماتحت ہوتا ہے۔ اس کا کام ملک کے مزدوروں کے مفاد کی حفاظت کرنا ہے ان کے اوقات کار تعطیلات اجرت اور صحت وغیرہ کے متعلق تمام امور کی نگہداشت کرتا ہے۔ اور مرکزی حکومت نے اس بارہ میں ان کے لئے جو قوانین بنائے ہیں ان سب کی پابندی کرانا اسی وزارت کا کام ہے۔

کارخانہ داروں اور مزدوروں کے باہمی تنازعات کا فیصلہ کرانا بھی اسی وزارت کے ذمہ ہے۔ علاوہ ازیں یہ وزارت فنی تربیت حاصل کرنے میں مزدوروں کی مدد کرتی ہے۔ اس کے تحت دو اور شعبے ہوتے ہیں

۱. مین پاور اینڈ ایمپلائمنٹ ڈیپارٹمنٹ۔ جو بے روزگاروں کو روزگار دلاتا ہے اور مزدوروں کے لئے فنی تربیت کے مرکز کھولنے کے علاوہ بیرون ملک انہیں تربیت کے لئے بھیجتا ہے۔

۲. سنٹرل لیبر کمشنر (Central Labour Commissioner)

جو کارخانہ داروں اور مزدوروں کے تنازعات کا فیصلہ کرتا ہے اور مرکزی حکومت کے قوانین پر انہیں چلاتا اور ان کی فلاح و بہبود کے منصوبے بناتا ہے۔

## وزارت مواصلات۔ (Ministry of Communications)

پاکستان کی مرکزی حکومت کا یہ محکمہ ایک وزیر کے ماتحت ہوتا ہے۔ اس محکمہ کا کام ملک کے نقل و حمل اور مواصلات مثلاً تار، ڈاک، دریاؤں، سڑکوں، ریلوں وغیرہ کی دیکھ بھال کرنا اور ان سے متعلقہ جمیع امور کی نگرانی کرتا ہے۔ مرکزی حکومت میں اس کے دو شعبے ہیں۔ (۱) شعبہ نقل و حمل اور مواصلات (۲) ریلوے۔

صوبوں میں بھی ایسی الگ وزارت ہوتی ہے جہاں اسے پبلک ورکس کے نام سے پکارا جاتا ہے اور اس کا الگ وزیر ہوتا ہے۔ لیکن ریلوے سے صوبوں کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

مرکزی وزارتِ مواصلات سڑکوں کی تعمیر کے لئے صوبوں کو مالی امداد بھی دیتی ہے۔ اور ریلوے مسافروں کی آمد و رفت، سامان کی خریداری، پٹڑیوں کی مرمت اور تعمیر ریلوے کے ورکشاپ وغیرہ کے جملہ امور کی نگرانی کرتی ہے۔ اور ریلوے کے اسی شعبہ کا بڑا افسر ڈائرکٹر جنرل آف ریلویز Director General of Railway کہلاتا ہے۔

محکمہ تار و ڈاک کے افسر اعلیٰ کو ڈائرکٹر جنرل پوسٹ اینڈ ٹیلیگراف (Director General of Post & Telegraph) کہتے ہیں جس کے ماتحت چیف انجینیر ڈپٹی ڈائرکٹر اور کئی اور افسر ہوتے ہیں۔

## وزارتی حکومت۔ (Cabinet Government)

ایسا نظام حکومت جو وزیروں کے مشورے اور کابینہ کے ذریعہ چلتا ہو۔ شاہی حکومت میں بھی وزیر ہوتے ہیں اور جمہوری حکومت میں بھی۔

برطانیہ میں کابینہ کی ابتدا جو شاہ جارج اوّل کے عہد میں ہوئی۔ جو انگریزی میں گفتگو نہیں کر سکتے تھے۔ وزارتی حکومت میں گو کئی ایک وزیر ہوتے ہیں لیکن انفرادی اقوال و افعال کے لئے کابینہ کی ذمہ داری اجتماعی ہوتی ہے۔ کابینہ دار الامراء اور دار العوام کے سب سے زیادہ با اقتدار ارکان پر مشتمل ہوتی ہے۔ جنہیں بادشاہ



وزیر اعظم کی سفارش پر نامزد کرتا ہے جسے وزارت بنانے کی دعوت دی جاتی ہے۔

## وزارتی صفیں۔ (Treasury Benches)

ایوان میں کیبینٹ کے ارکان اور ان کے مؤید ارکان وزارتی صفیں مشتمل ہوتی ہیں۔ اجلاس میں یہ ارکان ایک طرف کو بیٹھتے ہیں۔ حزب مخالف کے ارکان دوسری طرف کو بیٹھتے ہیں۔ وزارتی صفیں پر ایسی حکومت میں ہوتی ہیں جو پارلیمانی طرز کی ہو وزارتی صفوں کے لئے (Treasury Benches) کی اصطلاح برطانیہ میں وضع ہوئی جو اب دولت مشترکہ اور دیگر حکومتوں میں زیر استعمال ہے۔

## وزارتی مشن۔ (Cabinet Misson)

مارچ ۱۹۴۶ء میں حکومت برطانیہ نے تین اشخاص کا ایک وزارتی مشن ہندوستان بھیجا۔ جس میں لارڈ پیتھک لارنس (وزیر ہند) مسٹر اے۔ وی۔ الگزنڈر اور سر سٹیفورڈ کرپس شامل تھے۔ اور اس سے غرض یہ تھی۔ کہ یہ تینوں مل کر ہندوستان کے لئے ایک ایسا آئین مرتب کریں، جو اہل ہند کے تمام گروہوں کے لئے قابل قبول ہو چنانچہ مشن نے شملہ میں کانگرس اور لیگ کے نمائندوں کی ایک کانفرنس بلائی۔ مگر مشن اپنے مقصد میں ناکام رہا اس کے باوجود اس نے ایک سکیم (مئی ۱۹۴۶ء) میں وزارتی مشن سکیم کے نام سے مرتب کی جس کا خلاصہ یہ تھا۔

۱۔ مرکز میں صوبوں اور ریاستوں کی یونین قائم کی جائے گی۔ جس کے تحت امور خارجہ، دفاع اور مواصلات ہوں گے۔ یونین کو اختیار ہو گا کہ شعبوں کے اخراجات کے لئے ضروری مالی وسائل مہیا کرے۔

اس یونین کی ایک انتظامیہ اور ایک قانونیہ ہو گی۔ جس میں برطانوی ہند اور دیسی ریاستوں کے نمائندے شریک ہوں گے۔

(۲)۔ مواصلات۔ امور خارجہ اور دفاع کے علاوہ باقی تمام شعبے اور باقیماندہ اختیارات (Residuary Powers) صوبوں کو حاصل ہوں گے۔ اسی طرح ان اختیارات اور شعبوں کے علاوہ جو یونین کو سونپے گئے ہیں۔ دیسی ریاستوں کو پورے اختیارات

حاصل ہوں گے۔
۳۔ صوبوں کو اپنے گروپ بنانے کی اجازت ہو گی۔ ہر گروپ کی علیحدہ انتظامیہ اور قانونیہ ہو سکتی ہے اور ہر گروپ کو یہ فیصلہ کرنے کا بھی اختیار ہو گا۔ کہ صوبائی امور میں سے کون کون سے امور کا مشترکہ انتظام ہو گا۔
۴۔ یونین اور گروپ کے آئین میں ایک ایسی دفعہ ہونی چاہیئے۔ جس کی رُو سے ہر صوبہ اپنی قانونیہ کی کثرت رائے سے دس سال کے ابتدائی عرصہ کے بعد آئین کی تبدیلی کا مطالبہ کر سکتا ہے۔
۵۔ ایک دستور ساز اسمبلی بنائی جائے جو ان اصولوں پر ملک کا آئندہ دستور مرتب کرے۔ اور جس کے ارکان کو صوبائی قانونیہ کے ارکان منتخب کریں گے۔ ہر صُوبے کو دس لاکھ کی آبادی پر ایک نمائندے کے حساب سے نمائندے منتخب کرنے کا حق حاصل ہو گا۔ اور انتخاب جداگانہ اصول پر ہوں گے۔
۶۔ دستور کے منتخب نمائندوں کا ایک ابتدائی اجلاس ہو گا جس میں کام کا لائحہ عمل تیار کیا جائے گا اس کے بعد دستوریہ تین حصّوں میں تقسیم ہو گی۔ حصّہ ا میں ہندو اکثریت کے صوبوں کے نمائندے ہوں گے۔ حصّہ ب میں پنجاب حصہ ج میں بنگال اور آسام کے نمائندے ہوں گے سرحد سندھ اور بلوچستان کے نمائندے ہوں گے عبوری دور کے لئے چودہ عبوری کانگرسی پانچ مسلم لیگی اور دو دیگر نمائندوں پر مشتمل مرکز میں ایک کابینہ بنائی جائے گی۔ جو گورنر جنرل کے ماتحت ہو گی۔ اور دستور ساز اسمبلی بننے تک حکومت کا انتظام چلائے گی۔ مگر عارضی کابینہ میں کسی سیاسی پارٹی کو شریک کیا جائے گا۔ جو اس پوری سکیم کو قبول کر لے۔

**وزیر اعظم۔ (Prime Minister)** یہ عہدہ مع ان اختیارات کے جن کی رو سے برطانی وزیر اعظم عملاً انگلستان اور اس کے مقبوضہ ممالک پر حکومت کرتا ہے آئینی طور پر ۱۹۰۵ء میں تسلیم کیا گیا۔ مگر اس کی ترویج شاہ جارج اول کے عہد میں ہوئی جس نے انگریزی سے ناواقف ہونے کی بنا پر برطانی کابینہ کے اجلاسوں میں شرکت کبھی نہیں کی اور عنان حکومت اپنے وزیر سر رابرٹ والپول (Sir Robert Wallpole) کے سپرد کر دی تھی ۱۹۰۵ سے برطانوی وزیر اعظم دار العوام کا رکن چلا آتا ہے اس کی سالانہ تنخواہ ۱۰۰۰۰ ہزار پونڈ یعنی ۱۲۰ ہزار روپیہ



کے قریب ہے یہ حقیقت دلچسپی سے خالی نہ ہو گی کہ ہندوستان پر برطانوی دور حکومت کے دوران میں ہندوستان کے برطانوی وائسرائے کی تنخواہ اس کے حاکم اعلےٰ برطانوی وزیر اعظم سے زیادہ تھی یعنی وائسرائے کی تنخواہ ۲۰ ہزار روپے ماہوار کے قریب تھی یا برطانی وزیر اعظم کی تنخواہ سے تقریباً ۱۰ ہزار روپے ماہوار زیادہ تھی۔

**وزیر الدولہ نواب۔** ریاست ٹونک واقع راجپوتانہ (بھارت) کے سابق نوابوں میں سے تھے۔ یہ خطاب انہیں شاہان مغلیہ کی جانب سے عطا ہوا۔ سابق نوابان اودھ (بھارت) کے بعض ارکان پر بھی اس خطاب کا اطلاق ہوتا تھا۔

**وِسٹا وِژن۔ (Vista Vision)** انگریزی لفظ ہے۔ کسی چیز کا طویل اور تنگ منظر مثلاً درختوں کی قطاروں کے درمیان کا۔ نیز واقعات ماضی پر نظر ڈالنا یا آئندہ واقعات پر پیش بینی کے طور پر نظر رکھنا۔
اخلاقیات میں وسٹا وژن کو ایک قسم کی فنی حیثیت حاصل ہو چکی ہے۔ ذاتیات میں ایک محافظ روح کی تلاش جو خواب یا رؤیا میں منکشف ہوتا ہے بالخصوص شمالی امریکہ کے انڈین قبائل کی ریاضت کے دوران میں جسے وہ بطور عقیدہ کے اختیار کئے ہوئے ہیں۔

**وسط یا وسطی۔** وسط درمیان وسطی جو چیز درمیان میں واقع ہو۔ وسطی مدرسہ مڈل اسکول کو کہتے ہیں۔ وسط ایشیا سنٹرل ایشیا کے ممالک کو کہتے ہیں مثلاً ترکستان، افغانستان، ایران وغیرہ۔
مسلمانوں کو قرآن پاک میں اُمتہ وسطی کے نام سے موسوم کیا گیا ہے یعنی ایسی امت یا قوم جو افراط و تفریط سے بالا رہ کر اعتدال کی راہ پر گامزن ہو۔

**وسطی امریکہ (Central America)** نیز دیکھو امریکہ؛ وسطی امریکہ سے مراد وہ تنگنائے ہے جو شمالی اور جنوبی امریکہ کو ملاتی ہے۔ شمال میں میکسیکو (Maxico) سے لے کر جنوب میں پانامہ تک یہ علاقہ چلا جاتا ہے۔ وسطی امریکہ ایک سطح مرتفع ہے۔ جس کے ڈھلوان حصّے دونو طرف سمندر کی طرف جاتے ہیں۔ منطقہ حارہ کی جنگلات اور نباتات عام پائے جاتے ہیں۔ وسطی امریکہ میں

سات سیاسی تقسیمیں شامل ہیں گوئٹے مالا (Gautemala) سالویڈار (Salvador) برٹش ہانڈوراس (Britsh Honduras) نکاراگو (Nicaragua) پانامہ (Panama) کوسٹاریکا (Costa Rica)

**وسطی ایشیا۔** (Central Asia) براعظم ایشیا کی تقسیم چار بڑے خطوں میں ہو سکتی ہے۔ شمال کے نشیبی علاقے جس میں سائبیریا، جمہوریہ کرغیز، منگولیا اور شمالی اور وسطی چین شامل ہیں سنٹرل کوہستانی سلسلہ جس میں ہمالیہ، ایرانی سطح مرتفع، پامیر کی سطح مرتفع اور تبت وغیرہ شامل ہیں۔ مشرقی حاشیہ جس میں مشرقی چین، جاپان اور انام شامل ہیں اور جنوب مغربی عرب سطح مرتفع، دکن کے علاقے اور عراق شامل ہیں۔ اس کے علاوہ جنوب مشرقی علاقے ہیں جس میں سماٹرا، جاوا، تیمر، بورنیو اور جزائر فلپائن وغیرہ شامل ہیں۔

وسطی ایشیا بیشتر سطح مرتفع پر حاوی ہے۔ (نیز دیکھو ایشیا)

**وسطی ایشیا پر مسلمانوں کا قبضہ۔** ایک وقت میں دریائے جیحون، ایران اور توران کے درمیان ایک روایتی حد بنا ہوا تھا بالفاظ دیگر فارسی اور ترکی زبانیں بولنے والوں کے مابین یہ دریا ایک سرحد کا کام دیتا تھا۔ مگر خلیفہ ولید کے عہد میں اسلامی افواج نے اس دریا کو عبور کر لیا اور آگے نکل کر اسلامی سلطنت قائم کر لی۔ چنانچہ ۷۰۵ء میں اسلامی جرنیل قتیبہ نے طخارستان کو مع اس کے دارالحکومت بلخ کے مسخر کر لیا ۷۰۶ء۔ ۷۰۹ء کے درمیان بخارا کو فتح کر لیا ۷۱۲ء۔ ۷۱۲ء کے دوران میں سمرقند اور خوارزم کو فتح کر لیا ۷۱۲ء۔ ۷۱۵ء کے اوائل میں فرغانہ اور وسط ایشیا کی نواحیوں کو مفتوح کر لیا۔ سمرقند میں قتیبہ نے بیشمار بت مسمار کئے۔ بنو امیہ کے خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں وسط ایشیا کے اکثر غیر مسلم لوگ مشرف باسلام ہوئے۔ بخارا کے آتشکدے نور اسلام سے ٹھنڈے پڑ گئے اس طرح پر بخارا، سمرقند اور خوارزم کے صوبے بہت جلد اسلامی تہذیب اور ثقافت کا مرکز بن گئے اور وسط ایشیا میں اسلام کا گہوارہ بن گئے۔ قتیبہ نے ۷۱۵ء میں کاشغر کو بھی فتح کر لیا۔ ۷۳۸ء اور ۷۴۰ء کے درمیانی سالوں میں نصر بن سیار (گورنر خلیفہ ہشام) نے وسط ایشیا کے اکثر علاقے فتح کئے۔

**وسطی جماعتیں۔** (Central Parties) پارلیمانی جماعتوں کی تشکیل کرتے وقت عام طور پر یہ الفاظ بولے جاتے ہیں بایاں بازو، دایاں بازو اور وسطی جماعت۔ یہ تینوں الفاظ ۱۷۸۹ء کی فرانسیسی نیشنل اسمبلی میں اختراع کئے گئے تھے۔ داخلی لحاظ سے فرانسیسی پارلیمان شکل و صورت میں نصف دائرہ بناتی ہے۔ اس کے برعکس برطانی پارلیمان اور دولت مشترکہ کے ممالک کی پارلیمانیں مستطیل نما ہوتی ہیں۔

شروع شروع میں نظریاتی تقسیم اور تفریق کی رُو سے فرانسیسی پارلیمان میں صرف دو جماعتیں تشکیل کی جاتی تھیں۔ دائیں بازو کی جماعتیں جنہیں قدامت پسند جماعتیں بھی کہا جاتا تھا اور بائیں بازو کی جماعتیں جن سے مراد ایسی جماعتیں تھیں جو غربا اور مساکین کی ہمدردی کا زیادہ دم بھرتی تھیں۔ مگر جب اشتراکی نظریات کا چرچا ہونے لگا تو پارلیمانی پارٹیوں کی از سر نو تشکیل کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ کیونکہ کئی ایک ایسے سیاست دان تھے جو قدامت پسند نہیں تھے گو وہ غریبوں کی حمایت بھی کرتے تھے مگر وہ اشتراکی نظریات کے قائل نہ تھے۔ گویا وہ میانہ روی کے قائل تھے۔ لہٰذا انہیں وسطی جماعت یا اعتدال پسند جماعت میں شمار کیا جانے لگا اور طبقاتی کشمکش اور اشتراکی نظریات کے حامیوں کو بائیں بازو کی جماعت سمجھا جانے لگا۔

بسا اوقات ایک جماعت کے اندر بھی نظریاتی تفریق ہوتی ہیں اور انہیں بھی دائیں، بائیں اور وسطی گروہ کہا جاتا ہے

**وشنو۔** (Vishnu) ہندو فلسفہ کے مطابق کائنات اور انسانی زندگی پر تین طاقتیں حاوی ہیں۔ جن کا تعلق تخلیق ربوبیت اور موت سے ہے۔ اس لئے ہندو خدا کی وحدت کو تین حصوں میں منقسم کر کے اس طرح مشخص کرتے ہیں اوّل برہما۔ یعنی خالق کل دوئم وشنو۔ یعنی پرورش کرنے والا جسے ہم رب کہتے ہیں۔ سوئم شو۔ یعنی موت کے گھاٹ اتارنے والا جسے ہم قہار کہتے ہیں۔ قادر مطلق کی ان تین صفات سے ہندو فلسفہ آشنا ہے اور انہی پر ہندوؤں کی فرقہ وارانہ تقسیم ہوتی ہے مگر یہ امر قابل ذکر ہے کہ جہاں تک پرستش کا سوال ہے ہندو صرف وشنو اور شو کی پوجا کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ خدا کی تیسری صفت کی پرستش کرنے والے صرف خال خال ہندو ہیں۔ وشنو اس دنیا میں بطور اوتار دس دفعہ ظاہر ہوا ہے۔ ساتویں موقع پر

اس کا نام رام تھا اور آٹھویں موقعہ پر کرشن۔

**وصیت۔** مرتے وقت جو ہدایات جائیداد وغیرہ کے متعلق کی جائیں۔ وصیت کہلاتی ہیں اور جس شخص کے حق میں یا جس شخص کو وصیت کی جائے اُسے وصی کہتے ہیں آبائی جائیداد کے متعلق اسلام نے ہر رشتہ دار کے حقوق معین کر دیئے ہیں جن کو حصّہ کہتے ہیں لیکن ایک ثلث پر وصیت کا اطلاق ہو سکتا ہے اور تقسیم جائیداد کو میراث کہا جاتا ہے۔ بعض لوگ ایسی صورت میں کہ اولاد نابالغ ہو یا خود انتظام نہ کر سکے کسی شخص کو محض جائیداد کا انتظام کرنے کے لئے وصی مقرر کر دیتے ہیں۔ لیکن ایسی صورت میں اس کو بے جا خرچ کرنے کا اختیار نہیں ہوتا اور اولاد کے بالغ ہونے پر اس کو حساب سمجھانا ہوتا ہے اگر صاحب جائیداد بلا وصی مقرر کئے مر جائے تو قاضی یا جج خود کسی کو وصی مقرر کر دیتا ہے۔ لیکن اگر وہ دیکھے کہ وصی ناجائز فائدہ حاصل کرتا ہے یا ٹھیک کام نہیں کرتا تو وہ اُسے برخاست کر کے دوسرا مقرر کر سکتا ہے۔

وصیت کسی وقت بھی کی جا سکتی ہے مگر اس کا اطلاق وفات کے بعد ہی ہوتا ہے اہل تشیع وصیت کو ان معنوں میں بھی لیتے ہیں کہ ایک امام دوسرے امام کو اپنا علم جو اس کو حضرت علیؓ سے پہنچا ہے سپرد کر جاتا ہے۔ وصیت کا اطلاق وفات کے بعد ہوتا ہے اور تفویض کا اطلاق دورانِ حیات میں ہوتا ہے۔

**وصیت نامہ۔** (Will) ایک شرعی یا قانونی دستاویز جس میں وفات کے موقع پر یا اس سے پیشتر بموجودگی ہوش و حواس انسان اپنی املاک اور جائیداد یا روپیہ پیسہ کے متعلق وصیت کرتا ہے کہ فلاں فلاں کو اس قدر جائیداد اتنا اتنا روپیہ وغیرہ دے دیا جائے شریعت اسلام نے اس سلسلہ میں خاص قوانین وضع کیئے ہیں کہ بیوی، بیٹے اور بیٹی کو کتنا کتنا حصّہ ملنا چاہیئے۔ اس معاملہ میں مسلمان شریعت کے پابند ہوتے ہیں۔

**وضع قطع۔** وضع قطع سے مراد طور طریقہ، شکل نقل اور روش وغیرہ ہیں۔ نیز اس ترکیب کے مفہوم میں ساخت اور بناوٹ اور تمدن کا رہن سہن بھی شامل ہیں۔ مختلف ملکوں کے باشندوں کی وضع قطع، آب و ہوا، جغرافیائی اور سیاسی اور تمدنی حالات کی بنا پر مختلف ہوتی ہے جو فیشن ایک ملک کے لئے مرغوب ہوتا ہے، وہی بیک وقت دوسرے ملک کے رہنے والوں کے لئے معیوب ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں ہے کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ط ہر طبقے کے لوگ اپنے طور طریقوں سے ہی خوش ہوتے ہیں۔ لباس بھی ملکی رسم و رواج کے مطابق مختلف ہوتے ہیں اشیاء کی وضع قطع بھی مختلف ممالک کے صنعتی مذاق کی رُو سے مختلف ہوتی ہے۔

**وُضو** (Ablution) کسی طرح کی ناپاکی سے طہارت حاصل کرنے کے لئے وُضو یا غسل طہارت کی ضرورت ہوتی ہے۔ رومن کیتھولک عیسائیوں کے ہاں ایک بڑے تہوار کے بعد اسقف اعظم کا ہاتھ دُھلانا یا مقدس ظرف کا دھونا بھی اسی لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

قرآن پاک میں مسلمانوں کو حکم ہے کہ نماز پڑھنے سے قبل وضو کر لیا کرو، اس میں کہنیوں تک ہاتھ دھونا منہ دھونا۔ سر کا مسح کرنا اور ٹخنوں تک پاؤں دھونا فرض ہے لیکن اس کے ساتھ ہی شروع میں نیت کرنا بسم اللہ کہنا، ۳ مرتبہ کُلّی کرنا، ۳ مرتبہ ناک میں پانی دینا، کان اور گردن کا مسح کرنا سُنّت ہے۔ اس کے ساتھ ہی اگر داڑھی ہو تو اس میں خلال کرنا اور مسواک کرنا بھی ضروری ہے۔

وضو کا طریق طہارت اور صفائی کے واسطے مقرر کیا گیا ہے تاکہ مسلمان صفائی قلب اور صفائی جسم کے ساتھ خدا کے حضور میں نماز ادا کرے۔ ایک وضو سے کئی وقت کی نماز ادا ہو سکتی ہے۔ لیکن ہر مرتبہ تازہ وضو کرنا بہتر ہے۔ سوتے یا بیہوش ہونے منی یا پیشاب یا پاخانہ یا ریح کے اخراج یا خون نکل جانے اور قے ہونے سے وُضو ناقص ہو جاتا ہے اور دوبارہ وضو کرنا لازم آتا ہے اگر پانی میسر نہ آئے اور نماز کا وقت جا رہا ہو یا پانی نقصان کرے یا اس سے نقصان کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں تیمم جائز ہے (نیز دیکھو تیمم)

**وفا میلا رام۔** پنڈت میلا رام نام۔ وفا تخلص موضع دیپو کے ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے تھے ابتدائی تعلیم دیہاتی سکول میں پائی۔
آپ کو بچپن میں ہی شعر و شاعری کا چسکا پڑ گیا تھا۔

سکول کی تعلیم ختم کرکے کالج میں آ گئے تو آپ کی شاعری نے اور ترقی کی۔ بی۔ اے پاس کرنے کے بعد آپ نے اخبار نویسی اختیار کی۔

اگرچہ آپ ایک متمول گھرانے کے فرد تھے پھر بھی طبیعت میں سادگی بے حد تھی۔

لاہور میں آپ کئی ہندو اخباروں کے ایڈیٹر رہے وقتاً فوقتاً اپنے اخبار "انصاف" وغیرہ بھی نکالے مگر وہ چل نہ سکے۔ پاکستان کے قیام کے بعد آپ بھارت چلے گئے۔

چونکہ آپ کا بچپن دیہات میں گذرا۔ اس لئے آپ کو قدرتی مناظر کی عکاسی کرنے کا خاص ملکہ حاصل ہے۔ آپ نے سیاسی اور قومی نظمیں بھی کہیں۔ اور غزل کی طرف بھی توجہ کی۔ آپ کی غزل اور نظم دونوں کی زبان نہایت شستہ پاکیزہ اور رواں ہے۔ آپ کے اشعار کی بندشیں چست اور ترکیبیں دلپسند ہوتی ہیں۔ آپ نے بچوں کے لئے بھی نظم اور نثر لکھی ہے۔

**وفاداری** (Allegiance) ملک سے وفاداری کا تصوّر ہم سب کا بنیادی فرض ہے۔ اگرچہ یہ تصوّر کیا جاتا ہے کہ تمام شہری اس فرض کے پابند ہیں تاہم نئے شہریوں سرکاری ملازموں اور مسلح افواج کے نئے اراکین سے حلفِ وفاداری اٹھوانا ضروری خیال کیا جاتا ہے تمام شہری ملازمین اور مسلح افواج کے ارکان ملک کے دستور اور ایکہ کی حکومت کے ہر حالت میں وفادار رہنے کا حلف اٹھاتے ہیں نیز نئی وزارت کے قیام پر وزراء اور ارکان یہ حلف اٹھاتے ہیں۔

**وفاق** (Federation) جب دو یا دو سے زیادہ مملکتیں اپنی اپنی مستقل جُداگانہ حیثیت کو ختم کر کے ایک مرکزی حکومت قائم کریں تو یہ وفاق کہلاتا ہے وفاق میں ہر مملکت ان شعبوں کو چھوڑ کر جو مرکز کے اختیارات میں چلے جاتے ہیں۔ باقی سب امور میں خود مختار ہوتی ہے۔ اور بجائے خود وفاق کی وحدت (Unit) کہلاتی ہے۔

**وفاق پاکستان** (Pakistan Federation) یہ وفاق مندرجہ ذیل وحدتوں (Units) پر جن کی تعریف وفاق (Federation) کے تحت آ چکی ہے۔ مشتمل تھا۔ ۱۔ پنجاب۔ سندھ۔ سرحد۔ اور مشرقی بنگال کے صوبجات (۲) بلوچستان (۳) کراچی کا چیف کمشنری صوبہ ۴۔ ریاستہائے بہاول پور۔ مکران۔ امب، دیر، لس بیلہ، سوات، چترال، خاران خیرپور اور قلات (۵) قبائلی اور چٹا گانگ کے پہاڑی علاقے جن سے تقریب کے گورنروں کے ذریعہ روابط قائم رکھے گئے تھے ریاست بہاول پور کے علاوہ باقی سب ریاستوں اور قبائلی اور دیگر پہاڑی علاقوں میں چونکہ کوئی علیحدہ ذمہ دار حکومت قائم نہیں تھی۔ اس لئے ان کے وفاق کی نوعیت دنیا کے تمام ملکوں سے الگ قسم کی تھی لیکن صوبوں کی طرح ان کے تحفظ کا بھی مرکز ذمہ دار تھا۔ اب کچھ عرصہ سے "وفاق پاکستان" مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان کے دو صوبوں پر مشتمل ہے۔

**وفاقی** (Federal) (۱) یعنی کسی وفاق سے متعلق (۲) ریاستہائے متحدہ امریکہ کی خانہ جنگی میں وہ فرقہ یا طبقہ جو مرکزی حکومت کا طرفدار تھا۔

**وفاقی اتحاد** (Federal Union) دوسری جنگ عظیم سے پیشتر بعض سیاسی مفکر اس نظریہ کے علمبردار تھے کہ دنیا کے تمام جمہوری ممالک کو آپس میں اتصال و اتحاد کرکے ایک وفاقی نظام کے تحت آ جانا چاہیئے ان ممالک کی موجودہ حکومتیں صوبائی حکومتیں تصوّر ہوں اور ان سب ممالک کے اتصال سے جو ایک متحدہ مرکزی حکومت تشکیل پذیر ہوگی اُسے وفاقی حکومت کہا جائے۔

انگلستان میں اس نظریہ کے حامی سب سے زیادہ تھے چنانچہ وہاں ۱۹۳۸ء میں ایک تحریک بھی چلی جس کا نام وفاقی وصل کے پیرو "فیڈرل یونین" تھا۔ ان کے خیالات سے ملتے جلتے خیالات کی تائید میں ۱۹۳۹ء میں ایک مشہور امریکی صحافی نے ایک کتاب بعنوان "ضرورت اتصال" لکھی جس میں تجویز کیا گیا تھا۔ کہ امریکہ، برطانوی دولت مشترکہ فرانس، سوئٹزرلینڈ، ولندیز، بلجیم، ناروے سویڈن باہم متحد ہو کر ایک وفاقی نظام کی لڑی میں پروئے جائیں اس صحافی نے اپنی کتاب

میں اس حقیقت میں ہونے کا بھی ثبوت دیا اور اس نے اپنی کتاب میں نوآبادیات کا بھی ذکر کیا سفید فام قوموں نے پسماندہ اقوام کی دیکھ بھال کا جو بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھا رکھا ہے اس کے بارے میں اس تخیل پیما مصنف نے لکھا تھا کہ نوآبادیات کو وفاقی حکومت کی تحویل میں دے دیا جائے۔ اس قسم کے عجیب و غریب نظریات کی حمایت میں انگلستان اور امریکہ میں مجلسیں بن گئیں اور انہوں نے پراپیگنڈا شروع کر دیا مگر تھا دوسری جنگ عظیم کا طوفان اُمنڈ آیا اور اپنے آگے سب کچھ بہا لے گیا۔

## وفاقیت (Federalism) اصول وفاقیت

سے مراد وہ سیاسی طریق کار ہے جس کی رو سے ایک ملک کے اندر مرکزی حکومت کے علاوہ اس ملک کے اجزائے ترکیبی یعنی صوبوں کی علیحدہ علیحدہ خود مختار حکومتیں بھی ہوتی ہیں۔ اس اصول کی مثالیں پاکستان اور امریکہ کے نظام حکومت سے ملتی ہیں۔ ان دونوں ممالک میں ایک ایک مرکزی حکومت ہے۔ جو ملک کی مجموعی آزادی اور سالمیت کی محافظ ہے۔ پھر اس حکومت نے اپنے صوبوں مغربی اور مشرقی (پاکستان) اور اپنی ریاستوں (امریکہ) کو داخلی خود مختاری دے رکھی ہے۔ جنوبی افریقہ میں بھی ایک مرکزی حکومت ہے اور صوبائی حکومتیں بھی ہیں مگر اس کے نظام کو وفاقی نظام کا آئینہ دار نہیں کہا جا سکتا بلکہ اسے تفویضی (Devolution) آئین کہنا چاہئے کیونکہ جنوبی افریقہ کی صوبائی حکومتیں مرکزی حکومت سے ادنےٰ درجہ رکھتی ہیں اور مرکزی حکومت اس کی مجاز ہے کہ ان کے اختیارات بڑھا دے یا کم کر دے یا بالکل کالعدم کر دے۔ تفویضی نظام کی رو سے مرکزی حکومت اپنے بعض اختیارات صوبائی حکومتوں کو تفویض کر دیتی ہے اور صوبائی حکومتیں خود مختارانہ درجہ نہیں رکھتیں۔ یہ سوال کہ وفاقی نظام کے تحت مرکزی حکومت اور صوبائی حکومتوں کے اختیارات میں صحیح تفریق کیسے کی جا سکتی ہے اس کا جواب بڑا مشکل ہے۔ کیونکہ دنیا کا کوئی وفاقی نظام ایک دوسرے سے نہیں ملتا اور کچھ نہ کچھ فرق ضروری ہے۔ تاہم ان سب میں یہ اشتراک ضرور پایا جاتا ہے کہ دفاع مواصلات سکہ سازی، امور خارجہ، تجارت خارجہ، اور اندرون ملک مختلف ذیلی حصص کے اندر تجارت کو نظم و ضبط میں رکھنا یہ سب ذمہ داریاں مرکزی حکومت کی ہوتی ہیں۔ بعض ملکوں میں جیسے امریکہ آسٹریلیا اور سوئٹزرلینڈ کے اندر وفاقی حکومت (مرکزی حکومت) کے اختیارات کو ملکی دستور میں بوضاحت گن دیا گیا ہے باقی ماندہ حقوق و اختیارات کا مستحق علاقائی یعنی صوبجاتی حکومتوں کو سمجھا گیا ہے کینیڈا میں حالت اس کے برعکس ہے۔ یہ چاروں حکومتیں پہلی جنگ عظیم سے پیشتر صورت پذیر ہوئی تھیں۔ مگر جنگ عظیم کے بعد دنیا کو پسماندہ ممالک کی طرح ان حکومتوں کو بھی کئی ایک ایسی سماجی اور اقتصادی مشکلات سے دوچار ہونا پڑا ہے جن سے پہلے انہیں کبھی واسطہ نہیں پڑا تھا۔ ان مشکلات کے حل کے لئے اقدامات علاقائی حکومتوں کے ذریعہ کرنے کی بجائے وفاقی حکومتوں (مرکزی) کے ذریعہ کرنے پڑے ہیں۔ مگر ان ممالک کے سیاسی دستور جو جنگ عظیم سے پیشتر کے مرتب شدہ ہیں اس کی اجازت نہیں دیتے وہ تمدنی خدمت (سوشل سروسز) اور اقتصادی انضباط (کنٹرول) کا ذمہ دار علاقائی حکومتوں کو ٹھہراتے ہیں حالانکہ ضرورت اس کی مقتضی ہے کہ یہ ذمہ داریاں وفاقی حکومت کو تفویض ہوں سوئٹزرلینڈ کے دستور میں ترامیم کر کے وفاقی اور علاقائی حکومتوں کے مابین اختیارات کی ازسرنو تقسیم ہو گئی ہے مگر دیگر ممالک کے آئین ترمیموں کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ اس لئے امریکہ کینیڈا اور آسٹریلیا میں وفاقی حکومت اور علاقائی حکومت کے مابین عملی تعاون نے وہ صورت حال پیدا کر دی ہے جو زیادہ سے زیادہ لچک رکھنے والی قانونی اصطلاحات بھی بجائے خود پیدا نہیں کر سکتی تھیں چنانچہ بعض ایسے امور کے لئے جن کا تعلق علاقائی حکومتوں سے ہے انہیں وفاقی حکومت سے روپیہ حاصل کرنے میں دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ اس اشتراک عمل کا نتیجہ یہ ہے کہ علاقائی حکومتیں قانونی طور پر خود مختار ہونے کے باوجود عملاً وفاقی حکومت کی رہنمائی اور قیادت کو تسلیم کرتی ہیں۔

## وفاقی حکومت (Federal Government)

دستور اساسی کی رو سے مرکز اور صوبوں کے درمیان اختیارات کی علیحدہ علیحدہ تقسیم کر دی جاتی ہے اور امور مملکت کو تین حصوں میں منقسم کر دیا جاتا ہے ا۔ دفاع، مواصلات، ٹکسال اور امور خارجہ وغیرہ

جیسے اہم امور جن کا پوری مملکت سے تعلق ہو، مرکز کے ماتحت کر دئیے جاتے ہیں۔ تاکہ آسانی سے انجام پا سکیں
۲۔ تعلیم، صحت، صفائی، زراعت وغیرہ جیسے امور یہ صوبوں کے ماتحت کر دئیے جاتے ہیں تاکہ صوبائی حکومتیں اپنے اپنے صوبوں کے حالات اور ماحول کے مطابق ان سے عہدہ برآ ہوں۔
۳۔ جن امور کے متعلق کوئی خاص تخصیص نہ کی جا سکتی ہو اس کے لئے مرکز اور صوبوں کو یکساں اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔

رہے سہے یا اتفاقیہ معرض وجود میں آ جانے والے امور کہیں مرکزی اور کہیں صوبائی حکومتیں کو سونپ دئیے جاتے ہیں۔

دونوں حکومتیں ایک دوسرے کے معاملات میں دخل نہیں دیتیں لیکن متنازعہ فیہ امور کا فیصلہ۔ وفاقی عدالت کے ذریعہ ہوتا ہے۔ جسے دونوں کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔

قومی اہمیت کے مسائل مرکزی حکومت حل کرتی ہے اور مقامی مسائل کو مقامی یا صوبائی حکومتیں خود سلجھاتی ہیں اور اُن کی مقامی آزادی برقرار رہتی ہے۔ نسلی، لسانی، اور تہذیبی اختلافات رکھنے والے ممالک میں ایسی حکومت کامیاب رہتی ہے۔

امریکہ، پاکستان، کنیڈا، بھارت اور سوئٹزرلینڈ میں ایسی ہی حکومتیں قائم ہیں۔ اور یہ جمہوری نظام حکومت کی ہی مختلف قسمیں ہیں۔

**وفاقی ریاستیں (Federal States)** وفاقی ریاستیں وہ ریاستیں ہوتی ہیں جو دو یا دو سے زیادہ ہو کے ہر ایک مشترکہ مرکزی حکومت کے ماتحت متحد ہو جائیں جب کہ اندرونی طور پر وہ کافی حد تک خود مختار اور آزاد ہوں۔ یورپ میں وفاقی ریاست کی قدیم ترین مثال سوئٹزرلینڈ ہے جس نے انیسویں صدی میں وفاقی نظام اختیار کیا۔ سوویٹ یونین ۱۹۲۲ء سے وفاق کی شکل اختیار کئے ہوئے ہے۔ اور امریکہ ۱۷۸۹ء سے وفاقی ریاستوں کا مجموعہ بنا ہوا ہے کنیڈا میں ۱۸۶۷ء سے وفاقی نظام حکومت قائم ہے اور آسٹریلیا میں ۱۹۰۱ء سے وفاقی ریاستیں موجود ہیں۔

**وفاقی عدلیہ پاکستان (Federal Iudiciary of Pakistan or Federal SupremeCourt)**

پاکستان کی مرکزی حکومت کے شعبوں میں سے ایک وفاقی عدلیہ کہلاتا ہے۔ جس کے ذمہ وفاق کے اجزا میں سے ہر ایک کے حقوق کی نگہداشت کرتا ہے اور کسی نکتہ پر اختلاف کی صورت میں فیصلہ دیتا ہے۔ اسے وفاقی عدالت بھی کہتے ہیں۔

اس عدالت میں زیادہ سے زیادہ چھ جج ہوتے ہیں اور ایک چیف جسٹس۔ ججوں کا تقرر صدر مملکت کرتا ہے اور ان میں ذیل کے اوصاف ہونے ضروری ہے۔
۱۔ کسی صوبے کی ہائی کورٹ میں پانچ سال تک جج رہ چکا ہو۔
۲۔ انگلستان سے بیرسٹری پاس کی ہو۔ اور دس برس تک وہاں بیرسٹر رہ چکا ہو۔ کسی ہائی کورٹ یا چیف کورٹ میں دس سال تک وکالت کر چکا ہو۔

**وفاق - Federation** وفاقی صوبے اور وفاق میں شمولیت کرنے والی ریاستوں کے باہمی آئینی حیثیت رکھنے والے تمام تنازعات کے فیصلے وفاقی عدلیہ کرتی ہے۔ اور ہائی کورٹوں کے فیصلوں کے خلاف اپیل بھی سنتی ہے۔ ایڈووکیٹ جنرل مرکزی حکومت کا مشیر قانون ہوتا ہے جسے صدر مملکت مقرر کرتا ہے۔ اس کے عہدے کی کوئی میعاد نہیں ہوتی۔ اور اس میں ذیل کے اوصاف ہونے ضروری ہیں۔
۱۔ وہ کم سے کم پانچ سال تک کسی ہائیکورٹ میں جج رہ چکا ہو۔
۲۔ انگلستان سے بیرسٹری کا امتحان پاس کرنے کے بعد کم از کم دس برس اس نے وہاں بیرسٹری کی ہو۔ یا کسی ہائی کورٹ میں دس سال تک وکالت کی ہو۔

**وفد (Deputation)** وفد عربی لفظ ہے اور وافد کی جمع ہے یعنی ایلچی، قاصد، وفد کئی اشخاص کا قاصد یا ایلچی کی حیثیت سے جانا۔ وفد کی مزید جمع وفود بھی آتی ہے۔

بڑے حاکموں اور افسروں کے پاس پبلک کے وفد جاتے ہیں جو اپنی شکایات اور ضرورتیں

پیش کرتے ہیں۔ برطانوی عہد حکومت میں ہندوستان سے سیاسی وفد ولایت جایا کرتے تھے۔ پاکستان میں وقتاً فوقتاً صدر مملکت، وزراء یا حکام بالا کے پاس پبلک کے وفود جاتے رہتے ہیں۔ بعض اوقات ایک ملک کے وفد دوسرے ملک میں بھی چلے جاتے ہیں۔ پاکستان کے وفد بھارت میں اور بھارت کے وفد پاکستان میں مختلف سیاسی امور کے تصفیہ کے لئے آتے جاتے رہتے ہیں۔

**وفد پارٹی** (Wafd Party) ۔ مصر کی قومی جماعت جو شروع سے ہی قومی آزادی کی علمبردار رہی ہے اس کے بانی مبانی سعد زغلول پاشا تھے اور اس کے مشہور رہنما مصطفیٰ نحاس تھے ۱۹۵۲ء کے فوجی انقلاب کے بعد دیگر سیاسی جماعتوں کے ساتھ وفد پارٹی بھی ختم کر دی گئی۔ مصطفیٰ نحاس پاشا مع اپنے رفقا کے آج کل خاموشی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

**وقار عظیم** ۔ سید۔ سید وقار عظیم دسمبر ۱۹۱۰ء میں الہ آباد میں پیدا ہوئے وہیں ایم۔ اے پاس کیا اور علی گڑھ سے بی۔ ٹی کی سند لی۔ دو سال تک جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں اور پانچ سال گورنمنٹ آف انڈیا پالی ٹیکنیک میں بطور استاد درسی خدمات انجام دیتے رہے ازاں بعد سرکاری اخبار "آجکل" کی ادارت کے فرائض انجام دینے لگے قیام پاکستان کے بعد ہجرت کر کے پاکستان چلے آئے اور مجلہ "ماہ نو" کے مدیر مقرر ہوئے۔ آج کل پنجاب یونیورسٹی میں شعبہ اردو کے پروفیسر ہیں۔
سید صاحب نے ہندو پاکستان کے ہر ادبی اور علمی مجلہ میں اپنی خداداد قابلیت کے جوہر بکھیرے اور ادب کی ہر صنف میں طبع آزمائی فرمائی ہے۔

آپ ایک کامیاب نقاد ہیں۔ "افسانہ نگاری"، "فن افسانہ نگاری"، "ہمارے افسانے"، "انتخاب مومن"، "انتخاب آتش" اور "اصول تعلیم" آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔
اپنے طلباء اور رفقاء میں آپ کی کوششوں سے مطالعۂ اردو اور فن تحریر کا خاص ذوق پیدا ہو رہا ہے۔ اور افسانہ نگاری کے فن میں بہت بڑی اصلاح کے سامان پیدا ہو رہے ہیں۔

**وقت** ۔ (Time) میعاد یا مدت یا مسلسل زندگی کا پیمانہ بغیر وسعت مقام کے حوالہ کے محض وقت، مواد یا حرکت سے غیر متعلق ہوتا ہے مسلسل ہوتا ہے غیر محدود ہوتا ہے لامتناہی حد تک ناقابل تقسیم ہوتا ہے۔ مخصوص اور متعلقہ وقت جس کی رو سے میعاد کو واقعات کے لحاظ سے ماپا جاتا ہے۔ متعدد اقسام کا ہوتا ہے مثلاً ایک تو وہ جو بمقابلہ ستاروں کے زمین کی حرکت سے متعلق ہو دوسرے شمسی وقت جو بمقابلہ سورج کے زمین کی حرکت سے متعلق ہو کلاک اور گھڑیوں وغیرہ کے ذریعہ سے جو وقت ماپا جائے وہ اوسط شمسی دن کے برابر ہوتا ہے جو لمبائی میں ہمیشہ یکساں ہوتا ہے اور جس کا کوئی عملی وجود نہیں ہوتا۔
موسیقی میں وقت، وقفے کی مخصوص یا متعلقہ میعاد ہوتی ہے وقت کی قدر جملہ اقوام عالم اور دنیا بھر میں مسلم ہے "گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں" وقت کو پیشانی کے بالوں سے پکڑنا چاہئے۔ وقت کے لفظ سے بیشمار محاورات اور لطائف السنۂ عالم میں مروج اور مستعمل ہے۔

**وقف** ۔ (دیکھو ٹرسٹ)

**وقوف** ۔ وقفہ یا قیام۔ اہل اسلام کے نزدیک حج کے دوران میں میدان عرفات میں قیام کرنا فرض ہے اور بغیر اس کے حج مکمل نہیں ہوتا ۹، ذوالحجہ کو جب حاجی منا سے واپسی پر میدان عرفات میں آتے ہیں تو ان کو دوپہر سے غروب آفتاب تک یہاں ٹھہرنا ضروری ہوتا ہے۔ یہاں امام ایک طویل خطبہ پڑھتا ہے یہاں سے مزدلفہ کی طرف کوچ ہوتا ہے اور ظہر و عصر کی نماز یکجا طور پر ادا کی جاتی ہے۔ حاجی استغفار پڑھتے، دعا مانگتے اور تکبیر اور تلبیہ کہتے ہیں۔ دوسرا وقوف اگلے روز یعنی ۱۰۔ ذی الحجہ کو مزدلفہ میں ہوتا ہے۔ منا جانے سے قبل حاجی مشعر الحرام پر نماز فجر پڑھنے سے قبل آ جاتے ہیں اور ایک پہر تک ٹھہرتے ہیں، اسی طرح پر

۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ کو بھی مقام منا میں وقوف کرنے کی ہدایت ہے۔

**وکٹوریہ، ملکہ** (Victoria, Queen) ملکہ انگلستان و آئرلینڈ ۲۴ مئی ۱۸۱۹ء کو پیدا ہوئیں۔ ڈیوک آف کنٹ کی جو شاہ جارج سوم کے چوتھے لڑکے تھے اکلوتی بیٹی تھیں۔ والد ۱۸۲۰ء میں فوت ہو گئے۔ جبکہ ملکہ ابھی آٹھ ماہ کی تھیں۔ ولیم چہارم کی وفات پر، ۲۰ جون ۱۸۳۷ء ان کی ملوکیت کا اعلان ہوا اور آئندہ جون میں تاجپوشی ہوئی۔ ۱۸۴۰ء میں پرنس البرٹ سے شادی کی جو ۱۸۶۱ء میں فوت ہو گئے۔ دور ملوکیت طویل اور ترقی پذیر تھا۔ برطانوی سلطنت کو ان کے عہد میں بڑی ترقی ہوئی اور مملکت کے حدود بڑے وسیع ہو گئے۔ ہندوستان کی پہلی جنگ آزادی المعروف غدر ۱۸۵۷ء کریمیا کی جنگ، سکھوں، افغانوں اور برمیوں کی جنگیں انہی کے عہد میں ہوئیں۔ چین کی بغاوت بوئر کی جنگ، جنوبی افریقہ، مصر اور سوڈان کی مہمیں جن میں جنرل گورڈن ہلاک ہوئے انہی کے عہد میں ہوئیں۔ صنعتی انقلاب سائنس، لٹریچر، سیاسیات، مذہب وغیرہ کو بڑا فروغ ہوا۔ بڑے بڑے نامور وزرا اس عہد میں مامور ہوئے، ملبورن، پیل، پامرسٹن، ڈزرائیلی، گلیڈسٹون اور سالسبری۔ اسی عہد کی یادگار ہیں۔ ۱۸۷۷ء میں ہندوستان کی ملکہ بنیں ۱۸۸۷ء میں تخت نشینی کی جوبلی منائی گئی اور دس سال بعد ان کی ڈائمنڈ جوبلی منائی گئی چار بیٹوں اور پانچ بیٹیوں کی ماں تھیں۔ ۲۲ جنوری ۱۹۰۱ء میں وفات پائی۔

**وکٹوریہ کراس** (Victoria Cross) ایک تمغہ جو ۱۸۵۶ء میں بعہد ملکہ وکٹوریہ رائج پذیر ہوا۔ یہ تمغہ ان لوگوں کو دیا جاتا ہے جو دشمن کے مقابلے پر غیر معمولی بہادری کا کارنامہ انجام دیں۔

**وکٹوریہ، آبشار** (دیکھو آبشار وکٹوریہ)

**ولادت** (Birth) زندہ نوزائیدہ بچے کی پیدائش کا فعل۔ بچے کو پیدا شدہ سمجھا جاتا ہے بجائیکہ ماں سے علیحدہ اس کا وجود ثابت ہو جائے خواہ ایک لمحے کے لیے کیوں نہ ہو۔ قانوناً وراثتِ جائیداد کا اور نقل وراثت کا اہل ہوتا ہے۔ بعض اوقات حمل سے سات ماہ بعد بچے پیدا ہو جاتے ہیں مگر معمول کی میعاد ۹ ماہ ہے۔ بچے کی ولادت مسرت اور شادمانی کا موقع ہوتا ہے۔

**ولاڈی واسٹک** (Vladivostok) مشرق بعید کے علاقہ سائبیریا کا اہم شہر اور بندرگاہ ٹرانس سائبیرین ریلوے کی آخری حد۔ بحری اسٹیشن اور فوجی قصبہ ہے۔ یہاں پر ایک قدیم یونیورسٹی بھی ہے آبادی دو لاکھ سے متجاوز ہے۔

**ویلز، ایچ، جی** (G. H. Wells) پیدائش ۱۸۶۶ء وفات ۱۹۴۶ء برطانوی ناول نویس۔ مسٹر ویلز کے والدین بہت غریب آدمی تھے اس لئے ۱۳ برس کی عمر میں اسے سکول ترک کر کے ایک پارچہ فروش کی دکان پر ملازمت اختیار کرنی پڑی۔ کچھ عرصہ بعد ویلز نے یہ ملازمت ترک کر دی اور ایک سکول میں پڑھانا شروع کر دیا۔ یہاں سے وہ ایک وظیفے کی بدولت یونیورسٹی میں پھر تعلیم حاصل کرنے کے لیے داخل ہوا۔ ۱۸۹۰ء میں ویلز نے اپنی پہلی کتاب شائع کی۔ مگر اس کی طرف کسی نے دھیان نہ دیا۔ ۱۸۹۵ء میں ویلز نے کچھ امتیاز حاصل کیا مگر اسے صحیح کامیابی ۱۹۰۱ء کے بعد حاصل ہونا شروع ہوئی۔ ویلز نے ناول، مختصر افسانوں کے علاوہ تاریخ اور سائنس سے متعلق مواد پر بھی قلم اٹھایا ہے۔ اس کی خود نوشت سوانح عمری ۱۹۳۴ء میں شائع ہوئی۔

**ولکنائز کرنا** (Vulcanization) میں خاص ترکیب سے گندھک ملانا تاکہ اس کی مضبوطی اور لچک بڑھ جائے۔ ربڑ کے ٹائر اور ٹیوبوں وغیرہ کے پنکچر اسی طریق سے لگائے جاتے ہیں۔

## ولندیز (ہالینڈ) (دیکھو نیدرلینڈ)

**ولی (سرپرست)** بمعنی سرپرست۔ نابالغ بچّوں کی حفاظت، پرورش اور جائیداد کا انتظام علاوہ والد کے جس شخص کے سپرد ہوتا ہے وہ ان کا ولی کہلاتا ہے یہ لوگ عموماً بچّوں یا بچّہ کے قریبی رشتہ دار مثلاً چچا، دادا وغیرہ ہوتے ہیں۔ لیکن غیر رشتہ دار بھی ولی ہو سکتے ہیں۔ اُن کے ذمہ اُن یتیم بچّوں کی پوری نگرانی اور اُن کے حقوق کی حفاظت ہوتی ہے حتیٰ کہ وہ اُن کی شادی اور نکاح کا انتظام بھی کر سکتے ہیں اور ان کی جائیداد یا روپیہ کو تجارت میں بھی لگا سکتے ہیں۔

بعض علماء کا خیال ہے کہ بلوغ کے وقت تک ہر بچّہ کا سرپرست اس کا ولی ہوتا ہے۔ خواہ والد ہی ہو اس لئے شادی کے موقع پر لڑکی کی طرف سے ولی کو اجازت دینی ضروری ہوتی ہے اور کوئی شخص اچانک فوت ہو جائے اور اس کی جائیداد بھی ہو تو حاکم وقت یا جج کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ کسی موزوں آدمی کو اس کے بچّوں کا ولی مقرر کر دے۔ اس کے کام کی نگرانی اور بچّوں کے حقوق کی دیکھ بھال دراصل حکومت کے ذمہ ہوتی ہے جو ولی کے ذریعہ سے یہ کام کراتی ہے۔

ولی اللہ، شاہ (دیکھو شاہ ولی اللہ)

**ولی دکھنی** نام شمس الدین ولی تخلص ۱۰۷۷ھ میں اورنگ آباد دکن میں پیدا ہوئے۔ تعلیم و تربیت گجرات (بھارت) میں ہوئی اردو کے ابتدائی دور کے شعراء میں ولی کو زیادہ شہرت حاصل ہوئی۔ اس لئے اردو غزل کا بانی ولی کو قرار دیا جاتا ہے۔ ولی کو ریختہ کا موجد سمجھنا چاہئے انہوں نے اردو شاعری کا سنگ بنیاد باقاعدہ طور پر رکھا۔ شمالی ہند کے شعراء نے اُن کا کلام دیکھ کر اس کا تتبع کیا۔ ابتداء میں اُن کے کلام پر بھاشا کی شاعری کا اثر تھا لیکن دلّی کا سفر کرنے کے بعد اور غالباً شاہ سعد اللہ گلشن کے مشورہ سے آپ نے غزل میں فارسی انداز کو فروغ دیا یعنی غزل میں فارسی بحور اور اوزان قافیہ اور ردیف فارسی ترکیبیں اور فارسی مضامین اختیار کئے۔

ولی کا کلام نہایت سادہ اور صاف، پیچیدہ استعارات اور دور از کار تشبیہوں سے پاک ہے اس میں تصوّف کا رنگ بھی جھلکتا ہے۔ فارسی الفاظ اور خیالات بکثرت ہیں۔ آپ کے اکثر اشعار پُرانے اور متروک الفاظ سے پُر ہیں۔ آجکل اُن کا پڑھنا کانوں کو ناگوار گزرتا ہے، آپ نے ۱۱۱۹ھ / ۱۷۰۷ء میں بمقام احمد آباد گجرات ۴۰ سال کی عمر میں وفات پائی "دیوان ولی دکھنی" انجمن ترقی اردو کے اہتمام سے شائع ہوا ہے۔

**ولید بن عتبہ**۔ غزوہ بدر کی افواج قریش کے سپہ سالار عتبہ کا لڑکا تھا۔ سب سے پہلے اپنے باپ اور چچا کے ساتھ میدان میں نکلا حضرت علیؓ سے مقابلہ ہوا اور مارا گیا۔

**ولید بن ولیدؓ**۔ مشہور صحابی اور سپہ سالار اسلام حضرت خالد بن ولیدؓ کے ماں جائے بھائی تھے جنگ بدر میں مسلمانوں کے خلاف لڑے اور جب عبد اللہ بن جحش کے ہاتھوں گرفتار ہوئے تو زر فدیہ ادا کر کے گلو خلاصی کرائی۔ پھر جلد ہی مسلمان ہو گئے اور مکّہ لوٹ گئے۔

جب مشرکین کو اُن کے مسلمان ہونے کا پتہ چلا تو قید کر دئے گئے لیکن یہ قید سے بھاگ نکلے اور مدینہ پہنچ گئے۔

ان کے بھائی حضرت خالد بن ولیدؓ نے جو ابھی تک مسلمان نہ ہوئے تھے اُن کا تعاقب کیا لیکن وہ ہاتھ نہ آئے۔

رسول اکرمؐ کے کہنے پر انہوں نے اپنے بھائی خالد بن ولیدؓ کو ایک خط لکھا۔ جس سے ان کا دل اسلام کی طرف مائل ہو گیا، اور بعد ازاں وہ بھی مسلمان ہو گئے۔ ۲۱ھ میں وفات پائی۔

**ولید خارجی**۔ خوارج جن کی ابتداء حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے مابین جنگ صفّین سے ہوئی اور جو بعد میں بنو اُمیّہ اور بنو عباس کے عہد حکومت میں ایک زبردست مذہبی اور سیاسی طاقت بن گئے تھے اُن کے مشہور سردار اور رہنما ولید تھے، جو عباسی عہد میں ایک لڑائی کے دوران میں مارے گئے اُن کی ہمشیرہ نے عربی اشعار میں ان کا مرثیہ لکھا جو عربی نظم میں ایک ممتاز قطعہ خیال کیا جاتا ہے۔

**ولیم آف نارمنڈی (William of Normandi)**
(۱۰۲۷-۱۰۸۷) جسے ولیم فاتح یا ولیم آف نارمنڈی بھی کہتے ہیں۔ اس نے ۱۰۶۶ء میں انگلستان کو فتح کیا۔ ۱۰۷۱ء تک تقریباً تمام انگلستان پر اس کا تسلط قائم ہو چکا تھا۔ یہ ولیم نارمنڈی میں ایک بغاوت کو فرو کرتے ہوئے گھوڑے سے گر کر جاں بحق ہو گیا۔

**ولیم اوّل، جرمنی (William I of Germany)**
(۱۷۹۷-۱۸۸۸) جرمن شہنشاہ جو ۱۸۶۱ء میں تخت نشین ہوا۔ اس کے عہد حکومت میں فرانس اور آسٹریا کے درمیان جنگ کے خاتمہ پر ۱۸۷۱ء میں اسے بمقام پیرس ورسلائی کے محل میں یورپ کا شہنشاہ قرار دیا گیا۔ ولیم اول کا وزیر اعظم بزمارک تھا جس نے جرمنی کی ریاستوں کو ایک وفاقی نظام میں متحد اور منسلک کر کے ولیم اوّل کو قوت اور غلبہ سے ہمکنار کیا۔

**ولیم دوم، جرمنی (William II of Germany)**
(۱۸۵۹-۱۹۴۱) جرمنی کا شہنشاہ جو ۱۸۸۸ء میں اپنے باپ کے بعد تخت نشین ہوا۔ اس نے بسمارک کو اس کے عہدے سے سبکدوش کر کے عنان حکومت اپنے ہاتھوں میں لی۔ ولیم دوم ایک قابل اور مدبر حکمران تھا۔ اس کے عہد حکومت میں پہلی جنگ عظیم ہوئی جس میں جرمنی کو شکست ہوئی۔

**ولیم فاکس (William Fox)**
مسٹر ولیم فاکس امریکہ کے مشہور ناول نگار ہیں، جنہوں نے ۱۹۴۹ء میں ادب کا نوبل پرائز (Nobel Prize) حاصل کیا۔ آپ ۱۸۹۷ء میں پیدا ہوئے۔ مسی سی پی (Mississipi) یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی اور پہلی جنگ عظیم کے دوران میں برطانوی فوج میں بھرتی ہو گئے۔ مسٹر فاکس نے درجنوں کتابیں لکھی ہیں جن میں سے سولجرز پے (Soldiers' Pay) نے بڑی مقبولیت حاصل کی ہے۔

**ولیمہ۔** شادی کے بعد خویش و اقارب اور احباب کی دعوت اور ضیافت۔ یہ ضیافت عموماً لڑکوں کی شادی کے ایک دن بعد لڑکے والے کرتے ہیں۔ اور اس پر حتی الامکان پُر لطف کھانے چُنے جاتے ہیں کھانا عموماً دوپہر کو دیا جاتا ہے اور ایک مقررہ وقت مثلاً ۱۰ بجے سے ایک بجے تک مدعو صاحبان جس وقت چاہیں آ کر کھانا کھا سکتے ہیں۔ دعوت نامہ عموماً نفیس اور خوشنما دعوتی رقعوں کی صورت میں ہوتا ہے۔ جو قبل از وقت تقسیم کر دیے جاتے ہیں۔ یورپ میں بھی اس قسم کی ضیافت کا رواج ہے جہاں احباب اکٹھے ہو کر بیٹھتے ہیں، اور دولہا دلہن اپنے ہاتھ سے کیک (Cake) کاٹتے ہیں اہل اسلام میں دعوت ولیمہ مسنون ہے۔

**ونڈسر (Windsor)** برکشائر انگلینڈ کا ایک قصبہ دریائے ٹیمز کے دائیں کنارے پر واقع ہے اور ایٹن کے بالمقابل ہے اور لندن سے بائیس میل مغرب کو ہے۔ یہاں پر ایک قلعہ بھی ہے جو قدیم وقتوں سے شاہان انگلستان کی ایک اہم قیام گاہ ہے آبادی ونڈسر کی کوئی پچاس ہزار ہے۔ ونڈسر اونٹاریو واقع کینیڈا کا بھی ایک شہر ہے جہاں موٹر کاریں بنتی ہیں۔

**ونڈسر، ڈیوک۔ (Wind Sor, Duke)**
(دیکھو ڈیوک آف ونڈسر)

**ووکی ہول۔ (Wookey Hole)** علاقہ ویلز (برطانیہ) کے قریب ایک قدرتی غار، جس میں سے پتھر کے زمانہ کے چقماق کے بنے ہوئے ہتھیار اور ناپید جانوروں کی ہڈیاں برآمد ہوئی تھیں۔

**وہابی۔** مسلمانوں کا ایک مذہبی فرقہ جو محمد بن عبدالوہاب (۱۷۰۳ء-۱۷۹۲ء / ۱۱۱۵ھ-۱۲۰۶ھ) کا پیرو ہے۔ یہ نام ان کے مخالفین خصوصاً یورپی لوگوں کا دیا ہوا ہے۔ ورنہ وہ خود کو موحدین کہتے ہیں اور اپنے فرقے کو "طریقت" کہتے ہیں عقائد کے لحاظ سے وہ پختہ سنی اور امام حنبلؒ اور ابن تیمیہؒ کے پیرو ہیں وہ قرآن، حدیث اور صحاح ستہ کو مانتے ہیں لیکن بدعات کے سخت مخالف ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ سوائے خدا کے کسی کی تعظیم شرک ہے۔ اسی لئے قبروں اور مزاروں کا احترام بھی ان کے نزدیک شرک ہے دعا میں کسی پیغمبر یا بزرگ کا واسطہ دینا بھی شرک ہے۔ قرآن پاک میں تاویل کو گناہ سمجھتے ہیں۔ تسبیح پڑھنا بھی بدعت سمجھتے ہیں۔ اور نماز

باجماعت کو لازمی مانتے ہیں جنگ عظیم کے بعد سے عرب میں ان کی حکومت قائم ہو گئی ہے بعد انہوں نے سرزمین عرب اور خصوصاً مدینہ منورہ میں بزرگوں کے مزارات پر جو قبے اور مقبرے تھے سب منہدم کرا دیئے ہیں۔ ہندوستان میں بھی جب سر سید احمد شہید نے بدعات کے خلاف تحریک شروع کی تو مخالفین نے ان کو وہابی کہنا شروع کر دیا علمائے دیوبند کو بھی عموماً وہابی سمجھا جاتا ہے۔

**وی آنا۔** (Vienna) آسٹریا کا دارالحکومت دریائے ڈینیوب کے دائیں کنارے پر واقع ہے وی آنا کے اندر قدیم شہر قریب قریب گول دائرے کی شکل میں ہے ۱۹۱۸ء تک وی آنا آسٹرو ہنگری مملکت کا دارالحکومت اور سارے مشرقی یورپ کا تجارتی صدر مقام تھا ۱۹۱۱ء میں ہیبرگ کا دارالحکومت بنا تھا ۱۹۳۴ء میں وی آنا میں ایک سوشلسٹ انقلاب رونما ہوا۔ دوسری جنگ عالمگیر کے سالہائے ۱۹۳۹ء۔ ۱۹۴۵ء کے دوران میں شہر کی بہت سی تباہی ہوئی۔ وی آنا پہلے چار مختلف حکومتوں میں تقسیم تھا اور ہر زون پر ایک اتحادی طاقت کا قبضہ تھا۔ شہر اتحادی کونسل برائے آسٹریا کا صدر مقام ہے۔ آبادی اس شہر کی اٹھارہ لاکھ سے اوپر ہے۔

وی آنا کانگریس نے جو ۱۸۱۴ء اور ۱۸۱۵ء میں منعقد ہوئی نپولینی جنگوں کے بعد یورپ میں قیام امن کی تجدید کی۔

**ویٹنام۔** (Viet-Nam) جمہوریہ جو قبل ازیں فرانسیسی ہند چینی کے وفاق میں شامل تھی۔ اور اب دو حصوں شمالی اور جنوبی ویٹ نام میں منقسم ہے ۱۹۴۵ء میں اس کا قیام عمل میں آیا مجموعی رقبہ ۱۲۷۰۰۰ مربع میل اور آبادی ۲۲۸۲۰۰۰۰ کے لگ بھگ ہے۔

ویٹ نام کے قوم پرست عرصہ سے، ڈاکٹر ہوچی منہ کی زیر قیادت ویٹ نام کو فرانس کی غلامی سے نجات دلانے کی جدوجہد کر رہے تھے اور ملک میں سالہا سال سے خون خرابہ ہو رہا تھا قوم پرستوں نے ملک کے شمالی (Northern) علاقوں پر قبضہ کر کے وہاں اپنی آزاد حکومت قائم کر لی تھی۔ آخر معاہدہ جنیوا کی رو سے جولائی ۱۹۵۴ء میں ملک کو دو حصوں (شمالی اور جنوبی) میں تقسیم کر دیا گیا۔ جنوبی ویٹ نام میں مغربی طرز کی حکومت ہے جس کا دارالحکومت سائیگان (Saigan) ہے شمالی ویٹ نام میں اشتراکی حکومت ہے اور جس کا دارالحکومت ہنوئی ہے۔ ڈاکٹر ہوچی منہ اس حکومت کے سربراہ ہیں مذکورہ بالا معاہدہ کی ایک شق یہ بھی تھی کہ بالآخر دونوں حصوں کو متحد کر دیا جائے گا اور عوام کو اختیار دیا جائے گا کہ وہ جس طرز کی حکومت چاہیں قائم کریں۔

**ویٹ منہ** (دیکھو ویٹ منہ)

**ویٹو۔** (Veto) انگریزی لفظ ہے جو اردو میں بھی عام طور پر بولا اور سمجھا جاتا ہے، حاکم ملک مقننہ کی شاخ، یا کسی دوسری سیاسی طاقت کا وہ استحقاق، جس کی رو سے کسی قانون کی تشکیل یا نفوذ کو روکا جا سکتا ہے برطانیہ میں دارالامرا کو ہر قسم کی قانون سازی پر سوائے ایسی وضعات کے جن کا تعلق مالیات سے ہو التوا کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے تحریر میں تو شاہ برطانیہ ہر ایکٹ یا قانون کو ویٹو کر سکتا ہے مگر اس استحقاق کو اٹھارویں صدی سے عمل میں نہیں لایا گیا۔ یو این او کی سیکیورٹی کونسل میں ویٹو استعمال کیا جاتا ہے۔

**ویٹیکن (ریاست)** (Vatican State) - ۱۹۲۹ء عیسوی میں معاہدہ لیٹرن (LateranTreaty) کے تحت ایک نئی ریاست وجود میں آئی جس کا حاکم اعلیٰ پوپ کو تسلیم کیا گیا۔ یہ ریاست روم (Rome) کے درمیانی علاقے میں ہے اور اس کا رقبہ ایک سو نو ایکڑ کے قریب ہے اس میں پوپ کا محل (Vatican Palace) پوپ کی سرکاری رہائش گاہ، گرجا اور سینٹ پیٹرز کا اسکوائر (St. Peters(Square) موجود ہے۔

خود مختار اسقف اعظم اس کے انتظام کے لئے ایک گورنر مقرر کرتے ہیں گورنر ایک مجلس مشاورات نامزد کرتا ہے جو انتظام میں اس کی اعانت کرتی ہے۔ مگر ۱۹۲۹ء سے پیشتر یعنی ۱۸۷۰ء تک متعدد پاپائی ریاستیں اس علاقے پر حاوی تھیں جو نیپلز (Neples) سے دریائے پو (Po) تک پھیلا ہوا تھا اور پاپائے اعظم کے روحانی اقتدار کے ماتحت تھا حتی کہ ۱۸۷۰ء میں اس علاقے یعنی ان پاپائی

بیا سنغل کا الحاق اٹلی کی متحدہ سلطنت سے کر دیا گیا۔

**ویدوں کا زمانہ** وید ہندوؤں کی مقدس مذہبی کتابیں ہیں۔ جنہیں صرف ہندو پنڈت ہی سمجھ سکتے ہیں۔ بلکہ وہ بھی عموماً الفاظ پڑھنے کی حد سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ وید چار قسم کے ہیں اور ان کا زمانہ تدوین و ترتیب ... ۲ ق م سے ... ا ق م تک بتایا جاتا ہے یعنی تقریباً موسیٰ علیہ السلام سے کچھ قبل یا اُن کے زمانے میں۔ چاروں ویدوں کے نام یہ ہیں۔ رگ وید، اتھروید، سام وید اور یجُر وید۔ ہر وید کے ساتھ حاشی اور نوٹ ہیں تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو۔ یہ قدیم ترین آریوں کی زبان سنسکرت میں لکھے ہوئے ہیں جس کے جاننے والے انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔

**ویزا** (Visa) ویزا، پاسپورٹ پر اس امر کی تصدیق کہ اس کا امتحان کر لیا گیا ہے اور اُسے مقررہ وقت اور مقام پر بنظر پسندیدگی اور منظوری دیکھا جا چکا ہے
پاکستان اور ہندوستان کے مابین افراد کو ہر سال بیشمار ویزے دیئے جاتے ہیں جو اُن کے کام سفر اور نقل مکانی میں کام آتے ہیں۔

**ویسٹ انڈیز۔** (West Indies) غرب الہند

**ویسٹ منسٹر ابیے۔** (Westminster Abbey) انگلستان کے دارالحکومت لنڈن میں ایک مشہور گرجے کا نام جہاں شاہ انگلستان کی تاج پوشی ہوتی ہے۔ اس کے نام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پہلے رومن کیتھولک راہبوں کی ایک خانقاہ تھی۔ چنانچہ ساتویں صدی عیسوی میں اس جگہ ایک رومن کیتھولک گرجا موجود تھا جو پوپ بینیڈکٹ (Pope Benedict) کے وقت تعمیر ہوا تھا اور ایڈورڈ دی کنفیسر (Edward the Confessor) نے اس پر زرِ کثیر صرف کیا تھا اس کی دوبارہ تجدید ہنری سوم کے وقت ہوئی اس کے بعد ایڈورڈ سوم رچرڈ دوم، رچرڈ سوم اور ہنری ہفتم نے بھی کچھ اضافے کیے چنانچہ ہنری ہفتم کا اصل عمارت پر عمودا تعمیر کیا ہوا حصہ "ہنری چیپل" کہلاتا ہے اور یہ ایک نہایت خوبصورت دالان ہے۔ مغربی مینار اور پیشانی سینٹ پال کے مشہور انجینروں کے تعمیر کردہ ہیں۔

یہ گرجا شاہی گرجا ہے اگرچہ سینٹ پال انگلستان کا سب سے بڑا گرجا ہے۔ تاہم ویسٹ منسٹر کی اہمیت اس سے کم نہیں۔ بڑے بڑے قدیم شہنشاہ اور بادشاہ اسی جگہ مدفون ہیں اور اس کے علاوہ بے شمار نامور ہستیوں کی یادگاریں بھی اسی جگہ نصب ہیں۔ یہ گرجا ویسٹ منسٹر کیتھیڈرل سے بالکل مختلف ہے جو اس وقت تک قریب ہی رومن کیتھولک آرچ بشپ کا مسکن ہے۔ اس کی تکمیل ۱۸۹۵ اور ۱۹۱۵ کے درمیان ہوئی اور نقشہ اس کا ایک انجینر مسمی بنٹلے نے بنایا۔ یہ عمارت سرخ اینٹوں سے تعمیر ہوئی ہے اور طرزِ تعمیر عرمی ہے۔ گنبد ۲۸۳ فٹ اونچا ہے اور اندر بیل بوٹے اور نقش و نگار بکثرت ہیں۔

ان دونوں عمارتوں کے علاوہ ایک تیسری عمارت بھی قریب ہی ہے جس کو ویسٹ منسٹر ہال کہتے ہیں۔ یہ ہال پہلے پہل ضیافتوں کے لیے تعمیر ہوا تھا اور صدیوں تک اس میں تقریبات منائی جاتی رہیں۔ مگر موجودہ وقت میں یہ ایک نمائشی دالان رہ گیا ہے جو پارلیمنٹ کی عمارتوں کے عین سامنے ہے لیکن اگست ۱۹۰۵ء میں مسٹر بالفور وزیرِ اعظم نے فرانسیسی بحری افسروں کو یہیں دعوت دی تھی اسی جگہ چارلس اول، سر تھامس مور اور وارن ہیسٹنگز کے مقدمات کی سماعت ہوئی۔ جن میں سے صرف وارن ہیسٹنگز بری ہوا اور باقی دو قتل ہوئے۔

**ویسٹ منسٹر کا قانون** (Statute of Westminster) برطانوی پارلیمان نے دسمبر ۱۹۳۱ء کو ایک قانون پاس کیا جس کی رو سے ۱۹۲۶ء اور ۱۹۳۰ء میں منعقدہ شاہی کانفرنسوں کی منظور کردہ قراردادوں کو قانونی شکلیں دی گئیں اور برطانوی دولت مشترکہ کے مختلف حصوں کے باہمی قانونی تعلقات کی تشریحیں کی گئیں اس کی رو سے یہ تسلیم کر لیا گیا کہ برطانیہ اور دوسرے مستعمرات برابر کا درجہ رکھتے ہیں۔

**ویسٹ پوائنٹ** (West Point)
امریکی ملٹری اکیڈیمی کا مقبول عام نام، یہ اکیڈیمی نیویارک سے ۵۰ میل اُوپر دریائے ہڈسن کے کنارے، ویسٹ پوائنٹ کے مقام پر واقع ہے۔

**ویکسین** ۔ (Vaccine) ٹیکہ کی دوا میں بیماری کے مُردہ جراثیم ہوتے ہیں جس سے خون کے دانوں میں ان جراثیم کا مقابلہ کرنے کی طاقت پیدا ہو جاتی ہے اس قسم کا ٹیکہ لگانے والے کو ویکسی نیٹر (Vaccinator) کہتے ہیں۔

**ویکیم پمپ** ۔ (Vacuum Pump) ایسے آلات یا ایجادات ہیں جن کے ذریعہ سے بحری جہازوں یا کشتیوں سے ہوا خارج کی جائے یا زیادہ دباؤ کے تحت ان سے ہوا گزاری جائے۔ اس قسم کا سب سے پہلا پمپ سنہ ۱۶۵۰ء میں آٹو فان گورکے (گیریکی) نے ایجاد کیا اور تھوڑے عرصہ بعد اس میں رابرٹ بائل اور رابرٹ ہک نے ترقیات کیں جنہوں نے بالآخر اوّلین "آبی انجن" ایجاد کیا۔

**ویل** (Whale) مچھلی نما ایک مہیب جانور جو اس قدر بڑا ہوتا ہے۔ کہ کشتیوں بلکہ معمولی جہازوں کو اپنی ٹکر سے پاش پاش کر دیتا ہے، اگرچہ اس کی شکل وصورت مچھلی کی طرح ہوتی ہے۔ لیکن دراصل یہ مچھلی نہیں بلکہ ایک دودھ پلانے والا جانور ہے، جس کا خون بھی مچھلی کے خون کے مقابلے میں گرم ہوتا ہے۔
ویل کی لمبائی ۱۰۰ فٹ تک دیکھی گئی ہے۔ مادہ نر سے نصف کے قریب حجم رکھتی ہے، اکثر غول کے غول جھنڈ پھرتے ہیں اور معتدل سمندروں میں رہتے ہیں۔ اور اس سے ایک خاص قیمتی شے بلبن نامی حاصل ہوتی ہے مشک عنبر بھی اسی کے پیٹ سے حاصل ہوتا ہے۔ ان ہر دو اشیاء کے لئے نیزوں سے اس کا شکار کرتے ہیں جو بہت خطرناک ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ جانور گاہے گاہے ہوا میں سانس لینے کے لئے پانی سے باہر سر نکالتا ہے اسی لئے رائفل سے بھی اس کا شکار کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس حالت میں اس کی لاش کا پتہ لگنا مشکل ہو جاتا ہے بالعموم اس کا شکار نیزے سے کرتے ہیں جس کے ساتھ ڈوری بندھی ہوتی ہے۔ نیزہ مچھلی کے پیٹ میں پیوستہ ہو جاتا ہے اور لاش ڈوری کے ذریعے کھینچ لی جاتی ہے۔
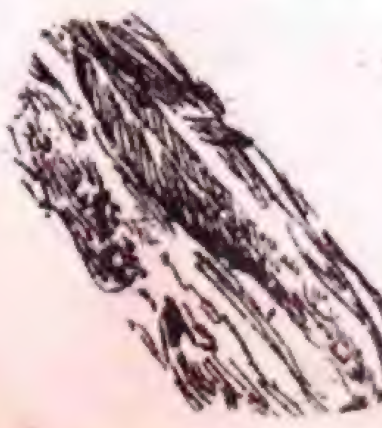
**ویلز** ۔ (Wales) برطانیہ عظمیٰ کا سب سے چھوٹا اور سب سے زیادہ مغربی حصہ ۱۳۵ میل لمبا اور ۳۷ سے ۹۵ میل تک چوڑا ہے، شمال، مغرب اور جنوب میں سمندر سے محیط ہے۔ بارہ اضلاع میں منقسم ہے۔ کوہستانی علاقہ ہے جس میں خوبصورت وادیاں ہیں۔ ان میں بیشمار ندی نالے بہتے ہیں۔ شمال میں بہ نسبت جنوب کے پہاڑ زیادہ ہیں رقبہ آٹھ ہزار مربع میل کے قریب اور آبادی چھبیس (۲۶) لاکھ کے لگ بھگ ہے۔

**ویل مچھلی کا تیل** ۔ ویل مچھلی کی ایک قسم سپرم ویل ہے اس کے چھلکوں سے تیل نکلتا اور بنتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کے تیس ٹن چھلکوں سے بیس ٹن سے زیادہ تیل برآمد ہوتا ہے۔ یہ تیل مختلف صنعتوں اور مرکبات میں کام آتا ہے۔

**ویلنگٹن** (Arthur Wellesley Wellington)
آرتھر ویلزلی ویلنگٹن (۱۷۶۹ - ۱۸۵۲) انگریزی جرنیل جس نے نپولین کو واٹرلو (Waterloo) کے مقام پر شکست فاش دی۔ اس نے سلطان ٹیپو کے خلاف محاصرہ سرنگا پٹم میں بھی حصہ لیا۔ ۱۸۲۸ء میں ویلنگٹن برطانوی وزیر اعظم بنا۔

**ویمبلے** (Wembley) انگلستان کے ایک حصہ مڈل سکس (Middle Sex) کا ایک میونسپل علاقہ جو لندن کے شمال مغرب میں واقع ہے یہاں ۱۹۲۴ء میں انگلستان کی ایک عظیم الشان نمائش منعقد ہوئی اور اسی سال کھیلوں کے لئے وہاں ایک مرکز بنایا گیا

**ویسٹ پوائنٹ** (West Point)
امریکی ملٹری اکیڈمی کا مقبول عام نام۔ یہ اکیڈمی نیویارک سے ۵۰ میل اوپر دریائے ہڈسن کے کنارے، ویسٹ پوائنٹ کے مقام پر واقع ہے۔

**ویکسین** ۔ (Vaccine) ٹیکہ کی دوا میں بیماری کے مردہ جراثیم ہوتے ہیں جس سے خون کے دانوں میں ان جراثیم کا مقابلہ کرنے کی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس قسم کا ٹیکہ لگانے والے کو ویکسی نیٹر (Vaccinator) کہتے ہیں۔

**ویکیوم پمپ** ۔ (Vacuum Pump) ایسے آلات یا ایجادات ہیں جن کے ذریعہ سے بحری جہازوں یا کشتیوں سے ہوا خارج کی جائے یا زیادہ دباؤ کے تحت ان سے ہوا گزاری

لینے کے لئے پانی سے باہر سر نکالتا ہے اسی لئے رائفل سے بھی اس کا شکار کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس حالت میں اس کی لاش کا پتہ لگانا مشکل ہو جاتا ہے بالعموم اس کا شکار نیزے سے کرتے ہیں جس کے ساتھ ڈوری بندھی ہوتی ہے۔ نیزہ مچھلی کے پیٹ میں پیوستہ ہو جاتا ہے اور لاش ڈوری کے ذریعے کھینچ لی جاتی ہے۔

**ویلز** ۔ (Wales) برطانیہ عظمیٰ کا سب سے چھوٹا اور سب سے زیادہ مغربی حصہ ۱۳۵ میل لمبا اور ۳۷ سے ۵۷ میل تک چوڑا ہے، شمال، مغرب اور جنوب میں سمندر سے محیط ہے۔ بارہ اضلاع میں منقسم ہے۔ کوہستانی علاقہ ہے جس میں خوبصورت وادیاں ہیں۔ ان میں بیشمار ندی نالے بہتے ہیں۔ شمال میں بر نسبت جنوب کے پہاڑ زیادہ ہیں

جس میں ایک لاکھ کے قریب تماشائی سما سکتے ہیں ۱۹۶۰ء میں اولمپک کھیلیں بھی اسی جگہ ہوئیں آبادی ۱۲½ لاکھ کے قریب ہے۔

**وینی زویلا** (Venzuela) جنوبی امریکہ کی جمہوریہ جس کا رقبہ ۳۶۲۷۰۰ مربع میل اور آبادی ۵۹ لاکھ ہے۔ یہ جمہوریہ ۱۸۲۰ میں قائم ہوئی۔

**وینس** (Venus) اٹلی کا شہر بندرگاہ اور بحری بیڑے کا اہم مرکز ہے بحیرہ ایڈریاٹک کے کنارے کم و بیش آٹھ جزیروں کو ملا کر بنا ہے اور دنیا کے خوبصورت ترین شہروں میں شمار ہوتا ہے۔ شہر میں سڑکوں اور ریلوں کی بجائے خاص قسم کی کشتیوں جنہیں گنڈولا Gondolas کہتے ہیں۔ اور موٹر کے ذریعہ چلنے والی کشتیوں کے ذریعہ آمد و رفت ہوتی ہے جزیروں کو پلوں کے ذریعہ ملا کر اُن پر ریلیں چلائی گئی ہیں۔

باز نطینی سلاطین کے زمانے کے گرجے قابل دید ہیں۔ چوتھی صدی کی عمارات جن میں سینٹ مارک کا گرجا اور ڈاجیز پیلیس (Dojes Palace) شامل ہیں اہم تاریخی عمارات ہیں۔

شیشہ اور عمدہ قسم کا کپڑا وینس کی قدیم مصنوعات ہیں آبادی ۳½ لاکھ کے قریب ہے۔

**ویول، لارڈ** (Archibald Wavell)

(۱۸۸۳–۱۹۵۰) ایک برطانوی فیلڈ مارشل ہے عسکری تاریخ کا سنجیدہ مطالعہ کرنے والے دوسری جنگ عظیم کا بہترین انگریز جرنیل خیال کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ویول کو شمالی افریقہ میں پے در پے شکستیں ہوئیں مگر جن حالات میں اس نے نہایت قلیل فوج اور محدود وسائل کے ساتھ رومیل جیسے شاطر جرنیل کا مقابلہ کیا وہ اس کے عسکری کمال کو نمایاں طور پر روشن کرتے ہیں۔ مزید برآں ویول کو تین محاذ سونپے گئے تھے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ ویول کے لئے اس وقت فیصلہ کن معرکے سَر کرنا اتنا ضروری نہ تھا۔ جتنا غنیم کو مصروف رکھنا۔ جولائی ۱۹۴۳ء سے ۱۹۴۷ء تک ہندوستان کا وائسرائے بھی رہا۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ویول نہ صرف ایک جرنیل تھا۔ بلکہ ہوشمند سیاستدان بھی تھا۔

وائسرائے مقرر ہونے سے پیشتر جولائی ۱۹۴۱ء میں ہندوستانی افواج کا کمانڈر انچیف بھی رہا۔ اور ۱۹۵۰ء میں انگلینڈ میں وفات پائی۔

# ہ

**ہابیل وقابیل** ۔ حضرت آدم علیہ السلام کے دو لڑکے تھے جن کا ذکر قرآن پاک میں بھی ہے ۔ ہابیل کو قابیل نے قتل کردیا ۔ اس کی وجوہ مختلف بیان کی گئیں ہیں کوئی کہتا ہے کہ ایک لڑکی کے متعلق جھگڑا تھا جس سے قابیل شادی کرنا چاہتا تھا لیکن جس کو ہابیل سے منسوب کردیا گیا تھا ۔ بعض کہتے ہیں کہ کھیتی کے متعلق دونوں میں نااتفاقی ہوگئی تھی اور بعض نے کہا ہے کہ دونوں نے منت مانی تھی ۔ ہابیل کی نذر قبول ہوگئی اور قابیل کی نامنظور ۔

بہرحال یہ دنیا میں پہلی انسانی موت تھی اس لئے قابیل کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ لاش کو کس طرح ٹھکانے لگائے ۔ بعض روایتوں میں ہے کہ وہ ایک عرصہ تک اس لاش کو لئے لئے پھرتا رہا ۔ آخر جب ایک کوے نے دوسرے مردہ کوے کو اپنی چونچ سے زمین کھود کر اس میں گاڑ دیا تب اس کی بھی سمجھ میں آیا کہ بھائی کی لاش کو دفن کردینا چاہئے ۔ چنانچہ اس وقت سے مردہ دفن کردینے کا طریقہ رائج ہوا ہے ۔

**ہاتھ** (Hand) جسم انسانی کا اہم عضو جو چھونے اور پکڑنے کے لئے مخصوص ہے ۔ بازو کے سرے پر واقع ہے اس میں چار انگلیاں اور ایک انگوٹھا ہوتا ہے جن میں کل چودہ گانٹھیں ہوتی ہیں ۔ گویا ہر انگلی میں تین اور انگوٹھے میں دو گانٹھوں کی ہڈیاں ، ہتھیلی کی ہڈیوں سے وابستہ ہوتی ہیں ۔ چھونے کا کام ہتھیلی کی سطح اور انگلیوں کے سروں سے متعلق ہوتا ہے

آدمی نے اس عضو (ہاتھ) کے ذریعے سے بہت بڑی مہارت حاصل کر رکھی ہے بالخصوص نازک ہتھیاروں اور اوزاروں کے بنانے اور استعمال کرنے میں جانوروں میں بندر اور اس قبیل کے دوسرے جانوروں کے ہاتھ انسان کے ہاتھ سے مشابہ ہوتے ہیں ۔

(۲) ہاتھ ایک پیمائشی معیار یا پیمانہ بھی ہے ۔ گھوڑے کی اونچائی کے لئے چار انچ کا ہوتا ہے اور عام لمبائی کے ناپنے کے لئے دو ہاتھ کا ایک گز ہوتا ہے

**ہاتھی** (Elephant) ایک سونڈ دار مہیب اور کوہ پیکر جانور جو افریقہ ، برما ، ہندوستان اور مشرقی پاکستان کے جنگلوں میں پایا جاتا ہے ۔ دودھ پلانے والا چوپایہ ہے ۔ پورے قد کے ہاتھی کا وزن ۱۰۰ من کے لگ بھگ ہوتا ہے اور اونچائی کندھوں تک ۳ سے چار گز تک ہوتی ہے ۔ افریقہ میں نر و مادہ ہر دو کے لمبے لمبے دانت باہر نکلے ہوتے ہیں لیکن ہندوستان میں یہ دانت صرف نر ہاتھی کے ہوتے ہیں ۔ یہ دانت ملائم اور کھدائی کے ڈھب کے ہوتے ہیں اس لئے بہت قیمت پاتے ہیں ۔ ہندوستان اور برما کے ہاتھی سدھائے جاتے ہیں ۔ لیکن افریقی ہاتھی پالتو حالت میں بہت کم دیکھے جاتے ہیں ۔ تاہم یہ امر یقینی ہے کہ وہ ہاتھی بھی سدھائے جا سکتے ہیں ۔ چنانچہ قرآن پاک کی سورۃ الفیل کے مطابق یمن کے حاکم ابرہہ نے جو ملک حبش (افریقہ) کا رہنے والا تھا ۔ ہاتھیوں ہی سے مکہ معظمہ پر حملہ کیا تھا ۔ جو یقیناً افریقی ہونگے

ہاتھی کی سونڈ نہایت کارآمد چیز ہے ۔ اس سے وہ تمام کام کرتا ہے جو ہم ہاتھوں سے کرتے ہیں یہاں تک کہ سوئی کو بھی اٹھا لیتا ہے ۔ خوراک اسی کے ذریعے صاف کرکے کھاتا ہے اور پانی اسی کے ذریعے پیتا ہے ۔ سونڈ کو پانی سے بھر کر منہ میں انڈیل لیتا ہے اور پھر حسب ضرورت اسی سونڈ سے پانی

نکال کر جسم پر ڈال دیتا رہتا ہے۔ ہاتھی بھینس کی طرح کا جانور ہے اور گرمی سے گھبراتا ہے نہایت سمجھ دار جانور ہے مہاوت کے اشاروں پر کام کرتا ہے ہنستا اور خوش بھی ہوتا ہے۔ سواری اور بوجھ اٹھانے کے کام بھی آتا ہے۔

**ہاٹن ٹاٹ** (Hottentats) جنوبی افریقہ کے دیسی قبائل کا نام جو ڈچ آباد کاروں نے رکھا۔ یہ لوگ کیپ کالونی (جنوبی افریقہ) کے تمام علاقے پر قابض تھے لیکن ڈچ لوگوں نے ان کو نکال باہر کیا تاہم جنوب مغربی افریقہ میں اب بھی یہ لوگ آباد ہیں یہ لوگ مویشی پالنے اور زراعت کے کام میں مشغول رہتے ہیں۔ لیکن کانوں سے لوہا نکال کر اسے تیار کرنا بھی جانتے ہیں۔

**ہادی مچھلی شہری۔** مشہور شاعر ۱۸۹۰ء کے ارد گرد مچھلی شہر (بھارت) میں پیدا ہوئے آپ کے والد محترم مولوی عبدالرزاق صاحب المتخلص بہ شاکر سب جج تھے اور شاعر بھی تھے ہادی صاحب نے عربی فارسی کی تعلیم کتب میں حاصل کی اور انگریزی تعلیم کی تکمیل علی گڑھ میں ہوئی الہ آباد میں بحیثیت ایڈووکیٹ پریکٹس شروع کی۔

صغر سنی سے ہی آپ کی طبیعت شعر و شاعری کی طرف مائل تھی شروع میں حضرت جلیل سے اصلاح لی آپ کے اردو کے دو دیوان مشہور ہیں ایک میں غزلیات ہیں۔ اور دوسرے کا تعلق مذہبی اور اخلاقی منظومات سے ہے اس کے علاوہ آپ کا فارسی رباعیات قصائد منظومات کا ایک دیوان ہے آپ کے نظم و نثر کے مضامین ممتاز ایرانی مجلات میں شائع ہو چکے ہیں۔

**ہاراکیری** (Hara Kiri) جاپانی لفظ ہے جس کے لفظی معنی خوش انجام کے ہیں یہ خودکشی کی ایک قسم ہے جس میں خود انسان اپنے اوپر وار کرتا ہے اور اگر پہلے وار کے بعد اس میں سکت یا جرأت نہ رہے تو پھر اس کے ساتھی اس کو ختم کر دیتے ہیں۔ اس قسم کی خودکشیاں جاپان میں عام تھیں اور ان کو ایک مستحسن فعل خیال کیا جاتا تھا۔ لیکن اب ان کا رواج بہت کم ہے کیونکہ حکومت نے امتناعی قوانین نافذ کر دیئے ہیں۔

سابقہ جنگ میں جاپانی ہوا باز غیر معمولی جرأت سے کام لے کر یورپی اور امریکی جہازوں پر بمباری کرتے تھے۔ اس بات سے تمام دنیا حیران تھی لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ جو لوگ ہاراکیری کے قائل تھے ان کو اسی قسم کی ہوائی خودکشی اختیار کرنے پر آمادہ کر لیا گیا تھا اور چونکہ ان کا مقصد ہی مرنا تھا اس لئے یہ جہازوں کے عین اوپر پہنچ کر دشمنوں کے جہازوں کی چمنیوں میں بم گراتے تھے پرل ہاربر (Pearl Harbour) میں جو امریکی بیڑا تباہ کیا گیا تھا، اس میں بھی بڑی تعداد اسی قسم کے آدمیوں کی تھی۔

**ہارٹمین، پال رچرڈ** (Hartmann, Paul Richard) جرمن یونیورسٹی پروفیسر اور ماہر اسلامیات ہیں ۱۸۶۳ء میں پیدا ہوئے اور برلن یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی۔ آپ فلسفہ کے ڈاکٹر ہیں۔ اسلام کے بارے میں آپ کی کتابیں شہرہ آفاق ہیں۔ آپ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کے ایڈیٹر بھی ہیں۔ اور جرمنی کی کئی یونیورسٹیوں میں پروفیسر رہ چکے ہیں۔ ۱۹۰۷ء سے برلن یونیورسٹی میں عربی کے پروفیسر ہیں۔

تصنیفات (جرمن میں)

فلسطین۔ عربوں کے عہد حکومت میں۔

اسلام۔ تازک دور میں۔

اسلام اور نیشنلزم وغیرہ وغیرہ

**ہارمونیم۔** (Hormonium) ہارمونکس

ہم رنگ سروں کے پیدا کرنے کو کہتے ہیں ۔ یہ سریں وائبن کے تاروں کو ایک مخصوص طریق سے ملانے سے پیدا ہوتی ہیں اور بالکل بانسری کی تان کی طرح ہوتی ہیں۔ اس قسم کے سروں کے لئے ایک علیحدہ اور مخصوص ساز بنایا گیا ہے۔ جس کو ہارمونیم کہتے ہیں۔ اس میں ۲۱ سے ۲۴ کے قریب سُر ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ ۱۵ کے قریب درمیانی یعنی غیر قدرتی سر ہوتے ہیں قدرتی سر سفید ہوتے ہیں اور غیر قدرتی سیاہ ۔ سات سروں کا مجموعہ سپتک کہلاتا ہے اور ہر باجے میں تین سپتک ہوتے ہیں۔ ہر سپتک میں سات سُر قدرتی اور قائم یعنی سفید ہوتے ہیں اور پانچ غیر قدرتی کومل یا سیاہ ہوتے ہیں ۔

سات قدرتی سُروں کی شکل ذیل میں درج ہے

**بائیں سے دائیں**

سفید سر ہیں۔ سیاہ سروں کے نام انہیں سروں کے نام پر ہیں۔ مثلاً ساکومل رے کومل وغیرہ۔ انہیں سات سروں کے اتار چڑھاؤ سے راگ پیدا کیا جاتا ہے۔

آلہ موسیقی کی ایک اور قسم موتھ ہارمونیم (Mouth Harmonium) یا موتھ آرگن ہے۔ یہ چھوٹا سا باجا ہوتا ہے جو منہ کے ذریعے بجایا جاتا ہے۔ اس کے اندر علیحدہ علیحدہ سر لگے ہوتے ہیں بجانے والا ہوا داخل کرتا ہے یا منہ میں کھینچتا ہے اور اس سے سریں پیدا ہوتی ہیں اس کے مشاق لوگ نہایت لطیف راگ پیدا کر سکتے ہیں

**ہاروت و ماروت** ۔ دو فرشتے جن کا قرآن پاک میں بھی ذکر ہے ان کے بارے میں مشہور ہے کہ بابل کے کنوئیں میں مقید ہیں اور لوگوں کو جادو سکھلاتے ہیں۔ لیکن سکھلانے سے قبل سیکھنے والوں کو آگاہ کر دیتے ہیں کہ جادو سے ایمان جاتا رہتا ہے یہ فرشتے ایسا جادو بھی سکھاتے ہیں ۔ جس سے عورت اور مرد میں پھوٹ پڑ جائے۔ بعض لوگوں نے ان کے بارے میں بتلایا ہے کہ ایک مرتبہ ان فرشتوں نے انسان کی معصیت کو دیکھ کر کہا کہ اگر ہم انسان کی جگہ ہوتے تو نہایت پاکباز رہتے۔ اس پر خدائے تعالیٰ نے ان کی آزمائش کے واسطے ان کو دنیا میں بھیج دیا اور کہہ دیا کہ اگر تم معصیت میں پھنس گئے تو اس کی سزا دنیا ہی میں دی جائیگی۔ چند ہی روز میں یہ ایک فاحشہ عورت کے دام فریب میں آ گئے اور اس کی پاداش میں ان کو بابل کے کنوئیں میں قید کر دیا گیا ۔

**ہارون علیہ السلام** ۔ (Harun) حضرت موسیٰ کے بڑے بھائی۔ انجیل کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ چالیس برس تک یہودیوں کے سردار کاہن رہے جس وقت بنی اسرائیل مصر سے نکل کر فلسطین کو آئے آپ حضرت موسیٰؑ کے ہمراہ تھے جب حضرت موسیٰؑ کوہ طور پر جلوہ کے مشاہدے کے لئے گئے تو وہ حضرت ہارونؑ کو بنی اسرائیل کی ہدایت اور تبلیغ کے لئے پیچھے چھوڑ گئے لیکن بنی اسرائیل کے اکثر افراد گمراہ ہو گئے اور انہوں نے گوسالہ پرستی اور اس قسم کی مشرکانہ حرکات شروع کر دیں۔ چنانچہ موسیٰ نے واپسی پر ہارونؑ کو سخت تنبیہ فرمائی اور قوم کی اصلاح کے لئے بیش از بیش تکالیف برداشت کیں قرآن پاک میں اس قصے کا ذکر بوضاحت آتا ہے۔

**ہارون الرشید**۔ عباسیہ خاندان کے خلیفہ مہدی کے بعد اس کا بڑا بیٹا ہادی خلیفہ ہوا۔ ۱۵ ربیع الاول ۱۷۰ھ میں ہادی کے انتقال کے بعد اس کا دوسرا بھائی ہارون الرشید تخت سلطنت پر متمکن ہوا۔ اس کی انصاف پسندی اور ہر دلعزیزی کو الف لیلے کی کہانیوں نے ضرب المثل بنا دیا ہے۔ تخت نشینی کے موقع پر اس کی عمر بائیس سال کی تھی۔ وہ خود بڑا عالم اور علم دوست تھا۔ اس کے زمانہ میں مختلف علوم و فنون کی کتابیں جن کو عرصہ سے دنیا فراموش کر چکی تھی۔ بغداد میں آکر عربی لباس میں منظر عام پر آئیں۔ امام مالک، امام شافعی۔ امام محمد اور امام موسیٰ کاظم اس دور کے نامور علماء میں سے تھے امام یوسف قاضی القضاۃ تھے جو فقہ حنفی میں بہت بلند حیثیت کے

عالم تھیں اُن کے علاوہ علوم ہندسہ، ہیئت، نجوم اور فلسفہ کے ماہرین بھی بکثرت موجود تھے۔

ہارون الرشید میدان جنگ میں شیر دل سپاہی، خوشی کی محفلوں میں زندہ دل نوجوان، راتوں کے پچھلے حصوں میں زاہد شب بیدار تھا۔ رعایا اس کے حسن انتظام سے مطمئن تھی راستے بالکل محفوظ تھے دولت کی فراوانی تھی شہر بارونق تھے ہر گھر میں عیش و آرام میسر تھا بغداد کی آبادی اُس وقت سترہ لاکھ سے اوپر تھی۔ ابتدائی دور میں چند اندرونی بغاوتوں سے اس کو سابقہ پڑا جن پر بہت جلد اس نے قابو پالیا امام حسنؓ کے پڑپوتے ادریس اور یحییٰ بن عبداللہ نے علم بغاوت بلند کیا لیکن ناکام رہے ادریس نے ہسپانیہ جا کر اموی خاندان کے آخری تاجدار ہشام کے کھنڈرات پر ایک نئی حکومت قائم کرلی مگر یحییٰ کو ہارون الرشید نے معاف کردیا اور وہ بغداد چلے آئے شورشیوں اور خارجیوں کی گوشمالی کرکے اُن کو ٹھنڈا کردیا۔ رومیوں پر متعدد بار فوج کشی کرنا پڑی اور ہمیشہ فتحیاب رہا اور رومی خراج ادا کرتے رہے۔

اس کی ملکہ زبیدہ خاتون ہارون الرشید کی طرح ایک نیک دل پارسا اور عبادت گزار خاتون تھی۔ مکہ معظمہ کی نہر زبیدہ قیامت تک اس کے لئے توشۂ آخرت فراہم کرتی رہے گی۔

فرانس کے بادشاہ شارلمین کے تحفہ کے جواب میں ہارون نے جو تحائف بھیجے تھے ان میں ایک عجیب و غریب گھڑی تھی۔ جب گھنٹہ پورا ہو جاتا تو اس کے اندر سے چند پیتل کے سوار گھڑیال بجاتے ہوئے باہر نکل آتے تھے عربی صناعی کے اس نادر نمونہ کو وحشی فرانسیسیوں نے جنون کا کھیل سمجھا مسلمانوں کی صنعت و حرفت میں ترقی کی یہ عجیب و غریب مثال ہے۔

خراسان میں ایک بغاوت کھڑی ہو گئی تھی۔ اس مہم پر ہارون خود جارہا تھا کہ راستہ میں بیمار ہوگیا اور تین دن کے بعد بروز شنبہ ۳ رجمادی الثانی ۱۹۳ھ کو طوس کے قریب ایک گاؤں میں انتقال کیا اور یہیں مدفون ہوا۔

اس کے دور حیات پر ایک نہایت بدنما داغ قتل برامکہ ہے۔ ہارون کی شہزادگی کے ایام میں اس کے باپ نے یحییٰ بن خالد بن برمک کو اس کا اتالیق مقرر کیا تھا۔ ایک دفعہ اس کے بھائی ہادی نے ہارون کے بجائے اپنے بیٹے کو ولیعہد کرنا چاہا تھا یحییٰ برمکی کی تدبیروں نے اس کے منصوبہ کو ناکام کردیا۔ ہارون بھی یحییٰ کا پاس



ادب بہت ملحوظ رکھتا تھا۔ جب بادشاہ ہوا تو اپنے شفیق اتالیق کو قلمدان وزارت سپرد کر کے سیاہ و سفید کا مالک کردیا جب یحییٰ ضعیف ہو کر مستعفی ہوا تو اس کا بیٹا جعفر وزیر ہوا اس کے دوسرے بھائی فضل، موسیٰ اور محمد بھی بڑے بڑے اہم عہدوں پر سرفراز تھے اس خاندان کی سخاوت نے حاتم کے افسانوں کو پھیکا کردیا تھا۔ کوئی کنگال ایسا نہ تھا جو اُس خاندان کے کسی فرد سے ایک بار ملنے کے بعد امیرالامراء ہو گیا ہو۔ برامکہ کا اقبال پورے اوج پر تھا اُن کی داد و دہش نے ہر طرف ان کے مداح پیدا کر دیئے تھے۔ لیکن درباریوں میں چند حاسد بھی پیدا ہو چکے تھے جو ان کی ہر دلعزیزی دیکھ کر اندر ہی اندر سلگ رہے تھے ان میں فضل بن ربیع نے ہارون الرشید کو یقین دلا دیا کہ یحییٰ بن عبداللہ کو جو برامکہ کی نگرانی میں ہے یہ لوگ خلیفہ بنانا چاہتے ہیں اور ہارون الرشید کو معزول کرنے کی فکر میں ہیں چنانچہ بعض واقعات نے اس کی کسیقدر تصدیق بھی کردی۔ ایک رات خواجہ سرا مسرور نے جعفر کو شاہی محل کے اندر قتل کردیا۔ یحییٰ فضل، موسیٰ اور محمد قید کر لیئے گئے اور ان کے سارے املاک ضبط کر لیئے گئے۔ ۱۸۷ھ کی ایک شب میں یہ واقعہ ہوا۔ اور صبح کسی کی مجال نہ تھی کہ برامکہ کا نام بھی لے سکے ۱۹۰ھ میں یحییٰ اور تین سال بعد فضل نے قید خانہ میں انتقال کیا۔ ان دونوں کے بعد موسیٰ اور محمد رہا کر دیئے گئے۔ برامکہ کے خون ناحق کے بعد ہارون کی شگفتگی بھی جاتی رہی تھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنی احسان فراموشی اور جلد بازی پر کچھ پشیمان سا ہے۔

**ہاری (کسان)** سندھی زبان میں "ہاری" کسان کو کہتے ہیں۔ علاقہ سندھ میں اُن کی تعداد بیس لاکھ کے قریب ہے۔ زرعی اصلاحات اور تنسیخ جاگیرداری سے قبل کسی ہاری کے قبضہ میں بالشت بھر زمین بھی نہیں تھی یہ لوگ جاگیرداروں اور بڑے زمینداروں کی زمینوں پر ازمنۂ وسطیٰ کے غلاموں کی طرح کام کرتے تھے۔

لفظ ہاری اصل میں عربی لفظ حارث (یعنی کاشت کرنے والا) کی تخریب ہے۔ خود سندھی کسان بھی اپنے آپ کو حارث ہی سمجھتے ہیں مگر انگریزی زبان میں آکر اس لفظ کا حلیہ بگڑ گیا۔

**ہاشم**۔ ہاشم عبد مناف کے بیٹے اور حضرت عبدالمطلب کے والد تھے انہی کے نام پر ان کی اولاد ہاشمی کہلائی۔
دولت و رسوخ کے مالک اور بااثر سردار تھے عبدالدار کے خاندان سے حاجیوں کو کھانا کھلانے اور پانی پلانے کا کام واپس لے کر اسے نہایت خوبی سے سرانجام دیا۔ قیصر روم سے یہ رعایت حاصل کی کہ اس کے ملک میں قریش جب تجارت کے لئے جائیں تو ان سے کوئی ٹیکس وصول نہ کیا جائے۔ شاہ حبش سے بھی اسی قسم کا فرمان حاصل کیا عرب کے قبائل سے یہ معاہدہ کیا کہ وہ قریش کے تجارتی قافلہ کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔
آپ عبدالمطلب کی پیدائش سے پہلے ہی وفات پا چکے تھے۔

**ہاشم بن عقبہ** رض۔ کنیت ابوعمرو۔ لقب مرقال۔ مشہور صحابی اور فاتح ایران سعد بن ابی وقاص کے بھتیجے ہیں فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے اور تمام اسلامی جنگوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ شام کی فتوحات میں خالد بن ولید کے ساتھ تھے جنگ یرموک میں ایک آنکھ جاتی رہی شام کے علاوہ ایران کی جنگوں میں بھی لڑتے رہے۔
حضرت عمرؓ نے معرکہ قادسیہ کے لئے چھ ہزار کی جمعیت دے کر انہیں روانہ کیا۔ چنانچہ اس معرکہ میں انہوں نے کمال بہادری دکھائی۔
سعد بن وقاص نے ۱۲ ہزار فوج دے کر انہیں جلولا بھیجا۔ جہاں انہوں نے یزدگرد سے مقابلہ کیا۔ اور اسے شکست دے کر دجلہ کے مشرقی ساحل پر قبضہ کر کے مہرور پہنچے۔ اور رفتہ رفتہ سواد دجلہ کا سارا علاقہ فتح کر لیا بعد میں جلولا فتح کیا جس میں دس لاکھ روپے کا مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا جنگ جمل میں حضرت علیؓ کی حمایت میں لڑے۔ اور جنگ صفین میں بھی انہی کی حمایت میں لڑتے ہوئے شہید ہوگئے۔

**ہاشم خاں**۔ سکوائش کے مشہور پاکستانی کھلاڑی پشاور ڈویژن کے رہنے والے ہیں۔ ابتدا میں وہ رائل پاکستان ائیر فورس کے پشاور میس میں سکوائش کے کھلاڑیوں کی گیندیں اٹھا کر دینے پر متعین تھے۔ فضائیہ کے افسروں کو جب کبھی کھیلنے کے لئے کوئی ساتھی نہ ملتا تو وہ ہاشم کے ساتھ کھیلتے اس دوران میں انہوں نے ایسی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا کہ پرانے کھلاڑی بھی ششدر رہ گئے ۱۹۵۱ء میں میس کے ممبروں نے ایک ایک دن کی تنخواہ دے کر ہاشم کو مقابلے کے لئے لندن بھیجا جہاں انہوں نے عالمی چمپیئن شپ جیتی اور یہیں سے انہوں نے عالمی شہرت حاصل کی اس وقت سے دنیا بھر میں سکوائش کے بہترین کھلاڑیوں میں ان کا نام سرفہرست ہے۔ ان کی عمر اس وقت ۴۵ سال ہے اور وہ عنقریب ریٹائر ہوجائیں گے۔ ان کے بھائی اعظم خاں بھی سکوائش میں بین الاقوامی شہرت کے مالک ہیں۔

**ہاضمہ** (Digestion) جسم کی حرارت اور حرکات میں توانائی پیدا کرنے کے لئے غذا کی ضرورت ہے جسم انسانی چھوٹے چھوٹے جاندار خانوں (Cells) سے مل کر بنتا ہے۔ یہ خانے روزانہ لاکھوں کی تعداد میں فنا ہوتے رہتے ہیں۔ ان کی جگہ نئے خانوں کو بنانے کے لئے بھی غذا کی ضرورت ہے تاکہ وزن صحیح حالت پر برقرار رکھا جاسکے۔ قبل اس کے کہ کھانا ہضم ہو کر جزو بدن بن سکے اسے پیس کر پتلا کرنا پڑتا ہے۔ نیز اس میں کچھ کیمیاوی اشیاء شامل کرنا پڑتی ہیں۔
عمل ہضم دراصل منہ سے شروع ہو جاتا ہے جبکہ دانتوں سے لقمہ کو چباتے ہیں چباتے وقت اس میں لعاب دہن (Saliva) شامل ہو کر غذا میں کیمیاوی تبدیلیاں پیدا کر دیتا ہے۔ کھانا معدے میں پہنچتا ہے تو کیمیاوی اثرات کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور معدہ کے عضلات غذا کو خوب بلوتے ہیں معدے میں ایک قسم کے ترشے (Gastric Juices) پیدا ہو کر غذا میں مل جاتے ہیں اور گوشت کو قابل ہضم بنانے میں امداد دیتے ہیں۔ اچھی طرح سے رقیق اور ترشوں سے گھل مل جانے کے بعد غذا چھوٹی آنتوں میں پہنچتی ہے۔ جہاں جگر، لبلبہ اور آنتوں سے نکلے ہوئے ہاضم عرق اپنے اپنے مخصوص کیمیاوی اثرات غذا کے مختلف حصوں پر کرتے ہیں۔ اور فعل ہضم میں مزید امداد ملتی ہے چھوٹی آنتوں کے نصف حصہ تک پہنچتے پہنچتے غذا ہاضمہ کے لئے بالکل تیار ہو جاتی ہے اور آنتوں میں دوڑتا ہوا خون باریک شریانوں کی دیواروں کے ذریعہ سے غذا میں سے ان عناصر کو کھینچ لیتا ہے

جن کی جسم کو ضرورت ہے اور غیر ضروری اشیاء واپس دے دیتا ہے۔

بڑی آنتوں میں پہنچتے پہنچتے فعل ہضم قریب قریب مکمل ہو چکا ہوتا ہے۔ غذا ختم ہو کر اس کی جگہ فضلہ جمع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس فضلے کو دور کرنے کے لئے بڑی آنتیں اپنی دیواروں کے ذریعہ پانی جذب کر کے اسے نرم اور قدرے پتلا کرتی ہیں۔ جو چیزیں ہضم نہیں ہو سکتیں مثلاً ترکاریوں کے سخت ریشے وہ بھی یہاں موجود ہوتی ہیں اور عموماً صبح کے وقت آنتوں کے عضلات میں لہریں پیدا ہو کر یہ تمام فضلات خارج ہو جاتے ہیں۔

## ہاکنز (Hawkins) (۱۵۳۲ء-۱۵۹۵ء)

ایک انگریز جہاز راں جسے تاریخ میں زیادہ تر اس لئے یاد کیا جاتا ہے کہ اس نے حبشیوں کی بردہ فروشی کی تجارت کی ترویج کی۔ وہ افریقہ سے انہیں زبردستی اٹھا کر جزائر غرب الہند لے جاتا اور وہاں کی منڈیوں میں انہیں فروخت کر دیتا۔ سر جان ہاکنز نے ہسپانوی آرمیڈا (Spanish Armada) کے خلاف لڑائی میں بھی حصہ لیا تھا۔ اس وقت اس کا منصب نائب امیر البحر کا تھا۔

## ہاکی (Hockey)

یہ کھیل بھی فٹ بال کے مشابہ ہے۔ اتنا ہی بڑا میدان، دونو جانب گیارہ گیارہ کھلاڑی اور کھیل کے قواعد و ضوابط بھی کم و بیش یکساں ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ گیند گول کے دہانے سے ۲۵ گز کے فاصلے سے اندر پھینکی جا سکتی ہے۔

ہاکی میں گیند چمڑے کی ہوتی ہے جیسی کرکٹ میں نیز کھلاڑیوں کے ہاتھوں میں لچکدار اسٹکیں (Sticks) ہوتی ہیں جن کے نچلے سرے کسی قدر آگے کو خمیدہ ہوتے ہیں کھیل شروع کرتے وقت دونوں ٹیموں کا ایک ایک کھلاڑی گیند وسط میں رکھ کر آپس میں مبارزہ (Bully) کرتے ہیں ہر ایک کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ وہ پہلے گیند پر قابو پالے اس موقع پر گیند کو ہاتھ سے چھونا یا ٹھکرانا منع ہے۔ نیز کوئی کھلاڑی اپنی اسٹک کو اپنے کندھے سے اونچا نہیں لے جا سکتا۔



## ہالہ (Halo)

عموماً رات کے وقت چاند کے گرد ایک حلقہ پڑتا ہے اُسے ہالہ کہتے ہیں لیکن کبھی کبھی سورج کے گرد بھی دیکھا جاتا ہے۔ اس قسم کے ہالہ کا نصف قطر عموماً ۲۲ فٹ کے قریب ہوتا ہے اس کے وجود میں آنے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ بالائی طبقے میں برف کے کچھ ننھے ننھے ریزے اڑتے پھرتے ہیں اور جب یہ ذرات جو کبھی ننھی قلموں کی صورت میں ہوتے ہیں، چاند کے بہت نزدیک آجاتے ہیں تو ان میں سے روشنی منعکس اور منحرف ہو جاتی ہے یہ روشنی ایک مشاہدہ کے قابل دائرہ کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

انگلستان میں اس قسم کے ہالے بہ تمبر سے دن نظر آتے ہیں۔ لیکن دیگر مقامات میں کبھی کبھار دیکھے جاتے ہیں۔ انہی وجوہ کے باعث نقلی سورج وجود میں آتے ہیں۔ یہ بھی تیز روشنی کے حلقے ہوتے ہیں اور ان کی بلندی بھی اتنی ہوتی ہے جتنی سورج کی۔ اس قسم کے ہالے خوبصورت اور جلال کے نشان سمجھے جاتے ہیں چنانچہ اسی لئے مذہبی راہنماؤں اور مقدس ہستیوں کے سروں کے گرد اکثر اُن کے نقش کئے جاتے ہیں چاند کے گرد ہالہ پڑ جائے تو بیشتر بارش کی علامت ہوتی ہے۔

## ہالینڈ (Holland)

(دیکھو نیدر لینڈ)

## ہالی وڈ (Hollywood)

امریکہ کا ایک شہر جو کیلی فورنیا میں واقع ہے۔ یہ امریکی صنعتِ فلم سازی کا مرکز ہے اور خوبصورت مناظر اور دلکش فضا کا حامل ہے

## ہامان

حضرت موسیٰ کے زمانہ میں فرعون مصر کا وزیر تھا۔ قرآن پاک میں حضرت موسےٰؑ کے حالات میں اس کا تذکرہ ہے قارون اور ہامان دونوں فرعون کے مشیر خاص تھے اور کفر و الحاد میں پیش پیش تھے۔ ہامان نے ہی بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرنے کا مشورہ دیا تھا جب حضرت موسیٰؑ نے فرعون کو خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت کی تلقین کی تو فرعون نے ہامان کو برج بنانے کا حکم دیا جس پر وہ چڑھ کر حضرت موسےٰؑ کے خدا کو

دیکھنا چاہتا تھا۔ کسی دوسرے مقام پر ہامان کا ذکر نہیں آتا اور غالب گمان یہ ہے کہ وہ بھی فرعون اور اس کے لشکر کے ساتھ دریا میں غرق ہو گیا۔

**ہانڈوراس** (Honduras) وسطی امریکہ کی ایک کوہستانی جمہوریہ جس کا شمالی ساحل خلیج ہانڈوراز پر واقع ہے۔ اس کے جنوب اور جنوب مشرق میں نکاراگوا اور مغرب میں گوئٹمالا واقع ہیں اس کا رقبہ ۴۴ ہزار مربع میل ہے اور آبادی ۱۵۵۰۰۰۰ افراد ہے اس کا دارالحکومت (Tenguacalpa) ہے۔ یہاں کیلا کثرت سے پیدا ہوتا ہے اس لئے بعض اوقات اسے کیلے کی جمہوریہ بھی کہتے ہیں۔ گو مملکت کا نظام حکومت جمہوریہ ہے۔ مگر عملاً اسے امریکہ کے سرمایہ داروں کی ملکیت تصور کرنا چاہئے۔ یہاں معدنیات بھی بافراط پائی جاتی ہیں ہانڈوراز کی جمہوریہ نے ۱۸۲۱ ہسپانیہ کے اقتدار سے آزادی حاصل کی۔ اسے ۱۵۰۲ء میں کولمبس نے دریافت کیا تھا۔

**ہانڈی چمچہ**۔ ایک پرندے کا نام ہے جو مغربی پاکستان میں عام پایا جاتا ہے یہ پرندہ کوتے کے خاندان سے ہے اسے مہاتیل بھی کہتے ہیں اس کی لمبائی سر سے دُم تک ۱۸ انچ ہوتی ہے۔ جس میں دُم ۱۲ انچ یعنی دو تہائی سے دگنی ہوتی ہے جب وہ اڑتا ہے تو اس کی بھوری دم جو سرے پر سیاہ ہوتی ہے۔ پھیل جاتی ہے اور پنکھے کی مانند نظر آتی ہے۔ اسی دم کی لمبائی کے باعث اس کو ہانڈی چمچہ کہتے ہیں اس کے درمیانی پر ایک فٹ لمبے ہوتے ہیں ان کے دونوں جانب چھوٹے پر ہیں اور ان کے ساتھ حاشیہ پران سے بھی چھوٹے چھوٹے پر ہوتے ہیں اس پرندے کا سر گردن اور چھاتی خاکستری رنگ کے ہوتے ہیں باقی وردی بھورے رنگ کی ہوتی ہے، اپریل سے اگست تک انڈے دیتے ہیں اور گھونسلہ درخت کی عین چوٹی پر بناتے ہیں۔ جو پیالے کی شکل کا ہوتا ہے۔ یہ پرندے عام طور پر جوڑا جوڑا اڑتے ہیں۔ لیکن برسات کے موسم میں چار چار یا پانچ پانچ کے جھنڈ بھی دیکھے جاتے ہیں۔ گھبراہٹ یا غصے کی حالت میں یہ بھی کرخت آواز نکالتے ہیں۔ لیکن ان کی عام آواز "کوک لی، کوک لی" ہوتی ہے، مکڑیاں اور ننھے ننھے کیڑے ان کی خوراک ہیں۔ کبھی کبھار وہ دوسرے پرندوں کے انڈے بھی چرا لیتے ہیں۔



**ہانگ کانگ** (Hong Kong) ایک برطانوی نوآبادی جو دریائے کینٹن کے دہانے سے ہٹ کر چین کے جنوب میں واقع ہے رقبہ ۳۹۱ مربع میل ہے اور آبادی ۲۵ لاکھ ہے ہانگ کانگ کا نظم و نسق ایک برطانوی گورنر کے سپرد ہے جو اس ضمن میں نامزد کردہ ارکان پر مشتمل ایک مقننہ سے استمداد کرتا ہے اس کے علاوہ ایک عدلیہ بھی موجود ہے جس کے اراکین میں سے بعض منتخب اور بعض نامزد شدہ ہوتے ہیں ہانگ کانگ کو برطانیہ نے چین سے ۱۸۴۲ میں حاصل کیا تھا۔

**ہانمین، سموئل** (Samuel Christian Friendrich Hannemann) ہومیوپیتھک علاج کا جرمن موجد جس نے علم کیمیا اور علم معدنیات کا عمیق مطالعہ کیا تھا ۲ جولائی ۱۸۴۳ء کو ۸۸ برس کی عمر میں پیرس میں وفات پائی جہاں اس نے ایک فرانسیسی نوجوان خاتون سے شادی کر لی تھی۔ سموئیل ہانمین کو پیرس کا ماہر و لغز بز طبیب تسلیم کیا گیا۔ عمر کے آخری حصے میں اس نے بڑی شہرت، دولت اور مسرت حاصل کی۔

**ہاؤس بوٹ**۔ House Boat آبی گھر یا کشتی اس کی تہ ہموار اور یہ چلنے میں سست رفتار ہوتی ہے ان کشتیوں پر لکڑی کے مکان بنے ہوتے ہیں۔ جو مکمل گھر ہوتے ہیں۔ ان میں ملاقات کا کمرہ سونے کے کمرے اور کھانے کے کمرے الگ الگ ہوتے ہیں۔ باورچی خانہ ایک علیحدہ مختصر کشتی پر ہوتا ہے۔ یہ گھر بجلی کی روشنی سے منور ہوتے ہیں۔

اس قسم کے گھر کو پانی میں جہاں چاہیں تیرا کر لے جا سکتے ہیں کشمیر میں اس قسم کے ہوس بوٹ بیشمار ہیں اور وہاں جب گرمیوں میں لوگ تفریح طبع کے لئے اور نیز خوشگوار آب و ہوا کا لطف اٹھانے کے لئے جاتے ہیں تو انہی گھروں میں رہتے ہیں۔ جہلم اور ڈل ان کا اصل مرکز ہے۔ لیکن یہ ہر پانی میں بہائے جا سکتے ہیں۔

نسیم باغ، شالامار، شادی پور اور گندربل قابل تفریح مقامات ہیں۔

**ہائیڈروجن** (Hydrogen) ایک عنصر بحالتِ گیس۔ اس کی کثافت تمام عناصر میں سب سے زیادہ کم ہے۔ یہ ایک آتشگیر گیس ہے جسے جست پر پانی ملا تیزاب ڈال کر بنایا جاتا ہے پانی کو برقی رو سے توڑا جائے تو پانی کے وزن کا نواں حصہ ہائیڈروجن بن جاتا ہے کاروباری پیمانہ پر ہائیڈروجن تیار کرنے کا یہ بھی ایک طریقہ ہے۔ اس گیس کو دھونکنیوں، ہوائی جہازوں اور دوسرے بہت سے کاموں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ ہائیڈروجن بم بھی جو دور حاضرہ کی ایجاد ہے ترکیب میں اسی گیس کا نتیجہ ہے۔

**ہائیڈروکلورک ایسڈ گیس** (Hydrochloric Acid Gas) ایک قسم کی بے رنگ گیس ہے جو آزاد حالت میں بہت کم پائی جاتی ہے البتہ آتش فشاں پہاڑوں سے جو گیس نکلتی ہے۔ اُن میں قدرے شامل ہوتی ہے اس کی بو تیز اور ناپسندیدہ ہوتی ہے ہوا سے ۲۶ گنا بھاری ہوتی ہے اور اس کے ساتھ مل کر بھاپ پیدا کرتی ہے۔ پانی میں آسانی سے زیادہ حل ہوتی ہے۔ سائنسدان پرسٹلی (Priestley) نے نمک اور سلفیورک ایسڈ (Sulphuric Acid) کے عمل سے یہ گیس تیار کی تھی۔

**ہائر پرچیز** (Hire Purchase) کرایہ پر دینے کا وہ طریقہ جس میں ایک مدت تک اقساط ادا کرنے کے بعد چیز کرایہ دار کی ملک ہو جائے مگر جب تک آخری قسط ادا نہ ہو جائے چیز خریدار کی ملکیت تصور نہیں ہو سکتی ہے۔

**ہائی پیشیا**۔ (Hypatia) اسکندریہ میں یونانی فلسفہ کی ایک خاتون معلمہ جو اپنے حسن اور پاکیزہ اخلاق کے باعث مشہور تھی۔ ۴۱۵ عیسوی میں ایک روز وہ درسگاہ سے اپنے گھر واپس آرہی تھی کہ مذہبی جنون اور بہیمیت کے دلدادہ ملکوں نے اسے بر سرِ عام شرمناک طریقہ پر ہلاک کر دیا اس

واقعہ کو چارلس کنگسلے نے بڑی خوبصورتی سے ایک ناول کی صورت میں بیان کیا ہے۔

**ہائی کمشنر** (Hign Commissioner) یہ اصطلاح عام طور پر دولت مشترکہ سے وابستہ ممالک کے ایک دوسرے کے ہاں متعینہ اعلیٰ نمائندوں کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ مثلاً پاکستان کا سفیر متعینہ برطانیہ، کنیڈا، انڈیا وغیرہ ہائی کمشنر کہلاتا ہے۔

**ہبوط**۔ عربی میں نشیب نیچی زمین یا پست جگہ کو کہتے ہیں۔ نیز جب اس لفظ کا استعمال بطور فعل کے ہو تو اس سے متعدد مفہوم مراد ہوتے ہیں۔ مثلاً نیچے اترنا، نقصان ہونا نقصان کرنا، کسی چیز کا گر جانا۔ بیماری سے دُبلا ہونا کسی ستارے کا ایسے برج میں آنا جس سے اس کا اثر نحوست میں متبدل ہو جائے۔ شہر میں آنا وغیرہ وغیرہ۔

قرآن پاک میں یہ لفظ بنو اسرائیل کے قصے کے سلسلے میں آیا ہے۔ جہاں انہیں حکم ہوتا ہے کہ اِہْبِطُوا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُم مَّا سَاَلْتُم ۔ (شہر میں اترو یا آؤ اور جو مانگو وہ تمہیں ملے گا)۔ ہبط اس کا مادہ ہے۔ یعنی اترنا، نازل ہونا۔

**ہبہ** (Gift) عربی لفظ ہے بمعنی عطیہ بخشش جو چیز یا جائداد وغیرہ بغیر قیمت کے کسی کو عطا کر دی جائے یا بخش دی جائے۔ مادہ اس کا وہب ہے۔ اسم مبالغہ وہاب جو خدا تعالےٰ کا صفاتی نام ہے۔

ہبہ مکان، زمین، نقدی وغیرہ سب کا ہو سکتا ہے جس تحریر کے ذریعہ سے ہبہ کیا جائے اسے ہبہ نامہ کہتے ہیں کوئی شخص کسی کے نام ہبہ کر سکتا ہے۔

**ہٹلر**۔ (Adolph Hitler) (۱۸۸۹-۱۹۴۵ء) آسٹریلیا اور جرمنی کے درمیان سرحد پر واقع قصبہ براناؤ (Braunau) میں ایک رومن کیتھولک گھرانے میں پیدا ہوا۔ زندگی کا ابتدائی اور انتہائی زمانہ غربت میں گزارا کچھ عرصہ مصوری کی تعلیم بھی حاصل کی مگر ویانا آرٹس سکول کے امتحان داخلہ میں فیل ہو گیا اس کے کچھ عرصہ بعد اس کی ماں بیمار ہو گئی اور وہ غربت سے تنگ آ کر گاؤں سے شہر آ گیا تاکہ ماں کے علاج کے لئے روپیہ کما سکے مگر اس کی ماں جلد ہی فوت ہو گئی اور اس کی آنکھوں میں دُنیا

اندھیر ہو گئی۔

پہلی جنگ عظیم چھڑنے پر فوج میں معمولی سپاہی بھرتی ہوا۔ ۱۹۲۰ء میں نازی تحریک کا سنگ بنیاد رکھا۔ ۱۹۲۳ء میں حکومت وقت کے خلاف ناکام بغاوت کی۔ ۱۹۳۲ء میں جرمن چانسلر کے عہدہ کے لئے ناکام انتخاب لڑا۔ ۱۹۳۳ء میں ہنڈنبرگ کی وفات پر چانسلر بنا۔ ۱۹۳۶ء میں رہائن لینڈ پر قابض ہوا۔ ۱۹۳۸ء میں آسٹریا کا الحاق کیا۔ ۱۹۳۹ء میں چیکوسلوواکیہ پر قبضہ کیا۔ ۲۳ اگست ۱۹۳۹ء میں روس سے معاہدہ کیا اور پہلی ستمبر ۱۹۳۹ء کو پولینڈ میں فوجیں داخل کر دیں۔ جس پر دوسری جنگ عظیم کے شعلے بھڑک اٹھے۔ دوران جنگ ہٹلر نے ڈنمارک، ناروے، ہالینڈ، بلجیم، فرانس اور بلقانی ریاستوں کو تسخیر کیا۔ ۲۲ جون ۱۹۴۱ء کو روس پر حملہ آور ہوا۔ ۱۹۴۳ء میں جنگ کا رخ اس کے خلاف پھر گیا۔ اور وہ آہستہ آہستہ تمام مفتوحہ علاقوں سے اپنی فوجیں نکالنے لگا۔ ۲۰ جولائی ۱۹۴۴ء کو اس کے قتل کی ایک ناکام سازش کی گئی۔ ۲۰ اپریل ۱۹۴۵ء کو برلن کا محاصرہ شروع ہوا اور اسی کے دوران میں ایوا براؤن (Eva Braun) سے شادی کرنے کے چند روز بعد دونوں خودکشی کر کے مر گئے۔

ہٹلر فصیح اللسان خطیب تھا۔ اس کا حافظہ حیرت انگیز تھا۔ غیر معمولی استعداد و قابلیت کا مالک تھا۔ عادات میں سادہ، منشیات، شراب خوری اور تمباکو نوشی سے بے بہرہ اور عیاشی سے بے نیاز تھا۔

ہٹی فلپ (Phillip K. Hitti) (دیکھو ہٹی فلپ)

ہجرت۔ عربی لفظ ہے۔ کسی سبب سے ایک جگہ سے سکونت ترک کر کے دوسری جگہ جا بسنا۔ حضرت محمد رسول اللہ کو جب کفار نے تنگ کیا تو اس وقت آپ نے چند مسلمانوں کو ملک حبش میں ہجرت کر جانے کی اجازت دے دی تھی تاکہ وہ مظالم قریش سے محفوظ رہیں اس کے بعد جب کفار کا تشدد حد سے بڑھ گیا تو حضورؐ نے پہلے طائف اور بعد میں مدینہ کی طرف مستقل ہجرت کی۔ یہی ہجرت مدنی کا وقت ہے۔ جہاں سے سنہ ہجری کا آغاز ہوتا ہے۔ سنہ ہجرت مسلمانوں کا مذہبی سال ہے۔ یہ سال قمری حساب سے ہوتا ہے۔ اور شمسی سال سے بقدر ۱۱ دن کے چھوٹا ہوتا ہے۔ اس کے مہینے بھی چاند کے گھٹنے بڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ۲۹ یا ۳۰ دن کے ہوتے ہیں۔

چونکہ موسموں کا آغاز اور انجام سورج کے باعث ہے اس لئے شمسی سال میں ہر سال انہیں مہینوں میں موسم واقع ہوتے ہیں لیکن قمری سالوں میں یہ بات نہیں مختلف مہینے ہیر پھیر کرتے رہتے ہیں اور کبھی گرمی اور کبھی سردی میں آتے ہیں۔ تاہم یہ سال اہل اسلام کے نزدیک بہت مقبول ہے۔ اس کا آغاز ہجرت مذکورہ یعنی ۶۲۲ء سے ہوا۔

لفظ ہجرت کا استعمال اب بہت وسیع معنی میں ہوتا ہے۔ کسی قسم کی بھی نقل سکونت کو ہجرت کہتے ہیں ۱۹۴۷ء میں جب ہندوستان نے تقسیم ہو کر بھارت اور پاکستان کی صورت اختیار کی تو ہندو بھارت چلے گئے اور وہاں سے مسلمان پاکستان میں آ کر بسے۔ یہ لوگ بھی مہاجر کہلائے اس کے مقابلے میں ہندی لفظ شرنارتھی ہے جو بھارت میں مستعمل ہے۔ اسلام میں فلسفۂ ہجرت اس حقیقت کا حامل ہے کہ ہر ملک اور مقام مسلمان کا ہے۔

ہجرت حبشہ۔ مذہب اسلام کے آغاز کے زمانے میں اہل مکہ مسلمانوں کو بہت تنگ کرتے تھے۔ اور مسلمان تھوڑے ہونے کے باعث اپنی حفاظت کرنے سے مجبور تھے۔ جب ان لوگوں کی ایذا رسانی حد سے گزر گئی تو حضورؐ نے مسلمانوں کو اجازت دے دی کہ وہ چپکے سے سمندر پار حبشہ کے ملک میں چلے جائیں۔ وہاں اس وقت موجودہ وقت کی طرح ایک عیسائی حکمران تھا جس کو اس وقت سے اب تک نجاشی کہتے ہیں۔ اس مشورہ سے فائدہ اٹھا کر گیارہ مسلمان مرد اور چار عورتیں حبشہ روانہ ہوئیں۔ قریش یعنی اہل مکہ بھی ان کے تعاقب میں حبشہ پہنچے اور نجاشی سے مسلمانوں کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ اس موقع پر شاہ حبش نے مسلمانوں کو دربار میں بلا کر معاملہ کی تحقیقات شروع کی۔ چنانچہ مسلمانوں کے قائد حضرت جعفر بن ابی طالبؓ نے شاہ حبشہ کے سامنے جو تقریر کی اس سے اس عظیم الشان انقلاب کا پتہ چلتا ہے جو حضورؐ کی تعلیم نے عربوں کی زندگی میں پیدا کر دیا تھا اس تقریر کا لب لباب یہ تھا۔

اُسے بادشاہ ہم ایک جاہل قوم تھے۔ بُتوں کو پوجتے تھے بداعمالیاں کرتے تھے ہمسایوں کے ساتھ بُرا سلوک کرتے تھے۔ ہم میں سے زبردست کمزور کو کھا جاتا تھا۔ ہم اس حالت میں تھے کہ خدا نے ہماری طرف ایک رسول بھیجا جس کے حسب و نسب اور صدق و امانت سے ہم لوگ خوب واقف تھے۔ اس نے ہم کو اللہ کی طرف بُلایا اور سکھایا کہ ہم خدا کو ایک جانیں اس کی عبادت کریں اور بُتوں کو چھوڑ دیں۔ اُس نے ہمیں حکم دیا کہ ہم نماز پڑھیں سچ بولیں، دیانت دار رہیں اور رشتہ داروں اور ہمسایوں کے ساتھ نیک سلوک کریں۔ خونریزی سے بچیں ہم اس پیغمبر پر ایمان لے آئے ہیں اس بات پر ہماری قوم ہم سے دشمنی کرنے لگی اور اس نے چاہا کہ ہم پھر بُتوں کی پوجا کرنے لگ جائیں اور ان سب بُری باتوں کو جائز سمجھیں۔

جب نجاشی نے آپ کی یہ تقریر سنی تو اُس نے کلامِ پاک سننے کی فرمائش کی۔ حضرت جعفر نے سورہ مریم پڑھی عیسائی بادشاہ اس کو سن کر نہایت محظوظ ہوا اور نہ صرف مسلمانوں کو اہل مکہ کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ بلکہ ان کو اپنے ملک میں رہنے کی اجازت دے دی جب یہ لوگ حبشہ میں وارد ہوئے تو حضورؐ کی طرف سے ایک چٹھی بھی ساتھ لائے تھے۔ جو اب تک شاہ حبش کے نوادرات میں محفوظ ہے۔

**ہجرت نبوی۔** پیغمبر اسلام حضرت محمد صلعم کا مکہ کی سکونت ترک کر کے مدینے میں آباد ہونے کا واقعہ ہجرت نبوی کہلاتا ہے۔ جب آپ نے شروع شروع میں لوگوں کو بُت پرستی اور شرک سے منع کر کے خدائے واحد کی طرف بلایا تو اہل مکہ آپ کے سخت دشمن ہو گئے اور آپ کو تنگ کرنے لگے اسی اثنا میں مدینے کے بہت سے لوگ آپ پر ایمان لے آئے اور نہ صرف توحید کا اقرار کیا بلکہ آپ کی ہر قسم کی امداد کا وعدہ بھی کیا چنانچہ حضورؐ نے مسلمانوں کو اجازت دے دی کہ وہ مکہ چھوڑ کر مدینہ چلے جائیں۔ اس طرح مکہ کے بہت سے مسلمان مدینہ چلے گئے۔ یہ واقعہ عہد نبوت کے تیرھویں سال کا ہے جب مکہ والوں نے دیکھا کہ مسلمانوں نے اُن کی دسترس سے باہر ہو کر ایک قریبی شہر میں پناہ لی ہے تو انہوں نے اس کو آئندہ کے لئے خطرہ عظیم سمجھا اور اس روزمرہ کے جھگڑے کو مٹانے کے لئے یہ سازش کی کہ خود رسول اکرمؐ کا ہی خاتمہ کر دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا اور آپ کے باہر نکلنے کا انتظار کرنے لگے۔ جب آپ کو دشمنوں کی اس سازش کا حال معلوم ہوا تو آپ نے بھی مدینہ جانے کا ارادہ کر لیا اور حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لٹا کر حضرت ابوبکرؓ کے مکان پر پہنچے اور وہاں سے ان کو ساتھ لے کر مکہ سے باہر نکلے اور مکہ سے تین میل کے فاصلے پر غار ثور میں ٹھہرے۔ جب دشمنوں نے چاروں طرف تلاش کر کے مکہ کا رخ کیا تو آپ نکل کر مدینہ جا پہنچے جہاں آپ کا پرتپاک خیر مقدم کیا گیا۔ یہ واقعہ ۶۲۲ء کا ہے۔

ہجرت نبویؐ سے اسلام کی تاریخ میں ایک نئے دور کا اضافہ ہوا۔ اس وقت تک مسلمان صرف اپنی حفاظت کی تدابیر ہی سوچتے رہتے تھے۔ جب انہوں نے امن پایا تو اپنے عقیدے کی اشاعت اور جماعت کی تنظیم کا آغاز اصل اسلامی اصولوں پر کرنے لگے۔ اس واقعہ سے چونکہ اسلامی زندگی کا اپنے صحیح رنگ میں آغاز ہوا۔ اس لئے اس سال کو اسلام کے آغاز کا سال سمجھا جاتا ہے۔ اور اسلامی ہجری سال اسی سال سے [illegible] ہوتا ہے، اس سال کے بعد مسلمان روز بروز طاقت پکڑتے گئے اور اب ان کی آبادی دُنیا کے گوشے گوشے میں پھیلی ہوئی ہے۔

**ہجے بتشدید۔** ہجی (حروف ہجی) اسی سے ہے حروف ہجی اردو میں ۳۷ ہیں۔ اور حرف کو حرف کے ساتھ اعراب اور حرکات کے ذریعے سے ملا کر لفظ بنانا ہجے کہلاتا ہے۔ ہجے کرنا اعراب سے لفظ ادا کرنا محاورہ میں رُک رُک کر بولنا؛ ہجے کرنا کے مفہوم میں شامل ہے۔

انگریزی زبان میں ہجے غیر متوازن سے ہیں مثلاً (Sit) سٹ بکسرہ شین ہے اور اسٹر بفتحہ سین ہے مگر اردو میں ہجوں میں مسلسل توازن پایا جاتا ہے اور ایک قسم کے حرکات اور اعراب ایک ہی قسم کے ہجے پیدا کرتے ہیں۔

**ہچکی۔** (Hiccough) یہ تکلیف وہ علامت ہے وہ شکم میں تشنج پیدا ہونے سے رونما ہوتی ہے نرخرے کی سوزش یا تیز مسالوں کے استعمال کی وجہ

سے ، پیٹ کی سوزش یا زیادہ گرم کھانا کھا لینے سے بھی ہچکیاں آنے لگتی ہیں۔ ہچکی دراصل پیٹ کی کسی گڑبڑ مثلاً تیزابی مادوں کا پیدا ہونا یا سوزش غشائے معلی یا آنتوں میں رکاوٹ پیدا ہو جانے کی علامت ہے اکثر اوقات اغتناق الرحم (فساد اعصاب) کوئی دوسری اعصابی شکایت بھی اس کا سبب ہوتی ہے علاوہ ازیں وہ امراض جن کا تعلق براہ راست پردہ شکم سے ہوتا ہے مثلاً ذات الصدر، سوزش غشائے معلی اور سوزش غلاف قلب بھی اس کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔

عام طور پر جو ہچکیوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اس کی وجہ غذا میں بد احتیاطی ہوا کرتی ہے۔ سانس روک لینے یا سینہ پر سانس کا دباؤ ڈالنے سے اس قسم کی ہچکیاں رک جاتی ہیں بعض سونگھنے والی ادویات کے استعمال سے بھی افاقہ ہو جاتا ہے۔ ہچکیوں کی ایک متعدی قسم بھی ہے یہ مرض عرصہ تک رہتا ہے اور بڑا تکلیف دہ ہوتا ہے۔ اکثر خواب آور دوا کے استعمال کے بعد مریض کو کچھ سکون ملتا ہے کبھی کبھی ہچکی کے ازالہ کے لئے بیہوشی کی دوا بھی استعمال کرنا پڑتی ہے۔

**ہُڈ** (Hood) گاؤن (Gown) گریجویٹوں کا امتیازی لباس جو جُبّہ کے اوپر پشت پر ڈالنے والا کپڑا ہوتا ہے۔ پنجاب یونیورسٹی میں بی اے کی سندات کے حصول کے لئے سیاہ گاؤن اور باہر سے سیاہ اور اندر سے نیلگوں ہڈ زیب تن کرتے ہیں اور سندات کے حصول کے بعد انہیں ان امتیازات کے زینت لباس کرنے کی اجازت ہوتی ہے پوسٹ گریجویٹوں (مثلاً ایم اے وغیرہ) کے لئے گاؤن تو سیاہ ہوتے ہیں مگر ہڈ اندر سے سرخ ہوتے ہیں۔

**ہُڈ رابن** (Robin Hood) شاہ ایڈورڈ دوئم (انگلستان) کے زمانے کا ایک مشہور روایتی دیس بدر باغی جسے بعض لوگ شاہ رچرڈ اول کے عہد سے منسوب کرتے ہیں۔ بعض اسے ارل آف ہنٹنگڈن کی ذات سمجھتے ہیں رابن ہڈ اور اس کے پیرو کار جو سب کے سب ماہر تیر انداز تھے شرووڈ کے جنگلوں میں رہا کرتے اور امراء اور مذہبی پیشواؤں پر حملے کر کے عوام کی حمایت حاصل کیا کرتے تھے۔

**ہڈسن** (Hudson) ریاستہائے متحدہ امریکہ کی نیویارک ریاست میں شمالی امریکہ کا ایک نہایت شاندار دریا۔ اس کی لمبائی ۳۵۰ میل کے قریب ہے دریا نے



سے ۱۵۰ میل اوپر البنی کے مقام تک ، سٹیم بوٹ (بھاپ سے چلنے والی کشتیاں) چل سکتی ہیں۔

**ہڈی**۔ انسانی جسم میں سخت نسیج جس میں ۶۰ فی صدی چونا اور فاسفورس ، ۱۰ فی صدی دیگر معدنیات اور ۳۰ فی صدی دیگر ترکیبی عناصر ہوتے ہیں بالغ انسان کے جسم میں تقریباً ۲۰۰ قسم کی ہڈیاں ہوتی ہیں۔

**ہڈی ٹوٹنا** (Fracture)۔ ہڈی بالواسطہ یا براہ راست ضربات کی وجہ سے ٹوٹ جاتی ہے۔ کسی موٹر کار سے تصادم ہو جائے یا بندوق کی گولی لگے تو ہڈی براہ راست ٹوٹ جائے گی۔ تاہم اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہڈیاں کسی بالواسطہ صدمہ کی بنا پر ٹوٹتی ہیں مثلاً گرتے وقت ہتھیلی زمین پر پہلے لگے گی تو کلائی کے اوپر کی ہڈی ٹوٹ جاتی ہے۔ یا کندھے کے بل گرنے سے اکثر ہنسلی کی ہڈی ٹوٹ جاتی ہے۔ اس قسم کے حادثات حالت شکار میں عموماً ہوتے ہیں۔

فریکچر (ہڈی ٹوٹنا) دو طرح کا ہوتا ہے۔ سادہ اور مرکب۔ سادہ فریکچر میں ہڈی کے اوپر کی جلد پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ مرکب فریکچر میں کھال پر زخم آ جاتا ہے جو ٹوٹے ہوئے مقام تک پہنچتا ہے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہڈی زخم کے باہر نکل آتی ہے سادہ فریکچر میں تعفن پیدا ہونے کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ البتہ مرکب فریکچر میں زخم کی وجہ سے اندر تک اکثر مضرت رساں جراثیم داخل ہو کر کیمیت اور عفونت پیدا کر دیتے ہیں ایسی ہڈی کا جڑنا اور زخم کا مندمل ہونا بڑی طوالت کا باعث ہوتا ہے۔ فریکچر کے علاج کا دارومدار اس اصول پر ہے کہ ہڈی کے ٹوٹے ہوئے سروں کو حسب سابق ایک لائن میں کر دیا جائے اور جب تک کہ ہڈی کا اتصال نہ ہو جائے اسے ہلنے جلنے نہ دیا جائے۔ ہڈی کو جڑنے کے لئے تین سے ۱۰ ہفتے تک کی مدت درکار ہوتی ہے۔ پہلے ہفتے میں نرم ہڈی کا ایک حلقہ ٹوٹے ہوئے مقام کے اردگرد قائم ہو جاتا ہے یہ ایک قدرتی طریقہ ہے جس سے ہڈی ہلنے جلنے نہیں پاتی تا وقتیکہ وہ اچھی طرح جڑ نہ جائے۔ ہڈی مکمل طور پر جڑ جانے کے بعد یہ نرم ہڈی کا حلقہ تحلیل ہو جاتا ہے۔ ہڈی ٹوٹنے کے

بعد کم و بیش ہر حالت میں آس پاس کی شریانوں رگوں، عضلات وغیرہ کے مجروح ہو جانے کا امکان ہو جایا کرتا ہے علاج کے وقت نہ صرف ہڈی کے ٹوٹنے کو بلکہ اس قسم کے مضروبات کو بھی خاص توجہ دی جانی چاہیے۔

فریکچر کو لکڑی کی پھٹیوں کی مدد سے باندھتے وقت اس بات کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے کہ لکڑیاں دونوں طرف کے جوڑوں کو اپنی وسعت اور احاطہ میں لے لیں۔ مثلاً کہنی اور کلائی کے درمیان کی ہڈی ٹوٹ گئی ہو تو ان دونوں جوڑوں کو بھی باندھنا ضروری ہے تاکہ ٹوٹی ہوئی ہڈی کو حرکت کرنے کا موقع نہ مل سکے۔ اس اصول کی پابندی اگر سختی سے کی جائے تو جوڑوں کے بیکار ہو جانے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے اور وہ بند رہنے کی وجہ سے جم جاتے ہیں۔ موجودہ طریقۂ علاج کی رُو سے ابتداء میں بڑی پھٹی لگائی جاتی ہے۔ تاکہ دونوں جوڑ بھی بند ہو جائیں لیکن کچھ عرصہ کے بعد دوسری پھٹیاں لگا دی جاتی ہیں اور جوڑوں کو ہلا جُلا دیا جاتا ہے تاکہ وہ جم نہ جائیں۔

ضعیف العمری میں ہڈیاں آسانی سے اور اچھی طرح نہیں جڑتیں۔ اکثر اوقات انہیں خاص قسم کی برنگیوں کی مدد سے جوڑا جاتا ہے۔ کولہے کی ہڈی ٹوٹنے پر اکثر یہ طریقہ اختیار کرنا پڑتا ہے اور مریض کو اس وقت تک صاحب فراش رہنا پڑتا ہے جب تک ہڈی کو برنگیوں سے جوڑ نہ دیا جائے۔ کیلسیم اور وٹامن ڈی کے استعمال سے ہڈیاں آسانی سے جڑ جاتی ہیں۔

## ہرٹر، کرسچین۔ (Christian Archibald Herter)

مسٹر کرسچین آرچیبالڈ ہرٹر امریکی وزیر خارجہ ۲ مارچ ۱۸۹۵ء کو پیرس میں پیدا ہوئے جہاں ان کے والدین قیام پذیر تھے۔ دس برس کی عمر میں فرانس سے امریکہ آ گئے۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران جب وہ ۲۲ برس کے تھے انہیں بلجیم میں امریکہ کا قائم مقام وزیر مختار کیا گیا۔ ۱۹۱۵ء میں ہارورڈ یونیورسٹی سے ڈگری حاصل کی اس کے بعد محکمہ خارجہ سے منسلک ہو گئے۔ جب مسٹر آئزن ہاور امریکہ کے صدر منتخب ہوئے تو مسٹر ہرٹر واشنگٹن آ گئے اس سے قبل وہ ایوان نمایندگان میں ری پبلکن پارٹی کی نمائندگی کر چکے تھے اور بین الاقوامی امور میں اپنی مہارت کا سکہ جما چکے تھے۔ ۱۹۵۹ء میں مسٹر جان فاسٹر ڈلز کی علیحدگی کے بعد آپ امریکہ کے وزیر خارجہ مقرر ہو گئے۔



## ہرٹ فورڈ شائر (Hertfordshire or Herts)

انگلینڈ کا ایک اندرونی ضلع جسے مغرب میں بکنگھم اور بیڈفورڈ اور مشرق میں اسکیس کے درمیان ایک مرکزی پوزیشن حاصل ہے۔ سرزمین کے اکثر حصے پر جنگلات ہیں اس میں دو دریا بھی بہتے ہیں۔ گندم جو اور باجرہ بکثرت پیدا ہوتے ہیں۔ کاغذ، ریشم، اور کیمیکل وسیع پیمانے پر تیار ہوتے ہیں واٹفورڈ یہاں کا سب سے بڑا شہر ہے۔

## ہرش، ہرشا۔ (Harsha) (۶۰۶ء-۶۴۷ء)

گپتا خاندان کا چشم و چراغ جس نے تمام ہندوستان کو ایک جھنڈے تلے لانے کا تہیہ کیا تھا اور اپنی ۴۱ سالہ حکومت کے دوران میں تمام ہندوستان پر اپنا تسلط قائم کرنے میں کامیاب بھی ہو گیا تھا۔ راجہ ہرش لاولد فوت ہوا۔ اور اس کی وفات کے بعد ہندوستانی تاریخ کا دورِ ظلمت شروع ہوا۔

## ہرقل۔

بکسرہ ہ شاہانِ رُوم کا لقب تھا۔ نیز زمانہ قدیم کے ایک معبد کا نام ہے۔ حضور نے ہرقل شاہ روم کو بھی دعوتِ اسلام دی تھی۔ حضرت عمرؓ کے عہد میں ہرقل شاہ روم نے اپنا قاصد مدینہ منورہ بھیجا کہ وہ خلیفۂ اسلام کے حالات اور مملکت اسلام کے کوائف معلوم کرے چنانچہ قاصد خلیفۂ وقت کی سادگی اور فرض شناسی دیکھ کر واپس گیا اور اُس نے اپنے بادشاہ کے سامنے مذہب اسلام اور خلیفہ اسلام کی تعریف کی جسے سُن کر ہرقل بہت خوش ہوا۔

## ہرکیولیس۔ (Hercules)

یونانی علم الاصنام میں قدیم زمانہ کا مشہور ترین بہادر اور سُورما وہ اپنے بارہ کارناموں کے سبب مشہور ہے جن میں سے کچھ یہ ہیں

ہیسپیا کے شیر سے لڑائی، امازونز کی ملکہ کا پٹکا کھول لانا، آگیس کا اصطبل صاف کرنا، ہیسپیریڈز کے باغ سے سنہرے سیب لانا، اولمپس کے دیوتا اُسے بالآخر دُنیا سے اُٹھا لے گئے۔ جہاں اس نے ہیبے سے شادی کی۔

**ہرمزان۔** فارسی لفظ ہے ہُرمز ہر شمسی مہینے کا پہلا دن۔ نیز بہمن، اسفندیار اور نوشیرواں کا ایک بیٹا۔ نوشیرواں کا بیٹا ہرمز، پرویز کا باپ تھا۔ ستارہ مُشتری کو بھی ہرمز کہتے ہیں۔ ہرمس، ہرمز کا معرّب ہے جس کا مفہوم مُشتری ستارہ کا ہے۔

**ہرمل** (سپند) ایک قسم کی سدا بہار بوٹی ہے اس کی جڑ ہمیشہ زندہ رہتی ہے اور ہر موسم میں نئی شاخیں اور پتّے اُگتے ہیں۔ پودا ایک یا دو فٹ اُونچا ہوتا ہے۔ خشک ریتلی اور شورہ دار جگہوں پر خودرو ہوتا ہے مارچ اور اپریل میں پھول آتے ہیں۔ مئی میں پھل لگتا ہے اور پتّے مرجھا جاتے ہیں۔ اس کے سوئی دار پتّوں اور ان کی سخت سطح سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ پودا رطوبت کو خارج نہیں کرتا۔ اور اس لئے بہت کم پانی کی حالت میں بھی گزارہ کر سکتا ہے۔ فیتہ دار پتّے یا تو ایک ہی ریشہ رکھتے ہیں یا ہرن کے سینگوں کی طرح متعدد ریشے ۲ تنے اس کے پیچ در پیچ ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہر گرہ پہ اپنا رُخ بدل لیتے ہیں۔ پتّے اور پھول تنے پر ایک دوسرے کے مقابل واقع ہوتے ہیں برخلاف اکثر پودوں کے جن کے تنے۔ پتّے کے زاویوں میں ہوتے ہیں۔ پتّوں کی طرح پھول پتیاں بھی باریک فیتوں کی طرح ہوتی ہیں عام طور پہ منفرد لیکن بعض دفعہ بارہ سنگے کے سینگ کی طرح مرکب۔ ہوتی ہیں۔

پنکھڑیاں جب کلی کی صورت میں بند ہوتی ہیں تو ایک دوسری کے اوپر لپٹی رہتی ہیں مگر جب کھلتی ہیں تو سفید اور چمکدار دکھائی دیتی ہیں۔ اور ان پہ سبز رنگ کی دھاریاں ہوتی ہیں۔ سلائیاں بارہ سے پندرہ تک ہوتی ہیں۔ ہر سلائی کی ڈنڈی کا نچلا حصہ زردان تک چوڑا ہوتا چلا جاتا ہے۔ پھل ڈوڈیوں کی شکل میں لگتا ہے جن کے اندر پیاز کے بیج کی طرح کے سیاہ رنگ کے دانے بھرے ہوتے ہیں۔ پودے کے ہر حصّہ سے تیز مگر ناخوشگوار بو نکلتی ہے اور اس کی وجہ سے بیشمار مکھیاں ان پہ منڈلاتی رہتی ہیں۔ اور بلا ارادہ ان کی بار وری کا باعث بنتی ہیں۔ اس کا بیج طبّی اوصاف رکھتا ہے۔ اور دافع تعفن ہونے کے باعث مکانوں میں جلایا جاتا ہے اسی وجہ سے اس کا دھواں زخموں کو بھی دیتے ہیں اس مطلب کے لئے جب اس کو جلتی آگ میں ڈالیں تو تڑ تڑ کی سی آواز نکلتی ہے جس کی طرف ذوق نے ذیل کے شعر میں اشارہ کیا ہے۔

ہے جہاں مانندِ مجمر اور ہم مثلِ سپند
بس چلے جائینگے ہم اور اک صدا کہنے کو ہیں

مجمر انگیٹھی کو کہتے ہیں۔

**ہرن۔** بکری کی طرح کا جانور ہے، لیکن صرف جنگلی حالت میں پایا جاتا ہے اس کا گوشت بہت لذیذ ہوتا ہے اور اس کی ملائم کھال بھی کئی کام آتی ہے ہرن ہرنی سے قدوقامت میں بڑا ہوتا ہے اس کے سر پہ خوبصورت سینگ ہوتے ہیں مادہ کے سر پہ سینگ نہیں ہوتے اس کے سینگ بھیڑ بکری اور دیگر مویشیوں کے سینگوں سے اس بات میں مختلف ہوتے ہیں کہ وہ مستقل طور پر قائم نہیں رہتے بلکہ ہر سال گرتے رہتے ہیں جب وقت تک نئے سینگ نہیں اُگتے۔ ہرن بالکل ہرنی سے ملتا جلتا ہے اپنی شکل و صورت کی تبدیلی سے شرمسار اور بیزار نظر آتا ہے اور اس وقت تک چھپے میں رہتا ہے جب تک اس کے نئے سینگ نہ اُگ آئیں۔

ہرن اپنے نوکدار سینگوں سے گوشت خور جانوروں کو بہت بُری طرح زخمی کر کے مار ڈالتا ہے۔ مگر اپنی جنس کے جانوروں کو اس قدر ہرگز نہیں پہنچاتا۔ لڑائی کے وقت دو ہرن اپنے سینگوں کو اُلجھا لیتے ہیں اور اس طرح ایک دوسرے سے لڑتے رہتے ہیں حتّےٰ کہ ایک ہار کر بھاگ جاتا ہے۔ پاکستان میں یہ جانور رفتہ رفتہ معدوم ہو رہا ہے۔ کیونکہ بندوقچی اسے نہیں چھوڑتے اب صرف بہاولپور کی سابقہ ریاست کے ریگستانی علاقوں میں کہیں کہیں ملتے ہیں یا سندھ میں پائے جاتے ہیں گذشتہ وقتوں میں علاقہ پنجاب ہرنوں کی

بہت بڑی آماجگاہ تھی اور اب جنگلوں کے ساتھ ہرن بھی غائب ہوتے جا رہے ہیں۔ چنانچہ شیخوپورہ کا ہرن مینار ان کی یاد کا ماتم کرتا نظر آتا ہے یہ مینار شاہ جہانگیر نے اپنے پالتو ہرن کی یاد میں تعمیر کرایا تھا۔ (نیز دیکھو غزال)

ہریسہ عربی لفظ ہے یعنی کوٹا ہوا۔ کوفتہ شدہ نہایت گلا ہوا ایک قسم کی آش جسے کوفتہ گیہوں، گھی، نمک اور مسالہ وغیرہ سے تیار کرتے ہیں۔ ایک قسم کی خوراک ہے جو عرب ممالک میں بالعموم استعمال ہوتی ہے۔

**ہری کین۔** (Hurricane) ایک قسم کا طوفان باد جو بالخصوص جزائر غرب الہند میں آتے ہیں مگر اب اس کا اطلاق اسی قسم کے ہوائی تموج پر ہوتا ہے جو خصوصاً منطقہ حارہ میں رونما ہوں۔ مشرقی ممالک میں اسے عام طور پر ٹائی فون Typhone کہتے ہیں۔

**ہریل۔** ایک فصلی پرندہ جس کا رنگ شوخ سبز ہوتا ہے اور اس پر سنہری بھورے رنگ کی جھلک ہوتی ہے۔ دُم میں دو پر باقی پروں سے دو انچ زیادہ لمبے ہوتے ہیں۔ یہ پر کالے سر والے تاروں یا کانٹوں سے بنے ہوتے ہیں۔ ہریل مکھیاں اور دوسرے پردار کیڑے مکوڑے کھاتے ہیں۔ یہ اُن کی تاک میں کسی درخت کی چوٹی یا کھمبوں اور تاروں پر بیٹھے رہتے ہیں۔ بار بار اُڑتے ہیں اور اُڑتے ہوئے شکار کو مار کر واپس جا کے نشست پر چلے جاتے ہیں۔ اُن پرندوں کے بازو کھل کر تکون کی شکل تیار کر لیتے ہیں۔ اُڑتے وقت ان کی دُم بھی پھیل جاتی ہے۔ جب ہوا میں اُڑتے ہیں تو کبھی سبز کبھی کانسی کے رنگ کے دکھائی دیتے ہیں۔ مادہ ہریل دو سے چار انڈے دیتی ہے۔

چھوٹی قسم کے ہریل بڑی باقاعدگی کے ساتھ گروہ در گروہ ہر سال اپنے وقت پر آموجود ہوتے ہیں۔ وہ مارچ میں وارد پنجاب ہوتے ہیں اور ستمبر میں بنگال بہار اور اڑیسہ کی طرف چلے جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ خطے کم سردی کے ہیں۔ عموماً کھیتوں باغوں، بڑ اور پیپل کے درختوں میں انہیں عام دیکھا جاتا ہے۔ شکاری ان کا شکار بڑے شوق سے کرتے ہیں۔ کیونکہ اس کا گوشت بڑا لذیذ ہوتا ہے۔ ابابیلوں کی طرح ہریل بھی بلند پروانہ



ہیں۔ اور بڑی تیزی سے جھپٹا مارتے ہیں تاکہ کیڑے مکوڑے پکڑ سکیں تیز سے تیز اُڑنے والے کیڑوں کو آسانی پکڑ لیتے ہیں اور بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔ تیتریوں کو پسند نہیں کرتے کیونکہ اُن کے پروں پر پردار چھلکے ہوتے ہیں۔ اگر غلطی سے انہیں پکڑ بھی لیں تو فوراً چھوڑ دیتے ہیں۔ اُن کی ایک اور قسم نیلی دُم والا ہریل ہے جو سبز ہریل کے ورود کے بعد ہمارے ہاں وارد ہوتا ہے۔

**ہڑپّا۔** (Harappa) آریوں کے حملہ کے سینکڑوں برس پہلے دریائے سندھ کی وادی میں ایسے شہر آباد تھے جن کا تمدن نہایت اعلٰے معیار کا تھا۔ ان شہروں میں سے دو کے کھنڈرات ۱۹۲۲ء کے لگ بھگ کھود دیے گئے۔ جن سے پتہ چلتا ہے کہ موہن جوڈارو اور ہڑپا نامی ان دونوں شہروں میں رہائشی مکان پکی اینٹ کے تھے۔ گلیاں سیدھی، ہموار اور صاف ستھری تھیں۔ جن میں گندہ پانی نکالنے کی نالیاں بھی تھیں۔ وادی سندھ کی یہ تہذیب ۳۲۵۰ اور ۲۷۵۰ قبل مسیح کے دوران میں اپنے انتہائی عروج کو پہنچی معلوم ہوتی ہے جس کے بعد کسی ناگہانی آفت کے سبب یہ دنیائے ہستی سے اچانک مٹ گئی۔ غالباً یہ تہذیب دریائے سندھ کے کسی غیر متوقع طوفان کی نذر ہوئی۔

**ہڑتال۔** (Strike) صنعتی ممالک میں بعض اوقات کارخانہ داروں اور مزدوروں کے مابین تنازعات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اگر ان کا خاطر خواہ تصفیہ نہ ہو سکے تو مزدور لوگ اپنے مطالبات منوانے کی خاطر کام کرنے سے انکار کر دیتے ہیں۔ چنانچہ اس فعل کو ہڑتال کہتے ہیں۔ اس کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک ہے کام کاج پر نہ جانا۔ دوسرے کارخانہ کے اندر جا کر کام کرتے رہنا مگر باہر آنے سے انکار کر دینا۔ سوئم کارخانہ کے اندر دھرنا مار کر بیٹھ جانا اور نہ کام کرنا

اور نہ کارخانہ سے باہر آنا۔ چہارم کام کرنا مگر قصداً سست رفتاری سے کرنا۔

شخصی اور آمری حکومتوں میں ہڑتال خلاف قانون رہی ہے۔ بعض مواقع پر جمہوریت پسند ممالک نے بھی اسے خلاف قانون قرار دے دیا جیسا کہ ۱۹۲۶ء میں برطانیہ نے کیا۔ ہڑتالوں میں قابل ذکر ہڑتال بلجیم کی ہے جو ۱۸۹۱ء میں کی گئی تھی اس عام ہڑتال سے بلجیم کے مزدوروں کا مقصود یہ تھا کہ رائے دہی کا حق ہر بالغ مرد و عورت کو حاصل ہو جائے ۱۹۴۷ء سے پہلے ہندوستان اور اس کے بعد پاکستان میں بھی بعض بڑی بڑی ہڑتالیں ہو چکی ہیں۔ دنیا بھر میں صنعتی اداروں اور کارخانوں کے علاوہ آئے دن دوسری نوعیتوں کے اداروں مثلاً دفتروں سکولوں اور کالجوں وغیرہ میں بھی ہڑتالیں ہوتی رہتی ہیں۔

ہسپانیہ (دیکھو سپین) (Spain)

**ہسپتال** (Hospitals) شفاخانے جن میں بیماروں کے رہنے کے لئے مکانات اور سامان مہیا ہوتے ہیں۔ اس قسم کے ادارے کے دو حصے ہوتے ہیں ایک میں داخلی اور خارجی ادویات سے علاج ہوتا ہے اور دوسرے میں عمل جراحی سے تدارک کیا جاتا ہے۔ ہر بیمار کے لئے ایک بستر Bed مقرر ہوتا ہے جس کے ساتھ دیوار پر ایک تختی آویزاں ہوتی ہے۔ اس تختی پر بیماری کا حال اور روزمرہ افاقہ یا خرابی کے حالات نیز اس کے پیشاب اور پاخانے کے ملاحظہ کے کوائف یا اس کے اندرونی برقی فوٹو کا اندراج ہوتا ہے۔

ڈاکٹر ہر روز بلکہ دن میں دو دفعہ بیمار کو دیکھتا ہے اور جو عملہ بیماروں پر ہوتا ہے اسے ہدایات دیتا ہے اس عملے میں ماتحت ڈاکٹر نرسیں اور دیگر لوگ ہوتے ہیں۔ جو ہر قسم کا کام کاج کرتے ہیں۔ نرس کا کام دوائی پلانا ہوتا ہے اور ڈاکٹر کی ہدایات پر عمل کرانا اور کرنا اس کا اہم فرض ہے۔ اگر بیمار کی حالت بگڑ جائے تو فوراً ڈاکٹر کی طلبی ہوتی ہے۔ اور وہ مزید مشورہ دیتا ہے۔ اس قسم کے ہسپتالوں میں بیمار اکثر



شفایاب ہو کر ہی نکلتے ہیں۔
(نیز دیکھو بیمارستان)

**ہسٹیریا** (Hysteria) ذہنی بیماری ہے جو کسی صدمہ یا مصیبت کے پڑنے سے شروع ہوتی ہے اور دوروں کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ ہر مریض کے دوروں کی شکل مختلف ہوتی ہے اور دوروں کی شدت سے جسمانی کمزوری بڑھتی ہے۔ اصل سبب معلوم کر کے اس کا تدارک کرنا چاہئے (نیز دیکھو اختناق رحم)

**ہشام بن عاص رضؓ**۔ نام ہشام، کنیت ابو معیار مشہور صحابی اور فاتح مصر حضرت عمرو بن عاص کے برادر خورد تھے۔ اور ان سے پہلے مسلمان ہو کر مکہ سے حبشہ کو ہجرت کی۔ جہاں سے مکہ لوٹے اور پھر مدینہ چلے گئے اور تمام غزوات میں حضورؐ کے ہمرکاب رہے۔

آپ بہت زیادہ جنگی صلاحیت رکھتے تھے۔ شجاعت اور بہادری میں آپ کا خاندان عرب میں بہت ممتاز سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ آپ نے ان روایات کو برقرار رکھا اور ابوبکرؓ کے زمانہ میں بے شمار جنگوں میں حصہ لیتے رہے علاوہ حضرت عمرؓ کے دور حکومت میں خاص طور سے جنگی مہارت کا مظاہرہ کیا۔ معرکۂ شام میں بہادری کے خوب جوہر دکھائے۔ اس کے بعد ۱۳ھ میں معرکۂ اجنادین میں نہایت بے جگری سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔

**ہشام بن عروہ**۔ کنیت ابو عبداللہ، مشہور صحابی زبیر بن العوامؓ کے پوتے تھے۔ ان کے والد عروہ ایک جلیل القدر بزرگ اور مدینہ کے سات فقہا میں سے تھے۔ ہشام بھی اس لحاظ سے اپنے باپ سے کسی طرح کم نہ تھے۔ علم الحدیث میں آپ کا بہت بڑا درجہ ہے اور آپ کو امام حدیث کہا جاتا ہے۔

خلیفہ ابو جعفر منصور عباسی آپ کی بہت زیادہ قدر و منزلت کرتا تھا ۱۴۶ھ میں بغداد میں وفات پائی۔

**ہفتہ** (Week ; Saturday) ہفت فارسی لفظ ہے معنی سات، اور اسی سے ہفتہ نکلا ہے۔ ایک ہفتہ سات دن

کا ہوتا ہے اور سات دن کے ہفتے کے آخری دن کو بھی ہفتہ کہتے ہیں۔ اسے شنبہ بھی کہتے ہیں۔

ہفت سے ہفتاد بنی ستر: ہفتاد پشت، ستر پیڑھی۔ ہفتاد و دو، بہتر۔ ہفت اقلیم، سات ولایت، کل دنیا۔ ہفت پشت، سات پیڑھی۔ ہفت خوانِ رستم، نہایت مشکل کام۔ ہفت زبان، سات زبانیں جاننے والا۔ ہفت قلم، سات مشہور خط۔ وہ شخص جو سات طرح کے خط لکھنے جانتا ہو۔ ہفت ہزاری، مغل بادشاہوں کی طرف سے ایک بہت بڑا منصب۔ ہفت ہیکل، ایک ہفت روزہ دعا۔ ہفتاد و دو ملت، مذہباً بہتر فرقے۔ ہفتہ، سات دن۔ ہفتہ دولت، چند روزہ دولت۔ ہفتے کو تھمنا، حریف کی دو فربلوں میں سے اپنے ہاتھ نکال کر اس کی گردن کو دونوں ہاتھوں سے جکڑ لینا۔ ہفت نظر، خدا بری نظر سے بچائے۔ انگریزی (Saturday) رومی دیوتا (Saturn) کے نام پر ہے۔ یہودی مذہب کے پیروؤں کے ہفتے بھر کے آرام کا دن جسے سبت کہتے ہیں۔ بعض مسیحی فرقے بھی اسے اپنا سبت قرار دیتے ہیں ان میں (Seventhday Adventists) بھی شامل ہیں۔

**ہکسلے، جولین۔** (Haxley Julian) مشہور اور نامور انگریز سائنسدان سن پیدائش ۱۸۸۷ء ٹی۔ ایچ ہکسلے کے پوتے ہیں ۱۹۲۵ء سے ۱۹۲۷ء تک کنگز کالج لندن میں علم الحیوانات (Zoology) کے پروفیسر تھے۔ ۱۹۲۶ء سے ۱۹۲۹ء تک رائل انسٹی ٹیوشن میں علم افعال (Physiology) کے فلرین پروفیسر (Fullerian Professor) تھے۔ ۱۹۳۵ء میں زوولاجیکل سوسائٹی (Zoological Society) کے سیکرٹری تھے ممتاز تصنیفات میں (Essays of a Biologist) (What Dare Think) اور دوسری سائنسی اور ہر دلعزیز کتابیں ہیں۔

**ہلاکو خاں۔** (Hulaku Khan) چنگیز کا پوتا۔ ۱۲۵۸ء میں شیعہ وزیر اعظم ابن علقمی کے ایماء سے بغداد پر حملہ آور ہوا اور عباسیہ سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اس وقت بغداد کے تخت پر المستعصم (۱۲۴۲-۵۸ء) متمکن تھا۔

۱۲۶۰ء میں ہلاکو شام کے شمال میں جا دھمکا۔ مگر اپنے بھائی کی وفات کی خبر سن کر فوج کو وہیں چھوڑ کر عازم وطن ہوا۔ ۱۲۶۵ء میں جھیل ارمیہ کے کنارے مراغہ کے مقام پر فوت ہوا۔ اور وہیں منگولین دستور



کے مطابق نوخیز خوبصورت لڑکیوں کی معیت میں دفن ہوا۔

**ہلال۔** (Crescent) نئے چاند یا گھٹتے ہوئے چاند کے لئے ایک اصطلاح ہے۔ جو ایک ٹیڑھا کنارہ دکھلاتا ہے۔ پھر اس شکل کی چیزوں پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ صدیوں سے ترک اسے اپنے جھنڈوں پر بطور نشان کے استعمال کرتے رہے ہیں۔ پاکستانی جھنڈے پر بھی ہلال اور ستارے کا نشان ہے۔

**ہلال بن امیہؓ** قبیلہ اوس کے خاندان واقف سے تھے۔ والدہ کا نام انیسہ تھا عقبہ ثانیہ کے بعد مسلمان ہوئے اور بدر اور اس کے بعد کی جنگوں میں شرکت کی۔ غزوہ تبوک میں شرکت نہ کی جس کی وجہ سے حضورؐ اور صحابہؓ نے ان سے ترک کلام کر دیا۔ اور یہ رات دن روتے رہتے آخر حضورؐ نے انہیں معافی دے دی۔

امیر معاویہؓ کے دورِ حکومت میں وفات پائی۔

نہایت راستباز، متقی اور پرہیزگار تھے۔ تبوک کے واقعہ میں لوگوں کے خلاف سچی گواہی دی جب سے لوگوں پر ان کی حق گوئی کا سکہ بیٹھ گیا۔

**ہلیری، سر ایڈمنڈ۔** (Sir Edmund Hillary) کوہ پیما مہم کے لیڈر جس نے ۱۹۵۳ء میں دنیا کی سب سے اونچی چوٹی ایورسٹ کو فتح کیا تھا اس وقت ان کی عمر ۳۳ برس تھی۔ نیوزی لینڈ کے رہنے والے ہیں گزشتہ جنگ عظیم میں انہوں نے پہاڑوں پر چڑھنے کی مشق شروع کی۔ ۱۹۵۱ء میں انہوں نے ایک برطانوی کوہ پیما جماعت کے ہمراہ ایورسٹ کا جائزہ لیا اور اپنے مشاہدہ کی مدد سے ۱۹۵۳ء میں اسے سر کر لیا۔ ان کے ہمراہ نیپال کا ایک شخص تینزنگ بھی تھا۔ اس کامیابی پر حکومت برطانیہ نے انہیں سر کا خطاب دیا اس کے پانچ سال کے بعد انہوں نے خشکی کے راستے قطب جنوبی تک پہنچنے کی کامیاب کوشش کی اور اس راستے سے قطب جنوبی جانے والے وہ پہلے انسان ہیں۔ اس مہم میں ان کے ساتھ ان کے چار ہموطن نوجوان بھی تھے۔ اس پارٹی کو برف میں بارہ سو میل کا سفر طے کرنا پڑا تھا۔

**ہمالیہ۔ (Himalayas) (برف کا مسکن)** ہندوستان کے شمال میں ایک پہاڑ ہے جو شرق سے مغرب تک ۱۵۰۰ میل لمبا ہے۔ اس کی ۴۵ چوٹیاں دنیا کے سب پہاڑوں کی چوٹیوں سے بلند ہیں۔ ان میں سب سے بلند ایورسٹ کی چوٹی (Mount Everest) ہے جو ۲۹۱۴۱ فٹ بلند ہے۔ اس چوٹی کو ۱۹۵۳ء میں نیپالی شرپا تن سنگ اور نیوزی لینڈ کے سر اڈمنڈ ہیلری نے تسخیر کیا تھا۔

**ہمبرگ (Hamberg)** جرمنی کی ایک مشہور بندرگاہ جو دریائے ایلب (Elbe) کے کنارے بحیرہ شمالی سے ۷۵ میل ساحل کے اندر واقع ہے۔ برلن سے اس کا فاصلہ ۱۷۷ میل ہے اور اس کے شمال مغرب میں واقع ہے۔ اس کا سنگ بنیاد شارلیمان نے ۸۰۸ عیسوی میں رکھا۔ دنیا بھر کی بندرگاہوں میں اس کا تیسرا نمبر ہے۔

**ہم جنس اور مشابہ جانور یا پودے۔** زندہ اشیاء کی سائنس علم الحیوان (Zoology) کہلاتی ہے اور پودوں کی علم نباتات (Botany) کے نام سے موسوم ہے۔ اور مشابہ پودوں کی جماعت بندی متعدد خواص پر مبنی ہوتی ہے چنانچہ بناوٹ کی مشابہت کے لحاظ سے پودے کئی اقسام کے ہوتے ہیں۔ بعض قسموں میں اختلاف زیادہ ہوتا ہے اور بعض میں کم۔ وہ اقسام جن میں باہم مشابہت ہوتی ہے عوامی طبقوں میں آتی ہیں اور پھر مشابہ عوامی طبقے خاندانوں میں منقسم ہوتے ہیں۔ پھر یہ خاندان خود درجہ بندی کے حامل ہوتے ہیں۔ ہم جنس اور مشابہ جانوروں کے متعدد گروہ ہوتے ہیں جو یونانی یا لاطینی ناموں سے موسوم ہوتے ہیں۔ چنانچہ ان کی بڑی بڑی جماعتیں ان ترتیبی طبقات پر مشتمل ہیں۔ (Classes)

(Sub-classes) (Orders, Sub-orders)

(Tribes) (Families Sub-families)

(Genera Species, Sub-species)

**ہمدان (Hamadan)** ملک ایران کا ایک شہر جو کوہ الوند کے دامن میں واقع ہے دارالحکومت تہران سے ۲۰۰ میل جنوب مغرب کو ہے۔ قدیم شہر اکباتانہ کے مقام پر ہے۔ قالین بافی یہاں کی خاص صنعت ہے۔ آبادی ایک لاکھ سے کچھ زائد ہے۔

**ہمزاد۔ (Animism)** بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ ہر انسان کے ساتھ اس کا ایک ہمزاد ہوتا ہے جو اصل انسان کی مکمل نقل ہوتا ہے۔ جب موت روح اور جسم کے تعلق کو منقطع کر دیتی ہے تو وہ ہمزاد صورت کی شکل میں دنیا میں موجود رہتا ہے۔ ہمزاد کے لفظی معنی ہیں اکٹھا جنا ہوا یا یک وقت پیدا شدہ۔ لفظ کے معنی اور اس کے اطلاق کا اشتراک واضح ہے۔

**ہمہ اسلامیاں (Pan-Islamism)** اسلامی ممالک میں یہ نظریہ ہمیشہ مقبول رہا ہے کہ مسلمانان عالم کو باہم ایک رشتے میں منسلک ہو کر ایک ہی حکومت کے جھنڈے تلے آ جانا چاہئے یا مختلف حکومتیں قائم کر کے باہم وفاق کر لینا چاہئے۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ اسلام جغرافیائی حد بندیوں کو تسلیم نہیں کرتا۔ دوسرے جس معاشرہ کا تصور اسلام پیش کرتا ہے اس کے قیام کے لئے یہ ضروری ہے کہ اسے سیاسی اقتدار حاصل ہو۔

دور جدید میں نظریہ ہمہ اسلامیاں یا پان اسلام ازم کے حق میں سب سے پہلے جمال الدین افغانی نے قلم اٹھایا اور مسلمانان عالم میں اس برصغیر کے مسلمانوں نے خلافت کی تحریک کے نام سے ان نظریات کی خاطر سب سے زیادہ جدوجہد اور ایثار کا ثبوت دیا۔ کسی حد تک تحریک پاکستان بھی نظریہ ہمہ اسلامیاں کی آئینہ دار ہے۔ یہاں یہ ذکر کر دینا ضروری ہے کہ بعض اہل قلم کی رائے ہے کہ ترکیہ کے سلطان عبدالحمید دوئم نے بھی اپنی سامراجی اغراض کی خاطر پان اسلامزم کا عرب ممالک میں پراپیگنڈا کیا تھا۔ مگر یہ کوششیں بارآور نہ ہو سکیں کیونکہ ۳ مارچ ۱۹۲۴ء کو ترکیہ کی قومی مقننہ (نیشنل اسمبلی) نے خلافت کے عہدہ کو یک قلم موقوف کر دیا۔ اور اسلامیان عالم میں صدیوں پرانا نقطۂ اتحاد کالعدم ہو گیا۔

۱۱ مارچ ۱۹۲۴ء کو فرمانروائے مکہ شاہ حسین نے خلافت کا دعویٰ کیا مگر اگلے اکتوبر میں ابن سعود نے اس کی حکومت کا تختہ الٹ دیا اس کے بعد ۱۹۲۶ء میں بمقام مکہ و قاہرہ اور ۱۹۳۱ء میں بمقام یروشلم پان اسلامی اجتماع ہوئے مگر ان سے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوا چنانچہ اس وقت سے آج تک کوئی ایسا عملی رشتہ وضع نہیں کیا جا سکا جو مسلمانان عالم کو باہم منسلک کر دے۔ گو اقبال اور دیگر مفکروں نے ان میں اس رشتہ کے قیام کے لئے بے پناہ

جزیرہ بنالیا ہے اور اکثر اسلامی ممالک باہمی اتحاد اور وفاق کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ (نیز دیکھو اسلامیت)

## ہمہ امریکیاں (Pan-Americanism)

جمہوریہ متحدہ امریکہ کی طرف سے اس نظریہ کا ہمیشہ پراپیگنڈا کیا گیا ہے کہ امریکی براعظم کی تمام ریاستوں کو آپس میں گہرا سیاسی اشتراک عمل قائم کرنا چاہیے اور ایک مضبوط دوستانہ رشتہ میں باہم منسلک رہنا چاہیے۔ جنوبی امریکہ کی لاطینی ریاستوں نے کھلم کھلا اس نظریہ کی مخالفت تو نہیں کی۔ مگر پھر بھی ان کی روش سے یہ ضرور جھلکتا ہے کہ وہ ہمہ امریکیاں، (پان امریکنزم) کی تحریک کو شک کی نظر سے دیکھتے ہیں اور انہیں ڈر ہے کہ جمہوریہ متحدہ امریکہ اس کے پس پردہ سامراجی ارادے نہ رکھتی ہو۔ بہرحال اس تحریک کی ظاہرا غرض یہ ہے کہ شمالی امریکہ اور لاطینی امریکہ کے مابین وطنی اور ثقافتی اختلافات کالعدم ہو جائیں مگر تاحال یہی اختلافات اس کی کامیابی کے راستے میں رکاوٹ ثابت ہو رہے ہیں۔

۱۸۹۰ء میں اس تحریک کو عملی جامہ پہنانے کی خاطر پان امریکن یونین، نامی ایک جماعت کا سنگ بنیاد رکھا گیا جس کی رکنیت ماسوا کینیڈا کے ۲۱ امریکی اقوام نے اختیار کر لی۔ اُن کے کئی ایک اجلاس ہوئے جن میں مواصلات، نقل افراد اور تجارت سے متعلق چالیس کے قریب مختلف معاہدے کئے گئے۔ ہمہ امریکیاں نے یہ بھی کوشش کی کہ شمالی اور جنوبی امریکہ کا ایک متحدہ دفاعی نظام بھی قائم ہو جائے مگر اس تجویز کی مخالفت نہ صرف جنوبی امریکہ کی لاطینی ریاستوں نے کی بلکہ شمالی امریکہ کے بعض سیاست دانوں نے بھی اس کے خلاف آواز اٹھائی۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران میں بھی جمہوریہ متحدہ امریکہ نے کوشش کی کہ امریکی براعظم کی تمام ریاستیں ایک خارجہ پالیسی پر کام زن ہوں مگر اس پر کلی اتفاق نہ ہو سکا۔ چنانچہ لاطینی ریاستوں میں سے بعض نے اتحادیوں کا عملاً ساتھ دیا اور محوری طاقتوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ مگر بعض نے سفارتی تعلقات منقطع کرنے پر اکتفا کیا بعض لاطینی ممالک نے جن میں ارجنٹینا خاص طور پر قابل ذکر ہے اتحادیوں کے خلاف محوری طاقتوں سے ہمدردی کا اظہار کیا۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد جمہوریہ امریکہ نے امریکی اقوام کے مابین گہرے اشتراک عمل کی پہلے سے بھی زیادہ کوشش کی، جس کے باعث ۱۹۴۸ء میں بگوٹا کانفرنس منعقد ہوئی جس میں اقوام متحدہ کے میثاق کے مطابق "انجمن مملکت ہائے امریکہ" کو تشکیل کیا گیا۔ اس انجمن میں اور پان امریکن یونین کے مقاصد میں کوئی فرق نہیں تھا صرف نام کا اختلاف تھا۔ لاطینی امریکہ کی ریاستوں اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے درمیان نظریاتی ہم آہنگی نہ ہونے کے باعث یہ انجمن بھی عملاً بے اثر ہو کر رہ گئی ہے۔ (دیکھو امریکیت)

## ہمہ تورانیاں (Pan-Teranism)

ترک، آذربائیجانی ترکمان، ازبک، اور وسطی ایشیا کے دیگر ترکی لوگ اپنے آپ کو نسلاً و اصلاً ایک خیال کرتے ہیں اور اُن کی خواہش ہے کہ تورانی النسل لوگوں پر مشتمل ایک سلطنت متحدہ قائم کی جائے۔ ہمہ تورانیاں تحریک کوئی سیاسی تحریک نہیں۔ بلکہ وہ محض ایک رومان انگیز خیال آرائی ہے جس کی حمایت میں جمہوریہ ترکیہ کے بعض حکام اور اہل قلم نے وقتاً فوقتاً اظہار رائے کیا۔ (نیز دیکھو تورانیت)

## ہمہ سلاوُ (Pan-Slevism)

سائنس دانوں کے خیال کے مطابق کسی قوم کا خون آمیزش سے پاک نہیں اور بنی نوع انسان کو آرین حبشی منگول وغیرہ نسلوں پر منقسم نہیں سمجھا جا سکتا۔ بہ الفاظ دیگر، پاکیزگی خون، وغیرہ کے دعاوی کی سائنسی حقیقت کوئی نہیں۔ کیونکہ اقوام عالم امتداد زمانہ سے آپس میں خلط ملط ہوتی آئی ہیں۔ سائنس دانوں کے برعکس سیاست دانوں اور عامۃ الناس نے انسانی ہیئت و قطع اور تہذیب و تمدن کے ظاہری اختلافات کو بہت اہمیت دے رکھی ہے۔ وہ نہ صرف ان اختلافات کو حقیقت پر مبنی سمجھتے ہیں۔ بلکہ انہیں برقرار رکھنا مفید خیال کرتے ہیں۔ چنانچہ کہیں ہمہ تورانیت کا ذکر ہے تو کہیں "ہمہ المانویت" کا کہیں جرمن اپنے آپ کو دنیا کی افضل ترین آرین نسل خیال کرتے ہیں تو کہیں جاپانی اپنے آپ کو خدا کی فرستادہ قوم خیال کرتے ہیں۔

بنی نوع انسان کی اس تفریق و تقسیم میں ایک ایسی نسل بھی ہے جسے سلاوُ کہتے ہیں۔ اس سے بالعموم وہ لوگ مراد لیے جاتے ہیں جو روس، یوکرین، سفید روس، پولستان، چیکوسلواکیہ، بلغاریہ، یوگوسلاویہ، سربیا

کروشیا، مقدونیہ میں آباد ہیں ان ممالک کے رہنے والے اپنے آپ کو ایک نسل سے خیال کرتے ہیں، اور اس بات کے خواہاں ہیں کہ آپس میں ایک دوسرے کے زیادہ سے زیادہ قریب آجائیں۔ ہمہ سلاوُ تحریک کوئی سیاسی تحریک نہیں۔ اور نہ یہ قومیں کبھی ایک سیاسی جھنڈے تلے جمع ہوئیں۔

ہمہ سلاوُ، نظریہ کی بنیاد بہت حد تک ہرڈر نے اور جرمن رومان پسندوں نے ڈالی ہے۔ بعدازاں جب کہ دنیا میں ہوتا چلا آیا ہے۔ اس نظریہ کی سرپرستی زار روس کی حکومت نے اختیار کر لی۔ یہاں یہ ذکر کر دینا بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ دوسری جنگ عظیم کے دوران میں روسی حکومت نے ہمہ سلاوُ نظریہ کا بہت پراپیگنڈا کیا۔ باوجودیکہ سٹالین سلاو نسل سے تعلق نہیں رکھتا اور اس سے پیشتر ماقبل جنگ زمانہ میں اشتراکی ہمہ سلاوُ تحریک کو برا بھلا کہہ چکے تھے۔ پہلی ہمہ سلاوُ کانگریس کا اجلاس ۱۸۴۸ء میں ہوا تھا ۱۹۰۶ء سے قریب روس کی حکومت نے اپنی خارجہ پالیسی کو کامیاب بنانے کی خاطر یعنی یوکرین، پولستان اور بلقانی ریاستوں پر تسلط حاصل کرنے کی خاطر اور آسٹریا و ترکیہ کی سلطنتوں کو تہ و بالا کرنے کے لئے ہمہ سلاوُ، تحریک کی سرپرستی کا لبادہ اوڑھ لیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پہلی جنگ عظیم سے پیشتر سلاوُ نسل کے لوگ دوسرے ممالک سے عقیدت مندانہ جذبات لے کر روس آتے تھے۔ چیکو سلوواکیہ کی اتحادی تحریک بھی جس کا آغاز ۱۸۴۸ء میں ہوا تھا "ہمہ سلاوُ" نظریات کی آئینہ دار تھی۔ (نیز دیکھو سلاوی یا سلافی)۔

**ہمہ عربیاں** (Pan-Arabism) زمانہ ماقبل اسلام سے عرب قوموں میں جغرافیائی حدود ناپید رہی ہیں۔ جس کے باعث، حجاز، یمن، شام، لبنان، فلسطین، اردن، عراق، وغیرہ میں نسلی وحدت کا احساس غالب رہا ہے۔ چنانچہ تاریخ کے مطالعہ سے یہ حقیقت آشکار ہو جاتی ہے۔ کہ جب کبھی کسی قد آور شخصیت نے ان لوگوں سے مخاطب ہو کر انہیں قوم واحد کہہ کر پکارا ہے تو ان کے ذہنوں کو یہ لفظ غیر مانوس معلوم نہیں ہوا بلکہ اس عظیم خطہ کے منتشر انسان اس آواز پر لپکے ہیں اور آنکھ جھپکنے سے قبل ایک گلہ کی طرح متحد و متفق ہو گئے ہیں۔ شہری و علاقائی عصبتیں کہ فطری جذبات ہیں ان لوگوں میں بھی موجود ہیں جیسے مغربی لوگوں میں بھی موجود ہیں لیکن یہاں قومی یک جہتی کا احساس زیادہ کارفرما ہے۔ تاہم یہ لوگ غیر عرب مسلمانوں کی نسبت عرب عیسائیوں سے زیادہ موافقت رکھتے ہیں۔

"ہمہ عربیاں" کی تحریک نے جواب عرب لیگ وغیرہ کی شکل میں ظہور پذیر ہوئی ہے، انیسویں صدی کے وسط میں ملک شام میں پنپنا شروع کیا، بہت حد تک یہ انگریز فرانسیسی اور امریکی پادریوں کا خود کاشتہ پودا تھا جنہوں نے مشرق وسطیٰ میں ترکوں کی شہنشاہیت کو ختم کرنے کی خاطر اسے عربوں کے دلوں میں بویا۔ ملک شام سیاسی لحاظ سے ہمیشہ عرب ممالک کا رہبر رہا ہے۔ لہٰذا جب یہاں عیسائی مبلغوں کی ریشہ دوانیاں کامیاب ہوئیں تو دیگر عرب ممالک خود بخود اس تحریک سے اثر پذیر ہونے لگے۔ اور ہر جگہ ترکوں کے خلاف نسلی تعصبات کارفرما ہونے لگے۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران میں کرنل لارنس جیسے شاطروں نے اور برطانوی وزیر اعظم لائڈ جارج کے چاندی کے کارتوسوں نے ترکوں کے اقتدار کو ملیامیٹ کر دیا اب "ہمہ عربیاں" کا جذبہ قومیت اس قدر زور پکڑ گیا کہ ایسے علاقے جو زمانہ ماقبل اسلام میں عربی النسل نہ تھے جیسے مراکش، الجیریا، ٹیونس وغیرہ، وہ بھی اس سے اثر پذیر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور انہوں نے بھی اس تحریک کی ہمنوائی شروع کر دی ان کے علاوہ مصر بھی اب اپنی "عرب برادری" کے ساتھ ہے۔ "ہمہ عربیاں" کی تحریک کے مستقبل کے بارے میں کچھ کہنا تو آسان نہیں، البتہ یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ اسرائیلی حکومت کے قیام سے عرب قوموں کو ایک اور نقطۂ اتحاد فراہم ہو گیا ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس تحریک کا یہ خواب شرمندہ تعبیر ہو جائے اور بحر اوقیانوس سے خلیج فارس تک ساڑھے چار کروڑ عرب نفوس کی ایک وفاقی حکومت قائم ہو جائے۔ (نیز دیکھو عربیت)

**ہُن۔** (Huns) منگول نسل کے وحشی لوگ جو بحیرہ کیسپین کے ساحل سے اٹھ کر یورپ اور ایشیا پر آفت ناگہانی کی طرح چھا گئے۔ ان کا سب سے مشہور سردار اٹیلا تھا جو فخر یہ کہا کرتا تھا کہ جہاں سے میں گزر جاؤں وہاں پھر گھاس بھی پیدا نہ ہوگی یہ لوگ بے ریش اور چوڑے بازوؤں والے تھے اور چپٹی ناک اور چھوٹی چھوٹی سیاہ آنکھیں رکھتے تھے۔

**ہند چینی** (Indo-China) ایشیا کے جنوب مشرق میں ایک علاقہ جس میں سیام کی خود مختار حکومت اور ہند چینی کے سابق فرانسیسی مقبوضات شامل ہیں۔ یہ کمبوڈیا، لاؤس کوچین اور ویٹ نام کی جمہوری سلطنت پر مشتمل ہیں۔ ہند چینی کے جنوب میں جزیرہ نما ملایا واقع ہے۔

**ہندسہ، علم** (Geometry) اس علم میں خطوط مستقیم زاویوں، اور مختلف اشکال، دائرہ، مثلث، مستطیل، مربع وغیرہ سے بحث ہوتی ہے۔ کچھ باتیں جن کی صداقت ظاہر اور مسلم ہے تسلیم کرکے اس علم کا آغاز ہوتا ہے ان ہی حقائق کی روشنی میں اور ان کی مدد سے دوسری تحقیقیں ثابت کی جاتی ہیں۔ جس حقیقت کو ثابت کیا جاتا ہے اسے مسئلہ کہتے ہیں۔ چنانچہ کچھ اہم مسئلے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) مثلثوں کا برابر ہونا، اگر دو مثلثیں ایک دوسرے پر ٹھیک ٹھیک چسپاں ہو جائیں تو وہ آپس میں برابر ہیں ایک کے اضلاع دوسرے کے اضلاع کے برابر اور ایک کے زاویے دوسرے کے زاویوں کے برابر ہوں گے۔

مثلث اب س اور دی ف ہر حالت میں برابر ہیں، اب = دی اس = دف اس ب = ف ی، زاویہ ا = زاویہ د، زاویہ ب = زاویہ ی، زاویہ س = زاویہ ف اور رقبہ اب س = رقبہ دی ف۔

دو مثلثیں آپس میں مندرجہ ذیل حالات کے ماتحت ہر لحاظ سے برابر ہوں گی۔

(۱) جب ایک کے دو اضلاع اور ان کا درمیانی زاویہ دوسری کے دو اضلاع اور درمیانی زاویے کے برابر ہو مثلاً اب = دی، ب س = ی ف اور زاویہ ب = زاویہ ی

۲۔ جب ایک کے تینوں اضلاع دوسری کے تینوں اضلاع کے برابر ہوں۔ مثلاً اب = دی، اس = دف، س ب = ف ی۔

(۳) جب ایک مثلث کا ایک ضلع اور دو زاویے دوسری مثلث کے ایک ضلع اور دو زاویوں کے برابر ہوں بشرطیکہ ضلع کا محل وقوع زاویوں کی مناسبت کے اعتبار سے دونوں حالتوں میں یکساں ہو۔ مثلاً س ب = ف ی، زاویہ ب = زاویہ ی، زاویہ س = زاویہ ف یا اب = دی، زاویہ ا = برابر د، زاویہ س = زاویہ ف۔

(۴) ایک چوتھی حالت بھی ہے جس میں دو مثلثیں آپس میں ہر لحاظ سے برابر ہو سکتی ہیں۔ یہ اس وقت ہوگا جبکہ ایک مثلث کے دو اضلاع دوسری مثلث کے دو اضلاع کے برابر ہوں اور ایک ایک زاویہ برابر ہو جو کہ اضلاع کا اندرونی زاویہ نہ ہو۔

مثلاً اب = دی، اب س = ی ف، زاویہ س = زاویہ ف یہ دراصل مبہم حالت ہے۔ کیونکہ یہاں مختلف مثلثیں بن سکتی ہیں جن میں سے ایک مفید مطلب اور درست اور دوسری دعوے کے لحاظ سے غلط ہوگی۔ مثلث کا تیسرا ضلع ف دیا ف ج ہو سکتا ہے کیونکہ ی د اور ی ج دونوں فرداً فرداً اب کے برابر ہیں۔

مثلثوں کے برابر ہونے کو درج ذیل مثال میں استعمال کیا گیا ہے۔

اب س ایک متساوی الساقین مثلث ہے جس میں اب = اس اور اس ب کو نقطہ د تنصیف کرتا ہے۔ ب د = س د۔ اد کو ملا دینے سے دو مثلثیں بن گئیں جن میں ایک ادب اور دوسری ادس ہے۔ اب = اس، ب د = س د، اد دونوں میں مشترک ہے۔ چنانچہ دونوں مثلثیں آپس میں ہر اعتبار سے برابر ہیں۔ زاویہ ب = زاویہ س اور اس لئے اد زاویہ ب اس کی تنصیف کرتا ہے، زاویہ ادب = زاویہ ادس، اس سے ان میں سے ہر زاویہ زاویۂ قائمہ

**یکساں مثلثیں** ان میں صرف زاویے برابر ہوتے ہیں۔

مثلث اب س اور دی ف یکساں ہیں۔ زاویہ ا = زاویہ د، زاویہ ب = زاویہ ی، زاویہ س = زاویہ ف۔ ان کے اضلاع برابر نہیں ہیں مگر متناسب ہیں۔

اب/دی = اس/دف = ب س/ی ف .

اگلے مثلث میں د، اب کا نقطۂ تنصیف ہے۔ اور ی، اس کا نقطۂ تنصیف ہے۔ مثلث ا د ی اور اب س یکساں ہیں۔ زاویہ ا د ی = زاویہ اب س اور زاویہ ا ی د = زاویہ اس ب ، د ی اور ب س متوازی بھی ہیں۔ اور د ی ، اب س کا نصف ہے۔ ف۔ س ب کا نقطۂ تنصیف ہے۔ اس لیے ی ف اور اب متوازی ہیں۔ ی ف ، اب کا نصف بھی ہے۔ د ف اور اس متوازی ہیں اور د ف اس کا نصف ہے جن زاویوں پر ۱ اور ۲ اور ۳ کے نشانات بنے ہیں۔ وہ آپس میں برابر ہیں۔

(ب) دائرے:۔ اب اور س د دو وتر ہیں۔ جو نقطۂ ن پر ایک دوسرے کو کاٹتے ہیں: مثلث اس ن اور ب د ن یکساں ہیں: ن ا × ن ب (مستطیل جس کے اضلاع ن ا اور ن ب کے برابر ہوں) اور ن س × ن د (وہ مستطیل جس کے اضلاع ن س اور ن د کے برابر ہوں) رقبہ کے اعتبار سے آپس میں برابر ہوں گے۔ اس کو نقشہ بنا کر ضرب کے ذریعہ سے صحیح ثابت کیا جا سکتا ہے۔

اس آخری مسئلہ سے متعلق ایک خاص نقطہ یہ ہے شکل نما میں د اب قطر ہے۔ د س، ایک وتر اس پر زاویۂ قائمہ بناتا ہے ن د = ن س ؛ ا ن × ن ب = ن د × ن س = ن س۲،

دوسری شکل میں پہلی شکل کے آدھے حصے کو دکھا دیا گیا ہے۔ اس کی مدد سے معادلہ آسانی سے یاد کیا جا سکتا ہے جو حسب ذیل ہے۔

ان × ب ن = ن س۲۔ اگر اس ب ایک مثلث ہو جس میں س زاویۂ قائمہ ہو۔ اور س ن ، اب پر زاویہ قائمہ بنائے تو مندرجہ بالا معادلہ کا اطلاق کیا جا سکتا ہے۔

**ہندہ** (رضی)۔ ہندہؓ نام۔ قبیلہ قریش سے تھیں۔ سلسلہ نسب یہ ہے۔ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف ہند کا باپ قریش کا سب سے معزز رئیس تھا۔ آپ کا نکاح ناکہ بن مغیرہ مخزومی سے ہوا۔ لیکن پھر کسی وجہ سے جھگڑا ہو گیا تو ابو سفیان ابن حرب کے عقد میں آئیں جو قبیلہ امیہ کے مشہور سردار تھے۔ عتبہ غزوہ بدر میں مارے گئے جس سے ان کی دختر ہند کو جنون انگیز صدمہ ہوا۔ جب جنگ احد ہوئی تو ہند نے بھی اس میں شمولیت کی۔ اور کفار مکہ کی سپاہ کے حوصلے بڑھ جانے کے لئے رجزیہ اور رزمیہ اشعار گائے فتح مکہ کے بعد ہندہ مشرف بہ اسلام ہوئیں۔ ان میں وہ سب اوصاف موجود تھے جو ایک عرب خاتون کے مابہ الامتیاز ہو سکتے ہیں۔ ان میں عزت نفس، غیرت، رائے و تدبیر دانشمندی بدرجہ اتم پائی جاتی تھی۔ بعض روایتوں کے مطابق آپ کی وفات عہد فاروقی میں مگر دیگر روایات کے مطابق عہد عثمانی میں ہوئی۔

**ہندو**۔ ہندوستان کے رہنے والے وہ لوگ جو وید رامائن اور مہابھارت کو اپنی مقدس کتابیں مانتے ہیں۔ خدا کے مختلف مظاہر کے قائل ہیں اور ان کی مورتیاں بنا کر پوجا کرتے ہیں۔ کرشن اور رام چندر جی کو خدا کا مظہر سمجھتے ہیں اور مسئلہ تناسخ کے قائل ہیں۔ قدیم زمانے سے ان میں ذات پات کی تفریق نے تعصب کوتاہ نظری اور باہمی منافرت کے جذبات پیدا کر دئے ہیں۔ قرون وسطیٰ میں ان کے درمیان اصلاح کی ایک زبردست تحریک پیدا ہوئی جو بھگتی کہلاتی ہے اور جس کی وجہ سے انہوں نے دکن بنہ اور ملک کے دور دراز گوشوں میں اپنے مذہب کو پھیلا دیا۔ لیکن یہ لوگ چھوت چھات اور ذات پات کی تفریق کو دور نہ کر سکے جو ان کی معاشرت کا ایک اہم جزو بن گئی ہے۔
ہندوستان کے علاوہ یہ لوگ مشرقی افریقہ میں بھی آباد ہیں۔

(ہندوستان دیکھو بھارت)

**ہندومت**۔ ہندو مت سے بھارت کی اکثریت کا عقیدہ مراد ہے اس مذہب کے تمام پیرو دو اصولوں کو ضرور مانتے ہیں۔ ایک کو اصنام پرستی یا کثرت پرستی کہہ سکتے ہیں اور دوسرے کو تناسخ۔ انہی دو اصولوں پر ہندوؤں کے جملہ مذہبی اور معاشرتی اداروں کی بنیاد ہے۔ ذاتوں کے رواج کو ہندو معاشرہ کی امتیازی خصوصیت سمجھا جاتا ہے۔ ذاتیں یہ ہیں۔

برہمن۔ کھتری۔ ویش اور شودر۔

مقدس کتاب "وید" ہے۔ وشنو، شیو اور برہما اہم دیوتا اور لکشمی، اور درگا اہم دیویاں ہیں۔

موجودہ عہد میں ہندو مصلحین ذات پات کی تفریق اور چھوت کے خاتمہ کی کوشش کر رہے ہیں آریہ فریق ذات پات کی تفریق کے خلاف ہے بجائیکہ سناتن فریق ذات پات میں قدیمی عقیدہ کا پیرو ہے۔

## ہندوستان میں تحریک احیائے اسلام۔

یوں تو شہنشاہ اکبر کے آخری عہد ہی میں ہندوستان میں تحریک احیائے اسلام شروع ہو چکی تھی مگر عملی طور پر ہندوستان میں تحریک احیائے اسلام کا آغاز حضرت مجدد الف ثانی کے زمانے سے ہوا جو مغل شہنشاہ جہانگیر کے عہد میں تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ شاہ محدث دہلوی اور ان کی افضل اجل اولاد شاہ عبدالعزیزؒ، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادرؒ اور شاہ عبدالغنیؒ نے تحریک احیائے اسلام کو اپنی تبلیغی اور اشاعتی سرگرمیوں کی بدولت چار چاند لگا دئیے۔ مولانا سید احمد بریلوی اور ان کے خلیفہ اور شاگرد اور شاہ عبدالغنی کے بیٹے شاہ اسمٰعیلؒ نے اس تحریک میں ایک نئی روح پھونک دی، اور تعلیم قرآن اور سنت نبوی کو عملی اسلام کی اہمیت از سر نو دلائی۔ مولانا عبیداللہؒ سندھی، مولانا محمد قاسمؒ نانوتوی بانئے دیوبند، مولانا اشرف علی تھانویؒ، مولانا محمد الیاس کاندھلوی مرحوم بانی تبلیغی جماعت، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا محمد ابراہیم میرؒ سیالکوٹی اور دیگر بزرگان دین نے تحریک احیائے اسلام در ہندوستان کی خدمات جلیلہ سر انجام دی ہیں، اب بفضلہ پاکستان تو ایک اسلامی مملکت ہے لیکن ہندوستان میں بھی علماء اس تحریک کو زندہ رکھنے میں مصروف سعی ہیں۔ گو ان کی راہ میں گوناگوں مشکلات حائل ہیں۔

**ہندی۔** بھارت کی قومی اور سرکاری زبان۔ قدیم وقتوں میں ہندوستان کی زبان سنسکرت تھی زمانہ گزرنے کے بعد اس میں انقلاب آگیا اور تبدیلیاں ہوتے ہوتے اس نے کئی شکلیں بدلیں جن میں پالی اور دیگر کئی قسم کی پراکرتیں نمایاں ہیں مگر ہندوؤں یعنی برہمنوں نے خالص سنسکرت کو قائم رکھنے اور اس کو ملاوٹ سے پاک رکھنے کی بہت کوشش کی۔ چنانچہ یہ زبان کتابی صورت میں اپنی مختلف شکلوں میں اب تک محفوظ ہے۔ لیکن بولی کہیں نہیں جاتی اس لئے مردہ زبان کہلاتی ہے۔ جو دیگر زبانیں قانون قدرت کے ماتحت امتداد زمانہ سے وجود میں آئیں۔ ان میں آخری ہندی تھی جو سنسکرت ہی کی بیٹی تھی اور اسلام کے آنے سے پیشتر عام طور پر رائج تھی اس کی ایک صورت برج بھاشا تھی۔ جو متھرا کے علاقہ میں بولی جاتی تھی۔

جب مسلمان ہند میں وارد ہوئے تو ان کی زبان کے اثر سے ہندی میں اور بھی تبدیلیاں ہوگئیں اور دونوں زبانوں کے ملنے سے ایک بالکل نئی زبان وجود میں آگئی جسے اردو کہتے ہیں۔ تقسیم سے قبل یہی متحدہ ہندوستان کی عوامی زبان تھی۔ فرقہ پرست ہندو اس زبان کے خلاف تھے اور اسے مسلمانوں کی زبان کہتے تھے تقسیم ملک کے بعد انہوں نے اردو کو اپنے ملک سے قریب قریب ختم کر دیا اور سنسکرت آمیز ہندی کو قومی اور سرکاری زبان قرار دے دیا جو دیوناگری رسم الخط میں لکھی جاتی ہے اور سنسکرت کے ثقیل اور نامانوس الفاظ کی وجہ سے عوام کے لئے ناقابل فہم ہے۔

## ہنڈنبرگ (Paul Von Hindenburg)

(۱۸۴۷ء - ۱۹۳۴ء) جرمنی کا ایک مشہور جرنیل اور سیاست دان ۱۸ برس کی عمر میں فوج میں بھرتی ہوا۔ اس نے آسٹریلیا، پرشیا اور فرانس اور پرشیا کی لڑائیوں میں پرشیا کی طرف سے شرکت کی۔ ۱۹۱۱ء میں فوجی ملازمت ختم کر کے عزلت گزیں ہوا ہی تھا کہ ۱۹۱۴ء میں جنگ عظیم چھڑنے پر پھر ملک کی خدمت پر کمربستہ ہوا۔

بحیثیت جرنیل ہنڈنبرگ کی شہرت کا آغاز روسی محاذ پر واقع شدہ ٹینن برگ کی لڑائی سے ہوا جس کا منصوبہ در اصل ایک گمنام جرمن افسر ہاف مین (Hoff Mann) نے تیار کیا تھا۔ تاہم اس معرکہ کو سر کرنے سے ہنڈنبرگ کو وہ قومی تعظیم اور احترام حاصل ہوا، جس کے باعث وہ جرمنی کے نامور لوگوں میں شمار کیا جانے لگا۔ ہنڈن برگ کو لوڈنڈارف (Ludendorff) کے اشارہ پر گوشہ عزلت سے بلا کر مشرقی محاذ کی کمان سونپی گئی تھی۔ لوڈنڈارف کو اس کا سردار عملہ (چیف آف سٹاف) نامزد کیا گیا تھا۔ ان دونوں کے اشتراک و تعاون نے جرمن فوجوں کو

دہ قیادت بہم پہنچائی جس کی وہ جنگ کے ابتدائی دور میں سپہ سالار مالٹکے سے توقع کرتے تھے یہ واقعہ ہے کہ انھوں نے اپنا کام خوب نبھایا۔ ۱۹۱۶ء کے بعد اختتام جنگ تک فان ہنڈنبرگ تمام محاذوں کی کمان اپنے ہاتھ میں رکھتا تھا۔ اس تمام عرصہ میں لوڈنڈارف اس کا دایاں بازو بنا رہا۔

پہلی جنگ عظیم کے بعد ۱۹۱۹ء میں ہنڈنبرگ پھر گوشہ نشیں ہوگیا۔ ۱۹۲۵ء میں اور دوبارہ ۱۹۳۲ء میں وہ جرمن جمہوریہ کا صدر منتخب ہوا۔ ہنڈنبرگ کے صدر منتخب ہونے کی خوشخبری سن کر جب اس کے فرزند نے اُسے مطلع کرنے کے لیے جگایا تو اس معمر انسان نے اس خبر کو کوئی اہمیت نہ دی بلکہ الٹا اپنے بیٹے کو نیند میں خلل ڈالنے پر ہلکی سی سرزنش کی۔

**ہنڈی۔** Bill of Exchange بین الاقوامی یا بیرونی ممالک سے تجارت میں کام آتی ہے۔ مندرجہ ذیل مثال ہنڈی کی اہمیت پر روشنی ڈالے گی۔ فرض کیجئے میسرز فیروز سنز نے پاکستان سے دس ہزار روپیہ کی مالیت کی کتابیں انگلستان میں میکملن کمپنی کے پاس بھیجیں ساتھ ہی وہ میکملن کمپنی کے نام ہنڈی جاری کریں گے جس میں رقم مذکور کو تین مہینہ کی مدت میں ادا کرنے کی فرمائش کی جائے گی۔ انگریزی کمپنی ہنڈی پر اپنی مہر اقرار لگا کر اسے واپس کر دے گی۔ اب اگر میسرز فیروز سنز کو فوراً ہی روپیہ درکار ہے تو وہ ہنڈی اپنے بنک کے ہاتھ فروخت کر سکتے ہیں۔ تین مہینے کا سود وضع کرنے کے بعد باقی رقم بنک انہیں دیدے گا۔ ادائیگی کا وقت آنے پر میکملن کمپنی اتنی ہی رقم کی ہنڈی جو پاکستان کے کسی سوداگر پر جاری ہوتی ہے خرید کر اس بنک کو پاکستان بھیج دے گی جس نے میسرز فیروز سنز کو ادائیگی کی ہے اور اس طرح یہ تجارتی کاروائی ختم ہو جائے گی۔ ہنڈیوں سے دو فائدے ہیں (۱) ہر تاجر کو اس کے اپنے سکے میں قیمت ملتی ہے (۲) روپیہ ایک ملک سے دوسرے ملک میں بھیجنا نہیں پڑتا۔ دنیا کے مختلف اور ترقی یافتہ ممالک میں، لین دین کا کام بنکوں کے ذریعہ سے، ہنڈیوں کی شکل میں بکثرت ہو رہا ہے۔

**ہنری ہشتم۔** (Henry VIII) (۱۴۹۱ء – ۱۵۴۷ء) انگلستان کے ٹیوڈر خاندان کا فرمانروا جو ۱۵۰۹ء میں تخت نشین ہوا۔ ۱۵۲۱ء میں مارٹن لوتھر کے عقائد کے خلاف ایک کتاب لکھنے کے باعث پاپائے اعظم نے اسے "محافظ دین" کا خطاب دیا مگر جب ہنری نے اپنی ہسپانوی بیوی کیتھرائن کو طلاق دینے کے لئے پاپائے اعظم کی رضامندی چاہی تو اس نے انکار کر دیا اور دونوں کے تعلقات خراب ہو گئے۔ بعد ازاں یہی آویزش انگلستان میں پروٹسٹنٹ مذہب کی ترویج کی اور انگلستان کو پاپائے اعظم کے اثر سے نکالنے کا باعث بنی۔ ہنری ہشتم نے یکے بعد دیگرے چھ شادیاں کیں۔ اس نے دو بیویوں کو طلاق دی، دو کو موت کی سزا دی، ایک وضع حمل کے دوران میں مر گئی اور ایک کیتھرائن اس کے بعد زندہ رہی۔ ۱۵۳۹ء ۱۵۴۰ء میں اس نے راہب خانوں کی جائدادوں پر قبضہ کیا اور اس سے کچھ عرصہ پہلے اپنے آپ نے کلیسائے انگلستان کا پیشوائے اعلےٰ قرار دلایا تاکہ اس کی طلاقوں کے برخلاف پاپائے اعظم کو درخواست نہ دی جا سکے۔ ۱۵۴۱ء میں اس نے اپنے آپ کو آئرلینڈ کا بھی بادشاہ قرار دے دیا۔

**ہنس۔** پانی میں تیرنے والا ایک پرندہ مغربی پاکستان میں دو قسم کا ہوتا ہے۔ پہلا دھاریدار سر والا جس کا رنگ خاکستری ہوتا ہے۔ مگر چونچ ٹانگیں اور پاؤں زرد ہوتے ہیں اور اس کے سفید سر پر سیاہ دھاریاں ہوتی ہیں۔ دوسرا ابلق پشت ہوتا ہے اس کے جسم پر خاکی رنگ کے بال ہوتے ہیں۔ لیکن دھاریاں ہلکے رنگ کی ہوتی ہیں اور نچلے حصے کے پر زردی مائل بھورے ہوتے ہیں۔ چونچ اور پاؤں بھی قدرے زردی مائل۔ دونوں قسموں کے انڈے زردی مائل ہوتے

ہیں۔ جب ان کے ننھے ننھے بچے انڈے سے باہر نکلتے ہیں، تو ان کے جسم پر ملائم پر ہوتے ہیں اور انہیں پروں کی مدد سے وہ چلنے اور تیرنے لگ جاتے ہیں۔ عام پرندوں کے پر آہستہ آہستہ جھڑتے ہیں۔ کبھی ایک اور کبھی دو اس طرح ان کی کریز کی مدت بڑی لمبی ہوتی ہے۔ مگر ہنسوں کے پر ایک دم جھڑ جاتے ہیں اور وہ کچھ عرصہ تک اُڑنے کے قابل نہیں رہتے۔ اور اس دوران میں ان کی حالت ایسی ہی رہتی ہے اس لیے جب تک ان کے پر پھر سے نہ اُگ آئیں، کہیں چھُپ کر گزارہ کر لیتے ہیں۔

سردیوں میں جھیلوں کے کنارے دکھائی دیتے ہیں۔ دن کے وقت پانی کے خشک ریتیلے حصوں پر ان کے جھُنڈ کے جھُنڈ بیٹھے نظر آتے ہیں۔ دو ایک پہرہ دار جاگتے رہتے ہیں۔ باقی پروں میں سر دبا کر سوئے رہتے ہیں۔ جب کوئی خطرہ ہو تو پہرہ دار سب کو چوکنا کر دیتا ہے۔ چاندنی رات میں ان کی اُڑان بہت بھلی معلوم ہوتی ہے۔ یہ بھی ۸ کی شکل کی قطاروں میں اڑتے ہیں۔ جو محکمۂ پرواز نے ہوائی جہازوں کے لیے انتخاب کی ہے۔ ان کی آواز بہت کرخت ہوتی ہے اس پرندے کی ایک بہت بڑی قسم بھی ہوتی ہے۔ جسے راج ہنس کہتے ہیں۔ یہ بہت خال خال ملتی ہے۔ بڑی بطخ جو پالتو حالت میں ملتی ہے، وہ دراصل جنگلی حالت میں راج ہنس ہی تھی۔

## ہنگامی اختیارات۔ (Emergency Powers)

ہندو پاکستان میں برطانوی عہد کے دوران مرکزی اور صوبائی حکومت وقت کو شوشہ تھا۔ وائسرائے ہند صوبائی گورنروں کو تاج برطانیہ کی طرف سے بعض ایسے ہنگامی اختیارات حاصل تھے۔ جن کی بنا پر وہ ہندوستان بھر میں یا اس کے کسی حصہ میں صورت حال کو ہنگامی یا بحرانی قرار دے کر خاص قوانین جنہیں ہنگامی قوانین یا آرڈی ننس کہا جاتا تھا۔ نافذ کر سکتے تھے دراصل ان اختیارات کو وائسرائے ہند یا صوبائی گورنروں کو تفویض کرنے کی غائت سیاسی تھی۔ چنانچہ جب کبھی کسی سیاسی تحریک نے ملک میں سر اٹھایا۔ ہندوستان میں مقیم تاج برطانیہ کے نمائندہ نے اسی وقت ہنگامی صورت حال کا اعلان کر کے سیاسی رہنماؤں اور کارکنوں کی پکڑ



دھکڑ شروع کر دی تاکہ تحریک کچل دی جائے۔

تقسیم برصغیر کے بعد جہاں انگریز گئے ان کی بہت سی روایات اور قواعد بھی گئے۔ مگر ہنگامی اختیارات اور ان کے تحت نافذ ہونے والے ہنگامی قوانین باقی رہ گئے گو اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ بھارت اور پاکستان دونوں ملکوں میں انہیں کم از کم استعمال کیا گیا، اور وہ بھی زمی سے دونوں ممالک میں حزب مخالف کی طرف سے ہنگامی اختیارات اور ہنگامی قوانین کو منسوخ کرانے کی مہم جاری رہی۔ گو اس مہم کی کامیابی سخت دشوار بلکہ محال تھی۔ کیوں کہ دُنیا کی ہر مہذب حکومت کو ایسے اختیارات حاصل ہیں جن کے تحت وہ ملک کے اندر عام طور پر یا کسی خاص حلقہ آبادی میں یا کسی صنعتی یا تجارتی ادارہ میں بحرانی حالت کا اعلان کر کے خود دخل انداز ہو سکے۔ چنانچہ امریکہ برطانیہ اور فرانس جیسے متمدن ممالک میں ہڑتال یا کسی اور خطرہ کے پیش نظر عوام کی ضروریات زندگی کو جن میں خوراک، پانی ایندھن بجلی، نقل و حمل وغیرہ شامل ہیں۔ مخدوش ہونے سے روکنے کی خاطر ان ممالک کی حکومتیں، ہنگامی اختیارات نافذ کر کے ایسے امور کے بندوبست کا خود ذمہ اٹھا لیتی ہیں۔

مغربی حکومتوں کا نظام جمہوریت پر مبنی ہونے کے باعث یہ حکومتیں اس کے سوا کچھ کر بھی نہیں سکتیں اور اگر ان اختیارات سے بھی دست بردار ہو جائیں تو بلا شک و شبہ ملک میں مزاج کا دور دورہ ہو۔ روس میں چونکہ نظام حکومت آمرانہ ہے وہاں ہڑتال وغیرہ کرنا بجائے خود جرم ہے۔ جس کی بڑی سخت سزا ملتی ہے۔ اس طرح ایک لحاظ سے ہنگامی اختیارات سے زیادہ خطرناک ہتھیار اس حکومت کے پاس ہے۔ امریکہ میں بھی بعض ایسے عناصر ہیں جو ہڑتال کو خلاف قانون قرار دینا چاہتے ہیں۔ ان میں آنجہانی میکارتھی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ مگر ایسے سیاستدان مغربی ممالک میں بہت ہی کم ہیں۔ اس لیے اُن کا وجود معدوم ہی سمجھنا چاہئے۔

## ہنگامی تدابیر (Emergency Measures)

ہنگامی تدابیر میں، ہنگامی قوانین بھی شامل ہیں، جو ہنگامی صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے، فوری طور پر نافذ کئے جاتے ہیں۔ اس قسم کے قوانین کی منظوری یا نفاذ

کے بڑے معمول کے مطابق مجوزہ لائحہ عمل پر چلنا نہیں پڑتا بلکہ حکومت گورنر یا کوئی دوسرا حاکم مجاز ایسے قوانین کانونی طور پر نفاذ کر سکتا ہے۔

مثلاً ہنگامی قوانین عالمگیر جنگ کے عین پیشتر اور دوران جنگ میں جاری کئے گئے جن کی رو سے برطانوی حکومت کو ہنگامی دوران میں خصوصی اختیارات دئے گئے۔ ہنگامی قوانین کے نفاذ کی اہم نظیر ہنگامی اختیارات (ڈیفنس) کے قوانین ۱۹۳۹ء اور ۱۹۴۰ء ہیں جن کی رو سے حکومت کو اشخاص اور جائداد پر عملاً مکمل اختیارات عطا کئے گئے تھے۔

**ہنگری۔** (Hungary) مشرقی یورپ کا ایک ملک جو آسٹریا، چیکوسلواکیہ، رومانیہ اور اطالیہ کے مابین واقع ہے۔ رقبہ ۳۵۸۰۰ مربع میل ہے اور آبادی ۹۵۰۰۰۰۰ کے قریب ہے۔ جس میں ۲۰ فی صدی لوگ مسلمان ہیں۔ دارالحکومت بوڈاپسٹ Budapest ہے ۱۹۱۸ء تک یہ ملک آسٹریا کی شہنشاہیت کا حصہ تھا۔ مگر جب شہنشاہیت ختم ہوئی، تو ہنگری خودمختار ہوگیا۔ مگر معاہدہ ٹرائے نون (Trianon) کی رو سے اُسے اپنے سابقہ علاقہ کے ۷۰ فی صدی حصے کو اور ۶۰ فی صدی آبادی کو نواحی ممالک کی بھینٹ چڑھانا پڑا۔ یعنی سلوواکیہ اور فقیبیا، چیکوسلوواکیہ کو، ٹرانسلوینیا اور نبات رومانیہ کو، برگنلینڈ آسٹریا کو، اور کروشیا و دیگر صوبے یوگوسلاویہ کو دینے پڑے۔ ان علاقوں میں زیادہ تر غیر ہنگرین لوگ بھی آباد تھے مگر ایسے لوگ بھی تھے جو ہنگری کے لوگوں پر مشتمل تھے۔ چنانچہ رومانیہ، چیکوسلواکیہ اور یوگوسلاویہ کے زیر اثر علی الترتیب ۱۴۸۰۰۰۰ اور ۷۰۰۰۰۰ اور ۵۰۰۰۰۰ لوگ آگئے۔

۱۹۱۹ء میں قلیل عرصے اشتراکیت کے بعد بیلا کاہن کی اشتراکی (Communist) حکومت کا تختہ الٹ گیا اور امیر البحر ہارتھی برسر اقتدار آگیا۔ ہنگری نے یورپ میں سب سے پہلے خلاف یہودیت قوانین نافذ کئے۔ مگر اس کے باوجود ۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۳ء تک جرمنی سے مفرور یہودی یہاں آکر پناہ گزیں ہوتے رہے۔ ۲۲ مارچ ۱۹۴۴ء کو ہٹلر نے ہنگری پر قبضہ کرکے امیر البحر ہارتھی کو مسند اقتدار سے اتار کر اپنا نامزد حاکم فائز کر دیا۔ جرمنی کی شکست کے بعد یہ ملک آزاد ہوگیا اور اب یہاں اشتمالی حکومت قائم ہے ۱۹۵۶ء میں یہاں حکومت کے خلاف بغاوت بھی ہوئی تھی جسے ہنگری کی نوجوں نے روسیوں کی مدد سے کچل دیا تھا۔

**ہنوور** (Hanover) سابق جرمن صوبہ کوہستان ہرز (Harz) اور بحیرہ شمالی کے درمیان واقع ہے۔ دریائے ایلب (Elbe) اور ویسر سے آبپاشی ہوتی ہے۔ ۱۷۱۴ء میں یہ علاقہ انگلینڈ سے ملحق ہوا۔ جبکہ جارج لوئس برطانوی تخت پر فائز ہوا۔ ۱۸۳۷ء میں جب ملکہ وکٹوریہ مسند آرائے مملکت ہوئیں تو ہنوور کو انگلینڈ سے علیحدہ کر دیا گیا اور ۱۸۶۶ء تک وہ ایک قلمرو بنی رہی اور پھر اس کا الحاق پرشیا (Prussia) سے ہوگیا۔ دوسری عالمگیر جنگ کے بعد ہنوور کا علاقہ برطانوی زون (Zone) میں آگیا۔ اکتوبر ۱۹۴۶ء میں اُسے برنزوک (Brunswick) اور اولڈنبرگ (Olddenburg) کے ساتھ شامل کر دیا گیا۔ اور انہیں لوئر سیکسنی کی سرزمین بنا دیا گیا۔ چنانچہ ہنوور نئی شہر دارالحکومت مقرر ہوا۔

قبل از جنگ رقبہ ۱۴۹۵۲ مربع میل تھا۔ آبادی ۱۹۳۱ء میں ۳۵۲۷۳۹۰ تھی۔ دارالحکومت ہنوور دریائے لین (Leine) پر واقع ہے اور برنزوک سے ۳۰ میل شمال مغرب کو ہے جو ۱۸۱۵ء سے قلمرو ہنوور کا دارالحکومت تھا۔ اور ۱۸۶۶ء سے اس کے ساتھ پرشیا کے ہاتھوں میں چلا گیا۔ آبادی اس کی پانچ لاکھ کے قریب ہے۔

**ہنی بال۔** (Hannibal) (۲۴۷-۱۸۳ ق م) کارتھیج (Carthage) کا ایک نامور جرنیل جو بعض عسکری مورخین کی رائے میں دنیا کا سب سے بڑا جرنیل تھا۔ قرطاجنہ (کارتھیج) کے ایک مشہور سپاہی خاندان کا چشم و چراغ تھا کہا جاتا ہے کہ ہنی بال کے باپ نے اپنی وفات سے پیشتر

ہنی بال کو مسجد میں لے جا کر قربان گاہ پر کھڑا کر دیا اور اُس سے حلف لیا تھا۔ کہ وہ اپنی تمام زندگی روم سے لڑنے میں صرف کرے گا۔ ہینی بال نے دوسری کارتھیجی جنگ میں جو ۲۱۹—۲۰۲ ق۔م جاری رہی بعض ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جن کے باعث اس کا نام تاریخ کے صفحات میں ہمیشہ سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔ ۲۱۶ ق۔م کینے (Cannae) کے مقام پر اس نے جو جنگ لڑی، وہ آج بھی عسکری تواریخ میں درسی مطالعہ کے کام آتی ہے۔ اسی ۱۷ سالہ جنگ کے دوران میں اس نے ہاتھیوں کی معیت میں ۴۶ ہزار سپاہ لے کر کوہ ایلپس کو عبور کیا جو بجائے خود ایک عظیم کارنامہ ہے۔ اطالیہ کی سرزمین پر پہنچ کر اس نے رومیوں کو پے در پے ۱۶ سال تک شکستیں دیں۔ مگر قسمت نے یاوری نہ کی۔ اور بالآخر اُسے شکست ہوئی جس پر ہینی بال اطالیہ سے بھاگ نکلا۔ اور زہر کھا کر خودکشی کر لی۔

**ہوا** (Air) زندہ رہنے کے لئے اوّلین اور اہم شے تمام جانداروں کی زندگی کا دارومدار اسی پر ہے۔ سانس لینے سے ہم گندی ہوا باہر نکالتے ہیں اور تازہ ہوا اندر داخل کرتے ہیں، جو خون کو صاف کرتی ہے۔ اسی دوران خون سے تندرستی اور زندگی قائم ہے۔ ہوا مختلف گیسوں کا مجموعہ ہے۔ آکسیجن اور نائٹروجن اس کے اہم اجزاء ہیں۔ ہوا ہم کو آگ جلانے میں بھی مدد دیتی ہے یہ وزن، لچک، دباؤ اور حجم رکھتی ہے۔ گرمیوں میں جب ایک مقام کی ہوا گرمی سے ہلکی ہو کر پھیلتی ہے تو ہوا کا دباؤ کم ہو جاتا ہے۔ اب زیادہ دباؤ والے علاقے کی ہوا اس کم دباؤ کے علاقے کی جگہ لینے کے لئے آتی ہے دباؤ میں زیادہ فرق ہونے کی وجہ سے آندھیاں اور جھکڑ چلتے ہیں۔ ہوا کو مائع میں بھی تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ (نیز دیکھو علم الہوا اور ہوائیں۔)

**ہوابازی** (Aviation) یہ فن پہلی جنگ عظیم سے قبل ایجاد ہو چکا تھا۔ لیکن صرف محکمۂ جنگ ہی کی ملکیت تھا اس جنگ نے اس فن کو ترقی کے زینے پر پہنچا دیا۔ چنانچہ بعد اختتام جنگ ۱۹۱۹ء میں ڈاک اور مسافروں کی باہمی آمد و رفت باقاعدہ طور پر انگلستان اور فرانس کے درمیان قائم ہو گئی اور رفتہ رفتہ اس نے اتنی ترقی کی ہے کہ اس وقت ساری دنیا کا سفر ہر انسان کے لئے ممکن ہو گیا ہے۔ ہوائی سفر کے لئے بہت سی بین الاقوامی کمپنیاں معرض وجود میں آ چکی ہیں، جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ امپیریل ایئرویز (برطانوی) ایئر فرانس، ڈوئشے لفٹ ہنسا (جرمن) پین امریکن ایئرویز (امریکہ)۔ کے۔ ایل۔ ایم (ڈچ)۔ اور سابینا (بلجیم) وغیرہ اور پاکستان میں ایئرویز کو بھی بین الاقوامی بنا دیا گیا ہے۔ اور پی۔ آئی۔ اے بڑی کامیابی کے ساتھ اور بڑے وسیع پیمانے پر بین الاقوامی سروس سرانجام دے رہی ہے۔ (نیز دیکھو طیرانیات اور فن پیراشوٹ)

**ہوا پمپ**۔ (Air Pump) بائیسکل وغیرہ کے پہیوں میں ہوا بھرنے کا آلہ اُس پمپ کے لئے بھی یہ نام مستعمل ہے جس سے آلہ تکثیف (Air Condenser) کی ہوا یا پانی خارج کیا جائے۔ فشار گر (Pistons) کے آگے پیچھے چلنے سے ہوا ایک والو (Valve) کی راہ اندر سے کھنچ آتی ہے اور دوسرے کے ذریعہ خارج ہوتی ہے۔

**ہوازن** (قبیلہ) بنو ہوازن قدیم عرب کا ایک مشہور قبیلہ "حرب الفجار" کی جنگ ممنوع جو ہوازن میں ہوئی، اور جو اسی مناسبت سے حرب الفجار کہلاتی ہے، قریش اور ان کا اتحادی قبیلہ بنو کنانہ ایک طرف اور دوسری طرف بنو ہوازن کے مابین ہوئی فریقین میں چار لڑائیاں ہوئیں۔

جن میں سے ایک میں حضور رسول اکرمؐ (بعثت سے پیشتر) خود بھی اپنے قبیلہ قریش کے ساتھ شامل ہوئے۔

**ہوانا** (Havana) جزیرہ کیوبا (Cuba) کا قلعہ بند دارالحکومت۔ جہاں جولائی ۱۹۴۰ء کو ہمہ امریکی (پان امریکی) کانفرنس کا ایک اجلاس ہوا۔ اس میں ایک قرارداد کے ذریعہ یہ اعلان کیا گیا کہ امریکہ کی حدود کے اندر کسی غیر امریکی نوآبادی پر ماسوا اوّلین قابض طاقت کے کسی اور کا اختیار و تسلط تسلیم نہیں کیا جائے گا۔

**ہوانگ سنگ** (Huang Sing) چین کا انقلابی رہنما جس سے ۱۹۰۵ء میں بمقام ٹوکیو ڈاکٹر سن یت سن (Dr. Sun Yat Sen) کی ملاقات ہوئی۔ ان دونوں نے مل کر چین میں اور دیگر ممالک میں چینی نسل کے انقلابیوں کو ایک واحد تنظیم میں لانے کی کوشش کی۔

**ہوائی اڈہ** (Aerodrome) خشکی یا تری کا وہ حصہ جو ہوائی جہاز کے اُترنے اور روانہ ہونے کے لئے مخصوص ہو۔ چند بین الاقوامی شرائط ہیں۔ جو ہر ہوائی اڈے کے لئے لازمی ہیں۔ جہازوں کے اُترنے کی جگہ اور روانگی کے مقام کو صاف طور پر نقشہ پر کے نشان زدہ ہونا چاہئے ہر رکاوٹ پر نشان (مشعل) لگا ہونا چاہئے۔ ہوا کا رُخ بتلانے والا نشان بہت نمایاں ہو۔ محصولات کی فہرست نمایاں ہو۔ حادثات کے مقابلہ کے لئے معالجاتی امداد کا ابتدائی سامان کافی ہو۔ جہازوں کے رات کے وقت اُترنے کے لئے روشنی کا سامان کافی ہو۔ اکثر فضا میں روشنی گھر بنائے جاتے ہیں۔ ہوائی اڈے کے نگران کے منارہ پر سلسلہ پیغام لاسلکی ضروری ہے۔ بڑے ہوائی اڈہ پر ایک افسر محصولات ہوتا ہے۔ جس کے حکم پر جہاز اُتر سکتے ہیں۔ اور روانہ ہو سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔
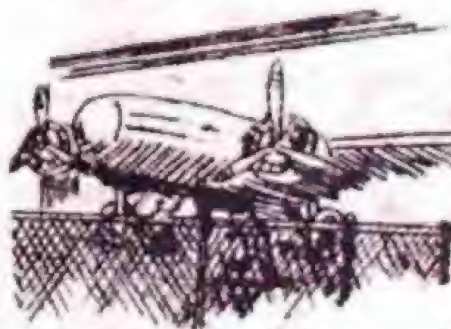
**ہوائی بندوق** (Air Gun) ہتھیار جس میں ہوا کے اچانک دباؤ سے کام لے کر گولی یا تیر چلاتے ہیں ایک مضبوط کمانی کے ذریعہ ہوا دبائی جاتی ہے۔ لیور کمانی کو پکڑے رہتا ہے۔ گھوڑا دبانے پر لیور اپنی گرفت فشار گر (Piston) کو نلکے (Cylinder) میں دھکیلتا ہے جس کی وجہ سے نلکے میں تیزی سے ہوا دبتی ہے اور یہ توانائی تیر یا گولی کو بندوق کی نالی میں سے بسرعت تمام خارج کر دیتی ہے۔ اچھی ہوائی بندوق سوا سو گز تک مار کر سکتی ہے اور چھوٹے جانور یا پرند اس سے بخوبی شکار کئے جا سکتے ہیں۔

**ہوائی جزیرے** Hawaiian Islands بحر الکاہل کے وسط میں بیس جزیروں کا مجموعہ جو اب ریاستہائے متحدہ امریکہ میں شامل ہو چکا ہے۔ رقبہ تقریباً چھ ہزار مربع میل اور آبادی پانچ لاکھ کے لگ بھگ ہے۔ جن میں سے گیارہ ہزار خاص ہوائی کے باشندے، اکسٹھ ہزار کے قریب مخلوط قوموں کے لوگ اور ایک لاکھ بہتر ہزار سفید فام ایک لاکھ تریسٹھ ہزار جاپانی اور تیس ہزار کے قریب چینی ہیں۔ ہونولولو (Honolulu) ہوائی کا دارالحکومت اور بڑا شہر ہے۔ ذریعہ تعلیم انگریزی زبان ہے۔ باشندوں کی اکثریت انگریزی بولتی ہے۔ ۱۸۹۵ء تک ہوائی میں ایک مطلق العنان بادشاہت قائم تھی مگر ۱۸۹۵ء میں یہاں جمہوری حکومت قائم ہوئی۔ ۱۸۹۸ء میں اہل ہوائی کی خواہش کے مطابق ہوائی کا الحاق ریاستہائے متحدہ امریکہ سے ہو گیا۔ پرل ہاربر Pearl Harbour کی مشہور بندرگاہ جس پر جاپان نے ۱۹۴۱ء میں حملہ کیا تھا ہوائی کے ایک جزیرہ اوہیو (Ohio) میں واقع ہے ہوائی اب امریکہ کی پچاسویں ریاست ہے۔

**ہوائی جہاز**۔ ہوائی جہاز دراصل غبارے ہی کی ترقی یافتہ صورت ہے (دیکھو غبارہ) غبارے میں سفر کرنے میں سب سے بڑا خطرہ یہ تھا کہ حسب ضرورت اُس کا رُخ موڑا نہیں جا سکتا تھا۔ آخر ۱۸۵۲ء میں ہنری گفرڈ نامی ایک فرانسیسی سائنس دان نے اپنے غبارے میں ایک سٹیم انجن لگایا جس کی بدولت وہ پیرس کے قریب اپنے غبارے کو ہوا کے رُخ کے خلاف لے جانے میں کامیاب ہو گیا۔ پچاس سال بعد ایک

ہوائی جہاز اور بندر میں سلسلہ پیغام

دوسرے فرانسیسی سائنس دان نے اسی طریقہ سے اپنے غبارے کو پیرس کے ایفل ٹاور کے گرد ۱۹ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے اُڑایا۔ لیکن یہ سب ابتدائی تجربات تھے۔

فرانس کے علاوہ امریکہ میں بھی بعض سائنس دان ہوائی جہاز بنانے کی کوشش کر رہے تھے۔ ۱۹۰۳ء کے آخر میں ایک امریکی سائنس دان ایس پی لینگلے (S. P. Langley) نے سولہ فٹ لمبا ایک ہوائی جہاز بنایا۔ جس میں سٹیم انجن لگایا گیا تھا۔ یہ طیارہ صرف ڈیڑھ منٹ تک فضا میں اُڑ سکا۔ کیونکہ انجن اس سے زیادہ بھاپ پیدا نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے بعد اس نے ایک اور طاقتور مشین ایجاد کی۔ لیکن اس میں کوئی نقص رہ گیا تھا۔ اس لئے وہ گر کر پاش پاش ہو گئی اس پر لینگلے دل برداشتہ ہو کر اس خیال سے ہی دستکش ہو گیا۔ لینگلے کے فوراً ہی بعد امریکہ کے دو بھائیوں رائٹ برادران، اورول رائٹ (Orville Wright) اور ولبر رائٹ (Wilber Wright) نے طیارہ سازی کی طرف توجہ کی اور دسمبر ۱۹۰۳ء میں وہ ایک ایسا ہوائی جہاز بنانے میں کامیاب ہو گئے جس کی طاقت ۱۲ ہارس پاور تھی اور جو پٹرول سے چلتا تھا وہ پہلے ہوا باز تھے جنہوں نے پٹرول کی طاقت سے چلنے والے ہوائی جہاز کے ذریعہ کامیاب پرواز کی اور دوسرے سائنس دانوں کے لئے کامیابی کے دروازے کھول دیئے۔ اس کے بعد جوں جوں زمانہ گزرتا گیا ہوائی جہازوں کی ساخت اقسام اور رفتار میں ترقی ہوتی گئی۔
(نیز دیکھو ہوابازی، فنِ پرواز، طیرانیات)

**ہوائی جہاز اور بندر میں سلسلہ پیغام۔** اڑتے ہوئے ہوائی جہازوں اور قریبی بندروں میں پیغام رسانی کا سلسلہ ہر وقت جاری رہتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو جہازوں کا منزل مقصود تک پہنچنا بہت مشکل ہے۔ اس پیغام رسانی کے سلسلے کو ایک خاص مثال کے ذریعے واضح کیا جا سکتا ہے فرض کیا کہ ایک جہاز لنڈن سے عازم کراچی ہوتا ہے۔ اس جہاز کے ہوا میں جاتے ہی لنڈن کا ہوائی بندر راستے کے تمام بندروں کو وائرلیس یعنی بے تار کا پیغام دیدیگا کہ فلاں فلاں جہاز جو فلاں ہواباز کے چارج میں ہے۔ اتنے مسافروں اور اتنے سامان کے ساتھ کراچی کے لئے فلاں وقت روانہ ہو گیا۔ یہ پیغام کراچی بندر کے اس دفتر میں پہنچیگا جو دنیا کے تمام بندروں کے ساتھ سلسلہ پیغام رسانی رکھتا ہے۔ اس پیغام کے آتے ہی، اس کی ایک نقل بندر کی عمارت کے اوپر کے حصے میں واقع کنٹرول آفس میں جائے گی۔ اور دوسری اس کمپنی کے دفتر میں جس کا جہاز آ رہا ہو واضح رہے کہ دنیا کی تمام جہاز ران کمپنیوں کے دفتر ہمیشہ بڑے بندروں پر ہوتے ہیں۔

جب یہ پیغام کنٹرول آفس میں پہنچتا ہے تو اس نئی اطلاع کو اُن اطلاعات کی قطار میں جو کھٹے پر لگا دیا جاتا ہے جو پہلے آ چکی ہوتی ہیں۔ اور ساتھ ہی ایک تختہ پر جہاز کے کوائف درج کر دئے جاتے ہیں۔ اس تختہ پر آنے جانے والے جہازوں کی فہرست مرتب ہوتی جاتی ہے اب اس جہاز کی متواتر خبریں آتی رہتی ہیں اور ایک نقشہ پر درج ہوتی جاتی ہیں۔ جب جہاز بحرین میں پہنچتا ہے۔ تو اس کی ایک اور اطلاع آتی ہے۔ پھر جب بحرین سے چلتا ہے تو جہاز خود کراچی سے نامہ و پیام شروع کر دیتا ہے یہ پہلا پیام اس قسم کا ہوتا ہے۔

۳۵ — ۱۲ ابہ بحرین سے روانہ ہوا۔ قریب ۵۵، ۱۴ کے کراچی پہنچ جاؤنگا۔ پرواز ۵۰۰، ۲۵ فٹ پر ہو رہی ہے۔ میرا راستہ ۱۰۵ ہے اور رفتار ۲۰۰ ناٹ۔ اب کنٹرول روم کا عملہ اس جہاز پر اپنی توجہ مرکوز کر دیتا ہے۔ جب یہ جہاز ۶۰ مشرقی طول بلد پر پہنچتا ہے تو کراچی پوسٹ کے حلقے میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور بحرین کو پیغام دے دیتا ہے کہ وہ کنٹرول میں داخل ہو گیا ہے۔ اور بحرین کے کنٹرول سے آزاد ہے۔ ایسا ہی ایک پیغام کراچی کو پہنچتا ہے۔ جب کراچی اس پیغام کو وصول کر لیتا ہے۔ تو گویا اب وہ جہاز کا خود ذمہ دار ہے۔ اور تمام متعلقہ دفتر اس کی حرکات کی بابت خبردار ہو جاتے ہیں۔ اب جہاز براہ راست کنٹرول کے ماتحت ہے۔ اور براہ راست نامہ و پیام کرتا ہے کیونکہ پہلا دفتر صرف دور کے پیغامات کی وصولی کے لئے ہوتا ہے۔ اب کنٹرول ہر نصف گھنٹہ کے بعد جہاز کی خیریت پوچھتا رہتا ہے۔ اگر کسی وقت جہاز نہ بولے تو تمام دفتر میں ہنگامہ پڑ جاتی ہے اور کنٹرول تمام نزدیکی بندروں اور

جہاز کے آگے پیچھے اڑنے والے دیگر جہازوں کو جو وہ نقشہ سے معلوم کر سکتا ہے، اطلاع دے دیتا ہے کہ جہاز کا کھوج لگائیں۔ اگر وہ قاصر رہیں تو جہاز کو کوئی حادثہ پیش آ گیا ہوتا ہے۔ ورنہ یا تو اس نے پیغام رسانی میں غفلت کی یا پیغام رسانی میں غلطی کی اور بجائے کراچی کے کسی اور پورٹ کو بلا لیا۔ بہرحال جب غلطی کا ازالہ ہو جائے تو سب کی جان میں جان آتی ہے۔

جہازران کو راستہ دکھانے کے لئے کراچی کا ریڈیو بیکن ریڈیو کے ذریعے پیغام بھیجتا رہتا ہے اور یہ پیغام چار مختلف اطراف میں امتیاز سے جاتے ہیں۔ جس سے جہازران کو معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ کراچی کے کس طرف جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ ریڈیو رینج کے سگنل بھی ہوتے ہیں۔ جن کے کھوج پر سفر کرنے پر جہاز ناک کی سیدھ میں کراچی پہنچ جاتا ہے۔ اگر اس پر بھی بھٹکنے کا احتمال ہو تو ایک اور آلہ ہومر نامی ہوتا ہے۔ جو جہاز کو سفر کی صحیح جانب بتاتا ہے۔ جب جہاز بہت نزدیک آ جاتا ہے۔ تو ریڈیو ٹیلی گرافی کی بجائے ریڈیو ٹیلیفون استعمال کرتا ہے اور اب وہ سٹیشن کو تمام اطلاعات مسافروں کے کھانے، تبدیلی جہاز، اور طبی امداد وغیرہ کی بابت دیتا رہتا ہے جب جہاز کراچی سے سو میل کے اندر آتا ہے تو پھر کراچی بندر کے ایک اور دفتر کے سپرد ہو جاتا ہے۔ جس کو کراچی اپیروچ یعنی کراچی کا داخلہ کہتے ہیں۔ اسی طرح جب سفر ۲۵ میل رہ جاتا ہے۔ تو ایک اور افسر کے سپرد ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ بندر میں اتر پڑتا ہے اور مختلف عملے جہاز کی مرمت اور صفائی کی دیکھ بھال یا دوسرے کام میں لگ جاتے ہیں۔

**ہوائی جہاز کا اترنا۔** جب کوئی جہاز بندر کے دس میل کے اندر پہنچ جاتا ہے۔ تو اُسے ایک خاص افسر کی نگرانی میں دے دیا جاتا ہے۔ یہ افسر جہاز کے اترنے کا آخری حکم دینے کا مجاز ہے۔ اس حکم کے ساتھ وُہ جہاز کو یہ پیغام بھی دیتا ہے کہ وہ جہاز گشت پر فلاں جانب سے فلاں مقام پہ وارد ہو اور فلاں راستے سے ہو کر بندرگاہ پر آ کھڑا ہو۔ یہ فرض بہت اہم ہے کیونکہ جس جگہ پہ ایک دو منٹ کے بعد جہاز اترتے پڑھتے ہوں۔ وہاں اُن کا ایک دوسرے کے راستے میں آنا نہایت مہلک اثرات کا حامل ہو سکتا ہے۔ اس افسر کو بھی اندھا دھند احکام دینے کی اجازت نہیں ہوتی۔ اس بارے میں دقیق قواعد و ضوابط ہیں جن پر وہ پوری طرح حاوی ہوتا ہے اور اس کے تمام احکام ان قواعد کے تحت ہوتے ہیں۔

جب جہاز اترنے کو ہوتا ہے تو بندر کے دوسرے شعبے بھی حرکت میں آ جاتے ہیں۔ معائنہ کرنے والے انجینئر اپنے کام میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ محکمہ صحت کے افسر جہاز کو دھونی دینے میں عجلت کرتے ہیں یا بیماروں کی دیکھ بھال میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ جہازران کمپنی کا عملہ بھی اپنا کام شروع کر دیتا ہے۔ اور آگ بجھانے والا عملہ بھی تیار کھڑا رہتا ہے۔ تاکہ اگر ضرورت پڑے تو وُہ اپنی کارگذاری دکھا سکے۔ مسافر یا تو کسٹم ہوس میں جاتے ہیں۔ یا اگر ان کا سفر جاری ہے۔ تو ڈرائنگ روم میں جا کر کھانا کھاتے ہیں۔ جہاز کا عملہ بھی آرام کرتا ہے اس عرصے میں جہاز کی صفائی اور دھلائی ہو جاتی ہے۔ اگر ضرورت پڑے تو مزید پٹرول بھی بھر لیا جاتا ہے پٹرول ڈالنے کے لئے پٹرول کی موٹر ٹینکی خود آ موجود ہوتی ہے۔ اور اس طرح جہاز تیار ہو کر پھر روانہ ہو جاتا ہے۔ اور جب تک بندر کے حلقے میں رہے۔ اس کو موسمی اطلاعات وغیرہ برابر پہنچتی رہتی ہیں۔

**ہوائی چکیاں۔** (دیکھو پون یا ہوائی چکیاں)

**ہوائی ڈاک (Air Mail Service)** ڈاک کا سامان ہوائی جہاز کے ذریعے بھیجا جاتا یہ سلسلہ ۱۹۱۸ء میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی حکومت نے شروع کیا تھا۔ اور پھر یہ کام ۱۹۲۶ء میں پرائیویٹ کمپنیوں کے سپرد کر دیا گیا چونکہ کرائے کی شرح بہت معمولی رکھی گئی ہے۔ اس لئے مختلف حکومتوں کے لئے۔ ان کمپنیوں کی کسی نہ کسی صورت امداد کرنا ضروری

ہے۔ امریکہ کی حکومت پرائیوٹ ہوائی جہازوں کے مالکوں سے ایسی شرائط پر ٹھیکہ کر لیتی ہے۔ جو ثانی الذکر کے لئے نفع بخش ہو۔ خواہ حکومت کو آمدنی کی نسبت خرچ زیادہ ہی برداشت کرنا پڑے۔ نیز حکومت ہوائی بندرگاہ کی تعمیر وغیرہ کے سلسلے میں بھی مدد دیتی ہے۔ پاکستان میں اوّل اوّل یہ کام سرکاری تحویل میں تھا، مگر اب اسے یہاں بھی کمپنیوں کی تحویل میں دیا جا رہا ہے۔

## ہوائی حملہ (Air-Raid)

دشمن پر طیارہ کے ذریعے سے حملہ کرنا موجودہ زمانہ کی جنگی ایجاد ہے۔ ابی سینیا، اسپین، اور چین میں پہلی جنگ عظیم کے بعد اس کا استعمال بڑی کثرت سے ہوا۔ لیکن دوسری عالمگیر جنگ نے نئی نئی ایجادات سے ہوائی جنگ کو قہر خداوندی بنا دیا۔ بمبار طیارہ کے ذریعہ بم گرانے کے علاوہ فضا میں مسلح طیاروں کی جنگ توپوں اور مشین گنوں کے ذریعہ اور بم کے اقسام۔ مختلف گیسوں کے بم، زہریلے بم، شعلہ افگن بم، وغیرہ وغیرہ۔ ان کے علاوہ اڑنے والے بم۔ جو خود اڑ کر بغیر کسی چلانے والے کے نشانہ پر جا کر گرتے ہیں۔ یہ سب سامان انسان کی ہلاکت آفرینی کے انسان نے پیدا کئے ہیں۔ جو بلائے آسمانی کی طرح آسمان سے نازل ہوتے ہیں۔

پچھلی عالمگیر جنگ میں برطانیہ، امریکہ اور جرمنی وغیرہ پر ہوائی حملے دہشتناک اور دردانگیز نتائج کے حامل رہے ہیں۔

## ہوائی حملہ سے بچاؤ (Air-Raid Precautions)

فضائی جنگ کی ترقی کے ساتھ ساتھ شہری آبادی اور اہم مقامات کی حفاظت کی ضرورت لاحق ہوئی۔ جس کے لئے ممالک یورپ برابر نئے تجربات اور تحقیقات میں لگے ہوئے ہیں۔ جا بجا پناہ گاہیں تعمیر کر دی گئی ہیں۔ شعلہ افزا بموں یا آگ لگانے والے بموں کی ہلاکت انگیزی سے بچنے کے لئے خاص خاص دستے آگ بجھانے والوں کے مع ضروری آلات ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ گیس والے بموں سے تحفظ کی غرض سے گیس نقاب ایجاد ہو چکے ہیں۔ سڑکوں اور بازاروں کی فضا کو گیس سے پاک کرنے والے دستے مقرر ہیں بالخصوص سرسوں کی گیس (Mustard Gas) جو دیر تک فضا میں قائم رہتی ہے۔

بڑے شہروں کی حفاظت کی غرض سے فضا کی بلندی پہ تاروں کا جال بچھا دیا جاتا ہے۔ یہ تار مدت سے غباروں کے سہارے بلند فضا میں قائم رہتے ہیں۔ ان غباروں میں گیس بھری ہوتی ہے جو ہوا سے زیادہ ہلکی ہوتی ہے۔ اس لئے غبارے فضا میں قائم رہتے ہیں۔ آلات آواز پیما کے ذریعہ دشمن کے طیاروں کے قرب و جوار کا پتہ لگایا جاتا ہے اور پھر فوراً ان کے مقابلہ کے لئے مسلح طیارہ پرواز کرتا ہے۔ چونکہ بڑے شہروں پر حملہ عموماً رات کے وقت ہوا کرتا ہے۔ اس لئے روشنی فوراً گل کر دی جاتی ہے۔ تاکہ فضا کی بلندی سے نشانہ کا صحیح اندازہ نہ مل سکے اور شہری آبادی بھی ہوشیار ہو جائے۔ طیارہ شکن توپیں ایجاد ہو چکی ہیں۔ جو اپنے نشانہ کے انتظار میں ہمہ تن براہ رہتی ہیں۔

ہوائی حملوں سے بچاؤ کی تدابیر کی ٹریننگ بھی وقتاً فوقتاً شہری اور دوسرے علاقوں میں پبلک کو دی جا رہی ہے اور حکومتِ پاکستان اس طرف خاص توجہ مبذول کر رہی ہے۔

## ہوائی فوج (Air Force)

۱۹۱۵ء میں برطانیہ نے فضائی فوج کا محکمہ باقاعدہ طور پر قائم کیا۔ برطانیہ کے شاہی فضائی R. A. F. میں چار قسم کے طیارے ہوتے ہیں: (۱) بمبار (بمباری کرنے والے) (۲) فائٹر (لڑنے والے یہ توپوں سے مسلح ہوتے ہیں) (۳) ٹرانسپورٹ یہ بمباری کے علاوہ ضروری سامان کا ذخیرہ بھی اٹھاتے اور رکھتے ہیں (۴) فلائنگ بوٹ (اڑنے والی کشتیاں) یہ جنگ اور دفاع کے علاوہ بری اور بحری فوج کی امداد کا کام بھی انجام دیتی ہیں۔

پاکستان میں ہوائی فوج کا محکمہ بڑی کامیابی سے ساتھ چل رہا ہے۔ اور روز افزوں ترقی کے مراحل طے کر رہا ہے۔

## ہوائیں تجارتی (Winds)

جس طرح پانی بلندی سے نشیب کی طرف بہتا ہے اسی طرح ہوائیں بھی زیادہ

دباؤ والے مقامات سے کم دباؤ والے مقامات کی طرف چلتی ہیں۔ کرہ ارض کی استوائی پٹی شدید گرمی اور نمی کا خطہ ہے۔ چنانچہ یہاں کی ہوا گرمی سے ہلکی ہو کر اوپر اٹھتی رہتی ہے اور اس خطہ میں ہوا کا دباؤ کم رہتا ہے۔ اس خطہ کے سمندری حصے کو ڈولڈرم کہتے ہیں۔ کیونکہ ہواؤں کے نہ ہونے سے یہاں کے پانی میں زیادہ ہیجان نہیں ہوتا دباؤ کے کم ہونے کی وجہ سے اس خطہ کی طرف شمال اور جنوب کے زیادہ دباؤ والے علاقوں سے تیز ہوائیں چلتی رہتی ہیں۔ جب یہ ہوائیں خط استوا کی طرف بڑھتی ہیں تو زمین کی محوری گردش کے سبب یہ مڑ کر شمالی نصف کرہ میں، شمال مشرق کی سمت میں اور جنوبی نصف کرہ میں، جنوب مشرق کی سمت میں چلتی ہیں۔ ان کا نام شمال میں شمال مشرقی اور جنوب میں جنوب مشرقی تجارتی ہوائیں ہے۔ تجارتی ہوائیں جن عرض البلدوں سے آتی ہیں۔ انہیں "ہوائی" ہارس لیٹی چیوڈز کہتے ہیں۔ دونوں نصف کروں میں ان عرض البلدوں سے ہوائیں قطبین کی طرف بھی چلتی رہتی ہیں۔ شمالی نصف کرہ میں ان کا رخ جنوب مغرب اور جنوبی نصف کرہ میں شمال مغرب ہوتا ہے۔ انہیں پچھوا ہوائیں یا ویسٹرلیز کہا جاتا ہے۔

تجارتی اور ویسٹرلی ہواؤں کا یہ نظام سمندروں اور ساحلی مقامات پر پابندی سے کارفرما رہتا ہے لیکن جیسے جیسے سورج کی عمودی شعاعیں خطوط سرطان و جدی کے درمیان دورہ کرتی رہتی ہیں ہوائی نظام کی یہ پٹیاں بھی اوپر نیچے کھسکتی رہتی ہیں۔ بعض اوقات کچھ مقامی اثرات کے زیر اثر اس نظام میں کہیں کہیں رخنہ اندازی بھی ہو جاتی ہے۔ مثلاً ہندو پاکستان میں مون سون ہواؤں سے جو بارش ہوتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ موسم گرما میں زمین کے تپ جانے سے سر زمین ہندو پاکستان پر ہوا کا دباؤ کم ہو جاتا ہے جس کے نتیجہ میں تجارتی ہوائیں مون سون کی شکل میں الٹے پیروں پھر آتی ہیں۔ اور چونکہ اس مرتبہ یہ پانی پر سے آتی ہیں، ان کے ساتھ کافی مقدار میں نمی ہوتی ہے جس سے ہندو پاکستان میں بارشیں ہو جاتی ہیں۔ کرۂ ارض کے اور مقامات پر بھی مقامی ہواؤں کا اکثر اوقات کسی جگہ کی آب و ہوا پر گہرا اثر ہوتا ہے شمالی امریکہ میں کوہستان راکی پر چلنے والی ''چنوک'' ہوائیں





گرم اور خشک ہوتی ہیں۔ جن کی وجہ سے برف پگھل جاتی ہے، صحرائے اعظم سے ہرمٹن، اور سرد کو، جنوب مغرب اور شمال کی سمت میں اڑا کرتی ہیں۔ یہ گرم اور خشک ہوائیں ہیں: ہرمٹن صحت افزا ہے لیکن سرد کو کے اثر سے، جنوبی یورپ موسم گرما میں تپ جاتا ہے۔ فرانس میں دریائے رہون کی وادی میں مسٹرال نامی سرد ہوا چلتی ہے جو بیحد سرد ہوتی ہے۔

ہوائیں بہت تیزی سے چل کر طوفان بن جاتی ہیں۔ طوفانی ہوائیں سو میل فی گھنٹہ کی رفتار تک چلتی ہیں۔ ان کے راستوں میں جو قصبیں، مکانات درخت آجاتے ہیں۔ انہیں بڑا نقصان پہونچتا ہے۔ تیز ہوائیں ریگستان سے گذرتے وقت اچانک طور پر کثیر مقدار میں ریت اٹھا لیتی ہیں۔ اور آندھیاں بن جاتی ہیں۔ براعظم ایشیا کے مشرقی ساحلی علاقوں کے نزدیک سمندر میں گرد باد ہوائیں چلتی ہیں۔ جنہیں ٹائی فون کہتے ہیں۔

موسمی ہوائیں موسمی ہواؤں کی دو قسمیں ہیں (۱) نسیم بری و نسیم بحری (Land & Sea Breezes) (۲) مون سون ہوائیں (Monsoons)

دن کو سورج کی گرمی سے بہ نسبت سمندر کے زمین زیادہ گرم ہو جاتی ہے۔ اس لئے زمینی ہوا اوپر کو اٹھتی ہے۔ چنانچہ گرمی کے وقت زمین کی ہوا کے اوپر اٹھنے سے جو جگہ خالی ہوتی ہے اسے پر کرنے کے لئے سمندر کی جانب سے سمندری ہوا خشکی کیطرف لوٹتی ہے۔ یہ سمندری یا بحری ہوا یا نسیم بحری کہلاتی ہے، اور یہ کیفیت عموماً دن کے وقت ہوتی ہے۔

رات کو زمین سمندر سے زیادہ ٹھنڈی ہوتی ہے اس لئے پرسکون اور صاف موسم میں مندرجہ بالا عمل کا الٹ ہوتا ہے۔ یعنی زمین کی طرف سے سمندر کی طرف ہوا چلتی ہے جسے بری ہوا یا نسیم بری کہتے ہیں۔ یہ

گرم

سمندر

زمین

رات (نسیم بری)

سرد

سمندر

زمین

دن (نسیم بحری)
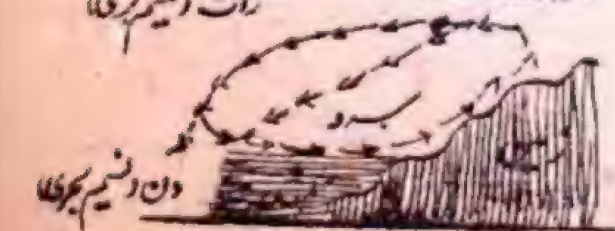
ہوائیں عموماً یورپی سمندروں کے ساحلوں اور بحیرہ قلزم کے مشرقی ساحلوں پر چلتی ہیں۔

جس طرح دن اور رات کے تغیر سے نسیم بحری اور بری پیدا ہوتی ہیں۔ اسی طرح موسموں کے تغیر سے مون سون ہوائیں پیدا ہوتی ہیں۔ یعنی گرمیوں میں سمندر کی نسبت خشکی پر تپش زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے خشکی کی ہوائیں گرم ہو کر اوپر اٹھتی ہیں اور اُن کی جگہ سمندر کی طرف سے ہوائیں چلتی ہیں۔ گویا اسطرح گرمیوں میں سمندر سے خشکی کی طرف ہوائیں چلتی ہیں جنہیں موسم گرما کی مون سون ہوائیں کہتے ہیں۔

اور سردیوں میں اس کے برعکس جب عمل ہوتا ہے۔ تو خشکی سے سمندر کی طرف ہوائیں چلتی ہیں جو موسم سرما کی مون سون ہوائیں کہلاتی ہیں۔

ہند پاکستان، وسطی امریکہ، چین کا جنوبی حصّہ جزائر مشرق الہند، وینزویلا، کولمبیا کے ساحلی علاقے برازیل کے ساحل کا کچھ حصّہ، جزائر غرب الہند، مڈغاسکر جنوب مشرقی افریقہ کا ساحلی علاقہ اور شمالی آسٹریلیا مون سون ہواؤں کے علاقے ہیں۔

گرما کی مون سون ہوا

سرما کی مون سون ہوا
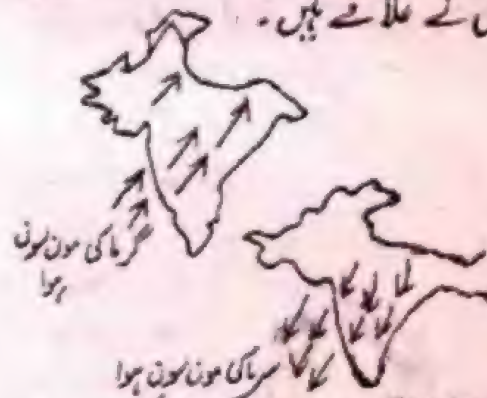
**ہُود علیہ السّلام**۔ ان کو عابر بھی کہا جاتا ہے اور ابن عابر بھی۔ قرآن پاک میں اُن کو عاد کا بھائی کہا گیا ہے۔ اُن کو بھی ملک عرب میں کفار کی ہدایت کے واسطے مبعوث کیا گیا تھا۔ لیکن بہت کم لوگوں نے اُن کی پیروی کی۔ اور بدستور کفر و فسق میں مشغول رہے۔ جب لوگوں کو حضرت ہودؑ نے خُدا کے عذاب سے ڈرایا تو انہوں نے کئی قسم کے تقاضے شروع کر دیئے پہلے تو قحط پڑا لیکن اُس پر بھی اُن کا تکبّر اور کفر دور نہ ہوا۔ آخر اُن کے اوپر تُندُ ہوا کا عذاب آیا۔ دُور سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سیاہ بادل آرہا ہے اور اُس کو دیکھ کر وہ لوگ بہت خوش ہوئے کہ بارش سے قحط دفع ہو جائے گا اور اُن کے باغات بھی سرسبز و شاداب ہو جائینگے۔ لیکن دراصل یہ ایک آندھی تھی جس نے تمام بستی کو تباہ کر دیا۔ صرف حضرت ہودؑ اور اُن کے چند ساتھی بچ رہے۔ حضرت ہودؑ کی عمر ۱۵۰ برس کی ہوئی بقول بعض اُن کی قبر حضر موت (یمن) میں ہے۔ لیکن ابن بطوطہ اُسے جامع دمشق میں بتاتے ہیں۔

**ہولا ہوپ**۔ ایک قسم کا رقص جو پلاسٹک کے ایک حلقے کی مدد سے کیا جاتا ہے رقاص اس سرعت کے ساتھ اپنے پاؤں پر گھومتے ہیں کہ پلاسٹک کا حلقہ نیچے نہیں گرنے پاتا۔ یہ رقص پلاسٹک کی اشیاء کے ایک امریکی تاجر کی اختراع بیان کیا جاتا ہے۔ انڈونیشیا، پولینڈ اور جاپان میں اس رقص پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ یہ رقص نوجوانوں کی متاہل زندگی پر بھی اثر انداز ہونے لگا تھا۔

**ہولی**۔ ہندوؤں کا ایک تہوار بہار کا اصل موسم چیت کے مہینے یعنی ہولی سے شروع ہوتا ہے۔ اس موقع پر رات اور دن برابر ہو جاتے ہیں اور گیہوں کی بالوں میں دانہ پیدا ہوتا ہے۔ اس خوشی میں عورتیں اور مرد مل کر ناچتے اور گیت گاتے ہیں اور ایک دوسرے پر رنگ بھی چھڑکتے ہیں۔ برہمن کہتے ہیں کہ دسہرہ کھشتریوں کا تہوار ہے دیوالی ویشوں کا اور ہولی شودروں کا۔ لیکن اصل میں ہولی۔ ہندوستان کے عوام کا تہوار ہے۔ عام طور پر مشہور ہے کہ یہ تہوار پرہلاد کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ پرہلاد ہرناکیشب نام کے ایک دیت راجہ کا بیٹا تھا۔ جو وشنو کا دشمن تھا۔ ہولکا اُس کی بہن تھی جس سے ہولی کو منسوب کر دیا گیا۔ پرہلاد وشنو کا پجاری تھا۔ باپ نے اُسے قتل کرنا چاہا لیکن کامیاب نہ ہوا آخر وشنو نے نرسنگھ کا روپ دھار کر ہرناکیشب کو مار ڈالا۔

**ہومر**۔ (Homer) یونان قدیم کا ممتاز ترین رزمیہ شاعر جس نے ایلیڈ (Iliad) اور اوڈیسی (Odyssey) نامی نظمیں قلم بند کی ہیں۔ ہومر کی زندگی کے حالات پورے طور پر معلوم نہیں صرف
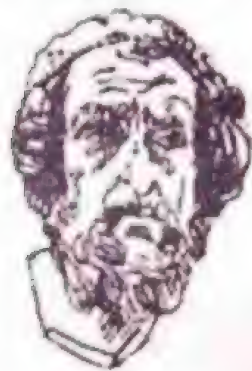
اتنا پتہ چل سکا ہے کہ وہ اندھا تھا۔ اور غالباً شہر بہ شہر اپنی نظمیں گا کر سناتا پھرتا تھا۔ اس کی نظموں کا زمانہ ایک ہزار قبل مسیحؑ اور آٹھ سو قبل مسیحؑ کے درمیان بتلایا جاتا ہے۔

**ہومیوپیتھی** (Homoepathy)؛ بیماریوں اور امراض کے علاج کا ایک طریقہ جس کے حامی اور موئید جرمن ڈاکٹر ہانیمین (Hahnemann) تھے۔ اس طریقہ سے کسی مرض کا ان دوائیوں کی قلیل مقداروں کے ذریعہ سے علاج کیا جاتا ہے۔ جو کسی تندرست آدمی میں اُس مرض کو پیدا کردیں۔ ہومیوپیتھی کا طریق علاج ، ایلوپیتھی (Allopathy) کے مخالف اور بالعکس ہوتا ہے۔

**ہیبیس کارپس ایکٹ** (Habeas Corpus Act)۔

یہ ایک برطانوی قانون ہے۔ جو ۱۶۷۹ء میں بعہد چارلس دوم منظور ہوا۔ اس کی رو سے عدالتوں کو اختیار ہوتا ہے کہ اگر حکومت وقت کسی شخص کو حراست میں لے لے تو عدالت گرفتار شدہ آدمی کو اپنے روبرو طلب کر کے اُس کی گرفتاری کا سبب پوچھ سکتی ہے۔ اور اگر وجہ گرفتاری عدالت کو ناکافی معلوم ہو تو وہ زیر حراست آدمی کو رہا کر سکتی ہے۔ اس طرح ہیبس کارپس ایکٹ کی رو سے کسی شخص کو بلا وجہ گرفتار نہیں کیا جا سکتا۔

اس ایکٹ نے برطانوی شہریوں کو مطلق العنان حکام کی دستبرد سے آناً فاناً ہی محفوظ نہیں کردیا تھا۔ کیونکہ اس سے ملتے جلتے قوانین پہلے بھی موجود تھے۔ ہیبس کارپس ایکٹ نے صرف یہ کیا کہ مروجہ عدالتی کارروائی کو ذرا تبدیل کردیا اور اس کے اطلاق کو توسیع دے دی۔

مشہور ہے کہ جب دارالعوام نے اس قانون کو منظور کر کے دارالامراء کے سپرد کیا تو ایوان بالا میں اس کے مخالف اور حامیوں کی تعداد برابر برابر نکلی۔ جس کی بنا پر لارڈ چانسلر نے دوبارہ گنتی کا حکم دیا جس کے دوران میں ایک بہت موٹے نواب (لارڈ) کو سات آدمیوں کے برابر گنا گیا۔ اور قانون پاس ہو گیا۔ (نیز دیکھو پروانۂ حاضری ملزم)

**ہیٹی** (Haiti) بحیرۂ کریبین (Carabin) میں ایک حبشی جمہوریہ رقبہ ۱۰ ہزار مربع میل ہے اور آبادی ۳۲۰۰۰۰۰ افراد ہے۔ جس میں ۹۰ فی صدی لوگ حبشی نژاد ہیں۔ ۱۴۹۲ء میں کولمبس

نے دریافت کیا۔ جس کی آمد قدیم باشندوں کے لئے پیغام اجل ثابت ہوئی۔ اس کے بعد یہاں حبشی غلاموں کو لا کر بسایا گیا۔ اور جب بحری قزاقوں نے نزدیک کے سمندروں پر گھومنا شروع کیا تو فرانسیسی قزاقوں نے اُسے اپنا مستقر بنایا۔ ۱۶۹۷ء میں یہ جزیرہ فرانس کے قبضہ میں آیا ۱۷۹۱ء میں تو سین لوورچر (Toussaint l'Ouverture) (۱۷۴۳ – ۱۸۰۳) نے جو ایک حبشی تھا، یہاں بغاوت کرا کے تمام سفید فام لوگوں کو تہ تیغ کرا دیا۔ ۱۸۰۱ء سے ۱۸۲۰ء تک اس پر حبشی بادشاہت قائم رہی۔ اس کے بعد یعنی ۱۸۲۰ء میں جمہوریہ بن گیا۔ ہیٹی باشندوں کا مذہب رومن کیتھولک عیسائیت ہے۔ اور اُن پر فرانسیسی ثقافت کے گہرے اثرات ہیں۔ سرکاری زبان بھی فرانسیسی ہے گو عوام ایک ملی جلی زبان بولتے ہیں جسے (Creole) کہا جاتا ہے۔

**ہیرا** (Diamond) کاربن کی ایک ایلوٹراپک (Allotropic) شکل ہوتی ہے۔ اس میں صلابت اور سختی بدرجہ اتم موجود ہوتی ہے۔ شدید حرارت اور گرمی کی بدولت زمین میں (Crystal) کی صورت اختیار کر لیتا ہے دنیا بھر کی ہیرے کی سپلائی کا بیشتر حصہ جنوبی افریقہ اور برازیل سے آتا ہے۔ دنیا کے مشہور و معروف ہیرے یہ ہیں ہوپ بلیو (Hope Blue) کوہ نور، آرلف (Orloff) سٹار آف دی ساؤتھ Star of the South اور کلینان۔ (Cullinan)

**ہیروڈوٹس** (Herodotus) (۴۸۴ – ۴۰۸ ق۔م) یونانی مورخ جسے تاریخ کا باپ خیال کیا جاتا ہے۔ ہیروڈوٹس کا طرز تحریر شستہ ہلکا پھلکا اور سادہ ہے۔ اُسے مورخ ہونے کے علاوہ سیاست کا بھی شوق تھا۔ ہیروڈوٹس نے چار سال ایتھنز (Athens) میں رہ کر ۴۴۳ ق۔م۔ جنوبی

اطالیہ میں بمقام (Thurri) سکونت اختیار کر لی۔

**ہیروشیما** Hiroshima مرکزی جاپان کی ایک بندرگاہ جو جزیروں سے گھری ہوئی ایک حسین خلیج پر واقع ہے اور بہت اہم تجارتی مرکز ہے۔ یہ شہر جاپان میں اپنے نواحی جزیرہ اٹاکو شیما (Itaku-Shema) کی وجہ سے بھی مشہور ہے۔ جسے یہاں کے باشندے بنتن (Benten) دیوی سے منسوب کرتے ہیں۔ یہاں فوجی مستقر بھی ہے۔ ۱۹۴۰ء میں اس کی آبادی ۳۴۳۹۶۸ افراد پر مشتمل تھی۔ یہ دنیا کا پہلا شہر ہے، جس پر امریکہ نے ۶ اگست ۱۹۴۵ء کو ایٹمی بم گرایا جس سے ایک لاکھ ہزار افراد ہلاک و مجروح ہوئے۔ (نیز دیکھو ناگاساکی)

**ہیروگلفک** (Hieroglyphics) (تصویری ابجد) قدیم سے قدیم تصویری نشانات جو تحریروں میں بطور ہجے استعمال کئے جاتے تھے۔ اس قسم کے ابجد قدیم مصریوں نے رائج کئے اور ان میں حروف تہجی کا کام جانوروں کی الٹی پلٹی تصاویر سے لیا جاتا تھا۔ بعد جانوروں کے علاوہ پودوں اور دیگر اشیا کی تصاویر کو بھی شامل کر لیا گیا۔ چنانچہ ہر تصویر کسی خیال یا واقعہ کی نمائندگی کر کے تحریر کا جزو بنتی ہے۔ ان تصویروں کو پہلے زیبائشی خیال کیا جاتا تھا۔ لیکن بعد میں معلوم ہوا۔ کہ یہ تحریریں ہیں، ان کے پڑھنے کی کوششیں بھی شروع میں ناکام ثابت ہوئیں۔ لیکن بالآخر کلید مل گئی۔ اور اب یہ تحریریں بخوبی پڑھی جا سکتی ہیں۔ یہ مصری تحریروں کا حال ہے۔ لیکن اس قسم کی تحریریں میکسیکو میں بھی پائی گئی ہیں۔ جن کا ابھی تک کوئی مطلب نہیں نکالا جا سکا۔ نمونہ تصویری خط کا یہ ہے۔

**ہیروہیٹو** (Hirohito) شاہ جاپان (پیدائش ۱۹۰۱ء) شاہ یوشی ہیٹو (Yoshihito) کا بیٹا ۱۹۲۶ء میں تخت پر بیٹھا۔ اس کے عہد حکومت میں جاپان نے چین پر متعدد حملے کئے اور اس کا بہت سا علاقہ ہتھیا لیا۔ دوسری جنگ عظیم میں جاپان نے محوری طاقتوں کا ساتھ دیا اور ۱۹۴۵ء میں (ایٹم بم کے حادثہ کے بعد) ہتھیار ڈال دیئے۔ جاپانی اسے دیوتا کی طرح پوجتے تھے۔ جنگ کے بعد یہ اپنے غیر معمولی اختیارات سے دستبردار ہو گیا۔ اور اب محض آئینی بادشاہ ہے۔

**ہیسٹنگز وارن** (Warren Hastings) (۱۷۳۲ء تا ۱۸۱۸ء) گورنر جنرل انڈیا۔ ۱۷۵۰ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی ملازمت میں بحیثیت کلرک کے شامل ہوا۔ بنگال کی لڑائی کے دوران میں اس کی خدمات کو کلائیو نے بنظر استحسان دیکھا۔ ۱۷۶۱ء میں کلکتہ کا کونسلر بن گیا۔ ۱۷۶۹ء میں مدراس میں کسی خدمت پر مامور ہوا۔ ۱۷۷۲ء میں بنگال کا گورنر مقرر ہوا۔ ۱۷۷۴ء میں گورنر جنرل ہوا۔ روہیلوں کے خلاف جنگ اور دوسرے واقعات نے لوگوں کو مشتعل کر دیا۔ ۱۷۸۰ء میں فرانسیسیوں اور ان کے اتحادی سلطان حیدر علی والئے میسور کی کوششوں کو ناکام بنا دیا۔ ۱۷۸۵ء میں مستعفی ہو کر واپس ولایت چلا گیا۔ ۱۷۸۸ء میں اس پر جبر و ستم خیانت اور بددیانتی کا مقدمہ چلایا گیا لیکن ۱۷۹۵ء میں بری الذمہ قرار دے دیا گیا۔ زندگی کے آخری سال خاموشی کے ساتھ وطن میں گزارے۔

**ہیضہ** (Cholera) گرم ممالک کے امراض میں سے ایک۔ اس میں بار بار اسہال آتے ہیں اور قے ہوتی ہے۔ جس سے مریض جلد ہی کمزور ہو جاتا ہے۔ اکثر پانی یا سبزیوں میں اس مرض کے جراثیم ہوتے ہیں۔ جن کے کھانے سے ہیضہ ہو جاتا ہے۔ فوراً کسی ڈاکٹر سے رجوع کیا جائے تو جان ضائع نہیں ہوتی۔ ہیضہ ایک وبائی مرض ہے اور تاریخی اعتبار سے بہت پرانا ہے۔ پانچویں صدی عیسوی کی تصنیفات میں بھی اس کا تذکرہ ملتا ہے۔ ۱۴۳۸ء میں احمد شاہ ابدالی کی فوج

اسی وبا سے تباہ ہوئی تھی۔ چیچک کے ٹیکہ کی ایجاد سے اس وبا پر اب بڑی حد تک قابو پا لیا گیا ہے۔ ٹیکہ لگوانے سے انسان ایک سال تک کے لئے اس مرض کے حملہ سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

## ہیگ صلح کانفرنس Hague Conference

انگریزی میں ہیگ کو The Hague لکھتے ہیں۔ نیدرلینڈ کی حکومت کا انتظامی مرکز اور جنوبی ہالینڈ کا صدر مقام۔ یہ شہر تمام ولندیزی شہروں میں متمول ترین سمجھا جاتا ہے۔ یہاں بہت سی شاندار عمارتیں ہیں۔ نیز ہیگ ٹریبونل اور بین الاقوامی عدالتِ انصاف کا صدر مقام ہے۔ آبادی اس کی چھ لاکھ کے قریب ہے۔

ہیگ کانفرنس سے مراد وہ دو بین الاقوامی کانفرنسیں ہیں۔ جو یہاں پر ۱۸۹۹ء اور ۱۹۰۷ء میں منعقد ہوئیں۔ اُن کانفرنسوں میں ایسے ذرائع زیرِ بحث لائے گئے۔ جن سے جنگ ترک ہو جائے یا اُس کے نقصانات کم ہو جائیں۔ چنانچہ پہلی کانفرنس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہیگ ٹریبونل کا قیام عمل میں آیا۔

## ہیگل (Hegel) (۱۷۷۰-۱۸۳۱ء)

جارج ولہیلم فریڈرش ہیگل جرمنی کا ایک مشہور و معروف فلسفی۔ اسے بالعموم نظریہ اضداد کی وجہ سے یاد کیا جاتا ہے اس نظریہ کے مطابق یہ قرار پایا کہ ہر نظریہ اپنی کوکھ سے ایک مخالف نظریہ کو جنم دیتا ہے کارل مارکس پر ہیگل کے نظریات کا بہت گہرا اثر ہوا۔

## ہیل سلاسی (Haile Selassie) (۱۸۹۱ء-)

حبشہ کا فرماں روا جسے ۱۹۳۵ء میں مسولینی کے حملہ کے باعث اپنے تخت و تاج سے محروم ہونا پڑا تھا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد جب اتحادیوں کو فتح نصیب ہوئی ہیل سلاسی کو اُس کا تاج و تخت دوبارہ مل گیا۔ یہ حبشہ کے قدیم شاہی خاندان کا فرد ہے۔

کہتے ہیں کہ اس خاندان کا مورث اعلیٰ حضرت سلیمانؑ اور ملکہ بلقیس کا بیٹا منالک تھا۔

۱۹۶۰ء کے خاتمے اور ۱۹۶۱ء کے اوائل میں ملک حبشہ میں بغاوت رونما ہوئی۔ ان دنوں شاہ حبشہ سیر و سیاحت کی غرض سے ملک سے باہر تھے۔ لیکن اطلاع پاتے ہی دارالحکومت میں واپس آ گئے اور بغاوت کو فرو کر دیا اور تخت و تاج پر مسلط ہو کر امن و امان بحال کر دیا۔

## ہیلن کیلر، ڈاکٹر (Halen Adams Keller, Doctor)

پیدائش ۱۸۸۰ء۔ امریکی مصنفہ۔ الاباما کے مقام میں پیدا ہوئیں۔ ابھی صرف انیس ماہ کی تھیں کہ بوجہ بیماری کے باصرہ اور سامعہ سے محروم ہو گئیں اور قوتِ ناطقہ سے بھی بے بہرہ تھیں۔ مگر اپنی معلمہ سلیوان کی تعلیم و تربیت کے ذریعے بولنے کے قابل ہو گئیں چنانچہ ریڈ کلف کالج بوسٹن سے آنرز کی ڈگری حاصل کی۔ مختلف انسانی عوارض کے دفعیہ کے سلسلہ میں نابینا افراد کی رہنمائی کے لئے سالہا سال تک کام کرتی چلی آئی ہیں، اور سماجی خدمات سر انجام دے رہی ہیں متعدد کتابیں بھی تصنیف کی ہیں۔

## ہیلی کاپٹر (Helicopter)

(ایک قسم کا ہوائی جہاز) جس میں ایک یا زیادہ اٹھانے والے پروپلر (Propellers) ہوتے ہیں۔ جو خود دائیں بائیں گردش کرتے رہتے ہیں۔ اس قسم کا اولین جہاز ۱۹۲۰ء میں نمودار ہوا۔ راؤل ڈی پیسکارا (Raoul de Pescara) نے خود اپنی ایجاد کردہ مشین ۱۹۲۳ء میں کامیابی کے ساتھ چلائی گو ۱۹۳۰ء کے ایک عام ہوائی سفر میں وہ مارے گئے۔ ہیلی کاپٹر کا ایک وصف یہ ہے کہ وہ بمقابلہ عام ہوائی جہازوں کے قریب قریب سیدھا

اور عمودا اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔

**ہیلیم گیس۔** (Helium) ایک عنصر جو گیس کی حالت میں رہتا ہے۔ گو اس کی کثافت کم ہے لیکن یہ آتشگیر نہیں ہے۔ دوسرے عناصر سے مل کر یہ مرکبات نہیں بناتا۔ ہوا سے ہلکا ہونے کی وجہ سے اسے غباروں اور ہوائی جہازوں میں اس وجہ سے استعمال کرتے ہیں کہ یہ ہائیڈروجن اور کول گیس کی طرح آگ نہیں پکڑتا اور اس کے استعمال سے خطرہ کا امکان نہیں رہتا۔ ہیلیم سب سے پہلے زمین سے نہیں بلکہ سورج پر سپکٹرو سکوپ سے مطالعہ کرنے کے بعد دریافت ہوا۔ پٹرول کے قریب کی گیسوں سے اُسے علیحدہ کر لیا جاتا ہے۔ ریڈیم کے ٹوٹنے سے بھی ہیلیم بن جاتا ہے۔

**ہیلن (آف ٹرائے** Helen of Troy) قدیم یونانی دلاطینی دیومالا میں اپنے زمانہ کی حسین ترین عورت تھی۔ سپارٹا کا بادشاہ مینی لوس اس کا شوہر تھا لیکن یا تو پیرس کے ساتھ ٹرائے بھاگ گئی یا پیرس اُسے اغوا کر کے ٹرائے لے گیا۔ یہیں سے جنگ ٹروجن کا آغاز ہوا۔ اس لڑائی کا خاص مقصد ہیلن کو سپارٹا واپس لانا تھا۔ ٹرائے فتح ہونے پر ہیلن اپنے شوہر مینی لوس سے پھر مانوس ہو گئی اور اس کے ساتھ سپارٹا واپس آ گئی۔

**ہیلیو گراف** Heliograph ہیلیو گراف ایک آلہ ہوتا ہے۔ جس میں ایک تپائی پر ایک متحرک آئینہ نصب ہوتا ہے۔ اس آئینے کو آگے پیچھے کرنے سے روشنی کے انعکاس میں تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں اور اُن تبدیلیوں کو بطور نشانات تصور کر کے پیغام رسانی کا کام لیا جاتا ہے۔ اگر مطلع صاف ہو اور سورج چمک رہا ہو۔ تو ۵۰ میل تک پیغام دیا جا سکتا ہے اور اس پیغام رسانی میں کسی دُور بین کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی صرف چمک سے ہی اشارہ دیکھ لیا جاتا ہے یہ امر بخوبی روشن ہے۔ کہ اس قسم کی پیغام رسانی صرف بلند جگہوں پر چڑھ کر ہی کی جا سکتی ہے۔

**ہیلیو میٹر** Heliometer ہیلیو میٹر ایک اور آلہ ہے۔ یہ ایک قسم کی دُور بین ہے۔ جس کے سامنے کا محدب شیشہ دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے ایک نصف کو ایک ستارے پر جما رکھتے ہیں اور دوسرے نصف کو دوسرے ستارے کی طرف۔ اس طرح سے دونوں کا بیک وقت اثر ظاہر ہوتا ہے اور اُن کا مقابلہ یا موازنہ کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح پر ہیلیو سٹاٹ ایک اور آلہ ہے۔ جو سورج کی کرنوں کو متواتر ایک ہی جگہ پر منعکس کرتا رہتا ہے۔

**ہمبرگ۔** (Hamburg) ایک جرمن شہر اور بندرگاہ۔ جو بحیرہ شمالی سے ۷۵ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ ۱۹۳۷ء میں وہ برّی یورپ کی سب سے بڑی بندرگاہ تھی۔ ہمبرگ کے قریب الٹونا کے صنعتی علاقے ہیں۔

ہمبرگ ۸۳۴ء سے آرچ بشپ کا صدر مقام تھا ۱۵۱۰ء میں شہنشاہ میکسی ملین نے اسے آزاد امپیریل شہر قرار دیا اور ۱۸۷۱ء میں وہ جرمن مملکت کی ایک ریاست بن گیا گذشتہ عالمگیر جنگ میں یہ شہر مسلسل ہوائی اور فضائی حملوں کا نشانہ بنا رہا اور جب مئی ۱۹۴۵ء میں اس نے برطانوی سیکنڈ آرمی کے آگے ہتھیار ڈالے۔ تو نصف شہر کی عمارتیں بشمول اسٹیٹ لائبریری، شہر کا تفریحی مرکز اور دریائے ایلب کے نیچے کی سرنگ) راکھ ہو چکی تھیں اور صرف ایک تہائی سے کم حصہ قابل آبادی رہا۔ ۱۹۱۹ء میں قائم شدہ یونیورسٹی کو بھی نقصان عظیم پہنچا لیکن ۱۹۴۳ء میں اس کی دوبارہ تعمیر ہوئی۔ بحری تجارتی کاروں اور صنعتی مراکز کو بھی کافی نقصان پہنچا۔

ہمبرگ کا صوبہ جس کا یہ شہر دارالحکومت ہے۔ خود شہر اور اردگرد کے اضلاع پر مشتمل ہے برطانوی زون میں ہے۔ جسے سات انتظامی علاقوں میں منقسم کیا گیا تھا۔ رقبہ ۲۸۸ مربع میل ہے۔ اور آبادی سترہ لاکھ کے قریب ہے۔ اور اب مغربی جرمنی کا حصہ ہے۔

**ہیمر شولڈ، ڈیگ۔** (Dag Hammarskjoeld) مسٹر ڈیگ ہیمر شولڈ۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل ۲۹ جولائی ۱۹۰۵ء کو سویڈن کے شہر جان کوپنگ میں پیدا ہوئے۔ ۲۱ برس کی عمر میں قانون اور اقتصادیات کی اعلیٰ تعلیم مکمل کی، ۲۹ برس کی عمر میں سٹاک ہالم یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری لی۔ پہلی جنگ عظیم کے زمانہ میں سویڈن کے وزیر اعظم تھے۔ ۱۹۳۵ء میں مسٹر ہیمر شولڈ کو سویڈن کے بنک کا سیکرٹری بنایا گیا۔ ۱۹۳۶ء میں وزارت خزانہ کے

انڈر سیکرٹری مقرر ہوئے اور ۱۹۴۶ء تک اسی عہدے پر فائز رہے۔ اس کے علاوہ ۱۹۴۱ء سے ۱۹۴۸ء تک سویڈن کے بنک کے چیئرمین بھی رہے ۱۹۴۹ء سے ۱۹۵۱ء تک آپ سویڈن کے نائب وزیر خارجہ رہے ۱۹۵۱ء میں وزیر بنے اور ۱۹۵۳ء میں انہیں اقوام متحدہ کا سیکرٹری جنرل منتخب کیا گیا۔

**ہیملاک** (Hamlock) ایک قسم کا زہریلا پودہ، جس کے اجزا دوائی کے طور پر کام آتے ہیں یہ پودا یورپ بھر میں پایا جاتا ہے۔ قدیم زمانے میں مجرموں کو اسی پودے کا جوشاندہ پلا کر ہلاک کیا جاتا تھا چنانچہ جب سقراط کو موت کی سزا دی گئی تو اسے بھی زہر پلایا گیا تھا۔

**ہیمی نوپیٹرا** (Hymenoptera) کیڑوں کے ایک مخصوص خاندان کا اصطلاحی نام جس میں تمام قسم کی شہد کی مکھیاں، زنبور، چیونٹے، بھڑیں، ایچیونمیاں اور آرہ مکھیاں شامل ہیں۔ اُن کے خاص اوصاف اُن کے چار پر ہوتے ہیں۔ سامنے کی جوڑی پچھلی جوڑی سے چھوٹی لیکن سامنے کے پروں کے آنکڑہ نما دندانوں سے پیوستہ۔ اُن کے منہ اور زبان کاٹنے کے ڈھب کے ہوتے ہیں۔ یا کاٹنے اور چوسنے ہر دو کاموں کے ڈھب کے۔ ان کے پیٹ میں ایک خلا سا ہوتا ہے جس کو ڈنگ مارنے اور انڈے رکھنے کے ہر دو کاموں کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اُن کی ۷۰ ہزار کے قریب قسمیں ہیں۔

**ہاین بین** (Henbane) ایک پودا جو برطانیہ اور امریکہ میں عام ہے۔ اس کو زہریلا تمباکو بھی کہتے ہیں۔ یہ آلو کے خاندان سے ہے۔ اور جنگل میں خودرو ہوتا ہے اس کے پھول بھورے زرد رنگ کے ہوتے ہیں جس پر ارغوانی دھاریاں سی ہوتی ہیں۔ اُس کے پتوں سے ایک قسم کی رطوبت حاصل ہوتی ہے جو دواؤں میں بہت کام آتی ہے اور افیم کی جگہ استعمال ہوتی ہے۔

**ہینگ**۔ ایک قسم کے پودے کی جڑوں کو پاچھنے پر ایک بدبودار گوند نکلتا ہے۔ جس کو ہینگ کہتے ہیں۔ افغانستان میں عام ہے۔ لیکن خالص ہینگ شاذ و نادر ہی دستیاب ہوتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ چیز سخت بدبودار ہے۔ اور جس چیز کو چھو جائے اس میں بھی اُس میں بھی اس کی بو سرایت کر جاتی ہے۔ اس لئے مٹی کے آٹے کی ملاوٹ کے ساتھ بیچتے ہیں۔

اصلی ہینگ ہیرا ہینگ کہلاتی ہے۔ اس کی پہچان یہ ہے۔ کہ اس کو کاٹنے سے چمکدار سطح برآمد ہوتی ہے اور گرمیوں میں پگھل کر خود بخود دودھ کی مانند سفید ہوجاتی ہے۔ جراثیم کش ہے۔ کیڑے مکوڑے اور دیمک وغیرہ اس کے نزدیک نہیں آتے۔ پیٹ کی خرابی کو دور کر کے ہاضمہ کو تیز کرتی ہے۔ نیز نزلہ کی بیخ کنی کرنے میں کارآمد ہے۔ بیشمار دوائیوں میں کام آتی ہے۔ یونانی ادویات میں اس کی بہت کھپت ہے۔ ہینگ کو ہنگوزہ یا انگوزہ بھی کہتے ہیں۔

**ہیولاک جنرل** (Havalock General) (۱۷۹۵ء–۱۸۵۷ء) میجر ہنری ہیولاک، فوجی جنرل۔ پیدائش مقام سنڈرلینڈ واقع انگلینڈ۔ برما میں فوجی کمان پر رہے ۱۸۲۶ء جنگ افغانستان (۱۸۳۹ء) میں حصہ لیا۔ ہندوستان کی اولین جنگ آزادی (۱۸۵۷ء) کے موقع پر ایران میں تعینات تھے مگر ہندوستان میں طلب کر لئے گئے۔ کانپور دوبارہ مسخر کیا اور لکھنؤ کو نجات دلائی جلد بعد بعارضہ پیچش فوت ہو گئے۔

**ہیوگو وکٹر** (Victor Hugo) (۱۸۰۲ء–۱۸۸۵ء) فرانسیسی شاعر اور ناول نویس بچپن ہی۔ وکٹر ہیوگو کو فوجی زندگی اختیار کرنے کا شوق چرایا جس کے باعث وہ نپولین بونا پارٹ کی افواج کے ہمراہ اطالیہ اور ہسپانیہ میں گھومتا پھرا۔ ۲۰ برس کی عمر میں اس نے پہلی المیہ تمثیل لکھی اس کے بعد تو، اس نے تمثیلوں، ناولوں اور نظموں کے ڈھیر لگا دئے۔

# ی

**یاجوج وماجوج۔** ایک خونخوار اور جنگجو قوم کا نام ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس قوم کی روک تھام کے لئے ایک ہشت دھاتی دیوار بنائی گئی تھی لیکن یہ لوگ اس دیوار میں بھی رخنے کر کے گھس آتے تھے اور جتنی دیوار دن میں بنتی تھی۔ رات کو اکھاڑ دیتے تھے ان کے کان بڑے بڑے ہوتے تھے اس طرح کہ ایک کان بطور بستر اور دوسرا بطور چادر کے استعمال کر کے سو جاتے تھے اور جو آبادی دیوار کے اسطرف تھی اس کے لئے وبال جان بنے ہوئے تھے۔

مفسرین نے اس قوم کو روسی قزاقوں میں شناخت کیا ہے جو بحیرہ خزر (کیسپین) کے مغرب میں سلطنت فارس کے علاقوں کو پامال کر کے بھاگ جایا کرتے تھے چنانچہ بادشاہ سائرس اول (خسرو) نے جو کیانی خاندان کا پہلا بادشاہ تھا۔ رعایا کی پریشانی دور کرنے کے لئے بحیرہ خزر کے مغربی کنارے کے پہاڑوں کے درے پتھر اور دھات کی دیوار سے بند کرا دیئے اور دیوار میں بحیرہ کے عین کنارے کے قریب ایک دروازہ رکھا جس کا نام "دربند" تھا۔ اس موقعہ پر آج بھی اس نام کا ایک شہر آباد ہے جہاں سیاحوں کے لئے ایک شاندار ہوٹل بنا ہوا ہے۔ یہ دیوار بہت اونچی اور دوہری تھی اور اس کو پار کرنا نہایت مشکل تھا۔ جب سائرس نے یہ دیوار مکمل کر لی تو پھر پہاڑ کے گرد چکر دے کر ان کے ملک پر یورش کی اور ان کے گھر میں جا کر اس قوم کو فنا کر دیا۔

**یادگار خوشی۔** خوشی کی یادگار انفرادی بھی ہوتی ہے اور قومی بھی۔ زندگی میں افراد کو کوئی خاص خوشی یا مسرت کا واقعہ پیش آیا ہو تو اس کی سالگرہ منائی جاتی ہے ملکوں قوموں کو کوئی فتح و نصرت دشمن کے مقابلے پر حاصل ہوئی ہو تو اس کی یاد بھی ایک تقریب یا جشن کی شکل میں منائی جاتی ہے یا کسی قوم کو آزادی نصیب ہوئی ہو تو وہ بھی خوشی کی یادگار کے طور پر سالانہ یا مقررہ وقتوں پر منائی جاتی ہے۔

امریکہ کی آزادی کا اعلان ستمبر ۱۷۸۳ء میں ہوا اور یہ دن امریکہ میں خوشی کی یادگار کے طور پر منایا جاتا ہے پاکستان کو آزادی اگست ۱۹۴۷ء میں حاصل ہوئی چنانچہ ہر سال حکومت یوم استقلال یا یوم آزادی کا جشن مناتی ہے

**یاسمن** (دیکھو چنبیلی)

**یاس یگانہ چنگیزی، مرزا۔** اردو کے ایک منفرد شاعر مرزا واجد حسین نام۔ پہلے یاس تخلص کرتے تھے پھر یگانہ اختیار کیا۔ ۱۸۸۳ء میں عظیم آباد میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم وطن ہی میں ہوئی۔ ۱۹۰۵ء میں لکھنؤ آئے۔ اور یہیں بود و باش اختیار کر لی۔ ان کے کلام کی سب سے بڑی خوبی انداز بیان کی تیزی اور تیکھا پن ہے۔ ادائے خیال کے لئے الفاظ کا انتخاب ایسے سلیقہ اور جدت سے کرتے ہیں کہ قاری مسحور ہو جاتا ہے آپ نے غزلوں کے علاوہ قطعات و رباعیات بھی کہی ہیں اور ان سب میں آپ کی مخصوص انفرادیت جھلکتی ہے۔ دو مجموعے "آیات وجدانی" اور "گنجینہ" شائع ہو چکے ہیں۔ مرزا یگانہ نے کچھ عرصہ حیدر آباد دکن کے دارالترجمہ میں بھی کام کیا تھا مگر تقسیم ملک کے بعد پھر لکھنؤ آ گئے۔

**یافث۔** حضرت نوح علیہ السلام کے تیسرے لڑکے جو طوفان نوح میں بچ گئے تھے انجیل اور تورات میں بھی ان کا ذکر ہے۔ روایات میں ان کی متعلق لکھا ہے کہ حضرت نوح کی تین لڑکے سام، حام اور یافث طوفان میں بچ گئے تھے۔ کشتی میں حضرت نوح مطلق نہیں سوئے لیکن خشکی پر اترنے کے بعد ان کو نیند آ گئی اس وقت ہوا سے ان کا ستر کھل گیا، سام اور یافث نے اس کو ڈھک دیا۔ اس پر انہوں نے دعا دی کہ سام کی نسل سے پیغمبر اور یافث کی نسل سے بادشاہ اور سورما پیدا ہونگے لیکن حام جس نے باپ کا مذاق اڑایا تھا حبشی غلاموں کا جد امجد ہوگا۔ چنانچہ یافث کی اولاد سے ترک اور تاتاری

پیدا ہوئے۔ جنہوں نے تمام دنیا کو تہ و بالا کر ڈالا اور عرصہ تک حکومت کی چنانچہ ان کی نسل میں سب سے زیادہ بادشاہ ہوئے ہیں اور سب سے زیادہ زبانیں بھی انہیں کی نسل بولتی ہے۔

**یاقوت حموی۔** دورِ عباسی کے خاتمہ سے پیشتر مشرق کے مسلمان جغرافیہ دانوں کی سب سے بڑی شخصیت یاقوت ابن عبداللہ الحموی (۱۱۷۹ء تا ۱۲۲۹ء)۔ "معجم البلدان" نام کی جغرافیائی ڈکشنری کے مصنف اور برابر کی اہم ادبی ڈکشنری "معجم الادباء" کے تصنیف کنندہ ایشائے کوچک کے ایک یونانی نژاد گھرانے میں پیدا ہوئے اور بچپن ہی میں انہیں حما کا ایک تاجر شہر بغداد میں لے آیا۔ چنانچہ اسی لئے انہیں حموی کہتے ہیں۔ تاجر نے ان کی تعلیم و تربیت اچھی طرح کی اور متعدد سالوں تک انہیں اپنا سفری کلرک بنائے رکھا اور پھر انہیں آزاد کر دیا۔

یاقوت نے اپنی معاش کی خاطر جگہ جگہ کے چکر لگائے اور قلمی نسخے نقل کرتے رہے اور ان کو فروخت کرتے رہے۔ چنانچہ ۱۲۱۹ء اور ۱۲۲۰ء میں خوارزم کے تاتاری حملے کی وجہ سے انہیں تنگ دھڑنگ دوڑنا پڑا۔ ان کی جغرافیائی ڈکشنری کا اولین مسودہ ۱۲۲۴ء میں تیار ہوا اور اس کی تکمیل ۱۲۲۸ء میں حلب میں ہوئی جہاں ان کی وفات واقع ہوئی۔ "معجم البلدان" جس میں مقامات اور جگہوں کے نام بہ ترتیب حروفِ تہجی مندرج ہیں۔ اور محققانہ انسائیکلوپیڈیا ہے جو علاوہ جغرافیائی علوم و فنون کے تاریخ اور انسانی نسلوں اور نیچرل سائنس کے موضوعات پر ایک گراں قدر مجموعہ اطلاعات ہے۔

**یاک** (Yak) تبت کا بیل۔ جنگلی قسم جو بالعموم سیاہ ہوتی ہے۔ ان پہاڑوں میں پائی جاتی ہے جو یخ بستہ لائن کے قریب واقع ہیں۔ پالتو قسم مختلف رنگوں کی ہوتی ہے مگر عام طور سیاہ اور سفید ہوتی ہے۔ یاک عام بیل کے مشابہ ہوتا ہے۔ لیکن اس کے جسم پر لمبے لمبے اور ریشمی بالوں کی موٹی کھال ہوتی ہے۔ یہ بال جسم سے نیچے کو لٹکے ہوتے ہیں۔ اور کندھوں اور کولہوں پر بمنزلہ حاشیہ وار چادر کے ہوتے ہیں۔ یاک کو بار برداری کے جانور کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے کھیتی باڑی اور آبپاشی کیلئے اسے استعمال نہیں کرتے۔ مادہ یاک کا دودھ اور اس دودھ سے تیار شدہ مکھن تبت کے باشندوں کی ضروری خوراک ہیں۔

**یالٹا۔** (Yalta) جزیرہ نما کریمیا کا ایک صحت افزا اور حسین مقام ہے (جزیرہ نما کریمیا بحیرۂ اسود کے شمالی ساحل پر واقع ہے) ۱۹۴۵ء میں چرچل روزویلٹ اور سٹالین کے درمیان یہیں وہ معاہدہ طے پایا تھا جو معاہدہ یالٹا کے نام سے مشہور ہے

**یتیم۔** (Orphan) وہ بچہ جس کا باپ مر چکا ہو۔ اسلام نے ایسے بچے کو ہر قسم کی مراعات کا مستحق سمجھا ہے چنانچہ قرآن پاک میں خیرات کے سلسلے میں جگہ جگہ اس امر کی ہدایت کی گئی ہے کہ ان کا خاص طور پر خیال رکھا جائے اور ان کو سخت بات بھی نہ کہی جائے چونکہ عرب میں ان کے ساتھ اچھا برتاؤ نہ کیا جاتا تھا اور ان کے ولی جائیدادوں کو خرد برد کر دیتے تھے اس واسطے ان کے مال میں دیانتداری کی بھی خاص ہدایت کی گئی ہے اور ان کی حق تلفی کرنے والوں یا ناروا سلوک کرنے والوں کو دوزخ کی سزا کا مستوجب گردانا گیا ہے۔

یتیم لڑکیوں سے شادی کرنے کی صورت میں ان کے مہر وغیرہ کی ادائیگی کے بارے میں بھی واضح احکام موجود ہیں۔ بلکہ ایک حدیث میں تو ولی کو اس لڑکی سے شادی کرنے کی بھی ممانعت کی گئی ہے جو اس کی تولیت میں ہو کیونکہ اس میں حق تلفی یا جبر کا شائبہ ہوتا ہے اس بارے میں اختلاف ہے کہ بچہ کب تک یتیم رہتا ہے بعض علما نے عمر کی قید لگائی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جب تک وہ اپنے معاملات کو سمجھ کر خود طے کرنے کے قابل نہ ہو جائے یتیم رہتا ہے۔ حضورؐ خود بھی یتیم تھے اس لئے یتامیٰ کے حقوق اور نگہداشت پر شارع علیہ السلام نے خاص طور پر زور

دیا ہے۔

**یثرب** - جزیرۃ العرب میں ایک مقام جہاں یہودی کثرت سے آباد تھے۔ یہ شہر یثرب بن قانیہ نے آباد کیا تھا جو حضرت نوحؑ کے اولاد کی ساتویں پشت میں تھا۔ رسول اکرمؐ نے اس کا نام طابہ اور طیبہ رکھا اور ہجرت کے بعد مدینۃ النبیؐ کے نام سے پکارا جانے لگا۔ گویا "یثرب" مدینہ طیبہ کا پرانا نام ہے۔

**یحییٰ علیہ السلام** - مشہور پیغمبر، باپ کا نام زکریا اور ماں کا نام توراۃ کے مطابق الیزابتھ تھا۔ قرآن پاک میں مذکور ہے کہ حضرت زکریا بوڑھے ہو گئے تھے اور ان کو اپنے رشتہ داروں سے بدسلوکی کا اندیشہ تھا اس لئے انہوں نے خدا سے دعا کی کہ وہ انہیں وارث عطا فرمائے۔ گو ان کی بیوی بانجھ تھیں لیکن خدا نے انؑ کو ایک بیٹے کی بشارت دی اور حکم دیا کہ اس کا نام یحییٰ رکھا جائے۔ کیونکہ پہلے یہ نام کسی کا نہیں ہوا۔ قرآن پاک میں ان کے مناقب اور فضائل جو بیان کئے گئے ہیں یہ ہیں۔ بچپن ہی میں ان کو نبوت عطا کی گئی رحمدلی اور پاکیزگی بخشی، وہ اپنی والدین کے حق میں نیک تھے اور عورتوں سے رغبت نہ رکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ انہوں نے شادی نہیں کی۔

ابن بطوطہ نے لکھا ہے کہ ان کی قبر جامع دمشق میں ہے اور یہی روایت عیسائیوں میں بھی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہ ان کو حضرت عیسیٰ کے حواریوں میں شمار کرتے ہیں اور ان کا نام یوحنا بتاتے ہیں جنہوں نے حضرت مسیحؑ کے آنے کی پیشین گوئی کی تھی۔

**یحییٰ ابن علی** - اندلس میں اموی سلطنت کے انحطاط پر علی ابن حمود نے اپنی مختصر سی مملکت علیحدہ قائم کر لی اور ان کا دور حکومت ۱۰۱۶ء سے ۱۰۱۸ء تک رہا۔ علی ابن حمود خود کو حضرت علیؓ کی اولاد میں سے سمجھتے تھے۔ قرطبہ میں اپنی خلافت کے اعلان سے پیشتر وہ سبوطا اور تنجیر کے گورنر تھے انہوں نے ملاغا کو بھی مسخر کر رکھا تھا۔ جہاں ان کے آٹھ جانشین ۱۰۲۵ء سے ۱۰۵۷ء تک حکومت کرتے رہے۔ علی مذکور کے بیٹے یحییٰ بن علی تھے جنہوں نے ۱۰۲۱ء اور ۱۰۲۵ء تا ۱۰۲۷ء کے دوران میں قرطبہ میں حکومت کی۔

**یحییٰ بن عبداللہ** - یحییٰ بن عبداللہ، علوی تحریک کے بانیوں میں سے تھے اور عباسی خلیفہ، ہارون الرشید کے زمانے میں تھے ان کے بھائی محمد بن عبداللہ المعروف بہ "نفس زکیہ" امام حسنؓ کے پڑپوتے تھے جو خلیفہ ابوجعفر منصور کے زمانے میں ۷۶۲ء میں مدینہ میں قتل کر دئے گئے۔ ان کے ایک دوسرے بھائی ابراہیم بھی کوفہ کے قریب شہید کر دئے گئے اور ان کا سر خلیفہ کے پاس بھیجدیا گیا۔

یحییٰ بن عبداللہ کو ہارون الرشید نے قید کر دیا اور حالت قید میں وفات پائی۔

**یحییٰ بن یحییٰ** - یحییٰ بن یحییٰ ۸۴۹ء عراق کے مصمودہ قبیلے سے تھے اور بغداد میں آ کر امام مالک بن انس کے شاگردوں میں داخل ہوئے اور اندلس میں مالکی فقہ کی ترویج و اشاعت کی روح رواں تھے۔ امام مالک کے مسلک کو اندلس میں یہاں تک فروغ ہوا کہ مسلمانوں نے اپنے مطالعہ کو صرف قرآن پاک اور مؤطا امام مالک تک محدود کر دیا اور ان کے علاوہ وہ اور کسی چیز کی ضرورت نہیں سمجھتے تھے۔

**یحییٰ ابن یعمر** - کنیت ابوسلیمان - قبیلہ لیث آپ حافظ قرآن تھے اور دوسرے دینی علوم میں بھی یکتائے روزگار تھے۔ حدیث کے بھی حافظ تھے کتب احادیث میں آپ کی بے شمار مرویات مندرج ہیں۔

کچھ عرصہ آپ مرو کے قاضی بھی رہے۔ عربی صرف و نحو کے بہت بڑے عالم تھے اور زبان کے لحاظ سے بڑے فصیح اور بلیغ تھے۔ ان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ ابتدا میں قرآن پاک نقطوں سے خالی تھا۔ اور آپ نے الفاظ پر نقطے لگا کر قرأت میں آسانی کر دی۔ ۷۱۹ء میں وفات پائی۔

**یحییٰ برمکی** - خالد برمکی کے بیٹے تھے۔ اور عباسی خلیفہ منصور کے جانشین مہدی (۷۷۵ء - ۷۸۵ء) نے اپنے لڑکے ہارون الرشید کی تعلیم یحییٰ کے سپرد کی

جب ہارون الرشید اپنے بھائی ہادی کی مختصر ۷۸۵ء تا ۷۸۶ء اسی حکمرانی کے بعد مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو انہوں نے یحییٰ برمکی کو جنہیں وہ احتراماً بمنزلہ والد سمجھتے تھے، غیر محدود اختیارات دے کر اپنا وزیر مقرر کیا۔ یحییٰ ۸۰۵ء میں فوت ہوئے اور ان کے دو لڑکے فضل اور جعفر ۷۸۶ء سے ۸۰۳ء تک وزارت اور حکمرانی کے کام پر مامور رہے۔

**یحییٰ علی مولانا**۔ ہندوستان کے شہر پٹنہ کے رہنے والے تھے اور مولانا سید احمد بریلویؒ کے خلفا اور شاگردوں، اور مولانا اسمٰعیل شہید کے ہمعصروں میں سے تھے۔ اپنی پرخلوص مذہبی اور ملی سرگرمیوں اور اسلامی جدوجہد کی پاداش میں کچھ عرصہ جزیرہ انڈمان میں نظر بند رہے۔

**یرقان**۔ (Jaundice) جسم کا پیلا پڑنا۔ آنکھوں کی سفیدی بھی پیلی ہو جاتی ہے اگر تپ جگر سے خارج نہ ہو سکے اور خون میں شامل ہو جائے۔ یا خون کے سرخ دانے اپنا رنگ بدل دیں۔ مریض کو بغیر چکنائی والی غذا ملنی چاہیے۔ عام طور پر مولی مفید ہوتی ہے۔

**یروشلم**۔ (Jerusalem) فلسطین کا ایک شہر اور دارالحکومت جو یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کی نظروں میں تقدیس کا حامل ہے۔ سطح سمندر سے ۲ ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہے شہر دیواروں سے محیط ہے۔ اور چاروں طرف عمیق وادیوں سے محفوظ ہے۔ برطانوی افواج نے اسے دسمبر ۱۹۱۷ء میں مسخر کیا تھا۔ آبادی تقریباً ۱۲ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے جس کا دو تہائی حصہ اصل شہر کی چار دیواری کے اندر ہے۔

**یزدگرد**۔ لغظی معنی جس کے گرد خدا ہو۔ ایرانی بادشاہوں میں تین ایسے بادشاہ ہوئے ہیں۔ جن کا لقب یزدگرد تھا۔ پہلا بادشاہ یزدگرد خبیث کہلاتا ہے وہ ورا ہن چہارم کا بیٹا تھا۔ اور ۳۹۹-۴۲۰ء تک حکمران رہا۔ یہ بہت ظالم اور سفاک بادشاہ تھا اور اخلاقی عیوب کا بھی مجسمہ تھا۔ مشہور ایرانی بادشاہ بہرام گور اسی کا بیٹا تھا۔ واضح رہے کہ یہ سب ساسانی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

یزدگرد دوم یزدگرد اول کا پوتا اور بہرام گور کا بیٹا تھا۔ جس نے ۴۳۸-۴۵۷ء تک سلطنت کی۔ اسی بادشاہ کے جانشینوں میں سے خسرو پرویز نامی بادشاہ ہوا ہے جس نے ۵۹۱-۶۲۸ء تک حکومت کی اور جس کو پیغمبر اسلام نے دعوت اسلام کی چٹھی بھیجی۔ اس چٹھی کو بادشاہ نے پھاڑ کر غصے سے پھینک دیا اور اسلامی سفیر کے ساتھ نہایت سخت کلامی سے پیش آیا۔ حضورؐ نے سنتے ہی سلطنت کی بربادی کی پیش گوئی کی۔

یزدگرد سوم اس خاندان کا آخری بادشاہ تھا جو ۶۳۲ء میں تخت پر بیٹھا اس سال سے آتش پرست اور پارسی لوگ اپنا سن یزدگردی شمار کرتے ہیں۔ یہ سمت سن ہجری کے دس سال بعد شروع ہوا اور اس کے بیسویں سال میں ساسانی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔ عربوں نے اسلامی جھنڈے کے زیر سایہ یورش کر کے ملک پر قبضہ کر لیا اور یزدگرد کی ملکہ شہربانو حضرت امام حسینؓ کی بیوی بنی۔ تمام سادات موجودہ سوائے سادات حسنی کے اسی ملکہ کی اولاد سے ہیں یزدگرد کی تخت نشینی سے پیشتر ملک میں بہت بدامنی تھی لیکن یزدگرد نے اس کو مٹانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا یہی وجہ تھی کہ اس کی تخت نشینی کو اہم شمار کیا گیا۔

**یزید بن ابی سفیان**۔ کنیت ابوخالد لقب خیر۔ حضرت امیر معاویہؓ کے سوتیلے بھائی تھے۔ اور ابوسفیان کی اولاد میں سب سے زیادہ خاموش درویش سیرت اور نیک تھے۔ اسی لئے یزید الخیر آپ کا لقب پڑا۔

فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے سب سے پہلے غزوہ حنین میں شمولیت کی اور بنو فراس کے امیر بنائے گئے۔

حضرت ابوبکرؓ نے شام پر حملہ کرنے کے لیے آپ کو امیر العساکر بنا کر بھیجا۔ وہاں پہنچ کر سب سے پہلے آپ نے خالد بن ولیدؓ کے ساتھ مل کر بصرہ پر حملہ کیا اہل بصریٰ نے صلح کر لی۔ پھر اجنادین میں رومیوں کو شکست دی۔ اردن کی فتح کے بعد ابو عبیدہ بن الجراح نے یزیدؓ کو ساحلی علاقہ کی طرف بھیجا جسے انہوں نے تسخیر کر لیا۔

جنگ یرموک میں آپ اسلامی فوج کے ایک حصہ کے افسر تھے۔ حضرت ابو عبیدہؓ کی وفات کے بعد ۱۸ھ میں حضرت عمرؓ نے آپ کو فلسطین کا حاکم مقرر کیا اس کے بعد آپ ۱۷ ہزار فوج لے کر قیساریہ پہنچے۔ جسے فتح کر کے اپنے بھائی معاویہ کو وہاں کا حاکم بنایا اور واپس فلسطین آ گئے۔ ۱۸ھ کے آخر میں ملک شام میں طاعون کی وبا پھیلی اور آپ بھی اسی کا شکار ہو گئے۔

**یزیدؓ بن عبداللہ البجلی**۔ صحابہ کرام میں سے تھے ان کے بیٹے حمید بن یزید تھے۔ جو اپنے والد سے متعدد حدیثوں کے راوی ہیں۔

**یزید ثالث**۔ بنو امیہ کے خلیفہ مروان (اول) کے بیٹے خلیفہ عبدالملک تھے۔ خلیفہ عبدالملک کے بیٹے ولید (اول) تھے اور ولید (اول) کے بیٹے تھے یزید ثالث ۱۲۶ھ میں تخت نشین ہوئے اسلام کے اولین خلیفہ تھے جو ایک غلام ماں کے بطن سے تھے ان کے دو جانشین بھی فرداً فرداً آزاد شدہ خواتین کے بطن سے تھے۔ یزید ثالث نے اپنے پیشرو ولید ثانی سے تخت و تاج اور مسند خلافت حاصل کی اور اس غرض کے حصول کے لئے انہوں نے یمنی افواج کی اعانت حاصل کی۔

**یزید بن معاویہ**۔ یزید بن معاویہ بن ابی سفیان امیر معاویہؓ کے بعد رجب ۶۰ھ میں تخت نشین ہوا اس کے عہد کا سب سے بڑا واقعہ سانحۂ کربلا ہے اور دوسرا واقعہ عبداللہ بن زبیر کے دعوے خلافت کے بعد یزیدی فوجوں کا مدینہ منورہ پر حملہ کرنا۔ تیسرا واقعہ مکہ کا محاصرہ ہے اس نے ۳ سال ۸ ماہ حکومت کی۔ اور ۱۴ ربیع الاول ۶۴ھ کو انتقال کیا۔

**یزید بن مہلب**۔ بنو امیہ کے خلیفہ سلیمان بن عبدالملک کے ممتاز فوجی جرنیل تھے۔ طبرستان پر ۹۸ھ میں حملہ آور ہوئے اور اسے مسخر کیا۔ خراسان کے حاکم مقرر کئے گئے۔ اموی خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے انہیں بعض الزامات کی بنا پر قید کر دیا اور پھر یزید ثانی کے زمانے میں بغاوت کے الزام میں انہیں قتل کر دیا گیا۔

**یسار**۔ مذہبی روایات پر مبنی اولین تصنیف "سیرۃ رسول اللہؐ" تھی۔ حضور رسول اکرمؐ کے سوانح حیات پر جو محمد بن اسحاق مدنی نے تالیف کی۔ محمد ابن اسحاق کے دادا یسار تھے جو ان مسیحی افراد میں سے تھے جنہیں حضرت خالد بن ولید نے عراق میں عین التمر کے مقام پر ۱۲ھ میں حراست میں لیا تھا۔ اور جو بعد میں مشرف باسلام ہو کر ملت کے ممتاز رکن بنے۔

**یشب**۔ یشب فارسی یشم کا معرب ہے ایک قیمتی پتھر ہوتا ہے رنگ سبز اور چمکدار اکثر دواؤں اور تعویزوں میں بھی کام آتا ہے "یشب" کے پتھر کی "ہولدلی" بھی بنتی ہے۔

**یعقوب علیہ السلام**۔ مشہور پیغمبر حضرت اسحٰقؑ کے صاحبزادے تھے۔ قرآن پاک میں ان کو مجازاً اسحاق کا بھائی کہا گیا ہے کنعان میں قیام تھا انہوں نے دو شادیاں کیں۔ پہلی بیوی سے دس اور دوسری سے دو لڑکے (یوسفؑ اور بنیامین) پیدا ہوئے۔ پہلی بیوی کے لڑکے دوسری بیوی کے بچوں، خصوصاً یوسفؑ سے حسد کرتے تھے۔ اسی دوران میں حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک خواب دیکھا جس سے ان کا حسد اور جلن بڑھ گیا اور انہوں نے ایک روز موقع پا کر حضرت یوسفؑ کو کنویں میں ڈال دیا اور گھر آ کر یعقوبؑ سے بیان کیا کہ انہیں بھیڑیا کھا گیا ہے۔ حضرت یوسفؑ کی جدائی کا ان کو اتنا صدمہ ہوا کہ روتے روتے آنکھیں سفید

ہوگئیں۔ اس عرصہ میں حضرت یوسف جوان ہو گئے اور ملک مصر میں بادشاہ نے ان کو غلہ کی تقسیم پر تعینات کر دیا جب ان کے بھائی غلہ خریدنے کے واسطے مصر پہنچے تو انہوں نے پہچان کر باپ کا حال پوچھا اور اپنی تمیض نشانی کے طور پر باپ کے پاس بھیجی جس سے آپ کو تسکین ہوگئی اور آنکھوں کی روشنی عود کر آئی اس کے بعد سب لوگ کنعان سے ترکِ وطن کر کے مصر چلے گئے۔

بنی اسرائیل کی قوم انہیں کی نسل سے ہے کیونکہ یعقوبؑ کو "اسرائیل" بھی کہتے ہیں۔

**یعقوبی** ۔ یعقوب عربی میں نر کبک یا نر چکور کو بھی کہتے ہیں اور یعقوبی مادہ کبک یا مادہ چکور کو کہتے ہیں" فارسی میں یعقوبی کردن" محاورہ ہے جس کے معنی ہیں عاشقی کرنا" یا محبت اور پیار کرنا اور دل لگانا کبک کی چال مشہور ہے اور نزاکت میں ممتاز ہے۔ فارسی کا شعر ہے۔

کلاغے تگ کبک در گوش کرد
تگ خویشتن را فراموش کرد

اردو محاورہ "کوا چلا ہنس کی چال اپنی بھی بھول گیا" یعنی وہی روش اختیار کرنی چاہئے جس کا انسان فطری طور پر اہل ہو اور استطاعت سے بڑھ کر قدم نہیں رکھنا چاہئے۔

**یکم مئی** ۔ (May I) پہلے وقتوں میں عوامی جشنوں کا روز اور دن جس کی اصل زمانہ قبل از مسیحیت کی جادوگری کی روایات سے ماخوذ ہے۔ ان جشنوں اور محفلی سرتوں اور شادمانیوں میں مے پول (MayPole) ناچ اور موریس (Morris) ناچ شامل تھے۔ یکم مئی اب بین الاقوامی لیبر (International Labour Movement) تحریک کا دن ہے

**یگانہ مرزا** ۔ (دیکھو یاس یگانہ چنگیزی)

**یمن** ۔ (Yamen) جزیرہ نمائے عرب کے شمال مغربی گوشے میں ایک علاقہ اور خطہ۔ شمال میں سعودی عرب اور جنوب میں عدن کا مقبوضہ رقبہ واقع ہے۔ یمن میں عرب کا زرخیز ترین حصہ شامل ہے جس میں بہت زیادہ غلہ اور قہوہ پیدا ہوتا ہے۔ سنہ ۱۹۳۴ء میں برطانوی حکومت نے امام یمن کو یمن کا بادشاہ تسلیم کیا دارالحکومت" صنعا" ہے اور آبادی کوئی ۴۵ لاکھ ہے رقبہ پچتر ہزار مربع میل ہے۔

گذشتہ دور میں "شاہ یمن" کو امام یمن" کہا کرتے تھے۔

**یمین** ۔ عربی لفظ ہے اس کے متعدد معنی ہیں دایاں ہاتھ اور مجازاً رکن سلطنت یا عماد سلطنت یمین قسم یا حلف کو بھی کہتے ہیں محمود غزنوی کو خلیفہ وقت نے" یمین الملۃ والدولۃ" کا خطاب دے رکھا تھا۔ مہاراجہ سر کشن پرشاد آنجہانی سابق وزیر اعظم حیدرآباد (دکن) کو بھی" نظام وقت نے" یمین الدولہ" کا لقب عطا کر رکھا تھا۔

دائیں ہاتھ سے کھانا کھانا چاہئے۔ دائیں ہاتھ کے شامل حال خیر و برکت ہے۔ دائیں ہاتھ سے متعلق ہوتا ہے۔ "خذ بیمینک" دائیں ہاتھ سے لو یا کام کی ابتداء کرو" عربی زبان کا مشہور قول ہے۔ یمین کا لفظ حلف یا قسم کے معنوں میں قرآن پاک میں بھی آتا ہے یمن بمعنی برکت سے یمین" بنا ہے۔

**ینگ سی کیانگ (دریا)** (Yangtse-Kiang-River) چین کا سب سے بڑا اور اہم دریا ہے۔ اس کا منبع سطح مرتفع تبت کی پہاڑیاں ہیں۔ تبت سے نکل کر مشرق کی سمت تقریباً تین ہزار پانچ سو میل بہتا چلا جاتا ہے اور چین کے بہت سے حصے کو سیراب کرتا ہوا ییلو سی (Yellow Sea) میں جا گرتا ہے۔ اس کے بہت سے معاون ہیں جو چین کے بہت سے علاقوں کو سیراب کرتے ہیں۔ اس لئے ان کی معاشی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ ینگ سی کیانگ کے کنارے کئی بڑے بڑے شہر آباد ہیں اور اس میں دہانہ سے لے کر ہانکو تک جہاز رانی ہو سکتی ہے۔

**ینی چری** ۔ (Janisseries) عثمانی ترکوں کی ایک فوج" کو سنہ ۱۳۳۰ء میں اور پھر زیادہ بہتر طریق پر سنہ ۱۳۳۶ء کو تنظیم و تربیت دی گئی۔ یہ سپاہی اپنی جانبازی کے لئے مشہور ہوئے اور نہایت اعلیٰ سپاہی ثابت ہوئے مغربی مورخین کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ابتداً یہ

فوج ایسے سپاہیوں پر مشتمل تھی جو میدان جنگ میں پکڑے گئے اور بیشتر عیسائی تھے۔ ان کی تعداد کم و بیش دس ہزار تھی۔ بعد ازاں اس میں دیگر عیسائی بھی داخل کر لئے گئے۔

اس نظریہ کے برعکس بعض مورخین کا خیال ہے کہ جانثار دراصل ایسے عیسائی نوجوانوں کی فوج تھی جنہیں کم سنی کے عالم میں ان کے گھروں سے اغوا کر لیا گیا تھا۔ اس فوج کو ۱۸۲۶ء میں سلطان محمود دوم کے عہد میں برخاست کر دیا گیا۔

**یوٹوپیا** UTOPIA. ایک رومانوی افسانہ جو ٹامس مور نے ۱۵۱۶ء میں شائع کیا تھا۔ اس میں "یوٹوپیا" نامی ایک فرضی جزیرے کا ذکر ہے جس میں ایک مکمل اور مثالی تمدنی اور سیاسی نظام رائج تھا۔ اب یہ لفظ مثالی یا معیاری مقام یا معاشرت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ نیز اسے ناقابل حصول معیاری معاشرت کے معنوں میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

**یوتھانٹ** U THANT. اقوام متحدہ کے قائم مقام سکرٹری جنرل۔ ۱۹۰۹ء میں برما کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد بحیثیت معلم عملی زندگی کا آغاز کیا۔ ۱۹۴۷ء میں یہ پیشہ ترک کر دیا اور آزاد برما میں انہیں اطلاعات و نشریات کے محکمے کا ڈائرکٹر مقرر کیا گیا۔ ۱۹۵۷ء میں برما کے مندوب اعلیٰ کی حیثیت سے اقوام متحدہ میں بھیجے گئے۔ اور مسٹر ہیمر شولڈ کی موت کے بعد نومبر ۱۹۶۱ء میں انہیں اقوام متحدہ کا قائم مقام سکرٹری جنرل چنا گیا۔

**یورانیم** URANIUM. ایک شعاع ریز اور دھات صفت عنصر جسے دھماکے سے اڑنے والے ایٹم بم میں استعمال کرتے ہیں۔

**یورپ** EUROPA. براعظم یورپ آسٹریلیا کے سوا دنیا کے سب براعظموں سے چھوٹا ہے۔ لیکن علم و سائنس، صنعت و حرفت، ادب اور آرٹ میں دنیا کے سب ملکوں سے بازی لے گیا ہے۔ رقبہ ۴۰۰۰۰۰۰ مربع میل ہے اور کل آبادی ۵۵ کروڑ کے لگ بھگ ہے جن میں بلحاظ کثرت آبادی کیتھولک، گریک آرتھوڈکس اور پروٹسٹنٹ فرقے کے لوگ ہیں۔

دوسری جنگ عظیم کے آغاز سے پہلے یورپ میں کم و بیش ۲۵ خود مختار ریاستیں تھیں، جن میں آئس لینڈ کی بادشاہت، ڈینزگ کا بین الاقوامی شہر، اور پاپائے روم کی ریاست شامل ہیں۔ یورپین تہذیب و ثقافت، سائنس اور آرٹ کی پیشوائی یونان کی تصباتی ریاستوں کے حصہ میں آئی۔ گو اس سے پیشتر کریٹ CRATE. ایک شاندار تہذیب کا گہوارہ رہ چکا تھا۔ تاہم جن شعبوں نے آج ہم یورپ کی سیاسی، ثقافتی، علمی اور فنی زندگی رواں دواں دیکھتے ہیں اس کا پہلا سنگ میل یونانی مملکت ایتھنز ہے جہاں مغربی انسان نے سب سے پہلے عملی طور پر جمہوریت، آزادی، جمالیات اور علمی تجسس کے ملند مینار قائم کئے اور ایسی اقدار و تنیج کیں جو اب دنیا کی غالب اکثریت کو محبوب ہیں۔

یونان کے بعد یورپین تہذیب میں روما نے قابل قدر اضافہ کیا۔ جب مغربی انسان ایک سماجی اور سیاسی زندگی کی تشکیل کر چکا اور اسے ذہنی بلوغت حاصل ہو چکی تو یونان سے مناظرہ فلسطین کی سرزمین سے یہاں ایک ایسا مذہب آیا جو قواعدی ایک معبود ہونے کی بجائے انہیں ایک ایسا مذہبی احساس بہم پہنچاتا اور ان کی زندگی کے دھارے میں بارش لگانے کی بجائے ان کی سماجی زندگی سے ہم آہنگ ہو کر مزید تخلیقی توانائی بہم پہنچاتا تھا۔ روما کی سرزمین پر عیسائیت پھلی پھولی اور اگر اس سے ہیگل کے نظریہ اضداد کے مطابق کوئی عجیب و غریب نظریات اور رسومات معرض وجود میں آئے تو ان کا اثر اطالیہ پر زیادہ اور باقی یورپ پر کم ہوا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پاپائے روم تمام یورپ پر اپنا تسلط نہ جما سکا اور مذہبی عیسائیت کی راہبانہ زندگی پر یورپ کی کثیر آبادی نے کان دھرا۔ عیسائیت کی اشاعت کے ساتھ یونانی اور رومی تہذیب کی بھی نشر و اشاعت ہوتی رہی۔ یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ عیسائی راہب خانوں نے علمی تجسس کو ترقی دی اور جب کہ یورپ پر تاریکی چھائی ہوئی تھی انہوں نے ہسپانوی مسلمانوں کے مقابلہ میں یورپ کو تمدن و

تہذیب سے بہرہ ور کرنے کی کوشش کی پھر اگر عیسائی پادریوں نے یونانی علوم کے بعض پہلوؤں کو دبانے کی کوشش کی تو عربوں کی بدولت جن کی زبان ۸۰۰ء کے قریب سائنس دانوں اور عالموں کی زبان تھی ارسطو اور دیگر عالموں سے اہل مغرب متعارف ہوتے رہے۔ صلیبی جنگوں سے جغرافیائی واقفیت اور بعض دیگر علوم میں اضافہ ہوا۔ ۱۰۹۶ء میں پہلی صلیبی جنگ ہوئی جس کے باعث مغربی دنیا کو کئی ایک ایسے امور کا پتہ چلا جن سے وہ پہلے روشناس نہ تھے اور اس کا وہ اثر ہوا جو سائنس کی ترقی پر ہمیشہ جنگ کا ہوتا ہے۔ ترکوں نے قسطنطنیہ فتح کیا تو اہل علم عیسائی وہاں سے نکل کر دور دراز ملکوں میں یونانی علوم کی کتابیں لے کر چلے گئے اور ان کی بدولت احیائے علوم کا آغاز ہوا۔

واضح رہے کہ ۱۲۰۰ عیسوی سے ۱۷۰۰ عیسوی تک یورپ کے سائنسدان اپنے خیالات کا اظہار لاطینی زبان میں کرتے تھے اس لیے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ احیائے علوم کا اثر ہمہ گیر اور نمایاں ہوا۔ ۱۴۵۰ء میں چھاپہ خانہ کی ایجاد نے سائنسی معلومات اور علوم کو عوام تک پہنچانے میں مدد دی۔ یورپ میں جرمنی فرانس اور برطانیہ نے علم و سائنس کی سب سے زیادہ خدمت کی ہے۔ اس ضمن میں ان قوموں کا تجارت پیشہ ہونا کارآمد ثابت ہوا ہے۔ جس کے باعث یہ ایک دوسرے سے ارزاں تر مال پیدا کر کے سبقت لے جانے کی کوشش کرنے لگیں۔ ۱۹۱۸ء کے بعد یورپ کے ایک حصہ پر اشتمالیت کی حکومت قائم ہو جانے سے یورپی قوموں کی کشمکش بڑھ گئی اور وہ معاشی، سیاسی اور سائنسی میدان میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوششوں میں ہمہ تن مصروف ہو گئیں۔

**یوروگوئے** (URUGUAY) جنوبی امریکہ کی ایک جمہوریہ جس کا رقبہ ۷۲۱۵۳ مربع میل اور آبادی ۳۰ لاکھ ہے۔ سب سے بڑا شہر [illegible] ہے۔ جسے ۱۷۲۶ء میں پرتگالیوں نے تعمیر کیا تھا۔ یوروگوئے کی جمہوریہ کا وجود ۱۸۳۰ء میں منصۂ شہود پر آیا۔ اس سے پیشتر یہ علاقہ برازیل کا ایک حصہ تھا۔

**یوسف علیہ السلام**، پیغمبر، حضرت یعقوب علیہ السلام کے گیارھویں فرزند، چونکہ حضرت یعقوب کو ان سے بہت محبت تھی اس لیے بڑے بھائی ان سے حسد کرتے تھے۔ حضرت یوسف نے خواب میں دیکھا کہ سورج، چاند اور ستارے ان کو سجدہ کر رہے ہیں۔ یہ خواب جب بھائیوں کو معلوم ہوا تو ان کی ناراضی اور بھی بڑھ گئی اور انہوں نے موقع پا کر ان کو پہلے ایک کنوئیں میں ڈال دیا اور پھر ایک قافلہ والوں کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ ان لوگوں نے آپ کو مصر لے جا کر فروخت کر دیا جہاں عزیز مصر نے انہیں خرید کر اپنی ملکہ کو دے دیا تاکہ بطور فرزند کے پالے مگر اس کی نیت درست نہ رہی اس لیے حضرت یوسف وہاں سے بھاگے مگر عورت نے اپنے مکر سے ان کو قید کرا دیا۔

اسی دوران میں مصر کے بادشاہ نے ایک خواب دیکھا جس کی تعبیر کوئی نہ بتا سکا اور آپ ہی نے اس کی صحیح تعبیر فرمائی۔ اس پر بادشاہ مصر نے آپ کو خوراک کی تقسیم پر متعین کر دیا۔ جب ہر طرف قحط کے آثار نمودار ہوئے تو ان کے بھائی بھی غلہ کی تلاش میں کنعان سے مصر آئے۔ اور ان کے ذریعہ سے حضرت یعقوب کو بھی، جو بصدمۂ جدائی سے نابینا ہو گئے تھے ان کا پتہ ملا اور پھر سب کے سب مصر ہی میں آ گئے۔

**یوسف بن تاشقین**۔ مرابطیوں کا طاقتور جرنیل جسے المعتمد والئے اندلس نے بطور اعانت مراکش سے بلایا۔ یوسف بن تاشقین نے جنوبی ہسپانیہ میں بلامقابلہ پیش قدمی کی۔ اپنے عیسائی حریف الفانسو ششم سے نبرد آزما ہوا اور اسے ۱۰۸۶ء میں عبرت آموز شکست دی۔ یوسف بن تاشقین حسب وعدہ پھر افریقہ واپس چلا گیا۔ لیکن تسخیر مملکت کی خواہش اسے پھر اسپین میں لے آئی چنانچہ ۱۰۹۰ء میں وہ غرناطہ میں داخل ہوا اور اگلے سال اس نے کئی دوسرے اہم شہر مسخر کر کے تمام کے تمام اسلامی اسپین پر قبضہ کر لیا سوائے ٹولیڈو کے جو عیسائی تصرف میں رہ گیا اور ماسوائے سارا غوسہ کے جہاں بنو ہود کو رہنے کی اجازت دے دی گئی۔ المعتمد کو مراکش میں بھیجا گیا جہاں اسے انتہائی پابندی اور افلاس کے دن گزارنا پڑے۔

مرابطی دراصل رباط واقع مراکش کی درویشانہ خانقاہ

کے پیروکار تھے اور انہوں نے اشاعت اسلام کے ساتھ ساتھ ملکی اور فوجی اقتدار بھی حاصل کرنا شروع کر دیا اور مذہب اور تلوار کے اتحاد سے شاندار کامیابیاں حاصل کیں۔

یوسف بن تاشفین نے ۱۰۶۱ء سے ۱۱۰۶ء تک حکومت کی وہ مرابطی مملکت کا بانی مبانی تھا۔ ۱۰۶۲ء میں اس نے مراکش نام کا شہر آباد کیا۔ اسپین میں قرطبہ کی جگہ سیول نے لے لی جو مراکش سے اتر کر مرابطیوں کا ثانوی دار الحکومت بنا۔ انہوں نے تمام ملکی اختیارات اپنے لیے محفوظ رکھے اور "امیر المسلمین" کا خطاب اختیار کیا۔ مگر مذہبی اور روحانی معاملات میں عباسی خلیفہ بغداد کے اقتدار کو تسلیم کرتے رہے نصف صدی سے زائد عرصے تک مرابطی طاقت، شمالی مغربی افریقہ اور جنوبی اسپین میں انتہائی اقتدار کی مالک بنی رہی اور تاریک عالم میں بربری لوگوں کی حکومت ایک امتیازی اضافے کا باعث ثابت ہوئی۔

**یوسف ظفر**۔ مشہور شاعر ۱۹۱۴ء میں کوہ مری میں پیدا ہوئے آپ ایک متمول خاندان کے فرد ہیں ابتدائی تعلیم راولپنڈی میں پائی۔ پھر بی۔ اے پاس کیا والد صاحب کی وفات کے بعد زندگی کی تلخیوں سے دوچار ہونا پڑا۔ ۱۹۳۶ء میں محکمۂ نہر میں بطور کلرک ملازم ہوئے۔ پھر "ہمایوں" کے جائنٹ ایڈیٹر ہوئے۔

آپ کا شمار ملک کے اچھے شاعروں میں ہوتا ہے۔ ذوق شعری آپ کو ورثہ میں ملا ہے۔ غزلیں بھی کہی ہیں۔ اور نظمیں بھی۔ تصانیف میں "پھول مالا" اور "روح زندگی" مشہور ہیں۔

"زنداں" اور "زہر خند" دو مجموعہ ہائے کلام بھی شائع ہو چکے ہیں۔

اردو کے نوجوان شعراء میں انہیں نمایاں مقام حاصل ہے۔ اور ان دنوں ان کے فکر و فن کا اصل میدان نظم ہے۔

**یوکرین**۔ (Ukrain) سوویٹ یونین کی ایک جمہوریہ روس کے جنوب مغرب میں واقع ہے اور بحیرہ اسود سے پولینڈ تک پھیلی ہوئی ہے۔ ۱۹۴۵ء میں اس کے ساتھ روتھینیا (Ruthenia) کا علاقہ مستزاد ہوا اور ساتھ ہی کرزن لائن کے مشرق کے پولش رقبے شامل ہوگئے۔ یوکرین کے علاقے میں نشکر اور دوسری اجناس عام ہوتی ہیں۔ ڈینیپر کی کوئلے کی کانیں سوویٹ یونین کے ذخائر میں سب سے بڑھ کر ہیں۔ کچا رہا بھی کانوں سے بکثرت نکالا جاتا ہے۔ ملک روس کا نصف مقدار سے زیادہ رہا اور فولاد یوکرین میں پایا جاتا ہے۔ بڑے بڑے دریا ڈینیپر (Danieper) ڈونیٹز (Donetz) اور بگ (Bug) ہیں۔ دریائے ڈینیپر پر بند بنا ہے جو علاقے کو آبی برقی طاقت مہیا کرتا ہے۔ دار الحکومت "کیف" (Kiev) ہے جو یوکرینی کلچر کا تاریخی مرکز ہے دوسرے اہم شہر خارکوف (Kharkov) اوڈیسہ (Odessa) سٹالینو (stalino) وغیرہ ہیں۔

باشندوں کی اکثریت یوکرینی لوگوں پر مشتمل ہے۔ سرکاری زبان "یوکرینین" ہے۔ یوکرینی ادب "ازمنہ متوسطہ تک چلا جاتا ہے۔ یوکرین کا بہت بڑا قومی ادیب تارس شوچنکو (Taras Shevchenko) ۱۸۱۴ء تا ۱۸۶۱ء تھا۔

یوکرین کو ۱۹۱۷ء میں روسی جمہوریہ قرار دیا گیا۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران اسے جرمن افواج نے پامال کر دیا اور اس کا نقصان عظیم ہوا۔ آبادی کوئی ساڑھے چار کروڑ نفوس پر مشتمل ہے رقبہ ۲۲۶۶۸۸ مربع میل ہے۔

**یوکلپٹس** (Eucalyptus) مرٹیسیا خاندان کا ایک درخت جو اپنی قدرتی حالت میں بالخصوص آسٹریلیا اور تسمانیہ تک محدود ہے۔ ان ملکوں میں اسے "گوند کے درخت" سے بھی موسوم کرتے ہیں۔ آسٹریلین ٹمبر (عمارتی لکڑی) کا نوے فیصدی حصہ یوکلپٹس سے حاصل ہوتا ہے یوکلپٹس میں کوئی چار سو انواع کے درخت شامل ہیں یوکلپٹس کا تیل جو دوائیوں میں مستعمل ہوتا ہے بعض انواع کے پتوں سے کشید آبی کے عمل کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے۔

**یوگوسلاویہ**۔ (Yugoslavia) بلقان کی ایک اشتراکی جمہوریہ۔ رقبہ ۹۱۸۴۲ میل اور آبادی ۲۰۷۷۵۹۸ ہے دار الحکومت بلغراد (Belgrade) ہے قیام جمہوریہ کا

اعلان ۹ نومبر ۱۹۴۵ء کو ہوا۔

**یوم السبت** (Sabbath) بنی اسرائیل کا مقدس دن اور یوم شنبہ جس روز شکار کھیلنا منع تھا۔ خدا نے تعالیٰ نے چھ روز دنیوی کاروبار کے لئے مقرر کئے تھے اور ساتواں دن یعنی ہفتہ صرف عبادت کے لئے مخصوص کر دیا تھا لیکن بنی اسرائیل نے اس حکم کی خلاف ورزی کی۔ انہوں نے سمندر کے کنارے گڑھے کھود دیئے جس سے جمعہ کے روز مد و جزر کے ساتھ مچھلیاں پانی کے ساتھ بہ کر ان گڑھوں میں آ جاتیں اور ہفتہ کے روز یہ انہیں پکڑ لاتے ان کی اس فریب دہی کا انجام یہ ہوا کہ خدا نے ان سے ناراض ہو کر حکم دے دیا کہ تم ذلیل بندر بن جاؤ۔

عیسائیوں کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ خدا نے چھ دن میں کل جہان کو پیدا کیا اور ساتویں دن آرام کیا۔ چنانچہ عیسائیوں کے ہاں اتوار کا دن سبت کا ہے۔ لیکن مسلمانوں کے ہاں اس طرح کا کوئی دن نہیں ہے البتہ جمعہ کی فضیلت ضرور ہے اور اس روز صلوٰۃ الجمعہ بھی پڑھی جاتی ہے۔ لیکن جہاں تک دنیوی کاروبار کا تعلق ہے یہ بندش صرف نماز جمعہ کے وقت تک ہی کے لئے ہے اور جمعہ کی اذان سے قبل یا نماز کے بعد مسلمانوں کو ہر قسم کے کاروبار کی اجازت ہے

**یوم پیدائش** (دیکھو جنم دن)

**یوم تسائل**۔ "تسائل" عربی لفظ ہے اور مادہ اس کا سوال یعنی پوچھ گچھ کرنا ہے۔ قیامت کے دن سے مراد ہے جب کہ دنیا کے انسانی اعمال کے بارے میں پرسش ہو گی۔ (نیز دیکھو "یوم قیامت")

**یوم صلح**۔ (Armistice Day) یہ دن ہر سال ۱۱ نومبر کو اس صلح نامہ کی یادگار کے طور پر منایا جاتا ہے جس کی رو سے ۱۹۱۸ء میں پہلی جنگ عظیم کے اختتام پر جرمنی سے لڑائی بند کی گئی تھی۔

**یوم علم** (Flag Day) ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں ہر سال ۱۴ جون کو قومی جھنڈے کے اعزاز میں قومی چھٹی منائی جاتی ہے اور اسے "یوم علم" کہتے ہیں۔

**یوم قیامت**۔ "یوم القیامۃ" کا لفظ قرآن پاک میں ستر بار آیا ہے قیامت کے دن کے لئے "الساعۃ" کا لفظ چالیس دفعہ آیا ہے "یوم الآخرۃ" چھبیس بار آیا ہے اور "آخرۃ" کا لفظ سو سے زیادہ دفعہ آیا ہے "یوم الدین" بھی آیا ہے "یوم الفصل" چھ بار آیا ہے۔ "یوم الحساب" پانچ دفعہ آیا ہے "یوم الفتح" "یوم التلاق" "یوم الجمع" "یوم الخلود" "یوم الخروج" "یوم البعث" "یوم الحسرۃ" "یوم التناد" "یوم الآزفۃ" "یوم التغابن" "القارعۃ" "الغاشیۃ" "الصاخۃ" "الطامۃ" "الحاقۃ" اور "الواقعۃ" نام بھی آئے ہیں۔

اسلام میں زندگی کا ایک مقصد ہے خدا کے احکام کی اور رسولؐ کی سنت کی پیروی۔ حیات بعد از ممات یعنی قیامت کے دن دنیوی زندگی کے اعمال کا محاسبہ ہو گا اور نیکی کی جزا اور بدی کی سزا ملے گی۔

قیامت کا عقیدہ عیسائیوں کے ہاں بھی ہے اور یہودیوں کے ہاں بھی۔

**یوم شجرکاری** (Plantation Day) یہ دن تمام دنیا کے ملکوں میں منایا جاتا ہے اس دن ہر شخص کوئی نہ کوئی درخت اپنے ہاتھ سے لگاتا ہے ہر ملک کا موسم بہار جدا جدا ہوتا ہے اور چونکہ درخت اکثر بہار میں لگائے جاتے ہیں یا برسات میں۔ اس لئے ہر ملک کا یوم نصب درختاں مختلف ہوتا ہے۔ پاکستان میں فروری مارچ یا اگست ستمبر میں بہار کا آغاز ہوتا ہے اس طرح یوم نصب درختاں سال میں دو دفعہ منایا جاتا ہے گورنمنٹ پاکستان بذریعہ اعلان ایک خاص دن مقرر کر دیتی ہے اور محکمہ زراعت اور محکمہ جنگلات عام درختوں کی داہیں (مثلاً شیشم توت وغیرہ) بلا قیمت یا برائے نام قیمت پر تمام مراکز پر مہیا کر دیتے ہیں اور لوگ انہیں حاصل کر کے لگا دیتے ہیں ہمارے ملک میں شجرکاری کی سخت ضرورت ہے کیونکہ اکثر قطعات

زین اور نہروں کے دو طرفہ کنارے اکثر و بیشتر درختوں کے بغیر نظر آتے ہیں ان پر درخت لگا کر ملک کی دولت میں غیر معمولی اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

**یوم مئی۔** (May Day) پرانے رومی کیلنڈر میں مئی تیسرا مہینہ تھا۔ اور عام خیال یہ ہے کہ یہ مشہور رومی دیوی نمے آیا سے منسوب ہے۔ مے آیا مشتری کی ماں تھی رومی اس مہینے کی پہلی تاریخ کو تہوار مناتے تھے۔ انگلستان میں بھی یکم مئی کو جشن منایا جاتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک خالص موسمی تہوار تھا۔ بعد ازاں اسے مذہبی رنگ دے دیا گیا تھا۔

اس تقریب کی یہ حیثیت انیسویں صدی تک برقرار رہی۔ لیکن اس صدی کے آخر میں ایک ایسا سانحہ پیش آیا جس نے اس تہوار کی نوعیت بدل دی یکم مئی ۱۸۸۶ء کو شکاگو کے مزدوروں نے زبردست مظاہرہ کیا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ اوقات کار میں تخفیف اور اجرتوں میں اضافہ کیا جائے (اس زمانے میں یورپ کے مزدوروں کو طلوع آفتاب سے لے کر غروب آفتاب تک کام کرنا پڑتا تھا) پولیس نے بغیر کسی وجہ کے مظاہرین پر گولی چلا دی جس سے سیکڑوں لوگ ہلاک و مجروح ہوئے اس پر مظاہرین نے ایک کپڑا مقتولین کے خون میں رنگ کر اس کا پرچم بنا لیا اس وقت سے سرخ رنگ مزدوروں کے جھنڈے کا امتیازی نشان قرار پایا اور شکاگو کے مزدور ہر سال یکم مئی کو مقتولین کا سوگ منانے لگے۔ ہوتے ہوتے اس سوگ نے بین الاقوامی حیثیت اختیار کر لی اور ۱۸۹۰ء میں یہ تہوار تمام دنیا میں منایا جانے لگا۔

**یونان۔** (Greece) بحیرۂ روم کی ایک بادشاہت جو اطالیہ اور ترکی کے درمیان واقع ہے رقبہ ۵۰ ہزار مربع میل ہے اور آبادی ۷۷،۰۰،۰۰۰ افراد کے قریب ہے۔ دار الحکومت ایتھنز (Athens) ہے یونان کی سرزمین پہاڑوں میں گھرے ہوئے چھوٹے چھوٹے قطعات اراضی پر مشتمل ہے۔ جن میں چھوٹی چھوٹی جھیلیں اور دریا اس کے قدرتی حسن میں اضافہ کرتے ہیں۔ آب و ہوا خوشگوار ہے باشندے خوش وضع اور خوش کردار ہیں آبادی کی اکثریت کا مذہب (Orthodox Eascern Church) ہے۔ گوتھل اور پاپیرس کے علاقوں میں ۱۲۵۰۰۰ کے قریب مسلمان بھی پائے جاتے ہیں

قدیم یونان کی تاریخ دنیا کی بہترین تاریخ ہے کیونکہ اس کی چھوٹی چھوٹی قصباتی حکومتوں نے ادب، سیاست آرٹ اور سماجی زندگی کی اقدار وضع کیں۔ جو آج بھی دنیا کی غالب اکثریت کے لئے ہدایت و رہنمائی کا کام دیتی ہیں۔ یونان قدیم کی تاریخ بادشاہوں، ان کے محلات ان کی جنگوں، ان کی عمارات کی داستان نہیں۔ بلکہ وہ عام انسانوں کی مجموعی تخلیقات کا ایک عجیب و غریب تاریخی ورثہ ہے۔ سیاسیات میں جمہوریت اور ادب و آرٹ میں زندگی آمیز اقدار یونانیوں کی بے پناہ دماغی صلاحیتوں کی غماز ہیں۔ یونان کے شہر ایتھنز کی گلیوں میں کسی وقت ننگے پاؤں ایک شخص پھرا کرتا تھا۔ جو لوگوں کو سچائی، پاکیزگی اور تحصیل علم کی تلقین کرتا تھا۔ اسی کی سرزمین پر ایک اندھا دانشور ہومر (HOMER) کوچہ بکوچہ بھیک مانگتا تھا۔ اسی اندھے بھکاری نے ایلیڈ (ILLIAD) جیسی لافانی رزمیہ نظم لکھی۔ یونان ہی کی سرزمین میں ارسطو اور افلاطون، زینوفون (XENOPHONE) اور اپی کیورس (EPICURUS) جیسے فلسفی، فیثا غورث اور اقلیدس جیسے ماہرین ریاضی ڈیماستھینز (DEMOSTHENSE) جیسے خطیب ہیروڈوٹس جیسے اولین مورخ اور سافوکلیز (SOPHOCLES) جیسے تمثیل نگار پیدا ہوئے۔ اس کے بہترین سیاستدان سولن (SOLON) اور پیریکلیز (PBRECLES) تھے۔ یہیں ایراٹوستھینز (FRATOSTHENES) جیسا جغرافیہ دان پیدا ہوا جس نے کولمبس سے تقریباً ڈیڑھ ہزار برس پیشتر امریکہ کے قطعۂ زمین کی خبر دی اور دنیائے قدیم کا ایک ایسا نقشہ مرتب کیا جس میں طول بلد اور عرض بلد کے خطوط بھی تھے۔ اس نے زمین کے محیط کا جو اندازہ لگایا تھا۔ اس میں اور آج کے اندازے میں صرف دو سو میل کا فرق ہے۔ اس نے اسکندریہ کے قریب مشرق و مغرب سے آنے والے مروجہ تقویم آپ کی

واسکوڈے گاما سے ۱۰۰۰ برس پہلے بتایا کہ بحر اوقیانوس اور بحر ہند آپس میں منسلک ہیں اور سمندر کے راستہ ہسپانیہ سے ہندوستان کا سفر کیا جا سکتا ہے یہ یونان کی ہی ایک چھوٹی سی ریاست ایتھنز تھی جس نے فارس کی عظیم بحری اور بری طاقت کو میراتھان (Marathan) کے میدان پر ناقابل فراموش شکست دی بعض صاحب الرائے اشخاص تو یہ بھی کہتے ہیں کہ "حضرت عیسیٰؑ کی تعلیم صحیح آب و تاب میں تب نظر آئی جب اس نے یونانی الفاظ کا جامہ پہنا"۔ اور بعض کہتے ہیں کہ روم تہ الکبریٰ کی عظمت کا باعث بھی اسکا یونان کا محکوم اور مفتوح علاقہ تھا۔

یونانی علم طب جس کی بنا جالینوس (Galen) اور بقراط (Hippocretes) نے ڈالی وہ پہلا سائنسی طریق علاج تھا جو لبعد ازاں عربوں کے ہاتھوں میں ترقی پاکر اہل مغرب کی کوششوں سے جدید علم طب (ایلوپیتھی) پر منتج ہوا۔ یونان کا سیاسی زوال مقدونیہ کے فرماں روا فیلقوس کے ہاتھوں ہوا جس نے ۳۳۸ ق م میں فارس کے خلاف یونانی ریاستوں کا وفاق قائم کرنے کے بہانے تمام یونان پر اپنا تسلط جما لیا یونان کے سیاسی اور سماجی نظریات، ادب اور آرٹ کے میدان میں اس کے اصول صدیوں تک یورپ کی تہذیب میں کارفرما رہے۔

سنہ ۱۴۶ ق م یونان پر روم کا قبضہ ہوا۔ تیسری صدی عیسوی میں اس کو ونڈال (VANDALS) اور گاتھ (GOTHS) قبائل نے تاخت و تاراج کیا۔ اس کے بعد سنہ ۱۲۰۴ء تک یہ ملک بازنطینی سلطنت کا حصہ رہا۔ سنہ ۱۴۶۰ء سے سنہ ۱۸۲۱ء تک ترک اس پر قابض رہے سنہ ۱۸۶۳ء میں اس کا تخت ڈنمارک ایک خاندان کے قبضے میں آیا جس کا پانچواں فرمانروا، شاہ پال اوّل یکم اپریل سنہ ۱۹۴۷ء کو تخت نشین ہوا۔ اور وہی موجودہ حکمران ہے۔ یونان کی موجودہ حکومت پارلیمانی طرز کی ہے۔

## یونان اور ترکی کی آبادیوں کا تبادلہ
(GREECE TURKISH EXCHANGE OF POPULATION)

سنہ ۱۹۱۳ء میں یونان اور ترکی کے مابین ایک معاہدہ ہوا جس کے مطابق دونوں حکومتوں نے اپنے اپنے ملک میں بسنے والی یونانی اور ترکی اقلیتوں کا تبادلہ کیا۔ یہ تبادلہ پُرامن طور پر عمل میں آیا اور اس سے صدیوں پرانی عداوت اور تصادم کا وہ سبب ختم ہو گیا جو ان اقلیتوں کی بناء پر پیدا ہو جایا کرتا تھا۔

## یونان کے سات دانشور
(SEVEN SAGES OF GREECE)

اول : ایتھنز کا سولن (SOLON) جس کا مقولہ تھا "اپنے آپ کو پہچانو"۔
دوم : سپارٹا کا چیلو (CHILLO) جس کا قول تھا۔ "انجام کی فکر کرو"۔ سوم : مائلیٹس کا تھیلز (THALES) جس کا کہنا تھا۔ "جو کوئی نفرت کرتا ہے اس کی ضمانت ضروری ہے"۔ چہارم : پرین کا بائی اس (BIAS) جس نے کہا "انسانوں کی غالب اکثریت بری ہے"۔ پنجم : لنڈوس کا کلیوبولس (CLEOBULUS) جس کا قول ہے "انتہا پسندی سے اجتناب کرو"۔ ششم : مٹی لین (MITTILEN) کا پٹیکس (PITTAOUS) جس کا مقولہ ہے "موقت کو پیشانی کے بالوں سے تھامو"۔ ہفتم : کارنتھ کا رہنے والا پیری انڈر (PERIANDER) کا مقولہ تھا "محنت کے سامنے کوئی چیز ناممکن نہیں"۔

## یونانی و لاطینی علم الاصنام (Classical Mythology)

عہد قدیم میں یونانیوں اور لاطینیوں میں بہت سی روایات اور قصے کہانیاں رائج تھیں جن میں عہد ماضی کے مشاہیر کی طاقت، اختیار، جرأت اور ہمت کے واقعات بیان کئے جاتے تھے ان کے خیال میں اچھائی برائی، نیکی، بدی زندگی، کائنات وغیرہ ہر چیز دیوتاؤں اور دیویوں کے اختیار میں تھی اور اس سلسلے میں بھی بہت سے دلچسپ افسانے ان میں رائج تھے۔ رومیوں نے بھی ان دیوتاؤں کو سراہا اور خود اپنی زبان میں ان کے نام رکھے نیز انہوں نے بہت سی کہانیاں اپنی طرف سے بھی اس دیو مالا میں شامل کر دیں۔

## یونسؑ علیہ السلام۔
مشہور پیغمبر۔ تورات میں ان کے باپ کا نام امتائی لکھا ہے۔ قرآن پاک میں ان کے نام پر ایک سورۃ بھی ہے ایک جگہ آپ کو صاحب الحوت اور دوسری جگہ ذوالنون بھی کہا گیا ہے۔ ان کو خدائے تعالیٰ نے کفار کی ہدایت کے لئے مامور کیا تھا مگر وہ ان کے پے در پے انکار سے تنگ آ کر چلے

آئے۔ یہ بات خدا کو ناپسند ہوئی۔ راستے میں دریا تھا۔ جس کو کشتی کے ذریعہ عبور کرنا تھا آپ کشتی ہی میں تھے کہ سخت طوفان آیا سب نے کہا کہ کوئی غلام اپنے آقا سے بھاگا ہوا اس میں سوار ہے اور اسی کی وجہ سے سب پر آفت آ رہی ہے، جب قرعہ اندازی کی گئی تو ان کا نام نکلا اور انہیں سمندر میں پھینک دیا گیا اور ایک بڑی مچھلی ان کو نگل گئی، لیکن آپ اس کے پیٹ میں صحیح سلامت رہے اور مچھلی نے ان کو کنارہ پر آ کر اگل دیا۔ وہاں خدا کی حکم سے کدو کی بیل پیدا ہو گئی جس نے آپ کو ڈھانپ لیا اور وہی آپ کی غذا کا سامان بن گئی۔

**یونیسکو** (دیکھو اقوام متحدہ کا ادارہ تعلیم سائنس اور ثقافت)

**یونین جیک** ۔ (Union Jack) برطانیہ کے قومی نشان کا غلط العام نام۔ دراصل اسے یونین فلیگ (Union Flag) کہنا چاہئے کیونکہ اس جھنڈے سے انگلستان سکاٹ لینڈ اور آئرلینڈ کا مشترکہ جھنڈا مراد ہے
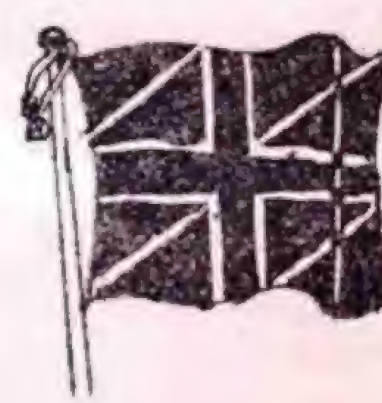
**یونیورسٹی** ۔ (دیکھو دار العلوم)

**یہودا**۔ بکسرہ "ی" و ضمہ "ہ"
(۱) حضرت یوسف علیہ السلام کے بڑے بھائی کا نام اس لفظ کے لغوی معنی ہیں "خدا کی تعریف کرو"
(۲) یہودا۔ زرد رنگ کے کپڑے کو بھی کہتے ہیں جو یہودی لوگ امتیاز کی خاطر اپنے لباس پر سی لیتے ہیں۔

**یہودی**۔ (Jews) سامی النسل لوگ جو اپنے آپ کو حضرت ابراہیمؑ کی اولاد بتاتے ہیں ان کی تاریخ کا آغاز حضرت یعقوبؑ کے خاندان سے ہوتا ہے جب وہ سب فلسطین چھوڑ کر مصر چلے گئے مصر میں ان کے دو صد سالہ قیام کے دوران انہیں انتہائی غربت و مسکنت سے انتہائی عروج و اقتدار حاصل ہوا اس کے بعد یہ لوگ (جنہیں عبرانی بھی کہا جاتا ہے اور جو حضرت یعقوبؑ کے ترک فلسطین سے پہلے ۱۴۰۰ - ۱۲۰۰ قبل مسیح کے درمیان ریگستانی عرب کے ایک خانہ بدوش قبلہ عیبرو کی راکھ سے نکل کر فلسطین میں آ کر آباد ہو گئے تھے) غیر ملکی صاحب ثروت لوگوں کی طرح حسد و نفرت کی نگاہ سے دیکھے جانے لگے فرعون رعمیس دوم (Pharach) ۱۳۰۰ - ۱۲۲۵ ق م کے عہد میں (یہی وہ فرمانروا ہے جس کی لڑکی نے موسےؑ کو پالا تھا) ان پر مظالم ڈھائے جانے لگے جن کی شدت میں روز افزوں اضافہ کے باعث بالآخر یہ لوگ حضرت موسیٰؑ کی قیادت میں بزمانہ فرعون میرنپتاہ (Merenptah) (۱۲۰۸ - ۱۱۸۷ ق۔م) مصر سے وطن موعود کی طرف چل نکلے۔

صاحب الرائے حضرات میں اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ رعمیس اول، سیتی اول رعمیس دوم اور میرنپتاہ کے ظلم و جور سے لبریز زمانوں میں جبر و ستم کا نشانہ بنے رہنے کے بعد جب یہودی جنہیں بنی اسرائیل بھی کہا جاتا ہے خروج پر مجبور ہوئے تو ان کی صحیح تعداد کتنی تھی گو مذہبی روایات کے مطابق ان کی تعداد ۶ لاکھ تھی۔ مگر محققین اس تعداد کو شبہ کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ جب اہل یہود فلسطین پہنچے تو انہوں نے اسے فتح کرنا چاہا۔ مگر پوری طرح کامیاب نہ ہوئے۔ اور اہل کنعان کے مقابلے نے ان کے حوصلے توڑ دیئے اور وہ مختلف گروہوں کی صورت میں آباد ہونے لگے۔ یہودیوں میں سے اکثر لوگ اپنے قائد کے خلاف ہو گئے مگر آہستہ آہستہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہودیوں کے منتشر افراد میں (جنہوں نے سر دست اجتماعیت کی شکل بطور قبائل کے اختیار کی تھی اور ہنوز ہم آہنگ اور کوئی مربوط قوم نہیں بنے تھے) قوم پرستی سرایت کرنے لگی اور وہ ایک ہم آہنگ وسیع گروہ کی صورت اختیار کرنے لگے ادھر ان کے قائد اول نے آنکھیں موندیں اور قیادت یوشوا (Joshua) کے ہاتھ آئی ادھر ان میں یہ طاقت پیدا ہو گئی کہ وہ فلسطین میں آگے قدم بڑھا سکیں چنانچہ ایک زمانہ گزرنے پر ان میں ایک اور مستعد و باہمت راہنما ساؤل پیدا ہوا۔ جو ان کا پہلا بادشاہ

بنا اس کے بعد مسند اقتدار داؤدؑ کو حاصل ہوئی جنہوں نے اپنے ہم نسلوں کو اور بھی طاقتور بنا دیا اس طرح یہودیوں کی اخلاقی تربیت صاحب قانون (شریعت) حضرت موسیٰؑ کے عہد میں ہوئی اور وہ ایک ملت بن گئے۔ ساؤل نے انہیں ایک قوم میں منتقل کیا اور حضرت داؤدؑ نے انہیں سلطنت عطا کی۔ ۹۲۵ ق۔م کے قریب یہودی سلطنت خود مختار حکومتوں میں بٹ گئی اور ان میں تدریجاً انحطاط شروع ہوا۔ ۷۲۰ ق۔م کے قریب اشور نے حملے شروع کئے ۵۸۶ ق م کے قریب بخت نصر نے یہودیوں کو شکست دے کر ان کی گردنوں میں طوق غلامی ڈال دیا اور وہ ہمیشہ کے لئے آزادی سے محروم ہو گئے۔ ۱۴ مئی ۱۹۴۸ء کو ان کی ایک آزاد مملکت جسے اسرائیل کا نام دیا گیا ہے معرض وجود میں آچکی ہے اور وہ خود کو مستحکم اور منضبط کر رہی ہے۔

جنگ عظیم دوم سے پیشتر ان لوگوں کی تعداد



کل دنیا میں ڈیڑھ کروڑ کے قریب تھی لیکن جنگ کے اوائل میں ان کے ۶۰ لاکھ کے قریب افراد نازی جرمنوں کے ہاتھوں تباہ ہوئے۔ ۵۰ لاکھ کے قریب امریکہ میں بستے تھے اور ایک کروڑ کے قریب یورپ میں، جن میں سے ۶ لاکھ جرمنوں نے موت کے گھاٹ اتار دیئے یہ لوگ بہت متمول اور بارسوخ ہیں اور موجودہ زمانے میں سیاسی مقاصد کی بنا پر ان سے ہمدردی کرنے میں امریکی اور انگریز بہت دلچسپی دکھا رہے ہیں اس ہمدردی کے طور پر ان لوگوں کو ان کے قدیم وطن فلسطین میں آباد کر دیا گیا۔ شروع شروع میں صرف ۵ لاکھ چھ ہزار یہودی یہاں آباد کئے گئے۔ لیکن اب ان کی آبادی ۱۲ لاکھ تک پہنچ گئی ہے اور روز بروز بڑھتی جاتی ہے اس ۱۲ لاکھ آبادی کو جگہ دینے کے لئے لاکھوں عربوں کو بلاقصور خانماں برباد کر دیا گیا ہے ؎ (نیز دیکھو اسرائیل اور صیہونیت)

# اُردو انسائیکلوپیڈیا

## اشاریہ

## ب

## پ

## ت

## ح

عنوان — صفحہ

## غ



## ف

## ک

| عنوان | صفحہ |
|---|---|

## ی

# غلط نامہ

| نمبر صفحہ و کالم و سطر علی الترتیب | غلط | صحیح |
|---|---|---|
| ۵۱۹، ۲، ۱۷ | کو | میں |
| ۵۲۰، ۱، ۳۱ | جارج سینٹ | سینٹ جارج |
| ۵۲۰، ۲، ۱، ۲، ۴ | جارج سینٹ | سینٹ جارج |
| ۵۲۰، ۲، ۱۵ | ولدلیں | دلدل |
| ۵۲۴، ۱، ۲۴ | دلچسپ | مشہور |
| ۵۲۵، ۲، ۶ | سولی پر چڑھایا | قتل کر دیا |
| ۵۲۹، ۱، ۱ | کے بچاؤ سے | سے بچاؤ کے لیے |
| ۵۳۱، ۲، ۲ | (EXHAUST PIPE) | (EXHAUST CONE) |
| ۵۳۱، ۲، ۳ | (EXHAUST CONE) | (EXHAUST PIPE) |
| ۵۵۴، ۱، ۱۷ | ینی چری کے جوانوں نے | جان نثار دستے نے |
| ۵۵۴، ۲، ۱۸ | کو | میں |
| ۵۵۴، ۲، ۲۰ | کو | میں |
| ۵۵۴، ۲، ۲۲ | سپہ سالار ڈرابرٹس | سپہ سالار لارڈ رابرٹس |
| ۵۵۶، ۱، ۱۳ | تیرھویں اور بارھویں صدی کا آغاز یا بارھویں عیسوی | |
| ۵۵۶، ۱، ۳۱ | ڑاے | ڑے |
| ۵۵۶، ۲، ۳۴ | (FRANCO RUSSIAN) | (FRANCO PRUSSIAN) |
| ۵۶۶، ۲، ۸ | نے بھی جنم | نے جنم |
| ۵۹۲، ۱، ۱ | ضمن میں سے | ضمن میں |
| ۵۹۲، ۱، ۱۵ | کے پانی | کا پانی |
| ۵۹۲، ۱، ۱۵ | ملتے ہیں | ملتا ہے |
| ۵۹۲، ۱، ۱۶ | ہوتے ہیں | ہوتا ہے |
| ۵۹۲، ۱، ۱۷ | ہوتے ہیں | ہوتا ہے |
| ۵۹۳، ۲، ۳ | ۲۵ حصے چاندی میں، ۷۵ حصے ہوتا | ۷۵ حصے چاندی اور ۲۵ حصے تانبہ |
| ۵۹۳، ۲، ۴ | زمین کے | زمین سے |
| ۵۹۶، ۱، ۱۲ | گھاسوں | گھاس |
| ۵۹۶، ۲، ۳۱ | دین | دہلی |
| ۵۹۶، ۲، ۳۲ | اپنے اپنے | اپنے |
| ۵۹۷، ۱، ۱۲ | چراغاں کی جاتی ہے | چراغاں کیا جاتا ہے |
| ۵۹۷، ۲، ۱۰ | دوائیوں | دواؤں |
| ۵۹۷، ۲، ۳۲ | ان کے علاوہ | اس کے علاوہ |
| ۵۹۷، ۲، ۳۲ | ہر چھاؤنی میں بھی | ہر چھاؤنی میں |
| ۵۹۸، ۱، ۲۳ | آگسٹینن | آگسٹین |
| ۵۹۸، ۱، ۲۵ | آگستین | آگسٹین |
| ۵۹۸، ۱، ۲۵ | زیر تحت | تحت |
| ۵۹۸، ۱، ۳۰ | اصطلاحات | اصلاحات |
| ۵۹۸، ۱، ۳۶ | مزاہم | مزاحم |
| ۵۹۸، ۲، ۱۲ | زیر تحت | تحت |
| ۸۸۸، ۱، ۱۶ | تبھی | نفی |
| ۸۸۸، ۲، ۲۶ | پانی بلا | پانی ملا |
| ۸۸۹، ۲، ۳ | NNG | ING |
| ۸۹۰، ۱، ۲ | نقش قدم پر بنی | نقوش پر تعمیر ہوئی |
| ۸۹۰، ۱، ۱۹ | کالی | کال |
| ۸۹۰، ۱، ۲۲ | عمر قید عمر بھر | عمر قید یا بہر عمر بھر |
| ۸۹۰، ۱، ۲۲ | ہو عملاً | مگر عملاً |
| ۸۹۰، ۱، ۲۵ | (SACCTIOUS) | (SANCTIONS) |
| ۸۹۰، ۲، ۶ | (SISLY) | (SICILY) |
| ۸۹۰، ۲، ۳۰ | (SURFREEE) | (SURFACE) |
| ۸۹۲، ۱، ۳۲ | کار ہا ہے | کار ہائے |
| ۸۹۳، ۲، ۳۷ | پہر | پہرا |
| ۸۹۳، ۲، ۶ | پختہ کام زر | پختہ کار اور |
| ۸۹۳، ۲، ۳۵ | زر آبادی | اور آبادی |
| ۸۹۵، ۱، ۱۱ | کا طریقہ | کا یہ طریقہ |
| ۸۹۵، ۱، ۲۷ | ابو عبیدہ سے | ابو عبیدہ نے |
| ۸۹۶، ۲، ۲۵ | تعبیر بتانے | تعبیر بتانے |
| ۸۹۶، ۱، ۹ | اپنے اجنبی ممالک | اپنے سفیر اجنبی ممالک |
| ۸۹۶، ۱، ۲۶ | نتیا دل | مشترک |
| ۸۹۶، ۲، ۳۳ | مہنگا لیکن سہل الحصول | مہنگا ہوتا ہے مگر وقت اور سریع الحصول ہوتا ہے، مقابلۃً کم صرف ہوتا ہے |
| ۸۹۷، ۱، ۱۵ | اسنے | اتنے |
| ۸۹۷، ۱، ۲۲ | اوڈی پیس | ای ڈی پس |
| ۸۹۷، ۲، ۴ | مدر | قدر |

| نمبر صفحہ وکالم وسطر علی الترتیب | غلط | صحیح |
|---|---|---|
| ۲۰/۱/۸۹۸ | پرواہ | پروا |
| ۳۴/۲/۸۹۸ | کہلاقا | کہلاتا |
| ۳۰/۱/۸۹۹ | اپنے | نے اپنے |
| ۳۷/۱/۸۹۹ | انگلچستان | انگلچستان واسکاٹ لینڈ |
| ۳/۲/۸۹۹ | برطانیہ اعظمے | برطانیہ عظمے |
| ۱۹/۲/۹۰۱ | فوج | سوار فوج |
| ۲۷/۱/۹۰۲ | اسخاص | اشخاص |
| ۳۳/۳۴ /۱/۹۰۲ | شادی نہیں رکھتا | شادی نہیں کر سکتا |
| ۱/۲/۹۰۳ | (RESUTMET) | (RESULTANT) |
| ۱/۱/۹۰۶ | بھی یہ خود سگنل | وہ سگنل یہ خود |
| ۳۴/۱/۹۰۶ | "مجہ" | "نغمہ" |
| ۴/۲/۹۰۶ | نغجے | نغمے |
| ۲۳/۱/۹۰۷ | (SELIUK) | (SELJUK) |
| ۵/۲/۹۰۷ | ترک نثراد ارتقاء ران اسلام | ترک نثراد نوجوانان اسلام |
| ۱۳/۲/۹۰۷ | زمانہ احکومت | زمانۂ حکومت |
| ۱۴/۲/۹۰۷ | ملک شادان | ملک طغرل |
| ۱۹/۲۰ /۲/۹۰۷ | نامدان دچشم و چراغ | خاندان کا چشم و چراغ |
| ۳۴/۲/۹۰۷ | لڑکی | ترکی |
| ۲۷/۲/۹۰۸ | سالفنا مامہ | سلفونا ما بید |
| ۱۴/۱/۹۱۴ | بے روزگاری | روزگار |
| ۱۲/۲/۹۱۴ | سنہ ۱۹۱۲ سے سنہ ۱۹۱۹ تک | سنہ ۱۹۱۹ سے سنہ ۱۹۲۴ تک |
| ۱۳/۲/۹۱۴ | سنہ ۱۹۲۹ سے سنہ ۱۹۳۳ تک | سنہ ۱۹۳۳ سے سنہ ۱۹۳۹ تک |
| ۱/۱/۹۱۸ | پیٹ چلنا | پیٹ جلنا |
| ۲۷/۲/۱۰۳۱ | کے قائم مقام جگہ | کی جگہ |
| ۲۹/۲/۱۰۳۱ | رفست | رفعت |
| ۳۵/۱/۱۰۳۲ | استفادہ حاصل کیا | استفادہ کیا |
| ۷/۲/۱۰۳۲ | سے پاس | کے پاس |
| ۳۴/۱/۱۰۳۳ | نمایا حصّہ | نمایاں حصّہ |
| ۱۰/۲/۱۰۳۳ | مرزجہ | مروجہ |
| ۱۵/۲/۱۰۳۳ | خدما کی پرستش | خدا کی پرستش |
| ۱۸/۱/۱۰۳۴ | مصریع | مصر فتح |
| ۲۳/۱/۱۰۳۴ | آج سے آپ سے سپہ سالار | آج سے آپ سپہ سالار |
| ۳۳/۱/۱۰۳۴ | جنہیں | جن میں |
| ۷/۱/۱۰۳۵ | علم دار | علم بردار |
| ۳۲/۲/۱۰۳۵ | ۱۶ | ۱۲۱۷ |

| نمبر صفحہ وکالم وسطر علی الترتیب | غلط | صحیح |
|---|---|---|
| ۲۰/۱/۱۰۳۵ | ۱۸۵۴ حکومت کی | ۱۸۵۴ء تک حکومت کی |
| ۱۲/۱/۱۰۳۶ | ۹۸-۱۸۹۶ | ۹۸—۱۸۹۶ |
| ۱۴/۲/۱۰۳۶ | (MEBI) | (MEDI) |
| ۳۲/۱/۱۰۳۸ | عبدالقی | عبدالحی |
| ۲۸/۲/۱۰۳۹ | مولوں | امویوں |
| ۱۲/۱۳ /۲/۱۰۴۲ | کمانڈر تھے۔ اس کے بعد وہ پرچم بردار جہاز "جہلم" کے کمانڈر ..... اس | کمانڈر تھے ..... تھے اس |
| ۱۰/۱/۱۰۴۳ | پہلے ترکی کے | ترکی کے پہلے |
| ۲۰/۲/۱۰۴۳ | کرگیا | کرگئے |
| ۱۵/۲/۱۰۴۳ | کتاب کیلئے | کتاب لیلیٰ کے خطوط |
| ۲۶/۲/۱۰۴۳ | معلوم | علوم |
| ۲۹/۲/۱۰۴۳ | ریاستیں | ریاضتیں |
| ۳۴/۲/۱۰۴۳ | نورپچایا ہوا | نور چھایا ہوا |
| ۲/۲/۱۰۴۴ | روز بیان | زور بیان |
| ۲۱/۱/۱۰۴۵ | اس | انھوں |
| ۲۲/۱/۱۰۴۵ | رہا | رہے |
| ۲۳/۱/۱۰۴۵ | اسی | انہی |
| ۲۴/۱/۱۰۴۵ | اس | ان |
| ۷/۱/۱۰۴۶ | سنہ ۱۹۰۴ء کو | سنہ ۱۹۰۴ میں |
| ۱۷/۱/۱۰۴۶ | اوسات | ادبیات |
| ۲۰/۱/۱۰۴۶ | اتمال | اقبال |
| ۳۲/۱/۱۰۷۹ | میں کے فیلو رہے | میں فیلو رہے |
| ۳۲/۱/۱۰۸۰ | نغفد | شگفتہ |
| ۳/۱/۱۰۸۱ | آتا یا جاتا ہے | آتا جاتا ہے |
| ۸/۱/۱۰۸۱ | جزیرہ نما سے سینا | جزیرہ نما سینا |
| ۱۶/۲/۱۰۸۳ | ایک استعمال پسند قوم | ایک استعمار پسند قوم |
| ۲۴/۲/۱۰۸۳ | مسلط | تسلط |
| ۳۴/۱/۱۰۸۴ | تمام ان | ان تمام |
| ۱/۲/۱۰۸۴ | تام طا | تام علاؤ |
| ۱۴/۲/۱۰۸۴ | لیکن علماء نے | لیکن علاؤ نے |
| ۲۰/۲/۱۰۸۴ | بے آب دکیارہ | بے آب وگیاہ |
| ۱۱تا۱۴/۱/۱۰۸۵ | علامہ طبری کی روایت ہے ..... آیا کرتے تھے | یہ پورا فقرہ حذف سمجھا جائے |
| ۱۹/۲/۱۰۸۵ | مائیتی | ماہیتی |
| ۳۰/۱/۱۰۸۶ | لگانے کے لیے | بگلانے کے لیے |
| ۹/۱/۱۰۸۷ | علم جعفر (دیکھو جعفر) | علم جفر (دیکھو جفر) |

| نمبر صفحہ و کالم و سطر علی الترتیب | غلط | صحیح |
| --- | --- | --- |
| ۱۰۸۶، ۱، ۲۶ | اسی قلیل کے | اسی تکمیل کے |
| ۱۰۸۶، ۲، ۱۵ | کی زورِ فکر کا نتیجہ ہے | کے زورِ فکر کا نتیجہ ہیں |
| ۱۰۸۶، ۲، ۲۱ | بین ماہر | بیِن ماہر |
| ۱۰۸۶، ۲، ۲۲ | ہیں | ہیں |
| ۱۰۸۶، ۲، ۳۳ | علم معیشت حیوانات | علم معاشرت حیوانات |
| ۱۰۸۸، ۱، ۳۰ | کشمان خلافت | کتمان خلافت |
| ۱۰۸۹، ۱، ۱۵/۱۶ | مراد ہیں | مراد ہیں |
| ۱۰۸۹، ۲، ۹ | (رقبہ ۵۰۰ ۴ مربع میل) | (رقبہ آٹھ ہزار مربع میل) |
| ۱۰۸۹، ۲، ۱۰ | سنہ ۱۹۱۴ء میں | سنہ ۱۹۱۶ء میں |
| ۱۰۸۹، ۲، ۲۱ | تجدید | تجزیہ |
| ۱۰۹۰، ۱، ۱۷ | رکھا ہے | رکھا تھا |
| ۱۰۹۰، ۱، ۲۷ | روحانی زندگی | روحانی زندگی |
| ۱۰۹۰، ۲، ۳۲ | شہر میں | شہیر |
| ۱۰۹۲، ۱، ۵ | صحابی ہیں | صحابی تھے |
| ۱۰۹۲، ۱، ۷ | آبادی ۵۴ ہزار | آبادی ڈیڑھ لاکھ |
| ۱۰۹۲، ۲، ۳۳ | ریگینت | گینت |
| ۱۰۹۳، ۲، ۶ | عبدالملک کی زندگی | عبدالملک بن مروان کی زندگی |
| ۱۰۹۴، ۱، ۳۲ | سنہ ۱۱۳ھ | سنہ ۱۰۳ھ |
| ۱۰۹۴، ۲، ۱۱/۱۲ | عمر بن عبدالرحمٰن | عمرو بن العاص |
| ۱۰۹۶، ۱، ۱۹ | سنہ ۶۳۲ھ | سنہ ۶۴۲ھ |
| ۱۰۹۶، ۲، ۲۸ | اور سانس وغیرہ | اور لعاب وغیرہ |
| ۱۰۹۸، ۲، ۳۴ | واپس ڈھاکہ ہوئے | ڈھاکہ واپس ہوئے |
| ۱۰۹۹، ۱، ۲۸ | بہ چار کر دیا | بہ چار ترک کر دیا۔ |
| ۱۱۰۴، ۱، ۱۹ | ان | آپ |
| ۱۱۰۴، ۱، ۲۱ | ان کے ساتھ | آپ کے ساتھ |
| ۱۱۰۴، ۱، ۲۱ | ان | آپ |
| ۱۱۰۴، ۱، ۲۲ | ان کے شریک | آپ کے شریک |
| ۱۱۰۴، ۲، ۱۶ | لوگ مگر اپنا | لوگ اسے اپنا |
| ۱۱۰۵، ۲، ۱۷ | (BALDON) | (BALLOON) |
| ۱۱۰۹، ۲، ۲۹ | سنہ ۶۳۵ھ میں ہوا | سنہ ۶۳۹ھ میں ہوا |
| ۱۱۲۹، ۲، ۵ | لاہور میں گزارنا | لاہور ہی میں گذارا |
| ۱۱۳۲، ۱، ۲۸–۱۰۰ | فٹ اونچے | سے ۱۰۰ فٹ اونچے |
| ۱۱۳۳، ۱، ۲۷ | فراخدلانہ پالیسی | فراخدلانہ پالیسی |
| ۱۱۳۸، ۱، ۲ | سنہ ۱۸۹۶ء | سنہ ۱۸۸۶ء |
| ۱۱۳۸، ۱، ۱۸ | سنہ ۱۹۴۸ء | سنہ ۱۹۴۷ء |
| ۱۱۳۹، ۱، ۱۶ | زنیال | زریز دال |
| ۱۱۳۹، ۱، ۱۹ | جو کودک | چوں کودک |

| نمبر صفحہ و کالم و سطر علی الترتیب | غلط | صحیح |
| --- | --- | --- |
| ۱۱۳۹، ۲، ۱۵ | دانش چو قند | و دانش چو قند |
| ۱۱۴۰، ۲، ۲۲ | چاک چو بند | چاق، چو بند |
| ۱۱۴۱، ۱، ۲۰ | بیکار کا کام | بیگمہ کا کام |
| ۱۱۵۹، ۱، ۲۵-۲۶-۲۷ | یہ دونوں ایران و رحیم کے رہنے والے تھے چنانچہ مانی نے ارژنگ نام ایک کتاب لکھی تھی جو آج تک مشہور ہے | علاقہ چین کا ایک مشہور مصور گذرا ہے اور ارژنگ اس کا نگارخانہ یا تصاویر کا البم تھا |
| ۱۱۶۱، ۲، ۶ | رٹوٹ | دنوٹ |
| ۱۱۶۳، ۱، ۶ | اس کو دھوکہ | اس کو دھوکر |
| ۱۱۶۳، ۱، ۳۵ | تقریباً تصاویر | تقریباً تصاویر |
| ۱۱۶۵، ۲، ۲۵ | جلادی ہوتی | جلا دی ہوتی |
| ۱۱۶۶، ۲، ۲۴ | یہ پرندہ بہت کم دیکھنے میں آتا ہے | (یہ فقرہ حذف سمجھا جائے) |
| ۱۱۶۸، ۱، ۲۲ | کی نظر ہو جانا | کی نذر ہو جانا |
| ۱۱۶۸، ۲، ۱۴ | چوتھی صدی | چھٹی صدی |
| ۱۱۶۸، ۲، ۱۵ | سمس (SIMS) | سیموس (SAMOS) |
| ۱۱۶۸، ۲، ۱۶ | کروٹنا (CROTONA) | کروٹن (CROTON) |
| ۱۱۷۴، ۱، ۱۴ | دستہ | گرستہ |
| ۱۱۷۴، ۱، ۱۸ | ثمرائے جہد زرنگ | قرائے جہد زرنگ |
| ۱۱۷۴، ۱، ۱۹ | پیرشدہ | پیرشد |
| ۱۱۷۴، ۱، ۲۰ | عارض چرا | عارضے چرا |
| ۱۱۷۴، ۱، ۲۱ | نم اسیر شد | غم اسیر شد |
| ۱۱۷۴، ۱، ۲۲ | زپا نگندہ | ز پا فگندہ |
| ۱۱۷۴، ۱، ۲۶ | گوہر نبیز | گوہر بیز و |
| ۱۱۷۴، ۲، ۷ | مشکبار بچشم | مشکبار تو بچشم |
| ۱۱۷۶، ۲، ۵ | کابن کی | کاربن کی |
| ۱۱۷۲، ۲، ۷ | برزین الکمین ٹاؤنسوے | ہرزین الکمپٹن |
| ۱۱۷۲، ۲، ۱۹ | دو ہزار مربع میل کے قریب اور آبادی ۶۰ ہزار افراد پر | پانچ ہزار سو مربع میل کے قریب اور آبادی ۲ لاکھ افراد پر مشتمل ہے |
| ۱۱۷۳، ۱، ۱ | اپنے انڈے | اپنے انڈے |
| ۱۱۷۳، ۱، ۱۳ | جسے بلیک برڈ (BLACKBIRD) | جسے بلیک برڈ (BLACKBIRD) کہتے ہیں یہ پرندہ |
| ۱۱۷۳، ۱، ۲۳ | نوشت و خورند | نوشت و خوانند |
| ۱۱۷۴، ۱، ۲ | کھال ایک | کھال کا ایک |

| نمبر صفحہ و کالم و سطر علی الترتیب | غلط | صحیح |
|---|---|---|
| ۱۲۷۴/۲/۲۸-۲۹ | دانے یا آبلے چیچک | دانے آبلے یا چیچک |
| ۱۲۷۵/۲/۲۷ | ضرورت ہوتی ہے | ضرورت نہیں ہوتی ہے |
| ۱۲۷۵/۱/۳۱-۳۲ | انہیں کے ساتھ | انہیں ہاتھوں سے |
| ۱۲۷۵/۲/۵ | بصرہ وغیرہ کے | بصرہ و عراق کے |
| ۱۲۷۶/۱/۱۷ | ہماری پہاڑی | ہمارے پہاڑی |
| ۱۲۷۶/۲/۱۸ | کھیت سے | کھیت ہے |
| ۱۲۷۶/۲/۵ | مشرق یا ادب | مشرق کے ادب |
| ۱۲۷۷/۲/۵ | علم الاصنام کبھی میں | علم الاصنام میں |
| ۱۲۷۷/۲/۷ | غیر مرکی | غیر مرئی |
| ۱۲۷۷/۲/۲۷ | تیار کیا | تیار نہ کیا |
| ۱۲۷۸/۱/۱۱ | سپلائی کی | سپلائی کی |
| ۱۲۷۹/۲/۱۶ | چھ مربع میل | چھ سو مربع میل |
| ۱۲۸۰/۱/۳ | اندر پر پیچھے | اوپر نیچے |
| ۱۲۸۰/۱/۵ | مانگا | ٹانگا |
| ۱۲۸۰/۲/۱۴ | اسم قسم | اس قسم |
| ۱۲۸۰/۲/۳۳ | اس کے اس کے جسم | اس کے جسم |
| ۱۲۸۱/۲/۱۵ | کیبردیہ (GHEROYIL) | کیبرول (CHERYL) |
| ۱۲۸۱/۲/۲۶ | جس کے ۵ لاکھ | جس کی ۵ لاکھ |
| ۱۲۸۳/۱/۳۲ | وہ ہمیشہ ہمیشہ تنگ زبان | وہ ہمیشہ زبان |
| ۱۲۸۳/۲/۲۸ | اچھے اچھے بننے | اچھے بننے |
| ۱۲۸۵/۲/۸ | ۳۶۵ دن کا | ۳۶۰ دن کا |
| ۱۲۸۵/۲/۱۲ | ۶۰۲ ق م | ۶۷۲ ق-م |
| ۱۲۸۶/۱/۱۰ | نہ جنگ کو | وہ جنگ کو |
| ۱۳۹۹/۲/۱۵ | تقریباً ۵ میل | تقریباً ۱۲ میل |
| ۱۴۰۰/۱/۲۰ | جو انسانی پاکیزگی اور تقدس کی رہنمائی کرتی جو مذاہب | جو پاکیزگی اور تقدس کی طرف انسان کی رہنمائی کرتی ہے مذاہب |
| ۱۴۰۲/۱/۱۰ | "مربع المعنی چار | "ربع المعنی چار |
| ۱۴۰۲/۲/۱۲ | نہ ہوگی | ہوگی |
| ۱۴۰۳/۲/۶ | "رجیب المعنی | "رجب بمعنی |
| ۱۴۰۴/۱/۳۴ | علمی نام | قلمی نام |
| ۱۴۰۵/۲/۱۳ | کرتا ہو | کرتا ہو تو |
| ۱۴۰۵/۲/۲۱ | قانونیہ میں | مقننہ میں |
| ۱۴۰۶/۱/۱۰ | تمام ملکوں میں | زیادہ تر ملکوں میں |
| ۱۴۰۹/۱/۲۰ | ۱۹۴۵ء جرمنی | ۱۹۴۳ء میں جرمنی |
| ۱۴۱۳/۱/۳۴ | ۲۰۵ء خلیفہ | ۲۰۵ء میں خلیفہ |

| نمبر صفحہ و کالم و سطر علی الترتیب | لفظ | صحیح |
|---|---|---|
| ۱۴۳۴/۲/۳۷ | وزیر اعظم | وزیر اعلیٰ |
| ۱۴۳۴/۱/۱۷-۱۸ | مدعا علیہ اگر غیر شادی شدہ ہو تو اس کے خلاف معاہدے کی خلاف ورزی کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے۔ | مراد ہے شادی کے معاہدہ کی خلاف ورزی |
| ۱۴۳۵/۲/۳۰ | اور وہاں سے آسمانوں پر | اور وہاں سے جا کر جنت و دوزخ کی سیر آسمانوں پر۔ فرمائی۔ |
| ۱۴۳۸/۱/۱۴ | ۱۵۱۶ء میں | ۱۵۲۶ء میں |
| ۱۴۴۰/۱/۱۱ | ۹۶۳ھ میں | ۹۳۶ھ میں |
| ۱۴۴۰/۱/۱۲ | فرانسس اوّل | فرانسس دوئم |
| ۱۴۴۰/۱/۱۳ | ۹۶۳ سے ۱۲۵۰ء تک | ۹۳۶ سے ۱۵۴۵ء تک |
| ۱۴۴۰/۱/۳۰ | ۹۶۳ تا ۹۷۳ھ | ۹۳۶ تا ۹۷۳ھ |
| ۱۴۴۴/۱/۱ | (REER GUARD) | (REAR GAURD) |
| ۱۴۴۴/۱/۱۴ | ہیں تو | ہیں تو |
| ۱۴۴۴/۲/۲۱ | جلانے کی | جلانے ہیں |
| ۱۴۴۴/۲/۳۱ | لکڑی کے جو | لکڑی کی جو |
| ۱۴۴۴/۲/۲۸ | علاج کرنے سے | علاج مفید ہے |
| ۱۵۴۵/۲/۱۰ | عارضانہ رنگ بھی | عارضانہ رنگ بھی ہے ۱۹۵۶ء میں انتقال کیا |
| ۱۵۴۷/۲/۲۰ | گھٹنوں کو | گھٹنوں کر |
| ۱۵۴۸/۲/۱ | شہروں میں کاریگر | میں کاریگر |
| ۱۵۴۸/۲/۱۵ | وہی جو | وہی ہے جو |
| ۱۵۴۹/۱/۲۷ | (DEPAPTME) | (DEPARTMENT) |
| ۱۵۴۹/۱/۲۸ | محکمہ پبلک ورکس | قائم ہیں، محکمہ پبلک ورکس |
| ۱۵۴۹/۱/۳۳ | ملازمین سرکار | اسٹیٹ آفس ملازمین سرکار |
| ۱۵۴۹/۱/۶ | ہر قسم کے افواج | ہر قسم کی افواج |
| ۱۵۵۱/۲/۲۸ | ایک قانونیہ | ایک مقننہ |
| ۱۵۵۲/۱/۳ | اور قانونیہ | اور مقننہ |
| ۱۵۵۲/۱/۷ | اپنی قانونیہ | اسی مقننہ |
| ۱۵۵۲/۱/۱۲ | صوبائی قانونیہ | صوبائی مقننہ |
| ۱۵۵۴/۲/۱ | اور سیاسی | سیاسی |
| ۱۵۵۵/۱/۲۳ | اور ایک کی | اور ملک کی |
| ۱۵۵۵/۲/۲۷ | ۱۹۴۰ء میں | ۱۹۳۶ء میں |
| ۱۵۵۶/۱/۳۰ | ہیں اس حقیقت میں ہونے کا بھی ثبوت دیا اور | یہ عبارت حذف |

| نمبر صفحہ، کالم و سطر علی الترتیب | غلط | صحیح |
| --- | --- | --- |
| | اس نے اپنی کتاب | سمجھی جائے۔ |
| ۱۵۵۶، ۱، ۱۹ | مغربی اور مشرقی (پاکستان) اور اپنی ریاستوں (امریکہ کو | مغربی اور مشرقی پاکستان کو اور امریکہ نے اپنی ریاستوں (امریکہ کو) |
| ۱۵۹۱، ۱، ۷ | کے قیام پر | کے مقام پر |
| ۱۵۹۱، ۲، ۳ | مسافروں | مسافروں کی |
| ۱۵۹۲، ۲، ۴ | ہوا دیتی ہے | ہوا دیتی ہے |
| ۱۵۹۲، ۲، ۱۱ | تقریباً پینسٹھ ہزار | ساڑھے چھ ہزار |
| ۱۵۹۴، ۱، ۳۴ | اترتے پڑھتے | اترتے چڑھتے |
| ۱۵۹۷، ۲، ۱ | ہوجائیں گی | ہوجائیں گے |

| نمبر صفحہ، کالم و سطر علی الترتیب | غلط | صحیح |
| --- | --- | --- |
| ۱۵۹۹، ۱، ۱۶ | بعد جانوروں | مابعد جانوروں |
| ۱۶۰۱، ۲، ۳۳، ۳۴ | پہلی جنگ عظیم کے زمانے میں سر [illegible] کے وزیر اعظم تھے | یہ فقرہ حذف سمجھا جائے |
| ۱۶۰۲، ۲، ۱ | اس میں بھی اس میں | اس میں |
| ۱۶۰۳، ۲، ۲۲ | نوح کی تین لڑکے | نوح کے تین لڑکے |
| ۱۶۰۳، ۲، ۲۹ | اور دے | اولاد سے |
| ۱۶۰۴، ۱، ۱۷ | ۱۳۱۹ء اور ۱۲۴۰ء میں | ۱۲۱۹ء اور ۱۲۲۰ء میں |
| ۱۶۰۴، ۱، ۲۰ | ۱۲۴۶ء میں | ۱۲۲۸ء میں |
| ۱۶۰۵، ۱، ۱۸ | وہ اپنی والدین | وہ اپنے والدین |